پیغمبرِ اسلامؐ کے حضور میں

عقیدت کے چند پھول

(از جناب رائے صاحب رگھوناتھ سہائے جی ہیڈ ماسٹر دیال سنگھ سکول۔ لاہور)

جناب رائے صاحب رگھوناتھ سہائے جی ہیڈ ماسٹر دیال سنگھ سکول لاہور برہمو سماج کے نہایت فاضل اور قابلِ احترام بزرگ ہیں۔ اپنے غیر متعصبانہ طرزِ عمل۔ پاکیزہ خیالات اور تعلیمی و اصلاحی خدمات کی وجہ سے تمام حلقوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ جلسہ نمبر کے لئے آپ سے بھی مضمون کی درخواست کی گئی تھی۔ جس کے جواب میں محترمی سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب کی وساطت سے مندرجہ ذیل مضمون موصول ہوا۔ لیکن یہ مضمون ہمیں اس وقت ملا۔ جب اخبار کی آخری کاپی بھی پریس جا چکی تھی۔ مجبوراً جلسہ نمبر میں شائع نہ ہو سکا اب پیش کیا جاتا ہے۔ اس مجبوری تاخیر کا ہمیں افسوس ہے۔ فاضل مضمون نگار نے اپنے مضمون میں جن پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا ہے وہ تمام ہندوستانیوں کے بغور مطالعہ اور مخلصانہ توجہ کے مستحق ہیں۔ (مدیر)

افسوس کہ میں بوجہ اپنی طویل علالت کے قابلِ عزت پیغمبرِ اسلامؐ کے متعلق کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن چونکہ میرے دوست اور برادر عزیز سید غلام مصطفےٰ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور اس بات پر بہت مصر ہیں کہ میں ضرور کچھ لکھوں۔ اس لئے چند سطور لکھ کر حاضرِ خدمت کرتا ہوں۔

برہمو سماج کے عقیدہ کے مطابق خداوند تعالیٰ ہر ایک ملک و قوم میں اس کی ضرورت کے مطابق اپنے برگزیدہ بندے بھیج کر اس ملک و قوم کی بھلائی اور بہبودی کے سامان پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ اسی اصول کے مطابق عرب جیسے ملک میں جہاں بت پرستی۔ قماربازی۔ شراب خوری۔ دختر کشی اور دیگر عیبوں کا زور تھا۔ اور جہاں کے باشندے وحشیوں سے بدتر زندگی بسر کرتے تھے۔ خدا نے حضرت محمد صاحب جیسے شیر مرد کو بھیج کر اس ملک و قوم کی بہت ہی قلیل عرصہ میں کایا پلٹ دی۔ اور ایک نئی فضا پیدا کر دی۔

مجھے افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے لوگ اپنے ہی بزرگوں اور پیغمبروں کو بہترین خیال کرتے ہیں۔ اور یہ کوشش نہیں کرتے کہ دوسرے مذاہب کے رہبروں اور رہنماؤں کے سوانح حیات کا مطالعہ کریں اور معلوم کریں کہ انہوں نے کیا کیا کام کئے اور کیا کیا مصائب اٹھا کر دنیا کو فائدہ پہنچایا ہے۔ اگر لوگ ایسا کرتے تو وہ خونریزیاں اور مظالم جو دنیا میں مذہب کے نام پر ہوتے ہیں نظر نہ آتے۔

پیغمبرِ اسلام کے متعلق غیر مذاہب کے لوگوں کے دلوں میں بہت کچھ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن اگر لوگ ان کی زندگی کے مختلف واقعات اور ان حالات و مشکلات کا جن میں انہیں کام کرنا پڑا ٹھنڈے دل سے بغور مطالعہ کریں۔ تو وہ ضرور اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ باوجود اختلافات کے حضرت صاحبؐ دنیا کی ان بزرگ اور اعلیٰ ہستیوں میں سے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ وقتاً فوقتاً اس دنیا میں [illegible] تاریکی اور جہالت دور کرنے کے لئے بھیجتا ہے۔

جب حضرت صاحبؐ نے خدا کے حکم کے بموجب دنیا میں بت پرستی کے برخلاف جہاد شروع کیا تو ان کی قوم کے لوگ جو بت پرستی کے دلدادہ تھے۔ ان کے جانی دشمن ہو گئے۔ اور ان کے چچا کے پاس جا کر شکایت کی۔ طرح طرح کی دھمکیاں دی گئیں۔ اور ساتھ ہی یہ لالچ بھی دیا گیا کہ اگر آپ کا بھتیجا حکومت اور دولت و ثروت کا خواہشمند ہے تو ہم اسے اپنا حاکم بنانے کو تیار ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ ہمارے بتوں کی مذمت کرنا چھوڑ دے۔ تو حضرت صاحبؐ نے کہا کہ اگر مجھے اتنا بڑا آدمی بنا دیا جائے کہ میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے میں سورج ہو تو بھی میں خدا کے حکم کے برخلاف نہیں چل سکتا۔ لوگوں کو اختیار ہے جیسا چاہیں سلوک کریں۔

بچپن سے آنحضرتؐ کو دوسروں کی بھلائی کرنے لوگوں کے لڑائی جھگڑے رفع کرنے، غریبوں اور محتاجوں کی امداد کرنے کا خاص شوق تھا۔ شروع سے ہی انہیں قدرتی نظارے دیکھ کر خداوند تعالیٰ کی عظمت و جلال کا مطالعہ کرنے کی عادت تھی۔ چنانچہ اکثر جنگلوں میں اور پہاڑوں میں جا کر غور و خوض کرتے۔ اور خدا سے دعا مانگا کرتے تھے۔ اپنے ملک کی گفتہ بہ حالت دیکھ کر اکثر غمگین رہتے تھے۔ اور بار بار خدائے ذوالجلال سے دعا مانگتے کہ اے خدا! میرے ہموطنوں کو تمام خرابیوں سے نجات دے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت صاحبؐ کو اسلام کی حفاظت کیلئے کئی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ لیکن انہوں نے اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں اپنے مخالفین سے کسی قسم کا انتقام لینے کا خیال بالکل موجود نہ تھا۔ بلکہ وہ کسی اعلیٰ غرض کو مدِ نظر رکھ کر جنگ کرنے پر آمادہ ہوتے تھے۔ چنانچہ جب ابوجہل پر فتح پائی تو بہت سے لوگ قید ہو کر ان کے حضور میں پیش ہوئے۔ تو حکم دیا کہ وہ کچھ عرصہ مدینہ میں رہ کر مسلمانوں کو پڑھائیں۔ پھر اپنے وطن کو چلے جائیں۔ مسلمانوں کو حکم ہوا کہ وہ قیدیوں کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کریں اور انہیں عزت و احترام سے رکھیں۔ چنانچہ مسلمان خود پیدل چلے۔ اور قیدیوں کو گھوڑوں پر سوار کرایا۔ قیدیوں کو گیہوں کی روٹی دی۔ اور خود کھجوریں کھا کر گزارہ کیا۔

اسی طرح جب قریش پر فتح کامل حاصل کی۔ اور مکہ میں گئے۔ تو ہر شخص کہتا تھا کہ اب مکہ میں قتلِ عام کا حکم ہو جائے گا۔ مخالفین کو سخت اذیتیں پہنچائی جائیں گی۔ حضرت محمدؐ صاحب لوگوں سے خوب بدلہ لیں گے۔ لوگ شہر سے بھاگنے کو تیار ہو گئے۔ مگر آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ آج بدلہ لینے کا دن نہیں ہے بلکہ شفقت اور رحمت کا دن ہے۔ میں تمہارا دشمن ہو کر نہیں آیا۔ تم سے کسی قسم کا بدلہ نہیں لوں گا۔ بلکہ تم سے ایسا سلوک کروں گا جیسا یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔

اسی طرح انہوں نے اس یہودی کو جس نے انہیں دعوت میں زہر دیا تھا معاف کر دیا۔ ابوجہل کے لڑکے کو جس نے دو بے گناہ مسلمانوں کو قتل کر دیا تھا اس کی بیوی کے معافی مانگنے پر بالکل معاف کر دیا۔ اسی طرح اس حبشی کو جس نے آپ کے چچا حمزہؓ کا گلا کاٹا تھا معاف کر دیا۔

جنگ کے دوران میں ان کا زبردست حکم تھا کہ بوڑھوں۔ بچوں۔ عورتوں اور مذہبی واعظوں کو بالکل ایذا نہ پہنچائی جائے۔ پھلدار درختوں کو نہ کاٹا جائے۔ عبادت گاہیں مسمار نہ کی جائیں۔ ہری بھری کھیتیوں کو ہرگز نہ نقصان پہنچایا جائے۔

وہ قدرتاً یہ چاہتے تھے کہ [illegible]
مذاہب کے ساتھ [illegible]
ہجرت کے وقت مدینہ میں یہود [illegible]
صاف و صریح کہہ دیا کہ ان کو پوری پوری [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] سجدوں میں اسے طرح [illegible]
نجران کے عیسائیوں کے [illegible]
تمہارے گرجاؤں کی ہر طرح [illegible]
بال بیکا نہ ہو گا۔ یہی رواداری کی [illegible]
آنحضرتؐ کی زندگی میں ملتی ہے۔ آنحضرتؐ [illegible]
اور پیغمبروں کو بہت عزت کی نگاہ سے [illegible]
[illegible] بزرگ کے ساتھ ہر ایک [illegible]
ہر وہ [illegible] آنحضرتؐ کی زندگی کا بغور مطالعہ [illegible]
موجود ہیں [illegible] کرے۔ اسی طرح [illegible]
بزرگ ہستی کے [illegible] ہونے کا [illegible]
بزرگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے ان کی [illegible]
تمام مذہبی اختلافات کیقلم تو دور نہیں [illegible]
رکھ کر بھی ہم محبت اور رواداری کو قائم [illegible]
آئے کہ ہم مذہبی پیشواؤں کی قدر اور [illegible]
دوستی اور آشتی کا رشتہ قائم کریں [illegible]
سے غیرت اور نفرت کا خیال دور ہو جائے [illegible]
خون کے پیاسے ہونے کی بجائے آپس میں [illegible]
ہمارے ملک میں بہت سے لوگ [illegible]
اور اتحاد پیدا کرنے کی کوشش بھی ہو رہی [illegible]
ہے لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ ملکی یا تجارتی خیال [illegible]
وہ دیرپا نہیں ہوتا۔ اگر اس اتحاد کی بنا روحانی [illegible]
پر رکھی جائے تو یہ اتحاد نہایت مستقل اور [illegible]
نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا [illegible]
کر سکتا ہے۔

آؤ ہم خداوند تعالیٰ کو اپنا مالک۔ [illegible]
اپنے آپ کو اس کی مخلوق تسلیم کریں۔ اور [illegible]
ہمارے خیال میں باہمی اختلافات دور کرنے کا یہی [illegible]
خدا کرے ہمارے ہندو اور مسلمان بھائی اس [illegible]
کریں۔

(رگھوناتھ سہائے)

ایک غلط فہمی کا [illegible]

قریباً چھ ماہ کا عرصہ ہوا کہ میرے متعلق [illegible]
کو دھوکہ لگا کہ میں قادیانی ہو گیا ہوں [illegible]
کر لیا ہے۔ اسی طرح قادیانی دوستوں کو [illegible]
مجھے قادیانی سمجھنے لگے حالانکہ دونوں کا خیال [illegible]
عقائد اسی طرح جماعت لاہور کے عقائد [illegible]
اور قادیانی عقائد مثلاً اجرائے نبوت اور [illegible]
مجھ پر کبھی ہوا ہے اور نہ اب ہے [illegible]
باطل سمجھتا ہوں جس طرح پہلے سمجھتا تھا [illegible]
عقائد کو اسلام کی بہترین تعبیر سمجھتا ہوں اور [illegible]
بھی اسی طرح ہے جیسے پہلے تھا۔

اپنی جماعت کے احباب اور قادیانی [illegible]
کے اطلاع کے لئے یہ چند سطریں لکھ دی [illegible]
[illegible]

سید حبیب کی دعوتِ مناظرہ اور خود اس سے گریز

کیا سید صاحب اصولی مباحث پر تحریری مناظرہ کیلئے رہا ہوں گے؟

(از سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

سید صاحب کے حیلے بہانے

۱۰ر دسمبر ۱۹۳۶ء کے اخبار سیاست میں سید حبیب نے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کو حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی پر تحریری اور تقریری بحث کے لئے چیلنج دیا تھا جس کو ہم نے بخوشی خاطر منظور کیا لیکن افسوس ہے کہ سید صاحب نے خود ہی چیلنج دیکر اب اس سے گریز کی راہ اختیار کر لی ہے۔ اور طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے ٹالنا چاہتے ہیں۔

ہم نے لکھا تھا کہ تقریری بحث کے لئے سید صاحب ۲۵ر دسمبر کو ہمارے سالانہ جلسہ پر تشریف لے آئیں۔ جہاں ان مفروضہ دعاوی پر لیکچر ہوں گے جو آپ نے حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں یعنی دعوے الوہیت۔ دعوے ابنیت اور دعوئے نبوت۔ اس کو تو انہوں نے یہ کہکر ٹالدیا کہ

"سکرٹری صاحب کو شاید علم نہ ہوگا کہ میں تقریباً ہر سال ان کی انجمن کے جلسہ میں شامل ہونے کی کوشش کرتا ہوں اب کے بھی حاضر ہونے کی کوشش کروں گا۔ لیکن میں اس وقت نہیں جانتا کہ ۲۵ر کو میں کہاں ہوں گا۔"

لیکن یہ نہ بتایا۔ کہ ہر سال حاضر ہونے کی جو کوشش وہ کیا کرتے ہیں اس میں کبھی کامیابی بھی حاصل ہوئی یا ان کی یہ کوشش سیاست کے دفتر سے کبھی آگے نہیں بڑھی تاہم اس کے ساتھ ہی اس سال کے لئے تو انہوں نے یہ حتمی وعدہ کیا کہ

"غرض ۲۵ر دسمبر کو لاہور میں موجود ہونے کی صورت میں مجھے جلسہ میں حاضر ہو کر تقریر سننے میں عذر نہ ہوگا۔"

لیکن ۲۵ر دسمبر کی تاریخ گذر گئی۔ اور باوجودیکہ سید صاحب اس دن لاہور ہی میں تھے اپنے وعدہ کے مطابق جلسہ میں تشریف نہ لائے اور اس طرح تقریری بحث کی خود ہی دعوت دیکر انہوں نے اس سے گریز کیا۔

تحریری بحث سے گریز کی کوشش

رہی تحریری بحث۔ اس سے بھی سید صاحب نے ۲۲ر دسمبر ۱۹۳۶ء کے "سیاست" میں گریز کی راہیں تلاش کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا سب سے پہلے تو عنوان ہی میں حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ کے متعلق یہ غلط بیانی کرتے ہیں کہ "خاکسار سے آپ کا شوق مباحثہ اور اس کا جواب!" اور پھر مضمون میں یہ بھی لکھا ہے کہ "یہ ابتہؔ غلط ہے کہ میں نے کوئی چیلنج دیا۔" حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مولانا نے از خود مباحثہ کا کوئی شوق ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ سب سے پہلے سید صاحب ہی نے ان کو تحریری یا تقریری مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ جیسا کہ ان کے ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

"ممکن ہے اور لوگ مولانا صاحب سے بحث کرنے پر تیار نہ ہوں میں تو اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود الحمد للہ اس کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔ مولانا صاحب جس نہج سے چاہیں بات کریں۔ زبانی یا تحریری اور جس کو چاہیں حکم مقرر کریں۔ صرف تاریخوں کے تقرر میں مجھ سے مشورہ لے لیں۔"

سید صاحب کی یہ تحریر حضرت مولانا کے جس خطبہ کے جواب میں شائع ہوئی اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"بات یہ ہے کہ ہمارے مخالفین ہم سے اصولی طور پر بحث نہیں کرتے عملی طور پر مقابلہ کرنے کی ان کو جرأت بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس میں انہیں اپنی شکست یقینی نظر آتی ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ اس قسم کی بے حقیقت باتیں مشہور کر کے لوگوں کو حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت سے متنفر کر دیں۔ احمدیت کے خلاف بس ایک ہی حربہ ان کے پاس رہ گیا ہے۔ جو انشاء اللہ ہرگز کامیاب نہیں ہوگا۔"

سید صاحب کی خوش فہمی

اب ظاہر ہے کہ اس میں مباحثہ کا کوئی چیلنج نہیں دیا گیا۔ بلکہ مخالفین کے (جن میں سید حبیب بھی شامل ہیں) عام رویہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر یہ خیال ہو کہ اس میں "بحث" کا لفظ آیا ہے اور لکھا ہے کہ "ہمارے مخالفین ہم سے اصولی طور پر بحث نہیں کرتے" تو یہ سید صاحب کی خوش فہمی پر دال ہے۔ اس مضمون میں جو خطبہ کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے۔ اپنی کتاب "تحریک قادیان" کے ذکر میں یہ لفظ لکھے ہیں کہ۔

"میں نے ان مسائل پر بحث کرنے سے ہرگز گریز نہیں کیا۔ مولوی صاحب میرے استدلال کا براہ کرم از سر نو مطالعہ فرمائیں۔"

کیا یہ کسی مناظرہ کا ذکر ہے یا یہ وہ بحث ہے جو انہوں نے اپنی کتاب کے اندر کی ہے۔ بحث کے اسی عام مفہوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا نے فرمایا کہ "ہمارے مخالفین ہم سے اصولی طور پر بحث نہیں کرتے۔" اس فقرہ کو مناظرہ کا چیلنج قرار دینا عقل سلیم کا خون کرنا ہے۔

چھچھورے الفاظ سے حقیقت نہیں چھپ سکتی

دوسری بات جس پر سید صاحب کو اعتراض ہے۔ وہ ہمارا یہ فقرہ ہے کہ حضرت مولانا باوجود اپنی علمی مصروفیتوں کے اور اس علم کے کہ آپ کسی جماعت کے نمائندہ نہیں آپ کے چیلنج کو منظور کرتے ہیں۔

سید صاحب فرماتے ہیں کہ

"خاکسار کے علم کے مطابق مولانا کا تو کام ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں پر اصول احمدیت کو واضح کریں۔ اور ان کے شکوک رفع کریں۔ لہذا مجھ پر یہ چھپا رکھنا بھی صحیح نہیں۔"

سید صاحب کو یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ اصول احمدیت ان باتوں کا نام نہیں جن کو وہ دعوے الوہیت و ابنیت وغیرہ کے نام سے پیش کر رہے ہیں۔ (کیونکہ ایسا کوئی دعویٰ حضرت مرزا صاحب نے نہیں کیا اور نہ ان کے قادیانی یا لاہوری مریدوں میں سے کوئی اس کا قائل ہے۔ کہ انہوں نے خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا دعوٰی کیا) بلکہ "اصول احمدیت" ان علمی حقائق کا نام ہے جو حضرت مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت و مجددیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہ انہی دعاوی کا صدقہ ہے کہ آج یورپ و امریکہ بھی اسلام کی طرف کھنچے ہوئے آ رہے ہیں۔ اس نتیجہ کے حاصل کرنے میں حضرت مولانا کی علمی مصروفیتوں کو بہت کچھ دخل ہے تو ان اصل اصول احمدیت کو چھوڑ کر سید صاحب کے مفروضہ "دعاوی" پر بحث کرنا "اپنی علمی مصروفیتوں" کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ لیکن باوجود اس کے حضرت مولانا نے اس بحث کو منظور فرما لیا۔ اسے اگر سید صاحب "چھپا رکھنا" قرار دیتے ہیں یہ ان کی خوشی ہے۔ اس قسم کے چھچھورے الفاظ سے اصل حقیقت کو چھپایا نہیں جا سکتا۔

"وزیر ہند کا اوارہ" کا طعنہ اور اس کی حقیقت

دوسری بات جس کو سید صاحب نے قابل اعتراض قرار دیا ہے وہ انہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:-

"سکرٹری صاحب نے یہ بھی احسان جتایا ہے کہ اگرچہ میں کسی جماعت کا نمائندہ نہیں تاہم مولانا صاحب مجھ سے تبادلۂ خیالات کرنے پر تیار ہیں۔"

اس کے جواب میں سید صاحب لکھتے ہیں کہ

"بحمد اللہ کہ آج یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ مبلغین اسلام کو صرف ان سے بات کرنا چاہئے۔ جو کسی جماعت کے نمائندہ ہوں۔ گویا یہ بھی وزیر ہند کا ادارہ ہے جہاں نمائندگی کی سند کے بغیر داخلہ ممکن نہیں۔"

سید صاحب کو شاید یاد نہیں رہا کہ وزیر ہند کے اس ادارہ کی تعمیر سب سے پہلے خود انہیں کے ہاتھوں سے ہوئی تھی۔ جب تحریک قادیان کے مضامین کا جواب "سیاست" میں شائع کرنے کے لئے انہوں نے یہ شرط لگائی کہ قادیانی اور لاہوری جماعت کی طرف سے جس قدر مضامین لکھے جائیں ان پر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان اور حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ کی تصدیق ضرور ہو کہ وہ اس جواب سے متفق ہیں۔ تا کہ ان کے جواب کو بعد میں کسی شخص کا ذاتی استدلال کہہ کر ٹالا نہ جا سکے۔ کیا سید صاحب کو یہ یاد نہ تھا کہ ایسی شرط لگا کر وہ گویا وزیر ہند کا ادارہ اپنے ہاتھوں سے بنا رہے ہیں۔ آخر اس کا کیا سبب ہے کہ خود اپنے لئے وہ جس بات کو پسند کرتے ہیں دوسروں کے لئے وہی وزیر ہند کا ادارہ بن جاتی ہیں۔

سید صاحب کسی جماعت کے نمائندہ نہیں

زیر تجویز مناظرہ کا چیلنج دیتے ہوئے بھی انہوں نے خود ہی لکھا ہے۔

"البتہ میں مولانا کی جماعت میں سے مولانا کے سوا کسی اور سے بحث نہ کروں گا۔"

آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا اس کی وجہ یہ نہیں کہ حضرت مولانا جماعت احمدیہ کے مسلّمہ نمائندہ ہیں۔ اور سید صاحب نہیں چاہتے کہ نمائندہ جماعت کے سوائے کسی اور سے بات کریں۔ پھر ہمیں کیوں حق حاصل نہیں کہ سید صاحب کے متعلق اتنا بھی کہہ سکیں کہ وہ کسی جماعت کے نمائندہ نہیں۔ ہم نے تو اس کو شرط بھی قرار نہیں دیا۔ باوجود اس کے کہ سید صاحب تحریک قادیان کے شروع ہی میں یہ اعلان کر چکے ہیں کہ

"استدلال تمامتر میرا اپنا ہے لہذا اگر بالفرض دلائل سے میرے استدلال کو کوئی صاحب رد کر سکیں گے تو وہ شکست میری ذاتی شکست ہوگی۔ اس کا میرے ہم عقیدہ یا دوسرے علما یا عوام پر کوئی اثر نہ ہوگا۔"

(سیاست ۳۰ر اپریل ۱۹۳۳ء)

باوجود اس کھلے اعتراف کے کہ وہ کسی جماعت کے نمائندہ نہیں

اور ان کی فتح وشکست کسی دوسرے پر حجت نہ ہوگی۔ اب سید صاحب فرماتے ہیں کہ

"مجھے معلوم نہیں کہ سکرٹری صاحب کی دانست میں نمائندہ کسے کہتے ہیں۔ تاہم عرض کئے دیتا ہوں کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کا جنرل سکرٹری۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا رکن۔ آل انڈیا جمعیت العلمائے ہند (کانپور) کا ناظم آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اصلی کارکن۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کی کونسل کا رکن۔ اسلامیہ کالج لاہور کی کمیٹی کا ممبر۔ اور جمعیت العلمائے پنجاب کا ناظم اعلیٰ ہونے کا مجھے فخر حاصل ہے۔"

سید صاحب کے اس جواب کو ان کی سادگی پر محمول کیا جائے یا مغالطہ آفرینی قرار دی جائے؟ اس کا فیصلہ قارئین کے انصاف پر چھوڑا جاتا ہے۔ ہاں اگر ان انجمنوں کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے انہوں نے مناظرہ کا چیلنج دیا ہے تو بہتر ہے کہ ان کی منتظمہ مجالس کی طرف سے یہ اعلان کرا دیں۔ کہ سید حبیب ہمارے نمائندہ ہو کر اس بحث میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور ان کا ساختہ پرداختہ ہم پر حجت ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس کا اعلان نہ وہ کرا سکتے ہیں اور نہ ان انجمنوں کی ممبری یا رکنیت ایسی نمائندگی کی اجازت دیتی ہے۔ ہاں اگر اس کے اظہار سے اپنی دنیوی وجاہت اور حیثیت کو واضح کرنا چاہتے ہیں تو اس کا یہاں کوئی موقعہ نہیں۔ ہم نے جس قسم کی نمائندگی کا ذکر کیا تھا آپ خود اعتراف کر چکے ہیں کہ ویسی نمائندگی آپ کو حاصل نہیں۔ اور حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ کو وہ نمائندگی حاصل ہے۔

سید صاحب کی حیرت انگیز جدت طرازی

تاہم سید صاحب کی نمائندگی کو حضرت مولانا نے شرط قرار نہیں دیا اور ذیل کے مضامین پر تحریری بحث کی منظوری دے دی جن میں سے تین مضامین ان الزامات پر مشتمل ہیں جو سید صاحب نے حضرت مرزا صاحب پر لگائے ہیں۔ یعنی یہ کہ

(۱) انہوں نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا (۲) انہوں نے ابن اللہ ہونے کا دعوے کیا۔ (۳) انہوں نے نبی ہونے کا دعوے کیا۔

ان کے علاوہ تین مضامین جماعت احمدیہ کے اصل اصولی مباحث ہیں۔ یعنی یہ کہ

(۱) ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ہے۔ (۲) حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں۔ (۳) جس مسیح کے آنے کی پیشگوئی حدیث میں پائی جاتی ہے وہ عیسیٰ نبی اللہ نہیں ہو سکتے بلکہ اسی امت میں سے ان کا کوئی مثیل ہوگا۔

اس پر سید صاحب لکھتے ہیں کہ

"مولانا صاحب کا تین دعاوی کو چن لینا اگر یہ معنی رکھتا ہے کہ مرزا صاحب باقی دعاوی کرنے میں حق بجانب تھے تو مجھے ان کی پسند پر اعتراض نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ مرزا صاحب کے باقی دعاوی کو صحیح سمجھتے ہیں یا بعض کو صحیح اور بعض کو غلط جانتے ہیں یا بعض کے وجود سے انکاری ہیں مثلاً اگر ان کا خیال ہے کہ نبوت کے دعوے کی طرح مرزا صاحب نے کبھی کرشن یا محمد مسلح یا کلکی والا۔ یا برہمن اوتار ہونے کا دعوے ہی نہیں کیا تو سب سے پہلے ہمیں اس بات پر تبادلۂ خیالات کرنا ہوگا کہ مرزا صاحب کے تمام دعاوی کیا کیا ہیں اس کے بغیر کوئی تبادلۂ خیالات ہو ہی نہیں سکتا۔"

حیرانی ہے کہ سید صاحب کے اس جواب کو کس علم وعقل پر حوالہ کیا جائے۔ نمو، مطلع، کلکی والا اور برہمن اوتار وغیرہ الفاظ کو جو حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں آئے ہیں دعاوی قرار دینا سید صاحب کی ایسی جدت ہے کہ اس سے پہلے کسی صاحب علم کو شاید ایسا کہنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ لیکن سید صاحب بھول گئے۔ حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں بعض اور نام بھی ہیں جنہیں نہ دعاوی کی فہرست میں لا سکتے ہیں۔ مثلاً سلمان۔ حارث۔ عبدالقادر۔ محدث اللہ۔ مادہ فاروقیہ وغیرہ وغیرہ کیوں ان کو بھی دعاوی قرار دے کر معرض بحث میں نہ لایا جائے۔

اصولی بحث کیا ہے؟

سید صاحب کو ہم حضرت مولانا کے خطبہ کے ان الفاظ کی طرف توجہ دلانا چاہتے جن کو انہوں نے اپنے چیلنج کی بنیاد قرار دیا ہے۔ اس میں حضرت مولانا نے یہ فرمایا تھا کہ

"بات یہ ہے کہ ہمارے مخالفین ہم سے اصولی طور پر بحث نہیں کرتے۔"

اس کے جواب میں انہوں نے یہ لکھا کہ

"ممکن ہے کہ اور لوگ مولانا صاحب سے بحث کرنے پر تیار نہ ہوں میں تو اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود تبادلۂ خیالات کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔"

گویا انہوں نے حضرت مولانا کی خواہش کے مطابق اصولی طور پر بحث کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ وہ اصولی بحث کیا ہے؟ حضرت مولانا نے اسی خطبہ میں اس کو بھی یہ کہہ کر صاف کر دیا ہے کہ

"سید صاحب نے خود بھی ان مسائل پر جو احمدیت کی اصل بنیاد ہیں بحث کرنے سے گریز کیا۔ اور اب مسلمانوں کو بھی یہی مشورہ دیتے ہیں۔ اور یوں انہیں گویا یہ بتاتے ہیں کہ اگر ان مسائل پر تم بحث کرو گے تو احمدیت غالب آئے گی۔ احمدیت کیا ہے؟ حضرت مسیح وفات پا گئے اور آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہے۔"

لیکن باوجود اس کے کہ اصولی بحث کی طرف نہ آنے کی شکایت کی گئی تھی۔ اور اسی شکایت کو دور کرنے کے لئے سید صاحب نے بحث کا چیلنج دے دیا۔

. . . .

اب جبکہ اس چیلنج کو منظور کر لیا گیا ہے۔ وہ غیر اصولی باتوں کو درمیان میں لا کر اس سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔ اگر انہیں ان غیر اصولی باتوں پر بحث کا اتنا ہی شوق ہے تو پہلے اصولی باتوں پر بحث کر لیں جو احمدیت کی اصل بنیاد ہیں۔ اگر اس کے بعد بھی ان کا یہ شوق قائم رہا تو اس کو بھی پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی لیکن ایسی غیر اصولی باتوں کو پہلے لا کر بحث کے اصل مقصد کو غت ربود نہ کریں۔ کہ اس سے سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ حاصل نہیں۔

سید صاحب کا شوق نمود

ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ مناظرہ میں فریقین کے ۲۵-۲۵ آدمی شامل ہوں۔ اور چھ آدمی حکم بنائے جائیں جن میں سے تین آدمی جماعت احمدیہ کے باہر کے مسلمانوں میں سے حضرت مولانا منتخب کریں۔ اور تین کو سید صاحب جماعت احمدیہ لاہور کے ممبروں میں سے منتخب کر لیں۔ اور وہ کثرت رائے سے فیصلہ دیں۔ امر اول کے جواب میں حبیب صاحب فرماتے ہیں کہ

"جب میں کسی جماعت کا نمائندہ ہی نہیں تو میں ۲۵ آدمی ساتھ کیوں لاؤں۔ مجھے تحقیق حق مقصود ہے نہ کہ شوق نمود۔"

تو کیا سید صاحب اکیلے ہی تشریف لانا چاہتے ہیں؟ بسم اللہ! چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہمارا خیال تھا کہ کسی جماعت کا نمائندہ نہ ہونے کے باوجود اپنے دوستوں میں سے ۲۵ آدمیوں کا لانا ان کے لئے مشکل نہ ہوگا۔ لیکن اس کو کیا کہا جائے کہ ۲۵ دسمبر کو باغ بیرون موچی دروازہ میں الگ اڈا جما کر پبلک جلسہ میں تقریر کرنے سے تو انہیں ہچکچاہٹ نہ ہوئی۔ مگر تحریری مباحثہ میں ۲۵ آدمی ساتھ لانا ان کے شوق نمود کو ظاہر کرتا ہے اگر "شوق نمود" انہیں دامنگیر نہ تھا تو سات انجمنوں کی رکنیت کا اعلان کرنے کی خواہش کیوں پیدا ہوئی۔ اور موچی دروازہ میں الگ اڈا جمانے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ کیا ان کا زہد و اتقا عدم "شوق نمود" کے اظہار کے بغیر ثابت نہ ہو سکتا تھا؟

ثالثوں کے انتخاب کا مسئلہ

رہا ثالثوں کے انتخاب کا سوال سید صاحب نے خود ہی اپنے چیلنج میں لکھا تھا کہ حضرت مولانا جس کو چاہیں حکم مقرر کر لیں۔ یہ کھلا اختیار دے دینے کے بعد اب جبکہ مولانا نے چھ آدمیوں کا ثالث ہونا تجویز کیا تو سید صاحب فرماتے ہیں کہ

"احمدی جماعت تک میرے حق انتخاب حکم کو محدود کر کے مولانا کا اپنے لئے آٹھ کروڑ مسلمانوں کی وسعت کے برابر ایک وسیع حلقۂ انتخاب مخصوص کرنا عجیب بات ہے جس سے بہتر یہ ہے کہ میں مولانا کو اجازت دوں کہ وہ حکم خود مقرر کر لیں۔ میں کسی کو منتخب ہی نہیں کرتا۔ تحریر خود فیصلہ کرے گی۔"

. . . .

. . . .

. . . .

حلقۂ انتخاب کی وسعت وعدم وسعت کا سوال بھی عجیب ہے گویا یہ بھی کوئی کونسل کی ممبری ہے۔ جہاں محدود حلقۂ انتخاب سے وسعت نمائندگی یا نشستوں کی تعداد پر اثر پڑے گا۔ جب حلقۂ انتخاب محدود ہونے کے باوجود انہیں بھی اتنے ہی آدمی منتخب کرنے کا حق دیا جاتا ہے جتنے آدمی حضرت مولانا آپ کے ہم خیالوں میں سے منتخب کریں گے تو حلقۂ انتخاب کی وسعت وعدم وسعت کا سوال اٹھانا بے سود ہے۔ لیکن اگر سید صاحب کو اپنے آپ پر اتنا اعتماد نہیں کہ وہ آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے منتخب کئے ہوئے تین آدمیوں کو بھی متاثر کر سکیں۔ چہ جائیکہ احمدیوں پر کوئی اثر ڈال کر کثرت رائے کی شرط کو پورا کریں۔ تو ان کے اس عذر کو بھی ہم اٹھا دینا چاہتے ہیں۔ اور یہ اعلان کر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت مولانا صرف لاہور کے مسلمانوں میں سے تین آدمی منتخب کریں گے۔ اور آپ تمام احمدیوں میں سے جو جماعت لاہور سے وابستہ ہیں جن تین آدمیوں کو چاہیں منتخب کریں۔ فرمایئے اب تو حلقۂ انتخاب کی وسعت وعدم وسعت کی شکایت نہ ہوگی؟

تحریرات کی اشاعت ضروری ہے

ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ پرچوں کے تبادلہ کے بعد انہیں ہر روز "سیاست" اور "پیغام صلح" ہر دو میں شائع کر دیا جایا کرے۔ سید صاحب اس کا جواب دیتے ہیں کہ

"یہ تحریریں کہاں شائع ہوں۔ ایک بالکل غیر ضروری سوال ہے۔ ..... اصل بات اتنی ہے کہ مولانا صاحب اور میں تحریرات کا تبادلہ کریں۔ اور وہ تحریریں بعد میں شائع کر دی جائیں"

مگر کہاں شائع کر دی جائیں اور کون شائع کرے؟ اس کو "غیر ضروری سوال" کہہ کر ٹال دینا صحیح نہیں۔ آخر یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تحریروں کی اشاعت کا بندوبست کیا ہوگا؟ ہمارے خیال میں "سیاست" اور "پیغام صلح" میں فریقین کے پرچوں کا شائع ہو جانا آسان ہوگا۔ بہ نسبت اس کے کہ کوئی اور علحدہ انتظام کیا جائے۔ بحث کے تمام حالات روزانہ پبلک کو پہنچنے ضروری ہیں۔ اور یہ بغیر اس کے نہیں ہو سکتا کہ "سیاست" اور "پیغام صلح" میں پرچوں کا اندراج ہو جایا کرے۔ سیاست تو پہلے ہی

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۳)

پیغام صلح لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم چہارشنبہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ | نمبر ۱

سجدۂ شکر

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کی کرشمہ سازیاں

مادی طاقتوں کے علاوہ ایک اور زبردست طاقت بھی دنیا میں کارفرما ہے جو نظر نہ آنے کے باوجود سب سے زیادہ بڑی اور لازوال ہے وہ خدائی طاقت ہے۔ اُسے ہم اپنی جسمانی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے لیکن اس کے کام ہر روز ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے مادی اور دنیوی طاقتیں کسی کارِ خیر کے خلاف ہوتی ہیں وہ اس کو مٹانا اور ناکام رکھنا چاہتی ہیں۔ بظاہر حالات بھی ان کے معاون ہوتے ہیں۔ لیکن یکایک واقعات کا رخ بدل جاتا ہے اور حق و نیکی کی مادیت و باطل کے مقابلے میں فتح ہوتی ہے۔ دراصل یہ خدا کا مخفی ہاتھ ہی ہوتا ہے۔ جو ایک غیر محسوس طریق پر ہر کارِ خیر کی باطل کے مقابلے پر تائید کرتا ہے۔ گذشتہ سالانہ جلسہ میں بھی ہم نے اس خدائی طاقت کو پوری طرح محسوس کیا اور اس کی کرشمہ سازیاں دیکھیں۔

آجکل احمدیت کے خلاف زبردست طوفان مخالفت برپا ہے مولویوں کے علاوہ اخبار نویسوں اور سیاسی لوگوں کی ایک جماعت بھی میدان مخالفت میں اتر آئی ہے۔ لاہور اس کا سب سے بڑا مرکز ہے جلسوں جلوسوں اور ہنگاموں کے علاوہ تین روزنامے ہماری مخالفت کے لئے وقف ہیں۔ برادران یوسف یعنی قادیانی اصحاب کی مہربانیاں انکے علاوہ ہیں۔ ان حالات میں مادی ساز و سامان پر بھروسہ رکھنے والے لوگوں کو یقین تھا کہ امسال جلسہ ضرور ناکام ہوگا۔ بعض قادیانیوں نے نہایت اہتمام سے تشویشناک افواہیں پھیلائیں اور خوب جی بھر کر بہتان طرازیاں کیں کہ جماعت لاہور کے اکابر میں نا اتفاقی ہے۔ امسال جلسہ پر فساد برپا ہوگا۔ لٹھ چلیں گے۔ غرضیکہ ہر طرح سے ہمارے احباب کو جلسہ میں شمولیت سے روکنے کی کوشش کی لیکن ان ساری مساعی کے باوجود دنیا نے دیکھا کہ جلسہ ہوا اور کامیاب ہوا۔ دشمنان سلسلہ کی خوفناک و پیہم کوششوں کے باوجود انجمن جلسہ کے انعقاد کو ملتوی نہ کر سکی اور قادیانی حضرات کی غیر شریفانہ حرکتوں کے باوجود ہمارے دوست مرکز میں جوق در جوق پہنچے۔ اور ہر آنکھوں والے کو نظر آ گیا کہ تمام اکابر سلسلہ اپنے منتخب کردہ امیر کے زیر ہدایت پورے اتفاق اور سرگرمی سے خدمت دین میں مصروف ہیں۔ باوجود بعض خامیوں کے جماعت کا قدم بحیثیت مجموعی ترقی کی طرف اُٹھ رہا ہے اور ہر نیا سورج ہمارے لئے اسلام کی فتح و ترقی کا کوئی جدید پیغام لیکر طلوع ہوتا ہے۔

جب ہم نے جلسہ نمبر کی تیاری کے سلسلہ میں بعض مسلم اکابر سے ملاقات کی تو ہمارا یہ یقین پختہ ہو چکا تھا کہ تعلیم یافتہ اور صحیح الخیال مسلمانوں پر معاندین کی مخالفت کا کوئی اثر نہیں۔ مولویوں کے فتاویٰ کفر ان کے وعظ، "زمیندار" اور "سیاست" کی قماش کے اخبارات سب اس بارہ میں نامراد ہیں۔ پیغام صلح کا جلسہ نمبر اس حقیقت کا ایک معمولی ثبوت ہے۔ اس نمبر کی اشاعت کے بعد ۱۷ دسمبر کو خواتین کا جلسہ ہوا جسکی روئیداد پیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہی ہے۔ اس اجتماع نے یہ بات بھی پایہ ثبوت تک پہنچا دی کہ مردوں کے علاوہ تعلیم یافتہ اور روشن خیال خواتین پر احمدیت کی مخالفت کا مطلق کوئی اثر نہیں اور نہ آئندہ ہوگا۔ امسال مقامی خواتین کے علاوہ بیرونجات سے بھی غیر از جماعت خواتین محض زنانہ جلسہ میں شرکت کی غرض سے لاہور تشریف لائیں۔ منصف پسند اور صحیح الخیال لوگ غلط بیانیوں، بہتانوں اور افواہوں کے شیطانی تاروں سے تیار کئے ہوئے دام میں گرفتار نہیں ہو سکتے۔ اور دنیا میں ایسے دماغ اور ایسی آنکھیں بھی بکثرت موجود ہیں جنہوں نے اپنی عقل و بصارت کو دوسروں کے حوالے نہیں کیا زنانہ اجتماع کے بعد جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ یہ اجتماع مہمانوں کی تعداد۔ سامعین کی کثرت۔ اثر و نتائج غرضکہ ہر لحاظ سے کامیاب ہوا۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی کہ سمجھدار لوگ جماعت احمدیہ لاہور کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ دوستوں کے علاوہ اشد ترین مخالفین کو بھی اس کی خدمات اسلامی اور قوت عمل کا اعتراف ہے۔ اس کے عقائد روز بروز مقبول ہو رہے ہیں۔ اس کا لٹریچر دنیا کے ہر ایک حصہ میں نہایت سرعت سے پھیل رہا ہے۔ اس کے مخالف رفتہ رفتہ زیر ہو رہے ہیں۔ اس کے ہمدردوں اور دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس کا کام اپنوں اور غیروں کے درمیان یکساں بڑھ رہا ہے۔ زبردست طوفان مخالفت کی موجودگی میں یہ کامیابیاں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کی کرشمہ سازیاں نہیں اور کیا ہیں؟ ایک طرف مادی ساز و سامان ہیں۔ کثرت تعداد ہے۔ عیسائیت ہے۔ آریہ سماج ہے۔ دہریت ہے۔ حکومتیں اور ان کے وسیع ذرائع ہیں۔ خزانے ہیں۔ زمینوں کا سونا اور سمندروں کے موتی ہیں۔ دوسری طرف ایک بے سر و سامان سی جماعت ہے۔ لیکن یہی جماعت کامیاب ہو رہی ہے کیونکہ صداقت اس کے ساتھ ہے۔ خدا کا مخفی ہاتھ اس کی پشت پر ہے۔

خدا جانے ہمارے مخالفین اور برادران یوسف اس خبر کو کس طرح سنیں گے کہ اس چھوٹی سی جماعت نے جس کو مٹانے کے لئے وہ عرصہ سے کوشش کر رہے ہیں جو پیہم حملوں کی مدافعت سے کافی طور پر تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہے جس کی بربادی کے وہ خواہشمند ہیں۔ ہاں اس جماعت نے یورپ میں دو نئے تبلیغی مشن قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ایک آسٹریا کے پایہ تخت وی آنا میں دوسرے ہالینڈ میں۔ موخر الذکر کا تمام خرچ ہماری جاوا کی شاخ برداشت کرے گی

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ورنہ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری کوششیں کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ انتہائی عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے اور سجدۂ شکر بجا لائے۔ یاد رکھو ہمارا سب سے بڑا سہارا فضل خداوندی ہے۔ جب تک یہ ہمارے ساتھ ہے ہم یقیناً کامیاب و کامران ہوں گے۔ آؤ مالک حقیقی کے آگے سربسجود ہو جائیں اور اسی کی نگاہ کرم کے امیدوار رہیں۔

اس کے بعد ہم صرف ایک بات لکھنا چاہتے ہیں جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں چند روز کیلئے اکثر احباب کو غیر معمولی کام کرنا پڑا ہے۔ اور ایسی حالت کے بعد طبائع بالعموم آرام و سکون کی طرف مائل ہو جایا کرتی ہیں۔ لیکن ہمیں اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہیے کہ ہم ایک مجاہد جماعت ہیں۔ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ مجاہدوں کی زندگی اور خادمان دین کے پروگرام میں آرام و سکون کا لفظ موجود نہیں ہونا چاہیے۔ دیوانگی و عشق اور آرام و سکون دو متضاد چیزیں ہیں۔ جلسہ سالانہ کے بعد ہمارے فرائض ختم نہیں ہو گئے بلکہ ان میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لئے ہمیں بدستور پورے انہماک و جوش کے ساتھ اپنی اپنی جگہ خدمت اسلام کے کاموں میں مصروف رہنا چاہیے۔ اور کوشش کرنی چاہیے کہ آئندہ جلسہ پر اس سے زیادہ اندوختہ عمل پیش کر سکیں۔ اس لئے آؤ عاجزوں کی طرح خدا کے حضور جھکیں اور اس کے بعد اپنی مخالف طاقتوں کے سامنے مردانہ وار اور فتح مندانہ انداز میں ڈٹ جائیں۔ کیونکہ بالآخر ہم ہی فتحمند ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور چاکری ہی میں ہماری فتح اور کامیابی کا راز مضمر ہے۔

سال نو کے خطابات

سال نو کے اعزازات و خطابات کی جو فہرست شائع ہوئی ہے ہمیں سے مندرجہ اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں ہم ان تمام اصحاب کی خدمت میں اس عزت افزائی پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ہز ہائینس سر آغا خاں۔	پریوی کونسل
عالیجناب نواب صاحب ٹانک۔	جی۔سی۔آئی۔ای
خان بہادر عبدالرحمن صاحب وائس چانسلر دہلی یونیورسٹی	نائٹ ہڈ
مولانا سید ممتاز علی صاحب مالک اخبار تہذیب نسواں لاہور	شمس العلما
میاں اقبال حسین صاحب، محمد عبدالرحمن صاحب چغتائی آرٹسٹ	خان بہادر

بائیسویں جلد کا آغاز

پیش نظر اشاعت کیساتھ آپ کے قومی اخبار پیغام صلح کی بائیسویں جلد کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس کے گزشتہ اکیس سال اور اس عرصہ کی خدمات آپ کے سامنے ہیں۔ اس کی خامیوں سے ہم بھی واقف ہیں اور ان کا ہمیں اعتراف بھی ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آپ کا یہ اخبار اپنی بساط اور ذرائع کے مطابق ہمیشہ مفید کام کرتا رہا ہے۔ یہ آپ کا خادم ہے۔ اس کو آپکی خدمت پر فخر ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ اس موقعہ پر آپ اسکی طرف توجہ فرمائیں اور آپکا دست کرم اس کی مالی مشکلات کا خاتمہ کر دے۔ ہمارا مطالبہ کچھ زیادہ نہیں

اخبار احمدیت

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۲۳ر دسمبر کی شب کو یکایک آپکی طبیعت سخت علیل ہوگئی۔ جلسہ سالانہ میں ۲۶ر اور ۲۷ر دسمبر کو تقریریں بھی بیماری کی حالت میں کیں اب خدا کے فضل سے افاقہ ہے

—— بہت سے مہمان جلسہ سالانہ کے بعد بھی قیام فرما رہے اور ۲۹ر دسمبر کو نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد خدمت ہوئے

—— جناب مولوی دوست محمد صاحب کی معرکۃ الآرا تصنیف "آئینہ احمدیت" جس کا احباب کو شدید انتظار رہتا جلسہ سالانہ کے دوران ہی میں ۲۷ر دسمبر کو تیار ہو کر فروخت کے لئے آگئی تھی احباب کو اس مفید کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی کوشش کرنی چاہیے۔

—— جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائٹ کی والدہ محترمہ شدید علیل ہیں۔ چند روز ہوئے فالج کا حملہ ہوا ہے انکے علاج کے سلسلے میں خانصاحب موصوف پشاور تشریف لے گئے ہیں احباب دعا کریں کہ خداوند کریم اس بزرگ خاتون کو جلد شفا دے۔

—— گزشتہ ہفتہ خانصاحب موصوف کو ایک صدمہ پہنچا ان کا چھوٹا صاحبزادہ جو ماہ نومبر میں پیدا ہوا تھا ۲۲ر دسمبر کو انتقال کر گیا۔ اناللہ۔ تمام احباب دعا کریں کہ خداوند کریم موصوف کی خانگی پریشانیاں دور کرے۔

—— ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ جنہوں نے گزشتہ دنوں آنکھ میں ہوائی تھیں کے تازہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے فضل سے اپریشن کامیاب ہوا ہے۔ جلسہ سالانہ میں شریک نہ ہو سکنے کا انہیں بے حد افسوس ہے انشاءاللہ جلد لاہور تشریف لائیں گے۔

—— مولانا عصمت اللہ صاحب باقاعدہ نماز فجر کے بعد درس قرآن دیتے ہیں۔

—— میر سراج احمد صاحب کاتب پیغام صلح کئی روز سے بیمار رہیں درد گردہ کی تکلیف ہے۔ تمام احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں ان کی علالت کی وجہ سے ہی پرچہ قدرے تاخیر سے شائع ہو رہا ہے۔

ایک بزرگ قوم کی وفات

اخبار مرتب ہو کر پریس جا چکا تھا کہ یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی کہ چودھری غلام حسین صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر لوریہ والہ کا ۲۲ر دسمبر کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن

مورخہ ۳۰ر دسمبر بروز ہفتہ بوقت چار بجے شام بیگم حضرت امیر ایدہ اللہ کے دولت کدہ پر چند خواتین اور لڑکیوں کی میٹنگ ہوئی جس میں قرار پایا کہ احمدی جماعت کی نوجوان لڑکیوں کی ایک ایسوسی ایشن قائم کی جائے۔ جس کے مقاصد یہ ہوں کہ موجودہ طریقہ تعلیم کے ساتھ ساتھ وہ اپنی مذہبی و قومی معلومات بڑھا سکیں۔ نیز قرآن شریف وسیرت نبوی اور کتب حضرت مسیح موعود سے خاص طور پر انس اور واقفیت پیدا کی جائے۔ اس تجویز کو عمل میں لانے کیلئے یہ طے ہوا کہ اس ایسوسی ایشن کے ہر اجلاس میں ایک رکوع قرآن شریف با ترجمہ پڑھا جائے۔ اور سیرت نبوی و کتب حضرت مسیح موعود میں سے کچھ پڑھ کر سنایا جائے۔

علاوہ ازیں اس ایسوسی ایشن کے مقاصد یہ ہیں کہ

(۱) باہمی میل جول بڑھانا۔

(۲) غریبوں کی مدد کے ذرائع سوچنا۔ اور ان کو عمل میں لانا۔

(۳) اصلاح معاشرت۔ حفظان صحت کے اصول کو پھیلانا۔

اسی میٹنگ میں عہدہ داران ایسوسی ایشن کا انتخاب بھی ہوا۔ ذکیہ سلطان صاحبہ بنت حضرت امیر صدر منتخب ہوئیں۔ وائس پریزیڈنٹ اور بشیر صاحبہ وجہانگیر فاطمہ صاحبہ مقرر ہوئیں۔ خاکسار محمودہ کے سپرد سکرٹری کا کام ہوا۔ سعیدہ بیگم جوائنٹ سکرٹری اور فہمیدہ بادشاہ بیگم کو خزانچی مقرر کیا گیا۔

اس ایسوسی ایشن کی سرپرست و معاونین بننے کیلئے بیگم حضرت امیر ایدہ اللہ۔ بیگم ڈاکٹر غلام محمد صاحب بیگم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بیگم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور بیگم خواجہ جلال الدین صاحب سے درخواست کی گئی۔ جنہوں نے کمال مہربانی سے اس درخواست کو منظور فرمایا۔

نوٹ۔ اس ایسوسی ایشن کا آئندہ اجلاس ۷ر جنوری ۱۹۳۶ء بروز اتوار بوقت دو بجے زنانہ گیلری مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوگا۔ تمام احمدی نوجوان بہنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکسار محمودہ۔
آنریری سکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور

ضروری اطلاع

۷ر جنوری کو اتوار کی وجہ سے پریس بند ہوگا اس لئے اس تاریخ کا پرچہ ۸ر جنوری کو شائع ہوگا۔ (مینیجر)

جلسہ سالانہ کی مختصر روئیداد

اجلاس بہ اجلاس کارروائی

جلسہ سالانہ کی تیاریاں ویسے تو کئی روز قبل شروع ہو چکی تھیں لیکن ۱۷ر دسمبر سے ان میں خاص سرگرمی پیدا ہو گئی تھی۔ جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور مہتمم جلسہ نے گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی جملہ انتظامات نہایت خوش اسلوبی سے کئے تھے۔ جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب نائب مہتمم جلسہ کی مستعدی و جوش بھی انتظامات کو بہتر بنانے میں کافی طور پر انکا معاون ہوا۔ ماہ رمضان میں منعقد ہونیوالا یہ پہلا جلسہ تھا۔ ماہ رمضان میں کثیر التعداد مہمانوں کے خورد و نوش کا انتظام کافی باقاعدگی اور مستعدی چاہتا ہے۔ اس میں قسم قسم کی دشواریاں پیش آجاتی ہیں۔ لیکن جوان ہمت مہتمموں نے اس کام کو نہایت خوبی سے انجام دیا۔ لاہور کے متعدد اصحاب نے بھی انکی مناسب امداد فرمائی۔ مسلم ہائی سکول لاہور کے اساتذہ اور طلباء اور ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے بعض ممبروں نے بھی انتظامات میں قابل قدر حصہ لیا۔ یہ سب اصحاب ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ انجمن کے دفاتر کے عملے کی ناچیز خدمات بھی کئی روز تک جلسہ کے انتظامات اور مہمانوں کی خدمت کے لئے وقف رہیں۔

جلسہ گاہ

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ امسال جلسہ مسجد کی بجائے مسلم ہائی اسکول کے وسیع صحن میں منعقد ہوا۔ بہت بڑا شامیانہ نصب کر کے اس کے ارد گرد قناتیں تان دی گئی تھیں۔ اسکول کے صدر دروازے کے قریب اسٹیج بنایا گیا تھا۔ مغرب کی جانب ایک قطعہ علیحدہ کر کے عورتوں کیلئے پردہ دار نشست کا بندوبست کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ کو جھنڈیوں اور قطعات وغیرہ کے ذریعے نہایت خوبی سے آراستہ کیا گیا تھا۔ مسجد کی بجائے اسکول میں جلسہ کے انعقاد کا فیصلہ نہایت مفید ثابت ہوا کیونکہ امسال حاضرین کی تعداد غیر معمولی طور پر زیادہ تھی۔ تقریباً ہر اجلاس میں تمام نشستیں پر ہو جاتی تھیں اور بعد میں آنیوالے سامعین کو جگہ حاصل کرنے میں بیحد دقت ہوتی تھی۔ بعض اجلاسوں میں تو مجمع اسقدر زیادہ تھا کہ جلسہ گاہ میں باوجود کوشش کے نہ سما سکا۔ اگر حسب معمول مسجد ہی میں جلسہ منعقد کیا جاتا تو بے حد دقت پیش آتی۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے معاندین سلسلہ کی وسیع و مسلسل مخالفت اور بعض قادیانیوں کی بہتان طرازیوں کے باوجود جلسہ کو غیر معمولی رونق و کامیابی بخشی

خواتین کا جلسہ

حسب اعلان خواتین کا جلسہ ماہ رمضان سے قبل ۱۷ر دسمبر کو منعقد ہوا۔ جسکی روئیداد اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج کی جا رہی ہے۔ یہ جلسہ بھی نہایت کامیاب ہوا۔ غیر از جماعت تعلیم یافتہ خواتین بکثرت تشریف لائیں۔ امسال بیرونجات سے بھی بعض غیر از جماعت خواتین محض اس زنانہ جلسہ میں شمولیت کے لئے سفر کی تکلیف برداشت کر کے لاہور پہنچیں۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ احمدیہ انجمن خواتین اسلام کی مساعی کسقدر نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہیں۔ عام جلسے میں بھی تقریباً تمام اجلاسوں میں احمدی اور غیر از جماعت بی بیاں غیر معمولی تعداد میں شریک ہوتی رہیں۔ بیرونجات سے تشریف لانیوالی خواتین کی تعداد بھی گزشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تھیں۔

مہمانوں کی آمد

مہمانوں کی آمد ۲۲ر دسمبر ہی سے شروع ہو گئی تھی۔ ۲۲ر دسمبر کو نماز جمعہ میں بہت سے مہمان موجود تھے۔ لیکن اکثر دوست ۲۳ر اور ۲۴ر دسمبر کو تشریف لائے۔ چند دوست ۲۵ر کو پہنچے۔ ہمارے جلسہ سالانہ کو ناکام کرنے کی غرض سے تشویشناک افواہیں پھیلانے اور بہتان طرازیاں کرنیوالے قادیانی اگر ان ایام میں لاہور میں موجود ہوتے تو اپنی آنکھوں سے اپنی افسوسناک اور غیر شریفانہ حرکتوں کا حسرتناک انجام دیکھ لیتے بہرحال انکی اور ان کے ہمدردوں کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ ان افواہوں اور بہتان طرازیوں کا اثر ہمارے جلسہ پر یہ ہوا کہ مہمان گزشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تعداد میں آئے۔ اور حاضری غیر معمولی طور پر زیادہ تھی مسلم ہائی اسکول کے تمام کمرے۔ مہمان خانہ اور کئی مکانات جن میں مہمانوں کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا سب پر ہو گئے انکے علاوہ بعض احباب نے اپنی مرضی سے دوسرے مقامات پر قیام فرمایا

جلسہ سالانہ کے صدر صاحبان

مندرجہ ذیل حضرات نے جلسہ سالانہ کے مختلف اجلاسوں کی صدارت فرمائی

۱۔ جناب جسٹس سر عبد القادر صاحب بالقابہ جج ہائیکورٹ
۲۔ جناب مولانا صدر الدین صاحب مبلغ انگلستان و جرمنی
۳۔ جناب خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
۴۔ جناب حاجی شیخ میاں مولا بخش صاحب لائلپوری۔
۵۔ جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیرآباد۔
۶۔ جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ۔ ای۔ اے۔ سی
۷۔ جناب مرزا مسعود بیگ صاحب۔ ایم۔ اے۔

۲۴ر دسمبر کی کارروائی

مذہبی کانفرنس

۲۴ر دسمبر کو پہلا اجلاس بصدارت مولانا صدر الدین صاحب منعقد ہوا۔ یہ اجلاس مذہبی کانفرنس کے لئے وقف تھا۔ اسمیں متعدد مذاہب کے نمائندوں نے تقریریں کیں۔

"میرا مذہب مجھے دوسرے مذاہب کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے (بروئے کتب الہامیہ)" مضمون تھا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد سب سے پہلے صدر محترم نے اس کانفرنس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے مذہبی رواداری کی ضرورت کو واضح کیا اور اس کے متعلق اسلامی تعلیمات اور حضرت نبی کریمؐ کا شاندار اور عدیم النظیر طرز عمل پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کانفرنس کا مقصد دوسرے پر حملہ کرنا نہیں بلکہ اپنی مذہبی تعلیمات سے کوئی خوبی کی بات پیش کرنا ہے۔ تمام مذاہب کے نمائندوں کو اس امر کا خیال رکھنا چاہئیے۔ اس کے بعد بھائی پریتم سنگھ نمائندہ بہائی مذہب کی تقریر ہوئی۔ آپ نے اپنی مذہبی کتاب سے چند فارسی جملے پڑھنے کے بعد بہائی مذہب کی مختصر تاریخ اس کے اصول اور اپنے فرقہ کی تبلیغی مساعی اور آئندہ پروگرام بیان فرمایا۔

ان کے بعد پنڈت ٹھاکر دت شرما وید موجد امرت دھارا نمائندہ آریہ سماج گروکل پارٹی کی تقریر ہوئی۔ آپ نے صاف الفاظ میں اقرار فرمایا کہ ہماری الہامی کتاب یعنی وید میں اس کے متعلق کوئی تعلیم نہیں کہ ہم دوسرے مذاہب سے کیا سلوک کریں۔ کیونکہ جس وقت وید نازل ہوئے دنیا میں کوئی مذہب موجود نہ تھا۔

پنڈت جی کے بعد سوامی کرشنا نند جی نمائندہ برہمو سماج سٹیج پر تشریف لائے آپ نے مختصر طور پر برہمو سماج کی تاریخ اور عقائد بیان فرمائے اور تمام ہندؤوں مسلمانوں کو مذہبی رواداری اور ہر ایک مذہب کے رہبروں اور بزرگوں کی تعظیم کی تلقین کی۔

سوامی جی کے بعد پنڈت راج بہاری صاحب نمائندہ سناتن دھرم کی باری تھی۔ انہوں نے بھی تسلیم کیا کہ وید میں اس امر کے متعلق کوئی تعلیم موجود نہیں کہ دوسرے مذاہب سے کیا سلوک کرنا چاہئیے اس اعتراف کے بعد آپ نے گیتا کے حوالوں اور تاریخی واقعات کو پیش کر کے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی کہ ہندو مذہب میں رواداری کی تعلیم موجود ہے۔ لیکن جہاں تک موضوع کا تعلق ہے اس کوشش کو ہرگز کامیاب نہیں کہا جا سکتا۔ آخر پر مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائیٹ نے تقریر فرمائی کانفرنس کے مقررہ مضمون کیساتھ بروئے کتب الہامیہ کی جو شرط لگائی گئی تھی۔ سب سے پہلے آپ نے اس کی ضرورت کو بیان کیا آپ نے فرمایا کہ مذہب کے ماننے والے لوگوں پر جسقدر انکی الہامی کتب کا اثر ہو سکتا ہے دوسری کتابوں کا ہرگز نہیں ہو سکتا اس لئے یہ شرط نہایت ضروری تھی۔ چونکہ نمائندہ آریہ سماج اور نمائندہ سناتن دھرم کے لئے یہ شرط بہت بڑی مشکل کا باعث بنی تھی اور انہوں نے دبی زبان سے اس پر اعتراض بھی کیا تھا اس لئے خانصاحب موصوف کو اس شرط کی اہمیت بیان کرنیکی ضرورت پیش آئی۔ بعد ازاں فاضل مقرر نے قرآن کریم کی رو سے مذہبی رواداری پر ایک نہایت موثر و مدلل تقریر فرمائی۔ اور بتلایا کہ اسلام ہر ملک و قوم میں نبیوں اور رسولوں کے آنیکو مانتا ہے اور ان پر ایمان لانے

اور ان کی عزت و تکریم کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اور دیگر مذاہب کے پیروؤں سے کامل رواداری اور حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ آپ نے نہایت زور سے اس افتراء کی تردید کی۔ کہ اسلام میں تبدیلی مذہب پر سنگساری کی سزا ہے۔

صاحب صدر نے اپنی اختتامی تقریر میں فرمایا کہ یہاں جو کچھ کہا گیا ہے اور جن صلح پسندانہ خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ہم سب کا فرض ہے کہ اس پر عمل بھی کریں اور ان الفاظ کو حقیقت کی شکل دیں یہ بات بیان کرنے سے رہ گئی۔ کہ بہائی مذہب برہمو سماج اور سناتن دہرم کے نمایندوں نے اپنی تقریروں میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا شکریہ بھی ادا کیا کہ اس نے اپنے سالانہ جلسہ پر یہ مذہبی کانفرنس منعقد کر کے پبلک کے لئے اظہار خیالات اور اضافہ معلومات کا عمدہ موقع بہم پہنچایا۔ صاحب صدر اور مولانا محمد یعقوب خانصاحب نے اپنی تقریروں میں انجمن کی طرف سے تمام مذاہب کے نمایندوں اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اس طرح کانفرنس نہایت خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔

اس کانفرنس میں جو تقریریں ہوئیں ان سے یہ بات نمایاں طور پر معلوم ہوتی ہے۔ کہ دیگر مذاہب کی کتب الہامیہ مذہبی رواداری کے احکام سے بالکل خالی ہیں۔ اور اس بارہ میں وہ جو کچھ کہتے ہیں تمام تر اسلامی تعلیمات کی خوشہ چینی کا نتیجہ ہے۔ سناتن دہرم اور آریہ سماج کے نمایندوں نے صاف الفاظ میں اقرار کر لیا ہے کہ ویدوں میں اس کے متعلق کوئی احکام موجود نہیں ہیں۔ باقی رہ گئے برہمو سماج اور بہائی مذہب یہ دونوں فرقے بالکل نوعمر ہیں اور انہوں نے جو کچھ پیش کیا اس سے بہت زیادہ اور نہایت مکمل صورت میں قرآن کریم میں ساڑھے تین تیرہ سو برس سے موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل دنیا میں مذہبی رواداری کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ اس کیساتھ ہی ایک اور بات ہم نے محسوس کی موجودہ زمانہ میں اسلام کی کامیابی کا باعث وہ اصول ہیں جو قرآن کریم سے حضرت مسیح موعود نے پیش کئے۔ قرآن کریم میں موجود ہے کہ کہ ہر ایک ملک و قوم میں خدا کے رسول اور نبی آتے لیکن مسلمان اس زرین اصول کو فراموش کر چکے تھے حضرت مسیح موعود نے یہ اصول مسلمانوں کو یاد دلایا اور اسے غیر مسلموں کے سامنے پیش کیا۔ جس کا نتیجہ اسلام کی کامیابی و فتح کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔

۲۵ دسمبر کی کارروائی

۲۵ دسمبر کو پہلا اجلاس ½ ۹ بجے صبح بصدارت شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیر آباد منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم کے بعد میاں غلام محمد صاحب جلد ساز نے حضرت مسیح موعود کے اشعار خوش الحانی سے پڑھے اس کے بعد جناب میر مدثر شاہ صاحب گیلانی نے مندرجہ ذیل موضوع پر تقریر فرمائی۔

کیا حضرت مرزا صاحب نے خدائی اور نبوت کا دعوے کیا؟

میر صاحب موصوف کی تقریر نہایت مدلل و مبرہن تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود پر مخالفین کی طرف سے خدائی اور نبوت کے دعویٰ کا جو الزام لگایا جاتا ہے سراسر غلط فہمی غلو اور شرارت کا نتیجہ ہے آپ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود کی متعدد تحریریں اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام کی کے اقوال اور علم لغت و تفسیر کی کتابوں کے حوالے پیش کئے اور بتلایا کہ مخالفین نے جسطرح حضرت مسیح موعود پر یہ الزام لگایا ہے بالکل اسیطرح بہت سے جلیل القدر اولیائے اسلام اور مجددین اسی الزام کے نیچے آتے ہیں۔

اس اجلاس میں دو تقریریں تھیں ہر ایک کے بعد سوال و جواب کے لئے وقت رکھا گیا تھا۔ اور سید حبیب صاحب آف سیاست کو خصوصیت سے دعوت دی گئی تھی کہ وہ تشریف لا کر تبادلہ خیالات کریں کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب "تحریک قادیان" میں حضرت مسیح موعود پر اسی قسم کے بہت سے بے بنیاد الزامات لگائے ہیں لیکن وہ لاہور میں موجود ہونے کے باوجود تشریف نہ لائے۔ میاں لال حسین اور ان کے چند ہمراہی آئے ہوئے تھے انہوں نے اس تقریر پر

جلسہ سالانہ کے مقرر صاحبان

جلسہ سالانہ میں مندرجہ ذیل اصحاب نے تقریریں کیں یا نظمیں پڑھیں۔

۱۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ
۲۔ جناب جسٹس سر عبدالقادر صاحب بالقابہ جج ہائیکورٹ۔
۳۔ ڈاکٹر رشید الدین (مدراس) خانصاحب۔
۴۔ مسٹر خالد لطیف گابا۔
۵۔ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب
۶۔ جناب مولانا صدرالدین صاحب
۷۔ جناب خانصاحب سید محمد حسین شاہ صاحب۔
۸۔ جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائیٹ
۹۔ جناب شیخ عبدالحق صاحب سب جج۔
۱۰ جناب میر مدثر شاہ صاحب گیلانی
۱۱ جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔
۱۲ جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب
۱۳ جناب مولوی مصطفٰے خانصاحب بی۔ اے
۱۴ جناب حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات
۱۵ جناب مولوی عمرالدین صاحب شملوی۔
۱۶ ڈاکٹر الہ بخش صاحب
۱۷ خواجہ غلام نبی صاحب مہجور مبلغ
۱۸ مولوی آفتاب الدین احمد صاحب سابق مبلغ ووکنگ۔

مذہبی کانفرنس کے مقرر صاحبان

۱۔ مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائیٹ (نمایندہ اہل اسلام)
۲۔ سردار پریتم سنگھ صاحب (نمایندہ بہائی مذہب)
۳۔ پنڈت ٹھاکر دت جی ایڈیٹر موجد امرت دہارا (نمایندہ آریہ سماج)
۴۔ سوامی کرشنانند جی (نمایندہ برہمو سماج)
۵۔ پنڈت راج بہاری صاحب (نمایندہ سناتن دہرم)

وہی فرسودہ اعتراضات کئے جو عام طور پر معاندین سلسلہ کیا کرتے ہیں میر صاحب نے ان کا نہایت مسکت جواب دیا۔

بعد ازاں جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب نے "حضرت مرزا صاحب پر توہین انبیاء کا الزام اور اس کا جواب" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور بتلایا کہ حضرت صاحب نے انبیاء کی توہین کرنیکی بجائے ان کی عزت کو قائم کیا اور عصمت انبیاء کو ثابت کیا۔ آپ نے اس بے بنیاد الزام کو غلط ثابت کرتے ہوئے صاف کہا کہ حضرت صاحب نے ...... حضرت مسیح کی توہین کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب خود مثیل مسیح ہونے کے دعویدار ہیں پھر وہ کیسے حضرت مسیح کی توہین کر سکتے تھے فاضل مقرر نے تقریر کے دوران میں بے شمار کتب کے حوالے دیئے۔ اختتام تقریر پر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ میاں لال حسین اٹھے اور فرسودہ و بے معنی اعتراضات شروع کر دیئے مولانا نے تمام اعتراضات کا نہایت دندان شکن جواب دیا جس پر لال حسین حواس باختہ ہو کر عجیب غریب حرکتیں کرنے لگے مولانا موصوف نے علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب کنزالعمال میں سے ایک حدیث کا حوالہ دیا۔ یہ کتاب مناظرہ گاہ میں موجود نہ تھی میاں لال حسین نے . . . . صاف کہ دیا کہ کنزالعمال میں یہ حدیث ہی موجود نہیں ہے۔ ان کی کذب بیانی کے جواب میں انجمن کی طرف سے ایک اعلان شایع ہو چکا ہے جس میں پوری تشریح کیساتھ حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔ یہ اعلان پیش نظر اشاعت میں بھی کسی دوسری جگہ درج ہے۔ اس اجلاس میں مجمع غیر معمولی طور پر زیادہ تھا۔ غیر از جماعت حضرات بکثرت تشریف لائے تھے ان دونوں تقریروں معترضین کے غیر معقول اور فرسودہ اعتراضات کے ہمارے مقررین کے دندان شکن جوابات سے غیر از جماعت مسلمانوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ سوال و جواب کے وقت میاں لال حسین اور ان کے ہمراہی دونوں کی گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ مخالفین احمدیت کے لئے سبق آموز تھی۔ غرضیکہ یہ اجلاس نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا اور انصاف پسند اور سمجھدار مسلمانوں پر معاندین احمدیت کے اعتراضات کی حقیقت واضح ہو گئی۔

دوسرا اجلاس

اس روز دوسرا اجلاس دو بجے دوپہر بصدارت جناب جسٹس سر عبدالقادر صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد جناب مولانا صدرالدین صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں سیرت نبوی پر ایک نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی جس میں اعلےٰ اخلاق پیدا کرنے اور اتحاد اسلامی پر خصوصیت سے زور دیا اس کے بعد صاحب صدر نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی اور انجمن کی شاندار خدمات اسلامی کا ذکر کرنے کے بعد برلن مسجد کے چشم دید حالات بیان فرماتے ہوئے کہا کہ برلن جیسے شہر میں جو مادیت کا مرکز ہے مسجد کا بنانا اور اسے آباد رکھنا معجزے سے کم نہیں برلن مسجد کے ذریعے تبلیغ اسلام کا جو مفید کام ہو رہا ہے اس کو بھی آپ نے سراہا۔

بعد ازاں مولوی آفتاب الدین احمد صاحب سابق مبلغ ووکنگ مشن نے انگریزی زبان میں

Islam in the West

"اسلام مغرب میں" کے عنوان سے ایک مضمون پڑھا جس میں یورپ کے موجودہ حالات، تحریکات اور مغربی باشندوں کے رجحانات بیان کرنیکے بعد یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت کو واضح کیا گیا تھا۔ اور اس سلسلہ میں تحریک احمدیت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور برلن اور ووکنگ مشن نے جو انقلاب انگیز کام انجام دیا ہے اس کو بھی آپ نے بیان فرمایا۔ آپ نے کہا کہ یورپ میں سرمایہ داری اور اشتراکیت جیسی انتہا پسندانہ تحریکات شروع ہیں جو اس کے باشندوں کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتیں لیکن اسلام ایک معتدل اور عملی تعلیم پیش کرتا ہے اور یورپ کی تمام موجودہ مشکلات کا حل بتلاتا ہے۔ اس لئے یورپ میں اسلام کی اشاعت بہترین نتائج کا موجب ہو سکتی ہے۔ آخر پر شیخ عبدالحق صاحب سب جج نے "قانون ارتداد" کے عنوان سے ایک انگریزی مضمون پڑھا۔ پانچ بجے کے قریب اجلاس ختم ہوا۔ صدر محترم کی تقریر

اور اس مضمون کا خلاصہ انشاء اللہ کسی آیندہ اشاعت میں پیش کیا جائیگا۔

۲۶ر دسمبر کی کارروائی

۲۶ر دسمبر کو پہلا اجلاس ½ 9 صبح بصدارت جناب چوہدری محمد اسماعیل صاحب ریٹائرڈ ۔ای ۔اے ۔سی منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد خواجہ غلام نبی صاحب مہجور نے اپنی نظم پڑھی جو انشاء اللہ آیندہ اشاعت میں درج کی جائیگی۔ اس کے بعد مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے "اسلام اور آریہ سماج" پر تقریر کی جس کے دوران میں آپنے پوری قابلیت سے ثابت کیا کہ آریہ سماج کی تعلیمات اسلام کے آگے رفتہ رفتہ سرنگوں ہو رہی ہیں۔ آریہ سماج اپنے مسلمہ عقائد سے دست بردار ہو رہا ہے۔ آپنے آریہ سماجی اکابر کی تحریرات کو پیش کرکے بتلایا کہ آریہ سماج کا مایہ ناز اصول خود ان کے ہاتھوں ٹوٹ چکا ہے کہ وید دنیا کی ابتداء میں نازل ہوئے اور وہ تعداد میں چار ہیں اب ذمہ دار آریہ سماجی فاضل اقرار کرتے ہیں کہ وید سے مراد چار کتابیں نہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے بلکہ ہر ایک علمی بات وید ہے۔

اس تقریر کے بعد مولوی عمرالدین صاحب شملوی نے "اسلام اور عیسائیت" کے مضمون پر تقریر کی اور بتلایا کہ عیسائیت اسلام کے مقابلے میں کسطرح شکست کھا رہی ہے۔ اسلام کے مقابلے میں عیسائیت کا تمام تر سہارا مولویوں کے غلط اور خلاف اسلام عقاید تھے جنکا بطلان حضرت مسیح موعود نے پوری قوت سے کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ احمدیت عیسائیت کو ہر میدان میں اور ہر جگہ شکست دے رہی ہے اور بڑے سے بڑا عیسائی پادری کسی احمدی کے سامنے آنیکی جرأت نہیں کرتا آپنے دہلی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پادری احمد مسیح سے مولوی لوگ اپنے غلط عقائد کی وجہ سے بار بار شکست کھاتے ہیں۔ یہ اکیلا پادری علماء دہلی کے مقابلہ پر ڈٹا ہوا ہے لیکن اس کو کسی احمدی کے سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ ہم نے کئی مرتبہ اس کو مناظرہ کے لئے کہا اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ میں حلوا چھوڑ کر لوہے کے چنے کیوں چباؤں یعنی وہ مولویوں کو حلوا کہتا ہے اور احمدیوں کو لوہے کے چنے سمجھتا ہے کوشش کی جائیگی کہ دونو تقریروں کا خلاصہ کسی آیندہ اشاعت میں پیش کیا جائے۔

ان تقریروں کے بعد مولوی عصمت اللہ صاحب نے کتاب کنزالعمال کی حدیث کا حوالہ پیش کیا جسکا ۲۵ر دسمبر کے پہلے اجلاس میں میاں لال حسین نے انکار کیا تھا۔ اس پر وہابی مولوی عبدالحنان نے شور مچایا اور کچھ کہنے کے لئے چند منٹ مانگے جو دیئے گئے۔ سٹیج پر آکر انہوں نے چند بے معنی اعتراضات کئے جنکا مولوی عصمت اللہ صاحب نے نہایت مدلل و مسکت جواب دیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر الہ بخش صاحب کا وقت تھا انہوں نے "مجددوں اور ماموروں کی ضرورت" کے عنوان سے مضمون پڑھنا شروع کیا لیکن تنگی وقت کی وجہ سے اسے ختم نہ کرسکے۔ بعد ازاں جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے "نظام جماعت" پر تقریر کی۔ قادیان سے علیحدگی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ہماری جماعت حضرت مسیح موعود کی منشاء کے مطابق قائم ہوئی ہے اور رسالہ الوصیۃ کی ہدایات کے مطابق اسکا نظم و نسق ہے آخر پر آپنے فرمایا کہ جو لوگ اس انجمن کو نقصان پہنچانے کی ناپاک کوششوں میں مصروف ہیں اور اس کے پاک ممبروں کو بدنام کرنا چاہتے ہیں وہ بہت ہی قابل نفرت ہیں۔ اسوقت یہی جماعت ہی ہے جو حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے اور خدا نخواستہ یہ موجود نہ ہو تو مجدد زمان کی صحیح تعلیم دنیا سے اٹھ جائے۔ یہ تقریر تمام و کمال نوٹ کر لی گئی ہے انشاء اللہ جلد شائع کی جائیگی۔

مرزا صاحب کے بعد جناب مولوی مصطفٰی خانصاحب بی۔ اے نے "احمدیہ جماعت میں کیونکر ترقی ہو سکتی ہے" کے عنوان سے تقریر کی جس کے دوران میں فرمایا کہ ہر ایک احمدی کو خود مبلغ بننا چاہیئے۔ حضرت صاحب کے وقت میں کوئی تنخواہ دار مبلغ نہ تھا لیکن اس کے باوجود جماعت غیر معمولی سرعت سے ترقی کرتی گئی اب وہ حالت نہیں۔ اس کے علاوہ باہمی میل جول کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ بعد ازاں جناب حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات نے تقریر فرمائی۔ آپکی تقریر کا عنوان تھا "مخالفین احمدیت سے خطاب" آپنے فرمایا کہ میں آج سے چودہ سال قبل دلائل کا مقابلہ کرکے احمدیت میں داخل ہوا تھا۔ لیکن آج مشاہدات کی بنا پر اور وجدانی طور پر قسم کھاکر اعلان کرتا ہوں کہ مسیح موعود سچا ہے آپنے فرمایا پہلے صرف مولوی احمدیت کی مخالفت کیا کرتے تھے لیکن آج ان کے ساتھ سیاسی لوگوں کا ایک گروہ بھی شامل ہوگیا ہے وہ اصولی باتوں پر تو بحث نہیں کرتے لیکن غلط طریق پر حضرت مسیح موعود پر طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود صحیح رنگ میں حضرت نبی کریم کے بروز ہیں۔ حضرت نبی کریم سے بھی مخالفین نے وہی باتیں منسوب کیں جنکو دور کرنے کے لئے حضور نے خاص طور پر کوشش کی یہی بات حضرت مسیح موعود کو پیش آئی ہے۔ مثلاً حضرت نبی کریم نے مذہبی آزادی قائم کی۔ عورت کے درجہ کو بلند کیا دشمنان اسلام کہتے ہیں نعوذ باللہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اور اسلام میں عورت کا کوئی درجہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے ختم نبوت پر زور دیا۔ اسلام کو غالب کرنیکی کوشش کی اور عصمت انبیاء کو ثابت کیا لیکن معاندین احمدیت کہتے ہیں کہ انہوں نے نبوت کا دعوے کیا اور انبیاء کی توہین کی آخر پر آپنے مخالفین احمدیت کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ اگر مقابلہ کا شوق ہے تو عملی میدان میں مقابلہ کرو۔ خدمت اسلام کا کوئی کام پیش کرو۔ بحث کا شوق ہے تو اصولی باتوں پر بحث کرو۔ یاد رکھو مسیح موعود سچا ہے اور تحریک احمدیت یقیناً کامیاب ہوگی۔ مولویوں نے احمدیت کو مٹانے کی کوشش کرکے دیکھ لیا ہے سیاسی لوگ بھی دیکھ لیں۔

دوسرا اجلاس

اس روز دوسرا اجلاس ۲ بجے دوپہر بصدارت حاجی شیخ میاں مولا بخش صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے سالانہ رپورٹ پڑھکر سنائی گزشتہ سال کے آمد و خرچ اور انجمن کے جملہ شعبوں کے کام کو تفصیلی طور پر بیان کیا۔ اور اعلان کیا کہ کسی صاحب کو رپورٹ کے متعلق کوئی سوال کرنا ہے تو شوق سے کرے مطبوعہ رپورٹ جلسہ گاہ میں تقسیم کی گئی۔

بعد ازاں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے باوجود علالت و کمزوری "تحریک احمدیت اس میں شمولیت کیوں ضروری ہے؟" کے عنوان پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی جس میں تحریک احمدیت کا مقصد اور اس کے عظیم الشان اور انقلاب انگیز کام کو نہایت دلنشین طریق پر بیان فرمایا۔ یہ تقریر تمام و کمال نوٹ کر لی گئی جلد شائع ہوگی۔ . . . . تقریر کے اختتام پر حضرت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے برلن مشن کے لئے چندہ کی اپیل کی جس کے جواب میں مختلف رقوم پیش کی گئیں اور وعدوں کا اعلان ہوا۔

۲۷ر دسمبر کی کارروائی

۲۷ر دسمبر کو صرف ایک اجلاس تھا جو ½ 9 کے قریب بصدارت جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائیٹ نے "تحریک احمدیت نے مغربی دنیا کے تخیل میں کیا انقلاب پیدا کیا" کے عنوان سے ایک نہایت عالمانہ اور بصیرت افروز لیکچر دیا آپنے فرمایا کہ آجکل تہذیبوں کی ایک خوفناک جنگ شروع ہے۔ ہندوستان میں جو ہندو مسلم تنازعات ہیں وہ بھی زیادہ تر اسی جنگ کا نتیجہ ہیں مشرق و مغرب میں بھی تہذیب ہی کی جنگ جاری ہے اس جنگ میں یورپ ایشیا اور افریقہ کو شکست دے رہا ہے۔ اس کو کھائے جا رہا ہے۔ مغرب اس وقت ایک بہت بڑا بت بنا ہوا ہے باقی دنیا اس کے سامنے بے بسی کی حالت میں سربسجود ہو رہی ہے۔ تحریک احمدیت نے اس بت کو توڑنے اور پاش پاش کرنیکا اقدام کیا ہے حضرت مسیح موعود کسر صلیب کے لئے آئے تھے یعنی عیسائیت کو شکست دیکر اسلام کو اس پر غالب کرنا ان کا مقصد تھا یورپ صلیب یعنی عیسائیت کا سب سے بڑا مرکز ہے اس لئے یورپ میں تبلیغ اسلام ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود نے دماغ کو یورپ کی غلامی سے نجات دلانیکی راہ بتلائی اور اس طرح سیاسی آزادی کی بھی بنیاد رکھ دی کیونکہ ایک آزاد دماغ غلام جسم کے اندر نہیں رہ سکتا آپنے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ کیا عجیب بات نہیں کہ ایک گاؤں کا رہنے والا شخص جو مغربی تہذیب اور مغربی زبان سے بالکل ناآشنا ہے یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت کو محسوس کرتا ہے اور سفید پرندوں کے پکڑنے کے خواب کو دیکھتا ہے۔ کسی کو کیا معلوم کہ ایک سفید پرندے کا پکڑنا کسقدر مشکل کام ہے لیکن تحریک احمدیت نے اس مشکل کام کو نہایت کامیابی سے کر دکھایا اور برابر اسی کام میں مصروف ہے آپنے فرمایا کہ اسلام کی رفتار وی آنا کی دیواروں کے پاس رک گئی تھی۔ تاریخ اسلام میں پہلا واقعہ ہے کہ اسلام اس حد سے آگے بڑھا یہ محض تحریک احمدیت کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جماعت احمدیہ نے سب سے پہلے قرآن شریف کا مغربی زبانوں میں ترجمہ کیا اور مغربی ممالک میں مسجدیں تعمیر کیں۔

فاضل مقرر نے مولویوں کی افسوسناک حرکتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا انہیں اس بات کی ہرگز پروا نہیں کہ اسلام کی ضروریات کیا ہیں وہ تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح احمدیت مٹ جائے کاش انکی آنکھیں کھلی ہوتیں اور وہ دیکھتے کہ تحریک احمدیت نے خدمت اسلام کا کس قدر شاندار کام کیا ہے اور اس نے اسلام کے متعلق مغربی دنیا کے تخیل میں کس قدر عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ہے فاضل مقرر نے بڑے بڑے پادریوں اور مشہور عیسائی مصنفین کی کتب اور مضامین سے چند عبارتیں پڑھ کر سنائیں جن میں انہوں نے تسلیم کیا تھا کہ تحریک احمدیت تبلیغ اسلام کا زبردست کام کر رہی ہے اور یہ کہ جماعت احمدیہ بہترین اور کامیاب ترین طریق [illegible] سلام کو پیش کرتی ہے۔ یہ تقریر نہایت مدلل اور پر اثر تھی۔

اس کے بعد مشہور نومسلم فاضل ڈاکٹر رشیدالدین (راملاس) خانصاحب نے ایک انگریزی مضمون "بین الاقوامی حوادث جن سے [illegible] رہا ہے" پڑھا اس کے بعد مسٹر عبداللطیف [illegible] آپنے فرمایا کہ میں اپنے قبول [illegible] اب یہ کہانی پرانی ہو چکی [illegible] ہوتا البتہ میں یہ بتلا [illegible] آپ نے اس [illegible] میں [illegible]

یہ کفارہ جیسے غیر معقول عقائد سے بالکل پاک ہے۔

بعدازاں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے دورِ حاضرہ کا مذہبی انقلاب کے عنوان سے ایک ایمان افروز تقریر فرمائی۔ اور بتلایا کہ موجودہ زمانہ میں جو مذہبی انقلاب ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے اسمیں ایک چیز ہمکو یکساں طور پر نظر آرہی ہے کہ ہر ایک ملک میں لوگ اپنے اپنے مذاہب کو غیر معقول باتوں اور توہمات سے پاک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں گویا آج کل صرف علمی اور معقول باتیں ہی تسلیم کی جاتی ہیں اس طرح قرآن شریف کی جو سراسر علم و حکمت کی کتاب ہے مقبولیت کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ حضرت ممدوح نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آج علم کے اوپر مذہب کی بنیاد ہے اس لئے اسلام کی مخالف کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح احمدیت کو مٹانے کیلئے جو کوششیں ہو رہی ہیں وہ بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں کیونکہ احمدیت اسلام کی صحیح اور روشن ترین تصویر ہے آپ نے مختلف واقعات اور آرا کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح احمدیت کے اصول ترقی کر رہے ہیں۔ اور ہمارے مخالفین بھی کس طرح اس کے آگے مجبوراً جھک رہے ہیں اور ہمارا لٹریچر دنیا میں کسطرح مقبول ہو رہا ہے اور اس سے بہترین نتائج پیدا ہو رہے ہیں اس کے بعد افراد جماعت کو چند بیش قیمت نصائح کیں اور توسیع جماعت کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔ دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

حضرت ممدوح کی یہ تقریر تمام و کمال نوٹ کر لی گئی ہے بہت جلد شائع کی جائیگی۔ ڈاکٹر رشید الدین خان اور مسٹر گابا کی تقریروں کا خلاصہ بھی انشاء اللہ درج اخبار ہوگا۔

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا اجلاس

۲۷ر دسمبر کو شام کے ساڑھے چار بجے احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا سالانہ جلسہ بصدارت مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے منعقد ہوا جس میں مقامی نوجوانوں کے علاوہ باہر کے نوجوان احباب اور بزرگان سلسلہ بھی شامل ہوئے۔ متعدد نوجوانوں نے پرجوش تقریریں کیں شیخ ایزد بخش صاحب نے انگریزی زبان میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی نصائح کے مطابق اپنی مذہبی تعلیم و تربیت پر توجہ دینی چاہیئے۔ قرآن کریم ہمارا نصاب اور حضرت نبی کریمؐ ہمارے معلم ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک رسالہ جاری کرنیکی تجویز پیش کی بعد ازاں مولوی آفتاب الدین احمد صاحب سابق مبلغ ووکنگ مشن نے تقریر فرمائی اور نوجوانوں کو سلسلہ کے کاموں میں پرجوش حصہ لینے کی تلقین کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے مشن کو نوجوان ہی بہتر طریق پر پورا کر سکتے ہیں۔

خانصاحب غلام ربانی صاحب وکیل مانسہرہ نے اپنی انگریزی تقریر میں فرمایا کہ ہمارے سامنے پروگرام موجود ہے ہم اسلام کے سپاہی ہیں حضرت مسیح موعود کے پروگرام پر ہی کام کرنا چاہیئے اور ... پیدا کرنا چاہیئے آپ نے نوجوانوں کو چند ... نے سے وہ خدمت اسلام کا نمایاں ... کی تقسیم وغیرہ۔ ... انجمن نے پروگرام کی ... ہی پروگرام کافی ہے ... حضرت مسیح موعود ... ت

قائم ہو چکی ہیں اور نہایت مفید کام کر رہی ہیں۔ ماسٹر عبدالعزیز صاحب بدوملی نے اپنے ہاں کی شاخ کے حالات بیان کئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ایسوسی ایشن کی طرف سے درس قرآن کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اچھوتوں میں تبلیغ کی جاتی ہے۔ اور چند اچھوت مسلمان ہو چکے ہیں مناظرے بھی کئے گئے۔ ڈاکٹر عبدالرحمان خانصاحب پشاور نے اپنے ہاں کے حالات بیان کئے۔ ان کے علاوہ چند اور دوستوں نے بھی تقریریں کیں اسی روز شام کو ایسوسی ایشن کی طرف سے دعوت افطاری دی گئی جس میں مقامی اور مہمان نوجوانوں کے علاوہ متعدد بزرگان سلسلہ اور چند غیر از جماعت اصحاب بھی مدعو تھے۔

درس قرآن

جلسہ کے ایام میں نماز فجر کے بعد مولانا عصمت اللہ صاحب درس قرآن دیتے رہے۔

جنرل کونسل

۲۷ر دسمبر کو جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔

جلسہ سالانہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی

اپیل چندہ کا جواب

نقد	۴۳۳۴ ...
وعدے	۹۹۰۷ ...
میزان	۱۴۲۴۱ ...

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی سالانہ رپورٹ کا خلاصہ

سال زیر رپورٹ میں انجمن کی کل آمد ایک لاکھ اٹھانوین ہزار چار سو اٹھاسی روپیہ نو آنہ چار پائی تھی اور اخراجات ایک لاکھ اٹھانویں ہزار نو سو تین روپیہ نو پائی تھے اس آمد میں انسٹھ ہزار نو سو ستر روپیہ دس آنہ صرف جماعت کے ماہوار اور دیگر چندوں کی آمد ہے انجمن کے حسب ذیل شعبہ جات ہیں۔

۱۔ دو ہائی سکول۔ لاہور اور بدوملی میں۔

۲۔ بیرونی مشن۔ جرمنی جاوا۔ سیام۔ اور فجی میں۔

۳۔ ہندوستان میں دس مبلغ مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔

۴۔ رسالہ جات و اخبارات:۔ اردو پیغام صلح۔ انگریزی لائٹ ہفتہ وار۔ مسلم ریویو اور یول سہ ماہی۔ ڈچ کارسپانڈنٹ جاوی رسالہ احمدیہ پندرہ روزہ۔

جاوا جماعت نے علاوہ ٹیچنگ آف اسلام کا ڈچ ترجمہ چھپوانے کے اس سال قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ پریس میں چھپوانے کے لئے بھیجدیا۔ وہاں دو رسائل بزبان ڈچ و جاوی باقاعدہ شائع ہو رہے ہیں۔ اور اب وہاں کی شاخ کا ارادہ ہے کہ اپنی طرف سے ایک مشن ہالینڈ میں جاری کیا جائے جس کا بوجھ مرکزی انجمن پر نہ پڑے ان باقاعدہ مشنوں کے علاوہ مندرجہ ذیل ممالک میں بذریعہ مفت لٹریچر و خط و کتابت اسلام کا اثر پھیلایا جا رہا ہے۔ یورپ:۔ پولینڈ۔ اٹلی۔ البانیہ۔ بلگیریا۔ رومانیہ۔ یونان۔ یوگوسلاویا۔ زیکوسلوویکیا۔ آسٹریا۔ ہنگری۔ سپین۔ فرانس۔ سوئٹزرلینڈ۔ سویڈن۔ بلجیم وغیرہ۔

افریقہ:۔ الجیریا۔ ٹیونس۔ مراکو۔ گمبیا۔ سیرالیون۔ نائیجیریا۔ سینیگال۔ لائبیریا۔ گولڈ کوسٹ۔ ہسپانوی۔ بلجیم کانگو۔ نیاسالینڈ۔ کینیا۔ یوگنڈا۔ ٹانگانیکا۔ سوڈان۔ مصر۔ ابی سینیا۔ جنوبی افریقہ وغیرہ۔ ایشیا:۔ ترکی۔ فلسطین۔ شام۔ عراق۔ حجاز۔ عدن۔ ایران۔ چین۔ جاپان۔ انڈوچائنا۔ برما۔ سیلون۔ جزائر۔ آسٹریلیا۔ فلپائن۔ بورنیو۔ ماریشیش۔ سیلیبز۔ ساٹرا وغیرہ۔ امریکہ:۔ کینڈا۔ یونائیٹڈ سٹیٹس۔ وسطی امریکہ۔ جنوبی امریکہ۔ ٹرینیڈاڈ وغیرہ۔ اس سال اٹالین زبان میں رسالہ اسلام کا ترجمہ چھپوایا گیا اور رسالہ مسلم کٹیکیزم و پرافٹ آف اسلام کے اٹالین ترجمے چھپوانے کے لئے تیار کر دلئے گئے۔ اور یہ سب ہمارے ایک اطالوی نومسلم دوست کے جوش اسلامی کا نتیجہ ہیں رسالہ مسلم کٹیکیزم کا عربی ترجمہ بغداد میں چھپ رہا ہے۔ اس طرح نہ صرف دوسرے ممالک کو انگریزی عربی وغیرہ مفت لٹریچر ...... مفت دیا گیا جا رہا ہے۔ بلکہ غیر زبانوں میں خواہ وہ ہندوستان کی ہوں یا بیرونی ممالک کی اسلامی کتابوں کے تراجم کرا کر مفت تقسیم کئے جاتے ہیں اسوقت تک اردو۔ عربی۔ انگریزی کے علاوہ انجمن کا اسلامی لٹریچر تیس زبانوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اور کوشش ہو رہی ہے کہ کم از کم یورپ کی ہر زبان میں اسلامی لٹریچر اصول اسلام و سیرۃ نبوی پر چھپوا لیا جائے۔ ملک ہسپانیہ کے ایک دوست سے خط و کتابت ہو رہی ہے اور انشاء اللہ یقین ہے کہ ہم سال آئندہ اس زبان میں بھی اسلامی لٹریچر شائع کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ م م

ازدفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور (ہند)

نمبر: ۱۱۵ تاریخ ۳۰ر دسمبر ۱۹۳۳ء

مکرمی بندہ سیکرٹری صاحب انجمن اہلحدیث

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا ایک لفافہ جس میں ایک مطبوعہ اشتہار بعنوان "اطلاع مناظرہ" تھا آج صبح ملا۔ اشتہار کا جواب تو بذریعہ اشتہار ہی دیا جائے گا۔ لیکن میں آپ کی توجہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی گذشتہ سال کی اشتہار بازی کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ اور آپ کی تمام جماعت کے علماء کو کھلا چیلنج دیتا ہوں کہ بشرائط مندرجہ اشتہارات سال گذشتہ جن کی ایک ایک کاپی ارسال خدمت ہے۔ تحریری مباحثہ کر لیں تاکہ حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے۔ آپ بھی روز روز کی اشتہار بازی سے بچ جائیں گے اور تعلیم یافتہ طبقہ پر حق واضح ہو جائے گا۔

اگر آپ لوگ تحریری مباحثہ کے لئے سامنے نہ آئے اور مختلف بہانوں سے اسے ٹالدیا تو پبلک خود اندازہ لگا لے گی کہ آپ لوگوں میں کہاں تک صداقت و سعادت موجود ہے۔

خاکسار

محمد منظور الٰہی۔ آنریری جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور کے آٹھویں سالانہ جلسہ کی مختصر روئیداد

احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور کا آٹھواں سالانہ جلسہ ۱۱ دسمبر بروز اتوار اسلامیہ ہائی سکول کے صحن میں منعقد ہوا۔ جلسے کا پنڈال نہایت عظیم الشان اور خوبصورت تھا۔ ساتھ ہی نمائش کا شامیانہ تھا۔ ٹھیک ۱۰ بجے خواتین کی آمد شروع ہوئی۔ والنٹیر بچیاں دو رویہ صف بستہ کھڑی تھیں۔ محترمہ صدر یعنی لیڈی سر عبدالقادر صاحبہ کا استقبال اللہ اکبر کے نعروں سے ہوا۔

لیڈی عبدالقادر۔ لیڈی شفیع۔ بیگم شاہنواز۔ بیگم محمد عمر۔ بیگم بشیر احمد۔ بیگم لطیفی۔ بیگم احمد یار خاں دولتانہ۔ بیگم رحمت اللہ خاں۔ بیگم کرنل اللہ جوایا۔ بیگم مظفر۔ بیگم قلندر علی خاں۔ بیگم کپتان بخت یاور علی۔ و دیگر سیکڑوں معزز خواتین تشریف فرما تھیں۔ جلسہ کا پنڈال جس میں تقریباً دو ہزار کی گنجائش تھی۔ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

خطبۂ صدارت

جلسہ قرآن کریم کی تلاوت اور نعت سے شروع ہوا۔ لیڈی عبدالقادر صاحبہ کا خطبۂ صدارت نہایت مدلل اور مؤثر تھا۔

شکریہ کے بعد آپ نے سب سے پہلے ووکنگ مشن کا ذکر کیا اور فرمایا۔ "اگرچہ اب وہ مشن ایک علحدہ جماعت ہے۔ لیکن اب تک جو کامیابی اس کو حاصل ہوئی۔ اس کا سہرا اس انجمن احمدیہ کے سر ہے"

برلن مسجد کے چشمدید حالات

پھر آپ نے برلن مسجد اور برلن مشن کے چشم دید حالات سنائے۔ ممدوحہ اس سال اپنے شوہر محترم کے ہمراہ یورپ تشریف لے گئی تھیں۔ اسی سفر میں انہیں جرمنی کے دارالسلطنت برلن میں بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب ہم جرمنی جانے لگے تو وہاں کے قائم مقام امام مرزا عزیز الرحمن صاحب کو اپنے ایک دوست کے ذریعہ ہماری آمد کی اطلاع مل گئی۔ انہوں نے شیخ سر عبدالقادر بالقابہ کو خط لکھا کہ قیام برلن کے دوران میں جمعہ کا دن مسجد میں آنے اور وہاں کی تقریبوں میں حصہ لینے کے لئے محفوظ رکھیں اور ایک تقریر بھی کریں۔ ان کی یہ درخواست منظور کر لی گئی۔ صدر محترمہ نے برلن مسجد میں ادائیگی نماز اور جرمن نومسلموں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس دور دراز ملک میں جہاں اسلام کا کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا اللہ اکبر کی صدا نے میرے دل پر جو اثر کیا وہ بیان سے باہر ہے۔ بعد ازاں آپ نے دعوت چائے اور جرمن نومسلموں اور شیخ صاحب بالقابہ کے لیکچر کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ برلن جیسے دور دراز مقام پر ایک شاندار مسجد صرف کثیر سے تیار کروا کر اس کو آباد رکھنا ایک ایسا کارنامہ ہے جس پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔

حضرت امیر کی شاندار خدمات اسلامی

آپ نے فرمایا کہ اس کامیابی کے لئے ہمارے محترم بزرگ مولانا محمد علی صاحب جو اس انجمن کے صدر اور جماعت احمدیہ کے امیر ہیں۔ سب مسلمانوں کے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ وہ شب و روز نہایت خلوص اور دلی جوش سے اسلام کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو دیر تک سلامت رکھے۔ تاکہ جو مفید اسلامی کام ان کے ہاتھوں سے انجام پا رہے ہیں روز افزوں کامیابی کے ساتھ جاری رہیں۔

ہماری معزز بہن بیگم محمد علی صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی واجب ہے کیونکہ ان کی کوششوں سے مسلمان خواتین وقتاً فوقتاً مستفید ہوتی رہتی ہیں اور ہمیں بھی ایسے دینی کاموں میں شرکت کا موقع ملتا رہتا ہے

سب مسلمانوں کو جماعت احمدیہ لاہور کا ممنون ہونا چاہئے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے شاندار لٹریچر کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ جو کتابیں اس انجمن کی طرف سے شائع ہوئی ہیں اور جو کوشش غیر مسلم ممالک میں اسلام کی روشنی پھیلانے کے لئے اس انجمن نے کی ہے ان کے لئے ہر ہمدرد اسلام کو اس جماعت کا ممنون ہونا چاہئے۔

اتحاد اسلامی پر اظہار خیالات فرماتے ہوئے کہا کہ اس جلسہ میں جب میں اپنی احمدی بہنوں کے علاوہ دوسری بہنوں کو دیکھتی ہوں تو میرا جی خوشی سے لبریز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری قومی ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے کہ ہم سب مسلمان خواہ کسی قوم و ملت کے ہوں ایک دل۔ اور ایک جان ہو کر کام کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پاک راستباز اور نیک لوگوں کے ہم صف ہو کر ہر وقت خدمت دین کے لئے مستعد و سرگرم رہنا چاہئے۔

بیرن عمر صاحب کا ذکر

سفر یورپ کے دوران میں آپ بیرن عمر کے وطن بھی تشریف لے گئی تھیں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جب ہم دی آنا گئے۔ جو آسٹریا کا دارالخلافہ ہے تو ہمیں بیرن عمر کی لیڈی صاحبہ کی طرف سے ایک تار ملا جس میں انہوں نے اصرار سے وہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ ان کی جاگیر وی آنا سے ۷۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ہم بذریعہ موٹر وہاں گئے۔ بیرن صاحب کے محل اور ان کی جاگیر کے ذکر کے بعد آپ نے فرمایا کہ تین چار گھنٹے کے سفر کے بعد ہم بیرن صاحب کے گاؤں میں پہنچ گئے۔ وہ چند مہمانوں کی معیت میں ہمارے استقبال میں تھے بڑے تپاک سے ملے۔ بیرن صاحب کی بیگم صاحبہ کی ملاقات سے بے حد مسرت ہوئی۔ بڑی سادہ مزاج اور ملنسار خاتون ہیں۔ بیرن صاحب نے اپنے قبول اسلام کے حالات سنائے۔ اور کہا کہ جب انہیں اپنے بعض خانگی امور سے فراغت ہو جائے گی تو وہ ہندوستان کے قیام اور یہاں کے مسلمانوں کی خدمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر ان کا یہ ارادہ پورا ہوا۔ اور خدا کے فضل و کرم سے امید ہے کہ پورا ہوگا۔ تو ظاہر ہے کہ اس سے بہت مفید نتائج نکلیں گے۔ اور ان سب فوائد کا منبع یہی انجمن ہوگی جس کی خدمات کا اعتراف کرنے کو ہم آج یہاں جمع ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہر طرح سے اس انجمن کی امداد کریں۔ اور اس کو تقویت دیں۔

بیگم قلندر علی کی تقریر اور سالانہ رپورٹ

بیگم قلندر علی خاں نے اپنی تقریر میں دلچسپ پیرایہ سے فضول رسم و رواج کا ذکر کرکے خواتین کو سادگی کی تلقین کی۔ اس کے بعد بیگم مولانا محمد علی نے احمدیہ انجمن خواتین اسلام کی سالانہ رپورٹ پڑھی اور بتایا کہ اس انجمن نے اپنی ہشت سالہ عمر میں اصلاح و ترقی نسواں کے سلسلہ میں کیا کیا کام سرانجام دیا۔ ضمناً آپ نے یہ بھی بتایا کہ اس انجمن کا بڑا مقصد مستورات میں خدمت دین کا احساس پیدا کرنا ہے۔ اور اسی لئے دستکاری کی نمائش کی جاتی ہے جس کی آمدنی اشاعت اسلام کے لئے وقف ہے۔

بیگم شاہنواز صاحبہ کی تقریر

رپورٹ کے بعد محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ نے نہایت دلچسپ اور مفید تقریر کی۔ آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی اسلامی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انکے قیام انگلستان کے دوران میں انہیں ایک جلسہ میں مسلمانوں کی طرف سے مذہب اسلام کی بابت تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ ہندوؤں کی طرف سے پنڈت مدن موہن مالویہ تھے۔ تقریر کے بعد مختلف مذاہب کے لوگوں نے سوالات کرنے کی اجازت چاہی۔ محترمہ موصوفہ کو اس بات کا بہت افسوس ہوا کہ پنڈت مالویہ پر سوالوں کی بوچھاڑ ہوئی لیکن آپ سے کسی نے کوئی سوال نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ویدوں کا انگریزی ترجمہ (جو کسی انگریز نے کیا تھا) ان تک پہنچ چکا تھا۔ لیکن اس کے بعد محترمہ کو ایسی جگہ مجلس میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ جہاں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام تبلیغ کر رہی تھی۔ وہاں لوگوں نے اسلام کے متعلق کمال دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور مختلف قسم کے سوال کئے۔

محترمہ موصوفہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن نے ایک بہت بڑی کمی کو پورا کر دیا ہے یہ ترجمہ اس قدر خوبی اور محنت سے کیا گیا ہے کہ انسان کا دل بے اختیار اس کی طرف کھنچتا ہے۔ اس سے قبل جب محترمہ کے غیر مسلم دوست کوئی اچھا اور سلیس انگریزی ترجمۃ القرآن پڑھنے کو مانگتے تھے تو وہ اس سوچ میں پڑ جاتی تھیں کہ ان کو کیا جواب دوں۔

اچھوت اقوام میں تبلیغ کا کام جو اس جماعت کی طرف سے ہو رہا ہے اس کو موصوفہ نے نہایت فائدہ مند اور قابل قدر ٹھیرایا۔ اور انجمن اشاعت اسلام کی ان تمام اسلامی خدمات کا جو نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند میں بھی نہایت خاموشی اور تندہی سے کر رہی ہے اعتراف کرتے ہوئے اپنی مدلل تقریر کو ختم کیا۔

چند اور تقریریں

اس کے بعد محترمہ بیگم محمد عمر صاحبہ نے نہایت ہی عمدہ الفاظ میں انجمن اشاعت اسلام کا ذکر کرکے چندہ کی تحریک کی۔ پانسو روپیہ کے قریب چندہ ہوا۔

چندہ کے بعد مسز ظہور احمد اور سیدہ فرحت نے علی الترتیب اتحاد اور تربیت اولاد پر تقریریں کیں۔

ہر ایک تقریر کے درمیان نعت شریف اور قومی نظمیں پڑھی جاتی تھیں۔

نمائش دستکاری

قریباً دو بجے جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اور نمائش کا افتتاح ہوا۔ اس سال بعض معزز و مقتدر بہنوں نے کھانے پینے کے متعلق مختلف قسم کی دکانیں بھی لگا رکھی تھیں۔ محترمہ صدر صاحبہ اور دیگر خواتین نے اپنے ہاتھ سے سودا خرید ان دکانوں کا منافع بھی اشاعت اسلام کیلئے دیا گیا غرضیکہ خوب چہل پہل رہی۔ چار بجے سب بی بیاں اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہو گئیں۔

سکرٹری

(احمدیہ انجمن خواتین اسلام۔ لاہور)

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند — مگر مدفون یثرب را نداد ند این فضیلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود مدد دادند — دلیری ہا پدید آمد پرستارانِ میت را

دعوتِ مناظرہ منظور

سکرٹری صاحب انجمن اہلحدیث لاہور کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان **اعلان مناظرہ** شائع ہوا ہے جس میں اس ذلت کو مٹانے کے لئے جو ۲۰ دسمبر ۱۹۳۳ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسہ میں محمدیہ ایسوسی ایشن کو اٹھانی پڑی۔ ایک مناظرہ کے انعقاد کا اعلان کیا گیا ہے۔ ہم اس دعوت کو بشرائط ذیل منظور کرتے ہیں :۔

۱۔ چونکہ مجلس اہلحدیث کو مختلف مباحث پر آئے دن ہمارے ساتھ مناظرہ کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اس لئے روز روز کے جھگڑوں کو طے کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام متنازعہ فیہ مسائل پر یکے بعد دیگرے مناظرہ کر کے فیصلہ کر لیا جائے۔ اس لئے علاوہ ان دو مضامین کے جن کا اعلان مندرجہ بالا اشتہار میں کیا گیا ہے

ذیل کے مباحث پر بھی بحث کیجائیگی:۔

(۱) کیا ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ہے یا نہیں اور چودھویں صدی کا مجدد کون ہے؟
(۲) کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں یا بجسد عنصری چوتھے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں؟
(۳) کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خود واپس آنے سے ختم نبوت کا عقیدہ باطل ہوتا ہے یا نہیں؟
(۴) کیا اس امت میں آنے والا مسیح حضرت عیسےٰ نبی اللہ ہیں یا کوئی اور؟
(۵) دجال اور یاجوج ماجوج کون ہیں؟

ان مباحث پر مناظرہ ہو جانے کے بعد آخر میں ان دو مضامین پر بحث کی جائے گی جو مجلس اہلحدیث نے تجویز کئے ہیں یعنی یہ کہ
(۱) کیا حضرت مرزا صاحب نے توہین انبیا کی؟ (۲) کیا حضرت مرزا صاحب اشتہار "آخری فیصلہ" سے صادق ثابت ہوتے ہیں یا مفتری؟

۲۔ بحث کو فیصلہ کن اور مفید بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کھلے میدان کے بجائے ایک مکان کے اندر مناظرہ کیا جائے جس میں فریقین کے آدمیوں کی تعداد مساوی ہو جو تعلیم یافتہ طبقہ پر مشتمل ہو اور دونوں طرف سے ایک ایک پریزیڈنٹ ہو جس کا کام ضبط رکھنا مقررہ اوقات کی نگہداشت اور ناظرین کو موضوع بحث سے باہر جانے سے روکنا ہو۔

۳۔ مناظرہ تحریری ہو جس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں :۔

ا۔ مناظرین وقت مقررہ پر مجلس مناظرہ میں بیٹھ کر زیر بحث مسئلہ پر اپنے سوالات اور جوابات خود لکھیں جن کو مجلس مناظرہ میں سنا دیا جائے۔

ب۔ مناظرین زیر بحث مسئلہ پر تقاریر کریں اور دو آدمی ان تقاریر کو قلمبند کرتے جائیں اور تقاریر اتنی ٹھہر ٹھہر کر کی جائیں کہ آسانی سے قلمبند کی جا سکیں اور بعد میں باہم مقابلہ کر کے ان پر تقریر کرنے والے مناظر کے دستخط ثبت ہو جائیں اور دوسرے دن فریقین کی تقاریر یا دستخطی پرچے فریقین کے مساوی خرچ پر شائع کر دئے جائیں۔

ہر دو صورتوں میں سے جو بھی پسند ہو اسے اختیار کیا جا سکتا ہے جس کا یہ فائدہ ہوگا کہ فریقین میں سے کسی کو بھی اپنے بیان سے انحراف کی گنجائش نہ ہوگی اور عوام الناس بھی اس سے مستفید ہو سکیں گے۔ مناظرہ کا یہ طریق مفید ترین اور ہر قسم کی شورش اور فساد کے احتمالات سے پاک ہوگا ورنہ ایسی کھلی مجالس میں مناظرہ کرنا جہاں ہر قسم کے غیر سمجھدار اور نافہمیدہ لوگ جمع ہو سکتے ہیں امن عامہ کے منافی ہونے کے علاوہ دینی مسائل اور مباحث کے لئے کسی طرح موزوں نہیں۔ ہمارا دین ہمیں ہنگامہ خیزی اور مسائل دین کو بچوں کا کھیل بنانے سے روکتا ہے اس لئے ہم اس بات کو جماعت احمدیہ کی شان کے شایاں نہیں سمجھتے کہ ایسے کھلے مناظروں میں جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے شریک ہو کر ہنگامہ اور شورش میں حصہ لیا جائے۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

مکتوب برلن

قبول احمدیت نمبر کی قبولیت

بخدمت مکرم جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ان سطور کا محرک اخبار پیغام صلح کا "قبول احمدیت نمبر" ہے یہ نمبر ایسا پُر لطف تھا کہ میں مندرجہ ذیل سطور لکھنے پر مجبور ہوں۔ از راہ کرم کسی آئندہ اشاعت میں درج فرما کر مشکور فرمائیں۔

احمدیت کے خلاف لوگ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کاشکہ ان لوگوں کو علم ہوتا کہ احمدیت کیا ہے اور احمدیت کی مخالفت اسلام کی مخالفت ہے۔ احمدیت اسلام کی صحیح اور سچی تصویر کا دوسرا نام ہے۔ اور احمدی جماعت کا مقصد وحید محض اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ اور اس جماعت نے نہ صرف اپنے قول سے بلکہ فعل سے ایسا کر دکھایا ہے۔

یورپ میں باوجود اس کے کہ لوگ عیسائیت سے بیزار اور متنفر ہو چکے ہیں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے اکثر سوسائٹیاں موجود ہیں۔ مارٹن لوتھر کے نام سے اکثر مسلمان واقف ہیں۔ آپ آج سے ساڑھے چار سو برس قبل جرمنی میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اس وقت کی عیسائیت سے بیزار ہو کر اس میں اصلاح کرنی شروع کی جس پر آپ کی بڑی مخالفت ہوئی۔ یہاں تک کہ قتل کے منصوبے کئے گئے۔ ہر طرف سے لعن طعن ہوتی تھی۔ آپ جدھر جاتے لوگ نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے۔ کفر کے فتووں کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا۔ چونکہ آپ نے بہت سی باتیں اسلام سے لی تھیں لہذا لوگ آپ کو محمڈن ڈاگ (محمدؐ کا کتا) کہتے تھے۔ خیر وہ ایک زمانہ تھا جو گزر گیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے خیالات کو لوگ قبول کرنے لگے اور اب یہ وقت آ گیا ہے۔ کہ بہت سی حکومتیں اور قومیں اس انسان پر فخر کرتی ہیں۔ امسال یہاں جرمنی میں مارٹن لوتھر کا ۴۵۰ واں یوم ولادت نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ یہاں تک کہ حکومت جرمنی اس دن کی یادگار میں پانچ مارکس کا سکہ ایک خاص تعداد میں جاری کر رہی ہے جس پر لوتھر کے سر کی تصویر ہوگی۔

موجودہ حکومت جرمنی اپنے اندر قدرے مذہبی رنگ رکھتی ہے۔ لہذا عیسائیت کے فروغ اور اشاعت کے لئے کئی ایک سوسائیٹیاں بن رہی ہیں۔ گزشتہ دنوں یہاں کے ایک روزنامہ میں ایک طویل مضمون شائع ہوا تھا جو کہ جرمن تبلیغی سوسائٹی کی طرف سے تھا۔ اس ایک سوسائٹی نے ہزارہا کی تعداد میں غیر عیسائی عیسائی بنائے ہیں۔ ہزاروں اور سیکڑوں کی تعداد میں ان کے پاس مبلغ اساتذہ اور معلم ہیں۔ جو کہ مختلف طریقوں سے عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اس مضمون کے اخیر پر پبلک سے زبردست اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس تبلیغی کام میں ممد اور معاون ہو۔

اسی طرح گزشتہ ہفتہ یہاں ایک بڑے بھاری گرجا میں ایک پادری صاحب نے "ہلال اور صلیب" کے عنوان کے ماتحت ایک لکچر دیا۔ لکچر کے ساتھ تصاویر بھی تھیں۔ پادری صاحب نے بتایا کہ شام میں ایک وقت عیسائیوں کی حکومت اور دور دورہ ۲۴ ۲۵ تھا۔ مگر اب وہاں اسلام کا جھنڈا لہراتا ہے۔ انہوں نے بذریعہ تصاویر پرانے گرجوں کے کھنڈرات کو دکھاتے ہوئے کہا کہ ہمیں ان کی تعمیر اور آبادی کی طرف دوبارہ توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اس کام کی امداد کے لئے پرزور الفاظ میں اپیل کی۔

مگر وائے برحالِ ما۔ مسلمان ہیں کہ ان کو معمولی معمولی باتوں ہی سے فرصت نہیں ملتی۔ کہیں سنی شیعہ کا جھگڑا اور کہیں پاجاموں کے اونچے نیچے ہونے پر بحث ہو رہی ہے۔ کہیں احمدیوں کو واجب القتل قرار دیا جا رہا ہے۔ کہیں ان باتوں پر بحث ہو رہی ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں؟ کوّے۔ کبوتر کی بیٹ پاک ہے یا پلید؟ غرضیکہ مسلم قوم اور ان کے علماء کا ان فضول مسائل پر وقت ضائع ہو رہا ہے۔ مگر دشمن کے روک تھام کو مقابلہ کی ان کو قطعاً کوئی پروا نہیں۔ میں ان علماء کی خدمت میں جو کہ احمدیت کی تخریب کے درپے ہیں مودبانہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خوب یاد رکھیں۔ ان باتوں سے آپ احمدیت کو قطعاً کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ کاش اس مخالفت پر وقت اور قوت ضائع کرنے کی بجائے وہ یورپ میں کوئی مشن ہی قائم کر دیں۔ کوئی خانہ خدا ہی تعمیر کر دیں۔ قرآن کریم کا کسی زبان میں ترجمہ کر دیں۔ مگر خوب یاد رکھیں ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

از برلن
مورخہ ۵۔ دسمبر ۱۹۳۳ء

والسلام خاکسار عبد اللہ
(امام مسجد برلن)

مرزا غلام احمد کی جے!

سرزمین فجی میں قتلِ دجّال کا شاندار منظر

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری)

(۲)

(سلسلہ کیلئے ۷۔ دسمبر ۱۹۳۳ء کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں)

معاندین احمدیت کی افسوسناک کوششیں

ادھر یہ سب کچھ ہو رہا ہے اُدھر احمدیت اور حضرت مسیح موعود کے مخالف بدنام کنندگان اسلام مسلمان دَوڑ بھاگ رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو اس مناظرے میں شرکت سے روکا جائے۔ تا ایسا نہ ہو کہ احمدی مناظر کی خدمتِ اسلام کا ان پر اثر ہو جائے۔ ان نام نہاد مسلمانوں نے مناظرہ کے دن یعنی ۸ر اکتوبر ہی کو عین مناظرے کے وقت محفل میلاد کا انتظام کر دیا۔ اور کھانے پینے کا بندوبست بھی کیا۔ لیکن معاندین احمدیت کی یہ حرکت بھی ہمارے لئے باعث برکت ہوئی ان ہی کے ہم خیال مسلمانوں میں سے کئی مسلمانوں نے انہیں لعنت ملامت کی۔ ایک صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ لعنت ہو تمہارے اس کھانے پر۔ اُدھر تو محمد رسول اللہ پر عیسائیوں کا حملہ ہوگا۔ اِدھر تم کھانا کھا کر خوشی منا رہے ہوگے۔

غرض لوگوں نے دیکھا کہ محمد رسول اللہ سے ان معاندین کو کوئی پیار اور محبت نہیں۔ پھر محمد رسول اللہ کو وہ "احمدی کافر" کیوں نہ پیارے ہوں جو وقت پر حضور صلعم کی ناموس کی حفاظت کے واسطے میدان میں نکل آتے ہیں۔ آنحضور صلعم ان "محمدی مسلمانوں" کو کیا کریں جنہیں حضور سے عملی ہمدردی کچھ بھی نہیں۔

۷ر اکتوبر کو جناب محمد طاہر خاں صاحب رئیس اعظم آف روکا اپنے تین دیگر معزز احباب کے ساتھ مناظرہ سننے کے لئے لوٹوکا سے تشریف لے آئے۔ اور ہمارے قریب ہی جناب کلن خاں صاحب کے مکان پر ٹھیرائے گئے۔

مناظرہ کے دن یعنی ۸ر اکتوبر کو صبح نماز کے بعد تلاوت کیلئے قرآن کریم میں نے اٹھایا تو سب سے پہلے اس آیت پر نظر پڑی۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۙ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۗ کہدو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور نور کی کوئی برابری ہے۔

یہ آیت دیکھ کر دل عجیب در عجیب کیفیات سے بھر گیا۔ دجال سے مقابلہ تھا۔ اسی کیفیات کے عالم میں میں نے سورہ کہف کی دس ابتدائی اور دس آخری آیتیں تلاوت کر کے دعا مانگی۔ اور پھر جانے کے وقت جناب محمد طاہر خاں صاحب اور دیگر احباب کو خوشخبری سنائی کہ قرآن شریف کھولنے پر آیت قل ھل یستوی الاعمٰی والبصیر۔ ام ھل تستوی الظلمٰت والنور پر نگاہ پڑی ہے۔ اس آیت نے پادری سمویل شرن کو اندھا اور ہم کو آنکھوں والا۔ عیسائیت کو اندھیرا۔ اور اسلام کو نور قرار دیا ہے پس نہ اندھا آنکھوں والے کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور نہ اندھیرا نور کے آگے ٹھہر سکتا ہے۔

مناظرہ کی کیفیت

مناظرہ کا وقت دو بجے دن تھا۔ لیکن لوگ جوق در جوق موٹروں اور لاریوں کے ذریعہ وقت سے پہلے ہی پہنچ گئے۔ ریوا کا علاقہ تو گویا سارے کا سارا ہی ٹوٹ پڑا تھا۔ صوا۔ سامہ بولا۔ منی باؤ کے ہندو۔ سکھ۔ عیسائی مسلمان کھچا کھچ پنڈال میں بھر گئے۔ اگرچہ بیٹھنے کے لئے بنچوں کا انتظام ایک وسیع پیمانہ پر کیا گیا تھا۔ اس پر بھی پانچ سو کے قریب آدمیوں کو بیٹھنے کے لئے جگہ نہ ملی۔ اور انہوں نے کھڑے کھڑے ہی مناظرہ سنا۔ ہم اپنی یہ کامیابی اور معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یہ نامرادی دیکھ کر مولا کریم کا شکریہ دل ہی دل میں ادا کر رہے تھے۔

حکومت کی طرف سے ایک یورپین پولیس انسپکٹر اور گارد امن قائم رکھنے کے لئے بھیجی گئی۔

ڈیڑھ بجے دن (جبکہ انڈیا میں صبح کے ساڑھے سات بجے ہوں گے) مسٹر کے۔ بی۔ سنگھ صاحب ممبر آف دی جیس لیجسلیٹو کونسل نے کرسی صدارت کو رونق دی۔ اور لوگوں کو پُرامن رہنے کی تاکید کی۔ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب نے اعلان فرمایا کہ ہماری طرف سے مرزا مظفر بیگ ساطع مسلم مشنری میدان مناظرہ میں اتریں گے۔ آج قرآن شریف اور بائبل شریف کی رو سے حضرت محمد الرسول اللہ اور جناب یسوع کا مقابلہ ہے۔ لوگوں کو سرد و مناظرین کے دلائل پُر امن طریق پر سن کر کسی نتیجہ پر پہنچنا چاہیئے۔

عیسائی مناظر کے فرسودہ اعتراضات

ٹھیک دو بجے (انڈیا میں صبح کے آٹھ بجے) پادری سیموئل شرن صاحب اعتراضات کے لئے اٹھے۔ آپ نے وہی پرانے اور فرسودہ ۱۵ اعتراضات دہرانے شروع کئے۔ جن کی دھجیاں ہزار بار احمدیوں نے فضائے آسمانی میں اڑا کر دکھا دیں۔ مثلاً حضرت محمد کو استغفار کا حکم ہوا۔ ایک اندھا آیا تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ آپ پہلے گمراہ تھے (نعوذ باللہ) ہدایت ملی۔ زینب سے شادی وغیرہ۔ غرض پادری صاحب کے ہاتھ میں ہم نے کوئی نیا۔ اور کام کا ہتھیار نہیں دیکھا۔ جس پر ہم پادری صاحب کو داد دے سکیں۔

ہم اپنی باری پر اٹھے تو تثلیث پرستوں کے مقابلہ پر توحید کے سب سے بڑے اعلان قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد سے اپنی تقریر کو شروع کرتے ہوئے پادری صاحب کے اعتراض کا جواب پہلے قرآن شریف سے دیا۔ پھر بائبل شریف کی رو سے جناب یسوع پر اعتراضات پیش کئے۔ دو ہی باریں پادری صاحب کا مصالحہ ختم ہو گیا۔ لیکن ادھر ہمارے سامنے بائبل شریف سے جناب یسوع کی ذات پر پورے ۳۵ اعتراضات تھے۔ جو یکے بعد دیگرے ہم پیش کرتے چلے جاتے تھے۔ پبلک ہمارے دلائل سے اس قدر متاثر تھی کہ بار بار خوشی کے نعرے بلند ہوئے۔ اور چیئرز پر چیئرز دئے جانے۔ حتیٰ کہ خود جناب پریذیڈنٹ صاحب پر بھی اتنی کیفیت طاری تھی۔ کہ انہیں اپنے منصب کا خیال نہ رہا۔ اور وہ بھی پبلک سے مل کر چیئرز دینے لگے۔ اس پر پادری صاحب بہت بگڑے اور جناب صدر کو توجہ دلائی کہ آپ کیوں چیئرز دیتے ہیں۔ جناب صدر نے فرمایا کیا کریں۔ بھیّا ہم بھی مجبور ہو گئے۔

پادری صاحب کی گھبراہٹ

پادری صاحب اور ان کے مددگاروں پر اس قدر گھبراہٹ کا عالم طاری تھا کہ بعض اوقات ایک دوسرے سے بھی جھگڑ بیٹھتے۔ اور کتابیں اٹھانے اور حوالہ جات نکالنے میں ہی بہت سا وقت ضائع کر لیتے جب کتاب لیکر کچھ پڑھنا شروع کرتے تو بے اختیار ان کے ہاتھ اور ہاتھوں میں کتاب کانپتی۔

ایک موقعہ پر تو ہم نے جیب سے پانچ پونڈ نکال کر میز پر رکھدئے لیکن اس انعام کو حاصل کرنے کی ہمت پادری صاحب میں پیدا نہ ہو سکی ہم نے کہا کہیں انگلی رکھو۔ اور محمد رسول اللہ کا کوئی گناہ قرآن شریف سے ثابت کرو۔ مگر پادری صاحب کچھ بھی نہ کر سکے۔ گھبراہٹ کے مارے ایسی بہکی بہکی باتیں کیں کہ پبلک کی طرف سے قہقہے بلند ہو ہو جاتیں۔ آخر میں میں نے کہا کہ پادری صاحب یہ ہے آپ کی بائبل شریف میں ایک مقام کھول کر دیتا ہوں اسے آپ خود ہی پڑھ کر سنا دیں۔ یہاں شریف اور معزز مردوں کے علاوہ شریف اور معزز خواتین بھی (جن میں خود پادری صاحب کی بیوی اور جوان لڑکی بھی تھی) بیٹھی ہیں۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ بائبل شریف سنکر یہ خواتین اٹھ کر بھاگ جاتی ہیں کہ نہیں۔ ادھر یہ ہمارا قرآن پاک ہے۔ کہو ہم کہاں سے پڑھیں اور ترجمہ کر کے سنائیں۔ تمام پبلک سناٹے میں آگئی۔ کہ دیکھیں پادری صاحب کیا جواب دیتے ہیں۔ لیکن میرے دیگر بیسیوں اعتراضات کی طرح پادری صاحب اس کو بھی پی گئے۔ میں نے ہر چند انہیں توجہ دلائی مگر بیسود۔ اور یوں دو اور دو چار کی طرح ثابت ہو گیا کہ بائبل ایسی کتاب نہیں جسے کسی شریف اور مہذب طبقہ میں پڑھ کر سنایا جا سکے۔ اور اس کے مقابلہ میں قرآن شریف ایسی پاک کتاب ہے جسے ہر طبقہ سن سکتا ہے۔ اور مسلمان اپنی کتاب کی وجہ سے کسی سوسائٹی میں کبھی شرمندہ نہیں کئے جا سکتے۔ پس اس سے ان کتابوں کے لانے والوں یعنی جناب یسوع اور حضرت محمد الرسول اللہ میں بھی فرق کر لو۔

پھر میں نے بچ اور ھقر فورڈ پریذیڈنٹ بائبل سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن امریکہ کی کتاب "انقلاب" کے صفحہ ۲۵ سے جناب یسوع کے متعلق امریکہ کے پادریوں کی وہ رائے پڑھ کر سنائی۔ جو انہوں نے "واشنگٹن ہیرلڈ" میں ۱۰ر جون ۱۹۲۲ء کو شائع کرائی تھی۔ مذکرہ الصدر ایسوسی ایشن کے ایک پادری ہٹیلے صاحب بھی محفل مناظرہ میں موجود تھے۔ میں نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا جسے یقین نہ ہو انہی سے دریافت کر لے۔ غرض جناب یسوع کے متعلق خود پادریوں کی یہ رائے سنکر پبلک کو بحد حیرت ہوئی۔ پادری سیمویل شرن صاحب پادری ہٹیلے صاحب کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔

ہم تقریر کر رہے تھے۔ اور خدا کے فضل سے ہماری قوت کے آگے پادری سیمویل شرن صاحب دبے چلے جا رہے تھے۔ کہ بے اختیار ان کے منہ سے نکلا "واقعی آپ شیر ہیں"۔ میں نے جواب دیا کہ میں تو اسلام کا ایک ادنیٰ سپاہی ہوں۔ اور پھر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بہت بڑا فوٹو جو اخویم مکرم شیخ بشیر احمد صاحب مسلم مشنری نے لاہور سے انلارج کرا فریم لگوا کر میرے ساتھ کر دیا تھا۔ میں نے دونوں ہاتھوں میں تھام کر اوپر اٹھایا۔ اور پادری صاحب کو دکھاتے ہوئے کہا: "یہ ہے شیر جس کو خدا نے اسلام کی حفاظت کے واسطے بھیجا ہے۔ محمد کے شیروں کے آگے مسیح کی بھیڑیں نہیں ٹھہر سکتیں"۔ اس پر مسلمانوں نے تین دفعہ تکبیر کے فلک شگاف نعرے بلند کئے۔

میں نے حضرت صاحب کا فوٹو چاروں طرف گھما کر پبلک کو دکھایا جس سے مجھے اتنی فرحت ہو رہی تھی کہ گویا مناظرہ میں اپنی ساری محنت کا اجر میں نے پا لیا۔

پادری صاحب کو چیلنج

آخر میں میں نے پادری سیمویل شرن صاحب کو اگلے ہفتہ اسی میدان میں مسئلہ کفارہ پر مناظرہ کا چیلنج کیا۔ اور انہیں بھری مجلس میں للکارا لیکن پادری صاحب جو پوری طرح قتل ہو چکے تھے اپنے اندر جان نہ دیکھ کر تمام پبلک میں شرمندہ ہو کر رہ گئے۔ اور میرا چیلنج منظور نہ کیا۔

(باقی برصفحہ ۱۴ کالم ۳)

نوجوانوں سے خطاب

از جناب مولینا عصمت اللہ صاحب

نوجوانو! مجھے کچھ آپ سے کرنا ہے خطاب
ہاں مگر شرط یہ ہے گوش بر آواز ہو!
بھول جانے کی نہیں بات مری یاد رہے
گر محبت ہے تو دل سے مرے دمساز ہو!
ہو تمہیں قوم کا اب کام بنانے والے
پاسبانو نہ بس اب خانہ بر انداز ہو
قوم مردہ ہے یہ جس قم سے ہو زندہ وہ کہو
عیسیٔ وقت ہو نازش اعجاز ہو
حال پوشیدہ نہیں تم پہ ہے روشن اپنا
ہوش میں آؤ نہ اب سر بسر اغماز ہو
مولوی مر چکے اب ان سے نہیں کوئی امید
تمہیں لیڈر ہو قائد ہو دمساز ہو
عرصۂ دھر میں قوموں کی لگی ہیں دوڑیں
اب نہیں وقت کہ بیٹھے ہمہ تن ناز ہو
طائر فلسفہ تا آئے تمہارے بس میں
کھولو ہمت کے پر و بال کو شہباز ہو
بحر مغرب کے بھنور میں ہے سفینہ اپنا
نوح کی طرح اٹھو سر بسر اعجاز ہو
نور اسلام سے دنیا میں اجالا کردو
تم صداقت کی زمانے میں اک آواز ہو
تشنۂ زمزمہ توحید جو رہتا ہو مدام
بزم تثلیث میں جاؤ تو وہی ساز ہو
درس قرآں کا اگر شوق سے ہے تم نے سنا
ساز قرآن کی اغیار میں آواز ہو

باغ دنیا میں پھلو پھولو یہ میری ہے دعا

علما سوٗ کی متعلق فرمان نبوی

مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۳ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسہ میں بوقت مناظرہ مولوی لال حسین نے حضرت مرزا صاحب پر الزام لگاتے ہوئے کہا کہ آپ نے تمام علما کو یہود سے نسبت دی ہے۔ مولانا عصمت اللہ صاحب نے جواباً معارضہ کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول مقبول صلعم نے اس سے بھی بڑھ کر موجودہ زمانے کے علماء کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ تکون فی امتی فزعۃ فیصیر الناس الیٰ علماھم فاذا ھم قردۃ وخنازیر۔ یعنی میری امت میں ایک طرح کا آشوب پیدا ہوگا۔ اور لوگ اپنے علماء کی طرف جائیں گے۔ پس ناگہاں وہ بندر اور سور رہوں گے۔

چنانچہ یہ حدیث علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب کنز العمال میں موجود ہے۔ مولوی لال حسین نے کہا کہ حدیث دکھاؤ۔ کنز العمال جلال الدین سیوطی کی کوئی کتاب نہیں۔ کتاب مذکور مناظرہ گاہ میں موجود نہ تھی۔ مولانا نے لائبریرین صاحب کی تلاش کروائی مگر وہ نہ مل سکے۔ اس پر شور مچایا گیا۔ احمدی ہمیشہ غلط حوالے پیش کرتے ہیں لہذا بنا بر اطلاع عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ مولوی لال حسین اور ان کے ساتھی کنز العمال مطبوعہ حیدر آباد کی جلد ۷ کا صفحہ ۱۹ دیکھ لیں کہ اس صفحہ کے نمبر ۲۰۱۳ پر حدیث مذکور موجود ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب جمع الجوامع ہی کو سہل و آسان طریق پر شیخ علاؤ الدین علی متقی نے ترتیب دیکر کنز العمال کی صورت پر مرتب کیا ہے۔ ورنہ اصل کتاب تو جلال الدین سیوطی ہی کی ہے۔ چنانچہ کنز العمال کے سرورق پر بھی یہ الفاظ درج ہیں۔

"للشیخ علاؤ الدین علی متقی بن حسام الدین الصدی البرھان نوری اللہ درہ حیث من بترتیب جمع الجوامع للحافظ السیوطی کان ترتیب احادیثہ علی وفق حروف الھجا فسھل الطریق علی الطالبین وصیرھا مبوبۃ۔"

یعنی کنز العمال شیخ علاؤ الدین علی متقی بن حسام الدین الہندی برہان نوری کی تالیف ہے۔ خدا اسے اجر نیک دے کہ اس نے حافظ سیوطی کی جمع الجوامع کو مرتب کرکے احسان کیا۔ جس کی ترتیب احادیث حروف ہجا کے مطابق تھی۔ مگر شیخ نے اسے بابوں پر ترتیب دیکر طالبین کے لئے طریقہ کو آسان کر دیا۔

علاوہ ازیں نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی کتاب بستان المحدثین میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: در وے جمع الجوامع سیوطی را بر ابواب فقہ ترتیب دادہ (بستان المحدثین صفحہ ۱۳۹)

افسوس ہے کہ نااہل ملاں صداقت کے چراغ کو اپنی بے اثر پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ ع

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

المشتہر

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

احمدیہ بلڈنگس لاہور

(بقیہ صفحہ ۴)

روزانہ ہے۔ پیغام صلح بھی ان دنوں روزانہ ہو جائے گا۔

ایک اور بے معنی اعتراض

ان چھ مضامین میں سے جو موضوع بحث قرار دئے گئے ہیں۔ دعوے الوہیت۔ دعوے ابنیت اور دعوے نبوت کے تینوں مضامین میں سید صاحب کو مدعی قرار دیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ وہ الزامات ہیں جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب پر لگائے ہیں۔ اور اس لئے یہ ثابت کرنا انہیں کا کام ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ دعوے کئے تھے۔ باقی تین مضامین یعنی دعوے مجددیت۔ وفات مسیح اور نزول مسیح چونکہ حضرت مرزا صاحب کے حقیقی دعوے ہیں اس لئے ان کو ثابت کرنا جماعت احمدیہ کا کام ہے اس لئے یہ لکھا گیا تھا کہ ان تینوں میں حضرت مولانا مدعی ہوں گے لیکن سید صاحب معترض ہیں کہ

"مدعی مولانا صاحب نہیں ہو سکتے۔ مدعی تو میں ہوں۔ جو کہتا ہوں کہ مرزا صاحب نے یہ یہ دعاوی کئے مولانا کو جواب دینا ہوگا کہ میرے یہ اعتراضات غلط ہیں۔"

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ سید صاحب اگر کہیں کہ مرزا صاحب کا مجددیت کا دعوےٰ ہے تو حضرت مولانا کہیں کہ نہیں ایسا دعوےٰ نہیں سید صاحب فرمائیں کہ ان کا دعوے ہے کہ مسیح فوت ہوگئے تو حضرت مولانا فرمائیں کہ یہ غلط ہے۔ سید صاحب کہیں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ اور وہ میں ہوں۔ تو حضرت مولانا اس سے بھی انکار کر دیں؟ کون عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کہ سید صاحب کا یہ مطالبہ مبنی بر انصاف ہے۔ جو دعوے مرزا صاحب نے ہمارے نزدیک کئے ہیں ان کے مدعی ہم ہی ہو سکتے ہیں آپ نہیں ہو سکتے۔ آپ کو تو ان دعاوی کی صحت پر اعتراضات کرنے ہوں گے۔ ہاں آپ جو الزامات لگاتے ہیں ان میں بیشک آپ ہی مدعی ہو سکتے ہیں۔ کہ ان الزامات کو ثابت کرنا آپ ہی کا کام ہے۔

کیا سید صاحب تبادلہ خیالات کیلئے تیار ہیں؟

کیا ان تصریحات کے بعد سید صاحب اپنے چیلنج کے مطابق تحریری بحث کے لئے تیار ہوں گے۔ کیا ہم امید کریں کہ وہ خود ہی دعوت مناظرہ دینے کے بعد گریز کی جو راہیں تلاش کر رہے ہیں ان سے مجتنب ہو کر تبادلہ خیالات کے لئے میدان عمل میں آئیں گے؟ امید ہے کہ وہ اس کے جواب میں اپنی حق پرستی کا ثبوت دیں گے۔ نہ کہ شوق بخود کا۔

(بقیہ صفحہ ۱۳)

یہ مناظرہ دو گھنٹے ۵ منٹ جاری رہا۔ خاتمہ پر جناب صدر کے ارشاد کے مطابق ہر دو مناظرین اپنے اپنے سٹیج سے جدا ہو کر آگے بڑھے اور درمیان میں آکر ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ تو لوگوں نے مبارک سلامت کے لئے مجھے گھیر لیا۔ مسلمان آگے بڑھ بڑھ کر مصافحہ کر رہے تھے۔ اور فتح اسلام کی خوشی میں ان کے چہرے تمتما رہے تھے۔ اخویم مکرم مسٹر نور محمد خاں صاحب نے فوٹو اتارا۔ آریوں کے مناظر نے فرمایا کہ پادری سیموئیل نتھن صاحب نے حماقت کی کہ احمدی مبلغ کے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے۔ مسٹر دیکی صاحب (عیسائیوں کے لیڈر) نے بیان کیا کہ ہمارے پادری صاحب کے تو ہوش حواس گم ہو گئے تھے۔ ہر چند ہم ان کی امداد کرتے رہے لیکن انہیں کچھ سوجھ ہی نہیں رہا تھا۔ مولوی عبد الکریم صاحب بانی اسلامیہ سکول لکھوری نے فرمایا کہ ہمارے کلیجوں پر عیسائیوں کی طرف سے آج تک جتنے زخم آئے تھے وہ سب کے سب مندمل ہو گئے۔

جناب صدر نے گورنمنٹ کو جو رپورٹ بھیجی ہے۔ اس میں ہمارے مہذبانہ طریق مناظرہ کی تعریف کی ہے۔ اور اپنی ایک نجی ملاقات میں ہمارے ایک دوست سے فرمایا کہ مناظرہ سنکر ہم تو اس نتیجہ پر پہنچے ہیں

"آہ نادر شاہ کہاں گیا!"

(جناب مسٹر شیر محمد صاحب اختر)

اس زمانہ میں معجزہ اور پیشگوئی کا انکار کیا جاتا ہے۔ بیسویں صدی کا زمانہ تو اسقدر مادیت کا زمانہ ہے کہ روحانیت کے متعلق سوچنے کی بجائے فرصت۔ لیکن اس کشمکش روزگار میں بھی بعض اوقات ہماری آنکھوں کے سامنے ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں کہ انہیں عقل سمجھ نہیں سکتی۔ مثال کے طور پر ہم نادر شاہ کی شہادت کا واقعہ لیتے ہیں۔ اس واقعہ کی سلسل ایک کڑی ہے۔

سب سے پہلی کڑی لیجئے۔ نادر شاہ — اس وقت ایک نوجوان طالب علم کی حیثیت میں ہے۔ اس کا نام نادر خان ہے اس کا خاندان امیر عبدالرحمن خان کا معتوب ہونے کے باعث ہندوستان میں پناہ گزین ہے۔ افغان قبائل جو امیر کی نگاہوں میں کھٹکتے تھے وہ سب جلاوطن کر دیئے جاتے ہیں اور ان کے لئے ہندوستان ہی دارالامان تھا۔ بیس سال کی جلاوطنی کے بعد امیر حبیب اللہ خاں نے اس خاندان کو معاف کر دیا۔ اور انہیں واپس افغانستان بلا لیا

اس وقت جبکہ نادر خان ایک بدقسمت خاندان کا نوجوان فرد ہے۔ امیر حبیب اللہ کے حکم سے چند احمدیوں کو جام شہادت پلایا جاتا ہے۔ اس جانکاہ واقعہ کی خبر سنکر حضرت مسیح موعود کو الہام ہوتا ہے۔ "آہ نادر شاہ کہاں گیا"

کون جانتا تھا کہ یہ چند الفاظ جنہیں بعض لوگ محض ایک خواب کہا کرتے تھے۔ اپنے اندر حقیقت لئے ہوئے ہیں۔ ان الفاظ میں نادر خاں جو اسوقت سنٹرل ماڈل سکول لاہور کا ایک طالب علم تھا۔ کی تمام زندگی کا راز مضمر تھا۔ واقعات نے ایسی شکل اختیار کرنی شروع کر دی جنکو اس مادہ پرستی کے زمانہ میں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ نوجوان نادر خان ایک معمولی حیثیت سے فوج میں داخل ہوتا ہے۔ لیکن تھوڑے عرصہ میں وہ ایک نمایاں حیثیت پیدا کر لیتا ہے۔ امیر حبیب اللہ خاں کے عہد حکومت میں جنوبی افغانستان میں بغاوت ہو جاتی ہے۔ اس کو فرو کرنے کے لئے نادر خان کو افسر مقرر کر کے بھیجا جاتا ہے۔ نادر خان بغاوت فرو کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس کی کامیابی اسے اپنے ملک میں ممتاز حیثیت دیتی ہے

بعد ازاں اس ہونیوالے نادر شاہ کی زندگی میں دوسرا واقعہ رونما ہوتا ہے۔ امیر حبیب اللہ خاں دارالسلطنت سے باہر سفر پر تھے کہ انہیں کوئی گولی کا نشانہ بناتا ہے۔ ولی عہد عنایت اللہ خاں اسوقت اپنے باپ اور چچا کے ساتھ ہی سفر میں تھا۔ ان دونوں پر اس قتل کی سازش کا الزام لگایا گیا۔ اور ولی عہد کو تخت سے محروم کر دیا گیا۔ امیر مقتول کا دوسرا لڑکا امان اللہ خان رائے عام سے تخت نشین ہوا۔ تخت حاصل کرنے میں شاہ غازی عبدالقدوس خاں جو نادر خان کا ایک رشتہ دار تھا۔ امان اللہ خاں کو مدد دیتا ہے

اس سے نادر خاں کی قسمت کا ستارا ابھرتا ہے اور اس کے نادر شاہ بننے کے لئے راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ گو نادر خان کو بھی سازش میں گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن عبدالقدوس خاں کے اثر سے وہ چند دنوں کی نظربندی کے بعد رہا کر کے اپنے فوجی عہدہ پر بحال کر دیا گیا۔

اسی اثنا میں ایک اور واقعہ پیش آجاتا ہے۔ جس نے اسے تخت افغانستان کی طرف ایک قدم اور بڑھایا۔ ہندوستان اور افغانستان کی جنگ چھڑ گئی اور نادر خاں اس جنگ میں فاتح تل کے نام سے مشہور ہو جاتا ہے اور اسے کمانڈر ان چیف اور وزیر حربیہ کے عہدے پر ممتاز کیا جاتا ہے۔

اب ذرا پیشگوئی کو لیجئے۔ وہاں لفظ "نادر شاہ" تھا۔ "نادر خاں" نہ تھا۔ جس سے پتہ چلتا تھا کہ نادر شاہ ہوگا۔ صرف "امیر" نہ رہیگا جیسا کہ پہلے افغانستان کے حکمرانوں کا لقب تھا واقعات کے سلسلہ میں یہ کڑی اسوقت مکمل ہوتی ہے جب راولپنڈی کے مقام پر انگلو افغان معاہدہ میں افغانستان کی آزادی کو تسلیم کر لیا جاتا ہے اور امیر امان اللہ خان کا لقب شاہ امان اللہ خان ہو جاتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ امان اللہ خاں نے صرف امیر کی جگہ شاہ کے لفظ کا استعمال اور افغانستان کی آزادی حاصل کر کے نادر شاہ کے لئے راستہ تیار کیا۔ اس قدرتی ڈرامہ میں اس نے اپنا مجوزہ پارٹ ادا کیا۔ کہ فوراً پردہ گرا۔ اور بچہ سقہ سٹیج پر نمودار ہو کر امان اللہ خاں کی جلاوطنی کا باعث بنا۔

ایک سقے کے لڑکے کا یوں تخت پر قابض ہو جانا حکمت الہی سے خالی نہ تھا۔ اگر اسکی جگہ شاہی خاندان کا کوئی فرد یا امرائے سلطنت میں سے کوئی امیر تخت پر قبضہ کر لیتا۔ تو یقینی امر تھا کہ وہ اپنی لیاقت اور طاقت سے فی الفور ملک کو قابو میں لے آتا۔ اس کے ساتھ ملک کا فی آواز ہوتی اور پھر شاید نادر خان کو بادشاہ بننے کا کوئی موقع نہ ملتا۔

جس وقت افغانستان میں بچہ سقہ تخت پر قابض ہوتا ہے نادر خاں فرانس کے ایک ہسپتال میں صاحب فراش ہے اہل وطن اسے بار بار بلاتے ہیں۔ اور قدرت کے ارادوں کی تکمیل کے لئے فوراً افغانستان آتا ہے پشاور پہنچ کر اس کی صحت پھر خراب ہو جاتی ہے۔ اور وہ کئی دن تک پھر بستر پر لیٹا رہتا ہے۔ اور بچہ سقہ کے مقابلہ میں فوج کشی کرنے میں دیر ہو جاتی ہے گویا قدرت کو یہ روک منظور تھی۔ امان اللہ خان اسوقت قندھار میں دوبارہ سلطنت حاصل کرنے کی فکر میں تھا۔ اگر اسی وقت نادر خاں حملہ کر کے تخت حاصل کر لیتا۔ تو لازمی تھا۔ کہ تخت کا مالک امان اللہ خاں ہوتا۔ کیونکہ نادر خان کی حیثیت ایک جنرل کی تھی وہ اپنی بیماری کے باعث پشاور میں رکا ہوا تھا۔ کہ امان اللہ خاں کوئٹہ سے ایک سپیشل ٹرین کے ذریعہ یورپ روانہ ہو جاتا ہے۔

پیشگوئی والے شخص کے سامنے اب سٹیج درست کر دیا جاتا ہے بچہ سقہ کو شکست دیکر وہ دارالسلطنت میں فاتح اور ملک کو بچانیوالے کی حیثیت سے داخل ہوتا ہے۔

اس نے بادشاہ بننے سے انکار کر دیا لیکن بادشاہ بنانیکا فیصلہ رائے عامہ پر تھا۔ قبائل کے نمائندوں کے متفقہ طور پر فیصلہ کر کے نادر خاں کو اپنا بادشاہ منتخب کر لیا۔ نادر خاں کے انکار کے باوجود اسے بادشاہ بنایا گیا۔ تاکہ قدرت کے وہ الفاظ جو آج سے اٹھائیس سال قبل ایک مامور من اللہ کی زبان سے نکلے تھے۔ پورے ہوں۔ وہ بادشاہ بن کر شاہ بن چکا تھا۔

لیکن واقعات کے اس سلسلہ کے باوجود ایک خدائی کی بات [illegible] اس کا نام نادر خان تھا۔ اور حسب معمول اس کا نام بادشاہ بن کر شاہ نادر خاں ہو جاتا۔ جس طرح امان اللہ خاں نے اپنا نام شاہ امان اللہ خاں رکھا۔ نہ کہ امان اللہ شاہ۔ لیکن پیشگوئی کے الفاظ نادر خاں کی بجائے نادر شاہ کا نام چاہتے تھے۔ قدرت کا زبردست ہاتھ واقعات پر پورا قابو پائے ہوئے کام کر رہا تھا۔ نادر خان نے تخت پر متمکن ہو کر اپنا نام نادر شاہ رکھ دیا نادر خاں کا لفظ جاتا رہا۔ اب پیشگوئی والا نادر شاہ کابل کے تخت پر قابض تھا۔

پیشگوئی کا باقی المناک حصہ پورا ہونے والا تھا۔ کہ "آہ! نادر شاہ کہاں گیا" ۸ر نومبر ۱۹۳۳ء کو وہ اپنے محل میں تقسیم انعامات کے وقت طالبعلم سے باتیں کر رہا تھا کہ کسی طالب علم نے اسے گولی کا نشانہ بنایا وزیر جنگ وہاں موجود تھا۔ لیکن اس سے کچھ نہ بن سکا۔ قاتل نے تین فائر کئے جن سے نادر شاہ جانبر نہ ہو سکا۔ حاضرین پر ایک سکتہ چھا گیا اس جانکاہ واقعہ کی خبر تمام ملک میں بجلی کی طرح پھیل گئی۔ گھر گھر صف ماتم بچھ گئی۔ افغانستان کیا تمام اسلامی دنیا میں اس سے کہرام مچ گیا۔ اور پیشگوئی کے وہی الفاظ جو ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود کی زبان مبارک سے نکلے تھے دہرائے گئے

"آہ! نادر شاہ کہاں گیا"

نادر شاہ لوگوں کا محبوب ترین بادشاہ تھا۔ ایک سپاہی کی جرأت اور سیاسی تجربہ یہ دونوں چیزیں اس کی ذات میں تھیں تمام دنیا بالعموم اور اسلامی دنیا بالخصوص کی آنکھیں اس پر لگی ہوئی تھیں اگر وہ چند سال زندہ رہتا تو امید کی جاتی تھی کہ وہ افغانستان کو وسط ایشیا کا جاپان بنا دیگا۔ لیکن قدرت کو منظور نہ تھا۔ وہ بہت شریف۔ اور خدا ترس بادشاہ تھا۔ دنیا نے اسلام اور خصوصاً افغانستان ایک ایسے شخص سے محروم کر دیا گیا جس نے ملک کو ترقی دینے اور ملک کو موجودہ متمدن قوموں کی نظر میں ممتاز کرنے کے لئے بہت [illegible] کی تھیں۔ اس بیرحمانہ اور قاتلانہ حملے اور اس کی موت سے ایک ایسا صدمہ پہنچا۔ جسے ہر مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی [illegible] میں ہو محسوس کر رہا ہے۔ اور اسکی زبان پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ "آہ! نادر شاہ کہاں گیا"

زمین و آسمان میں بہت سی ایسی مخفی چیزیں ہیں جو ہمارے فلسفے کے خواب خیال میں بھی نہیں۔ اور کس طرح قدرت ان کو [illegible] کرتی ہے۔ ہماری عقل حیران رہ جاتی ہے۔ کس طرح ایک معمولی نوجوان آہستہ آہستہ تخت افغانستان تک پہنچا ہے۔ [illegible] سے نادر شاہ بن کر بالآخر دنیا کے لئے ماتم اور رنج کا باعث بالکل اسی طرح جسطرح غیبی الفاظ میں مذکور تھا۔ کیا اسے کے نام سے موسوم کر لیا جائیگا؟ کیا قدرت کا ہاتھ [illegible] میں نہ تھا۔ گو ہم میں مادہ پرستی زیادہ ہوتی جا رہی ہے لیکن کیا [illegible] روشن واقعات کے ہوتے ہوئے کوئی انکار کر سکتا ہے [illegible] کس طرح غیر معمولی طور پر واقعات نے رخ بدلا اور [illegible] منظر پیش کیا جس کے متعلق ایک انسان نے [illegible] سے [illegible] لے واقعات کو دیکھ کر پیشگوئی کر [illegible] کا کسطرح انکار کر سکتے ہیں جو ہمیں [illegible] واقعات میں کارفرما نظر آتی ہے [illegible] جاتی ہے۔ اور ہمیں ماننا پڑتا ہے [illegible] کر رہا ہے

[illegible]

اقتباسات

تازیانۂ غیرت

"اس سے پہلے ہم دنیا کے مشہور کتب خانوں میں قرآن کریم و سیرت نبوی معنت دے چکے ہیں۔ اب ارادہ کیا گیا ہے کہ تمام دنیا کے مشہور جہازوں کے کتب خانوں میں انکو مفت دیا جائے تاکہ مسافروں اور عملہ جہاز کو بھی ان پاک کتابوں کے مطالعہ کا موقع مل سکے۔ اس مقصد کے لئے انگلستان، جرمنی، فرانس، امریکہ، جاپان، آسٹریلیا وغیرہ کی جہاز ران کمپنیوں کے مالکان سے خط و کتابت کی جا رہی ہے۔ اسی طرح ان ممالک کے امیر البحر سے فوجی جہازوں کی لائبریریوں میں مہیا کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

یہ وہ اعلان ہے، جو لاہور کی جماعت احمدیہ کی طرف سے اسکے اخبار میں نکل رہا ہے۔ کہ اس کار خیر کے لئے مزید عطیے اور چندے حاصل ہوں۔ مسلمانوں کا سواد اعظم اور اس کثرت تعداد پر فخر کرنیوالا اس اعلان کو سن رہا ہے؟ کیا ہمارے سراب بھی ندامت سے جھکیں گے؟ لاہوری جماعت کی تعداد کل ملک میں ہے کتنی! اعداد کے لحاظ سے یہ گروہ کسی شمار قطار میں ہے؟ لیکن اس جوش عمل اور اس فرض شناسی کی نظیر کہیں ہماری جماعت کثیر کے اندر ملیگی؟ دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی لوگ کھلم کھلا اور دیدہ دہنی کے ساتھ اصول اسلام پر اعتراض کرنے لگے رسالت کے، قرآن کے، الوہیت کے عالم غیب کے منکر ہونے لگے اور ہم ہیں کہ بدستور اور بدستور اطمینان سے اپنے اپنے حجروں کے اندر بیٹھے ہوئے فرج ضاد پر رسالے لکھ رہے ہیں استنجا بالمدر پر داد تحقیق دے رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں کہ دین کا کوئی بڑا کام انجام دے رہے ہیں! (سچ)

اشاعت اسلام کیلئے مسلم خواتین پنجاب کا مبارک اقدام

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام تبلیغی مذہب ہے اور ہر مسلمان مبلغ اسلام ہے چنانچہ جب وقت تک مسلمانوں نے تبلیغ دین کو اپنا شعار اسلامی قرار دیا۔ دنیا کی تمام قوتیں ان کے سامنے سرنگوں ہو گئیں۔ اور مشرق سے مغرب تک خدائے واحد کا پیغام پہنچا۔ نکے باغستان کا ستارہ عروج و بلندی کی انتہا تک پہنچ گیا۔ مگر جب انہوں نے اپنے فرض سے بے پروائی اختیار کی۔ دنیا کی تمام برائیاں اور تمام مصیبتیں ان کے حصہ میں آگئیں اور وہ قوم جس کے دبدبہ و شان و شکوہ کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجتا تھا۔ آج ذلیل و خوار ہو کر انتہائی پستی کے عالم میں مصیبتیں اٹھا رہی ہے۔ اگرچہ دردمندان قوم شب و روز اس کوشش میں مصروف ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو اس ذلت سے نجات دلائیں۔ مگر آج تک کوئی صحیح حل انکی سمجھ میں نہیں آتا اسکی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ مصلحین قوم بھی ابھی تک دعوی ہمدردی اسلام و مسلمین کے باوجود اپنے فرض سے غافل ہیں اور ترقی اسلام کے صحیح طریقہ کار سے بے پرواہ ہیں۔ بلاشبہ اگر مسلمانوں کے لیڈر اور تمام اسلامی، سیاسی، اقتصادی اور مذہبی انجمنیں اپنے پروگرام میں تنظیم مسلمین اور تبلیغ اسلام کو درجہ اولی پر شامل کرلیں تو آج مسلمانوں کی حالت بدل سکتی ہے۔ اور وہ اپنے خدا و رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کے باعث دنیا کی قوموں میں سربلند ہو سکتے ہیں۔ مقام مسرت ہے کہ ہندوستان میں اشاعت اسلام کے مقصد عظمیٰ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سب سے اول پنجاب کی مسلم خواتین نے ٹھوس عملی پروگرام اختیار کیا چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ ۱۰ دسمبر کو مسلم ہائی سکول لاہور میں خواتین اسلام کا ایک جلسہ منعقد ہوا جسمیں محترمہ خدیجہ بیگم ایم۔ اے، بیگم شاہنواز۔ اور دیگر خواتین نے فضائل اسلام پر تقریریں کیں اسی جلسہ میں گھریلو بنی ہوئی اشیاء کی ایک نمائش بھی کی گئی جس کی کل آمدنی اشاعت اسلام کے کاموں میں صرف کی جائیگی ہمیں امید ہے کہ ہندوستان کی دیگر حصص کی پڑھی لکھی مسلم خواتین بھی اس مناسب طریقہ عمل پر گامزن ہونگی۔ اور تمام ہندوستان کے اسلامی ادارے تبلیغ اسلام کا کوئی نہ کوئی ٹھوس پروگرام وضع کرکے اسے کامیاب بنانے کے لئے سرگرم کار ہو جائیں گے۔ (وحدت)

گاندھی جی اور اشاعت اسلام

(از خواجہ حسن نظامی صاحب)

۱۰ دسمبر کی صبح کو گاندھی جی دہلی میں آگئے اور انہوں نے کئی جگہ تقریریں کیں بھوپال میں بھی انہوں نے ایک تقریر کی تھی جو اخباروں میں شائع ہوئی ہے اور جس میں انہوں نے بھوپال کے مسلمانوں سے کہا کہ وہ اچھوتوں کو مسلمان نہ بنائیں۔ مجھے گاندھی جی کا یہ بیان پڑھکر بہت تکلیف ہوئی اور میں نے اخبار عادل میں دو نوٹ اس کی نسبت شائع کرائے جن میں گاندھی جی سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ کس حق کی بنا پر مسلمانوں کو روکتے ہیں کہ وہ اچھوتوں کو مسلمان نہ کریں اور کیا وجہ ہے کہ وہ عیسائیوں اور آریوں کو منع نہیں کرتے کہ وہ اچھوتوں کو آریہ اور عیسائی نہ بنائیں مذہب ایک ایسی چیز ہے کہ اس کو اختیار کرنا ہر انسان کا فطرتی حق ہے اور اچھوت بھی انسان ہیں اسواسطے انکو اپنی مرضی کے موافق کوئی نہ کوئی مذہب اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔

گاندھی جی ۱۹۲۳ء میں مولانا محمد علی صاحب کے مکان پر حکیم محمد اجمل خان صاحب مرحوم اور مولانا محمد علی مرحوم کی موجودگی میں دو گھنٹہ تک اس مسئلہ میں مجھ سے بحث کر چکے ہیں اور یہ تمام واقعات ۱۹۲۴ء کے روزنامچہ میں موجود ہیں جو آجکل ناظرین روزنامچہ کو مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اس مباحثہ اور موجودہ بیان کو پڑھ کر دیکھنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ گاندھی جی اسلام کی نسبت جو باتیں کرتے ہیں وہ سب ظاہرداری کی باتیں ہیں اور ابھی جامعہ ملیہ میں انہوں نے فرمایا تھا کہ مجھے قرآن مجید حفظ کرنیکا شوق ہے۔ یہ بھی مسلمانوں کو خوش کرنیکی ایک بات ہے ورنہ وہ مسلمانوں کو یہ نصیحت نہ کرتے کہ وہ اچھوتوں کو مسلمان نہ بنائیں ان کے رویہ سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف اشاعت اسلام ہی کے مخالف ہیں اگر عیسائیت اور آریہ تحریک کے بھی مخالف ہوتے تو ان دونوں کو بھی روکتے کہ اچھوتوں کو آریہ اور عیسائی نہ بناؤ۔

گاندھی جی کے اس میلان طبع سے مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ تھوڑی دیر کے لئے از خود رفتہ ہوگیا اور میں نے کہا کاش! میں اپنے مشاغل چھوڑ کر صرف اچھوتوں کو مسلمان بنانیکا کام [illegible] میں یہ گوارہ نہیں کرسکتا کہ ایک طرف تو قرآن [illegible] کو حکم دے رہا ہے کہ ادع الی سبیل [illegible] کی طرف لوگوں کو بلا اور دوسری طرف گاندھی جی [illegible] کو مسلمان نہ بناؤ تو میں خدا کا کہنا مانوں یا گا[ندھی جی کا] [illegible]

یا اللہ! تو گاندھی جی جیسے اچھے آدمی [illegible] کو اسلامی حقانیت سے منور کردے تاکہ وہ سمجھ سکیں [illegible] اور اچھوتوں کی ترقی اور اچھوتوں کے [illegible] ذریعہ سے اگر حاصل ہو سکتے ہیں تو وہ ذریعہ [illegible] مانیں اور محمد کو خدا کا رسول تسلیم کریں اور [illegible] اسلامی اخوت کے ذریعہ اس درجہ پر آجائیں [illegible] کے لحاظ سے سوائے مسلمانوں کے اور کسی قوم [illegible]

ایک لاکھ پونڈ کی انجیل کی نمائش

لندن ۲۸ دسمبر۔ آج سوویٹ روس کے قدیم قلمی نسخہ کی برٹش میوزیم کی سیٹ میسول پر [illegible] زبان کی انجیل جو چوتھی صدی عیسوی میں لکھی گئی تھی [illegible] سے ایک لاکھ پونڈ میں خریدی گئی ہے۔ جو اب [illegible] کو حوالہ کر دی گئی ہے۔ انجیل مقدس کا پہلا نظارہ [illegible] عجائب خانہ کی بڑی سیڑھیوں کے نیچے کل شائقین [illegible] یہ نسخہ اپنے نئے وطن میں ایک بند موٹر [illegible] سفر میں خفیہ پولیس موٹر کار کی نگران رہی۔ برٹش [illegible] محافظ نے میوزیم میں دو گھنٹہ بائیبل کے اس نسخہ کا مطالعہ کر[کے] بعد اس کا ایک حصہ عوام کے سامنے بغرض نمائش [illegible] سے بیتاب اشخاص کا ٹھٹھ نظر آتا تھا ہجوم [illegible] کے لئے دوڑتا تھا۔ اور بائیبل کی خریداری میں شرکت [illegible] نقدی کا بکس رکھا گیا اس میں تقریباً ہر شخص نے [illegible]

مفتی کفایت اللہ صاحب سے ایک سوال

(از خواجہ حسن نظامی)

میں شہر دہلی کے قوم پرست رہنماؤں جناب ڈاکٹر [illegible] آصف علی صاحب جناب مولانا احمد سعید صاحب [illegible] مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب سے دریافت کرتا [ہوں کہ] مسلمان اس مسئلہ میں کیا خیال رکھتے ہیں کہ اچھوت اگر مسلمان [ہونا چاہیں] تو انکو مسلمان کیا جائے یا نہیں کیونکہ گاندھی جی [نے] مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ اچھوتوں کو مسلمان [illegible] بحیثیت مفتی اسلام اور دوسرے مسلمان قائدین [illegible] اس سوال کا جواب عنایت کریں۔ تو انکی مہربانی ہوگی [illegible] نہ دینا چاہیں مگر ان کو گاندھی جی کے اس بیان سے [illegible] وہ گاندھی جی کو تحلیہ میں سمجھائیں کہ کوئی مسلمان بھی [illegible] ہے کسی اچھوت کو اسلام قبول کرنے سے روک نہیں [سکتا اگر] اچھوت لوگ مسلمانوں کے پاس آئیں اور اسلام قبول کر[نا چاہیں تو] ہر مسلمان کا فرض ہو جائیگا کہ وہ ان کو مسلمان کرے [illegible] صاحب سے اس مسئلہ کو واضح کرنیکی ادب کیساتھ درخواست کر[تا ہوں] کیونکہ مسلمانوں میں گاندھی جی کے اس بیان سے کہ اچھوتوں کو مسلمان نہ کیا جائے بہت بے چینی پھیل گئی ہے۔ (حسن نظامی)

تارکا پتہ۔ مسلمان لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۴

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

جلد ۲۲ | لاہور - یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۳۴ء | نمبر ۲

ضروری اعلان

ایک غلط افواہ کی تردید

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انجمن کی جنرل کونسل کا جو اجلاس ہوا۔ اسمیں حضرت امیر نے اسبات کا اعلان فرمایا کہ چونکہ ان کے خلاف ایک قسم کا پروپیگنڈا جاری ہے جس کا اثر انکی ذات تک ہی۔ وہ نہیں بلکہ قوم کو نقصان پہنچ رہا ہے اس لئے وہ اس وقت تک کے لئے جبتک ان کا دامن بعد تفتیش کامل پاک صاف نہ ہو جائے انجمن کی صدارت سے استعفا دیکر جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نائب میر مجلس کو صدر منتخب فرماتے ہیں۔ چنانچہ اس پر کونسل نے زیر صدارت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب معاملات کو پورے غور کے ساتھ دریافت کیا اور سب معاملات کو پورے طور پر دریافت کر لینے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی کہ حضرت امیر کے خلاف جو پروپیگنڈا کیا جارہا ہے وہ محض بے بنیاد اور جھوٹا ہے اور واقعات اسکی تردید کرتے ہیں اور جنرل کونسل کو بالاتفاق ان پر پورا اعتماد ہے۔ یہ استعفا ایک وقتی معاملہ کی تحقیق تک حاوی تھا تاکہ بعد ازاں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ صاحب صدر کے لحاظ یا دباؤ سے کوئی فیصلہ کیا گیا ہے۔ بعد فیصلہ کونسل حضرت امیر نے وہ استعفا واپس لے لیا۔ یہ اعلان اس لئے کیا جارہا ہے کہ بعض لوگوں کی طرف سے یہ شرارت پھیلائی جارہی ہے کہ حضرت امیر نے انجمن کے کام سے علیحدگی اختیار کر لی ہے جو محض جھوٹ اور بہتان ہے۔ اس جنرل کونسل میں ذیل کے چالیس ممبران موجود تھے اور یہ ان سب کا متفقہ فیصلہ ہے۔

شیخ عبد المنان صاحب۔ شیخ محمد دین جان صاحب۔ ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب۔ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب۔ شیخ محمد جان صاحب۔ سید محمد علی شاہ صاحب مولانا عبد الہادی خانصاحب۔ شیخ نیاز احمد صاحب۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب۔ خان عبد الاکبر خانصاحب۔ چوہدری محمد سرفراز خاں صاحب۔ خان غلام ربانی خانصاحب۔ مولانا صدر الدین صاحب مولانا عبد الحق صاحب۔ مولانا عزیز بخش صاحب۔ مولانا محمد عبد اللہ خانصاحب۔ چوہدری محمد حسین صاحب۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب۔ مرزا خدا بخش صاحب۔ چوہدری یوسف علی صاحب پروفیسر عنایت علی خانصاحب۔ خانصاحب ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب۔ ڈاکٹر حسن علی صاحب۔ خانصاحب میاں محمد صادق صاحب۔ مولانا محمد یعقوب خانصاحب حاجی شیخ مولا بخش صاحب شیخ میاں محمد صاحب۔ مولوی عبد الرحمن صاحب۔ چوہدری سلطان علی صاحب۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب۔ مولانا محمد عصمت اللہ صاحب۔ خان بہادر میاں غلام رسول صاحب۔ بابو غلام ربانی صاحب۔ ڈاکٹر نظام الدین صاحب۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب۔ خاکسار سیکرٹری (محمد منظور الٰہی) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب میر مدثر شاہ صاحب۔ حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب۔

محمد منظور الٰہی آنریری جنرل سیکرٹری

جذباتِ مہجور

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجورؔ مبلغ)

(یہ نظم جلسۂ سالانہ میں ۲۶ - دسمبر ۱۹۳۳ء کو پڑھی گئی!)

زباں سے حرفِ شکایت تو کیا کہوں گا میں — جفا و جورِ ترے ہاتھ سے سہوں گا میں
یہی وہ بات ہے جو زندگی کی ضامن ہے — رہینِ منتِ مشقِ ستم رہوں گا میں

ستم سے جور سے حاصل نشاط ہے مجھ کو — تمہارے تیر کا زخمی ہوں ناز ہے مجھ کو
جہاں میں اہلِ وفا کی نہیں رہی اب قدر — بس اتنی بات کا گلہ دراز ہے مجھ کو

مجھے منظور ہے تو صورتِ تعزیر پیدا کر — ترے قرباں مگر پہلے مری تقصیر پیدا کر
نصیبِ دشمناں، یہ خانہ ویرانی نہیں اچھی — مری تخریب سے پہلے کوئی تعمیر پیدا کر
مخالف کو اگر تو چاہتا ہے بس میں کر لینا — تو اپنے حلقہ ہائے چشم کی زنجیر پیدا کر
مرے خالق سے ہمت قوتِ تخلیق پائی ہے — اسی کہنہ بنا پر اک نئی تقدیر پیدا کر
یہ مانا، مانی و بہزاد سے بڑھ کر ہے تو لیکن — زمانہ جس پہ ہو شیدا تو وہ تصویر پیدا کر
اگر چاہے خراجِ اشکِ چشمِ دردمندانہ — بیانِ حال میں جادو دمِ تقریر پیدا کر
اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ ہے فرمانِ الٰہی جب — دعائے نیم شب میں آہِ پُر تاثیر پیدا کر
حیاتِ جاودان و سلطنت کا راز ہے یہ ہیں — دلِ مُردہ میں اپنے، خواہشِ اکسیر پیدا کر

بکوشش اے نوجواں در باغِ ملت تا بہار آید
بپائے ہر شجر یک جوئے آب از رود بار آید

مصیبت میں بلا میں قوم کی حالت سنبھلتی ہے — مری شاخِ تمنا آندھیوں میں خوب پھلتی ہے
تردد کچھ نہیں ہے اختلافِ رائے ملت میں — کہ انسانی طبیعت مختلف سانچوں میں ڈھلتی ہے
مرے نالے! فلک کے پار جانے کی تمنا کر — ارادے کی بلندی مرحلوں سے لے نکلتی ہے
مٹا کر نفسِ امارہ کو اطمینان حاصل کر — کہ سورج پر زوال آنے کے پیچھے چھاؤں ڈھلتی ہے
بدرِ قدرت میں، سارے مہر نے تو نکلنا دائم ہے — بحکمِ ربِ اکبر ہر بلا لحظے میں ٹلتی ہے
اگرچہ شاہدِ گیتی ہے اپنے پورے جوبن پر — مگر طبعِ مجاہد کب بھلا اس پر مچلتی ہے
کبھی یاروں کی صورت میں کبھی عدو کے پیکر میں — بلائے آسمانی مختلف شکلیں بدلتی ہے
مٹا ناکارہ و بارِ الفت احمد کا مشکل ہے — چلا کر دیکھ لے جتنی تری تدبیر چلتی ہے

مگر دلپسر گذرنی شاق ہیں ناکامیاں تیری
ٹپکتی ہیں ترے خامہ سے ساری خامیاں تیری

ہزاروں فائدے مضمر تھے باہم آشنائی میں — خدا جانے تجھے کیا مل گیا ہے بیوفائی میں
ابھرنا، ٹوٹ جانا، اور پھر پانی میں مل جانا — بس اتنی زندگی ہے بلبلے کی خودنمائی میں
کبھی دیکھا نہ اس نے آئنہ اپنے مقدر کا — الجھ کر رہ گیا میرا مخالف نارسائی میں
یہ وہ کوچہ ہے جس میں سانس بھی رُک رُک کے چلتا ہے — بہت ضیق النفس ہے تنگنائے پارسائی میں
کسی دن اب مسلمانی کا چرچہ ہونیوالا ہے — مرا معشوق سب سے بڑھ گیا ہے دلربائی میں
جفاؤں نے بڑھایا دردِ دل میرا، جزاک اللہ — ملی ہیں لذتیں کیا کیا تمہاری کج ادائی میں
مگر یہ کھینچا تانی اب زیادہ بڑھتی جاتی ہے — کہیں ٹوٹے نہ رشتہ چاہ کا زور آزمائی میں
نگاہِ طائرانہ بھی نہ ڈالوں مالِ دنیا پر — ہے اورنگِ سکندر رہبرِ کچکولِ گدائی میں

بدامِ نفسِ شیطاں بندۂ حرص و ہوا افتد
سمندِ باد پائے من دریں طوفاں کجا افتد

تھا اقبالِ کلیم اللہ برقِ طور میں پنہاں — ہماری کامیابی ہے شبِ دیجور میں پنہاں
گھٹائیں چھا گئیں ادبار کی سرمایہ داری پر — زمانے بھر کی دولت ہے کفِ مزدور میں پنہاں
سمجھ کر ہاتھ رکھنا نبض پر بیمارِ ہجراں کی — جہنم کے شرارے ہیں تنِ رنجور میں پنہاں
نہ ڈر اے دلِ ناداں تو نوشِ عسل کو پا کر — ہے تلخی نیش کی بھی خانۂ زنبور میں پنہاں
دلِ عشاق سے خونابۂ غم یہ نکلتا ہے — رکھا ہے آبِ آتش دانۂ انگور میں پنہاں
ہر اک حسبِ مراتب ہر جگہ تسکین پاتا ہے — بظاہر ایک ہی جلوہ ہے نار و نور میں پنہاں
دکھا دی ہر جگہ پر شانِ بشیرؔ کے غلاموں نے — ادائے خاص تھی جو جلوہ گاہِ طور میں پنہاں
ہماری بزم کو گرما دیا دو چار شعروں میں — غضب کی گرمیاں تھیں سینۂ مہجورؔ میں پنہاں!

دعائے وقتِ ادبارِ النجوم از یار می خواہم
گل و گلزار مثلِ عندلیبِ زار می خواہم

چھوٹے بھائی اور بڑے بھائی

"آخرت"

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود تو بہائی مذہب کے باطل ہونے کی ایک کھلی دلیل ہے کیونکہ بہائی مذہب تو یہ ہے کہ اسلام مر چکا اور شریعت محمدیہ کا دور آخر ہو چکا اور اب دور بہائی ہے اس کے خلاف حضرت مسیح موعود کا وجود اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام زندہ اور کامل مذہب ہے کیونکہ خود مسیح موعود کا کل کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ

"یہ کسقدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے" (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

یہ مان کر کہ وحی نبوت بند ہو چکی جیسا کہ امر واقعہ ہے کسی مدعی نبوت و رسالت کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں رہتی چہ جائیکہ کوئی اسلام کو منسوخ قرار دے سکے۔ مگر باایں ہمہ قائل قادیانی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ

"بالآخرۃ ھم یوقنون کے لفظی معنے تو یہ ہیں کہ پیچھے آنیوالے پر یقین رکھتے ہیں۔ چونکہ الآخرۃ صفت ہے جسکا موصوف اسجگہ مذکور نہیں ہے اسلئے قرآن مجید کی دوسری آیات کو جنمیں دارالآخرۃ آیا ہے مدنظر رکھکر یہاں عام طور پر الآخرۃ سے دارالآخرۃ مراد لی جاتی ہے۔ لیکن اگر ما قبل کو دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ ما انزل الیک میں اس وحی کا ذکر کیا گیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور ما انزل من قبلک میں اس وحی کا ذکر کیا گیا ہے جو دیگر گذشتہ انبیاء پر نازل ہوئی۔ اور الآخرۃ میں اس وحی کا ذکر ہے جو پیچھے نازل ہونیوالی ہے گویا یہاں تین وحیوں کا ذکر ہے۔ جن پر متقی ایمان لاتا ہے ایک وہ وحی جو رسول اللہ صلعم پر نازل ہوئی اور ایک وہ وحی جو آپکے پہلے نازل ہوئی اور ایک وہ وحی جو پیچھے اترنیوالی ہے۔ یہ وہ وحی ہے جو بسورۃ جمعہ ع ۴۲ آیت ۳ ولم ××××× میں موجود ہے ××××× احادیث اور قرآن شریف کی دیگر آیات سے ثابت ہے کہ وہ صاحب وحی شخص مسیح موعود اور مہدی معہود ہے جس کی وحی پر یقین لانا ویسا ہی ضروری ہے جیسا دوسری وحیوں پر بالآخرۃ ھم یوقنون میں مسلمانوں کو یہ تعلیم ہے کہ جب وہ موعود آئے تو اس کو قبول کریں"۔ (قرآن مجید معہ ترجمہ اردو و فوائد تفسیریہ قادیانی پارہ اول)

یہ عقیدہ قادیانیوں کا کھلے طور پر بہائی مذہب کی تائید ہے جنکا اعتقاد یہی ہے کہ آخرت سے مراد محمد صلعم کے بعد آنیوالی وحی جو ناسخ شریعت محمدیہ ہوگی۔ کیونکہ ما انزل ما قبلک کو تو اس وحی نے منسوخ کر دیا جو آنحضرت صلعم پر ہوئی۔ اور آنحضرت صلعم پر جو وحی ہوئی یعنی قرآن اس کو منسوخ کر دیا۔ اس وحی نے جو آپکے بعد نازل ہوئی۔ ایک بہائی کے نزدیک آخرت سے مراد فنا عالم کے بعد کی زندگی ہے یہی نہیں بلکہ قیامت اور آخرۃ سے مراد باب اور بہاء اللہ کی آمد ہی ہے۔ اور اس اعتقاد کو وہ قادیانی ترجمہ اور تفسیری نوٹ کی بنا پر بڑے زور سے قادیانیوں کے بالمقابل بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ تو بڑے بھائی ہیں اور قادیانی چھوٹے بھائی اور یہ نتیجہ ہے قادیانی غلو کا جو انہوں نے حضرت مسیح موعود کو غیر نبی سے نبی بنانے کے لئے کیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے ان بھائیوں کی آنکھیں کھولدے تا یہ لوگ ہلاکت کے گڑھے سے نکل سکیں۔

چھوٹے اور بڑے بھائیوں کو سوچنا چاہیئے کہ قرآن مجید میں "بالآخرۃ ھم یوقنون" کا فقرہ ایک مستقل فقرہ ہے اور یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک کے بعد وقف ہے۔ جسکا صاف یہ مطلب ہے کہ بالآخرۃ کیساتھ یومنون کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آخرۃ کے متعلق یوقنون کا لفظ لکھدیا۔

مگر الآخرۃ سے مراد پیچھے آنیوالی وحی ہوتی تو پھر تو یومنون کا لفظ ہی کافی تھا اور بالآخرۃ کی بجائے من قبلک کے بالمقابل من بعدک چاہیئے تھا۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ نے من بعدک نہیں فرمایا بلکہ یومنون کے ماتحت جس وحی کا ذکر تھا اسے من قبلک پر ختم کر دیا اور آخرۃ کا الگ ذکر فرمایا اس لئے آخرت سے مراد وہی ہے جو اس دنیا کے مقابل الساعۃ الآخرۃ ہے جس پر تمام مسلمان شروع سے لیکر ابتک قائم ہیں یہ کہنا کہ الآخرۃ چونکہ صفت ہے اس لئے اس کا موصوف قرینہ کلام کے مطابق وحی ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ سیاق کلام میں وحی کا لفظ نہیں ہے بلکہ "ما انزل" ہے اور ما انزل کے معنے ہیں جو نازل کیا گیا۔ وہ کیا ہے جو نازل کیا گیا۔ کیا مطلق وحی ہے یا کتاب اللہ ہے آنحضرت پر بذریعہ وحی نبوت قرآن مجید نازل ہوا ہے جس پر ہر مومن کا ایمان ہے اس لئے ما انزل من قبلک کے معنے ہوئے جو کتابیں یا شریعتیں خدا نے پہلے نازل کیں اس پر بھی مومن ایمان رکھتے ہیں لہذا قادیانی طرز استدلال سے اب بھی ماننا ہوگا کہ بالآخرۃ کے معنے یہ ہیں کہ جو کتاب اللہ یا شریعت بعد میں نازل ہونیوالی ہے مومن اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کسی مسلمان کا یہ نہ کبھی ایمان ہوا تھا نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔

الآخرۃ صفت نہیں بلکہ اسم صفت ہے جو کسی موصوف کا محتاج نہیں ہے۔ یا یوں کہو کہ وہ موصوف بالذات ہے جسطرح ہم خدا تعالیٰ کے اسماء صفات رحمٰن اور رحیم کو جب بولتے ہیں تو ہمیں کسی موصوف کی تلاش کرنیکی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ رحمٰن اور رحیم اللہ تعالیٰ کے ہی نام ہیں۔ اسی طرح آخرت اسی گھڑی کا نام ہے جو سب سے پیچھے آنیوالی ہے اس لئے اس کا نام "پیچھے آنیوالی" یا "آخرت" رکھا گیا ہے لہذا چھوٹے بھائیوں اور بڑے بھائیوں کا استدلال بالکل غلط ہے۔

قادیانی غالیوں کا یہ کہنا کہ چونکہ قرآن کریم میں "آخرین منھم" آیا ہے اس سے حضرت مسیح موعود نے آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی مانی ہے۔ اس لئے بعثت ثانی میں جو وحی ہوگی بالآخرۃ سے وہ وحی مراد ہے یہ بھی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہے۔ کیونکہ بعثت ثانی تو بطور بروز کے ہے اور وجود بروزی تو ظلی وجود کا حکم رکھتا ہے یہاں بروز محمدی پر جو وحی آوے وہ بھی ظلی طور پر ہے نہ براہ راست جیسا کہ انبیاء پر وحی ہوتی ہے۔ اس لئے بھی ظلی طور پر ہونیوالی وحی کو آخرت کہنا اور اس پر ایمان لانے کو جزو ایمان قرار دینا پیراں نمے پرند و مریداں مے پرانند والی بات ہے۔ وحی کو ظلی طور پر حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلعم کے بعد ہمیشہ ہی جاری پایا ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کی وحی پیچھے آنیوالی کہاں ہے۔ جبکہ احمدی جماعت میں بھی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پانیوالے لوگ موجود ہیں اور مرزا صاحب سے پہلے تو صدہا کاملین امت ایسے گذرے ہیں جو خود حضرت مرزا صاحب کی طرح خدا تعالیٰ سے قطعی اور یقینی مکالمہ مخاطبہ پاتے رہے ہیں جیسا خود حضرت مسیح موعود کو اقرار ہے۔

اگر کوئی یہ بھی نہ مانے تو پھر میں کہتا ہوں مصلح الموعود جو وحی الٰہی سے کھڑا کیا جائیگا اس کی وحی بھی تو مرزا صاحب کے بعد ہی ہوگی۔ اسے کیوں آخرت نہیں مان لیتے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس طرح مسلمانوں کے اس اعتقاد سے کہ عیسیٰ زندہ ہیں اور وہی آئیں گے عیسائیوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور مسلمانوں کو گمراہ کیا۔ اسی طرح چھوٹے بھائیوں کے الآخرۃ سے مرزا صاحب کی وحی مراد لینے سے بڑے بھائیوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور اٹھا رہے ہیں۔

گاندھی جی اور سناتن دھرم

اگر گاندھی جی چھوت ادہار کی تحریک شروع کرنے سے پہلے صاف الفاظ میں اعلان کر دیتے کہ ہندو دھرم نے مصیبت زدہ ہریجنوں پر بہت بڑا ظلم کیا ہے اور ان کے مصائب کی ذمہ داری تمام و کمال ان دھرم شاستروں پر عائد ہوتی ہے جن میں چار ورنوں کی تقسیم کیگئی شودروں اور چانڈالوں سے بدترین سلوک کی تلقین کی گئی ہے تو ان کی پوزیشن ہماری سمجھ میں آسکتی تھی۔ اور سناتن دھرم ہندو بھی یہ سمجھ سکتے تھے کہ گاندھی جی بھی ان روشن خیالوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے وقتاً فوقتاً پیدا ہو کر ورن آشرم اور شاستروں کی خلاف انسانیت تعلیم کے خلاف بغاوت کی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ گاندھی جی خود سناتن دھرمی ہونیکا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور علی الاعلان یہ کہتے پھرتے ہیں کہ اچھوتوں سے جو کچھ سلوک ہو رہا ہے۔ وہ دھرم شاستروں کے قطعاً خلاف ہے۔ حالانکہ جن لوگوں نے پرانوں۔ سمرتیوں اور دوسرے شاستروں کا مطالعہ کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان میں اچھوتوں کے کیساتھ انتہائی تشدد کی تلقین کی گئی ہے۔ اور ان کے الفاظ اس قدر واضح ہیں کہ ان کی کوئی تاویل نہیں کی جا سکتی۔

حال ہی میں جنوبی ہند کے بڑے بڑے ودوان پنڈتوں نے گاندھی جی کو چیلنج دیا ہے۔ کہ اگر آپ خلوص نیت، صداقت اور پاکیزگی قلب کے دعویدار ہیں۔ تو چھوت پن، مندر پرویش کے مسائل پر ہندو شاستروں کے مطابق شری شنکراچاریہ جگت گرو کے ساتھ کھلم کھلا مباحثہ کریں۔ اگر آپ موجودہ تحریکات کو شاستروں کے رو سے صحیح ثابت کر دیں گے۔ تو ہم سب آپ کیساتھ ہو جائیں گے لیکن اگر آپکا رویہ شاستروں کے خلاف ثابت ہو تو آپ سناتن دھرم کی تذلیل سے باز آجائیں جس میں آپ آجکل مصروف ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گاندھی جی مذہبی علم و فضل میں اپنی کمزوری سے واقف ہیں

وہ کسی طرح بھی بحث مباحثہ کے خطرے میں پڑنے کو تیار نہیں ہیں چنانچہ آپ نے اب تک پنڈتوں کے چیلنج کو قبول نہیں کیا۔

اب ملابار کے سناتن دہرمی پنڈتوں نے عزم مصمم کیا ہے کہ گوروویو رمندر کے دیوتا کی طلائی کھڑاویں بنوا کر بطور مظاہرہ سارے ہندوستان میں ان کا جلوس نکالیں اور ہر جگہ کے ہندوؤں کو سناتن دہرم شاستروں کا صحیح پیغام پہنچا کر انہیں گاندہی کے جال میں پھنسنے سے روکیں معلوم نہیں اس آل انڈیا مظاہرے کا نتیجہ کیا ہو۔ لیکن اس سے کم از کم اتنا تو ضرور ہوگا کہ اہل ہند پر ہندو مذہب اپنی اصلی صورت میں آشکارا ہو جائیگا۔ اور اچھوت بھی اچھی طرح سمجھ لیں گے۔ کہ ان کی تمام مصیبتوں اور ذلتوں کا باعث ہندو قوم نہیں بلکہ ہندو دہرم ہے۔ اور جب تک وہ اس دہرم کو ترک نہ کر دیں گے ان کی نجات ممکن نہیں۔ (انقلاب)

ایک غلط خبر کی تردید

گذشتہ ایام میں ضلع ہزارہ کے مخالفین جماعت احمدیہ نے ہمارے خلاف بہت کچھ شور وغل برپا کیا۔ اسی پر اکتفا نہ کر کے لاہور سے بھی چند مخالفین کو بلا کر وعظ و لیکچر کروائے اور اسی دوران میں اخبار زمیندار میں ہمارے بعض مخلص دوستوں کی کے خلاف غلط خبریں مشہور کر دیں کہ انہوں نے احمدیت سے انکار کر دیا ہے۔ ان میں سے خاص طور پر مکرم عبداللطیف خانصاحب ولیعہد ریاست پھلڑہ قابل ذکر ہیں۔ خانصاحب کا جو خط جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر کی خدمت میں پہنچا اور جلسہ میں سنایا گیا اس کی نقل برادران سلسلہ کی آگاہی کے لئے درج ذیل کیجاتی ہے:

بحضور حضرت امیر صاحب احمدیہ جماعت لاہور سلامت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ گذشتہ انقلاب ریاست پھلڑہ کے دوران میں بعض خود غرض اور فتنہ پردازوں نے میرے متعلق یہ خبر مشہور کر دی تھی کہ نعوذ باللہ میں نے احمدیت سے انکار کر دیا ہے جس کے سننے سے بعض احباب جماعت کو بھی دھوکہ لگ گیا تھا۔ حالانکہ یہ خبر سراسر بے بنیاد اور محض مجھے کمزور دل ثابت کرنے کے لئے میرے مخالفین نے شائع کی تھی میں نے احمدیت سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی نبوت جس سے سب لاہوری جماعت کے اصحاب کو انکار ہے انکار کیا تھا میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد صدی چہاردہم اور مسیح موعود ماننے کے علاوہ ان کے تمام عقائد کو سچے دل سے سچا مانتا ہوں میرا مصمم ارادہ تھا کہ موجودہ جلسہ میں شریک ہو کر بزبان خود اعلان کر کے تمام جماعت کے دل سے اس غلط فہمی کو دور کر دوں گا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ بعض امور ریاست نے تنگ راہ بنکر مجھے اس کار خیر میں شریک ہونے سے روک دیا جس کا افسوس میرے دل ہی میں باقی رہا ؎

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

لہذا آنحضور میرے اس عریضہ کو دوران جلسہ میں تمام اصحاب کو پڑھ کر سنا دیویں۔ آنحضور بھی اور تمام جماعت سے میرے لئے دعا کرائیں کہ خداوند کریم مجھے تمام مصائب سے بچائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے گو میں جلسہ کے دنوں میں تو چند معذوریوں کے باعث نہیں آسکتا مگر جلسہ کے خاتمہ پر جلد ہی حاضر خدمت ہو کر شرف دیدار حاصل کروں گا۔ لہذا میرے لئے خاص اوقات عبادت میں دعا فرمایا کریں۔

(آپ کا فرمانبردار عبداللطیف خاں ولیعہد ریاست پھلڑہ ضلع ہزارہ)

آہ نادر شاہ کہاں گیا؟

یہ وہ الفاظ ہیں جو آج ہر بہی خواہ اسلام اور ملت افاغنہ کی زبان پر ہیں۔ یہی الفاظ آج سے ۲۸ سال قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے ابدی قانون "عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول" کے مطابق ۳ رمئی ۱۹۰۵ء کو صبح کے وقت اپنے ایک مخلص خادم دین کو لکھے ہوئے دکھائے تھے۔ اس وقت کسی کو یہ وہم وگمان بھی ہو سکتا تھا کہ یہ الفاظ کس کس رنگ میں پورے ہونگے۔ ایک دفعہ تو یہ الفاظ اس وقت بے ساختہ لوگوں کی زبان سے نکلے جبکہ اواخر ۱۹۲۹ء میں امان اللہ خاں بحالت مجبوری تخت افغانستان سے دست بردار ہوئے۔ نادر خاں اس وقت "شاہ" نہ تھے۔ وہ کس طرح پیرس سے باوجود بیمار ہونے کے چلے اور کن کن مصائب کے مرحلوں کو طے کر کے بچہ سقہ کے ہاتھ سے جو اس وقت افغانستان پر ناگفتہ بہ مظالم توڑ رہا تھا آزاد کرانے میں کامیاب ہوئے۔ اور پھر خود ہی بجائے اس کے کہ امان اللہ خاں کو لوگوں کی توقعات کے مطابق تخت افغانستان پر بحال کرتے خود شاہ بن گئے۔ اور نادر خاں کی بجائے "نادر شاہ" کہلانے لگے یہ وہ واقعات ہیں جو اب تک لوگوں کی یاد میں تازہ ہیں لیکن آج پورے چار سال کے بعد وہ افغانستان میں جہاں سے اب تک امن وامان کی خبریں آ رہی تھیں قتل کئے گئے۔ پھر وہی الفاظ عوام الناس نہیں خاصکر ان لوگوں کی زبان پر ہیں جو کسی نہ کسی وجہ سے شاہ مرحوم کی ذات سے دلی وابستگی رکھتے ہیں لیکن کسی نے یہ بھی سوچا کہ افغانستان کا نجات دہندہ اس کی ترقیات کا علمبردار جس سے نہ صرف افغانستان بلکہ دنیائے اسلام کی امیدیں وابستہ تھیں وہ اس قدر جلدی ہم سے کیوں چھین لیا گیا۔ اس کا باعث بھی خدا کا وہ اٹل قانون ہے جو "انہ لا یفلح الظالمون" میں مذکور ہے افغانستان وہی سرزمین ہے جہاں پر ۱۹۰۳ء میں دو معصوم انسانوں کا نہایت بے دردی سے صرف اس لئے خون بہایا گیا کہ وہ ضروریات اسلام کو زمانہ کے مطابق محسوس کرتے ہوئے صحیح علاج وقت کو پا گئے تھے۔ اور وہ آزادی رائے کے حامی تھے اور "لا اکراہ فی الدین" کے اصول کے قائل تھے اس وقت امیر حبیب اللہ خاں کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد کے واقعات بتلاتے ہیں کہ وہ قانون خداوندی کس طرح صفائی سے پورا اترا

(۱) امیر حبیب اللہ خاں صاحب کو ۱۹۱۹ء میں قتل کیا

(۲) سردار نصر اللہ خاں جن کا ان دو معصوموں کے قتل میں خاص حصہ بتایا جاتا ہے کس طرح اپنے سگے بھتیجے کے ہاتھوں کیا کیا مصائب برداشت کرتے ہوئے حرماں نصیبی کی حالت میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

(۳) امان اللہ خاں جنھوں نے باوصف خود آزاد خیال ہونے کے اپنے عہد میں محض "آزادی رائے کے جرم" میں چند بے گناہ انسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ لئے باوجود اپنی طاقت اور قوت کے اور یورپ سے اپنی قابلیت کا خراج تحسین وصول کرنے کے اور افغانستان کو دنیاوی طاقتوں سے ایک خود مختار حکومت تسلیم کرا لینے اور خود بجائے امیر کے شاہ کا خطاب پالینے کے بعد کن حالات میں افغانستان سے رخصت ہوئے اس کی یاد ابھی تک لوگوں کے دلوں سے محو نہیں ہوئی

(۴) پشاور کے ایک چائے فروش نان بائی بچہ سقہ نے افغانستان میں کیا کیا مظالم ڈھائے اور کیا کیا قتل وغارت اس کے وقت میں ظہور پذیر ہوئے اس کے لئے اخبار زمیندار کے فائل اٹھا کر دیکھے جائیں تو یہ لکھا ہوا ملیگا کہ کابل میں کم وبیش پچاسی ہزار اسلامیوں کا خون بہایا گیا۔

اب ذرا ان واقعات کو یکجائی طور پر ذہن میں رکھکر مندرجہ ذیل الفاظ پر بھی غور فرمالیں۔

(۱) کابل کی زمین دیکھ لیگی کہ (صاحبزادہ عبداللطیف کا) یہ خون کیسے کیسے پھل لائیگا یہ خون کبھی ضائع نہیں کیا جائیگا پہلے اس سے غریب عبدالرحمن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا مگر اس پر اب چپ نہیں رہیگا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہونگے۔۔۔۔ مگر ابھی کیا ہی یہ خون بڑی بیرحمی سے کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملیگی ہاں اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کرا کے اپنے تئیں تباہ کر لیا اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۷۲)

(۲) "آہ نادر شاہ کہاں گیا" (البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۱ مئی ۱۹۰۵ء)

(۳) ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے۔" (بدر جلد ۶ ۔ نمبر ۱۱ ۔ صفحہ ۳ مارچ ۱۹۰۷ء)

اوپر کے الفاظ اس شخص کی زبان سے نکلے ہیں جس کو دنیا کے خود غرض ملاں خواہ کچھ ہی کہیں لیکن اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں:-

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم!
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم!
من در حریم قدس چراغ صداقتم
دستش محافظ است ز ہر باد صرصرم
جانم فدا شود برہ دین مصطفےٰ
این است کام دل اگر آید میسرم
جانم گداخت از غم ایمانت اے عزیز
دیں طرفہ تر کہ من بگمان تو کافرم

پھر فرماتے ہیں:-

ما مسلمانیم از فضل خدا ؛ مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام ؛ ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست ؛ بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است وخسران وتباب!

المشتہر
انجمن احمدیہ اشاعت اسلام دہلی
۱۰ دسمبر ۱۹۳۳ء

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات

میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے | **پندرہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۳ء سے پندرہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک** | **صرف ایک ماہ کیلئے**

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول اعلیٰ کاغذ جو براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے۔	عا/	عہ/
ایضاً ایضاً ادنیٰ کاغذ	عہ/	۱۵/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم جو تین کتب سرمہ چشم آریہ، شحنہ حق۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب پر مشتمل ہے۔	عا/	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم جو تین کتب فتح اسلام۔ توضیح المرام۔ ازالہ اوہام ہر دو حصص پر مشتمل ہے۔	عا/	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم جو چار کتب الحق مباحثہ لدھیانہ۔ الحق مباحثہ دہلی آسمانی فیصلہ اور نشان آسمانی پر مشتمل ہے۔	عا/	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم جو پانچ کتب آئینہ کمالات اسلام۔ برکات الدعا۔ جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام سچائی کا اظہار پر مشتمل ہے۔	۸/	۱۲/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم جو سات عربی کتب۔ تحفہ بغداد۔ کرامات الصادقین حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق حصہ اول۔ نور الحق حصہ دوم۔ اتمام حجت اور سر الخلافت پر مشتمل ہے۔	عہ/	۱۰/
ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب	۶/	۳/
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۲/	۴/
الحق مباحثہ دہلی	عہ/	۶/
حجۃ الاسلام	۴/	۲/
اتمام حجت	۴/	۲/
برکات الدعا	۴/	۲/
الوصیت	۰۲/	۱/
ملفوظات حضرت مسیح موعود		
جلد اول	عا/	عہ/
جلد دوم	عا/	عہ/

بیان القرآن

یعنی

اُردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم مع عربی متن

تالیف

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس تفسیر میں ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے۔ جس کے متعلق صاحب فہم لوگوں نے بہت عمدہ آرا کا اظہار کیا ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے ۲۹×۲۲/۸ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے تین جلدوں میں اصل قیمت بجلد بیس روپیہ (للعہ) رعایتی دس روپیہ (لعہ) تین الگ الگ جلدوں میں اصل قیمت مجلد پچیس روپیہ (للعہ) رعایتی تیرہ روپیہ (۱۳)

سیرت خیر البشر

حضرت نبی کریم صلعم کی مفصل سوانحعمری منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب

اصل قیمت بجلد عہ/ — رعایتی ۱۲/
” مجلد عہ/ — ” عہ/

تاریخ خلافت راشدہ

سوانحعمری حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب۔

اصل قیمت بجلد عہ/ — رعایتی ۱۲/
” مجلد عہ/ — ” عہ/

فضل الباری جلد اول

یعنی

اُردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

مصنفہ

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کے بابوں اور مضامین کو اس طرح رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اسکے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ مسائل میں مختلف آراء میں سے جو معقول اور مدلل ہو اُسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر صرف نمبر دیئے گئے ہیں۔ اور ان میں الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا ہے ۲۹×۲۲/۸ سائز کے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل قیمت بجلد آٹھ روپیہ آٹھ آنہ (۸ ۸/)۔ رعایتی پانچ روپیہ (۵ر) اصل قیمت مجلد نو روپیہ آٹھ آنہ (۹ ۸/) رعایتی (۶ر)

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
جلد سوم	عہ/	عہ/
الہامات حضرت مسیح موعود		
البشریٰ جلد اول	۴/	۲/
البشریٰ جلد دوم	عہ/	۸/
مکاشفات	۴/	۲/
دیگر کتب حضرت مسیح موعود		
حمامۃ البشریٰ	عہ/	۸/
کرامات الصادقین	۱۲/	۶/
آسمانی فیصلہ	۵/	۲/
سر الخلافت	۸/	۴/
جنگ مقدس	۱۲/	۸/
شحنہ حق	۸/	۴/
نور الحق حصہ اول	عہ/	۸/
” ” دوم	۸/	۴/
متفرقات		
آثار مبارکہ	۱/	۰/
احمدیہ جنتری	۴/	۱/
درود الصلیب	۴/	۲/
مسیح قرآن میں	۱/	۰/
واقعات صلیب	۱/	۰/
القول المجید	۸/	۲/
اعلام الناس	۵/	۲/
اعجاز القرآن	۱/	۰/
عصمت انبیاء	۹/	۳/
غلامی	۴/	۲/
الضحیٰ	[illegible]	[illegible]
سراج الوہاج	۴/	۱/
اظہار النصائح	۵/	۱/
القول المبین	۰۲/	۰/
ستہ ضروریہ مباحثہ رام پوری	۳/	۱/
تبلیغ الحق الیٰ عبد الحق	۱۰/	۵/
سوانحعمری حضرت مسیح موعود	۴/	۲/
المہدی اول تا ہفتم		۴/

ضروری اطلاع

تمام درخواستیں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دینی چاہئیں وہ فرمائش جس پر ۱۶ جنوری ۱۹۳۴ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے ماتحت نہ آسکے گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل منگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں یا ڈاکخانہ، محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوں گے۔ قرض اور اقساط پر دینے کا طریق نہیں۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کے لئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرماویں۔

مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات

میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے | **پندرہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۳ء سے پندرہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک** | **صرف ایک ماہ کیلئے**

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
تحریک احمدیت و اختلاف سلسلہ پر کتب		
تحریک احمدیت ـ جماعت احمدیہ لاہور کی سرگرمیاں تحریک احمدیت کا صحیح مفہوم ـ بانی سلسلہ کے دعاوی اور آپکی بے نظیر اسلامی خدمات پر مفصل بحث ـ قیمت مجلد	عہ	۱۲/
بےجلد	عہ/	۸/
مسیح موعود ـ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر مفصل بحث	۳/	۱۲/
النبوت فی الاسلام ـ نبوت ـ رسالت ـ محدثیت اور مجددیت پر مفصل بحث	عا/	عہ/
عقائد احمدیہ ـ حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ آپکا دعویٰ نبوت کا نہ تھا آپ کی طرف جو غلط عقائد منسوب کئے گئے ہیں ان کی تردید کی گئی ہے	۸/	عہ/
عسل مصفٰے ہر دو حصص ـ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعوے مجددیت پر مفصل بحث	للعہ/	۴/
حقیقت اختلاف ـ جماعت احمدیہ کے اختلاف کی اصل حقیقت واضح کی گئی ہے	/۵	/۲
اسلام اور اصول اسلام پر کتب		
رسالہ نماز ـ جس میں نماز کے احکام و مسائل پر بحث ہے	/۸	/۴
رسالہ روزہ ـ روزہ اور اسکی فلاسفی پر بحث ہے	/۴	/۲
رسالہ زکوٰۃ ـ ” ” ”	/۳	/۱
رسالہ حج ـ ” ” ”	/۲	/۱
ہستی باریتعالیٰ ـ ہستی باریتعالیٰ پر دلائل از قرآن پاک	/۶	/۲
اسلام کیا ہے ـ سوال و جواب کے رنگ میں تعلیم اسلام	/۳	/۲
اسلامی اصول کی فلاسفی ـ پانچ معرکۃ الآرا مذہبی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے	/۱۲	/۴
اسلام اور دیگر مذاہب	/۱۰	/۲
تربیت اولاد ـ جس میں تربیت کے متعلق نکات ہیں	/۵	/۲
احمد مجتبیٰ ـ ثابت کیا گیا ہے کہ احمد رسول کریم کا نام تھا	/۴	/۱
شناخت مامورین	/۳	/۱
رد ہنود و مذاہب پر کتب		
یجر وید اور سو یجر وید کے میں ابتدائی دمنیاوی کا ترجمہ	عہ/	/۱۰

ترجمۃ القرآن انگریزی

یعنی

انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن

تالیف

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور

یہ وہ ترجمہ ہے جو اپنی مقبولیت کی وجہ سے اب محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعود کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اسکی خواہش ظاہر فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے یا اسکا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد دو اور ترجمے شائع ہوئے ہیں لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ دنیا بھر کے اخبارنویسوں نے اس کی تعریف کی ہے ۲۰×۲۶ سائز کے ۱۵۰۰ صفحات پر تین قسموں میں۔ اصل قیمت قسم اول مجلد خالص چمڑا ۲۵ـ رعایتی ۱۸ روپیہ۔ قسم دوم مجلد مصنوعی چمڑا اصل قیمت ۲۰ رعایتی ۱۴ قسم سوم گتے کپڑے کی جلد اصل قیمت ۱۵ رعایتی ۱۲ روپے۔

محمد اینڈ کرائسٹ	محمد دی پرافٹ	ارلی خلافت
حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت عیسیٰ کی بعثت اور معجزات پر انگریزی میں اصل قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲/	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بزبان انگریزی دوئم ایڈیشن اصل قیمت تین روپیہ رعایتی عہ	حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی کے حالات زندگی اور کارنامے انگریزی میں اصل قیمت عہ رعایتی [illegible]

ترجمۃ القرآن انگریزی بلا متن

یہ معہ متن ترجمہ کا مختصر ایڈیشن ہے جس میں عربی متن نہیں دیا گیا۔ خصوصاً غیر مسلم طبقہ کیلئے ہے مختصر نوٹ بھی دیئے گئے ہیں۔ اسکی دوئم ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں عنقریب چھپنے والی ہے۔ اصل قیمت مجلد ۶ رعایتی ۵۔ گتے کپڑے کی جلد ۵ـ رعایتی چار روپیہ (للعہ)

فتح اسلام انگریزی	ٹیچنگز آف اسلام	النبوت فی الاسلام انگریزی
حضرت مسیح موعود کی کتاب فتح اسلام کا انگریزی ترجمہ اصل قیمت ۶/ رعایتی ۳/	اسلامی اصول کی فلاسفی از حضرت مسیح موعود کا انگریزی ترجمہ اصل قیمت مجلد عہ رعایتی عہ/	النبوت فی الاسلام کا مختصر ایڈیشن اصل قیمت ۶/ رعایتی ۲/

ولادت مسیح انگریزی	حمائل شریف مطبوعہ جرمنی	احمدیہ موومنٹ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر بحث اصل قیمت ۱/ رعایتی ۳/	نہایت بے نظیر حمائل شریف جو جرمنی میں طبع کرائی گئی ہے اصل قیمت عا/ رعایتی عہ	انگریزی میں سلسلہ احمدیہ کے عقائد اور اسکی اہمیت پر بحث اصل قیمت ۱/ رعایتی ۵/

حمائل مترجم اردو معہ حواشی

مترجم حضرت مولانا محمد علی صاحب بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر تفسیری نوٹ درج ہیں۔ تفسیر بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن ۲۰×۳۰/۱۶ کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل قیمت مجلد سفید ولایتی کاغذ للعہ رعایتی عا/ـ اصل قیمت مجلد خانی مصری کاغذ چار روپیہ (للعہ) رعایتی دو روپیہ (عا/)

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
ویدوں کا بہشت ـ آریوں کے عجیب سورگ پر بحث	/۸	/۴
رسالہ نجات	/۱۰	/۱
رسالہ مشار بہشت ـ آریہ سماج سے مناظرہ	/۲	/۱
رسالہ تناسخ ـ از قلم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	/۳	/۲
اسماء الہیہ ـ وید اور قرآن کریم پر بحث	/۷	/۲
حدوث مادہ	/۵	/۲
رد عیسائیت پر کتب		
ولادت مسیح ـ بروئے قرآن کریم و اناجیل	/۴	/۳
اکرام الحق ـ عیسائیت کے اعتراضات کا جواب	/۱	×
حقیقت المسیح	/۳	×
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب پر کتب		
جمع قرآن ـ قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق اعتراضات کا جواب	/۱۲	/۸
مقدمۃ القرآن	/۶	/۴
اعجاز القرآن	/۰	/۰
نکات القرآن حصہ سوئم	/۱۰	/۲
” حصہ چہارم	/۸	/۲
بیان القرآن پارہ اول ـ سوئم تا ہفتم		[illegible]
حضرت مسیح موعود کے منظوم کلام کا مجموعہ		
درثمین ـ تمام فارسی اور اردو نظموں کا مجموعہ	/۱۱	/۸
مناجات احمدیہ ـ حضرت مسیح موعود کی چند نظموں کا مجموعہ	/۲	/۱
رباعیات حامد	/۳	/۱
نصاب منظوم	/۲	/۱
متفرقات		
مراۃ الحقیقت	/۵	/۲
آیت اللہ ـ مولوی ثناء اللہ کا مباہلہ سے فرار	/۳	/۱
مسئلہ تقدیر	/۶	/۲
الروح ـ از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	/۳	×
المسیح الدجال و یاجوج ماجوج	/۴	×
مقام حدیث	عہ/	للعہ/
کامران ـ زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع	عہ	عہ/
محمد مصطفٰے ـ مختصر سوانحعمری حضرت رسول کریم	/۵	×

ضروری اطلاع

تمام درخواستیں ۱۵ـ جنوری ۱۹۳۴ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دینی چاہئیں۔ وہ فرمائش جس پر ۱۶ـ جنوری ۱۹۳۴ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے ماتحت نہ آسکے گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل مانگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں یا ڈاکخانہ۔ محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوں گے۔ قرض اور اقساط پر دینے کا طریق نہیں۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کیلئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرمادیں۔

مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۳۴ء | نمبر ۳

سید حبیب صاحب آف "سیاست" آجکل

سلسلہ عالیہ احمدیہ

کی مخالفت میں مصروف ہیں۔ ان کے اس شغل کی غرض و غایت کو ہر واقف کار اور عقل مند آدمی بخوبی سمجھتا ہے۔ اسی جذبہ مخالفت کے ماتحت انہوں نے گذشتہ سال اپنے اخبار "سیاست" میں ایک طویل سلسلۂ مضامین لکھا۔ جو اب "تحریک قادیان" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو کر فروخت ہو رہا ہے۔ قارئین "پیغام صلح" اس سے واقف ہیں۔

تمام احباب کو مژدہ ہو کہ

مولوی دوست محمد صاحب

کی کتاب "آئینہ احمدیت" مکمل ہو کر فروخت کیلئے آگئی ہے سید حبیب صاحب نے اپنی کتاب "تحریک قادیان" میں احمدیت کے متعلق تمام اعتراضات جمع کر دئے تھے۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنی کتاب میں ہر ایک اعتراض کا مدلل اور دندان شکن جواب دیا ہے۔ "آئینہ احمدیت" کا ایک ایک صفحہ پوری تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق تمام اعتراضات و شکوک صاف ہو سکتے ہیں۔

۵ جنوری ۳۴ء کے خطبہ جمعہ میں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

نے اس مفید کتاب کے متعلق خاص طور پر تحریک فرمائی۔ حضرت ممدوح کا ارشاد ہے کہ ہر دوست اور ہر جماعت حسب استطاعت آئینہ احمدیت کی کچھ نہ کچھ کاپیاں خرید کر تقسیم کرے۔ تقسیم کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ کتابیں منگوا کر خود لوگوں کو دی جائیں۔ دوسری یہ کہ صرف قیمت بھیجدی جائے انجمن خود موزوں آدمیوں تک کتاب پہنچا دیگی کسی دوست یا جماعت کو اس کار خیر میں شرکت کے بغیر نہ رہنا چاہئے! در کوشش کرنی چاہئے کہ رمضان کے اندر اندر عید سے قبل یہ کام کر لیا جانا چاہئے۔

کتاب "تحریک قادیان" کی حیثیت

اہل نظر سے پوشیدہ نہیں

جس تحقیق اور قابلیت سے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے اہل علم اسے بخوبی جانتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب و تحریک احمدیت کے متعلق جہاں کہیں سے کوئی اعتراض ملا ہے اس کتاب میں بلا تکلف درج کر دیا گیا ہے معقول و غیر معقول کے انتخاب کیلئے سید صاحب اپنی گوناگوں مصروفیتوں میں سے کوئی وقت نکال سکے۔ نہ انہیں اسکی ضرورت تھی کیونکہ ان کا مقصد تو صرف اعتراضات جمع کرنا تھا۔ ویسے بھی معقول و غیر معقول کے امتیاز کی زحمت وہ ذرا کم ہی گوارا کیا کرتے ہیں۔

آئینہ احمدیت کو

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی انسائیکلوپیڈیا

کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں تمام مشہور مشہور اعتراضات کے شافی اور مدلل جوابات موجود ہیں۔ اس کے مطالعہ کے بعد معمولی پڑھا لکھا احمدی مخالفین سلسلہ کو مسکت جواب دے سکتا ہے اسکے پڑھنے سے وہ تمام شکوک دور ہو سکتے ہیں جو معاندین سلسلہ لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنیکی کوشش کیا کرتے ہیں جن لوگوں کے پاس زیادہ وقت نہیں وہ صرف اس کتاب سے احمدیت کے متعلق بہت سی صحیح معلومات حاصل کر سکتے ہیں

آئینہ احمدیت کی

قیمت لاگت کے برابر

رکھی گئی ہے۔ اس کی اشاعت کا مقصد صرف تبلیغ حق ہے مخالفین سلسلہ کی کتب کی طرح مالی فائدہ حاصل کرنا نہیں۔ اور یہ دو قسم کے کاغذ پر چھپی ہے۔ حجم تقریباً پونے تین سو صفحات۔ سائز ۲۰×۲۶/۸ لکھائی چھپائی نہایت خوبصورت۔

قیمت فی مجلد علاوہ محصولڈاک عمدہ کاغذ ایک روپیہ۔ معمولی کاغذ دس آنے

ملنے کا پتہ:- دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اس کتاب کی فروخت سے

سید حبیب صاحب کا مقصد

پورا ہو رہا ہے۔ یہ کامیابی انہیں مبارک ہو۔ لیکن اس عجیب و غریب کتاب سے ایک فائدہ جماعت احمدیہ کو بھی ہوا۔ وہ یہ کہ ایک خاص اسلوب اور ترتیب سے اعتراضات کا جواب لکھا گیا جس کے مطالعہ سے بہت لوگوں کے شکوک دور ہو رہے ہیں۔ یہ جواب نصف سے زیادہ اخبار پیغام صلح میں ضمیمہ کے طور پر شائع ہو چکا ہے۔ اب کتابی شکل میں بھی تیار ہو گیا ہے جس کا نام "آئینہ احمدیت" ہے جناب مولوی دوست محمد صاحب سابق ایڈیٹر پیغام صلح اس کتاب کے مصنف ہیں۔

اس کتاب کی اشاعت کا

اصل مقصد

یہ ہے کہ لوگوں کو تحریک احمدیت کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہوں اور ان غلط افتراؤں اور بہتانوں کی تردید ہو جو معاندین حضرت مسیح موعود اور ان کی جماعت پر آئے دن لگاتے رہتے ہیں۔ یہ مقصد اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ سب احباب اس کتاب کو پوری توجہ اور ہمت سے تقسیم کریں۔ انصاف پسند اور زیر تبلیغ مسلمانوں میں اس کتاب کی اشاعت نہایت شاندار نتائج پیدا کر سکتی ہے جہاں یہ کتاب پہنچ جائیگی وہاں سید حبیب اور انکے ہمنواؤں کی دال گلنی مشکل ہو جائے گی۔

اس قدر رعایت کے باوجود

مفت تقسیم

کرنے والوں کیلئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق مزید رعایت رکھی گئی ہے۔ ان کو

عمدہ کاغذ کی کتاب	۱۲ آنے میں	علاوہ محصولڈاک
معمولی کاغذ کی کتاب	۸ آنے میں	

دیجائیگی۔ احباب کو اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہئے جن مقامات پر ریل جاتی ہے وہاں احباب مشترکہ طور پر کتابیں بذریعہ ریل منگوا لیں اسطرح محصول میں بہت کچھ بچت ہو سکتی ہے۔

محترمہ لیڈی عبدالقادر کا خطبہ صدارت

برلن مسجد کے چشم دید حالات

۱۷ دسمبر کو احمدیہ انجمن خواتین اسلام کے آٹھویں سالانہ جلسہ میں محترمہ لیڈی عبدالقادر صاحبہ نے جو فاضلانہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا مختصر سا خلاصہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں درج ہو چکا ہے۔ مفصل اب شائع کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

میری معزز و محترم بہنو!

میں آپ سب بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے اپنی مذہبی کانفرنس کی صدارت کے لئے مجھے منتخب کر کے عزت بخشی یہ امر ہر مسلمان کے لئے باعث اعزاز ہے کہ مذہبی انجمنوں کے کارکن اسکو شریک کار بنائیں پیاری بہنو! اس انجمن (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) نے گذشتہ بیس برس میں جو بیش بہا خدمات انجام دی ہیں وہ محتاج بیان نہیں مگر آج میں انجمن کے دو بڑے کارناموں کا ذکر کرنا چاہتی ہوں اس لئے کہ مجھے خوش قسمتی سے ان کے نتائج بچشم خود دیکھنے کا موقعہ ملا یعنی ایک تو تبلیغ اسلام کا وہ مرکز جسے ووکنگ مشن کہتے ہیں اور دوسرا مرکز جو جرمنی کے دارالحکومت برلن میں قائم ہے۔ ووکنگ کا کچھ حال میں نے پچھلے سال بھی آپکو سنایا تھا۔ یہ جگہ لنڈن سے کوئی بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے ایک خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے .... اب یہ مشن ایک علیحدہ جماعت ہے۔ لیکن اب تک جو کامیابی اس کو حاصل ہوئی اس کا سہرا اسی انجمن کے سر ہے۔

برلن مشن

اب دوسرے مرکز کا حال سنیئے جسکو ہم نے اسی سال کے سفر میں دیکھا جب ہم جرمنی جانے لگے تو وہاں کی مسجد کے امام صاحب کو کسی دوست کی معرفت خبر مل گئی کہ ہم برلن میں کچھ دن ٹھہریں گے۔ انہوں نے شیخ صاحب (شیخ سر عبدالقادر صاحب بالقابہ) کو خط لکھا اور تاکید کی کہ آپ برلن میں آئیں تو ایک وقت مسجد میں اسلام کے متعلق تقریر کریں انہوں نے بخوشی منظور کیا

برلن میں

ہم برلن پہنچے تو مولوی مرزا عزیز الرحمٰن صاحب جو اس وقت وہاں قائم مقام امام تھے۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ جمعہ کا دن مسجد میں آنے اور وہاں کی تقریبوں میں شامل ہونے کے لئے محفوظ رکھیں گو ہمارے پاس وقت کم تھا لیکن مسجد کو دیکھنے اور وہاں کے مسلمانوں سے ملنے کا شوق دوسری مصروفیتوں پر غالب آیا اور ہم نے تمام دن مسجد میں صرف کیا۔ دوپہر کے کھانے کے وقت امام صاحب نے چند جرمن نومسلموں اور خواتین کو ہمارے ساتھ کھانے پر بلایا تھا جن سے ملکر نہایت خوشی ہوئی

نماز جمعہ اور لیکچر

کھانے کے بعد نماز جمعہ کا وقت آیا اس وقت حاضرین کے علاوہ اور بھی نمازی آگئے تھے۔ سب نے مل کر نماز جمعہ ادا کی اور اس دور دراز ملک میں جہاں اسلام کا کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا۔ اللہ اکبر کی صدا نے جو اثر میرے دل پر کیا بیان سے باہر ہے۔ مرزا صاحب نے شیخ صاحب سے کہا کہ وہ امامت کریں اور دوسرے صاحبوں نے بھی اس پر اصرار کیا چنانچہ شیخ صاحب نے انگریزی میں مختصر سا خطبہ پڑھا اور نماز کرائی۔

دعوت چائے

اس کے بعد پچھلے پہر برلن مسجد کمیٹی کی طرف سے بہت سے لوگوں کو چائے کی دعوت دی گئی اس کمیٹی کے صدر وہاں کے ایک مستند جرمن پروفیسر ہیں عالمانہ تحریروں کے ذریعہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ مجمع نہایت دلچسپ تھا اس میں نومسلم جرمنوں کے علاوہ اور بہت سے جرمن شرفا اور خواتین شریک ہوئے جو وہاں کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے۔ کئی مصری شامی اور ایرانی معززین بھی تشریف لائے تھے۔

لیکچر

اتنے میں لیکچر کا وقت آگیا مسجد کا ہال حاضرین سے بھرا ہوا تھا شیخ صاحب نے انگریزی میں اس مضمون پر تقریر کی اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں دنیا بھر کا مشترکہ مذہب ہونے کی قابلیت موجود ہے۔ حاضرین میں بہت سے لوگ ایسے تھے جو انگریزی نہیں سمجھ سکتے تھے ان کے لئے ڈاکٹر طفیل احمد صاحب نے لیکچر کا خلاصہ جرمن زبان میں بیان کیا۔ حاضرین پر اس لیکچر کا نہائت عمدہ اثر ہوا۔

قبول اسلام

لیکچر کے خاتمہ پر ایک شخص نے اٹھ کر اعلان کیا کہ میں مدت سے اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں اسلام کی عظمت میرے دل میں جاگزین ہو رہی ہے میں آج اسی مجمع میں جس میں ہندوستان کے ایک مشہور مسلمان موجود ہیں اسلام قبول کرنے پر تیار ہوں۔ اس اعلان پر نعرۂ تکبیر سے تمام ہال گونج اٹھا۔ شیخ صاحب نے بخوشی اس کو کلمہ پڑھوایا۔ امام صاحب نے تجویز کی کہ اس مبارک جلسہ کی یادگار کے طور پر ان کا اسلامی نام عبدالقادر رکھا جائے۔ دوسرے دن اس جلسہ کے حالات جرمنی کے کئی اخباروں میں تعریف کیساتھ شائع ہوئے۔

حضرت امیر کی خدمات اسلامی

برلن جیسے مقام میں ایک شاندار مسجد صرف کثیر سے تیار کروانا اور اس کو آباد رکھنا ایک ایسا کارنامہ ہے جس پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بجا طور پر فخر کرسکتی ہے۔ اس کامیابی کے لئے ہمارے محترم بھائی مولانا محمد علی صاحب جو انجمن کے صدر اور جماعت احمدیہ کے امیر ہیں سب مسلمانوں کے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ وہ شب و روز نہائت خلوص اور دلی جوش سے اسلام کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں دعا ہے کہ خدا ان کو دیر تک سلامت رکھے۔ تاکہ وہ سب مفید اسلامی کام جو ان کے ہاتھوں سے انجام پا رہے ہیں روز افزوں کامیابی کیساتھ جاری رہیں۔ ہماری معزز بہن بیگم محمد علی صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی واجب ہے کیونکہ ان کی کوششوں سے مسلمان خواتین وقتاً فوقتاً مستفید ہوتی رہتی ہیں اور ہمیں بھی ایسے دینی کار ثواب میں شرکت کا موقع ملتا رہتا ہے۔

انجمن کا قابل قدر اسلامی لٹریچر

جو کتابیں اس انجمن کی طرف سے شائع ہوئی ہیں اور جو کوشش غیر مسلم ممالک میں اسلام کی روشنی پھیلانے کے لئے اس انجمن نے کی ہے ان کے لئے ہر ہمدرد اسلام کو اس جماعت کا ممنون ہونا چاہیئے۔

اتحاد اسلامی کی ضرورت

اس جلسہ میں جہاں احمدی بہنوں کے علاوہ دوسری بہنوں کو دیکھتی ہوں تو میرا جی خوشی سے لبریز ہو جاتا ہے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری قومی ترقی کا راز اس میں مضمر ہے۔ کہ ہم سب مسلمان خواہ کسی قوم و ملک کے ہوں یک دل اور یک جان ہو کر کام کریں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہمیں راستباز اور نیک نیت لوگوں کے ہم صحبت ہو کر نصرت امداد دین کے لئے مستعد و سرگرم رہنا چاہیئے اور اگر ہم میں اتنی اہلیت ہو تو ہمیں چاہیئے کہ ہر نیک تحریک میں رہبری کریں اور یہی حقیقی تعلیم کے بھی مقاصد ہیں۔

ایک نومسلم خاندان

(تقریر ختم کرنے سے پہلے میں ایک یورپین نومسلم خاندان کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جس کا وطن ہم نے جا کر دیکھا۔ میں یقین کرتی ہوں کہ یہ تذکرہ آپ لوگوں کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال انہیں دنوں میں ہمارے ایک معتدد اسلامی بھائی یورپ سے آئے تھے جن کا نام بیرن عمر تھا اور انہوں نے اسی انجمن کے سالانہ جلسہ میں نہائت پر اثر تقریر کی تھی۔ جب ہم برلن سے وی آنا گئے جو آسٹریا کا دارالخلافہ ہے تو بیرن عمر کی لیڈی صاحبہ کی طرف سے ایک تار ملا جس میں انہوں نے نہائت اصرار سے ملنے کو بلایا تھا۔ مجھے بھی ان سے ملنے کا شوق تھا۔

جناب بیرن کا وطن

ان کی زمین اور جائداد جس جگہ واقع ہے وہ وی آنا سے اسی نوے میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں ریل بھی جاتی ہے۔ چونکہ ہمیں معلوم ہوا کہ موٹر پر جانے سے اس ملک کے خوبصورت حصے زیادہ اچھی طرح دیکھے جا سکتے ہیں، اس لئے ہم موٹر پر وہاں گئے۔ راستہ قدرتی مناظر سے بھرا تھا کہیں خوبصورت اور سرسبز پہاڑ کہیں وادیاں اور میدان۔ آسٹریا کا مشہور دریا ڈینیوب بھی راستہ میں پڑا جس کے ایک خوبصورت پل کو عبور کر کے ہم ایک قصبہ کے قریب پہنچے جس سے کچھ آگے ایک پرانا قلعہ آتا ہے جو بیرن صاحب کے بزرگوں کا مسکن ہے اسی میں ان کے ضعیف چچا رہتے ہیں جن کی اپنی اولاد نہیں اس لئے بیرن عمر ان کے جائز وارث ہیں لیکن جب سے وہ مسلمان ہو گئے ہیں ان کے چچا انہیں جائداد سے محروم کرنیکی کوشش میں رہتے ہیں۔ مگر بیرن صاحب کو اس کا ذرا بھی افسوس نہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ اس کے مقابلے میں اس دنیاوی دولت کی کیا حقیقت ہے۔ مگر سنا گیا ہے کہ وہاں کے قانون کی رو سے بیرن صاحب کو جائیداد سے محروم کرنا آسان نہیں۔

جناب بیرن کا مسکن

اس قلعہ سے کچھ آگے جا کر ایک اور چھوٹا سا قلعہ آتا ہے جس میں بیرن عمر اور ان کی لیڈی صاحبہ قیام پذیر ہیں تین چار گھنٹے کے سفر کے بعد ہم ایک بجے کے قریب ان کے ہاں پہنچے وہ بمعہ چند مہمانوں کے ہمارے انتظار میں تھے بڑے تپاک سے ملے۔ بیرن صاحب کی بیوی سے ملکر نہائت خوشی ہوئی بڑی سادہ مزاج ملنسار خاتون ہیں۔ اس قلعہ کے گرد ایک پرانی خندق اب تک موجود ہے وہاں کی پرانی عمارات ہمارے ہاں کی پرانی عمارات سے بہت مشابہ ہیں۔

جناب بیرن کا قبول اسلام

بیرن عمر صاحب نے اپنے مسلمان ہونے کے نہایت دلچسپ حالات بیان کئے انہوں نے بتایا کہ سب سے پہلے جس چیز نے ان کو مقدس مذہب اسلام کی طرف کھینچا وہ برلن کی مسلم سوسائٹی کا سہ ماہی رسالہ تھا جو جرمن زبان میں شائع ہوتا ہے اور جس میں پروفیسر ماؤس اور دیگر علمی مضمون لکھتے ہیں ان مضامین کے پڑھنے سے ان کو شوق ہوا کہ وہ برلن کی مسجد کو دیکھیں اور وہاں کے مسلمانوں سے ملیں وہاں جانے پر ان کو بہت معلومات حاصل ہوئیں اور مطالعہ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۴ر رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳

ایک عجیب و غریب معمّہ

جلسہ قادیاں کے مہمانوں کی تعداد

جلسہ قادیان کے مہمانوں کی تعداد بھی ایک عجیب عزیب معمہ ہے جو کبھی بھی آنیکا نام ہی نہیں لیتا ۱۹۳۲ء کے جلسہ کے مہمانوں کی تعداد "الفضل" نے ۲۰۷۵۲ بیان کی تھی اور جلسہ گاہ کا رقبہ ۱۲۰×۱۲۰ فٹ بتلایا تھا اور اس کیساتھ ہی یہ تحریر کیا تھا کہ

"جلسہ گاہ کی گنجائش کو دیکھتے ہوئے مہمانوں کی تعداد کا اندازہ بیس ہزار سے زیادہ کا ہے" (الفضل یکم جنوری ۱۹۳۳ء)

ہمارے معاصر کو یاد ہوگا کہ اس کے محولہ بالا اعداد و شمار کے متعلق ہم نے انہی ایام میں مندرجہ ذیل گذارش کی تھی

"اگر ریاضی کے ان قواعد کے ذریعہ جو دنیا میں رائج ہیں اور جن سے ہر ایک سلیم العقل انسان کام لیتا ہے حساب کیا جائے تو مذکورہ جلسہ گاہ (یعنی ۱۲۰×۱۲۰) میں سات ہزار سے زائد آدمی نہیں بیٹھ سکتے اس لئے جلسہ گاہ کی وسعت کے ذریعہ قائم شدہ حسن ظن بالکل غلط اور بے حقیقت ہے" (پیغام صلح ۷ر جنوری ۱۹۳۳ء)

لیکن "الفضل" نے ۱۹۳۳ء کے جلسہ کے جو اعداد و شمار شائع کئے ہیں ان سے اس معمہ کی پیچیدگیاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں اب کے ہمارے معاصر کے بیان کے مطابق جلسہ گاہ کا رقبہ ۱۳۰×۱۲۰ فٹ تھا اور مہمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ ۱۹۱۴۳ تھی گویا اس کے بیانات کے مطابق ۱۲۰×۱۲۰ فٹ میں تو بیس ہزار سے بھی زیادہ آدمی سما سکتے ہیں اور ۱۳۰×۱۲۰ کی رقبہ کی جلسہ گاہ میں صرف ۱۹۱۴۳ آدمیوں کے لئے جگہ نکل سکتی ہے وہ بھی اس مشکل سے

"باوجودیکہ جلسہ گاہ میں وسعت پیدا کی گئی تھی پھر بھی ہجوم کا یہ عالم تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریروں کے وقت تنگی محسوس کی گئی اور احباب کے سمٹ کر بیٹھنے کے باوجود بہت لوگ کھڑے رہنے پر مجبور ہوئے" (الفضل ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۳ء)

مدیر "الفضل" تو ہمیں حسب عادت گالیاں ہی دیں گے لیکن کوئی قادیانی ریاضی دان ہیں جو اس عجیب عزیب معمہ کو شریفانہ طریق پر حل کرسکیں ہمارے حساب کے مطابق تو جلسہ گاہ کے رقبہ میں مذکورہ اضافہ سے صرف چند سو سامعین کے لئے مزید جگہ نکل سکتی ہے ۱۹۳۲ء کی جلسہ گاہ میں زیادہ سے زیادہ سات ہزار سما سکتے تھے اب کے ساڑھے سات ہزار حد پونے آٹھ ہزار سمجھ لیجئے۔ بیس ہزار یا بیس ہزار کی تعداد کے بیان کو شاعرانہ مبالغہ یا حیرت انگیز دلیری کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ قادیان کے جلسہ کے منتظمین مہمانوں کی تعداد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کا اندازہ کھانے کی پرچیوں سے لگاتے ہیں وہاں کھانا اول تو نہایت بے احتیاطی سے تقسیم کیا جاتا ہے دوسرے قرب جوار کے غیر قادیانی دیہاتی اس دعوت عام سے فائدہ اٹھانے کے لئے کثیر التعداد میں قادیان پہنچ جاتے ہیں اور صرف کھانا کر واپس تشریف لے جاتے ہیں۔ مہمانوں کی اصل تعداد وہی چھ سات ہزار ہوتی ہے۔ اس بات کی تصدیق کسی حد تک الفضل مندرجہ ذیل بیان سے بھی ہوسکتی ہے۔

"جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کا اس وقت تک یہی طریق ہے کہ کھانے کی پرچیوں سے شمار کیا جاتا ہے اس کے مطابق ۲۷ر دسمبر کی شام کو مہمانوں کی تعداد ۱۸۰۱۱ تھی اور ۲۸ر دسمبر کی شام کو ۱۹۱۴۳ تھی یہ تعداد گذشتہ سال کی نسبت کسی قدر کم ہے لیکن اس کی وجہ مہمانوں کی کمی نہیں بلکہ یہ ہے کہ اب کے پرچیوں کے چیک کا انتظام خاص طور پر کیا گیا اور کوشش کی گئی کہ ضرورت سے زائد کھانا نہ دیا جائے ورنہ خدا تعالے کے فضل سے مہمانوں کی تعداد گذشتہ سال کی نسبت زیادہ تھی" (الفضل [illegible])

ان سطور میں الفضل نے تسلیم کیا ہے کہ:۔

(ا) گذشتہ سال کی نسبت اب کے مہمانوں کی تعداد زیادہ تھی

(ب) مہمانوں کی تعداد میں اضافہ کے باوجود کھانے کی پرچیوں کا شمار کم تھا۔

(ج) یہ پرچیوں کو چیک کرنیکا نتیجہ ہے۔

(د) گذشتہ سال مہمانوں کی جو تعداد پرچیوں کے شمار سے بتلائی گئی تھی وہ بالکل غلط تھی۔

اس اعتراف کے بعد ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ممکن ہو کہ پرچیوں کا چیک گذشتہ سال کی نسبت بہتر ہو لیکن ابھی تک اس طرف مزید توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ اس سال بھی بہت سا کھانا ضائع گیا ہے ورنہ مہمانوں کے لئے جن کی تعداد چھ سات ہزار سے زیادہ نہیں ہوتی موجودہ مقدار سے تہائی کھانا کافی ہوسکتا تھا۔ قادیانی انجمن کی ناگفتہ بہ مالی حالت جلسہ سالانہ پر خود جناب میاں صاحب بیان فرما چکے ہیں انکی موجودگی میں اس قدر اسراف ہرگز نہیں ہونا چاہیئے امید ہے جناب میاں صاحب اور منتظمین جلسہ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

قادیانی انجمن کی مالی حالت

جناب میاں صاحب نے اپنے جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"۳۰ر اپریل کے بعد میں ایسی لسٹ تیار کراؤنگا جس سے یہ معلوم ہو کہ کس جماعت نے اپنا سالانہ بجٹ پورا کیا اور کس کس نے نہیں کیا۔ اس کے بعد جو مناسب کارروائی ہوگی کی جائیگی۔ آج کی رپورٹ یہ ہے کہ اسوقت تک ۸۰ ہزار کے بل قابل ادائیگی ہیں بعض بل ابھی آئے نہیں اور کارکنوں کی چار ماہ کی تنخواہیں باقی ہیں۔ بے شک آپ لوگوں کو بھی مالی مشکلات ہیں لیکن جو ملازم ہیں ان کو تو ماہواری تنخواہ مل جاتی ہے۔ مگر یہاں کام کرنیوالوں کو چار چار ماہ تک تنخواہیں نہیں ملتیں۔ اس وجہ سے مخلصین کے ایمان پر تو کوئی فرق نہیں پڑتا مگر جو کمزور ایمان والے ہیں ان کے ایمان میں فرق آجاتا ہے اور وہ اس قسم کی تمسخر کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے ۔۔۔۔ اب ہم نے مالی مشکلات سے تنگ آکر فیصلہ کر دیا ہے کہ مبلغین دورے نہ کریں اور خط و کتابت میں بھی کمی کر دی جائے اور قرض لیکر کارکنوں کو دو ماہ کی تنخواہیں دی گئی ہیں۔ یہ حالت کب تک برداشت کی جاسکتی ہے اور کب تک اس طرح کام چل سکتا ہے" (الفضل ۹ر جنوری ۱۹۳۴ء)

موجودہ کساد بازاری کے اثرات بھی کس قدر وسیع ہیں اللہ رحم کرے

اس مصیبت کا علاج

ان ناقابل برداشت اور ناگفتہ بہ مالی مشکلات کا علاج بھی جناب میاں صاحب کی اسی تقریر میں موجود ہے ارشاد ہوتا ہے:۔

"بیشک آج کل مالی پریشانی بہت بڑی پریشانی ہے مگر یاد رکھو خدا تعالے کے فضل سے سب تکالیف دور ہوسکتی ہیں کیا جس خدا نے ۱۹۱۴ء سے لیکر ۱۹۲۴ء تک غلہ کا بھاؤ ۔۔۔ گراں رکھا وہ اب اسی طرح نہیں کرسکتا وہ ۔۔۔ سکتا ہے مگر اس کے لئے اتنی قربانی کرنی چاہیے ۔۔۔ خدا تعالے اپنے خاص فضل کے مستحق قرار دے دے اسمیں شبہ نہیں کہ بظاہر حالات یہ محال معلوم ہوتا ہے کہ ۳۳ کروڑ انسانوں کی خرابی کو چند لاکھ انسانوں کی خاطر دور کر دیا جائے مگر یاد رکھو کہ مخلص جب قربانی کی آخری حد تک پہنچ جائے تو خدا تعالے ایک کے لئے بھی ۳۳ کروڑ کو بخش سکتا ہے" (ایضاً)

جناب میاں صاحب کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان کی موجودہ کساد بازاری ایک شخص کے ذریعہ بھی دور ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ اخلاص کیساتھ قربانی کی آخری حد تک پہنچ جائے۔ خدا جانے میاں صاحب خود قربانی کی آخری حد تک پہنچے ہیں یا نہیں۔ ان کی بیان کردہ مالی مشکلات سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں پہنچے اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا جناب میاں صاحب خود ہی تکلیف گوارا فرمائیں اور قربانی کی آخری حد تک پہنچ کر اپنی انجمن کی مالی مشکلات کو دور کر دیں۔ ہمارے ملک ہندوستان کو جانے دیجیے آٹھ کروڑ مسلمانوں کو بھی بھاڑ میں ڈالئے آخر وہ بھی قادیانی عقیدہ کے مطابق کافر ہیں۔ اگر جناب میاں صاحب قربانی کی آخری حد تک پہنچ کر صرف اپنی انجمن ہی کی مالی مشکلات کو دور کر

دیں تو یہ بھی ان کا بڑا کارنامہ ہوگا۔ امید ہے موصوف ضرور توجہ فرمائیں گے۔

ٹرکی میں رمضان

ٹرکی کی ایک تازہ خبر ملاحظہ ہو:۔

"استنبول۔ ۲۹ر دسمبر۔ ماہ رمضان المبارک کی وجہ سے ملک کے طول و عرض میں ایک چہل پہل شروع ہوگئی ہے اور مسلمان جوق در جوق مساجد میں نماز کے لئے جاتے ہیں اور خاص طور پر بڑی بڑی مسجدوں میں نمازیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے کیونکہ اس سال ان مساجد میں وعظ و ارشاد کا انتظام بہت زیادہ ہے علماء اور مقررین وعظ و ارشاد کے سلسلہ میں اپنی خدمات بلا معاوضہ ادا کر رہے ہیں۔ اور ترکی جرائد ان خطبوں کو پہلے سے شائع کر رہے ہیں انجمن ہلال احمر اور دوسری اسلامی انجمنیں شہر کے تمام حصوں کے فقراء کو افطاری مفت تقسیم کر رہی ہیں"

یہ انہی ترکوں کا حال ہے جن کے الحاد اور اسلام دشمنی کے افسانے آئے دن مغربی اور آریہ اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ خدا جانے "پرکاش" اور "آریہ گزٹ" کے فسانہ طراز ایڈیٹروں کی نظر سے یہ خبر گذری ہے یا نہیں کیا انہیں اب بھی ترکوں کے الحاد کا پروپیگنڈا کرتے شرم محسوس ہوگی؟

تنگ دلی کی انتہاء

امام جامع مسجد سید آزاد محمد صاحب نے ایک مجلس میں ہم سے مل کر دعا اور ایک دوسری مجلس میں ہم سے مل کر تلاوت قرآن پاک فرمائی مسلم لیگ کے ایوان میں زلزلہ سا آگیا کہ سید صاحب نے احمدیوں کی مجلس میں کیوں دعا کی اور کیوں قرآن پڑھا؟ ریزولیوشن پاس ہوا اور سید صاحب کو امامت سے الگ کر دیا گیا۔ انا للہ

سید حبیب کیلئے درس عبرت

کہاں ہیں سید حبیب آف سیاست اور ان کے ہمنوا کیا انہیں اب بھی سجدہ [illegible] ان کی مسجدوں میں کیوں نماز نہیں پڑھتے۔ کیا وہ اپنی [illegible] ذہنیت کا مطالعہ نہیں کریں گے کہ احمدی تو ہے الگ احمدیوں [illegible] ن دعا کرنے اور قرآن پڑھنے والا بھی خواہ وہ مسجد کا امام ہی کیوں نہ ہو مسجد سے نکال باہر کیا جاتا ہے۔ سید حبیب کے لئے سید آزاد محمد کے واقعہ میں بہت کچھ سبق ہے بشرطیکہ وہ تعصب سے خالی ہو کر اپنے اس سید بھائی کے معاملہ پر غور کریں

سید آزاد محمد صاحب کو امامت سے علیحدگی پر قطعاً کوئی افسوس نہیں اور سید صاحب کا ایمان اتنا مضبوط ہے۔ کہ ایک دفعہ ہماری مجلس میں تشریف لائے ابھی دور ہی تھے جناب ساہو خان صاحب تمیں نے فرمایا کہ آئیے سید صاحب احمدیوں کی مجلس ہے آکر بیٹھ گئے۔ سید صاحب نے جواب دیا کہ میں احمدیوں کی جوتیوں میں بھی بیٹھنے کے قابل نہیں خدا وہ دن کرے کہ مجھے بھی ان کی صف میں جگہ مل جائے

ضرورت باورچی ایک تجربہ کار اور ایماندار باورچی کی ضرورت ہے جو ہر قسم کا دیسی کھانا پکا سکے کلکتہ میں کام کرنا ہوگا تنخواہ بیس روپے تک۔

ڈاکٹر بشارت احمد۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

سرزمین فجی میں اعلائے کلمۃ الحق

مذہبی دکان داروں کی سراسیمگی

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری)

فجی کے مذہبی دکاندار

جزائر فجی میں مذہبی دکانداروں کا ایک گروہ ہے جو اردو کی معمولی نوشت و خواند سے واقف اور جاہل مسلمانوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہا ہے۔ اس گروہ کو منشیوں کا گروہ کہا جاتا ہے کسی کو کوئی بیماری ہو یا جن بھوت کے سایہ کا وہم ہو تو منشی لوگ حاضر ہو جاتے ہیں۔ تعویذ لکھتے جنتر کرتے منتر پڑھتے اور ڈبل فیس وصول کرتے ہیں کسی سے دس پندرہ روپے اس بہانہ ٹھگ لیتے ہیں کہ تمہارے لئے انڈیا سے ایک نہایت عمدہ دوا منگوا دیں گے لیکن وہ بیمار برسوں تقاضا کرتا ہی رہ جاتا ہے مگر دوا انڈیا سے نہیں آتی اور نہ رقم واپس ملتی ہے کسی کے گھر میلاد خوانی کرنی ہو تو دو پونڈ نقد اور ایک بوتل شراب ان کا حق ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ شراب پی کر میلاد خوانی میں جو لطف آتا ہے وہ اور طرح نہیں آسکتا فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم نے سرزمین فجی پر قدم رکھتے ہی ایسے مذہبی لیڈروں اور ڈاکوؤں کا پول کھولنا شروع کیا اور خدا اور رسول کا صحیح راستہ پیش کر کے مسلمانوں کو ان دوکانداروں سے بچ جانے کی ہدایت کی۔ پھر یہ قدرتی امر تھا کہ ہمارا وجود ان دوکانداروں کو اپنی دوکانداری کی بربادی کا پیغام نظر آئے چنانچہ اس حقیقت کا اظہار ایک دفعہ منشی رحیم بخش نے میاں نور علی صاحب راکی راکی سے کیا بھی کہ اب ہمارے ٹونے ٹوٹکے اور تعویذ نہیں چل سکتے۔

بہتان طرازیاں

ہمارا یہی جرم تھا کہ منشیوں نے ہماری احمدیت کو آڑ بنا کر جاہل طبقہ کو خوب بھڑکایا اور ایسی ایسی غلط فہمیاں پھیلائیں کہ توبہ ہی بھلی یہ کہتے پھرتے کہ احمدی مبلغ کہتا ہے کہ میرے گھر جو بیٹا پیدا ہوگا وہ خدا کا نبی اور رسول ہوگا۔ وہ اس کے چالیس سال کی عمر میں جا کر نبی بننے کا انتظار کیا کرنا ہے میں خود ہی کیوں نہ نبی اور رسول ہونے کا دعوے کروں۔ العیاذ باللہ

پھر منشی گروہ نے یہ بھی پروپیگنڈا کیا کہ احمدی مبلغ کہتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ دسمبر میں میرے ایک لیکچر میں ایک کانا مسلمان اس خیال سے آیا کہ چلو خدا سے اپنی کانی آنکھ ٹھیک کرا لے۔ بیچارہ بیٹھا لیکچر سنتا رہا جب لیکچر ختم ہوا۔ تو اس نے بیان کیا کہ میں تو اس انتظار میں تھا کہ جونہی کہا جائیگا کہ میں خدا ہوں۔ میں اٹھ کھڑا ہونگا کہ لیجئے خدا میری کانی آنکھ ٹھیک کر دے لیکن لیکچر سن کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خدا اور رسول کو صحیح معنوں میں ماننے والے یہی لوگ ہیں

نیا منصوبہ

غرض منشیوں کی غلط بیانیوں کا پول دن بدن کھلتا چلا جا رہا ہے اب وہ اس کوشش میں ہیں کہ ہندوستان سے کوئی بڑا مولوی بلا کر اپنا وقار قائم رکھیں۔ اور اخبار اہلحدیث نے [illegible] لکھا ہے [illegible] اپنے [illegible] کھانے [illegible] بچ [illegible] اگر [illegible] مسلم لیگ [illegible]

کو ساما بولا گرلز سکول جس کو چار پونڈ ماہوار گورنمنٹ کی طرف سے بھی گرانٹ ملتی ہے تین چار پونڈ ماہوار اور نہ دے سکنے کی وجہ سے اس سکول کو بھی بند کرنے پر تل گئی ہے۔ حالانکہ یہاں دو صرف یہی ایک سکول ہے جس کو مسلم لیگ نے چلایا ہے اور اس سے پیشتر ہماری پارٹی کے مسلمان سال ہا سال نہایت کامیابی سے اس سکول کو چلاتے رہے

منشیوں کا سب سے بڑا کارنامہ

ہاں مسلم لیگ یا منشیوں کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے جامع مسجد سے ہماری نماز جمعہ روک دی۔ ان کی اپنی یہ حالت ہے کہ کہنے کو تو مسلم لیگ مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت کا نام ہے۔ لیکن پریذیڈنٹ وائس پریذیڈنٹ سیکرٹری جائنٹ سیکرٹری۔ خزانچی۔ نائب خزانچی غرض جملہ اراکین دوسری پانچ نمازیں تو رہیں ایک طرف جمعہ کی نماز تک سے بھی بے نیاز ہیں اور اس رنگ میں "ایں ہمہ خانہ آفتاب است"

نماز جمعہ و درس قرآن

ادھر بفضل خدا ہم جناب ساہو خان صاحب کے ہاں باقاعدہ نماز جمعہ ادا کرتے ہیں اور ہر جمعہ کو جامع مسجد کی حاضری سے دوگنی تگنی حاضری ہمارے ہاں ہوتی ہے پھر ہر بدھ کو رات کے آٹھ بجے قرآن پاک کا درس بھی ہوتا ہے۔ بائبل وید اور قرآن پاک کی تعلیمات کو مقابلتاً پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن پاک پر جملہ اعتراضات کا جواب اول خود قرآن پاک سے دیا جاتا ہے پھر بائبل اور وید سے دیا جاتا ہے۔ اس درس کا طریق ایسا غیر دل آزار ہے کہ غیر مسلمین بھی شوق سے سنتے ہیں

غیر مسلموں کا اعتراف

ایک ہندو نوجوان نے کہا کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ قرآن اس کمال کی کتاب ہے۔ ہمبی کے ایک معزز غیر مسلم صاحب جنہیں قرآن پاک پر بڑے بڑے اعتراضات تھے۔ درس سن کر ایسے محظوظ ہوئے کہ مجھے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ ایک دن ان کے ہاں ان کی اہلیہ صاحبہ کی موجودگی میں تین گھنٹہ تک تبادلہ خیالات ہوا۔ وہ میں نے کہا قرآن پاک پر جتنے اعتراضات ہیں پیش کیجئے۔ انہیں اپنے اعتراضات کا جواب سن کر بہت خوشی ہوئی اور فرمانے لگے کہ آپ پہلے انسان ہیں جو میرا اطمینان کر رہے ہیں۔ ورنہ میں نے انہی اعتراضات سے اچھے لکھے پڑھے مسلمانوں کو چکر میں ڈال رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا "ہر کسے را بہر کارے ساختند" آج اس زمانہ میں دوسرے مولویوں سے حفاظت و اشاعت اسلام کی توفیق چھین لی گئی ہے۔ اب یہ کام حضرت مرزا غلام احمد اور ان کے سپاہیوں کے ہی ہاتھوں ہو سکتا ہے ہم تو آپ جیسے آدمیوں کو آسمانوں پر ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ چہ جائیکہ آپ زمین پر ہی مل جائیں۔ ہم تو خوش ہوتے ہیں کہ کوئی ہم پر اعتراض کرے اور اسلام کی صداقت سنے۔

آخر رخصت کے وقت یہ صاحب فرمانے لگے کہ میری خوشی ہوگی کہ آپ اسی طرح کبھی کبھی ہمارے ہاں آیا کریں گے۔ میں نے وعدہ کر لیا غرض منشی اپنی اپنی دوکانیں بچانے کی خاطر ہزار مخالفت کریں لیکن انشاء اللہ حق آخر اپنے بیگانے سے خراج وصول کر کے ہی رہے گا۔

ماموروں اور مجددوں کی شناخت

حضرت مسیح موعود کے معاملہ میں مسلمان قوم کا افراط و تفریط کا رویہ

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

سلسلہ کیلئے ۲۰ر دسمبر ۱۹۳۳ء کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں

(۲)

مامور سے خدا کا مکالمہ لازم امر ہے

سب سے نرالی اور مزیدار بات شیخ غلام محمد کے ساتھ یہ ہے جو کبھی سنت اللہ سے ثابت نہیں کہ یہ شخص مامور بھی ہو گیا سب کچھ بن گیا۔ اصلاح کا کام بھی خدا نے سپرد کر دیا۔ دنیا کی بادشاہتوں کے دینے کی بشارتیں بھی مل گئیں لیکن الہام ایک بھی نہیں ہوا۔ یہ عجیب ولی اور مامور ہے کہ خدا اس سے کلام کرتا بھی ہے مگر الفاظ سے نہیں بلکہ صرف اشاروں سے۔ جس کو صرف مامور ہی سمجھتا ہے کیا کوئی ایک بزرگ۔ ولی۔ یا محدث یا مجدد گزرا ہے جس نے دعویٰ کیا ہو کہ خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ مگر وہ یہ نہ بتا سکے کہ وہ الفاظ کونسے ہیں۔ جن میں کلام ہوا۔ اور وہ زبان کونسی ہے جس میں خدا بولا۔ اب اگر یہ جنون اور سودا نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ کہا جائے کہ خدا مجھ سے بولا۔ مگر الفاظ سے نہیں صرف مطلب میرے دل میں ڈالدیا گیا۔ اگر یہی حقیقت الہام و وحی ہے یعنی القا۔ تو اس لحاظ سے ہر شاعر و سائنسدان ملہم و محدث ہے اور خود حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ شاعروں اور فلسفیوں کو جو القاء ہوتا ہے اس کو اس وحی سے کیا نسبت جو خدا اپنے مرسلوں اور ماموروں کو عطا کرتا ہے۔ شیخ صاحب یہ یاد رکھیں کہ وہ دوسروں کے الہامات کو اپنے اوپر چسپاں کرنے سے کبھی مامور نہیں بن سکتے جب تک وہ دنیا کو یہ نہ بتلائیں کہ کن الفاظ میں خدا نے ان کو ماموریت کی بشارت دی۔ وہ الفاظ عربی میں ہیں یا فارسی میں۔ انگریزی کے ہیں یا اردو زبان کے۔ تب تک کیسے کوئی مامور ہو۔ اسی طرح وہ الفاظ دنیا کو درکار ہیں جن کے ذریعے انہیں اسلام کی فتح کی بشارتیں ملتی ہیں۔ وہ عبارت دیکھنی ہے جس میں خدا نے کلام کیا اور کسی امر کے متعلق اپنا منشاء و مقصد بتایا۔ خود آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین سے بھی ظاہر ہے کہ افترا تب ہی ثابت ہوگا جب کوئی جھوٹا قول یا بات خدا کی طرف منسوب کرے۔ ورنہ یوں تو ہر شخص جو کام روزمرہ کرتا ہے اس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہی ہے۔ اور ایک لحاظ سے یہ صحیح بھی ہے۔ کیونکہ آخر ہر بات خدا کے اذن سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ وما تسقط من ورقۃ ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین۔ آؤ اب ذرا یہ دیکھیں کہ دعویٰ ماموریت کے بعد کیا پاک تبدیلی شیخ صاحب کے وجود میں حلول کر آئی ہے اور وہ اخلاق کے کونسے آسمان پر پہنچ چکے ہیں۔ شیخ صاحب کا تمام زور تحریر و تقریر اس بات پر ہے کہ حضرت مسیح موعود کے فلاں خادم میں یہ نقص ہے۔ اور فلاں میں یہ کمزوری۔ جہاں تک میں نے انکی تحریروں کو دیکھا ہے سوائے پریشان خیالات کے جو نہ کسی موضوع پر ہوتے ہیں نہ کسی تسلسل سے چلتے ہیں۔ ‌کہیں چند آیات تحریر کر دیں اور بیان القرآن سے ان کے معنے نقل کر دیئے کہیں حضرت مسیح موعود کا کوئی الہام یا کشف نقل کر کے اسے اپنے اوپر چسپاں کر دیا۔ کہیں طعن و تشنیع اور گالی گلوچ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ممبروں کو دیکر غصہ و غم کا اظہار کر دیا۔ بھلا کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے یہ کونسا اہم کام ہے جسکے لئے ایک مامور کی ضرورت تھی۔ اگر کوئی دین کا علم منکشف ہوا ہے تو اسے پیش کرو۔ اگر کوئی معارف و حقائق قرآن کے کھلے ہیں تو ان کا بیان کیجئے۔ آج تک کوئی ایسا شخص اللہ تعالیٰ نے مامور نہیں کیا جس کے سپرد خادمان اسلام کے نقائص و معائب نکالنے کا کام لگایا گیا ہو۔ آخر یہ تو مسلّم ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام حضرت مسیح موعود کا ہی کام کر رہی ہے اور خدمت اسلام میں منہمک ہے اگر کسی کی نظر میں اس انجمن کے کسی ممبر کی کوئی کمزوری ہے تو خیر۔ ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص احسن طور سے ازراہ ہمدردی انجمن کے کارکنوں کو ان کی بہتری میں مشورہ دے اگر ان کی کوئی غلطیاں ہیں تو ان سے انہیں آگاہ کرے۔ بفرض محال اگر کوئی ایسا امر ہے جو کسی کے زعم میں کسی بڑے اصول کے خلاف ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہ وہ اس کام سے الگ ہو جائے اور خود کوئی اس سے بہتر کام کر دکھلائے مگر یہ تو کسی شریف انسان کو واجب و روا نہیں کہ رات دن ایک جماعت کے افراد کے اصولوں و اعتقادوں پر نہیں بلکہ ان کی ذاتیات پر اسی کمینگی سے اتر آئے۔ مگر یہاں شرافت تو کیا معیار ماموریت اور فخر اصلاح ہی اس راز میں مضمر سمجھی گئی کہ جی کھول کر گالیاں سنائی جائیں۔ کسی نے حضرت مسیح موعود سے اپنے کسی بھائی کا نقص بیان کیا تو حضرت صاحب نے اسے فرمایا کہ کیا تم نے چالیس رات اپنے بھائی کے لئے دعا کی ہے اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو تمہیں شکایت کا حق نہیں پہنچتا۔ غرضیکہ ماموروں کا یہ طریق کبھی ہوا ہی نہیں نہ وہ اس لئے آتے ہیں کہ عیب چینی کرتے پھریں۔ ہاں جو لوگ بدی میں مخمور ہوتے ہیں انکو تنبیہ ضرور کرتے ہیں مگر وہ ایک عام رنگ ہوتا ہے نہ خاص طور سے کسی کی ذات سے غرض۔ البتہ جو شخص کسی مامور کو مٹانے اور اسے تباہ کرنے کے درپے ہوتے ہیں ان کی پردہ دری ضروری ہوتی ہے۔ اب بتلایا جائے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے امیر یا اس کے ممبروں نے شیخ غلام محمد کو کبھی تباہ و برباد کرنے کا کوئی ذریعہ سوچا؟

مامور من اللہ ہمیشہ مظلوم ہوتا ہے ظالم نہیں ہوتا!

دیکھو یہ کیسی پکی اور محکم بات ہے کہ مامور اور مرسل ہمیشہ مظلوم ہوا کرتا ہے ظالم نہیں ہوتا۔ مگر یہاں تو نقشہ الٹ ہے۔ کہ جو مامور ہے وہی دوسروں کی تباہی و بربادی کے درپے رات دن ہے۔ اگر شیخ صاحب انجمن کے ملازم نہ ہوتے اور اگر وہ انجمن کے تباہ کرنے کے درپے نہ ہوں تو مجھے معلوم نہیں کہ اس جماعت کے امیر یا کسی اور شخص کو ان سے کچھ تعرض ہو سکتا تھا۔ بھلا کتنے دعویدار قدرت ثانی یا مصلح موعود ہونے کے اٹھے ہیں مگر کیا کبھی کوئی کارروائی ان کے خلاف اس جماعت کی طرف سے ہوئی؟ کوئی مامور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے سو دفعہ کرے۔ اس جماعت کو اس سے کیا خوف و ہراس ہے۔ اگر کسی کی سمجھ میں یہ امر آ گیا کہ وہ واقعی مامور ہے تو اسے ماننے میں کسی کو کچھ رکاوٹ نہیں لیکن یہ تو کسی طرح جائز نہیں کہ دعوے تو ماموریت کے ہوں اور بلا چھیڑے یونہی خادمان اسلام پر آوازے کسے جائیں۔ آزادی اور رحم و عفو کے جو منظر اس جماعت کے اندر نظر آتے ہیں وہ کم از کم مجھے تو کسی جگہ دکھلائی نہیں دیتے۔ آزادی کا یہ حال ہے کہ ایک بچہ بھی اصلاح و بہبود کا کوئی امر پیش کر سکتا ہے۔ اور رحم و عفو تو اس حد پر ہے کہ شاید اس صفت چشم پوشی نے بہت سے شریروں کو جرأت و ہمت دلا دی ہے چنانچہ خود شیخ صاحب کی ذات بھی اس عفو و رحم سے خالی نہیں رہی۔ جب پہلی دفعہ شیخ صاحب پر "جنون" کا حملہ ہوا۔ پھر افاقہ ہو گیا تو ان کے ناپاک افعال سے درگزر کر کے انہیں پھر ملازم رکھ لیا گیا۔ حالانکہ انہوں نے تمام اپنی طاقت اور ہمت جماعت کی تباہی اور اس کے امیر کو گالیاں دینے میں صرف کر دی تھی۔

ماموروں کا عزم و استقلال

اگر یہ کہا جائے کہ شیخ صاحب کے سپرد یہ کام ہوا ہے کہ جماعت میں قربانی و ایثار کا مادہ زیادہ پیدا کریں تو بھی لازم ہے کہ دعوے سے قبل ہی اس شخص کی طبیعت میں ایسا مادہ نمایاں دکھلائی دے لیکن کبھی نہیں سنا۔ نہ یہ امر واقعہ ہے کہ ایک زمانہ میں ۱۹۱۴ء سے قبل شیخ صاحب پیش پیش رہے ہوں۔ بلکہ جہاں تک پتا چلتا ہے یہی دکھلائی دیتا ہے کہ افلاس و قرضہ کی وجہ سے تنگ آ کر آپ کا دماغی توازن قائم نہ رہا۔ اور اب بھی کبھی جسمانی بیماریوں کو روحانیت سے شفا بخشنے کے ڈھونگ رچا کر پیسہ کمانے کی آرزو ہے۔ کبھی مامورین کر دوسرے کے چندوں سے اپنا گزارہ خود مقرر کر کے پیٹ پالنے کی تمنا ہے۔ بھلا جو شخص اصلاح کے لئے کھڑا ہوگا ایثار زیادہ پیدا کرے۔ اس کا خمیر اور اس کی فطرت سے اس قسم کی باتیں ظہور میں آئیں گی؟

دعوے سے قبل نہ عام اخلاق و روحانیت کے میدان میں شیخ صاحب کو کوئی کافی ذوق و شوق تھا۔ اور نہ ہی کسی خاص شعبۂ خلق میں ان کا کمال دیکھا گیا۔ پھر یہ کیسے مان لیا جائے کہ ان کی فطرت کسی خلق میں خاص طور پر جاذب واقع ہوئی ہے۔ اور دعوے سے بعد تو خلق کے اظہار ایسے نرالے انداز میں ہوتے رہے ہیں کہ پہلے کسی مامور و مجدد یا ولی سے اس قسم کے اخلاق ظاہر نہیں ہوئے۔

عزم و استقلال کو ہی لیجئے۔ دعوے کرتے ہیں چند ماہ بعد اسے خود اختلال دماغ کا نتیجہ قرار دیکر معافی مانگتے ہیں۔ کسی مامور سے آج تک اس قسم کا خلق ظاہر نہیں ہوا۔ دوران ماموریت میں کن اوصاف کی چمک دکھلاتے ہیں اپنے گھر میں بیوی اور بچوں سے انتہائی بدسلوکی اور گالی گلوچ سے پیش آتے ہیں۔ چہرہ اور تمام حرکات سے اشتعال کا ٹپکنا۔ تحریروں اور تقریروں میں گالیوں پر زور۔ انجمن کے دفاتر کو تالے لگا دینا۔ آج تک کوئی مامور و مرسل ایسا نہیں گذرا جس نے زبردستی دوسرے لوگوں کی جائیداد پر قبضہ کرنے کی ٹھانی ہو۔ آخر حضرت مسیح موعود بھی تو یہ سمجھتے تھے کہ علماء دین و پیر حضرت نبی کریم کی امت اور ان کے اموال پر غاصبانہ قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ مگر کیا کبھی انہوں نے کسی انجمن پر قبضہ کرنے یا کسی کے حقوق پر تصرف کرنے کی یہ راہ اختیار کی جو یہاں کی گئی؟ پھر لطف یہ ہے کہ یہاں تیزی اور غصہ انتہا کو شروع میں ہی پہنچ جاتا ہے۔ اور جب پولیس اور جیل خانہ کی کوٹھڑی نظر آتی ہے تو ایسے افعال سے باز آ جاتے ہیں کوئی پوچھے کہ ایسے غاصبانہ قبضے بالفرض جائز ہیں۔ تو پھر ان سے رک کیوں گئے۔ اور جس بات کو ٹھیک سمجھ کر شروع کیا اس سے پھر دنیاوی حکومت کے رعب میں آ کر ایکبوں آ گئے؟

ابھی یہ بات بھی دریافت طلب ہے۔ کہ اس شخص نے اپنے ماحول میں نیکی و تقویٰ شعاری کا کس قدر اثر ڈالا اس کا بھی اندازہ زمانہ کو ہو جائے گا۔ لیکن ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ اخلاق کا اندازہ تو اسی بات سے عیاں ہے۔ عزم و استقلال کا یہ حال۔ اور تنوعات کی یہ طرز !!

شیخ غلام محمد کی حالت میڈیکل نقطۂ نگاہ سے

مجھے یہ سطور لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر بعض اصحاب جو اس قسم کے دماغی اختلالوں سے واقفیت نہیں رکھتے وہ حیران ہو جاتے جب یہ کہا جاتا ہے کہ شیخ صاحب کی یہ کارروائی ان کے دماغ میں توازن قائم نہ رہنے کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ وہ دیکھتے ہیں۔ تمام باتیں جو شیخ صاحب کرتے ہیں وہ غیر معقول و غیر مربوط نہیں ہوتیں۔ یعنی عام خیال یہ رائج ہے کہ جس شخص کے دماغ میں خلل واقع ہو گیا ہو وہ لازماً ساری کی ساری باتیں غیر معقول اور اس کے سارے کے سارے خیالات بے ربط ہوا کرتے ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور جس شخص نے جنون پر کچھ علم بھی پڑھا ہے یا "دماغی ہسپتال" میں ایسے مریضوں کو دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ ایسے شخص بھی دماغی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں جن کے تمام افعال و اقوال ٹھیک اور صحیح ہوتے ہیں سوائے ایک یا دو خیالات کے جن میں ان کا توازن درست نہیں ہوتا۔ اس قسم کے دماغی خلل کو انگریزی طب میں

Paranoia یا *Delusional Insanity*

کہتے ہیں۔ چنانچہ اس بیماری کے ایک دو مریضوں کے متعلق چشمدید حالات یہ ہیں۔

۱۹۲۴ء میں ہماری کلاس کو پروفیسر لاج جو سپرنٹنڈنٹ ہسپتال امراض دماغ اپنے ہسپتال میں (جس کو عام طور پر پاگل خانہ کہا جاتا ہے) لے گئے۔ وہاں احاطہ میں داخل ہوتے ہی ایک شخص ملا جس کو باقیوں سے الگ طور پر رکھا گیا تھا۔ اسے کچھ کام غالباً دفتر کے متعلق بھی دیا جاتا تھا۔ اس سے کلاس کے چند طلبا گفتگو کرتے رہے۔ اور مختلف موضوعوں پر اس نے بالکل معقول بات چیت کی۔ کئی طلبہ حیران ہو رہے تھے کہ یہ شخص تو بالکل ہوش و حواس میں ہے۔ اسے پاگل خانہ میں کس لئے داخل کیا گیا اس پر پروفیسر نے کہا کہ اسے یہ وہم ( ) ہو گیا ہے کہ اس کو خطرناک قسم کی آتشک کی بیماری لاحق ہے۔ جو بیماری کی نسبت اس سے گفتگو کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کی کیا حالت ہے چنانچہ اس پر ہم نے جو اس سے بیماری کے متعلق بات کی تو اس نے اپنی بیماری کی نسبت ایسے ایسے بعید از قیاس واقعات و قصے بیان کئے جن پر ایک بچہ بھی ہنس دے۔ اسی طرح اور آگے جا کر ایک اور شخص کو دیکھا جو علم تاریخ کا ایک پروفیسر رہ چکا تھا۔ انگریزی میں گفتگو کرتا تھا۔ اور بظاہر کوئی بات بے ربط نہ تھی۔ ہم حیران تھے کہ اس کو یہاں کیوں رکھا گیا۔ اتنے میں جب ہم اس سے واپس ہونے لگے تو اس نے آہستہ سے پوچھا کہ کیا تم وہ یہاں سے اب زندہ ہو؟ اس بات پر تمام کلاس حیران رہ گئی۔

اسی طرح یہ ایک مشاہدات امر ہے کیا ہر شخص طب کی کتابوں میں پڑھ سکتا ہے کہ جنون کی اقسام میں سے ایک یہ قسم ہے کہ سوائے ایک امر کے جس میں مریض کو دھوکا (*Delusion*) ہو جاتا ہے۔ باقی امور میں اس کا دماغ بالکل راست و صحیح ہوتا ہے۔ اس جگہ یعنی شیخ صاحب کے معاملہ میں تو بات ایسی واضح و روشن ہے اور مرض کی ابتدا ایسی شدت و تیزی سے ہوئی کہ اس کے آثار ان کی تمام حرکات و افعال سے ظاہر تھے۔ جب کبھی کسی شخص کی نسبت فیصلہ کیا جائے گا کہ اس کا کوئی دعوے صادق ہے یا دماغی مرض کا نتیجہ۔ تو صرف ایک ہی پہلو اور ایک ہی امر پر انحصار نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی مجموعی حالت کو پیش نظر رکھ کر اس پر حکم صادر کیا جائیگا۔ مثلاً اگر ایک شخص کی صداقت پر بیرونی و اندرونی شہادتیں موجود ہیں۔ اس کی تعلیم اس کے اخلاق اس کے اثر میں ایک خارق عادت فرق ہے۔ وہ اپنے ماحول میں نیکی و تقویٰ شعاری کا اثر ڈال رہا ہے۔ کثیر حصہ ان باتوں کا جو وہ علم غیب بتلاتا ہے صحیح نکلتا ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ شخص اپنے دعوے میں صادق ہے۔ خواہ اس کی ایک دو باتیں ایک وقت سمجھ سے باہر ہی ہوں۔ لیکن اگر اس کے بالمقابل ایک دوسرا شخص ہے جس کی سچائی پر کوئی شہادت موجود نہیں۔ نہ وہ کوئی فوق العادت علم یا خلق کا مالک ہے نہ اس کے اثر سے کوئی نیکی قائم ہو رہی ہے۔ نہ کوئی علم غیب کی باتیں اس کی بتلائی ہوئی پوری ہوتی ہیں مگر وہ یہ کہتا ہے کہ وہ مامور و مصلح ہے۔ صرف اس بنا پر کہ فلاں جماعت میں یہ نقص ہے۔ اور فلاں میں یہ کمزوری تو وہ دو حال سے خالی نہیں یا وہ مرض دماغی کا شکار ہے اور خود غلطی خوردہ ہے یا مکار و خود غرض ہے۔ کہ دوسروں کو دھوکا دے کر فائدہ اٹھانا چاہتا ہے موجودہ صورت میں شیخ صاحب کی بیماری یقیناً دماغی توازن قائم نہ رہنے کی وجہ سے ہے جس کا پہلا حملہ بڑی شدت سے تھا۔ اس کے بعد انہیں افاقہ ہو گیا لیکن جیسا اکثر عادت ہے مرض نے دوبارہ حملہ کیا خصوصاً جبکہ انہیں سابقہ حالات میں ہی رکھا گیا۔ دوسری دفعہ مرض نے وہ شدت اختیار نہیں کی البتہ وہ ماموریت کا دھوکا (*Delusion*) اور بڑا پنے کے خیالات (*grandiose ideas*) بدستور قائم ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی حالت پر رحم کرے۔ اور دوسروں کو ان کے ساتھ ابتلا میں آنے سے بچائے۔ (اللہ بخش)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کا نواسہ جناب چوہدری ظہور احمد صاحب کا صاحبزادہ عزیز سعید احمد کئی روز سے سخت علیل ہے تکلیف بہت زیادہ ہے احباب اس کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔

—— سید عبد الحمید صاحب جج کپورتھلہ ہائی کورٹ بدستور علیل ہیں ان کیلئے دعا کی جائے۔

—— چوہدری فضل حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس ایک سخت ابتلا میں مبتلا ہیں جملہ احباب سے التجا ہے کہ وہ اپنے بھائی کی اس مصیبت میں دعاؤں کے ذریعہ مدد کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انکو باعزت بری کرے

—— چوہدری اکبر علی صاحب منیجر مسلم آڑھت شاپ حافظ آباد منڈی نے اپنی شادی پر مبلغ تین روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ جزاکم اللہ۔ مبارک باد۔

—— منشی صاحب داد صاحب چک ۳۹ جنوبی ضلع سرگودھا نے بذریعہ خط بیعت کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے اور خدمت دین کی توفیق دے۔

—— ٹریکٹ ۸ "کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے دعوئے نبوت کیا؟" اور ٹریکٹ ۹ "جماعت قادیان کی تبدیلی عقیدہ" غیر از جماعت مسلمانوں اور قادیانیوں میں تقسیم کیلئے موجود ہے جس جس جماعت یا دوست کو ضرورت ہو سکرٹری صاحب سے منگوالیں۔

خبریں

—— کابل ۹ر جنوری۔ وہ چودہ اشخاص جن کو سپیشل جرگہ کی طرف سے تاجدار مرحوم کے خلاف سازش قتل کے الزام میں سزائے موت کا حکم دیا گیا تھا۔ آج انہیں وزیر حرب کے روبرو پھانسی کی سزا دی گئی

—— پشاور۔ ۹ر جنوری۔ کابل کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ روس اور افغانستان کے دوستانہ تعلقات بدستور ہیں

—— اجمیر۔ ۹ جنوری۔ یہاں مسجد کے سامنے باجہ بجانے پر ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ حکام نے بروقت حالات پر قابو پا لیا گیا چھ آدمی مجروح ہوئے جن میں سے تین کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔

—— لاہور ۹ر جنوری۔ انجمن فنون لطیفہ پنجاب کی بارہویں نمائش ۱۸ر فروری سے ۵ر مارچ ۱۹۳۴ء تک یہاں منعقد ہوگی۔ نمائش اشیاء بھیجنے کی آخری تاریخ ۹ر فروری ہے

—— کپورتھلہ کے حالات بدستور نازک ہیں۔ ۸ر جنوری کو پولیٹکل ایجنٹ یہاں آئے مہاراجہ بہادر اور وزیر اعظم سے طویل ملاقات کی۔

—— پیرس ۸ر جنوری مشہور فرانسیسی جنرل ڈوبیل ۸۲ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ انہوں نے دوران جنگ عظیم میں جرمنی کے پہلے حملہ کو فرانس میں روکا تھا

—— پنجاب کونسل کا آئندہ اجلاس ۹ر فروری کو شروع ہوگا۔

—— مسلمانان پنجاب زبردست مطالبہ کر رہے ہیں کہ لاہور ہائیکورٹ کا آئندہ چیف جج کسی مسلمان کو مقرر کیا جائے۔

—— نئی دہلی۔ ۹ر جنوری۔ افغان قونصل جنرل نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ شاہ مرحوم کے قتل کے سلسلہ میں کسی عورت کو سزائے موت دی گئی ہے۔ نیز انہوں نے اعلان کیا ہے افغانستان کے ضابطہ تعزیرات دیوانی کے مطابق ملک میں ایک عرصہ سے سزائے موت کے مجرموں کو گلے میں پھندا ڈال کر سزا دی جاتی ہے فوجی ضابطہ تعزیرات کے مطابق سزائے موت کے مجرموں کو گولی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ مجرموں کو انہی طریقوں پر سزائیں دی گئی ہیں۔

—— مہاراجہ بڑودہ نے اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے لئے دو لاکھ روپیہ عنایت فرمایا ہے۔

—— مہاراجہ دیواس بدستور بھوک ہڑتال کئے ہوئے ہیں ان کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔

—— بمبئی۔ ۸ر جنوری آج اعلیٰحضرت حضور نظام کی بہو شہزادی در شہوار اور ان کے پوتے شاہزادہ مکرم جاہ یورپ سے یہاں پہنچے بندرگاہ پر شہزادی موصوفہ کی تشریف آوری پر نہایت موثر نظارہ دیکھنے میں آیا شہزادی صاحبہ اور ان کے خوردسالہ بچے شہزادہ مکرم جاہ اور میر برکت علی خاں نے جہاز سے اترنے کے بعد صدقہ کی چار منتخب بکریوں کو چھوا جو وہاں اس مطلب کے لئے تیار رکھی گئی تھیں۔

—— چٹاگانگ۔ کہا جاتا ہے کہ آج بعد دوپہر ایک کرکٹ میچ میں چار مسلح نوجوانوں نے چار یورپینوں پر بم پھینک دیا۔ مسٹر ایم ایف کلیری پولیس سپرنٹنڈنٹ کے ہاتھ پر خفیف سا زخم آیا۔ ایک حملہ آور تو عین موقعہ پر مار دیا گیا اور دو کو سخت زخم آئے اور چوتھے شخص کو موقعہ پر گرفتار کر لیا گیا ہے۔

—— نیو دہلی۔ ۸ر جنوری۔ آجکل یہاں کے حکام اس اسکیم کی تفصیلات طے کرنے کے متعلق ہدایات لی ہیں کہ جدید صوبجاتی دستور کے اجراء کے بعد چھ ماہ کے اندر سندھ اور اڑیسہ کے صوبجات کو جداگانہ صوبجات بنا دیا جائے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸

قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْہَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجدد دکھ مانتا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۸ رمضان ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء | نمبر ۴

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

یہ پرچہ بعض احباب کو عید کے دو روز قبل اور بعض کو ایک روز قبل ملے گا اس میں عید کے متعلق بعض ضروری مضامین اور تحریکات ہیں اسلئے تمام احباب اس پرچہ کو فوراً پڑھیں۔

عید کے روز تمام دوستوں کو دین کی نصرت جماعت کی ترقی حضرت امیر و تمام بزرگان و احباب سلسلہ کی تندرستی و درازی عمر اور بیمار و مصیبت زدہ افراد سلسلہ کی صحت و فلاح کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔

مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز عید کا وقت دس بجے صبح مقرر ہوا ہے خواتین کے لئے پردہ کا معقول انتظام ہوگا۔ تمام احباب وقت مقررہ سے قبل تشریف لے آئیں۔ نماز عید میں خواتین کی شرکت نہایت ضروری ہے۔

بیرونی جماعتوں کو بھی نماز عید کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہیئے اور کوشش کرکے خواتین کے لئے پردہ دار جگہ مہیا کرنی چاہیئے۔

۱۲ر جنوری کو نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں حسب معمول حضرت امیر نے پڑھائی۔ احباب سلسلہ کے علاوہ غیر از جماعت اصحاب بھی بکثرت تشریف لاتے ہوئے تھے حضرت ممدوح کا خطبہ نہایت بصیرت افروز اور پر معارف تھا۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

سکرٹری جماعت علی پور ضلع مظفرگڑھ اطلاع دیتے ہیں۔ امسال بھی نماز عید حسب معمول مسجد جامع احمدیہ میں ادا کی جائے گی پیش امام جناب قاضی مولوی شیر محمد صاحب ہوں گے تحصیل علی پور کے احباب سے درخواست ہے کہ وہ علی پور نماز عید ادا کریں۔ غیر از جماعت احباب بھی شمولیت فرما سکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ جمشید پور کے صدر جناب نور محمد صاحب کے خلاف مخالفین کی طرف سے جس قدر مقدمات دائر تھے وہ خدا کے فضل سے سب کے سب خارج ہو گئے ہیں اور عدالت ہائے ماتحت و اعلیٰ ہر جگہ سے آپ باعزت بری کئے گئے۔ الحمد للہ مبارکباد۔

جناب اللہ دتا صاحب سب انسپکٹر ایکسائز زمیندارہ بھلوال کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ اس مسرت میں موصوف نے مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں جزاک اللہ۔ بچے کا نام حضرت امیر نے عطاء اللہ تجویز فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

جناب سید عبدالمجید صاحب جج کپورتھلہ ابھی تک علیل ہیں پہلے سے قدرے افاقہ ہے

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کا نواسہ عزیز سعید احمد بدستور علیل ہے۔

مولوی عبدالکریم صاحب ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل اسکول سیت پور ضلع مظفرگڑھ کی اہلیہ بیمار ہیں۔

مولانا ابوبکر صاحب مدرس عربی مسلم ہائی سکول لاہور کی اہلیہ صاحبہ بھی سخت بیمار ہیں۔

ڈاکٹر حکیم اللہ جان صاحب پشاور کا صاحبزادہ غلام مصطفےٰ علیل ہے۔

احباب ان تمام بیماروں کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

جلسہ سالانہ کے ایام میں کسی مہمان کی چھتری مہمان خانہ میں رہ گئی ہے جن صاحب کی ہو وہ منگوا سکتے ہیں۔

چودھری فضل داد صاحب محصل انجمن۔ چک ۸۱ جنوبی۔ چک نیجاں، چک ۴۲ بھلوال چک ۵ بنڈی بہاؤالدین۔ لالہ موسیٰ۔ گجرات نسوانہ وغیرہ کے دورہ پر جا رہے ہیں احباب مقامات مذکورہ وصولی چندہ میں ان کی امداد فرمائیں۔

جن خریداران پیغام صلح کی میعاد خریداری ماہ جنوری میں ختم ہوتی ہے یا اس سے قبل ختم ہو چکی ہے ان کو خطوط کے ذریعے اطلاع دی جا چکی ہے ازراہ کرم وہ اپنا چندہ خریداری بذریعہ منی آرڈر جلد ارسال فرمائیں چند روز انتظار کے بعد وی۔ پی ارسال ہوں گے جن کا وصول کرنا ان کا قانونی و اخلاقی فرض ہوگا۔ وی۔ پی میں چار آنے زائد خرچ ہوتے ہیں اس لئے منی آرڈر کے ذریعہ ترسیل چندہ بہتر ہے۔

جناب بادشاہ دین صاحب مرحوم کی بیوہ ۱۳ اور ۱۴ر جنوری کی درمیانی شب کو لاہور میں انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ کا جنازہ بذریعہ لاری بوضع جڑانوالہ لے جایا گیا۔ انا للہ۔

جناب صوبے خاں صاحب ملبورن آسٹریلیا سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی یورپین بیوی کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ۔

ان دونوں محترم خاتونوں کے انتقال پر ہم اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ خداوند کریم ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

جماعت احمدیہ کا نیا تبلیغی قدم

مشہور جہازوں میں تقسیم قرآن

یہ امر احباب سے پوشیدہ نہیں کہ اس وقت دنیا کے مختلف ممالک کا باہمی تعلق زیادہ تر جہازوں کے ذریعہ سے ہیں جن میں ہر طبقہ کے مسافر سفر کرتے ہیں اور کافی وقت مطالعہ کتب کے لئے پا سکتے ہیں اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ کم از کم ہر مسافر لے جانے والے جہاز کی لائبریری میں قرآن کریم، سیرۃ نبویؐ، سیرۃ صحابہؓ اور تعلیم اسلام انگریزی کی ایک ایک کاپی رکھوائی جائے اس مقصد کے لئے تمام ممالک کی جہازران کمپنیوں سے خط و کتابت کی گئی ہے اور قریباً ہر ایک نے ان کتب کے لئے شکریہ ادا کرکے ان کا مطالبہ کیا ہے مفت تقسیم کے لئے تو ہمارے پاس کچھ کتب موجود ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے دوسرے مسلمان بھائی بھی اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر ثواب حاصل کریں کم از کم ایک ایک ہزار کاپی ہر کتاب کی درکار ہے مفت تقسیم کے لئے قرآن کریم انگریزی مع متن عربی نصف ہدیہ یعنی بجائے پندرہ روپے کے ساڑھے سات روپیہ فی کاپی۔ سیرۃ نبوی و سیرۃ صحابہ بجائے تین روپے فی کاپی ڈیڑھ روپیہ فی کاپی اور تعلیم اسلام فی کاپی ایک روپیہ میں دی جائیگی یعنی ایک سیٹ کی قیمت بجائے گیارہ روپیہ ہوگی معطی کا نام ہر ایک کتاب پر لکھا جائے گا اور کمپنی کی رسیدات اسے بھیجدی جائینگی۔

محمد منظور الٰہی

آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہم تمام بزرگان سلسلہ
اور ہر ایک بھائی بہن کی خدمت میں دلی خلوص کیساتھ

عید مبارک

عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ یہ عید اُن کے اور اُنکے متعلقین کے لئے بیشمار مسرتوں، راحتوں، اور کامرانیوں کی سبب ثابت ہو اور خداوند کریم ان کی زندگی میں یہ مبارک دن بار بار لائے۔ آمین ثم آمین

خوب یاد رکھئے

صدقۂ فطر

فرض ہے اس کا نماز عید سے قبل ادا ہو جانا ضروری ہے۔ صدقۂ فطر کو انفرادی طور پر بانٹ دینا احکام دین کے خلاف اور فائدے سے خالی ہے۔ اس بات کو خوب ذہن نشین کر لیجئے اور تمام مسلمانوں کو بھی بتا دیجئے کہ صدقۂ فطر کے متعلق مسائل اسی پرچے میں کسی دوسری جگہ موجود ہیں ؛

اکثر دیگر رواجوں کی طرح

عید کارڈوں کا رواج

بھی بے فائدہ ہے۔ اور نقصان رساں ہے۔ اس کی بدولت ہزاروں لاکھوں روپیہ غریب مسلمانوں کی جیبوں سے نکل کر ڈاکخانہ اور انگریزی کمپنیوں کے پاس چلا جاتا ہے۔ فائدہ خاک بھی نہیں ہوتا۔ تمام احمدی احباب اس رواج کو ترک کر دیں اور عید کارڈوں کی بجائے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو انجمن کا شائع کردہ اسلامی لٹریچر اور یورپین نومسلموں کی تصویریں بھیجیں۔ جو بھائی قیمتی کتابیں نہیں خرید سکتے وہ معمولی قیمت کی کتابیں اور ٹریکٹ بھیج سکتے ہیں۔ اس طرح اسراف گناہ سے بھی بچ جائیں گے اور تبلیغ کا مت بڑا ثواب بھی ہوگا ؛

حقیقی راحت اور مسرت نیکی میں ہے

عید

کی خوشیاں بھی آپ کو کسی کار خیر کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس لئے آپ اس مبارک روز خلوص دل کے ساتھ خدا کے آگے جھکیں اور دین و ملت کی کسی خدمت کا عزم کریں۔ آپ کے مال اور وقت میں خدا اور اس کے رسولؐ کا بھی کوئی حصہ ہونا چاہیئے ؛

صدقۂ فطر کے علاوہ

عید فنڈ

کو بھی یاد رکھیں۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کا قائم کردہ فنڈ ہے۔ عید ہر ایک مومن کیلئے مسرت کا دن ہے اس روز کچھ نہ کچھ ضرور خرچ کیا جاتا ہے۔ اس میں حفاظت دین اور اشاعت اسلام کے لئے بھی کچھ حصہ ہونا چاہیئے۔ لہٰذا ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو یاد کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق صدقۂ فطر کے علاوہ عید فنڈ کا چندہ بھی ادا کرے جو کم از کم ایک روپیہ فی کس ہونا چاہیئے۔ تمام رقوم جمع کر کے مرکز کے خزانہ میں ارسال کرنی چاہئیں ؛

ہمارا نیا تبلیغی قدم

سطح سمندر پر اشاعت اسلام

اس سے قبل ہم دنیا کے تقریباً تمام مشہور کتب خانوں میں انگریزی ترجمۃ القرآن اور دوسرا ضروری لٹریچر مفت بھجوا چکے ہیں۔ اب ارادہ کیا گیا ہے کہ بڑے بڑے جہازوں کی لائبریریوں میں بھی یہ بیش قیمت چیزیں پہنچا دی جائیں۔ دنیا کی تمام جہاز ران کمپنیوں اور حکومتوں سے اسکے متعلق خط و کتابت ہو رہی ہے بہت سے عظیم الشان جہازوں نے ہمارے اسلامی لٹریچر کو اپنی لائبریریوں میں رکھنا منظور کر لیا ہے۔ عید کے روز جبکہ آپ کے دل میں مسرت کی لہریں اُٹھ رہی ہوں گی سطح سمندر پر اشاعت اسلام کے اس کام کو بھی یاد رکھیں ؛

عید

کے روز آپ اس امر کا پختہ ارادہ کر لیں

کہ آپ اپنے فراغت کے اوقات میں سے کوئی وقت نکال کر اپنے کسی بچے، رشتہ دار، دوست، اجنبی یا دشمن کو زبان یا قلم یا کسی اور ذریعہ سے کوئی کلمۂ حق پہنچائیں گے۔ اور اس نیک سعی کو اس وقت تک جاری رکھیں گے۔ جب تک زیر تبلیغ شخص کو اس کلمۂ حق پر عامل نہ دیکھ لیں۔ تبلیغ و توسیع جماعت کا سب سے بہتر طریق یہی ہے ؛

ہر ایک مسلمان کا فرض ہے

عید

پر کوئی فضول خرچی نہ کرے۔ انتہائی کفایت شعاری اور سادگی سے کام لیا جائے۔ بلا ضرورت نئے کپڑے نہ بنائے جائیں۔ سویوں اور دوسری خورد و نوش کی اشیاء پر بالکل معمولی خرچ ہو۔ مسلمانوں کی مالی حالت بہت نازک ہو رہی ہے۔ موجودہ کساد بازاری نے سب سے زیادہ نقصان انہیں ہی پہنچایا ہے اسلئے حیثیت سے بڑھکر خرچ کرنے کو بھاری گناہ اور عیب سمجھنا چاہیئے فضول کاموں پر روپیہ ضائع کرنے کی بجائے نیک کاموں پر صرف کریں۔

جناب مولوی دوست محمد صاحب کی کتاب

"آئینہ احمدیت"

شائع ہو گئی ہے۔ اس کے متعلق ضروری تفصیلات گذشتہ پرچوں میں موجود ہیں۔ یہ کتاب توسیع جماعت کے لئے ایک کارآمد ہتھیار ثابت ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ احباب اس کو پوری ہمت اور توجہ سے تقسیم کریں۔ عید کے روز اس کتاب اور اس کے مقصد اشاعت کو بھی یاد رکھیں۔ جن دوستوں نے مفت تقسیم کیلئے یہ کتاب خریدی ہے وہ جب اپنے غیر از جماعت احباب سے عید ملنے جائیں تو اس کو ساتھ لیتے جائیں اور عید کے تحفے کے طور پر پیش کریں ؛

اسی طرح آپ کو

عید کے روز

یہ عزم کرنا چاہیئے کہ خورد و نوش لباس اور دوسرے اخراجات میں کچھ کمی کر کے بچی ہوئی رقم کو دین و قوم کے لئے الگ کریں گے۔ قطرہ قطرہ مل کر دریا بن جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے حقیر ذرے جمع ہو کر صحرا کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح آپ کی جمع کی ہوئی کوڑیاں۔ پائیاں اور پیسے جود و کرم کا دریا بہا سکتے ہیں جو قوم کی تمام مالی مشکلات کو اپنی زبردست رو میں بہا کر لے جائے گا ؛

عیدیاں تقسیم کرتے وقت اپنے قومی اخبار

پیغام صلح

کو یاد رکھیں یہ سلسلہ کا پرانا خادم اور تقریباً اکیس برس سے مسلسل خدمت میں مصروف ہے موجودہ زمانہ میں قوم کی ترقی کیلئے اخبار لازمی چیز ہے اگر آپ قوم کو طاقتور اور کامیاب بنانا چاہتے ہیں تو اخبار کی ترقی کے سامان پیدا کیجئے۔ ہمارے پاس اکثر نادار اشخاص طلباء اور اسلامی درسگاہوں وغیرہ کی طرف سے بلا قیمت پرچہ جاری کرنیکی درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ کیا ذی استطاعت ناظرین پیغام صلح عید کی خوشی میں ان درخواستوں کی تعمیل کا بندوبست نہیں کر سکتے ؟

عید کے پروگرام میں

نماز عید

کا صحیح اہتمام سب سے زیادہ ضروری ہے۔ مردوں کی طرح خواتین کو بھی نماز عید میں آنا چاہیئے۔ نماز پڑھانے والے احباب کا فرض ہے کہ وہ خطبہ میں مفید اور ضروری باتیں بتلائیں۔ عید کے دن جو اسراف اور بدعتیں کی جاتی ہیں ان سے روکیں۔ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پردہ دار جگہ کا معقول انتظام ہوتا ہے۔ احباب لاہور لازمی طور پر خواتین کو ہمراہ لائیں بیرونی جماعتیں بھی عورتوں کے لئے انتظام کرنیکی کوشش کریں ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ یوم دوشنبہ ۲۸۔رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ نمبر ۴

پیغام عید

چند ضروری اور کام کی باتیں

(از حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ)

برادران مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے سال گذشتہ اسی عید کے موقع پر احباب کو مبارکباد دیتے ہوئے تین باتوں کا ذکر کیا تھا جو رمضان سے ہمیں بطور سبق حاصل کرنی چاہئیں۔

پہلی بات

ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ ہر مہینے میں تین دن ہم لوگ اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں کمی کر کے یہ رقم الگ جمع کرتے جائیں اور اشاعت اسلام کے کسی مفید کام پر لگائیں۔ کچھ احباب نے اثناء سال میں اس پر عمل بھی کیا جس سے مجھے یہ اطمینان ہوا کہ تجویز قابل عمل ہے

دی آنا مشن

سال کے آخری حصہ میں دی آنا (آسٹریا کا دارالخلافہ) میں ایک مشن کھولنے کی تجویز میرے سامنے آئی جسے میں نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر احباب کے سامنے رکھا اور اس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے جملہ احباب سے یہ عہد لیا کہ وہ اس تین دن والی تجویز کو بالاتفاق عمل میں لائیں گے۔ جو احباب موجود تھے ان سب نے ہاتھ اٹھا کر بالاتفاق اس کو منظور کیا۔ اور جو موجود نہ تھے وہ بھی اس عہد میں شامل سمجھے جائیں گے کیونکہ جو لوگ یہاں آئے وہ سب کی طرف سے بطور نمائندہ تھے اب ایک چھوٹی سی جماعت کی اس چھوٹی سی قربانی سے کتنا بڑا عظیم الشان کام ہوا کہ ہمارا ایک نیا مشن یورپ میں قائم ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک یہ بات صرف ہمارے لئے ہی خوشی کا موجب نہیں بلکہ ساری اسلامی دنیا کے لئے راحت کا موجب ہے۔ اور اس طرح رمضان کے اس ایک چھوٹے سے سبق نے ہماری عید کو حقیقی عید بنا دیا۔

ہالینڈ میں مشن

اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہماری جماعت کی شاخ قرآن شریف کے ڈچ ترجمہ کو پریس میں دے کر اب یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ اپنا ایک مشن بھی ہالینڈ میں قائم کرے۔ یہ ہمارا چوتھا مشن یورپ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے افضال اس چھوٹی سی قوم پر کس قدر ہیں کہ یورپ کی تین زبانوں میں قرآن شریف کے ترجمے ہو گئے۔ اور چار ملکوں میں مشن قائم ہو گئے جس وقت امام وقت حضرت مرزا صاحب نے یورپ میں تبلیغ اسلام کا خیال ظاہر کیا تھا اس وقت یورپ میں اسلام کی نہایت ہی تاریک تصویر کھینچی جاتی تھی۔ اور کسی کو وہم بھی نہ ہو سکتا تھا کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کو کوئی کامیابی ہو سکتی ہے۔

برنارڈ شا کی آواز

آج چالیس سال بعد یہ نقشہ بدل چکا ہے۔ اور آج کہیں سے یہ آواز آ رہی ہے کہ سو سال کے اندر اندر یورپ کا غالب مذہب اسلام ہوگا۔ جیسا کہ مشہور مصنف برنارڈ شا نے لکھا ہے جس کی تائید انہوں نے سال گذشتہ یہ کہہ کر کی کہ آج یورپ کی مشکلات کا حل اگر کوئی شخص کر سکتا ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلعم ہی ہیں۔ اور وقت آ رہا ہے کہ یورپ اپنی مشکلات کے حل کے لئے اسلام کی طرف رجوع کرے گا۔

ایک دوسرے یورپین مصنف کی آواز

کسی طرف سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے کہ صرف اسلامی سوسائٹی ہے جو یورپ کی یکطرفہ ترقی و تہذیب کے توازن کو پورا کر سکتی ہے اور کہ یورپ اپنی علمی زندگی بالخصوص روحانی زندگی کی تکمیل سوائے اسلام کی مدد کے نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ ایک دوسرے مشہور یورپین مصنف نے اپنی تازہ کتاب "دور اسلام" میں لکھا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی تقریر

کہیں ہندوستان میں مسلمانوں میں بھی یہ آواز اٹھتی ہے کہ مسلمانوں کی تبلیغی توجہ کا اصل مرکز یورپ ہے مگر اس کام کو ہاتھ میں لینے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہیے کہ مسلمان وہاں کونسا اسلام پیش کریں گے جیسا کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے انجمن تبلیغ اہلحدیث کلکتہ میں کہا کیا عجیب بات ہے کہ مشرق و مغرب دونوں طرف سے اب وہی آواز اٹھنے لگی جو آج سے چالیس سال پیشتر مجدد وقت نے بلند کی تھی۔ اور ہمارے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کا کیا مقام ہے کہ جس کام پر ہم نے اپنے مال اور توجہ کو لگایا آج مشرق و مغرب پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہی کام کرنے کا ہے

میں نے ان امور کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ میں اپنے احباب کو یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ زمانہ کی ضرورت کا علاج اور اسلام کے غلبہ کا رستہ وہی ہے جس پر یہ چھوٹی سی جماعت گامزن ہے۔ کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کہ ایک طرف تو یہ حالت ہے کہ گویا کل دنیا ہمیں مٹانے پر تلی ہوئی نظر آتی ہے۔ لاہور کے ہی تین روزانہ اخبار اپنی ساری قوت ہمارے مٹانے پر صرف کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف تائیدات الٰہی کا یہ نقشہ ہے کہ اسی سال میں دو نئے ترجمے قرآن شریف کے پورے ہو کر ایک مطبع میں بھی چلا جاتا ہے دو نئے مشن یورپ میں قائم ہونے کا سامان ہو جاتا ہے۔ اور پانچ چھ ہزار کی تعداد میں انگریزی ترجمہ قرآن شریف کی مفت تقسیم کا انتظام ہو جاتا ہے۔

نصرت الٰہی ہمارے ساتھ ہے

میرے دوستو! غور کرو کیا اب بھی کسی کو اس میں شک ہو سکتا ہے کہ نصرت الٰہی اس قلیل سی جماعت کے ساتھ ہے۔ ہم خود حیران ہیں کہ ایک طرف تو ہماری مالی مشکلات خود ہمیں پریشان کر رہی ہیں اور دوسری طرف ہزارہا کی تعداد میں مفت تقسیم قرآن کے دو زبانوں میں ترجمہ قرآن کے۔ دو نئے یورپین ملکوں میں مشن قائم کرنے کے سامان اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے۔

خدا کے آگے گرو

اسی خوشی میں چاہیے کہ ہم سب خدا کے آگے شکر کے سجدے میں گر جائیں۔ اور چاہیے کہ عید کی خوشی کے اندر اللہ تعالیٰ کی ان نصرتوں کے نظاروں کو دیکھ کر ہمارے دل اس حقیقی راحت سے بھرے ہوئے ہوں کہ ایک چھوٹی سی جماعت کو خدا کے فضل نے کس مقام پر پہنچایا۔ اس کھلی نصرت کے بعد ہمیں کیا شکایت ہو سکتی ہے کہ "زمیندار" ہمیں مٹانے کی فکر میں ہے یا "آزاد" ہماری تباہی چاہتا ہے۔ یا "سیاست" اپنی قوت ہماری تذلیل پر صرف کر رہا ہے۔ یا خلیفہ قادیان سارے اعداء و بدخواہان سلسلہ کو چھوڑ کر ہمیں "لاہور میں ایک بے شرم" کے الہام کا مصداق ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور اپنی منظم قوت کو ہمارے مٹانے کے لئے صرف کرتا ہے۔ کیونکہ ہمارا خدا کچھ اور چاہتا ہے۔ اور ہوگا وہی جو وہ چاہتا ہے۔

اجتماع کا پہلا قدم

میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ چھوٹی سی جماعت جو اس قدر مفید کام کر رہی ہے اور جسے مٹانے کے لئے کتنے لوگ اپنی قوت کو صرف کر رہے ہیں اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنی قوت کو مجتمع کرے اور اس قوت کے اجتماع کا سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ عید کے دن جب ہم اکٹھے ہوں تو صاف سینوں کے ساتھ اکٹھے ہوں اور ہر قسم کے رنج اور کینے دور کر کے اکٹھے ہوں۔ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علیٰ سرر متقابلین یعنی بہشت میں مومنوں کے باہمی رنج دور کر کے ہم انہیں بھائی بھائی بنا دیں گے۔ مگر وہی خدا یہ بھی فرماتا ہے کہ اس دنیا میں بھی بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر ہم اس زندگی کو اپنے لئے بہشت بنانا چاہتے ہیں تو اس کی سب سے پہلی شرط کو یوں پورا کریں کہ جتنے بھائیوں میں کوئی رنج اور کینہ ہے اس کو وہ اس عید کے موقعہ پر بالکل صاف کر کے عید کو اپنے لئے صحیح معنوں میں عید بنائیں۔ بغض اور کینہ ہمارے بدخواہوں کے دلوں میں تھوڑا ہمارے لئے بھرا ہوا ہے کہ ہم خود بھی اپنے سینوں میں اس کی پرورش کا سامان رکھیں۔

جائے اجتماع

جماعت کی قوت کے اجتماع کا ایک نہایت ضروری قدم جماعت کا بار بار اکٹھا ہونا ہے۔ اور یہ نظام مسلمانوں کے لئے خود اللہ تعالیٰ نے ہی مقرر کر رکھا ہے یعنی اپنی عبادت کے اندر ہی مسلمانوں کے اجتماع کا سامان بھی رکھا ہوا ہے۔ اس لئے جماعت کی قوت کے استحکام کے لئے اور اسے کام میں لانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر مقام پر جہاں ہماری جماعت کے دو تین احباب بھی ہوں وہ کوئی اکٹھا ہونے کی جگہ مقرر کر لیں جہاں اکٹھے ہو کر کم سے کم وہ نمازیں جماعت کے ساتھ ادا ہو سکیں جو اکثر لوگوں کے لئے فراغت کے اوقات ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز فجر، مغرب و عشاء۔ جہاں ہماری مسجدیں موجود ہیں وہاں مسجد ہی جائے اجتماع ہوگی اور جہاں نہیں وہاں جب تک کوئی مسجد بن سکے کسی دوست کی بیٹھک اس غرض کے لئے مقرر کر لی جائے۔

مسجدوں اور لائبریریوں کی ضرورت

جماعت کے استحکام کے لئے میں چاہتا ہوں کہ اس سال خصوصیت سے اس بات کی طرف توجہ دی جائے کہ ہر ایک بڑے شہر میں جہاں ہماری معقول جماعتیں موجود ہیں ہماری مسجد ضرور ہو خواہ کتنی ہی مختصر ہو۔ اور اس مسجد کے ساتھ ایک لائبریری ہو جہاں کم سے کم بیان القرآن کی ایک جلد اور سلسلہ کی کل کتابیں ضرور موجود ہوں۔ اور اخبار "پیغام صلح" "لائٹ" "مسلم ریوائول" اور ممکن ہو تو بعض دوسرے اخبارات بھی وہاں موجود رہیں۔ پھر ان لائبریریوں کو آہستہ آہستہ ترقی دیکر مفید مذہبی کتابیں ان میں رکھی جائیں۔ اور مسلمانوں میں ان علمی مشاغل کے لئے ایک دلچسپی پیدا کی جائے۔

تعمیر مساجد کے متعلق ایک تجویز

مساجد کی تعمیر کے لئے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ احباب جماعت اس تجویز کو پسند کریں گے۔ اور وہ یہ ہے کہ کم سے کم ایک مسجد ہر سال کسی شہر میں ہم بنواتے جائیں۔ اور اس مسجد کے لئے کچھ چندہ تو وہاں مقامی لوگ جمع کریں اور باقی دوسرے احباب جہاں کہیں بھی ہوں تھوڑی تھوڑی امداد جو کسی پر بار نہ ہو اس کے لئے دیں۔ اس طرح انشاءاللہ تعالیٰ پانچ چھ سال کے عرصہ میں ان بڑے بڑے شہروں میں جہاں اب تک ہماری مساجد نہیں مسجدیں بن جائیں گی۔ اور لائبریریوں کے لئے انجمن نے پہلے سے بڑی سہولت دے رکھی ہے یعنی وہ کتب جو انجمن کے بکڈپو میں موجود ہیں نصف قیمت پر دی جاتی ہیں۔ اور وہ نصف قیمت بھی بہت چھوٹی چھوٹی قسطوں سے لی جاتی ہے۔ ان دونوں اغراض کی تکمیل کے لئے میں خود بھی بعض شہروں میں پھر کر مقامی حالات کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور غالباً انشاءاللہ بشرط صحت مارچ کے مہینے میں نکلوں گا اس سے پیشتر ضروری ہے کہ احباب اپنی اپنی جگہ پر تجویز کر رکھیں۔

نظام اخوت کو مستحکم کرو

اسی اجتماع کے ذیل میں میں احباب کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جماعت کے اندر نظام اخوت کو مستحکم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ایک دوسرے کے رنج وغم میں اور ایک دوسرے کی تکلیف میں شریک ہوں کوئی ایسا نظام مقرر کرنا ضروری ہے کہ اگر ایک بھائی کو کوئی تکلیف ہے یا وہ بیمار ہے یا اس کا کوئی عزیز بیمار ہے تو دوسروں کو اس کی اطلاع پہنچ جائے۔ اور وہ ایسے موقعہ پر اپنے بھائی سے ہر قسم کی ہمدردی جو ان کی طاقت میں ہو کریں کسی بھائی کو زیادہ تکلیف ہو یا کوئی زیادہ بیمار ہو تو اس کی اطلاع یہاں مرکز بھی دینی چاہئے تاکہ دوسرے احباب بھی شریک دعا ہو سکیں۔ بیمار پرسی ویسے بھی شعار اسلامی میں سے ہے اور اپنے بھائی تو ایک طرف رہے دوسرے لوگ بھی جن سے واقفیت ہو انکی بیمار پرسی بھی کرنی چاہئے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مشرکوں کی عیادت کے لئے بھی جاتے تھے۔ ایسا ہی اپنے احباب میں یا ان کے عزیزوں میں کوئی موت ہو جائے تو سب احباب کو ہر قسم کا کام چھوڑ کر اس موقعہ پر ضرور پہنچنا چاہئے مصیبت کے وقت میں ایک ہمدردی کا کلمہ بھی ڈھارس کا کام دیتا ہے۔

توسیع جماعت

جماعت کی توسیع کا سوال کا بھی خاص اہمیت رکھتا ہے جہاں ہمارے دوست موجود ہیں وہاں تو ہم مبلغ کا کام انہی سے لینا چاہتے ہیں۔ اور یہ اس جماعت کی ابتدا سے خصوصیت رہی ہے لیکن علاقوں کے علاقے بالکل خالی پڑے ہوئے ہیں۔ جہاں تک ہماری آواز بھی نہیں پہنچی۔ انجمن کی طرف سے پہلے بھی اعلان ہوا تھا کہ اگر بعض نوجوان یہاں آ جائیں تو انجمن ان کی رہائش خوراک اور تعلیم دینی کا مختصر انتظام کر دے گی۔ لیکن اس پر احباب نے توجہ نہیں کی۔ ایسے نوجوانوں کو انجمن بعد میں مختصر گذارہ کی صورت تجویز کر کے مختلف اطراف میں دیہات میں کام کے لئے متعین کر دے گی تا وہ مسلمانوں کی اصلاح کا کام بھی کریں اور سلسلہ کی تبلیغ بھی کریں۔ اس سوال کو اس سال میں پھر خاص طور پر احباب کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ ہر جگہ جماعت یہ کوشش کرے کہ کچھ نوجوان اس طرف متوجہ ہوں یہ بھی ضروری نہیں کہ وہی لوگ اس غرض کے لئے آئیں جو تنخواہ دار مبلغ کے طور پر رہنا چاہتے ہیں بلکہ ایسے دوست بھی جو اپنی جگہ پر کچھ نہ کچھ تبلیغ کا کام کر سکتے ہیں۔ دو دو چار چار ماہ کا وقت بھی اگر نکال سکیں تو انشاءاللہ ہم ان کے لئے ہر طرح کا موزوں انتظام کر دینگے۔

خطبہ عید میں احباب کو متوجہ کرو

یہ چند باتیں میں نے عید کے موقعہ پر جماعت کے سامنے رکھی ہیں کہ ہر جگہ احباب اپنے اپنے حالات کے مطابق ان میں سے جن امور کی طرف چاہیں اپنے دوستوں کو عید کے خطبہ میں متوجہ کریں اور نہ صرف اس خاص موقعہ پر متوجہ کریں بلکہ ان امور کو بطور ایک پروگرام کے اپنے سامنے رکھیں کہ ان باتوں کو ہم نے عمل میں لانا ہے۔ یہ نہایت سادے اور مختصر جماعت کے استحکام اور توسیع کے لئے انشاءاللہ بہت مفید ہوں گے۔ اور اگر ہم اس طرف توجہ کریں تو جس طرح ہماری جماعت خدا کے فضل سے اپنے بیرونی کاموں میں آگے بڑھتی چلی جاتی ہے اسی طرح اپنے اندرونی استحکام میں اور توسیع میں ترقی کرتی چلی جائے گی۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا انتخاب

الحمدللہ ہمارے نوجوانوں کی انجمن ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن میں زندگی و سرگرمی کے نہایت مبارک آثار پائے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس نے باقاعدگی سے قدم کو مضبوط کر لیا ہے اور وہ متعدد قابل احمدی نوجوانوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے حال ہی میں اس کا جدید انتخاب ہوا جناب ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب خلف الرشید جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ صدر اور مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب بی اے ٹیچر مسلم ہائی سکول سیکرٹری منتخب ہوئے ہیں ایک مجلس منتظمہ بنائی گئی ہے جس کے بارہ ممبر ہیں ان میں سے چھ عہدیدار اور چھ غیر عہدیدار ہیں داخلہ مع رائے اور سالانہ چندہ عہد مقرر ہوا ہے مفید قواعد وضوابط بھی مرتب کر لئے گئے ہیں۔ نیز فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایسوسی ایشن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ایک شاخ متصور ہو گی جس کا کام انجمن کے مقاصد کو بحد امکان پورا کرنا ہوگا۔ اور کوشش کی جائیگی کہ نوجوانوں میں احمدیت سے وابستگی اور قربانی کے جذبات پیدا کر کے ان کو اشاعت اسلام کے اہم کام کے لئے تیار کیا جائے۔

جن ایثار پیشہ اور پرجوش نوجوانوں نے اس ایسوسی ایشن کی ابتدا کی اور شبانہ روز کی کوشش سے ابتدائی مراحل کو طے کیا۔ ان کی بیش بہا خدمات کا اعتراف ہم سب کا فرض ہے ان نوجوانوں میں ہمارے دوست ڈاکٹر الہ بخش صاحب کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں امید بلکہ یقین ہے کہ نئے عہدیدار پہلے سے بہت زیادہ اچھا کام کریں گے اور ایسوسی ایشن کی موجودہ آئینی اور باقاعدہ صورت اس کے مقاصد کے لئے نہایت مفید اور بابرکت ثابت ہو گی۔

ہماری دلی دعائیں اپنے نوجوانوں کے ساتھ ہیں۔ خداوند کریم انہیں خلوص کے ساتھ خدمت دین و قوم کی توفیق دے۔

غیروں سے سبق

(شام کے مشہور سردار قوم و رئیس امیر شکیب ارسلان کے مضمون کا اقتباس)

دنیا میں ہنری فورڈ کے بعد راکفلر سب سے بڑا مالدار ہے۔ یہ ابتدا میں مزدور تھا۔ اور پندرہ پندرہ گھنٹے روزانہ کام کیا کرتا تھا اس کی دولت کا اندازہ ۴۴۰ کروڑ پونڈ ہے۔ بڑا محنتی شخص تھا۔ اس نے ابتدا سے عہد کر لیا تھا کہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ خیرات کر دیا کرے گا ابھی وہ نوٹ بک جس میں وہ پائی پائی کا حساب لکھا کرتا تھا اس کے پاس اب بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ اس نوٹ بک میں اس کی سب سے پہلی خیرات پانچ پنس درج ہے جو نہایت ہی حقیر رقم ہے یہ رقم مسیحی دین کی تبلیغ کے لئے دی گئی۔ اس حساب سے پورے ماہ کی خیرات تین شلنگ اس نے تبلیغ کی مد میں دیئے اور کل ۵ ہفتوں میں اس کی خیرات سات شلنگ ہوئی۔ حالانکہ اس وقت تک اسے تنخواہ بھی نہیں ملتی تھی۔ اور یہ اس قابل نہ تھا کہ اپنے آپ کو سردی سے بچانے کے گلوبند بھی خرید سکے۔ مگر وہ یہ عہد کر چکا تھا کہ روز کی آمد کا حساب لگا کر اس کا دسواں حصہ روز خیرات کر دیا کرے گا۔ اس کی خیرات مذہب کی تبلیغ میں اور قومی کاموں میں صرف ہوتی تھی۔ اس کے بعد جب وہ ترقی کر گیا تو اپنی خیرات بھی اسی حساب سے بڑھا دی۔ ۱۸۹۰ء میں اس نے ایک یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے ۱۲ لاکھ روپے دیئے۔ ایک اور یونیورسٹی کو اس نے بعد میں جو رقم دی وہ حیرت میں ڈالنے والی ہے۔ تقریباً یونیورسٹی کے قیام کے نصف مصارف ساٹھ لاکھ روپے اس نے ادا کر دیئے۔ اس یکمشت عطیہ کے علاوہ اس زمانہ میں اس نے جو متفرق خیراتیں دیں انکی میزان بھی چالیس لاکھ روپے ہوتی ہے۔ آج راکفلر کو کام چھوڑے ہوئے عرصہ گزرا۔ وہ اس وقت زندہ ہے اور اس کی عمر چورانوے سال کی ہے۔ ۱۹۲۹ء میں جس روز اس نے کام چھوڑا ہے۔ اس روز بھی اس کی ثروت اور دولت کا اندازہ تیس کروڑ پونڈ تھا حالانکہ جب حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں اس رقم سے دگنی رقم مذہبی اور قومی کاموں میں صرف کر دی ہے خلاصہ یہ کہ وہ ساٹھ ستر کروڑ خیرات کر چکا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس کیساتھ وہ روزانہ گرجا میں پابندی سے جاتا ہے مسلمانوں کے لئے یہ امر قابل عبرت ہے جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس اتنی دولت کہاں ہے کہ وہ اتنی بڑی رقمیں خیرات کی مد میں دے سکیں۔ انہیں اس شخص کی ابتدائی زندگی پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ ایک گلوبند بھی نہیں خرید سکتا تھا تب بھی اس کا یہی حال تھا۔ اور جب وہ پٹرول کا بادشاہ کہلانے لگا اس وقت بھی وہ اپنے عہد پر قائم رہا۔ نہ صرف یہی بلکہ اس کی مجموعی خیرات اس کی دولت سے تین حصے زیادہ تھی۔ کیا مسلمان کسی ایسے شخص کا نام بتا سکتے ہیں جس نے اسلام کے لئے یا مسلمانوں کے قومی کاموں کے لئے اپنی دولت سے دگنی رقم خیرات کی ہو جس قوم میں ایسے افراد موجود ہوں امریکہ کے مشنریوں کے تبلیغی نظام کا اندازہ لگانا دشوار نہیں ہے۔

(ایمان)

ضروری اطلاع

عید اور بسنت کی وجہ سے پریس تین چار روز متواتر بند رہیگا اس لیے ۱۹ جنوری ۳۴ء کا پرچہ شائع نہیں ہوگا پیش نظر اشاعت میں صفحات بڑھا دیئے گئے ہیں۔ — مینجر

ہماری تبلیغی ڈاک

معہ دیگر رسالہ جات پہنچ گئی ہے جس کے لئے مشکور ہوں۔ امید ہے۔ کہ ہمارے رسالہ کا پہلا نمبر آپ کو پہنچ گیا ہوگا۔ بُعد مکانی کے باعث ممکن ہے ہمارے بعض خطوط آپ تک نہ پہنچے ہوں۔ اس لئے مہربانی فرما کر اطلاع دیجئے کہ ہماری کون کونسی کتابیں آپ کو پہنچ چکی ہیں۔ تاکہ باقی بھیجدی جائیں

جاوا مشن

مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ گذشتہ دس سال سے میرا مطمح نظر یہ تھا کہ ایک مسلم مشن ہالینڈ میں قائم کیا جائے۔ ان علاقوں میں اشاعت اسلام کا کام مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ خود ہالینڈ میں (جس کے قبضہ میں یہ مقبوضات ہیں) اشاعت اسلام کا کام شروع نہ کیا جائے۔ اول روز سے ہی مجھے خیال تھا کہ اس کام کی تکمیل کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہوگی۔

اوّل :۔ ایک منظم جماعت کی۔ جو اپنی ہر چیز کو اس نیک کام کے لئے قربان کرنے کو تیار ہو۔

دوم ۔ تعلیم یافتہ ڈچ کام کرنے والوں کی جو اس کام کو اپنا کام سمجھیں۔

سوم ۔ اسلام پر ڈچ زبان میں مناسب لٹریچر۔

دن رات میں اسی مدعا کے حصول کے لئے تگ و دو کرتا رہا۔ مخالفت کی، میں نے کبھی پرواہ نہیں کی۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ وہ ہمیشہ رہے گی۔ اور دنیا کے خاتمہ تک اس کا دور کرنا مشکل ہے۔ برخلاف اس کے مخالفت نے اسلام کی خدمت کے لئے میرے اندر زیادہ جوش پیدا کر دیا ہے۔

گذشتہ دو سال سے ہم ڈچ مسودہ قرآن کی طباعت کے لئے کوشش کرتے رہے ہیں لیکن اب تک ہمیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی تھی۔ خدا کے فضل سے اب ایک کمیٹی قائم ہو چکی ہے۔ جو ترجمۃ القرآن بزبان ڈچ بہت جلد چھپوانے کا انتظام کر رہی ہے۔ اس کی کمیٹی کا صدر مقام بٹاویہ ہے اور اس کی شاخیں تمام انڈونیشیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ کمیٹی اب تک نہایت عمدگی سے کام کر رہی ہے۔ اگر اسی طرح کام جاری رہا تو انشاء اللہ ۱۹۳۵ء کے وسط تک ترجمہ چھپ کر شائع ہو جائے گا۔ اس کا پراسپیکٹس (جو دو تین ہفتوں تک روانہ ہوگا) دیکھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ کتاب کو نہایت خوبصورت طرز پر چھاپا جائیگا۔

یہاں پہلا روزہ بروز پیر ۸ دسمبر ۱۹۳۴ء کا ہوا۔ ماہ رمضان میں یہاں کے تمام سکول بند ہو جاتے ہیں۔ اور معمولی کاروبار بھی بند رہتا ہے میں نے ایک قرآن کلاس اپنے مکان پر رمضان کے لئے کھولدی ہے۔

جملہ احمدی برادران کو السلام علیکم۔

برما کے کرین لیڈر کی خدمت میں

اسلامی لٹریچر

برما سے ہمیں دو تین دوستوں نے لکھا تھا کہ وہاں قبیلہ کرین کے پانچ ہزار آدمیوں نے عیسائیت سے علحدگی اختیار کر لی ہے اور انجیل کو پھینک دیا ہے۔ اس لئے ان کو انگریزی اسلامی لٹریچر بھیجا جائے چنانچہ انجمن کی طرف سے بذریعہ رجسٹری ان کے لیڈر کے نام انگریزی قرآن کریم۔ سیرت نبوی۔ سیر صحابہ۔ تعلیم الاسلام۔ نماز وغیرہ بہت سا لٹریچر بھیجا گیا اور ان سے خط و کتابت جاری ہے۔

نہ صرف برما میں بلکہ ہندوستان کی دیسی عیسائی اقوام میں بھی اشاعت اسلام کی بہت ضرورت ہے۔ کوئی دن خالی نہیں جاتا کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں کے تعلیم یافتہ ہندو اور عیسائی ہم سے اسلامی لٹریچر طلب نہ کرتے ہوں۔ اور ہم ان کی خواہشات کو برابر پورا کرتے ہیں اور لٹریچر مفت روانہ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اس کام کو ذرا وسعت دینے کے لئے ضرورت ہے کہ جو لوگ اسلام کا درد رکھتے ہیں وہ اس کام میں مدد دیں۔ اور رسالہ جات اصول اسلام سیرۃ نبویؐ اور نماز وغیرہ کو مفت تقسیم کرنے کے لئے طباعت کے اخراجات برداشت کریں۔ ہر ایک ایسے رسالہ پر معطی صاحب کا نام بھی چھپوا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت ہر سہ رسالہ جات جناب نواب صاحب مانگرول کے خرچ پر چھپ کر مفت تقسیم ہو رہے ہیں سوا ڈیڑھ سو روپے میں ایک ہزار رسالے چھپ جاتے ہیں۔

محمد منظور الٰہی
آنریری جنرل سکرٹری

پولینڈ

مسٹر جبلارسکی وارسا سے لکھتے ہیں کہ میں اب تیسری کتاب کا اطالین ترجمہ روانہ کرتا ہوں۔ یعنی پرنسپلز آف اسلام کا (اس سے پہلے رسالہ اسلام چھپ چکا ہے۔ اور رسالہ مسلم کیٹیکزم کے اطالین تراجم آچکے ہیں) میں گذشتہ ماہ سے باہر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر میں عدد رسالہ اسلام اطالین موصول ہو ہندوستان میں چھپنے کے باعث اس میں غلطیاں رہ گئی ہیں۔ اس لئے بہتر ہو کہ آپ ان کے پروف مجھے بھیجدیا کریں۔

ہسپانیہ

گومز صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا صاحب کی کتاب غذائے روح ...

عدن

مسٹر سندی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں اس علاقہ میں اشاعت اسلام کے کام میں ہر قسم کی مدد دینے کو حاضر ہوں۔ احمدیہ خیالات کا عرصہ سے مطالعہ کنندہ ہوں۔ اور میرے مطالعہ نے اس فیصلہ پر مجھے پہنچا دیا ہے کہ دنیا میں صحیح طریقہ یہی ہے جو لوگوں کو اسلام کی طرف لا سکتا ہے۔ آپ کی انجمن کی شہرت اس تمام علاقہ میں ہے۔ اور لوگ اسکی خدمات اسلامی کو نہایت عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

فلپائن

مسٹر بگوا لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا مرسلہ لٹریچر مل گیا۔ جسے میں نے خود بھی مطالعہ کیا۔ اور دوسرے دوستوں میں بھی تقسیم کر دیا۔ تو تمام لوگ جنہوں اسے پڑھا ہے۔ اس بات سے بہت خوش ہوئے کہ آپ نے اسلام کو نہایت معقولیت سے پیش کیا ہے۔ جسے کوئی سمجھدار آدمی رد نہیں کر سکتا۔

وہ تمام دوست جن کو آپ نے لٹریچر بھیجا اچانک ہندوستان سے اسلامی کتب آنے سے حیران رہ گئے۔ ان کے علاوہ بہت تعلیم یافتہ لوگ آپکے لٹریچر کے شائق ہیں جن کے نام دیتے ارسال ہیں میں آپ کے اشاعت اسلام کے کام میں ہر طرح سے مدد دینے کو تیار ہوں۔ اسی لئے اپنے گھر کا پتہ بھی لکھے دیتا ہوں۔ کہ جب آپکو میری خدمات کی ضرورت ہو اطلاع دے سکیں۔

فلسطین

گذشتہ سال فلسطین کا ایک نوجوان مسلمان جو دنیا کا پیدل سفر کر رہا تھا۔ شام، عراق، ایران، افغانستان کے راستہ ہندوستان آیا۔ اور یہاں سے برما، جزیرہ نما ملایا، سیام وغیرہ ہوتا ہوا چین پہنچا۔

یہاں (لاہور) چند یوم ہمارے پاس رہا تھا۔ اور ہمارے لٹریچر اور کام کا بغور مطالعہ کیا۔ سارے علاقے پھر چکنے اور مسلمانوں کی حالت دیکھنے کے بعد اس نے اکتوبر گذشتہ میں چین سے حضرت امیر کی خدمت میں خط لکھا۔ جس میں اس نے آپ کو اسلام کا سپاہی کر کے مخاطب کیا۔ اور لکھا کہ وقت اور ہر ایک چیز رفت و گذشت ہوگئی ہے۔ لیکن لاہور میں آپ لوگوں کی ملاقات کا نظارہ میری یاد سے محو نہیں ہو سکتا۔ اور آپ جیسے نیک آدمی کی زیارت کا نظارہ ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے لاہور میں ملاقات کے وقت میں نے آپ سے اور دوسرے بھائیوں سے اسلام کے بارہ میں بہت سی گفتگو کی۔ کئی باتوں میں مجھے آپ سے اختلاف تھا۔ لیکن مشاہدہ اور مطالعہ نے مجھے بتا دیا کہ میرے اکثر خیالات غلط تھے جن کو میں لاہور میں صحیح سمجھتا تھا۔ میں یہ خط آپ کی خدمت میں اس لئے بھیج رہا ہوں کہ میں ایک ایسے شخص کی حقیقی عزت کرنے والا بن سکوں۔ جس نے اسلام کی اشاعت میں اتنی جاں فشانی سے کام لیا ہے۔ جسے میں نے سب ممالک میں پھر کر آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا۔ اس لئے میرے دل میں آپ کی بڑی عزت ہے۔ ایک آدھ بات میں مجھے کچھ اختلاف ہے۔ جن کو میں مطالعہ کر رہا ہوں۔ لیکن یہ اختلاف اس امر کا مانع نہیں کہ میں آپ کی عزت نہ کروں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا مجھے بھی آپکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

دوسرا خط اسی عزیز نے جزیرہ نما ملایا سے ایک جاپانی جہاز سے لکھا۔ کہ میں نے مشرقی ممالک کی سیاحت ختم کر لی ہے۔ خصوصاً چین کو خوب دیکھا۔ اور اب واپس وطن جا رہا ہوں۔ میں نے چین سے آپ کو خط لکھا تھا۔ امید ہے پہنچ گیا ہوگا۔ یہ دوسرا خط ہے۔

جب میں وطن پہنچ جاؤں گا تو آپ کی تحریک کو وہاں جاری کروں گا۔ اس لئے آپ مجھے وہاں لٹریچر بھیجتے رہیں۔

انگریزوں کو ہندوستان سے نکلنے کا منتر

۷ جنوری کے پرکاش پر نظر ثانی

(از جناب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی)

یوں تو ویدوں میں بخار۔ یرقان۔ اسہال وغیرہ وغیرہ دور کرنے کے سینکڑوں منتر ہیں جو اب پرانے زمانے کے توہمات سمجھ کر قابل التفات نہیں سمجھے جاتے البتہ اب نئے زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے "تیج پرکاش" اور دوسرے آریہ اخبارات کے ایڈیٹر جن میں ویدوں کو امرت (آب حیات) پلانے کا خبط سرایت کر گیا ہے۔ وید منتروں کے ایسے ایسے عجیب معانی اور مطالب تراشتے ہیں کہ خود وید کے رشیوں کو بھی ان کی جدت آفرین طبیعت پر رشک آتا ہوگا اس کا ایک نمونہ تو ہم ویدوں میں جغرافیہ" کے زیر عنوان پیش کر چکے ہیں۔ اب ۷ جنوری کے پرکاش کے تازہ افکار بھی ملاحظہ ہوں۔

پہلے ہی صفحہ پر آپنے ایک منتر دیا ہے۔ ہماری تنقید سے ڈر کر دیکے اس کا حوالہ نہیں دیا تاہم منتر کے الفاظ ہمارے سامنے ہیں جن کا نثلی ترجمہ قریبًا قریبًا انہی کے اپنے الفاظ میں یہ ہے:۔

"جس پر سمندر۔ ندیاں اور پانی ہیں جس پر اناج اور کھیتیاں پیدا ہوتی ہیں جس پر یہ زندہ مخلوق جیتی ہے وہ زمین ہمیں پہلے گھاٹ پر قیام پذیر کرے"

منتر کے الفاظ بہت سیدھے سادے کسی رشی کے منہ سے نکلے ہیں جو اپنے پرانے گھاٹ یا پانی۔ پینے کے پیاؤ (سبیل) کو بھول گیا ہے لق و دق صحرا میں جہاں اسے کوئی سیدھا رستہ بتانے والا نہیں تھا وہ زمین کو مخاطب کرکے اپنے پرانے پیاؤ کو یاد کرتا ہے اور اسی دیوی سے بمنت التجا کرتا ہے کہ وہ اسے وہی پہلا گھاٹ حاصل کرا دے۔ مگر منتر کو زندگی بخشنے والے "ویدارت" نویس پنڈت جی فرماتے ہیں کہ جس زمین کا اس تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس کے لئے ہمارا پیار بنا رہے یہی زمین کی اس تعریف کا مقصد ہے کیونکہ کسی چیز کی تعریف کرنے سے اس کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے اس زمین پر سمندر ندی نالے بہتے ہیں مگر ایک کاہل آدمی اور قوم کے لئے وہ کوئی مفید ثابت نہیں ہوتے . . . . . لیکن ایک جاندار آدمی یا قوم ان سے طرح طرح کے فوائد اٹھاتے ہیں اور عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں وہ خود جیتے ہیں اور اپنے جینے کا ثبوت ڈنکے کی چوٹ دیتے ہیں۔

وید کہتا ہے۔ جس زمین پر تمہارے بزرگوں نے اناج کھا کر بڑا نام پایا ہے جو اپنی مردانگی اور طاقت سے اس پر فارغ البالی سے چلتے پھرتے رہتے ایسے ہی تم لوگ بھی مردمی کو کام میں لاکر سکھ حاصل کرو۔ اس زمین پر قدرت نے جو جو اشیاء کام میں لانے کے لائق پیدا کی ہیں۔ وہ اصل میں سب کے لئے کھلی ہیں مگر زبردست انسان ان کو قابو میں کرکے اپنا قبضہ جما لیتا ہے اور دوسروں کو ان سکھوں سے محروم کر دیتا ہے۔

اس لئے ہر ایک انسان کے لئے یہ واجب ہے کہ وہ مردانگی کو کام میں لاکر مردانہ وار اپنے بزرگوں کے ورثہ کو قائم رکھے مگر زمین پر زندہ رہنے کے لئے ایک آدھ آدمی کی الگ الگ طاقت کوئی کام نہیں دیتی اس کے واسطے جتھے کی ضرورت ہے مل کر رہنے میں ہی سکھ ہے سب سے پہلے جینے کی خواہش ہونی چاہئے اور اس کے ساتھ ہی جو چیز زندہ رکھتی ہے اس سے پوری واقفیت ہونی لازمی ہے پھر اس کے لئے جدوجہد کی ضرورت ہے آؤ دوستو ہم لوگ مل کر رہنا سیکھیں اور اپنے بزرگوں کے جو ہم سب کے مشترک تھے ورثہ کو سنبھالنے کے لئے جتھے کی طاقت کو بڑھائیں اور اس زمین پر اعلےٰ اعلےٰ عہدوں کو حاصل کریں"

یہ ہے اس سیدھے سادے منتر کی زندگی جو آریہ پنڈت نے اسے ۷ جنوری کو بخشی ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ سرزمین ہند میں جس کو ہم سب کے باپ دادا فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے وہ ہماری موروثی جائداد ہے۔ ہم سب آریہ اکٹھے ہو کر اپنی جتھے بندی کی طاقت سے انگریزوں کو یہاں سے نکال دیں اور سب اعلےٰ اعلےٰ عہدے خود سنبھال لیں۔

یہ ظاہر ہے کہ پنڈت جی اگر خود اپنے منہ سے یہ لیکچر آریوں کو دیتے تو ہندوؤں پر اس کا کوئی اثر نہ ہو سکتا تھا اس لئے پنڈت جی نے سب سے پہلے وید منتر کو جان بخشی تاکہ اس کے ذریعہ ہندو نوجوان ڈنکے کی چوٹ اپنے جینے کا ثبوت دیں اور یہ ویدا مرت پی کر انگریزوں کو اپنی موروثی جائداد سے باہر نکال دیں۔

یہ ہے ہمارے آریہ دوستوں کا ویدا مرت! منتر بنانے والے اس سیدھے سادے رشی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی جو اس دیانندی اخبار نے منتر کو بخشی اس بیچارے نے تو سیدھے سبھاؤ یہ ذکر کیا تھا "جس زمین پر سمندر ہیں ندیاں ہیں اور پانی بہتے ہیں جس پر اناج اور کھیتیاں پیدا ہوتی ہیں جس پر جیتی جاگتی مخلوق بستی ہے اس کہیں ہمارا پہلا گھاٹ تھا اسے مادر زمین ہمارا وہ بھولا ہوا پیاؤ (سبیل) ہمیں پھر مل جائے۔ غالبًا وہ پہلا پیاؤ کہیں وسط ایشیا میں تھا جہاں سے آریہ اپنے ایرانی بھائیوں سے لڑ بھڑ کر نکلے تھے ہندوستان میں آکر اس بیچارے کو وہی اپنا پہلا گھاٹ یاد آتا ہے۔

رشی نے زمین کی تعریف اس منتر میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ اس لئے کی کہ آئندہ آریہ اسی لفظ بھومی (زمین) کو اسما الہٰی میں سے قرار دے کر اس منتر میں خدا کی تعریف نہ سمجھ لیں۔ سمندر، ندیوں اور کھیتوں والی زمین کی تعریف ہے اور اسی زمین سے التجا اور دعا مانگی گئی ہے کہ وہ ہم گم کردہ راہ آریوں کو ہمارے پہلے پیاؤ وسط ایشیا پر پہنچا دے۔

اقتباسات

ایک مالدار مولوی

اذکار روزانہ میں یہ خبر درج کی گئی تھی۔ کہ جمعیتہ العلما ہند کے ناظم مولانا احمد سعید صاحب کی جیب سے کسی نے ایک سو روپیہ کا نوٹ نکال لیا۔ کانگرسی جمعیت کے سیکرٹری کی جیب میں ایک سو روپیہ کا نوٹ موجود ہونا تو کچھ ایسی تعجب کی بات نہ تھی لیکن آج ایک اور خبر "وحدت" سے معلوم ہوئی۔ کہ اسی جمعیت کے صدر محترم حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب آج کل پچاس ہزار روپیہ کا ایک مکان خریدنے کی فکر میں ہیں اخبار "وحدت" کے نامہ نگار نے تفصیل کیساتھ اس مکان کا پتہ بھی لکھدیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے۔ کہ مکان کی خریداری میں اتنی سی بات پر رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے کہ مفتی صاحب چالیس ہزار دینا چاہتے ہیں اور مالک پچاس ہزار مانگتے ہیں۔

یہ اس جمعیت کے صدر صاحب کی دولت مندی کا حال ہے جس کے دفتر پر بہت سا قرضہ بتایا جاتا ہے۔ چھ مہینے کا کرایہ تک ادا نہیں ہوا۔ اور عزیمت دناداری کی بنا پر چندے کی اپلیں شائع کی جا رہی ہیں اس خبر کو پڑھ کر لوگوں کو طبعًا یہ خیال آئیگا۔ کہ آخر مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے پاس پچاس ہزار روپے کی خطیر رقم کہاں سے آئی مدرسہ امینیہ کی صدر مدرسی کا جو مشاہرہ مفتی صاحب کو ملتا ہے وہ تو بمشکل ان کے گھر کے مصارف کے لئے مکتفی ہوتا ہوگا۔ یہ بالائی فتوح کہاں سے موصول ہوئیں۔ جن کی مقدار پچاس ہزار تک پہنچ گئی۔

دنیا جانتی ہے کہ جب صوبہ سرحد پر سرکاری تشدد کا پہاڑ ٹوٹا تھا۔ اور مسٹر پٹیل اور مولانا کفایت اللہ کو کانگرس نے تحقیق حالات پر متعین کیا تھا تو مولانا کو کانگرس کے خزانے سے ایک ہزار روپیہ بطور حق الخدمت دیا گیا تھا۔ جب محض ذرا سی تحقیقات پر آپ کو ایک ہزار چہرہ شاہی مل گئے تو اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ جب جمعیتہ العلما نے سول نافرمانی اور پکٹنگ میں کانگرس کا ساتھ دیا۔ اور سینکڑوں رضاکاروں کو شراب وغیرہ کے سلسلے میں قید کرا دیا تھا۔ تو کانگرس جیسی قدر شناس جماعت نے اس جمعیت کے صدر ناظم کو کس قدر نہال دیا ہوگا۔

جب ہندوستان بھر کی تمام اسلامی جماعتیں کانگرس سے بیزار تھیں اور کوئی مسلمان اسوقت تک کانگرس کی تحریک میں حصہ لینے پر آمادہ نہ تھا۔ جب تک وہ مسلمانوں کے حقوق تسلیم نہ کرے عین اس وقت کانگرس کی دستگیری کے لئے جمعیت العلما کا آمادہ ہو جانا اور مسلم کانفرنس میں اپنی شرکت اور نہرو رپورٹ کی مخالفت کو گلدستہ طاق نسیاں بنا کر گاندھی جی کو امام تسلیم کر لینا یقینًا کانگرس پر اتنا بڑا احسان تھا جس کا عوض یقینًا ہزاروں روپے کی صورت میں ملا ہوگا۔ مولانا نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ موٹا جھوٹا کھدر پہنتے ہیں۔ سادہ کھانا کھاتے ہیں۔ لمبے چوڑے مصارف نہیں رکھتے۔ کفایت شعاری آپ کا شیوہ ہے اس لئے وعظ سے۔ فتوے سے۔ نذر نیاز سے۔ کانگرس سے جو کچھ وصول ہوتا رہا ہوگا۔ اسے سینت سینت کر رکھتے رہے ہونگے۔ یہاں تک کہ ایک رقم کثیر ہو گئی۔ اور اللہ کے فضل سے ایک مسلمان مولوی بھی دنیاوی اعتبار سے صاحب حیثیت ہو گیا۔ (انقلاب)

جرمنی میں مسیحی کتب مقدسہ کیخلاف بغاوت

جرمنی میں ایک طرف تو سیاسی اصلاحات کا پروگرام زیر عمل ہے۔ دوسری جانب مذہبی اصلاحات کا بازار بھی گرم ہے۔ جرمنی میں اس وقت عیسوی مذہب کے لحاظ سے دو فریق ہیں ایک فریق جرمنی باشندوں کا ہے جو جرمنی چرچ کا حامی ہے اور جو اجنبی اقتدار سے جرمنی چرچ کو پاک رکھنا چاہتا ہے۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو چرچ کو دطنیت کے محدود دائرہ میں دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

جرمنی عیسائیوں کا جلسہ چند روز ہوئے منعقد کیا گیا جس میں جرمنی فریق نے اتفاق آراء سے مندرجہ ذیل تجاویز منظور کیں۔

(۱) عہد قدیم کو منسوخ قرار دیا جائے (عہد قدیم میں توریت۔ زبور اور بہت سے صحف انبیاء شامل ہیں)۔

(۲) فلسطین کے بجائے جرمنی کو ارض مقدس قرار دیا جائے۔

(۳) عہد جدید کو تبدیل کرکے اس کو نازی خیالات اور نظریات کے مطابق

برادران اسلام کی خدمت میں التماس

صدقہ فطر کا نظام قائم کرنے کی ضرورت

آنحضرت صلعم کی سنت کی خلاف ورزی سے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ کس طرح تباہ ہو رہا ہے

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالٰے)

بدقسمتی سے آج مسلمانوں کا ہر وہ کام اس نظام کی حالت کو چھوڑ چکا ہے جو نبی کریم صلعم نے ضروری ٹھیرایا تھا اور مسلمانوں کی تمام قوت اور طاقت اور ان کا روپیہ اور مال محض نظام کے ماتحت نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہو رہا ہے یہی حال صدقہ فطر کا ہے حدیث بخاری میں ہے عن ابن عمر فرض النبی صلعم صدقۃ الفطر او قال رمضان علی الذکر والانثی والحر والمملوک صاعا من تمر او صاعا من شعیر یعنی نبی کریم صلعم نے صدقہ فطر یا صدقہ رمضان مرد اور عورت اور آزاد اور غلام سب پر فرض ٹھیرایا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو اور بعض احادیث میں ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر بھی آتا ہے اور بخاری میں ہی ایک باب ہے صدقۃ الفطر علی الصغیر والکبیر صدقہ فطر چھوٹے اور بڑے سب پر ہے اور یہی عملدرآمد صحابہؓ کا تھا کہ چھوٹے سے چھوٹے بچوں کی طرف سے بھی دیتے صاع ایک حساب کی رو سے تقریباً چار سیر اور ایک حساب کی رو سے قریباً تین سیر بنتا ہے مگر مختلف اشیاء کے وزن کے لحاظ سے قیمتیں مختلف ہونگی آجکل کے نرخ کے لحاظ سے جو اور گندم کو ایک ہی حکم میں رکھکر اسکا اندازہ قریباً تین آنے فی کس ہوگا۔ اسی حدیث کے آخر میں ہے کانوا یعطون لیجمع للفقراء صدقہ فطر صحابہ اکٹھا کرنے کیلئے دیتے تھے اپنے اپنے طور پر فقیروں کو نہ دیتے تھے اور دوسری جگہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ ابوہریرہ کہتے ہیں وکلنی رسول اللہ صلعم بحفظ زکوۃ رمضان رسول اللہ صلعم نے میرے سپرد یہ کام کیا تھا کہ میں صدقہ رمضان کی حفاظت کروں جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم خود بھی اسے جمع کرنے کا حکم دیتے تھے اور سارا مال ایک جگہ جمع ہو کر پھر حسب ضرورت تقسیم کیا جاتا تھا۔

اور حدیث ابن عمر میں ہے کانوا یعطون قبل الفطر بیوم او یومین یعنی یہ صدقہ عید سے ایک یا دو دن پہلے ادا کر دیتے تھے۔ ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کو رسول اللہ صلعم نے جمع کرنے کا حکم دیا تھا اور وہ اسطرح نہ دیا جاتا تھا جسطرح آج مسلمانوں کی بدنظمی کی وجہ سے ہر ایک شخص جہاں چاہے دے چھوڑتا ہے اسطرح الگ الگ تقسیم کر دینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روپیہ ضایع ہو جاتا ہے کچھ بھیک مانگنے والوں کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے اگر سنت نبوی کی پیروی کی جائے تو صدقہ فطر کو ایک جگہ جمع کرکے اس میں سے حسب ضرورت خرچ کرنا چاہئیے۔

غور کیا جائے تو مسلمان صدقہ فطر کے اس نظام کو توڑ کر جو رسول اللہ صلعم نے قائم کیا تھا اپنا روپیہ جو انکی قوم کیلئے عظیم الشان قوت کا موجب ہو سکتا ہے برباد کر رہے ہیں مثلاً لاہور کو ہی ہم لے لیں اگر ایک لاکھ آدمی بھی صدقہ فطر ادا کرتا ہو تو انکی کل میزان بیس ہزار روپے ہوتی ہے یہ بیس ہزار روپیہ اگر ایک جگہ آئے جیسا رسول اللہ صلعم کا ارشاد تھا تو کسقدر قومی کام اس سے نکل سکتے ہیں کسقدر غربا کی تعلیم کا انتظام ہو سکتا ہے لیکن ہم اپنے ہاتھوں اس روپئے کو برباد کر رہے ہیں اور اپنی قوم کو کمزور کر رہے ہیں صرف ایک پنجاب کو ہی لے لو اگر اسکی نصف آبادی نہ سہی ایک تہائی بھی صدقہ ادا کرنیوالی ہو تو یقیناً یہ تو ہر سال پنجاب کے مسلمان پندرہ سولہ لاکھ روپیہ برباد کر دیتے ہیں جس سے ایک یونیورسٹی بن سکتی ہے یا قوم کی عامہ حالت سدھر سکتی ہے اسوقت مسلمانوں میں کتنی انجمنیں موجود ہیں اگر مسلمان بھائی اپنے صدقہ فطر کو بجائے ادھر ادھر پھینکنے کے رسول اللہ صلعم کے ارشاد کی خلاف ورزی کرنیکے ان انجمنوں کے سپرد کریں مثلاً انجمن حمایت اسلام یا انجمن اسلامیہ یا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہے یا اور کوئی انجمن ہو تو وہ ان انجمنوں کی قوت کو بڑھا کر اپنی قوم کو کسقدر طاقتور بنا سکتے ہیں مگر موجودہ حالت میں کیا ہو رہا ہے مسلمانوں کی جیبوں سے روپیہ نکلتا بھی ہے اور اپنی طرف سے وہ ایک فریضہ ادا بھی کرتے ہیں لیکن آدھا حکم مانتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ان کا روپیہ بھی گیا اور حکم نبوی کی اصل غرض بھی پوری نہ ہوئی۔

میری درد دل سے سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے مال کو جسے اللہ تعالیٰ نے قوم کی زندگی کا موجب بنایا ہے ضایع ہونے سے بچائیں۔ اور سنت نبوی کے مطابق اپنا روپیہ قومی ضروریات کیلئے کسی انجمن کے سپرد کریں۔ خاکسار محمد علی پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

شذرات

دہلی کا ہندو اخبار روزنامہ "وطن" رقمطراز ہے کہ:۔

"جب سے پنڈت مدن موہن مالویہ نے گاندھی جی کی ہریجن (اچھوت ادھار) تحریک کی تائید کی ہے اس وقت سے انکی دھرم پتنی (اہلیہ) نے پنڈت جی کو چوکے کے اندر کھانا دینا بند کر دیا ہے۔ پنڈت جی اب علٰحدہ کھانا کھاتے ہیں"

جب پنڈت جی کی پنڈتانی نے ان سے یہ سلوک کیا ہے تو کاشی جی کے کٹر برہمن خدا جانے ان سے کیا برتاؤ کرتے ہوں گے پنڈت جی عملاً چھوت چھات کے نہایت سختی سے پابند ہیں۔ صرف اچھوتوں کے حق میں چند الفاظ کہہ دینے کا یہ نتیجہ ہے۔ بولو اچھوت ادھار کی جے!

ہندوؤں کے مشہور شاعر ٹیگور اپنی یونیورسٹی وشوا بھارتی کیلئے چندہ فراہم کرنے کی غرض سے گذشتہ دنوں حیدر آباد دکن تشریف لے گئے اعلٰحضرت حضور نظام نے ان کی اپیل پر ایک لاکھ روپیہ کی گرانقدر رقم عطا فرمانے کی خواہش ظاہر کی ہے اس سے قبل بھی اعلٰحضرت ڈاکٹر ٹیگور کو ایک لاکھ روپیہ عطا فرما چکے ہیں۔ علاوہ ازیں حضور کے ارکان سلطنت اور امرا نے بھی بڑی بڑی رقوم عطا فرمائیں۔ کیا وہ ہندو اخبارات جو دولت آصفیہ اور اس کے بیدار مغز اور غیر متعصب فرمانروا کے خلاف ہمیشہ زہر چکانی میں مصروف رہتے ہیں کوئی شرم محسوس کریں گے! کیا متعصب بادشاہوں کا یہی طرز عمل ہوا کرتا ہے؟ اعلٰحضرت کی ہندو پروری کی یہ ایک ادنٰی مثال ہے۔ ورنہ سیکڑوں ہندو ادارے اور ہزاروں مندر اس بحر کرم سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

گذشتہ دنوں ایک مشہور ماہر طب سر جی۔ ایف۔ ایز چ۔ ایڈیٹر "اور ٹیل واچ مین اینڈ ہیرلڈ آف ہیلتھ" نے بمبئی میں صحت عامہ پر لیکچر دیتے ہوئے فرمایا

"اگر تم کو صحت برقرار رکھنی ہے تو دو باتوں پر عمل کرو۔ ایک غذا اچھی اور صحت بخش استعمال کرو۔ اور وقتاً فوقتاً روزہ بھی رکھا کرو۔ خوراک میں پھلوں کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ اور روزہ معدہ کی اصلاح کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے"

کیا وہ غیر مسلم حضرات جو اسلامی روزہ پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ اور وہ مسلمان جو روزہ کی نعمت سے رمضان میں بھی محروم رہتے ہیں۔ ایک ماہر طب کی اس رائے پر غور فرمائیں گے؟

جناب سید حبیب صاحب آف سیاست نے شاہ افغانستان سے درخواست کی تھی کہ میں قدمبوسی کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ اجازت دی جائے۔ شاہ موصوف نے یہ کہکر ٹال دیا کہ سردی زیادہ ہے مت آؤ۔ پھر کبھی دیکھا جائے گا۔ بالفاظ دیگر آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ افغانستان کی سردی کی نسبت شاہ افغانستان کی یہ سرد مہری سید صاحب کے لئے غالباً زیادہ تکلیف دہ ہوگی۔

مشہور بدزبان آریہ اخبار "پرکاش" کچھ عرصہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف اس طرح ہرزہ سرائی میں مصروف ہے کہ معلوم ہوتا ہے اس کو راماین کا وہ مشہور افسانہ رنگین بننے کا شوق ہے جس کا ہیرو ہنومان جی

عید

از مولانا ابو الاثر حفیظ جالندھری مصنف شاہنامہ اسلام

یہ عید ہے روزہ داروں کی — محبوب خدا کے پیاروں کی
جن کی طاعت مشکور ہوئی — پروان چڑھی منظور ہوئی
سجدوں نے جبینیں چمکائیں — منت کی مرادیں بر آئیں
محنت کا شجر پھل لایا ہے — دن فضل خدا کا آیا ہے

یہ بخشش کی امید کا دن
یاروں کیلئے ہے عید کا دن

رحمت کی گھٹائیں چھائی ہیں — قبلے کی طرف سے آئی ہیں
واہیں توحید کے میخانے — اور گردش میں ہیں پیمانے
ساقی ازل کی جو کھٹ ہے — مستان الست کا جمگھٹ ہے
یہ سب اللہ کے دیوانے — شمع وحدت کے پروانے

توحید کے نغمے گاتے ہیں
مل جل کر عید مناتے ہیں

ہم بد قسمت ہم بیچارے — آزار فرقت کے مارے
عید آئی۔ یہ کیسے جانیں؟ — ہم عید کی خوشیاں کیا جانیں
یثرب سے نہیں پیغام آیا — غربت میں ماہ صیام آیا
محبوب کے در سے دور ہوئے — لاچار ہوئے مجبور ہوئے

جب نور خدا کی دید نہیں
یہ عید ہماری عید نہیں

حفیظ

صدی کا کوئی مہرشی ہے۔ "پرکاش" مطمئن رہے۔ اس کا یہ شوق عنقریب پورا کر دیا جائے گا۔

آئندہ ماہ گوالیار میں ایک شاندار اردو کانفرنس منعقد ہونے والی ہے جس کی مجلس استقبالیہ کے صدر وہاں کے مشہور ہندو مسٹر کیلاش ناراین ہکسر منتخب ہوئے ہیں۔ گوالیار کے ہندو مسلمان متحدہ طور پر اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ لیکن "پرکاش" . . . . . . کے لئے یہ بات سوہان روح ہو رہی ہے۔ چنانچہ اس کانفرنس کے خلاف اس نے اپنے ۱۰ جنوری کے پرچے میں اس طرح ہرزہ سرائی کی ہے۔

"اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو مسٹر ہکسر ہی جن میں جنہوں نے جنوری ۱۹۲۹ء میں ہندی سمیلن گوالیار کا ادھیکیشن منعقد کیا تھا۔ سمیلن کے پانچ سال بعد ہی آپ کا اردو کانفرنس کی سوا گت کارنی سبھا کا ادھیکش ہونا جہاں تک بھارت ورش کی آئندہ قومی زبان کا تعلق ہے کوئی نیک فال نہیں۔ ریاست گوالیار ایک مرہٹہ ریاست ہے اس کے اندر اردو یعنی ملیچھ بھاشا کی حوصلہ افزائی کے لئے تن من دھن سے کوشاں ہونا [illegible]"

"پرکاش" اور اس کے ہمنواؤں کو کان کھول کر سن لینا چاہئے۔ کہ بھارت ورش کی آئندہ قومی زبان اردو اور صرف اردو ہی ہوگی۔ اس لئے گوالیار میں اردو کانفرنس کا انعقاد اور مسٹر ہکسر کی اس کی تیاریوں میں شمولیت یقیناً نیک فال ہے۔ البتہ اس ہرزہ سرائی کو خود "پرکاش" کی ذات ہندو مسلم اتحاد کے لئے فال بد کہا جا سکتا ہے۔

اس بد زبان اخبار نے ہندوستان کی قومی زبان اردو کو "ملیچھ بھاشا" لکھ کر اپنے خبث باطن کا ثبوت دیا ہے۔ بد زبانی اور ہرزہ سرائی کے ساتھ شرم و حیا سے بُعد "پرکاش" کی قابل خصوصیت ہے۔ "پرکاش" اردو میں شائع ہوتا ہے اور اردو ہی کو ملیچھ بھاشا کہتا ہے۔ گویا خود ملیچھ ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اگر اس میں شرم و حیا کا کچھ مادہ بھی باقی ہے تو اس کو چاہئے کہ فی الفور اس زبان کو ترک کر دے۔ اور ہندی میں شائع ہوا کرے۔ پھر اس کو چند ہی روز میں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔

سنا ہے کہ کوچہ چیلاں دہلی کی کانگریسی جمعیۃ العلماء کے صدر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب بہت مالدار ہو گئے ہیں اور جامع مسجد دہلی کے قریب چھتہ شیخ منگلو میں ایک عالیشان مکان خرید رہے ہیں جس کی قیمت پچاس ہزار روپیہ بیان کی جاتی ہے۔ سودا کبھی کا ہو چکا ہوتا صرف اتنی سی بات نے رکاوٹ پیدا کر رکھی ہے کہ مالک مکان پچاس ہزار روپیہ چہرہ شاہی طلب کرتے ہیں اور حضرت مفتی صاحب تمام چالیس ہزار میں خریدنا چاہتے ہیں۔ مگر امید ہے کہ دلالوں کی سعی سے یہ بات بھی جلد طے ہو جائیگی۔ مفتی صاحب کو یہ محل مبارک ہو لیکن اس خبر کے مشہور ہوتے ہی چاروں طرف سے سوال ہو رہا ہے کہ آخر مفتی صاحب قبلہ کے پاس اتنا روپیہ آیا کہاں سے مدرسہ امینیہ دہلی کی صدارت کی تنخواہ تو انہیں بہت قلیل ملتی ہے بظاہر وہ اور کوئی کاروبار بھی نہیں کرتے۔ لاہور کے ایک روزنامہ کا خیال ہے کہ کانگریس نے ان کو بہت روپیہ دیا ہے۔ ہمیں کسی کے ذاتی معاملات سے کوئی غرض نہیں صرف جناب مفتی صاحب کے فائدہ کی خاطر ان کی خدمت میں یہ مخلصانہ مشورہ عرض کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ وہ ایک بیان شائع کر کے ان تمام شکوک کو دور کر دیں جو اس خبر سے پبلک میں پیدا ہو گئے ہیں ورنہ لوگ قدرتی طور پر ان باتوں پر یقین کرنے پر مجبور ہونگے جو اس سلسلہ میں مشہور ہو رہی ہیں۔

خبریں

ہندوستان

—— مسٹر عبدالمتین چودہری ڈپٹی پریزیڈنٹ اسمبلی کے والد مولوی عبدالکریم چودہری ۸۱ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

—— مدراس ۱۰ جنوری۔ آج مہاراجہ دیواس نے وائسرائے کو ایک او تار ارسال کیا ہے کہ انہیں قرضہ دیگر ریاست کے معاملات کا فیصلہ کرنیکا موقعہ دیا جائے۔ اور انہیں اپنے انتظاما کو اقتصادی طریق پر پورے شاہی اختیارات کے ساتھ چلانے دیا جائے۔

—— بنگال کے سرکردہ کانگرسیوں نے اپنے صوبہ میں سیاسی کام کا ایک جدید پروگرام مرتب کیا ہے جس کے مطابق وہ عنقریب اپنی سرگرمیاں شروع کر دیں گے۔

—— دہلی ۱۱ جنوری۔ جاپانی وفد نے انڈو جاپانی معاہدہ کا مسودہ تیار کر لیا ہے۔

—— افواہ ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو عنقریب گرفتار کر لئے جائیں گے۔

—— دہلی ۱۰ جنوری۔ یہاں شدید سردی پڑ رہی ہے کل ژالہ باری ہوئی تھی جس کی وجہ سے سردی اور بھی چمک اٹھی ہے

—— کلکتہ ۱۰ جنوری۔ بنگال کونسل میں انسداد در آمد اسلحہ کے بل پر بحث ہو رہی ہے۔

—— رہتک ۱۰ جنوری۔ کل یہاں ایک بجے کے قریب شدید ژالہ باری ہوئی۔

—— حکومت مدراس نے مالیہ میں ساٹھ لاکھ کی معافی کا اعلان کیا ہے۔

—— علی گڑھ ۱۱ جنوری۔ افغانی ہاکی ٹیم ۲۵ جنوری کو یہاں پہنچے گی اور مسلم یونیورسٹی میں پانچ دن مہمان رہیگی۔

—— محکمہ ڈاک خانہ و تار نے اعلان کیا ہے کہ عید الفطر کے موقعہ پر عراق بھیجے جانیوالے برقی پیغامات مبارکباد ۱۴ جنوری سے ۲۰ جنوری تک ڈی ایل۔ ٹی (L. T. D. E) کی شرح سے لئے جائیں گے۔ کم سے کم ہر تار پر دس الفاظ کی اجرت لی جائیگی

—— برار کی خواتین نے اپنے ایک نمائندہ اجتماع میں اس مطلب کی تجویز پاس کی ہے کہ سرکار برطانیہ اعلیحضرت حضور نظام کو برار پر جو اقتدار دے رہی اس کو خواتین برار اچھی نظر سے دیکھتی ہیں اور یہ واضح کر دینا چاہتی ہیں کہ سرکار برطانیہ اپنے سب سے بڑے محسن کے احسانات کو فراموش نہ کرے اور برار پر حضور والا کو کامل اقتدار عطا کرتے ہوئے "جلالت مآب" کا خطاب دے

—— حیدر آباد سندھ ۱۰ جنوری۔ دیوان بھگت سنگھ ریٹائرڈ کلکٹر کی بیوی مسز ساوتری کو حیدر آباد سندھ میں آنریری مجسٹریٹ مقرر کیا گیا ہے۔ وہ پہلی ہندو لیڈی ہیں جسے سندھ میں آنریری مجسٹریٹ مقرر کیا گیا ہے۔

—— نیو دہلی ۱۱ جنوری کل برطانوی وزیر پرواز لارڈ لنڈن اپنے سیکرٹری کے ہمراہ یہاں پہنچے۔ آپ کا سرکاری طور پر خیر مقدم کیا گیا۔ آپ شمالی ہندوستان کے ہوائی مستقروں کا معائنہ کریں گے۔

—— پانڈی چری کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مہاراجہ پولاداس کی حالت زیادہ خطرناک ہوتی جا رہی ہے۔

عالم اسلام

—— کابل ۱۰ جنوری۔ روسی سفیر متعینہ کابل نے آج اپنی سند تقرر کو شاہ افغانستان کے حضور پیش کرتے ہوئے کہا کہ حکومت روس افغانستان سے دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتی ہے۔

—— شاہ موصوف نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میری بھی خواہش یہی ہے میری حکومت اس امر کے لئے ہر ممکن کوشش کریگی۔

—— چینی ترکستان کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ایک اسلامی جمہوریت قائم ہو گئی ہے۔ حکومت نے اپنی وزارت بھی مرتب کر لی ہے اور اپنے نمائندے مختلف ممالک کو روانہ کر دیئے ہیں جمہوریت نے اپنا ایک خاص جھنڈا بھی تجویز کر لیا ہے۔

—— بغداد ۱۱ جنوری۔ آج مجلس شوریٰ عراق نے قومی تحفظ کا قانون منظور کر لیا ہے اس قانون کا مقصد یہ ہے کہ ۱۹ سے ۲۱ سال کی عمر کا ہر فرد قومی تحفظ کے لئے تیار ہوگا۔ عراقی پبلک نے اس قانون کا پرجوش خیر مقدم کیا ہے۔

—— گذشتہ دنوں نجد و یمن کی آویزش کے سلسلہ میں یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ یمنی لشکر نجران پر قابض ہو چکا ہے اور وادی وہ اس میں پہنچ گیا ہے لیکن تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر صحیح نہیں۔ سلطان ابن سعود نے پچھلے دنوں اپنے مرحوم بھائی کے صاحبزادے فیصل کو یمن کے مقابلے میں سپہ سالار مقرر کیا تھا انہوں نے یمنی افواج کا نہایت کامیابی سے مقابلہ کیا ہے۔

—— اخبار ہند جدید کلکتہ رقمطراز ہے کہ یمنی افواج نجرانی قبائل کے مقابلے میں شکست کھا کر بھاگ نکلیں اور نجران خالی کر دیا۔ بعض مصری اخبارات نے بھی جو امام یحییٰ والئے یمن کے حامی ہیں یمنی افواج کی شکست کو تسلیم کر لیا

—— گذشتہ دنوں مسلمانان فلسطین کی حمایت میں لنڈن میں ایک عظیم الشان مظاہرہ ہوا۔

—— ایک مشہور انگریز مقالہ نگار مسٹر کنھر ولیم نے حکومت برطانیہ کو فلسطین کے بارہ میں نہایت مفید مشورے دیئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ برطانیہ کی موجودہ پالیسی سے عرب اور یہودی دونوں ناخوش اور غیر مطمئن ہیں اس لئے برطانیہ کو فی الفور کوئی نئی پالیسی تجویز کرنی چاہیئے۔ نیز انہوں نے یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ برطانیہ کی تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندوں کو جمع کیا جائے اور فلسطین کو جماعتی سیاسیات سے بالا رکھ کر کوئی قطعی فیصلہ کیا جائے حکمداری کی شرطوں پر نظر ثانی کی جائے بعد ازاں یہودی اور عربوں دونوں کو بتا دیا جائے کہ فلسطین میں برطانیہ کی پالیسی یہ ہوگی۔

—— مسٹر ولیم نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر مجوزہ بالا اجتماع کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو برطانیہ کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ حکمداری فلسطین کا پروانہ جمعیتہ اقوام کے حوالے کر دے۔ اگر جمعیتہ حکمداری کے بحال رکھنے پر اصرار کرے تو برطانیہ اپنی شرطیں پیش کر دے۔ مسٹر موصوف کی خواہش ہے کہ فلسطین کو چھوڑنے سے قبل برطانیہ کو سرگرم کوشش کرنی چاہیئے کہ کوئی ایسی پالیسی وضع ہو جائے جس پر عرب مطمئن ہوں۔

—— عرب کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عسیر کے پایۂ تخت "ابہا" اور مکہ مکرمہ کے درمیان موٹروں کی آمد و رفت کے لئے جو سڑک تعمیر ہو رہی تھی وہ اب پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہے موٹروں کی آمد و رفت بھی شروع ہو گئی ہے

ممالک خارجہ

—— پیرس ۱۰ جنوری۔ یہاں کے وکیل مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان قانون دانوں کو جو کہ پارلیمنٹ کے ممبر ہیں وکالت کی اجازت نہ دی جائے۔

—— شمالی امریکہ کے کھنڈروں سے ایک لاش ملی ہے جو کسی لڑکی کی ہے سائنس دانوں کا خیال ہے کہ یہ لاش آج سے سولہ سو سال پہلے کی ہے۔

—— حکومت امریکہ نئے جنگی جہازوں کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے چنانچہ ایوان نمائندگان میں ایک مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے جس کی رو سے حکومت کو اختیار ہوگا کہ وہ ۴۷۳ ملین ڈالر کی لاگت سے ایک سو نئے جنگی جہاز تعمیر کرے یہ جہاز ۱۹۳۵ء کے بعد دس سال کے اندر اندر بنائے جائیں گے۔

—— تبت کا دلائی لامہ مر گیا ہے اب نئے دلائی لامہ کی تلاش ہو رہی ہے تاشی لامہ اس سلسلہ میں نہایت پر اسرار کوشش کر رہا ہے

—— آجکل انگلستان میں شدید سردی پڑ رہی ہے اور سخت کہر چھائی رہتی ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ امریکہ کے مشہور شہر شکاگو میں آگ لگ گئی جس سے تقریباً دس لاکھ ڈالر کا نقصان ہوا۔

—— روما ۱۰ جنوری۔ حکومت سوئٹزرلینڈ کی ایک رپورٹ مظہر ہے کہ گذشتہ سال میں جن مجرموں نے غیر ممالک سے شراب در آمد کی ان پر مجموعی طور پر تیس لاکھ پونڈ جرمانہ کیا گیا۔

—— لنڈن ۱۱ جنوری۔ برلن کی اطلاعات مظہر ہیں کہ حکومت جرمنی نے فرانس سے اس کی یادداشت کے متعلق جو تحدید اسلحہ کے ضمن میں اول الذکر کو بھیجی گئی تھی مزید توضیحات طلب کی ہیں۔

—— نیویارک ۱۱ جنوری۔ اقتصادی ماہرین کا اندازہ ہے کہ فروری کی ابتداء میں ڈالر کی قیمت گر جائیگی۔

—— لنڈن ۱۰ جنوری۔ پرسوں ملکہ معظم کی پیٹھ پر کامیابی سے عمل جراحی کیا گیا آپ کی حالت اچھی ہے۔

—— ٹوکیو ۱۰ جنوری۔ گذشتہ سال جاپان کی غیر ملکی تجارت میں دس ہزار پونڈ کا اضافہ ہو گیا ہے۔

—— لنڈن ۱۱ جنوری۔ کل سہ پہر کو وزراء کے کابینہ برطانیہ نے تخفیف اسلحہ کے مسئلہ پر بحث و تمحیص کی جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔

—— معلوم ہوا ہے کہ نہر سویز کے محاصل میں کمی کر دی گئی ہے۔

—— امریکہ کے شہر لاس اینجلس میں ایک نئی قسم کی دوکان کھلی ہے جہاں خریداروں کو اپنی ضروریات انتخاب کرنے کے لئے دوکان میں گھومنا نہیں پڑتا۔ بلکہ دوکان کا سامان خود بخود سامنے آ جاتا ہے گاہک دوکان میں داخل ہو کر ایک میز پر بیٹھ جاتے ہیں سامان الماریوں میں سجا یا خود بخود ان کے سامنے گذرنا شروع ہو جاتا ہے یہ الماریاں بجلی کے ذریعہ حرکت کرتی ہیں۔

—— لنڈن ۱۱ جنوری۔ ایوان تجارت مانچسٹر نے کل ایک اجلاس میں جاپانی مصنوعات کے خلاف موثر ذرائع اختیار کرنے کے سوال پر غور کیا۔

—— لنڈن ۱۱ جنوری۔ جرمنی میں عنقریب مہینوں کے نام تبدیل کر دیئے جائیں۔ موجودہ لاطینی ناموں کی بجائے پرانے جرمن ٹھیٹھ نام دوبارہ زندہ کئے گئے ہیں۔ بلکہ صوبہ ویسٹ فیلیا میں یہ نام رائج بھی ہو چکے ہیں۔

يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

جلد ۲۲ | لاہور ـ یوم سہ شنبہ مطابق ۶ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۳۴ء | نمبر ۵

جس کے جلوے سے منور ہوگئی شانِ عرب

(از جناب لالہ چندی پرشاد صاحب شید اؔ دہلوی)

کردیا اک نور سے معمور ایوانِ عرب — آتش خاموش تھی وہ زیرِ دامانِ عرب
کون تھا وہ شمعِ دل افروز مہمانِ عرب — ہوگئی جس کی تجلی سے فزوں شانِ عرب

آفتابِ معرفت سے ملک روشن ہوگیا
ذرہ ذرہ نور سے وادیٔ ایمن ہوگیا

ابرِ رحمت ریز بن کر کون تھا جلوہ فگن — کھل گیا اک دشتِ خارستاں میں وحدت کا چمن
ہوگئی شانِ مقدس ہر طرف وہ جوش زن — بن گئے ریگ رواں کے ذرے رشکِ یاسمن

بادِ صرصر میں شمیم راحت افزا آگئی!
وہ مہک تھی شرک و بدعت کی کلی مرجھا گئی

نور سے معمور تھا شمع شبستانِ عرب — جس کے جلوے سے منور ہوگئی شانِ عرب
کردیا رنگین وحدت سے گلستانِ عرب — کلمہ گو حق کے ہوئے سب بت پرستانِ عرب

پیش کی وہ سامنے ہر اک کے صورت نور کی
نعرۂ اللہ اکبر سے فضا معمور کی

پیروِ دینِ مقدس پاک رکھتے تھے چلن — ان کے ہر دست و زباں میں صدق تھا جلوہ فگن
بہرِ آزادی وہ تھے شیرانہ ہر سو نعرہ زن — بھول بیٹھے جس کو اب افسوس یارانِ وطن

مے اڑی ساغر سے خالی جامِ ساقی رہ گیا
نام ہی نام اب مسلمانی کا باقی رہ گیا

افضال الٰہی کی بارش

کامیابی کے مبارک آثار

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مقاصد میں کامیابی کے آثار ہر موقعہ پر ظاہر ہو رہے ہیں جلسہ سالانہ میں جرمن مشن کے مستقل اخراجات کے لئے حضرت امیر کی اپیل پر بعض احباب نے نقد رقوم عطا کردیں اور بعض نے وعدے کرلئے۔ باقی احباب کی خدمت میں جو جلسہ میں شامل نہیں ہو سکے تھے بذریعہ خطوط تحریک کی گئی تھی۔ الحمد للہ کہ ان کی طرف سے بھی حسب دلخواہ جواب آرہے ہیں۔ اس کے بعد ماہ رمضان کے ایک جمعہ میں "آئینہ احمدیت" کی مفت اشاعت کے لئے تحریک ہوئی تو ۲۲۹ کاپیوں کے فوراً وعدے ہوگئے۔ اس کے بعد آخری جمعہ میں جہازوں کی لائبریریوں میں قرآن کریم سیرت خیر البشر تاریخ خلافت راشدہ اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے انگریزی تراجم مفت رکھوانے کے لئے چندہ کی اپیل ہوئی تو اس مبارک تحریک پر ۲۴ سٹ کے لئے وعدے ہوگئے جس میں سے ہر ایک سٹ پر تیرہ روپے آٹھ آنہ خرچ معہ محصول ڈاک وصول ہونا تھا گویا اس قلیل سی جماعت نے جو سابقہ تحریکات اور چندوں کے بوجھ سے پہلے ہی دبی ہوئی معلوم ہوتی تھی مزید پانچ چھ سو روپے کا اور بوجھ ایک نشارہ پر اٹھا لیا۔ چار دن درمیان چھوڑ کر عید آگئی۔ اسی جماعت نے آن کی آن میں دو سو روپے کے قریب نقد جمع کردیا جس میں پچاس روپے صرف چند مستورات کے جمع کردہ ہیں۔ دینی خدمات میں حصہ لینے کا جوش ہو تو ایسا ہو۔ اللہ کرے زور کرم اور زیادہ!

اس بارش افضال الٰہی پر سجدہ شکر کرتے ہوئے میں تمام دوستوں کی خدمت میں عید مبارک کہتا ہوں۔ اور توجہ دلاتا ہوں کہ فلا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين۔ اور بار بار غالب ہو تا غالب شدی پر نظر رکھتے ہوئے اس جماعت کی تمام تحریکات میں اسی پوری طاقت سے حصہ لیں۔ اور آنہ فنڈ اور بچت فنڈ جیسی سہل تحریکات کو بھی نظر انداز نہ کریں۔ (عزیز بخش)

آنریری افسر تحصیل۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اشاعت اسلام کی ضرورت و اہمیت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی خدمات

(از جناب ملک عبدالقیوم صاحب بی۔اے بیرسٹرایٹ۔پروفیسر لا کالج لاہور)

"جلسہ نمبر" کے لئے جناب ملک عبدالقیوم صاحب بی۔اے۔ بیرسٹرایٹ پروفیسر لا کالج لاہور سے بھی مضمون کی درخواست کی تھی جس پر موصوف نے مندرجہ ذیل قیمتی مضمون عنایت فرمایا تاخیر سے موصول ہونے کی وجہ سے اگلی نمبر میں درج نہ ہوسکا اب شکریہ کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے

قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ چند ہفتے ہوئے ہندوستان کے ایک مقتدر انگریزی روزنامے نے مسلمانان چین کے اعداد کا حوالہ دیتے ہوئے اس حقیقت کو ظاہر کیا تھا کہ اسلام اصلاً ایک تبلیغی تحریک ہے۔ اس جریدے کا بیان ہے کہ تقریباً ایک سال ہوا حکومت جمہوریہ چین نے حدود سلطنت کے اندر مردم شماری کا انتظام کیا۔ اور جیسا کہ آج کل کی رپورٹوں کا خاصہ ہے۔ اس چینی رپورٹ کو ان تمام جزویات سے آراستہ پیراستہ کیا جس کے بغیر کوئی رپورٹ صحیح طور پر رپورٹ مردم شماری کہلائی نہیں جاسکتی۔

اس رپورٹ کا ممتاز حصہ ان جزویات پر مشتمل ہے جن کے اندر صوبجات شانسی۔ ہوپے۔ چنگکیانگ۔ یونان۔ شان تنگ۔ اور ہونان کی اسلامی آبادی کے اعداد دیے گئے ہیں۔ اور صرف اسی ایک اعتبار سے میری ناچیز رائے میں اراکین جمہوریہ چین اس رپورٹ کی ترتیب واشاعت پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہوریہ کے ۲۸ صوبے ہیں جن میں سے مسلمان مندرجہ بالا چھ صوبوں میں کثرت سے آباد ہیں تعجب ہے اس فہرست میں صوبہ پی چی لی کا نام کیوں نہیں آیا جو صوبہ نہ صرف مرکز حکومت بلدہ پیکن کو لئے ہوتے ہے۔ بلکہ سیاسی اور تمرانی اعتبار سے سلطنت چین کا نہایت ممتاز صوبہ ہے۔ اور جو معلومات اب تک شائع ہو چکی ہیں اس امر کی شہادت دیتی ہیں کہ مسلمانان چین صوبہ پی چی لی میں ایک ممتاز اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں اور معزی تجارت میں ان کا وجود نہایت اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اسی مرکز میں جامع اسلامیہ چین واقعہ ہے اور یہ مقام مفتی اعظم چین کا مسکن ہے جس کی نمائندہ حیثیت کا اعتراف حکومت چین نے وصد دراز سے کیا ہے۔ بہرصورت اس رپورٹ سے واضح ہے کہ چین کی موجودہ اسلامی آبادی چھ کروڑ سے کم نہیں۔ میرے نزدیک اس امر کی اشاعت سے جو چینی ملکی ادارے کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔ وہ دیرینہ بحث ختم ہو جانی چاہئے۔ جو گزشتہ بیس سال سے چین میں اسلامی آبادی کے متعلق برپا تھی بعض مشنری رپورٹوں کے رو سے جن میں سے پادری بیروم ال براڈ مشل کی مشہور کتاب "اسلام چین میں" خاص طور پر قابل ذکر ہے مسلمانان چین کی تعداد اسی لاکھ سے زیادہ بیان نہیں کی جاتی تھی۔ علی ہذا پروفیسر آرنلڈ نے اپنی کتاب "چین میں فروغ اسلام" میں مسلمانان چین کی تعداد چار کروڑ بیان کی تھی مگر چینی حکومت کی تازہ ترین رپورٹ سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانان چین کا ماً چھ کروڑ ہیں سنکیانگ یا چینی ترکستان کے مسلمان اس کے علاوہ ہیں جو رپورٹ میں شامل نہیں۔

اب دوسرا سوال جو اس نہایت ہی خوش آیند انکشاف سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایشیائے قصےٰ کی اس دور افتادہ سرزمین میں پیروان اسلام کس سبیل اور کس طریق سے چھ کروڑ ہو گئے ہیں۔ کیا یہ کسی جری مجاہد اسلام کی ترکتازی کا نتیجہ ہے یا کسی فرمانروا کی حمایت کا اثر ہے جن صاحبوں نے مشرق قدیم وجدید کی تواریخ کا جزوی مطالعہ فرمایا ہے وہ اس امر سے واقف ہیں کہ قرون وسطیٰ کی کسی صدی میں مسلمانوں نے سرزمین چین کو اپنے عساکر کی جولانگاہ نہیں بنایا۔ اور نہ اب تک کوئی با اقتدار فرمانروا مقامی یا مرکزی اس ملک میں ایسا پیدا ہوا جس نے اسلام کے حق میں کسی قسم کی تبلیغی سعی جاری کی ہو۔ تو گویا یہ ثابت ہوا کہ مسلمانان چین کا وجود اور اس ملک میں اسلام کا فروغ تمامتر انفرادی کوشش کا نتیجہ ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ پرانی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے دور سیادت میں عربوں کی ایک جماعت خشکی کے راستے تاجرانہ حیثیت سے ایشیائے وسطیٰ وارد ہوئی اور اسی ایشیائے وسطیٰ میں داخل ہوئی اور وہی چین میں اسلامی فروغ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

میں نے یہ لمبی بحث صرف ایک امر کے متعلق اس لئے چھیڑی ہے تاکہ معلوم ہوسکے اشاعت وتبلیغ کے لئے کوشش خواہ کیسی ہی جزوی انفرادی کیوں نہ ہو بار ور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ بشرطیکہ اخلاص اور ثابت قدمی کی بنیادوں پر شروع کی گئی ہو۔ اگر قرون وسطیٰ کے مسلمانوں نے ایسے وقت میں جبکہ ریل۔ تاربرقی۔ ذرائع پیغام رسانی وسفر نہایت ابتدائی حالت میں تھے اپنی تبلیغی کوشش سے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ ایک صدی کے مختصر دور میں ایک قدیم ووسیع سلطنت کے ۲۸ صوبوں میں سے ۶ صوبوں پر روحانی حکومت قائم کردی تو مسلمانان زمانہ حال پر یہ فرض بدرجہ اتم عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے اخلاقی علمی اور مادی وسائل اس اہم اسلامی فرض کی تکمیل میں صرف کریں۔ تاکہ فروغ اسلام سے حدود اخوت اسلامیہ توسیع پذیر ہوں اور دنیا کے اطراف سے وہ سیاسی اقتصادی اور مادی بے چینی اور افراط تفریط ہمیشہ کے لئے دور ہو جس کے سبب ملکوں اور قوموں کے درمیان دائمی رقابت کے حالات موجود رہتے ہیں۔

میں عرض کرتا ہوں کہ قوموں اور ملکوں کے باہمی تعلقات کی موجودہ پریشان صورت صرف اسی وقت دور ہوسکتی ہے جبکہ ان کے تعلقات اور روابط کا محرک ایسا بنیادی اصول ہو جسے اخوت اسلامیہ کہتے ہیں اور جس کے ماتحت کسی باثروت فرد یا قوم کو کسی دوسرے غیر سرمایہ دار فرد یا جماعت پر برتری کا حق حاصل نہیں ہوتا اور جس کے ماتحت نسبی اعتبار سے کسی انسان کو بنی آدم میں گورے سے کالے اور حقیر سے حقیر فرد پر فوقیت حاصل نہیں ہوسکتی اگر یہ نتائج صرف تبلیغ اسلام سے پیدا ہوسکتے ہیں جن کا اعتراف ایک حال کے بیان سے مہاتما گاندھی نے فرمایا ہے کہ بلا ریب اس امر کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ دنیا کے موجودہ عقدوں کے لئے تعلیم قرآنی جیسے ناخن تدبیر کی ضرورت ہر جوان کو حل کرے۔ وہ امن آشتی اور رواداری کی راہیں بتائے تعلیم قرآنی کی تبلیغ ان لوگوں کا اولین فرض ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور اس امر کے مدعی ہیں کہ اسلام ایک جامد اصولی عمل نہیں بلکہ ایک مشنری اصول بنیادی و عملیاتی ہے۔ تعجب ہے ایسے مذہب کے نام لیواؤں کے درمیان ساری دنیا میں صرف ایک تبلیغی انجمن اس وقت جاری ہے اور بظاہر کوئی صورت ایسی نظر نہیں آرہی کہ اس واحد انجمن کی شبانہ روز کارفرمائیوں کی اعانت میں ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں نے کسی نتیجہ خیز اقدام کا ثبوت دیا ہو۔ بالخصوص جبکہ یہ معلوم ہو کہ ایک معمولی توجہ سے مختصر عرصے میں چین ایسے دور افتادہ ملک میں چھ کروڑ انسان اسلامی برادری کے افراد بن گئے۔ آج ہندوستان میں اور اس کے علاوہ تمام

میں اس امر کی ضرورت ہے کہ اسلامی تبلیغی سرشتوں کو مضبوط کیا جائے تاکہ اگر ایک طرف دین حقہ کے نام لیواؤں کی تعداد میں اضافہ ہو تو دوسری طرف دنیا کو اپنے درد کا تیر بہدف درماں میسر آئے میرا یقین ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور جس کی سیادت اس وقت مولوی محمد علی صاحب جیسے مخلص مبلغ وترجمان اسلام کو حاصل ہے اور جو اس گئے گزرے زمانے میں دنیائے غیر مسلم کے اطراف میں توحید ورسالت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی علمبردار ہے قطع نظر اختلاف جزوی جملہ مسلمانوں کی حمایت اور اعانت کی مستحق ہے۔

"وفات مسیح"

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراف

(جناب مولوی عمرالدین صاحب شملوی)

اخبار اہلحدیث مجریہ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء کے صفحہ ۱۲ پر فتاوی کے ماتحت سوال نمبر ۴ کا جواب دیتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب وفات عیسےٰ کے قائل ہو گئے ہیں تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص عبدالرحمٰن قریشی ناظمی اہلحدیث نظام آباد سے مولوی صاحب سے پوچھتا ہے کہ:۔

"آنحضرت صلعم حیات النبی ہیں یا وفات النبی اگر وفات النبی ہیں تو امت کا درود وسلام آپکو فرشتے کیوں پہنچا سکتے ہیں"

اس سوال کا جواب مولوی صاحب نے حسب ذیل دیا ہے:۔

ج نمبر ۴} وفات اور موت کے معنی یہ ہیں کہ روح اس جسم سے الگ ہو جائے ان معنی سے آنحضرت صلعم نے وفات پائی اس مسئلہ کا فیصلہ زمانہ صحابہ میں بالاجماع ہو چکا ہے۔ اس وقت بھی بعض اصحاب کو گمان تھا کہ آنحضرت صلعم فوت نہیں ہوئے کیونکہ ابھی بہت سے کام کرنے کے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم کا چہرہ مبارک ننگا کر کے سب کے سامنے بآواز بلند کہا اما الموتۃ الاولی فقد متہا (بخاری) حضور پہلی موت آپ پا چکے ہیں۔ پھر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اس میں بھی فرمایا:۔

من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات (بخاری)

جو کوئی محمد کی عبادت کرتا تھا پس سن لے کہ محمد فوت ہو گئے پھر یہ آیت پڑھی

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علےٰ اعقابکم (قرآن)

ان دلائل کو ملحوظ رکھ کر جو احادیث سائل نے پیش کی ہیں ان کے معنی روحانی اطلاع ہے جس کا کوئی منکر نہیں"

اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کا اجماع نہ صرف آنحضرت صلعم کی وفات پر ہوا بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام کی وفات پر ہوا کیونکہ حضرت صدیق اکبر نے تمام انبیاء سابق کی وفات سے ہی آنحضرت صلعم کی وفات پر استدلال کیا ہے جیسا کہ پیش کردہ آیت قرآنی سے ظاہر ہے مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے چالاکی کی ہے اس لئے تا کوئی گرفت نہ کرے۔ مولوی صاحب جانتے ہیں کہ اسلامی روایات میں یہ بھی ہے کہ اس وقت صحابہ میں سے بعض نے یہ بھی کہا تھا کہ آنحضرت فوت نہیں ہوئے بلکہ رفع کئے گئے ہیں جیسے عیسےٰ اٹھائے گئے تھے مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سب خیالات کو آیت مندرجہ بالا پیش کر کے باطل قرار دے دیا یوں حضرت عیسےٰ کی وفات پر خاص طور پر اجماع صحابہ ہو گیا۔

غالباً جناب مولوی صاحب کو ہم سے وفات عیسےٰ میں ظاہراً ابھی اختلاف نہیں رہا شاید یہی وجہ ہے کہ لاہور میں بحث کرتے ہوئے مولوی صاحب نے فرمایا تھا

رمضان کا پیغام

مسلمانان ہند کے نام

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

میں ابھی ماہ رمضان کے وہ شاندار حالات پڑھ رہا تھا، جو قسطنطنیہ میں آج کل دیکھنے میں آرہے ہیں، کس طرح سے تمام قوم رات کا ایک بڑا حصہ جاگتی اور قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہتی ہے، کس طرح مختلف مساجد میں جن میں اس موقع پر خوب روشنی کی گئی اور انہیں سجایا گیا ہے مذہبی مضامین پر وعظ و لیکچر سننے میں لوگ منہمک نظر آتے ہیں وہ لوگ جنہیں صوبہ سرحد اور بالخصوص پشاور کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے وہ اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ تمام اسلامی ممالک میں اس مبارک مہینہ کو کس طرح منایا جاتا ہے، کسی نانبائی کی دکان کوئی مٹھائی یا چائے کی دکان دن کے وقت کھلی ہوئی نہیں ہوتی، تمام قوم دن کے وقت روزہ دار ہوتی ہے، مسجدیں نمازیوں سے بھرپور ہوتی ہیں، تمام قرآن کریم مساجد میں با جماعت منایا جاتا ہے۔

حقیقی نصب العین

یہ صرف ظاہری نمود و نمائش ہی نہیں جو روزہ کے حکم کی تعمیل میں نظر آتی ہے، بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ ہمیں اپنی اندرونی حالت میں بھی ایک نمایاں تبدیلی پیدا کرنی چاہئے، قرآن کریم کی سورہ البقرہ میں اس بارہ میں بعض کھلے احکام پائے جاتے ہیں، چنانچہ فرمایا ہے:۔

(۱) کتب علیکم الصیام کما کتب علے الذین من قبلکم لعلکم تتقون، روزے تم پر فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

(۲) شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ رمضان کا مہینہ ہے کہ قرآن کریم اس کے اندر نازل ہونا شروع ہوا، یہ اس لئے بتایا گیا کہ ہم اس مہینہ میں بالخصوص قرآن کریم کو پڑھیں اور اس کو سمجھیں

(۳) وہ لوگ جن کی صحت اچھی ہے انہیں ضرور مہینہ بھر روزہ رکھنا ضروری ہے سوائے ان کے جو بیمار ہوں یا مسافر ہوں وہ اپنی کمی کو دوسرے ایام میں پورا کر سکتے ہیں۔

(۴) حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور سلف صالحین میں سے بہت سے لوگ نماز تہجد کے لئے آدھی رات کو اٹھا کرتے تھے لیکن رمضان کے دنوں میں تو تہجد کی نماز کا مسلمانوں میں خاص طور پر خیال رکھا جاتا تھا، آج بھی اگر مسلمان اپنے انفرادی یا قومی سود و بہبود کے خواہاں ہیں تو انہیں چاہیے کہ اس طریق کو پھر اختیار کریں اللہ تعالےٰ اسی سورہ بقرہ میں رمضان ہی کے ذکر میں اس امر پر زور دیا ہے، کہ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلہم یرشدون جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہی ہوں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ دعا کرے، پس چاہئے کہ مجھ سے مانگیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ رشد حاصل کریں۔

پس کیا وجہ ہے کہ ہم ان تمام حاجات اور ضروریات کے لئے جو ہمیں اپنے متعلق یا تمام قوم بلکہ تمام دنیا کے لئے درپیش ہیں اسی کے دروازے کو نہ کھٹکھٹائیں؟

(۵) وہ تمام خوردنی اشیاء اور بعض دیگر امور جو حلال قرار دئے گئے ہیں روزہ کی حالت میں ان کا استعمال جائز نہیں، اور اس ذریعہ سے ہمیں جذبات پر قابو رکھنا سکھایا گیا ہے جس کا اثر صرف رمضان ہی تک نہیں بلکہ سال بھر تک چلنا چاہئے۔ اگر ہم خدا کے لئے حلال چیز کے قریب نہیں جا سکتے تو حرام چیز کو ترک کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل بات نہیں۔

(۶) اس سورہ میں رمضان کے ذکر کے بعد دوسرے مہینوں کا بھی ذکر فرمایا ہے (یسئلونک عن الاھلۃ) اور صاف طور پر حکم دیا گیا ہے کہ ہمیں صحیح طریق اور راستی کو ہر حالت میں دستور العمل بنانا چاہئے۔ اور ہر ایک ناجائز طرز عمل سے بچنا چاہئے اور اللہ تعالےٰ کا تقوےٰ اختیار کرنا اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہونا ہماری زندگی کا نصب العین ہونا چاہئے تاکہ ہمارے اندر ایک کھلا روحانی انقلاب پیدا ہو جائے۔

(۷) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ہر رمضان سے پہلے ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے اور پھر جب رمضان گزر جائے تو دیکھنا چاہئے کہ کیا اثر اس نے ہم پر چھوڑا، ہر آنے والا رمضان ہمارے اندر بیش از بیش ترقی کا موجب ہونا چاہئے۔

(۸) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں۔ قرآن کریم میں صاف طور پر حکم دیا گیا ہے، کہ اس کا پیغام کل دنیا کے لئے ہے جن میں مشرق و مغرب سب شامل ہیں کیونکہ رسول کریم صلعم کو صاف طور پر تمام دنیا کے لئے نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ اس لئے یہ مسلمانوں کا اہم فرض ہے، کہ اس پیغام کو دنیا کی تمام اقوام تک پہنچائیں قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ وہ بڑے سبق ہیں جو دنیا کے سامنے رکھنے ضروری ہیں، یہی ایک ذریعہ ہے جس سے وہ قرآن کریم کے محاسن کو شناخت کریں اور آنحضرت صلعم کی حقیقی عظمت کو سمجھنے کے قابل ہوں گے، اور اسی ایک ذریعہ سے وہ عظیم الشان روحانی اخلاقی، جسمانی اور اقتصادی انقلاب ان کے اندر پیدا ہوگا۔ جو آنحضرت صلعم کی ذات اقدس سے پیدا ہوا، یہی رستہ ہے جس سے تمام دنیا آنحضرت صلعم کے عظیم الشان اسوہ سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

(۹) ہمارے وطن ہندوستان کا بھی ہم پر کچھ حق ہے اس لئے ہم ہندوستانی مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی توجہ کو اپنے وطن کے سود و بہبود پر بھی خرچ کریں، اور ہمیں اپنے ہندو، عیسائی اور سکھ بھائیوں کے ساتھ بھی برادرانہ برتاؤ کرنا چاہئے اور تمام ملک کی ترقی اور خوشحالی میں ان کا ہاتھ بٹانا چاہئے،

ہمیں چاہئے کہ اس نقطۂ نظر کو جو ہندوستان کی دوسری اقوام اپنے مذاہب کے متعلق رکھتی ہیں، پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں اور اسلام کے متعلق اپنا نقطۂ نظر بھی ان کے ذہن نشین کریں۔ یہ کام قرآن کریم اور آنحضرت کی حیات طیبہ ان کے ہاتھ میں دینے سے ہو سکتا ہے اس فرض کی طرف گزشتہ آٹھ سو سال میں ہم نے توجہ نہیں کی اب وقت ہے کہ ہم اس فرض کو بجا لائیں کیونکہ ہندوستان میں ہم کو آج ایسا موقعہ حاصل ہوا ہے کہ کل اقوام ایک دوسرے کی بات کو کھلے دل سے سننے کے لئے تیار ہیں۔

(۱۰) آخری لیکن سب سے زیادہ ضروری وہ پیغام ہے جو ہم مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے بارہ میں ہے، قرآن کریم کے حکم کے مطابق مسلمانوں کے لئے باہم بھائیوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور ایک دوسرے کی اصلاح اور ترقی میں کوشش کرنا فرض اولین ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں قرآن کریم کا صاف ارشاد ہے انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم، انہیں حکم ہے، کہ قرآن کریم کو مضبوطی کے ساتھ پکڑیں اور یہ عمل بتائیں، واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اور ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہ کریں اور اپنی ذات اور تمام دنیا کے لئے رحمت بن جائیں۔

اس حقیقت کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ الہامی کتاب ہونے کی حیثیت سے قرآن کریم کی اور معلم روحانی ہونے کی حیثیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی نظیر مذاہب دنیا اور کتب عالم میں نہیں ملتی اور آج بھی انہیں اسی شکل میں ہمارے سامنے رکھتی ہے۔ جیسے کہ وہ آج تیرہ سو سال پیشتر دنیا میں ظاہر ہوئے، اگر مسلمان آنحضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر گامزن ہوتے تو ان کا وجود بھی ان ممالک کے لئے جہاں ان کی بود و باش ہے باعث رحمت و برکت ثابت ہوتا۔

ہندوستان میں بالخصوص مسلمانوں کا طریق عمل غیر تسلی بخش ہے وہ اسلام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے لئے کلنک کا ٹیکہ ثابت ہو رہے ہیں۔ اگر وہ قرآن کریم کی تعلیمات اور آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوتے تو ہر کام تکمیل کو پہنچ جاتا۔ وہ اس صورت میں نہ صرف اپنے لئے بلکہ تمام وطن کے لئے باعث رحمت ثابت ہوتے قرآن حکیم کا صاف حکم ہے کہ ہم ہر ایک نیک کام میں ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد عمل پیدا کریں اور بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کے خلاف عمل پیرا ہوں منتشر اور غیر مجتمع حالت میں رہیں، اگر ہم کامیاب اور مرفع الحال ہونا چاہتے ہیں تو باہم متحد اور متفق ہو کر ایک جماعت کا رنگ پیدا کریں۔ تب ہمارے ہر کام میں برکت ہوگی اور دوسری قوموں کے لئے بھی موجب قوت ثابت ہو سکیں گے اور خود اپنے وطن کی سود و بہبود میں پورے طور پر حصہ لینے کے قابل ہو سکیں گے، دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق دے اور ہم اسلام اور اس کے مقدس بانی کے لئے نیک نام اور عزت کا موجب بنیں۔ آمین۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور رفقاء دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— ۱۱ر جنوری سے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بعد نماز مغرب درس دینا شروع کر دیا ہے۔

—— ۱۰ر جنوری کی شام کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس بصدارت مولوی محمد عصمت اللہ صاحب منعقد ہوا۔ جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب سابق امام مسجد ووکنگ نے تقریر فرمائی۔

—— حکیم اللہ دتا صاحب بدوملہی سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۹ر جنوری کو انہوں نے مقبول بیگم صاحبہ بنت چوہدری غضنفر علی خاں صاحب کا نکاح چوہدری خورشید احمد صاحب خلف چوہدری نظام الدین صاحب ساکن فیروزوالہ ضلع گوجرانوالہ سے پڑھایا۔ پانصد روپیہ مہر مقرر ہوا۔ چوہدری صاحب نے اس تقریب کی خوشی میں پانچ روپے انجمن کو عنایت فرمائے جزاک اللہ۔

پیغام صلح۔ ہماری دلی مبارکباد قبول ہو۔ خداوند کریم اس تعلق کو بابرکت بنائے اور اس سے نیک نتائج پیدا ہوں۔

—— جناب بابو ثناء اللہ پرسنل کلرک امرتسر نے مبلغ ۔/۳ جو نظرانہ ملازمین کارخانہ شیخ صاحبان لائل پور بھگانہ والہ دروازہ امرتسر سے فراہم کر کے ارسال کئے جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

شذرات

آریہ سماجی وید کو دنیا کی واحد الہامی کتاب اور ہر قسم کے علوم و فنون کا منبع مانتے ہیں۔ اور ان کی طرف سے دعوے کئے جا رہے ہیں کہ ہم تمام عالم میں وید کا ڈنکا بجا دیں گے۔ اور ساری دنیا عنقریب وید کھنگوان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیگی لیکن عملی کیفیت یہ ہے کہ آج تک ان کو وید کے ترجمے کی بھی توفیق نہیں ہوئی۔ احمدیوں کے بار بار مطالبات اور جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کے ترجمہ سے تنگ آکر آخر انہوں نے وید کے ترجمہ اور ریسرچ کا کام شروع کیا لیکن اس کا جو نتیجہ نکل رہا ہے وہ آریہ سماج کو تیزی کے ساتھ موت و تباہی کی طرف لے جا رہا ہے اور بڑے بڑے آریہ لیڈر اور مہاتما حیران و پریشان ہیں اور انہیں سمجھ نہیں آتا کہ کیا کریں۔

وید کے ترجمہ اور ریسرچ کا کام تو اس غرض سے شروع کیا گیا تھا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو شدھ کیا جائے اور دنیا کے تمام ممالک میں ویدک دھرم کا پرچار ہو لیکن ابھی یہ بیل منڈھے ہی نہیں چڑھی کہ الٹی گنگا بہنے لگی اور بڑے بڑے آریہ ودوان جنہوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا تھا۔ وید پر ہی ہاتھ صاف کرنے لگے اس وقت ہم ایسے دو آریہ بزرگوں کا ذکر کریں گے۔ ایک کا نام ہے رائے بہادر رلا رام مولراج جی آپ غالباً لاہور میں آریہ سماج کے سب سے پہلے ممبر ہیں اور عرصہ تک سماج کے صدر رہ چکے ہیں سوامی دیانند کے خاص رفقا میں سے ہیں دوسرے کالج پارٹی کے تبلیغی کالج کے آچاریہ پنڈت وشو بندھو ہیں۔ رائے بہادر مولراج صاحب نے صاف کہہ دیا ہے کہ ویدوں سے مراد یہ چار وید نہیں جنکو آریہ سماجی لئے پھرتے ہیں بلکہ ہر ایک علم و حکمت کی بات وید ہے۔ چلو قصہ ختم ہوا۔ پنڈت وشو بندھو ان سے بھی چار قدم آگے ہیں۔ وہ ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وید الہامی کتاب ہی نہیں ہیں۔ بلکہ انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں ان میں بھی دوسری انسانی کتابوں کی طرح غلطیاں موجود ہیں۔

ایسے لوگ آریہ سماج میں بکثرت پیدا ہو رہے ہیں لیکن ان بابرکت بزرگوں نے اخلاقی جرأت سے کام لیکر نہایت صفائی سے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے اور مضامین اور ٹریکٹوں کے ذریعہ ان خیالات کی خوب اشاعت کی جس پر آریہ سماج میں زبردست زلزلہ آگیا ہے۔ پنڈت وشو بندھو اس بارہ میں رائے بہادر مولراج سے بڑھتے ہوئے ہیں اس لئے آریہ سماجی ان سے زیادہ خائف ہیں۔ سب سے پہلے آریہ اخبارات نے ان کے خلاف شور مچایا اور انہیں برا بھلا کہا۔ اس سے کام نہ چلا تو بڑے بڑے مہاتماؤں اور سوامیوں نے ہاتھ جوڑ کر ان سے پرارتھنا کی کہ آپ اس حق گوئی سے باز آجائیں ورنہ آریہ سماج کی خیر نہیں لیکن پنڈت جی کچھ ایسے سنگ دل واقع ہوئے ہیں کہ ان پر مخالفت اور منت سماجت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اب ان کے بائیکاٹ کا اعلان ہو گیا ہے اور آریہ سماج کی ویدی ان کے لئے بند کر دی گئی ہے اس پر بھی پنڈت جی کے دم خم وہی ہیں ہمیں جو واقعات معلوم ہوئے ہیں وہ تو ظاہر کرتے ہیں کہ آریہ سماج کے اندر پنڈت جی کی ہم خیال ایک زبردست پارٹی موجود ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شدید مخالفت اور بائیکاٹ کے اعلان کے باوجود وہ ابتک دیانند براہم ودیالہ (تبلیغی کالج) میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

اس کے بعد ذرا آریوں کے تبلیغی کالج دیانند براہم ودیالہ لاہور کی کیفیت بھی "آریہ گزٹ" کی زبانی ہی سن لیجئے یہ ودیالہ آریہ پرچارک پیدا کرنے کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"دیانند براہم مہاودیالہ اس غرض سے جاری کیا گیا تھا کہ یہاں سے آریہ سماج کے لئے مشنری پیدا کئے جائیں گے مگر افسوس یہ ودیالہ اب سوامی دیانند اور آریہ سماج کے مخالف پیدا کرنے میں مشغول ہے۔ اور آریہ سماجیوں کا سارا دھن نشٹ ہو رہا ہے۔"

ایک اسی مہاودیالہ پر کیا منحصر ہے آریہ سماجی گروکلوں اور تحریک شدھی پر جس قدر دھن خرچ کر رہے ہیں وہ سارے کا سارا ہی نشٹ جا رہا ہے

آریوں کے اس تبلیغی کالج میں آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سے جو سلوک ہو رہا ہے وہ بھی سننے کے قابل ہے:۔

"اس کے (مہاودیالہ کے) آچاریہ پنڈت وشو بندھو کی زندگی کا مقصد یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سوامی دیانند کو اپنا گرو کہتے ہوئے بھی انکی غلطیاں نکالیں۔ اور ان پر پھبتیاں اڑائیں کچھ اوھیاپک (استاد) بھی اس لہر میں بہ رہے ہیں اور پڑھاتے وقت لڑکوں پر اثر ڈالتے ہیں کہ سوامی دیانند نے وید منتروں کا ارتھ غلط کیا ہے۔ دیانند پر شردھا رکھنے والے ودیارتھیوں اور ویدوں کے خلاف اور دیانند ورد دھ پرچار کرنے والوں کو اس ودیالہ میں پناہ دی جاتی ہے اور مہرشی دیانند کو بابا دیانند کے نام سے پکارا جاتا ہے۔"

دیانند کے شیدائیوں کی اس ودیالہ میں جو درگت بنی ہے اسکی ایک مثال حسب ذیل ہے

"بعض ودیارتھیوں (طلبا) کو خود نجار آچاریہ جی مہاراج نے محض اس لئے ودیالہ سے نکال دیا ہے کہ انہوں نے بھگوان دیانند کی شان میں گستاخانہ الفاظ برداشت نہیں کئے"

اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ حالات کیا ہیں اور آریہ سماجی پنڈتوں اور نوجوانوں میں کیا لہر چل رہی ہے۔ اگر سچ پوچھو تو یہی لوگ سوامی دیانند کے سچے پیرو معلوم ہوتے ہیں سوامی دیانند جی بھی دوسروں کی غلطیاں نکالنے اور پھبتیاں اڑانے کے بہت شائق تھے۔ یہ لوگ بھی انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

آخر پر آریہ گزٹ لکھتا ہے:۔

"ان حالات میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ودیالہ آریہ سماج کی اس غرض کو ہی پورا نہیں کر سکتا جس کے لئے یہ کھولا گیا تھا تو اس کو رکھنے سے کیا لابھ (فائدہ) ہے؟"

بیشک کوئی فائدہ نہیں فی الفور اس کو بند کیجئے اور آئندہ کے لئے اس قسم کی درسگاہیں کھولنے کی غلطی سے توبہ کیجئے۔ ویدک دھرم جب تبلیغی مذہب ہی نہیں تو اس کے لئے پرچارک پیدا کرنے بالکل بے معنی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ گذارش کریں گے کہ آخر ویدکی ریسرچ اور اس کے ترجمے کی کوشش سے کیا لابھ ہے؟ اس کو بھی چھوڑیئے اور اپنے دھن کا مانس نہ کیجئے۔ اس سے اشانتی نتیجہ نکلیگا۔ اب تو آپ ایک وشو بندھو کو رو رہے ہیں اگر وید کی تھوڑی سی ریسرچ ہو گئی تو کئی وشو بندھو پیدا ہو جائیں گے

آریہ گزٹ نے اپنی اسی اشاعت میں جس میں دیانند براہم مہاودیالہ کی مندرجہ بالا کیفیت بیان کی ہے ایک مضمون "لاہوری احمدیوں کے آخری لمحے" شایع کیا ہے جس میں اوٹ پٹانگ باتیں درج کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ احمدیوں کی لاہوری جماعت عنقریب ختم ہو جائیگی اور اس کیا تھ یہ بھی دعوے ہے "اور وہ دن یقیناً ہماری زندگی میں آئیگا" فرمائیے اب ہم آریہ گزٹ کی دماغی کیفیت کے متعلق کیا عرض کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کے اندراج کے وقت اس کو اپنے گھر کا حال اور اپنے تبلیغی کالج کی کیفیت تھوڑی دیر کے لئے فراموش ہو چکی تھی۔ ابھی مہاراج اپنے گھر کی خبر لیجئے۔ پہلے رائے بہادر مولراج اور پنڈت وشو بندھو سے نبٹ لیجئے۔ جماعت احمدیہ لاہور کی تباہی کے جس دن کے آپ منتظر ہیں وہ آپ کیا آپکی آیندہ نسلوں کی زندگی میں بھی نہیں آئے گا۔ البتہ آریہ سماج ہی دنیا کی آنکھوں کے سامنے تباہ ہو رہا ہے جس کا اقرار ایک حد تک آپ اپنی زبان سے بھی فرما رہے ہیں۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی نہایت شاندار طریق پر پوری ہو رہی ہے۔

ہریجن تحریک اور گاندھی جی

مشہور کانگرسی اخبار مدینہ رقمطراز ہے:۔

معاصر "پرتاپ" لاہور اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ ۲۰ ردسمبر تک مہاتما جی کے دورے میں ہریجن تحریک کے لئے جو روپیہ جمع ہوا ہے وہ ایک لاکھ ۳۵ ہزار تک پہنچ چکا ہے نیز۔۔۔ اسی سلسلے میں مہاتما گاندھی نے اعلان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ ثابت کر دے کہ اچھوت پن جس صورت میں آجکل جاری ہے شاستروں میں اس کی اجازت ہے تو میں ہریجن تحریک کو بند کر دوں گا۔ اور اس سے قطعاً الگ ہو جاؤں گا۔

جہاں تک چندہ کی فراہمی کا تعلق ہے مہاتما گاندھی نے زرانندوزی کی مشین پنڈت مالوی پر ہاتھ رکھ دیا ہے اور یہ ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ اس پر اظہار رائے سے کوئی فائدہ نہیں لیکن ہمیں مہاتما گاندھی کے اس جملے نے حیرت میں ڈال دیا ہے۔ کہ "اگر کوئی شخص یہ ثابت کر دے کہ اچھوت پن جس صورت میں آج کل جاری ہے شاستروں میں اس کی اجازت ہے، تو میں ہریجن تحریک کو بند کر دوں گا اور اس سے قطعاً الگ ہو جاؤں گا۔"

اگر یہ جملہ مہاتما جی ہی کی زبان سے نکلا ہے تو ہمیں سخت افسوس ہے مہاتما جی شاستروں کی تعلیمات کے جس حد تک قائل ہیں۔ اور ہریجن تحریک کی ابتدا میں مہاتما جی نے جو اپنا نظریہ بتایا ہے وہ سب کو اچھی طرح معلوم ہے۔ مہاتما جی کی تقریریں مہاتما جی کے بیانات صفحات اخبارات پر درج ہیں اور ان کو پڑھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ مہاتما جی نے یہ جملہ کہہ کر اپنے اعلیٰ مقاصد کو کس درجہ پست کر دیا ہے ایک مصلح کی راہ ہمیشہ خاردار ہوتی ہے۔ مہاتما جی ثابت قدمی سے کام کریں تو بہتر ہے اگر مہاتما جی مخالفین کو ہموار کرنے کے لئے اس قسم کی باتوں سے کام لینا ضروری سمجھتے ہیں تو وہ ہندوستان کے ایک خاص طبقہ کو جو مہاتما جی کو اعلیٰ شخصیت سمجھتا ہے۔ بدظن بناتے ہیں۔

جن اصحاب

کے ذمہ پیغام صلح کی بقایا رقوم ہیں وہ بہت جلد ادا فرمادیں۔

مینیجر

خوفناک و تباہ کن زلزلہ

طول و عرض ہند میں ہولناک حادثات

۱۵ر جنوری کی سہ پہر کو ایک خوفناک زلزلہ آیا جس کے جھٹکے تمام ہندوستان میں محسوس کئے گئے۔ اکثر مقامات پر حادثات بھی ہوئے۔ سب سے زیادہ نقصان صوبہ بہار اور بنگال میں ہوا۔ بہار کے متعدد شہروں کو ناقابل برداشت جانی و مالی نقصان پہنچا ہے۔ اس کے متعلق اب تک جو خبریں فراہم ہو سکی ہیں ان کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عنقریب ایک اور زلزلہ آنے والا ہے جو ممکن ہے بہت زیادہ خوفناک اور نقصان رساں ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے صوبہ بنگال اور بہار کے بعض شہروں میں متعدد احباب سلسلہ قیام فرما ہیں۔ ان کے لئے خصوصیت سے دعا کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

مدیر

—— نئی دہلی۔ ۱۵ر جنوری دہلی اور نئی دہلی کے تمام حصوں اور ملحقات میں دو بجکر اٹھارہ منٹ پر زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ جو تقریباً دو منٹ تک جاری رہے۔ لوگ خوف زدہ ہو گئے۔ نئی دہلی کی اکثر سرکاری عمارات کو کافی نقصان پہنچا۔ قدیم عمارات بھی محفوظ نہ رہیں قطب مینار اور لال قلعہ کے بعض حصوں میں شگاف آ گئے ہیں۔ شہر میں بھی مکانوں کو نقصان پہنچا ہے۔ بعض مکانات مسمار بھی ہو گئے ہیں

—— لکھنؤ۔ ۱۵ر جنوری۔ پونے سوا دو بجے کے بعد دوپہر یہاں زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کئے گئے۔ اس سے بہت سی عمارات کو نقصان پہنچا حضرت گنج کے پرانے امام باڑہ کا ایک حصہ گر گیا۔

—— ناگپور۔ ۱۵ر جنوری دو بجکر اٹھارہ منٹ پر زلزلے کے معمولی جھٹکے محسوس کئے گئے جن سے لوگ خوف زدہ ہو گئے۔

—— کانپور۔ ۱۵ر جنوری سوا دو بجے کے قریب زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس کئے گئے۔ جو تقریباً دو منٹ تک جاری رہے۔ تقریباً سات ہزار مکانات و عمارات کے متعدد حصے بالکل گر گئے۔ بعض مندروں اور مسجدوں کے مینارے بھی منہدم ہو گئے۔ شہر کی تمام گھڑیاں دو گھنٹے تک بند رہیں پراٹسنٹ چرچ کی چھت کو اس قدر نقصان پہنچا کہ اس کا محل نصب تبدیل ہو گیا۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کی عمارات کو بھی نقصان پہنچا لوگوں میں کافی ہراسانی پھیل گئی اور وہ اپنے مکانات سے باہر نکل آئے۔

—— کلکتہ۔ ۱۵ر جنوری۔ آج دو بجکر پینتالیس منٹ پر زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے جو تقریباً تین منٹ تک جاری رہے بجلی کمپنی کی عمارت کی چاروں دیواروں میں شگاف آ گئے۔ ہائی کورٹ کے میناروں کو بھی نقصان پہنچا۔ کیتھولک گرجا کو بھی کافی نقصان پہنچا۔ ہائی کورٹ میں ایک اہم سیاسی مقدمہ کا فیصلہ سنایا جانے والا تھا لیکن زلزلہ کی وجہ سے اس میں رکاوٹ پیدا ہو گئی چیف جسٹس اور ان کے دو رفقا جج عدالت کے کمرے سے چلے گئے۔ چیف پریذیڈنسی کی عدالت سے بعض قیدیوں نے بھاگنے کی کوشش کی جن کو بعد میں گرفتار کر لیا گیا۔

—— دارجلنگ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ عمارات کو بے اندازہ نقصان پہنچا ہے۔ وہاں کا گورنمنٹ ہوس بھی محفوظ نہ رہا۔ چائے کے متعدد باغات برباد ہو گئے۔

—— کلکتہ۔ ۱۵ر جنوری۔ ای۔ آئی۔ ریلوے پر جمال پور کے ریلوے سٹیشن کی عمارت زلزلہ کی شدت سے زمین بوس ہو گئی۔ متعدد افسروں کے بیوی بچے دب کر جاں بحق ہو گئے۔ ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ جمال پور کے ریلوے ورکشاپ کے مینجر کی بیوی اور ڈسٹرکٹ میڈیکل افسر کی بیوی بچے سٹیشن کی عمارت کے گرنے کی وجہ سے مر گئے۔ اور بھی بہت سی موتیں ہوئیں۔

—— کلکتہ۔ ۱۵ر جنوری۔ بنگال کے اکثر مقامات مثلاً مدناپور۔ بہرام پور۔ نیک گنج۔ کومیلہ چٹاگانگ اور نواکھالی میں زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کئے گئے۔ راجشاہی سے متعدد حادثات کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ وہاں اکثر مکانات منہدم ہو گئے تعلیمی ادارات اور عدالتیں فوراً بند کر دی گئیں۔ زلزلہ چار منٹ تک جاری رہا۔

—— بنارس۔ ۱۵ر جنوری۔ آج سوا دو بجے کے قریب زبردست زلزلہ آیا مکانات کی کثیر التعداد منہدم ہو گئی۔ چاروں طرف بے حد ہراس پھیل گیا متعدد مہلک حادثے ہوئے۔ الہ آباد کے ساتھ تار برقی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

—— پٹنہ ۱۵ر جنوری۔ تقریباً اڑھائی بجے زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے۔ سرکاری و غیر سرکاری عمارات کو شدید نقصان پہنچا جن میں سے ہائی کورٹ۔ الہ آباد بینک۔ علی امام مرحوم اور چیف جسٹس کی قیام گاہ اور پراٹسٹنٹ چرچ قابل ذکر ہیں۔ بہت سے اشخاص مجروح ہوئے۔ موتیں بھی ہوئیں۔

—— لاہور۔ ۱۵ر جنوری۔ آج سوا دو بجے زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کئے گئے جن کی رفتار کافی تیز تھی خدا کے فضل سے کوئی قابل ذکر حادثہ نہیں ہوا۔

—— پٹنہ ۱۷ر جنوری۔ ۱۵ر جنوری کے زلزلے سے شمالی بہار میں بے اندازہ جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔ اموات کی تعداد دو ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔ مالی نقصان کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

—— چھپرا کے شہر میں اکثر سرکاری عمارتیں اور مکانات بالکل منہدم ہو گئے

—— ضلع سارن کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ نقصان جان تقریباً ایک سو ہوا ہے۔

—— ضلع مظفر پور میں سب سے زیادہ نقصان ہوا ہے۔ وہاں زمین میں شگاف آ گئے اور پانی اور کیچڑ نکل رہی ہے۔ لیکن اب طغیانی تیزی سے کم ہو رہی ہے۔

—— مونگھیر اور ترہٹ میں بھی کافی نقصان ہوا ہے وہاں لوٹ مار سے حفاظت کے لئے زائد پولیس بھیجی جا رہی ہے۔ گورنر نے اپنے دورہ کا پروگرام منسوخ کر دیا ہے۔

—— مظفر پور تقریباً تباہ ہو گیا ہے۔ تمام شہر کھنڈر بن گیا ہے سینکڑوں اشخاص بالخصوص عورتیں زندہ دب کر ہلاک ہو گئیں۔ تباہی اس قدر ہولناک تھی کہ ہزاروں اشخاص نے رات کھلے میدان میں بسر کی کیونکہ زمین متواتر کانپ رہی تھی۔

—— حکومت بہار کے اعلان کے مطابق اس صوبہ میں ڈھائی ہزار سے زیادہ نقصان جان ہوا۔ (بعد کی اطلاع: نقصان کی تعداد بارہ ہزار تک جا پہنچی ہے)

—— حکومت بنگال نے دو امدادی ہوائی جہاز پٹنہ بھیجے ہیں۔ جہاں سے وہ ان علاقوں میں بھیجے جائیں گے جہاں امداد کی ضرورت ہے۔ بہار اڑیسہ میں جہاں کوئیں تباہ ہو گئے ہیں وہاں پانی ملنا مشکل ہے زیادہ نقصان اور ہلاکت شہروں میں ہوئی ہے۔ دیہاتوں میں نقصان نسبتاً کم ہوا ہے۔

—— پٹنہ ۱۸ر جنوری۔ مظفر پور کے بازار لاشوں سے پٹے پڑے ہیں شہر تقریباً سارے کا سارا تباہ ہو چکا ہے شمالی بہار کے شکر سازی کے متعدد کارخانے اور صوبہ بھر کی شکر سازی برباد ہو چکی ہے۔

—— مظفر پور میں زلزلے کی آمد کے ساتھ ہی زمین میں بہت وسیع شگاف پیدا ہو گئے جن میں سے اتنی مقدار میں پانی بہ نکلا کہ تمام علاقہ میں پانچ فٹ کی بلندی تک چڑھ گیا۔ تمام کوئیں، گڑھے۔ تالاب زیر آب ہو گئے ریل اور دوسری سڑکوں کے پل بالکل تباہ ہو گئے۔

—— پٹنہ۔ ۱۸ر جنوری اندازہ کیا گیا ہے کہ پٹنہ اور ملحقات میں پچاس سے زائد آدمی زلزلہ کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں

—— مونگھیر کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے وہاں بھی بے اندازہ نقصان ہوا ہے۔ اور ہزاروں لوگ موت کا شکار ہوئے ہیں۔

—— پورنیا میں مالی نقصان تو کافی ہوا ہے لیکن جانی نقصان کی تا حال کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ چھوٹا ناگپور اور اڑیسہ ڈویژن کی اطلاعات مظہر ہیں کہ یہاں زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے لیکن کوئی خاص نقصان نہیں ہوا۔

—— پٹنہ ۱۸ر جنوری۔ بعد کی اطلاع مظہر ہے کہ مظفر پور کی طرح مونگھیر بھی بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ سینکڑوں مرد۔ عورتیں اور بچے کھنڈروں کے نیچے دب کر مر گئے۔ یہاں بھی زمین میں شگاف پیدا ہو گئے اور ان سے پانی ابل کر ارد گرد کے علاقے میں پھیل گیا۔ زلزلہ اور طغیانی کی وجہ سے تار اور ٹیلیفون کا سلسلہ بالکل منقطع ہو گیا۔

—— دربھنگہ میں تقریباً تین سو اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں متعدد سرکاری عمارات بالکل تباہ ہو گئی ہیں پوسہ کے زراعتی فارم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا دریائے گنڈک کے ریلوے پل کو بھی شدید نقصان پہنچا

—— بھاگلپور میں بھی کئی اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں۔

—— مرکزی رصدگاہ پونا کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ زلزلے کا مرکز غالباً نیپال تھا۔

—— لنڈن کی اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں کے آلات بتلاتے ہیں کہ زلزلے کا مرکز آسام ہے۔

—— لکھنؤ ۱۷ر جنوری اندازہ کیا گیا ہے کہ یہاں زلزلہ سے تقریباً چار ہزار مکانات کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

—— مرزا پور کی اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں تقریباً پانچ سو مکانات بالکل مسمار ہو گئے۔ سینکڑوں دیگر مکانات کو بھی نقصان پہنچا۔ بہت سی مساجد کے مینار گر گئے۔

—— لنڈن۔ ۱۷ر جنوری۔ یہاں دفتر ہند کو زلزلہ کی تفصیلات کا انتظار ہے تا کہ برطانیہ میں ان لوگوں کے رشتہ داروں کو اطلاع دی جا سکے جن کو زلزلہ میں نقصان پہنچا ہے۔

—— شہر گیا میں زلزلے سے بہت سے مکانات مسمار ہو گئے ہیں اور متعدد اشخاص ہلاک اور مجروح ہوئے۔

—— ہندو جوتشیوں کے بیانات کے مطابق زلزلے کی وجہ یہ ہے کہ ۱۵ر جنوری کو برج جدی میں سات ستارے جمع ہو گئے تھے اس وجہ سے یہ ہولناک واقعات پیش آئے۔ لکھنؤ کے جوتشیوں کا بیان ہے ایسا واقعہ مہابھارت کے زمانے کے بعد اب دوسری مرتبہ ہوا۔

—— کلکتہ ۲۰ر جنوری۔ کل شب پٹنہ میں پھر ایک خفیف سا زلزلہ محسوس ہوا جو آٹھ سیکنڈ تک جاری رہا۔

—— گورنر بہار ۱۹ر جنوری کو ہوائی جہاز میں مظفر پور پہنچے۔ معلوم ہوا کہ پولیس نے جو لعشیں جمع کی ہیں، ان کی تعداد گیارہ سو ہے۔

—— خیال ہے کہ نیپال میں بھی بہت سخت زلزلہ آیا ہوگا۔ پیغام رسانی کے تمام ذرائع منقطع ہو گئے ہیں اس لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ نیپال کے پایہ تخت کھٹمنڈو کے متعلق بہت تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے بعد کی خبر ہے وہاں بھی زلزلہ کی وجہ سے شدید نقصان پہنچا ہے۔

—— دربھنگہ میں بھی بہت زیادہ تباہی پھیلی ہے۔ مہاراجہ کا محل مٹی کا ڈھیر بن گیا ہے۔ اندازاً ایک کروڑ کا مالی نقصان ہوا۔ دربھنگہ کے نواح میں کم از کم ایک ہزار آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔

—— مونگیر، دربھنگہ، ترہٹ، اور مظفر پور کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر فصلیں کسی حد تک محفوظ ہیں لیکن عمارتوں کو ہر جگہ نقصان پہنچا ہے اور نقصان جان بھی ہر جگہ ہوا ہے

—— صوبہ بنگال کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ فرید پور، سراج گنج کشتیہ، کرشنا نگر اور بار یسال وغیرہ مقامات پر بھی زلزلے کے سخت جھٹکے محسوس ہوئے تھے۔ کوچ بہار میں بہت سی عمارتیں پھٹ گئیں ایک ہاتھی پاگل ہو گیا۔

—— مظفر پور کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ شہر کا تین چوتھائی حصہ بالکل تباہ ہو گیا۔ قریباً تمام آبادی کھلے میدان میں خیموں میں مقیم ہے، سردی کا زور ہے اس لئے پناہ گزین سخت مصیبت میں ہیں۔

—— برہما کے بعض مقامات پر بھی زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے

—— آگرہ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ زلزلہ سے روضہ تاج محل کو بھی نقصان پہنچا ہے۔

—— وائسرائے نے زلزلہ کے مصیبت زدگان کے لئے ایک فنڈ قائم کیا ہے۔ اس فنڈ میں ملک معظم نے ایک سو پونڈ اور ملکہ معظمہ نے پچاس پونڈ عطا فرمائے۔ وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن نے پانچ ہزار روپیہ عطا فرمایا ہے۔

—— مسلمانان کلکتہ نے مصیبت زدگان کے لئے تیرہ ہزار روپیہ جمع کیا ہے۔

—— ریڈ کراس سوسائٹی بھی قابل قدر امدادی خدمات انجام دے رہی ہے۔ وزیر ہند کا ایک تحریری پیغام موصول ہوا ہے کہ بین الاقوامی امدادی یونین نے ایک ہزار پونڈ انڈین ریڈ کراس سوسائٹی کو بھیجے ہیں

—— نئی دہلی ۲۰ر جنوری۔ سر فضل حسین وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن جمعہ کی صبح کو پٹنہ پہنچے وائسرائے روزانہ گورنر بہار سے پیغامات کا تبادلہ کر رہے ہیں۔

—— کلکتہ ۲۰ر جنوری۔ میر آف کلکتہ کے زلزلہ فنڈ میں اس وقت تک تین ہزار روپے جمع ہو چکے ہیں۔

—— مظفر پور اور ملحقات کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت زدگان کے لئے مختلف مقامات سے امداد آ رہی ہے۔ مختلف مقامات سے رضا کار کمبلوں اور دوسرے سامان کے ساتھ پہنچ رہے ہیں۔

—— برلن ۲۰ر جنوری۔ پریذیڈنٹ فان ہنڈن برگ نے ملک معظم کو ہندوستان کے زلزلہ کے متعلق گہری ہمدردی کا برقی پیغام ارسال کیا ہے، نیز وائسرائے کو ۔۔۔۔ مسٹر سوادا کی معرفت حکومت جاپان کا پیغام ہمدردی بھی موصول ہوا ہے۔

—— زلزلہ سے جو نقصان جان ہوا ہے اس کی مجموعی تعداد تیرہ ہزار بتائی جاتی ہے

خط و کتابت کیوقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

مہرشی حضرت محمد (صلعم)

دنیا کا سب سے زیادہ عظیم الشان ریفارمر

(از مسٹر شانتا رام ایم اے - پروفیسر انڈرا کالج - بمبئی)

مجھے شروع سے دنیا کے مشہور آدمیوں کے حالات سے دلچسپی رہی ہے اور میں نے اپنے جیون (زندگی) کا زیادہ تر حصہ مشاہیر کے سوانح حیات کے پڑھنے میں صرف کیا ہے۔ میں پورے وشواس (یقین) کے ساتھ کہتا ہوں کہ حضرت محمد صاحب ایک ایسے مہا پرش ہیں کہ ان کے مقابلہ کا انسان روئے زمین کی تاریخ میں نظر نہیں آتا۔

مجھے اس بات کا اظہار کرتے ہوئے دکھ محسوس ہوتا ہے۔ کہ جب اور جہاں حضرت محمد صاحب کے احسانات اور اخلاق عظیمہ کا ذکر ہوتا ہے تو بعض ہندو بھائی کسقدر تعصب کا اظہار کیا کرتے ہیں یہ ایک نہایت غلط طرز عمل ہے۔ بھلا یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ ہم ایک رشی کے حالات سنکر تعصب کا اظہار کریں۔ اور اپنی تنگ نظری کا ثبوت پیش کریں۔ یہ تمام زمین ہمارے پرماتما کی ہے اور کل روئے زمین کے عالی دماغ اور روشنضمیر اصحاب ہمارے لئے قابل تعظیم اور باعث افتخار ہیں۔

کیا یہ سچ نہیں کہ آج جب ہم سقراط اور نیوٹن اور ایڈیسن اور ہربرٹ اسپنسر کے حالات سنتے ہیں تو ان کے کمالات پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔ اور اس سے ہمارے دھرم کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا پھر یہ کیا بدنصیبی ہے کہ ہم دنیا کے ایک عظیم الشان رہبر کے حالات سنکر تعصب کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اپنی تاریک خیالی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہمارا دھرم ہم کو انصاف پسندی اور دنیا کے عظیم الشان رہنماؤں کی تعظیم کا حکم دیتا ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم تنگ نظری کو دفن کردیں اور انصاف کی روشنی میں پاک ہستیوں کی تعظیم کریں۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم اپنی وسیع الخیالی کا ثبوت پیش کرینگے۔

مہرشی حضرت محمد دنیا کے سب سے زیادہ عظیم الشان ریفارمر ہیں آپ ایسے وقت میں پیدا ہوئے جبکہ دنیا پر تاریکی چھا رہی تھی اور ہر طرف فتنہ و فساد کا طوفان بپا تھا۔ آپ نے ایشور کے حکم سے اپنی پاکیزہ زندگی کا ایسا عجیب اور بے نظیر نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا جس نے کایا پلٹ دی۔ آپ نے ظالموں اور ڈاکوؤں کو پرہیزگار بنا دیا اور وحشیوں کو حکمرانی کے زریں اصول سکھائے۔ آپ نہایت انصاف پسند اور رحمدل تھے۔ آپ کی رحمدلی کا یہ حال تھا کہ جب آپ نے مکہ فتح کیا اور وہ ظالم آپ کے سامنے لائے گئے جنھوں نے آپ پر ظلم و ستم کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے جو کچھ مجھ پر ظلم و ستم کیا ہے میں اسے معاف کرتا ہوں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

آپ ذرا انصاف کے ساتھ تاریخی واقعات پر غور کیجئے آپ کو کسی قوم کی تاریخ میں عفو و کرم کی ایسی مثال تلاش سے بھی دستیاب نہیں ہوسکتی اس واقعہ سے آنحضرتؐ کی رحمدلی ثابت ہوتی ہے۔ آپ کی طبیعت میں غرور بالکل نہ تھا۔ آپ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ غریبوں کی دعوت قبول کرلیتے مسکینوں سے محبت کرتے اور بیماروں کی عیادت کو تشریف لیجاتے۔ آپ کا دل حرص و انتقام کے جذبات سے بالکل ناآشنا تھا۔ اور آپ کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے۔ آپ نے ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے صدیوں کی گمراہی کو لمحوں میں دور کردیا۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے دنیا امارت پرستی کے عذاب الیم میں مبتلا تھی۔ غریبوں کو حقیر نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ ان میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا تھا۔ آنحضرتؐ نے اخلاص و محبت و مساوات کی روشنی پھیلائی اور غریبوں کی مظلومیت کا خاتمہ کیا۔ آج ہندوستان میں جو اچھوت ادھار کی تحریک نظر آرہی ہے میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ اسلامی تعلیم ہی کا صدقہ ہے غرض حقیقت یہ ہے

کتاب البشریٰ

کے متعلق ضروری اعلان

میں نے ۱۹۱۳ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کا مجموعہ شائع کیا تھا۔ میں خود لاہور میں رہتا تھا مسودات قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کی معرفت قادیان کے کاتب سید نیر وزیر شاہ صاحب سے لکھوائے جاتے تھے۔ وہیں مسودات کے ساتھ تصحیح ہوتی اور اعراب لگائے جاتے تھے جن علمائے قادیان نے یہ مسودات دیکھے اور تصحیح کی یعنی مولوی محمد اسمعیل صاحب مدرسہ احمدیہ - مولوی غلام رسول صاحب راجیکی - مولوی احمد اللہ صاحب مہاجر - ان کا میں نے اندرونی ٹائیٹل کے صفحہ پر شکریہ ادا کر دیا تھا۔ ان میں بعض کو اعرابوں، ترجمہ اور تصحیح کی اجرت بھی دی جس کا ذکر میں نے ٹائیٹل صفحہ نمبر ۲ پر ان الفاظ میں کیا ہے:-

"اعراب لگانے میں افسوس ہے کہ باوجود اجرت ادا کئے جانے کے بھی صحت نہیں ہوسکی۔ اور نہ ہی کسی عالم سے کماحقہ مدد مل سکی۔"

دوسری جلد کے اندرونی ٹائیٹل پر میں نے لکھا۔

"جو مشکلات مجھے دوران تصنیف میں پیش آئیں ان میں سب سے بڑھکر اعراب کا معاملہ ہے جن علمائے سلسلہ سے میں نے مدد لینی چاہی - اعرابوں کے معاملہ میں کوئی دو بھی آپس میں متفق نہ ہوسکے۔"

ان اعلانات کی موجودگی میں جو آج سے بیس سال پہلے کے ہیں میاں محمود احمد صاحب کا جلسہ سالانہ کے موقعہ پر البشریٰ کی غلطیوں کو میری طرف منسوب کرنا کہاں تک سچا تھا۔ خود میاں صاحب کو بخوبی علم تھا کہ یہ کتاب علمائے قادیان کے زیر نگرانی لکھی گئی وہیں اس کی تصحیح ہوئی۔ وہیں اعراب لگائے گئے۔ اور وہیں ترجمہ کیا گیا۔ میں عاجز تو سب اخراجات برداشت کرنے والا یا الہامات کو مختلف جگہ سے لیکر اکٹھا کرنے والا تھا اس لئے اس کتاب کی اغلاط کی ذمہ داری زیادہ تر علمائے قادیان کے سر پر ہے۔ جنھوں نے باوجود اجرت لینے کے کام کو دیانتداری سے نہ کیا۔

مراسلات

حضرت امیر کی عظیم الشان شخصیت

(از جناب مولوی عالم دین صاحب وکیل شیخوپورہ)

جناب مولوی عالم الدین صاحب وکیل شیخوپورہ اپنے ایک تازہ والا نامہ میں جو خاکسار مدیر کو موصول ہوا ہے تحریر فرماتے ہیں :-

میں اپنی انجمن کے گزشتہ سالانہ جلسہ پر لاہور حاضر ہوا تھا۔ ۲۵۔ ۲۶ر دسمبر کو جلسہ گاہ میں حاضر رہا۔ مگر بوجہ علالت برادرم میاں عطا محمد صاحب ۲۶۔ کی شام کو مجبوراً اپنے وطن ضلع گجرات چلا گیا۔ اس طرح ۲۷ر کو جلسہ میں حاضر نہ ہو سکا۔ اور نہ ہی مجلس معتمدین کے اجلاس میں شامل ہو سکا۔ میں نے حضرت امیر کے متعلق مجلس معتمدین کا وہ اعلان جو آپ کے اخبار مورخہ ۷ر جنوری ۱۹۳۴ء (صفحہ اول) میں شائع ہوا ہے۔ بغور پڑھا ہے۔ اور مجھے اس سے پورا پورا اتفاق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اعلان واقعات و اصلیت کے عین مطابق ہے۔ میں حضرت امیر کو ۱۹۰۳ء سے جانتا ہوں۔ جس سال کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کی تھی ۱۹۰۳ء سے لے کر ۱۹۱۴ء تک میں اکثر قادیان جاتا رہا۔ اور طویل عرصہ کے لئے وہاں ٹھیرتا رہا اور حضرت امیر سے ملتا جلتا رہا۔ ۱۹۱۴ء سے جبکہ حضرت امیر لاہور تشریف لائے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی تو میں بحیثیت انجمن کا مستقل ممبر رہنے کے علاوہ اکثر بحیثیت رکن مجلس انتظامیہ اور مستقل طور پر بحیثیت رکن مجلس معتمدین حضرت امیر کے حالات کا مشاہدہ کرتا رہا ہوں۔ اور میں ایمانداری سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت امیر کی عظیم الشان قربانی۔ عدیم المثال ایثار، دیانتداری اور تقویٰ نے مجھے ہمیشہ زبردست طور پر متاثر کیا ہے۔ حضرت امیر کی ہستی سلسلہ اور اسلام کے لئے ایک مایہ ناز ہستی ہے اور میں یہ بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ زمانہ حال میں بانی سلسلہ کے سوا کسی اور صاحب نے اس قدر قیمتی اور اعلیٰ پایہ کا لٹریچر اس وسعت سے سلسلہ اور اسلام کے متعلق پیدا نہیں کیا۔ جس قدر کہ حضرت امیر نے پیدا کیا۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے سلسلہ کے متعلق اپنے فرائض کو ہمیشہ زبردست طور پر محسوس کیا ہے۔ اور کبھی ان کی ادائیگی میں پہلوتہی نہیں کی۔ . . . .

قادیان سے چلے آنے اور لاہور میں تبلیغ اسلام کے لئے انجمن کی بنیاد ڈالنے اور اس کی بہتری اور ترقی کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے میں بھی حضرت امیر نے فرض شناسی کی احسن ترین مثال پیش کی ہے تو ایسی ہستی کے متعلق کسی فرد کا الزام لگانا اگر اختلال دماغ کا ثبوت نہیں تو کیا ہے ؟

خاکسار

(عالم الدین ایڈووکیٹ شیخوپورہ)

کلکتہ میں عید الفطر

(از جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کلکتہ)

اس دفعہ کی عید الفطر کلکتہ میں دو وجوہات سے یادگار رہیگی ایک تو ہماری جماعت لاہور سے تعلق رکھنے والے احمدی دوستوں نے ہمت کر کے ایک جگہ نماز عید باجماعت ادا کرنے کا انتظام کیا چنانچہ اس خاکسار کے غریب خانہ پر مندرجہ ذیل احباب عید الفطر کے روز صبح کو جمع ہوئے :-

(۱) مسٹر فیض عالم خاں صاحب انجینئر آدم جی جیوٹ مل۔ بلور (کلکتہ)

(۲) مسٹر محمد یوسف صاحب بغدادی۔ کلکتہ

(۳) مسٹر نذیر حسین صاحب } کلیئرنگ ایجنٹ کسٹم کلکتہ

(۴) مسٹر فیروز دین صاحب }

(۵) مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مسلم مشنری۔ کلکتہ

(۶) مسٹر مظفر حسین صاحب

ابھی ایک دو اور دوست ہیں جن کو وقت پر اطلاع نہیں دی جا سکی۔ امید ہے عید الضحیٰ کے موقعہ پر تمام احباب جمع ہو سکینگے نماز کے بعد خطبہ بھی ہوا۔ اور فطرانہ اور عید فنڈ جمع کیا گیا تھا وہ سکریٹری صاحب انجمن کو لاہور بھیجدیا جائے گا۔ ہماری جماعت کے جو احباب عارضی طور پر یا مستقل طور پر رہائش اختیار کر کے کلکتہ تشریف لائیں وہ اس خاکسار کو یا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مسلم مشنری نمبر ۱۲ زکریا اسٹریٹ۔ کلکتہ۔ کو ضرور مطلع فرمائیں۔ تاکہ آپس میں ملاقات ہوتی رہے۔ اور اس طرح ایک جماعت کی صورت پیدا کی جائے کلکتہ میں ایک مسلم مشن قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہاں کا تعلیم یافتہ طبقہ ہماری انجمن کے کاموں کا بہت مداح ہے۔ یہاں لٹریچر کی اشاعت اور فروخت بھی کافی ہو سکتی ہے۔ اور غیر مسلموں میں تبلیغ کا میدان بھی بہت وسیع ہے۔

دوسری بات جو کہ غیر معمولی اس دفعہ ہوئی وہ یہ ہے کہ چند معزز مسلمان خواتین کی کوششوں سے ۔۔۔۔ ۔ بہت سی مسلمان خواتین نے میاں محمد امین صاحب سوداگر چرم کی فراخ اور وسیع کوٹھی کے ہال میں جمع ہو کر ایک بزرگ روشن خیال امام صاحب کے پیچھے نماز عید ادا کی۔ بدقسمتی سے کلکتہ کی کسی مسجد میں مستورات کے لئے نماز جمعہ اور نماز عید جماعت کے ساتھ پڑھنے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے رانی کماری جاوید بانو صاحبہ نے جو کہ حال میں ہی اسلام لائی ہیں اور بنگال کی ایک چھوٹی سی ہندو ریاست سے تعلق رکھتی ہیں اور نہایت پرجوش اور تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔ یہ تحریک پیش کی کہ مسلمان خواتین نماز عید ایک جگہ جمع ہو کر ادا کریں جس کو بہت پسند کیا گیا۔ اور میری اہلیہ اور چند ایک اور مسلمان خواتین کی مدد سے اشتہارات چھاپ کر تقسیم کئے گئے۔ اور میاں محمد امین صاحب کی مہربانی سے ان کی کوٹھی میں نماز عید کا انتظام کیا گیا۔ پردے کا پورا انتظام تھا۔ اور سب خواتین نے جو نماز میں شامل ہوئیں بہت خوشنودی کا اظہار کیا۔ اور آئندہ بھی ایسے موقعوں پر شامل ہونے کی حامی بھری۔ اس واقعہ سے کلکتہ کے مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ کہ ہاں مسلمان عورتوں کو بھی دینی کاموں میں حصہ لینا چاہئیے۔ رانی کماری جاوید بانو صاحبہ کی خدمت میں مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن انگریزی بطور ہدیہ انجمن کی طرف سے پیش کیا گیا جو کہ انہوں نے نہایت شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ وہ ہماری انجمن کی بہت مداح ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو استقامت عطا فرمائے۔ اور بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اس وقت ان کے باپ (والیٔ ریاست) کی طرف سے ان پر بہت سختی کی جا رہی ہے اور ان کا ماہواری خرچ اور ذاتی جائداد بھی ضبط کر لی گئی ہے۔ اس کے متعلق قانونی چارہ جوئی کیجائیگی۔ احباب ان کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ والسلام

خاکسار۔ ممتاز احمد فاروقی۔ نمبر جبار مینشن۔ نیو تھیٹر روڈ۔ پارک سرکس کلکتہ

ایک معقول بات

جناب ماسٹر انعام اللہ خاں صاحب سالاری لورالائی (بلوچستان) اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں :-

" (کچھ عرصہ ہوا) آپ کے اخبار میں ایک مضمون سکرٹری احمدیہ ڈیفنس لیگ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جس میں حضرت مولٰنا محمد علی صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے رشتہ دار و غیر رشتہ دار کارکنان انجمن کی طویل فہرست ہے . . . . . . میرا ان سے (سکرٹری ڈیفنس لیگ سے) اس امر میں اختلاف ہے اصل یہ ہے کہ جملہ ممبر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حضرت امیر کے رشتہ دار ہیں غیر رشتہ دار کوئی بھی نہیں۔ یہ رشتہ داری روحانی ہے جس کے سامنے جسمانی رشتہ داری کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ بلکہ بعض اوقات جسمانی رشتہ دار سخت مخالف ہوتے ہیں۔ کسی جسمانی رشتہ دار کا کسی عہدے یا خدمت دین پر مقرر کرنا بھی کوئی عیب نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ کون تھے ؟ سب محمد رسول اللہ صلعم کے جسمانی رشتہ دار۔ کیا ان کو بڑے بڑے کام سپرد نہیں کئے گئے ؟ دیکھنا صرف یہ ہے کہ آیا موجودہ ملازمین یا خادمان دین اپنے فرائض دیانتداری سے ادا کر رہے ہیں یا نہیں۔ اگر ان کا کام اچھا ہے تو کیوں ان کو برطرف کر دینے کا خیال بھی آئے ؟ "

(خاکسار :- انعام اللہ خاں سالاری)

ضرورت ہے

(۱) ۱۹۳۴ء میں محکمہ ملٹری کو ڈیٹرنری برانچ کے لئے ویٹرنری اسسٹنٹ سرجنوں کی ضرورت ہو گی جن کے مقابلہ کا امتحان ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء سے آرمی ویٹرنری سکول انبالہ چھاؤنی میں شروع ہوگا۔ بر سلسلہ ہندوستانی ویٹرنری کالج ویٹرنری گریجوایٹ اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ امیدوار کی عمر ۲۵ سال سے کم ہو اور نیک چال چلن اور صحت جسمانی کی سند ہمراہ لانی ہو گی نقول درخواست کے ہمراہ امتحان میں شامل ہونے سے پہلے ایک افسر معائنہ کریگا اور اس کی منظوری کے بعد امتحان میں شمولیت کی اجازت ہو گی جو امیدوار شامل امتحان ہونا چاہیں وہ ۔۔۔ تک اپنی درخواستیں بنام افسر انچارج انڈین آرمی ویٹرنری کور ریکارڈ انبالہ چھاؤنی بھیجدیں جملہ اخراجات امیدوار کے اپنے ذمہ ہونگے عرضی کا فارم یہ ہوگا۔

نام امیدوار تاریخ پیدائش ذات جماعت اور مذہب پیشہ، صوبہ وضلع گھر کا پتہ صحت جسمانی میڈیکل افسر کی سند کی نقل ہمراہ، عمر ویٹرنری کالج کا نام جہاں تعلیم ہو سال جس میں امتحان پاس کیا ہے خاص اعزاز جو کالج میں ملے ہوں تعلیمی قابلیت زبان کی قابلیت سواری کی قابلیت کھیلوں کی قابلیت سابقہ ملازمت و میعاد ملازمت کی تفصیل دستخط و پتہ ۔

(۲) ڈویژنل انجینئرنگ ٹیلیگراف راولپنڈی ڈویژن کو چند ٹیلیفون اپریٹروں کی عارضی اسامیاں پر کرنے کے لئے ضرورت ہے ان امیدواروں نے اگر عمدگی سے کام کیا تو مستقل اسامیاں خالی ہونے پر منتقل کر دئیے جائیں گے امیدوار انٹرنس تک تعلیمیافتہ ہوں۔ عرضیاں ساڑھے دس بجے دن کے ۱۰ر فروری ۱۹۳۴ء کو ڈویژنل انجینئرنگ ٹیلیگراف راولپنڈی کے سامنے پیش کرنی ہونگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | ۱۰ر شوال المکرم ۱۳۵۲ھ | نمبر ۶

تسخیر اندلس

میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کی مبارک تجویز

گذشتہ سال عیدالفطر کے موقع پر ہم نے اسپین میں تبلیغی مشن کے قیام کے لئے آواز بلند کی تھی اور وہاں کے تازہ انقلابات کا ذکر کرنے کے بعد لکھا تھا کہ:۔

"اندلس دراصل ایک اسلامی ملک اور مسلمانوں کی ملکیت ہے۔ ہماری سیاہ بختی سے یہ غیروں کے قبضے میں چلا گیا اور اس طرح گیا کہ بظاہر مسلمانوں کا نام و نشان اس میں موجود نہ رہا۔ مگر یہ قبضہ ہماری غیرت و عزت کا سوال ہے۔ اب تبلیغ کے ذریعہ اس ملک کو فتح کرنے کا وقت آگیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ ہم عرصہ سے اندلس کی داستان تباہی کو پڑھ کر روتے ہیں ہمارے شاعروں نے اس تاریخی حادثے پر مرثیئے لکھے۔ ہمارے سیاحوں نے اسلام کے اس اجڑے گلشن میں جا جا کر سرد آہیں بھریں اور گرم گرم آنسو بہائے ضرورت ہے کہ رونے رلانے کا یہ سلسلہ ختم کرکے اس ملک پر تبلیغی تگ و تاز شروع کر دی جائے طارق ابن زیاد نے اس ملک کو تلوار کے ذریعے فتح کیا تھا کیا اب ہم میں کوئی طارق موجود نہیں ہے جو قلم و تبلیغ سے دوبارہ اس پر قبضہ کرے؟

احمدی نوجوانو! امت مسلمہ کے سپوتو! سوچو اور اس سوال کا جواب دو۔ آج عید کا دن ہے آؤ ان مسرت انگیز لمحوں میں کوئی بڑا خواب دیکھیں کوئی بلند عزم اور خیال پیدا کریں کیا اسپین میں تبلیغی مشن کا قیام ایک بہت بڑا خواب اور ایک بلند عزم نہیں؟"

(پیغام صلح ۲۷ر جنوری ۱۹۳۳ء)

اس کمزور آواز کی طرف اس وقت کسی نے توجہ نہ دی یہ بظاہر صدا بصحرا ہو کر رہ گئی اور اس سے کوئی نتیجہ مرتب نہ ہو سکا لیکن خدا کسی نیک خواہش اور کسی اچھی آواز کو ضائع نہیں کرتا۔ ہماری تمنا تھی کہ [illegible] میں سے کوئی بڑا دماغ اسپین میں تبلیغی مشن کے قیام [illegible] کے لئے عملی قدم اٹھائے دن اور راتیں [illegible] دیکھنے والا کوئی آگے [illegible] کارسازی

ملاحظہ ہو آج جبکہ اس آواز کو بلند کئے ہوئے ایک سال گزر چکا ہے ہماری قوم کا ایک بلند ہمت دماغ اور نوجوان اس مقصد عظیم کو لیکر آگے بڑھا ہے۔ اس کے دل میں ایک زبردست ایمانی تڑپ ہے اس کی خواہشوں اور ارادوں میں طارق کے عزم اور بلند ہمتی کی جھلک موجود ہے اس عالی دماغ نوجوان نے سچ مچ ایک بہت بڑا خواب دیکھا اس کی چشم تصور کو بیت الحمرا پر اسلامی جھنڈا لہراتا نظر آتا ہے وہ قرطبہ کی جامع مسجد میں بلند ہوتی ہوئی صدائے اذان کیلئے گوش برآواز ہے

یہ قابل فخر نوجوان ہمارے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے صاحبزادے میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ہیں۔ آپ کا ایک قابل قدر مضمون معاصر "لائٹ" (۱۶ جنوری) میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اسپین میں تبلیغ اسلام کی ضرورت کو نہایت موثر و موزوں الفاظ میں بیان کیا ہے۔ اس مضمون کے ضروری حصے کا ترجمہ پیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج کیا جا رہا ہے۔ فاضل و محترم مضمون نگار اسپین کے تازہ سیاسی و ذہنی انقلاب کے ذکر میں فرماتے ہیں:۔

"اسپین کی موجودہ جمہوری حکومت عیسائی مذہب سے متنفر ہو رہی ہے۔ خاص طور پر خانقاہوں اور گرجوں سے ملحقہ اداروں سے اسے نفرت ہے۔ لوگوں کے دلوں سے رومن کیتھولک مذہب کی عزت دور ہو رہی ہے۔ اب وہ تعصب کو چھوڑ رہے ہیں بعض یونیورسٹیوں میں عربی زبان اختیاری مضمون کے طور پر جاری کر دی گئی ہے۔ بعض روشن خیالوں کی تجویز ہے کہ اسلامی عمارات کو پھر گذشتہ شان و احترام دیا جائے۔ میرے ایک اندلسی دوست تھے ہم امریکہ میں اکٹھے تھے وہ اس پر بہت نازاں تھے کہ ان کی رگوں میں عربی خون ہے جس کا انہیں بہت فخر تھا۔ ان واقعات کو دیکھتے ہوئے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اندلس کی تسخیر کے دن آ رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے طارق کی ضرورت ہے۔ جو اسلامی طاقتوں کی رہنمائی کرے۔"

فاضل مضمون نگار کے خیال میں اسپین میں تبلیغ کے لئے۔۔۔۔۔ ۔۔۔ سب سے پہلے اس ملک کی زبان میں ترجمہ قرآن اور دوسرے اسلامی لٹریچر کی ضرورت ہے۔ ان کا یہ خیال بالکل صحیح ہے موجودہ زمانہ میں تبلیغ کے لئے لٹریچر اہم ترین اور اولین ضرورت ہے۔ اسپینی زبان میں جو لٹریچر تیار کیا جائے گا وہ جنوبی امریکہ۔ وسطی امریکہ۔ ویسٹ انڈیز اور بعض دوسرے ممالک میں بھی اشاعت اسلام کا زبردست ذریعہ ثابت ہوگا۔ کیونکہ ان ممالک میں بھی یہ زبان رائج ہے۔ اور ان میں سے اکثر مقامات کے باشندے اسپین کی طرح رومن کیتھولک مذہب کے پیرو ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کی یہ تجویز ہے کہ جرمن ترجمۃ القرآن کی تکمیل کے بعد فوراً ہی اسپینی زبان میں قرآن کریم کے ترجمے کی تیاری کرنی چاہیئے

اس لٹریچر کی تیاری کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک تو ایسے پرجوش آدمی درکار ہیں جو دینی معلومات سے بہرور ہوں۔ اور اسپینی زبان میں اس قدر دستگاہ رکھتے ہوں کہ اس میں ترجمہ و تحریر کا کام بخوبی کر سکیں۔ اس ضرورت کو پورا کرنا احمدی نوجوانوں کا اولین فرض ہے۔ بہت زیادہ نہیں تو دو چار نوجوانوں کو فوراً اپنی زندگیاں اس کار خیر کے لئے وقف کر دینی چاہئیں انہیں دنیوی عہدوں اور دولت کے حصول کی بجائے سپین میں تبلیغ اسلام کو اپنا مقصد حیات قرار دے لینا چاہیئے۔

ہم نے گذشتہ سال محولہ بالا مضمون میں کہا تھا کہ:۔

"احمدی مجاہدو! غفلت نہ کرو۔ ہم اپنے نوجوانوں کو خاص طور پر مخاطب کر رہے ہیں۔ حضرت امیر نے ایک بلند عزم کیا اس کا نتیجہ انگریزی ترجمۃ القرآن اور متعدد بیش بہا تصانیف کی شکل میں موجود ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے دل میں ایک اعلیٰ خواہش پیدا ہوئی۔ ووکنگ اس کا ثمر ہے۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے ایک بڑا خواب دیکھا۔ برلن مسجد اور مشن اس کی تعبیر ہے۔ پیارے نوجوان بھائیو۔ دنیا کو یہ یقین کرنے کا موقع نہ دو کہ اب جماعت احمدیہ ایسے سپوت پیدا کرنے سے عاجز آگئی ہے بلکہ اس امر کا ثبوت دو کہ احمدی مائیں ملت اسلامیہ کو اب بھی محمد علی۔ کمال الدین۔ اور صدرالدین ایسے سپوت دے سکتی ہیں۔ اور ہمیشہ دیتی رہیں گی؟"

ہمارے خیال میں ان الفاظ میں کسی اضافہ کی ضرورت نہیں۔

اس کام کو انجام دینے کے لئے دوسری بڑی ضرورت روپیہ کی ہے۔ اسکے لئے میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی نے محترم مدیر "لائٹ" سے ایک فنڈ کھولنے کی درخواست کی ہے۔ اور ہم خوش ہیں کہ انہوں نے صرف تجویز پیش کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا جیسا کہ آج کل کا عام رواج ہے بلکہ اس فنڈ کے لئے کچھ روپیہ اپنی طرف سے پیش کرکے عملی نمونہ بھی قائم کر دیا ہے۔ ہم ان کے ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے وقت کی ایک اہم ضرورت کی طرف توجہ کی اور اس کے لئے عملی قدم اٹھایا۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ اس تجویز کو عملی صورت دینے کی پوری کوشش کریں۔ اصل تجویز لٹریچر کی تیاری اور فنڈ کے قیام سے بھلا کسے اختلاف ہو سکتا ہے۔ باقی رہا طریق کار کے متعلق مفید مشورے اور آراء، اس کے لئے "لائٹ" اور پیغام صلح کے صفحات حاضر ہیں۔

شذرات

گزشتہ دنوں جاپان کے کچھ حالات ہندوستانی اخبارات میں شائع ہوئے تھے ۔ان میں سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو ۔

"پچھلے سال جاپان میں ۴۱ ہزار نوجوان لڑکیاں فروخت کی گئیں ۔ یہ تجارت باقاعدہ ہوتی ہے ۔ فروخت کرنیوالوں کو حکومت کی طرف سے لائسنس دیا جاتا ہے اور وہ اس تجارت پر ٹیکس وصول کرتی ہے ۔ ٹوکیو کے قریب ایک شہر توشیوارہ ہے جسے محبت کا شہر کہا جاتا ہے یہاں لڑکیوں کی فروخت کی مارکیٹ ہے ۔ہر سال قریباً چالیس لاکھ مرد لڑکیوں کے خریدنے کے لئے جمع ہوتے ہیں ۔لڑکیوں کو قطاروں میں بٹھا دیا جاتا ہے اور ان کے والدین قیمتیں خود بتاتے ہیں ۔"

یہ یورپ کے شاگرد رشید جاپان کی حالت ہے جو ایشیا کا سب سے زیادہ مہذب، ترقی یافتہ اور طاقتور ملک سمجھا جاتا ہے ۔مغربی تہذیب کی تقلید میں وہ تمام مشرقی ممالک سے پیش پیش ہے ۔کیا اسلام پر غلامی کے جواز کا بے بنیاد الزام لگانے والے مہذب اور مغرب زدہ اصحاب کو یہ حقایق معلوم ہیں ؟

امریکہ کی گوری آبادی وہاں کے حبشیوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک کرتی ہے بعض اوقات معمولی معمولی باتوں پر حبشیوں کو زندہ جلا دیا جاتا ہے ۔اب بعض حبشی ان مظالم سے تنگ آکر جنوبی افریقہ میں آباد ہونے کا ارادہ کر رہے ہیں ۔ اس کے متعلق آریہ اخبار "پرکاش" "درندہ پن" کے عنوان سے رقمطراز ہے ۔

"آہ رنگت کے شیطانی امتیاز ! تو کتنا خطرناک ہے مذکورہ بالا واقعات اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ مغربی اقوام جس تہذیب پر فخر کرتی ہیں وہ ایک چھپا ہوا درندہ پن ہے اور اس سے نسل انسانی کو کبھی شانتی پراپت نہیں ہو سکتی ۔"

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ نسل انسانی کو امن صرف ویدک تہذیب سے ہی حاصل ہو سکتا ہے ۔

بے شک رنگ و نسل کا امتیاز شیطانی اور خطرناک ہے اور مغربی تہذیب بھی چھپا ہوا درندہ پن ہے ۔لیکن اس کا علاج ویدک تہذیب نہیں ۔کیونکہ اس بارہ میں ویدک تہذیب مغربی تہذیب سے بھی گئی گزری ہے ۔ بھلا جس تہذیب کا مجموعہ قوانین منوسمرتی جیسی کتابیں ہوں جس تہذیب نے کروڑوں انسانوں کو صدیوں سے جانوروں سے بدتر زندگی بسر کرنے پر مجبور کر رکھا ہو ۔ جو تہذیب نام نہاد اچھوتوں کو معمولی انسانی حقوق سے محروم رکھنے پر مصر ہو ۔ جو تہذیب کسی اچھوت کے وید منتر سننے پر اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالنے کا وحشیانہ حکم دے بھلا وہ تہذیب درندہ پن کا علاج کیسے ہو سکتی ہے ؟ وہ تو خود مغربی تہذیب سے زیادہ ہولناک درندگی کی حامی ہے ۔ان دونوں درندہ تہذیبوں کا صحیح اور واحد علاج اسلام ہے ۔جو رنگ و نسل کے امتیاز کا شدید ترین مخالف اور مساوات نسل انسانی کا علمبردار اول اور کمزوروں اور مظلوموں کے حقوق کا پاسبان اعظم ہے جس نے تمام دنیوی امتیازات کو باطل قرار دے کر سب سے پہلے یہ صدائے حق بلند کی تھی ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے ۔)

قادیانی جماعت کا قابل فخر اخبار "فاروق" گزشتہ دنوں مر گیا یعنی بند ہو گیا تھا ۔ غالباً یہ موت جناب میاں صاحب کے اس اعلان کا نتیجہ تھی جو ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء کے "الفضل" میں شائع ہوا تھا کہ :۔

"اخبار فاروق باوجود وضاحت سے ہوشیار کئے جانے کے ایسے رویہ سے باز نہیں آتا جو فتنہ کا موجب ہوتا ہے ۔ چنانچہ اس میں سلسلہ کے ایک محکمہ کے متعلق نہایت بیہودہ نوٹ چھپا ہے ۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ اخبار "فاروق" کو سلسلہ کا اخبار تصور نہ کیا جائے ۔"

اب یہ مردہ پھر زندہ ہو گیا ہے ۔ یہ زندگی بقول "فاروق" اس "نفخ روح" کا نتیجہ ہے جو جناب میاں صاحب نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مندرجہ ذیل الفاظ کے ذریعے فرمائی :۔

"فاروق" غیر مبائعین اور غیر احمدیوں کے متعلق اچھا کام کر رہا ہے (گو جماعت قادیان کے متعلق اس کا رویہ ایسا رہا ہے جو فتنہ کا موجب ہے) اور میں سمجھتا ہوں کہ بعض مضامین جو "فاروق" میں چھپے وہ "الفضل" میں نہ چھپ سکتے تھے (کیونکہ ان میں بہت زیادہ گالیاں ہوتی تھیں) ..... ان کے (یعنی میر قاسم علی مدیر فاروق) کے مضامین بہت جامع اور مفصل ہوتے ہیں اور بہت مفید ہوتے ہیں (گو قادیانی انجمن کے محکموں کے متعلق وہ بیہودہ نوٹ ہی لکھتے ہیں) ..... جو کام یہ (مدیر فاروق) کر رہے ہیں وہ "الفضل" نہیں کر رہا اس لئے اس کو (فاروق کو) بھی خریدنے کی احباب کو ضرورت ہے اور اس کی مدد ضرور کر لی چاہئیے ۔ (تاکہ وہ پیغامیوں کو زیادہ سے زیادہ گالیاں دے سکے)

"فاروق" ہمارا شدید ترین مخالف ہے لیکن ہم اس کے باوجود اس کا بصد مسرت خیر مقدم کرتے اگر اس کی مخالفت کسی اصول کے مطابق اور ضابطۂ اخلاق کی پابندی کے ساتھ ہوتی ۔لیکن افسوس اس نے ہماری مخالفت کے علاوہ اخلاق و شرافت کی مخالفت اور بدخلقی کو بھی اپنا مقصد حیات قرار دے لیا ہے ۔ ان حالات میں "فاروق" اور اس کے سرپرستوں کو کچھ کہنا بے فائدہ ہے ۔ اگر اس کے طرز عمل میں اصلاح کی ذرہ بھر بھی امید ہوتی تو ہم یہ بھی کہنا چاہتے تھے کہ اختلاف رائے کے معنے دشمنی اور ذاتی حملے نہیں ہیں اور دلائل گالیوں کو نہیں کہا جاتا جیسا کہ بدقسمتی سے "فاروق" اور اس کے ہمنیالوں نے سمجھ رکھا ہے علاوہ ازیں ہم "فاروق" کے سرپرستوں کی خدمت میں یہ عرض کرتے کہ بیہودگی ۔ دشنام طرازی ۔ اور سوقیانہ پن ہر حالت میں بُرا ۔ قابل ترک اور لایق نفرت ہے ۔خواہ وہ کسی اپنے کے متعلق ہو یا مخالف کے حق میں ۔

دیگر مغربی ممالک کی طرح انگلستان میں بھی لوگوں کا اعتقاد عیسائیت اور بائیبل پر سے اٹھ رہا ہے ۔آج کل وہاں یہ سوال درپیش ہے کہ بائیبل عورتوں اور بچوں کو پڑھائی جائے یا نہیں ؟ یہ سوال اسلئے پیش آیا ہے کہ اب وہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ بائیبل میں مخرب اخلاق باتیں لکھی ہوئی ہیں جن کو پڑھکر اخلاق کا خون ہوتا ہے ۔ قرآن کریم نے آج سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو برس پہلے یہ اعلان کیا تھا کہ اہل کتاب نے اپنی الہامی کتابوں میں بہت کچھ ردو بدل کر کے ان پاک الہامی سرچشموں کو ناپاک شیطانی باتوں سے آلودہ کر لیا ہے ۔ قرآن کریم کے اس اعلان صداقت کی تائید آج عیسائی اپنے طرز عمل سے کر رہے ہیں ۔ اور وہ وقت تیزی سے قریب آ رہا ہے جب ساری مہذب اور تعلیم یافتہ دنیا متفقہ طور پر عیسائیت اور بائیبل سے منحرف ہو جائے گی ۔کیا احمدیت کے مخالف مولویوں نے کبھی غور کیا ہے کہ یہ عظیم الشان انقلاب حضرت مسیح موعود کی کامیابی و صداقت کی واضح دلیل اور کسر صلیب کا عملی ثبوت نہیں تو اور کیا ہے ؟

"آریہ ویر" اپنی ۱۴ر جنوری کی اشاعت میں رقمطراز ہے ۔

"ہم مہاشہ کرشن جی (مالک پرکاش) سے بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ بتائیں اپنے اخبار میں (جوتش کے اشتہار) کیوں چھاپتے ہیں کیا وہ بھی پھلت جیوتش کے قائل ہو گئے ہیں یا صرف پیسوں کے لئے ایجنسی کر رہے ہیں ۔اگر قائل ہو گئے ہیں تو اس کا صاف اعلان کر دیں اور اگر محض پیسوں کے لئے ایجنسی ہے ۔تو سخت افسوس کا مقام ہے ۔ آریہ سماج کی لیڈری کے دعویدار کے لئے اتنی گراوٹ شوبھا نہیں دیتی"

امید نہیں کہ مہاشہ کرشن یا انکا اخبار پرکاش "آریہ ویر" کے اس سوال کا جواب دے ۔ ہمارے خیال میں تو یہ سوال ہی بیفائدہ ہے ۔مہاشہ کرشن اور ان کے اخبارات ہر اس چیز کے قائل ہیں جس کے ذریعے انہیں پیسے حاصل ہوں ۔ پھلت جیوتش تو رہا ایک طرف انہیں تو طلب زر کے لئے ونکار نسن شراب کی ایجنسی سے بھی دریغ نہیں جس میں گئو مانس پڑتا ہے ۔

اس کے بعد آریہ ویر لکھتا ہے :۔

سوامی سرود انند جی انہیں (مہاشہ کرشن کو) اپنے لکچروں میں جھاڑ ڈال چکے ہیں ۔ اردو نستابدی اجمیر پر بھی انہوں نے اپنے لکچر میں اس کا خاص ذکر کیا تھا لیکن پھر بھی آپ اس پاکھنڈ کا پرچار کر رہے ہیں کچھ تو وچار کریں کیا آریہ پرتی ندھی سبھا کے منتری کو شوبھا دیتا ہے کہ جنم پتریوں وغیرہ کے اشتہار چھاپ کر ان کا پرچار کریں ۔"

یہ ہے آریہ لیڈروں کی کیفیت ۔"پرکاش" اور "آریہ گزٹ" نوٹ کر لیں ۔ کاش آریہ اخبارات سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف بہتان طرازی کرنے کے بجائے ذرا اپنے لیڈروں کی طرف توجہ کریں ۔

(بقیہ اخبار احمدیہ)

—— محمد حسن صاحب قریشی قلعدار مالی مشکلات میں مبتلا ہیں

—— ملک لنگر حیات خانصاحب جھنگ کو چند مشکلات کا سامنا ہے جنکی وجہ سے وہ بہت تشویش میں ہیں ۔ان دونوں احباب کے لئے دعا کی جائے ۔

—— منشی فتح دین صاحب پنشنر جو لاراد صدر سالار کے بڑے بھائی میاں کریم بخش صاحب کا نوجوان صاحبزادہ ۱۱ر جنوری کو انتقال کر گیا ہے انا للہ ۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے جنازہ غائب کی درخواست ہے

—— ۲۶ر جنوری کو بعد نماز جمعہ پٹیالہ کے ایک ہندو نوجوان گوبند رام صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا ہے ۔ اسلامی نام ظہور الحسن رکھا گیا ۔ اللہ تعالےٰ

تسخیر اندلس

(از جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کے جس مضمون کا ذکر آج کے مقالہ افتتاحیہ میں کیا گیا ہے اس کے ضروری حصہ کا ترجمہ حسب ذیل ہے:- مدیر

مجھے اخبارات میں پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کہ جرمن ترجمۃ القرآن جو مولوی صدرالدین صاحب و ڈاکٹر منصور کر رہے تھے قریب الاختتام ہے ان بزرگوں کو ان کے عشق قرآن کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے۔

میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا اس ترجمے کے ختم ہو جانے کے بعد مسلمان مطمئن ہو جائیں گے کہ انہوں نے کامیابی حاصل کر لی اور پھر خواب غفلت میں سو جائیں گے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ ان کا یہ فعل تباہی اور بربادی کا باعث ہوگا۔

میرے ناقص خیال میں دوسری غیر زبان جس میں قرآن مجید . . . . اور دوسرے اسلامی لٹریچر کا ترجمہ کیا جائے۔ وہ سپین کی زبان ہے یہ زبان صرف اندلس میں ہی نہیں بولی جاتی، بلکہ تمام براعظم جنوبی امریکہ۔ وسط امریکہ۔ مانیکو اور ویسٹ انڈیز میں رائج ہے۔

تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ موجودہ اندلس کی جمہوری حکومت عیسائی مذہب سے متنفر ہو رہی ہے۔ خاص طور سے خانقاہوں اور گرجوں سے ملحقہ اداروں سے اسے نفرت ہے۔ لوگوں کے دلوں سے رومن کیتھولک کی عزت دور ہو رہی ہے وہ اب تعصب کو چھوڑ رہے ہیں۔ بعض یونیورسٹیوں میں عربی زبان اختیاری مضمون کے طور پر جاری کر دی گئی ہے۔ بعض روشن خیالوں نے تجویز کی ہے۔ کہ موروں (مسلمانوں) کی یادگاروں اور عمارات مثلاً قرطبہ کی جامع مسجد کو پھر وہی شان اور احترام دیا جائے جو پہلے تھا۔ میرے ایک اندلس کے دوست تھے ہم دونوں امریکہ میں اکٹھے تھے۔ وہ اس پر بہت نازاں تھے کہ ان کی رگوں میں عربی خون ہے، جس کا انہیں بہت فخر تھا۔

ان واقعات کو دیکھتے ہوئے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ اندلس کی تسخیر کے دن آ رہے ہیں۔ ایک دوسرے "طارق" کی ضرورت ہے۔ جو اسلامی طاقتوں کی رہنمائی کرے اور اندلس میں ہر ایک رکاوٹ کو دور کر دے۔ لیکن یاد رہے کہ قلم تلوار سے بہت طاقتور ہے۔

جنوبی امریکہ میں کام کے لئے وسیع میدان ہے۔ اسلامی لٹریچر اندلسی زبان میں وہاں بھی اسی طرح مفید ہو سکتا ہے جس طرح اندلس میں۔ جنوبی امریکہ رومن کیتھولک کے زیر اثر ہے لیکن دوسرے عیسائی ممالک کی طرح یہاں بھی گرجوں میں عورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ مردوں کو مذہب سے دلچسپی نہیں ہے ان کے لئے فٹ بال کا میچ یا بھینسے کی لڑائی روم کے پوپ کے نمائندہ کے چند مخصوص الفاظ کے دہرانے سے زیادہ اہم اور دلچسپ ہے۔ جنوبی امریکہ کے باشندے اندلس کو اپنا وطن جانتے ہیں۔ جو بات آج سپین میں ہے وہ کل جنوبی امریکہ میں ہوگی۔

برادران اسلام! اب وقت آن پہنچا ہے کہ ہم اپنی طاقت کو یکجا کریں اور آدمی۔ روپیہ اور سامان (اسلامی لٹریچر اسپینی زبان میں) جمع کر کے اندلس میں عیسائیت کے قلعہ پر حملہ کر دیں۔ میں بہت خوش ہوں گا۔ اگر میں ایک دفعہ پھر بیت الحمراء پر اسلامی جھنڈا لہراتا دیکھ لوں اور جامع مسجد قرطبہ میں مؤذن کی آواز سن لوں۔

برادران! ہمارا پہلا کام "بارود" یعنی اسپینی زبان میں اسلامی لٹریچر جمع کرنا ہے۔ لیکن بارود کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔

آپ غور فرمائیں کہ قرون اولیٰ میں ہمارے آباؤ اجداد کو فقط روپیہ اور سامان سے مدد کرنی نہیں پڑتی تھی بلکہ وہ اپنی جانیں بھی قربان کر دیا کرتے تھے۔ لاکھوں آدمیوں کی جانیں قربان ہو گئیں۔ پھر کہیں ان کا اثر چار دانگ عالم میں رونما ہوا۔ اس زمانے میں . . . . . . خدمت اسلام کے لئے آپ کی جانوں کی ضرورت نہیں آپ صرف اس نیک کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ آپ اسلام کی مدد تقریر۔ تحریر۔ روپیہ اور اپنی دولت سے کریں لیکن "خسارہ اٹھانے والوں" میں سے نہ ہوں۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے اس حالت میں گو آپ کے پاس تمام دنیا کی دولت جمع ہو جائے لیکن آپ کی روح مردہ ہوگی۔

میں ایڈیٹر لائیٹ سے استدعا کروں گا کہ وہ سپین میں اشاعت تبلیغ اسلام اور اسلامی لٹریچر کے لئے ایک فنڈ کھولیں اور میرا نام سب سے پہلے لکھیں۔ میں اپنی طرف سے یکصد روپیہ کی حقیر رقم اس مبارک کام کے لئے پیش کرتا ہوں۔

میں اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں اپیل کروں گا کہ وہ اپنی جیبیں کھولیں اور اسلام کی امداد کریں۔ نوجوان اس پیغام کو سب تک پہنچائیں اور ان سے عطیے حاصل کریں۔

(مترجمہ شیر محمد صاحب اختر)

ینگ مین ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار جلسہ ۱۰ر جنوری کو بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ میں بصدارت مولانا محمد عصمت اللہ صاحب منعقد ہوا۔ مولینا آفتاب الدین صاحب سابق امام مسجد ووکنگ نے "ہماری جماعت کا مستقبل" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ انجام ماضی و حال سے خوب واضح ہو سکتا ہے انسانوں اور حیوانات میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ انسان اپنے تجربہ کی بنا پر علم کی بنیادیں رکھتا ہے۔ لیکن حیوانات اس ملکہ سے بالکل محروم ہوتے ہیں۔ بڑا آدمی وہ ہے جو اپنے حال و ماضی کو تولتا ہے اور مستقبل کے لئے مستعد و کمربستہ رہتا ہے۔

ہمارے کندھوں پر خدا تعالیٰ نے اس صدی میں اشاعت اسلام کا کام ڈالا ہے۔ ہمیں اس کام کو بخیر و خوبی انجام دینے کے لئے حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے دو پہلو پیش نظر رکھنے چاہئیں۔

پہلا علمی اور دوسرا روحانی

مسلمان دونوں قسم کے علموں سے بالکل بے بہرہ ہو چکے تھے سلطنت برباد ہوئی تمام صفات کا خاتمہ ہو گیا۔ علم برائے نام رہ گیا۔ اور روحانیت نام کو نہ تھی۔ حضرت مسیح موعود کا دنیا پر بڑا احسان ہے کہ انہوں نے پھر علم قرآن کے معانی چشمے جاری کر دیئے اور خود اپنے تجربات و مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے زندہ خدا کی ہستی کو ثابت کیا اور اسوۂ حسنہ رسول کریم کے نمونے پیش کئے۔

عملی حیثیت سے تو ہماری جماعت کے کارنامے نمایاں چشم بینا کے لئے اظہر من الشمس ہیں۔ اسلام کا چرچا اب ہر جگہ نظر آتا ہے حتیٰ کہ سیاسی اخبارات بھی اب مذہب کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ اور ایسے ایسے گوشوں سے اسلام کی حمایت میں آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ جہاں سے امید کی دھندلی سی جھلک بھی دکھائی نہ دیتی تھی۔

روحانیت کے علمبردار! دنیا اسلام کو چاہتی ہے۔ اور اسلام احمدیت کا دلدادہ ہے ہم نوجوان صحیح اسلام کے علمبردار ہیں اس لئے ہم کو دونوں پہلوؤں سے برابر ترقی کرنی چاہئیے۔ ہمیں بیعت کے وقت "دین کو دنیا پر مقدم" کرنے کی طرف لایا گیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم پبلک معیار کو چھوڑ کر ان اصولی معیاروں کی طرف آجائیں جن کی تعلیم قرآن حکیم اور عملی سبق حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے دیا۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ہمارا معیار یہ ہونا چاہئیے اور دوسرے معیار سے نصرت پرہیز کرنا چاہئیے کیونکہ دنیادی لوگ دنیوی سرخروئی چاہتے ہیں۔ اور روحانی لوگوں کا حساب خدا کے ساتھ ہوتا ہے

روحانیت کی ترقی کے لئے ہمیں دعاؤں میں ہر وقت مصروف رہنا چاہئیے۔ اس وقت تک دعا فائدہ نہیں دیتی جب تک ہم لوگ اپنی کمزوریوں کو پس پردہ رکھیں۔

ہمارا ماضی روشن ہمارا حال ہمت افزا ہے تو پھر ہمارا مستقبل کیوں خوش کن نہ ہوگا ہمیں علمی اور روحانی ترقی میں ہمہ تن گامزن ہو جانا چاہئیے۔ تاکہ ہمارا مستقبل یقینی ہو

(مرزا یعقوب بیگ دسیکرٹری)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور رفقاءت ڈیرہ میں مصروف ہیں ۲۵ر جنوری کی صبح کو آپ اپنے وطن مینجر مرار دریاست کپورتھلہ) تشریف لے گئے اور اسی روز شام کو واپس آ گئے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کا نواسہ عزیز سعید احمد بدستور بیمار ہے۔ پہلے سے برائے نام افاقہ ہے لیکن ابھی خطرہ سے باہر نہیں ہوا۔ احباب اس عزیز بچہ کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے چھوٹے صاحبزادے مرزا عبدالرحمن بیگ صاحب اپنی ٹریننگ کے سلسلہ میں جمال پور صوبہ بہار میں مقیم تھے۔ اس علاقہ میں ۱۵ر جنوری کے زلزلہ نے بہت تباہی پھیلائی ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ مرزا عبدالرحمان بیگ صاحب بخیریت لاہور پہنچ گئے۔ کیونکہ زلزلہ کی وجہ سے ان کو چھٹیاں ہو گئی ہیں۔

— سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام علی پور ضلع مظفر گڑھ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے ہاں ماہ رمضان میں نماز جمعہ خصوصیت سے بارونق ہوتی رہی۔ ۱۷ر جنوری کو نماز عید بھی نہایت اہتمام سے ادا کی گئی۔ قاضی شیر محمد صاحب پیش امام مسجد جامعہ احمدیہ علی پور نے فاضلانہ خطبہ ارشاد فرمایا نماز عید کے بعد مولویوں سے تبادلہ خیالات ہوا اور ان کے اعتراضات کے شافی جوابات دیئے گئے۔ قاضی صاحب موصوف کی تبلیغ سے ایک دیوبندی مولوی صاحب شامل سلسلہ ہونے والے ہیں۔ قادیانی اصحاب نے ہمارے پیش امام کے اقتدا میں جمعوں کی نمازیں اور نماز عید ادا کی۔

— ایک دوست کے صاحبزادے جن کا نام عنایت بیگ صاحب ہے آکسفورڈ کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں ان کی کامیابی کیلئے دعا کی جائے

امرتسری وہابی کا علم و عقل

روپڑی شریفی وہابی نے مولوی ثناء اللہ کو نصیحت کی تھی کہ "مولوی ثناء اللہ صاحب! فخر اب چھوڑ دیجئے۔ عمر آپ کی ۷۰ ستر کے درمیان ہے اجل چیل کی طرح سر پر منڈلا رہی ہے تو فخر کیا؟ بلکہ اب خدا سے ڈریں۔ اور کتاب اللہ کے ساتھ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا سا معاملہ کیا ہے اس سے رجوع کرتے ہوئے اس کی اصلاح کریں۔ تاکہ قبر کے کنارے پر پہنچنے سے پہلے پہلے ایمان کی پونجی آپ کے ہاتھ آجائے۔ کیونکہ وقت آخیر ہے" (تنظیم المحدیث صنا ۱۵ نومبر ۱۹۳۳ء) مگر جس شخص کی ساری عمر ہی کتاب اللہ اور اسوہ رسولؐ کے ساتھ یوسف کے بھائیوں کا سا معاملہ کرنے میں گزری ہو اسے ایسی نصیحت کیا فائدہ دے سکتی ہے۔ وہ تو خود حضرت مسیح موعود کے مقابل اپنے بارہ میں فتویٰ شائع کر چکا ہے کہ "قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنو! من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدا (پ ۱۶ ع ۸) اور انما نملی لھم لیزدادوا اثما (پ ۴ ع ۹) اور ویمدھم فی طغیانھم یعمھون (پ ۱ ع ۲)۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور سنو بل متعنا ھولاء و اباءھم حتی طال علیھم العمر۔ (پ ۱۷ ع ۴)، جن کے صاف معنے یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں"۔ (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء) شکر ہے کہ اب آپ کی وہابی جماعت خود اسے فخر کرنے والا جھوٹا مفسد اور امیر کا نافرمان قرار دے رہی ہے۔ دوسروں کو کہنے کی ضرورت نہ پڑی۔

اب ذرا اس امرتسری وہابی کا کتاب اللہ سے تمسخر ملاحظہ فرمایئے۔ ۱۷ نومبر ۱۹۳۳ء کے اہلحدیث میں بعنوان "آریہ سماج اور جماعت احمدیہ کی کامیابی" ہماری جماعت کے بارہ میں لکھتا ہے:-

"مرزا صاحب آئے تھے کہ دنیا کو شرک اور کفر سے پاک کریں خدا کی توحید اور رسول کی رسالت کا سب لوگوں کو قائل کریں۔ وہ خود کہتے ہیں کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ نہ کوئی کرشن کو پوجے نہ مسیح کو خدا جانے بت خانے۔ سب فنا ہو جائیں دین اسلام کا چاند سورج نکا بجے۔ غرض دنیا کا نقشہ ایسا ہو جائے کہ سب لوگ اللہ کے بندے اور رسولؐ کی امت بنجائیں ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کفر و شرک بدستور جاری ہیں بت خانے برابر موجود ہیں۔ گرجے دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ مگر قادیانی اخبار سالانہ جلسہ پر صنوعی پندرہ ہزار کا ہندسہ لکھکر اپنی کامیابی کا ڈھنڈورا پیٹتے اور خوشی مناتے ہیں"۔ (صفحہ ۳ کالم ۳)

یہی اعتراض عام طور پر وہابی گروہ کے مختلف کونوں سے بار بار اٹھتا رہتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس قوم سے اپنی کتاب و اسوہ رسول کا علم بالکل اٹھا دیا ہے وہ یہ اعتراض کرتے وقت نہ قرآن یاد رہتا ہے نہ سنت اللہ اور نہ اسوہ رسول اور ماشاء اللہ دعوٰے ہے اہلحدیث ہونے کا۔ جماعت احمدیہ کی ترقی اور غلبہ سنت اللہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اسلام کی کامیابی کی خدا تعالےٰ نے کیسے صاف الفاظ میں بشارت دیتا ہے

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (۹ - ۳۳) ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شھیدا (۴۸ - ۲۸) ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون (۶۱ - ۹)

فرمایئے حضرت نبی کریمؐ کے وقت یا آپ کے صحابہ کے عہد میں اسلام نے کب تمام ادیان باطلہ پر غلبہ پایا تھا۔ سارا یورپ عیسائی موجود تھا۔ سارا چین اور مشرقی ممالک بدھوں سے بھرے پڑے تھے۔ امریکہ کی آبادی کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ ہندوستان میں کروڑہا مخلوق قعر ذلت میں پڑی ہوئی تھی۔ جب دعویٰ اتنا بڑا کہ سارے مذاہب پر غلبہ ہوگا۔ لیکن بقول مولوی وہابی نتیجہ یہ کہ صرف عرب تک تبلیغ کا دائرہ محدود رہا جو دنیا کے تمام ممالک کا کئی ہزارواں حصہ ہوگا۔ اور سنیئے حضرت نبی کریمؐ کو خدا نے ساری دنیا کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔ یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (۷ - ۱۵۸)، کیا یہ پیغام رسالت حضرت نبی کریمؐ ساری دنیا میں آپؐ کی زندگی میں پہنچ چکا تھا۔ تیرہ سو سال ہوئے ابھی دنیا میں ایسی آبادیاں موجود ہیں۔ جنھوں نے حضرت نبی کریمؐ کا نام تک نہیں سنا۔ اور نہ آپ کا پیغام وہاں پہنچایا گیا۔ پھر وہابی عقل کا ایک مخالف اسلام اعتراض کر سکتا ہے کہ خدا کا وعدہ سارے ادیان پر غلبہ کا موجود ہے۔ حضرت نبی کریمؐ کا دعویٰ ساری دنیا کی طرف مبعوث ہونے کا موجود ہے۔ پھر کئی لوگوں تک ۱۳ سو سال کے عرصہ میں ابھی تک پیغام نہیں پہنچایا گیا۔ اس سے معاذ اللہ پیغام اور اسلام کی صداقت پر حرف نہیں آتا اور وہی اعتراض وارد نہیں ہوتا جو وہابی لوگ جماعت احمدیہ پر کرتے ہیں؟ جب وہ اسلام کا غلبہ حضرت مسیح موعود سے پہلے ساری دنیا کے عیسائیوں بدھوں اور امریکہ والوں پر باوجود وعدہ غلبہ اسلام کے دکھا سکینگے تو ہم بھی جماعت احمدیہ کا غلبہ اسی سنت اللہ پر دکھانے کو تیار ہیں۔ خود وہابیت کے خیالات کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں اعتراض کر دینا آسان ہے لیکن اسے واقعات کی کسوٹی پر پرکھ کر دکھانا ذرا مشکل ہے۔

امیدواران امتحان دینیات کو اطلاع

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بعض احباب نے اپنے نام امتحان دینیات کے واسطے درج کرائے تھے جن کی کل تعداد ۴۴ ہے چونکہ بروے تجویز سابقہ امتحان صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ تعداد امیدواران کم از کم چھ اصحاب از اپنے نام بھیجیں۔ جو اصحاب اپنے نام درج کرا چکے ہیں اور ان کی فہرست درج ذیل ہے چونکہ اسوقت پنسل سے جلدی میں نام لکھے گئے تھے اس لئے بعض صاحبان کا پورا پتہ درج نہیں ہو سکا اور بعض نام بھی ٹھیک طرح نہیں لکھے گئے اس لئے جملہ احباب کرام پھر اپنے ارادہ شمولیت امتحان کی اطلاع دے کر اپنا نام و پتہ معہ ڈاک خانہ خوشخط لکھ کر دفتر سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بھیجدیں تاکہ کورس تجویز ہو جانے پر ان کو براہ راست بذریعہ ڈاک اطلاع دی جاوے عزیز بخش سیکرٹری سب کمیٹی امتحان دینیات - ۲۲ جنوری ۱۹۳۳ء

(۱) مرزا مسعود بیگ صاحب لاہور
(۲) محمد فردوس صاحب ٹیری ضلع پشاور
(۳) محمد صادق صاحب نوشہرہ۔
(۴) محمد احمد خان صاحب حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
(۵) اکبر علی صاحب "
(۶) عبدالرحمان صاحب ڈہلی ضلع سیالکوٹ۔
(۷) عبدالعزیز صاحب بدوملہی "
(۸) محمود صاحب " "
(۹) محمود احمد صاحب مردان
(۱۰) عالم خان صاحب مانسہرہ ضلع ہزارہ
(۱۱) مظفر خان صاحب مانسہرہ " "
(۱۲) میر زمان صاحب " " "
(۱۳) محمد ابراہیم صاحب داتہ ضلع ہزارہ
(۱۴) چوہدری یوسف علی صاحب چونیاں ضلع لاہور۔
(۱۵) میر علی محمد سری نگر کشمیر حبہ کدل
(۱۶) عبدالجلیل صاحب اول مدرس رجیال گڑھی ڈاکخانہ کاش لنگ تحصیل ردان
(۱۷) ماسٹر عطا الٰہی صاحب مدرس برنالہ ریاست جموں
(۱۸) عبدالرحمان صاحب طالب علم بدوملہی۔
(۱۹) عبدالرشید صاحب راولپنڈی
(۲۰) غلام ربانی صاحب "
(۲۱) مولوی غلام محمد صاحب چک 6/4
(۲۲) چوہدری فضل داد صاحب لالہ موسےٰ۔
(۲۳) چوہدری عزیز احمد صاحب گجرات
(۲۴) میاں اللہ دتہ صاحب بدوملہی
(۲۵) ظہور الحسن صاحب سنگھوئے ضلع سیالکوٹ
(۲۶) شبیر احمد صاحب طالب علم لاہور۔
(۲۷) نذیر احمد صاحب گوجرانوالہ
(۲۸) ماسٹر عبدالحمید صاحب لاہور۔
(۲۹) فتح محمد صاحب طالب علم اسلامیہ کالج لاہور
(۳۰) ڈاکٹر عبدالمجید صاحب پشاور۔
(۳۱) ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ۔
۳۲ مولوی عبداللہ صاحب وزیرآباد۔
(۳۳) مولوی احمدین صاحب مدرس گورنمنٹ سکول جہلم۔
(۳۴) نصیرالدین صاحب لاہور
(۳۵) ماسٹر محمد عبداللہ صاحب مدرس اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی
(۳۶) عبدالعزیز خان صاحب ملتان
(۳۷) عنایت اللہ صاحب بدوملہی۔
(۳۸) عبدالماجد صاحب اسلامیہ کالج لاہور۔
(۳۹) محمد عبداللہ صاحب بدوملہی
(۴۰) چوہدری سلطان علی صاحب جالندھر
(۴۱) مولوی غلام ربانی صاحب وکیل مانسہرہ
(۴۲) ملک الٰہی بخش صاحب لائلپور۔
(۴۳) مولوی بشیر احمد صاحب دیوانہ مبلغ غوطہ فتح گڑھ ضلع سیالکوٹ
(۴۴) مولوی خلیل الرحمٰن صاحب مولوی فاضل مردان

دنیا کا قابل قبول مذہب

دہلی کے ایک مباحثہ کی مختصر روئیداد

چند نومسلموں نے جو آریہ سماج اور نصاریٰ میں سے نکل کر اسلام میں داخل ہو چکے ہوئے ہیں سبزی منڈی دہلی میں مضمون مندرجہ عنوان پر آریوں اور عیسائیوں سے ایک پبلک مناظرہ کا اعلان کیا اور یہ مباحثہ ۳۰ دسمبر کو ہوا عیسائیوں کی طرف سے مشہور مناظر حافظ احمد مسیح صاحب تھے۔ ان کے مقابل نومسلموں نے مولوی عمر الدین صاحب احمدی کو اسلام کی طرف سے پیش کیا جب حافظ احمد مسیح صاحب کو یہ علم ہوا کہ مدمقابل ایک احمدی ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ ایک عیسائی کے مقابل اس جماعت کے مناظر کو کھڑا کیا جاتا ہے۔ جسے علماء اسلام کافر قرار دے چکے ہیں۔ میں اسوقت تک مناظرہ نہیں کروں گا جب تک مولوی عمر الدین صاحب جو میرے مقابلہ کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں اپنا مذہب صاف صاف الفاظ میں بیان نہ کریں۔ اور ساتھ ہی حافظ صاحب نے لوگوں کو کہا کہ دیکھو قادیانی ہیں جنکو علمائے کرام اسلام سے خارج کہتے ہیں اس لئے کسی مسلمان کو پیش کرو۔ اس سے دھوکہ نہ کھاؤ کہ یہ لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ آخر یہ بھی مرزا صاحب کو ہی ماننے والے ہیں

ہمارا مذہب

اس پر مولوی صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں بتایا کہ جسطرح ہمارے حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم۔ گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

اسی طرح ہم بھی ایسے ہی کافر ہیں ہم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں میں خاتم النبیین مانتے ہیں، اور بجز آپ کے اور کسی کو ہم نجات دہندہ نہیں مانتے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ ہاں حضور کے غلام دین و شان اور مرتبہ رکھتے ہیں کہ

ہر کہ در راہ محمد زد قدم شد مثیل انبیاء آں محترم

پرانے اور نئے قادیانی

جو لوگ یہ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ جو ایک حقیقی نبی ہیں وہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد آخری زمانہ میں آئیں گے وہ ہمارے نزدیک پرانے قادیانی ہیں اور جو لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ عیسیٰ تو فوت ہو چکے ہیں ان کی بجائے اس امت میں سے ایک فرد کو خدا نے مسیح نبی اللہ بنا یا جو مسیح موعود ہے وہ نئے قادیانی ہیں اور ہم ان دونوں کو غلطی پر یقین کرتے ہیں اور آنحضرت صلعم کو ہر لحاظ سے عمارت نبوت کی آخری اینٹ یقین کرتے ہیں اور یہی قرآن و حدیث اور خود حضرت مرزا صاحب کے کلام سے ثابت ہے یہی ہمارا ایمان ہے اگر یہ کفر ہے تو ہم اس پر اس موہوم ایمان کو قربان کرتے ہیں۔

مناظرہ میں اگرچہ بہت سی دلچسپ باتیں ہوئیں لیکن سب کو لکھنا باعث طوالت ہوگا اس لئے میں صرف چند باتوں کو مکالمہ کے رنگ میں درج ذیل کرتا ہوں۔

پادری صاحب

اسوقت عیسائی مذہب ہر طرف پھیلتا جارہا ہے اور اسی کروڑ انسان عیسائی ہیں اور بڑے بڑے بادشاہوں کے تاجوں کا نشان مسیح کی صلیب ہے۔ جو اس مذہب کی قبولیت کا نشان ہے لہذا یہی قابل قبول ہے جسکا عملی ثبوت بھی موجود ہے۔ اور صلیب ہی ہر ایماندار عیسائی کا نشان ہے۔

احمدی

جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے موعود احمد نبی اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں نصاریٰ کا ہر طرف غلبہ ہوگا۔ وہ ہو چکا مگر اب تو یہ مذہب خود بخود مٹتا جا رہا ہے جس طرح نمک خود بخود پانی میں گھل جاتا ہے۔ یا طلوع آفتاب سے ظلمت کی گھٹا اڑ جاتی ہے۔ اب تو وہ اسی کروڑ عیسائی نام کو عیسائی ہیں ورنہ اب یورپ اس مذہب سے بیزار ہے اور ہر طرف اسلام غالب آرہا ہے اسوقت تک پچیس ہزار کے قریب نومسلم ممالک یورپ میں موجود ہیں۔ یہی حالت دیکھ یورپ کا سب سے بڑا فلاسفر مسٹر جارج برنارڈ شا نے صاف لفظوں میں اعلان کیا کہ جس سرعت سے یورپ میں اسلام ترقی کر رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صدی کے اندر اندر یورپ مسلمان ہو جائیگا اور انگلستان تو یقیناً ایک صدی کے اندر مسلمان ہو جائیگا۔

اس عملی شہادت کے علاوہ خود انجیل میں نبی آخرالزمان کے متعلق بالتصریح مسیح کی شہادت موجود ہے جسے قرآن مجید نے چند الفاظ میں جامع طور پر بیان کردیا ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

پس تمام عیسائیوں کا فرض ہے۔ احمد رسول مدنی صلعم کا دامن پکڑ لیں یہی قابل قبول مذہب ہے جس کی طرف اب مغرب بھی جھک رہا ہے۔

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

صلیب کا نشان

پادری صاحب کا یہ فرمانا کہ صلیب بادشاہوں کے تاجوں کا نشان ہے اور ہر عیسائی اسے اپنے پاس رکھتا ہے۔ لہذا عیسائی مذہب قابل قبول ہے۔ بالکل غلط استدلال ہے۔ صلیب تو ایک ایسی چیز ہے جس پر بقول عیسائی صاحبان حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے چڑھایا گیا جیسا کہ آپ کے دشمن یہودیوں نے چاہا۔ اور بقول یہود صلیب پر مقتول ہونے والا ملعون ہوتا ہے اور یہ نص تورات سے بھی ثابت ہے پس صلیب درحقیقت تو ایک لعنت کا نشان ہے۔ اس لئے جسقدر جلدی ہو عیسائیوں کو چھوڑ دینا چاہئیے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب سے بریت کی گئی ہے۔ اور غلبہ صلیب کے وقت مسیح موعود کی آمد کی خبر دیتے ہوئے مخبر صادق محمدؐ نے فرمایا ہے۔

یکسر الصلیب

مسیح موعود صلیب کو توڑ دے گا۔ سو درحقیقت صلیب ٹوٹ چکی ہے۔ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیب کی لعنتی موت سے خدا کی حکمت سے بچائے گئے تھے۔ یہ وہ راز ہے جس کے کھل جانے سے عیسائیت کی موت اور اسلام کی فتح ہو چکی ہے۔

قبر کا نشان

اگر صلیب کو اس لئے پوجا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس پر چند گھنٹے رہے تھے تو چاہئیے کہ عیسائی صاحبان اپنے گلے میں بجائے صلیب کے قبر کا نشان ڈالا کریں کیونکہ مسیح قبر میں تین دن رات تک رہا جیسا کہ اناجیل میں لکھا ہے۔

پادری صاحب

ایک دفعہ ملکہ معظمہ سے ایک مسلمان نواب صاحب نے دریافت کیا کہ حضور کی سلطنت مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہے کبھی اس پر آفتاب غروب نہیں ہوتا اس کا راز کیا ہے تو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی والدہ ماجدہ ملکہ مغفرہ وکٹوریہ نے جواب میں نواب صاحب کو انجیل دے کر فرمایا کہ یہی ہماری کامیابی کا راز ہے۔

کامیابی کا راز انجیل کس طرح ہے

احمدی — ملکہ معظمہ کا جواب بالکل درست ہے مگر آپ لوگ اسے سمجھے نہیں آپ انجیل کو پڑھیئے کہ دنیوی سلطنت کے حصول کا اسمیں کیا راز مذکور ہے۔ سنیئے انجیل میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ شیطان نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آزمائش کے لئے ہفت اقلیم کی سلطنت کا نظارہ دکھایا اور کہا کہ اگر تو مجھے سجدہ کرے تو یہ تمام سلطنت میں تمہیں دونگا مسیح علیہ السلام چونکہ ایماندار تھے انہوں نے فوراً شیطان کو دھتکار دیا اور دنیا کی سلطنت پر لات ماری اور اپنی آسمانی بادشاہت پر اس دنیوی شیطانی سلطنت کو قربان کر دیا۔ آپ اور آپ کے حواری ہمیشہ غربت اور مسکنت کی زندگی بسر کرتے رہے۔ مگر شیطان ملعون کی کسی طرح پیروی نہ کی۔ مگر جب حضرت عیسٰیؑ کا حقیقی مذہب نہ رہا اور پولوسی مذہب چل پڑا تو شیطان کا بتایا ہوا نسخہ استعمال ہونے لگا یعنی پالسی یا ڈپلومیسی . . . . کے ذریعہ آہستہ آہستہ دنیا کو فتح کر لیا گیا۔ اور ہمارے نزدیک مسیح علیہ السلام کو مصلوب ماننا اور صلیب کو دنیا میں لئے لئے پھرنا یہ بھی دراصل شیطان کو سجدہ کرنا ہی ہے۔ اس غلبہ پر عیسائیوں کو فخر نہیں کرنا چاہئیے۔ اور اب وہ وقت قریب ہے کہ دنیا حضرت عیسٰی علیہ السلام کو سوائے ایک مقدس نبی سے بڑھکر نہ ماننے گی اور وہ وقت دور نہیں کہ عیسائی ممالک سے توحید کی صدا اس زور سے بلند ہو کہ تثلیث کا مذہب بالکل دب جائے۔ جیسا کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔

اک بڑی مدت سے دین کو کفر تھا کھا رہا
اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

اس لئے میں پادری صاحب کو کہونگا کہ وہ مہربانی کرکے اب صلیب کی پرستش چھوڑ کر مسیح کے موعود احمد رسول اللہ کے قدموں میں آپڑیں تاکہ وہ حقیقی نجات کے وارث ہوں

پادری صاحب — حضرت محمد صلعم کبھی حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کا نام محمد ہے اور قرآن کی رو سے بھی مسیح کے موعود کا نام احمد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ محمد وہ نام ہے جو آپ کے ماں باپ نے رکھا تھا اور خدا نے بھی اسی نام سے پکارا ہے پس جبکہ ماں باپ نے بھی احمد آپکا نام نہیں رکھا تو اہل اسلام کیونکر خواہ مخواہ محمد صلعم کو ہی احمد موعود بنا کر ہم سے منواتے ہیں خصوصاً انجیل میں تو احمد کا نام بھی نہیں ہے۔

احمدی — پادری صاحب قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ وہ پیشگوئی جو اناجیل میں کئی ابواب کے اندر متفرق طور پر بیان کی گئی ہے اس کی کل حقیقت کو قرآن پاک نے ایک جملہ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ میں ختم کر دیا۔ رہا یہ اعتراض کہ آنحضرت صلعم کا نام محمد ہے احمد نہیں یہ بالکل غلط ہے آنحضرت صلعم کے دو ہی نام ہیں جن سے حضور بہت مشہور ہیں۔ احمد محمد ہونے سے

پہلے احمد ہونا ضروری ہے۔ پس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سب سے بڑھکر حمد کی تب حضور مقام احمدیت سے مقام محمدی پر رونق افروز ہوئے اور آپ ہی کی صداقت کے لئے اسلامی عبادت میں سب سے مقدم الحمد للہ ہے تاکہ یہ آپ کے احمد اور محمد ہونے کی دلیل ہو۔ مکی زندگی میں آنحضرت صلعم نے عاشقانہ وفاداری اور انکساری کا نمونہ دکھایا۔ اور مدنی زندگی میں حقیقت محمدی کا اظہار فرمایا۔ اور اب اگر کوئی اس حقیقت کو پانا چاہے تو اس کے لئے بھی راستہ کھلا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنا یت
بشو از دل ثنا خوان محمد

نام کس طرح رکھا جاتا ہے رہا یہ اعتراض کہ ماں باپ نے احمد نام نہیں رکھا یہ بالکل فضول ہے مسیح کے متعلق عیسائی صاحبان ایک پیشگوئی مانتے ہیں جس میں لکھا ہے کہ ایک کنواری بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوئیل رکھیں گے متی ۱/۲۳ اب بتاؤ مسیح کا یہ نام ان کی ماں نے رکھا۔ یا کس نے رکھا۔ اگر ماں نے اس کا نام الہام الٰہی سے یسوع رکھا تھا جیسا کہ متی ۱/۲ میں مذکور ہے تو اب وہ عمانوئیل کسطرح ہوا۔

سنیے پادری صاحب اگر ایک عورت جو کسی کی ماں ہے یا ایک آدمی کہ جو کسی کا باپ ہے۔ اپنے بیٹے کا کوئی نام رکھ دینے سے کوئی شخص کسی پیشگوئی کا مصداق بن سکتا ہے۔ یا اس کو اس نام کا مستحق کہہ سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ جو آپ کے عقیدہ کی رو سے سب کا باپ ہے۔ وہ اگر اپنے کسی محبوب کا نام احمد رکھ دے تو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ پس ہمارے آقا کا نام احمد خدا نے رکھا ہے جو آسمانی حقیقت ہے۔ اور بالکل درست ہے۔ ماں باپ تو نام رکھنے میں غلطی بھی کر سکتے ہیں۔ ان کا رکھا ہوا نام ممکن ہو غلط ہو۔ اس خدا کا رکھا رکھا ہوا نام بہرحال درست ہوگا۔ اس لئے ہمارے آقا کے نامدار کو خدا تعالےٰ نے جو فلما جاء ھم بینٰت اسمہٗ احمد کا مصداق قرار دیا ہے بالکل صحیح ہے اور اس پر اعتراض کرنا انہیں کا کام ہے جن کی آنکھیں حق بین نہیں ہیں۔ حقیقی احمد آنحضرت صلعم ہی ہیں اور کسی دوسرے کا یہ نام صرف آپ کا مظہر ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے بھی یہی لکھا ہے۔ جہاں آپ نے فرمایا ہے:۔

احمد اندر جان احمد شد پدید
اسم من گردید اسم آں وحید

والسلام علی من اتبع الھدےٰ (نامہ نگار از دہلی)

خط و کتابت کیوقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا [illegible]

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و مقتدا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیم کی [illegible]

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) [illegible] قابل احترام
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب [illegible]

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۱۸ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۳۴ء | نمبر ۷

ایک ضروری درخواست

قومی اخبار کے لئے قوم سے اپیل

ضروریات و حالات زمانہ جماعت احمدیہ لاہور کے کندھوں پر نئے نئے فرائض کا بار ڈال رہے ہیں۔ موجودہ کاموں کو وسعت دینے کے علاوہ ہم نے امسال یورپ میں دو نئے مشن کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تنظیم و توسیع جماعت کا ضروری کام اور جرمن ترجمۃ القرآن کی طباعت کا عظیم الشان مرحلہ بھی ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہ سارے کام اسی صورت میں کماحقہ انجام پا سکتے ہیں۔ جبکہ قوم کا ایک ایک فرد ان کی ضرورت و اہمیت سے باخبر ہو اور ساری قوم متحدہ طور پر ان کے لئے پورے جوش و انہماک سے سرگرم عمل ہو جائے۔ اس احساس و جوش کو پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ اخبار ہے۔ اس لئے سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنے پریس کو مضبوط کریں۔

جیسا کہ تمام احباب کو معلوم ہے کہ پیغام صلح جماعت کا واحد اردو اخبار ہے اور روز اول سے سلسلہ کی خدمات کے لئے وقف ہے اس لئے قوم کا فرض ہے کہ اپنے اس اخبار کو ترقی دینے کی سعی کرے۔ تاکہ یہ اپنے دیگر فرائض کے ساتھ ساتھ پوری قوت سے افراد جماعت میں احساس و بیداری پیدا کرتا رہے۔ موجودہ اقتصادی بدحالی کے دور میں قومی اخبارات کے لئے سب سے بڑی مصیبت مالی مشکلات ہے اور آج کل دوسرے اخبارات کی طرح پیغام صلح بھی اسی مصیبت میں مبتلا ہے۔ اگر یہ مشکلات بالکل دور یا کم از کم بہت بڑی حد تک کم ہو جائیں تو آپ کا یہ اخبار نہایت بہتر طریق پر اپنے فرائض ادا کر سکتا ہے اور اس کی بہتری تمام قومی کاموں پر مفید اثر ڈالے گی۔

اس بارہ میں ہمارا مطالبہ بالکل معمولی ہے۔ ایک تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمام احباب جماعت پوری سرگرمی سے توسیع اشاعت میں حصہ لیں اخبار کی ترقی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی مالی مشکلات خود بخود کم ہوتی جائیں گی۔ اور اس کی صوری و معنوی خوبیوں میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔ اگر احباب ذرا ہمت سے کام لیں تو یہ کام چند ہفتوں بلکہ چند دنوں میں انجام پا سکتا ہے۔ جو احباب خریدار نہیں وہ خود خریدار بنیں جو پہلے خریدار ہیں وہ دوسروں کو بنائیں۔ توسیع اشاعت کے لئے نمونے کے پرچے حسب ضرورت دفتر سے بلاقیمت طلب کئے جا سکتے ہیں۔ دوسری درخواست یہ ہے کہ جن صاحبان کے ذمہ اخبار کی بقایا ہے وہ اس قرض کو جلد ادا کر دیں جو اصحاب کسی وجہ سے یکمشت نہیں دے سکتے وہ دو یا تین قسطوں میں عنایت فرما دیں۔ بار بار کی یاد دہانیوں اور وی پیوں میں محصول ڈاک خواہ مخواہ ضائع جاتا ہے۔ آپ کا اور ہمارا وقت بہت قیمتی ہے۔ ہم سب کے سامنے نہایت ضروری فرائض موجود ہیں۔ کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ احباب کرام اس اپیل پر جلد توجہ فرمائیں گے۔ اور کم از کم مستقبل قریب میں ہمیں اس مقصد کے لئے آپ کا اور اپنا قیمتی وقت اور اخراجات کے کام صرف کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ دفتر بقایا داروں کی خدمت میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کر چکا ہے [illegible]

(خاکسار مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم شنبہ ۱۸ شوال ۱۳۵۲ ہجری | نمبر ۶

تباہ کن زلزلہ!

عبرتناک اور درد انگیز مناظر

زلزلہ بھی خدا کا زبردست قہر اور اس کی عظمت و جلال کا بہت بڑا نشان ہے۔ غور کیجئے قدرت کے ایک معمولی اشارے پر کرۂ ارضی کے وسیع و عریض خطے کانپنے اور تھرتھرانے لگتے ہیں۔ بسا اوقات بڑے بڑے پہاڑ اور چٹانیں پھٹ جاتی ہیں بلند و شاندار عمارتیں مسمار ہو جاتی ہیں۔ دریاؤں کا پانی غائب ہو جاتا ہے۔ سطح زمین میں بڑے بڑے شگاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں سے پانی۔ ریت اور مختلف قسم کے مادے اُبلنے لگتے ہیں۔ لوگوں کے مکان ان کے مدفن بن جاتے ہیں۔ آدمی اور جانور بے بسی کی حالت میں سراسیمہ ہو کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگتے ہیں جن میں سے اکثر کو کوئی جائے پناہ نہیں ملتی۔

۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کے ہولناک زلزلے کی مختصر کیفیت پیغام صلح میں درج ہو چکی ہے۔ دوسرے اخبارات میں بھی احباب نے ملاحظہ فرمائی ہو گی۔ اس کے معمولی جھٹکے تو پنجاب کے اکثر مقامات پر بھی محسوس کئے گئے۔ صوبہ یو پی کا کثیر حصہ بھی اس سے ایک حد تک متاثر ہوا۔ کانپور۔ لکھنؤ۔ الہ آباد۔ اور بنارس وغیرہ شہروں میں بہت سی عمارتوں کو نقصان پہنچا۔ کچھ آدمی بھی ہلاک اور مجروح ہوئے۔ لیکن صوبہ بہار۔ بنگال۔ اور ریاست نیپال میں تو اس نے قیامت ہی برپا کر دی۔ صوبہ بہار کے متعدد و مشہور شہر مثلاً مظفر پور۔ مونگیر۔ دربھنگہ اور جمالپور تقریباً تباہ ہو چکے ہیں۔ مظفر پور اور مونگیر کی نسبت تو بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں کھنڈروں کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ بلند عمارات اور شاندار مکانات تودۂ خاک بن چکے ہیں۔ بہت سی لاشیں ابھی تک ملبہ کے نیچے دبی پڑی ہیں۔ جن کی بو چاروں طرف پھیل رہی ہے۔ یہ لاشیں بڑی مشکل سے نکالی جا رہی ہیں۔ ان میں سے اکثر کو کفن بھی نصیب نہیں ہوتا۔ نقصان جان کی تعداد بعض بیانات کے مطابق پچیس ۲۵ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ جو لوگ زندہ بچے ہیں ان کی حالت مُردوں سے بھی بدتر ہے۔ ان کے مکانات اور اسباب تباہ ہو چکے ہیں۔ ان کے رشتہ دار و عزیز ہلاک ہو چکے ہیں۔ آج کل کی سردی میں ان کے پاس پہننے کو کپڑا ہے اور نہ کھانے کو مٹھی بھر چنے۔ مظفر پور کے علاقے میں زلزلے نے کنوئیں اور تالاب بھی خراب کر دئے ہیں۔ اس لئے وہاں پانی کی بھی تکلیف ہے۔ لوگ کھلے میدانوں میں خیموں کے اندر پناہ گزیں ہیں لیکن گذشتہ ہفتہ شدید بارش ہوئی جس کی وجہ سے تمام خیمے خراب ہو گئے۔ ان کے اندر پانی جمع ہو گیا۔ بارش کی وجہ سے موسم اور سرد ہو گیا۔ مصیبت زدگان ستے خیمے درد انگیز مناظر پیش کرتے ہیں۔ بڑے بڑے لکھپتی سیٹھ اور رئیس ایک کمبل اور مٹھی بھر چنوں کیلئے ترس رہے ہیں۔ چند روز ہوئے مظفر پور کے علاقہ میں ایک امیر و کبیر برہمن جس کی ساری جائداد اور دولت زلزلہ میں تباہ ہو گئی ہے بھوک سے مجبور ہو کر ایک چمار سے یہ کہتا سنا گیا "بھائی! ایشور کے لئے مجھے مٹھی بھر چنے دیدو۔ میں بھوک سے مرا جا رہا ہوں!"

نیپال میں بھی کافی نقصان ہوا ہے۔ کھٹمنڈو اور اس کے قرب جوار میں اب تک تین ہزار لاشیں برآمد ہو چکی ہیں۔ غرضیکہ زلزلے کے قہر نے دیگر مظاہر قدرت کی طرح شاہ و گدا کسی کا امتیاز نہیں کیا۔ غریبوں کے جھونپڑے اور بادشاہوں اور امیروں کے قصر سب کو نہایت بے دردی سے تباہ کر دیا۔ نیپال کا قصر شاہی مسمار اور دو شاہزادیاں دب کر ہلاک ہو گئیں۔ مہاراجہ دربھنگہ کا شاندار محل منٹوں میں تودۂ خاک بن گیا۔ دارجلنگ کا گورنمنٹ ہاؤس اور کلکتہ اور پٹنہ کے ہائیکورٹ بھی نقصان سے محفوظ نہ رہے۔ علاقۂ متاثرہ کے مصیبت زدگان کی حالت ناقابل بیان ہے۔ گو یہاں بیٹھے اس کا اندازہ لگانا اور الفاظ کے ذریعے اس قیامت صغریٰ کا نقشہ کھینچنا مشکل ہے۔ لیکن جو کچھ معلوم ہو سکا ہے وہ بھی اس قدر عبرت انگیز اور دردناک ہے کہ سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

ہمیں مصیبت زدگان کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ ان کی امداد ایک اہم اور مقدس فرض ہے۔ جس کی طرف تمام ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں کو توجہ کرنی چاہئے۔ جگہ جگہ امدادی فنڈ قائم ہو چکے ہیں۔ چندہ فراہم ہو رہا ہے۔ متعدد مقامات سے رقوم بھیجی جا چکی ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور نے بھی امدادی فنڈ کھول دیا ہے۔ جس کا مفصل ذکر اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ موجود ہے۔ زلزلہ کی تباہ کاریوں کی وسعت اور علاقہ متاثرہ کی دردناک کیفیت کا تقاضا ہے۔ کہ امدادی کام کو زیادہ مستعدی۔ باقاعدگی اور حوصلہ مندی سے انجام دیا جائے۔ جس مصیبت میں آج بہار و بنگال مبتلا ہیں۔ وہ ہر جگہ نازل ہو سکتی ہے۔ کوئی مقام اور کوئی ملک قدرت کے مخفی ہاتھ کی گرفت سے باہر نہیں۔

مذکورۂ بالا تمام تباہیاں اپنے اندر عبرت و بصائر کے بے شمار سامان رکھتی ہیں۔ ان پر غور کرنے سے ہر ایک سلیم العقل اور سعید الفطرت انسان بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ مصیبت زدگان کی ہمدردی و امداد کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم ان پر غور کریں۔ آج ہر زبان اس حقیقت کا اعلان کر رہی ہے کہ اس قہر کا سبب انسانوں کے گناہ اور بداعمالیاں ہیں۔ لوگ نشۂ معصیت میں سرشار گمراہی کے راستہ پر گامزن ہیں۔ انہوں نے خدا کو بھلا۔ اور اعمال صالحہ کو ترک کر دیا ہے۔ اکثر ذمہ دار ہندو مسلم اصحاب اور تمام پابند مذہب اکابر یہی کہہ رہے ہیں۔ زلزلہ بے شک قہر خداوندی ہے۔ جو انسانوں کے گناہوں کی پاداش میں ان کی اصلاح کے لئے نازل ہوا ہے۔ کاش اولاد آدم اب بھی سنبھلے اور اپنے آپ کو ہلاکت سے بچائے۔

خدا کا یہ ایک محکم قانون ہے کہ وہ اپنے کسی مامور کو بھیجے بغیر عذاب نازل نہیں کرتا۔ جب لوگ مامور کی آواز پر کان نہیں دھرتے اور نیکی کی طرف نہیں آتے تو عذاب نازل ہوتا ہے۔ اگر یہ زلزلہ عذاب خداوندی ہے جیسا کہ تمام لوگ تسلیم کر رہے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے قبل کوئی مامور دنیا میں آیا ہو۔ اے آدم کے فرزندو! اے ہمارے بھائیو! وہ مامور آچکا ہے۔ اس نے تم کو نیکی و سلامتی کی طرف بلایا لیکن تم نے اس کی پاک آواز کو نہ سنا کاش اب سنو۔

یہ مامور مجدد زماں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ہیں۔ آجکل جو زلازل اور دوسرے ہولناک حوادث برپا ہو رہے ہیں۔ ان کے متعلق آپ کی بے شمار انذاری پیشگوئیاں موجود ہیں۔ بعض لوگوں کو انذاری پیشگوئیوں سے ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اپنی کم فہمی کی وجہ سے ان پر معترض ہوتے ہیں۔ یہ پیشگوئیاں بھی خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہوتی ہیں تاکہ لوگ عبرت پکڑیں۔ توبہ و استغفار کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اس طرح عذاب سے محفوظ رہیں۔ عذاب کے متعلق مامور کا قبل از وقت اطلاع دے دینا لوگوں کے فائدہ کی بات ہے۔ ان پیشگوئیوں میں سے چند ایک جو زلازل کے متعلق ہیں ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ آپ ان کو زلزلے کی خبروں کے پہلو بہ پہلو رکھ کر غور کیجئے۔

اگست ۱۹۰۶ء میں اور اس سے قبل چلی (جنوبی امریکہ) سان فرانسسکو اور فارموسا میں ہولناک زلزلے آئے جن میں ہزاروں آدمی ہلاک اور لاکھوں بے خانماں ہو گئے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ "حقیقت الوحی" میں فرماتے ہیں:-

> "یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی نہیں آئی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی"۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:-

> "کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے۔ یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو جائیگا۔ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے۔ اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے"۔

اس پیشگوئی کے بعد ہندوستان و دیگر ایشیائی ممالک میں جو زلازل اور دوسرے حوادث ظہور پذیر ہوئے ان پر غور کرنے سے ان الفاظ کی صداقت بخوبی روشن ہو سکتی ہے۔ حقیقت الوحی کے صفحہ ۲۰۴ پر درج ہے:-

> "میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہوں گی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی۔ اور زلزلے آئیں گے۔"

یہ ارشاد بھی کسی دوسری جگہ موجود ہے:۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے زلزلہ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھو گے۔"

۱۵ جنوری کے زلزلے کی دردناک کیفیت تو آپ کے سامنے ہے لیکن امید ہے کہ گذشتہ موسم برسات کی غیر معمولی طغیانی بھی لوگوں کو فراموش نہ ہوئی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود نے یہ بھی فرمایا

"اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔"

"میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔"

"ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔"

صوبہ بہار اور نیپال کی تازہ خبروں پر غور کرو۔ اور سوچو کہ اس زمانہ کا مصلح اور مجدد آپ کے سوا اور کون ہے؟ اور اس کا ماننا آپ کے لئے کس قدر ضروری ہے۔

ہم پھر نہایت دلسوزی سے کہیں گے کہ بہار کے مصیبت زدگان کی امداد نہایت ضروری فرض ہے۔ اس کے لئے سب کو کوشش کرنی چاہئے۔ جماعت احمدیہ لاہور بھی کر رہی ہے۔ امدادی فنڈ کھولدیا گیا ہے۔ دوسرے ذرائع سے بھی حسب مقدرت سعی کی جائے گی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہماری یہ درخواست ہے کہ اپنے تئیں اور اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی اخلاقی و روحانی ہلاکت سے بچانا بھی ہمارا فرض ہونا چاہئے۔ جو اسی صورت میں ممکن ہے کہ زمانہ کے مصلح و مجدد کو قبول کیا جائے۔ بھوکے آدمیوں کو ضرور کھانا کھلاؤ۔ سردی سے ٹھٹھرے ہوئے اور بارش سے بھیگے ہوئے جسموں کے لئے ضرور کپڑے فراہم کرو شکستہ مکانوں کی تعمیر و مرمت کا ضرور سامان کرو۔ زخمیوں کی ضرور مرہم پٹی کرو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی پیاسی روحوں، معصیت زدہ دلوں اور آدم کے گمراہ بچوں کا بھی خیال رکھو جو نیکی و ہدایت کا آب حیات ہو۔ اور دوسروں کی بھی اس چشمے کی طرف

مسلمان چیف جج کے تقرر کا مطالبہ

آنریبل جسٹس سر شادی لال چیف جج لاہور ہائیکورٹ کی مدت ملازمت عنقریب ختم ہونیوالی ہے اور آئندہ چیف جج کا تقرر حکومت کے زیر غور ہے مسلمانان پنجاب متفقہ طور پر مطالبہ کر رہے ہیں کہ یہ عہدہ اب کسی مسلمان کو دیا جائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بھی اپنے اجلاس خاص منعقدہ ۲۶ جنوری ۱۹۳۴ء میں اس غرض کیلئے دو قرارداد منظور کی ہیں پہلی قرارداد میں حکومت کو مسلمانوں کے اس عام اور جائز مطالبہ کیطرف توجہ دلائی گئی ہے چند دنوں سے اس عہدہ کیلئے جسٹس دلیپ سنگھ کا نام پیش کیا جا رہا ہے۔ دوسری تجویز میں اس پر اظہار ناپسندیدگی کیا گیا ہے مسلمانوں کی رائے عامہ اس تجویز کے سخت خلاف ہے خاصکر اس فیصلہ کیوجہ سے جو جسٹس موصوف نے رنگیلا رسول کے مقدمہ میں دیا تھا اور جس پر مسلمانوں نے اس قدر احتجاج کیا تھا کہ حکومت کو بعض اوقات جسٹس موصوف کی حفاظت کیلئے خاص پولیس مقرر کرنیکی ضرورت پیش آئی تھی ان قراردادوں کی نقول ہز ایکسلینسی گورنر پنجاب آنریبل سر ... فیروز خان نون اور ... سر فضل حسین بالقابہ کو بھیجی گئیں مسلمانوں کا یہ مطالبہ ہر ایک انصاف پسند انسان کے نزدیک بالکل جائز ہے حکومت کا فرض ہے کہ وہ اسکو منظور کرکے اپنی انصاف پسندی

کشمیر میں صورت حالات پھر نازک ہو رہی ہے

مجوزہ اسمبلی کے خلاف احتجاج کو روکنے کی کوششیں

تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر میں صورت حالات پھر نازک ہو رہی ہے سری نگر اور اسلام آباد کو مخدوش رقبہ قرار دیا گیا ہے چیف آف دی ملٹری سٹاف خاص اختیارات کے ساتھ جموں سے سری نگر روانہ ہو گئے ہیں "پرتاپ" کے نامہ نگار کی اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر ویل انسپکٹر جنرل پولیس اور ان کے اسسٹنٹ کو اختیارات دے گئے ہیں کہ وہ ضرورت پڑنے پر مزید پولیس بھرتی کرلیں اخبار "صداقت" کی دو سو روپے کی ضمانت ضبط کرلی گئی ہے۔ یہ اخبار جموں کشمیر مسلم کانفرنس کا خاص آرگن تھا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ضبطی ضمانت کی وجہ کیا ہے اخبار "آفتاب" سے اس بنا پر پانچ سو روپے کی ضمانت طلب کی گئی ہے کہ اس میں سٹر ہنتہ ریونیو منسٹر کے خلاف چند مضامین نکلے تھے۔ ڈاکٹر رفیع الدین صاحب ڈائرکٹر محکمہ علاج حیوانات معطل کر دیے گئے ہیں۔ ان کے تعطل کی حقیقی وجہ معلوم نہیں ہو سکی لیکن افواہ ہے کہ ان پر شیخ محمد عبداللہ صاحب "شیر کشمیر" کے ساتھ خط و کتابت کا الزام لگایا گیا ہے سنا جاتا ہے کہ ایک گروہ اس قسم کے جعلی خطوط بنا کر بعض دوسرے مسلم افسروں کو بھی برطرف یا معطل کرانے کی سازش میں مصروف ہے۔ غرض جتنی خبریں ۲۸ جنوری کی شام تک ہمیں موصول ہوئی ہیں وہ سب اضطراب انگیز ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ فرنچائز رپورٹ کی اشاعت کے ساتھ ہی حکومت کشمیر نے مسلمانوں پر کیوں سختی شروع کر دی ہے۔

کیا اس سختی کی علت یہ ہے کہ ناقابل قبول اسمبلی کو جبراً قبول کرایا جائے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے احتجاج کا دروازہ بند کیا جائے؟ کیا مقصد یہ ہے کہ اسمبلی کی تجویز میں مسلمانوں کے حقوق کی پامالی کا جو بندوبست کیا گیا ہے اس کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھنے دی جائے؟ اگر واقعہ یہی ہے تو ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کشمیر پھر ویسی ہی غلطی کا ارتکاب کر رہی ہے۔ جیسی غلطیاں اس کے تنگ نظر و متعصب کیش اہلکار پہلے بارہا کر چکے ہیں لیکن اس طرح ناقابل قبول اسمبلی قابل قبول نہیں بن جائے گی۔ اور مسلمانوں کے حقوق کی پامالی ان کے حقوق کے تحفظ کی شکل نہیں اختیار کر سکے گی۔ پچھتر ارکان کی اسمبلی میں مسلمانوں کو نامزد ممبروں سمیت تینتیس نشستیں دنیا کسی قاعدہ انصاف کی بنا پر جائز نہیں۔ درآنحالیکہ ان میں سے صرف اکیس ممبر ایسے ہوں گے جن سے آزادانہ رائے زنی اور نکتہ چینی کی توقع رکھی جا سکے گی۔ اور یہ اس قوم کی نمائندگی کا تناسب ہے جو ازروئے آبادی تقریباً اسی فیصدی نشستوں کی حقدار ہے اگر فرنچائز کمیٹی یا حکومت کشمیر کی خواہش یہ تھی کہ اقلیتوں کو پاسنگ ملے تو وہ دس فیصدی یا پندرہ فیصدی نشستیں رکھ لیتی اور مسلمانوں کا تناسب بدرجہ آخر پینسٹھ فیصدی رکھا جاتا لیکن موجودہ حالت میں مسلمانوں کا تناسب سرکاری ممبروں سمیت زیادہ سے زیادہ سینتالیس فیصدی نکلتا ہے بتایئے اس صورت حالات پر مسلمان کیوں کر مطمئن ہو سکتے ہیں۔ اور اس تناسب نمائندگی کو وہ کیوں کر قبول کر سکتے ہیں؟ بلاشبہ حکومت کے ہاتھ میں طاقت ہے اور وہ طاقت کا استعمال کر سکتی ہے۔ لیکن کیا یہ طاقت پہلے استعمال نہیں ہو چکی اور اس کے ناگوار نتائج کا تجربہ نہیں ہو چکا؟ ملازمتوں میں مسلمانوں کے حقوق جس بیدردی کے ساتھ پامال ہو رہے ہیں ان کا اندازہ گزٹیڈ ملازمتوں کے مندرجہ ذیل نقشے سے واضح ہو سکتا ہے جو تازہ فوجی اور سول لسٹ سے ماخوذ ہے:۔

محکمہ	مسلمان	غیر مسلم
سول	۶۵	۳۰۷
پرسنل سٹاف	۱	۱۸
فوج	۸۲	۳۰۲
میزان	۱۴۸	۶۲۷

گویا اسی فیصدی آبادی کے گزٹیڈ ملازموں کی تعداد صرف ۱۴۸ ہے اور اس کے مقابلے میں بیس فیصدی آبادی کے گزٹیڈ ملازمین ۶۲۷ ہیں مسلمانوں کی تنخواہوں کی مقدار ۳۶۷۲۷ روپے ہے اور غیر مسلموں کی تنخواہوں کی مقدار ۱۸۹۲۷ روپے ہے۔ تعداد میں مسلمانوں کا تناسب بائیس فیصدی ہے اور تنخواہوں میں صرف سولہ فیصدی اس شرمناک صورت حالات کی تلافی کا کام ابھی شروع بھی نہیں ہوا لیکن ہندوؤں نے شور مچا دیا ہے کہ حکومت کشمیر نے مسلم نوازی شروع کر دی ہے اور ہندوؤں کو ملازمتوں سے باہر نکالا جا رہا ہے۔ حالانکہ اگر تیس برس تک آئندہ ساری ملازمتیں مسلمانوں کے لئے وقف رہیں تو اس حالت میں بھی مسلمانوں کا جائز حق پورا ہونے کی امید نہیں۔ اب اسمبلی میں مسلمانوں کے جائز حقوق نمائندگی کی پامالی کا بندوبست کر دیا گیا ہے۔ مانا کہ کشمیر کی حکومت ہندو حکومت ہے لیکن کیا اس کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ وہ جن کی حکمران ہے اس کی سب سے بڑی آبادی مسلمان ہے۔ اور ان غریبوں کو اگر پورا حق نہیں ملتا تو کم از کم اتنا حق تو ملنا چاہئے کہ وہ اپنی حیثیت کو برقرار رکھ سکیں؟ کیا یہ اعداد و شمار مہاراجہ کشمیر کے سامنے پیش نہیں ہوتے؟

اگر پیش ہوتے ہیں تو کیا ان کے دل پر اتنا اثر بھی نہیں ڈال سکتے کہ وہ اسی فیصدی نہ سہی ساٹھ فیصدی ہی ان لوگوں کا خیال کرلیں جو ان کی رعایا کا سب سے بڑا حصہ ہیں؟ نیز کیا اس صورت حالات کا علاج سختی ہے؟

مسلمانان کشمیر سے ہم دلسوزی کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ وہ ہر حالت میں پرامن رہیں لیکن اپنے جائز حقوق کے مطالبہ سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹیں ان کا فرض ہے کہ تحمل و بردباری کے ساتھ مگر پورے زور کے ساتھ مجوزہ اسمبلی کی ہیئت ترکیبی کے خلاف احتجاج کریں۔ اور اس وقت تک پرامن جدوجہد کا سلسلہ جاری رکھیں جب تک نظم و نسق اور وضع قوانین میں ان کے حقوق حاصل نہ ہو جائیں آخر میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کیا ہندو مہاسبھا فرقہ وار فیصلے کی تبدیلی کے لئے جنیوا وفد بھیجنے سے قبل مہاراجہ کشمیر کے پاس بھی کوئی وفد بھیجے گی تاکہ مہاراجہ صاحب کشمیر میں اقلیتوں کا فیصلہ انہی اصول کی بنا پر کردیں جن اصول کی بنا پر مہاسبھا جمعیۃ اقوام سے "ہندو اقلیتوں" کا فیصلہ کرانا چاہتی ہے۔

(انقلاب)

دے گئے تھے (اسی صاحب سے مراد حکیم محمد اسحاق صاحب دہلوی ہیں ۔)

(۴) اس ۲۸ روپے کی رقم کے متعلق ہمارے پاس تحریری ثبوت موجود ہے کہ یہ واپس دی گئی یعنی حکیم محمد اسحاق صاحب کو واپس دی گئی)

"سیاست" مورخہ ۶ر جنوری ۱۹۳۴ء

"میر صاحب فرماتے ہیں کہ رقم ۲۸ روپے کی نہیں ۴۸ روپے کی ہے۔ ۲۸ ایک دفعہ اور بیس دوسری دفعہ بھیجے گئے۔ یہ درست ہے۔" (اب جو معلوم ہوا کہ منی آرڈر کی رسیدیں موجود ہیں تو مجبوراً تسلیم کیا)

"بلاکوں کی قیمت (۲۸ روپے) پیکو آرٹ پریس کو دی گئی اور اس کی رسید موجود ہے اور بل بھی محفوظ ہے" (یہ لیجئے وہی رقم حکیم محمد اسحاق صاحب کو واپس دی گئی اور وہی رقم پیکو آرٹ پریس کو بھی دیدی گئی ۔ سبحان اللہ کس قدر سچ بولا ہے ۔)

اس کے بعد مندرجہ ذیل باتیں رہ گئیں :-

(۱) ۳۱ ر دسمبر کے سیاست سے تو معلوم ہوا تھا کہ بلاکوں کی رقم حکیم محمد اسحٰق صاحب کو واپس دی گئی جس سے پایا گیا کہ **بلاک کبھی بنے ہی نہ تھے** ۔ ۶ ر جنوری کے سیاست سے معلوم ہوا کہ بلاکوں کی قیمت پیکو آرٹ پریس کو دی گئی یعنی **بلاک بن گئے تھے** اچھا اگر بن گئے تھے تو وہ بلاک کس کان نمک میں چلے گئے؟ نہ شائع کیے نہ واپس کیے ۔ سید صاحب کے خود نوشتہ پوسٹ کارڈ مورخہ ۲۷ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء میں وعدہ کیا گیا تھا کہ " **بلاک ابلاغ خدمت ہیں ۔ مبلغات ساتھ ہی آپ کو مل جائینگے** " آج تک نہ بلاک "ابلاغ خدمت" ہوئے نہ "مبلغات" وصول ہوئے ۔

(۲) ۳۱ ر دسمبر کے "سیاست" میں تحریری ثبوت شائع کرنے کے لئے میری اجازت مانگی گئی تھی میں نے اجازت دیدی مگر وہ آج تک شائع نہیں کیا گیا میں اب بھی کہتا ہوں کہ شائع کیجئے اگر اس سے آپ کے حق میں کوئی نتیجہ نکلتا ہوگا تو میں اس کو تسلیم کرونگا ۔

(۳) سیاست نے ۳۱ ر دسمبر کو یہ الفاظ لکھے کہ "۲۸ روپے کی رقم تصویروں کے لئے دی گئی ۔ وہ اس لئے نہ تھی کہ ہم البم نمبر نکالیں ۔ یہ میر صاحب کی صریح دروغبانی ہے" ، اب ہم منیجر سیاست کے خط نقل کرتے ہیں ۔ جن سے صاف ثابت ہے کہ تصویریں یقیناً اسلئے تھیں اور سیاست کا وعدہ تھا کہ البم نمبر نکالے گا ناظرین خود فیصلہ کریں کہ آیا "دروغبانی" راقم نے کی یا انہوں نے ۔

(۱) محمد اسحاق صاحب سکرٹری انجمن خدام مہاجرین

۲۳ ر ستمبر ۱۹۳۳ء

مخدومی ۔ سلام علیکم

بلیئے مبلغ عہ/ مل گئے ہیں لیکن آپ نے چھپائی کے متعلق ابھی کچھ نہیں لکھا میں آپ کا منتظر ہوں ۔ مہربانی فرماکر بواپسی ڈاک مجھے مفصل سے مطلع فرمائیں ۔ نیازمند زبیر

برائے سید عنایت

(۲) چٹھی بنام حکیم صاحب موصوف ۔ مورخہ ۳۰ ر ستمبر ۱۹۳۳ء

مخدومی حکیم صاحب ۔ السلام علیکم ۔ بڑی انتظار کے بعد جناب کا والانامہ نمبری ۳۶۲ مورخہ ۱۹ ر ستمبر ۱۹۳۳ء ملا شکریہ چونکہ البم نمبر کے لئے نہ تو مضمون ہی وقت پر ملا ۔ اور نہ ہمارے پاس ہی کچھ مواد تھا اس لئے بامر مجبوری ہمیں تاریخ مقررہ کو بدلنا پڑا ۔ بلاک وغیرہ تیار ہو گئے ہیں صرف کاغذ وغیرہ کے لئے روپے کی ضرورت ہے لہٰذا عرض ہے کہ مبلغات بواپسی ڈاک ارسال فرمادیں تاکہ ہم کاغذ وغیرہ خرید کر نمبر شائع کردیں ۔ اگر ہمارے اپنے پاس کافی سرمایہ ہوتا تو ہم بل بھیجکر منگوا لیتے مگر یہاں تو رونا ہی مبلغات کا ہے ۔ اور آپ کو اس کا پورا پورا علم ہے ۔ مکرر تاکید ہے کہ روپے کے ارسال کرنے میں عجلت سے کام لیں ۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں پھر التواء کے لئے اشتہار شائع کرنا پڑے ۔ فقط نیازمند زبیر :- برائے سید عنایت شاہ

یہ ہے حساب اس شخص کا جو کبھی تنظیم فنڈ کا حساب مانگتا ہے اور کبھی البم فنڈ کا ۔ جو دوسروں سے ہزاروں روپے کا حساب طلب کرتا ہے مگر خود ۴۸ روپے کا حساب دیتے ہوئے اتنی متناقض باتیں بناتا ہے اور جو باایں ہمہ ۶ر جنوری کے "سیاست" میں ڈھٹائی کی موچھوں پر تاؤ دیکر اپنی نسبت کہتا ہے "آنراکہ حساب پاک از محاسبہ چہ باک"

(سید غلام بھیک نیرنگ)

احباب کلکتہ جمشید پور میں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جمشید پور کے اصرار پر جناب ممتاز احمد صاحب فاروقی انجنیئر خلف الرشید حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مسلم مشنری اور جناب مظفر حسین خاں صاحب ۱۹/۱ کو بذریعہ بمبئی میل ۱۰ بجے ٹاٹا نگر تشریف لائے اسٹیشن پر احمدیہ جماعت کے صدر نور محمد صاحب ۔ سکرٹری بابو علم الدین صاحب ۔ محاسب رحیم بخش صاحب و محصل فضل الدین صاحب اور کثیر تعداد میں احمدی و غیراز جماعت احباب استقبال کے لئے موجود تھے جناب سردار محمد علوی صاحب انجنیئر نے اور دوسرے احباب نے ٹاٹا ورکس ٹین پلیٹ ورکس ۔ اندر سنگھ ورکشاپ اور دیگر کارخانے دکھائے ۲۰/۱ کو جناب ۔ محمد صدیق صاحب چیف اسٹورکیپر سابق جنرل سکرٹری المجلس و پریذیڈنٹ مسجد کمیٹی نے معزز مہمانوں کو چائے کی دعوت دی جس میں احمدی احباب کے علاوہ غیراز جماعت اصحاب بھی شریک تھے ۲۱/۱ کو دیگر مقامات دیکھنے کے علاوہ سردار محمد علوی اور جناب ڈاکٹر لطف الرحمٰن خاں میڈیکل آفیسر کی معیت میں انڈین ایسوسی ایشن کی میٹنگ میں شرکت کی ۔ اور شام کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جمشید پور کے صدر جناب نور محمد صاحب نے معزز مہمانوں کو دعوت طعام دی جس میں احمدیہ جماعت کے محاسب سکرٹری محصل اور دیگر ممبران صاحبان کے علاوہ شہر کے معزز احباب کثیر تعداد میں شریک تھے جن میں سے مندرجہ ذیل احباب خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۔

جناب ڈاکٹر لطف الرحمٰن خانصاحب میڈیکل آفیسر جناب سردار محمد علوی صاحب انجنیئر ۔ جناب ملک عبدالمنان صاحب انجنیئر جناب احمد علی خانصاحب اسکول ماسٹر ۔ جناب عبدالحکیم صاحب جناب محمد اسمٰعیل صاحب ۔ جناب ممتاز احمد صاحب فاروقی انجنیئر مسٹر مظفر حسین خانصاحب ۔ جناب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مسلم مشنری ۔ جناب علم الدین صاحب ۔ جناب رحیم بخش صاحب ۔ جناب فضل الدین صاحب اور جناب بشیر احمد صاحب ختنائی وغیرہ

کھانا کھانے کے بعد ۱۰ بجے تک مذہبی ۔ سیاسی ۔ معاشری گفتگو ہی گیارہ بجے کی گاڑی میں جناب ممتاز احمد صاحب فاروقی اور مسٹر مظفر حسین خاں صاحب واپس کلکتہ تشریف لے گئے اور جناب حبیب الرحمٰن صاحب ٹھہر گئے تاکہ بہار و اڑیسہ کے صوبہ میں مظفر پور مونگیر وغیرہ کے علاقہ میں زلزلہ کی وجہ سے جس قدر تباہی اور بربادی ہوئی ہے ان لوگوں کی امداد کے لئے ریلیف کمیٹی قائم کیجائے صاحب موصوف نے دو دن کے اندر مختلف محلوں میں بندوبست کرادیا ہے جس کی وجہ سے فنڈ جمع کرنے کا کام شروع ہوگیا ہے انشاء اللہ بہت کامیابی ہوگی ۔

علم الدین ۔ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جمشید پور

ٹاٹا کمپنی میں مسلمانوں کے حقوق کی پامالی

اس سے قبل میں نے ایک مختصر سا خاکہ ٹاٹا کمپنی کے متعلق پیش کیا تھا جس میں یہ دکھایا گیا تھا کہ ٹاٹا کمپنی میں مسلمانوں کے ساتھ کس قدر ناانصافی برتی جاتی ہے ۔ اب میرا ارادہ ہے کہ ہر ایک ڈیپارٹمنٹ کے متعلق مفصل طور سے لکھوں ۔ میں سب سے پہلے تعلیمی محکمہ کو لیتا ہوں ایک زمانہ سے ٹاٹا کمپنی میں ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ قائم ہے جس میں بی کلاس یعنے الف ۔ ایس ۔ سی ۔ یا بی ایس ۔ سی ۔ پاس شدہ طالب علم لئے جاتے ہیں اور سی کلاس جس میں میٹرک پاس ۔ فی الحال اس بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہ ہر سال کس قدر مسلمان لڑکے لئے جاتے ہیں ٹیچنگ اسٹاف کو لیتا ہوں ۔ جس سے پبلک کو یہ اندازہ ہوجائے گا کہ تعلیمی محکمہ میں بھی چپڑاسی سے لے کر سپرنٹنڈنٹ تک تمام کے تمام غیرمسلم پائے جاتے ہیں ۔

عہدہ	ہندو	مسلمان	انگریز	کل تعداد
سپرنٹنڈنٹ	۱	۰	۰	۱
ڈے لکچرار	۹	[illegible]	۰	۹
نائٹ لکچرار	۴	۰	۰	۴
کلرک	۵	۰	۰	۵
لیبارٹری اسسٹنٹ ، باغبان ۔ چپڑاسی	۸	۰	۰	۸

انہیں سے ایک چپڑاسی مسلمان تھا وہ بھی نکال دیا گیا ۔

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ چار لیکچرار اور دو سپروائزر نئے لئے جانے والے ہیں اور سپرنٹنڈنٹ کو بھی یکم فروری سے علیحدگی کا نوٹس مل چکا ہے ۔ کیا ہم ٹاٹا کمپنی کے افسروں سے یہ امید کر سکتے ہیں ۔ کہ وہ ٹاٹا کمپنی کو نیشنل انڈسٹری کہتے ہوئے مسلمانوں کے حقوق کا بھی خیال رکھیں گے ؟ اور ان اسامیوں پر غیرمسلم کے بجائے مسلمانوں کو بھی کام کرنے کا موقعہ دیا جائے گا ۔ قابل مسلمان نہایت آسانی سے مل سکتے ہیں مسلمان امیدواروں کی طرف سے درخواستیں آتی ہیں ان بیچاروں کو اور تو اور ملاقات کا موقعہ بھی نہیں ملتا ۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی بے انصافی ہوسکتی ہے ۔ اس کے علاوہ چند دن ہوئے کہ لیڈی ڈاکٹر اور ہیلتھ افیسر ڈسچارج کئے گئے ہیں ۲۵ سال کے عرصہ سے ان جگہوں پر کسی مسلمان کو بھی نہیں لیا گیا ۔ ارباب انتظام کا فرض ہے کہ ہندوستان کی تمام قوموں کے ساتھ مساوی سلوک کیا جائے ۔

حبیب الرحمٰن صادق ۔ مسلم مشنری ۔ جمشید پور

اسلامی تمدن کی خوبیاں

(از جناب پادری طامسن صاحب ایم اے)

دنیا کے قریب قریب ہر مذہب نے اپنے پیرؤوں کو دو باتوں کی تعلیم دی ہے ایک تو یہ کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں اور دوسرے یہ کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا سکھیں - لیکن اکثر دیکھا یہ جاتا ہے کہ بہت زیادہ زور انہی تعلیمات پر دیا گیا ہے جن میں خدا کے ساتھ بندوں کے تعلقات کا ذکر ہو یہی وجہ ہے کہ اکثر پرانے پرانے مذہبوں کے پیرو کسی نہ کسی حد تک دنیا اور دنیا والوں کے تعلقات کی جانب سے بے پروا ہو گئے ہیں عام طور پر مذہبی گروہ کے دلوں میں یہ خیال قائم ہو گیا ہے کہ دنیا کو بالکل چھوڑ دینا [illegible] اور اس سے کچھ واسطہ نہ رکھنا مذہبی نقطۂ نظر سے سب سے اچھا کام ہے - اور عوام پر بھی اس کا یہ اثر پڑا ہے کہ اگرچہ ان سے خود تو اتنا ہو نہیں سکتا کہ دنیا سے قطع تعلق کر لیں لیکن وہ انہی لوگوں کو قابل تعظیم سمجھتے ہیں جنھیں وہ دنیا کے دھندوں میں الجھا ہوا نہیں پاتے - اس طرح لوگوں کی نظروں میں عزت حاصل کرنے کا لالچ بہت سے ایسے آدمیوں کے دلوں میں بھی ظاہری طور پر دنیا کو چھوڑنے کی تمنا پیدا کر دیتا ہے کہ جنھیں درحقیقت مذہب سے کچھ بہت زیادہ سروکار نہیں ہے اور اس کا نتیجہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض اوقات تارک الدنیا لوگوں کے گروہ میں ایسے ایسے دنیا کے بندے اور سیاہ جوگیوں اور راہبوں کے بھیس میں ایسے ایسے گندے اور خراب انسان ملتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر مذہب سے بھی ایک نفرت سی پیدا ہو جاتی ہے

جہاں تک اسلامی تعلیم سے مجھے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملا ہے مجھے اس میں سب سے بڑی خوبی یہی نظر آتی ہے کہ وہ اپنے پیرؤوں کو دنیا سے الگ تھلگ رہنے کی تعلیم نہیں دیتا اور دنیا اور دنیا کی لذتوں کو یکسر چھوڑ دینا اس مذہب میں منع ہے - اسلام میں جتنا زور خدا اور بندے کے تعلقات پر دیا گیا ہے اسی قدر بندوں کے آپس کے تعلقات پر بھی دیا گیا ہے - اور اگر اسلامی تعلیمات کے حصہ کا بغور مطالعہ کیا جائے اور مذہبی تعصب اور تنگ نظری سے کام نہ لیا جائے تو یہ ماننا پڑیگا کہ آج دنیا نے اس قدر ترقی کر لی ہے اور تہذیب کے بعد تمدن و معاشرت کے متعلق جو بہتر سے بہتر قاعدے مقرر کئے ہیں وہ اکثر صورتوں میں قریب قریب وہی ہیں جن کی تعلیم اسلام میں تیرہ سو برس پہلے سے موجود ہے۔

کمیونزم اور سوشلزم کے نام سے ترقی یافتہ اور مہذب انسانی جماعتوں نے دو مذہب دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں - اور ان کا یہ دعوےٰ ہے کہ اگر تمام دنیا ان اصولوں کو قبول کر لے اور ہر قوم اور ہر سلطنت انہی قاعدوں کے مطابق زندگی بسر کرنی اور اپنے ملک کا انتظام کرنا سیکھ جائے تو یہ دنیا بہشت بن جائے گی - ان دونوں نئے مذہبوں کی بنیاد مساوات پر ہے - اور ان کے حامی یہ چاہتے ہیں کہ دنیا سے یہ رسم اٹھ جائے کہ ایک شخص اپنی دولت کی بنا پر اپنے ہی جیسے انسانوں پر حکومت کرتا ہے اور ہر قسم کے معاملات میں دنیا ایک غریب کے مقابلہ میں ایک سرمایہ دار کا ساتھ دیا کرتی ہے - ملک کا قانون اور انصاف بھی دولتمندوں ہی کے ہاتھ میں رہتا ہے - اور ملک کی پیداوار بھی وہ دونوں ہاتھوں سے دولت بٹورتے ہیں - اور اپنے گھروں میں اس کے ڈھیر لگا لیتے ہیں - اور قانون چونکہ ان کا اپنا بنایا ہوا ہے - اس لئے وہ بھی اس لوٹ میں ان کی پوری پوری مدد کرتا ہے - ان کا خیال ہے کہ دولت کی تقسیم یکساں ہونی چاہئے - اور ملک کے ہر باشندہ کو زندگی کی ضروریات برابر کی مقدار میں مہیا کی جانی چاہئیں - امیروں کے بچوں کے لئے کھلونے اور موٹریں خریدنے سے پہلے ہر ملک کی حکومت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ غریبوں کے بچوں کے لئے دودھ اور انڈے خریدے - اور سرمایہ داروں کی عورتوں اور لڑکیوں کو سینما اور تھیئٹر کے تماشے دکھانے سے پیشتر مزدوروں کی بچیوں کو تاریخ اور جغرافیہ پڑھا کر دنیا کی تماشا گاہ سے روشناس کر دے۔

یہاں اس سے قطعاً بحث نہیں ہے کہ یہ اصول کیسے ہیں اور کس حد تک قابل قبول ہو سکتے ہیں - لیکن اگر انسانی عقل نے انتہائی ترقی کر کے اپنے لئے انہیں مناسب اور باعث فلاح خیال کیا ہے تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ہم مذہب اسلام کی تعلیم سے کیوں چشم پوشی اختیار کر لیں - جس میں سراسر اخوت اور مساوات ہی کی تعلیم دی گئی ہے - اسلام میں غریب و امیر - اونچ اور نیچ یا گورے اور کالے کا فرق کوئی معنے نہیں رکھتا اور اگر صحیح اسلامی معاشرت اختیار کر لی جائے تو میرا خیال ہے کہ دنیا کو کمیونزم اور سوشلزم کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے گی

حبشی غلام بلالؓ کا سوسائٹی میں بالکل وہی رتبہ ہونا جو بڑے سے بڑے سردار کا تھا - اور محمد صاحب کا اپنی پھوپی زاد بہن کی شادی ایک آزاد شدہ غلام کے ساتھ کرنا اور ایک معمولی بڑھیا کو یہ حق حاصل ہونا کہ وہ سر دربار مسلمانوں کے خلیفہ کو ٹوک کر ان سے جواب طلب کر لے - اسلامی تاریخ کے ایسے باب ہیں کہ جن پر اسلام ہی نہیں بلکہ انسانیت ناز کر سکتی ہے -

انسانی جماعتوں میں عدم مساوات کی ایک بہت ہی قابل نفرت مثال مرد اور عورت کے باہمی تعلقات ہیں - مردوں کے ہاتھوں ہر زمانہ اور ہر ملک میں عورت کی تذلیل ہوتی رہی ہے - اور یہ دیکھکر سخت تعجب ہوتا ہے کہ بہت سے مذہبی گروہ نوع انسانی کے اس لطیف اور نازک صنف سے اس قدر برافروختہ ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ عورت کو خدا نے پیدا ہی نہیں کیا ہے اس میں روح ہی نہیں ہوتی اور وہ شیطان کی بیٹی ہے - مذہب جس کا سب سے پہلا مقصد یہی ہونا چاہئے کہ انسانوں کے گرے ہوئے اور پست طبقوں کو ابھارا جائے جب اسی کے پیرو عورت کو اس قدر ناپاک اور ذلیل خیال کرتے ہیں تو عوام کی حالت تو اور بھی بدتر ہوگی - ہم دیکھتے ہیں کہ عربستان کے ان پڑھ فلاسفر کی نظر سے اس مظلوم فرقہ کی حالت بھی پوشیدہ نہ رہی اور اس نے بڑی جرأت اور دلاوری کے ساتھ اس کو اس کیچڑ سے باہر نکالا - جہاں مردوں نے اسے لوٹنے کے لئے ڈال دیا تھا - اس نے عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دیئے - اور مغرور اور شیخی باز مرد کو یہ بتایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے - اس نے صاف صاف کہدیا کہ خدا نے تین چیزوں کی محبت میری سرشت میں رکھی ہے - ایک خوشبو ایک نماز اور ایک عورت -

غلامی کی رسم کو دنیا سے مٹانے میں بھی محمد صاحب نے جس قدر حصہ لیا ہے وہ بہت کچھ قابل تعریف ہے - اور حق یہ ہے کہ آپ کی تعلیمات کی بدولت ہر غلام کی حیثیت بہت سے آزاد انسانوں سے بہتر ہو گئی تھی -

اگر بنی نوع انسان کی سچی خدمت گزاری انسانوں کو اپنی تعلیم کے ذریعہ سے صحیح معنوں میں انسان بنانے کی کوشش اور دنیا سے فتنہ اور فساد کے اسباب کو مٹانا ایسے کام ہیں کہ جنھیں احسان کہا جا سکے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دنیا کیوں حضرت محمدؐ صاحب کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتی - انہوں نے اس دنیا پر جتنے احسان کئے ہیں ان کی نظیر مشکل ہی سے مل سکے گی - (ماخوذ)

ایک ضروری خط

صوبہ بہار کے زلزلہ زدگان کیلئے امدادی فنڈ

برادران مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکو معلوم ہوگا کہ بنگال بہار وغیرہ علاقوں میں زلزلہ نے بیحد تباہی برپا کی ہے شہروں کے شہر صفحہ ہستی سے نابود ہو گئے ہیں لاکھوں مصیبت زدگان حیران و پریشان پھر رہے ہیں جن کے لئے نہ سر چھپانے کو جگہ ہے نہ کھانے پینے کا سامان ہے سنا ہے کہ عیسائی مشنری علاقہ متاثرہ میں پہنچ گئے ہیں تاکہ یتیموں اور بیکسوں کو اپنی پناہ میں لیکر اپنی تعداد کو بڑھائیں دیگر مذاہب کے مقتدر لوگوں کی طرف سے بھی امدادی کارروائی شروع ہو گئی ہے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے حضرت امیر کے ارشاد سے محض ہمدردی مخلوق کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کے تتبع میں زلزلہ کے صدمہ زدہ لوگوں کی امداد کیلئے زلزلہ ریلیف فنڈ کھولدیا ہے معقول رقم کے جمع ہو جانے پر انجمن اپنے آدمی اس علاقہ میں بھیجکر تقسیم امداد کا انتظام کرے گی - لہذا آپ جس قدر جلد ہو سکے امداد کی رقم فراہم کر کے **محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیجدیں** اور کوپن منی آرڈر پر صراحت کر دیں کہ یہ رقم زلزلہ ریلیف فنڈ سے متعلق ہے -

خاکسار

عزیز بخش

آنریری افسر تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلا[م]

ضرورت ملازمت

ہمارے ایک دوست کو جو حافظ بھی ہیں - مڈل تک تمام مضامین معہ انگریزی پڑھا سکتے ہیں - عدالتی کاروبار سے بھی واقف ہیں - کسی وکیل کے ساتھ عمدگی سے کام کر سکتے ہیں - ملازمت کی ضرورت ہے - چونکہ عیالدار ہیں اس لئے تنخواہ ۲۵ روپیہ ماہوار سے کم نہ ہونی چاہئے - عرصہ تک برہما کی ایک تجارتی فرم میں کام کرتے رہے ہیں - اب واپس وطن آ گئے ہیں - مستعد - کارکن - محنتی اور دیانتدار ہیں -

(محمد منظور الٰہی)

آریہ اخبارات پر ایک نظر

آریہ اخبارات کے خیالی پلاؤ

آریہ اخبارات کو خیالی پلاؤ پکانے میں کمال حاصل ہے۔ جرمنی کے ڈکٹیٹر ہر ہٹلر نے گزشتہ دنوں آرین نسل کا ذکر کرتے ہوئے چند الفاظ کہہ دیئے آریہ اخبارات ان کو لے اڑے اور شور مچادیا کہ جرمنی عنقریب شدھ ہو جائے گا۔ دیکھو ہر ہٹلر نے ویدک دھرم کی تعریف کی ہے لیکن چند روز کے بعد "مہاشہ ہر ہٹلر" نے ویدک دھرم۔ وید بھگوان اور ہندو تہذیب و تمدن کی تعریف میں کچھ ایسی تقریر کی کہ آریہ مہاشوں کے سارے حوصلے پست اور سارے ولولے سرد ہو گئے۔ اس کے بعد ہمارے انہی دوستوں نے ایک اور خیالی پلاؤ پکانا شروع کیا ہے قسطنطنیہ میں جو نئی یونیورسٹی قائم ہوئی ہے اس کے شعبہ تاریخ نے ارادہ کیا ہے کہ دیگر مذہبی کتب کے علاوہ ویدوں کا بھی ترکی زبان میں ترجمہ کیا جائے تاکہ ترک علماء اور طلبہ کو تاریخی و علمی لحاظ سے مختلف اقوام عالم کے مذہبوں اور تمدنوں کے مطالعہ کا موقعہ مل سکے۔ یہ ایک خالص علمی کوشش ہے اس سے پہلے عباسی خلفا بھی سنسکرت کتب کا ترجمہ عربی زبان میں کرا چکے ہیں۔

ٹرکی میں وید پرچار کے خواب

لیکن اس خبر پر آریہ مہاشوں نے جو منصوبے باندھنے شروع کئے ہیں وہ بھی ذرا ملاحظہ کیجئے اور ان کی عقل و خرد کی داد دیجئے "آریہ ویر" اپنی ۲۳ر جنوری کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"ٹرکی میں مصطفےٰ کمال پاشا ویدوں کے ٹرکی ترجمہ کے لئے عالموں کی تلاش کر رہے ہیں معلوم ہوا ہے کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے غازی موصوف کو لکھا ہے کہ وہ اسے اس کام میں معاونت دینے کو تیار ہے۔ جس سے ویدوں کی تفسیر ٹرکی زبان میں درست طور پر ہو سکے۔ اور ٹرکی کے نوجوان ویدوں کی حقیقی تعلیم سے فیض حاصل کر سکیں"

آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی اس عنایت کا بہت بہت شکریہ لیکن اس بارہ میں اس کی امداد کی ترکی یونیورسٹی سے بہت زیادہ مستحق شخصیں ہیں جو یہاں ہندوستان [illegible] ہو رہی ہیں کاش آریہ پرتی [illegible] پنڈت راجا رام جی کو کوئی امداد دے تاکہ ویدوں کی تفسیر میں درست طور پر ہو سکے۔ وہ وید ریسرچ کے کام میں پنڈت [illegible] در رائے بہادر لالہ مولراج جی کا ہاتھ بٹائے ترک نوجوانوں [illegible] سے۔ آریہ پرتی ندھی سبھا اور آریہ اخبارات پہلے اپنے [illegible] کو سنبھالیں۔ قسطنطنیہ کی یونیورسٹی سے دیانند براہم مہا [illegible] ہو زیادہ نزدیک ہے۔

آریہ سماجیوں کی حماقت

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:۔

"ٹرکی کی حوصلہ افزا حالات کو دیکھ دیکھ کر دل باغ باغ ہوا جاتا ہے۔ دنیا کی ترقی یافتہ اقوام ویدوں کی حقیقت آمیز تعلیم کی طرف کھچی آرہی ہیں اور وہ دن نزدیک آرہے ہیں کہ ہندوستان اور ہندوستان بھر [illegible] آریہ جگت اپنا سر بلند کرتا ہوا مفتخر ہو سکیگا"

ٹرکی کی "حوصلہ افزا حالات" کو دیکھ کر تو مہاشہ جی کا دل باغ باغ ہوا جاتا ہے لیکن آریہ نوجوانوں اور دیانند براہم مہا ودیالہ لاہور جیسے کالجوں کو دیکھ کر مہاشہ جی کے دل پر کیا گزرتی ہے؟ ترقی یافتہ اقوام ویدوں کی طرف مطلق نہیں آرہیں یہ محض آریہ ویر اور اس کے ہمخیالوں کا وہم اور نظر کا قصور ہے البتہ بڑے بڑے آریہ سماجی لیڈر اور ودوان ویدوں سے دور ضرور ہو رہے ہیں۔ لاہور ہی میں دیکھ لیجئے۔ پہلے لالہ لاجپت رائے آنجہانی نے وید کو الہامی کتاب ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اب اس کے بعد لالہ مولراج کی پارٹی میدان میں آگئی ہے پنڈت وشو بندھو جی نے تو کمال کر دیا۔ ہندوستان میں وید پرچار اور وید ریسرچ سے جو نتائج حاصل ہو رہے ہیں ان سے اگر آریہ سماج کو کافی سبق حاصل نہیں ہوا تو بے شک ٹرکی یا کسی بیرونی ملک میں تجربہ کر کے دیکھ لے۔ عقلمندوں کے نزدیک تو آزمائی ہوئی چیز کو آزمانا حماقت ہے لیکن آریہ سماج ہمیشہ اسی حماقت پر کاربند رہا ہے۔

ہندوستان میں وید ریسرچ کے نتائج

ہم حیران ہیں کہ آخر ویدوں کے اندر رکھا ہی کیا ہے جو آریہ سماجی اس کے پرچار کیلئے اس قدر شور مچا رہے ہیں۔ جب تک اس سر مخفی پر پردہ پڑا ہوا تھا تو خیر آریہ سماج کا کچھ بھرم بنا ہوا تھا۔ لیکن اس کے ترجمہ اور ریسرچ کی کوشش نے تو لٹیا ہی ڈبو دی۔ وید بھگوان تو ایشور کی کرپا سے وہ وہ باتیں موجود ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ آریہ سماج نے جو وِدوان وید کے ترجمہ اور ریسرچ کے کام پر مقرر کئے تھے ان میں سے اکثر اس سے برگشتہ ہو گئے۔ پنڈت راجا رام جی نے تو چپ ہی سادھ لی ہے۔ بیچارے ڈر کے مارے کچھ کہتے ہی نہیں۔ پنڈت بھگوت دت کی پارٹی نے اپنے خیالات شائع کر دیئے ہیں۔ وہ بہت بڑی حد تک آریہ سماج کے مسلمہ عقائد اور دعوؤں سے علیحدہ اور برعکس ہیں رہے آنجہانی لالہ مولراج جی نے ذرا اور زیادہ صاف بیانی سے کام لیا اور دس پشتی اور دوسری تحریریں چھاپ کر دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ پنڈت وشو بندھو جی نے کمال ہی کر دیا وہ جس کارخیر کے لئے دستے ہوئے ہیں اس کا نتیجہ انشاءاللہ آریہ سماج کی موت و تباہی ہوگا۔

ٹرکی کا رمضان اور آریہ اخبارات

آریہ اخبارات اپنے جذبہ اسلام دشمنی کی وجہ سے یہ ثابت کرنے کی ناکام و نامراد کوشش کیا کرتے ہیں کہ اسلامی ممالک خصوصاً ٹرکی میں اسلام کا خاتمہ ہو رہا ہے ترک اور مصری وغیرہ اسلام کو ترک کر رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے وہ یورپ کے اخباروں اور خبر رساں ایجنسیوں کی شائع کردہ جھوٹی اور مبالغہ آمیز اطلاعوں کو خاص طور پر پیش کیا کرتے ہیں گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ٹرکی میں ماہ رمضان نہایت شان و احترام سے منایا گیا۔ مساجد نمازیوں سے بھری رہیں۔ کسی گزشتہ پرچہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے آریہ اخبارات کو حسب ذیل الفاظ میں مخاطب کیا تھا:۔

"یہ انور ترکوں کا حال ہے جن کے الحاد و اسلام دشمنی کے افسانے آئے روز مغربی اور آریہ اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ خدا جانے [illegible] وہ آریہ گزٹ کے افسانہ طراز [illegible] یہ خبر گندی ہے یا نہیں کیا انہیں [illegible] الحاد کا پروپیگنڈا کرتے ہوئے [illegible]"

آریہ گزٹ کی جہالت

معلوم ہوتا ہے کہ آریہ گزٹ کے لئے [illegible] تکلیف دہ ثابت ہوئے ہیں کیونکہ وہ [illegible] مصر ہے کہ ترک ضرور اسلام سے دور ہو [illegible] میں اس نے یہ بودی دلیل دی ہے کہ گزشتہ [illegible] مسلمان خواتین نے پردہ ترک کر دیا ہے [illegible] چاہئے کہ مروجہ پردہ اسلامی اصلوں میں [illegible] فروعی مسئلہ ہے۔ ہندوستان اور تمام اسلامی ممالک [illegible] مسلمان عورتیں ہمیشہ سے اس پردہ کی پابند نہیں [illegible] میں اسلام کو ان کی بے پردگی سے کوئی نقصان [illegible] پہنچے گا۔ برخلاف اس کے آریہ سماج گزشتہ [illegible] متعدد بنیادی اور مسلمہ اصولوں کو ترک کر کے ویدک دھرم عالمگیر اور عملی مذہب نہیں [illegible] مسئلہ ہے۔ آج وہ اس کا نام لیتے ہوئے بھی [illegible] اس کے بجائے انہوں نے اسلامی تعلیمات کی [illegible] بدھوا بواہ کو رواج دیا ہے۔ اسی طرح [illegible] کا حال ہے۔

اسلامی تیوہار اور ہندو [illegible]

آریہ ویر ۲۷ر جنوری کی اشاعت میں [illegible]

"اس سلسلہ میں ایک بات ہم اپنے مسلمان [illegible] سے کہنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ انہیں [illegible] کیا وجہ کہ جب ان کے تہوار مثل محرم [illegible] الضحیٰ وغیرہ آتے ہیں تو لوگوں میں تشویش [illegible] ہو جاتی ہے اور وہ دست بدعا رہتے ہیں [illegible] کسی یہ تقاریب خیر و عافیت سے گزر جائیں [illegible] دیگر اقوام و مذاہب کے تیوہار بھی تو [illegible] ان پر کسی کو کسی قسم کا خدشہ نہیں ہوتا [illegible] اس لئے ہمارے برادران وطن [illegible] کو جلد اس حالت کو بدلنے کی طرف [illegible]"

ہم نے اور ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں نے بارہا غور کیا ہے اسلامی تیوہاروں پر اس [illegible] پیدا ہوتی ہے کہ ہندو قوم بالعموم ان تقاریب [illegible] تنگ خیالی اور عدم رواداری کا مظاہرہ کرتی [illegible] پر گزشتہ چند سالوں میں ہی بیسیوں مقامات [illegible] کی جان بچانے یا مسلمانوں کو قربانی کے فریضے [illegible] نہایت شرمناک اور ظالمانہ طریق پر بے گناہ [illegible] کیا۔ ہندوؤں کا یہ افسوسناک طرز عمل اور [illegible] تیوہاروں پر تشویش کی اصل وجہ ہے [illegible] تیوہاروں پر اس قسم کا خدشہ اس لئے [illegible] ہندوؤں کی طرح فساد و بدامنی پیدا [illegible] ہی موقوف نہیں۔ ہندوستان کے [illegible] ممالک میں [illegible]

ہیں ان کی اکثریتیں اور حکومتیں قایم ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہندوؤں کی طرح ہمسایہ اقوام کو دق نہیں کرتے ہندوؤں کا موجودہ طرز عمل ان کے مذہب یا تمدن کے لئے کسی طرح قابل فخر نہیں ہے اور یقیناً وہ اپنے اس طرز عمل کو ترک کر کے موجودہ حالت میں تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں۔

ہندوؤں کی مذہبی تاریخ

"پرکاش" "قابل اعتراض فلمیں" کے عنوان سے لکھتا ہے:-

"یہ افسوس سے دیکھا گیا ہے کہ بعض فلم کمپنیاں ہندو اتہاس (تاریخ) سے ایسی کہانیاں منتخب کرتی ہیں جن کے متعلق غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے.... حالانکہ حتی الوسع مذہبی اتہاس اور تاریخ سے کہانیاں نہیں لی جانی چاہئیں لیکن اگر اتہاس سے کہانیاں لی بھی جانی ہوں تو وہ ایسی ہونی چاہئیں جن سے پبلک کو کوئی سبق ملے۔ فلم کمپنیوں کو کوئی ایسی فلم نہیں دکھلانی چاہئے جس سے کسی قوم کی مذہبی اہانت ہوتی ہو"

یہ الفاظ اس حقیقت کا ثبوت ہیں کہ ہندوؤں کی مذہبی تاریخ میں بکثرت ایسی کہانیاں موجود ہیں جن سے پبلک کوئی سبق نہیں لے سکتی بلکہ ان کو پیش کرنے سے ہندو قوم کی اہانت ہوتی ہے۔ اور ان کہانیوں سے لوگوں کا اخلاق بلند نہیں ہوتا بلکہ اس کے برعکس نتیجہ نکلتا ہے۔

نپولین مسلمان تھا

متعدد بلند پایہ مسلم و غیر مسلم تاریخ دانوں نے تاریخی شواہد و دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نپولین مسلمان تھا۔ غیر متعصب علمی حلقوں میں اس حقیقت کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کسی گزشتہ پرچہ میں معزز معاصر "لائٹ" نے بھی اس کا ذکر کیا اس پر "پرکاش" بہت سٹ پٹایا ہے اور اس کو "لائٹ" کی چالاکی قرار دیتا ہے۔ ایک تاریخی حقیقت کا اظہار تو "پرکاش" کے نزدیک چالاکی ہے لیکن آریہ سماجی اپنے دل سے گھڑ گھڑ کر جو خرافات شائع کیا کرتے ہیں کہ کسی زمانہ میں ساری دنیا میں وید کا پرچار تھا فلاں ملک میں ہندوؤں کی حکومت تھی۔ ہندوؤں کا علم جہازرانی نہایت مکمل تھا ان کو "پرکاش" کیا کہے گا؟ ان خرافات کو تاریخ سے دور کا بھی تعلق نہیں یہ خالص آریہ سماجی دماغ کی اختراعات ہیں۔ اور اہل علم ہمیشہ ان پر مسکرا دیا کرتے ہیں۔

ہندو تہذیب کی حقیقت

سرکاری رپورٹوں کے بیان کے مطابق گزشتہ سالوں میں ہندوستان کے اکثر صوبوں کی طرح صوبہ سرحد میں بھی جرائم کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کی وجوہ بالکل واضح ہیں۔ جو "پرکاش" کی چشم کور کو نظر نہیں آتیں چنانچہ اس نے اس کے متعلق اپنی ۲۸ جنوری کی اشاعت میں اس طرح زہر چکانی کی ہے:-

"صوبہ سرحد سچ مچ ایک آدرش اسلامی صوبہ ہے.....

اگر ایک آدرش اسلامی صوبہ کی یہی حالت ہے تو سمجھ لو کہ اگر باقی صوبجات میں بھی اس قسم کی اسلامی سنت پھیل جائے تو ان کا کیا حال ہوگا؟"

مدراس۔ بہار وغیرہ آدرش ہندو صوبے ہیں بنگال بھی! ان کے لحاظ سے آدرش ہندو صوبہ ہے وہاں جرائم میں جو ترقی ہوئی ہے اس کا حال "پرکاش" کو معلوم نہیں؟ نیپال ایک آدرش ہندو ریاست ہے کانگڑہ، چنبہ اور شملہ کے پہاڑ آدرش ہندو علاقے ہیں۔ وہاں کی اخلاقی کیفیت کیا "پرکاش" سے پوشیدہ ہے؟ کیا اس نے کبھی غور کیا ہے کہ اگر خدانخواستہ مدراس۔ بہار۔ بنگال۔ چنبہ اور کلو وغیرہ کی مایہ ناز ہندو تہذیب تمام ہندوستان میں پھیل جائے تو اس غریب ملک کا کیا حال ہو۔ اور مسلمانوں کی آمد سے قبل جب یہی تہذیب سارے ہندوستان پر مسلط تھی تب اس کا کیا حال تھا؟

(بقیہ صفحہ ۵)

کیا وہ اسلام کے لئے اس قسم کے تباہ کن عقائد کی اشاعت کے واسطے اب چندہ اور مالی امداد دینگے؟ اور اپنی شمولیت سے ان عقائد باطلہ کی علمبردار جماعت کو تقویت پہنچا کر باطل کی امداد میں عملی حصہ لیں گے؟ اور صاف دیکھا کرینگے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کو عملاً منسوخ ٹھیرایا جا رہا ہے۔ اور تمام دنیائے اسلام کو کافر بنا کر خوشیاں منائی جا رہی ہیں کہ جنت میں اب زیادہ بھیڑ بھاڑ نہ ہوگی اور محمودیوں کے لئے اب میدان خالی ملے گا۔ اور دوسروں کا حصہ بھی انہی تنگ دلوں کو مل جائے گا۔ کیا پیر پرستی کے جوئے کے نیچے ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بنکر وہ یہ سب کچھ برداشت کر لیں گے صرف اتنی سی بات کے لئے کہ جماعت بہت بڑی ہے۔ اور خوب تنظیم ہے۔

ضمیر کش تنظیم

اور وہ تنظیم یہی ہے کہ پیر پرستی کے جال میں مریدوں کی گردنیں خوب مضبوطی سے جکڑی ہوئی ہیں۔ مجال ہے کہ کوئی شخص خلیفہ معصوم و مطاع الکل کی رائے سے ذرا سا بھی اختلاف کر سکے۔ یا کسی اختلاف کا اظہار کر کے منافق کا خطاب خلیفہ کی سرکار یا جماعت کے دربار سے پالے۔ ایسے معصوم و مطاع الکل خلیفہ کی تنظیم اسی طرح ضمیر کش کرتی ہے جس طرح از منہ وسطیٰ میں یورپ میں پوپ آف روم کی غلامی کی زنجیروں میں سارا یورپ بندھا ہوا تھا۔ اور وہ تنظیم زبردست تھی کہ یورپ کی تمام طاقتیں پوپ کے اشاروں پر کٹھ پتلی کی طرح ناچتی تھیں۔ آخر کار یورپ کو ضمیر کی آزادی اور عقلی ترقی کے لئے اس تنظیم کو توڑ کر پھینکنا پڑا۔ ایسی اندھی تنظیم سے اسلام کا دامن پاک ہے۔ یہ مسیحیت کا کبھی طوق جناب نئے قادیانی مسیحوں کے حصہ میں آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود تو احبار و رہبان کی پرستش سے نجات دلانے آئے تھے۔ فیج اعوج کی کورانہ تقلید اور شخصیت پرستی سے گردنیں چھڑا کر پر ایک احسان عظیم کرنے آئے تھے۔ یہ الٹی گنگا جو آج بہہ رہی ہے اس سے حضرت مسیح موعود کا دامن پاک ہے۔

ذرا غور کیجئے

جن کی آنکھوں پر تعصب اور خلافت پرستی یا شکم پروری کی پٹی بندھی ہے وہ معذور ہیں۔ لیکن جو لوگ ان عقائد کو باطل سمجھتے ہیں وہ قبل اس کے کہ رفتہ رفتہ بتدریج غلو کے اس تیز دھارے میں بہہ جائیں اپنی جگہ غور کر لیں کہ اپنی شمولیت سے اگر ان عقائد کو فروغ دے رہے ہیں تو خدا اور رسول اکرم صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں ان کا عذر کیا ہوگا؟ اور ان کے پاس "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" کا جواب عالم آخرت میں کیا ہوگا۔ دنیا روزے چند آخرش کار با خدا است۔

اقتباسات

ایک غیر معروف اسلامی سلطنت

۱۸۹۸ء میں جب امریکہ اور سپین کے درمیان تلوار چلی اور امریکہ کو فتح نصیب ہوئی اس وقت سلطنت اسلامیہ سولو امریکن استعمار کے زیر نگین آگئی۔ امریکن حکومت نے ہوس حکمرانی میں اندھی ہوکر سولو پر تہذیب و تمدن کے نام پر وہ مظالم ڈھائے جن کو سپرد قلم کرتے ہوئے دل لرزتا ہے اور قلم تھرتھراتا ہے۔ امریکن مدعیان تہذیب نے باشندگان سولو کو طوق غلامی پہنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا انتہائی ظلم کے باوجود انہیں منہ کی کھانی پڑی "سولو" کے فرزندان توحید اور امریکہ کے مابین کئی بار تلوار چلی۔ متعدد بار معرکہ ہائے جدال و قتال ہوئے لیکن ہر بار امریکہ کو شکست ہوئی۔ اور سولو نے اپنی حریت کاملہ کو برقرار رکھا۔ کئی سال کی جنگ کے بعد آخر حکومت امریکہ کو سولو کے مجاہدین کے ساتھ صلح کرنی پڑی۔ امریکہ نے ان کی خود مختاری اور آزادی کو ہی تسلیم نہیں کیا بلکہ ایک پرانے معاہدہ کی رو سے انہیں خراج دینا بھی منظور کرلیا۔ اب سولو میں فرزندان توحید کی سلطنت قایم ہے۔ تمام نظم و نسق مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ شہر میں امریکن حکومت کے وقت کی بہت سی سڑکیں اور فلک بوس عمارتیں موجود ہیں۔ نئی اسلامی حکومت نے متعدد سکول جاری کر دیئے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کے بچے موجودہ تعلیم سے بہرہ اندوز ہوسکیں۔

جزیرہ سولو میں اسلام کیسے پھیلا؟

پندرھویں صدی عیسوی میں ایک عرب مبلغ اسلام شیخ شریف الہاشمی جن کا شجرہ نسب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ سولو میں بغرض تبلیغ تشریف لائے اور اس مجاہد اعظم نے اپنی ان تھک کوششوں سے اس جزیرہ کے بہت سے بت پرستوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ اس کے خلوص و ایثار نے اس جزیرہ کے حاکم کیڈن کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ حاکم نے خوش ہوکر اپنی لڑکی کا عقد اس مرد مجاہد سے کر دیا۔ حاکم کی وفات کے بعد سولو کی مسلم اور غیر مسلم آبادی نے شیخ شریف الہاشمی کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا۔ شیخ نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی مسلمانوں کا ایک تبلیغی مشن قایم کیا۔ اور تمام ریاست میں تبلیغ کا کام شروع کردیا۔ چند نیکوں کی جد و جہد اور مسلمانوں کے خلوص و اخلاق سے متاثر ہوکر تمام جزیرہ کی آبادی دائرہ اسلام میں داخل ہوگئی۔ اس زمانہ میں جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں عربی اور ایرانی تجار اور سیاح مشرقی مجمع الجزائر میں آیا جایا کرتے تھے وہ لوگ سیاحت اور تجارت کے علاوہ تبلیغ کے فرائض بھی انجام دیا کرتے تھے اور مقامی حکام کی لڑکیوں سے شادیاں کرکے ان جزائر میں آباد ہوجاتے تھے۔ ان کی ان تھک کوششوں نے لنکا سے لیکر جاپان تک ایک عظیم الشان اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی جو دیر تک قایم رہی۔

عام حالات

جزیرہ سولو کی عام آبادی کاشتکار ہے۔ سولو کے کھیتوں میں چاول اور چائے کی کاشت کی جاتی ہے یہ دونوں فصلیں سولو میں بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ جن کی تجارت ممالک غیر سے ہوتی ہے۔

سولو کا موجودہ سلطان چوبی محل میں رہتا ہے اور گاڑھے کا لباس پہنتا ہے۔ سلطان کی دو صاحبزادیاں ہیں اور ایک صاحبزادہ ہے بورنیو کا شمالی حصہ بھی سولو ہی میں شامل تھا۔ لیکن موجودہ سلطان کے والد مرحوم نے ایک ضرورت کے وقت یہ علاقہ برٹش نارتھ بورنیو کمپنی کو اجارہ پر دیدیا۔ اب اس اجارہ کے سلسلہ میں حکومت سولو کو کمپنی پانچسو اٹھائیس ڈالر ماہانہ ادا کرتی ہے۔

مشرقی ترکستان کی جمہوریت

یہ اطلاع تو آج سے کئی روز پیشتر اخباروں میں شائع ہوچکی ہے کہ مشرقی ترکستان کی جمہوریت کے صدر خواجہ نیاز حاجی مقرر ہوئے ہیں۔ اور ثابت عبدالباقی نے وزارت مرتب کی ہے۔ لیکن اب ڈاکٹر مصطفےٰ علی نے پشاور میں ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کو جو بیان دیا ہے اس سے اس اسلامی جمہوریت کے قیام کی بعض تفصیلات بھی معلوم ہوگئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سمرنا کے رہنے والے بتائے جاتے ہیں اور حال ہی پر مشرقی ترکستان کے متعدد صوبوں کا دورہ کرکے آئے ہیں آپ کا بیان ہے کہ نئی حکومت کا صدر مقام اوکسو میں ہے۔ جو کاشغر سے تین سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کاشغر چونکہ بیرونی دنیا میں مشہور زیادہ ہے اس لئے اس کے واقعات کی طرف لوگوں کی توجہ زیادہ مبذول رہی ہے اور ملک کے باقی حصوں کا کسی کو خیال بھی نہیں آیا۔ حالانکہ اس وقت مشرقی ترکستان کے تمام صوبے یعنے یارقند، ختن، کوچار، اوکسو، تورفان، قومول اور التائی جدید جمہوریت کے ماتحت ہیں۔ اور اس سارے علاقہ میں جو قبائل آباد ہیں ان کے درمیان باہم نسلی کا تعلق ہے۔ ان کی زبان ترکمانی ہے۔ اور وہ سب کے سب مسلمان ہیں۔ صرف پانچ لاکھ منگول آفتاب پرست ہیں جو زیادہ تر کوہ التائی کے دامن میں منگولین سرحد کے قریب آباد ہیں۔ لیکن اس اقلیت کا رویہ نئی جمہوریت کے ساتھ وفادارانہ ہے۔ چینیوں نے ان میں سے نئی جمہوریت کے خلاف لڑنے کے لئے ایک فوج بھرتی کرنی چاہی لیکن ان کو سخت ناکامی ہوئی اب اس جمہوریت کے سامنے صرف ایک مرحلہ باقی ہے۔ حکومت چین کی طرف سے اس علاقہ میں جو گورنر مقرر تھا وہ آج کل اورمچی میں مقیم ہے مجاہدین ہر طرف سے اس کا محاصرہ کر رہے ہیں اور غالباً آئندہ موسم بہار میں یہ علاقہ بھی جمہوریت میں شامل ہوجائے گا۔ جس کے بعد عام انتخاب سے نمائندہ حکومت قایم کی جائے گی۔

جمہوریت نے حکومت چین سے اپنی کامل علیحدگی کا اعلان کردیا ہے اور ڈاکٹر مصطفےٰ علی کے قول کے مطابق اب چین کے لئے مشرقی ترکستان میں پھر اقتدار حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ کیونکہ نانکین کی حکومت خود بیحد کمزور اور خانگی مشکلات میں مبتلا ہے اس کے علاوہ وہ مشرقی ترکستان سے بیحد دور ہے۔ کاشغر میں مٹھی بھر تنگانی (یعنی چینی مسلمان) رہتے ہیں جو اسلامی جمہوریت کے مخالف ہیں۔ لیکن ان کی تعداد بہت قلیل ہے۔ اور صرف کاشغر تک محدود ہے۔ اس لئے اب انشاءاللہ جمہوریت کو کوئی خطرہ درپیش نہیں۔ اندیشہ ہے تو صرف یہ ہے کہ روسی بولشویک اس پر اپنا اقتدار جمانے یا اس کے باشندوں میں اشتراکیت پھیلانے کی کوشش کرینگے۔ لیکن چونکہ اس جمہوریت کے علمبردار نہایت راسخ العقیدہ مسلمان ہیں اور آبادی میں بھی مذہبیت بہت زیادہ ہے اس لئے انشاءاللہ روسیوں کو کامیابی نہ ہوگی۔ اور یہ اسلامی جمہوریت اپنے مجاہدین کی قوت بازو اور مسلمانان عالم کی دعاؤں سے قایم رہیگی اور روز بروز قوت پکڑتی جائے گی۔

تہذیب کے علمبرداروں کی [illegible]

جمہوریہ امریکہ میں حال ہی میں [illegible] لنچنگ میں لینا اور عدالت کے فیصلہ کے بغیر ملزم کو [illegible] نہایت ہولناک واقعات پیش آئے ہیں [illegible] میں ماخوذ تھا۔ اس کا مقدمہ زیر سماعت تھا [illegible] آدمی جمع ہوئے حبشی کو زبردستی جیل سے باہر لے گئے اور پھانسی دیدی۔ بعد ازاں [illegible] کر آگ لگا دی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۹۳۱ء سے لیکر [illegible] کی مدت میں لنچنگ کے ۳۹۳۱ واقعات [illegible] سے ۱۹۳۳ء تک ۸۷ واقعات پیش آئے [illegible] برس کی کیفیت یہ ہے:

تعداد حوادث	سال
۱۴	۱۹۳۱ء
۱۰	۱۹۳۲ء
۲۵	۱۹۳۳ء

حبشیوں کے ساتھ بالخصوص بہت سختی کی جا[تی ہے] کوئی حبشی کسی سفید فام عورت کے ساتھ نا[زیبا حرکت میں] ماخوذ ہوتا ہے عوام عدالت کے فیصلے یا جرم کے [ثبوت کے] بغیر اسے زبردستی پکڑ لیتے ہیں۔ اور [نہایت] اعذاب [دیتے] ہیں اس طرح خدا جانے کتنے بے گناہ موت [کے گھاٹ اتارے] جا چکے ہیں۔ اور ذمہ دار ارباب اختیار اس [کے] انسداد پر متوجہ نہیں ہیں۔ بلکہ بعض تو کھلم کھلا [حمایت] کرتے ہیں۔ یہ تہذیب والوں کی زندگی ہے [illegible] دنیا خالی ہے۔

لوکل سلف گورنمنٹ اور میڈیکل ڈیپارٹمنٹ پنجاب توجہ [illegible]

ہم اہالیان راولپنڈی قبل ازیں کئی بار [illegible] چکے ہیں لیکن افسران بالا کی طرف سے کوئی کارروائی [عمل میں] لائی گئی۔ سول ہسپتال راولپنڈی کو قایم ہوئے [illegible] اور اس عرصہ میں مختلف مذاہب کے ڈاکٹر تعینات [ہوئے لیکن] کوئی مسلمان اسسٹنٹ سرجن آج تک [اس] ہسپتال میں نہیں لگایا گیا۔ حالانکہ راولپنڈی کی [اکثر] آبادی مسلمانوں کی ہے۔ یہ بے انصافی مسلمانوں [کے لئے] کاری ضرب ہے۔ ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم [ہوا ہے کہ] ڈی کپور اسسٹنٹ سرجن راولپنڈی اپنی [illegible] عنقریب تبدیل ہونے والے ہیں۔ اس سلسلہ [میں یہ بھی افواہ] ہے کہ ایک ہندو اسسٹنٹ سرجن جو اس ضلع میں [illegible] اب تحصیل ڈسپنسری سے ہیڈکوارٹرز ڈسپنسری [illegible] بھی افواہ ہے کہ آپ آفیسران بالا سے [illegible] بھی لے چکے ہیں۔ اس سے ہم مسلمانان راولپنڈی [illegible] کہ اب کے دفعہ کسی مسلمان اسسٹنٹ سرجن کو [illegible] کو کام کرنے کا موقعہ دیا جائے [illegible]

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۱ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ مطابق ، فروری ۱۹۳۴ء | نمبر ۸

ترانہ معرفت

"ہم نے تجھے پہچانا"

(ایک خاتون کا نتیجہ فکر)

شاہوں کی اداؤں میں — مظلوموں کی آہوں میں
گلشن کی فضاؤں میں — گھنگور گھٹاؤں میں — ہم نے تجھے پہچانا

دل میں بھی جگر میں بھی — پردیس میں گھر میں بھی
حیوان و بشر میں بھی — پتھر میں شجر میں بھی — ہم نے تجھے پہچانا

بادل کے گرجنے سے — بجلی کے چمکنے سے
پتوں کے کھڑکنے سے — بارش کے برسنے سے — ہم نے تجھے پہچانا

مہ نو کے نکلنے پر — تاروں کے چمکنے پر
خورشید کے چھپنے پر — انسان کے مرنے پر — ہم نے تجھے پہچانا

کعبہ کی اذانوں میں — تسبیح کے دانوں میں
بلبل کے ترانوں میں — انسان کے کانوں میں — ہم نے تجھے پہچانا

دریا کی روانی سے — یوسف کی کہانی سے
پیری و جوانی سے — آیاتِ قرآنی سے — ہم نے تجھے پہچانا

جماعت احمدیہ لاہور کا

زلزلہ ریلیف فنڈ

برادران مکرم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپکو معلوم ہوگا کہ بنگال اور بہار وغیرہ علاقوں میں زلزلہ نے شدید تباہی برپا کی ہے شہروں کے شہر صفحہ ہستی سے نابود ہوگئے ہیں لاکھوں مصیبت زدگان حیران و پریشان پھر رہے ہیں جن کیلئے نہ سر چھپانے کو جگہ ہے نہ کھانے پینے کا سامان ہے۔ سنا ہے کہ عیسائی مشنری علاقہ متاثرہ میں پہنچ گئے ہیں تاکہ یتیموں اور بیکسوں کو اپنی پناہ دیکر اپنی تعداد کو بڑھائیں دیگر مذاہب کے مقتدر لوگوں کی طرف سے بھی امدادی کارروائی شروع ہوگئی ہے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے محض ہمدردی مخلوق کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کے تتبع میں زلزلہ کے صدمہ زدہ لوگوں کی امداد کیلئے **زلزلہ ریلیف فنڈ** کھول دیا ہے معقول رقم جمع ہوجانے پر انجمن اپنے آدمی اس علاقہ میں بھیجکر تقسیم امداد کا انتظام کریگی لہذا آپ جس قدر جلد ہوسکے امداد کی رقم فراہم کرکے بحساب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیجدیں اور کوپن منی آرڈر پر صراحت کردیں کہ یہ رقم زلزلہ ریلیف فنڈ کے متعلق ہے۔ خاکسار۔ عزیز بخش آنریری افسر تحصیل

چودھری غلام حسن صاحب مرحوم

سکنہ لوہریوالہ ضلع گوجرانوالہ

ارادہ تھا کہ چودھری صاحب مرحوم کی مفصل سوانح عمری اخبار میں دی جائے اور اس کے لئے ان کے صاحبزادگان کی خدمت میں بھی اور بعض دوسرے دوستوں کو بھی لکھا گیا تھا کہ حالات فراہم کئے جائیں۔ لیکن ابھی تک ابتدائی حالات تفصیلاً نہیں مل سکے۔ تاہم انجمن کے ریکارڈ سے جس قدر مل سکے ہیں وہ ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

آپ کا اصل وطن موضع لوہریوالہ متصل قصبہ سوہدرہ تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ) تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام چودھری محمد یار صاحب تھا۔ قوم ڈراپچ زمیندار تھی۔ ابتدائی دینی اور اردو وغیرہ کی تعلیم گاؤں کی مسجد کے امام سے پانے کے بعد مشن سکول میں دنیاوی تعلیم کے لئے داخل ہو گئے۔ مڈل جو ان دنوں یونیورسٹی کا امتحان ہوتا تھا پاس کر لینے کے بعد محکمہ ریلوے میں بطور تار بابو ملازم ہو گئے۔ چونکہ طبیعت کا میلان مذہبی تھا۔ اس لئے شروع ملازمت سے ہی تفسیر قرآن و حدیث کی کتب مطالعہ میں رکھتے رہتے۔ عین عنفوان شباب میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی اطلاع پاکر بعد مطالعہ کتب بیعت میں داخل ہو گئے ریلوے میں ترقی کرتے کرتے سٹیشن ماسٹری کے عہدے تک پہنچ گئے جہاں جہاں آپ رہے اپنے فرائض منصبی کو نہایت دیانتداری کے ساتھ ادا کرنے کے علاوہ پبلک کو بھی اپنے اخلاق حمیدہ سے گرویدہ رکھا۔ پچپن سال کی عمر پر پہنچکر ریلوے کے ملتان ڈویژن سے ریٹائر ہو کر خانہ نشین ہو گئے۔ اور سوائے ایک تھوڑی سی مدت یعنے ستمبر ۱۹۳۲ء سے مارچ ۱۹۳۳ء تک انجمن کی طرف سے بطور سپرنٹنڈنٹ بستی جرائم پیشہ چک ۲/۲۷ کام کرنے کے باقی ایام زندگی اپنے گاؤں میں گذارے۔ مرحوم کا اختلاف سلسلہ کے وقت سے جماعت لاہور کے ساتھ نہایت مخلصانہ تعلق رہا مجلس معتمدین کا ممبر ہونے کی حیثیت سے سوائے چند ایک اجلاسوں کے آپ باقاعدہ جملہ جلسوں میں شمولیت کرتے رہے۔ ہر ایک قومی تحریک میں سب لوگوں سے پیش پیش رہتے تھے۔ اپنا اور اپنے عیال کا چندہ بھیجنے میں ایسے باقاعدہ تھے کہ اگر کسی وجہ سے چندہ وقت پر نہ بھیج سکتے تو معہ بقایا کے موقع ملنے پر سارے کا سارا ادا کر دیا کرتے تھے۔ حضرت امیر کی طرف سے کوئی ایسی قومی تحریک نہیں ہوئی جس میں اس مرد خدا نے بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لیا ہو۔ بعض اوقات قرض لے کر اور گھر کے زیور فروخت کر کے چندے دیئے۔

مرحوم پر یہ محض بہتان ہے کہ آخری وقت ان کا رجحان محمودیت کی طرف تھا۔ اور اس کا سب سے بڑا ثبوت وہ مضمون ہے جو آپ نے انتقال سے چند ہفتے قبل پیغام صلح کے قبول احمدیت نمبر میں شائع کر دایا جس میں خصوصیت سے لکھا کہ:-

"کچھ عرصہ ہوا میری ایک قادیانی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد کے متعلق بات چیت ہوئی تو اس نے مجھ کو کہا کہ تم حضرت مسیح موعود کو حکم نہیں مانتے۔ میں نے جواب دیا کہ حکم تو ضرور مانتے ہیں۔ مگر قرآن کریم کو مقدم مانتے ہیں۔ اور لاہوری جماعت کے ساتھ شامل ہونے کی صرف یہی ایک وجہ ہے کہ میں اپنی ضمیر کے برخلاف کوئی کارروائی بطور تقلید نہیں کرنا چاہتا شخصی تقلید ایسی بری چیز ہے کہ بڑے بڑے مقنن۔ ڈاکٹر۔ فلاسفر۔ سائنسدان بھی عاجز ہو کر سر نیچا کر دیتے ہیں اور ۱+۱+۱=۱ اسئلہ تثلیث کو صدق دل سے مانتے ہیں۔" الخ

ایسے مضبوط کیرکٹر والے شخص پر اس کی وفات کے بعد الزام لگانا کہ وہ تقلید جیسی بری چیز کو جو قادیانیوں میں سب فرقہ جات اسلام سے بڑھکر ہے۔ اچھا سمجھنے لگ گئے تھے نہایت ناپاک حرکت ہے باقی۔ با حسن اخلاق سے کسی کے ساتھ برتاؤ یا سلوک وہ مرحوم کی جبلی عادت تھی۔ ان کے ماتحت کثرت سے ہندو سکھ بابو رہے لیکن سب کے ساتھ ان کا برتاؤ نہایت احسن تھا۔ اور اتنی لمبی ملازمت میں کسی شخص کو ان کے خلاف شکایت کرتے نہیں پایا گیا۔

مرحوم کی یادگار دو فرزند ہیں جو اپنے اخلاق اور نیکی میں اپنے والد کا پورا نمونہ ہیں۔ اور خدمت دین کے لئے ویسا ہی جوش رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے والد مرحوم رکھتے تھے۔ ڈاکٹر عبد المجید صاحب کچھ عرصہ تک افغانستان میں ملازمت کرتے رہے۔ گزشتہ انقلاب کے باعث وہاں سے واپس چلے آئے۔ اور اب صوبہ سرحدی میں اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ پشاور میں جماعت احمدیہ لاہور کی نوجوان پارٹی کے روح رواں ہیں۔ اور خدمت اسلام کا خاص جذبہ رکھتے ہیں دوسرے چودھری عبد الحمید صاحب انجینئر ہیں جو علاقہ کاٹھیاواڑ میں ایک سمینٹ کے کارخانہ میں چیف انجینئر ہیں۔ وہ بھی سلجھے ہوئے خیالات رکھتے اور تنگدلی اور بد اخلاقی کی لعنت سے کوسوں دور ہیں ہمیں اس بات سے نہایت خوشی ہے کہ مرحوم اپنے پیچھے صالح اولاد چھوڑ گئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے۔ اور ان کی یادگار کو دین دنیا میں بارآور کرے۔ آمین ثم آمین۔

حسرت و تمنا

(از جناب مفتی محبوب سبحانی صاحب احمدی)

مثلِ من در باغِ دنیا نے کسے وا حسرتا
خائب و شاغل بہ لہو و عاری از فضل و نہیٰ
من کیم کمتر ز مورے کو نہ دارد سایۂ
داغ دارم لالہ وش ژولیدہ حالم بے نوا
روسیاہ ام پر گناہ ام خاطرِ آشفتہ بہ غم
بیقرار دست بر دل چوں جاری دز شری
اے الٰہی ہر کسے با گلشنِ مطلب رسید
نور گلزار دلم تا ایں زماں نے گشت وا
روز و شب از چشم خاطر خون حسرت میچکد
آہ ہر دم خ رحسرت میخلد در جگرِ ما
یا الٰہی از نگاہِ کرم تو خواہم نگاہ
سینہ ام را نور بخشی تا شود گلگون سا
من پریشانم و تو دافع پریشانیِ من
غیر تو کس را نہ یابم دردِ دل خود را دوا
ابر سبحانیت خود بر منم تقطیر کن
بہر احمد مجتبےٰ بہر محمد مصطفےٰ
ابر ارشادت بباری تا شود سینہ چمن
از برائے بلبلانِ یار و اصحابش صفا
بس بکن محبوب طولِ کردن بس خوب نے
کن ہویدا آرزو در شعر آخر بے خفا
عشقِ محمدؐ ہم علیؑ از تو بخواہم بے عدد
ناکس و ناچیز را بس ایں تمنا ربنا

ضروری اطلاع

۱۱ر فروری کو اتوار کی وجہ سے پریس اور ڈاکخانہ بند ہوگا لہٰذا اس تاریخ کا پرچہ ۱۲ر فروری کو شائع ہوگا۔ احباب کرام نوٹ فرمالیں۔

(مینجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲	یوم چہارشنبہ ۔ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ	نمبر ۸

مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام

احمدی نوجوانوں کا ایک اہم اور مقدس فرض

اس عاجز پر جو ایک رویا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی میں جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے ۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک ممبر پر کھڑا ہوں ۔ اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں ۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ اور ان کے رنگ سفید تھے ۔ اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا ۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت اسلام کا شکار ہو جائیں گے ۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵ - ۵۱۶)

میری صلاح یہ ہے کہ .... عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں (مغربی ممالک) میں بھیجی جائیں اور قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے ۔ ازالہ اوہام ص۷۷۰ تا ۷۷۳)

حضرت مسیح موعود کی مندرجہ بالا تحریریں جو ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئیں یقیناً یقیناً تاریخ اسلام میں ایک عظیم الشان انقلاب اور شاندار و کامران دور کا پیش خیمہ تھیں ۔ اس سے قبل یہ بات کسی مسلمان کے دماغ میں آئی ہی نہ تھی ۔ کہ یورپ میں بھی اسلام کی تبلیغ کی جائے یا مغربی اقوام بھی اسلام قبول کر سکتی ہیں ۔ وہ اسکو تقریباً ناممکن خیال کرتے تھے ۔ لیکن قادیان کا ایک دیہاتی اٹھا اور نہایت دلیری سے اپنے اس فاتحانہ عزم کا اعلان کیا ۔ کیونکہ وہ خدا کا مامور تھا ۔ خدائی طاقتیں اس کے ساتھ تھیں وہ اسلام کو کفر پر غالب کرنے کے لئے آیا تھا مغرب کی تہذیب ۔ سیاست اور علوم سے مرعوب مسلمان تو اسی بات کو غنیمت سمجھتے تھے ۔ کہ کسی طرح مغرب کے حملوں سے اپنے تئیں بچا لیں اس میں بھی انہیں کامیابی ہوتی نظر نہ آتی تھی ۔ لیکن انہی مایوسانہ حالات اور مسلمان قوم کے ضعف و شکستگی کے عالم میں یہ مرد خدا یورپ کو فتح کرنے کے لئے تیار ہوا ۔ اگر آپ نتائج پر ذرا گہری نظر سے غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ مجدد زمان کے یہ الفاظ دور حاضرہ میں اسلام کی یورپ پر پہلی تبلیغی ترکتاز تھی اس کے بعد خدا کے فضل سے تبلیغی فتوحات کا ایک شاندار سلسلہ شروع ہو گیا ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے جن سے یہ ناممکن کام خود بخود ممکن ہو گیا ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخ مختلف افراد کے مختلف افعال سے ہی مرتب ہوتی ہے ۔ لیکن بعض بلکہ اکثر کارنامے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی اہمیت کے اظہار و اعتراف اور ستائش کا خوشگوار فرض زمانہ مستقبل کے مورخ کے مقدر میں ہی ہوتا ہے ان کو انجام دینے والوں کے ہمعصران کی پوری قدر و قیمت سے ناواقف رہتے ہیں ۔ جس روز حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاموشی سے انگریزی ترجمۃ القرآن کی ابتدا کی تھی یقیناً وہ دن تاریخ اسلام میں بڑا ہی مبارک دن تھا ۔ ان کی کئی برس کی محنت کا حیرت انگیز کارنامہ اور اس کے شاندار نتائج آج ہمارے سامنے ہیں ۔ لیکن اس کی پوری قدر و قیمت ابھی تک نظروں سے پوشیدہ ہے ۔ اس کا صحیح اندازہ آج سے بہت بعد کیا جا سکے گا ۔ اسی طرح حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کا حوصلہ فرسا اور ناموافق حالات میں انگلستان جانا ۔ اور کامیاب ہونا ۔ ووکنگ مشن کا قیام ۔ مولانا صدر الدین صاحب کی جرمنی پر فاتحانہ یورش ۔ برلن مسجد کی تعمیر ۔ برلن مشن کا آغاز ۔ جرمن ترجمۃ القرآن ۔ ڈچ زبان میں ترجمہ ۔ ہالینڈ اور دی آنا مشن ۔ یہ سب تاریخ اسلام کے روشن باب ہیں ۔ یہ کوششیں اسلام کے شاندار مستقبل کی بنیادیں ہیں ۔ انہی اجزا سے ہماری آئندہ تاریخ مرتب ہو رہی ہے ۔ ہمارے مشن ۔ ہماری تبلیغی کوششیں ۔ ہماری تصانیف ہمارے ٹریکٹ اور رسالے آج ممکن ہے لوگوں کو معمولی نظر آئیں لیکن وہ وقت جلد آنے والا ہے جبکہ دنیا کو ہماری یہ تبلیغی جدوجہد صلیبی جنگوں کے ہم پلہ نظر آئے گی ۔ آج ہمارے مسلمان بھائی اس بات کو مشکل سے باور کریں گے لیکن حقیقت یہی ہے کہ کسی مغربی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کسی مغربی ملک کو فتح کر لینے سے کم نتیجہ خیز نہیں ہے ۔ آج نہیں تو کل ۔ کل نہیں تو پرسوں ہمارے اسلامی لٹریچر کی اشاعت حضرت امیر کی تصنیفات ۔ مولانا یعقوب خاں صاحب کے پر معارف مقالوں ۔ خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب کی خاموش جدوجہد ۔ ہمارے مشنوں اور مبلغوں کی سرگرمیوں کا ذکر گزشتہ صدیوں کے مجاہدین کے کارناموں کے پہلو بہ پہلو کیا جائے گا ۔

یورپ میں تبلیغ اسلام کا وہ مبارک کام جس کی ابتدا حضرت مسیح موعود نے کی تھی ۔ خدا کے فضل سے روز بروز ترقی کر رہا ہے ۔ اس کے لئے بہت بڑا میدان موجود ہے ۔ لیکن ہم نے اب تک جو کچھ کیا ہے اس سے بہت زیادہ ابھی باقی ہے ۔ بے شمار ممالک ہمارے لٹریچر کے شایق اور ہمارے مبلغوں کے منتظر ہیں ہم نے یورپ کو فتح کرنا ہے ۔ ہم نے مغربی اقوام کو مسلمان بنانا ہے ۔ یہ کام غیر معمولی ہمت اور عزم چاہتا ہے ۔ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے دو چیزیں نہایت ضروری ہیں ایک یورپین زبانوں میں اسلامی لٹریچر ۔ دوسرے قابل ۔ دیندار ۔ باہمت اور روشن خیال مبلغ ۔ یہ دونوں ضرورتیں صرف نوجوانوں کی کوشش و ایثار سے پوری ہو سکتی ہیں ۔ اس سلسلہ میں دیگر مشکلات کے علاوہ سب سے بڑی دقت زبان کی اجنبیت ہے ۔ مغربی زبانوں میں سے صرف انگریزی ہندوستان میں مروج ہے ۔ اور انگریزی داں نوجوان آسانی سے مل سکتے ہیں ۔ لیکن ہماری ضرورت کو یہ پورا نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ ہمیں تو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو دین کا صحیح عشق اور اشاعت اسلام کا بے پایاں شوق رکھنے کے علاوہ دینی علوم اور انگریزی زبان میں یکساں ماہر ہوں ۔ لیکن چند قابل عزت بزرگوں سے قطع نظر موجودہ کیفیت یہ ہے کہ انگریزی داں طبقہ عربی سے نابلد ہے ۔ اور عربی داں حضرات انگریزی زبان سے ناواقف ہیں ۔ دیگر مغربی زبانوں کا تو ذکر ہی کیا ہے ۔ اگر ہمارے نوجوان سمجھتے ہیں کہ یورپ میں تبلیغ اسلام جماعت احمدیہ کا فرض ہے تو چاہئے وہ آگے بڑھیں اور اپنے آپ کو اس کام کے لئے تیار کریں ۔ سردست زیادہ نہیں تو آٹھ دس ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اپنی زندگیاں اس کار خیر کے لئے وقف کر دیں اور دنیوی عہدوں اور عزت کی بجائے خدمت دین کو اپنا مقصد حیات بنا لیں اور دینی علوم اور مغربی زبانوں کے حصول میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں تاکہ وقت آنے پر ہمیں ہر زبان میں اچھے مصنف اور مبلغ مل سکیں یقیناً یہ کام بے اندازہ ایثار اور محنت چاہتا ہے ۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ہر ایک کامیابی کے لئے محنت و ایثار لازمی شرط ہے ۔ اس موقع پر ہم اپنے نوجوانوں کی انجمن ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کو خاص طور پر مخاطب کریں گے ۔ اگر وہ دین اور سلسلہ کی کوئی ٹھوس اور قابل قدر خدمت انجام دینا چاہتی ہے ۔ تو قوم کو چند ایسے نوجوان دے جو اس کام کو ہاتھ میں لیں ۔ انگریزی کے علاوہ تین زبانیں زیادہ توجہ کے قابل ہیں ۔ یعنے جرمن ۔ فرنچ ۔ اور اسپینی ۔ ڈچ زبان جاننے والے ہماری جماعت جلد آسانی سے تیار کر لے گی ۔ جوانی ، جوش اور ولولوں کا زمانہ ہوتا ہے ۔ اس عمر میں انسان طبعاً پرجوش اور ہنگامی تحریکات کو پسند کرتا ہے ۔ لیکن ہمارے نوجوانوں کو یاد رکھنا چاہئے ۔ کہ مختلف اوقات میں قوموں کی مختلف ضرورتیں ہوا کرتی ہیں ۔ خادمان قوم کو ان کے مطابق ہی اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے ۔ اگر کسی وقت حالات کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ جوان میدان عمل میں داد شجاعت دیں تو کسی وقت اس امر کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ خاموشی کے ساتھ کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر تحصیل علم کریں ۔ آج ہمیں محمد علی ۔ کمال الدین اور صدر الدین جیسی ہستیوں پر ناز ہے ۔ ہم نہایت فخر سے ان کے کارناموں کا ذکر کرتے ہیں ۔ لیکن اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہئے کہ انہوں نے اپنی جوانی کے بہترین سال اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے تیار کرنے پر صرف کر دیئے تھے ۔

وی آنا مشن

کی کامیابی کا انحصار کیپٹل فنڈ پر ہے ۔ مگر آپ اس مشن کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں تو کیپٹل فنڈ کو مضبوط کیجئے ۔

علمائے سوء کے مشاغل

بریلوی اور دیوبندی "علمائے کرام" آج کل لاہور میں نہایت اہتمام سے اپنے "علم و فضل" اور "اخلاق عالیہ" کی نمائش فرما رہے ہیں ـ "امکان کذب باری تعالیٰ" اور حضرت نبی کریمؐ کے علم غیب جیسے بے حقیقت، فرسودہ، افتراق انگیز اور نقصان رساں مسائل ان کے درمیان باعث نزاع ہیں ـ انہیں مسائل کے لیے ایک دوسرے کو للکارا جا رہا ہے ـ چند روز ہوئے ایک فیصلہ کن مناظرہ کا اعلان ہوا تھا ـ بریلوی گروہ کے سرغنہ مولانا حامد رضا خاں صاحب بریلوی اپنے رفقا سمیت خود لاہور تشریف لائے ـ دیوبندیوں کے سردار مولانا اشرف علی صاحب کے وکیل نے شرکت کی مسجد وزیر خاں اس دنگل کیلئے منتخب کی گئی "حضرات علمائے کرام" جمع ہوئے لیکن محض مبادی و شرائط طے کرتے کرتے نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ مولویوں کی یہ مجلس مناظرہ کہیں سچ مچ پہلوانوں کا اکھاڑہ نہ بن جائے ـ اس لئے پولیس نے ذرا دھمکا کر لوگوں کو منتشر کر دیا ـ اس کے متعلق معاصر "انقلاب" نے اپنی ۵ رفروری کی اشاعت میں "لاہور میں شرمناک مناظرہ" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں ـ ان سطور میں ہمارے معاصر نے بجا طور پر مولویوں کے "اخلاق و علم" کا ماتم کیا ہے ـ یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کی ضروریات و مصائب سے بالکل آنکھیں بند کر کے فروعی اور معمولی مسائل پر آپس میں دست و گریباں ہیں اور مسلمانوں میں بھی افتراق پیدا کر رہے ہیں ـ یہ علماء سوء فی الحقیقت جسم اسلام کا ناسور اور مسلمانوں کے لئے ایک لعنت ہیں ـ ہر ایک مسلمان کو معاصر "انقلاب" کی اس دعا پر آمین کہنی چاہیئے کہ "اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نیکی و ہدایت دے اور انہیں دور حاضرہ کے علماء سوء اور "شیاطین علم" کے شر سے محفوظ رکھے"

معاصر انقلاب کا نوٹ

"مسجد وزیر خاں لاہور میں بریلوی اور دیوبندی حنفیوں کے درمیان جو مناظرہ ہونے والا تھا وہ محض مبادی و شرائط ہی کی منزل پر نہایت شرمناک طریق پر ختم ہو گیا ـ اس ہنگامہ کے واقعات سنا کر بعض احباب نے ہم سے خواہش ظاہر کی کہ ان پر "افکار" میں اظہار خیالات کیا جائے ـ لیکن علمائے کرام کے اس شغل مکروہ کی تفصیلات اس قدر دردناک ہیں کہ ان پر تفنن کے عالم میں اظہار خیالات کرنے کو ہمارا جی نہیں چاہتا ـ یہ ہنسنے کا مقام نہیں بلکہ رونے اور ماتم کرنے کا موقع ہے ـ کہ مسلمانوں کے عالمان دین جن کو اسلام اور مسلمانوں کے موجودہ درد انگیز مصائب میں متحدہ حیثیت سے مصروف خدمت ہونا چاہیئے تھا خانہ خدا میں ایذ زبانی ـ دشنام طرازی اور ہنگامہ آرائی کرتے نظر آئیں ـ

ہم اس مظاہرۂ افتراق کے لیے کسی خاص جماعت یا شخصیت پر الزام دہی نہیں کر سکتے ـ ہمارے نزدیک وہ تمام علما جو اس مناظرہ میں شریک ہوئے اور وہ تمام عامی حضرات جنہوں نے کسی حیثیت سے بھی اس مناظرہ کی حوصلہ افزائی کی یکساں طور پر قابل الزام اور مسلمانوں کی اس ہتک اور توہین کے ذمہ دار ہیں ـ یہ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ دین اسلام کے علمبردار اور رحمتہ للعالمین صاحب خلق عظیم صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے دعویدار اور سراج الائمہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نام لیوا ایک ہی مسجد میں ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوئے پر تلے ہوئے ہوں اور پولیس کا کوتوال نقض امن کے خطرے کو محسوس کر کے لاٹھیوں اور ہتھکڑیوں کی نمائش کے ساتھ اس جلسہ کو منتشر ہو جانے کا حکم دیدے ـ ہمارے احباب کہتے ہیں کہ غنیمت ہے کہ مسلمانوں کے درمیان خونریزی کی نوبت نہیں آئی ـ اور علما کے سر نہیں پھوٹے ورنہ مسجد وزیر خاں کا صحن خون مسلم سے لالہ زار ہو جاتا اور بے شمار علماء اور دوسرے مسلمان جیل خانوں میں پہنچ چکے ہوتے ـ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ حالات پیش بھی آجاتے تو اسلام اور مسلمانوں کی ذلت حالت موجودہ سے کچھ زیادہ نہ ہوتی ـ "خون اور جیل" کے سوا باقی سب کچھ ہو چکا ـ علماء نے ایک دوسرے پر سوقیانہ آوازے بھی کسے ـ بازاری گالیاں بھی سنائیں ـ آستینیں بھی چڑھائیں گلے کی رگیں بھی پھلائیں ـ پولیس بھی آئی ـ ہتھکڑیوں کی جھنکار بھی سنائی دی ـ مجمع حکماً منتشر بھی ہوا ـ کیا مسلمانوں کی رسوائی اور ذلت میں کوئی کسر باقی رہ گئی ہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نیکی و ہدایت دے اور انہیں دور حاضرہ کے علماء سوء اور شیاطین علم کے شر سے محفوظ رکھے"!

مولوی عنایت اللہ صاحب چشتی متوطن چکڑالہ ضلع میانوالی حال صدر جمعیتہ القرآن مزنگ لاہور کی

دورنگی!

مولوی صاحب موصوف نے حال ہی میں ایک ٹریکٹ سلسلۂ احمدیہ کے خلاف شائع کیا ہے ـ لیکن اس سے چند یوم پہلے ذیل کی چٹھی جو انہوں نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھی ـ ظاہر کرتی ہے کہ وہ کس ایمان و دیانت کے آدمی ہیں ـ اور سلسلہ کی مخالفت سے ان کی کیا منشا رہے ـ ایک طرف عام مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں ـ اور دوسری طرف ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے ـ وہ خط یہ ہے :-

جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور ـ منجانب خاکسار عنایت اللہ صدر مدرس نعمانیہ مہد لاہور ـ و جنرل سکرٹری مرکزیہ دعوت وارشاد و صدر جمعیتہ القرآن مزنگ اونچی مسجد ـ

عرض ہے کہ خاکسار پر جماعت احمدیہ کے متعلق مختلف دور آئے ـ ایک زمانہ تھا کہ جماعت احمدیہ کا نام میرے نزدیک اشد ترین گالی تھی ـ جبکہ میں تعلیم مرزا صاحب سے بالکل بے بہرہ تھا ـ اس کے بعد تعلیم کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا ـ تو بھی وہ دشمنی ایک حد تک اضافہ میں رہی سلسلہ کے خلاف مختلف ٹریکٹ و پمفلٹ لکھے ایک ٹریکٹ موسومہ (مرکزیہ مجلس دعوت و ارشاد کی موجودہ پوزیشن) میں جناب کو بھی مخاطب کیا ـ اور مجلس دعوت و ارشاد جو سلسلہ کے خلاف قائم ہوئی تھی ـ اس کا جنرل سکرٹری رہا ـ اور اب بھی ہوں ـ سلسلہ پر مزید غور کرنے سے ثابت ہوا کہ مخالفین اسلام مثلاً عیسائی ـ آریہ وغیرہ میں تبلیغ کا کام اگر کوئی مسلمانوں کی جماعت کر رہی ہے تو وہ احمدیہ جماعت ہے ـ اس غور سے ذرا آتش مخالفت پر ایک ہلکا سا چھینٹا پڑا ـ مزید غور کی ـ لیکن ابتک صداقت دعاوی مرزا صاحب منشرح نہیں ہوئی ـ ہاں وہ مخالفت جس کو عین ایمان سمجھتا تھا وہ نہیں رہی اور خصوصاً اختلاف جماعتوں (قادیانی و لاہوری) کا بہت زیادہ حائل ہو رہا ہے ـ قلب میں تبلیغ اسلام کا شوق موجزن ہے ـ لیکن ہماری جماعت نے کچھ ایسی صورت اختیار کر رکھی ہے کہ باوجود جذبہ و شوق کے تبلیغ کا پورا موقعہ بھی نہیں ملتا ـ آپ کی جماعت میں سمجھتا ہوں کہ ایسے شوق کو پورا کر سکتی ہے ـ اسلئے ملتمس ہوں کہ باوجود میری موجودہ حالت کے جسے میں نے مفصل بیان کر دیا ہے اور کسی قسم کے خفا و نفاق سے کام نہیں لیا ـ اگر آپ کی جماعت مجھے تبلیغ کا موقعہ بہم پہنچا سکتی ہے تو میرے اس عریضہ کو بیعت سمجھیں اور مجھے تبلیغ کا موقعہ بہم پہنچائیں ......

خاکسار عنایت اللہ

اونچی مسجد مزنگ ـ لاہور

مندرجہ بالا خط کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر ہم مولوی صاحب یعنی صدر مدرس نعمانیہ مہد جنرل سکرٹری مرکزیہ دعوت وارشاد اور صدر جمعیتہ القرآن مزنگ کو ملازمت دیدیں تو وہ بیعت میں شامل سمجھے جائیں ـ گویا ایک طرف دوسرے مسلمانوں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کریں اور دوسری طرف ہماری جماعت سے پیسے بٹوریں لیکن جب ہم سے مایوسی ہو گئی تو سلسلہ کی مخالفت میں ذرا تیزی دکھانی شروع کر دی ـ کیا ایسے علما اسلام کی کشتی کے ناخدا بنکر اسے موجودہ طوفان سے باہر نکالنے کے اہل ہو سکتے ہیں ـ جن کا مقصد مذہب کی آڑ میں روپیہ حاصل کرنا ہو ـ

ہم ایسے لوگوں کی مخالفت سے ذرا نہیں ڈرتے ـ بلکہ وہ ہماری مخالفت کر کے اپنے اندرونی خبث کا اظہار کر رہے ہیں ـ

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ـ

— وائی ـ ایم ـ سی ـ اے ہال لاہور میں ہر سال تقریری مقابلہ ہوتا ہے ـ اور تمام مقامی اسکولوں کے طلبا کو اس میں شرکت دعوت دی جاتی ہے ـ امسال بھی یہ مقابلہ ہوا ـ اور دعوت نامہ موصول ہونے پر مسلم ہائی سکول لاہور کی طرف سے دو طلبا کو مقابلہ میں بھیجا گیا ـ مسٹر جی ـ سی چیٹرجی پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور صدر اور ڈاکٹر ایف ـ ایم ـ ڈبلیو اور مس ٹوس جج تھے ـ مقابلہ میں حاضرین کی رائے کے مطابق مسلم سکول کا طالب علم مسمی اختر حسین بہت اچھا رہا ـ لیکن ججوں نے گورنمنٹ اسکول کے طالب علم کے حق میں فیصلہ دیا ـ اور ٹرافی اس کو مل گئی ـ پبلک کے خیال میں اس فیصلہ میں جنبہ داری سے کام لیا گیا ہے ـ اختر حسین کی طرز ادا، اس قدر شستہ اور فن خطابت کے اصولوں کے مطابق تھی کہ جج صاحبان کو مجبوراً اس کے لئے سپیشل انعام کا وعدہ کرنا پڑا ـ جو خاص اس کے لئے تیار کیا جائے گا ـ

— **پیغام صلح** : ہم اس کامیابی پر مسلم ہائی سکول لاہور کے فاضل و لائق عزت ہیڈ ماسٹر صاحب سید غلام مصطفےٰ شاہ ـ ان کے سٹاف اور عزیز اختر حسین کو مبارکباد دیتے ہیں ـ

— سید عبد المجید صاحب جج کپور تھلہ بدستور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں ـ ان کی صحت رفتہ رفتہ بہتر ہو رہی ہے ـ

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کا نواسہ عزیز سعید احمد بھی رو بصحت ہے ـ

ان دونو مریضوں اور جماعت کے دوسرے بیمار احباب کی

امریکہ میں کسر صلیب کا نظارہ

پادری زومیر کے ملک میں عیسائیت کی حالت

مشہور عیسائی فاضل ریورنڈ چارلز ڈوٗن کا ایک مضمون "کرنٹ ہسٹری میگزین" میں شائع ہوا ہے جس میں موصوف نے امریکہ میں گرجاؤں اور عیسائیوں کے مذہبی اداروں پر روشنی ڈالی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ امریکہ میں بھی جو عیسائیت کا بہت بڑا مرکز اور عیسائی مشنوں کا سب سے بڑا سرپرست ہے۔ نہایت تیزی سے عیسائیت کا خاتمہ ہو رہا ہے۔

ریورنڈ چارلز ڈوٗن اپنے مضمون میں فرماتے ہیں کہ امریکہ میں پروٹسٹنٹ چرچوں کا دیوالہ نکل رہا ہے۔ بے شمار گرجا گھروں کو جاری رکھنا مشکل ہو گیا ہے۔ بہت سے گرجا بند کر دئے گئے ہیں۔ کیونکہ ان کی مالی حالت بالکل خراب ہو گئی تھی۔ جن لوگوں نے تمام عمر گرجا گھروں اور مذہبی اداروں کی امداد کا عہد کیا ہوا تھا وہ ایفائے عہد میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اب عیسائیت کی تبلیغ کے لئے بہت کم روپیہ حاصل ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سینکڑوں پادری خانقاہوں اور گرجاؤں کے بند ہو جانے کی وجہ سے اپنے وطن مالوف کو واپس جا رہے ہیں۔ مذہبی اخباروں کی یہ حالت ہے کہ سرمایہ کی کمی کے باعث ہفتہ وار اخبارات۔ پندرہ روزہ۔ بلکہ بہت سے ماہوار کر دئے گئے ہیں۔ متعدد اخبارات بالکل بند ہو گئے ہیں۔ چرچ کا ...... کوئی ایسا ذمہ دار آدمی نہیں ملتا جو گرجاؤں کے تاریک مستقبل پر ملول نظر آتا ہو۔ پادریوں کے مشاہرے کم کر دئے گئے ہیں۔ اور پادریوں کی کانفرنس نے مذہبی اخباروں سے درخواست کی ہے کہ وہ اس تخفیف کا اخباروں میں ذکر نہ کریں۔

اس وقت امریکہ کے گرجا گھروں کی جیسی خراب اور قابل افسوس حالت ہے کبھی نہ ہوئی تھی۔ جو بڑے بڑے گرجا وسیع پیمانہ پر کام کر رہے تھے۔ ان کا خاتمہ نظر آتا ہے۔ مختلف چرچوں کی کارگزاری کے سلسلہ میں جو بجٹ شائع ہوا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چرچ کا مستقبل بہت تاریک ہے۔ جو سال ۳۱ مارچ ۱۹۳۳ء کو ختم ہوا ہے۔ اس میں پرسبیٹیرین فرقہ کے چرچوں کو ۵۶۰۰۴ پونڈ کا نقصان رہا۔ یعنی جتنا روپیہ ملنا چاہئے تھا۔ اس سے ۳۵ فیصدی کم ملا۔ شمالی بپتسمہ دینے والے چرچ نے ابتدائی چھ ماہ میں ۲۵۵۰۰۰ پونڈ طلب کئے تھے مگر اس میں ۱۳۴۰۰۰ پونڈ کی کمی رہی۔ بیرونی ممالک میں تبلیغ عیسائیت کے لئے امریکہ میں جو بورڈ قائم ہے اس کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ از جنوری ۱۹۳۲ء تا مئی ۱۹۳۲ء آمدنی میں ۴۶ فیصدی کمی رہی۔ میتھوڈسٹ چرچ۔ لوتھرین چرچ۔ اسپکوپل چرچ وغیرہ تمام کی آمدنی میں متواتر کمی رہی۔ گرجا گھروں کے ممبروں کی حالت یہ ہے کہ اول تو وہ چندہ بہت ہی کم ادا کرتے ہیں۔ اور جو لکھاتے ہیں اس کے وصول ہونے کی بھی کوئی امید نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ چرچوں پر اتنا قرض ہو گیا ہے کہ اس کا ادا کرنا دشوار ہے اس لئے پادریوں کی تنخواہوں میں پانچ فیصدی سے لیکر پچاس فیصدی تک تخفیف کر دی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بجٹ کا توازن قائم نہیں ہو سکا۔ ہزاروں چرچوں میں دو ماہ سے لیکر پانچ ماہ تک کی تنخواہیں باقی ہیں۔ جو ادا نہیں کی گئیں۔ بعض پادریوں سے تو استدعا کی گئی ہے کہ وہ اپنا مشاہرہ گرجا کے نام ہبہ کر دیں۔ ایک رپورٹ مظہر ہے کہ ۱۹۳۲ء میں تنخواہوں میں جتنا روپیہ دیا گیا تھا اس سے زیادہ ۱۹۳۱ء میں باقی ہے۔ جن کی ادائی کی کوئی امید نہیں۔

۱۹۰۶ء سے ۱۹۲۶ء تک امریکہ کے چرچوں میں ۴۵ فیصدی کا اضافہ ہوا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں قرض تین سو فیصدی بڑھ گیا۔ اس قرضہ کا سبب عمارتوں کے بنانے کا وہ جنون تھا جو ۱۹۳۰ء تک پادریوں کے دماغ پر سوار رہا۔ اس عرصہ میں عام گرجاؤں میں دس لاکھ پونڈ اور ہوٹل والے گرجاؤں پر پچاس لاکھ پونڈ صرف ہوئے۔ گرجا گھروں کے بونڈ فروخت کئے گئے۔ اور عوام کو اطمینان دلایا گیا کہ گرجاؤں پر سرمایہ لگانے سے زیادہ اور کسی تجارت میں فائدہ نہیں ہے۔ اب یہ کیفیت ہے کہ بونڈ کی ادائیگی تو ایک طرف رہی الٹا دیوالہ نکل رہا ہے۔

گرجاؤں کے متولیوں کا ہمیشہ یہ طرز عمل رہا کہ جب دیکھا کوئی دوسری جماعت ترقی کر رہی ہے انہوں نے گرجاؤں کی عالیشان عمارتیں بنوانی شروع کر دیں۔ گرجاؤں کی اکیں مذہب کی محبت میں تیار نہیں کی جاتی تھیں بلکہ ان سے مالی منافع کا حصول پیش نظر تھا۔ یعنی مختصر تجارتی نقطہ نظر سے یہ کام انجام دیا جاتا تھا۔ اس رنگ سے گرجاؤں کی تعمیر ہوتی تھی۔ اور ان میں تعلیمی سہولتیں بھی بہم پہنچائی جاتی تھیں۔ تفریح کے کمرے بھی محفوظ کئے جاتے تھے۔ تھیٹروں کے مقابلہ میں سینما بھی دکھائے جاتے تھے۔ تیرنے اور ورزش کا انتظام کیا جاتا تھا۔ اب تھوڑے عرصہ کے بعد ہی گرجا گھر اور مذہبی ادارے دیوالیہ نظر آ رہے ہیں۔ وہ بنک جو پہلے گرجاؤں کے بونڈ فروخت کیا کرتے تھے وہی اعلان کر رہے ہیں کہ ان میں روپیہ لگانا خطرہ سے خالی نہیں۔ اب انتظامی پادریوں کی تنخواہوں میں ۶۰ فیصدی تخفیف کر دی گئی ہے۔

فلاڈلفیا۔ واشنگٹن۔ نیویارک۔ اور شکاگو وغیرہ بڑے شہروں کے اکثر گرجا مقروض اور دیوالیہ ہیں۔ ان سب میں پادریوں کی تنخواہوں میں غیر معمولی کمی کر دی گئی ہے۔ دیہاتی گرجاؤں کی حالت اس سے بھی زیادہ ناگفتہ بہ ہے۔ ہزاروں گرجاؤں کو اپنے بجٹ میں زیادہ سے زیادہ تخفیف کرنی پڑی ہے۔ شہروں کے گرجاؤں کا تعلق مزدوروں سے ہے۔ اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کے لئے سخت جدوجہد کر رہے ہیں۔

میرے خیال میں وقت آ گیا ہے کہ گرجاؤں کی کارروائیوں کو ختم کر دیا جائے۔ ایسے گرجاؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جو ایسے فضول پروگرام پر بیشمار رقمیں خرچ کرتے ہیں جن کا مقصد صرف تفریح ہوتا ہے۔ اس وقت یہ بھی موزوں نہیں کہ گرجوں کے ہسپتالوں صحت گاہوں اور درسگاہوں پر روپیہ صرف کیا جائے۔ گرجا گھروں کے منتظمین ہمیشہ رقابت میں مبتلا رہے ہیں۔ ان میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ دیکھیں کون زیادہ عالیشان گرجا بنواتا ہے۔ بعض اوقات تو سڑک پر ایک دوسرے کے مقابل گرجاؤں کی عمارتیں ملیں گی۔

امریکہ میں عیسائیوں کا ہر فرقہ مذہب سے غافل ہوتا جاتا ہے بہت سے گرجا گھر تباہی کی حالت میں ہیں۔ کوئی پادری ایسا نہ ہوگا جو ایسے ممبروں سے واقف نہ ہو جو گرجاؤں میں عبادت کے لئے اس لئے حاضر نہیں ہوتے کہ ان سے چندہ طلب کیا جائیگا۔ گرجاؤں کی طرف سے ایسے ممبروں کے نام خطوط بھی روانہ کئے گئے کہ اگر کسی ممبر نے اپنا چندہ ادا نہیں کیا ہے۔ تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ گرجا میں آنا بھی چھوڑ دے۔ لیکن اس کے باوجود ممبروں کی طرف سے تسلی بخش جواب موصول نہیں ہوا کیونکہ وہ کسی گرجا میں جانے کا ارادہ ہی نہیں رکھتے +

طلبائے تبلیغ کو اطلاع

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر غور یہ تجویز ہے کہ اپنی جماعت میں سے ایسے اشخاص کو جو یا تو انٹرنس پاس ہوں یا اس قدر علمی لیاقت رکھتے ہوں جتنی ایک انٹرنس پاس کو ہوتی ہے دینیات اور سلسلۂ احمدیہ سے متعلق تعلیم دیکر تبلیغ دین کے لئے تیار کیا جائے۔ خواہ بعد فراغت تعلیم وہ انجمن کی ملازمت بطور مبلغ اختیار کریں اور خواہ آنریری طور پر اپنی جگہ خدمت دین کا کام کریں۔

لہذا جو صاحب شوق رکھتے ہوں۔ اپنی درخواستیں سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں بھیجدیں۔ درخواست میں علاوہ اپنے مفصل پتے کے یہ بھی درج ہونا چاہئے کہ کہاں تک تعلیم حاصل کی ہے۔ زبان عربی بھی جانتے یا نہیں۔ لاہور میں ایک دو سال تک رہ کر دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور خرچ خوراک وغیرہ اپنا کر سکیں گے یا نہیں۔ بعد فراغت تعلیم اپنی جگہ آنریری طور پر زیر سرپرستی انجمن تبلیغ کا کام کریں گے یا انجمن کی ملازمت میں رہنا پسند کریں گے۔

ایسی درخواستیں معقول تعداد میں موصول ہونے پر انجمن میں پیش کی جائیں گی۔ اور فیصلہ سے اطلاع دی جائے گی۔

عزیز بخش

(۲۴/۳/۶) آنریری افسر تبلیغ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

رسیدات زر

کلکتہ سے میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی نے رقوم ذیل عید کے موقعہ پر وصول کر کے بھیجی ہیں۔ جزاہم اللہ خیرا۔

	فطرانہ	عید فنڈ
مولوی حبیب الرحمن صاحب } معرفت ممتاز احمد صاحب فاروقی	۴ آنہ	۱ روپیہ
مسٹر فیض عالم خان صاحب معرفت "	۴ "	۱ "
مسٹر محمد یوسف صاحب بغدادی "	۴ "	۱۲ آنہ
مسٹر منظر حسین صاحب " "	۴ "	
مسٹر ممتاز احمد صاحب فاروقی	۵ "	۱ روپیہ

عزیز بخش آنریری افسر تحصیل

میری قبولِ اسلام کی سرگزشت

(از جناب شیخ ظہور الحسن صاحب سابق گوبند رام)

۲۶ر جنوری ۱۹۳۴ء کو بعد نماز جمعہ ریاست پٹیالہ کے ایک ہندو نوجوان جناب گوبند رام صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا تھا۔ جس کا ذکر ۲ر جنوری کی اشاعت میں ہو چکا ہے آپ کا اسلامی نام ظہور الحسن رکھا گیا ہے اس روز پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ نے اسلامی تعلیمات کا خلاصہ اور خوبیاں آپ کے ذہن نشین کرائیں اور کلمہ پڑھایا اس کے بعد شیخ صاحب موصوف نے مختصر طور پر اپنے قبول اسلام کی سرگزشت بیان فرمائی جسے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ہمارے اس نئے بھائی کو استقامت اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔"

بزرگان دین و برادران اسلام۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

پیشتر اس کے کہ میں کچھ عرض کروں مناسب اور بہتر خیال کرتا ہوں کہ شیخ فرزند علی صاحب کا جو میرے کلاس فیلو ہیں اور جن سے عموماً ہم نشینی رہی ہے شکریہ ادا کروں۔ کیونکہ انہوں نے مجھ جیسے گنہگار شخص کو آپ جیسی معزز و مہذب اور بزرگ و پاک ہستیوں کے سامنے کھڑا کرنے میں انتہائی کوشش کی ہے۔ اس کے بعد میں محترم بزرگ جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے متواتر چار یوم اپنا قیمتی وقت صرف کر کے میرے جملہ شکوک رفع کئے۔ میں ان شکوک کو بالتفصیل اس مجمع میں بیان نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ وہ بہت زیادہ ہیں بہر حال اب میں اسلامی جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو کر جتنا فخر کروں کم ہے۔ اور میں ان دونوں اصحاب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بزرگان دین و برادران اسلام! اب میں یہ عرض کرنا بے محل تصور نہیں کرتا کہ ایسا کیوں ظہور میں آیا۔ مجھے بچپن سے ہی مذہبی کتب کے مطالعہ کا شوق رہا ہے۔ جس کا علم میرے مشفق دوست شیخ فرزند علی صاحب کو بخوبی ہے۔ اور میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اب تک مندرجہ ذیل کتب کا بغور مطالعہ کیا ہے۔

عیسائی مذہب:- بائیبل۔

ہندو دھرم:- ستیارتھ پرکاش۔ رامائن۔ مہابھارت۔ اور حقیقت رائے وغیرہ۔

اسلام:- توضیح المرام۔ کلام محمود۔ حقیقۃ الوحی۔ ازالہ اوہام۔ اردو ترجمۃ القرآن۔ خطبات احمدیہ مصنفہ سر سید احمد خان صاحب مرحوم وغیرہ وغیرہ۔

علاوہ ازیں چند ایک علماء اسلام سے بھی بات چیت کرنے کا اتفاق ہوا۔ مگر افسوس کہ وہ میری تسلی نہ کر سکے۔ اگر میری تسلی و تشفی کرنے کا سہرا بندھا تو بزرگوار مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے سر بندھا۔ اب میں آپ لوگوں سے عرض کرونگا کہ آپ سب صاحبان ملکر میری فلاح و بہبود کے لئے دعا کریں۔ خدا مجھے اسلام کے سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق دے۔ انسان کو مذہب کی تبدیلی میں بہت سے مصائب کا سامنا ہوتا ہے۔ جب میں اسلام کی طرف مائل ہوا تو مجھ پر بھی بہت سے مصائب کا پہاڑ ٹوٹا۔ مثلاً ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑے۔ گھر سے بے گھر ہوا۔ مگر میں نے پروا نہ کی اور نہ ہی اب کرتا ہوں آپ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت دے اور آفات سے محفوظ رکھے۔

کشمیر کی خبریں

کشمیر کی تازہ تحریک دن بدن زور پکڑ رہی ہے۔ حکومت کشمیر کے تشدد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اس ہفتہ کی خبروں کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

—— سرینگر یکم فروری۔ ۲۸ر جنوری کو ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن کشمیر کے متعدد عہدہ داران اور [illegible] اراکین گرفتار کر لئے گئے جن میں اکثر کو جلاوطن کر دیا گیا۔

—— ۲۹ر جنوری کو مسٹر محمد سلیم شال فسٹ ڈکٹیٹر ڈیڑھ درجن رضاکاران سمیت گرفتار ہوئے۔

—— ۳۰ر جنوری کو مسٹر محمد شفیع نے تقریر کی۔ پولیس نے مجمع پر لاٹھی چارج اور برقاب کی بارش کی مگر جلسہ منتشر نہ ہو سکا آخر مقرر کو ۲۵ رضاکاروں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ اور سزائے تازیانہ دی گئی۔

—— ۳۱ر جنوری کو میر غلام حسین شاہ گیلانی جنرل سیکرٹری ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن کشمیر نے تقریر کی اور مجوزہ اسمبلی کو ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ آپ کے ساتھ ہزاروں آدمی پیش ہوئے جنہیں پولیس نے لاٹھیاں مار مار کر منتشر کر دیا صرف ۲۹ باوردی رضاکار گرفتار کئے گئے۔

—— سرینگر۔ ۱ر فروری۔ بحکم گورنر کشمیر کے حکم سے مولوی احمد اللہ صاحب ہمدانی میرواعظ کو گرفتار کر کے سابق جلاوطنوں کی طرح کوہالہ پہنچا دیا گیا ہے۔ اس وقت تک آپ کی عمر ساٹھ ستر سال کے درمیان ہو۔

—— گورنر کشمیر کے حکم سے رضاکاروں کو بید زنی کی وحشیانہ سزا دی جا رہی ہے پچیس سے پچاس تک بید لگائے جاتے ہیں اس کے بعد قید اور جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔

—— سیالکوٹ۔ ۴ر فروری حکومت کشمیر کا ایک اعلان مظہر ہے کہ کل سری نگر کنکر محلہ میں جو ہجوم ہو گیا تھا وہ فوج اور پولیس کی مدد سے منتشر کر دیا گیا ملٹری اور پولیس کے موٹر پٹرول سے کرفیو آرڈر نافذ کیا جا رہا ہے ۲ر فروری کو پلواڑ میں دو اشخاص مارے گئے اور ۹ زخمی ہوئے مجروحین کو طبی امداد فوراً پہنچائی گئی۔

—— سرینگر ۴ر فروری اننت ناگ میں ایک جلوس قاضی کی طرف روانہ ہوا اور چند گرفتاریاں عمل میں آئیں پانچ یا پانچ سے زیادہ اشخاص کے اجتماع کو مجسٹریٹ نے خلاف قانون مجمع قرار دیا ہے۔

—— سیالکوٹ ۴ر فروری۔ حکومت کشمیر کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ۲ر فروری کو مسجد خانقاہ معلیٰ میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا اجتماع ہوا جس میں غلام محمد نے تقریر کی۔ اس کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خانقاہ سے ایک جلوس نکالا گیا۔ تنج کولی کے قریب پولیس نے جلوس کو روکنے کی کوشش کی لیکن ہجوم نے پولیس پر غلبہ پا لیا۔ اس کے بعد جلوس نے اپنا پروگرام بدل دیا اور خانقاہ معلیٰ میں واپس آ گیا۔ تحصیل کے ہیڈکوارٹر اونتی پور کے نزدیک میدان پلواڑ میں آٹھ ہزار کے قریب مسلمان جمع ہو گئے پولیس نے اس مجمع کو منتشر کرنے کی کوشش کی مجمع نے پتھروں اور کانگڑیوں سے حملہ کیا اور بعد ازاں تحصیل کی سرکاری عمارتوں پر ہجوم نے حملہ کیا اور خزانے کو لوٹنے کی کوشش کی جس پر فوج نے گولی چلائی جس سے چند اشخاص ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے

—— جموں۔ ۳ر فروری۔ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ نے بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانان کشمیر ہندو اقلیت کو ہر وقت پارٹ دینے کے لئے تیار رہیں بشرطیکہ مجوزہ مجلس آئین ساز میں ہندو اقلیت مسلمانوں سے اتحاد عمل کرنے کو تیار رہے اور ریاست کے مشترکہ مفاد اور اقتصادی و سیاسی ارتقا کے لئے کوشاں نظر آئے۔

خبریں

—— بمبئی۔ ۵ر فروری۔ ایرانی جنگی جہاز پلنگ کے کپتان نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ ایران کی بحری قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے۔

—— حکومت آسٹریا نے آسٹریا میں نازی پروپیگنڈا کے متعلق حکومت جرمنی سے احتجاج کیا تھا جس کا حکومت جرمنی نے جواب یہ دیا کہ وہ نازی تحریک کی ذمہ دار نہیں حکومت آسٹریا نے اب اعلان کر دیا ہے کہ وہ نازیوں کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو پورے زور سے جاری رکھے گی جمعیت الاقوام کے پاس اپیل کرے گی۔

—— پیرس ۳ر فروری۔ حکومت برطانیہ نے فرانس سے برطانوی تجارت پر عاید کردہ پابندیوں کی ۱۰۰ فیصدی تنسیخ کا جو مطالبہ کیا تھا فرانس نے اسے مسترد کر دیا ہے اور کئی جوابی مراعات کا مطالبہ کیا ہے۔

—— نیویارک مشہور عالم ہواباز مسٹر وائرڈیل من کا انتقال ہو گیا ہے آپ نے سب سے پہلے بحر اوقیانوس کو پرواز کے ذریعہ عبور کیا تھا۔

—— لنڈن۔ ۲ر فروری۔ برطانی وزیر پرواز ہندوستان اور مشرق وسطیٰ کے دورے کے بعد بخیریت یہاں پہنچ گئے۔ آپ نے اس عرصہ میں سولہ ہزار میل پرواز کی۔

—— استنبول کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں شدید برف باری کی وجہ سے استنبول اور اس کے نواح میں بعض مکانات مسمار ہو گئے کچھ نقصان جان بھی ہوا ہے سمندر میں طغیانی برپا ہے جس سے بعض جہازوں کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ اناطولیہ کے علاقہ میں بھی برف و باد نے قیامت برپا کر رکھی ہے۔

—— علی گڑھ۔ ۳ر فروری۔ ہز ہائی نس سر آغا خان آج یہاں تشریف لائے آپ کا شاندار استقبال کیا گیا تین بجے آپ نے نواب چھتاری کے ساتھ لنچ کھایا۔ آپ کی خدمت میں مسلم یونیورسٹی کے مختلف اداروں کی طرف سے سپاسنامے پیش کئے گئے۔

—— امسال سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۱۰ ہر ۱۲ر مارچ ۱۹۳۴ء کو راولپنڈی میں منعقد ہوگا۔

—— لنڈن۔ ۲ر فروری۔ کل یہاں صوبہ بہار کے زلزلہ زدگان کی تباہی کے متعلق فلم دکھائی گئی۔

—— نئی دہلی ۴ر فروری انڈین ٹیرف بورڈ کی رپورٹ شائع ہو گئی ہے۔

—— پٹنہ۔ ۴ر فروری۔ پنڈت جواہر لال نہرو کل صبح یہاں پہنچے اور شب کو شمالی بہار کے تباہ شدہ مقامات کے دورہ پر روانہ ہو گئے

—— الہ آباد۔ ۳ر فروری۔ سر تیج بہادر سپرو کے کتبخانہ میں آج سے دو سال پیشتر کی ایک پرانی قلمی کتاب موجود ہے جو پہلے فارسی میں اور دوسرا ترجمہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۲ر رمضان المبارک ۱۱۳۲ھ کو دہلی میں خوفناک زلزلہ آیا اس کے معمولی جھٹکے تو چالیس روز تک برابر محسوس ہوتے رہے۔ اس زلزلہ سے شہر کا بڑا حصہ تباہ ہو گیا تھا۔

—— بلدیہ کانپور نے زلزلہ زدگان بہار کے لئے ۸ ہزار روپیہ اور نیپال کے لئے دو ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ اگر حکومت نیپال نے اس رقم کو قبول نہ کیا تو یہ رقم بھی بہار کی سنٹرل ریلیف کمیٹی کو دے دی جائیگی

—— حیدرآباد دکن۔ ۴ر فروری۔ دولت آصفیہ نے مردم شماری بابت ۱۹۳۱ء کی رپورٹ شائع کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاست کی آبادی میں بیس لاکھ کا اضافہ ہو گیا ہے۔

—— حیدرآباد دکن ۴ر فروری یہاں کی خواتین نے بہار کے زلزلہ زدگان کے لئے پانچہزار روپیہ جمع کیا ہے۔

محمد صاحب کی تلوار

ایک انصاف پسند ہندو کی صدائے حق

(از جناب جگ موہن صاحب ناز)

نسل انسانی کی موجودہ ترقی و تہذیب ایک بہت بڑی حد تک تاریخ کی بدولت ہوئی ہے۔ تاریخ ہمیں اپنے بزرگوں کے کارناموں سے آگاہ کرتی ہے۔ کہ اس دنیا میں آکر انہوں نے کیا کیا کچھ کیا تھا تاریخ ہی ہمیں اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ ہمارے اسلاف نے انسانی ترقی کو کس منزل تک پہنچا کر چھوڑا تھا اور تاریخ ہی ہمیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گزری ہوئی قوموں کے تمدن اور خیالات سے روشناس کراتی ہے۔ اور ہمارے دل میں ترقی کی لہریں پیدا کرتی ہے۔ لیکن یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر تاریخ لکھنے والے کا دل تعصب سے پاک نہ ہو تو وہ دوسری قوموں کی تصویر کھینچتے وقت اس میں کچھ ایسے رنگ بھی ضرور بھر دیتا ہے جن کی وجہ سے تصویر بدنما اور نفرت انگیز ہو جائے۔

مسلمان چونکہ یورپ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے اور یورپ کے علاوہ خود ایشیا میں بھی انہوں نے بہت سے ملک فتح کئے تھے اس لئے عیسائی مورخوں کے دلوں میں عام طور پر ان کے خلاف ایک نفرت و خصومت کا جذبہ موجود تھا۔ اور ان کے مقابلہ میں اپنی تلوار بیکار دیکھ کر انہوں نے قلم سے اچھی طرح کام لیا۔ اور جس سے جس قدر ہو سکا اسلام کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اسلام یا مسلمانوں کا نام سنتے ہی ہر شخص کے دل میں بالکل نامعلوم طور پر جو تخیل پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ اسلام نے خونریزی سکھائی ہے۔ اور مسلمانوں سے زیادہ طامع قوم دنیا کے پردہ پر کوئی اور موجود نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ بہت سے ہندو چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کو بھی مسلمان خیال کرتے ہیں۔ اور چونکہ ان دونوں کے ظلم و ستم کی داستانوں سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ اس لئے وہ ان کے کارناموں کو بھی مسلمانوں کے کارنامے سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر چنگیز اور ہلاکو مسلمان بھی ہوتے تب بھی یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ان کے افعال کو اسلام کی تعلیم فرض کر لیا جائے۔ دوسروں کے ملکوں پر قبضہ کرنے اور دوسرے ملکوں کی دولت اپنے تصرف میں لانے کی تمنا ہر زمانہ میں ہر قوم کے دل میں رہی ہے اور ہمیشہ طاقتور بادشاہ اپنی ہمسایہ قوموں اور سلطنتوں پر حملے کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح بعض مسلمان بادشاہوں نے صرف ملک گیری کی ہوس میں دوسری قوموں کو ستایا اور انہیں اپنا محکوم بنایا ہے۔ اور چونکہ وہ جانتے ہیں کہ خود ان کے ہم قوم بھی ان کے اس فعل کو اچھی نگاہوں سے نہ دیکھیں گے اس لئے وہ اپنی اس قسم کی تمام لڑائیوں کو مذہبی لڑائی کے نام سے مشہور کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ آج بھی تو ہم دیکھتے ہیں کہ بالکل اسی قسم کی کوششیں ہوا کرتی ہیں۔ اور ہندو اور مسلمان لیڈر محض اپنی چند سیاسی اغراض کو پورا کرنے یا حکومت کے دربار میں تھوڑی سی عزت حاصل کرنے کی خاطر مذہب کے نام پر دونوں قوموں کو لڑایا کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جہانتک اسلام کی تعلیمات کا تعلق ہے انمیں کہیں کوئی ایسا حکم موجود نہیں جس سے خونریزی اور جنگ کی تعلیم ملتی ہو اور محمد صاحب نے جو مذہب اسلام کے پیغمبر اور بانی تھے سوائے انتہائی مجبوری کی حالت کے کبھی جنگ کو جائز نہیں رکھا۔ خود محمد صاحب کی حیات میں مسلمانوں کو کئی لڑائیاں لڑنی پڑیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے صرف اس وقت تلوار اٹھائی جب وہ لڑنے پر بالکل مجبور کر دیئے گئے۔ اور اس وقت اگر وہ نہ لڑتے تو یقینی طور پر ہمیشہ کیلئے فنا ہو جاتے۔ محمد صاحب کے زمانہ میں جتنی بھی لڑائیاں ہوئیں ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں ہے کہ جس میں پہل مسلمانوں کی طرف سے ہوئی ہو اور یہ واقعہ ہے کہ ان حالات میں کوئی بزدل شخص بھی جنگ سے باز نہ رہ سکتا تھا۔ ابتدائی زمانہ کی چند لڑائیوں کے بعد جن میں مسلمانوں کو فوج کی قلت اور سامان کی کمی کے باوجود اپنے حملہ آور دشمنوں پر فتح حاصل ہوئی تھی محمد صاحب نے جن شرطوں پر ان کے ساتھ صلح کی وہ حیرت انگیز ہے۔ اور ان حالات کو پڑھ کر اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ جس مہاتما کو یورپ کے مورخوں نے جنگ اور خونریزی کا شائق مشہور کیا ہے۔ وہ کس قدر امن و صلح کا عاشق تھا۔ مسلمان دو لڑائیوں میں فتح یاب ہو چکے تھے۔ اب ان کی تعداد بھی پہلے کی نسبت بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ ابتدائی فتوحات نے ان کے دل بڑھا دیئے تھے۔ اور اب انہیں آئندہ لڑائیوں میں شکست کھانے کا کوئی اندیشہ باقی نہ تھا۔ پھر بھی محمد صاحب نے خود اپنی طرف سے اپنے دشمنوں کو صلح کا پیغام بھیجا۔ اور جب وہ لوگ آمادہ ہوئے تو سادہ کاغذ ان کے حوالہ کر دیا کہ جو شرطیں وہ خود پسند کریں لکھ لیں۔ شرطیں لکھی گئیں اور ان میں سے بعض ایسی تھیں کہ جن سے بظاہر اسلام اور اسلام کے بانی کی سبکی ہوتی تھی۔ لیکن محمد صاحب نے انہیں بے تامل منظور کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ان سے زیادہ صلح و امن کا خواستگار کوئی نہیں۔ اور وہ کسی حالت میں بھی جنگ کو پسند نہیں کرتے۔

اسلام کی تعلیمات میں جنگ کرنے کی اجازت موجود ہے لیکن اسی حالت میں کہ جب حملہ دوسروں کی طرف سے ہو۔ اور مسلمانوں کو سختی کے ساتھ یہ حکم ملا ہے کہ تم اپنے دشمنوں پر اسی حد تک زیادتی کر سکتے ہو جتنی زیادتی انہوں نے تم پر کی ہو۔ اور صاف صاف بتا دیا گیا ہے کہ ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ کر دے کہ تم اس حد سے آگے بڑھ جاؤ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے زیادہ منصفانہ حکم اور کیا ہو سکتا ہے؟ اور کتنی قومیں ہیں جو امن پسندی کے دعووں کے باوجود اس حد کو قائم رکھتی اور رکھ سکتی ہیں؟ جہانتک میں نے اندازہ کیا ہے محمد صاحب کی تلوار حق و انصاف کی تلوار تھی اور اسی بنا پر میرے دل میں ان کی سچی عزت اور عظمت ہے۔ (ماخوذ)

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا

ہفتہ وار اجلاس

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار جلسہ ۴ فروری کی شام کو مسلم ہائی سکول لاہور میں زیر صدارت مولانا آفتاب الدین صاحب منعقد ہوا۔ مرزا محمد احمد صاحب بی۔ اے سی متعلم لا کالج نے "اسلام ہی صحیح سائنٹیفک کلچر کی رہنمائی کرتا ہے" کے موضوع پر لیکچر دیا فاضل مقرر نے فرمایا:-

اگر ہم اپنے اردگرد زمین و آسمان اور کائنات آسمان پر غور کریں تو ان کی باقاعدگی اور ترتیب ہمیں محو حیرت کر دیتی ہے چاند سورج۔ ستارے۔ سیارے۔ بادل۔ زمین اور سمندر۔ ہمکو اس ہستی اعلیٰ کی طرف اشارہ کر کے اپنے اپنے کاموں میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا کوئی حاکم ہے اور اس کے حکم سے سرتابی ان کے لئے ناممکن ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم ہمکو بار بار استدلالی رنگ میں ان چیزوں کا بغور مطالعہ کرنے اور پس پردہ طاقت تک پہنچنے کی تلقین کرتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے قرآن کریم میں بارہا ایسے اشارے موجود ہیں۔ پھر مسلمان قوم کوئی کند ذہن قوم نہیں تھی۔ انہوں نے ان ارشادات سے پورا فائدہ اٹھایا۔ اور صحرائی گلہ بانوں کے ہاتھوں وہ وہ ایجادات و اختراعات عمل میں آئیں کہ موجودہ سائنس کی بنیادیں انہیں کے دم سے قائم ہیں۔ خلیفہ مامون الرشید کے زمانہ میں بغداد میں قریباً تمام موجودہ سائنسوں کی بنیادیں استوار ہوئی تھیں۔ اور غرناطہ اور کرڈوا میں تو مسلمان مشعل علم کے علمبردار تھے۔ اور یورپ کی وحشی اقوام ان کی خوشہ چینی پر فخر کرتی تھیں۔

قرآن حکیم کی یہ خوبی ہے کہ نہ صرف ان وحشیوں کو مہذب دنیا کا رہنما بنایا بلکہ صحیح علم و عقل کا منبع بھی انہی کی ذات ہو گئی اور وہ تمام دنیا کے لئے ہدایت کا باعث ہوئے۔

مقرر کے علاوہ چند دیگر اصحاب نے بھی مختصر الفاظ میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ حاضری کافی تھی۔

(ماسٹر یعقوب بیگ سکرٹری)

میڈیکل کونسل آف انڈیا کا انتخاب

ووٹ دینے کا طریقہ

لاہور۔ ۳ فروری۔ ان پانچ ممبروں سے جو رجسٹرڈ میڈیکل گریجوئیٹس کے حلقہ انتخاب پنجاب سے میڈیکل کونسل آف انڈیا کے ممبر کے طور پر انتخاب کے لئے رائے دہندگان کی طرف سے باقاعدہ طور پر نامزد کئے گئے تھے، ڈاکٹر چونی لال بھولا میکلوڈ روڈ لاہور۔ اور میجر امیر چند۔ آئی ایم ایس پرنسپل میڈیکل اسکول امرتسر نے امیدواری کی درخواستیں واپس لے لی ہیں۔ ذیل میں ان باقی تین ممبروں کے نام اور پتے درج کئے ہیں جو نشست کے لئے مقابلہ کر رہے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور۔

(۲) رائے بہادر مہاراج ڈاکٹر کرشن کپور۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ ڈی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ٹی۔ ایم۔ ٹمپل روڈ لاہور۔

(۳) کپتان گوپال سنگھ چاولہ۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس میکلوڈ روڈ لاہور۔

ووٹ دینے کی پرچیاں رائے دہندگان کو مہیا کر دی گئی ہیں۔ ہر رائے دہندہ کو جو اپنا ووٹ قلمبند کرنا چاہے چاہیئے کہ وہ اپنی پرچی ۲۷ فروری ۱۹۳۴ء بارہ بجے دوپہر تک اپنا ووٹ درج کر کے بذریعہ رجسٹری ڈاک ریٹرننگ افسر (دفتر صاحب انسپکٹر جنرل سول ہسپتال پنجاب لاہور) کے پاس بھیج دے (محکمہ اطلاعات پنجاب)

اقتباسات

پنجاب میں ہندی اخبارات

آج کل ہندو اخباروں کے مالکوں کو سنگٹھن کے زور میں یہ عجیب شوق چرایا ہے کہ وہ پنجاب میں ہندی اخبارات جاری کر رہے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ جس صوبہ میں یہ اخبارات جاری ہوتے ہیں اس میں ہندی زبان لکھنے والا ہزار تلاش کے باوجود دستیاب نہیں ہوتا اور پھر اس مقصد کے لئے یو۔پی۔سی۔پی سے ہندی کے انشا پرداز بلائے جاتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان لوگوں کو ہندی کے اخبار جاری کرنے کی مصیبت کیوں پڑ گئی۔ جس حالت میں پنجاب کا ہر ہندو اردو سیکھنے اور اردو ہی میں لکھنے پڑھنے پر مجبور ہے۔ اور ہندوستان بھر میں ہندوؤں کے جتنے جرائد ہیں ان میں سے نوے فیصدی پنجاب سے نکلتے ہیں اور ان سب کی زبان اردو ہے۔

اگر ریاست جاورہ کے نواب صاحب اپنی قلمرو میں سرکار دربار کی زبان اردو قرار دیدیں تو تمام ہندو اخبار شور مچا دیتے ہیں۔ کہ سنٹرل انڈیا میں اردو کا کیا کام ہے۔ اور نواب صاحب کو کیا حق ہے کہ ہندی بولنے والے علاقہ میں اردو کو رائج کر دیں۔ لیکن جب کوئی شخص پنجاب میں ہندی اخبار جاری کر دیتا ہے اس وقت اس سے کوئی نہیں پوچھتا کہ پنجاب میں ہندی کا کیا کام ہے۔ اور تمکو کیا حق ہے کہ جس صوبہ کی سرکاری درباری اور اخباری زبان اردو قرار پا چکی ہے اس میں خواہ مخواہ ہندی گھسیڑنے کی کوشش کرو۔ "ملاپ" نے نواب جاورہ کے خلاف نہایت زہریلا نوٹ لکھا ہے۔ اور "ملاپ" ہی کے مالک نے سب سے پہلے پنجاب میں ہندی اخبار جاری کرنے کی بدعت شروع کی ہے۔

گاندھی جی اور مصیبت زدگان زلزلہ

الہ آباد کے اخبار "لیڈر" نے گاندھی جی سے اپیل کی ہے کہ وہ کم از کم کچھ عرصہ کیلئے ہریجنوں کا کام چھوڑ کر اپنی ساری توجہ مصیبت زدگان بہار کی امداد کے لئے وقف کر دیں۔ بلکہ جمع شدہ روپیہ کا کچھ حصہ بھی اس غرض کیلئے دیدیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ گاندھی جی پر اس اپیل کا کیا اثر ہوگا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ جس شخص نے قیوط پہنچتے ہی بہار کے مختلف مقامات کی تباہ حالیوں کے زہرہ گداز حالات پڑھنے کے باوجود اس طرف توجہ نہ کی اس پر لیڈر کی اپیل کا اثر ہونے کی زیادہ توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ حالانکہ آج کسی ہندوستانی کیلئے مصیبت زدگان زلزلہ کی امداد سے بڑھکر کوئی خدمت نہیں حتی کہ ہریجنوں کی اصلاح کا کام بھی اس کے مقابلہ میں کم از کم تھوڑی دیر کے لئے ضرور روکا جا سکتا ہے باقی رہا ہریجنوں کے لئے جمع کردہ روپیہ کا مسئلہ تو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ گاندھی جی اگر اس روپیہ کو بہار کے عام مصیبت زدہ اشخاص کے لیئے استعمال نہیں کر سکتے تو کم از کم ہریجنوں کے لئے تو استعمال کر سکتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ بہار کی مصیبت زدہ آبادی میں ہریجنوں کی تعداد بھی کافی موجود ہے۔

چپ نمبر

کا حوالہ خط و کتابت میں لازمی چیز ہے۔ اسے کبھی ہمیشہ یاد رکھیئے

ظاہر کی ہے اس میں اسی پرانے عذر کو دہرایا گیا ہے۔ یعنی اسلامی اوقاف کے متعلق حکومت کا کوئی قانون بنانا ہی مداخلت فی الدین ہے۔ ہم مداخلت فی الدین کے ہوّے کا نام سنتے سنتے تھک گئے ہیں۔ اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اگر ہر اصلاحی قدم کو مداخلت فی الدین قرار دے کر روک دیا جائے گا تو مسلمان کے امراض قومی کا مداوا کہاں سے آئیگا۔ صغر سنی کی شادی کا قانون نہ بنائیں اس لئے کہ یہ مداخلت فی الدین ہے۔ بچوں کی جبری تعلیم کا انتظام نہ کرو۔ کہ اس سے مداخلت فی الدین کا ارتکاب ہوتا ہے تعلیم نسواں کا کوئی ضابطہ تیار نہ کرو کیونکہ اس سے دین میں مداخلت ہوتی ہے۔ اب پھر کہا گیا ہے کہ اوقاف اسلامی کے تحفظ کے لئے حکومت کی معرفت قانون نہ بنواؤ یہ مداخلت فی الدین کے دروازے کھولتا ہے ہم حیران ہیں کہ جب تک ہندوستان کو آزاد کرا کے مداخلت فی الدین کے تمام امکانات کو فنا نہ کر دیا جائے یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم دین کی حفاظت بھی کر سکیں اور قوم کی اصلاح و فلاح کا کام بھی سر انجام دے سکیں۔" (۵ جنوری ۱۹۴۴ء)

"مدینہ" کے مندرجہ بالا خیالات ہر ایک سمجھدار مسلمان کی تائید کے مستحق ہیں۔ لیکن ہمیں اپنے معاصر کی اس سادگی پر حیرت ہے کہ اسے اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ مولویوں کو امراض قومی اور ان کے علاج سے کوئی غرض نہیں۔ وہ تو صرف اچھے اور مفید کاموں کو شور مچا کر اور فتویٰ دے کر بگاڑنا اور ناکام کرنا ہی جانتے ہیں۔

قادیانی پریس

قادیانی اخبار "فاروق" اپنی ۲۸۔ جنوری ۱۹۴۴ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"اس امر سے کون صاحب عقل و شعور انکار کر سکتا ہے کہ ہر قوم کی طاقت و قوت اور شوکت کا اندازہ اندنوں اس کے پریس سے کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بالکل صحیح اور بجا ہوگا کہ فی زمانہ پریس ہی کسی قوم کی زندگی کا ثبوت ہے جس کا پریس مضبوط نہیں دنیا میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ......

احمدیہ (قادیانی) پریس کی حالت ایسی ناگفتہ بہ ہے کہ ذکر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ آج تک روزانہ اخبار نکالنے کی تو کسی کو ہمت ہی نہیں ہوئی جو ہفتہ وار یا سہ روزہ اخبار ہیں وہ بھی عجب بے چارگی کی حالت میں ہیں۔ "الحکم" اور "بدر" جیسے قیمتی اخبار جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بازو قرار دیا تھا جماعت کی بے توجہی سے بند ہو گئے تشحیذ الاذہان جیسا علمی پرچہ جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ادارت میں شائع ہونے کا فخر تھا۔ بند ہو گیا۔ احمدیہ گزٹ بند ہوا۔ انگریزی سن رائز بند ہوا اور ریویو بھی وہ جان کنی کی حالت میں ہیں"

یہ ہے اس قادیانی جماعت کے اخبارات کی حالت جو اپنی اکثریت کے غرور میں جماعت لاہور کو قلت تعداد کا طعنہ دینے کی عادی ہو چکی ہے۔ ہمیں قادیانی اخبارات سے ان کی اس "جان کنی" میں ہمدردی ہے لیکن "فاروق" کو معلوم ہونا چاہئے کہ اخبارات و رسائل تو تعلیم یافتہ جماعتوں میں ترقی کیا کرتے ہیں۔ اور قادیانی جماعت کا کثیر حصہ بالکل بے علم ہے۔ جو پیر پرستی کی رَو میں بہ کر جناب میاں صاحب کی طرف آگیا ہے۔ یہی بات قادیانی اخبارات کی ابتری اور جان کنی کا باعث ہوئی ہے۔ کاش "فاروق" جماعت لاہور کو طعنے دینے کی بجائے اپنے

"پرکاش" سے ایک سوال

مہاراجہ ٹراونکور نے اچھوتوں کو پبلک کنوؤں اور سڑکوں کے استعمال کی اجازت دے دی ہے کہ اس کے متعلق "پرکاش" ۱۱۔ فروری کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

مہاراجہ صاحب نے جو شاندار قدم اٹھایا ہے اس کی ایک ایسی ترقی پذیر ریاست کے روشن دماغ حکمران سے توقع ہی تھی جس میں سر سی۔ پی۔ رام سوامی آئر جیسے تجربہ کار اور فراخ دل مدبر موجود ہیں ..... دربار ٹراونکور کے مذکورہ سراہنے کاریہ کی ہم جتنی بھی پرشنسا کریں اتنی ہی کم ہے۔

بے شک مہاراجہ ممدوح نے ایک بہت ہی اچھا کام کیا ہے اور اس کی ضرور تعریف ہونی چاہئے۔ لیکن "پرکاش" کا اس مذہب اور تہذیب کے متعلق کیا خیال ہے جو اچھوتوں کی موجودہ قابل رحم حالت کے ذمہ وار ہیں۔ کیا "پرکاش" کو مہاراجہ موصوف کے اس اصلاحی قدم کی تعریف کے ساتھ ان کی مذمت کی بھی توفیق ہوگی؟

مادہ پرستی کی ناکامی کا اعتراف

"مذہب بنی نوع انسان کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔ مادہ پرستی ناکام ہو چکی ہے اور لوگ نہ صرف محسوس کرتے ہیں بلکہ انہیں کامل اعتقاد ہو چکا ہے کہ روح بالآخر مادہ پر غالب آتی ہے اور اس کی قیمت زیادہ ہے"

حال ہی میں امریکہ کے پریزیڈنٹ روزولٹ نے کیتھولک خیراتی انجمنوں کی نیشنل کانگرس میں ایک پرزور تقریر کی۔ مندرجہ بالا الفاظ اسی تقریر سے ماخوذ ہیں۔ کیا ہمارے وہ مغرب زدہ دوست جو یورپ و امریکہ کی تقلید میں مادہ پرستی کی رَو میں بہے جا رہے ہیں پریزیڈنٹ روزولٹ کے ان الفاظ پر غور کریں گے؟

ہز ایکسلینسی سر سکندر حیات

ہز ایکسلینسی سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب چار ماہ کی رخصت پر انگلستان تشریف لے جا رہے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں ملک معظم نے آنریبل سردار سر سکندر حیات خان صاحب کو پنجاب کا قائم مقام گورنر مقرر فرمایا ہے۔ جس کا سرکاری طور پر اعلان ہو چکا ہے۔ اس خبر نے صوبہ بھر میں خوشی کی لہر دوڑا دی ہے۔ ہندو۔ مسلم۔ سکھ۔ عیسائی۔ سرکاری اور غیر سرکاری تمام حلقوں میں اس تقرر پر انتہائی مسرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ممدوح اس سے قبل بھی صوبہ کے قائم مقام گورنر رہ چکے ہیں۔ اس عرصہ میں آپ نے اپنے فرائض کو جس قابلیت۔ بیدار مغزی اور انصاف پسندی سے انجام دیا۔ اس پر چاروں طرف سے خراج تحسین ادا کیا گیا تھا اور آپ کے مختصر عہد حکومت کی خوشگوار یاد ابھی تک تازہ ہے۔ موجودہ حالات میں ممدوح اس عہدہ جلیلہ کے لئے بہترین شخصیت ہیں۔ ہم حکومت کو اس کے انتخاب صحیح پر مبارکباد دیتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ آپ کا دور حکومت پہلے سے بھی زیادہ شاندار ہوگا۔ خدا کرے یہ تقرر آپ کی آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آمین۔

اخبار احمدیہ

——حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ چند روز ہوئے آپ کی طبیعت بخار وغیرہ کی وجہ سے ناساز ہو گئی تھی۔ اب خدا کے فضل سے آرام ہے۔

——جناب محمد فضل قادر صاحب کامل پور سے مطلع فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر ۳۰۔ جنوری ۱۹۴۴ء کو ایک بچی عنایت فرمائی ہے جس کا نام حضرت امیر نے آمنہ تجویز فرمایا ہے۔ آپ نے مبلغ دس روپے جہازی لائبریریوں میں تقسیم لٹریچر کے لئے عنایت فرمائے ہیں۔ (جزاک اللہ)

——جناب ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ میڈیکل افسر امب سٹیٹ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اس مسرت میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے انجمن کو مبلغ پانچ روپے عنایت فرمائے ہیں۔ (جزاک اللہ)

پیغام صلح:- ہم جناب محمد فضل قادر اور ڈاکٹر نذیر احمد صاحبان کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ خداوند کریم ان بچوں کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے۔ اور خادم دین بنائے۔

——عبدالعزیز صاحب رحیم یار خاں ریاست بہاولپور امسال انٹرنس کے امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور احباب جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

——امسال سلسلہ کے دونوں اسکولوں کے طلبہ اور جماعت کے متعدد نوجوان مختلف امتحانوں کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ ان سب کے لئے بھی خصوصیت سے دعا کی جائے۔

——جناب سید عبدالمجید صاحب جج کپور تھلہ کا ملا اپریشن نہایت کامیاب ہوا لیکن چند روز سے بخار کی شکایت ہو گئی ہے۔

——ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے نواسے عزیز سعید احمد کی حالت رو بصحت ہے لیکن کمزوری بے حد ہے۔

——عبدالعزیز صاحب (رحیم یار خاں ریاست بہاولپور) کی ہمشیر زادی تقریباً ایک ماہ سے بیمار رہیں۔

ان تمام بیماروں کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

——منشی غلام نبی صاحب لوبرو الہ اپنے کاروبار کی ترقی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

——میاں عبدالشکور صاحب محصل انجمن چند خانگی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اور احباب سے دعا کے طالب ہیں۔

——۸۔ فروری کو سٹرولسن کنیپ چیف امپیریل ہیڈ کوارٹرز لندن کی آمد پر ان کے اعزاز میں لاہور کے سکاوٹوں کی طرف سے ایک اجتماع منعقد ہوا جس میں ہمارے مسلم ہائی اسکول لاہور کے سکاوٹوں نے زیر سرکردگی ماسٹر محمد اقبال صاحب نمایاں حصہ لیا۔ ماسٹر صاحب موصوف کو مسٹر ولسن نے رائل لائف سیونگ سوسائٹی کا ایک میڈل اور سرٹیفکیٹ عنایت فرمایا۔

پیغام صلح:- ہم اس کامیابی پر مبارکباد عرض کرتے ہیں

——۱۰۔ فروری کی شام کو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس بصدارت جناب شیخ محمد دین جان صاحب منعقد ہوا۔ جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے۔ نے انگریزی میں تقریر فرمائی۔ مفصل کیفیت اشاعت آئندہ میں درج ہوگی۔

——جہازی لائبریریوں کے لئے جناب ماسٹر فضل دین صاحب مسلم فلور ملز لدھیانہ نے دو سٹ اور ملک نصر اللہ صاحب لاہور نے ایک سٹ کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاک اللہ۔ جن احباب نے اس ضروری تحریک میں ابھی تک حصہ نہیں لیا

انذاری پیشگوئیوں میں انسان کی خیرخواہی مضمر ہوتی ہے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

انذاری پیش گوئیوں کی غرض وغایت

دنیا میں جونبی ورسول یا مامور ومجدد آتا ہے اور وہ قبل از وقت امور غیبیہ میں سے کچھ بیان کرتا ہے تو اس میں ایک بڑا حصہ انذاری پیش گوئیوں کا بھی ہوا کرتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس زمانہ کے اہل دنیا کے اعمال اس قدر بد اور خدا کی رضا سے دور پڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ خدا کو اپنا کوئی نبی یا مامور ومجدد بھیج کر لوگوں کو اصلاح اور رجوع الی اللہ کی طرف دعوت دینی پڑتی ہے۔ اور اُسی کے ذریعہ یہ بھی بتانا پڑتا ہے کہ تمہارے اعمال اس قدر ظالمانہ اور خدا کے غضب کو بھڑکانے والے ہیں۔ کہ اگر تم نے اس تنبیہ پر کان نہ دھرا۔ اور اپنے ناپاک افعال سے باز نہ آئے تو وہ عذاب جو ان کرتوتوں کی وجہ سے جناب الٰہی کی طرف سے مقرر ہے تم پر جلد یا بدیر نازل ہوگا۔ اس لئے مامور کا کام یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ خدا کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ اور خدا کی رضا کی راہوں کو واضح کرکے دکھاتا ہے تا خدا کا عذاب لوگوں پر سے ٹل جائے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین ہ (الذاریات) پس اللہ کی طرف بھاگو۔ . . . . بیشک میں اُس کی طرف سے تمہیں کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں۔ یہاں صاف بتلا یا کہ اس کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو خدا ہی کی طرف بھاگو۔ اور اسی کے رضا کے دامن میں پناہ لو۔

خدا کا مامور نذیر بھی ہوتا ہے اور بشیر بھی

سورہ ھود میں ارشاد ہوتا ہے انی لکم منہ نذیر وبشیر وّان استغفروا ربکم ثمّ توبوا الیہ یمتّعکم متاعا حسنا الیٰ اجل مسمّی وّیؤت کلّ ذی فضل فضلہ وان تولوا فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر ہ بیشک میں خدا کی طرف سے تمہیں ڈرانے والا۔ اور خوش خبری دینے والا ہوں۔ اور یہ کہ اپنے رب کی حضور میں مغفرت طلب کرو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ تو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک اچھی طرح . . . . دنیا میں رسائے بسائے گا۔ اور جو عمل زیادہ کریگا اُسے زیادہ بدلہ دے گا۔ اور اگر تم منہ موڑ وگے تو مجھ کو تمہاری نسبت بڑے سخت دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

یہاں صاف صاف ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کا مامور نذیر بھی ہوتا ہے اور بشیر بھی۔ نذیر اس رنگ میں کہ خدا کے عذاب سے ڈراتا ہے جس کا نزول انسانوں کے بد اعمال کی وجہ سے مقدر ہوتا ہے۔ اور بشیر اس رنگ میں کہ وہ اُن راہوں کی طرف دعوت دیتا ہے جن پر چلکر انسان اُس عذاب مقدر سے بچ جاتا ہے۔ اور خدا کی رضا کو حاصل کر لیتا ہے۔

مسخ شدہ فطرت انسانوں کی باتیں

پس انذاری پیش گوئیاں دراصل انسان کی خیرخواہی کے تقاضا سے ہوتی ہیں۔ اسی طرح جیسے ایک ڈاکٹر کسی شراب خور کو کہے کہ شراب چھوڑ دو۔ ورنہ تمہاری صحت برباد ہو جائے گی۔ اور تم ہلاک ہو جاؤ گے ظاہر ہے کہ کوئی شخص اس ڈاکٹر کو منحوس زبان اور بدخواہ نہیں کہے گا بلکہ اسکی مشفقانہ نصیحت کا شکریہ ادا کرے گا۔ لیکن خدا جانے یہ بھی مسخ شدہ فطرت انسانی کا نتیجہ ہے کہ خدا کے رسولوں اور ماموروں کے وعظ اور ان کی تنبیہ پر جس میں انذاری رنگ ہو لوگ انہیں منحوس اور بدخواہ کہنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ یٰسین میں مذکور ہے۔ کہ خدا کے رسولوں کو مخاطب کرکے مکذبین کہتے ہیں قالوا انا تطیّرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنّکم ولیمسّنّکم منّا عذاب الیم ہ قالوا طائرکم معکم ائن ذکّرتم بل انتم قوم مسرفون ہ کہتے ہیں کہ بیشک ہم تو تم کو منحوس پاتے ہیں۔ کہ ہمیشہ عذاب کی خبر سنایا کرتے ہو۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمکو سنگسار کرینگے۔ اور تمہیں ہم سے بڑا دردناک عذاب پہنچے گا۔ رسولوں نے کہا کہ نحوست تو خود تمہارے ساتھ ہے۔ کہ یہ تمہارے اپنے اعمال بد ہیں جن کا نتیجہ عذاب الٰہی ہے کیا ہم تمکو نصیحت کرکے اور قبل از وقت خبردار کرکے نحوست لانے والے ٹھیرے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تم خود حد سے بڑھنے والے لوگ ہو جس کا نتیجہ عذاب ہے۔ غرضکہ ہمیشہ سے یہ چلی آئی ہے کہ خدا کے رسولوں اور ماموروں کو ان کی نصیحتوں اور انذاری پیشگوئیوں دوسرے لفظوں میں یہ کہ لوگوں کو ان کے اعمال بد سے خبردار کرنے اور ان کی وجہ سے عذاب الٰہی کی نزول کی خبر قبل از وقت دینے پر لوگ انہیں قوم کا بدخواہ اور نحس زبان کہنے لگتے ہیں۔

منشی ظفر علیخاں اور "زمیندار" کا افترا

یہی آج منشی ظفر علی خاں اور ان کے عملہ "زمیندار" اخبار اور دیگر مخالفین کا حال ہے۔ جب حضرت مسیح موعود کی انذاری پیش گوئیاں حرف بحرف پوری ہوتی دیکھتے ہیں تو تکذیب وانکار کی گنجائش نہ پاکر لوگوں کے جذبات کو یوں بھڑکاتے ہیں کہ زلزلوں اور وباؤں سے جو مصائب مخلوق پر ٹوٹتی ہیں ان سے یہ مرزائی لوگ خوش ہوتے ہیں حالانکہ یہ ایسا افترا ہے جس سے بڑھ کر افترا ممکن نہیں۔

جماعت لاہور کا مسلک

مجھے قادیانیوں محمودیوں کا تو پتہ نہیں وہ خوش ہوتے ہوں تو تعجب بھی نہیں کیونکہ وہ بالعموم اپنے آپ کو خدا کا لاڈلا سمجھتے ہیں۔ ایبٹ آباد میں جب شیخ نور احمد مرحوم کے . . . . مکان کے ساتھ والے مکان میں آگ لگی۔ اور ان کا مکان بھی جلجانے کے قریب تھا تو تمام لوگ ان کا اسباب نکالنے میں لگے ہوئے تھے اور آگ بجھانے کے لئے تگ ودو کر رہے تھے۔ لیکن محمودی کھڑے ہنس رہے تھے کہ چونکہ میاں محمود احمد صاحب کی شیخ صاحب مرحوم نے بیعت نہ کی تھی اس لئے ان کی بیوہ اور یتیم بچوں پر آگ کا عذاب نازل ہو رہا ہے۔ خدا کی شان اُس مکان کو خدا نے محض اپنے فضل سے بال بال بچا لیا۔ اسی طرح بغداد جب انگریزوں نے فتح کیا اور ترکوں کو شکست ہوئی تو سنا ہے قادیان میں خوشی سے چراغاں کیا گیا تھا۔ پس محمودیوں کی نسبت تو مجھے علم نہیں کہ وہ خوشیاں مناتے ہیں یا کیا کرتے ہیں۔ لیکن اپنی جماعت یعنی لاہوری احمدیوں کی نسبت تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہمارا دل تو مصائب میں گرفتار لوگوں کے لئے دکھتا ہے۔ اور ان کی امداد کرنا ہم اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔ البتہ حضرت مسیح موعود کی پیشین گوئیوں کے مطابق جب ایک واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے تو ایمان ضرور تازہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ انذاری رنگ اپنے اندر رکھتا ہے تو نہایت درجہ عبرت ہوتی ہے۔ اور دل نہایت ڈرتا ہے۔ اور خدا کے حضور میں توبہ واستغفار کی طرف مائل ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا طرز عمل

آخر پہلے زمانہ میں جب بجائے مجددین ومامورین کے انبیاء آیا کرتے تھے اور وہ طوفان اور زلزلوں کی پیشگوئیاں کیا کرتے تھے تو ان عذابوں کے آنے اور پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر وہ کیا کیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس عذاب سے عبرت پکڑتے ہوں گے۔ اور خدائی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر ان کا ایمان تازہ ہوتا ہوگا۔ بلکہ سورہ اعراف میں تو عذاب سے قوم کے فنا ہو جانے کے بعد شعیب علیہ السلام کا صاف قول مذکور ہے۔ فتولّیٰ عنھم وقال یٰقوم لقد ابلغتکم رسٰلٰت ربی ونصحت لکم فکیف اٰسیٰ علیٰ قوم کٰفرین ہ پس شعیب نے منہ پھیرا اُن سے اور کہا اے میری قوم بے شک میں نے اپنے رب کے پیغامات تمہیں پہنچا دیے تھے۔ اور تمہاری خیرخواہی کرتا رہا تھا۔ پس انکار کرنے والوں پر اب میں کیسے افسوس کروں۔ کیا یہاں ایڈیٹر "زمیندار" یہ فرمائیں گے کہ وہ خوشیاں منایا کرتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر وہ حضرت مسیح موعود کی نسبت ایسا کیوں کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ محض اس لئے کہ بغض وعداوت جو اور حق کے ساتھ دشمنی ظلم اور ناانصافی۔ ان کے سینہ پُر کینہ میں موجزن ہے۔ گویا ایک جہنم ہے جس میں وہ شب وروز جل رہے ہیں۔ پیشگوئی چونکہ اس قدر صاف ہے کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔ اس لئے اُس طرح تکذیب واستہزا نہ کر سکے تو دوسرے طریق پر لوگوں کے جذبات کو ناحق بھڑکایا۔ کہ ان لوگوں کو خدا کی مخلوق سے ہمدردی نہیں۔ حالانکہ خدا کی مخلوق سے یہ پرلے درجہ کی ہمدردی کا نتیجہ تھا۔ جو اُنہیں آنے والے عذاب سے قبل از وقت خبردار کردیا تھا۔ اور اُس سے بچنے کی راہ بھی بتلائی تھی کیا جو قوم کو کسی خطرہ سے آگاہ کردے وہ خیرخواہ ہوا کرتا ہے یا بدخواہ؟

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں اور الہامات

خدا کے لئے انصاف کرو۔ الیس منکم رجل رشید کیا تم میں کوئی بھی مرد منصف نہیں۔ حضرت مجدد وقت قبل از وقت نہایت درجہ کی خیرخواہی سے ہندوستان کے لوگوں کو خبردار کرتے ہیں جیسا کہ وہ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

> "یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی نہیں آئی ہوگی اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے۔ گویا ان میں کوئی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہونگی"

اس کے بعد فرماتے ہیں :-

"کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو جائیگا۔ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اس سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے"

پھر یہ ارشاد بھی فرماتے ہیں :-

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھو گے"

پھر فرماتے ہیں :-

" اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ کہ گویا ان میں کوئی آبادی نہ تھی"

" میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں"

اس سے بڑھ کر پیشگوئی میں اور کیا صفائی ہو سکتی ہے۔ خدا الہام کے الفاظ بھی قابل غور ہیں۔

(۱) "دیکھ میں آسمان سے تیرے لئے برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا۔ پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے"

(۲) "صحن میں ندیاں چلیں گی۔ اور سخت زلزلے آئیں گے"

(۳) ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئیگا"

خدا کی پکڑ سے غافل ہونا بدبختی ہے

کیا یہ سچ نہیں کہ ۱۹۳۳ء میں آسمان سے کس قدر برسایا کہ "نوح کا زمانہ آنکھوں کے سامنے" آگیا۔ اور ضلع رہتک اور پنجاب اور یوپی کے ملحقہ علاقہ اور بنگال وغیرہ میں پانی کے طوفان نے کیا کیا ستم ڈھائے۔ اسی طرح اب جنوری ۱۹۳۴ء میں بہار میں زلزلوں نے کیا قیامت بپا کی۔ کیا زمین سے پانی نہ نکلا۔ اور صحن میں ندیاں نہ چلیں۔ اور آج ان شہروں کو دیکھ کر رونا نہیں آتا؟ پس خدا کی باتیں پوری ہو کر رہیں۔ انسان کے ایمان کو تازہ نہیں کرتیں؟ ان مصائب کو دیکھ کر کیا قلوب خدا کے خوف سے ہل نہیں جاتے اور عبرت پکڑ کر اس کے حضور میں عاجزانہ طور پر گر نہیں جاتے۔ خوشیاں کرنا کیا معنی؟ ہم تو درد و غم سے پر ہیں۔ اور ان مصیبت زدوں کی حتی المقدور ہر ایک رنگ میں مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اس ہمدردی سے ہی راضی ہو۔ اور ہمارے ملک کی سختی کو ٹال دے۔ کون جانتا ہے کہ پنجاب کی کب باری آجائے۔ آخر ۱۹۰۵ء کا زلزلہ بھول تو نہیں گیا۔ پھر انسان کا خدا کی پکڑ سے غافل اور بے پروا ہو جانا اس کی بدبختی کی دلیل ہے جبکہ خدا کے مامور نے صاف طور پر فرمایا ہوا ہے۔

اس لئے اب غیرت اس کی کچھ دکھلائے گی

ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلانے کو ہے

پس جو آفت ہر طرف ہاتھ پھیلانے کو ہے اس سے بے پروا ہو جانا شیوہ دانشمندی نہیں ضرور ہے۔ کہ جناب الہٰی کے آستانہ پر انسان بصد عجز و نیاز گرے کہ یہی ایک راہ ان آفتوں سے بچنے کی ہے۔ جیسا کہ خدا کے مامور نے فرمایا۔ اور کس قدر ہمدردی اور خیر خواہی سے مخلوق خدا کو خواب غفلت سے جگایا ہے۔ فرماتے ہیں :-

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے

جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر

وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سر راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم

نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے

حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

ضلع گجرات میں ایکٹ انتقال اراضی کا ماتم

سال گذشتہ انہی ایام میں ضلع گجرات میں ایکٹ انتقال اراضی کی خلاف ورزی کے متعلق بے شمار بے ضابطگیوں کے حالات اخبار بین طبقہ کی نظر سے گزر چکے ہیں۔ تمام ضلع میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک قانون شکنی کے بے پناہ پھندے زمینداروں کے گلے میں ان کو ان کے مالکانہ حقوق سے محروم کرنے کی خاطر ڈالے جا رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ اس بارہ اب تک خاموش ہے۔ ڈنگہ اور دھول کے صرف دو مواضعات کے متعلق تحقیقات شروع ہے۔ اور امید ہے کہ وہاں انصاف ہو جائیگا۔ لیکن منڈی بہاؤالدین جہاں کئی لاکھ روپیہ کے رقبہ سے زمینداروں کو محروم کیا جا چکا ہے اور ملک وال۔ خواص پور لالہ موسیٰ۔ گلیانی اور دوسرے متعدد مواضعات کے متعلق اب تک کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ پنجاب بھر میں زمینداروں کی فریاد کرنے کی صرف ایک جگہ پنجاب کونسل ہے۔ یہاں بھی ایک سے زیادہ دفعہ سوالات کئے گئے ہیں۔ منڈی بہاؤالدین کے متعلق تو ایک دفعہ آنریبل ریونیو ممبر نے یہاں تک فرمایا کہ (دیکھو جواب نمبر ۲۳۵۱ صفحہ ۹۷۹ روئداد پنجاب کونسل) جب آنریبل ممبر میرے دوسرے جواب (بجواب سوال نمبر ۲۴۵۲) کو سنیں گے تو ان کی پوری تسلی ہو جائیگی۔ اور واقعی ظاہری الفاظ کو دیکھتے ہوئے گورنمنٹ کا جواب نہایت تسلی بخش تھا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب گجرات کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرائی گئی ہے۔ کہ ایسے انتقالات زیر دفعہ ۱۳ اے ایکٹ انتقال اراضی میعادی رہن ہونے چاہئیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے یہ بھی کہا گیا تھا کہ پہلے جو کارروائی زمینداروں کو اراضیات واپس ملنے کے متعلق شروع کی گئی تھی اور جس کی تیار شدہ امثلہ تمام غیر زراعت پیشہ لوگوں کی کارستانی سے تلف کرا دی گئی ہیں۔ ان کے متعلق ڈپٹی کمشنر صاحب تحقیقات کریں گے۔ اور جو شخص ملزم ثابت ہوا اس کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لا کر نتیجہ سے گورنمنٹ کو اطلاع دیں گے۔ لیکن ہندو ڈپٹی کمشنر صاحب نے جو قوم کے ڈوگرہ ہیں انتقالات کو بطور رہن میعادی تصور کرنے کی کوئی کارروائی نہ کی۔ بلکہ جب زمینداروں نے درخواست دی تو بیک جنبش قلم ان کو نامنظور کر دیا۔ اور نہ قصوروار شخص کے متعلق کارروائی کرنے کی ضرورت سمجھی۔ کیونکہ وہ بھی ان کا ہم مذہب ہی ہوگا۔ اور گورنمنٹ کو معلوم نہیں کیا لکھ دیا۔ کہ دوبارہ یہ معاملہ رفت و گذشت ہو گیا۔ اور آنریبل ریونیو ممبر صاحب نے کونسل میں جو تسلی دلائی تھی وہ ڈپٹی کمشنر گجرات کے تعصب نے ناامیدی میں بدل دی۔

فتح جنگ ضلع اٹک میں نوٹیفائڈ ایریا تھا۔ جو اب سمال ٹاؤن کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ مگر ایکٹ انتقال اراضی کی دفعات کے ماتحت یہ دونوں رقبے ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ کہ یہاں بھی غیر زراعت پیشہ لوگ اراضیات زمینداروں سے نہیں خرید سکتے۔ ۲۳-۱۹۲۲ء میں منڈی بہاؤالدین کی طرح فتح جنگ کے غیر زراعت پیشہ لوگوں نے بھی زمینداروں سے اراضیات خریدنی شروع کر دیں۔ مگر یہ سلسلہ ۱۹۲۵ء میں روک دیا گیا۔ اور ۱۹۳۰ء میں خرید کردہ اراضیات کے انتقالات پر نظر ثانی کرائی گئی۔ اور سب زمینیں اصل مالکان کو واپس کر دی گئیں۔ غیر زراعت پیشہ ساہوکاروں کی اپیلیں کمشنری سے اور نگرانی ہائے صاحب فنانشل کمشنر بہادر سے نامنظور ہوئیں۔ پھر غیر زراعت پیشہ خریداروں نے سکرٹری آف سٹیٹ کے خلاف متعدد دیوانی دعوے حصول اراضی یا واپسی رقم معہ سود و ہرجانہ کے دائر کئے۔ اور یہ سب دعاوی بھی خارج کر دئے گئے۔

تعجب ہے کہ گجرات اور اٹک کے اضلاع جو ایک کمشنر راولپنڈی ڈویژن کے ماتحت ہیں۔ ایک ہی قسم کے معاملہ میں یہ متضاد طرز عمل کیوں ہے۔ ایک جگہ تو اراضیات اصل مالکان کو دلائی جاتی ہیں۔ مگر دوسری جگہ منڈی بہاؤالدین میں جہاں غیر زراعت پیشہ گروہ زیادہ چالاک اور حکام رس ہے۔ اہل کاران ضلع سے مل کر گورنمنٹ ریکارڈ تلف کرا دیتا ہے۔ (جیسا کہ آنریبل ریونیو ممبر نے اپنی تقریر سوال ۲۴۵۲ کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے۔ دیکھو صفحہ ۹۸۰ روئداد پنجاب کونسل) وہاں نہ کوئی ریکارڈ تلف کرنے والوں کو پوچھتا ہے۔ اور نہ اراضیات کی واپسی سے زمینداروں کی دادرسی اور قانون کا منشا پورا کیا جاتا ہے۔ حالانکہ فنانشل کمشنر بہادر کو زیر دفعہ ۱۶ لینڈ ریونیو ایکٹ بلا کسی فریق کی درخواست کے ایسے اہم معاملہ اور اتنی بڑی قانون شکنی اور ایسی بڑی بے ضابطگی کے خلاف خود بخود معاملہ کو ہاتھ میں لینے اور فریقین کو طلب کر کے انصاف کرنے کے پورے اختیارات حاصل ہیں۔ (نامہ نگار)

مسلمانانِ کشمیر کے مطالبات

انسانیت کے ابتدائی اور پیدائشی حقوق

ریاست کشمیر کی فرنچائز کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوتے ہی مسلمانان کشمیر میں اس کے خلاف سخت ناراضگی اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ انہوں نے جگہ جگہ جلسے منعقد کر کے نام نہاد و پر فریب اسمبلی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے حکومت کشمیر جبر و ظلم سے ان کے احتجاج کو روکنا چاہتی ہے۔ اور کوشش کر رہی ہے کہ مسلمان کسی نہ کسی طرح اپنے حقوق کی پامالی کو خاموشی سے برداشت کریں۔ لیکن انہوں نے بھی اپنے حقوق کی حفاظت کا عزم کر لیا ہے۔ اس طرح حکومت کی غلط حکمت عملی سے نہایت نازک صورت پیدا ہو گئی ہے جس کی کیفیت اخبار بین حضرات کو بخوبی معلوم ہے۔ ہم ذیل میں مسلمانان کشمیر کے مطالبات کی وہ فہرست درج کرتے ہیں جو حال ہی میں صدر انجمن نوجوانان کشمیر (سری نگر) نے شائع کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بد نصیب کشمیری مسلمان انسانیت کے ابتدائی اور پیدائشی حقوق سے بھی محروم ہیں۔ جب وہ انہیں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو حکومت ان کی درخواستوں اور فریادوں کا جواب گرلیوں، لاٹھیوں، بیدوں، اور برفاب کی بوچھاڑ اور قید و جلاوطنی کے احکام سے دیتی ہے۔ (مدیر)

مذہبی آزادی

(۱) مذہب اسلام کی مساجد اور معابد کو حکومت اور غیر مسلموں کے پنجہ سے آزاد کرایا جائے۔ (۲) مساجد و معابد کی معافیاں اور وقف جائدادیں جو حکومت کے قبضہ میں ہیں واگذار کی جائیں۔ (۳) اسلام کی عبادت کی ادائیگی میں مزاحمت کو ناممکن بنایا جائے۔ (۴) نمازیوں کو مساجد سے روکنے والوں کو سزائیں دی جائیں (۵) اسلام قبول کرنے والوں کی جائداد ضبط نہ کی جائے۔

انسداد بے روزگاری

(۱) بے روزگاروں کو موت کے پنجہ سے بچانے کے لئے شال بافی، قالین بافی، نمدہ سازی، جالکدوزی، پیچ سازی، سلک بافی، رفوگری، شاخ سازی، کاغذ سازی، نجاری، آہنگری، زرگری وغیرہ وغیرہ ہر ایک صنعت و حرفت کے الگ الگ کارخانے کھولے جائیں۔ (۲) کارخانے قائم کرنے کے لئے حکومت خزانۂ عامرہ سے روپیہ دے۔ (جس طرح واتل، بھگتوں، اور دیگر ہندو کارخانوں کو دیا گیا ہے) (۳) ریشم خانہ کی حالت کو درست کیا جائے۔ اور ریشم خانہ کے ملازم جو کمیشن لیتے ہیں وہ مزدوروں میں تقسیم کیا جائے۔ (۴) بیرونی ٹھیکہ داروں کو ٹھیکے دینے بند کئے جائیں۔ جو ٹھیکے مزدور لے سکتے ہوں وہ کسی کو نہ دئے جائیں۔ (۶) ہر قسم کے غربا اور مزدوروں کے بچوں کے لئے خاص سکول صنعت و حرفت کے کھولے جائیں۔ (۷) ہانجی قوم کو بھاری ٹیکسوں سے بچایا جائے۔ (۸) ہانجیوں سے جو بڑی رقم وصول ہوتی ہے اس کا کافی حصہ ان کی بہتری کے لئے خرچ کیا جائے۔ (۹) موٹر لاری ڈرائیوروں کو خطرناک اور ناقابل برداشت ٹیکسوں کے بوجھ سے نجات دلائی جائے۔ (۱۰) تانگہ ڈرائیوروں اور دیگر مزدور پیشہ اشخاص کی بہبودی کا سامان کیا جائے۔ (۱۱) پانی کا ٹیکس معاف کیا جائے۔ اور بجلی کی فیس کم کی جائے۔

زراعت پیشہ اشخاص

(۱) قانون انتقال اراضی ایسا بنایا جائے جس سے زراعت پیشہ اشخاص کی اراضی کی سو فی صدی حفاظت ہو سکے۔ اور کوئی ساہوکار ایک بالشت زمین نہ خرید سکے۔ (۲) اس کے ساتھ ہی قانون حق شفع بھی نافذ کیا جائے۔ (۳) ریلیف ریگولیشن پر پابندی سے عمل کیا جائے۔ (۴) ٹیکس کاہچرائی قطعاً معاف کیا جائے۔ (۵) محکمہ کواپریٹو کو ایسے طریقے سے چلایا جائے کہ اس سے زمینداروں کو کچھ فائدہ پہنچے۔ ورنہ یہ محکمہ ہی بند کر دیا جائے۔ (۶) جنگلات اور دیگر محکمہ جات کے ملازم[illegible] سے انہیں نجات دلائی جائے۔ (۷) توت کے درخت زمینداروں کی ملکیت قرار دئے جائیں۔ محکمہ ملبری اڑا دیا جائے۔ اور ریشم خانہ پتے کے لئے زمینداروں کو قیمت ادا کرے۔ (۸) مالیہ میں تخفیف کی جائے۔

اصلاحات

(۱) اسمبلی جلد از جلد قائم کی جائے۔ (۲) رائے دینے کا حق اگر بالغوں کو نہیں دیا جاتا تو بھی اس کا معیار ایسا رکھا جائے کہ تمام آبادی کا دس فیصدی حصہ ووٹر بن سکے۔ (۳) اور ہر ایک فرقہ کی آبادی کا تناسب ووٹروں کے فرقہ وار تناسب میں منعکس ہو سکے۔ (۴) اسمبلی اور میونسپلٹی ہر ایک میں انتخاب جداگانہ ہو (۵) سیٹیں ہر جگہ تناسب آبادی کے مطابق ہوں (۶) میونسپلٹی و اسمبلی کے منتخب ارکان کی تعداد ⅔ سے کم نہ ہو۔ (۷) اسمبلی کے منتخب ارکان میں سے وزرا لئے جائیں۔ (۸) صدر ہر جگہ غیر سرکاری ہوں۔ (۹) اسمبلی کے سامنے وزرا جوابدہ ہوں۔ (۱۰) اسمبلی کو بجٹ پر بحث کرنے اور ترمیم کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہو (سوائے ہز ہائی نس مہاراجہ اور شاہی خاندان کے ذاتی اخراجات کے) (۱۱) اسمبلی میں دو دفعہ پاس شدہ مسودہ قانونی حیثیت رکھ سکے۔ (۱۲) ڈسٹرکٹ بورڈ پنجاب کے معیار کے مطابق بنائے جائیں جن میں زمینداروں کی نمائندگی ہو۔

سرکاری ملازمتیں

(۱) سرکاری ملازمتوں میں چھوٹے سے لیکر بڑے عہدے تک نظام حکومت میں مسلمانوں کو ان کا جائز اور قدرتی حصہ دیا جائے۔ (۲) ایک ہی قوم کی اجارہ داری کو ختم کیا جائے۔ (۳) خاص کر جوڈیشل اور پولیس میں مسلمانوں کا تناسب ان کی آبادی کے مطابق ہونا چاہئے۔ باقی محکموں میں پچاس فیصدی سے کم کسی صورت میں نہ ہو۔ (۴) ریونیو جوڈیشل سکیم کا نفاذ کیا جائے۔ (۵) جب تک مسلمانوں کا تناسب خاص حد کو نہیں پہنچتا غیر مسلموں کی بھرتی ملتوی رکھی جائے۔ (۶) جن مسلمانوں کو مختلف محکموں میں تنزل کیا گیا ہے انہیں واپس لیا جائے۔ (۷) تنخواہوں کا معیار اوپر سے لے کر نیچے تک ایسا رکھا جائے جو ریاست کے لئے قابل برداشت ہو۔

پریس اور پلیٹ فارم

(۱) اخبارات کو وہ مناسب و قدرتی آزادی دی جائے جو ان کی نشو و نما کے لئے ضروری ہے۔ (۲) ضبطی ضمانت کا سلسلہ بند کیا جائے۔ (۳) دفعہ ۱۰۸ الف کو منسوخ کیا جائے۔

متعصب حکام

(۱) تمام وہ حکام جو مسٹر دی۔ این۔ مہتہ کی طرح مسلمانوں کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھتے ہیں انہیں ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ (۲) حکام کو خاص طور پر ہدایت کی جائے کہ وہ رعایا کی اکثریت کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ (۳) رشوت خور حکام کو سزائیں دی جائیں۔ اور رشوت خوری کا انسداد کیا جائے۔

اعلانات

زلزلہ ریلیف فنڈ

برادران مکرم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کو معلوم ہوگا کہ بنگال، بہار، سو وغیرہ علاقوں میں زلزلہ نے بید تباہی برپا کی ہے۔ شہر کے شہر صفحہ ہستی سے نابود ہو گئے ہیں۔ لاکھوں مصیبت زدگان حیران و پریشان پھر رہے ہیں جن کے لئے نہ سر چھپانے کو جگہ ہے نہ کھانے پینے کا سامان ہے۔ سنا ہے کہ عیسائی مشنری علاقہ متاثرہ میں پہنچ گئے ہیں تاکہ یتیموں اور بیکسوں کو اپنی پناہ میں لیکر اپنی تعداد کو بڑھائیں۔ دیگر مذاہب کے مقتدر لوگوں کی طرف سے بھی امدادی کارروائی شروع ہو گئی ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد سے محض ہمدردی مخلوق کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کے تتبع میں زلزلہ کے مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کے لئے زلزلہ ریلیف فنڈ کھول دیا ہے معقول رقم جمع ہو جانے پر انجمن اپنے آدمی اس علاقہ میں بھیجکر تقسیم امداد کا انتظام کرے گی۔ لہذا آپ جس قدر جلد ہو سکے امداد کی رقم فراہم کر کے محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیجدیں۔ اور کوپن منی آرڈر پر صراحت کر دیں کہ یہ رقم زلزلہ ریلیف فنڈ کے متعلق ہے۔

(خاکسار عزیز بخش آنریری افسر تحصیل)

طلبائے تبلیغ کو اطلاع

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر غور یہ تجویز ہے کہ اپنی جماعت میں سے ایسے اشخاص کو جو یا تو انٹرینس پاس ہوں یا اس قدر علمی لیاقت رکھتے ہوں جتنی ایک انٹرینس پاس کو ہوتی ہے دینیات اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق تعلیم دیکر تبلیغ دین کے لئے تیار کیا جائے۔ خواہ بعد فراغت تعلیم وہ انجمن کی ملازمت بطور مبلغ اختیار کریں۔ اور خواہ آنریری طور پر اپنی جگہ خدمت دین کا کام کریں۔

لہذا جو صاحب شوق رکھتے ہوں اپنی درخواستیں سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں بھیج دیں۔ درخواست میں علاوہ اپنے مفصل پتہ کے یہ بھی درج ہونا چاہیئے۔ کہ کہاں تک تعلیم حاصل کی ہے۔ عربی بھی جانتے ہیں یا نہیں۔ لاہور میں ایک دو سال تک رہ کر دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور خرچ خوراک وغیرہ اپنا کر سکیں گے یا نہیں۔ بعد فراغت اپنی جگہ آنریری طور پر زیر سرپرستی انجمن تبلیغ کا کام کریں گے یا انجمن کی ملازمت میں رہنا پسند کریں گے۔ ایسی درخواستیں معقول تعداد میں وصول ہونے پر انجمن میں پیش کی جائیں گی۔ اور فیصلہ سے اطلاع دی جائے گی۔

عزیز بخش
آنریری افسر تبلیغ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

عالم اسلام

—— گذشتہ دنوں مشرقی ترکستان کی جدید حکومت کے صدر اعظم نے سال نو کی تقریب پر ترکی حکومت کو مندرجہ ذیل تار ارسال کیا:

"مشرقی ترکستان جو غلامی کے طوق کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے حریت حاصل کر چکا ہے اپنے بھائی ترکی کو نئے سال کی مبارکباد دیتے ہوئے اس کی ترقی و خوشحالی کے لئے دلی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ ہمارا استقلال دائم و قائم رہے۔"

—— حکومت ترکی نے گذشتہ چند سال میں تقریباً ڈیڑھ ہزار میل ریلوے لائن تعمیر کی ہے۔ اور اس کے ذریعے بڑے بڑے تجارتی مرکزوں کو ملا دیا ہے جن مقامات سے تیل کوئلہ یا تانبہ نکلتا ہے اب انہیں ریل کے ذریعہ منسلک کیا جانے والا ہے۔ اس سلسلے میں معلوم ہوا ہے کہ ایک ہزار میل طویل ریلوے لائن زیر تعمیر ہے۔

—— ترکی میں سلسلہ ٹیلیفون میں بھی بہت ترقی ہوئی ہے۔ ۱۹۲۳ء میں صرف ایک شہر میں ٹیلیفون تھا۔ مگر اس وقت ۱۳۶ شہروں تک یہ سلسلہ پھیل گیا ہے۔ بجلی کا استعمال بھی بڑھ گیا ہے میونسپلٹیوں نے قانون بنا دیا ہے کہ ہر ایک گھر میں بجلی استعمال ہوا کرے۔

—— حکومت ترکی نے نئے سال کے فوجی بجٹ میں دو کروڑ ڈالر کی گنجائش رکھی ہے جسے وہ سال رواں میں فوجی تربیت پر خرچ کرنا چاہتی ہے۔ اس وقت ایک لاکھ چالیس ہزار فوجی سپاہی اور افسر ہیں۔

—— مشرقی ترکستان کی بعض اطلاعات سے (جو ماسکو سے موصول ہوئی ہیں) معلوم ہوتا ہے کہ وہاں تنگانیوں اور حکومت کی افواج میں شدید جنگ ہو رہی ہے۔ ایک بعد کی اطلاع منظر ہے کہ تنگانی بغاوت ترک کر رہے ہیں۔ اور ہتھیار ڈال رہے ہیں۔

—— مصر کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں عنقریب سیاسی صورت حالات بدلنے کی امید ہے۔ عام خیال یہی ہے کہ موجودہ وزارت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ صدقی پاشا بیمار ہیں۔ ان کی پارٹی کمزور ہو چکی ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ عنقریب وفد پارٹی برسر حکومت آجائے گی۔

—— مصری اخبارات کے علاوہ مشہور یمنی اخبار "الایمان" نے بھی (جو یمن کے پایہ تخت صنعا سے نکلتا ہے) حجاز و یمن کی صلح کی تصدیق کر دی ہے۔ "الایمان" کی حیثیت ایک سرکاری اخبار کی ہے۔ جدّہ کی اطلاعات منظر ہیں کہ دونو حکومتوں میں ایک معاہدہ بھی مرتب ہو گیا ہے۔ جو ان کے اتحاد کا ضامن ہوگا۔

—— شرقی اردن اور حجاز میں بھی ایک معاہدہ ہو گیا ہے۔ اس کی دفعات عربی اخبارات میں شائع ہو گئی ہیں۔ مشرق اردن ہی ایک ایسا علاقہ تھا جہاں سے حکومت حجاز کے خلاف شورشیں بپا رہتی تھیں۔

—— البانیہ کے بادشاہ احمد زوغو اپنے ملک کو اطالوی اثر و نفوذ سے آزاد کرانے میں نہایت سرگرمی سے مصروف ہیں۔ انہوں نے اپنے ماحول کو ان لوگوں سے پاک کرنا شروع کر دیا ہے جو اطالویوں کے پٹھو ہیں۔ اور ان تعلیمی افسروں کو بھی رفتہ رفتہ برخاست کر رہے ہیں جو اطالویوں کے مقاصد کی حمایت و اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اطالوی مدارس کو بند کرنے کا حکم دیدیا ہے۔ اب حکومت اطالیہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے البانیہ میں بعض خفیہ کارروائیاں کر رہی ہے۔ لیکن یہ کارروائیاں بھی شاہ البانیہ کی نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ وہ نہایت ہوشمندی سے ان کا تدارک کر رہے ہیں۔

خبریں

—— دہلی ۹۔ فروری۔ حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ ان تمام رقوم پر جو وائسرائے ریلیف فنڈ کو ڈاکخانہ کے ذریعے بھیجی جائیں گی فیس منی آرڈر وصول نہیں کی جائے گی۔

—— ہز ایکسیلنسی سر جیفری ڈی مونٹ مورنسی؟ [illegible] سر ایمرسن گورنر پنجاب ۱۵۔ فروری سے چار ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ ملک معظم نے ان کی جگہ آنریبل نواب کپتان سر سکندر حیات خاں ریونیو ممبر حکومت پنجاب کو قائم مقام گورنر مقرر فرمایا ہے۔

—— کشمیر سے حال ہی میں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں وہ بے حد دردناک ہیں۔ حکومت کشمیر نہتے اور بے قصور مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم کر رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اصل حالات کو پوشیدہ رکھنے کی سعی میں مصروف ہے اخبارات۔ ڈاکخانہ۔ اور تار گھر پر سخت پابندیاں قائم ہے۔ اسلئے خبریں غیر معمولی تاخیر سے موصول ہو رہی ہیں۔

—— بلوانہ میں مسلمانوں کا جو قتل عام کیا گیا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہاں ایک مسلمان نے تحصیل کے سامنے والی مسجد میں اذان دی جسکو محض اس وجہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ مسلمانوں نے کہا کہ اذان سے روکنا مذہب میں مداخلت ہے۔ اس لئے مؤذن کو فوراً رہا کر دیا جائے لیکن تحصیلدار نے اس جائز مطالبہ کو قبول کرنے کی بجائے مسلمانوں پر گولی چلا دی۔ سات نوجوان وہیں شہید ہو گئے۔ بہت سے زخمی ہوئے جن میں سے اب تک آٹھ اور شہید ہو چکے ہیں۔ گویا آخری اطلاع کے مطابق شہدا کی تعداد پندرہ تک پہنچ چکی ہے۔

—— ان شہدا میں سے ایک کو حکام کشمیر نے مسلمانوں کے سپرد کرنے کی بجائے آگ میں جلا دیا۔ اور تحصیلدار اور دوسرے حکام اپنے ظلم کو چھپانے کے لئے مسلمانوں پر طرح طرح کے الزامات لگا رہے ہیں۔

—— سری نگر میں بھی حکومت بدستور تشدد کر رہی ہے۔ قصبہ بجباڑہ میں بھی گولی چلائی گئی جس سے ۲ مسلمان شہید اور ۵ مجروح ہوئے قصبہ ڈوردو میں بھی گولی چلی نقصان جان کی صحیح اطلاع ابھی تک موصول نہیں ہوئی۔

—— مسلمان نہایت پرامن طریق پر اپنی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ حکومت کا ظلم و تشدد ان کے عزم و استقلال میں اضافہ کر رہا ہے۔

—— نئی دہلی ۹۔ فروری۔ جمعیت الاقوام کا ایک دفتر بمبئی میں کھل گیا ہے اور اس کی شاخیں اطراف ملک میں قائم کی جا رہی ہیں۔

—— مصیبت زدگان بہار کے لئے مختلف مقامات پر مختلف اشخاص اور انجمنوں کی طرف سے روپیہ جمع کیا جا رہا ہے۔

—— ہسپانیہ میں بدستور بے چینی موجود ہے۔ بلکہ صورت حالات روز بروز تشویشناک ہوتی جا رہی ہے۔ کثیر تعداد میں گرفتاریاں عمل میں آ رہی ہیں۔ طلبا، اور مزدوروں میں خاص طور پر بے چینی پائی جاتی ہے چند روز ہوئے ایک ضیافت کے موقعہ پر ہوٹل کے ملازموں نے وزیر داخلہ اور پولس کے افسر اعلیٰ کو کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔

—— گذشتہ ہفتہ پیرس میں حکومت کے خلاف نہایت زبردست مظاہرہ ہوا جس میں مختلف طبقات کے پچاس ہزار افراد شریک ہوئے پولس نے اس مظاہرہ کو روکنے کی کوشش کی جس پر زبردست تصادم ہو گیا۔ بہت سے لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ۷۔ فروری کو پیرس کی گلی کوچے میدان جنگ کا نظارہ پیش کر رہے تھے۔

—— ۷۔ فروری کی اطلاع منظر ہے کہ ایوان نے، ۲۱۰ کی مخالفت اور ۳۰۰ کی موافقت سے حکومت پر اعتماد کی قرارداد منظور کر لی ہے لیکن وزیر اعظم نے استعفیٰ دیدیا ہے تاکہ زیادہ کشت و خون نہ ہو۔ بعد کی اطلاعات منظر ہیں کہ امن قائم ہو گیا ہے۔ ۸۔ فروری کی صبح کو موسیو ڈومرگ جدید حکومت مرتب کرنے کیلئے پیرس پہنچ گئے ہیں۔

—— نواب رامپور عنقریب اپنی بیگم کے ہمراہ انگلستان جانے والے ہیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۹ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۰

حضرت مسیح موعود کی جماعت میں

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

امتحانات دینیات

کا مکمل کورس (جدید)

سب کمیٹی امتحانات دینیات نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۸ رفروری ۱۹۳۴ء میں حسب ذیل تجاویز پاس کی ہیں۔ جو بعد ملاحظہ و منظوری حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ شائع کی جاتی ہیں :-

(۱) امتحان کے پانچ درجے ہوں گے۔ ہر سال امتحان ایک دفعہ ماہ اکتوبر کے آخر یا نومبر کے پہلے ہفتہ میں ہوا کرے گا۔ ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جس درجہ کا چاہے امتحان دے۔ مگر اس کی اطلاع امتحان سے دو ماہ پیشتر سکرٹری کو دیدے۔ اور اطمینان کرلے کہ ایسی اطلاع سکرٹری کو پہنچ چکی ہے۔

(۲) کورس ہر درجہ کا حسب ذیل ہوگا جسمیں چار مضامین ہوں گے۔ پہلا مضمون قرآن کریم ہوگا۔ جسکے ترجمہ و تفسیر کے سمجھنے کے لئے بیان القرآن مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب سے مدد لی جائے۔ دوسرا مضمون سیرت و تاریخ ہوگا۔ جس کے لئے کتابیں مقرر کر دی گئی ہیں۔ تیسرا مضمون مسائل دینیات و حدیث شریف کا ہوگا۔ چوتھا مضمون عقائد و تعلیم سلسلہ احمدیہ و مقابلہ غیر مذاہب کا ہوگا۔

	قرآن کریم	سیرت و تاریخ	مسائل دینیات و حدیث	کتب سلسلہ
کورس درجۂ اول	سورہ فاتحہ و بقرہ	سیرت خیر البشر مصنفہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔	مسائل طہارت۔ نماز۔ روزہ از تصنیف مولوی مصطفےٰ خان صاحب	رسالہ مسیح موعود از حضرت مولانا محمد علی صاحب
کورس درجۂ دوم	سورہ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ	تاریخ خلفائے اربعہ / تاریخ خلافت راشدہ۔ مصنفہ حضرت امیر	مسائل زکوٰۃ و حج از تصنیف مولوی مصطفےٰ خان صاحب	× × ×
کورس درجۂ سوم	سورہ انعام تا آخر سورہ توبہ	سیرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیرت صحابہ۔ سیرت صحابیات مصنفہ دار المصنفین اعظم گڑھ	فضل الباری یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری از مولانا محمد علی صاحب پہلے ۱۶۱ صفحے	تحریک احمدیت از حضرت مولانا محمد علی صاحب۔ توضیح مرام۔ فتح اسلام۔ ازالہ اوہام از حضرت مسیح موعود۔ آئینہ احمدیت از مولوی دوست محمد صاحب۔ النبوۃ فی الاسلام از حضرت مولانا محمد علی صاحب۔ تعلیم اسلام یا اسلامی اصول کی فلاسفی (یعنے مضمون حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو جلسہ اعظم مذاہب میں پڑھا گیا تھا۔)
× × ×	× × ×	× × ×	× ×	انجام آتھم معہ ضمیمہ سوائے عربی حصہ کے۔
کورس درجۂ چہارم	سورہ یونس تا آخر عنکبوت۔	الفاروق شبلی۔ تاریخ بنو امیہ۔ تاریخ ہسپانیہ	فضل الباری صفحہ ۱۶۱ تا صفحہ ۳۷۳	آئینہ کمالات اسلام۔ برکات الدعا۔ جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام۔ سرمہ چشم آریہ
کورس درجۂ پنجم	سورہ روم تا ختم قرآن۔	تاریخ بنو عباس۔ حروب صلیبیہ۔ حالات سلطان محمود۔ حالات اورنگزیب	فضل الباری صفحہ ۳۲۵ تا صفحہ ۶۲۹	براہین احمدیہ ہر چہار حصہ۔ ملفوظات اولیائے امت تطہیر الاولیاء از میر مدثر شاہ صاحب۔ ہر دو حصہ فصل الخطاب بمقدمۃ اہل الکتاب از علامہ نور الدین

(۳) خواتین کے لئے بھی یہی کورس ہوگا۔ مگر ان کے لئے سوالات کے پرچے علیحدہ ہونگے۔ جو نسبتاً مختصر اور سہل ہونگے۔ اور انعاموں کے مقابلے بھی علیحدہ علیحدہ ہونگے۔

یہ واضح رہے کہ ابتک جو نام امتحان دینے والوں کے درج ہوچکے ہیں جن کی فہرست ۲۷ رجنوری ۱۹۳۴ء کے پیغام صلح میں شائع ہوچکی ہے۔ وہ اپنے پتہ کے ساتھ یہ اطلاع بھی دیں کہ کس درجہ کے امتحان میں وہ شامل ہوں گے۔ اور ان کے علاوہ اور جو اشخاص شامل ہونا چاہیں۔ وہ بھی جلد نام درج کرائیں۔ اور درجہ کے متعلق اطلاع دیں۔

عزیز بخش سکرٹری سب کمیٹی امتحانات دینیات
دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں باقاعدہ بعد نماز مغرب درس قرآن دیتے ہیں۔ مقامی احباب کو ضرور آنا چاہئے۔ نوجوان احباب اور کالجوں کے طلبہ خاص طور پر توجہ کریں۔

—— جن جماعتوں یا دوستوں نے درس قرآن کا سلسلہ شروع کر رکھا ہو وہ مفصل کیفیت سے خاکسار مدیر کو اطلاع دیں تاکہ ان کا ذکر اخبار میں ہو سکے۔ اس طرح دوسری جماعتوں کو بھی تحریک ہوگی

—— جناب ڈاکٹر عدالت خاں صاحب بنوں سے اطلاع دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور خادم دین بنائے۔ چودھری سردار خاں صاحب منیجر پیغام صلح ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں خاص طور پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

—— جناب ایم اے سبحان صاحب آرہ علاقہ بہار سے تحریر فرماتے ہیں کہ زلزلے کے باعث ان کے مکان کا بھی ۳/۴ حصہ یکدم گر گیا خدا کے فضل سے سب جانیں محفوظ رہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ تمام مصیبت زدہ لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دے۔ آرہ میں مکانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ لیکن اموات چھ سات سے زائد نہیں ہوئیں۔

—— برادران غلام قادر صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب اور قاضی شیر محمد صاحب (علی پور ضلع مظفر گڑھ) بعض مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے دعا کی جاوے۔

—— مولوی غلام حیدر راعی صاحب کلرک علی پور امسال بی اے کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ اور احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

—— سنٹ جان امبولنس کا سالانہ جنرل اجلاس ۸ر فروری ۱۹۳۴ء کو بصدارت ہز ایکسیلنسی جناب گورنر بہادر پنجاب گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں ممدوح نے شیخ محمد نصیب صاحب سپرنٹنڈنٹ چک $\frac{۲۷}{2.L}$ کو حسن کارکردگی کے صلہ میں درجہ دوم کی سند عطا فرمائی۔

—— پیغام صلح :- ہم اس عزت افزائی پر شیخ صاحب کی خدمت میں ہدیۂ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

—— ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کا آئندہ ہفتہ وار اجلاس ۱۷ر فروری کو بعد نماز مغرب مسلم ہائی سکول میں بصدارت جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب مدیر "لائٹ" منعقد ہوگا۔ جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب تقریر فرمائیں گے۔

—— جناب مولانا یعقوب خاں صاحب مدیر "لائٹ" اور مولانا عصمت اللہ صاحب لاہور تشریف لے آئے ہیں۔

—— پیغام صلح کے جن خریدار صاحبان کا چندہ ختم ہو چکا ہے انکو اس سے قبل اطلاع دی جا چکی ہے۔ اب کافی عرصہ انتظار کے بعد وی پی ارسال ہو رہے ہیں۔ جن احباب کی خدمت میں وی پی پہنچے وہ ضرور وصول فرما کر اپنے اخلاقی و قومی فرض سے سبکدوش ہوں۔ اخبار کو آج کل روپے کی بہت ضرورت ہے۔

—— میاں عبدالشکور صاحب کمصل بعض مشکلات میں مبتلا ہیں احباب سے دعا کے طالب ہیں

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن

کا ہفتہ وار اجلاس

مورخہ ۱۰ر فروری بروز ہفتہ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس بصدارت شیخ محمد الدین جان صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ منعقد ہوا۔ مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے نے "اسلامی جنگ کے آئین" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ فاضل مقرر نے خلافت راشدہ اور خلفائے مابعد کے جنگی کارناموں کو بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ کس طرح مسلمانوں نے جنگ میں حضرت نبی کریم کے اسوۂ حسنہ کو قایم رکھا۔ باوجودیکہ مسلمان فتح و ظفر کے ساتھ ایران پر چھا گئے لیکن حضرت عمر فاروقؓ تمام عمر یہی فرماتے رہے کہ کاش اہل فارس اور ہمارے درمیان آگ کا دریا ہوتا۔ ہم ان تک پہنچ سکتے نہ وہ ہم تک آ سکتے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی جس وقت اپنے برطانوی حریف کو بیمار پاتا ہے تو اپنے طبیب خاص کو علاج کے لئے بھیجتا ہے اور لڑائی کو بند کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ حریف کی علالت اس کی تجویزوں اور طریق کار پر کوئی اثر نہ کر سکے۔ اور رچرڈ سوم جب پا پیادہ مقابلہ میں آتا ہے تو سلطان صلاح الدین اس کو اپنا گھوڑا بھیجتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ شان اسلام نہیں کہ دشمن پیدل ہو اور خود گھوڑے پر سوار ہو کر لڑا جائے۔ یہ بہادری ہے کہ دشمن کو بھی اپنی جیسی آسانیاں بہم پہنچا کر شکست دی جائے۔

تقریر نہایت موثر اور پر از معلومات تھی۔

(تیسرے کالم کا بقیہ)

اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا۔ ان کا اسلامی نام فاروق رکھا گیا جرمن نام فشر ہے۔ دعا کے بعد ۱۲ بجے کے قریب یہ پر مسرت اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ حاضرین کی مٹھائی اور کھجوروں سے تواضع کی گئی۔ ایک بجے کے قریب تمام مسلمان دوستوں نے دوپہر کا کھانا ایک اورنٹیل رسٹورنٹ میں کھایا۔

عید کے روز لیکچر

عید کی شام کو مسجد میں ایک لکچر بھی ہوا۔ مقرر ہمارے ایک عرب دوست ڈاکٹر رسلان تھے۔ جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد ہندوستان میں جو تباہ کن زلزلہ آیا ہے اس پر اظہار افسوس و ہمدردی کیا گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر صاحب موصوف نے نصف گھنٹہ اسلامی اخوت و مساوات پر موثر تقریر کی۔ تقریر کے بعد حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی اس لکچر میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ جس کی قیمت نصف مارک رکھی گئی تھی۔

عید اور جرمن پریس

جرمن اخبارات نے عید کی تقریبات کی خبروں کے علاوہ تصاویر بھی شائع کیں جن کی وجہ سے جرمن پبلک میں خاصی دلچسپی پیدا ہوگئی۔ غرضیکہ اس مرتبہ عید ہر لحاظ سے پر لطف اور کامیاب رہی۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

برلن ۲۳ر جنوری ۱۹۳۴ء۔

خاکسار

عبداللہ

مکتوب برلن

سال نو کا آغاز اخویم جناب میرزا عزیز الرحمن صاحب کے لکچر سے ہوا۔ علامہ ڈاکٹر حمید مارتوس صدر تھے۔ نئے سال کا پہلا جمعہ ۵ر جنوری کو تھا لیکچر کا وقت حسب معمول ۸ بجے شام رکھا گیا۔ جلسہ کا افتتاح خاکسار نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ صاحب صدر کے چند افتتاحی جملوں کے بعد میرزا صاحب نے اپنی تقریر شروع کی۔ فاضل مقرر نے آج سے تقریباً چار ماہ قبل "اسلام" کے موضوع پر ایک تقریر فرمائی۔ جسے وہ وسعت مضمون اور قلت وقت کی وجہ سے اس وقت ختم نہ کر سکے تھے۔ آج کی تقریر بھی دراصل گزشتہ مضمون ہی کی ایک کڑی تھی۔ اس دفعہ آپ نے تین نکات بیان فرمائے اول آنحضرت صلعم کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے بتایا کہ آپ کی زندگی کا مقصد وحید ہی بنی نوع انسان کی خدمت تھی پھر آپ نے مذہب اسلام کے اصولوں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ کس طرح ان سب کی تہہ میں نسل انسانی کی بہتری اور فلاح کا راز مضمر ہے۔ اور آخر میں اسلامی جنت اور دوزخ کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے عام خیالات کی جو اس بارہ میں اسلام سے منسوب کئے جاتے ہیں تردید کی اور بتلایا کہ کس طرح ایک مسلمان اس دنیا میں اپنے لئے جنت بنا لیتا ہے اور آخرت کی زندگی دنیوی زندگی سے الگ نہیں ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ دنیوی زندگی میں جو حجاب اور پردے پڑے ہوئے ہیں وہ وہاں اٹھ جاتے ہیں۔ اور اصل حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔ تقریر تقریباً ۴۵ منٹ میں ختم ہوئی اس کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ متعدد حضرات نے سوالات کئے جن کے شافی جوابات دیئے گئے۔ ۱۰ بجے کے قریب جلسہ برخواست ہوا۔ مگر بعض اصحاب گیارہ بجے تک مختلف مسائل پر آپس میں تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ حاضری معقول تھی

عید الفطر

امسال برلن میں عید الفطر ۱۸ر جنوری کو منائی گئی اور جملہ مسلمانان برلن نے نماز عید یکجا مسجد میں ادا کی۔ صبح دس بجے کے قریب لوگ جوق درجوق مسجد کی طرف آنے لگے۔ ساڑھے دس بجے کے قریب یعنے صرف نصف گھنٹے کے قلیل عرصہ میں تمام مسجد نمازیوں سے بھر گئی۔ پونے گیارہ بجے حافظ منصور الدین احمد صاحب نے تقریباً ۱۵ منٹ تک قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اس کے بعد ٹھیک گیارہ بجے پروفیسر مرزا حسن صاحب نے نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں خاکسار نے تقریباً ۱۵ منٹ تک بزبان المانوی ماہ رمضان کی فضیلت اور عید کی فضیلت پر تقریر کی چونکہ مسجد میں مختلف ممالک کے مسلمان جمع تھے اس لئے مناسب سمجھا کہ مختلف ممالک کے اصحاب اپنی اپنی زبانوں میں ۵-۵ منٹ تقریر کریں جن میں مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق پر زور دیں۔ چنانچہ مندرجۂ ذیل اصحاب نے تقریریں کیں جن کا بہت اچھا اثر ہوا۔

(۱) جناب عالم جان ادریس (تاتاری عالم) بزبان تاتاری
(۲) جناب نجاتی عابدین بے (ترک) بزبان ترکی و المانوی
(۳) جناب یحییٰ ہاشمی (شامی) بزبان عربی
(۴) جناب مرزا عزیز الرحمن صاحب (ہندوستانی) بزبان اردو
(۵) جناب عبداللہ واٹر جرمن نومسلم۔ بزبان المانوی۔

اس کے بعد ایک جرمن دوست نے جو کہ اخبار نویسی کا کام کرتے ہیں اور تقریباً ایک ماہ ہوا میرے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں دوبارہ

(باقی پر کالم ۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم پنجشنبہ ۲۹ شوال سنہ ۱۳۵۲ ہجری | نمبر ۱۰

زلزلہ ریلیف فنڈ

صوبہ بہار میں زلزلے نے جو قیامت برپا کی ہے اس کی دردناک کیفیت آپ "پیغام صلح" اور دوسرے اخبارات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب تک ملبے میں دبی ہوئی لاشیں برآمد ہو رہی ہیں چند روز ہوئے خبر آئی تھی کہ بعض لاشوں میں ایک۔ ایک انچ لمبے کیڑے پڑ گئے ہیں۔ ہزاروں آدمی ہلاک اور لاکھوں بے خانماں و زخمی ہو چکے ہیں۔ مالی نقصان کا تو اندازہ ہی مشکل ہے۔ مکانات کثیر تعداد میں مسمار ہو گئے ہیں۔ آبادیاں بالکل کھنڈرات کا منظر پیش کر رہی ہیں۔ فصلیں اور کارخانے تباہ ہو گئے ہیں۔ سینکڑوں ہزاروں میلوں کے رقبہ میں چاروں طرف ویرانی چھائی ہوئی ہے تمام مقامات پر بے سروسامان فاقہ کش اور ننگ دھڑنگ آدمیوں کے گروہ نظر آ رہے ہیں۔ جگہ جگہ یتیموں اور بیواؤں کے دردناک بین سنائی دے رہے ہیں۔ صوبہ بہار کے جس حصہ میں زلزلے نے سب سے زیادہ تباہی مچائی ہے۔ اس میں مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ اس طرح انہیں بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے ان کی اقتصادی حالت پہلے ہی خراب تھی۔ اس حادثہ کے بعد تو بالکل ناگفتہ بہ ہو گئی ہے۔

ہندو اور عیسائی انجمنوں کی طرف سے علاقہ متاثرہ میں سرگرمی سے امدادی کام ہو رہا ہے۔ ان کے رضاکار کثیر تعداد میں وہاں موجود ہیں۔ لیکن مسلمانوں نے اس کام میں اتنا حصہ نہیں لیا جتنا کہ ان کا فرض تھا۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی اور آریہ کارکن امدادی کام کے علاوہ تبلیغی کام بھی کر رہے ہیں۔ اور مسلمان بچوں اور بیواؤں کے ارتداد کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کے جان و مال کے نقصان کے بعد ان کے ایمان کی بربادی بہت زیادہ قابل افسوس ہو گی۔

مذکورہ بالا حالات و ضروریات کے پیش نظر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے "زلزلہ ریلیف فنڈ" کھول دیا ہے معقول رقم جمع ہونے پر اپنے آدمیوں کی معرفت تقسیم امداد کا انتظام کیا جائے گا۔ زلزلہ زدگان کی امداد ہمارا فرض ہے۔ مگر مسلمانوں کے ارتداد کے خطرے نے اس فرض کو اور بھی [illegible] اہم بنا دیا ہے۔ تمام دوستوں کو اس کار خیر میں شرکت کرنی چاہیئے۔ کوئی ملک اور خطۂ زمین قدرت کے مخفی ہاتھ کی گرفت سے باہر نہیں جو مصیبت صوبہ بہار پر نازل ہوئی ہے وہ دوسری جگہ بھی نازل ہو سکتی ہے۔ اس لیئے مصیبت زدگان کی امداد انسانی ہمدردی کے علاوہ بطور شکر بھی ہمارا فرض ہے۔

حکومت ہند نے وائسرائے کے زلزلہ فنڈ کی رقوم کیلئے فیس منی آرڈر معاف کر دی ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ تمام امدادی فنڈوں کے لئے یہ رعایت جاری کی جائے۔ حکومت کو بہت جلد اس رعایت کا اعلان کر دینا چاہیئے۔

علمائے کرام کا مناظرہ

لاہور میں دیوبندی اور بریلوی مولویوں کے مناظرہ کا جو حشر ہوا اس سے قارئین پیغام صلح بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ دونوں پارٹیوں کے بڑے بڑے مولوی جمع ہوئے۔ شاندار تیاریاں کیں۔ پوسٹر بازی ہوئی۔ مسجد وزیر خاں میں باقاعدہ اکھاڑہ قائم ہوا۔ چونکہ دونوں طرف علم و فضل کا بہت زور تھا۔ اس لئے یہ "فیصلہ کن مناظرہ" مبادی و شرائط ہی کی منزل پر ختم ہو گیا۔ اور اسی گفتگو میں "حضرات علمائے کرام" نے اپنے علم و اخلاق کی اس شاندار طریق پر نمائش فرمائی کہ عقلمند اور نکتہ رس سامعین کو دونوں پارٹیوں کی صداقت و شرافت کا یقین آ گیا۔ کسی شخص نے ایک اخبار نویس سے پوچھا کہ اس مناظرہ میں فتح کس کی ہوئی؟ اس نے جواب دیا "پولیس" کی۔ اس پر معزز معاصر "انقلاب" رقمطراز ہے۔

"اس سے زیادہ صحیح جواب کسی کے تصور میں نہیں آ سکتا۔ بلاشبہ اگر حضرت "کوتوال العلما" سید علی حیدر شاہ صاحب مدظلہ العالی اور ان کے خاکی پوش خلیفے مسجد وزیر خاں میں پہنچکر ہتھکڑی جیسی "برہان محکم" پیش نہ کر دیتے تو مناظرہ فردائے قیامت کی شام تک ختم نہ ہوتا۔ اس ایک دلیل کے سامنے بڑے بڑے جامع معقول و منقول اور ماہر فروع و اصول علما کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور سب پر سکوت مرگ طاری ہو گیا۔ حضرت "کوتوال العلما" کے پاس اس سے بھی زیادہ مضبوط اور دنداں شکن بلکہ جمجمہ شکن دلائل موجود تھے۔ لیکن ان کے پیش کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ ورنہ قضیہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا۔ بہرحال اب مسلمانان لاہور کو چاہیئے کہ اس ناگوار واقعہ کو فراموش کر کے کوئی کام کی بات کریں تاکہ حضرت "کوتوال العلما" کو دوبارہ تکلیف نہ کرنی پڑے۔"

معزز معاصر کے مندرجۂ بالا خیالات بالکل صحیح ہیں لیکن جب تک دیوبندی اور بریلوی قسم کے مولوی موجود ہیں اور مسلمان ان کے زیر اثر ہیں اس وقت تک لاہور یا اور کسی شہر کے مسلمان کوئی کام کی بات ہی کیسے کر سکتے ہیں۔ علماء سو نے مسلمانوں کو بے حقیقت و فروعی مسائل اور باہمی نزاع میں الجھا کر ان کی قوت عمل کو بالکل مفلوج کر دیا ہے۔ کوئی ایسی صورت پیدا کرنی چاہیئے کہ علماء سو کا روگ ہی ختم ہو جائے۔ ورنہ جب تک یہ زندہ ہیں مصیبت باقی ہی رہے گی۔

منشی ظفر علی کا ایک شعر

منشی ظفر علی آف زمیندار نے ۱۵ جنوری کے زلزلے پر ایک نظم لکھی ہے جس کا مندرجۂ ذیل شعر بالکل ان کے حسب حال ہے

زمین و آسماں لرزے نشان محبت حق سے
لرزنا آدمی کے دل کو تھا لیکن کہاں لرزا

بے شک زلزلے سے زمین و آسمان اور کرہ ارضی کی تمام چیزیں لرز گئیں۔ اور یہ زلزلہ یقیناً حجت حق کا ایک زبردست نشان ہے لیکن منشی ظفر علی جیسے آدمیوں کے دل میں کوئی جنبش پیدا نہیں ہوئی۔ وہ اور ان کا اخبار بدستور مجدد زمان کی انذاری پیشگوئیوں کا تمسخر اڑا کر اپنی جہالت پرستی اور حق دشمنی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اور خدا سے ذرا نہیں ڈرتے۔

ہندو سوسائٹی کا نظام معاشرت

اب تمام بالغ نظر اور بیدار مغز ہندو اس بات کو محسوس کرنے لگے ہیں کہ ہندو سوسائٹی کا نظام معاشرت بالکل بوسیدہ اور مکروہ اور ناقابل برداشت خرابیوں کا مجموعہ ہے اگر اس کو بالکل ہی تبدیل نہ کیا گیا تو اس کی بربادی لازمی ہے۔ چنانچہ ہندوؤں کے مشہور سوشل لیڈر سر ہری سنگھ گوڑ نے سارد ا ایکٹ کانفرنس دہلی کے خطبۂ صدارت میں واضح طور پر فرمایا۔

"ہندو سوسائٹی کو تمام طاقتیں مجتمع کرنے کا فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ اور اپنے تمام رسم و رواج کو جدید سوسائٹی کے قالب میں ڈھال لینا چاہیئے (موجودہ صورت) میں وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس لیئے کہ وہ ان بعد از وقت حالات میں زندہ رہنا چاہتی ہے جو زندگی برقرار رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے"

سر موصوف کا ارشاد بالکل صحیح ہے۔ ہندوؤں کے نظام معاشرت میں اول سے آخر تک مکمل انقلاب کی فوری ضرورت ہے لیکن ہندوؤں کے وہ رسم و رواج جن کو سر موصوف جدید قالب میں ڈھالنے کا مشورہ دے رہے ہیں ہندو دھرم کا ضروری حصہ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس انقلاب کے بعد ہندو سوسائٹی اس نام کی بھی مستحق رہے گی؟ کیا اس انقلاب کے بجائے جس میں ہندو سوسائٹی کی شکل اور ہیئت بالکل تبدیل ہو جائے گی یہ بہتر نہ ہو گا کہ ہندو قوم دائرۂ اسلام کے اندر آ جائے کیونکہ صحیح اسلامی معاشرت مغربی اور ہندو تہذیبوں کے تمام عیوب سے پاک ہے۔

سبق آموز انجام

چند سال کا ذکر ہے جبکہ گاندھی کی سیاسی موت واقع نہ ہوئی تھی اور ان کی شہرت و اثر کا آفتاب نصف النہار پر چمک رہا تھا ایک حسین امریکن لڑکی مس کریم کنگ گاندھی جی کے آشرم میں داخل ہوئی ہندوستان آنے سے قبل وہ مغرب کی عیش پرست اور فیشن ایبل سوسائٹی میں اپنے جمال و رقص کی وجہ سے بہت مشہور تھی گاندھی نے اس کا نام نیلا ناگنی رکھا۔ آشرم میں اس کا داخلہ مہاتما کی روحانی عظمت کا اشتہار بن گیا۔ ان کے چیلوں نے شور مچا دیا کہ دیکھو گاندھی جی کی روحانیت نے ایک امریکن لڑکی کی زندگی میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے۔ نیلا ناگنی روحانی تسکین اور اطمینان قلب کے لیئے ماری ماری پھر رہی تھی۔ جو اس کو صرف

گاندھی جی کے قدموں میں آکر نصیب ہوا۔ ملک بھر میں گاندھی جی کی روحانی عظمت اور نیلا ناگنی کی نفس کشی کا پروپیگنڈا ہوتا رہا لیکن حقیقت کچھ اور تھی۔ گاندھی جی کا غلط اور نمائشی طریق اصلاح نیلا ناگنی میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کرسکا۔ آشرم کی خشک و بے کیف فضا میں اس امریکن حسینہ کی موجودگی بہت سی رنگینیوں کا باعث بن گئی۔ اور ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے رہے جن سے ناول نویسوں کو بہت کچھ مواد مل سکتا ہے۔ اس کے بعد نیلا ناگنی کا افشائے راز، آشرم کی تبدیلی۔ توبہ۔ آشرم سے بھاگنا، دہلی متھرا۔ اور کلکتہ وغیرہ میں قیام، پرمعنی خاموشی اور دیوانگی یہ تمام واقعات اخباربین حضرات کو معلوم ہیں۔ آخری اطلاع یہ ہے کہ وہ ۱۲ر فروری کی شب کو اپنے خوردسال لڑکے کے ہمراہ امریکہ روانہ ہوگئی۔ اس طرح یہ ڈرامہ ختم ہوگیا۔

غیر مسلم حضرات سے تو ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ لیکن جن بے راہ رو مسلمانوں نے نیلا ناگنی کے داخلہ آشرم پر گاندھی جی کی غیر معمولی روحانی عظمت کا اعلان کرکے ان کو پیغمبر تک کا درجہ دیدیا تھا کیا وہ اس بدنصیب لڑکی کے عبرتناک وسبق آموز انجام پر غور کریں گے؟ اگر نیلا ناگنی کا داخلہ آشرم گاندھی جی کی عظمت کا ثبوت تھا تو کوئی وجہ نہیں کہ موجودہ افسوسناک حالات میں اس کی واپسی کو مہاتما کی ناکامی نہ سمجھا جائے۔

چند سطحی اور بے حقیقت واقعات کی بنا پر سیاسی لیڈروں کو خدا کے پیغمبروں اور مجددوں کا رتبہ دیدینا کم عقلی اور حماقت ہے۔ خدا اس سے ہر ایک مسلمان کو محفوظ رکھے۔

زلزلہ ریلیف فنڈ

زلزلہ ریلیف فنڈ میں مزید رقوم مندرجہ ذیل موصول ہوئی ہیں:-

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۵ر
خان محمد نعمان صاحب (مورنڈہ)	۳۰ر
چودہری اللہ دتا صاحب	۲ر
محمد رمضان صاحب کمپونڈر و محمد رمضان صاحب گانداری	۲ر
چودہری امجد خان صاحب (لاہور)	۱ر
مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے (ناوا)	۵ر
اہلیہ 〃 〃 〃	۵ر

دیگر احباب سے بھی درخواست ہے کہ اس میں حصہ لیکر مشکور فرمائیں۔ اور رقوم دینا ہو جلد بھجوادیں۔

عزیز بخش
آنریری افسر تحصیل

کیا

آپ اتنا بھی نہیں کرسکتے کہ اپنے دوستوں میں سے صرف ایک دوست کو پیغام صلح کا خریدار بنادیں؟ اگر اتنا بھی نہیں کرسکتے تو پھر آپ ہی بتائیں کہ اور کیا کرسکتے ہیں؟ اگر تمام خریدار ازراہ ہمدردی صرف ایک ایک جدید خریدار بھی بہم پہنچا دیں تو پیغام صلح کی اشاعت دگنی ہوسکتی ہے۔ جس سے اس کی ظاہری و باطنی، صوری و معنوی خوبیوں میں اور بھی اضافہ ہوجائیگا اور ساتھ مالی مشکلات بھی کافور ہوجائیں گی۔ کیا آپ ایسا نہیں کرسکتے؟ ضرور کرسکتے ہیں

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی کا عذر گناہ بدتر از گناہ

کتاب البشریٰ کے متعلق میں نے ۲۲ر جنوری ۳۶ء کے پیغام صلح میں ایک نوٹ لکھا تھا تاکہ ناواقف لوگوں پر حقیقت حال ظاہر ہوجائے لیکن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جو بیس سال سے اوپر میرا شکریہ وصول کرتے رہے ہیں اب میری غلطیوں میں بوجہ کتاب کا مؤلف ہونے کے شریک ہونا پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ میں نے اس اعلان میں صاف لکھ دیا تھا کہ "اس لئے اس کتابت کی اغلاط کی ذمہ داری زیادہ تر علمائے قادیان کے سر پر ہے۔" گویا بحیثیت مؤلف ہونے کے میں نے اپنی ساری ذمہ داری علمائے قادیان کے سر نہیں تھوپی۔ میں نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یا کسی دوسرے قادیانی عالم سے یہ کبھی نہیں کہا کہ میں عربی علم کا فاضل ہوں۔ کہ مولوی صاحب کو میرے "علم عربی سے محض کورے" ہونے کا اشتہار دینا پڑا۔ لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ خدا جسے چاہتا ہے کچھ خدمت اسلام و سلسلہ کی توفیق دیدیتا ہے۔ اُسے قادیانی علما کے مشورے کی ضرورت نہیں۔ اس کا فضل تو اسی سے پہچانا جاتا ہے کہ علم عربی سے محض کورے سے یہ خدمت لے لی۔ ورنہ اگر قادیانی فضلا پر یہ کام چھوڑتا تو اس وقت تک یہ کام نہ ہوسکتا اور قادیانیوں کو جماعت لاہور کو گالیاں دینے کے لئے الہامات بمشکل مل سکتے۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کسی احمدی عالم کی مستقل امداد حاصل نہ کی۔ سو عرض ہے کہ اگر مولوی صاحب مجھے ذرا بھی اشارہ کردیتے تو میں انہی کی مستقل امداد حاصل کر لیتا۔ اور ان کی خدمت کردیتا سرسری شکریہ غریب عربی سے محض کورے کو کیوں دھوکے میں رکھا۔ کیوں نہ پوری توجہ سے مسودہ دیکھا یا سنا اور اس کی تصحیح کی؟ میں پسند نہیں کرتا کہ بیس سال کے گڑے مردے اکھاڑوں۔ ورنہ قاضی محمد ظہور الدین صاحب و دیگر دوستوں کے خطوط کا ریکارڈ محفوظ ہے وہ حقیقت حال پر زیادہ روشنی ڈال سکتا ہے۔ بہر حال میں اتنا بیوقوف نہ تھا اور نہ کوئی مؤلف ہوسکتا ہے کہ مولوی صاحب کو صرف ایک روز دفتر تشحیذ میں مسودہ کا کچھ حصہ سنا کر یا دکھا کر ان کی جھوٹی تعریف کردیتا۔ جسے مولوی صاحب برابر بیس سال تک خاموشی سے دیکھتے رہتے حالانکہ اسی اعلان شکریہ میں اعراب کی غلطیوں کی شکایت بھی تھی۔ جسے پڑھ کر وہ خاموش رہے۔ اگر انہوں نے اس میں مدد نہ دی تھی تو ان کا فرض تھا کہ جھوٹے شکریہ کی تردید کردیتے۔ ورنہ اور کسی قسم کی امداد وہ مجھے دے ہی نہ سکتے تھے نہ مجھے اس کی ضرورت تھی تاجرانہ رنگ میں نفع اٹھانے کا طعنہ دے کر انہوں نے خواہ مخواہ قادیانی ذہنیت کا اظہار کیا۔ میرا ایمان ہے کہ اگر اس میں مجھے کسی ذاتی مفاد کا خیال ہوتا تو میرے جیسے کم علم اور ناقابل سے یہ کام نہ ہوسکتا۔ بلکہ یہ کام قادیانی مولوی فاضل ہی کرتے۔ جس قدر کاپیاں موجود ہیں (جو نصف کے قریب ہیں) مولوی صاحب مجھ سے اصل لاگت پر لے لیں۔ اور تاجرانہ رنگ میں وہ بھی فائدہ اٹھالیں بیس سال میں ہزار کاپی میں سے نصف کا بک جانا واقعی بڑی نفع والی تجارت ہے۔

کسا

(محمد منظور الٰہی)

اسلام کا مجدد اعظم

(از مولوی عمر الدین صاحب شملوی۔ از دہلی)

یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص کسی باغ کی حفاظت کے لئے مقرر کیا جائے اس کا کام بجز اس کے کچھ نہیں ہوسکتا۔ کہ وہ اس باغ کی حفاظت کرے اس کے پودوں کو محبت سے پرورش کرے۔ ہاں اگر کوئی پودہ ایسا خراب ہو کہ وہ اصلاح کے قابل ہی نہ ہو یا دوسرے پودوں کو تباہ کرنے والا ہو تو اس پودہ کو اگر باغبان کاٹ کر جلادے تو حرج نہیں۔ ہر طبیب مریض کو اچھا کرنے کی ہر حال کوشش کرتا ہے۔ اگر کسی بیمار کا کوئی عضو ایسا خراب ہوگیا ہو کہ بجز اس کو الگ کرکے پھینک دینے کے چارہ ہی نہ ہو تو ہر طبیب خواہ وہ کیسا ہی رحیم و کریم کیوں نہ ہو۔ اس خراب شدہ عضو کو کاٹ دیگا۔

باغ اسلام کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے صالحین کو خلافت محمدیہ کا مرتبہ عطا کرے گا۔ بانئے اسلام حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیینؐ نے وعدہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تو موسیٰؑ کے بعد حفاظت سلسلہ موسوی کے لئے پے درپے انبیاء آئے مگر میں خاتم الانبیاء ہوں۔ اس لئے میرے بعد حفاظت اسلام کے لئے انبیاء بنی اسرائیل کے قائم مقام میرے خلفاء ہوں گے۔ انہی خلفاء میں سے مجددین ہیں جو ہر صدی کے سر پر فلک کی طرف سے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ اور آج تک حدیث نبوی

"ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا" (ابوداؤد)

کے مطابق ہر صدی میں حفاظت اسلام کے لئے مجدد مبعوث ہوتے رہے۔ انہی مجددوں میں سے چودہویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے الہام

"جعلناک المسیح ابن مریم"

کے ذریعہ مسیح موعود اور مہدی معہود قرار دیا۔ آپ نے حفاظت اسلام کے لئے جو کچھ کیا وہ آپ کی پاک تصانیف سے ظاہر ہے۔ اور اگر کسی کی آنکھیں تعصب کی وجہ سے بند نہیں ہیں تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ آج تمام دنیا میں فتح اسلام کا نقارہ بج رہا ہے دنیا میں بہت سی انجمنیں ہیں اور بہت سی جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ لیکن یہ کیا بات ہے کہ اسلام کی "فتح کا علم" احمدی جماعت کے ہاتھ میں ہی ہر طرف نظر آتا ہے۔ دشمن تک اس حقیقت کو محسوس کر رہے ہیں۔ اور بہت سے منصف مزاج لوگ تو اس کا صاف اعتراف بھی کرتے ہیں کیا یہ وہی بات نہیں جو اس مجدد اعظم نے اسطرح بیان کی تھی۔

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد این صد و رہنما باشد
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
لوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

چونکہ یہ کلمات خدا تعالیٰ کے مامور کے منہ سے نکلے تھے اس لئے وہ حرف بحرف پورے ہوچکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ اور قیامت تک پورے ہوتے رہیں گے۔ یہ ایک ہی امر ایسا ہے کہ جس سے حضرت مرزا صاحب کا دعوے مجددیت ثابت ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی متعصب دشمن کے نزدیک یہ شہادت کافی نہیں ہے تو وہ پھر مجدد وقت کا کہیں اور کسی مقام پر ہی نشان دکھلائے ورنہ یہ حضرت مرزا صاحب کی تکذیب نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی تردید ہے کسی نے سچ کہا ہے

سر یہ صدی کے ہے آتا مجدد　　حدیث نبی ہم کو بتلا رہی ہے

اَنزلنا الحدید

"ہم نے لوہا اتارا"

خلیفہ قادیان کی تفسیر کا نمونہ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

سوال - ۵ جنوری ۱۹۳۲ء کو خلیفہ صاحب قادیان نے جو خطبہ جمعہ پڑھا ہے اور جو اخبار "الفضل" میں شائع ہوا ہے اس میں خلیفہ صاحب موصوف بڑے جوش اور جلال سے ارشاد فرماتے ہیں کہ

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ہم نے تیرے لئے لوہا اتارا ہے - مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فرشتوں کی تلوار - اس لئے وہاں لوہے کی تلوار سے کام لیا گیا اور یہاں فرشتوں کی تلوار سے کامیابی ہوگی -"

. . . . ظاہر ہے کہ خلیفہ صاحب نے یہ انزلنا الحدید کی تفسیر کی ہے - کیا اس تفسیر سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر عیسائیوں اور آریوں کے اس اعتراض کی تائید نہیں ہوتی کہ آپ کی کامیابی کا راز لوہے کی تلوار میں مضمر تھا - یعنی تلوار کے زور سے لوگوں کو مسلمان بنایا گیا تھا - خلیفہ صاحب صاف فرما رہے ہیں کہ وہاں لوہے کی تلوار سے کام لیا گیا اور یہاں فرشتوں کی تلوار سے کامیابی ہوگی" گویا لوگوں کو دین حق میں لانے کے لئے کامیابی مسیح موعود کے وقت میں تو فرشتوں کے ذریعے سے ہوگی یعنی لوگوں کے دل حق کو قبول کرنے کی طرف مائل ہو جائیں گے - مگر محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں تلوار کے زور سے یہ کامیابی نصیب ہوئی تھی یعنی تلوار مار مار کر لوگوں کو مسلمان بنایا گیا تھا - ایک طرف ابھی یکم فروری ۱۹۳۲ء کے "الفضل" میں خلیفہ صاحب دنیا بھر کے علماء کو بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے چیلنج دے رہے ہیں - دوسری طرف انزلنا الحدید کی تفسیر کرنے میں انہی علماء کی کاسہ لیسی سے کام لیا ہے - اور ایسی مولویانہ تفسیر کر دی ہے کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت نے تلوار سے اسلام پھیلانے کے غلط الزام کی جس قدر بھی تردید کی تھی سب کو اپنی ایک تفسیر کے ذریعے مسل کر رکھ دیا - اگر یہی وہ تفسیر نویسی ہے جس کے مقابل پر تفسیر نویسی کا چیلنج دیا جا رہا ہے - تو وائے بر حال مسلماناں ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملّا
کار طفلاں تمام خواہد شد

کیا آپ انزلنا الحدید پر کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں؟

جواب - آپ شکر کریں کہ جناب خلیفہ صاحب قادیان نے انزلنا الحدید میں مولویوں کی کاسہ لیسی پر ہی قناعت کی ہے ورنہ جہاں وہ جدت طبع سے کام لیتے ہیں وہاں وہ وہ نکات عجیبہ بیان کر جاتے ہیں کہ نقل اتنا ذا حیرت ہے - بعض دفعہ تو وہ جا فقرے کہی ہیں جو پہلے ان کے درس قرآن کے نوٹ "الفضل" میں شائع ہوا کرتے تھے - اس میں جہاں انکا زور طبع رنگ دکھاتا تھا وہاں عجیب و غریب انکشافات حقیقت ہوا کرتا تھا -

ایک مثال

مثلاً مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی تفسیر کرتے ہوئے اسے حضرت مسیح موعود کے حق میں ثابت کرنے کے لئے ایک فقرہ جو نہ آیت ہے نہ حدیث ہے یونہی عوام میں ضرب المثل کے طور پر بولا جاتا ہے پیش کر کے اپنی طرف سے بڑا تیر مارا تھا - وہ ضرب المثل ہے العود احمد یعنے کسی چیز کو دوبارہ بنایا جائے تو عام طور پر وہ پہلے سے بہتر بن جاتی ہے - حالانکہ بعض دفعہ بہتر نہیں بھی بنتی - بلکہ بگڑ جاتی ہے - بہرحال یہ ایک ضرب المثل ہے لیکن میاں محمود احمد صاحب نے اسے وحی کی طرح حتمی قرار دیکر اس سے مراد احمد کا نام لے لیا - کہ چونکہ مسیح موعود آنحضرت صلعم کی آمد ثانی ہیں اس لئے آپ ہی کا نام احمد ہے - اب فرمائیے اس پر اگر تفسیر نویسی ماتم کرے تو وہ حق بجانب ہے یا نہیں - بھلا العود احمد کی ضرب المثل کا مطلب کہاں اور پیشگوئی احمد رسول کے آنے سے اسے کیا واسطہ؟ لیکن میاں صاحب کو اس سے کوئی غرض نہیں فقط زور طبع دکھانا مقصود تھا - خواہ کتنا ہی غلط محل پر ہو - یہ ضرب المثل خود ایک غلط امر ہے - کوئی چیز دوبارہ بنے تو ضروری نہیں کہ بہتر ہی بنے پھر قرآنی پیشگوئی میں ایسا قطعاً کوئی مفہوم نہیں اور کس طرح ہو سکتا ہے - کیا خدا یہ بتانا چاہتا ہے کہ پہلی دفعہ محمد رسول اللہ میں جو نقص رہ گئے تھے وہ اب دوبارہ مسیح موعود بنا کر رفع کر دیئے گئے - نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات - اس طرح تو مسیح موعود حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے افضل ٹھیر جاتے ہیں - ممکن ہے یہی درپردہ میاں صاحب کے مقصود خاطر ہو -

دوسری مثال

اسیطرح ایک دفعہ سورۃ المزمل کی تفسیر میں ان لک فی النھار سبحاً طویلاً ۵ میں میاں صاحب نے جدت طبع سے کام لیا تھا - اور اس سے یہ مفہوم لیا تھا کہ اے رسول (صلعم) تجھے دن میں تو اپنے کاموں میں انہماک رہتا ہے رات کو ہی خدا کے حضور میں کھڑے ہو جایا کرو - گویا حضور دن کو تو اپنے دنیوی کاموں میں منہمک رہا کرتے تھے رات کو بھی شاید سستی کرتے ہوں تو فرمایا رات کو ہی عبادت کے لئے کھڑے ہو جایا کرو - اس مقدس انسان محمد رسول اللہ صلعم کے متعلق میاں صاحب کا تفسیری نکتہ تھا جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدا کے لئے وقف تھا - جیسا کہ خود قرآن کریم گواہی دیتا ہے کہ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین - کہدے میری نماز میری عبادتیں میرا جینا میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے - اور جس کا قلب ایک لمحہ کے لئے بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتا تھا آپ گو دن کو بھی اگر کام ہوتا تھا تو وہ خدا کے دین کا ہی کام ہوتا تھا خدا کے نام کو بلند کرنا اور خدا کی عبادت کو لوگوں کے دلوں میں محبوب بنانا - دن رات آپ کا شغل ہوتا - تو میاں صاحب کا ایسی تفسیر کرنا جس سے آپ کی شان کا اس طرح استخفاف ہو کہاں جائز ہو سکتا ہے - لیکن یہ خلیفہ لوگ ورا الورا لوگ ہوتے ہیں - ان کے اسرار وہ خود ہی سمجھ سکتے ہیں - ہم امّی لوگ ان رموز کو کیا سمجھیں؟

ملانوں کی کاسہ لیسی

شکر ہے کہ یہ تفسیر انزلنا الحدید کی کسی جدت طبع کا نتیجہ نہیں بلکہ محض انہی علماء کی تقلید ہے جنہیں بالمقابل تفسیر نویسی کا میاں صاحب کی طرف سے چیلنج دیا جا رہا ہے - اور ان کی یہ تقلید کورانہ طور پر نہیں کی ہے - بلکہ دانستہ کی ہے - غالباً اس لئے کہ اس میں حضرت مسیح موعود کی فضیلت حضرت محمد رسول اللہ پر نکلتی ہے - ظاہر ہے کہ فرشتوں کی تلوار کا مسیح موعود کے زمانہ میں چلنا کس قدر فضیلت رکھتا ہے اس لوہے کی تلوار پر جس سے لوگوں کی گردنیں مار مار کر انہیں مسلمان بنایا جائے - انزلنا الحدید کی یہ وہی تفسیر ہے جو ایک دفعہ ایک وہابی مولوی نے سیالکوٹ میں کرتے ہوئے یہ پنجابی شعر پڑھا کہ ؎

رب اتارِیاں چار کتاباں پنجواں اتاریا ڈنڈا
بن ڈنڈے توں بھجدا ناہیں بے دیناں دا کنڈا

(یعنے رب نے چار کتابیں اتاریں اور پانچواں ڈنڈا اتارا بے ڈنڈے کے بیدینوں کی کماحقہ سرکوبی نہیں ہو سکتی -) اور پھر نعرہ لگایا کہ "یارو پھڑو اس ڈنڈے نو" یعنے ڈنڈا پکڑ کر بیدینوں کی سرکوبی کرو اور انہیں مسلمان بناؤ - اور ایک طرف تو گورنمنٹ نے اس مولوی کو کچھ عرصہ کیلئے حراست میں لے لیا - اور دوسری طرف احمدیوں نے اس بھونڈی تفسیر پر قہقہہ لگایا - لیکن آج وہی بات میاں صاحب فرما رہے ہیں - صرف فرق یہ ہے کہ وہ اس زمانہ کو لوہے کی تلوار کے بجائے فرشتوں کی تلوار سے مخصوص کرتے ہیں - البتہ محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں بے دینوں کو دین میں داخل کرنے کے لئے لوہے کی تلوار چلانے کی ضرورت کا صاف لفظوں میں اقرار کر رہے ہیں مگر اب قادیانی احمدی اس تفسیر کو سن سن کر جھوم رہے ہیں - یہ ہوتی ہے پیر پرستی! ؎

غیر بولے تو وہ مجنوں ٹھیرے
پیر بولے تو کرامت کہلائے

آیات اور انکا لفظی ترجمہ

آپ نے مجھے اس پر کچھ عرض کرنے کے لئے فرمایا ہے تو ارشاد کی تعمیل میں عرض کئے دیتا ہوں - ورنہ تفسیر نویسی کے اس نقارخانہ میں غریب طوطی کی آواز کون سنتا ہے - میں پہلے وہ آیات کریمہ نقل کئے دیتا ہوں ارشاد باری ہوتا ہے:-

لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط ج وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس ولیعلم اللہ من ینصرہ ورسلہ بالغیب ط ان اللہ قوی عزیز ۵ (الحدید)

(ترجمہ) بیشک ہم نے رسولوں کو کھلے کھلے دلائل اور نشانات کے ساتھ بھیجا - اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری - تاکہ لوگ انصاف و عدل پر قائم ہوں - اور ہم نے لوہا اتارا - اس میں سخت طاقت اور خطرہ ہے اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں - اور تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے یا واقف کر دے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی غیب میں مدد کرتا ہے - بیشک اللہ قوت والا اور کمال غلبہ والا ہے -

لوہے کی تلوار کا کہیں ذکر نہیں ہے

میں نے لفظی ترجمہ کر دیا ہے - ملاحظہ فرمایا آپ نے اللہ تعالیٰ

نے کہیں بھی رسول اللہ صلعم کو مخاطب کر کے نہیں فرمایا کہ ہم نے تیرے لئے لوہے کی تلوار اتاری ہے۔ جیسا کہ میاں محمود احمد صاحب بڑے دعوے سے فرما رہے ہیں۔ کیسا پاکیزہ ارشاد باری ہے کہ ہم نے ہمیشہ رسولوں کو کھلے کھلے دلائل اور نشانات کے ساتھ بھیجا۔ اور ان کے ساتھ کتابیں اتاریں اور میزان اتاری۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلعم کو بھی جو خدا کے رسولوں میں سے ہیں، کھلے کھلے دلائل اور نشانات کے ساتھ بھیجا ہے ....

اور آپ کے ساتھ بھی اگلے رسولوں کی طرح کتاب اور میزان نازل فرمائی ہے۔ آپ کی کتاب تو ظاہر ہے کہ قرآن ہے اور **میزان** سے مراد سنت رسولؐ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ جس کے ذریعہ احکام قرآنی کی صحیح حدود معلوم ہوتی ہیں۔ کہ کس کس حکم پر کس حد تک اور کن کن حالات میں کس طرح عملدرآمد کرنا چاہئے۔ علاوہ ازیں خود قرآن کی بھی یہی صفت ہے۔ کیونکہ خدا کی کتاب اپنے اندر وہ تعلیم رکھتی ہے جس سے حق اللہ اور حق العباد کا توازن عدل قایم ہو جاتا ہے۔ اور سچا انصاف اور امن دنیا میں قایم ہوتا ہے۔

قرآن کو لوہے سے تشبیہ کیوں دی ؟

اس کے بعد فرمایا کہ قرآن کا اترنا بھی آسمان سے لوہے کا اترنا ہے جس طرح لوہے میں ایک طرف اگر اس کا مقابلہ کیا جائے تو اس قدر قوت ہے کہ جنگوں میں وہ نہایت درجہ انتہائی قوت اور خطرے کا موجب ہے کیونکہ اسی سے تلوار۔ نیزے۔ توپیں۔ بندوقیں۔ بحری اور ہوائی جنگی جہاز۔ گولے۔ بم۔ بنتے ہیں جن سے دشمنوں کی ہلاکت رونما ہوتی ہے تو دوسری طرف لوہے سے اگر فائدہ اٹھایا جائے تو دنیا کیلئے اس سے بڑھکر مفید چیز کوئی نہیں۔ موٹر۔ ریل۔ جہاز۔ دریاؤں کے پل۔ ہزار ہا قسم کی مشینریاں جن سے بے شمار فوائد انسان کو پہنچ رہے ہیں۔ سب لوہے کے صحیح استعمال کا نتیجہ ہے۔ اگر لوہا نہ ہوتا تو آج دنیا ترقی کے موجودہ مقام پر بھی نہ ہوتی۔ یہ سب لوہے کی برکتیں ہیں۔ جو انسان کی تمام ترقیات کی بنیاد ہیں۔ پھر لوہا اگر اندر بطور خوراک کے استعمال کیا جائے تو اس سے بڑھ کر دل اور دماغ کے لئے مقوی اور خون صالح پیدا کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ غرضکہ لوہا اگر صحیح طور پر اندرونی و خارجی جس رنگ میں بھی استعمال کیا جائے تو اس سے بڑھ کر مفید چیز دنیا میں کوئی نہیں۔ گویا وہ سرتاپا "منافع للناس" ہے لیکن اس کا اگر مقابلہ کیا جائے تو دشمن کی سرکوبی کے لئے اس سے بڑھکر سخت حربہ بھی اور کوئی نہیں۔

قرآن آسمانی لوہا ہے

پس انزلنا الحدید میں **الحدید** قرآن کو ہی بطور استعارہ فرمایا ہے۔ یعنے یہ بھی ایک لوہا ہے۔ جو آسمان سے خدا نے اتارا ہے۔ اسے اگر قبول کروگے اور اپنے دلوں میں اسے داخل کر لوگے تو تمہاری روح اور قلب کو وہ قوت اور طاقت نصیب ہوگی اور تمہارے علم و معرفت کو وہ ترقی ہوگی جو اپنے اندر نظیر نہ رکھے گی۔ اور اگر دنیا میں تمدن و تہذیب، عدل و انصاف کی بنیاد ڈالنا چاہوگے تو لوہے کی طرح قرآن سے بڑھکر نہیں اور کوئی مفید تعلیم نظر نہ آئے گی۔ جس طرح لوہا دنیا کی ظاہری ترقیات و کمالات کے لئے سب سے مفید چیز اور بطور بنیاد کے ہے اسی طرح قرآن کو تمام اخلاقی و معاشرتی، تمدنی اور روحانی ترقیات کے لئے تم سب سے مفید تعلیم اور بطور بنیاد کے پاؤگے۔ لیکن اگر اس کتاب کی مخالفت کروگے تو پھر لوہے ہی کی طرح یہ کتاب اپنے اندر مقابلہ کی طاقت بھی بڑی زبردست اور خطرناک رکھتی ہے۔ اس سے ٹکرانے سے سوائے اس کے کہ انسان اپنے سر کو تڑوا لے اور اپنے آپ کو ہلاک کر لے اور کوئی فائدہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ اہم) اس کے تاثرات اور منافع غیب کے پردے میں ہیں اور اس سے غرض یہ ہے کہ مومنوں کے ایمان کی آزمائش مطلوب ہے کہ کون اس نازک وقت میں خدا و رسولؐ کے دین کی مدد کرتا ہے۔ ورنہ خدا خود بڑی قوتوں کا مالک اور سب پر غلبہ رکھنے والا ہے۔ اسے کسی کی مدد کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟ صرف لوگوں کو حصول ثواب و کمال کے لئے صدق اور ایثار دکھانے کا موقع دیا گیا ہے۔ وقت آ رہا ہے کہ خدا کی قوتوں اور غلبہ کا اظہار ہوگا۔ اور قرآن کریم کی مخالفت کرنا لوہے سے ٹکر لینے کے مترادف ثابت ہوگا۔ اور اسے صحیح طریق پر استعمال کرنے والے روحانیت کے پہلوان اور تہذیب و ترقی، عدل و انصاف کے بانی نظر آئیں گے۔

ایک لطیف استعارہ

مقام غور ہے کہ رسولوں کے ساتھ کتاب اور **میزان** کے نزول کے ذکر کے ساتھ **لوہے کے نزول** کا ذکر کیا معنی رکھتا ہے اس کے یہ معنے لینا کہ لوہے سے تلوار بنتی ہے۔ جو جنگوں میں کام آتی ہے پس اس سے لوگوں پر حملے کر کے اور ان کی گردنیں کاٹ کاٹ کر رسول مسلمان بنایا کرتے تھے بالکل غلط ہے۔ اگر لوہے کے لئے یہاں **فیہ باس شدید** فرمایا ہے تو ساتھ ہی **منافع للناس** بھی تو فرمایا ہے گویا لوہے کے خواص کے دونوں پہلو دکھائے ہیں۔ اس کی قوت اور خطرے کا بھی اظہار کیا ہے۔ اور نفع کا بھی۔ پس حق یہی ہے کہ یہاں کتاب اللہ یعنے قرآن کو ایک نہایت لطیف استعارہ کے رنگ میں **الحدید** فرمایا ہے۔ بالکل اسیطرح جسطرح اسے **المیزان** فرمایا۔ میزان کے معنے تو ترازو کے ہیں۔ استعارہ اس سے یہ ہے کہ جس طرح ترازو عدل کا نشان ہے۔ اور اس سے تول تول کر ہر ایک شخص کو اس کی چیز پوری پوری دیجاتی ہے۔ اسی طرح قرآن بھی ایک ترازو ہے جس سے خدا اور اس کے بندوں کے حقوق علیحدہ علیحدہ پورے پورے طور پر ادا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن کو **الحدید** یعنے لوہا بھی بطور استعارہ کے فرمایا کیونکہ جس طرح ایک طرف لوہا دشمنوں اور مخالفوں کے لئے ایک بڑا زبردست حربہ اور بڑی زبردست قوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اسیطرح قرآن بھی باطل کے بالمقابل بڑا زبردست حربہ اور بڑی سخت قوت اپنے اندر رکھتا ہے دوسری جگہ اسی کو اس طرح ظاہر کیا ہے۔ **بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق** کہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں جس سے اس کا مغز نکل پڑتا ہے۔ اور پھر وہ بھاگ جاتا ہے۔ پھر لوہے کی دوسری خاصیت کا ذکر کیا۔ کہ جس طرح لوہا لوگوں کی قوت جسمانی کا بہترین علاج ہے اور دنیا کی لاتعداد ضروریات کو پورا کرنے اور ترقی کے حصول کے لئے بہترین ذریعہ ہے اسی طرح قرآن کریم لوگوں کی روحانی اور اخلاقی قوت کے لئے بہترین دوا ہے۔ اور دنیا کی روحانی و اخلاقی، تمدنی و سیاسی، معاشرتی اور علمی ترقی کے لئے بہترین تعلیم اور راہوں کو پیش کرتا ہے۔ پس **الحدید** یعنے لوہا خود قرآن یا وحی الٰہی ہے۔ جو رسولوں کے ساتھ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور ان کے طفیل میں امتیوں اور خدام دین کو بھی اس سے حصہ ملتا ہے۔

خواجہ کمال الدین مرحوم کا ایک کشف

حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم جب انگلستان میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے تشریف لے گئے تو ایک وقت ان پر ایسا آیا کہ پادری زویمر اور ان کے چیلوں چانٹوں پادریوں نے ان کے خلاف بڑا فتنہ اٹھایا اور بڑے خطرناک پروپاگنڈے اور فتنہ سے خواجہ صاحب کو سابقہ پڑا۔ خواجہ صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ جب دعائیں بہت درد سے کیں تو میں نے بحالت کشف دیکھا کہ آسمان سے لوہے کے ٹکڑے اتر رہے ہیں۔ اور میرے اندر داخل ہو رہے ہیں۔ اور میری روح اور قلب میں دشمن کے مقابلہ کے لئے ایک عجیب و غریب روحانی قوت پیدا ہو رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ الہام ہوا **انزلنا الحدید فیہ باس شدید** کہ ہم نے لوہا اتارا اور اس میں بڑی مقابلہ کی قوت ہے فرماتے تھے اس کے بعد خدا نے وہ قرآن کا علم عطا فرمایا اور دل و دماغ میں دشمن کے مقابلہ کی وہ قوت بخشی کہ جو دشمن مقابلہ پر آیا منہ کی کھا کر بھاگا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ مخالفت مٹ کر ہباءً منثورا ہو گئی۔

محمد رسول اللہ صلعم ہی کو فرشتوں کی تلوار دی گئی

مجھے تعجب ہے کہ میاں صاحب محمد رسول اللہ صلعم کے لئے تو لوہے کی تلوار تجویز کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کے لئے فرشتوں کی تلوار تجویز کرتے ہیں۔ حالانکہ محمد رسول اللہ صلعم کی نصرت کے لئے ملائکہ کا نزول صاف طور پر قرآن کریم میں مذکور ہے اور جنگوں تک میں بھی ان کے نزول کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے **اذ تقول للمومنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثة الاف من الملئکة منزلین ہ بلیٰ ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسة الاف من الملئکة مسومین** (آل عمران) جبکہ تو مومنوں کو کہہ رہا تھا کہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری امداد کرے۔ بلکہ اگر تم صبر اور تقویٰ سے کام لینے والے ہوگے اور دشمن تم پر ایکدم چڑھ آئے گا۔ تو تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔ جو اپنا نشان چھوڑ جائیں گے۔ یعنے کافروں کی ہلاکت بطور نشان کے ہوگی۔

فرشتوں کے نزول کا اور فرشتوں کی تلوار کا جو محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ کے ساتھ تھی اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی جو فرشتوں کا نزول ہے وہ بھی اسی سرکار دوجہان محمد مصطفےٰ صلعم کی طفیل ہے میاں محمود احمد صاحب ناحق غلام کو آقا کے مقابل میں کھڑا کر دیتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا اپنا کچھ نہیں۔ جو کچھ ہے حضرت نبی کریمؐ کے طفیل سے ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ ہمارے کمالات آنحضرت صلعم اور صحابہؓ کے کمالات کے ظل ہیں۔ پھر ظل کو اصل کے مقابل لانا کیا آقا اور غلام میں دوئی پیدا کرنے کی کوشش نہیں ؟ لوہے کی تلوار کے مقابل میں فرشتوں کی تلوار کی تعلی کیا آنحضرت صلعم اور آپ کی جماعت پر اپنی فضیلتوں کا سکہ جمانے کی ناکام کوشش تو نہیں ہے ؟

میاں صاحب کی مخفی تفسیر

افسوس ہے میاں محمود احمد صاحب باوجود اپنی ادعائے تفسیر نویسی کے اپنی تفسیر کو پبلک میں نہیں لاتے۔ خدا جانے یہ خبر صحیح ہے یا غلط ہے کہ کوئی تفسیر انہوں نے لکھی ہے مگر وہ مریدوں میں مخفی طور پر شائع کی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ ایک خریدار دوسرے کو دکھا بھی نہیں سکتا۔ نہ معلوم ایسا کیوں کیا جا رہا ہے ؟ تجارت کا نقطۂ نظر اس میں مقصود ہے کہ کتابیں زیادہ بکیں۔ یا اس لئے کہ خلیفہ کا علم سینہ بسینہ مریدوں میں گشت لگائے اور غیروں کی آنکھ اس پر نہ پڑے ؟ آخر اس علمی خزانہ کو جس کے متعلق یہ ادعا ہے کہ اس کی نظیر اس وقت علمی دنیا پیش نہیں کر سکتی کیوں عیب کی طرح مخفی رکھا جا رہا ہے۔ یا اگر ابھی شائع نہیں ہوا تو اسے کیوں نہیں جلد پبلک کے سامنے لایا جاتا اور اسلام کو جو نفع اس سے پہنچنا متصور ہے اسی میں کوتاہی کی جا رہی ہے۔ تفسیر چھپے گی تو پبلک خود فیصلہ کر لے گی کہ وہ کونسے نادر علوم ہیں

زلزلہ کیوں آتا ہے؟

سائنس کا نقطۂ نظر

ہندوستان میں ۱۵ جنوری کو جو زلزلہ آیا۔ اور اس نے صوبۂ بہار کے اکثر اضلاع کو جس طرح تباہ و برباد کر دیا اس کی خبریں روزانہ اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ ان مصیبتوں کی داستان نہایت ہی پُر درد اور اندوہناک ہے۔ مکانات گر گئے۔ جانیں ہلاک ہو گئیں۔! آبادیاں ویران ہو گئیں۔ شہر اور قصبے کھنڈر بن گئے۔ کل جہاں پر چہل پہل اور رنگ رلیاں تھیں۔ آج وہاں لاشوں کے ڈھیر اور منہدم مکانات کا ملبہ پڑا ہے۔ کہیں کہیں زمین شق ہو گئی۔ اور اس طرح پانی نکل آیا کہ سیلاب نے تباہیوں کی تکمیل کر دی۔ اور آج صوبہ بہار کا جو حال ہے۔ اس کے بیان کے لئے قلم کی دوڑ بانیں بھی ناکافی ہیں۔

دنیا میں زلزلہ آنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس طرح کی تباہ کاریاں کرۂ زمین کے مختلف حصوں پر ہوا کرتی ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں ایک زلزلہ وسطی یورپ اور امریکہ میں آیا تھا۔ اس سے شدید نقصان ہوا تھا۔ جاپان کو زلزلے نے چند بار تباہ کیا۔ اٹالیہ میں بھی کثرت سے زلزلے آتے رہے۔ سائنس کی دنیا مدت سے اس کوشش میں ہے کہ فطرت کے اس خطرناک چیلنج کا مقابلہ کرے۔ آگ پانی سے بجھائی جا سکتی ہے سیلاب سے بھی لوگ بھاگ نکلتے ہیں۔ لیکن زلزلہ فطرت کی قہرمانیوں کا ایک ایسا زبردست حملہ ہے جس سے گریز کرنا ناممکن ہو جاتا ہے سائنس یہ تو نہیں کر سکتا کہ اس آنے والی آفت کو روک دے۔ یا اس کے راستے مسدود کر دے۔ لیکن اس نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ زلزلہ کی آمد سے قبل از وقت لوگوں کو آگاہ کر دے۔ تاکہ اس سے جو تباہیاں ہوتی ہیں ان سے لوگ بچ جائیں۔ سائنس چاہتا ہے کہ وہ فطرت کا نبض شناس بن جائے۔ زمین کی اندرونی حرارت اور برودت اور طبقات کے عمل کا مزاج پہچان لے۔ اس لئے اس نے چند آلات ایجاد کئے ہیں۔ جن سے آنے والے زلزلہ کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور یہ بتلایا جا سکتا ہے کہ زلزلہ کب آئے گا۔ اور اس کے نکلہ کا مقامی مرکز کیا ہوگا۔

سائنس نے اس کے متعلق جو دریافت کیا ہے وہ بہتر ہے کہ ایک واقعہ کی صورت میں بیان کیا جائے۔ جو ۱۹۳۰ء کے زلزلہ کے بعد ایک انگریزی رسالہ میں شائع ہوا تھا۔

تین شخص ایک کمرے کے وسط میں ایک میز کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ کمرہ سائنس کا تجربہ گاہ یعنی معمل تھا۔ میز پر سیکڑوں نقشے پھیلے ہوئے تھے۔ اور ان پر طرح طرح کے نشانات بنے تھے۔ تینوں آدمی ان کاغذات کا بغور مطالعہ کر رہے تھے اتنے میں ایک شخص اٹھا اور ایک بہت بڑے گلوب کے پاس جا کر اس نے پرکار سے اُس پر ایک نشان بنایا۔ اور کہا۔ میرا خیال ہے کہ زلزلہ ارکٹسک دوڑو سے پورب اور دکھن کی طرف پانچ کیلومیٹر کے فاصلے پر آئے گا۔

دوسرے شخص نے پوچھا کیا آپ نے اپنا تمام حساب درست کر لیا ہے۔ "ہاں" اُس نے جواب دیا۔ ہمارا خیال ہے اب کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے ٹیلیفون اٹھایا اور کہا "ہیلو سنتے ہو؟ لکھو۔ یہ زلزلہ ارکٹسک دوڑو کے پورب اور دکھن کی طرف پانچ کیلومیٹر کے دائرہ میں سائبیریا اور منچوریا کی سرحد کے قریب ۲۴ گھنٹے کے اندر محسوس ہوگا۔ لکھ لیا؟ اس کو یاد رکھو۔ تمام اخبارات میں شائع کر دو۔ اور تمام یورپین ممالک کو خبر دے دو؟

دوسری صبح کو تمام اخبارات میں مندرجہ ذیل خبر شائع ہو گئی:۔

"امید کی جاتی ہے کہ جنوبی سائبیریا میں ۲۴ گھنٹے کے اندر زلزلہ آئیگا اور اس کا مرکز ارکٹسک دوڑو سے پورب اور دکھن پانچ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہوگا۔ یہ شہر سائبیریا ریلوے پر واقع ہے۔ اور اس کی آبادی ۲۹۷۶ ہے۔ ماسکو کی ہدایت کے مطابق مقامی حکام نے شہر کو عارضی طور پر خالی کرا دینے کے ذریعے اختیار کر لئے ہیں۔ اور زلزلہ کے صدمے کے وقت بھی ہر طرح کی فوری امداد پہنچائی جائے گی۔

صرف دو ہی دن بعد سائبیریا سے زلزلہ کے متعلق تار کی خبریں آئیں اس سے شہر کے تمام مکانات گر کر زمین کے برابر ہو گئے تھے۔ لیکن ایک جان بھی ضائع نہیں ہوئی۔ کیونکہ تمام شہریوں کو ارکٹسک سے دس کیلومیٹر کے فاصلہ پر لیجا کر خیموں میں رکھ دیا گیا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ سائنس کے ماہروں نے آنے والے زلزلے کا پتہ کس طرح لگایا؟ یہ یورپ والوں کی محنت اور تحقیقات کی ایک داستان ہے۔ سالہا سال کی عرق ریزی۔ جانفشانی۔ تجربے۔ حالات کا مطالعہ آلات کی ایجاد۔ اور سائنٹفک اصولوں کی گرفت کے باعث سائنسدان زلزلہ کی آمد کا پتہ پہلے سے لگا لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں علم طبقات الارض اور سائنس دونوں کے ماہروں کو ملکر کام کرنا پڑتا ہے۔ اور اس دریافت کے لئے جو آلہ ایجاد کیا گیا ہے اُسے "سیسموگراف" کہتے ہیں۔

دنیا میں سیسموگراف کے جتنے اسٹیشن ہیں وہاں دو طرح کے آلے ضرور ہوتے ہیں۔ ایک آلہ زمین کی حرارت کا پیمانہ ہوتا ہے۔ اور دوسرے کو اسٹرکٹومیٹر کہتے ہیں۔ اول الذکر کا کام یہ ہے کہ زمین کے اندر مختلف طبقات کی مختلف گہرائیوں میں ٹمپریچر معلوم کرے۔

عام طور پر زلزلہ اس طرح آتا ہے کہ زمین کی سطح بہت سرد ہو کر سکڑنے اور دھنسنے لگتی ہے۔ اور اس کے باعث اندرونی نیچے والے طبقے پر دباؤ بہت زیادہ پڑتا ہے۔ آخر کار اس دباؤ اور کشش ثقل کا مجموعی اثر یہ ہوتا ہے کہ زمین کے طبقے ٹوٹنے لگتے ہیں۔ اور جب ایسا ہوتا ہے کہ ایک خطرناک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ جسے زلزلہ کہتے ہیں۔

آلہ اسٹرکٹومیٹر کی مدد سے سائنسداں یہ تبلائیں گے کہ زمین کے ہر طبقہ پر کتنا دباؤ پڑ رہا ہے۔ اور سال بہ سال کے جمع کردہ اعداد و شمار سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اب یہ دباؤ اس سنگین طبقہ کے لئے قابل برداشت ہے یا نہیں بعض سیسموگراف اور سیسمومیٹر اتنے سریع الحس ہوتے ہیں کہ ان سے زمین کی خفیف سے خفیف حرکت کا بھی پتہ چل جاتا ہے۔ اس لئے انہیں آلات کے رکارڈ۔ اور زمین کی بعض سطحی حالتوں کو ملا کر یہ پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ موجودہ دباؤ اور حرکت کا کیا حال ہے۔ انہیں نتیجوں کو نقشوں پر درج کر لیا جاتا ہے۔ گویا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ سائنسدان لوگ زمین کی حرکت قلب کو ہر وقت محسوس کرتے رہتے ہیں

جوالا مکھی پہاڑ اور زلزلہ کے باہمی تعلق پر بھی سائنسدانوں نے پوری توجہ دی ہے اور کافی تحقیقات کی ہے۔ جاپان کا ملک بھی آتش فشاں پہاڑوں کی سرزمین ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جس خطے میں جوالا مکھی پہاڑ ہوتے ہیں وہاں اکثر زلزلے آیا کرتے ہیں۔ اطالیہ میں پچھلے دنوں بھی مشہور کوہ آتش فشاں وسوویس دوبارہ پھٹ پڑا تھا۔ تو وہاں کی تاریخ دوہرائی گئی تھی۔ یہی وسوویس جب پھٹا تھا تو دنیا کے دو بہترین اور خوبصورت شہر ہرکولینم اور پمپائی تباہ ہو گئے تھے۔ لیکن سائنسدانوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا ہے کہ جوالا مکھی پہاڑ اور زلزلہ سے کوئی براہِ راست تعلق ہے۔ اگر آتش فشاں خطوں میں زلزلے بکثرت آتے ہیں تو اس کا سبب یہی ہے کہ وہاں زمین کے اندر کی حرارت اور برودت تیزی سے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اور سطح زمین کا دباؤ کوئی مستقل صورت نہیں اختیار کر سکتا۔ یہاں تک تسلیم کر لیا ہے کہ آتش فشاں خطوں میں جب کوئی شدید زلزلہ آتا ہے تو جوالا مکھی پہاڑ جلد پھٹ جاتا ہے۔

زلزلوں کے ایک ماہر پروفیسر کا بیان ہے کہ ہر سال دنیا کے مختلف حصوں میں کم از کم تین ہزار زلزلے آتے ہیں۔ یہ بھی قدرت کا ایک چیلنج ہے جس کا سائنس کوئی جواب نہیں دے سکا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ خطرناک اور تباہ کن کوئی آلہ فطرت کے پاس نہیں ہے۔

(ماخوذ)

عالمِ اسلام

—— افغانستان کی بعض اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ ملک کے اہم مراکز عنقریب ریلوے کے ذریعہ ایک دوسرے سے ملحق کردیئے جائیں گے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہرات کابل ریلوے کا ٹھیکہ ایک جرمن کمپنی کو دیا گیا ہے۔

—— اس خبر کی قابل وثوق ذرائع سے تصدیق ہوئی ہے کہ حکومت یمن اور حکومت نجد و حجاز کے درمیان جنگ کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اور سلطان ابن سعود اور امام یحییٰ کے درمیان بے تار برقی کے ذریعے ایک معاہدہ ہوگیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے سرحدوں کے تعین اور بیس سال کے عہد نامہ مودت پر دستخط کرنیکا فیصلہ کرلیا ہے۔

—— تازہ ترکی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ انگورہ میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ شاہ ایران ماہ مارچ میں انگورہ تشریف لائیں گے یہ سفر سرکاری ہوگا۔ انگورہ میں ان کے استقبال کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔ عوام اس خبر سے بہت مسرور ہیں۔

—— بغداد ۱۲-فروری۔ شاہ غازی تاجدار عراق کی ہمشیر شہزادی رفیعہ کا انتقال ہوگیا۔

—— دہلی ۱۱-فروری۔ کل خفیہ پولیس نے ایک مکان پر چھاپہ مارکر ایک شخص کو جعلی سکے بناتے ہوئے گرفتار کرلیا ہے۔ اس کے پاس سے دو ہزار افغانی و مصری جعلی سکے برآمد ہوئے۔ معلوم ہوا ہے کہ غیر ملکی جعلی سکے بنانے کی یہ فیکٹری دہلی میں عرصہ سے قائم تھی جہاں پر ایسے سکے تیار کئے جاتے تھے۔ مصر و افغانستان کی حکومتیں ایک عرصہ سے اس مسئلہ پر غور و خوض کررہی تھیں۔ کہ ان کے ہاں جعلی سکے کہاں سے آتے ہیں۔ انہوں نے اپنی خفیہ پولیس کے چند ارکان کو اس غرض سے ہندوستان بھیجا کہ یہاں کی پولیس کی مدد سے اس سلسلے میں کچھ حالات معلوم کریں۔ کل پولیس نے جس جعلی سکوں کی فیکٹری کی تلاشی لی ہے اس میں ہر دو ممالک کے جعلی سکے بنانے کا مکمل سٹ بھی برآمد ہوا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ یونان کے پایۂ تخت ایتھنز میں ترکی نمائندوں نے عہد نامہ بلقان پر دستخط کردیئے۔ اس معاہدہ میں پانچ سال کے لئے سرحدوں کا تحفظ کیا گیا ہے۔

—— حال ہی میں حکومت ترکی نے اپنا ایک وفد روما روانہ کیا ہے جس کا مطمح نظر یہ ہے کہ اٹلی اور ترکی کے درمیان اقتصادی تعلقات کی نوعیت کو بہتر بنایا جائے۔

—— اسلامبول میں اصلاح اخلاق کے لئے جو سرگرمیاں جاری ہیں ان کے ماتحت تمباکو کے خلاف بھی عام جہاد شروع ہوگیا ہے۔ حال ہی میں ایک یونیورسٹی کے ہزار ہا طلبہ کے مجمع میں سگریٹ اور تمباکو نوشی کی مذمت کے عنوان پر تقریریں کی گئیں جس سے متاثر ہوکر بے شمار طلبہ نے اپنے اپنے سگار پھینکدیئے۔ اور تمباکو نوشی کے ترک کرنے کا عہد کرلیا ہے۔

—— جاپانی تاجروں کا جو وفد گذشتہ دنوں افغانستان اور جاپان کے درمیان تجارت کے امکانات دیکھنے کیلئے کابل گیا تھا وہ قندھار کے رستہ واپس گیا ہے۔ اور افغانستان کے محکمہ تعلیم کی منظوری سے وفد کے ایک ممبر نے فارسی زبان کی تحصیل کے لئے اپنا ایک صاحب علم نوجوان چھوڑ آیا ہے۔ جب وہ تعلیم ختم کرلیگا تو حکومت جاپان اس کی خدمات دونوں ملکوں کے درمیان تجارت کو فروغ دینے کے لئے حاصل کرے گی۔

—— حال ہی میں حکومت افغانستان نے مقام خوست میں ایک نیا حربیہ مدرسہ کھولا ہے ۔۔۔ علاقہ سے بہت قریب ہے۔

خبریں

—— نئی دہلی ۱۲-فروری۔ الہ آباد ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس جے ڈی ینگ بار ایٹ لا کو پنجاب ہائی کورٹ کا جدید چیف جج مقرر کیا گیا ہے۔ آپ سر شادی لال کے سبکدوش ہونے پر چارج لے لیں گے۔

—— سر پی۔ مترر کن ایگزیکٹو کونسل بنگال کے انتقال کی وجہ سے سر اے۔ کے غزنوی گورنر بنگال کی ایگزیکٹو کونسل کے سینیئر ممبر ہوگئے ہیں۔ افواہ ہے کہ سر جان اینڈرسن گورنر بنگال عنقریب چار ماہ کی رخصت پر جانے والے ہیں۔ ان کی غیر حاضری میں سر اے۔ کے غزنوی بنگال کے قائم مقام گورنر ہوں گے۔

—— کلکتہ ۱۳-فروری۔ گاندھی جی کی مشہور چیلی مس کریم گک نیلا ناگنی کل رات اپنے خوردسال بچے کے ہمراہ امریکہ روانہ ہوگئی۔ جہاز کے کپتان سے اس نے گاندھی جی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے گاندھی جی کے خلاف کوئی شکایت نہیں۔ اگرچہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ انہوں نے میرے متعلق نہایت مکروہ بلکہ ناقابل برداشت الفاظ استعمال کئے۔

—— حکومت کشمیر کا تشدد بدستور جاری ہے مسلمانوں پر شدید مظالم ہو رہے ہیں۔

—— پنڈت جواہر لال نہرو ۱۲-فروری کو الہ آباد میں گرفتار کرکے کلکتہ لے جائے گئے وہاں آپ کے خلاف مقدمہ چلایا جائیگا۔

—— پشاور ۱۳-فروری۔ غلام ربانی خاں صاحب عنقریب سرحدی کونسل میں پنچایت بل پیش کریں گے۔ گورنر جنرل سے منظوری حاصل کرلی گئی ہے۔

—— پنجاب کونسل کے ضمنی انتخاب کا نتیجہ برآمد ہوگیا۔ مولانا مظہر علی مظہر وکیل کامیاب ہوئے۔

—— گاندھی جی نے سابرمتی آشرم کا زر لگان ادا کرنیکی اجازت دیدی ہے۔

—— سری نگر کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ پولیس اور پنڈت ملازمین ریاست نے موجودہ فضا سے فائدہ اٹھاکر رشوت سے اپنے ہاتھ رنگنے شروع کردیئے ہیں۔ ڈوگرہ ملٹری مسلم دکانداروں اور شرفا کو ڈرا دھمکا کر ان سے روپیہ وصول کررہی ہے۔

—— رائٹر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت برطانیہ نے واضح طور پر فرانسیسی حکومت کو مطلع کردیا ہے کہ اگر امتیازی محصولات منسوخ نہ کئے گئے تو حکومت برطانیہ بھی جوابی محصولات عائد کردے گی۔

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۵ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۱

آنحضرت صلعم
کا بے سروسامانی کے باوجود کامیاب ہونا

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اسیطرح ہزارہا ایسے اور بھی واقعات ہیں کہ جن سے آنحضرت صلعم کا موید بتائید آلہی ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر بے زور بیکس امی یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ میں کہ جسمیں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کردی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بیکسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھا دیا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرادیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی؟ کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زر میں غالب آجانا بغیر تائید آلہی کے بھی ہوا کرتا ہے؟ خیال کرنا چاہئے کہ جب آنحضرت صلعم نے پہلے پہل مکہ کے لوگوں میں منادی کی کہ میں نبی ہوں اس وقت ان کے ہمراہ کون تھا اور کس بادشاہ کا خزانہ انکے قبضہ میں آگیا تھا کہ جس پر اعتماد کر کے ساری دنیا سے مقابلہ کرنیکی ٹھیر گئی یا کونسی فوج اکٹھا کرلی تھی کہ جس پر بھروسہ کرکے تمام بادشاہوں کے حملوں سے امن ہوگیا تھا ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اس وقت آنحضرت بیکس اور اکیلے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجور مبلغ اسلام)

قادر نے قدرتوں کا تماشا دکھا دیا
مرزا کو جو مثیل مسیحا بنا دیا

یارا نہیں کسی کو یہاں قیل وقال کا
چاہا خدا نے جسکو اسے مرتبہ دیا

صادق تھے اپنے دعویٔ مہدی میں بھی حضور
خالق نے مہر و ماہ کو شاہد بنا دیا

جسنے کیا حضور سے آکر مباہلہ،
تیرِ قضا کا اس کو نشانہ بنا دیا!

بزدل ہے وہ جو جنگ سے تو کر گیا گریز
اور بعد میں حضور کے غوغا مچا دیا

نانک جو ایک گزرا ہے مرد خدا پرست
لوگوں نے ہندوؤں میں تھا اس کو ملا دیا

چولا بڑی تلاش سے اس کا نکال کر
بابا کے دین پاک کا نقشہ دکھا دیا

مرکر موئے تھے حضرت عیسیٰ زمیں میں دفن
یاروں نے آسمان پہ ان کو چڑھا دیا

جاؤ خود اپنی آنکھ سے کشمیر دیکھ لو
حضرت نے خان یار میں مدفن دکھا دیا

اڑتا تھا وہ بلندیوں پہ مکر و زور کی،
دجالِ نامراد کو نیچا دکھا دیا

کوئی نہیں جو اس کے دلائل کو توڑ دے
دینِ خدا کا دہر میں سکہ جما دیا

تشنہ لبانِ آبِ ہدایت کے واسطے
دنیا میں علمِ دین کا دریا بہا دیا

ملا کے ظلم و جور سے احمد کے نور پر
چھایا تھا ظلمتوں کا جو بادل اڑا دیا

دینِ محمدی کی اشاعت کے واسطے
ہے عاشقانِ دین کا لشکر بنا دیا

سارے جہاں میں بجلیاں بن کر چمک گئے
نامِ خدا کا ہر جگہ پرچم اڑا دیا

آیا مقابلہ میں کبھی جب کوئی حریف
احمد کے پہلوان نے اس کو گرا دیا

جن کے دلوں میں عشقِ محمدؐ کی آگ تھی
اس سلسلہ میں ان کو خدا نے ملا دیا

مہجور مجھ کو میرے جماعت کے فیض نے
جامِ شرابِ عشقِ محمدؐ پلا دیا!

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

میرا ارادہ ہے و باللہ التوفیق کہ پیغام صلح میں ہفتہ وار یا ہو سکے تو ہفتہ میں دو دفعہ کچھ نہ کچھ مضمون اس عنوان کے ماتحت لکھتا رہوں اور اس طرح ان احباب سے جو اخبار پڑھتے ہیں ملاقات کا سلسلہ قایم رہ سکے۔ میں نے ایک نئی پابندی کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ اس لئے کہ بہت دفعہ مضمون لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر کثرت کاروبار میں ایک دفعہ موقعہ ہاتھ سے نکلا تو آہستہ آہستہ وہ بات ہی ذہن سے نکل جاتی ہے۔ پابندی میں گو بعض دفعہ تکلف بھی کرنا پڑے گا لیکن آہستہ آہستہ یہ بات عادت میں داخل ہو جائیگی اس سلسلہ میں بعض وقت شاید مربوط مضامین بھی آجائیں لیکن اغلباً متفرق اور وقتی خیالات ہی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس پابندی کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کل یعمل علیٰ شاکلتہ میں فطرت انسانی کا صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے۔ لغت میں ہے کہ شاکلۃ انسان کی وہ خصلت ہے جو اسے قید کئے ہوئے ہے۔ یعنی ایک خاص دائرے سے باہر نکلنے نہیں دیتی۔ یہ وہی چیز ہے جسے انسان کی ذہنیت کہا جاتا ہے آج عام طور پر مسلمانوں کی ذہنیت کیا نظر آتی ہے؟ چھوٹے چھوٹے باہمی جھگڑوں میں جن سے نہ دنیا بنتی ہے نہ دین بنتا ہے۔ اچھے رہنما اسلام پر خطرناک سے خطرناک حملہ ہو مسلمان تباہ اور برباد ہو رہے ہوں۔ تو حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن ادنےٰ سے ادنےٰ مسئلہ پر جہاں دو مولویوں کا جھگڑا ہو۔ ایسا تموج پیدا ہوتا ہے۔ جسے سرکاری پولیس اور عدالتوں کے سوا کوئی روک نہیں سکتا۔ ابھی وزیر خان کی مسجد میں یہ نظارہ اہل لاہور نے دیکھا کہ کس طرح دو حنفی گروہوں میں ایک ننھے جھگڑے نے لاہور کے مسلمانوں میں ایک ہیجان عظیم پیدا کر دیا۔ کئی ہزار روپیہ ان لوگوں کی جیبوں سے نکل گیا جو خدا کا نام دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک پیسہ نہیں دیتے۔

جس طرح ایک انسان کو اس کی ذہنیت ایک خاص دائرے سے باہر نکلنے نہیں دیتی اسی طرح قوموں اور جماعتوں کی بھی ایک ذہنیت بن جاتی ہے۔ اور ان کا کام بھی ایک خاص دائرے کے اندر محدود ہو جاتا ہے۔ مجدد وقت کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے اپنے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کی ذہنیت کو بدل دیا۔ اور انہیں تمام چھوٹے چھوٹے اختلافات اور چھوٹے چھوٹے فروعی جھگڑوں سے اٹھا کر اس عظیم الشان میدان مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔ جہاں اسلام اور دوسرے مذاہب کا مقابلہ ہو رہا ہے اور جہاں ضرورت تھی کہ آج ہر مسلمان کھڑا ہوتا مگر بدقسمتی سے مسلمانوں کی ذہنیت اس میدان کی طرف آنے کی انہیں اجازت نہیں دیتی۔

آج اسلام اور قرآن کی دنیا میں کس قدر مانگ ہے خود یورپ سے آج یہ آواز آ رہی ہے کہ "اسلام کے سامنے نسل انسانی کی خدمت کا ایک بڑا بھاری کام ہے۔۔۔۔۔ اس کے اندر وہ عظیم الشان روایت ہے جو قوموں میں باہمی سمجھوتہ اور تعاون پیدا کر سکتی ہے نسل انسانی کے مختلف اور متعدد قوموں کے اندر اتحاد پیدا کرنے میں جو کامیابی اسلام کو حاصل ہوئی ہے اس کی نظیر کسی دوسری قوم میں نہیں پائی جاتی ایسا اتحاد جو مرتبہ کے لحاظ سے۔ موقعہ دینے کے لحاظ سے جدوجہد کے لحاظ سے نسل انسانی میں مساوات پیدا کر دے۔۔۔۔۔۔

ہاں اسلام میں اب بھی یہ طاقت ہے کہ وہ قومیت اور روایات کے ایسے پراگندہ اجزا کو جو باہم ملنے کے قابل نظر نہیں آتے اکٹھا کر دے۔ اگر مشرق اور مغرب کی عظیم الشان قوموں کا مقابلہ کبھی تعاون میں تبدیل ہو سکتا ہے تو یہ صرف اسلام کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔

ان الفاظ سے ایک مشہور مصنف ایچ۔ اے۔ آر۔ گب۔ اپنی کتاب "وہٹ اسلام" کو ختم کرتا ہوا مسلمانوں کو یہ دعوت دیتا ہے کہ وہ تعلیم اسلام کو یورپ کے سامنے لائیں اور یورپ کی مشکلات کی عقدہ کشائی کریں۔ اس سے ذرا پہلے وہ لکھتا ہے۔ کہ اپنی علمی و اخلاقی زندگی کی تکمیل کے لئے یورپ ان طاقتوں اور استعدادوں کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو اسلامی سوسائٹی میں پائی جاتی ہیں۔ اور پھر لکھتا ہے کہ "مغربی تہذیب کے اس توازن کو بحال کرنے کے لئے جو اس کی یکطرفہ (یعنے صرف مادی) ترقی کی وجہ سے دور ہو گیا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم اسلامی سوسائٹی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔"

مگر کیا ہمارے مسلمان بھائیوں کو یورپ کی اس پکار کی طرف کوئی توجہ ہے؟ کیا وہ یورپ کے پھیلائے ہوئے ہاتھوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں گے؟ نہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کو کپڑوں کی طرح کھانے کو تیار ہیں۔ انہیں اشاعت اسلام کرنے والے گروہ کو کافر بنانے سے ابھی فرصت نہیں۔ کہ وہ خود اشاعت اسلام کی طرف توجہ کریں۔ اور ان کی بدقسمتی سے یہ گروہ کچھ ایسا سخت جان واقع ہوا ہے کہ پورے سینتالیس سال آج ان کی متفقہ کوشش پر گزر گئے کہ کسی طرح یہ گروہ کافر بن جائے مگر وہ کافر نہیں بنا۔ حتیٰ کہ آج سید حبیب صاحب کی طرف بہت بڑے بڑے آدمیوں کی نظریں اٹھیں کہ جس میدان کو ہمارے علماء فتح نہیں کر سکے۔ اسے سیاست کا یہ پہلوان ضرور مارے گا مگر سید صاحب کی کوشش بھی سوائے اس کے کچھ نہ کر سکی کہ علماء کی ناکامیوں پر مہر لگا کر آپ بھی اسی گڑھے میں دفن ہو جائے۔

ان لوگوں پر تو کیا تعجب ہے۔ جس قوم کو مجدد وقت نے اشاعت اسلام کے کام کے لئے تیار کیا تھا اس کے بڑے حصہ کی آج یہ حالت ہے کہ وہ بھی اسی رو میں بہنا شروع ہو گیا ہے جہاں مسلمان بہہ رہے تھے۔ ان کے جمعہ کے خطبے ان کے لیکچراروں کے لیکچر ان کے اخبار سب ایک چھوٹی سی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ان کے کونسے گناہ کے لئے؟

کیا اس لئے کہ انہوں نے یورپ میں تین تبلیغی مشن قایم کر دیئے ہیں؟ یا کیا اس لئے کہ انہوں نے یورپ کی تین زبانوں میں قرآن شریف کے ترجمے کر دیئے ہیں۔ یا کیا اس لئے کہ انہوں نے عیسائیت کے عین مرکز میں ایک عظیم الشان مسجد کھڑی کر کے اللہ اکبر کی آواز بلند کر دی ہے؟ یا کیا اس لئے کہ انہوں نے ہزارہا کی تعداد میں انگریزی ترجمۃ القرآن اور انگریزی سیرت نبوی اور انگریزی تعلیم اسلامی کی کتابیں یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں مفت پہنچا دی ہیں؟ یا کیا اس لئے کہ وہ مجدد وقت کو مجدد کے مرتبہ سے بڑھا کر نبی نہیں بناتے اور کلمہ گوؤں کو کافر نہیں سمجھتے۔

کیا ہمارے لئے ان کا پہلا فتویٰ ہی کافی نہ تھا جس کے رو سے ہم فاسق اور مرتد تھے؟ یا کیا پھر خلیفہ صاحب قادیان کا وہ خطبہ کافی نہ تھا جس کے رو سے ہم سنڈاس کے سڑے ہوئے چھلکے، دنیا پر چلتی پھرتی جہنم کی آگ۔ دنیا کی تمام قوموں سے بدتر۔ اور مفسد ترین فرقہ قرار دیئے گئے تھے؟ میں ان کی خدمت میں بادب عرض کرتا ہوں کہ اگر اس جلسہ سالانہ پر وہ ہمیں "یزیدی الاصل" قرار دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یا حضرت صاحب کے الہام "لاہور میں ایک بے شرم" کا مصداق ٹھہرانے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو پہلی باتوں پر کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ لیکن اگر اٹھارہ سال سے ان کے پہلے فتوؤں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا تو یہ نئے فتوے بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ بھی سید حبیب کی کتاب کے ساتھ دفن ہو جائیں گے۔

جس طرح ہماری اس چھوٹی سی جماعت کی پوری توجہ اشاعت اسلام پر لگی ہوئی ہے۔ اگر اسی طرح ہمارے قادیانی دوست بھی سیاسیات اور بدگوئی کی شاخوں کو پرورش دینے کے بجائے صرف اشاعت اسلام پر لگ جائیں تو کیا جس کثرت پر انہیں فخر ہے اس سے وہ کوئی مفید کام نہیں لے سکتے؟ وہ ہم سے دس گنا سے زیادہ ہیں تو کیوں ایسا نہ ہوا کہ ہم نے یورپ کی تین زبانوں میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا تو وہ تیس کر دیتے۔ کیوں ایسا نہ ہوا کہ ہم نے تین مشن یورپ میں قایم کئے تھے تو وہ تیس کر دیتے۔ کیوں ایسا نہ ہوا کہ ہم نے ہزاروں کی تعداد میں قرآن شریف اور سیرت یورپ میں پہنچائی تھی تو وہ لاکھوں کی تعداد میں پہنچا دیتے؟ کیوں ایسا نہ ہوا کہ ہم نے ایک مسجد بنائی تھی تو وہ دس مسجدیں بنا دیتے؟ بے شک غور کر لیں ان کا قدم صحیح رستہ پر نہیں ورنہ اشاعت اسلام کا کام آج جس قدر ہوا ہے اس سے دہ چند ہوتا۔

ہم خدا اور اس کے رسول کے نام کو دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ اور ہمارے دوست ہمیں یزیدی بناتے ہیں۔ بے شرم بناتے ہیں ایسا ہی ہے جیسا خدا کے مسیح نے قرآن کو دنیا میں پھیلانے کی بنیاد رکھی اور لوگوں نے اسے مسیلمہ اور اسود کا خطاب دیا۔ کذاب اور دجال ٹھیرایا۔ ان لوگوں نے پچاس سال زور لگا کر دیکھ لیا۔ یہ کامیاب نہ ہوئے۔ آج اٹھارہ سال سے ہمارے قادیانی بھائی بھی ہمیں گرانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ لیکن خدا کے فضل نے ہم چند متفرق دانوں کو اکٹھا کر کے ایک عظیم الشان کام ہم سے لیا۔ ہمارے مسلمان اور قادیانی بھائی اگر ہمیں برا ہی کہنا چاہتے ہیں تو کہتے رہیں۔ میں اگلے ہفتہ بتاؤں گا کہ

دنیا کیا کہتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ٢٢	یوم دوشنبہ مورخہ ٥ ذیقعدہ ١٣٥٢ھ	نمبر ١١

امتحانات دینیات

جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ١٩ جنوری کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ قوتِ عمل پیدا کرنے کے لئے علم کا حصول اور اس میں ترقی ازبس ضروری ہے۔ دراصل جماعتِ احمدیہ ایک علمی جماعت ہے۔ دلائل و براہین کے ذریعے خدمت و اشاعتِ اسلام ہماری زندگی کا مقصد وحید ہے۔ اور ہم اس وقت تک اپنے اس مقصد میں کماحقہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ ہمارا ایک ایک فرد دینی علوم کے حصول کے لئے کمر ہمت نہ باندھے احباب جماعت کا ہر وقت مبلغین کا منتظر و محتاج رہنا دراصل ایک کمزوری ہے جس کو دور کرنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم اور سلسلہ کی اور بعض دوسری دینی و تاریخی کتب کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ قرآن کریم تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ حضرت مسیح موعود کی کتب میں اس قدر علم موجود ہے کہ ہم اس کے ذریعے اسلام کی صحیح و پاکیزہ صورت دکھلانے کے علاوہ تمام مذاہب کا نہایت کامیابی سے مقابلہ کر سکتے ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان سلسلہ کی کتب کا مطالعہ ہمارے علم میں بیش بہا اضافہ کر سکتا ہے۔ ہمارے اکثر احباب قرآن کریم اور مذکورہ بالا دینی کتب کو کم و بیش پڑھتے رہتے ہیں۔ لیکن اس کام میں زیادہ توجہ، وسعت اور باقاعدگی کی ضرورت ہے۔

یہ انسانی فطرت کا ایک خاصہ ہے کہ جب تک اس کے سامنے کوئی مقصد نہ ہو اس میں جد و جہد اور سرگرمی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر طلبہ کے سامنے امتحانوں اور مقابلوں کے مرحلے نہ ہوں تو ان کی تعلیمی ترقی کی رفتار بہت دھیمی پڑ جائے۔ بلکہ اکثر کی بالکل رک جائے۔ امتحان اور مقابلہ ایک ایسا "مقصد" ہے جو طلبہ میں ایک خاص احساس پیدا کر کے ان کو محنت اور جد و جہد پر آمادہ کر دیتا ہے۔ انہی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن نے امتحانات دینیات کا اہتمام کیا ہے ہمیں یقین ہے کہ اس کے ذریعے جماعت میں دینی علوم کا شوق نمایاں طور پر ترقی کرے گا۔

امتحانات کا اہتمام ایک سب کمیٹی کے سپرد ہے جو ذی علم تجربہ کار اور بیدار مغز اصحاب پر مشتمل ہے۔ جناب مولانا عزیز بخش صاحب قبلہ اس کے سیکرٹری ہیں۔ اس کمیٹی نے کافی غور و خوض کے بعد حال ہی میں امتحانات کا جدید مکمل کورس تجویز کیا ہے۔ جو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ کے بعد "پیغام صلح" کی ہشتم فروری کی اشاعت کے صفحہ اول پر شائع ہو چکا ہے۔ طے کیا گیا ہے کہ آیندہ ہر سال امتحان ایک مرتبہ ماہ اکتوبر کے آخری یا ماہ نومبر کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہوا کرے۔ جس کے پانچ درجے ہوں گے۔ ہر شخص جس درجے کا چاہے امتحان دے۔ مگر اس کی اطلاع امتحان سے کم از کم دو ماہ قبل سیکرٹری صاحب کو دے دینی لازمی ہے۔ ہر درجہ کا نصاب چار مضامین یعنی قرآن کریم۔ سیرت و تاریخ۔ مسائل دینیات و حدیث اور کتب سلسلہ پر مشتمل ہوگا تفصیلی معلومات پیغام صلح کی محولہ بالا اشاعت سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

ہمارے خیال میں انجمن نے یہ ایک نہایت مفید قدم اٹھایا ہے اور وہ بزرگ جو اس اہتمام پر اپنا قیمتی وقت صرف کر رہے ہیں تمام جماعت کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں یقین ہے کہ احباب جماعت ان امتحانات میں کثیر تعداد میں شریک ہو کر فائدہ اٹھائیں گے۔ نوجوانوں اور سکولوں اور کالجوں کے طلبہ کے لئے یہ ایک زرین موقع ہے جسے انہیں اپنے ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ بہتر ہوگا کہ وقت کو ضائع کئے بغیر ابھی سے تیاری شروع کر دی جائے۔ جو دوست امسال کے لئے آمادہ ہوں وہ اپنے ارادے سے مولوی عزیز بخش صاحب سیکرٹری سب کمیٹی امتحانات دینیات دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کو اطلاع دے دیں۔ دریافت طلب امور کے متعلق بھی انہی سے خط و کتابت کی جائے۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن

یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ ہمارے نوجوانوں کی انجمن ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن نے جس کی رفتار عمل گذشتہ موسم سرما میں بہت سست بلکہ بالکل مفقود ہو گئی تھی از سر نو اپنی زندگی و بیداری کا نہایت خوشگوار ثبوت دینا شروع کیا ہے۔ اب اس کے ہفتہ وار اجلاس باقاعدگی سے منعقد ہوتے ہیں۔ جن میں نوجوان مفید مذہبی و علمی مضمونوں پر تقریریں کرتے ہیں۔ گذشتہ ماہ اس کے اجلاسوں میں ایک سے زائد ایسی اچھی اور پر از معلومات تقریریں ہوئیں جو بلند پایہ علمی اداروں کے لئے بھی باعثِ فخر سمجھی جا سکتی ہیں۔ قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ متعدد شہروں میں ایسوسی ایشن مذکور کی شاخیں موجود ہیں۔ شاخ وزیر آباد کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ اس کے اراکین نہایت جوش اور خلوص سے کام کر رہے ہیں۔ باقاعدہ پندرہ روزہ اجلاس منعقد ہوتے ہیں جن میں مختلف موضوعات پر تقریریں کی جاتی ہیں۔ کتب خانہ کے قیام کے لئے بھی جد و جہد ہو رہی ہے۔ اگر دوسرے شہروں کی شاخیں بھی ہمیں اپنی کارگذاری کے متعلق اختصار سے اطلاع دے دیا کریں تو شکریہ کے ساتھ درج اخبار کی جائیں گی۔

آخر پر ہم یہ کہہ دینے کی بھی اجازت چاہتے ہیں کہ ایسوسی ایشن کے موجودہ مشاغل زندگی و بیداری کا نہایت خوشگوار ثبوت تو ضرور ہے لیکن اس جد و جہد کے زمانہ میں کوئی جماعت جس کا اندوختہ عمل جلسے اور تقریریں ہی ہوں حقیقی معنوں میں کامیاب نہیں کہی جا سکتی ہے لہذا ایسوسی ایشن کو اپنی موجودہ سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ میدان عمل میں آگے بڑھنے کی سعی بھی مسلسل جاری رکھنی چاہیئے۔ تنظیم جماعت، مختلف شہروں میں کتب خانوں کا قیام، کالجوں اور سکولوں میں احمدیت کی تبلیغ، مغربی مشنوں کے لئے مبلغین کی تیاری ایسے کام ہیں جن کی طرف انہیں سنجیدگی سے توجہ کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کی اس ہونہار انجمن کو نظر بد سے بچائے اور جوش و اخلاص کے ساتھ صحیح عمل کی توفیق دے۔

آریہ سماج کی ناکامی

آریہ سماج کی زبردست ناکامی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اس کے اکثر بڑے بڑے لیڈر اپنی عمر کے آخری ایام میں اس سے مایوس اور علیحدہ ہو گئے۔ سوامی دیانند کے متعدد رفقاء نے اس سے قطع تعلق کر لیا۔ لالہ لاجپت رائے جی آنجہانی آریہ سماجی لیڈروں میں بہت بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپ نے پنجاب میں آریہ سماج کو ترقی دینے اور برہمو سماج کی ترقی کو روکنے کے لئے نمایاں کام کیا لیکن اپنی عمر کے آخری ایام میں آریہ سماج اور ویدک دھرم سے ان کا یقین بالکل اٹھ گیا تھا۔ مرنے سے کئی سال قبل انہوں نے واضح الفاظ میں اعلان کر دیا تھا کہ وید الہامی کتاب نہیں۔ آجکل آریہ سماجی پریس میں ان کے ایک خط کا بہت چرچا ہو رہا ہے۔ جو انہوں نے انتقال سے چار ماہ قبل ١٢ جولائی ١٩٢٨ء کو سیٹھ گھنشام داس کو لکھا تھا۔ اس میں انہوں نے اپنے آپ کو زندگی سے بیزار بتلاتے ہوئے خدا کے وجود۔ دھرم کی ضرورت اور تناسخ کے عقیدے اور بعض دوسرے مسلمہ آریہ سماجی عقائد سے صاف انکار کیا ہے۔ علاوہ ازیں اپنے پرانے رفقاء کار سے بھی بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ جس سے آریہ سماجیوں کی اندرونی حالت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ عرصہ تک یہ خط صیغۂ راز میں رہا۔ لیکن حال ہی میں اس کو سرونٹس آف دی پیپل سوسائٹی کے اخبار "پیپل" نے شائع کر دیا۔ جس پر آریہ سماجی اخبارات بہت ناراض ہو رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اس خط کے علاوہ لالہ جی کی ایسی بہت سی تحریریں ہوں گی۔ جو ابھی تک پریس میں نہیں آسکیں۔ آریہ سماجی لیڈروں کا اپنی عمر کے آخری ایام میں اس طرح مایوسی اور بیچارگی کی حالت میں آریہ سماج سے علیحدہ ہونا اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ آریہ سماج میں کوئی روحانیت نہیں اور وہ ایک مذہبی اور روحانی فرقہ کی حیثیت سے بالکل ناکام رہا ہے۔ ایک طرف وہ اپنے مسلمہ عقیدوں اور اصولوں کو ترک کر رہا ہے۔ اور دوسری طرف اس کے لیڈر اس سے قطع تعلق کر رہے ہیں۔ کیا معاصر آریہ گزٹ بتلائے گا کہ یہ آریہ سماج کی ناکامی اور موت ہے یا نہیں؟ جب ہم یہی بات کہتے ہیں تو پھر ہمارا معاصر آپے سے باہر کیوں ہو جاتا ہے؟

آریہ سماج کے پاس کوئی دلیل نہیں

آج کل آریہ سماجی حلقوں میں پنڈت وشو بندھو جی کے خلاف سخت غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ آریہ سماجی اخبارات انہیں گالیاں دے رہے ہیں۔ ان کے بائیکاٹ کا اعلان ہو چکا ہے پنڈت جی کا جرم صرف اس قدر ہے کہ انہوں نے دلائل کے ساتھ دعوے کیا تھا کہ:-

"سوامی دیانند نے ویدوں کے ترجمہ میں غلطیاں کی ہیں اور کوئی ودوان (عالم) ان کے معنوں کو صحیح تسلیم نہیں کرسکتا۔ ویدوں کے متعلق سوامی دیانند جی کی یہ تھیوری کہ وید الہامی ہیں اور سرشٹی اپتن ہوتے ہی (یعنی پیدائش عالم کے ساتھ ہی) چار رشیوں پر نازل ہوئے قطعی بے بنیاد اور فرضی ہے۔"

یہ ایک ایسی بات تھی جسے آریہ سماج صحیح تسلیم کرلیتا یا مدلل طور پر اس کی تردید کرکے پنڈت وشو بندھو جی اور ان کے رفقا کو قائل کرتا لیکن یہ معقول اور شریفانہ طرز عمل اختیار کرنے کے بجائے آریوں نے کیا کیا؟ پہلے تو پنڈت جی کی منت سماجت ہوتی رہی کہ یہ اعلان صداقت نہ کیجئے۔ آریہ سماج کا بیڑا غرق ہو جائے گا۔ چنانچہ اخبار آریہ ویر نے اس راز کا انکشاف کیا ہے کہ آریہ سماجی لیڈروں نے ہاتھ جوڑ کر، ان کے پاؤں چوم کر اور آہ و زاری کرکے ان کو خاموش کرنا چاہا۔ چنانچہ اس کے بیان کے مطابق مہاتما ہنسراج جی نے بھی بھری سبھا میں پنڈت جی کو کہا:۔

"میری آواز میں اگر کوئی اثر ہے تو میں ان کے پاؤں پر ہاتھ رکھتا ہوں کہ وہ اس مشکل سے آریہ سماج کو بچائیں۔ ایک بار پھر میں بڑے نمر بھاؤ سے نویدن کرتا ہوں کہ میں ان کے پاؤں چومتا ہوں وہ اس اپیل کو مان لیں اور سب لوگ ان کے احسان مند ہونگے"

اس منت سماجت کے وقت مہاتما جی اور دوسرے ناظرین کی جو کیفیت تھی اس کا نقشہ آریہ ویر نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچا ہے:۔

"مہاتما جب یہ کہہ رہے تھے تو ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ مہاتما جی خود بھی اس وقت آنسو ضبط نہ کرسکے۔ شری سوامی سرودانند جی بھی پاس ہی بیٹھے تھے انہوں نے پنڈت وشو بندھو جی سے کہا کہ اب موقعہ ہے اور تا دکھلاؤ اور جھگڑا ختم کرو۔ لیکن پنڈت وشو بندھو خاموش رہے"

پنڈت وشو بندھو جی کے دل خیالات پر پہلے منت سماجت اور آہ و زاری۔ اور بعد میں آریہ ویر کے بیان کے مطابق دھمکیاں وغیرہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماجیوں کے پاس پنڈت جی کی تردید کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵)

تراجم و تفاسیر کے حوالے لکھکر ان کی تصحیح یا تغلیط کرنی ہوگی اور اپنے صحت ترجمہ کا معیار صحیح من عند اللہ پیش کرنا ہوگا۔ ترجمہ ثانی اثنین کے لئے جو الفاظ نبی کریم ارشاد فرمائیں وہ حلفاً باللہ شائع فرمائے جائیں۔

(۳) تیسرا اس آیت سورہ کہف سے الہامی ترجمہ لکھنا ہوگا
وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کهفهم ذات الیمین واذا غربت تقرضهم ذات الشمال ۔۔۔ تا مرشدا۔ ترجمہ کرنا ہوگا۔

(۴) سورہ انبیاء سے ان آیات کا ترجمہ الہاماً لکھنا ہوگا۔
وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر وکنا فاعلین۔ وعلمناه صنعة لبوس لکم ۔۔۔ فهل انتم شاکرون ٭ ولسلیمان الریح عاصفة تجری بامره الی الارض التی بارکنا فیها وکنا بکل شیء عالمین

اس جگہ بارکنا فیها و بارکنا حوله سے مراد کیا ہے؟ بارکنا حوله پارہ ۱۵ میں ہے۔

(۵) سورۂ نمل سے ان آیات کا اردو عام فہم ترجمہ الہامی لکھنا ہے
وورث سلیمان داؤد وقال یا ایها الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء ان هذا لهو الفضل المبین ٭ وحشر لسلیمان جنوده من الجن والانس والطیر فهم یوزعون۔
کیا اس سورہ میں کوئی پیشگوئی ہے؟ اگر ہے تو وہ کن آیات میں مذکور ہے۔

(۶) اس سورۃ میں نملہ اور هدهد سے کیا مراد ہے۔ الہاماً لکھنا ہوگا۔

(۷) سورہ سبا سے آیات ذیل کا الہامی ترجمہ لکھنا ہوگا۔
ولسلیمان الریح غدوها شهر ورواحها شهر واسلنا له عین القطر ومن الجن من یعمل بین یدیه باذن ربه ومن یزغ منهم عن امرنا نذقه من عذاب السعیر ۔۔۔ تا اعملوا آل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور۔ ترجمہ لکھنا ہے۔

(۸) کیا اس سورۃ میں کوئی پیش گوئی ہے اگر ہے تو وہ کن آیات میں مذکور ہے۔ الہامی ترجمہ لکھیں۔

(۹) سورہ ص سے ان آیات کا ترجمہ الہاماً لکھنا ہے
اصبر علی ما یقولون واذکر عبدنا داؤد ذا الاید انه اواب ٭ انا سخرنا الجبال معه یسبحن بالعشی والاشراق ٭ والطیر محشورة کل له اواب وشددنا ملکه وآتیناه الحکمة وفصل الخطاب

(۱۰) ووهبنا لداؤد سلیمان نعم العبد انه اواب اذ عرض علیه بالعشی الصافنات الجیاد ٭ فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب ٭ ردوها علیّ فطفق مسحا بالسوق والاعناق ٭ ان آیات آخر الذکر کے ترجمہ میں کم از کم دس تفاسیر و تراجم کے حوالے لکھکر ان کے تراجم میں جو اختلافات ہیں ان کی تطبیق یا تردید الہاماً کرنی ہوگی۔

(۱۱) کیا اس سورت میں کوئی پیشگوئی ہے۔ اگر ہے تو وہ کن آیات میں مذکور ہے۔

(۱۲) الہاماً وحلفاً باللہ لکھنا ہوگا کہ مسیح موعود کے بعد جن کے تحت جماعت احمدیہ ہوگی ان کیلئے خدا تعالے کے نزدیک کیا القاب تجویز ہوئے ہیں۔ کیا خلیفۃ المسیح کہلانا عند اللہ جائز ہے۔

(۱۳) کیا قادیان کو مدینۃ المسیح لکھنا عند اللہ جائز ہے؟ الہاماً لکھنا ہوگا۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے قادیان کا لقب کیا فرمایا ہے وہ آیات مع ترجمہ لکھی جائیں۔

میں اس رب العالمین کی قسم کھا کر بار بار کہتا ہوں جسنے مجھے پیدا کیا اور جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے یہ باتیں خدا تعالیٰ کے متواتر امر سے اصلاح کے لئے لکھی ہیں اس نے مجھے ان لفظوں میں بار ہا خطاب فرمایا ہے۔
(۱) جماعت جو کچھ کرتی ہے وہ سب غلطیوں کے ارتکاب ہیں۔
(۲) اصلاح کرو۔ صحیح کرو۔ مغالطہ نکل جائے۔
(۳) دنیا چل گئی ہے راہ۔ مدینہ ان کو تو دکھا۔
درحقیقت! میں خدا تعالے کے اتنے اوامر سنکر خاموش رہوں گا تو میری نجات کس طرح ہوگی۔ ما ارید الا وجه اللہ۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— ۱۷ر فروری کو مسلم ہائی سکول لاہور کا سالانہ معائنہ ہوا انسپکٹر صاحبان اسکول کے کام سے بہت خوش ہوئے۔ اور نہایت اچھی رائے ظاہر کی۔

—— سکول میں اعلیٰ تعلیم کے علاوہ بہت سے کھیلوں بالخصوص باکسنگ کا بھی بہت اچھا انتظام ہے۔ ہر سال کافی تعداد میں طلبہ مقابلوں میں بھیجے جاتے ہیں۔ جو متعدد انعامات حاصل کرتے ہیں ۱۷ر فروری کو آل انڈیا باکسنگ ٹورنمنٹ برٹ انسٹیوٹ لاہور میں منعقد ہوا جس میں اس سکول کے طلبہ نے نہایت اچھا کام کیا۔ اور دس انعامات حاصل کئے۔

—— پیغام صلح:۔ مبارک باد

—— چودہری فضل داد صاحب محصل انجمن شیخوپورہ۔ لائلپور جھنگ۔ ضلع منٹگمری۔ ملتان۔ علی پور۔ مظفرگڑھ وغیرہ کے دورے پر برائے فراہمی چندہ تشریف لیجا رہے ہیں۔ احباب ان کی ہر ممکن امداد فرمائیں۔

—— جناب غلام نبی صاحب خلف الرشید مستری غلام رسول صاحب اور سیر جمیبہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"میرے والد بزرگوار نے اپنی رہائش کے لئے ایک نیا مکان تعمیر کرلیا ہے۔ پرانا مکان خاکسار کو دیدیا ہے۔ گو وہ مکان اتنا وسیع تو نہیں تاہم میں نے ایک کمرہ جماعت کے کاموں کے لئے وقف کر دیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے جس نے مجھ ناچیز کو خدمت جماعت کا یہ موقع دیا۔"

پیغام صلح:۔ ہم اپنے قابل عزت بھائی کو مبارکباد دیتے ہیں۔ ان کی مثال تمام احمدیوں کے لئے قابل تقلید ہے۔

—— جناب حبیب الرحمن صاحب کلکتہ سے اپنے خط مورخہ ۱۴ر فروری میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۱ر فروری کی شام کو جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی انجنیر (خلف الرشید جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ) نے اپنی کوٹھی واقعہ نیو تھیٹر روڈ کلکتہ میں متعدد احمدی و غیر از جماعت احباب کو دعوت طعام دی۔ تقریباً رات کے نو بجے تک سلسلہ احمدیہ اور اس کے کام کے متعلق تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل جو ۸ر فروری کے "لائٹ" میں شائع ہوئی ہے۔ اور اسپین فنڈ کا ذکر بھی ہوتا رہا۔ آئندہ اتوار کو جناب آدم حاجی داؤد کے کارخانہ کے منیجر جناب عبد الکریم اور جناب فیروز عالم خاں صاحب انجنیر نے کلکتہ کے تمام احمدی احباب کو بلور میں کھانے پر مدعو کیا ہے۔ بلور کلکتہ سے ۷ میل کے فاصلہ پر ہے اس قسم کی تقریبوں سے تبلیغ احمدیت کا خوب موقع ملتا ہے۔

—— جناب بیگم ممتاز احمد صاحب فاروقی ممتاز کے زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے کلکتہ میں مسلم خواتین کی ایک ریلیف کمیٹی قائم کی ہے جسکے ذریعہ اس وقت تک مبلغ ۳۵۰ روپے کی رقم اور کثیر تعداد میں پارچات جمع ہوکر علاقہ متاثرہ میں ارسال ہو چکے ہیں۔ ابھی تک فراہمی سرمایہ کا کام شروع ہے (پیغام صلح:۔ جزاک اللہ)

—— جناب محمد الجلیل صاحب مدرس جمال گڑھی اور اخویم نظیر الاسلام صاحب علیگڑھ معہ ایک عزیز دوست کے امتحانات میں شریک ہو رہے ہیں۔ احباب انکی کامیابی کیلئے دعا کریں۔

خلیفہ قادیان کو تفسیر نویسی کا چیلنج!

جناب میاں صاحب اور ایک قادیانی بزرگ کا دلچسپ مقابلہ

قادیانی خلیفہ کے ایک مرید مولوی محمد فضل صاحب چنگوی نے ذیل کے خط میں اپنے پیر کو تفسیر قرآنی لکھنے کے لئے چیلنج دیا ہے جسے ہم بلاکم وکاست درج کر کے مولوی صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ ان کے پیر صاحب ہمیشہ سے اسی قسم کی بے تکی باتیں کرنے کے عادی ہیں۔ تفسیر نویسی کا مدت سے غوغا برپا ہے۔ لوگوں کو چیلنج بھی دیئے جاتے ہیں پچھلے دنوں سنا تھا کوئی خفیہ تفسیر بھی نکلی ہے۔ جسے خریداروں کے لئے دوسروں کو دکھا نا ممنوع قرار دیا گیا ہے ہماری جماعت کے مقابل کئی دفعہ ایسی بے تکی قرآن دانی کے دعوے کئے اور انگریزی و اردو تفاسیر کے شائع کرنے کے لئے علما کی مجالس قائم کیں لیکن گزشتہ بیس سال میں خدا نے ان کو کوئی اپنا ترجمہ یا تفسیر شائع کرنے کی توفیق نہیں دی۔ اگر ان کا کوئی ترجمہ یا تفسیر شائع ہو جاتی تو دنیا آسانی سے ان کی قرآن دانی کا فیصلہ کر لیتی۔ بہرحال مولوی صاحب تسلی رکھیں۔ ان کا پیر ایسا کچا نہیں کہ تفسیر نویسی کے لئے میدان میں نکلے۔ قرآن دانی کے دعوے ان کی ہوائی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ جو سالانہ جلسہ کی محفل گرم کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔

آج مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء کا اخبار الفضل پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ہمارے صاحبزادہ صاحب امیر جماعت قادیان قرآن دانی و ہمہ دانی کے دعوے میں یوماً فیوماً ترقی پذیر ہو رہے ہیں۔ حالانکہ قادیان سے ان کی موجودگی میں اور ان کے لکھے ہوئے ترجمۃ القرآن اب تک غلط شائع ہوئے ہیں۔ میں نے ان کو کئی بار بار بتایا اور سمجھایا مگر انہوں نے پروا نہ کی۔ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے متواتر تین بار امر ہوا ہے کہ میں ان کو اپنے بالمقابل ترجمۃ القرآن کے لئے مدعو کروں۔ وہ خدا کی مخلوق کو اس طریق سے سراسر بے راہ لے جا رہے ہیں۔ جو کچھ ہونا ہے مجھے خدا تعالیٰ نے بخوبی بتا دیا ہے۔ بہت بڑا تغیر و تبدل ہونیوالا ہے۔ لوگ سیدھی راہ پر آجائیں گے۔ براہ عنایت میرا مکتوب مکشوف جو صاحبزادہ صاحب میرزا بشیر الدین کے نام ہے وہ پیغام صلح میں درج فرمادیں۔ ان کا مزاج انشاء اللہ اس طریق سے اپنی جگہ پر آجائے گا۔ اور میری کا زہر اترنا شروع ہو جائیگا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ مجھے ان کے مقابلہ کے لئے امر نہ فرماتا۔ جو خلیفہ ہوتا ہے اس کا کام اصلاح ہوتا ہے وہ الٹا بگاڑتے جاتے ہیں۔

مجھے خدا تعالیٰ نے بار بار خبر دی ہے کہ یہ عاجز ساری دنیا کے لئے کافی و دانی ہے۔ صاحبزادہ صاحب کے بعد ان کے زیادہ شور علماء کو خدا کی طرف سے مدعو کرنے کا امر آیا ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر و ترجمہ بذریعہ الہام تیز فوارہ کی طرح اترنا شروع ہے میں نے ساری تفاسیر و تراجم کو بخوبی دیکھا ہے۔ صرف چند ایک کے نام خدا تعالیٰ نے مجھے بتائے ہیں۔ کہ میں ان کو نظر ثانی کر دوں۔

آپ لوگوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے مجھے ان لفظوں میں ارشاد فرمایا ہے۔ لا یرتد احد منھم۔ میں نے ان کو بار بار کہا کہ مسیح کے صحابہ کے حق میں ایسا کہنا جائز نہیں۔ غلط فہمی سے کوئی مرتد نہیں ہو جاتا۔ اس طرح ان کی بے شمار غلط فہمیاں بتائی گئی ہیں مگر میں نے دیکھا کہ اس طرح بغیر میدان میں نکلنے کے کوئی نہیں سنتا۔ اسی لئے خدا نے مجھے یہ امر فرمایا ہے نبوت کے متعلق آپ لوگوں کا اجمالی قول بالکل درست ہے کیونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے کہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں لا نبی بعدی صحیح ہے۔ پھر فرمایا محمدؐ کے سوا اور کوئی نبی نہیں خلافت کے متعلق بھی آپ لوگوں کا اجمالی قول درست ہے۔

مسیح موعود علیہ السلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا ہیں بمنزلہ ابوبکر صدیقؓ پہلا خلیفہ ہے۔ باقی جو بھی ہو اس کو امیر کہلانا چاہیئے۔ ہاں جب کہ خدا خلیفہ کہے وہ خلیفہ کہلا سکتا ہے ورنہ نہیں مسیح موعود اور میرے الہامات میں جہاں نبی و رسول کا لفظ ہے۔ وہ از روئے لغت کے ہے۔ وہ شرعی اصطلاح نہیں ہے۔ یہی ظلی نبوت و رسالت ہے جو برائے نام ہے یہ ظل تین سو سال کا دورہ ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ خلیفۃ المسیح کہلانا سراسر گناہ ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ قادیان کو مدینۃ المسیح لکھنا ناجائز ہے۔ ہاں بعض ایسے امور ہیں کہ جن سے میں ترجمۃ القرآن الہامی کے تدارس میں آگاہ کیا گیا ہوں وہ لوگوں کو امتحان میں ڈالنے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا ترجمۃ القرآن صاحبزادہ کے مقابلہ میں پیغام صلح میں ہفتہ وار ایک مہینہ کے اندر شائع ہو کر فیصلہ ہو جائے اور وہ الفضل میں شائع کریں تاکہ دنیا کو حق و ناحق کا پتہ لگ جائے۔ اور میرا ترجمہ ''پیغام صلح'' میں شائع ہو۔ اگر انہوں نے منظور کیا تو آپ مجھے اطلاع فرمائیں تاکہ میں قسط وار ترجمہ لکھکر آپ کو بھیجتا جاؤں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے کہ غلط فہمیاں مٹ کر ہر دو جماعتیں ایک ہو جائیں گی۔ یہی وجہ ہوگی کہ مجھے خدا نے قادیانی جماعت کے ساتھ اب تک رکھا ہے۔ ورنہ میں خدا تعالیٰ کے الہام کے بغیر کسی کا مقلد نہیں ہوں۔ جو احادیث نبویہؐ وکلام مسیح قرآن کے مطابق ہو اس پر میرا عملدرآمد ہوتا ہے۔ یا کہ قادیانی جماعت میں مجھے رکھنے میں خدا کی یہ مصلحت ہوگی کہ ان میں اغلاط بہت ہیں بہرحال ان کی اصلاح کے لئے ان کے سر پر کوئی ہونا چاہئے۔

مکتوب مکشوف بخدمت حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یکم فروری ۱۹۳۶ء کے اخبار الفضل میں صفحہ ۶ کالم ۳ پر آپ نے علمائے کرام کو اپنے بالمقابل قرآن کریم کی تفسیر نویسی کے لئے مدعو فرمایا ہے اور یہ الفاظ بھی ارشاد فرمائے ہیں کہ ''علما آئیں اور میرے مقابل پر تفسیر لکھیں''۔ پھر فرمایا ہے ''میں جانتا ہوں خدا کے فضل سے کسی کے اندر اتنی طاقت نہیں''۔ یہ آپ کے لفظ ہیں۔ اے عزیز! یہ آپ کا دعویٰ ہے۔ قرآن خدا کی کتاب ہے لہٰذا اس کی کتاب کا ہمہ داں ہونے کے لئے خدا کی طرف سے سند اور اس کی مہر ہونی چاہیئے۔ بغیر سند من عند اللہ کے یہ دعوےٰ ایک قسم کی تعلی ہے۔ جو قابل سماعت و قبولیت نہیں۔ یہ سراسر تحکم و یکطرفہ ڈگری ہے۔ اے عزیز میں حلفاً باللہ کہتا ہوں کہ، آپ کا یہ دعویٰ خدا تعالیٰ کو پسند نہیں آیا بلکہ سخت ناگوار گزرا ہے جبکہ آپ مامور من اللہ نہیں ہیں تو یہ الفاظ استعمال کرنے آپ کو زیبا نہیں تھے۔

اگر مجھے خدا تعالیٰ تین بار آپ کو اپنے بالمقابل اس میدان قرآن کریم میں نکلنے کے لئے امر نہ فرماتا تو میں ہرگز یہ سطور شائع نہ کرتا۔ ما انا الا کالمیت فی ید الغسال۔ ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
شاید کہ دریں گرد سوارے باشد

مجھے خدا تعالیٰ کا یہ امر ہے کہ ما کان لفضلٍ ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ (ترجمہ) فضل کو مناسب نہیں ہے کہ وہ کوئی نشان خدا تعالیٰ کے اذن کے بغیر دکھائے و لائے۔ میں نے بارہا عرض کی ہے کہ میری باتیں سنو اور مجھے سناؤ مگر پروا نہیں کی بالآخر خدا نے مجھے یہ حکم فرمایا۔ مجھے خدا تعالیٰ کا امر ہے کہ قرآن کریم کی آیات ذیل کا الہامی ترجمہ مع تشریح لکھنے کے لئے آپکو اپنے بالمقابل رکھکر مدعو کروں۔ ان آیات کا ترجمہ بشرائط مندرجہ رسالہ ۵ جو صفحہ ۳ و ۴ پر ہیں لکھنا ہوگا۔ میں خود بھی ان شرائط کے اندر رہ کر آپ کے بالمقابل ترجمۃ القرآن انشاء اللہ لکھونگا۔ کم از کم ایک مہینہ کے اندر ان آیات کا الہامی ترجمہ حلفاً ہر دو فریقین شائع کر دیں۔ کوئی فریق کسی آیت کا ترجمہ بموجب قاعدہ کلیہ آئندہ کے جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اس سے باہر ہو کر نہ لکھنے کا پابند ہوگا۔ ع

خود بخود فہمیدن قرآں گمان باطل است

جن آیات کا ترجمہ لکھنا ہوگا وہ حلفاً بیان کرنا ہوگا۔ کہ جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے تعلیم فرمایا ہے۔ اگر میری ہدایات پر چلو تو مقابلہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر اونچا ہی رہنا ہے تو مقابلہ ضروری ہے۔

(۱) سب سے پہلے میرے فریق ثانی کو الہاماً حلفاً باللہ لکھنا ہوگا کہ میرے رسالہ نمبر ۵ میں صفحہ ۶ سے لیکر صفحہ ۱۰ کے آخر تک جو ترجمہ شائع ہو چکا ہے آیا وہ صحیح ہے یا غلط؟ اس بارہ میں جو لفظ الہامی وارد ہوں حلفاً یہ شائع کرنے ہونگے۔ کہ فضل کا ترجمہ رد اور افترا علی اللہ ہے۔ یا کہ صحیح ہے

(۲) دوسری آیت سورۂ توبہ کے رکوع ۶ پارہ ۱۰ سے ہے۔ الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروہا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ و کلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیز حکیم۔ اس کا ترجمہ بیان کرنے میں ان امور کی پابندی ضروری ہوگی۔ کہ غار ثور کا واقعہ حضرت نبی کریمؐ سے پوچھ کر حلفاً باللہ لکھنا ہوگا۔ کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعہ غار ثور اور ثانی اثنین کی تشریح خود فرمائیں اور کم از کم دس

(باقی بر صفحہ ۴)

انڈین میڈیکل کونسل کا انتخاب

حکومت ہند سے مداخلت کی درخواست

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

انڈین میڈیکل کونسل کے انتخاب کے مسئلہ پر اس سے قبل میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ اس مضمون کے لکھنے کے بعد میں نے آنریبل وزیر تعلیمات۔ کرنل ہارپر۔ اور حکومت کے بہت سے دیگر افسروں سے تبادلہ خیالات کیا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ایک امیدوار کو دستبرداری کا جو مشورہ حکومت نے دیا۔ اس کی تہ میں کیا بات مضمر ہے۔ تمام صورت حالات کی پورے طور پر چھان بین کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کثرت کی خیر خواہی کسی امیدوار کی امداد کے لئے حرکت میں نہیں آئی۔ بلکہ یونیورسٹی کی طرف سے ایک سرکاری افسر کا انتخاب ہو جانے پر حکومت کو یہ فکر لاحق ہوئی۔ کہ موجودہ انتخاب میں بھی ایک سرکاری افسر کو نامزد کر دے تو آزاد پیشہ ڈاکٹروں کی نمائندگی کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ اس لئے حکومت نے یہی پسند کیا۔ کہ جو سرکاری افسر انتخاب کے لئے بطور امیدوار کھڑا تھا اسے دستبرداری کا مشورہ دیدیا۔ مجھے امید ہے کہ حکومت اپنے طریق عمل پر جو اس انتخاب کے متعلق تمام صوبہ بھر کے ڈاکٹروں کے مفاد پر اثر ڈالنے والا ہے جائز اور دیانتدارانہ نکتہ چینی کو لبیک کہے گی۔

اس طرز عمل کا نتیجہ

اگرچہ حکومت نے جو کچھ کیا ہے نیک نیتی سے کیا ہے لیکن تمام انتخاب پر اس کا بہت ہی مضر اثر پڑا ہے۔ آخری نامزدگیوں سے چند ہفتہ پیشتر امیدواروں کے ایک خاص طبقہ میں یہ کوشش ہوتی رہی کہ ایک امیدوار کے حق میں فیصلہ کر لیا جائے۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ابتداء قریب نصف امیدوار تھے۔ اور ڈاکٹر وشوا ناتھ (ایک سرکاری افسر) کے میجر امیر چند کے حق میں برضا و رغبت خود دست بردار ہو جانے پر پانچ امیدوار باقی رہ گئے۔ اس سے مقابلہ میں بہتر توازن پیدا ہو گیا۔ لیکن حکومت کے اشارہ سے میجر امیر چند کے دست بردار ہو جانے پر تمام انتخاب میں گڑبڑ پڑ گئی۔ اور زیادہ طاقت ایک امیدوار کے حصہ میں چلی گئی ہے۔ ابتداء میں امیدواروں اور انتخاب کنندوں میں گہری دلچسپی پائی جاتی تھی۔ لیکن حکومت کی مداخلت کے بعد تمام فضا بدل گئی ہے آزاد پیشہ لوگ جن کے مفاد کے لئے حکومت نے بظاہر یہ طریق عمل اختیار کیا ہے۔ ان میں لازماً طبقہ بھی بددل ہو چکا ہے اور اب اس شخص کے سے جو واقعات کی رفتار کو دیکھتا رہتا ہے۔ انتخاب کا نتیجہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس سے فی الحال تمام الیکشن ایک ڈھونگ بن کر رہ جاتا ہے۔

کیا حکومت حق بجانب ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکومت اپنے ایک ملازم کو دستبرداری کا مشورہ دینے میں حق بجانب تھی؟ اس کے جواب میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ حکومت ایک سرکاری افسر کو جس طریق سے مناسب سمجھے مشورہ دینے کا حق رکھتی ہے۔ لیکن مصیبت صرف یہ ہے کہ اسے ایسے وقت میں دست برداری کے لئے کہا گیا جبکہ نامزدگیوں کی تاریخ گذر چکی تھی۔ اور آزاد پیشہ پریکٹیشنروں کی طرف سے جن کے بل بوتے پر وہ کھڑے تھے کسی دوسرے کو نامزد نہیں کیا جا سکتا۔ تاکہ خود پرائیویٹ پریکٹیشنروں کے مابین صحیح طور پر مقابلہ ہو سکتا۔

اس مصیبت کا علاج

اب سوال یہ ہے کہ اس مصیبت کا کیا علاج کیا جائے؟ کیا کسی قانونی عدالت میں انتخاب کی درخواست موجودہ الیکشن کو منسوخ کر سکتی ہے تاکہ نیا انتخاب ہو سکے؟ لیکن کھلے طور پر جو بات نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اصطلاحی طور پر ایک امیدوار نامزدگیوں کا اعلان ہو جانے کے بعد ایک خاص تاریخ تک دست بردار ہو سکتا ہے۔ لیکن اس موجودہ حالت میں اگر امیدوار اپنی خوشی سے دست بردار ہوا ہو تو کوئی اعتراض نہ تھا۔ یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ اگر میجر چند اپنی مرضی سے دست بردار ہوتے تو کم از کم اپنے انتخاب کنندوں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتے۔ وہ وقت پر انہیں اطلاع دیتے۔ تاکہ ان کی جگہ کسی کو نامزد کیا جا سکتا۔ وہ انہیں یقیناً ایسی مایوسی کی حالت میں نہ چھوڑ دیتے۔ اس لئے اب اس کا علاج گورنمنٹ آف انڈیا کے پاس ہے کہ وہ تمام الیکشن کو منسوخ کر کے نئے سرے سے شروع کرے۔ تاکہ ہر شخص مقابلہ کر سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجاب گورنمنٹ کے مدنظر یہی تھا کہ کوئی پرائیویٹ پریکٹیشنر منتخب ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ فی الحقیقت ایسا اختیار رکھتے تھے؟ پرائیویٹ پریکٹیشنروں کے اس وفد کے ذریعہ سے جو آنریبل وزیر تعلیمات کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یہ امر واضح کیا جا چکا ہے کہ آزاد پریکٹیشنروں کی تعداد تمام انتخاب کنندگان میں سے ۷۵ فیصدی ہے۔ وہ اس طریق سے حکومت کی حفاظت کے محتاج ہونے کے بجائے اپنے فوائد کی خود حفاظت کر سکتے تھے۔

نامزدگیوں کا معاملہ

انڈین میڈیکل کونسل ایکٹ اس ایکٹ سے مختلف نہیں جو صوبائی کونسل سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں آزاد پریکٹیشنروں اور ملازمت پیشہ اصحاب نے ہمیشہ باہم مقابلہ کیا ہے۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ بعض اوقات آزاد پریکٹیشنر منتخب ہو گئے ہیں۔ اور بعض دفعہ ملازمت پیشہ اصحاب کو کامیابی ہوئی۔ اگر کوئی عدم مساوات کی صورت پیدا ہو جائے تو اسے نامزدگیوں کے ذریعہ رفع کر دیا جاتا ہے جس کا منشا کبھی یہ نہیں ہوتا کہ الیکٹورل رول میں کسی خاص جماعت ہی کو نامزد کیا جائے۔ الیکٹورل رول میں جو گروپ بنائے گئے ہیں۔ ان میں یونیورسٹی کی اور دوسری قابلیت مدنظر رکھی گئی ہیں۔ اس بات کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ کہ آیا ممبر ملازمت میں ہے یا نہیں۔ پس پنجاب میڈیکل کونسل کے گذشتہ ۱۷ سالہ ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اس کونسل کے ممبر کے متعلق یہ ایک بے حقیقت امر ہے کہ آیا وہ منتخب ہوا تھا۔ یا حکومت نے اسے نامزد کیا تھا۔ کونسل میں داخل ہو کر منتخب شدہ اور نامزد شدہ ممبروں کے تمام امتیازات نابود ہو جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ بحیثیت مجموعی اپنے فن کی بہتری کے لئے مل جل کر کام کرتے رہے ہیں۔ اور ایکٹ کو حکومت اور اپنے پیشہ وروں کے لئے بہترین مقصد میں استعمال کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ذاتی طور پر میرے دل میں کرنل رین ہولڈ آئی۔ ایم۔ ایس۔ انسپکٹر جنرل سول ہسپتالات کی بہت بڑی عزت ہے۔ لیکن تمام صورت حالات کو وسیع نظروں سے دیکھتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک انتظامی قابلیت رکھنے والے افسر کے بجائے خواہ وہ تعلیمی قابلیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو محض کسی قابلیت رکھنے والے شخص کو حکومت کی کرسی پر بٹھانا حکومت کے فوائد کے لئے زیادہ مناسب تھا۔ علاوہ ازیں میڈیکل کالجوں اور سکولوں کے پرنسپل ان اداروں میں کم و بیش جمے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں۔ اور اس نے وہ ایک ایسی کونسل میں جو زیادہ تر ملک کی میڈیکل تعلیم کی خاطر بنائی گئی ہے۔ تمام تعلیمی کمیٹیوں کے بنانے کے لئے سب سے زیادہ موزونیت رکھتے ہیں میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے انتظامی افسر ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی چار سال سے زیادہ مدت تک اپنے عہدہ پر بحال نہیں رہ سکتا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس سے بھی پہلے ان کا تبادلہ ہو جائے۔ یا انہیں سبکدوش ہونا پڑے۔ ہاں ڈائرکٹر جنرل آئی۔ ایم۔ ایس۔ کی پوزیشن اس سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ وہ عموماً اپنے عہدہ پر متعدد سالوں تک متمکن رہتا ہے۔

حکومت کا فرض

موجودہ حالات میں جبکہ تمام مصیبت ایکٹ کی دفعات کے اس غلط ترجمہ سے پیدا ہوئی ہے کہ حکومت کا نامزد کردہ ممبر ضرور سرکاری افسر ہونا چاہئے۔ حکومت کو خود قدم آگے بڑھا کر اس غلطی کی اصلاح کرنی چاہئے۔ اور پریکٹیشنروں کو اس بات پر مجبور نہ کرنا چاہئے۔ اور اس کی اپنی غلطی کی اصلاح کے لئے عدالت کا رخ کریں۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے بعد بعض اور بے قاعدگیاں بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ مثلاً ووٹنگ کے کاغذات اور حکومت کے اعلان میں بعض بیتے ایک دوسرے سے نہیں ملتے بعض امیدواروں کے خلاف یہ الزام بھی ہے کہ انہوں نے ووٹ حاصل کرنے کے لئے ایسے طریقوں سے کام نہیں لیا جو قانون کے مطابق ہوں۔ اور کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے بعض ایسے لوگوں کو بھی جو اہل فن نہیں اس کام میں شامل کر لیا گیا۔ لیکن یہ تمام ایسی باتیں ہیں جن کو بعد میں لیا جا سکتا ہے۔ اصل بات جو قابل تنقیح ہے وہ حکومت کا اپنا طریق عمل ہے مجھے اس امر کے باور کرنے میں کوئی شبہ نہیں کہ حکومت ہند صوبہ کے پریکٹیشنروں کی امداد کے لئے قدم آگے بڑھانے میں کوئی وقت ضائع نہ کرے گی۔ اور اس بارہ میں جلد اپنا حکم صادر کر کے مقامی حکومت کو ہدایت کرے گی کہ وہ صحیح سپرٹ میں کام کرے۔ اور موجودہ انتخاب کو منسوخ کر کے فوراً نیا الیکشن شروع کر دیا جائے گا +

دین فطرت کی کشش

چند روز ہوئے لاہور کے مشہور انگریز قانون دان مسٹر فیئرلے بیرسٹرایٹ لا ایڈووکیٹ ہائیکورٹ اور آپ کی بیگم صاحبہ نے کامل تحقیق کے بعد قبول اسلام کا اعلان کیا تھا۔ موصوف ایک زمانہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے۔ اب کافی عرصہ سے کامیاب وکالت کر رہے ہیں۔ اور لاہور کے چوٹی کے وکلا میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اس کے بعد مرشد آباد بنگال سے ایک خبر آئی ہے کہ وہاں بھی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ انگریز مسٹر ہیچلپین برسوں کے مطالعہ کے بعد اپنی اہلیہ محترمہ سمیت برضا و رغبت دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ آپ ہز ہائینس نواب امیر الامرا بہادر آف مرشد آباد کے ملازم ہیں۔ ہم اپنے ان معزز نئے بھائیوں اور بہنوں کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ خدا انہیں استقامت بخشے اور خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اقتباسات

ساہوکاروں کی نفرت انگیز کارستانیاں

کراچی کی عدالت میں آج کل ایک نہایت دلچسپ مگر عبرت انگیز مقدمہ چل رہا ہے جو ساہوکاروں اور سود خواروں کی نفرت انگیز کارستانیوں کا بیحد سبق آموز مرقع کھینچتا ہے۔ واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں کہ ایک مسلمان خاتون نے ضروریات خانہ داری سے مجبور ہوکر کچھ روپیہ قرض لینے کا ارادہ کیا۔ ہندوستانی عورت وفا اور ایثار کی دیوی ہے۔ اس نے اپنے ارادہ کی اطلاع اپنے خاوند کو بھی نہ دی۔ اور جواہرل ایک ساہوکار سے سودی قرضہ دینے کی درخواست کی۔ لالہ جی کی مردم شناس اور فطرت داں نظروں نے ایک ہی نگاہ میں بھانپ لیا کہ عورت ضرورت مند ہے اس کا جتنا بھی خون نچوڑنا چاہوں گا نچوڑ لونگا۔ اور مبلغ چالیس روپے صرف پندرہ روپے شرح سود پر قرض دیدیئے۔

کچھ عرصہ تک ساہوکار نے انتظار کیا اور بالآخر اس نے صرف دوسو روپے کی حقیر رقم ادا کرنے کا مطالبہ شروع کردیا اور غریب عورت کو طرح طرح کی دھمکیاں دیں یہانتک کہ اسے ایک دوسرے ساہوکار سے طلائی اور نقرئی زیور رہن رکھکر قرض لینے اور روپیہ ادا کرنے پر رضامند کرلیا۔ مجبور اور بےکس عورت نے ایسا ہی کیا۔ اور اب لالہ جواہرل کے بجائے سیٹھ منسا رام ساہوکار عورت کی گردن پر سندباد جہازی کے پیر تسمہ پا کی طرح سوار ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد منسا رام جی نے بھی روپیہ ادا کرنے کا مطالبہ شروع کردیا۔ اور آخری تدبیر کے طور پر ایک تیسرے ساہوکار رشی والا کے پاس بھیجدیا اس نے بھی زیور رکھنے کا مطالبہ کیا اور بالآخر عورت کو ساری رام کہانی اپنے خاوند سے کہدینی پڑی۔

خاوند نے سنا تو اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور فوراً تینوں ساہوکاروں کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کردیا۔ لیکن انگریزی قانون کی پابند عدالت اس قانونی معاملہ میں جو سودخواری سے تعلق رکھتا تھا مداخلت نہ کرسکی اور دعوے خارج کردیا گیا۔ اس پر خاوند نے ایڈیشنل مجسٹریٹ کی عدالت میں درخواست گزرانی۔ شکر ہے انہوں نے مقدمہ لے لیا۔ اور اب تینوں ساہوکاروں پر مقدمہ چلیگا نتیجہ کچھ ہو لیکن اس سے لوگوں کو اندازہ لگانا چاہیئے کہ کس طرح سودخواری کے چکر میں آکر ایک عورت نے صرف چالیس روپے کے لئے اپنا سارا زیور ضائع کردیا۔ اور عورتوں کو اس سے سبق اندوز ہوکر عہد کرلینا چاہیئے کہ وہ اپنے خاوندوں سے چھپا کر کبھی کسی ساہوکار سے معاملہ نہیں کرینگی ساہوکار بھیڑ کے لباس میں بھیڑیا ہیں۔ (مدینہ)

پیغام صلح:۔ ایسے عبرت انگیز واقعات آئے دن پیش آتے رہتے ہیں۔ لیکن افسوس مسلمان عملی طور پر ان سے کوئی اثر نہیں لیتے۔ ہمارے خیال میں اس واقعہ سے نہ صرف مسلمان عورتوں بلکہ مسلمان مردوں کو بھی سبق اندوز ہونا چاہیئے۔ اور کسی حالت میں بھی ساہوکاروں اور سود خوروں سے معاملہ نہ کرنا چاہیئے۔ یہ ننگ انسانیت اور ظالم طبقہ تمام ہندوستان کے لئے زبردست لعنت ہے لیکن مسلمانوں کو اس نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

جمہوریہ ترکیہ اور عورتوں کی آزادی!

معلوم ہوتا ہے کہ جمہوریہ ترکیہ کی برسر اقتدار جماعت نے تفریج کے جنون میں جو غیر مناسب حرکتیں کی تھیں۔ اب تجربات نے ان حرکتوں کی غلطی ان پر واضح کردی ہے۔ اسلام میں عورت کے حقوق عام طور پر مردوں کے حقوق سے کم نہیں۔ لیکن دونوں کی زندگی کے دوائر مختلف ہیں۔ اگر عورت کو اس کے حقیقی دائرہ سے نکال کر مردوں کے دائرہ میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی تو لازماً نظام معاشرت میں اختلال پیدا ہوگا۔ یورپ اور امریکہ میں عورتوں کو پبلک دفاتر میں ملازمت کی اجازت حاصل ہے۔ اور اکثر و بیشتر عورتیں ہی سکرٹری شپ کے فرائض انجام دیتی ہیں۔ ترکی میں بھی عورتوں کو اس قسم کی ملازمتوں میں بہ اتباع یورپ آزادی حاصل تھی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ جمہوریہ ترکیہ نے ایک قانون کے ذریعہ سے عورتوں کو سرکاری دفاتر میں ملازمتیں حاصل کرنے اور ٹائپ سیکھنے سے منع کردیا ہے۔ اور صرف مردوں کے لئے اس کام کو مخصوص کردیا ہے۔ اس قانون کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ ایسے تعلیم یافتہ مردوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ جو بےکاری کی وجہ سے چائے خانوں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اور چوری یا دوسرے جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یعنی جب تک عورتوں کو اس قسم کی ملازمتیں حاصل کرنے سے روکا نہ جائے مردوں کے لئے ملازمتوں کے مواقع مہیا رکھنا مشکل ہے خرابی محض یہی نہیں کہ مردوں میں بےکاری بڑھ رہی ہے۔ اور انہیں جرائم کی طرف زیادہ مائل ہونے کا موقع ملتا ہے بلکہ یہ بھی خرابی ہے کہ عورتیں مردوں کے دائرے میں آجائیں۔ تو ان میں حقیقی طبعی وظائف کی بجا آوری سے نفرت و حقارت پیدا ہوتی جائے گی۔ اور اس طرح قوم کا معاشرتی نظام ابتر ہوگا یعنی عورتیں ازدواجی زندگی .... کے فرائض کو ٹھیک ٹھیک پورا نہیں کرسکیں گی۔ یہ قانون بجائے خود اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ ترکی کی برسر اقتدار جماعت اگرچہ یورپ کی نقل میں بہت سرگرم ہے تاہم اس میں اسلام کی خوبیوں کا احساس ابھی تک زندہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بہت جلد اس باب میں اپنی غلطی محسوس کرلی۔ ہمیں یقین ہے کہ باقی امور میں بھی یہ لوگ اپنی غلطیوں کو محسوس کرلیں گے۔

عیسائیت کس طرح پھیلی؟

مسیحی یورپ بڑی مدت تک مسلمانوں پر یہ تہمت لگاتا رہا ہے کہ انہوں نے "تلوار کے زور سے" اسلام کی اشاعت کی۔ حالانکہ آج تک اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جاسکا۔ حال ہی میں کیمبرج یونیورسٹی پریس سے ایک کتاب نکلی ہے جس کا نام ہے "ایشیا میں مسیحیت کا زوال"۔ اس کے پہلے ہی صفحہ پر لکھا ہوا ہے کہ روما کے شہنشاہ جسٹنین نے جو مجموعہ قوانین ظہور اسلام سے ایک صدی قبل مرتب کرایا تھا اس میں واضح کردیا گیا تھا کہ غیر مسیحی لوگوں کو اس صورت میں ہی مساوی شہری حقوق مل سکیں گے جب کہ وہ بپتسمہ لے کر عیسائی بن جائیں۔ کتاب مذکور کا مصنف رقمطراز ہے کہ اس قاعدے کی پابندی بڑی سختی سے کی گئی نتیجہ یہ نکلا کہ صرف ایشیائے کوچک میں ستر ہزار غیر مسیحی باشندے قبول مسیحیت پر مجبور ہوگئے۔

کیا کوئی عیسائی بتائے گا کہ مسیحی مذہب کی اشاعت کے اس طریقے کے لئے کون سی وجہ جواز پیش کی جاسکتی ہے؟ اور کیا کوئی شخص اسلام کی ساری تاریخ میں ایک واقعہ بھی اس قسم کا پیش کرسکتا ہے؟

خبریں

— حاجی میر شمس الدین صاحب سابق جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور ۱۴ر فروری کو انتقال فرماگئے۔ انا للہ... آپ انجمن مذکور کے بانیوں میں سے تھے۔ اور آپ نے عرصہ طویل تک مسلمانان پنجاب کی قابل قدر تعلیمی خدمت انجام دی۔ ۱۵ر فروری کو اسلامیہ کالج کے میدان میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اور کالج کے اس باغیچہ میں جو ریلوے روڈ پر واقع ہے۔ دفن کیا گیا۔

— گیا ۱۵ر فروری۔ یہاں تقریباً ہر روز زلزلہ کے جھٹکے محسوس ہوتے رہتے ہیں۔ لوگ بیحد خوفزدہ ہیں۔

— نئی دہلی ۱۶ر فروری۔ کل ہز ہائنس سر آغاخاں نے ہز ایکسلنسی والسرائے اور لیڈی ولنگڈن کے اعزاز میں جمخانہ کلب میں شاندار پارٹی دی۔ جس میں تقریباً ۵۰۰ معزز مہمان شریک ہوئے۔

— لکھنؤ ۱۵ر فروری۔ جسٹس محمد رضا جو حال ہی میں اودھ چیف کورٹ کی ججی سے سبکدوش ہوئے تھے آج اپریشن کے بعد انتقال فرماگئے۔ انا للہ...

— ایک سرکاری بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنگال میں دہشت انگیزی کم ہورہی ہے۔

— لاہور ۱۵ر فروری۔ آج ہائیکورٹ میں شام کے چار بجے ہز ایکسلنسی سردار سر سکندر حیات خاں کو حلف وفاداری دیا گیا۔ اور اس کے بعد ممدوح نے پنجاب کی گورنری کا چارج سنبھال لیا۔

— انڈین ٹیرف بل اسمبلی میں منظور ہوگیا۔

— آسٹریا میں سوشلسٹ پارٹی نے زبردست بغاوت برپا کررکھی ہے۔ حکومت بھی سختی سے ان کا مقابلہ کررہی ہے یہ کشمکش ایک باقاعدہ جنگ کی صورت اختیار کرچکی ہے حکومت سوشلسٹوں کو بیدریغ قتل کررہی ہے۔ ۱۵ر فروری کی اطلاع مظہر ہے کہ اس وقت تک کم و بیش ایک ہزار سوشلسٹ مارے جاچکے ہیں۔

— جرمنی نے حکومت فرانس کو تخفیف اسلحہ کے متعلق جو یادداشت ارسال کی تھی اسے فرانس نے مسترد کردیا ہے۔

— کلکتہ ۱۶ر فروری۔ آج چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے پنڈت جواہرلال نہرو کو باغیانہ تقریریں کرنے کے جرم میں دو سال قید کی سزا دیدی۔ پنڈت جی نے صفائی پیش کرنے اور مقدمہ کی کارروائی میں حصہ لینے سے انکار کردیا تھا۔ مگر اپنی تقریروں اور ان کی رپورٹوں کے متعلق ایک بیان دیا۔ جس میں اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ سالہاسال سے باغیانہ مشاغل میں مصروف ہیں۔

— نئی دہلی ۱۶ر فروری۔ وائسرائے ریلیف فنڈ کی میزان ۱۶۸۷۰۰۵ تک پہنچ گئی ہے۔

— نئی دہلی ۱۵ر فروری۔ آج صبح سر آغاخاں اور بیگم آغاخاں فرنٹیر میل سے بمبئی روانہ ہوگئے۔

— پشاور ۱۶ر فروری۔ مسٹر عبد القیوم آف مردان سرحدی کونسل میں اس مطلب کی قرارداد پیش کرنے والے ہیں کہ کاشتکاروں کو مصائب سے نجات دلانے کے لئے سال رواں کے لئے اراضی میں پچاس فیصدی تخفیف کردی جائے۔

شایع ہوگئیں شایع ہوگئیں

دو جدید تصنیفات

آئینۂ احمدیت

(از مولانا مولوی دوست محمد صاحب سابق ایڈیٹر پیغام صلح)

یہ کتاب گویا احمدیت کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس میں "نخل یک قادیان" مصنفہ سید حبیب کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اسے خرید کر اپنے حلقۂ اثر میں مفت تقسیم کرے۔ اصل قیمت قسم اول عہ، قسم دوم ۱۲؍

قمر الھدیٰ

مصنفہ شیخ قمر الدین صاحب جہلمی

اس میں حضرت مسیح موعود کی کتب، تقاریر اور ملفوظات کے تمام حوالہ جات متعلق ختم نبوت جمع کئے گئے ہیں نہایت اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے اس کی مانگ بہت آ رہی ہے۔ اس لئے بہت جلد اس کے منگوانے کی فکر کریں تاکہ ختم نہ ہو جائے ہر احمدی بھائی کے ہاتھ میں اس کا ہونا ضروری ہے۔ قادیانی نبوت کا اس میں مدلل جواب دیا گیا ہے۔ قیمت مجلد عہ بے جلد عہ ملنے کا پتہ

دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

زلزلہ ریلیف فنڈ

(۱) ملک [illegible] صاحب ہیڈ کلرک بلوکے ۴ آنے ۵ روپے
(۲) مرزا [illegible] صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین ۲ ,,
(۳) شیخ [illegible] صاحب اہلمد ۲ ,,
(۴) بابو [illegible] صاحب نقشہ نویس ۱ ,,
(۵) میاں [illegible] صاحب محافظ دفتر ۱ ,,
(۶) میاں غلام [illegible] صاحب سگنیر ۸ آنے ,,
(۷) میاں محمد خاں صاحب نائب اہلمد ۸ — ۰ ,,
(۸) میاں فیروز دین صاحب ٹریسر ۸ — ۰ ,,
(۹) خانصاحب شیر محمد صاحب [illegible] کلرک ۰ — ۱ ,,
(۱۰) سید اصغر حسین صاحب کلارک ۸ آنے
(۱۱) مولوی عبد الکریم صاحب اورسیر ۰ — ۵ ,,

میزان کل ۱۹ — ۴

تمام جسمانی دردوں مثلاً درد عرق النساء، دردِ ریح، رنگیں داد در دیگر وغیرہ کے لئے ایک بے نظیر چیز ہے مستقل اور فوری آرام دیتی ہے

BLONNETTE C.
BOMBAY-P.

اشتہار

ضلع شیخوپورہ تحصیل ننکانہ موضع کالی چک ملک ۱۹ میں پانچ مربعہ جات اراضی قابل فروخت ہے۔ پانی اور مالیہ [illegible]

عند اللہ ماجور ہوں۔

(افسر تحصیل)

معرفت مینجر صاحب پیغام صلح لاہور

بہی خواہان پیغام صلح سے

ہم نے گزشتہ پرچہ میں درخواست کی تھی کہ وہ اپنے احباب در نقاء میں سے صرف ایک ایک نیا خریدار فراہم کر دیں یہ کوئی ایسا مشکل کام نہیں جسے آپ ایسے ہمت مردانہ کے مالک انجام نہ دے سکیں ہم اپنی اس درخواست کا تسلی بخش اور عملی جواب چاہتے ہیں (مینجر)

ضرورت ملازمین

(۱) ایک سٹینو ٹائپ جاننے والے ہوشیار اور تجربہ کار کلرک کی جس نے بجلی کے کسی کارخانہ کے دفتر میں کام کیا ہو ضرورت ہے کم از کم تنخواہ جو لینی منظور ہو وہ لکھی جائے درخواستیں بنام 1257 سول ملٹری گزٹ لاہور آنی چاہئیں

(۲) سکرٹری انڈین میڈیکل کونسل۔ امپیریل سکرٹریٹ نئی دہلی کو ایک تجربہ کار سٹینو گرافر کی ضرورت ہے۔ عرضی میں عمر، سابقہ تجربہ، علمی لیاقت۔ شارٹ ہینڈ اور ٹائپ کی رفتار وغیرہ لکھی جائے۔ جگہ پنشن والی نہیں۔ تنخواہ لیاقت کے بموجب۔

(۳) اگزیکٹو افسر کنٹونمنٹ بورڈ فیروز پور چھاؤنی کو ایک گریجویٹ یا سابقہ فوجی آدمی کی بطور سپرنٹنڈنٹ چنگی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۷۵ - ۴ - ۹۵ روپے ماہوار ہوگی۔ درخواستیں معہ نقول سندات جو واپس نہ ہوں گی ۲۲ر فروری تک بھیجدی جائیں۔

(۴) محکمۂ ریلوے کے سنٹرل سٹینڈرڈز دفتر نئی دہلی کو دو عارضی سینیئر سٹرکچرل نقشہ نویسوں (تنخواہ ۳۰۰-۱۵-۴۵۰ روپیہ ماہوار) اور ایک عارضی جونیئر میکینکل نقشہ نویس (تنخواہ ۱۰۰-۸-۲۶۰ روپیہ ماہوار) کی ضرورت ہے۔ شملہ کا الاؤنس ملیگا۔ لیکن تنخواہ کا نئے سکیلوں کے مطابق جب وہ جاری ہوں کم ہو جانا لازمی ہے۔ درخواستیں معہ سندات و سابقہ تجربہ وغیرہ یکم مارچ ۱۹۴۳ء تک بنام چیف کنٹرولر سٹینڈرڈز ڈویژن سنٹرل سٹینڈرڈز آفس محکمۂ ریلوے نئی دہلی بھیجدی جائیں۔

(۵) مسٹر ڈبلیو جے جنکن چیف اگریکلچرل افسر سندھ کراچی کو ذیل کے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ سندات و سابقہ تجربہ یکم مارچ تک پہنچ جانی چاہئیں۔ (۱) ایک سینیئر اسسٹنٹ تنخواہ ۲۵۰-۲۰-۲۹۰ روپے ماہوار۔ لیاقت ایم ایس سی۔ یا اس کے برابر خاص مضمون بایو کیمسٹری۔ ممالک غیر کی یونیورسٹیوں کے ڈگری یافتہ اور جن کو فزی آلوجیکل یا بایو کیمیکل ریسرچ کے کام کا عملی تجربہ ہو ترجیح دیئے جائیں گے۔ (۲) ایک جونیئر اسسٹنٹ تنخواہ ۱۵۰-۱۰-۱۷۰ روپے ماہوار بی اگریکلچر یا ایم اگریکلچر یا اس کے برابر ڈگری رکھنے والا ہو۔ درختوں کی فزی آلوجی اور کیمیکل کام کا تجربہ رکھتا ہو۔ (۳) ایک اسٹیٹسٹیکل اسسٹنٹ تنخواہ

کام وغیرہ کا ضروری ہے۔ ان میں سے جس کو موٹی کی زراعت کا خاص تجربہ ہوگا وہ ترجیح کے قابل ہوگا۔

(محمد منظور الٰہی)

(آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۳۰۸

قُل یٰاَھلَ الکِتٰبِ تَعَالَوا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَینَنَا وَبَینَکُم اَلَّا نَعبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشرِکَ بِہٖ شَیئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعضُنَا بَعضًا اَربَابًا مِّن دُونِ اللّٰہِ فَاِن تَوَلَّوا فَقُولُوا اشھَدُوا بِاَنَّا مُسلِمُونَ

الصُّلحُ خَیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد نعمت الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۲ | لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۲

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صلحاء اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

اوصاف قرآن کریم

(از حضرت مسیح موعودؑ)

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودہ
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی ترا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا!
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا!
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیرِ بیضا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا
جلنے سے پہلے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

قرآن کریم کتاب الٰہی ہے

(از حضرت مسیح موعود)

پھر ذرہ اس طرف بھی غور کرنی چاہئے کہ وہ (آنحضرت صلعم) کس مکتب میں پڑھے تھے اور کس سکول کا پاس حاصل کیا تھا اور کب انہوں نے عیسائیوں اور یہودیوں اور آریہ لوگوں وغیرہ دنیا کے فرقوں کی مقدس کتابیں مطالعہ کی تھیں پس اگر قرآن شریف کا نازل کرنیوالا خدا نہیں ہے تو کیونکر اس میں تمام دنیا کے علوم حقہ الٰہیہ لکھے گئے اور وہ تمام ادلہ کاملہ علم الٰہیات کی جن کی باستیفا درستی لکھنے سے سارے منطقی اور معقولی اور فلسفی عاجز رہے اور ہمیشہ غلطیوں میں ڈوبتے ڈوبتے مر گئے وہ کس فلاسفر بے مثل و مانند نے قرآن شریف میں درج کر دیں اور کیونکر وہ اعلیٰ درجہ کی مدلل تقریریں کہ جن کی پاک اور روشن دلائل کو دیکھکر مغرور حکیم یونان اور ہند کے اگر کچھ شرم ہو تو جیتے ہی مر جائیں ایک غریب امی کے ہونٹوں سے نکلیں اس قدر دلائل صدق کی پہلے نبیوں میں کہاں موجود ہیں۔ آج دنیا میں وہ کونسی کتاب ہے جو ان سب باتوں میں قرآن شریف کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ کس نبی پر وہ سب واقعات جو ہم نے بیان کئے مثل آنحضرت کے گزرے ہیں بالخصوص وید کے الہام یافتہ رشی) قرار دئیے گئے ہیں انکا تو خود وجود ہی ثابت نہیں ہوتا قطع نظر اس کے کہ کوئی اثر صدق کا ثابت ہو۔

مولوی راجیکی بھی بولے

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی کے بعد اب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بول اٹھے ہیں۔ اور میری بد دیانتی ثابت کرنے پر اخبار کے پانچ کالم ختم کر دیئے ہیں وہ مشہور غالی اور بدگو ہیں۔ اس لئے میں پسند نہیں کرتا کہ ان . . . کو منہ لگاؤں۔ لیکن ان سے اتنا دریافت کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ اگر انہوں نے مجھے الہامات کے اعراب و ترجمہ میں مدد دی تھی تو اور کس قسم کی مدد دی تھی جس کا مجھ سے اتنے سال شکریہ وصول کرتے رہے ہیں انہیں حلف بھی نہیں دینا چاہتا صرف ان کی سچائی دیکھنا چاہتا ہوں۔ الہامات کے جمع کرنے میں مجھے ان کی مدد کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ خدا کے فضل سے مجھ سے زیادہ سلسلہ کا ریکارڈ کسی کے پاس نہ تھا۔ کاغذ اور مطبع کے ساتھ ان کا تعلق نہ تھا۔ پھر کیوں جھوٹا شکریہ اتنا عرصہ خاموشی سے وصول کرتے رہے ہیں جن دوستوں کا میں نے شکریہ ادا کیا تھا۔ ان میں سے اعراب و ترجمہ میں مدد دینے کے تین ہی اہل تھے۔ جن میں سے دو نے تو شکریہ کے بدلے میں مجھے گالیاں سنا کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا ہے۔ حالانکہ اگر ان کو میرے خلاف کچھ شکایت تھی تو اس وقت ظاہر کرتے جب میں نے شکریہ سے پہلے بدیں الفاظ شکایت کی تھی:-

"اعراب لگانے میں افسوس ہے کہ باوجود اجرت ادا کئے جانے کے بھی صحت نہیں ہو سکی اور نہ ہی کسی عالم سے کما حقہ مدد مل سکی ہے"

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی طرح آپ کا بھی یہی جواب ہوگا۔ کہ مسودات . . . . . صنع راجیکی جاتے جاتے راستہ میں دکھائے گئے تھے۔ جن کو آپ نے سرسری طور پر دیکھ کر میری عدم لیاقت عربی کی وجہ سے قابل التفات نہ سمجھا۔ مولوی صاحب نے حسب عادت قدیمہ میرے ساتھ جماعت لاہور کو بھی گالیاں دیکر بغض و حسد کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہمیں گالیاں دینا اور برے ناموں سے یاد کرنا ان کی طبیعت ثانی ہے۔ جس سے وہ مجبور ہیں۔ (محمد منظور الٰہی)

میرٹھ میں آریوں سے مناظرے

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب از دہلی)

آریہ سماج میرٹھ شہر نے اپنے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہماری جماعت دہلی کو مناظرے کی دعوت دی۔ جس پر خاکسار بمعیت جناب مولانا عصمت اللہ صاحب وہاں پہنچ گیا۔ ۱۳-۱۴-۱۵ فروری کو آریہ سماج کے پنڈال میں پانچ مناظرے ہوئے۔

پہلا مناظرہ

یہ مناظرہ مولانا عصمت اللہ صاحب کے ساتھ تھا۔ اس میں ہمارے فاضل مولانا نے مطالبہ کیا کہ ویدوں میں بطور جزو منتر خدا کا نام "اوم" دکھاؤ۔ کیونکہ آریہ سماج اسے خدا کا ذاتی نام بتاتی ہے۔ اور دعوے کیا کہ ویدوں میں یہ نام ہرگز نہیں ہے۔ آریہ سماج اس مطالبہ کو مطلقاً پورا نہ کرسکی۔ پنڈت کالی چرن فریق مقابل تھے مگر وہ بالکل جواب نہ دے سکے۔

دوسرا مناظرہ

خاکسار راقم الحروف کا رامچندر دہلوی پروہت کے ساتھ تھا۔ مضمون "صفات باریتعالیٰ" تھا۔ اس مناظرہ میں آریہ پنڈت قرآن سے پیش کردہ صفات باریتعالیٰ کا ویدوں سے مقابلہ نہ کرسکا

دوسرے دن پھر مناظرہ ہوا۔ اور ہمارے فاضل مولانا کے مقابل پنڈت رامچندر صاحب پروہت دہلوی کو کیا گیا اور خاکسار کے مقابل پنڈت کالی چرن صاحب کو کیا گیا۔

تیسرا مناظرہ

آواگون، یا تناسخ، یا یونی چکر پر تھا۔ ہمارے مولانا کا سوال یہ تھا کہ ویدوں میں سے لفظ "یونی چکر" "آواگون" یا "پنر جنم" دکھاؤ۔ اسی مطالبہ کو مولانا نے بار بار دہرایا۔ مگر یہ الفاظ وہ چاروں ویدوں سے نہ نکال سکے۔ البتہ ایک عبارت پیش کی جس سے دوبارہ پیدائش ثابت ہوتی تھی۔ مگر "پنر جنم" لفظ نہ تھا۔ دوبارہ پیدائش تو مرنے کے بعد دوسرے عالم میں ہم بھی مانتے ہیں۔ مگر اسے آواگون نہیں کہتے۔

عالمگیر مذہب پر تقریر

اب تمام مذاہب کے نمائندوں کو عالمگیر مذہب پر تقریریں کرنے کے لئے بیس بیس منٹ کا وقت دیا گیا۔

اسلام کی طرف سے خاکسار نے قرآن مجید سے ایک مدلل تقریر کی جس کا ماحصل یہ تھا کہ دنیا کے مختلف مذاہب جس قدر عالمگیر اصولوں کو مختلف رنگوں میں . . . . . . پیش کرتے ہیں اسلام اکیلا ان تمام سچے اصولوں کو جامع طور پر علیٰ وجہ الکمال پیش کرتا ہے۔

سب سے بڑا عالمگیر اصول ہے۔ پھر زندہ خدا۔ زندہ نبی۔ زندہ کتاب کو پیش کرنے والا صرف اسلام ہی ہے۔ اور یہ وہ شے ہے جس کی تمام عالم کو ضرورت ہے۔

چوتھا مناظرہ

یہ مناظرہ خاکسار اور پنڈت رامچندر صاحب مذکور کے درمیان توبہ اور رحم پر ہوا۔ جس میں میں نے دکھایا کہ جس طرح امراض کے لئے خدا نے رحیم و کریم نے مختلف دوائیں پیدا کرکے عاجز مخلوق کی مدد کی ہے۔ یہ اس کا عین انصاف اور عین رحم ہے اسی طرح روحانی امراض گناہ بھی تو ہے اور مغفرت کے پانی سے کیا گیا ہو

یہ بھی اس کا رحم اور انصاف ہی ہے اگر وہ اپنے کمزور بندوں کے روحانی امراض کا کوئی علاج نہ رکھتا تو انسانی نجات محالات سے تھی جسطرح دوائی کے فائدہ ہونے پر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس طرح اگر فائدہ ہوتا رہا تو لوگ بیمار زیادہ ہونے لگ جائیں گے اسیطرح توبہ سے روحانی مریضوں کی شفا پر بھی یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ گناہ زیادہ ہوجائے گا۔ آریہ مناظر اس کے جواب میں بالکل خاموش تھا۔

پانچواں مناظرہ

یہ مناظرہ پنڈت کالی چرن اور خاکسار کے درمیان ہوا۔ اس کا موضوع "وید و قرآن کا مقابلہ" تھا۔ خاکسار نے چاہا کہ آریہ سماج کسی ایک مسئلہ پر دونوں کتابوں کا مقابلہ کرے مگر آریوں نے مضمون کو وسیع رہنے دیا۔ اور کہا کہ جب تک مباحثہ ہو چلنے دو۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ بسم اللہ کرکے میں نے کہا کہ قرآن کی ابتدا سورۂ فاتحہ ہے۔ اور انتہا سورۂ والناس پر ہے۔ پھر لفظی ترجمہ کرکے انسانی فطرت کے مطابق ان کی ضرورت و حکمت بیان کرکے آریہ سماج کو کہا کہ اسی طرح تم ویدوں کی ابتدا اور انتہا پیش کردو۔ فیصلہ پبلک خود کرلے گی۔ درمیان کا حصہ بھی ابتدا اور انتہا پر قیاس کرلیا جائیگا۔ ورنہ اتنی فرصت کسے ہے کہ تمام ویدوں کو پڑھے پھر تمام قرآن کو پڑھکر لفظ لفظ کا مقابلہ کرے۔

لطیفہ

آریہ پنڈت نہ سورۂ فاتحہ کا مقابلہ کرسکا نہ سورۂ والناس کا بلکہ کہنے لگا کہ یہ الحمد کی تعلیم تو ویدوں میں سے قرآن میں گئی ہوئی ہے جس پر میں نے کہا کہ بہت اچھا یہ ویدوں ہی کی تعلیم سہی قرآن مجید کا تو خود یہ دعویٰ ہے کہ "فيها كتب قيمة" تمام صداقتیں جو پہلی متفرق کتابوں میں ہیں۔ وہ سب اس کتاب پاک میں موجود ہیں نہ کوئی پہلے ایسی صداقت تھی نہ آئندہ ایسی ہوگی جو اس کتاب میں شفاء للناس کے طور پر رکھ نہ دی گئی ہو مگر یہ ویدوں کا مرتبہ نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح شہد کی مکھی مختلف پھولوں میں سے شہد لے لیتی ہے اور باقی پھوک چھوڑ دیتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی محمد صلعم کے ذریعہ تمام صداقتوں کا ایک جامع آسمانی خالص شہد پیش کیا ہے۔

اس پر آریہ مناظر نے پھر اصرار کیا کہ یہ تعلیم ویدوں ہی سے لیگئی ہے تب میں نے کہا کہ بہت اچھا ہم نے مانا مگر یہ لو اس پر سوامی دیانند جی جو آپ کے مہارشی ہیں اپنی ستیارتھ پرکاش کے چودھویں سملاس

کرتے ہیں۔ اب بتائیے یہ ویدوں کی تعلیم پر ہی اعتراضات ہیں یا نہیں۔ آریہ پنڈت چکرا گیا اور واہی تباہی اعتراضات کرنے شروع کردیئے۔ جن کا دنداں شکن جواب دیا گیا۔ اور ابھی گیارہ بجے تھے کہ پنڈت جی کا گلا جواب دے گیا۔ لوگوں کو مایوسی ہوئی اور جلسہ اللہ اکبر کے فلک شکن نعروں میں اختتام پذیر ہوا۔

ہم مسلمان ہیں

اس مناظرہ کے دوران میں آریہ پنڈت نے بار بار مسلمان حاضرین کو جو بکثرت موجود تھے ہم سے متنفر کرنے کے لئے کہا کہ علمائے اسلام کا فتوےٰ ابھی چھپا ہے کہ احمدی کافر ہیں۔ اس کے جواب میں میں نے کہا کہ پنڈت جی آپ مجھے مسلمان سمجھکر بحث کر رہے ہیں یا کافر؟ اب پنڈت جی خاموش ہیں۔ میں نے کہا ؎

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلماں ہوں میں

پھر میں نے بتایا کہ اسلام کے یہ یہ عقیدے ہیں اور ہم سب کو صدق دل سے ماننے والے ہیں۔ پس جو ہمیں کافر کہتا ہے وہ ظلم کرتا ہے بہرحال ہمارا حال تو یہ ہے کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

جس طرح ہمارے آقا حضرت مسیح موعود کا یہ حال تھا اسی طرح علیٰ حسب مراتب ہم تمام احمدیوں کا حال ہے۔

لیکھرام کا قتل

آریہ پنڈت نے شرارت کی راہ سے مسلمانوں کو ہم سے متنفر کرنے کے لئے دوسرا حیلہ یہ نکالا کہ مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ کے متعلق کہا تھا کہ وہ میرے سامنے مرجائے گا۔ مگر خود ہی مرگئے میں نے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب گو ہمیں کافر ہی کہیں لیکن آخر وہ بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور ہم بھی اس لئے ہمارا ان کا جھگڑا تو ہم آپس میں خود طے کرلیں گے۔ آپ تو یہ فرمایئے کہ کیا اس محمد صلعم کے پہلوان نے کہا تھا یا نہیں؟

الا اے دشمن نادان و بے راہ . . . . . لیکھرام
بترس از تیغ بران محمدؐ !!

کیا اس تیغ بران محمدی سے حسب وعدۂ الٰہی بشرانی سرابی بموجب فی ست سنین لیکھرام قتل ہوا یا نہیں؟ اگر ہوا اور ضرور ہوا تو پھر یہ کہنا کہ ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر زغلمان محمدؐ !!

درست ہے۔ اس لئے آؤ اسی جگہ تمہاری کمی ہے۔

اگر یہ کہو کہ یہ تو حضرت مسیح موعود کی سازش سے قتل ہوا تھا تو یہ عذر بھی باطل ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود نے تمام آریوں اور اس قسم کا شک کرنے والے تمام لوگوں کو مخاطب کرکے بڑی تحدی سے فرمایا تھا کہ جو شخص میرے سامنے قسم کھا کر یہ کہے گا کہ یہ قتل میری سازش سے ہوا ہے اگر وہ ایک سال کے اندر طبعی موت سے ہلاک نہ ہوجائے تو پھر میں تسلیم کرلونگا کہ میں ہی قاتل ہوں اور جائز ہوگا کہ پھر مجھے پھانسی دیدی جائے۔ مگر کوئی آریہ مرد میدان نبکر نہ نکلا۔ اور ؎

محبت رحماں پریشاں شد تمام
یادہ گوئی ماندہ در دست لآم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲	یوم جمعہ مورخہ ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ	نمبر ۱۲

قادیانی جماعت کا انگریزی ترجمۃ القرآن

وہ مرحلہ جو اکثریت کے دعویداروں سے طے نہیں ہوتا!

آج سے تقریباً بیس سال قبل جن لوگوں نے اختلاف جماعت کا منظر دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ کس طرح چند حق پرست آدمیوں نے جرأت ایمانی سے کام لے کر قادیانی خلافت اور قادیانی عقائد کے خلاف آواز بلند کی اور محض اسلام اور سلسلہ کے مفاد کی خاطر مجدد زمان کی صحیح تعلیمات کو سینے سے لگائے ہوئے انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں قادیان سے نکل آئے۔ قادیانی جماعت کے پاس دفاتر اسکول کالج اور بیت المال تھا۔ لیکن ان حق پرستوں کے پاس انگریزی ترجمۃ القرآن کے نامکمل مسودوں کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ ایسی بیچارگی عالم میں انہوں نے ہمت مردانہ سے کام لیا اور خدا پر بھروسہ کرکے کام شروع کر دیا۔ جسکے نتائج آج ہر آنکھیں رکھنے والے کو نظر آ رہے ہیں۔ لاہور میں انجمن کے قیام کے بعد جن امور کی طرف خاص طور پر توجہ دی گئی۔ ان میں انگریزی ترجمۃ القرآن کی تکمیل و اشاعت بھی شامل تھی۔ جماعت لاہور کے اس عزم کے ساتھ ہی قادیان سے اعلان ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب انگریزی میں قرآن شریف کا ترجمہ جب کرینگے دیکھا جائے گا لیکن ہم ایک پارہ ماہوار شائع کرکے ڈھائی برس میں مکمل کر دینگے۔ جماعت لاہور کے عزم کا نتیجہ اور قادیان کے اعلان کا حشر دونوں دنیا کے سامنے ہیں۔ محمد علی کا ترجمہ شائع ہو کر دنیا بھر کی لائبریریوں اور اہل علم و تحقیق کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے۔ اور اس کی بدولت ہزاروں تعلیم یافتہ غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ اس ترجمہ نے مغربی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی راہ کھولدی ہے۔ اس کے بعد دو ترجمے انگریزی زبان میں شائع ہو چکے ہیں۔ ڈچ ترجمہ پریس میں جا چکا ہے۔ جرمن ترجمہ تقریباً تیار ہے۔ دوسری طرف قادیان میں کیا ہوا؟ بیس برس گزر گئے ہنوز روز اول ہے جناب میاں صاحب اور ان کی جماعت نے ہر چند کوشش کی۔ لیکن تاحال انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ حالانکہ ان کے اعلانات اور دعاوی کی رو سے یہ مرحلہ اب سے بہت عرصہ پہلے طے ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر کیا کیا جائے کہ ایسے کام اکثریت کے دعووں سے نہیں بلکہ خدا کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے انجام پذیر ہوتے ہیں۔ قادیانیوں نے اس بارہ میں جو کوشش کی اور اس سے جو نتیجہ نکلا بہتر ہوگا کہ اسے "الفضل" کے الفاظ میں ہی پیش کر دیا جائے۔

"عرصہ سے قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت سختی کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے۔ اور جماعت احمدیہ اس کی جلد سے جلد اشاعت کی جسقدر خواہشمند ہے اس کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ جب گزشتہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمائندگان جماعت سے یہ مشورہ طلب فرمایا کہ انگریزی ترجمۃ القرآن جو تیار ہو چکا ہے مختصر تشریحی نوٹوں کے ساتھ شائع کر دیا جائے یا تفصیلی نوٹ لکھے جائیں؟ اور جب تک ایسے نوٹ تیار نہ ہوں شائع نہ کیا جائے تو سب نے متفقہ طور پر یہ عرض کیا کہ جلد سے جلد ترجمہ مختصر نوٹوں اور دیباچہ کے ساتھ شائع کر دیا جائے۔ حضور نے اس بات کو منظور کرتے ہوئے ابتدائی اخراجات کے متعلق فرمایا تھا کہ دوست اپنی اپنی جگہ جا کر کوشش کریں کہ ساڑھے سات روپیہ قیمت فی جلد ادا کرنے والے کم از کم دو ہزار خریدار پیدا ہو جائیں۔ نظارت تالیف و تصنیف کی اس بارے میں کوشش جاری ہے یعنے جماعت میں تحریک کی جاتی ہے کہ انگریزی ترجمۃ القرآن کے خریدار پیدا کریں۔ لیکن ابھی تک اس میں پوری کامیابی نہیں ہوئی۔"

([illegible])

اللہ اکبر بیس سال کے "قلیل" عرصہ میں ترجمۃ القرآن صرف "مختصر تشریحی نوٹوں" کے ساتھ تیار ہونا ہے۔ قادیانی جماعت عرصہ سے اس کی ضرورت محسوس کر رہی ہے اس کی جلد سے جلد اشاعت کی خواہش بھی ہے۔ مجلس مشاورت میں سب نمائندگان قوم متفقہ طور پر اس کی جلد سے جلد اشاعت پر زور بھی دیتے ہیں۔ خدا کا قائم کردہ خلیفہ اس کی منظوری دے کر صرف دو ہزار خریدار مہیا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ نظارت تالیف و تصنیف اس بارے میں کوشش بھی کرتی ہے۔ قادیانی جماعت کو اپنی کثرت تعداد، اپنے ذرائع کی وسعت، اپنے امام کے علم قرآن اور اس کی اطاعت پر فخر و ناز بھی ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہنوز دلی دور است والا مضمون ہے۔

یقیناً یہ سطور کسی کی تحقیر یا اپنی کامیابی پر اظہار فخر کے لئے نہیں لکھی گئیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب تک خدا کا فضل اور اس کی توفیق ساتھ نہ ہو مادی ساز و سامان کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور جماعت لاہور کو جو کامیابی حاصل ہوئی وہ بھی خدا کے فضل اور اس کی تائید سے ہوئی ہے۔ ورنہ ہم عاجزوں کی کیا حیثیت ہے خدا جس سے چاہتا ہے اپنے دین کی خدمت کا کام لیتا ہے۔ لیکن ہم اس موقع پر حضرت مسیح موعود کے چند الفاظ پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

"میری صلاح یہ ہے کہ ..... عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں (مغربی ممالک) میں بھیجی جائیں اور قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کرکے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔"

(ازالہ اوہام)

اب سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی یہ مبارک خواہش کس شخص اور کس جماعت کے ذریعے پوری ہوئی؟ یہ کوئی پیچیدہ بات نہیں واقعات سب کے سامنے ہیں۔

افسوس قادیانی جماعت جوش تعصب میں اسی شاخ کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ جناب میاں صاحب اپنے خطبوں میں اسی شاخ کو سنڈاس کے سڑے ہوئے چھلکے، دنیا پر جلتی پھرتی جہنم کی آگ۔ دنیا کی تمام قوموں سے بدتر۔ اور مفسد ترین فرقہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے مشہور مبلغ جلسہ سالانہ کی تقریروں میں دیگر بہت سی گالیوں کے علاوہ اسی بابرکت شاخ کو یزیدی الاصل کہتے ہیں۔ ان کے اخبارات اسی شاخ کے خلاف بہتان بازی اور دشنام طرازی میں مصروف رہتے ہیں۔ خیر یہ سب لوگ اپنے افعال میں آزاد ہیں لیکن ہم ان سے صرف اس قدر پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان افعال پر آپ کا ضمیر مطمئن ہے؟

مسلمانان کشمیر اور ہندو پریس

ہندو قوم کا یہ پرانا خاصہ ہے کہ اس کے لینے اور دینے کے پیمانے مختلف ہیں۔ وہی افعال جو برطانی ہند میں "تحریک آزادی" کہلائے جا سکتے ہیں جب کسی ہندو ریاست کی مظلوم و مجبور مسلمان رعایا کی طرف سے عمل میں آتے ہیں تو معاً "بغاوت" بن جاتے ہیں۔ برطانی علاقہ کے ہندو جن حقوق کا مطالبہ سرکار انگریزی سے کر رہے ہیں ان میں سے چند ایک کیلئے کشمیری مسلمانوں نے آواز بلند کی۔ حکومت کشمیر ان کے جواب میں جو کچھ کر رہی ہے وہ اخبار بین حضرات کو بخوبی معلوم ہے۔ ان غریبوں کو بے دریغ قتل کیا جا رہا ہے بہت سے معززین کو جلا وطن کیا جا چکا ہے۔ بے شمار کو جیل خانوں میں بند کر دیا گیا ہے۔ شریف خاندان کی خواتین اور معزز تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ظالمانہ طریق پر بید لگائے جاتے ہیں۔ وحشی صفت ڈوگرے سپاہی مسلمان عورتوں کی توہین کرتے ہیں۔ پر امن شہریوں کو ڈرانے دھمکاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہندو پریس کشمیری مسلمانوں کو باغی کہہ رہا ہے۔ ہر ایک ہندو اخبار حکومت کشمیر کو یہی مشورہ دے رہا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تشدد کے ذریعے غریب مسلمانوں کو کچل دیا جائے۔ ہندو پریس کا یہ طرز عمل اس قدر مکروہ اور غیر ایماندارانہ ہے جسے کوئی شریف آدمی یا قوم اختیار نہیں کر سکتی لیکن یہ منافقت ہندو لیڈروں اور اخبارات کا طغرائے امتیاز ہے۔ ان لوگوں کو اگر اللہ نے کان دیے ہیں تو وہ سن لیں کہ اس طرح کشمیری مسلمانوں کے لئے چند مشکلات تو ضرور پیدا کی جا سکتی ہیں۔ لیکن حکومت کشمیر کو اس سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ تشدد کی پالیسی پر عمل پیرا ہو کر اپنی قبر اپنے ہاتھوں کھود رہی ہے۔

آریہ سماج اور سوامی دیانند جی

آریہ سماجی اخبارات نے آج کل پنڈت وشوبندھو جی کے خلاف بہت شور مچا رکھا ہے۔ انہیں گالیاں دی جا رہی ہیں۔ باغی کہا جا رہا ہے۔ پنڈت جی کا قصور صرف اس قدر ہے کہ انہوں نے چند امور میں سوامی دیانند جی سے اختلاف کرتے ہوئے مدلل طور پر ان کی غلطیاں ظاہر کی ہیں۔ مثلاً ویدوں سے متعلق سوامی جی کا یہ نظریہ ہے کہ وہ پیدائش عالم کے ساتھ ہی چار رشیوں پر نازل ہوئے۔ جو بالکل غلط ہے۔ وشوبندھو جی ویدوں کی رو سے

اس نظریہ کو باطل قرار دے رہے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر آریہ سماج میں سوامی دیانند جی مہاراج کی کیا پوزیشن ہے۔ اور آریہ سماجی انہیں کیا سمجھتے ہیں؟ ایک شخص دلائل اور واقعات کی بنا پر سوامی جی سے اختلاف کرتے ہوئے ان کی غلطیوں کو طشت از بام کرتا ہے۔ صداقت پسندی کا تقاضہ تو یہ ہے کہ انہیں تسلیم کر لیا جائے لیکن آریہ سماجیوں کا عمل کیا ہے؟ پہلے تو اس شخص کی منت سماجت ہوتی ہے۔ جب اس سے کام نہیں چلتا تو مخالفت کا طوفان برپا کر دیا جاتا ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماجیوں کے دھرم کی اصل بنیاد سوامی دیانند جی کی کتابیں ہیں۔ خواہ ان میں کتنی ہی غلط اور بعید از قیاس باتیں لکھی ہوئی ہوں۔

بہرحال ہم آریہ گزٹ سے درخواست کریں گے کہ وہ مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں بتلائے کہ آریہ سماجی سوامی دیانند جی مہاراج کو کیا سمجھتے ہیں؟

آہ! حاجی میر شمس الدین

جناب حاجی میر شمس الدین صاحب سابق جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام کے افسوسناک انتقال کی خبر تمام اسلامی حلقوں میں انتہائی رنج و اندوہ سے سنی گئی ہے۔ اور محسوس کیا جا رہا ہے کہ مسلمان قوم ایک بزرگ و محترم ہستی سے محروم ہو گئی ہے۔ مرحوم انجمن حمایت اسلام لاہور کے بانیوں میں سے تھے۔ آپ نے گھروں میں سے مٹھی مٹھی آٹا جمع کر کے لاہور میں ایک یتیم خانہ اور لڑکیوں کے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی تھی یہی انجمن حمایت اسلام کی ابتدا تھی جو آج اپنے کاروبار کی وسعت کے لحاظ سے مسلمانان پنجاب کی سب سے بڑی تعلیمی انجمن ہے۔ مرحوم اس انجمن کی ابتدا سے لیکر اس کی ترقیات کے اعلےٰ مدارج تک اس کے جنرل سکرٹری رہے۔ اور ہمیشہ نہایت محنت۔ اخلاص اور بیدار مغزی سے اپنے فرائض کو انجام دیا۔ انجمن کے ساتھ آپ کو عشق تھا۔ آپ کی تعلیمی خدمت کے پیش نظر آپ کو پنجاب کا سرسید کہا جا سکتا ہے۔ مسلمان آپ کے احسانات سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ مرحوم بے حد متین منکسر المزاج اور پابند مذہب بزرگ تھے تمام اسلامی معاملات میں دلچسپی رکھتے تھے۔ مرحوم نے اپنی عمر کے آخری دور میں کئی مرتبہ افغانستان کا سفر بھی کیا۔ مرحوم کے انتقال کو ایک قومی نقصان سمجھتے ہوئے آپ کے صاحبزادوں اور احباب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔

مادی ساز و سامان کی حقیقت

شاہ بلجیم کا انتقال اس ہفتہ کا ایک اہم اور افسوسناک واقعہ ہے جس کی وجہ سے تمام یورپ میں صف ماتم بچھ گئی ہے۔ بادشاہ کی موت ایک حادثہ سے ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مرحوم کے [illegible] بیسا [illegible] کی مہم بازی کے سرکے [illegible] روانہ ہوئے۔

ایڈیکانگ اور دوسرے ملازمین ہمراہ تھے۔ جب آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں برف کی وجہ سے موٹر کی آمد و رفت دشوار تھی تو آپ نے نوکر اور موٹر کو وہیں چھوڑا اور یہ ہدایت دیکر کہ میں ایک گھنٹہ میں واپس آ جاؤں گا۔ تن تنہا چل پڑے۔ کچھ دور جا کر آپ نے ایک چٹان پر چڑھنے کی غرض سے برف کے چھوٹے سے ٹکڑے کا سہارا لیا۔ بدقسمتی سے ٹکڑا اپنی جگہ سے اکھڑ گیا۔ شاہ سر کے بل نیچے گر پڑے نعش کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گرتے ہی مر گئے آپ کی کھوپڑی شق ہو چکی تھی۔ گردن پر بھی ایک گہرا زخم موجود تھا۔ شاہ کی واپسی میں جب دیر ہوئی تو نوکر نے تلاش شروع کی۔ لیکن کوئی سراغ نہ ملا۔ انجام کار مایوس ہو کر بذریعہ فون قصر شاہی میں اطلاع دی۔ اعلیٰ حکام فوراً موقع پر پہنچے۔ پولیس اور دیہاتیوں کی کئی گھنٹے کی تلاش کے بعد رات کے دو بجے کے قریب لاش ملی۔

شاہ بلجیم کی موت دراصل انسان کی بے بسی اور مادی ساز و سامان کی بے حقیقتی کا عبرتناک مرقع ہے۔ یورپ کے ایک مشہور تاجدار، بے شمار دولت اور لاتعداد رشتہ دار، مصاحب اور نوکر چاکر رکھنے والے بادشاہ کی زندگی کا پیمانہ جب لبریز ہو جاتا ہے تو وہ بالکل ایک معمولی گڈریئے یا لکڑہارے یا کسی مفلس راہگیر کی طرح انتہائی بیچارگی کی حالت میں پہاڑ کی چٹان سے گر کر مر جاتا ہے۔ اس کی دولت، حکومت، اس کے رشتہ دار اور مصاحب اس کے ڈاکٹر اور وزیر اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ یہ کوئی نادر واقعہ نہیں ایسے واقعات آئے دن دیکھنے اور سننے میں آتے رہتے ہیں۔ ابھی چند روز ہوئے ۵ جنوری کو شاہ رومانیہ کی دو صاحبزادیاں قصر شاہی کے اندر سب کے دیکھتے دیکھتے دب کر مر گئیں۔

یہ ہے ان مادی ساز و سامان کی حقیقت جن کے بھروسہ مغرور انسان خدا اور اس کی حفاظت سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

قلم کی بجائے پھاوڑا

ایک انگریز پروفیسر کے متعلق ایک نہایت ہی رقت آمیز خبر موصول ہوئی ہے ایک زمانہ وہ تھا کہ وہ سینٹ پٹرسبرگ یونیورسٹی (روس) میں پروفیسر تھے۔ ایک زمانہ یہ ہے کہ وہ اپنی شکم پری کے لئے میلبورن (آسٹریلیا) میں ایک مقبرہ کے باغ میں اسی بیکاروں کے ساتھ جن کو حال ہی میں کام پر لگایا گیا ہے۔ پھاوڑا اور کدال لیکر معمولی مزدوروں کی طرح کام کر رہے ہیں۔ انقلاب زمانہ اس کو کہتے ہیں کہ وہ شخص جو روس کے امراء کے ساتھ کھانا کھاتا تھا آج اس کو کدال اور پھاوڑے پر اعتماد کر کے روٹی نصیب ہوتی ہے ان کا نام جان بیوی [illegible] ہے ان کی عمر ۴۲ سال ہے ان کے والد زار روس کے زمانہ میں ایک متمول شخص تھے اور کاغذ سازی کے ایک کارخانہ کے مالک تھے۔ ۱۹ سال کی عمر میں یہ سینٹ پیٹرسبرگ گئے جہاں تعلیم ختم کی اور انگریزی فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں مہارت کی سندیں حاصل کیں انقلاب روس کے بعد ۱۹۲۱ء میں انہوں نے بالشویک حکومت کے ماتحت لیکچراری کی ملازمت اختیار کی لیکن ان کے تعلیمی طریقوں کی مخالفت کی گئی۔ چنانچہ یہ بیوی بچوں کو لے کر لندن چلے آئے ۱۹۲۵ء میں آسٹریلیا گئے اور ایک قطعہ زمین خرید کر ایک نئی زندگی کا آغاز کیا

اس کے بعد آپ میلبورن گئے جہاں کی یونیورسٹی میں ملازمت حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ اور اب جو کچھ کر رہے ہیں وہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں زمانہ نے ہمارے بھی ہزاروں خوش پوش اور خوش خوراک آدمیوں کو دانہ دانہ کیلئے محتاج کر دیا ہے۔ کئی ہیں کہ کوئی [illegible] نصیب نہیں۔

ریویو

اسلامی کیلنڈر

لاہور کے مشہور اسلامی مطبع رپن پریس نے گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ایک نہایت دیدہ زیب اور نفیس کیلنڈر شائع کیا ہے جو ۲۰ × ۳۰ سائز کے نہایت عمدہ آرٹ پیپر کے اوپر طبع ہوا ہے۔ اس میں عیسوی اور ہجری دونوں سنوں کی تاریخیں انگریزی ہندسوں میں درج کی گئی ہیں۔ وسط میں آگرہ کی مشہور اسلامی عمارت مقبرہ اعتماد الدولہ کی تصویر ہے۔ جو نہایت نفاست سے طبع ہوئی ہے۔ اور رپن پریس کے کام کا عمدہ نمونہ ہے۔ غرضیکہ یہ کیلنڈر ہر لحاظ سے اچھا ہے۔ قیمت بھی معمولی ہے۔ ضرورت مند اصحاب صرف ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں

پتہ :- مینجر رپن پریس - بل روڈ - لاہور

علاوہ ازیں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس پریس میں انگریزی - اردو - عربی وغیرہ زبانوں کی چھپائی بطریق ٹائپ عمدہ کی جاتی ہے۔ اخبار "لائٹ" اور انجمن کی اکثر انگریزی کتب اسی مطبع میں چھپتی ہیں۔

جہازوں میں اسلامی لٹریچر

جہازوں کی لائبریریوں میں قرآن کریم - سیرت نبوی - سیرت صحابہؓ - تعلیم اسلام کے انگریزی ترجمے رکھوانے کی جو تحریک حضرت امیر نے آخری جمعہ رمضان گزشتہ میں کی تھی اور اس سٹ کی نصف قیمت ۸ آنہ - ۱۳ روپے دینے کا جو احباب وعدہ کر چکے ہیں ان میں سے ۵۴ سٹ کی فہرست اخبار پیغام صلح ۳ رفروری ۱۹۳۴ء میں شائع ہو چکی ہے۔

اور دو صاحبان کے نام (تین سٹ کے متعلق) ۱۱ رفروری ۱۹۳۴ء کے پیغام صلح میں اخبار احمدیہ کے ذیل میں درج ہو چکے ہیں۔

اس کے بعد تا حال احباب ذیل کے مزید وعدے آئے ہیں اور بعض رقوم وصول بھی ہو چکی ہیں۔

نمبر شمار	اسماء	تعداد سٹ وعدہ کردہ	رقم موصولہ
(۳۹)	چودھری فضل داد صاحب لائلپور	۱	۱۰ روپے
(۴۰)	میاں محمد جہانگیر صاحب والی ریاست مانگرول	۶	۸۱ روپے
(۴۱)	اکرام احمد صاحب معرفت سید تصدق حسین صاحب بغداد منجانب والد و والدہ خود	قرآن و سیرت	۱۶ روپے
(۴۲)	مہر محمد علی صاحب چک ۱۳ برائے تقسیم قرآن جہازی لائبریری		۶ روپے
(۴۳)	شیخ عزیز احمد صاحب خلف شیخ نیاز احمد صاحب رئیس نیلا گنبد	۱ سٹ	
(۴۴)	حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ منجانب برادر خود امیر الدین مرحوم	۲ ″	۲۷ روپے
(۴۵)	مرزا جلال احمد صاحب فوٹ سندیمن	۱ ″	۱۳ ½ ″
(۴۶)	حاجی سعادت علی خاں صاحب پنشنر ریاست رامپور (یوپی)	۱۰ سٹ	
(۴۷)	اہلیہ صاحبہ چودھری ظہور احمد صاحب لاہور	۴ ″	۵۲ روپے

کل میزان ۲۵ سٹ

(عزیز بخش آنریری افسر تحصیل)

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

جیسا کہ میں نے پچھلے اخبار میں لکھا بھی تھا۔ میرا ارادہ تو یہ تھا کہ میں اس اخبار میں ان راؤں کے کچھ خلاصے دیتا جو ان لوگوں نے ہماری کتابوں کو پڑھنے اور ہمارے کام کو دیکھنے کے بعد قائم کی ہیں۔ جن کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے۔ خواہ وہ پادری ہوں خواہ مستشرقین یا اسلام پر لکھنے والے دوسرے مصنف۔ کیونکہ دوسروں کی رائے کو اپنے متعلق معلوم کرکے بھی انسان بہت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن اتفاق سے اس وقت ایڈیٹر صاحب نے اخبار "مدینہ" کا ۲۱ر فروری کا پرچہ میرے پاس بھیجا ہے اور اخبار "سیاست" کا بھی اقتباس میری نظر سے گزرا۔ اور مجھے ضروری معلوم ہوا کہ اس مضمون پر جو اس وقت سامنے آگیا ہے پہلے کچھ لکھوں۔

افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں جو ایک خیال بیٹھا ہوا ہے کہ احمدیت اسلام دشمنی کا نام ہے اس خیال کو ان کے دلوں سے نہ کوئی ہماری تحریر دور کر سکتی ہے نہ واقعات کی کوئی شہادت خواہ وہ کتنی بھی زبردست ہو حتیٰ کہ اس ہیبتناک نظارے نے جو چاہیے تھا کہ دلوں کو اسی طرح ہلا دیتا جس طرح اس نے زمین کو ہلا کر زیر و زبر کر دیا ہمارے بھائیوں کی اس ذہنیت پر جو انہوں نے احمدیت کے متعلق قائم کر رکھی ہے کچھ اثر نہ کیا۔

اخبار "مدینہ" میں "زلزلہ کا مذہبی فلسفہ" کے عنوان سے ایک مضمون نکلا ہے۔ جس میں مذہبی فلسفہ کا ذکر تو ضمناً آگیا ہے لیکن زیادہ تر احمدیت کے متعلق خیالات کا اظہار ہے جو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سخت غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ "مدینہ" جیسے وقیع اخبار میں ایسے خیالات کا اظہار تعجب انگیز ہے۔ اور "سیاست" پر تو کچھ شکایت کرنا فضول ہے۔ کیونکہ اس کا تو مطمح نظر ہی احمدیت کے متعلق غلط فہمیوں کو پھیلانا ہے۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ اس وقت بدقسمتی سے عوام الناس کی ذہنیت ہمارے خلاف ہے اور جو کچھ کسی اخبار میں ہمارے خلاف نکل جائے وہ اس پر پہلے ہی آمنا اور صدقنا کہنے کو تیار ہیں اور اسی عوام الناس کے مذاق کو مدنظر رکھکر یا اس وجہ سے کہ وہی مذاق ہمارے اخبارات کا بھی ہے۔ وہ باتیں ہماری طرف منسوب کی جاتی ہیں جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں اور نہ ہم نے کبھی وہ باتیں کہیں۔

اخبار "مدینہ" کے فاضل ایڈیٹر نے زلزلہ کے واقعات کو ہمارے خلاف یوں استعمال کیا ہے۔ کہ "بہار کے زلزلے نے قادیانی علم کلام کی دھجیاں بالکل بکھیر کر رکھدی ہیں" کیونکہ ان کے نزدیک قادیانی علم کلام کیا ہے "قادیانی علم کلام کا سب سے مایۂ ناز حصہ خوارق عادت کی تاویل و انکار پر مبنی ہے" اور اس کا ثبوت کیا ہے؟ یہ نہیں کہ مثلاً ہم نے کبھی یہ کہا ہو کہ قرآن کریم معجزات کا انکار کرتا ہے۔

جیسا کہ اس زمانہ کے بہت سے مغرب زدہ لوگوں کا خیال ہے بلکہ اس کے خلاف ہم نے بڑے زور سے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم معجزات کا انکار نہیں کرتا بلکہ خدا کی طرف سے انبیاء کے معجزات دیئے جانے کا دعویٰ کرتا ہے۔ نہ ہی اس کے ثبوت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے نبی کریم صلعم کے کسی معجزے کا انکار کیا ہو۔ مثلاً قرآن کریم میں آپ کے معجزۂ شق القمر کا ذکر ہے۔ ہم بھی اس کے قائل ہیں۔ حالانکہ شاہ ولی اللہؒ جیسے بزرگ نے بھی اسے محض ایک قسم کا خسوف قرار دیا ہے۔ احادیث میں آپ کے جن معجزات کا ذکر ہے ہم ان سب کے قائل ہیں۔ بلکہ اس بات کے قائل ہیں کہ آج بھی آنحضرت صلعم کے معجزات پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ اس حصہ پر زور ہی احمدیت نے دیا ہے اور آنحضرت صلعم کی اس عظمت کو ظاہر کیا ہے جس کی طرف ہمارے بھائی محض ایک حق کے انکار کی وجہ سے نظر اٹھا کر بھی دیکھنا نہیں چاہتے ورنہ انہیں معلوم ہوتا کہ آپ کی صداقت اس زمانہ میں ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے آفتاب نصف النہار کی طرح چمک اٹھی ہے۔ یہی وہ معجزات ہیں جنہوں نے احمدیوں کے دلوں میں اسلام اور آنحضرت صلعم کی صداقت پر وہ ایمان پیدا کیا ہے کہ وہ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنے مال اور زندگیاں وقف کر رہے ہیں۔ کہنے کو تو ہر ایک کا حق ہے جو چاہے کہے لیکن کبھی ہمارے ان معترض احباب نے یہ غور بھی کیا کہ آخر احمدیوں میں اسلام پھیلانے کا یہ جوش کہاں سے پیدا ہوا؟ اور کیا وجہ ہے کہ دوسرے مسلمان اس جوش سے اس قدر خالی پڑے ہیں کہ ان کو اس طرف توجہ ہی نہیں ہوتی اس کی وجہ ایک اور صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ احمدیوں کو خدا کے فضل سے آنحضرت صلعم کی صداقت پر ایک زبردست یقین حاصل ہو گیا ہے اور ان کا اس بات پر ایمان کہ دین اسلام سب مذاہب پر غالب آئے گا محض ایک خیال نہیں بلکہ ایک زبردست طاقت بن گیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے آنحضرت صلعم کی صداقت کے ان نشانات کو دیکھا ہے۔ جو اس زمانہ میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ تو ہم معجزات کا انکار کس طرح کر سکتے ہیں؟

مصیبت صرف یہ ہے کہ اگر ہم مفسرین کی رائے پر کوئی جرح قدح کریں۔ یا بعض قصوں کا جو مفسرین نے قرآن کریم کی تفسیر میں اپنی طرف سے داخل کر دیئے ہیں انکار کریں تو ہمارے بھائی بغیر سوچے سمجھے چلا اٹھتے ہیں کہ یہ لوگ انبیاء کے معجزات کے منکر ہیں۔ ہم معجزات کے منکر نہیں۔ ہم قرآن کریم کے منکر نہیں۔ مفسرین کے قصوں کے جن کی بنا قرآن یا صحیح حدیث پر نہ ہو ہم اس کے ضرور منکر ہیں۔ کیونکہ ان قصوں نے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور ان کی ذہنیت کو حقائق علمی کی طرف سے پھیر کر، سے قرآن شریف [illegible] ہے۔ قصے اور کہانیوں کی طرف مائل کر دیا ہے۔

چنانچہ اخبار مدینہ کے فاضل ایڈیٹر کو بھی ہمارے انکار معجزات کی جو دلیل ملی وہ صرف اسی قدر ہے کہ ہمارے "خوارق عادت کی تاویل و انکار" کے ذکر کے بعد وہ مثال کے طور پر فرماتے ہیں:-

"مثلاً عصائے موسیٰؑ کی ضرب سے سمندر کی موجوں کا پھٹ جانا اور پانی میں خشکی کے راستے بن جانا ان کے فیلسوف دماغوں میں نہیں سما سکتا۔"

میں نہیں جانتا کہ یہ خیال انہوں نے کہاں سے لیا ہے۔ کاش کہ وہ اس موقعہ پر میری تفسیر کو پڑھ لیتے۔ یہ تفسیر بیان القرآن کے صفحہ ۱۳۹۱ پر موجود ہے۔

الفاظ قرآنی یوں ہیں فاوحینا الیٰ موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم۔ اس آیت کا ترجمہ میں نے بیان القرآن میں یوں کیا ہے:-

"سو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنے عصا سے سمندر کو ماریں وہ پھٹ گیا۔ اور ہر ایک فریق ایک بڑے تودہ کی طرح تھا۔"

اب اس ترجمہ میں عصا سے سمندر کو مارنے کا اقرار بھی موجود ہے اور سمندر کے پھٹ جانے کا بھی اقرار موجود ہے۔ معلوم نہیں کن الفاظ سے فاضل ایڈیٹر کو یہ سوجھا کہ ہم اس کے منکر ہیں۔

ہاں جس چیز کا انکار کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں پر مفسرین نے اپنی طرف سے یہ قصہ بڑھایا ہے کہ سمندر میں بارہ رستے بن گئے تھے اور ہر دو رستوں کے درمیان سمندر پہاڑ کی طرح کھڑا تھا۔ اور درمیان میں دریچے بنا دیئے گئے تھے تاکہ وہ چلتے بھی جائیں اور ایک دوسرے کو دیکھتے بھی جائیں۔ نہ قرآن کریم میں ان باتوں کا ذکر ہے نہ ہم ان کے قائل ہیں۔ چنانچہ اس آیت کے نیچے نوٹ میں صرف اس قدر ذکر ہے کہ "یہاں سے مفسرین نے بارہ رستے نکالے ہیں۔ حالانکہ یہاں بارہ کا ذکر نہیں نہ کسی حدیث میں ہے۔ اور کل فرق سے مراد پانی کے قطعات بھی ہو سکتے ہیں اور دونوں فریق یا جماعتیں بھی ہو سکتی ہیں"۔ اور اس نوٹ کے آخر پر ہے "ہو سکتا ہے کہ جوش تعاقب میں فرعون نے چڑھاؤ کے وقت کا خیال نہ کیا ہو اور ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے لئے اعجاز کے طور پر سمندر نے رستہ دیدیا۔ اور فرعونی وہاں غرق ہو گئے۔"

میں اس کی اور بہت سی مثالیں دے سکتا ہوں کہ کس طرح محض بعض قصوں اور کہانیوں کے انکار کو معترضین نے معجزات کا انکار بنا لیا ہے۔ لیکن یہ اس وقت میرا موضوع نہیں البتہ مختصر طور پر اس امر پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں کہ زلزلہ کے متعلق جو خیالات ہماری طرف منسوب کئے گئے ہیں یہ ہم پر محض اتہام ہے "مدینہ" نے لکھا ہے کہ "قادیانی جماعت خواہ قادیان سے تعلق رکھتی ہو خواہ لاہور سے" اس بارے میں یکساں ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس خبر زلزلہ کے سنتے ہی ہمارے دلوں میں "ایک مکروہ مگر مسرت آمیز حرکت پیدا ہو گئی"۔ آخر اتنا بڑا اتہام لگانے کے لئے کوئی وجہ ہونی چاہیے۔

ہم پر عقائد کے لحاظ سے جو الزام کوئی چاہے لگائے لیکن

اس ستم کے الزام دیا کہ ادھر انسانوں پر ایک مصیبت عظمےٰ نازل ہوئی ہے۔ بچے اور عورتیں اور مرد یک بیک مکانوں کے اندر دفن ہو جاتے ہیں۔ آباد شہر آناً فاناً قبرستان بن جاتے ہیں۔ جو بچ رہتے ہیں وہ کچھ اپنے عزیزوں کے غم میں کچھ اپنی فکر میں نہ رہنے کو مکان ہے نہ کھانے کو کھانا ہے۔ نہ اوڑھنے کو کپڑا ہے اور دیوانوں کی طرح ویرانوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ادھر احمدی خوشی میں پھولے نہیں سماتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مذہبی تعصب عناد کی بھی کوئی حد ہوتی چاہیے آپ لوگ ہم میں سے جن لوگوں کے ساتھ ملتے ہیں کیا واقعی ان میں انسانیت کے بجائے ایسا ہی وحشیانہ پن پاتے ہیں۔ کہ انسانوں پر اتنی بڑی مصیبت ہو اور ہم خوشی کے شادیانے بجائیں؟

کاش ہمارے فاضل دوست نے جو فلسفہ زلزلہ کا بیان کیا تھا خود اپنی تحریر میں بھی اس کا کچھ اثر دکھایا ہوتا۔ فرض کیجئے کہ ہمارے خیال کے مطابق زلزلہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہے تو کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ ہم خوش ہیں کہ زلزلہ آیا۔ آخر جن لوگوں نے اس زلزلہ کا نقشہ سورہ اذا زلزلت الارض زلزالھا سے پیش کیا ہے کیا وہ اس لئے پیش کیا ہے کہ زلزلہ کی وجہ سے ان کے دل میں ایک مسرت آمیز حرکت پیدا ہوئی تھی؟ یہ بھی کوئی منطق ہو کہ چونکہ ہمارے خیال کے مطابق ایسے زلزلہ کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب نے کی تھی۔ اس لئے لوگ مرتے ہیں تو ہم خوشی کے گیت گاتے ہیں۔ آخر قرآن کریم کو پیش کرنے والا بھی تو یہی کہتا ہے کہ ایسے زلزلہ کا نقشہ قرآن شریف نے کھینچا ہے۔ تو گردن زدنی یا دونوں ہونے چاہئیں یا ایک بھی نہیں۔

ہاں یہ امر دیگر ہے کہ فی الواقع حضرت مرزا صاحب نے ایسے زلزلے کا نقشہ اپنی تحریرات میں کھینچا ہے یا نہیں۔ سو اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اس بارے میں آپ کی تحریریں اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ آنکھیں بند کر کے بھی انسان ان کو لاپروائی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔

"خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے
پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق
امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی
آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے
اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے"

"کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں
رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے
ہو۔۔۔ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت
زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے
میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت
کا منہ دیکھو گے"

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت
بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری
آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور لوط
کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے"

۵ "اک نشان ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر و مرغزار
آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار"

رہا زلزلہ کا فلسفہ یا دوسری آفات ارضی و سماوی کا فلسفہ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ انسانوں کے کس گناہ کی وجہ سے یہ مصائب آتی ہیں۔ گاندھی جی کا خیال ہے کہ اچھوتوں سے جو سلوک ہندوؤں نے کیا وہی اس زلزلہ کو لانے کا باعث ہے۔ اگر ایک احمدی یوں کہہ دے کہ ان مسلمانوں کا سلوک اس کو لانے کا باعث ہے جنہوں نے مجدد وقت کا ساتھ دینے کے بجائے اسے دجال اور کذاب کہا اور برے سے برا سلوک کیا اور آج اس کی جماعت کو وہی مقام دے رہے ہیں جو ہندوؤں نے اچھوتوں کو دیا۔ کہ ان سے ہر طرح پر مقاطعت کی جائے اور انہیں باوجود کلمہ گو ہونے کے کافر قرار دیا جائے بلکہ صاف طور پر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ اسلام کے اچھوت ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی زندگیاں اور اپنے مال اسلام کی اشاعت اور حفاظت کیلئے وقف کر رہے ہیں۔ تو اتنا برا منانے کی بات کیوں ہے۔ یہی اخبار گاندھی جی کے اس قول پر تو نہیں بگڑتے لیکن اگر خود مسلمان اس سے بدتر فعل کا ارتکاب کریں جو ہندو اچھوتوں کے معاملہ میں اپنے اعتقاد کی بنا پر کر رہے ہیں۔ یعنے مسلمانوں میں تکفیر کے ذریعے سے اچھوت پن کی بنیاد ڈالیں تو اس پر سیخ پا ہونے کے کیا معنے؟ خوب یاد رکھو کہ ہندوؤں میں اچھوت پن کے مسئلہ سے بدتر یہ مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ ہے۔ جس پر آج ہم میں سے بڑے سے بڑے اتحاد کے دعویدار بھی گرفتار رہیں۔ ہمارے عالم بھی گرفتار ہیں۔ پیر بھی گرفتار رہیں فلسفی اور شاعر بھی گرفتار رہیں۔ ملکی رہنما بھی گرفتار رہیں۔

ہاں ایک بات ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ یہ جو آفات اور مصائب دنیا پر آتی ہیں اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ انسان بلا وجہ پکڑے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان میں بہت سے معصوم اور ناکردہ گناہ بھی ہوتے ہیں۔ اور قرآن شریف نے خود بھی فرمایا ہے۔ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ ایسے فتنہ سے بچو جو صرف ظالموں کو ہی نہیں پہنچتا۔ تو گو یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ یہ فلاں گناہ کی وجہ سے ہے یا دوسرے گناہ کی وجہ سے لیکن قرآن کریم نے جو ایک حکمت بات بیان فرمائی ہے اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا اور وہ یہ ہے۔

"فاخذنٰھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون"

"ہم لوگوں کو تکلیف اور دکھ میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ وہ عاجزی اختیار کریں" یہی زلزلہ کا فلسفہ ہے۔ یہی تمام آفات ارضی و سماوی کا فلسفہ ہے۔ معصوم اور بے گناہ بھی دکھ اٹھاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت جو حکمت کاملہ پر مبنی ہے اس کے نیچے ہی ایک غرض پنہاں رکھتی ہے تاکہ لوگوں کے اندر تضرع اور عاجزی پیدا ہو۔ گویا بعض لوگ بعض کی خاطر دکھ اور تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ انسانوں کی اصلاح ہو۔ اس اصلاح کے پیدا کرنے کا یہ سامان ہے سو جو مصیبت آنے والی تھی وہ تو آ چکی۔ اب اس سے اگر ہم لوگ جو پیچھے رہ گئے ہیں یہ سبق حاصل کریں کہ اپنی اصلاح کر لیں تو یہ جانیں لوٹنی تلف نہیں ہوئیں۔ یہ مصیبت بلا وجہ نہیں آئی [illegible] ہے کہ تم لوگ جو کیڑوں مکوڑوں کی طرح ایک دوسرے کو کھانے کو دوڑتے ہو۔ ایک دوسرے کو پاؤں کے نیچے مسلنا چاہتے ہو تو یاد رکھو خدا کے پاس ایسی طاقت موجود ہے کہ آن کی آن میں تم سب کو نیست و نابود کر دے۔

(محمد علی)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ۱۷ فروری ہفتہ کے روز مسلم ہائی سکول لاہور کا معائنہ ہوا۔ مسٹر ہنرٹ ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز ساڑھے دس بجے کے قریب اسکول میں تشریف لائے۔ سکاؤٹوں نے آپ کا استقبال کیا۔ کھیل اور کرتب دکھائے جن سے انسپکٹر صاحب موصوف بہت محظوظ ہوئے۔ ادھر سے فارغ ہوئے تو باکسنگ کا میدان تیار تھا۔ بیس پچیس منٹ تک یہ شغل رہا۔ بعد ازاں آپ اپنے تمام سٹاف سمیت معائنہ میں مشغول ہو گئے۔ ایک ایک مضمون کا امتحان لیا۔ تین بجے کے قریب معائنہ ختم ہوا۔ لاگ بک موصوف اپنے ساتھ لے گئے جس کا خلاصہ انشاء اللہ عنقریب درج اخبار کیا جائے گا۔

— جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ شہر سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"احباب جماعت سیالکوٹ نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک سے متاثر ہو کر روزانہ شام کے وقت ایک مقام پر جمع ہونے کی تجویز کی ہے اس غرض کے لئے شیخ محمد عبد اللہ صاحب خلف شیخ مولا بخش صاحب مرحوم نے اپنے مکان کا ایک کمرہ جو فرش اور بجلی وغیرہ سے آراستہ ہے مرحمت فرمایا ہے۔ جہاں ہر روز احباب جمع ہو کر اول نماز مغرب ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد شیخ محمد عبد اللہ صاحب حضرت مسیح موعود کی کتابیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ آپ نے حضور کی تصنیفات کو ابتدا سے سنانا شروع کیا ہے اس سلسلہ میں بعض عمدہ علمی صحبتیں بھی میسر آ جاتی ہیں مثلاً چند روز ہوئے ایک مشہور مخالف سلسلہ سے اصول پیشگوئی کے متعلق گفتگو ہوئی تو وہ بالکل مبہوت رہ گیا۔ اور احباب بہت محظوظ ہوئے۔ موسم سرما کی شدت کم ہو گئی ہے۔ اس لئے امید ہے احباب کافی تعداد میں جمع ہوا کریں گے۔"

— مولوی محمد عبد الحمید صاحب ریٹائرڈ سررشتہ دار سیالکوٹ چھ ماہ کی علالت کے بعد بعارضہ فالج عید کی صبح کو انتقال فرما گئے۔

پیغام صلح:۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ مرحوم سلسلہ میں باقاعدہ داخل نہ تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے متعلق نہایت پاکیزہ خیالات رکھتے تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں مغفرت فرمائے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔ تمام احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

— عبد الرحمن صاحب طالب علم مسلم ہائی سکول بعارضہ بخار شدید علیل ہیں۔ ان کا امتحان نزدیک آ رہا ہے احباب ان کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔

— ۲۲ فروری کو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب دو روز کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے۔

وی پی وصول کیجئے

بار بار کی یاددہانیوں کے بعد جن احباب کی طرف سے اخبار کی قیمت بذریعہ منی آرڈر اب تک وصول نہیں ہوئی ان کی خدمت میں اخبار بذریعہ وی پی ارسال کیا جا رہا ہے۔ اور اس وی پی کی اطلاع بھی دی گئی ہے ایسی صورت میں تمام دوستوں کا یہ اخلاقی و قومی فرض ہے کہ وہ وی پی وصول فرما کر [illegible]

ایک ذوق کی بات

(از جناب خان صاحب نصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

"اکرام ضیف" کے ماتحت ہمارے مکرم دوست شیخ یعقوب علی صاحب نے اپنے اخبار الحکم میں (جو اب نئے سرے سے جاری کیا گیا ہے) حضرت مسیح موعود کی زندگی کے واقعات مختلف دوستوں کی زبانی لکھنے شروع کئے ہیں۔ جن سے ہر شخص اپنے اپنے مذاق کے مطابق فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ مجھے جن دو چار واقعات نے خاص طور پر محظوظ کیا ان کو میں احباب کی اطلاع کے لئے بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

(۱) ملک غلام حسین صاحب جو کہ ابتدا میں لنگر خانہ کے کارکن ہوتے تھے ان کا بیان ہے کہ جب خواجہ کمال الدین یہاں آئے تو حضرت نے مجھے فرمایا کہ خواجہ صاحب کے لئے دو سیر دودھ خود دوھا کر لایا کریں اور اندر سے کھانڈ لے کر ان کے پاس رکھدیں۔ قریبًا چھ ماہ تک میں ان کے لئے ایسا ہی کرتا رہا۔

(الحکم صفحہ ۳ کالم ۳ مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۳۴ء)

(۲) جب مولوی محمد علی صاحب وکالت کے امتحان کی تیاری کے دوران میں قادیان آئے تو حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ دو سیر خالص دودھ ان کو دیدیا کریں۔ اور حضور نے دو سیر کھانڈ ایک ڈبہ میں ڈالکر مجھے دی اور فرمایا کہ یہ بھی ان کے مکان پر پہنچا دیں۔

(۳) ایک دفعہ گرمیوں کا موسم تھا باہر سے آموں کے دو تین ٹوکرے آئے میں بھی حضور کے قریب تھا۔ حضور نے ایک لوٹے میں دودھ اور کھانڈ ڈالی اور مجھے دیا۔ اور چھ سات آم ایک پلیٹ میں رکھکر خود اٹھا کر مولوی محمد علی صاحب کے مکان کی طرف چلے اور فرمایا میرے ساتھ چلو جب وہاں پہنچے تو مولوی محمد علی صاحب اٹھ کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا مولوی صاحب بیٹھ جائیں اور یہ آم کھائیں یہ خدا تعالیٰ ہمیں دیتا ہے اور ہم بھی آگے دیتے ہیں۔

(الحکم ۲۱ر فروری ۱۹۳۴ء صفحہ ۴ کالم ۱)

اب صحیح بخاری کتاب العلم باب فضل العلم میں ایک حدیث ہے کہ حضرت نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے سامنے دودھ لایا گیا جسے میں نے خوب اچھی طرح سے پیا۔ پھر باقی عمرؓ بن خطاب کو دیدیا۔ لوگوں نے آپ سے اس کی تاویل دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد علم ہے۔ ظاہر ہے کہ فقاہت دین میں جو درجہ حضرت عمرؓ کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ حضرت مسیح موعود کا خواجہ صاحب کے لئے دودھ اور حضرت مولانا محمد علی صاحب کے لئے خالص دودھ کا انتظام فرمانا اور پھر دودھ اور آم ان کے لئے لیجانا اور پھر فرمانا کہ یہ خدا تعالیٰ ہمیں دیتا ہے ہم بھی آگے دیتے ہیں میرے اپنے مذاق کے مطابق یہ دودھ اس علم دینی کا قائم مقام تھا جو آپ نے اپنے ان خادموں کو پیٹ بھر کر پلایا اور جو خدا تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا اور جسے آپ آگے دے رہے تھے۔

جن دوستوں کو آپ نے بٹیر کی بوٹیاں دیں یا سالن اور روٹی دی۔ یا پلاؤ دیا وہ اپنے مذاق کے مطابق نتائج نکال لیں۔ حضرت صاحب کا سلوک اپنے ہر ایک دوست سے نہایت محبت آمیز تھا۔ جس میں بناوٹ نام کو نہ تھی۔

(محمد منظور الٰہی)

عالم اسلام

— امسال مکہ مکرمہ اور حجاز کے دوسرے مقامات پر اس قدر شدت کی سردی پڑی ہے جس کی نظیر گزشتہ سالوں میں نہیں ملتی۔ مکہ مکرمہ میں درجہ حرارت صفر سے بھی پندرہ درجے نیچے گر گیا۔ شام میں شدید سردی کے ساتھ بارش اور ژالہ باری بھی ہوئی۔ دمشق میں درجہ حرارت تین درجے نیچے گر گیا۔

— ترکی میں بھی غیر معمولی سردی پڑی۔

— حجاز کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ ماہ کے آخری ہفتہ میں حجاز کے شمالی حصوں میں زبردست بارش ہوئی۔

— فلسطین کے اخبارات رقمطراز ہیں کہ اب ہاں بعض لوگوں کی رائے ہو رہی ہے کہ فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک حصہ عربی اور دوسرا یہودی ہو۔ یہ ایک پرانی تجویز ہے جس کی طرف اب بعض لوگ دوبارہ متوجہ ہوئے ہیں۔

— مصر کا مشہور اخبار الفتح کا بیان ہے کہ ایرانی پارلیمنٹ کے بعض اراکین نے مسلمانان فلسطین کی امداد کے لیے ایک انجمن قائم کی ہے۔ چند روز ہوئے اس انجمن نے اپنے خاص اجلاس میں فلسطین کی موجودہ حالت پر بحث کی۔ بعض اراکین نے برطانیہ کی ان تدابیر کی سخت مذمت کی۔ جو اس نے فلسطین میں عربوں کے خاموش اور پر امن مظاہروں کے خلاف اختیار کیں۔

— مصری اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ استنبول کی میونسپلٹی نے یورپ کے چند نامور انجینروں کو استنبول کی جدید تعمیر کا نقشہ تیار کرنے کیلئے مدعو کیا ہے۔ جو وہاں پہنچکر نقشہ کی تیاری میں مصروف ہیں۔

— حکومت عراق اپنے یہودی ملازمین کو رفتہ رفتہ علیحدہ کر رہی ہے کیونکہ انہوں نے برطانوی اور حکومت کے آغاز میں چند کمینہ ذرائع سے یہ ملازمتیں حاصل کی تھیں نہ کہ اہلیت و استحقاق کی بنا پر۔ سنا جاتا ہے کہ سفیر برطانیہ نے حکومت عراق کو لکھا ہے کہ وہ اس بارہ میں کوئی خاص کارروائی نہ کرے لیکن یقین کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت اپنے ارادہ پر قائم ہے کیونکہ عراقی قوم یہودیوں سے شدید بیزاری کا اظہار کر رہی ہے۔

— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ عراقی حکومت اپنے انگریز ملازمین کو بھی علیحدہ کر رہی ہے۔ اور آئندہ سال تک سوائے چند انگریزوں کے جو معاہدہ کی بنا پر عدالتوں میں کام کریں گے باقی تمام ملازمت سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔

— اس خبر کی قابل وثوق ذرائع سے تردید ہو گئی ہے کہ شاہ افغانستان عنقریب پیرس جانے والے ہیں۔

— عربی زبان کو فروغ دینے کے لئے حکومت مصر ایک خاص پروگرام اختیار کرنا چاہتی ہے اس مقصد کے لئے حال ہی میں ایک سرکاری جلسہ طلب کیا گیا تھا جس میں مصر کے مشاہیر علم و ادب موجود تھے

— حکومت ترکی نے ایک خاص حکم کے ذریعہ سودی لین دین پر خاص پابندیاں عائد کر دی ہیں۔

— موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ شاہ فواد والی مصر آئندہ موسم گرما میں یونان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حکومت یونان نے فیصلہ کیا ہے کہ شاہ فواد کے جد امجد محمد علی کا ایک مجسمہ نصب کیا جائے۔ مجسمہ کی نقاب کشائی کے لئے شاہ فواد وہاں جائیں گے۔ مزید برآں مصر اور ترکی کے مابین ایک میثاق ابھی تک نامکمل ہے اگر متنازعہ امور کا کچھ فیصلہ ہو گیا تو آپ یونان سے ترکی چلے جائیں گے۔

خبریں

— سرینگر ۱۹ر فروری۔ محمد امین صاحب ونبیر گنج سرینگر سے بذریعہ برقی پیغام مطلع فرماتے ہیں۔

"مسٹر غلام نبی گل کار کو زیر دفعہ ۱۹ (ای) گرفتار کر لیا گیا ہے آپ بالکل نوجوان ہیں اور آٹھ سال سے تحریک کشمیر میں حصہ لے رہے ہیں۔ ابتدا ہی میں مسٹر غلام نبی شیر کشمیر شیخ ایس ایم عبداللہ کے دست راست رہے ہیں۔ اور جب شیر کشمیر جیل گئے تو وہ بھی ان کے ساتھ رہے۔ آپ کشمیر مسلم پولیٹیکل کانفرنس کے ایک نہایت مستعد اور سرگرم رکن اور کشمیر لیبر یونین کے صدر ہیں"

— حاجیوں کا جہاز رحمانی جو کراچی سے ۶ر فروری کو روانہ ہوا تھا۔ ۱۶ر فروری کو بخیریت جدہ پہنچ گیا۔

— ہز ہائینس سر آغا خاں ۵ر مارچ کو رنگون پہنچیں گے بلدیہ رنگون نے ان کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

— پنڈت جواہر لال نہرو کی والدہ اور اہلیہ سخت بیمار ہیں۔

— لاہور ۲۰ر فروری۔ لا کالج کے کامیاب طلبہ کو ۲۴ر فروری کو مینارڈ ہال میں شام کے چار بجے ڈگریاں دی جائینگی

— ہز ہائینس مہاراجہ کپورتھلہ نے دہلی میں ایک اخباری ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ مجھے اپنے وزیر اعظم سر عبدالحمید پر کامل اعتماد ہے۔

— کشمیر میں حالات بدستور ہیں۔ مسلمانوں پر شدید ترین مظالم ہو رہے ہیں۔ مہاراجہ بہادر جموں پہنچ گئے ہیں۔

— اسمبلی کا اجلاس دہلی میں اور پنجاب کونسل کا لاہور میں شروع ہے۔

— برسلز ۱۹ر فروری۔ شاہ بلجیم البرٹ انتقال کر گئے ہیں۔ شاہ موصوف ایک پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اور خود چلا رہے تھے ان کا نوکران کے ہمراہ تھا۔ ایک مقام پر موٹر الٹ کر نیچے گر پڑی۔ دو بجے بعد شب آپ کی نعش کو برآمد کیا گیا آپ کے سر پر ایک گہرا زخم آیا جس کی وجہ سے کھوپری شق ہو گئی۔

— آپ کے ولیعہد سوئٹزرلینڈ میں بطور تفریح مقیم تھے اطلاع پاتے ہی ایک خاص گاڑی کے ذریعہ بلجیم پہنچ گئے۔

— شاہ بلجیم کے انتقال پر تمام یورپ میں اظہار افسوس کیا جا رہا ہے۔ ہر سلطنت کے تاجدار نے اظہار رنج و غم کیا ہے۔ یہ سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے کہ ۲۲ر فروری کو شاہ البرٹ کے جنازہ میں شاہ جارج پنجم کی طرف سے شہزادہ ویلز شرکت کریں گے۔ شاہ اٹلی اور سویڈن کے شاہزادگان بھی آئیں گے۔ شاہ بلگیریا خود تشریف لائیں گے۔ ملکہ ہالینڈ، شاہ رومانیہ اور شاہ ڈنمارک کی طرف سے بھی نمائندگی کیجائیگی۔ بلجیم کے شاہی حلقہ میں چھ ماہ تک سوگ ہوتا رہے گا۔

— نئی دہلی ۲۰ر فروری۔ وائسرائے نے شاہ بلجیم کے انتقال کی وجہ سے اپنی "گارڈن پارٹی" کی تاریخ ملتوی کر دی ہے۔ اور وہ ۲۳ر فروری کے بجائے ۵ر مارچ کو منعقد ہوگی۔

— لندن ۱۹ر فروری۔ آج دار العوام میں وزیر ہند نے آفت زدگان بہار کے متعلق اعداد و شمار پیش کئے اور نقصانات کی تفصیل بیان کی۔ وزیر ہند نے بتایا کہ حکومت بہار اس قابل نہیں کہ وہ از خود اپنی امداد کر سکے۔ حکومت ہند صوبجاتی حکومتوں کے ساتھ ملکر امداد کا انتظام کر رہی ہے۔

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۳

حضرت مسیح موعودؑ

نے انتیس (۲۹) برس قبل فرمایا تھا

(زلزلہ بہار کا صحیح نقشہ)

اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد
آئیگا قہرِ خدا سے خلق پر اک انقلاب
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
ہوش اڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
خوں سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
مضمحل ہو جائیں گے اس خون سے سب جن و انس
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں !!
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس
وحیِ حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا

جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر اور مرغزار
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
کیا البشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رود بار !
صبح کر دے گی انہیں مثلِ درختانِ چنار
بھولینگے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ھزار
راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بیخود راہوار
سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دارومدار
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار !

یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملیگا تجھ کو یہ سارا ادھار

ایک معزز انگریز نو مسلم

کو حضرت امیر کی طرف سے دعوت طعام

۲۲ رفروری ۱۹۳۴ء کی شام کو حضرت امیر نے مسٹر فیرلی بیرسٹر ایٹ لاء لاہور نو مسلم کو معززین لاہور سے انٹروڈیوس کروانے کیلئے اپنے مکان پر دعوت طعام دی جس میں ذیل کے حضرات مدعو تھے۔

سر عبد القادر صاحب جج ہائیکورٹ لاہور۔ آنریبل ملک فیروز خان نون وزیر تعلیم گورنمنٹ پنجاب خان بہادر شیخ نور الٰہی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم پنجاب نواب محمد شاہنواز خان صاحب آف ممدوٹ ڈاکٹر عبد الحمید صاحب محکمہ صحت عامہ گورنمنٹ پنجاب میر مجتبیٰ علی خان صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس چوہدری محمد حسین خان صاحب انسپکٹر ورنیکولر مدارس مولانا مولوی صدر الدین صاحب حافظ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب سید امجد علی شاہ صاحب سید مصطفےٰ شاہ صاحب مولانا عزیز بخش صاحب شیخ عبد المنان صاحب مالک انگلش ویرہاؤس شیخ محمد دین جان صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور۔ چوہدری [illegible] بی اے ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے سیالکوٹی خان صاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈاکٹر عطاء اللہ خان صاحب معزز مہمان نے آتے ہی سب احباب سے مصافحہ کیا اور اپنے قبول اسلام پر گفتگو فرماتے رہے بعد کھانے پر تشریف لے گئے وہاں بھی مختلف امور پر گفتگو ہوتی رہی کھانے کے بعد کچھ دیر تبادلہ خیالات کرنے کے بعد سب احباب رخصت ہو گئے صاحب موصوف نہایت خوش اخلاق

مکتوب فجی

نصوری میں نماز عیدالفطر

(از جناب محمد عبداللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم سکول نصوری)

الحمدللہ ۔ امسال نصوری میں عیدالفطر ۱۲ جنوری بروز بدھ بخیر و خوبی منائی گئی ۔ مطلع بالکل صاف تھا ۔ ۱۰ بجے تک تمام مسجد برآمد صحن ۔ یہاں تک کہ وضو کرنیکی جگہ نمازیوں سے بھر گئی ۔ ہمارے مخالفین نے موجودہ امام مسجد کے خلاف پروپیگنڈا کیا کہ وہ ویدوں کو الہامی مانتے ہیں لہٰذا ان کے پیچھے نماز ادا نہیں کرنی چاہیئے ۔ البتہ نماز عید کے لیئے امام بدلدیا جائے ۔ تو پھر نماز دونوں پارٹیوں کے مسلمانوں کو اکٹھی پڑھنی چاہیئے ۔ لیکن خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے انکا یہ پروپیگنڈا کارگر نہ ہوا ۔ اور اس علاقہ کے معدودے چند مسلمان تین میل کے فاصلہ پر ایک اور مسجد میں نماز پڑھنے گئے ۔

نماز اور خطبہ تقریباً ۱۱ بجے تک ختم ہوا ۔ اس کے بعد حسب معمول سالہائے گزشتہ مجھے کہا گیا کہ میں مسلمانوں کو مخاطب کروں چنانچہ خاکسار نے اپنی طرف سے تمام مسلمانوں کو عید مبارک کہی ۔ اس کے بعد اسلام کے دفضائل کا مختصر طور پر تذکرہ کرتے ہوئے روزہ کا فلسفہ اور اس کے فوائد پر روشنی ڈالی ۔ موجودہ مشکلات اور اندرونی مخالفت جو اس وقت فجی کے مسلمانوں میں پیدا ہوگئی ہے اس کا قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی مشکلات و مصائب سے مقابلہ کرتے ہوئے بتایا کہ موجودہ مشکلات و مصائب ان مصائب کے مقابلہ میں ہیچ ہیں ۔ ہم تب ہی کامیاب ہو سکتے ہیں جب ان مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کریں ۔ اور اصل کام کو کمزور نہ ہونے دیں ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کی رحمت سے مایوس ہونے کو کافروں کا شیوا بتایا ہے ۔ ہمیں مسلمان رہتے ہوئے مایوس نہیں ہونا چاہیئے ۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ احمدیوں پر الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے اسلام پر ظلم کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں کافر کہا جاتا ہے ۔ ان کا ایک "ظلم"، تو یہ ہے کہ یورپ میں اسلام کا کوئی باقاعدہ مشن نہیں تھا ۔ انگلینڈ اور جرمنی میں اسلام کے مشن قایم کیئے ۔ ان کے دو فائدے ہیں ایک یہ کہ جو مسلمان طالب علم اسلامی و غیر اسلامی ممالک سے یہاں تحصیل علوم کے لئے آتے تھے ۔ وہ اسلام سے متنفر ہو جایا کرتے تھے ۔ اور مسلمانوں کی گنتی میں رہتے ہوئے اسلامی تحریکات میں دلچسپی نہیں لیتے تھے آج ان مشنوں کی وجہ سے مسلمان طلبہ اسلام کے زیر اثر رہتے ہیں اس کے علاوہ دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان مشنوں کی وجہ سے یورپ کی قوموں میں اسلام اثر کرتا جا رہا ہے ۔ اور بڑے بڑے لارڈ ۔ ڈاکٹر پروفیسر پادری مسلمان ہوتے جا رہے ہیں ۔

دوسرا "ظلم" احمدیہ جماعت نے یہ کیا ہے کہ جرمنی کے ملک میں سوا لاکھ روپیہ خرچ کر کے ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی ہے جہاں اللہ اکبر کی صدا بلند ہوتی ہے ۔ تیسرا "ظلم" احمدیہ جماعت نے یہ کیا ہے کہ قرآن مجید ۔ سیرت نبوی و دیگر اسلامی لٹریچر کا انگریزی جرمنی ۔ ڈچ ۔ چینی ۔ جاوی و دیگر کئی ایک زبانوں میں ترجمہ کر کے اسلام کی اصلی تصویر کو جس پر غلط فہمیوں کا گرد و غبار پڑا ہوا تھا دنیا کے سامنے پیش کیا ہے ۔ تاکہ دنیا کی سنجیدہ قومیں اس کے مطالعہ سے بہرہ ور ہو کر آغوش اسلام میں داخل ہوں ۔ چوتھا "ظلم" احمدیہ جماعت نے یہ کیا ہے کہ ان عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں جو اسلام کے خلاف لکچر دیا کرتے تھے ۔ مناظر تیار کر کے ان کا منہ بند کیا ہے ۔ آج ان کی تبلیغ ان کے گھروں تک ہی محدود رہ گئی ہے اور انہیں میدان میں نکلنے کی جرأت نہیں ہوتی ۔

غرضیکہ یہ "مظالم" ہیں جو احمدیہ جماعت نے اسلام اور مسلمانوں پر کیئے ہیں ۔ اب تم ہی سوچو کہ یہ کام کس کا ہو سکتا ہے ۔ ایک مسلمان کا یا ایک کافر کا ۔ اس کے بعد میں نے اپنی ذات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تم بتاؤ کہ میں نے آج تک تمہارے سامنے کونسی تعلیم اسلام کے خلاف پیش کی ہے ؟ اور میں نے خانہ خدا میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ یا احکم الحاکمین تو ہی اسلام کا محافظ ہے اگر تو سمجھتا ہے کہ میں اور منذا مظفر بیگ ساطع اسلام کی بیخکنی کے لئے اس جزیرے میں آئے ہوئے ہیں ۔ تو اسلام کو محفوظ رکھنے کی غرض سے ہم دونوں کو تباہ کر دے ۔ یا نہایت ہی ذلت اور رسوائی سے یہاں سے نکال دے ۔ میں نے تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے علی الاعلان کہا کہ اگر نصوری کے مسلمان سمجھتے ہیں کہ میں اسلام کو نقصان پہنچا رہا ہوں تو وہ میرا کرایہ جہاز جمع کر دیں اگر میں جانے سے انکار کروں تو میں پھر ہر قسم کی سزا کا مستحق ہوں ۔ اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ میں خادم اسلام کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں تو جو لوگ میرے ساتھ ہیں وہ زبان سے میرے ساتھ نہ ہوں ۔ بلکہ عمل سے اور قربانی سے وہ ثابت کریں کہ وہ میرے ساتھ ہیں ۔ آج ہمارے تمام کام کمزور ہیں ۔ اسکول کی عمارت مرمت طلب ہے ۔ کمیٹی کا کام کمزور ہے ۔ چندہ باقاعدہ وصول نہیں ہوتا ۔ اگر ان کاموں کی طرف آپ کی توجہ نہیں ہوگی تو پھر آپ یقیناً میرے ساتھ نہیں ہیں ۔ اس کے بعد میں نے محمد طاہر طالب علم فجی (جن کو مسلم ہائی سکول بدر ملہی میں داخل کیا گیا ہے) کے لئے اپیل کی ۔ اور اس کی تعلیمی رپورٹ جو اس کے ایک ٹیچر نے بھیجی تھی سنائی ۔ جس پر نصوری کے زندہ دل مسلمانوں نے لبیک کہی ۔ میں نے اپنی پگڑی اتار کر کہا کہ ہر ایک مسلمان اپنی توفیق کے مطابق اس کے کلاہ میں چندہ ڈالتا جائے چنانچہ چند ہی منٹوں میں ۴ پونڈ ۳ شلنگ کی رقم فراہم ہوگئی ۔ بہت سے مسلمان جو کافی روپیہ ساتھ نہ لائے تھے اس موقعہ پر افسوس کرنے لگے

ایک کائی بتی کا قبول اسلام

ناظرین اخبار یہ خبر پڑھکر خوش ہوں گے کہ اختتام تقریر پر ایک کائی بتی نے جو ایک معزز گھرانے کا ہے اور تعلیم یافتہ ہے خاکسار کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ۔ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ اسے استقامت بخشے ۔ اور یہاں ہمیں اس قوم میں باقاعدہ انتظام کے ساتھ تبلیغ اسلام کرنے کی توفیق دے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کا فوٹو جلد ارسال کرونگا ۔ اس کے بعد بہت سے مسلمانوں نے میری حوصلہ افزائی کے کلمات کہے ۔ مجھے کہا کہ جب کسی تحریک کیلئے آپ کو امداد کی ضرورت ہو تو ہمیں بتا دیں ۔ تمام دوستوں نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا ۔ اور میں یہاں کے دستور کے مطابق یہاں کے سرکردہ مسلمانوں کے ساتھ مختلف گھروں میں سیویاں کھانے کے لئے گیا ۔ مسلمانوں کے گھر الگ تھلگ اور دور دور فاصلہ پر واقع ہیں اس لئے اس دفعہ کو گھومتے گھومتے سورج غروب ہوگیا ۔ ۷ بجے شام کے میں واپس گھر آیا ۔

گزشتہ سالوں کی عیدوں پر نماز عید کے بعد میں عموماً گھر پر رہا کرتا تھا ۔ اور لوگ میرے مکان پر آیا کرتے تھے ۔ لیکن اس سال احباب کے اصرار پر پروگرام بدلنا پڑا ۔ یہاں کی عیدوں کے موقعہ پر ہر ایک شخص کو متھرا کے چوبوں کی طرح بننا پڑتا ہے ۔ اگر کسی گھر پر جا کر کھانا یا سوئیاں نہ کھائیں تو وہ اس کو برا مناتا ہے ۔ کچھ نہ کچھ کھانا ہی پڑتا ہے ۔ رات کو ایک اور بھائی سلمند خاں کے گھر پر تمام گھر والوں کی دعوت تھی ۔ یہ صاحب ہر سال دعوت دیا کرتے ہیں ۔ دو میل کے فاصلہ پر ان کا مکان تھا ۔ دوری مکان کی وجہ سے جانے کو دل تو نہیں چاہتا تھا لیکن ان کے خلوص کا لحاظ رکھتے ہوئے جانا ہی پڑا ۔

ہماری عدم موجودگی میں ہمارے صووا کے دوستوں کا ایک قافلہ جو تقریباً ۵۰ افراد پر مشتمل تھا لاریوں میں ہماری ملاقات کے لیئے صووا سے یہاں آیا ۔ لیکن افسوس ان کی کوشش کے باوجود ملاقات نہ ہو سکی ۔ اور وہ گھوم گھام کر واپس چلے گئے

جٹ نمبر کا حوالہ خط و کتابت میں ضروری ہے ۔ (مینیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم شنبہ مورخہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ | نمبر ۱۳

قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ

ہماری جماعت جاوا کا شاندار کارنامہ

پیش نظر اشاعت کے لئے "نظام جماعت" کے عنوان سے مقالہ افتتاحیہ لکھا جا چکا تھا کہ ہمیں جاوا کی تازہ ڈاک سے چند مطبوعہ اوراق کا ایک پیکٹ ملا جو اپنے ساتھ ایک بہت بڑی ایمان افروز خوشخبری لایا ہے۔ جی نہیں چاہتا کہ اس خوشخبری کو احباب جماعت تک پہنچنے میں دیری کی جائے۔ اس لئے مذکورہ بالا مقالہ افتتاحیہ کے بجائے یہ سطور لکھی جا رہی ہیں۔

بہت سے دوستوں کو آج سے چند سال قبل کا وہ دن یاد ہوگا جبکہ ہمارا ایک سادہ مزاج، خاموش طبع اور بے سر و سامان مبلغ جاوا کے دور دراز ملک کی طرف روانہ ہوا تھا۔ الوداعی اجتماع میں چند بزرگوں اور دوستوں کی تقریریں ہوئیں۔ اس مبلغ سے بھی اظہار خیالات کی فرمائش کی گئی۔ اس فرمائش کے جواب میں وہ نہایت سادگی سے اٹھا اور منکسرانہ لہجہ میں صرف اس قدر کہہ کر خاموش ہو گیا کہ "اب کیا عرض کروں اگر جاوا میں کوئی کام کر سکا تو واپس آ کر کچھ کہوں گا" بعد کے واقعات نے بتایا کہ ہمارا خاموش طبع اور بے سر و سامان مبلغ ایمان و خلوص اور عزم راسخ کی دولت سے مالا مال تھا اس نے چند سال کے عرصہ میں جاوا کے اندر خدمت و حفاظت دین کا ایسا شاندار کام کیا جس کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ ناظرین کرام سمجھ گئے ہونگے کہ ہم **جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ جاوا** کا ذکر کر رہے ہیں۔

جاوا ایک اسلامی ملک ہے۔ اس میں مسلمانوں کی زبردست اکثریت ہے۔ لیکن ان مسلمانوں پر پیروں۔ ملانوں اور جہالت کا قبضہ ہے۔ اس ملک کے چپہ چپہ پر عیسائی مشنریوں نے جال بچھا رکھے ہیں۔ مسلمان دھڑا دھڑ ان کا شکار ہو رہے تھے۔ ہمارے مبلغ نے سمندروں کو چیرتے ہوئے جب ساحل جاوا پر قدم رکھا تو وہ بے یار و مددگار تھا۔ لیکن اس نے خدا کا نام لے کر دشمنان دین سے مقابلہ کی ٹھان لی۔ اور مردانہ وار پادریوں اور ملانوں کو للکارا اور ہر ایک مشکل اور رکاوٹ سے بے خطر ہو کر اپنا کام شروع کر دیا۔ آج چند سال کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اکیلا نہیں خادمان اسلام کی ایک معقول جماعت اس کے ساتھ ہے۔ پادری اور ملا نے اس کے نام سے کانپتے ہیں۔ اس نے نوجوان جاوی مسلمانوں میں زندگی و حرارت کی ایک لہر دوڑا دی ہے۔ ان کو خواب غفلت سے بیدار کر کے خدمت اسلام کے کام پر لگا دیا ہے۔ اس نے جاوی اور ڈچ زبانوں میں بے شمار دینی کتابوں کے ترجمے شائع کر کے جاوا اور ہالینڈ میں پھیلا دئے۔ تبلیغی اور اصلاحی اخبار و رسائل جاری کئے۔ آج کل یہ ایک مشہور و وسیع عیسائی ملک ہالینڈ کو فتح کرنے کی تیاری میں مصروف ہے۔ انشاء اللہ اس عزم میں ہمارے مجاہد کو کامیابی ہوگی۔

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام کے لئے دو چیزیں اشد ضروری ہیں۔ ایک ڈچ زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ۔ دوسرے ایک باقاعدہ مشن کا قیام۔ خدا کے فضل سے ان ضرورتوں کی تکمیل کی صورت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ مشن کے قیام کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ بہت سا لٹریچر بھی ڈچ زبان میں تیار ہو گیا ہے۔ سب سے بڑا مرحلہ قرآن شریف کا ترجمہ تھا۔ اس کے متعلق احباب کو معلوم ہے کہ ترجمہ کافی عرصہ سے تیار تھا لیکن اس کی طباعت میں کمی سرمایہ اور دوسری مشکلات حائل تھیں خدا کے فضل سے اب یہ مشکلات بھی دور ہو گئی ہیں۔ اور ہالینڈ کے ایک اعلیٰ درجہ کے مطبع میں طباعت شروع ہو چکی ہے۔ ابتدا میں ہم نے جاوا سے موصول شدہ جس پیکٹ کا ذکر کیا تھا وہ اس ترجمہ کے چند مطبوعہ اوراق پر مشتمل تھا۔ اس ترجمہ میں حضرت امیر کے انگریزی ترجمۃ القرآن سے پوری پوری مدد لی گئی ہے۔ طرز اور تقطیع بھی وہی ہے۔ ہر صفحہ کے اوپر کے حصہ میں ایک کالم میں عربی متن اور اس کے ساتھ ڈچ ترجمہ دیا گیا ہے اور نیچے کے حصہ میں نوٹ ہیں۔ جو حضرت امیر کے نوٹوں ہی کا ترجمہ ہیں۔ کاغذ نہایت عمدہ لگایا گیا ہے زبان کی اجنبیت کی وجہ سے ہم ترجمہ کو پڑھ نہیں سکے۔ لیکن اس کے اہتمام کے متعلق ہمیں جو تفصیلات معلوم ہوئی ہیں ان کے پیش نظر ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ترجمہ زبان اور صحت کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ امید ہے کہ زیادہ سے زیادہ جون ۳۴ء میں طباعت کا کام ختم ہو جائے گا۔ اور اس کے ایک دو ماہ بعد ہم مکمل ترجمہ کو دیکھنے کی مسرت حاصل کر سکیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ **مرزا ولی احمد بیگ صاحب** اور ان کے رفقا کی ہمتیں بلند اور ان کے ارادوں کو کامیاب کرے اور ان کو خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے یہ بتلانا مقصود ہے اگر انسان خلوص و محنت سے کام کرے تو بڑی بڑی کامیابیوں کے ذرائع خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ مغربی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہی کو لے لیجئے کیا جس وقت حضرت امیر نے خاموشی سے انگریزی ترجمۃ القرآن کا کام شروع کیا تھا، اس وقت اس کے شاندار نتائج کسی کے تصور میں بھی تھے؟ لیکن وہ پورے عزم و استقلال سے کئی برس اس میں مصروف رہے۔ اور صدہا مشکلات کا مقابلہ کرنے کے بعد اس کو شائع کیا۔ آج اس کارنامہ کے شاندار نتائج کو ساری دنیا تسلیم کر رہی ہے۔ جس طرح ایک چراغ سے دوسرے چراغ روشن کئے جاتے ہیں اسی طرح انگریزی ترجمۃ القرآن کی مثال و امداد سے متعدد زبانوں میں ترجمے ہو رہے ہیں اگر ہر ایک احمدی اپنے حالات و مذاق کے مطابق خدمت دین کے کسی نہ کسی کام کو اپنے ذمہ لے لے اور اسی طرح خلوص و محنت سے کام کرے، تو ہم باوجود قلت تعداد و سرمایہ کے چند سالوں میں ساری دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔

ایک صحیح معیار

"اجتماعات اور بہت بڑے اجتماعات دنیا میں ہوتے ہیں اور ہر روز ہوتے ہیں۔ ایک ایک فٹ بال کے مقابلہ میں لاکھوں تماشائی جمع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں کسی اجتماع میں کثرت شرکا کو کوئی بڑی اہمیت نہیں دیا کرتا میرا نقطہ نظر بالکل الگ ہے۔ اور وہ مقصد کی بلندی اونچی ہے۔ (الحکم ۲۸ فروری)

معاصر "الحکم" میں قادیان کے گزشتہ جلسہ سالانہ کے متعلق ایک مسلسل مضمون شائع ہو رہا ہے۔ مندرجہ بالا سطور اسی مضمون سے ماخوذ ہیں۔ ہمارے خیال میں مضمون نگار کا نقطہ نظر بالکل صحیح ہے اور ان سطور میں جو معیار پیش کیا گیا ہے اس کے درست ہونے میں کسی عقلمند کو کلام نہیں ہو سکتا۔ بے شک کثرت شرکا کوئی چیز نہیں۔ اصل شے مقصد کی بلندی کی بحث اور عملی کام ہے۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اکثر قادیانی حضرات حتیٰ کہ جناب میاں صاحب بھی جماعت لاہور کے مقابلہ میں اس صحیح معیار کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں۔ وہ ہمیں ہمیشہ قلت تعداد کا طعنہ دیتے ہیں۔ "الفضل" اور "فاروق" کئی مرتبہ ہمارے جلسہ سالانہ کا ایسے انداز میں مذاق بھی اڑا چکے ہیں جسے کوئی شریف اور صداقت شعار انسان اختیار نہیں کر سکتا۔ لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ آؤ عمل کے لحاظ سے مقابلہ کرو تو اس وقت گالیوں یا خاموشی کے سوا کوئی جواب نہیں ملتا۔ جماعت قادیان ہر وقت اپنی کثرت تعداد کا ڈھول پیٹتی رہتی ہے۔ کیا معاصر "الحکم" اپنے اکابر کو اپنے پیش کردہ صحیح معیار کی بنا پر دونوں جماعتوں کا موازنہ کرنے پر آمادہ کر سکتا ہے؟

آریہ سماج کی نادانیاں

آریہ گزٹ مورخہ ۱۸ فروری میں لالہ دیوی چند جی ایم اے کا ایک مضمون "آریہ سماج کی موجودہ ضروریات" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے ویدوں کے انگریزی ترجمہ کے لئے اپیل کی ہے۔ فرماتے ہیں:

"ہمارے ساہتیہ میں سر و منی جگہ وید بھگوان کی ہے جس کی بنیاد پر آریہ سماج کی عمارت کھڑی ہے۔ وید کی اشاعت پر آریہ سماج کا مستقبل منحصر ہے۔ .... احمدیوں نے بھی قرآن شریف کا ترجمہ انگریزی زبان میں کر دیا ہے مگر افسوس آریہ سماج نے وید بھگوان کا ترجمہ غیر ممالک کی زبان میں ابھی تک نہیں کیا .... انگریزی زبان ایسی ہے جو کہ دنیا کے اکثر ملکوں میں پڑھی اور بولی جاتی ہے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ چاروں ویدوں کا سلیس انگریزی میں ترجمہ کر دیا جائے .... اس کام کے لئے ہم [illegible]

میرے خیال میں تین لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے پنڈتوں کی ایک منڈلی اس کام کے لئے نامزد کرنی ہوگی جن کو باقی تمام مصروفیات اور کاموں سے آزاد کر کے محض اسی کام پر لگانا ہوگا۔"

اس سے قبل وید کے ہندی ترجمہ اور ریسرچ کے لئے کافی روپیہ جمع کر کے پنڈتوں کی منڈلیاں قائم کی تھیں۔ ان کا جو نتیجہ نکلا وہ آریہ سماج کے لئے کافی سے زیادہ تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے۔ کیا مذکورہ بالا تجویز آریہ سماج کی ایک اور نادانی نہیں۔ ہمارے خیال میں تو آریہ سماج کو زیادہ اہتمام اور فکر کی ضرورت ہی نہیں۔ جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی وید کا اردو ترجمہ کر رہے ہیں۔ ایک حصہ عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا زیر طبع ہے۔ اسی کو نہایت آسانی سے ہندی اور انگریزی میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔

برلن مشن کی مالی مشکلات

برلن مسجد اور مشن ہماری جماعت کا ایک قابل فخر کارنامہ ہے ایک دفعہ سر عبدالقادر بالقابہ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ برلن مسجد کی تعمیر سے قبل جب اس کی سکیم اور نقشہ میرے پاس بھیجا گیا تو میں نے اسے مسلمانوں کی دیگر تجاویز کی طرح ایک ایسا سنہری خواب سمجھا جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوتے۔ لیکن میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ جماعت احمدیہ لاہور کی ہمت بلند نے جلد ہی اس تجویز کو عملی جامہ پہنا دیا۔ قلب یورپ میں اس مسجد کی تعمیر اور اسلامی مشن کا قیام بہت ہی مفید نتائج کا موجب ثابت ہو رہا ہے۔ جن سے تمام احباب بخوبی واقف ہیں۔ لیکن ہر ایک عظیم الشان اور شاندار کام کی راہ میں بعض مشکلات یقیناً پیش آتی ہیں۔ برلن مشن بھی اس سے مستثنیٰ نہیں اس کے مصارف کی کثرت ہمیشہ انجمن کے لئے باعث تردد رہی ہے گزشتہ سال کوشش کر کے اس کے اخراجات میں تخفیف کی گئی۔ لیکن جرمن سکہ مارک کی قیمت بڑھ جانے سے یہ تخفیف بھی ہمارے بار کو کم نہ کر سکی پہلے پونڈ کے بیس یا اس سے زیادہ مارک ملتے تھے اب بمشکل بارہ تیرہ ملتے ہیں۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ حالت کب تک قائم رہے موجودہ سیاسی و اقتصادی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے فی الحال اس میں تبدیلی کی کوئی توقع نہیں۔ بہرحال ہمیں موجودہ حالات کا مقابلہ کرنا ہے اور اللہ کے راستے میں جو قدم اٹھایا جا چکا ہے اسے آگے ہی بڑھنا چاہیئے اور انشاء اللہ آگے ہی بڑھے گا۔ انجمن کی آمدنی کے موجودہ ذرائع پر اگر برلن مشن کے اخراجات کا بار ڈالا جائے تو دوسرے کاموں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ لہذا اس کے لئے ہمیں کوشش کر کے کوئی علیحدہ مستقل بندوبست کرنا چاہیئے۔ تجویز کی گئی ہے کہ برلن مشن کے مصارف کیلئے مستقل امدادی رقوم حاصل کیجائیں۔ خواہ وہ کس قدر ہی قلیل کیوں نہ ہوں۔ اس بارہ میں ہم تفصیلات کسی آئندہ اشاعت میں دینگے۔ احباب کو اس کام کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب

جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ہماری جماعت کے قابل فخر اکابر میں سے ہیں۔ موصوف کی دینداری، بیدار مغزی، اسلام اور احمدیت سے شغف، بیش بہا خدمات، وسعت اخلاق اور فنی قابلیت ایسی بالطبع حقیقتیں ہیں جن سے احباب جماعت بخوبی واقف ہیں آپ نے ہمیشہ نمایاں طور پر سلسلہ کی خدمت کی ہے۔ موصوف گزشتہ اکتوبر میں علمی مطالعہ کی غرض سے وی آنا (آسٹریا) تشریف لے گئے تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبۂ عید میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"ہمارے محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب بہت مخلص آدمی ہیں انہوں نے سلسلہ کی بھاری خدمت کی ہے۔ اصل میں آدمی کی قدر اس کی غیر موجودگی میں ہی معلوم ہوتی ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب یہاں تھے تو ہمیں ان کی قدر و قیمت کا پورا احساس نہ ہوا لیکن اب ان کی غیر موجودگی میں کئی ایسے معاملات پیش آئے کہ وہ ہوتے تو بہترین مشورہ اور بہترین امداد دے سکتے تھے۔ اس وقت ہمیں ان کی قدر و قیمت معلوم ہوئی۔ ان کے لئے دعا بھی کریں خداوند کریم انہیں بخیریت اور کامیابی سے واپس لائے۔"

حضرت ممدوح کے مندرجہ بالا الفاظ احباب کے دلی احساسات کے صحیح ترجمان ہیں۔ وابستگان سلسلہ نے ڈاکٹر صاحب کی غیر موجودگی کو کافی طور پر محسوس کیا۔ اور ان کی مراجعت کا بے صبری سے انتظار کیا جا رہا ہے۔ یہ معلوم کر کے تمام دوستوں کو مسرت ہوگی کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے مطالعہ میں کامیابی سے فارغ ہو گئے ہیں۔ انشاء اللہ ۹ مارچ کو وی آنا سے روانہ ہو کر مارچ کے آخری ہفتہ میں ہندوستان پہنچ جائیں گے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے امن و امان میں رکھے اور بخیریت واپس لائے۔

اخبار پیرسن کی بیہودہ حرکت

اخبارات اور دوسرے ذرائع سے یہ معلوم کر کے بیحد افسوس ہوا کہ ایک ولایتی ہفتہ وار اخبار "پیرسن" نے حضرت نبی کریمؐ کے متعلق ایک نہایت دلآزار۔ بیہودہ اور لغو مضمون چھاپا ہے۔ اور تصویر بھی شائع کی ہے۔

اس کی اس حرکت سے مسلمانوں میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ اور حکومت سے اس اخبار کے خلاف کارروائی کرنے کا بجا طور پر مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ جس پر جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ ہم اس کے متعلق مفصل آئندہ اشاعت میں لکھیں گے۔

مورتیوں کی شادی

چند روز ہوئے مندرجہ ذیل خبر متعدد روزناموں میں شائع ہو چکی ہے:۔

"کمبا کونم مندر سرنگا پٹی کے پجاری سینو بھٹا چاریہ نے منصف ضلع کی عدالت میں ایک درخواست پیش کی ہے کہ میں سری اندل کی مورتی کی شادی سری سرنگا پٹی سوامی کی مورتی کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں اس کی رسوم ادا کرنے کی اجازت دیجائے۔ اس شادی کو مندر کے ٹرسٹیوں نے روک دیا تھا، دیوی اور دیوتا کی شادی کے خلاف جو اعتراضات پیش کئے گئے ہیں وہ لچر اور لغو ہیں اس کی شادی کے روک دیئے جانے سے صدمہ روحانی کے علاوہ مجھے مالی نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ مندر کے ٹرسٹیوں نے مجوزہ شادی کی مخالفت اس بنا پر کی تھی کہ عروس بننے والی دیوی کی شادی پہلے ہی ایک دیوتا سے ہو چکی ہے اور اس شادی کی سالگرہ ہر سال منائی جاتی ہے۔"

اس خبر سے ہندوؤں کے مذہبی عقائد پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ مورتیوں کی شادیاں عقل و خرد کے کس قدر ہی خلاف کیوں نہ ہوں لیکن ہندوؤں کے مذہبی عقائد و رسوم میں شامل ہیں۔ اسلام کے روشن، معقول اور پاکیزہ احکام و عقائد کی پوری قدر و قیمت اسی قسم کی گمراہیوں اور تاریکیوں کے مقابلہ ہی پر معلوم ہوتی ہے۔ ایک تعلیم یافتہ اور صحیح الخیال ہندو مہذب سوسائٹی میں اپنے ان عقائد کو زبان پر لانے کی جرأت نہیں کرے گا۔ لیکن ایک مسلمان اپنے مذہب کے ہر ایک حکم اور ہر ایک عقیدہ کو پورے اطمینان سے پیش کر سکتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے اسے کہیں بھی شرمندہ نہیں ہونا پڑتا۔

"آریہ گزٹ" کی حماقت

"آریہ گزٹ" نے اپنی ۲۵ر فروری کی اشاعت میں "زمیندار" سے ایک نظم نقل کرنے کے بعد جس میں احمدیوں کو کافر کہا گیا ہے رقمطراز ہے:۔

"قادیانی اور لاہوری احمدیوں کو چاہیئے کہ پہلے مولانا ظفر علی اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ نپٹ لیں۔ ان کو احمدیت کے دائرے میں داخل کر لیں۔ اور جو "کافر" خطاب آپ لوگوں کو دے رکھا ہے پہلے وہ واپس کرا کر مومن بن لیں جنہیں مسلمان "مسیلمۂ کذاب" "جیب کترے" اور "کافر" ایسے خطابات دے رہے ہیں وہ اسلام کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔ یہ ایک معمہ ہے جس کا حل ضرور تلاش کرنا چاہیئے۔"

سچ ہے غلاظت کی مکھی کو غلاظت ہی پسند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آریہ گزٹ نے "زمیندار" کی غلاظت کو تو نہایت شوق سے نقل کر لیا۔ لیکن اخبار پیغام صلح کے جلسہ نمبر میں جماعت احمدیہ کے متعلق بیسیوں مسلموں اور غیر مسلموں کی جو آراء شائع ہوئی تھیں وہ اس کی نظر سے پوشیدہ رہیں۔ آریہ سماجی اور سوامی دیانند کو کروڑوں سناتن دھرمی، چنڈال۔ پاپی۔ ادھرمی اور خدا جانے کیا کیا کچھ کہتے ہیں۔ راما بائی کے قصے اور نیوگ کے مسئلے مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود آریہ سماج اور ہندو قوم کا ٹھیکیدار بنا بیٹھا ہے۔ کیا یہ ایک معمہ نہیں؟ "آریہ گزٹ" کو سب سے پہلے اس معمہ کا حل تلاش کرنا چاہیئے اور اس کے اپنے پیش کردہ اصول کے مطابق یہ ضروری ہے کہ پہلے آریہ سماجی اپنے سناتن دھرمی دوستوں سے نپٹ لیں اس کے بعد مسلمانوں کو شدھ کرنے کے خواب دیکھیں۔

اس قسم کی فضول حرکتیں اور لایعنی اعتراضات "آریہ گزٹ" کی حماقت کی دلیل ہیں جس کا وہ عادی ہو چکا ہے۔

حضرت امیر کا تار
ہز ہائینس مہاراجہ کشمیر کے نام

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل تار ہز ہائینس مہاراجہ کشمیر کے نام ارسال فرمایا:۔

"کشمیر میں صورت حالات نازک ہے۔ بجبارہ اور ملحقہ میں گولی چلنے سے بہت سے آدمی مارے جا چکے ہیں۔ معزز آدمیوں کو بید کی سزا دی گئی ہے۔ بے گناہ آدمی گرفتار کئے گئے ہیں یا جلاوطن کر دیئے گئے ہیں۔ نابالغوں کے ولی نابالغوں کے فعل کے ذمہ دار قرار دیئے گئے ہیں۔ حالات کے نازک تر ہونے کا اندیشہ ہے۔ آپ کی فوری مداخلت بیحد ضروری ہے۔"

(محمد علی)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سیالکوٹ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

—— ۲۴ر فروری کو بعد نماز مغرب ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بصدارت جناب مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ منعقد ہوا۔ جناب مولوی عصمت اللہ صاحب نے "پیشگوئی کی حقیقت" پر ایک عالمانہ تقریر فرمائی۔

—— ۲۵ر فروری کو ڈاکٹر غلام حیدر صاحب کے مکان پر (واقع ٹھنڈی کھوئی لاہور) قادیانیوں سے مولانا عصمت اللہ صاحب کا مناظرہ نبوت کے مسئلہ پر ہوا۔ جس میں قادیانی بالکل لاجواب ہو گئے۔ دونوں جماعتوں کے افراد کے علاوہ غیر از جماعت حضرات بھی معقول تعداد میں شریک مناظرہ تھے جنھوں نے مولانا موصوف کی دلائل کی قوت و صحت کا اعتراف کیا۔

—— شیخ عبد الصمد صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ سرینگر ۲۳ر فروری سے مہمانخانہ انجمن میں قیام فرما ہیں۔ ان سے جملہ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے۔ **معرفت جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔**

—— سید اختر حسین صاحب کئی ہفتہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں آپ ایک صالح اور پرجوش نوجوان ہیں۔ آپ کا امتحان بھی قریب آرہا ہے۔ تمام احباب آپ کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔

—— جناب سید عبد المجید صاحب جج کپور تھلہ کو پہلے سے کچھ افاقہ ہے۔ امید ہے کہ آپ ہفتہ عشرہ تک چلنے پھرنے کے قابل ہو سکیں گے صحت کامل کے لئے دعا کی جائے۔

—— جن خریداران پیغام صلح نے مطالبات کے باوجود چندہ ادا نہیں فرمایا ان کے نام کافی انتظار کے بعد وی پی بھیجے جا رہے ہیں۔ ان کی وصولی ایک اخلاقی و قومی فرض ہے۔ جس میں غفلت نہ ہونی چاہیے۔

—— احباب کو توسیع اشاعت کی طرف بھی کئی مرتبہ توجہ دلائی جا چکی ہے۔ یہ بھی ایک ضروری کام ہے۔ احباب اس کے لئے ضرور کوشش کریں۔

ایک فروگزاشت کی تلافی

جہازی لائبریریوں میں تقسیم قرآن کریم کے متعلق سب سے پہلے قاضی محبوب عالم صاحب ایس ڈیس گوجرانوالہ نے نومبر گذشتہ میں حضرت امیر کی خدمت میں تجویز پیش کی تھی اور اپنی طرف سے ۲۵ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ جب حضرت امیر نے ماہ رمضان میں اس کے متعلق تحریک کی تو قاضی صاحب نے دو سٹ کی قیمت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ افسوس ہے کہ دفتر تحصیل میں اس کی اطلاع نہ دی گئی اور اس وجہ سے انکا نام اب تک ایسے معطیان کی فہرست میں درج نہیں ہو سکا۔ اور وہی بات ہوئی کہ جو شخص سب سے پہلے اس تحریک کا محرک ہوا تھا اس کا نام سب سے پیچھے فہرست میں آیا۔ بہر حال ان کو یہ خوشی ہے کہ ان کی نیک تحریک نے عملی جامہ پہنا۔ اللہ تعالیٰ ان کو سابق بالخیرات ہونے کا اجر عظیم بخشے۔

(عزیز بخش افسر تحصیل) ۲۶ر فروری ۳۴ء

انجنیئروں کی ضرورت ھے

(۱) لاہور میونسپل کمیٹی کو ایک میونسپل انجنیئر (روڈ اور بلڈنگس) کی ضرورت ہے تنخواہ کا گریڈ ۵۰۰ - ۲۵ - ۷۵۰ ماہوار اور ۳۷ روپیہ موٹر الاؤنس و فوائد - پراویڈنٹ فنڈ۔ امیدوار ایسی لیاقت کا ہو جیسے پراونشل انجنیئرنگ سروس بطور افسر لے لیتی ہے۔ دس سال کا عملی تجربہ رکھنے والا ہو۔ درخواستیں معہ نقول سندات ۵ ار مارچ تک مسٹر ایل۔ ایچ رچرڈس میونسپل انجنیئر ٹاؤن ہال لاہور بھیجی جائیں۔

(۲) سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ لائلپور کو ایک ڈسٹرکٹ انجنیئر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ و بھتہ حسب لیاقت و مطابق قواعد گورنمنٹ۔ کرایہ پر مکان مل سکے گا۔ عمر۔ انجنیئرنگ ڈگری۔ اور دس سال کا عملی تجربہ سڑکوں کا رکھتا ہو۔ منتخب شدہ امیدوار اپنے خرچ پر ملاحظہ کے لئے بلائے جائیں گے۔ کامیاب امیدوار کو تین ماہ امتحاناً کام کرنا ہوگا۔ مستقل ہو جانے پر ۵ سال کا معاہدہ ملازمت کیا جائیگا درخواستیں معہ نقول اسناد بنام سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ لائلپور۔ ۱۰ر مارچ ۳۴ء سے پہلے۔

(۳) سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ لائلپور کو ایک اکاؤنٹنٹ کی بھی ضرورت ہے۔ جو ڈسٹرکٹ بورڈ کے کام کا عملی تجربہ رکھتا ہو۔ لائلپور کے ضلع کے زمیندار کو ترجیح دیجائیگی۔ تنخواہ ۱۰۰ — ۱۰ — ۵۰ ۲ روپے ماہوار۔ درخواستیں معہ نقول سندات کے ۱۰ر مارچ تک پہنچ جائیں

(خانصاحب) **محمد منظور آلہی**

آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

—— کسی صاحب نے اخبار جاری کرنے کی غرض سے تین اصحاب کے پتے منیجر صاحب پیغام صلح کو تحریر کئے ہیں۔ لیکن اپنا نام اور پتہ لکھنا بھول گئے ہیں۔ ڈاک خانہ کی مہر بھی نہیں پڑھی گئی از راہ کرم وہ جلد اپنے نام اور پتہ سے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ ان کے ارشاد کی تعمیل ہو سکے۔

"زمیندار" اینڈ کو گاندھی جی کے قدموں میں

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

خدا کے مامور بشیر بھی ہوتے ہیں اور نذیر بھی

اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کرتا ہے۔ وہ خواہ نبی و رسول ہوں یا مجدد و محدث، ان کے آنے پر دو قسم کے نتائج اہل دنیا کے لئے مترتب ہوا کرتے ہیں۔ یا تو لوگ انہیں سچا سمجھکر ان باتوں کی پیروی کرتے ہیں جن پر وہ چلانا چاہتے ہیں۔ اور یا ان کو جھوٹا اور مفتری سمجھکر ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ اول الذکر لوگوں کے لئے وہ بشیر کہلاتے ہیں یعنے ان کو وہ دین و دنیا کی صحیح راہوں پر چلاکر کامیاب بناتے ہیں اور موخر الذکر لوگوں کے لئے وہ نذیر کہلاتے ہیں۔ یعنے ان کو غلط راہوں پر چلنے کی وجہ سے دکھوں اور تکلیفوں کا ڈراوا دیتے ہیں۔

مامورین کی پیروی کا اصل مقصد

دونوں قسم کے لوگ نتیجہ اپنے اعمال کا ہی پاتے ہیں۔ تاہم مصلح لوگ لوگوں کو یہی کہتے ہیں کہ فاتبعونی واطیعوا امری (طٰہٰ) یعنے میری پیروی کرو اور میرے حکم کی فرمانبرداری کرو۔ اصل مطلب ان کا اپنی پیروی کرانے اور اپنا حکم منوانے سے خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرانا اور اس کے حکم کی فرمانبرداری کرانا ہوتا ہے لیکن لفظ وہ یہی استعمال کرتے ہیں کہ میری پیروی کرو اور میرے حکم کی فرمانبرداری کرو۔

زمیندار اینڈ کو کا لچر اعتراض

اس زمانہ کا مصلح اگر مسلمانوں کو اور دوسری اقوام کو یہ کہے کہ جو لوگ اس کی پیروی کرینگے اور اس کے حکم کو مانیں گے تو ان کے لئے دینی و دنیاوی بشارتیں ہیں۔ اور وہ دین و دنیا میں غالب ہونگے۔ لیکن جو لوگ اس کی پیروی نہ کریں گے۔ اور اس کے حکم کی فرمانبرداری نہ کرینگے وہ دین و دنیا میں ذلیل و خوار اور عذاب الٰہی کے مستحق ہونگے۔ تو اس پر زمیندار اینڈ کو تمسخر اڑاتی ہے۔ کہ جہاں کبھی دنیا پر عذاب آئے وہ مصلح کہہ دیتا ہے۔ کہ یہ میرے نہ ماننے کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ بات صاف ہے وہ کس کی پیروی کرواتا ہے؟ خدا و رسول کی۔ اور وہ کس حکم کی فرمانبرداری سکھاتا ہے؟ خدا و رسول کے حکم کی یعنے یہ کہ قولاً و فعلاً متقی بنو۔ مسلمانوں کے لئے خدا کا حکم تھا۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (آل عمران) اور نہ سست ہو اور نہ غمگین ہو۔ اور تم ہی غالب رہوگے جب تم مومن ہو۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

لیکن اب حالت کیا ہے۔ کہ ہر جگہ مسلمانوں کا قدم کیا دین اور کیا دنیا میں پیچھے ہی جا رہا ہے۔ کیا معاذ اللہ خدا کا یہ وعدہ جھوٹا تھا کہ اگر تم مومن ہوگے تو دنیا میں غالب رہوگے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ خدا کا وعدہ سچا تھا۔ سچا ہے اور سچا رہے گا۔ لیکن جب خود مسلمانوں میں ایمان ہی نہ ہو تو خدا کا وعدہ کس طرح پورا ہو۔ جب اس کمی ایمان کیطرف مصلح وقت توجہ دلائے کہ آؤ میں تمہیں صحیح راستہ دکھاتا ہوں جس پر چلکر تم مومن ہوسکتے اور دین و دنیا میں غالب ہوسکتے ہو تو اس پر تمسخر اڑایا جاتا اور اس سے استہزا کیا جاتا ہے کہ یہ شخص کیوں کہتا ہے فاتبعونی واطیعوا امری۔ وہ کہتا ہے کہ وہ ایسے تمسخر اڑانے والوں اور استہزا کرنے والوں کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہے اگر وہ خدا و رسول کی طرف سچے دل سے نہ آئیں گے تو مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا ہوں گے تو تمسخر سے کہدیا جاتا ہے۔ کہ جاپان میں زلزلہ آئے تب۔ امریکہ میں آئے تب۔ یا دنیا کسی عذاب میں مبتلا ہو تب بھی یہ کہدیا جاتا ہے کہ یہ مصلح وقت کے نہ ماننے کے سبب سے عذاب آ رہے ہیں۔ لیکن اسی سانس اس بات کے بھی مدعی بن جاتے ہیں کہ اسلام ساری دنیا کے لئے ہے جاپان ہو یا امریکہ۔ شمال ہو یا جنوب مشرق ہو یا مغرب۔ اتنا نہیں سوچتے کہ اگر مذہب اسلام.... سچا ہے تو اس کے اصولوں کے خلاف جاپان کرے یا امریکہ۔ شمال کرے یا جنوب۔ مشرق کرے یا مغرب۔ اس کا نتیجہ ضرور بھگتنا پڑے گا۔ خواہ کوئی دانستہ کرے یا نادانستہ۔ زہر کوئی جان بوجھکر کھائے تب بھی مرے گا۔ غلطی سے کھائے تب بھی۔ اس کے خلاف خود ہمارے مخالفین کو مسلم ہے کہ یورپ و امریکہ کی ترقی اسلامی اصولوں پر عمل کرنے کی وجہ سے ہے گو وہ بظاہر اسلام کے مخالف نظر آتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کا تنزل اصول اسلامی کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ہے۔ گو وہ بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں۔ خدا کا قانون ہر دو جگہ اپنا کام کرتا نظر آتا ہے۔

گاندھی جی کی کاسہ لیسی

"زمیندار" اینڈ کو کا مسلمان مصلح سے تو اس قسم کا تمسخر لیکن دوسری طرف جھٹ ایک غیر مسلم کے پاؤں پر سر رکھدیا ہے۔ چنانچہ ۲۰ فروری ۱۹۳۴ء صفحہ ۳ پر "زمیندار" کے مدیر صاحب یوں درافشانی کرتے ہیں:-

> "مہاتما گاندھی نے زلزلہ بہار کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ زلزلہ اہل ہند کے ان گناہوں کا نتیجہ ہے جو ان سے چھوت چھات کی شکل میں انسانی حقوق کو پامال کرنے کے باعث سرزد ہو رہے ہیں۔ اس پر بنگالی شاعر ڈاکٹر ٹیگور نے فلسفیانہ خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا کہ مادی عوامل و مظاہر کو انسان کے اخلاق سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ایسے حادثات محض قوائے قدرت کے غیر معمولی اجتماع کا اتفاقی نتیجہ ہوتے ہیں اس کے جواب میں گاندھی جی نے اپنے عقیدہ پر اصرار کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا ہے جسے ہم قارئین "زمیندار" کی خدمت میں اس لئے پیش کرتے ہیں کہ وہ دیکھیں کہ قرآن پاک کے مطالعہ نے گاندھی جی کے خیالات کو اسلام سے کس قدر قریب کر دیا ہے زلزلہ کی نوع کے حوادث اور ارضی و سماوی بلاؤں کے نزول کے متعلق خواہ وہ انفسی ہوں یا آفاقی، انفرادی ہوں یا اجتماعی، ایک معمولی سے معمولی مسلمان بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے (کیا نقاش اور ذکاوت کے خواص کا بھی یہی عقیدہ ہے؟ م) کہ وہ قدرت کی طرف سے انسان کے لئے سزا یا انتباہ یا آزمائش یا تزکیۂ نفس و ترقی مدارج روح کے لئے ایک تازیانہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور کائنات کی کوئی بات یونہی بے مقصد واقع نہیں ہوتی۔ جیسے کہ ٹیگور کا خیال ہے بلکہ ہر جنبش اور ہر حرکت میں خدائے ذوالجلال کا کوئی مقصد پوشیدہ ہوتا ہے جسے سمجھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے (کیا "زمیندار" اینڈ کو کو بھی) گاندھی جی نے اسی اسلامی عقیدے پر اصرار کیا ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ ایمان و حکمت کے جو موتی ہمارے ہاں عوام الناس میں ازراں ہو چکے ہیں ان پر غیر مذاہب کے فلاسفر ابھی تک فلسفیانہ بحثیں کر رہے ہیں اور انہیں سمجھنا چاہئے۔" (مدیر زمیندار)

گاندھی جی کے نظریہ ماحصل

اب ذرا گاندھی جی کے نظریہ کو غور سے دیکھا جائے تو اس کا ماحصل کیا بنتا ہے۔ کہ اہل ہند کے ان گناہوں کی وجہ سے جو چھوت چھات کی شکل میں انسانی حقوق کو پامال کرنے کے باعث سرزد ہو رہے ہیں مختلف مقامات پر ارضی و سماوی بلائیں انفرادی یا اجتماعی طور پر نازل ہو رہی ہیں اور جن کی طرف مصلح وقت نے بار بار توجہ دلائی کیونکہ قرآن کریم میں اصول اسلامی کی مخالفت کرنے والوں کا ایک عذر یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ ولو انا اھلکنٰھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیٰتک من قبل ان نذل ونخزیٰ (طٰہٰ) یعنے اگر ہم انہیں اس سے پہلے عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیتے تو کہتے کہ اے ہمارے رب کیوں تو نے ہماری طرف رسول نہ بھیجا تو ہم تیری آیتوں کی پیروی کرلتے۔ قبل اس کے کہ ہم ذلیل و رسوا ہوتے۔ گویا انفسی یا آفاقی، انفرادی یا اجتماعی عذاب کے نزول سے پہلے کسی مصلح، بشیر و نذیر کے ذریعہ سے نیکی کی طرف توجہ دلانا عین تقاضائے رحم خداوندی ہے اس پر اعتراض کرنا حماقت ہے۔

زمیندار اینڈ کو اور ان کے علما کا غلط عقیدہ

اگر بقول ذکاوت "زمیندار" زلزلہ ان تحبت حق ہے تو یقیناً ان لوگوں پر زیادہ حجت ہے جو زبانی اور تحریری طور پر تو حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ختم المرسلین اور خاتم النبیین کہتے نہیں تھکتے مگر دل میں عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ حضرت آخری نبیؐ کے بعد ایک پرانے نبیؑ نے آ جسے قرآن میں خدا نے صاحب کتاب نبی و رسول فرمایا ہے آتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیا، آنا ہے اور امت محمدیہ کی اصلاح کرنی ہے۔ کیا ایسا غلط عقیدہ رکھنے والے لوگ اس بات کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ حضرت محمدؐ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ دنیا جہان میں آخری اسے کہا جاتا ہے جو سب سے آخر آئے۔ لیکن "زمیندار" اینڈ کو اور اس کے علمائے کرام کا فلسفہ دنیا جہان سے نرالا ہے۔ کہ آخری نبی وہ نہیں جو سب سے آخر آئے بلکہ وہ ہے جو آخری سے پہلے آچکا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا صحیح عقیدہ ہی کامیاب ہوگا

"زمیندار" اور اس کے علماء کرام خواہ کتنا ہی زور لگائیں دنیا میں وہی عقیدہ صحیح تسلیم کیا جائے گا جسے عین قرآن و حدیث کی تعلیم کے مطابق حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا کہ:-

> "ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجنابؐ کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔ ... ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلشانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ ... میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفےؐ کی تجدید کروں"

انشاء اللہ دنیا میں نہ یہ عقیدہ کامیاب ہوسکے گا کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ یہ کہ کوئی پرانا نبی آکر مہر ختمیت کو توڑے گا۔ ہر دو عقائد باطل ہیں۔

زمیندار اینڈ کو کی نامرادی کی وجہ

کیا منشی ظفر علی اور ان کی بدگو پارٹی ایسے کھلے طور پر آنحضرتؐ کو خاتم الانبیاء ماننے کو تیار ہے ہرگز نہیں۔ ان کو خدا و رسول سے زیادہ ڈر اپنے علمائے کرام کے فتووں کا ہے۔ بھانڈوں کی طرح منہ چڑانا اور ذکاوت میں ذلیل تحریروں کے ذریعہ اپنی بد اخلاقی کا مظاہرہ کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جن کے پاس دلائل نہیں ہوتے......

اقتباسات

مہذب امریکہ کا سیاہ ریکارڈ

امریکہ میں معمولی معمولی باتوں پر حبشیوں کا قتل ایک دلچسپ مشغلہ سمجھا جاتا ہے۔ جیل کے دروازوں کو توڑ کر سفید آدمی حبشیوں کو نکال کر قتل کر دیتے ہیں۔ اکثر اوقات ان کو زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ اور مٹی کا تیل ڈالکر مردہ لاش کو تو عموماً پھونک دیا جاتا ہے۔

نیو یارک کے کیتھولک جرنل "امریکہ" میں مسٹر پال بلیک لی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ لکھتے ہیں کہ ۱۸۹۰ء سے اب تک ۳۷ سال کے عرصہ میں ۳۱۹۳ حبشی عام لوگوں کے ہاتھوں قتل کئے گئے یعنی اوسطاً فی سال ۱۱۰ اور فی ہفتہ ۲۔ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۳۳ء تک ۱۴۳ حبشی قتل کئے گئے جن میں ۷ عورتیں بھی تھیں۔ گزشتہ دس سال سے اس قتل کے مشغلہ میں بہت ہی اضافہ ہو گیا ہے ۱۹۳۱ء میں ۱۴ حبشیوں کو تیل ڈالکر زندہ جلایا گیا۔ ۱۹۱۰ء میں ۱۰ حبشی قتل کئے گئے یکم جنوری ۱۹۳۳ء سے یکم دسمبر ۱۹۳۳ء (یعنی گیارہ مہینے کے اندر) ۱۵ حبشی ذبح کئے گئے۔ مسٹر پال لکھتے ہیں کہ اس ظلم و ستم سے سوائے امریکہ کے تمام دنیا خالی ہے۔ اور افسوس ہے کہ اس کی روک تھام اب تک نہیں کی گئی۔ علی الصبح جب ہم کوئی اخبار اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ تو اس میں مظلوم حبشیوں کے قتل کی کوئی نہ خبر ضرور درج ہوتی ہے۔ یہ جرم ایک حلقہ تک محدود نہیں بلکہ میری لینڈ سے کلیفورنیا تک پھیلا ہوا ہے۔

مسلمانوں کے لئے درس عبرت

موگہ والے ڈاکٹر متھرا داس کا نام دنیا بھر میں مشہور ہے۔ یہ ۱۹۰۲ء میں معمولی ڈاکٹر کی حیثیت میں موگہ گئے تھے۔ آنکھوں کے علاج میں ان کی مہارت نے انہیں بہت جلد شہرت کی بلند چوٹی پر پہنچا دیا۔ وہ گزشتہ ۳۲ برس سے موگہ میں مقیم ہیں۔ یہاں انہوں نے ایک شاندار ہسپتال بنایا۔ دیانند متھرا داس کالج کے نام سے ایک شاندار کالج قائم کیا۔ جس کے ساتھ ایک بورڈنگ ہاؤس۔ ایک مڈل سکول اور اس کا بورڈنگ ہاؤس اور ایک لڑکیوں کا مڈل سکول ہے۔ مہاشہ کرشن کا بیان ہے کہ ان انسٹی ٹیوشنوں کی عمارتوں پر ڈھائی لاکھ سے کم روپیہ صرف نہیں ہوا ہوگا۔ مہاشہ جی لکھتے ہیں کہ یہ ساری رقم ڈاکٹر صاحب کی محنت اور توجہ سے جمع ہوئی۔ اس میں ان کا اپنا عطیہ بھی شامل ہے وہ صرف مانگنا ہی نہیں جانتے بلکہ دینا بھی جانتے ہیں۔

"اگر کسی شخص نے ڈاکٹر متھرا داس کے کام کا صحیح اندازہ لگانا ہو تو وہ ایک بار موگہ جائے وہاں جا کر اسے معلوم ہوگا کہ کوئی شخص اپنے دنیاوی فرائض ادا کرتا ہوا اپنے دھرم اور سماج کے لئے کتنا کام کر سکتا ہے۔"

بلاشبہ ایک ڈاکٹر کا اپنے فرائض کی بجا آوری کے علاوہ ۲۵، ۳۰ برس کی مدت میں اتنے کامیاب انسٹی ٹیوشن کھڑے کر دینا بڑی قابل قدر بات ہے۔ مسلمانوں میں ایک نہیں دو نہیں سینکڑوں کامیاب ڈاکٹر موجود ہیں لیکن کیا کبھی سنا گیا ہے کہ ان میں سے کسی فرد نے بھی اپنے فرائض کی بجا آوری کے علاوہ ایسا کوئی شاندار کام انجام دیا ہو۔ ہزاروں دولتمند موجود ہیں۔ لیکن کیا ان کی توجہ آج تک ایسے کاموں کی طرف مبذول ہوئی ہے؟ اعتراف کرنا پڑے گا کہ ہندوؤں میں اپنی جماعت کے مفاد کی حفاظت کا جذبہ مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے اور ڈاکٹر متھرا داس اس کی ایک زندہ مثال ہیں۔ کاش مسلمان اس سے سبق حاصل کریں۔

(انقلاب)

عالم اسلام

—— حکومت عراق اپنی آزادی کے نتائج کو وسیع تر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ تجویز ہے کہ میزانیہ میں ایک معقول رقم محفوظ کر لی جائے جس کے ذریعے مختلف ممالک میں عراقی سفارت خانے قائم ہو سکیں۔ اگر میزانیہ میں گنجائش نکل آئی تو حکومت عراق بمبئی۔ تبریز۔ فلسطین دمشق اور البیو میں اپنے سفارت خانے قائم کرے گی۔

—— چند روز ہوئے عراق کا بینہ مستعفی ہو گیا ہے۔ جب سے عراق آزاد ہوا ہے یہ چوتھا کابینہ ہے جو مستعفی ہوا ہے اس نے صرف تین ماہ کام کیا تھا۔ موثق ذرائع سے استعفے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی مگر بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ اور سنی ممبروں کے اختلاف رائے نے کابینہ کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا ہے۔

—— تخت شام کا مسئلہ تقریباً ۱۴ سال سے مابہ النزاع بنا ہوا ہے۔ تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ اب بیک وقت اس کے دو دعویدار پیدا ہو گئے ہیں۔ یعنے ملک علی ابن حسین سابق شاہ حجاز اور خدیو عباس سابق شاہ مصر۔ معلوم ہوا ہے کہ ملک علی کی مخالفت سلطان ابن سعود کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے ملک کی حدود پر اپنے پرانے دشمن کے تین بیٹوں کو حکمران دیکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ادھر عراق میں شاہ فیصل مرحوم کا صاحبزادہ ملک غازی ہے۔ شرق اردن میں امیر عبداللہ ہے۔ اگر شام ملک علی کو مل گیا تو ابن سعود دشمنوں میں گھر جائینگے خدیو عباس کی مخالفت شاہ فواد کی طرف سے ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہ بھی اس امر کو گوارا نہیں کر سکتے کہ خدیو عباس ایسا شاطر سیاسی ماہر مصر کے کسی ہمسایہ ملک کا بادشاہ ہو۔ دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

—— عربی اخبارات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت جو کہ ذمہ دار افراد پر مشتمل ہے شام کی وزارت داخلہ کے چند عہدیداروں کی معیت میں صحرائے شام کا چکر لگا چکی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ یہودی صحرائے شام کے وسیع رقبہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس صحرا میں ایک وادی "خابور" نامی ہے۔ اور خیال ہے کہ کافی روپیہ کے خرچ سے نہایت تھوڑی مدت میں یہ لق و دق صحرا فردوس بن سکتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید جرمنی سے نکالے ہوئے یہودیوں کو صحرائے شام میں بسانے کے لئے کوئی پروگرام تیار کیا جا رہا ہے۔ مذکورہ بالا صحرا میں ایک لاکھ کے قریب یہودی آباد ہو سکتے ہیں۔

—— چینی ترکستان سے عجیب و غریب اور متضاد خبریں آ رہی ہیں وہاں اسلامی جمہوریت کے قیام کے متعلق جو اطلاعات آئی تھیں وہ اس سے قبل شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے بعد معلوم ہوا ہے کہ تنگانیوں کی ایک فوج جو ایک ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھی ۷ر جنوری کو کاشغر پہنچی۔ نئی جمہوریت کے صدر خواجہ نیاز حاجی۔ وزیر اعظم ارکان سلطنت اور جملہ مسلح اشخاص جنگ کئے بغیر فرار ہو گئے۔ کاشغر کا نیا شہر مسخر ہو گیا۔ قتل و غارت کی نوبت نہیں پہنچی۔ تنگانیوں کا دعویٰ ہے کہ ہم جمہوریہ چین کی طرف سے جنگ کر رہے ہیں۔

—— تازہ عربی اور ایرانی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ سے خلیج فارس میں برطانیہ کی سیاسی سرگرمیاں غیر معمولی طور پر بڑھ رہی تھیں۔ اور برطانی جنگی جہاز عربی ساحل پر بہت زیادہ چکر کاٹنے لگے ہیں۔ اور عربی قبائل کے مشائخ اور عربی ریاستوں کے امراء سے برطانی نمائندوں کی ملاقاتوں کا سلسلہ روز بروز طول پکڑ رہا ہے۔ ارباب نظر کا خیال ہے کہ برطانیہ خلیج فارس کے عربی ساحل کو مکمل طور پر اپنے زیر اثر لانا چاہتا ہے۔

—— انگورہ میں شاہ ایران کے استقبال کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔

خبریں

—— نئی دہلی ۲۴ر فروری۔ وائسرائے کے زلزلہ فنڈ میں ۱۴۶۲۰۹ ۲۴ روپیہ جمع ہو چکا ہے۔

—— امرتسر میں وبائے طاعون پھیل گئی ہے۔ ۲۴ر فروری کی اطلاع مظہر ہے کہ طاعون کے ۸۹ کیسوں میں سے ۸۶ اموات واقعہ ہو چکی ہیں۔

—— قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سنٹرل ریلیف کمیٹی بہار کے ہندو کارکن مسلمان مصیبت زدگان سے نہایت نامناسب سلوک کر رہے ہیں۔ ان کا یہ متعصبانہ طرز عمل نہایت ظالمانہ اور قابل نفرت ہے۔

—— پشاور ۲۴ر فروری۔ آفریدیوں کے نمائندہ جرگہ میں تقریر کرتے ہوئے گورنر صوبہ سرحد نے کہا کہ حکومت آزاد قبائل خصوصاً علاقہ تیراہ پر حملہ کرنے کا اس وقت تک کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ جب تک قبائل امن پسند ہیں۔

—— لندن ۲۴ر فروری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مسلح نازی آسٹریا کی سرحدوں پر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ لیکن ان کے حملہ کی خبروں کو حکومت آسٹریا کوئی اہمیت نہیں دے رہی۔

—— نئی دہلی ۲۴ر فروری۔ اسمبلی نے طویل بحث کے بعد ریلوے کے تمام مطالبات منظور کر لئے۔

—— لندن ۲۳ر فروری۔ پوسٹ ماسٹر جنرل نے پیغام رسانی کے ذرائع پر تقریر کرتے ہوئے اس دلچسپ حقیقت کا انکشاف کیا کہ اس وقت دنیا میں ۳۴ ملین ٹیلیفون ہیں۔ اور برطانیہ ان میں سے ۳۲ ملین ٹیلیفون کے توسط سے دیگر مقامات کے ساتھ گفتگو کر سکتا ہے۔

—— بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے سر آغا خاں نے فرمایا کہ میں سندھ کی علیحدگی کو ایک مسلمہ واقعہ بنانے کی انتہائی کوشش کرونگا۔ اگر اسے چیف کمشنر کا صوبہ بنایا گیا تو یہ سخت افسوسناک واقعہ ہوگا۔ صوبہ سرحد کے متعلق ہماری ایک بڑی شکایت یہ تھی کہ یہ چیف کمشنر کا صوبہ تھا۔ ہم نے صوبہ سرحد کو گورنر کا صوبہ بنانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ہم سندھ کے لئے بھی اس سے کم درجہ پر راضی نہیں ہو سکتے۔

—— حکومت صوبہ سرحد کی رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ جرائم میں کمی ہو رہی ہے۔

—— حکومت کشمیر کا تشدد بدستور جاری ہے۔ ڈکٹیٹر نمبر اول مسٹر عبدالعزیز کو چھ ماہ قید۔ ایڈیٹر اخبار صداقت کو دو ماہ قید کی سزا ہوئی۔ مسٹر عبدالعزیز کے ساتھیوں کو بید کی سزا دی گئی۔ سوپور اور بارہ مولا میں متعدد فرزندان توحید کو بھی یہی سزا دی گئی۔ قصبہ ملوہ ڈورو۔ اسلام آباد۔ شوپور اور بارہ مولا میں سخت تشدد روا رکھا گیا۔ ۱۶ر فروری کو حاجی احمد ڈکٹیٹر نمبر ۱۸ نے چار گھنٹہ تک مفصل تقریر کی جس میں مسلمانوں کی مظلومیت کے تمام حالات بیان کئے۔ تقریر کے بعد مجسٹریٹ نے آپ کو دو ماہ قید اور دو درجن بید کی سزا دی۔ ۱۷ر فروری کو مسٹر غلام رسول ڈکٹیٹر نمبر ۱۹ نے بھی زبردست تقریر کی آپکو بھی گرفتار کر لیا گیا۔

—— مجلس اقوام کے اندازہ کے مطابق ابھی تک دنیا میں پچاس لاکھ کے قریب غلام موجود ہیں۔

—— آرہ ضلع شاہ آباد کے ایک گاؤں میں ایک چمار کے گھر لڑکی پیدا ہوئی۔ بالغ ہونے کے بعد اس کے اعضا میں تغیر شروع ہو گیا اس کی شادی بھی کر دی گئی۔ اور اس کی رائے کے خلاف اسے سسرال بھیجا گیا۔ جہاں پہنچکر اس نے بتلایا کہ میں اب عورت نہیں رہی بلکہ مرد ہو گئی ہوں اس کے رشتہ داروں نے اس کا معائنہ کیا۔ یہ معلوم کر کے حیران رہ گئے کہ وہ لڑکی لڑکا بن گئی ہے۔

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۴

قرآن کریم کی خوبیاں

(از حضرت مسیح موعودؑ)

بالآخر ان تمام تحقیقاتوں سے یہ امر بہ پایۂ ثبوت پہنچ گیا کہ آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلام الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے جس کے اصول نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں۔ جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں۔ جس کی تعلیمات ہر ایک طرح کی آمیزش شرک و بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہیں جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالات حضرت عزت کے ظاہر کرنے کے لئے بے انتہا جوش ہے۔ جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیت جناب الٰہی سے بھرا ہوا ہے اور کسی طرح کا دھبہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات ذات پاک حضرت باریتعالیٰ پر نہیں لگاتا۔ اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہیں چاہتا۔ بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے۔ اور ہر ایک مطلب و مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے۔ اور ہر ایک اصول کی حقیقت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقین کامل اور معرفت تام تک پہنچاتا ہے۔ اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور ہر ایک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے۔ کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے۔

(مقدمہ براہین احمدیہ حصہ دوم)

ایک صاحب ذوق ہندو سے ملاقات

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

میں دہلی سے لاہور آرہا تھا تو ایک ہندو صاحب جو امرتسر کے رہنے والے تھے گاڑی میں مل گئے۔ ان سے سلسلۂ گفتگو جو شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ نہایت صاحب ذوق بزرگ ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی چاشنی دل کے اندر رکھتے ہیں۔ کئی نعتیں اور مناجاتیں یاد تھیں جو وقتاً فوقتاً انہوں نے سنائیں۔ ان میں سے ایک نعت مجھے بہت پسند آیا۔ شاعر نے اس میں حضرت حق سبحانہ تعالےٰ سے نہایت خوبصورت روزمرہ کی زبان میں جس طرح سوال کیا ہے وہ حسن طلب کی نرالی شان اپنے اندر رکھتا ہے۔ کہتا ہے:-

طور پہ حضرت موسیٰ کو دکھایا دیدار
نار کو بہرِ براہیم بنایا گلزار
حضرتِ خضر کو بخشی ہے بقا کی دستار
میرے آقا کو کیا آپ نے اپنا دلدار
میرے آقا کو نوازا ہے تو یہ ہی دستور
خلعتِ لطف میں خادم کا بھی حصہ ہو ضرور

کس خوبصورتی سے آقا کے انعامات میں خادم کا حصہ جتلایا ہے! افسوس درمیانی اشعار یاد نہ رہے۔ آخری شعر میں حسن طلب کو اس طرح ختم کیا ہے:

نگہِ لطف سے اب جلد اشارا ہو جائے
کام اے کاتب تقدیر ہمارا ہو جائے

آیت استخلاف کے عنوان سے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ نے ایک مسلسل مضمون لکھا ہے جس کی پہلی قسط اسی پرچہ میں شائع ہو رہی ہے ناظرین کرام اس اہم مضمون کو بغور مطالعہ فرمائیں۔ (مدیر)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ آپ انشاء اللہ ۴ مارچ کو اوکاڑہ اور چک ۲/۲۷ ایل تشریف لے جائیں گے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے ہم زلف جناب سید افضل شاہ صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس سیالکوٹ کا گزشتہ دنوں انتقال ہو گیا۔ انا للہ ... مرحوم باقاعدہ سلسلہ میں شامل نہ تھے۔ لیکن ان کی ہمدردی و اعانت ہمارے ساتھ تھی آپ کے صاحبزادے سید اشفاق علی صاحب طالب علم بی اے کلاس سلسلہ میں شامل ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ گزشتہ ہفتہ تعزیت کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں ۲۳ فروری کا جمعہ آپ ہی نے پڑھایا۔ جناب شیخ مولا بخش صاحب مرحوم کے مکان پر احباب سیالکوٹ کا شام کے وقت جو اجتماع ہوتا ہے اس میں بھی شرکت فرمائی۔

— عزیز عبدالحمید صاحب ولد عبدالعزیز صاحب بحرین (خلیج فارس) کے خط سے معلوم ہوا کہ ان کا چھوٹا بھائی سخت بیمار رہا ہے اب خدا کے فضل سے قدرے افاقہ ہے۔ احباب عزیز مذکور کی کامل صحت کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ محترمی عبدالعزیز صاحب عرصہ سے بحرین میں خدمت دین کا نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔

— ایک خاتون مشکلات اور عوارض جسمانی میں مبتلا اور جملہ احباب سلسلہ سے دعا کی خواستگار ہیں۔ احباب ان کے لئے تہجد اور خاص اوقات میں دعا کریں۔

— خاتون موصوفہ نے پانچ روپے زلزلہ فنڈ میں بھی بھیجے ہیں جزاک اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر قسم کی مشکلات دور فرمائے۔

— جناب خلیل الرحمٰن صاحب ... (تحصیل مردان) سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے والد محترم مولانا محمود حسن صاحب ۲۳ فروری کو انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

آج "پیرسن میگزین" کے مضمون پر مسلمانوں میں ایک شور ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک نہایت ہی ناپاک مضمون ہے جس میں پیغمبر اسلام صلعم اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت بلالؓ کی نہایت ہتک آمیز تصویریں کھینچ کر اسلام کا مضحکہ اڑایا گیا ہے۔ دو چار سال کا ذکر ہے اسی قسم کا ایک مضمون ولایت کے ایک اور میگزین میں شائع ہوا تھا۔ یہ باتیں یورپ کے خون میں رچی ہوئی ہیں۔ اس مضمون کا جواب اس وقت میرے مدنظر نہیں۔ لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے مسلمان بھائی جس تحریک کے استیصال کے درپے ہیں، درحقیقت وہی ایک تحریک ہے جو ان باتوں کا صحیح علاج کر رہی ہے اور آج خود یورپین مصنفین کا ایک طبقہ جن کی توجہ اسلام کی طرف ہے وہ احمدیت کی ان خدمات کے معترف ہیں۔

تحریک احمدیت نے یورپین مصنفین کی توجہ کو بھی اپنی طرف کھینچا ہے۔ اور مسلمان بھائیوں کی توجہ کو بھی۔ لیکن دونوں میں ایک فرق ہے۔ ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس تحریک میں سوائے کفر کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ آج بیٹھتے اٹھتے چلتے پھرتے اگر مسلمانوں کو کوئی ایک فکر ہے تو وہ صرف اسی قدر ہے کہ تحریک احمدیت کا استیصال کس طرح ہو۔ اور برخلاف اس کے یورپین مصنفین جب اس تحریک کو دیکھتے ہیں تو انہیں اس میں اسلام کی حمایت اور اسلام کی اشاعت کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ نہ صرف یہی بلکہ باقی مسلمانوں میں حمایت و اشاعت اسلام کے مقصد عظیم کو اپنے سامنے رکھنے والا اس کے سوائے اور کوئی گروہ نظر نہیں آتا۔ یہ عجیب معاملہ ہے مسلمانوں کے نزدیک احمدی اسلام کے بدترین دشمن ہیں اور غیر مسلموں کے نزدیک اسلام کے بہترین خادم۔

"وِدر اسلام؟" جس کا لفظی ترجمہ ہے "اسلام کدھر؟" ایک کتاب ہے جو مشہور پروفیسر گب نے ایڈٹ کر کے ۱۹۳۲ء میں شائع کی ہے۔ اس کتاب کے مصنف کے اس نقطۂ نگاہ کو کہ یورپ اسلام کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں کسی پچھلے مضمون میں بیان کر چکا ہوں۔ اس مضمون میں احمدیت کے متعلق اس کے نقطۂ خیال کو پیش کرتا ہوں۔

"احمدیت کے عقائد نہایت بلند اخلاقی حیثیت کے ہیں اور یہ بالخصوص تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف متوجہ ہے۔ اس کے پیرو تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے عیسائی عقائد کے مقابلہ سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوتے۔"

(صفحہ ۸۸)

"یہاں سے شاید مشرقی لوگوں میں ایک نئی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ جو اسلام کے موجودہ تنزل کو روک دے۔ بلکہ اس کو ترقی کی صورت میں تبدیل کر دے۔ اگر یورپ اسی راستہ پر چلتا رہا جس پر وہ اس وقت چل رہا ہے۔ کون ہے جو اس قسم کے واقعات کے رونما ہونے سے انکار کر سکتا ہے۔ جب کہ وہ مثلاً اسی بات کا مشاہدہ کر لے کہ کس طرح اس قسم کی تحریکات جیسے احمدیت ہے اپنی مضبوط اخلاقی طاقتوں اور گہرے مذہبی خیالات کے ساتھ ایک خاص اثر ان حدود سے بہت آگے لگا رہی ہیں جو اب تک اسلام کی حدود سمجھی جاتی تھیں۔"

(صفحہ ۳۰۹)

"تحریک احمدیت حقیقتاً ایک اشاعت اسلام کی سوسائٹی بن گئی ہے۔ اگرچہ پرانے خیال کے علماء اب تک اسے شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اسی تحریک کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اس نے موجودہ حالات کے مطابق ایک نیا علم کلام بھی پیدا کر لیا ہے۔ جو اگرچہ ابھی تک مغربی دلائل کے اصطلاحات پر پورے طور پر تیار نہ ہوا ہو۔ تاہم ایسا نہیں کہ اپنی طرف توجہ کو نہ کھینچ لے۔" (صفحہ ۳۵۳)

ایک اور کتاب "انفلوئنس آف اسلام" نام ہے یعنے "اسلام کا اثر" جو ایک پادری پولس نام کی تصنیف ہے اور ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں احمدیت کے ذکر میں لکھا ہے:۔

"احمدیت دو حصوں پر تقسیم ہو گئی۔۔۔۔ لاہور کی جماعت جو زیادہ کام کرنے والی ہے اس نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ مغربی دنیا کے سامنے اسلام پیش کرنے میں کہاں تک کامیابی ہو سکتی ہے۔۔۔۔ (ترجمہ قرآن) انگریزی کی ایڈیشن جو ۱۹۱۶ء میں شائع ہوئی ہے۔ ایک نئی روشنی کے آدمی کی تصنیف ہے۔ جو ابھی تک خاصہ متعصب ہے۔۔۔۔ اس احمدیہ ترجمہ کا پہلا کام یہی ہے کہ وہ مقامات جن پر اعتراض ہوتا ہے انہیں صاف کیا جائے۔۔۔۔ دوسرے مترجم نے یہ ثابت کرنے کیلئے بڑا زور لگایا ہے کہ اسلام ایک بہت بلند مذہب ہے۔ تیسرے وہ مسیح کے مذہب کو ناقص ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔" اور پھر لکھتا ہے کہ "احمدیت اس بات کا فیصلہ کر چکی ہے کہ پیغمبر کے کیرکٹر کو ہر ایک الزام سے پاک ثابت کرے۔" (صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰)

ایک اور کتاب "اسلام ایٹ دی کراس روڈز" نام ہے جس کا لکھنے والا ایک پادری ادلٹری نام ہے۔ یہ ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی تھی۔

"احمدیہ فرقہ کی تاریخ اس سے بالکل مختلف ہے جو پنجاب میں پیدا ہوا اور جو ایک حد تک وہاں عیسائی پادریوں کی کارروائیوں کا ردعمل ہے۔ . . . . . . اسلام میں صرف ایک ہی فرقہ ہونے کے لحاظ سے جس نے انگلستان میں اسلام کو پھیلانے کی کوشش کی ہے یہ خاص طور پر دلچسپ ہے۔ اپنے عام میلان میں یہ (ملاؤں کے) پرانے خیالات اور نیچریوں کے محض عقل پر مبنی خیالات کے بین بین ایک درمیانہ رستہ اختیار کرتا ہے۔" صفحہ ۹۹، ۱۰۰

"اس کو اس کے ماحول سے الگ کر کے دیکھا جائے تو یہ تحریک صرف ایک زیادہ وسیع الخیال اسلام کے رنگ میں نظر آتی ہے۔ اسی خصوصیت کے ساتھ کہ اس میں اشاعت کی روح صاف نظر آتی ہے اور اسے اس بات کا یقین ہے کہ یہ مغربی اقوام کو اپیل کر سکتی ہے ایسی اپیل جو اس وقت بھی ایک حد تک کامیاب ہو چکی ہے اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ کامیابی کوئی بہت بڑی نہیں تو یاد رکھنا چاہیئے کہ خود ہندوستان میں بھی جہاں اب مسلمان قوم اس کثرت سے ہے کہ دوسرے کسی ملک میں نہیں اشاعت اسلام کی ابتدا نہایت آہستہ ہوئی تھی۔" صفحہ ۱۰۱

ایک اور کتاب بنام "پیپل آف دی ماسک" یا اہل مسجد ۱۹۳۲ء میں ایک پادری صاحب کی تصنیف شائع ہوئی ہے جس میں وہ ایران میں عیسائیت کی کامیابی کی امید کے ساتھ ایک خوف بھی ظاہر کر رہے ہیں۔

"غالباً سب سے زیادہ کامیاب مشنری کام جو کسی ملک میں ہو رہا ہے وہ ایران میں ہے۔ ایک اس زمانہ کا مصنف لکھتا ہے کہ ایران میں اسلام خود بخود تنزل کی طرف جا رہا ہے اور کوئی وقیع کوشش اس کی اصلاح کی نہیں ہو رہی مگر وہ ساتھ ہی یہ بھی خوف ظاہر کرتا ہے کہ احمدیت کے پروپاگنڈا کی یہاں ابتدا ہو گئی ہے۔" صفحہ ۱۲۶

"مرزا صاحب نے سخت مخالفت پیدا کر لی۔ وہ ہمیشہ پیشہ ور ملاؤں کو ملامت کرتے رہے جنہیں وہ اس بات کا الزام دیتے تھے کہ وہ عوام الناس کو تاریکی اور توہم پرستی کی غلامی میں رکھتے ہیں نہ ہی وہ صرف عقل پر بھروسہ رکھنے والوں کے ساتھ صلح کر سکتے تھے جیسے سید امیر علی اور خدا بخش جنہوں نے قرآن اور اسلام کی بعض باتوں کو ایام جاہلیت کے عرب اعتقادات اور یہودیت اور نصرانیت کی طرف منسوب کر کے قرآن کریم کی حکومت اور دعوے کو نقصان پہنچایا۔" صفحہ ۲۱۱

ایک اور مشہور پادری صاحب کریمر نام جو ۳۲-۱۹۳۱ء میں ہندوستان آئے اور یہاں کی اسلامی حالت کا بغور مطالعہ کیا۔ ایک لمبے مضمون کے سلسلہ میں جو اپنے تاثرات کے متعلق انہوں نے مشہور رسالہ "مسلم ورلڈ" میں لکھا۔ لکھتے ہیں:۔

"مسلمانوں میں فرقہ داری کی روح جو عام طور پر پھیلی ہوئی ہے احمدی اس میں ایک دلچسپ استثنا کے طور پر ہیں وہ صرف مذہبی اشاعت پر سارا زور صرف کرتے ہیں اور سیاسیات سے الگ رہتے ہیں۔۔۔۔۔ اس بارے میں موجودہ اسلام میں یہ ایک قابل ذکر گروہ ہے اور یہ ایک ہی گروہ ہے جس کے مقاصد محض تبلیغی ہیں۔ ان میں ایسا خلوص اور جوش اور ایثار پایا جاتا ہے جو سچائی کے ساتھ قابل تعریف ہے باوجودیکہ دق کرنے والے اور سخت جارحانہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں ان کا بانی مرزا غلام احمد ضرور ایک زبردست شخصیت ہو گی۔"

"لاہور کی جماعت جو اصل قوم سے الگ ہو گئی ہے اس وجہ پر کہ وہ بانی سلسلہ کو محض مجدد تسلیم کرتے ہیں نہ کہ نبی۔ وہ اسلامی رائے عامہ کو زیادہ پسند ہیں۔ ان میں عیسائیت کی مخالفت کی وہی روح ہے جو قادیانیوں میں مگر اس کی توجہ زیادہ تر اس بات کی اشاعت میں مرکوز ہے کہ اسلام ہی صرف ایک مذہب ہے جو عقل اور فطرت کے مطابق ہے۔ یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اپنی سخت جارحانہ کارروائی میں وہ عیسائیت سے وہی سلوک کرتے ہیں جو اکثر اوقات میں عیسائیت نے اسلام سے کیا ہے۔۔۔۔۔ ان کا اثر اس سے بہت زیادہ وسیع ہے جو ان کی تعداد سے قیاس ہو سکتا ہے۔ ان کے اسلام سے دفاع اور اس کی حفاظت کو بہت سے تعلیم یافتہ مسلمان قبول کرتے ہیں کیونکہ یہی ایک صورت ہے جس میں وہ عقلی رنگ میں اسلام کے وفادار رہ سکتے ہیں۔" مسلم ورلڈ جلد ۲۴ صفحہ ۲

انڈین اسلام ایک اور کتاب ہے جو ۱۹۳۲ء میں ڈاکٹر ٹائیٹس نے لکھی ہے اس میں لکھا ہے:۔

"تحریک احمدیت اسلام کی نیچری تعبیرات کی جو علیگڑھ کے مصلحین نے کی ہیں ردعمل کے طور پر ہے مگر وہ اس کے ساتھ ہی علانیہ کے حکومت کو بھی رد کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اس وقت احمدی دنیا

(باقی بر صفحہ ۷...)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ یوم شنبہ ۱۶ر ذیقعدہ ۱۳۵۲ ہجری نمبر ۱۴

اخبار "پیرسن" کی بیہودہ حرکت

اس وبا کا صحیح طریق علاج کیا ہے؟

گزشتہ صدیوں میں عیسائی پادریوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جو زہر چکانی کی ہے اس کا گہرا اثر اب تک مغربی ممالک میں موجود ہے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کی حیرت انگیز ترقی اور اپنی پے در پے شکستوں سے عاجز آ کر عیسائی مدبرین اور پادریوں کو اپنا بچاؤ اسی میں نظر آیا کہ وہ دنیا کے سامنے اسلام اور پیغمبر اسلام کی غلط سے غلط... تصویر پیش کر کے لوگوں کو اس سے متنفر کر دیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ تصویر اپنی اصلی حالت میں ایک ایسی بے پناہ کشش رکھتی ہے۔ جس کے مقابلہ میں کوئی مدافعت کارگر نہیں ہو سکتی۔ یہی وہ مقصد تھا۔ جس نے مغربی ممالک میں اسلام کے خلاف غلط روایات اور مخالفانہ تصنیفات کا انبار لگا دیا۔ اور پادریوں نے اس اہتمام اور تسلسل سے اسلام کے خلاف غلط بیانیاں اور بہتان طرازیاں کیں کہ تمام یورپ و امریکہ مسلمانوں کو وحشی اور اسلام کو ایک وحشیانہ مذہب سمجھنے لگا رفتہ رفتہ اسلام کی مخالفت یا کم از کم اس سے نفرت مغربی باشندوں کی ذہنیت کا ایک حصہ بن گئی۔ ترکوں اور مغربی اقوام کی کشمکش نے اس ذہنیت کو اور ترقی دی۔

اب حالات ایک حد تک تبدیل ہو چکے ہیں۔ انیسویں صدی میں بعض انصاف پسند مغربی اہل تحقیق نے پادریوں کی غلط بیانیوں اور بہتان طرازیوں کو طشت از بام کر کے اس ذہنیت کو دور کرنے کی ابتدا کی۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کا لٹریچر، تبلیغی جدوجہد اور مشن ایک زبردست انقلاب پیدا کرنے میں کامیابی سے مصروف ہیں۔ جہالت و اسلام دشمنی کے تاریک بادل رفتہ رفتہ چھٹ رہے ہیں آفتاب صداقت کی روشنی پھیل رہی ہے۔ لیکن صدیوں کی مخالفانہ جدوجہد کا اثر چند سالوں کے اندر دور نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر تیسرے چوتھے مہینہ یورپ کی اسلام دشمنی کی کوئی نہ کوئی مثال عالم اسلامی کے سامنے آ کر مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کر دیتی ہے۔ "پیرسن ویکلی" انگریزی کا ایک مشہور ہفتہ وار اخبار ہے۔ جس کی اشاعت دس لاکھ کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ اس نے اپنی ۱۰ر فروری کی اشاعت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک نہایت گمراہ کن اور دل آزار مضمون نمایاں طریق پر چھاپا ہے جس میں بہت سے غلط واقعات اور توہین آمیز کلمات کے ذریعے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انگریزی دان دنیا میں بدنام کرنے اور اسلام کی عظمت و مقبولیت پر داغ لگانے کی انسانیت سوز کوشش کی ہے۔ بدبخت مضمون نگار کا نام ڈبلیو جے [illegible] ہے۔ مضمون کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی تصاویر دی گئی ہیں۔ جو مضمون کی عبارت سے بھی زیادہ دل آزار اور دور از حقیقت ہیں۔ مضمون اور تصاویر کے متعلق تفصیلات اس قدر رنج دِہ اور دل کو زخمی کرنے والی ہیں کہ "پیغام صلح" میں ان کا ذکر بھی ہمارے لئے سوہان روح ہے۔

اس مضمون نے مسلمانان ہند میں زبردست بے چینی پیدا کر دی ہے۔ بیشمار اسلامی جرائد اور انجمنوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ فوراً اس پرچہ کو ضبط کر کے اخبار اور مضمون نگار کے خلاف قانونی کارروائی کرے یہ بے چینی بالکل قدرتی ہے۔ مسلمان دنیا کی ہر ایک تکلیف اور ہر ایک نقصان کو برداشت کر سکتا ہے۔ لیکن اپنے مذہب کی توہین اور اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اس کے لئے قطعاً ناقابل برداشت ہے۔ وہ اسے کبھی بھی خاموشی سے گوارا نہیں کرے گا۔ اور ہر اس طاقت کی مخالفت جو اس ناپاک فعل کی مرتکب ہو مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے قانونی کارروائی کا مطالبہ بھی بالکل جائز اور صحیح ہے۔ حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ اپنی مسلمان رعایا کے مذہبی جذبات کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت برطانیہ کو اس ناپاک اخبار اور مضمون نگار کے خلاف قانونی کارروائی کرنے پر مجبور کرے اور مذکورہ بالا اشاعت کی ضبطی کے احکام فوراً صادر کر دے۔ اگر اس نے اس بارہ میں غفلت کی تو یہ اس کی بہت بڑی غلطی ہوگی۔ جسے مسلمان فراموش نہیں کر سکیں گے۔ ایک ذمہ دار حکومت کی حیثیت سے نہ صرف حکومت ہند بلکہ حکومت برطانیہ کا فرض تھا کہ اخبار "پیرسن" کی اس بیہودگی سے باخبر ہوتے ہی کسی مطالبہ و احتجاج کے بغیر اپنے فرض کو ادا کرتی۔ لیکن افسوس اس نے ایسا نہ کیا۔ یقیناً یہ انگریزی حکومت اور انگریز حکام کی ناقابلیت کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ وہ ہندوستان پر ڈیڑھ دو سو سال سے حکومت کرنے کے باوجود مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کماحقہ واقف نہیں۔ ورنہ وہ ایسی بیہودہ حرکات پر خاموش نہ رہتے۔

اخبار "پیرسن" کی بیہودہ حرکت نے ہمارے دل کو بھی بہت بُری طرح مجروح کیا ہے۔ اس بارہ میں اسلامی ہند کی طرف سے جو مطالبہ ہو رہا ہے اس کی تائید کو ہم اپنا ایک ضروری اور مقدس فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہم اپنے مسلمان بھائیوں اور خاص کر مسلم اکابر اور اخبارات کی خدمت میں نہایت دلسوزی سے ایک درخواست پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ اخبار "پیرسن" کی یہ بیہودہ حرکت اپنی قسم کا کوئی نرالا واقعہ نہیں اس قسم کی حرکتیں آئے دن سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ مغربی اخباروں اور مضمون نگاروں کا تعصب یا جہل و لاعلمی اس کی وجہ ہے یہ ایک زبردست وبا ہے۔ جو یورپ و امریکہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہم ہر ایسی حرکت پر بے چین ہو کر ملامت، احتجاج اور قانونی کارروائی کے مطالبہ پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بے شک یہ غیر ضروری چیز نہیں۔ ایسی ناپاک حرکات کی ضرور زبردست ملامت ہونی چاہئے۔ اور ایسے انسانیت دشمن اخبارات اور مضمون نگاروں کو یقیناً اپنے کیفر کردار کو پہنچنا چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہم نہایت ادب سے عرض کریں گے۔ اس طرح ان حرکات کا سلسلہ بند نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے متعلق یورپ کے تعصب اور جہل و لاعلمی کو دور کر دیں جس کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ ان ممالک میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح و روشن تصویر پیش کریں۔ قرآن کریم سیرت نبوی اور دوسرے اسلامی لٹریچر کو مغربی زبانوں میں ترجمہ کر کے یورپ و امریکہ کے چپہ چپہ پر پھیلا دیں۔ اور ان ممالک کے باشندوں کو اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچا کر ان کی ذہنیت میں اس قدر تبدیلی پیدا کر دیں کہ کسی مضمون نگار، یا اخبار، یا مقرر کو اس قسم کی حرکت کے ارتکاب کی جرأت ہی نہ ہو۔

اسلام کے خلاف غلط بیانیوں کو اسلام کی صحیح تعلیم ہی دور کر سکتی ہے۔ اور یہ بات ہمیں اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے۔ کہ پادریوں کی سینکڑوں سالوں کی مخالفانہ کوششوں کا اثر ہمارے وقتی احتجاج اور اظہار ملامت سے دور نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے مستقل و وسیع جدوجہد کی ضرورت ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور کا ایک بہت بڑا مقصد یورپ میں تبلیغ اسلام ہے۔ اور وہ اپنی پوری طاقت سے اس کے لئے ساعی ہے اس بارہ میں وہ جو کچھ کر رہی ہے۔ اس کی تفصیلات وقتاً فوقتاً اس کے اخبارات و رسائل اور رپورٹوں میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اگر ہمارے مسلمان بھائی ہمارا ہاتھ بٹائیں تو چند سالوں میں یورپ میں ایک زبردست انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے۔ جس کے بعد اس قسم کی بیہودہ حرکات کا ارتکاب قریب قریب ناممکن ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ لاکھوں یورپین حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے۔

کیا ہمارے مسلمان بھائی اس مستقل اور صحیح طریق علاج پر بھی غور کریں گے؟

قادیانی انجمن کی مالی مشکلات

جناب میاں صاحب نے اپنے جلسہ سالانہ میں قادیانی انجمن کی مالی حالت کی نسبت فرمایا تھا کہ اس وقت ۸۷ ہزار کے بل قابل ادائیگی ہیں بعض بل ابھی آئے نہیں۔ کارکنوں کی چار ماہ کی تنخواہیں باقی ہیں جن کی وجہ سے کمزور ایمان والے کارکن اس قسم کی تمسخر کی باتیں کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ کہا تھا کہ میں نے مالی مشکلات سے تنگ آ کر فیصلہ کر دیا ہے کہ مبلغین دورے نہ کریں اور خط و کتابت میں بھی کمی کر دی جائے۔ اور قرض لے کر کارکنوں کو دو ماہ کی تنخواہیں دی گئی ہیں۔ انہی مالی مشکلات کو دور کرنے کے لئے قادیانی انجمن نے ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی تحریک کی تھی۔ معلوم ہوا ہے اس میں بھی تاحال کوئی قابل ذکر کامیابی نہیں ہوئی۔ جناب ناظر امور عامہ قادیان کا ایک اعلان "الفضل" میں شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں:-

ساٹھ ہزار روپے کی تحریک قرض کے متعلق جو

مضامین الفضل میں شائع ہوئے ہیں۔ وہ احباب کے ملاحظہ سے گزر چکے ہیں ...... اس وقت تک مطلوبہ رقم کے مقابلہ میں آمد کی رفتار بہت دھیمی ہے اور خطرہ ہے کہ اگر دوسرے احباب نے فوری توجہ نہ کی تو مقررہ وقت تک اس رقم کا جمع ہونا مشکل ہوگا جن ضروریات اور پیش آمدہ مشکلات کی وجہ سے قرض کی یہ تحریک کی گئی ہے ان کے لحاظ سے ضروری ہے کہ قرض کی یہ رقم جلد سے جلد فراہم ہو جائے۔ اور ۱۰ر مارچ تک تو اس کا فراہم ہو جانا نہایت ضروری ہے" (۲۵ رفروری ۳۴ء)

امور مندرجۂ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی انجمن بہت زیادہ مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ ہمارے ایک قادیانی دوست کا بیان ہے کہ جناب میاں صاحب ساٹھ ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ رقم تنہا قرض دے سکتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ جناب میاں صاحب کو اس کارِ خیر کے لئے تحریک کریں۔ بشرطیکہ آئین پیر پرستی میں یہ امر مانع نہ ہو۔

جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی

احباب کرام کو معلوم ہوگا کہ جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی انجینئر (خلف الرشید جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تعلہ) بسلسلۂ ملازمت کلکتہ میں قیام فرما ہیں۔ آپ ایک صالح نوجوان ہیں اور اپنے دل میں خدمت اسلام وسلسلہ کا بہت زیادہ شوق رکھتے ہیں اور اس بارہ میں بالکل اپنے قابل عزت والد کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ آپ کی سعی سے کلکتہ میں سلسلہ کا چرچا شروع ہو گیا ہے۔ جس سے مسلمانوں کا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کافی حد تک متاثر ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ آپ کی یہ کوشش کلکتہ میں ہمارے زبردست مشن کے قیام کی بنیاد ثابت ہوگی۔ جناب حبیب الرحمٰن صاحب صادق بھی آپ کے شریک کار ہیں۔

ہماری یہ ایک زبردست فروگزاشت ہوگی اگر ہم اس موقعہ پر محترمہ بیگم فاروقی کا ذکر نہ کریں۔ انہوں نے کلکتہ کی مسلم خواتین میں ایک نہایت امید افزا دینی حرکت پیدا کر دی ہے۔ موصوفہ کی کوشش سے گزشتہ عید الفطر پر پہلی مرتبہ خواتین کے لئے نماز عید کا اہتمام ہوا۔ گزشتہ دنوں آپ نے بہار کے زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے مسلم خواتین کی ایک کمیٹی قایم کی جو نہایت مفید کام کر رہی ہے، اور ایک معقول رقم کے علاوہ کافی تعداد میں پارچات فراہم کر کے علاقہ متاثرہ میں بھیج چکی ہے۔ غرضیکہ یہ دونوں میاں بیوی نہایت مفید اور قابل قدر کام کر رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو بخیریت رکھے۔ ان کی مساعی میں برکت دے۔ اور ان کی ہمتیں بلند کرے۔ آمین ثم آمین۔

ان سطور کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ دوسرے احمدی نوجوان اور خواتین میں بھی خدمت دین کا جذبہ پیدا ہو۔

فریب کار مولوی

لاہور کی مسجد وزیر خاں میں دیوبندی اور بریلوی مولویوں کا جو "دنگل" ہوا تھا۔ اخبارات میں اس کا چرچا اب تک باقی ہے۔ چنانچہ معاصر "مدینہ" نے اپنی یکم مارچ کی اشاعت میں اس کے متعلق "مذہبی دنگل" کے عنوان سے ایک طویل نوٹ لکھا ہے جس میں وہ اس دنگل کی کیفیت اور فریقین کی بداخلاقیوں کا ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہے:۔

"یہ ہیں ہمارے ان علما کے کرتوت جو نائبین رسولؐ کہلاتے ہیں اور جو ہماری مذہبی زندگی کے اجارہ دار بنے ہوئے ہیں غور طلب یہ امر ہے کہ یہ لوگ کیوں جمع ہوئے۔ اور انہوں نے کیا کیا۔ کیا ان کے جلسوں کے بجائے تھیٹر او سینما میں شرکت کرنا زیادہ گناہ ہے؟ کیا مسلمانوں کے زوال کی ذمہ داری تمام تر اسی دراز ریش طبقہ پر نہیں ہے۔ جس نے شیر کی کھال پہنکر فریب کارانہ زندگی اختیار کر لی ہے؟ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی مقدس صورتوں کے رعب میں نہ آئیں۔ اور ان کو اچھی طرح سبق دیدیں کہ فریب کاروں کا انجام کیا ہوتا ہے۔ دراصل خود عام مسلمانوں کا قصور ہے۔ کہ انہوں نے ان کو فکر معاش سے بے نیاز بنا دیا۔ اگر یہ طبقہ دنیا کے اور لوگوں کی طرح بسر اوقات کے لئے کدو کاوش کرنے پر مجبور ہو جائے۔ تو یقین جانئے کہ نہ مسلمانوں میں اختلاف باقی رہے نہ افلاس اور نہ وہ اخلاقی اعتبار سے اس درجہ پست کہلائیں۔

ہمارے معاصر کے مندرجۂ بالا خیالات بالکل صحیح اور اس کی رائے نہایت صائب ہے۔ جس پر مسلمانوں کو بہت جلد عمل کرنا چاہئے مسلمانوں کے زوال و انحطاط کا سب سے بڑا سبب ان فریب کار مولویوں کا نامبارک وجود ہے۔ جو بات آج ہمارے معاصر نے لکھی ہے ہم ایک عرصہ سے کہہ رہے ہیں۔

مولوی عنایت اللہ مقیم اونچی مسجد مزنگ

کا نوٹس بنام ایڈیٹر پیغام صلح لاہور

ہمیں اس بات سے نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ مولوی عنایت اللہ صاحب نے ایڈیٹر پیغام صلح لاہور سے اپنے خط کا ثبوت طلب کیا ہے جسے ہم نے اپنے اخبار میں شائع کیا تھا۔ مولوی صاحب کو اجازت ہے کہ وہ "ازالہ حیثیت عرفی اور بہتان طرازی کا دعوےٰ" کرنے کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ وہاں ان کا خط اور خود ان کے یہاں آنے جانے کا ثبوت پیش کر دیا جائے گا۔ اور پبلک کو پتہ لگ جائے گا کہ حضرت مسیح موعود کو گالیاں دینے والوں کا اندرونی کیریکٹر کیسا ہے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

— جناب فتح دین صاحب منشی دھرمسالہ ضلع کانگڑہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے بڑے بھائی کریم بخش صاحب کا ۲۷ رفروری کو انتقال ہو گیا۔ اناللہ۔ مرحوم کچھ عرصہ سے بیمار اور شفا خانہ میں زیر علاج تھے حال ہی میں آپ کا اپریشن ہوا تھا۔ چند ماہ ہوئے مرحوم کا نوجوان صاحبزادہ وفات پا گیا تھا جس کا انہیں بہت رنج ہوا تھا۔ مرحوم حضرت مسیح موعود سے بہت عقیدت رکھتے اور ان کی کتب اور اخبار پیغام صلح نہایت شوق سے سنتے تھے۔

— ڈاکٹر حاجی محمد دین صاحب کی نوجوان بھتیجی بعارضۂ دق وسل کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۲۱ رفروری ۳۴ء کو فوت ہو گئی۔ اناللہ۔ مرحومہ ڈاکٹر عبد العزیز صاحب اسسٹنٹ سرجن چارسدہ کی حقیقی ہمشیرہ تھی۔ ۲ رمارچ کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں جنازہ غائب پڑھا گیا۔

— پیغام صلح:۔ ہمیں ان محترم ہستیوں کی وفات پر دلی افسوس ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ ان کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

پیشگوئی اور اس کی حقیقت

۲۴ رفروری کو بعد نماز مغرب ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار جلسہ بصدارت مولانا یعقوب خاں صاحب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوا۔ مولانا عصمت اللہ صاحب نے "پیشگوئی اور اس کی حقیقت" پر تقریر کی۔ پیشگوئی کی تعریف میں آپ نے بتایا کہ معنے ظاہر ہیں۔ کسی امر کا قبل از وقوع بیان کر دینا پیشگوئی کہلاتا ہے۔ منجم۔ سیاست دان اور مدبرین بھی رفتار حالات اور طرز دنیا کو مطالعہ کر کے پیشگوئیاں کرتے ہیں لیکن وہ اس وقت میرے موضوع بحث سے خارج ہیں۔ میرا موضوع وہ پیشگوئیاں ہیں جن کا مبدا روح القدس ہے۔ اور وہ ان لوگوں پر وحی ہوتی ہیں جن کو مقتضیات زمانہ کا علم نہیں ہوتا۔ اور ان کو بغیر جستجو، سعی و کوشش کے علم الٰہی سے آئندہ کے متعلق حصہ ملتا ہے ان پیشگوئیوں پر سرسری سی نظر ڈالنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا کثیر حصہ استعارات و تشبیہات سے مملو ہوتا ہے۔

بائبل میں کتاب حزقیل ۳۲ میں آمد حضرت مسیح کے متعلق پیشگوئی ہے۔ لیکن کیا وہ ان معنوں میں ان الفاظ کے ساتھ پوری ہوئی جن میں وہ مذکور ہے؟ یہودیوں کی بے راہروی اس کا ثبوت دیگی۔

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق فرمایا۔ "خدا آیا ...... دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا" کیا خدا آیا؟ نہیں۔ خدا کا بندہ آیا۔ کیا قدوسی آسمان سے نازل ہوئے؟ ہاں رسول اکرمؐ کے اصحابؓ آپ کے ہمرکاب آئے۔

حدیث میں ہے "ثم ینزل فیکم ابن مریم" علما نے ٹھوکر کھائی انہوں نے عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر جا بٹھایا۔ کیونکہ زندگی ہوگی تو صعود ہوگا۔ مرنے کے بعد تو چڑھنا ہی ناممکن وخلاف قرآن ہے۔ دوسری جگہ ہے "یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر" کیا لکڑی لوہے کی صلیبوں کو اور سؤروں کو واصل جہنم کرنا بھی کوئی کام ہے۔ ہاں مذہب صلیب اور خنزیر صفت دشمنان اسلام کو صحیح راہ پر لانا تو کوئی کام بھی ہے۔ لیکن غلط فہمی ہوئی اور حد کمال تک پہنچی۔ پھر ہے یدفن معی فی قبری۔ تو کیا نشان قبر موجود ہونے پر بھی دوسرا شخص اس میں دفن ہو سکتا ہے؟ نہیں یہ فقہ حنفیہ کے بالکل خلاف ہے۔ پھر حضرت یوسفؑ کو کیا سورج نے سجدہ کیا؟ کیا چاند جھکا۔ کیا ستارے زمین پر آ کر یوسف کے آگے زمین بوسی کرتے رہے۔ نہیں۔ روشن اور واضح ہے۔

ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ پیشگوئی میں ابہام کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ان کتب سماویہ اور انبیا علیہم السلام کی پیشگوئیاں استعارہ و تشبیہات سے معرا نہیں ہیں تو حضرت مسیح موعود جو "ما ہمان پیغمبراں راچاکرم" کی حقیقت افروز صدا لگاتے ہیں اس قاعدۂ کلیہ کی ذیل میں کیوں نہ آئیں گے؟ ہمارے مخالفین کے اعتراضات سنت اللہ سے بیخبری اور لاعلمی پر مبنی ہیں۔

ہاں بہت سی پیشگوئیاں صراحتاً۔ روز روشن کی طرح پوری ہوئیں۔ اور لفظاً لفظاً ہوئیں۔ لیکن ابتدا میں ابہام کا حصہ غالب رہا اور جب وہ پوری ہوئیں تو ایسا معلوم ہوا کہ تمام پردے جو علم غیب اور ہماری نظر میں حائل تھے۔ یک وقت اٹھ گئے۔ جیسے غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون۔ حضرت مسیح موعود کی "آہ نادر شاہ کہاں گیا" اور لیکھرام والی پیشگوئیاں صاف صاف اور صریح طور پر پوری ہوئیں۔ لیکن ابہام سے یہ بھی خالی نہیں۔

(سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور)

آیت استخلاف
اور
مسئلہ خلافت پر ایک نظر

(۱)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

دشنام طرازی اور گندہ دہنی کا اخلاق سوز مظاہرہ

باسی کڑھی میں پھر اُبال آیا۔ سالہا سال کی خاموشی کے بعد اب کے قادیان کے سالانہ جلسہ پر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے پھر آیت استخلاف کو مرزا محمود قادیانی خلیفہ پر لگانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس کا تو چنداں ہرج نہ تھا۔ بلکہ اگر وہ ساری عمر یہی کام کرتے رہیں تب بھی انہیں سزاوار ہے۔ مثل مشہور ہے جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے۔ آخر حق نمک تو ادا کرنا ضرور ہے۔ مگر افسوس تو اس بات کا ہے کہ "الفضل" میں جو مضمون ان کا نکلا ہے اس میں آیت استخلاف پر علمی بحث تو برائے نام ہے باقی اِدھر اُدھر کی ہرزہ سرائی اور طعن و تشنیع اور ہزلیات سے اس قدر کام لیا ہے اور مولوی صاحب موصوف کی زبان نے اس قدر شوخی، دشنام طرازی اور گندہ دہنی کا مظاہرہ کیا ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا اتنا عرصہ یہ شخص قادیان رہ کر گندگی ہی سمیٹتا رہا ہے جو اس قدر ذخیرہ گند کا جمع کر لیا۔

خدام مسیح موعود پر ذلیل حملے

خدا کی شان وہ شخص جو خود سال ہا سال سے صدقہ و خیرات کے ٹکڑوں پر پل رہا ہو۔ وہ حضرت مسیح موعود کے ان خدام کو جنہوں نے اپنی جان اور مال اور وقت اور شہرت اور عزت سب کچھ اس مرد خدا اور اس کے مشن پر قربان کر دیا۔ کہیں منافق کہہ رہا ہے کہیں فاسق اور دنیادار بتا رہا ہے۔ اور خدا جانے کن کن ناموں سے یاد کرتا ہے اور ذلیل سے ذلیل حملے کرنے سے بھی نہیں چوکتا۔ اور حضرت صاحب کے الہامات کو جو حق کے دشمنوں کے لئے تھے ان پر چسپاں کرتا اور خوش ہوتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں دنیا پرستوں کو نفاق کے رنگ میں آپ کی بیعت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ کا زمانہ تو وہ تھا جب آپ کی بیعت کرنا ایک زمانہ کو اپنا دشمن بنا لینے کا مترادف تھا۔ رشتہ دار، اہل قریہ، اہل شہر سب اس شخص کے دشمن ہو جاتے تھے جو حضرت کی بیعت کرتا تھا۔ اور گورنمنٹ الگ بھٹک کر نیلا پیلا ہو رہی اسے دیکھتی تھی۔ کیونکہ اُسے حضرت صاحب کے دعاوی مہدویت میں خون اور تلوار پوشیدہ نظر آتے تھے۔ اس لئے کس کی شامت آئی تھی جو چاروں طرف سے مار کھانے کے لئے احمدی بنتا۔ سوائے اس کے کہ تقویٰ اور اخلاص اسے حق کو قبول کرنے کے لئے مجبور کر دیتا۔

حضرت مسیح موعود اور میاں صاحب کے زمانہ کا فرق

وہ زمانہ آج میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا زمانہ تو نہ تھا جبکہ گورنمنٹ برطانیہ کی نگاہ بڑی محبت اور پیار سے قادیان کے قصر خلافت پر پڑتی ہے۔ اور خلیفہ صاحب کی گہری وفاداری اور سیاسی کارگزاریوں کے تمام برطانوی حکام اعلیٰ مدح خواں ہیں اور دہلی و شملہ میں خود بدولت خلیفہ صاحب یا ان کا کوئی نمائندہ ہمیشہ ایوان حکومت کا طواف کرتے نظر آتے ہیں۔ ان حالات میں بالخصوص جب اعلیٰ سرکاری مراتب پر بھی بعض مریدین خلافت قابض ہوں اگر کچھ لوگ دنیوی اغراض یا حصول ملازمت یا ممبری کی ووٹوں کے حاصل کرنے کے لئے منافقت سے میاں صاحب کے مریدین میں داخل ہو جائیں تو تعجب بھی نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں کونسی دنیوی وجاہت حاصل کرنے کی توقع ہو سکتی تھی جس کے لئے دنیاداروں کو کشش ہو سکتی تھی۔ پس یہ سراسر افترا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے خدام پر کیا جا رہا ہے۔

جناب میاں صاحب کی ذمہ داری

مجھے افسوس ہے کہ ان تمام دشنام طرازیوں اور افترا پردازیوں کا بار خود خلیفہ صاحب کے دوش مبارک پر ہے۔ جنہوں نے قادیان کے جلسہ سالانہ پر "لاہور میں ایک بے شرم ہے" کے الہام کو لاہوری احمدیوں پر چسپاں کر کے اپنے مریدوں کے لئے دروازہ کھول دیا کہ وہ حضرت مسیح موعود کے ہر ایک منذر الہام کو جو دشمنوں کے لئے تھا۔ غریب لاہوری احمدیوں پر لگانے کا ناپاک مشغلہ اختیار کر لیں جن میں مولوی غلام رسول صاحب راجیکی سب سے پیش پیش ہیں ؎

بہ نیم بیضہ چو سلطاں ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

ہم نے تو سمجھا تھا کہ خلیفہ صاحب اس الہام "لاہور میں ایک بے شرم ہے" کو منشی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار پر لگائیں گے جو شب و روز نہایت بے شرمی سے حضرت مسیح موعود پر طرح طرح کی افترا پردازیاں کرتا رہتا ہے اور خود میاں محمود احمد صاحب پر ہر قسم کے شرمناک الزام لگاتا رہتا ہے۔ لیکن نہیں۔ ہم خدامان مسیح موعود کو خلیفہ صاحب قادیان ظفر علیخاں اور اس کے ہم مشرب دشمنان سلسلہ سے بھی بدتر سمجھتے ہیں کہ "لاہور میں ایک بے شرم ہے" کا مصداق سوائے اس جماعت کے یا ان میں سے کسی شخص کے جسے خلیفہ صاحب شاید اپنا مدمقابل سمجھتے ہوں انہیں اور کوئی نظر نہیں آیا۔ جس پر وہ "بے شرم" کا الہام چسپاں کر سکیں۔ کیوں نہ ہو ؎

نہ بُوَد نصیبِ دشمن کہ شود ہلاکِ تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

جناب میاں صاحب جماعت لاہور پر کیوں شیر ہوتے ہیں؟

بات یہ ہے کہ غریبوں پر ہی سب شیر ہوتے ہیں۔ خلیفہ صاحب لاہوریوں پر شیر اس لئے ہیں کہ وہ سب کچھ سنکر بھی سوائے اصولی جھگڑوں کے میاں صاحب کی ذاتیات پر حملہ کرنے سے ہمیشہ احتراز کرتے ہیں۔ لیکن ظفر علی خاں یا ہمچو قسم دوسرے لوگوں کی نسبت خلیفہ صاحب خوب علم رکھتے ہیں کہ ایک کہیں گے تو دس سنینگے اس لئے وہاں تو کنی دبتی ہے، دم نہیں مارتے اور سارا نزلہ عضو ضعیف یعنے لاہوریوں پر گرتا رہتا ہے۔

مولوی راجیکی کا معیار صداقت

مولوی غلام رسول راجیکی صاحب کی مغلظات اور بیجا اتہامات کو الگ کرو تو ایک آیت استخلاف رہ جاتی ہے۔ اور دوسری باتیں صداقت پر مولویانہ استدلال رہ جاتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہمارے پاس بہشتی مقبرہ اور لیسپر موعود ہے۔ یعنے بجائے خدا اور رسولؐ۔ قرآن و سنت، عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کے اب صداقت کا معیار قبرستان اور بیٹا رہ گیا۔ جب ذہنی کیفیت اس قدر گری ہوئی ہو اور صداقت کا معیار قرآن و سنت سے گزر کر قبروں اور بیٹے پر آن ٹھہرا ہو تو ایسے لوگوں کو مخاطب کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ لیکن بعض احباب کے اصرار پر میں آیت استخلاف پر کچھ عرض کرنے لگا ہوں بہشتی مقبرہ اور معیار ذریت پر میں بالتفصیل "پیغام صلح" میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں بار بار چبائے ہوئے نوالہ کو چبانا فضول ہے۔ ضرورت ہوئی تو کوئی اور صاحب اس پر طبع آزمائی کر لیں گے۔ گو آیت استخلاف پر بھی اس سے قبل میں لکھ چکا ہوں۔ لیکن دوبارہ کچھ تھوڑا سا عرض کئے دیتا ہوں۔

محمودیوں کا آیت استخلاف پیش کرنا غلطی ہے

اول تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ محمودی صاحبان آیت استخلاف کو پیش ہی کیوں کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم نئی شریعت اور دین لائے تھے اس دین کی تمکین اور شریعت کے استحکام کے لئے خلافت کی ضرورت تھی اس لئے قرآن میں خدا نے وعدہ کیا تھا کہ میں تم میں سے ویسے ہی خلیفے بناؤں گا جیسے پہلے بنائے تھے۔ یعنے موسوی سلسلہ میں حضرت موسیٰ کے خلیفے جس طرح آئے تھے اسی طرح محمدی سلسلہ میں بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے خلیفے بھی ہونگے۔ یہ وہ معنی ہیں جو فریقین میں مسلم ہیں۔ گویا یہ آیت محمد رسول اللہ صلعم کے خلفا کے آنے کا وعدہ دیتی ہے۔ جن کے ذریعہ سے دین محمدی کی تمکین ہونی مقدر تھی۔ تو پھر اس آیت کو جو محمدی خلفاء کے لئے ہے حضرت مسیح موعود کے جانشینوں پر چسپاں کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ حضرت مسیح موعود تو خود محمدی خلفا میں سے ایک تھے اس لئے آپ پر تو بے شک یہ آیت چسپاں ہوتی ہے۔ لیکن آپ کے جانشینوں پر یہ آیت کس طرح چسپاں ہو گی یہ تو محمدی خلفاء کی آمد کو ظاہر کرتی ہے۔ مسیحی خلفاء کی آمد کو ظاہر نہیں کرتی۔ بیشک محمدی خلافت کا وعدہ دیتی ہے مگر مسیح موعود کے جانشینوں کے متعلق یعنے محمدی خلیفہ کی خلافت در خلافت کا اس میں کوئی وعدہ نہیں۔

حضرت مسیح موعود کی وصیت میں خلفا کا کوئی ذکر نہیں

اگر مسیح موعود کے بعد بھی محمدی خلافت کی طرح کوئی سلسلہ خلافت کا چلنا تھا تو ضروری تھا کہ آیت استخلاف حضرت مسیح موعود پر بھی نازل ہوتی اور آپ کو بھی آپ کے بعد آپ کے خلفا کی بعثت کا وعدہ دیا جاتا لیکن چونکہ آپ کوئی دین اور شریعت نہ لائے تھے اس لئے آپ کے بعد سلسلہ خلافت بے معنی تھا۔ لہذا نہ تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو کوئی وعدہ خلفاء کا دیا اور نہ خود آپ نے اپنی وصیت میں اس کا کوئی ذکر کیا۔ بلکہ اسلامی جمہوریت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے اپنے بعد کام کرنے کے لئے ایک انجمن بنائی اور اسے خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی یعنے اپنا جانشین قرار دیا۔ اگر حضرت مسیح موعود سے خدا کا کوئی وعدہ سلسلہ خلفا کے چلنے کا ہوتا تو ناممکن تھا کہ آپ اس کا ذکر اپنی وصیت میں نہ کرتے۔

(باقی بر صفحہ [illegible])

(بقیہ صفحہ)

جناب میاں صاحب کا اعتراف

مجھے اس امر کے لئے زیادہ جھگڑے میں پڑنے کی ضرورت نہیں وجہ یہ کہ خود خلیفہ قادیان جناب میاں محمود احمد صاحب نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی وصیت کے ماتحت جو مجلس معتمدین کی بنیاد ڈالی اس میں اپنے بعد کسی خلافت کا ذکر نہیں کیا اور گو **شیعوں کی طرح** خلافت کو میاں صاحب اسلام کا بنیادی مسئلہ قرار دیتے ہیں مگر اس سے انکار نہیں کرسکے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی وصیت میں اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ چنانچہ نومبر سنہ ۱۹۲۵ء میں اخبار "الفضل" میں یہ تحریر خود میاں محمود احمد صاحب کی شائع ہوچکی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

> "مجلس معتمدین کے بنیادی اصول میں جو **درحقیقت ہی اسلام کا بنیادی مسئلہ خلیفۂ وقت کا وجود شامل نہ تھا**۔ ایک ریزولیوشن خلافت ثانیہ میں پاس کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو خلیفہ کہیگا مجلس مانے گی۔ مگر یہ اصولی بات نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ممبروں کی جماعت کہتی ہے میں ایسا کرونگی لیکن جو جماعت یہ کہہ سکتی ہے وہ یہ بھی تو کہہ سکتی ہے کہ میں ایسا نہ کرونگی۔ کیونکہ جو انجمن یہ پاس کرسکتی ہے کہ ہم خلیفہ کی ہر بات مانیں گے وہی اگر آج سے دس سال بعد کہے کہ نہیں مانیں گے **تو انجمن کے قانون کے لحاظ سے وہ ایسا کہہ سکتی ہے**. . . . .
> اگر اتنی قربانی کے بعد بھی سلسلہ کی حالت غیر محفوظ ہو **یعنی چند لوگوں کے رحم پر ہو** جو اگر چاہیں کہ خلافت کا انتظام قایم رہے تو قایم رہے اور اگر نہ چاہیں تو نہ رہے۔ تو یہ کبھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ **مسئلہ خلافت کے جماعت کے بنیادی اصولوں میں شامل نہ ہونے سے جماعت ایسے خطرات میں رہ سکتی ہے جو مبائعین کو غیر مبائعین میں بدلدے اور دس گیارہ آدمیوں کی جنبش قلم سے قادیان معاً لاہور بن جائے**۔ اس لئے جماعت کے وہ کام جو تبلیغ اور تربیت سے تعلق رکھتے تھے وہ ایک ایسی انجمن کے حوالے نہیں کئے جاسکتے تھے جو خواہ مبائعین کی انجمن ہی ہو اور خواہ بہترین مخلص ہی اس کے ممبر کیوں نہ ہوں۔ **اس کے لئے ضرورت تھی کہ ایک ایسا نقطہ قرار دیا جائے جس پر جماعت قایم کردیجائے**۔ تا اسے اس بارے میں ٹھوکر نہ لگ سکے۔"

حق کا جادو

دیکھا آپ نے حق کا جادو؟ کیسا سر پر چڑھ کر بولا؟؟ آخر حضرت مسیح موعود کی وفات سے سترہ سال بعد بقول خود "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ" میاں محمود احمد صاحب کو یہ دھڑکا لگا ہے کہ میری خلافت جسے لوگوں میں بڑی تعلیوں کے ساتھ کہا کرتا ہوں کہ خدا کی مقرر کردہ ہے محض **"چند لوگوں کے رحم پر" موقوف ہے۔ اور "دس گیارہ آدمیوں کی جنبش قلم"** اس خلافت کی بنیاد کو اکھاڑ پھینک کر **قادیان کو لاہور بنا سکتی ہے**۔ اس لئے ضروری ہوا کہ بابیوں بہائیوں کی طرح "ایک ایسا نقطہ قرار دیا جائے جس پر جماعت قایم کردی جائے"۔ ذرا ملاحظہ فرمائے جائے کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے سترہ سال بعد اب یہ نقطہ قایم ہوا ہے جس کا نام موجودہ **قادیانی مطاع الکل خلافت** ہے۔ چونکہ اس خلافت کا حضرت مسیح موعود کی وصیت میں کہیں ذکر نہ تھا۔ اس لئے سترہ سال بعد خلیفہ صاحب قادیان کو فکر ہوئی کہ چونکہ میری خلافت کی بنیاد کوئی نہیں سوائے اس کے کہ ان کے اپنے زمانہ خلافت میں ان کے اپنے ایما سے ان کے مریدوں نے ایک ریزولیوشن پاس کر رکھا تھا کہ "جو خلیفہ کہے گا مجلس مانے گی" اس لئے یہ دھڑکا بالکل بجا اور درست تھا کہ اگر کل کو یہی مرید باغی ہوگئے اور انہوں نے یہ ریزولیوشن پاس کردیا کہ ہم خلیفہ کا کہنا نہیں مانتے تو میں کیا کرلونگا۔ خلافت تو سر بازار بکھر گئی۔ پس اس خطرہ کو مٹانے کے لئے نیا نظام قایم کرلینے سے قبل صاف طور پر یہ اقرار کرنا پڑا کہ نومبر سنہ ۱۹۲۵ء تک قادیانی خلافت کسی مستحکم بنیاد یعنے قرآن وحدیث یا حضرت مسیح موعود کی وصیت پر مبنی نہ تھی بلکہ محض انجمن کے ایک ریزولیوشن پر اس کی بنیاد تھی **اور مسئلہ خلافت میں لاہور اور قادیان میں مابہ الامتیاز صرف وہ ریزولیوشن تھا جسے خود ان کے مریدوں نے پاس کیا تھا**۔ اگر خدا و رسول قرآن و حدیث اور مسیح موعود کی وصیت پر اس کی کوئی بنیاد ہوتی تو انجمن کے دس گیارہ ممبروں کی کیا مجال تھی کہ وہ اپنی جنبش قلم سے خدا و رسول کے حکم اور مسیح موعود کی وصیت کو منسوخ کرسکتے!

میاں صاحب اور خواجہ صاحب کا باہمی اتفاق رائے

جو بات سترہ سال بعد میاں صاحب نے کہی وہی خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے حضرت مولانا نور الدین مرحوم کے وقت میں لکھ کر دی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود نے کوئی خلیفہ نہیں بنایا۔ آپ کی بزرگی کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر انجمن نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور آپ کو اپنا مطاع مان لیا تو یہ اس کا اپنا ریزولیوشن ہے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود کی الوصیت ایسا کرنے کیلئے ہمیں کوئی حکم نہیں دیتی"۔ اس تحریر کی بنا پر قادیان میں شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر "الحکم" کی سرکردگی میں وہ فتنہ اٹھایا گیا اور وہ طوفان بے تمیزی بپا کیا گیا کہ الامان۔ حضرت مولانا نور الدین مرحوم کے یہ ذہن نشین کرانا چاہا کہ خواجہ صاحب مرحوم اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے لاہوری رفقا خلافت کے باغی ہیں۔ لیکن آخر کار وہ اتنا سمجھ گئے کہ اس فتنہ میں قادیانی فریق بھی ضرور شرارت سے کام لے رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس فتنہ کو مٹانے کے لئے ایک طرف تو مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم سے بیعت لی تو دوسری طرف شیخ یعقوب علی تراب صاحب سے جو قادیانی فریق کے قائد اعظم بنے ہوئے تھے بیعت لی۔ اور یہی فرمایا کہ جب تم سب میرے ہاتھ پر بیعت کرچکے ہو تو میری زندگی میں یہ بحث نہ اٹھاؤ۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ اس بحث کا اٹھانے والا وہی قادیانی فریق تھا جس میں شیخ یعقوب علی تراب صاحب پیش پیش تھے۔ لیکن آج نہایت چالاکی سے یہ کہا جارہا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب مرحوم سے اس امر کی بیعت لی تھی کہ وہ خلیفہ کو مطاع الکل خلیفہ نہ مانتے تھے۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیخ یعقوب علی تراب کی کیوں بیعت لی تھی جو پہلے ہی مطاع الکل خلیفہ مانتے تھے۔ **یہیں تو پانی مرتا ہے**۔ ہر ایک عقلمند انسان سمجھ لیگا کہ دونوں طرف کے نمائندوں کی بیعت لینا اس لئے تھا کہ اس بحث کو ختم کیا جائے۔ اور اس فتنہ کو یہیں دبادیا جائے۔ لیکن مولوی غلام رسول راجیکی سب سے بڑھکر چالاک نکلے انہوں نے نہایت بے حیائی اور بیباکی سے یہ دروغ بافی کی ہے کہ بجائے یعقوب علی تراب کے "ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہ" لکھدیا ہے کیا کہنے ہیں ع

> ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

کیوں نہ ہو۔ شاید ترقی درجات کی ہوئی ہوگی۔ اب کھل جائے گی۔

باطل کا پروپیگنڈا

کاتب تو اتنی بڑی غلطی نہیں کرسکتا کہ "ڈاکٹر مرزا" اپنی طرف سے بڑھادے اور "علی" کی جگہ "بیگ" لکھدے۔ اور اس "وغیرہ" کے پردے کے کیا کہنے؟ رسی جل گئی پر بل نہ گیا۔ راجیکی صاحب سے احمدیت میں سالہا سال گزارنے کے باوجود ملانوں والی چالاکی نہ گئی۔ کیا جھوٹ کی نجاست پر منہ مارا ہے! اور کس طرح ایک جنبش قلم سے شیخ یعقوب علی تراب قادیانی فتنہ پرداز فریق کا نمائندہ "ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ" **پیغامی** "کی شکل میں تبدیل ہوکر محمودی پبلک کے سامنے آجاتا ہے۔ راجیکی صاحب جانتے ہیں کہ **پیغامی** اب اپنے اخبار میں لاکھ سر پٹیا کریں محمودی پبلک کے کانوں میں بجائے یعقوب علی تراب کے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کا نام پڑگیا اور دلوں پر نقش ہوگیا۔ اب کسی پیغامی کی چیخ پکار اسے مٹا نہیں سکتی۔ اسے کہتے ہیں باطل کا پروپیگنڈا!۔ جھوٹ کی لعنت سمیٹتے ہوئے ان مولوی صاحب کو خدا کے سامنے کسی جوابدہی کا تو ڈر نہیں! تسلی ہے کہ خلیفہ صاحب آڑے آجائیں گے۔ بخشوالیں گے۔ یا پھر آخرت پر ایمان نہیں۔

قادیانی خلافت ایک بدعت ہے

قصہ کوتاہ یہ کہ جو بات خواجہ صاحب مرحوم نے حضرت مولانا نور الدین مرحوم کو کہی تھی کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی وصیت میں کسی خلیفہ کا ذکر نہیں کیا یہ محض انجمن کا ریزولیشن ہے جس نے آپ کو مطاع بنایا ہے۔ یہی بات سترہ سال بعد میاں محمود احمد صاحب نے کہی۔ پھر اب میاں صاحب کو کوئی کیوں کچھ نہیں کہتا؟ اگر بالفرض محال حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم نے اسے نہ بھی مانا تھا تو میاں محمود احمد صاحب نے تو اسے صاف لفظوں میں نہ صرف مان لیا بلکہ اس کے خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے اس نظام کو ہی جو بیس سال سے چلا آتا تھا بدل ڈالا۔ اور نومبر سنہ ۱۹۲۵ء میں اس نقطہ کو خود اپنے ہاتھوں سے قایم کیا جسے "**قادیانی خلافت**" سے آج تعبیر کیا جاتا ہے۔ ورنہ اس سے قبل لاہوریوں کی بات ہی صحیح تھی۔ اور یہ موجودہ قادیانی خلافت جس کا اس قدر غلغلہ ہے محض ایک **بدعت** ہے جس کی بنیاد ہی نومبر سنہ ۱۹۲۵ء میں خود میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھوں رکھی گئی۔

آیت استخلاف صرف محمدی خلفا کا وعدہ دیتی ہے

کیا مذکورہ بالا امور سے یہ صاف نتیجہ نہیں نکلا کہ حضرت مسیح موعود نے آیت استخلاف کے ماتحت اپنے جانشین خلفاء کا کوئی سلسلہ قایم نہیں کیا اور کس طرح کرتے جبکہ آپ کوئی دین نہ لائے تھے جس کے تمکین و استحکام کے لئے کسی سلسلہ خلافت کی ضرورت ہوتی۔ اور اسی لئے آپ پر کوئی آیت استخلاف بھی نازل نہ ہوئی تھی۔ آپ خود **محمدی خلیفہ تھے** اور قرآن میں جو آیت استخلاف ہے اس کے خود مصداق تھے آیت استخلاف صرف محمد رسول اللہ صلعم کے خلیفوں کا وعدہ دیتی ہے خلیفوں کے خلیفوں کا کوئی وعدہ نہیں دیتی۔ پس قرآنی آیت استخلاف کو محمدی خلفاء کے غیر پر چسپاں کرنا بالکل غلط اور ناجائز ہے۔

"ریزولیوشنی خلافت"

اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میاں صاحب اور ان کے مریدین محض لاہوریوں پر **فاسق** کا فتوی لگانے اور اس طرح اپنے دل کے جلے پھپھولے پھوڑنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ورنہ کیا اتنی ذراسی بات بھی وہ نہیں سمجھتے بلکہ میاں محمود احمد صاحب تو یہاں تک بڑھتے ہیں کہ اپنے آپکو "خلیفۃ اللہ" بتاکر "پیغامیوں" کو "ابلیس" بتاتے ہیں اور اس طرح اپنے دل کو خوش کرتے ہیں۔ مگر کیا کہنے اس خلیفۃ اللہ کے جس کی خلافت کی بنیاد گیارہ برس تک "دس گیارہ آدمیوں کی جنبش قلم" پر رہی جو اگر چاہتے تو ابلیس کا روپ دھارتے ہوئے ایک ریزولیوشن پاس کرکے قادیان کو لاہور بنادیتے اور اللہ میاں جن کا وہ خلیفہ تھا منہ دیکھتے رہ جاتے اور کچھ نہ کرسکتے۔ مگر شکر ہے کہ نومبر سنہ ۱۹۲۵ء میں خلیفۃ اللہ کو

(بقیہ صفحہ ۲)

میں سب سے زیادہ اسلام کی اشاعت کرنے والی قوم ہے۔" صفحہ ۲۱۷
"فریق قادیان اس بات پر زور دیتا ہے کہ بانی سلسلہ نبی تھا مگر لاہور کے فریق کا یہ اصرار ہے کہ وہ صرف ایک مجدد تھے۔" صفحہ ۳۲۵
"دوسری طرف یہاں ہم عیسائیت کے خلاف نئے سے نیا اور نہایت ہی جارحانہ پروپاگنڈا پاتے ہیں جو کبھی دنیا میں پیدا ہوا ہو اور یہاں سے ایک عالمگیر نظام بیرونی مشنوں کا قائم کیا گیا ہے۔" صفحہ ۳۲۹

میں نے ماہ رمضان کے جمعۃ الوداع میں جہازوں میں مفت تقسیم لٹریچر کے لئے جو بڑا اعلیٰ درجہ کا صدقہ جاریہ کا کام ہے اور جس سے ہزارہا لوگوں کو جو سفر کرتے ہوئے فارغ ہوتے ہیں قرآن شریف اور سیرت نبویؐ وغیرہ کے پڑھنے کا موقعہ مل سکتا ہے تحریک کی تھی۔ اس وقت کل ایک سو پچاس سٹ (ایک سٹ میں ایک قرآن کریم مع متن و ترجمہ ایک لائف انگریزی آنحضرت صلعم ایک تاریخ انگریزی خلافت راشدہ ایک ٹیچنگس آف اسلام شامل ہیں) مطلوب ہیں جن میں سے قریب پچانوے کے وعدے کر چکے ہیں گو ابھی قیمت صرف قریباً پچاس کی وصول ہوئی ہے اور ابھی ساٹھ کے قریب اور سٹ کی ضرورت ہے۔ فی سٹ نصف قیمت جس پر یہ کتابیں مہیا کی جائیں گی ساڑھے گیارہ اور خرچ ڈاک دو روپے یا کل ساڑھے تیرہ روپے فی سٹ قیمت ہے اس پر تو کیا تعجب ہے کہ غرباکا طبقہ اس بارے میں سبقت لے گیا لیکن امرا کا اب تک کامل خاموشی سے کام لینا ضرور تعجب کا مقام ہے۔ ڈاکٹر الٰہی بخش نے پندرہ سٹ اور حاجی سعادت علی خاں صاحب رامپوری نے دس سٹ کی قیمت ادا کی ہے جزاہم اللہ خیرا۔ کیا باقی ساٹھ کو بھی ہمارے مالدار احباب پورا نہ کر دیں گے ان میں سے ایک ایک بھی چاہے تو اس کمی کو پورا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہی دعا ہے کہ وہ انہیں توفیق دے۔

تسہیل العربیہ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ)

اس نام کی عربی زبان کی ایک لغت کی کتاب قادیان سے مولانا محمد جی مولوی فاضل اور چودھری غلام محمد صاحب بی اے نے شائع کی ہے عربی زبان کی خدمت اور اس کی ترویج میں سعی ایک نہایت ہی مبارک کام ہے کیونکہ عربی نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے جس میں خدا کا کلام نازل ہوا اور جس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال طیبہ موجود ہیں۔ بلکہ اس زبان کی ترویج دنیا میں اتحاد اسلام کے قایم کرنے کا ایک بڑا بھاری ذریعہ ہے اردو میں اس وقت تک عربی زبان کی کوئی جامع لغت کی کتاب موجود نہ تھی۔ جو لوگ عربی زبان کی بڑی بڑی لغت کی کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے ان کے لئے یہ لغت بہت ہی مفید ہے اور قرآن شریف کے مطالعہ اور دوسری عربی کتب کے پڑھنے میں اس سے بڑی مدد مل سکتی ہے شروع میں مختصر طور پر صرف ونحو کے ضروری قواعد کو بھی درج کر دیا ہے۔ بڑی تقطیع کے ایک ہزار صفحات کی کتاب ہے اور قیمت نہایت واجبی یعنی غیر مجلد کی ۸ روپے اور مجلد کی للعہ روپے ہے جو احباب منگوانا چاہیں وہ دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کو لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔

(محمد علی)

الفضل کے "دلچسپ مکالمہ" پر ایک نظر

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب اور دانائے راز ہے اس لئے اس کی رضا کے حصول کے لئے کسی چالاکی اور جھوٹ سے کام نہیں چل سکتا بلکہ وہاں تو سینہ کی صفائی اور صداقت اور حق پرستی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن خدا کی رضا کو پس پشت ڈال کر اگر کسی انسان بالخصوص کسی گدی نشین خلیفہ یا پیر کی خوشنودی حاصل کرنے کی تمنا ہو تو پھر کذب و مبالغہ دھڑے بازی اور حسد و بغض کے مظاہرے اکثر حصول مقاصد میں بہت کام آنے والی چیزیں ہیں۔ بالخصوص جبکہ خلیفہ صاحب اپنے مریدوں کی اس قسم کی باتوں کو نظر استحسان سے دیکھتے ہوں۔

ابھی ۲۵ر فروری ۱۹۳۴ء کے "الفضل" میں "مولوی محمد علی صاحب سے دلچسپ مکالمہ" کے عنوان سے ایک مضمون چھپا ہے جس میں کسی عبدالغفور نامی مولوی فاضل نے نہایت بے باکی سے ایک مکالمہ اپنے اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے درمیان لکھ کر شایع کیا ہے جس میں کچھ تو جھوٹ اور مبالغہ ہے اور کچھ باتوں کو توڑ موڑ کر اور بگاڑ کر اسطرح حضرت مولانا کی طرف منسوب کیا ہے۔ جس سے ان کا استخفاف مدنظر ہو۔ کیا یہ ایمانداری ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے خود ہی جو چاہیں مکالمہ کے رنگ میں لکھ لیں۔ اور اپنے اخبار میں کوس لمن الملک بجائیں۔ ایمانداری اور دیانتداری کا تقاضہ تو یہ تھا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشادات لکھ کر ان کو دکھا دیتے اور دستخط لے لیتے کہ ہاں یہ باتیں درست ہیں اور میں نے کہی ہیں۔ اس طرح ہم اگر میاں محمود احمد صاحب سے ملاقات کریں اور ان کی باتیں توڑ موڑ کر آدھی ناتمام بگاڑ کر ایک مکالمہ کے رنگ میں شائع کر دیں تو کیا یہ تقاضائے انصاف ہوگا؟

حضرت امیر ایدہ اللہ کوئی گمنام آدمی نہیں ہیں ان کی تحریروں اور تقریروں سے آج ایک عالم فیضیاب ہے۔ ان کی علمی قابلیتوں اور دلائل عقلی و نقلی کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان نوخیز مولوی فاضلوں کی اس قسم کی غلط فہمی پھیلانے والی تحریریں اہل نظر کی نگاہ میں کذب و افترا کے طومار کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں رکھ سکتیں۔ یہ لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ مولوی محمد علی کوئی گمنام آدمی ہے جس کی نسبت بھی بھونڈی تصویر ہم کھینچیں گے دنیا مان لے گی۔ اسیطرح انہوں نے یہ بھی سمجھ رکھا ہے کہ لاہور بھی کوئی گمنام دور افتادہ بستی ہے جس میں احمدیہ بلڈنگس کی مسجد لوگوں کی نظروں سے مستور کوئی مسجد ہے۔ اس نئے دنیا کو اس مخفی چیز سے آشنا کرنے کے لئے اس مسجد کے متعلق صحیح یا غلط جیسا بھی ڈھول بجائیں گے وہ سچ سمجھ لیا جائے گا مزہ یہ ہے کہ جلدی سے اس مسجد کا فوٹو بھی لے لیا کہ مبادا "پیغامی" اس مسجد کو اپنی کسی کوٹھری میں نہ چھپا لیں۔ سال بھر میں سینکڑوں ہی محمودی اس مسجد میں آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ بالخصوص جلسہ سالانہ پر تو ان کا خاصہ ایک طائفہ منڈلاتا نظر آتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈالنے کے شغل میں مصروف رہتا ہے اور آگے پیچھے بھی جاسوسی کے طور پر محمودی صاحبان پھرا کرتے ہیں۔ جواب اللہ میں سے بعض لوگوں کی فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔ ہماری مسجد آج سے نہیں سالہا سال سے اسی جگہ کھڑی ہے۔ چھوٹی ہے یا بڑی ہے۔ مکانوں میں گھری ہوئی ہے یا کسی میدان میں بنی ہوئی ہے کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پھر بالکل غلط طور پر اس کے چھوٹا ہونے کا اعلان کرنا۔ اور اس پر اس قدر اظہار خوشنودی کرنا کیا معنے رکھتا ہے، سوائے اس کے کہ حسد و جلن کی وجہ سے دل کے جلے پھپھولے پھوڑے جاتے ہیں۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "یاتون من کل فج عمیق" کا مصداق یہ مسجد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بہت چھوٹی ہے۔ اول تو اس الہام کا مصداق خود مسیح موعود تھے نہ کہ کوئی مسجد۔ لیکن جن دنوں یہ الہام ہوا تھا اگر مسجد کے لئے تھا تو مسجد مبارک قادیان والی بیچاری تو لاہور کی مسجد کا دسواں حصہ بھی نہ تھی۔ وہ اتنی چھوٹی مسجد تھی کہ ایک صف میں پانچ آدمی سے زیادہ کھڑے نہ ہو سکتے تھے۔ اور چند صفوں سے زیادہ صفیں اس میں آ نہ سکتی تھیں باایں ہمہ اتنی چھوٹی سی مسجد کی شان میں خدا نے فرمایا تھا مبارکٌ و مبارکٌ وکل امر مبارک یجعل فیہ۔ پس یاتون من کل فج عمیق کا مصداق ہونے میں اگر اس کا بہت ہی چھوٹا ہونا مانع نہ تھا تو لاہور کی مسجد کے لئے مانع کیوں ہو! لاہور کی مسجد کی فوٹو کے ساتھ ساتھ اگر مسجد مبارک کی فوٹو بھی شائع ہو جائے تو کیا ہرج ہے۔ بلکہ قادیان کی مسجد اقصیٰ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں کیا تھی؟ احمدیہ بلڈنگس کی مسجد سے یقیناً چھوٹی تھی حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں اس کی توسیع ہوئی ہے۔ لیکن تاہم اس بیچاری کی لاہور کی وزیر خاں کی مسجد کی وسعت کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے کچھ بھی نہیں۔ ہاں وہی لاہور کی وزیر خاں کی مسجد جہاں دن رات حضرت مسیح موعود پر تکفیر بازی اور دشنام طرازی ہوتی ہے۔ اگر وسعت پر ہی یاتون من کل فج عمیق چسپاں ہوتی ہے تو وزیر خاں کی مسجد اور لاہور کی بادشاہی مسجد اس کے مصداق اولیٰ ہیں اور وہاں اژدحام بھی قادیان سے بدرجہا بڑھ کر ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب حسد کی وجہ سے تنگ نظری کسی شخص پر مستولی ہو جائے تو محسود مسجد تنگ نظر نہ آوے تو اور کیا نظر آوے۔

خدا جانے قادیانی مولوی فاضل عبدالغفور نے اپنی جماعت کی ذہنیت کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ کیا ان کی جماعت کے لوگوں نے کبھی احمدیہ بلڈنگس والی مسجد کو نہیں دیکھا۔ یا حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریر نہیں پڑھی اور تقریر نہیں سنی۔ کیا وہ لوگ احمدیہ بلڈنگس میں جب آتے ہیں تو آنکھیں بند کئے رہتے ہیں اور کانوں میں روئی ٹھونسے رکھتے ہیں؟ کیا انہوں نے نہ کبھی مسجد کو دیکھا نہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی باتیں سنیں؟ اگر دیکھا اور سنا ہے تو مولوی عبدالغفور صاحب کی تحریر کو وہ کیا غلط نہیں سمجھیں گے؟ اور اگر باایں ہمہ سچ سمجھیں گے تو پھر ماننا پڑے گا کہ فیض خلافت سے نہ صرف دل کی ہی آنکھیں بند ہو چکی ہیں بلکہ ظاہر کی آنکھیں بھی چہرہ پر برائے نام ہیں!

ایک کار خیر

محمد ابراہیم طالب علم جماعت نہم ساکن داتہ مانسہرہ دینیات کے درجۂ اول کا امتحان دینا چاہتا ہے لیکن اس کے پاس کورس مقررشدہ کی کتابیں نہیں ہیں اور نہ خریدنے کی استطاعت ہے کوئی صاحب ان کو یہ کتابیں فی سبیل اللہ مہیا کر دیں تو بڑے ثواب کا کام ہے۔ درجہ اول کے کورس کی کتابیں حسب ذیل ہیں۔ بیان القرآن سورۂ بقرہ کے آخر تک جلد اول بجلد ۸ مجلد للعہ۔ سیرت خیر البشر بجلد عہ مجلد عہ۔ رسالہ نماز ۸ رسالہ روزہ ۸ از مولوی مصطفیٰ خانصاحب۔ رسالہ مسیح موعود بجلد عہ مجلد عہ۔ جو صاحب یہ کتابیں یا ان کی قیمت دینا چاہیں دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔

(عزیز بخش)

(سکرٹری سب کمیٹی امتحانات دینیات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

تارکاپتہ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ یٰاَہْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْہَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۵

چند نصیحتیں

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار
نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دمار
جس نے نفسِ دوں کو ہمت کر کے زیر پا کیا
چیز کیا ہیں اس کے آگے رستم و اسفندیار
گالیاں سنکر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار
چپ رہو تم دیکھکر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حالِ زار
دیکھکر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار
افترا انکی نگاہوں میں ہمارا کام ہے
یہ خیال اللہ اکبر کس قدر ہے نابکار
جو کہ کہتے ہیں کہ کاذب پھولتے پھلتے نہیں، پھر مجھے کہتے ہیں کاذب دیکھکر میرے ثمار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال و ایثار

(از حضرت مسیح موعود)

آنحضرتؐ اپنے دعوی نبوت پر باوجود پیدا ہوجانے ہزار ہا خطرات اور کھڑے ہوجانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں و ڈرانیوالوں کے اول سے آخیر دم تک ثابت اور قایم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہوجانا وہم میں بھی نہیں گزرتا تھا بلکہ نبوت کا دعوی کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہکر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا وطن سے نکالے گئے قتل کیلئے تعاقب کیئے گئے گھر اور اسباب تباہ و برباد ہوگیا بارہا زہر دی گئی۔ اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھیرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں اور پھر جب بعد مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو ان دولت و اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا کوئی عمارت نہ بنائی۔ کوئی بارگاہ طیار نہ ہوئی کوئی سامان شاہانہ عیش و عشرت کا تجویز نہ کیا گیا کوئی اور ذاتی نفع نہ اٹھایا بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبرگیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا

(براہین احمدیہ حصہ دوم)

قومی اخبار

کے لیئے قوم سے اپیل

چند روز ہوئے ہم نے اخبار کے متعلق ایک اپیل شائع کی تھی جس پر بعض احباب نے توجہ بھی کی لیکن بحیثیت مجموعی اس کا اتنا اثر نہیں ہوا جتنا کہ ہونا چاہیئے تھا اس لئے ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ اس کا اعادہ کیا جائے ضروریات و حالات زمانہ جماعت احمدیہ لاہور کے کندھوں پر نئے نئے فرائض کا بار ڈال رہے ہیں۔ موجودہ کاموں کو وسعت دینے کے علاوہ ہم نے امسال یورپ میں دو نئے مشن کھولنے کا فیصلہ کیا ہے تنظیم و توسیع جماعت کا ضروری کام اور جرمن ترجمۃ القرآن کی طباعت کا عظیم الشان مرحلہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ یہ سارے کام اسی صورت میں کما حقہ انجام پا سکتے ہیں جبکہ قوم کا ایک ایک فرد انکی ضرورت و اہمیت سے باخبر ہو اور ساری قوم متحدہ طور پر ان کیلئے پورے جوش و انہماک سے سرگرم عمل ہو جائے۔ اس احساس و جوش کو پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ اخبار ہے اس لئے پہلی ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنے پرچہ کو مضبوط کریں۔ پیغام صلح قومی اخبار ہے اس کو ترقی دینا قوم کا فرض ہے تاکہ یہ اپنے دیگر فرائض کے ساتھ ساتھ پوری قوت سے افراد جماعت میں احساس بیداری پیدا کرتا رہے۔ موجودہ اقتصادی بدحالی کے دور میں مالی مشکلات قومی اخبارات کیلئے سب سے بڑی مصیبت ہے پیغام صلح بھی اسی میں مبتلا ہے۔ ان مشکلات کو دور کرنے کے دو ذرائع ہیں۔ ایک توسیع اشاعت دوسرے بقایا جات کی ادائیگی۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام احباب جماعت پوری سرگرمی سے توسیع اشاعت میں حصہ لیں اخبار کی ترقی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی مالی مشکلات خود بخود دور ہو جائینگی جو احباب خریدار نہیں وہ خود خریدار بنیں جو پہلے خریدار ہیں وہ دوسروں کو بنائیں توسیع اشاعت کیلئے نمونے کے پرچے حسب ضرورت دفتر سے بلاقیمت طلب کئے جاسکتے ہیں۔ دوسری درخواست یہ ہے کہ جن احباب کے ذمہ اخبار کی بقایا رقوم ہیں وہ اس قرض کو جلد ادا کردیں جو اصحاب کسی وجہ سے یکمشت نہیں دے سکتے وہ دو یا تین قسطوں میں عنایت فرمادیں بار بار کی یاددہانیوں اور وی پیوں میں محصول ڈاک خواہ مخواہ ضائع جاتا ہے۔

میرے قبول اسلام کی سرگزشت

انگریزی ترجمۃ القرآن کے مطالعہ کا اثر

(از قلم مس جیمز گریفیتھ نومسلمہ)

یورپ خصوصاً انگلستان میں جو ایک ترقی یافتہ اور مہذب ملک شمار ہوتا ہے اسلام کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے جس کا اندازہ میرے اس مضمون سے ناظرین کو بخوبی ہو سکتا ہے۔ ۲۶ سال پہلے میں ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئی وہیں پرورش پائی۔ میں عیسائی اصولوں کی سختی سے پابند تھی۔ اور ایک عیسائی کہلاتی تھی۔ مگر میں پیاسی تھی میں نے محسوس کیا کہ دین مسیحی میری پیاس نہیں بجھا سکتا۔ اس اثنا میں میری حالت عجیب ہوگئی میں ہمیشہ گرجے جاتی۔ کیونکہ جس مذہبی ادارہ کے ساتھ میرا تعلق تھا۔ اس کے باعث میرا گرجا میں جانا ضروری فرض میں داخل تھا۔ لیکن میں روحانیت سے محروم تھی۔۔

چند سال بعد ۱۹۲۶ء میں مصر بغرض سیاحت پہنچی۔ وہاں بطور ایک سیاح کے مجھے قاہرہ کی "مسجد محمد علی" دیکھنے کا شوق ہوا۔ میں جس وقت وہاں پہنچی اس وقت نماز ہو رہی تھی۔ . . . .

. . . مجھے یہ دیکھ کر کہ اسلام میں امیر و غریب، مفلس اور دولتمند سب یکساں ہیں اور خدا کی پرستش میں محو۔ میرے دل پر خاطر خواہ اثر پڑا۔ اور عرصہ تک میں اس مسئلہ پر غور و خوض کرتی رہی۔

اس کے بعد ۱۹۳۲ء میں لندن کی مسجد ووکنگ میں جانے اور نماز کے وقت موجود ہونے کا مجھے موقع نصیب ہوا۔ اختتام نماز پر سورۃ فاتحہ پر خطبہ سننے کا موقعہ ملا۔ مسلمان اپنی ہر ایک نماز میں اپنی اس سورۃ کو شامل کرتے ہیں۔ وہ اتنی وسعت رکھتی ہے کہ مسلمان تو کیا، ہر ایک مذہب کا شخص اپنی دعا میں لے سکتا ہے۔ میں نے سمجھا کہ اسلام ہی میں اخوت۔ توحید۔ پیغمبر اعظم سے عقیدت اور امن و امان کی تلقین کا راز مضمر ہے۔ اسلام ذات پات سے بالاتر ہے۔ اب مجھے اس بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کا شوق دامنگیر ہوا۔ اور میں نے **انگریزی قرآن** کی ایک جلد حاصل کی اس کے بعد میں مطالعہ میں مصروف ہوگئی۔ امام مسجد نے اس سلسلہ میں مجھے مزید سہولت مرحمت کی اور . . . . . . میری بڑی رہنمائی کی۔ چنانچہ میں نے خدا تعالیٰ کے حکم پر سر جھکانے کے لئے مسلمان ہونے کا فیصلہ کر دیا۔

میں دین اسلام کی خوبیوں کے معلوم کرنے میں بڑی دلچسپی لینے لگی۔ میں نے مسجد سے اسلامی علم ادب کی کتابیں اور قرآن شریف کی ایک جلد لی جس کے مطالعہ سے میرے دل پر اسلام کی صداقت منقش ہوگئی اور تین ماہ بعد حکم خدا کے تابع ہو کر مسلمان ہونے کا کھلم کھلا اقرار کر لیا

میرے لئے قرآن شریف دولت عظمت کا گنجینۂ بے بہا ہے قرآن پاک مشعل ہدایت ہے۔ اس کے پیروؤں کے لئے خوف و خطر کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ اور نہ گمراہ ہونے کا امکان ہے۔ اب میں دماغی اور جسمانی اور روحانی الجھنوں سے پہلے کی نسبت زیادہ آرام و راحت میں ہوں اگرچہ تبدیلی مذہب کے باعث مجھے مشکلات سے دوچار ہونا پڑا اور جس دفتر میں میں کام کرتی تھی اس سے بھی مجھے مسلمان ہونے کے باعث سبکدوشی حاصل کرنی پڑی۔ عیسائیت کے ایام میں جس مشن میں کام کرتی تھی ان لوگوں کے خیالات اور چند رائیں یہاں درج کرتی ہوں۔

(۱) سوسائٹی جس میں کام کرتی تھی وہ یتیم بچوں کی پرورش کرتی ہے اور اس کا نام "چرچ آف انگلینڈ انسٹی ٹیوٹ" ہے۔ میں اس یتیم خانہ میں بطور اسسٹنٹ میٹرن تھی "اے" مذکورہ بالا انجمن کی خاتون سکرٹری ہے۔ چنانچہ جس وقت اس انسٹی ٹیوٹ میں میری تبدیلی خیالات کی بابت چرچا ہوا۔ اس وقت اس کی جانب سے مجھے جو خط ملا۔ اس میں اس نے لکھا تھا:-

"ڈیر مس گریفیتھ!

آج ہاؤس کمیٹی نے نہایت افسوس کے ساتھ سنا کہ تم دین اسلام سے دلچسپی کا اظہار کرتی ہو اور ووکنگ مسجد میں نماز اور وعظ وغیرہ کے وقت جاتی ہو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ مذہب اسلام سے عقیدت رکھنے یا مسلمانوں کی مسجد میں جانے والوں کو ہم اسٹاف میں نہیں رکھ سکتے اور یہی وجہ شاف ہذا سے تمہیں برطرف کرنے کی یہی ایک معقول وجہ ہے"

اس مکتوب کا جواب دیتے ہوئے میں نے لکھا کہ:-

"بلاشبہ میں نے یہ اہم قدم اٹھایا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ مذہب ایک پرائیویٹ چیز ہے۔ میرے خیالات میں تبدیلی واقع ہونے سے میرے کام اور یتیموں کی خدمت گذاری میں سرمو فرق واقع نہ ہوگا"

اس کا جواب یہ ملا کہ دوسرے مذہب کے یتیم بچوں کی پرورش و تربیت کا کام ایک نومسلم خاتون کے ہاتھ میں نہیں دیا جا سکتا۔

(۲) "بی" مذکورہ بالا کمیٹی کی ممبر اور روزمرہ گرجہ میں جانے والی خاتون ہے جس وقت اس نے میری تبدیلی مذہب کے متعلق سنا وہ اس طرح مشتعل ہوگئی گویا کوئی بم پھٹ گیا ہے۔ اور اونچا ہاتھ کر کے غصہ میں کہا کہ "ارے تم کیا کرتی ہو؟ کچھ خبر بھی ہے اسلام تو صرف رنگدار (کالے) لوگوں کے لئے بنایا ہوا مذہب ہے۔

(۳) "سی" یہ مذکورہ بالا انسٹی ٹیوٹ کی دوسری ممبر ہے اور یہ عرصۂ دراز تک بنگال میں رہ چکی ہے۔ اور وہ وہاں کے لوگوں کو اچھا نہیں سمجھتی۔ اس کا بیان ہے کہ عورت کو اسلام میں غلام کے مانند سمجھا جاتا ہے۔ مسلمان اپنی والدہ ہمشیرہ۔ اور دیگر رشتہ داروں کا تو احترام کرتے ہیں لیکن اہلیہ سے بُرا سلوک روا رکھتے ہیں۔ کیونکہ قرآن نے ان کو ایسا کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ (نعوذ باللہ) میں نے قرآن نکال کر اس میں سے پڑھ کر سنایا اور بتایا کہ یہ تمہاری خام خیالی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ انگلستان میں اسلام کے متعلق غلط پروپگنڈا کیا جاتا ہے لیکن مسلمان اسلام کی صحیح تعلیم پھیلا کر ان گمراہ لوگوں کو صراط مستقیم پر چلانے کے لئے سرگرم عمل نہ ہوں گے؟

— تفسیر قرآن کریم کی مد میں مرزا رحمت بیگ صاحب نے ۵۰ روپے اور شیخ محمد حسین صاحب نے ۲۵ روپے کی رقم عنایت فرمائی ہے۔ جزاک اللہ

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— مورخہ ۲۷/۲/۴۴ کو اتوار کے دن حضرت امیر ایدہ اللہ چک ۲۷/۲ احمد پور میں تشریف لے گئے۔ مولوی عصمت اللہ صاحب بھی ہمراہ تھے۔ ریلوے سٹیشن کسان پر شیخ محمد نصیب صاحب سپرنٹنڈنٹ چک مذکور کثیر مجمع سمیت بغرض استقبال موجود تھے۔ وہاں سے آپ گھوڑے کی سواری پر چک مذکور میں گئے تمام اہالی چک آپ کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ اور آپ نے انہیں مفید نصیحتیں فرما دیں۔ حضرت ممدوح شیخ صاحب کے حسن انتظام سے نہایت خوش ہوئے۔ اور اس بات پر اظہار مسرت فرمایا کہ تمام لوگ شیخ صاحب کی زیر قیادت بہت اچھی ترقی کر رہے ہیں چک مذکور سے آپ اکاڑہ تشریف لے گئے جہاں ایک جلسۂ عام ہوا اور اس میں مولانا عصمت اللہ صاحب نے ایک تقریر کی اور حضرت ممدوح نے بھی تمام مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے مفید ترین نصیحتیں فرمائیں۔ اسی روز رات کی گاڑی سے لاہور واپس تشریف لے آئے۔

— نہایت مسرت سے اطلاع دی جاتی ہے کہ چودھری غلام فرید خاں صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل گجرات بعد تحقیق کامل سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ آپ ہمارے محترم دوست جناب چودھری حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات کے ہم زلف اور چودھری غلام حسن خاں صاحب مگووال کے بھتیجے ہیں۔ آپ کا خاندان سکھوں کے عہد میں خود مختار حاکم تھا۔ آپ نہایت شریف مزاج نوجوان ہیں۔ اور خدمت اسلام کی دلی تڑپ رکھتے ہیں۔ آپ نے خدمت سلسلہ کا خاص طور پر تہیہ کر لیا ہے۔

— پیغام صلح:- ہم اپنے معزز بھائی کا نہایت مسرت سے خیر مقدم کرتے ہوئے دست بدعا ہیں اللہ تعالیٰ ان کے نیک ارادہ میں برکت دے۔

— جناب چودھری محمد حسن صاحب وکیل گجرات معہ اپنے والدین عیال اور اپنے برادر خورد چودھری محمد احسن صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔

— جناب میاں محمد سعید صاحب ای۔ اے۔ سی جموں بھی حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ ۷ رمارچ کو کراچی سے جہاز پر سوار ہوں گے

— پیغام صلح:- خدا ہمارے ان معزز دوستوں کو اس مبارک سفر سے بخیریت واپس لائے۔ امید ہے ارض مقدس میں پہنچ کر اپنی دعاؤں میں تمام وابستگان سلسلہ کو یاد رکھیں گے۔

— مولانا عمر الدین صاحب دہلوی کا حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ۷، ۸، ۹ مارچ کو میرٹھ کی ایک انجمن کے سالانہ جلسہ پر مناظرہ قرار پایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو حق کی قبولیت کی توفیق دے۔

— مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولوی دوست محمد صاحب بدوملہی تشریف لے گئے تھے۔ ۶ رمارچ کو واپس تشریف لائے وہاں ان کی تقریریں ہوئیں۔

— ۴ رمارچ کو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بصدارت مولانا یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ منعقد ہوا۔ جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب نے گزشتہ ہفتہ والے موضوع پر یعنی پیشگوئی اور اس کی حقیقت پر تقریر کی۔

— شیخ ایزد بخش صاحب سابق اسسٹنٹ سکرٹری انجمن ۵ رمارچ کی شب کو بحیثیت پروفیسر کالج شاہپور تشریف لے گئے۔ ۴۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم چہارشنبہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ | نمبر ۱۵

درس قرآن کریم

ہماری جماعت کی ایک اہم ضرورت

گذشتہ صدیوں میں مسلمان قرآن کریم کو عملاً فراموش کر چکے تھے۔ وہ اسے خوبصورت اور ریشمی جزدانوں کے اندر بند رکھتے تھے۔ اگر کبھی پڑھتے بھی تو محض تبرکاً۔ اس کو سمجھنے کی مطلق کوشش نہ کرتے۔ عام طور پر قرآن کریم کے ترجمہ کو بھی بے ادبی سمجھا جاتا تھا۔ دہلی کی ایک بزرگ محترم ہستی کی مثال ہمارے سامنے ہے جس پر محض قرآن کریم کے ترجمہ کے "جرم" میں ملاؤں نے کفر کا فتویٰ لگا دیا تھا۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کا سارا زور فقہ پر تھا۔ اہلحدیث فرقہ اٹھا کہ مسلمانوں کو فقہی الجھنوں سے نجات دے لیکن اس نے حدیث کے متعلق اس قدر غلو کیا کہ اس کی توجہ بھی قرآن کریم سے ہٹ گئی۔ اس طرح مسلمان کتاب الٰہی کی برکتوں اور سعادتوں سے عملاً محروم ہو چکے تھے۔ یہ محرومی ہی ان کی پستی و زوال کی سب سے بڑی وجہ تھی۔

یہ تھے وہ حالات جن میں مجدد زماں نے اپنا کام شروع کیا انہوں نے سب سے پہلے یہ نہایت ہی اعلیٰ اصول پیش کر کے فقہ و حدیث کے جھگڑے کو ختم کیا کہ سب سے مقدم قرآن کریم ہے اس کے بعد حدیث اور اس کے بعد فقہ۔ فقہ کا کوئی ایسا مسئلہ جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو رد کر دینا چاہیے کوئی ایسی حدیث جو قرآن کریم کے خلاف ہو بلا توقف نظر انداز کر دینی چاہیے۔ آپ نے بتلایا کہ قرآن کریم ہی تمام نیکیوں اور ہدایتوں کا سرچشمہ ہے مسلمان اس کی تعلیمات پر عمل کر کے ہی دوبارہ ترقی کر سکتے ہیں۔ آپ نے مسلمانوں اور غیر مذاہب والوں کے دلوں میں قرآن کریم کی عزت قائم کرنے کی نہایت کامیاب جدوجہد کی اور ثابت کر دیا کہ اس وقت دنیا میں صرف یہی ایک ایسی الہامی کتاب ہے جو ہر قسم کی غلطیوں اور تغیر و تبدل سے مبرا ہے۔ آپ کو قرآن کریم سے بے اندازہ عشق تھا۔ آپ نے قرآن کریم کی جس قدر اشاعت و خدمت کی دور حاضرہ میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ آپ کے کارنامے بے شمار ہیں۔ لیکن اگر اور کوئی بھی نہ ہوتا تو صرف یہی ایک کارنامہ آپ کو خادمان دین کی صف میں ممتاز کرنے کے لئے کافی تھا۔

آپ نے مسلمانوں کے اصل مرض یعنی قرآن کریم سے بُعد و بے تعلقی کو بھانپ لیا۔ اور ان کو دوبارہ قرآن کریم کی طرف لانے کی عملی کوشش کی۔ اس کے لئے آپ نے مختلف ذرائع اختیار کئے جن میں سے ایک درس قرآن بھی ہے۔ آج جگہ جگہ قرآن کریم کے درس ہوتے ہیں لیکن اس زمانہ میں اس بابرکت و مفید سلسلے کو شروع کرنے والے حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہی تھے جن پر احسان فراموش مسلمان کفر کے فتوے لگا رہے ہیں۔

درس قرآن کریم ہماری جماعت کی ایک نمایاں اور احسن خصوصیت ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود سے ورثہ میں ملی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس خصوصیت کو قائم رکھیں جس کی صورت یہ ہے کہ جس جگہ چند احمدی بھی موجود ہوں وہاں لازماً درس قرآن کا سلسلہ جاری ہو۔ چند ہفتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس طرف خصوصیت سے توجہ دلائی تھی۔ ہم قرآن کریم کو چھوڑ کر یقیناً یقیناً ترقی نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کا عشق اور اس کی تعلیمات ہماری زندگی کی حرارت ہیں۔ ہر ایک احمدی مرد عورت بوڑھے بچے اور جوان کو قرآن کریم سیکھنا اور علوم قرآنی کا وارث بننا چاہیے۔ درس اس کا بہترین ذریعہ ہے۔ خدا کے فضل سے لاہور میں درس کا بہت اچھا انتظام ہے۔ ہماری خوش قسمتی سے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اور وہ باقاعدگی سے بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں درس قرآن دیتے ہیں۔ احباب لاہور کو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ وہ دوست جو لاہور میں رہتے ہوئے درس میں نہیں آتے وہ گویا گھر میں آئی ہوئی دولت سے محروم رہتے ہیں دوسرے مقامات پر بھی احباب کو درس کا لازمی طور پر انتظام کرنا چاہیے بعض مقامات مثلاً ملی پور ضلع مظفر گڑھ میں ہو بھی گیا ہے لیکن ہم اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک تمام جماعتیں اس کا انتظام نہ کر لیں۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کہیں گے کہ جہاں ایک احمدی گھر بھی ہے وہاں بھی درس ہونا چاہیے۔ اور کوئی سننے نہ آئے تو اپنے بیوی بچوں کو سناؤ۔ یہ عذر بھی صحیح نہیں کہ درس دینے والے آدمی ہر جگہ موجود نہیں ہیں۔ اگر کوشش کی جائے تو ہر وہ آدمی جو قرآن کریم اور اردو عبارت پڑھ سکتا ہے آسانی سے درس دے سکتا ہے۔ بیان القرآن میں ہی اس قدر سامان موجود ہے کہ اس کے مطالعہ سے انسان درس دینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اور کچھ نہیں تو بیان القرآن پڑھ کر ہی سنا دو۔

درس سے نہ صرف قرآن کریم کا شوق اور علم ترقی کرتے ہیں۔ بلکہ اور بھی بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے ذریعے احباب کا اجتماع ہو جایا کرے گا۔ بعض مقامات پر دوست بہت دور دور رہتے ہیں اور نماز باجماعت ادا نہیں کر سکتے۔ درس قرآن کی وجہ سے ان کی کم از کم ایک دو نمازیں باجماعت ادا ہو جایا کریں گی۔ ہمیں امید ہے کہ تمام جماعتیں

ایک ترکی خاتون کی نصیحت

ترکی کے شاہی خاندان کی ایک مشہور خاتون سلطانہ سیدہ حرم محترم سلطان محمد وحید الدین مرحوم آج کل ہندوستان کی سیاحت میں مصروف ہیں آپ نے ۳ر مارچ کو لاہور کی مسلم خواتین کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دوران سفر میں میں نے دیکھا کہ مسلمانوں اور مسلم مستورات میں نئی زندگی کے آثار نمایاں ہیں لیکن ہر چہار طرف مغرب کی کورانہ تقلید کی جا رہی ہے اور ترقی ترقی کا شور چاروں سمت برپا ہے لیکن ہر شعبۂ زندگی میں مغرب کی تقلید کرنا اپنے آپ کو گڑھے میں ڈالنا ہے۔ آپ کے لئے صرف ایک ہی طریق ہے وہ طریق صحابہؓ کرام اور سلف صالحین اور بزرگان سلمین کا طریق ہے۔ وہ مائیں بہنیں جو آج سے چند سو سال پہلے دنیا میں موجود تھیں وہ ہماری طرح نہیں تھیں ان کا دل۔ ایمان اور جذبۂ اسلامی سے سرشار تھا۔ اور یہی سب سے بڑی وجہ ہماری ترقی کی تھی میں دیکھتی ہوں کہ آج فیشن پرستی کی رو میں مسلمان خواتین بہتی چلی جا رہی ہیں۔ آپ کو اس سے بچنا چاہیے موجودہ مغربی طرز تعلیم ناقص ہے۔ اور اس کے نتائج تباہ کن ہیں۔ آپ کو اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم ضرور دینی چاہیے جس سے ان کی حقیقی زندگی بنے۔ ہمارے امراض کا علاج مغرب کا دروازہ نہیں۔ بلکہ حضرت عمرؓ خالدؓ بن ولید۔ عبیدؓہ بن جراح۔ سعد بن ابی وقاصؓ اور طارق بن زیاد کا دروازہ ہے۔"

کیا مسلمان قوم کے مغرب زدہ مرد اور عورتیں ایک بیدار مغز و تجربہ کار ترکی خاتون کی نصیحت پر غور و فکر کرنے کے لئے تیار ہیں؟

محشرستان کشمیر

کشمیر جس کو جنت ارضی کہا جاتا ہے مظلوم و بے کس مسلمانوں کیلئے جہنم بن چکا ہے۔ ان غریبوں کے مصائب میں روز بروز ہولناک اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت کشمیر وحشیانہ تشدد کے ذریعہ ان مظلوموں کو کچل دینا چاہتی ہے ان کا قصور یہ ہے کہ انہوں نے اپنی غلامی و مظلومی اور اپنے حقوق کی بربادی پر صدائے فریاد بلند کی تھی۔ کشمیری مسلمانوں نے فرنچائز کمیٹی کی رپورٹ جس میں مسلم حقوق کو نہایت بے انصافی سے پامال کیا گیا تھا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ حکومت کشمیر نے بے پناہ تشدد شروع کر دیا۔ کئی مقامات پر گولی چل چکی ہے۔ وحشیانہ طریق پر بید زنی کا سلسلہ جاری ہے۔ سول نافرمانی کا آغاز ہو چکا ہے دھڑا دھڑ گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ بہت سے لوگ جلا وطن ہو چکے ہیں۔ غرضیکہ ساری ریاست بے چینی و ظلم کا آتشکدہ بنی ہوئی ہے۔ اس کے چپہ چپہ پر حکومت کی طرف سے ظلم و تشدد کا ظالمانہ کھیل کھیلا جا رہا ہے گوشے گوشے سے مظلوموں کی دردناک آوازیں آ رہی ہیں۔ ہز ہائینس مہاراجہ کشمیر پہلے تو عرصہ تک ریاست سے باہر سیر و سیاحت میں مصروف رہے کئی دنوں تک دہلی میں وائسرائے کے قصر کا طواف کیا۔ آخر ریاست میں تشریف لائے تو فرنچائز کمیٹی کی رپورٹ کو منظور کر کے اپنی وفادار رعایا کی ان تمام امیدوں کا خون کر دیا۔ جو انہوں نے موصوف کی ذات سے وابستہ کر رکھی تھیں۔ دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے آپ نے رپورٹ میں چند ترمیمیں بھی فرمائیں۔ جن کی حقیقت صرف اس قدر ہے

کو مسلمانوں کو تین چار نشستیں زائد مل جائینگی ۔جن کے ذریعہ مجوزہ اسمبلی میں اسی فیصدی مسلمانوں کا تناسب نمائندگی ۴۵ فیصدی کی بجائے ۴۹٫۳ فیصدی ہو جائے گا۔ ہمارے خیال میں یہ ترمیمیں مسلمانوں کے ساتھ ہز ہائنس مہاراجہ کا افسوسناک مذاق ہیں جو ایک حکمران کے شایان شان نہیں ۔

مسلمانوں کو حکومت کشمیر سے پہلے ہی کوئی بہتری کی توقع نہ تھی ۔ ہز ہائنس مہاراجہ بہادر اور انگریز وزیر اعظم نے بھی انہیں مایوس کر دیا ہے اس کے بعد ہم حکومت ہند سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اسے اپنے فرائض اور کشمیری مسلمانوں کے دردناک مصائب کا کچھ احساس ہے ؟ کیا وہ اپنی قوت بالادست کی حیثیت کو فراموش کر چکی ہے ؟ کیا مسلمانوں کا قتل عام اسی طرح جاری رہے گا ؟ کیا نوجوانوں کو بید زنی کی وحشیانہ سزا اسی طرح دی جاتی رہے گی ؟ کیا تیس لاکھ کی آبادی گولیوں کی بوچھاڑ اور بیدوں کی ضربوں سے فنا کر دی جائے گی ۔ آخر حکومت ہند کس بات کی منتظر ہے ۔جو ابتک خاموش بیٹھی ہے ؟

حکومتِ مصر کا قابل تعریف فیصلہ

ہمیں تازہ عربی اخبارات سے یہ معلوم کر کے بیحد مسرت ہوئی کہ مصری وزارت اوقاف نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کے لئے گشتی درویشوں اور خانقاہ نشینوں کو رقص و سرود کی مجالس گرم کرنے کی بالکل اجازت نہ دی جائے ۔مصر میں درویشوں کی مجالس رقص و سرود کا بہت رواج ہے اور بے شمار لوگ ان میں شریک ہوتے ہیں ۔ مگر حکومت نے اب درویشوں کے مفت خور اور بیکار گروہ کو ناکارہ بنانے کا عزم کر لیا ہے یہ بھی سنا جاتا ہے کہ ان درویشوں کے وظائف عنقریب بند کر دیئے جائینگے اور مصر کی مشہور خانقاہ کو بہت جلد ایک درس گاہ میں تبدیل کر دیا جائیگا ۔ حکومت کے اس فیصلہ کی وجہ سے مصری درویشوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ہے ۔ ملا اور پیر مسلمانوں کی تباہی و جہالت کا سب سے بڑا سبب ہیں ۔اس لحاظ سے حکومت مصر کا یہ فیصلہ بہت ہی مبارک اور قابل تعریف ہے ۔امید ہے وہ ان ریاکار درویشوں کی بیخکنی کے بعد مفت خور ملانوں کی طرف بھی توجہ کرے گی ۔تمام مسلمان سلطنتوں اور ریاستوں کو اس بارے میں حکومت مصر کی تقلید کرنی چاہیئے ۔

کاش ہندوستان میں بھی اس گروہ کی بیخکنی کا کوئی سامان ہو جائے کیونکہ اس کے بغیر ہندوستانی مسلمانوں کی مشکلات و مصائب کا خاتمہ نہیں ہو سکتا ہے ۔

فسق و فجور کا پروپیگنڈا

چند سال کا ذکر ہے امرتسر کی ایک بازاری عورت کلکتہ پہنچی وہاں اس نے فلم ایکٹرس کی حیثیت سے خوب شہرت و دولت حاصل کی گزشتہ ماہ ۰ ۰ ۰ ۔وہ امرتسر واپس آئی ۔ تو " فنون لطیفہ " کے دلدادہ و سرپرست حضرات نے اسٹیشن پر اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور شاندار جلوس نکالا ۔ بڑے بڑے بیرسٹروں اور رئیسوں نے دعوتیں دیں ۔جن میں شہر کے معززین شریک ہوئے ۔ اب ہمارے قومی اخبارات اس طوائف کا پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں ۔چنانچہ مندرجہ ذیل خبر ۶ مارچ کے " سیاست " میں شائع ہوئی ہے ۔

" دنیائے فلم کی ملکہ مس ۰ ۰ ۰ ۰ ۔کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔کل امرتسر سے لاہور آ رہی ہیں ۔ بمبئی اور کلکتہ کی فلم کمپنیاں اڑھائی اڑھائی ہزار روپیہ ماہوار ان کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش میں ہیں لیکن وطن کی محبت انہیں یہاں کھینچ لائی ہے اگر لاہور نے ان کی فلمی رعنائیوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تو ہمیں امید ہے کہ وہ بیرونی فلم کمپنیوں میں جانا گوارا نہ کرینگی ۔"

انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اس قسم کی خبروں کی اشاعت کو فسق و فجور کے پروپیگنڈا کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے ؟ پہلے طوائف نوازی کی لعنت عیاش رئیسوں اور نوابوں تک محدود تھی ۔ اب ہمارے قومی اخبارات نے بھی اس میدان میں قدم رکھ دیا ہے ۔" تحریک قادیان " جیسے " خشک " مضامین کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس قسم کا " رنگین " پروپیگنڈا ہمارے قومی اخبار نویسوں کے علم و اخلاق پر بخوبی روشنی ڈالتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ مسلمان قوم پر رحم کرے ۔

دلائل کے جواب میں گالیاں

جب کوئی شخص یا گروہ دلائل و معقولیت اور قبول حق کی سعادت سے محروم ہو جاتا ہے تو اس کا آخری حربہ دروغ بافی اور دشنام طرازی ہوا کرتا ہے ۔ آج کل قادیانیوں کی بالکل یہی کیفیت ہے ۔ احباب کو جناب میاں صاحب کا گوبھی شلجم کے چھلکوں والا خطبہ بخوبی یاد ہو گا جس پر شرافت و اخلاق اب تک ماتم کر رہے ہیں ۔ قادیانی مبلغ اور اخبارات فن دشنام طرازی میں خاص طور پر طاق ہیں ۔قادیان کے گزشتہ سالانہ جلسہ میں مولوی راجیکی صاحب نے جماعت لاہور کو بے شمار گالیاں دے کر قادیانی شرافت کا خوب خوب مظاہرہ کیا ۔" فاروق " اور " الفضل " ہمیشہ ہماری دلائل کا جواب گالیوں سے دینے کے عادی ہیں ۔ فاروق کا مقصد حیات ہی جماعت لاہور کو گالیاں دینا ہے پیغام صلح کی گزشتہ چند اشاعتوں میں قادیانیوں کے متعلق ایسے مدلل مضامین شائع ہوئے جن کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا ۔خاموش رہنا یا سچی بات کو قبول کر لینا بھی ان کی شان کے خلاف ہے ۔ اس لیے " فاروق " نے بازاری گالیوں کی بوچھاڑ کر دی ہے ۔ غالباً دربار خلافت سے اشارا ہوا ہو گا ۔ برتن کے اندر جو ہوتا ہے وہی باہر آتا ہے لہذا ہمیں ان گالیوں کا مطلق رنج نہیں لیکن یاد رہے کہ " فاروق " جناب میاں صاحب کا خاص اخبار ہے ۔اس کی دشنام طرازی کی ذمہ داری سے میاں صاحب بری نہیں ہو سکتے ۔ ہمارے دلائل کے مقابلہ میں اس قادیانی دشنام طرازی کا ایک فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ دنیا کو معلوم ہوتا جا رہا ہے کہ قادیانی اخلاق و معقولیت سے کورے ہیں ۔ اور جماعت لاہور کی دلائل کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ۔

امتحانات دینیات کے متعلق

ضروری اطلاع

سب کمیٹی امتحانات دینیات نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء میں فیصلہ کیا ہے کہ سابقہ قاعدہ جس کی رو سے ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس درجہ کا چاہے امتحان دے ۔ اس میں یہ الفاظ بڑھائے گئے ہیں " بشرطیکہ اس نے اس سے نیچے کے درجہ یا درجوں کا امتحان پاس کر لیا ہو " جن امیدواروں کے نام پہلے اخبار میں درج ہو چکے ہیں ۔ وہ جلد اطلاع دیں ۔ کہ کس درجہ کا امتحان وہ دینگے ۔ اور اپنا پورا پتہ بھی صاف اور خوشخط لکھیں ۔

عزیز بخش

(سکرٹری سب کمیٹی امتحانات دینیات)

تمام ملک میں ایک ہی خطبہ عید

اسلام سے پہلے عرب کے باشندے سب دنیا سے پیچھے تھے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تبلائے ہوئے پروگرام پر عمل کیا اور چند ہی سال میں تمام دنیا کے سردار بن گئے ۔ ہندوستان کے مسلمان خواہ کس قدر بھی مفلس اور مقروض ہوں اگر آج بھی اپنے دینی احکام کی اتباع کر لیں تو دوسرے ہی دن ساری دنیا کے تخت و تاج ان کے قدموں میں ہونگے دین و دنیا کی بھلائی کی جڑ صرف ایک چیز ہے ۔یعنے قوم کا اتفاق ۔ اگر مسلمانوں میں دلی اتفاق اور ہمدردی پیدا ہو جائے تو ناممکن ہے کہ کوئی غیر طاقت انہیں شکست دے سکے ۔ اتفاق پیدا کرنے کی صورت یہ ہے کہ تمام قوم میں ایک خیال کی لہر پیدا کیجائے ۔تمام ملک کی عیدگاہوں میں ایک خطبہ عید پڑھا جائے ۔ وحدت کی یہی لہر عیدالفطر کو چلے ۔ یہی بجلی جمعۃ الوداع کے دن تمام ملک پر چمکے ۔یہی سیلاب عیدالضحیٰ کے دن بہایا جائے ۔ یہی جلوہ وحدت عید میلاد کے دن نظر آئے ۔ اگر ایک سال میں چار مرتبہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی آواز ایک ہو جائے تو پھر ان میں مستقل طور پر یہ طاقت پیدا ہو جائے گی کہ وہ جامع مسجدوں کے اجتماعوں سے کام لے کر جب چاہیں تمام ملک میں ایک حرکت عظیم پیدا کر دیں ۔ وہ ایک خطبہ تجارت پر پڑھینگے اور یہ آواز ایک دن میں پشاور سے رنگون تک گونج جائے گی دوسرا خطبہ تعلیم پر ہو گا ۔ اور صرف ۲۴ گھنٹہ کے اندر اندر ہزارہا مسلمان بچے سکولوں میں داخل ہو جائیں گے ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مسلمانان ہندوستان کی آواز ایک ہو جائے تو آپ سیرت کمیٹی کا ساتھ دیں تمام مشہور اور مرکزی عیدگاہوں کے خطیبوں کے پتے بھیجیں ۔ رضاکاروں کی جماعتیں بنائیں جو اپنی اپنی عیدگاہوں میں خطبہ عید کی مفت تقسیم کا انتظام کریں ۔تاکہ یہ تحریک ہر مسلمان تک پہنچے اور عام ہو جائے ۔

(سکرٹری سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور)

اظہار تشکر

مجھے اپنے واحد لخت جگر نور چشم محمد حسین کی وفات حسرت آیات پر ہندوستان و بیرونجات کے مختلف اطراف و اکناف سے بذریعہ خطوط و تار بیشمار پیغام ہائے تعزیت و ہمدردی موصول ہوئے ہیں ۔ ان تعزیت کرنے والے حضرات میں میرے کرمفرماؤں مخلص دوستوں اور واقفوں کے علاوہ ایسے صاحبان بھی بتعداد کثیر شامل ہیں جن سے روشناسی کا فخر مجھے حاصل نہیں ۔کئی انجمنوں نے بھی تعزیت کی قراردادوں اور خطوط سے میری غمگساری کی ہے ۔ میں ان تمام کرمفرماؤں کا جن میں ہندو ۔مسلمان ۔سکھ ۔ پارسی ۔ عیسائی وغیرہ ہر مذہب کے حضرات شامل ہیں اور جن میں عوام امراء ، و رؤسا ، حکام اور والیان ریاست بھی شامل ہیں ۔ ان کی اس کرم گستری اور ہمدردی پر نہایت ہی تہہ دل سے ممنون ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے اپنے واحد لخت جگر کی جدائی سے جو ناقابل بیان صدمہ پہنچا ہے ۔ حضرات ممدوح کی اس ہمدردی نے اس میں میری کافی ڈھارس بندھائی ہے ۔ اور میرے قلب مضطر و مجروح کے لئے کافی سکون و صبر کا سامان بہم پہنچایا ہے پیغامات تعزیت کی کثرت کے باعث اور اس وجہ سے کہ عزیز مرحوم و مغفور کی دو سالہ تیمارداری اور اس کی قلب پاش وفات نے مجھے سکون و اطمینان قلب کی اس دولت سے بہت کچھ محروم کر رکھا ہے جو ایسی خط و کتابت کے لئے ضروری ہے ۔ میں

آیت استخلاف اور مسئلہ خلافت پر ایک نظر

(۲)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی وصیت کو بدل ڈالا

میں عرض کر چکا ہوں کہ آیت استخلاف حضرت مسیح موعود پر نازل نہیں ہوئی۔ اس لئے آپ نے اپنی وصیت میں اپنے خلفاء کا قطعاً کوئی ذکر نہیں کیا۔ اپنے بعد کام کرنے کے لئے ایک انجمن اصول جمہوریت کے طور پر قائم کی اور اسی کو اپنا جانشین قرار دیا۔ میاں محمود احمد صاحب اور ان کی پارٹی یہ سب کچھ جانتی تھی۔ اور اگر نہیں جانتی تھی تو میاں صاحب موصوف نے نومبر ۱۹۲۵ء میں کس طرح تسلیم کیا کہ خلیفہ کا وجود محض انجمن کے ایک ریزولیوشن پر مبنی ہے اور انجمن کے ممبروں کی ایک جنبش قلم سے خلیفہ اڑ سکتا ہے اور قادیان لاہور بن سکتا ہے۔ اور اسی لئے میاں صاحب کو پچھلا سارا نظام بدل کر نیا نظام قائم کرنا پڑا۔ گویا حضرت مسیح موعود کی وصیت کو ناقص اور غلط سمجھ کر نہایت جرأت کے ساتھ خود اپنے ہاتھوں سے بدلا۔ انہوں نے صاف صاف تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی وصیت کے مطابق جو مجلس معتمدین بنائی گئی ہے اس سے تو خلافت بالکل اڑ جاتی ہے۔ حالانکہ خلافت ہی اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ وہ نظام بدل دیا جائے۔ اور ایک نقطہ قائم کیا جائے جو جماعت کا مرکزی محور ہو۔ اور وہ یہی **بدعتی خلافت** ہے جس پر میاں صاحب موصوف آج کل متمکن ہیں۔

میاں صاحب سے ایک سوال

میں پوچھتا ہوں اس سے قبل کیا میاں صاحب نہ جانتے تھے کہ یہ خلافت جس پر میں اتنا زور دے رہا ہوں آیت استخلاف پر مبنی نہیں ہے۔ اگر آیت استخلاف پر مبنی سمجھتے تو یہ دھڑکا کس لئے لگتا کہ انجمن کے ممبر جب چاہیں اسے اپنے ایک ریزولیوشن سے اڑا سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ میری خلافت آیت استخلاف پر مبنی نہیں ہے۔ اسی لئے اس کی بنیاد کوئی نہیں۔ پھر غریب لاہوریوں پر اس آیت کے ماتحت "**فاسق**" کا فتوے کیوں دیا؟ محض اس لئے کہ دل خوش کریں۔ اور جماعت پر رعب ڈالیں تاکہ لوگ ڈر ڈر کر آستانۂ خلافت پر سر جھکا دیں۔ اور موقعہ بے موقعہ جب لاہوریوں کو برا بھلا کہنے کو جی چاہے تو یہی "فاسق" کا خطاب اچھال دیا جائے۔ چنانچہ مولوی غلام رسول راجیکی صاحب نے سالانہ جلسہ پر جو اپنی بے سُری راگنی خلافت کی الاپی تو تان اسی "فاسق" کے فتوے پر توڑی اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ اس آیت استخلاف پر کچھ قرآن کریم سے عرض کروں۔ وباللہ التوفیق۔

خلافت کی تین قسمیں

قرآن کریم پر تدبر کرنے اور اس کی تمام آیات کریمہ پر جو خلافت کے متعلق ہیں یکجائی نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے جو انسان کو خلافت عطا فرمائی ہے وہ تین قسم کی ہے:۔

(۱) نوعی خلافت۔

(۲) قومی خلافت۔

(۳) شخصی خلافت۔

جن کی تفصیل یوں ہے:۔

(۱) نوعی خلافت

یعنی تمام نوع انسان بجائے خود خلیفۃ اللہ ہے۔ اس کا ہر ایک فرد تمام دیگر مخلوق پر حکومت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرہ پ ۱ ع ۴)

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو بیشک میں ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔ گویا تمام نوع انسان خدا کی کائنات اور اس کی تمام دیگر مخلوق پر حکمرانی کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

(۲) قومی خلافت

جب ایک قوم زمین کی وارث بنتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نعمائے ظاہری یا باطنی یا ہر دو سے متمتع ہوتی ہے تو وہ اس قوم کی خلافت ہے مثلاً فرمایا **وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ** (پ ۸ ع ۱۷) اور یاد کرو جب تم کو نوح کی قوم کے بعد خلیفے بنایا۔ یہ عاد کی قوم کو خطاب ہے۔

(۳) شخصی خلافت

جب کوئی شخص خدا کے خاص فضلوں کا وارث ٹھہرتا ہے اور وہ باطنی رنگ میں منصب ماموریت پر جناب الٰہی کی طرف سے بذریعہ وحی کھڑا ہوتا ہے خواہ ظاہری حکومت اس کے ساتھ ہو یا نہ ہو تو شخصی خلافت ہے۔ مثلاً فرمایا **یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ** (پ ۲۳ ع ۱۱) اے داؤد ہم نے بنایا تجھے اس زمین میں خلیفہ پس لوگوں کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلے کیجیو اور خواہشات کی پیروی نہ کیجیو۔ ورنہ پھر وہ تجھے خدا کے رستے سے پھسلا دینگی" ظاہری حکومت جس کے ساتھ باطنی حکومت نہ ہو شخصی خلافت میں شامل نہیں۔ کیونکہ قرآن کے نقطۂ نظر سے سلطنت ہمیشہ قومی ہوتی ہے۔ قرآن کسی شخصی سلطنت کا قائل نہیں صرف باطنی حکومت جسے دوسرے لفظوں میں نبوت یا مجددیت و ماموریت کہا جاتا ہے شخصی خلافت میں شامل ہے۔ کیونکہ نبوت یا مجددیت شخص خاص سے وابستہ ہوتی ہے اور ظاہری سلطنت شخصی نہیں بلکہ قومی ہوتی ہے۔

آیت استخلاف میں قومی خلافت کا وعدہ ہے

اب آیت استخلاف کو لو وہ شروع اس طرح ہوتی ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ **اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ**۔ وعدہ کر لیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لاتے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں کہ ضرور ضرور اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں خلیفہ بنائیگا۔ جیسے کہ خلیفے بنایا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے ہوئے" صاف ظاہر ہے کہ **یہ وعدہ ہے مسلمان قوم سے** نہ کسی خاص شخص سے۔ ایمان لانے والی اور اعمال صالحہ کرنے والی ایک قوم تھی کوئی خاص شخص نہ تھا۔ پس جس خلافت کا اس آیت میں وعدہ دیا جا رہا ہے وہ **قومی خلافت** ہے نہ کہ شخصی۔ پس

خلافت قومی کا صحیح مفہوم از روئے قرآن

اب **خلافت قومی** کا صحیح مفہوم معلوم کرنے کے لئے ہیں ان تمام آیات قرآنی پر غور کرنا ضروری ہے کہ کسی قوم کا خلیفہ ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ کسی پہلی قوم کے بعد زمین کی وارث ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نعمائے ظاہری یا باطنی یا ہر دو قسم کی نعمتوں سے متمتع ہوتی ہے۔

(۱) **وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ** (پ ۸ ع ۱۷)

اور یاد کرو جب تم کو نوح کی قوم کے بعد خلیفے یعنی زمین کا وارث بنایا" یہ قوم عاد کو خطاب ہے۔

(۲) **وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ**۔ (پ ۸ ع ۱۷)

اور یاد کرو جب تم کو عاد کے بعد خلیفہ بنایا۔ اور زمین میں بسایا۔ یہ ثمود کی کافر قوم کو خطاب ہے۔ کہ عاد کی قوم کے بعد تم زمین کے وارث ہوئے۔ اور اس میں آباد ہوئے۔ یہاں "بَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ" فرما کر خلافت کی تفسیر خود کر دی۔ یعنے زمین کا وارث ہونا اور اس میں آباد ہونا۔

(۳) **فَنَجَّیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا**۔ (پ ۱۱ ع ۱۳) پس ہم نے نجات دی اس کو اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے۔ اور ان کو بنایا خلیفے یعنے زمین کے وارث۔ اور ان لوگوں کو جنھوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی غرق کر دیا"۔ یہ نوح علیہ السلام کے واقعہ کا تذکرہ ہے۔ کہ ان کی مکذب قوم کو غرق کر کے ان کے ساتھیوں کو زمین کا وارث بنایا۔

(۴) **اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ** (پ ۲۰ ع ۱) کون ہے جو مضطر کی دعا کو جب وہ اس سے دعا کرتا ہے قبول کرتا ہے۔ اور مصیبت کو دور کرتا ہے۔ اور تم کو زمین کے خلیفے یعنے وارث بناتا ہے کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ؟ تھوڑا ہے جو وہ نصیحت پکڑتے ہیں"۔ اس آیت میں مشرکین مکہ کو خطاب کر کے توحید کا وعظ سنایا جا رہا ہے۔ اور دعاؤں کی قبولیت اور اس کے ذریعہ عقدہ کشائیوں اور زمین پر قوموں کو ہلاک کرنے اور نئی قوموں کو وارث بنانے سے خدا کی ہستی اور توحید کے دلائل پیش کئے جا رہے ہیں۔ یہاں مشرکین مکہ کو بھی خلیفہ کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ عرب کی زمین کے اس وقت وارث تھے۔

(۵) **فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَیْكُمْ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْـًٔا**۔ (پ ۱۲ ع ۵) پس اگر تم پیٹھ پھیر گے تو پھر بے شک میں نے اس چیز کو جس کے ساتھ میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔ تمہیں پہنچ دیا۔ اور تمہارا رب تمہاری وارث ایک دوسری قوم بنادے گا۔ اور تم اس کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے"۔ یہاں عاد کی قوم کو خطاب ہے۔ اور **یَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ**۔ میں عاد کے خلیفے ایک اور قوم کو بنانا صاف بتاتا ہے کہ استخلاف سے مراد عاد کو ہلاک کر کے دوسری قوم کو زمین کا وارث بنا دینا ہے۔

(۶) **وَرَبُّكَ الْغَنِیُّ ذُو الرَّحْمَةِ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا یَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّیَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ** (پ ۸ ع ۳) اور تیرا رب بے نیاز ہے بڑی رحمتوں والا ہے۔ اگر چاہے تو تم کو لیجائے اور تمہارے بعد جسے چاہے زمین کا وارث بنائے۔ بالکل اسیطرح جس طرح کہ تم کو پیدا کیا ایک اور ہی قوم کی نسل سے"۔ یہاں خاص طور پر عرب کے کفار کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ کہ اگر خدا چاہے گا۔ تو تمہیں مٹا دے گا اور تمہارے بعد دوسرے لوگوں کو تمہارا وارث اور جانشین بنا دے گا جس طرح پہلی قوموں میں سے تم کو پیدا کر کے زمین کا وارث بنا دیا تھا یہاں **یَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ** میں خلافت تا [illegible]

پھر کما انشاکم من ذریۃ قوم اخرین فرماکر اس کے معنے کو واضح کردیا۔ کہ جس طرح تم پہلی قوموں کے بعد زمین کے وارث بنے۔ اسیطرح تمہارے بعد دوسری قوم زمین کی وارث بنے گی۔

(۷) وھو الذی جعلکم خلٰئف فی الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت لیبلوکم فی ما اٰتاکم ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور رحیم۔ (پ ۸ ع ۷) اور وہی تو خدا ہے جس نے بنا دیا تم کو زمین میں خلیفے یعنے وارث۔ اور بلند کیا تم میں سے بعض کو بعض پر بلحاظ درجوں کے تاکہ تمہیں اس میں آزمائے۔ جو اس نے تم کو دیا ہے۔ بیشک تیرا رب جلد عذاب دینے والا ہے۔ اور بے شک وہ مغفرت فرمانیوالا، اور رحم کرنے والا ہے۔" اس آیت کریمہ میں عامۃ الناس کو خطاب ہے۔ کہ خدا تمہیں زمین کا وارث بناکر اور حکومت عطا فرماکر تمہیں آزماتا ہے۔ کہ کون خدا کا فرمانبردار رہتا ہے اور کون نافرمان اور پھر ان خلیفوں یعنے زمین کے وارثوں کو نافرمانی کی حالت میں عذاب سے ڈرایا ہے۔ اور فرمانبرداری کی حالت میں مغفرت اور رحمت کی امید دلائی ہے۔

(۸) ھو الذی جعلکم خلٰئف فی الارض ۔ فمن کفر فعلیہ کفرہ (پ ۲۲۔ ع ۱۷) وہی تو خدا ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفے بنایا۔ پس جو کفر کرے گا پس اس کے کفر کا وبال اس پر پڑے گا۔" یہ عامۃ الناس کو خطاب ہے۔ کفر کرنیوالے یہاں وہی ہیں جنھیں خلیفے بنایا گیا ہے۔ یعنے زمین کے وارث بنکر پھر نافرمانی کرکے خدا کے انعام کی ناشکری کے مرتکب ہوئے والے۔ گویا کسی قوم کو خدا جب خلیفہ بناتا ہے تو اگر بعد میں وہ خود کفر کی مرتکب ہوتی ہے۔ یعنے اس کے انعامات کا ناجائز استعمال کرکے کافر نعمت ٹھیرتی ہے۔ تو اس کی وجہ سے ان پر وبال بھی پڑتا ہے

(۹) ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون۔ (پ ۱۱۔ ع ۲) پھر ان کے بعد تم کو ہم نے زمین میں خلیفے یعنے وارث بنایا۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسا عمل کرتے ہو۔ اس آیت میں ایک مجرم قوم کی ہلاکت کے بعد قانون الٰہی بتا رہے ہیں کہ اس ہلاک شدہ قوم کے بعد تمہیں زمین میں ہم نے خلافت دی ہے یعنے اس کا وارث بنایا ہے تاکہ ہم دیکھیں تم کیسا عمل کرتے ہو۔ یعنی اچھا عمل کروگے تو تمہاری خلافت برقرار رہے گی۔ اور اگر کفران نعمت کروگے تو پہلی قوموں کی طرح تم کو بھی ہلاک کرکے دوسری قوم کو وارث بنا دیں گے مقام غور ہے کہ جنھیں خلیفے بنایا جارہا ہے۔ وہی زیر امتحان ہیں اور کفران نعمت پر وہی سزا کے بھی مستحق ہوجاتے ہیں۔

(۱۰) قالوا اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا قال عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون۔ (پ ۹۔ ع ۵) یہ بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ کا مکالمہ ہے۔ آیت متنازعہ فیہ آیت استخلاف کو سمجھنے کے لئے بہت زیادہ قابل غور ہے کیونکہ آیت استخلاف میں جس خلافت کا وعدہ مسلمان قوم سے کیا جارہا ہے اسے موسوی خلافت سے خاص طور پر مماثلت ہے۔ حضرت موسیٰ سے بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ ہمیں آپ کے آنے سے پہلے بھی اور آپ کے آنے کے بعد بھی دکھ دیا گیا۔ موسیٰ نے کہا کہ نزدیک ہے تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور تمہیں زمین میں خلیفہ یعنی وارث بنا دے۔ پھر وہ دیکھیگا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ فرا رہے ہیں کہ عنقریب تمہارے دشمن کو خدا ہلاک کرکے زمین کی خلافت یعنے وراثت تمہیں عطا فرما دے گا اور پھر تمہیں دیکھیگا کہ تم اس خلافت کو کیسا نباہتے ہو۔ اگر خدا کے منشا کے مطابق کام کروگے تو تمہاری خلافت برقرار رہے گی اور اگر اس نعمت کا کفران کروگے تو تم سے بھی خلافت چھین لی جائے گی۔

اصل متنازعہ فیہ آیت استخلاف پر غور

اب اصل متنازعہ فیہ آیت استخلاف پر جو سورۂ نور میں ہے غور کرو۔ فرماتے ہیں۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا ۔ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفسقون۔ (پ ۱۸ ع ۱۳) وعدہ کرلیا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لاتے اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں۔ کہ ضرور ضرور اللہ انہیں زمین میں خلیفے یعنے وارث بنائے گا جیسے کہ خلیفہ یعنے وارث بنایا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے ہوئے اور ضرور ان کے لئے ان کے دین کو جسے خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوط کرکے رہے گا۔ اور ان کی حالت کو خوف کے بعد امن سے بدل دے گا۔ میری عبادت کرینگے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد یعنے اس وعدے کے پورا ہوئے پیچھے کفر یعنے ناشکری کرینگے تو پھر یہ لوگ فاسق یعنے نافرمان اور عہد کو توڑنے والے خود ہوں گے۔

تین وعدے اور ایک وعید

اس آیت شریف میں بطور پیشینگوئی کے مسلمانوں سے تین وعدے فرمائے ہیں اور ایک وعید سے ڈرایا ہے۔

(۱) **پہلا وعدہ** یہ تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں کے مخالفوں کو ہلاک کرکے ان نبیوں کی امت کو زمین کا وارث بنایا اسی طرح تم کو بھی زمین میں خلیفہ یعنی وارث بنائیگا۔ چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا۔ کہ کل ملک میں مخالفوں کا زور ٹوٹ گیا۔ یا ہلاک ہوگئے یا فرمانبردار ہوگئے اور زمین کے وارث مسلمان ہوئے۔ اسی کو دوسری جگہ اس طرح فرمایا تھا کہ ان الارض یرثھا عبادی الصٰلحون کہ اس زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔

(۲) **دوسرا وعدہ** یہ تھا کہ اس دین کو جسے خدا نے ان کے لئے پسند کیا تھا اور جسے دوسری جگہ رضیت لکم الاسلام دیناً فرماکر بتا دیا تھا کہ وہ اسلام ہے۔ خدا ضرور مضبوط کرکے رہے گا۔ یعنے وہ تمام ضعف جو اس وقت موجود تھے دور ہوکر مضبوطی پیدا ہو جائیگی کہ اسلام کو پھر کوئی نابود نہ کرسکے گا کیونکہ اس وقت مخالف لوگ اس کے مٹانے کے درپے تھے۔ چنانچہ یہ وعدہ بھی بڑی صفائی سے پورا ہوا۔ اور اسلام کو کیا بلحاظ شوکت و قوت کے اور کیا بلحاظ دلائل اور بینات کے وہ طاقت بخشی کہ باطل کی کوئی کوشش اسے نیست و نابود نہیں کرسکتی۔

(۳) **تیسرا وعدہ** یہ تھا کہ جو خوف مسلمانوں پر اس وقت طاری تھا کہ ان کو کہیں بھی امن چین سے بیٹھنا نہیں ملتا تھا اور ان کی جان و مال اور عزت و ایمان ہر وقت خطرہ میں تھا دور ہوجائے گا اور حالت امن سے بدل جائے گی۔ اور اطمینان سے لوگ میری عبادت کرینگے اور میرے ساتھ شرک نہ کرینگے۔ یعنے اس ملک سے شرک و بت پرستی کا قلع قمع ہوجائے گا اور توحید سے بھر جائے گا۔ اور صرف میری عبادت یہاں نہایت امن و اطمینان سے ہوا کرے گی۔ چنانچہ یہ وعدہ بھی بڑی صفائی سے پورا ہوا۔

(۴) **چوتھا ایک وعید تھا**۔ جس سے ڈرانا ضروری تھا اور وہ یہ کہ ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفسقون۔ یعنے ان وعدے کے پورا ہونے کے بعد۔ یعنے جب تم دین کے وارث اور بادشاہ بن جاؤگے اور ہر طرح کا استحکام اور امن و امان ہوجائے گا اور اسلام پر عمل کرنے کے لئے ہر طرح کی آزادی مل جائے گی۔ پھر جو لوگ ناشکری کریں گے یعنے خدا کی اس عطا کردہ نعمت کو حسب منشاء الٰہی نہ برتینگے بلکہ سلطنت اور حکومت اور آسانی اور فراغت پاکر خدا کی نافرمانی کرنے لگیں گے اور ظلم و فساد پر کمر باندھیں گے۔ تو پھر یہ لوگ خود اپنے ہاتھ سے فاسق یعنے عہد کو توڑنے والے اور نافرمان ٹھرینگے۔ یعنے اس صورت میں خدا کا وعدۂ خلافت و سلطنت جس کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ شرط تھی۔ تمہاری قوم کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اوفو بعھدی اوف بعھدکم۔ خدا کا قانون ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کرونگا پس جب مسلمان قوم ایمان اور اعمال صالحہ کی شرط کو توڑ دیں گے اور فاسق اور نافرمان بنکر خدا کی نعمت جو خلافت کے رنگ میں عطا ہوئی تھی۔ ناشکری کرنے لگیں گے تو اس وقت خدا بھی اپنا وعدہ ان سے واپس لے لےگا۔ کیونکہ فاذا فات الشرط فات المشروط۔ اور اس میں تصور خود مسلمانوں کا ہوگا جنھوں نے ایمان اور اعمال صالحہ کے عہد کو اپنے ہاتھوں سے توڑا اور اس طرح خدا کے کلام کے مطابق فاسق بنے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فاسق کی تعریف آئی ہے۔ ما یضل بہ الا الفسقین الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ۔ وہ گمراہی میں نہیں چھوڑتا مگر فاسقوں کو جو اللہ سے عہد کرکے پیچھے توڑتے ہیں۔ یہ وعید بھی بڑی صفائی سے پورا ہوا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اسی بات کو کس خوبصورتی سے اس شعر میں ظاہر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں :-

رو بگردانید دلدارے کہ صد اخلاص داشت
چوں ندید اندر دلِ ایں قوم صدق المخلصیں

پس اس آیت میں فاسق اسی قوم کو کہا ہے جس کے ساتھ ایمان اور اعمال صالحہ کی شرط پر وعدۂ خلافت ہوا تھا۔ ولا غیر۔

(باقی آئندہ)

جماعت چمبہ کی از سر نو تنظیم

جماعت چمبہ جو بعض سیاسی غلط فہمیوں کا شکار ہوگئی تھی اب خدا کے فضل سے از سر نو مترتب ہوگئی ہے اور ہمارے مخلص احباب غلام نبی صاحب۔ مولوی تنیر بخش صاحب۔ شہاب الدین صاحب مسٹر غلام محمد صاحب دکاندار۔ رحمت بخش صاحب و خدا بخش صاحب نے نہایت ہمت و محنت سے جماعت کی تنظیم کرکے اخویم غلام نبی صاحب کو سکرٹری مقرر کیا ہے اور دیگر احباب نے حسب حیثیت اشاعت اسلام کے لئے چندہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا۔

ہماری جماعت اصولاً ہر ایک قسم کی سیاسی تحریک سے علیحدہ رہتی ہے۔ خواہ وہ علاقہ انگریزی میں ہو۔ یا کسی ریاست میں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو خدمت اسلام کا عظیم الشان کام ہم کررہے ہیں وہ ہماری متحدہ طاقت اور توجہ چاہتا ہے۔ اس طرف سے توجہ کو ہٹاکر دوسرے کاموں میں مصروف ہوجانا اصل کام کے ضعف کا موجب ہے۔ لیکن باوجود اس کے مفتر اعلانوں کے ہمارے مخالفین حکام وقت کے دلوں میں بعض وقت بدگمانی پیدا کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں اور اس کی اصل وجہ ہمارے خیالات سے ناواقفیت ہوتی ہے۔ ہماری جماعت اور کچھ نہیں چاہتی صرف اشاعت اسلام کے لئے کھلا میدان چاہتی ہے۔

(منظور الٰہی سکرٹری)

زلزلہ ریلیف فنڈ
میں وصول شدہ رقوم کی فہرست

نام	رقم
اہلیہ صاحبہ چودھری فضل حق صاحب لاہور	۲-۰ روپے
سید امجد علی شاہ صاحب لاہور	۵ "
شیخ عبدالحق صاحب کیمبلپور	۵ "
ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب چارسدہ	۲۰ "
اہلیہ سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب لاہور	۱ "
اہلیہ سید مشتاق احمد صاحب	۰-۴ آنے "
اہلیہ سید احمد حسین صاحب	۱-۰ "
" سید بشیر حسین صاحب	۸ آنے
شیخ عطاء اللہ صاحب پنڈی گھیب	۵-۰ "
قاضی سمیع اللہ صاحب سرگودھا	۱-۴ آنے "
منشی غلام نبی صاحب لویریوالہ	۱-۸ "
ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب لاہور	۱-۰ "
شیخ محمد نصیب صاحب سپرنٹنڈنٹ چک نمبر ۲۷	۳-۰ "
مرزا جلال احمد صاحب نورث سنڈیمن	۱۵-۰ "
سکرٹری صاحب نیگ مین وزیرآباد	۶-۱ "
ماسٹر رحیم بخش صاحب محاسب سیالکوٹ	۲-۰ "
اہلیہ صاحبہ چودھری ظہور احمد صاحب لاہور	۲۵-۰ "
صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب تارخوست	۱-۰ "
صاحبزادہ عبدالرب صاحب "	۱-۰ "
ڈاکٹر نبی بخش صاحب لاہور	۱-۰ "
منجانب جماعت امرتسر معرفت بابو ثناء اللہ صاحب	۲-۰ "
مولوی عبدالہادی صاحب عظیم گلہ	۱۰-۰ "
بیگم صاحبہ شیخ ریاض الدین احمد صاحب کیمبلپور	۲-۰ "
ماسٹر انعام اللہ صاحب لورالائی	۱-۰ "
مسٹر بشیر احمد صاحب متعلم اسلامیہ کالج لاہور	۱-۰ "
منجانب ہر دو دختران ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۲-۰ "
چودھری محمد اسمٰعیل صاحب سینیٹری انسپکٹر راولپنڈی	۱-۰ "
مولوی یعقوب خاں صاحب لاہور	۱۰-۰ "
ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب دربند	۱-۰ "
نواب زادہ صاحب معرفت ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب	۵-۰ "
جعفر علی خاں صاحب معرفت "	۱-۰ "
مولوی عبدالحنان صاحب " "	۱-۰ "
منشی غلام سرور صاحب " "	۱-۰ "
سید شاہجہان صاحب " "	۲-۰ "
خان بہادر خاں صاحب " "	۱-۰ "
بازید خاں صاحب " "	۱-۰ "
سید عبدالجبار شاہ صاحب " "	۵-۰ "
کندل خاں صاحب سفید ڈھیری	۱-۴ آنے "
جماعت بدوملہی	۱۶-۱-۳ پائی "
ملک الٰہی بخش صاحب لائلپور معرفت چودھری فضل داد صاحب محصل	۱-۰ "
میاں محمد اسمٰعیل و مولا بخش صاحبان لائلپور معرفت چودھری فضل داد صاحب محصل	۲۰۰-۰ "
شیخ اللہ بخش صاحب عرائض نویس معرفت "	۱۰۰-۰ "

(باقی لوٹ میں)

اقتباسات

"پرتاب" کے غیر مہذب حملے

سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم "پرتاب" کو کیا کہیں۔ اگر اخبار نویسی یہی ہے کہ مسلمانوں کو بُرا کہا جائے۔ ان پر بے بنیاد الزام لگائے جائیں ان کی تہذیب پر نا روا حملے کئے جائیں۔ تو ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس قسم کی اخبار نویسی پر ہم اپنے معاصر کو مبارکباد نہیں دے سکتے ہر آدمی دوسرے کو بُرا کہہ سکتا ہے۔ لیکن شرافت کسی ناجائز بدگوئی کو گوارا نہیں کرسکتی ..... اسلامی تہذیب کے بارے میں "پرتاب" نے جو کچھ کہا ہے یا تو اسلامی احکام سے جہل کا نتیجہ ہے یا بدنیتی سے اس نے کام لیا ہے تمام دینوں میں اسلام ہی وہ دین ہے جس نے عورتوں کے اسلامی حقوق تسلیم کئے ہیں۔ اور انہیں وہ عزت دی ہے۔ جس کی وہ مستحق ہیں۔ چار شادیوں کی اجازت اجتماعی ضرورتوں کی بنا پر ہے اور اتنی شرطوں سے مشروط ہے کہ اشد شدید مجبوری کے بغیر کوئی اس اجازت سے فائدہ اٹھا نہیں سکتا۔ "پرتاب" اگر انصاف سے دیکھے گا تو اسے ہندو سوسائٹی میں اصلاح کی اتنی ضرورت محسوس ہوگی کہ اسے مسلم سوسائٹی پر کبھی اعتراض کرنے کی مہلت نہ مل سکے گی۔ (ہند جدید)

عید کے دن امتحان

مولانا راغب حسین صاحب ایم اے کا ایک مضمون شائع کیا جا چکا ہے جس میں آپ نے مسلمانوں کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرائی تھی کہ پچھلے دنوں انڈین سول سروس کے جو امتحانات دہلی اور دیگر مراکز پر لئے گئے ان کی تاریخیں مقرر کرنے میں مسلمانوں کے جذبات مذہبی کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا۔ یہاں تک کہ عین جمعتہ الوداع کی نماز کے وقت اور عین عید کے دن بھی امتحان ہو رہا تھا۔ پبلک سروس کمیشن کے مسلمان ممبروں کو توجہ دلائی گئی۔ لیکن انہوں نے کچھ نہ کیا۔ تعجب کا مقام ہے کہ انگریز یہاں دو سو سال حکومت کرنے کے بعد بھی اب تک اس ملک کے باشندوں کے مذہبی جذبات سے واقف نہیں ہوئے۔ اول تو ماہ رمضان ہی کے اندر امتحانات کی تاریخیں مقرر کرنا نہایت غیر مناسب اور نازیبا ہے۔ چہ جائیکہ جمعتہ الوداع کی نماز کے وقت اور خود عید کے دن مسلمان امیدواروں کو امتحان کے لئے مجبور کیا جائے۔

پبلک سروس کمیشن نے اس معاملہ میں مسلمانوں کی شدید توہین اور دلآزاری کی ہے۔ آج تک کسی یونیورسٹی اور کسی سروس کمیشن کو اس امر کی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اتوار کے دن یا عیسائیوں کے کسی تہوار پر امتحان کی تاریخ مقرر کرے اس لئے کہ عیسائی حکمران ہیں۔ اور ان کے مذہبی جذبات کی توہین آسان نہیں ہے۔ لیکن مسلمانوں کو آئے دن اس قسم کی ذلتوں سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو چاہئے کہ ملک کے گوشے گوشے سے سروس کمیشن کی اس ناپاک حرکت کے خلاف آواز بلند کریں۔ اور حکومت کو بتا دیں کہ اگر آئندہ اس قسم کی حرکت کا اعادہ کیا گیا تو مسلمان اسے ہرگز برداشت نہیں کرینگے (انقلاب)

ناظرین کرام

خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے (مینیجر)

خبریں

— حیدرآباد دکن۔ ۳ر مارچ کل شام نواب صلابت جاہ برادر کوچک اعلیٰحضرت حضور نظام کا انتقال ہوگیا۔ مرحوم کی عمر صرف ۲۷ سال تھی۔ آپ کو مکہ مسجد کے شاہی قبرستان میں دفن کیا گیا آپکا سرکاری طور پر چالیس دن تک ماتم منایا جائے گا۔

— کلکتہ ۳ر مارچ۔ گزشتہ بدھ کو آل بنگال اچھوت فیڈریشن کا ایک وفد سر آغا خاں کی خدمت میں پیش ہوا۔ موصوف نے سیاسی ترقی کے متعلق اچھوتوں کے جذبات سے اظہار ہمدردی کیا۔

— لاہور ۳ر مارچ۔ مسٹر فلپ بنس انجینئرنگ کالج مغلپورہ کے نئے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں۔

— لندن ۳ر مارچ سر جان سائمن وزیر خارجہ برطانیہ نے آج برطانی و روسی تجارتی معاہدہ پر دستخط کردیئے ہیں۔ وسط مارچ میں ماسکو میں بھی دستخط ہوجائیں گے۔ اس کے بعد عمل درآمد شروع ہوگا۔

— حکومت فرانس نے برطانیہ کی تجاویز تخفیف اسلحہ کو مسترد کردیا ہے۔

— بنارس ۴ر مارچ۔ غازیپور میں ہولی پر ہندو مسلم فساد ہوگیا۔ تقریباً ۲۰ آدمی مجروح ہوئے۔ دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی گئی۔

— سر ڈاکٹر محمد اقبال صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے مجلس اقوام جنیوا اور اخبار لنڈن ٹائمز کو مندرجہ ذیل برقی پیغام ارسال کیا ہے:۔

"حکومت کشمیر سیاسی ایجی ٹیٹروں کو وحشیانہ سزائے بید زنی دے رہی ہے میں اپیل کرتا ہوں کہ اس انسانیت سوز سزا کے خلاف آواز اٹھائیے۔"

— جموں میں سول نافرمانی شروع ہوگئی ہے۔ چودھری غلام عباس ڈکٹیٹر ملا اور عبدالمجید قریشی گرفتار ہوگئے ہیں۔

— افغانستان میں ابھی تک شدید برفباری ہو رہی ہے جس کی وجہ سے سردی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔

— افواہ ہے کہ جاپان ایشیائی ممالک کی ایک مجلس اقوام بنا کر خود اس کا قائد بننے کی کوشش کر رہا ہے۔

— کلکتہ ۳ر مارچ۔ شمالی بنگال کے ایک ہندو راجہ کی راجکماری کی طرف سے طلاق کی درخواست کی سماعت پرسوں جسٹس اے کے رائے کے سامنے ہوئی۔ مدعیہ نے تقریر کے دوران میں کہا کہ میرا اسلامی نام جاوید بانو ہے۔ ہندو مذہب سے تبدیلی پر میں نے اپنے خاوند مسٹر ایم سی گھوش بیرسٹر (سابق جج) کو بھی اسلام قبول کرنے کو کہا۔ ان کے انکار پر طلاق کی درخواست پیش کر رہی ہوں۔ سماعت آئندہ پیشی پر ملتوی ہوگئی ہے۔

— تحدید اسلحہ کی برطانوی تجاویز سے حکومت امریکہ متفق ہوگئی ہے۔

— نئی دہلی ۳ر مارچ۔ ہاکی کے بین الاقوامی مقابلہ میں ہندوستان کی ہاکی ٹیم نے پانچ گول بنائے۔ اور افغانستان کی ٹیم ایک گول بھی نہ بنا سکی۔

— حیدرآباد کی ایک خبر مظہر ہے کہ ایک قلی نے اپنے دوسرے رفیق سے ایک پیسہ مانگا۔ مگر اس نے انکار کردیا جس پر دونوں میں گالی گلوچ شروع ہوگئی اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی۔ ایک قلی نے دوسرے کو کلہاڑے سے نیچے گرا دیا جس سے اسکی موت واقع ہوگئی۔

— لاہور ۲ر مارچ۔ کشمیر کے جلا وطن نوجوانوں اور ان کشمیری طلبہ اور مزدوروں نے جو لاہور میں مقیم ہیں۔ آج ایک بہت بڑا جلوس مصائب کشمیر کے سلسلہ میں نکالا۔ جس نے شہر کے مختلف حصوں میں گشت کیا۔

— حکومت ہسپانیہ مستعفی ہوگئی ہے۔

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ ارگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۶

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— چک کچا کھوہ (متصل خانیوال) کے لوگوں نے درخواست دی تھی کہ ہمیں مسلمان بنایا جائے۔ ان کی اس درخواست پر جناب خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ اور مولانا عصمت اللہ صاحب مورخہ ۲ مارچ کو چک مذکور میں تشریف لے گئے ان کے پہنچنے پر تمام گاؤں اکٹھا ہو گیا اور سب نے اسلامی تعلیمات کو شوق سے سننا شروع کیا۔ اتنے میں چک مذکور کا سپرنٹنڈنٹ جو کٹر ہندو ہے اور نہایت متعصب واقع ہوا ہے آ گیا اور کہنے لگا کہ میں کسی کو مسلمان بنانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس کے علاوہ اس نے حد سے زیادہ رکاوٹ ڈالی۔ اور فتنہ پیدا کرنے کی انتہائی کوشش کی لیکن اس کے باوجود اسی کے قریب زن و مرد نے برضا و رغبت اسلام قبول کر لیا۔ اگر ہندو سپرنٹنڈنٹ رکاوٹ نہ ڈالتا۔ تو چک کا چک مسلمان ہونے کے لئے تیار رہتا۔ خواجہ غلام نبی صاحب مہتمم بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔

— پیغام صلح:۔ ہم اپنے ان نئے بھائیوں کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں استقامت بخشے۔ اور ان کے ساتھیوں کو بھی قبول حق کی توفیق دے۔ ہمارے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ نے انتہائی کوشش کی۔ دراصل اس کامیابی کا سہرا انہی کے سر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسلام اور سلسلہ کی خدمت کیلئے تا دیر سلامت رکھے۔

— جناب مولوی عبد الحق صاحب آج کل یجر وید کے اردو ترجمہ میں مصروف ہیں۔ اس کا ایک حصہ تو عرصہ ہوا شائع ہو کر علمی حلقوں میں مقبول ہو چکا ہے۔ دوسرے حصہ کا ترجمہ بھی ختم ہو کر زیر نظر ثانی و طباعت ہے۔ تقریباً ایک سو صفحے چھپ چکے ہیں۔ ڈیڑھ سو کے قریب اور ہونگے۔ دو تین ماہ تک ہم اسے کتابی صورت میں دیکھنے کی مسرت حاصل کر سکیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

— افسر صاحب تعلیم اطلاع دیتے ہیں کہ محمد ابراہیم طالب علم جماعت نہم دانہ مانسہرہ کو کتب کورس دینیات مہیا کرنے کے واسطے ماسٹر احمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر خواص پور نے چھ روپے عنایت فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ یہ رقم خزانہ انجمن میں داخل کر دی گئی ہے۔ اور کتابیں طالب علم مذکور کو معرفت اشاعت کی مدرسے بھیجدی گئی ہیں۔ ان کی قیمت پوری کرنے کے واسطے دو روپے کی مزید ضرورت ہے۔ کوئی اور صاحب اتنا حصہ اس کارِ خیر میں لیں گے؟

— مسٹر فیروز الدین صاحب کلیرنگ ایجنٹ کسٹم آفس کلکتہ نے مبلغ دو روپے بابت عید فنڈ و نظرانہ معرفت مسٹر ایم اے فاروقی صاحب ارسال فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔

— سکرٹری صاحب جماعت علیپور ضلع مظفرگڑھ اطلاع دیتے ہیں:

(ا) یہاں درس قرآن کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے جناب قاضی شیر محمد صاحب باقاعدگی سے درس دیتے ہیں۔ تمام بزرگان و احباب سلسلہ درس کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

(ب) خان محمد بخش صاحب گرداور قانون گو سیت پور کے فرزند یار محمد صاحب امسال بی اے کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

(ج) مولوی عبد الکریم صاحب ہیڈ ماسٹر بدستور مشکلات میں مبتلا اور دعا کے خواستگار رہیں۔

— جناب مرزا خدا بخش صاحب قبلہ مصنف عسل مصفےٰ عرصہ سے علیل ہیں۔ دیگر عوارض کے علاوہ آشوب چشم کی تکلیف اکثر ہو جاتی ہے اس بزرگ ہستی کے لئے تمام احباب خصوصیت سے دعا کریں

— جناب سید مسعود شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر لسوڑی سے تبدیل ہو کر برنالہ علاقہ ریاست جموں میں تشریف لے گئے ہیں اور دعا کے طالب ہیں۔

— چک نمبر ۲۷۔ احمد پور کے لئے ایک احمدی امام کی ضرورت ہے۔ جو ضروری مسائل سے واقف اور تبلیغ سلسلہ کر سکتا ہو۔ اسے رہائشی مکان مفت اور کاشت کے لئے زمین ملے گی۔ جو دوست پسند کریں فوراً لاہور پہنچ جائیں۔

— جناب غلام قادر صاحب خیاط راولپنڈی سے تحریر فرماتے ہیں کہ عزیز فضل کریم امسال انٹرنس کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے اس کی

بدوملہی میں آریہ سماج سے مناظرہ و لیکچر

(از مولوی دوست محمد صاحب)

بدوملہی میں گزشتہ یکم تا ۴ مارچ آریہ سماج کا جلسہ تھا جس میں ۳ مارچ کو آریہ سماج کی طرف سے ایک مناظرہ کا اعلان کیا گیا۔ مناظرہ کا مضمون تھا "مرزا صاحب قادیانی کی پیشگوئیاں" اس مناظرہ میں حصہ لینے اور جوابی لیکچر دینے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی اور راقم الحروف کو جانے کا حکم دیا۔ قادیانی جماعت کی طرف سے بھی دو تین آدمی پہنچے ہوئے تھے ان کی خواہش پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ مناظرہ وہی کریں اور بعد میں ہماری طرف سے لیکچر ہوں۔ چنانچہ ۳ مارچ کو مہاشہ چرنجی لال صاحب پریم آریہ اور مہاشہ محمد عمر صاحب قادیانی کے مابین آریہ سماج کے پنڈال میں دو گھنٹہ مناظرہ ہوا۔ اس کے بعد ۴ مارچ کو قادیانی حضرات کے لیکچر ہوئے جنمیں سے ایک لیکچر میں جو سوامی دیانند کی زندگی پر مہاشہ محمد عمر نے دیا آریہ سماجی حضرات نے وہ طوفان بے تمیزی برپا کیا کہ الامان۔ اسی شام کو خاکسار نے ایک مختصر تقریر میں حضرت مسیح موعود کے الہامات کے متعلق آریہ مناظر کے پیشکردہ اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی۔ اور مولانا عبد الحق صاحب نے ویدوں کے نئے اور پرانے تراجم پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک ایک فاضلانہ تقریر فرمائی جس نے حاضرین کو بہت ہی محظوظ کیا۔ مولانا نے دوران تقریر میں قرآن کریم کی پاک تعلیمات سے بھی ویدوں کا مقابلہ کر کے بدلائل قاطعہ اس بات کو ثابت کیا کہ قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جو اپنی جامعیت اور معقولیت کی وجہ سے آج دنیا کی رہبری اور رہنمائی کا دم بھر سکتی ہے۔

یہ ان تین دن کی مختصر کارروائی ہے جو بطور خبر لکھی گئی ہے اس کارروائی پر تفصیلی تبصرہ آئندہ صحبت کا محتاج ہے جس کے ضمن میں مجھے بدوملہی کے ان فرشتہ سیرت انسانوں کا شکریہ بھی ادا کرنا ہے جنہوں نے اس موقع پر ہمارے آرام و آسائش اور لیکچروں کے انتظام میں حصہ لے کر اپنے دینی جوش اور محبت کا ثبوت دیا۔

ایک ولایتی اخبار کا ناپاک مضمون

یورپ کی زہریلی ذہنیت کا صحیح علاج

خطبہ جمعہ مورخہ ۳ر مارچ ۱۹۴۴ء ——— فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

مذہب کی بدنامی کا باعث

میں نے "ضرورت مذہب" پر خطبات کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے آج اسے قطع کرکے ایک دوسرے امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں میں نے پچھلے خطبہ میں خاص طور پر بیان کیا تھا کہ خدا کے آگے جھکنے یا دعا سے انسان کے اندر قوت عمل پیدا ہوتی ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ قوت عمل والے وہی لوگ نظر آتے ہیں جو سب سے زیادہ خدا کے آگے جھکتے تھے آج مذہب کے مخالفین دعا کی وجہ سے بھی مذہب پر معترض ہوتے ہیں کیونکہ مذہب کے ماننے والوں میں قوت عمل انکو نظر نہیں آتی۔ مذہب جو بدنام ہے اور اس بدنامی میں اسلام بھی دوسرے مذاہب کے ساتھ شریک ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مذاہب کے پیرو جو کچھ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ انسان کے قول و فعل کا فرق ہی مذہب کی بدنامی اور مخالفت کا باعث ہے

زبانی وعظ سے عملی وعظ زیادہ موثر ہوتا ہے

ہم بھی ایک مذہبی جماعت ہیں ہمیں بھی اس لحاظ سے اپنے اوپر اچھی طرح سے غور کرنا چاہئے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ عمل کے ذریعہ وعظ زبانی وعظ سے زیادہ موثر ہوتا ہے ہم دین اسلام کی نصرت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور خدمت دین کے کام کو اپنے لئے منتخب کرلیا ہے - یہ کام جو ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے چاہتا ہے کہ کسی ایسی بات کو اختیار نہ کریں جو ہماری توجہ کو اس طرف سے پھیر دے۔ جانتے ہو آج اسلام کی کیا حالت ہے؟

اخبار پیرسن کا ناپاک مضمون

مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے کبھی کبھار کسی ولایتی اخبار میں کہیں آدھا ایک مضمون نکل آتا ہے جو یورپ کی عام ذہنیت کا نقشہ ہوتا ہے حال ہی میں ایک ولایتی میگزین "پیرسن ویکلی" میں ایک نہایت ہی بیہودہ مضمون نکلا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریمؐ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت بلالؓ کی ہتک آمیز فرضی تصاویر کھینچی گئی ہیں اور آنحضرت صلعم پر ناپاک حملے کئے گئے ہیں - کچھ عرصہ ہوا ایک اور ولایتی اخبار میں اسی قسم کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں حضرت عائشہؓ اور رسول اللہ صلعم کی فرضی تصاویر کھینچی گئی تھیں۔ جس پر مسلمانوں نے شور مچایا تو وہ پرچے ضبط کر لئے گئے۔ ممکن ہے اب بھی یہی کارروائی ہو۔[1]

ضبطی کی حقیقت

گورنمنٹ مسلمانوں پر احسان جتلانے کے لئے شاید اس میگزین کے پرچوں کو بھی ضبط کرلے۔ لیکن ضبطی کی حقیقت کیا ہوگی؟ میں نے "پیرسن" کے اس پرچہ کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ لاہور میں اس کی صرف چند کاپیاں آتی ہیں جو فروخت ہو چکی ہیں - بڑی تلاش کے بعد ایک پرچہ عاریتاً ایک جگہ سے ملا۔ اسی طرح ہندوستان کے بعض دوسرے شہروں میں گنتی کی چند کاپیاں آتی ہونگی جو فوراً فروخت ہو جاتی ہونگی اب آپ سمجھ لیجئے کہ گورنمنٹ اس پرچہ کو ضبط بھی کرلے تو اس سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ گورنمنٹ ایک احسان مسلمانوں پر جتلائے - یہ چیز اس طرح ضبط ہونے والی نہیں۔

[1] پیرسن کے مضمون کو بھی ضبط کر لیا گیا ہے۔

صحیح علاج

اس قسم کے مضامین مغربی لوگوں کے دلوں کے نقش ہیں جو کبھی کبھی کاغذوں پر آجاتے ہیں اس ناپاک مضمون میں حضرت نبی کریمؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت بلالؓ کی جو تصاویر کھینچی ہیں ان کو دیکھ کر طبیعت کے اندر اس قدر جوش پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے جوش کو ضبط نہ کرسکے تو ناپاک مضمون نگار کا سر قلم کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ مگر یہ صحیح علاج نہیں۔ کیونکہ یہ باتیں مغربی لوگوں کے دماغوں میں رچی ہوئی اور ان کے دلوں پر لکھی ہوئی ہیں۔ اس کا ایک اور صرف ایک علاج ہے جو اس زمانہ کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بتلایا۔ انہوں نے خود اس پر عمل کیا۔ آج ان کی جماعت اس پر عمل پیرا ہے اور کامیاب ہو رہی ہے - یہ علاج اسلام اور حضرت نبی کریمؐ کی صحیح تصویر پیش کرنا ہے۔

جماعت احمدیہ کی کوششوں کا نتیجہ

اگر مسلمان حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کرنے کے بجائے آپ کے ساتھ مل جائیں تو مغربی لوگوں کی ذہنیت کو اس علاج کے ذریعہ بدلا جاسکتا ہے۔ جماعت احمدیہ نے اب تک جو کوشش کی ہے اس کے ذریعہ وہاں کے ایک طبقہ کی ذہنیت بدل گئی ہے۔ لیکن ابھی تک کثیر حصہ باقی ہے۔ بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے سامنے اصل باتیں کبھی آئی ہی نہیں نہ انہوں نے کبھی ان پر غور کیا ہے۔

پیرسن کے مضمون نگار کی حماقت

"پیرسن" ویکلی میں جو مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں حضرت نبی کریمؐ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ آپ کو مرگی کے دورے پڑتے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی اعتراف کیا ہے۔ کہ اس شخص نے تمام دنیا کو ہلا دیا۔ کوئی اس احمق سے پوچھے کہ کہیں ایسا ہوا بھی ہے۔ کہ ایک مرگی کا مریض تمام دنیا کو ہلا دے اور اس کے اندر اتنی طاقت ہو کہ ہر ایک مخالف قوت اس کے آگے سرنگوں ہو جائے؟

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

مسلمان یورپ کی اس زہریلی ذہنیت سے بہت بڑی حد تک بیخبر ہیں - صرف احمدیت اس ذہنیت کو بدلنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن مسلمانوں کی طرف سے احمدیت کی اس قدر مخالفت ہو رہی ہے کہ ایک غیر از جماعت شخص نے کہا کہ مخالفین احمدیت کے جوش مخالفت کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دنیا میں اس کے سوا اور کوئی کام نہیں۔ اگر مسلمان بجائے مخالفت کے ہمارے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور اسلام اور حضرت نبی کریمؐ کے متعلق رسالے۔ کتابیں اور قرآن کریم کے تراجم لاکھوں کی تعداد میں مغربی ممالک میں پھیلا دیں۔ تو بہت مفید نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اب تک تھوڑا بہت جو لٹریچر ان کے پاس پہنچا ہے اس سے بھی اہل علم طبقہ متاثر اور اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ لیکن زیادہ ضرورت عوام میں کام کرنے کی ہوتی ہے —

خلوص نصرت الٰہی کا جاذب ہوتا ہے

یاد رکھو ان کاموں میں اس وقت تک نصرت نہیں ہوتی جب تک اپنے آپ ان کے لئے خالص نہ کیا جائے۔ میں نے کئی مرتبہ کہا ہے اب پھر کہتا ہوں کہ ہماری اتنی چھوٹی سی جماعت جو اتنا بڑا کام کر رہی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ لوگوں کا خلوص خدا تعالیٰ کی نصرت کا جاذب ہو رہا ہے۔

جرمن ترجمۃ القرآن

مثال کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ ہم نے جرمن ترجمۃ القرآن کا ارادہ کیا کچھ روپیہ بھی جمع کیا۔ لیکن اس سے کچھ نہ ہو سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں سے بہت دور ایک شخص کے دل میں ڈالا اور اس نے **دو سال تک چار سو روپے ماہوار دینے کا وعدہ کیا اور اپنے قول کا پورا اترا**۔ بعض احمدی دوست معمولی معمولی رقموں کا وعدہ کرکے ایفا نہیں کرتے۔ ان کے لئے اس قول کے پکے شخص کی مثال بہت سبق آموز ہے۔ محض احمدیت پر فخر کرنا اور صرف حضرت مرزا صاحب کو قبول کر لینے کو کافی سمجھنا کوئی قابل قدر بات نہیں۔ یاد رکھو کوئی فرق ہوتا ہے تو اعمال سے۔ کوئی محفوظ رہتا ہے تو اچھے اعمال سے۔ ہاں میں جرمن ترجمۃ القرآن کا ذکر کر رہا تھا اس کا کام آخری منزل پر آکر رک گیا۔ تقریباً چھ ماہ کا کام باقی ہے۔ جس کے لئے کم از کم تین ہزار روپے کی رقم درکار ہوگی۔ یہ ترجمہ ایک پنسل کا مسودہ ہے جو چند ماہ کے اندر خراب ہو سکتا ہے۔ پھر بعض ایسے حوادث بھی پیش آجاتے ہیں جو اس مسودہ کو ضائع کر سکتے ہیں۔

ایک غیبی امداد

اس وجہ سے ترجمہ کا کام آخری منزل پر رکنا ہمارے لئے باعث فکر تھا لیکن اس موقعہ پر بھی ہمیں غیبی امداد ملتی ہے - ایک روز سیر میں ایک دوست سے ملاقات ہوتی ہے - باتوں باتوں میں جرمن ترجمۃ القرآن کا ذکر آتا ہے - تو انہوں نے کہا کہ اس مطلوبہ رقم کا نصف تو میں چندہ کرکے ادا کر دینے کا وعدہ کرتا ہوں اور اگر اس قدر رقم بذریعہ چندہ پوری نہ کروں تو خود اپنی جیب سے دینے کا ذمہ دار ہوں یہ خدا کی نصرت و تائید ہے دیکھو جو کام بڑی بڑی جماعتوں سے نہ ہو سکے وہ تمہاری چھوٹی سی جماعت نے انجام دیئے اور دے رہی ہے۔

اپنی جماعت کے متعلق ایک غلط خیال

بعض دوست کہتے ہیں جماعت لاہور میں تنظیم نہیں ہے وہ غلطی پر ہیں اگر تنظیم نہ ہوتی تو اس قدر کام کس طرح انجام دیا جا سکتا تھا بات یہ ہے کہ اپنے ساتھیوں کی کمزوریوں سے انسان اچھی طرح واقف ہوتا ہے ان کی کمزوریاں اور نقائص بھی اس کے سامنے ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کے اندرونی حالات سے اس قدر واقفیت نہیں ہوتی۔ اس لئے بعض وقت انسان کو غلطی لگ جاتی ہے۔

قادیانی جماعت کا انگریزی ترجمۃ القرآن

میں کسی پر طعن نہیں کرتا مثال کے طور پر بتلانا چاہتا ہوں کہ آج سے بیس سال قبل جماعت قادیان نے ایک پارہ ماہوار کے حساب سے ڈھائی برس میں انگریزی ترجمۃ القرآن شائع کرنے کا اعلان کیا لیکن اب تک شائع نہ ہوا۔ اب دو سال سے اس کے مطلع الکل خلیفہ کی طرف سے اعلان شائع ہو رہا ہے اور ساری قادیانی جماعت سے جو دس لاکھ بتائی جاتی ہے ساڑھے سات روپیہ پیشگی دینے والے دو ہزار خریدار طلب کئے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ تعداد پوری ہونے میں نہیں آتی اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو فضل کیا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور کا صحیح مسلک

یہ ہماری جماعت کی ایک خوبی ہے۔ کہ اس نے اپنی توجہ کو

(باقی صفحہ ۶ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم یکشنبہ مورخہ ۲۴ر ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ | نمبر ۱۶

جناب میاں صاحب کے متعلق ایک افواہ
بعض اخبارات کی غیر شریفانہ روش

بعض مقامی اخبارات میں جناب میاں صاحب کے متعلق ایک افواہ گشت کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے مختلف قسم کی خیال آرائیاں اور چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں کہ پانچ مارچ کی شام کو جناب میاں صاحب سسل ہوٹل لاہور میں تشریف لائے۔ اور اس کی نوجوان یورپین منتظمہ مس روفو کو بلا اطلاع اپنے ہمراہ موٹر میں لے کر چلے گئے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ہوٹل کے باہر دو موٹریں کھڑی ہیں۔ ایک میں جناب میاں صاحب دو خواتین کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔ دوسری میں شوفر کے ساتھ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے جو اسی روز صبح کے وقت بھی ہوٹل میں دیکھا گیا تھا۔ اتفاق سے اس دن ہوٹل میں انگریزی رقص اور ویسٹ ڈرامہ کا کھیل ہونے والا تھا جس کے لئے تماشائی کافی تعداد میں جمع ہو چکے تھے۔ لیکن کھیل کا سارا سامان مس روفو کے کمرہ میں مقفل تھا۔ لہذا اس کے اس طرح اچانک اور بلا اطلاع چلے جانے کو بہت محسوس کیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ سے تین روز قبل جناب میاں صاحب ہوٹل مذکور میں چائے پینے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اس وقت ان سے مس روفو کا تعارف ہوا تھا۔ اور وہ اس سے دیر تک باتیں کرتے رہے اس کے بعد بھی ان کی طرف سے پیغام آتے رہے۔ جن کا لانے والا وہی شخص تھا۔ جو واقعہ کے روز میاں صاحب کے ساتھ والی موٹر میں شوفر کے ہمراہ بیٹھا ہوا دیکھا گیا۔

اس کے بعد مس روفو ۳ر مارچ کو ہوٹل میں آئی مالک کے دریافت کرنے پر اس نے بتلایا کہ جناب میاں صاحب نے مجھے ملازم رکھ لیا ہے۔ اور چند لڑکیوں کی تربیت کا کام میرے سپرد کیا ہے۔ کھانے اور سکونت کی نسبتاً بہتر آسائشوں کے علاوہ اسی روپے ماہوار تنخواہ مقرر کی ہے۔ حالانکہ ہوٹل میں صرف تیس روپے ماہوار ملتے تھے۔ اس کے بعد اس نے اپنا کمرہ کھولا اور اپنا سامان لیکر چلی گئی۔

اسی سسل ہوٹل میں گزشتہ سال جناب میاں صاحب کشمیر کمیٹی کے اجلاس منعقد کرتے رہے ہیں ہر اجلاس پر ان کی طرف سے ممبروں کو چائے کی پرتکلف دعوت دی جاتی تھی۔ مس روفو کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ایک خوبصورت نوجوان اطالوی عورت ہے ہوٹل میں اس کی موجودگی گاہکوں کی کشش کا باعث تھی۔ ہوٹل کے مالک کا نام منظور الحمود ہے۔ ان کے بیانات سے جو اخبارات میں شائع ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مس روفو کے اچانک فرار سے ہوٹل کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ کیونکہ سارا انتظام درہم برہم ہو گیا ہے۔ اپنے بیان میں انہوں نے قانونی چارہ جوئی کرنے کا بھی اشارہ کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر جناب میاں صاحب مجھے کہتے تو میں مس روفو کو خود قادیان چلے جانے کی ترغیب دیتا۔

اس واقعہ کے متعلق بعض لوگوں نے ہم سے بھی دریافت کیا لیکن اس بارہ میں ہماری معلومات ایک عام اخبار بین شخص سے زیادہ نہیں ہیں۔ اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی بعض مقامی اخبارات میں شائع شدہ تحریروں کا خلاصہ ہے۔ لیکن ان اخبارات کی روش کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی ان تحریروں پر فی الحال پورا اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ممکن ہے کہ یہ واقعہ سرے سے ہی غلط ہو یا اس کو مبالغہ آمیز صورت میں شائع کیا گیا ہو۔ مگر ہمیں اس پر حیرت ہے کہ اس افواہ کا چرچا ہوئے کافی دن گزر گئے ہیں۔ آج (۱۰ر مارچ) تک جناب میاں صاحب اور ان کا اخبار "الفضل" بالکل خاموش ہیں۔ ان کی اس خاموشی کی وجہ سے لوگوں کو یہ کہنے کا موقعہ مل گیا ہے کہ اگر اخبارات کا بیان غلط ہوتا تو یقیناً تردید کر دی جاتی اس لئے ہم جناب میاں صاحب کی خدمت میں یہ مخلصانہ مشورہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ وہ اپنا ایک بیان شائع کر کے ان ناگوار اور ناگفتہ بہ چہ میگوئیوں کا خاتمہ کر دیں۔ جو آج کل پبلک میں نہایت کثرت سے ہو رہی ہیں۔

واقعہ صحیح ہو یا غلط لیکن اخبارات میں جس طریق پر اس کا چرچا کیا جا رہا ہے وہ یقیناً ناپسندیدہ اور خلاف اخلاق ہے۔ "اطالوی حسینہ" جیسی بازاری نظمیں لکھنا اور شائع کرنا ان کے اپنے سوقیانہ پن اور غیر شریفانہ اطوار کا ثبوت ہے۔ با اصول صحافت ذاتیات پر اس طرح بحث کی اجازت نہیں دے سکتی۔ مگر جو اخبارات اس فعل کے مرتکب ہو رہے ہیں وہ ہمیشہ سے آئین اخلاق و صحافت کی خلاف ورزی کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے انہیں کچھ کہنا فضول ہے البتہ ہر ایک شریف آدمی ان کی اس روش پر اظہار بیزاری و ملامت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ہم قارئین "پیغام صلح" اور ہر ایک شریف شخص کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ ہرگز اس واقعہ کو کوئی اہمیت نہ دیں۔ ذاتی معاملات کو ان کی حد سے بڑھانا سخت غلطی ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص ایک یورپین نوجوان عورت کو اپنے بچوں کی گورنس کی حیثیت سے یا کسی اور غرض سے ملازم رکھ لیتا ہے تو یہ اس کا ایک ذاتی فعل ہے جسکو اسی حد تک میں دیکھنا چاہئے۔ ہاں اگر اس میں کسی کو کوئی قباحت نظر آئے تو وہ اسکو شریفانہ اور مخلصانہ طور پر جتلا سکتا ہے۔

مغربی تہذیب کی اخلاق سوزیاں

مغربی تہذیب انسانیت کے لئے زبردست لعنت ثابت ہو رہی ہے۔ یہ شیطانی تہذیب الحاد و لامذہبی اور بے حیائی و نفس پرستی کی گود میں پلی ہے۔ ایک طرف اس نے بیشمار انسانوں اور قوموں کو روحانی طور پر تباہ کر دیا ہے۔ دوسری طرف یہ اولاد آدم کے اخلاق حسنہ کو برباد کر کے اس کو بے حیائی و حیوانیت کے غار میں دھکیلنے پر تلی ہوئی ہے۔ عریانی و فحش کاری اس کی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے۔ یورپین اور مغرب زدہ عورتیں نیم عریاں تو ہر جگہ ہو چکی ہیں۔ لیکن اکثر مغربی ملکوں میں عریانی کے کلب بھی باقاعدہ قائم ہیں۔ جہاں بے شمار مرد عورتیں مادر زاد برہنگی کی حالت میں جمع ہو کر کھیلتے کودتے۔ گاتے بجاتے اور کھاتے پیتے ہیں۔ فرانس وغیرہ میں تو ان کلبوں کے باہر بھی قریب قریب یہی حالت ہے۔ لباس برائے نام رہ گیا ہے جناب خلیفہ قادیان نے گزشتہ دنوں خطبہ عید الفطر میں اپنے سفر یورپ کا ایک مشاہدہ بیان فرمایا ہے کہ:-

"جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں۔ مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقعہ نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب سے جو میرے ساتھ تھے کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آ سکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے ایک اوپرا میں لے گئے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپرا سینما کو کہتے ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے۔ جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے اس لئے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں میں نے چودھری صاحب سے کہا کیا یہ ننگی ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں ...... اسی طرح ان لوگوں کے شام کی دعوتوں کے گاؤن ہوتے ہیں نام تو ان کا بھی لباس ہوتا ہے مگر اس میں سے جسم کا ہر حصہ بالکل ننگا نظر آتا ہے۔" (الفضل ۲۰ر فروری ۱۹۳۴ء)

یہ تو آج سے قریباً دس برس قبل کی کیفیت ہے۔ اب تو مغربی تہذیب کی اخلاق سوزیاں بہت زیادہ ہو گئی ہیں۔ اس زمانہ میں تو غالباً عریاں کلب بھی قائم نہ ہوئے تھے۔ ورنہ اس سے بھی زیادہ شرمناک اور حیا سوز مناظر جناب میاں صاحب کے دیکھنے میں آتے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ تمام عالم اسلام کو مغربی تہذیب کی ان خرافات سے محفوظ رکھے۔

اخبار پرتاپ و پرکاش کی اشتعال انگیزیاں

آریوں کے مشہور بدزبان اخبار پرتاپ نے از سر نو شرانگیزی کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور کئی ہفتوں سے وہ اپنی قریباً ہر اشاعت میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دل آزار مضامین اور خبریں شائع کر رہا ہے۔ اس نے اخبار ... ناپاک مضمون کا ترجمہ بھی چھاپا ہے اور اس کی خوب خوب تعریف کر کے اپنے خبث باطن کا ثبوت دیا ہے

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

میں نے پچھلے مضمون میں اس اہمیت کا ذکر کیا تھا جو غیروں کی نظر میں ہمارے اس سلسلہ اور ہماری اس جماعت کو حاصل ہے لیکن جس شخص یا جماعت کو کوئی اہمیت حاصل ہوگی اسی قدر اس کی ذمہ داری بھی بڑھ جائیگی۔ آج کل جو یورپ میں مذہبی لٹریچر نکل رہا ہے اس میں جہانتک احمدیت کا تعلق ہے ذیل کے امور صاف نظر آتے ہیں جیسا کہ گزشتہ مضمون کے اقتباسات سے معلوم ہوا ہوگا

اول۔ یہ کہ احمدیہ جماعت مسلمانوں میں ایک واحد جماعت ہے جس کے سامنے خالص تبلیغی کام ہے۔

دوم۔ یہ کہ مسلمانوں میں جس قدر جماعتیں تبلیغی کام کرنے والی ہیں ان میں احمدیت سب سے آگے ہے۔

سوم۔ یہ کہ احمدیت بالخصوص عیسائیت کی زبردست رَو کو روکنے کے لئے نکلی ہے اور وہ نہ صرف اس رَو کو روک رہی ہے بلکہ عیسائیت کے خلاف جارحانہ کارروائی کر رہی ہے۔

چہارم۔ یہ کہ اس مقابلہ اور تبلیغ میں احمدیت کو نمایاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔

پنجم۔ یہ کہ لاہور کی جماعت کے نہ صرف خیالات اور عقائد ہی مسلمانوں میں زیادہ مقبول ہیں بلکہ دونوں احمدی فریق میں سے وہ زیادہ کام کرنے والی جماعت ہے۔

شاید اس آخری فقرہ سے کہ لاہور کی جماعت زیادہ کام کرنیوالی جماعت ہے بعض لوگوں کو تعجب ہوگا۔ لیکن تعداد کے لحاظ سے خواہ ہم کتنے ہی تھوڑے ہوں اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ کام کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو تبلیغ کے کام میں لاہور کی جماعت میں ایک خاص وسعت و قوت نظر آتی ہے تبلیغ کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا کام لٹریچر کا پیدا کرنا ہے اور یہی وہ ہتھیار تھا جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے مسیح کو دیا اور یہی چیز جماعت لاہور کی سب سے نمایاں خصوصیت ہے۔ جس قدر لٹریچر جماعت لاہور نے پیدا کیا اس قدر قادیان کی جماعت باوجود اپنی بھاری کثرت کے نہیں کر سکی۔ پھر وہ لٹریچر خدا کے فضل سے اس قدر مقبول ہوا کہ پچیس سے زیادہ مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو گئے۔ پھر خود قرآن شریف کے یورپ کی تین زبانوں میں ترجمے کر دیئے گئے انگلستان کے بعد جرمنی میں اور جرمنی کے بعد ڈنمارک میں مشن قائم کر دیئے گئے اور اب ہسپانیہ میں بنیاد رکھنے کی تیاری ہے۔ برلن میں قریباً ایک ہی وقت دونوں جماعتوں نے مسجد کی بنائی شروع کی تھی لیکن جماعت قادیان اس کام کی تکمیل کو نہ پہنچا سکی۔ اور اس زمین اور عمارت کو اسے فروخت کرنا پڑا۔ جماعت لاہور نے مسجد کو نہایت اعلیٰ [illegible] سے اس کام کو تکمیل کو پہنچایا۔ تعلیمی لحاظ سے بھی جماعت لاہور کی کوشش سے دو نئے ہائی سکول قائم ہو گئے لیکن قادیان میں صرف ایک ہائی سکول ہے۔ جو اختلاف سے پہلے کا بنا ہوا ہے۔ اور یہ سب کچھ باوجود اس کے کہ جماعت لاہور کو افراد کے لحاظ سے جماعت قادیان سے کچھ نسبت نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں تو کسی کے مسلمان کہلانے کے لحاظ سے اور نہ احمدی کہلانے کے لحاظ سے خاص عزت ہے بلکہ جو کرتا ہے عزت بھی اسی کی ہے وہ کام کے لحاظ سے ہی ہے۔ اسی امر کی طرف میں نے جناب قادیان کو توجہ دلائی تھی۔ کہ اگر ان کی توجہ منتشر ہو کر کچھ ہماری بدگوئی پر اور کچھ سیاسیات پر صرف نہ ہوتی تو وہ ہم سے دس گنا کام آسانی سے کر سکتے تھے اور آج تبلیغ اسلام کے تین چار مشنوں کی جگہ تیس چالیس مشن نظر آ سکتے تھے۔ اور قرآن کریم کے تراجم بھی تیس چالیس زبانوں میں نظر آ سکتے تھے۔ مگر جس قوم کی جو ذہنیت پیدا ہو جائے اسے کون بدلے۔ ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ بدگوئی اختیار کرنے کے لئے یہ عذر پیش کیا ہے کہ چور اور ڈاکو کو چور اور ڈاکو کہنا بدگوئی نہیں ہے "بدگوئی کا الزام تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی چور اور ڈاکو ان لوگوں کو جن پر اس کی چوری اور ڈاکہ زنی ثابت ہو چکی ہو یہ کہے کہ تم مجھے چور اور ڈاکو کہکر بدگوئی کے مرتکب ہو رہے ہو"

بہت خوب! خوشی سے ہمارے دوست اس کام میں لگے رہیں۔ لیکن "زمیندار" اور خون کے پیاسے لکھنے والے بھی یہی عذر کرتے ہیں۔ میں جس بات کی طرف اپنے احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس رستہ پر کوئی قوم یا کوئی شخص اپنے آپ کو ڈال لے پھر وہی اس کو اچھا معلوم ہونے لگتا ہے۔ بدگوئی کرنے والوں کو بدگوئی محبوب معلوم ہوتی ہے۔ سعی اور جدوجہد کرنے والوں کو محنت اور کوشش ہی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ مطالعہ کی عادت والوں کو مطالعہ ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ سستوں اور کاہلوں کو سستی اور کاہلی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں وقت پر اپنی خبر لینی چاہیئے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم میں ۔ بہتر یہ ہے کہ ہم کسی کی بدگوئی کو بھی اپنی عادت نہ بنائیں اور نہ سستی اور کاہلی کو اپنی عادت بننے دیں۔ لیکن جہاں ان میں سے پہلی بات کے متعلق مجھے خوشی ہے کہ ہماری جماعت کا قدم خدا کے فضل سے اس بارے میں عموماً صواب پر رہا ہے لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم کے ماتحت موقعہ پر یا کسی جوش کے وقت بے موقعہ کوئی کلمہ کسی کے منہ سے نکل جائے تو علیحدہ بات ہے لیکن دوسری بات کے متعلق مجھے اطمینان نہیں اور بسا اوقات یہ خیال آتا ہے کہ ہماری جماعت کے بہت سے دوست ابھی اس پہلو میں کمزور ہیں۔

جو اہمیت ہماری قوم کو اس وقت خدا کے فضل سے حاصل ہوئی ہے اس کا اگر صحیح احساس ہمارے دلوں میں ہو تو ہمیں اس پر فخر کرنے کے بجائے اسے ترقی دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ جو کچھ ہوا خدا کے فضل سے ہی ہوا۔ مگر خدا کا فضل بھی سعی اور جدوجہد پر ہی نازل ہوتا ہے۔ ان لیس للانسان الا ما سعیٰ و ان سعیہ سوف یریٰ کے پاک اصول کو کبھی بھولنا نہ چاہیئے مگر مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت میں بہت تھوڑے ایسے احباب ہیں جو پورے جوش کے ساتھ سعی اور عمل میں مصروف ہیں اگر ہم صرف ایک سو آدمی ہوں اور سو کا سو ہی سعی اور عمل میں مصروف ہو تو اس سے بہتر ہے کہ دو سو میں سے نصف کاہل اور سست ہوں۔ اس لئے کہ ان کی سستی کا اثر کام کرنے والوں پر بھی پڑتا ہے۔ ہمیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اس وقت خدا اور اس کے رسولؐ کی ایک عظیم الشان امانت ہمارے سپرد ہے۔ یعنے دین اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا۔ اور خدا کے کلام کو مختلف قوموں تک ان کی اپنی زبانوں میں پہنچانا۔ اس عظیم الشان امانت کا حق یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص جو اس جماعت میں شامل ہوتا ہے اس کے مدنظر سب سے بڑھکر اور سب سے پہلے یہ بات ہو کہ میں کن کن ذرائع سے خدا کے دین کی نصرت کر سکتا ہوں۔

بہت لوگ ہیں جو محض توجہ نہ کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو بیکار اور سست بنا لیتے ہیں۔ اگر ہمارے دلوں میں یہ فکر ہو کہ یہ ایک کام ہے جس کا بوجھ ہمارے سروں پر ڈالا گیا ہے تو اس کو ترقی دینے کے بیسیوں رستے وقتاً فوقتاً ہمارے سامنے آتے رہیں گے بلکہ اگر ہماری توجہ ہو اور کوئی رستہ نہ ملے تو ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی سے گرینگے۔ کہ اے خدا تو اپنے دین کو ترقی دینے کا کوئی رستہ ہمارے سامنے کھول دے۔ اور ایسی دعا اگر فی الواقع اضطرار کی حالت میں دل سے نکلے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔ پھر اگر سینکڑوں نہیں ہزاروں دلوں سے یہ دعا نکلے تو ناممکن ہے کہ اثر پیدا نہ کرے میں اپنے احباب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کا تجربہ کر کے دیکھیں کہ ایک سال بھر سب کے سب تہجد میں یا اور نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کے دعائیں کریں کہ اے خدا تو خود ہی اس بوجھ کے اٹھانے میں ہماری مدد فرما۔ ایسی دعائیں یقیناً اللہ کی نصرت کی جاذب ہونگی۔ اور ہماری مشکلات کو دور کر دینگی۔

یہ تو میں نے کہا کہ لاہور کی احمدیہ جماعت نے یہ ہمت دکھائی کہ نامساعد حالات کے پیش آنے پر یہ نہ کیا کہ قادیانی جماعت کی طرح مسجد کو چھوڑ دیتی۔ اور ان کے عزم پر ہی اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا فضل کیا کہ اس مسجد کے مکمل کر دینے میں ان کو کامیاب کیا۔ مگر اب ہمارے احباب کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کام انہوں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اسے اب بگڑنے نہ دیں۔ اس وقت ملک کی اقتصادی حالت بیشک بہت بری ہے۔ اور ہم پر بھی اس کا اثر ہے مگر پونڈ کی قیمت مارک کے مقابلہ میں گر جانے سے ہماری ساری تخفیف کی کوششوں کے باوجود برلن مشن کے اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں سے ایک قربانی اور ایک جدوجہد چاہتا ہے۔ قربانی اپنے مال کی کہ خاص اس مشن کے لئے خدا کے رستے میں کچھ رقم خرچ کی جائے۔ اور جدوجہد اس امر کے لئے کہ جہانتک ممکن ہو اس کام کے لئے خدا کی نصرت کے دروازے کھٹکھٹائے جائیں۔ یہ وقت کارکنوں پر خاص طور پر مشکلات کا ہے۔ اگر ہمارے سب بھائی جہاں کہیں بھی ہیں اس فکر میں شامل ہو جائیں جو منتظمین کو ہے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ان مشکلات کو ختم کر دے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ جماعت کا ایک ایک فرد اس وقت پوری قوت سے اٹھے اور اس بات کا عزم کرے کہ ہم نے برلن مسجد کو آباد اور جرمن مشن کو قائم رکھنا ہے خواہ اس کیلئے کتنا بھی مال خرچ کرنا پڑے۔ اور کتنی بھی جدوجہد کرنی پڑے

خاکسار

(محمد علی)

آیت استخلاف

اور

مسئلہ خلافت پر ایک نظر

(۳)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

تین متنازعہ فیہ باتوں کی مزید توضیح

اس آیت استخلاف میں تین باتیں متنازعہ فیہ ہیں جن کی مزید توضیح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

(۱) ایک تو لیستخلفنھم کے فاعل پر جھگڑا ہے۔

(۲) دوسرے لیستخلفنھم کے مفعول پر جھگڑا ہے۔

(۳) ومن کفر بعد ذالک سے کون لوگ مراد ہیں اس پر جھگڑا ہے۔

ان امور کے فیصلے کے لئے خود قرآن پر ہی تدبر کرنا چاہئے۔ اور اسی لئے میں نے تمام وہ آیتیں جن میں خدا نے انسان کو خلافت کا انعام عطا فرمانے کا ذکر کیا ہے جمع کر دی ہیں۔ جو اوپر عرض کی جا چکی ہیں اور ان کے حوالے بھی دیدیئے ہیں۔ انہیں پھر پڑھو انشاء اللہ تعالیٰ تمام مشکلیں حل ہو جائیں گی۔

(۱) لیستخلفنھم کا فاعل

لیستخلفنھم کا فاعل خدا ہے۔ یہ تو مسلّم ہے بلکہ قرآن میں ہر جگہ خلیفے بنانے کا فعل خواہ وہ خلافت قومی ہو یا نوعی یا شخصی ہو خدا نے اپنی طرف ہی منسوب کیا ہے۔ لیکن سوائے **شخصی خلافت** کے جو نبی اور مامور من اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ نوعی اور قومی خلافت کا فاعل ہر جگہ اللہ تعالیٰ بواسطہ اسباب ہے۔ وحی کے ذریعہ نہیں شخصی خلافت چونکہ بذریعہ وحی الٰہی ہوتی ہے اور اسباب کو اس میں دخل نہیں اس لئے اس کا پانے والا خلیفۃ اللہ کہلانے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن اس کے سوا نوعی یا قومی خلافت جو محض اسباب کے ماتحت انسان کو ملتی ہے کسی شخص یا قوم کو خلیفۃ اللہ کہلانے کا مستحق نہیں ٹھیراتی۔ ایک شخص کو خدا نے انسان بنایا اور اس طرح وہ بحیثیت اپنی نوع کے زمین میں خلیفہ ہے۔ ایک قوم کو خدا نے برسر حکومت کر رکھا ہے وہ بحیثیت قوم کے زمین میں خلیفہ ہے۔ یہ دونوں اپنی اپنی جگہ خلافت کو پانے والے ہیں۔ اور ان کے استخلاف کا فاعل خود خدا ہے۔ لیکن باایں ہمہ وہ خلیفۃ اللہ نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ وہ بذریعہ وحی خلیفہ نہیں بنے بلکہ بذریعہ اسباب بنے اگر ایک مسلمان بادشاہ یا احمدی قوم کا مقتدا جو اسباب کے ماتحت اپنے منصب پر پہنچا ہے یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ مجھے خدا نے بادشاہ بنایا یا جماعت کا مقتدا بنایا تو ایک عیسائی بادشاہ بھی کہہ سکتا ہے کہ مجھے خدا نے بادشاہ بنایا۔ اور سکھوں کا گرو بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ مجھے خدا نے سکھوں کا مقتدا بنایا۔ اور ایسا کہنے میں وہ حق پر ہیں کیونکہ ہر چیز کا مسبب الاسباب وہ ذات پاک خود ہے۔ اور یہ بڑی اعلیٰ درجہ کی معرفت ہوگی۔ کہ انسان اسباب کے پردوں سے آگے نکلکر مسبب حقیقی کے ہاتھ کو محسوس کرے۔ اس میں کسی جماعت کے پیشوا کی خصوصیت کوئی نہیں۔ ایک ڈاکٹر کہہ سکتا ہے کہ مجھے خدا نے ڈاکٹر بنایا ہے۔

خلیفہ قادیان کی بے معنے تعلّی

پس خلیفہ قادیان کا جو بذریعہ اسباب خلیفہ بنے ہیں بار بار تعلّی کرنا کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے بالکل ایک بے معنی بات ہے پوپ بھی کہہ سکتا ہے کہ مجھے خدا نے پوپ بنایا ہے۔ ہر چیز جو اسباب کے ماتحت ایک نعمت کی وارث ٹھیرتی ہے وہ اس نعمت کے دینے والے کی طرف اپنی نعمت کو منسوب کرنے کا حق رکھتی ہے۔ اور یہ ایک شکرگزاری کا طریق ہے۔ اس میں خصوصیت کیا ہے۔ جس کے متعلق شیخی بگھاری جائے۔

قرآن سے ایک مثال

خود قرآن میں مشرکین مکہ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:- امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالٰہ مع اللہ۔ قلیلا ما تذکرون (پ۲۰ - ع۱) اے مشرکین مکہ کون ہے جو مضطر کی جب وہ اسے پکارتا ہے دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور دکھ دور کر دیتا ہے۔ اور تمہیں زمین میں **خلفا بناتا ہے** کیا کوئی اور بھی اللہ کے ساتھ معبود ہے۔ تھوڑا ہے جو وہ نصیحت قبول کرتے ہیں؟ اب دیکھو یہاں مشرکین مکہ کی خلافت کا فاعل جناب باری خود اپنی ذات کو بتاتے ہیں۔ اور بڑا زور دیتے ہیں کہ کیا کوئی ہمارے سوا اور بھی معبود ہے۔ جو تمہیں زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔ ہرگز نہیں تو اب فرمایئے کہ میاں محمود احمد صاحب اور ان کی جماعت کے استدلال کے مطابق کیا ابوجہل اور ابولہب کو حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو خلیفۃ اللہ کہتے اور اپنے منکروں اور مخالفوں کو نعوذ باللہ "فاسق" اور "ابلیس" ٹھیراتے۔ خدا سے ڈرو۔ محض اپنی خلافت کا ڈھونگ رچانے کے لئے قرآن کی آیات کے وہ معنے نہ کرو جس کی زد میں حضرت نبی کریم صلعم اور تمام صحابہ کرامؓ کی ذات بابرکات آ جائے۔ لاہوری پیغامی "فاسق وابلیس" بنیں گے تو ساتھ ہی بڑے بڑے بزرگ اور خدا کے محبوب بھی نعوذ باللہ اسی گروہ میں آ شامل ہوں گے۔

(۲) لیستخلفنھم کا مفعول

لیستخلفنھم کا مفعول کون ہے؟ ظاہر ہے مسلمانوں کی قوم جیسا کہ فرماتے ہیں وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت کہ اللہ وعدہ کرتا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اب یہاں کل مسلمانوں کی قوم سے خلافت ملنے کا وعدہ ہے کسی خاص شخص سے وعدہ نہیں ہے۔ اگر شخصی وعدہ ہے تو کیا آنحضرت صلعم کے زمانہ میں حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے سوا، اور کوئی صاحب ایمان و اعمال صالحہ شخص نہ تھا۔ نعوذ باللہ ایسا عقیدہ تو شیعوں اور خارجیوں سے بھی بدتر عقیدہ ہوگا اور تیرہ سو سال میں خیر نبی تو کوئی نہ بنا۔ کہدینگے کہ نبوت کا کمال نہ حاصل ہوا مگر کیا ایمان و اعمال صالحہ بھی کسی مسلمان کو نصیب نہ ہوا۔ اس لئے کہ انفرادی طور پر خلافت پانے والے بھی اکا دکا ہی نظر آتے ہیں۔ کیا مسلمانوں کے بادشاہوں یا مجددین کے سوا مسلمانوں میں کوئی صاحب ایمان و عمل صالح گزرا ہی نہ تھا؟

اس سے بڑھکر واقعات کا انکار ممکن نہیں۔ بلکہ بعض بادشاہ تو بدعمل ہوئے ہیں۔ پس یہ غلط ہے۔ یہ شخصی وعدہ نہیں **بلکہ قومی وعدہ ہے** یعنے خلافت کا وعدہ قوم سے ہے جیسا کہ خود حضرت موسیٰ اپنی قوم سے فرماتے ہیں جن کی قوم سے اس آیت میں خاص طور پر مماثلت ہے کہ عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون (پ۹ - ع۵) کہ نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین میں خلیفہ بنائے پھر وہ دیکھیگا کہ تم کیسا عمل کرتے ہو"۔ میں قومی خلافت کے عنوان کے نیچے دس آیات لکھ آیا ہوں جن میں سے ہر ایک آیت میں کسی قوم کو جب بھی اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے یا اس سے وعدہ خلافت کیا ہے تو وہاں سوائے اس کے کوئی معنے نہیں ہو سکتے کہ وہ قوم زمین کی اب وارث ہوگی۔ اور خدا کے ظاہری و باطنی نعما کو پانے والی ہوگی اور یہی یہاں مراد ہے۔ یہ مسلمانوں کی قوم سے وعدہ تھا۔ کہ تم کو اب خدا زمین کا وارث بنائے گا۔ اور ہر ایک قسم کی ظاہری و باطنی نعماء سے بہرہ یاب کرے گا۔ تمہارے دین کو مضبوط کرے گا۔ تمہارے خوف کو امن سے بدلے گا۔ یہ کسی شخص واحد سے وعدہ نہیں قوم سے وعدہ ہے۔ پس لیستخلفنھم میں مفعول مسلمانوں کی قوم ہے کوئی شخص واحد نہیں۔

(۳) ومن کفر بعد ذالک سے کون لوگ مراد ہیں؟

ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفٰسقون۔ میں یہ امر متنازعہ فیہ ہے کہ من کفر کے مصداق کون لوگ ہیں۔ کفر کا لفظ قرآن میں مذہبی اصطلاح میں دو معنوں میں استعمال ہوا ہے ایک بمعنی انکار دوسرے بمعنی ناشکری انکار کے معنے تو یہاں نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ **اول** تو خلافت داخل ایمانیات نہیں کہ اس کا ضد کفر بمعنی انکار ہو۔ **دوم** کفر کے بعد **بھم** نہیں کہ کسی خاص شخص یا قوم کا انکار اس سے نکل سکتا۔ **سوم** یہاں کسی عقیدے پر بحث نہیں بلکہ وعدوں کے رنگ میں ایک انعام دینے کا ذکر ہے اور انعام پانے کے مقابلہ میں جب کفر کا لفظ آئے گا تو ہمیشہ بمعنی ناشکری آئے گا۔ نہ کہ بمعنی انکار جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید (پ۱۳ ع۱۴) اگر شکر کروگے تو میں ضرور ضرور تم کو زیادہ دوں گا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو پھر بیشک میرا عذاب بھی سخت ہے **چہارم** یہاں قوم کو خلافت کا وعدہ دیا جا رہا ہے اور کسی قوم کی خلافت یا سلطنت کا انکار کرنا کسی کو فاسق نہیں بنا دیتا **پنجم** اس آیت کو جب ہم قرآن کی دوسری آیات کی روشنی میں پڑھتے ہیں جن میں قوموں کو خلافت دینے کا ذکر ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان قوم کے ایمان اور اعمال صالحہ بجا لانے پر جہاں ایک طرف خلافت یعنے زمین میں وارث بننے کے انعام کا وعدہ فرمایا ہے تو دوسری طرف ناشکری اور بدعہدی پر اس انعام کے چھن جانے کے وعید سے ڈرایا ہے۔ جیسا کہ دوسری آیات قرآنی سے اس پر روشنی پڑتی ہے۔

پہلی مثال

ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ھو الذی جعلکم خلٰئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت لیبلوکم فی ما اٰتٰکم ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور الرحیم (پ۸ ع۶) یعنے وہی تو خدا ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفے بنایا اور تم میں سے ایک کو دوسرے پر بلحاظ درجات کے برتری دی **تاکہ جو کچھ خدا نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے** بیشک تیرا رب جلدی سزا بھی دینے والا۔ اور بے شک وہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا بھی ہے"۔ اس آیت میں صاف طور پر

مذکور ہے کہ انسان کو خلیفہ بنا کر اللہ تعالیٰ آزماتا ہے۔ اگر ناشکری اور بدعہدی کریں تو سزا کی وعید سناتا ہے اور فرمانبرداری اور شکرگزاری کریں تو مغفرت اور رحم کی بشارت دیتا ہے۔

دوسری مثال

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ **ثم جعلناکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون** (پ۱۱۔ ع۷) پھر ہم نے تم کو ان کے بعد زمین میں خلیفے بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ یہاں بھی آیت استخلاف کی طرح خلافت کو ایسے اعمال کے ساتھ مشروط رکھا ہے۔ جو خدا کے منشا کے مطابق ہوں ورنہ خلافت کے چھن جانے کی وعید سنا دی ہے۔

تیسری مثال

ایک اور جگہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بالمخصوص توجہ کے لائق ہے کیونکہ زیربحث آیت استخلاف میں **کما استخلف الذین من قبلھم** فرما کر بوجہ آنحضرت صلعم کے مثیل موسیٰ ہونے کے موسیٰؑ کی قوم سے خاص طور پر مماثلت بیان فرما دی ہے۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ سے فرعون کی ایذاؤں کی شکایت کرتے ہیں۔ اس پر حضرت موسیٰؑ فرماتے ہیں۔ **عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون** (پ۹۔ ع۵) نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دے گا۔ اور تم کو زمین میں خلیفے بنائے گا۔ اور پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ خلافت کا برقرار رہنا تمہارے اعمال پر منحصر ہوگا۔ اس **فینظر کیف تعملون** کی دوسری جگہ خود حضرت موسیٰؑ کی زبان سے قرآن تفسیر کرتا ہے۔ فرماتا ہے۔ **و اذ قال موسیٰ لقومہ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ انجٰکم من اٰل فرعون یسومونکم سوء العذاب ویذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم وفی ذالکم بلاء من ربکم عظیم ۝ واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ۝ وقال موسیٰ ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید** (پ۱۳۔ ع۱۳)

اور جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہ یاد کرو اللہ کی **نعمت** کو جو تم پر ہوئی جبکہ اس نے نجات دی تم کو فرعون کے لوگوں سے جو تم کو سخت عذاب دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔ اور جبکہ جتلا دیا تھا تمہارے رب نے کہ اگر تم شکر کروگے تو میں ضرور ضرور تم کو اور زیادہ دونگا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو بیشک میرا عذاب بہت سخت ہے اور موسیٰؑ نے کہا کہ اگر تم اور زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب **ناشکری** کریں تو یاد رکھو بیشک اللہ بےنیاز اور تعریف والا ہے‘‘ ظاہر ہے کہ اس آیت میں اسی نعمت کا ذکر ہے۔ جو **عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض** میں مذکور ہے۔ یعنے دشمن کی ہلاکت اور خلافت کا انعام۔ اور **فینظر کیف تعملون** کے مقابل میں **لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید** بیان ہوا ہے۔ یعنے تمہارے عمل دیکھے جائیں گے اگر عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ تم خدا کی اس نعمت کا شکر کرتے ہو اور اس کی منشا کے مطابق کام کرتے ہو تو یہ خلافت کی نعمت اور زیادہ بڑھتی جائیگی لیکن اگر عمل سے یہ ظاہر ہوا کہ ناشکرگزار ہو اور خدا کا عہد توڑتے ہو تو پھر نہ صرف یہ نعمت چھین جائے گی بلکہ عذاب کے بھی مستحق ٹھیرو گے۔ ٹھیک اسی طرح آیت **استخلاف میں مسلمانوں کے لئے خلافت کا انعام عمل کے ساتھ وابستہ کیا ہے** اور اس انعام کی شرائط توڑنے اور کفران نعمت کے مرتکب ہونے پر ان کو فاسقون یعنی عہدشکنوں اور نافرمانوں کے ذیل میں لکھا ہے اور ان کے لئے بھی وہی سزا مقرر فرمائی ہے۔ جو ایسے لوگوں کی ہوا کرتی ہے۔ یعنے سلب نعمت اور عذاب۔

چوتھی مثال

ایک اور آیت بھی عرض کئے دیتا ہوں جس سے صاف نظر آتا ہے کہ **من کفر بعد ذالک** میں مراد وہی لوگ ہیں جنھیں خلافت دی گئی تھی۔ فرماتے ہیں **ھو الذی جعلکم خلٰئف فی الارض فمن کفر فعلیہ کفرہ** (پ۲۲ ع۱۴) وہی تو خدا ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفے بنایا پس جو کفر یعنے ناشکری کرے گا۔ پس اس کفر یعنے ناشکری کا وبال خود اسی پر پڑے گا‘‘ یہاں خدا نے اپنی نعمت کا ذکر فرمایا ہے کہ کسی قوم کو خدا اپنے فضل سے زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔ پھر اگر وہ قوم کفر یعنے ناشکری کرے تو اس کفر یعنے ناشکری کا وبال خود اسی قوم کو ہی بھگتنا پڑتا ہے دیکھ لو وہی قوم جو خلیفہ بنتی ہے وہی **کفر** کی مرتکب ہونے پر عذاب کی مستحق ٹھیر جاتی ہے۔

وعدہ خلافت ایمان اور عمل صالحہ کیساتھ مشروط ہے

الغرض ان آیات کی روشنی میں متنازعہ فیہ آیت **من کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفسقون** کو پڑھنے سے صاف بغیر کسی شک وشبہ کے نظر آتا ہے کہ مسلمانوں سے جو وعدہ خلافت کا کیا گیا تھا وہ ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط تھا۔ کفران نعمت کی صورت میں چونکہ وہ **فسق** یعنے نافرمانی و بدعہدی کے خود مرتکب قرار پائیں گے اس لئے اگر یہ نعمت خلافت ان سے چھن جائے اور اپنے کفران نعمت کا وبال انہیں بھگتنا پڑے تو یہ خدا کی طرف سے بدعہدی نہ ہوگی بلکہ خود ان کا اپنا قصور ہوگا جنھوں نے خدا کے عہد کو توڑ کر خلافت کی نعمت کو ہاتھ سے گنوا دیا۔ کیا آج کل کے واقعات اور تاریخ اسلام آیت استخلاف کی اس تفسیر پر آئینہ کی طرح گواہ نہیں؟ کیا واقعات عالم سے بڑھکر کوئی صحیح تفسیر ہوسکتی ہے؟ جب قرآن کریم کی دوسری آیات اور خود واقعات عالم کسی آیت کی تفسیر پر گواہ ہوں تو پھر اس کی صداقت میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا۔ پس محمودیوں کا لاہوری احمدیوں پر فاسق کا فتوے بار بار دینا محض ان کے حسد اور بغض کا ابال ہے۔ ورنہ اس کے اندر حقیقت کوئی نہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ مومنوں کو ناحق فاسق کہنے والوں کی سزا کہیں یہی تو نہیں کہ کفر کی طرح فاسق کا فتوے بھی پلٹ کر خود ان پر ہی آپڑتا ہو۔ میں مفتی نہیں یہ کسی مفتی سے سوال کرنا چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورے کے متعلق اطلاع

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ عنقریب جماعتوں کے دورے پر تشریف لے جائیں گے (انشاء اللہ) ۱۶ مارچ کو لاہور سے بجانب وزیرآباد روانہ ہونگے۔ اور اسی روز بعد دوپہر وزیرآباد سے سیالکوٹ تشریف لیجائیں گے۔ بعد کا پروگرام حسب ذیل ہے:۔

۱۷۔۱۸۔ مارچ (ہفتہ اتوار)	سیالکوٹ
۱۹ مارچ (پیر)	جہلم
۲۰ مارچ (منگل)	گجرات
۲۱-۲۲ مارچ (بدھ جمعرات)	لائل پور

اسکے بعد ۳۰ مارچ سے ہفتہ عشرہ کیلئے پشاور راولپنڈی اور ہزارہ کا دورہ ہوگا۔

خبریں

— حکومت مصر نے یہودی نمائش میں تعاون کرنے سے انکار کر دیا ہے یہ نمائش تل ابیب (فلسطین) میں منعقد ہونے والی ہے۔

— وزیر مستعمرات انگلستان نے دیوان عام میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ گزشتہ ایک ماہ کے اندر اندر جو یہودی مہاجرین فلسطین میں وارد ہوئے ہیں ان کی تعداد تین ہزار نو سو تین (۳۹۰۳) ہے۔

— سرینگر، ۷ مارچ۔ مسلمانوں کی طرف سے مہاراجہ بہادر کے ولی عہد کے یوم ولادت پر مندرجہ ذیل تار دیا گیا۔

’’شہزادہ ولی عہد کے جنم دن کی تقریب پر ریاست کی وفادار مظلوم، مصیبت زدہ اور پریشان حال مسلم آبادی کی طرف سے ہدیہ مبارکباد قبول فرمائیے۔ براہ کرم وحشیانہ تشدد اور بیدزنی کو ترک کرکے ذمہ دار اسمبلی کے قیام کا مطالبہ منظور فرمائیے کیونکہ ان تمام امراض کا یہی واحد علاج ہے‘‘

— مدراس، ۷ مارچ۔ سر محمد حبیب اللہ صاحب نے ریاست ٹراونکور کے دیوان کا عہدہ سنبھال لیا۔

— صوبہ یو۔پی۔ کے بعض علاقوں میں پلیگ کی وبا شروع ہوگئی ہے۔

— لاہور ۹ مارچ۔ گزشتہ تین روز سے مطلع ابرآلود رہا تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ترشح ہوتا رہا۔ آج صبح چند گھنٹے کے لئے دھوپ نکلی لیکن اس کے بعد پھر مطلع ابرآلود ہوگیا۔ سردی ازسرنو زیادہ ہوگئی ہے۔

— پٹنہ، ۷ مارچ۔ آج وائسرائے اپنے پرائیوٹ سکرٹری کے ہمراہ یہاں تشریف لائے۔

— حکومت برطانیہ نے ۵ کروڑ ۶۵ لاکھ پونڈ اپنے بحری بیڑے پر خرچ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چار نئے کروزر تعمیر کئے جائیں گے۔ ۱۲ جنگی بحری جہازوں کو ازسرنو آراستہ کیا جائے گا۔

— بمبئی، ۷ مارچ۔ سر ڈنشا پیٹٹ کی ہمشیر مسز ہیمابائی مرحومہ نے ساڑھے ستائیس لاکھ روپیہ کی رقم خیراتی کام کے لئے وقف کی ہے یہ رقم صرف پارسی فرقہ کے اغراض ومقاصد پر صرف کیجائیگی۔

— نئی دہلی ۸ مارچ۔ دہلی میونسپلٹی نے بھینسوں پر ٹیکس لگا دیا جس پر گوالوں نے میونسپلٹی کو نوٹس دیدیا کہ اگر اس ٹیکس کو منسوخ نہ کیا گیا تو وہ دودھ کی بہمرسانی ترک کر دینگے اور کسی شخص کی بھینس بھی نہیں دوہیں گے۔

— پنجاب کونسل میں محکمہ آبکاری کے لئے مبلغ دس لاکھ اٹھ ہزار چارسو روپے کے مطالبہ کی مخالفت کرتے ہوئے ایک ممبر نے اس امر پر زور دیا کہ شراب نوشی یک قلم بند کر دینی چاہیئے۔ لیکن سر جگندر سنگھ وزیر زراعت نے حکومت کی طرف سے اس کی سخت مخالفت کی۔ اور کہا کہ حکومت شراب کی فروخت کو بند نہیں کرسکتی

— بمبئی ۸ مارچ۔ مسٹر جسٹس مرزا علی اکبر خاں صاحب آج صبح حرکت قلب کے بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے انا للہ

— صوبہ سرحد کی کونسل کا اجلاس شروع ہے۔

— مدراس ۸ مارچ۔ لنکا کے ساتھ ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کرنے کے لئے انتظام مکمل ہوگیا ہے۔ عنقریب یہ سلسلہ قائم کر دیا جائے گا۔

آپ نے اب تک کتنے خریدار جدید اپنے اخبار کو دئیے؟

(بقیہ صفحہ ۲)

منتشر نہیں کیا۔ اور ایسے مسلک پر گامزن رہی کہ نہ گورنمنٹ کی خوشامد کی۔ نہ اس کی مخالفت۔ اسی سلامت روی کا نتیجہ ہے کہ ہم خدا کے فضل سے اس قدر مفید اور شاندار کام کر سکے ہیں۔ دنیا میں سینکڑوں مفید کام ہیں۔ ہسپتالوں اور تعلیم گاہوں کا بنانا۔ کتب خانوں کا قایم کرنا۔ محتاجوں اور اپاہجوں کی امداد۔ اور اسی قسم کے دوسرے کام بیشک ضروری ہیں لیکن ان کے لئے اور بہت سے لوگ بھی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ صرف اشاعت اسلام ایک ایسا کام ہے جس پر سوائے ہمارے اور کوئی توجہ نہیں کر رہا ہے۔

ایک یورپین مصنف کی آواز

ہمارے مسلمان بھائیوں کی نظر بہت موٹی ہے ان کو نظر نہیں آتا لیکن غیروں کی باریک بین نظروں کو دکھائی دے جاتا ہے ایک یورپین مصنف لکھتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے ایک ایسی جماعت تیار کی جس نے پرانے تنگ خیال ملاؤں اور نئی روشنی کے نیچریوں کے درمیان ایک اعتدال کا مسلک قایم کیا ہے۔ یورپ میں جماعت احمدیہ کے کام کے متعلق لکھتا ہے:۔

"یہ (احمدیت) مغربی اقوام کو اپیل کر سکتی ہے ایسی اپیل جو اس وقت بھی ایک حد تک کامیاب ہو چکی ہے اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ کامیابی کوئی بڑی نہیں تو خود ہندوستان میں بھی جہاں اب مسلمان قوم اس کثرت سے ہے کہ دوسرے کسی ملک میں نہیں اشاعت اسلام کی ابتدا نہایت آہستہ ہوئی تھی۔"

برلن مسجد کی تعمیر

اس وقت میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر انسان خدا کی طرف ایک قدم چلتا ہے تو خدا اس کی طرف دو قدم چلتا ہے۔ اگر انسان خدا کی طرف چلکر آتا ہے تو خدا اسکی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ خدا کے آنے سے مطلب خدا کی نصرت کا آنا ہے۔ اپنی طرف دیکھو ہم بمشکل کوئی قدم خدا کی طرف اٹھاتے ہیں لیکن اس معمولی حرکت پر بھی اس کی اس قدر نصرت ہے کہ دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ سر عبد القادر صاحب نے ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب برلن مسجد کی تجویز اور نقشہ میرے پاس آیا تو میں نے مسلمانوں کی دیگر تجاویز کی طرح اس کو بھی ایک دل خوش کن خواب سمجھا لیکن جماعت احمدیہ کی ہمت بلند نے اس خواب کو حقیقت ثابت کر دیا جو ایک معجزے سے کم نہیں۔

برلن مشن کیلئے مستقل مالی امداد

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بڑی زبردست طاقتیں رکھی ہیں۔ اگر وہ ان کو استعمال کرے تو نہایت عظیم الشان کام کر سکتا ہے۔ آج میں ایک تجویز آپ کے سامنے پیش کر کے ایک مرتبہ پھر آپ کی ہمت کا امتحان کرنا چاہتا ہوں۔ برلن مشن کی مالی مشکلات کا حال آپ کو معلوم ہے۔ اگر اس مشن کے اخراجات کا بار آمد کے موجودہ ذرایع پر ڈالا جائے تو دوسرے کاموں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کوئی علیحدہ مستقل آمد کی صورت پیدا کی جائے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ مشن نہایت مفید اور زبردست کام کر رہا ہے۔ اس کی اہمیت سے غیر از جماعت اصحاب بھی واقف ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس مشن کے لئے برادران جماعت کی مخصوص مالی امدادوں کے علاوہ غیر از جماعت اصحاب سے بھی مستقل مالی امداد حاصل کیجائے جو ماہ بماہ ملتی رہے۔ خواہ وہ کس قدر ہی کم کیوں نہ ہو۔

اس کام کو کس طرح انجام دیا جائے؟

اگر آپ لوگ ذرا ہمت سے کام لیں تو یہ مشکل نہیں۔ بہتر ہوگا کہ دوست کچھ رقمیں اپنے ذمہ لے لیں اور ان کو جلد سے جلد پورا کر دیں یعنے ہر ایک بھائی اپنی ہمت بلند اور اپنے حلقہ اثر کے مطابق کوئی رقم معین کر لے۔ اور اتنی رقم کی مستقل مالی امداد غیر از جماعت اصحاب سے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ہر ماہ وصولی کا انتظام ہم خود کر لیں گے۔ سب سے پہلے سو روپیہ ماہوار کی مستقل مالی امداد میں فراہم کر دونگا۔ اس کے بعد میں لاہور کے اور بیرونی جماعتوں کے دوستوں کو پکارتا ہوں۔ مجھے امید ہے وہ نہایت شوق اور حوصلہ سے حصہ لینگے مطبوعہ اپیلیں دفتر سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اس امر کا خیال رکھا جائے کہ جس قدر رقم اپنے ذمہ لی جائے اس کا انتظام ضرور کر دیا جائے دیگر یہ کہ امداد خواہ کس قدر کم ہو لیکن مستقل صورت میں یعنے ماہوار امداد ہو تاکہ ہم جرمن مشن کی مالی مشکلات سے بے فکر ہو جائیں۔ اور پھر کسی نئے کام کے لئے قدم اٹھا سکیں۔

ہمت بلند سے کام لو

میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمت بلند سے کام لے کر جو دوست ایک بات کا عزم کر لیں گے اللہ تعالےٰ اس کے پورا کرنے کا سامان بھی کر دے گا۔ حدیث میں آتا ہے رب اشعث اغبر لو اقسم علی اللہ لابرہ . . . . . . بہت پراگندہ بالوں والے غبار آلود ہوتے ہیں۔ کہ ایک کام کرنے کے لئے اللہ کی قسم کھا لیں تو اللہ اس کے پورا کرنے کا سامان کر دیتا ہے۔ آؤ آج ہم میں سے بھی وہ لوگ جو خدا کی راہ میں اشعث اغبر ہیں خدا کے دین کو نصرت پہنچانے کے لئے ایک بات کا عزم کر لیں کہ اس قدر اس مد کا حصہ ہم اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو پورا کرنے کا سامان کر دے گا۔

پیغام صلح:۔ اس اپیل کے بعد اسی وقت بہت سے احباب نے مختلف رقوم اپنے ذمہ لیں۔ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے ایک سو ایک روپیہ ماہوار۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے سو روپیہ ماہوار۔ اور ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن نے پچاس روپیہ ماہوار اپنے ذمہ لئے۔ مفصل فہرست انشاء اللہ جلد شایع کی جائے گی۔

مکتوب برلن

موجودہ حکومت جرمنی اور اسلامی اصول

غربا و مساکین کی امداد کے مختلف طریقے

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد اللہ صاحب امام مسجد برلن)

موجودہ حکومت جرمنی کے متعلق مختلف خیالات کا اظہار ہو رہا ہے بعض حکومتیں اور اشخاص اس کی پالیسی کو اچھی نظر سے دیکھتے ہیں اور بعض اس کے بالکل برعکس۔ مجھے اس وقت اس کی پالیسی کے متعلق کچھ نہیں کہنا۔ میں صرف ان چند قوانین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو حال ہی میں اس حکومت نے نافذ کئے ہیں۔ اور جن کا تعلق اسلامی تعلیمات اور اسلامی طریق نظم و نسق سے ہے۔

ازدواجی تعلقات کو بہتر بنانے کی کوشش

موجودہ حکومت نے مذہب کو خاص اہمیت دی ہے اور حتی الوسع لامذہبی کو دور کرنے کی سعی کی جا رہی ہے۔ ازدواجی تعلقات کو بہتر بنانے کی خاص طور پر کوشش کی جا رہی ہے۔ عریانی کی انجمنیں (naked clubs) قانوناً بند کر دی گئی ہیں اور اس بات کا انتظام کیا جا رہا ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں جب سن بلوغت کو پہنچیں تو ان کی شادیاں جلد کر دی جائیں ایسے قوانین نافذ کئے جا رہے ہیں جن کی رو سے اگر کوئی لڑکا یا لڑکی سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد کسی معقول وجہ کے بغیر شادی نہ کرے تو اس پر ایک خاص ٹیکس لگایا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک بالغ لڑکا شادی کرے تو شادی کے بعد اس کی آمدنی کے ٹیکس میں کمی کر دی جائے گی۔ اولاد ہو جانے کی صورت میں ہر بچہ کی پیدائش پر ایک خاص فیصدی کے حساب سے انکم ٹیکس میں کمی کر دی جایا کرے گی۔ غرضیکہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ لوگ سن بلوغت کے بعد ازدواجی زندگی بسر کریں۔ اور موجودہ عیش پرستی اور زنا کاری کی لعنت میں کمی ہو۔ اسی طرح کوشش ہو رہی ہے کہ عورتیں دفتروں اور کارخانوں کی ملازمتیں ترک کر کے گھریلو زندگی اختیار کر لیں۔ اور امور خانہ داری کی طرف توجہ کریں۔ اس بارہ میں کئی متعدد احکام و قوانین نافذ ہو چکے ہیں۔ حکومت جرمنی کی یہ تمام کوششیں عین تعلیم اسلامی کے مطابق ہیں قرآن کریم نے صاف طور پر تعلیم دی ہے کہ مجرد مردوں اور عورتوں کے نکاح کر دو۔

غربا و مساکین کی امداد

دوسری بات جس کا میں خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ غربا اور مساکین کی امداد ہے اور اس غرض کے لئے حکومت نے مختلف تجاویز اور ذرائع اختیار کئے ہیں۔ جن کو پوری سرگرمی سے عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔

اتوار کے کھانے پر ٹیکس

مثلاً چند ماہ ہوئے ایک طریقہ جس کو جرمن زبان میں (Eintopf gericht) کہا جاتا ہے جاری کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مہینہ کے پہلے اتوار کو ہر گھر، ہر ہوٹل، خانہ اور ہر ہوٹل میں اور ہر رسٹورنٹ میں صرف ایک کھانا پکے (یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ اس ملک میں ہر اتوار عید کے طور پر منایا جاتا ہے اس روز لوگ اعلیٰ سے اعلیٰ لباس پہنتے ہیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا کھاتے ہیں) ہوٹلوں اور رسٹورنٹوں میں اس دن یہ حساب ہوتا ہے کہ جس قدر آدمی دوپہر کو کھانا کھائیں اس کی قیمت میں سے ہوٹل والوں کو صرف پچاس فینش (ایک جرمنی سکے کا نام) فی کس ملتے ہیں حالانکہ کھانا کھانے والے عموماً ۵۰ سے ۱۰۰ فینش فی کس ادا کرتے ہیں۔ باقی رقم غربا کی امداد کے لئے حکومت لے لیتی ہے۔ اس طرح ہر ماہ لاکھوں روپیہ جمع ہو جاتا ہے۔ اس دن حکومت کے محصل مختلف علاقوں میں جا کر اس فنڈ کے لئے رقم جمع کرتے ہیں۔

خرید و فروخت پر ٹیکس

دوسرا طریقہ جو غربا کی امداد کے لئے جاری کیا گیا ہے یہ ہے کہ سب دکانوں پر حکومت کی طرف سے مہر بند بکس رکھے گئے ہیں ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ ہر شخص جو کسی دکان سے کوئی چیز خریدے وہ اس چیز کی قیمت کا ایک فیصدی اس بکس میں غربا اور مساکین کی امداد کے لئے ڈالدے مثلاً کوئی شخص کسی دکان سے ایک سو فینش کی چیز خریدتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ ایک فینش اس بکس میں لازماً ڈالے۔ اس طریقہ سے بھی لاکھوں روپیہ ہر ماہ جمع ہو جاتا ہے۔

سرمایہ داروں سے اعانت

غریبوں کی امداد کے لئے تیسرا طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ جن لوگوں کے بنکوں اور ڈاکخانوں میں حسابات ہیں ان کو حکومت کی طرف سے فرداً فرداً چٹھیاں لکھی گئی ہیں کہ وہ ہر ماہ کچھ نہ کچھ اس فنڈ میں دیا کریں۔ اس کے علاوہ لاٹریاں بھی ڈالی جاتی ہیں۔ ہر گزرگاہ پر لوگ بند لفافے لئے کھڑے رہتے ہیں ان میں اکثر خالی ہوتے ہیں مگر بعض میں کچھ رقم بھی ڈالی جاتی ہے۔ ہر لفافہ کی قیمت پچاس فینش ہوتی ہے۔ لوگوں سے اخبارات کے ذریعہ اپیل کی جاتی ہے۔ کہ وہ ان لفافوں کو خریدیں۔ کیونکہ اول تو ان کو کوئی اچھی رقم مل جائے گی۔ اگر نہ ملے تو ان کے یہ پچاس فینش غربا کی امداد میں صرف ہونگے۔

امداد کا ایک اور طریقہ

ان طریقوں کے علاوہ بعض دوسرے ذرائع بھی وقتاً فوقتاً غربا کی امداد کے لئے رقمیں جمع کی جاتی ہیں مثلاً بازاروں میں کاغذ کے بنے ہوئے پھول جن کی اصل قیمت بمشکل دو تین فینش ہوتی ہے دس دس بیس بیس فینش میں فروخت کئے جاتے ہیں لوگ ان کو اپنے کوٹوں پر لگا لیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اس فنڈ کی امداد کر چکے ہیں ان پھولوں کو چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں فروخت کرتی ہیں اگر کسی شخص نے اپنے کوٹ پر یہ پھول نہ لگایا ہو تو یہ بچے اس کو پھول خریدنے پر مجبور کرتے ہیں۔ غرضیکہ مختلف طریقوں سے اس فنڈ کے لئے رقمیں جمع کی جاتی ہیں۔

فریضۂ زکوٰۃ سے مسلمانوں کی غفلت اور اسکے نتائج

اسلام جیسے عالمگیر مذہب نے آج سے چودہ سو برس قبل زکوٰۃ مسلمانوں پر فرض کر کے ان کو قومی ترقی و بہبودی کی راہ بتلا دی مگر افسوس آج مسلمان اس اصول کو پس پشت ڈال رہے ہیں اور دوسری اقوام اس کو مختلف پیرایوں میں اختیار کر رہی ہیں۔ اسلام نے زکوٰۃ کے اصول کو بڑی اہمیت دی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا جو زکوٰۃ ادا نہ کریں مگر آج وہی مسلم قوم اس اصول سے اتنی ہی نابلد اور بے پروا ہے جتنی کہ اسکی اہمیت و فرضیت تھی۔ اگر آج مسلمان اسی ایک اصول پر کاربند ہو جائیں اور جا بجا قومی بیت المال قائم کر لیں جن میں زکوٰۃ اور صدقات جمع ہوں اور ایک خاص نظام اور اہتمام کے ماتحت خرچ ہوا کریں تو ان کے ہزاروں کام جو آج مالی مشکلات کی وجہ سے کس مپرسی کی حالت میں ہیں نہایت احسن طریق پر چل سکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا قومی بیت المال

اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی جماعت کو اس غرض کیلئے وہ تین اور طریقے بتائے ہیں۔ جن پر عمل کر کے اس جماعت نے چھوٹے سے پیمانہ پر ایک بیت المال قائم کیا اور اس کی مدد سے تبلیغ اسلام کا اس قدر عظیم الشان کام انجام دیا اور دے رہی ہے۔ کہ جس کی نظیر ساری اسلامی دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ ہر ایک احمدی اپنی ماہوار آمد کا ایک حصہ ۵ فیصدی سے لیکر ۱۰ فیصدی تک دیتا ہے (بعض اس سے بھی زیادہ دیتے ہیں) پھر عیدین پر ہر احمدی صدقہ فطر اور قربانی کی کھالوں کی قیمت کے علاوہ ایک روپیہ اس بیت المال میں جمع کرتا ہے۔ ان کی زکوٰۃ اور صدقات کا روپیہ بھی اسی میں جمع ہوتا ہے، خاص اپیلیں جو وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہیں اس کے علاوہ ہیں۔

مسلمانوں سے دردمندانہ درخواست

کاش باقی مسلمان بھی اس نیک کام میں شریک ہوتے اگر وہ شریک ہونا نہیں چاہتے تو خیر نہ سہی۔ مگر کم از کم جماعت احمدیہ کے اس انتظام

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۹

تار کا پتہ۔ "مسلمان لاہور"

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیار پوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۷

برادرانِ طریقت کی خدمت میں ایک ضروری اپیل

برادران! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

میں ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلانے کے لئے آج آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں وہ یہ کہ قرآن کریم کا نزول دنیا میں انسان کے علم کی تکمیل اور ترقی کے لئے ہوا۔ چنانچہ قرآن کی پہلی ہی وحی میں علم الانسان مالم یعلم فرما کر اسی بات کا کھلم کھلا اعلان کیا گیا تھا پھر فقط اتنا ہی نہیں بلکہ جو علم و حکمت کا سمندر قرآن لایا تھا اسے **بطور علمی معجزہ** کے پیش کر کے تمام دنیا کو چیلنج دیدیا کہ اس کتاب کی ایک سورۃ کی بھی نظیر لا کر دکھاؤ۔ اسیطرح حضرت مسیح موعود کا بھی جو سب سے بڑا معجزہ تھا وہ بھی علمی ہی تھا یعنی قرآن کے حقایق و معارف کا علم پس ہماری جماعت کا امتیازی نشان جو ہونا چاہیے وہ ہے قرآن کا علم اور اسکی نشر و اشاعت۔ جو دو ہی رنگ میں ممکن ہے یا بذریعہ تحریر یا بذریعہ تقریر۔ تقریر کا ذریعہ یا تو قرآن حدیث کا درس ہے یا حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ اور درس ہے اور تحریر کا ذریعہ ہے **کتب اور اخبار کی اشاعت**۔ کتابیں تو کبھی کبھار شایع ہوتی ہیں مگر اخبار تو ہفتہ میں دو بار آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ کے متعلق تازہ حالات، مفید تحریکات اور قرآن کے علم سے آپکو مستفیض کرتا ہے۔ تو پھر کیا آپ اپنی جماعت کے **اس امتیازی نشان اور علمی معجزہ کو جو حضرت مسیح موعود کے ورثہ میں آپنے پایا ہے دنیا میں نمایاں کرنا نہیں چاہتے**؟ — کیا اس کیلئے ضروری نہیں کہ آپ اپنے سلسلہ کی کتب اور **اخبار کو زیادہ تعداد میں خریدیں اور** پڑھیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد **میں اخبار و کتب کی اشاعت کریں** اگر یہ سچ ہے تو پھر ہماری جماعت کے ذمہ دار اور درد دل رکھنے والے بزرگوں کا پہلا فرض ہے کہ جس جس شہر میں وہ تشریف رکھتے ہیں اپنی جماعت کے **خواندہ بھائیوں کو پوری یا رعایتی قیمت پر اخبار پیغام صلح خریدنے کیلئے مجبور کریں** اور نہ صرف مجبور کریں بلکہ جماعت کے ماہوار چندہ کی طرح اخبار کا چندہ بھی وصول کر کے بھجوا دیں پڑھے لکھے احباب سے آٹھ آنے ماہوار یا ایک پیسہ روزانہ اخبار کیلئے نکالنا چنداں مشکل نہیں البتہ سال میں چھ روپے یکمشت دینے بعض دفعہ مشکل ہو جاتے ہیں یہی اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ بعض دفعہ اکثر کی غلط فہمی یا دوستوں کی غیر حاضری کی وجہ سے اخبار کے وی پی واپس آجاتے ہیں اور انجمن کو ناحق مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیا یہ بہتر نہیں کہ ماہوار چندوں کے ساتھ اخبار کا چندہ بھی ادا کر دیا جائے یا اگر وی پی منگوانا منظور نہ ہو تو وی پی کے اطلاعی خطوط کا جواب ہی دیدیا کریں افسوس تو یہ ہے کہ احباب کی ذرا سستی سے انجمن کا نقصان ہو جاتا ہے اور مجھے امید ہے کوئی بھی دوست ایسا نہ ہوگا جو خدا کے دین کی خادم انجمن کے پیسے جو بڑی مشکل سے جمع ہوتے ہیں ضائع ہونے پر رنجیدہ نہ ہو۔ نیز غیر از جماعت احباب میں بھی "پیغام صلح" اور "لائیٹ" کی اشاعت کی تحریک کرنا بہت بڑے ثواب اور علم قرآن کی اشاعت کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام۔ خاکسار:۔ **بشارت احمد**۔ افسر اخبار پیغام صلح۔ لاہور

"ڈاکٹر بشارت احمد صاحب" کا جواب

"الفضل" کا ایک بے معنی نوٹ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

ایڈیٹر الفضل کی الٹی منطق

الفضل مجریہ ۸/ مارچ ۱۹۳۴ء میں "ڈاکٹر بشارت احمد صاحب" کے عنوان سے ایک نوٹ نکلا ہے جس میں پہلے تو اس بات کا مذاق اڑایا ہے کہ لوگوں کے سوالات کا جواب بجائے حضرت امیر کے میں کیوں دیا کرتا ہوں اس کا جواب نہایت آسان ہے کہ اگر کوئی سوال مجھ سے کرے تو اس کا جواب اگر ضروری دینا ہو تو مجھے دینا چاہیئے نہ کہ حضرت امیر کو؟ ایڈیٹر صاحب "الفضل" کا کیا یہ مطلب ہے کہ لوگ سوالات بیشک مجھ سے کیا کریں۔ لیکن ہر حال میں جواب حضرت امیر دیا کریں؟ یہ منطق میری سمجھ سے باہر ہے کوئی شخص سوال مجھ سے کریگا اور اگر جواب دینا میں ضروری سمجھونگا تو بفضلہ تعالیٰ جواب میں خود دونگا۔ حضرت امیر کیوں جواب دیں۔ ہم نے کسی خلیفہ یا پیر کے ہاتھ دل و دماغ بیچ تو نہیں دیا۔ کہ خدانخواستہ کسی کے سوال کے جواب دینے سے عاری ہو گئے۔

نمکخواران خلافت کی نامعقول مداخلت

دوسرے اس امر پر طبع آزمائی فرمائی ہے کہ مجلس معتمدین کی طرف سے جو اعلان حضرت امیر کے متعلق شائع ہوا ہے اس پر "الفضل" میں جو نکتہ چینیاں ہوئی تھیں اس کا جواب میں نے کیوں نہیں دیا۔ اور پھر چار سوال لکھ مارے جن میں مجلس معتمدین میں رشتہ داروں، رازدار دوستوں وغیرہ کی موجودگی کا بھی طعنہ دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو کچھ الفضل میں شائع ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ ان کا جواب میں ہی دیا کروں اور نہ وہ سب اس قابل ہوتا ہے کہ اس کا جواب دیا جائے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر مضامین میں سوائے لغویت اور بغض و حسد کے مظاہرہ کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ خلافت کے دسترخوان پر بہتیرے نمکخوار ایسے بیٹھے ہیں وہ مڑ مڑ کے وہی باتیں جن کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے خلیفہ کو خوش کرنے کے لئے لکھتے رہتے ہیں۔ اور اپنے دل کے جلے پھپھولے پھوڑتے رہتے ہیں اس لئے رات دن انہی باتوں میں الجھے رہنا مفت کا تضییع اوقات اور دل و دماغ کا غیر مفید استعمال ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مجلس معتمدین کے فیصلہ پر جو نکتہ چینیاں الفضل میں شائع ہوئیں وہ بھی ناحق ناجائز طور پر خواہ مخواہ دخل در معقولات کے رنگ میں تھیں جن کی طرف توجہ دینا بھی اس نامعقول مداخلت کی اہمیت کو بڑھانا تھا۔

مدیر الفضل کا معافی کے بعد اعادہ جرم

میں ان زبردستی کی نکتہ چینیوں کو نامعقول مداخلت نہ کہوں تو کیا کہوں جب انہی امور کے شائع کرنے پر جن پر آج مجلس معتمدین فیصلہ دیتی ہے آج سے تقریباً چار سال قبل ایڈیٹر صاحب "الفضل" کو بذریعہ عدالت معافی مانگنی پڑی تھی جس کا اپنے اخبار میں بھی اعلان کرنا پڑا تھا۔ یس جن امور کے شائع کرنے پر وہ اپنی غلطی کا اقرار کر چکے ہیں۔ اور عدالت میں معافی مانگ چکے ہیں۔ انہی امور پر مجلس معتمدین بھی آج فیصلہ دیتی ہے اور وہی فیصلہ دیتی ہے جس سے ایڈیٹر صاحب "الفضل" کی معافی کی خواستگاری کی سچا تصدیق ہوتی ہے تو پھر اس کے بعد ایڈیٹر صاحب موصوف کو باتیں بنانا کیا معنی رکھتا ہے؟

حضرت امیر پر مفسدین و مجانین کے مردود اعتراضات کی حقیقت

حضرت امیر پر جو اعتراضات بعض مجانین یا بدخواہ مفسدوں نے کئے وہ تو نہایت معمولی تھے۔ کیا عجیب ہے کہ ان معترضین کی پشت پر بھی محمودیوں کا مخفی ہاتھ ہو جیسا کہ غلام محمد "بزعم خود مصلح موعود" کے پاس محمودی آتے اور روپے دیتے بھی دیکھے گئے تھے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو وہ کوئی نئے قسم کے اعتراضات نہ تھے بلکہ بزرگان دین پر اس قسم کے اعتراضات ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور ان کا طریق فیصلہ یہی ہوتا ہے کہ معاملہ کو نہایت صفائی سے قوم کے نمائندوں کے سامنے رکھدیا جائے تاکہ وہ خود پڑتال اور تحقیق کر کے دیکھ لیں اور فیصلہ کریں کہ کہاں تک اعتراضات صحیح ہیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور حضرت امیر کے دامن کو ہر ایک قسم کے الزام سے معتمدین قوم نے بری پایا۔ مگر کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ ان معمولی اعتراضات کے متعلق تو جنھیں قوم بعد تحقیقات رد کر چکی۔ ایڈیٹر صاحب "الفضل" آج ہمیں تفتیش و تحقیقات کے قواعد تعلیم کرنے کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں۔

"الفضل" اور اس کے خلافت مآب کا اپنا طرز عمل

مگر کل انہیں کیا ہو گیا تھا۔ جب ان کے خلافت مآب میاں محمود احمد صاحب پر مباہلہ والوں نے نہایت شرمناک اور پرلے درجہ کے خطرناک الزامات لگائے تھے۔ اس وقت کوئی نہ بولا کہ "مریدوں، ماتحتوں، رشتہ داروں اور رازدار دوستوں کے سوا باہر سے اہل الرائے لوگوں کو بلوا کر سب معاملات کی تفتیش و تحقیقات کروائی جائے"؟ کس خوبصورتی سے سارا معاملہ ہضم کر گئے۔ بلکہ الٹا غرانا شروع کر دیا کہ "سچے اعتراضات کرنے والا بھی مورد عذاب ہوگا" کیا ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور ہیں؟ کیا اپنے لئے ناپنے کا پیمانہ اور رکھا ہوا ہے اور دوسروں کے لئے ناپنے کا پیمانہ اور ہے؟ تلك اذاً قسمة ضيزىٰ کیا ویل للمطففین الخ کی وعید بھول گئی؟ حضرت یوسفؑ کی مثال کام نہیں آسکتی۔ اس برگزیدہ الٰہی نے تو جیلخانہ سے باہر نکلنا بھی گوارا نہیں کیا۔ جب تک تمام معاملہ کی تحقیقات نہیں کروالی اور بادشاہ نے انہیں بری نہیں قرار دے لیا۔ مگر قادیان میں غیروں کی مجلس تو دور رہی اپنے "رشتہ داروں" "راز دار دوستوں" "ماتحتوں" اور مریدوں کی مجلس بھی قائم نہ ہوئی جس میں ان الزامات کی ایک دفعہ تحقیقات تو ہو جاتی۔ پھر نہ معلوم منہ پر کیا ناک لگا کر آج ہمیں تفتیش و تحقیق کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ پہلے اپنے گریبان میں تو منہ ڈالکر دیکھ لیا ہوتا شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنا عقلمندی نہیں۔

مجلس معتمدین میں "رشتہ داروں" کی تعداد

خدا کے فضل سے ہمارے ہاں مجلس معتمدین میں آج کے قادیان کی طرح نہ رشتہ داروں کا زور ہے نہ کوئی کسی کا مرید یا ماتحت ہے کہ کسی قسم کا ناجائز دباؤ پڑ سکے۔ "دوستیاں" اور "رازداریاں" ہونگی تو خلافت موجودہ کے طفیل میں قادیان میں ہونگی خدا کے فضل سے ماشاء اللہ ان کا وجود یہاں کوئی نہیں۔ محض خدا کے لئے اور خدا کے دین کی خدمت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کے مطابق ہم سب ملکر کام کر رہے ہیں مجلس معتمدین کے (۱۶) ممبروں میں سے اگر حضرت امیر معہ اپنے رشتہ داروں کے سات عدد ہیں تو یاد رہے کہ جب صدر انجمن احمدیہ قادیان کی تھی تو اس وقت ۱۴ ممبروں میں سے میاں محمود احمد صاحب معہ اپنے رشتہ داروں کے پانچ عدد تھے۔ ۵/۱۴ اور ۷/۱۶ کی نسبت کا پہلے ملاحظہ فرمایئے اس کے بعد رشتہ داری پر معترض ہونے کی جرأت کیجئے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح لاہور سے انشاء اللہ ۱۷/ مارچ کو بعض جماعتوں کے دورے پر روانہ ہونگے۔ آپ کے دورے کا جو پروگرام گزشتہ پرچہ میں شائع ہوا تھا اس میں کچھ تغیر و تبدل ہو گیا ہے۔ اس لئے اسے منسوخ سمجھا جائے اور اس کے بجائے ان اطلاعی خطوط پر انحصار کیا جائے جو اس بارے میں مرکز سے جماعتوں کو لکھے گئے ہیں۔

—— قارئین پیغام صلح کو یاد ہوگا کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کا ایک نہایت عالمانہ اور مدلل مضمون "قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت" کے عنوان سے گزشتہ ستمبر میں شائع ہوا تھا۔ اب یہ کتابی صورت میں چھپ رہا ہے۔ انشاءاللہ عید سے قبل شائع ہو جائیگا قیمت فی کاپی ۴/ رکھی گئی ہے۔ شائقین جلد منیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس کے نام فرمائشیں بھیجدیں۔

—— جناب مولانا احمد صاحب قبلہ چند روز کے لئے وطن تشریف لے گئے ہیں۔

—— چند روز ہوئے جناب مولانا عصمت اللہ صاحب میرٹھ تشریف لے گئے تھے۔ آج (۱۴ ۲۲/۳) مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی بھی تشریف لیجا رہے ہیں۔ غالباً مولانا عمرالدین صاحب شملوی بھی دہلی سے وہاں پہنچ چکے ہیں۔ وہاں آریوں سے مناظرہ کا امکان ہے۔

—— جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور بحیثیت سپرنٹنڈنٹ امتحان میٹرک سری نگر تشریف لے گئے ہیں۔

—— مسلم ہائی سکول لاہور کے امتحانات شروع ہیں۔

—— جماعت کے بہت سے لڑکے انٹرنس اور دوسرے امتحانوں میں شریک ہو رہے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

—— جناب تاج الدین صاحب ...... موضع ڈیرہ الاضلع سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں کہ خدا کے فضل اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں سے وہ سفید پوش مقرر ہوئے ہیں۔ صاحب کمشنر بہادر لاہور کا حکم موصول ہو گیا ہے۔

—— پیغام صلح:۔ الحمدللہ۔ مبارکباد۔ خدا کرے یہ عزت افزائی ہمارے محترم دوست کی آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

—— جناب سید عبدالمجید صاحب جج ریاست کپورتھلہ اور عزیز سعید احمد (نواسہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ) کی صحت اب پہلے سے بہت بہتر ہے (الحمدللہ)

—— جناب چودھری شاہدین صاحب دہلی سے لاہور تشریف لائے ہیں۔ آپ کی طبیعت کچھ عرصہ سے علیل تھی۔ اب میو ہسپتال میں ہنیا کا اپریشن کرایا ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

—— منیجر صاحب پیغام صلح اطلاع دیتے ہیں کہ خریداران اخبار کا کھاتہ از سر نو مرتب ہو رہا ہے۔ جو چٹیں بھی نئی چھپ رہی ہیں کسی دوست کے پتے میں کوئی قابل اصلاح بات ہو تو وہ بہت جلد اطلاع دیں اس بارہ میں تاخیر یا تساہل ہرگز نہ کیا جائے۔ کیونکہ بعد میں دقت ہوتی ہے۔

—— ۱۱/ مارچ کو اتوار کی وجہ سے پریس اور ڈاکخانہ بند تھا اس لئے گزشتہ پرچہ ایک روز کی تاخیر سے شائع ہوا تھا۔

—— جرمن مشن کیلئے مستقل امداد حاصل کرنے کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ نے ۳/ مارچ کے خطبہ میں تحریک فرمائی تھی۔ یہ خطبہ گزشتہ اشاعت میں چھپ چکا ہے تمام احباب اور جماعتوں کو یہ ضروری کام فی الفور شروع کر دینا چاہیئے۔ مطبوعہ اپیلیں دفتر تحصیلداری سے ارسال ہو رہی ہیں جس کسی دوست یا جماعت کو نہ ملیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ | نمبر ۱۷

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اچھی بات کو بُرا منانا عقلمندی نہیں۔ میں نے محض سلسلہ کی خیرخواہی اور اس کے خدمت دین کے کام کو ترقی دینے کی نیت سے لکھا تھا۔ کہ قادیانی جماعت اپنے آپ کو سیاسیات سے الگ رکھتی تو اشاعت اسلام کا بہت زیادہ کام کرسکتی تھی۔ اس مخلصانہ نصیحت کو بھی ارباب قادیان نے بُرا منایا۔ اور بدگوئی کی طرح اس کے بھی جواز کا دستہ نکالا۔ حالانکہ یہ وہ مسلک ہے۔ جس پر خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کو قایم کیا تھا۔ اور اس کی وجہ ایک طرف اگر تعلیم کا ہے تو دوسری طرف یہ بھی ہے کہ ایسی مذہبی جماعت جس کا تبلیغی کام مختلف ممالک میں پھیلا ہوا ہو اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ سیاسیات میں غیر جانبدارانہ رویہ رکھے۔

ایک وقت تھا کہ قادیان سے بھی یہی آواز اٹھتی تھی کہ ہم ایک مذہبی جماعت ہیں۔ اور ہمارے لئے مذہبی کام کی اہمیت اس قدر ہے کہ ہم دوسری باتوں کی طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ اور اگر توجہ کرینگے تو یقیناً اپنے اشاعت اسلام کے کام کو نقصان پہنچائیں گے۔ اختلاف کے بعد پہلے ہی سالانہ جلسہ پر جو تقریر میاں محمود احمد صاحب نے کی اس میں بہت زور اس بات پر صرف کیا کہ:۔

"سیاست سے کیوں احمدیہ جماعت کو روکا جاتا ہے"

اور کئی صفحات میں اس کی زبردست وجوہات دی ہیں۔ اور اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ خود حضرت مسیح موعود نے جماعت کو سیاست سے روکا ہے۔ دیکھو "برکات خلافت" صفحہ ۶۱۔

"اس لئے حضرت مسیح موعود نے یہ پسند نہ کیا کہ جو تھوڑے سے آدمی ان کے ساتھ شامل ہیں ان کو بھی آپ سیاست میں دخل دینے کی اجازت دیکر اپنے ہاتھ سے کھودیں۔"

اس وقت "سیاست ایک ایسا زہر تھا۔ جسے کھاکر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن" تھا۔ مگر آج سیاست ہی سب کاموں پر مقدم ہے جس بات کا خوف اس وقت ظاہر کیا تھا کہ "سیاست کا خون جس کسی کے منہ کو لگ جاتا ہے پھر وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا۔" (صفحہ ۵۹) وہ خون آج جماعت قادیان کے منہ کو بھی لگ گیا۔ اس وقت عہدوں کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ اور اشاعت کا کام سب پر مقدم تھا۔ "اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں سیاست کے چھوڑنے کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ ہم تحصیلدار۔ ڈپٹی اور دیگر سرکاری عہدے حاصل نہیں کرسکے۔ تو وہ سمجھ لے کہ اس کے چھوڑنے سے خدا ملتا ہے اور نہ چھوڑنے سے دنیا۔ پس اگر تمہیں خدا پیارا ہے تو سیاست کو چھوڑ دو" (صفحہ ۶۱) مگر آج سرکاری عہدوں کا حصول سب سے بلند تر مقصد نظر آتا ہے۔

بہرحال ہمیں تو اپنی جماعت سے تعلق ہے۔ سیاسیات سے الگ رہنے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ مسلمانوں کی بہتری کے کاموں سے الگ رہیں نہ ہی اشاعت اسلام کا کام صرف غیر مسلموں تک محدود ہے۔ بلکہ خود مسلمانوں کو قرآن کریم کی طرف سب سے بڑھکر توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ غرض صرف یہ ہے کہ ہماری تمام تر توجہ صرف اس ایک مقصد تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن پر صرف ہو۔ جس قدر ہماری توجہ دوسرے کاموں کی طرف منتشر ہوتی چلی جائے گی۔ اسی قدر ہمارا اصل کام کمزور ہوتا چلا جائے گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس وقت جس قدر مفید کام یہ چھوٹی سی جماعت کر رہی ہے اس کو ترقی دینے کے لئے ہماری سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ جماعت کی توسیع اور تنظیم پر ہماری توجہ ہو۔ بعض احباب کو یہ غلطی لگتی ہے کہ وہ ان دو کاموں کو الگ الگ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جماعت کی توسیع اور تنظیم اور اشاعت اسلام ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ جس قدر جماعت وسیع اور منظم ہوگی اسی قدر اشاعت اسلام کا کام ترقی کرسکے گا۔ اور جس قدر کام کرنے والی جماعت کمزور ہوگی اسی قدر کام بھی کمزور ہوتا چلا جائے گا۔ پس جو احباب اس کام میں ترقی دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ جماعت کی توسیع اور تنظیم کی طرف سب سے بڑھ کر توجہ کریں۔

اس وقت جماعت لاہور کا قدم اگر ایک طرف عقائد کے لحاظ سے نہایت درجہ کی میانہ روی اور سلامتی پر ہے تو دوسری طرف اس کا کام بھی دنیا میں خاص اہمیت حاصل کرچکا ہے تنظیم کے معاملہ میں بھی دو پہلو ہیں۔ کئی ایک دوست ہیں جن کے خیال میں یہ بات رہی ہے کہ تنظیم کے لئے پیری مریدی کی ضرورت ہے اور یہ بات تو درست ہے کہ پیر کے احکام کے سامنے چونکہ مرید سر خم کرنے کے عادی ہوتے ہیں اس لئے ایک سلسلہ کے مریدوں میں جس قدر اطاعت کی روح کام کرتی نظر آتی ہے۔ وہ دوسری جگہ کم نظر آتی ہے لیکن اس کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ پیری مریدی کے سلسلہ میں ذہنی غلامی پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ علمی ترقیوں کے لئے روک بن جاتی ہے۔ یوں تو جہاں کوئی پیر ہوگا مرید اس کی فرمانبرداری میں ایک سے ایک بڑھ کر سبقت لیجانے کی کوشش کریں گے مگر آزادی رائے کا مادہ اس قدر سلب ہوجائے گا کہ انجام کار اس کا نقصان اس کے نفع سے بہت زیادہ ہوگا۔ اس لئے اسلام کے ابتدا میں پیری مریدی کا سلسلہ نہ تھا۔ اور اطاعت کے ساتھ آزادی کی روح بھی موجود تھی۔

جہانتک میں نے غور کیا ہے تنظیم کا رنگ وہی میانہ روی پر مبنی ہے۔ جو جماعت لاہور نے اختیار کیا ہے۔ جماعت قادیان کا عمل اس بارے میں معمولی پیری مریدی کے سلسلوں کے نقش قدم پر ہے۔ ہماری جماعت کے اندر بھی خدا کے فضل سے اطاعت کی روح موجود ہے۔ جس بات کی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض افراد کے اندر جو سستی پیدا ہوگئی ہے اس کو دور کیا جائے۔ اس سستی کے پیدا ہونے کی وجہ بھی تعلقات کی کمی ہے۔ اور اس وقت اس کے دور کرنے کا ایک ذریعہ نظر آتا ہے۔ کہ جماعت کے وہ بزرگ جن کے اندر اللہ تعالیٰ نے خاص جذبہ اور اخلاص رکھا ہے۔ وہ کچھ اپنے وقت کی قربانی کر کے مختلف جماعتوں کے اندر دورہ کریں اور جن احباب میں کچھ سستی نظر آتی ہے۔ ان کو اٹھانے کی کوشش کریں۔

میں خود بھی اس سلسلہ میں بعض جماعتوں میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن ایک آدھ دن کے قیام سے کافی فائدہ نہیں ہوتا اس لئے بعض دیگر احباب کو میں تکلیف دینا چاہتا ہوں کہ وہ سال میں قریباً ایک ماہ اس غرض کے لئے وقف کردیں۔ اور جہاں جہاں جماعتیں بڑی ہیں۔ ان میں ایک ایک ہفتہ یا عشرہ کم از کم ٹھہریں اور ان میں روزانہ ایک جگہ جمع ہونے کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ باہم میل جول سے ایک انسان کا جوش دوسرے میں سرایت کرتا ہے۔ اور اجتماع کے ذریعہ سے ہی ان اہم سوالات کی طرف توجہ ہوتی ہے جن پر قومی زندگی کا دار و مدار ہوتا ہے اور اجتماع کے ذریعہ سے ہی قومی ترقی کے وسائل بھی سوچے جاسکتے ہیں۔

اس غرض کے لئے اس وقت میں نے صرف سات احباب کو چنا ہے مگر اس کا یہ مقصد نہیں کہ صرف یہی وہ احباب ہیں جو اس رنگ میں مفید کام کرسکتے ہیں بلکہ ہر ایک دوست کا فرض ہے کہ جس قدر وقت وہ جماعت کی تنظیم کے لئے دے سکتا ہے دے اور جو احباب اپنا کچھ وقت نکالکر اس طرح جماعت کی تنظیم میں کیلئے مفید ہوسکتے ہیں وہ مجھے اطلاع دیں۔ جن احباب کے نام یہاں درج ہیں ان کی خدمت میں کوئی علیحدہ خطوط نہ لکھے جائینگے۔ اسی مضمون کو پڑھ کر وہ مجھے اطلاع دیں کہ وہ کن ایام میں اور کس مقام پر جاسکتے ہیں۔ ان کے خطوط آنے پر اور اگر ضرورت محسوس ہوئی تو مزید خط و کتابت کے بعد ایک پروگرام مرتب کرکے جماعتوں کو اطلاع دیدی جائے گی۔ بہتر صورت یہ ہوگی کہ ایک دوست ایک جماعت میں کم سے کم ایک ہفتہ ضرور ٹھہریں۔ جماعتوں کا یہ فرض ہوگا کہ جب کوئی ایسے بزرگ ان کے اندر پہنچیں تو وہ ساری جماعت کو اکٹھا کرکے تنظیم کے کام میں ان کی پوری پوری اعانت کریں۔ سردست ذیل کے ناموں کا انتخاب کیا ہے:۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مولانا صدرالدین صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب۔ مولانا محمد یعقوب خان صاحب۔ مولانا عزیز بخش صاحب ان کے علاوہ انشاءاللہ میر مدثر شاہ صاحب۔ مولوی عصمت اللہ صاحب۔ مولوی عبدالحق صاحب

جناب حاجی سعادت علی خان صاحب رامپوری

خدا کے فضل وکرم سے ہماری جماعت کو بحیثیت مجموعی بھی خدا کے دین کی خدمت اور اس کے لئے قربانیاں کرنے کی جو توفیق ملی ہے اس زمانہ میں اس کی دوسری نظیر نہیں ملتی۔ لیکن بعض بزرگان سلسلہ کی مالی قربانیاں تو اس قدر ایمان افروز اور حیات بخش ہیں کہ قرون اولی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ قارئین پیغام صلح جناب حاجی سعادت علی خان صاحب رامپوری کے اسم گرامی سے بخوبی واقف ہیں آپ کا شمار ایسے ہی بزرگوں میں ہے۔ آپ کی آمدنی بالکل محدود ہے۔ اور مالی لحاظ سے آپ کا شمار جماعت کے غربا میں کرنا چاہیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو دل امیر دیا ہے۔ جہازی کتب خانوں میں تقسیم لٹریچر کی تحریک پر آپ نے دس سٹوں کا وعدہ کیا ہے۔ جس کا اعلان کسی گزشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے۔ اس سے قبل بھی آپ کئی مرتبہ غیر معمولی مالی قربانیاں کر چکے ہیں بسنہ ۱۹۳۱ء میں آپ نے برلن مسجد کے لئے کئی سو روپے کی رقم یکمشت عطا فرمائی تھی۔ جہازی کتب خانوں میں اسلامی لٹریچر کی تقسیم نہایت ضروری ہے۔ ابھی بہت سے سٹ درکار ہیں۔ اس غریب مگر دریا دل بزرگ نے جو قابل قدر نمونہ پیش کیا ہے ضرورت ہے جماعت کے ذی استطاعت افراد اس کو خضر راہ بنائیں۔

ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ حاجی صاحب موصوف کو جزائے خیر اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ اور صحت وتندرستی کے ساتھ تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔

خود را فضیحت دیگراں را نصیحت

سوہدرہ کے وہابی نے ہمیں یکم مارچ سنہ ۱۹۳۴ء کے پرچہ میں مخاطب کیا ہے اسی پرچہ کے لیڈر میں اس نے حنفیوں اور وہابیوں کے بے معنی جلسوں کا رونا رویا ہے۔ کہ نہ ان کو حالات حاضرہ کی خبر ہے۔ نہ وہ ضروریات زمانہ پر روشنی ڈالا کرتے ہیں۔ نہ آئندہ کے لئے کوئی پروگرام سوچتے ہیں اور نہ مسلمانوں کو ان کی اصلاح وفلاح کا کوئی سبق دیتے ہیں۔ بلکہ محض فروعی بحثوں اور نمائشی جلسوں اور تفریح طبع وریاکاری ونام ونمود پر ان کا زور ختم ہو جاتا ہے۔

لیکن اس کے اس مضمون کی سیاہی بھی ابھی خشک نہ ہونے پائی ہوگی کہ ہم سے سوال کرتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب حنفی تھے یا وہابی سو عرض یہ ہے کہ جن حنفیوں اور وہابیوں کی آپ خود اپنے لیڈر میں تعریف کر چکے ہیں۔ اس تعریف کے لحاظ سے نہ وہ حنفی تھے نہ وہابی۔ ہاں سیدھے سادے قال اللہ وقال الرسول پر چلنے والے مسلمان تھے۔ زیادہ ضرورت ہو تو مولوی محمد حسین بٹالوی وہابی کا ریویو براہین احمدیہ پڑھ لیجئے۔

باقی کفر واسلام کی ٹکسال کے سوا آپ لوگوں کے پاس رہ ہی کیا گیا ہے۔ آپ کی تکفیر کی مہروں کی ایک کوڑی کے برابر بھی قیمت نہیں رہی۔ اور آئندہ زمانہ میں ان کی قیمت ہزار لعنت ہوگی۔ جتنا آپ کسی مسلمان کی تکفیر پر زور دیں گے اتنا ہی زیادہ وہابیوں پر کفر کی مہریں لگیں گی۔ آپ کے فرقہ کی ناکامی تو خود آپ لوگوں کی تحریروں سے ظاہر ہے۔ کہ اس کے سامنے بجز تکفیر مسلمین یا آمین بالجہر رفع یدین وفاتحہ خلف الامام کے جھگڑوں کے اور کوئی تعمیری پروگرام نہیں آپکی نئی تنظیم کا نتیجہ بھی تھوڑے عرصہ تک نکل آئے گا۔ گھبرائیں نہیں۔

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں !
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشاں

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمد مختار ہیں

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

دے چکے دل اب تن خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

محشرستان کشمیر!

معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کشمیر نے اپنی مظلوم وبے قصور مسلم رعایا کو مکمل طور پر تباہ کرنے کا عزم کر لیا ہے۔ اسکی موجودہ روش اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ وہ جنت ارضی کے ۳۲ لاکھ فرزندان توحید کو وحشیانہ مظالم کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتی ہے کشمیر اور جموں سے جو خبریں آرہی ہیں انہوں نے اس دور تہذیب وتمدن میں تاریخ کے نہایت تاریک عہد کی یاد تازہ کر دی ہے۔ وحشی ڈوگرہ پولیس اور فوج نہتے مسلمانوں کو نہایت بیدردی سے ہلاک اور زخمی کر رہی ہیں ان کا مذہب، عزت، آبرو۔ اور جان ومال کوئی چیز بھی ڈوگرہ درندوں سے محفوظ نہیں حکومت ہند اور ہز ہائنس مہاراجہ بہادر اس خونی ڈرامہ کو اس طرح خاموشی سے دیکھ رہے ہیں کہ گویا کچھ ہو ہی نہیں رہا۔ یہ پرچہ تیار ہو کر پریس جانے والا تھا کہ ہمیں علاقہ بھدرواہ سے چند خطوط موصول ہوئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حالات بہت زیادہ خطرناک ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کی وہ تمام امیدیں جو انہیں اپنے حکمران سے تھیں مایوسی سے تبدیل ہو چکی ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ آخر حکومت ہند کس بات کی منتظر ہے کہ اس کی مہر سکوت نہیں ٹوٹتی۔ کیا اسکو اس وقت ہوش آئیگا جب ریاست جموں وکشمیر ۳۲ لاکھ مسلمانوں کے ایک ہولناک مدفن کی شکل میں تبدیل ہو چکیگی؟

آریہ سماج مر رہا ہے

سچی بات کڑوی ہوتی ہے۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ جب ہم اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ آریہ سماج حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق مر رہا ہے۔ اور اپنی مذہبی حیثیت کو خود اپنے ہاتھوں تباہ کر رہا ہے۔ تو "آریہ گزٹ" آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے اظہار غیظ وغضب اور دشنام طرازی سے ایک سورج کی طرح روشن حقیقت چھپ نہیں سکتی۔ "آریہ گزٹ" یا اس کے بعض ہمخیال کسی خود فریبی میں مبتلا رہنا چاہتے ہیں تو انہیں ہر طرح سے اختیار ہے۔ لیکن واقعات خود آریوں کی زبان سے اس بات کا اعتراف کرا رہے ہیں کہ آریہ سماج موت کی طرف جا رہا ہے۔ اس کی کئی مثالیں اس سے قبل انہی صفحات میں پیش کی جا چکی ہیں۔ ایک اور ملاحظہ ہو۔ "آریہ گزٹ" کا بڑا بھائی "روزانہ ملاپ" اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:۔

"ہندوؤں کے سر پر لامذہبی اور غلط آزاد خیالی کا کچھ ایسا بھوت سوار ہو گیا ہے کہ ان کے دلوں میں نہ وید کے لئے کوئی عزت نظر آتی ہے۔ اور نہ سری کرشن اور رام کیلئے کوئی جذبہ ہے۔ گیتا کا ایمان بھی ان کے سرد خون کو گرم نہیں کر سکتا ...... آج کتنے ہندو ہیں جو وید کے درشن بھی کرتے ہیں۔ اور پھر کتنے ہیں جو ان کے لئے مر مٹنے کے لئے تیار ہیں ہندوؤں میں تو مغربی تہذیب اور مغربی تعلیم نے یہ اثر پیدا کیا کہ وہ ویدوں کو جواب دے رہے ہیں اور تو اور جن آریہ سماجیوں نے وید کا جھنڈا تمام دنیا پر لہرانا تھا وہ بھی ویدوں سے منحرف ہو رہے ہیں رائے بہادر مولراج اور پنڈت وشو بندھو آپکے سامنے ہیں۔ رائے مولراج تو یہاں تک ہندوؤں کو گمراہ کر رہے ہیں کہ وہ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ وید کن پستکوں کا نام ہے اور وہ رگ یجر سام، اتھرو ہیں یا کوئی اور ہیں۔"

وید آریہ سماج کی مسلمہ الہامی کتاب ہے اسی پر ویدک دھرم اور آریہ سماج کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جب آریہ سماج کے بڑے بڑے لیڈر اور ودوان اس سے منحرف ہو رہے ہیں۔ نہ صرف خود منحرف ہو رہے ہوں بلکہ دوسرے آریہ سماجی اور ہندوؤں کو بھی کر رہے ہوں اور آریہ سماج ان کے مقابلہ سے عاجز آچکا ہو تو فرمائیے یہ صورت حالات آریہ سماج کو موت کی طرف لیجا رہی ہے یا ترقی کی طرف؟ "آریہ گزٹ" اگر شریفانہ طریق پر معقول آدمیوں کی طرح بات کر سکتا ہے تو اس کا جواب دے۔

ایک ضروری اعلان
قربانی کی کھالیں

امسال عید اضحیٰ غالباً ۲۷ مارچ کو ہوگی۔ اس موقعہ پر احباب کو چاہیئے کہ قربانی کی کھالوں کو جمع کرنے کا انتظام کریں اور تمام کھالیں اپنی اپنی جگہ فروخت کر کے رقم اشاعت اسلام کے لئے ارسال کریں۔ نیز حسب دستور سابق ہر ایک دوست کم از کم ایک روپیہ عید فنڈ کی مد میں دے۔ تمام رقوم جمع شدہ فوراً محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بذریعہ منی آرڈر روانہ کی جائیں آج کل اشاعت اسلام کے کام کو ممالک غربیہ میں توسیع دی گئی ہے اس لئے انجمن کو بہت سے اخراجات درپیش ہیں احباب کو عید کے موقعہ پر تمام مسلمانوں سے قربانی کی کھالوں کے وصول کرنے کے لئے جدوجہد کرنی ضروری ہے۔

(عزیز بخش۔ آنریری افسر تحصیل)

ضرورت ملازمت

(۱) ایک دوست جو انگریزی ایف اے تک اور عربی فارسی اچھی طرح جانتے ہیں۔ مختلف اردو اخبارات میں اڈیٹر رہ چکے ہیں۔ یو۔پی کے رہنے والے ہیں ملازمت کے خواہاں ہیں۔ خواہ کسی اخبار کے دفتر میں یا بطور اتالیق بچوں کی تعلیم کے لئے اگر کوئی دوست ان کی مدد کر سکیں تو کار ثواب ہوگا۔

(۲) ہمارا ایک نوجوان دوست جو نہایت خدمتگزار ہے ملازمت کا خواہاں ہے معمولی روٹی بھی پکا سکتا ہے۔ معمولی تربیت سے عمدہ باورچی کا کام کر سکے گا کسی دوست کو دیانتدار آدمی کی ضرورت ہو تو اطلاع دیں۔

محمد منظور الٰہی آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

براہ کرم چٹ نمبر کا حوالہ خط میں ضرور دیا کیجئے (منیجر)

آیتِ استخلاف اور مسئلہ خلافت پر ایک نظر

(۴)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

ایک سوال کا حل

آیت استخلاف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے جو وعدہ خلافت کا جناب الٰہی نے فرمایا تھا اس میں آیا نعماء ظاہری و باطنی دونوں شامل تھے یا نہیں؟ اس کا حل نہایت آسانی سے یوں ہو سکتا ہے کہ اسی آیت میں کما استخلف الذین من قبلھم فرما کر جتلا دیا تھا کہ اسی قسم کی خلافت یہ ہو گی جس قسم کی ان سے پہلے لوگوں کو ملی۔ اور چونکہ بفحوائے آیت انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ (المزمل) کہ بیشک ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہے ویسا ہی جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں۔ اس لئے صاف پتہ چلتا ہے کہ امت محمدیہ کی خلافت میں بھی اسی قسم کی نعماء ہونی چاہئیں جو امت موسویہ کی خلافت میں تھیں۔

خلافتِ امتِ موسویہ کی انعام ظاہری و باطنی

امت موسویہ کی خلافت میں جن نعماء ظاہری و باطنی کا نزول ہوا وہ اس ایک آیت میں مجملاً مذکور ہیں۔ فرماتے ہیں " واذ قال موسیٰ لقومہ یٰقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا (پ ۶ ع ۸) اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ اے میری قوم یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے جبکہ بنائے اس نے تم میں نبی اور بنایا تم کو پادشاہ " گویا حضرت موسیٰ کی قوم کو جو خلافت ملی اور وہ زمین کی وارث ہوئی تو ان کو نعمت ظاہری تو یہ ملی کہ اس قوم کو پادشاہت عطا فرمائی۔ اور چونکہ خدا کی شریعت کے مطابق پادشاہت کا وارث کوئی شخص واحد نہیں ہوتا بلکہ ساری قوم ہوتی ہے۔ اور حکمران محض سید القوم خادمھم کے ماتحت پبلک کا ایک خدمتگزار ہوتا ہے اس لئے ساری قوم کو کہا کہ جعلکم ملوکا کہ تم کو پادشاہ بنایا یعنے قوم کو سلطنت عطا کی۔ مگر نبی چونکہ خدا کی طرف سے بذریعہ وحی مامور ہوتا ہے اور اس کی خلافت ایک شخصی خلافت ہوتی ہے۔ کیونکہ نبوت ایک خاص شخص سے مختص ہوتی ہے اس لئے جعل فیکم انبیاء فرمایا کہ تم میں انبیا پیدا کئے۔ ہاں ٹھیک ہے کہ نبوت شخص خاص سے مختص ہونے کی وجہ سے اگرچہ قومی خلافت تو نہیں کہلا سکتی لیکن قومی خلافتوں کی روحانی نعمتوں میں سے ایک نعمت ضرور ہوتی ہے۔ کیونکہ قوم کی باطنی اصلاح اور روحانی ترقی یعنے اسے نعمائے باطنی سے متمتع کرنے کے لئے ماموروں اور نبیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ پس ان کا وجود بجائے خود ایک روحانی نعمت ہوتا ہے۔ جو ایک وارث خلافت قوم کو نصیب ہوتا ہے۔ اور اس لئے روحانی پہلو سے وہ قومی خلافت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہ قومی خلافت کی نعمتوں میں سے یہ بھی ایک نعمت ہے کہ اس کے افراد شخصی خلافتوں سے بہرہ یاب ہوں یعنی بذریعہ وحی والہام مجددیت یا نبوت پر مامور ہوں جن سے قوم کی روحانیت ترقی کرے۔ پس امت موسویہ کی خلافت میں نعماء ظاہری و باطنی کی تکمیل کے لئے ایک طرف تو انہیں سلطنت عطا فرمائی تو دوسری طرف ان میں انبیاء مبعوث فرمائے۔

مصلحین امت محمدیہ اور انبیائے بنی اسرائیل

اب چونکہ آیت استخلاف کے رو سے امت محمدیہ کی خلافت کو امت موسویہ کی خلافت سے مماثلت ہونی چاہئے۔ اس لئے نعمت ظاہری کو پورا کرنے کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو سلطنت عطا فرمائی جس سے جعلکم ملوکا کی مماثلت پوری ہو گئی۔ اور باطنی نعمت کی تکمیل کے لئے آپ کی امت میں مجددین کا سلسلہ قائم کیا جنھیں انبیائے بنی اسرائیل سے خاص طور پر مماثلت حاصل ہے۔ جیسا کہ حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور العلماء ورثۃ الانبیاء سے صاف ظاہر ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب قرآن نے خاتم النبیین قرار دیا تو حضورؐ نے امت کو یہ خوشخبری سنائی کہ اگرچہ اب نبی کوئی نہ آئے گا لیکن مجدد آئیں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے، ان اللہ یبعث فی ھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ بیشک اللہ تعالےٰ مبعوث فرمائے گا اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو جو دین کی تجدید کرتا رہے گا۔

مصلحین امت محمدیہ کو مجدد کیوں کہا جاتا ہے؟

یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ بنی اسرائیل میں جو لوگ اصلاح کے لئے آیا کرتے تھے انہیں تو نبی اور رسول کہا جاتا تھا تو امت محمدیہ میں مصلحین کو کیوں صرف مجدد کہا گیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن سے پہلے جو کتاب اور شریعتیں نازل ہوئیں گو وہ اپنے زمانہ اور قوم کے لئے کافی تھیں مگر ہر پہلو سے مکمل نہ تھیں کہ ہر طبقہ اور ہر قوم، ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے اس میں کامل طور پر ہدایات موجود ہوتیں اور تمام اصول حقہ کا احقاق اور اصول باطلہ کا ابطال اس میں موجود ہوتا۔ اس لئے پہلے زمانوں میں یہ ضرورت واقع ہوتی رہتی تھی کہ باوجود ایک کتاب کے موجود ہونے کے جیسے مثلاً توریت ہے۔ خدا کی طرف سے ایسے مامورین آتے رہیں۔ جو کہ نئے حالات کے ماتحت جس قسم کی تعلیم کی ضرورت اس امت کو پیدا ہو اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر وہ ضروری احکام اس امت تک پہنچاتے رہیں اور خدا کے حکم سے شریعت میں ترمیم و تنسیخ یا اس کی تکمیل کرتے رہیں۔ اس لئے شریعت کی اصطلاح میں یہ مامورین نبی اور رسول کہلاتے تھے

شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول کی تعریف

خود حضرت مسیح موعود بھی شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول کی یہی تعریف کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

" انبیا اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لا دیں " (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹)

لیکن ہمارے نبی کریم صلعم کو چونکہ ایسی کامل کتاب عطا فرمائی گئی جس کے اندر تمام آئندہ زمانوں اور نوع انسان کی تمام قوموں کے لئے ضروری ہدایات جمع کر دی گئیں۔ اور آپ کے بعد کسی نئے حکم یا نئی تعلیم کی ضرورت باقی نہ رہی جیسا کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم سے صاف ظاہر ہے کہ آج کے دن تمہارے لئے تمہارا دین کامل و مکمل کر دیا۔ پس اس وجہ سے آپ خاتم الانبیاء ٹھہرے۔ اور لیکون للعٰلمین نذیراً۔ اور ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین آپ کی شان قرار دی گئی یعنے تمام عالموں کے لئے آپ ہی نذیر ہیں اور آپ ہی کی ذات بابرکات تمام زمانوں کے لئے رحمت ہے۔ تو پھر ظاہر ہے کہ اب جو امت کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً خدا کی طرف سے مامورین آئیں گے ان کا کام ترمیم و تنسیخ یا تکمیل دین تو نہ ہوگا۔ فقط تجدید دین ہوگا۔ اس لئے وہ شرعی اصطلاح میں مجدد کہلائینگے۔ نبی اور رسول نہیں کہلا سکتے۔

مجددین صرف مجازاً رسول کہلا سکتے ہیں

ہاں لغوی معنوں کی رو سے وہ مجازاً رسول بھی کہلا سکتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے اصلاح کے لئے مامور کر کے بھیجتا ہے اور لغوی معنوں کے لحاظ سے ہی وہ مجازاً نبی بھی کہلا سکتے ہیں کیونکہ بوجہ قرب الٰہی اور مکالمات و مخاطبات الٰہیہ خدا کی طرف سے غیب کی خبریں ان پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اور یہ نبوت کوئی علیحدہ نبوت نہیں ہوتی بلکہ ظل ہوتی ہے نبوت محمدیہ کی۔ بلکہ چونکہ بوجہ ختم نبوت کے وہ جو کچھ فیضان نبوت پاتے ہیں اصل یعنے محمد رسول اللہ صلعم ہی سے پاتے ہیں۔ اور اس لئے وہ امتی ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے شرعی اصطلاح کے رو سے جو نبی ہوتا ہے وہ بغیر فیضان سابقہ نبی کے براہ راست خدا کی طرف سے منصب نبوت پاتا ہے۔ لیکن چونکہ محمد رسول اللہ صلعم ایک زندہ نبی ہیں۔ اور آپ کی نبوت اور شریعت ہمیشہ کے لئے کامل اور زندہ اور اس کا دامن قیامت تک دراز ہے اس لئے کسی دوسرے نبی کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ امت کی اصلاح اور دین کی تجدید کے لئے وہی نبوت محمدیہ ایسے وجودوں میں اپنے فیضان کا جلوہ دکھاتی ہے جو بوجہ فنافی الرسول ہونے کے اپنا نقش ہستی مٹا چکے ہوتے ہیں۔ پس انوار نبوت ان سے ظاہر ہوتے اور اخبار غیبیہ کا ان پر نزول ہوتا ہے۔ اور معارف و حقایق پوشیدہ سے ان کو حصہ ملتا ہے..... مگر جو کچھ ان میں انوار نبوت کا جلوہ ہوتا ہے وہ انکا اپنا نہیں ہوتا۔ بلکہ نبوت محمدیہ کا ہی جلوہ ہوتا ہے۔ پس ان مجددین کو اصطلاح صوفیا میں اگر بروزی نبوت یا ظلی نبوت کا وارث کہا جائے تو بجا ہے لیکن اصطلاح شریعت میں وہ صرف مجدد ہی کہلائیں گے۔

حضرت مسیح موعود کے چند ارشادات

چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہی فرماتے ہیں۔

" یہ امر ثابت شدہ ہے کہ قرآن شریف نے دین کے کامل کرنے کا حق ادا کر دیا۔ جیسا کہ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی سو قرآن کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا۔ اب صرف مکالمات الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے اور وہ بھی خود بخود نہیں۔ بلکہ سچے اور پاک مکالمات جو صریح اور کھلے طور پر نصرت الٰہی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اور بہت سے امور غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ وہ بعد تزکیۂ نفس محض پیروی قرآن شریف اور اتباع آنحضرت صلعم سے حاصل ہوتے ہیں "۔

(چشمۂ معرفت)

" پہلی امتوں میں دین کے قایم رکھنے کے لئے خدا کا قاعدہ یہ تھا کہ نبی کے بعد بوقت ضرورت دوسرا نبی آتا

تھا پھر جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظہور فرما ہوئے اور خدا تعالیٰ نے اس نبی کریمؐ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا تو بوجہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ ہم و غم رہتا تھا کہ مجھ سے پہلے دین کے قایم رکھنے کے لئے ہزار ہا نبیوں کی ضرورت ہوئی اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔ جس سے روحانی طور پر تسلی حاصل ہو اور اس حالت میں فساد کا اندیشہ ہے ۔ سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت دعائیں کیں تب خدا وند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی اور وعدہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کے لئے ایک مجدد پیدا ہوتا رہے گا ۔ جس کے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اپنے دین کی تجدید کرتا رہے گا ۔"

(مکتوب مسیح موعود مندرجہ الحکم ۱۳ رمئی ۱۹۰۱ء)

" ہم خادم دین اسلام ہیں ۔ اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں ۔ رسالت **لغت عرب** میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور **نبوت** یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقایق اور معارف کو بیان کرنا ۔ سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھکر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد رکھنا مذموم نہیں ہے ۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں ۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں ۔"

" اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہ آنے چاہئیں ۔"

(مکتوب مسیح موعود مندرجہ الحکم ۲ مئی ۱۸۹۹ء)

" اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں ۔ **اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں** ۔ اس جگہ (یعنے میرے الہاموں میں نبی کے) محض لغوی معنی مراد ہیں ۔" (اربعین)

" پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے ۔ اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا ۔ بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہوگیا ۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ **نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا ۔ پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا** کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے **الگ نہیں** بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی ۔" (الوصیت)

ان ارشادات سے کیا ثابت ہوتا ہے

مذکورہ بالا اقتباسات سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرو سے لئے گئے ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ :-

(۱) انبیائے سابقین کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم صلعم کو آپ کی امت میں مجدد دین کا وعدہ دیا گیا ۔ کیونکہ شریعت کے کامل ہو جانے کی وجہ سے ان کا کام فقط تجدید دین باقی رہ گیا تھا ۔

(۲) مکالمات و مخاطبات الٰہیہ پانے اور خدا کی طرف سے بھیجے جانے کی وجہ سے وہ لغوی طور پر نبی اور رسول بھی کہلا سکتے ہیں لیکن عام طور پر گفتگو یا تحریر میں وہ صرف نبی اور رسول نہیں کہلا سکتے ۔ کیونکہ شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول وہ ہوتے ہیں جو نیا دین لاویں ۔ نیا قبلہ بناویں ۔ یا شریعت میں کوئی ترمیم و تنسیخ کریں ۔ اور بلا واسطہ براہ راست انہیں نبوت ملی ہو ۔ پس اس صورت میں عام طور پر ان الفاظ کے استعمال سے لوگوں کو دھوکا لگتا ہے ۔ کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے ۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال میں یہ الفاظ نہیں آنے چاہیئے ۔

(۳) مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا فیض جسے لغوی طور پر نبوت کے نام سے موسوم کیا ہے ۔ یہ فنا فی الرسول ہونے اور امتی کا کامل مصداق بننے کی وجہ سے **ظلی طور** پر افراد امت کو عطا ہوتا ہے کیونکہ ختم نبوت ہو چکی ہے جو کچھ ملے گا وہ آنحضرت صلعم کے کامل اتباع سے ملیگا ۔

حاصل کلام

حاصل کلام یہ کہ امت موسویہ کی طرح امت محمدیہ میں بھی قومی خلافت کے انعام میں نعمائے ظاہری و باطنی دونوں کا ظہور ہوا ۔ نعمت ظاہری سلطنت کے رنگ میں ملی اور نعمت باطنی مجددین و مامورین کے رنگ میں ملی ۔ پس ایک مامور و مجدد تو کہہ سکتا ہے ۔ کہ آیت استخلاف کے تحت میں خدا کے وعدے کے مطابق قومی خلافت کی روحانی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہوں ۔ کیونکہ قوم کی روحانی ترقی اور تجدید دین کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے ۔ اور میں خلیفۃ اللہ ہوں ۔ کیونکہ خدا نے بذریعہ وحی مجھے کھڑا کیا ہے ۔

قادیانی خلافت شرک ہے

لیکن ایسا کہنے کا اس شخص کو کیا حق ہے جسے خدا کی وحی نے کھڑا نہیں کیا ۔ کیا جس شخص کو چالیس آدمی ملکر کہدیں کہ اسے ہم خلیفہ کہکر آئندہ پکارا کرینگے ۔ وہ آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ بن گیا ۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** ۔ آیت استخلاف کے ماتحت نعمت ظاہری کے رنگ میں یا تو سلطنت آئے گی جس سے قوم **جعلکم ملوکا** کا مصداق بنیگی ۔ اور یا مامورین و مجددین آئینگے جنھیں **جعل فیکم انبیاء** کے وعدہ کی مماثلت کیلئے بذریعہ وحی اللہ تعالےٰ نے امت کی روحانی اصلاح و تجدد دین کے لئے کھڑا کرتا ہے چالیس یا اس سے زیادہ آدمیوں کا منتخب کردہ ۔ دوسرے لوگوں سے بیعت لینے والا ایک آدمی کس دلیل سے اپنے آپ کو آیت استخلاف کا مصداق قرار دیتا ہے ۔ کیا وہ قوم کو **جعلکم ملوکا** کی شان عطا کر رہا ہے یا **جعل فیکم انبیاء** سے مماثلت رکھتے ہوئے بذریعہ وحی خدا کی طرف سے کھڑا ہوا ہے ۔ اگر یہ دونوں امور اس میں نہیں پائے جاتے ۔ تو وہ کچھ بھی نہیں ۔ محض بیعت لینے کا ایک آلہ ہے ۔ آیت استخلاف کے ماتحت اس کا اپنے آپ کو پیش کرنا غلط بلکہ ظلم اور زبردستی ہے ۔ اور چالیس آدمیوں کے انتخاب کو خدا کا انتخاب قرار دینا قرآن کریم کے رو سے شرک ہے ۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے **وربک یخلق ما یشاء و یختار ما کان لھم الخیرۃ سبحٰن اللہ و تعالیٰ عما یشرکون** (پ ۲۰ ۔ ع ۱۰) اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے ۔ اور انتخاب کرتا ہے جسے چاہتا ہے ۔ لوگوں کی یہ مجال نہیں کہ وہ انتخاب کریں ۔ اللہ تعالیٰ پاک اور بلند تر ہے اس سے جو یہ لوگ شرک کرتے ہیں ۔" کیا صاف صاف اس آیت میں یہ نہیں بتلایا کہ جس طرح خدا کے سوا غیر کو خالق ماننا شرک ہے ۔ اسی طرح خدائی انتخاب میں غیر کا دخل ماننا شرک ہے ۔ پس وہ لوگ جو چالیس آدمیوں کے انتخاب کو خدائی انتخاب کا درجہ دیتے ہیں اور اس رنگ کے منتخب کردہ خلیفہ کو خلیفۃ اللہ قرار دیتے ہیں ۔ وہ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ کیا وہ چالیس آدمی خدا نے اپنے نمائندے بنا کر بھیجے تھے ۔ یا خدا اپنے اس فعل انتخاب کو ان چالیس لاڈلوں کے سپرد کرکے خود معطل ہو بیٹھا تھا ۔ معاذ اللہ ۔ یہ شرک ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات بلند و برتر ہے ۔ پس چاہیئے کہ ایسا اعتقاد رکھنے والے اللہ تعالےٰ کے حضور استغفار کریں ۔

من از بہر رویت گفتم تو خود ہم فکر کن یارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

پرسنل اسسٹنٹ کی ضرورت

انجمن کو ایک گریجویٹ پرسنل اسسٹنٹ کی ضرورت ہے ۔ جماعت سے تعلق رکھنے والا اور سلسلہ کی تعلیم سے پورا واقف ہو ۔ تنخواہ کا گریڈ ۶۰ ۔ ۴ ۔ ۱۰۰ روپیہ ماہوار حسب لیاقت ہوگا ۔ فی الحال دو ماہ کے لئے عارضی انتظام ہے ۔ موزوں اور ہوشیار ثابت ہونے پر مستقل کر دیا جائے گا ۔ صرف وہی دوست درخواست کریں جن کا ارادہ مستقل طور پر خدمت دین کرنے کا ہو ۔ (محمد منظور الٰہی آنریری جنرل سکرٹری)

معاصر لائٹ کا ایک خاص نمبر

اخبار "پیرسن دیکلی" کے اس سوائے عالم اور ناپاک مضمون کا ذکر ان کالموں میں ہو چکا ہے جسمیں حضرت نبی کریمؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت بلالؓ کی شان میں دریدہ دہنی اور گستاخی کیگئی ہے اس مضمون کے تمام اعتراضات کا جواب دینے کا بیڑہ ہمارے محترم معاصر "لائیٹ" نے اٹھایا ہے اس کا ایک خاص نمبر ۲۴ ر مارچ کو غیر معمولی ضخامت کے ساتھ شائع ہوگا ۔ جس کے تمام صفحات اس مقصد کے لئے وقف ہونگے ۔ ہر اعتراض کا جواب روایت و درایت کے اصول کے مطابق دیا جائے گا تمام مضامین مستند اہل قلم کے ہونگے احباب کا فرض ہے کہ وہ اس پرچہ کو یورپین افراد و ممالک میں بکثرت تقسیم کریں اسی غرض سے قیمت بہت کم یعنی صرف ایک آنہ فی پرچہ رکھی گئی ہے فرمائش بہت جلد منیجر اخبار لائٹ احمدیہ بلڈنگس لاہور کو بھیجیے

ظلی نبوت سے کیا مراد ہے؟

حضرت مسیح موعود کی زندگی میں کیا سمجھا جاتا تھا؟

(از مولوی عمرالدین صاحب احمدی از دہلی)

آج تو قادیانی جماعت علی الاعلان یہ کہہ رہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے ظلی نبی ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ

غیر تشریعی نبی ہیں

اور ویسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰ کے بعد داؤد و سلیمان اور دوسرے نبی تھے جو تورات کی شریعت کے پیرو تھے۔

ان غالیوں کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کے امتی ہونے کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیاء تورات کے تابع تھے اسی طرح حضرت مرزا صاحب قرآنی شریعت کے تابع تھے ورنہ تابع اور امتی ہونا ایک ہی بات ہے۔ گویا ان غالیوں کے نزدیک امتی ہونا اور تابع ہونا ہم معنی ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب انکے نزدیک ایک امتی یعنی تابع نبی ہیں جیسے وہ نبی تھے جن کے متعلق حضرت مسیح موعود نے شہادت القرآن میں لکھا ہے کہ وہ تورات کی شریعت کے تابع تھے۔ اور خود کوئی کتاب یا شریعت لے کر نہ آئے تھے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے کھولکر لکھا ہے کہ وہ سب انبیاء مستقل نبی تھے اور ان کی نبوت براہ راست تھی لہٰذا وہ ہرگز امتی نہ تھے مگر میں امتی ہوں۔

جس طرح مجازی بیٹے کو خدا کا حقیقی فرزند نصاریٰ نے بنایا اسی طرح آج غالی قادیانی ایک مجازی نبی اللہ کو حقیقی بنا رہے ہیں اور محض غلو کی وجہ سے نہیں سمجھتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ ان غالیوں میں سب سے بڑھے ہوئے تو جناب **میر قاسم علی صاحب** ہیں جو لاہوری احمدی جماعت کو کسی طرح اور کبھی بھی اچھی نگاہوں سے دیکھ نہیں سکتے۔ مگر میر صاحب نے جنوری ۱۹۱۱ء میں ایک کتاب **دین الحق** نام شائع کی تو اس میں لکھا کہ:-

"اس ناچیز خادم الحق نے حضرت اقدس کی سب سے پہلی تصنیف براہین احمدیہ سے لے کر سب سے آخری کتاب پیغام صلح تک کا بغور مطالعہ کر کے ان تمام تصانیف متبرکہ سے لیکر آپ کا مذہب و تعلیم اس رسالہ میں جس کا نام **دین الحق یا ہمارا مذہب ہے** جمع کر دیا ہے۔" (دین الحق صفحہ ۲)

اب ان تمام کتب مبارکہ میں سے جو مذہب بعد تحقیق جناب میر صاحب نے پیش کیا تھا وہ نبوت کے متعلق بالفاظ مسیح موعود اختصاراً یہ ہے کہ

(۱) "سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کافر و کاذب **جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔**" (دین الحق صفحہ ۲۷)

(۲) "میں جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (ایضاً صفحہ ۲۹)

(۳) **وما کان لی ان ادعی النبوۃ و اخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین** (ایضاً صفحہ ۲۲)

(۴) "اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔" (در صفحہ ۵۵)

(۵) "ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر **مجازی معنوں** کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی **بند ہیں** اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے اور نہ کوئی قدیم نبی آ سکتا ہے۔" (در صفحہ ۵۹)

(۶) "خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے۔ اور اس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے۔ پس ایسا شخص خدا کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک **ظلی نبوت** اس کو عطا کرتا ہے جو نبوت محمدیہ کا ظل ہے۔" (ایضاً صفحہ ۵۳)

ان مختصر اقتباسات سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانی جماعت کا غالی سے غالی فرد بھی حضرت مسیح موعود کی زندگی میں پھر حضرت مولانا نورالدین رح کی زندگی میں یہی سمجھتا تھا کہ ختم نبوت کے یہی معنے ہیں کہ سلسلہ نبوت بند ہو گیا اور ظلی نبوت سے مراد خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہی ہے جو اس امت کے اولیا کو حاصل ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔ اور یہ کہ مجازی طور پر نبی کہنے سے کوئی نبی نہیں ہو جاتا۔

اس جگہ میں ایک اور شہادت بھی پیش کرتا ہوں جو ممکن ہے کہ پہلے کسی احمدی بھائی نے پیش نہ کی ہو اور وہ یہ ہے کہ پنجاب کے مشہور شاعر میاں ہدایت اللہ صاحب احمدی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "**البرھان الصریح فی تائید المسیح**" ہے یہ کتاب لاہور سے دسمبر ۱۹۰۶ء میں شائع ہوئی۔ اور احمدی جماعت میں خوب تقسیم ہوئی۔ اس کتاب میں ظلی نبوت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

ظلی نبوت

جو ہے آثار یا الہام اندر	نبی دا لفظ اسدے نام اندر
مراد اس توں ہے اوہ ظلی نبوت	نہیں جیدی نویں کوئی شریعت
نبی ظلی اے نالے امتی اوہ	خواص توں دوہ سا دے یعنی اوہ
اوہے اسلام دا ہمدرد و حامی	تے اسدا فخر احمد دی غلامی
نبی اکھوائے موسیٰ دے خلیفے	نہ ایہ من نویں کوئی صحیفے
سوا اس امت دے ما مور اولیا بھی	ہوئے اسطرح ظلی انبیا بھی

کیتا اللہ نے رتبہ مصطفےٰ دا ؎
جو اوہ خاتم تمامی انبیا دا ؎

نبی ظلی جو آسن تا قیامت	نہ اس دی جھڑن پاسن نبوت
نہ کھلے غیب جد غیر از نبی تے	ہوئے کس طرح ظاہر کہ ولی تے

سبب ایہ ہے جو ملہم غوث ابدال
مجدد اولیا نبیاں دے اظلال
(صفحہ ۲۸-۲۹)

اس جگہ کھلے لفظوں میں تمام مجددین کو ظلی انبیا تسلیم کیا گیا ہے اور یہی ایمان تھا جو احمدی جماعت کا مسیح موعود کی زندگی میں تھا۔ چنانچہ جب لدھیانہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے تین سو روپیہ والا انعامی مباحثہ آخری فیصلہ کے متعلق ہوا تو ثالث نے میر قاسم علی صاحب سے پوچھا کہ مرزا صاحب دوسرے نبیوں کے ہم پلہ ہیں تو میر صاحب نے فرمایا کہ نبی دو قسم کے ہیں ایک صاحب شریعت دوسرے ان کے ماتحت انبیاء۔ پہلی قسم کے انبیا درجہ میں بڑے ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے انبیا مثل خادموں کے ہوتے ہیں اور درجہ میں پہلوں سے کم۔ اور مرزا صاحب دوسری قسم کے نبی ہیں۔ تب ثالث نے مندرجہ ذیل الفاظ میں سوال کیا:-

سوال "حضرت محمد صاحب کے بعد آپ کی مقرر کردہ قسم دوم میں کون کون نبی ہوئے ہیں!"

جواب "ہمارے عقیدے میں جتنے **نائب یا مجددین** حضرت محمد صاحب کے بعد ہوئے ہیں **وہ سب کے سب قسم دوم کے نبی تھے** جیسا کہ حضرت محمد صاحب نے فرمایا ہے **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** (میری امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔)"

(بیان میر قاسم علی۔ مندرجہ رسالہ مباحثہ لدھیانہ)
(الحق - دہلی مجریہ ۳ مئی ۱۹۱۲ء)

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے زمانہ میں بھی ہمارا عقیدہ یہی تھا کہ جس طرح دوسرے مامورین اور مجددین کو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہونے کی وجہ سے قسم دوم کے نبی کہا ہے حالانکہ وہ نبی نہیں ہیں۔ اسیطرح مرزا صاحب کو محض مجازی طور پر نبی کہا گیا ہے۔ دبس۔ اور یہی تمام جماعت کا مذہب رہا ہے۔

مگر میاں صاحب چونکہ تمام مسلمانان عالم کی تکفیر کے قائل تھے اور ہیں۔ اس لئے انہوں نے یہ اختراع کی کہ حضرت مرزا صاحب دوسرے غیر تشریعی انبیاء کیطرح جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے، خدا کے نبی ہیں۔ لہٰذا ان کا منکر کافر ہے۔ اور جب حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے دکھایا گیا کہ ان کا دعویٰ نبوت کا نہیں بلکہ مجازی نبوت کا ہے اور ان کے دعوے کا انکار کفر نہیں ہے تو میاں صاحب نے تریاق القلوب تک تمام کتب مسیح موعود کو مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام کے متعلق منسوخ قرار دے کر اپنی اولوالعزمی کا بین ثبوت پیش کیا۔

خدا تعالیٰ ہمارے قادیانی بھائیوں کی آنکھیں کھولے تاکہ وہ حق کو دیکھیں۔ والسلام۔ (عمرالدین احمدی) از دہلی۔

حکومت کشمیر کا بے پناہ تشدد

بھدرواہ ریاست جموں میں بھی سول نافرمانی کا آغاز ہو چکا ہے حکومت انتہائی تشدد کر رہی ہے ابھی ابھی ہمیں ہاں سے ایک خط موصول ہوا ہے کہ اب تک تین ڈکٹیٹر ملک غلام رسول صاحب چودھری غلام احمد صاحب گنائی اور دلاور بخش صاحب گرفتار ہو چکے ہیں جنھیں بھدرواہ جیل میں رکھا گیا ہے اور ان سے انتہائی ظالمانہ سلوک ہو رہا ہے۔ سخت مضر صحت اور ناقص خوراک دی جا رہی ہے جس پر انہوں نے بھوک ہڑتال کر دی ہے۔ عبدالکبیر صاحب ڈکٹیٹر ۴ مقرر ہوئے ہیں یہ خط ہمیں آخری وقت میں موصول ہوا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ پرچے میں اسے درج کیا جائے گا۔ ہم مرزا سیٹرل اور تمام مسلمانان بھدرواہ سے

خبریں

—— افواہ ہے کہ سرشادی لال چیف جسٹس ہائیکورٹ پنجاب پریوی کونسل کے ممبر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ آپ لاہور ہائیکورٹ سے ریٹائر ہونے کے بعد ولایت روانہ ہو جائیں گے۔

—— پٹنہ ۱۲ مارچ۔ بابو راجندر پرشاد کے زلزلہ فنڈ میں بیس لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع ہو گیا ہے۔

—— جموں ۱۲ مارچ۔ حکومت کشمیر کا تشدد بدستور جاری ہے اب تک دس ڈکٹیٹر گرفتار ہو چکے ہیں۔

—— لندن ۱۳ مارچ۔ امپیریل ایرویز کمپنی آئندہ ماہ اپنے ہوائی جہازوں کی رفتار بڑھا دے گی۔ اس وقت لندن سے ہندوستان چھ دن میں اور کیپ ٹاؤن دس دن میں پہنچتے ہیں۔ جدید اوقات کے مطابق لندن سے کراچی تک پانچ دن میں اور کیپ ٹاؤن نو دن میں پہنچا کریں گے۔

—— نئی دہلی ۱۲ مارچ۔ ملک معظم نے ہز ہائینس وزیر اعظم اور سپریم کمانڈر انچیف نیپال کو برطانوی افواج میں لفٹننٹ جنرل کا اعزازی عہدہ عطا فرمایا ہے۔

—— لاہور ۱۲ مارچ۔ آج صبح شیخ ریاض الدین صاحب رئیس الاحرار لاہور کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ آپ تقریباً تین ہفتے سے بعارضہ فالج بیمار تھے۔

—— نئی دہلی ۱۲ مارچ۔ وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن آج کیپور تھلہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

—— بنگال کونسل میں بل ترمیم ضابطہ فوجداری بابت ۱۹۳۴ء ۱۶ ووٹ کے مقابلہ میں ۶۱ ووٹ سے منظور ہو گیا۔ حکومت کے بیان کے مطابق اس قانون کا مدعا تحریک دہشت انگیزی کو کچلنا ہے۔ اس قانون کے ماتحت دہشت انگیزی کے جرائم کی سزا پھانسی تک دی جا سکتی ہے۔ اس قانون کے ذریعہ اخبارات پر بھی مزید پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔

—— افواہ ہے کہ سندھ کمیٹی نے حکومت ہند کے پاس جو متفقہ رپورٹ ارسال کی ہے۔ اس میں یہ مشورہ بھی دیا گیا ہے کہ سندھ کو ایک مستقل صوبہ بنا لینے وقت جوڈیشل کمشنر کی کورٹ کو ہائیکورٹ میں تبدیل کر دیا جائے۔

—— نئی دہلی ۱۳ مارچ۔ وائسرائے نے مصیبت زدگان بہار کی امداد کے لئے پانچ لاکھ روپیہ کی مزید رقم گورنر بہار کے نام ارسال کر دی ہے۔

—— نیو دہلی ۱۲ مارچ۔ آج تک وائسرائے کے زلزلہ فنڈ میں ۳-۸-۲۱۰،۵۲۱،۳۱۲ روپیہ جمع ہو چکے ہیں۔

—— میڈرڈ ۱۲ مارچ۔ آج ہسپانیہ کے شورش پسندوں نے عام ہڑتال کا اعلان کر دیا ہے۔ حکومت نے ہڑتال کو خلاف قانون قرار دے دیا ہے۔

—— صوبہ سرحد کی کونسل میں سابق قرضوں کی تنسیخ کا مسودہ قانون بھاری کثرت رائے سے منظور ہو گیا ہے۔

—— آسام کونسل میں بھی حکومت نے ترمیم ضابطہ فوجداری کا بل پیش کیا ہے۔

—— ملتان ۱۱ مارچ۔ کل رات یہاں اچانک زبردست بارش اور اس کے ساتھ شدید ژالہ باری ہوئی جس سے فصلوں کو بہت نقصان پہنچا۔

عالم اسلام

—— مصر اور فلسطین کے درمیان ہوائی لائن کا افتتاح ہو گیا ہے اس پر مصری ہوائی کمپنی کے جہاز پرواز کریں گے۔

—— عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ مشرق کے ان ممالک میں جو انتداب فرانس کے ماتحت ہیں۔ بے شمار یورپین لڑکیاں شوہر کی تلاش میں آئی ہیں۔ ان لڑکیوں کی عمریں ۲۰ اور ۳۰ سال کے درمیان ہیں۔

—— حکومت عراق کی نئی وزارت مرتب ہو گئی ہے۔ جمیل بیگ المدفعی وزیر اعظم اور وزیر داخلہ ہیں۔

—— انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سرکاری طور پر اس خبر کی تردید کر دی گئی ہے کہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا عنقریب بلغاریہ جانے والے ہیں۔

—— حال ہی میں ایک امریکن فلم کمپنی نے پانچ ترکی فلمیں خریدی ہیں جو امریکہ میں دکھائی جائیں گی۔ ان پر انگریزی تحریروں کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

—— مصر میں ڈاک کانفرنس کا دسواں اجلاس منعقد ہونے والا ہے۔ اس کانفرنس میں ان تمام اقوام کے نمائندے شریک ہوں گے جو بین الاقوامی معاہدوں کے ذریعے اس نظام میں شریک ہیں۔ حکومت حجاز کی طرف سے شیخ فوزان نمائندگی کے فرائض انجام دیں گے۔

—— سلطان ابن سعود نے حجاج کے راحت و آرام کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سڑکوں کی درستی و مرمت کا حکم دیدیا ہے جن پر زمانہ حج میں زیادہ آمد و رفت ہوتی ہے۔ کام شروع ہو گیا ہے۔

—— یہودی فلسطین پر قبضہ کرنے کے بعد شام کی طرف رخ کر رہے ہیں اس خطرے کو محسوس کرتے ہوئے حقی بے عظیم صدر اعظم شام نے تمام حکام کو ہدایت کی ہے کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے یہودی مقاصد کو امداد پہنچ سکے۔

—— کابل کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ کچھ عرصہ سے کابل میں اتنی سردی پڑ رہی ہے کہ گذشتہ بیس سال میں نہ پڑی تھی۔ دریا تک جم گئے

ضرورت ملازمین

(۱) میونسپل میڈیکل افسر آف ہیلتھ شہر سیالکوٹ ڈاکٹر سی ایل ساہنی صاحب کو ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے جسے سکول کے بچوں کی ڈسپنسری میں کام کرنا ہوگا۔ کم از کم ایم بی بی ایس پاس ہو۔ تنخواہ ۱۲۵ روپے ماہوار سیالکوٹ کے باشندے کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں معہ نقول سندات ۱۸ مارچ ۳۴ء تک پہنچنی چاہئیں۔

(۲) سول سرجن رہتک کو بیرونی ڈسپنسریوں کے ملاحظہ کے لیے ایک ریلیونگ میڈیکل افسر کی ضرورت ہے جگہ عارضی ہے تنخواہ ۷۰ روپیہ ماہوار جس میں سے ۲۰ فیصدی کاٹ ہوگی درخواستیں معہ نقول سندات بنام ایم ایل سیال صاحب سول سرجن رہتک کے نام بھیجی جائیں۔

(۳) خان بہادر ملک الہ بخش خان ٹوانہ ۱۴ء ہارڈنگ روڈ نیو دہلی کو ایک سٹینو گرافر کی ضرورت ہے تنخواہ ۳۰ سے ۴۰ روپیہ ماہوار حسب لیاقت۔ خوراک اور رہائش مفت سفر خرچ بھی دیا جائے گا۔ زیادہ عرصہ ضلع شاہ پور پنجاب میں رہنا ہوگا۔ درخواستیں ۳۱ مارچ ۳۴ء تک پہنچنی چاہئیں۔

(۴) شملہ میونسپل کمیٹی کو ایک لیڈی سب اسسٹنٹ سرجن کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۱۰۰ - ۵ - ۱۵۰ روپیہ ماہوار کے علاوہ ۲۰ روپیہ الاؤنس۔ علاوہ ازیں ایک مکان یا الاؤنس ۳۰ روپیہ ماہوار برائے مکان زائد۔ درخواستیں معہ نقول سندات ۲۰ مارچ تک بنام مسٹر ڈبلیو ایس ڈارمن صاحب سکرٹری میونسپل کمیٹی شملہ پہنچنی چاہئیں۔

(۵) دو سند یافتہ سرویروں کی جو ڈرائنگ لیولنگ کا کام جانتے ہوں چھ ماہ کے لئے ستر روپیہ ماہوار تنخواہ پر ضرورت ہے صوبہ سرحد کے باشندے کو ترجیح دی جائیگی درخواستیں ۲۲ مارچ تک بنام نور الدین صاحب وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی ایبٹ آباد۔

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ ارگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف گوئی

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اور پھر صاف گوئی اس قدر کہ توحید کا وعظ کر کے سب قوموں اور سارے فرقوں اور تمام جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے مخالف بنا لیا۔ جو اپنے اور خویش تھے ان کو بت پرستی سے منع کر کے سب سے پہلے دشمن بنایا۔ یہودیوں سے بھی بات بگاڑی کیونکہ ان کو طرح طرح کی مخلوق پرستی پیر پرستی اور بداعمالیوں سے روکا۔ حضرت مسیحؑ کی تکذیب اور توہین سے منع کیا۔ جس سے ان کا نہایت دل جل گیا۔ اور سخت عداوت پر آمادہ ہو گئے اور ہر دم قتل کر دینے کی گھات میں رہنے لگے۔ اسی طرح عیسائیوں کو بھی خفا کر دیا کیونکہ جیسا کہ ان کا اعتقاد تھا حضرت عیسیٰؑ کو نہ خدا نہ خدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ ان کو پھانسی مل کر دوسروں کو بچانے والا تسلیم کیا۔ آتش پرست اور ستارہ پرست بھی ناراض ہو گئے کیونکہ ان کو بھی ان کے دیوتوں کی پرستش سے ممانعت کی گئی اور مدار نجات صرف توحید ٹھہرائی گئی۔ اب جائے انصاف ہے کہ کیا دنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تھی کہ ہر ایک فرقہ کو ایسی ایسی صاف باتیں سنائی گئیں کہ جس سے سب نے مخالفت پر کمر باندھ لی۔ . . . زمانہ سازی کی تدبیر تو یہ تھی کہ جیسا بعضوں کو جھوٹا کہا تھا ویسا ہی بعضوں کو سچا بھی کہا جاتا۔ اگر بعض مخالف ہوتے تو بعض موافق بھی رہتے۔ بلکہ اگر عربوں کو کہا جاتا کہ تمہارے ہی لات و عزیٰ سچے ہیں تو وہ اسی دم قدموں پر گر پڑتے۔ اور جو چاہتے ان سے کراتے۔ کیونکہ وہ سب خویش و اقارب اور حمیت قومی میں بے مثل تھے۔ اور ساری بات مانی منائی بھی صرف تعلیم بت پرستی سے خوش ہو جاتے۔ اور بدل و جان اطاعت اختیار کر لیتے۔ لیکن سوچنا چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کا یکلخت سب خویش و بیگانہ سے بگاڑ لینا اور صرف توحید کو جو ان دنوں میں اس سے زیادہ دنیا کے نزدیک کوئی نفرتی چیز نہ تھی۔ اور جس کے باعث سے صدہا مشکلیں پڑتی جاتی تھیں بلکہ جان سے مارے جانا نظر آتا تھا۔ مضبوط پکڑ لینا یہ کس مصلحت دنیوی کا تقاضا تھا اور جب کہ پہلے اس کے باعث سے اپنی تمام دنیا اور جمعیت برباد کر چکے تھے تو پھر اسی بلا انگیز اعتقاد پر اصرار کرنے سے کہ جس کو ظاہر کرتے ہی نو مسلمانوں کو قید اور زنجیر اور سخت سخت ماریں نصیب ہوئیں کس مقصد کو حاصل کرنا مراد تھا۔ کیا دنیا کمانے کے لئے یہی ڈھنگ تھا۔ کہ ہر ایک کو کلمہ تلخ جو اس کی طبع اور عادت اور مرضی اور اعتقاد کے برخلاف تھا سنا کر سب کو ایک دم میں جانی دشمن بنا دیا۔ اور کسی ایک آدھ قوم سے بھی پیوند نہ رکھا۔ جو لوگ طامع اور مکار ہوتے ہیں کیا وہ ایسی تدبیریں کیا کرتے ہیں کہ

جن سے دوست بھی دشمن ہو جائیں؟

جو لوگ کسی مکر سے دنیا کو کمانا چاہتے ہیں کیا ان کا یہی اصول ہوا کرتا ہے کہ یکبارگی ساری دنیا کو عداوت کرنے کا جوش دلا دیں اور اپنی جان کو ہر وقت کی فکر میں ڈال لیں۔

(براہین احمدیہ حصہ دوئم)

معاصر لائٹ کا ایک خاص نمبر

اخبار "ہیرین ویکلی" کے اس رسوائے عالم اور ناپاک مضمون کا ذکر ان کالموں میں ہو چکا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریمؐ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت بلالؓ کی شان میں دریدہ دہنی اور گستاخی کی گئی ہے۔ اس مضمون کے تمام اعتراضات کا جواب دینے کا بیڑہ ہمارے محترم معاصر "لائٹ" نے اٹھایا ہے اس کا ایک خاص نمبر ۲۴ مارچ کو غیر معمولی ضخامت کے ساتھ شائع ہوگا۔ جس کے تمام صفحات اس مقصد کے لئے وقف ہونگے۔ ہر اعتراض کا جواب روایت و درایت کے اصول کے مطابق دیا جائے گا۔ تمام مضامین مستند اہل قلم کے ہونگے احباب کا فرض ہے کہ وہ اس پرچہ کو یورپین افراد و ممالک میں بکثرت تقسیم کریں۔ اسی غرض سے قیمت بہت کم یعنے صرف ایک آنہ فی پرچہ رکھی گئی ہے۔ فرمائشیں بہت جلد منیجر اخبار "لائٹ" احمدیہ بلڈنگس لاہور کو بھیجئے۔

ایک ضروری اعلان
قربانی کی کھالیں

امسال عید اضحٰی غالباً ۲۷ مارچ کو ہوگی اس موقعہ پر احباب کو چاہیئے کہ قربانی کی کھالوں کو جمع کرنے کا انتظام کریں اور تمام کھالیں اپنی اپنی جگہ فروخت کر کے رقم اشاعت اسلام کے لئے ارسال کریں نیز حسب دستور سابق ہر ایک دوست کم از کم ایک روپیہ عید فنڈ کی مد میں دے تمام رقوم جمع شدہ فوراً محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بذریعہ منی آرڈر روانہ کی جائیں۔ آج کل اشاعت اسلام کے کام کو ممالک غربیہ میں توسیع دی گئی ہے۔ اس لئے انجمن کو بہت سے اخراجات درپیش ہیں۔ احباب کو عید کے موقعہ پر تمام مسلمانوں سے قربانی کی کھالوں کو وصول کرنے کے لئے جدوجہد کرنی ضروری ہے۔

مذاکرہ علمیہ

چند سوالات معہ جوابات

(۱)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

سوال نمبر ۱: مجموعہ فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۷۹ (پرانا ایڈیشن) میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا فتویٰ متعلق سفر میں روزہ رکھنے کے یہ ہے "میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں"۔ اسی کتاب مجموعہ فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۰ میں درج ہے "حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔" عرض ہے کہ کیا صفحہ ۱۷۹ اور صفحہ ۱۸۰ کی عبارت میں کوئی اختلاف نہیں ہے؟ صفحہ ۱۷۹ میں لکھا گیا ہے کہ اگر تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور صفحہ ۱۸۰ میں نافرمانی کا فتویٰ لگایا گیا ہے۔ امیر قوم بیان القرآن نوٹ ۲۲۵ کی تفسیر میں درج فرماتے ہیں کہ "اگر سفر میں کوئی شخص روزہ رکھ لیوے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا روزہ نہیں ہوا ہے یا اس نے گناہ کیا ہے" حالانکہ حضرت مسیح موعود صفحہ ۱۸۰ پر درج فرماتے ہیں کہ سفر میں روزہ خدا کی صریح نافرمانی ہے۔ براہ نوازش ایک دینی خدمت سمجھ کر جواب سے مستفید فرمایا جاوے۔

جواب: سفر میں روزہ رکھنے کے متعلق آپ نے فتاویٰ احمدیہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے دو فتوے تحریر فرما کر ان کو آپس میں متضاد سمجھ کر ان کا حل چاہا ہے۔ نیز ایک حوالہ حضرت امیر قوم مولانا محمد علی صاحب کے بیان القرآن کا تحریر فرمایا ہے۔ مگر آپ نے یہ دریافت نہ فرمایا کہ قرآن و حدیث میں جو اصل ماخذ شریعت کا اور ان تمام فتاووں کا ہیں کیا لکھا ہے۔ جیسا کہ خود قرآن کریم کا صریح حکم ہے کہ فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول۔ جب کسی معاملہ میں باہم تنازعہ ہو تو بات کو اللہ اور رسولؐ یعنی قرآن و حدیث کی طرف پھیر دو۔

قادیانیوں کا طریق

یہ طریق تو کچھ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو ہی زیب دیتا ہے جو انہوں نے سالانہ جلسہ پر اسی سفر میں روزہ رکھنے کے مسئلہ پر بجائے قرآن و حدیث پر نظر ڈالنے کے حضرت مسیح موعود کے اقوال تلاش کرتے رہے۔ اور ان کو حضرت مسیح موعود کے خدام سے روایت اور جمع کر کے ان پر طبع آزمائی فرماتے رہے۔ اور قرآن و حدیث کا نام تک نہ لیا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ صریح طور پر حضرت مسیح موعود کو وہ مقام دیتے رہے جو ایک صاحب شریعت رسول کا ہوتا ہے جس کا ہر قول و فعل شریعت کا حکم رکھتا ہے۔ اور وہ کیوں نہ ایسا کریں جبکہ وہ حضرت مسیح موعود کو وہی مقام دیتے ہیں۔ **جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔** بلکہ آنحضرت صلعم کی حدیث اور آپؐ کی نبوت کو بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **نبوت کی روشنی میں دیکھنے کے لاشئے محض سمجھتے ہیں۔** جیسا کہ وہ الفضل ۱۴ جولائی ۱۹۲۴ء خطبہ جمعہ میں بڑی زور و شور سے فرماتے ہیں:-

جناب خلیفہ قادیان کا غالیانہ عقیدہ

"**ایسے انسان شرعی ہوں یا غیر شرعی ایک ہی مقام پہ ہوتے ہیں۔** اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نیا حکم نہیں لایا ورنہ **کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے** ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلعم تشریعی نبی ہیں جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ قرآن پہلے لائے۔ اور حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہیں جس کا یہ مطلب ہے کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے **ورنہ قرآن آپ بھی لائے۔** پھر بعد میں نیا لانبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے **پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے** اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے **اور کوئی نبی نہیں سوائے اس نبی کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔** اسی طرح رسول کریمؐ کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھایا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو کچھ نظر نہیں آئے گا ایسی صورت میں اگر قرآن کو بھی دیکھیگا تو اس کے لئے **یھدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہوگا۔**"

میاں محمود احمد صاحب تو خیر غلو کے انتہائی مقام پر کھڑے ہیں ہمارے غیر احمدی مسلمانوں میں سے شیعوں نے ائمہ اہلبیت کو اور مقلدین اہل سنت نے ائمہ مجتہدین کو عملاً وہی مقام دے رکھا ہے جو ایک صاحب شریعت رسول کا ہوتا ہے۔ ان کے اجتہادات کے آگے نہ قرآن کی پرواہ ہے نہ حدیث کی۔ بلکہ آئندہ کے لئے اجتہاد کا دروازہ بند کر کے ان کے اجتہادات کو خاتم الشرائع کا مرتبہ دیدیا ہے۔

قرآن و حدیث کا فتوےٰ

لہٰذا میں حضرت مسیح موعود کے اقوال کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے پہلے قرآن و حدیث کو لیتا ہوں۔ قرآن کریم میں رمضان کے روزوں کے متعلق صاف ارشاد ہے **فمن کان منکم مریضا او علیٰ سفرٍ فعدۃ من ایام اخر** کہ تم میں سے جو مریض ہو یا مسافر ہو پس وہ دوسرے دنوں میں اس تعداد کو پورا کرے۔ اب حدیث کو لو۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم فتح مکہ کے سال رمضان کے مہینہ میں مکہ کے سفر کو نکلے یہاں تک کہ کراع الغمیم پہنچے اور لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ پھر آپ نے ایک پیالہ پانی کا منگایا۔ اور اسے بلند کیا یہاں تک کہ لوگوں نے اس کی طرف دیکھا پھر آپؐ نے پی لیا۔ اس کے بعد آپ کو اطلاع دی گئی کہ بعض لوگوں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ لوگ نافرمان ہیں۔ وہ لوگ نافرمان ہیں"۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ لوگوں پر روزہ مشکل ہو گیا ہے اور وہ آپ کے منتظر ہیں کہ اس معاملہ میں آپ کیا کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے ایک پیالہ پانی کا منگایا اور پی لیا اور نماز عصر کے بعد کا وقت تھا"

دوسرا فتوےٰ پہلے فتوے کے خلاف نہیں

امید ہے اب آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود نے جو یہ فرمایا کہ "جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے" وہ اس حدیث کے عین مطابق ہے۔ گویا خود آنحضرت صلعم کے الفاظ آپ نے دہرا دیئے ہیں۔

آپ کا اعتراض یہ ہے کہ پھر یہ کیوں فرمایا کہ "میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں"۔ آپ کے نزدیک یہ پہلے فتوے کے خلاف ہے مگر میری رائے میں یہ خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے البتہ پہلے فتوے کی زیادہ تشریح کر دیا ہے کیونکہ اس دوسرے فتوے میں بھی پہلے آپ نے اپنا مذہب صاف طور پر بتلا دیا ہے کہ "میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہئے"۔ کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی متصور ہے لیکن تعامل میں چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہزارہا مسلمان سفر اور مرض میں بھی روزہ رکھ لیتے ہیں اور یہ بعض ائمہ مجتہدین کے فتاویٰ کی بنا پر ہے تو اس تعامل امت کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر کوئی شخص روزہ رکھ لیتا ہے تو حرج بھی نہیں۔ گویا مدار مومن کی نیت پر آٹھہرا۔ اگر ایک شخص امت کے تعامل کو مدنظر رکھکر اسے خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں سمجھتا تو ایسی صورت میں روزہ رکھ لینے کا مضائقہ نہیں۔ دوسرے لفظوں میں حضرت مسیح موعود نے دوسرے مجتہدین کے فتووں کی بھی عزت کی ہے۔

دوسرے مجتہدین نے ایسا فتویٰ کیوں دیا؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دوسرے مجتہدین نے ایسا فتوےٰ کیوں دیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں جو یہ حکم ہے کہ جو مریض یا مسافر ہو وہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھے۔ یہ حکم رخصت کے رنگ میں ہے عزیمت کے رنگ میں نہیں۔ چنانچہ اس سے آگے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کا ارشاد مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔" یعنے انسان کی آسانی کیلئے رخصت کے رنگ میں یہ حکم دیا گیا ہے۔ اس سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر روزہ تکلیف نہ دے اور سفر میں اگر کوئی شخص روزہ رکھ لے تو حرج نہیں۔ چنانچہ اسی کے مطابق صحیح مسلم میں حدیث آئی ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اپنے اندر سفر میں روزہ رکھنے کی قوت پاتا ہوں تو پھر میں اگر روزہ رکھ لوں تو کیا گناہ ہوگا؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ "یہ اللہ کی طرف سے رخصت ہے سو جس نے اسے قبول کیا۔ اس نے بہت خوب کیا اور جس نے روزہ رکھنا چاہا تو اس پر کوئی گناہ نہیں"۔

ایک اور اعتراض اور اس کا جواب

تو پھر اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سفر مکہ میں آپ نے کیوں مسافر روزہ داروں کی نسبت ارشاد فرمایا تھا کہ یہ لوگ نافرمان ہیں سو اس کی نسبت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کسی حکم میں جب رخصت دیتا ہے تو اس کا مقصد بندہ کے لئے سہولت پیدا کرنا ہوتا ہے۔ پس خدا کی اس رخصت سے فائدہ اٹھانا خدا کے منشا کی فرمانبرداری

(باقی بر صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم دوشنبہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ | نمبر ۱۸

جناب خلیفہ قادیان اور بعض مسلم اخبارات

آئین اخلاق و صحافت کی افسوسناک خلاف ورزیاں!

تقریباً دو ہفتہ سے بعض اسلامی اخبارات جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اور سیسل ہوٹل لاہور والی مس روفو کے متعلق چند افواہوں کی تشہیر نہایت نامناسب طریق پر کر رہے ہیں ان کی اس افسوسناک روش کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے ۱۱ مارچ کے مقالہ افتتاحیہ میں لکھا تھا:-

"واقعہ صحیح ہو یا غلط لیکن اخبارات میں جس طریق پر اس کا چرچا کیا جا رہا ہے وہ یقیناً ناپسندیدہ اور خلاف اخلاق ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ باصول صحافت ذاتیات پر اس طرح بحث کی اجازت نہیں دے سکتی ۔ ۔ ۔ ہم قارئین پیغام صلح اور ہر ایک شریف شخص کی خدمت میں درخواست کرینگے کہ وہ ہرگز اس واقعہ کو کوئی اہمیت نہ دیں ۔ ذاتی معاملات کو ان کی حدود سے بڑھانا سخت غلطی ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاں اگر اس میں کسی کو کوئی قباحت نظر آئے تو وہ اس کو شریفانہ اور مخلصانہ طور پر جتلا سکتا ہے ۔"

اس پر ہمیں دہلی کے ایک بزرگ کا جو بہت بڑے پیر زادہ پبلک مین اور اخبار نویس ہیں مندرجہ ذیل والانامہ موصول ہوا ہے۔

"ایڈیٹر صاحب پیغام صلح ۔ سلام علیکم
میں نے میاں صاحب اور روفو کی نسبت
آپکا مضمون پڑھا ۔ میاں صاحب کی زندگی
پبلک زندگی ہے پھر آپ یہ کس دلیل سے لکھتے
ہیں کہ اخباروں کو ان کی پرائیویٹ حالت
سے بے تعلق رہنا چاہیئے ۔ حالانکہ یہ واقعہ
ان کی پبلک پاکبازی کو آلودہ کرنے والا ہے"

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں یہ خط ایک بہت بڑے پیر اخبار نویس اور پبلک مین کا ہے لکھنے سے قبل انہوں نے یقیناً اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے روفو کے معاملہ کو اچھی طرح سوچا ہوگا ۔ لیکن افسوس ہم بار بار غور کرنے کے باوجود ان کی رائے سے متفق نہیں ہو سکے ۔ یعنی اخبارات کی موجودہ روش کا جواز ہمیں نہیں مل سکا ۔ ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ اخبارات پبلک مین کی زندگیوں کی پرائیویٹ [illegible]

بالکل بے تعلق رہیں ۔ بلکہ ہمارا اعتراض غیر مناسب انداز تحریر و نکتہ چینی پر تھا اور ہے ۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اخبارات میں اس افواہ کا زور و شور سے چرچا ہونے کے باوجود جناب میاں صاحب اور ان کے اخبارات کا کئی روز تک بالکل خاموش رہنا اور اس کے بعد "الفضل" کی ایک نہایت ہی مختصر اور مبہم سی تردید قدرتی طور پر لوگوں کے شکوک میں اضافہ و تقویت کا باعث بن رہی ہے ۔ اور پبلک جناب میاں صاحب کے مخالف اخبارات کے بیانات پر یقین کرنے کی طرف مائل ہو رہی ہے ۔ خواہ وہ غلط یا مبالغہ آمیز ہی کیوں نہ ہوں ۔ مگر اس کے باوجود ہم کہیں گے کہ ذمہ داری و احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ جناب میاں صاحب کے مفصل بیان سے قبل مس روفو کے فرار کے متعلق کسی فیصلہ کن رائے کا اظہار نہ کیا جائے ۔ لیکن ہمارے بعض مقامی معاصروں نے اپنی اس ذمہ داری کو محسوس نہ کیا ۔ اور وہ روز اول ہی سے اس واقعہ کو نہایت نامناسب طریق پر شائع کر رہے ہیں ۔ ہم تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اگر یہ واقعہ اسی طرح ہو جس طرح کہ بیان کیا جا رہا ہے ۔ اور اس سے وہی نتائج اخذ کر لئے جائیں جو یہ اخبارات کر رہے ہیں تب بھی ان اخبارات کی موجودہ روش جائز قرار نہیں دی جا سکتی ۔ بے شک جناب میاں صاحب کی زندگی پبلک زندگی ہے ۔ اور اخبارات ان کی پرائیویٹ حالت سے بے تعلق نہیں رہ سکتے ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہیے کہ ان کے متعلق لکھتے وقت شرافت و معقولیت سے قطع تعلق کر کے بازاری انداز اختیار کر لیا جائے ۔ آج کل جو اخبارات مس روفو کے فرار کی افواہ کو شہرت دے رہے ہیں ان کی تحریریں بعید قابل اعتراض ہیں ۔ اگر یہ واقعہ ان کے نزدیک ایسا ہی اہم تھا تو وہ اس سے بہتر طریق پر اس کے متعلق رائے زنی کر سکتے تھے لیکن افسوس انہوں نے ایک ایسا انداز اختیار کر رکھا ہے ۔ جو شرافت و معقولیت کے سراسر خلاف ہے ۔ ان اخبارات میں سے جو اخبار سب سے پیش پیش ہے اس کی تحریروں پر ہی ذرا غور کرنے سے اس بات کا پورا پورا ثبوت مل سکتا ہے ۔ مثلاً اس اخبار کی ۷ مارچ کی اشاعت میں مندرجہ ذیل سطور نظر آتی ہیں :-

"لیکن حقیقت یہ ہے کہ قادیان کا قصر خلافت جس کا ہر گوشہ بیسویں صدی کی "کتاب الحیل والتشرق" کی ایک حل ہے مس روفو کے کمالات کی نمائش کے لئے سیسل ہوٹل سے کہیں زیادہ سرزمین ہے ۔"

اسی اشاعت میں یہ لکھا گیا ہے کہ قادیانی انجمن نے اپنی قوم سے جو ساٹھ ہزار روپے کے قرض کی اپیل کی ہے اس سے مس روفو کے اخراجات پورے کئے جائیں گے ۔

یہ تو نثر کی کیفیت ہے ۔ نظمیں اس سے بھی زیادہ سوقیانہ ہیں ۔ ۹ مارچ کی اشاعت میں "اطالوی حسینہ" کے عنوان سے ایک نظم شائع ہوئی ہے جس کا ذکر ہم نے اپنے محولہ بالا مقالہ افتتاحیہ میں کیا تھا ۔ اس کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھئے اور لکھنے والے کے اخلاق کا ماتم کیجئے ۔

اے کشور اطالیہ کے باغ کی بہار
لاہور کا دامن ہے ترے فیض سے چمن

پیغمبر جمال تری چلبلی ادا
پروردگار عشق ترا دلربا چلن

الجھے ہوئے ہیں دل تری زلف سیاہ میں
ہیں جسکے ایک تار سے وابستہ سو فتن

پروردہ فسوں ہے تری آنکھ کا خمار
آوردہ جنوں ہے تری بوئے پیرہن

پیمانہ نشاط تری ساق صندلی
پیمانہ سرور ترا مرمری بدن

رونق ہے ہوٹلوں کی ترا حسن بے حجاب
جس پر فدا ہے شیخ تو لٹو ہے برہمن

میں بھی ہوں تیری چشم پرافسوں کا معترف
جادو وہی ہے آج جو ہو قادیاں شکن !

اسی پر بس نہیں ۱۳ مارچ کی اشاعت میں اس سے بھی زیادہ دل آزار اشعار چھپے ہیں جن میں سے دو یہ ہیں :-

تمہیں "مشی فی النوم" کی بھی خبر ہے :: زمانہ کے اے بیخبر فیلسوفو!
ملے گا تمہیں یہ سبق قادیاں سے :: جہاں چل کے سوتے میں آتی ہیں روفو!

دوسری قوموں کے اخبارات ان کی زندگی و طاقت کا ذریعہ ثابت ہو رہے ہیں لیکن برخلاف اس کے بہت سے اسلامی اخبارات مسلمانوں کو کمزور و برباد کر رہے ہیں ۔ وہ اصولی بحثوں کو فوراً ذاتیات کا رنگ دیدیتے ہیں ۔ ایک دوسرے کی عیب جوئی اور پردہ دری کے درپے رہتے ہیں ۔ وہ ذاتی معاملات کو ہمیشہ ان کی حدود سے بڑھا کر ایک ناگوار صورت حالات پیدا کر دیتے ہیں ۔ نہ ان کا اختلاف کسی اصول کا پابند ہے نہ ان کی نکتہ چینی میں خلوص کا کوئی شائبہ نظر آتا ہے ۔ نہ انہیں اسلامی اخلاق و شرافت کا کوئی پاس ہے "زمیندار" "فاروق" اور "الفضل" کا شمار ایسے ہی اخبارات میں ہے ۔ یہ ہر بات اور ہر موقعہ پر جھٹ ذاتیات پر اتر آتے ہیں اور اپنے مقابل کو بھی اس کے لئے مجبور کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ نہایت ہی افسوسناک ہوتا ہے ۔ ضرورت ہے کہ دردمند ، با اثر ، اور مخلص مسلم اکابر و اخبارات آگے بڑھیں اور ان بے اصول اخبارات کو آئین اخلاق و صحافت کی پابندی پر مجبور کریں اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو اسلامی پریس کو ذاتیات کے اس کوڑھ اور گند سے پاک کرنے کے لئے کوئی موثر قدم اٹھائیں ۔

جناب خلیفہ قادیان کی خدمت میں

مس روفو کے فرار کی افواہ کو اخبارات میں گشت لگاتے ہوئے تقریباً دو ہفتے کا عرصہ ہو گیا ۔ لیکن جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان آج (۱۷ مارچ) تک بالکل خاموش ہیں ۔ حالانکہ ان کے لئے بہتر تھا کہ وہ اس افسوسناک افواہ کے مشہور ہوتے ہی ایک مفصل بیان کے ذریعہ اصل واقعات پر روشنی ڈال لیتے ۔ ان کے اخبار "الفضل" نے بھی اس بارے میں فرض شناسی و مستعدی کا ثبوت نہیں دیا ۔ غالباً ۵ مارچ کو شائع ہونیوالے اخبارات میں پہلی مرتبہ یہ افواہ شائع ہوئی تھی جس کا علم ہمارے معاصر کو ۵ مارچ کو ہو گیا ہوگا ۔ لیکن وہ کئی روز تک بالکل خاموش رہا ۔ آخر خدا خدا کر کے اس نے اپنے ۱۱ مارچ کے پرچہ کے آخری ورق پر مندرجہ ذیل سطور بطور تردید نہایت ہی

غیر نمایاں طور پر شائع کیں ۔

" حال میں ایک یورپین گورنس نے ملازمت کرنے کی خواہش ظاہر کی تو اسے کہا گیا کہ وہ پہلے قادیان جاکر دیکھ آئے کہ وہ وہاں اپنی سوسائٹی سے علیحدہ دیہاتی زندگی بسر کرسکے گی یا نہیں ۔ اسپر وہ قادیان آئی اور دوسرے دن واپس چلی گئی ۔ اسکے متعلق "زمیندار" میں جو کچھ لکھا گیا ۔"

ہم جناب میاں صاحب اور اپنے معاصر کی خدمت میں مخلصانہ طور پر عرض کرینگے کہ یہ تردید بالکل ناکافی اور مبہم ہے ۔ ہمارا خیال ہے اس سے وہ شکوک جو مخالف اخبارات کی تحریروں سے پیدا ہوگئے ہیں دور نہیں ہوسکتے ۔ بلکہ ممکن ہے اس سے ان کو اور تقویت پہنچے پبلک میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہورہی ہیں مثلاً اگر مس روفو کو ملازمت کی خواہش تھی تو وہ خود چلی آتی ۔ جناب میاں صاحب نے واقعہ سے تین روز قبل خاص طور پر جاکر ہوٹل اس سے ملاقات کیوں کی اور پھر یکم مارچ کو اسے خود کیوں لینے گئے ۔ اپنے کسی آدمی کو بھیج دیتے پھر مس روفو بلا اجازت اچانک کیوں چلی آئی اور میاں صاحب مالک ہوٹل کی اطلاع کے بغیر اسے کیوں لے آئے ؟ اور اب وہ کہاں ہے ؟ پھر جناب میاں صاحب نے پہلی ملاقات کے بعد مس روفو کو جو پیغامات وقتاً فوقتاً بھیجے وہ کیا تھے ؟ اور واقعہ والے دن کی صبح کو اور اس سے قبل جناب میاں صاحب کے جو آدمی ہوٹل میں دیکھے گئے وہ وہاں کس غرض سے گئے تھے ؟ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ جب میاں صاحب اپنے چند بچوں کے لئے تقریباً ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار خرچ کی گورنس رکھ سکتے ہیں تو یقیناً ان کی آمدنی اور دولت بہت زیادہ ہوگی تو پھر وہ قادیانی انجمن کو ساٹھ ہزار روپیہ قرض دیکر اس کی مالی مشکلات کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیتے ؟ غرضیکہ اس قسم کی بہت سی چہ میگوئیاں ہورہی ہیں ۔ شکوک و ممکنات کا دائرہ بہت وسیع ہے ۔ لوگوں کی قیاس آرائیوں اور اعتراضات کو روکا نہیں جاسکتا

لیکن اگر اجازت دی جائے تو ہم اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ جناب میاں صاحب کا مس روفو کو لینے کے لئے خود ہوٹل میں تشریف لیجانا بالکل غیر مناسب اور احتیاط کے خلاف تھا ۔ وہ اپنے کسی عقیدتمند یا ملازم کو اشارہ کر دیتے وہ لے آتا ۔ یا مس روفو ہی کو اطلاع کر دیتے وہ خود چلی آتی ۔ ملازمت کی خواہشمند تو وہ تھی ہی ۔ ہم حیران ہیں کہ جناب میاں صاحب جیسے تجربہ کار اور دانشمند شخص سے یہ غلطی کیسے ہوئی ۔ محض اس فروگزاشت نے ہی مخالف اخبارات کو یہ افسوسناک ہنگامہ برپا کرنے کا موقعہ بہم پہنچایا ہے ۔ جناب میاں صاحب کی خاموشی اور "الفضل" کی مبہم تردید نے اس ہنگامہ کو اور تقویت دی ۔ بہرحال ہم جناب میاں صاحب سے درخواست کرینگے کہ اپنا ایک مفصل بیان شائع کرکے ان افسوسناک اور ناگفتہ بہ چہ میگوئیوں کا خاتمہ کر دیں ۔ جو پبلک میں کثرت سے ہو رہی ہیں ۔ امید ہے وہ اس مخلصانہ مشورہ پر ضرور توجہ کرینگے ۔

"قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت"

یورپ اور اس کے مقلدین اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم پر اپنی لاعلمی یا تعصب کی وجہ سے جو الزامات لگاتے ہیں ان میں سے ایک غلامی کا جواز بھی ہے ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے نہ صرف انسانوں کی جسمانی غلامی کو ناجائز قرار دیا بلکہ ہر قسم کی غلامی کی جڑ کاٹ ڈالی ۔ اور قرآن کریم ہی وہ واحد الہامی کتاب ہے جو نوع انسانی کی مکمل اور عالمگیر آزادی کا علمبردار ہے ۔ [illegible] غلامی کے جواز کا غلط خیال یورپ اور مقلدین یورپ کے دل و دماغ پر کچھ اس طرح چھایا ہوا ہے کہ اس کو دور کرنے کے لئے خاص جد و جہد کی ضرورت ہے بعض فقہا کے غلط اجتہاد اور گذشتہ صدیوں کے بعض مسلمان بادشاہوں کے طرز عمل نے اس کام کو بہت زیادہ مشکل بنا دیا ہے ۔ گزشتہ ستمبر میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کا ایک مسلسل مضمون مندرجہ بالا عنوان سے پیغام صلح میں شائع ہوا تھا ۔ جس میں موصوف نے اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالکر نہایت قوی دلائل و شواہد سے اس الزام کو کامیابی سے دور کیا تھا ۔ ہماری اور بعض دیگر احباب کی درخواست پر ڈاکٹر صاحب قبلہ نے اس کو کتابی شکل میں شائع کرنا منظور فرما لیا ہے ۔ چنانچہ کتاب کتابت کا مرحلہ طے کرنے کے بعد مطبع میں پہنچ چکی ہے ۔ انشاء اللہ چند روز تک تیار ہوجائیگی قیمت بہت کم یعنے صرف تین آنہ رکھی گئی ہے ۔ عید کا ایک نہایت مفید تحفہ ہے ۔ امید ہے احباب اپنی قدر دانی کا ثبوت دینگے ۔ اور بکثرت خرید کر تقسیم کرینگے ۔ تاکہ اس کے بعد ہم ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں اس کا انگریزی ترجمہ شائع کرنے کی درخواست کرسکیں کیونکہ ان مضامین کا مغربی زبانوں میں ترجمہ ہوکر یورپ میں تقسیم ہونا نہایت مفید نتائج کا موجب ہوسکتا ہے ۔

فرمائشیں منیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کو بھیجی جائیں ۔

ہم ضرور وصول فرمائیں باقی اپنی پہلی فرصت میں چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکر شکریہ کا موقعہ دیں ۔

—— عزیز مبارک عبد اللہ عفا ہزاروی امسال ایف اے کے امتحان میں شریک ہورہے ہیں

—— جناب بابو محمد ابراہیم صاحب سپرنٹنڈنٹ دارہ لاہور کے صاحبزادے امسال نویں جماعت کا امتحان دے رہے ہیں ۔

ان دونوں عزیزوں کی کامیابی کے لئے دعا کی جاتی ہے ۔

—— ۱۳ مارچ کو شیخ بشیر احمد صاحب نومسلم قصبہ متیرانوالی ضلع سیالکوٹ تشریف لیگئے ۱۳ ۔ ۱۴ ۔ ۱۵ ۔ مارچ کو مندرجہ ذیل عنوانوں پر آپکی تین نہایت کامیاب تقریریں ہوئیں :- (۱) میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے (۲) حالات حاضرہ (۳) اسلام اور دیگر مذاہب ۔ ۱۶ر مارچ کی صبح کو آپ کا جلسہ مباحثہ [illegible] گیا ۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۔ حضرت ممدوح ۱۰ر مارچ کی صبح کو وزیرآباد اور سیالکوٹ و گجرات کے اس دورے پر تشریف لے گئے ہیں جس کا اعلان گزشتہ دو اشاعتوں میں ہوچکا ہے ۔ جناب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب جنرل سکرٹری انجمن اور چودھری فضل داد صاحب محصل آپکے ہمراہ گئے ہیں ۔ ۱۸ر مارچ کی شب کو واپس تشریف لے آئے

—— ۱۶ ۔ مارچ کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ ہندو اور تین اچھوتوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا اللہ تعالے استقامت دے

—— میاں نصیر احمد صاحب فاروقی خلف الرشید ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ چند روز تک سورت سے لاہور تشریف لائینگے

—— قاضی شیر محمد صاحب مبلغ علی پور ضلع مظفرگڑھ اطلاع دیتے ہیں کہ امسال بھی حسب دستور سابق نماز عید اضحیٰ مسجد جامع احمدیہ علی پور واقع وسط بازار میں ادا کیجائے گی ۔ مقامی اور قرب و جوار کے احباب کو وقت پر مسجد میں پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے ۔

—— جناب سید عبد المجید صاحب جج کپورتھلہ کو دوبارہ تکلیف ہوگئی زخم ازسرنو ہرا ہوگیا ہے ۔ بخار بھی آنے لگا ہے ۔

—— جناب چودھری شاہدین صاحب بھی ابھی تک ہسپتال میں صاحب فراش ہیں ۔

—— جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ گزشتہ چند روز سے بیمار رہیں ۔ اب بہت کچھ افاقہ ہے ۔

—— ایک نہایت ہی بزرگ خاتون جو دین سے بے اندازہ عشق اور جماعت احمدیہ سے محبت رکھتی ہیں ۔ عرصہ سے بیمار ہیں ۔

احباب ان تمام بیماروں کی صحتیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں ۔

—— جناب الہ داد صاحب پٹواری نہر منچن آباد ریاست بہاولپور چند مشکلات میں مبتلا ہیں اور احباب سے طالب دعا ہیں ۔

—— چک کچا کھوہ متصل خانیوال میں جن بھائی بہنوں نے اسلام قبول کیا ہے ان کی فہرست موصول ہوگئی ہے ۔ جو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی ۔ ان کے ساتھی بھی مسلمان ہونے کے لئے تیار ہیں ۔ جن کو ہندوؤں نے روکے ہوئے ہیں ۔ افسوس ہے اس موقعہ پر ملانوں نے نہایت شرمناک شرارتیں شروع کردی ہیں جن کا بہت برا اثر پڑ رہا ہے ۔ اور یہ لوگ اپنی شرارتوں کے ذریعہ ایک مفید کام کو نقصان پہنچا کر مخالفین اسلام کو تقویت پہنچا رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ۔

—— ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس ۱۰ر مارچ کو بعد نماز مغرب اسلامیہ ہائی سکول لاہور میں زیر صدارت جناب ملک محمد امین صاحب وکیل منعقد ہوا ۔ جناب ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب خلف الرشید جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ نے " قرآنی ممنوعہ غذائیں اور ان کا طبی فلسفہ " کے موضوع پر ایک نہایت مفید اور پر از معلومات تقریر کی ۔

—— جن خریداران پیغام صلح کا چندہ ختم ہوچکا ہے انکی خدمت میں اطلاعی خطوط بھیجے جاچکے ہیں بعض نے [illegible] [illegible] جلد توجہ فرمائی [illegible] وی پی جاچکے ہیں ۔ [illegible]

زمیندار اینڈ کو کے اسلام کی حقیقت

(از جناب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

مدیر زمیندار کا تعلی آمیز مضمون

میں نے مدیر "زمیندار" کے ایک نوٹ پر لکھا تھا کہ وہ مسلمان اولیاء سے تو نفرت کرتا ہے لیکن گاندھی کے قدموں پر سر رکھ دیتا ہے۔ اس کے جواب میں اس نے ایک تعلی آمیز مضمون ۱۱ مارچ ۱۹۳۶ء کے پرچہ میں لکھ کر اپنے اسلام کی حقیقت کو ظاہر کر دیا ہے۔ "زمیندار" اینڈ کو نے سمجھ لیا ہے کہ اسلام کے بارے میں جو رطب و یابس وہ لکھتے رہتے ہیں وہی حقیقی اسلام ہے۔ حالانکہ حقیقی اسلام ان کے نزدیک نام بھی نہیں پھٹکتا۔ ان کے علما کو اگر قرآن کی کسی آیت کا صحیح مفہوم معلوم نہ ہو سکے تو اسے منسوخ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں۔ اور اگر ان کو اولیاء اللہ کے کلام کی سمجھ نہ آئے تو اسے شطحیات کہہ کر پیچھا چھڑا لیتے ہیں۔ اور شطحیات کے لفظی معنے مسلمانوں کے سامنے نہیں رکھتے۔ گویا ایک طرف قرآن کریم کو خدا کی کتاب ماننا دوسری طرف اس میں ناسخ منسوخ مانکر اختلاف قبول کرنا۔ پھر ایک طرف اولیاء اللہ کو نیک سمجھنا اور دوسری طرف ان کو مخالف شرع باتیں کہنے کا مدعی قرار دینا یہ "زمیندار اینڈ کو" کا اسلام تو ہو سکتا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسلام یقیناً نہیں ہو سکتا۔

"زمیندار" کی اعلان ختم نبوت سے پہلو تہی

میں نے حضرت مسیح موعود کی ایک عبارت نقل کر کے "زمیندار اینڈ کمپنی" کو چیلنج دیا تھا کہ ہم لوگ حضرت نبی کریمؐ کو حقیقی طور پر آخری نبی مانتے ہیں۔ اور آنحضرت کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کا آنا نہیں مانتے تم لوگ جو حضرت عیسےٰ ایک پرانے نبی کا خاتم النبیینؐ کے بعد آنا مانتے ہو ختم نبوت کے صحیح طور پر منکر ہو۔ وجہ یہ کہ حضرت عیسےٰؑ کو خدا نے قرآن میں نبی و رسول فرمایا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلعم کے بعد قرآن کے بیان کردہ نبی و رسول کا آجانا ختم نبوت کے صریح طور پر مخالف ہے۔ قادیانی تو ایک ایسے نئے نبی کو لاتے ہیں جس کا قرآن میں ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن زمیندار اینڈ کو ایک ایسے نبی کا آنحضرت صلعم کے بعد آنا مانتی ہے کہ جسے قرآن نے نبی اور رسول فرمایا ہے۔ کیا مدیر "زمیندار" میں اتنی جرأت ہے۔ کہ وہ اعلان کرے کہ وہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسےٰ نبی اللہ کے آنے کا منکر ہے؟ ہرگز نہیں۔

زمیندار اینڈ کو نصرانیان اندلس کے نقش قدم پر

ایک طرف یہ کہنا کہ "خاتم النبیینؐ کے بعد نبی نوع انسان کی ہدایت کے لئے کسی رسول کے بھیجنے کی ضرورت باقی نہیں رہی" ("زمیندار" ۱۱ مارچ) اور دوسری طرف حضرت عیسےٰؑ کا آنا امت محمدیہ میں ماننا کہاں تک مطابقت رکھتا ہے؟ اندلس میں رہ کر نصرانیوں کی طرح مسلمانوں کی مخالفت کرنا زمیندار اینڈ کو کے ہی مناسب حال ہے جو اندرونی طور پر نصرانی گروہ ہر ایک بات میں مسلمانوں اور اسلام کی مخالفت پر تلا ہوا ہے۔ مسلمانوں کو اندلس میں ایسے ہی ... نصرانی گروہ سے واسطہ پڑا تھا۔ جیسا ہمارے خلاف اندلسی جماعت کو زمیندار اینڈ کو سے پڑا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ دمشق اور اندلس دونوں جگہ مسلمانوں کی حکومتیں جو شیعوں کی سازشوں کا شکار ہو کر تباہ ہو گئی چونکہ ہمارے مخالفین کے عقائد ... سے نہایت غالیانہ خلاف تعلیم قرآن و حدیث ہیں ... کی سازشوں اور شرارتوں کا مدعا اصلی یہ ہے کہ اسلام کو تباہ و برباد کر کے اس کی جگہ اپنی نصرانی خلافت قائم کر لیں۔ ... ہمارے ہوتے ہوئے ان کو ہرگز کامیابی نہ ہوگی۔

اولیا انبیا کی سنت پر چلتے ہیں

میں نے قرآن کریم سے ثابت کیا تھا کہ خدا کے احکام کی پابندی کرانے کے لئے انبیاء یہی کہا کرتے ہیں کہ ہماری تابعداری کرو اور ہمارا کہا مانو۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں:-

"فقمنی ربی جل جلالہ انا جعلناک امام ھذہ الطریقۃ وا وصلناک ذروۃ سنامھا رسد دنا طرق الوصول الی حقیقۃ القرب کلھا الیوم غیر طریقۃ واحدۃ وھو محبتک والانقیاد لک فاسبا ثملیس علی من عاداک سماء ولیست الارض علیہ بارض ناھل المشرق اھل المغرب کلھم رعیتک وانت سلطانھم علموا اولم یعلموا فان علموا فازوا وان جھلوا خابوا"

(تفہیمات الٰہیہ)

یعنے میرے رب جل جلالہ نے مجھے مطلع فرمایا ہے کہ ہم نے تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا۔ اور اس کی اعلیٰ بلندی تک پہنچایا اور ہم نے آج کے روز سے باقی سب طریقوں کو حقیقت قرب تک پہنچنے سے مسدود کر دیا۔ بجز اس طریقہ کے جو تجھے دیا گیا۔ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے جو کھلا رکھا گیا ہے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ تجھ سے محبت کریں اور تیری فرمانبرداری کو ذریعہ نجات سمجھیں۔ اور اب آسمانی برکات اس شخص پر نہیں ہونگی جو تیرے ساتھ عداوت اور بغض رکھے گا۔ اور نہ ارضی برکات کا مورد ہوگا۔ اور مشرق و مغرب کے لوگ تیری رعیت کر دیئے گئے ہیں اور تو ان کا بادشاہ مقرر کیا گیا ہے۔ خواہ وہ لوگ تمہاری اس حقیقت سے واقف ہوں یا نہ ہوں۔ اگر واقف ہونگے تو فائز المرام ہوں گے اور اگر بیخبر رہیں گے تو خسارہ اور ٹوٹا پائیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود نے اس سے زیادہ کیا کہا۔ اور اگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے یہ شطحیات یعنی خلاف شرع باتیں ہیں۔ لیکن باوجود اس کے تم لوگ ان کو ولی اللہ مانتے ہو۔ تو اپنے گندے عقیدے کے مطابق ان کو شطحیات سمجھ کر حضرت مسیح موعود کی مخالفت سے باز آجاؤ۔ تمہارے اولیائے کرام باوجود شطحیات یعنے خلاف شرع باتیں کہنے اور لکھنے کے خدا کے مقرب اور ولی ہیں۔ تو اسی کسوٹی پر پرکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کو کس منہ سے جھوٹا کہہ سکتے ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ سے بیخبر رہنے والے لوگ بھی خسارہ پانے والے ٹھیرے تو اس صدی کے مجدد سے بیخبر لوگ کیوں خسارہ نہ اٹھائیں گے؟

"زمیندار" حضرت شاہ ولی اللہ کو کیا کہے گا؟

حضرت شاہ ولی اللہ کے حوالہ سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء کی طرح اولیاء کی بھی پیروی ضروری ہے۔ کیونکہ وہ بھی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہوتے ہیں۔ اگر بقول زمیندار اینڈ کو امت مسلمہ میں مجددین اور محدثین کا کام صحیح عقائد اسلامی کی اشاعت اور لوگوں کے تزکیۂ نفس کے سوا اور کچھ نہیں اور نافرمان لوگوں کو ہلاکت و بربادی کا پیغام دینا انبیاء کرام کا کام تھا جو انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث ہوا کرتے ہیں۔ تو پھر حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم کو کیا کہیں گے کہ جنہوں نے اگرچہ اپنے طریقہ کے سوا سب طریقوں کو حقیقت قرب تک پہنچنے سے مسدود کر دیا۔ اور اپنے سے ناواقف لوگوں کو خسارہ پانے والا قرار دیا۔

پہلے مجددین و محدثین نے بھی مسند و دعاوی بانی پیغام کسی مجدد یا محدث کے لئے اپنی مجددیت و محدثیت کا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی

لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود سے پہلے بزرگوں نے ایسے دعاوی کیے ان کو آپ کیا سمجھتے ہیں۔ مثلاً حضرت مجدد الف ثانی کا دعوےٰ سنیئے:-

"... [illegible] ..."

(مکتوب ۴ صفحہ ۱۴ جلد ثانی مکتوبات امام ربانی)

یہاں انبیاء کے سب مجددین سے بڑھ کر فرمایا۔ اور پھر [illegible] مجدد کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ اگرچہ قطب ابدال اور اولیاء اللہ بھی موجود ہوں۔ پھر حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں فرماتے ہیں:-

"لما تم الدور الحکمۃ حبانی اللہ سبحانہ خلعۃ المجددیۃ حین انتھت بی دورۃ الحکمۃ ثم لبست خلعۃ الحقانیۃ وسلب عنی کل علم نظری وفکری ..."

(تفہیمات الٰہیہ)

یعنے جب دورہ حکمت کا انتہا تک پہنچ چکا۔ تو خدا نے مجھے خلعت مجددیت سے سرفراز فرمایا۔ اور جب حقانیت کا خلعت مجھے پہنایا گیا اور ہر نظری و فکری علم مجھ سے زائل کر دیئے گئے۔ الخ

حضرت مسیح موعود کا دعوےٰ

اب ذرا حضرت مسیح موعود کی سنیئے آپ فرماتے ہیں:-

"اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالےٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی۔ اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلاء کلمۂ اسلام و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کیلئے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہونگا۔ اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نور ہونے نہیں دونگا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور اندرونی [illegible] پر نظر کر کے چپ رہتا۔ اور اپنے اس وعدہ کو یاد نہ کرتا [illegible] بصراحت بیان کر چکا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسولؐ کی یہ حدیث اور کھلی پیشگوئی کہ ... میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالےٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اس کے دین کی تجدید کیا کرے گا ... میں اس کو بار بار بیان کرونگا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔" (فتح اسلام صفحہ ۷)

مولانا ابوالکلام آزاد کے ارشادات

مولانا ابوالکلام صاحب بھی اس بارہ میں ہماری تائید میں ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:-

"شہنشاہ اکبر کے عہد [illegible] اور عہد جہانگیری کے اوائل میں جبکہ تمام علماء و مشائخ حق ... بالکل

خالی ہو گیا تھا۔ کیسے کیسے اکابر موجود تھے۔ لیکن مفاسد وقت کی اصلاح و تجدید کا معاملہ کسی سے نہیں بن آیا صرف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا وجود گرامی ہی تن تنہا اس کاروبار کا کفیل ہوا۔" (تذکرہ صفحہ ۲۲)

پھر لکھتے ہیں:۔

"یا یہ معلوم ہے کہ وہ جو دورۂ آخرہ کے فاتح اور سلطان عصر ہونے کا مقام تھا اور قطبیت وقت کا وہ صرف حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہ کے لئے تھا۔" (تذکرہ صفحہ ۲۴۴)

پھر لکھتے ہیں:۔

"فعلاً عمل و نفاذ اور ظہور و شیوع کا پورا کام تو کسی دوسرے ہی مرد میدان کا منتظر تھا۔ اور معلوم ہے کہ توفیق الٰہی نے یہ معاملہ صرف علامہ و مجدد شہید رضی اللہ عنہ کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ خود شاہ صاحب کا بھی اس میں حصہ نہ تھا۔ اگر خود شاہ ... اس وقت ہوتے تو انہی کے جھنڈے کے نیچے نظر آتے" (تذکرہ صفحہ ...)

میں نے اپنی تائید میں مندرجہ بالا حوالجات پیش کر دئے ہیں کیا زمیندار اینڈ کو ان کی تائید کسی بزرگ سلف یا خلف سے دکھا سکتی ہے کہ: **کسی مجدد یا محدث کے لئے اپنی مجددیت و محدثیت کا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں**" یہ نے الحقیقت تنگ ملانوں اور دین سے لا پرواہ دہریہ لوگوں کا خیال ہے جس کی تائید میں نہ قرآن ہے نہ حدیث۔ مولانا ابو الکلام نے صاف لکھ دیا ہے کہ عہد اکبری و جہانگیری میں بڑے بڑے اکابر علما موجود تھے۔ لیکن تجدید کے لئے خدا نے حضرت مجدد سرہندی کو ہی کھڑا کیا۔ بادشاہ اور اکابر علما ان کے مخالف ہی رہے۔

زمیندار اینڈ کو کا ایک شرمناک بہتان

"زمیندار اینڈ کو کا یہ کہنا تو بالکل لغو ہے کہ معاذ اللہ ہمیں بنی نوع انسان کے مصائب پر خوشی ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ:

"آفات ارضی و سماوی کے نزول میں سرکشوں کو سزا دینے کے علاوہ خدائے لایزال کی بعض دوسری مصلحتیں بھی مضمر ہوتی ہیں۔ جن کا تعلق نیک بندوں کے امتحان ان کے ایمان کے استحکام۔ ان کے مدارج روحانی کی ترقی اور غفلت شعار بندوں کے لئے انتباہ کا سامان مہیا کرنے سے ہے ... اس زلزلہ بہار کی نوع کے حوادث کو ان کے عصیان کا نتیجہ اور قہر کی ضرب سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔"

تو پھر اگر مجدد وقت یہی بات کہے تو اس کی مخالفت کیوں ...

"یاد رہے کہ کفر اور ایمان کا فیصلہ تو قیامت کے بعد ہوگا ان کے لئے دنیا میں کوئی عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اور دنیا میں ... ان کی گناہ اور شرارتوں اور ظلموں کی وجہ سے ... اگر کوئی کافر ... نہ ہو تو اس کے کفر کا حساب قیامت کے دن ہوگا۔ اس دنیا میں ہر ایک عذاب ظلم اور بدکاری اور شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور ایسا ہی ہمیشہ ہوگا اگر خدا تعالیٰ کی نظر میں لوگ شوخ طبع اور متکبر و ظالم اور بے خوف اور ... مردم آزار ہونگے ... مسلمان

ہوں خواہ ہندو خواہ عیسائی عذاب سے بچ نہیں سکیں گے

(ایام الصلح صفحہ ۱۰۱)

مجدد بھی بشیر و نذیر ہوتا ہے

یہ کہنا کہ "**قیامت تک کے عرصہ کے لئے جس بشیر و نذیر کو آنا تھا وہ محمد عربی کے وجود قدسی کی شکل میں آچکا ہے آپ صلعم کے بعد دنیا کے کسی گوشہ اور نوع انسانی کے کسی طبقہ کیلئے کسی اور بشیر اور نذیر کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔**"

بیشک جہاں تک اس کا تعلق رسالت و نبوت کے ساتھ ہے سچ ہے لیکن یہ جو آپ کے معمولی سے معمولی واعظ رات دن منبروں پر چڑھ کر لوگوں کو بہشت کی بشارت اور دوزخ سے ڈراتے رہتے ہیں اور آپ اخبارات والے لوگ مسلمانوں کو اکسا اکسا کر دین کے لئے قربانیوں کی طرف پکارتے رہتے اور غفلت کے بد نتائج سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ اس کو عربی میں کیا کہا جائیگا یہی نا کہ دین کے لئے قربانیاں کرکے قوم کامیابی کی بشارت پا سکتی ہے اور غفلت کے بد نتائج میں تباہ ہو جاتی ہے۔ پس اگر آپ لوگ رات دن یہی نصائح کرتے رہتے ہیں اور قوم کو بد نتائج سے ڈراتے رہتے ہیں تو اگر ایک مجدد ایسا کام کرے تو وہ کیوں قابل اعتراض ہے۔ کیا آپ کے معمولی ملانوں اور اخبار نویسوں نے ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ حضرت بشیر و نذیر کی موجودگی کے باوجود آپ یہ کام کریں۔ حالانکہ بقول آپ کے قیامت تک ایسے کام کی ضرورت نہیں۔ تو آپ لوگ کیوں اپنے عقیدہ کے خلاف لوگوں کو نیک کاموں کے عمدہ نتائج اور بدی کے بد نتائج سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ یہی بشیر و نذیر ہونا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کو جھوٹا قرار دینے والے پہلے وہ آیات قرآنی پڑھ لیں جن میں ایسی ہی پیشگوئیوں کے بارہ میں مخالفین اسلام کے الفاظ موجود ہیں۔ کہ وہ حضرت نبی کریم اور دیگر انبیاء کو کاہن، مجنون، ساحر وغیرہ کہتے تھے آخران لوگوں کو بھی کوئی ایسی ہی بات نظر آتی ہوگی جیسی آپ لوگوں کو نظر آتی ہے مثلاً قرآن نے فرمایا **وزلزلوا زلزالاً شدیداً**۔ لیکن مخالفوں پر کوئی زلزلہ نہ آیا۔ اگر آیا تھا تو زمیندار اینڈ کو ثبوت دے۔ مہربانی کرکے اس کی تاویل نہ کریں بلکہ ظاہری الفاظ میں اس کا پورا ہونا بتائیے۔

آخر احمدیت کے قدموں میں

اتنی لمبی چوڑی مغالطی اور ہمیں گالیاں دے کر دل ٹھنڈا کر لینے کے بعد مدیر زمیندار صاحب اسی بات کی طرف آئے جس طرف حضرت مجدد صاحب لانا چاہتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"آخری زمانہ میں یعنے قیامت کے قریب زلزلوں کے پے در پے آنے بلکہ اس سے بھی عجیب تر واقعات کے ظہور پذیر ہونے کی پیشگوئیاں خود کلام مجید میں اور احادیث نبوی میں موجود ہیں۔"

لیکن اگر لوگ ... ولی اللہ موجودہ زمانہ کو قرآن و حدیث کی ان پیشگوئیوں کے مصداق ہونے کا زمانہ بیان کر دے اور اس طرف توجہ دلائے کہ یہ زلزلے اس بات کی صداقت کے لئے ہیں کہ لوگ اسلام کے اصولوں سے دور جا رہے ہیں اور عصیان میں ترقی کر رہے ہیں۔ تو پھر کونسا غضب آجائے گا؟ جس طرف وہ توجہ دلانا چاہتا ہے وہ سچ ہے یعنی دنیا کی نجات اس کے ... کے بموجب اسلام کی پیروی میں ہے۔ وہ اپنی سچائی مخفی خداوند ذوالجلال کے ... ہو کر ہوتا ہے۔ نہ کہ ان ... سے علیحدہ ہو کر۔ پھر اگر بقول "زمیندار" یہ آخری زمانہ یعنی قرب قیامت کا ہے جس میں پے در پے زلزلے آ رہے ہیں مسلمانوں کی سب دنیاوی طاقت زائل ہو چکی ہے۔ مذہب سے بے پرواہی عروج پر ہے۔ آپ جیسے خود غرض لوگ مسلمانوں کے لیڈر بنے پھرتے ہیں تو پھر کیا آپ کے نزدیک ابھی اللہ جسے آسمان سے اترنا ہے۔ اور مہدی نے لڑائیاں کرکے اسلام کو فاتح بنانا ہے۔ وہ یک چشم دجال اور اس کا ستر باع کا نوں والا گدھا کہاں ہے۔ کیا جب قیامت آجائے گی تب وہ صفیں لپیٹنے کے لئے آئیں گے؟

ایک اور بڑ

پھر آپ کیسی ایمانداری سے فرماتے ہیں:

"فراست ایمانی رکھنے والے اشخاص ...... زیادہ صحت اور زیادہ تیقن کے ساتھ مستقبل قریب و بعید کے حالات بیان کر سکتے ہیں۔"

بہت خوب! کسی ایسے فراست ایمانی والے کی تلاش کرکے اسلام کے مستقبل اور اپنے انجام کا حال زیادہ صحت اور تیقن سے بیان کروائیے۔ تب دوسروں پر اعتراض شایان ہوگا جب آپکو ابھی تک ایسا آدمی میسر ہی نہیں آیا۔ تو یہ الفاظ بڑسے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔

ہم اگر حضرت مرزا صاحب کے اقوال کو صحیح سمجھتے ہیں تو قرآن و حدیث کی روشنی میں۔ آپ لوگ اگر اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں تو قرآن و حدیث کی مخالفت کی وجہ سے۔ فرمائیے آپ لوگوں کے عقائد کے مطابق کونسا پیغمبر الزامات سے بچا ہوا ہے۔ ابھی اگلے دن ہم نے ایک حدیث پیش کی کہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے تین جھوٹ بولے۔ آپ کے ایک بڑے مولوی نے اخبار میں جواب دیا کہ حضرت نبی کریم صلعم بھی دھوکے سے اپنے دشمنوں کو مروا دیتے تھے جب آپ کے نزدیک پیغمبروں اور حضرت نبی کریم کی یہ عزت ہے تو آپ اگر حضرت مسیح موعود کو گالیاں دیں تو یہ آپ کی فطرت کا تقاضا ہے۔

احمدیت کی خوشہ چینی

"زمیندار اینڈ کو نے اس بات سے غصہ منایا ہے کہ ان کا سر گاندھی جی کے قدموں پر کیوں رکھا گیا۔ اس کی وجہ ظاہر تھی۔ کہ اگر ایک مسلمان ولی اللہ وہی بات کہے جو گاندھی کہتا ہے تو اسے گالی دیتے ہو لیکن گاندھی کے ایسا کہنے سے خوش ہوتے ہو۔ لیکن یہیں تک بس نہیں۔ جب موقعہ ملتا ہے احمدیت کے پاؤں پر بھی سر رکھ دیتے ہو۔ ۲۶ر نومبر ۱۹۳۳ء کے زمیندار میں تم نے ہی یہ شعر لکھ کر احمدیت کی خوشہ چینی کی تھی۔

الٰہی مسلم کا اب تو ہی نگہباں ہے
فرنگی ان کے دجال ہیں یاجوج ہیں روسی

خفاش صاحب کی قصیدہ خوانی

آپ کے بڑے خفاش صاحب نے جو تعریف بادشاہ فرنگ کی کی ہے وہ بھی ذرا سن لیجئے:

ہے شیریں نام ایسا بادشاہ جارج خامس کا
کہ دشمن بھی زباں تو نہیں جلاتے بیاں نہیں
دو میت ہو شہنشہ کی عقیدتاً فرط الفت
سر نہیں اور سینوں میں تو نہیں رجا تو نہیں
نظر آئی تری ظل الٰہی شان داداں کو
برہمن کو صنم خانہ میں مسلم کو اذانوں میں
سلامت قیصرہ کو اور قیصر کو خدا رکھے
یہی اک نغمہ جاں پرور ہے سب کی زبانوں میں
رہیں ثابت قدم ہم اپنی قیصر کی وفا کیشی
کہ جب تک سر خرد ہم ہو سکیں دونوں جہانوں میں

ہمارے واسطے کیا کم یہی انعام و عزت ہے
کہ داخل ہو گئے قیصر کے ہم بھی مدح خوانوں میں

اور یہی آپ کا بڑا تھا جس نے لکھا تھا کہ:۔

"اس اخبار کا اولین مقصد اس عقیدہ کی تلقین کرنا ہے ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کی بقا اہل ملک کے بہترین مفاد کی ضامن ہے۔"

زمیندار اینڈ کو کا مسلک زر پرستی ہے

جب تنخواہ ملنے پر آپ کا بڑا ایک غیر مسلم بادشاہ کو ظل الٰہی مانتا رہا اور اسے مسلم کی اذانوں میں یہ شان نظر آتی رہی تو کس منہ سے وہ جماعت احمدیہ کے بانی پر الزام لگاتا ہے جنہوں نے انگریزی حکومت کا زمانہ دیکھ کر موخر الذکر کی تعریف کی تھی لیکن جن لوگوں کا اصول ہی دنیا طلبی ہو وہ شیخ صاحب کی قصیدہ خوانی کو جو کہ مطلب پورا کر لیتے ہیں۔ ان کا دین و ایمان پیسہ ہے اور بس۔

(بقیہ صفحہ ۲)

ہے اور یہ اولیٰ اور خوب تر ہے۔ اور فائدہ نہ اٹھانا اگرچہ گناہ نہیں لیکن خوبی بھی نہیں۔ کیونکہ رخصت کے حکم کی نافرمانی اس میں متصور ہے۔ پس رخصت کے حکم کی نافرمانی اگرچہ گناہ نہیں ہوتی مگر یہ کوئی خوبی بھی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر وہ حالات جن کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے رخصت کا حکم دیا تھا پیدا ہو جائیں تو پھر اس صورت میں رخصت کا حکم عزیمت کا حکم بن جاتا ہے اور اس سے فائدہ نہ اٹھانا صریح حکم کی نافرمانی ہو جاتی ہے۔ مثلاً سفر میں روزہ کو لے لو۔ مسافر و مریض کو روزہ نہ رکھنے کا اسی لئے حکم دیا تھا کہ تکلیف نہ ہو اور صحت پر برا اثر نہ پڑے۔ اب اگر کوئی شخص سفر میں ایسی حالت میں روزہ رکھتا ہے کہ اسے کوئی تکلیف نہیں۔ تو اگرچہ اس نے رخصت کے حکم سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اس حکم کی نافرمانی کی تاہم وہ گنہگار نہیں کیونکہ حکم رخصت سے فائدہ نہ اٹھانا گناہ نہیں۔ لیکن اگر کسی شخص کو سفر میں روزے سے تکلیف ہوتی ہے۔ تو اب ایسی حالت میں رخصت کا حکم عزیمت کا حکم بن گیا۔ کیونکہ انہی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت نے رخصت دی تھی۔ پس جو شخص ان حالات کے ہوتے ہوئے بھی روزہ نہیں توڑتا۔ وہ شریعت کے منشا کے خلاف کرتا ہے۔ اس لئے وہ اب رخصت کے حکم کا نہیں بلکہ عزیمت کے حکم کا نافرمان ہے۔ مکہ کے سفر میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ روزے سے لوگوں کو تکلیف ہے اور سب آپ کے نمونہ کے منتظر ہیں جس پر آپ نے پانی کا پیالہ منگا کر نماز عصر کے بعد جب شام کا وقت قریب تھا روزہ توڑ دیا۔ اس کے بعد جس نے آپ کے نمونہ کی پیروی نہ کی اسے آپ کا نافرمان فرمانا بالکل بجا تھا۔ کیونکہ انہی حالات کے لئے شریعت نے رخصت دی تھی اور جب رخصت کی شرائط پوری ہو جائیں تو پھر رخصت رخصت نہیں رہتی بلکہ عزیمت بن جاتی ہے۔ ہاں اگر تکلیف کوئی نہ ہو تو اس صورت میں سفر میں روزہ رکھنا گناہ کوئی نہیں مگر خوبی بھی نہیں۔

رخصت سے فائدہ نہ اٹھانا گناہ نہیں ہے

جیسا کہ دوسری حدیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ اگرچہ صحابی نے عرض کر دیا تھا کہ مجھے سفر میں روزے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی پھر بھی آپ نے یہی فرمایا کہ رخصت سے فائدہ اٹھانا بہتر اور افضل ہے اگرچہ فائدہ نہ اٹھانا گناہ نہیں۔ ایک اور حدیث میں آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سفر میں روزہ نہ رکھنے سے ویسا ہی خوش ہوتا ہے۔ جیسا کہ گھر میں روزہ رکھنے سے۔ گویا منشا یہ ہے کہ ہر حالت میں حکم کی فرمانبرداری اولیٰ اور خوب تر ہے۔ پس حضرت مسیح موعود نے سفر میں روزہ رکھنے کو اگر خدا کے حکم کی نافرمانی فرمایا تو انہی معنوں میں فرمایا کہ خدا کا حکم خواہ وہ عزیمت کے رنگ میں ہو خواہ رخصت کے رنگ میں ہو۔ اس کی فرمانبرداری ہی میں بہتری ہے۔ اور اس کی نافرمانی سے بچنا چاہیئے۔ اور جہاں فرمایا کہ تعامل کو مدنظر رکھتے ہوئے روزہ رکھ لینے میں کوئی ہرج نہیں وہاں رخصت کے حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا فرمایا۔ کیونکہ رخصت کے حکم کی نافرمانی اگرچہ نافرمانی ہے مگر تاہم گناہ نہیں۔

پرسنل اسسٹنٹ کی ضرورت

انجمن کو ایک گریجویٹ پرسنل اسسٹنٹ کی ضرورت ہے جماعت سے تعلق رکھنے والا اور سلسلہ کی تعلیم سے پورا واقف ہو۔ تنخواہ کا گریڈ ۶۰ - ۴ - ۱۰۰ روپیہ ماہوار حسب لیاقت ہوگا فی الحال دو ماہ کیلئے عارضی انتظام ہو مزوں اور ہوشیار ثابت ہونے پر مستقل کر دیا جائیگا۔ صرف وہی دوست درخواست کریں جنکا ارادہ مستقل طور پر خدمت دین کرنیکا ہو۔ (محمد منظور الٰہی آنریری جنرل سکرٹری)

توہین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور امرتسری وہابی

(از جناب خان صاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

صحیح بخاری میں ایک حدیث آتی ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکذب ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام الا ثلاث کذبات۔

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین جھوٹ (بخاری صفحہ ۴۷۴) از اخبار اہلحدیث ۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء صفحہ ۲) قرآن کریم جب حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کرتا ہے تو فرماتا ہے۔ واذکر فی الکتب ابراھیم۔ انہ کان صدیقا نبیا۔ یعنے اور کتاب میں ابراہیمؑ (کی خبر) کو بیان کر یقیناً وہ صدیق نبی تھا (سورۂ مریم) آیت قرآنی میں صدیق کا لفظ ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ ایسا شخص جسکو اس قدر سچ بولنے کی عادت ہو کہ جھوٹ اس سے کبھی سرزد نہ ہو۔ اس کے خلاف کذب کا لفظ ہے۔ یعنے وہ بات کہنا جو خلاف واقعہ ہو اور سچ نہ ہو۔ قرآن اور حدیث کے اس اختلاف کو حل کرنے یا یہ عذر کر دینے کے بجائے کہ حدیث کے الفاظ میں انسانی تصرف ہو گیا ہے۔ امرتسر کا وہابی جماعت احمدیہ پر غصہ نکالتا ہے کہ اس حدیث کو پیش کر کے جماعت احمدیہ بانی سلسلہ پر سے الزامات دور کرنا چاہتی ہے۔ گو عقائد وہابیہ کے لحاظ سے یہ بھی عذر صحیح ہے کہ جب ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ تین جھوٹ بولکر نبی رہ سکتے ہیں تو اگر حضرت نبی کریمؐ کے ایک خادم کی نسبت ایک آدھ جھوٹ ثابت ہو جائے تو وہ کیوں مجدد، متقی اور صالح بندہ نہیں کہلا سکتا۔ لیکن فی الحقیقت جماعت احمدیہ اس حدیث اور ہمچو قسم کی احادیث و عقائد وہابیہ سے اس اعتراض کا دفعیہ کیا کرتی ہے کہ جب انبیا کی طرف ایسے ایسے گندے خیالات منسوب کر کے جماعت وہابیہ اور اس کے ہمخیال پکے اور سچے مسلمان کہلا سکتے ہیں تو حضرت مسیح موعود نے اگر عیسائیوں کے خداوند یسوع کی نسبت ان کے مسلمات کی بنا پر سخت الفاظ لکھے تو اسے کیوں جرم سے توہین انبیا میں شامل کیا جاتا ہے۔ وہابی علماء اس معقول اعتراض کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔

۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء کے اخبار اہلحدیث امرتسر میں امرتسری وہابی نے بجائے قرآن و حدیث میں تطابق پیدا کرنے کے معاملہ کو اور پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کو چھوڑ کر حضرت نبی کریم صلعم پر الزام لگا دیا ہے کہ وہ اپنے صحابہؓ کو معاذ اللہ جھوٹ اور چالبازی کی تعلیم دیا کرتے تھے اور اپنے اس گندے اور فاسد عقیدہ کی تائید میں بخاری کی ایک اور حدیث نقل کر دی ہے۔ ایک طرف قرآن مومنوں کو یہ تعلیم دیتا ہے:-

"یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا" (الاحزاب) یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ کرو اور سیدھی بات کہو۔"

دوسری طرف وہابی صاحبان مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں کہ "دینی مقاصد کے لئے اجازت لے کر" ایسے کام کرنا برا نہیں۔ یہ تو وہی عیسائی جیسوٹ پادریوں والا عقیدہ ہو گیا کہ دینی مقاصد کے لئے ہر ناجائز فعل جائز ہوتا ہے وہ بھی "انما الاعمال بالنیات" ہی پیش کیا کرتے ہیں کہ ان کی نیت نیک ہے۔ گو ذرائع حصول مقصد ناجائز ہوں۔ فرمایئے وہابیوں اور عیسائیوں کے عقائد میں کیا فرق رہ گیا؟ عیسائی تو اپنے خداوند کی فاسد کوئی مثال پیش نہیں کیا کرتے۔ لیکن ہمارے جبہ پوش وہابی صاحبان اپنی تائید میں ایک مثالی حدیث (ص ۱۴)

عید اضحیٰ اور مسلمانوں کا فرض

مسلمانوں کے لئے خدا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے ایسے طریقے قومی فنڈوں کو مضبوط کرنے کے تجویز فرما دیئے ہوئے ہیں کہ اگر ان کی پورے طور پر تعمیل کی جاوے تو کوئی ضرورت کسی مسلمان کو روپیہ جمع کرنے کے لئے نئے طریقے کے اختراع کی باقی نہیں رہتی۔ زکوٰۃ فنڈ ہی اگر مضبوط ہو جائے تو اتنا روپیہ جمع ہو سکتا ہے کہ کل قومی مشکلات مسلمانوں کی حل ہو جاتی ہیں۔ پھر صدقات۔ وصیتیں وغیرہ وغیرہ کوئی مد نہیں جہاں سے اسلام نے قومی اخراجات کے لئے فنڈز کو مضبوط کرنے کا انتظام نہیں کیا۔ لیکن برہمنوں کی طرح مسجدوں کے ملانوں نے ان کو اپنی ذاتی اغراض کے لئے ایسا رنگ دیدیا ہے کہ قوم کا روپیہ بجائے مفید طور پر خرچ ہونے کے ضائع ہو جاتا ہے۔ اور اس کو قومی ضروریات کے بجائے پیرزادوں اور ملانوں کی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے میں خرچ کیا جاتا ہے۔ آج کل یورپ میں اشاعت اسلام کے کام کو وسعت دینے کی سخت ضرورت پیش آ رہی ہے۔ جس کے لئے مسلمانان ہندوستان کا ہر ایک پیسہ لگانا واجب ہو چکا ہے۔ اور اشاعت و حفاظت اسلام کے فنڈ کو مضبوط کرنے میں ہی آئندہ قومی کامیابی ہے۔ اگر مسلمانان ہند بلکہ آج صرف عید اضحیٰ کی قربانی کی کھالوں کو جو نہایت لاپروائی سے ضائع کر دی جاتی ہیں سنبھال کر اشاعت اسلام کے لئے علیحدہ کر دیں تو کروڑہا روپیہ صرف ایک اس مد سے اشاعت اسلام کے لئے مہیا کیا جا سکتا ہے۔ پس میں مسلمانوں کی خدمت میں ذیل کی اپیل کرتا ہوں۔

اول۔ کہ وہ اپنی قربانی کی کھالوں کو کسی شخص واحد کو نہ دیں۔ بلکہ اشاعت اسلام کے لئے علیحدہ کر دیں۔ اور اس کا ابھی سے ارادہ کر لیں۔

دوم۔ ہر محلہ میں قومی ضروریات سے واقف اور درد دل رکھنے والے جو احباب ہیں وہ انتظام کریں کہ کل محلہ کی قربانی کی کھالوں کو جمع کر کے فروخت کریں۔ اور جو روپیہ اس طرح جمع ہو وہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو برائے حفاظت و اشاعت اسلام بھیج کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سوم۔ جو احباب لاہور میں ہیں۔ وہ اگر ہمیں اطلاع دیدیں اور اپنا پورا پتہ لکھ دیں تو ہم ان کے پاس کھالیں لینے کے لئے آدمی بھیج سکتے ہیں یا رقم وصول کرنے کے لئے محصل کو روانہ کر سکتے ہیں۔ اور جو بیرونی علاقوں میں ہیں وہ مہربانی فرما کر بذریعہ منی آرڈر ایسی کل رقوم محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

چہارم۔ نیز عید کے روز جہاں آپ جسمانی خوشی کے سامان کے لئے اخراجات کا بجٹ بناتے ہیں وہاں روحانی خوشی یعنے حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے بھی کوئی رقم علیحدہ کریں۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

---

۱۴ میں غلط گوئی کی اجازت لے کر صحابہؓ کی ایک جماعت کار خاص کو جاتی ہے اور کامیاب ہو کر دربار رسالت میں رپورٹ کرتی ہے" (اہلحدیث ۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء) پیش کر کے نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم کو جھوٹ کی تعلیم دینے والا ثابت کر کے خوش ہوتے ہیں۔ کہ انہوں نے خوب جماعت احمدیہ کو لتاڑا۔ اور بڑے معقول جواب سے ان کا منہ بند کیا وہابیوں کے ایسے گندے عقائد کی بنا پر ہی حضرت نبی کریمؐ کے اخلاق فاضلہ کے خلاف مخالفین اسلام کو گندی گندی کتابیں شائع کرنے کا موقع ملتا رہا ہے۔ جو طرح طرح تعلیم قرآنی کے خلاف ہیں۔

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلْحُ خَيْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیار پوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد ورکرم مانتا فریری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر او شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء | نمبر ۱۹

عید کا پیغام

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ)

میری کئی سال سے یہ کوشش رہی ہے کہ عید کے موقعہ پر مختلف جماعتوں میں ایک ہی قسم کے خیالات کو پیدا کیا جائے اس لئے چند خاص امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں جن کو اپنی اپنی جگہ خطیب مدنظر رکھیں۔

عید کا سب سے پہلا پیغام یہ ہے کہ خوشی کے اندر خدا کو یاد رکھو۔ عید کے دن ساری دنیا میں ایک ہی وقت میں اللہ اکبر کی آوازیں اس قدر زور سے بلند ہوتی ہیں کہ ساری دنیا کی فضا اس گونج سے بھر جاتی ہے۔ مگر قابل غور یہ ہے کہ جو گونج فضا میں پیدا ہوتی ہے۔ کیا وہ ہمارے دل اور روح میں بھی پیدا ہوتی ہے؟ اصل میں اس گونج کا انسان کے اندر ہی پیدا کرنا مقصود ہے۔ اور وہاں یہ گونج پیدا ہو جائے تو انسان کا کوئی کام نہ ہو جس میں غرض خدا کی بڑائی نہ ہو۔ یہی اصل پیغام مذہب ہے۔

عید کا دوسرا پیغام یہ ہے کہ خوشی کے اندر اپنے بھائیوں کو بھی یاد رکھو بالخصوص غربا کو۔ عید الفطر میں صدقہ فطر ہے تو عید الضحیٰ میں قربانی کا گوشت ہے۔ مگر یہ بھی ایک سبق ہے کہ اپنے بھائیوں کی جسمانی رنگ میں فکر کرتے ہو تو روحانی رنگ میں بھی ان کی فکر کرو۔ کیا آپ نے اپنے نادار اور مفلس بھائیوں کو جو قرآن کی نعمت سے محروم ہیں۔ اس روحانی غذا کے پہنچانے کا کوئی انتظام کیا ہے؟

عید اضحیٰ کا تیسرا پیغام قربانی ہے۔ ہر قریہ ہر شہر میں ایک ہی وقت میں ہزاروں جانوروں کی گردنوں پر چھریاں رکھدی جاتی ہیں مگر کس لئے؟ اس کا جواب قرآن شریف دیتا ہے۔ وبشر المخبتین الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم تاکہ اس نظارہ کو دیکھ کر انسانوں کے دلوں کے اندر عاجزی پیدا ہو اور جانور کو جب اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو۔ کہ جس طرح یہ جانور ہمارے محکوم ہیں ہم بھی کسی کے محکوم ہیں تو اصل غرض یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں سارے عالم اسلام کے اندر ایک قربانی کی لہر اٹھے۔ کیا جانور کی قربانی کے ساتھ یہ موج قربانی کرنے والے کے دل کے اندر بھی پیدا ہوتی ہے؟ اگر ہوتی ہے تو اس کی قربانی قبول ہوتی ہے۔ اگر نہیں تو نہیں۔ انما یتقبل اللہ من المتقین اللہ صرف متقیوں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ جس کے دل کے اندر قربانی کی روح پیدا نہیں ہوئی وہ متقی نہیں نہ اس کی قربانی قبول ہوتی ہے۔ غور کرو کہ اس وقت کتنے لوگ عالم اسلامی میں ہیں جن کی قربانیاں قرآن کریم کے اس صریح ارشاد کے مطابق قبول ہو رہی ہیں؟

کسی بُری عادت کو ذبح کردو کسی نیک عادت کو اختیار کرلو!

(محمد علی)

برادرانِ اسلام کے نام ایک خط

کیا ہم یورپ کو مسلمان کرسکتے ہیں؟

(از حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور)

برادران محترم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عیسائیت کی طرف آنحضرت صلعم کی روحانی توجہ اور اس کا اثر

سورہ کہف کے شروع میں ہی قرآن کریم کے قیم ہونے اور پھر وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا میں عیسائیوں کا ذکر کرکے فرمایا فلعلک باخع نفسک علی آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا - اے پیغمبر! شاید تو اپنی جان کو اس غم میں ہلاک کردے گا کہ یہ لوگ اس پاک کلام پر ایمان نہیں لاتے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی روحانی توجہ عیسائیت کی طرف کس قدر تھی اور یہ اسی توجہ کا نتیجہ ہے جو آج ایک طرف اسلام کا قدم عیسائیت کے مرکز یورپ کی طرف بڑھا ہے اور یورپ میں اسلامی مشنوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ تو دوسری طرف خود یورپ سے یہ آواز اٹھی ہے کہ اس کی زندگی بھی اسلام کے بغیر ممکن نہیں۔

ایک یورپین مصنف کی آواز

چنانچہ مشہور مصنف ایچ۔ اے۔ آر گب اپنی کتاب "ودر اسلام" کو (جس کا لفظی ترجمہ ہے "اسلام کدھر؟") ان الفاظ پر ختم کرتا ہے

"اسلام کے سامنے نسل انسانی کی خدمت کا ایک بڑا بھاری کام ہے ..... اس کے اندر وہ عظیم الشان روایت ہے جو قوموں میں باہمی سمجھوتہ اور تعاون پیدا کرسکتی ہے۔ نسل انسانی کی مختلف اور متعدد قوموں کے اندر اتحاد پیدا کرنے میں جو کامیابی اسلام کو حاصل ہوئی ہے اس کی نظیر کسی دوسری جگہ نہیں پائی جاتی۔ اور پھر اتحاد بھی ایسا جو مرتبہ کے لحاظ سے، موقعہ دینے کے لحاظ سے جدوجہد کے لحاظ سے نسل انسانی میں مساوات پیدا کردے ..... ہاں اسلام میں اب بھی یہ طاقت ہے کہ وہ قومیت اور روایات کے ایسے پراگندہ اجزاء کو جو باہم ملنے کے قابل نظر نہیں آتے اکٹھا کردے اگر شرق اور مغرب کی عظیم الشان قوموں کا مقابلہ کبھی تعاون میں تبدیل ہوسکتا ہے۔ تو یہ صرف اسلام کے ذریعہ سے ہی ہوسکتا ہے۔"

خاتمہ کے قریب ہی یہ بھی لکھتا ہے:-

"اپنی عالی واخلاقی زندگی کی تکمیل کے لئے یورپ ان طاقتوں اور استعدادوں کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو اسلامی سوسائٹی میں پائی جاتی ہیں۔"

مغربی تہذیب کے اس توازن کو جو اس کی یکطرفہ (یعنی صرف مادی) ترقی کی وجہ سے جاتا رہا ہے بحال کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اسلامی سوسائٹی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔"

برادران اسلام سے ایک درخواست

کیا ہمارے مسلمان بھائی یورپ کی اس پکار کی طرف توجہ کرینگے: کیا وہ اس کے پھیلائے ہوئے ہاتھوں کی طرف نظر اٹھاکر دیکھیں گے؟ کیا وہ اس کی اس پیاس کو جو ان کے رسول کے درد کا نتیجہ ہے بجھانے کے لئے پانی مہیا کرینگے؟ اس زمانہ میں ایک شخص اٹھا اور اس نے اس وقت جب تمام مسلمان ذلیل سے ذلیل فروعی جھگڑوں میں مصروف اور اشاعت وتبلیغ کے مقصد اہم کی طرف سے لاپروا تھے ایک جماعت کو یورپ کی روحانی فتح کی طرف متوجہ کیا۔ اور اس چھوٹی سی جماعت نے آج قریباً بیس سال کے عرصہ میں تین مشن یورپ میں قائم کردیئے اور ایک چوتھا مشن ہسپانیہ میں قائم کرکے اسلام کی روحانی سلطنت وہاں بھی قائم کرنے کے لئے تیار کھڑی ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ یورپ کی تین زبانوں میں کردیا۔ یعنے انگریزی، ڈچ اور جرمن۔ دوسرے اسلامی لٹریچر کا ترجمہ یورپ کی دس بارہ زبانوں میں کردیا۔ وسط یورپ میں ایک عظیم الشان مسجد بنا کر کھڑی کردی اور یہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا کام علاوہ اس کام کے ہے جو خود ہندوستان، پھر ایشیا اور پھر دیگر ممالک میں ہو رہا ہے۔ میں آپ کو صرف یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے تنگ خیالی کو چھوڑ کر اور یورپ کے مسلمان کرلینے کے مقصد عظیم کو سامنے رکھ کر اس چھوٹی سی جماعت کے کام میں شریک ہوجائیں۔

ہمارے متعلق ہمارے دشمنوں کی آراء

ہمارے دشمن جو کچھ ہمارے کام یا ہمارے مذہبی خیالات یا ہمارے تبلیغ اسلام کے جوش اور خلوص کے متعلق لکھ رہے ہیں۔ وہ دشمن جن کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے اس پر ایک نظر ڈال لیجیے۔

(۱) احمدیہ جماعت مسلمانوں کی واحد اور سب سے بڑی جماعت ہے جس کے سامنے خالص تبلیغی کام ہے۔

"تحریک احمدیت حقیقتاً ایک اشاعت اسلام کی سوسائٹی بن گئی ہے۔ اگرچہ پرانے خیال کے علماء اب تک اسے شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔" (ودر اسلام صفحہ ۲۵۳)

"مسلمانوں میں فرقہ داری کی روح جو عام طور پر سرایت کرگئی ہے اس میں ایک دلچسپ استثنا احمدی ہیں وہ صرف مذہبی اشاعت پر سارا زور صرف کرتے ہیں اور سیاسیات سے الگ رہتے ہیں ..... اس بارہ میں موجودہ اسلام میں یہ ایک قابل ذکر گروہ ہے اور یہ ایک ہی گروہ ہے جس کے مقاصد محض تبلیغی ہیں ..... ان کی توجہ زیادہ تر اس بات کی اشاعت میں مرکوز ہے کہ اسلام ہی صرف ایک مذہب ہے جو عقل اور فطرت کے مطابق ہے یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں۔"

(مسلم ورلڈ جلد ۲۱ صفحہ ۱۷ پادری کریمر)

"اس کو اسلام کے ماحول سے الگ کرکے دیکھا جائے تو یہ تحریک صرف ایک زیادہ وسیع الخیال اسلام کے رنگ میں نظر آتی ہے۔ اس خصوصیت کے ساتھ کہ اس میں اشاعت کی روح صاف دکھائی دیتی ہے۔"

(اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۱۰۸)

"احمدیہ فرقہ کی تاریخ اس سے بالکل مختلف ہے جو پنجاب میں پیدا ہوا اور جو ایک حد تک وہاں عیسائی پادریوں کی کارروائیوں کا ردعمل ہے۔ ..... اسلام میں صرف ایک ہی فرقہ ہونے کے لحاظ سے جس نے اسلام کو انگلستان میں پھیلانے کی کوشش کی ہے یہ خاص طور پر دلچسپ ہے۔"

(" " صفحہ ۹۹-۱۰۰)

"اس وقت احمدی جماعت دنیا میں سب سے زیادہ اشاعت اسلام کرنیوالی قوم ہے" (انڈین اسلام صفحہ ۲۱۲)

"احمدیت اس بات کا فیصلہ کرچکی ہے کہ پیغمبر کے کیرکٹر کو ہر ایک الزام سے پاک ثابت کرے۔"

(انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۹-۱۱۰)

(۲) احمدیت عیسائیت کے مقابلہ پر کھڑی ہے اور عیسائیت کے خلاف جارحانہ کارروائی کر رہی ہے۔

"اس کے پیرو تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے عیسائی عقائد کے مقابلہ سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوتے۔"

(ودر اسلام صفحہ ۸۸)

"یہاں سے شاید مشرقی لوگوں میں ایک نئی طاقت پیدا ہوسکتی ہے۔ جو اسلام کے موجودہ تنزل کو روک دے بلکہ اس کو ترقی کی صورت میں تبدیل کردے اگر یورپ اسی راستہ پر چلتا رہا جس پر وہ اس وقت چل رہا ہے۔" (ودر اسلام صفحہ ۳۰۹)

"ان میں ایسا اخلاص اور جوش اور ایثار پایا جاتا ہے جو سچائی کے ساتھ قابل تعریف ہے باوجودیکہ وہ دق کرنے والے اور سخت جارحانہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔" (پادری کریمر رسالہ مسلم ورلڈ جلد ۲۱)

"غالباً سب سے زیادہ کامیاب عیسائی مشنری کام جو کسی ملک میں ہو رہا ہے وہ ایران میں ہے ..... مگر وہ ساتھ ہی یہ بھی خوف ظاہر کرتا ہے کہ احمدیت کے پروپیگنڈا کی یہاں ابتدا ہوگئی ہے۔"

(اپیل آف دی ماک صفحہ ۱۴۲)

"یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں ..... اپنی سخت جارحانہ کارروائی میں وہ عیسائیت سے وہی سلوک کرتے ہیں جو اکثر اوقات میں عیسائیت نے اسلام سے کیا ہے۔"

(پادری کریمر مسلم ورلڈ جلد ۲۱ - صفحہ ۱۷)

"دوسری طرف یہاں ہم عیسائیت کے خلاف نئے سے نیا اور نہایت جارحانہ پروپیگنڈا پاتے ہیں جو بھی دنیا میں پیدا ہوا ہو اور یہاں سے ایک عالمگیر نظام بیرونی مشنوں کا قائم کیا گیا ہے۔"

(انڈین اسلام صفحہ ۲۱۹)

(۳) احمدیت کی کامیابی۔

"اس قسم کی تحریکات جیسے احمدیت ہے اپنی مضبوط

(باقی صفحہ ۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم جمعہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ ہجری | نمبر ۱۹

عید اضحی

برادران وخواہران سلسلہ کی خدمت میں چند باتیں

اللّٰہُ اکبر اللّٰہُ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہُ اکبر اللّٰہُ اکبر وللّٰہِ الحمد

عید اضحی کا پاک ومقدس تہوار اس عظیم الشان واقعہ کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے منایا جاتا ہے جبکہ اللہ کا ایک جلیل القدر برگزیدہ نبیؑ اپنے لخت جگر کو اپنے مولا کی رضا پر قربان کرنے کے لئے تیار ہوگیا تھا اس سنت ابراہیمیؑ کے اجرا کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر اللہ اور اس کے دین کے لئے ہر قسم کی قربانی کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لخت جگر کے گلے پر بلا تکلف چھری رکھدی تھی اور جس طرح ہم ہر سال قربانی کے جانوروں کی گردنوں پر بیدریغ چھری چلا دیتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں اپنی جانوں اور اولادوں، اپنی عزتوں اور شہرتوں اور اپنی جائدادوں اور دولتوں کو اللہ کی راہ پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اگر ہم عید اضحی سے یہ سبق حاصل کرتے ہیں تو صحیح معنوں میں عید مناتے ہیں ورنہ نہیں۔ خوب یاد رکھیئے قوموں کی زندگی وکامرانی کا شجر جذبہ قربانی کے آب حیات سے ہی سرسبز رہ سکتا ہے۔ جو قوم اپنے مقصد کے لئے مرسکتی ہے قربان ہو سکتی ہے وہ یقیناً زندہ رہ سکتی ہے۔ اور جو یہ نہیں کرسکتی اس کے لئے زمانہ کا فتویٰ یہی ہے کہ وہ موت سے ہمکنار ہو رہی ہے۔ ہم وابستگان سلسلہ احمدیہ دنیا کے جس سب سے بڑے بلند مقصد کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں وہ سب سے زیادہ قربانیاں چاہتا ہے۔ ہمیں اپنے دلوں اور عملوں کا ایمانداری سے جائزہ لینا چاہیئے۔ کہ ہم میں اپنے بلند مقصد کے معیار کے مطابق قربانیاں کرنے کا جذبہ پایا جاتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں پایا جاتا تو ہمارا فرض ہے کہ اس عظیم الشان واقعہ کی یاد سے فائدہ اٹھا کر اپنے اندر اپنے مقصد کی بلندی کے موافق قربانی کی روح پیدا کریں کیونکہ اس کے بغیر ہم کامیاب نہیں ہوسکتے۔

ہم عید پر اپنے قارئین کرام سے جو کچھ کہنا چاہتے تھے وہ انتہائی جامعیت اور نہایت موثر و دلنشین طریق پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغام میں ارشاد فرما دیا ہے حضرت ممدوح کا یہ پیغام پیش نظر اشاعت کے صفحہ اول پر شائع ہو رہا ہے۔ تمام احباب اور خاصکر خطیب صاحبان اسے بغور مطالعہ فرمائیں اور جن امور کی طرف ممدوح نے توجہ دلائی ہے ان پر خطبۂ عید میں خصوصیت سے زور دیں اس کے بعد چند عام باتیں رہ جاتی ہیں جن کا ذکر ہم مندرجہ ذیل سطور میں کئے دیتے ہیں:-

(۱) قربانی کی کھالیں بالعموم ملاؤں اور دوسرے غیر مستحق لوگوں کے قبضہ میں چلی جاتی ہیں جو بجید تاب افسوس قومی نقصان ہے اگر ان کھالوں کو صحیح طریق پر جمع کیا جائے تو مفید قومی تحریکوں کے لئے لاکھوں روپیہ فراہم ہوسکتا ہے۔ اس وقت اشاعت اسلام کا کام تمام اسلامی تحریکوں سے زیادہ ضروری ہے سلسلہ کے احباب تو لازمی طور پر قربانی کی کھالیں یا ان کی قیمت انجمن کو دینگے لیکن انہیں اسی پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں سے بھی قربانی کی کھالیں فراہم کرنی چاہئیں اگر وہ صحیح وقت پر ان کے پاس پہنچ جائیں تو تمام روشن خیال اور سمجھدار مسلمانوں سے کھالیں وصول کرسکتے ہیں۔

(۲) تمام احمدی بھائیوں کا فرض ہے کہ عید فنڈ کو یاد رکھیں جو ایک روپیہ فی کس کے حساب سے ادا کیا جاتا ہے یہ حضرت مسیح موعود کا جاری کردہ فنڈ ہے۔

(۳) حضرت امیر نے خطبۂ عید الفطر اور دوسرے خطبات ومضامین میں وقتاً فوقتاً جو مفید تحریکیں فرمائیں ان کو عملی شکل دینے کے لئے عید کے روز خاص طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔ مثلاً بجٹ فنڈ اور آنہ فنڈ کا باقاعدگی سے اجرا۔ درس قرآن وغیرہ۔

(۴) جماعت کی تنظیم وتوسیع کے بارہ میں جو تجاویز قوم کے سامنے ہیں اس طرف بھی اس مبارک دن خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے۔

(۵) اگر بعض دوستوں کی آپس میں شکر رنجی ہو تو انہیں لازمی طور پر صلح صفائی کرلینی چاہیئے۔ اس وقت سارا جہان ہمارا دشمن ہو رہا ہے۔ چاروں طرف مخالفت کے طوفان برپا ہیں ان حالات میں جماعت کے بعض افراد کی نااتفاقی بے حد نقصان کا موجب ہوسکتی ہے۔

(۶) عیدیاں تقسیم کرتے وقت اپنے قومی اخبار پیغام صلح کو فراموش نہ کیا جائے آج کل یہ خاص طور پر قوم کی امداد کا محتاج ہے۔

(۷) برادران وطن بے شمار مقامات پر عید اضحی کے دن ہر سال فساد برپا کرنے یا مسلمانوں کو دق کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں اس لئے ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ ان کی کسی قسم کی اشتعال انگیزی سے متاثر نہ ہو اور امن قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے اور صبر سے کام لے۔ اگر کسی جگہ ناقابل برداشت حالات پیدا کردیئے جائیں تو جائز طریق پر ان کے انسداد کی کوشش کی جائے۔

آخر پر ہم اپنے تمام قارئین اور تمام افراد جماعت کی خدمت میں **عید مبارک** عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ یہ عید ان کے لئے ہزاروں مسرتوں اور سعادتوں کی سرمایہ دار ہو اور اللہ تعالےٰ ان کی زندگی میں یہ دن بار بار لائے۔ آمین

"پرتاب" کا معافی نامہ

مشہور آریہ اخبار "پرتاب" کچھ عرصہ سے مسلمانوں کے خلاف غیر معمولی طور پر اشتعال انگیزی میں مصروف تھا۔ جس کا ذکر پیغام صلح کی کسی گزشتہ اشاعت میں ہوچکا ہے۔ اس کی دلآزار تحریروں کی وجہ سے اسلامی ہند میں سخت برہمی اور اشتعال پیدا ہوگیا۔ اور جگہ جگہ احتجاجی جلسے منعقد ہوئے جس سے متاثر ہوکر اس نے اپنی ۱۲ مارچ کی اشاعت میں مندرجہ ذیل معافی نامہ شائع کیا ہے:-

"پرتاب کا مسلک یہ ہے کہ ہر قوم کے مذہبی پیشواؤں اور بزرگوں کا ادب کرے۔ اور ان کی ذات پر اسکی جانب سے کوئی حملہ نہ ہو۔ پچھلے دنوں اسلام اور حضرت محمدؐ پیغمبر اسلام کے متعلق پرتاب کے صفحات پر بعض فقرات اور بعض الفاظ ایسے شائع ہوگئے جن کو مسلمانوں نے پیغمبر اسلامؐ کی توہین سمجھا اور "پرتاب" کے خلاف غم وغصہ کا اظہار کیا "پرتاب" نے اپنی دانست میں یہ توہین ہرگز نہیں کی ... لیکن "پرتاب" اس بات کو ہرگز گوارا نہیں کرسکتا کہ مسلمان دوستوں کی کسی وجہ سے بھی دل آزاری ہو اس لئے وہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ خواہ اس کے نزدیک اس کی تحریرات پیغمبر اسلامؐ کی توہین کا پہلو نہ بھی لئے ہوئے ہوں تاہم وہ مسلمانوں سے ان تحریرات کے لئے بغیر کسی مزید حجت وعذر کے معذرت خواہ ہو۔ امید ہے کہ یہ اعلان ہمارے مسلمان بھائیوں کی تسکین کردے گا۔ ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے عقیدہ سے اس ملک کی نجات ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد ہی سے ہوسکتی ہے۔ اور اس اتحاد کی پہلی شرط یہ ہے کہ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کا ادب کیا جائے۔"

یہ معافی نامہ خلوص، ایمانداری اور شرافت کا نتیجہ ہے، یا مصلحت وقت کی پیداوار، اس کا فیصلہ "پرتاب" کا آئندہ طرز عمل کرے گا۔ یا اس کی اور مہاشہ کرشن کی گزشتہ زندگی سے ایک حد تک اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ "پرتاب" نے عمداً ایسے فقرے اور مضامین شائع کئے جو سخت شرارت آمیز اور غلط، دور از حقیقت اور اشتعال انگیز تھے۔ اور جن کی اشاعت کا مقصد یقیناً یقیناً اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کی توہین اور مسلمانوں کی دلآزاری تھا۔ "پرتاب" نے اس جرم سے اپنے تئیں بری ثابت کرنے کے لئے جو کچھ لکھا ہے وہ عذر لنگ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ پھر ابھی تک اسے یہ تسلیم کرنے میں تامل ہے کہ جن الفاظ کی وہ معافی مانگ رہا ہے وہ توہین کا پہلو بھی اپنے اندر رکھتے ہیں

جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی مراجعت

نہایت مسرت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے معزز رکن جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب جو آج سے تقریباً چھ ماہ قبل طبی مطالعہ کی غرض سے وی آنا (آسٹریا) تشریف لے گئے تھے اور جن کی غیر حاضری کو احباب نے غیر معمولی طور پر محسوس کیا تھا بخیریت بمبئی پہنچ گئے ہیں اور انشاء اللہ ۲۵ مارچ بروز اتوار کی صبح کو آٹھ بجکر پچپن منٹ پر بذریعہ فرنٹیئر میل لاہور تشریف لائیں گے۔ امید ہے تمام وابستگان سلسلہ وقت مقررہ پر اسٹیشن پہنچکر اپنے اس معزز بھائی کا خیر مقدم کریں گے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ چھ ماہ کا عرصہ وی آنا میں آنکھوں کی بیماریوں کے متعلق بعض جدید معلومات حاصل کرنے میں صرف کیا اور اس مقصد میں نمایاں طور پر کامیابی حاصل کی۔ آپ کی طبی قابلیت لاہور اور پنجاب کے متعدد بڑے بڑے شہروں میں کافی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ لاہور میں آپ کا مطب نہایت کامیاب ہے۔ بہت سے معزز ہندو، مسلم اور سکھ شرفا کے آپ فیملی ڈاکٹر ہیں۔ انشاء اللہ آپکی یہ تازہ معلومات خلق خدا کے مزید فائدہ کا موجب ہونگی۔ دراصل آپ نے خدمت خلق کے پاک جذبہ سے متاثر ہوکر ہی اس قدر طویل سفر اور اس کے بیش بہا مصارف برداشت کئے ہیں۔

یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ وی آنا مشن کے قیام کی تجویز میں بھی آپ کی پرخلوص کوششوں کو بہت کچھ دخل ہے۔ آج شاید اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے بعض لوگ انکار کریں لیکن زمانۂ مستقبل کا مورخ یقیناً اس کا اعتراف کرے گا۔ کہ اس مشن کا قیام تاریخ اسلام کا ایک زریں واقعہ ہے۔

پیغام صلح اپنے تمام قارئین اور ساری جماعت کی طرف سے ڈاکٹر صاحب کے خیر مقدم کا خوشگوار و مسرت انگیز فرض ادا کرتا ہے اور اس کامیاب مراجعت پر موصوف کے بزرگوار جناب دارو غہ نبی بخش صاحب قبلہ و دیگر افراد خاندان کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے۔

ایک معقول عرصہ کے بعد عید سے ایک روز قبل اس عزیز و محترم ہستی کی کامیاب مراجعت تمام احباب کی عید کو اور زیادہ مسرت انگیز بنا دے گی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو تا دیر سلامت رکھے اور خدمت دین و ملت کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔

محشرستان کشمیر

حکومت کشمیر کی گراں گوشی اور تشدد بدستور جاری ہے چند روز ہوئے یہ افواہ سی گئی تھی کہ کشمیری رہنماؤں اور حکومت میں مصالحت کی گفتگو ہو رہی ہے۔ لیکن اب سرکاری طور پر اس کی تردید ہوگئی ہے بھدرواہ ریاست جموں کی بعض اطلاعات ۱۵ مارچ کے پرچہ میں میں درج ہوچکی ہیں ہمارے نامہ نگار کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ حالات پہلے سے بھی زیادہ نازک ہوگئے ہیں۔ پولیس تحریک کارکنوں پر انتہائی تشدد کر رہی ہے۔ نامہ نگار کی آخری اطلاع کے مطابق اب تک چھ ڈکٹیٹر اور متعدد رضا کار گرفتار ہوچکے ہیں۔ جن کو سزائے قید وجرمانہ دی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود مسلمانوں نے نیا سلسلہ شروع کیا ہے۔ ۱۳ مارچ کو مسٹر غلام رسول خان صاحب ڈکٹیٹر ششم اور ان کے ہمراہی رضاکاروں کی گرفتاری پر مسلمانوں نے ایک عظیم الشان اور پرامن جلوس نکالا۔ ابھی سطور لکھی جا رہی تھیں۔ جموں سے اطلاع ملی کہ جموں کے مسلمانوں نے ہمارے محترم دوست شیخ یعقوب علی صاحب کو جموں شہر کی حدود میں نظر بند کرکے زباں بندی کا حکم دیدیا ہے۔ ان کا قصور صرف اس قدر ہے کہ انہوں نے مسلمانان بھدرواہ کے مصائب ایک جلسہ میں بیان کیے تھے۔ ان کی نظر بندی سے مسلمانوں میں بہت جوش پیدا ہوگیا ہے۔ اور خواتین تک میدان عمل میں آگئی ہیں۔ چنانچہ جموں کی خواتین نے ایک جلوس بھی نکالا۔ مستری صاحب ایک نہایت پرامن، سنجیدہ اور اتحاد دوست بزرگ ہیں جب حکومت نے ان کے ساتھ اس قسم کا غیر منصفانہ سلوک کیا ہے تو اس سے ان کے تشدد اور بے انصافی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مستری صاحب نے تمام احباب سلسلہ سے دعا کی درخواست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے رفقا کار کو استقامت دے اور اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔ دیکھئے حکومت کشمیر کو کب عقل آتی ہے۔ اور حکومت ہند کی خاموشی کب ختم ہوتی ہے۔

(تیسرے کالم کا بقیہ)

منعقد کیا جائے۔ جس کے ساتھ چائے کا بھی اہتمام ہوگا۔ اس کے اخراجات کے لئے فی کس ایک روپیہ چندہ مقرر ہوا ہے۔ اس قسم کی تقریبیں آپس کے میل ملاپ کے لئے نہایت مفید ہوتی ہیں۔ نوجوان دوستوں کو خصوصیت سے اس میں شریک ہونا چاہیئے۔

— مسجد احمدیہ بلڈنگس میں نماز عید صبح نو بجے ہوگی تمام احباب کو اس سے قبل پہنچ جانا چاہیئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر تاکید فرمائی ہے۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ چند روز کے لئے لاہور سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

— ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کا ہفتہ وار اجلاس حسب معمول ۲۴ مارچ کی شام کو بصدارت جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب منعقد ہوگا۔ مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے حیات نوسی الدین اعظم پر تقریر کریں گے۔ تمام دوستوں کو تشریف لانا چاہیئے۔

— جناب محمد رمضان خان صاحب سکرٹری جماعت پشاور نہایت افسوس سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ جناب مرزا محمد سلطان صاحب ۱۶ مارچ بروز جمعہ اس دار فانی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ۔ مرحوم حضرت مسیح موعود کے پرانے خادموں میں سے تھے اور نہایت دیندار اور نیک بزرگ تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ تمام احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

— منیجر صاحب پیغام صلح درخواست کرتے ہیں کہ احباب عید کے روز اپنے قومی اخبار کو بھی یاد رکھیں اور اس کے بقایا جات کی ادائیگی اور توسیع اشاعت کے لئے عید کے بجٹ میں سے گنجائش نکالیں۔

> **ضروری اعلان**
>
> عید کی وجہ سے پریس میں تین روز کی تعطیل ہوگی اس لئے ۲۷ مارچ کا پرچہ شائع نہ ہوسکے گا۔ قارئین کرام نوٹ فرمالیں پیش نظر اشاعت کے صفحات میں اضافہ کر دیا گیا ہے جس سے اس ناغہ کی بہت بڑی حد تک تلافی ہوجائے گی۔ (منیجر)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور مستعد خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ آپ کے سفر وزیر آباد، سیالکوٹ وغیرہ کی مفصل کیفیت اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج کی جا رہی ہے۔

— جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب بمبئی پہنچ چکے ہیں۔ انشاء اللہ ۲۵ مارچ (اتوار) کی صبح کو فرنٹیئر میل سے لاہور تشریف لائیں گے مفصل اعلان کسی دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے۔

— جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی خلف الرشید جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ ۲۱ مارچ کی صبح کو لاہور تشریف لائے۔ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ قیام فرمائیں گے۔

— جناب مولانا احمد صاحب اپنے وطن سے اور مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی میرٹھ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ [اور مولوی عصمت اللہ صاحب]

— جناب مولوی مرتضیٰ خاں صاحب انسپکٹر آف سکولز ریاست مانگرول ۲۲ مارچ کی صبح کو ایک ماہ کی رخصت پر لاہور تشریف لائے اور خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔

— ۲۲ مارچ کو میر مدثر شاہ صاحب پشاوری بھی لاہور تشریف لائے ہیں۔ اور ایک روز کے قیام کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی کتاب "قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حیات" تیار ہوگئی ہے۔ قیمت فی جلد ۳ر

— اخبار لائٹ کا خاص نمبر بھی تیار ہوگیا ہے۔ قیمت فی پرچہ ایک آنہ ہے۔

— ہمارے دوست مسٹر غلام محمد صاحب دکاندار چینیاں کے مکان کو اچانک آگ لگ گئی۔ لوگ وقت پر پہنچ گئے اور آگ پر قابو پالیا گیا۔ مکان کے صرف ایک حصہ کی چھت جل گئی ہے۔ برادر موصوف احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر قسم کی ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

— مرزا رحمت بیگ صاحب پنشنر امسال حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس مقدس سفر سے بخیریت واپس لائے۔

— ہمارے محترم دوست جناب بابو غلام قادر صاحب سکھر میں نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔ ہفتہ وار اجتماع اور درس قرآن کا سلسلہ انہوں نے باقاعدگی سے شروع کر رکھا ہے۔ چندہ ماہوار کی وصولیابی کی بھی کامیاب کوشش ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ تبلیغ اور تقسیم لٹریچر کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ اور ان کی ان تھک کوشش سے سکھر میں سلسلہ عالیہ کا چرچا روز بروز ترقی کر رہا ہے اور خدا کے فضل سے تبلیغی مساعی میں کامیابی ہو رہی ہے۔ بابو صاحب تمام احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

— سید عبدالمجید صاحب حج کیمبلپور بدستور بیمار ہیں۔

— چودھری شاہدین صاحب بھی ابھی تک صاحب فراش ہیں۔

— جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کا شیرخوار بچہ چند روز ہوئے نمونیا سے سخت بیمار ہوگیا۔ اب بہت کچھ آرام ہے۔

— جناب مولوی مرتضیٰ خاں صاحب کا بچہ بھی عرصہ سے علیل ہے۔

— ان بیماروں کی صحتیابی کے لئے تمام احباب دردِ دل سے دعا کریں۔

— ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے باہمت کارکنوں نے تجویز کی ہے کہ عید کے دوسرے روز احباب کا ایک اجتماع

مذاکرۂ علمیہ

چند سوالات معہ جوابات

(۲)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

(سوال نمبر۲) سورۂ لقمان آیت ۳۳ اور دیگر مقامات میں بھی مولاکریم کے صاف احکام موجود ہیں۔ کہ آخرت میں نہ باپ بیٹے کے کام آسکے گا اور نہ بیٹا باپ کے کام آئیگا حالانکہ صحیح احادیث میں یہ درج ہے کہ معصوم بچے جو فوت ہوتے ہیں وہ اپنے والدین کی فرط راہ ہیں۔ اور بعض احادیث میں یہاں تک صراحت فرمائی گئی ہے کہ چھوٹی اولاد بہشت میں جانے سے انکار کردیگی کہ جب تک ہمارے والدین بہشت میں نہ داخل کئے جائیں ہم نہیں جاتے۔ مزید برآں صفحہ ۱۲۷ مجموعہ فتاوی احمدیہ میں حضرت حکیم الامت کی جناب سے فتوی درج ہے کہ چھوٹی اولاد جو مرجاتی ہے وہ والدین کے لئے فرط ہوتی ہے۔ اس قدر عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ شفاعت کا عمل علیحدہ ہے وہ تو جسے مولاکریم شفاعت کا حکم دیگا وہ ہستی ہمارے جیسے گناہگاروں کی شفاعت ممکن ہے کریں۔ وہ بھی ان لوگوں کی جن کی شفاعت مولاکریم پسند کریں۔ کیونکہ شفاعت اسی کی ہوگی جس کی شفاعت کا مولاکریم حکم دے گا۔ احادیث میں یہ بھی درج ہے کہ معصوم اولاد مشرک ماں باپ کی شفاعت کریگی بلکہ حضرت امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء علوم میں یہاں تک درج فرمایا ہے اور احادیث کا حوالہ دیا ہے کہ مشرک ماں باپ کی چھوٹی اولاد بہشت میں نہیں جائے گی اور مولاکریم سے رو روکر شفاعت اپنے مشرک ماں باپ کی کریگی۔ پہلی دفعہ مولاکریم دریافت کرینگے کہ تمہارے ماں باپ مشرک تھے تم کیوں بہشت میں نہیں جاتے لیکن چھوٹی اولاد اصرار کرے گی اس طرح سے تین دفعہ عمل ہوگا اور آخر چھوٹی اولاد کی سفارش پر مشرک ماں باپ بھی معصوم بچوں کے ہمراہ بہشت میں جائینگے اس سوال پر بھی مفصل روشنی ڈالی جائے۔

(جواب نمبر۲) یہ سچ ہے کہ چھوٹی اولاد جو مرجاتی ہے وہ اپنے والدین کے لئے موجب مغفرت ذنوب اور شفیع اور فرط یعنی جنت کے لئے پیشرو ہونگے۔ لیکن یہ صحیح نہیں کہ آخرت میں کوئی **شفاعت بلااذن** بھی ہوگی۔ کیونکہ یہ قرآن کی صریح نص کے خلاف ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ **من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ** کون ہے جو اس کے حضور میں بغیر اجازت کے شفاعت کرے؟ پس نبی ہو یا ولی۔ فرشتہ ہو یا انسان۔ بچہ ہو یا بوڑھا۔ کوئی بھی بغیر اللہ تعالیٰ کے اذن کے شفاعت نہیں کرسکتا۔ یہی معنے ان آیات کے ہیں کہ آخرت میں نہ باپ بیٹے کے کام آئیگا نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا۔ بلکہ سورہ الانفطار میں تو صاف طور پر ارشاد موجود ہے **یوم لا تملک نفس لنفس شیئا**۔ اس دن کوئی نفس بھی کسی نفس کے کام نہ آئے گا۔ بس قصہ ختم ہے۔ اس لئے شفاعت بلااذن کا کوئی وجود نہیں۔ ہاں شفاعت بالاذن یعنے جناب الٰہی کی اجازت کے ساتھ شفاعت ضرور ہے۔ اور وہ انسان کا انسان کے کام آنا نہیں ہے۔ بلکہ تو جناب الٰہی کی ہی عفو اور بندہ پروری کی دوسری شکل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے کسی اپنے نبی یا ولی کو یہ فرمایا کہ تم ان گنہگاروں میں سے جن کی شفاعت کروگے ہم بخشدینگے۔ تو صاف ہے کہ معافی کا فیصلہ تو ان کے لئے جناب الٰہی کا پہلے ہی ہوچکا۔ صرف رحمت الٰہی نے شفاعت کا واسطہ درمیان میں اسلئے رکھا کہ تا اس کے برگزیدہ بندوں کی عزت افزائی ہو اور اس کی گنہگار مخلوق کے لئے جذبہ شفقت و ہمدردی کا اظہار کرکے وہ جناب الٰہی کے مزید الطاف و اکرام کے مورد بنیں۔ ورنہ وہ گنہگار بندے تو پہلے ہی جناب الٰہی کے رحم و کرم کے مورد ہوچکے تھے جن کے لئے شفاعت کی اجازت دیگئی۔ پس حق یہ ہے کہ یہ **خود جناب الٰہی کا ہی بندے کے کام آنا ہے**۔ کہ اس نے اس بندہ کو اس قابل سمجھا کہ اسے معاف کردیا جائے۔ خواہ کسی کی شفاعت کی وساطت سے خواہ خود ہی معاف کردے جیسا کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ جب شفاعت کرنے والے شفاعت کرچکینگے اور ایسے گنہگار رہ جائیں گے جن کا کوئی شفیع نہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ خود اپنے رحم و کرم سے انہیں عفو فرمادے گا۔

پس یہ بالکل غلط ہے کہ چھوٹی عمر میں فوت شدہ اولاد بلا اذن شفاعت کرے گی۔ شفاعت جہاں بھی ہوگی اذن کے ساتھ ہوگی۔ اس لئے ان کی شفاعت بھی جناب الٰہی کا ہی رحم اور بندہ پروری ہے۔ اور بات بھی سچ ہے ان بچوں کو ایسا کیا خدا کی خدائی میں دخل ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کو جنت میں لیجانے کے لئے اس قدر اصرار کرینگے کہ خدا انہیں بخشنے پر مجبور ہوجائے گا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ بچے کے مرنے پر جو والدین کو رنج اور صدمہ ہوتا ہے وہ اس قدر شدید ہوتا ہے کہ دنیا کا کوئی دیگر رنج و غم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہی رنج اور درد ہے جو جناب الٰہی کے رحم کو جوش میں لاتا ہے۔ لہذا آخرت میں جب دریائے رحم و کرم جوش میں آئے گا اور بندہ کا وہ داغ جو اولاد کے مرنے سے دل پر لگا تھا جناب الٰہی کے پیش ہوگا تو خدائی عفو و کرم کا تقاضہ یہ ہوگا کہ اسی بچہ کو بلاکر حکم دیا جائے کہ تم آؤ اپنے ماں باپ کو ہم سے بخشوا سکتے ہو۔ اس سے بڑھکر جناب الٰہی کی بندہ نوازی اور کرم گستری اور کیا ہوسکتی ہے۔ پس بچہ نے کیا بخشوانا ہے بخشنے والے نے بخشنا ہے۔ بچہ کا تو فقط ایک بہانہ ہے اور اس رنج و درد کی تلافی کرتی ہے جو اس بچہ کی موت پر والدین نے برداشت کیا تھا۔ اور یہ تلافی سے بہت بڑھکر کمال عنایت و ترحم خسروانہ ہے۔

باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ مشرک ماں باپ کی چھوٹی عمر میں فوت شدہ اولاد بہشت میں نہیں جائے گی جب تک کہ وہ اپنے والدین کو ساتھ نہ لیجائے گی۔ اور اس کے متعلق آپ نے حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی احیاء العلوم کا حوالہ دیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہاں کچھ احادیث بھی حضرت امام صاحب موصوف نے نقل کی ہیں۔ مجھے ان کے ماننے میں تامل ہے۔ کیونکہ شرک کی مغفرت بغیر سزا کے قرآن کی نص صریح سے ممتنع ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء کہ بیشک اللہ شرک کو معاف نہیں کرتا۔ اس کو چھوڑ کر جو گناہ بھی ہے جس کسی کے چاہے مغفرت فرمادے پس جو گناہ مغفرت کے نیچے نہیں آتا وہ شفاعت کے نیچے کیسے آئیگا شفاعت تو مغفرت کی ہی ایک قسم ہے۔ حضرت امام غزالی تو بہت بڑے فلسفی ہیں انہوں نے اگر ایسا لکھا ہوگا تو اس کی وجہ بات بھی دی ہوگی جس پر آپ نے معلوم ہوتا ہے غور نہیں کیا۔ یاد رکھئے **اگر مشرک کی شفاعت کا موجب ان کے چھوٹے بچے ہوسکتے ہیں تو اسی وقت جب وہ شرک کی سزا بھگت چکے ہوں گے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ دوسرے گناہوں کی سزا کے بارے میں ان کے بچوں کی شفاعت کام آجائے اور وہ بخشدیئے جائیں**۔ ہمارا تو مذہب یہی ہے کہ آخر کار جہنم میں کوئی بھی نہیں رہیگا۔

سوال نمبر۳۔ چھوٹی اولاد جو مرجاتی ہے کیا آخرت میں اسکو پورا پورا احساس ہوگا کہ ہم اس دار فانی میں چند روز بسر کرگئے ہیں اور فلاں فلاں والدین کے گھر پیدا ہوئے تھے۔ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ان کو شفاعت کا حکم ہوگا تو ان کو اس دنیا کا بھی علم ہوگا۔ چونکہ عقل کی پختگی سے قبل ہی وہ فوت ہوتے ہیں۔ اس لئے وہم گزرتا ہے کہ ممکن ہے ان کو کوئی احساس نہ ہو۔

جواب نمبر۳۔ آپ نے بھی کمال کردیا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بچہ کو اپنے والدین کی شفاعت کے لئے حکم دے گا تو اگر اسے شفاعت کرنے کی سمجھ ہوگی تو والدین کے متعلق احساس کیوں نہ ہوگا۔ رہ گیا یہ کہ تعارف کیونکر ہوگا تو کیا جناب الٰہی ہی کے حکم سے تعارف نہیں کروایا جاسکتا؟ ہم تو رؤیا میں بعض دفعہ آج سے سینکڑوں سال قبل کے کسی بزرگ کو دیکھتے ہیں اور بغیر کسی تعارف کے پہچانتے ہیں کہ یہ فلاں بزرگ ہیں۔ روحانی احساس تو جسمانی احساس سے بہت زیادہ وسیع اور لطیف تر ہے لیکن حق یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی انسان کے علم اور قویٰ کی ترقی جاری رہتی ہے اور عالم برزخ میں اس نشوونما کی کمی پوری ہوتی رہتی ہے۔ جو اس دنیا میں رہ گئی تھی گو وہاں کی نشوونما کا صحیح اندازہ کرنا اس دنیا میں ہمارے لئے بہت مشکل ہے کیونکہ اس عالم کے قوانین کا ہمیں پوری طرح علم نہیں۔ پس جو یہاں بچپن میں مرگئے۔ ان کے علوم اور قویٰ کا نشوونما عالم برزخ میں ہونا ضروری نظر آتا ہے۔ بلکہ بعض حدیثوں میں تو آتا ہے کہ بہروں۔ پاگلوں۔ بچوں اور ان لوگوں کو جنہیں کسی رسول کی دعوت تبلیغ نہیں پہنچی عالم برزخ میں رسول مبعوث ہونگے۔ تو ظاہر ہے کہ ان کے علوم اور قویٰ کا نشوونما ضرور ہوگا جن کی تربیت کے لئے وہاں رسولوں کی ضرورت ہوگی۔

سوال نمبر۴۔ ازراہ کرم تکلیف گوارا فرماکر مطلع فرمایا جائے کہ اس موضوع پر جو بحث فرمائی ہے کہ نکاح کے وقت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی عمر ۱۶ سال تھی وہ مضمون "پیغام صلح" یا "لائٹ" کے کس پرچہ میں شائع ہوا ہے۔ اس کی تاریخ وغیرہ سے اطلاع دیں گزشتہ سال مینیجر صاحب "لائٹ" کو اس مسئلہ پر مفصل روشنی ڈالنے کے لئے لکھا تھا انہوں نے صرف یہی جواب دیا کہ جناب امیر قوم اس پر مفصل مضمون رقم فرماچکے ہیں۔ یا تو اس مضمون کا مفصل حوالہ دیں۔ کیونکہ تلاش سے ملا نہیں۔ یا مکرر مفصل بحث فرمائیں۔ کیونکہ شبلی مرحوم اور دیگر مورخین نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر بوقت نکاح ۹ سال لکھی ہے اگر "پیغام صلح" یا "لائٹ" کا مطلوبہ پرچہ موجود ہو تو بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

جواب نمبر۴۔ یہ سچ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کا نکاح ۱۴ یا ۱۵ سال کی عمر میں ہوا تھا۔ مولانا شبلی مرحوم وغیرہ آخر انسان ہیں غلطی کرسکتے ہیں۔ اور تحقیقات کا دروازہ بند نہیں ہے چنانچہ اس امر پر حضرت مولانا محمد علی صاحب اور مولانا احمد صاحب کے متعدد محققانہ مضامین ۱۹۲۸ء میں اخبار پیغام صلح میں نکلتے رہے ہیں۔ کوئی ایک مضمون ہوتا تو وہ اخبار نکال کر بھیجدیتا۔ آپ انجمن کے سکرٹری بابو منظور الٰہی صاحب کو لکھیں ۱۹۲۸ء کے پیغام صلح کے فائل میں سے وہ ان اخباروں کو نکلوا کر بھیج سکتے ہیں۔

امید ہے عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ "لائٹ" میں دوبارہ یہی مضمون زیر بحث آئے گا۔

مصیبت زدگان زلزلہ اور ہمارا فرض

ایک قابل غور تجویز

(از جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ)

زلزلہ جوکہ ۱۵ جنوری کو بہار میں آیا قیامت کا نمونہ اپنے اندر رکھتا تھا۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کو آج سے ۲۹ سال قبل خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ آپ نے اس نظارہ کے متعلق جو آپ کو دکھایا گیا تھا ایک دل کو ہلا دینے والی نظم میں خبر دی تھی ؎

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

باوجودیکہ زلزلہ کے حالات اور فوٹو اخبارات میں چھپ چکے ہیں اور بذریعہ سینما جگہ جگہ دکھلائے جا چکے ہیں۔ اب بھی جو لوگ وہاں جاکر منظر دیکھتے ہیں ان کے دل پر ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ اور اکثر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

گورنمنٹ ہند، برطانیہ اور دیگر ممالک کے لوگ جگہ جگہ اس کے لئے ریلیف فنڈ فراہم کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ بہار کی طرف سے ایک کروڑ روپیہ اور گورنمنٹ ہند کی طرف سے ایک کروڑ روپیہ کا اعلان ہو چکا ہے۔ برطانیہ میں صرف ایک اپیل پر اس وقت تک ...، ۳۷ پونڈ (ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ) فراہم ہو چکا ہے۔ وائسرائے فنڈ اس وقت تقریباً ۵۳ لاکھ کے قریب پہنچ چکا ہے۔ بابو راجندر پرشاد صاحب کی اپیل پر اس وقت تک تقریباً ۲۳ لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ صلیب احمر اور کئی ایک اور انجمنوں کی طرف سے چندہ جمع ہو رہا ہے۔

امداد کی ایک راہ

مسلمانوں میں بھی تحریک ہے مگر بہت کم پیمانہ پر۔ ہماری جماعت نے بھی چندہ کے لئے اپیل کی ہے۔ مگر ہماری جماعت کے افراد پر پہلے اشاعت اسلام کے لئے مستقل چندوں کا بہت سا بوجھ ہے اور اشاعت اسلام کے عظیم الشان کام کو اٹھانے والی یہ صرف چھوٹی سی جماعت ہے، یا اس کے بعض معزز معاون۔ اس لئے ان سے اس فنڈ میں زیادہ امداد کی امید نہیں ہو سکتی۔ البتہ امداد کی ایک اور راہ ہے۔ اور وہ یہ کہ ہماری انجمن کارکنوں کا ایک وفد صوبہ بہار میں فوراً روانہ کرے جو کہ وہاں کے حالات دیکھ کر مسلمان پبلک سے اپیل کریں اور ان لوگوں کو جہاں تک ممکن ہو امداد پہنچائیں۔

امداد کا صحیح مصرف

سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ امداد کا روپیہ صحیح طور پر خرچ ہو۔ اور مستحق لوگوں کو پہنچے۔ اور لوگوں کو خود ہمت کرنے اور کاروبار شروع کرنے میں مدد دی جائے۔ اور جیسے کہ مہاتما گاندھی جی نے فرمایا۔ لوگوں کو نصیحت کی جائے کہ وہ مانگنے اور بھیک لینے والے نہ بنیں بلکہ مردانہ وار کمربستہ ہو کر مصیبت سے نکلنے کی کوشش کریں۔

اس روپیہ کا بہت سا حصہ گورنمنٹ کے اہلکاروں کے ذریعہ تقسیم ہوگا۔ اور سنٹرل ریلیف کمیٹی بھی اسی مقصد کے لئے کام کرے گی مگر جگہ بجگہ ضرورت ہوگی کہ روپیہ اور امداد صحیح لوگوں تک پہنچانے کے لئے کمیٹیاں اور پنچایتیں قائم کی جائیں ان کے قیام پر ہماری جماعت کا وفد بہت کچھ مدد دے سکتا ہے۔ اور خود حکام سے اور سنٹرل ریلیف کمیٹی کے نمائندوں سے مل کر مستحق لوگوں اور مناسب طریق امداد سے ان کو اطلاع دے سکتا ہے۔

ڈیپوٹیشن کی تجویز

میں نے اس ڈیپوٹیشن کے متعلق مفصل تجویز اپنی انجمن میں پیش کی ہے جس میں تحریر کیا ہے۔ کہ کم از کم تین کارکن اس وقت وہاں بھیجے جائیں جن میں سے ایک معمر ذی حیثیت رکن انجمن ہو اور دو نوجوان ہوں میں اگر لاہور میونسپل ریفارم کا نفرنس کا صدر چیرمین منتخب نہ ہو جاتا۔ جس کا اجلاس ۲۸-۲۹-۱ اپریل کو ہونے والا ہے تو میں تقریباً تمام مہینہ اس خدمت کے لئے وقف کرتا۔ مگر اب بھی اگر انجمن یہ تجویز منظور کرے تو کم از کم دس روز میں اس خدمت کے لئے صرف کرونگا۔ اور خود وفد کے ساتھ ہوکر ان کو کام پر لگاؤں گا۔ اور وہاں کے دیگر کارکنوں سے ان کا تعارف کراؤں گا۔ انجمن نے اگر خاکسار کی تجویز کو منظور کر لیا تو کارکنوں کے نام بھی تجویز کرونگا۔ میری رائے میں خان بہادر میاں غلام رسول صاحب، میاں مولا بخش و میاں محمد صاحبان اور دیگر بزرگان قوم کو اس خدمت کے لئے نکلنا چاہئے۔ اور ہمارے نوجوانوں میں سے لائل پور کے شیخ صاحبان کے فرزندوں اور شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیرآباد کے فرزند اور دیگر نوجوانوں کو اس تحریک میں حصہ لینا چاہئے۔ خدمت کے ایسے موقعے ہمیشہ نہیں ملتے۔ اس سے نہ صرف عاقبت درست ہوتی ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے نوجوانوں کے لئے زندگی سنوارنے کا موقعہ ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔

علماء سوء کا غریب لوگوں سے سلوک

چمبہ میں واطل قوم کے لوگ رہتے ہیں جو مسلمان ہیں نمازیں پڑھتے روزے رکھتے ہیں لیکن مولوی لوگوں نے ان لوگا نیم چھوڑ رکھا ہے اور ان سے اچھوتوں والا سلوک کرتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ چونکہ وہ مسلمان ہے اس لئے اس کا جنازہ کسی مسلمان سے پڑھوا کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔ اس کی وفات پر اس کے رشتہ دار مولوی صاحب کے پاس گئے کہ وہ جنازہ پڑھا دیں لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اسی طرح سب مولوی جنازہ پڑھانے سے انکاری ہو گئے۔ آخر مجبوراً رشتہ داروں نے بغیر جنازہ پڑھنے کے میت کو خاکروبوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ چودھویں صدی کے بدنام کنندہ اسلام مولویوں کے اس سلوک کو دیکھ کر وہ سب مجبوراً عیسائی ہو گئے۔ چونکہ وہ مسلمان قوم میں سے ہیں اس لئے ان کو ابھی تک یہ خواہش ہے کہ مسلمان انکو اپنے ساتھ ملالیں لیکن چمبہ کے مولوی اور دیگر مسلمان انکو اپنے ساتھ ملانے کو تیار نہیں۔

افسوس ہے کہ چودھویں صدی کے ان نام نہاد علما کو رات دن اسی بات کی فکر لگی رہتی ہے کہ کسی طرح کوئی مسلمان کافر ہو کر دشمنان اسلام

مسائل عید اضحیٰ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

(۱) خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے۔ نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہئے۔ کوئی عیب نہ ہو یعنی لولا۔ لنگڑا۔ کانا۔ کان یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہونا چاہئے۔ خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ بکرے کی عمر دو سال کی ہونی چاہئے یا اس سے زیادہ دوندا جسکے دو دانت سامنے کے بڑے ہوتے ہیں موزوں ہوا کرتا ہے۔ بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہا کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) قربانی کا وقت۔ ۱۰ تاریخ ذی الحجہ یعنی عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد سے ۱۲ تاریخ ذی الحجہ عصر کے وقت تک ہے۔ ایک کنبہ کی طرف سے ایک بکرا یا بھیڑ کافی ہے۔

(۳) قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہئے بعض لوگ پیر کا نام لیا کرتے ہیں جس سے بچنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

(۴) قربانی کا خون اور گوشت خدا کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ دلوں کا تقویٰ خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ دراصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے۔ یعنی اپنے تمام جذبات حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے۔ جب تک یہ تقویٰ مدنظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

(۵) عید کے دن نہانا۔ صاف کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ نماز عید پڑھنا خطبہ سننا مسنون ہے۔ عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا کھانا سنت ہے۔ لیکن عید اضحیٰ میں نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے۔

(۶) عید کی نماز دو رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ یاد رہے دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ سے قبل یہ تکبیریں کہنی چاہئیں اور تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑنے چاہئیں قرأت جہری ہوتی ہے۔ اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے جسکے درمیان امام نہیں بیٹھتا۔ خطبہ سننا نہایت ضروری چیز ہے۔ خطبہ کے درمیان میں لوگ ملنا جلنا اور بغلگیر ہونا شروع کر دیتے ہیں یہ جائز نہیں۔

(۷) نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا مسنون ہے۔ نماز کے بعد جماعت کی شکل میں راستوں سے گزرنا اسلام کی شوکت کا موجب ہے۔

(۸) قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے۔ ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں۔ دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے۔ تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

(۹) عید کے دن باہم ملنا جلنا۔ کھانا پینا۔ خوشی منانا منشائے اسلام ہے۔ نماز پڑھ کر گھروں میں گھس کر بیٹھ رہنا یا سو کر دن کاٹ دینا۔ گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلطی ہے۔

(۱۰) ۹ تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد ان کلمات کے تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے

شذرات

مندرجہ ذیل خبر گزشتہ ہفتہ متعدد ذمہ دار انگریزی اردو اخبارات میں شائع ہوئی ہے :-

" ماسکو ۱۲ مارچ - روس میں لامذہبیت کے خلاف تحریک شروع ہو گئی ہے اور لوگ پھر مذہب کیطرف آرہے ہیں - اس کا ثبوت روس کے دہریوں کی سوسائٹی کے صدر نے اس اعلان سے ملتا ہے جس میں اس نے مذہب کے خلاف جنگ بند کردینے کا فیصلہ کیا ہے اس وقت مذہب اشتراکیت کے لباس میں ظاہر ہو رہا ہے - جلوس نکلتے ہیں اور " خدا اور اشتراکیت کی مدد سے ہم سوشلزم قایم کرینگے " " حضرت عیسےٰ دنیا میں سب سے پہلے سوشلسٹ تھے " کے نعرے بلند کئے جاتے ہیں "

یہ خبر اس ملک سے آئی ہے جو دنیا میں لامذہبی کا سب سے بڑا مرکز ہے - دیکھئے ہمارے وہ " آزاد خیال " اور مغرب زدہ دوست جو آج کل نہایت اصرار سے مذہب کی ضرورت سے انکار کر رہے ہیں - اپنے استاد کے اس جدید طرز عمل پر کیا ارشاد فرماتے ہیں ؟

روس نے مذہب کو مٹانے کے لئے جو جو کچھ کیا اس سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں - طاقت ، تشدد ، پروپیگنڈا ، سیم و زر ہر ایک چیز لامذہبی کی تبلیغ پر بے دریغ صرف کی گئی - مذہب پرستوں کو ظالمانہ قوانین میں جکڑ دیا گیا - قتل کیا گیا - گرجے اور مسجدیں منہدم کر دی گئیں - اسکولوں میں مذہب کے خلاف تعلیم دی گئی - سینما گھروں میں مذہب کی مخالف فلمیں دکھلائی گئیں - دہریت کی حمایت میں بے شمار کتابیں ، رسالے اور اخبار شائع کی گئیں حکومت کا خزانہ اس کی فوجیں اور حکام ، اس کی یونیورسٹیاں اور سکول برسوں اس مقصد کے لئے کوشاں رہے - اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی اس کا اندازہ مندرجہ بالا خبر سے لگایا جا سکتا ہے - اب اس حقیقت سے تو مذہب کے اشد ترین مخالفین کو بھی انکار کی گنجائش نہیں رہی کہ مذہب ایک ایسی زبردست طاقت ہے جس کے مقابلہ میں لامذہبوں اور دہریوں کی سب سے بڑی حکومت کو بھی ہار ماننی پڑی ہے -

---

یہ کس قدر حیا سوز ، غیرت کش اور دردناک نظارہ ہے کہ ہمارے وہ " قومی اخبارات " جن کو اسلام کا حامی و علمبردار ہونے کا دعویٰ ہے رنڈیوں اور بھانڈوں کے نقیب کے فرائض انجام دے رہے ہیں - اور مسلمانوں کی رائے عامہ اس قدر بے حس اور کمزور ہو چکی ہے کہ ان کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں ہوتی - آج کل یہ اخبارات امرتسر کی ایک طوائف کا پروپیگنڈا خوب زور شور سے کر رہے ہیں - ان اخبارات کی پیشانیوں پر آیات قرآنی ہوتی ہیں - ان کے ابتدائی صفحات میں بالعموم عشق دین اور خدمت دین کے بلند بانگ دعاوی ہوتے ہیں اور احمدیت کی مجنونانہ و سوقیانہ مخالفت ہوتی ہے - اور آخری صفحات میں رنڈیوں اور بھانڈوں کا پروپیگنڈا -

---

اس وقت ایک ایسے اخبار کی ۱۵ مارچ کی اشاعت ہمارے پیش نظر ہے جسکے صفحہ ۶ پر " لاہور کے مردے زندہ ہو جائیں گے " کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا ہے :-

" لاہور میں ایک زبردست طوفان آ رہا ہے تباہ کن نہیں بلکہ دل خوش کن ترانوں کا - کیونکہ فخر ہندوستان حور پنجاب - ملکہ موسیقی . . . مس . . . امرتسر والی جسکے دلفریب گانے ابھی تک آپ کے کانوں میں گونج رہے ہیں بنفس نفیس . . . ٹاکیز لاہور کی سٹیج پر اپنے دلآویز نغموں ، روح افزا ترانوں اور جمال جہاں آفریں سے محظوظ کرنے کے لئے صرف چار روز کو آ رہی ہیں - "

انا للہ وانا الیہ راجعون - یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ یہ اعلان منشی ظفر علی کے اخبار " زمیندار " میں شائع ہوا اور یہ ساری قصیدہ خوانی امرتسر کی ایک طوائف کی شان میں کیگئی ہے -

---

اسی طوائف کے متعلق مسلمانوں کے ایک دوسرے قومی روزنامہ میں مندرجہ ذیل مراسلت شائع ہوئی ہے -

" دلدادگان موسیقی کے لئے یہ خبر یقیناً موجب مسرت ہوگی کہ زہرہ موسیقی مس . . . . . لاہور پہنچ رہی ہیں - آپ چار روز کے لئے . . . . ٹاکیز کے سٹیج پر اپنے کمالات فن کا مظاہرہ کرینگی . . . . ٹاکیز والے مستحق مبارکباد ہیں کہ یہ فخر لاہور میں سب سے پہلے انہیں نصیب ہو رہا ہے - کون ہے جو بیگانہ روزگار مغنیہ کے نام سے آشنا اور نغمہ ساز ساحرہ شخصیت سے واقف نہیں (جب قومی اخبارات اس کے پروپیگنڈے کے لئے وقف ہوں تو قوم بھلا ناآشنا اور ناواقف کس طرح رہ سکتی ہے ؟ !) اقلیم موسیقی کی یہ ہر دلعزیز ملکہ پردہ سیمیں پر ہر دوست دشمن سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے - امید ہے لاہور کی قدر شناس پبلک سینما ہال میں اپنی خوش مذاقی اور سنجیدگی کا ثبوت دیگی "

پڑھئے ایک دفعہ اور انا للہ وانا الیہ راجعون - کیونکہ ہم بتانا چاہتے ہیں کہ مندرجہ بالا مراسلت ، کتاب " تحریک قادیان " کے مصنف جناب مولانا سید حبیب کے اخبار " سیاست " میں شائع ہوئی ہے -

---

مسلم اخبارات کا خدمت دین و ملت کے پردے میں رنڈیوں اور طوائفوں کا پروپیگنڈا کرنا کس قدر قابل شرم اور دردناک ہے - لیکن اس سے زیادہ دردناک قوم کی بے حسی و خاموشی ہے - اور یہ تماشہ بھی کس قدر عبرت انگیز ہے کہ صرف چند روپیوں کی خاطر بازاری عورتوں کی شرمناک قصیدہ خوانی کرکے قوم میں بداخلاقی و عیش پرستی کی طاعون پھیلائی جا رہی ہے - مسلم نوجوانوں کو اخلاقی تباہی کے گڑھے میں گرایا جا رہا ہے - لیکن وہ علماء جن کو جانشینی رسول ؐ کا دعوےٰ ہے ، جو معمولی معمولی اختلاف پر کفر کا فتوےٰ دیدینے کے عادی ہیں - جو تحقیق فروعی مسائل پر آئے دن منہ کا مزا ربیا رکھتے ہیں - جو دیوانہ وار شب و روز احمدیت کی مخالفت میں مصروف رہتے ہیں بالکل خاموش ہیں ، دیوبند سے کوئی آواز بلند ہوتی ہے نہ بریلی سے - کانگریسی جمعیۃ العلماء کے مفتی اعظم اور احراری مولویوں سب پر سکوت عن الحق کا سناٹا چھایا ہوا ہے - اور سب کی زبانوں پر سنہری روپہلی مصلحتوں کا قفل لگا ہوا ہے ؟

تازہ عربی اخبارات سے یہ خبر معلوم ہوئی ہے کہ :-

" انگورہ میں خواتین کی ایک نئی انجمن قایم ہوئی ہے - جس کا نام " انجمن ترقی و اصلاح خواتین " ہے اس انجمن کے سامنے اس وقت یہ مسئلہ درپیش ہے کہ ترکی خواتین میں بال کٹانے کا مرض بڑھ رہا ہے اسے فوراً بند کیا جائے "

خدا جانے ہمارے ملک کے فیشن پرست مرد عورتوں کی نظر سے یہ خبر گزری ہے یا نہیں ؟

" ایک شخص نیویارک کے مشہور بازار " ففتھ ایونیو " میں آج کل اخبار بیچتا ہے - پانچ برس قبل یہ شخص ۴۵ لاکھ روپے کا مالک تھا - آج کل بمشکل دس (۱۰) ڈالر فی ہفتہ کماتا ہے . . . . اسیطرح رچرڈ نسوملیٹ نامی ایک شخص ہنگری سے ترک وطن کرکے امریکہ آیا تھا - دفعتاً وہ شکاگو کا ایک عظیم الشان تاجر بن گیا - چھ مہینے ہوئے ہیں کہ اس نے سٹہ میں سب کچھ ضائع کر دیا - اس کے بعد ملکی فوج میں شامل ہو گیا "

دنیوی مال و دولت پر بھروسہ اور غرور کرنے والوں کو اس قسم کے حقایق پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے -

---

ضرورت ملازمین

(۱) سکرٹری پبلک سروس کمیشن میٹکاف ہوس دہلی - ایک اسسٹنٹ راس ریسرچ افسر کی جو ہندوستان کا باشندہ ہو بزہا کیلئے ضرورت ہے - سرکاری ملازم درخواست دے سکتے ہیں - امیدوار کے پاس بوٹینی یا بائیالوجی ڈگری آنرز کے ساتھ یا زراعت کی اول درجہ کی ڈگری یا آنرز کی ہو اور درختوں کی پرورش کا پوسٹ گریجویٹ کورس حاصل کر چکا ہو - سابقہ تجربہ رکھتا ہو تنخواہ ۲۵۰ روپیہ ماہوار مفت مکان نہیں ملیگا - اسامی تین سال کے لئے ہے - پہلے چھ ماہ آزمائشی ہیں درخواستوں کے فارم و دیگر حالات سکرٹری صاحب سے منگوا لئے جائیں - ۱۴ اپریل تک درخواستیں پہنچ جانی چاہئیں -

(۲) امپریل انسٹی ٹیوٹ ویٹرنری ریسرچ مکتیسر کے لئے ایک میڈیکل افسر کی ضرورت ہے امیدوار برٹش رعایا یا کسی ہندوستانی ریاست کا باشندہ ہو - سرکاری ملازم یا ریٹائرڈ سرکاری نوکر درخواست دے سکتے ہیں - لیاقت اسسٹنٹ سرجن کے برابر تنخواہ ۲۵۰ روپیہ ماہوار مکان مفت - پرائیویٹ پریکٹیس کی اجازت ہوگی اسامی تین سال کے لئے ہے چھ ماہ امتحاناً تقرر ہوگا - درخواستیں ۱۶ اپریل تک پہنچنی ضروری ہیں - درخواستوں کے فارم و دیگر حالات سکرٹری سروس کمیشن میٹکاف ہوس دہلی سے منگوا لئے جائیں -

(۳) ایک اپائنٹمنٹ کی جو اکاؤنٹ سید دفتر کا روزانہ کاروبار [illegible] ہو صرف تجربہ کار درخواست کریں - تنخواہ [illegible] سے [illegible] تک درخواست اپنی دستخطی کی جائے - بنام گلوب ریڈیو ہوس شملہ -

(خانصاحب) چودھری محمد منظور الٰہی

آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جناب خلیفہ قادیان کا بیان

سیسل ہوٹل لاہور کے واقعہ کے متعلق جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اپنے خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۳۴ء میں پہلی مرتبہ اپنے خیالات کا اظہار کیا جو درج ذیل ہیں۔ افسوس الفضل نے اس کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر کی بہرحال اب تصویر کے دونوں رخ پبلک کے سامنے آگئے ہیں (مدیر)

ابھی پچھلے جمعہ (یعنی ۲ مارچ کے جمعہ) کے خطبہ میں ہی میں نے اپنی جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ ہماری جماعت کی شدید مخالفت ہو رہی ہے۔ دوسرے دن ہی شیخ یوسف علی صاحب اخبار "زمیندار" کا ایک پرچہ میرے پاس لائے اس میں لکھا تھا کہ موسیو مرزا ایک ہوٹل سے ایک میم کو لے کر فرار ہو گئے۔ حالانکہ اصل واقعہ یہ تھا کہ جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے میں اپنی بیویوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام کر رہا ہوں اور چونکہ قادیان میں مستورات کی انگریزی تعلیم کا انتظام مرد استادوں کے ذریعہ سے کرنا پڑتا ہے اس لئے طالبات انگریزی لفظ تو رٹ لیتی ہیں مگر انہیں بولنا نہیں آتا۔ اسی طرح ہر ملک کا لہجہ الگ ہوتا ہے جو اس لہجہ سے ناواقف ہو باوجود زبان جاننے کے بات نہیں سمجھ سکتا پس چونکہ میری غرض بیویوں اور لڑکیوں کو انگریزی زبان سکھلانے سے یہ ہے کہ انگریز یا ایسی ہندوستانی عورتوں سے جو اردو نہیں جانتیں جیسے بنگالی۔ مدراسی بیگمات تبادلہ خیال کر سکیں اور مستورات کی انجمنوں وغیرہ میں حسب ضرورت حصہ لے سکیں۔ اس لئے قریباً دو سال سے میں نے یہ انتظام کیا ہوا ہے کہ علاوہ مرد استادوں کے ایک عورت استانی بھی رکھتا ہوں۔ جو شاگردوں کو انگریزی بولنا سکھائے اور اس کے لہجہ کو سن سن کر انگریزی لہجہ کی منافرت ان سے دور ہو جائے بڑے شہروں میں زنانہ اسکولوں میں انگریز عورتیں ماسٹر ہوتی ہیں اور الگ انتظام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن قادیان میں انگریزی بولنے کی مشق کیلئے ایسا انتظام ضروری ہے۔ خصوصاً ہمارے گھر کی مستورات کے لئے کہ میں انہیں اس غرض سے نہیں پڑھواتا کہ نوکری کریں بلکہ اس لئے کہ غیر مسلم مستورات سے مل کر ان میں کوئی تبلیغی کام کر سکیں۔

اسی سلسلہ میں گزشتہ ایام میں ایک استانی کی ضرورت تھی اور میں نے بعض لوگوں کو تلاش کے لئے کہا ہوا تھا۔ ایک صاحب نے آگے اپنے کسی ہندو دوست کو کہا تھا۔ یہ صاحب لاہور چھاؤنی میں اوورسیر ہیں۔ انہوں نے اس احمدی کو لکھا کہ ایک تعلیم یافتہ عورت بیوہ لاہور میں آئی ہوئی ہے۔ اگر استانی کی ضرورت ہو تو اسے رکھ لیا جائے۔ میں اتفاقاً اپنی بڑی بیوی کو لینے فیروزپور جا رہا تھا۔ ساتھ میری دوسری بیوی اور ایک لڑکی تھیں۔ میں نے انہیں کہا کہ تم لوگ استانی کو دیکھ لو اگر قابل ہو تو اسے رکھ لیا جائے۔ چونکہ جس ہوٹل میں وہ رہتی تھی وہ راستہ میں تھا اور ان لوگوں نے ناشتہ بھی نہ کیا ہوا تھا۔ تجویز یہی ہوئی کہ ہوٹل میں پردہ کا انتظام کر کے اس عورت سے وہ مل بھی لیں اور ناشتہ بھی کر لیں چنانچہ وہاں انہوں نے اس سے مل کر باتیں کیں اور وہ عورت بطور استانی جانے کے لئے رضامند ہو گئی۔ اور اس نے کہا کہ جب آپ قادیان جائیں مجھے لیتے جائیں۔ مگر میں نے بعد میں اس خیال سے کہ یہ بچوں والی استانی ہے اسے بچوں کی تعلیم کا خیال ہوگا۔ اور قادیان چھوٹی جگہ ہے وہاں اس کے بچوں کے دل لگنے کا سوال بھی ہوگا۔ اسے کہلا بھیجا کہ بہتر ہے تم قادیان چند گھنٹہ کے لئے دیکھ آؤ۔ اگر تم سمجھو کہ وہاں تم کو اور تمہارے بچوں کو تکلیف نہ ہوگی تو پھر کام پر آجانا۔ چنانچہ اس نے اس تجویز کو پسند کیا اور قادیان آتے ہوئے اس موٹر میں بیٹھ کر جس میں دفتر کے آدمی تھے۔ پچھلی سیٹوں پر میری ایک لڑکی سمیت وہ قادیان آئی اور قادیان دیکھنے کے بعد بچوں کی تعلیم کے حرج کا خیال کر کے اس نے یہ تجویز کی کہ اگر بچے لاہور اسکول میں داخل ہو سکیں تو میں آجاؤنگی۔ چنانچہ چند گھنٹہ یہاں رہ کر وہ واپس چلی گئی۔ اور غالباً بچوں کی دقت کی وجہ سے پھر نہیں آئی۔

عید ضحیٰ اور مسلمانوں کا فرض

مسلمانوں کے لئے خدا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے ایسے طریقے قومی فنڈوں کو مضبوط کرنے کے تجویز فرما دیئے ہوئے ہیں کہ اگر ان کی پورے طور پر تعمیل کی جائے تو کوئی ضرورت کسی مسلمان کو روپیہ جمع کرنے کے لئے نئے طریقے کی اختراع کی باقی نہیں رہتی زکوٰۃ فنڈ ہی اگر مضبوط ہو جائے تو اتنا روپیہ جمع ہو سکتا ہے کہ کل قومی مشکلات مسلمانوں کی حل ہو جاتی ہیں۔ پھر صدقات۔ وصیتیں وغیرہ وغیرہ کوئی مدیں نہیں جہاں سے اسلام نے قومی اخراجات کے لئے فنڈز کو مضبوط کرنے کا انتظام نہیں کیا۔ لیکن برہمنوں کی طرح مسجدوں کے ملاؤں نے ان کو اپنی ذاتی اغراض کے لئے ایسا رنگ دے دیا ہے۔ کہ قوم کا روپیہ بجائے مفید طور پر خرچ ہونے کے ضائع ہو جاتا ہے۔ اور اس کی قومی ضروریات کے بجائے پیرزادوں اور ملاؤں کے نفسانی خواہشات کو پورا کرنے میں خرچ کیا جاتا ہے۔ آج کل یورپ میں اشاعت اسلام کے کام کو توسیع دینے کی سخت ضرورت پیش آرہی ہے جس کے لئے مسلمانان ہندوستان کا ہر ایک پیسہ لگانا واجب ہو چکا ہے۔ اور اشاعت وحفاظت اسلام کے فنڈ کو مضبوط کرنے میں ہی آج قومی کامیابی ہے۔ اگر مسلمانان ہندوستان آج صرف عید اضحیٰ کی قربانی کی کھالوں کو جو نہایت لاپرواہی سے ضائع کر دی جاتی ہیں۔ سنبھال کر اشاعت اسلام کے لئے علیحدہ کر دیں تو کروڑہا روپیہ صرف ایک اس مد سے اشاعت اسلام کے لئے مہیا کیا جا سکتا ہے۔ پس میں مسلمانوں کی خدمت میں ذیل کی اپیل کرتا ہوں۔

اول۔ کہ وہ قربانی کی کھالوں کو کسی شخص واحد کو نہ دیں بلکہ اشاعت اسلام کے لئے علیحدہ کر دیں۔ اور اس کا ابھی سے ارادہ کر لیں

دوم۔ ہر محلہ میں قومی ضروریات سے واقف درد دل رکھنے والے جو احباب ہیں وہ انتظام کریں۔ کہ کل محلہ کی قربانی کی کھالوں کو جمع کر کے فروخت کریں۔ اور جو روپیہ اس طرح جمع ہو وہ سب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو برائے حفاظت واشاعت اسلام بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سوم۔ جو احباب لاہور میں ہیں وہ اگر ہمیں اطلاع دیں اور اپنا پتہ لکھ دیں تو ہم ان کے پاس کھالیں لینے کیلئے آدمی بھیج سکتے ہیں۔ یا رقم وصول کرنے کے لئے محصل کو روانہ کر سکتے ہیں اور جو بیرونی علاقوں میں ہیں وہ مہربانی فرما کر بذریعہ منی آرڈر ایسی کل رقوم محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیج کر عنداللہ ماجور ہوں۔

چہارم۔ نیز عید کے روز جہاں آپ جسمانی خوشی کے سامان کے لئے اخراجات کا بجٹ بناتے ہیں وہاں روحانی خوشی یعنی حفاظت واشاعت اسلام کیلئے بھی کوئی رقم علیحدہ کریں۔

المشتہر

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جاپان میں اسلام

پچھلے دنوں جاپان سے ایک تجارتی وفد [illegible] پہنچا ہے اس کے ممبروں میں سے ایک مسلمان تھا جو جاپانی ہے اس کا اسلامی نام حاجی نور محمد ہے۔ حاجی صاحب [illegible] مقیم تھے۔ اور سالہا سال سے مذاہب عالم کی تحقیقات کر رہے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ نور ایمان سے کھول دیا اور آپ مسلمان ہو گئے۔ وطن میں واپس آئے تو سارا خاندان اور تمام حلقہ احباب آپ کا مخالف ہو گیا۔ اور آپ [illegible] ان تمام تکالیف کو حاجی صاحب نے برداشت کر لیا۔ لیکن دین حق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی استقامت کو دیکھ کر تمام افراد خاندان آپ کی بے حد توقیر کرنے لگے۔ اب آپ کے خلاف کوئی تعصب باقی نہیں ہے۔

ایک مصری اخبار کے نامہ نگار مقیم کابل نے اس جاپانی وفد سے ملاقات کر کے اس کے صدر سے گفتگو کی۔ جس کے دوران میں [illegible] کیا کہ جاپان میں اسلام کی کیا حالت ہے۔ صدر وفد نے (جو غیر مسلم ہیں) بتایا کہ آج سے چند سال پہلے تو ہمارے ملک میں کوئی اسلام کا نام بھی نہ جانتا تھا۔ کیونکہ کوئی اسلامی مبلغ کبھی جاپان تک نہیں پہنچا تھا لیکن اب اسلام نے جاپان میں اپنا رستہ نکال لیا ہے۔ اور روز بروز ترقی پر ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ جاپان کے لئے اسلام ہی سب سے موزوں دین ثابت ہوگا۔ کیونکہ جو جاپانی ایک دفعہ اسلام کے متعلق کچھ سن لیتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ صدر وفد نے یہ بھی کہا کہ اسلام کے داخلہ سے پہلے مسیحیت ہمارے ملک میں پھیل رہی تھی لیکن جس دن سے اسلام کے قدم آئے ہیں مسیحیت کو کوئی نہیں پوچھتا۔ [illegible] بیس برس پہلے جاپان میں ایک لاکھ عیسائی تھے۔ لیکن آج تیس ہزار سے زیادہ نہیں۔ جاپانی مسلمانوں کی تعداد بیس ہزار کے قریب ہوگی جن کے رہنما مسٹر تاناکا یعنے حاجی نور محمد ہیں۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ اکثر بیرونی ممالک کے مسلمان بھی جاپان میں مقیم ہیں۔ جن میں زیادہ تر تاتاری ہیں ان کی ایک اپنی تعلیم گاہ بھی ہے۔ جس میں وہ اپنی زبان کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ عربی کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں لیکن ٹوکیو میں عنقریب السنہ مشرقیہ کا ایک کالج قائم ہونے والا ہے جس میں عربی کی تعلیم کا خاص خیال رکھا جائے گا۔

اسلام کا یہ بھی ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی بے خبری اور غفلت کے باوجود خود بخود ایسے ملکوں میں بھی پھیلتا چلا جاتا ہے جن کی سرزمین پر کبھی کسی مسلمان مبلغ نے پاؤں بھی نہیں رکھا۔ پھر کتنے بدنصیب وہ مسلمان ہیں۔ جو ایسے دین مقدس کے پھیلانے کی کوشش نہیں کرتے اگر پندرہ بیس سال پہلے ہی سے جاپان میں تبلیغ اسلام کا کوئی انتظام ہو جاتا تو آج وہاں مسلمانوں کی تعداد اچھی خاصی ہوتی۔ اب بھی مسلمانوں کو چاہئے کہ جاپان میں اشاعت اسلام کا کوئی معقول انتظام کریں۔

"انقلاب"

زلزلہ زدگان بہار کی امداد

زلزلہ زدگان بہار کیلئے دیگر ضروریات زندگی کے علاوہ کپڑوں کی بھی اشد ضرورت ہے ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے پاس تن پوشی اور سردی سے بچاؤ کا کوئی سامان نہیں ان میں تقسیم کرنے کے لئے نئے اور مستعمل کپڑے شکریہ کے ساتھ قبول کئے جائینگے جو صاحب عنایت فرمانا چاہیں مجھے بھجوا دیں۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

میں نے ابھی تین جماعتوں کے احباب سے ملاقات کی ہے سیالکوٹ وزیرآباد اور گجرات - دوستوں کی ملاقات اور پھر دوست بھی وہ جن کی محبت محض للّٰہی تعلقات پر مبنی ہے۔ جن کو صرف ایک غرض نے اکٹھا کیا ہے کہ خدا کا نام دنیا میں کس طرح بلند ہو - اور اس کے دین کی حفاظت و اشاعت کس طرح ہو، راحت ہی نہیں قوت کا موجب بھی ہوتی ہے اور خصوصیت سے اس بات کو دیکھکر کہ کس طرح پر یہ لوگ خدا کے دین کو قوت پہنچانے کے لئے نئی سے نئی قربانیوں کے لئے تیار رہتے ہیں - اس بات سے بھی خوشی ہوئی کہ جماعت کا نظام خدا کے فضل سے ترقی کر رہا ہے۔

آج دنیا میں کثرت پر فخر ہر جگہ نظر آتا ہے - دنیا کے رہبروں میں بھی اور دین کے رہبروں میں بھی - مگر اللہ تعالیٰ نے بعض اقلیتوں کو بھی محل مدح میں بیان کیا ہے۔ قلیل من عبادی الشکور- کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ- ہم اگر فخر کریں تو قلت پر کر سکتے ہیں - مگر انسان ہو یا قوم کسی بات پر بھی فخر کرنا مناسب نہیں - البتہ اپنی جماعت کی قلت پر مجھے دو لحاظ سے تعجب ہوتا ہے - اوّل اس لئے کہ اتنی چھوٹی جماعت نے اس قدر عظیم الشان کام کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے - اور بیس (۲۰) سال کے عرصہ میں کس قدر خدمت اسلام کا کام کر دکھایا ہے - اور دوسرے اس لئے کہ ایسی پاکیزہ تعلیم کے باوجود کہ صرف یہی ایک جماعت ہے جو مسلمانوں میں اتحاد کی یہ صحیح بنیاد رکھتی ہے کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں اور آنحضرت صلعم کو صحیح معنے میں خاتم النبیین مان کر کہ آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ پرانا ایک ہی جھنڈے کے نیچے سب مسلمانوں کو جمع کرتی ہے - اور پھر اس کے کام میں بھی خدا تعالیٰ کی نصرت کا کھلا ہوا ہاتھ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے لوگ اس میں شمولیت سے ہچکچاتے ہیں - ڈرتے ہیں -

---

مسلمانوں کی طبائع میں پیر پرستی اس قدر غالب ہے کہ بڑے بڑے خواندہ اور فہمیدہ لوگ قبروں پر جھک جائیں گے - لنگوٹی پوش فقیروں کے سامنے سجدے میں گر جائیں گے - خدائی کا دعوٰے کرنے والے پیروں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جائیں گے - لیکن خدا اور اس کے رسولؐ کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک نہایت صحیح عقیدے رکھنے والی جماعت کے ساتھ نہ مل سکیں گے - سلسلہ احمدیہ میں بھی اسی گروہ کی کثرت ہے جس کی تعلیم پر پیر پرستی کا اثر ہے - اور انہیں اپنی اس کثرت پر فخر بھی اس قدر ہے کہ اسی کو اپنے سچا ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں

تو جہاں ہر شہر میں ان تھوڑے تھوڑے احباب کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ ان میں کس قدر ہمت و ایثار ہے - وہاں جب ان تھوڑے سے احباب میں وہ بزرگ ہستیاں نظر نہیں آتیں جنھوں نے خدمت اسلام کے عظیم الشان کام کئے - تو ان کی عدم موجودگی سے دل پر ایک چوٹ لگتی ہے پچھلی دفعہ میں سیالکوٹ گیا تو جماعت کے ایک عظیم الشان رکن کو جو بڑھاپے میں بھی کام کر کے تھکتا نہ تھا - مٹی کے ایک ڈھیر کے نیچے مدفون پایا - یہ بزرگ شیخ مولا بخش صاحب مرحوم تھے - ان کی قبر پر گیا - اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کی اولاد میں بھی اپنے دین کی خدمت کا وہی جوش اور تڑپ پیدا کرے -

---

مجھے یہ دیکھکر بڑی خوشی ہوئی کہ اس دفعہ ان کے بڑے فرزند شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے اپنی وسیع جگہ کو جہاں میں بھی شیخ مولا بخش مرحوم کی زندگی میں ٹھہرا کرتا تھا - دوستوں کے اجتماع کا مقام بنا دیا ہے جہاں وہ روزانہ جمع ہوتے ہیں - اور کچھ وقت کے لئے دین کا چرچا کرتے ہیں - جماعت کی زندگی کے لئے یہ نہایت ضروری ہے مگر دل میں ابھی یہ تڑپ ہے کہ درس قرآن کریم کا سلسلہ بھی یہاں باقاعدہ ہو جائے - مبلغوں کی کمی ہے - ورنہ سیالکوٹ کی زمین ایسی جگہ ہے - جہاں ایسا نظام نہایت مفید نتائج پیدا کر سکتا ہے - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے - کہ وہ ہمارے احباب سیالکوٹ کے لئے نظام درس کے قیام کی کوئی صورت پیدا کر دے -

---

لیکن اس مرتبہ ایک اور اخلاص و ایثار کے مجسمہ کو ان دوستوں میں نہ پایا - یعنے حاجی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم شیخ مولا بخش صاحب مرحوم کی طرح ان سے بھی مجھے بہت پرانی محبت تھی - ان کی قبر پر بھی گیا اور ان کی مغفرت کے لئے اور ان کی اولاد پر برکت اور رحمت کے لئے دیر تک دعا کی - مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی وہی اخلاص و ایثار دکھانے کی توفیق دے گا - آخر تو ہم سب ایک ایک کر کے اسی طرح جانے والے ہیں - لیکن اس بات کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ان بزرگوں کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کا جوش رکھا ہے - اور وہ انشاء اللہ وہی نمونہ دکھائیں گے جو ان کے بزرگوں نے دکھایا -

---

وزیرآباد کے پاس ہی نوپیوالا ہے جہاں ایک اور اخلاص اور ایثار کا عدیم المثال نمونہ گذشتہ سال کے آخر پر ہمیں داغ مفارقت دے گیا مرحوم چودھری غلام حسن صاحب کو میں دو سال ہوئے ان کی بیماری کے ایام میں دیکھنے گیا تھا اس وقت وہ سخت کمزور تھے مگر پھر خدا نے فضل کیا - اور ۳۲ء کے سالانہ جلسہ پر وہ ہمت کر کے تشریف لے آئے - اس دفعہ نہ آسکے - اور ادھر سالانہ جلسہ ختم ہوا اور ادھر وہ اپنے مولا سے جا ملے - ان کی قبر پر بھی جانے کی تڑپ ہے - اللہ تعالیٰ جب چاہے اس آرزو کو پورا کرے - یہاں بھی اس کا فضل ہے کہ اس نے چودہری صاحب مرحوم کی اولاد میں بھی اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہے - ڈاکٹر عبد المجید صاحب ایک نوجوان ہیں مگر محبت دین میں بوڑھوں کی طرح گداز ہیں - اور شاب نشاء فی عبادۃ اللّٰہ کے مصداق اور وہی رنگ ان کی رفیق زندگی پر بھی غالب ہے - جو اور بھی زیادہ خوشی کا موجب ہے۔

جب میں ان بزرگوں کی اولاد میں یہ جوش اخلاص اور محبت کے نمونے دیکھتا ہوں تو دل میں ایک لذت پیدا ہوتی ہے - اور ایک کام کرنے والی جماعت کے ان حاسدوں پر افسوس آتا ہے جو یہ کہکر جماعت کو بدنام کرنا چاہتے ہیں - کہ لاہور کی احمدیہ جماعت کے نوجوان خدمت دین کے جذبہ سے خالی ہیں - اور انہیں اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں - ایسا نہیں بلکہ جماعت لاہور کے نوجوان اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے فرائض کو محسوس کرتے ہیں اور تبلیغ اسلام کی وہ عظیم الشان روحانی جائداد جو ان کے لئے تیار ہو رہی ہے وہ اس کی عظمت کا احساس رکھتے ہیں - اور خدا کے فضل سے مجھے پوری امید ہے - کہ جوں جوں پہلے بزرگ اٹھتے جائیں گے ہمارے نوجوان اپنے آپ کو اس کام کے سنبھالنے کا اہل ثابت کرتے جائیں گے -

---

میں نے عید کے پیغام میں عید اور قربانی کی روح کی طرف توجہ دلائی ہے - میں چاہتا ہوں کہ اس روح کو پیدا کرنے کے لئے ہم اپنے سامنے اس نصب العین کو خاص طور پر لائیں جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے وہ ہے قتل دجال اور دجال آج یورپ کو تم نہیں سب مسلمان مان رہے ہیں دجال کا قتل کسی قوم کا قتل کرنا نہیں بلکہ دجالی خیالات کا دور کرنا ہے اور یہ مقصد تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم یورپ میں اسلام پھیلا دیں اس لئے ہر جگہ جماعت کو خطبۂ عید میں اس

"فتح یورپ"

کے مقصد کو خاص طور پر جماعت کے سامنے لانا چاہیئے - ہمارا نصب العین اسلام کے لئے یورپ کو فتح کرنا ہے - اس بلند نصب العین کے لئے ہمیں جو بھی قربانی کرنی پڑے اس کا ہمیں آج سے ابھی عزم کر لینا چاہیئے کہ ہمارا قدم روزمرہ ہر روز اس بلند مقصد کی طرف بڑھتا چلا جائے - میری نئی اپیل اس وقت تک احباب کے پاس پہنچ چکی ہوگی - اس کے لئے اگر ہمارے احباب سب کے سب عملی قدم اٹھانے کو تیار ہو جائیں تو ہم بہت جلد اپنا قدم تیزی کے ساتھ اس بلند مقصد کی طرف اٹھتا ہوا دیکھ لیں گے -

---

اعلیٰحضرت حضور نظام کو دو صدمے

افسوس گزشتہ ماہ مسلمانان ہند کے محبوب تاجدار اعلیٰحضرت حضور نظام دکن کو دو زبردست صدمے برداشت کرنے پڑے پہلے اعلیٰحضرت ممدوح کے علاتی بھائی نواب صلابت جاہ بہادر عین عالم جوانی میں انتقال فرما گئے - مرحوم ایک نہایت نیک اور رعنا جوان تھے - عنقریب آپ کی شادی ہونے والی تھی - مرحوم بہت چھوٹی عمر میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے تھے - اعلیٰحضرت ممدوح نے پدرانہ شفقت سے آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا - اس حادثہ عظیم کے دو ہفتے کے بعد ممدوح کی خواہر عزیز داغ مفارقت دے گئیں - مرحومہ صلابت جاہ مرحوم کی حقیقی ہمشیرہ تھیں آپ کی عمر صرف ۲۲ سال تھی ہم ان افسوسناک حادثات پر اعلیٰحضرت اور نواب صاحب مرحوم اور شہزادی مرحومہ کی والدہ محترمہ حضرت عجالہ بیگم صاحبہ اور خاندان شاہی کے دیگر افراد کی خدمت میں دلی ہمدردی عرض کرتے ہیں - اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور نواب صاحب مرحوم و شہزادی مرحومہ کی مغفرت فرمائے تمام اسلامی ہند خاندان آصفیہ کے اس غم میں شریک ہے -

---

ایک کشمیری رہنما کی رہائی

محمد امین صاحب سرینگر سے مطلع فرماتے ہیں :- مسٹر غلام نبی گلکار پریزیڈنٹ آل جموں اینڈ کشمیر لیبر یونین جو کشمیر کی موجودہ ... کے بانی مبانی ہیں ۱۴ مارچ کو بوقت

مکتوب برلن

جرمن مسلم سوسائٹی کے لیے لیکچر

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

ماہ رواں میں جرمن مسلم سوسائٹی کے ماتحت دو نہایت مفید اور قیمتی لکچر ہوئے پہلا لیکچر ہمارے مایۂ ناز اور قابل فخر نو مسلم دوست جناب علامہ ڈاکٹر حمید مارقوس نے دیا۔ موصوف کی بلند پایہ ہستی محتاج تعارف نہیں آپ کو آنحضرت صلعم کی دس سالہ غلامی کا فخر حاصل ہے۔ آپ نے مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۴ء بروز جمعہ لکچر دیا جس کا موضوع "اسلام میں نرمی اور سختی کا پہلو" تھا۔ فاضل مقرر نے تقریباً ۴۵ منٹ تقریر کی اور اس عرصہ میں اپنے موضوع پر مدلل اور سیر کن بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ اسلام کی تعلیم کس طرح عالمگیر تعلیم ہے آپ نے فرمایا کہ اسلام نے نہ تو یہودی مذہب کی طرح ہر بات میں سختی کا پہلو اختیار کیا ہے نہ ہی عیسائیت کی طرح ہر موقعہ پر نرمی کی تعلیم دی ہے اسلام نے ان دونوں کے بین بین ایک معتدل راستہ اختیار کرنے کا اصول پیش کیا ہے۔ انسان کو ہر کام میں نصب العین کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے اسلام کا نصب العین بنی نوع انسان کی اصلاح و بہبودی ہے۔ اگر ایک انسان کی اصلاح نرمی کے ساتھ ہو سکتی ہے تو اس وقت اسلام نرم پہلو اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن جب کسی کی اصلاح نرمی کے ساتھ نہیں ہو سکتی اور وہ نرمی اور درگزر سے زیادہ بے راہ روی اور سرکشی اختیار کرتا ہے۔ اس وقت اسلام مناسب سختی کو جائز قرار دیتا ہے۔ اصل غرض اصلاح ہے۔ اگر معافی اور درگزر سے اصلاح ہوتی ہو تو معاف کر دینا چاہیئے۔ اگر سختی اور انتقام اصلاح کر سکتا ہے تو اس کو اختیار کرنا چاہیئے۔ نہ یہودی مذہب کی تعلیم کے مطابق سختی ہمیشہ کارگر ہو سکتی ہے۔ نہ عیسائی مذہب کی تعلیم کے مطابق نرمی کا نتیجہ ہمیشہ مفید نکل سکتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ موقعہ محل دیکھ کر انسان کو نرمی اور سختی کا پہلو اختیار کرنا چاہیئے۔ غرضکہ فاضل مقرر نے اس موضوع پر نہایت قابلیت سے روشنی ڈالی۔

دوسرا لکچر ۱۶ فروری کو شام کے آٹھ بجے ہوا۔ لکچرار ہمارے محترم نو مسلم بھائی محمد امین بوسفلڈ تھے۔ شاید یہ بیان کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ جس طرح حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی مراجعت ہندوستان (۱۹۳۲ء) کے موقعہ پر علامہ ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب ان کی مساعی جمیلہ کا آخری ثمر تھے اسی طرح امین بوسفلڈ صاحب ۱۹۳۳ء میں خاکسار کی روانگی ہند کے وقت مشرف باسلام ہوئے اور ان کا قبول اسلام میرے لئے ایک دل خوش کن اور قیمتی تحفہ تھا۔ جو روانگی سے چند یوم قبل مجھے دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس بھائی کو ایک پرجوش دل عطا کیا ہے۔ وہ اس سے قبل بھی جرمن مسلم سوسائٹی کے ماتحت دو تین لیکچر دے چکے ہیں۔ اس دفعہ ان کے لکچر کا موضوع تھا "اسلام اور نیشنل سوشلزم" فاضل مقرر نے سب سے اول اسلامی تعلیم کو بیان کیا۔ اس کے بعد مختصر لیکن جامع طور پر سیرت نبوی کو بیان کیا۔ ازاں بعد نیشنل سوشلزم کے [illegible] اصول بتاتے ہوئے ان کا اسلام [illegible] اور بتلایا کہ اگر آج نیشنل سوشلزم جرمنی میں نہ ہوتا تو اشتراکیت [illegible] کو دنیا سے نیست و نابود کرنا ہے تقریر [illegible] صاحب نے بھی [illegible] بخوبی ختم ہوا۔ دونوں [illegible]

محمد عبداللہ امام مسجد برلن)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

کا سفر سیالکوٹ و گجرات وغیرہ

۱۸ مارچ کو صبح ڈاک گاڑی سے حضرت امیر معیت خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جنرل سکرٹری وزیرآباد تشریف لے گئے۔ شیخ نیاز احمد صاحب۔ شیخ محمد جان صاحب و دیگر احباب جماعت سٹیشن پر موجود تھے۔ سب سے ملاقات کر لینے کے بعد آپ شیخ صاحب کی کوٹھی پر گئے۔ کھانے کے بعد قریباً ساڑھے تین بجے ہمراہی شیخ صاحبان بسواری موٹر سیالکوٹ چھاؤنی پہنچ کر شیخ محمد جان صاحب برادر شیخ نیاز احمد صاحب کی کوٹھی پر قیام فرمایا۔ چائے نوشی کے بعد شہر میں تشریف لے گئے۔ اور مرحوم حاجی محمد اسمٰعیل صاحب آرمی کنٹراکٹر کے مکان پر جہاں حاجی صاحب کے صاحبزادے سراج الدین صاحب بی اے پریزیڈنٹ جماعت سیالکوٹ نے احباب جماعت کو حضرت امیر کی ملاقات کے لئے مدعو کر رکھا تھا قیام کیا احباب جماعت کو تنظیم جماعت کے متعلق مختلف نصائح فرمائیں سیالکوٹ کی جماعت کی زندگی کا ثبوت اس وقت ملا۔ جب ان کے سامنے قوم کی مالی مشکلات کا ذکر کیا گیا تو ہر ایک دوست نے شرح صدر سے ماہوار چندے میں اضافہ کر دیا۔ جرمن مشن کی امداد میں سالانہ جلسہ پر یہ جماعت دو صد روپیہ کا وعدہ کر چکی تھی جن میں سے ۹۷ روپے وصول ہو چکے تھے۔ باقی اسی وقت احباب نے پورے کر دیئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :۔

نام	رقم
اخویم سراج الدین صاحب ذکی بی اے	۷۵ روپے
ملک غلام سرور خان صاحب سب ڈویژنل افسر	۴۴ "
اخویم سلطان علی صاحب	۲ "
مستری قادر بخش صاحب	۲ "
شیخ دیوان بخش صاحب	۱ "
محمد دین صاحب ولد غلام محی الدین صاحب	۳ "
حکیم خورشید احمد صاحب	۲ "

یہ سب رقوم خزانہ انجمن میں داخل ہو چکی ہیں رات کا کھانا حاجی صاحب مرحوم کے گھر پر ہی کھایا۔ اور دس بجے اپنی قیام گاہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پر واپس آگئے۔ جماعت نے دوسری صبح پھر سابقہ مکان پر جمع ہونا تھا۔ صبح چائے شیخ محمد جان صاحب کی کوٹھی ہی پر پی گئی حضرت امیر کے توجہ دلانے پر شیخ صاحب نے اسی وقت سو روپیہ نقد اشاعت اسلام فنڈ میں مرحمت فرما دیا۔ نو بجے کے قریب شیخ صاحب کا شاندار ہوٹل مونٹن ویو دیکھنے کے بعد شہر تشریف لے گئے اور براہ راست حاجی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کی قبر پر جا کر فاتحہ خوانی کی اور پھر ان کے مکان پر آگئے جہاں جماعت کے احباب جمع تھے مختلف پند و نصائح جماعت کے احباب کو ترقی و تنظیم جماعت کے بارہ میں کیں جس کے بعد چھ نوجوانوں نے بیعت کی گیارہ بجے آپ اپنی جماعت کی خواتین کے جلسہ میں تشریف لے گئے اور ان کے سامنے مختصر تقریر فرمائی بارہ بجے کھانا کھا کر آپ چھاؤنی کے رستہ واپس وزیرآباد آگئے۔

اصل پروگرام یہ تھا کہ اتوار کی شام وزیرآباد قیام کیا جائے اور صبح گجرات روانگی ہو لیکن چونکہ وزیرآباد میں ایک افتتاحی تقریب پر ڈپٹی کمشنر ضلع آنیوالے تھے اور انکی وجہ سے دوسروں کو مصروفیت تھی اس لئے تھوڑی دیر وزیرآباد ٹھہر کر گجرات چلے گئے حافظ محمد حسن صاحب پلیڈر وکیل کے مکان پر احباب جماعت جمع تھے یہاں نماز ادا کی گئی اور احباب سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا چونکہ ایک جناب کالے وبا کی وجہ سے باہر تھے خود حافظ صاحب معہ عیال حج ام ام کیلئے گئے ہوئے تھے اس لئے چودھری عزیز احمد صاحب وکیل کی پر تکلف چائے پینے کے بعد اپنے احباب چودھری عبدالکریم صاحب شیخ احمد الدین صاحب مرزا سردار بیگ صاحب چودھری حاکم خانصاحب سے رخصت ہو کر اور دوبارہ کسی موقع پر آنے کا وعدہ کر کے بذریعہ موٹر وزیرآباد واپس آگئے۔ جہاں سے بذریعہ ڈاک گاڑی لاہور آگئے۔ (نامہ نگار)

خبریں

— اس خبر کی تردید ہو گئی ہے کہ کشمیری رہنماؤں اور حکومت کشمیر میں سمجھوتہ کی کوشش ہو رہی ہے۔

— روزنامہ انقلاب اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ حکومت کشمیر مسلمانوں میں خانہ جنگی برپا کر کے تحریک کشمیر کو ناکام کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

— مشہور متعصب آریہ اخبار "پرتاب" کچھ عرصہ سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہایت اشتعال انگیز مضامین شائع کر رہا تھا۔ اب اس نے معافی مانگ لی ہے۔

— دہلی ۱۳ مارچ۔ وائسرائے کے زلزلہ فنڈ کی میزان ۲۳۴۳۲۵۰۰۰-۲-۱۱ روپے تک پہنچ چکی ہے۔

— پٹنہ ۲۲ مارچ۔ بابو راجندر پرشاد کے زلزلہ فنڈ کی میزان ۲۲۱۸۶۱۷ روپے تک پہنچ گئی ہے۔

— فلسطین کے عربوں نے بھی زلزلہ زدگان بہار کی امداد کیلئے ایک فنڈ کھولا ہے۔

— ضلع گجرات پنجاب میں وبائے طاعون شروع ہو گئی ہے

— پنجاب کے بعض شہروں میں گردن توڑ بخار کی متعدد وارداتیں ہوئی ہیں۔ دہلی میں تو اس کا خاص زور ہے۔

— حیدرآباد دکن میں دماغی تپ اور چیچک زور دں پر ہے

— لاہور ۲۲ مارچ۔ چونکہ عید اضحیٰ ۲۶ مارچ کو ہوگی لہٰذا سرکاری تعطیل اسی تاریخ کو منائی جائے گی۔

— وزیر اعظم کپورتھلہ نے اس افواہ کی تردید کر دی ہے کہ حکومت کپورتھلہ قانون انتقال اراضی میں کوئی تبدیلی کرنے والی ہے۔

— دہلی ۲۲ مارچ۔ ایک آل انڈیا مسلم وفد اپریل کے پہلے ہفتہ میں وائسرائے سے فلسطین کی صورت حالات کے متعلق ملاقات کریگا جس کی قیادت سید مرتضےٰ صاحب ایم ایل اے کرینگے۔

— افواہ ہے کہ روس عنقریب مجلس اقوام میں شریک ہو جائیگا۔

— واشنگٹن ۲۱ مارچ۔ فلپائن کی آزادی کا مسودہ قانون ایوان میں منظور ہو گیا۔ اب یہ مسودہ قانون سینیٹ میں پیش ہوگا۔ امید ہے وہاں بھی اس کو جلد منظور کر لیا جائے گا۔

— امریکہ کی ریلوے کمپنیوں نے اپنے ملازمین کی تنخواہ میں پندرہ فیصدی تخفیف کا فیصلہ کیا ہے۔

— حکومت ہند کے دفاتر دہلی سے شملہ منتقل کرنے کے لئے ۱۲ اور ۲۳ اپریل کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔

— نیو دہلی ۲۲ مارچ۔ کل وائسرائے نے لارڈ ارون سابق وائسرائے کے مجسمہ کی نقاب کشائی کی۔

— اخبار "پیرسن" کے خلاف مسلمان جگہ جگہ احتجاجی جلسے کر رہے ہیں

— سکرٹری سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ خطبہ عید شائع ہو گیا ہے جو مساجد کے اماموں کو ارسال ہو رہا ہے۔

— کپورتھلہ میں ہندوؤں کی شورش بدستور جاری ہے۔

— گزشتہ ہفتہ ڈاکٹر سیف الدین کچلو ملتان جیل سے رہا ہو گئے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

اخلاقی طاقتوں اور گہرے مذہبی خیالات کے ساتھ ایک خاص اثر ان حدود سے آگے نکل کر ڈال رہی ہیں۔ جو اب تک اسلام کی حدود سمجھی جاتی تھیں۔"

(دور اسلام صفحہ ۳۰۹)

اس تحریک کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اس نے موجودہ حالات کے مطابق ایک نیا علم کلام بھی پیدا کر لیا ہے جو اگرچہ ابھی تک مغربی دلائل کی اصطلاحات پر پورے طور پر قادر نہ ہوا ہو تاہم ایسا نہیں کہ اپنی طرف توجہ کو نہ کھینچ لے۔" (دور اسلام صفحہ ۳۵۳)

"اسے اس بات کا یقین ہے کہ یہ مغربی اقوام کو اپیل کر سکتی ہے۔ ایسی اپیل جو اس وقت بھی ایک حد تک کامیاب ہو چکی ہے۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ کامیابی کوئی بہت بڑی نہیں تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خود ہندوستان میں بھی جہاں اب مسلمان قوم اس کثرت سے ہے۔ کہ دوسرے کسی ملک میں نہیں اشاعت اسلام کی ابتدا نہایت آہستہ ہوئی تھی۔"

(اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۱۰۸)

(۴) احمدیہ جماعت لاہور۔

"احمدیت دو حصوں پر تقسیم ہو گئی۔۔۔۔ لاہور کی جماعت جو زیادہ کام کرنے والی ہے اس نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ مغربی دنیا میں اسلام پیش کرنے میں کہاں تک کامیابی ہو سکتی ہے۔۔۔ (ترجمہ قرآن) انگریزی کی ایڈیشن جو ۱۹۱۷ء میں شائع ہوئی ایک نئی روشنی کے آدمی کی تصنیف ہے جو اب تک خاصہ متعصب ہے۔۔۔۔ اس احمدیہ ترجمہ کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ مقامات جن پر اعتراض ہوتا ہے انہیں صاف کیا جائے۔۔۔۔۔ دوسرے مترجم نے یہ ثابت کرنے کے لئے بڑا زور لگایا ہے کہ اسلام ایک بہت بلند مذہب ہے۔ تیسرے وہ مسیح کے مذہب کو ناقص ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔" (انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۹)

"لاہور کی جماعت جو اصل قوم سے الگ ہو گئی ہے۔ اس وجہ پر کہ وہ بانی سلسلہ کو محض مجدد تسلیم کرتے ہیں نہ کہ نبی۔ وہ اسلامی رائے عامہ کو زیادہ پسند ہیں۔۔۔۔ ان کا اثر اس سے بہت زیادہ وسیع ہے جو ان کی تعداد سے قیاس ہو سکتا ہے۔ ان کے اسلام کے دفاع اور اس کی حفاظت کو بہت سے تعلیم یافتہ مسلمان قبول کرتے ہیں کہ یہی ایک صورت ہے جس میں وہ عملی رنگ میں اسلام کے وفادار رہ سکتے ہیں۔

(پادری کریمر مسلم ورلڈ جلد ۲۱)

"فریق قادیان اس بات پر زور دیتا ہے کہ بانی سلسلہ نبی تھا۔ مگر لاہور کے فریق کا یہ اصرار ہے کہ وہ صرف ایک مجدد تھے۔ (ماڈرن اسلام صفحہ ۳۲۸)

ہمارا گزشتہ بیس سال کا کام

زسعدی شنو گر زمن نشنوی و الاعاملہ ہے۔ ورنہ کس مسلمان کو یہ نظر نہیں آتا کہ کس طرح آج اس چھوٹی سی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت اسلام کے کام ایک اعجازی حیثیت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ یورپ میں تین مشن قایم کرنا اور چوتھے کے لئے تیار ہو جانا۔ قرآن کریم کا تین یورپین زبانوں میں ترجمہ کر لینا۔ عیسائیت کے مرکزوں میں اسلامی جھنڈے گاڑ دینا اور اللہ اکبر کی آوازیں بلند کر دینا، یورپ کے وسط میں ایک مسجد کا کھڑا کر دینا، دنیا کے کونے کونے میں اسلام لٹریچر پہنچا دینا اور پھر یہ سب کام کس حالت میں کیئے کہ ہماری کمر ہمت کو توڑنے کے لئے ہمارے اپنے بھائی پورا زور لگا رہے ہیں۔ اور بجائے مدد دینے کے کفر کے فتوے ہم پر لگا رہے ہیں۔

آئندہ بیس سال میں اس سے دس گنا کام ہو سکتا ہے

لیکن اگر ہمیں مسلمان بھائیوں کی طرف سے دو دو چار چار روپے کی ماہوار امداد یا اس قدر گنجائش نہ ہو تو چار چار آٹھ آٹھ آنے ماہوار کی مدد بھی مل جائے تو آئندہ بیس سال میں اگر خدا چاہے تو اس سے دس گنا کام ہو سکتا ہے۔ اور وہ دن مسلمانوں کے لئے کس قدر خوشی کا دن ہوگا جب یورپ اور امریکہ اسلامی مشنوں سے بھرے ہوئے ہونگے۔ ہر ملک اور ہر قوم کے لوگ اسلام کی حلقہ بگوشی اختیار کر رہے ہونگے۔ تثلیث کے مرکزوں میں خدائے واحد کے نام کی آواز بلند ہوگی۔ اگر آپ اسلام کی اس چمک اور روشنی کو دنیا میں پھیلا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اسلام کی فتح روحانی کے پرچم تثلیث کے مرکزوں میں لہراتے دیکھنا چاہتے ہیں تو کیا آپ اس جماعت کے جو اس کام کا اپنے آپ کو اہل ثابت کر چکی ہے۔ ہاں اپنے دشمنوں کی نگاہوں میں بھی اہل ثابت کر چکی ہے کچھ ماہوار مستقل امداد کرینگے؟ اگر اللہ تعالے آپ کے دل میں ڈالے تو جلد اطلاع دیں۔ ہم اپنے محصلین کے ذریعہ سے اس کو وصول کرنے کا انتظام کر لیں گے رقم خواہ چھوٹی ہو جو آپ پر بھی بوجھ نہ ہو مگر ماہوار مستقل رقم ہو اگر دس ہزار آدمی بھی زیادہ نہیں ۸ / ماہوار ہی امداد دینے کے لئے کھڑا ہو جائے تو آپ بہت جلد وہ دل خوش کن نظارے اپنی آنکھوں سے لیں گے جن سے آپ کی روح وجد میں آجائے گی۔

وباللہ التوفیق۔ والسلام

خاکسار

محمد علی

پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

فہرست نو مسلمین
چک کچا کھوہ ضلع ملتان

پہلا نام	ولدیت	اسلامی نام
(۱) رکھا	جیون	اللہ رکھا
(۲) پٹھانی	زوجہ اللہ رکھا	پٹھانی
(۳) برجا	اللہ رکھا	محمد بشیر
(۴) صادق	"	غلام صادق
(۵) رابعہ	"	رابعہ بی بی
(۶) اللہ دتا	جیون	اللہ دتہ
(۷) عائشہ	زوجہ "	عائشہ بی بی
(۸) مرجا	اللہ دتہ	کرم بخش
(۹) بشیراں	"	بشیر بی بی
(۱۰) رلیہ	ددھادا	عبدالکریم
(۱۱) رحمتے	زوجہ عبدالکریم	رحمت بی بی
(۱۲) بہادرا	ولد عبدالکریم	بہادر خاں
(۱۳) رجاگر	"	رجاگر خاں

(۱۴) چار لڑکیاں بنات عبدالکریم۔ نام معلوم نہ ہو سکا بعد میں لکھا جاویگا نمبر ۱۵-۱۶-۱۷-)

پہلا نام	ولدیت	اسلامی نام
(۱۸) دولو	ولد موتی	دولت خاں
(۱۹) رحموں	زوجہ دولت خاں	رحمت بی بی
(۲۰) مرادی	ولد دولت خاں	مراد خاں
(۲۱) ناجری	"	ابراہیم
(۲۲) پیارا	"	سردار خاں
(۲۳) ملتانی	"	عبدالرب
(۲۴) سردارو	"	سردار بیگم
(۲۵) رابعہ	"	رابعہ بی بی
(۲۶) سراج	ولد مولو	سراج الدین
(۲۷) سردارو	زوجہ سراج الدین	سردار بی بی
(۲۸) دیوان	ولد سراج الدین	امان اللہ
(۲۹) رسولاں	بنت "	رسول بی بی
(۳۰) فیروزاں	" " "	فیروز بیگم
(۳۱) بھاگ	ولد میا	باغ علی
(۳۲) گاما	زوجہ باغ علی	فاطمہ بی بی
(۳۳) شفیع	ولد باغ علی	محمد شفیع
(۳۴) شندگارا	"	اسمعیل
(۳۵) برکتے	بنت "	برکت بی بی
(۳۶) مایاں	" "	رحیم بی بی
(۳۷) رحمی	"	رحمت بی بی
(۳۸) منشی	ولد جال	احمد الدین
(۳۹) برکتے	زوجہ احمد الدین	برکت بی بی
(۴۰) بہاولہ	ولد مولہ	بہاول بخش
(۴۱) بیگاں	والدہ بہاولہ	بیگم بی بی
(۴۲) مولو	ولد جیون	مولا بخش
(۴۳) تاجا	ولد نانک	تاج الدین
(۴۴) حاکاں	بنت اللہ دتہ	حاکم بی بی
(۴۵) مرزا	ولد حاکم بی بی	محمد الدین

پہلا نام	ولدیت	اسلامی نام
(۴۶) بشیراں	بنت حاکم بی بی	بشیر بی بی
(۴۷) بلتا	ولد جیون	نور احمد
(۴۸) شندگارا	ولد نور احمد	نور دین
(۴۹) فتح	زوجہ نور احمد	فتح بی بی
(۵۰) برکتے	بنت "	برکت بی بی
(۵۱) برکت	ولد قطبا	برکت اللہ
(۵۲) سایاں	والدہ برکت اللہ	صابرہ بی بی
(۵۳) پٹھانی	بنت صابرہ	صفیہ
(۵۴) تندو	"	فاطمہ
(۵۵) گاما	ولد جیول	غلام محمد
(۵۶) پیارا	" غلام محمد	مہر الدین
(۵۷) سردارو	بنت غلام محمد	سردار بیگم
(۵۸) حاکو	ولد موتی	حاکم دین (منشی)

خاکسار

خواجہ غلام نبی مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

عالم اسلام

—— مکہ معظمہ کے اخبار ام القریٰ سے معلوم ہوا ہے کہ حاجی کافی تعداد میں حجاز پہنچ چکے ہیں۔ اور متواتر پہنچ رہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایران کے بہت سے حاجی امسال برف و باران کی وجہ سے براہ ہند عازم حجاز ہوئے ہیں۔

—— حاجیوں کے آرام و آسائش کے لئے جو انتظامات جدہ میں حکومت حجاز نے کئے ہیں۔ ان کے معائنہ کے لئے گزشتہ دنوں امیر فیصل ولی عہد سلطان ابن سعود خود جدہ تشریف لے گئے تین روز قیام کرکے تمام کاموں کو بغور دیکھا۔

—— مصر کی جہاز ران کمپنی "شرکت مصریہ" نے مصری حاجیوں کیلئے دو جہاز مخصوص کردیئے ہیں۔ جو نہایت سرعت سے حاجیوں کو ساحل حجاز پر پہنچا رہے ہیں۔ شامی اور ایرانی حاجیوں کا بھی ایک جہاز بیروت سے روانہ ہوچکا ہے۔

—— جنیوا کے بین الاقوامی مرکز میں عنقریب مؤتمر اسلامی کا اجلاس منعقد ہونے والا ہے۔ اس مؤتمر کا مقصد مسلمانان یورپ کی تنظیم ہے امید کی جاتی ہے کہ مسلمانوں کی اقتصادی۔ علمی اور تمدنی تنظیم کے متعلق بہترین فیصلے کئے جائیں گے۔ فی الحال مرکز [illegible] [illegible] کے قیام پر اپنی توجہ مبذول کر رہا ہے۔

—— ایک مصری اخبار رقمطراز ہے کہ یمن کے مشرقی حصہ سے جدید ہنگاموں کی اطلاعات آرہی ہیں۔ یہاں کے قبائل نے امام کی فوج پر حملہ کردیا ہے۔ حکومت نے قبیلہ کے سردار کو گرفتار کرلیا ہے اس کی وجہ سے شورش بہت بڑھ گئی ہے۔

—— یروشلم ۱۰ مارچ۔ سترہ عربوں کو ایک خلاف قانون جلوس میں شامل ہونے کے جرم میں پانچ ماہ سے دو برس تک قید کی مشقت سزا دی گئی ہے۔ جلوس گزشتہ ماہ اکتوبر میں نکالا گیا تھا [illegible] سزایاب اشخاص میں دو آدمی بھی شامل ہیں جو ملکی سیاسیات میں ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔

—— مصری اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ ہفتہ ولی عہد مصر امیر فاروق کی پندرھویں سالگرہ نہایت دھوم دھام سے منائی گئی اطراف و اکناف عالم سے بے شمار [illegible] تہنیت موصول ہوئے۔

—— امسال ٹرکی کے ساحلوں پر سخت برفباری ہوئی جس کی وجہ سے سردی بھی نہایت شدت کی پڑی۔ بحیرۂ اسود کا ساحل منجمد ہوچکا ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ ساحل پر متعدد آدمی مردہ پائے گئے ہیں۔

—— حکومت افغانستان نے مزار شریف میں [illegible] قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— طہران اور بغداد کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران اور عراق میں فلسطین کے مستقبل کی طرف خاص توجہ دی جارہی ہے۔ اور وہاں کے عام مسلمانوں کے رجحانات انگریزی حکومت کے خلاف ہوتے جاتے ہیں۔ اس بارہ میں ایرانی مسلمانوں نے پہلی مرتبہ اپنی اسلامی حمیت کا ثبوت دیا ہے۔ اور وہ فلسطینی مسلمانوں کو ہر ممکن اخلاقی امداد دینے کو تیار ہیں۔

—— ایران کے بعد عراق میں انگریزی پٹرول کمپنی کے خلاف عربوں کے جذبات مشتعل اٹھے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عراقی پٹرول عراق کی ملکیت ہے اس سے انگریزی کمپنی کا تصرف ظالمانہ اور غیر قانونی ہے۔ تاہم حکومت عراق کی خواہش ہے کہ [illegible] [illegible] اور کسی [illegible] فیصلہ ہوجائے۔ حکومت عراق کا دعویٰ ہے کہ [illegible] جو منافع دیا جاتا ہے وہ ناکافی ہے اس میں اضافہ ہونا چاہئے۔

جلد ۲۲ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۳۴ء | نمبر ۲۰

تین سوال اور ان کا جواب

بحضور عالی قدر منزلت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ -
حضور کا مندرجہ ذیل سوالات کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ (جواب از تصنیفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہو)
(خاکسار: محمد عرفان احمدی عرائض نویس مانسہرہ ضلع ہزارہ)

سوالات

(۱) کیا جماعت لاہور کا جماعتی فیصلہ اس صورت میں کبھی شائع ہوا ہے کہ مبائعین چونکہ غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں اس لئے غیر احمدیوں کے پیچھے تو نماز جائز ہے۔ لیکن ان کے پیچھے نہیں۔ اگر شائع ہوا ہے تو وہ ورنہ جواب نفی درج فرمایا جائے۔

(۲) ایک مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسلمان کہتے ہیں اور کافر کہنے والے کو کافر بھی کہتے ہیں مگر خود مکفر علماء کے پیچھے نماز بھی پڑھتے ہیں اور مکفرین کے جنازے بھی پڑھتے ہیں۔ بیعت بھی کوئی نہیں۔ ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(۳) ایسے لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بالکل خاموش اور مکفرین کو ملامت کیا کرتے ہیں ایسے آدمی کی وفات پر اگر اس کا جنازہ پڑھا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جوابات

(۱) ایسا کوئی فیصلہ نہیں بلکہ فیصلہ یہ ہے کہ جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اس میں غیر احمدی بھی شامل ہیں اور میاں محمود احمد صاحب کے مریدین بھی جو روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیتے ہیں اور اس طرح پر گویا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو جس کے ذریعہ سے لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہے ہیں منسوخ قرار دیتے ہیں۔

(۲) بعض وقت انسان ایک عقیدہ کو مانتا ہے لیکن اس کا عمل خود اس کے مطابق نہیں ہوتا تو حکم اس کے عقیدہ پر ہوگا۔ مثلاً قرآن شریف کو خدا کی کتاب مانتا ہے مگر اس کے بعض احکام پر عمل نہیں کرتا تو وہ مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ اسی طرح پر جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مسلمان ہونا تسلیم کرتا ہے اور اس کا اعلان بھی کرتا ہے ہمیں اس کے عمل سے بحث نہ ہوگی۔ (صفحہ ۱۹ مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۶ وصفحہ ۱۵۲ رد تکفیر اہل قبلہ - صفحہ ۱۶۵ حاشیہ حقیقۃ الوحی)

(۳) ایسے آدمی کا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس کو جائز ٹھہرایا ہے -
(ملاحظہ ہو فتاوی احمدیہ صفحہ ۱۱۸ - مجموعہ فتاوی جلد اول - فتویٰ ۱۸ اپریل ۱۹۰۲ء)

اچھوت قوم اور اخبار "ریاست"

اخبار "ریاست" مجریہ ۲۶ فروری ۱۹۳۴ء میں جناب مدیر نے "مندروں میں داخلہ اور سناتن دھرم" کے عنوان سے جو مقالہ سپرد قلم فرمایا وہ خاکسار کی نظر سے گزرا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے اس مضمون میں قابل رحم مظلوم اچھوتوں سے جس ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ان کی حمایت کی ہے۔ وہ نہایت بجا اور قابل صد تحسین ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ممدوح نے بیچارے سناتن دھرمیوں سے جو سلوک کیا وہ انصاف پر مبنی نہیں۔ آخر ان غریبوں کا کیا قصور جبکہ ان کے "مقدس" شاستر انہیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اچھوت اقوام اس قابل ہی نہیں کہ انہیں پوتر مندروں میں ان کے ایشور کی بھگتی کرنے کے لئے داخلہ کی اجازت دی جائے۔ تو پھر اس مذہبی تعلیم (جو سناتنوں کے اصولی عقائد ہیں) کے مطابق اگر آپ کے معتوب سناتن دھرمی گاندھی جی کے موجودہ طرز عمل (اچھوت ادھار) کے خلاف جد وجہد کریں یا اسمبلی کے اس بل کے خلاف (جو مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کے متعلق ہے) آواز بلند کریں اور گورنمنٹ سے مداخلت کی جائز درخواست کریں تو کیوں نشانہ طعن اور مورد الزام قرار پائیں؟

جناب مدیر "ریاست" کو چاہئے کہ ان "بدنصیب" سناتن دھرمیوں کو سخت سست کہنے کے بجائے ان "مقدس" شاستروں کے خلاف پوری طاقت کے ساتھ "علم بغاوت" بلند کریں جن میں ایسی قابل شرم ننگ انسانیت اور خلاف تہذیب تعلیم دی گئی ہے۔

خاکسار
سید تصدق حسین قادری از بغداد - ۱۸ مارچ

جن خریداران اخبار کا چندہ ختم ہوگیا ہے انہیں اطلاع دینے اور ان کا انتظار کرنے کے بعد وی پی کئے جا رہے ہیں وصول فرما کر مشکور فرمائیں۔

شیوراتری کی ایک رات

اور

بانیٔ آریہ سماج

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

شیوجی کا مختصر تعارف

شو ہندو الہیات میں تری مورتی (تثلیث) کا ایک دیوتا ہے کہ جس کی غالب صفت تباہ و برباد اور فنا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ دو دیوتا برہما پیدا کرنے والا اور وشنو حفاظت کرنے والا ہے۔ ویدوں میں جس دیوتا کو رُدّر یعنی رونے والا اور رُلانے والا کہا گیا ہے اسی کو ہندو افسانوں میں شو کہا گیا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ ویدوں کے رُدّر دیوتا اور شیوجی کی صفات باہم ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ ہندو مذہب میں جس طرح دیوتا الگ الگ صفات کے مظہر ہیں۔ اسی طرح ان کی پرستش کرنے والوں کے گروہ بھی الگ الگ فرقوں یا مذاہب میں منقسم ہیں۔ شیوجی کے پیرؤں کو خصوصیت سے شیومت یا شیو کہتے ہیں کہ جو شیوجی کے ..... کی پوجا کرتے ہیں۔ شیوجی کی مورتی یا ان کا بُت۔ سیاہ رنگ کا۔ گلے میں کھوپڑیاں اور سانپ کی مالا (ہار) سر پر چکنے چوڑے لمبے لمبے بالوں کے اندر گنگا دھارا کو تھامے ہوئے تاکہ آسمان سے گرتی ہوئی گنگا کے بوجھ سے زمین دب نہ جائے۔ پیشانی میں تین آنکھیں ایک درمیانی آنکھ کے اوپر ہلال کی شکل۔ گلا زہر نوشی کے اثر سے نیلا ہاتھ میں ترسول اور اس کے ساتھ ہی ایک ڈمرو لئے ہوتا ہے شاکت مذہب یا وام مارگی لوگ اس کی بیوی کالی کی پوجا کرتے ہیں اور اس کا بت اس شکل کا بنایا جاتا ہے کہ وہ شراب پی کر اپنے خاوند کی چھاتی پر رقص کر رہی ہے۔ شیوجی کو عشق و محبت کا دیوتا بھی سمجھا جاتا ہے۔

شیوراتری کی وجہ تسمیہ

شوجی کے اس مختصر سے تعارف کے بعد اب شوراتری کی وجہ تسمیہ بھی سن لیجئے۔ سنسکرت میں راتری رات کو کہتے ہیں۔ یہ ایک خاص رات کا نام ہے۔ جو ہندی مہینہ ماگھ میں چاند کی آخری تیرہ کی رات ہوتی ہے دن کو تمام دن ہندو شوجی کی پوجا کا روزہ رکھتے ہیں۔ قمار بازی کرتے ہیں اور اشنان کرتے ہیں۔ چھوٹی موٹی اور بہت سی رسوم ہیں جو اس موقع پر ادا کی جاتی ہیں۔

ہندو دھرم کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ

اسی مقدس رات میں کہ اس کی تاریکی میں شاکت مت والے یا وام مارگی اور شیومت کے لوگ پوجا اور پرستش کے نام سے وہ کام کرتے ہیں جن کے بیان کرنے کا قلم روادار نہیں۔ آج سے سو سال پیشتر ایک نوجوان لڑکا اپنے باپ کے ساتھ شوجی کی پوجا میں مصروف تھا۔ شوجی کے بت کے سامنے نذر و نیاز کی نعمتیں موجود تھیں کہ یکایک اس نوجوان نے آنکھ سے آنکھ چھپا کر دیکھا کہ ایک موش (چوہا) شوجی کی اس مورتی کے آگے نذر و نیاز کے کھانے پر کھلے منہ بازیاں کھا رہا ہے۔ اور وہ دل ہی دل میں شوجی کے حضور پیش کی ہوئی شیرینیاں اپنے تصرف میں لے جا رہا ہے یہ دیکھ نوجوان کے دل میں یہ خیال گزرا کہ کیا ایسے شوجی کی پوجا کرنی چاہئے جو ایک چوہے سے بھی زیادہ کمزور اور لاچار ہے؟ اس کے دل سے وہ بات نکلی جو اس سے پہلے ۱۳۰۰ سال پیشتر قرآن کریم نے فرمایا تھا۔ وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز۔ ان بتوں سے ایک مکھی اگر کوئی چیز چھین لے جائے تو اس سے اس کو چھڑا نہ سکیں۔ مانگنے والا اور جس سے وہ مانگتا ہے دونوں کمزور ہیں۔ ان میں اللہ کی وہ قدر نہیں جو اس کی قدر کا حق ہے۔ اللہ تو بہت قوی اور غالب ہے یہ کمزور بت انسانوں کو کیا دے سکتے ہیں جو اپنی حرکت کے لئے بھی دوسروں کے محتاج ہیں۔

بت کی اس کمزوری کے نظارے نے اس کو بت پرستی سے ایک وقت کے لئے بیزار کر دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ توحید کا جذبہ لے کر گھر سے نکل آیا لیکن افسوس فطرت کی یہ آواز ابھی اس کے اندر مضبوط نہ ہوئی تھی وہ ایک مدھم سا نقش تھا اور ہلکا سا ہوا کا جھونکا، جس نے اس کو اپنے گھر سے تو نکال دیا لیکن بت پرستی سے اسے کامل نجات نہ دی۔ کیونکہ اس کے ایک عرصہ بعد ہم اس نوجوان کو دوبارہ شیومت پاتے ہیں جس کا نہ صرف وہ ایک ممبر ہی تھا بلکہ اس کا پرجوش مبلغ تھا۔ یہ شخص جس کے اصلی اور یقینی نام سے آج کوئی شخص واقف نہیں۔ اور نہ اس کے ماں باپ اور جائے پیدائش کا کوئی شناسا ہے مختلف مذاہب و خیالات ہندو دھرم کے ملک برہمو سماجیوں اور تھیوسوفسٹوں کی سیر کرتا ہوا بالآخر ایک سنیاسی کے روپ میں دیانند کے نام سے تاریخ ہندوستان کے اندر پکارا گیا۔ اس کی خود نوشت سوانحعمری لالہ لاجپت رائے کی تالیف اور آریہ سماج کے اتہاس مرتبہ پنڈت نردیو شاستری پرنسپل گورکل جوالاپور سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی زندگی سراپا انقلاب خیالات اور عقائد کی زندگی تھی۔ وہ ایک کامیاب مناظر تھے لیکن ایسے کامیاب جو ہر مناظرہ سے ایک نیا سبق اور نیا عقیدہ حاصل کرتے تھے۔ ان کے دل میں سچائی کی تلاش کے لئے ایک تڑپ تھی۔ جو ساری عمر قائم رہی نہیں کہہ سکتے کہ اگر وہ اب تک زندہ رہتے تو بقول نردیو شاستری کن خیالات و عقائد کی دنیا میں موجود ہوتے۔

حضرت مسیح موعود اور سوامی دیانند جی

افسوس ہے کہ حالات کی ناسازگاری اور اردو، فارسی اور عربی سے ناواقفیت کی وجہ سے اسلام کی صحیح تعلیم ان تک نہیں پہنچ سکی۔ حضرت مسیح موعود نے ابتداء میں ان کو دو تبلیغی خط رجسٹری کرکے بھیجے۔ پھر ایک انعامی اشتہار طبع کرا کے بھیجا مگر ؎

زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم

والا معاملہ رہا۔ حضرت صاحب سنسکرت نہ جانتے تھے اور سوامی جی اردو نہ جانتے تھے۔ اور یہ ہمعصری کا وقفہ بھی بہت محدود نکلا۔ ورنہ سوامی جی نے جس طرح ہندو مذہب میں چند ایک اسلامی تعلیمات کا پیوند لگایا تھا اس سے امید تھی کہ ایک عرصہ کے بعد یقیناً وہ حق کو پا لیتے۔

سوامی جی کے کام پر ایک نظر

موسم کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ جس طرح زمین اور اس کی روئیدگیوں میں تر و تازگی اور پژمردگی کے دور آتے رہتے ہیں۔ اسی طرح قوموں کی تاریخ میں بھی زندگی اور موت کے پیغام آتے ہیں۔ بعض مصلحین زمانہ کی آمد سے قومیں زندہ ہوئیں اور بعض کے ہاتھوں موت سے ہم آغوش ہوتی ہیں ہندو مذہب ان پرانے مذاہب میں سے ایک مذہب ہے جس کی تاریخ زمانہ تاریخ نویسی سے بہت پہلے کی ہے۔ اس لئے یہ آسانی سے نہیں بتلایا جا سکتا کہ اس مذہب کی داغ بیل کس نے ڈالی۔ خود اس کی اپنی تاریخ افسانوں اور دور از قیاس خیالات اور استعاروں میں گم ہے۔ تاہم اس قدر وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس دھرم کے قدیم سے قدیم لٹریچر سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس مذہب کی روح رواں چند ایک اصول ہیں۔ جن پر اس کی عمارت ہزارہا سال سے کھڑی ہے۔

وید اور سوامی دیانند جی

ایمانیات میں سب سے اول درجہ ویدوں کا ہے۔ جن کی تشریح برہمن گرنتھوں کے اندر موجود ہے۔ وید بنات خود مظاہر قدرت کے قصیدہ خواں ہیں۔ اور برہمن گرنتھ عملی رنگ میں ان کی پرستش۔ عبادت اور نذر و نیاز پیش کرنے کے طریق بیان کرتے ہیں۔ گزشتہ مفسرین وید نے اپنی کتب کی مدد سے ویدوں کے ہندوستان کی مختلف زبانوں میں بحاشیہ کئے ہیں ان سب کے ترجموں اور معانی میں یگانگت پائی جاتی ہے۔ لیکن آج سے تقریباً نصف صدی پیشتر سوامی دیانند جی مہاراج نے اس میں مغربی خیالات کا پیوند لگا کر اس کو زمانہ کے حسب حال بنانے کی کوشش کی۔ اور یوں اس خالص اور قدیم مذہب کو جدید خیالات میں خلط ملط کرکے مذہب کی اصلی روح کو بدل دیا۔ ان کے ارادہ اور نیت کو شاید اس قدر بُرا نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ وہ ہندو دھرم کو زمانہ کی ہوا کے ساتھ ساتھ چلانا چاہتے تھے۔ ان کے سامنے متعدد تحریکات تھیں جو ہندو دھرم کے نقشہ کو یکسر پلٹ دینا چاہتی تھیں۔ لیکن سوامی جی کی کوشش پرانے ڈھانچہ کو قائم رکھ کر نئے ساز و سامان سے منڈھ دینا تھا اور بس۔

ویدوں کی اصلاح

انہوں نے مذہب کا نام تو وہی ویدک دھرم رکھا۔ لیکن اس کے بڑے بڑے ارکان کو اپنے زعم میں بوسیدہ سمجھ کر بدل دیا۔ ویدوں کا اصل موضوع مظاہر قدرت کی ستائش پرستش اور ان سے اپنی احتیاج طلب کرنا تھا۔ ایک شخص کی پیدائش سے لیکر موت تک کے جس قدر بھی رسم و رواج انسانی تخیل نے اس وقت تجویز کر رکھے تھے ان میں کسی نہ کسی دیوتا کی پرستش کے یگیہ رچائے جاتے تھے۔ نذریں پیش کی جاتی تھیں۔ چھ چھ مہینے تک یہ یگیہ جاری رہتے اور ان کے اندر بے شمار رسومات کا ایک سلسلہ تھا کہ جو برہمن گرنتھوں کی تصریحات کے مطابق انجام تک پہنچایا جاتا۔ سوامی جی نے ویدوں کی اپنی تعلیمات کو اپنی دماغی قابلیت اور قوت ایجاد سے مشینری، توپ، بندوق، حکومت کے طور طریقے۔ احکام جنگ، قوانین صلح، زمین کی گردش، تار برقی، اور ہوائی جہازوں کی شکل میں اڑا کر دکھایا۔ بتوں کی کڑھیاں بڑے بڑے کارخانوں کے پُرزے بن گئے، ویدی کی اینٹیں لکھی پڑھی خوبصورت استریاں گائے کا اپنے کھونٹے کے اردگرد پھرنا سورج کا زمین کے گرد چکر کاٹنا ثابت کر دیا۔ فضلاء سنسکرت انگشت بدنداں تھے اور حیرت سے کہتے تھے کہ سوامی جی ویدوں کا ترجمہ کر رہے ہیں یا اپنے خیالات کے نئے وید بنا رہے ہیں؟!

ہندو عقائد و ایمانیات میں "اصلاح"

خیر یہ تو ویدوں کی اصلاح کا ایک پہلو تھا۔ جو سوامی جی نے بحسن و خوبی انجام دیا۔ عقائد اور ایمانیات میں انہوں نے جو اصلاح کی وہ اس سے زیادہ عجیب ہے۔

(۱) تمام دیوتاؤں کو جمع کرکے ایک ایشور کے گن یا صفات بنا دیا۔
(۲) ویدوں کے متعلق یہ خیال پیدا کیا کہ وہ چار رشیوں پر نازل ہوئے ہیں
(۳) ویدوں کے نزول کی جگہ ہندوستان کے بجائے تبت قرار دی
(۴) الہام کو صرف چار ویدوں تک محدود کر دیا۔
(۵) الہام کو آکاش بانی کے بجائے اندرونی خیالات کی موج قرار دیا۔

(باقی بر صفحہ ۸)

ہندوؤں کی بے معنی چیخ پکار

ظاہر ہے کہ یہ مسودۂ قانون زمینداروں کی مصیبتوں کا خاتمہ کر سکتا ۔ کیونکہ ان کی حالت اس قدر زبوں ہو چکی ہے ۔ اور ساہوکار خون کو اس حد تک چوس چکے ہیں ۔ کہ ضرورت تھی کہ قرضہ جات منسوخی کے لئے کوئی مسودہ قانون پیش کیا جاتا اور سود خواروں ت سے سخت پابندیاں عائد کی جاتیں جو اس مسودہ قانون کے شور محشر برپا کر رکھا ہے ۔ شہری ہندو اور ساہوکار سب سے پیش ہیں ۔ دلیل صرف یہ ہے کہ ہم اب زمینداروں کا خون کی طرح آزادی سے نہیں چوس سکیں گے ۔ جو کانگرسی ہندو شتکاروں اور مزدوروں کی ہمدردی اور سرمایہ داروں کی مخالفت ہوئے کیا کرتے تھے وہ آج کل زہر چکانی میں کسی سرمایہ دار ہندو پیچھے نہیں ۔ ان کی قوم پرستی ، انصاف دوستی اور اتحاد پسندی کے ب یکے بعد دیگرے تیزی سے الٹ رہے ہیں ۔ اور وہ تعصب اور فرقہ پرستی کے پیکروں کی شکل میں نمودار ہو رہے ہیں ۔ ہندو ہر حالت اور ہر وقت ہندو ہے ۔ وہ سود خواری اور اس لعنت کی حمایت سے بھی باز نہیں رہ سکتا ۔ اس لئے ان کا گلہ فضول ہے ۔ البتہ انوں کو اس موقعہ پر اپنی بیداری اور زندگی کا ثبوت دینا چاہئے ۔ نہ صرف اس مسودہ قانون کی حمایت کرنی چاہئے ۔ بلکہ اس میں ترمیمیں کرا کر اس کو زمینداروں کے لئے زیادہ مفید بنانا چاہئے ت کے لئے بھی لازم ہے ۔ کہ وہ اپنے فرائض کا صحیح احساس ہوئے چند ہزار ساہوکاروں اور ان کے حامیوں سے مرعوب اور جلد از جلد اس مسودہ کو منظور کرا کر نافذ کر دے ۔

نومسلموں پر ظلم

کہا کھروہ ضلع ملتان میں جو لوگ گزشتہ دنوں مسلمان ہوئے تھے ان کو وہاں کا ہندو نائب سپرنٹنڈنٹ بہت ستاتا ہے کئی مرتبہ اس نے انہیں گالیاں دیں ۔ علاوہ ازیں معلوم ہوا کہ اس نے کئی مرتبہ مذہب اسلام کے خلاف بد زبانی بھی کی ہے اور دھمکیاں دی ہیں ۔ عید کے روز ان لوگوں نے نماز کے لئے حلقہ سے باہر جانے کی اجازت چاہی لیکن اس نے نہ دی ۔ اور نومسلموں کو دھمکا کر نماز عید میں شمولیت سے روکا ۔ سناتنی پنڈت بھی اس حلقہ میں پہنچا ہے ۔ جو ان شرمناک غیر قانونی حرکات میں نائب سپرنٹنڈنٹ کا معاون بنا ہے ۔ نومسلموں نے ایک درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ملتان کی خدمت میں ارسال کی ہے ۔ امید ہے صاحب

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۔ ۲۶ مارچ کو عید کے روز حضرت ممدوح نے ایک نہایت پر اثر اور بصیرت آموز خطبہ ارشاد فرمایا ۔ جو درج کیا جا رہا ہے ۔

— حسب اعلان ۲۵ مارچ کی صبح کو جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب فرنٹیئر میل سے تشریف لائے ۔ اسٹیشن پر حضرت امیر و دیگر بزرگان و احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت معززین شہر بھی بتعداد کثیر موجود تھے ۔ جس سے ڈاکٹر صاحب موصوف کی ہر دلعزیزی ، تعلقات کی وسعت اور علمی قابلیت کا اظہار ہوتا تھا ۔ نہایت شاندار اور پرتپاک خیر مقدم ہوا ۔ اس کثرت سے ہار پہنائے گئے کہ بار بار آپ کا چہرہ پھولوں سے چھپ جاتا تھا ۔ ڈاکٹر صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔

— ہندوستان سے باہر ایک مقام پر ۲۲۵ افراد شامل سلسلہ ہوئے ہیں ۔ الحمد للہ ۔ تمام احباب اپنے ان نئے بھائیوں کی استقامت کے لئے دعا فرمائیں ۔ خداوند کریم انہیں اسلام اور سلسلہ کے لئے مفید بنائے اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے ۔

— عید کے دوسرے روز ۲۷ مارچ کو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مسلم ہائی سکول میں دعوت چائے ہوئی جس میں تمام احباب سلسلہ کے علاوہ غیر از جماعت معززین بھی معقول تعداد میں مدعو تھے ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ مختلف اصحاب سے دینی و قومی امور کے متعلق گفتگو فرماتے رہے ۔ انتظام نہایت اچھا تھا ۔ مہمانوں کی تواضع نہایت سلیقہ اور سیر چشمی سے کی گئی ۔ دعوت ہر طرح سے کامیاب رہی جس پر ہم ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب صدر ایسوسی ایشن اور ان کے رفقائے کار کو مبارکباد دیتے ہیں ۔

— جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول سرینگر سے تشریف لے آئے ہیں اسکول کی جماعت بندی امروز فردا میں ہونیوالی ہے ۔ جو احباب اپنے بچوں کو اپنے قومی سکول میں داخل کرانا چاہتے ہیں وہ بہت جلد توجہ فرمائیں ۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کا ہیڈکوارٹر دو ماہ کے لئے وزیر آباد مقرر ہوا ہے ۔ آپ اس علاقہ کی جماعتوں کی تنظیم کا کام بھی انجام دینگے ۔ اور انشاء اللہ دو تین روز تک روانہ ہو جائینگے ۔ احباب وزیر آباد کو ان کی ہر ممکن امداد کرنی چاہئے ۔

— جناب میاں علی محمد صاحب موضع فاجے وال ریاست کپورتھلہ نے اپنے صاحبزادے کی شادی پر مبلغ دس روپے اشاعت اسلام فنڈ میں عنایت فرمائے ہیں جو بذریعہ رسید ۱۲۹ داخل خزانہ کر دئے گئے ہیں ۔

— پیغام صلح : جزاک اللہ مبارکباد ۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو بابرکت بنائے اور اس سے نیک نتائج پیدا ہوں ۔

— چودھری سردار خانصاحب مینیجر پیغام صلح کو اللہ تعالیٰ نے دختر عطا فرمائی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور خادمہ دین بنائے ۔

— جناب لوی دوست محمد صاحب قبلہ نے ایک نہایت ہی قیمتی مضمون " اولیائے کرام اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ " کے عنوان سے رقم فرمایا ہے جو نہایت ہی بیش قیمت معلومات پر مشتمل ہے انشاء اللہ اس کی پہلی قسط آئندہ پرچے ماہوار ایڈیشن میں شائع ہوگی ۔

— جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی انشاء اللہ ۳۱ مارچ کی شب کو واپس سورت تشریف لیجائینگے ۔

— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت لاہور کے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر نبی بخش صاحب کی اہلیہ محترمہ کا ۱۹ مارچ کو انتقال ہو گیا انا للہ ۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی صحت عرصہ سے خراب ہے اس پر یہ حادثہ بہت ہی رنجدہ ہے ہم تمام قوم کی طرف سے ڈاکٹر صاحب اور ان کے فرزندوں کی خدمت میں اظہار ہمدردی کرتے ہیں ۔ خداوند کریم مرحومہ کو اعزاز کے ساتھ جنت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

— ہمیں جناب مرزا محمد سلطان صاحب مرحوم پشاوری کے مختصر حالات زندگی اشاعت کے لئے درکار ہیں ۔ کیا احباب پشاور توجہ فرمائیں گے ؟ میر مدثر شاہ صاحب کی خدمت میں خصوصیت سے درخواست ہے ۔

— ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کا لڑکا عزیز احمد کئی روز سے بیمار ہے اس کے لئے دعا کی جائے ۔

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ۲۷ مارچ کی شب کو دہلی تشریف لے گئے ۔ اور ۳۰ کو واپس آئے ۔

دریائے نیل کا قدیم بہاؤ

جرمنی کے ایک مشہور کشاف ڈاکٹر لیو فروبی نیس حال میں دریائے نیل کے قدیم بہاؤ کے متعلق تحقیقات کر کے آئے ہیں ان کا بیان ہے کہ زمانہ قدیم میں دریائے نیل اپنے موجودہ بہاؤ سے سوسوا سو میل مغرب کی جانب بہتا تھا ۔ اور آج شمالی افریقہ کا جو بے آب و گیاہ دشت صحرائے لیبیا کے نام سے مشہور ہے یہ اعلیٰ درجہ کی زرخیز و سیراب اور سرسبز زمین کا خطہ تھا ۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جبکہ یورپ برف کے تودوں سے مستور تھا ۔ اور وہاں کوئی متنفس آباد نہ تھا ۔ مصر پر فراعنہ کی حکومت قائم نہ ہوئی تھی ۔ اور جن دوروں سے تاریخ آشنا ہے وہ دنیا میں رونما نہیں ہوئے تھے ۔ ڈاکٹر فروبی نیس نے جنوبی طرابلس میں چٹانوں پر بہت سی تصویریں دیکھیں جو زمانہ قدیم کے تمدن کی آئینہ دار تھیں اور کم و بیش ۴۴ ۔ ایسی آبادیوں کے آثار دریافت کئے جو دریائے نیل کے پرانے بہاؤ کے ساتھ دور تک پھیلی ہوئی تھیں ۔ جن حصوں میں آج پانی کا ایک چھوٹا سا کنستر بیش بہا سمجھا جاتا ہے وہاں ایسی تصویریں پائی گئی ہیں جن میں انسان تیرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں ۔ ان تصویروں سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اس حصۂ ارض میں پانی کی اتنی بہتات وافراط تھی کہ لوگ تیرنے کو ضروریات زندگی میں سمجھتے تھے محققین کی ایک جماعت مدت سے کہہ رہی ہے کہ افریقہ کا صحرائے اعظم زمانہ قدیم میں ایک بحیرہ تھا ۔ اب معلوم ہوا ہے کہ صحرائے لیبیا بھی ایک اعلیٰ درجہ کا زرخیز خطہ تھا ۔ نہیں کہا جا سکتا کہ اس ضمن میں کیسے کیسے مزید انکشافات ہونگے ۔

ہماری تبلیغی ڈاک

(مرتبہ جناب خان صاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

اٹلی

پروفیسر ڈاکٹر سی۔ اے صاحب روما سے لکھتے ہیں کہ آپ کا خط اور کتب پہنچ گئی ہیں۔ تصنیف کے کام کے لئے میری خدمات ہر وقت آپ کے لئے حاضر ہیں۔ اور خدمت اسلام کا ہر کام میں اس ملک میں کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ یہ نہ صرف میری خوشی کا باعث ہوگا بلکہ میں قرآن کریم کے اطالین ترجمہ میں مدد دینا اپنی عزت افزائی کا موجب سمجھونگا۔ میرے پاس نہ صرف پروفیسر بونیلی کا اطالین ترجمہ قرآن کریم ہے۔ بلکہ فراکاسی کا اطالین، راڈولی کا انگریزی اور گولڈسمتھ کا جرمن ترجمہ بھی موجود ہیں۔ پروفیسر بونیلی کا اطالین ترجمہ بہترین ہے۔ اور اس پر کچھ زیادتی کرنا ذرا مشکل ہے۔ تاہم اگر آپ نے پسند کیا تو میں اس کی نظر ثانی کرونگا۔ سب سے پہلے میرا خیال ہے کہ مولانا محمد علی صاحب کے قرآن کریم (انگریزی) کا دیباچہ اور نوٹ بونیلی کے ترجمہ کے ساتھ شائع کر دیئے جائیں۔ یا احادیث کا ترجمہ شروع کر دیا جائے۔ کیونکہ احادیث کی کسی کتاب کا اطالین زبان میں ترجمہ نہیں ہوا۔ بہرحال میں ہر طرح آپ کی منشا کے مطابق خدمت اسلام کرنے کو تیار رہوں۔

فرانس

فرانس سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ ملا ازم جلد ختم ہو جائیگا۔ اس کی زندگی کی یہ آخری گھڑیاں ہیں۔ اب تو نیا جام ہوگا۔ نئے پینے والے ہونگے۔ اگرچہ شراب وہی حجازی ہوگی۔ اس گمراہ گروہ کی رسی بہت دراز ہو چکی ہے۔ اس نے اسلام کی بیخکنی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ مگر جس کا نگہبان و محافظ اللہ ہو۔ اس کو کون مارے۔ آپ اپنی کوشش کو بیش از بیش جاری رکھیں۔ میدان آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے سامنے نہ ملا ازم ٹھیر سکتا ہے نہ کوئی دوسرا ازم

عراق

ایک دوست لکھتے ہیں کہ عراقی اخبارات تمام کے تمام ہمیشہ ہندوستانی مسلمانوں کے خلاف لکھتے رہتے ہیں اور لکھ رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو یہ غلط فہمی لگ رہی ہے۔ کہ مسلمانان ہند غیر قوم کی غلامی کو پسند کرتے ہیں۔ اور ہندو آزادی کے خواہاں ہیں۔ یہ غلط فہمی ہندو پریس کے پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے۔ نیز ان کے خیال میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے۔ کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان جاہل اور احمق ہیں۔ ان باتوں کو مد نظر رکھ کر بڑی جد و جہد کے بعد یہاں کے ایک عربی اخبار میں سر اقبال کے متعلق ایک مضمون شائع کرایا گیا ہے جس کی ایک کاپی ارسال ہے۔

شام

بیروت سے برادر عبد الغنی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا خط ۲۲ دسمبر پہنچا آپ کی نیک ظنی کے لئے مشکور ہوں۔ اور آپ کی جماعت کی خدمات اسلام کے ہم سب لوگ معترف ہیں۔ میں اپنی طاقت و ہمت کے مطابق تبلیغ و اشاعت کا کام کرتا رہتا ہوں دل تو بہت چاہتا ہے کہ خدمت اسلام کے کام میں آپ لوگوں کی طرح پورے جوش سے کام کروں۔ لیکن ہمارے حالات کی نزاکت کچھ کرنے نہیں دیتی۔ میرا ارادہ یورپ جانے کا ہے۔ اس لئے مہربانی کرکے اپنی جماعت کے ممبروں کے نام مجھے بھیجدیں۔ تاکہ میں ان سے ملاقات کر سکوں۔ اگر میرے پاس کافی روپیہ ہوتا۔ تو میں آپ لوگوں کی زیارت کے لئے لاہور پہنچتا۔ تاہم آپ کی خدمات دینی کا حال اخبارات و کتب سے معلوم ہوتا رہتا ہے۔ ایک عربی اخبار کی کٹنگ بھیجتا ہوں جو دمشق سے شائع ہوتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ جاپانی قوم اسلام کی بہت پیاسی ہے۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ ان تک بھی اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ حضرت امیر و دیگر برادران کی خدمت میں السلام علیکم۔

جزیرہ بورنیو

مسٹر نونہ لکھتے ہیں۔ کہ آپ کی خدمات اسلامی کا غلغلہ چار دانگ عالم میں بلند ہو رہا ہے۔ ہم دور افتادوں کو بھی آپ کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کا بیحد اشتیاق ہے۔ مہربانی کرکے اپنا لٹریچر بھیجکر مشکور کریں۔ ہمیں آپ کے کام سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم انشاء اللہ ہر قسم کی مدد دینے کو تیار رہیں۔

پولینڈ

مسٹر ریوبلی لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا۔ اس سے پہلے سیرۃ نبوی اور مسلم کیٹیکزم کا اطالین ترجمہ بھیج چکا ہوں۔ امید ہے ہر دو پہنچ گئے ہونگے۔ اگر آپ پسند کریں۔ تو پروف مجھے بھیجدیا کریں۔ تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔ جس شخص نے آپ سے پولش ترجمۃ القرآن کی تحریک کی ہے۔ وہ قابل توجہ نہیں۔ یہ میری اور مسٹر زباجی کی رائے ہے۔ اگر انجمن کا ارادہ پولش زبان میں ترجمۃ القرآن کروانے کا ہو تو ہم دونو اس نیک کام میں مدد دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور یہ لاہور میں طبع ہو سکتا ہے۔ ایک طرف جرمن ہو اس کے مقابل پولش تاکہ یہودی لوگ دونوں میں سے ایک کو پڑھ سکیں۔

نصف پونڈ چندہ لائٹ ارسال خدمت ہے۔ میری بیوی اور میری طرف سے عید مبارک قبول ہو۔

جنوبی افریقہ

احمد قاسم صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا لٹریچر و اخبارات پہنچے جسکے ہم مشکور ہیں۔ ان کے ذریعہ سے ہمیں ایک نئی روشنی نظر آئی۔ اور جو شخص آپ کے لٹریچر کا مطالعہ کرتا ہے۔ وہ مسلمان ہو خواہ غیر مسلم اسے آپ کی سچائی اور حقانیت کو قبول کئے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ جس کثرت سے آپ اپنے خیالات کو دنیا میں پھیلائینگے اسی قدر اسلام کو ترقی ہوگی۔ مسلمانوں میں آپ لوگوں جیسے مخلص کام کرنے والوں کی بہت کمی تھی جہانتک ہم سے ہو سکیگا۔ ہم آپ کی امداد میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرینگے۔

عراق

اخویم سید مقصود حسین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ آج کل بغداد کے "ہدایہ" نے ہمارے خلاف زہر افشانی شروع کر دی ہے گزشتہ ڈاک سے اس کا ایک پرچہ آپکو بھیج چکا ہوں۔ امید ہے مل ہوگا۔ اس میں کسی شخص تقی الدین ہلالی (یہ شخص ہندوستان کے ایک عربی رسالہ کا ایڈیٹر ہے اور اپنے آپ کو مراکشی کہتا ہے۔ اور دریدہ دہنی اور بد زبانی میں ماہر معلوم ہوتا ہے۔ م) نے "لائٹ" کے ایک مضمون پر جو گاندھی کے متعلق تھا تنقید کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ پر برسا ہے۔ آج بھی ایک پرچہ ارسال ہے۔ اس میں بھی ہمیں بہت کچھ برا بھلا کہا گیا ہے۔ آج کے پرچہ میں آپ ایک مضمون بعنوان "غربۃ الاسلام فی دار السلام" ملاحظہ فرمائیں اس میں بغداد کے لوگوں کی اخلاقی اور دینی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ (اس کا ترجمہ عنقریب پیغام صلح میں شائع کیا جائے گا تاکہ ان نام نہاد علماء و مشائخ کے ہمخیال دیکھیں کس طرف جا رہے ہیں یہ "اکابرین" ایسے ہیں جو اصلاح کا کام کرنے والوں کو تو گالیاں دیتے ہیں۔ اور خود قوم کی اصلاح کرنے سے عاری ہیں۔ م)

سوئٹزرلینڈ

مسٹر زبرلن لکھتے ہیں کہ آپ کا خط و لٹریچر پہنچا۔ میں گزشتہ چند ماہ اپنے مطالعہ میں مصروف رہا۔ اس لئے کتب کا مطالعہ نہ کر سکا لیکن کچھ تھوڑا سا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کی تحریک نہایت اہم ہے۔ جس کا نہایت گہرا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ اور میں اسے ضرور گہری نظر سے مطالعہ کرونگا۔

ترکی

برادر عمر رضا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں انشاء اللہ چند ماہ تک آپ کے سامنے اپنا ترکی ترجمہ قرآن مع عربی متن و تفسیری نوٹوں کے پیش کرنے کے قابل ہو سکونگا۔ ترجمہ چھپ رہا ہے۔ اور ایک تہائی تیار ہو چکا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے جلد تکمیل کو پہنچائے یہی وجہ تھی کہ اتنا عرصہ میں آپکو خط نہ لکھ سکا۔ کیونکہ میں ترجمہ کے کام میں بہت مصروف تھا۔ اور گزشتہ دو سال رات دن ایک کرکے میں نے اسے مکمل کیا۔ اخبار "لائٹ" سے "مسلم ریوایول" کے اجراء کا حال معلوم ہوا۔ مجھے شروع نمبر سے اس کی کاپیاں بھیجدیں۔ نیز انجمن کی تازہ تالیفات۔ مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کہ آپ احادیث کا بھی انگریزی ترجمہ کر رہے ہیں۔ جسے میں انشاء اللہ ترکی میں ترجمہ کرونگا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر دیں۔ ان کی مخلصانہ خدمات اسلام نے ہی مجھے ان کی پیروی کی ترغیب دی ہے کہ میں اس نیک کام میں مصروف ہو گیا ہوں۔ جو کتاب آپ شائع کیا کریں مجھے ضرور بھیجدیا کریں۔ تاکہ آہستہ آہستہ آپ کا تمام لٹریچر ترکی زبان میں شائع ہو جائے۔ ہم سب لوگ آپ کے ہمخیال ہیں اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں وہی خیالات غالب ہونگے جن کی آپ اشاعت کر رہے ہیں۔

ماہوار ایڈیشن

آئندہ پرچہ ۷ اپریل کو شائع ہوگا جو ماہوار ایڈیشن ہوگا اسمیں متعدد بلند پایہ مضامین درج کئے جائینگے ناظرین کرام ۶ اپریل کے پرچہ کا انتظار نہ فرمائیں (مینیجر)

ختم نبوّت اور اسلام

(از جناب ظفر احمد صاحب صدّیقی احمدی)

ختم نبوت ایسا بدیہی مسئلہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اس پر قرآن مجید اور حدیث شریف اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر مومنین صالحین کا اتفاق ہو چکا ہے۔ مگر یہ مسئلہ متفق علیہ ہونے کے باوجود بھی ایک ایسا فرقہ ہے جو اجرائے نبوت کا قائل یا دوسرے لفظوں میں ختم نبوت کا منکر ہے۔ اور اس فرقہ کو محمودیہ کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ میاں محمود احمد صاحب ہی اس کے بانی مبانی ہیں۔ اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر ہم انہیں یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ (اجرائے نبوت) جمہوریت کے خلاف ہے اور اس کے لئے ہم ترتیب وار مختصر سی بحث کرتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ یہ ان کی اپنی اختراع ہے۔

قرآن شریف اور ختم نبوت

قال اللہ تعالیٰ:- ما کان محمدٌ ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین (ترجمہ) محمد صلعم، تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں لیکن اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا ختم کرنے والا ہے۔

آیت ہذا میں لفظ "خاتم النبیین" قابل غور ہے اس کے معنے کرنے کے لئے دونوں لفظوں کو علیحدہ علیحدہ کر لیا جائے تو لفظ "خاتم" کے معنے ہیں الخاتم آخر القوم (قاموس و تاج العروس) یعنے خاتم کے معنے آخری کے ہیں۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے "خاتم القوم" قوم کا ختم کرنیوالا"

(۲) لفظ "خاتم" ختم کرنیوالا۔ (دیکھو رسالہ وفات مسیح پر آیات قرآنی مرتبہ محمد یامین صاحب قادیانی صفحہ ۱۴)

(۳) لفظ "خاتم" ختم کرنیوالا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۴ و صفحہ ۶۱۴ ازالہ اوہام حصہ ۲ زیر آیت ما کان محمد ابو... آیت نمبر ۲۱)

ان ہر سہ حوالجات سے معلوم ہو گیا کہ خاتم کے معنے ختم کرنیوالا ہیں۔ اب "النبیین" کو دیکھو کہ اس پر الف لام استغراقی حقیقی ہے کیونکہ اس پر اور کوئی الف لام صادق نہیں آ سکتا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو اس فن کے علماء نے الف لام کی چند قسمیں بتائی ہیں۔ (۱) جنسی مثال وجعلنا من الماء کل شیٔ حیی اور یہ ظاہر ہے کہ اس سے جنس ماء مراد ہے۔ کیونکہ نہ تو اس کے کل افراد ہیں اور نہ ہی بعض۔ (۲) استغراقی۔ مثال۔ عالم الغیب والشہادۃ۔ اس سے تمام غیب و شہود مراد ہیں۔ اور استغراق کی دو قسمیں ہیں (۱) استغراق حقیقی اس کی مثال ذکر ہو چکی ہے۔ (ب) استغراق عرفی۔ اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ باعتبار تفاہم عرف اس کے تمام افراد مراد لئے جاتے ہیں۔ مثال جمع الامیر الصاغۃ اور ظاہر ہے کہ اس سے تمام جہان کے سنار تو مراد ہی نہیں بلکہ صرف اپنے شہر کے مراد ہیں۔ اور استغراق عرفی از قبیل مجاز ہے۔ اور یہ وہاں لیا جاتا ہے جہاں حقیقت متعذر ہو۔ (۳) عہدی۔ اس کی بھی تین قسمیں ہیں۔ (۱) عہد خارجی مثال۔ کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً فعصیٰ فرعون الرسول۔ رسول سے مراد وہی رسول ہے جس کا ذکر ہو چکا۔ (ب) عہد ذہنی۔ مثال۔ اذ ہما فی الغار۔ اس سے وہ غار مراد ہے جو متصور فی الذہن ہے۔ (ج) عہد حضوری۔ یعنے مدخول کے بعض افراد ہوں اور وہ بعض افراد حاضر ہوں۔ مثال۔ یا ایہا الرجل۔ ان تمام اقسام کے بیان کرنے کی یہ وجہ ہے کہ آپ معلوم کر سکیں کہ ان تمام اقسام میں سوائے الف لام استغراقی حقیقی کے کوئی النبیین پر صادق نہیں آ سکتا۔ لہٰذا خاتم النبیین کے معنے یہ ہوئے "ختم کرنیوالا سب نبیوں کا"

طرق دوم۔ خاتم النبیین میں النبیین کلی ہے۔ اور ہر کلی کے تین افراد ہوتے ہیں خارجی۔ ذہنی۔ فرضی۔ تو معنی ہوئے کہ آنحضرت صلعم ختم کرنے والے ہیں ان تمام انبیا کے جن کا وجود خارج یا ذہن یا فرض میں آ سکے۔ نتیجہ یہ کہ ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ آپ پر ہو گیا جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے بھی فرمایا ہے۔ ؎

ہست او خیر الرسل خیر الانام ٭ ہر نبوت را بروشد اختتام

اس شعر میں "ہر" کا لفظ مرادف "کل" کے ہے۔ اور منطق میں ایک قاعدہ ہے کہ جس جملہ پر لفظ "کل" آئے وہ موجبہ کلیہ ہوتا ہے اور اس کلی کا ہر فرد لفظ "ھر" کی وجہ سے محصور ہوتا ہے۔ اور اس کا کوئی فرد باہر نہیں ہوتا۔ لہٰذا نتیجہ یہ ہوا کہ "ہر نبوت" میں جملہ اقسام نبوت شامل ہیں۔ اس لئے حضورؐ خاتم الانبیاء کلیتہً ہوئے۔

(۲) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی... الخ (ترجمہ) "آج کے دن سے میں نے تمہارا دین کامل بنا دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کا اتمام کر دیا" یہ آیت اپنے مفہوم میں بالکل ظاہر الدلالۃ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکمال دین اور اتمام نعمت کر دیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہی ہے کہ کمال دین مقتضی ہے اس امر کا کہ اس کے بعد کوئی دین نہ ہو ورنہ کمال نہ ہوگا۔ کیونکہ کمال الشیٔ وصولہ الی الغایۃ۔ یعنے شے کا کمال غایت تک پہنچنا ہے۔ جو غرض اس سے تھی وہ حاصل ہو گئی۔ اب دین کا کتاب و رسول پر اطلاق ہو سکتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اکمال دین یہ ہے کہ اب نہ نبوت اور نہ کتاب ثانیہ کی ضرورت ہے۔ اور اتمام کہتے ہیں الاتمام ھو وصول الشیٔ الیٰ حد بان لا یحتاج الیٰ غایۃ یعنے اتمام اس کا اس حد تک پہنچنا ہے جہاں کہ وہ اپنے سے خارج کی محتاج نہ رہے۔ کیونکہ جو چیز محتاج خارج ہو وہ تو محتاج ہے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ دین اسلام اکمل ہے۔ لہٰذا نئے نبی یا پرانے نبی غیر کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی کتاب کی ماسوائے قرآن کے ضرورت ہے۔ (۲) اسلام پر اتمام نعمت ہو چکا ہے۔ اب نعمت ثانیہ کی ضرورت نہیں۔ نتیجہ یہ کہ نہ نبوت نئی الاسلام ہے اور نہ کوئی جدید کتاب فافہم وتدبر ولاتکن من الہالکین۔

(۴) یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ (۵) ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً ان کے علاوہ اور بھی بہت آیات ہیں جن سے ختم نبوت ثابت ہے مگر الحاشقل تکفیہ الاشارۃ کے مطابق اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور کچھ حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

ختم نبوت اور حدیث شریف

قال رسول اللہ صلعم (۱) لا نبی بعدی لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (ترمذی) ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے۔ اس حدیث میں "لا نبی" اور "لو کان" قابل غور ہیں۔ ہمارے قادیانی اصحاب یہ کہا کرتے ہیں کہ "لا نبی" میں "لا" نبوت کی کلی نفی نہیں کرتا بلکہ اس میں تنقیص پائی جاتی ہے اور اس کی مثال دیتے ہیں "لا صلوٰۃ لمن لم یقرء الفاتحۃ الکتاب" مگر مجھے اس استدلال برادران کی علمیت پر بہت رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ دیدہ و دانستہ اصول کی مخالفت کرتے ہیں۔ دیکھو میں سمجھاتا ہوں "لا" سے تنقیص اس وقت ثابت ہوتی ہے جبکہ منقص منہ کا ذکر ہو جیسا کہ اس پیش کردہ حدیث میں فاتحۃ الکتاب منقص منہ ہے مگر لا نبی بعدی میں کوئی منقص منہ مذکور نہیں جس سے کہ اس کی تنقیص ثابت ہو سکے۔ (۲) "لا" کے بعد جب نکرہ آئے تو ایسے جملہ کو اصطلاح مناطقہ میں سالبہ کلیہ کہتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ مبدا کے ہر فرد سے خبر کی نفی ہوتی ہے۔ اور یہی لا نبی بعدی پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ "لا" کے بعد نبی نکرہ واقع ہوا ہے۔ اس کی دوسری مثال لا طاعۃ المخلوق فی معصیۃ الخالق ہے اس میں بھی "لا" اپنے مابعد کی کلیتہً نفی کرتا ہے۔ (دوسرا امر) لو کان بعدی ہے۔ اب "لو" حرف شرط ہے۔ دیکھو کانیہ اور مشروط معین حضرت عمرؓ ہیں۔ تو معنے یہ ہوئے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے۔ نتیجہ۔ چونکہ وہ نبی نہیں ہوئے لہٰذا معلوم ہوا کہ نبوت ختم۔ اور اگر اجرا بھی مان لیا جاتا تو بھی حضرت عمرؓ تک موقوف ہوتی۔ کیونکہ تخصیص ہے نہ کہ تعمیم۔

(۲) انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (ابن ماجہ باب الدجال) (ترجمہ) میں آخری ہوں اور تم آخری امت ہو۔

(۳) انی آخر الانبیاء (صحیح مسلم) (ترجمہ) میں آخری نبی ہوں۔

(۴) انا خاتم الانبیاء (کنز العمال صفحہ ۲۵۲) (ترجمہ) میں نبوت کا ختم کرنے والا ہوں۔

ان احادیث سے بھی یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اب ارشادات حضرت مرزا صاحبؑ نقل کئے جاتے ہیں:-

ختم نبوت اور حضرت مسیح موعودؑ

(۱) کیا تو نہیں جانتا کہ خدا نے بارتعالیٰ نے ہمارے نبی صلعم کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور بغیر کسی استثناء کے اور آنحضرت صلعم نے بھی اپنے قول لا نبی بعدی سے اس کی تفسیر کر دی ہے۔ ..... اور کس طرح ہمارے حضور صلعم کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے درآنحالیکہ وحی رسالت منقطع ہو چکی ہے۔ (آپکی وفات کے بعد) اور آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۴-۲۲)

(۲) نبی علیہ السلام پر سلسلہ رسالت ختم ہو چکا۔ (ضمیمہ عربی حقیقۃ الوحی)

(۳) ہمارے نبی صلعم کے بعد کوئی رسول نہیں آ سکتا (تحفہ بغداد صفحہ ۲۶۹)

(۴) نبوت ختم ہو چکی ہے اور ہمارے محمد صلعم خاتم الانبیاء ہیں (تحفہ بغداد صفحہ ۲۶۸)

(۵) آنحضرت صلعم کے بعد کسی پر لفظ نبی (حقیقی) کا اطلاق جائز نہیں (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹)

(۶) ہمارے نبی صلعم کے بعد کسی کو حق نہیں کہ دعویٰ نبوت کرے (ضمیمہ عربی حقیقۃ الوحی)

(۷) میں جناب خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کا قائل ہوں (تقریر واجب الاعلان ۔۔۔)

(۸) قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

(۹) اسلام کا اعتقاد یہی ہے کہ ہمارے نبی صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۱۰) فی الحقیقت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۸۴)

تلک عشرۃ کاملۃ من اقوال الامام المبین والاعظم خلیفۃ اللہ والماموری من اللہ اعنی بہ میرزا غلام احمد القادیانی علیہ السلام

ان حوالجات سے بھی آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہو گیا کہ نبوت ختم ہو چکی ہے اب ان لوگوں کا فرض ہے جو حضرت صاحب پر بہتان لگاتے ہیں کہ وہ ثابت کریں کہ کس طرح نبوت جاری ہو سکتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود نے کب دعویٰ نبوت کیا اور دلائل صریحہ و قطعیہ سے ثابت کریں۔ مجازات و استعارات کو یہاں دخل نہیں ہے کلام محکم ہمیشہ مقبول ہوتی ہے مگر میں دعوے سے یہ کہتا ہوں کہ کوئی نص یہ ...

(بقیہ صفحہ ۲)

(۶) اوتاروں کے خیال کو باطل قرار دیا۔
(۷) پرانے اور طولانی یگیوں سے قوم کو نجات دیدی۔
(۸) خدا کو مشین کی طرح فاعل بالاضطرار قرار دیا۔
(۹) نجات اور مکتی کو پہلے دائمی اور پھر میعادی تبایا۔
(۱۰) نرگ اور سورگ (دوزخ اور بہشت) کو محض اس دنیا کی کیفیات قرار دیا۔
(۱۱) ذات پات کو ضروری مگر صفات کے لحاظ سے مخصوص کر دیا۔
(۱۲) رسم ستی کے خلاف کچھ نہ لکھا۔ بیوہ کا نکاح ناجائز قرار دیا۔
(۱۳) عورتوں کے حقوق وراثت وغیرہ میں کوئی اصلاح نہ کی بلکہ اسی طرح لڑکوں کی موجودگی میں ان کو غیر وارث رہنے دیا۔
(۱۴) تعلیم برہمن چھتری اور ویش تک محدود رکھی۔ شودروں کو رسم زنار سے جو حصول تعلیم کا لائسنس ہے محروم رکھا۔

غرض عقائد میں اس قسم کی بیسیوں نئی نئی تعلیمات داخل کیں جن میں سے بعض اب آریوں کے گلے کا ہار ہو رہی ہیں۔ اور آریہ ان سے بیزار ہو رہے ہیں اور ہو چکے ہیں۔

دوسرے مذاہب سے سوامی دیانند کا سلوک

غیر مذاہب کے ساتھ آپ کا سلوک متشددانہ تھا۔ تمام غیر مذاہب کے بزرگوں کو فحش اور سخت دل آزار گالیاں دیں۔ ان کے مذہب ان کی کتابوں اور ان کے خیالات کا مذاق اڑایا۔ اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کیں جن کو وہ مذاہب ہرگز نہیں مانتے۔

سوامی جی اور آریہ سماج کے متعلق گاندھی جی کی رائے

چنانچہ گاندھی جی لکھتے ہیں:۔

میں نے آریہ سماجیوں کی بائیبل ستیارتھ پرکاش کو پڑھا ہے (جب میں یرودا جیل میں آرام کر رہا تھا تو احباب نے اس کی تین کاپیاں بھیجی تھیں۔ میں نے اتنے بڑے ریفارمر کی تصنیف کردہ اس سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی۔ سوامی دیانند نے محض منہ سے سچ پر کھڑا ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن انہوں نے جانتے ہوئے جین دھرم۔ اسلام۔ عیسائیت، اور خود ہندو دھرم کا غلط طور پر ذکر کیا ہے جن لوگوں کو ان مذاہب کا سرسری علم بھی ہے وہ بآسانی ان غلطیوں کو معلوم کر سکتے ہیں۔ انہوں نے صفحہ دنیا پر بہ آزاد مذاہب میں سے ہر ایک کو تنگ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ وہ بت پرستی کے خلاف تھے لیکن وہ ایک نہایت لطیف صورت میں بت پرستی کا بول بالا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے ویدوں کے الفاظ کی مورتی بنادی۔ اور ویدوں میں سے ہر ایک علم کو جو سائنس نے معلوم کیا ہے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے"

بانی آریہ سماج نے چونکہ غیر مذاہب کو گالیاں دینے کی طرح ڈالی تھی اس لئے آریہ سماج نے بھی اس میں خوب دل کھول کر ترقی کی ہے۔ چنانچہ مہاتما گاندھی لکھتے ہیں:۔

"آریہ سماجی اپدیشک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی کہ دیگر مذاہب کی ہجو کرتے وقت ہوتی ہے"

آریہ سماجیوں نے اس کے جواب میں مہاتما گاندھی کو گالیاں دیں اور بیسیوں مضامین لکھے۔ اس کے بعد [illegible] گاندھی جی لکھتے ہیں:

"میں نے جو کچھ لکھا وہ پوری سوچ بچار کے بعد تھا لیکن اگر کوئی آریہ سماجی مجھے یقین دلا سکتا کہ [illegible] [illegible] میں نے غلطی کی [illegible] خوشی سے اپنی [illegible] کو قبول کر لونگا۔ اور معافی مانگتے ہوئے اپنی [illegible]"

عالم اسلام

—— وزیر تجارت افغانستان کی تجویز پر حکومت افغانستان نے موٹر کاروں اور ان کے سامان کی درآمد کے لئے شرکتی کاروبار کرنے والی ایک افغان ٹریڈنگ کمپنی کو چار سال کے لئے ٹھیکہ دیا ہے جس کی رو سے کمپنی مذکور کے سوا کسی ملکی یا غیر ملکی شخص کو افغانستان میں بغرض تجارت موٹر چلانے کا حق نہ ہوگا۔

—— حکومت مصر نے فیصلہ کیا ہے کہ قاہرہ سے بھک منگوں کی لعنت کو دور کرنے کے لئے خاص مراکز بنائے جائیں۔ جہاں ان کو لیجا کر رکھا جائے۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق سینکڑوں بھکاری گرفتار کر کے ان مراکز میں بند کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ابتک بھی کافی بھکاری قاہرہ کے بازاروں میں پھر رہے ہیں۔ اس لئے حکومت کوشش کر رہی ہے کہ ان کو شہر کے باہر ایک علیحدہ بستی میں آباد کر دیا جائے۔

—— گزشتہ ہفتہ ایرانی سفیر متعینہ کابل نے قصر دلکشا میں کنگ محمد ظاہر شاہ کے حضور اپنی اسناد و مصدقات پیش کئے اور اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ خدا ان دو مسلمان حکومتوں (ایران و افغانستان) کے دوستانہ تعلقات میں مزید استحکام عطا فرمائے۔ شاہ موصوف نے سفیر مذکور کی اسناد کو قبول کرتے ہوئے اپنی خواہش اتحاد کا اظہار کیا اور کہا میں اس بارہ میں اعلیحضرت نادر شاہ مرحوم کی پالیسی پر کاربند رہونگا۔ اور وعدہ فرمایا کہ میری حکومت اس باب میں کامل تعاون کرے گی۔

—— معلوم ہوا ہے کہ سلطان ابن سعود اور امام یمن میں دوبارہ جنگ شروع ہو گئی ہے۔ مصالحت کی گفتگو ناکام رہی۔ سعودی افواج کی کمان ولیعہد سلطنت کر رہے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ امسال ہندوستان سے کل ۹۸۹۰ مسلمان حج کے لئے روانہ ہوئے۔ اور سنہ ۱۹۳۳ء میں ۱۰۶۵۵ اور سنہ ۱۹۳۲ء میں ۱۲۶۰۰۔ زائرین کی تعداد میں کمی اقتصادی بدحالی اور امسال خاصکر زلزلہ بہار کا نتیجہ ہے۔ سنہ ۱۹۲۷ء میں تعداد سب سے زیادہ تھی جبکہ ۳۶۰۰۰ آدمی حج کو روانہ ہوئے تھے۔ امسال ۴۱۲۱ بمبئی سے ۵۳۸۳ کراچی سے اور ۲۹۷ کلکتہ سے روانہ ہوئے۔

—— کابل ۱۵ مارچ۔ ہرات کے نئے شہر کی تعمیر جس کی بنیاد شاہ مرحوم نے رکھی تھی قریب قریب مکمل ہو گئی ہے۔ جس کی رسم افتتاح عنقریب کنگ ظاہر شاہ فرمائیں گے۔

—— ایک عربی اخبار رقمطراز ہے کہ انگورہ میں یہ افواہ گرم ہے کہ شاہ نواد بھی موسم بہار میں ترکی جائیں گے۔ ترکی کا سفیر مصر وزارت خارجہ قاہرہ سے شاہ موصوف کے پروگرام کی تفصیلات معلوم کرنے میں مصروف ہے تاکہ آپ کا ترکی کے مرکزی شہروں میں شاندار استقبال کیا جاسکے اس سے قبل یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ شاہ ایران بھی ترکی جانے والے ہیں عربی اخبار کا بیان ہے کہ ترکی کے سرکاری حلقے ایک زمانہ میں دو اسلامی بادشاہوں کا استقبال کرینگے جو عدیم المثال ہوگا۔ پہلے دن غازی مصطفےٰ کمال پاشا۔ اعلیٰ حکام اور وزراء کے ساتھ شاہ ایران کا ریلوے سٹیشن پر استقبال کرینگے اور دوسرے دن شاہ نواد کا اسی طرح استقبال کیا جائے گا۔ اور دونوں کے اعزاز میں ۲۱۔ ۲۱ توپوں کی سلامی دیجائے گی۔

—— ایرانی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ایران ریلوے کو توسیع دینے کے لئے بہت سرگرمی کا اظہار۔ حکومت کی طرف سے ۲۰ ماہرین اقتصادیات کا ایک وفد یورپ جا رہا ہے۔ جو پیرس برلن لنڈن۔ نیو یارک وغیرہ مختلف شہروں سے لائن کی تیاری کیلئے جدید سامان خرید ینگے۔

خبریں

—— نئی دہلی ۲۰ مارچ۔ حکومت نے ہوائی ڈاک کے رسل و رسائل کے محصول میں چند اہم تبدیلیاں کی ہیں۔ وہ خطوط جن کا وزن نصف تولہ ہوگا ان پر دو آنے کے بجائے ایک آنہ کا ٹکٹ لگے گا۔ عام نرخ ڈاک کو سات پیسوں سے گھٹا کر ایک آنہ کر دیا جائیگا۔ نصف تولہ وزنی خط ۲ آنہ ۹ پائی کے بجائے ۲ آنہ میں ہوائی ڈاک کے ذریعہ جا سکیگا پوسٹ کارڈ کے ایک آنہ کے مزید خرچ کو کم کر کے ۹ پائی کر دیا جائیگا۔ ہوائی ڈاک کے ذریعہ منی آرڈر بھی ایک آنہ کے مزید خرچ پر بھیجے جا سکتے ہیں یہ تبدیلیاں یکم اپریل سے نافذ العمل متصور ہونگی۔

—— جب سے انگلستان نے طلائی معیار ترک کیا ہے اب تک ایک ارب ۴۷ کروڑ ۲۵ لاکھ ۴۸ ہزار کا سونا ہندوستان سے باہر جا چکا ہے۔

—— لاہور ۲۸ مارچ۔ عید بخیریت گزر گئی۔ تا حال کسی جگہ سے فساد کی خبر نہیں آئی ہے۔ لاہور میں پولیس کا انتظام تسلی بخش تھا۔ ہز ایکسلنسی سر سکندر حیات خاں گورنر پنجاب نے شاہی مسجد میں نماز عید ادا کی جہاں مسلمانوں کے کثیر مجمع نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔

—— پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے کہ بی اے کے فزکس کے اے اور بی پرچوں کا امتحان ۲۰ اور ۲۱ اپریل کے بجائے ۳ اور ۴ مئی کو ہوگا۔

—— نئی دہلی ۲۸ مارچ۔ سر جارج شسٹر ۳ اپریل کو دہلی میں اقتصادی کانفرنس کا افتتاح کرینگے۔ معلوم ہوا ہے کہ صوبجاتی حکومتوں کے نمائندگان متعدد کثیر اس کانفرنس میں شامل ہونگے۔

—— نیو یارک ۲۷ مارچ۔ مس نیلا کرام کک (نیلا ناگنی) اپنے بچہ سمیت یہاں پہنچ گئی ہے۔ جس نے مختلف موضوعات پر اظہار خیالات کیا۔ جب اس سے یہ سوال کیا کہ آپ گاندھی جی کی چیلی تھیں تو آپ نے فوراً جواب دیا کہ کون کہتا ہے کہ میں گاندھی جی کی چیلی تھی۔

—— کولمبو ۲۶ مارچ۔ سر آغا خاں اور مسز آغا خاں آج مصر کو روانہ ہو گئے۔ جہاں تین ہفتے ٹھہرنے کے بعد وہ انگلستان کو روانہ ہو جائیں گے۔

—— کانپور ۲۷ مارچ۔ یہاں بقرعید پرامن طریقہ سے گزر گئی۔

—— یکم اپریل سے مدراس اور کلکتہ کے درمیان ہوائی ڈاک کا سلسلہ بند کر دیا جائے گا۔

—— لنڈن ۲۷ مارچ۔ گزشتہ ہفتہ رودبار انگلستان میں کہر کی وجہ سے دو جہازوں میں تصادم ہو گیا جس سے تین سو نفوس ہلاک ہو گئے۔

—— بہاولپور ۲۷ مارچ۔ کل صبح عید کی نماز کے بعد صدیق گڑھ محل میں ہز ہائنس نواب صاحب نے دربار عید منعقد کیا۔ جس میں ریاست کے وزراء۔ اہلکاران، امراء، اور دیگر درباری شریک ہوئے۔

—— کلکتہ ۲۶ مارچ۔ کونسل میں ایک سوال کے جواب میں ہوم ممبر نے بتلایا کہ سنہ ۱۹۰۸ء سے لیکر اس وقت تک دہشت پسندوں نے پچاس سرکاری افسروں کو جن میں سرکاری وکیل بھی ہیں قتل اور ۴۳ کو زخمی کیا۔ سنہ ۱۹۳۰ء سے لیکر اس وقت تک سول نافرمانی کا مقابلہ کرتے ہوئے ۵ سرکاری ملازم ہلاک اور ستر زخمی ہوئے۔

—— نئی دہلی ۲۰ مارچ۔ آل انڈیا ہندی ساہتیہ سمیلن نے ایک قرار داد کے ذریعہ سے فیصلہ کیا ہے کہ ہندی زبان کو ترقی دینے کے لئے پانچ لاکھ روپے خرچ کئے جائیں۔

—— جزیرہ مارشیش کے باشندوں نے آسٹریلیا کے زلزلہ فنڈ میں دس ہزار روپے ارسال کئے ہیں۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۰۳

قل یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق، اپریل ۱۹۳۴ء | نمبر ۲۱

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

یورپ میں ترقی اسلام کی پیشگوئی

(از حضرت مسیح موعود)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

آرہا ہے اسطرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

ہر طرف ہر ملک میں ہے بت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار!!

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ)

بعض وقت دشمن تو اپنی طرف سے استہزا کرتا ہے لیکن اس کی تہ میں دوربین نظر ایک حقیقت کو دیکھ لیتی ہے۔ جن دنوں مسلمانوں کی ایران کے ساتھ جنگ تھی حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق کچھ مسلمان کسریٰ کے دربار میں اس غرض کے لئے گئے کہ اسے بتائیں کہ اسلام کیا ہے ان کی باتوں کو سن کر کسریٰ آپے سے باہر ہو گیا اور حکم دیا کہ ایک مٹی کی ٹوکری ان میں سے ایک کے سر پر اٹھوائی جائے۔ اس کا منشا یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو ایسا ذلیل سمجھتا ہے کہ ان سے ٹوکری اٹھوانے کا کام لے گا۔ مگر وہ بزرگ اس ٹوکری کو خوشی سے اٹھاتے ہوئے واپس آئے اور اس سے یہ فال لی کہ دشمن نے خود اپنی زمین ہمارے سپرد کر دی

آج کل احمدیوں کے دو گروہوں یعنی گروہ قادیان اور جماعت احمدیہ لاہور کو دمشقی اور اندلسی لکھا جاتا ہے۔ دمشق بنی امیہ کی خلافت کے زمانہ میں سلطنت اسلامی کا دارالخلافہ تھا اور اندلس اس مغربی سرزمین کا نام ہے جہاں کچھ باہمت مسلمانوں نے اسلام کا جھنڈا جا لگایا ان خطابات کے عطا کرنے والوں کے ذہن میں جو کچھ ہو سو ہو لیکن اسلامی خلافت کے یہ دو حصے تھے۔ جن میں سے ایک کا رخ مشرق کی طرف تھا اور دوسرے کا مغرب کی طرف۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت لاہور کے کام کا بڑا حصہ بھی مغرب میں ہے اور وہ سرزمین جہاں جا کر اسلام کی حکومت تو سری رک گئی ان کو خدا کے فضل اور اس کی تائید سے روحانی رنگ میں (بقیہ) زیر نگیں لانے میں مصروف ہیں۔ اور اگر ہمارے عاقبت نااندیش مخالف ہمیں ہمارے صحیح نام سے پکارنے کے بجائے اندلسی ہی کہنا چاہتے ہیں تو ہم اس سے یہ نیک فال لیتے ہیں کہ مغرب کو روحانی طور پر فتح کرنے کا کام خود ہمارے مخالف بھی ہمارے سپرد کر رہے ہیں۔ مگر شرق غرب کی خلافت اسلامیہ کو احمدیوں کے سپرد کر کے خود کس چیز کے وارث بنتے ہیں؟

کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ جن کو کافر و دجال کہا جاتا ہے۔ وہ شب و روز اس فکر میں ہیں کہ یورپ میں اسلامی مشن قائم کریں مسجدیں بنائیں۔ لوگوں کو رسول اللہ کے دین میں داخل کریں۔ قرآن شریف کے ترجمے مختلف زبانوں میں کر کے کل دنیا کے سامنے اسلام کی اصل تصویر پیش کریں اور جو لوگ اپنے آپ کو اسلام کے ٹھیکیدار سمجھتے ہیں۔ انہیں شب و روز یہ فکر ہے کہ جو اسلامی مشن یورپ میں قائم ہو چکے ہیں۔ ان کو برباد کریں۔ جو مسجدیں بن گئی ہیں ان کو ویران کریں۔ جو خدا کے کلام کے ترجمے ہو گئے ہیں ان کو نابود کریں جہاں جہاں سے کفرستانوں کے اندر اللہ اکبر کی آواز بلند ہوتی ہو ان تمام مقامات کو خاک کے ساتھ ملا دیں۔ اور اس غرض کیلئے صریح جھوٹا پروپیگنڈا کرنے سے بھی ان کو شرم نہیں آتی۔ یونس زیدی کے نام سے ایک شخص ایک بہتانات اور افتراؤں کا طومار تیار کر کے یہاں بھیجتا ہے وہ ایک مسلمانوں کے اخبار میں چھپتا ہے مگر آخر جب وہیں سے یہ اطلاع بھی اسی اخبار کو مل جاتی ہے کہ یونس زیدی کوئی شخص برلن میں یا جرمنی میں نہیں تو پھر بھی شرم تک نہیں آتی۔ اس جھوٹ کو واپس لینا تو ایک طرف رہا۔

دنیا میں کوئی کام کوئی شخص کرے۔ اس میں اگر نقص اور عیوب ہی تلاش کرنے ہوں تو بہتان اور افترا پردازی کا کیا فائدہ۔ واقعی نقص بھی مل جائیں گے۔ اس وقت جس قدر اسلامی کام ہو رہے ہیں ان میں سے کسی ایک کا نام لو جس میں نقص نہیں۔ مگر یہ کہاں کی اسلامی غیرت ہے کہ اس عظیم الشان اسلامی کام کو جو دنیا کی تاریخ میں خدمت اسلام کا ایک بے نظیر کام ہے۔ یعنے یورپ کے کفرستان کے مرکز میں اسلامی مشن کا قائم کرنا اور مسجد کا بنوانا۔ اسے برباد کرنے کے لئے جھوٹا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ اور یہ ہمت نہیں کہ سارے یورپ میں آٹھ کروڑ مسلمانوں کی آواز ساتھ ہوتے ہوئے ایک ہی مشن پہلے قائم کرلیں۔ ایک ہی مسجد کسی کفرستان میں بنوا دیں۔ ایک ہی زبان میں خدا کے پاک کلام کا ترجمہ کروا دیں۔ حالانکہ اگر سچا جذبہ حمیت اور غیرت اسلامی کا موجود ہو تو آٹھ کروڑ نہیں آٹھ ہزار بلکہ چار ہزار کو بھی ساتھ لے کر کئی مشن قائم کر سکتے ہیں۔

اس قوم کی قسمت پر جس قدر آنسو بہائے جائیں کم ہیں جس کے جسمانی اور روحانی رہبروں کی یہ حالت ہو کہ اسلامی خدمت کے کاموں پر ہاتھ صاف کرنے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور دن رات اس فکر میں ہیں کہ فلاں جگہ تبلیغ اسلام کا کام ہو رہا ہے اسے کس طرح برباد کیا جائے۔ لیکن خود یہ ہمت نہیں کہ کسی کفرستان میں ایک ہی مسجد بنا کر وہاں ایک مشن قائم کر دیں۔ وہ تو دور کی بات ہے۔ لاہور کی بادشاہی مسجد میں عید اضحیٰ کے موقعہ پر یوری "یا" مولانا " یا " آقا " ظفر علی خان ، اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کو پادری کے نام سے یاد کرنے والے ظفر علی خان زلزلہ بہار کی شکستہ مساجد کی تعمیر کے لئے فلک شگاف نعروں کے اندر پچاس ہزار آدمی کے مجمع کو اپیل کرتے ہیں اور اکٹھا ایک کم پچاس روپے چندہ ہو جاتا ہے۔ " اس عدیم المثال اجتماع کے موقعہ پر صرف انچاس روپے چندہ جمع ہوا جس کا نصف تو انجمن نے پہلے ہی مصیبت زدگان بہار کے لئے وقف کر دیا اور باقی نصف مسجد شہید کی تعمیر میں خرچ کرنے کا اعلان کیا تھا " (انقلاب ۶ راپریل صفحہ ۷) پورے پچاس روپے ہو جاتے تو ہزار میں ایک کا حساب تو آسان ہوتا۔ ان انچاس سے بہار کی مسجدیں بھی تعمیر ہو جائیں گی اور شاہ عالمی دروازے کی مسجد بھی بن جائے گی اور باقی کے ساتھ شاید روس میں بولشویکوں میں تبلیغ کے لئے کوئی مشن قائم ہو جائے گا جسکے انچارج نرمی یونس زیدی ہونگے اور جسکے مہتمم مالکان "زمیندار" ہوں گے۔

ان لوگوں کی غیرت اس وقت کہاں جاتی ہے جب بار بار یہ پڑھتے ہیں کہ ان کو یورپ یا ہند میں مساجد کے بنانے کی توفیق تو نہیں ملتی ڈھانے کے لئے آستینیں چڑھائے کھڑے ہیں۔ کیونکہ آٹھ کروڑ مسلمانوں کی لیڈری کا دعویٰ کرنے والے ہمت کر کے ایک مسجد وہاں نہیں بنوا دیتے۔ ایک مشن وہاں قائم نہیں کر دیتے۔ کیا وجہ ہے کہ جس کام کو چار ہزار کا فر کر سکتے ہیں۔ اس کا دسواں حصہ بھی تبلیغ اسلام کے رنگ میں آٹھ کروڑ مسلمانوں کے نمائندے نہیں کر سکتے؟ ہاں دو مسلمان فریقوں میں جنگ کا کام ہو تو ابھی تین تین ہزار چندہ دونوں طرف سے ہو جائے گا۔ اور دیگیں چڑھ جائیں گی۔ اور کھانے والے اور کھلانے والے اور غرانے والے سب آموجود ہوں گے۔ کاش مولانا ظفر علی بہار کی مسجدیں بنوانے کے بجائے برلن مسجد کو ڈھانے کے لئے اپیل کرتے تو انچاس کی جگہ انچاس سو چندہ ہو جاتا اور مسجد کی ویرانی کے ساتھ کچھ ان کو بھی فائدہ ہو جاتا۔

یہ تو دوسروں کی بات ہے میں اپنے دوستوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ اب تک ہم نے بھی کام کی اہمیت کو پورے طور پر نہیں سمجھا ابھی ہم میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو اس عظیم الشان تعمیر اسلامی پر اپنا مال خرچ کرنے سے گھبراتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں اس وقت بخل پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض ہیں جن کو خدا نے اپنے فضل سے بہت دیا ہے۔ مگر جب خدا کی راہ میں اپیل ہو تو وہ حساب کرنے بیٹھ جاتے ہیں کہ ہم اتنا تو پہلے دیتے ہیں اور کیوں دیں؟ بعض ہیں جو اپنی دنیوی ضروریات کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ دینی ضرورت کے وقت ان کے پاس روپیہ نہیں ہوتا۔ ان کی حالت کو دیکھ کر بسا اوقات اس مسلمان لیڈر کی تصویر میرے سامنے آجاتی ہے جو ہزاروں کا مالک ہونے کے باوجود اپنی مفلسی کا رونا رو رہا تھا۔ اور جب اسے یہ بتایا گیا کہ آپ فلاں موقعہ پر تو ہزاروں روپے خرچ کر سکتے ہیں تو بے ساختہ اس کے منہ سے یہ کلمہ نکلا " مگر کسی نیک کام میں دینے کے لئے میرے پاس ایک پائی نہیں "

احمدیہ جماعت میں ایسے آدمیوں کا ہونا جماعت کی ذلت ہے۔ مگر ابھی ایسے لوگ بھی ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو تھوڑا سا دے کر تھک جاتے ہیں۔ اعطیٰ قلیلا واکدیٰ۔ وہ بھی اس کام کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ اور ایسے بھی ہیں جو اپنے دنیا کے کاموں میں خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اور دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ فلاں جگہ سے ہمیں نفع ہو تو ہم اس قدر خدا کی راہ میں دینگے۔ مگر دنیوی کاروبار کا انہماک انہیں اس کی توفیق نہیں دیتا اور جب وہ موقعہ آتا ہے تو پھر کوئی اور دنیوی کشش سامنے آجاتی ہے۔

اگر ہمارے دلوں میں اپنی اس حالت کا صحیح احساس ہوتا کہ ہم اسلام کے وہ سپاہی ہیں جو اس وقت دشمن کے ساتھ ایک سخت مقابلہ کے میدان میں نکلے ہوئے ہیں تو آج ہمارا اپنا کام جس قدر ہو رہا ہے۔ اور وہ سخت ترین مالی مشکلات کے اندر ہو رہا ہے اس سے دو چند بھی ہوتا اور یہ مشکلات بھی نہ ہوتیں۔ اور نہیں تو بارگاہ الٰہی میں گر جاہیے کہ اے خدا تو ہمارے دلوں میں یہ احساس پیدا کر۔

(محمد علی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲	یوم شنبہ ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۲ ہجری	نمبر ۲۱

جرمن مشن کیلئے مستقل مالی امداد کا انتظام!

ایک کام جسے بہت جلد انجام تک پہنچانا چاہیئے

کام کرنے والوں ہی کو تکلیفیں پیش آیا کرتی ہیں۔ بلند مقصد رکھنے والوں ہی کو قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ میدان جنگ کی صعوبتوں سے مجاہد ہی آشنا ہوتے ہیں۔ طوفان کی تیز و تند موجوں کی کیفیت بہادر ناخداؤں ہی کو معلوم ہے۔ وہ لوگ جن کے سامنے کوئی بلند مقصد ہے نہ کبھی وہ میدان مقابلہ میں نکلے ہیں وہ سعی و صعوبت کی لذت سے کس طرح آشنا ہو سکتے ہیں؟ سبک ساران ساحل طوفان کی تند موجوں کو کیا جانیں؟ گھروں کے اندر نرم و گرم گدیلوں اور بستروں پر بیٹھنا کتنا ہی آرام دہ کیوں نہ ہو۔ ساحل دریا کی محفوظ سیر کس قدر ہی پرلطف کیوں نہ ہو لیکن واقعات گواہ ہیں کہ دنیا نے عزت و احترام اور کامیابی کی خلعت فاخرہ میدان مقابلہ میں صعوبتیں جھیلنے والے مجاہدوں، اور طوفانی دریاؤں کی تند موجوں سے کشتیاں لڑنے والے بےجگر ناخداؤں ہی کو پہنائی ہے۔ اللہ کے نزدیک بھی یہی لوگ مقبول ہیں بشرطیکہ وہ کسی نیک مقصد کے لئے ایسا کریں۔

جماعت احمدیہ ایک بلند مقصد کے ساتھ عالم وجود میں آئی ہے وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا مقدس علم لے کر میدان مقابلہ میں نکلی ہے۔ اس نے اپنے سفینہ حیات کو طوفان مخالفت کی لہروں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار کیا ہے تو پھر واقعات و ضروریات ہم سے پے در پے قربانیوں کا مطالبہ نہ کریں تو اور کیا کریں اور ہم اس مطالبہ کو پورا کرنے کے بغیر کامیاب ہوں تو کیونکر ہوں؟ ذرا غور کرو ہمارا وہ مقصد جس کے لئے آج کل ہم خاص طور پر سرگرم عمل ہیں یعنے اسلام کے لئے یورپ کو فتح کرنا کس قدر ارفع اور پاک ہے؟ یہ وہ مقصد ہے جس کے تخیل سے بھی سارا عالم اسلامی عاجز تھا لیکن مجدد زمان کی بلند ہمت جماعت اس کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس جماعت کی جدوجہد کے شاندار نتائج آج ہر آنکھیں رکھنے والے کو نظر آ رہے ہیں بشرطیکہ ان پر تعصب اور حق دشمنی کی پٹی نہ بندھی ہو۔ مغربی ممالک میں مساجد تعمیر ہو گئی ہیں۔ اسلام کے تبلیغی مشن مصروف عمل ہیں۔ بلند پایہ یورپین حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ مگر ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اس کام کا ایک بہت ہی چھوٹا سا حصہ ہے جو ہم نے انجام دینا ہے۔ ہم یورپ کو اس وقت تک فتح نہیں کر سکتے جب تک اس کے ہر ایک ملک اور ہر بڑے شہر میں ہماری مساجد اور مشن موجود نہ ہوں اور اس کی ہر زبان میں قرآن کریم۔ سیرت نبویؐ اور دوسری دینی کتابوں کے تراجم شائع نہ ہو جائیں۔ یہ سب کچھ ہمیں ہی کرنا ہے اگر ہم اس کام کو اختتام تک پہنچانے کی ایماندارانہ اور سرگرم کوشش نہ کرینگے تو یقیناً یقیناً خدا اور دنیا کے سامنے ہماری حیثیت مجرموں کی ہو گی۔ میدان مقابلہ میں صف آرا ہونے والا مجاہد، گھر میں محفوظ بیٹھنے والے آرام طلب اور بےحمیت شخص سے یقیناً اچھا ہے لیکن وہ شخص جو میدان مقابلہ میں نکلنے کے بعد مشکلات سے گھبرا کر پیٹھ دکھاتا ہے گھر میں بیٹھنے والے آرام طلب اور بےحمیت شخص سے بھی زیادہ برا ہے کیونکہ یہ مومنوں اور مردوں کا شیوہ نہیں۔

اگر ہمیں فتح یورپ کی مہم میں مشکلیں پیش آئیں اور ہمیں بار بار قربانیاں کرنی پڑیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ ہم نے برلن میں ایک شاندار مسجد بنائی اور باقاعدہ مشن جاری کیا اس کے لئے ہمیں مسلسل قربانیاں کرنی پڑیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم اپنے کام کو اسی مرحلہ پر بس کر دیں یا قربانیوں کے سلسلہ کو بند کر دیں۔ بیشک برلن مسجد و مشن کے مصارف ہماری انجمن کی مالی مشکلات کا باعث ہیں۔ لیکن ان مشکلات کو ہم اپنی مالی قربانیوں سے دور کر سکتے ہیں۔ جرمنی کے سکّے مارک کی قیمت بڑھ جانے سے ہم پر بہت زیادہ اور غیر متوقع بوجھ آن پڑا ہے۔ اگر انجمن کی موجودہ آمدنی پر برلن مشن کے اخراجات کا بار ڈالا جائے۔ تو دوسرے کاموں کو نقصان پہنچتا ہے اس مسجد کی آبادی و رونق میں فرق ڈالنا یا مشن کے کام کو بند کر دینا ایک ایسی بات ہے۔ جس کا خیال تک بھی دل میں لانا ہمیں گوارا نہیں۔ انہی امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے برلن مشن کے لئے مستقل مالی امداد کی تحریک کی تھی۔ جس کی صورت یہ تجویز ہوئی تھی کہ ہر ایک دوست اپنی ہمت اور حلقہ اثر کے مطابق کوئی رقم معین کر لے۔ اور اتنی رقم کی مستقل مالی امداد غیر از جماعت اصحاب سے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اس امر کا خیال رکھا جائے کہ جس قدر رقم اپنے ذمہ لی جائے اس کا انتظام ضرور کر دیا جائے دوسرے یہ کہ امداد خواہ کس قدر کم کیوں نہ ہو لیکن مستقل صورت میں ہو جسے ہم ہر ماہ حاصل کرتے رہیں۔ چنانچہ بعض دوستوں نے کچھ رقوم اپنے ذمہ بھی لیں لیکن ابھی تک اس کام پر بحیثیت مجموعی کما حقہ توجہ نہیں دی گئی ضرورت ہے کہ جلد سے جلد غفلت کو خیرباد کہکر یہ کام پوری سرگرمی سے شروع کر دیا جائے۔ اور ہر ایک دوست کچھ تکلیف اٹھا کر اور اپنے وقت کی قربانی کر کے اس کو انجام تک پہنچانے میں معاون ہو تاکہ ہم جرمن مشن کی مالی مشکلات سے بےفکر ہو کر فتح یورپ کے لئے کوئی نیا قدم اٹھا سکیں۔ کسی کام کو درمیان میں لٹکائے رکھنا مجاہدوں کا شیوہ نہیں۔ نوجوان دوست خاص طور پر ہمارے مخاطب ہیں مطبوعہ اپیلیں اور رسید بکیں دفتر سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

ہنگامۂ اجودھیا

افسوس امسال بھی عید اضحیٰ ہندوؤں کی پست ذہنیت اور شرانگیزی کے سبب امن سے نہ گزر سکی۔ متعدد مقامات پر مہا سبھائیوں نے فساد برپا کئے جن میں سے اجودھیا (فیض آباد یو۔ پی) کا ہنگامہ سب سے زیادہ افسوسناک ہے۔ اجودھیا اور فیض آباد کے درمیان ایک چھوٹا سا قصبہ شاہجہانپور واقع ہے اس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اور زمانہ قدیم سے وہاں مسلمان قربانی کرتے آئے ہیں۔ امسال ہندوؤں نے خواہ مخواہ شور مچایا کہ مسلمانوں کو قربانی سے روکنا چاہا۔ حکام ضلع نے امن قائم رکھنے کے لئے ہ مسلمانوں اور ہ ہندوؤں کی زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری ضمانتیں طلب کیں۔ پھر مسلمانوں نے صفائی پیش کرنے کی اجازت چاہی جو ہندو حاکم نے نہ دی۔ مسلمانوں نے مچلکہ اور ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ حاکم نے ان کو جیل بھیجدیا۔ اور ہندوؤں نے ضمانتیں داخل کر دیں اس کے بعد مسلمانوں میں شدید بے چینی پھیل گئی۔ ڈپٹی کمشنر نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ قربانی گاؤ اس قصبہ میں زمانہ قدیم سے ہوتی آئی ہے۔ چنانچہ عید کے دوسرے روز ڈپٹی کمشنر، تحصیلدار، حاکم پرگنہ اور متعدد معزز مسلمانوں کی موجودگی میں چند گائیں قربان کی گئیں۔ اجودھیا اور قرب و جوار کے ہندو پہلے ہی آمادہ فساد تھے۔ حکام کے وہاں سے جاتے ہی انہوں نے چاروں طرف سے مسلمانوں پر مسلح یورش کر دی۔ لاٹھیاں۔ بلم اور تلواریں آزادی سے استعمال کی گئیں۔ گروکل کے طلبہ اور بیراگیوں نے نہایت ہولناک مظالم کئے۔ سنا ہے کہ ایک مسلمان خاتون کو بھی ان ظالموں نے شہید کر دیا۔ مسلمان ہندوؤں کے ارادہ سے بالکل بےخبر تھے۔ اس لئے ہندوؤں کو قتل و غارت اور لوٹ مار کا اچھی طرح موقع مل گیا۔ اس ہنگامہ کی تفصیلات روزانہ اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ مسلمانوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ چار مسلمان شہید اور بہت سے مجروح ہوئے۔ متعدد مساجد کو نقصان پہنچایا گیا۔ کئی ایک مکانات جلا دیئے گئے۔ سرکاری اور غیر سرکاری رپورٹوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کے اس شرمناک ظلم کو نہایت صبر سے برداشت کیا۔ اور کسی ایک ہندو کو خراش تک بھی نہیں آئی۔ ہندو ذرائع سے موصول شدہ خبریں بھی اس حقیقت کی تائید کرتی ہیں۔

یہ افسوسناک ہنگامہ ہندو ذہنیت کا کافی طور پر آئینہ دار ہے۔ بےقصور مسلمانوں کا قتل عام ہوتا ہے۔ ان کو مجروح کیا جاتا ہے ان کی عبادت گاہیں مسمار کی جاتی ہیں ان کے مکانوں کو لوٹا اور جلایا جاتا ہے لیکن کسی ایک ذمہ دار ہندو لیڈر یا اخبار کو اس شیطانی حرکت کے خلاف آواز بلند کرنے کی توفیق نہیں ہوتی بلکہ سب کے سب ہندو بلوائیوں کی حمایت میں مصروف ہیں۔ جب کسی قوم کی ذہنیت اس قدر پست ہو چکی ہو تو اس سے کسی اچھی بات کی توقع نہیں کی جا سکتی البتہ ہم حکومت سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس نے اس مصیبت کا کیا علاج سوچا ہے۔ ہمارا ایمانداری سے یہ خیال ہے کہ مسلمانوں کے اس قتل عام کی ذمہ داری بہت بڑی حد تک مقامی حکام پر بھی ہے جنہوں نے قیام امن کے لئے بروقت کوئی انتظام نہ کیا

حکومت کا فرض ہے کہ وہ مقامی حکام سے سختی سے باز پرس کرے اور ہندو مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ اور کوئی ایسا انتظام کرے۔ کہ اس قسم کے ہنگاموں کا کلی طور پر انسداد ہو جائے۔ عید آخر ہر سال آئے گی مسلمان قربانیاں بھی کرینگے۔ اگر موجودہ صورت قایم رہی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سال متعدد مقامات پر ہندو
[illegible]

پندرہ فیصدی پاسنگ دیا جا سکتا تھا۔ لیکن اسی فیصدی اکثریت کو باون فیصدی نشستوں پر ٹرخانے کی کوشش کو انصاف نہیں کہا جا سکتا ہے۔ مسلمانان کشمیر کی بے چینی اور مصائب کا واحد علاج انصاف ہے۔ جس کے لئے حکومت کشمیر آمادہ نہیں ہوتی۔ اس لئے موجودہ حالات میں حکومت کشمیر اور اس کی مسلمان رعایا کے
[illegible]

دراز حقیقت تحریریں شائع ہو رہی ہیں۔ حیرت ہے کہ "پرتاپ" نے تو معافی نامہ شائع کر دیا اور "پرکاش" بدستور اپنی افسوسناک روش پر قایم ہے۔ اگر "پرتاپ" کے معافی نامہ میں ذرہ بھر بھی اصلیت موجود ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ "پرکاش" اپنے طرز عمل میں تبدیلی کر کے اسی قسم کا معافی نامہ شائع نہ کرے۔ شاید کہہ دیا جائے کہ "پرکاش"
[illegible]

مظلوم نومسلموں کی فریاد

گزشتہ دنوں چک کچا کھوہ متصل خانیوال میں جو لوگ مسلمان ہوئے تھے ان کو قبول اسلام کی وجہ سے طرح طرح کی تکالیف دی جا رہی ہیں چک کا نائب سپرنٹنڈنٹ ان کے ساتھ نہایت معاندانہ اور خلاف قانون سلوک کر رہا ہے۔ عید اضحیٰ کے روز ان لوگوں نے نماز عید میں شمولیت کی غرض سے رقعے طلب کئے۔ جواب میں نائب سپرنٹنڈنٹ نے بلا وجہ ان کو گالیاں دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ مقدس مذہب اسلام کی شان میں بھی ہرزہ سرائی کی۔ ایک ہندو پنڈت چک میں آیا ہوا ہے۔ جو ہر روز مذہبی حملے کرتا رہتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں کو لالچ دے کر اور مرعوب کر کے مرتد کرنے کی کوشش بھی کی جا رہی ہے۔ نائب سپرنٹنڈنٹ کے اس طرز عمل سے تنگ آ کر ان لوگوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اقوام جرایم پیشہ کیمبل پور میں درخواست دی ہے جس کی نقل اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج کی جا رہی ہے۔ اس میں انہوں نے اپنی شکایات کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:۔

"ہمارے مذہبی کاموں میں مداخلت کرنے والوں کو تنبیہ کی جائے تاکہ آئندہ کوئی فساد نہ ہو جائے ..... اب تک ہم خاموش رہے ہیں۔ اگر کسی جوشیلے آدمی نے اس (پنڈت) کو کچھ کہا تو ہم ذمہ دار نہ ہونگے۔ حضور کو اطلاعاً لکھ دیا ہے مناسب تدارک فرمایا جائے۔"

اس قسم کا نامناسب سلوک اور مذہبی حملے بالکل ناقابل برداشت ہیں۔ اس درخواست سے معلوم ہوتا ہے کہ نومسلموں کو ہندو نائب سپرنٹنڈنٹ اور اس کے زیر اثر لوگوں نے حد سے زیادہ دق کر رکھا ہے۔ یہ صورت حالات صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اقوام جرائم پیشہ کی اولین توجہ کی مستحق ہے۔ ضرورت ہے کہ اس قانون شکن نائب سپرنٹنڈنٹ سے نہایت سختی کے ساتھ باز پرس کی جائے۔ اور اس کو وہاں سے تبدیل کر کے کوئی ایسا آدمی بھیجا جائے جو قانون و قواعد کی پابندی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کر سکے۔

حکومت کشمیر کی تازہ تجویز

سول کی اطلاع ہے کہ حکومت کشمیر نے مجوزہ اسمبلی میں مسلمانوں کے تناسب میں برائے نام اضافہ کر دیا ہے۔ یعنی نئی تجویز کے مطابق ان کا تناسب ۵۲ فیصدی ہوگا۔ سرکاری اور غیر سرکاری ارکان کو ملا کر مسلمان ممبروں کی تعداد کل ۳۵ ہوگی جن میں ۲۱ منتخب ۶ نامزد ۳ کونسلر اور ۵ سرکاری ہوں گے۔ افسوس ہم اس فیصلہ پر ہز ہائنس مہاراجہ بہادر اور ان کی حکومت کو مبارکباد نہیں دے سکتے ... یہ غیر منصفانہ تجویز کسی طرح بھی مسلمانان کشمیر کے لئے قابل قبول نہیں ہو سکتی ہے۔ ریاست میں مسلمانوں کی آبادی ۸۰ فیصدی ہے ... اقلیتوں کو پانچ۔ دس۔ ...

"پرکاش" کی اشتعال انگیزیاں

مشہور آریہ اخبار "پرتاپ" عرصہ سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شر انگیزی میں مصروف تھا اور اخلاق و قانون کی حدود سے بہت تجاوز کر گیا تھا۔ مسلمانوں نے اس کی شرارت پر صدائے احتجاج بلند کی جس پر اس نے معافی مانگ لی۔

"الفضل" سے ایک درخواست
حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی تحریر پیش کیجیے

کچھ عرصہ ہوا "الفضل" نے اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں لکھا تھا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورہ بقرہ کی آیت والذین یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاخرۃ ھم یوقنون کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں تین وحیوں کا ذکر ہے اول اس وحی کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیا پر نازل ہوئی اور تیسری وہ جو حضرت مسیح موعود سے متعلق تھی۔"

(۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۴)

کیا "الفضل" حضرت مسیح موعود کے قلم کی کوئی ایسی تحریر بتلا کر ہمیں ممنون کرے گا۔ جس میں آپ نے ان خیالات کا اظہار فرمایا ہو؟

"پرتاپ" نے اپنے معافی نامہ میں لکھا تھا کہ وہ

(الف) "اس بات کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ مسلمان دوستوں کی کسی وجہ سے بھی دل آزاری ہو اس لئے وہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ خواہ اس کے نزدیک اس کی تحریرات پیغمبر اسلامؐ کی توہین کا پہلو نہ بھی لئے ہوئے ہوں تاہم وہ مسلمانوں سے ان تحریرات کے لئے بغیر کسی مزید حجت یا عذر کے معذرت خواہ ہو۔"

(ب) ہمارے عقیدہ میں اس ملک کی نجات ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد ہی سے ہو سکتی ہے۔ اور اس اتحاد کی پہلی شرط یہ ہے کہ ایک دوسرے کے مذہبی
[illegible]

اخبار بین اصحاب اس حقیقت سے بے خبر نہ ہونگے کہ "پرتاپ" کی طرح "پرکاش" بھی مہاشہ کرشن کا اخبار ہے۔ اور اس میں اسلام کے متعلق "پرتاپ" سے بھی زیادہ اشتعال انگیز، توہین آمیز اور
[illegible]

"پرتاپ" کی حیثیت سے تو مسلمانوں کی دل آزاری کے خلاف ہیں۔ اور ہندو مسلم اتحاد اور دوسری اقوام کے مذہبی پیشواؤں کی عزت کو ضروری سمجھتے ہیں لیکن مالک "پرکاش" کی حیثیت سے وہ مسلمانوں کی دل آزاری کو جائز قرار دیتے ہیں اور ہندو مسلم اتحاد اور دوسری قوم کے مذہبی بزرگوں کی عزت کرنے کے اشد ترین مخالف ہیں۔ ظاہر ہے ان کی یہ پوزیشن نہایت مضحکہ انگیز اور قابل اعتراض ہے۔ ہماری رائے میں تو جب تک "پرکاش" بھی معافی نامہ شائع نہ کرے اس وقت تک "پرتاپ" کے معافی نامہ کی کوئی حقیقت نہیں سمجھی جاہیے

(بقیہ صفحہ ۱۵)

اور ایک ذرہ بھر بھی بے لطفی نہیں ہوئی۔ بلکہ سیف الاسلام والوں نے پہلے ہی لال حسین کو کہہ دیا تھا کہ خبردار اگر کوئی زبان درازی کی ورنہ ہم تمہیں اسی وقت ٹوک دینگے۔ یہ اہل دہلی کی شرافت کی نشانی ہے اور ہم ان کے شکر گزار ہیں

لال حسین کا اعتراف

دہلی کے مناظرہ سے پہلے میرٹھ میں اسی موضوع پر ایک گھنٹہ شام کو مناظرہ ہوا تھا میں نے جو دلائل پیش کئے تھے ان کو چھوڑ کر لال حسین نے وہی کج بحثی اختیار کی تھی میں نے بہتیرا کہا کہ تم اصل سوال سے دور جا کر اور اور اعتراض کیوں کرتے ہو۔ مگر آپ کب باز آنے والے تھے۔ وقت کی قلت اور عدم موجودگی کتب کی وجہ سے مباحثہ ادھورا رہا اور فرمائشی نعرہ اللہ اکبر لگوا کر مباحثہ ختم کر دیا گیا چونکہ صبح کو پہلے ۳ گھنٹے مناظرہ ہو چکا تھا جس میں لال حسین صاحب کو سر چھپانے کو جگہ نہ ملتی تھی اور میں نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کا نبوت کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ ہے جسے مجازی نبوت کہتے ہیں۔ اور اس سے دعویٰ نبوت لازم نہیں آتا۔ اور ایسے زبردست دلائل سے ثبوت پیش کیا گیا کہ لال حسین نے اس بحث کو چھوڑ کر مسئلہ کفر و اسلام پر بحث شروع کر دی جب اس پر بھی شکست کھائی تو آپ نے بحث سے عذر کر دیا اور پھر مولوی مبارک حسن صاحب کے سامنے اقرار کیا کہ مولوی صاحب سچ یہ ہے کہ آپ کا طرز استدلال بہت زبردست ہے اور خود مولوی مبارک حسن صاحب نے بھی اس امر کا اعتراف کیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ احمدیت کی فتح کا اقرار ہے۔ جو لال حسین صاحب کو مجبوراً کرنا پڑا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

نوٹ:۔ دہلی میں اس مناظرہ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ دشمن تک ہماری فتح مبین کے قائل ہو گئے۔ آریہ۔ عیسائی اور اکثر غیر احمدی ہمیں مبارکباد دینے سے رک نہ سکے۔

(عمر الدین احمدی ۲۹-۳-۳۴)

درخواست دعا:- جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب مہتمم کی بیگم صاحبہ علیل ہیں ان کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

ہماری تبلیغی ڈاک

(مرتبہ جناب خان صاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

ترکی

کرنیل رشید غالب بے صاحب جو پہلے آسٹریا میں تھے اب استنبول میں آگئے ہیں اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ اخبار لائٹ کے لئے مشکور ہوں آپ کا لٹریچر نہایت دلچسپ ہے۔ اور اسلام کی صحیح تصویر ظاہر کرتا ہے۔ مجھے اس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ آپ کی انجمن کسی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے مستقل مزاجی سے اسلام کی اشاعت میں مصروف اور ہر جگہ کامیاب ہوتی جارہی ہے۔ جب سے میں نے آسٹریا چھوڑا مجھے مجبوراً خط و کتابت بند کرنی پڑی۔ اب میرا یہاں مستقل قیام ہے اس تھوڑے سے عرصہ کے درمیان آپ کا کام بڑی ترقی کر گیا ہے اور آپ کے خیالات دنیا پر چھاتے جارہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بھی زیادہ کامیابی عطا کرے۔

پولینڈ

پولینڈ کے ایک شخص مسٹر وانڈال ۲ بدوی نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کو لکھا تھا کہ وہ قرآن شریف کے پولش و عبرانی تراجم معہ عربی متن شائع کرنا چاہتا ہے جس کی وہاں بہت ضرورت تھی۔ کیونکہ ۳۲ ملین باشندگان پولینڈ میں سے صرف ہزار ڈیڑھ ہزار شخص ہی قرآن سے واقف ہیں یہ ترجمہ پانچہزار کی تعداد میں چھاپا جائے گا۔ جسکے اخراجات ایک ہزار پاونڈ ہونگے۔ اس چٹھی کی نقل رجسٹرار یونیورسٹی نے ہمیں بھیجی کہ ہم اس پر مناسب کارروائی کریں۔ ہم نے اس کے متعلق پولینڈ کے دوستوں سے استفسار کیا۔ جن سے معلوم ہوا کہ ایسا ترجمہ مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس خیال کو ترک کر دیا گیا۔

ڈاکٹر سول کٹمین پولینڈ سے لکھتے ہیں کہ میں علوم شرقیہ کا پروفیسر ہوں اور عربی زبان میں قرآن کریم کے مطالعہ میں مصروف ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کا مطالعہ زیادہ غور و خوض سے کروں اس لئے حضرت مولانا محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمۃ القرآن معہ عربی متن بھیجدیں تاکہ میں یہاں کے رسالہ جات و اخبارات میں اس کا ریویو شائع کروں۔ ایک علم تاسمہ کی بھی درکار ہے۔ وہ بھی بھیج دیں۔

البانیا

(۱) حافظ عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا۔ آپ اشاعت اسلام کے لئے یورپ میں جو جدوجہد کر رہے ہیں ہم اسے استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ میں آپ کو قرآن کریم کا البانوی ترجمہ مصادل بھیجتا ہوں جسے میں نے نہایت محنت سے تیار کیا ہے انشاءاللہ خدا نے توفیق عطا فرمائی تو باقی اجزاء بھی شائع کروں گا جو ئیں گے اس سے پہلے جو کتب اور قرآن کریم آپ سے منگوائی گئی تھیں اسے میں نے یہاں کے کتب خانہ میں عوام کے مطالعہ کیلئے رکھدیا ہے اور لوگ ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر اور لٹریچر بھیجدیں تو دوسری لائبریریوں میں بھی رکھدیا جائے۔

(۲) مسٹر ثابت لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کی تحریک سے گہری دلچسپی ہے اس لئے یہ خط لکھتا ہوں آپ میری معلومات کو وسیع کرنے کے لئے مزید لٹریچر بھیجدیں۔ ہمارے ملک میں مذہب اسلام کے بارہ میں بہت کم لٹریچر موجود ہے۔ آپ کی جماعت کی شہرت تمام دنیا میں پھیل رہی ہے اور ہر جگہ کے مسلمان آپ کی خدمات اسلامیہ کے معترف ہیں نہ صرف میرے لئے بلکہ دوسرے لوگوں میں تقسیم کے لئے بھی لٹریچر درکار ہے اس لئے جتنی جلدی ہو سکے لٹریچر بھیجکر مشکور کریں۔

(۳) مسٹر خلیل لکھتے ہیں کہ میں ۱۹۲۲ء سے اپنے شہر کے ایک مشہور عالم سے مختلف علوم اسلامی حاصل کر رہا ہوں اور اس سال کورس ختم کر لیا ہے۔ مندرجہ ذیل علوم کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ صرف و نحو۔ معانی۔ مناظرہ۔ منطق۔ عقائد۔ فقہ۔ وضع۔ تاریخ اسلام۔ ۱۹۲۶ء میں ہمارے شہر میں علوم اسلامیہ کا ایک بڑا مدرسہ قائم ہوا۔ چار سال تک میں نے اس میں تعلیم پائی۔ لیکن آخرکار ۱۹۳۰ء میں وہ مدرسہ بند ہو گیا جسکے بعد میں پرائیویٹ طور پر اپنے استاد سے پڑھتا رہا۔ میرا ارادہ علوم اسلامی کی تکمیل کا ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں اس سے زیادہ حصول علوم اسلامی کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ میں کہیں باہر جاکر تکمیل علوم کروں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ تیس سال سے مشرق کی طرف سے اسلام کی روشنی ساری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ خصوصاً جماعت احمدیہ کی طرف سے۔ اس لئے خدمت اسلام و ملک کے اس جذبہ کی تکمیل کے لئے میں عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے زیر سایہ لے کر اس مبارک کام پر لگائیں۔ کیونکہ ہمارے ملک میں تین مذاہب ہیں اور غیر مذاہب کا اثر مسلمان قوم پر بہت پڑتا جارہا ہے۔

(۴) مسٹر عبدالرحمن لکھتے ہیں کہ مجھے آپ سے خط و کتابت کرنے کا بہت اشتیاق تھا۔ سب سے پہلے میں ان خدمات اسلام کے لئے جو آپ کر رہے ہیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے۔ مہربانی کر کے حضرت نبی کریمؐ کی سوانح عمری مجھے بھیجکر مشکور فرمائیں۔ میں یہاں ایک طالب علم ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ آپ کے ذریعہ سے تعلیم اسلام سے واقف ہو جاؤں۔

ہنگری

مسٹر عبدالکریم لکھتے ہیں کہ آپ کی کتاب ترجمۃ الاحادیث اور حضرت مولانا صاحب کی کتاب خلافت راشدہ ملیں حضرت مولانا صاحب نے مجھے اپنی تازہ تصنیف بھیجنے کے لئے لکھا تھا۔ جس کا مجھے انتظار تھا۔ جب دو سال ہوئے میں آپ کے درمیان تھا۔ تو میں نے قرآن کریم کے ہنگری ترجمہ کی تحریک کی تھی۔ لیکن چونکہ انجمن اپنے جرمن ترجمہ کے کام میں مصروف تھی اس لئے اس نے ہنگیرین زبان کے ترجمہ کا معاملہ ملتوی کر دیا۔ وطن پہنچکر مجھے معلوم ہوا کہ ہنگری ترجمہ ہو جانا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہاں ایک مختصر سی اسلامی جماعت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے مسلمان کئی سرویا سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہو گئے ہیں۔ پھر خود ہنگری کے غیر مسلم اسلام سے دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہ غریب لیکن بہادر جماعت گل بابا صاحبؒ کے مزار پر جمع ہوتی ہے۔ جو یہاں ۱۵۴۱ء سے مدفون ہیں وہ ایک ایسے بزرگ گزرے ہیں کہ ترکوں کا بادشاہ سلیمان ان کے جنازہ میں شریک ہوا۔ اور انہیں خود آکر سپرد خاک کیا۔ صدیوں تک سرزمین یورپ کا یہ واحد مزار جو مسلمانوں کی نشانی ہے لوگوں کی زیارت کا مرکز رہا۔ لیکن بعدازاں یہ کس مپرسی کی حالت میں ہو گیا۔ اور اب پھر یہ مزار یہاں کے مسلمانوں کے لئے مرکز بن گیا ہے کچھ عیسائی لوگ بھی اسلام کی عزت اور محبت کی وجہ سے اس کے اخراجات میں حصہ لیتے ہیں۔ اور سرکاری طور پر یہ آثار قدیمہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا میں اس کا فوٹو حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں بھیج چکا ہوں جسکے ساتھ کچھ مختصر حالات بھی تھے۔ دوسرا قدم ترقی اسلام کے لئے قرآن کریم کا ہنگری زبان میں ترجمہ کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارے اہل وطن تعلیم قرآن سے بالکل ناواقف ہیں۔ باوجودیکہ کئی جرمن تراجم قرآن موجود ہیں۔ لیکن ہماری مادری زبان میں کوئی بھی ترجمہ موجود نہیں سوائے ایک کے جسے ایک متعصب رومن کیتھولک پادری نے کیا تھا اور جو حضرت نبی کریمؐ پر گندے اعتراضات کرنے اور اسلام کی بھیانک تصویر دکھانے کے لئے کیا گیا تھا۔ اور جسے شائع ہوئے ایک صدی ہو چکی ہے۔ اور جو خوش قسمتی سے اب نایاب ہے۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کا ہنگری ترجمہ کر کے اسلام کی صحیح تعلیم کو پیش کیا جائے لیکن ہماری جماعت ابھی کمزور اور غریب ہے۔ اس لئے اخراجات طباعت برداشت کرنے کے ناقابل ہے۔ علاوہ ازیں اس پر اور بھی اخراجات ہونگے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کے سامنے اپیل کی جنہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں مسلمانان ہند سے اس بارہ میں اپیل کروں اس پر میں نے فوراً ڈاکٹر سر محمد اقبال کو لکھا اور آپ کی جماعت سے بھی عرض کرتا ہوں کہ ہنگری زبان میں ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے لئے مالی امداد دیں۔ چھ سات ہزار روپے سے زیادہ اس کام پر صرف نہ ہوگا جو دو تین اقساط میں ادا کیا جا سکتا ہے مہربانی کر کے اسے اپنی جماعت کے سامنے رکھیں اور ان پر زور دیں کہ اس مبارک کام کو ہاتھ میں لیں جس کا اخلاقی اثر آپ کی جماعت احمدیہ کے لئے نہایت مبارک ہوگا۔ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں جو اسلام کے ان تھک خادم ہیں میرا سلام عرض کر دیں میں آپ کی انجمن کا تہہ دل سے مشکور ہوں جو میری ان خدمات اسلام کی قدردان ہے جو میں یہاں ادا کر رہا ہوں۔

انگلستان

مسٹر محمود عظمی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کے اخبارات و رسائل کے نمونہ جات پہنچے۔ آپ کا لٹریچر بیحد دلچسپ ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر یہاں آپ کی کتب کی ایک ایجنسی قائم کی جائے جیسا کہ عیسائی مشنوں کی ہیں تو اسلام کے لئے نہایت مفید ہوگا کیونکہ بہت سے لوگ علوم اسلامی کی کتب کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ اور ہم ان کو اس طرح سے مدد دے سکیں گے۔

جماعت قادیان کی "ترقی"

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

قادیانی جماعت کا قدم روز بروز حضرت مسیح موعود کے سچے عقائد کے خلاف جا رہا ہے۔ یہانتک کہ اب وہ حضرت مرزا صاحب کی وحی کو کتاب اللہ ماننے لگے ہیں۔ اور بعض قادیانی ا ربعین کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود کو صاحب الشریعت نبی بھی کہہ دیتے ہیں۔ جس کا سخت افسوس ہے حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں:۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم وز خداوند منذرم

یعنی میں ایک ملہم ہوں اور خدا کی طرف سے ڈرانے والا۔ میں نہ شریعت والا رسول ہوں اور نہ ہی میں کوئی کتاب لایا ہوں۔

پس حضرت مرزا صاحب کی وحی کو کتاب اور بعض قرآنی احکام جو بطور تجدید نازل ہوئے ان کو شریعت قرار دینا محض شرارت اور ظلم عظیم ہے۔

ایک واقعہ

ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین رض کے زمانہ میں حافظ روشن علی صاحب نے مولانا موصوف سے کہا کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب الشریعت نبی ہیں یہ سنتے ہی حضرت مولانا کو سخت غصہ آگیا۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور بڑے غضب سے فرمایا جوایسا کہتا ہے...... ! حافظ روشن علی صاحب کانپنے لگے۔ اور خاموش ہو گئے۔ ایک دوسرے احمدی بھائی نے کہا کہ حافظ صاحب ایک دفعہ اور پوچھ لو تو مزا آجائے گا۔ حافظ صاحب نے کہا کہ میں نے تو تحقیق کے لئے پوچھا تھا۔ تاکہ یہ مسئلہ صاف ہو جائے۔

میں اس احمدی دوست کو جانتا ہوں وہ میاں صاحب کا خاص مرید ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی احمدی اس واقعہ سے باخبر ہونگے مگر امید نہیں کہ وہ اب سچی شہادت دیں۔ میرا تو خیال ہے کہ خود جناب میاں صاحب کو اغلباً اس واقعہ کی خبر ہے اس لئے اس کی تردید سے پہلے قادیانی جماعت کو چاہئے کہ اچھی طرح اپنے گھر کا جائزہ لے لے تاکہ ایسا نہ ہو کہ انکار پر شرمندگی اٹھانی پڑے۔

اس واقعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کوئی جماعت ایسی موجود تھی جو اروپی صاحب کی ہمخیال تھی اور وہ چاہتی تھی کہ حضرت مرزا صاحب ایک مستقل صاحب شریعت رسول کی حیثیت سے منوائے جائیں لیکن حضرت مولانا نورالدین صاحب کی ڈانٹ سے اس وقت یہ فتنہ دب گیا۔ البتہ اروپی صاحب نے علی الاعلان مرزا صاحب کو صاحب الشریعت نبی لکھنا اور شائع کرنا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے انہیں حضرت مولانا نورالدین رض نے جماعت سے خارج کر دیا۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ انکے ہمخیال اس وقت خاموش ہو گئے۔ اب یہ فتنہ قادیان سے ازسرنو شروع ہوا ہے۔ اور رفتہ رفتہ بڑھتا جا رہا ہے۔ ڈر ہے کہ جناب میاں صاحب اور ان کی جماعت اسلام سے بالکل الگ ایک مذہب بنا کر کھڑا نہ کر دیں۔ اور یہی امر جناب میاں صاحب کے الٹا مصلح موعود ہونے کا ثبوت نہ بن جائے۔

ماہ ــــ مئی ــــ کا

ماہوار ایڈیشن قابل دید و لائق مطالعہ ہوگا

ریڑھ کی ہڈی کا بخار

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

حال ہی میں پنجاب کے بعض اداروں اور نیز لاہور اور صوبہ کے بعض دوسرے شہروں کی سول آبادی سے ریڑھ کی ہڈی کے بخار کی وارداتوں کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ریڑھ کی ہڈی کا بخار ایک متعدی بیماری ہے۔ جو ایک ایسے جرم سے پیدا ہوتی ہے۔ جس سے دماغ کی جھلیوں اور ریڑھ کی ہڈی میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے جراثیم ناک کے ذریعہ جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ بیماری عام طور پر ان لوگوں کے ذریعہ پھیلتی ہے جن میں بظاہر مرض کی علامات نہیں پائی جاتیں لیکن جن کے حلق میں جراثیم ہوتے ہیں۔ جو ان لوگوں کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں جو جراثیم رکھنے والوں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ یا ان کے قریب سوتے ہیں۔ لہذا یہ بیماری ایک دوسرے کے بہت زیادہ قریب رہنے اور ایک ہی جگہ بہت زیادہ اشخاص کے اکٹھے ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔

چھوت لگنے اور بیماری کی ابتدائی علامات نمودار ہونے کا درمیانی عرصہ دو سے دس دن تک اور بالعموم چار یا پانچ دن ہوتا ہے ابتدائی علامات عام طور پر حسب ذیل ہوتی ہیں:۔

سخت درد سر۔ قے۔ درجہ حرارت ۱۰۱ سے ۱۰۴ تک پہنچ جاتا ہے۔ ایک اہم علامت یہ ہے کہ گردن بتکلیف دہ طور پر اکڑ جاتی ہے بعض صورتوں میں پیٹھ بھی اکڑ جاتی ہے۔ اس کے بعد بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ اور مریض بخار میں بڑبڑانے لگتا ہے۔ بچوں میں عام طور پر تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بیماری اکثر اوقات مہلک ہوتی ہے۔ اور تاوقتیکہ باقاعدہ طور پر علاج نہ کیا جائے۔ مریضوں کی بیشتر تعداد ہلاک ہو جاتی ہے

مرض کا انسداد کس طرح کیا جا سکتا ہے؟

(۱) جب ریڑھ کی ہڈی کے بخار کا شبہ ہو فوراً ڈاکٹر کو بلایئے۔

(۲) واردات کی اطلاع فوراً افسران صحت کو دینی چاہئے۔

(۳) مریض کو علیحدہ رکھو۔ اس کے تمام برتن الگ ہوں۔ اور اس کی ناک اور حلق سے جو رطوبت نکلے اسے کاربالک یا لائیزول کے لوشن میں رکھنا چاہئے۔

(۴) بیماری کے اختتام پر کمرے اور سامان کو دافع عفونت ادویات سے پاک و صاف کرنے کا انتظام کرنا چاہئے۔

(۵) وبا کے دوران میں ایسے مقامات پر نہیں جانا چاہئے جہاں بہت زیادہ بھیڑ ہو۔ مثلاً سینما، تھیٹر، ریسٹورنٹ وغیرہ۔

(۶) علیحدہ علیحدہ پلنگوں پر سونا چاہئے جن کے درمیان کم از کم تین فٹ کا فاصلہ ہو۔

(۷) دن رات کمروں کی کھڑکیاں کھلی رکھو اور جہانتک ممکن ہو تازہ ہوا آنے دو۔

(۸) پینے کے برتن علیحدہ علیحدہ ہونے چاہئیں۔

(۹) ہر شخص کو کھانسنے اور چھینکنے کے وقت رومال استعمال کرنا چاہئے اور دوسروں کے منہ کے قریب ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۰) وبا کے دوران میں گرم پانی کے ایک چھوٹے گلاس میں پوٹاشیم پرمنگنیٹ ڈالکر ناک صاف کرنی چاہئے۔ اور غرارے بھی کرنے چاہئیں

جب خط لکھا کریں تو آپ اکثر بھول ہی جاتے ہیں ذرا یاد کر کے نمبر خریداری لکھا کیجئے تاکہ تعمیل میں تاخیر نہ ہو۔

مسیحیوں کے مدارس میں مسلمان بچے

یہ حقیقت ہر شخص پر روشن ہے کہ مسلمانوں کی آئندہ نسل اپنے مذہب اور اپنی تاریخ سے بالکل بیخبر ہوتی جاتی ہے۔ اور اگر یہ حالت قائم رہی تو مسلمانان ہند کی ہستی معرض خطر میں پڑ جائے گی۔ پرانے زمانہ کا انداز تعلیم ناقص سہی اور "ان سائنٹفک" سہی لیکن جو بچے مساجد کے مکتبوں میں بغدادی قاعدے سے اپنی تعلیم شروع کیا کرتے تھے وہ موجودہ زمانہ کے بچوں کی نسبت اپنے مذہب کے احکام اور اپنے بزرگوں کے کارناموں سے بہت زیادہ واقف ہوتے تھے۔ زمانہ حاضرہ کے مسلمانوں کو یہ توفیق تو نہیں کہ اپنے بچوں کے لئے جا بجا پبلک سکول قائم کریں۔ جن میں انہیں جدید طرز تعلیم کے علاوہ مذہب و اخلاق کی ضروریات سے بھی بہرہ اندوز کیا جائے۔ وہ اپنے بچوں کو مشن سکولوں میں داخل کر رہے ہیں جن کے انتظامات نہایت اچھے ہوتے ہیں۔ اور قلیل مدت میں بچوں کو انگریزی زبان اور کنڈرگارٹن کے مختلف شعبے سکھا دیئے جاتے ہیں۔ لاہور میں عیسائیوں کا ایک سکول "سیکرڈ ہارٹ کانونٹ" کے نام سے جاری ہے جس کی فیس عام سکولوں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس میں تقریباً ایک ہزار بچے تعلیم پا رہے ہیں اور ان میں بے شمار مسلمان بچے اور بچیاں بھی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد مدارس ہیں جن کا اہتمام مشنریوں کے ہاتھ میں ہے۔ ظاہر ہے کہ مشن والوں نے یہ مدارس محض تبلیغ مسیحیت کے لئے قائم کر رکھے ہیں ان میں یہ لازم قرار دیا جاتا ہے کہ ہر بچہ عیسائیوں کی نماز میں شامل ہو، انجیل پڑھے، اٹھنے، بیٹھنے، رہنے، سہنے اور پہننے، کھانے میں انگریزی طور طریقے اختیار کرے۔ ان سکولوں میں مسلمان بچوں اور بچیوں کو اسلامی تعلیم حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو بچے ان سکولوں سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں۔ ان کو اذان و نماز تو درکنار کلمہ طیبہ تک معلوم نہیں ہوتا۔ نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ ان کا ہادی برحق کون ہے۔ نہ انہیں اپنے مذہب کے احکام معلوم ہوتے ہیں نہ وہ اسلامی تاریخ سے آشنا ہوتے ہیں غرض ایمان مسلمانوں کی سی کوئی بات نہیں ہوتی اور جو تعلیم و تربیت بچی عمر میں انہیں ملتی ہے وہ ان کی طبائع میں جڑ پکڑ جاتی ہے۔ کیا [illegible] اور دولتمند مسلمانوں نے جن کے بچے اس قسم کے سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں کبھی اس خطرہ کا احساس کیا ہے؟ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان کے گھروں میں اسلامی معلومات [illegible] اور اسلامی معاشرت کا نام و نشان تک باقی نہیں؟ یاد رکھنا چاہئے کہ جو قوم اپنے مذہب اور اپنی معاشرت کی خصوصیات سے بے بہرہ ہے وہ دنیا میں بہت دیر تک اپنی ہستی کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ اگر مسلمانوں کے قلوب میں خدا اور رسول کا کچھ احترام باقی ہے۔ اور وہ غیرت و حمیت اسلامی کی کچھ حقیقت سمجھتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اپنے بچوں کو مسیحیت اور تفرنج کے غار میں دھکیلنے کے بجائے انہیں مسلمان بنانے کی کوشش کریں ورنہ یاد رکھیں کہ ایک دو نسلوں کے بعد وہ مسیحیوں میں مدغم ہو جائیں گے۔ اور ان کی مستقل ہستی کا نام و نشان تک باقی نہ رہیگا۔

(انقلاب)

جن خریداران پیغام صلح کا

چندہ ختم ہو گیا ہے انہیں اطلاع دینے اور جواب کا کافی انتظار کرنے کے بعد وی پی کیئے جا رہے ہیں جن کا وصول کرنا

آپکا اخلاقی فرض ہے اور ہماری مشکوری کا باعث

(مینجر پیغام صلح)

اولیائے کرام اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کیا اولیاء اللہ کے کلمات شیطانی تصرف کا نتیجہ تھے؟

(۱)

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف "آئینہ احمدیت")

ذیل کا مضمون لکھنے سے پیشتر ہم نے "زمیندار" کے جنرل مینیجر صاحب کی خدمت میں ایک خط لکھکر یہ دریافت کیا تھا کہ کیا وہ اس کو "زمیندار" میں شائع کرنے کے لئے تیار ہیں؟ جسکے جواب میں انہوں نے لکھا:۔

"مکرمی! السلام علیکم۔ آپ مضمون بھیجدیجئے جو شائع کر دیا جائے گا بشرطیکہ متانت کا پہلو لئے ہوئے ہو"

(نیازمند۔ غلام حیدر خان ۳۳-۹-۱۹)

لیکن جب مضمون لکھا گیا اور جناب چودھری غلام حیدر خانصاحب کو ہم نے خود پڑھکر سنایا تو انہوں نے کسی خیال ۔۔۔ سے اس کی اشاعت کو جناب اختر علی خانصاحب کی منظوری کے ساتھ مشروط قرار دے دیا۔ ہم نے یہ بھی ان کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر زمیندار کے صفحات میں اس کی گنجائش نہ ہو تو ہم اپنے خرچ پر اس کو بطور ضمیمہ چھپوا دینگے جسے زمیندار کی کسی اشاعت کے ساتھ شائع کر دیا جائے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب چودھری صاحب ممدوح نے جناب اختر علیخاں صاحب سے اور دیگر ارکان ادارت سے مشورہ کیا تو انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھدیئے اور صاف کہدیا کہ ناصاحب! ہم کسی صورت میں اپنے مضمون کا جواب "زمیندار" میں شائع نہیں کر سکتے۔ کیوں شائع نہیں کر سکتے؟ کیا اس لئے کہ جناب تمکش کا کھوکھلا ہوا افسانہ اس عصائے موسوی کے ظاہر ہوتے ہی باطل ہو کر رہ جائے گا۔ اور قارئین "زمیندار" تصویر کا دوسرا رخ دیکھکر اس کی اصلیت وحقیقت سے واقف ہو جائیں گے؟ ظاہر ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی اور اسی سے یہ بھی واضح ہے کہ خود ان لوگوں کو بھی اپنے اعتراضات کی لغویت کا احساس ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ جن لوگوں کو وہ آئے دن اعتراضات سناتے رہتے ہیں انکے جوابات پہنچانا انہیں گوارا نہیں۔ اگر وہ اپنے اعتراضات کی کوئی اہمیت سمجھتے تو اس مضمون کو "زمیندار" میں شائع کرنے سے اجتناب نہ کرتے۔ بالخصوص جنرل مینیجر صاحب کے صریح وعدہ کے ہوتے ہوئے ایسا انکار کسی طرح واجب نہ تھا۔ لیکن انہوں نے کسی بات کی بھی پروا نہ کرتے ہوئے اس کی اشاعت سے صاف انکار کر دیا۔ اس لئے ذیل میں اسے ہدیۂ قارئین کرام کیا جاتا ہے (خاکسار دوست محمد)

مدیر زمیندار کا طویل مقالہ

۷ ارستمبر ۱۹۳۳ء کے اخبار "زمیندار" میں جناب مرتضے احمد خان تمکش مدیر زمیندار نے "صوفیائے عظام کی شطحیات اور حضرت مجدد الف ثانی رح" کے عنوان سے ایک طویل مقالہ لکھا ہے جس میں حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ اور بعض دیگر اولیائے کرام رحمہم اللہ علیہم کے اقوال و ارشادات کو خلاف شریعت اور شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود کے الہامات و ارشادات کے نظائر ان اولیاء اللہ کے ملفوظات سے پیش کرکے انہیں سچا ثابت کرنے میں حق بجانب نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"متقدم صوفیائے کرام کی طرف جو باتیں منسوب کیجاتی ہیں وہ شاذ، غیر معتبر، غیر مصدقہ ہیں نیز ان کے متعلق خود ذی بصیرت و ذی علم صوفیائے کرام کی یہ رائے ہے کہ اگر بفرض محال ان اقوال کی صحت تسلیم بھی کر لیجائے تو ان کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ اقوال ان صوفیا کی زبانوں سے عرفان الہی کی جستجو کی راہ سیر سلوک کی ... مراحل پر غلبہ جذب وسکر کے عالم میں سرزد ہوئے یا شیطان کے تصرف نے عالم بیخودی میں ان سے وہ الفاظ کہلوائے جن پر سکر سے ہوش میں آنے کے بعد انہوں نے توبہ کر لی۔ جو صوفیاء اسی حال میں گرفتار رہے وہ کفر طریقت کی حالت میں مر گئے۔ ان کا معاملہ بروز حشر خدائے عزوجل کے ساتھ ہے۔"

جناب تمکش سے ایک سوال

اپنے اس بیان کی تائید میں جناب تمکش نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے متعدد حوالجات نقل کئے ہیں قبل اس کے کہ ان پر غور کیا جائے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو "زمیندار" کے نزدیک یہ مرتبہ کب سے حاصل ہوا ہے کہ ان کے اقوال و ارشادات کو لائق استناد ٹھیرایا جا رہا ہے۔ ابھی تو کل کی بات ہے کہ اسی "زمیندار" میں مولوی ظفر علی خانصاحب نے حدیث مجدد کو وضعی اور جعلی لکھکر یہ ثابت کیا تھا کہ وہ تمام لوگ جنہوں نے اس حدیث کی بنا پر مجدد ہونے کا دعوے کیا وہ معاذ اللہ مفتری اور کذاب تھے۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس گیری رو میں سب سے پہلے آتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اسی حدیث کی بنا پر نہ صرف گیارھویں صدی کا بلکہ مجدد الف ثانی ہونے کا دعوی کیا۔ اگر مولوی ظفر علی خانصاحب کا خیال صحیح ہے کہ حدیث مجدد وضعی ہے تو حضرت مجدد صاحب رح کے مفتری علی اللہ ہونے میں کوئی کلام نہیں رہتا۔ اور اس صورت میں ان کے اقوال و ارشادات دیگر اولیاء اللہ کے بارے میں پیش کرنا عبث ہے۔ جناب تمکش کو چاہئے تھا کہ سب سے پہلے مولوی ظفر علی خانصاحب سے دریافت کر لیتے کہ وہ حضرت مجدد صاحب رح کو کیا سمجھتے ہیں۔ اگر وہ راست باز ہیں اور ان کا دعوی مجددیت صحیح ہے تو یقیناً وہ مضمون جس میں حدیث مجدد کو انہوں نے وضعی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے از سر تا پا لغو اور باطل محض ہے کیونکہ اگر وہ مضمون صحیح ہے تو حضرت مجدد صاحب بار اعتبار نہیں ٹھیرتے اور اس صورت میں یہ حوالجات جو تمکش صاحب نے پیش کئے ہیں وہ لائق استناد نہیں۔ کیا جناب تمکش بتائیں گے کہ ان ہر دو صورتوں میں سے کونسی انہیں پسند ہے؟

قرآن کا ارشاد اور مدیر زمیندار کا قول

فی الحال ہم اول الذکر صورت کو لیتے ہیں یعنے حضرت مجدد صاحب کو راستباز تسلیم کرتے ہوئے (اور یہی ہمارا ایمان ہے) یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو حوالجات تمکش صاحب نے ان کے مکتوبات سے پیش کئے ہیں وہ کہاں تک صحیح ہیں۔

یوں تو ان لوگوں سے جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی جنہیں فطرتاً معصوم پیدا کیا گیا ہے پرلے درجہ کے ناپاک اور قبیح افعال کے مرتکب قرار دینے سے نہیں جھجکتے۔ یہانتک کہ جھوٹ اور زنا تک کی تہمت ان پر لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتے یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ وہ اولیاء اللہ کو شیطان کے فریب یا تصرف میں قرار دیں۔ لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ قرآن کریم نے صاف اور کھلے لفظوں میں شیطان کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ان عبادی لیس لک علیہم من سلطان میرے پاک بندوں پر تیرا کوئی تصرف نہیں پھر فرمایا ان الشیٰطین لیوحون الی اولیاءھم۔ شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں۔ اس قسم کے الفاظ منہ سے نکالنا پرلے درجہ کی بے باکی اور جرات ہے۔ اگر نے الواقعہ ان بزرگوں پر شیطان کا تصرف تھا تو اولیاء اللہ انہیں نہ کہئے بلکہ معاذ اللہ اولیاء الشیطان قرار دیجئے۔ خدا تو کہتا ہے کہ شیطان کا کوئی تصرف میرے بندوں پر نہیں لیکن جناب تمکش کا ارشاد ہے کہ نہیں اولیاء اللہ پر بھی شیطان کا تصرف ہوتا ہے۔ فرمائیے کس کی بات کو صحیح سمجھا جائے؟ کیا قرآن کے صریح ارشاد کے بالمقابل یہ ناپاک قول سند اس کے حوالے کر دینے کے قابل نہیں؟ یا کہئے کہ وہ اولیاء اللہ ہی نہیں تھے اس لئے عبادی کا لفظ ان پر صادق نہیں آتا۔ اور اس طرح امت محمدیہ کے تمام نیک بندوں کو اولیاء الرحمن نہیں بلکہ معاذ اللہ اولیاء الشیطان قرار دے کر اپنی سعادتمندی کا ثبوت دیجئے۔ اور اگر نہیں تو کس طرح سے ایک ہی منہ سے انہیں اولیاء الرحمن بھی کہا جاتا ہے اور اسی منہ سے اولیاء الشیطان بھی قرار دیا جاتا ہے؟

جناب تمکش کے پیشکردہ حوالجات کی حقیقت

کہا جاتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا لکھا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ ایک بہتان ہے کہ انہوں نے اولیاء اللہ کے اقوال کو شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ جناب تمکش نے جو حوالے اس بارہ میں پیش کئے ہیں ان کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے کہا جائے کہ قرآن نے لا تقربوا الصلوٰۃ کہکر نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ اگر سیاق و سباق عبارت کو دیکھا جائے تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے۔ اور وہ مفہوم ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جو جناب تمکش نے پیدا کرنا چاہا ہے۔

پہلا حوالہ

مثلاً سب سے پہلا حوالہ جو دیا گیا ہے حسب ذیل ہے۔

مکتوب ۴۳ دفتر اول۔

"اگر کوئی یہ کہے کہ متقدمین مشائخ میں سے بعض کی عبارتوں میں بھی ایسے الفاظ واقع ہیں جن سے صاف طور پر توحید وجودی ثابت ہوتی ہے تو وہ اس بات پر محمول ہیں کہ ابتدا میں علم الیقین کے مقام میں ان سے اس قسم کے الفاظ سرزد ہوئے ہیں۔ اور آخر کار ان کو اس مقام سے گذار کر عین الیقین تک لے گئے ہیں۔"

اس عبارت میں صاف طور پر متقدمین مشائخ نے ان الفاظ کا ذکر ...

جن سے توحید وجودی ثابت ہوتی ہے۔ اور نے اوانعہ توحید وجودی کا عقیدہ اسلام میں کسی طرح جائز نہیں۔ لیکن اسی مکتوب میں مندرجہ بالا الفاظ سے پہلے نہایت صاف اور صریح لفظوں میں فرمایا ہے:۔

"پس اقوال بعضے از مشائخ کہ بظاہر بشریعت مخالف می نمایند و بہ توحید وجودی بعضے مردم آنہا را فرود می آرند مثل قول ابن منصور الحلاج انا الحق و بایزید البسطامی سبحانی و امثال آنہا، اولیٰ و انسب کہ بتوحید شہودی فرود باید آورد و مخالفت را دور باید ساخت۔ ہرگاہ ماسوائے حق سبحانہ از نظر شان مختفی شد در غلبۂ آنحال این الفاظ تکلم فرمودند و غیر از حق سبحانہ اثبات نمودند و معنی انا الحق آنست کہ حق است نہ من، چوں خود را می بیند اثبات نمیکند نہ آنکہ خود را می بیند و آنرا حق می گوید این خود کفر است اینجا کسے نگوید کہ اثبات ناکردن نفی می کشد و آں بعینہ توحید وجود یست زیرا کہ گوئیم کہ از عدم اثبات لازم نمی آید بلکہ درآں موطن حیرتست احکام تمامہا ساقط شدہ اند و در سبحانی نیز تنزیہ خود کہ او تمام از نظر مرتفع شدہ است حکمے باو تعلق نمی گیرد۔"

توحید وجودی اور توحید شہودی

ان الفاظ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ ایسے اقوال کی جن سے بظاہر توحید وجودی ثابت ہوتی ہو تاویل کرکے انہیں توحید شہودی پر محمول کرنا چاہیئے۔ یعنے یہ سمجھنا چاہیئے کہ ان اقوال کا قائل اپنے آپ کو یا تمام مخلوق کو خدا نہیں کہتا بلکہ خدا کو دیکھتے ہوئے تمام دوسری چیزیں حتیٰ کہ اس کا اپنا وجود بھی نفی کے حکم میں آجاتا ہے۔ اور انہیں سوائے ایک خدا کے کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ منصور کے قول اناالحق کا یہی مطلب ہے۔ اور یہی مطلب بایزید بسطامیؒ کے قول سبحانی ما اعظم شانی کا ہے۔ نہ تو منصور نے اپنے وجود کو حق کہا ہے۔ نہ بایزید نے اپنا تنزیہ کیا ہے بلکہ اپنا آپ بھلا کر خدا ہی خدا انہیں نظر آیا۔ اور اسی کی زبان بن کر اناالحق اور سبحانی کے کلمات ان کے منہ سے نکلے۔

اس میں کہیں بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہیں کہا کہ وہ شیطان کے قبضہ و تصرف میں تھے۔ کہیں یہ نہیں فرمایا کہ شیطان کے فریب میں آکر یہ باتیں ان کے منہ سے نکلیں اور انہوں نے بعد میں ندامت کے ساتھ گڑگڑا گڑگڑا کر معافی مانگی۔ بلکہ ان اقوال کی تاویل کی وحدت وجودی کے بجائے وحدت شہودی کی طرف انہیں لے گئے ہیں۔ اور اگر زیادہ سے زیادہ کچھ کہا ہے تو صرف اتنا کہ:۔

"امثال این سخناں در مقام عین الیقین کہ مقام حیرت است بعضے را مید ہند و چوں ازیں مقام گزرانند و بحق الیقین میرسانند از امثال این کلمات تحاشی می نمایند و از حد اعتدال تجاوز نمی فرمایند"

یعنے اس قسم کی باتوں کو بعض لوگ عین الیقین کے مرتبہ پر جو مقام حیرت ہے راہ دیتے ہیں اور جب اس مقام سے انہیں گزار کر حق الیقین کے مرتبہ پر پہنچایا جاتا ہے۔ تو اس قسم کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور حد اعتدال سے تجاوز نہیں کرتے۔

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ شیطان کے تصرف میں ہوتے ہیں؟ خدا کا خوف کیجئے اور غور کرکے بتایئے کہ کیا اس میں شیطان کے تصرف کا اشارہ تک بھی پایا جاتا ہے؟ عین الیقین بھی ولایت ہی کا ایک مرتبہ ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف بتایا ہے کہ اس مرتبہ پر پہنچکر چونکہ ایک ولی اللہ کو خدا کے سوا اور کوئی چیز نظر نہیں آتی

یہاں تک کہ وہ اپنا وجود بھی بھول جاتا ہے اس لیئے اس کے منہ سے اناالحق اور سبحانی ما اعظم شانی کے کلمات نکلتے ہیں۔ ان کلمات کو معاذ اللہ شیطانی قرار نہیں دیا۔ بلکہ ولایت ہی کے ایک مقام عین الیقین کا اثر اور نتیجہ قرار دیا ہے۔ جس سے بلند تر ایک اور مقام ہے جہاں پہنچکر حد اعتدال درجہ تیز اور حقیقت اس قدر آشکارا ہوتی ہے کہ ایسے کلمات منہ سے نہیں نکلتے۔

حضرت مرزا صاحب کے بعض اقوال اور ان کی تشریحات

اور حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان اقوال کو اگر دیکھا جائے جن میں آپ نے بحالت خواب اپنے آپ کو ہو بہو خدا دیکھا ہے اور جن کو آپ کے دعوی الوہیت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے اور ان تشریحات کو اگر پڑھا جائے جو ایسے اقوال کی آپ نے کی ہیں۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ آپ اس بلند تر مقام پر فائز ہیں جو عین الیقین سے گزر کر حق الیقین پر منتہی ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ کے اس بیان میں نہ تو وہ حیرت پائی جاتی ہے جو ماسوی اللہ حتی کہ خود اپنے آپ کو بھی بھلانے کا موجب ہو بلکہ رأیتنی فی المنام کہکر اس بات کو واضح کر دیا کہ یہ ایک حالت خواب ہے اور پھر صاف طور پر یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس کے معنے وہ نہیں جو کتب اصحاب وحدت وجود میں پائے جاتے ہیں۔ اور نہ حلولیوں کا مذہب اس سے مراد ہے۔ بلکہ یہ قرب نوافل والی حدیث کے مطابق ہے جس میں خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ میں اپنے بندے کے ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں یہ وہ تحاشی ہے جو حضرت مرزا صاحب نے اس قسم کے کلمات سے کیا جو عین الیقین کے مرتبہ پر منہ سے نکلتے ہیں اور وہ اعتدال کی راہ ہے جو حق الیقین کے بلند مرتبہ پر کاملین امت کو حاصل ہوتی ہے۔ جناب سیکش نے تو حضرت مرزا صاحب کو بایزیدؒ اور منصورؒ کے مرتبہ سے بھی گرا ہوا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن حضرت مجدد صاحب کے اس ایک ہی ارشاد سے یہ ثابت ہو گیا کہ آپ کا مقام بایزید بسطامیؒ اور منصور الحلاج جیسے عین الیقین تک پہنچے ہوئے صوفیا سے بہت بلند ہے۔

دوسرا حوالہ

دوسرا حوالہ مکتوب نمبر ۱۰۰ کا دیا ہے۔ جس کے یہ الفاظ نقل کیئے گئے ہیں:

"آپ کا گرامی قدر نوازش نامہ موصول ہوا جو کچھ از روئے کرم آپ نے لکھا ہے واضح ہوا۔ آپ نے لکھا ہے کہ شیخ عبد الکبیر یمنی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ عالم الغیب نہیں۔ میرے مخدوم فقیر کو اس قسم کی باتیں سننے کی تاب نہیں۔ بے اختیار میری فاروقی رگ جوش میں آجاتی ہے اور اس میں تاویل و توجیہ کی فرصت نہیں دیتی ایسی باتوں کا قائل شیخ کبیر یمنی ہو یا شیخ اکبر شامی مگر ہمیں تو محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام درکار ہے نہ کہ محی الدین عربی اور صدر الدین قونوی اور عبد الرزاق کاشی کی گفتگو۔ ہم کو نص سے کام ہے نہ فص سے۔ فتوحات مدنیہ یعنے احادیث نے ہم کو فتوحات مکیہ سے لا پرواہ کر دیا ہے۔"

ان الفاظ میں کس قول کی تردید ہے

ان الفاظ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کس بات کی تردید کی ہے؟ کیا ان اقوال کی جو اولیاء اللہ کے مونہوں سے فنا فی اللہ کے مقام پر نکلے؟ کیا حضرت بایزید بسطامیؒ۔ حضرت جنید بغدادیؒ۔ حضرت سید عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہم کے ان کلمات کو جو ہماری طرف سے پیش کیے گئے۔ شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے؟ غور کیجئے حضرت مجدد صاحب تو شیخ عبد الکبیر یمنی نامی کسی شخص کے اس خیال کی تردید فرما رہے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب نہیں اور یہ بے انتہا ایسی بات ہے جس کو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ پھر معلوم نہیں جناب سیکش نے اس کو پیش کرنے میں کیا مصلحت سمجھی ہے۔ کیا یہ وہ مرکب کہا تا ختم۔ سوائے تو تھا اولیاء اور بعد

اور مشائخ عظام کے ان کلمات کا جن میں انہوں نے اپنے آپ کو اللہ اور رسول تک کہدیا ہے۔ لیکن تردید جو ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے وہ ان باتوں کی نہیں بلکہ کسی شخص کے اس قول کی تردید ہے کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب نہیں۔ حالانکہ اگر اسی مکتوب میں چند سطریں آگے چلکر دیکھئے تو زیر بحث امر کے متعلق انہیں صاف طور پر یہ لکھا ہوا مل جاتا کہ:

"منصور اگر اناالحق گوید و بسطامی سبحانی معذور اند و مغلوب اند در غلبات احوال۔ اما این قسم کلام مبنی بر احوال نیست تعلق بہ علم دارد۔۔۔۔ ہیچ تاویلے در مقام مقبول نیست۔"

یعنے منصور اگر اناالحق کہتا اور بایزید بسطامی کے منہ سے سبحانی ما اعظم شانی کا کلمہ نکلتا ہے۔ تو وہ غلبۂ احوال کی وجہ سے معذور اور مغلوب ہیں لیکن یہ کلام (جس میں اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب نہ ہونے کا ذکر ہے) غلبۂ احوال پر مبنی نہیں بلکہ علم سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے موقعہ پر کوئی تاویل قابل قبول نہیں ہے۔"

جناب سیکش کی ایک خطرناک غلطی

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اولیاء اللہ کا کلام جس کو زمیندار نے شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دیا ہے ہرگز قابل اعتراض نہیں بلکہ قابل تاویل ہے اور جو الفاظ جناب سیکش نے نقل کئے ہیں وہ اصل موضوع سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اولیاء اللہ کے کلمات شیطانی تصرف کا نتیجہ تھے جس سے انہوں نے بعد میں گڑگڑا کر معافی مانگی۔ وہ تو انہیں معذور سمجھتے اور ان کے اقوال کو غلبۂ احوال یعنے تصرف الٰہی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ اس کو شیطانی تصرف کہنا ایک خطرناک غلطی ہے جس سے جناب سیکش کو توبہ کرنا اور جناب الٰہی میں گڑگڑا کر معافی مانگنی چاہیئے۔

تیسرا حوالہ

تیسرا حوالہ مکتوب نمبر ۲۰۲ دفتر اول کا دیا ہے جس کے یہ الفاظ نقل کیئے ہیں:۔

"دوسرے یہ کہ وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل جانے اس کا امر دو حال سے خالی نہیں۔ یا وہ زندیق محض ہے یا جاہل۔۔۔۔۔۔۔ مشائخ نے غلبہ سکر میں بہت نامناسب باتیں کہی ہیں چنانچہ شیخ بسطام فرماتے ہیں لوائی ارفع من لواء محمد میرا جھنڈا محمدؐ کے جھنڈے سے بلند ہے۔ ایسی باتوں سے افضل ہونے کا گمان نہیں کرسکتے یہ عین زندقہ ہے۔"

ان فقرات میں جہاں تک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تعلق ہے وہ معرض بحث میں نہیں یا کم از کم اس سے ہمیں سر مو اختلاف نہیں، کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے کہیں اپنے آپ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل قرار نہیں دیا۔ رہے مشائخ عظام اور شیخ بسطام کے کلمات ان کو بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری معنوں کے لحاظ سے نامناسب کہا ہے ورنہ اس سے پیشتر ایسے کلمات کو وہ قابل تاویل اور ان کے قائل کو معذور قرار دے چکے ہیں اور یہاں بھی اس کو شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار نہیں دیا۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ایسی باتوں سے ان کے حضرت صدیق سے افضل ہونے کا گمان کرنا عین زندقہ ہے۔ ہم خود اس کے قائل ہیں کہ شیخ بسطامؒ ہوں یا شیخ عبد القادر جیلانیؒ یا خود ہمارے امام و مرشد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہم ان میں سے کسی کو بھی حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے افضل

قرار دینا جائز نہیں۔

اس حوالہ کو پیش کرنے کی غرض کیا ہے؟

پھر ذرا نے اعتراض کس بات پر ہے اور کس خیال سے جناب میکش نے یہ حوالہ نقل کیا ہے؟ کیا وہ دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم شیخ بسطامی یا حضرت مرزا صاحبؑ کو حضرت صدیق اکبرؓ سے افضل سمجھتے ہیں اور اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہم زندیق ہیں؟ کیا وہ اس ذریعہ سے عوام الناس کے جذبات کو برانگیختہ کرکے ہمیں ذلیل و رسوا کرنا چاہتے ہیں؟ وہ بے شک اس بارہ میں پورا زور لگالیں لیکن یاد رکھیں اولیاء اللہ پر شیطانی تصرف کا الزام ایک ایسا کلنک کا ٹیکہ ہے جو ان کی پیشانی سے کبھی مٹ نہیں سکتا اور **من عادلی ولیا فآذنتہ للحرب** کا وعید یقیناً ان کی ذلت و رسوائی کا موجب ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اس سے تائب ہوکر جناب الٰہی میں گڑگڑا کر معافی نہ مانگیں۔

چوتھا حوالہ

چوتھا حوالہ مکتوب نمبر ۲۲ دفتر اول کا ہے۔ جس کو غلطی سے مکتوب نمبر ۲۱ لکھا گیا ہے۔ اس مکتوب کے حسب ذیل الفاظ جناب میکش نے نقل کئے ہیں:۔

"بایزید باوجود اس بزرگی کے شہود و مشاہدہ سے آگے نہیں بڑھے اور "سبحانی ما اعظم شانی" کے تنگ کوچہ سے باہر قدم نہیں نکالا ... معلوم ہوتا ہے کہ آخر حال میں بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو اس نقص پر اطلاع بخشی گئی کہ موت کے وقت اس طرح کہتے تھے "**ما ذکرتک الا عن غفلۃ وما خدمتک الا عن فترۃ**" یعنے میں نے تجھے یاد نہیں کیا مگر غفلت سے اور میں نے تیری خدمت نہیں کی مگر سستی سے، انہوں نے اپنے پہلے حضور کو غفلت جانا کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا حضور نہ تھا۔ بلکہ اظلال میں سے ایک ظل کا حضور اور اس کے ظہورات میں سے ایک ظہور تھا۔ پس ناچار حق تعالیٰ سے غافل رہے۔"

ان الفاظ میں بھی حضرت مجدد الف ثانی رحؒ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ بایزیدؒ نے "سبحانی ما اعظم شانی" شیطان کے تصرف کے ماتحت کہا بلکہ ان کی بزرگی کو تسلیم کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ وہ شہود و مشاہدہ سے آگے نہیں بڑھے۔ یعنے سلوک کی ابتدائی منازل سے آگے نہیں بڑھے۔"

جناب میکش کی اختراع

کون عقلمند اس کو شیطان کا تصرف قرار دے سکتا ہے اور کہاں ان کے توبہ کرنے اور جناب باری میں گڑگڑا کر معافی مانگنے کا اس میں ذکر ہے۔ **ما ذکرتک الا عن غفلۃ وما خدمتک الا عن فترۃ** میں کسی ایسے کلمہ سے رجوع کا ذکر نہیں بلکہ جیسا کہ ہر عارف انسان کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے عرفان الٰہی کے مقام پر وہ اپنی تمام خدمات اور طاعتوں کو ناقص اور غفلت پر مبنی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "عاکفان کعبہ جلالش بتقصیر عبادت معترف کہ **ما عبدناک حق عبادتک** و واصفان حلیہ جمالش بتحیر منسوب کہ **ما عرفناک حق معرفتک**" یہی بات خود حضرت مجدد صاحب نے اپنے مکتوب نمبر ۱۲۲ دفتر سوم میں لکھی ہے کہ "ہرگاہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات در معرفت صفات کبریا عاجز آمدند و ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات گویند سبحانک ما عرفناک حق معرفتک و صدیق اکبر گوید رضی اللہ عنہ العجز عن درک الادراک ادراک ... اعتراف بعجز نمایند"

دیگرے را چہ بود کہ دم از معرفت زند" اس لئے بایزیدؒ کے مذکورہ بالا کلمات کو ان کے کسی رجوع یا شیطانی تصرف سے نکلنے کا نتیجہ قرار دینا جناب میکش ہی کی اختراع ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رح ان کی سابق حالت کو بھی بزرگی ہی پر محمول کرتے اور اسی مکتوب میں مندرجہ بالا الفاظ سے پہلے صاف طور پر لکھتے ہیں:۔

"بعضے گویند لیس فی جبتی سوی اللہ و بعضے ندائے سبحانی زنند۔ و بعضے لیس فی الدار غیرہ ندا در دہند این ہمہ گلہا است کہ از شاخ یک بینی میشگفد ہیچکدام را دلالت بر وحدت وجود نیست"

یعنے بعض صوفیا نے کہا ہے کہ میرے جبہ میں سوائے خدا کے اور کوئی نہیں۔ بعض نے سبحانی ما اعظم شانی کی ندا بلند کی ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ گھر میں سوائے خدا کے اور کوئی نہیں۔ یہ سب پھول ہیں جو ایک ہی شاخ میں سے کھلے ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی وحدت وجود پر دلالت نہیں کیا جا سکتا۔

اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی ہوگی۔ کیا اب بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رح نے ایسے کلمات کو شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دیا ہے؟ کاش کچھ خوف خدا سے کام لے کر بات کی جاتی حضرت مجدد صاحبؒ کے ان الفاظ سے تو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی سیر و سلوک کی بلند ترین اور انتہائی منازل پر پہنچے ہوئے نہ تھے اس کو شیطانی تصرف قرار دینا جناب میکش کا ہی کام ہے کسی خدا ترس اور منصف شعار انسان کا کام نہیں۔

پانچواں حوالہ

اس کے بعد مکتوب نمبر ۲۹۳ دفتر اول کے حسب ذیل الفاظ نقل کئے ہیں:۔

"اور یہ جو شیخ عبدالقادر جیلانی رحؒ نے فرمایا ہے **قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ** (میرا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے۔) عوارف المعارف والا جو شیخ ابو النجیب سہروردی (جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے محرموں اور مصاحبوں سے ہے) کا مرید اور تربیت یافتہ ہے اس کلمہ کو ان کلمات سے بیان کرتا ہے جو عجب اور خود بینی پر مشتمل ہیں۔ جو ابتدائے احوال میں بقیہ سکر کے باعث مشائخ سے سرزد ہوتے ہیں۔"

حضرت مجدد الف ثانی رح کا اپنا ارشاد

یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب عوارف المعارف کی رائے نقل کی ہے اس کے بعد خود حضرت ممدوح نے جو کچھ لکھا ہے اس کو جناب میکش نے کیوں نقل نہ کیا؟ کیا حضرت مجدد الف ثانی رح کے یہ الفاظ قابل استناد نہیں۔ یا انہیں بھی معاذ اللہ شیطانی تصرفات کا نتیجہ قرار دیا جائے گا؟

"و در نفحات از شیخ حماد دباس کہ از شیوخ حضرت شیخ است نقل کردہ است کہ او بطریق فراست فرمودہ کہ این عجمے را قدمیست کہ در وقت وے بر گردن ہمہ اولیا خواہد بود و ہر آئینہ مامور شود بہ آنکہ بگوید قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ و ہر آئینہ آنرا گوید و ہمہ اولیا گردن بنہند بر تقدیر حضرت شیخ دریں کلام محق اند این کلام خواہ از بقایائے سکر از ایشاں سر بر زدہ باشد وخواہ مامور باشند باظہار ایں کلام چہ قدم ایشاں بر گردنہائے جمیع اولیائے آں وقت بودہ است و جمیع اولیائے آں وقت زیر قدم ایشاں بودہ اند۔ لیکن باید دانست کہ ایں حکم مخصوص با ولیائے آں وقت است۔ اولیائے ماتقدم و ماتاخر ازیں حکم خارج اند چنانکہ از کلام شیخ حماد مفہوم میشود کہ قدم او در وقت وے بر گردن ہمہ اولیا خواہد بود و نیز غوثے در لغداد بودہ است، حضرت شیخ عبدالقادر و ابن سقا و عبداللہ بہ زیارت او رفتہ بودند کہ آں غوث بطریق فراست در حق شیخ گفتہ کہ می بینم ترا در بغداد کہ بر منبر بر آمدہ و میگوئی **قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ** و می بینم اولیائے وقت ترا کہ ہمہ گردنہائے خود را پست کردہ اند ... بالجملہ حضرت شیخ عبدالقادر را در ولایت شان عظیم است و درجہ علیا است۔"

جناب میکش کا افسوسناک دھوکا

میں حیران ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ان الفاظ کو جناب میکش نے کیوں چھوڑ دیا اور محض صاحب عوارف المعارف کا قول آپ کے مکتوب سے نقل کرکے آپ کی طرف منسوب کر دیا۔ کہاں حضرت مجدد صاحب نے صاحب عوارف المعارف کے ساتھ اس بات میں اتفاق کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان کہ **قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ** عجب پر مبنی ہے؟ کہاں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ کلام شیطانی تصرفات کا نتیجہ ہے؟ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تو وہ بزرگ ہیں کہ انہوں نے خود لکھا ہے کہ ایک دفعہ وہ رات کو نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک بڑا شاندار تخت آسمان سے اترا ہے جس پر ایک بڑا جاہ و جلال والا شخص نہایت شان و تمکنت کے ساتھ بیٹھا ہے اس نے آواز دی اے عبدالقادر تجھے نمازیں معاف کر دی گئیں انہوں نے اسی وقت پہچان لیا کہ یہ آواز دینے والا کون ہے اور فرمایا اے شیطان دور ہو جو چیز محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معاف نہ ہوئی وہ مجھے کیسے معاف ہو سکتی ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ تخت وغیرہ سب کچھ غائب ہو گیا جس شخص کی بصیرت یہاں تک پہنچی ہوئی ہو کہ شیطان کو فوراً پہچان لے۔ کیا اس پر شیطان کا کبھی تصرف ہو سکتا ہے؟

حضرت مجددؒ پر افسوسناک الزام

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب عوارف المعارف کا قول نقل کرنے کے باوجود اس کی تائید نہیں کی بلکہ آپ کی شان بلند اور درجہ علیا کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے قول کو صحیح قرار دیا۔ کہ آپ کا قدم آپ کے زمانہ کے اولیا کی گردنوں پر تھا۔ جس کی بشارت اس وقت کے اولیا نے پیشتر سے دے رکھی تھی۔ صاحب عوارف المعارف کے قول کے متعلق حضرت مجدد صاحب نے دوسری جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ "صاحب عوارف قدس سرہ نے قول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ جو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ سے صادر ہوا ہے سکر کی حالت پر محمول کیا ہے ان کی مراد اس قول کا قصور نہیں جیسے کہ بعض نے وہم کیا ہے بلکہ عین مدحت و تعریف اور واقعہ کا بیان کیا ہے" (مکتوب ۱۲۱ دفتر سوم) تعجب ہے جناب میکش نے ان الفاظ کو کیوں نقل نہ کیا۔ اور چند متشابہ الفاظ پیش کرکے حضرت مجدد صاحبؒ پر یہ الزام دے دیا کہ انہوں نے حضرت شیخ قدس سرہ کے قول کو عجب پر مبنی قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کے الفاظ نہیں بلکہ انہوں نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ "بہر تقدیر حضرت شیخ باین کلام محق اند" یعنے "بہر صورت حضرت شیخ اس کلام میں حق پر ہیں" ان صاف و صریح الفاظ کو چھوڑ کر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پر عجب و خود پسندی کا الزام دینا کسی حق پرست اور خدا ترس انسان کا کام نہیں۔

(باقی آئندہ)

راجکماری کا قبول اسلام

اسلام دنیا کا واحد مکمل مذہب ہے

کلکتہ کی مشہور نومسلم خاتون محترمہ جادیدہ باز بیگم صاحبہ کا ذکر اس سے قبل متعدد بار اخبار میں آچکا ہے۔ آپ بنگال کے ایک ہندو راجہ کی صاحبزادی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا آپ نے کامل تحقیق کے بعد اسلام قبول کیا۔ اور اس سلسلہ میں بہت سی تکلیفیں برداشت کیں۔ گزشتہ ماہ آپ کا ایک مضمون معزز معاصر "لائٹ" میں شائع ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے مختصر طور پر اپنے قبول اسلام کی سرگزشت بیان کی تھی۔ اس مضمون کا ترجمہ ہمارے دوست **چودھری محمد حیات صاحب** ہیڈ مسلم ہائی سکول لاہور نے کیا ہے۔ جو شکریہ کے ساتھ درج اخبار کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

برادران و ہمشیرگان اسلام۔

میں ایک نومسلمہ ہوں۔ میں ایک سچے اور عالمگیر مذہب اسلام کو پاکر بہت ہی خوش ہوئی ہوں۔ میرا دل حقیقی خوشی سے لبریز ہے۔ اور میری دلی آرزو ہے کہ میں ہر اس انسان سے جس تک میری رسائی ہو اپنے آقا و مولا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ تعلیمات کا ذکر کروں۔

شاید آپ میرے تجربات کا مختصر خلاصہ جو مجھے تحقیقات مذاہب کے سلسلہ میں پیش آئے سنکر مسرور ہونگے۔ میں ہندو والدین کے گھر پیدا ہوئی لیکن ہماری پرورش بالکل عیسائی اثر کے ماتحت ہوئی اور دراصل ہمیں ہندو مذہب کی مطلقاً کوئی واقفیت نہ تھی جس میں کہ ہم پیدا ہوئے۔

میں نے ۱۹۲۴ء میں مذہب اور فلسفہ کا وسیع طور پر مطالعہ شروع کیا۔ میں ان کا مطالعہ ایک عالم اور فاضل بننے کے لئے نہ کرتی تھی بلکہ تحقیقات مذاہب میرا منشا تھا۔ میرے دل میں خداوند تعالیٰ کے ایک مخلص اور صادق انسان کی طرح عبادت کرنے کی تڑپ پیدا ہوئی تھی۔ میں نے بدھ مذہب کو سمجھنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ عیسائیت جو سمجھنے میں نہایت سیدھی سادی معلوم ہوئی اس کی طرف رجوع کیا۔ اور میں نے جلدی ہی عیسائی پادریوں سے تعارف پیدا کرلیا۔ تاہم مجھے کوئی ایسا راستہ نہ ملا جس سے میں دور حاضرہ میں احکام عیسائیت کی ایک مخلص اور صادق متبع بن جاؤں گو بڑے بڑے دلائل و براہین پیش کئے جاتے تھے لیکن میں عیسائی گرجوں کی لاتعداد فرقہ بندیوں میں ذاتی اغراض اور شخصی مطلب برآری کے سوا اور کچھ نہ دیکھ سکی۔ اور بالکل ناامید ہوکر دوبارہ ہندو مذہب میں چلی گئی۔ کیونکہ ویدوں کا فلسفہ ایک ایسے قلب کے لئے جو مذاہب کی کمزوریوں سے مضطرب اور متنفر ہوچکا ہو ایک کافی روحانی سہارا تھا۔ لیکن ویدوں کی فلاسفی بھلا ہندوؤں کے لئے کیسے مفید ہوسکتی ہے۔ کیونکہ جہاں تک عملی زندگی اور حقایق کا سوال ہے ہنود منوجی مہاراج کے زمانہ سے لیکر آج تک ویدانت سے اتنے ہی دور ہیں جیسے وہ فرضی مخلوق ہم سے دور ہے جس کا چاند میں ہونا عام طور سے مانا جاتا ہے۔ ویدوں کی پیروی کے لئے ایک ہندو پر لازم ہے کہ یا تو وہ موجودہ ہندو مذہب سے کنارہ کش ہوجائے یا تمدنی مصلح بن کر ان بے شمار فرقوں میں ایک اور فرقہ کا اضافہ کرے جس کے اندر زمانہ حال میں ہندوستان دوبا جا رہا ہے۔

خیر ہندوؤں کی قابل رحم حالت ... بڑی بڑی خامیاں اور نقائص ہر روز ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں ... دوسرے مذاہب کے پیرو تبصرہ نہیں کرتے بلکہ ہندو خود ان کو آشکارا کرتے ہیں۔ کیوں گاندھی مہاراج ... اچھوتوں کے لئے اپنی زندگی کو معرض خطرہ میں ڈالتے ہیں؟ کیوں مجلس قوانین کے ذریعہ ... شادی کو جائز قرار دیا گیا؟ کیوں سلطنت انگلشیہ کے ایک قانون کے ماتحت رسم ستی کو روکا گیا؟ کیوں تمام تمدنی اصلاحات کو مجالس قوانین ساز کے ذریعہ دائرہ عمل میں لایا جاتا ہے؟ اس مذہب کا فائدہ ہی کیا ہے اگر وہ دماغی نشوونما اور تمدنی اصلاحات کو دوسری تمام برائیوں سے محفوظ رکھنے سے عاجز ہے کیوں مذہبی اصولوں کے برعکس انہی عمل در لایا جاتا ہے؟

مندرجہ بالا سطور سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مجھے ایک سچے مذہب اسلام کو معلوم کرنے میں کس قدر خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ اسلام کے علاوہ اور کوئی مذہب دنیا میں ایسا نہیں ہے جس کے عقائد کو اس کے پیرو ایمانداری اور دیانتداری کے ساتھ صحیح تسلیم کرتے ہوں۔ آخرکار میں نے صداقت وسچائی کو پالیا ہے اور میں بہت ہی خوش ہوں۔ کیا ہم آج کسی ایسے مذہبی یا تمدنی اصلاح کے درپے ہیں جس کی تائید قرآن پاک سے نہیں ہوسکتی؟ کیا ہمارے آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمام روحانی رہنماؤں میں ایک ایسی شخصیت نہیں جنھوں نے آزادی، مساوات۔ اور برادری کے زریں اصول بتائے ہیں۔ جن سے ہم صراط مستقیم پر چل کر نجات حاصل کرسکتے ہیں؟ صرف اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو کہ روزمرہ کی زندگی میں ہمارا سچا رہنما ہوسکتا ہے۔ کیا دنیا میں سوائے اسلام کے کوئی ایسا مذہب ہے جس میں خدا کا نام اپنی ملکی زبان میں نہیں؟ لیکن اللہ کا لفظ تمام مسلمانوں کے لئے خواہ وہ چینی ہوں یا ہندوستانی یکساں ہے۔ السلام علیکم تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی ہونے کا سبق دیتا ہے۔ خواہ وہ کسی قومیت اور ملک کے رہنے والے ہوں اور خواہ ان کی کوئی زبان ہو۔ یہ نہایت سیدھی سادی مثالیں ہیں۔ لیکن بہت ہی گہرا اثر دکھاتی ہیں۔ جبکہ ان کے اصولوں کو اچھی طرح سے سمجھا جائے۔

کیا دنیا میں کسی مذہب کی الہامی کتاب اپنی فراخدلی اور وسعت پر ناز کرسکتی ہے۔ سوائے ہمارے قرآن مجید کے جس میں کہ ہر ایک مسلمان کو کہا گیا کہ ان کے لئے تمام پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

صرف اسلام ہی انصاف انسانیت اور آزادی کا مکمل مذہب ہے جس کی مثال کوئی اور مذہب پیش نہیں کرسکتا۔ ہم کو اسلامی اصولوں کے ماتحت جائداد پر قابض ہونے کے لئے کونسل اور مجلس قوانین کے دروازے کھٹکھٹانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ وہ تمام قوانین جو کہ ابسے ۱۳۰۰ سال قبل ہم مسلمانوں کے لئے اتارے گئے تھے وہ آج بھی ویسے ہی مفید ہونے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اس زمانہ میں رکھتے تھے۔ آج کل مذاہب دنیا جس مقصد کو اپنا نصب العین بناکر اخلاقی، تمدنی۔ معاشرتی فوائد کے لئے سرگرداں ہیں وہ تمام فوائد مسلمانوں کے لئے جس دن سے قرآن مجید کا نزول ہوا موجود ہیں۔

میرے لئے یہ بالکل ناممکن تھا کہ میں کسی اور مذہب میں رہتی۔ جبکہ ہماری موجودہ اور روزمرہ کی زندگی کے اصولوں سے کوسوں دور تھے میں کس طرح ایک سچی ہندو یا عیسائی ہوسکتی تھی جبکہ انسانی احکام اور تہذیب مجھے ان مذاہب کی تعلیم کے بالکل مخالف کھڑا کرتے۔ اگر کوئی مذہب ہم کو روزمرہ کی زندگی میں تسکین نہیں دلاسکتا۔ تو کیوں اس مذہب کو مذہب کے نام سے موسوم کیا جائے۔ یقیناً ایسے تمام مذاہب نامکمل ہیں۔ اور اگر ان میں ذرہ بھر بھی صداقت موجود ہے تو وہ بھی مفقود ہوتی جاتی ہے۔ میں نے اس کو محسوس کیا اور اس پر غور کیا تو میرے لئے اسلام کو قبول کرنا ضروری ہوگیا۔ کیونکہ میں نے اس میں تمام صداقتیں پائیں۔ اسلام میں وہ ہر ایک بات پائی جاتی ہے جس کے لئے دوسرے تمام مذاہب کے پیرو پیاسے ہیں۔ اور ان کو کوئی سہارا نہیں ملتا۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اور جو کچھ وہ معلوم کرینگے میں یقین واثق سے کہتی ہوں کہ وہ ان کی اصلاح اور خوشی کا موجب نہیں ہوسکتا۔ سوائے اسلام کے۔ جو سچی خدا کی محبت اور حقانیت پر مبنی ہے۔ اسلام کو کسی اور اصلاح کی ضرورت نہیں۔ اسلام اپنے بنیادی اصول وحدانیت، حقانیت اور مساوات پر بڑی شان وشوکت سے کھڑا ہوا ہے۔

(چودھری محمد حیات)

ضرورت ملازمین

(۱) ہندوستان کی ملیریا سروے کے لئے ایک انٹومالوجسٹ کی ضرورت ہے جو اپنے کام کا خوب ماہر ہو۔ تنخواہ ۳۲۵ - ۲۵ - ۶۵۰ - ۳۵ - ۱۰۰۰ معہ بیگر الاؤنس باضابطہ رشدہ محکمہ۔ شروع تنخواہ امیدوار کی عمر اور لیاقت کے مطابق مقرر ہوگی۔ درخواستوں کے فارم ذیل کے پتہ سے منگوالئے جائیں۔ سکرٹری گورننگ باڈی انڈین ریسرچ فنڈ ایسوسی ایشن امپیریل سکرٹریٹ ساؤتھ بلاک نئی دہلی۔ درخواستیں پُر کرکے ۲۰ اپریل تک پہنچنی چاہئیں۔

(۲) سنٹرل جیل پریس لاہور کے لئے ایک ورکس منیجر کی ضرورت ہے جو لیتھو چھاپے کا عملی کام جانتا ہو۔ پانچ سال کی میعاد ملازمت ہوگی۔ تنخواہ ۵۰۰ روپیہ ماہوار پچاس روپیہ سالانہ ترقی اور آخری گریڈ ۷۵۰ روپیہ ماہوار معہ یکصد روپیہ مکان کا الاؤنس۔ منتخب شدہ امیدوار کو چھ ماہ کے لئے آزمائشی طور پر لگایا جائے گا۔ عرضی کے فارم سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب لاہور سے مل سکتے ہیں جن کو پُر کرکے ۱۵ اپریل تک مسٹر ڈی۔ ٹائی سن سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب لاہور کے نام بھیجدیا جائے۔

(۳) سول سرجن کیمبلپور کو ایک ریلیونگ میڈیکل افسر کی دیہاتی ڈسپنسریوں کے لئے ضرورت ہے۔ تنخواہ ۷۰ - ۴ - ۱۳۰ - ۱۵۰ - ۱۷۵ روپیہ ماہوار۔ فوراً درخواستیں بھیجی جائیں۔

(۴) مسٹر ایف اے خاں اگزیکٹو افسر لدھیانہ میونسپلٹی کو ایک سند یافتہ سینیٹری انسپکٹر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۵۰ - ۴ - ۹۰ معہ ۵ روپے بائیسکل الاؤنس۔ درخواستیں معہ نقول سندات جلد پہنچنی چاہئیں۔

(محمد منظور الٰہی)

(آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

چودھویں صدی کے وہابی علماء کا نمونہ

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے تنظیمی وہابیوں کے جلسہ امرتسر کے خلاف ۹ مارچ کے اہلحدیث میں لکھا تھا۔ کہ:-

"یہ جلسہ بغیر تکمیل معاہدہ بٹالہ کے کرنا حرام ہے اور اسکے کرنے والے گنہگار رہیں" لیکن ناظرین یہ معلوم کرکے حیران ہونگے کہ خود مولوی صاحب موصوف اس جلسہ میں شامل ہوکر حرام کام میں شریک ہوکر گنہگار بنے۔ ایسے مولویوں کے فتووں اور ان کی راہ پر چلنے والے سوائے اپنے ایمانوں کو غارت کرنے کے اور کیا کر رہے ہیں۔ جس وہابی مولوی کو دیکھو وہ عجیب ہی بے ڈھنگی چال چلتا ہے یہ تو امرتسری وہابی کے فتووں کا حال ہے اب ذرا سوہدرہ کے وہابی کی دماغی کیفیت ملاحظہ کیجئے وہ اپنے ۱۷ مارچ۔ یکم اپریل کے پرچہ میں مولوی محمد فضل چنگوی کی اس عبارت پر کہ "مسیح موعود اور مسیح کے الہامات میں جہاں نبی اور رسول کا لفظ ہے وہ از روئے لغت کے ہے۔ وہ شرعی اصطلاح نہیں ہے۔ یہ ظلی نبوت ورسالت ہے جو برائے نام ہے۔ یہ ظل تو ہر سو سال کا دورہ ہے"۔ لکھتا ہے "گویا فضل صاحب اپنی نبوت اور مرزا صاحب کی نبوت انکو نبی بنانے کے چنے بیٹے قرار دے رہے ہیں" آگے لکھتا ہے "پیغامی کس قدر احمق واقع ہوئے ہیں کہ اس مضمون کو اس لئے اپنے اخبار میں چھاپ رہے ہیں کہ اس میں خلیفہ قادیان کو چیلنج دیا گیا ہے حالانکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس میں مرزا صاحب کے پاؤں پر بھی کلہاڑا مارا گیا ہے" اب فرمائیے کس کس وہابی مولوی کی عقل وایمان کا ماتم کیا جائے۔ جن لوگوں کو شرعی اصطلاح اور لغت کے معانی کا فرق بھی معلوم نہیں وہ وہابیوں کے لیڈر بنے پھرتے ہیں۔ حالانکہ رات دن احادیث میں پڑھتے ہیں بیہقی رسول اللہ میں [illegible] لفظ لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور دوسرا اصطلاح اسلام میں۔ اب فرمائیے یہ وہابی احمق ہے یا ہم۔ مولوی محمد فضل صاحب لکھتے ہیں کہ مسیح موعود اور مسیح کے الہامات میں لفظ نبی ورسول کا استعمال لغوی معنوں میں ہے۔ ظاہر ہے کہ جس طرح حضرت نبی کریم کے پیامبر پر رسول کا لفظ لغوی معنوں میں مستعمل ہونے پر وہ رسالت اسلامی کا مدعی نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح لغوی معنوں کے لحاظ سے اگر خدا کسی ولی کو رسول یا نبی کہدے تو وہ اصطلاح اسلامی کا نبی نہیں کہلا سکتا ایسے اولیاء اللہ کی طرف دعوی نبوت منسوب کرنا یا تو لفظ پرست وہابیوں کا کام ہوسکتا ہے۔ اور یا نمانیوں کا۔ پھر جب بادشاہ عادل بموجب احادیث ظل اللہ کہلا کر اللہ ہونے کا مدعی نہیں تو ظلی نبی کہلا کر کوئی ولی کس طرح نبی ہونے کا مدعی بن سکتا ہے۔ یہ تحریر حضرت مسیح موعود کے پاؤں پر کلہاڑا نہیں بلکہ وہابیت اور غلو کے سر پر کلہاڑا ہے تاکہ ان کی حماقت دور ہو۔ اور ان کو اصطلاح اسلامی اور لغوی معنوں کا فرق سمجھ میں آجائے۔

بخاری میں [illegible] وہابی پڑھتے ہیں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ
اور دوسری:
عن النبی صلعم قال رؤیا المومن جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ - یہی جزوی نبوت ہے جو غیر انبیاء کو [illegible] نبی یا رسول کہا جائے تو وہ لغوی معنوں میں [illegible] اصطلاح [illegible] اسلام میں۔

میرٹھ کے میلہ نوچندی میں اشاعت اسلام

میرٹھ میں ہر سال مارچ کے مہینہ میں نوچندی کا میلہ سرکاری انتظام کے ماتحت بڑی دھوم سے شہر کے باہر ہوتا ہے جس میں تمام صوبہ یوپی اور دوسرے صوبوں سے لوگ بکثرت آتے ہیں۔ میں فروری کے آخری ہفتہ میں میرٹھ آریہ سماج سے ایک مناظرہ کے موقعہ پر گیا ہوا تھا۔ جس میں خدا تعالیٰ نے ہمیں نمایاں کامیابی عطا کی ہمارے قادیانی بھائیوں نے تو مجھے کافر و مرتد کہکر پہلے ہی اپنے ہاں ٹھہرانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے میں آریہ سماج کے زیر اہتمام ایک مکان میں انہیں کے مہمان کی حیثیت سے ٹھہرا ہوا تھا۔ لیکن بہت سے غیر احمدی مسلمان بھائیوں کی محبت نے مجھے وہاں رہنے نہ دیا اور ایک صوفی صاحب جن کا اسم گرامی مشتاق الٰہی نقشبندی مجددی احمدی ہے اپنے مکان پر مجھے لے گئے اور بڑی خاطر و مدارات سے رکھا اور انہوں نے مجھ سے نوچندی کے موقعہ پر اشاعت اسلام کیمپ لگانے کے لئے کہا بشرطیکہ مبلغین کا میں خود انتظام کردوں انہوں نے یہ بھی کہا کہ خرچ جس قدر ہوگا وہ چندہ سے پورا کر دیا جائیگا میں نے یہ سمجھ کر کہ چھ لاکھوں انسانوں میں تبلیغ اسلام کا موقع ہے اگر اپنے پاس سے بھی خرچ کرنا پڑے تو کونسی بڑی بات ہے۔ صوفی صاحب کی تجویز کو منظور کر لیا۔ اور نوچندی میں

اشاعت اسلام کیمپ

لگا دیا گیا۔ چونکہ ہمارے متعلق "اپنوں" اور بیگانوں نے یہ مشہور کر دیا کہ یہ تو چندے کا دھندا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے ہم نے اعلان کر دیا کہ ہم کسی سے ایک پیسہ بھی چندہ نہیں لیتے کوئی صاحب ہمارے کسی آدمی کو اس خالص اسلامی کیمپ کے لئے چندہ نہ دیں۔ گو ہمیں اس وجہ سے تکلیف ضرور ہوئی کیونکہ خرچ خلاف امید اسی روپے سے کچھ زائد ہوگیا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس موقعہ پر تبلیغ اسلام خوب ہوئی۔ آریوں اور سکھوں سے چھ روز متواتر مناظرے ہوتے رہے اور ہمارے تبلیغی لیکچر بھی ہوئے۔ مولانا عصمت اللہ صاحب اور مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی بھی لاہور سے تشریف لائے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی اگر ہر روز بھی دو دو تقریریں کرتے تو لوگ ان کا پیچھا نہ چھوڑتے کیونکہ ان کی تقریر بہت پسندیدہ تھی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب کی تقریر بھی دلپذیر تھی۔

ہمارے کیمپ کے ناظم صوفی صاحب کو ہماری وجہ سے لوگوں کی سخت باتیں سننی پڑیں۔ مگر انہوں نے وفاداری سے ہمارا پورا ساتھ دیا۔ ایک ملاں نے شرارت سے کفر کا فتویٰ نہ صرف ہم پر لگایا بلکہ کہا کہ جو ان احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں مگر اس کو کسی نے پوچھا بھی نہیں کہ تم کون ہو۔ مسلمانوں نے صاف کہہ دیا کہ ہم تو کسی کلمہ گو کو بھی کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک احمدی مسلمان ہیں۔ اور خادمان اسلام ہیں۔ انہیں کافر کہنا سخت ظلم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت آگیا ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسے پکارینگے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

کاش قادیانی جماعت کی طرف سے بھی حضرت مسیح موعود کو اصلی شان میں پیش کیا جاتا تاجیسا کہ میاں صاحب کی خلافت سے پہلے ہوتا رہا تھا تو آج احمدیت دنیا کے گوشہ گوشہ میں داخل ہو چکی ہوتی۔

میرٹھ میں احمدی جماعت

خدا کا شکر ہے کہ میرٹھ میں بعض سعید طبع ہمدردان اسلام میں سے کچھ لوگوں نے ہمارا پورا ساتھ دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اور وہاں ایک چھوٹی سی احمدی جماعت قائم ہوگئی ہے۔ اور امید ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس چھوٹی سی جماعت میں جلد ترقی دے گا۔ خدا تعالیٰ نے مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کی خدمت دینی اور اخلاص کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کو قائل کر دیا ہے۔ اکثر ان میں سے معترف ہیں کہ بلاشبہ خدمت واشاعت اسلام کا جو بیش بہا کام مولانا موصوف کر رہے ہیں وہ بے نظیر ہے جو دوسرے لفظوں میں حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اقرار ہے۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔ ع

دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اشاعت اسلام کیمپ کا پروگرام

ہر روز چھ گھنٹہ اشاعت اسلام پروگرام کے عین مطابق کی گئی اس پروگرام کی ایک کاپی حضرت امیر کی خدمت میں بھیجی جا چکی ہے۔ یہ پروگرام تمام میرٹھ میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ یہ خدا کا فضل تھا کہ وہ لوگوں کو چاروں طرف سے ہمارے پاس بھیج دیتا تھا۔

آریہ سماجی اپدیشک

آریہ سماج میرٹھ کی طرف سے ہمارے مقابل مہاشہ مرد پرکاش جی جو بڑے جوشیلے آریہ مبلغ ہیں آتے رہے اور ہم ان کے شکرگزار ہیں کہ وہ نہایت متانت سے مباحثات کرتے رہے دوسرے دو مہاشہ جو آئے وہ نئے ہی تھے۔

سکھوں کی طرف سے مبلغ

مجھے افسوس ہے کہ مجھے سکھ بھائی کا جو مبلغ تھے نام یاد نہیں رہا۔ یہ بڑے نیک آدمی ہیں وودوان ہیں اور نہایت شائستگی سے گفتگو کرتے رہے۔ اور مناظرہ میں بڑا لطف رہا۔ دوسرے موقعوں پر بھی آتے رہے۔

ایک لطیفہ

میں نے اپنے لائق سکھ مناظر سے مطالبہ کیا کہ وہ حضرت بابا نانک رح کا ایک بھی ایسا قول پیش کر دیں جہاں انہوں نے اسلام کی تردید کی ہو۔ اس پر فالصہ جی نے ایک تک پڑھی

"وقت نہ پایو قاضیاں"

اور مطلب یہ بتایا کہ قاضیوں کو پیدائش عالم کا وقت معلوم نہ ہوا۔ میں نے کہا کہ مخلوق کو خلق کا وقت کیونکر معلوم ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ سلسلہ خلق کب سے ہے اس لئے یہ تو اسلام کی کوئی تردید نہیں ہے

ہاں اس تک میں جو "قاضیاں" لفظ ہے اس کو اگر آپ قادیاں پڑھ لیں تو بالکل صاف ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں میں قاضی کو دو کے طور پر تمام حنفی پر سنی ہی ہیں۔ اور اگر آپ ایسا کر لیں تو جنم ساکھی میں سے یہ "قادیان" کا پتہ چلا ہے وہیں صفحہ ۱۵۲ پر یہ پڑھ لیں کہ بابا نانک رح نے مردانہ سے کہا کہ بٹالہ کے پرگنے میں ایک بڑا زمیندار خدا کا بہت بڑا بھگت ہوگا۔ جو بھگت کبیر سے بھی بڑا ہوگا۔ ایسے وہ بھگتوں میں سے اکبر ہوگا سو وہی وہ بھگت اکبر ہے جس نے بابا نانک کے اصل مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کرکے اور حضرت بابا نانک کا چولہ دکھا کر تمام سکھوں کو دقت ڈال دیا کیونکہ اب ان کے لئے بابا نانک رح کا سچا مذہب اسلام قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ ع

وہ جیلہ نہیں جو نہ دے سر جھکا

میں نے اس موقعہ پر جنم ساکھی کا حوالہ نکال کر وہ بھائی صاحب سے پڑھوا یا تو (بابا [illegible])

مکڑی کے جالے کی دیوار آہنی!

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

خدا پر ایمان کا مدعی ہم میں سے کون نہیں لیکن محض مان لینا کہ کوئی خدا ہے کوئی نفع نہیں دیتا جب تک اس کے مطابق ہمارا عمل نہ ہو جب خدا کی فرمانبرداری اور رضا جوئی ہر چیز پر مقدم ہو جائے اسی وقت وہ ایمان قلب انسانی میں ایسا کامل یقین اور سچی معرفت پیدا کر دیتا ہے اور نصرت الٰہیہ اور افضال خداوندی کو اس طرح جذب کرتا ہے کہ اہل نظر کی نگاہوں میں وہ خوارق اور نشانات سماوی کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا توحید و معرفت کو گم کر بیٹھی تھی اور شرک و گمراہی کی ظلمت تمام دنیا پر چھائی ہوئی تھی آنحضرت صلعم نے نہ صرف اپنی پاک اور روشن تعلیم سے اس ظلمت کو نور سے بدل دیا بلکہ اپنے اعلیٰ اور کامل نمونہ سے ایمان اور اعمال صالحہ کے تمام اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب نسل انسانی کی ہدایت کے لئے پیش نظر کر دیئے۔ اور آپ کے کامل ایمان اور تعلق باللہ نے نصرت الٰہیہ کے ایسے عجیب وغریب کرشمے دکھائے کہ عقل حیران ہوتی ہے۔ اور دل لذت ایمان سے بھر جاتا ہے۔ آپ کی ساری زندگی اس قسم کے واقعات سے پُر ہے۔ میں بطور نمونہ صرف ایک پر اکتفا کرتا ہوں۔

آپ کا پیغام توحید و ہدایت کفار مکہ کو اس قدر ناگوار تھا کہ انہوں نے آپؐ کی تعلیم و مذہب کو مٹانے اور آپؐ کو اور آپؐ کی جماعت کو دکھ دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپؐ کے صحابہؓ کو طرح طرح کے دکھ دیئے۔ خود آپؐ کو تین سال تک ایک گھاٹی میں محصور رکھ کر اور مکمل بائیکاٹ کر کے آپؐ اور آپؐ کے خاندان کو احتیاج اور بھوک کی شدید مصیبت میں مبتلا رکھا۔ آپؐ کو شہید کرنے کے لئے طرح طرح کے منصوبے کئے۔ یہاں تک کہ سب نے ملکر ایک کمیٹی کی۔ اور اس میں یہ فیصلہ کیا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی نکل آئے اور سب ملکر آپؐ کا گھر گھیر کر آپؐ کو قتل کر دیں۔ اس طرح بنی ہاشم سارے قبائل سے انتقام نہ لے سکیں گے اور ہم بغیر کسی مزاحمت کے اپنا مطلب حاصل کر لیں گے۔ قتل کے منصوبہ کا آپ کو علم تھا لیکن آپؐ نے مکہ سے ہلنے کا نام نہ لیا۔ جب تک اپنے تمام اصحابؓ کو مکہ سے باہر نہ بھیج لیا۔ کچھ پہلے ہی حبشہ جا چکے تھے۔ باقی کو مدینہ بھیج دیا۔ اور خود مردانہ وار ہر قسم کا دکھ سہنے اور ہر خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے مکہ میں موجود رہے۔ جب تک کہ حکم الٰہی ہجرت کے لئے نہ آ جائے۔ مردوں میں صرف حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ باقی تھے۔ جناب الٰہی کی طرف سے ہجرت کا حکم اس شب کو نازل ہوا جس رات کفار مکہ قتل کرنے کے لئے گھر گھیر چکے تھے ایسی حالت میں گھر سے باہر نکلنا اپنی جان کو سخت خطرے میں مبتلا کرنا تھا۔ لیکن حکم الٰہی یونہی تھا۔ کہ ہاں ضرور نکلو۔ ایسی حالت میں حکم الٰہی کی عظمت اور جناب الٰہی کے وعدۂ حفاظت پر کامل ایمان ہی تھا جس نے آپؐ کو ایسے سخت خطرہ میں گھر سے باہر نکلنے پر دلیر کر دیا۔ اور آپ قاتلوں کے ہجوم میں سے نکلے چلے گئے اور ان اندھوں کو پتہ نہ لگا۔ حضرت علیؓ کو گھر پر چھوڑ گئے تھے۔ آپ جانتے تھے کہ کفار مکہ صرف ایک شخص کی جان کے لاگو تھے اور وہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اس لئے حضرت علیؓ کو پیچھے چھوڑ جانے میں کوئی اندیشہ نہ تھا۔ آپؐ نے انہیں تاکید کر دی تھی کہ جن جن لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس ہیں وہ سب اُن لوگوں کو واپس کر کے اور آپؐ کے اہل وعیال کو ساتھ لے کر مدینہ چلے آئیں۔

خود حضرت رسالتمآب صلعم حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر پہنچے انہیں ساتھ لے کر رات کے اندھیرے میں مکہ سے باہر نکل گئے تعاقب سے بچنے کے لئے مدینہ کا رستہ چھوڑ کر دوسری طرف کا رخ کیا اور مکہ سے تین کوس کے فاصلہ پر پہاڑ کے ایک غار میں جا چھپے۔ غار نہایت تنگ اور مہیب تھا۔ اور اس کے منہ پر مکڑی نے جالا تن رکھا تھا حضرت ابوبکرؓ نے جالا صاف کیا۔ اندر گئے تو سارا غار قسم قسم کے زہریلے حشرات الارض کے سوراخوں اور بلوں سے بھرا ہوا تھا حضرت ابوبکرؓ نے اپنی پگڑی پھاڑ کر سوراخوں کو بند کیا اور ایک بل پر اپنی ایڑی لگا کر بیٹھ گئے۔ تاکہ اگر کوئی زہریلا کیڑا ہو تو آنحضرتؐ کو کوئی گزند نہ پہنچ سکے۔ جان نثاری کا یہ نمونہ کس قدر پیارا ہے۔

گرم ملکوں کا قاعدہ ہے کہ مکڑی کا جالا ادھر توڑ دو ادھر وہ پھر تن لے گی۔ حضرت ابوبکرؓ نے جس جالے کو ابھی توڑ کر غار کا رستہ صاف کیا تھا دونوں صاحبوں کے اندر داخل ہونے کے بعد مکڑی نے پھر اپنا جالا تن لیا۔ ادھر قاتلوں کو جب پتہ لگا کہ مکان کے اندر ایک جان نثار یعنی حضرت علیؓ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور حضرت نبی کریمؐ نکل کر چلے بھی گئے اور انہیں پتہ نہ لگا تو انہوں نے بہت پیچ وتاب کھایا اور غیظ وغضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ چاروں طرف تلاش شروع ہوئی۔ عرب میں قدموں کے نشان سے کھوج لگانے کا دستور بہت عام تھا۔ چنانچہ ایک بڑے ماہر فن کھوج نکالنے والے کو ساتھ لیا۔ جس نے قدموں کے نشان سے کھوج لگاتے لگاتے ان سب قاتلوں کو اسی غار کے منہ پر لا کھڑا کیا۔ جس میں آنحضرت صلعم مع حضرت ابوبکرؓ پنہاں تھے۔ اس شخص کو اپنے اس فن پر اس قدر یقین تھا کہ اس نے حکم لگا دیا کہ اس غار کے سوا اور کہیں نہیں جا سکتے۔ اگر اس غار میں نہیں ہیں تو پھر یا تو آسمان پر اڑ گئے یا زمین میں غرق ہو گئے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ اس غار میں نہ ہوں۔

یہ سب باتیں حضرت ابوبکرؓ اور آنحضرت صلعم اندر سن رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ سخت غمگین ہوتے ہیں کہ اب پکڑا جانا یقینی ہے اور جس شخص کی جان جانے کا اندیشہ تھا وہ ان کی اپنی جان نہ تھی بلکہ وہ آنحضرت صلعم کی جان تھی جسکے لینے کے لئے منصوبے اور فیصلے ہو چکے تھے۔ ان کو سخت اندیشہ ہوا کہ اگر یہ قاتل غار میں گھس آئے تو یہاں اتنی جگہ بھی نہیں کہ انسان کھڑا ہو کر مقابلہ ہی کر سکے۔ اس وقت آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکرؓ کو غمگین دیکھ کر فرمایا کہ "لاتحزن ان اللہ معنا" کہ غمگین نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ! اللہ! کیا ایمان اور یقین ہے۔ غار کے اندر بے دست وپا ہو کر بند ہیں۔ کہیں بھاگنے کی راہ ہے نہ مقابلہ کے لئے جگہ ہے۔ آپ کے خون کے پیاسے قاتل سامنے کھڑے ہیں۔ اور آپؐ نہایت اطمینان سے اپنے ساتھی کو فرما رہے ہیں کہ غم نہ کر۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے گویا اس موقع پر بھی غم اور فکر کو آپ کے قلب مطمئن میں کوئی راہ نہ تھی۔ یہ یقین اور ایمان تھا جس نے پہاڑ کی طرح آپ کے حوصلہ کو مضبوط کر رکھا اور دل کو سکینت اور اطمینان سے بھر رکھا تھا۔

اس موقعہ پر خدا تعالیٰ کی معیت کا اظہار جس رنگ میں ہوا وہ اس قدر عجیب ہے کہ ایک عقلمند انسان حیرت سے انگشت بدندان اور ایک مومن روحانی لذت سے معمور و مسرور ہو جاتا ہے۔ ان کفار قاتلوں کو غار کے منہ پر ایک مکڑی کا جالا نظر آتا ہے۔ وہ یہ بحث کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس غار کے اندر داخل ہوا ہوتا تو مکڑی کا جالا ضرور ٹوٹ جاتا۔ لہٰذا ہمارے گمشدہ شکار اس غار کے اندر نہیں۔ کھوج لگانے والے کو اصرار ہے کہ ضرور اس کے اندر ہیں ورنہ پھر یا تو آسمان پر اڑ گئے یا زمین میں غائب ہو گئے ایک چرواہا پاس سے بولتا ہے کہ میں اس مکڑی کے جالے کو مدت سے اس غار کے منہ پر تنا ہوا دیکھتا ہوں۔ غرضکہ غار کے منہ پر کھڑے ہوئے یہ بحثیں ہو رہی ہیں اور سب یہی منطقی استدلال کر رہے ہیں کہ اگر کوئی انسان اس غار کے اندر داخل ہوا ہوتا تو مکڑی کا جالا ضرور ٹوٹ جاتا۔ اور کسی کو اتنا خیال نہ آیا کہ اس جھگڑے کی ضرورت ہی کیا ہے ذرا اس غار کے اندر جھانک کر دیکھ لو۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہو تو ایک مکڑی کا جالا دشمنوں کے لئے دیوار آہنی بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی بحثیں کرتے ہوئے خون کے پیاسے قاتل واپس چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کی معیت ونصرت نے مکڑی کے جالے سے وہ کام لیا جو بڑے بڑے قلعوں کی دیواریں اور شہر پناہیں نہ کر سکتی تھیں۔

حضرت موسیٰؑ کے وقت میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنی معیت اور نصرت کا نشان اسی طرح دکھایا تھا۔ جب آگے سمندر آ گیا اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا اور ان کی قوم اور وہ خود درمیان میں تھے۔ اس وقت قوم چلا اٹھی کہ ہم پکڑے گئے تو حضرت موسیٰؑ نے کہا ہرگز نہیں۔ میرا رب میرے ساتھ ہے۔ مجھے کوئی راہ دکھائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم سمندر سے پار ہو گئے۔ اور اسی سمندر میں جس سے یہ پار ہوئے تھے فرعون اپنے لشکر اور طاقتور ساز وسامان کے ساتھ غرق ہو گیا۔ خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو خارق عادت کے طور پر فرعون سے بچایا۔ مگر سمندر کو درمیان میں حائل کر کے۔ لیکن یہاں اس غار میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بچایا۔ کسی سمندر کو نہیں کسی پہاڑ کو نہیں بلکہ ایک مکڑی کے جالے کو درمیان میں حائل کر کے۔ کیا اس سے بڑھ کر خدائی نصرت وقدرت کا نشان سمجھ میں آ سکتا ہے؟ اور اس موقع پر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کی سکینت وطمانیت سے بڑھکر ایمان ویقین اور معرفت کا نمونہ کوئی پیش کر سکتا ہے؟

(بقیہ صفحہ ۱۱)

وہاں قادیان کے بھگت اکبر کا ٹھیک اسی طرح ذکر تھا جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا۔ تو ایک سکھ صاحب بول اٹھے کہ ان قادیانیوں نے ہماری کتابوں کو پڑھ کر اچھا ودت پا دتا ہے۔ (یعنی ہمارے لئے ایک مشکل پیدا کر دی ہے)

(الفضل ماشہد بہ الاعداء)

نوٹ:- عیسائیوں کو مقابلہ کے لئے دعوت دی گئی مگر ان میں سے کوئی نہیں آیا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھوپال سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

— جناب مرزا فضل کریم صاحب سوداگر مشرقی افریقہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ۷ر مارچ ۳۴ء کو فرزند عطا فرمایا ہے الحمدللہ۔ مبارکباد۔ مرزا صاحب موصوف نے اس مسرت میں پچاس شلنگ اشاعت اسلام کے لئے عنایت فرمائے ہیں اس سے قبل بھی موصوف یکصد شلنگ اسی مد میں عنایت فرما چکے ہیں۔ جزاک اللہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام **فضل الرحمٰن** تجویز فرمایا ہے۔

— پیغام صلح :- ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور صالح خادم دین بنائے۔ نیز احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرزا صاحب کے کاروبار میں بیش از بیش برکات عطا فرمائے اور ان کو اسی طرح خدمت اسلام کی توفیق دیتا رہے۔

— جناب ابراہیم آدم صاحب سبحانی (عراق) کے ہاں کراچی میں اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمائی ہے جس کی خوشی میں آپ نے جہازی لائبریریوں کے لئے ایک سٹ کی قیمت مبلغ ۹ روپے اخویم تصدق حسین صاحب (بغداد) کو ادا کر دی ہے اللہ تعالیٰ اس بچی کو بھی صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور خادمۂ دین بنائے۔

— اخویم میاں جی اے آر سلیمان صاحب کا نکاح ثانی ۲۸ر ذیقعدہ کو ان کے وطن علاقہ کچھ میں عمل میں آیا۔ (مبارکباد)

— پیغام صلح :- ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو طرفین کے لئے دینی و دنیوی برکات و ترقیات کا موجب بنائے اور اس سے صالح اور خادم اسلام اولاد عطا کرے۔ میاں جی موصوف ایک نہایت مخلص اور پرجوش مسلمان ہیں۔ حال ہی میں آپ نے اپنے حصہ چار پر رسالہ مسلم کیٹیکزم کا عربی ترجمہ مفت تقسیم کے لئے بغداد میں شائع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت اور مال میں زیادہ سے زیادہ برکت دے۔ آمین۔

— جناب سید عابد علی صاحب کی تبدیلی حدیثہ (عراق) سے بغداد میں ہو گئی ہے۔ اور آپ وہاں پہنچ چکے ہیں اور سلسلہ کے لٹریچر کی اشاعت میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں اور ساتھ ہی ہندوستان میں اپنے اعزا کو بذریعہ خط و کتابت و لٹریچر تبلیغ کر رہے ہیں۔

— برادرم سید قاسم علی صاحب علاقہ کاٹھیاواڑ میں تبلیغ سلسلہ میں مصروف ہیں۔ آپ کی کوشش سے کئی آدمی سلسلہ میں شامل ہونے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔

— عراق کی تازہ ڈاک سے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ اخویم سید تصدق حسین صاحب عراق میں بڑی سرگرمی اور اخلاص سے تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ عربی رسالہ مسلم کیٹیکزم کو سرکردہ تعلیم یافتہ طبقہ میں تقسیم کر رہے ہیں۔ جس کا نہایت عمدہ اثر پڑ رہا ہے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جبکہ ہمارے احباب کی یہ مخلصانہ کوششیں نیک نتائج پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ اور مخالفین اور معاندین کو مجبوراً ہماری جماعت کی بے لوث خدمات اسلامی کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ یہ معلوم کر کے بھی خوشی ہوئی کہ سلسلہ کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنے میں کتاب "آئینہ احمدیت" عظیم الشان کام کر رہی ہے اگر احباب جماعت اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسے کافی تعداد میں تقسیم کریں تو نہایت مفید نتائج مرتب ہونے کی توقع ہو سکتی ہے۔

— کلکتہ میں امسال عید الفطر پر جناب میاں عمہاز احمد صاحب فاروقی اور انکی بیگم صاحبہ۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب صادق مسلم مشنری۔ محترمہ جاوید بانو صاحبہ اور دیگر چند اصحاب و خواتین کی کوشش سے مسلم خواتین نے ایک جگہ ملکر نماز عید ادا کی۔ عید الضحیٰ پر بھی انہی لوگوں کی مساعی سے یہ اہتمام کیا گیا اور کلکتہ کی مسلم خواتین کی معقول تعداد نے سخاوت میموریل گرلز سکول میں جمع ہو کر نماز عید ادا کی۔ اس کامیابی پر ہم ان تمام اصحاب و خواتین کو مبارکباد دیتے ہیں۔

— مسلمانان قصبہ میاں چنوں کی درخواست پر مورخہ ۲۶ مارچ کو جناب مولانا عصمت اللہ صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی وہاں تشریف لے گئے۔ اور دوسرے روز واپس آئے۔ اس مختصر عرصہ قیام میں ہر دو صاحبان کی تقریریں ہوئیں۔ جن کا پبلک پر جید اثر ہوا۔ سامعین میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور سکھ حضرات بھی موجود تھے۔

— جناب گل محمد صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ علی پور ضلع مظفر گڑھ تحریر فرماتے ہیں امسال بھی حسب دستور نماز عید اضحیٰ مسجد جامعہ احمدیہ واقع وسط بازار میں جناب قاضی شیر محمد صاحب احمدی پیش امام کی امامت میں ادا کی گئی۔ خطبہ کے بعد غیر از جماعت علماء سے وفات و حیات مسیح اور حضرت مسیح موعود کی صداقت پر مناظرہ ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے نمایاں کامیابی عطا فرمائی مفصل روئداد انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔

— سید عبدالمجید صاحب جج بلگور رخصت پر تشریف لے گئے ہیں ان کے اصل مرض میں تو بہت کچھ افاقہ ہو گیا ہے لیکن کمزوری بہت ہے۔ صحت کامل کے لئے دعا کی جائے۔

— حضرت امیر ایدہ اللہ کا ملازم میاں خاں بیمار ہے اس کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

— مرزا ظفر بیگ صاحب قصبہ منور ریاست پٹیالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا صاحبزادہ اظہر بیگ تقریباً دو ماہ سے علیل ہے۔ ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

— جناب بابو غلام قادر صاحب عید سے قبل سکھر سے تشریف لائے تھے۔ اب وہیں واپس چلے گئے ہیں۔

— جناب محمود احمد صاحب خلف مرزا محمد سلطان صاحب مرحوم پشاور سے تحریر فرماتے ہیں۔ جناب سیف الرحمٰن صاحب کے فرزند عبدالغنی کا عین عالم جوانی میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ مرحوم نہایت صالح اور با اخلاق نوجوان تھا۔

— جناب قاضی شیر محمد صاحب مبلغ علی پور ضلع مظفر گڑھ کی والدہ ماجدہ کا ۲ر اپریل کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ مرحومہ نہایت نیک خاتون تھیں۔

پیغام صلح :- ہمیں ان افسوسناک اموات پر دلی رنج ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرنے والوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام احباب کی خدمت میں جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

— جناب مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفیٰ کی آنکھیں ابھی تک اچھی نہیں ہوئیں وہ بھی دعا کے طالب ہیں۔

چک کچا کھوہ کے نو مسلموں کی فریاد

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اقوام جرائم پیشہ کی خدمت میں

بحضور عالی جناب ڈپٹی کمشنر صاحب اقوام جرائم پیشہ پنجاب

عالیجاہ فدویان نو مسلمانان چک ۱۹ شرقی ڈاک خانہ کچا کھوہ خدمت عالیہ میں عرض پرداز ہیں کہ ہم لوگوں نے بقر عید کی نماز پڑھنے کے لئے نائب سپرنٹنڈنٹ چک ۱۹ شرقی سے رقعے طلب کئے۔ نائب سپرنٹنڈنٹ نے ہم لوگوں کو گالیاں دیں اور ہمارے مذہب کو بھی برا بھلا کہا اور رقعے نہ دیئے۔ ہم لوگ خون جگر پی کر خاموش رہ گئے۔ اب ہم اپنی فریاد آپ کے آگے کرتے ہیں کہ ہمارے مذہبی کاموں میں مداخلت کرنے والوں کو تنبیہ کی جائے۔ تاکہ آئندہ کوئی فساد نہ ہو جائے۔ ایک پنڈت بھی چک میں آیا ہوا ہے جو ہر روز ہمارے مذہب کو برا کہتا ہے اب تک ہم خاموش رہے ہیں۔ اگر کسی جوشیلے آدمی نے اس کو کچھ کہا تو اس کے ذمہ دار ہم نہ ہونگے۔ حضور کو اطلاعاً لکھ دیا ہے مناسب تدارک فرمایا جائے۔ آپ کا اقبال زیادہ ہو۔

(آپ کے تابعدار فدویان نو مسلمانان چک ۱۹/۹۔R شرقی کچا کھوہ)

مولو ولد جیون | اللہ دتا ولد جیون | برکت علی ولد

منشی ظفر علی کی ایک تحریر

"پیرسن ویکلی" کے نامعقول مضمون کا ذمہ دار کون ہے؟

(از جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب لاہور)

منشی ظفر علی آف زمیندار آج کل مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے ولایت کے اخبار "پیرسن ویکلی" کے ایک نہایت نامعقول مضمون کے خلاف پروپیگنڈا میں مصروف ہیں۔ یہ سچ ہے کہ اس اخبار کو ایک ایسی ہستی کے بارہ میں لکھتے ہوئے بہت کچھ احتیاط لازم تھی۔ جو چالیس کروڑ مسلمانوں کے نزدیک انتہائی عزت کی مستحق ہے اور اپنے اخلاق کی بلندی اور کیرکٹر کی پاکیزگی کے لحاظ سے تاریخ عالم میں سب سے بلند درجہ رکھتی ہے۔ لیکن اصل حقیقت سے مخلص مسلمانوں کو آنکھیں بند نہ کرنی چاہئیں۔ مخالفین اسلام جو کچھ لکھتے ہیں اس کی بنیاد خود منافق مسلمانوں کی تحریریں ہوتی ہیں جن پر ذرا سی رنگ آمیزی کر کے مخالفین اپنے مطلب کا بنا لیتے ہیں۔

میں ذیل میں منشی ظفر علی کے اپنے خیالات کا ایک نمونہ درج کرتا ہوں جو وہ حضرت خدیجہؓ اور حضرت نبی کریمؐ کے بارہ میں رکھتے ہیں یہ کوئی سنی سنائی بات نہیں بلکہ ان کی طرف سے شائع شدہ تحریر ہے۔ اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ جو آج حضرت نبی کریمؐ کے نام کے ساتھ بار بار فداہ ابی و امی لکھا کرتے ہیں اس کی اصل غرض کیا ہوتی ہے۔ محض یہی کہ لوگوں سے اس پاک ہستی کا نام لے کر پیسہ بٹورا جائے حضرت نبی کریمؐ اور حضرت خدیجہؓ کے نکاح کے بارہ میں وہ لکھتے ہیں:-

"اس دولتمند خاتون کی حالت کا اندازہ کرو جس کا سلسلہ تجارت عرب سے شام تک وسیع ہے اور بیوہ ہے۔ عمر بھی ڈھل چکی ہے کہ ایک نوجوان کے صدق و صفا و دیانت و امانت کا آوازہ حق اس کے گوش زد ہوتا ہے۔ اور وہ اسے متاع تجارت کا قافلہ سالار بنا کر ارض شام کو بھیجتی ہے یہ نوجوان سفر شام سے واپس آتا ہے . . . . . . خاتون شادی کا پیغام دیتی ہے مگر وہ اسے نامنظور کرتا ہے خاتون اسے مجبور کرتی ہے کہ جو دولت مجھے حاصل ہے وہ پھر تمہاری ہو جائے گی . . . . . . یہ جائز ترغیب نوجوان میں آمادگی پیدا کر دیتی ہے اور وہ رضامند ہو جاتا ہے . . . . . . خاتون کو اب اپنے باپ کی رضامندی حاصل کرنے کی فکر ہوتی ہے جو اس وقت کی حمیت جاہلیت کا ایک نمونہ ہے۔ ایک بزم طرب ترتیب دی جاتی ہے۔ جس میں نوجوان اور اس کے خاندان کے دوست سرداران قوم مدعو ہوتے ہیں۔ قربانیاں ہوتی ہیں۔ جانور ذبح کئے جاتے ہیں خاتون کا باپ میر مجلس بنتا ہے جسے خاتون کے اشارہ سے خدام اس قدر شرابیں پلاتے ہیں کہ وہ بدمست ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں نوجوان کی طرف سے ایک ردائے زعفرانی پیش کی جاتی ہے کہ یہی خلعت نکاح ہے وہ (یعنی خاتون کا باپ) اسے منظور کر لیتا ہے۔ اور یہی منظوری رسم نکاح کی تکمیل ہے۔ چند گھنٹوں کے بعد جب اسے ہوش آتا ہے تو برہمی کی حد نہیں رہتی لیکن جب معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری کارستانی خود اس کی بیٹی کی ہے تو خاموش ہو جاتا ہے اور اب اس خاموشی سے نکاح کے ناطق ہونے میں کوئی کلام نہیں رہتا؟"

(ظفر علی - از تارۂ صبح جلد اول مجریہ کرم آباد)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مندرجہ بالا تحریر سے ایک مخالف کیا نتائج نکال سکتا ہے۔ وہ بھی سن لیجئے:-

(۱) کہ جب حضرت خدیجہؓ معمولی طور پر پیغام نکاح دیتی ہیں تو آنحضرتؐ نامنظور فرما دیتے ہیں

(۲) لیکن جب وہ مال کا لالچ دیتی ہیں تو حضور دولت کی خاطر اسے منظور کر لیتے ہیں۔

(۳) حضرت خدیجہؓ کے والد کی رضامندی دھوکہ سے حاصل کرنے کی غرض سے بزم طرب قائم کی جاتی ہے۔ جس میں بت پرستوں کے طریق پر قربانیاں ہوتی اور جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور حضرت نبی کریمؐ بھی شامل ہوتے ہیں۔

(۴) اس بزم طرب کے قیام میں آنحضرتؐ کا بھی معاذ اللہ ہاتھ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ایسی گہری سازش بجز دونوں فریق کی رضامندی کے بغیر نہیں کی جا سکتی تھی۔

(۵) حضرت خدیجہؓ کے والد کی بیہوشی کی حالت میں حضرت نبی کریمؐ نے زرد چادر ان کے روبرو پیش کی جسے انہوں نے بیہوشی کی حالت میں قبول کر لیا۔

(۶) بیہوشی کی حالت میں زرد چادر کا قبول کر لینا نکاح کی تکمیل کر دیتا ہے گویا معاذ اللہ حضرت نبی کریمؐ نے ایک مدہوش کو دھوکا دیکر یہ نکاح بت پرستوں کے رواج کے مطابق کر لیا۔

(۷) مدہوش کو جب ہوش آیا تو طوعاً و کرہاً اسے خاموش ہو جانا پڑا۔

فرمائیے جب ظفر علی جیسے لوگوں کے ایسے گندے عقائد ہوں۔ تو مخالفین اسلام کا اس میں کیا قصور۔ اگر وہ ایسے مسلمانوں کی جو لیڈر بننے کے بھی مدعی ہوں تحریروں کی بنا پر حضرت نبی کریمؐ کی شان میں گستاخیاں کریں۔ دیگر بزرگان اسلام کے بارہ میں جو منشی ظفر علی کے عقائد ہیں وہ آئندہ نمبروں میں بیان کئے جائیں گے۔

جماعت لاہور کا عید فنڈ

بموقعۂ عید اضحیٰ

نمبر	نام	رقم
(۱)	میاں چراغ دین صاحب کمرشل ہاؤس	۱ روپیہ
(۲)	شیخ احمد علی صاحب پنشنر	۲ ،،
(۳)	چودھری ظہور احمد صاحب	۱ ،،
(۴)	ملک قمر الٰہی صاحب	۱ ،،
(۵)	مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی	۱ ،،
(۶)	شیخ بشیر احمد صاحب ولد عبد الواحد صاحب	۱ ،،
(۷)	شیخ بشیر احمد صاحب مبلغ	۱ ،،
(۸)	چودھری محمد سعید صاحب بھٹہ لائل پور	۱ ،،
(۹)	ملک ناصر الدین صاحب	۸ آنے
(۱۰)	ایم اے صابر صاحب سرینگر	۸ ،،
(۱۱)	خانصاحب محمد منظور الٰہی صاحب	۱ روپیہ
(۱۲)	شیخ محمد حسین صاحب منیجر کارخانہ	۱ ،،
(۱۳)	عزیز بخش افسر تحصیل	۱ ،،
(۱۴)	داروغہ نبی بخش صاحب	۱ ،،
(۱۵)	بابو علی بخش صاحب منیجر بزنگ	۱ ،،
(۱۶)	بابو عبد الرحمن صاحب [illegible]	۱ ،،
(۱۷)	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۱ ،،
(۱۸)	ملک محمد الدین صاحب وکیل	۱ ،،
(۱۹)	میاں نصیر احمد صاحب فاروقی	۱ ،،
(۲۰)	ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب	۱ ،،
(۲۱)	میاں معراج الدین صاحب معمار	۴ آنے
(۲۲)	میاں محمد دین صاحب معمار	۴ ،،
(۲۳)	سید حیدر شاہ صاحب	۱ روپیہ
(۲۴)	مہمان مولانا صدر الدین صاحب	۸ آنے
(۲۵)	منشی عبد الستار صاحب	۸ آنے
(۲۶)	میاں غلام محمد صاحب دفتری	۱ روپیہ
(۲۷)	سید امجد علی شاہ صاحب	۱ ،،
(۲۸)	حمید احمد خان صاحب برادر حافظ صاحب گجرات	۸ آنے
(۲۹)	منشی جمال الدین صاحب سانده	۱ روپیہ
(۳۰)	سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب	۱ ،،
(۳۱)	سید جلال شاہ صاحب	۱ ،،
(۳۲)	بابو عبد اللہ صاحب	۱ ،،
(۳۳)	مستری عبد العزیز صاحب باغبانپورہ	۱ ،،
(۳۴)	بابو کرم الٰہی صاحب	۱ ،،
(۳۵)	مولوی دوست محمد صاحب	۸ آنے
(۳۶)	ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	۱ روپیہ
(۳۷)	غلام حسن خانصاحب	۱ ،،
(۳۸)	شیخ عبد المجید صاحب خلف الرشید	۲ ،،
(۳۹)	شیخ عبد الرحمن صاحب پنشنر ای اے سی	
(۴۰)	چودھری عشرت علی صاحب	۱ ،،
(۴۱)	بابو غلام قادر صاحب	۱ ،،
(۴۲)	مولانا صدر الدین صاحب	۱ ،،
(۴۳)	مولوی عبد اللہ خانصاحب	۸ آنے
(۴۴)	مولوی مرتضےٰ خانصاحب	۸ ،،
(۴۵)	مولوی مصطفےٰ خانصاحب	۸ آنے
(۴۶)	مولانا احمد صاحب	۸ ،،
(۴۷)	بشارت احمد خانصاحب سب انسپکٹر	۱ روپیہ
(۴۸)	بشیر احمد خانصاحب	
(۴۹)	ڈاکٹر سلطان محمد صاحب	۱ ،،
(۵۰)	ڈاکٹر غلام محمد صاحب	۱ ،،
(۵۱)	ڈاکٹر اللہ بخش صاحب	۱ ،،
(۵۲)	بابو عمر الدین صاحب	۱ ،،
(۵۳)	منشی محمد بخش صاحب	۱ ،،
(۵۴)	ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب	۲ ،،
(۵۵)	چودھری عبد المجید صاحب	۱ ،،
(۵۶)	نذیر احمد، غلام قادر صاحبان میانمیر	۵ ،،
(۵۷)	عبد الغنی صاحب	۸ آنے
(۵۸)	ماسٹر غلام محمد صاحب	۱ روپیہ
(۵۹)	عبد الکریم صاحب	۲ آنے
(۶۰)	سلطان محمود صاحب	۴ آنے
(۶۱)	حضرت امیر ایدہ اللہ	۱ روپیہ
(۶۲)	ڈاکٹر نذیر احمد صاحب	۱ ،،
(۶۳)	ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب	۱ ،،

مراسلات

دہلی میں عظیم الشان مناظرہ

اور احمدیت کی فتح

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی از دہلی)

اس سال ۱۰ مارچ کو انجمن سیف الاسلام دہلی نے اپنا جلسہ پریڈ کے میدان میں منعقد کیا۔ اور احمدی جماعت کو مناظرہ کی دعوت دی۔ قادیانی جماعت نے توجیات و حیات مسیح پر مباحثہ کیا۔ انجمن سیف الاسلام کی طرف سے مولوی اسعد اللہ صاحب اور قادیانی جماعت کی طرف سے مولوی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل مناظر تھے اور سچ یہ ہے کہ مولوی اسعد اللہ صاحب باوجود بہت بڑے فاضل ہونے کے اپنے مقابل کی پیش کردہ ۱۵-۱۶ آیات قرآنی میں سے ایک کا بھی جواب نہ دے سکے۔

عجیب استدلال

مولانا اسعد اللہ صاحب نے بہت ہی عجیب بات پیش کی کہ سورۂ فاتحہ میں جو الحمد للہ رب العالمین ہے اس سے بھی حیات عیسےٰ ثابت ہے۔ پھر کہا ہر آیت سے حیات مسیح ثابت ہے۔ مگر چونکہ ان کا استدلال عجیب تھا جسے غالباً مولانا کے ساتھیوں اور سامعین میں سے کوئی بھی نہ سمجھ سکا اس لئے قادیانی مناظر نے خاموشی سے اس استدلال عجیب کو ٹال دیا۔

مولانا سے تعارف

مولانا اسعد اللہ صاحب وہی صاحب ہیں جنھوں نے گزشتہ سال شملہ میں قادیانی جماعت سے ختم نبوت پر مناظرہ کرتے ہوئے بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا تھا کہ :-

"جن حوالوں کو میں نے مرزا صاحب کی تحریروں سے پیش کیا ہے ان سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے ہرگز نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا"

یہ ان کا حیال میں نے اسی وقت "پیغام صلح" میں شائع کرا دیا تھا۔ اور دہلی میں جبکہ سائیں لال حسین صاحب میرے مقابل "مجددیت" پر بحث کر رہے تھے۔ اس وقت مولانا صاحب غیر احمدی جماعت کی طرف سے صدر جلسہ تھے۔ میں نے دوران بحث میں سائیں لال حسین صاحب آخر کے اعتراضات کو جواب دیتے ہوئے مولانا کی شہادت مذکورہ بالا کو بھی پیش کیا۔ اور کہا کہ مولانا کی دیانت کا میں اس روز سے معترف ہوں جبکہ شملہ کی بلند چوٹیوں پر انہوں نے یہ حلفاً کہا تھا کہ ان کی پیشکردہ تحریروں سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ یہ شہادت حقہ دہلی کی پبلک میں مولانا کی موجودگی میں پیش ہو کر اتمام حجت ہو جائے۔ مگر خاتمہ مباحثہ پر مولانا نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ :-

"ٹھیک طور پر مجھے یہ تو یاد نہیں کہ میں نے شملہ میں کیا کہا تھا ہاں چونکہ میرا ذکر بھی آ گیا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی تحریروں سے بحیثیت مجموعی نبوت کا دعویٰ ثابت ہے۔ گو ان کی ایسی تحریریں بھی ہیں جن سے نبوت کے دعوے سے انکار بھی پایا جاتا ہے"

مولانا کو یاد ہو یا نہ ہو مگر مذکورہ بالا الفاظ بھی میرے بیان کی تردید نہیں کرتے کیونکہ اب بھی مولوی صاحب کو تسلیم ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں دعویٰ نبوت سے انکار بھی موجود ہے اور میری شہادت یہی تھی کہ مولانا نے ان تحریروں میں سے بعض کو پیش کر کے قادیانی مبلغ کے مطالبہ پر قسم کھا کر کہا تھا کہ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

مولانا عبد الحق دہلوی سے مباحثہ

سائیں لال حسین صاحب نے شام کو ہمارے آنریری مبلغ مولوی عبد الحق صاحب سے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر بحث کی اور سارا زور لگایا کہ دعویٰ نبوت ثابت ہو مگر افسوس کہ سائیں صاحب نے مولانا اسعد اللہ صاحب کی شہادت کی بھی پروا نہ کی اور یہی کہتے رہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور بالمقابل جو تحریریں انکار دعویٰ نبوت کی پیش کی گئی تھیں ان کی انہوں نے کچھ پروا نہ کی۔ اور ایسا کیوں کرتے جبکہ ان کی نیت ہی کج تھی۔ اور بجز فتنہ پھیلانے کے اور کوئی مقصد ہی نہ تھا۔

مولانا اسعد اللہ صاحب سے ملاقات

مولانا اسعد اللہ صاحب نے اسی روز شام کو مہربانی فرمائی کہ وہ ہمارے ہاں خاکسار سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اثناء گفتگو میں میں نے پوچھا کہ مولانا سورۂ فاتحہ سے آپ نے عجیب استدلال حیات مسیح پر کیا۔ مولانا ہنس پڑے۔ میں نے کہا سورۂ فاتحہ تو بقول مسیح موعود ان کے صدق دعوے پر ایک الٰہی مہر ہے۔ مولانا نے پوچھا کہ آپ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا سورۂ فاتحہ سے ہی اب میں جواب دیتا ہوں۔ سنئیے اس سورۂ شریف میں پانچ وقت ہم منعم علیہ بننے کی اور مغضوب اور ضال ہونے سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔ یہ آپ کو علم ہی ہے کہ مغضوب اور ضال یہود و نصاریٰ ہیں۔ اور منعم علیہ مسلمان ہیں۔ کیونکہ یہود نے مسیح پر کفر کا فتویٰ لگا کر قتل کرنے کی پوری کوشش کی۔ اس لئے وہ مغضوب ہوئے۔ اور نصاریٰ مجازاً ابن اللہ کے لفظ کو حقیقی ابن اللہ اور اللہ بنا کر ضال ہو گئے۔ اور آنحضرت صلعم اور آپ کے ساتھی حضرت عیسےٰ کو نبی اللہ مانکر منعم علیہ ہو گئے بالکل یہی واقعہ مسیح محمدی کے زمانہ میں پیش آیا ہے۔ آپ لوگوں نے فتوے کفر ناحق لگا کر قتل کی پوری کوشش کی اور قادیانی جماعت مجازی نبی کو حقیقی نبی بنا کر ضال ہو گئی۔ اور ہم لوگ حضرت مرزا صاحب کو اصل مقام پر مانتے ہیں یعنی مجدد و مسیح موعود جو اولیائے امت محمدیہ کا سرتاج ہے۔ پس ہم منعم علیہ ہوئے۔ اور سورۂ فاتحہ سے یوں صداقت مسیح موعود ثابت ہو گئی۔

مولانا کے ہمراہ ایک صوفی منش بزرگ تھے انھوں نے فرمایا کہ اس وقت دوسری باتیں کریں۔ اور اس بحث کو چھوڑ دیں۔ لہٰذا پھر مولانا سے دوسری دوستانہ گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا صاحب نہایت خندہ پیشانی سے خاکسار سے پیش آئے جن کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

مجددیت پر مباحثہ

لال حسین صاحب نے بجائے اصولی بحث کے وہی بوسیدہ اور مردود اعتراضات جو پیشگوئیوں پر مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے مناظرہ کرنے والے عموماً پیش کیا کرتے ہیں۔ اپنی کتاب ترک مرزائیت میں سے پیش کئے۔ اور کوشش یہ کی کہ دس منٹ میں بیس اعتراض ضرور ہو جائیں۔ تاکہ فریق مقابل اور نہیں تو بوجھ سے تو دبا رہے۔ اور یہ وہی طریقہ ہے جو آریہ سماجی مناظر بھی عموماً اسلام کے خلاف اختیار کرتے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ تین گھنٹہ کے مناظرے میں تمام کے تمام اعتراضات صاف ہو گئے۔ اور لال حسین کو اپنی کمزوری کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کی شان میں کچھ گستاخی کی ضرورت پیش آئی جس پر میں نے اسے کہا کہ آپ احمدیوں کے ہی پروردہ اور پڑھائے ہوئے ہیں۔ پھر مسیح موعود کی شان میں اس قدر شوخی اچھی نہیں۔ اور تمہیں علم ہے کہ تم کیوں احمدی جماعت سے الگ کئے گئے۔ اس پر لال حسین صاحب نے عجیب انداز میں کہا کہ ہاں جناب میں آپ لوگوں کا اسی طرح پروردہ ہوں جس طرح موسیٰ فرعون کے پروردہ تھے۔ اس پر میں نے کہا کہ نوح کا فرزند کہتے ہوئے کیا شرم آتی ہے۔ جو دراصل آپ کا مقام ہے۔ تب آپ نے نزول المسیح میں سے حضرت مرزا صاحب کا وہ رویا پڑھا جس میں حضور نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے اردگرد بہت سے درندے بندر اور سور وغیرہ ہیں اور اس سے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔

بندر اور سور کون ہیں؟

تب میں نے کہا کہ سنو حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :- ؎

چہ دوزخہا کہ میسد مدم بدیدار تپیدن رو ہا

تبازم دلبر خود را کہ بازم داد جنت را

اس لئے یہ تو وہی لوگ ہیں جو مسیح موعود کو مارنے اور پھاڑنے کی فکر میں ہیں جن سے خدا نے حضور کو نجات دی۔ اس لئے احمدی جماعت تو اس کا مصداق نہیں ہو سکتی۔ ہاں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے :-

"تکون فی امتی فزعۃ فیصیر الناس الی علمائھم فاذاھم قردۃ وخنازیر"

یعنے میری امت میں ایک بڑا فتنہ ہوگا اور لوگ اس وقت اپنے علماء کی طرف جائیں گے۔ اور علماء اس وقت بندر اور سور ہونگے۔

احمدی جماعت لوگوں کی علماء نہیں ہے۔ بلکہ ان کو تو آپ جیسے بے علم لوگ بھی عالم نہیں مانتے۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یہی آپ جیسے علماء ہی ہیں جنھیں بوجہ ان کے کارناموں کے آنحضرت صلعم نے بندر اور سور کا خطاب دیا ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کا کام کسر صلیب کے ساتھ قتل خنزیر بتایا ہے۔ پس اب خود سوچ لو کہ سور کون ہیں؟

اب سائیں صاحب کو ہوش آیا اور سیدھے ہو گئے۔ میں نے چیلنج کیا کہ اب ۱۲ بجے ہیں۔ اس وقت سے لے کر رات کے ۱۲ بجے تک بلکہ اس کے بعد بھی مباحثہ کرتا ہوں اب زور لگا لو۔ میں تمہارے جلسہ کا آج کا سارا خرچ بھی برداشت کرنے کا ذمہ لیتا ہوں۔ مگر

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے اس متکبر کو اس طرح سے ذلیل و خوار کر دیا۔ اور خدا کا وعدہ انی مھین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک کھلے طور پر پورا ہوا۔ میں نے پہلے تو صبر سے کام لیا لیکن جب یہ دیکھا کہ اب خرافات بیہودہ شملہا پر نکل گئے بغیر یہ شریر دشمن حق باز آ ہی نہیں سکتا۔ تب میں نے اوپر کے جوابات دیئے اور یہ سچ ہے کہ دہلی کے مسلمانوں نے نہایت امن سے مناظرہ سنا

خبریں

ہندوستان

—— عید کے دوسرے روز اجودھیا (متصل فیض آباد۔ یو پی) میں قربانی گاؤ پر ہندوؤں نے جو فساد برپا کیا تھا اس میں انہوں نے بے قصور اور پرامن مسلمانوں پر نہایت وحشیانہ اور ہولناک مظالم کئے چار مسلمان جن میں ایک عورت بھی شامل ہے شہید ہو گئے۔ چار مسجدیں مسمار اور اٹھارہ مکان نذر آتش کئے گئے۔ بہت سے مسلمان مجروح ہوئے۔ لوٹ مار بھی آزادی سے کی گئی اس سے بھی کافی نقصان ہوا۔

—— افواہ ہے کہ آئندہ سال وائسرائے ہند ایک عظیم الشان شاہی دربار منعقد کرینگے۔ جس میں ملک کے چھ سو والیان ریاست اور پچاس ہزار گورہ اور ہندوستانی فوج حاضر ہوگی وہی دربار میں ہندوستان کے جدید دستور اساسی کا اعلان کیا جائے گا۔ اس موقعہ پر سیاسی اور دیگر مجرموں کی معافی کا بھی اعلان کیا جائیگا

—— نئی دہلی ۴ راپریل۔ وائسرائے کے زلزلہ فنڈ کی میزان ۱۹۳۵۸۵۳ روپے تک پہنچ چکی ہے۔

—— ڈاکٹر انصاری عنقریب ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال کی معیت میں یورپ جانے والے ہیں۔

—— گزشتہ ہفتہ ہز ہائینس نواب بھوپال کی بڑی شاہزادی بیگم کو رائی کے ہاں جو نواب صاحب بھوپال کی ولیعہد بھی ہیں لڑکا پیدا ہوا۔ ریاست میں خوشیاں منائی جارہی ہیں۔

—— ریاست جنید میں مسلمانوں پر ہندو جاٹوں اور سکھوں کی طرف سے شدید مظالم ہورہے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک مسجد میں خنزیر کا گوشت پھینکا گیا۔

—— پشاور ۴ راپریل۔ آج ہندوستان کا سرکاری وفد ہندوستان وافغانستان کے تجارتی تعلقات پر غور کرنے کی غرض سے عازم کابل ہوگیا۔

—— پٹنہ کے قریب ایک گاؤں بلھاری میں ہندو مسلم فساد ہو گیا مسلمان ایک شادی کی تقریب پر بھینس ذبح کرنا چاہتے تھے ہندوؤں نے اسی قصور پر غریب نہتے مسلمانوں پر حملے کرکے تین کو شہید اور کئی ایک کو مجروح کردیا۔

—— حیدرآباد دکن ۳ راپریل۔ اعلیحضرت حضور نظام کے ولیعہد شہزادہ اعظم جاہ اپنی بیگم صاحبہ کے ہمراہ امروز وفردا میں عازم کشمیر ہونگے اور موسم گرما وہیں بسر کرینگے۔

—— پنجاب اور صوبہ سرحد میں جرائم کی تعداد کم ہو رہی ہے

—— مسلمانان دہلی نے ایک عظیم الشان اجتماع میں ۲۰ راکتوبر کو آل انڈیا اردو کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— ناگپور اور ہندوستان کے بعض دوسرے شہروں میں دماغی بخار کی وبا شروع ہوگئی ہے۔

—— صوبہ بہار کے زلزلہ زدہ علاقہ میں پانی کی سخت قلت محسوس ہو رہی ہے۔ حکومت اور پبلک کنوؤں اور تالابوں کی تعمیر پر خاص توجہ دے رہی ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس میرٹھ میں بصدارت سر عبدالقادر باقاعدہ نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔

—— گاندھی جی اپنے دورے میں مصروف ہیں۔

—— سکھ راؤنڈ ٹیبل کی شدید مخالفت کر رہے ہیں۔

—— گزشتہ ہفتہ مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس دہلی میں منعقد ہوا

ممالک خارجہ

—— واشنگٹن ۴ راپریل۔ امریکن سفیر متعینہ انگورہ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت ٹرکی نے انسل کو گرفتار کرکے حکومت امریکہ کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

—— وائنا ۴ راپریل۔ پرسوں رات چار سوشلسٹ اور دو نازی قیدی جیل سے فرار ہو گئے۔ جس کی وجہ سے ملک میں بہت سنسنی پھیل گئی۔

—— جاپان میں اسلام روز بروز مقبول ہو رہا ہے۔

—— لندن ۳ راپریل۔ برطانیہ کا مالی سال شنبہ کی رات ختم ہوگیا۔ خرچ نکالکر ۳۱۱۴۷۸۶۰ پونڈ کی رقم بچ رہی ہے یہ تلی بخش اعداد وشمار ریاستہائے متحدہ امریکہ کو ۲۹۴۳۳۳۰ پونڈ قرضہ جنگ ادا کرنے کے بعد حاصل ہوئے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ تنخواہوں کی تخفیف کو بحال کر دیا جائیگا۔

—— رومانیا کی حکومت نے ایک نیا قانون جاری کیا ہے جسکی رو سے کوئی ایسی عورت جس کی عمر ۲۹ سال سے کم ہو کسی ہوٹل یا کسی کلب میں ملازم نہیں رکھی جاسکتی۔ قانون کا مقصد بداخلاقی کو روکنا ہے

—— لارڈ ناردرسابق گورنر جنرل آسٹریلیا کا انتقال ہوگیا۔

—— حکومت امریکہ نے فیصلہ کیا ہے کہ امریکہ کا قرضہ جو اس کو غیر ملکی حکومتوں کی طرف سے واجب الوصول ہے اس کو منسوخ یا کم کرنے کا حکام کو اختیار نہ ہوگا۔

—— رومانیہ میں گزشتہ ہفتہ خوفناک زلزلہ آیا جس نے سارے علاقہ کو ہلا دیا۔ کئی مکانات گر گئے۔ گر زیادہ نقصان ناچ گھر کا ہوا جس میں بہت سی عورتیں ناچ رہی تھیں۔ بیسیوں عورتیں سخت زخمی ہوگئیں۔ زلزلہ کے ساتھ زبردست طوفان باد آیا۔ جس کی وجہ سے ٹیلیفون کا سلسلہ خراب ہوگیا۔

—— عام طور پر روس اور جاپان میں زبردست جنگ کا اندیشہ ظاہر کیا جارہا ہے۔ دونوں ملک زبردست جنگی تیاریاں کر رہے ہیں

—— حساب لگایا گیا ہے کہ لندن میں ہر تین منٹ میں ایک شادی ہوتی ہے۔ اور ہر سال آتشیں اسلحہ سے ۱۶۰ اشخاص ہلاک کئے جاتے ہیں۔

—— جرمنی میں ۱۹۳۴ء کی تعطیلات کا جو سرکاری کلنڈر شائع ہوا ہے اس میں یہودیوں کی تعطیلات بند کر دی گئی ہیں۔

—— حال ہی میں نہایت احتیاط سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ جنگ عظیم میں ایک کروڑ ۳ لاکھ فوجی اور ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ شہری اشخاص ہلاک ہوئے ہیں۔

—— حکومت چین نے غیر ملکی چاولوں پر محصول لگا دیا ہے۔

—— لندن ۴ راپریل۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ نیو یارک اطلاع دیتا ہے کہ مالکان کوئلہ کی اکثریت اس فیصلہ پر پہنچی ہے کہ یکم مئی سے مزدوروں کا ہفتہ ۵ یوم کا اور دن سات گھنٹہ کا ہو اور اجرتیں بھی بڑھادی گئی ہیں۔

—— ہندوستان اور آئرلینڈ کے درمیان تجارتی ترجیحی تعلقات کے لئے گفت وشنید جو اٹاوا کانفرنس میں صرف ابتدائی حالت میں شروع ہوئی تھی اس ہفتہ لندن میں دوبارہ شروع ہوجائیگی

—— منچوریا میں بدستور جنگ کا خطرہ موجود ہے جاپان کثیر تعداد میں افواج اور سامان حرب وہاں بھیج رہا ہے۔

عالم اسلام

—— طہران ۳ راپریل۔ جعفر علی خاں اسد سابق وزیر حرب ایران کا جیل کے ہسپتال میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔ آپ بعض الزامات کی بنا پر جو پردہ راز میں ہیں ایک عرصہ سے محبوس زندان تھے۔

—— ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ نجدیمن کی جنگ ختم ہوگئی ہے۔ یمنی افواج پیچھے ہٹ گئی ہیں۔ امام یمن تھامہ پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے دستبردار ہو گئے ہیں۔ تفصیلات کا انتظار ہے۔

—— بیت المقدس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ موسیٰ کاظم پاشا وفات پاگئے۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۸۰ سال کی تھی آپ عربی مجلس عاملہ کے صدر تھے۔ اس سے قبل آپ بیت المقدس میں صدر بلدیہ کے عہدہ پر بھی فائز رہ چکے تھے۔

—— حکومت نجد وحجاز کی اطلاع مظہر ہے کہ ۲۵ مارچ کو بروز یکشنبہ فریضۂ حج بخیر وخوبی ادا ہوگیا ہے۔ اقطاع عالم کے ۲۶ ہزار سے اوپر مسلمانوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل رہا اور کوئی وبائی مرض نہیں پھیلا۔

—— بصرہ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا کہ عراق کے تاجران خرما اپنی کھجوروں کی بڑھتی کے لئے جدید منڈیاں تلاش کر رہے ہیں۔ اور اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنا ایک وفد ہندوستان سراندیپ۔ سنگاپور۔ چین۔ جاپان اور اٹلی کے دورے پر روانہ کیا ہے۔ یہ وفد ان ممالک کے تجار سے عراقی خرما کی کھپت کے سلسلہ میں گفتگو کرے گا۔

—— ٹرکی میں ایک شاندار پنسل کا کارخانہ عنقریب کھلنے والا ہے اور اس کارخانہ میں ملکی ضروریات سے زیادہ مال تیار ہوا تو باہر بھی بھیجا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ جب یہ کارخانہ ملکی ضروریات کو پورا کرنے لگے گا تو غیر ملکی پنسلوں کی درآمد ممنوع قرار دیدیجائے گی۔

—— عربی اخبارات رقمطراز ہیں کہ ماورائے یردن میں امسال غلہ کی پیداوار بہت کم ہوئی ہے جسکی وجہ سے شدید قحط پڑ گیا ہے۔ لوگ بھوک اور سردی سے مر رہے ہیں۔ امیر عبداللہ مصیبت زدگان کی امداد کر رہے ہیں۔ اور ایک امدادی کمیٹی مرتب کی جاچکی ہے۔

—— تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ دنوں شاہ غازی تاجدار عراق کی تقریب شادی پر حکومت ٹرکی کے سفیر نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی طرف سے نہایت بیش قیمت تحائف پیش کئے۔

—— ٹرکی میں ایک خاص محکمہ قائم کیا گیا ہے جو قربانی کے خون کو ایک جگہ جمع کرکے اس کا رنگ تیار کرے گا نیز کھالوں کی فراہمی اور ان کے صحیح استعمال کا بھی اہتمام کرے گا۔ اس محکمہ کا دعوےٰ ہے کہ آئندہ سال جانوروں کے خون سے جو رنگ تیار ہوگا وہ غیر ممالک کے ساختہ رنگوں سے ترکی کو بے نیاز کردیگا۔ ایک تجویز یہ بھی ہے کہ خون سے تیار شدہ رنگوں کو عربی ممالک میں بھی درآمد کیا جائے۔

—— عراق سے اسقدر سونا باہر گیا ہے کہ اب عراق میں صرف ۲۰ لاکھ پونڈ کا سونا باقی رہ گیا ہے۔

مذاکرہ علمیہ

چند سوالات معہ جوابات

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال - اخبار ایمان ۱۵ ستمبر ۱۹۳۳ء کے پرچہ میں ایک مضمون متعلقہ انگریزی کھانڈ شائع ہوا ہے - جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سؤر کی ہڈیاں و خون اور انسان کے پیشاب سے یہ کھانڈ صاف ہوتی ہے آپ کا فیصلہ اس کے متعلق کیا ہے کہ یہ استعمال کرنی چاہئیے یا نہیں

جواب - نہ معلوم انگریزی کھانڈ سے آپ کا مطلب کیا ہے انگلستان کی بنی ہوئی کھانڈ تو یہاں عام طور پر کہیں نہیں بکتی کسی انگریزی دکان میں کسی شیشی وغیرہ میں بند ملتی ہو تو پتہ نہیں - غرضیکہ انگریزی کھانڈ تو ہمارے ملک میں کبھی عام طور پر فروخت نہیں ہوتی آپ کا مقصد غالباً "دانہ دار چینی" سے ہے - سو وہ آج سے کئی سال پہلے **جاوا** سے آیا کرتی تھی - اب ہندوستان میں سینکڑوں کی تعداد میں شوگر فیکٹریاں و شکر کے کارخانے بن گئی ہیں شمالی ہندوستان میں کونسا ریلوے سٹیشن ہے جس کے اردگرد گنے کے کھیت لہلہاتے ہوں اور وہاں کوئی شکر کا کارخانہ نہ ہو - اس لئے اب اس بات پر جھگڑنے کی ضرورت ہی نہیں رہی کہ یہ شکر سور کی ہڈیوں اور خون اور انسان کے پیشاب سے صاف ہوتی ہے یا نہیں کبھی پنجاب تشریف لائیں تو کسی شکر کے کارخانہ میں جاکر بچشم خود شکر صاف ہوتے ملاحظہ فرمالیں تسلی ہو جائیگی - پتہ لگ جائیگا کہ مولویوں کے فتوے اکثر واقعات پر مبنی نہیں ہوا کرتے بلکہ خود ان کی قیاسی اور فرضی باتوں پر مبنی ہوتے ہیں - وہاں نہ تو سور کی ہڈیاں اور خون آپ دیکھیں گے اور نہ انسان کا پیشاب - یہ سب فرضی باتیں ہیں اس لئے دانہ دار چینی کو ناجائز قرار دینے میں ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں -

اس غلط فہمی کے پیدا ہونیکا باعث غالباً وہ ہڈیاں ہیں جن کے ریلوے سٹیشنوں پر انبار نظر آتے ہیں - اور گاڑیوں میں بند کرکے بھیجی جاتی ہیں - ظاہر ہے کہ ہمارے ملک میں سوروں کی تعداد عام طور پر بہت کم ہے اور ہڈیوں کے انبار میں شاید ہی کوئی سور کی ہڈی ہو - ان ہڈیوں کو جلاکر کوئلہ بنایا جاتا تھا - جسے **اینیمل چارکول** کہتے ہیں جس طرح لکڑی جلاکر کوئلہ بناتے ہیں اور وہ گندہ پانی چھاننے کے کام آتا ہے - اسیطرح ہڈیاں جلاکر جو کوئلہ بنتا ہے وہ بھی گندہ پانی کے چھاننے کے کام آتا ہے - بالکل ممکن ہے کہ ابتدائی ایام میں شکر بنانے والا شیرہ بھی جلی ہوئی ہڈیوں کے کوئلہ کے ذریعہ چھان اور صاف کیا جاتا ہو لیکن اب تو خود مشینیں ایسی نکل آئی ہیں جو شیرہ کو صاف کر دیتی ہیں - کسی کوئلہ وغیرہ کی ضرورت ہی نہیں ہوتی لہذا اب تو اس خرخشہ کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی لیکن جلا ہوا کوئلہ اگر کبھی استعمال ہوا بھی ہے تو یہ آپ کسی جید فقیہ سے پوچھیں کہ کیا جلا ہوا کوئلہ پاک نہیں ہو جاتا ؟

سور کے خون کی کہانی تو محض ایک افسانہ ہے اور انسان کا پیشاب تو کسی ایسے مولوی کا واہمہ معلوم ہوتا ہے جسے ذیابیطس کا مرض ہوگا چونکہ اس کے پیشاب میں شکر بہت آتی ہوگی اس کے موجد دماغ نے یہ تجویز کیا کہ انگریز جو مادی رنگ میں اس قدر عقلمند قوم ہے ضرور پیشاب میں اس قدر کثیر مقدار شکر کی ضائع نہیں جانے دیتی ہوگی اور ذیابیطس کے مریضوں کے پیشاب میں سے بھی شکر نکال لیتی ہوگی عجب نہیں وہ کسی شکر کے کارخانہ والے سے اپنے قارورہ کا سودا کرنے کے لئے بھی تیار ہو گئے ہوں - ورنہ بھلا آپ ہی فرمایئے کہ پیشاب کا شکر صاف کرنے سے واسطہ کیا ؟

سوال - کیا مرزا غلام احمد قادیانی کو قرآن شریف زبانی یاد تھا!

جواب - حضرت مرزا صاحب کو قرآن شریف کا بہت سا حصہ زبانی بھی یاد تھا البتہ وہ سارے قرآن کے حافظ نہ تھے لیکن قرآن انکے

مسلم ہائی سکول لاہور کے متعلق

انسپکٹر صاحب کی رائے

گزشتہ دنوں ہمارے مسلم ہائی سکول لاہور کا سرکاری سالانہ معائنہ ہوا جس کی رپورٹ کا خلاصہ درج ذیل ہے :-

سکول کے عملہ میں تین بی ٹی - دو ایس اے وی - ایک ایس وی ایک فارسی اورئینٹل - ایک بی اے مولوی فاضل اورئینٹل - اور ایک جے - اے - وی - اور تین جے اے وی ہیں - سکول کی تعلیمی حالت سے میں نے اندازہ لگایا کہ عملہ کافی اور محنتی اور قابل ہے -

سکول کا فرنیچر ضروریات موجودہ کے لئے کافی و وافی ہے - سکول کی گراؤنڈ ہوسٹل کے قریب واقع ہے جسمیں عموماً ہر روز طلبہ کا جم غفیر موجود ہوتا ہے - مجھے خوشی ہوئی کہ سکول کے طلبہ کی جسمانی حالت کو سدھارنے کے لئے تمام اساتذہ اپنی اپنی جماعتوں کو ہر روز شام کے وقت کھیلنے کیلئے لیجاتے ہیں امید ہے کہ تعلیمی ترقی کے ساتھ جسمانی ترقی بہت جلد اعلیٰ ہو جائیگی - سکول کے سکاوٹوں کے کارنامے سنکر مجھے بیحد مسرت ہوئی - پبلک نیوہارون پران کی کارگزاری قابل قدر ہے - باکسنگ میں سکول نے خاص امتیاز حاصل کیا ہے - عبدالقادر آل انڈیا باکسنگ ٹورنمنٹ کے موقعہ پر سکول نے دس لڑکے بھیجے جنمیں سے ہر ایک نے کپ حاصل کیا اور یوں سکول کی شہرت کو چار چاند لگائے -

ضبط اور تنظیم، رجسٹر اور حساب اعلیٰ اور پاک ہے -

کمزور طلبہ کو اپنے زیادہ ہوشیار رساتھیوں کے دوش بدوش چلانے کیلئے

۴۴ دل میں بسا ہوا تھا - ان کی تمام حرکات و سکنات قرآن شریف کے احکام کی حامل تھیں - قرآن سے عشق اور اس کی خدمت کا ذوق و شوق ہی تھا جس نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے دل میں وہی آگ لگادی جو آج ساری تبلیغ و اشاعت اسلام کا موجب ہو رہی ہے - حضرت مرزا صاحب کی نظموں کو اٹھاکر دیکھئے - آپکو قرآن سے وہ عشق نظر آئے گا جس کی نظیر امت مرحومہ میں آپکو بہت کم ملے گی - اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کیا خوب فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں ؂ قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

ہماری تبلیغی ڈاک

مرتبہ خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب

جنوبی افریقہ

(۱) مسٹر اسمعیل لکھتے ہیں کہ بحیثیت ایک مسلمان طالب علم کے میں مشکور رہونگا اگر آپ چند سوالات کے حل کرنے میں میری مدد کرینگے۔ جب مسٹر فرحت اللہ خاں صاحب یہاں تھے انہوں نے ہمیں اس بات کی تحریص دی کہ ہم اسلام پر موجودہ تالیفات کا مطالعہ کریں چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے چلے جانے کے بعد ہم تین مسلمان نوجوانوں نے ایک مختصر کلب بنائی۔ تاکہ ہم اسلام کی موجودہ کتب و اخبارات کا باقاعدہ مطالعہ کیا کریں۔ اس بارہ آپ کی رائے دریافت کرتا ہوں۔ کہ ہمیں اس بارہ میں کیا کرنا چاہیئے۔ ہم یہاں کی لائبریری سے اخبار لائٹ کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ مسٹر خان نے لکھا ہے کہ ہم ہیں غلط خیالات کو جو مسلمانوں کے درمیان پھیلے ہوئے ہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان کو صحیح تعلیم اسلامی کی طرف لائیں ہم اس سے متفق ہیں۔ اور میرے دوست بھی اس نیک کام میں میرے معاون ہیں۔ مہربانی کرکے اس خط کا جلد جواب دیں اور اپنا لٹریچر بھیجدیں۔ ہم آئندہ بھی تمام امور کے بارے میں آپ سے مشورہ لیتے رہیں گے۔ اخبار لائٹ ہمارے نام جاری کردیجئے۔

---

(۲) مسٹر عابد لکھتے ہیں کہ گزشتہ فروری میں آپ نے میری لڑکی کی وفات پر اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دعا کی تھی کہ خدا تعالےٰ تجھے اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ سو میں آپکو خوشخبری دیتا ہوں کہ خدا نے مجھے ایک تندرست لڑکا عطا فرمایا ہے۔ جو معہ اپنی اندؔ کے راضی خوشی ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ میں اشاعت اسلام کے لئے کچھ کرتا رہوں۔ اور مسٹر کنگ کو اس کام میں مدد دوں۔ سو آپ کی اس خواہش کی تعمیل میں میں نے ایک مختصر سی سوسائٹی بنالی ہے جس کے ممبروں کی تعداد ۱۰۰ تک پہنچ چکی ہے۔ جو امید ہے بہت جلد ہزاروں تک پہنچ جائے گی۔ اس لئے میں مشکور ہوں گا اگر آپ کام کو عمدگی سے چلانے کے لئے مزید ہدایات بھیجدیں۔ سوسائٹی کا انتظام کرکے سب سے پہلے ہم قرآنی دعاؤں کا ترجمہ زولو زبان میں کرینگے۔ اور اس کے بعد باقاعدہ دوسری کتب کے تراجم کرینگے اور انشاء اللہ آپ کو اپنے کام کی باقاعدہ رپورٹ بھیجدیا کرینگے۔

---

(۳) مسٹر کنگ لکھتے ہیں کہ عرصہ سے آپ کی طرف سے نہ کوئی خط ملا ہے نہ لٹریچر۔ مہربانی کرکے کچھ ڈچ لٹریچر بھیجدیں کیونکہ بہت سے لوگ اسے سمجھ سکتے ہیں۔ مہربانی کرکے مفت لٹریچر کی چھ چھ کاپیاں مجھے بھیجدیں۔ گزشتہ سال میں نے معزز مسلمانوں کو دعوت دے کر ایک سوسائٹی کی بنیاد رکھنے کی تحریک کی جو مجھے اشاعت اسلام کے کام میں مدد دے سکے۔ چنانچہ اس کا انتظام ہوگیا اور چار ہفتہ تک اس نے نہایت اچھا کام کیا۔ لیکن اس کے بعد اس میں غفلت آگئی۔ اور صرف چند شلنگ جمع ہو سکے۔ میں اپنا کام نہایت آہستہ آہستہ کررہا ہوں اور مجھے اپنے بچوں کی ماں کیلئے بڑی مشکلات پیش آرہی ہیں۔ لیکن مجھے اپنے پروردگار پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ مجھے ضائع نہ کرے گا۔ کیونکہ میں نے محض اسی کی رضا کیلئے دنیاوی اور جاہت کو چھوڑا ہے۔

---

(۴) مسٹر داؤد صالح لکھتے ہیں کہ میں یہاں کے افریقین کالج کا طالب علم ہوں جو اس ملک میں سب سے بڑی دیسی تعلیم گاہ ہے یہاں صرف ہم دو مسلمان طالب علم ہیں باقی کئی ہزار دیسی عیسائی ہیں اس لئے اس قدر کثیر تعداد غیر مسلموں میں ہماری حالت بہت نازک ہے اور ہمیں اسلام کے کئی مسائل سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے آپ ہماری مدد کریں۔ تاکہ ہم اپنے کالج کے نوجوانوں کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرسکیں۔ اور ان کو اس کی خوبیوں سے آگاہ کریں اس علاقہ میں عیسائی مشنریوں کی متواتر جدوجہد کا نتیجہ یہ ہے کہ کثرت سے دیسی لوگ عیسائی ہوچکے ہیں۔ اور ہم مسلمان چاروں طرف سے عیسویت سے گھرے ہوئے ہیں۔ مہربانی کرکے آپ اپنا اسلامی لٹریچر بھیجدیں جسے ہم طلبائے کالج میں تقسیم کرینگے۔ اور یقین ہے کہ کئی سعید روحیں ہماری ہمخیال ہوجائیں گی۔ ہمیں آپ کی انجمن کا علم آپ کے ایک رسالہ سے معلوم ہوا جو اتفاقیہ ہمارے ہاتھ میں آگیا جس سے یہ پتہ لگا کہ آپ نہایت کامیابی سے ساری دنیا میں اشاعت اسلام کررہے ہیں۔ مہربانی کرکے اپنی فہرست کتب بھیجدیں۔ نیز اخبارات کا سالانہ چندہ لکھدیں۔ تاکہ ہم ان کی خریداری کے لیے چندہ بھیجدیں۔ اگر آپ ہمارے کالج کے مزید حالات معلوم کرنا چاہیں اور اشاعت اسلام کے ذرائع جو یہاں اختیار کئے جاسکتے ہیں تو میں آپ کو مفصل لکھدونگا۔

---

(۵) مسٹر ابراہیم داؤد لکھتے ہیں کہ مجھے اس بات سے دلی مسرت ہوتی ہے کہ آپ کے ذریعہ اسلام ہر جگہ غالب ہورہا ہے۔ یہ سب انگریزی ترجمہ قرآن کریم اور دوسرے لٹریچر کے طفیل ہے جو آپ کی جماعت نے شائع کیا ہے۔ جسے پڑھکر غیر مسلم لوگ فوراً اسلام قبول کرلیتے ہیں۔ مثال کے طور پر عرض ہے کہ ایک یوروپین لڑکا لارکین سے میرا دوست تھا۔ ایک دن میں آپ کی نماز انگریزی کا مطالعہ کررہا تھا کہ اوپر سے وہ آگیا اور مجھ سے یہ کتاب طلب کی اور بڑے شوق سے اس کا مطالعہ کیا۔ اور دوسری صبح اس نے آکر مجھ سے کہا کہ اسے اسلام کی سچائی پر یقین ہوگیا ہے۔ اور وہ بھی اس مذہب میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس چھوٹی سی کتاب کے طفیل وہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ اس لئے مہربانی کرکے اپنا اور لٹریچر بھیجدیں۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے دوسروں کو بھی اسلام میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی جاسکے۔ میں اردو نہیں جانتا صرف کچھ عربی جانتا ہوں۔

فہرست کتب بھی ساتھ ہی بھیجدیں۔

جہاد کی تشریح

لاہور کا ایک گرگٹی لیڈر جس کا مذہب اور خیالات راتدن تغیر پذیر رہتے ہیں اور جسے راتدن مسلمانوں کا لیڈر بننے کا غم کھائے جارہا ہے ہمیشہ سے مسئلہ جہاد کی صحیح تشریحات کے خلاف بہت سی بیمعنی باتیں لکھتا رہتا ہے۔ کہ بانی سلسلہ نے مسلمانوں میں سے جہادی سپرٹ کو نکالدیا ہے۔ اور کہ ان کو امن و امان سے رہنے کی تلقین پر بہت زور دیا ہے۔ گو گورنمنٹ انگریزی کی عملداری کے آغاز سے ہی سمجھدار مسلمان لیڈروں اور علماء کا خیال مسئلہ جہاد کے بارہ میں وہی رہا ہے جسے حضرت مسیح موعود نے ظاہر کیا لیکن دوسروں کو چھوڑکر اس نام نہاد لیڈر کا سارا زور بانی سلسلہ احمدیت کے خلاف ہی جہلا کا جوش بھڑکانے میں صرف ہوتا رہا ہے۔ ہندوستان میں گزشتہ سالوں میں جتنے ہندو مسلم فساد ہوئے ان میں قریباً ہر جگہ مسلمان ہی زیادہ مار کھاتے رہے۔ نہ صرف مار کھاتے رہے بلکہ فسادات کے مقدموں اور دیگر مصائب کا شکار بھی وہی ہوتے رہے۔ ایسے مواقع پر اس لیڈر اور اس کے ہمخیال ملانوں نے مظلوم مسلمانوں کی عملی ہمدردی میں کبھی کوئی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ دور بیٹھے زبانی ہمدردی کا ریزولیوشن پاس کرتے رہے کشمیر کی موجودہ مشکلات میں ہی دیکھ لو اس گرگٹی لیڈر نے کہانتک عملی ہمدردی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ کس قدر روپیہ مظلومان کشمیر اور جلاوطنان کشمیر کی امداد میں اپنی جیب سے عنایت کیا۔ یہی نہیں بلکہ کشمیری مظلوموں سے پہلے اس نے خود اپنا کاسہ گدائی مسلمانوں کے سامنے پیش کردیا ہے۔

اس کے اخبار ۱۰ مارچ سنہ ۳۱ء صفحہ پر "مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا معرکہ آرا بیان" کے عنوان سے ذیل کا نوٹ جہاد کے بارہ میں شائع ہوا ہے:

> "سیاسی جماعتوں کو زندہ رکھنا ایک مذہبی فریضہ ہے ہندوستان میں نوجوں اور ہتھیار سے جہاد نہیں ہوسکتا بلکہ یہاں پر یہی جہاد ہے کہ بےخوف ہوکر حق بات کہی جائے اور اس کے راستہ میں جو تکلیف آئے اسے خوشی کے ساتھ برداشت کیا جائے۔ میرے نزدیک ایک والنٹیر کی امداد، ایک سیاسی جماعت کو منظم کرنا ہندوستان میں حقیقی جہاد ہے"

اب فرمائیے گرگٹی لیڈر کے ہمخیال علماء کے نزدیک حقیقی جہاد اس ملک میں یہی ہے کہ ان گرگٹی لیڈروں اور ان کے والنٹیروں کی روپیہ پیسے سے منظم طور پر امداد کی جائے۔ کیونکہ اس سے پہلے وہ فرما چکے ہیں کہ:-

> "جنگ میں سب سے پہلی ضرورت اور پہلی امداد روپیہ ہے۔ روپیہ کے بغیر کوئی جنگ جاری نہیں رہ سکتی۔ جنگ میں کون کہہ سکتا ہے کہ کتنا روپیہ خرچ ہوگا۔ ہندوستانی مسلمانوں کا سب سے پہلا فرض ہے کہ پورے جوش کے ساتھ کشمیر کی اس تحریک میں روپیہ سے پوری مدد کریں"

ہم اس گرگٹی لیڈر اور اس کے علماء سے پوچھتے ہیں کہ کیا خدا و رسول کا نام غیر مذاہب کے بادشاہوں اور بڑے بڑے آدمیوں تک پہنچانا اور ان کے منہ پر ان کے غلط عقائد کا اظہار ایک سچے مسلمان کے نزدیک سیاسی حق گوئی سے بڑھکر قابل تعریف اور خدا و رسول کے نزدیک پسندیدہ امر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنے گرگٹی لیڈروں اور ان کے علماء نے اس نیک کام کو سرانجام دیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ہجری | نمبر ۲۲

جماعت احمدیہ لاہور

مسلمانان عالم کا مرکز امید ہے!

آجکل سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی زبردست مخالفت ہو رہی ہے۔ چاروں طرف ایک خوفناک طوفان اُٹھا ہوا ہے۔ مسجدوں اور مدرسوں کے ملاں۔ خانقاہوں کے پیر اور سجادہ نشین۔ اخباروں کے ایڈیٹر۔ سیاسی لیڈر اور وہ لاکھوں کروڑوں مسلمان جو ان لوگوں کے زیر اثر ہیں جماعت احمدیہ کو تباہ و برباد کر دینے پر تلے ہوئے ہیں غیر مسلم مخالفین ان کے علاوہ ہیں۔ آریہ سماجی ایڈیشنک اور عیسائی پادری تمام عالم اسلامی میں سے صرف مٹھی بھر احمدیوں ہی کو اپنا سب سے بڑا حریف سمجھتے ہیں۔ اگر آریہ پرتی ندھی سبھا کی نیند حرام ہوتی ہے تو صرف احمدی مبلغین کے تصور سے۔ اگر پادری زویمر اور ان کے شاگرد پریشان ہوتے ہیں تو انہی بے سروسامان خادمان اسلام سے یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں۔

ایک کمزور و قلیل جماعت کو جس کے اتنے مخالف ہوں جس کو تباہ کر دینے کی چاروں طرف کوشش ہو رہی ہو۔ اب تک مٹ جانا چاہئے تھا، برباد ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن یہ جماعت مٹنے اور برباد ہونے کی بجائے روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ تعداد اور اثر کے لحاظ سے بڑھ رہی ہے۔ اس کے وسائل اور ہمدردوں کا حلقہ روز بروز وسیع ہو رہا ہے۔ انصاف پسند لوگ اس کی خدمات کے قائل ہو رہے ہیں۔ اس کے بے انصاف دشمن اندر ہی اندر اس سے خوف کھانے لگے ہیں۔ اس کے تمام مخالف حلقوں میں اس کا رعب چھایا ہوا ہے جو کبھی کبھی پردہ داری کی انتہائی کوشش کے باوجود ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ محض اس لئے کہ جماعت احمدیہ حق و صداقت کی علمبردار ہے ہر وہ جماعت جس کے پاس سچائی ہو ہمیشہ اسی طرح کامران و منصور ہوتی چلی آ رہی ہے۔ ایک طرف ہم اپنی کمزور حالت کو دیکھتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کامیابیوں اور کامرانیوں پر نظر جاتی ہے تو بے اختیار سر سجدۂ شکر میں جھک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑے بڑے فضل و کرم کئے ہیں۔ ہم ہر روز اس کارساز حقیقی کی کرشمہ سازیوں کے نظارے کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہم آج کی صحبت میں ایک بات کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کا کثیر طبقہ ہمارا مخالف ہے۔ اور ہمیں بدنام کرنے اور ہماری تعلیمات کو غلط رنگ میں پیش کرنے کی افسوسناک کوششیں شب و روز جاری رہتی ہیں اور اس سلسلہ میں جھوٹ۔ بہتان طرازی۔ مبالغہ آمیزی کسی چیز سے بھی پرہیز نہیں کیا جاتا۔ لیکن اس کے باوجود تمام عالم اسلامی کی نگاہ امید ہماری طرف ہی لگی ہوئی ہے۔ جب کسی جگہ کسی آریہ یا عیسائی سے مناظرہ ہوتا ہے اور غیر از جماعت مولوی اس سے عاجز آ جاتے ہیں، تو فوراً احمدی مناظر کی ضرورت محسوس ہونے لگتی ہے۔ اور کافروں کی انجمن کے دفتر میں تار پر تار آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ کہ حفاظت اسلام کے لئے کسی آدمی کو بھیجو۔ جب کسی تعلیم یافتہ غیر مسلم یا نو مسلم کو پیش کرنے کیلئے اسلامی لٹریچر کی ضرورت پڑتی ہے تو فوراً مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے انگریزی ترجمۃ القرآن اور دوسری کتابوں کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ چند روز کا ذکر ہے کہ ایک مقامی اسلامی انجمن کے دو کارکن دفتر پیغام صلح میں تشریف لائے۔ اور ایک معزز انگریز نو مسلم کا اسلامی نام دریافت کیا۔ اتفاق سے خاکسار مدیر کو ان کا اسلامی نام معلوم نہ تھا۔ لاعلمی ظاہر کرنے پر انہوں نے مایوس ہو کر کہا اگر آپ لوگوں کو معلوم نہیں تو پھر اور کہیں سے معلوم نہ ہو سکے گا۔ پولینڈ کا ایک یہودی فاضل پوش، ور عبرانی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اس کی اطلاع مسلمانان ایشیا کے سب سے بڑے تعلیمی مرکز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں دیتا ہے۔ لیکن رجسٹرار مسلم یونیورسٹی اس کے خط کو کہاں بھیجتے ہیں؟ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں؟ نہیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں؟ نہیں۔ دار المصنفین اعظم گڑھ میں؟ نہیں۔ دار العلوم دیوبند میں؟ نہیں۔ بلکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں۔

یہ چند مثالیں ہیں ورنہ ہماری تبلیغی خط و کتابت کا خلاصہ جو پیغام صلح میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ تمام عالم اسلامی کس طرح جماعت احمدیہ کی طرف کھچا چلا آ رہا ہے۔ تمام سلجھے ہوئے دماغ اس حقیقت کو پا گئے ہیں کہ اب مسلمانوں کا مستقبل اسی جماعت سے وابستہ ہے۔ فتاویٰ کفر سے ایک وقت تک مسلمانوں کو مرعوب کیا جا سکتا ہے سیاسی لیڈروں کی تقریروں اور مخالف اخبارات کے آتشبار مقالوں سے ایک عارضی ہیجان پیدا ہو سکتا ہے۔ بہتان طرازیاں اور غلط بیانیوں کا سیاہ پردہ ایک قلیل مدت کے لئے اصلیت کو چھپا سکتا ہے۔ لیکن ان میں سے قیام و استقلال کسی چیز کو بھی حاصل نہیں۔ حق کی بے پناہ کشش اور بے لوث و مخلصانہ خدمات اسلامی کا اثر وقت آنے پر باطل کے اس سارے کاروبار کو بیکار و مفلوج کر دیتا ہے۔

کیا ہمیں اپنی اس کامیابی اور مقبولیت پر اتنا مسرت کر کے خاموش ہو جانا چاہئے؟ نہیں۔ یہ انتہائے مسرت و فخر کا مقام نہیں ہے۔ بلکہ عاجزانہ طور پر خدا کے حضور [illegible] جانے کا موقع ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہماری حقیر و ناکارہ کوششوں کو شرف قبولیت بخشا اور ہمارے کمزور وجود کو تمام عالم اسلامی کی نگاہوں کے لئے مرکز امید بنا دیا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس منصب کے اہل ثابت ہونے کی کوشش کریں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اسلام کا ایک ان تھک رضاکار و مبلغ ہونا چاہئے۔ ہمیں اپنے چند اہل قلم بزرگوں اور مبلغوں پر ہی انحصار نہیں کر لینا چاہئے بلکہ ایک ایک فرد کو خود ایک کامیاب مبلغ و مناظر بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہم نے یورپ کی چند زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کر دیا۔ یا چند ملکوں میں ہمارے مشن قائم ہو گئے ہیں یا برلن میں ہماری مسجد تعمیر ہو گئی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اپنی رفتار کو سست کر دیں۔ خدا کی زمین بہت وسیع ہے۔ اس میں بے شمار ملک اور قومیں ہیں۔ ہم نے ان سب تک پیغام حق پہنچانا ہے۔ ان سب کو دائرہ اسلام کے اندر داخل کرنا ہے۔ احمدیہ! سوچو تمہارے سوا اس عظیم الشان کام کو انجام دینے والا اور کون ہے؟ یاد رکھو مخالفت کے طوفانوں اور کفر کے فتووں کے باوجود تم دنیائے اسلام کی امیدوں کا مرکز ہو۔ اٹھو۔ اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں لو۔ اور اس یقین کے ساتھ کہ ہم نے آئندہ چند سال میں یورپ کو ضرور فتح کر لینا ہے۔ آگے بڑھو۔ یاد رکھو۔ اگر تمہارے دل میں خدمت اسلام کا صحیح ولولہ اور عزم راسخ ہے تو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اور تمہاری تبلیغی ترکتازی ہر ایک روک اور مخالفت پر غالب آئے گی۔

موجودہ وقت میں تمہارا سب سے پہلا اور سب سے ضروری کام یہ ہے کہ تم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل کو لیکر نکلو۔ اور ہر اس شخص تک پہنچو جس تک کہ تم پہنچ سکتے ہو۔ اور چند مہینوں بلکہ چند ہفتوں کے اندر اپنی قومی انجمن کو برلن مسجد و مشن کے اخراجات کے فکر سے آزاد کر دو۔

جماعت راولپنڈی کا جلسہ سالانہ

ہماری جو جماعتیں باقاعدگی اور اہتمام سے اپنے سالانہ جلسے منعقد کرتی ہیں ان میں جماعت راولپنڈی کو بھی امتیازی درجہ حاصل ہے۔ تمام قارئین کرام یہ سنکر مسرور ہوں گے کہ احباب راولپنڈی نے ۲۲ و ۲۳ اپریل (اتوار سوموار) کو اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کی تیاری سرگرمی سے ہو رہی ہے۔ جلسہ گاہ کے لئے میلہ کمیٹی اسپاں کا مقام تجویز ہوا ہے۔ اس اجتماع میں حضرت امیر ایدہ اللہ۔ جناب مولانا صدر الدین صاحب۔ جناب میر مدثر شاہ صاحب اور جناب شیخ محمد یوسف گرنتھی کی تشریف آوری کی توقع ہے۔ پروگرام نہایت [illegible] اور دلچسپ ہے۔ قرب و جوار کی تمام جماعتوں اور دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اس جلسہ میں شریک ہو کر اسے بارونق اور کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کریں۔ اور خود بھی بزرگان دین کی نصیحتوں سے فائدہ اٹھائیں ایک دینی اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے تھوڑی دور کا سفر اور گھر سے دو روز کی غیر حاضری معمولی بات ہے۔ تشریف آوری کی اطلاع جہاں تک جلد ممکن ہو جناب مرزا غلام ربانی صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کو دیدی جائے۔ ضرورت کے مطابق بستر اور کپڑے تمام اصحاب ساتھ لائیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو کامیاب اور بابرکت بنائے اور جماعت راولپنڈی کے باہمت سکرٹری و دیگر احباب کی مساعی نتیجہ خیز ثابت ہوں۔

"فاروق" سے ایک سوال؟

ہم نے ۱ر مارچ کے ایک شذرہ میں قادیانی اخبارات اور مبلغین کی دشنام طرازیوں اور دروغ بافیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ جب کوئی شخص یا گروہ دلائل، معقولیت اور قبول حق کی سعادت سے محروم ہو جاتا ہے تو اس کا آخری حربہ دروغ بافی اور دشنام طرازی ہوا کرتا ہے۔ چونکہ قادیانیوں کے پاس ہماری دلائل کا کوئی جواب نہیں اور قبول حق کی سعادت سے بھی وہ محروم ہیں اس لئے وہ ہمیں دلائل کے مقابلہ میں گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے متعلق جھوٹ بولتے رہتے ہیں۔ اس شذرہ میں ہم نے جناب میاں محمود احمد صاحب کے مایہ ناز اخبار "فاروق" کی بازاری اور غیر شریفانہ تحریروں کا خاص طور پر ذکر کیا تھا۔ اس سچی بات پر "فاروق" کو بہت تاؤ آیا۔ اور اس نے کچھ ایسا رویہ اختیار کیا جو کسی شریف آدمی سے ممکن نہیں اسی تاؤ کے عالم میں اس نے اپنے مخصوص سوقیانہ انداز میں یہ لکھا کہ "پیغام صلح" کے جب کھجلی ہوتی ہے تو ہم اس کی دوا تجویز کر دیتے ہیں۔ تو وہ پھر شور مچاتا ہے۔ خیر "فاروق" کی لغات میں کلمہ حق کا نام کھجلی ہی ہوگا۔

چند ماہ کا عرصہ ہوا کہ "فاروق" کے متعلق میاں صاحب نے اعلان کیا تھا کہ:۔

"اخبار فاروق باوجود وضاحت سے ہوشیار کئے جانے کے ایسے رویہ سے باز نہیں آتا جو فتنہ کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ اس میں سلسلہ کے ایک محکمہ کے متعلق نہایت بیہودہ نوٹ چھپا ہے اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ اخبار فاروق کو سلسلہ کا اخبار تصور نہ کیا جائے۔"

اگر "فاروق" کے دل میں جلن نہ ہو تو ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ جناب میاں صاحب کا یہ اعلان بھی کسی کھجلی کا نتیجہ تھا یا حقیقت پر مبنی تھا۔ اور اس نے سچ مچ بیہودہ نوٹ لکھے تھے اگر کھجلی کا نتیجہ نہ تھا تو ظاہر ہے کہ جو شخص تقاضائے فطرت سے مجبور ہو کر اپنے مطاع الکل خلیفہ کے خلاف بیہودگی کر سکتا ہے وہ اپنے مخالف کے ساتھ جو کرے کم ہے۔

تحریک سول نافرمانی کا خاتمہ

تحریک سول نافرمانی جس کا آغاز گاندھی جی نے بے شمار بلند بانگ دعاوی کے ساتھ کیا تھا خود گاندھی جی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئی۔ اس نامراد تحریک نے کئی سال تک ملک کو مبتلائے مصیبت رکھا۔ کانگریسیوں نے اس کے پردے میں مسلمانوں کو خوب دق کیا۔ لیکن وقت آیا کہ خود کانگرس اور ان کے حامی بھی اس طوفان بے تمیزی سے تنگ آ گئے اور حکومت کے آرڈیننسوں نے اس سب کا ناطقہ بند کر دیا۔ گاندھی جی نے مجبور ہو کر اعلان کیا کہ اجتماعی سول نافرمانی کو ترک کیا جاتا ہے۔ انفرادی سول نافرمانی جاری رہے گی۔ لیکن ان کا یہ فریب اعلان بھی اس نامراد تحریک کی ناکامی کو نہ چھپا سکا۔ گاندھی جی کے بعض رفقا نے کونسلوں میں جانے کی ٹھانی۔ مسز سروجنی نائیڈو کو از سر نو زندہ کیا گیا۔ چند آدمی پٹنہ میں گاندھی جی کے پاس پہنچے۔ انہوں نے سوراجیہ پارٹی کی تجاویز کو منظور کر کے سول نافرمانی کے خاتمہ کا اعلان کر دیا۔ اور ساتھ ہی سوراجیہ پارٹی کو ہر طرح کی امداد کا یقین دلایا۔ گاندھی جی "شیطانی حکومت" سے "مؤدبانہ تعاون" کی ہدایت پہلے فرما چکے ہیں۔ اب اسی حکومت کی کونسلوں میں داخل ہونے والوں کی امداد پر بھی کمربستہ ہو گئے ہیں۔ یہ سب کچھ وہ اپنی "اندرونی آواز" پر کر رہے ہیں۔ یہ اندرونی آواز بھی عجیب و غریب ہے۔ جو کبھی گورنمنٹ برطانیہ کو "شیطانی حکومت" قرار دے کر عدم تعاون کی تاکید کرتی ہے۔ اور کبھی اس کی طرف سے اسی حکومت کے ساتھ مؤدبانہ تعاون کی ہدایت ملتی ہے جو لوگ جماعت احمدیہ پر "سیاست" سے علیحدہ رہنے کا اعتراض کیا کرتے ہیں وہ کانگرسی مہاتما کی ان سیاسی شعبدہ بازیوں پر ذرا غور کریں گے؟

"الفضل" کا دعویٰ بے دلیل
حضرت مسیح موعود کی کوئی تحریر پیش کیجئے

کچھ عرصہ ہوا الفضل نے اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں لکھا تھا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورہ بقرہ کی آیت والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون کے متعلق فرمایا ہے کہ ہمیں تین وحیوں کا ذکر ہے اول اس وحی کا ذکر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی دوسری وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی اور تیسری وہ جو حضرت مسیح موعود سے متعلق تھی"۔ (۱۹ر دسمبر ۱۹۳۳ء صلہ)

کیا "الفضل" حضرت مسیح موعود کی کسی ایسی تحریر کا حوالہ دیکر ہمیں ممنون کریگا جس میں حضور نے بالاخرۃ ھم یوقنون سے اپنی وحی مراد لی ہو؟

منشی ظفر علی سے

گاندھی جی کی اس تازہ قلابازی پر "زمیندار" والے منشی ظفر علی نے بھی خوب چیخ پکار مچا رکھی ہے وہ "زمیندار" ۱۰ اپریل میں گاندھی جی پر چند سوالات کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"لیکن یہ سوالات مہاتما گاندھی سے کون کرے؟ کیا ہندو کریں جن کی یہ حالت ہے کہ اگر آپ دن کو رات کہہ دیں تو وہ ہاتھ جوڑ کر جھٹ عرض کرنے لگتے ہیں کہ حضور وہ دیکھئے آسمان پر چاندنی چھٹکی ہوئی ہے اور تارے چمک رہے ہیں۔ جن کی رجال پرستی کا یہ عالم ہے کہ وہ آپ کو پرماتما کا اوتار سمجھتے ہیں اور خواہ آپ سے کیسا ہی اخرفعل سرزد ہو انہیں یہی گمان ہوتا ہے کہ اس میں بھی ضرور کوئی نہ کوئی خدائی حکمت کیا ہوگی۔ خدا ہندوؤں کی حالت پر اور ہندوستان کی حالت پر رحم کرے جن کو رہنما بھی ملے تو گاندھی جو گھڑی میں تولہ ہیں گھڑی میں ماشہ"۔

منشی ظفر علی نے گاندھی جی اور ہندوؤں کی جو کیفیت بیان کی ہے وہ بالکل صحیح ہے لیکن منشی صاحب جیسے کانگرسی مسلمانوں کی حالت بھی کانگرسی ہندوؤں سے کچھ بہتر نہیں۔ خود منشی جی نے گاندھی جی کی شان میں جو قصیدہ خوانی کی تھی اور مسلمانوں کو ان کے اور ان کی کانگرس کے دام میں پھنسانے کے لئے جو پاپڑ بیلے تھے کیا وہ سب تاجپوشی کے قصیدے کی طرح انہیں فراموش ہو گئے؟

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت کچھ ناساز ہے نزلہ زکام کی شکایت ہے۔ حضرت ممدوح کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

— حضرت ممدوح ۹ر اپریل کو منٹگمری تشریف لے گئے اسی روز شام کو واپسی ہوئی۔

— جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جنرل سکرٹری بھی کئی روز سے علیل ہیں ان کے لئے بھی خاص طور پر دعائے صحت کی جائے۔

— منشی غلام نبی صاحب لویریوالہ کا صاحبزادہ عزیز ظہور احمد تقریباً ڈیڑھ ہفتہ سے علیل ہے۔ منشی صاحب درخواست دعا کرتے ہیں۔

— اس سے قبل بھی اطلاع دی جا چکی ہے کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی کتاب "قرآن کریم کا پیغام حریت" شائع ہو چکی ہے۔ قیمت فی کاپی تین آنے (۳ر) احباب جلد طلب فرمالیں۔ مفصل ریویو انشاء اللہ اشاعت آئندہ میں شائع ہوگا۔

— منیجر پیغام صلح اطلاع دیتے ہیں کہ جن خریداران اخبار کا چندہ خریداری ماہ اپریل میں ختم ہوتا ہے ان کو اطلاعی خطوط لکھے جا رہے ہیں وہ بہت جلد چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ وی پی میں ۳ر خواہ مخواہ ضائع جاتے ہیں۔

اعتذار

گزشتہ ہفتہ متواتر علالت کے باعث میں کام نہیں کر سکا۔ اس لئے اکثر احباب کے خطوط بلا جواب پڑے رہے۔ جن کے جوابات انشاء اللہ عنقریب ارسال ہونگے۔

محمد منظور الٰہی

قادیان میں افغانوں پر ظلم

مورخہ ۲ر اپریل۔ ۳ بجے دوپہر کا ذکر ہے کہ قادیان ریلوے اسٹیشن پر جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے خاص خدام عبدالرزاق اور عبدالخالق نے ایک غریب الوطن افغان کو بہت بری طرح زدوکوب کیا حتی کہ وہ لہولہان ہو گیا۔ یہ اپنی قسم کا دوسرا واقعہ ہے۔ اس سے کچھ عرصہ قبل ایک اور مشہور افغان فدائی محمد امین خاں غفر اللہ لہ قادیان میں اپنی جان دے چکا ہے۔ اہل قادیان میں

اولیائے کرام اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کیا اولیاء اللہ کے کلمات شیطانی تصرف کا نتیجہ تھے؟

(۲)

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف ابنیۂ احمدیت)

چھٹا حوالہ

اس کے بعد مکتوب نمبر کے ترجمہ سے حسب ذیل عبارت نقل کی گئی ہے:-

"آپ نے تمہید عین القضات کی عبارت کے معنے پوچھے تھے۔ کہ اس میں لکھا ہے کہ جس کو تم خدا جانتے ہو وہ ہمارے نزدیک محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے اور جس کو تم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جانتے ہو وہ ہمارے نزدیک خدا ہے۔ میرے مخدوم اس قسم کی عبارتیں جو توحید و اتحاد کی خبر دیتی ہیں سکر کے غلبوں میں جو مرتبہ جمع ہے اور جس کو کفر طریقت سے تعبیر کرتے ہیں مشائخ قدس سرہم سے بہت صادر ہوئی ہیں۔ اس وقت دوئی اور تمیز ان کی نظر سے دور ہو جاتی ہے۔"

سکر سے مراد عشق الٰہی ہے

اس عبارت میں کونسی ایسی بات ہے جسے مشائخ اور اولیاء اللہ کے لئے باعث ہتک یا ان کے کلام کو شیطان کے تصرف کا نتیجہ قرار دیا جا سکے۔ سکر کا غلبہ شیطانی تصرف نہیں بلکہ سکر محض اس عشق الٰہی اور محویت کا نام ہے جسکے اندر اولیاء اللہ اپنا سب کچھ بھلا کر محض خدا ہی میں فنا ہو جاتے ہیں۔ ظاہر شریعت کے رو سے اس کا نام سکر رکھدیا گیا ہے۔ یہ وہ سکر نہیں جو "زمیندار" کے ذکاوت نویس کے حصہ میں آیا ہے بلکہ یہ وہ مبارک سکر ہے جو محبت و عرفان الٰہی کی شراب سے حاصل ہوا ہے۔ کاش ظاہر شریعت کے علمبرداروں کو بھی اس سکر سے کوئی حصہ ملا ہوتا۔ تو اولیاء اللہ کو بدنام کرنے اور دکھ اور اذیتیں پہنچانے کی وہ جرأت نہ کرتے۔ اور نہ آج "زمیندار" کے کالموں میں اسے شیطان کے تصرف کا نتیجہ قرار دیا جاتا۔

بہرحال جہانتک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا الفاظ کا تعلق ہے انہوں نے ان الفاظ میں اولیاء اللہ کی ہتک ہرگز نہیں کی۔ نہ ان کے کسی کلمہ کو شیطان کے تصرف کا نتیجہ قرار دیا۔ بلکہ صاف اور کھلے لفظوں میں تمہید عین القضات کی اس عبارت کی تائید کی ہے کہ "جسکو تم خدا سمجھتے ہو وہ ہمارے نزدیک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور جس کو تم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سمجھتے ہو وہ ہمارے نزدیک خدا ہے" انہوں نے صاف کہا ہے کہ:-

(ا) اس قسم کی عبارتیں توحید و اتحاد کی خبر دیتی ہیں۔

(ب) وہ غلبۂ سکر یا محویت کے عالم میں کہی گئی ہیں۔

(ج) اس وقت دوئی اور تمیز ان اولیاء اللہ کی نظر سے دور ہو جاتی ہے۔

پس جناب ہمکیش کا اس کو نقل کرنا کیا معنے رکھتا ہے جبکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بڑے رنگ میں نہیں بلکہ مشائخ کے ساتھ "قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم" لکھکر بتایا ہے کہ ان کے دل میں مشائخ عظام کی کس قدر عزت و توقیر ہے۔ پھر جو شخص یہ کہے کہ اولیاء اللہ کے اقوال کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیطان کے تصرف کا نتیجہ قرار دیا ہے اس کو کیا کہا جائے؟!

ساتواں حوالہ

اس کے بعد مکتوب نمبر ۹۵ دفتر دوم کے حسب ذیل الفاظ نقل کئے ہیں:-

"آپ کا صحیفہ شریفہ پہنچا جس میں صوفیہ کی بعض باتوں کی نسبت استفسار درج تھا۔ ان تمام سوالوں کے حل میں مجمل کلام یہ ہے کہ جس طرح شریعت میں کفر و اسلام ہے طریقت میں بھی کفر و اسلام ہے۔ جس طرح شریعت میں کفر سراسر شرارت و نقص ہے اور اسلام سراسر کمال ہے اسی طرح طریقت میں بھی کفر سراسر نقص اور اسلام سراسر کمال ہے۔ مشائخ قدس سرہم جنھوں نے شطحیات نکالی ہیں اور مخالف شریعت باتیں کہی ہیں سب کفر طریقت کے مقام میں رہے ہیں جو سکر و بے تمیزی کا مقام ہے۔ لیکن وہ بزرگ جو حقیقی اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے ہیں اس قسم کی باتوں سے پاک و صاف ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر کوئی شخص اس حال کے حاصل ہونے اور درجۂ کمال اول کے پہنچنے کے بغیر اس قسم کا کلام کرتا ہے اور سب کو حق اور صراط مستقیم پر جانتا ہے اور حق و باطل میں تمیز نہیں کرتا تو ایسا شخص زندیق و ملحد ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس مقام پر اکثر سالکوں کے قدم پھسل جاتے ہیں بہت مسلمان ارباب سکر کی تقلید کر کے راہ راست سے ہٹکر گمراہی اور خسارہ میں جا پڑے ہیں۔ اور اپنے دین کو برباد کر بیٹھے ہیں۔"

جناب ہمکیش کی افسوسناک چالاکی

ان عبارات میں حضرت مجدد صاحب نے کن لوگوں کا ذکر کیا ہے زندیق و ملحد کن صوفی کہلانے والوں کو قرار دیا ہے۔ آیا ان ارباب طریقت کو جنھیں مسلمہ طور پر اولیاء اللہ میں شمار کیا گیا ہے؟ یہ بات صاف ہو جاتی اگر درمیانی عبارات جہاں نقطے دیدیئے گئے ہیں حذف نہ کر دی جاتیں ہم مجدد صاحب کے اصل مطلب کی وضاحت کے لئے ان کے اصل الفاظ معہ حذف شدہ عبارات نقل کئے دیتے ہیں۔ کفر شریعت اور کفر طریقت کا ذکر کرنے کے بعد حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

"کفر طریقت از مقام جمع است کہ محل استتار است تمیز حق از باطل دریں موطن مفقود است چہ مشہود سالک دریں موطن در مرایائے جمیلہ و رذیلہ جمال وحدت محبوب است پس خیر و شر و کمال و نقص را جز مظاہر کمال آں وحدت نمے یابد لاجرم نظر انکار کہ ناشی از تمیز است در حق او معدوم است ناچار ہمہ در مقام صلح است و ہمہ را بر صراط مستقیم می یابد و بایۂ کریمہ ترنم می نماید۔ وما من دابۃ الا ھو اٰخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم وکاہے مظہر را عین ظاہر دانستہ خلق را عین حق مے انگارد و مربوب را عین رب میداند۔ ایں ہمہ گلہاست کہ از مرتبہ جمع شگفتہ۔ منصور دریں مقام گوید کفرت بدین اللہ والکفر واجب لدی وعند المسلمین قبیح این کفر طریقت بکفر شریعت مناسبت تمام دارد و ہرچند کافر شریعت مردود است و مستحق عذاب و کافر طریقت مقبول است و مستحق درجات چہ ایں کفر ناشی از غلبۂ محبت محبوب حقیقی ناشی شدہ است و غیر محبوب ہمہ را فراموش کردہ است پس مقبول آں بود۔"

اس میں صاف طور پر کفر طریقت اور منصورؒ کے نعرہ انا الحق کو غلبۂ محبت الٰہی کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے اور کھلے طور پر یہ بتا دیا ہے کہ اگرچہ ظاہر شریعت کے لحاظ سے وہ مستحق عذاب ہو لیکن کافر طریقت ہونے کے لحاظ سے وہ مقبول اور مستوجب درجات ہے۔ کون عقلمند کہہ سکتا ہے کہ حضرت مجدد صاحب نے اس عبارت میں اولیاء اللہ کے کلام کو شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ پھر آگے چلکر جہاں درجۂ کمال اول تک پہنچے بغیر اس قسم کا کلام کرنے والوں کو زندیق و ملحد کہا ہے اس سے پہلے جناب ہمکیش نے ذیل کی عبارت نقل نہیں کی فرماتے ہیں:-

"پس شخصے کہ تکلم بشطحیات نماید و ہمہ در مقام صلح باشد و ہمہ را بر صراط مستقیم انگارد و در میان حق و خلق اثبات تمیز نہ کند و بوجود اثنینیت قائل نہ بود و اگر آں شخص بمقام جمع رسیدہ است و بکفر طریقت متحقق گشتہ است و نسیان ما سوائے فرمودہ مقبول است و سخنان او ناشی از سکر اند و از ظاہر مصروف۔"

دیکھا آپ نے؟ جن پاک لوگوں کو آپ زندیق و ملحد قرار دینا چاہتے تھے ان کو تو حضرت مجدد صاحب مقبول اور ان کے کلام کو قابل تاویل قرار دیتے ہیں۔ آپ نے اپنے قارئین کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے اس سے اگلے فقرات کہ جن میں مرتبہ کمال اول پر پہنچے بغیر ایسا کلام کرنے والوں کو زندیق و ملحد قرار دیا گیا ہے نقل کر دیا لیکن مندرجہ بالا فقرات کو نقطوں کی تہہ میں چھپا دیا تاکہ پڑھنے والے یہی خیال کریں کہ حضرت مجدد صاحب اولیاء اللہ کو معاذ اللہ زندیق و ملحد قرار دیتے ہیں۔ یہ دیانت و امانت کم از کم جناب ہمکیش کے شایان شان نہ تھی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

آٹھواں حوالہ

اسی امر کو حضرت مجدد صاحبؒ نے دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۱۲۴ میں زیادہ واضح کیا ہے۔ جسکے حسب ذیل الفاظ "زمیندار" نے نقل کئے ہیں:-

"قول انا الحق، قول سبحانی، قول لیس فی جبتی سوی اللہ وغیرہ شطحیات سب اس مرتبہ جمع کے درخت کے پھل ہیں۔ اس قسم کی باتوں کا باعث محبوب حقیقی کی محبت کا غلبہ ہے یعنے سالک کی نظر سے محبوب کے سوا سب کچھ پوشیدہ ہو جاتا ہے اور

مجذوب کے سوا اس کو کچھ مشاہدہ نہیں ہوتا اسی مقام کو مقام جہل اور مقام حیرت بھی کہتے ہیں۔"

اس کے بعد حسب ذیل فقرات کو جو اصل مطلب کو زیادہ صفائی کے ساتھ واضح کرنے والے ہیں چھوڑ دیا گیا ہے۔ صوفیہ کے اس مقام کو مقام جہل و حیرت قرار دینے کے بعد حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

"اما آں جہل است کہ محمود است و آں حیرتست کہ ممدوح است"

لیکن یہ وہ جہل ہے جو پسندیدہ ہے اور وہ حیرت ہے جو قابل تعریف ہے۔" معلوم نہیں اس فقرہ کو نقل کرنے میں جناب میکش کو کیا دشواری پیش آئی کہ اسے نقطوں کی تہہ میں چھپا کر دو صفحے آگے کی عبارت جا نقل کی کیا اس کی یہ وجہ ہے کہ صوفیہ کے مقام کو مقام محمود اور ان کی حیرت کو حیرت ممدوح قرار دینے سے ان کا شیطانی تصرف میں ہونا ثابت نہ ہوگا؟ اگر اسی خیال سے ان فقرات کو حذف کر دیا گیا اور ظاہر ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی خیال نہیں ہو سکتا، تو اس اسپرٹ پر پھر مجھے ایک مرتبہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کی اجازت دیجئے۔

نواں حوالہ

اس کے بعد جو فقرات جناب میکش نے اس مکتوب سے نقل کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

"صوفیہ اپنی دید کے اندازہ کے مطابق سکر اور غلبہ حال کے وقت بہت سی باتیں زبان سے نکالتے ہیں ان کو ظاہر پر محمول نہ جانا چاہیئے۔ بلکہ ان کی تاویل و توجیہ میں مشغول ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ستوں کی کلام ظاہر سے کھٹک کر توجیہ سے معلوم کی جاتی ہے واللہ اعلم بحقائق الامور کلھا۔ چونکہ آپ نے یہ بیقرار کرنے والی باتیں ایک بزرگ سے نقل کی تھیں اس لئے ان کے حق میں کچھ لکھا گیا ورنہ یہ فقیر اس قسم کی مخالف باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور ان کے ردو بدل میں زبان نہیں کھولتا۔"

غلط ترجمہ

اس ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ اصل الفاظ کا صحیح ترجمہ نہیں۔ حضرت مجدد صاحب نے کوئی لفظ ایسا استعمال نہیں کیا جسکے ترجمہ میں ستوں کی کلام پر ظاہر سے "کھٹکنے" کا لفظ بولا جا سکے بلکہ فرمایا فان کلام ارباب السکر محمول و مصروف عن الظاہر ستوں کا کلام ظاہر سے باطن پر محمول کیا جاتا اور پھیرا جاتا ہے۔ ایسا ہی "امثال ان مخالفت نما" کا ترجمہ "اس قسم کی مخالف باتوں" غلط ہے۔ "مخالفت نما" اور "مخالف" کے الفاظ ایک معنے نہیں رکھتے۔ اسی طرح جن الفاظ کا ترجمہ جناب میکش نے "ردو بدل" کیا ہے وہاں حضرت مجدد صاحب نے "ردو قبول" کے الفاظ استعمال کئے ہیں یعنی انہوں نے فرمایا ہے کہ "یہ فقیر اس قسم کی مخالفت نما باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتا اور ان کے ردو قبول میں زبان نہیں کھولتا"۔ ظاہر ہے کہ اس میں شیطانی تصرف کے مفہوم کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ بلکہ اس میں تو فرمایا ہے۔ کہ ایسی باتوں کو ظاہری معنوں میں نہ لینا چاہئے اور ان کی تاویل کرنی چاہئے۔ اور اپنے متعلق فرمایا کہ میں ایسی باتوں کو رد یا قبول کرنے کے متعلق زبان نہیں کھولتا۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ جناب میکش آج اس کو رد کرتے اور قول شیطان قرار دیتے ہوئے لب کشائی تو ایک طرف زبان طعن دراز کر دیتے ہیں جو کسی حق پرست انسان کا شیوہ نہیں۔

دسواں حوالہ

ایک حوالہ مکتوب نمبر [illegible] دفتر دوم کا بھی دیا گیا ہے جس کے حسب ذیل الفاظ جناب میکش نے نقل کئے ہیں:۔

"اگر ان کا اعتقاد ہے کہ اس حال والا شخص ان مقامات عالیہ والے لوگوں کے ساتھ شرکت و مساوات کا معتقد ہے تو واقعی اس کو کافر و زندیق خیال کریں اور اولیاء اللہ کے گروہ سے خارج تصور کریں کیونکہ نبوت میں شریک ہونا اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ برابری کرنا کفر ہے ۔۔۔۔۔ جس شخص کا مقصود اس قسم کے احوال سے شہرت اور قبول خلق ہو وہ جھوٹا مدعی ہے اور یہ احوال اس کے لئے وبال اور استدراج ہیں جن میں اس کی سراسر خرابی ہے۔"

یہ کس قسم کے احوال والوں کا ذکر ہے؟

ان فقرات میں کس قسم کے احوال والوں کا ذکر ہے؟ اس کی وضاحت اس سوال سے ہوتی ہے جسکے جواب میں مجدد صاحب نے یہ مکتوب رقم فرمایا ہے۔ سوال یہ ہے کہ:۔

"گاہ است کہ سالک در وقت عروج خود را در مقامات اصحاب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتحیات مے یابد۔ حقیقت ایں معاملہ چیست؟"

یعنے بعض وقت سالک عروج کے وقت اپنے آپ کو اصحاب انبیاءؑ کے مقام پر پاتا ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟ حضرت مجدد صاحب نے اس بات کی وضاحت کی ہے۔ کہ اس کو بطور سیر کے ایسے مقامات دکھائے جاتے ہیں یا ان کی قربت کا شرف بخشا جاتا ہے۔ جیسے بادشاہوں کے درباروں میں فراش، مگس راں اور شمشیر بردار ہوتے ہیں اس لئے ان مقامات عالیہ والے اشخاص کے ساتھ شرکت و مساوات کا اعتقاد رکھنے والا [illegible] زندیق ہے۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح اور مبرہن کیا ہے کہ امت محمدیہ کا کوئی فرد خواہ کتنا ہی مقام عالی پر کیوں نہ پہنچ جائے ان سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ان کے فضائل میں برابر کا شریک ہو سکتا ہے۔ ہاں قرون ما بعد کے لوگ ایک دوسرے سے افضل ہو سکتے ہیں۔

نقطوں کی تہہ میں چھپی ہوئی بات

اور آخر میں جس بات کو جناب میکش نے نقطوں کی تہہ میں چھپا دیا ہے وہ یہ لکھی ہے کہ:۔

"حضرت حق سبحانہ تعالیٰ طاعنان را بینا گرداناد و برشناعت طعن مسلم و طرد مومن بمجرد توہم و تخیل و بر قباحت تکفیر مسلم و تضلیل او بمحض تعصب و تعنت چہ علاج خواہند کرد کہ اگر قائل بکفیر و شایان تضلیل نہ باشد آں کفر و ضلال بارباب آں قائل خواہد گشت۔ و از مرمی بکفر برائی کفر خواہد ہوست، چنانچہ در حدیث نبوی آمدہ است علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"وگریم اگر در حق صاحب ایں حال طاعنان اعتقاد شارند و معاملہ او بکفیر نمی رسانند ہم از دو حال بیروں نیستند واقعہ او را بر کذب و بہتان حمل می نمایند ایں خود سوء ظن است نسبت بمسلم کہ محظور شرعی است واگر [illegible]

[illegible] معتقد شرکت و مساوات نیز انگار [illegible] یہ حسن [illegible] حیست و تشنیع [illegible] بسبب اوحرام است [illegible] بر محامل نیک حمل باید نمود [illegible] واقعہ را تشنیع و تقبیح باید فرمود اگر گویند کہ وجہ اظہار ایں قسم حال اشد گیر چیست گوئیم کہ ظہور ایں قسم احوال از مشائخ طریقت بسیار آمدہ است و عادت مستمرہ ایشان گشتہ است لیس ھذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام و بے ارادہ صاقہ نخواہد بود"

اس عبارت کو کیوں چھوڑ دیا گیا؟

حیرت ہے کہ اس تمام عبارت کو جناب میکش نے نقطے دیکر کیوں چھوڑ دیا۔ کیا اس لئے کہ یہی جواب ہماری طرف سے ان کو دیدیا جائے گا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے تو کہیں اور کسی جگہ بھی صحابہؓ اور شیخینؓ کے مقابلہ میں اپنی فضیلت کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا پھر اگر تم انہیں کافر قرار دیتے ہو تو بقول حضرت مجدد الف ثانیؒ اور بفحوائے حدیث خود اپنے کفر پر مہر کرتے ہو۔ اور اگر ان کے الہامات اور کشوف کو جن کی خود انہوں نے تاویل و توجیہ کی ہے کذب و بہتان سمجھتے ہو تو یہ سوءظن ہے جو ایک مسلم کے متعلق ناجائز ہے۔ اور اگر انہیں کاذب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں سمجھتے تو یہ تمام طعن و تشنیع جو تم نے اپنا وطیرہ بنا رکھا ہے حرام ہے اور ان کے کشوف و الہامات کو نیک محامل پر حمل کرو۔ کیونکہ اس قسم کے اقوال پہلے بھی مشائخ و بزرگان دین سے صادر ہوئے ہیں جن کو نہ اس مکتوب میں اور نہ کسی اور جگہ حضرت مجدد صاحبؒ نے شیطانی تصرفات کا نتیجہ قرار دیا ہے۔

آخری حوالہ

آخری حوالہ جناب میکش نے مکتوب نمبر ۱۲۱ دفتر سوم کا دیا ہے جس میں سے حسب ذیل الفاظ بصورت ترجمہ نقل کئے ہیں:۔

"اس فقیر نے اس کے معارف سکر یہ کو ایک ورق میں جمع کیا ہے۔ سکر کے بقیہ کا سبب ہے کہ اسرار کا ظاہر کرنا جائز سمجھتے ہیں اور سکر ہی کا باعث ہے جو فخر و مباہات کرتے ہیں۔ سکر ہی سے ہے کہ دوسروں پر اپنی فضیلت ظاہر کی جاتی ہے۔ جہاں صحو خالص ہے وہاں اسرار کا ظاہر کرنا کفر ہے اور اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جاننا شرک ہے۔"

اس حوالہ کو نقل کرنے میں بھی اسی تحریف سے کام لیا گیا ہے اگر چند سطریں پہلے اور چند سطریں بعد کی عبارات بھی نقل کر دیجاتیں تو معلوم ہو جاتا کہ حضرت مجدد صاحبؒ کا مطلب ہرگز وہ نہیں جسکو جناب میکش نے پیدا کرنا چاہا ہے۔

حضرت مجدد صاحب کا اصل منشا

ان کا منشا یہ ہرگز نہیں کہ سکر کی حالت کوئی بری حالت ہے یا اس حالت میں جو کچھ مشائخ عظام کے مونہوں سے نکلا ہے وہ شیطانی تصرف کا نتیجہ ہے۔ یا کوئی ایسی بات ہے جس کا رد کرنا ضروری ہے۔ حضرت مجدد صاحبؒ نے اس مکتوب میں بعض ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو خود ان کی مشتمل بر اسرار عبارات پر کئے گئے تھے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

آپ کے مکتوب شریف میں لکھا تھا کہ اگر ارباب سکر اس قسم کی شطح آمیز باتیں لکھیں تو بجا ہے۔ لیکن ارباب صحو سے اس قسم کی باتوں کا ظاہر ہونا تعجب کا باعث ہے۔ میرے مخدوم جس کسی نے ان باتوں کو لکھا ہے سکر ہی کے باعث لکھا ہے۔ سکر کی آمیزش کے بغیر اس

بارہ میں کوئی قلم نہیں پکڑتا ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ سکر میں بہت سے مرتبے ہیں جس قدر سکر زیادہ ہوگا ۔ اسی قدر شطح غالب ہوگا ۔ سبحانی جیسا شخص ہونا چاہیے کہ قول لوائی اعظم من لواء محمد اس سے بے تحاشا سرزد ہو ۔ پس جو کوئی صحو رکھتا ہے گمان نہ کریں کہ سکر اس کے ہمراہ نہیں ۔ یہ عین تصور ہے ...... صاحب عوارف جو کاملین ارباب صحو میں سے ہے اس کی کتاب میں اس قدر معارف سکر یہ ہیں جن کا بیان نہیں ہوسکتا ۔ اس کے معارف سکر یہ کو ایک ورق میں جمع کیا ہے ‘‘

اس کے بعد وہ الفاظ ہیں جو میکش صاحب نے نقل کئے ہیں اور پھر لکھا ہے ’’صحو میں سکر کا بقیہ نمک کی طرح ہے جو طعام کی اصلاح کرنے والا ہے ۔ اگر نمک نہ ہو تو طعام معطل و بیکار ہوتا ہے ‘‘

جناب میکش کا سراسر غلط استدلال

اس کے بعد قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی کے متعلق صاحب عوارف کی مندرجہ بالا رائے نقل کرکے خود اپنے متعلق لکھتے ہیں :-

’’اس فقیر نے جو یہ دفتروں کے دفتر اس گروہ کے علوم و اسرار میں لکھے ہیں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ سکر کی آمیزش کے بغیر صحو خالص سے لکھے ہیں ۔ ہرگز نہیں کیونکہ وہ حرام نہ سکر اور گرنہ اف دسخن بافی ہے سخن باف یعنے بیہودہ باتیں بنانے والے جو خالص صحو سے متصف ہیں بہت ہیں وہ اس قسم کی باتیں کیوں نہیں بنالیتے اور لوگوں کو اس طرف کیوں مائل نہیں کر لیتے ہیں ‘‘

ان الفاظ کے ہوتے ہوئے کون حق پسند یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت مجدد صاحب حالت سکر کے کلمات کو ناپسند اور قابل تردید یا شیطانی تصرف کا نتیجہ سمجھتے تھے ۔ وہ تو خود اپنے متعلق بھی فرماتے ہیں کہ گروہ صوفیا کے علوم و اسرار پر جو دفتر (دفتروں) کے دفتر انہوں نے لکھے ہیں وہ بھی سکر کی آمیزش کے بغیر نہیں لکھے گئے ۔ لیکن جناب میکش ان تمام باتوں کو ہضم کرکے یہ الٹا نتیجہ نکالتے ہیں کہ :-

’’حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی متذکرہ صدر عبارات صوفیہ کے ان اقوال کی حقیقت پر کافی روشنی ڈال رہی ہیں اور ان سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ایسی باتیں جو صوفیائے کرام کی طرف منسوب کی جارہی ہیں اول تو بہت شاذ ہیں دوسرے وہ حالت غلبۂ سکر کے نتائج میں سے ہیں جن کو اعتبار سے خالی سمجھنا چاہیئے ۔ تیسرے یہ کہ سیر عرفان میں ایسے اقوال کی ماہیت کمال نہیں بلکہ نقص ہے ۔ اور نقص بھی اتنا شدید جسے صوفیائے کرام کی اصطلاح میں کفر طریقت کہا جاتا ہے ‘‘

حضرت مجدد کے ارشادات اور جناب میکش کے بیانات میں بعد عظیم

کیا یہ نتائج حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منقولہ بالا کلمات سے نکل سکتے ہیں ؟ اس کے لئے پھر ایک دفعہ آپ کے چیدہ چیدہ فقرات کو زمیندار کے منقولہ بالا الفاظ کے سامنے رکھکر پڑھ لیجئے ۔

حضرت مجدد صاحب کا ارشاد	جناب میکش کا بیان
میرے مخدوم ! اس قسم کی باتیں جو افشائے اسرار پر مبنی ہیں اور ظاہر کی طرف سے مصروف ہیں ہر وقت مشائخ قدس اللہ اسرارہم سے سرزد ہوتی رہتی ہیں اور ان بزرگوں کی عادت مستمرہ ہوگئی ہے ۔	ایسی باتیں جو صوفیائے کرام کی طرف منسوب کی جارہی ہیں اول تو بہت شاذ ہیں ۔
پس جو کوئی صحو رکھتا ہے گمان نہ کریں کہ سکر اس کے ہمراہ نہیں کیونکہ یہ عین تصور ہے (مکتوب نمبر ۱۱۸ جلد سوم) ۔ یہ بزرگوار ان گشفیۃ معارف کے مرتبوں کے ذریعہ اس عجز کی دولت سے مشرف ہوتے ہیں پس ان بزرگواروں کے معارف معتبر ہونگے (مکتوب نمبر ۱۲۲ جلد سوم) ۔ کافر طریقت مقبول اور اعلیٰ درجات کے لائق ہے ۔ کیونکہ یہ کفر و استتار محبوب حقیقی کے غلبۂ محبت سے پیدا ہوا ہے جس کے باعث محبوب حقیقی کے سوا سب کچھ فراموش ہو جاتا ہے ۔ اس لئے مقبول ہے ۔	دوسرے وہ حالت غلبۂ سکر کے نتائج میں سے ہیں جن کو اعتبار سے خالی سمجھنا چاہیئے ۔ تیسرے یہ کہ سیر عرفان میں ایسے اقوال کی ماہیت کمال نہیں بلکہ نقص ہے ۔ اور نقص بھی اتنا شدید کہ جسے صوفیائے کرام کی اصطلاح میں کفر طریقت کہا جاتا ہے ۔

× × × × × ×

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ حضرت مجدد صاحب کے بیان اور جناب میکش کے خیالات میں کتنا اختلاف ہے ۔ باوجود اس کے حضرت مجدد صاحب کو اپنی تائید میں پیش کرنا کس قدر ڈھٹائی سے کام لینا ہے ۔

پھر وہی غلط استدلال

یہیں تک نہیں اولیاء اللہ کے کلمات کو شیطانی تصرف کے ماتحت قرار دینے کے لئے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور عبارت کا ترجمہ بھی مکتوب نمبر ۱۰۱ دفتر اول سے نقل کیا ہے ۔ جو حسب ذیل ہے :-

’’دوسرا سوال یہ ہے کہ صادق طالبوں کے کشف و شہود میں القاء شیطان کو دخل ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کشف شیطانی کی کیفیت کو واضح کریں کہ کس طرح ہے ۔ اور اگر دخل نہیں تو کیا وجہ ہے کہ بعض دفعہ الہامی امر میں خلل پڑ جاتا ہے ؟ اس کا جواب اس طرح پر ہے ’’واللہ اعلم بالصواب کہ کوئی شخص القائے شیطانی سے محفوظ نہیں ہے ۔ جبکہ انبیاء علیہم السلام میں متصور بلکہ متحقق ہے تو اولیاء میں بطریق اولیٰ ہوگا تو پھر طالب صادق کس گنتی میں ہے حاصل کلام یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس القاء پر آگاہ کر دیتے ہیں اور باطل کو حق سے جدا کر دکھاتے ہیں فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ اسی مضمون پر دلالت کرتی ہے اور اولیاء میں یہ بات لازم نہیں ‘‘

لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اولیاء اللہ کے جن کلمات کو ان کے فنانی اللہ اور فنا فی الرسول ہونے کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے وہ شیطانی تصرف کا نتیجہ ہیں ؟ حاشا و کلا ۔ حضرت مجدد صاحب نے جس احتمال کا اظہار کیا ہے وہ اس بات سے دور ہو جاتا ہے کہ انہوں نے اگلے ہی فقرہ میں یہ بھی فرما دیا ہے کہ :-

’’کیونکہ وہ نبی کے تابع ہے جو کچھ نبی کے مخالف پائیگا اس کو رد کر دے گا ۔ اور باطل جانیگا ۔ لیکن جس صورت میں کہ نبی کی شریعت اس سے خاموش ہے اور اس کے اثبات اور نفی پر حکم نہیں کرتی تطعی طور سے حق و باطل کے درمیان تمیز کرنا مشکل ہے کیونکہ الہام ظنی ہے ۔ لیکن اس امتیاز کے نہ ہونے میں کوئی قصور ولایت میں نہیں پایا جاتا کیونکہ احکام شریعت کا بجا لانا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری دونوں جہان کی نجات کی متکفل ہے ‘‘

سوال یہ ہے کہ کیا اولیاء اللہ نے ان اقوال کو شریعت نبوی کے مخالف سمجھکر رد کیا ؟ اگر نہیں اور ہرگز رد نہیں کیا تو دو حال سے خالی نہیں یا تو شریعت ان کے متعلق خاموش ہے اور اس لئے حق و باطل کے درمیان تمیز کرنا مشکل ہے ۔

اس حالت میں بھی بقول حضرت مجدد صاحب ’’کوئی قصور ولایت میں نہیں پایا جاتا ‘‘ اور یا شریعت کے عین مطابق ہے ۔ اس صورت میں بھی ولایت کے متحقق ہونے میں کوئی کلام نہیں نہ ہی کسی نے آج تک ’’القائے شیطانی ‘‘ کو شیطانی تصرف قرار دیا ہے ۔ شیطان کا القاء الگ چیز ہے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے ’’ان عبادی لیس لک علیہم من سلطان ۔ میرے بندوں پر تیرا کوئی تصرف نہیں ۔ قرآن کے اس کھلے ارشاد کے ہوتے ہوئے اولیاء اللہ کو شیطانی تصرف کا متہم قرار دینا سخت غلطی ہے ۔ کم از کم حضرت مرزا صاحب کے اقوال کو شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دینا کس طرح جائز ہے جبکہ آپ نے ان اقوال و الہامات کے باوجود احکام شریعت کا بجا لانا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کو جو بقول حضرت مجدد صاحب دونوں جہان کی متکفل ہے ۔ کبھی ہاتھ سے نہیں دیا ۔

شذرات

عید الضحیٰ کے روز مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ایک نہایت پُر اثر اور سبق آموز نظارہ دیکھنے میں آیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک خضر صورت بزرگ جن کے چہرہ پر علالت کے آثار نمایاں تھے ایک نوجوان کا سہارا لئے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ حضرت امیر نے اپنا سلسلہ تقریر چند منٹ کے لئے بند کر دیا۔ حاضرین بھی جو ہمہ تن گوش بنے خطبہ سن رہے تھے اس بزرگ کی طرف دیکھنے لگے۔ حضرت امیر کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ یہ بزرگ جناب ڈاکٹر نبی بخش تھے۔ جو عرصہ سے علیل ہیں۔ ڈیڑھ ماہ سے تکلیف بہت زیادہ ہو گئی ہے چلنا پھرنا آنا جانا تقریباً بالکل موقوف ہے۔ لیکن ضعف علالت کے باوجود انہوں نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ عید کے روز جبکہ تمام مقامی احباب مسجد میں جمع ہوئے ہیں وہ اس دینی اجتماع میں حصہ نہ لیں۔ جب آپ کی حالت ذرا بہتر تھی تو آپ ہر ہفتہ نماز جمعہ میں کافی تکلیف برداشت کر کے تشریف لاتے رہے۔

یہی پاک جذبہ جو ڈاکٹر نبی بخش صاحب جیسے قابل عزت بزرگوں کے دلوں میں موجزن ہے۔ اسلام کے احکام اجتماع کی عملی تفسیر ہے۔ یہی جذبہ قوموں کی زندگی و ترقی کا ضامن ہوا کرتا ہے۔ اسلام نے عیدین اور جمعہ کے دنوں کو مسلمانوں کے اجتماع کا ذریعہ بنایا ہے لیکن بعض دوست اس مقصد کو کبھی کبھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر نبی بخش صاحب کی قابل قدر مثال ہمارے ان نوجوانوں اور دوستوں کے لئے باعث تقلید ہے جو صحت و فراغت کے باوجود عیدین، اور جمعہ کی نمازوں اور دوسرے قومی اجتماعوں کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور اس بارہ میں غفلت اور سستی سے کام لیتے ہیں۔ جمعہ کے روز جس وقت یہ خضر صورت و جوان ہمت بزرگ مسجد میں آیا تو ہمیں ایسا معلوم ہوا کہ اس کے کمزور اور کانپتے ہوئے ہاتھ ان تندرست، نوجوانوں کے، قوی بازوؤں کو پیغام عمل دے رہے ہیں جو طاقت رکھنے کے باوجود دینی و قومی کاموں کے لئے حرکت میں نہیں آتے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف عرصہ سے بیمار ہیں۔ ہمیں دعا کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے اور ہم انہیں جلد تندرستی کی حالت میں نمازوں اور قومی اجتماعوں کے اندر شریک ہوتا دیکھیں۔ چند روز ہوئے انہیں اپنی رفیق زندگی کے انتقال کا صدمہ اٹھانا پڑا ہے۔ جس پر ہم ساری جماعت کی طرف سے ان کی خدمت میں دلی رنج و ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس صدمہ کو برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ اور مرحومہ کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ تمام جماعتوں کو جنازہ غائب ادا کرنا چاہیئے

کسی گذشتہ اشاعت میں قارئین کرام یہ مسرت انگیز و ایمان افروز خبر ملاحظہ فرما چکے ہونگے کہ ہندوستان سے باہر ایک مقام پر ۲۲۵ اصحاب شامل سلسلہ ہوئے ہیں الحمد للہ کارساز حقیقی کی کرشمہ سازیاں ملاحظہ ہو کہ ایک طرف دشمنان سلسلہ کا بپا کیا ہوا افسوسناک طوفان مخالفت ہمیں تباہ و برباد کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے دوسری طرف رحمت خداوندی مصروف کرم ہے لیکن یاد رہے مخالفت کے طوفان چند روزہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیشہ مصروف کرم رہیگی۔ ہمارے جس باہمت کارکن کی مساعی سے یہ کامیابی حاصل ہوئی ہے ہم تہ دل سے انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بھی زیادہ خدمت دین کی توفیق دے۔ ساری جماعت کی دلی دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔

اگر کوئی بدبخت ایمان، شرافت، اور اخلاق حسنہ سے قطع تعلق کر کے صرف، زرپرستی اور شکم پروری کو اپنا مسلک قرار دے لے تو آج کل احمدیت کی مخالفت اس کے لئے کسب زر کا کامیاب ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے چنانچہ کئی حق دشمن اور اخلاق باختہ ملا۔ لیڈر اور اخبار نویس احمدیت کی مخالفت کے ذریعے روٹی کما رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے ایک رسوائے زمانہ اخبار نویس اور نام نہاد لیڈر نے جو دیوانہ وار شب و روز ہماری مخالفت میں مصروف رہتا ہے ارادہ کیا ہے کہ وہ اپنی ان تمام سوقیانہ نظموں کو جو اس نے سلسلہ اور بانیٔ سلسلہ کے خلاف لکھی ہیں ایک مجموعہ کی شکل میں چھاپ کر مسلمانوں سے پیسے بٹورے۔ خیال ہے کہ اس کے ذریعے اس کو اچھی خاصی آمد ہوگی۔

لیکن انشاء اللہ یہ حرام کی کمائی حرام کاموں پر ہی صرف ہو جائے گی۔ بنے بنائے گا کچھ نہیں۔ یہ گرگٹی لیڈر بدستور ننگا بھوکا رہے گا۔ حرام کے پیسے میں رزق حلال کی برکت نہیں آسکتی ہے۔ حال ہی میں اس شخص نے صوبہ بہار کے مسلمانوں کو خوب جی بھر کر لوٹا۔ نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ ۶ر۷ر اپریل کی درمیانی شب کو اس کے اخبار کے فاقہ کش عملے نے اس کی ناد ہندگی سے تنگ اس کے ساتھ جو سلوک کیا وہ ہندوستان کی تاریخ صحافت میں بے نظیر ہے۔ ایک معتبر راوی کا بیان ہے اُس رات بھوک سے بے تاب افراد عملہ نے اس لیڈر کے دولت کدے کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت ہی ناگفتہ بہ نعرے لگائے اور کچھ ایسے انداز میں اس کے زنان خانے سے برآمد ہونے کی درخواست کی جو ایک معمولی شریف آدمی کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ اس راوی نے یہ بھی بتلایا کہ یہ لوگ اس بات کے لئے آمادہ تھے کہ برآمدگی کے ساتھ ہی اس لیڈر کی قومی و ادبی خدمات کے صلے میں اس کے سر پہ "چرمی تاج" رکھ دیں۔ لیکن لیڈر صاحب نے عقلمندی سے کام لیا اور گھر میں ہی گھسے رہے ورنہ یقیناً "تاریخی تاجپوشی" عمل میں آکر رہتی۔ آہ! قدرت کا مخفی ہاتھ بدستور سرگرمِ کار ہے کاش غافل انسان اپنی چشم بصیرت کو ذرا وا کرے۔

مغربی تہذیب کی لعنت کے ساتھ ساتھ مرد و عورتوں کے مخلوط و بے تکلف اجتماعات کی وبا ترقی پر ہے۔ روشنی و تہذیب کا زمانہ ہے۔ آزادی و ترقی کا دور دورہ ہے۔ تعلیم یافتہ و روشن خیال خواتین ذیشان بھڑکیلے لباسوں میں "مہذب" مردوں کی مجلسوں اور دعوتوں میں بے تکلف جانے لگی ہیں۔ اس کے خلاف لب کشائی کو یقیناً قدامت پرستی اور تاریک خیالی ہی کہا جائے گا۔ لیکن افسوس معاملہ اس حد سے بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ عورتوں کو مردوں کے اجتماعات میں بے تکلف جانا چاہئے یا نہیں اس کے متعلق دو رائیں برداشت کی جا سکتی ہیں لیکن شریف و نوجوان مسلمان خواتین کا ایسی مجلسوں اور دعوتوں میں جا کر جہاں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم مرد بھی موجود ہوں گانا بجانا بالکل ناقابل برداشت ہے۔ اس کو اسلامی حیا اور وقار کی بربادی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسے المناک نظارے اب کثرت سے دیکھنے میں آرہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا دہلی میں ایک بہت بڑے مسلمان لیڈر کو مسلمانوں کی ایک قومی مجلس کی طرف سے دعوت دی گئی جس میں انگریز اور ہندو حضرات بھی مدعو تھے وہاں ایک نوجوان خاندانی مسلمان لڑکی نے ستار بجائی۔ چند روز کا ذکر ہے لاہور میں ایک ٹی پارٹی کے موقعہ پر ایک عالی خاندان مسلم خاتون نے ہارمونیم کے ساتھ ایک مبتذل گیت گایا۔ یہ دجالی تہذیب کے کرشمے ہیں اس تہذیب کی مخالفت اور بیخکنی دجال کے ہر ایک دشمن کا فرض ہونا چاہیئے۔

جن صحیح الخیال مسلمانوں کو قوم کے اس اخلاقی انحطاط کا احساس ہے وہ بالعموم مغربی تہذیب کو کوسنے اور سرد آہیں بھرنے کے سوا اور کچھ نہیں کرتے ظاہر ہے یہ وبا اس طرح نہیں رک سکتی۔ ضرورت ہے کہ مغربی تہذیب کی خرابیاں نہایت مؤثر طریق پر قوم کے سامنے لائی جائیں۔ اس کے سامنے مغربی ممالک کی اخلاق سوزیوں کی صحیح تصویر پیش کی جائے۔ آئندہ نسلوں کی صحیح اسلامی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے اور مغرب زدہ لوگوں کی بے راہ روی کے خلاف پُر زور لیکن نہایت معقولیت کے ساتھ آواز بلند کی جائے۔ لیکن موجودہ صورت یہ ہے کہ بہت سے مسلمانوں کے بچے ان درسگاہوں میں تعلیم پاتے ہیں جہاں رقص و سرود کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ہمارے بہت سے قومی اخبارات رنڈیوں اور بھانڈوں کے نقیب کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ ذمہ دار مذہبی پیشواؤں کے گھروں تک میں بچیوں کی تربیت کے لئے یورپین گورنسوں کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ تو قوم کا تعلیم یافتہ طبقہ اور ہماری آئندہ نسل مغربی تہذیب کی دلدل میں غرق نہ ہو تو اور کیا ہو؟

حال ہی میں یورپ سے خبر آئی ہے کہ :-

حکومت رومانیہ نے ایک نیا قانون جاری کیا ہے جس کی رو سے کوئی ایسی عورت جس کی عمر ۳۹ سال سے کم ہو کسی ہوٹل یا کسی کلب میں کسی طور پر ملازم نہیں رکھی جا سکتی۔ قانون کا مقصد بداخلاقی کو روکنا ہے۔

ہمارے ملک کے وہ مغرب زدہ حضرات جو اپنی ان تھک کوششوں سے مرد عورتوں کے مخلوط اجتماعات کو رواج دے رہے ہیں اور جن کے نزدیک نوجوان عورتوں کا ان اجتماعات میں گانا بجانا حتیٰ کہ ناچنا لازمہ تہذیب ہے۔ ذرا بتائیں سرزمین تہذیب و تمدن کے اس نئے قانون کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔

آجکل گاندھی جی اور ان کے ہم خیال ہریجنوں کی معنی خیز سیوا میں مصروف ہیں۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ چھوت چھات کو اڑا دیا جائے۔ اور مندروں کے دروازے اچھوتوں پر کھول دئے جائیں۔ یہ بات ہندو دھرم کے صریح احکام اور ہندو قوم کی ہزاروں سالوں کی روایات کے خلاف ہے۔ چنانچہ گاندھی جی کی سرگرمیوں کی وجہ سے راسخ العقیدہ ہندوؤں میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے وہ برملا گاندھی جی کو ہندو دھرم کا دشمن کہہ کر ان کی شدید مخالفت کر رہے ہیں۔ اس پر آریہ سماجی اور کانگریسی ہندو اخبارات کو بہت تاؤ آرہا ہے اور وہ حسب عادت سناتنیوں کو گالیاں دے رہے ہیں۔

ہمارے محترم دوست سید تصدق حسین صاحب قادری (بغداد) نے ایک پتے کی بات کہی ہے۔ ان کا ارشاد ہے کہ سناتنی اچھوت ادھار کے خلاف جو کچھ کر رہے ہیں وہ ان کی مذہبی تعلیمات اور ہندو دھرم کے مقدس شاستروں کے احکام کا نتیجہ ہے۔ یقیناً یہ بہت بڑی بے انصافی اور سناتنیوں کے ساتھ ظلم ہے کہ صرف انہیں نشانہ طعن اور مورد الزام بنایا جائے اور ان شاستروں کے خلاف کسی کو لب کشا ہونے کی جرأت نہ ہو جن میں چھوت چھات کی تعلیم اور اچھوتوں پر طرح طرح کے مظالم کی اجازت دی گئی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ چھوت چھات ایک ظالمانہ اور انسانیت سوز رسم ہے جسے جلد از جلد ترک کر دینا چاہیئے۔ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ اس بارہ میں ہندو دھرم کے احکام اور راسخ العقیدہ ہندوؤں کا طرز عمل بے حد قابل اعتراض ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ چھوت چھات اور اچھوتوں کی مصیبتوں کا حقیقی سرچشمہ یہ دھرم شاستر ہی ہیں جب تک یہ دنیا میں موجود ہیں چھوت چھات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۲۲ | یوم یکشنبہ ۳۰ ر ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۲ھ | نمبر ۲۳

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور

دختران احمدیت کی قابل تعریف کوشش

امسال جلسہ سالانہ کے چند روز بعد ہی ایک ایسے مفید تعمیری کام کی ابتدا ہوئی ہے جو اپنی موجودہ صورت میں خواہ کس قدر ہی معمولی اور غیر اہم کیوں نہ معلوم ہو لیکن اگر وہ صحیح اصولوں پر ترقی کرتا گیا تو کچھ عرصہ بعد سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک نمایاں جگہ حاصل کرنے کا مستحق ہوگا۔ اور اس کے نتائج اسلام اور احمدیت کے لئے نہایت مفید ثابت ہونگے۔ ہماری مراد احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کے قیام سے ہے۔ ۳۰ ر دسمبر ۱۹۳۳ء کی شام کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے دولت کدہ پر چند احمدی خواتین اور لڑکیوں کا اجتماع ہوا جس میں قرار پایا کہ جماعت کی نوجوان لڑکیوں کی ایک ایسوسی ایشن قائم کی جائے جسکے مقاصد مندرجۂ ذیل ہوں

(۱) موجودہ طریقہ تعلیم کے ساتھ ساتھ احمدی لڑکیوں کی مذہبی اور قومی معلومات کو بڑھانا۔

(۲) قرآن شریف۔ سیرت نبویؐ اور کتب حضرت مسیح موعودؑ سے خاص طور پر انس اور واقفیت پیدا کرنا۔

(اس تجویز کو عمل میں لانے کے لئے طے کیا گیا کہ ایسوسی ایشن کے ہر اجلاس میں ایک رکوع قرآن شریف باترجمہ پڑھا جائے اور سیرت نبویؐ اور کتب حضرت مسیح موعودؑ سے بھی کچھ نہ کچھ پڑھ کر سنایا جائے۔)

(۳) احمدی لڑکیوں میں باہمی میل جول بڑھانا

(۴) غریبوں کی امداد کے ذرائع سوچنا اور ان کو عمل میں لانا۔

(۵) اصلاح معاشرت حفظان صحت کے اصولوں کو خواتین میں پھیلانا۔

ایسوسی ایشن قائم ہوگئی۔ عہدے داروں کا انتخاب عمل میں آیا اور خاموشی سے کام شروع کر دیا گیا۔ ایسوسی ایشن کے قیام کی مختصر اطلاع ۳ ر جنوری کے پیغام صلح میں شائع ہو چکی ہے اس کے بعد دوسری مصروفیتوں کے ہجوم میں ہمیں اس کے متعلق کچھ لکھنے کا موقع نہ ملا۔ جس کو ہم اپنی ایک فروگذاشت تسلیم کرتے ہیں۔

موجودہ صورت میں یہ ایسوسی ایشن چند نیدار و پرجوش احمدی لڑکیوں کی ایک کمزور و محدود انجمن کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتی۔ لیکن جن نیک جذبات کے ماتحت اور جن پاک مقاصد کیلئے یہ عالم وجود میں آئی ہے وہ نہایت مبارک اور شاندار ہیں دنیا میں ہر اچھے کام کی ابتدا معمولی طور پر ہوتی ہے۔ وہ شروع میں کمزور اور محدود ہی نظر آتا ہے لیکن جن کاموں میں نیک مقاصد کے ساتھ اخلاص اور ان تھک کوشش بھی شامل ہوتی ہے وہ بالآخر ضرور ترقی کرتے اور کامیاب ہوتے ہیں۔ اگر ہماری جماعت کی ان نیک بچیوں نے ہمت و اخلاص سے کام لیا تو ان کی ایسوسی ایشن یقیناً کامیاب ہوگی اور اس کا کام اسلام، احمدیت اور مسلمان خواتین کے لئے ہزاروں برکتوں اور کامرانیوں کا باعث ہوگا۔

اس ایسوسی ایشن کا قیام احمدی لڑکیوں کے احساس فرائض اور جوش دینی کا ایک خوشگوار اور امید افزا مظہر ہے اور انہوں نے اپنے سامنے جو مقاصد رکھے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قدم بالکل صحیح راستہ پر جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں چند باتیں کہہ دی جائیں تو نامناسب نہ ہوگا۔ مسلمان مردوں کی طرح مسلمان عورتیں بھی آج کل افراط تفریط کے مرض میں مبتلا ہیں ان کی بہت بڑی اکثریت جہالت، توہم پرستی اور مشرکانہ رسوم و اعتقاد کی دلدل میں پھنسی ہوئی ہے۔ پیروں کی غلامی قبروں کی پوجا، اور اسی قسم کے دوسرے افعال ان کی روزمرہ کی زندگی میں شامل ہیں۔ پرانی طرز کی تعلیم یافتہ خواتین بھی مولویوں کے غلط اعتقادات میں گرفتار ہیں۔ انہیں اسلام اور مسلمانوں کی موجودہ ضروریات کی خبر ہے نہ مسلم خواتین کے انحطاط کا کچھ احساس۔ باقی رہیں انگریزی اسکولوں کی تعلیم یافتہ لڑکیاں اور مغربی فیشن کی دلدادہ عورتیں وہ مذہب اور اسلامی روایات سے دور جا رہی ہیں۔ مغرب کی اندھی تقلید کے سوا ان کے سامنے کوئی پروگرام نہیں۔ اس قسم کی مغرب زدہ لڑکیوں اور عورتوں کی بُری مثال ہر نوجوان تعلیم یافتہ مسلم لڑکی کو اسی غلط روش پر چلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ان حالات میں احمدی لڑکیوں کا یہ نہایت اہم اور مقدس فرض ہے کہ اپنی نیک مثال اور کوششوں سے اپنی بہنوں کو اس افراط تفریط کے گڑھے سے بچائیں اور ان کے سامنے احمدیت کا وہ معتدل اور پاک مسلک رکھیں جہاں نہ افراط ہے نہ تفریط، جہاں تاریک خیالی کا اندھیرا ہے نہ مغرب پرستی کا جنون۔ جس طرح تمام عالم اسلامی کے مردوں کی توقعات احمدی نوجوانوں سے وابستہ ہیں اسی طرح کم از کم ہندوستان کی صحیح الخیال مسلم خواتین کا مرکز امید بھی احمدی لڑکیاں ہیں۔ ان کے دل محسوس کر رہے ہیں کہ ایسی اعلےٰ تعلیم یافتہ لڑکیاں جو دین کی پوری معلومات اور صحیح شوق و لگن رکھتی ہوں صرف احمدی لڑکیاں ہی ہو سکتی ہیں۔

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا قیام ہی اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ ہماری جماعت کی خواتین اور لڑکیوں کو اپنے فرائض کا پورا احساس ہے۔ خدا کرے یہ احساس روز بروز ترقی کرے اور ہماری قوم کی بچیوں کی یہ انجمن بہت جلد اپنے پاک مقاصد میں کامیاب ہو۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ جلسہ سالانہ پر دوسرے شہروں میں بھی اس کی شاخیں قائم کرنے کی طرف توجہ کی جائے گی۔

احمدی بچیوں کی یہ بات بہت ہی مستحق تعریف اور احمدی نوجوانوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ کہ انہوں نے چند معزز تجربہ کار اور بزرگ خواتین سلسلہ کو اپنی ایسوسی ایشن کی سرپرستی پر آمادہ کر لیا۔ ہمیں یقین ہے کہ ان کی سرپرستی و نگرانی ایسوسی ایشن کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔

آریہ سماج کا روگ

بیچارہ آریہ سماج آج کل ایک بہت بڑے روگ میں مبتلا ہے جس کا نام "پنڈت وشوبندھو" ہے۔ اس روگ نے اس کے شریر (جسم) پر کچھ اس طرح قبضہ کر لیا ہے کہ بڑے بڑے آریہ سماجی وید علاج سے عاجز آ گئے ہیں۔ اس پارٹی کا آرگن "آریہ گزٹ" عرصہ سے دہائی دے رہا ہے کہ پنڈت وشوبندھو کو دیانند براہم مہاودیالہ سے علیحدہ کر دو۔ لیکن پنڈت جی مہاراج بدستور وہاں ڈٹے ہوئے آریہ سماجی عقائد کی جڑ پر کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ اب سنا ہے کہ آریہ مہاتماؤں کی مسلسل کوششوں اور آریہ گزٹ کی دو سال کی چیخ پکار کے بعد یہ معاملہ دیانند کالج کمیٹی میں ۱۵ را اپریل کو پیش ہونے والا ہے چنانچہ "آریہ گزٹ" اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"آریہ سماجوں کے تمام ان پرتی ندھیوں (نمائندوں) کا جو کالج کمیٹی کے ممبر ہیں یہ ضروری فرض ہے کہ وہ ۱۵ را اپریل کو لاہور پہنچکر دیانند کالج کمیٹی کی میٹنگ میں شامل ہوں۔ اور اس وقت تک نہ اٹھیں جب تک اس اہم معاملہ کا ایک طرف فیصلہ نہ ہو جائے آریہ سماجیں کافی انتظار کر چکی ہیں۔ اب ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اس لئے کالج کمیٹی کے ممبران کا فرض ہے کہ وہ اس کا نپٹارا کرائیں اور آریہ سماج میں ادھک بےچینی بڑھانے کے ذمہ دار نہ بنیں"

اس ساری تگ و دو اور چیخ پکار کا زیادہ سے زیادہ نتیجہ یہ ہوگا کہ کالج کمیٹی پنڈت جی کے خلاف فیصلہ دے دیگی اور ان کو دیانند براہم مہاودیالہ سے علیحدہ ہونے پر مجبور ہوگی۔ لیکن وہ حالات جنہوں نے پنڈت وشوبندھو جیسے لوگوں کو پیدا کیا۔ اور وہ خیالات جو پنڈت جی جیسے لیڈر آریہ نوجوانوں کے دماغوں میں بھر دیتے ہیں۔ ان کا کیا علاج سوچا گیا ہے؟ ایک وشوبندھو علیحدہ

ہوگا تو دس اور پیدا ہو جائیں گے۔ آخر پنڈت جی کو آریہ پرادیشک سبھا کی ممبری سے علیحدہ کرکے بھی اس کا نتیجہ دیکھ لیا۔ یقین جانیے کہ ساودیانہ سے علیحدگی کا اثر بھی اس سے مختلف نہ ہوگا۔ پنڈت جی کے ساتھ ایک معقول پارٹی ہے۔ جس میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر کالج کمیٹی کسی طرح پنڈت جی کو اپنے خیالات کے پرچار سے روکنے یا ان خیالات کو واپس لینے کے لئے بھی آمادہ کرے تو بھی آریہ سماج کا اس مصیبت سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ "ویدرسیرچ" کی برکت سے اور بہت سے ایسے آریہ نوجوان میدان میں آجائیں گے جو ویدک سدھانتوں کی مخالفت کو اپنا اخلاقی فرض سمجھیں گے۔ انشاءاللہ اب یہ رنگ روز بروز ترقی کرتا چلا جائے گا اور آریہ سماج کی جان لے کر ہی چھوڑے گا۔

"الفضل" کا تازہ کلام

جناب خلیفہ قادیان ۷ اپریل کو ایک تقریب افتتاح کے سلسلہ میں لائل پور تشریف لے گئے اس موقعہ پر ان کے با اخلاص مریدوں نے غیر معمولی تکلفات سے کام لیا۔ اور نہایت کوشش سے ایک جشن کا اہتمام کیا گیا۔ اس ہنگامہ کی مفصل کیفیت "الفضل" ۱۲ اپریل میں شائع ہوئی ہے۔ اس موقعہ پر مخالفین نے بھی خوب شور مچایا۔ باہر سے منہ پھٹ مقررین بلوائے گئے۔ تقریریں ہوئیں مناظرے کے چیلنج دیئے گئے۔ ناممکن تھا کہ "الفضل" اس طوفان مخالفت کا ذکر کرے اور ہماری جماعت پر کوئی الزام نہ تراشے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ "**غیر مبائعین نے بھی اپنی بساط کے مطابق مخالفت میں حصہ لیا**"۔ اس "مخالفت" کی نوعیت کیا تھی؟ "مولوی محمد علی صاحب کے لکھے ہوئے ٹریکٹ تقسیم کیئے"۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ٹریکٹ تقسیم ہوئے یا نہیں اگر تھوڑی دیر کے لئے "الفضل" کے بیان کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو معقول اور مدلل اور بے ضرر ٹریکٹوں کی تقسیم کو قادیانی جشن کی مخالفت کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا قادیانی ٹریکٹ تقسیم نہیں کرتے؟ کیا وہ ہر سال یوم تبلیغ منا کر متعدد مقامات پر لٹریچر اور ہینڈ بل شائع نہیں کرتے؟ کیا اس کو وہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کی مخالفت تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں؟ ہرگز نہیں تو پھر ہمارے چند بے ضرر اور معقول ٹریکٹوں کی تقسیم کو مخالفت کیوں کہا جاتا ہے؟

بات یہ ہے کہ ان ٹریکٹوں میں حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیمات کو پیش کر کے جناب خلیفہ قادیان کے سراسر غلط، خود ساختہ اور مخالف اسلام عقائد کی نہایت موثر اور مدلل طور پر تردید کی گئی ہے جس کا کسی قادیانی کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اس لئے یہ ٹریکٹ قادیانیوں کے لئے سوہان روح بنے ہوئے ہیں۔ ہم "الفضل" کو بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر ہمارے کسی دوست نے یہ ٹریکٹ تقسیم بھی کئے ہیں تو ان کا مقصد قادیانی جشن کے رنگ میں بھنگ ڈالنا نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیمات پیش کرنا ہے۔ قادیانی جہاں جہاں چاہیں جشن منائیں جناب خلیفہ قادیان جس جس مقام پر پسند کریں دربار منعقد کریں ہمیں مخالفت کی مطلق کوئی ضرورت نہیں البتہ قادیانی غلو اور گمراہی کے مقابلہ پر احمدیت کے صحیح عقائد پیش کرنا ہماری زندگی کا ایک [illegible] جس کو ہم کسی حالت میں بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔

ریاست جنید میں مسلمانوں پر ظلم

اکثر ہندو سکھ ریاستوں میں مسلمانوں پر ناگفتہ بہ مظالم ہو رہے ہیں ریاست جنید کے جو حالات اخبارات میں شائع ہوئے ہیں وہ بھی کسی دوسری جگہ سے کم دردناک اور قابل توجہ نہیں اس ریاست میں مسلمان ہر لحاظ سے کمزور ہیں۔ ان کی تعداد کم ہے مفلس ہیں نظام حکومت میں ان کو کوئی دخل نہیں۔ ہندو جاٹ اور سکھ ان پر پے در پے مظالم کر رہے ہیں۔ ان کا مذہب، عزت، جان اور مال کوئی چیز بھی خطرے سے محفوظ نہیں۔ چند روز ہوئے ہندو اور سکھوں نے دو مسجدوں میں خنزیر کا گوشت پھینکا جس سے مسلمانوں کے جذبات سخت مجروح ہوئے وہ مہاراجہ بہادر اور اس کے بعد وزیر اعظم کے حضور فریاد لے کر گئے لیکن دونوں جگہ شنوائی نہ ہوئی بلکہ دونوں نے ان مظلوموں کو ڈانٹ ڈپٹ کر اور دھمکیاں دیکر خاموش کرانا چاہا۔ مسلمانوں نے ان مایوس کن حالات کے ماتحت انگریزی علاقہ میں ہجرت شروع کر دی ہے۔ ریاست کے وزیر اعظم ڈھینگرہ صاحب ایک مشہور متعصب ہندو ہیں ان سے کچھ کہنا فضول ہے۔ باقی رہے مہاراجہ صاحب تو ممکن ہے کہ ان کو وزیر اعظم اور دوسرے ہندو سکھ اہلکار صحیح حالات سے بے خبر رکھتے ہوں اس لئے اول ہم ان کی خدمت میں اور اس کے بعد حکومت انگریزی سے درخواست کریں گے کہ معاملات کی پوری طرح تحقیق کر کے مسلمانوں کی شکایات کو رفع کیا جائے۔ اس بارہ میں غفلت و خاموشی کسی طرح بھی مفید نہ ہوگی۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے افاقہ ہے اور ممدوح بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب کی طبیعت پہلے سے اچھی ہے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طبیعت تقریباً دو ہفتے سے علیل ہے۔ ہر روز حرارت ہو جاتی ہے۔

— جناب مولوی عزیز بخش صاحب بھی چند روز علیل رہے اب اچھے ہیں۔

— جناب چودھری ظہور احمد صاحب ۱۳-۱۴ اپریل کی شب کو یکایک سخت علیل ہو گئے اور ابھی تک صاحب فراش ہیں۔ پہلے کی نسبت نمایاں افاقہ ہے۔

— محترمہ بیگم صاحبہ خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم کو بھی پہلے سے کچھ افاقہ ہے۔

تمام احباب ان سب کے لئے دعائے صحت کریں۔

— میاں صاحب موصوف بیگم صاحبہ کے علاج کے سلسلہ میں لاہور تشریف لائے ہوئے تھے اور تقریباً ایک عشرہ کے قیام کے بعد ۱۵ اپریل کی صبح کو واپس تشریف لے گئے۔

— جناب میاں صاحب موصوف کے صاحبزادے میاں غلام عباس صاحب بھی گزشتہ ہفتہ لاہور تشریف لائے اور مختصر قیام کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

— مسٹر عبدالرشید صاحب سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن پشاور تحریر فرماتے ہیں کہ ۸ اپریل کو ایسوسی ایشن کا ایک جلسہ زیر صدارت شیخ الٰہ بخش صاحب منعقد ہوا۔ سید ابراہیم شاہ صاحب نے "قرآن کریم کی حیثیت کتب سماوی میں" کے موضوع پر اور سکرٹری نے "حضرت مرزا صاحب کی بعثت" کے موضوع پر تقریریں کیں۔ صدر جلسہ نے صدارتی ریمارکس سے سامعین کو محظوظ کیا۔ غیر از جماعت نوجوان بھی مدعو تھے۔ تمام حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔

— جناب خان صاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب جنرل سکرٹری انجمن اعلان فرماتے ہیں

(۱) موجودہ سفیر افغانستان متعینہ دہلی کی زبانی میں نے خواجہ حسن نظامی صاحب کے اخبار "منادی" میں یہ پڑھا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے امیر عبدالرحمٰن صاحب سابق والی کابل کو جب تبلیغی خط لکھا تو انہوں نے جواب میں یہ فقرہ لکھوا دیا کہ "اینجا بیا" یعنے یہاں آجاؤ۔ اس امر کی تصدیق مطلوب ہے کہ آیا جو کچھ سفیر افغانستان نے کہا وہ صحیح ہے؟ جس دوست کو اس بارہ میں کچھ علم ہو وہ اطلاع دیں۔

(۲) ہمارے ایک دوست کو اپنے کارخانہ کے لئے ایک گریجویٹ مینجر کی ضرورت ہے جو حساب کتاب عمدگی سے رکھ سکے۔ تنخواہ کا گریڈ ۴۰ سے شروع ہوگا۔ درخواستیں جلد بھیجی جائیں۔

پیغام صلح:- ان دونوں امور کے متعلق خط و کتابت چودھری صاحب موصوف ہی سے کیجائے۔

— ۶ اپریل کو بدوملہی میں جناب مولوی عمرالدین صاحب لاہور کا عیسائیوں سے نہایت کامیاب مناظرہ ہوا۔

— اخویم غلام نبی صاحب خلف الرشید مستری غلام رسول صاحب اور سیر چمبہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ہز ہائینس مہاراجہ بہادر چمبہ علیل ہیں ان کے لئے تمام دوست دعائے صحت کریں۔

— گزشتہ ہفتہ شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اور شیخ بشیر احمد صاحب جمعیتہ تبلیغ الاسلام راجپوتانہ و سنٹرل انڈیا کی درخواست پر اس کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے اجمیر تشریف لے گئے تھے وہاں ان کی تقریروں کا نہایت عمدہ اثر ہوا۔

— جناب شیخ الٰہ دین صاحب نے مہمان خانہ انجمن کو ایک پلنگ عطا فرمایا ہے۔ جزاک اللہ۔

بقیہ صفحہ اول

بُرے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ صرف ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے۔ ہر ممبر کا فرض ہے کہ وہ اس ایسوسی ایشن کی روح رواں ہو۔ اس کے بعد خاکسار نے "اسپین فنڈ" اور ایک سٹ کتابوں کا جہازی لائبریری میں رکھوانے کے لئے اپیل کی۔ اسی وقت حاضرات جلسہ نے نہایت خوشی اور جوش سے ۲۵ روپے اسپین فنڈ کے لئے اور ایک سٹ کتابوں کا جہازی لائبریری کے لئے منظور کیا۔

چونکہ مسز ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحبہ نے جو ہماری ایسوسی ایشن کی وائس پریزیڈنٹ تھیں بوجہ دوری مکان اس ایسوسی ایشن میں شامل ہونے سے معذوری کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے ان کی جگہ رضیہ بیگم صاحبہ بنت مرزا یعقوب بیگ صاحب وائس پریزیڈنٹ منتخب ہوئیں۔

خاکسار

محمودہ۔ سکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن۔

برلن میں عید الفطر

زمیندار کی بہتان طرازیوں اور کذب بیانیوں کی حقیقت

یکم فروری ۱۹۳۴ء کے جریدہ زمیندار لاہور (ہندوستان) میں ایک مضمون متعلقہ عید الفطر جو کہ ۱۸ جنوری ۱۹۳۴ء کو برلن مسجد میں منائی گئی شائع ہوا ہے۔ نامہ نگار "یونس زیدی" کوئی شخص برلن میں موجود نہیں ہے۔ مضمون میں سراسر کذب اور بہتان سے کام لیکر سخت حملے کیے گئے ہیں۔ کاش کہ اس مضمون کا لکھنے والا اتنی ہمت و جرات رکھتا کہ اپنا اصلی نام ظاہر کر سکتا۔ اس کا اپنا اصلی نام ظاہر نہ کرنا اس امر کی کافی دلیل ہے کہ کس نیت اور ارادہ سے مضمون لکھا گیا ہے اور ہمیں اس سے حیرانی ہوتی ہے کہ کس طرح تمام امور کو خلاف واقعات لکھکر صداقت کا خون کیا گیا ہے۔

اصل حقیقت مندرجہ ذیل ہے:۔

اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ کم از کم عید کے موقعہ پر حتی الامکان تمام مسلمانان برلن کو متحد ہو جانا چاہیئے عید سے قبل چند مسلمانان برلن کی معیت میں جن میں حبیب الرحمٰن قریشی (جن کا نام خاص طور پر مذکورہ بالا مضمون میں لیا گیا ہے) بھی موجود تھے۔ ایک فہرست تیار کی گئی جس میں تقریباً تمام مختلف اسلامی ممالک کے باشندوں اور پارٹیوں کے ممبروں کے نام تھے۔ اسی فہرست کے مطابق ان تمام حضرات کو ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ امام مسجد برلن کی طرف سے دعوتی رقعے بھیجے گئے تھے۔ ان حضرات نے مندرجہ ذیل احباب کی ایک انتظامی کمیٹی برائے عید الفطر منتخب کی:۔

(۱) ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ (۲) ڈاکٹر واصل رسلان (۳) پروفیسر مرزا احسن (۴) ڈاکٹر عابدین بے اور (۵) ڈاکٹر حمید مارتوس۔ ان کے علاوہ حافظ منظور الدین احمد برائے تلاوت قرآن کریم پروفیسر مرزا احسن برائے امامت صلوٰۃ العید اور ڈاکٹر عبد اللہ برائے خطبہ بزبان المانوی منتخب ہوئے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ جماعت اسلامیہ نے پہلے ہی اس امر کا فیصلہ کر لیا ہوا تھا کہ اس دفعہ کوئی احمدی اور بالخصوص ڈاکٹر عبد اللہ بوجہ . . . . . . نماز عید نہ پڑھائیں گے۔

ہم جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب سے ان کے یہاں کے کام کی وجہ سے بخوبی واقف ہیں اور ہم میں سے بعض تو ان کو سالوں سے جانتے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ ان کے اعلیٰ اخلاق اور پاک دامنی کی وجہ سے ان کی عزت کی ہے۔ اور کبھی بھی ان کے خلاف کسی قسم کا فیصلہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھی۔

عوام کی اطلاع کے لئے مندرجہ ذیل امور کا بھی ذکر کر دینا چاہتے ہیں:۔

(۱) نماز عید اور خطبہ کے بعد مندرجہ ذیل حضرات نے بطور "عید مبارک" مختلف زبانوں میں چند کلمات کہے:۔

(۱) عالم خان ادریس صاحب (۲) یحییٰ ہاشمی صاحب (۳) ڈاکٹر عابدین بے صاحب (۴) مرزا عزیز الرحمٰن صاحب اور (۵) عبد اللہ دالشر صاحب۔

ان حضرات میں اکثر یہاں کی کسی اسلامی انجمن کے ممبر نہیں ہیں۔ مرزا عزیز الرحمٰن صاحب البتہ احمدیہ انجمن سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۲) جو رقومات بذریعہ چندہ۔ صدقۃ الفطر اور داخلہ جمع ہوئی تھیں وہ اخراجات کو پورا نہ کر سکیں لہذا جو کمی رہ گئی تھی اس کو مسجد۔ جرمن مسلم سوسائٹی۔ اور جماعت اسلامیہ برلن۔ تینوں نے ملکر پورا کیا۔

(۳) عید الفطر کی شام کو ڈاکٹر رسلان صدر جماعت اسلامیہ کا ایک پر مغز اور مدلل لکچر ہوا جس میں انہوں نے مسلمانان برلن کو آپس میں اتفاق و اتحاد کی تلقین کی۔

خاکساران

(۱) پروفیسر میرزا احسن (امام صلوٰۃ العید الفطر)
ممبر انتظامی کمیٹی　　(دستخط)

(۲) ڈاکٹر واصل رسلان صدر جماعت اسلامیہ
و ممبر انتظامی کمیٹی۔　　(دستخط)

(۳) ڈاکٹر حمید مارتوس
ممبر انتظامیہ کمیٹی　　(دستخط)

(۴) ڈاکٹر عابدین بے
ممبر انتظامیہ کمیٹی　　(دستخط)

(برلن ۲۸ فروری ۱۹۳۴ء)

جناب میرزا احسن صاحب کا خط

مدیر زمیندار کے نام

پیش نظر مراسلت کے علاوہ جناب میرزا احسن صاحب معلم السنہ شرقیہ دار الفنون و امام جماعت اسلامیہ برلن نے ایک خط بزبان فارسی مدیر "زمیندار" کو لکھا ہے جو بعینہٖ ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔ ———— (مدیر)

Berlin. W. 30.
Schwabischestr. 5.

با دارہ جلیلہ اخبار "زمیندار" لاہور دامت توفیقاتہ

در جریدہ فریدہ محترم اسلامی زمیندار مورخ یکم ماہ فوریہ ۱۹۳۴ بمناسبت ادائے جشن و مراسم عید سعید فطر مقالہ با امضاء غیر معروف "یونس زیدی" مندرج بود۔ چوں نویسندہ ایں بی اندازہ و بخلاف نزاکت اغراض شخصی بکار بردہ و با ارادت کذبہ دروغ و تہمت ہائے خالی از حقیقت حسیات اخوت اسلامی ہمہ ما ہا را جریحہ دار نمودہ و خواستہ امرا بہ ہیئت محترمہ آں جریدہ اسلامی و قارئین گرامش مشتبہ نماید لہذا محض برائے رفع اشتباہ و تبین حقیقت۔ باکمال بی طرفی از ابتدائے مقالہ تا بانتہائش تکذیب مینمایم و برائے مزید اطلاع قارئین کرام آں نامہ مقدس اسلامی عرض میکنم کہ۔

پرفسور دکتر سید عبد اللہ امام و متولی باشرف مسجد شریف برلن یکی از بہترین و فعال ترین برادران اسلامی ماست بفضل و کمال و حسن خلق و پاکدامنی ایشان شایان ہرگونہ تقدیر و ستائش میباشد۔

از انروزیکہ پرفسور دکتر سید عبد اللہ وارد برلن شدہ برائے ترویج دین مبین اسلام و محافظ حیثیت مسجد کہ یگانہ معبد مسلمانہای آلمان است فداکاریہا و خدمات قیمتداری نمودہ است کہ ہیچوقت فراموش نخواہد شد۔

نویسندہ مقالہ فوق ہرگاہ آدم باشرف و راستگو می بود و فی الحقیقۃ درد دین میداشت ہیچوقت امضاء غیر معروف در زیر مقالہ می نوشت و نام و آدرس حقیقی خویش را مکتوم نمیکرد۔ چوں ایں قبیل اشخاص نفاق و ماجراجو بدبختانہ در ہر قرن اسلام موجود بودہ است لہذا جواب لازمہ آنرا دادہ اگر از مینمایم بہ ہمت اسلامی آں نامہ مبارک احترامات غائبانہ خود را تقدیم حضور محترم میکنم۔ (میرزا احسن معلم السنہ شرقیہ دار الفنون و امام جماعت اسلامیہ برلن)

ترجمہ:۔ بخدمت مدیر محترم اخبار "زمیندار" لاہور دامت توفیقاتہ

آپ کے قابل احترام اسلامی جریدہ "زمیندار" میں یکم فروری ۱۹۳۴ء کو بمناسبت ادائے جشن و مراسم عید فطر ایک مقالہ کسی غیر معروف شخص یونس زیدی کے نام سے شائع ہوا تھا چونکہ مضمون ہذا کے لکھنے والے نے بغیر تدبر و بخلاف شرافت خود غرضی سے کام لیا ہے اور ایسی افترا پردازی کی ہے جو کہ عقد اخوت اسلامی کو منقطع کر دیتی ہے اور یہ بھی چاہا ہے کہ یہ معاملہ "زمیندار" اور اس کے قارئین کرام کو شتبہ کر کے دکھایا جائے اس لئے میں محض رفع اشتباہ و اظہار حقیقت کیلئے بغیر کسی کی طرفداری کئے ہوئے کہتا ہوں کہ وہ مقالہ ابتدا سے انتہا تک محض دروغ بافی ہے اور اس اسلامی جریدہ (زمیندار) کے قارئین کرام کی مزید اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ سید محمد عبد اللہ صاحب امام و متولی مسجد شریف برلن بہترین کارندوں میں سے ہیں۔ اور ان کی خوش خلقی اور حسن معاملت و پاکدامنی ہرگونہ قابل ستائش ہے۔

جس دن سے موصوف تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اسی دن سے ترویج اسلام اور محافظت حیثیت مسجد میں مستعد منہمک ہیں اور اس قدر قیمتی خدمات انجام دی ہیں کہ جو کبھی فراموش نہ ہونگی۔

اگر مقالہ مذکور لکھنے والا کوئی معزز یا راستگو ہوتا اور فی الحقیقت درد دین رکھتا تو کبھی زیر مقالہ نامکمل و غیر معروف ایڈریس نہ لکھتا۔ اور اپنا اصلی اور ذاتی پتہ نہ چھپاتا۔ چونکہ اس قسم کا نفاق اسلام کے ہر زمانہ میں رہا ہے لہذا اس کے اندفاع کے لئے بھی ہم نے جواب عرض کر دیا ہے۔ آپ اور آپکے روزنامہ کے متعلق میں اپنے غائبانہ دلی احترامات کو آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ (میرزا احسن معلم السنہ شرقیہ دار الفنون و امام جماعت اسلامیہ برلن)

ضروری اطلاع

راولپنڈی کا اجتماع

جماعت راولپنڈی کا جلسہ سالانہ ۲۲، ۲۳ اپریل ۱۹۳۴ء (اتوار اور سوموار) کو منعقد ہوگا حضرت امیر ایدہ اللہ جناب مولوی صدر الدین صاحب جناب مولوی یعقوب خان صاحب دفتری ایڈیٹر لائٹ۔ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب۔ میر مدثر شاہ صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اس اجتماع میں تشریف لیجائینگے جناب ڈاکٹر رشید الدین خان صاحب۔ و مسٹر خالد لطیف صاحب گابا کی تشریف آوری کی بھی توقع ہے۔

اولیائے کرام اور حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کیا اولیاء اللہ کے کلمات شیطانی تصرف کا نتیجہ تھے؟

(۳)

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینۂ احمدیت)

حضرت مجددؒ کے ارشادات کے متعلق فیصلہ

اگر ایسے کلمات کو شیطانی تصرف ہی کا نتیجہ سمجھتے ہو تو آؤ پہلے خود حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فیصلہ کریں کہ ان کے حسب ذیل الفاظ بھی عالم سُکر کا نتیجہ ہیں یا صحو کا؟ اور آیا انہیں بھی معاذ اللہ شیطانی تصرف ہی کا نتیجہ قرار دیا جائے گا۔ یا ان کی تاویل کرکے شریعت کے مطابق کر لیا جائے گا؟ آپ فرماتے ہیں:

"میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور مراد بھی میرا سلسلہ ارادت بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جا ملتا ہے۔ اور میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا قائم مقام ہے اور میری ارادت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت واسطوں سے ہے۔ . . . . بس میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مرید بھی ہوں اور ان کا ہم پیر یعنی پیر بھائی بھی۔ بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس دولت کے دسترخوان پر اگرچہ طفیلی ہوں لیکن بن بلائے نہیں آیا ہوں۔ اور اگرچہ تابع ہوں لیکن اصالت سے بے بہرہ نہیں ہوں۔ اور اگرچہ امت ہوں لیکن اس دولت میں ان کا شریک ہوں۔ . . . . . جب تک مجھے نہیں بلایا تب تک اس دولت کے دسترخوان پر حاضر نہیں ہوا اور جب تک انہوں نے نہ چاہا اس دولت کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔"

(مکتوب نمبر ۸۷ دفتر سوم)

ایک اور جگہ درجات تبعیت میں آخری درجہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ تابع اپنے متبوع کے ساتھ اس قسم کی بہت مشابہت پیدا کر لیتا ہے کہ تبعیت کا نام ہی درمیان سے اٹھ جاتا ہے اور تابع و متبوع کی تمیز دور ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تابع متبوع کی طرح جو کچھ کرتا ہے اصل سے کرتا ہے گویا دونوں ایک چشمہ سے پانی پیتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے ہمکنار اور ہم آغوش اور ایک دوسرے کے بستر پر ہیں۔ اور شیر و شکر کی طرح ہیں۔ تابع کہاں اور متبوع کون اور متابعت کس کی؟ اتحاد میں غیریت کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔" (مکتوبات جلد دوم مکتوب ۴۷)

خدا کے خوف سے ڈرو

کیا یہ کلمات ان لوگوں کی سمجھ میں آ سکتے ہیں جو ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

پر معترض ہیں۔ اگر حضرت مجدد صاحب کا مندرجہ بالا کلام صحیح ہے اور کسی قسم کا شیطانی تصرف اس میں نہیں اگر وہ تابع اور طفیلی ہونے کے باوجود رسول اللہ صلعم کے "پیر بھائی" اپنے آپکو کہہ سکتے ہیں۔ اپنا سلسلۂ ارادت براہ راست اللہ تعالےٰ سے ملا سکتے ہیں۔ اپنے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا قائم مقام قرار دے سکتے ہیں اور متابعت کے آخری مقام پر پہنچکر تابع اور متبوع میں ایسی ہم آہنگی اور یکرنگی کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ تابع اور متبوع میں کوئی غیریت اور فرق ہی باقی نہیں رہ جاتا تو پھر دیگر اولیاء اللہ اور حضرت مرزا صاحب کے کلام کو سمجھنے میں کیوں مشکل پیش آتی ہے؟

غور کرو اور خدا کے خوف سے کام لو۔ حضرت مجدد صاحب کی منقولہ بالا عبارات سے صاف عیاں ہے کہ نہ صرف وہ دوسرے اولیاء اللہ کے اقوال کو مصروف عن الظاہر قرار دے کر شیطانی تصرف سے مبرا سمجھتے تھے بلکہ خود بھی ایسے کلمات ان کے منہ سے نکلے جو دیگر اولیاء اللہ اور حضرت مرزا صاحب کے ارشادات سے کسی طرح کم نہیں۔

ظاہر پرست لوگوں کو حضرت مجددؒ کا جواب

یہی وجہ ہے کہ اس وقت کے ظاہر پرست لوگوں نے انہیں بھی متہم کرنے سے دریغ نہ کیا جس کا جو جواب انہوں نے دیا ہے وہی اکیلا سکیش صاحب کی تمام ہزلیات کا جواب ہے۔ فرماتے ہیں:

"مخدوما! ایں قسم سخنان کہ مبنی بر افشائے اسرار باشد و از ظاہر مصروف در ہر وقتے از مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم بظہور آمدہ است و عادت مستمرہ ایں بزرگواران گشتہ۔ امرے نیست کہ ایں فقیر آنرا ابتدا کردہ باشد و اختراع نمودہ۔ لیس ھذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام پس ایں ہمہ شور و غوغا چیست؟ اگر لفظے صادر شدہ است کہ ظاہرش مطابقت بہ علوم شرعیہ ندارد آنرا اندک توجہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت و مسلمانے را متہم چہ مناسب بود و شہر بشہر آن منادی کردن کدام تدین باشد طریق مسلمانی و مہربانی آنست کہ کلمہ کہ ظاہرش مخالف علوم شرعیہ است اگر از شخصے صادر شود باید دید کہ قائل آن کیست؟ اگر ملحد و زندیق بود رد آن باید کرد و در اصلاح آن نباید کوشید و اگر قائل آن کلمہ از مسلمانان بود و ایمان بخدا و رسول داشتہ باشد در اصلاح سخن آن باید کوشید و محمل صحیح از برائے آن پیدا باید نمود یا از ان قائل حل آن باید طلبید و اگر در حل آن عاجز آید نصیحتش باید کرد۔ امر معروف و نہی منکر برفق اولیٰ است کہ باجابت نزدیک است و اگر مقصود اجابت نہ باشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است۔" (مکتوبات جلد ثالث مکتوب ۱۲۱)

چار اہم باتیں

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں چار (۴) باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(۱) مشائخ طریقت سے مصروف عن الظاہر کلمات صادر ہوتے رہے ہیں۔ اور خود ان سے بھی ایسے ہی کلمات صادر ہوئے۔
(۲) اگر کوئی ایسا کلمہ نظر آئے جو بظاہر شریعت کے مخالف معلوم ہو تو تھوڑی سی توجہ سے اس کو ظاہر سے پھیر کر شریعت کے مطابق کر لینا چاہیئے۔
(۳) ایک مسلمان کو ایسے کلمات کی وجہ سے متہم کرنا کہاں مناسب ہے اور شہر بشہر اس کی منادی کرتے پھرنا کونسی دینداری ہے؟
(۴) مسلمانی اور مہربانی کا طریق یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کلمہ کسی شخص سے صادر ہو کہ بظاہر علوم شرعیہ کے خلاف ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ اس کا قائل کون ہے اگر ملحد و زندیق ہے تو اس کو رد کر دینا چاہیئے اور اس کی اصلاح کی کوشش نہ کرنا چاہیئے۔ اور اگر قائل مسلمانوں میں سے ہو اور خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہو تو اس کلمہ کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس کے واسطے محمل صحیح پیدا کرنا چاہیئے یا اس کے کہنے والے سے اس کا حل طلب کرنا چاہیئے اور اگر وہ اس کے حل سے قاصر ہو تو اسے نصیحت کرنی چاہیئے اور نرمی کے ساتھ امر معروف اور نہی منکر کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اجابت و قبولیت کے قریب ہے بشرطیکہ مقصود اجابت ہو اور اگر خوار ہی کرنا مطلوب ہو تو یہ امر دیگر ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے مخالفین کا ظلم

کس قدر پاک نصائح ہیں۔ کیا ہمارے مخالفین نے حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں آج تک ان پاک ہدایات پر گامزن ہونے کی کوشش کی؟ حضرت مرزا صاحب کی طرف جو باتیں سکیش صاحب نے منسوب کی ہیں کیا انہیں "یاوہ گوئی" قرار دینے سے پہلے

(۱) اس بات پر غور کیا کہ لیس ھذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام۔
(۲) کیا ان پر شور و غوغا برپا کرنے اور ایک مسلمان کو متہم کرنے کے بجائے ظاہر سے پھیر کر شریعت کے مطابق کرنے میں ایک ادنیٰ سی بھی توجہ صرف کی گئی؟
(۳) کیا اس بات پر غور کیا گیا کہ ان باتوں کا کہنے والا کون ہے آیا ملحد و زندیق ہے یا اسلامی کلمہ پڑھتا، اسلامی نماز ادا کرتا۔ اسلامی زکوٰۃ دیتا۔ اسلامی روزے رکھتا اور اسلامی حج کا معتقد ہے؟ اور اپنے آپ کو بار بار مسلمان کہتا اور اس کے لئے حلف اٹھاتا ہے۔ کیا ہمارے مخالفین نے خود اس سے کبھی ان باتوں کا حل طلب کیا؟ یا اس کا جواب سننے کی کوشش کی۔ اور کوئی جواب سنے بغیر شہر بشہر منادی کرکے انہیں ذلیل و خوار کرنے کی کوشش نہیں کی گئی؟

ہم حیران ہوتے ہیں جب حضرت مجدد صاحب کی اس قدر صاف اور کھلی ہدایات کو ایک طرف رکھتے ہیں اور اپنے مخالفین کے طرز عمل کو دوسری طرف رکھ کر دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق کونسی راہ انہوں نے اختیار کر رکھی ہے۔

حضرت مرزا صاحب لازوال ایمان کی دولت سے سرفراز ہیں

آخر وہ کونسی بات ہے جو ان اولیاء اللہ اور صوفیاء و مشائخ کے درجہ سے بھی انہیں گرا کر کافر و زندیق بنانے والی ہے جنہوں نے کھلے الفاظ میں اپنے آپ کو مقام جمع پر قرار دیا اور خدا اور اپنے آپ میں دوئی اور امتیاز روا نہیں رکھا۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب کے کلام میں نہ غلبۂ احوال اور سکر پایا جاتا ہے اور نہ الوہیت

جسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

پتہ - مسلمان لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں

سب مجدد و اکمل مانناضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را بروشد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست

بادۂ عرفان ما از جام اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۴ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۳۴ء | نمبر ۲۴

کیا دوں نشاں اپنی صداقت کا بتا اور؟

(از جناب حسن صاحب مانگٹ)

بے سود ہیں سب میرے مٹانے کے ارادے

منظور خدا کو ہے اگر میری بقا اور

کافر مجھے کہتا ہے تو اے شوخ ستمگر!

کیا تیرا خدا اور ہے اور میرا خدا اور؟

تقصیر یہی ہے کہ میں ہوں خادم ملت

کیا جرم ہے ورنہ مرا کیا میری خطا اور؟

گردش ہے یہ قسمت کی یہ تقدیر کا ہے پھیر

میں جتنا مناتا ہوں وہ ہوتے ہیں خفا اور

تائید خدا، نصرت حق، فتح نمایاں

کیا دوں میں نشاں اپنی صداقت کا بتا اور؟

پھونکوں سے کبھی شمع صداقت نہ بجھے گی!

اس کوشش بیہودہ میں اب سر نہ کھپا اور

ایماں ہے اگر دل میں تو کر خوف خدا کچھ

اللہ کے بندوں کو نہ اب دیکھ ستا اور

ارمان نہیں دولت دنیائے دنی کا!

کر دے خدا دولت دیں مجھ کو عطا اور

دامان مسیحا کبھی چھوڑینگے نہیں ہم!

گو لاکھ کرے دشمن بدبخت جفا اور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت پر ابھی تک گزشتہ ہفتہ کی علالت کا اثر باقی ہے تاہم حضرت ممدوح بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت راولپنڈی کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت فرمائیں گے ۲۱ اپریل کی شب لاہور سے روانہ ہوکر ۲۲ کی صبح کو راولپنڈی پہنچیں گے۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب جو تقریباً ایک ہفتہ ہوا اپنے وطن ضلع گورداسپور میں تشریف لے گئے تھے امروز فردا میں واپس آنے والے ہیں۔ (تشریف لے آئے)

— جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی ایک اسلامی انجمن کے جلسہ میں شرکت کے لئے پرتاب گڑھ (یو-پی) تشریف لے گئے تھے وہاں ان کی بصیرت افروز تقریروں کو بہت پسند کیا گیا اور آپ کے نصائح کا مسلمانوں پر خاص اثر ہوا۔ الحمد للہ۔ موصوف گزشتہ پنجشنبہ کو واپس لاہور آگئے۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اور شیخ بشیر احمد صاحب اجمیر سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ ان کی تقریریں بھی پسند کی گئیں۔

— جناب مولوی عصمت اللہ صاحب چند روز سے بعارضہ بخار علیل ہیں۔

— جناب مولوی عبدالحق صاحب کاشیر خوار صاحبزادہ بیمار ہے

— چودھری فضل حق صاحب سپرنٹنڈنٹ دفاتر انجمن گزشتہ چند روز بیمار رہے ابھی تک علالت کا اثر باقی ہے۔

— چودھری ظہور احمد صاحب کو بھی بیٹے سے افاقہ ہے۔

— ان تمام اصحاب کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

— چودھری احمد خانصاحب خوشنویس برادر چودھری رحمت خاں صاحب نذر امین انجمن کو اللہ تعالےٰ نے دختر عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ۔ مبارکباد۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور خادم دین بنائے۔

— جناب چودھری فضل حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس سرگودھا چند مشکلات میں مبتلا اور تمام احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

— اخویم خانصاحب محمد عبداللہ خانصاحب میونسپل انجنیئر سرینگر اور علی محمد صاحب کلرک رشتیم خانہ سرینگر بی اے کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ تمام دوست ان کی اور دوسرے تمام امیدواروں کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

— سرینگر کے خط سے معلوم ہوا کہ جناب مولانا محمد عبداللہ صاحب وہاں باقاعدہ درس قرآن دیتے ہیں۔ اکثر تعلیم یافتہ مسلمان ان سے روحانی فیض حاصل کر رہے ہیں۔ نماز جمعہ کا بھی باقاعدہ انتظام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولانا کی مساعی بارآور ہو رہی ہیں اور جماعت ترقی کر رہی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر احباب بھی اپنے اپنے حلقہ اثر میں کام کر رہے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مولانا موصوف کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور ہر قسم کی ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔

جماعت راولپنڈی کا سالانہ جلسہ

۲۲-۲۳ اپریل (اتوار، سوموار)

کو منعقد ہوگا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ جناب مولوی صدرالدین صاحب جناب مولوی یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائٹ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب۔ میر مدثر شاہ صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اس اجتماع میں تشریف لیجائینگے جناب ڈاکٹر بشارت الدین صاحب اور مسٹر خالد لطیف گابا کی آمد کی بھی توقع ہے تمام احباب کو اس قومی اجتماع میں شریک ہونا چاہیئے۔

آریہ سماج فجی کو شکستِ فاش

حضرت مجدد اعظمؑ کے سپاہیوں کے آگے آریوں نے ہتھیار ڈال دیئے

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری فجی)

عرصہ دراز سے آریہ سماج جزائر فجی میں کام کر رہا ہے۔ آریہ اپدیشکوں، بھجنیکوں اور مناظرین نے مسلمانوں کا دم ناک میں کر رکھا تھا۔ اور جدھر دیکھو ؎

نقارہ دھرم کا بجتا ہے آئے جس کا جی چاہے
صداقت وید اقدس آزما لے جس کا جی چاہے

کا اعلان ہو رہا تھا۔ اگر ایک مناظر شہر بشہر گھوم کر جلسے کرتا اور مسلمانوں کو للکارتا ہے تو دوسرا اخباروں کے ذریعہ پانچ سو روپے کا انعامی اعلان کراتا ہے۔ کہ میدان میں نکلو اور یہ انعام حاصل کرو۔ غرض ایک آندھی تھی کہ چل رہی تھی۔ اور ایک طوفان تھا کہ امڈا چلا آ رہا تھا۔ ادھر بیچارے مسلمان تھے کہ سہمے بیٹھے تھے۔ آخر چند دردمندان اسلام نے ہمت کر کے ہمیں انڈیا سے منگوایا۔ ہمارا سرزمین فجی پر قدم دھرنا تھا کہ میدان کا نقشہ ہی بدل گیا اور آریہ سماج نے کچھ ایسی خاموشی اختیار کر لی کہ فجی کے در و دیوار پکار اٹھے کہ ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔

حال ہی میں ایک آریہ پنڈت موتی چند رائے تھے۔ تو انہوں نے فجی کے تمام سُنّی مولویوں کو مناظرہ کا چیلنج دے ڈالا کہ ایک مہینہ کے اندر اندر میرا وہ مقابل کر کے قرآن پر میرے اعتراضات کا جواب دو۔ سب تھک گئے۔ انہوں نے کہا کہ احمدی اس لئے ہمارے مخاطب نہیں کہ ہمارے سنی مولویوں نے فجی سے منگوا منگوا کر تم نے لوگوں کو بتایا ہے کہ احمدی کافر ہیں مسلمان صرف تم ہو تو پھر قرآن پر اعتراضات کا جواب بھی تمہیں کو دینا ہوگا۔

یکم فروری کو نادی میں ایک مہاشہ سری رام ہماری ملاقات کے لیئے تشریف لائے۔ ان آریہ مہاشہ کو مذہبی تبادلہ خیالات اور اپنی معلومات پر بہت بڑا گھمنڈ ہے۔ اور اسی گھمنڈ میں انہوں نے گفتگو شروع کی تو میں نے کہا آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ابھی اپنے دھرم کی کتابوں سے بھی پوری طرح واقفیت نہیں۔ آپ کو مناسب ہے کہ اپنی کتابوں کو غور سے پڑھیں۔

۸ فروری کو یہ مہاشہ پھر تشریف لائے۔ اور بڑے جوش میں فرمانے لگے کہ ہندوستان میں آریہ سماج نے یہ کمال کر دکھایا وہ کمال کر دکھایا۔ ہاں البتہ آج کل آریہ سماج نے مناظرے کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اس پر میں نے جواب دیا کہ چھوڑ نہیں دیا بلکہ احمدیوں نے مار مار کر آریوں کو اس میدان سے باہر کر دیا ہے اور مجبور ہو کر آریہ سماج نے مناظرے بند کر دیئے۔

میرا یہ جواب سن کر ان مہاشہ کو آگ لگ گئی۔ اور بڑے گرجتے ہوئے الفاظ میں کہا کہ کون ہے جس نے آج تک آریہ سماج سے دبنے پائی ہو؟ میں نے جواب دیا کہ ہم احمدی ہیں جو سالہا سال تک ہر میدان میں دندناتے اور آریہ سماج کو نیچا دکھاتے پھرے آج فجی میں بھی برابر تو نہینے سے ہم اپنے ہر ایک لکچر میں للکار رہے ہیں۔ لیکن آریہ سماج کو میدان میں نکلنے کی ہمت نہیں ہو رہی۔

جوشیلے سری رام نے کہا کہ آپ مناظرے کا چیلنج لکھ کر میرے حوالے کریں میں بند و بست کرونگا۔ میں نے جواب دیا کہ میرے چیلنج کے باوجود آریہ سماج میدان میں نہ نکلا تو پھر؟ سری رام نے کہا تو پھر میں لکھ دیتا ہوں کہ چیلنج کے باوجود آریہ سماج نہ نکلا تو واقعی احمدیوں کے مقابلہ پر آریئے نہیں ٹھہر سکتے میں نے کہا دو سال اور میں نے فجی میں انشاء اللہ رہنا ہے۔ اس عرصہ میں مانگو کتنا وقت مانگتے ہو۔ تاکہ آپ اطمینان سے مناظرہ کا انتظام کر سکیں۔ مہاشہ سری رام نے ایک مہینہ کی میعاد مانگی اور میں نے ایک ماہ کا میعادی چیلنج لکھ کر مہاشہ سری رام کے حوالے کر دیا۔ مہاشہ جی نے بھی حسب وعدہ اپنی تحریر میرے سپرد کر دی۔ جو آگے چل کر من و عن ناظرین کرام کے ملاحظہ سے گزرے گی۔

مہاشہ سری رام میرا یہ چیلنج لیکر گوروکل سوینی پہنچے۔ پرتی ندھی سبھا کے پاس گئے اور آریہ سماج کا ہر دروازہ کھٹکھٹایا لیکن ہر جگہ سے جواب صاف ملا۔ اور بیچارے سری رام زبان حال سے پکار اٹھے ؎

جتنی امیدیں تھیں بالآخر غلط ثابت ہوئیں
ہم نے کچھ سمجھا وہ کچھ نکلا بڑا دھوکا ہوا!

جس آریہ سماج کے بھروسہ پر سری رام نے یہ سب کچھ کیا تھا اس کی یہ حالت دیکھ کر انہیں بہت صدمہ ہوا اور آخر انہوں نے آریہ سماج کو ایک خطرناک دھمکی بھی دی کہ اگر آریہ سماج میدان میں نہ نکلا تو میں . . . . مگر افسوس سری رام کا یہ وار بھی خالی گیا۔ اور آریہ سماج نے نہ نکلنا تھا نہ نکلا۔ بیچارے سری رام کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور اپنے پنڈتوں کو کوستا ہوا بے دم ہو کر بیٹھ گیا۔

وقت اپنی پوری رفتار سے گزرتا چلا جا رہا تھا کہ عیسائیوں کے "آرگن" "وردھی بانی" کے فاضل ایڈیٹر نے اپنے اخبار کی ۱۰ فروری کی اشاعت میں ایک نوٹ لکھا کہ :-

"کہاں ہے آریوں کا وہ مناظر جس نے ایک دفعہ اخبار و پبلک سندیش کے ذریعہ پانچسو روپیہ کا انعامی چیلنج شائع کرایا تھا۔ اس وقت تو میدان صاف تھا اور ان کے مقابلہ میں کوئی نہ تھا پھر کیا آج وہ صاحب مرزا مظفر بیگ کے چیلنج کو منظور کر کے میدان میں نکلینگے؟ لیکن ہمیں تو بھروسہ نہیں کہ آریہ ویر میدان میں نکلیں کہ اب تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔"

اس کے بعد اسی اخبار "وردھی بانی" ۲۴ فروری کی اشاعت میں ایک سناتن دھرمی کا ایک طویل مضمون نکلا جس میں وہ سناتن دھرمی آریہ پنڈتوں کو غیرت دلاتے ہوئے لکھتا ہے۔

"پانچ سو روپے کے انعامی چیلنج نکالنے والے اور سناتن دھرمیوں کو ستانے والے منشیراب کہاں ہیں کیا اب وہ فجی میں نہیں رہے؟ نہیں نہیں آج بھی وہ موجود ہیں مگر اب مقابلہ سناتن دھرمیوں سے نہیں بلکہ محمد صاحب کے ایک سیوک سے ہے۔ ہمارے پوجیہ دیوی دیوتاؤں پر کمینے حملے کرنے والے۔ ہمارے قابل عزت پنڈتوں کو چیلنج پر چیلنج دینے والے ہمارے جلسوں میں آ کر شور و غل مچانے والے آریئے اب مرزا مظفر بیگ کے مقابلہ میں کیوں نہیں نکلتے؟" وغیرہ۔

غرض وردھی بانی کے ان دو غیرت کو بھڑکا دینے والے مضامین کا بھی آریہ سماج پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور آریہ سماج نے مہر سکوت سے اپنی موت پر مہر تصدیق کر دی۔ اور دنیا نے دیکھا کہ اس زمانہ کے سب سے مقدس انسان مجدد صدی چہاردہم **حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ کہ آریہ سماج سو سال کے اندر اندر مر جائے گا** ہر رنگ میں پورے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

۲ فروری کے گئے ہوئے مہاشہ سری رام ۲۵ فروری کو لوٹے اور اپنی ندامت کو ٹالنے کے لیئے کہا مناظرہ کا مضمون کیا ہوگا۔ جناب محمد طاہر خانصاحب رئیس اعظم لٹوکا نے جواب دیا کہ کیا بچوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ جس طرح ہمارے پہلوان نے اپنی چھاتی پر ہاتھ مار کر اعلان کر دیا ہے کہ آریہ سماج کو میرا چیلنج ہے نکلے میدان میں۔ اسی طرح اپنی طرف سے کسی پنڈت کو تیار کرو جو اس چیلنج کو منظور کرے۔ پھر وہ پنڈت خود مضمون مناظرہ و شرائط طے کر لے گا۔ لیکن تمہاری طرف سے تو آج تک کسی پہلوان نے اس چیلنج کو منظور ہی نہیں کیا۔ اگر ہمت ہے تو جاؤ کسی پنڈت کو تیار کرو۔

خانصاحب موصوف کی جوش بھری تقریر کے بعد میں نے کہا کہ ہم مہاشہ سری رام کے اس آخری سہارے کو بھی توڑ کر رکھے دیتے ہیں اور مضمون دیتے ہیں۔ لو سنو! آج ۶۲ سال سے آریہ سماج چلا رہا ہے ؎

نقارہ دھرم کا بجتا ہے آئے جس کا جی چاہے
صداقت وید اقدس آزمائے جس کا جی چاہے

یہ رہا مضمون مناظرہ یعنی "صداقت وید اقدس" جو آریہ سماج نے خود بڑے فخر سے مقرر کر رکھا ہے۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم صداقت وید اقدس کو آزمائیں۔ پھر کوئی ہے جو میدان میں ہمارے مقابلہ پر نکلے۔

مہاشہ سری رام پھر تشریف لے گئے۔ اور اس کے بعد پھر نہ پلٹے۔ ۲ مارچ کو مناظرہ کی میعاد ختم ہو گئی۔ کوئی پنڈت میدان مناظرہ میں نہ اترا۔ اور یوں فجی کے لڑتیا آریہ سماج نے حضرت مجدد اعظم کے سپاہیوں کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ **فالحمد للہ!**

اب ہم ذیل میں مہاشہ سری رام کی تحریر من و عن نقل کرتے ہیں آپ نے لکھ کر دیا کہ :-

"میں نے یہ مولوی مظفر بیگ سے آریہ سماج سے شاستر ارتھ (مناظرہ) کرنے

(باقی صفحہ ۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۴ محرم ۱۳۵۳ھ | نمبر ۲۴

منشی ظفر علی

جماعت احمدیہ سے برسرپیکار کیوں ہیں؟

دنیا بھی عجب جگہ ہے اس میں بسنے والے انسانوں میں سے بعض آنکھیں رکھنے کے باوجود ایسی غلط اور بعید از حقیقت باتیں کہتے رہتے ہیں جو صداقت سے اس قدر دور ہوتی ہیں جس قدر کہ زمین آسمان سے یا مشرق مغرب سے "زمیندار" ۱۹ر اپریل میں منشی ظفر علی کے کسی عقیدتمند یا ہم مشرب یا شریک کار شمس الدین حسن کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا مقصد بعض مقامات کے شیعہ سنی مناقشات کی طرف منشی صاحب کو توجہ دلانا معلوم ہوتا ہے۔ مضمون میں منشی صاحب کی اتحاد پسندی اور دیگر "محاسن" کی بھی خوب تعریف کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"اسلامی دنیا میں اگر سید جمال الدین افغانی کا نام اتحاد اسلامی (پان اسلام ازم) کے لئے واجب الاحترام تھا تو آج جمال الدین ثانی یعنے حضرت مولانا ظفر علی خاں صاحب پر ہم بجا فخر کر سکتے ہیں کہ دور حاضرہ میں ان کی ذات گرامی نے مختلف فرقہائے اسلامی کو واحد مرکز پر جمع کرنے اور آپس کے مناقشات مٹا کر ملت بیضا کی خدمت کرنے کا جذبہ مسلمانوں میں پیدا کیا۔"

معلوم نہیں مضمون نگار نے یہ الفاظ منشی صاحب کو کسی غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے لکھے ہیں یا اپنی حماقت و لاعلمی کے ثبوت کے لئے۔ کیونکہ تمام بالغ نظر مسلمان اب اس حقیقت کو تسلیم کر چکے ہیں کہ منشی ظفر علی اور اتحاد اسلامی دو متضاد چیزیں ہیں جہاں ان کا سبز قدم جائے گا وہاں فتنہ فساد، خانہ جنگی، تخریب، انتشار، بربادی لازمی چیزیں ہیں۔ منشی صاحب کی ساری زندگی اس بات کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہے۔ آپ کی شر پسندی، امن دشمنی، شرانگیزی اور زر پرستی ہر ایک آنکھیں رکھنے والے پر اظہر من الشمس ہے۔ جس کو کوئی شمس الدین اور آفتاب دین چھپا نہیں سکتا۔ کسی صاحب کو تفصیلات کی ضرورت ہو تو وہ "کتاب الاشرار" اور "پولیٹیکل گرگٹ" کا مطالعہ کریں۔

جناب حسن، منشی صاحب کی اتحاد پسندی کا کام "ستارہ" چھپنے اور واقف کار حلقوں میں اپنے آپ کو مرد کرنے کے بعد

منشی صاحب کی "احمدیوں سے پیکار" کی وجوہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

"مجھے اکثر دوست یہ کہتے ہیں کہ حضرت مولانا (منشی ظفر علی) "اتحاد اسلامی" کے داعی اعظم ہیں تو وہ کیوں احمدیوں سے برسرپیکار رہتے ہیں؟ میرا جواب مختصراً یہی ہوا کرتا ہے کہ احمدی حضرات میں چند باتیں دوسرے مسلمانوں سے متضاد ہیں۔ مثلاً (۱) وہ ختم نبوت کے قائل نہیں (۲) جہاد بالسیف (کو) حرام سمجھتے ہیں۔ (۳) جو مرزا صاحب کی نبوت کو تسلیم نہ کرے اس کو کافر جانتے ہیں۔ (۴) انگریزوں سے غیر متزلزل وفاداری ان کا جزو ایمان ہے۔ اگر احمدی حضرات ان چاروں امور کے متعلق اپنے عقائد میں کوئی ترمیم کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا یا کوئی دوسرا شخص احمدیوں کے خلاف کبھی عقائد کی بحث نہیں چھیڑے گا۔"

ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مضمون نگار کی یہ سطور ان کے پہلے بیان ہی کی طرح بالکل غلط اور دور از حقیقت ہیں۔ معلوم نہیں وہ لاعلمی و خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ یا لوگوں کو فریب دینے کی ناکام و مضحکہ انگیز کوشش کر رہے ہیں بہر حال انہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ بالغ نظر مسلمان ان کے فریب میں نہیں آ سکتے ہیں۔ انہوں نے احمدیوں سے پیکار کی جو وجوہ بیان کی گئی ہیں ان میں سے جماعت احمدیہ لاہور میں ایک بھی نہیں پائی جاتی۔

(۱) ہم ختم نبوت کے قائل ہیں۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نیا ہو یا پرانا۔

(۲) ہم جہاد بالسیف کو قطعاً حرام نہیں سمجھتے۔ صرف یہ کہتے ہیں کہ موجودہ حالات میں قلمی اور مالی جہاد کی ضرورت ہے۔

(۳) حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا نہ ہم انہیں نبی تسلیم کرتے ہیں۔ جب ہم خود ہی ان کی نبوت کے قائل نہیں تو ان کی نبوت کے منکر کو کافر کس طرح کہہ سکتے ہیں بلکہ ہم تو تکفیر المسلمین کو بہت بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔ اور عالم اسلامی سے اس لعنت کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ انتہائی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

(۴) یہ ایک صریح بہتان ہے کہ انگریزوں سے غیر متزلزل وفاداری ہمارا ایمان ہے۔ بلکہ ہم ہر ایک ملک کے اندر (خواہ وہ انگریزوں کے زیر حکومت ہو یا کسی اور اسلامی یا غیر اسلامی قوم کے) امن پسندی اور پابندی قانون کو ضروری سمجھتے ہیں اور ایک تبلیغی جماعت ہونے کی حیثیت سے کسی ملک کے اندر سیاسیات میں دخل نہیں دیتے۔

یہ امور ہماری طرف سے نہایت وضاحت کے ساتھ بارہا بیان ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود منشی ظفر علی خاں اور ان کے حواری نہایت ہی مجنونانہ اور غیر شریفانہ طریق پر ہماری مخالفت میں مصروف رہتے ہیں جس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ مضمون نگار کا بیان بالکل غلط ہے منشی صاحب کی مخالفت کی وجوہ یہ نہیں بلکہ کچھ اور ہیں اور وہ کیا ہیں؟ اس سوال کا مختصر جواب درج ذیل ہے:-

(۱) منشی صاحب کی شرانگیزی و نفاق پسندی

(۲) منشی صاحب کی جہالت و بے اصولی۔

(۳) منشی صاحب کی اسلام دشمنی و کفر دوستی

(۴) منشی صاحب کی زرپرستی و جاہ طلبی۔

منشی ظفر علی کا شرمناک جھوٹ

احمدیت کی مخالفت کے جنون میں منشی ظفر علی شرافت و صداقت اور اخلاق و انسانیت کی تمام پابندیوں سے آزاد ہوتے جا رہے ہیں۔ اب انہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف لکھتے ہوئے دشنام طرازی، بہتان سازی، استہزا، اور سوقیانہ پن، غرضیکہ کسی قسم کی اخلاقی پستی سے پرہیز نہیں۔ ان کی بہتان طرازیوں اور حق دشمنیوں کے بہت سے نمونے اس سے قبل انہی صفحات پر پیش ہو چکے ہیں۔ ایک تازہ نمونہ آج ملاحظہ ہو۔ ۱۵ر اپریل کے "زمیندار" میں آپ لکھتے ہیں:-

"لیکن پادری محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔۔۔۔ حضرت مریم کا ناجائز تعلق یوسف نجار سے ہو گیا تھا اور حضرت عیسےٰؑ اسی تعلق کا نتیجہ تھے۔"

یہ منشی ظفر علی کا نہایت ہی شرمناک، ناپاک اور سفید جھوٹ ہے۔ ہم یہ اعلان کرتے ہوئے کہ منشی ظفر علی کے اس بیان میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی کسی ایسی تحریر کا حوالہ دیں جس میں ممدوح نے ایسا لکھا ہو، یا اپنی اس دروغ بانی کا صاف الفاظ میں اقرار کریں۔ اس کے علاوہ منشی صاحب مذکور نے حضرت عیسےٰؑ کی بابا پ ولادت کے عقیدہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کے جواب میں تفصیلی طور پر تو کسی آئندہ اشاعت میں لکھا جائے گا۔ فی الحال اسی قدر گزارش ہے اگر آپ کے نزدیک یہ عقیدہ رکھنے والا پادری ہے تو پھر آپ اپنے روحانی استاد اور باپ جناب سر سید مرحوم کو بھی پادری کیوں نہیں کہتے کیونکہ مرحوم بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے؟

اگر منشی صاحب کو کبھی توفیق ملے تو وہ کسی وقت تنہائی

امرتسری وہابی کی سچائی کا نمونہ

امرتسری وہابی نے تقلید کے رد کے سلسلہ میں لکھا ہے:۔

"ایک حدیث بخاری میں ارشاد ہے لوکان موسٰے حیا لما وسعہ الا اتباعی۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری ہی تابعداری کرتے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی تابعداری کرنے لگ جاؤ تو گمراہ ہو جاؤ۔"

اس پر جب وہابی صاحب سے حوالہ بخاری طلب کیا گیا تو کس ڈھٹائی سے فرماتے ہیں:۔

جواب یہ ہے کہ یہ دونوں حدیثیں علی الترتیب امام بیہقی اور دارمی کی روایت سے صاحب مشکوٰۃ نے کتاب العلم میں نقل کی ہیں صحیح بخاری کا نام معلوم نہیں کیسے لکھا گیا مصنف سے یا کاتب سے بہرحال سہو ہے۔" (اہلحدیث ۶ اپریل ۱۹۳۴ء)

پھر اپنی غلطی کو چھپانے کے لئے الزامی طور پر لکھتا ہے:۔

اس قسم کی سبقت قلمی (غیر معصوم) مصنفوں سے ہوا ہی کرتی ہے۔ میں آپ کو آپ کی بڑی مستند کتاب حجۃ الحنفیہ پر توجہ دلاتا ہوں۔ ہدایہ میں لکھا ہے (۱) اما الفرضیۃ فلقولہ تعالیٰ فاقتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ (کتاب السیر) قرآن مجید کے حوالے سے فاقتلوا لکھا ہے۔ یہ آیت قرآن مجید کے کس پارہ اور کس سورۃ میں ہے؟ (۲) دوسرا سوال یہ ہے کہ صاحب ہدایہ نے ترک فاتحہ خلف الامام بر مقتدی کے حق میں لکھا ہے وعلیہ اجماع الصحابہ (کتاب الصلوٰۃ) (ترک فاتحہ مقتدی پر صحابہ کا اجماع ہے) کیا یہ صحیح ہے؟۔

(اہلحدیث ۶ اپریل ۱۹۳۴ء)

اپنے غلط حوالوں کو تو محض سبقت قلمی کہکر ٹالدیا جاتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی تحریر میں اگر کہیں ایسی سبقت قلمی پائی جائے تو اس پر وہابی مولوی غلط حوالجات دینے کا الزام لگا دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں ایک حدیث کی نسبت صحیح بخاری کی طرف کردی تو اس پر امرتسری وہابی نے لکھا کہ:۔

(۴) "مرزا صاحب کو غلط حوالجات دینے میں اس قدر دلیری تھی کہ وہ کسی مصنف کی عبارت یا خود اپنی عبارت کو تحریف کرنے پر کفایت نہ کرتے تھے بلکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی حدیث بنا لیتے تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث سے کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاصکر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المہدی

اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ (شہادۃ القرآن صفحہ ۴۱)

حالانکہ یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے جو دکھائے انعام پائے۔ (ص ۳۴ علم کلام مرزا)

اگر ان وہابیوں کے پاس لینے اور دینے کا ایک پیمانہ ہو تو کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا نہایت آسان ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اہلحدیث کہلانے اور رات دن حدیثوں کو پڑھتے رہنے کے باوجود اگر خود کوئی حوالہ غلط دیدیں تو اسے سبقت قلم کہکر سہو بتا دیتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا ہی سہو اور سبقت قلم اگر ان کے مخالف کی تحریر میں آجائے تو اسے دلیری سے غلط حوالہ دینے والا کہکر ملزم گردانتے ہیں۔ کیا یہی اسلام اور وہابیت کا جوہر نسخہ کیا جاتا ہے؟ (م)

وہابی کہوں یا یہودی؟

(از جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

کوئی زمانہ تھا کہ عام طور پر اہلحدیث لوگ اپنے آپ کو وہابی کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ ترجمان وہابیہ وغیرہ کتب کے ناموں سے اس امر کی شہادت ملتی ہے۔ جب ان کے ہمخیال ایک سرحدی مہاجرین کی امداد کیا کرتے تھے اور ان پر مقدمات وغیرہ قائم ہوئے تو کسی جگہ بھی اہلحدیث کا نام نظر نہیں آتا بلکہ عام طور پر ان کو وہابی ہی لکھا اور کہا جاتا تھا۔ پھر ایک زمانہ آیا جبکہ سرحدی مہاجرین کی امداد کے باعث جو سرکار دربار میں وہابی کا لفظ قابل نفرت سمجھا جانے لگا تو اس گروہ کے تعلیم یافتہ طبقے نے یہ کوشش شروع کی کہ ان کو وہابی شمار کرکے بطور باغی نہ سمجھا جائے۔ بلکہ سرکار کا خیرخواہ سمجھا جائے۔ اور انہوں نے اپنا نام وہابی کی بجائے اہل حدیث وغیرہ رکھ لیا۔ کوئی قوم یا افراد اپنا نام خواہ کوئی بھی رکھ لیں اسی نام سے لوگ پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔

ایڈیٹر مسلمان سوہدرہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہماری جماعت کا نام احمدی ہے۔ اور ہماری جماعت نے مرزائی یا اور اسی قسم کے دوسرے نام کو کبھی پسند نہیں کیا۔ ایک شاعر کسی خاص موقع پر اگر اپنے شعر کا قافیہ ملانے کے لئے کوئی لفظ اختیار کرے تو وہ کسی قوم کا نام نہیں ہو جایا کرتا۔ لیکن باوجود اس کے وہ طنزاً ہمیں خود بھی اور نامہ نگاروں کی آڑ میں مرزائی لکھنے کے عادی ہیں اور الزام ہم پر دیتے ہیں۔ کہ گویا پیغام صلح انہیں طنزاً وہابی لکھا کرتا ہے۔ حالانکہ ہم آیت قرآنی لایحب اللہ الجھر بالسوء الامن ظلم جواباً انہیں وہابی کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں اور اگر اب وہ ایک قدم بڑھ کر ہمیں عیسائی لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو بسم اللہ ہم حاضر ہیں اور مسیح کا منکر ہونے کے باعث انہیں یہودی کہا کرینگے۔ اور یہ عین ان کی اپنی تشریح کے مطابق ہوگا:۔

"جب آپ مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جس عیسٰے کی انتظار تھی وہ یہی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کو عیسائی نہ کہا جائے؟"

(مسلمان ۱۵ اپریل ۱۹۳۴ء)

ہم ایڈیٹر مسلمان سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جب وہ ہمیں حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننے کی وجہ سے اور یہ کہنے کی وجہ سے کہ احادیث میں جس عیسٰے کا انتظار تھا وہ یہی ہے عیسائی کا نام دینا پسند کرتے ہیں اور خود اپنے منہ سے اس عیسٰے کے منکرین و معاندین میں شامل ہوکر یہودی بنتے ہیں تو کیا ہمارا حق نہ ہوگا کہ آپ کو بجائے وہابی کے یہودی کے نام سے یاد کریں۔ ذرا ہوش سے جواب دیں آئندہ سے اگر وہ ہمیں عیسائی لکھینگے تو ہم انہیں یہودی لکھا کرینگے۔ اس لئے ان کے لئے صحیح راہ یہی ہے کہ وہ دوسروں کو بُرے ناموں سے یاد کریں نہ اپنے نام رکھائیں۔ اگر وہ اہلحدیث کہلانا چاہتے ہیں تو ہمیں احمدی نام سے یاد کریں۔

باقی رہا کسی کو کافر و مسلمان کہنا سو سن لیجئے۔

سہل باشد از زبان خویش تکفیر کسے
مشکل افتد آں زماں چوں پرسد از وے کردگار
کلمہ گویاں را چرا کافر نہی نام اے اخی؟
گر نداری خوف حق از بیخ کفر خود برآر
گر کنی تکفیر قوم خود چہ کارے کردۂ
رو اگر مردی جہودی را باسلام اندر آر
چوں نسیم صبح محشر پردہ بردارد زکار
کیست کافر کیست مومن خود بگردد آشکار
چند بر تکفیر نازی چند استہزا کنی
رو بایماں خود و ما را بکفر ما گذار

(بقیہ صفحہ ۲)

کے لئے جو چیلنج لکھوایا ہے وہ کہتے ہیں کہ آریہ سماجی میر مقابلہ پر نہیں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ تو میں نے کہا بیدی (اگر) آپ کے سامنے آریہ سماج چیلنج دینے پر بھی نہیں کھڑا ہوتا تو میں اپنی طرف سے آپکو یہ لکھ کر دیتا ہوں کہ احمدیہ جماعت کا سامنا آریہ سماج نہیں کرسکتا۔"

(دستخط) (بی سری رام نانڈی ۲-۲-۳۴)

یہ ہے وہ سرٹیفکیٹ جو خدا کے فضل سے احدیوں نے ایک جوشیلے اور متعصب آریہ کے قلم سے لکھوایا ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

احمدیوں نے آریوں کو ایک ہی مہینہ کا میعادی چیلنج دیا آریئے میدان میں نہ نکلے اور اس طرح فتح کا سہرہ احمدیوں کے سر رہا۔

عیسائیت اور آریہ سماج ہی دو بڑے مذہب تھے جو فجی میں ہر آن اسلام کے منہ آتے تھے۔ فخر یہ نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر لکھتے ہیں کہ ان دونوں مذہبوں کو پورے طریق پر شکست دیکر گویا ہم نے ساری فجی کو فتح کرکے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ڈال دیا ہے اور آج اگر ملکی رنگ میں انگریزوں کا پرچم فجی پر لہرا رہا ہے تو مذہبی رنگ میں حضرت مجدد وقت کا جھنڈا بلند ہے۔ سچ ہے ؎

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر قرآنی سے اختلاف

ملتِ محمودیہ کا اپنا طرزِ عمل

(۱)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

ایک سرحدی محمودی کا چِٹھا

صوبہ سرحد کے ایک میرے محترم دوست نے مجھے ایک چٹھا جواب کے لئے عنایت فرمایا ہے جو کسی سرحدی محمودی صاحب نے نہیں لکھکر دیا ہے۔ اور جس میں سارا زور اس امر پر دیا گیا ہے کہ مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں بعض جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ تفسیر سے اختلاف کیا ہے جس سے اس غریب محمودی کے دل و دماغ کو اس قدر صدمہ پہنچا ہے کہ اسکی ساری تحریر ایک دردناک مرثیہ کا مرقع نظر آتی ہے۔ ہائے کس درد سے اس نے یہ شعر لکھا ہے ؎

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

باوجود اس کے کہ اس ذکر سے اس کی زبان تک جلتی ہے مگر پھر بھی کسی طرح وہ بیچارہ رو رو کر مولوی محمد علی صاحب کے اس ظلم و ستم کو بار بار بیان کرتا ہے اور بس نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعودؑ سے دوسرے بزرگانِ جماعت کا اختلاف

اس کی اس دردبھری تحریر کو پڑھکر مجھے بڑا تعجب ہوا وجہ یہ کہ حضرت مسیح موعود کی ارشاد کردہ تفسیر سے جماعت کے دوسرے بزرگوں نے بھی بارہا اختلاف کیا ہے۔ مثلاً حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ قاضی امیر حسین صاحب مرحوم۔ اور جماعت کے اکثر افراد۔ اور سب سے بڑھ کر خود میاں محمود احمد صاحب جو مرضی چاہتا ہے فرماتے ہیں جو اکثر اوقات مسیح موعود کی تفسیر تو رہی ایک طرف ان کے عقائد کے بھی صریح خلاف ہوتا ہے۔ مگر کبھی اس غریب محمودی کے دل پر وہ گراں نہیں گزرتا۔ وہ کبھی اس کی شکایت نہیں کرتا۔ وہ نہایت خوش اور مطمئن نظر آتا ہے ولیکن مولوی محمد علی صاحب سے تفسیر کرتے ہوئے اگر کہیں اختلاف کا شائبہ بھی نظر آجائے تو یہ خاص محمودی کیا تمام پنجاب ہندوستان کے محمودی نہایت بیقراری سے فریاد فریاد کرتے ہوئے اس پر انگلی رکھ رکھ کر آہ و زاری کرتے نظر آتے ہیں۔ اس غیر معمولی شور و شیون کی وجوہات پر غور کرنے سے قبل میں چند اختلافات مختصراً مشتے نمونہ از خروارے عرض کئے دیتا ہوں جو احمدی علما اپنے مرشد حضرت مسیح موعود کی تفاسیر سے کرتے رہے ہیں۔

حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کے بعض اختلافات

مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن پر اعتراض کرتے ہوئے مارچ [illegible] میں ایڈیٹر "الفضل" نے چار امور کو حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف قرار دیا تھا۔

(۱) حضرت یونسؑ کا مچھلی کے پیٹ میں نہ جانا۔

(۲) حضرت ابراہیمؑ کا لکڑی کی آگ میں نہ ڈالا جانا بلکہ مصائب کی آگ میں پڑنا۔

(۳) جنوں کا بلقیس کے تخت کا اڑا کر نہ لانا۔

(۴) مسیح کی بے باپ ولادت۔

گو ولادت مسیح کے سوا اس نے حضرت مسیح موعود کی کوئی تحریر نہیں پیش کی جس سے حضرت مولوی محمد علی صاحب سے اختلاف دکھایا گیا ہے لیکن میں اس امر کو فرض کے طور پر تسلیم کئے لیتا ہوں۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کا نہ صرف تصدیق شدہ ہے بلکہ اس ترجمہ کے علاوہ بھی حضرت مولانا نورالدین مرحوم کے ارشادات انہی مسائل کے متعلق وہی ہیں جو مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ اب دیکھئے یہ اپنے خلیفۂ اول کی شان میں کیا کلمے لگاتے ہیں۔

چند حوالجات

(۱) حضرت مولانا نورالدین مرحوم التقمہ الحوت کے معنے یہی کرتے تھے کہ مچھلی نے ان کی ایڑی کو منہ میں لیا وہ اس کے نگلنے کے قائل نہ تھے۔ یعنے مچھلی نے منہ مارا مگر خدا نے حضرت یونسؑ کو بچا لیا۔ ورنہ مچھلی کے پیٹ میں چلے جاتے۔

(دیکھو درس کے نوٹ صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ مفتی محمد صادق)

(۲) حضرت ابراہیمؑ کی آگ کو مولانا مرحوم جنگ کی آگ یا تکالیف و مصائب کی آگ قرار دیتے رہے۔

(دیکھو کتاب نورالدین۔ اعتراض ۱۵ کا جواب)

(۳) بلقیس کے تخت کے متعلق نکروا لھا عرشھا کے معنے مولانا مرحوم کرتے ہیں اس تخت کو ایسا بناؤ کہ اسے پتا تخت کا نہ لگ جائے"۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ تخت وہی بلقیس کا تخت نہ تھا بلکہ دوسرا تخت تھا۔

(درس کے نوٹ مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۱۹۰)

ولادت مسیحؑ کے متعلق حضرت مولانا مرحوم کا مذہب

(۴) مسیحؑ کی بے باپ ولادت کے متعلق مولانا مرحوم کا مذہب سب کو معلوم ہے۔ کہ وہ بے باپ ولادت مسیح کے قائل تھے اور ماسٹر محمد سعید صاحب کو جو اُن کی کتاب "سعادت مریمیہ" پڑھ کر خط لکھا تھا اس میں یہاں تک لکھا تھا کہ "آپ نے وہ دلائل نہیں لکھے جو میرے خیال میں تھے"۔ پھر آگے چلکر لکھتے ہیں کہ "میں تا دنیا سردست خاموش ہوں اور اس وقت تک خاموشی پسند رہونگا کہ ارشاد الٰہی ممسک و مؤید ہو"۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ حضرت مولانا مرحوم فرماتے ہیں کہ میں تا دنیا **سردست** خاموش ہوں۔ اور اس وقت تک خاموشی پسند رہونگا جب تک ارشاد الٰہی ممسک و مؤید ہو"، اس کے یہ [illegible]

منتظر تھے جب کہ اس مسئلہ بے باپ ولادت مسیح کو پبلک میں لانے کی ضرورت پیدا ہو۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں کبھی اس مسئلہ کو نہیں اٹھاؤں گا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں سردست خاموش ہوں۔

مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ و تفسیر اور حضرت مولانا مرحوم

چنانچہ وہ وقت آگیا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے جو قرآن مجید کا ترجمہ کیا وہ سب کا سب ۲۴ پاروں تک حضرت مولانا نورالدین صاحب کو دکھایا اور سنایا گیا تھا۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے بھی اصلاح کرتے رہے تھے۔ بعض نکات تفسیر کے متعلق حوالجات بھی بتاتے رہے تھے۔ اور بعض جگہ تو مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر سے اس قدر خوش ہوتے تھے کہ ان کا ہاتھ چوم لیتے تھے۔ چنانچہ ولادت مسیح کا مسئلہ اور وہ تمام مسائل جن پر آج محمودی لوگ حضرت مولوی محمد علی صاحب پر اعتراض کر رہے ہیں وہ سب کے سب حضرت مولانا مرحوم کی نظر سے گزرے اور ان کی تصدیق کے بعد شائع ہوئے۔ پھر چاہیئے کہ مولوی محمد علی صاحب پر معترض ہونے کے بجائے **مولانا نورالدین مرحوم** یعنے اپنے خلیفہ اول پر معترض ہوں اور مسیح ابن مریم کی بے باپ ولادت پر خلیفہ اول کو ملزم گردانیں۔

جنہوں نے مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ و تفسیر پڑھا اور سنا اور اصلاح کی اور مسیحؑ کی بے باپ ولادت کی اشاعت کو رد کا نہیں بلکہ اپنی مہر تصدیق کے ساتھ شائع کروایا۔ جیساکہ وفات سے قبل وصیت کی کہ "اس ترجمہ کا انکار نہ کریو۔"

علمی مسائل میں نیک نیتی سے اختلاف باعث رحمت ہے

انہی مولوی نورالدین صاحب نے جو اس مسئلہ میں تا دنیا خاموش تھے آخر ایک وقت آیا کہ اس خاموشی کو ترک کرکے دنیا میں اس مسئلہ کا خود اعلان کروایا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ مولوی نورالدین صاحب نے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود کی ہتک کی؟ اگر آپ کسی مسئلہ یا کسی آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود سے اختلاف کرنے کو ہتک سمجھتے تو وہ مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ و تفسیر پڑھ کر کس طرح اس کی اشاعت کی اجازت دیدیتے۔ اور ساری جماعت کو کیوں وصیت کرتے کہ "اس ترجمہ کا انکار نہ کریو"۔ وہ اپنی زندگی میں حضرت یونسؑ اور بلقیس کے تخت اور حضرت ابراہیمؑ کی آگ کے متعلق مذکورہ بالا اختلاف کرتے رہے اور کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی کہ اعتراض کرے اور کس طرح اعتراض کرتے جبکہ سب جانتے تھے کہ کسی علمی مسئلہ میں نیک نیتی سے اختلاف کرنا بموجب حدیث نبویؐ ایک رحمت ہے۔ کیونکہ اسی طرح سے ترقی علم اور تحقیقات کی روح قوم میں پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مولانا مرحوم کا ایک ارشاد

بلکہ حضرت مولانا نورالدین مرحوم نے تو ایک دفعہ درس میں او کالذی مر علٰی قریۃ وھی خاویۃ علٰی عروشھا قال انّٰی یحیی ھٰذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت۔ الیٰ آخرہ۔ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:- (دیکھو ضمیمہ اخبار بدر۔ درس ۱۵ اپریل ۱۹۰۹ء)

"بنی اسرائیل جب شرارت میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تو خدا تعالیٰ نے ان پر [illegible] اور سکندر [illegible]
[illegible]

نے خدا کی طرف رجوع کیا تو ان میں حزقیل، عزرا، دانیال سے برگزیدہ پیدا ہوئے۔ حزقیل نے ان کے لئے بہت دعائیں کیں اور گھبرا کر پکار اٹھے کہ اب یہ مردہ قوم کب زندہ ہوگی۔ یہ ویرانہ کب آباد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رویا میں سب کچھ دکھایا۔ یہ ایک عام سنت اللہ ہے کہ جس بات کی تورات میں تفصیل ہو قرآن شریف اس کی طرف اجمالی اشارہ کرتا ہے اور جس کا تورات میں مجمل بیان ہو قرآن شریف اسے مفصل بیان کرتا ہے۔ اس قصہ کو تورات میں خوب کھولا گیا ہے وہاں حزقیل باب ۳۷ میں صاف لکھا ہے کہ آپ نے خواب دیکھا کہ ایک وادی میں ہڈیاں بھری ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نبوت کرو۔"

"جو سچ بات ہو اس کی مثالیں بہت مل جاتی ہیں چنانچہ اس طرز کی ایک رویا ابوحنیفہؒ کی بھی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں ہڈیوں کو اکٹھا کر رہے ہیں۔ معبرین زمانہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول کریمؐ کے سچے علم میں ایک بیخبری کا مرض آ گیا تھا آپ کے ذریعہ سے اب یہ دین از سرِ نو زندہ ہوگا۔"

"اماتہ اللہ کے متعلق میں یہ بھی سنائے دیتا ہوں کہ بعض وقت نبی امت کا قائم مقام ہوتا ہے چنانچہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج میں دودھ اور شراب پیش کیا گیا۔ تو آپ نے دودھ پیا تب جبرئیل نے بتایا کہ اگر آپ شراب پیتے تو تمام امت بدکار ہو جاتی۔ ایسا ہی ایک مقام پر قرآن کریم میں آیا ہے یاایھا النبی اذا طلقتم النساء پہلے نبی سے خطاب ہے پھر آگے چل کر کھول دیا ہے کہ نبی قائم مقام امت ہے۔"

"پس اماتہ اللہ سے قوم کی ویرانی و تباہی مراد ہے جو ایک سو سال تک رہی پھر وہ قوم از سرِ نو زندہ ہوئی۔ غرض حزقیل کو خدا نے وہ نظارہ رویا میں دکھایا۔ حزقیل اپنے قیاس سے یوماً او بعض یوم کہتا ہے مگر خدا تعالیٰ اسے سو سال بتاتا ہے مگر ساتھ ہی بتاتا ہے کہ تم بھی سچے ہو کیونکہ طعام و شراب پر سال نہیں گزرے اور رویا میں یہ بات ممکن ہے۔ چنانچہ سورہ یوسف میں ایک ذکر ہے کہ بادشاہ نے چودہ سال قحط اور سرسبزی کے ایک آن میں دیکھ لیے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رویا کا لفظ یہاں نہیں یہ ان کی غلطی ہے انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتھم لی ساجدین۔ انبیاء کے لئے خواب کا اظہار ضروری نہیں ہوتا۔"

"**حضرت صاحب** سے میں نے ایک دفعہ اس آیت کے معنے دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ **میں نے جناب الٰہی میں توجہ کی تو مجھ پر یہی کھلا کہ وہ شخص واقعی مر گیا تھا۔** عرض کیا پھر سو سال کے بعد اٹھنا کیا معنے۔ فرمایا کہ انبیاء کو مرنے کے بعد ایک حیات دی جاتی ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا تھا کہ میں چالیس دن کے بعد زندہ ہو جاؤں گا۔ پھر عرض کیا کہ وہ آیت کس طرح بنے۔ کیونکہ مردہ ہو کر آیت نہیں ہو سکتے فرمایا اللہ تعالیٰ فرعون کی نسبت فرماتا ہے لمن خلفک اٰیۃ۔ چونکہ میری طبیعت میں شرم اور ادب بہت تھا۔ اس لئے میں نے یہ نہ پوچھا کہ فانظر الیٰ طعامك وشرابك لم یتسنه کا مطلب کیا ہوا۔"

"قاضی امیر حسین صاحب نے بھی ایک معنی کئے ہیں وہ اماتہ کے معنے بہ استدلال آیت یاتیه الموت من کل مکان پریشانی و پراگندگی کرتے ہیں۔ اماتہ اللہ ماتہ عام سے یہ مراد ہے کہ حزقیل کو خدا نے سو سال تک غم اور پریشانی میں حزن و تکدر للحیاۃ میں رکھا۔ بیس برس کی عمر میں حزن پیدا ہوا۔ یروشلیم تباہ ہو چکا تھا۔ ستر برس تباہی رہی تیس برس میں آباد ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یروشلم کو آباد کر دیا تو عزرا نبی تشریف لائے دیکھا کہ جہاں پانی نہ تھا وہاں کھانے پینے کی تمام چیزیں تازہ بتازہ موجود ہیں بلکہ مال مویشی اور سواری کے جانور بھی۔ یہ معنے بھی کسی وقت دلچسپی سے خالی نہیں۔"

حضرت مولانا نورالدین کا اختلاف دانستہ تھا

مولانا نورالدین صاحب کا تفسیر قرآن میں یہ اختلاف معمولی امر نہیں ولادت مسیح کے بارے میں تو حضرت مسیح موعود اپنا عقیدہ بربنائے اجتہاد یا تتبع بزرگان سلف ظاہر کرتے تھے۔ لیکن حزقیل کے بارے میں جو کچھ آپ نے فرمایا اس کو توجہ الی اللہ اور جناب الٰہی کی طرف سے انکشاف کا نتیجہ قرار دیا۔ اب حضرت مولانا نورالدین مرحوم اس بات کو جانتے ہیں کیونکہ وہ خود اس کے راوی ہیں۔ اور باایں ہمہ درس قرآن کرتے ہوئے اس کے خلاف معنے کرتے ہیں۔ اور قاضی امیر حسین صاحب کچھ اور ہی سناتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے کہ مجھ پر خدا کی طرف سے کھولا گیا ہے کہ وہ شخص واقعی مر گیا تھا۔ مگر مولوی نورالدین صاحب برابر کہے جاتے ہیں کہ یہ حزقیل کا رویا تھا۔ تورات کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ اور اپنی تفسیر کو اس قدر سچ سمجھتے ہیں کہ فرماتے ہیں "جو سچ بات ہو اس کی مثالیں بہت مل جاتی ہیں۔" اور مثال میں حضرت ابوحنیفہؒ کی رویا سناتے ہیں۔ اور اس آیت میں رویا کا لفظ نہ ہونے پر اعتراض کرنے والوں کو غلطی پر بتاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ وہ شخص واقعی مر گیا تھا۔ حضرت مولانا نورالدین اسے قوم کی تباہی و ویرانی سے تعبیر کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں وہ شخص مر کر آیت بنا۔ مولوی نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ قوم کا مر کر زندہ ہونا آیت ہے۔ اور مولانا نورالدین مرحوم وہ بزرگ تھے جن کے متعلق خود ایڈیٹر الفضل کا اقرار ہے کہ "ان کی زندگی کا ایک ایک سانس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرکت و سکون کے ساتھ وابستہ تھا اور جنہیں آپ نے وہ خطاب عطا فرمایا جو اور کسی کے حصہ میں نہ آیا کہ

ع:- چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے

مولانا محمد احسن صاحب مرحوم کا ارشاد!

مولانا محمد احسن مرحوم فرماتے ہیں:- "اگر مسیح موعود کے جملہ اقوال کو تمام مسائل میں مستقلہ حجت گردانا جائے تو پھر نہ قرآن مجید کی ضرورت ہے نہ احادیث صحیحہ کی۔"

(القول الممجد صفحہ ۴) (باقی آئندہ)

بہار زلزلہ ریلیف فنڈ

اس فنڈ میں ۵۰ روپیہ وصول شدہ کی فہرست اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۵ر فروری ۱۹۳۴ء میں دی جا چکی ہے۔ اور ۱۹ روپے ۴ آنے کی فہرست ۱۶ر فروری کے پرچہ میں اور ۴۰۴ روپے ۱۴ آنے ۹ پائی کی رقم کی فہرست پیغام صلح مورخہ ۷ر مارچ ۱۹۳۴ء میں درج کر دی گئی ہے۔

اس کے بعد کی وصول شدہ رقوم آخر مارچ ۱۹۳۴ء تک حسب ذیل ہیں:-

نمبر	نام	رقم
(۱)	ماسٹر عطاء الٰہی صاحب برنالہ	۴ روپے
(۲)	ڈاکٹر عدالت خاں صاحب بنوں	۲ "
(۳)	عبدالقدوس خاں صاحب مارفوٹ	۲ "
(۴)	غلام قادر صاحب جمعدار "	۳ "
(۵)	خاں عبدالعزیز خاں صاحب	۲ – ۸ آنے "
(۶)	ڈاکٹر نظام دین صاحب پشاور	۵ "
(۷)	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب "	۵ "
(۸)	مولوی محمد رمضان صاحب "	۵ "
(۹)	آغا لال شاہ صاحب برق "	۱ – ۸ آنے "
(۱۰)	میاں چراغ دین صاحب بزاز پشاور	۱ "
(۱۱)	میر مدثر شاہ صاحب "	۱ – ۰ "
(۱۲)	بابو عبداللہ خاں صاحب "	۱ – ۸ "
(۱۳)	چودھری فتح خاں صاحب گلگت	۲ "
(۱۴)	بابو محمد الٰہی صاحب بی اے انسپکٹر ٹی	۱۰ "
(۱۵)	میاں الٰہ بخش صاحب پنوارٹ سکنہ ناڑی جنوبی تحصیل تونسہ	۱۲ آنے
(۱۶)	بابو منظور احمد صاحب پرتاب نگر معرفت محصل	۱ روپے
(۱۷)	ایم عبدالعزیز صاحب پونچھ	۲ "
(۱۸)	ڈاکٹر عزیز احمد صاحب راج نند گاؤں	۱۰ "
(۱۹)	چودھری عبدالقیوم صاحب سیالکوٹ	۱ "
(۲۰)	سید محمد افضل شاہ صاحب (مرحوم) "	۵ "
(۲۱)	منشی ظہور الحسن صاحب مدرس کوٹ موکھل	۲ "
(۲۲)	چودھری عبدالمجید صاحب سپرنٹنڈنٹ "	۲ "
(۲۳)	خان بہادر ڈاکٹر حکیم اللہ جان صاحب پشاور	۵ "
(۲۴)	آغا لال شاہ صاحب برق	۱ "
(۲۵)	ڈاکٹر عبدالمجید صاحب "	۴ "

	روپے	آنے	پائی
میزان	۶۸	۱۲	
میزان سابقہ	۴۸۴	۲	۹
میزان کل	۵۵۲	۱۴	۹

(عزیز بخش آنریری افسر تحصیل)

جن احباب کا سالانہ چندہ ماہ اپریل میں ختم ہوتا ہے وہ آئندہ سال کا چندہ اخبار جلد بھیج دیں

ہماری تبلیغی ڈاک

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ جس شخص کو یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہو کہ خدا تعالیٰ کس طرح اپنے دین کے خادموں کی مدد کیا کرتا ہے تو اسے میرے گزشتہ دس سالہ قیام جاوا کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ میں یہاں بیکسی کی حالت میں آیا۔ میں عالم ہوں نہ فصیح و بلیغ واعظ، نہ قدرتاً رعب داب والی شکل و شباہت رکھتا ہوں، ان ناموافق حالات کی موجودگی میں یہاں آنے پر میری مسلمانوں اور غیر مسلمانوں نے پورے زور سے مخالفت کی۔ ملکی حکام نے بھی میری تحریکات کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے عاجز بندہ کی مدد کی اور اپنے دین کی بیش از بیش خدمات ادا کرنے کی مجھے توفیق عطا فرمائی۔ اب اس کے خاص فضل سے یہاں انڈونیشیا کی تحریک احمدیت ایک باقاعدہ رجسٹری شدہ جماعت ہے جسکے چار اخبارات بزبان ڈچ۔ ملائی۔ سنڈانی اور جاوی باقاعدہ شائع ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی کتاب "ٹیچنگس آف اسلام" اور حضرت امیر کی کتاب "محمد دی پرافٹ" کے تراجم ڈچ زبان میں شائع ہو کر عام طور پر اس زبان کے جاننے والوں سے خراج تحسین لے چکے ہیں۔ اب خدا کے فضل سے ڈچ ترجمۃ القرآن چھپ رہا ہے۔ اور لوگ اس کی اشاعت کیلئے سخت مضطرب ہیں۔ ڈیڑھ ہزار خریداروں نے اس کی پیشگی قیمت ادا کر دی ہے۔ اس ترجمۃ القرآن کو دو اقسام پر چھپوایا جا رہا ہے۔ اول درجہ کی قیمت پیشگی ۱۴ گلڈر یعنی پچاس روپے ہیں اور قسم دوم کی ۱۱ گلڈر ہے۔ موجودہ کساد بازاری کے زمانہ میں جبکہ لوگ روپے پیسے سے تہیدست ہو رہے ہیں ڈیڑھ ہزار پیشگی قیمت ادا کرنے والوں کی تعداد ظاہر کرتی ہے کہ حضرت امیر کے ترجمۃ القرآن کے تعلیم یافتہ لوگ کس قدر مشتاق ہیں

دوسری طرف ہمارے مخالف اس ڈچ ترجمۃ القرآن کی اشاعت کو روکنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ملائی اور ڈچ زبانوں کے اخبارات میں جھوٹے اور بے بنیاد اعتراضات کا سلسلہ جاری ہے۔ اور اپنی طرف سے طاغوتی لشکر قرآن کی اشاعت کے خلاف پورا زور لگا رہا ہے۔ اور جو جائز اور ناجائز ذریعہ اشاعت قرآن کو روکنے کے لئے ہو سکتا ہے استعمال کیا جا رہا ہے۔

نوٹ:- مرزا صاحب کو تسلی رکھنی چاہئے۔ قرآن کریم کا وعدہ ہے جو دوبارہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے تازہ کیا گیا ہے کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۔ خدا کا نور مونہوں کی پھونکوں سے ہرگز بجھ نہیں سکتا۔ یہ وعدہ ضرور پورا ہو کر رہیگا خواہ ہمارے مخالفین کتنی ذلیل حرکات کریں۔ م)

جزیرہ فلپائن

(۱) مسٹر ہیالن بوسن لکھتے ہیں کہ میں آپ کو مبارکباد اور آپ کو اور آپ کے ساتھ کام کرنے والوں کو اس نیک کام کی کامیابی کی خوشخبری دیتا ہوں۔ جو آپ لوگ خدمت اسلام کا کر رہے ہیں۔ میں آپ کی تحریک کے ان اثرات کو بڑی گہری نظر سے اور نہایت دلچسپی سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ جو مسلم نوجوانان فلپائن پر پڑ رہے ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ نے اپنی کوششوں کو جاری رکھا تو یہاں کے مسلمان اسلام کا بہترین نمونہ اور متمدن قوم بن جائیں گے۔

آپ کا جس قدر لٹریچر اسلام پر مل سکتا تھا میں نے اس کا گہری نظر سے مطالعہ کر کے دوستوں میں جو مسلمان اور عیسائی ہر دو تھے۔ تقسیم کر دیا ہے۔ ابھی تک ہمارا دل اس سے نہیں بھرا۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسلام کا مزید مطالعہ کریں۔ گو ہم مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں لیکن یہاں جو اسلام برائے نام موجود ہے وہ توہمات اور پوشیدہ رازوں کا مجموعہ ہے جو عوام کی سمجھ سے باہر ہے۔

ہمیں تعلیم قرآن کے جاننے کی سخت ضرورت ہے جس کے ذریعہ سے ہم لوگوں سے توہمات اور گندے خیالات دور ہو سکیں مہربانی کر کے جتنا بھی لٹریچر آپ بھیج سکیں بھیجدیں۔

(۲) مسٹر ناگا تمبو لکھتے ہیں کہ میں نے اسلام پر آپ کا کچھ لٹریچر پڑھا ہے جو آپ ہمارے ملک کو بھیج رہے ہیں۔ اس کے مطالعہ کا مجھ پر اچھا اثر پڑا۔ اور یہ اتنا مدلل ہے کہ وہ عیسویت کی بڑھتی ہوئی لہروں کو روکنے کا واحد ہتھیار ہے۔ میرے بہت سے دوستوں نے مجھ سے خواہش ظاہر کی ہے کہ آپ سے جتنا بھی اسلامی لٹریچر مل سکے منگوایا جائے۔ کیونکہ گو ہم مسلمان ہیں۔ لیکن حقیقی تعلیم اسلام سے ہم بالکل کورے ہیں۔ اور ہم اسے مجموعہ توہمات کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتے۔

یہاں کے تمام تعلیم یافتہ مسلمان آپ کی جماعت میں دھڑا دھڑ شامل ہو رہے ہیں۔ اور اس پرانی توہمات سے بھری ہوئی تعلیم اسلام کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔ جو بڈھے ان کو بتاتے رہے۔ ہم آپ کا لٹریچر تعلیم یافتہ طبقہ میں تقسیم کرنے کی خدمت اعزازی طور پر بجا لانے کو تیار ہیں۔ اس لئے آپ ہمیں اپنا خادم سمجھیں اور جو خدمت پسند کریں ہم سے لیں۔

(۳) مسٹر کمید نونک لکھتے ہیں کہ میں آپ کو آپ کے مشن کی روز افزوں کامیابی پر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ جو وہ اس علاقہ میں حاصل کر رہا ہے۔ یہاں کا تعلیم یافتہ طبقہ بلا کسی استثنا کے آپ کے زیر اثر آ چکا ہے۔ اگر آپ کی کوششیں اسی طرح جاری رہیں تو آپ کے خیالات اس تمام علاقہ پر حاوی ہو جائیں گے بلا تحقیقت آپ کا کام نہایت حیرت انگیز ہے۔

میں پیدائشی مسلمان ہوں۔ لیکن دوسرے مسلمانوں کی طرح اسلام سے ناواقف محض ہوں۔ جس قدر آپ کی اسلامی کتب مل سکیں ان کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ لیکن ابھی تک ان سے جی نہیں بھرا اور ابھی اسلام کا پورا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو یہاں توہم پرستی اور عجوبہ پرستی کا مذہب شمار ہوتا ہے۔

میں یہاں مدرس ہوں اور میرے اکثر شاگرد مسلمان ہیں۔

(باقی پورٹ میں)

خبریں

— خان عبید اللہ خاں نے ۸۰ دن کے بعد آج سیالکوٹ جیل میں بھوک ہڑتال ترک کر دی۔ آپ کی عام حالت تسلی بخش ہے۔

— دہلی میں بھائی پرمانند کی قیام گاہ سے ان کا ایک ریوالور کارآمد کارتوسوں کی ایک معقول تعداد۔ سونے کے بٹن اور ایک تھیلی چوری ہو گئی۔

— خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے اخبارات میں اطلاع شائع کرائی ہے کہ ۳۰ اپریل کی شام کو عربک کالج دہلی میں آل انڈیا اردو کانفرنس کا اجلاس بصدارت نواب میجر سر محمد اکبر خانصاحب آف ہوتی منعقد ہو گا۔

— کلکتہ، ۱۱ اپریل۔ آج تیرہ سال کا ایک لڑکا اور تیرہ سال ہی کی ایک لڑکی دہشت انگیزی کے سلسلہ میں عدالت میں پیش ہوئے۔

— کیمبرج یونیورسٹی نے زلزلہ زدگان بہار کی امداد کے لئے ۵۰ پونڈ کی رقم عطا کی ہے۔

— افواہ ہے کہ سر میلکم ہیلی کے بعد سر ہنری ہیگ کو یوپی کا گورنر مقرر کیا جائے گا۔

— نائب صدر امریکہ کے بھائی نے خودکشی کر لی وجوہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکیں۔

— سر ہنری ہیگ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اسمبلی میں اعلان کیا کہ حکومت آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس کو جو گاندھی جی کی جدید حکمت عملی کی تصدیق اور سول نافرمانی کو واپس لینے کے لئے منعقد ہونیوالا ہے نہ روکے گی۔

— حکومت عراق نے جعفر پاشا العسکری کو سفیر لندن کے عہدہ پر مامور کیا ہے۔

— حکومت ترکی اپنی بحری طاقت میں اضافہ کر رہی ہے۔

— گزشتہ دنوں غازی مصطفیٰ کمال پاشا پر قاتلانہ حملہ ہوا لیکن آپ بال بال بچ گئے اور حملہ آوروں کا خود تعاقب کر کے ان کو گرفتار کر لیا۔

— اس افسوسناک افواہ کی قابل وثوق ذرائع سے تردید ہو چکی ہے کہ سابق شاہ امان اللہ خاں اپنی صاحبزادی کی شادی ایک یہودی نوجوان سے کرنے والے ہیں۔

— حیدرآباد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اعلیٰحضرت حضور نظام نے شہزادہ اعظم جاہ ولی عہد سلطنت کو ریاستی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا ہے۔

— بہار اور یو۔پی کے اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ زلزلہ کی تباہی سے متاثر ہو کر بہار کی طوائفیں توبہ کر رہی ہیں بعض نے عقد بھی کر لئے ہیں۔

— سمرنا ۱۴ اپریل۔ گزشتہ شب مشہور کروڑپتی دیوالیہ انسل امریکہ روانہ کر دیا گیا۔

— تحفظ والیان ریاست کا مسودہ قانون کونسل آف سٹیٹ میں بھی منظور ہو گیا۔

— دہلی ۱۵ اپریل۔ وائسرائے کے زلزلہ فنڈ میں اب تک ۵-۱۲-۳-۱۹،۷۰،۴ اور دو لاکھ پونڈ جمع ہو چکے ہیں۔

— عراقی وزارت جنگ نے ۱۲ جدید جنگی ہوائی جہاز خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس کے لئے بجٹ میں ۴۶ ہزار پونڈ خاص کر دئے گئے ہیں۔

مراسلات

بدوملہی کے مسیحیوں سے مناظرہ
اسلام کی شاندار فتح

بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں عیسائیوں کا سالانہ جلسہ ۲ اپریل ۱۹۳۹ء کو شروع ہوا۔ عیسائیوں نے "الوہیت مسیح" "عالمگیر مذہب" "حقیقی مسیح و قادیانی مسیح کا مقابلہ" "تحریف بائیبل" اور "نجات" کے مضامین پر ایک گھنٹہ کی تقریر کے بعد مسلمانوں کو ایک گھنٹہ سوال جواب کے لئے وقت دیا تھا۔ اور ایک مضمون میں "الہام بائیبل اور وید کا مقابلہ" پر آریوں کو وقت دیا گیا تھا۔ آریوں نے تو مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور غیر احمدیوں کی طرف سے کوئی مولوی نہ آیا۔ اور آ بھی کیسے سکتا تھا جبکہ دجال کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو عین وقت پر مبعوث فرمایا۔ اس موقعہ پر جناب مولانا مولوی عمرالدین صاحب شملوی کو بلوایا گیا تھا۔

قادیانی احباب کی طرف سے مولوی غلام مصطفےٰ صاحب مولوی فاضل مناظر تھے۔ دو مضامین یعنے "عالمگیر مذہب" اور "تحریف بائیبل" پر انہوں نے مناظرہ کیا۔ باقی تین مضامین "الوہیت مسیح" "حقیقی مسیح اور قادیانی مسیح کا مقابلہ" اور "نجات" پر مولانا عمرالدین صاحب شملوی نے ایسا کامیاب مناظرہ کیا کہ عیسائی عمر بھر نہ بھولیں گے۔ دو مضامین میں پادری سلطان محمد پال کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ اور نہایت کامیاب مناظرہ ہوا۔ حقیقی مسیح و قادیانی مسیح کے مضمون پر ہم نے بہتری کوشش کی کہ چونکہ یہ مضمون ایسا ہے جس میں دو شخصیتوں کا مقابلہ ہے اس لئے ایک گھنٹہ کی تقریر جو محض اعتراضات سے پُر ہو اس کے جواب کے لئے صرف دس منٹ کی اجازت دینا اور اسپر اعتراضات کرنے کیلئے پھر عیسائی مناظر کو بھی سا دس وقت دینا کہاں کا انصاف ہے۔ مگر عیسائیوں نے ایک نہ مانی۔ باوجودیکہ پال صاحب نے کہہ بھی دیا کہ یہ بات انصاف کے قطعی خلاف ہے مگر عیسائیوں کو اپنے گھر کی خبر تھی۔ کیا کرتے۔ آخر اس نہایت قلیل عرصہ میں بھی مولوی عمرالدین صاحب نے پادری میلارام صاحب جج ٹیچر کالونی کو وہ شکست دی کہ وہ عمر بھر یاد رکھینگے۔ پادری ایس ایم پال کے مقابلہ میں مولوی صاحب موصوف نے ایسا کیا کہ پادری صاحب سے کوئی معقول و مدلل جواب نہ بن پڑا۔ اور وہ حضرت مسیح موعود کو گالیاں دے کر اپنی شرافت کا مظاہرہ کرتے رہے۔

مولوی صاحب کی تقاریر کا حاضرین پر بہت اثر ہوا۔ آخری تقریر کے بعد ہم نے جلسہ میں اعلان کیا کہ رات کے وقت مولانا موصوف حضرت مسیح موعود کی صداقت پر تقریر فرمائینگے۔ اور معترضین کو کھلا وقت دیا جائے گا۔ مگر ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

خاکسار

حکیم اللہ دتا۔ برائے جماعت احمدیہ
انجمن اشاعت اسلام۔ بدوملہی۔
مشارخ جماعت لاہور

ہمارے مبلغین اجمیر میں

جمعیۃ تبلیغ الاسلام راجپوتانہ و سنٹرل انڈیا کی درخواست پر کہ ہمارا جلسہ ۸ اپریل کو ہوگا کوئی مبلغ بھیجا جائے۔ یہاں سے شیخ بشیر احمد صاحب نومسلم و شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کو بھیجا گیا تھا۔ اب جمعیۃ مذکور کے سکرٹری صاحب کا خط بخدمت حضرت امیر ایدہ اللہ متعلق جلسہ موصول ہوا۔ جس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(عزیز بخش آنریری افسر تبلیغ)

اجمیر شریف مورخہ ۹ اپریل۔

میں جناب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے ہماری ناچیز درخواست کو قبول فرما کر اپنی جماعت کے قابل افراد کو ہماری رہنمائی کے لئے روانہ فرمایا۔ ہر دو حضرات یعنے مولوی بشیر احمد و مولوی محمد یوسف صاحب گرنتھی مع الخیر کل یہاں تشریف لائے اور شب میں ایک نہایت کامیاب جلسہ زیر صدارت جناب مولوی بشیر احمد صاحب یہاں ہو چکا ہے۔ کل کے جلسہ میں مولوی بشیر احمد صاحب کی بصیرت افروز تقریر شکر نہیں چاہتا ہے کہ آپکو مبارکباد پیش کی جائے۔ کیونکہ اس قدر قلیل عرصہ میں جس قدر ترقی انہوں نے کی ہے یہ یقیناً آپ ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔"

(دستخط) محمد یوسف سکرٹری جمعیۃ
تبلیغ الاسلام۔ اجمیر

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور - یوم دوشنبہ مطابق ۸ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۳۴ء | نمبر ۲۵

غرناطہ کی تباہی

ایک عیسائی شاعر کا مرثیہ

اندلس مسلمانوں کا اجڑا ہوا چمن اور لٹی ہوئی دولت ہے جس پر فرزندان توحید نے صدیوں تک انتہائی شان و شوکت اور جاہ و جلال کے ساتھ حکومت کی اس ملک میں مسلمانوں کا عہد حکمرانی تاریخ عالم کے چند زریں ترین ابواب میں سے ایک ہے لیکن جس قدر مسلمانوں کا عہد حکومت شاندار تھا اسی قدر ان کی سلطنت کی تباہی دردناک ہے۔ اس چمن کو اجڑے ہوئے کئی صدیاں ہوگئیں لیکن آج بھی اس کی یاد دلوں کے اندر ایک خاص درد اور ہیجان پیدا کر دیتی ہے مسلمان تو ایک طرف رہے عیسائی اور دوسرے غیر مسلم بھی اس داستان غم سے متاثر ہوتے ہیں۔ زمانہ ہوا اپنے اسلامی سلطنت کی بربادی کے کچھ عرصہ بعد ایک عیسائی شاعر نے غرناطہ کی تباہی پر ایک مرثیہ لکھا تھا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

سنا ہے تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ مسلمان اس ملک پر دوبارہ قابض ہو جائیں۔ یہ از سرنو ایک اسلامی ملک بن جائے؟ اس کی سوگوار اور کفر پرور فضا میں پھر صدائے اذان بلند ہو۔ گرجاؤں کی صلیبوں کی بجائے مسجدوں کے منارے نظر آئیں اور غیر مسلم شعرا غرناطہ کی تباہی کے مرثیوں کی بجائے ایک جدید طاقتور اسلامی قوم کی شان میں قصیدے پڑھتے ہوئے سنائی دیں۔ ایسا یقیناً ہو سکتا ہے بشرطیکہ ہم اسپین میں باقاعدہ اسلامی مشن قائم کرکے تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیں۔

غرناطہ آہ غرناطہ — تیری شان و شوکت میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا

تیری نہروں میں آنسوؤں کے سوا اور کیا رہ گیا ہے؟ جو تیری سلطنت کے کھنڈروں پر بہہ رہی ہیں

تیری نسیم صبح

صرف آہ سرد ہی

غرناطہ آہ غرناطہ — تو صرف ایک ویران کھنڈر ہے

سمندر کے لوگ — تیرے مصیبت زدہ فرزندوں کو افریقہ لیجاتے ہیں

اور وہاں تیرے فرزندان کے خوف سے روتے ہیں

نہیں اپنی ناامیدی سے روتے ہیں

غرناطہ آہ غرناطہ — تو برباد ہوا اور یہ کس قدر حسرتناک بربادی ہے

مہمانان کے لئے روتی اور آہ سرد بھرتی ہے۔ جب اس کی ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں ان کو نظر آتی ہیں

خودکشی اور عقیدہ باری تعالیٰ

نیویارک میں ایک انجمن "قومی انجمن تحفظ نفوس انسانی" کے نام سے قائم ہوئی ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ جو لوگ خودکشی پر آمادہ ہوں ان کو سمجھا بجھا کر اس فعل سے باز رکھے چنانچہ اب تک اس نے ایک ہزار سے زیادہ آدمیوں کو اپنے تئیں ہلاک کرنے سے باز رکھا۔ اس کی ۱۹۳۲ء کی رپورٹ کے حوالے سے رسالہ لٹریری ڈائجسٹ کے ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ خودکشی کا قصد رکھنے والوں میں سے جن اشخاص سے انجمن کے اراکین نے گفتگو کی تھی ان میں صرف دو ایسے تھے جنہوں نے مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور بعد میں اپنے کو ہلاک کر دینے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور دوبارہ انہوں نے اس کا قصد نہیں کیا۔ اس انجمن کے بانی اور صدر ڈاکٹر ہنری وارن ہیں ان کی نائب مس لونا بونل بیان کرتی ہیں کہ خودکشی کا قصد رکھنے والوں کو اگر اپنے دل کا حال کہنے کے لئے چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنی تمام دشواریوں کو بیان کر جاتے ہیں اور ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں۔ جنہیں وہ اپنے اعزہ سے بھی کہنے میں تامل کرتے ہیں مس صاحبہ فرماتی ہیں کہ "ہم ان کی بہت سے طریقوں سے مدد کرتے ہیں۔ لیکن خاص طور پر ہم روحانیت پر زور دیتے ہیں۔ جب ہم ان کے دلوں میں خدا کا سچا عقیدہ پیدا کر دیتے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں کہ اب وہ محفوظ ہیں" تہذیب حاضر کے سب سے بڑے علمبردار امریکہ میں بھی عقیدہ باری تعالیٰ کی یہ حیرت انگیز اثر اندازی اپنے اندر بہت کچھ عبرت و بصیرت رکھتی ہے۔ جس سے مغرب و مشرق کا "روشن خیال" طبقہ یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ڈاکٹر وارن کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اراکین نے انجمن کے دفتر میں ۲۸۱۶ آدمیوں سے خودکشی کے موضوع پر گفتگو کی ۱۰۸۶ ایسے خاندانوں میں گئے جہاں خودکشی ہو چکی تھی۔ اور ۲۱۶۸ ایسے گھروں میں جہاں اس کے ارتکاب کی کوشش کی گئی تھی۔ (ماخوذ)

دیارِ حبیبؐ کے خوش قسمت مسافر کا خط

اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا مکتوب گرامی!

ہمارے محترم دوست جناب حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات کو امسال حج کی سعادت نصیب ہوئی ان کی روانگی کی اطلاع انہی ایام میں درج اخبار ہوئی تھی اس کے بعد موصوف نے مندرجہ ذیل خط جہاز رحمانی سے لکھا جو ہمیں کسی قدر تاخیر سے ملا۔ اس خط میں حافظ صاحب نے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے دربار میں حاضر ہو کر چند فریادیں کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ خدا کے فضل سے انہیں یہ سعادت نصیب ہو چکی ہے اور غالباً وہ عنقریب واپس تشریف لانے والے ہیں لیکن ان کا خط اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی چٹھی اس قدر مؤثر اور پُر درد ہے کہ ان کا مطالعہ ایمانوں میں تازگی اور دل میں تڑپ پیدا کر دیتا ہے۔ اس لئے ہم ان دونوں قیمتی تحریروں کو درج ذیل کرتے ہیں۔ (مدیر)

ملاقات نہ ہوسکنے کی وجہ

مکرمی و معظمی جناب مدیر پیغام صلح۔ السلام علیکم

حضرت مولانا کی زیارت کئے بغیر میں پنجاب سے رخصت ہوا۔ میں نے اپنے بھائی چودھری عزیز احمد صاحب کو خاص طور پر تاکیداً کہا تھا کہ حضرت امیر قوم اور دیگر احباب کو ۲۵ فروری کی شب ہی کو اطلاع دیدیں کہ میں رات کی گاڑی سے کراچی کی جانب چلا گیا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ میں ۲۵ تاریخ کو چند اہم مقدمات میں مصروف تھا اور دیر تک مشکل سے فارغ ہو سکا۔ جب گھر آیا تو معلوم ہوا کہ قبلہ والد صاحب اور بعض دیگر لواحقین ۴ بجے والی گاڑی سے لاہور چلے گئے ہیں۔ اور وہاں سے رات کی گاڑی پر سوار ہو کر ۲ بجے کے قریب چیچہ وطنی سٹیشن پر پہنچیں گے۔ وہاں ہمارے بہت سے رشتہ دار ملاقات کے لئے آنے والے تھے۔ پس ان حالات میں مجبور ہو گیا کہ اپنے سابقہ پروگرام کو بدل دوں۔ اس تعجیل میں میں حضرت امیر کو تار بھی نہ دے سکا۔ پھر بھی مجھے یہ خیال رہا کہ لاہور مجھے کچھ وقت مل جائے گا۔ اور میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو آؤنگا مگر افسوس کہ سامان بہت تھا۔ اور ہمراہیوں میں سے بعض رفقا بہت ضعیف العمر تھے۔ اس لئے مجھے وقت نہ مل سکا۔ عزیز احمد صاحب بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ ان سے میں نے کہا حضرت مولانا کو اطلاع دیدینا ایسا نہ ہو کہ صبح ان کو تکلیف ہو۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔ خدا ان کی فروگزاشت کو معاف فرمائے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ حضرت امیر اور دیگر احباب کو تکلیف ہوئی۔ میں سب دوستوں سے خلوص دل سے معافی چاہتا ہوں۔ اور انکی تکلیف کا بدلہ میں صرف اس طریق پر دے سکتا ہوں کہ ان کے لئے دعائیں کروں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر دے گا۔

حضرت امیر کی روحانی و معنوی ملاقات

جہاں میں جسمانی طور پر زیارت سے محروم رہا وہاں حضور کی روحانی و معنوی زیارت سے محروم نہیں رہا۔ حضرت امیر کا ایک گرامی نامہ جہاز میں مجھے اس وقت ملا جبکہ جہاز کے تمام مسافر جکر کی وجہ سے نڈھال ہو رہے تھے۔ وہ مکتوب کیا ہے۔ کس درد سے لکھا گیا ہے۔ کس نیک جذبہ کے ماتحت لکھا ہے۔ کس نیک ساعت میں لکھا ہے؟ ایسے ہی الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا اس قدر پُر اثر تحریر زبان اردو میں میری نظر سے نہیں گزری۔ اگر اس کو پڑھتے پڑھتے سنگدل انسان چیخیں مار مار کر رو دے تو وہ مجبور ہے یہ خط ہر وقت میرے پاس رہتا ہے۔ جب چاہتا ہوں پڑھ لیتا ہوں اور ہر بار رقت پیدا ہوتی ہے۔

یہ خط میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں سناؤنگا

یہ مکتوب میں ساتھ لیجاؤنگا۔ جزیرۃ العرب میں یہ میرے پاس ہوگا۔ دیار یثرب میں بھی یہ میرے ساتھ ہوگا۔ میں نے دو درباروں میں حاضر ہونا ہے۔ مکہ معظمہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں بھی یہ چٹھی پڑھونگا۔ اور وہاں کے در و دیوار کو سناؤنگا۔ خود روؤنگا قدسیوں کو رلاؤنگا۔ اور منظلوم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مظلوم دین کی فریاد سناؤنگا۔ اور کہونگا اے ایزد تعالیٰ تیرے دین کو ترکوں نے پس پشت ڈال دیا۔ ایرانیوں نے ہماری طاقتیں تو میت کی مضبوطی میں کھو دیں۔ شام نے اس طرف بے رخی کی۔ مصر نے آپ کے پیغام کو فراموش کر دیا۔ افغانیوں نے اس کے لئے کوئی جد و جہد نہ کی۔ پنجاب کے چند بے کس لوگ ایک عاجز جماعت کی شکل میں جمع ہوئے۔ ان کے سروں میں وہ سودا سمایا جو سلاطین باجبروت کے سروں میں سمانا چاہیئے تھا یعنی تمام دینوں پر اسلام کو غالب کرنا۔ وہ اپنی بساط کے مطابق تیرے دین کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ مگر اے خدا تیرے اسلام کے نام نہاد علما کے دلوں پر ان کی مساعی نہایت شاق گزر رہی ہیں۔ وہ تو کفار کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔ مگر یہ علما کا طبقہ خود ان کو ہی دائرہ اسلام سے خارج کر رہا ہے۔ اے خدائے قدوس تیری زمین پر اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا کہ وہ جو تیرے نام کو بلند کرنے کا عشق رکھتے ہیں۔ اور تیری پاک کتاب کو دنیا کے تمام گوشوں میں پہنچانا چاہتے ہیں اور بڑے بڑے کفرستانوں میں مسجدیں تعمیر کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف پنجاب میں مخالفت کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کا درد رکھنے والے سیاسی لوگ اپنے اخباروں میں مسلمانوں کو صرف ایک ہی سیاست سکھلا رہے ہیں۔ یعنی یہ کہ مسلمان قوم بحیثیت مجموعی اٹھ کھڑی ہو اور اس مسعود جماعت کو نیست و نابود کر دے۔ جس نے اپنی زندگی کا مشن اشاعت اسلام و اعلائے کلمۃ اللہ بنا لیا ہے۔ اے خدا ان کے مظالم اپنی حد کو پہنچ چکے۔ ہمارے صبروں کے پیمانے لبریز ہو چکے۔ ہماری تائید فرما اور ہماری کوششوں میں برکت ڈال۔ تیرا دین تو الٰہی! ضرور غالب ہو کر رہے گا۔ لیکن یا الٰہی! ہماری عاجز مساعی قبول فرما۔

دربار رسالتؐ میں فریاد کروں گا

میں حضرت امیر کی چٹھی محبوب خدا کے دربار میں بھی لیجاؤنگا۔ وہاں بھی اس کے مضمون کو سناؤں گا۔ یثرب کے سونے والے کو بتاؤں گا کہ اے حبیب خدا تو سچا تیرا اسلام سچا۔ تیری پیشگوئیاں سچی۔ اے خدا کے دلارے تو نے اس زمانہ کا جو نقشہ کھینچا ہے اس میں بدترین مخلوق اس زمانہ کے علما کو قرار دیا ہے اے سراج مدینہ تیرے الفاظ ایسے صحیح نکلے کہ آج ان کی صحت کو دیکھ کر ہمارے ایمان تازہ ہو رہے ہیں۔ اے نبی مظلوم! احسان فراموش دنیا نے تیری ناقدری کی اور بد باطنوں نے تیری تعلیم کا مضحکہ اڑایا۔ اور تیری خوبصورت تصویر کو بدنما کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ تیری امت خواب غفلت میں پڑ گئی۔ یورپ نے ہزار ہا کتابیں اسلام کے خلاف لکھیں مگر کسی نے ان کے جواب دینے کی توفیق نہ پائی۔ حتیٰ کہ آپ کے وعدہ کے مطابق اور تیری پیشگوئی کے ماتحت قادیان میں مجدد اعظم کا ظہور ہوا جس کے دل میں تیرا عشق تھا۔ وہ دن رات تیرے دین کی فکر میں رہتا تھا۔ خدا نے اس کو دلائل کا ایک سمندر دیا جس نے ہزار ہا تشنگان حق کی پیاس بجھائی۔ اس کے دل کی تڑپ نے ایک مخلصوں کی جماعت پیدا کی جو مخالفت کے طوفانوں میں پیدا ہوئی اور علماء سو کی ستمگاریوں میں پرورش پائی۔ اب اس کی بنیادیں مضبوط ہو چکی ہیں مگر علماء سو نے مخالفت میں زیادہ سرگرمی سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔ جہلا کے جذبات کو مشتعل کرنا اور حق کے حامیوں کے خلاف انہیں ابھارنا ان کا شیوہ ہو رہا ہے۔ ان کے اخبار، ان کے صحیفے، ان کے وعظ ان کی تقریریں سب ایک ہی موضوع کے لئے وقف ہیں کہ مجدد اعظم کے مشن کو ناکام کیا جائے۔ تا دنیا میں خدا کا نام بلند کرنے والا کوئی نہ رہے۔ اے ہمارے حبیبؐ! آپ کو امت کا بہت درد تھا۔ اپنے مخلصوں کی تکالیف سے آپ کا دل پگھل جاتا تھا۔ آج آپ کے سچے عاشقوں سے ظالموں نے کیسا ناروا سلوک جاری کر رکھا ہے۔ اے پاک اور مقدس روح دربار الٰہی میں آپؐ کی شنوائی ہوتی ہے۔ دعا کیجئے کہ دشمن ناکام ہو۔ خدا کا نام بلند ہو۔ آپؐ کا مشن تمام دنیا میں کامیاب ہو۔ یہ مختصر سی جماعت جو آپ کے دین اور کلام حق کو دنیا میں پھیلانے کا تہیہ کر چکی ہے کامیاب ہو۔ مسلمانوں کے دل اشاعت اسلام کی اہمیت کو محسوس کریں۔ اور علماء سو کی فریب کاریوں میں وہ نہ پھنسیں حضورؐ ان نوجوانوں کے لئے دعا فرمائیں جن کے دلوں میں آپکی محبت ہے مگر دین کی صحیح تعلیم تک رسائی حاصل نہ کرنے کی وجہ سے وہ دین سے بے پروائی کر رہے ہیں۔ الغرض دونوں درباروں میں میں فریاد کی زبان کھولوں گا۔

حضور امیر قوم ایدہ اللہ کی اصل چٹھی تو میرے پاس رہیگی اس کی ایک نقل ارسال کرتا ہوں تاکہ اس کے الفاظ ہماری قوم کو گرما دیں۔ اس کی قربانیاں بیش از بیش ہو جائیں۔ والسلام۔

مجھ ناچیز کے لئے بھی سب احباب دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ میرے حج کو قبول فرمائے۔ اور ہم سب کو خیریت سے واپس لائے۔ ہمارا بچہ ضیاء الحسن گجرات میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ اس کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ وہ اپنے آقا رب کی غیر حاضری میں استقلال اور حوصلہ سے رہے۔ اور خدا اس کو صحت میں رکھے۔ اسے اسلام کا خادم بنائے۔ آمین

خاکسار

(محمد حسن)

(باقی بر صفحہ ۴) (یعنی مکتوب امیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

نمبر ۲۵	یوم دوشنبہ ۸ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ	جلد ۲۲

"الفضل" کا دعوےٰ بے دلیل

جناب خلیفہ قادیان کے اخبار کا غیر معقول طرز عمل

جب کسی شریف و معقول آدمی سے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو وہ سیدھی طرح اس کا جواب دیتا ہے یا صاف کہدیتا ہے کہ میں فلاں وجہ سے جواب نہیں دے سکتا اور خاموش ہو جاتا ہے۔ مگر جناب خلیفہ قادیان کے سرکاری گزٹ اخبار "الفضل" کا طرز عمل اس شریفانہ روش کے بالکل برعکس ہے۔ ہم جب اس سے کوئی سوال کرتے ہیں تو وہ کوئی معقول و مدلل جواب دینے یا کم از کم خاموش رہنے کی بجائے افسوسناک بہانہ سازیاں شروع کر دیتا ہے کبھی ہمارے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹے ہم پر لا یعنی سوالات کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے کبھی کسی غیر متعلق بحث کا آغاز فرما دیا جاتا ہے۔ جب زیادہ تاؤ آتا ہے تو ذاتی حملے شروع کر دیئے جاتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن میں یہ غلطی ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب میں یہ نقص ہے۔ جماعت لاہور کے اکابر ایسے ہیں ویسے ہیں۔ مدیر پیغام صلح میں فلاں خرابی ہے۔

تقریباً چار سال کا ذکر ہے جبکہ جناب میاں صاحب کو مسلمانوں کا لیڈر بننے کا نیا نیا شوق ہوا تھا۔ اور اسی امید موہوم پر وہ اتحاد بین المسلمین کا دعظ نہایت زور شور سے فرمانے لگے تھے ہم نے نہایت مودبانہ طریق پر ان سے سوال کیا تھا کہ آپ ان کلمہ گو لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود کو نہیں مانتے اور آپ کی جماعت احمدیت میں داخل نہیں مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟ یہ ایک سیدھا سادا سوال تھا جس کا جواب ایک لفظ میں دیا جا سکتا تھا۔ لیکن اس پر "الفضل" نے غیر متعلق سوالات، کج بحثی، ذاتی حملوں اور گالیوں کا افسوسناک سلسلہ شروع کر دیا۔ غالباً اس لئے کہ اگر اس سوال کا صحیح جواب دیدیا تو مسلمان ناراض ہو جائیں گے۔ اگر غلط جواب دیا تو خود قادیانیوں کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

خیر یہ تو ایک پرانی بات تھی۔ ابھی چند روز ہوئے ہم نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ایک سوال کیا:۔

"کچھ عرصہ ہوا "الفضل" نے اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں لکھا تھا کہ:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۂ بقرہ کی آیت والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں تین وحیوں کا ذکر ہے اول اس وحی کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی دوسری وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی۔ اور تیسری وہ جو حضرت مسیح موعود سے متعلق تھی؟"

(۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۴)

کیا "الفضل" حضرت مسیح موعود کی کسی ایسی تحریر کا حوالہ دے کر ہمیں ممنون کرے گا جس میں حضور نے بالآخرۃ ھم یوقنون سے اپنی وحی مراد لی ہو؟"

یہ بھی ایک سیدھا سادا سوال تھا "الفضل" کے پاس حضرت مسیح موعود کی تحریر کا کوئی حوالہ تھا تو وہ شریفوں کی طرح پیش کر دیتا۔ اگر یونہی غپ ماری تھی تو صاف کہدیتا کہ ہمارے پاس کوئی حوالہ نہیں۔ اگر ہم سے کوئی بات دریافت کرنی تھی تو اپنے جواب کے بعد کرتا لیکن عادت بھی رفتہ رفتہ فطرت ثانیہ بن جاتی ہے جس کا بدلنا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سیدھے سادے سوال کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"قبل اس کے کہ ہم اپنے دعوے کو بادلیل ثابت کریں "پیغام صلح" سے یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ہم اپنا دعویٰ جو اس کے پیشکردہ الفاظ میں کیا گیا ہے لفظ بلفظ درست ثابت کر دیں تو کیا وہ اعلان کر دے گا کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صریح خلاف اپنے خیالات درج کئے ہیں۔ جو کسی احمدی کے لئے قابل قبول نہیں ہیں"

ہم پھر گزارش کرینگے کہ ہم نے پہلے سوال کیا ہے "الفضل" پہلے جواب دے۔ اس کے بعد جس قدر چاہے سوالات کرے ہم انشاء اللہ ان کے ایسے معقول و مدلل جواب دینگے جو ہمارے معاصر کے لئے پوری طرح تسلی بخش ثابت ہونگے۔ ہمارے سوال کا جواب بالکل مختصر واضح اور سیدھا ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود کی فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ الفاظ درج ہیں۔ زیادہ طول کلامی کی ضرورت نہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ "الفضل" ایسا ہرگز نہیں کرے گا۔ کیونکہ یہ شریفوں کا طریق ہے اور "الفضل" کی عادت اس کے بالکل برعکس ہے۔ علاوہ ازیں حوالہ تو اس کے پاس ہے ہی نہیں۔ کیونکہ مسیح موعود نے کہیں ایسا تحریر نہیں فرمایا۔

ختم نبوت پر میاں ملتانی کا نیا رسالہ

حال ہی میں مشہور قادیانی دشنام طراز میاں فخرالدین ملتانی نے ختم نبوت پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کو وہ "بالکل نئی طرز کا لاجواب رسالہ" کہتے ہیں لیکن اس میں وہی باتیں ہیں جو مسئلہ نبوت کے سلسلہ میں عام طور پر قادیانیوں کے ورد زبان رہتی ہیں۔ جس طرح سلسلہ احمدیہ کے مخالفین کا قاعدہ ہے کہ وہ ہمارے دلائل سے واقفیت حاصل کئے بغیر سلسلہ کے خلاف لکھتے چلے جاتے ہیں یہی حال قادیانیوں کا ہو گیا ہے۔ ہم نے ایک ٹریکٹ "نبی کا نام پانے کی خصوصیت اور اس کی اصل حقیقت" شائع کیا ہے جس کے دو ایڈیشن مفت تقسیم ہو چکے ہیں۔ اس ٹریکٹ میں قادیانیوں کی ان تمام بے معنی دلائل اور غلط بیانیوں کا پوری طرح قلع قمع کر دیا گیا ہے جو وہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کی بنا پر کیا کرتے ہیں۔ میاں ملتانی کے لئے لازم تھا کہ وہ سب سے پہلے ان دلائل کا کوئی جواب دیتے اس کے بعد اس موضوع پر کچھ لکھنے کی جرأت کرتے۔ اب بھی ان میں یا انکے کسی حامی میں ہمت ہے تو ہم سے یہ بیس صفحہ کا ٹریکٹ مفت منگوا کر طبع آزمائی کر سکتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ جو رطب و یابس قادیانی کتب فروش اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے شائع کریں اس کا جواب دیتے رہیں۔

ولادت مسیح پر میاں ملتانی کا رسالہ

میاں ملتانی نے اسی قسم کا ایک رسالہ "ولادت مسیح" پر بھی شائع کیا ہے۔ اس موضوع پر ہماری طرف سے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک نہایت مدلل مستقل رسالہ شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے کئی مرتبہ قادیانی جماعت کے سامنے خود ان کے خلیفہ اور مولانا نورالدین صاحب مرحوم کے خیالات رکھے ہیں۔ لیکن ان پر غور کرنے کے بجائے قادیانی حضرات ایک ہی رٹ لگائے جاتے ہیں۔ جو انصاف پسندوں اور عقلمندوں کا شیوہ نہیں۔ سال گزشتہ یعنی ۱۹۳۳ء میں اخبار پیغام صلح مورخہ ۸ و ۳۰ مئی، ۱۳، ۲۰ جون میں اخویم شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی کا ایک مبسوط مضمون اسی موضوع پر شائع ہو چکا ہے جس میں انہوں نے قرآن و احادیث اور حضرت مسیح موعود و مولانا نورالدین صاحبؓ۔ میاں محمود احمد صاحب اور جماعت انصار اللہ کی تحریروں سے بیسیوں حوالے پیش کئے تھے۔ اب از سر نو اس موضوع پر قلم اٹھاتے وقت میاں ملتانی کو یہ حوالجات پیش نظر رکھنے چاہیئے تھے۔ خاصکر وہ حوالجات جو حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ۔ جناب خلیفہ قادیان اور جماعت انصار اللہ کی تحریروں سے پیش کئے گئے ہیں لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اس لئے جب تک قادیانی کتب فروش ہمارے سابقہ دلائل کو توڑ کر نہیں دکھلاتے۔ ان کا رطب و یابس ہمارے لئے قابل توجہ نہیں۔ یہ کتاب بھی میاں ملتانی نے اپنی تجارت کو فروغ دینے اور دکان کو چمکانے کے لئے شائع کی ہے اور کوئی مقصد نہیں۔

مغربی آزادئ نسواں کی برکات

لندن کے اخبارات کی دو خبریں ملاحظہ ہوں :-

(۱) لندن میں خواتین کے خلاف ایک لیگ قائم ہوئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کی بیکاری - فضول خرچی اور غیر مخلصانہ روش کو کامیابی سے ختم کر دیا جائے۔ اس لیگ کے صدر نے بیان کیا کہ "ہمیں اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو جانا چاہئے ہم خواتین کو صنعت و حرفت، تجارت و زراعت سے نکال دینا اور پھر انہیں گھروں میں دھکیل دینا چاہئے عورتیں دماغی لحاظ سے کمزور ہیں۔ وہ زندگی کے ہر قدم پر ناکام رہتی ہیں۔ ہم لوگ یہ بات پسند کرتے ہیں کہ عورتوں کو پھر باورچی خانہ کی زندگی اختیار کرنی چاہئے ورنہ گھر منہدم کیا جائے گا۔"

(۲) ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مس ... نے بڑے زور شور سے کہا کہ گھر کا کام کاج عورتوں کے دماغ کو پست اور ناکارہ بنا دیتا ہے ... اس لئے عورتوں کو امور خانہ داری کے لئے مطلق مجبور نہیں کرنا چاہئے بلکہ انہیں کامل و مکمل آزادی حاصل ہونی چاہئے تاکہ وہ جو چاہیں کریں۔"

مغربی آزادی نسواں کے یہ دونوں رخ آپ کے سامنے ہیں اسلام عورتوں کے حقوق اور آزادی کا علمبردار اعظم ہے۔ صنف نازک کی حمایت میں سب سے پہلی صدا صحرائے عرب ہی سے بلند ہوئی تھی لیکن اسلام عورتوں کی آزادی کے ساتھ ان کی عزت، نسوانی وقار اور عصمت کی حفاظت اور نوع انسانی کی فلاح کو بھی ضروری قرار دیتا ہے۔ مغربی آزادی نسواں عورتوں کو رنگین و بےحیا تیتریاں اور مردوں کی جانی دشمن بنا رہی ہے۔ اسلام نے عورتوں کو آزادی و حقوق عطا کر کے نوع انسانی کے لئے مفید و باعث برکت بنا دیا۔ مغربی تہذیب عورتوں کو آزادی دے کر زنانہ کشمکش کا ایک خوفناک ہنگامہ برپا کر رہی ہے جس کی ایک معمولی جھلک آپ اوپر کی سطور میں دیکھ چکے ہیں۔ افسوس ہے ان مغرب زدہ مسلمانوں پر جو اسلامی احکام کو فراموش کر کے یورپ کی تقلید کو معیار ترقی سمجھ رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۲)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی چٹھی!

حضرت امیر کی چٹھی کی نقل جو حضور نے خاکسار کو لکھی حسب ذیل ہے :-

مکرم معظم حافظ صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپ کے حج پر جانے کی اطلاع تو ملی مگر افسوس کہ باوجود وعدہ ملاقات کے آپ کسی دوسری گاڑی سے چلے گئے۔ اور ہم لوگ محروم واپس آئے۔ اگر آپ اپنے ارادہ کی تبدیلی کی بذریعہ تار بھی اطلاع دیدیتے تو بھی ہم مل لیتے - شاید ملاقات میں آپ کے جوش کا کچھ حصہ ہم کو مل جاتا اور ہمارے درد کا کچھ حصہ آپ کو۔

آپ کے حج کے ارادہ نے ایک پرانی خواہش کو جگا دیا۔ کس مسلمان کے دل میں یہ آرزو نہ ہوگی کہ اس کی آنکھیں ان مقامات کو دیکھیں جن پر محبوب خدا کا پاؤں پڑتا تھا۔ اور اس کے عشق رسول میں تازہ جذبہ پیدا کریں۔ میری بھی مدت سے یہ آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق اور سامان عطا فرمائے۔ کہ خاک پاک مکہ کی گرد میری آنکھوں کا سرمہ بنے۔ لیکن بے بضاعتی کے علاوہ یہ شعر وردِ زبان رہتا ہے

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند :
کہ بیرون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی :

دل میں یہ تڑپ ہے کہ دیار محبوب میں جائیں تو کوئی تحفہ بھی ساتھ ہو اور وہ تحفہ خدمت اسلام یا خدمت قرآن کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے آپ سے یہ التجا ہے کہ آپ بھی بیت اللہ میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ باقی سامانوں کے ساتھ یہ سامان بھی پیدا کر دے کہ خدمت اسلام کا کچھ کام کر سکے ہیں۔ درست ہے کہ دیار محبوب میں حاضر ہوں - ہاں اس وقت جب ان مناظر کو دیکھ کر تیرہ سو سال کے واقعات آپ کی آنکھوں کے سامنے پھر جائیں اور دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے جذبہ سے بھرا ہوا ہو اور روح آستانہ الٰہی پر پگھلی جاتی ہو اس وقت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس کام کو جس میں آپ بھی ہمارے شریک ہیں ایسی برکت دے کہ :-

(۱) خدا کا کلام دنیا کی قوموں تک ان کی زبان میں پہنچ جائے

(۲) خدا نے دو دو رفتہ وہ لوگ اس کے آستانہ پر سر جھکانے لگیں

(۳) یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے شہروں میں اللہ اکبر کی آوازیں گونج اٹھیں اور مسجدوں کے منارے نظر آنے لگیں۔

تب اس حقیر تحفہ کو لیکر ہم بھی شہنشاہ دو جہاں کے دربار میں اور اس کے رسول کے دربار میں حاضر ہوں اور یہ کہتے ہوئے کہ سر جھکائیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اور دعا کریں کہ :-

اللہ تعالیٰ اس جماعت کو جس نے دنیا میں اس کا نام پھیلانے کا عزم کیا ہے ترقی اور استحکام عطا فرما دے اور اس کے کام میں برکت دے اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو وہ آنکھیں عطا فرما دے کہ وہ دیکھ لیں کہ ہماری غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ خدا اور اس کے رسولؐ کا نام روشن ہو اور وہ ہمارے ساتھ ہو کر خدا کے دین کی عمارت کی تعمیر میں لگ جائیں۔

اور دعا کریں کہ :-

اے خدا تیرا دین تو دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ ہاں سب دینوں پر غالب آ کر رہے گا۔ مگر ہمیں بھی وہ نظارہ دکھا کہ ہم فوج در فوج لوگوں کو تیرے دین میں داخل ہوتا دیکھیں اور ہمیں بھی ان مزدوروں میں سے بنا جو تیرے دین کی عمارت بنانے والے ہیں

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔

اور دعا کریں کہ :-

اے خدا تو ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت کم کر کے اپنی محبت کی ایسی آگ شعلہ زن کر دے کہ جو ہر قسم کے خس و خاشاک کو جلا ڈالے اور ہم خالصۃً تیرے ہی ہو جائیں۔

اور دعا کریں کہ :-

اے خدا وہ تعلق جو تو نے محض اپنی رضا کے لئے ہمارے اندر پیدا کیا ہے اسے روز بروز زیادہ کیجیو۔

اور دعا کریں کہ :-

اے خدا تو ہماری مشکلات کو دور فرما اور ہمارے رستے کھول دے۔ اور اپنی رضا کے رستوں سے ہمارا قدم منحرف نہ ہونے دیجیو۔ والسلام۔ سلامت روی و باز آئی۔

قبلہ والد صاحب۔ مکرم و برادر عزیز کی خدمت میں میری طرف سے السلام علیکم عرض کر دیں۔ اور واپسی کی اطلاع ضرور

بلہوری کا حادثہ فاجعہ

موضع بلہوری تھانہ بکرم (پٹنہ) میں ۱۲ اپریل کو ہندوؤں نے ایک بھینس کی خاطر تین مسلمانوں کو شہید کر ڈالا تھا۔ اس واقعہ ہائلہ کے متعلق بعض تفصیلات شائع ہو چکی ہیں۔ اب "اتحاد" پٹنہ میں اس کے نمائندہ خصوصی کے قلم سے مستند حالات شائع ہوئے ہیں جو دو روز کی تحقیقات کا نتیجہ ہیں۔ نمائندہ مذکور رقمطراز ہے کہ ۱۲ اپریل کو دو بجے مسلمان شادی کے سلسلے میں ایک بھینس ذبح کرنے کے لئے لا رہے تھے کہ گاؤں کے ہندوؤں نے یکایک بجے مہابیر کا نعرہ بلند کیا۔ اور برچھیاں۔ بھالے۔ گنڈاسے اور لاٹھیاں لے کر دونوں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ جب حملے کی خبر گاؤں میں پہنچی تو پانچ مسلمان محض صورت حالات دریافت کرنے کے لئے گئے لیکن ان پر بھی حملہ کر دیا گیا۔ تین مسلمان بھینس کو گاؤں میں لے آئے۔ اگرچہ وہ سخت زخمی ہوئے زخمیوں میں سے مولوی محمد اسحاق صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب کی روح تو قفس گھنٹہ کے اندر ہی پرواز کر گئی۔ اور وہ پولیس کو اپنا بیان بھی نہ دے سکے۔ شاہ ناصر الدین صاحب حادثہ فاجعہ کے بعد چھ سات گھنٹے زندہ رہے۔ اور انہوں نے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اپنا بیان دے دیا۔

ہندوؤں نے نہتے مسلمانوں پر حملے کے ساتھ ہی گاؤں کا محاصرہ کر لیا تھا۔ تاکہ کوئی مسلمان باہر نکل نہ سکے۔ غالباً ان کا مقصد یہ تھا کہ پولیس تک رپورٹ نہ پہنچ سکے۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ اتفاق سے کہیں تفتیش کے لئے جاتے ہوئے وہاں پہنچے۔ آپ کے ساتھ انسپکٹر اور چند کانسٹیبل بھی تھے۔ مزید پولیس طلب کر لی گئی اور اسی وقت گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ اب تک بیس ہندو گرفتار ہو چکے ہیں۔ بہت سے اسلحہ بھی برآمد کر کے پولیس نے اپنے قبضہ میں لے لئے۔ شام سے پہلے چوکیداروں، دفعداروں اور کانسٹیبلوں کی ایک جماعت جو چالیس افراد پر مشتمل تھی، گاؤں کی حفاظت کے لئے آ پہنچی۔

موضع بلہوری میں تین سو ہندو رہتے ہیں۔ قرب و جوار میں بااثر ہندو زمیندار ہیں اور مسلمان زیادہ کاروباری آدمی ہیں۔

ہم حیران ہیں کہ آخر اس قسم کے ہولناک جرائم کا کیوں پوری طرح انسداد نہیں ہوتا۔ کیا وجہ ہے کہ ایسی سرکش اور انسانیت ناآشنا ہندو آبادیوں میں تعزیری چوکیاں قائم کر کے ہندوؤں پر تعزیری ٹیکس نہیں لگائے جاتے۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے ایسے واقعات ختم ہو جائیں۔ کل تک محض گائے ہندوؤں کے لئے وجہ فساد و ہنگامہ تھی۔ اب بھینس بھی ان وجوہ میں شامل ہو گئی ہے۔ لیکن وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہندوؤں کو دوسرے مذاہب کے پیرو کا وجود ہی گوارا نہیں۔ اور جہاں ان کی اکثریت ہے وہاں غیر ہندو پر سخت سے سخت ظلم و تشدد میں بھی تامل نہیں کرتے ذمہ دار ہندوؤں کی حالت یہ ہے کہ اب تک ایک شخص بھی ایسا سامنے نہیں آیا۔ جس نے اچودھیا یا بلہوری کے حوادث پر ہندوؤں کی مذمت کی ہو۔ اور ان کے افعال ناشائستہ کو خلاف مقتضیات انسانیت قرار دیا ہو۔ گاندھی جی ان واقعات سے ناآشنا نہیں ہوں گے لیکن ان کا "عدم تشدد و احسان کا اہنسا" بھی بدستور "محو خواب" ہے۔

"انقلاب"

حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر قرآنی سے اختلاف

ملّتِ محمودیہ کا اپنا طرزِ عمل

(۲)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کا مسلک

اب میں خود میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کا مسلک لیتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفاسیر سے برابر اختلاف کو جائز سمجھتے بلکہ خود بھی اختلاف کرتے رہتے ہیں۔

پہلا اختلاف

سب سے پہلے ولادت مسیح کے مسئلہ ہی کو لے لو۔ [illegible] میں جناب میاں محمود احمد صاحب سے ایک سوال ولادت مسیح کے بارے میں کسی نے کیا۔ جواب میں ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر خادم ڈاک لکھتے ہیں:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فرماتے ہیں کہ میں کسی نص صریح کے ماتحت یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ صرف استنباط ہے جس کے خلاف اور لوگ بھی دوسرے عقیدہ کا استنباط کرتے ہیں۔ البتہ تاریخی شہادت کی رو سے احمدی جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے۔"

ملاحظہ فرمایا آپ نے! مسیح کی ولادت کا مسئلہ خلیفہ صاحب قادیان نہ نص قرآنی بتاتے ہیں نہ ایسا استنباط جس کے خلاف دوسرے مجتہد والے استنباط نہ کر سکیں۔ نہ حضرت مسیح موعود کا قطعی فیصلہ۔ بلکہ محض تاریخی شہادت قرار دیتے ہیں۔ اور تاریخی شہادت سے مراد غالباً متی کی انجیل ہوگی۔ جو خود قابل وثوق نہیں۔

ایک اور حوالہ

اس کے علاوہ ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔ جناب میاں محمود احمد صاحب ۱۹۱۳ء میں ایک پادری کا جواب لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں سب سے اول آپ (مسیحؑ) کی ولادت کے مسئلہ کو لیتا ہوں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ تمام مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ ہے اور سوائے سرسید کے جنہوں نے صرف عقلی دلائل سے اس کو رد کیا ہے اور کسی نے قرآن شریف سے اس کا انکار نہیں کیا۔ مگر میں آگے چلکر بتاؤنگا کہ یہ بات غلط ہے کہ کسی نے قرآن شریف سے اس مسئلہ کا انکار نہیں کیا بلکہ ثابت کرونگا کہ لوگوں نے اس مسئلہ پر قرآن شریف سے ہی روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ مسیح بن باپ کے نہیں بلکہ باپ سے پیدا ہوا۔"

(دیکھو تشحیذ الاذہان - اپریل ۱۹۱۳ء صفحہ [illegible])

(عظمت مسیح)

پھر آگے چلکر لکھتے ہیں:۔

"اب میں ان لوگوں کا خیال بتاتا ہوں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کا باپ تھا جب انہوں نے [illegible] سب [illegible] پیدا ہوئے [illegible] طرح آپ کا بھی باپ تھا اور [illegible] اس [illegible] یہ غرض ہے کہ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اور بعض لوگ آپ کے باپ کے قائل ہوئے ہیں جس سے سب بحث ہی باطل ہو جاتی ہے۔"

قادیانی انصار اللہ کی شہادت

قادیانی انصار اللہ کی جماعت جو اب انصار خلافت کے درجہ پر تنزل ہو کر پہنچ گئی ہے۔ مولوی نورالدین صاحب کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل ایک رسالہ اظہار حقیقت شائع کیا تھا جس پر چالیس علماء و عمائدین انصار اللہ یا ربّہٗ قادیان مثلاً حافظ روشن علی صاحب مولوی سرور شاہ صاحب۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ مولوی غلام رسول راجیکی صاحب وغیرہم کے دستخط موجود ہیں۔ اس میں حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ پر معترض کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ ان کا یعنی مولانا نورالدین مرحوم کا تعلق ان لوگوں سے کیوں ہے جو مسیح کا باپ مانتے ہیں یہی علمائے قادیان اس وقت یوں جواب دیتے ہیں:۔

"اس کا پہلے تو تم ہی جواب دو کہ کیا ان سے مسیح موعود کا تعلق تھا یا کہ نہیں۔ شریعت اسلام سے ثابت کرو کہ جو مسیح علیہ السلام کا باپ مانیں وہ اسلام سے خارج کئے جائیں یا خلفا کے منکروں کی طرح فاسق اور کافر قرار دیئے جائیں۔" (اظہار حقیقت صفحہ ۲۳)

دیکھا آپ نے یہی لوگ جو آج مسیح کی باباپ ولادت کو کفر اور دہریت بحضرت مسیح موعود کی ہتک قرار دے رہے ہیں حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں ان کا اسی مسئلہ میں کیا مسلک تھا۔ کہ سب کے سب اسے ایک اختلافی مسئلہ سمجھتے اور حضرت مسیح موعود سے تعلقات کے منافی قطعاً نہ سمجھتے تھے۔ اور میاں محمود احمد صاحب تو اپنے خلافت کے زمانہ ۱۹۱۴ء میں بھی نہ اسے قرآن کی نص نہ استنباط قطعی نہ مسیح موعود کا فیصلہ قرار دیتے ہیں۔ بلکہ تاریخی شہادت کی بنا پر قبول کرتے ہیں۔ حالانکہ مسیحؑ کی بن باپ ولادت پر کوئی مستند تاریخی شہادت اس وقت موجود نہیں۔ جو لوگ مانتے رہے اسے قرآن یعنی خدا کی شہادت سمجھکر مانتے رہے۔ مگر میاں صاحب نے نہایت صفائی سے فرما دیا کہ اس کی بنا محض تاریخی شہادت ہے۔ قرآنی شہادت نہیں۔

دوسرا اختلاف

(۲) مسیح ابن مریم کے معجزات کی تشریحات کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ کی تفسیر جو کی ہے وہ ازالہ اوہام میں صفحہ نمبر [illegible] سے شروع کر کے صفحہ نمبر ۳۱۲ تک بڑی شرح و بسط کے ساتھ موجود ہے جس میں مسیح کا پرندے بنانا آپ نے عمل الترب کا نتیجہ بتایا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ تمام محمودی علماء اپنی تقریروں میں اب اس سے مراد روحانی پرواز کی فطرت رکھنے والے انسانوں کی پرواز روحانی لیا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک سالانہ جلسہ میں خود میاں محمود احمد صاحب نے اس سے ملتی جلتی تفسیر کی ہے اور عمل الترب والی تفسیر کی طرف اب کوئی محمودی رخ نہیں کرتا۔ لیکن انہیں کوئی کچھ نہیں کہتا کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیوں اس آیت کی تفسیر میں اختلاف کر کے گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہو؟

تیسرا اختلاف

(۳) اسی طرح وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کی تفسیر جو ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود نے فرمائی اس سے بالکل مختلف آجکل محمودی علماء کرتے پھرتے ہیں۔ لیکن کوئی ان لوگوں پر معترض نہیں ہوتا۔ غیر احمدی علماء کے اعتراضوں کی طرح طرح سے تفسیریں کرتے ہیں۔ اور کوئی نہیں کہتا کہ تمہیں اس تفسیر کے سوا اور کسی تفسیر کرنے کا حق نہیں جو حضرت مسیح موعود کر چکے۔

چوتھا اختلاف

(۴) ابھی تو میاں محمود احمد صاحب کا قرآن کا انگریزی ترجمہ چھپا ہے سنا ہے اردو تفسیر چھپ رہی ہے مگر وہ کسی غیر محرم کو دکھائی نہیں جاتی۔ جس دن یہ انگریزی یا اردو تفسیر پبلک میں آئے گی اس دن پتہ لگے گا کہ حضرت یونسؑ کے مچھلی کے پیٹ میں جانے۔ حضرت ابراہیمؑ کی آگ۔ [illegible] کے تخت کی حقیقت کیا ہے۔ اور دیکھینگے کہ میاں محمود احمد صاحب ان آیات کی تفسیر کو کس رنگ میں کر کے دکھاتے ہیں۔ ابھی تو صرف قرآن کا پہلا پارہ قادیان سے شائع ہو کر پبلک میں آیا ہے جس میں شروع میں ہی بسم اللہ غلط ہو چکا ہے۔

بالآخرۃ ھم یوقنون کی غلط قادیانی تفسیر!

یعنی سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں ہی بالآخرۃ ھم یوقنون کی تفسیر قادیانی علماء یوم آخر پر یقین رکھنا نہیں کرتے، بلکہ قرآن کے بعد دوسری وحی نبوت کے نزول پر یقین رکھنا معنے کرتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے صریح ارشاد کے خلاف ہے۔ آپ ہمیشہ اس کے معنے یوم آخر ہی کیا کرتے تھے اور اسی وجہ سے آپ قرآن کریم کے بعد وحی نبوت کے اجرا کے ہرگز قائل نہ تھے۔ بلکہ آپ اسے اس قدر اسلام کے لئے خطرناک عقیدہ سمجھتے تھے۔ کہ آپ کے نزدیک قرآن کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ مان کر ختم نبوت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ [illegible]"

شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلا شبہ نبوت کی وحی ہوگی۔" (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

ملاحظہ فرمایا آپ نے! حضرت مسیح موعود وحی نبوت کے منقطع ہونے کو "نصوص صریحۂ قرآن" فرماتے ہیں۔ اس کے خلاف خیالات کو "خیالات رکیکہ" قرار دیتے ہیں۔ اور سلسلہ وحی نبوت کے جاری کرنے کو "گستاخی" قرار دیتے ہیں۔ لیکن محمودی علما اور ان کے خلیفہ کے اتفاق رائے سے قرآن کا پہلا پارہ شائع ہوتا ہے۔ اور اس میں وحی نبوت کے جاری رہنے کا اعلان بڑی "جرأت اور دلیری اور گستاخی" سے کیا جاتا ہے۔ اور کیا مجال ہے جو کوئی محمودی اس پر اعتراض کرے بلکہ شربت کے گھونٹ کی طرح اسے نگل جاتے ہیں۔

پھر تحفہ گولڑویہ میں جو ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتاب ہے۔ حضرت مسیح موعود ارشاد فرماتے ہیں :-

"اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اتریں گے اور پینتالیس (۴۵) برس تک جبرئیل وحی نبوت لے کر ان پر نازل ہوتا رہے گا تو کیا **ایسے عقیدہ سے دین اسلام باقی رہ جائے گا**؟ اور آنحضرت کی ختم نبوت اور قرآن کی ختم وحی پر کوئی داغ نہیں لگے گا؟"
(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۴)

ملاحظہ فرمایا آپ نے! جس عقیدے کو حضرت مسیح موعود ایسا خطرناک قرار دیتے ہیں کہ اس سے نہ اسلام کا کچھ باقی رہتا ہے اور نہ آنحضرت صلعم کی ختم نبوت اور قرآن کی ختم وحی باقی رہ جاتی ہے۔ وہی عقیدہ آج **بالآخرۃ ھم یوقنون** کی تفسیر میں نص صریح کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ کہاں ہیں وہ صوبہ سرحدی والے محمودی بزرگ؟ ذرا یہاں بھی تو آکر ماتم اور گریہ و زاری کریں جہاں اجرائے وحی نبوت سے قادیانی خلیفہ اور علماء نے اسلام کا جنازہ تیار کر رکھا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کے صریح ارشاد اور فتوے کو حقارت سے ٹھکرا دیا ہے۔ یہاں اب کیوں نہیں صدائے واویلا بلند کی جاتی؟

پانچواں اختلاف

قرآن کریم کی آیت **میثاق النبیین** والی مشہور آیت ہے جمہور امت کے نزدیک اس میں موعود رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہی مذہب حضرت مسیح موعود کا ہے جیسا کہ آپ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"قولہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذٰلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشٰھدین۔ (الجزو ۳/۱۷) (ترجمہ) اور یاد کرو جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دونگا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا۔ اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر استوار ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا تب خدا نے فرمایا کہ تم اب اپنے اقرار کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں ۱۴ب ظاہر ہے کہ انبیا تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ۔ ورنہ موجب مواخذہ ہوگا۔

اب تبلا دیں میاں عبدالحکیم خاں نیم ملا خطرہ ایمان! کہ اگر توحید خشک سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے کیوں مواخذہ کرے گا جو کو **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم** پر ایمان نہیں لاتے مگر توحید باریتعالیٰ کے قائل ہیں۔"

اب یہاں صاف صاف حضرت مسیح موعود آنحضرت صلعم کو تمام نبیوں کا موعود رسول قرار دے رہے ہیں جس کا ذکر آیت **میثاق النبیین** میں ہے۔ مگر اسی آیت میثاق النبیین کی تفسیر "الفضل" میں "میثاق النبیین" کے عنوان سے بطور لیڈر شائع ہوتی رہی ہے جس میں آیت میثاق النبیین کا موعود رسول **حضرت مرزا صاحب** کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی اور مختلف طریقوں سے اس پر دلائل دیئے گئے اور کوئی محمودی اس پر نہ پھوٹا نہ رویا کہ حضرت مسیح موعود کی تفسیر کی کیوں خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ اور جس حالت میں کہ خود حضرت مرزا صاحب اس آیت کا مصداق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرار دیتے ہیں۔ تو پھر محمودی علماء کا اس کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو قرار دینا صریح ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ مدعی اس کا انکار کرتا ہے اور مرید اس پر زبردستی تھوپتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم کی خصوصیت کبریٰ کو آپ سے چھیننا کیا یہ ظلم عظیم نہیں ہے؟ مگر محمودی اس پر واویلا کرنے کے بجائے خوشی سے بغلیں بجاتے ہیں!

چھٹا اختلاف

(۶) آیت **مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** کے مصداق حقیقی حضرت مسیح موعود کے نزدیک آنحضرت صلعم ہیں اور آپ محض احمد کے بروز اور ظل ہیں جیسا کہ ارشاد فرماتے ہیں:-

"حالانکہ مسیح کی گواہی قرآن شریف میں اس طرح پر لکھی ہے کہ **مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نام اس کا احمد ہوگا پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی میں سے گزر نہیں گیا۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اب تک اس عالم میں تشریف نہیں لائے کیونکہ **نص اپنے کھلے کھلے الفاظ** سے تبلا رہی ہے کہ جب مسیح اس عالم جسمانی سے رخصت ہو جائے گا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم جسمانی میں تشریف فرما ہوں گے۔ وجہ یہ کہ آیت میں آنے کے مقابل پر جانا بیان کیا گیا ہے۔ یعنے ایک اس عالم کی طرف چلا گیا اور ایک اس عالم کی طرف سے آیا۔" (آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۴۲)

پھر ایک شعر میں فرماتے ہیں :-

احمد اندر جان احمد شد پدید
اسم من گردید آں اسم وحید

یعنے احمد کے بروز ہونے کی وجہ سے آپ احمد کہلائے۔ لیکن کیا یہ سچ نہیں کہ خلیفہ قادیان اور ان کے چیلوں چانٹوں نے ایڑی چوٹی کا زور اس امر کی تشہیر پر لگایا کہ آنحضرت صلعم اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہیں بلکہ اس کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں اور آپ کے نام **غلام احمد** کی مختلف توجیہات کیں اور بتایا کہ غلام محض زائد اور خاندانی نام کا جزو ہے۔ ورنہ اصلی نام آپ کا احمد ہے۔ اور پھر غلام احمد کی ترکیب کی غلطی صرفی نحوی طور پر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ مطلب یہ کہ غلام احمد کا نام ہی غلط ترکیب پر مبنی ہے پس غلام ایک فالتو لفظ ہے۔ اصل نام **احمد** ہے یہ تمام توجیہات اس لئے کی گئیں کہ **اسمہ احمد** والی آیت کے حقیقی مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں نہ کہ آنحضرت صلعم۔ آنحضرت صلعم کی شان کے اس استخفاف اور حضرت مسیح موعود کی تشریح کی اس مخالفت پر کیا کوئی محمودی بلبلا بلبلا کر رویا؟ ہرگز نہیں! بلکہ بہت خوش ہوئے بغلیں بجائیں اور اب ہر محمودی گھر میں یہی غلغلہ شادمانی بلند ہے کہ اس آیت کا مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں نہ کہ آنحضرت صلعم۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح ۲۲ اپریل کو جماعت راولپنڈی کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔

— جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ" مولانا عصمت اللہ صاحب اور بعض دوسرے حضرات بھی راولپنڈی تشریف لے گئے

— جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب ڈیلی گیٹ ای اے سی (برادر جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور) کئی روز سے بیمار ہیں تمام احباب ان کے خاص طور پر دعا کریں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے خصوصیت سے ارشاد فرمایا ہے۔

— جناب ڈاکٹر بنی بخش صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:- میں ان تمام احباب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے زبانی یا بذریعہ خطوط میری اہلیہ کی وفات پر مجھ سے اظہار ہمدردی کیا۔ علالت کی وجہ سے فرداً فرداً تعزیتی خطوط کا جواب دینے سے معذور ہوں۔ اس لئے اخبار کے ذریعہ شکریہ ادا کرتا ہوں نیز میں تمام احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعائے صحت کریں۔

— انتہائی افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ اخویم محمد عبدالصمد صاحب منصف مدھی پورا علاقہ بہار کی ایک نوجوان عزیزہ ۱۲ اپریل کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے یکایک انتقال کر گئیں۔ انا للہ۔ گھر کا سارا انتظام مرحومہ کے سپرد تھا۔

— پیغام صلح:- ہمیں اس افسوسناک حادثہ پر دلی افسوس ہے خداوند کریم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

— جناب غلام نبی صاحب ولد میاں نظام الدین صاحب مرحوم ٹھیکیدار سکنہ لویریوالہ تحصیل وزیرآباد کا خورد سال بچہ ۱۵/۱۶ اپریل کی درمیانی شب کو انتقال کر گیا۔ انا للہ۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

— اخویم عبدالحق صاحب کا نام بی اے کے امتحان کے لئے چلا گیا ہے۔ لیکن کچھ رکاوٹ پیش آگئی ہے احباب دعا کریں۔

"زمیندار" کا ناپاک پروپیگنڈا

جرمن مسلم مشن کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش

امام جماعت اسلامیہ برلن کا باطل سوز مراسلہ

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب)

کچھ دنوں سے "زمیندار" میں "یونس زیدی" کسی فرضی نامہ نگار کی مراسلتیں شائع ہو رہی ہیں جن میں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ امام مسجد برلن کو ہدف مطاعن بناتے ہوئے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جماعت اسلامیہ برلن ڈاکٹر صاحب ممدوح سے سخت ناراض ہے۔ اور اسی وجہ سے عیدین کے موقعہ پر ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کیا گیا ہے۔ اور پہلے ہی سے یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ اس دفعہ کوئی احمدی اور بالخصوص ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ لوجہ . . . . . نماز عید نہ پڑھائیں گے۔

یہ بیانات کہاں تک صحیح ہیں اور یونس زیدی کون شخص ہیں جن کے نام سے یہ خطوط شائع ہو رہے ہیں اس کا جواب قارئین کرام کو اس مراسلہ میں ملے گا جو جناب میرزا حسن معلم السنہ شرقیہ دار الفنون و امام جماعت اسلامیہ برلن کی طرف سے دار الیتامیٰ کے پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔

یہ مراسلہ در اصل "زمیندار" کے نام لکھا گیا تھا لیکن افسوس ہے کہ اس وسیع القلبی اور اتحاد بین المسلمین کے ان بلند بانگ دعاوی کے باوجود جن کو مولوی ظفر علی خاں کا طغرائے امتیاز قرار دیا جاتا ہے ان کو اتنی بھی جرأت اور حوصلہ نہیں کہ جہاں یونس زیدی جیسے فرضی نامہ نگار کے مراسلوں کو اس قدر طمطراق سے شائع کیا تھا وہیں جناب میرزا حسن کے اس باطل سوز بیان کو بھی درج اخبار کر دیتے تاکہ دنیا پر یہ واضح ہو جاتا کہ

(۱) یونس زیدی کے نام سے کوئی شخص برلن میں موجود نہیں۔

(۲) ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ کا دامن ان تمام اتہامات سے پاک ہے جو یونس زیدی جیسے فرضی نامہ نگار کی طرف سے شائع ہوئے ہیں اور اس کے برخلاف خود امام جماعت اسلامیہ برلن کو ان کی پاکدامنی اور خدمات دینیہ کا اعتراف ہے۔

(۳) جماعت اسلامیہ برلن کی ناراضی اور اس کی مذکورہ بالا کارروائی محض ایک افسانہ ہے۔ جو احمدیت کے ساتھ بغض و عناد کی وجہ سے تراشا گیا ہے۔

(۴) جس اتحاد بین المسلمین کا ڈھنڈورا مولوی ظفر علی خاں باوجود اپنی افتراق انگیز کوششوں کے پیٹنے کے عادی ہیں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ نے برلن میں خود اپنی مرضی سے جناب میرزا حسن کو عیدین کے موقعہ پر امام بنا کر اس پر عامل ہونے کا عملی ثبوت دیا۔ اور اس طرح ثابت کر دیا کہ جماعت احمدیہ کسی مسلمان کلمہ گو کو کافر یا دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتی۔

یہ تمام باتیں جناب میرزا حسن کے مکتوب بنام "زمیندار" کے مطالعہ سے قارئین کرام پر واضح ہو چکی ہیں۔ اور اس سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف "زمیندار" کا پروپیگنڈا نیک نیتی پر مبنی نہیں۔

کیا وہ لوگ جو مولوی ظفر علی خاں کی رنگین بیانیوں اور شاعرانہ لن ترانیوں کو ان کی صداقت اور حسن نیت کی دلیل سمجھ کر ان کی ہاں میں ہاں ملا دینے کے عادی ہیں اس معمہ کی گرہ کشائی کی تکلیف گوارا فرمائیں گے کہ "یونس زیدی" جیسے فرضی انسان کی مزخرفات کو شائع کرنے کے بعد جناب میرزا حسن امام جماعت اسلامیہ برلن و معلم السنہ شرقیہ دار الفنون برلن کی مراسلت کو شائع کرنے میں کونسی چیز انہیں مانع ہوئی۔ کیا اس عدم اشاعت کی تہہ میں محض یہ وجہ پنہاں نہیں کہ اس مراسلہ کی اشاعت سے اس تمام پروپیگنڈا کا تہس نہس ہو جائے گا۔ جو یونس زیدی کے نام سے کیا گیا ہے۔ اور اس طرح جرمن مسلم مشن اور جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کی اصلی غرض حاصل نہ ہو گی۔

کاش کوئی حق بین و خدا ترس انسان "زمیندار" کے اس طریق عمل پر غور کرے اور ہمیں بتائے کہ احمدیت کو کافر ٹھہرانے کے لئے کونسی وجہ جواز ان کے پاس ہے۔ کس چیز نے "زمیندار" کو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ وہ اس جماعت کو جو یورپ میں لاکھوں روپے کے صرف سے مسجدیں بنا کر قرآن کے تراجم شائع کر کے سرزمین تثلیث میں خدائے واحد کا نام بلند کر کے اور اس کے حبیب پاک محمد رسول اللہ صلعم کے اسوۂ حسنہ کو دنیا میں پھیلا کر اسلام اور مسلمانوں کی عزت و عظمت کو بلند کر رہی ہے۔ ایسے ناپاک پروپیگنڈا کے ذریعہ سے بدنام کرے؟

اس کی چار وجوہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۴ء کے "زمیندار" میں بیان کی گئی ہیں۔ لکھا ہے کہ:-

"احمدی حضرات میں چند باتیں دوسرے مسلمانوں سے متضاد ہیں۔ مثلاً وہ ختم نبوت کے قائل نہیں۔ جہاد بالسیف حرام سمجھتے ہیں، جو مرزا صاحب کی نبوت کو تسلیم نہ کرے اسے کافر جانتے ہیں۔ انگریزوں سے غیر متزلزل وفاداری انکا جزو ایمان ہے۔ اگر احمدی حضرات ان چاروں امور کے متعلق اپنے عقائد میں کوئی ترمیم کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا (ظفر علی خاں) یا کوئی دوسرا شخص احمدیوں کے خلاف کبھی عقائد کی بحث نہیں چھیڑے گا۔"

کون نہیں جانتا کہ یہ وہ الزامات ہیں جن کی تردید جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا ہو چکی ہے اور اس بات کو کھول کھول کر واضح کیا جا چکا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور اپنے مرشد و امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تقلید میں ختم نبوت کی یہاں تک قائل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی کا آنا جائز سمجھتی ہے۔ اور نہ پرانے کا۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ لاہور ہی ختم نبوت کی سب سے بڑھ کر قائل اور معتقد ہے۔ رہا جہاد بالسیف، یہ قطعاً غلط ہے کہ ہم جہاد بالسیف کو حرام سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ہر زمانہ میں اور اب بھی اگر دین اسلام کو تلوار کے ذریعہ یا جبر و تعدی سے مٹانے کی کوشش کی جائے تو جہاد بالسیف ضروری ہے۔ لیکن جناب کو اگلے ہی دن مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے مجلس احرار کی تنظیم کے سلسلہ میں لکھا ہے:-

"ہندوستان میں جہاد توپ۔ تلوار۔ بندوق۔ اور فوجوں سے نہیں ہو سکتا بلکہ یہاں پر سب سے بڑا جہاد یہی ہے کہ حق کہا جائے اور حق طلب کیا جائے۔"

(زمیندار یکم اپریل ۱۹۳۴ء صفحہ ۲ کالم ۴)

اسی طرح ہمارے مرشد و امام حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس زمانہ اور اس ملک میں جہاد بالسیف کی شرائط موجود نہیں۔ یہ کبھی نہیں کہا کہ جہاد کا حکم قرآنی منسوخ ہے وہ قرآن کے ایک نقطہ یا شوشہ کے منسوخ ہونے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اور انہوں نے ہمیں جہاد بالقرآن کی تعلیم دی جسکو خود قرآن کریم نے جہاد کبیر قرار دیا ہے۔ فرمائیے اس میں کونسی قباحت ہے اور کس طرح آپ اس عقیدہ کو دوسرے مسلمانوں سے متضاد قرار دے سکتے ہیں۔ اگر یہ دوسرے مسلمانوں سے متضاد ہے تو کیا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کے منقولہ بالا الفاظ کو بھی متضاد قرار دینے اور ان پر کفر کا فتویٰ لگانے کے لئے تیار ہیں؟

تیسری یہ بات لکھی ہے کہ "جو مرزا صاحب کی نبوت کو تسلیم نہ کرے اسے کافر جانتے ہیں۔" حالانکہ ہم نہ صرف خود حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنے کو افترا قرار دیتے ہیں اور اس کے خلاف بیس سال سے کتابیں۔ رسالے۔ اشتہار شائع کر رہے ہیں بلکہ علی الاعلان ہر کلمہ گو کو مسلمان قرار دیتے ہیں خواہ اس کا تعلق کسی فرقہ اسلامی سے ہو۔ اور مسلمانوں کی تکفیر کو بدترین گناہ سمجھتے ہیں۔

یہ بھی غلط ہے کہ انگریزوں سے غیر متزلزل وفاداری ہمارا جزو ایمان ہے۔ یہ تو خود مولوی ظفر علی خاں کا عقیدہ ہے جنہوں نے حضور ملک معظم کی شان میں قصیدہ لکھتے ہوئے یہاں تک وفاداری کا اظہار کیا ہے کہ ؎

رہیں ثابت قدم ہم اپنے قیصر کی اطاعت پر
کہ جس سے سرخرو ہم ہو سکیں دونوں جہانوں میں

ہمارا ایمان قرآن و حدیث پر ہے جس طرح تمام مسلمانوں کا یہ ایمان ہے۔ ہاں قرآن و حدیث کے احکام کے ماتحت ہمارا یہ مسلک ہے کہ جو حکومت مذہب میں مداخلت نہ کرے ملکی قوانین میں اس کی اطاعت کرنی چاہئے۔ ہم اگر انکار کر سکتے ہیں تو کسی ایسے حکم کا کر سکتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کے خلاف ہو اور یہ ہمارا مسلک صرف انگریزی حکومت کے متعلق نہیں بلکہ تمام حکومتوں کے متعلق ہے۔

اب زمیندار کے چاروں مطالبات ہماری طرف سے پورے ہو گئے۔ ہم دیکھیں گے کہ اب "زمیندار" اپنے اقرار کو پورا کرتا ہے یا نہیں۔ فرمائیے ان میں سے کونسی بات اسلام اور مسلمانوں کے اعتقادات کے مخالف اور متضاد ہے؟ کونسا عقیدہ اس قابل ہے کہ اس کو جماعت احمدیہ کے کفر پر دلیل گردانا جائے؟ ظاہر ہے کہ یہ محض بغض و عناد کا نتیجہ ہے کہ ایسی بحثوں کو چھیڑا جاتا ہے۔

(باقی پھر کبھی)

"زمیندار" کے جرمن نامہ نگاروں کے اسلام کا نمونہ

از خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب

برلن کے ہندی مسلمانوں کا نقشہ گذشتہ سال کے شروع میں ایک دوست نے ہمیں بھیجا تھا ہم نے محض اس خیال سے کہ اس سے مسلمان قوم کی ہتک ہوتی ہے۔ درگذر کی لیکن چونکہ اب وہی لوگ ہمارے خلاف شرارت کر رہے ہیں۔ اس لئے ان کی اخلاقی حالت اور مشاغل کا اظہار کر دینا ضروری سمجھا گیا ہے۔ یہ خط ایک شخص کی طرف سے ہے جو ہماری جماعت سے تعلق نہیں رکھتا۔

"قصہ دراصل یہ ہے کہ شب کو جلسہ جب آدھے کے قریب ختم ہو گیا۔ تو چائے کے لئے وقفہ دیا گیا۔ اس وقت ح ہوئے۔ اور ف دونوں نے شراب پی۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے اگر پی تو کہاں پی۔ مسجد کے نزدیک بھی جو شراب کی دکان ہے وہ پانچ منٹ کے فاصلہ پر ہے اگر ان لوگوں نے کسی دکان پر جا کر پی ہے تو ضروری تھا کہ یہ لوگ مسجد سے کم از کم بیس منٹ دس منٹ آنے جانے میں اور دس منٹ کم از کم وہاں ان کے غائب رہنے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ ف قریباً سارا عرصہ مسجد میں پاس رہا اور صرف پانچ منٹ کے لئے باہر گیا۔ اور ح بالکل ہی غائب رہے۔ وہ قریباً دس منٹ کے بعد آئے جس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ ح بازار گیا ہے۔ اور شراب خرید کر لایا ہے۔ اور پھر اس نے ف کو مکان میں بلا کر یا مسجد کے احاطہ میں بہر حال مسجد کے احاطہ سے باہر نہیں۔ آخر مسجد کا مکان ہے خواہ مسجد میں یا خود مسجد یا مسجد کا ہال۔ اگر کوئی یہ کہے کہ شراب باہر جا کر پی ہے تو وہ اور بات ہے اس میں شک ہی ہے۔ اس کے علاوہ جب جلسہ ختم ہو گیا اس کے بعد یہ سب لوگ واپس مکان میں آئے تو کوئی دس منٹ کے بعد یہ دونوں صاحب کوئی پون گھنٹہ کے لئے غائب ہو گئے۔ یہ تمام رات تو کی لاعلمی میں گذری۔ دوسرے دن جب ح دوبارہ مکان پر تشریف لائے تو تم کو یہ سارا قصہ سنایا۔ جلسے کے درمیانی وقفہ میں اور اس کے بعد جب یہ باہر گئے تھے اس وقت بھی دونوں نے خوب شراب پی۔ جس سے نتیجہ یہ نکلا کہ بقول ح کے اس نے جو نفس کے بعد نعت پڑھی اور ف نے جو جلسہ کی باقی کارروائی سرانجام دی وہ نشہ کی حالت میں تھی۔"

اس اخلاق کے لوگ ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم اُن کو اپنا شریک کار بنائیں اور اشاعتِ اسلام کے مبارک کام کو اُن کی کرتوتوں سے برباد کریں۔ منشی ظفر علی کے نمایندہ تو ایسے لوگ ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہماری جماعت سے ایسے لوگوں کا تعلق نہیں ہو سکتا۔ لاعلمی میں ہمارے مبلغین نے ان سے تعاون جائز کر رکھا۔ ان کے حالات معلوم ہو جانے کے بعد ایسے لوگوں سے ہمارا کبھی بھی تعاون نہیں ہو سکتا۔

چندہ نمبر

کا خیال آپ اکثر بھول جاتے ہیں اور ہم آپکو اکثر یاد دلانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ (منیجر)

خبریں

ہندوستان

— مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی ایڈیٹر "سچ" لکھنؤ شدید علیل ہیں۔

— بھوپال ۲۱ راپریل۔ کل اعلیٰحضرت نواب صاحب بھوپال کے نواسے اور بیگم صاحبہ کروائی کے صاحبزادے کی رسم عقیقہ ادا کی گئی۔ اور نومولود کا نام شہریار محمد خاں رکھا گیا۔

— نئی دہلی ۲۰ راپریل۔ اسمبلی میں دیا سلائی پر محصول عائد کرنے کا بل منظور ہو گیا۔

— گاندھی جی اپنے اچھوت ادھار کے دورے میں مصروف ہیں۔

— اعلیٰحضرت حضور نظام نے ایک تقریب کے دوران میں اپنی رعایا کو اپنے ملک کی مصنوعات استعمال کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اور اپنے محکمہ صنعت و حرفت کو تاکید کی کہ وہ ملک کی مانگ کو دیکھے اور اس مانگ کے مطابق اشیا مہیا کرنے کی کوشش کرے۔

— مسٹر راے لطیفی فنانشل کمشنر پنجاب نے اپنی صاحبزادی کی شادی کی تقریب پر ایک ہزار روپے کی رقم مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے لیے عطا فرمائی۔ اور تاکید کی ہے کہ اس کا بیشتر حصہ یتیم لڑکیوں کی تعلیم پر خرچ کیا جائے۔

— ناگپور ۱۸ راپریل۔ صوبہ سی پی کی بلدیات نے بہار ریلیف فنڈ کے سلسلہ میں جو عطیات منظور کئے تھے صوبجاتی حکومت نے ان کو نامنظور کر دیا ہے۔ اور اپنے ایک سرکلر میں لکھا ہے کہ قانون بلدیات کے ماتحت میونسپلٹیوں کا روپیہ ان کی حدود سے باہر خرچ نہیں کیا جا سکتا۔

— محرم کے سلسلہ میں کانپور میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

— سرینگر ۲۰ اپریل۔ کشمیر اسمبلی کے متعلق اصول و ضوابط کو شائع کر دیا گیا ہے۔ یہ گلینسی کمیشن کی سفارشات کے بالکل مطابق ہیں۔ اور جدید دستور منٹو مارلے کی اصلاحات کے نمونہ پر مرتب کیا گیا ہے۔ ارکان اسمبلی کو آزادی تقریر، بجٹ اور کونسل میں پیش ہونے والے دیگر مسائل پر نکتہ چینی کا اختیار دیا گیا ہے۔ بعض محکمہ جات محفوظ قرار دیئے گئے ہیں چنانچہ ان پر اسمبلی میں بحث نہ ہو سکے گی۔

— ریاست کی مجلس آئین ساز کونسل اور اسمبلی پر مشتمل ہوگی۔ کونسل کا صدر وزیر اعظم ہوگا۔ اور وہ ایسے وزراء کے ساتھ مل کر جن کا تقرر مہاراجہ بہادر کی مرضی پر موقوف ہوگا نظم و نسق ریاست کا کام انجام دے گا۔

— اسمبلی کے صدر کو مہاراجہ بہادر اپنی مرضی کے مطابق ایک معین وقت کے لیے مقرر کریں گے۔ اسمبلی اپنے اجلاس اول سے لے کر تین سال تک کام کرے گی بشرطیکہ مہاراجہ بہادر اسے قبل از وقت منسوخ یا اس کی توسیع کا حکم نہ دے دیں۔ اسمبلی کے سال میں بالعموم دو اجلاس ہوا کریں گے۔

— بھوپال ۲۰ راپریل کل ہز ہائینس نواب صاحب نے دوسرے حصص ملک کے ساتھ ٹیلیفون کا سلسلہ قائم ہونے کی تقریب کا افتتاح فرمایا۔

— کوہاٹ میں عنقریب ایک زنانہ ہسپتال کھلنے والا ہے جس کی رسم افتتاح ہز ایکسلنسی گورنر کی بیگم صاحبہ ادا فرمائینگی۔

— دہلی اور بعض دیگر شہروں میں گردن توڑ بخار کی وبا بدستور موجود ہے۔

ممالک خارجہ

— حکومت روس نے گزشتہ دنوں بہت سے قیدی رہا کر دیئے کیونکہ انہوں نے سوویٹ پالیسی کے ماتحت رہنے پر اظہار رضامندی کیا تھا۔

— حکومت جاپان نے دنیا کے تمام ممالک کو انتباہ کیا ہے کہ وہ چین کے معاملات میں دخل نہ دیں۔ نیز اعلان کیا ہے کہ جو ممالک چین کو فوجی مدد دے کر یا قرض دے کر مشرق کی پرامن فضا کو مکدر کرنے کی کوشش کرینگے جاپان ان کو دعوت مبارزت دینے پر مجبور ہو جائے گا۔

— پیرس ۱۸ راپریل ٹراٹسکی اپنی نامعلوم تحریکات کی بنا پر تمام دنیا میں شہرت حاصل کر چکا ہے۔ چونکہ اس نے غیر جانبدار رہنے کا وعدہ فراموش کر دیا لہذا حکومت فرانس نے اس کو حدود فرانس سے نکل جانے کو کہا۔ اس حکم کے موصول ہوتے ہی وہ کسی اور جگہ چلا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اب وہ اسپین میں پہنچ گیا ہے۔

— اس افواہ کی قابل وثوق ذرائع سے تردید ہو گئی ہے کہ غازی امان اللہ خاں کی صاحبزادی کی شادی ایک یہودی نوجوان سے ہونے والی ہے۔ اب معلوم ہوا ہے غازی موصوف نے خود بھی اس شرمناک افترا پردازی کی تردید کر دی ہے۔ شہزادی موصوفہ اپنے تایا زاد بھائی شہزادے خلیل اللہ سے منسوب ہیں۔

— برلن کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں سائنس دان بغیر ماں باپ کے بچے پیدا کرنے کے تجربات کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان تجربات میں ان کو کسی حد تک کامیابی بھی ہو گئی ہے اس قسم کے تجربے کرنے والے ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جب عورتوں کو بچے جننے کی ضرورت محسوس نہ ہوا کرے گی۔ بلکہ بنے بنائے بچے بازار میں مل جایا کریں گے۔

— حکومت جرمنی نے کچھ ایسے قوانین نافذ کئے ہیں جن کی وجہ سے آئندہ جرمنوں کو اپنے ملک سے باہر تعطیلات گزارنا مشکل ہو جائے گا۔ وہ جرمن جو تعطیلات گزارنے کے لئے کسی غیر ملک میں جائیں گے ایک سال تک ۲۰۰ مارکس فی ماہ سے زیادہ جرمنی سے منگا نہیں سکیں گے۔ علاوہ ازیں ملکی نقدی کی حفاظت کے لئے حصص اور ضمانتوں کی فروخت پر پابندیاں عائد کی جائیں گی۔

— آئرلینڈ کے ایک جمہوریت پسند لیڈر مسٹر ڈے پرے کو اس جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے کہ اس کے قبضہ سے ایک مشین گن اور بہت سی گولیاں برآمد ہوئی تھیں۔

— آئرلینڈ کے وزیر تجارت نے آئرلینڈ کی پارلیمنٹ میں ملک کی صنعتی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ امسال آئرلینڈ میں فن جہاز سازی میں ایک غیر معمولی انقلاب ہو گیا ہے۔ نیز بتلایا کہ گزشتہ سال صرف دو جہاز زیر تعمیر تھے۔ مگر اس سال پندرہ جہاز بنائے جا رہے ہیں۔

— انگورہ ۱۸ راپریل۔ حکومت ٹرکی نے ۵ فوجی افسروں کو گرفتار کیا ہے۔ جو فوجوں میں اشتراکی خیالات کی اشاعت کرتے تھے۔ افواہ ہے کہ یہ لوگ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی موجودہ ڈکٹیٹری کو پسند نہیں کرتے۔

— ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ بالشویک لیڈر ٹراٹسکی ابھی تک فرانس ہی میں ہے۔ اسے ملک سے نکل جانے کا کوئی حکم حکومت کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۰
تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۳۴ء | نمبر ۲۶

اجودھیا کے ظالم ہندوؤں سے!

گزشتہ عید اضحیٰ کے دوسرے روز اجودھیا کے ہندو دلدل بلا وجہ ہنگامہ برپا کر کے مسلمانوں پر نہایت ہی وحشیانہ اور ہولناک مظالم کئے جن کی مفصل کیفیت اخبارات میں شائع ہو چکی ہے شاعر نے مندرجہ ذیل اشعار میں ان ظالموں ہی کو مخاطب کیا ہے۔ (ملاپ)

اے جفا خو، ظلم پیشہ، دشمن نوع البشر
آدمی کی شکل میں ہے تو مجسم جانور
عقل تیری کیا غلامی کے سبب ماری گئی
کس لئے غافل ہے تجھ پر بہیمیت طاری ہی
تجھ سے کیا انسانیت بالکل ہی رخصت ہوگئی
خوں بہانے سے جو تجھ کو اتنی الفت ہوگئی
آدمی کی جان کی کوئی حقیقت کیا نہیں
خوں سے اسکے تو نے رنگدی جو اجودھیا کی زمیں
شہر سارا تو نے مقتل سے بدل کر دیا
بیکسوں کے جھونپڑوں کو نذر آتش کر دیا
بیکسوں پر ظلم ڈھانا اور ایسے شہر میں
خون کے دریا بہانا اور ایسے شہر میں
تجھ کو "ابلانا ریون" پر بھی نہ آئی کچھ "دیا"
کنس کے بھی کان کاٹے تو نے اے پر از جفا
لوٹے پاپی کتنی استریوں کے اُف تو نے سہاگ
انکی امیدوں کے خرمن میں لگا دی تو نے آگ
کتنے معصوموں کے تو نے خون گردن پر لئے
آہ کتنے خاندانوں کے بھٹا ڈالے دیئے
کیوں نہ تجھ پر آسمانی قہر نازل ہو گیا؟ اژدہا بنکر زمیں نے کیوں نہ لقمہ کر لیا

جماعت راولپنڈی کا سالانہ جلسہ

جماعت راولپنڈی کا سالانہ جلسہ حسب اعلان ۲۲، ۲۳ اپریل کو نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ اس کی مفصل روئیداد ابھی تک موصول نہیں ہوئی شدید انتظار ہے۔ امید ہے مرزا غلام محی بانی صاحب سکرٹری جلد توجہ فرمائیں گے بعض شرکائے جلسہ سے جو کیفیت معلوم ہو سکی اس کو مختصر الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

جلسہ کی تیاری اور جلسہ گاہ جلسہ کی تیاری میں ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار۔ مرزا اکرام ربانی صاحب۔ ماسٹر عبد القدوس صاحب بابو شکر الدین صاحب اور بعض دوسرے احباب نے خاص طور پر حصہ لیا۔ اور کوشش کر کے تمام انتظامات مکمل کئے۔ جلسہ حسب معمول آریہ بیاں میں منعقد ہوا۔ جلسہ گاہ کو نہایت خوش سلیقگی سے آراستہ کیا گیا تھا۔ خواتین کے لئے علیحدہ پردہ دار نشست کا انتظام تھا۔ خواتین بھی بتعداد کثیر ہر اجلاس میں شریک ہوتی رہیں حاضرات میں شیخ عبد العلی صاحب ای اے سی کی بیگم صاحبہ کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ موصوفہ نے ہی ایک مالا بھی جو مشن کے لئے عنایت فرمائی۔ جزاک اللہ۔

مقررین اور مہمان مقررین میں سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ جناب مولانا صدر الدین صاحب۔ مسٹر عبد اللطیف گاباصاحب مولانا یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ"۔ جناب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی۔ جناب میر مدثر شاہ صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کے اسما خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جلسہ سے قبل کئی روز تک درس قرآن دیتے رہے۔ مولوی عصمت اللہ صاحب احباب راولپنڈی کے اصرار پر علالت کی حالت میں گئے۔ لیکن تکلیف زیادہ ہو جانے کی وجہ سے لیکچر نہ دے سکے۔ راولپنڈی کے علاوہ پشاور اور ضلع ہزارہ کی جماعتوں میں سے بھی متعدد دوست سفر کی تکلیف برداشت کر کے شریک جلسہ ہوئے۔ زائرین میں سے جناب خان عجب خان صاحب ریٹائرڈ ای اے سی کا اسم گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ممدوح نے صوبہ سرحد کی ملازمت سے ریٹائر ہو کر خدمات سلسلہ کا بیڑہ اٹھانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ خدا ان کے اس عزم میں برکت کا میابی عطا فرمائے۔ مہمانوں کے قیام کا انتظام جلسہ گاہ کے قریب ہی ایک اچھے مکان میں کیا گیا تھا۔ اور کارکنوں نے قابل تعریف طریق پر فرائض میزبانی ادا کئے۔ جزاک اللہ۔

حضرت امیر کی آمد اور مصروفیات حضرت امیر ایدہ اللہ ۲۲ اپریل کی صبح کو لاہور سے روانہ ہو کر چار پانچ بجے کے قریب راولپنڈی پہنچے اسٹیشن پر متعدد اصحاب استقبال کے لئے موجود تھے حضرت ممدوح اپنے مختصر عرصہ قیام میں بیحد مصروف رہے۔ عام تقریروں کے علاوہ ممدوح نے ۲۳ اپریل کی شام کو مہمان خانہ میں تمام احباب کو جمع کر کے خاص طور پر نصیحتیں فرمائیں اور جماعت کی توسیع و تنظیم کے متعلق چند عملی تجاویز ان کے سامنے رکھیں ۲۲ اپریل کی دوپہر کا کھانا بھی تمام احباب نے مہمان خانہ میں اکٹھے ہو کر کھایا۔ اس موقع پر بھی مفید بات چیت ہوتی رہی۔ ۲۳ اپریل کی شام کو جناب نظام الدین صاحب ریلوے انجینیر نے حضرت ممدوح و دیگر بزرگان سلسلہ کو ٹی پر مدعو کیا۔ ہر وقت کثرت سے لوگ ملاقات کے لئے آتے رہے۔

درس قرآن احباب راولپنڈی جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے درس قرآن کے خاص طور پر شائق ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کو خاص اصرار سے انہوں نے بلایا۔ ۱۸ اپریل سے لیکر ۲۱ تک ہر روز نماز مغرب کے بعد دفتر انجمن میں آپ کا درس قرآن ہوتا رہا۔ جس میں کثرت سے لوگ شریک ہوتے رہے۔ ۲۰ اپریل کو نماز جمعہ بھی ڈاکٹر صاحب موصوف نے پڑھائی اور نہایت پر اثر اور مفید خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ کی ملاقات کے لئے بھی لوگ بکثرت آتے رہے جس کی وجہ سے آپ بیحد مصروف رہے۔

اجلاسوں کی عام کیفیت باوجود شدید مخالفت کے جلسہ نہایت کامیاب رہا غیر از جماعت احباب بھی کثرت سے تشریف لاتے رہے ہر اجلاس میں کافی حاضری ہوتی تھی ۲۲ کی سہ پہر اور رات کے

ہماری تبلیغی ڈاک

(مرتبہ جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

عراق

اخویم سید تصدق حسین صاحب لکھتے ہیں کہ جناب اکرام احمد صاحب اور محمد سالار خانصاحب کرکوک اور حدیثہ میں نہایت احسن طریق پر تبلیغ میں مصروف ہیں۔ بغداد میں ہر ہفتہ احباب جمعیتہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں ہر خیالات کے مسلمان شریک ہوتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی اور صحیح عقائد کے متعلق دو پمفلٹ خود حضورؑ کے الفاظ میں تیار کر کے دستی لکھکر لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ ان کو پڑھ کر لوگ دریافت حالات کے لئے آتے رہے۔ اخویم میاں محمد اسحٰق صاحب نے جہازی لائبریریوں کے لئے دو سٹ قرآن مجید انگریزی معہ دیگر لٹریچر دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی اخبار "لائٹ" کی خریداری بھی منظور کی ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ اخویم سید عابد علی صاحب جماعت کی کارگزاری کی رپورٹ تیار کر رہے ہیں۔ ہر سہ ماہی پر رپورٹ بھیجدی جایا کرے گی۔

فلپائن

انتو نیو صاحب میونسپل پریزیڈنٹ لکھتے ہیں کہ میرے پاس اس مہربانی کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں جو آپ نے قرآن شریف انگریزی و دیگر لٹریچر بھیجکر کی ہے۔ جسنے میری اور میرے کنبہ کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کی ہے (یہ دوست پہلے عیسائی تھے۔م) میں انشاء اللہ اس کے ذریعہ سے اس سچے مذہب کی دوسرے لوگوں میں تبلیغ کرتا رہونگا۔ ۱۵ مارچ کو یہاں کے ڈپٹی گورنر صاحب اور میں نے تمام مسلمانان اماموں کو جمع کیا اور اس جزیرہ میں اسلام کی ترقی کے وسائل پر غور کیا گیا۔ اور مسلمانوں کی تنظیم کے طریقوں کو سوچا گیا جلسہ میں ایک حاجی ایک حافظ اور گیارہ اماموں کے علاوہ بہت سے عام مسلمان بھی تھے۔ جلسہ کو دعا کے ساتھ شروع کیا گیا۔ جسکے بعد ڈپٹی گورنر صاحب نے مختصر سی تقریر فرمائی۔ اور پھر متفقہ طور پر قرار پایا کہ بیرونی مساجد (جن کو یہاں لنگل کہتے ہیں) کو ایک مرکزی مسجد بنا کر اس کے ماتحت رکھا جائے۔ اور مرکزی مسجد میں بیرونی اماموں اور دوسرے لوگوں کو تعلیم اسلامی سے آگاہ اور ان کو منظم کیا جائے آپ کا لٹریچر پڑھنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہاں اوّل تو تعلیم اسلام سے ناواقفیت ہے۔ دوم مسلمانوں کی تعلیم دینی کا کوئی نظام موجود نہیں۔ جو ان کی اولاد کو اسلام میں رکھ سکے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی مدد سے ہم اسلام کی عمارت کو از سر نو اٹھائیں اور تعلیم قرآن کو رائج کریں ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپ ہماری رہبری فرما کر مشکور کرینگے۔

جنوبی افریقہ

فاطمہ پکٹ صاحبہ لکھتی ہیں کہ:۔ امید ہے آپ مجھے براہ راست خط کتابت کرنے کے لئے معاف فرمائینگے۔ آپنے مجھے گزشتہ سال چند اسلامی کتب بھیجی تھیں جن کی بنا پر مجھے خط لکھنے کی جرأت ہوئی۔ میں ایک یورپین نسل کی عورت ہوں اور سچی مسلمان ہوں۔ لیکن میرے خیالات یہاں کے ملائی اور کئی ہندی ملانوں سے نہیں ملتے۔ شاید آپ کو تعلیم اسلام کا یہ اصول یاد ہوگا کہ اسلام کالی اور گوری اقوام کا باہمی برادرانہ اتحاد قائم کرنے میں کامیاب ثابت ہوا ہے۔ جہاں تک میرا حافظہ کام دیتا ہے میں نے ایسا ہی پڑھا تھا۔ یورپین تو مجھ سے اس لئے نفرت انگیز سلوک کرتے ہیں کہ میں نے ان کا مذہب چھوڑ کر سیاہ رنگ والوں کا مذہب اختیار کیا۔ اور ان سے مجھے اسی سلوک کی امید تھی۔ لیکن مسلمانوں کی طرف سے اس قسم کا سلوک پاکر مجھے سخت دکھ پہنچتا ہے۔

اعوذ برب الناس ملک الناس اِلٰہ الناس من شر الوسواس الخناس۔

عرصہ ہوا میں نے پڑھا تھا کہ آپ کا کوئی مشنری کیپ ٹاؤن آیا ہوا ہے۔ جسکے ساتھ لوگوں نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ چونکہ میں ان دنوں اس شہر میں نہ جا سکی اس لئے معروض ہوں کہ جب آئندہ آپ کا کوئی مشنری جنوبی افریقہ آئے تو مجھے مطلع فرمائیں تاکہ میں اس سے ملاقات کر سکوں۔ میں نے اسلام کو اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد قبول کیا ہے۔ اس لئے میں کوئی معمولی ناواقف عورت نہیں ہوں بلکہ ایک مخلص مسلمان ہوں۔

فلپائن

مسٹر ٹی۔ ڈی۔ یو ڈپٹی گورنر لکھتے ہیں،۔ کہ یہاں کے مسلمانوں کا میں لیڈر سمجھا جاتا ہوں۔ اس لئے قدرتاً میری خواہش ہے کہ آپ مجھے یہاں کے مسلمانوں کی دینی دنیاوی ترقی کے وسائل مہیا کرنے میں میری مدد کریں۔ کیونکہ یہاں کے مسلمان ہر طرح تعلیم اسلامی سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ قرآن سے تو یہ لوگ بالکل ناواقف ہیں۔ اس کا پڑھنا اور معنے سمجھنا تو بڑی بات ہے اس سارے علاقہ میں جو میرے ماتحت ہے۔ صرف چند آدمی عربی قرآن پڑھنا جانتے ہیں۔ لیکن اس کے معنے سمجھنے والا ایک بھی نہیں۔ اس لئے مندرجہ بالا حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس جزیرے کے لوگوں کے نام پر آپ سے نہایت عاجزانہ طور پر التجا کرتا ہوں کہ آپ ہماری رہبری کریں۔ اور ہمیں قرآن کریم و دیگر اسلامی لٹریچر مہیا کر کے سیدھے راستہ پر چلایئے۔ میں ایک فوٹو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ جس سے آپ مسلمانوں کی موجودہ حالت کا اندازہ لگا سکینگے۔ یہ سب کے سب مسلمان ہیں۔ لمبے بالوں والی عورتیں نہیں بلکہ مرد ہیں۔

اخبار کا چندہ

احباب اور خریداران کرام کو معلوم ہے کہ پیغام صلح کے تمام اخراجات کا مدار صرف اخبار کے چندہ پر ہے۔ پھر بھی اکثر خریدار ادائیگی چندہ میں سستی کرتے ہیں جو ہرگز مناسب نہیں ہے (مینیجر)

مکتوب برلن

پایہ تخت جرمنی میں عید اضحیٰ

جملہ مسلمانان برلن نے اس دفعہ بھی عید اضحیٰ مسجد مبارک برلن میں بروز دوشنبہ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۳۴ء کو منائی۔

عید سے چند روز پیشتر مسلمانان برلن نے اس مبارک تہوار کو بہترین طریق پر منانے کے لئے مفصلہ ذیل حضرات کی ایک کمیٹی کا انتخاب کیا۔ عالم جان ادریسی۔ ڈاکٹر واصل رسلان (صدر انجمن اسلامیہ) پروفیسر مرزا حسن۔ ڈاکٹر عابدین بیگ اور ڈاکٹر ایس ایم عبداللہ (امام مسجد برلن) عید کے کمل انتظام کی ذمہ داری اسی منتخبہ کمیٹی کے سپرد ہوئی۔

مجوزہ پروگرام کے ماتحت صلوٰۃ عید سے پیشتر حافظ عبد الرحمن صاحب نے قرآن مجید سے چند رکوع تلاوت کئے ازاں بعد جناب عالم جان ادریسی صاحب نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ خطبہ میں صاحب موصوف نے فریضہ حج کی ادائیگی اور اس مبارک موقعہ پر مسلمانان کا ایک ہی رنگ میں جمع ہونے کو نہایت موثر اور دلنشین انداز میں بیان فرمایا۔ آخر پر جناب ایس ایم عبداللہ صاحب نے بزبان المانوی ایک تقریر کی۔ جس سے سنت ابراہیمؑ کی یاد حاضرین کے دلوں میں تازہ ہوگئی فاضل مقرر نے اسلام میں قربانی کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے اس بلند مقام کا نقشہ کھینچا جہاں اسلام بنی نوع انسان کو حیوانیت سے نکالکر لانا چاہتا ہے۔

اسی روز شام کو آٹھ بجے مسلمان اور اسلام سے ہمدردی رکھنے والے غیر مسلم حضرات مسجد کے ملحقہ مکان میں دوبارہ جمع ہوئے۔ اس موقعہ پر جناب ایس ایم عبداللہ صاحب نے ایک تقریر بزبان المانوی بعنوان "اسلام انسانیت کیلئے کیا لایا" فرمائی۔ لکچر کے اختتام پر حاضرین کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی اور اس طرح یہ تقریب بنہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی۔

اس موقع پر اخراجات کے کثیر حصہ کی کفیل وہ رقم ہوئی جو رات لیکچر کے وقت حاضرین سے جمع کی گئی باقی رقم مسجد اور انجمن اسلامیہ کی جانب سے بقایا اخراجات کے لئے بطور امداد حاصل کی گئی۔

جرمن پریس ا[illegible] بھی بنہایت مہربانی سے پیش آیا اور اخبارات کے ذریعہ پبلک کو اس تقریب کی اطلاع دی۔ اس کے علاوہ اخبارات میں تقریروں کے اقتباسات بھی شائع ہوئے۔

دستخط

(پروفیسر مرزا حسن۔ ڈاکٹر عابدین بیگ)

خطبات جمعہ کی تنظیم

سیرت کمیٹی پٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ مستقل بنیادوں پر خطبات جمعہ کی تنظیم کی جائے۔ کمیٹی نے اس غرض کے لئے قاضی محمد وسیر صاحب ظہیر ساکن نیاز بیگ کی خدمات حاصل کی ہیں۔ قاضی ظہیر صاحب عنقریب پنجاب کے ۳۶ ضلعوں کا دورہ کر کے ضلع وار ایک ایک سو منتخب اسلامی دیہات وقصبات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم جمعہ مورخہ ۱۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۲۶

سیروا فی الارض

اقوام وافراد کی ترقی کا قرآنی گُر

خطبہ جمعہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء ——— فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

فکاین من قریۃ اھلکنھا . . . . الصدور ۵ (سورۂ حج ۲۲: ۴۶-۴۵)

(ترجمہ) سو کتنی بستیاں ہیں جنھیں ہم نے ہلاک کر دیا۔ اس حال میں کہ وہ ظالم تھیں۔ سو وہ خالی ہیں، ان کی عمارتیں گری ہوئی اور کتنے بیکار کنوئیں اور مضبوط محل (ویران ہیں) تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں۔ تا ان کے دل ہوتے جن سے وہ سمجھتے یا کان ہوتے جن سے وہ سنتے۔ کیونکہ وہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

تعلیم قرآنی کے بعض حصے

قرآن کریم کی تعلیمات کے ایک تو وہ حصے ہیں جو کم وبیش لوگوں کو معلوم ہیں۔ لیکن بعض حصص ایسے بھی ہیں کہ ان کی طرف توجہ نہیں حالانکہ وہ بھی نہایت ضروری ہیں۔ ان پر عمل کرنے سے ہی ہماری بہت سی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ اور ہماری ترقی کے نئے نئے دروازے کھل سکتے ہیں۔ ابھی میں نے جو آیات تلاوت کی ہیں ان میں بھی ایک ایسی بات کے متعلق کہا گیا ہے جس کی طرف آج کل مسلمان بہت کم متوجہ ہیں یعنی سفر و سیاحت۔

سفر و سیاحت کی تاکید

قرآن کریم میں بار بار سیروا فی الارض کا حکم دیا گیا ہے بار بار مختلف پیرایوں میں اس کی تاکید کی گئی ہے۔ کہیں کہا قل سیروا فی الارض فانظروا کیف بدأ الخلق ثم اللہ ینشئ النشأۃ الاخرۃ (کہو زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو اس (اللہ) نے پہلی بار پیدا کیا پھر اللہ ہی آخرت کی پیدائش پیدا کرے گا) کہیں آتا ہے اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین کانوا من قبلھم کانوا ھم اشد منھم قوۃ واٰثارا فی الارض فاخذھم اللہ بذنوبھم وما کان لھم من اللہ من واق (اور کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں پس دیکھتے کس طرح ان کا انجام ہوا جو ان سے پہلے تھے وہ قوت میں اور زمین میں نشانات (بنا لینے) میں ان سے بڑھ کر تھے۔ سو اللہ نے انہیں گناہوں کی وجہ سے پکڑا۔ اور کوئی انہیں اللہ (کی سزا) سے بچانے والا نہ تھا۔) تاریخ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، کہ جس قدر قوموں نے ترقی کی ہے۔ وہ وہی قومیں ہیں جو گھر سے نکلکر باہر پھیل گئیں۔

عربوں کی ترقی کی وجہ

جو قومیں بالشان گھروں کے اندر بند رہتی ہیں اور باہر نہیں نکلتے وہ کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں نے سیروا فی الارض کے حکم الٰہی کو سمجھا اور اس کی تعمیل کی۔ انہوں نے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ کی طرح ہی اس حکم کی اہمیت کو محسوس کیا۔ اور دنوں کے اندر انتہائی عروج پر پہنچ گئے۔ اسلامی تاریخ پر نظر کرو۔ عربوں کی وہ قوم جو باقی دنیا سے ہمیشہ الگ تھلگ رہی تھی جس کے اندر ترقی کرنے کی روح ہی نہ تھی، وہ اس حکم کی تعمیل کے ذریعہ ایک نہایت ہی قلیل عرصہ میں تمام دنیا پر چھا گئی۔ زمانہ جاہلیت میں عرب بالکل وحشی تھے۔ اگر کبھی اپنے ملک سے نکلتے بھی تو معمولی مال تجارت لیکر، سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف چلے جاتے۔ بس۔ علم ان کے اندر نہ تھا کسی قوم یا ملک کو فتح کرنے کا خیال ان میں نہ پایا جاتا تھا۔ لیکن قرآن کے اس حکم سیروا فی الارض نے ان کے اندر ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا۔ جن کو دین کا شوق تھا وہ تبلیغ کے لئے نکلے جن کے اندر شجاعت تھی وہ دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے۔ جن کو علم کا شوق تھا وہ حصول علم کے لئے باہر نکلے کسی نے جغرافیہ کی تحقیقات کو اپنا مقصد بنایا۔ اور صحرا و سمندر اور آبادیاں اور بیابان چھان مارے۔ کوئی طب۔ تاریخ یا اور کسی علم کی خاطر گھر سے نکلا۔ غرضیکہ زندگی کا کوئی پہلو نہیں جس کی تکمیل کی خاطر یہ لوگ دنیا کے بعید ترین گوشوں تک نہ پہنچے ہوں۔

عربوں کے حیرت انگیز مذہبی وعلمی کارنامے

آج ہمیں حیرت ہوتی ہے لیکن یہ تاریخی واقعات ہیں۔ کہ بعض صحابیوں نے ایک، ایک ماہ کا سفر صرف ایک روایت کی تصدیق کی خاطر گوارا کیا۔ یہ محض دین اور علم سے محبت کا نتیجہ تھا۔ اگر قرآن کریم کا یہ کمال ہے کہ اس نے کوئی ایسی ہدایت نہیں چھوڑی جو انسان کی ترقی کے لئے ضروری تھی تو عربوں کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے کوئی حکم قرآنی ایسا نہیں چھوڑا جس پر عمل نہ کیا ہو۔ سفر و سیاحت سے انسان کے اندر تحقیق و ترقی کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ عرب پرانی اقوام کی روایات پر مطمئن نہ ہوتے تھے بلکہ ہر ایک علم کی خود تحقیق کرتے اور بانی بنتے۔ ان کے مذہبی لوگوں کے دماغ بھی اس قدر روشن تھے کہ اس زمانہ میں حیرت ہوتی ہے۔

یورپین عیسائیوں کا ایک غلط الزام

آج بہت سے یورپ کے عیسائی کہتے ہیں کہ اسلام نے پہلی قوموں کی روایتوں کو لے لیا ہے۔ لیکن اگر قرآن کریم پہلی روایتوں کا ناقل ہوتا تو مسلمان بھی اس دائرہ سے آگے نہ نکلتے جس میں پہلی قومیں قید تھیں۔ اسلام سے پہلے یہی زمین سب کچھ سمجھی جاتی تھی اور حضرت آدم کو انسان اول خیال کیا جاتا تھا جس کی پیدائش پر چار ہزار سال کا عرصہ گزرا تھا۔ لیکن مسلمانوں نے اس خیال پر قناعت نہیں کی۔ ابتدائی زمانہ کے ایک امام محمد بن علی الباقر سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ اس آدم سے پہلے جو ہمارے باپ ہیں دس لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدم گزر چکے ہیں۔ شیخ اکبر نے فتوحات میں لکھا ہے کہ ہمارے آدم سے چالیس ہزار سال پہلے ایک اور آدم تھے اور امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارہ ہزار عالم ہیں جن میں سے ہر ایک سات آسمانوں اور سات زمینوں یعنی ہمارے نظام شمسی سے بڑا ہے۔

محی الدین ابن عربی کا ایک کشف

آج کولمبس کو امریکہ کا دریافت کرنے والا کہا جاتا ہے لیکن محی الدین ابن عربی کا ایک کشف ہے۔ کہ مجھے مغرب کی طرف دیکھنے میں بحر سمندر سے پار انسانوں کی وسیع آبادیاں دکھائی گئی ہیں اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے ائمہ کے دماغ بھی تحقیقات کے کس قدر شائق اور روشن تھے۔ اس زمانہ کے مسلمان سیاحوں کے سفرنامے پڑھو تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آج ریل، موٹر، جہاز، تار برقی۔ ڈاک وغیرہ سب کچھ موجود ہے۔ سفر تکلیف دہ نہیں رہا لیکن اس زمانہ میں تو یہ کچھ بھی نہ تھا۔ ایک آدمی جب گھر سے نکلتا تو اس وقت تک جبکہ دوبارہ واپس نہ آ جاتا اس کی خیریت معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا لیکن اس کے باوجود مسلمان دور دراز ممالک میں پہنچے اور جس مقصد کے لئے نکلے اس کو حاصل کر کے چھوڑا۔

سلسلہ احمدیہ اسلامی وسیع النظری کی ایک جھلک ہے

ہمارا سلسلہ کیا ہے یہ بھی اس اسلامی وسیع النظری کی ایک جھلک ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو کچھ اسلام کے متعلق لکھا جاتا تھا اور ان ممالک میں جو حقیقی مذہبی پیاس موجود تھی اس کے لئے پنجاب کے ایک گاؤں کے گوشہ نشین کے قلب میں غیرت پیدا ہوئی اور اسی سے یہ ہمارا سلسلہ پیدا ہوا۔ بڑے بڑے روشن خیال مسلمانوں کے دلوں میں غیرت دینی کا یہ جذبہ نہیں۔ لیکن جو اس گوشہ نشین کے دامن سے وابستہ ہوا اسی کے دل میں یہ چنگاری پیدا ہو گئی کہ باہر نکلو اور دنیا کو اسلام کے لئے فتح کرلو۔

ہمارے مقتدر لیڈروں کی سینما نوازی

ہمارے مقتدر لیڈروں کو اگر کبھی مذہب کی حفاظت کا خیال آتا ہے تو وہ بھی صرف سینما کے ذریعہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عیسائی اور آریہ سینما کے ذریعہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں اسلامی تہذیب اور زبان کو نقصان پہنچانے والی فلمیں تیار ہو رہی ہیں اس لئے مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ فلم سازی کی صنعت میں حصہ لیں اور ایسی فلمیں تیار کریں جن سے عیسائی اور آریہ فلموں کے مخالف اسلام اثرات کو دور کیا جا سکے۔ چنانچہ ان میں سے بعض لیڈروں کی سرپرستی میں فلم کمپنیاں بھی قائم ہو چکی ہیں۔ اور مسلمانوں کو دعوت دی جا رہی ہے کہ وہ اس کاروبار میں روپیہ لگائیں اور اس طرح اپنے مذہب

حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر قرآنی سے اختلاف

ملتِ محمودیہ کا اپنا طرزِ عمل

(۳)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

ساتواں اختلاف

(۷) ان محمودی بزرگوں کی کوئی ایک بات ہو تو عرض کروں۔ یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی تفسیر آیات قرآنی کے خلاف نبوت کو ثابت کرنے کے لئے قرآن سے متعدد آیات نکالی جاتی ہیں اور کھینچ تان کر تحریف معنوی کر کے ان سے اسی رنگ میں استنباط کیا جاتا ہے جس رنگ میں بابی اور بہائی کرتے ہیں۔ ان سب پر یہاں بحث کرنا موجب طوالت ہے۔ کیونکہ بارہا زیر بحث آ چکی ہیں۔ مشہور آیت خاتم النبیین کا ترجمہ جو حضرت مسیح موعود نے کیا وہ سب کو معلوم ہی ہے۔ آپ آنحضرت صلعم کو آخری نبی سمجھتے تھے اور آپ کے بعد مدعی نبوت کو کافر و کاذب جانتے تھے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے، وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت صلعم کے بعد نبی اور رسول ہوں" (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷)

پھر فرماتے ہیں:۔

"صرف اس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۷)

اس کے بالمقابل میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

"کہ وہ خاتم النبیین ہے یعنی نہ صرف نبی ہے، بلکہ نبی گر ہے" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۵۷)

لیکن فقط اتنا ہی نہیں حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں:۔

"اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا ہے" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۸)

اور اس کے بالمقابل جناب **میاں محمود احمد صاحب** فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلعم کے بعد **بعثت انبیا کو بالکل مسدود** قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اس کے خلاف نعوذ باللہ من ذالک

اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ آپ نعوذ باللہ دنیا کے لئے **ایک عذاب کے طور پر آئے** اور **جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی اور مردود ہے**"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۶، ۱۸۷)

اب ذرا غور فرمائیے حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں کہ اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث نبی ہوتا۔ پس آپ آنحضرت صلعم کے بعد بعثت انبیا کو بالکل مسدود قرار دیتے ہیں۔ اور میاں محمود احمد صاحب ایسا عقیدہ رکھنے والے کو "لعنتی اور مردود" بتاتے ہیں۔ فرمائیے یہ زد کہاں پڑی؟ اگر یہ کہا جائے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود ایسا عقیدہ رکھتے تھے تب بھی یہ ماننا پڑیگا کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے وہ بلحاظ اپنے عقیدہ کے نعوذ باللہ لعنتی اور مردود تھے۔ کیا کسی محمودی میں یہ جرأت ہے کہ میاں صاحب کو اس معاملہ میں ملامت کرے۔ جو برملا اس قدر ناپاک اور گندے الفاظ حضرت مسیح موعود کی شان میں استعمال کر گئے اور کسی نے ہوں تک نہ کی۔

آٹھواں اختلاف

(۸) اتنا ہی نہیں اور ملاحظہ ہو میاں صاحب حضرت مسیح موعود پر کس قسم کی زد مارنا چاہتے ہیں مار جاتے ہیں اور پروا بھی نہیں کرتے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"نادان مسلمانوں کا خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں کچھ منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبوت پاوے"

(حقیقۃ النبوت صفحہ ۲۳)

مسلمانوں کا یہ خیال تھا یا نہ تھا یہ تو جدا بحث ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی اپنی یہ تحریر ضرور موجود ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں"

(خط حضرت مسیح موعود الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

اب فرمائیے میاں صاحب نے کسے "نادان" کہا۔ صاف ظاہر ہے کہ "مسلمانوں" کا ہے برائے نام پردہ سامنے رکھکر حضرت مسیح موعود کو "**نادان**" کہا۔ "برائے نام پردہ" میں نے اس لئے کہا کہ تمام مسلمانوں میں سے سوائے حضرت مسیح موعود کے کسی مسلمان نے نبی کی یہ تعریف **یکجائی طور پر** نہیں کی کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں کچھ منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبوت پائے۔ یہ تینوں امور اسی ترتیب سے صاف اور قریباً قریباً انہی الفاظ کے ساتھ یکجائی طور پر تمام دنیا اور تمام زمانوں کے مسلمانوں میں سے صرف ایک شخص یعنے حضرت مسیح موعود نے لکھے ہیں دلا عجب اور انہی کی تحریر سے یہ فقرہ نبوت کی اس تعریف کے ساتھ میاں صاحب کے کان میں پڑا یا نظر پڑا۔ اور اسی فقرے کے لکھنے والے کو میاں صاحب **نادان** کہہ رہے ہیں۔ تو کیا صاف ظاہر نہیں کہ میاں صاحب حضرت مسیح موعود کو اس بنا پر گالیاں دے رہے ہیں کہ ان کی تعریف نبوت سے میاں صاحب کے تعمیر کردہ قصر نبوت کی جڑ بنیاد اکھڑ جاتی ہے۔ ورنہ میاں صاحب کا یہ فرض ہوگا کہ حضرت مسیح موعود سے قبل مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص کی ہی تحریر پیش کر دیں جس نے **یکجائی طور پر** نبوت کی یہ تعریف لکھی ہو۔

نواں اختلاف

(۹) میاں صاحب کا غصہ اسی ایک موقعہ پر ختم نہیں ہو جاتا۔ وہ حضرت مسیح موعود سے اس قدر ناراض معلوم ہوتے ہیں کہ جس جگہ ان کی تحریر کو اپنے بیان کردہ نبوت کی تعریف کے خلاف پاتے ہیں وہاں برملا ان کے نادان ہونے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود نبوت پر بحث کرتے ہوئے ایک آیت کی یوں تفسیر کرتے ہیں:۔

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۹)

یہ تحریر چونکہ میاں محمود احمد صاحب کی تعریف نبوت کے خلاف پڑتی تھی اس لئے اس تحریر پر جناب میاں صاحب کا غیظ و غضب ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:۔

"بعض **نادان** کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ فرماتا ہے کہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ"

(حقیقۃ النبوت صفحہ ۱۵۵)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کس حقارت سے حضرت مسیح موعود کی آیت **ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کی تفسیر** کو ٹھکرایا ہے اور آپ کو منہ بھر کے **نادان** کہہ دیا ہے مگر یہاں کوئی محمودی لشٹوے نہیں بہاتا۔ بلکہ اپنی اپنی نوٹ بک میں اسے نوٹ کر کے رکھا ہوا ہے۔ کہ وقت ضرورت پر پیغامیوں کے خلاف کام آئے۔

دسواں اختلاف

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کی اس قسم کی تحریرات کو دیکھکر غالباً میاں محمود احمد صاحب نے یہ سمجھا کہ ایسی تحریریں خال خال ہونگی۔ لہذا ان کے لکھنے والے کو "نادان" کہکر کام چل جائے گا۔ اور لوگ ایک **نادان شخص** کی تحریر کو میاں **محمود احمد جیسے دانا** آدمی کی تحریر کے سامنے قابل وقعت نہ سمجھیں گے۔ لیکن بعد میں جب دیکھا کہ کتابوں کی کتابیں اسی قسم کی تحریروں سے پُر ہیں اور نبوت کی جو تعریف

اور تشریحات حضرت مسیح موعود نے کی ہیں۔ ان سے ہزار ہا صفحے آپ کی تصنیفات کے بھرے پڑے ہیں۔ اور وہ سب کی سب میاں صاحب کی نبوت کی من گھڑت تعریف کے خلاف پڑتی ہیں۔ تو آپ نے تنگ آکر اعلان کر دیا کہ سن ۱۹۰۱ء تک حضرت مرزا صاحب باوجود نبی ہونے کے نبوت کی تعریف نہ جانتے تھے۔ اور نعوذ باللہ اس معاملہ میں ان کی نادانی اور کم علمی کا یہ عالم تھا کہ باوجود خدا تعالیٰ کی متواتر وحی اور خدا سے تازہ بتازہ علم پالینے کے انہیں نبوت کی سمجھ ہی نہ آتی تھی۔ اور بارہ برس تک باوجود نبی ہونے کے نبوت کے مدعی پر لعنتیں بھیجتے رہتے۔ اور ایسے شخص کو دجال اور مسیلمہ کذاب کا بھائی قرار دیتے رہے۔

میاں صاحب کی انتقام کشی

میرے خیال میں میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود سے بدلہ خوب لیا۔ وہ اس طرح کہ میاں صاحب کی خود پسندی اور ضد بھلا کب برداشت کر سکتی تھی کہ وہ نبوت کی کوئی تعریف کریں اور کوئی شخص اس کے **خلاف** کچھ لکھے یا کہے۔ جب حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو دیکھا کہ وہ ان کے خلاف لکھے چلے جاتے ہیں تو پہلے تو دو تین جگہ "نادان" "نادان" کہہ کر مترد کر دیا۔ لیکن جب دیکھا کہ حضرت کی سالہا سال کی تحریریں سب میاں صاحب کے خلاف نبوت کی تشریحیں کر رہی ہیں تو جھلا کر لکھ دیا کہ یہ سب منسوخ ہیں۔ اس لئے کہ جس زمانہ کی تحریریں ہیں اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کو نبوت کی سمجھ ہی نہ تھی۔ یعنے یہ سارا زمانہ ہی آپ کی نادانی کا تھا۔ گویا ایکدم جھاڑو پھیر کر رکھدیا۔ آخر الگ الگ کب تک نادانی کا فتوے دیتے جاتے۔ جب سارا زمانہ ہی نادانی اور لاعلمی کا قرار دیدیا تو بارہ برس تک کیلئے یکدم فراغت ہو گئی۔ بس اب اس زمانہ کی جو بات نبوت کے بارے میں دیکھو سب کو نادانی اور جہل پر مبنی سمجھو۔

حضرت مسیح موعود پر میاں صاحب کا ظلم عظیم

مگر افسوس ہے جناب میاں صاحب کے اس اعلان کے مطابق حضرت مسیح موعود کی یہ کم علمی اور نادانی ایسی نادانی کے ذیل میں آتی ہے جسے تو بہ تو بہ نقل کفر کفر نباشد نعوذ باللہ **جہل مرکب** کہتے ہیں کہ باوجود اس بات کے کہ آپ نبی کی تعریف تو نہ جانتے تھے۔ مگر حالت یہ تھی کہ جہاں کسی نے آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا اور آپ لگے مدعی نبوت پر لعنتیں کرنے۔ جو شخص ایک بات کو نہیں جانتا اور پھر اس کے علم پر اس قدر اصرار کرے کہ لعنتوں اور مباہلوں پر اتر آئے۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں جہل مرکب کا وارث کون ہو سکتا ہے؟ خود نبی ہیں اور خبر تک نہیں کہ میں نبی ہوں۔ اور باوجود اس لاعلمی اور جہل کے آپ مدعی نبوت پر یا دوسرے لفظوں میں خود اپنے آپ پر لعنتیں بھیجنے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔ یہ بھونڈی اور قابل شرم تصویر جو جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کھینچی ہے کیا اس قابل ہے کہ کسی عقلمند آدمی کے سامنے پیش کی جا سکے؟ سوال یہ ہے کہ میاں صاحب نے حضرت صاحب کو اس شرمناک پوزیشن پر کیوں لا کھڑا کیا۔ محض اس لئے کہ میاں صاحب کی پیشکردہ تعریف نبوت سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کی تعریف تطبیق نہیں کھاتی تھی بلکہ اس کے خلاف تھی اس لئے میاں صاحب نے منسوخی کی ایک ویا سلائی سے حضرت صاحب کی ساری تحریروں کو جو نبوت کے بارے میں ۱۹۰۱ء سے پہلے لکھی گئی تھیں بھسم کر کے رکھدیا۔ اور سن ۱۹۰۱ء کا بھی ایک ڈھکوسلا ہے۔ ورنہ کیا سن ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت صاحب کی ایسی تحریریں موجود نہیں جن سے میاں صاحب کی تعریف نبوت کا قلع قمع ہو جاتا ہے لیکن میاں صاحب کچھ کر نہ سکتے تھے۔ کیونکہ اگر یہ کہدیں کہ تمام عمر ہی نبوت کی سمجھ نہیں آئی تو پھر میاں صاحب کی اپنی پوزیشن کمزور ہو جاتی ہے اس لئے سن ۱۹۰۱ء کا پردہ رکھ لیا۔ گویا اپنے حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو ایسا برباد اور خراب کیا کہ ان کے علم اور دعوے کی صداقت پر سے امان اٹھ گیا اور آپ کی لاعلمی بلکہ جہل مرکب پر نعوذ باللہ مہر لگ گئی۔ تو پھر یہ میاں صاحب سے اختلاف کرنے کا بدلہ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟!

کبر نفس کا افسوسناک مظاہرہ

ایک عقلمند انسان کی حیرانی کی انتہا نہیں رہتی جب وہ دیکھتا ہے کہ میاں صاحب حضرت مسیح موعود کو نبی بناتے بناتے کس طرح انہیں یکدم گرا دیتے ہیں اور دنیا کے سامنے ان کی لاعلمی کا ایسا شرمناک مظاہرہ کرتے ہیں کہ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ غور کرنے پر اسے سوائے اس کے اور کوئی تشریح سمجھ نہیں آتی کہ جناب میاں صاحب کو نہ کسی کی نبوت سے غرض ہے نہ عزت سے انہیں تو اپنے نفس کی کبریائی اور اپنی بات کی پچ سے غرض ہے۔ جو بات ان کے منہ سے نکل جائے وہ پتھر کی لکیر ہے۔ جب وہ ایک نیا علم بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر دیں اس کے خلاف جو زد میں آئے گا وہ مارا جائیگا انہوں نے ایک تعریف نبوت کی کی۔ اس کے خلاف حضرت مسیح موعود کی تحریریں اگر آئینگی تو وہ "منسوخ" قرار پائینگی۔ مسیح موعود کا علم اگر آئے گا وہ "نادانی" اور "بیخبری" کہلائے گا۔ مسیح موعود کی مدعی نبوت پر لعنتیں اگر آگے آئیں گی اور میاں صاحب کی تعریف نبوت کی رو سے وہ نعوذ باللہ خود حضرت مسیح موعود پر پلٹتی نظر آئیں گی تو پلٹا کریں کوئی پروا نہیں۔ یہ سب کچھ قابل برداشت ہے مگر میاں صاحب کی تعریف نبوت کو غلط قرار دینا ناقابل برداشت ہے۔

ایک محمودی کے مسلمات

یوں سمجھو کہ ایک مخلص محمودی حضرت مسیح موعود کو سن ۱۹۰۱ء تک باب نبوت کو مسدود ماننے کی وجہ سے بقول میاں صاحب نعوذ باللہ "لعنتی اور مردود" مان سکتا ہے۔ وہ اپنے مسلمات کی رو سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ دعوے بدلنے والا۔ اپنی نبوت میں شک کرنے والا۔ اور اسی شک کے ماتحت خودکشی جیسی ناجائز حرکت کا مرتکب قرار دے سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ اسلام اور احمدیت دونوں کو زمین میں دفن کر سکتا ہے۔ ان کا کھوج اکھیڑ سکتا ہے مگر میاں محمود احمد صاحب خدا کے پیارے اور لاڈلے خلیفہ کی تعریف نبوت کا انکار نہیں کر سکتا۔ یہ لوح محفوظ کی ایک تقدیر مبرم ہے جو بدلی نہیں جا سکتی بلکہ کچھ اس سے بھی زیادہ۔

خلیفہ قادیان کا خدا کو نادان قرار دینا

چنانچہ میاں صاحب نے ایک دفعہ نعوذ باللہ خدا کی بھی اس کی **نادانی** نوٹ کروائی۔ حضرت مسیح موعود کا یہ الہام بہت مشہور ہے **ایلی ایلی لما سبقتنی۔ کرمہائے تو مارا کرد گستاخ۔** اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔" (براہین احمدیہ **صفحہ ۵۵۵** و **صفحہ ۵۵۶ حاشیہ نمبر ۴**) خدا نے یہ الہام کرنے کو تو کر دیا مگر اپنے خلیفہ جناب میاں محمود احمد صاحب کا جب یہ ارشاد سنا کہ "نادان ہے وہ شخص جس نے کہا کہ کرمہائے تو مارا کرد گستاخ" (الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء) تو خدا کو بھی یکدم سناٹا آگیا۔ اور اپنی نادانی روز روشن کی طرح نظر آنے لگی۔ میرے خیال میں جب سے کہ اس نے زمین و آسمان پیدا کیا ہے ایسی ندامت اسے کبھی نہ اٹھانی پڑی ہوگی پس جب خدا تک کو خلیفہ قادیان کے دربار سے "**نادانی**" کا تمغہ عنایت ہو جائے تو مسیح موعود بیچارے کس شمار قطار میں ہیں۔

پورے بارہ برس کے لئے نادانی اور لاعلمی کی خلعت اڑھا کر ان کی صداقت اور علم کو خاک میں ملا کر رکھدیا۔

خدا کا خلیفہ اس قدر لاعلم نہیں ہو سکتا

ممکن ہے دربار خلافت کے حاشیہ نشین یہ پیش کر دیں کہ میاں صاحب کو یہ علم نہ تھا کہ حضرت مسیح موعود نے **ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ** کی یہ تفسیر کی ہے کہ نبی کسی دوسرے نبی کا مطیع نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی علم نہ تھا کہ آپ نے نبوت کی وہی تعریف کی تھی جسے میاں صاحب مسلمانوں کی نادانی قرار دیتے ہیں پس یہ جو کچھ ہوا لاعلمی کی وجہ سے ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ بات ہی غلط ہے کہ میاں صاحب نے لاعلمی میں ایسا کیا۔ کیونکہ خدا کا خلیفہ ایسا لاعلم کیونکر ہو سکتا ہے کہ نبوت پر کتاب لکھ رہا ہو اور اسے حضرت مسیح موعود کی تحریرات دربارہ نبوت کا کما حقہ علم ہی نہ ہو کیا وہ اس وقت دانستہ قرآن کے حکم **لا تقف ما لیس لک بہ علم** کی خلاف ورزی کر رہا تھا۔ یعنے خدا تو کہے کہ جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو۔ اور اس میں دخل در معقولات نہ دو۔ اور خدا کا خلیفہ اسی پر ایک کتاب لکھنے بیٹھ جائے حالانکہ اس مسئلہ میں اس کا علم ناقص ہو۔

محمودی عقائد کا جزو قوی

دوم میاں صاحب نے اگر دو جگہ "نادان" کہہ کر بس کر دیا ہوتا تو ہم سمجھ لیتے کہ لاعلمی کی وجہ سے ایسا ہوا۔ لیکن جب میاں صاحب سن ۱۹۰۱ء سے قبل کی تمام تحریریں منسوخ کر دیں اور نبوت کے بارے میں جو بھی ان میں علم ہے اس سب کو غلط اور مسیح موعود کی ناسمجھی اور لاعلمی کا نتیجہ قرار دیں تو بتلائیے کہ مسیح موعود کی **نادانی** اور لاعلمی پر میاں صاحب کا فتویٰ مستحکم ہو گیا یا نہیں؟ بلکہ یہ امر تو اب ملت محمودیہ کا طغرائے امتیاز بن گیا ہے کہ کوئی **تحریر** حضرت مسیح موعود کی پیش کرو ان کی طرف سے **سب سے پہلے** یہ مطالبہ ہوگا کہ یہ سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریر ہے یا بعد کی گویا سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کی **حضرت مسیح موعود کی لاعلمی اور ناسمجھی محمودی عقائد کا ایک جزو قوی بن چکی ہے جس کے بغیر جماعت محمودیہ کی بنیاد ہی قایم نہیں رہ سکتی۔**

میاں صاحب نے اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کیا

اچھا اگر میاں صاحب کو پہلے علم نہ تھا تو "پیغامی" لٹریچر میں جب یہ صدائے احتجاج بلند ہوئی کہ میاں صاحب نے دریدہ **نادان** حضرت مسیح موعود کو کہا ہے اور یہ احتجاج غلط نہ تھا بلکہ یہ الزام میاں صاحب پر صریح طور پر خود انکی تحریروں سے عائد ہوتا تھا تو میاں صاحب کا کیا فرض نہ تھا کہ وہ اعلان کرتے کہ واقعی مجھ سے **غلطی** ہوئی ہے۔ مجھے ان باتوں کا علم نہ تھا۔ اور مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بعثت انبیا کو مسدود ماننے والوں پر **لعنتی اور مردود** ہونے کا جو فتویٰ میں نے لگایا ہے اس کی زد تمام اکابر **علمائے امت** کے علاوہ خود حضرت مسیح موعود پر بھی پڑے گی۔ کیونکہ سن ۱۹۰۱ء **سے پہلے تو بہرحال وہ بھی بعثت انبیاء کو مسدود ہی مانتے تھے** جو شخص سن ۱۹۰۱ء تک نعوذ باللہ لعنتی اور مردود رہا اس کا عزت کا دعویٰ قرب الٰہی کا تو دریا برد ہو گیا۔ اس نے کیا حکم اور مسیح موعود بننا ہے! **لیکن ظاہر ہے کہ میاں صاحب نے ایسا اعلان نہیں کیا جب علم ہو جانے کے باوجود انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کیا تو ثابت ہو گیا کہ میاں صاحب باوجود علم کے اپنی تحریر پر قایم ہیں** خواہ اس سے حضرت مسیح موعود نادان نہیں یا نعوذ باللہ لعنتی اور مردود بنیں میاں صاحب

جو کچھ کوئی بنتا ہے بنا کرے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا کا خلیفہ نبوت کی ایک تعریف کرے اور وہ غلط ہو۔

میاں صاحب اپنی قائم کردہ پوزیشن سے ہٹ نہیں سکتے

میاں صاحب نے جو پوزیشن اپنی قائم کر لی ہے وہ اس سے اب پیچھے ہٹ نہیں سکتے۔ ان کی خلافت مبنی ہے حضرت مسیح موعود کی نبوت پر۔ اور حضرت مسیح موعود کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک میاں صاحب کی پیشکردہ تعریف نبوت صحیح نہ ٹھہرے اور یہ صحیح نہیں ٹھہر سکتی جب تک حضرت مسیح موعود کی پیشکردہ نبوت کی تعریفوں کو ان کی نادانی اور ناسمجھی کا نتیجہ نہ قرار دیا جائے اب خواہ اس سے ان کے دعوے پر سے امان اٹھ جائے اور خواہ مدعی نبوت پر ان کی بھیجی ہوئی لعنتیں نعوذ باللہ پلٹ کر خود انہی پر پڑیں اور خواہ ان کا نبوت پر سارا لٹریچر تضاد اور ناسخ و منسوخ کا ایک فضول انبار ثابت ہو۔ خلافت کے قدموں کو مضبوط کرنے کے لئے یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔ اور کر رہے ہیں۔ نبی اپنی نبوت کے بارے میں غلطی کر سکتا ہے۔ مگر خلیفہ جو بات کہے وہ لوح محفوظ کی قائم مقام ہے۔ اگر وہ غلط نکل گئی تو خلیفہ معصوم عن الخطا اور مطاع الکل نہ رہا۔

اگر میں غلط کہتا ہوں تو بسم اللہ خلیفہ صاحب قادیان اب اعلان کر دیں کہ میرے قلم سے مذکورہ بالا امور جو نکلے تھے تو لاعلمی کی وجہ سے نکلے تھے۔ مجھے حضرت مسیح موعود کی تحریروں کا کما حقہ علم نہ تھا اور مجھے اس وقت سمجھ نہ آئی تھی کہ میری تحریروں سے حضرت مسیح موعود کی پوزیشن ایسی خراب ہو جائے گی کہ نعوذ باللہ نادانی اور لاعلمی اور لعنتوں وغیرہ کی شرمناک زد آپ پر پڑے گی۔ میں توبہ کرتا ہوں اور خدا سے اور تمام احمدیوں سے معافی مانگتا ہوں جن کے دلوں کو میری تحریر سے صدمہ پہنچا۔ لیکن جہاں تک خلیفہ صاحب قادیان کی شان خلافت کا مجھے علم ہے یہ ناممکن نظر آتا ہے۔

(باقی دارد)

(بقیہ صفحہ)

پیش ہونے سے پیشتر اسمبلی کا پریزیڈنٹ اس ریزولیوشن کے سلسلے میں طریق کار کا اعلان کر دے گا۔

ٹیکس

اگر کوئی نیا ٹیکس یا ڈیوٹی عائد کی جانی ہو یا پہلے ٹیکسوں کی شرح میں کوئی ترمیم مقصود ہو تو پریزیڈنٹ ایسے حکم یا آرڈیننس کی نقل قبل از وقت ہر ایک ممبر کو مہیا کرے گا۔ اور ایک یا اس سے زیادہ دن بحث کے لئے مقرر کر دیئے جائیں گے اس وقت ممبران کو حق ہوگا کہ وہ اس سلسلہ میں سوال دریافت کریں۔ یا اگر ضرورت محسوس کریں تو کوئی ریزولیوشن پیش کر دیں۔ اگر ان میں سے کسی کو اسمبلی کی اکثریت حاصل ہو جائے تو اس کے متعلق ضروری کارروائی کی جائے گی۔ روپیہ کے ایسے معاملات کے متعلق جن کا تعلق روپے سکے کے ساتھ ہو کوئی ریزولیوشن پیش نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ اس کے متعلق کونسل کی سفارش نہ ہو۔ کوئی ممبر اس امر کا مجاز نہ ہوگا کہ کونسل کی منظوری کے بغیر کوئی ایسا مسودہ قانون پیش کر سکے جس کا تعلق ریاست کے لوئیز یا پبلک محاصل کے ساتھ ہو۔

خبریں

عالم اسلام

—— حکومت حجاز کا سرکاری اخبار "ام القریٰ" نجدویمن کے اختلافات کے سلسلہ میں رقمطراز ہے کہ حکومت حجاز نے مصالحت کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ امام یحییٰ کو جب کبھی توجہ دلائی گئی تو وعدہ کر کے اطمینان دلا دیتے لیکن انہوں نے ایک دفعہ بھی اپنے وعدہ کا پاس نہیں کیا۔ اور محض اسی لئے نجدی افواج کو محاذ دفاع پر مصروف جنگ ہونا پڑا۔

—— عراق کے مشہور اخبار "الاہالی" کو دس ماہ کے لئے بند کر دیا گیا۔ جس پر عراقی پریس شدید احتجاج کر رہا ہے۔

—— ترکی فوج کے ۵۰ افسر گرفتار کر لئے گئے ہیں ان پر فوج میں بغاوت پھیلانے کا الزام ہے۔ اسدلبے ٹبالین ایک بارک میں بند ہے جس کا ایک دوسری ترکی فوج نے محاصرہ کر لیا ہے دھڑا دھڑ گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ فوج میں پورے طور پر اشتراکی اثرات پھیلا دیئے گئے ہیں اور فوج غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی موجودہ ڈکٹیٹری کو پسند نہیں کرتی بلکہ وہ سوویٹ طرز کی جمہوری ڈکٹیٹری کی خواہشمند ہے لیکن غازی موصوف نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے اور ترکی سے اشتراکی تحریک کو کچلنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

—— دہلی کا ایک اخبار لکھنؤ کے ایک سربرآوردہ تاجر کے بیان کی بنا پر رقمطراز ہے کہ جو لوگ لاری کے ذریعہ سے براہ خشکی حج کو گئے تھے وہ حج سے تین روز بعد مکہ معظمہ پہنچے اس لئے ان کا حج نہ ہو سکا۔

—— حکومت ترکی نے فیصلہ کیا ہے کہ شہر برو صہ میں اونی مصنوعات کے لئے ایک زبردست کارخانہ قائم کیا جائے۔ یہ کارخانہ دنیا کے چند عظیم ترین کارخانوں میں سے ایک ہوگا۔

—— حکومت افغانستان نے ہر قسم کے محصول جنگی کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی برآمد و درآمد کے لئے نئے قواعد بنا دیئے ہیں۔

—— چہل ستون کابل کے نواح میں ایک نہایت خوبصورت مقام ہے جو اپنے فرحت افزا اور دلکشا باغات کے لئے خاص طور پر مشہور ہے۔ حکومت نے یہاں کی عمارات کی مرمت کا فیصلہ کیا ہے۔

—— اعلیٰحضرت حضور نظام نے ایک خاص فرمان کے ذریعہ سابق سلطان ٹرکی عبد المجید خاں کے وظیفہ میں ایک سو پونڈ ماہوار کا اضافہ کر دیا ہے۔ اب سلطان ممدوح کو پانچ سو پونڈ ماہانہ ملا کرینگے۔

—— مکہ معظمہ کی ایک تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ امام یحییٰ والی یمن نے سلطان ابن سعود سے درخواست کی ہے کہ سلسلہ جدال وقتال بند کر دیا جائے۔ اور نجران میں یمنی افواج پر سے محاصرہ اٹھا لیا جائے۔ امام موصوف نے ارادہ ظاہر کیا ہے کہ وہ ادریسی (سابق فرمانروائے عسیر) کو سلطان ابن سعود کے حوالے کر دینگے۔ اپنی افواج کو کوہستان سے واپس بلا لینگے اور جو لوگ بطور یرغمال اسیر ہیں انہیں رہا کر دینگے۔

—— سلطان ابن سعود نے اس درخواست کے جواب میں کہا ہے کہ جب تک ادریسی اور اس کے رشتہ داروں کو حوالہ نہ کیا جائیگا اس وقت تک سلسلہ جنگ کو مسدود نہیں کیا جا سکتا۔

ہندوستان و ممالک خارجہ

—— مسٹر جناح گزشتہ ہفتہ شدید علیل ہو گئے تھے اب حالت بہتر ہے۔

—— ۲۳ اپریل کو دہلی میں ہندوؤں اور سکھوں میں فساد ہو گیا۔ لیکن حالات پر جلد قابو پا لیا گیا۔

—— لاہور میں محرم بخیریت گزر گیا۔

—— اعلیٰحضرت حضور نظام نے شہزادہ معظم جاہ کو امپرومنٹ بورڈ بلدہ حیدر آباد کا ڈائرکٹر جنرل مقرر کیا ہے۔

—— کپورتھلہ ۲۴ اپریل۔ بھگواڑہ میں ہندو مسلم فساد ہو گیا مسلمان دکانداروں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ مصالحت کی کوشش جاری ہے۔

—— کپورتھلہ ۲۵ اپریل۔ سلطان پور لودھی میں حالات بہت نازک ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں نے ممنوعہ راستہ سے تعزیہ نکالنے کی کوشش کی۔ انسپکٹر جنرل نے فائر کا حکم دیدیا جس سے دس مسلمان شہید اور ۲۰ خطرناک طور پر مجروح ہوئے۔

—— کپورتھلہ ۲۴ اپریل۔ بھگواڑہ، کپورتھلہ اور سلطان پور لودھی میں حالات نہایت تشویشناک ہو گئے ہیں مسلم رضاکار دھڑا دھڑ گرفتار ہو رہے ہیں۔ اب تک گرفتاریوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ پولیس نے مردوں کے علاوہ عورتوں اور بچوں پر بھی نہایت بے دردی سے لاٹھی چارج کیا۔

—— کپورتھلہ ۲۵ اپریل۔ مسلمانوں نے ریاست سے ہجرت شروع کر دی ہے۔ کل کپورتھلہ سے تین سو مسلمان ہجرت کر گئے ہیں۔ مہاجرین نے دریافت کرنے پر بتلایا کہ ہم حکومت کی سختیوں سے تنگ آ گئے ہیں جب تک ہم اپنے مذہب کو ریاست میں آزاد نہ پائیں گے کپورتھلہ میں قدم نہیں رکھینگے۔

—— جموں ۲۴ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ نام نہاد اسمبلی کی رسم افتتاح ہز ہائنس مہاراجہ بہادر کی سالگرہ کے روز ماہ اکتوبر میں ہوگی۔

—— بمبئی کی متعدد ملوں کے ۲۵ ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ بیس ہزار مزدوروں نے بھوک ہڑتال بھی کر رکھی ہے پولیس نے مزدوروں کے مظاہروں پر پابندیاں عائد کر دی ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے جلوس نکالا۔ جس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ اور متعدد گرفتاریاں عمل میں آئیں۔

—— ایک بعد کی خبر مظہر ہے کہ پولیس اور مزدوروں میں شدید تصادم ہو گیا۔ ہڑتالیوں کی تعداد ۰ے ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

—— بمبئی ۲۵ اپریل۔ مسٹر سوادا رئیس الوفد جاپان آج دوپہر جاپان کو روانہ ہو گئے۔

—— مدراس ۲۴ اپریل۔ مدراس کے مشہور مسلمان رئیس سر حاجی اسمٰعیل ۷۰ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ!

—— مدراس ۲۵ اپریل۔ سر سنکرن نائر کل اپنے داماد مسٹر جسٹس مادھون نائر کے مکان پر انتقال فرما گئے۔

—— سپین میں خانہ جنگی اور بدنظمی اب تک بدستور جاری ہے۔

کشمیر کی مجوزہ اسمبلی کے متعلق اعلان

مسلم حقوق کے ساتھ افسوسناک مذاق

کشمیر کی مجوزہ اسمبلی کے آئینی اختیارات کے متعلق ریگولیشن جس کا بے انتظار تھا شائع ہو گیا ہے۔ اس کا نام جموں و کشمیر کانسٹیٹیوشن ریگولیشن ۱۹۹۱ رکھا گیا ہے یہ ریگولیشن مہاراجہ سر ہری سنگھ بہادر کے دستخطوں سے شائع کیا گیا ہے جس کے دیباچہ میں مہاراجہ بہادر نے فرمایا ہے میرا ارادہ تھا کہ اپنی رعایا کو ریاست کی قانون سازی اور نظم و نسق میں اپنا رفیق کار بناؤں اسی لئے میں یہ اعلان شائع کرتا ہوں۔

تمام اختیارات۔ قانون سازی۔ انتظامیہ اور جوڈیشل متعلقہ ریاست اور گورنمنٹ جو اس وقت تک وراثت میں مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کو حاصل ہیں۔ اس اعلان کی رو سے بھی ہز ہائینس کے پاس ہی رہیں گے۔ اور کوئی ریگولیشن ان کے اختیارات متعلقہ ترجم خسروانہ اور آرڈیننسوں کے نفاذ یا دیگر ضروری احکام کے اجرا میں مانع نہیں ہوگا۔

گورنمنٹ کا نظام ہز ہائینس کے نام پر چلایا جائے گا اور تمام اختیارات اس ریگولیشن کے ماتحت ہز ہائینس کے قبضہ میں رہیں گے یا ان کا استعمال مہاراجہ کے نام پر کیا جائے گا۔

وزارت کی تشکیل

اس کونسل کے پاس ریاست کی تمام انتظامیہ باگ ڈور ہوگی اور اس مولفیت میں بھی اس کونسل کو اختیارات دیئے جائیں گے جو کہ ہز ہائینس کے ان اختیارات کے ساتھ مشروط ہوں گے جو بہر وراثت میں قواعد اور احکام کے اجرا کے متعلق حاصل ہیں ہز دفعہ ۳ کے ماتحت خاص اختیارات جو مہاراجہ بہادر کے قبضہ میں ہیں انہی کے پاس رہیں گے اور مہاراجہ بہادر کو اختیار ہوگا کہ وہ وزیروں کے شعبہ جات کا تعین کر سکیں۔

محکمہ جات غیر منتقلہ

مندرجہ ذیل شعبہ جات کونسل کے حدود اختیارات سے باہر ہوں گے۔ اور کونسل یا اسمبلی کو ان میں دست اندازی یا مداخلت کا اختیار نہیں ہوگا۔

(ا) مہاراجہ بہادر کی ذات، یا شاہی خاندان کے متعلقہ امور یا ان کے گھریلو انتظامات۔

(ب) گورنمنٹ ہند، ہز میجسٹی ملک معظم شہنشاہ ہند یا دیگر ریاستوں کے ساتھ ریاست کے تعلقات، معاہدے روایات یا اقرارنامے جو اس وقت ہیں یا آئندہ کئے جائیں۔

(ج) گلگت اور لداخ کی سرحدوں کے معاملات۔

(د) جاگیرداروں اور علاقہ داروں کے متعلقہ معاملات جو انہیں بذریعہ اسناد حاصل ہیں۔

(س) ریاستی فوج کا انتظام۔ ضابطہ اور کنٹرول۔

(ش) وہ تمام محکمہ جات جو اس وقت مہاراجہ بہادر کے پرائیوٹ وزیر کے ماتحت ہیں۔

(ص) دھرم ارتھ کا محکمہ۔

(ط) ریگولیشن اور قواعد سے متعلقہ تبدیلیاں جو وقتاً فوقتاً عمل میں لائی جائیں۔ اور اختیارات تنسیخ۔

وزارت کے اختیارات

کونسل ہز ہائینس کی منظوری کے بعد ریگولیشن کی دفعات کے ماتحت انتظامیہ امور چلانے کے لئے قواعد وضع کر سکتی ہے اور مہاراجہ کی کسی معاملہ میں ہدایات کی عدم موجودگی میں کونسل کسی شعبہ کے متعلقہ وزیر کو خاص اختیارات تفویض کر سکتی ہے۔ تمام قواعد اور احکام جو اس ریگولیشن کے نفاذ سے پہلے رائج ہیں برقرار رہیں گے۔ سوائے ان کے جو اس ریگولیشن کے ذریعہ منسوخ کئے جاسکیں۔ ریاست کی مجالس آئین ساز ایک کونسل اور ایک اسمبلی پر مشتمل ہوں گی۔ اور سوائے ان امور کے جو اس ریگولیشن نے مستثنیٰ کر دیئے گئے ہیں۔ کوئی امر پاس شدہ تصور نہیں کیا جائے گا۔ جو کونسل یا اسمبلی سے منظور ہو کر ہز ہائینس سے تصدیق نہ ہو چکا ہو۔ کونسل اس ریگولیشن کے ذریعہ پبلک ترمیم، سرکاری محاصل یا ٹیکسوں کا تعین اجرا یا تنسیخ کے سلسلہ میں قواعد وضع کرنے کی مجاز رہے گی۔

ہنگامی اختیارات

اس ریگولیشن میں مندرجہ قواعد کے علاوہ کونسل کو حق ہوگا۔ کہ خاص حالات میں اگر ریاست کے قیام امن کے لئے کسی ہنگامی قانون کی ضرورت محسوس کرے۔ تو وہ آرڈیننس کا مسودہ تیار کر کے ہز ہائینس کے حضور میں پیش کر دے۔ ہز ہائینس کی منظوری کے بعد اسے قانونی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔ اور ایسا ہنگامی قانون تاریخ اجرا سے ۶ ماہ تک نافذ رہیگا۔

اسمبلی کے اختیارات

ریگولیشن میں مندرجہ قواعد کی روشنی میں اسمبلی کو اختیار ہوگا کہ رعایا کے تمام افراد ریاست کی تمام عدالتوں اور دیگر امور کے متعلق قواعد وضع کرے اسمبلی ریگولیشن کے ماتحت نامزد اور منتخب ممبران پر مشتمل ہوگی۔ نامزد ممبران کی تعداد ۴۲ ہوگی۔ ان میں ریاست کے وزراء ہونگے اور ہز ہائینس کے طلبیدہ ۱۶ کونسلر ہونگے۔ اس کے علاوہ ۱۴ نامزد ممبر ہونگے جو مختلف جماعتوں کے لئے جائیں گے۔ ایسے نامزد ممبران جو عہدے کے اعتبار سے اسمبلی کے ممبر تصور کئے جائیں ان کی تعداد بارہ سے زیادہ نہوگی ان میں وزراء بھی شامل ہونگے۔ منتخب ممبران کی تعداد ۳۳ ہوگی۔ وہ جموں و کشمیر میں مقررہ حلقہ انتخاب سے منتخب کئے جائیں گے اور ان لوگوں سے لئے جائیں گے جن کا اندراج انتخابی فہرستوں میں موجود ہو۔

ہر ایک اسمبلی اپنے پہلے اجلاس سے ۳ سال تک رہیگی سوائے اس کے کہ

(ا) مہاراجہ بہادر اسے قبل از وقت توڑ نہ دیں۔

(ب) اگر مہاراجہ بہادر خاص حالات کے زیر اثر اس کی میعاد میں توسیع کر دیں۔

(ج) اسمبلی توڑے جانے کی صورت میں مہاراجہ بہادر آئندہ اسمبلی کے انتخاب کی تاریخ کا اعلان کر دینگے جو ۶ ماہ کے اندر اندر ہوگی۔ زیادہ نہ ہوگی۔

اسمبلی کے اجلاس جہاں تک ممکن ہو سال میں دو دفعہ ہوا کرینگے ایک دفعہ سرینگر میں ماہ اکتوبر میں اور ایک بار جموں میں ماہ مارچ میں۔

ممبروں کے متعلق

اگر کوئی ممبر کسی ایسے جرم میں سزایاب ہو جس کی سزا چھ ماہ یا اس سے زیادہ ہو تو اس کی نشست خود بخود خالی ہو جائے گی یا اگر وہ ریاست کے کسی مجسٹریٹ کونسل یا مہاراجہ بہادر کے حکم سے نظر بند یا ریاست بدر کر دیا جائے تو بھی اسے ممبری سے برطرف قرار دیا جائے گا۔

اسمبلی کو ہرگز یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ کسی کمیونٹی کے حقوق یا آزادی پر تصرف کے لئے کوئی آئین وضع کر سکے۔ کوئی ایسا قانون جس کا اثر کسی مذہب کے حقوق، عقائد، روایات یا تمدن پر ہو سکتا ہو اسمبلی میں معرض بحث میں نہیں لایا جا سکے گا تاوقتیکہ متعلقہ مذہب یا فرقہ کے ممبروں کی دو تہائی اکثریت اس کی تحریری تصدیق نہ کرے اور پیش کئے جانے سے پیشتر مہاراجہ بہادر کی منظوری نہ حاصل کر لی جائے۔

اسمبلی پر پابندی

اگر کوئی بل پیش کیا جائے یا اس کے پیش کرنے کا ارادہ ہو یا اس کے سلسلہ میں کسی ترمیم کی تحریک کی گئی ہو یا تحریک کا نوٹس دیا گیا ہو تو مہاراجہ بہادر کو یہ اختیار رہے گا کہ وہ اس بل کو مکمل یا جزوی طور پر یا سوال کو یا ریزولیوشن کو جو مہاراجہ کی دانست میں نفع عامہ یا ریاست کے نظم و نسق کے لئے مضرت رساں ہو روک دیں یا اسمبلی کو ہدایت کر دیں کہ اس ریزولیوشن ترمیم بل یا سوال کے متعلق کوئی کارروائی نہ کی جائے اور اسمبلی اس پر رائے زنی کی مجاز نہ ہوگی۔ کوئی آئین اس وقت تک پاس شدہ تصور نہیں کیا جائے گا۔ جب تک اسمبلی سے پاس ہونے کے بعد اس پر مہاراجہ کی مہر تصدیق ثبت نہ ہو جائے۔ اگر اسمبلی کسی بل یا آئین کو کونسل کی خواہش کے مطابق پیش کرنے کی اجازت نہ دے یا اسے پاس کرنے سے انکار کر دے۔ اور مہاراجہ بہادر محسوس کریں کہ وہ آئین باقاعدہ ریاستی نظم و نسق کی بہتری امن عامہ کے تحفظ اور پبلک مفاد کے لئے ضروری ہے۔ تو مہاراجہ بہادر اس کی منظوری کا اعلان کر سکیں گے اور مسودہ قانون اسمبلی سے پاس شدہ تصور کیا جائے گا۔ مخصوص قواعد اور سٹینڈنگ آرڈر کے علاوہ اسمبلی کے ممبران کو اسمبلی کے اجلاس میں تقریر کی پوری آزادی ہوگی اور کوئی شخص اسمبلی میں تقریر یا ووٹ کی بنا پر قابل تعزیر نہیں گردانا جائے گا۔

ریاست کونسل کا بجٹ

کونسل اسمبلی کے روبرو ریاست کے مالیات اخراجات دیوانی فوجداری عدالتوں کے متعلق ہر سال میزانیہ پیش کیا کرے گی جو اکتوبر کے اجلاس کے پہلے روز پیش کیا کرے گی۔ اور اگر اکتوبر میں اجلاس نہ ہو سکے تو اس کے بعد جو اجلاس منعقد ہو اس میں پیش ہوگا اسمبلی کا پریذیڈنٹ ممبران کو بجٹ تاریخ بجٹ سے ایک ہفتہ پہلے مہیا کرے گا۔ اس اثنا میں آئین و قوانین کی حدود کے اندر رہ کر اسمبلی کا کوئی ممبر ریونیو یا اخراجات کے سلسلہ میں سوالات یا اگر کوئی تحریک ہو تو اس کا نوٹس دے سکے گا۔ مگر ایسے ریزولیوشن کو اسمبلی کی اکثریت کی . . . . . حمایت حاصل ہو جائے تو بجٹ

تار کا: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر محمد نعمان الحق ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد کی ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفی ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۲ لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۳۴ء نمبر ۲۷

خلیفہ قادیان کی "مخفی تفسیر" کے متعلق ایک خفیہ خط کا عکس

اس پرچہ میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان سے شائع ہوا ہے اس میں جناب خلیفہ قادیان کا پرائیویٹ سیکرٹری کے جس خط کا ذکر ہے اس کا عکس ذیل میں دیا جاتا ہے۔ (ملاحظہ)

مکرمی ... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تفسیر القرآن از مصنف حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ
کا چھپا ہوا حصہ ارسال خدمت ہے۔ اس کے متعلق حضور کا ارشاد ہے
کہ مکمل اشاعت سے قبل کسی کو سوائے احمدی کے (یا غیر احمدی)
نہ دکھائیں۔ اگر کسی خریدار کے متعلق ثابت ہوا کہ اس
نے دیا ہے تو اس کی داخل کردہ قیمت تفسیر القرآن
واپس کر دی جائیگی۔ بعد ازاں کتاب نہیں دی جائیگی

خاکسار
پرائیویٹ سیکرٹری
2/33

محمد علی الحاج سالمین آف بمبئی

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

محمد علی الحاج سالمین اپنے آپ کو عرب اور ریندادکار ہے والا بیان کرتا ہے ہم سے اس کی خط وکتابت ۱۹۲۳ء سے شروع ہوئی جبکہ یہ انجمن اسلام کے مدرسہ کی پانچویں جماعت میں بطور "ایک غریب اور بے یار ومددگار طالب علم" تعلیم حاصل کرتا تھا اور ہماری مالی مدد کا طلبگار رہتا۔ اس کے بعد اس کی ہم سے خط وکتابت باقاعدہ جاری رہی۔ اور اس نے ہمارا بہت سا لٹریچر مفت حاصل کیا۔

جون ۱۹۲۷ء میں اس نے لکھا کہ "بمبئی میں آپ لاہوری پارٹی کے کسی احمدی دوست کا نام وپتہ ارسال کریں۔ تاکہ بحث وتحیص کے بعد خاکسار بھی شاید راہ نجات حاصل کرے۔" پھر اپریل ۱۹۲۸ء میں لکھا کہ "مجھے جب کسی احمدی کا خط آتا ہے بڑی مسرت ہوتی ہے۔" اور کہ "حضرت مرزا غلام احمد کے بارے میں میں نے پھر سے جانچ پڑتال شروع کر دی ہے۔" یہ شخص جانچ پڑتال کر لینے کے بعد جماعت میں شامل ہو گیا۔ اور جنوری ۱۹۲۹ء میں اس نے تجویز پیش کی کہ "میرے دل کی حسرت ہے کہ بمبئی سے عربی میں احمدی اخبار شائع کروں۔ جو آپ بزرگوں کی زیر سرپرستی ہو۔ میری یہ حالت ہے کہ "ڈیوائن مسیج" کیلئے ۵ صد روپیہ سے زیادہ خسارہ میں پڑ گیا۔ ورنہ میں عربی اخبار کے لئے آپ بزرگوں کو تکلیف نہ دیتا۔"

قادیانی اور لاہوری اختلاف سے بھی یہ بخوبی واقف تھا چنانچہ اسی خط میں لکھتا ہے کہ "آج عالم عربی میں آپ کے متعلق غلط فہمیوں کا انبار ہے۔ اور یہ انبار صرف قادیانی پارٹی کے وجود منحوس سے ہے جس نے حضرت مجدد وقت کے متعلق غلو کر رکھا ہے۔" اس کے بعد یہ شخص "العرفان" "صید" "الفتح" اور "المرشد" عربی رسالہ جات واخبارات میں اشاعت لاہور کی تائید میں مضامین لکھتا رہا۔ آخیر مارچ ۱۹۲۹ء میں اس نے تجویز کی کہ اسے دو صد روپیہ بغداد جانے کے لئے بطور قرض دیا جائے۔ یا وہاں اسے بطور تنخواہ دار مبلغ مقرر کیا جائے۔ اس کے بعد اس نے جولائی ۱۹۲۹ء میں لکھا کہ وہ الفنسٹن گورنمنٹ ہائی سکول بمبئی میں پرشین لکچرار و ٹیچر مقرر ہو گیا ہے۔ اسی خط میں لکھا کہ "دوسری خوشی کی بات یہ ہے کہ میرے ایک عرب دوست جو تھوڑی سی تجارت کرتے ہیں۔ اور میرے ہم عمر ہیں انہوں نے ہمارے عربی لٹریچر سے ہی مدد اٹھا کر اپنے عقائد میں تبدیلی کی ہے۔ آتے ہفتہ میں وہ خدا چاہے تو سے بیعت کا فارم ارسال کرینگے۔ بڑے نوجوان عرب ہیں۔ اور حدہ حجاز کے باشندے ہیں خداوند استقامت بخشے۔ آمین۔" دسمبر ۱۹۲۹ء میں لکھا کہ "مجھے ایک مدت سے کوئی بخار معلوم ہوتی ہے اور اب گھل ہوا چلا جا رہا ہوں کہ میں نے آپ کی انجمن کو ایک پیسہ بھی نہ دیا۔ اور نہ اس کی استطاعت کبھی ہوئی۔ کاش کہ میں غنی ہوتا۔ خدا دلوں کا حال جانتا ہے۔ تو پھر آپ اس کمترین مرید کو بھی دیکھ لیتے۔"

پھر فروری ۱۹۳۰ء میں لکھا کہ چند ہفتہ پیشتر ایک شخص کا لکھا ہوا مدیہ دہ دین کو دنیا پر مقدم کرینگے آپ کو ارسال کیا تھا جس کی رسید اس کو آج تک نہیں ملی۔ وہ باوجودیکہ موڈرنزم کا مجسمہ ہے۔ مگر اسلام کی خوبیاں اس کو گھیرتی ہیں۔ اور اب وہ ہر چیز کو قرآن اور اسوۂ حسنہ کی روشنی میں دیکھنا چاہتا ہے۔"

پھر مارچ ۱۹۳۰ء میں لکھا کہ "آپ کی جماعت میں جب سے خدمت اسلام کے لئے بندہ شامل ہوا ہے۔ تب سے آج تک ایک عالم میرا مخالف ہو گیا ہے۔ اور جب کبھی بھی کوئی مضمون آپ کی انجمن کے لئے لکھتا ہوں تو اہل وطن (یعنی عرب) ایک قیامت برپا کر دیتے ہیں۔" اسی خط میں لکھا کہ "پہلے پہل بندہ آپ کی جماعت کو ایک متمول انجمن تصور کرتا تھا۔ اس لئے پہلے حقیر نے اعانت کے لئے کچھ مدد مانگی۔ اب مجھے ساری اندرونی اور بیرونی معاملات انجمن سے خوب واقفیت ہو گئی ہے۔ میری گذشتہ حرکت یعنی طلب اعانت فی الحقیقت مجھے خجل کر رہی ہے۔ اب دل چاہتا ہے کہ اگر زمانہ شامل حال رہا۔ تو بندہ بھی خون لگا کر شہیدوں میں نام کرے گا۔" پھر اسی خط میں لکھا کہ "لوگ بتوں کو اور فجاروں کو جن کے متعلق قرآن کریم ناطق ہے "ان الفجار لفی جحیم" اپنا امام ومرشد وہادی تصور کرتے ہیں۔ اگر میں نے آپ کو اپنا مرشد وہادی تصور کر لیا تو کیا گناہ کا ارتکاب کیا۔"

مارچ ۱۹۳۰ء میں باوجود یہ لکھنے کے کہ انجمن سے طلب اعانت اس کی غلطی تھی۔ اسی مارچ کے اخیر میں پھر امداد کے سوال کو دہرا دیا۔ اس کے بعد اکتوبر ۱۹۳۰ء میں لکھا کہ "درحقیقت اسلام کی اس نازک حالت میں آپ کے دلوں میں ایسی تڑپ کو دیکھتے ہوئے واللہ رونا آتا ہے۔ اور بے تحاشا دل چاہتا ہے کہ جو کچھ ہو آپ کو دیدیا جائے۔ خدا نے آپ کی جماعت کو اعلائے کلمۃ الحق کے واسطے بنایا ہے۔ سو مبارک ہو تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ آمین۔"

اس کے بعد جنوری ۱۹۳۱ء میں اس نے تجویز کی کہ تیس روپے ماہوار دیکر بمبئی میں میرے زیر نگین "ایک مرکز احمدیت قائم کریں" اس سے پہلے دسمبر ۱۹۳۰ء میں اس نے لکھا کہ "آج تک بندہ کی کوششوں سے دو اشخاص مخلص احمدی ہو گئے ہیں جیسا کہ آپ کو خبر ہے۔ ایک تو اختر جو میٹرک پاس ہے اور دوسرا سکندر احمد سونیرا نیکا۔ ایم۔ بی۔ ڈاکٹر ہے۔ اور قریباً بارہ اشخاص اس وقت تک انجمن کے ہمدرد ہو چکے ہیں۔ مگر حقیقی ترقی تو جب ہی ہو سکتی ہے۔ جبکہ آپ میرے گذشتہ خطوط کی سکیم کو آمنا وصدقنا کہکر لبیک کہیں۔"

نومبر ۱۹۳۱ء میں حضرت امیر کی خدمت میں لکھا کہ "میں نے عرصہ ہوا کہ محمد منظور الٰہی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور انجمن کا ممبر ہوا۔"

انجمن سے ناراضگی کے وجوہ بھی اس نے خود ہی اپنے ہاتھ سے لکھ دئے ہیں کہ "مدت ہوئی کہ آپ نے خط وکتابت ترک کر دی۔ اس لئے کہ تا بندہ نے اپنی تکالیف کے باعث آپ کی انجمن سے کچھ روپیہ بطور استعانت کے طلب کیا تھا۔" پھر ۱۹۳۲ء کے سالانہ جلسہ پر آیا۔ اور یہی امداد کا سوال زبانی پیش کیا۔ جسے انجمن اپنے حالات کے لحاظ سے منظور نہ کر سکی۔ جس کے بعد اس شخص نے مختلف ذرائع سے سلسلہ کی مخالفت شروع کر دی۔

اس کی خط وکتابت سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:۔

(۱) اس نے ہمارا لٹریچر بغور مطالعہ کر لینے کے بعد بیعت سلسلہ کی
(۲) دوسرے لوگوں میں بھی تبلیغ احمدیت کرتا رہا۔
(۳) انجمن کی اکثر کتب واخبارات مفت حاصل کرتا رہا۔
(۴) انجمن سے مالی امداد حاصل کرنے کے لئے مختلف سکیمیں پیش کرتا رہا جن کو انجمن اپنی مالی حالت کے لحاظ سے منظور نہ کر سکی۔
(۵) جب خط وکتابت سے امداد حاصل نہ ہو سکی۔ تو خود زبانی بھی یہی درخواست کی جس کے نامنظور ہونے پر مخالفت شروع کر دی۔

اس شخص کی موجودہ مخالفت کی تہ میں سوائے مالی امداد کے عدم حصول کے اور کوئی بات نہیں۔ اس کے سارے خطوط اول سے آخر تک پڑھ جاؤ۔ کسی ایک میں بھی مذہبی مسئلہ کا اختلاف نظر نہیں آتا۔ اس کے خلاف قریباً ہر ایک خط میں مالی یا کتابی امداد کا سوال پیش ہے۔ ایسا شخص اگر انجمن یا سلسلہ کی مذہبی بنا پر مخالفت کا اعلان کرے تو وہ حق سے دور ہے اور مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے بچنا چاہیئے۔

(باقی آئندہ حسب ضرورت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم جمعہ مورخہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ | نمبر ۲۷

"الفضل" کا دعویٰ بے دلیل

جناب خلیفہ قادیان کے اخبار کا غیر معقول طرز عمل

(۲)

"الفضل" کی بدعادت

عادت رفتہ رفتہ فطرت ثانیہ بن جاتی ہے خاصکر بدعادات پرانی ہوکر انسان کی طبیعت میں بالکل راسخ ہو جاتی ہیں اگر کسی کو اس میں کچھ شک ہو تو ہم اس کے سامنے جناب خلیفہ قادیان کے سرکاری گزٹ اخبار "الفضل" کی مثال پیش کریں گے جس پر غور کرنے کے بعد کوئی عقلمند آدمی اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔

"الفضل" کی یہ پرانی عادت ہے کہ وہ کسی معقول بات کو تسلیم کرتا ہے نہ کسی سوال کا معقولیت سے جواب دیتا ہے چنانچہ اب یہ عادت اس کی طبیعت پر اس قدر غالب آچکی ہے کہ اس کی ہر بات اور ہر فعل سے غیر معقولیت کا اظہار ہوتا رہتا ہے اس کی اسی پرانی عادت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے ۲۳ اپریل کے مقالہ افتتاحیہ میں جو مندرجہ بالا عنوان ہی سے شائع ہوا تھا لکھا تھا کہ:-

" "الفضل" کا طرز عمل . . . . شریفانہ روش کے بالکل برعکس ہے۔ ہم جب اس سے کوئی سوال کرتے ہیں تو وہ کوئی معقول و مدلل جواب دینے یا کم ازکم خاموش رہنے کے بجائے افسوسناک بہانہ سازیاں شروع کر دیتا ہے کبھی ہمارے سوال کا جواب دینے کے بجائے الٹے ہم پر لایعنی سوالات کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی کبھی کسی غیر متعلق بحث کا آغاز فرما دیا جاتا ہے جب زیادہ تاؤ آتا ہے تو ذاتی حملے شروع کر دیئے جاتے ہیں۔"

ایک تازہ ثبوت

ابھی ان الفاظ کی سیاہی بھی مشکل خشک ہونے پائی ہوگی کہ "الفضل" نے اپنے طرز عمل سے ہمارے مندرجہ قول کا ایک اور ثبوت بہم پہنچا دیا۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہوا اس نے اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں لکھا کہ حضرت مسیح موعود نے سورۃ بقرہ کی آیت والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون۔ کی تفسیر کرتے ہوئے بالاخرۃ ھم یوقنون سے مراد اپنی وحی لی ہے۔ جسپر ہم نے نہایت ادب سے سوال کیا۔

" کیا "الفضل" حضرت مسیح موعود کی کسی ایسی تحریر کا حوالہ دے کر ہمیں ممنون کرے گا جس میں حضور نے بالاخرۃ ھم یوقنون سے اپنی وحی مراد لی ہو؟"

لیکن "الفضل" نے اپنی پرانی عادت سے مجبور ہو کر اس سوال کا جواب دینے کے بجائے الٹے ہم پر لایعنی سوالات شروع کر دیئے اور ساتھ ہی لکھا کہ ہم اپنا دعویٰ حرف بحرف ثابت کرینگے۔ جسپر ہم نے گزارش کی کہ:-

" ہم نے پہلے سوال کیا ہے "الفضل" پہلے جواب دے اس کے بعد جس قدر چاہے سوالات کرے ہم انشاءاللہ ان کے ایسے معقول و مدلل جواب دینگے جو ہمارے معاصر کے لئے پوری طرح تسلی بخش ثابت ہوں گے۔ ہمارے سوال کا جواب بالکل مختصر، واضح اور سیدھا ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ حوالہ موجود ہے۔ بس۔ زیادہ طول کلامی کی ضرورت نہیں۔"

"الفضل" کا گالیوں بہتانوں اور ذاتی حملوں سے لبریز مقالہ

اس گزارش کے جواب میں "الفضل" نے اپنی ۲۹ اپریل کی اشاعت میں گالیوں، ذاتی حملوں اور بہتان طرازیوں سے لبریز سات کالم کا طویل مقالہ لکھا ہے۔ جس میں ہمارے سوال کا جواب دینے کی بجائے حسب عادت اپنی غیر معقولیت اور نا پسندیدہ اخلاق کا ثبوت دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ گالیوں، بہتانوں اور ذاتی حملوں سے کوئی مسئلہ طے نہیں ہوسکتا۔ باقی رہیں غیر متعلق بحثیں سو ان کو بھی دلائل سے تہی دست لوگ ہی اختیار کیا کرتے ہیں۔ ہر ایک بااصول بحث کیلئے انتخاب موضوع کے علاوہ گفتگو کی حدود مقرر کرنی پڑتی ہیں۔ بحث کو کسی نتیجہ پر پہنچانے کے لئے ان حدود کی پابندی لازمی ہوتی ہے۔ اگر "الفضل" کی طرح ہر ایک موقعہ پر غیر متعلق امور کو درمیان میں لے آیا جائے تو اسطرح کوئی گفتگو بھی نتیجہ خیز نہیں ہوسکتی۔ اصل بات یہ ہے کہ کم ازکم ہمارے مقابلہ پر "الفضل" کے پاس قطعاً کوئی دلائل نہیں وہ اپنی کمزوری اور بے مائیگی کو چھپانے کے لئے ہمیشہ غیر متعلق بحثیں شروع کر دیتا ہے تاکہ کسی نہ کسی طرح جاہل قادیانیوں کے سامنے تو اس کا تھوڑا بہت بھرم بنا رہے۔ لیکن ہم نے ارادہ کرلیا ہے کہ اس کی اس مذموم کوشش کو ہرگز کامیاب نہ ہونے دینگے۔ اس لئے ہم "الفضل" کی دشنام طرازیوں، بہتان سازیوں اور ذاتی حملوں کی طرح اس کی غیر متعلق باتوں کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

"الفضل" کی بہانہ سازی

"الفضل" نے نہایت تحدی سے دعویٰ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے بالاخرۃ ھم یوقنون سے مراد اپنی وحی لی ہے۔ ہم نے حضرت صاحب کی تحریر کے حوالہ کا مطالبہ کیا "الفضل" کا فرض تھا کہ وہ ہمارے مطالبہ پر حوالہ پیش کر دیتا یا صاف کہدیتا کہ ہمارے پاس کوئی حوالہ نہیں۔ لیکن اس نے بے معنی شرائط اور سوالات شروع کر دیئے۔ جب کہا گیا کہ پہلے ہمارے سوال کا جواب دو پھر ہم پر سوالات کرو تو اب اس نے راہ فرار بند پا کر الٹی سیدھی باتیں شروع کر دی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:-

" ہمارے جن الفاظ کی بنا پر اس نے (پیغام صلح) نے اپنے سوال کی بنیاد رکھی ان میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی تحریر کا قطعاً ذکر نہیں کیا بلکہ ہمارے الفاظ جنھیں "پیغام صلح" خود سوال کرتے ہوئے پیش کر چکا ہے . . . . . .
ان الفاظ کی بنا پر "پیغام صلح" کا ہم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی ایسی تحریر کا طلب کرنا سراسر بیہودگی نہیں تو اور کیا ہے . . . . . ہم نے تو یہ لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے"

اہل انصاف ذرا غور فرمائیں۔ ہم نے دو مرتبہ حضرت مسیح موعود کے تحریری حوالہ کا مطالبہ کیا۔ "الفضل" نے دو مرتبہ ہی ایک فضول شرط کے ساتھ اس مطالبہ کو پورا کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ جب ہم نے یہ ثابت کرکے کہ اس کی پیشکردہ شرط بالکل بے معنی اور غیر متعلق ہے اس کیلئے راہ فرار بند کر دی تو اب ارشاد ہوتا ہے کہ ہمارے جن الفاظ کی بنا پر سوال کی بنیاد رکھی گئی ہے ان میں حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر کا قطعاً کوئی ذکر نہیں اور تحریری حوالہ کا مطالبہ سراسر بیہودگی ہے۔

"الفضل" کا اعتراف عجز

التماس یہ ہے کہ جس وقت ہماری طرف سے سوال کیا گیا تھا اسی وقت کیوں نہ کہدیا گیا کہ ہمارے پاس حضرت مسیح موعود کی تحریر کوئی نہیں صرف سنی سنائی بات ہے؟ اگر تحریری حوالہ کا مطالبہ بیہودگی تھا تو "الفضل" نے پہلے اس مطالبہ کو قبول ہی کیوں کیا۔ غالباً اس وقت خیال ہوگا کہ ہم ادھر ادھر کی باتوں میں اصل معاملہ کو ہضم کر جائیں گے اب یہ مشکل نظر آیا تو اصل مطالبہ ہی کو بیہودہ قرار دے کر اپنی بیہودگی کا مظاہرہ شروع کر دیا۔ خیر "الفضل" کے اعتراف عجز نے

خود ہی فیصلہ کر دیا کہ وہ ہمارا مطالبہ پورا نہیں کر سکتا۔ اور حضرت مسیح موعود کی کوئی ایسی تحریر نہیں لا سکا جو وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کر سکے۔

"الفضل" کی "دلیل"

لیکن الفضل کی ضد ملاحظہ ہو کہ اسے اپنے اس اعتراف عجز کے بعد بھی اصرار ہے کہ اس کا دعوے بے دلیل نہیں بلکہ با دلیل ہے۔ جس چیز کو "الفضل" دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے وہ مولوی شیر علی صاحب کی ایک تحریر ہے جو اپریل ۱۹۱۵ء میں رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" میں شائع ہوئی ہے جس میں موصوف نے کہا ہے کہ مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی زندگی میں ایک روز حضرت مسیح موعود نے مسجد مبارک میں فرمایا:

"خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء کے یکایک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیت کریمہ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون میں تین وحیوں کا ذکر ہے۔ بما انزل الیک سے مراد قرآن شریف کی وحی اور وما انزل من قبلک سے انبیاء سابقین کی وحی اور آخرۃ سے مراد مسیح موعود کی وحی ہے۔"

اس کے بعد راوی رقمطراز ہے:-

"حضرت مسیح موعود نے بہت دیر تک اسی مضمون پر بڑے زور سے گفتگو فرمائی اور بڑے وثوق یقین کے ساتھ یہ ظاہر فرمایا کہ بالآخرۃ ھم یوقنون میں ہماری ہی وحی کا ذکر ہے۔ میں نے اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول کو بھی اپنے درس میں یہی معنے فرماتے ہوئے سنا۔"

غیر معقولیت کی انتہا

اگر اسی قسم کے بیانات کا نام "دلیل" اور "ثبوت" ہے تو بہتر تھا کہ مدیر "الفضل" مولوی شیر علی صاحب اور ان کے مضمون کا ذکر کئے بغیر ہی کہہ دیتا کہ ہم نے **جیسا لکھا ہے ویسا ہی سنا ہے** بس یہی کافی دلیل ہے۔ غیر معقولیت کی انتہا ہے کہ تحریر بھی پیش کی تو مولوی شیر علی صاحب کی اور وہ بھی اختلاف کے بعد ۱۹۱۵ء کی۔ روایت کنندہ نے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی زندگی کا واقعہ بیان کیا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جبکہ حضرت مسیح موعود کی ڈائریاں "الحکم" اور "بدر" وغیرہ اخبارات میں باقاعدہ شائع ہوتی تھیں اور حضرت مولانا نور الدینؓ کے درس قرآن کے نوٹ بھی مفتی محمد صادق صاحب اور دیگر اصحاب لیا کرتے تھے۔ لیکن مولوی شیر علی صاحب یا مدیر "الفضل" نے اپنے بیان کی تائید میں کسی اخباری ڈائری کا حوالہ تک دینے کی بھی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔ اور تو اور میاں عثمانی نے حضرت مسیح موعود کے جو تفسیری نوٹ شائع کئے ہیں ان میں بھی بالآخرۃ ھم یوقنون کے یہ معنے نظر نہیں آتے۔ ان حالات میں "الفضل" کی اس روایت کی جو حیثیت ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ کاش "الفضل" ایسی "دلیلوں" پر فخر کرنے کی بجائے کچھ شرم کرتا۔

حضرت مولانا نور الدینؓ اور "الفضل" کا راوی

"الفضل" کے راوی کا بیان ہے کہ حضرت مولانا نور الدین صاحب بھی اپنے درس میں یہی معنے کیا کرتے تھے۔ لیکن گزارش ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کا انگریزی ترجمۃ القرآن تقریباً ۲۶ پارہ تک اور اردو ترجمہ و تفسیر تقریباً چار پارہ تک حضرت مولانا کی تصحیح و تصدیق شدہ ہے۔ جس کا علم مولوی شیر علی صاحب اور مدیر "الفضل" دونوں کو بخوبی ہے۔ اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ یا تو "الفضل" کے راوی کا بیان غلط ہے یا قادیان کے خلیفہ اول اپنے درس میں کچھ بیان فرماتے تھے اور اس ترجمہ میں جو ان کے زیر نگرانی سلسلہ کے متفقہ ترجمہ کی حیثیت سے تیار ہو رہا تھا کچھ اور لکھواتے تھے۔ ہر وہ شخص جو نور الدین اعظم کی عظیم المرتبت ہستی سے واقف ہے، کہیگا کہ "الفضل" کے راوی کا بیان ہی صحیح نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود اور "الفضل" کا راوی

اب ذرا یہ دیکھنا چاہیئے کہ "الفضل" کے راوی کا بیان حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی کسوٹی پر بھی پورا اترتا ہے یا نہیں۔ "الفضل" کا راوی کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے بالآخرۃ ھم یوقنون سے مراد اپنی وحی لی لیکن حضور فرماتے ہیں:-

"پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔ اور بعد اس کے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی؟"

(ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

ہر وہ شخص جس کی آنکھیں ہیں دیکھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا ارشاد "الفضل" کے راوی کے بیان کے بالکل برعکس ہے۔ حضرت مسیح موعود تو ارشاد فرماتے ہیں کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے لیکن "الفضل" کا راوی اس کے بالکل الٹ ایک بات حضور سے منسوب کرتا ہے۔ قادیانیوں کا معاملہ تو علیحدہ ہے۔ لیکن عقل و فہم رکھنے والا کوئی انسان راوی کے غیر مستند بیان کو ہرگز صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔

ایک اور قابل غور بات

اس کے علاوہ ایک اور بات قابل غور ہے۔ اگر بالآخرۃ ھم یوقنون سے مراد حضرت مسیح موعود کی وحی ہے تو ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح موعود سے قبل جس قدر مسلمان ہوئے حتیٰ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی حضرت مسیح موعود کی وحی پر ایمان لانا ضروری تھا۔ اور وہ بھی اس کے نزول سے قبل۔ اس کے بغیر وہ دائرہ اسلام کے اندر نہیں رہ سکتے تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہایت ہی عجیب و غریب ہو جاتا ہے کہ مسیح موعود پر وحی ابھی تیرہ سو برس بعد نازل ہوگی لیکن مسلمانوں کو پہلے ہی سے ایمان لانے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اور اس کو شرط ایمان ٹھیرایا جا رہا ہے۔ کیا ہمارا معاصر اس قسم کی کوئی دوسری مثال پیش کر سکتا ہے؟ کیا حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ان کی امت کے لئے حضرت عیسیٰؑ کی وحی پر اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ان کی امت کے لئے حضرت محمد رسول اللہؐ کی وحی پر ایمان لانا ضروری تھا؟ افسوس ہے کہ "الفضل" کو یہ بھی خیال نہیں آتا کہ وہ کس قسم کی بے وزن اور لچر باتیں کر رہا ہے۔

"الفضل" کا ایک بے معنی مطالبہ

"الفضل" کا راوی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جناب مولانا محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود کی اس تفسیر سے واقف ہیں۔ اس کے متعلق "الفضل" لکھتا ہے:-

"پس قبل اس کے کہ "پیغام صلح" ہمارے پیش کردہ حوالہ کے خلاف کچھ لکھے اسے اپنے حضرت امیر سے اس کے متعلق پوچھ لینا چاہیئے اور اگر وہ انکار کریں تو ان کی حلفیہ شہادت پیش کرنی چاہیئے۔"

اوپر جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس سے بخوبی ثابت ہے کہ "الفضل" کے راوی کا بیان یقیناً صحیح نہیں "الفضل" بھی اس کی صحت کے متعلق کوئی ثبوت بہم نہیں پہنچا سکا۔ اس صورت میں مزید تحقیق کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ جبکہ کسی بات کی غلطی اور لغویت اچھی طرح ظاہر ہو جائے تو اس کے متعلق تحقیقات میں مصروف رہنا عقلمندی نہیں۔ باقی رہا حلفیہ شہادت کا مطالبہ اس کے متعلق گزارش ہے کہ مباہلہ اور کا قصہ ابھی تک "الفضل" کو یقیناً فراموش نہیں ہوا ہوگا۔ انہوں نے جناب خلیفہ قادیان پر چند ناگفتہ بہ اور شرمناک الزامات لگا کر ان سے حلف کا مطالبہ کیا تھا۔ جسکو جناب خلیفہ قادیان آج تک پورا نہیں کر سکے۔ "الفضل" کے لئے مناسب ہوگا کہ وہ معمولی معمولی امور میں دوسروں سے حلفیہ شہادت کا مطالبہ کرنے کی بجائے اس خطرناک معاملہ کی نسبت اپنے خلیفہ کا حلفیہ بیان شائع کرے تاکہ ان کے دامن اخلاق پر جو شرمناک دھبہ لگ گیا ہے وہ دھو ہو جائے۔

پنڈت وشوبندھو جی اور دیانند کالج کمیٹی

پنڈت وشوبندھو جی آریہ سماج کے لئے مصیبت ثابت ہو رہے ہیں۔ وہ ویدک دھرم کے بنیادی اور مسلمہ اصولوں پر نہایت آزادی سے کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ اور آریہ سماج اپنی انتہائی کوشش کے باوجود بھی انہیں روک نہیں سکا۔ پہلے منت سماجت کی گئی۔ آریہ مہاتماؤں نے ہاتھ جوڑے۔ چرن چھوئے۔ اور رو رو کر التجائیں کیں کہ دیکھو پنڈت جی حق گوئی سے باز آ جاؤ۔ ورنہ آریہ سماج کا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ اس کے بعد بائیکاٹ کا اعلان ہوا۔ لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا میں معاملہ پیش ہوا۔ کچھ نہ بن سکا۔ اب ساری امیدیں دیانند کالج کمیٹی پر تھیں۔ اس میں نہایت تیاری کے بعد یہ سوال پیش ہوا۔ آریہ گزٹ نے دہائی دی تھی کہ اے آریہ بھائیو آؤ۔ اور آریہ سماج کو وشوبندھو کے اتیاچار سے بچاؤ۔ لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ یعنی کوئی خاطر خواہ فیصلہ نہ ہو سکا۔ سنا ہے اب مہاتما ہنس راج جی کے سپرد یہ معاملہ کیا گیا ہے۔ اور انہیں کا فیصلہ ناطق سمجھا جائیگا۔ بھلا جس شخص کو پرتی ندھی سبھا اور دیانند کالج کمیٹی نہ نکال سکی۔ بیچارے مہاتما ہنس راج جی اس کا کیا کر لیں گے۔ اگر مہاتما جی نے ہمت کر کے پنڈت جی کو نکال بھی دیا تو ان کے ہم خیال سینکڑوں بلکہ ہزاروں نوجوانوں کو کس طرح آریہ سماج سے نکالا جائے گا؟

خلیفہ صاحب قادیان کی مخفی تفسیر!

بابیوں اور بہائیوں کی تقلید!

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

بخل اور رازداری کی انتہا

آخر اس افواہ کی تصدیق ہوگئی جو ہم سال بھر سے سن رہے تھے کہ خلیفہ صاحب قادیان جناب میاں محمود احمد صاحب نے کوئی اردو تفسیر لکھی ہے جس کی اشاعت اندر ہی اندر مخفی طور پر ان کے مریدان خاص میں ہو رہی ہے۔ اور اس غضب کی پردہ داری ہے اور رازداری کا یہ عالم ہے کہ خلیفہ صاحب کا حکم ہے کہ صرف خریدنے والا پڑھے ایک ہی گھر کے رہنے والے ایک ہی خاندان کے مختلف ممبر خواہ وہ محمودی ہی کیوں نہ ہوں اس تفسیر پر نظر نہیں ڈال سکتے یہاں تک تاکید ہے کہ اگر کوئی خریدار اس حدیث کی بنا پر کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو ... دو تفسیر کسی اور کو دکھا دے گا تو فوراً خلیفہ صاحب کے زیر عتاب آکر آئندہ کے لئے بائیکاٹ اور راندۂ درگاہ و شماتت ہو جائے گا۔

ہمیں تو یہ سن کر مشکل سے یقین آتا تھا۔ قرآن کی تفسیر ہو اور خدا کا خلیفہ ... جو خود ... انوار الٰہیہ و علوم لدنیہ اس کا لکھنے والا ہو۔ چاہئے تو تھا کہ ان آسمانی علوم کی اشاعت دنیا میں مفت ہوتی اور جہاں تک بھی ممکن ہے ان علوم کی نشر و اشاعت کا بڑے پیمانہ پر انتظام کیا جاتا تاکہ مخلوق کا کوئی فرد بھی اس فرض عالم سے محروم نہ رہ جاتا برخلاف اس کے یہ بخل اور رازداری؟ معنی دارد کہ درگفتن نمی آید۔ بقول غالب ؎

بیخودی بے سبب نہیں غالبؔ
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

رازداری کی ایک وجہ

بہت سے دوستوں نے تو یہ نتیجہ نکالا کہ مدنظر فقط تجارت ہے۔ جب خریدار کے سوا کسی دوسرے کو اس تفسیر کا پڑھنا حرام اور موجب خذلان ہے تو لازمی بات ہے کہ ایک ایک محمودی بلکہ ہر ایک محمودی خاندان کا ایک ایک فرد اس آسمانی آبحیات سے مستفیض ہونے کے لئے اسے خریدے گا۔ اور کتاب بکثرت سے بکے گی لیکن میری اپنی ناچیز رائے یہ ہے کہ نقطہ اتنا ہی نہیں ہے اس میں کیا شک ہے کہ اندریں حالات کتاب کی فروخت بکثرت ہوگی اور روپیہ خوب آئے گا۔ لیکن نقطہ اتنی سی بات سے یہ معمہ حل نہیں ہو جاتا۔

بابیوں اور بہائیوں کے نقش قدم پر

کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی جماعت سے باہر تا حال اس تفسیر کی اشاعت کی جرأت نہ کر سکے۔ اس کے حل کرنے کے لئے ذرا بابیوں اور بہائیوں کے حالات پر جن سے اس فرقہ محمودیہ کو ایک رنگ میں مماثلت شدید ہے نظر ڈالو۔ تم دیکھو گے کہ بابی اپنی آسمانی کتاب "البیان" اور بہائی اپنی آسمانی کتاب "کتاب اقدس" کی اشاعت ہمیشہ مخفی طریق پر کرتے ہیں اور جب تک کسی کے ایمان اور اخلاص پر پورا پورا یقین نہ ہو وہ ان کتابوں کو قطعاً کسی کو نہیں دکھاتے ہر ایک عقلمند اسے ان کی کمزوری کا ایک مذہبی نشان سمجھتا ہے کیونکہ اگر وہ کتابیں اپنے اندر کوئی علم و حکمت توحید و معرفت کا خزانہ رکھتی ہوتیں تو قرآن کریم کی طرح دھڑلے سے میدان میں آتیں اور ایک عالم کو فاتوا بسورۃ من مثلہ کا چیلنج پیش کرتیں۔ لیکن جب اندر خالی محض ڈھول کا پول ہو اور منہ سے لاف و گزاف بہت ہو تو خیریت اور عزت اسی میں نظر آتی ہے کہ اصل چیز کو دکھانے سے احتراز کیا جائے۔ تا رونق خشتیں بجائے ماند۔ اسی طرح ہمارے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے بھی تفسیر نویسی کے متعلق لاف و گزاف بھی کچھ کم نہیں کی ہے۔ جب دیکھو مریدوں کے مجمع میں تحدی ہو رہی ہے کہ دنیا کا کوئی عالم میرے مقابلہ پر تفسیر نہیں لکھ سکتا۔ اور میں بڑے سے بڑے عالم کو اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں اور کوئی نہیں آتا۔ نہ معلوم ان کی اس تحدی کو ان کے منافق مریدین کیا سمجھتے ہیں جن کا حال بقول خلیفہ صاحب قادیان خدا جانے کیوں تمام قادیان میں بری طرح بچھا ہوا ہے۔ چاہئے تو تھا کہ خلیفہ صاحب کے قرب سے قادیان میں ایمان اور اخلاص پھیلتا۔ یہ منافقت کا روز بروز ترقی پذیر ہونا کیا معنے رکھتا ہے۔

تفسیر نویسی کی تحدیوں کی حقیقت

خیر ان منافق مریدوں کو چھوڑ کر مخلص مرید جو اور دور دراز شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اصل حقیقت سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ ان تحدیوں کو دیکھ دیکھ کر جامہ میں پھولے نہیں سماتے۔ یہ اور بات ہے کہ جب کوئی اہلحدیث مولوی اس چیلنج کو قبول کر کے میاں صاحب کے مقابلہ پر آ کھڑا ہو یا خود میاں صاحب کے مرید مولوی محمد فضل صاحب چنگوی بالمقابل میاں صاحب کو تفسیر نویسی کے لئے چیلنج دیدیں تو میاں صاحب سنی کو ان سنی کر دیں۔ اور الٹا ہر ایسے بن جائیں کہ جیسے ان کے چیلنج کو کسی نے قبول کیا ہی نہیں۔ اور پھر دوبارہ مریدوں میں تفسیر نویسی کے چیلنج کا اعادہ کر کے یہ ذہن نشین کرانا چاہیں کہ اب تک کسی نے مقابلہ پر آنے کی جرأت ہی نہیں کی ہے۔

غرضیکہ جب دنیا کو تفسیر نویسی کا چیلنج دے رکھا ہو تو یہ احتیاط بھی نہایت ضروری ہے کہ میاں صاحب موصوف جس قدر تفسیر بھی شائع کریں اسے مخفی رکھیں۔ کیونکہ اگر وہ ظاہر ہو جائے تو تفسیر نویسی کا سارا پول کھل جائے گا۔ اور دیکھو بقول سعدی ؎

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

اگر کسی شخص نے اٹھ کر اس تفسیر پر کچھ اس قسم کی تنقید شائع کر دی جس سے اس کی دھجیاں اڑ گئیں تو نہ صرف آئندہ کے لئے تفسیر کی فروخت کھٹائی میں پڑ جائے گی بلکہ تفسیر نویسی کے چیلنج کا سارا رعب داب خاک میں مل جائیگا۔ خوب غور کر لو خدا کے خلیفہ کا علم قرآن برہنہ ہو کر اگر پبلک میں آ گیا اور ساری حقیقت طشت از بام ہو گئی تو ان آئے دن کی تحدیوں کے لئے موقعہ کہاں سے ہاتھ آئے گا۔ لہٰذا جب تک بھی اس علم قرآن اور تفسیر نویسی پر پردہ پڑا رہے اسی میں بھلائی اور خیریت ہے۔ تفسیر کو پبلک میں لانا اپنے ہاتھوں اپنی تفسیر نویسی کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ جو دوراندیشی سے نہایت بعید ہے۔

خفیہ خط

اگر کسی صاحب کو میرے اس نتیجہ سے اتفاق نہ ہو تو وہ مہربانی کر کے مجھے اس سارے معمہ کا حل سمجھا دیں اور وہ مصلحت مجھے بتا دیں جو اس رازداری کے نیچے پنہاں ہے۔ میں اصل خط نقل کئے دیتا ہوں جو کسی محمودی صاحب سے ہمارے ایک دوست کو ہاتھ لگا ہے پڑھئے اور خود ہی نتیجہ نکالئے [۱]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

"مکرمی بندہ — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
تفسیر القرآن ... حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ... ارسال خدمت ہے اس کے متعلق حضور کا ارشاد ہے کہ کل اشاعت سے قبل کسی کو بھی احمدی ... نہ دکھائیں۔ اگر کسی خریدار کے متعلق ... ہوا کہ اس نے ایسا کیا ہے تو اس کی داخل کردہ قیمت تفسیر القرآن واپس کر دی جائے گی اور آئندہ ... تفسیر نہ دی جائیگی۔"

(دستخط)

پرائیویٹ سکرٹری

جناب میاں صاحب کی جدت طبع

جب کل اشاعت سے قبل اس تفسیر کو کسی کو بھی دکھانا منظور نہ تھا تو اول تو اس کی اشاعت ہی کی کیا ضرورت تھی جب ساری تفسیر چھپ جاتی تو شائع کر دیجاتی۔ اور اگر شائع کیا تھا تو پھر ان خاص محمودیوں کو دیکھنا اور پڑھنا کیوں جائز ہو گیا۔ جو روپیہ داخل کر چکے ہیں اور دوسروں کو جنہوں نے قیمت داخل نہیں کی دیکھنا ناجائز کیوں ہو گیا سوائے اس امر کے کہ اس طرح خدا کے خلیفہ کی تفسیر کے لئے انہیں مجبوراً روپیہ داخل کرنا پڑے گا علاوہ ازیں جب وہ غریب محمودی اس تفسیر پر نظر نہیں ڈال سکتے جنہوں نے اب تک تفسیر کی قیمت داخل نہیں کی تو ان کی جماعت سے باہر کے لوگوں کو جو تفسیر کی اشاعت کے بعد دیکھ بھال کر ہی خریدار بن سکتے ہیں اس تفسیر کی ہوا بھی نہیں لگ سکتی۔ میں تو جناب میاں صاحب کی جدت طبع کا ہمیشہ سے قائل ہوں۔ کس کمال کا طریق ایجاد کیا ہے۔ ایک طرف تو تفسیر کی خریداری بڑھی دوسری طرف غیر محرموں کی نظروں سے تفسیر مخفی رہی۔ اور اس طرح تفسیر نویسی کے متعلق میاں صاحب کے لئے تحدیوں اور لاف و گزاف کا موقعہ بھی ہاتھ سے نہ گیا۔ ایک پتھر سے دو پرندے مار لینا اسی کو کہتے ہیں۔

[۱] اس خفیہ خط کا عکس پیش نظر اشاعت کے صفحہ اول پر شائع ہو رہا ہے۔

مکتوب برلن

"زمیندار" کی حق پرستی

"زمیندار" نے اپنی ۲۲ مارچ ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں ایک مضمون از حبیب الرحمٰن قریشی متعلقہ برلن مشن و مسجد شائع کیا ہے۔ "مدیر معاون" نے اپنی طرف سے اس پر مندرجہ ذیل نوٹ کا اضافہ کیا ہے:۔

زمیندار کی کسی گزشتہ اشاعت میں ایک مراسلہ بعنوان برلن میں عید الفطر کی نماز شائع ہوا تھا جس میں مرزائی مامور تبلیغ مسٹر شیخ عبداللہ کے متعلق کئی ستائشات درج تھیں اس کے کچھ عرصہ بعد ہمیں برلن سے ایک اور مراسلہ چند غیر ہندوستانی مسلمانوں کے دستخطوں سے وصول ہوا جس میں الزامات کی تردید کی گئی تھی ہم نے اس مراسلہ کو عمداً شائع نہیں کیا۔ کیونکہ ہم نے بھانپ لیا تھا کہ یہ مرزائیوں کے پروپیگنڈا کا اثر ہے۔ چنانچہ ہمارے خطرات صحیح نکلے اور اس ہفتہ ہمیں برلن سے ذیل کا مکتوب موصول ہوا ہے (اس کے بعد حبیب الرحمٰن قریشی کا ایک خط درج کیا ہے۔)

یکم فروری ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں جو مضمون بعنوان "برلن میں عید الفطر" شائع ہوا تھا اس میں اس عید کی ساری کامیابی کا سہرا جماعت اسلامیہ کے سر پر باندھا گیا تھا۔ مگر کمال ہے کہ جب اس کا تردیدی جواب عید الفطر کی منتظمہ کمیٹی نے (جس میں ڈاکٹر واصل رسلان صدر جماعت اسلامیہ بھی تھے۔) "زمیندار" کو برائے اشاعت ارسال کیا تو مدیر زمیندار نے اس کو اس وجہ سے شائع نہ کیا کہ "یہ مراسلہ چند غیر ہندوستانی مسلمانوں کے دستخطوں سے موصول ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور الزامات کی تردید کی گئی تھی"۔ اور پھر مدیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ہم نے اس مراسلہ کو عمداً شائع نہ کیا۔ کیونکہ ہم نے بھانپ لیا تھا کہ یہ مرزائیوں کے پروپیگنڈا کا اثر ہے"۔ عجب ایک طرف یونس زبیدی صاحب گزشتہ عید الفطر کی ساری کامیابی کا سہرا جماعت اسلامیہ کے سر پر باندھتے ہیں اور دوسری طرف جب اسی جماعت اسلامیہ کے صدر کی طرف سے تردیدی جواب برائے اشاعت "زمیندار" کو بھیجا جاتا ہے تو لکھا جاتا ہے کہ ہم نے اس مراسلہ کو عمداً شائع نہ کیا کیونکہ ہم نے بھانپ لیا تھا کہ یہ مرزائیوں کے پروپیگنڈا کا اثر ہے۔ ہے حق وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔

کاش کہ "زمیندار" کا مقصد اصل واقعات اور حق سے پبلک کو آگاہ کرنا ہوتا۔ اور وہ اگر صرف اس تردیدی جواب کو جو مندرجہ ذیل چار معزز اشخاص نے برائے اشاعت ان کو بھیجا تھا شائع نہ کرنا چاہتے تھے تو اب حبیب الرحمٰن قریشی کے مکتوب کے ساتھ شائع کر دیتے اور اپنی طرف سے جتنی چاہتے حاشیہ آرائی کر لیتے۔ مگر پبلک کو دونوں تحریرات سے واقف تو کر دیتے۔ اس طرح عوام الناس خود حق و باطل میں تمیز کر لیتے۔

بہرحال ہم "زمیندار" اور اس کے نامہ نگار برلن کو بتا دیتے ہیں کہ وہ اس قسم کے لغو پروپیگنڈا، اور غیر ذمہ دارانہ تحریرات سے لفضلہ ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔

تردیدی جواب مندرجۂ ذیل احباب کے دستخطوں سے "زمیندار" کو اشاعت کے لئے روانہ کیا گیا تھا (اور جو "پیغام صلح" کی ۱۵ اپریل ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے) اور اس پر نہ صرف صدر جماعت اسلامیہ کے دستخط موجود ہیں بلکہ اس شخص کے بھی جس نے نماز عید کی امامت کی۔

(۱) پروفیسر مرزا حسن امام صلوٰۃ العید و ممبر منتظمہ کمیٹی برائے عید الفطر۔

(۲) ڈاکٹر واصل رسلان صدر جماعت اسلامیہ و ممبر منتظمہ کمیٹی برائے عید الفطر۔

(۳) ڈاکٹر نجاتی عابد بن بیگ، ممبر منتظمہ کمیٹی برائے عید الفطر۔

(۴) ڈاکٹر حمید مارقوس ممبر منتظمہ کمیٹی برائے عید الفطر۔

والسلام

خاکسار

(محمد عبداللہ)

امام مسجد برلین (جرمنی)

۱۰ اپریل ۱۹۳۴ء

پیغام صلح

کا سالانہ چندہ مدت سے بعض خریداروں کے ذمہ واجب الادا چلا آتا ہے اگر انہیں بار بار کی یاد دہانیوں کا کچھ بھی اثر ہو تو فوراً بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔

میں کہاں جاؤں؟ اور کیا کروں؟

ایک نومسلم کی قابل غور درخواست

(از جناب پنڈت قادر بخش صاحب)

میں آگرہ کا رہنے والا ہوں۔ قوم کا برہمن ہوں۔ پہلا نام گھمنڈی لال ہے۔ اور اب پنڈت قادر بخش کہلاتا ہوں۔ مجھے اسلام قبول کئے ایک عرصہ گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک مانتا ہوں اور اسے مستجمع جمیع صفات کمال سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابوں پر یقین رکھتا ہوں اور اس کے بھیجے ہوئے تمام رسولوں کو مانتا ہوں۔ آخری کتاب قرآن کریم اور آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں۔ تقدیر کو بھی تسلیم کرتا ہوں اور بعث بعد الموت پر بھی ایمان رکھتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں۔ روزے بھی رکھتا ہوں۔ صاحب نصاب نہیں ہوں ورنہ زکوٰۃ بھی ادا کروں۔ خدا توفیق دے۔ حج کعبۃ اللہ کا بھی ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر مشکل یہ آ پڑی ہے کہ احمدیہ جماعت کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے کافر کہلاتا ہوں اس لئے بذریعہ اخبار ہذا مسلمان بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ خدا را مجھے بتائیں کہ میں کس فرقہ میں شامل ہو جاؤں جس پر دوسرے فرق کی طرف سے کفر کا فتوےٰ نہ ہو۔ اگر کسی حالت میں کفر پیچھا نہیں چھوڑ سکتا اور نبی پاک کا کلمہ منسوخ ہو چکا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ میں اپنے بھائی ہندوؤں سے بھی قطع تعلق کر لوں اور بلا فرکا کافر بھی رہوں۔ انہیں میں کیوں نہ شامل ہو جاؤں۔ اب بھی کافر ہوں پھر بھی کافر رہونگا۔ اگر اس رجعت قہقری میں کچھ نقصان ہے تو اس کا خدا کے نزدیک میں ذمہ دار نہیں ہونگا بلکہ وہ لوگ ہوں گے جو مجھے کافر کہتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ یا تو مجھے ایسا فرقہ بتلایا جائے جس پر کفر کا فتوےٰ نہ ہو تاکہ میں اسی میں شامل ہو جاؤں ورنہ میرے گناہوں کا بوجھ کفر سازوں کی گردن پر ہوگا۔ اور بس۔

(پنڈت قادر بخش سابق گھمنڈی لال)

جہازی لائبریریوں میں اسلامی لٹریچر

قسط سوم

۴۸ - ۱ - قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ ۲ سٹ ۹ روپے وصول

۴۹ - ۲ - شیخ محمد جبین صاحب منیجر کارخانہ شیخ صاحبان لائلپور ۲ " رقم "

۵۰ - ۳ - رحمت اللہ صاحب ریٹائرڈ انجنیئر سنڈے بازار ایک "

۵۱ - ۴ - ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب برلن ایک وعدہ

۵۲ - ۵ - محمد اقبال صاحب شیدائی ۲ سٹ وعدہ

۵۳ - ۶ - حاجی امیر عمر صاحب کراچی ۱ " رقم وصول

۵۴ - ۷ - شیخ عبدالحق صاحب کیمبلپور ۱ " "

۵۵ - ۸ - شیخ عزیز الدین صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر جنرل ڈھاکہ ۱ " "

۵۶ - ۹ - ابراہیم آدم صاحب سجوانی ۱ " وعدہ

۵۷ - ۱۰ - عبدالرشید خان صاحب رئیس فتح پور ۱ " رقم وصول

۵۸ - ۱۱ - حکیم رونق علی صاحب بارہ بنکی ۱ " "

۵۹ - ۱۲ - مخدوم محمد اشرف صاحب شملہ ۱ " وعدہ

۶۰ - ۱۳ - میاں رحیم بخش سپرنٹنڈنٹ سالٹ کوہ من ڈراجیوتانہ ۲ " رقم وصول

۶۱ - ۱۴ - احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور ایک سٹ "

۶۲ - ۱۵ - خان عبدالغفور خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس راولپنڈی ۲ سٹ "

حضرت مسیح موعود کی تفسیر قرآنی سے اختلاف

ملت محمودیہ کا اپنا طرز عمل

(۴)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

محمودیوں کا عجیب و غریب طرز عمل

آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ میاں محمود احمد صاحب نے ان آیات قرآنی کی تفاسیر جن پر نبوت اور وحی نبوت جیسی ایمانیات و عقائد کی بنیادیں قائم ہیں حضرت مسیح موعود سے صریح طور پر نہ صرف اختلاف کیا بلکہ اس درجہ مخالفت کی کہ مسیح موعود کے علم کو نادانی اور جہل قرار دیا۔ اور آپ کی ایسی تفاسیر ادرت بکیات کو منسوخی کی دیا سلائی سے جلاکر خاک میں ملا دیا لیکن کوئی محمودی نہیں رویا۔ بلکہ اس پر خوشی سے نعرۂ تحسین و آفرین بلند کیا۔ اور اپنی اپنی جگہ اسے پکڑ کر بیٹھ گئے۔ اور اب دن رات یہ منادی کرتے رہتے ہیں کہ سن ۱۹۰۱ء تک مسیح موعود کی تمام تفاسیر ان آیات قرآنی کی جو نبوت سے تعلق رکھتی ہیں سب کی سب غلط اور آپ کی نادانی اور لاعلمی کا مرقع ہیں۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کے مذہب اور عقیدہ کی بنیاد ہی حضرت مسیح موعود کے پورے بارہ برس تک نعوذ باللہ جہل مرکب میں مبتلا رہنے پر قائم ہے۔ یہ بہت غور کا مقام ہے کہ یہاں کیوں خوشی کی جاتی ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب اگر کسی فروعی مسئلہ میں ذرا سا بھی اختلاف کریں تو صدائے واویلا کیوں بلند کی جاتی ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں:۔

جماعت لاہور کے خلاف دھڑے بازی اور ناپاک پروپیگنڈا

(۱) ایک تو لاہوری احمدیوں کے خلاف دھڑے بازی اور انہیں بدنام کرنے کے لئے ناپاک پروپیگنڈا۔ خلیفہ صاحب سے لے کر ادنیٰ مخلص محمودی تک اس معاملہ میں ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ کہ جس طرح بھی ہو مولوی محمد علی صاحب اور لاہوری احمدیوں کو بدنام کیا جائے۔ ان کی طرف سے نفرت و بیزاری کے جذبات اپنی جماعت کے زن و مرد بلکہ بچوں تک کے دلوں میں پیدا کرنا یہ لوگ اپنا فرض اور ایمان سمجھتے ہیں کیونکہ موعودہ بزعم خلافت کی سلامتی انہیں اسی میں نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی نبوت اور مولوی محمد علی صاحب پر تبرا اپنے بچوں کو معتقدات کے رنگ میں زبانی یاد کرواتے ہیں تا ان معصوم بچوں کے دلوں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا بیج مارا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود کی نبوت اور حضرت مولوی محمد علی صاحب سے نفرت اور بیزاری کا بیج اچھی طرح نشو و نما پائے۔ جو محمودی اس ناپاک پروپیگنڈا میں شامل نہیں ہوتا وہ مخلص ہو مگر وہ محمودیان میں "منافق" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ گویا ان کے ہاں ایمان اور اخلاص کا ثبوت ہی یہ ہے کہ دن رات رافضیوں کی طرح مولوی محمد علی صاحب اور لاہوری احمدی جماعت کی خواہ مخواہ عیب شماری کی جائے۔ اور انہیں طرح طرح سے ناحق بدنام کیا جائے ان کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب بے شک حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ نادانی اور جہل مرکب کا چولہ بارہ برس تک پہنائے رکھیں وہ عین راہ صواب اور رضامندی آلہی کا موجب ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب بالفرض محال اگر ذرا کسی فروعی مسئلہ یا طریق استدلال میں اختلاف کریں تو اس کے لئے سارا محمودی ٹڈی دل طوفان بے تمیزی مچانے کو تیار ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کو نبی بنانے کا پروپیگنڈا

(۲) دوسری وجہ پہلی سے بھی ناپاک تر ہے وہ یہ کہ خوب غور کر کے دیکھ لو۔ مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر پر جس جگہ ایک محمودی بہت زیادہ سینہ کوبی کرتا نظر آئے گا وہ وہی جگہ ہوگی جہاں سے کھینچ تان کر محمودی لوگ حضرت مسیح موعود کی نبوت نکالنا چاہتے ہوں گے اور مولوی محمد علی صاحب اس تفسیر سے اتفاق نہ کرتے ہوں گے۔ اگر آج مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود کی نبوت کا اقرار کر لیں اور میاں صاحب کی بیعت کر لیں پھر اپنی ساری تفسیر میں جس قدر چاہیں اختلاف کیا کریں کیا مجال ہے جو کوئی محمودی چوں کر جائے۔ دیکھ لو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ ان کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب جس آیت کی چاہتے ہیں اپنی حسب منشا تفسیر کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کو منہ بھر کر "نادان" کہہ جاتے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بارہ سال کی ہزارہا صفحوں کی تحریروں اور تفسیروں کو "نادانی" اور جہل مرکب قرار دیتے ہیں کہ اسے بطور دلیل پیش کرنا جائز نہیں سمجھتے لیکن سب محمودی اس پر خوشی سے بغلیں بجاتے ہیں۔ اور اسے اپنا ایمان اور مدار نجات سمجھتے ہیں۔ اور اگر کوئی لاہوری احمدی حضرت مسیح موعود کی سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کوئی تحریر در بارۂ نبوت پیش کر دے تو حقارت سے منہ چڑانے لگتے ہیں۔ مگر ایک عقلمند جانتا ہے کہ یہ تحقیر و توہین لاہوری احمدی کی نہیں خود حضرت مسیح موعود کی ہے۔ جن کی سن ۱۹۰۱ء سے قبل کی تحریروں کی یہ درگت بنائی گئی ہے کہ وہ عقلمندوں کی مجلس میں بہ وجہ اپنی لاعلمی اور جہل کا مرقع ہونے کے پیش نہیں کی جا سکتی۔ آخر یہ فرق کیوں ہے صرف اس لئے کہ میاں صاحب نے مریدوں کے یہ ذہن نشین کر دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی بنانے کی صرف یہی ایک راہ ہے۔

محمودیوں کے غوغا مچانے کی اصل وجہ

بیشک حضرت مرزا صاحب کی نبوت قرآن کی ایک ایک آیت سے نکالو خواہ وہ کیسے ہی بھونڈے اور لچر طریق سے نکالی جائے۔ اور خواہ وہ خود حضرت مرزا صاحب کی تفاسیر سے کتنی ہی مخالف کیوں نہ ہو۔ یہ قوم خوشی سے بغلیں بجاتی رہے گی۔ نعرۂ تحسین و آفرین بلند کرتی رہے گی۔ ان تمام پیشگوئیوں کو جن کے مصداق حضرت محمد صلعم ہیں آپ بے شک حضرت مرزا صاحب پر چسپاں کرتے جائیں۔ یہ غالی قوم خوشی سے تالیاں بجاتی اور ناچتی رہے گی۔ لیکن اگر آپ کسی پیشگوئی کے متعلق یہ کہہ دیں کہ یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور حضرت مرزا صاحب اس کے مصداق حقیقی نہیں بلکہ بوجہ امتی اور خلیفہ ہونے کے صرف ظلی یا بروزی رنگ میں اس کے ماتحت آتے ہیں تو ان کے سینے میں یوں لگے گا جیسے تیر لگتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی چیز چھین چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دیتے جاؤ یہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے۔ کیونکہ اس میں دریردہ ان کے نفس کو یہ خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا نبی مسیح موعود محمد رسول اللہ صلعم سے بھی بڑھ کر یا کم سے کم بمقابل تو ضرور ہے لیکن اگر کوئی چیز جو انہوں نے محمد رسول اللہ صلعم سے چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دی ہوئی ہے آپ واپس محمد رسول اللہ صلعم کو دیں تو یہ بلبلا بلبلا کر اور چلا چلا کر ایک حشر برپا کر دیں گے۔

آقا اور غلام میں رقابت کا رنگ پیدا کر دیا ہے

دوسرے لفظوں میں یہ کہ ان لوگوں نے محمد رسول اللہ صلعم اور حضرت مرزا صاحب میں ایک قسم کا باہمی شرکت اور رقابت کا رنگ پیدا کر دیا ہے۔ مثلاً جب تک مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو کہتے رہو بہت خوش رہیں گے لیکن جہاں اس کا مصداق حقیقی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتایا اور تمام محمودی ٹولہ سے صدائے واویلا بلند ہوئی کہ ہائے ہائے حضرت مسیح موعود کی توہین کی گئی اور آپ سے اختلاف کیا گیا۔ حالانکہ اختلاف خود ان کے غالیانہ عقائد سے ہوتا ہے نہ کہ حضرت مسیح موعود سے۔ اسی طرح ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کا مصداق حضرت مسیح موعود کو بتاؤ تو خوش رہیں گے۔ لیکن اگر اس کے صاف صاف معنے کر دو کہ وہی تو اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ خدا اسے سب دینوں پر غالب کر دے۔ اور یہ تو کہ یہ رسول جسے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا خود محمد رسول اللہ صلعم ہیں جیسا کہ اس سے آگے خود خدا تعالےٰ نے صاف طور پر ارشاد فرما دیا ہے اور لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یعنے خدا کا اسلام کو کل دینوں پر غالب کرنے کا وعدہ خود حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ ہی مقدر ہے۔ آپ کی زندگی میں آپ کے ہاتھ سے ہوا۔ اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے ہاتھوں سے ہوگا جن میں حضرت مسیح موعود کا زمانہ خاص طور پر مخصوص ہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر یہ اظہار دین بڑی صفائی اور شان کے ساتھ ہوگا مگر جو کچھ بھی ہوگا یہ سب آنحضرت صلعم ہی کے فیضان کا ظہور ہے تو یہ ان کے سینوں پر ایسا لگتا ہے جیسے گولی لگتی ہے۔ کیونکہ اس طرح حضرت مسیح موعود کی نبوت کی علیحدہ پٹڑی نہیں جمتی۔ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کے اندر مسیح موعود کی رسالت مدغم ہو کر دنیا کے سامنے اگر پیش ہو تو ان کو سخت دکھ اور رنج ہوتا ہے۔ وہ تو بالمقابل نبوت کی پٹڑی جمانا چاہتے ہیں۔ فیضان نبوت محمدیہ کو جھگڑا سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک بس فیضان اسی وقت تک تھا جب تک امتی نبی نہیں بنا تھا۔ امتی جہاں نبی بنا بس چٹ کر الگ ہو گیا۔ اب اسے امتی کہنا گناہ ہے۔ وہ کہتے ہیں جو پٹواری ترقی کر کے "تحصیلدار" بنا اسے "پٹواری تحصیلدار" کہنا اس کی ہتک ہے اسی طرح جو امتی ترقی کر کے نبی بنا اسے امتی نبی کہنا گناہ ہے یہ سب کچھ خواہ حضرت مسیح موعود کی تحریر کے کتنا ہی منافی کیوں نہ ہو مگر سب مباح اور قابل صد تحسین و آفرین ہے۔

کیونکہ محمد رسول اللہ صلعم کے مقابل میں نبوت کی پٹی بوجھ رہے ہیں۔

سرحدی محمودی کا اعتراض نمبر ۱

آخر یہ سرحدی محمودی بزرگ اس آیت کی تفسیر پر کیوں روپا اسی لئے کہ اس کے خیال میں مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود پر اسے چسپاں نہیں کیا اور محمد رسول اللہ صلعم تک ہی اس آیت کی تفسیر کو محدود رکھا۔ لیکن ان کے سرکاری اخبار "الفضل" مجریہ ۱۹ دسمبر ۱۹۴۳ء میں مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ سے جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ ان بزرگ کی تردید کے لئے کافی ہے۔ یہ تفسیری نوٹ نمبر ۲۴۹۹ کا ترجمہ ہے۔

"یہ آیات اپنے اندر پیشگوئیاں رکھتی ہیں اسلام کو تباہ کرنے کی ابھی کوششیں جاری ہیں اور یہ الٰہی وعدہ ہے کہ یہ سب کوششیں بیکار ثابت ہونگی۔ اور اسلام کی شان وشوکت دنیا کے سب ادیان پر اس خوبی سے چھا جائے گی جیسا کہ عرب میں ہوا تھا مفسرین کا قول ہے کہ یہ غلبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قایم ہوگا۔"

اب سرحدی محمودی صاحب نے جو حوالہ حضرت مسیح موعود کا دیا ہے اس کا وہ حصہ جس کے اوپر خود انہوں نے تاکید کے لئے خط کھینچا ہے۔ نقل کئے دیتا ہوں۔

"اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔"

اعتراض محض حسد و بغض پر مبنی ہے

فرمایئے حضرت مسیح موعود کی عبارت اور مولوی محمد علی صاحب کی عبارت میں کیا فرق ہے۔ مگر جب خلاف پروپیگنڈا کرنا ہو تو ہر طرح کیا جا سکتا ہے۔ سرحدی محمودی اس بات پر خفا ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے اردو تفسیر بیان القرآن کے نوٹ نمبر ۱۱۴۳ میں اس آیت کی تفسیر میں اسی قدر لکھکر کیوں ختم کر دیا کہ "اسلام کفار عرب پر ہی نہیں بلکہ دنیا کے سب مذاہب پر غالب آکر رہے گا۔" میں کہتا ہوں اس تحریر میں کیا جھوٹ ہے جو مولوی صاحب نے لکھدیا۔ رہ گیا حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں اس غلبہ کا ذکر تو یہ کتنی دفعہ ذکر کریں۔ سورہ توبہ میں بھی تو یہی آیت آتی ہے۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے بیان القرآن نوٹ نمبر ۱۱۹۶ میں صاف طور پر تو لکھتے ہیں کہ "اکثر مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ اظہار دین اس امت میں مسیح موعود کے ظہور کے بعد ہوگا۔" فرمایئے اب اور کس طرح لکھیں؟ کوئی خدا کا خوف بھی ہے؟ یا دشمنی اور حسد اور بغض نے اندھا کر رکھا ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو "الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۴۳ء" وہ باوجود اس بات کو تسلیم کرنے کے کہ مولوی صاحب نے اس پیشگوئی کو حضرت مسیح موعود پر چسپاں کیا ہے اس بات پر بگڑ رہا ہے کہ یہ کیوں نہ لکھا کہ "وہ زمانہ آچکا ہے اور مسیح موعود آگیا ہے" گویا تفسیر کیا لکھ رہے ہیں حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر بحث کر رہے ہیں۔ جو شخص رات دن حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کی دنیا میں تبلیغ کر رہا ہو اس کے خلاف یہ پروپیگنڈا کس قدر شرارت اور صریح دلآزاری ہے۔ آیت کو مسیح موعود پر چسپاں بھی کر دیا اور پھر بھی خوش نہیں ہیں۔ وجہ؟ حسد اور معاندانہ پروپیگنڈا!

سرحدی محمودی کا اعتراض نمبر ۲

اسی طرح سورہ جمعہ کی آیت آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے متعلق سرحدی محمودی صاحب تحریر کرتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب "الفضل" تو اس معاملہ میں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمہ کے نوٹ نمبر ۲۵۰۳ میں اس کا مصداق مسیح موعود کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

"دوسری روایات بتلاتی ہیں کہ مسیحا مسلمانوں میں ایسے وقت میں ظاہر ہوگا جبکہ مسلمان شریعت کی محض ظاہر پرستی پر قایم ہوتے نظر آئیں گے۔ بات یہ ہے کہ اس روایت میں اشارہ مسیحا یا اس زمانہ کی طرف ہے جبکہ اسلام کا مغز گم ہو جائے گا تو ایک آدمی یا گروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرکے پھر اسلام کو دنیا میں پھیلائے گا۔"

لیکن باایں ہمہ وہ اس بات پر خفا ہیں کہ یہ نہیں لکھا کہ "وہ زمانہ آچکا ہے اور مسیح موعود آگیا۔" مگر ہمارے سرحدی محمودی دوست یہاں پر مولوی محمد علی صاحب سے اس بات پر خفا ہیں کہ اردو تفسیر میں مولوی صاحب نے آخرین منھم میں تمام امت محمدیہ کو بھی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد آنحضرت صلعم کے فیضان روحانی سے تعلیم و تزکیہ حاصل کرتے رہیں شامل کر لیا ہے۔ . . . .

. . . . گویا رجل من ابناء فارس (جس سے مراد مسیح موعود ہے) کے علاوہ دوسرے بزرگان امت کو بھی اس آیت کے ماتحت فیضان محمدی سے بہرہ اندوز قرار دیدیا ہے اور یہ بات انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ مگر ایک امر واقعہ کا کون انکار کر سکتا ہے وہ یہ کہ تمام امت محمدیہ کے صلحا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد آئے آنحضرت صلعم سے ہی فیض یافتہ ہیں پس آپ کا سلمان فارسی کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر یہ فرمانا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا تو ابنائے فارس میں سے ایک شخص واپس لے آئے گا۔ اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اس آیت کا مصداق صرف وہی ایک شخص ہے۔ اور فیضان محمدی صرف ایک شخص کے ساتھ محدود ہو کر رہ گیا۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بعد بھی فیضان محمدی ایسے ایسے کامل الایمان انسان پیدا کرتی رہے گی کہ ان میں سے ایک شخص فارسی الاصل اس قدر عظیم الشان ایمان و معرفت کا صاحب ہوگا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا تو وہ واپس لے آئیگا۔ فرمایئے اس میں کیا زہر ل گیا جو سرحدی صاحب اس قدر خفا ہیں۔ اصل میں غصہ انہیں نبوت کا ہی ہے۔ کیونکہ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷ کا حوالہ جو انہوں نے دیا تو نبی کے لفظ پر خاص طور پر زور دیا ہے۔ اس حوالہ کا انکا سب سے پیارا فقرہ نقل کئے دیتا ہوں:-

"پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کہلائینگے اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کرینگے۔"

محمودی بزرگ کی موٹی عقل

اب ان بزرگ کو کون سمجھائے کہ اگر یہ حوالہ بیان القرآن میں نقل کیا جاتا تو ساتھ ہی پھر غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے بروز اور نبوت کی بحث کو بھی شروع کیا جاتا اور حضرت مسیح موعود کے وہ حوالے بھی نقل کرنے پڑتے جن میں لکھا ہے کہ "بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے" (ایک غلطی کا ازالہ) اور ساتھ ہی اسی تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷ و ۶۸ کی ساری عبارت نقل کرنی پڑتی۔ کیونکہ چند سطریں ہی آگے چلکر حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوے کیا ہے کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف میری مراد نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔"

حضرت مسیح موعود کے دربار سے تین خطاب

کیوں حضرت مسیح موعود کے دربار سے کیسا خطاب ملا؟ "جہالت"، اور "حماقت" اور "حق سے خروج" کے تین خطاب مبارک ہوں۔ اور منسوب کریئے دعوئے نبوت کا حضرت مسیح موعود کی طرف! یہاں بھی کہدو کہ نعوذ باللہ یہ بھی "نادانی" اور "لاعلمی" کا نتیجہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو اس بات سے سخت غصہ آتا ہے اگر کوئی آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کر دے۔ اور بات بھی ٹھیک ہے جب آپ بار بار نبی کے لفظ کے لفظ کی توجیہ کرتے جاتے ہوں تو پھر آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا "جہالت" اور "حماقت" اور "حق سے خروج" نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ذرا خیال تو کیجئے کہ اسی تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۴ پر صاف طور پر تو حضرت صاحب لکھ آئے تھے کہ

"صرف اس خدا نے خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع کرے۔"

اس پر بھی ایک قوم اگر ضد نہ چھوڑے اور اتنا کچھ لکھنے کے باوجود بھی نبوت کا دعویٰ حضرت صاحب کی طرف منسوب کرتی رہے تو حضرت مسیح موعود ناراض نہ ہوں تو اور کیا ہوں اور ان پر "نادانی"، "حماقت"، "جہالت" اور "حق سے خروج" کا فتوے نہ لگائیں تو کیا کریں؟ یہ ہیں ہی اس کے مستحق!

حضرت مسیح موعود کی دوسری تفسیر

اب فرمائیے اگر مولوی محمد علی صاحب اس آیت کی تفسیر میں یہ سارا جھگڑا لیکر بیٹھ جاتے تو اصل تفسیر تو غائب ہو جاتی اور ایک نیا شاخسانہ نکل کر ناحق کی ایک بحث شروع ہو جاتی (ان بحثوں کے لئے حضرت مولانا نے متعدد کتابیں لکھی ہیں) یہ کیا ضرور ہے کہ تفسیر کے نوٹوں میں بھی یہی جھگڑا چلا چلے۔ اور پھر اس آیت آخرین منھم لما یلحقوا بھم کی ایک اور رنگ میں تفسیر بھی تو خود حضرت مسیح موعود کے قلم کی لکھی ہوئی تحفہ گولڑویہ میں موجود ہے۔ اور وہ کتاب ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہے۔ یعنی نعوذ باللہ زمانہ نادانی و لاعلمی کے بعد کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"اور اس میں کچھ نہیں کہ اس جگہ منکم (اماما منکم) کے لفظ سے صحابہ کو خطاب کیا گیا ہے اور وہی مخاطب تھے لیکن ظاہر ہے کہ ان میں سے تو کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعوئے نہیں کیا۔ اس لئے منکم کے لفظ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم میں قایم مقام صحابہ ہے اور وہ وہی ہے جس کو اس آیت مفصلہ ذیل میں قایم مقام صحابہ کہا گیا ہے یعنے کہ آخرین منھم لما یلحقوا بھم۔

کیونکہ اس آیت نے ظاہر کیا ہے کہ وہ رسول کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہے اور اسی معنے کے رو سے صحابہ میں داخل ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲)

اب فرمایئے یہاں حضرت مسیح موعود اسی آیت **آخرین منھم لما یلحقوبھم** کے ماتحت بجائے بروز محمدی اور بروزی نبی بننے کے اپنے آپ کو صحابہؓ میں داخل کرتے ہیں اور اس طرح **امامکم منکم** کی پیشگوئی کا مصداق اپنے تئیں ٹھہراتے ہیں تحفہ گولڑویہ تو آپکی منسوخ کتابوں میں سے نہیں۔ یہاں آپ کیا کرینگے سوائے اس کے کہ ماننا پڑے گا کہ **آخرین منھم لما یلحقوبھم** سے مراد فقط **فیضان محمدی کا ظہور** ہے۔ خواہ اسے **قایم مقام صحابہ** کی شکل میں مانا جائے خواہ بروز محمدی کے رنگ میں تسلیم کیا جائے۔

ایڈیٹر الفضل کی کینہ پروری اور حق دشمنی

میں تو کہتا ہوں جو کچھ ہے محض مولوی محمد علی صاحب کو بدنام کرنے اور لاہوری احمدیوں سے تنفر کا بیج بونے کا **ایک پروپیگنڈا** ہے ذرا "الفضل" کے ایڈیٹر صاحب کا طریق عمل ملاحظہ ہو۔ سورہ نور کی آیت استخلاف کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن کا تفسیری نوٹ ۱۷۶۳ نقل کرتے ہیں۔ وھو ھذا:-

"اس آیت کا اشارہ ان مجددین کی طرف بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہر صدی کے سر پر آتے رہیں گے۔ یہی وہ آیت ہے جس کی بنا پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعت احمدیہ نے چودھویں صدی کا مجدد اور مسلم مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا"

اس نوٹ کو پڑھ کر ایک انصاف پسند آدمی یہ خیال کرے گا کہ ایڈیٹر "الفضل" نے اسے غالباً مقام مدح و تعریف میں نقل کیا ہوگا اس لئے کہ اس نوٹ میں حضرت مسیح موعود کی خوب تبلیغ کی ہے لیکن نہیں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یہ نوٹ نقل کر کے وہ نہایت برہمی کا اظہار کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:-

"ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ایسے رنگ میں کیا ہے کہ ان کے متعلق کسی کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ آپ چودھویں صدی کے مجدد اور مسلم مسیح کی صداقت کے قائل ہیں"

ملاحظہ فرمایا آپ نے اس کینہ پروری اور حق دشمنی کو؟ کہ باوجود اس قدر کچھ لکھ دینے کے مولوی محمد علی صاحب اس بات کے مجرم قرار دیئے جاتے ہیں کہ انہوں نے اس جگہ ساتھ ہی یہ بھی کیوں نہ لکھ دیا کہ میں بھی اس مسلم مسیح کا مرید ہوں۔ گویا جہاں جہاں کسی آیت کی تفسیر میں جو کچھ بھی اشارہ حضرت مسیح موعود کی نسبت آوے وہاں اس کو ذکر کر دینے کے بعد ہر جگہ یہ بھی لکھیں کہ وہ مسیح موعود مرزا غلام احمد ہے اور وہ آ گیا ہے اور میں بھی اس کا مرید ہوں۔ کیا اس سے بڑھکر لغو نکتہ چینی اور بغض و حسد کے ظاہرہ کی مثال دنیا میں ممکن ہے؟ جس شخص نے قرآن کے انگریزی ترجمہ کی تمہید میں اپنے تمام علم کو حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کا فیض بتایا ہو اس کی نسبت اس قسم کی بدظنی پھیلانا اگر شرارت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

سرحدی محمودی کا اعتراض ۳

سرحدی محمودی صاحب نے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا (جسکے معنے ہیں کہ ہم عذاب نہیں دیا کرتے جبتک کہ ہم رسول مبعوث نہ کر لیں) کی تفسیر پر بھی بہت کچھ اظہار خفگی کیا ہے۔ وہ اس بات پر بہت خفا ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے اسے عذاب آخرت پر لگایا ہے اور اپنی بات کی تائید میں مسند امام احمد حنبل کی وہ حدیث پیش کی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ قیامت کے دن چار قسم کے لوگ عذر پیش کریں گے یعنے بہرا۔ فاتر العقل اور بہت بوڑھا اور وہ شخص جو زمانہ فترت میں مر گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں حکم دے گا کہ آگ میں داخل ہو جاؤ سو اگر وہ داخل ہو جائیں تو آگ ان پر ٹھنڈی ہو جائیگی" اور پھر مولوی صاحب نے ان میں ان لوگوں کو بھی شامل کیا ہے جو تعلیم انبیاء سے بیخبر ہیں۔ سرحدی محمودی صاحب اس حدیث کو "غیر معروف" قرار دے کر نہایت حقارت سے ٹھکرا دیتے ہیں گویا جس حدیث کو وہ بلا وجہ غیر معروف کہکر ٹھکرا دیں وہ مسترد اور مردود ہو گئی۔

حضرت علامہ نور الدین صاحبؓ کا ارشاد

اب دیکھیں حضرت علامہ نور الدین مرحوم کو کیا کہتے ہیں۔ جنہیں وہ بھی خلیفہ اول مانتے ہیں۔ اس آیت کے متعلق نہ صرف مولانا محمد علی صاحب کا ترجمہ اور تفسیری نوٹ انہوں نے پڑھا اور اصلاح کی۔ بلکہ جو کچھ خود بھی درس قرآن میں ارشاد فرمایا وہ مفتی محمد صادق صاحب کے جمع کردہ درس قرآن کے نوٹ میں موجود ہے۔ چنانچہ ۷ر فروری ۱۹۱۰ء (صفحہ ۱۵۰) کے درس میں ارشاد ہوتا ہے:-

"ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ مسند احمد حنبل میں کچھ ایسی حدیثیں ہیں جن سے عوام ناواقف ہیں۔ فرمایا جو لوگ بہرے ہیں یا جنہوں نے انبیاء و رسل کا زمانہ نہیں پایا۔ یا وہ بہت بچے تھے یا بہت بوڑھے تھے یہ جناب الٰہی میں اپنے اپنے عذر پیش کرینگے کہ ہمیں کچھ خبر نہ تھی۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ رسول بھیجدے گا۔ بغیر رسول کے عذاب نہیں دیا جاتا۔ ابن جریر میں بھی ایسی حدیثیں ہیں"

اب فرمایئے مسند احمد حنبل میں بھی حدیثیں موجود ہیں جن سے بقول حضرت علامہ نور الدین مرحوم عوام ناواقف ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہمارے سرحدی محمودی صاحب بھی انہی عوام میں شامل ہیں۔ اور ابن جریر میں بھی ایسی حدیثیں موجود ہیں یہ کوئی غیر معروف روایت نہیں۔ بلکہ متعدد حدیثیں جو مسند احمد حنبل میں بھی موجود ہیں اور ابن جریر میں بھی ہیں اور بوجہ معقول اور قرآن سے مطابق ہونے کے درایتاً بھی نہایت اعلیٰ پایہ رکھتی ہیں تو پھر ان کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔ چاہیئے کہ سرحدی محمودی صاحب اپنے خلیفہ اول کو بھی لتاڑیں۔ اور انہیں مسیح موعود کا مخالف قرار دیں۔

فروعی امور میں اختلاف کوئی اہمیت نہیں رکھتا

کچھ شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اس آیت کو دنیا کے عذابوں پر بھی لگایا ہے اور یہ بھی ٹھیک ہے۔ البتہ مولوی محمد علی صاحب اس امر میں یہاں تک تو متفق ہیں کہ جہانتک کہ کسی رسول یعنے خدا کے فرستادہ کی دعوت و تبلیغ پہنچ چکی اور حجت تمام ہو چکی وہاں جو عذاب آئے گا وہ تو اس آیت کے ماتحت آ سکتا ہے لیکن جہاں تبلیغ نہیں پہنچی۔ وہاں اگر کوئی عذاب آئے گا تو ان کی رائے میں وہ امر خدا کے فرستادہ کی وجہ سے نہیں ہوسکتا۔

حضرت صاحب کا خیال ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ اگر اتنی سی بات میں حضرت مسیح موعود اور مولوی محمد علی صاحب کا ایک دوسرے سے اختلاف ہو بھی گیا تو کیا قیامت آ گئی۔ جب مولانا محمد علی صاحب حضرت صاحب کو اپنے دعاوی میں راستباز اور صادق مانتے ہیں اور انہیں مجدد وقت، مسیح موعود اور مہدی معہود مانتے ہیں اور ان پر لغوی معنوں کی رو سے مجازی طور پر رسول اور نبی کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں یعنے خدا کا فرستادہ اور خدا سے بکثرت مکالمہ مخاطبہ کا انعام پانے والا۔ تو پھر سینکڑوں دلائل میں سے جن کے رو سے وہ اس عقیدہ پر انشراح صدر کے ساتھ قایم ہیں اگر ایک آدھ دلیل ان کی سمجھ میں نہ آئے اور اس سے اختلاف رائے کر جائیں تو اس میں حرج کیا ہو گیا۔ یا تو کہو کہ حضرت مسیح موعود کے دعوے کی صداقت اسی ایک دلیل پر قایم ہے۔ اور اگر آپ کی یہ ایک دلیل قبول نہ کی جائے تو نعوذ باللہ آپ کے دعاوی باطل ٹھیرتے ہیں۔ تب تو خیر بات قابل توجہ ٹھہری کہ ایسی اہم دلیل پر اختلاف رائے نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن جب یہ معاملہ نہیں بلکہ حضرت صاحب کی صداقت پر سینکڑوں دلائل روز روشن کی طرح قایم ہیں۔ تو اگر کسی ایک آدھ دلیل سے کوئی شخص متفق نہ ہو تو نہ ہو جب اصل مقصد حاصل ہو چکا ہے یعنے حضرت صاحب کے دعاوی کی صداقت پر ایمان۔ تو کسی فروعی بات میں یا طریق استدلال میں اختلاف ہو جانا کیا اہمیت رکھ سکتا ہے۔

میاں محمود احمد صاحب کے "کارنامے"

یہاں میاں محمود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کے دعاوی بدل دیئے۔ انہیں بارہ برس تک نادانی اور لاعلمی کے چکر میں پھنسائے رکھا۔ غرضیکہ جتنے بنیادی **اصول ایمانیات** کے ہو سکتے ہیں جن پر مذہب کی بنا ہوتی ہے ان میں سے جسے چاہا بدل کر رکھ دیا۔ اور حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو غیر اپنی باتوں سے مخالف دیکھا نادانی اور لاعلمی کی باتیں بتا کر حقارت سے مسترد کر دیا۔ گویا پیر منظر العجائب والغرائب نے ہاتھی بعبہ ہودہ غائب کر دیا۔ اور کسی محمودی نے چوں تک نہ کی۔ اگر مولوی محمد علی صاحب نے کسی طریق استدلال سے تھوڑا سا اختلاف جائز رکھا تو ایسی کیا آفت آ گئی جسکا رونا پڑ گیا۔ دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر پڑتا ہے۔ اور اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

سارا رونا نبوت کا ہے

جہانتک میں سمجھتا ہوں یہ سارا رونا نبوت کا ہے۔ نبوت ثابت کرنے کے لئے بیشک کہہ دو کہ حضرت مسیح موعود کی یہ نادانی اور لاعلمی ہے جو وہ خفا ہو کر کہنے لگتے ہیں کہ:-

"یہ کہنا کہ نبوت کا دعوے کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

تو ملت محمودیہ کا دل ٹھنڈا۔ زبان ٹھنڈی۔ خوب کھلکھلا کھلا کر ہنسیں گے لیکن خود حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے مطابق آپ کی طرف نبوت کے دعوے کو منسوب کرنے کو اگر جہالت حماقت اور حق سے خروج بتاؤ تو سب رونے بیٹھ جائینگے اور ہمارے سرحدی محمودی دوست ایک آہ جگر دوز کے ساتھ وہی اپنا پرانا شعر رو رو کر پڑھنے لگ جائیں گے۔ سه

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

اقتباسات

تہذیب و تمدن کی ترقی کیسا تھ جنگ و جدال میں اضافہ

رسالہ لٹریری ڈائجسٹ امریکہ کے ایک مضمون میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ تہذیب و تمدن کی ترقی کے ساتھ جنگ کی تخفیف کے امکانات کہاں تک ہیں۔ مضمون کسی رجعت پسند اور تاریک خیال، مشرقی کے قلم سے نہیں بلکہ "تہذیب و ترقی" کے نمائندہ اعظم، روشن خیال امریکہ کے دو فاضل عمرانیات کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ اخلاق و مذہب سے قطع نظر کر کے خالص مادی حیثیت سے بھی دیکھئے تو تہذیب مغرب کے یہ ثمرات آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہیں۔

کیا جوں جوں قومیں زیادہ مہذب ہوتی جاتی ہیں جنگ جدال میں بھی تخفیف ہوتی جاتی ہے؟ بہتیرے فلسفیوں کا یہی خیال ہے۔ لیکن ہارورڈ یونیورسٹی (امریکہ) کے دو فاضل عمرانیات، پروفیسر سوروکن اور پروفیسر نکولس گولوون سائنس کے نقطۂ نگاہ سے اس مسئلہ پر غور کر کے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آئندہ جنگیں جو ماضی کی تمام جنگوں سے زیادہ ہولناک ہونگی صرف کسی معجزے سے ہی روکی جاسکتی ہیں۔ قوموں کی ترقی کے ساتھ ساتھ جنگوں میں تخفیف کے بجائے تعداد اور شدت کے اعتبار سے اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ ابتدائے عہد تاریخ سے لیکر اس وقت تک سب سے زیادہ خونریز جنگ اسی صدی میں پیش آئی ہے۔ پروفیسر سوروکن اور پروفیسر گولوون اس نتیجہ پر ان تمام جنگوں کا مطالعہ کرنے کے بعد پہنچے ہیں جو ۵۰۰ قبل مسیح سے ۱۹۲۵ء تک تقریباً ڈھائی ہزار سال کی مدت میں یورپ میں پیش آچکی ہیں۔ اس مدت میں یونان، روما، وسط یورپ، جرمنی، اٹلی، فرانس، برطانیہ عظمیٰ، اسپین، ہالینڈ، بلجیم اور روس میں (۹۰۲) بڑی بڑی جنگیں ہوئیں۔ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کا شمار نہیں۔

ان میں سے ہر جنگ کا پانچ نقطہ ہائے نگاہ سے مطالعہ کیا گیا ہے۔ (۱) مدت جنگ (۲) مبارزین کی کثرت تعداد (۳) مقتولین و مجروحین کی تعداد (۴) ان ممالک کی تعداد جو شریک جنگ ہوئے۔ (۵) شریک جنگ ممالک کی مجموعی آبادی میں مبارزین کا تناسب۔

ان تمام جنگوں کے مطالعہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یورپ میں سترھویں صدی تک جنگیں بہت کم ہوا کرتی تھیں۔ سترھویں صدی سے ان میں دفعۃً بہت زیادہ اضافہ ہوگیا جو اٹھارہویں صدی میں بدستور قائم رہا۔ انیسویں صدی میں جنگیں بہت کچھ رکی رہیں اگرچہ اس زمانہ میں بھی قرون وسطیٰ کے مقابلہ میں ان کا تناسب ننو گنا تھا۔ لیکن موجودہ صدی کی ابتدا میں وہ جس حد تک پہنچ گئیں اس کی کوئی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ یہ جنگیں اپنی وسعت اور شدت کے اعتبار سے ان تمام جنگوں کے مجموعہ سے بڑھ گئیں۔ جو گزشتہ صدیوں میں مذکورہ بالا ممالک میں ہو چکی تھیں۔ یہ صورت حال اس نظریہ کی پرزور طور پر تردید کرتی ہے کہ تہذیب و تمدن کی ترقی کے ساتھ جنگیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل قریب میں جنگ کے غائب ہو جانے کی جو امیدیں قائم کی جارہی ہیں وہ معجزات پر امید قائم کرنے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔

ان دونوں پروفیسروں نے یورپ کی جنگوں کے عمومی اور مجمل مطالعہ کے ساتھ ساتھ علیحدہ علیحدہ ہر ملک کے مختلف جنگوں کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ اور ۵۰۰ قبل مسیح سے ۱۹۲۵ء تک ہر ملک میں جو اندرونی خلفشار، ہنگامے اور انقلابات برپا ہوتے رہے ان سب کا شمار بھی کیا ہے۔ ان کی تحقیق یہ ہے کہ جنگوں کی وسعت اور شدت ہر صدی میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل ہوتی آئی ہے چنانچہ بارھویں صدی میں اس اعتبار سے پہلا نمبر روس کا اور دوسرا آسٹریا کا تھا۔ تیرھویں صدی میں پہلا نمبر روس کا اور دوسرا فرانس کا تھا۔ چودھویں صدی میں انگلستان اور روس کا، پندرھویں صدی میں آسٹریا اور انگلستان کا۔ سولھویں میں اسٹریا اور اسپین کا۔ سترھویں میں آسٹریا اور فرانس کا۔ اٹھارھویں میں آسٹریا اور فرانس کا انیسویں میں فرانس اور روس کا۔ اور بیسویں میں جرمنی اور روس کا۔

انفرادی طور پر ہر ملک میں جنگ کی شدت میں نہ تو برابر اضافہ ہی ہوتا آیا ہے اور نہ تخفیف ہی بلکہ کبھی زیادتی ہوتی گئی ہے اور کبھی کمی۔ یورپ کے اکثر ممالک میں جنگوں کی کثرت و شدت توسیع مملکت کے ساتھ ہی ساتھ ہوئی ہے۔ خصوصاً جب اپنی فوجی اور اقتصادی قوت اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے یہ ممالک اپنے انتہائے عروج پر تھے۔ (معارف)

بالشوزم کے متعلق حیرت انگیز انکشافات

لندن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ روس کا ایک مشہور و معروف سیاست دان کامٹریل آج کل برلن میں مقیم ہے۔ اس نے روس کے اندرونی معاملات کے متعلق حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں اس کا ایک بیان "سنڈے ایکسپریس" میں شائع ہوا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ سٹالین دنیا میں ایک بے رحم اور ظالم ڈکٹیٹر ہے اس کے نزدیک قانون کی کوئی وقعت نہیں۔ اس کے احکام ہی قانون سمجھے جاتے ہیں۔ حکام اس سے بدرجۂ غایت خائف رہتے ہیں۔ ہر روز تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔ اس ظلم ناروا کا مطلب صرف یہ ہے کہ سٹالین کا رعب اور دبدبہ ملک پر قائم رہے۔ وہ ایک نہایت شاندار زندگی بسر کرتا ہے۔ ۳۰ لاکھ پونڈ سالانہ صرف اس کی ضروریات پر خرچ ہوتے ہیں دن کے وقت وہ گھر سے باہر نہیں نکلتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے مظالم کے انجام کو وہ اچھی طرح جانتا ہے۔ اگر اسے سفر کرنا ہو تو رات کے وقت کرتا ہے۔ اور وہ بھی اس طرح کہ دس بارہ موٹریں ہوتی ہیں یہ معلوم ہوتا ہی نہیں کہ وہ کس موٹر میں بیٹھا ہوا ہے۔ ان حالات کے ماتحت اس کی طبیعت بہت چڑچڑی اور جھگڑالو ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ اپنی بیوی کو اس نے متعدد مرتبہ زدوکوب کیا ہے۔ کامٹریل اس وقت برلن میں رہائش رکھتا ہے سٹالین کے محل میں اس کو آزادانہ آنے جانے کی اجازت تھی بیان کیا جاتا ہے کہ سٹالین نے کامٹریل کی گرفتاری کا اعلان کر دیا ہے۔

ایک نومسلم خاکروب کا جنازہ

اودھ کے مشہور قصبہ کاکوری سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں کے ایک نومسلم حلال خور کے جنازہ میں کئی ہزار مسلمانوں نے شرکت کی جن میں امراء اور رؤسا بھی تھے اور افسران بھی۔ نماز جنازہ بڑی درگاہ کے سجادہ نشین صاحب نے پڑھائی۔ مسلمانوں کے لئے تو یہ ایک معمولی واقعہ ہے۔ لیکن دوسری قومیں اگر انصاف سے کام لیں تو اسی ایک واقعہ سے وہ اس نتیجہ پر پہنچ سکتی ہیں کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں نیچ اونچ اعلیٰ ادنیٰ اچھوت اور غیر اچھوت کی کوئی تفریق نہیں ہے اور سب کے ساتھ جو اسلام کے کلمہ گو ہوں بلالحاظ رتبہ و حیثیت مساویانہ اور برادرانہ سلوک کی تاکید ہے۔ دوسرے مذاہب کے نام سے جو کوشش آج کل اچھوتوں یا ہریجنوں کے ساتھ میل ملاپ اور مساویانہ تعلقات قائم کرانے کے لئے کی جارہی ہے وہ درحقیقت ان مذاہب کی اصلی تعلیمات پر نہیں بلکہ زیادہ تر سیاسی مصالح و مقاصد پر مبنی ہے۔ اس لئے ان کی کامیابی بہت مشتبہ اور دیر طلب ہے۔

قبول اسلام ہی ایک ایسا آسان اور موثر ذریعہ ہے جس سے چند منٹ کے اندر ایک غلاظت اٹھانے والا حلال خور اس قابل ہو جاتا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے مسلمان بادشاہ یا کسی بڑے سے بڑے مذہبی بزرگ کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر نماز میں کھڑا ہو جائے۔ اور ایک دسترخوان پر نہیں بلکہ ایک ہی برتن میں سب کے ساتھ کھا پی سکے۔ ان متلاشیان حق کو کبھی فرصت میں اس حقیقت پر بھی غور کرنا چاہیے۔ (منادی)

ہنوا جودھیا اور مہاراجہ الور

بعض اخباروں میں یہ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ اجودھیا میں جو ہندو مسلمانوں پر یورش کرنے یا مسجدوں کو ڈھانے اور مسلمانوں کے مکانوں کو جلانے کے ضمن میں ماخوذ ہیں انکی مالی امداد کیلئے مہاراجہ الور نے روپیہ دیا ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ واقعہ کس حد تک درست ہے۔ لیکن سٹار آف انڈیا (کلکتہ) کی تازہ اشاعت سے یہ معلوم کر کے ہمارے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جب مفسد ہندو مسجد بابری کو منہدم کر رہے تھے تو وہ "مہاراجہ الور کی جے" کے نعرے لگا رہے تھے۔ اور جب مسلمانوں کے مکان نذر آتش کر رہے تھے اس وقت بھی ہندوؤں کی زبانوں پر یہی نعرہ تھا۔ اگر یہ بیان درست ہے تو سوال یہ ہے کہ ہندوستان بھر کے ہندو راجاؤں اور ہندو والیان ریاست میں سے اجودھیا کے ہندوؤں کو مہاراجہ الور کی جے کا نعرہ لگانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ اور ان مفسد ہندوؤں کی مالی امداد کے ضمن میں مہاراجہ الور کا جو ذکر آیا ہے تو کیا محولہ بالا نعروں کے واقعہ کی درستی کی حالت میں اسے بے وجہ سمجھا جائے گا؟

ہم اس واقعہ پر سردست مزید تبصرہ غیر ضروری سمجھتے ہیں لیکن اگر مہاراجہ الور کی جے کا واقعہ درست ہے اور اگر مہاراجہ الور کی طرف سے ہندو ماخوذین کی مالی امداد کی خبر صحیح ہے تو ہم مہاراجہ الور سے یہ ضرور کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اس قسم کا طرز عمل ان کے لیے عام لوگوں کے دلوں میں اچھے خیالات پیدا نہیں کر سکتا۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ مہاراجہ الور گزشتہ واقعات سے عبرت حاصل کریں اور اپنے طرز عمل کو بہتر بنائیں۔ حکومت سے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر اجودھیا کے مفسد ہندوؤں نے

معیارِ صداقت
ادیانِ عالم میں اسلام کی ایک نمایاں خصوصیت

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ

دنیا میں علم و فضل کے مفید اور کارآمد ہونے میں کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ دین و دنیا کے اکثر کام ان سے انجام پاتے ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم میں ان کے حاصل کرنے اور کام میں لانے کی بہت تاکید ہے۔ اور یہ بات اسلام پر ہی منحصر نہیں۔ بلکہ دیگر ادیان میں بھی ان کی یکساں طلب اور پیاس ہے۔ لیکن دیگر اقوام و مذاہب نے دین و دنیا کی فلاح کا صرف انہی پر انحصار رکھا ہے۔ مگر اسلام انسان کے لئے اس سے اوپر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا مرتبہ تجویز فرماتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات

گویا اسلام کو ... محض تحریر قیل و قال تک محدود نہیں۔ بلکہ وہ قال سے گذر کر حال کے درجہ پر پہنچانا چاہتا ہے۔ اور اسی بلند مقام تک پہنچانا سچے مذہب کا کام ہونا چاہئے۔ اگر کسی مذہب کے حقیقی پرستاروں کو یہاں تک رسائی نہیں تو وہ اپنی محرومی پر جہاں تک افسوس کریں حق بجانب ہے۔ کیونکہ انسان کی ساری تگ و دو خدایابی کے لئے ہے۔ اس معیار کے مطابق جب ہم مذاہب عالم پر نظر کرتے ہیں تو سوائے اسلام کے سب طرف مایوسی اور ناامیدی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یوں تو مدعیانِ علم و عقل اپنے زور استدلال سے زیر اثر طبقہ پر محویت کا عالم پیدا کرتے اور فریق مخالف کی ذلت اور تخریب کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے مگر اس کوچے سے ناآشنا محض ہیں۔

ہندو اور آریہ سماجی

سچے مذہب کا تعلق جیسا کہ اوپر مذکور ہوا محض عقلی بھول بھلیوں تک محدود رکھنا نہیں۔ بلکہ اس کا کام خدا تک پہنچانا ہے۔ اگر اس میں یہ طاقت سلب ہے۔ تو اس پر تکیہ اور بھروسہ رکھنا امید خام ہے۔ ہندوؤں میں بنارس یونیورسٹی اور دیانند کالج کے علاوہ بیسیوں درسگاہیں ہیں۔ جہاں اس مذہب کے علوم میں مہارت تامہ حاصل کی جاتی ہے۔ طلبہ جب فارغ التحصیل ہوتے ہیں تو دیگر مذاہب پر اپنا تفوق ثابت کرنے کے لئے پورا جتن صرف کر دیتے ہیں۔ دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی میں ایڑی چوٹی کا زور صرف ہوتا ہے۔ مگر قرب الٰہی اور اس کی علامات اور نشانات کا کوئی دعوےٰ اور ثبوت پیش نہیں کیا جاتا۔ حتیٰ کہ اس قوم کا تعلیم یافتہ طبقہ جو اپنے آپ کو ویدک تعلیم کا راہبر خیال کرتا ہے۔ یعنی آریہ سماج وہ سرے سے الہام ہی کا منکر ہے۔ اس کا دعوےٰ ہے کہ ویدوں کے بعد کوئی انسان خواہ رشی اور منی ہی کیوں نہ ہو ایسا پیدا نہیں ہو سکتا جس کو خدا کا مکالمہ نصیب ہو سکے۔ یہ لوگ تو اپنے منہ سے تعلق باللہ کے منکر ہیں۔

مجدد زماں کے چند اشعار

اس زمانہ کے امام نے اس قوم کے اس خیال کو اپنے اشعار میں اس طرح پر ادا فرمایا ہے:

وہ ناداں جو کہتا ہے در بند ہے ... نہ الہام ہے اور نہ پیوند ہے
نہیں عقل اوس کو نہ کچھ غور ہے ... اگر وید ہے پاک کوئی اور ہے
یہ سچ ہے کہ جو پاک ہو جاتے ہیں ... خدا سے خدا کی خبر لاتے ہیں
اگر اس طرف سے نہ آوے خبر ... تو مر جائے یہ راہ زیر و زبر
طلب گار رہ جائیں اس کے تباہ ... وہ مر جائیں دیکھیں اگر بند راہ
مگر کوئی معشوق ایسا نہیں ... کہ عاشق سے رکھتا ہو وہ بغض و کیں
خدا پر تو پھر یہ گماں عیب ہے ... کہ وہ راحم و عالم الغیب ہے
اگر وہ نہ بولے تو کیونکر کوئی ... یقیں کرکے جانے کہ ہے بکفی
وہ کرتا ہے خود اپنے بھگتوں کو یاد ... کوئی اس کی راہ میں نہیں نامراد
مگر وید کو اس سے انکار ہے ... اسی سے تو بے خیر و بیکار ہے
کرے کیا کوئی ایسے طومار کو ... بلا کر دکھا دے نہ جو یار کو
وہ ویدوں کا البشر ہے اک حجر ... کہ بولے نہیں جیسے ایک گنگ کر
تو پھر ایسے ویدوں سے حاصل ہی کیا ... ذرا سوچ اے یار و بہر خدا
وہ انکار کرتے ہیں الہام سے ... کہ ممکن نہیں خاص اور عام سے
یہی سالکوں کا تو تھا مدعا ... اسی سے تو کھلتی تھیں آنکھیں ذرا
اگر یہ نہیں پھر تو وہ مر گئے ... کہ بے سود جاں کو فدا کر گئے
یہ ویدوں کا دعوےٰ سنا ہے ابھی ... کہ بعد ان کے ملہم نہ ہوگا کبھی
وہ کہتے ہیں یہ کوچہ مسدود ہے ... تلاش اس کی عارف کو بیسود ہے
وہ غافل ہیں رحماں کے اس در سے ... کہ رکھتا ہے اپنے وہ احباب سے
اگر ان کو اس راہ سے ہوتی خبر ... اگر صدق کا کچھ بھی رکھتے اثر
تو انکار کو جانتے جائے شرم ... یہ کیا کہہ دیا وید نے ہائے شرم
نہ جانا کہ الہام ہے کیمیا ... اسی سے تو ملتا ہے گنج لقا
اسی سے تو عارف ہوئے بادہ نوش ... اسی سے تو آنکھیں کھلیں اور گوش
یہی ہے کہ ناتب ہے دیدار کا ... یہی ایک چشمہ ہے اسرار کا
خدا پر خدا سے یقیں آتا ہے ... وہ باتوں سے ذات ہی کو بتا تا ہے
کوئی یار سے جب لگاتا ہے دل ... تو باتوں سے لذت اٹھاتا ہے دل
کہ دلدار کی بات ہے اک غذا ... مگر تو ہے منکر تجھے اس سے کیا

عیسائی اقوام

دوسری طرف عیسائی قوم ہے۔ جو سلطنت کے بل بوتے پر علمی ادارے اور تبلیغی مراکز جگہ جگہ قائم کئے ہوئے ہے۔ شہروں اور قصبات کے علاوہ معمولی معمولی دیہات میں اس قوم کے مشنری وعظ اور منادی کے کام پر مامور ہیں۔ شفاخانوں اور سکولوں کے ذریعہ دیگر اقوام کو اپنے اندر جذب کرنے کی سعی ہو رہی ہے۔ مادی طاقت کی وجہ سے صدہا زبانوں میں بائبل کے تراجم ہوئے۔ اور اربوں تک اس کی اشاعت کی گئی ہے۔ مذہب کے پیروؤں کی تعداد چالیس کروڑ سے متجاوز بیان کی جاتی ہے۔ مگر کتنے بزرگ ہیں جو اس تعلیم کی پیروی کرکے تعلق باللہ کے مقام تک پہنچے ہیں۔ اس سوال کا جواب یہاں بھی مفقود ہے۔

مجدد زماں کے مقابلہ میں پادری صاحبان کا اعتراف عجز

۱۸۹۳ء کے ماہ مئی میں ایک علمی جنگ مسلمانوں اور اس قوم کے درمیان بمقام امرتسر ... ۔ عیسائی صاحبان کی طرف سے نامی گرامی پادری صاحبان مقابلے پر آئے۔ مسلمانوں کی طرف سے ایک ایسا وجود پیش ہوا جس کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل تھا یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ جنگ اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت عجیب اور حق و باطل میں فیصلہ کن ہوا ہے۔ اس وقت تمام مباحثہ پر تبصرہ مطلوب نہیں۔ بلکہ ۲۶-مئی ۱۸۹۳ء کے ایک واقعہ کا اعادہ مطلوب ہے جس میں اسلام کے سب سے زبردست حریف نے علما کے بھرے مجمع میں اپنی شکست کا اعتراف کیا۔ فریقین کے بیانات کسی ایسے فرد کے مرتب کردہ نہیں ہیں جس پر طرفداری کا الزام عائد ہو سکے بلکہ ہر دو فریق کے پرچے پریذیڈنٹوں کے مصدقہ دستخطوں سے شائع شدہ ہیں۔ ان کو پڑھ کر معلوم ہو جائیگا کہ حضرت مرزا صاحب نے کس طرح حضرات پادری صاحبان کو اس فیصلے کی طرف بلایا ہے۔ کہ ان میں سے جو بزرگ اپنی مذہبی تعلیم پر عمل کر کے برگزیدہ خدا ہو چکا ہے۔ وہ اپنے تعلق باللہ ہونے کا ثبوت اور علامات پیش کرے۔ جس کے جواب میں عیسائی فریق کا جواب ہے کہ

"ہم مسیحی پرانی تعلیمات کے لئے نئے معجزات کی کچھ ضرورت نہیں سمجھتے۔ اور نہ ہم اس کی استطاعت اپنے اندر رکھتے .... اور نشانات کا وعدہ ہم سے نہیں"

اس سے زیادہ واضح الفاظ اور کیا ہو سکتے ہیں۔ جن میں اپنے عجز کا اعتراف صاف الفاظ میں کیا گیا ہے۔

پادریوں کا ایک ناکام منصوبہ

اس عجز اور درماندگی کا اقرار کر لینے کے بعد یہ ہزیمت خوردہ جماعت ایک اور منصوبے پر اتر آئی۔ تاکہ کسی طرح صادق اور کاذب کے درمیان التباس پیدا کر دے۔ اور دنیا داروں کی نظر میں راستباز کی سچائی مشتبہ ہو جائے۔ چنانچہ اس تحریری اقرار کے بعد کہ عیسائی صاحبان میں نشان نمائی کی طاقت اور لیاقت جناب مسیح علیہ السلام کے بعد نہیں ہے۔ اپنا پلہ تو یوں پاک کیا اور اپنے حریف کو ذلیل کرنے کے لئے یہ چال اختیار کی کہ تین اشخاص کو بلا کر جس میں ایک اندھا دوسرا لنگڑا۔ اور تیسرا گونگا تھا۔ ان کو یہ سکھلا کر اپنی کوٹھی کے اندر بٹھا دیا کہ ہمارے طلب کرنے پر تینوں آدمی میدان مباحثہ میں آ جائیں۔ اور ہاتھ جوڑ کر حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ اگر آپ خدا کے سچے مسیح ہیں۔ تو للہ ہم کو چنگا کیا جائے۔ چنانچہ تھیٹر کے انداز کے مطابق یہ پارٹ ادا کیا گیا۔ اور ان تینوں ایکٹروں نے پردے کی اوٹ سے نکل کر پادریوں کا تعلیم کردہ پارٹ ادا کیا۔ حاضرین یہ سین دیکھ کر محو حیرت تھے۔ نصاریٰ اور طرفداران نصاریٰ نے اس حرکت کو اپنے حریف کی شکست پر محمول کیا۔ اور شہر میں اس واقعہ کی خوب شہرت کی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا جواب

دوسری طرف حضرت امام دشمن کی اس کارروائی سے ایک ذرہ متاثر نہ ہوئے۔ بلکہ نہایت سکون اور اطمینان سے اس واقعہ کا مشاہدہ فرمایا۔ اور جب پادری صاحبان یہ تماشہ کر چکے اور ان کا وقت ختم ہو گیا۔ تو پھر خدا کے برگزیدہ نے اسی واقعہ کو سامنے رکھ کر ایسے طور سے ان پر حجت زائی کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم اور ان کے اعوان و انصار جو منتظم مباحثہ تھے سب کے اوسان خطا کر دئے۔ فرمایا اس قسم کی شعبدہ بازی ہماری کتاب نہیں سکھلاتی اس لئے مجھ سے اس قسم کے نشانات کا مطالبہ ہونا چاہئے۔

جو قرآن کریم اپنے ماننے والوں کے لئے تجویز کرتا ہے۔ ہاں بحوالہ مرقس باب ۱۶ آیت ۱۷۔ اس قسم کے بیمار کے چنگا کرنے کا نشان مسیح علیہ السلام نے ایماندار پادریوں کی پرکھ کے لئے مقرر فرمایا ہے سوا پنے پیش کردہ بیماروں کو اچھا کر کے اپنی ایمانداری کا ثبوت دیا جائے۔

ڈپٹی عبد اللہ آتھم کا اعتراف شکست

راوی بیان کرتے ہیں کہ عیسائی یہ مطالبہ پورا نہ کر سکنے کی وجہ سے اپنی اس حرکت پر سخت نادم ہوئے حتیٰ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ کہ کیوں ایسی ناروا اور نازیبا حرکت ان سے سرزد ہوئی۔ مگر یہ ندامت قضا و قدر کی طرف سے ان کے لئے مقدر تھی۔ جو آئندہ نسلوں کے لئے بطور عبرت و درس ہمیشہ باقی رہے گی۔

اس کارروائی کو ایک طرف رکھ کر پھر ایک دفعہ ڈپٹی عبد اللہ آتھم کے یہ الفاظ پڑھو کہ

"ہم مسیحی پرانی تعلیمات کے لئے نئے معجزات کی ضرورت نہیں دیکھتے۔ اور نہ ہم اس کی استطاعت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور نشانات کا وعدہ ہم سے نہیں ہے"

اس واقعہ سے نشانات نہ دکھا سکنے نیز متعلق القطعی اور عملی دونوں طریق کا انکار پایا جاتا ہے۔ اب ناظرین کے نتیجہ پر پہنچنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کہ عیسائی قوم کا خدا کے ساتھ کس قسم کا تعلق اور رشتہ ہے۔ افسوس آنے والی نسلوں کو بھی یاری نہ ہوئی کہ اس کمی کو پورا کرتے

ایک لطیفہ

اس موقعہ پر مضمون کے حسب حال مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا جس کا ذکر کرنا اس جگہ مناسب ہے۔ ایک دفعہ ایک امریکن پادری سے اسی موضوع پر گفتگو کا اتفاق ہوا۔ ہم نے بحوالہ انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۲ حضرت مسیح کا یہ کلام پیش کیا۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا۔ بلکہ ان سے بھی بڑے کام کرے گا"

اس پر گذارش کی گئی کہ آپ نے یا کسی اور پادری صاحب نے اپنے خلفے کون سے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ ان کا نام لیا جائے تو اس پر صاحب بہادر نے مثل ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب یہی جواب دیا کہ اس زمانے میں نشان نمائی کی ضرورت نہیں۔ اس پر جب عرض کی گئی کہ یہ تو ایمان داروں کی علامت اور نشان قرار دیا گیا ہے۔ تو پادری صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ مسیح تو صرف براعظم ایشیا میں تبلیغ فرماتے رہے۔ اور ہم کو دیکھو کہ امریکہ سے چلکر اس ملک میں تبلیغ کے لئے آگئے ہیں۔ کیا یہ مسیح کے کام سے ہمارا یہ کام بڑا نہیں ہے ؟ اس پر کہا گیا کہ خدا کے کاموں سے اپنے کاموں کو بڑا کہنا کہاں کی فرزانگی ہے۔ دوم اگر مسیح میں الوہیت بھی تھی جیسا نہ آپ کا اعتقاد ہے تو اس صورت میں یہ کہنا کہ اس کا کام ایشیا تک محدود رہا۔ بالکل غلط ہے۔ ان کو تو ایشیا۔ یورپ افریقہ اور امریکہ چھوڑ تمام زمین و آسمان پر محیط ہونا چاہئے اس پر وہ بہت ہنسے۔ اور یہ ہنسنا ان کا لاجواب رہنے کی وجہ سے تھا۔

مسلمان علما و فضلا

اب اسلام کو دیکھو۔ اسمیں بھی مثل دیگر مذاہب کے علما اور فضلا کی بڑی بڑی عظیم الشان ہستیاں موجود ہیں جنکی خدمات اگر فرقی اختلافات کو قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو نہایت عزت و احترام کے قابل ہیں جو تصنیف و تالیف و اشاعت و تبلیغ۔ درس و تدریس کا کام احسن طور پر انجام دے رہے ہیں۔ بھوپال میں نواب صدیق حسن خاں اور ان کے خاندان نے۔ دہلی میں متعدد بزرگوں نے احادیث و تفسیر کی نشر و اشاعت میں بہترین کام کیا ہے۔ علی گڑھ میں سر سید مرحوم اور نواب محسن الملک بہادر شمس العلما مولوی نذیر احمد خاں صاحب۔ مولوی الطاف حسین صاحب حالی۔ اور مولوی چراغ علی صاحب چریاکوٹی کی خدمات محتاج تعارف نہیں۔ کلکتہ میں مولانا ابو الکلام آزاد کے علم و فضل سے کس کو انکار ہو سکتا ہے علیٰ ہذا القیاس بانی ندوۃ العلما علامہ شبلی نعمانی۔ اور ان کے لائق اور قابل قدر شاگرد سید سلیمان ندوی کی گرانمایہ تصانیف کے مسلمان نہایت مداح ہیں۔ حتیٰ کہ بانی مدرسہ دیوبند اور ان کے سکول نے جو اسلامی خدمات کی ہیں وہ بھی قابل ستائش ہیں۔ اسی ضمن میں اس امر حقیقت کا اعتراف کرنا بھی حق بجانب ہوگا جو حضرت امیر احمدیہ جماعت لاہور مولوی محمد علی صاحب مدظلہ العالی نے انگریزی ترجمۃ القرآن اور اردو ترجمہ بیان القرآن اور اپنی دیگر بے بہا اردو اور انگریزی تصانیف کے ذریعہ اسلام کی نصرت اور تائید فرمائی ہے۔

اسلامی دارے اور درسگاہیں

اسی طرح ہم مسلمانوں کے علمی ادارے اور درسگاہیں ہیں جہاں ہماری قوم کی دینی اور دنیوی فلاح و بہبودی کے لئے تعلیم دی جاتی ہے جیسے اسلامیہ کالج لاہور اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ اور عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن وغیرہ جن کے لئے صدق دل سے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا وند کریم ان کاموں میں ترقی اور برکت دے۔ مگر تعلیم و تعلم کی یہ صورتیں اسلام اور دیگر مذاہب میں کچھ مابہ الامتیاز نہیں ہیں۔

خصوصیت پیدا کرنے والے معیار کی ضرورت

پس ہم کو ایک ایسے معیار کی ضرورت ہے جو ہمیں اور دیگر مذاہب میں ایک خصوصیت اور امتیاز پیدا کرے۔ مضمون زیر بحث میں ہم نے اسی چیز کی جستجو اور تلاش کیلئے تمہید کیا ہے۔ قبل اس کے کہ حقیقت کے چہرہ سے پردہ اٹھایا جائے پھر ایک دفعہ گذارش کی جاتی ہے کہ سچے اور حقیقی مذہب کا علم محض قصے کہانیوں اور قیل و قال تک محدود نہیں ہونا چاہئے بلکہ چاہئے کہ وہ اپنے پیروؤں کو خدا تک پہنچائے۔ جو لوگ اپنے مذہب میں یہ لیاقت نہیں سمجھتے جیسے آریہ سماج یا عیسائی وغیرہ وہ معذور ہیں۔ مگر جو بزرگ قبول کرتے ہیں کہ یہ خوبی ان کے مذہب میں موجود ہے کہ وہ خدا کے ساتھ انسان کا رشتہ پیدا کر دیتا ہے انہیں اپنی ہمت کو علمی ابحاث تک محدود نہیں رکھنا چاہئے۔

اللہ سے تعلق رکھنے والی ہستی کی تلاش

بلکہ اس سے آگے ترقی کر کے کسی ایسی ہستی کا پتہ لینا چاہئے جس کا یہ دعوے ہو کہ اسلامی تعلیم پر عمل کر کے میں نے خدا کو پا لیا ہے۔ اور اس کے دلائل اور شواہد بھی پیش کرے۔ ممکن ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایسے شخص کی بعض باتیں سمجھ میں نہ آئیں۔ اور رکاوٹ کا باعث ہوں۔ مگر اصل چیز جو غور طلب ہے وہ اس کا تقرب اللہ کا دعویٰ ہے جو اصول ہمارے مسلمات میں سے ہے۔ کیونکہ بالترعیسائیوں اور آریوں کی طرح یہ اصول ہونا چاہئے کہ اب کوئی شخص خدا کا مقرب نہیں ہو سکتا اور اگر عقیدہ یہ ہے کہ بعض نفوس مقدسہ کو ولایت عظمیٰ کے مقام تک رسائی ہو سکتی ہے۔ تو پھر ایسے وجود کی شناخت کا طریق بہت آسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہ بات نہایت غور طلب ہے کہ متذکرہ بالا علما کے جم غفیر میں کس قدر عظیم الشان ہستیاں ہیں مگر باوجود اس قدر رفعت اور علم کے پھر کسی نے ان میں سے قرب الی اللہ کا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ اب جس حالت میں ان کا اس قسم کا کوئی دعویٰ ہی نہیں ہے۔ تو ہم کس طرح ان کو کسی عہدہ کا مستحق تجویز کریں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کا دعوے

دوسری طرف ہمارے مسلمات میں ہے کہ ایک شخص خدا کا کلیم بن سکتا ہے۔ تو پھر اگر کسی وجود میں اس وعدہ کا ایفا ہو جائے تو اس سے بڑھ کر قوم کی اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔ اسی کے مطابق ہمارے زمانے میں قادیان ضلع گورداسپور میں ایک شخص کو آسمان سے یہ آواز آئی۔ انت خلیفۃ اللہ فقیما فادۃ فارقیۃ (براہین احمدیہ) اس آواز کی تائید میں بے شمار نشانات ظاہر ہوئے جن کو مشاہدہ کر کے لاکھوں انسانوں نے اس کے سامنے گردنیں جھکا دیں۔

اس مقبول الٰہی شخص کو ماننا ضروری ہے

دوستو جو شخص ضرورت مذہب کو تسلیم کرتا ہے اسے اس بات کو بھی ماننا پڑے گا کہ ایک شخص سچے مذہب کی ہدایت پر کاربند ہو کر مقبول الٰہی بن سکتا ہے۔ اور مذہب کو مان کر اس حقیقت کا اعتراف کرو۔ ورنہ مذہب کو جواب دیدو۔ کیا ایسا ماننا نہ ماننے کے برابر ہے۔ مگر یاد رکھو اسلام اس قسم کا مذہب نہیں کہ جس کی سچائی کا مدار خشک تعلیمی نزاع لفظی اور قیل و قال تک محدود ہو۔ بلکہ وہ قرب الٰہی اور وصال یار کے اعلیٰ مقام تک پہنچاتا ہے یہی فوقیت ہے جو دیگر مذاہب سے اسلام کو مخصوص کرتا ہے۔ اسی صدی کا مجدد اس حقیقت کا اظہار اپنے اشعار میں اس طرح فرماتے ہیں

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبرؐ سے ہمیں
ذات سے حق کے وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفےٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

ہماری جماعت کی ترقی میں ایک بڑی بھاری روک یہ ہے کہ ہماری طرف سے کافی پروپیگنڈا نہیں ہوتا۔ اکثر جماعتیں خاموشی کی حالت میں گزارہ کرتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں میں سوچنے اور غور کرنے کے لئے کوئی حرکت ہی پیدا نہیں ہوتی۔ راولپنڈی کی جماعت گو اپنے نظام کے لحاظ سے بہت پیچھے ہے۔ مگر وہاں چند درد دل رکھنے والے دوست تقریباً ہر سال وہاں ایک اجتماع کا انتظام ضرور کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اس سال بھی ۲۲-۲۳ اپریل سنہ ۴۲ء کو راولپنڈی میں احمدیہ جماعت کا سالانہ جلسہ ہوا۔ اور باوجود اس شدید مخالفت کے جو راولپنڈی میں ہو رہی ہے سینکڑوں کی تعداد میں ہر طبقہ کے لوگ لیکچروں کے سننے کے لئے آئے۔ اور میرا یقین ہے کہ ایک نیک اثر لے کر گئے۔ اس نیک اثر کو قوت دینا اب وہاں کے دوستوں کا کام ہے اور یہ اسیطرح ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سمجھ لیں کہ جلسہ کر کے اپنے فرض سے سبکدوش نہیں ہو گئے۔ بلکہ انہوں نے ایک اور ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں کچھ حرکت پیدا ہو گئی ہے وہ اب انہیں خدمت اسلام کے اس عظیم الشان کام کے اور زیادہ قریب لانے کی کوشش کریں۔

راولپنڈی تو اصل میں ایک بڑا مرکز ہے۔ اور اس بات سے بہت خوشی ہوتی ہے کہ وہاں کے احباب جب جلسہ کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی ہزارہ پشاور وغیرہ کے احباب کو بھی دعوت دیتے ہیں، اور ان میں سے کئی ایک احباب جلسہ پر آتے بھی ہیں چنانچہ اس سال بھی بہت سے احباب کو وہاں ملنے کا اتفاق ہوا۔ لیکن ڈو تین ہی مقام رہ گئے ہیں جہاں جلسہ تقریباً ہر سال ہوتا ہے اور بہت سی بڑی بڑی جماعتیں اس طرف توجہ نہیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ بہت مدت کے بعد اس دفعہ دو اور جماعتیں اس میدان میں آئی ہیں۔ یعنے ایک جماعت لائلپور جس کا جلسہ ۵-۶ مئی کو ہو رہا ہے اور ایک جماعت پشاور جس کا جلسہ ۱۲-۱۳ مئی کو ہو رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جن احباب نے اس سال بہت دانشمندی کر کے اس نیک کام کی بنیاد رکھی ہے وہ اس کی تعمیر کی فکر بھی ضرور کرینگے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان جماعتوں میں خدا کے فضل سے ترقی ہوگی۔ اور اس سلسلہ کو آئندہ کے لئے بھی قائم رکھینگے۔ حرکت میں برکت ہے۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ بہت سی جماعتیں اس بارہ میں بالکل غفلت کی حالت میں پڑی ہوئی ہیں اور انہیں اس چھوٹے سے کام کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ میں نے جہانتک غور کیا ہے۔ ایک تو بہت سے احباب کا یہ خیال ہوتا ہے کہ جلسہ کریں گے تو اس پر خرچ ہوگا۔ حالانکہ اگر وہ چاہیں تو بہت خرچ کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جلسہ زیادہ مفید اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ باہر سے بھی قریب قریب کے دوست شامل ہوں۔ لیکن اگر کوئی جماعت اپنے آپ کو ایسے اخراجات برداشت کرنے کے ناقابل پاتی ہے تو وہ مختصر پیمانہ پر جلسہ کر لے۔ حالانکہ یہ بھی ایک غلط خیال ہے۔ ہمارے گھروں میں جب مہمان آ جاتے ہیں تو ہم سب ان اخراجات کو برداشت کر ہی لیتے ہیں۔ بلکہ مہمان کی خاطر کچھ تکلف بھی کر لیتے ہیں۔ اور دینی اجتماعوں میں تو کسی تکلف کی ضرورت نہیں۔ سادہ روٹی اور سالن یا روٹی اور دال بھی ہو تو کچھ ہرج نہیں۔ یا چند احباب مہمانوں کو تقسیم کر کے اپنے اپنے گھروں میں انتظام کر لیں۔ مبلغین کے متعلق سارا خرچ مرکزی انجمن برداشت کرتی ہے۔ دوسرا یہ خیال بعض لوگوں کے ذہنوں میں جاگزیں ہے کہ ہم جلسہ کرینگے تو بہت لوگ سننے نہیں آئینگے۔ اور اس میں وہ جماعت کی ایک ہوذلی محسوس کرتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ اگر دس آدمی بھی سننے آ جائیں اور ان میں سے دو پر بھی نیک اثر ہو جائے تو فائدہ اور جماعت کی قوت کا ہی موجب ہے۔ بہت سننے والوں کا لانے آنا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام صرف اس قدر ہے کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے۔ اور بعض احباب اپنے ذاتی تعلقات سے بھی کام لے کر اپنے ساتھ خاص تعلق رکھنے والے لوگوں کو لا سکتے ہیں۔ اپنی طرف سے کوشش کریں۔ نتیجہ کو خدا پر چھوڑ دیں۔

اب میں اپنے احباب سے صاف صاف کہنا چاہتا ہوں کہ کسی شہر میں یا کسی گاؤں میں جہاں ہمارا ایک بھی آدمی ہو اسے آج سے یہ فکر کرنی چاہئے کہ مرکز سے کسی مبلغ کو یا مقرر کو بلا کر وہاں تبلیغ کا موقعہ نکالے۔ بہت ضروری نہیں ہے۔ یہی نہیں کہ احمدی جماعت کے سب بڑے بڑے مقررین کو بلانے پر زور دیا جائے۔ جیسا کہ اکثر جماعتوں میں یہ نقص پیدا ہو گیا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک آٹھ دس بڑے بڑے قابل لکچرار جمع نہ ہوں جلسہ نہیں ہو سکتا۔ بعض لکھ دیتے ہیں کہ فلاں آدمی نہ آسکے تو جلسہ نہیں ہو سکتا۔ یہ سب خام خیالی ہے۔ ضرورت صرف اس قدر ہے کہ ہر مقام پر تبلیغ کے لئے ایک حرکت پیدا کی جائے اور لوگوں کو اپنے کام سے اور اپنے عقائد سے واقف کرنے کی کوشش کیجائے۔ خواہ ایک ہی تقریر ہو۔ حرکت پیدا کرنے کے لئے وہ بھی کافی ہو اس لئے اس غلط خیال کو چھوڑ کر کہ جماعت کے سارے سرکردہ ہر جگہ جمع ہوں صرف یہ انتظام کیا جائے کہ ہر مقام پر جہاں ہمارا کوئی بھی دوست ہے ایک دو دفعہ سال میں ایک حرکت اس قسم کے مختصر اور سادہ جلسوں سے پیدا کرنے کی کوشش کی جائے پھر اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ایک لکچر ہو جائے یا دو ہو جائیں یہ کافی ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اس تحریک کے مطابق ہر جگہ کے احباب ابھی فکر کر کے اپنے اپنے ہاں کوئی جلسہ کا انتظام کرینگے اور مرکز میں کافی وقت پہلے اس کی اطلاع دینگے۔ تاکہ وہاں آدمی بھیجے جا سکیں۔ زیادہ گرمی میں شاید مشکل ہو۔ ابھی مئی کے آخر تک بعض اور مقامات پر بھی جلسے ہو سکتے ہیں ادھر ستمبر سے یہ سلسلہ شروع ہو سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم یہ تھوڑی سی حرکت کرینگے تو اس سے جماعت کو بہت بڑی قوت ملے گی۔

جن احباب کا یہ خیال ہے کہ ان کے ہاں مخالفت زیادہ ہے جلسہ کامیاب نہ ہو سکے گا۔ وہ اس خیال کو بھی دل سے نکال دیں۔ دس آدمی بھی سننے آ جائیں تو وہ کافی سمجھیں مخالفت ہوتی بھی ہے اور خود ہی مٹتی بھی چلی جاتی ہے ابھی بہت دن نہیں گزرے کہ لاہور کے دو اخبار کس زور شور سے جماعت احمدیہ کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے تھے۔ مگر آج وہ دونوں بند ہیں۔ حالانکہ ایک ان میں سے بہت پرانا اخبار ہے ہمیں اس سے خوشی نہیں کہ "زمیندار" بند ہو گیا اور عین اس وقت بند ہوا جب بڑے بڑے دعاوی کے ساتھ یہ کہہ رہا تھا کہ احمدیت اب بستر مرگ پر ہے اور وہ خاموش نہیں ہوگا جب تک کہ اسے مٹا نہ دے۔ مگر خدا کی شان ہے کہ آج وہ خود مٹ گیا لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ ہمارے دلوں میں اس سے کوئی خوشی نہیں کیونکہ اول تو مخالفت خود حق کے لئے کھاد کا کام دیتی ہے اور دوسرے بہرحال ایک اسلامی اخبار بند ہو گیا اور گو اسے ہماری جماعت سے بلا وجہ عناد تھا لیکن وہ بھی اپنے رنگ میں خدمت اسلام کا کام کرتا تھا۔ اور اس کے بند ہونے سے اسلامی پریس کی آواز کمزور ہو گئی۔ اسلامی پریس پہلے ہی کمزور حالت میں ہے اور اس کی آواز دھیمی ہے۔ ہماری دعا اب بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اخبار کو اپنی اصلاح کی توفیق دے اور اسے پھر زندہ کرے۔ کلمہ گوؤں کی تخریب سے ان کی تکفیر سے اسلام کی خدمت نہیں ہوتی۔ ؎

گر کلیمے ملائیر قوم خود چہ کارے کردۂ
رو اگر مردی بہ دو زد را با سلام اندر آر

خاکسار

محمد علی

اعلان بیعت

مولانا احمد علی خاں صاحب سکول ماسٹر جمشید پور مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی بیعت کا اعلان فرماتے ہیں۔

اگر ہم قرآن شریف سمجھنے کے مدعی ہیں تو ہمارے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور وہ دوبارہ اس دنیا میں ہرگز ہرگز نہیں آئینگے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہی چودھویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب یا کسی کلمہ گو کو کافر کہتے ہیں وہ بالکل گمراہ ہیں۔ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں۔ میں حضرت مرزا صاحب مجدد صدی چہاردہم اور آپ کی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو صداقت پر سمجھتا ہوں اور اس جماعت میں ملنا کونوا مع الصادقین کے حکم کے مطابق ضروری سمجھتا ہوں۔ آج سے میں اس جماعت میں شامل ہوتا ہوں۔

گلینسی رپورٹ اور منظور شدہ دستور میں تفاوت

شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کا بیان

(جموں) ۳۰- اپریل ۔ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی طرف سے مندرجۂ ذیل بیان شائع ہوا ہے:-

اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کی اشاعت مورخہ ۲۴ اپریل میں "لبرل نیشنل سٹیٹ پوائنٹ" کے زیرعنوان میں نے گلینسی رپورٹ اور جدید آئین پر تنقید کا نہایت تشویش کے ساتھ مطالعہ کیا ہے میں حیران ہوں کہ نامہ نگار نے اعداد و شمار کی غلط بیانی میں اس اس قدر زیادتی سے کیوں کر کام لیا۔ اور اس قدر مشہور اخبار نے بلا تحقیق ایسے مضمون کو کیونکر شائع کر دیا۔

میں یہ کہنا نہیں چاہتا کہ غلط بیانیاں عمداً کی گئی ہیں۔ بہت ممکن ہے۔ کہ وہ اعداد و شمار سے ناواقفیت کی بنا پر کی گئی ہوں۔ اصل واقعات یہ ہیں:-

۱- گلینسی کانفرنس نے ۶۰ ارکان کی ایک اسمبلی (۳۳ منتخب ۲۲ نامزد اور ۵ وزراء) کے متعلق سفارش کی تھی۔

۲- منظور شدہ آئین کے مطابق ۷۵ ۔ ارکان کی ایک اسمبلی (۳۳ منتخب ۳۰ نامزد اور سرکاری ارکان وزراء سمیت ۱۲) دی گئی ہے۔

اس طرح منتخب اکثریت کو بے اثر اقلیت میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

۳- گلینسی کانفرنس نے مسلمانان ریاست (بہ استثنائے پونچھ) کو تمام ایوان میں ۶۰ فیصدی نمائندگی دی ہے۔ گویا برطانوی ہند کی مروجہ رسم کے مطابق یہ کوشش کی گئی ہے کہ منتخب اور نامزد ارکان کی تعداد قریباً برابر ہے۔

۴- منظور شدہ دستور میں مسلمانان کشمیر کو پونچھ سمیت ۵۲ فی صدی نمائندگی دی گئی ہے۔ حالانکہ ریاست پونچھ کو ملا کر مسلمانانِ ریاست کی آبادی ۸۰ فی صدی تک پہنچ جاتی ہے۔

اس لئے یہ نہایت ہی افسوسناک ہے کہ مسٹر گلینسی نے تو ۷۵ فی صدی کی بنا پر مسلمانوں کو ۶۰ فی صدی کا مستحق خیال کیا۔ لیکن منظور شدہ دستور میں انتہائی بے رحمی کے ساتھ مسلمانوں کو ۵۲ فی صدی کی برائے نام اکثریت دے دی گئی ہے۔ حالانکہ آبادی میں ان کا تناسب ۸۰ فی صدی تک پہنچ جاتا ہے اب پروفیسر گلشن رائے صاحب خود اندازہ فرمائیں کہ حکومت نے رپورٹ کو کس وسعت نظر سے دیکھا ہے۔

اسمبلی کے اختیارات بھی فرنچائز رپورٹ کے مقابلہ میں سائمن ٹیوٹنل رپورٹ سے کسی صورت میں بھی بہتر نہیں۔

اسمبلی بعض خاص قیود کے ساتھ شعبہ ہائے غیر محفوظ کے متعلق قوانین منظور کرنے کے علاوہ ایک بزم مناظرہ کے سوا اور کچھ نہ ہوگی۔ اگر پروفیسر گلشن رائے کو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ برٹش انڈیا کے مقابلہ میں ریاست کو جلد درجہ آزاد دستور سے نوازا گیا ہے۔ تو ان کی قومیت اپنی نوعیت کے اعتبار سے بے مثل ہوگی۔ شائد ان کو صوبۂ سرحد کی جدید ترین اصلاحات کا واقعہ یاد نہیں رہا۔ آخرکار کشمیر اس برطانوی خطہ سے تو کسی صورت میں بھی پسماندہ نہیں۔ حکومت ہند بھی بآسانی یہ عذر کر سکتی تھی کہ اہل سرحد ناتجربہ کار ہیں۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ صرف اس لئے کہ حالات تبدیل ہو چکے ہیں۔

دستور کشمیر غیر ذمہ وارانہ اور غیر نمائندہ ہونے کے علاوہ اس قدر سخت بھی ہے کہ اس میں ترقی کی کوئی گنجائش نہیں۔ برطانوی دستور ۱۹۱۹ء میں یہ دفعہ موجود تھی کہ ملک کو بتدریج ذمہ دار حکومت عطا کی جائے گی۔ حکومت کشمیر نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔

یہ کہنا بھی غلط ہے۔ کہ کشمیر کی سرزمین نمائندہ ادارت کے لئے سازگار نہ تھی۔ اس لئے کہ کئی برس سے اہل کشمیر کے نمائندوں (نامزدہ) کا ایک سالانہ اجلاس منعقد ہوتا چلا آ رہا ہے۔ یہ شعبہ بھی ایک ناقص قسم کی جمہوریت کا خاکہ ہے۔

مندرجۂ صدر حقائق سے یہ صاف ظاہر ہے کہ پروفیسر گلشن رائے کی تنقید قطعاً غیر حق بجانب ہے۔ اور واقعات و حقائق سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح ۲۴ اپریل کو راولپنڈی سے تشریف لائے اور ۲۵ کو اراضی اوکاڑہ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے وہاں سے اسی روز واپسی عمل میں آئی۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب آج (۳ رمئی) لائلپور تشریف لے جا رہے ہیں۔ تین چار روز وہاں قیام رہے گا۔

— جناب مولوی عزیز بخش صاحب افسر تحصیل و تبلیغ اخبار پیغام صلح کے خریدار صاحبان کی اطلاع کے لئے اعلان فرماتے ہیں کہ اخبار کا چندہ ارسال کرتے وقت منی آرڈر پر کسی کارکن کا نام لکھنے کی ضرورت نہیں صرف محاسب احمدیہ انجمن **اشاعت اسلام لاہور** لکھ دیا جائے اور کوپن پر نمبر خریداری کے حوالہ کے ساتھ یہ تصریح کر دی جائے کہ یہ چندہ اخبار پیغام صلح کا ہے۔

— جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ ای اے سی (برادر جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور) ابھی تک بدستور علیل ہیں۔

— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب کو بھی تاحال کوئی افاقہ نہیں۔ بلکہ تکلیف زیادہ ہو گئی ہے۔ بہت زیادہ کمزور ہو گئے ہیں۔

— جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کا صاحبزادہ بدستور علیل ہے۔

— اخویم چراغ دین صاحب گوجرانوالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے والد محترم میاں احمد دین صاحب بعارضہ مراق بیمار ہیں۔ چھ سال قبل بھی ان کو یہ عارضہ ہو گیا تھا اب پھر دورہ ہوا ہے علاج شروع ہے۔

— اخویم منیر احمد صاحب انصاری لمبئی عرصہ سے علیل ہیں اب وہ تبدیل آب و ہوا کے لئے اپنے وطن (صوبہ یوپی) تشریف لے آئے ہیں۔

— جناب مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفےٰ آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

— **پیغام صلح**:۔ تمام بیمار دوستوں کے لئے سب احباب درد دل سے دعائے صحت کریں۔

— جناب مرزا عزت بیگ صاحب صابر راولپنڈی سے اطلاع دیتے ہیں کہ جناب محمد اسمٰعیل صاحب اور سیر دہیال لپر کا ۱۴ را پریل کو انتقال ہو گیا انا للہ - دعا ہے خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے - اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

— جناب محمد عبدالصمد صاحب منصف مدھی پور علاقہ بہار احباب سے دعا کے خواستگار ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے متعلقین کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے اور ابتلاؤں سے بچائے۔

جماعت لائلپور کا جلسۂ سالانہ

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ احباب راولپنڈی کے بعد اب جماعت لائلپور نے اپنے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے ۵-۶- مئی (ہفتہ اتوار) تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔ تیاریاں نہایت سرگرمی سے شروع ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ جناب مولانا صدرالدین صاحب۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی مولوی دوست محمد صاحب مصنف "آئینہ احمدیت" شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اور بعض دوسرے حضرات کی شمولیت کی پوری توقع ہے۔

جماعت راولپنڈی کا جلسہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ امید ہے لائلپور کا یہ قومی اجتماع بھی ہر لحاظ سے کامیاب ہوگا۔ اس قسم کے اجتماعات جماعت کی ترقی و بیداری کیلئے نہایت ضروری اور مفید ہیں۔ اور ان کو کامیاب بنانا ہمارا ایک اہم دینی و قومی فرض ہے۔ اس لئے ہم لائلپور اور قرب و جوار کے تمام احباب سے التماس کریں گے۔ کہ وہ اس قومی اجتماع میں شریک ہو کر اسے بارونق بنائیں۔

چک کچا کھوہ کے مظلوم نومسلم

مندرجۂ ذیل قراردادیں انجمن نے اپنے ایک خاص اجلاس میں منظور کیں۔

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سپرنٹنڈنٹ انچارج جرائم پیشہ آبادی ۱۹/۹ مشرقی کچا کھوہ کے اس فعل پر کہ اس نے وہاں کے کچھ سانسی باشندوں کو اعلان اسلام سے روکا ہے صدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔ یہ نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ ان لوگوں کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد بھی سپرنٹنڈنٹ مذکور نے ان کو نماز عید اضحیٰ کے لئے جانے سے روکا اور گالیاں بھی دیں۔

(۲) انجمن ان تمام قبیح کوششوں کے خلاف جو کہ ان نومسلموں کو اسلام سے دستبردار کرنے کے لئے جاری ہیں اور آریہ سماجی مبلغوں کے دباؤ کے خلاف جو محض اسی مقصد کے لئے آبادی میں لائے گئے ہیں۔ پرزور پروٹسٹ کرتی ہے۔

(۳) انجمن ان تکالیف اور مصائب کی جن کا وہاں کے مسلمان سانسی تختہ مشق بنے ہوئے ہیں مثلاً سپرنٹنڈنٹ کا پاس دینے سے انکار وغیرہ مذمت کرتی ہے۔

(۴) طے ہوا گورنمنٹ کی توجہ آبادی کی ناگفتہ بہ حالت کی طرف مبذول کروائی جائے۔ اور یہ التجا کی جائے کہ ڈپٹی کمشنر جرائم پیشہ اقوام کے ماتحت جرائم پیشہ کو پوری پوری مذہبی آزادی دلانے کے لئے ضروری تجاویز اختیار کی جائیں۔ نیز افسران انچارج

کیا کپورتھلہ میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لیئے دو قانون ہیں؟

انسپکٹر جنرل پولیس اور انتظامی کونسل کے ارکان کی ذمہ داری

اب تو "سول" کے نامہ نگار خصوصی کی محتاط روایت بھی یہ ہے کہ سلطانپور کے خونچکاں واقعہ میں کم از کم ۲۲ آدمی شہید ہوئے اور تقریباً ۳۰ آدمی زخمی پڑے ہیں۔ جن کے زخموں کی تفصیلی کیفیت بیان نہیں کی گئی۔ لیکن ہماری مستند اطلاعات مظہر ہیں کہ نہ محض شہیدوں بلکہ زخمیوں کی تعداد بھی اس سے زیادہ ہے اور معمولی زخمیوں کی تعداد تو قطعی طور پر بہت زیادہ بتائی جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطانپور کا واقعہ بہت زیادہ ہولناک تھا۔ گولی چلانے میں حد سے زیادہ بے احتیاطی برتی گئی ہے۔ اگر گولی چلانے کے ذمہ دار افراد کو غریب اور نہتے مسلمانوں کی جانوں کا کچھ بھی پاس ہوتا تو کیا وہ یہی طریقہ اختیار کرتے جو سلطان پور میں ۱۰ رمحرم الحرام کو اختیار کیا گیا؟ جب کپورتھلہ کے ہندوؤں نے سول نافرمانی کی تھی اور وہ مہاراجہ بہادر اور خاندان شاہی کے دوسرے افراد اور نیز وزیر اعظم کے خلاف نہایت غیر شائستہ کلمات بازاروں میں کہتے پھرتے تھے۔ جلوس نکال نکال کر محل کے دروازے پر آبیٹھے تھے۔ تو کیا ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا گیا تھا جو سلطانپور کے غریب اور نہتے مسلمانوں کے ساتھ روا رکھا گیا؟ اور عجیب بات یہ ہے کہ ہندوؤں کی سول نافرمانی ریاست کی پالیسی کے خلاف تھی اور مسلمانوں نے جو کچھ کیا تھا اس کی نسبت زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک ایسے راستہ سے تعزیئے لے جانا چاہتے تھے۔ جو اگرچہ تعزیئے لیجانے کا بہت پرانا راستہ تھا لیکن اس سال حکام نے سکھوں کے ایک بے سروپا اعتراض کی بنا پر اس راستہ سے تعزیئے لیجانے کی ممانعت کردی تھی۔ آخر یہ کیا بات ہے کہ جو آتشباری ہندوؤں کی سول نافرمانی کے وقت ذمہ داران نظم ونسق کو یکقلم بھولی رہی وہ مسلمانوں کے خلاف بلاتکلف استعمال کرلی گئی۔

ہمارے نامہ نگاروں نے پرسوں اطلاع دی تھی کہ ریاست کے ذمہ دار حکام "لیوس گن" کے استعمال سے انکار کردینے کی تدبیر پر غور کررہے ہیں "سول" میں کپورتھلہ کے انسپکٹر جنرل پولیس کا جو تار شائع ہوا ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ "لیوس گن" اگرچہ موقع پر موجود تھی لیکن استعمال نہیں کی گئی تھی۔ گویا ہمارے نامہ نگاروں کا بیان کردہ شبہ درست ثابت ہوگیا ہے۔ ہم خود موقع پر موجود نہ تھے لیکن ایک نہیں دو نہیں بلکہ بیسیوں روایتیں مظہر ہیں کہ "لیوس گن" بڑ کے پاس کچے کوٹھے پر رکھی گئی اور اس میں سے ۷۰ گولیاں چلائی گئیں لیکن اگر انسپکٹر جنرل پولیس اور دوسرے ذمہ دار حکام کو اس سے انکار ہے تو اس باب میں فیصلے کی صحیح شکل یہ ہے کہ آزادانہ تحقیقات کی اجازت دی جائے جب تک آزادانہ تحقیقات سے یہ امر پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ جائیگا کہ "لیوس گن" استعمال نہیں کی گئی تھی محض انسپکٹر جنرل پولیس کا بیان کپورتھلے سے باہر کے مسلمانوں کو کیونکر مطمئن کرسکتا ہے۔ اگر انسپکٹر جنرل کے بیان کے مطابق واقعی یہی ہے کہ آتشباری صرف چالیس پینتالیس سیکنڈ ہوئی تو کیا اس سے انسپکٹر جنرل کی ذمہ داری یا ذمہ داران نظم ونسق ریاست کی ذمہ داری ختم ہوسکتی ہے کیا ۲۲ آدمیوں کی شہادت اور کثیر التعداد کی مجروحیت محض اس بنا پر قابل عفو ودرگزر قرار پاسکتی ہے کہ آتشباری زیادہ سے زیادہ پون منٹ ہوئی اس سے زیادہ نہ ہوئی؟

نیز سوال یہ ہے کہ جس انسپکٹر جنرل نے پینتالیس سکنڈ میں اکتالیس راؤنڈ چلوائے کیا اس نے گولیاں چلانے والے سپاہیوں سے کہا تھا کہ پہلے ہوا میں فائر کرو؟ یا کیا انہیں یہ حکم دیا کہ جتنے فائر کیئے جائیں افراد مجمع کے نچلے حصوں پر کیئے جائیں تاکہ جانیں زیادہ تعداد میں ضائع نہ ہوں۔ اور مجمع منتشر ہوجائے؟ کیا اس نے طبی امداد کا پورا انتظام پہلے سے کر رکھا تھا؟ تمام مستند اطلاعات مظہر ہیں کہ نہ ہوا میں فائر کیئے گئے نہ گولیاں اس طریق پر چلائی گئیں کہ جانوں کے ضیاع واتلاف کا کم سے اندیشہ باقی رہتا نہ طبی امداد کا کوئی معقول انتظام تھا۔ صرف ایک ڈاکٹر تھا اور وہ بھی گولی چلنے کے وقت فوج کے ساتھ نہ تھا۔ بلکہ کسی مکان میں چھپا بیٹھا تھا۔ اور مرہم پٹی کے لیئے جو چیزیں ضروری تھیں ان کے لیئے ایک آدمی کو آرڈر دے کر ہسپتال بھیجا گیا تھا۔ لیکن ابھی وہ چیزیں لیکر واپس بھی نہیں آیا تھا کہ گولی چل گئی۔ نہ پانی کا انتظام تھا نہ ایمبولنس کاروں کا انتظام تھا۔ کیا چھ ہزار کے مجمع پر گولی چلانے کے متعلقہ انتظامات کی یہی شکل ہوتی ہے؟

اس سے بھی بڑا سوال یہ ہے کہ کیا لاٹھی چارج کے ذریعہ سے مجمع منتشر نہیں ہوسکتا تھا؟ اگر لاٹھی چارج کیا جاتا اور اس کے باوجود مجمع بے قابو رہتا تو یقیناً گولی چلانے کے لیئے ایک وجہ جواز پیش کی جا سکتی تھی۔ لیکن کیا رعیت نواز حکومتوں کے کارکن مجمعوں کو اسی طرح منتشر کیا کرتے ہیں کہ زمین پر ایک خط کھینچ دیا اور کہدیا کہ مجمع اس سے آگے آئے گا تو گولی چلا دی جائے گی اور جب مجمع کے افراد اس خط سے آگے نکل آئے تو ان پر اندھا دھند فائر شروع کردیئے گئے؟ برطانوی ہند میں ۱۹۳۱ء میں اور بعدازاں ۱۹۳۴ء سول نافرمانی جاری رہی لیکن کیا مسٹر کوٹھاوالا انسپکٹر جنرل کپورتھلہ یا انتظامی کونسل کے ممبر ایسا ایک واقعہ بھی پیش کرسکتے ہیں جیسا سلطانپور میں ۱۰ رمحرم الحرام کو پیش آیا؟

بعض جرائد نے لکھا ہے کہ وزیر اعظم یا انتظامی کونسل کے دوسرے ممبر موقع پر موجود نہ تھے اس طرح غالباً یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ وزیر اعظم یا کونسل کے ممبر گولی چلانے کی ذمہ داری سے پاک ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اگر گولی وزیر اعظم یا انتظامی کونسل کی ہدایات کے ماتحت چلائی گئی تھی تو یہ مجرمانہ غفلت کی بدترین شکل ہے کہ کونسل کے ممبر کپورتھلہ میں بیٹھے رہے حالانکہ ان کا فرض تھا کہ وہ خود سلطانپور میں موجود ہوتے۔ کسی بڑی ریاست کے مختلف حصوں میں اس قسم کے حالات رونما ہوں تو اعلیٰ حکام کا موقع پر موجود نہ رہنا ایک حد تک نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کپورتھلہ جیسی چھوٹی سی ریاست کے ایک مقام پر اس قسم کے غیر معمولی اقدام کی اجازت دے کر اعلیٰ حکام کا کپورتھلہ میں بیٹھے رہنا ناقابل فہم ہے اور عام بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کام میں مصروف نہ تھے۔ بلکہ گولی چلنی ختم ہوئی ہی تھی کہ کپورتھلہ سے سلطانپور پہنچ گئے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ دس بیس منٹ پہلے نہ پہنچے۔ اور انہوں نے خود موقع کا انتظام ہاتھ میں لیا؟ اگر گولی ان کی اجازت سے نہیں چلی تھی یا ان کی طرف سے اتنی شدت کے ساتھ گولی چلانے کی اجازت نہ تھی جتنی شدت کے ساتھ چلائی گئی تو سوال یہ ہے کہ وزیر اعظم نے یا ان کے رفقا نے اب تک اپنی اجازت کی حدود سے تجاوز کرنے والے افسر کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اب تک اس سے کیا بازپرس کی ہے؟ اب تک اسے کیا سزا دی ہے؟ ہم وزیر اعظم یا انتظامی کونسل کے دیگر ارکان کو بلاوجہ متہم کرنا یا مورد الزام بنانا نہیں چاہتے لیکن سلطانپور کے خونچکاں واقعہ کو محض اس بنا پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ریاست کپورتھلہ کا وزیر اعظم مسلمان ہے۔ اور نیک دل ہے یا اس کی انتظامی کونسل کے افراد بڑے جلیل القدر اور ذاتی طور پر بہت اچھے ہیں۔

تمام مستند بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ فوج کے پیچھے مسلح سکھ اور مہابیردل کے افراد بھی موجود تھے جن کی تعداد ایک ہزار بتائی جاتی ہے اور یہ سب لوگ باہر سے آکر سلطانپور میں جمع ہوئے۔ مہابیردل کے افراد کپورتھلہ سے لاریوں میں سلطانپور پہنچے۔ لیکن جو انسپکٹر جنرل گولی چلانے کی اجازت جیب میں رکھے ہوئے سلطانپور میں موجود تھا اس نے کیونکر مسلح سکھوں اور ہندوؤں کے اجتماع کو گوارا کرلیا؟ جس انتظامی کونسل نے سلطانپور میں گولی چلانے کی اجازت دے رکھی تھی اس انتظامی کونسل کے کارکنوں نے اس اجتماع کو کس بنا پر جائز قرار دیا؟ کیا یہ سکھ اور ہندو، ریاست کپورتھلہ کی زرہ فوج کا کوئی حصہ تھے جو ۱۰ رمحرم الحرام کو متنازعہ فیہ بڑ کے پاس آکھڑے ہوئے تھے اور جن کے پاس لاٹھیاں اور چھریاں موجود تھیں نیز جو لوگ مارے گئے یا بے طرح زخمی ہوئے ان میں سے اکثر محض تماشائی تھے۔ حکومت کپورتھلہ بتائے کہ ان لوگوں کے پسماندوں کی امداد کا اس نے کیا انتظام کیا ہے جو اس کے ایک افسر کی نہایت ہی غیر ذمہ دارانہ بلکہ صد درجہ شقاوت آمیز حرکت کا شکار ہوئے؟ حکومت مذکور ان تمام واقعات کے متعلق اب تک خاموش ہے۔ ضروری ہے کہ ہمارے ان سوالات کے مفصل جواب دیئے جائیں۔ نیز اس بات کی اجازت دیجائے کہ واقعہ سلطانپور کی آزادانہ تحقیقات کی جائے۔ مسلمانوں کی ذمہ دار جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد آزادانہ تحقیقات کا انتظام کرائیں۔ (انقلاب)

خبریں

—— الہ آباد ۲۹ اپریل۔ موضع گڑھیا (ضلع بریلی) میں ۲۵ اپریل کی شب کو فرقہ وارانہ فساد ہوا۔ اس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے شائع کردہ بیان کے مطابق ایک شخص ہلاک اور ایک مجروح ہوا۔

—— پشاور ۲۸ اپریل۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت افغانستان نے شنواری قبیلہ کے بہت سے افراد کو اس جرم میں گرفتار کیا ہے کہ انہوں نے حکومت افغانستان کی برقی تاروں کو کاٹ دیا۔

—— پشاور ۲۸ اپریل۔ کابل سے ڈپرلنڈی خانہ کے نزدیک حکومت نے نئی فوجی بارکوں کی تعمیر شروع کردی ہے۔

—— بنارس ۲۸ اپریل۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ شہر غازی پور اور اردگرد کے دیہات میں محرم کے موقع پر ہندو مسلمانوں میں فسادات ہوئے۔ بیس اشخاص ہلاک اور بہت سے مجروح ہوئے۔

—— جموں ۲۸ اپریل۔ کشمیر کے مسلمانوں نے سول نافرمانی کا پروگرام ملتوی کر دیا ہے۔

—— لاہور ۲۹ اپریل۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کا انچاسواں اجلاس کا پروگرام مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۴ء ½ ۵ بجے شام سے شروع ہو کر ۲۹ اپریل کی شام کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

—— لاہور ۲۹ اپریل۔ انجمن حمایت اسلام کا پہلا اجلاس جو صبح آٹھ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک زیر صدارت نواب فخر الدین فخر یار جنگ بہادر وزیر مال مملکت آصفیہ دکن منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ہز ایکسیلنسی سردار سر سکندر حیات خاں کے۔ بی۔ ای۔ گورنر پنجاب نے بھی شرکت کی۔ انجمن کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ ایک اسلامی ادارے کے سالانہ جلسہ میں پنجاب کے ایک پہلے ہندوستانی اور پہلے مسلمان گورنر نے بحیثیت ایک وزیٹر کے شرکت کی۔

—— فیض آباد ۲۶ اپریل۔ محرم کے موقعہ پر جگرام بہاری ماتھر ڈپٹی مجسٹریٹ اور امان سنگھ سیشن آفیسر متعین کئے گئے تھے۔ اسلامیان اجودھیا نے ان پر اعتماد کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اجودھیا۔ درشن نگر ہیبت پور اور دیگر مضافات کے تعزیے دفن نہ کئے گئے۔

ہندو مسلمانوں کی کشیدگی دن بدن زیادہ ہو رہی ہے ہندوؤں نے اب کے محرم میں بالکل حصہ نہ لیا۔ ہندو مزدوروں نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ واقعات فیض آباد کی تاریخ میں اپنی قسم کے بالکل عجیب واقعات ہیں۔

—— لندن ۲۸ اپریل۔ "سنڈے کرانیکل" کا نامہ نگار برلن لکھتا ہے کہ یہودیوں نے جرمن مصنوعات کا جو مقاطعہ کیا ہے اس سے ہٹلر سخت پریشان ہو رہا ہے۔ چونکہ جرمن مال کی بکری کم ہوگئی ہے لہذا لندن اور نیو یارک میں جرمنی مصنوعات کے بہت سے ڈپو بند کر دئے گئے ہیں۔

—— پیرس ۲۷ اپریل۔ روس کا مشہور و معروف کمیونسٹ لیڈر ٹراٹسکی جو پر اسرار طریق پر فرانس سے گم ہو چکا ہے اس کے سکرٹری کا بیان ہے کہ وہ فرانس سے باہر کسی ملک میں چلا گیا ہے۔ استنبول کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت ترکی نے ٹراٹسکی کو پرنکیپو واپس جانے کی اجازت دیدی ہے۔

—— لاہور ۳۰ اپریل۔ ڈسٹرکٹ مسلم کانفرنس لاہور کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ایک کمیٹی بدیں غرض مامور کی گئی کہ سلطان پور (کپور تھلہ) میں محرم کے دن گولی چلانے کے واقعہ کی تحقیقات کی جائے۔

—— کلکتہ ۲۹ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر نظام الدین وزیر تعلیم کو سر عبد الکریم غزنوی کی جگہ بنگال ایگزیکٹو کونسل کا رکن مقرر کیا گیا ہے۔ وزارت تعلیم کے لئے مولوی عزیز الحق اور مسٹر محمد عبد المومن ریٹائرڈ کمشنر چاٹگام ڈویژن امیدوار ہیں۔

—— نہایت افسوس ہے کہ سر اسرار حسن خاں سابق وزیر ریاست بھوپال طویل علالت کے بعد ۲۶ اپریل کو شاہجہانپور میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت تجربہ کار مدبر۔ خوش اخلاق انسان اور باتدبیر وزیر تھے۔ بھوپال کے علاوہ بعض دوسری ریاستوں نے بھی مرحوم کی خدمات سے فائدہ اٹھایا۔ علیا حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ بھوپال مرحوم کی خدمات سے بہت خوش تھیں۔

—— کلکتہ ۳۰ اپریل۔ پیراکی کے نئے نئے ریکارڈ قائم کئے جا رہے ہیں۔ بنگلور کی ایک دس سالہ لڑکی بارہ گھنٹے تک تیرتی رہی۔ اسی طرح ایک کمسن لڑکی جس کی عمر آٹھ سال بتائی جاتی ہے۔ ایک مربعہ تالاب میں کل صبح داخل ہوئی۔ اور پندرہ گھنٹے تک تالاب میں رہ کر اس نے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔

—— شملہ یکم مئی۔ گورنر جنرل نے یہ فیصلہ کر دیا کہ موجودہ اسمبلی کی میعاد شملہ کے آئندہ اجلاس کے اختتام پر ختم کر دی جائے گی۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ آئندہ اجلاس ۱۶ جولائی کے قریب منعقد ہوگا۔

—— ٹیونس (بذریعہ ڈاک) اسلام افریقہ میں نہایت تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ اگرچہ غازی عبد الکریم مراکشی کی گرفتاری کے بعد مسلمانوں کی سیاسی طاقت بہت کچھ کمزور ہوگئی ہے۔ لیکن اسلام کی جڑیں اندر ہی اندر دور تک پہنچ رہی ہیں۔

—— کلکتہ ۳۰ اپریل۔ آج شام کو منوہان جوٹ پریس بھوڑہ کی عمارت گر پڑی۔ کارخانہ میں پچاس ساٹھ مزدور کام کرتے ہوئے نیچے دب گئے۔ دس قلی ابھی تک نکالے گئے ہیں۔ جن میں سے پانچ مرے ہوئے نکلے ہیں اور باقی کے شدید طور پر زخم آئے ہیں۔

—— شملہ ۳۰ اپریل۔ ہز ایکسیلنسی کمانڈر انچیف کل اپنے دورہ سے واپس شملہ تشریف لے آئیں گے۔ آپ نے یکم اپریل سے ۱۵ اپریل تک سرحدی علاقہ اور وزیرستان کا دورہ فرمایا۔

—— شملہ ۳۰ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ توپ خانہ کی نئی برانچ جو بنگلور میں قائم کی گئی ہے۔ خاطر خواہ ترقی کر رہی ہے۔

—— نیو یارک ۳۰ اپریل۔ پولیس نے جمعہ کی رات کو دو ہوٹلوں پر چھاپہ مارا۔ جس میں دو ایسے کھیل دکھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جو اخلاقی حیثیت سے اچھے نہیں تھے۔ سات سو آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ چونکہ جیلیں قیدیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ لہذا نو واردوں کو جگہ دینے کے لئے سات سو قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔ پولیس تمام رات گشت کرتی رہی

—— نئی دہلی۔ یکم مئی۔ آج صبح ملوں کے رقبہ کی فضا اور بھی زیادہ مکدر ہوگئی۔ یوم مئی منانے کی غرض سے ہڑتالیوں نے آج علی الصباح ہی پکٹنگ شروع کر دی۔ اور لاٹھیاں اور پتھر چلا کر اور پتھر برسا کر تشدد آمیز مظاہروں سے مزدوروں کو ملوں میں جانے سے روکنے لگے۔ کئی بار جھڑپ ہوئی۔ جس میں ڈیڑھ سو سے اوپر آدمی مجروح ہوئے۔ جن میں سے بعض کے شدید زخم آئے ہیں۔ ایک سو کے قریب آدمی ہسپتال میں داخل کر لئے گئے۔ پکٹنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مزدور کام کے لئے کارخانوں میں نہ جا سکے پولیس نے بارہ اشخاص کو گرفتار کیا ہے۔ کارپرداز ان مل سخت پریشان ہیں۔ اور کارخانے عملاً بند ہو چکے ہیں۔

—— لاہور ۲۹ اپریل۔ آج شام کو پنجاب پریس ایمپلائز یونین کا ایک جلسہ بصدارت مولوی عبد الشکور صاحب منعقد ہوا جس میں بہت سی قراردادیں منظور ہوئیں۔ جن میں ایک یہ ہے:-

یہ جلسہ مولانا ظفر علی خاں کے اس رویہ کے خلاف اظہار مذمت کرتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے ملازمین کو جو ان سے اپنا حق نہایت آئینی طریق پر مانگ رہے تھے۔ پولیس کی وساطت سے مرعوب کرنے کی کوشش کی۔

—— شملہ ۲ مئی۔ کل وائسرائے ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا۔

—— وائنا ۳۰ اپریل۔ قومی مجلس نے نئے دستور اساسی کو پاس کر کے اپنا خاتمہ کر دیا ہے۔ اجلاس شروع ہونے سے پہلے سینٹ سٹفن کے گرجے میں دعا کی گئی جس میں صدر۔ چانسلر اور حکومت کے دیگر ممبر بھی شامل ہوئے۔

—— کراچی ۲ مئی۔ علیحدگی سندھ کی کانفرنس کا دوسرا اجلاس ماہ مئی کے آخر میں بمقام سکھر منعقد ہوگا۔

—— بہت سے احباب کی استدعا پر مسٹر خالد لطیف گابا آئندہ انتخاب اسمبلی میں لاہور امرتسر کے اسلامی حلقے کی طرف سے بطور امیدوار کھڑے ہوں گے۔

—— لائلپور یکم مئی۔ ملہد یہ لائلپور نے امروزہ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ گھریلو صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے دیسی اشیاء کی خریدنے کی پالیسی اختیار کی جائے۔

—— شملہ ۳۰ اپریل۔ کپور تھلہ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ حکومت ایک تحقیقاتی کمیٹی کا قیام عمل میں لانے والی ہے۔ جو گولی چلانے کے واقعہ سے متعلق تحقیق کرے گی۔

—— ایک نامہ نگار اطلاع دیتے ہیں کہ مجروحین سلطان پور کے لئے انتظام خاطر خواہ نہیں ہے۔ تین ڈاکٹر متعین ہیں۔ جن میں صرف ایک مسلمان ہے۔ باقی دو ہندو اور سکھ ہیں۔ کھانے کا انتظام سکھ ڈاکٹر کے ہاتھ میں ہے۔ اکثر مجروحین اسے پسند نہیں کرتے۔ ایک شخص کے پیٹ میں گولی موجود ہے۔ جو سلطان پور اور کپور تھلہ میں نکالی نہیں جا سکتی۔ اور اسے لاہور بھی منتقل نہیں کیا جا سکتا۔

—— علیگڑھ یکم مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ یونیورسٹی کورٹ کے بعض ارکان کے غیر معقول رویہ کی بنا پر ڈاکٹر سر سید راس مسعود نے مسلم یونیورسٹی کی وائس چانسلری سے استعفا دیدیا ہے۔ ڈاکٹر سر راس مسعود موجودہ پروگرام کے مطابق طبی مشیروں کے مشورہ پر چند روز کے اندر یورپ جائیں گے۔ لیکن ان کے آئندہ پروگرام کے متعلق کچھ فیصلہ نہیں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا ان کو ترکی سے ایک عہدہ پیش کیا گیا تھا۔ ممکن ہے کہ وہ ترکی تشریف لیجائیں یونیورسٹی میں سخت مایوسی پیدا ہوگئی ہے۔ بالخصوص طلبہ بہت مضطرب ہیں۔ کل رات بھی طلبہ کے کئی جلسے منعقد ہوئے اور آج صبح بھی۔ جن میں وائس چانسلر کے فیصلہ پر اور کورٹ کے ارکان کے رویہ پر اظہار افسوس کیا گیا۔ طلبہ نے اعلیحضرت نواب صاحب بھوپال چانسلر مسلم یونیورسٹی کو تار دیا ہے کہ وہ جلد اس معاملہ میں مداخلت فرمائیں۔

—— شیلانگ ۲ مئی۔ ڈپٹی کمشنر سلہٹ نے ایک اطلاع بدیں مضمون ارسال کی ہے۔ کہ گذشتہ رات ایک زبردست طوفان آیا۔ پولیس لائن اور شہر میں بہت نقصان ہوا ہے۔ سرکاری جہاز "سنڈے" ڈوب گیا۔ پولیس کا جہاز نہایت مشکل سے بچا۔ جان کا نقصان ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔

تار کا پتہ - "مسلمان لاہور" رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

جلد ۲۲ لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۳۴ء نمبر ۲۸

اشاعت وحفاظت اسلام

کے لیئے عقلی دلائل اور سعی پیہم کی ضرورت

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اے بزرگو! یہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو شخص بغیر اعلیٰ درجہ کے عقلی ثبوتوں کے اپنے دین کی خیر منانی چاہے تو یہ خیال محال اور طمع خام ہے۔ تم آپ ہی نظر اٹھا کر دیکھو جو کیسی طبیعتیں خود رائی اختیار کرتی جاتی ہیں اور کیسے خیالات بگڑتے جاتے ہیں اس زمانہ کی ترقی علوم عقلیہ نے بھی الٹا اثر کیا ہے حال کے تعلیم یافتہ لوگوں کی طبائع میں ایک عجیب طرح کی آزاد منشی بڑھتی جاتی ہے اور وہ سعادت جو سادگی اور غربت اور صفا باطنی میں ہے وہ ان کے مغرور دلوں سے بالکل جاتی رہی ہے۔ اور جن جن خیالات کو وہ سیکھتے ہیں وہ اکثر ایسے ہیں کہ جن سے ایک لامذہبی کے وساوس پیدا کرنے والا ان کے دلوں پر اثر پڑ جاتا ہے۔ اور اکثر لوگ قبل اس کے جو ان کو کوئی مرتبہ تحقیق کا کامل حاصل ہو بذریعہ جہل مرکب کے غلبہ نئے فلسفی طبیعت کے آدمی بنتے جاتے ہیں۔ آؤ اپنی اولاد اور اپنی قوم اور اپنے ہموطنوں پر رحم کرو اور قبل اس کے جو وہ باطل کی طرف کھینچ جائیں ان کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لاؤ تا تمہارا اور تمہاری ذریت کا بھلا ہو جو بمقابلہ دین اسلام کے اور سب ادیان بے حقیقت محض ہیں۔ دنیا میں خدا کا قانون قدرت یہی ہے جو کوشش اور سعی اکثر حصول مطلب کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص ہاتھ پاؤں توڑ کر اور غافل ہو کر بیٹھ جاتا ہے وہ اکثر محروم اور بے نصیب رہتا ہے۔ سو آپ لوگ اگر دین اسلام کی حقیقت کے پھیلانے کے لیئے بموجب الواقع حق ہے کوشش کرینگے تو خدا اس سعی کو ضائع نہیں کرے گا۔ خدا نے ہمکو صدہا براہین قاطعہ حقیقت اسلام پر عنایت کیں۔ اور ہمارے مخالفین کو ان میں سے ایک بھی نصیب نہیں۔ اور خدا نے ہم کو حق محض عطا فرمایا اور ہمارے مخالفین باطل پر ہیں اور جو راستبازوں کے دلوں میں جلال احدیت کے ظاہر کرنے کے لیئے سچا جوش ہوتا ہے اس کی ہمارے مخالفوں کو بو بھی نہیں پہنچی۔ لیکن تب بھی دن رات کی کوشش ایک ایسی چیز ہے کہ باطل پرست لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور

چوروں کی طرح کہیں نہ کہیں ان کی نقب بھی لگتی رہتی ہے!

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں آپ ۵ مئی کو جلسہ سالانہ کی شرکت کے لیئے لائلپور تشریف لے گئے اور ۶ کی صبح کو واپس آئے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی امروز فردا میں آنے والے ہیں۔

— جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن گوجرانوالہ کے چند بچوں اور عزیزوں نے امسال مختلف امتحانوں میں شرکت کی ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ان سب کی کامیابی کیلئے دعا کی جائے۔

(۱) عزیز فضل احمد صاحب ایم اے و ایف۔ ای۔ ایل۔ (علی گڑھ یونیورسٹی)
(۲) عزیز محمد حسن صاحب ایف۔ اے۔ (پنجاب یونیورسٹی)
(۳) عزیزہ تاج بیگم صاحبہ بی اے منشی فاضل (پنجاب یونیورسٹی)
(۴) عزیز سلطان محمود ایف اے۔ (پنجاب)

— مولوی عبدالحق صاحب کے بچہ کو پہلے سے افاقہ ہے۔ لیکن ابھی تک پوری صحت نہیں ہوئی۔

— حافظ الہ بخش صاحب موضع ڈھڈک نوان لوک بعارضہ بخار علیل ہیں

— ان کے لیئے دعائے صحت کی جائے۔

— مینجر پیغام صلح دوبارہ اعلان کرتے ہیں کہ جن احباب کا چندہ اخبار ختم ہو چکا ہے ان کو اطلاع دینے کے بعد وی پی کیئے جا رہے ہیں جن کا وصول ہو جانا ضروری ہے۔ ان کی واپسی اخبار کی مالی مشکلات اور نقصان کا موجب ہے جس کا خریدار صاحبان کو پوری طرح احساس ہونا چاہیئے۔

جن احباب کا چندہ اخبار اگلے مہینہ میں ختم ہو جائیگا ہے اگر وہ اپنا چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں تو موجب شکرگزاری ہوگا۔

مدینہ منورہ کا خط

ایک معزز حاجی کی مختصر سرگزشت

امسال ہمارے محترم دوست جناب میاں محمد سعید صاحب ریٹائرڈ ای۔اے۔سی جموں کو بھی حج بیت اللہ شریف اور دربار رسالت ؐ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی جس پر ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ مندرجہ ذیل خط موصوف نے ۳ اپریل ۳۵ء کو مدینہ منورہ سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں تحریر کیا تھا جو کافی تاخیر کے بعد ہمیں اس وقت موصول ہوا جبکہ ماہوار ایڈیشن کے لئے تقریباً تمام مضامین مکمل ہو چکے تھے اور کوئی گنجائش باقی نہ تھی۔ لہٰذا اس پرچہ میں شائع کیا جاتا ہے۔

میاں صاحب موصوف خدا کے فضل سے بخیریت وطن واپس پہنچ چکے ہیں اور ان کا یہ خط ہمیں ان کی مراجعت کے بعد ملا مگر اس کے باوجود خط کی اشاعت غیر مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کا مطالعہ قارئین کی دلچسپی اور اضافہ معلومات کا باعث ہوگا۔ (مدیر)

مدینہ منورہ ۳ اپریل

قبلہ ام جناب حضرت امیر صاحب دام ظلکم۔

سلام علیکم۔ مدت ہوگئی ہے جناب کی خدمت میں میں نے عریضہ تحریر نہیں کیا۔ کامران میں جہاز ڈاکٹری ملاحظہ کے لئے ٹھہرا۔ اور دو گھنٹہ کے بعد رخصت ہوگیا۔ دوسرے دن شام کو جہاز نے سیٹی دی کہ یلیملم کے مقابل آگئے ہیں لہٰذا نہا دھو کر احرام باندھ لئے۔ یلیملم تو خشکی پر ۵ میل دور واقع ہے۔ کوئی ساحلی مقام نہیں ہے۔

جدہ میں

۵ تاریخ کو جدہ پہنچ گئے۔ مگر شام کا وقت تھا تلاطم سمندر میں بہت تھا۔ اترنے کی اجازت نہ ہوئی۔ دوسرے دن صبح کو کشتیاں آگئیں اور مسافر اترنے شروع ہوئے۔ ہوا آج بھی تیز تھی۔ میں تو موٹر لانچ میں اترا مگر خدا کی پناہ کشتی کبھی آسمان اور کبھی زمین کی خبر لاتی تھی۔ اکثر اوقات جہاز سے ٹکراتی تو اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ اب ڈوبی کہ ڈوبی یا جہاز سے ٹکرا کر پاش پاش ہوئی۔ اسی حالت میں نصف گھنٹہ رہی اور تب چلی جبکہ ۳۲ مسافر اس میں سوار ہو گئے۔ پھر کوئی تکلیف نہ تھی کیونکہ سمندر میں ایسی چل رہی تھی جیسے خشکی پر موٹر۔ عام کشتیوں کے مسافروں نے کسی تکلیف کا ذکر نہیں کیا۔ ساحل پر آکر شکل دیکھتے ہی سپاہی وغیرہ تعرض نہیں کرتے بجا سپورٹ ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ایک دروازہ پر پوچھا جاتا ہے کہ معلم کون ہے وہاں نام تبلادیا تو معلم کا وکیل سنبھال لیتا ہے۔ اسباب سارا معلم کے ایجنٹ کے سپرد ہوتا ہے وہی چنگی وغیرہ کی ادائیگی کا انتظام کرتا ہے۔ سید عاد وکیل کے مکان پر پہنچکر آرام کیا۔ وہاں حاجی یوسف زنیل صاحب آگئے اور اسباب اٹھا کر اپنے مکان پر لے گئے۔ اسی جگہ سفیر افغانستان بھی ساتھ کے کمرے میں مقیم تھے۔ مکان کیا ہے محلات ہیں۔

مکہ معظمہ میں

شام کو لاری پر سوار ہو کر رات کے بارہ بجے مکہ معظمہ پہنچے راستہ نہایت محفوظ ہے۔ اونٹوں اور آدمیوں کی ہزارہا کی تعداد راستہ میں ملتی رہی۔ دفتر کے ایک بچے معلم ہم کو حرم شریف میں لے گیا۔ جہاں طواف خانہ کعبہ کیا۔ رات کے چار بج گئے۔ ذرا سو یا ہی تھا کہ ۵ بجے پھر جگا دیا کہ صبح کی نماز حرم شریف میں چلکر پڑھو۔ یہ نماز ادا کی۔ بعدہٗ معلم کے اصرار کے باوجود میں سرکاری ہوٹل میں چلا گیا۔ تقریباً دس روپے روز خرچ تھا مگر یہاں شہر کی نسبت بہت آرام اور صفائی تھی۔ شہر میں ٹھہرنے کا بھی خرچ ایک ہفتہ کا دس بارہ بلکہ ۲۰ پونڈ ہے۔ یہ لوگ بُری طرح سے کھال اتارتے ہیں۔ اب کتابوں میں درج ہے کہ ۴۲ روپے خرچ معلمی جدہ میں لیا جاتا تھا مگر ہر ایک سے ۵۷ روپے وصول کئے گئے۔ میں تو ہوٹل میں جاتے ہی بخار سے لیٹ گیا۔ اور ۵ روز تک بیمار رہا۔ پھر اٹھا نہا کر نمازیں حرم شریف میں ہی ادا کرتا رہا۔ ہوٹل میں صرف اعلیٰ اور تعلیم یافتہ طبقہ ہی ٹھہرتا ہے۔ نوکر چاکر منیجر صرف عربی ہی جانتے ہیں۔ ایک ہندوستانی سحرا مین امرتسر کا رہنے والا یہاں نائب مدیر ہے۔ مگر برائے نام کیونکہ اس کو ہندوستانیوں سے نام کو بھی ہمدردی نہیں۔

منا میں

۸ تاریخ ذی الحجہ کو طواف اور صفا مروہ سے فارغ ہو کر منا کو چلدیئے۔ مگر شغدف پر کیونکہ معلم کا اصرار تھا ورنہ لاری میں بہت آرام رہتا۔ منا سخت گرم ہے۔ ہر ایک معلم کا کیمپ علیحدہ ہوتا ہے۔ مگر کھانے پینے کا انتظام ندارد عموماً فاقہ کشی رہی۔

میدان عرفات میں

دوسری صبح عرفات کو گئے۔ نجدی سپاہی اونٹوں پر بندوقیں باندھے ہزارہا کی تعداد میں ساتھ تھے۔ غالباً آٹھ دس ہزار تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عموماً ۵۰۔۶۰ ہزار ہوا کرتے ہیں۔ مگر امسال جنگ یمن میں کثرت سے گئے ہوئے ہیں۔

شاہی دعوت

عرفات میں جانے سے پہلے سلطان ابن سعود کی طرف سے دعوت تھی۔ شرفا امراہی ۲-۳ سو کی تعداد میں مدعو تھے پہلے ایک کمرہ میں سلطان المعظم تشریف لائے۔ نقیب نے نعرہ بلند کیا فلیحیی جلالت الملک اور فلیحیی استقلال العرب۔ جواب میں ہم لوگوں نے چیرز کئے۔ یہ بھی اچھا سماں تھا۔ پھر کھانے پر گئے تو کئی کمروں میں انتظام تھا۔ مگر وزیر اعظم عبد اللہ سلیمان ہم دو تین آدمیوں کو خاص کمرہ میں لے گئے جہاں سلطان المعظم خود تشریف رکھتے تھے ہم سب نے کھانا کھایا۔ میزوں پر چھری کانٹے کا انتظام تھا کھانے کے بعد سلطان ممدوح نے تقریباً ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی جو عربی میں تھی۔ ایک ہندوستانی نے دس منٹ اردو میں خلاصہ سنایا۔ جس میں اہم فقرہ یہ تھا کہ میں پہلے مسلم ہوں بعدہٗ عرب۔ اگر عملاً یونہی ہے تو نہایت مبارک ہے۔

عرفات میں صرف مغرب تک ٹھہرنا ہوتا ہے مگر دن کی گرمی اور ریت خدا کی پناہ۔ لیکن بڑے بڑے امراء اور بچے عورتیں سب صبر سے برداشت کرتے ہیں۔ خود سلطان ممدوح اونٹ پر آئے اور ہر حال میں شریک رہے۔ ان کے حرم اور بچے بھی اسی حال میں تھے۔ یہ صبر کی بڑی آزمائش ہے۔ سہ پہر کو عرفات کی پہاڑی پر گئے۔ رسالتمآب ؐ کی مسجد کے پاس دعائیں کیں۔ سلطان ممدوح ہزارہا نجدی سپاہیوں سے گھرے ہوئے برابر ظہر سے مغرب تک کھڑے رہے۔ اونٹوں پر یہ لوگ قرآن شریف کھولے تلاوت کر رہے تھے۔

مزلفہ میں

مغرب کی نماز کے وقت ایکدم روانگی ہوئی ہزارہا موٹر لاریاں۔ گاڑیاں۔ گدھے۔ اونٹ سب چلدیئے۔ لاکھوں کا مجمع مگر شکر ہے کہ حادثہ کوئی نہ ہوا۔ راستہ میں اصحاب فیل کے مقام عتاب سے تیز چلے۔ میں نے عرفات میں مغرب تک برابر دعائیں کیں۔ عشا کے وقت مزلفہ میں پہنچے۔ رات وہاں کاٹی اور ۴۹ کنکریاں ہر ایک حاجی نے لے لیں علی الصباح منا میں پہنچے۔ سب سے پہلے سات کنکریاں لیکر ایک شیطان پر ماریں۔ پھر قربانی اور صدقہ کیا۔ گوشت بدو لیجاتے ہیں مگر بے شمار دفن کردیا جاتا ہے۔ پھر لاری میں سوار ہو کر مکہ معظمہ آیا۔ طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے شام کو منا میں واپس آیا۔

مکہ معظمہ کو واپسی

گرمی سخت تھی لاری میں مکہ معظمہ آئے۔ مگر ڈرائیور نے بدعہدی کر کے ہمیں اسپتال پرے ہی اتار دیا۔ حالانکہ اس کو کرایہ دوگنا ادا کیا تھا۔ پولیس نے بھی اس سے کچھ تعرض نہ کیا۔ گرمی میں پیدل ہوٹل میں آیا۔ اور بیہوش ہو کر لیٹ گیا۔ بیدار ہوا تو ایسا معلوم ہوا کہ بدن پر کپڑے موجود نہیں۔ ہاتھ لگایا تو معلوم ہوا کہ چادر جسم پر ضرور ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد زیادہ ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ چادر نہیں قمیض۔ سلوار بلکہ نبیان تک جسم پر موجود ہے۔ یہ گرمی کے کرشمے ہیں۔ حج جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے ایسا آسان نہیں۔ شکر ہے کہ یہ فریضہ تکمیل کو پہنچا۔ احرام کی حالت میں ایک تصویر کھچوائی ہے۔ جو حاضر خدمت کرونگا

دراصل مکہ معظمہ میں دنیا بھر کے مسلمان سندھی، ہندوستانی اور بنگالی وغیرہ کئی پشتوں سے رہتے ہیں۔ یہ لوگ تو عرب نہیں کہلا سکتے۔ اصل عرب تو اب نجدی کہلا سکتے ہیں کیونکہ ان کی خصلت اچھی ہے اور پابند شریعت بہت ہیں۔ عربی بھی فصیح بولتے ہیں۔ ذرا سخت مزاج ضرور ہیں۔ مگر یہ علاقہ کا خاصہ ہے ان کا قصور نہیں۔

مدینہ منورہ کو

۱۵ تاریخ کو مدینہ منورہ جانے کی اجازت مل گئی اور معلم لاری لے آیا اسباب لے کر جدہ کو روانہ ہو گئے۔ کیونکہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا راستہ محض اونٹوں پر ہے۔ لاریاں جدہ کے راستہ ہی جاتی ہیں۔ ہر ایک حاجی کو آنے جانے کا کرایہ ۱۰ پونڈ دینا ہوتا ہے جو یہاں کے بھاؤ کے مطابق ۲۴۰ روپیوں کے قریب جا پڑتا ہے۔ (باقی برصفحہ ۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم دوشنبہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ | نمبر ۲۸

محنت و اخلاص کے ثمر شیریں

مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ جاوا کا انقلاب انگیز کام

دنیا میں عام طور پر دولت، حکومت، علم و ذہانت، اور خوش گفتاری و حسن صورت ترقی و کامیابی کے ذرائع سمجھے جاتے ہیں۔ جن لوگوں کو یہ چیزیں حاصل نہیں ہوتیں وہ بالعموم اپنی قسمت کو کوستے اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے اوپر ترقی و کامیابی کے دروازے بند ہیں۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے یہ چیزیں ایک حد تک کامیابی کا ذریعہ ضرور ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ اور ان سے کہیں بڑھ کر کامیابی کا ایک اور ذریعہ موجود ہے جسے ہر ایک انسان اختیار کر سکتا ہے وہ ترقی کا ایک ایسا دروازہ ہے جس میں سے گزرنے کے لئے دولت و حکومت، علم و ذہانت اور خوش گفتاری و حسن صورت کی کوئی شرط موجود نہیں ہے۔ تم سوچو قدرت کس طرح اس قدر سنگدل اور بے رحم ہو سکتی ہے کہ وہ ترقی و کامیابی کو صرف چند آدمیوں کی میراث قرار دیدے ہم نے جس ذریعہ کا ذکر کیا ہے وہ محنت و اخلاص کا ذریعہ ہے یہ ایک ایسا دروازہ ہے جس سے گزر کر ہر ایک شخص کامیاب و بامراد ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ حاکم و دولتمند ہو یا محکوم و غریب عالم و ذہین ہو یا بے علم و کند ذہن۔ بہت اچھا مقرر و خوش جمال ہو یا کج مج بیان و بد صورت

دنیا کی تاریخ تمہارے سامنے موجود ہے تمکو ہر ملک اور ہر قوم کے اندر محنت و اخلاص کی حیرت انگیز کارفرمائیاں نظر آسکتی ہیں اگر تم زیادہ دور نہیں جانا چاہتے ہو تو آؤ ہم تمہارے ہی ایک بھائی ایک معمولی احمدی کی مثال تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں مرزا ولی احمد بیگ مبلغ جاوا کو تم بخوبی جانتے ہو۔ ان کے شاندار کارناموں سے بھی اچھی طرح واقف ہو۔ حضرت امیر کے خطبات، "پیغام صلح" کے صفحات اور انجمن کی سالانہ رپورٹوں میں کئی مرتبہ ان کا ذکر آچکا ہے۔ آج ولی احمد بیگ ہم سب کے نزدیک ایک زبردست ہستی ہے لیکن چند سال پیچھے ہٹو اور اس دن کو یاد کرو جب یہ شخص نہایت بے سروسامانیوں کا زاد راہ لیکر جاوا کو روانہ ہوا ہے اس وقت مرزا ولی احمد بیگ ایک خاموش اور معمولی پڑھے لکھے احمدی کے سوا کیا تھا؟ لیکن واقعات نے ثابت کر دیا کہ اس خاموش احمدی کے اندر جذبہ عمل کا ایک طوفان بھرا ہے۔ اس کی روانگی جاوا ایک تاریخی واقعہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جاوا کی مذہبی دنیا کی انقلابی طاقتیں اس سیدھے سادے احمدی مبلغ کے قدموں کی منتظر تھیں جو اس کے پہنچتے ہی حرکت میں آگئیں۔ چنانچہ وہ اپنے ایک والا نامہ میں خود تحریر فرماتے ہیں:-

"جس شخص کو یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہو کہ اللہ تعالےٰ کس طرح اپنے دین کے خادموں کی مدد کیا کرتا ہے تو اسے میرے گزشتہ دس سالہ قیام جاوا کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ میں یہاں بیکسی کی حالت میں آیا۔ میں عالم ہوں نہ فصیح و بلیغ واعظ نہ قد آور رعب داب والی شکل و شباہت رکھتا ہوں۔ ان ناموافق حالات کی موجودگی میں یہاں آنے پر میری مسلمانوں اور غیر مسلمانوں نے پورے زور سے مخالفت کی بلکہ حکام نے بھی میری تحریکات کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے عاجز بندہ کی مدد کی........ اب اس کے خاص فضل سے یہاں انڈونیشیا کی تحریک احمدیت ایک باقاعدہ رجسٹری شدہ جماعت ہے جس کے چار اخبارات بزبان ڈچ۔ ملائی۔ سنڈانی اور جاوی باقاعدہ شائع ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی کتاب **ٹیچنگ آف اسلام** اور حضرت امیر کی کتاب **محمد دی پرافٹ** کے تراجم ڈچ زبان میں شائع ہو کر عام طور پر اس زبان کے جاننے والوں سے خراج تحسین لے چکے ہیں۔ اب خدا کے فضل سے ڈچ ترجمۃ القرآن چھپ رہا ہے"

مرزا ولی احمد بیگ کی مثال اور ان کے یہ الفاظ ہمارے ہر ایک نوجوان کے لیے مشعل ہدایت بن سکتے ہیں۔ یاد رکھو ان کے کارنامے اور کامیابیاں ان کی محنت و خلوص کے ثمر شیریں ہیں اخبار میں ان کے تذکرہ کا مقصد وحید بھی یہی ہے کہ نوجوانوں میں اسلام و سلسلہ کے لیئے زندگی و حرکت پیدا ہو اور وہ محنت و اخلاص کو اپنا شعار بنائیں۔

ہمارے عزیز دوستو! تم کہتے ہو ہم محمد علی نہیں بن سکتے ہیں کہ وہ ایک فاضل بے بدل اور زبردست مفکر ہے۔ خواجہ کمال الدین نہیں بن سکتے کہ جرأت و ذہانت اس کی لونڈی تھی صدرالدین نہیں بن سکتے کہ وہ ایک آتش بیان و جری مقرر ہے یعقوب خاں نہیں بن سکتے کہ وہ ایک ہنگامہ انگیز و پر سحر طرز انشا کا مالک ہے لیکن کیا تم مرزا ولی احمد بیگ بھی نہیں بن سکتے آخر وہ ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت تم جیسا ہی ایک معمولی نوجوان تھا جس محنت و خلوص کی کیمیا نے اس مس خام کو سونا بنا دیا وہ تمہیں بھی بنا سکتی ہے۔

نوجوانان پشاور سے

قارئین کرام اس حقیقت سے آگاہ ہوں گے کہ ہمارے نوجوانوں کی انجمن ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی شاخیں لاہور سے باہر وزیر آباد۔ پشاور اور بدوملہی وغیرہ مقامات پر بھی قائم ہیں جو اپنی اپنی طاقت اور مقامی حالات کے مطابق مفید کام کر رہی ہیں۔ ان میں سے پشاور کی شاخ کے اجلاسوں کی رپورٹیں مرکز میں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے نوجوانوں کو اپنے فرائض کا کافی طور پر احساس ہے اور وہ باقاعدگی سے کام کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ آئندہ ہفتہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور کا سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس کا اعلان اور پروگرام اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ اس اجتماع میں مرکز سے بھی حضرت امیر اور دوسرے متعدد بزرگ تشریف لیجائینگے ہمیں امید ہے کہ نوجوانان پشاور اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے جس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ مقامی بزرگوں کے مشورہ اور اجازت سے اپنی ایسوسی ایشن کا ایک اجلاس منعقد کریں جس میں پشاور اور باہر کے احمدی اور غیر از جماعت نوجوانوں کو مدعو کیا جائے اور اس میں حضرت امیر اور دوسرے حضرات کی تقریریں کرائی جائیں۔ نوجوان خود بھی اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ ہمیں نوجوانان پشاور کی مستعدی باقاعدگی اور جوش عمل سے پوری توقع ہے کہ وہ اس تجویز پر عمل کریں گے۔

اردو کی مخالفت

متعصب ہندو عرصہ سے ہندوستان کی متفقہ قومی زبان اردو کی مخالفت میں مصروف ہیں۔ کچھ عرصہ سے اس مخالفت میں نہایت شدت پیدا ہو گئی ہے۔ مخالفین اردو نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ اس زبان کو فنا اور اس کی جگہ ہندی رائج کر کے دم لینگے۔ ان کی متعدد انجمنیں مثلاً ہندی ساہتیہ سمیلن اور ہندی پرچارنی سبھا وغیرہ محض اسی مقصد کے لیئے عالم وجود میں آئی ہیں۔ پنجاب کا ہندو آریہ پریس بھی اردو کی تخریب میں نمایاں حصہ لے رہا ہے۔ اور بار بار مطالبہ کر رہا ہے کہ عدالتوں اور دوسرے سرکاری محکموں میں ہندی رائج کی جائے "آریہ گزٹ" نے بھی اپنی ۶ مئی کی اشاعت میں اس موضوع پر مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے۔ کیا ہمارے معاصر کے لیئے یہ مناسب نہیں کہ وہ عدالتوں اور سرکاری محکموں میں ہندی رائج کرانے سے قبل خود ہندی زبان کو اختیار کرے "آریہ گزٹ" ہندوؤں کا ایک خالص مذہبی پرچہ ہے اور ہندو ہی اسے خرید لیتے اور پڑھتے ہیں۔ اور یہ محض اس وجہ سے اردو میں شائع ہوتا ہے کہ اس کے قارئین کی زبردست اکثریت ہندی سے ناآشنا ہے۔ جب ہندوؤں کے ایک مذہبی پرچہ کے لئے بھی ہندی ایک ناکاو

اور غیر موزوں زبان ثابت ہو رہی ہے تو پھر اس زبان کو سرکاری محکموں اور عدالتوں میں رائج کرنے کی حماقت پر اصرار کیوں ہے یقیناً اس کی وجہ تعصب اور مسلم دشمنی کے سوا اور کچھ نہیں۔

مسلمانوں اور دوسری اقوام کے ہمدردان اردو کو ان حملوں کی مدافعت کے لئے فوراً میدان عمل میں آ جانا چاہیے اور ہندوستان کی متفقہ قومی زبان کو ان متعصب اور احسان فراموش لوگوں کی دستبرد سے بچانے کی پوری سعی کرنی چاہیے

بالشوزم کی ناکامی

سرمایہ اور محنت کی کش مکش نے آجکل دنیا میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ یہ لعنت یورپ کی پیداوار ہے۔ اور یورپ و امریکہ ہی میں اس کا زیادہ زور ہے۔ یورپ کے مفکرین نے انتہائی محنت و کوشش کے بعد اس کا ایک حل دریافت کیا جسے بالشوزم کہتے ہیں۔ جو ظاہر میں لوگوں کو بعض لحاظ سے اچھا بھی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کے عملی نتائج کیا ہیں اس کے لئے ہمیں بالشوزم کے علمبردار اعظم روس کے حالات کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے۔ روس نے سب سے پہلے اس نظریہ کو اختیار کیا۔ اور آج کل وہ اس کا سب سے بڑا مبلغ ہے۔ حکومت روس کے تمام ذرائع بالشوزم کی تبلیغ کے لئے وقف ہیں۔ وہ اس کو تمام دنیا پر پھیلا دینا چاہتی ہے۔ لیکن روس کی اپنی کیا حالات ہے؟ یہ ذرا ایک بہت بڑے اور ذمہ وار بالشویک کی زبانی ہی سنئے۔ وان کاٹریل روس کا ایک مشہور و معروف سیاست دان ہے۔ جو موجودہ روسی ڈکٹیٹر سٹلین کا رازدار اور دست راست رہ چکا ہے۔ اور آجکل برلن میں مقیم ہے۔ اس نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا

"سٹلین نے ملک میں ظلم و ستم کی انتہا کر دی ہے اس کے مظالم نے زار روس کے ظلم و ستم کو بھلا دیا ہے۔ سٹلین دنیا میں ایک بے رحم و ظالم ڈکٹیٹر ہے اس کے نزدیک قانون کی کوئی وقعت نہیں اس کے احکام ہی قانون سمجھے جاتے ہیں۔ حکام اس سے بدرجہ غایت خائف رہتے ہیں۔ ہر روز تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔ اس ظلم ناروا کا مطلب صرف یہ ہے کہ سٹلین کا رعب اور دبدبہ ملک پر قائم رہے"

بالشوزم کا دعوٰی ہے کہ وہ انسانوں میں مساوات پیدا کرتا ہے۔ وہ مزدوروں اور بادشاہوں کو ایک سطح پر لے آتا ہے۔ وہ سرمایہ اور شہنشاہیت کا دشمن ہے۔ اس لئے کہ سرمایہ دار اور بادشاہ انسانوں کو انسان نہیں سمجھتے۔ لیکن بالشویک ڈکٹیٹر کا عمل اس دعوے کو بالکل غلط ثابت کر رہا ہے۔

بالشویک ڈکٹیٹر کی شاہانہ زندگی

وان کاٹریل آگے چل کر اپنے بیان میں کہتا ہے:۔

"وہ (سٹلین) ایک نہایت شاندار زندگی بسر کرتا ہے، تیس لاکھ پونڈ سالانہ صرف اس کی ضروریات پر خرچ ہوتے ہیں۔ دن کے وقت وہ گھر سے باہر نہیں نکلتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے مظالم کے انجام کو وہ اچھی طرح جانتا ہے۔ اگر اسے سفر کرنا ہو تو رات کے وقت کرتا ہے۔ اور وہ بھی اس طرح کہ دس بارہ موٹر کاریں چلتی ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہی نہیں کہ آخر وہ کس موٹر میں بیٹھا ہوا ہے۔ ان حالات کے ماتحت اس کی طبیعت بہت چڑچڑی اور جھگڑالو ہو گئی ہے یہاں تک کہ اپنی بیوی کو اس نے متعدد مرتبہ زدوکوب کیا ہے"

سنا جاتا ہے کہ روس میں امیر و غریب کا امتیاز بالکل جاتا رہا ہے۔ مردوں عورتوں میں مساوات قائم ہو گئی ہے۔ لیکن گھر کا بھیدی کہتا ہے کہ نہیں اس کا ظالم ڈکٹیٹر شاہانہ زندگی بسر کرتا ہے کروڑوں روپیہ اس کی ضروریات پر ضائع کیا جاتا ہے۔ نہایت اہتمام اور کروفر سے اس کی سواری نکلتی ہے۔

یہ بالشویک ڈکٹیٹر کی کیفیت ہے۔ اگر کبھی ہمارے "آزادی پسند" اور "روشن خیال" دوستوں کو فرصت ہو تو عرب کے اس مسلمان ڈکٹیٹر کے حالات زندگی پر غور کریں جو تاریخ عالم میں عمرؓ کے نام سے مشہور ہے۔ آج ہمارے مغرب زدہ نوجوان بالشوزم کے اثر کی وجہ سے مذہب کو برا کہہ رہے ہیں۔ کہ اس کے ذریعہ بادشاہوں نے غریبوں پر ظلم و ستم کئے ہیں۔ اور وہ غریبوں کو ابھارنے کا واحد ذریعہ بالشوزم کو سمجھتے ہیں۔ کاش وہ اسلامی اور بالشویک ڈکٹیٹروں کا کبھی خالی ذہن ہو کر موازنہ کرتے۔ یورپ نے پہلے سرمایہ و محنت کی جنگ پیدا کر کے دنیا میں قیامت برپا کی پھر اس جنگ کا خاتمہ کرنے کے لئے بالشوزم کا نظریہ نکالا۔ جس کے عملی نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ وہ لوگ کس قدر بے عقل ہیں جو دنیا کی مشکلات کا حل اسلام کے پُر حکمت قوانین کی بجائے مغرب کی تھیوریوں میں تلاش کرتے ہیں۔

چند بزرگوں کی علالت

جماعت کے چند بزرگ عرصہ سے علیل ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے خاص طور پر دعا کی تحریک کی جائے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک ہستی نہایت ہی قیمتی اور جماعت کے لئے باعث برکت ہے۔

شیخ عبد الرحمٰن صاحب ریٹائرڈ اے سی کا اسم گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں آپ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کے بھائی ہیں جن کی مالی قربانیاں اور بیش بہا خدمات دینی تاریخ احمدیت میں سنہری حروف سے لکھی جائینگی آپ عرصہ سے علیل ہیں۔ گزشتہ دنوں تکلیف بہت زیادہ ہو گئی تھی لیکن اب کچھ افاقہ ہے۔ خدا کرے آپ کی صحت اسی طرح ترقی کرتی رہے۔

مولانا عصمت اللہ صاحب:۔ جماعت کا کونسا فرد ہے جو موصوف کے نام سے واقف نہ ہو بلکہ ذاتی طور پر تعارف نہ رکھتا ہو۔ آپ کی صحت بھی عرصہ سے کمزور چلی آتی ہے۔ گزشتہ سال آپ بخار اور بعض دوسرے عوارض کی وجہ سے کئی ماہ تک رہین بستر رہے گزشتہ دنوں آپ پر بخار کے پے در پے کئی حملے ہوئے اب تقریباً تین ہفتہ سے تپ محرقہ میں مبتلا ہیں۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا علاج ہے خدا کے فضل سے مرض کی شدت کم ہو رہی ہے اور آپکی حالت نہایت امید افزا ہے۔ لیکن گزشتہ سال کی طویل علالت کی وجہ سے آپ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ مرض کے اس تازہ حملے نے آپ کو بالکل نڈھال کر دیا ہے۔ مختلف جماعتوں کے جلسے شروع ہیں ہر جگہ مولانا کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے اور آپ علالت کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکتے۔

سید عبد المجید صاحب جج کپورتھلہ:۔ آپ بھی عرصہ سے علیل ہیں درد مثانہ کی شکایت ہے گزشتہ دنوں تقریباً تین ماہ تک میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج رہے۔ دو مرتبہ اپریشن ہوا۔ اسی دوران میں بعض دیگر عوارض بھی پیدا ہو گئے زخم کے اچھا ہونے کے بعد کپورتھلہ تشریف لے گئے۔ اصل مرض میں تو بہت کچھ افاقہ ہے۔ لیکن ایک پھوڑے کی وجہ سے سخت تکلیف ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر نبی بخش صاحب لاہور:۔ آپ ایک نہایت ہی مخلص اور متقی بزرگ ہیں۔ عرصہ سے رعشہ کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ تقریباً ایک سال سے تکلیف بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ چند ہفتے ہوئے موصوف کو اپنی اہلیہ محترمہ کے انتقال کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔

ہم تمام وابستگان سلسلہ اور قارئین "پیغام صلح" کی خدمت میں پُر زور درخواست کرینگے کہ وہ ان بزرگوں کے لئے دعائے صحت کریں۔ اور نمازوں میں انہیں خصوصیت سے یاد رکھیں۔

تعصب

صداقت کا دشمن محبت کا رہزن
کدورت کا مخزن شجاعت کا مدفن
پرستار باطل حقیقت سے بدظن
اور انسانیت کے لئے برق خرمن
اسیری کا ملجا غلامی کا مامن
اور آزادیوں کے لئے طوق گردن
تجلی الفت سے ہے قلب روشن
تعصب ہے دل کے لئے زنگ آہن
تعصب میں ہے روح کی پائمالی
تعصب ہے لعنت تخیل کی پستی!

(بقیہ صفحہ ۵)

دیکھئے اگلا قدم کب اٹھتا ہے

کچھ شک نہیں کہ اس طرح حضرت مسیح موعود کی آسمانی کتاب کی اشاعت بھی خوب ہوگی لوگ تلاوت کے لئے خریدیں گے اور اشاعت کرنے والوں کو تجارتی نفع بھی ہوگا۔ مگر اس دنیا کے ساتھ آخرت یہ ہے کہ لوگوں کے قلوب جو قبل ازیں قرآن کی تلاوت سے طمانیت اور ہمت پکڑا کرتے تھے اب اس نئی کتاب سے یہی حاصل کرینگے۔ اس کے بعد اب ہم اگلے قدم کے منتظر ہیں کہ نمازوں میں اس تازہ وحی نبوت کے پڑھنے کا کب حکم ملتا ہے۔ گو بعض غالی مرید انفرادی طور پر اب بھی کبھی کبھی نمازوں میں حضرت مسیح موعود کی وحی کو پڑھ لیا کرتے ہیں۔ لیکن ہم اس مبارک دن کے منتظر ہیں جس دن بحیثیت جماعت اس غلو کی تکمیل ہوگی۔

قادیان کی مجلس شوریٰ

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا!

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

قادیانی جمہوریت و حریت کی حقیقت

مثل ہے کھودا پہاڑ تو نکلا چوہا۔ کئی سالوں سے قادیان کے "سرکاری گزٹ" الفضل میں قادیان کی مجلس شوریٰ کے متعلق بڑے بڑے لاف و گزاف کے مقالے نکلتے رہے کہ خدا کے خلیفہ نے سبحان اللہ کیا جمہوریت کی بنیاد ڈالی ہے۔ ہم بھی حیران تھے کہ خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب تو شوریٰ کو شور سے مشتق بتایا کرتے تھے۔ اور اگرچہ شاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ کے معنے تو یہ ہیں کہ لوگوں کو مشورہ میں شامل کر لیا کرو اور اس مشورہ کے بعد جب کسی معاملہ میں عزم کر لیا جائے یعنے اس کے کرنے کا ارادہ کر لیا جائے تو پھر خدا پر بھروسہ کر کے اسے کر لیا کرو۔ لیکن میاں محمود احمد صاحب اس کے معنے یہ کیا کرتے تھے کہ مشورہ میں لوگوں کو شامل کر لیا کرو لیکن کیا وہی کرو جو تمہارے اپنے من میں آوے۔ گویا مشورہ بزعم لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کر لیا کرو ورنہ خدا کا خلیفہ کسی مشورہ کا محتاج نہیں ہوتا۔ پس کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اتنا کچھ لکھنے کہنے کے بعد کچھ عرصہ سے میاں صاحب کا ہر سال مجلس شوریٰ کا قادیان میں ڈھونگ رچانا کیا معنی رکھتا ہے۔

محمودی مجلس شوریٰ کا ایک واقعہ

ایک دفعہ درمیان میں اصل حقیقت سے کچھ پردہ اٹھا تھا وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ مجلس شوریٰ نے کوئی ریزولیوشن باتفاق رائے پاس کر دیا تھا جو خلیفہ صاحب کے خلاف مرضی تھا۔ بس پھر کیا تھا خدا کا خلیفہ آ نازل ہوا۔ اور ساری مجلس شوریٰ کو مع اس کے ریزولیوشن کے پکڑ کر دھو ڈالا جس پر ساری مجلس شوریٰ نے دانت نکال دئے اور گڑگڑا گڑگڑا کر نہایت ندامت کے ساتھ ریزولیوشن کو واپس لیا۔ اور آنسوؤں کی طرح پی گئے۔ مگر الفضل میں پھر بھی جمہوریت اور حریت کے ترانے گائے گئے گویا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں یا اگر ہوا تو گویا وہی جمہوریت کی صحیح تصویر تھی۔ بات یہ ہے کہ جو ذہنیتیں استبدادیت اور پیر پرستی کے نیچے دبی ہوئی ہوں ان کا کسی ریزولیوشن پر چھپا رکھانا اور اسے رد کر کے واپس لینا ہی ان کے لئے عین حریت و جمہوریت ہے۔ بقول حضرت مسیح موعود

کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے
اس کی نگہ میں اس کا ارض و سما یہی ہے

مجلس شوریٰ کے متعلق جناب خلیفہ قادیان کا تازہ کلام

آخر کار اب کے سال خدا کے خلیفہ نے خدا خوش رکھے خود ہی اس نام نہاد مجلس شوریٰ کی حقیقت کو طشت از بام کر دیا۔ اور بیچ میں سے بات وہی نکلی جو ہم نے پہلے سے سمجھی ہوئی تھی یعنی یہ کہ مجلس شوریٰ واقعی شور سے مشتق ہے۔ محض مریدوں کے اندر بشاشت پیدا کرنے اور ان کے دل کو خوش کرنے کے لئے طفل تسلی کے طور پر ہے۔ ورنہ خدا کے خلیفہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۳ء کے خطبہ جمعہ میں جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان فرماتے ہیں:-

"اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے مجلس شوریٰ کا قیام کیا تھا تا اس کام کے لئے جماعت کی تربیت ہو سکے۔ اور وہ اپنی ذمہ داریوں پر غور کر سکے مگر یہ کام صرف افراد کے غور کرنے سے ہی نہیں چل سکتا۔ بلکہ اس کے لئے اعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ مشاورت تو اللہ تعالیٰ نے بعض مفاسد کو روکنے کے لئے رکھی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ جنھیں اس کام کے لئے کھڑا کرتا ہے وہ کسی کے **مشورہ کے اتنے محتاج** نہیں ہوتے جتنے لوگ ان کے مشورہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ **اس سے مقصد تو محض یہ ہوتا ہے کہ ان سے مشورہ لے کر ان کے اندر بشاشت پیدا کی جائے۔** ورنہ جو بات کرنی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں پہلے سے ہی سمجھا دیتا ہے۔ پھر ان کے خلفاء کا بھی یہ حال ہوتا ہے وہ مشورہ کے اتنے **محتاج** نہیں ہوتے مگر **تربیت کے لئے** اور جماعت کو صحیح طریق پر چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ایک رستہ قرار دیا ہے۔"

جناب میاں صاحب کے ارشاد کا مطلب

مذکورہ بالا تحریر سے صاف یہ نتائج نکلتے ہیں:-

(۱) جنھیں اللہ تعالیٰ کسی کام کے لئے کھڑا کرتا ہے خواہ وہ نبی ہوں یا خلیفے وہ لوگوں کے مشورہ کے اتنے محتاج نہیں ہوتے جتنے لوگ ان کے مشورہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

(۲) لہذا مجلس شوریٰ کا قیام درحقیقت اس لئے نہیں کہ لوگ خلیفہ کو مشورہ دیں بلکہ اس لئے ہے کہ لوگ خدا کے خلیفہ سے مشورہ لیں اور اس طرح ان کی تربیت ہو۔

(۳) پس یہ جو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خدا کا خلیفہ بھی مجلس شوریٰ کے ممبروں سے مشورہ لینے لگتا ہے تو اس کا مقصد فقط یہ ہوتا ہے کہ "ان سے مشورہ لے کر ان کے اندر بشاشت پیدا کی جائے ورنہ جو بات کرنی ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ انہیں پہلے ہی سمجھا دیتا ہے۔" دوسرے لفظوں میں یہ کہ محض طفل تسلی کے طور پر ان کو یہ غلط طور پر محسوس کرایا جاتا ہے کہ ان کی بھی دنیا میں کوئی شخصیت اور آواز ہے اور اس طرح وہ شیخ چلی کے ٹھکے کی طرح اس غلط خیال سے اپنے دلوں میں بشاشت پیدا کرتے رہتے ہیں حالانکہ خدا کا خلیفہ اس سے بہت بلند و برتر ہے کہ اسے کوئی فرد بشر مشورہ دے سکے۔ وہ تو خود جانے گا کہ کرے گا۔ **مشورہ لے کر صرف مریدوں کو بیوقوف بنانا مقصود ہوتا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔**

اس کے بعد بھی اگر الفضل "حریت و جمہوریت کے ترانے گائے" تو سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ ع

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

یا پھر دل کو اصلال کرنے والا معاملہ ہے۔

نئی کتاب آسمانی کی تلاوت

اسی خطبہ جمعہ میں ایک اور نکتہ بھی قابل غور ہے وہ یہ کہ گزشتہ سالانہ جلسہ پر جناب خلیفہ صاحب قادیان نے اپنے مریدوں کو حضرت مسیح موعود کے وحی و الہام کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنے کا حکم دیا تھا تاکہ "نبی زمانہ" کی "وحی نبوت" ایک کتاب کی شکل اختیار کر کے قائلین ختم نبوت پر حجت تمام کر دے جو کہتے ہیں کہ نبی بغیر کتاب کے نہیں ہوتا۔ انہیں تب نظر آ جائے گا کہ مسیح موعود بھی بغیر کتاب کے نہیں خدا کے فضل سے اس کی بھی کتاب موجود ہے یہ صرف مریدوں کی سستی تھی جو ابھی تک کتاب کی صورت پیش نظر نہ ہو سکی جس کی وجہ سے بعض سادہ لوح محمودیوں کو کبھی "براہین احمدیہ" کو "کتاب" قرار دینا پڑا اور کبھی "خطبہ الہامیہ" کو۔ کتاب تو وحی نبوت کے مجموعہ کا نام ہوتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور آپ کی وحی وحی نبوت ہے تو اس کا مجموعہ لازماً "کتاب" کہلائے گا۔ جو خدا کی طرف سے نبیوں اور رسولوں کو ملا کرتی ہے۔ اب نتیجہ یہ پیدا ہوگا کہ قرآن کو حضرت مسیح موعود نے جو خاتم الکتب فرمایا ہے تو اس کے معنے **خاتم النبیین** کی طرح اب یہ ہوں گے کہ اس کتاب کی مہر سے آگے کتابیں بنا کریں گی اور جب کبھی قرآن اپنی مہر سے کوئی کتاب بنائے گا تو خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح معطل ہو کر رہ جائے گا۔ یعنے جیسے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے جب اپنی مہر سے ایک نبی بنایا تو خود رسول زمانہ کی کرسی سے نیچے اتر گئے۔ کیونکہ آپ پر ایمان لانے سے اب کوئی مسلمان نہیں ہوتا۔ اور آپ کی مہر سے بنا ہوا نبی رسول زمانہ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اب اسی نبی پر ایمان لانے سے ایک شخص اسلام میں داخل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح قرآن کی مہر سے جو کتاب اب بننے لگی ہے یعنے حضرت مسیح موعود کی "وحی نبوت" کا مجموعہ۔ وہ قرآن کو معطل کر دے گا۔ یعنے اب قرآن پر ایمان لانے سے انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ **بالآخرۃ ھم یوقنون** کے ماتحت اب مسیح موعود کی آسمان سے نازل شدہ کتاب پر ہی ایمان لانے سے انسان اسلام میں داخل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسی لئے جناب خلیفہ قادیان نے اپنے مریدوں کو حکم دیا ہے کہ اب بجائے قرآن کے حضرت مسیح موعود کے الہامات کی تلاوت کیا کرو تا کہ دل اطمینان پکڑیں۔ فرماتے ہیں:-

"اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں نے احباب کو توجہ دلائی تھی کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات ضرور پڑھنے چاہئیں کیونکہ ان کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہوتا اور ہمت بندھتی ہے مگر ممکن ہے بعض لوگ تھوڑی دیر کے بعد ہمت ہار دیں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ مارچ ۱۹۴۳ء)

(باقی بر صفحہ ۴)

کلکتہ کے اکابر کا اجتماع

چند درد دل رکھنے والے مسلمانوں نے کلکتہ کے مسلم اکابر کو بروز اتوار مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء کو جناب مولوی محمد امین سوداگر چرم کی کوٹھی واقع ۲۲/۲ لوسرکلر روڈ پر مدعو کیا مولوی محمد امین صاحب نے اپنی کوٹھی کے وسیع ہال میں بیٹھنے، شربت، لسی، سوڈا، پان، سگریٹ کا نہایت اعلیٰ اور عمدہ انتظام کیا ہوا تھا۔

ٹھیک ۱۰ ½ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی جناب سر محمد سعد اللہ۔ جناب ممتاز احمد فاروقی۔ جناب عبدالرحمٰن صدیقی۔ جناب مولانا عبدالکریم۔ جناب ڈاکٹر خلیل احمد۔ جناب مولوی حبیب الرحمٰن صادق مسلم مشنری۔ اور خان بہادر بدرالدین احمد نے مسلمانان بنگال کی مذہبی، تعلیمی، معاشرتی اور اقتصادی حالات پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

متفقہ طور پر یہ رائے قایم کی گئی کہ ایک سوسائٹی قایم کی جائے جس کا کام، اشاعت اسلام، اسلامی لٹریچر کا پھیلانا، زبان کو ترقی دینا اور قوم کی بھلائی اور بہبودی کا خیال رکھنا ہو۔

مندرجہ ذیل حضرات کی عارضی طور پر ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس کا آئندہ اجلاس جناب عبدالرحمٰن صدیقی کے ہاں آئندہ ہوگا۔ جس میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہوں گے۔

جناب عبدالرحمٰن صدیقی۔ جناب ممتاز احمد فاروقی۔ جناب عبدالرشید قریشی۔ مولوی منظہر توحید خان بہادر بدرالدین احمد۔ جناب نور محمد حبیب علی مولوی محمد امین جناب حبیب الرحمٰن صادق۔ مولوی امیرالدین احمد۔ محی الدین بیرسٹر اور پروفیسر عبدالصمد۔

جلسہ ٹھیک ۱۲ ½ بجے ختم ہوا۔ تمام حاضرین نے جناب محمد امین صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے نہایت ہی اعلیٰ اور بلند اخلاق کا اظہار کیا۔ اسی موقعہ پر نہیں بلکہ اس سے قبل بھی مسلم خواتین کلکتہ کی نماز عیدالفطر وغیرہ کے موقعہ پر جگہ اور تمام دیگر ضروریات کا مہیا کرنا اور دیگر نومسلمین کی امداد کرنا، ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ حجاز تک اپنی استطاعت کے مطابق مختلف کاموں میں امداد دینا، قرآن شریف اور دیگر اسلامی لٹریچر کی مفت اشاعت کا بندوبست کرنا۔

کیا ہماری مسلم قوم کے دیگر صاحب مال حضرات بھی توجہ فرمائیں گے۔

حاضرین میں مندرجہ ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سر محمد سعد اللہ۔ عبدالرحمٰن صدیقی۔ نور محمد حبیب علی ممتاز احمد فاروقی۔ حبیب الرحمٰن صادق مسلم مشنری۔ عبدالرشید قریشی۔ رانا ظفر علی۔ خان بہادر بدرالدین احمد مولانا عبدالکریم۔ فیروز عالم خان۔ عبدالکریم منیجر آدم جی جیوٹ مل۔ ڈاکٹر ٹی۔ احمد۔ ڈاکٹر کے احمد۔ محمد عالمگیر محی الدین۔ منظہر توحید۔ امیرالدین احمد وغیرہ۔

(نامہ نگار)

نتیجہ امتحان

اخبار چھپ رہا تھا کہ اطلاع ملی کہ مسلم ہائی اسکول لاہور کا نتیجہ امتحان انٹرنس نہایت اچھا یعنی ۶۶ فیصدی رہا

مسلمان لیڈروں کی سینما نوازی

معاصر "زمیندار" اپنی ۵ رمئی کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کا ایک تازہ خطبۂ جمعہ معاصر "پیغام صلح" نے شائع کیا ہے جس میں مولوی صاحب نے مسلمان لیڈروں کی سینما نوازی پر نہایت موثر انداز میں رائے زنی کی ہے۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ مسلمان لیڈروں کو حفاظت اسلام کا خیال بھی آتا ہے تو اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ چونکہ آریہ اور عیسائی سینما کے ذریعے سے اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ بھی اسلامی سینما کمپنیاں قایم کریں اور ان کے ذریعہ سے مسلمانوں کی تہذیب کا صحیح خاکہ پیش کر کے غیر مسلموں کی شرارتوں کا اثر زائل کریں۔ چنانچہ لاہور کے بعض مسلمان لیڈروں ...... کی سرپرستی میں فلم کمپنیاں قایم بھی ہو چکی ہیں۔ اور مسلمانوں کو دعوت بھی دے رہی ہیں کہ وہ "ہم خرما و ہم ثواب" میں خوب جی کھول کر روپیہ لگائیں۔ حالانکہ اسلام پر حملے اور بھی بہت سے رستوں سے ہو رہے ہیں۔ اور ان کی طرف توجہ کرنے کی فرصت ان لیڈروں کو کبھی نہیں ملی اور نہ کبھی کسی شخص سے یہ نہیں سنا کہ مسلمانوں کے ان لیڈروں نے اسلامی لٹریچر تیار کرنے، اسلامی اخلاق کی عمدہ تصویر پیش کرنے اور غیر مسلموں کے اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی ہو۔ ان لوگوں کی غیرت دینی جب کبھی جوش میں آتی ہے تو سینما کی ترویج اور فلم کمپنیوں کے قیام کی صورت میں آتی ہے۔"

مولوی صاحب کا اعتراض بالکل بجا ہے لیکن شاید انہیں معلوم نہیں کہ ہمارے عافیت پسند لیڈر جس وقت گڑ گڑا کر پکار اٹھتے ہیں، کہ اسلام خطرے میں ہے اور مسلمان تباہ ہو رہے ہیں تو انکا مقصد ہوتا ہے کہ ہم خطرے میں ہیں اور ہمارا ذاتی مفاد تباہ ہو رہا ہے اور جب وہ اسلام کی حمایت میں گامزن ہوتے ہیں تو اس گامزنی کا مقصد ہوتا ہے کہ مسلمان اپنا روپیہ ہماری جیبوں میں ڈال دیں اور غیر مسلم لہو و لعب اور فسق و فجور کے ذریعہ سے مسلمانوں کا جو روپیہ حاصل کر رہے ہیں وہ ہماری تجوریوں میں منتقل ہو جائے۔ مختصراً یوں کہنا چاہیے کہ مسلمان جس قدر برائیاں غیر مسلموں کے ذریعے سے کر رہے ہیں اگر ان کا ارتکاب خود مسلمانوں کے ذریعے سے ہونے لگے تو اسلام خطرے سے باہر نکل آتا ہے۔

پیغام صلح: مسلمانوں کے "عافیت پسند" لیڈروں کے متعلق ہمارے معزز معاصر نے جو کچھ کہا وہ درست ہے لیکن مسلمانوں کے کانگرسی اور نیشنلسٹ لیڈروں کی حالت بھی ان "عافیت پسندوں" سے بہتر نہیں ہے جہاں تک تبلیغ و دفاع اسلام کا تعلق ہے دونوں برابر ہیں۔ اسلامی لٹریچر کی تیاری، دشمنان اسلام کے حملوں کے دفاع، اور ہندوستان اور یورپ میں تبلیغ اسلام کی طرف ان میں سے کسی کو بھی توجہ نہیں ہے۔ اور پھر طرہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی توجہ اور مساعی ان اہم امور پر صرف ہو رہی ہیں وہ ان لیڈروں کی نظر اور ان کے زیر اثر مسلمانوں کی نظروں میں کافر ہیں!

منشی ظفر علی اور اولیائے کرام

(از جناب خان صاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

حضرت نبی کریم کی جو عزت منشی ظفر علی کے دل میں ہے اس کی حقیقت ہم ان کی اپنی تحریر سے ظاہر کر چکے ہیں اب اولیائے کرام کی جو عزت ان کے دل میں ہے وہ بھی انہی کی زبانی سن لیجئے۔

"یہ حدیث (یعنی حدیث مجدد) اور اسی قسم کے دوسرے اقوال یار لوگوں کی گھڑنت تھے جنہوں نے یہ دیکھ کر کہ رسالت تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ خدائی خدا پر پہلے ہی سے ختم ہو چکی جہلا اور عوام پر رعب و اقتدار جمانے کے لئے اپنے واسطے طرح طرح کے منصب تجویز کرنے شروع کئے"۔

"ان حیلوں کی شان نزول میں جو جو عیاریاں اور خادعانہ حکمت عملیاں صرف کی گئی ہیں وہ تاریخ کے مطالعہ کرنے والے سے حقارت آمیز تحسین کا خراج وصول کئے بغیر نہیں رہ سکتیں"۔

"دنیائے اسلام مذہب پر مٹی ہوئی ہے اس کا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا مرنا جینا سب مذہب کی رو سے ہے۔ اس کا اوڑھنا بھی اسلام ہے اور بچھونا بھی اسلام۔ کوئی بات جو مذہب کے دائرے سے باہر نکل کر کی جاتی محال تھا کہ اس پر کوئی کان دھرے اس لئے جابجا دست عیاروں نے مذہب کی ٹٹی میں نئے نئے شکار کھیلنے شروع کئے"۔

"خدا تو بن نہ سکتے تھے۔ رسول بھی نہ بن سکتے تھے کیونکہ اگر بنتے تو مسلمان تکا بوٹی کر ڈالتے انہوں نے کہا کہ چلو ولی بن جائیں، مجدد بن جائیں اور اسی حیلے سے ان تمام اقتدارات کا مرکز ہو جائیں جو صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہیں"۔

"اوائل ایام ہی سے ان لوگوں نے حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے اختیارات سلب کرنے کی جو کوششیں کی ہیں ان کی اگر تاریخ قلمبند کی جائے تو ایک ضخیم و حجیم مجلد تیار ہو جائے یہاں نذر ایک چھوٹی سی مثال محی الدین ابن عربی کی عرض کی جاتی ہے جن کی فصوص الحکم اس وضع کی مخادعت کا ایک لطیف کرشمہ ہے۔ ابن عربی نے بھی دیکھا کہ میں نبی تو ہو نہیں سکتا اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خبر دے چکے ہیں۔ کہ لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) اور ایک عیار و طرار بزرگوار اپنا نام "لا" تجویز کر کے اور پھر مدعی نبوت بنکر اس حدیث کی تصدیق اپنے ڈھب کے مطابق کر بھی چلے ہیں اور فرما چکے ہیں کہ رسول اللہ ہی کے قول کے مطابق ایں جانب نبی ہیں کہ ایں جانب کا نام لا ہے ایسی حالت میں مجھ ابن عربی کو کوئی اور ہی افسوں پھونکنا چاہئے اور مسلمانوں کو ایسا غچہ دینا چاہئے کہ وہ ٹکر ٹکر دیکھتے ہو کر رہ جائیں یہ سوچ کر ابن عربی نے نبوت کا قائم مقام ولایت کو بنا دیا بلکہ ولایت کو نبوت پر بھی فضیلت دیدی"۔

ہماری تبلیغی ڈاک

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

امریکہ

مسز ابن او لکھتی ہیں کہ کچھ عرصہ ہوا میں نے آپکو اپنے حالات سے اطلاع دی تھی کہ میری اسلامی زندگی ایسی درد انگیز گزری ہے کہ دوسرے لوگ جن کو ذاتی طور پر ایسے معاملات سے دلچسپی نہ ہو انہیں کم توجہ کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ آپ اسلام کے اعلیٰ رکن ہیں اس لئے آپکو ایسی باتوں کی اطلاع دینی ضروری ہے۔ ایسی خانگی مشکلات میں اگر کسی چیز نے مجھے اسلام پر ثابت قدم رکھا تو وہ آپ کا انگریزی لٹریچر تھا۔ جب میں امریکہ واپس آئی تو ایک دعوت میں میری اپنے خاوند سے اتفاقیہ ملاقات ہوگئی۔ جس نے مجھ سے معافی طلب کی کہ اسے ایک اور موقعہ دیا جائے چنانچہ میں اس پر راضی ہوگئی لیکن ہمارا یہ اتفاق زیادہ دیر اس لئے نہ رہ سکا کہ اس نے بیان کیا کہ اب وہ مسلمان نہیں رہا۔ لیکن ان تمام ہموم و غموم کے درمیان خدا نے مجھے گزشتہ نومبر میں ایک لڑکی دی جس کا نام میں نے آپ کے انگریزی ترجمہ قرآن کی بنا پر مریم رکھا۔ میری لڑکی میں مختلف اقوام کا خون ہے۔ کیونکہ میرا خاوند مصری اور ترکی نسل سے ہے۔ نیز اس میں عربی خون ہے۔ میں خود فرانچ۔ انگلش۔ جرمن نسل کا مجموعہ ہوں۔ میرا بھروسہ محض اللہ تعالیٰ پر ہی ہے اور وہی ہمارا مددگار رہے۔

عراق عرب

اخویم سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ عید اضحیٰ کے موقعہ پر حدیثہ اور کرکوک سے اخویم محمد سالار خانصاحب و اکرام احمد صاحب تشریف لائے۔ عید کے دن بعد نماز ظہر جناب ابراہیم آدم صاحب سچوانی کے مکان پر ممبران جماعت کا ایک مختصر جلسہ کیا گیا جس کا افتتاح تلاوت قرآن سے ہوا۔ بعد ازاں ہر دو احباب نے خطوط بیعت پر دستخط کر کے شامل سلسلہ ہوئے۔ جس پر انہیں مبارکباد دی گئی۔ اور سب جماعت نے مل کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو خدمت دین کی بہت بہت توفیق عطا فرمائے اس کے بعد اخویم ابراہیم صاحب نے تجویز پیش کی کہ چونکہ خدا کے فضل سے جماعت روز بروز ترقی کر رہی ہے اس لئے نظام کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ منتظمین کا انتخاب کیا جائے سب احباب نے اس پر اتفاق کیا اور متفقہ طور پر مندرجہ ذیل اصحاب کا انتخاب ہوا۔

میر مجلس۔ سید تصدق حسین صاحب
سکرٹری۔ سید عابد علی صاحب۔
خزانچی۔ جناب ابراہیم آدم صاحب سچوانی۔

بعد ازاں برادرم اکرام احمد صاحب نے تجویز پیش کی کہ حدیثہ اور کرکوک کے دوست بجائے براہ راست مرکز کو چندہ بھیجنے کے اور خط و کتابت کرنے کے جماعت بغداد کی وساطت سے کاروبار کیا کریں۔ مرکز کی آمدہ اطلاعات کم از کم ہفتہ میں ایک بار ان کو بھیجدی جایا کرینگی اسی طرح ان کی اطلاعات مرکز میں بھیجی [illegible]

جائینگی اس پر سب نے اتفاق رائے کا اظہار کیا۔

بعد ازاں سید صاحب نے چندوں کی باقاعدگی کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ اور حضرت امیر کی اپیل پڑھکر سنائی۔ جس کا احباب پر گہرا اثر ہوا اور سب نے چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کا وعدہ فرمایا اور سب نے عید فنڈ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا جلسہ تھا۔ آئندہ انشاء اللہ ہفتہ وار یا پندرہ روزہ جلسہ کیا جائے گا۔

عید کے دوسرے دن جمعیۃ الاسلامیہ بغداد نے عید اضحیٰ کا جلسہ منعقد کیا۔ جو ہر سال منعقد کیا جاتا ہے۔ لیکن امسال اس میں یہ خصوصیت تھی کہ جناب خانصاحب شیخ محمد رفیق انصاری سابق صدر جمعیۃ نے "حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ وقت مقررہ پر ہمارے سب دوست بھی پہنچ گئے۔ قادیانی صاحبان بھی آئے ہوئے تھے۔ مقرر صاحب نے حضرت صاحب کی تحریرات کی روشنی میں مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام پر اظہار خیالات فرماتے ہوئے قادیانی عقائد کی خوش اسلوبی سے تردید کی اور دلائل قاطعہ سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ حقیقی نبوت کا ہرگز نہ تھا اور جو شخص ان کی طرف ایسا دعویٰ منسوب کرے وہ آپ پر جھوٹا الزام لگاتا ہے۔ اس تقریر کا بہت اچھا اثر ہوا۔

البانیا

(۱) حافظ عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط معہ تین دینی رسائل جن کا نام حقیقت دین اسلام ہے پہنچا۔ ہم نے ان کا مطالعہ کیا اور بہت مسرور ہوئے۔ یہانتک کہ حلاوت ایمانی سے آنکھوں میں آنسو آگئے۔ بلاشبہ یہ جدید رسالہ دین اسلام کے رسالوں میں سب سے اچھا ہے۔ اور دینی کتب میں سب سے بہتر ہے۔ اس کا فیض کامل ہے۔ اور نفع عام ہے اللہ تعالیٰ آپ کی سعی و کوششوں کا پورا پورا بدلہ دے۔ اور اقوام کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت و رشد نصیب کرے۔ تاکہ مسلمانوں میں زندگی کی روح پیدا ہو۔ خدا نے توفیق دی تو میں اس کا ترجمہ اپنی زبان میں شائع کرونگا۔ تاکہ ہماری قوم بھی اس سے فائدہ حاصل کرے۔

اے اسلام کے مجاہدو! ہمارے دل پوری گواہی دیتے ہیں کہ آپ کے اعمال اور نیات نیک ہیں۔ اور خلوص قلب سے ہیں۔ اور یہ سب کام آپ لوگ محض خدا و رسولؐ کی رضا کے لئے کر رہے ہیں یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے جو ہمیشہ باقی رہے گی۔ اس رسالہ سے ہم پر بعض حقایق کے اسرار منکشف ہوئے۔ خصوصًا وحی والہام کی حقیقت۔ یہ رسالہ اسم بامسمےٰ ہے۔ میرے بیٹے آپ کے احسانات کو قبول کر کے آپ سے دعائے خیر کے ملتجی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی خادم دین بنائے۔ الحمد للہ ہمارے ملک میں آپکے لٹریچر کے طفیل اسلام ترقی کر رہا ہے۔ اور ہم پوری کوشش سے کام لے رہے ہیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور

کے سالانہ جلسہ کا پروگرام

جیسا کہ گزشتہ پرچہ میں اطلاع دی جاچکی ہے۔ جماعت پشاور کا جلسہ سالانہ ۱۲، ۱۳ مئی (ہفتہ اتوار) کو منعقد ہوگا۔ مناسب تیاریاں ہو رہی ہیں۔ جماعت پشاور مختلف پہلوؤں سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ سرحدی بھائیوں کی زندہ دلی اور جوش ایمانی بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے اس لئے ہمیں امید ہے کہ یہ جلسہ نہایت کامیاب ہوگا اور اس اجتماع کی وجہ سے احباب سرحد میں ایک نئی زندگی اور حرارت پیدا ہو جائے گی۔ ہم صوبہ سرحد کے تمام دوستوں سے پرزور درخواست کرینگے کہ وہ اس جلسہ میں ضرور شریک ہو کر اسے بارونق بنائیں جلسہ کا پروگرام نہایت مفید اور دلچسپ ہے جو درج ذیل ہے (مدیر)

۱۲ مئی (شنبہ)

پہلا اجلاس ۹ بجے صبح سے ۱۲ بجے دوپہر تک
زیر صدارت خان بہادر مولانا غلام حسن خانصاحب میونسپل کمشنر

تلاوت قرآن کریم — ۵ منٹ
نعت — ۱۰ منٹ
۹/۱۵ تا ۱۰/۴۵ تقریر مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت
۱۰/۴۵ تا ۱۲۔ لیکچر سید نذر شاہ صاحب۔

دوسرا اجلاس ۵ بجے شام سے ۷ ½ بجے تک
زیر صدارت خان بہادر غلام صمدانی خانصاحب ریٹائرڈ ای اے سی۔

تلاوت قرآن کریم — ۵ منٹ
نعت و نظم — ۱۰ منٹ
۵/۱۵ تا ۶/۱۵ تقریر شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی
۶/۱۵ تا ۷/۳۰ مولانا صدر الدین صاحب۔

۱۳ مئی (یکشنبہ)

پہلا اجلاس ۸ بجے صبح سے ۱۲ بجے دوپہر تک
زیر صدارت خانصاحب شیخ خدا بخش صاحب ریٹائرڈ ای اے سی

تلاوت قرآن کریم — ۵ منٹ
نعت و نظم — ۱۵ منٹ
۸/۱۵ تا ۹/۱۵ تقریر سید نذر شاہ صاحب گیلانی۔
۹/۱۵ تا ۱۰۔ وعظ حضرت مولانا غلام حسن خانصاحب۔
۱۰ تا ۱۱۔ لکچر مولانا محمد یعقوب خانصاحب۔
۱۱ تا ۱۲۔ لکچر مولانا صدر الدین صاحب

دوسرا اجلاس ۵ بجے شام سے ۷ بجے شام تک
زیر صدارت خان بہادر غلام صمدانی خانصاحب

تلاوت قرآن کریم
نعت
نظم

تقریر: حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

(بقیہ صفحہ ۲)

ایک لاری میں ۳۰ مسافر ہوتے ہیں۔ مگر لاری ہے کہ ہر قدم پر بگڑتی ہے۔ اور گھنٹوں دھوپ میں کھڑا رہنا پڑتا ہے۔ جدہ میں نمازیں ادا کرکے رات کو چل پڑے لاریکا حل کے ساتھ ہوتی ہوئی رابغ صبح پہنچی۔ وہاں سے پہاڑوں میں داخل ہوگئی لاکھوں سال کے پرانے بے شجر پہاڑ ہیں جن میں بدو قبائل آباد ہیں۔ بچوں اور مردوں کا لباس ہمارے ہاں کی بھیڑ کٹ اور دیگر اقوام جرائم پیشہ سانسی وغیرہ سے اچھا نہیں۔ کھانے کا تو کیا ذکر حشرات الارض کی طرح پیسے مانگتے ہیں۔ البتہ غریب سے غریب عورت بھی مستور ہے صرف آنکھیں کھلی ہیں۔ کسی کسی جگہ کیکر کے درخت ہیں۔ مسا جد کے مقام پر ایک ہوٹل ہے۔ جہاں کھانے کا کچھ اچھا انتظام ہے یہاں سے دو تین میل تک کہیں کہیں کیکر اور کری کے درخت ہیں۔ میں تو یہی دعا کرتا رہا کہ اے خداوند کریم ان پہاڑوں کو سرسبز کردے۔ اگر بارش نہیں تو برف ہی ڈالدے۔

دربار رسالت میں حاضری

تیسرے دن مدینہ شریف نظر آیا۔ سہ پہر کو مدینہ منورہ میں پہنچا۔ زیارت کی تو واقعی دل پر اثر ہوا کیونکہ عجیب نور اور رحمت برستی ہے آخر شہنشاہوں کے شہنشاہ کا دربار ہے۔ اگرچہ مقفل ہے۔ نجدی سپاہی ہاتھ تک بھی لگانے نہیں دیتے۔ میں نے بایاں ہاتھ دراز کیا تو سپاہی نے پکڑ لیا میں نے جھٹ دایاں ہاتھ لگا دیا۔ سپاہی سختی ضرور کرتے ہیں اور حق بجانب ہیں مگر کیا مجال کہ کسی کو ماریں۔ معلوم ہوا کہ دربار رسالت ہمیشہ مقفل رہتا ہے۔ ہفتہ میں ایک دن صفائی کے لئے کھولتے ہیں لیکن صرف ایک خواجہ سرا ہی اندر جاتا ہے۔ مسجد کیا ہے بقعہ نور ہے۔ حضور صلعم کے جائے نماز پر نماز ادا کی۔

جناب کو واضح رہے کہ مکہ معظمہ میں۔ صفا مروہ میں اور عرفات میں اور رسالتمآب صلعم کے آستانہ پر ہر جگہ جناب کے واسطے، مرزا یعقوب بیگ صاحب اور سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر کے لئے برابر دعائیں کیں۔ اگرچہ میں سخت گنہگار ہوں اور آپ صاحبان تو ہیرے اور موتی ہیں اور پاکبازی میں فرشتے ہیں مگر میں نے یہ صرف فرض ادا کیا ہے کیونکہ ان مقامات پر دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ والسلام۔

(بندہ محمد سعید)

خبریں

عالم اسلام

— بلخ کسی زمانہ میں افغانستان کا ایک مشہور و بارونق شہر تھا لیکن اب اس کی حیثیت ایک معمولی قصبہ کی ہے۔ جو پرانے کھنڈروں کے درمیان آباد ہے۔ حکومت افغانستان اس شہر کو دوبارہ تعمیر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

— مصر کے ایک نوجوان موجد احمد عثمان اسمعیل نے ایک حیرت انگیز مشین ایجاد کی ہے۔ جو آہنی سلاخوں کو ٹیڑھا کرکے مثلث اور مدور حلقوں میں تبدیل کر دیتی ہے۔ بڑے بڑے ماہر انجنیئر اس ایجاد پر محو حیرت ہیں ان کا بیان ہے کہ یہ مشین ریلوے لائنوں کے لئے بہت زیادہ کارآمد ثابت ہوگی۔

— اسلامبول یونیورسٹی میں غیر ملکی زبانوں کی تعلیم کے لئے ایک جدید شعبہ وسیع پیمانہ پر قائم کیا گیا ہے جو دو حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک میں قدیم زبانوں کی تعلیم ہوگی اور دوسرے میں جدید کی۔ اس بات کا خاص طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ عربی اور فارسی زبان کی تعلیم اس نظام کے ماتحت پہلے کی نسبت بہتر ہوگی۔

— مدت سے حکومت ترکی اور چین میں گفت و شنید ہو رہی تھی اب عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ انگورہ میں وزیر خارجہ ترکی اور چینی نمائندہ نے ایک معاہدہ پر دستخط کیے ہیں۔ اس طرح دونوں حکومتوں نے اپنے دوستانہ مراسم کی تجدید کرلی ہے۔

— چند روز ہوئے مکہ معظمہ میں افغانی اور حجازی معاہدہ طے پاگیا ہے۔ معاہدہ کی تکمیل کے بعد دونوں اسلامی حکومتوں کے نمائندوں نے اپنی مسرت کا اظہار کیا۔

— قاہرہ ۴ مئی۔ ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ امام یمن کو ان کے شاہی محل واقع صنعا میں قتل کر دیا گیا ہے قاتل حکومت یمن ہی کی رعایا ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قاتلوں کی پارٹی کو سلطان ابن سعود نے رشوت دیکر اس فعل پر آمادہ کیا تھا۔ امن و امان قایم رکھنے کے لئے برطانی طیاروں کا ایک دستہ حدیدہ کی طرف روانہ کیا گیا ہے۔ (قتل کی خبر کی تردید ہوگئی ہے)

— ایک مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ ساحل یمن کی مشہور بندرگاہ حدیدہ پر یمنی تسلط کا خاتمہ ہوگیا ہے وہاں تین سو کے قریب برطانی رعایا کے افراد بھی مقیم ہیں جب تک باقاعدہ نظم و نسق قایم نہیں ہوجائے گا اس وقت تک ملک معظم کی حکومت برطانی رعایا کی حفاظت کرے گی۔

— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ برطانی سفیر مقیم جدہ نے حکومت سعودیہ سے یہ درخواست کی ہے کہ جب تک یمن و حجاز کے تعلقات میں کشیدگی موجود ہے برطانوی رعایا کے جان و مال کی حفاظت کی جائے۔ سفیر موصوف کو تسلی بخش جواب موصول ہوگیا ہے۔

— بصرہ ۲ مئی۔ سویڈن کا ولیعہد شہزادہ رولف جو آجکل ایران کی سیاحت میں مصروف ہے عنقریب عراق آنے والا ہے یہاں شاہ غازی کا مہمان ہوگا۔

— عرصہ سے افغانستان اور ایران میں تعیین حدود کا جھگڑا چلا آتا ہے اب دونوں حکومتوں نے ترکی کو ثالث منتخب کیا ایک ترکی کمیشن ۱۴ ستمبر سنہ ۳۲ء کو اسی غرض سے افغانستان آنیوالا ہے۔

ہندوستان و ممالک خارجہ

— رانچی ۴ مئی۔ ڈاکٹر انصاری کو متفقہ طور پر سوراج پارٹی کا صدر منتخب کر لیا گیا ہے۔ پارٹی کی جنرل کونسل کا اجلاس ۱۸ اور ۱۹ مئی پٹنہ میں منعقد ہوگا۔ نیز وہائٹ پیپر کو مسترد کرنے کی قرارداد بھی اتفاق رائے سے منظور ہوگئی۔

— الہ آباد ۴ مئی۔ آگ لگنے سے تقریباً پچاس دکانیں جلکر راکھ ہوگئیں۔ نقصان کا تخمینہ ۶ لاکھ روپیہ کیا جاتا ہے۔

— لندن ۳ مئی۔ وزیر صحت نے دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ گزشتہ چھ مہینوں میں انگلستان میں ایک لاکھ چالیس ہزار نئے مکانات تعمیر ہوئے ہیں۔

— ٹراٹسکی نے حکومت آئرلینڈ سے درخواست کی ہے کہ وہ اسے ایک سیاسی پناہ گزین کی حیثیت سے ملک میں داخل ہونے اور جنوبی آئرلینڈ میں رہائش رکھنے کی اجازت دے۔ مگر آئرلینڈ کے سیاسی حلقوں میں عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اجازت نہیں ملے گی۔

— دہلی میں متعدی سرسام کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ ہر ہفتہ متعدد آدمی اس کی نذر ہو جاتے ہیں۔

— شملہ ۵ مئی۔ وائسرائے کے زلزلہ ریلیف فنڈ کی مجموعی تعداد ۳۴۷۸۷۳، ۵۰۶ تک پہنچ گئی ہے۔

— حکومت پرتگال اشتراکیت کے خلاف سخت جد و جہد کر رہی ہے۔

— دہلی اور بمبئی کے کارخانوں میں ہڑتال بدستور جاری ہے۔

— حکومت نے مسٹر آر ایس پرسل ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ٹیلیگراف کو محکمہ تلغراف کا چیف انجنیر مقرر کیا ہے۔

— ریاست کپورتھلہ میں قیامت برپا ہے مسلمانوں پر شدید مظالم ہو رہے ہیں۔ لیکن مہاراجہ بہادر کپورتھلہ اٹلی کی سیر میں مصروف ہیں۔ روما کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ۳ مئی کو مہاراجہ موصوف نے مسولینی سے ملاقات کی اور دس ہزار ڈالر کی رقم بطور تحفہ پیش کی۔ جسے مسولینی نے بیکار مزدوروں کے امدادی فنڈ میں بھیج دیا۔

— کپورتھلہ کے حالات بدستور ہیں۔ مسلمان خائف ہیں۔ سلطانپور کے قتل عام کے متعلق مختلف لوگوں نے تحقیقات کی ہے اور سب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حکام ریاست گولی چلانے میں کسی طرح بھی حق بجانب نہ تھے۔

— معلوم ہوا ہے کہ حکومت چین نے اٹلی سے ۱۳ ہوائی جہاز خریدے ہیں۔ اور اٹلی کے دو ماہر ہواباز چین پہنچے ہیں جو نانکن کے ہوائی سکول میں تعلیم دینگے نیز اطالوی جرمنی چین میں ہوائی جہازوں کا ایک کارخانہ کھولنے والے ہیں۔ جاپان کے سرکاری و غیر سرکاری اخبار اس خبر کو خاص اہمیت دے رہے ہیں۔

— لاہور ۴ مئی۔ آج صبح ۷ بجے پنجاب کے نئے چیف جج آنریبل جسٹس ینگ یہاں پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن پر سرکاری و غیر سرکاری معززین نے شاندار استقبال کیا۔ عوام بھی بکثرت موجود تھے۔ متعدد اسلامی جماعتوں نے استقبال میں حصہ لیا ان کے عہدیدار اور رضاکار اپنے اپنے نشانوں کے ساتھ اسٹیشن پر موجود تھے چنانچہ جسٹس موصوف گاڑی سے اترے تو اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے۔

تار کا پتہ ۔ "مسلمان لاہور"
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلحُ خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق ہوشیار پوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور ۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۲۶ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۴ء | نمبر ۲۹

نالۂ دل

ایک جلیل القدر اسلامی تاجدار کا خطاب اپنے ہم مذہبوں سے

(اعلیحضرت سلطان العلوم حضور نظام دکن کا پُر درد کلام)

فخر جن اسلاف مذہب پر کیا کرتے ہو تم
ان کے ناموں پہ تمسخر برملا کرتے ہو تم!
وہ تو اپنے دیں پہ جان و مال کرتے تھے فدا
لیک جان و مال پر دیں کو فدا کرتے ہو تم
ان کے آگے تو جھکی رہتی تھی گردن غیر کی
لیکن اب اغیار کے آگے جھکا کرتے ہو تم
وہ زمیں پر سونے والے بادشاہی کر گئے
یاں محلوں میں غلامانہ رہا کرتے ہو تم
وہ تو ناواقف پہ ہو جاتے تھے قربان و نثار
یاں عزیز و اقربا سے بھی دغا کرتے ہو تم
وہ تو غیروں کے مقابل متحد تھے ایک تھے
یاں عدو سے مل کے اپنوں سے لڑا کرتے ہو تم
وہ تو اعدا میں بھی قائم کر گئے تھے اتحاد
یاں مگر بھائی سے بھائی کو جدا کرتے ہو تم
کونسا منہ لیکے جاؤ گے خدا کے سامنے؟
کیا نہ شرم آئیگی حضرت مصطفٰے کے سامنے؟

ریویو

"قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت"

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تقطیع $\frac{20\times30}{16}$ حجم ۵۰ صفحے کاغذ لکھائی ۔ چھپائی نہایت اعلیٰ قیمت صرف ۳ ملنے کا پتہ ۔ منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۔

یورپ اور مقلدین یورپ اسلام پر جو اعتراضات نہایت شد و مد سے کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلام نے غلامی کو جائز قرار دیا ہے یہ اعتراض جس قدر بے بنیاد اور حقیقت کے برعکس ہے اسی قدر مشہور اور وسعت پذیر ہے پادریوں کے معاندانہ پروپیگنڈے مولویوں کے غلط عقائد و استدلال اور بعض مسلمان بادشاہوں کے خلاف اسلام طرز عمل نے اس غلط خیال کو ایسی صورت دیدی ہے کہ ناواقف لوگ سچ مچ اسکو اسلامی تعلیم ہی کا ایک حصہ سمجھنے لگے ہیں آج کل جبکہ ہر جگہ آزادی کے نعرے بلند ہو رہے ہیں ۔ اور تمام دنیا آزادی کی طلبگار نظر آتی ہے ۔ یہ غلط خیال اشاعت اسلام کے راستہ میں ایک زبردست روک بن سکتا ہے بلکہ اس قسم کے چند ایک غلط خیالات ہی یورپ کو قبول اسلام سے روکے ہوئے ہیں ۔ ورنہ اب تک اس کی آبادی کا معقول حصہ دائرۂ اسلام کے اندر داخل ہو چکا ہوتا ۔ ان حالات میں ہر وہ کوشش جو اسلام پر سے غلامی کے جواز کے غلط الزام کو دور کرنے کے لئے کیجائے مستحق شکریہ و قدردانی ہے ۔ جناب ڈاکٹر **بشارت احمد صاحب کی کتاب "قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت"** اسی قسم کی ایک کامیاب قابل قدر کوشش ہے دراصل یہ کتاب ڈاکٹر صاحب کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو گزشتہ سال اسی عنوان سے پیغام صلح میں شائع ہو چکے ہیں ۔ بعض احباب کے شدید اصرار پر ڈاکٹر صاحب موصوف نے نظر ثانی کے بعد اب ان کو کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے ۔

اس میں فاضل مصنف نے صرف لونڈی غلاموں کے مسئلہ پر ہی بحث نہیں کی بلکہ نہایت ہی مدلل و دلنشین طریق پر ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم کامل حریت و آزادی کا علمبردار اول ہے لونڈیوں کے ساتھ بلا نکاح تعلقات زناشوئی کے جواز کے غلط خیال کو تو اس قابلیت سے صاف کیا ہے کہ کسی کو مجال اعتراض نہیں رہتی ۔ کتاب مختصر ہونے کے باوجود نہایت جامع ہے کسی بات کو غیر مکمل اور تشنہ نہیں چھوڑا ۔

کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے ۔ پہلے باب میں فاضل مصنف نے ثابت کیا ہے کہ اسلام ہی دراصل حقیقی آزادی کا علمبردار ہے اور قرآن نے نوع انسانی کو باریک سے باریک غلامی سے بھی آزادی بخشی ہے ۔ اسی سلسلہ میں موجودہ دعویداران آزادی کے غلط دعاوی اور غلط نظریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے انسانوں کو نسلی قومی سیاسی، ذہنی، تمدنی، معاشرتی، علمی اور اقتصادی غلامی سے آزاد کرانے کی کامیاب کوشش کی ہے ۔ دوسرے باب میں غلاموں کی اصلاح و آزادی کے متعلق احکام قرآنی کو واضح کرتے ہوئے نہایت مدلل طریق پر ثابت کیا ہے کہ دنیا میں غلامی کا خاتمہ کرنے کے لئے یہ بہترین لائحہ عمل ہے ۔ تیسرے باب میں لونڈیوں کے ساتھ تعلقات زناشوئی پر بحث کی گئی ہے ۔ اور یہ باب بڑے معرکہ کا ہے ایک مخالف سے مخالف شخص کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ فاضل مصنف یہ ثابت کرنے میں کہ لونڈیوں سے بلا نکاح تعلقات زناشوئی بالکل ناجائز اور خلاف احکام قرآنی ہیں نمایاں طور پر کامیاب ہوا ہے

ہم اس کتاب کو اسلامی لٹریچر میں ایک قیمتی اضافہ سمجھتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب موصوف کی اس کامیاب دینی کوشش پر ان کی خدمت میں ہدیہ عقیدت و مبارکباد پیش کرتے ہیں (باقی حاشیہ پر)

ردِّ تکفیر اور مسیح موعودؑ

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعوے کے منکر کو کافر نہیں کہا

اکثر دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ حضرت مسیح موعود کے دعوی مجددیت کو آپ کے کارناموں کی وجہ سے جب سچا کہنے لگ جاتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ وہ یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب تو اسلام کی خدمت کے لئے آئے تھے پھر وہ اپنے منکروں کو کافر کیوں کہتے ہیں۔ اور جب انہیں بتایا جائے کہ جس طرح (REACTION) "ردعمل" کا قانون ہے اسی طرح ردکفر کا بھی اصول ہے۔ اگر ہم کسی راستباز کو کاذب کہیں تو ہم پہلے کاذب ہیں۔ پس جو شخص ایک مسلمان کے اسلام کا نام کفر رکھتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ یہ آنحضرت صلعم کی شریعت کا ایسا مسئلہ ہے کہ تمام مسلمان سوائے بعض کے، اسے مانتے ہیں۔ ان دیں حالات جو شخص حضرت مرزا صاحب کو کافر کہتا ہے یا انہیں کاذب یا مفتری ٹھیرا کر کافر قرار دیتا ہے وہ خود اپنے کافر یا مفتری کہنے کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔ ورنہ حضرت مرزا صاحب نے تو اپنے دعوے کے منکر کو کبھی کافر قرار نہیں دیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے مخالف نے جب عدالت میں اقرار کیا کہ میں آئندہ مرزا صاحب کو کافر اور کذاب نہیں کہونگا تو آپ نے فوراً اقرار کیا کہ میں بھی مولوی محمد حسین صاحب کو آئندہ کافر نہیں کہونگا۔ حالانکہ مولوی محمد حسین نے مرزا صاحب کے دعوے کی کوئی تصدیق نہیں کی تھی صرف یہ اقرار تھا کہ میں آئندہ کافر و کاذب نہیں کہونگا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اگر کوئی یہ کہے کہ یہ تو سنہ ۱۹۰۲ء سے پہلے تریاق القلوب کا مذہب ہے۔ حقیقت الوحی میں اس کے خلاف لکھا ہے تو میں کہونگا کہ یہ جھوٹ ہے۔ حقیقۃ الوحی میں بھی وہی کچھ لکھا ہے جو تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ سنو حضرت اقدس حقیقۃ الوحی میں ہی لکھتے ہیں:۔

"پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھیرایا۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھیرایا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھیراویں آپ پھر ہم پر یہ الزام لگادیں کہ گویا ہم نے کس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دلآزار۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

اس تحریر سے ظاہر ہے کہ جس طرح تریاق القلوب میں آپ نے مسلمانوں کو اپنے دعوے کے انکار کی وجہ سے کافر نہیں ٹھیرایا۔ بلکہ تکذیب اور تکفیر کی وجہ سے صرف مکذبین و مکفرین کو ہی کافر قرار دیا تھا۔ ایسا ہی آپ کا عقیدہ حقیقت الوحی کے وقت بھی ہے اور اگر بعض قادیانی کے خیال میں تبدیلی عقیدہ نبوت کے ساتھ مسئلہ کفر و اسلام میں بھی تبدیلی ہو گئی ہے تو اوپر کی عبارت بے معنی ہے۔ نیز کیونکہ بقول قادیانی علما حضرت مرزا صاحب سنہ ۱۹۰۱ء میں نبی ہوگئے اور ان کے منکر لازم کافر تو اب تو فتوے کفر میں سبقت مرزا صاحب کی طرف سے ہی ہوگی۔ پھر آپ اسے خلاف واقعہ کیوں قرار دیتے ہیں۔ پس حق یہ ہے کہ آپ کے عقیدہ میں کوئی تبدیلی ہوئی ہی نہیں۔

سوال

اگر مرزا صاحب مجدد اسلام ہیں تو وہ مسلمانوں کو کافر کیوں کہتے ہیں؟ کیا مجدد مسلمانوں کو کافر بنانے آیا کرتا ہے۔

جواب

حضرت مرزا صاحب کا مذہب تو حسب ذیل ہے:۔

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا (حاشیہ) یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ صاحب الشریعت کے سوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں ان کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں بن جاتا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

پس یہ حضرت مرزا صاحب پر افترا ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو کبھی کافر قرار دیا ہے۔ آپ کا کام تو مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کرنا تھا نہ کہ ان کو کافر بنانا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اکثر مسلمان اپنی شامت اعمال سے خود یہود کی طرح نام کے مسلمان تھے اور ہیں۔ جن کو سچے مسلمان بنانا حضرت مرزا صاحب کا مشن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ایک الہام میں مسلمانوں کے حق میں فرمایا ؎

چو دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

ہاں اس قدر سچ ہے کہ جو مسلمان آپ کو کافر یا مفتری علی اللہ کہتے سے باز نہ آتے تھے آپ نے ان کو بہت سمجھایا کہ وہ آپ کی تکفیر سے باز آجائیں مگر وہ باز نہ آئے تو آپ نے فرمایا:۔

ہم کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مُہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

پس اس سے حضرت مرزا صاحب پر کوئی الزام نہیں آتا۔ بلکہ یہ تو آنحضرت صلعم کی حدیث ہے کہ کوئی شخص اگر ایک مسلمان کو کافر کہتا ہے تو اس کا کفر لوٹ کر اسی پر پڑتا ہے اس لئے حضرت مرزا صاحب کا فتوے تو دراصل آنحضرت صلعم کا ہی فتوے ہے۔

سوال

مرزا صاحب نے تو اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ:۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور وہ مجھے قبول نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں ہے"

جواب

اس سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ ہر وہ شخص جس کو دعوت نہیں پہنچی وہ مسلمان ہے۔ علاوہ ازیں سوچنا چاہیئے کہ دعوت پہنچنے پر قبول نہ کرنے سے کیا مراد ہے۔ حضرت مرزا صاحب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں کہ دعوت پہنچنے سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص پر پوری طرح اتمام حجت ہوجائے، قرآن سے۔ حدیث سے۔ عقل سے۔ روشن آسمانی نشانوں سے لوگوں پر کوئی مامور اپنی صداقت کو واضح کردے اور لوگوں کی کمزوریاں ان پر نمایاں کردے اور یہ بھی زید و بکر کے خیال کے مطابق نہیں بلکہ لوگوں کے علم و فہم کے مطابق اتمام حجت ہوجائے۔ اور وہ بھی میرے یا کسی اور کے علم کے مطابق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ان پر حجت پوری ہوجائے تو یہ دعوت کا پہنچنا ہے۔

اب اس طرح جب کسی پر اتمام حجت ہوجائے اور وہ اس مامور کو قبول نہ کرے تو اس کے معنے یہی ہو سکتے ہیں کہ وہ اس مامور کو مفتری علی اللہ قرار دیتا ہے۔ اور مفتری قرار دینا اور کافر کہنا یہ ایک ہی بات ہے۔

پس حضرت مرزا صاحب کے بیان کردہ معانی کی رو سے فقرہ زیر بحث کے معنے یہ ہوئے کہ ہر ایک وہ شخص جو باوجود اتمام حجت کے مرزا صاحب کو مفتری علی اللہ قرار دیتا ہے وہ حضرت مرزا صاحب کو کافر قرار دینے والا ہے۔ لہذا ایسا نہ ماننے والا اور کافر قرار دینے والا ایک ہی بات ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے خود اس فقرے کی تشریح حقیقۃ الوحی میں یہی کی ہے۔ اور بحث کے خاتمہ پر لکھا ہے:۔

"پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر کی پیدا ہوگئی ہے ان کو میں کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

یہ وجہ کفر کیا ہے اس کے لئے کھولکر فرمایا:۔

"جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے۔ اور مجھ کو باوجود **صدہا نشانوں کے مفتری ٹھیراتا ہے** تو وہ مومن کیونکر ہوسکتا ہے۔ اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں تو اس صورت میں وہ میری تکذیب و تکفیر کے بعد کافر ہوئے۔ اور مجھ کو کافر ٹھیرا کر اپنے کفر پر مہر کردی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

سوال

مرزا صاحب تو حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔"

پس مرزا صاحب کو "کافر کہنے والا" اور "نہ ماننے والا" برابر ہوئے اور یہ مذہب "تریاق القلوب" نے پہلے پیشکردہ مذہب کے بالکل خلاف ہے۔

جواب

اگر وہ تشریح جو نہ ماننے والے کی اوپر کی جاچکی ہے درست ہے اور یقیناً درست ہے تو "تریاق القلوب" کا مذہب اور "حقیقۃ الوحی" کا مذہب ایک ہی ہے۔

مرزا صاحب کو لوگ کافر اسی لئے تو کہتے ہیں کہ ان کے خیال میں مرزا صاحب کا دعویٰ خدا پر افترا ہے۔ پس کافر کہنے والا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم جمعہ ۲۶ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ | نمبر ۲۹

وزیر اعظم کپورتھلہ کی خدمت میں

معلوم ہوا ہے کہ سلطانپور کے قتل عام کی تحقیقات دیوان سر عبد الحمید صاحب بالقابہ خود فرمانے والے ہیں اور انہوں نے اپنی تحقیقات کو "معتبر" بنانے کے لئے ایجنٹ گورنر جنرل ریاستہائے پنجاب سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنا کوئی نمائندہ بھیجیں جو اس کام میں ان کے ساتھ شریک رہے۔ ایجنٹ موصوف نے اس درخواست کو منظور فرما لیا ہے اور اپنے سکرٹری مسٹر گرفن کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ جہاں تک حکومت ہند کا تعلق ہے مسٹر گرفن کی شرکت سے . . . .

یہ تحقیقات ممکن ہے "معتبر" بن جائے۔ لیکن مسلمانوں کو یہ کارروائی قطعاً مطمئن نہیں کر سکتی۔ اگر وزیر اعظم موصوف صحیح معنوں میں تحقیقات کر کے مجرموں کو سزا دینے اور مظلوم مسلمانوں کو مطمئن کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ ذمہ دار اسلامی انجمنوں کے نمائندوں کو اپنا شریک کار بنائیں۔

یہ سطور لکھی جا چکی تھیں کہ اطلاع ملی کہ دیوان صاحب نے اپنی تجویز کے مطابق تحقیقات شروع کر دی ہے۔

ہمارے سکولوں کے شاندار نتائج

جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم ہے ہماری انجمن کے زیر انتظام دو ہائی سکول جاری ہیں۔ ایک لاہور میں دوسرا بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں یہ دونوں درسگاہیں تعلیمی لحاظ سے نہ صرف جماعت احمدیہ بلکہ تمام مسلمانوں کی قابل قدر خدمات انجام دے رہی ہیں جن کا اعتراف محکمہ تعلیم اور صحیح الخیال مسلمانوں کے مختلف طبقوں کی طرف سے بارہا ہو چکا ہے۔ گزشتہ سالوں میں احمدیت کے خلاف ایک زبردست طوفان بپا رہا ہے اسی سلسلہ میں مخالفین نے ہمارے ان سکولوں کو بھی نقصان پہنچانے کی انتہائی کوشش کی مسلم ہائی سکول لاہور تو خاص طور پر ان کے ناپاک حملوں کی آماجگاہ بنا رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے مخالفین کو ہر لحاظ سے ناکام و نامراد رکھا۔

امسال اس سکول میں طلبہ کی تعداد گزشتہ سال کی نسبت زیادہ ہے۔ سالانہ معائنہ کی رپورٹ بھی نہایت حوصلہ افزا ہے۔ امتحان انٹرنس کا نتیجہ بھی نہایت تسلی بخش رہا یعنی تقریباً ۶۶ فیصدی ۔ ۵۰ امیدوار بھیجے گئے تھے جن میں سے ۳۳ کامیاب ہوئے۔ ایک طالب علم نے ۴۸۴ نمبر حاصل کئے جس کو یقیناً وظیفہ ملے گا۔ اسکول کی گوناگوں مشکلات اور یونیورسٹی کے مجموعی نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس نتیجہ کو نہایت تسلی بخش سمجھتے ہیں۔ اور مخترمی سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر اور ان کے اسٹاف کو صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ سال اسکول کا نتیجہ اس سے بہت زیادہ شاندار ہوگا۔

یہ سطور لکھی ہی جا رہی تھیں کہ بدوملہی اسکول کا نتیجہ معلوم ہوا جو نہایت ہی امید افزا اور دل خوش کن ہے۔ اسکول مذکور نے ۱۸ امیدوار بھیجے جن میں ۱۶ پاس ہوئے یعنی ۸۹ فیصدی نتیجہ رہا اس سکول کا ایسا شاندار نتیجہ پہلے کبھی نہیں نکلا۔ ہم بدوملہی سکول کے ہیڈ ماسٹر ان کے اسٹاف اور افسر صاحب تعلیم کی خدمت میں بھی اس شاندار نتیجہ پر مبارکباد عرض کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ آئندہ سال ان کا نتیجہ اور زیادہ بہتر ہوگا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ امسال جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب آنریری جنرل سکرٹری انجمن کی صاحبزادی نے اچھے نمبروں پر امتحان انٹرنس میں کامیابی حاصل کی جس پر ہم ڈاکٹر صاحب موصوف اور انکی بیگم صاحبہ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

حج کے متعلق قادیانی مفتی کا فتویٰ

جناب ابوبکر یوسف جمال صاحب ایک مشہور قادیانی بزرگ ہیں انہوں نے مولوی سید سرور شاہ صاحب قادیانی مفتی سے سوال کیا کہ:-

> "ایک مسلمان نے حج فرض ادا کر لیا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی پھر دوبارہ حج کرنے کے لئے احرام باندھتا ہے یعنی بعد بیعت کے یہ دوبارہ حج کی نیت حج نفل کی کرے یا حج فرض کی؟"۔

قادیانی مفتی صاحب نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جس شخص نے حضرت مسیح موعود کے دعوے کی اشاعت سے قبل حج ادا کیا اس کا تو ہو گیا۔ اور جس نے اس کے بعد کیا اس کا ہرگز نہیں ہوا۔ لہذا احمدی ہونے کے بعد بھی اس کی حالت ایسی ہو جس کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے۔ تو اس کو حج ضرور ادا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس نے جو پہلے حج کیا وہ ادا نہیں ہوا۔

ہمارے خیال میں قادیانی مفتی صاحب نے پورے غور و تحقیق کے بعد فتویٰ نہیں دیا۔ ان کے مطاع الکل خلیفہ جناب میاں محمود احمد صاحب کے ارشادات کی رو سے جو لوگ حضرت مسیح موعود کے دعوے کی اشاعت اور حضور کی بیعت کے بعد بھی حج کر لیتے ہیں ان کا حج بھی اس وقت تک ادا نہیں ہوتا جب تک کہ وہ قادیان کا "ظلی حج" نہ کر لیں۔ کیونکہ میاں صاحب موصوف فرما چکے ہیں کہ وہ فوائد جو کسی زمانہ میں مکہ کے حج سے حاصل ہوا کرتے تھے اب قادیان کے جلسہ سالانہ سے ہوتے ہیں اس لئے مکہ کا حج تو ایک معمولی رسمی بات رہ گئی ہے۔ قادیان کا "ظلی حج" ہی سب کچھ ہے۔ ان ارشادات کی موجودگی میں تو قادیانی مفتی صاحب کو یہ فتویٰ دینا چاہیئے تھا کہ کسی کا حج اس وقت تک قبول نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ قادیان کے جلسہ سالانہ میں حاضر ہو کر اپنی پیر پرستی اور اندھی عقیدت کا ثبوت بہم نہ پہنچا دے۔

آہ! شیخ عطا محمد

افسوس اس ہفتہ ایک اور قیمتی ہستی کو دست اجل نے ہم سے چھین لیا۔ جناب شیخ عطا محمد صاحب ریٹائرڈ ریلوے پولیس انسپکٹر ۲ مئی کی صبح کو حرکت قلب بند ہو جانے سے بمقام امرتسر انتقال فرما گئے انا للہ۔ میت بٹالہ لیجائی گئی۔

مرحوم کے اسم گرامی سے اکثر احباب بخوبی واقف ہونگے آپ بٹالہ کے ایک معزز گھرانے کے فرد تھے اور سلسلہ ملازمت میں لاہور اور دوسرے متعدد مقامات پر مقیم رہے اور نہایت نیک نامی سے پنشن لی۔ اب چار سال سے انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند امرتسر کے سکرٹری تھے۔ مرحوم اسلامی اخلاق کے پیکر اور پرانی شرافت و وضعداری کے ایک بابرکت نمونہ تھے۔ جو شخص کبھی ایک دفعہ بھی آپ سے ملا ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا۔

آپ کے دل میں خدمت دین اور اشاعت اسلام کا بے پایاں شوق تھا اور ہمیشہ اس کے لئے ساعی رہتے تھے سلسلہ اور احباب جماعت سے آپ کو ایک خاص الفت تھی جو بہت کم لوگوں کو ہوگی۔ مالی قربانیوں میں بھی ہمیشہ حصہ لیتے رہے۔

مرحوم دیگر خدمات قومی کے علاوہ بیکار مسلمانوں کے لئے روزگار بہم پہنچانے کی کامیاب کوشش کرتے رہتے تھے انجمن ترقی تعلیم کے لئے بھی نہایت مفید کام کیا۔

مرکز میں اطلاع ملتے ہی جناب مولانا عزیز بخش صاحب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے۔ اور میاں عبد الشکور صاحب فنا بٹالہ پہنچے۔ نماز جنازہ مولانا موصوف نے پڑھائی جس میں مرحوم کے غیر از جماعت اور قادیانی رشتہ دار و احباب بھی شامل ہوئے۔ ہم اس افسوسناک قومی حادثہ پر مرحوم کے اعزہ و احباب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کے صاحبزادے جناب شیخ تاج محمد صاحب کو اپنے عاشق اسلام والد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین

مدیر "الفضل" کو صدمہ

"الفضل" ۸ مئی سے یہ افسوسناک خبر معلوم ہوئی کہ جناب منشی غلام نبی صاحب مدیر "الفضل" کا چار سالہ بچہ عزیز شمیم احمد ۶ مئی کو اچانک انتقال کر گیا۔ انا للہ۔ ۵ مئی کو مرحوم بالکل تندرست تھا۔ شام کے وقت معمولی بخار ہوا ۶ کی دوپہر کو آناً فاناً انتقال ہو گیا۔ ہمیں اس حادثہ میں [illegible] صاحب اور ان کی [illegible] سے دلی ہمدردی ہے [illegible] صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ مئی کو بغرض شرکت جلسہ سالانہ (جماعت پشاور) پشاور تشریف لے جائیں گے / تشریف لے گئے۔

— جماعت لائل پور کا جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ ہر اجلاس میں کافی مجمع ہوتا تھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر خصوصیت سے موثر تھی۔ مفصل روئداد کا انتظار کیجئے۔

— جناب شیخ محمد لطیف صاحب سپرنٹنڈنٹ چک ۲۷/۴ احمد پور متصل اوکاڑہ کی صاحبزادی کو اللہ تعالیٰ نے بتاریخ ... فرزند عطا فرمایا ہے۔

— اخویم شیخ عبدالرحیم سگنیلر انچارج محکمہ ریلوے لائلپور کے گھر فرزند نرینہ پیدا ہوا ہے۔ اس سے قبل شیخ صاحب موصوف اپنی بچوں کے صدمے برداشت کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بچہ کو ہر قسم کی ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔

— اخویم قاضی زین العابدین صاحب ٹیلیگراف سپروائزر محکمہ ریلوے کوئٹہ کے ہاں بھی لڑکا پیدا ہوا ہے۔

— پیغام صلح ان تمام احباب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے۔ اور خادم دین بنائے۔

— نہایت مسرت سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے محترم دوست جناب حافظ محمد حسن صاحب وکیل متعلقین بخیریت حج سے واپس آگئے ہیں۔ ۸ مئی کی شام کو کراچی سے گجرات جاتے ہوئے لاہور سے گزرے۔ ریلوے اسٹیشن پر حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر بزرگان و احباب سلسلہ نے آپ سے ملاقات کی اور کثرت سے پھولوں کے ہار پہنائے گئے اس مبارک سفر سے بخیریت واپسی پر ہم حافظ صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ امید ہے موصوف عنقریب اپنے مشاہدات سفر قلمبند فرما کر ہمیں اشاعت کے لئے عنایت فرمائیں گے۔

— جناب مولوی عصمت اللہ صاحب کی حالت بدستور ہے۔

— جناب محمد یحییٰ صاحب ڈھنگراں والے مانسہرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے بھائی محمد یعقوب صاحب بعارضہ نمونیہ سخت علیل ہیں۔ تمام احباب خاص طور پر دعا کریں۔

— مرزا عنایت اللہ بیگ ڈی۔ ایس۔ پی پنشنر گوال کے صاحبزادہ بیمار اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے زیر علاج ہیں۔

— جناب میاں عالم دین صاحب وکیل شیخوپورہ کے ایک عزیز جناب عنایت اللہ صاحب کی اہلیہ محترمہ بھی بیمار اور مرزا صاحب کے زیر علاج ہیں۔

— پیغام صلح: ان تمام بیماروں کے لئے تمام احباب درد دل سے دعائے صحت کریں۔

— ہمارے ایک نومسلم دوست بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں ان کے لئے بھی دعا کیجائے۔

— جماعت پشاور کے جلسہ کی تیاریاں نہایت سرگرمی سے ہو رہی ہیں۔ انشاء اللہ یہ جلسہ راولپنڈی اور لائل پور کی طرح کامیاب ہوگا۔

محکمہ اقوام جرائم پیشہ اور مسلمان

اقوام جرائم پیشہ کی نوآبادیاں اس لئے قائم کی گئی تھیں کہ یہ قومیں حکام کی نگرانی میں رہ کر اپنے خلاف قانون طور طریقوں سے باز آجائیں۔ اور نیک اور امن پسند شہریوں کی زندگی اختیار کریں لیکن حالات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محکمہ اقوام جرائم پیشہ ان لوگوں کے ساتھ بعض حالات میں بالکل قیدیوں کا سا سلوک کرتا ہے اور کبھی کبھی یہ شکایت بھی سنی گئی ہے کہ ان کی مذہبی آزادی کو بھی پامال کیا جاتا ہے۔ اور وہ جس مذہب کو اختیار کرنا چاہیں اس سے انہیں روکا جاتا ہے اور انہیں مجبور کیا جاتا ہے کہ یا تو وہ اس سوسائٹی کا مذہب اختیار کریں جس کی تحویل میں وہ رکھے گئے ہیں یا ان سرکاری اہلکاروں کے ہم مذہب بن جائیں جن کی نگرانی میں وہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایک نہایت معزز و محترم نامہ نگار نے اپنے ایک مکتوب میں ذیل کی دو مثالیں پیش کی ہیں۔

۱۹/۴ آر۔ ایسٹ (کچا کھوہ) کی نوآبادی میں بعض سانسی سالہا سال سے قبول اسلام کا ارادہ ظاہر کر رہے تھے۔ انہوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، انجمن اسلامیہ پنجاب اور میاں سر محمد شفیع مرحوم کی وساطت سے ڈپٹی کمشنر اقوام جرائم پیشہ کی خدمت میں درخواستیں بھیجیں کہ انہیں مشرف باسلام ہونے کی اجازت دیجائے۔ لیکن انہیں اجازت نہ دی گئی۔ آخر پچھلے نومبر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو یہ معلوم کرنے کے لئے (کچا کھوہ) بھیجا کہ آیا ان سانسیوں کا جذبہ قبول اسلام صحیح اور مخلصانہ ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی کوشش سے یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ اس نوآبادی کے سپرنٹنڈنٹ نے بھی ان لوگوں کے قبول اسلام میں مزاحمت کی۔

اب اس تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔ مغل پورہ، کوٹ خالصہ اور گنیش سر (ملتان) کی نوآبادیوں کے تقریباً اسی (۸۰) فیصدی جرائم پیشہ افراد گزشتہ دس یا گیارہ سال کے اندر اندر سکھ ہو چکے ہیں۔ ۴۹/۹ آر۔ ایسٹ، ۲ آر۔ ویسٹ اور ۱۶/۹ آر کے تقریباً تمام "بھیڑکٹ" سکھ دھرم اختیار کر چکے ہیں۔ لیکن اس تبدیل مذہب پر کسی نے بھی آواز بلند نہیں کی۔ اس لئے کہ محکمہ کے بعض افسروں کو ان لوگوں کا سکھ بن جانا پسند تھا نہ ان کے تبدیل مذہب کی کوئی اطلاع حکومت کو دی گئی نہ اس سوسائٹی کی کوئی شکایت کی گئی جس کی تحویل میں وہ لوگ رکھے گئے تھے۔ صرف ایک سال کا عرصہ ہوا ہے کہ یہ نوآبادی حکومت کی طرف منتقل ہو چکی ہے۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ اور دوسرے اہلکار اب تک پرانے ہی ہیں۔ کیا ڈپٹی کمشنر صاحب اقوام جرائم پیشہ بتا سکتے ہیں کہ اس معاملہ میں جانبداری سے کیوں کام لیا گیا؟ ایک آبادی کی آبادی سکھ مذہب اختیار کر لیتی ہے تو آپ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ لیکن بعض سانسی سالہا سال سے بطیب خاطر اسلام قبول کرنے پر اصرار کرتے رہتے ہیں تو ان کے رستے میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں اور مدت دراز تک ان کی شنوائی ہی نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا ہے کہ نومسلموں کو گمراہ کرنے کے لئے بعض اہلکار آریہ سماجی پرچارکوں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ ان کے "پرمٹ" روک رہا ہے لیکن ڈپٹی کمشنر صاحب اقوام جرائم پیشہ ان معاملات کے متعلق اہلکاروں سے کوئی جواب طلب نہیں کرتے۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ نوآبادی ۱۹/۴ آر۔ ایسٹ کے نومسلموں کو مذہبی آزادی کا حق دیا جائے۔ بعض سرکاری افسر ان کو نماز تک ادا کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ چنانچہ گزشتہ عید الضحیٰ پر انہیں شامل جماعت ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔ بلکہ بعض بیانات مظہر ہیں کہ ان کو گالیاں بھی دی گئیں۔ انہیں مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی بھی اجازت نہیں یہ تمام معاملات نہایت ناقابل برداشت ہیں۔ اور بیشتر اس کے کہ عام مسلمان اپنے ان نووارد بھائیوں کی مذہبی آزادی کی حمایت کے لئے کوئی زیادہ پرشور اور پُرزور تدبیر اختیار کرنے پر مجبور ہوں حکومت کو چاہیئے کہ ڈپٹی کمشنر اقوام جرائم پیشہ کے نام مناسب ہدایات صادر کر کے ان کی تعمیل کرائے۔ (انقلاب)

لاہور میونسپل ریفارم کانفرنس

لاہور کی پبلک کو میونسپلٹی سے بہت سی جائز شکایات ہیں جن کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ ان شکایات کے ازالہ کے لئے چند معزز شہریوں کی کوشش سے گزشتہ ہفتہ لاہور میونسپل ریفارم کانفرنس منعقد کی گئی جس کے ایک اجلاس کی صدارت جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے فرمائی۔ اور نہایت عمدہ خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا۔ کانفرنس نہایت کامیاب رہی۔

مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی اور میاں محمود احمد صاحب

کیا الوصیت کا موعود اور مصلح موعود ایک نہیں؟

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

میاں صاحب کے مریدوں کی کوشش

جس دن سے میاں محمود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کھلی وصیت کے خلاف قادیان میں گدی کا سلسلہ شروع کیا، اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن کو توڑ کر اپنے آپ کو واجب الاطاعت امام قرار دیا ہے اسی دن سے ان کے مریدین گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں اور پھر سبز اشتہار میں جس مصلح موعود کے آنے کی پیشگوئی کی تھی میاں محمود احمد صاحب اس کے مصداق ہیں اس بارہ میں کئی تحریرات ان کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں جن میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود بھی میاں صاحب ہی کو مصلح موعود سمجھتے تھے۔ سب سے پہلی تحریر غالباً وہ ہے جو میاں صاحب کی گدی نشینی کے دو ہی ماہ بعد مئی ۱۹۱۴ء کے ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوئی اس کے بعد مولوی سرور شاہ صاحب نے بھی باین ہمہ علم و فضل اس بارہ میں بڑا زور مارا کہ کسی طرح میاں صاحب مصلح موعود ثابت ہو جائیں لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود خود میاں صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے اور انہوں نے مریدین کے ان بیانات کی تائید یا تردید ضروری نہ سمجھی۔ تائید تو وہ غالباً اس لئے نہ کرتے تھے کہ مصلح موعود بننے کے لئے خدا کی طرف سے بذریعہ الہام کھڑا ہونا ضروری ہے اور میاں صاحب کو اس بارہ میں کوئی الہام نہیں ہوا کہ تو مصلح موعود ہے۔ لیکن تردید بھی وہ کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے کیونکہ دل اسی بات کا متمنی تھا کہ وہ کسی طرح اس منصب کے مصداق ثابت ہو جائیں۔

میاں صاحب کے گول مول جوابات

بارہا اس بارہ میں میاں صاحب سے سوالات ہوئے لیکن انہوں نے گول مول الفاظ میں جواب دے کر ٹال دیا ۱۹۱۴ء ہی میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور نے "اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے میاں صاحب سے یہ سوال کیا کہ کیا آپ الہام سے مصلح موعود ہونے کا دعوے کرتے ہیں؟ اس سوال کو خود میاں صاحب نے اپنی کتاب القول الفصل میں (جو ۳۰ جنوری ۱۹۱۵ء کو شائع ہوئی) نقل کر کے اس کا جو جواب دیا ہے وہ قارئین کرام کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگا لکھتے ہیں:-

"خواجہ صاحب! آپ نے لکھا ہے کہ آپ الہام سے مصلح موعود ہونے کا دعوے کریں تو میں پھر کچھ نہ بولونگا۔ اگر آپ نے یہ بات سچ لکھی ہے تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں اور یہ کہ وہ میرے مخالفوں کو آہستہ آہستہ میری طرف کھینچ لائیگا۔ یا تباہ کر دے گا۔ اور ہمیشہ میرے متبعین میرے مخالفوں پر غالب رہینگے یہ سب باتیں مجھے متفرق اوقات میں اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں۔ پس آپ اپنے وعدہ کے مطابق خاموشی اختیار کریں۔ اور دیکھیں کہ خدا تعالیٰ انجام کیا دکھاتا ہے اگر مصلح موعود ہونے کے متعلق میرے الہام کی آپ قدر کرنے کے لئے تیار رہیں تو کیوں اس بارہ میں آسمانی شہادت کی قدر نہیں کرتے۔"

(القول الفصل صفحہ ۵۷ و صفحہ ۵۸)

مصلحت آمیز خاموشی

گویا بات ہوئی "مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ" سوال ہوتا ہے کہ "آپ الہام سے مصلح موعود ہونے کا دعوے کریں" جواب ملتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں" اس سے صاف ظاہر ہے کہ میاں صاحب مصلح موعود ہونے کا دعوے خود اپنی زبان سے کرنے کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ لیکن کھلے طور پر اس کا انکار بھی انہیں گوارا نہ تھا۔ کہ مریدین جس بات کے پیچھے اڑے ہیں ممکن ہے کل کلاں کو خدا کو بھی ان کا ہمنوا ہونا پڑے۔ اسی حیص بیص اور کشمکش و پیچ میں پورے بیس سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور باوجودیکہ مریدین نے مصلح موعود کی تمام علامات کو توڑ مروڑ کر خلافت مآب پر چسپاں کرنے میں یہودیوں اور عیسائیوں کے بھی کان کتر دیئے لیکن خود میاں صاحب کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوئی۔ پھر تو مریدین کا پیمانہ صبر و شکیب لبریز ہو گیا اور میاں صاحب پر براہ راست سوالات کی بوچھاڑ ہونے لگی کہ کیوں آپ مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔

جناب میاں صاحب اور ان کے بعض مریدین کا مکالمہ

چنانچہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء کے "الفضل" میں صفحہ ۵ پر بعض مریدین کے ساتھ میاں صاحب کا جو مکالمہ شائع ہوا ہے وہ اس بارہ میں خاص دلچسپی رکھتا ہے اور ہم قارئین کرام کی آگاہی کے لئے اس کے ضروری حصص ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں:-

"۱۰ ستمبر (بعد نماز عصر) **مولوی فخر الدین صاحب ملتانی** نے عرض کیا مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو پیشگوئی ہے حضور کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

فرمایا میرے خیال میں یہ باتیں اسی پر چھوڑ دینی چاہئیں جو اس پیشگوئی کا مصداق ہو۔

مولوی فخر الدین صاحب:- بعض دوست کہتے ہیں کہ حضور اس پیشگوئی کے مصداق ہیں اور بعض کہتے ہیں جو مصلح موعود ہو اس کے لئے مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کرنا ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی:- ہر شخص اپنے دل میں جو خیال چاہے رکھنے میں آزاد ہے۔ خواہ وہ خیال صحیح ہو یا غلط اگر کوئی خیال درست نہ ہو تو اس وقت تک اس پر گرفت نہیں ہوتی جب تک کہ نص صریح کے خلاف نہ ہو۔ مجھے تو اس پیشگوئی کے متعلق کبھی کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں ہوئی اوروں کو نہ معلوم کیوں ہوتی ہے؟

ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب:- حضور ہمیں تو کوئی گھبراہٹ نہیں ہم سمجھتے ہیں حضور ہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں جب حضور کی عمر چالیس سال کی ہوئی پیشگوئی واضح طور پر پوری ہو جائیگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی:- چالیس سال کی تو کوئی شرط نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس سال کی عمر ہو جانے کے کئی سال بعد دعوے کیا۔

مولوی فخر الدین صاحب:- ہم نے نبوت کے زمانہ کی برکات اور انوار دیکھے ہیں اس لئے دل چاہتا ہے کہ پھر وہی انوار دیکھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی:- قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے نبوت کے زمانہ کا ذکر اس طرح کیا ہے فرمایا **وآخرین منهم لما یلحقوا بهم** یعنے آنے والوں کو بھی زمانہ نبوت میں داخل کیا ہے اصل بات یہ ہے کہ جب تک نبی کی نیابت قائم رہے نبوت کا ہی زمانہ ہوتا ہے۔ اور جب نیابت نہ رہے اس وقت مامور کی ضرورت پیش آتی ہے ...."

(یہاں قدرت ثانی کا ذکر کرتے ہوئے اس کی تشریح کی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد شروع ہو چکی)

مولوی فخر الدین صاحب:- کلام الٰہی کا نازل ہونا بھی اسے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی:- کلام الٰہی تو اب بھی نازل ہوتا رہتا ہے۔ مجھ پر بھی نازل ہوتا ہے اور دوسروں پر بھی۔ باقی رہا نبی پر نازل ہونے والا کلام۔ اس کی اس وقت تک ضرورت نہیں ہوتی جب تک لوگوں کے قلوب نہ بگڑ جائیں اور کسی مامور کی ضرورت نہ پیش آ جائے۔

مولوی فخر الدین صاحب:- الوصیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت ثانیہ کے مظہر پر خدا تعالیٰ کا خاص طور پر کلام نازل ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی:- اپنے کلام کو خاص قرار دینا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ قدرت ثانیہ والی پیشگوئی کے دو پہلو ہیں ایک کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ "خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا" اور دوسرے کا ان الفاظ میں جو پہلے بیان کئے گئے ہیں (یعنے قدرت ثانی والے الفاظ میں)

میر قاسم علی صاحب:- سبز اشتہار والی پیشگوئی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ وہ لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی:- میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ کوئی تعجب نہیں بلکہ اغلب ہے کہ پیدا ہو چکا ہو۔ میں نے یہ کہا ہے کہ الوصیت میں قدرت ثانیہ کے دو رنگ بیان کئے گئے ہیں۔ اور مصلح موعود کے متعلق سبز اشتہار میں جو خبر ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں کسی خرابی کے پیدا ہونے کے وقت نہیں کھڑا ہونا بلکہ ساری دنیا میں عام خرابی پیدا ہونے کے وقت کھڑا ہونا ہے۔ یہ میرا خیال ہے لیکن ممکن ہے خدا تعالیٰ کے علم میں وہ خرابی اتنی ہی ہو جتنی غیر مبائعین نے پیدا کی تھی اس وقت اللہ تعالیٰ ہی نے

سلسلہ کو بچا لیا ورنہ یہ بھی بہت بڑی خرابی تھی۔ بعد میں آنے والے لوگ اس خطرے کا اندازہ نہیں کر سکتے جو اس وقت ہمارے قلوب میں پیدا ہو گیا تھا۔"

مریدوں کی سعی بلیغ اور جناب خلیفہ صاحب کی تسلیاں!

ان گوناگوں دلچسپیوں سے قطع نظر کرتے ہوئے جو اس مکالمہ میں پائی جاتی ہیں ہم صرف اس کوشش کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جو میاں صاحب کے منہ سے مصلح موعود ہونے کا اقرار کرانے کے لئے مریدین نے مختلف پیرایوں میں کی ہیں۔ پہلے تو میاں صاحب کا صرف خیال دریافت کیا جب انہوں نے یہ جواب دیا کہ جو مصلح موعود ہو اس پر یہ باتیں چھوڑ دی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں صاحب کم از کم اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق نہ سمجھتے تھے تو اس پر جھٹ مریدنے ایک اور طرح دی کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ہی مصداق ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ جو مصداق ہو اس کے لئے دعویٰ کرنا ضروری ہے۔ لیکن خلیفہ صاحب نے پھر بھی اقرار نہ کیا کہ ہاں میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں مصلح موعود ہوں۔ نہ ہی کہا کہ دعویٰ ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ ایک گول مول جواب دیدیا کہ ہر شخص اپنے دل میں جو جی چاہے خیال رکھے۔ کوئی انہیں مصلح موعود سمجھے یا نہ سمجھے کوئی گرفت نہیں جب تک نص صریح کے خلاف نہ ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ میاں صاحب کے پاس اس وقت تک کوئی نص صریح نہ تھی۔ لیکن مریدین کی تسلی پھر بھی نہیں ہوئی اور اس جواب کو بھی اپنے مطلب کے مخالف پا کر ایک اور مرید سید غلام غوث صاحب نے عمر کا سوال پیدا کر کے اس طرف توجہ دلا دی کہ "جب حضور کی عمر چالیس برس کی ہو گی پیشگوئی واضح طور پر پوری ہو جائے گی" حالانکہ میاں صاحب کی عمر اس وقت چالیس چھوڑ پینتالیس سال سے بھی بڑھ چکی تھی۔ اور سید غلام غوث صاحب کا منشا بھی دراصل یہی تھا کہ میاں صاحب کو اس طرف متوجہ کریں کہ آپ کی عمر تو چالیس سال سے زیادہ ہو۔ پھر کیوں مصلح موعود ہونے کا دعوے نہیں کر دیتے۔ چنانچہ میاں صاحب نے بھی اس کو بھانپ لیا اور جواب میں یوں تو نہیں کہا کہ میری عمر چالیس سال سے زیادہ ہے بلکہ ایک دوسرا پیرایہ اختیار کیا کہ "چالیس سال کی تو کوئی شرط نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس سال کی عمر ہو جانے کے کئی سال بعد دعوے کیا"۔ اس طرح آپ نے مریدین کو تسلی اور امید دلا دی کہ اگرچہ میری عمر چالیس سال سے زیادہ ہے لیکن گھبراؤ نہیں اب نہیں تو ممکن ہے آئندہ کچھ عرصہ بعد میں مصلح موعود ہونے کا دعوے کر دوں۔

میاں صاحب کو نبی بنانے کی کوشش بھی ہو رہی ہے

لیکن مریدوں کی یہ عجیب دانش ہوئے ہیں اتنا بار بار کے انکار اور کھلی تصریح کے باوجود کہ مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعوی میاں صاحب ابھی کرنے کے لئے تیار نہیں، باوجودیکہ مرزا انہیں پہلے ہی سے مصداق سمجھتے ہیں اور باوجودیکہ ان کی عمر کا چالیس سال سے متجاوز ہو چکی ہے۔ مولوی فخر الدین صاحب پھر اول اشتہار میں کہ "ہم نے نبوت کے زمانہ کے برکات و انوار دیکھے ہیں اس لئے دل چاہتا ہے کہ پھر وہی انوار دیکھیں" گویا ان کے نزدیک مصلح موعود بھی کوئی نبی ہونا ہے۔ اور یہ دراصل مصلح موعود ہی میاں صاحب کو بنانے کی کوشش نہیں بلکہ دعوی نبوت کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں۔

جناب خلیفہ صاحب کے چند اور ارشادات

جناب خلیفہ صاحب نے ... مصلح موعود کا نبی ہونا ضروری نہیں۔ فرمایا تو یہ کہ قرآن کریم نے بعد میں آنے والوں کو بھی زمانہ نبوت میں داخل کیا ہے۔ اور کہ جب تک نبی کی نیابت قائم رہے نبوت کا ہی زمانہ ہوتا ہے اور جب نیابت نہ رہے اس وقت مامور کی ضرورت پیش آتی ہے" اور اس کے بعد ہی الوصیت سے قدرت ثانیہ کے تذکرہ کو پیش کر کے اس بات کو واضح کر دیا کہ یہ زمانہ مسیح موعود کی نبوت کا زمانہ ہے۔ اور **آخرین منھم** کے یہ معنی ہیں کہ اب جو لوگ احمدی ہوتے ہیں وہ مسیح موعود کے زمانہ نبوت میں داخل ہیں۔ نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تو ان کے نزدیک مدت ہوئی ختم ہو چکا۔ نبی تو اب مسیح موعود ہے۔ کیونکہ ان کی نیابت قائم ہے۔

اور پھر ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ "جب نیابت نہ رہے اس وقت مامور کی ضرورت پیش آتی ہے" گویا مسیح موعود جب مامور ہو کر آئے تھے تو اس وقت رسول اللہ کی نیابت اٹھ چکی تھی۔ اس لئے نئے مامور کی ضرورت پیش آئی۔ اور اب چونکہ مسیح موعود کی نیابت ابھی قائم ہے اور ان کا زمانہ نبوت باقی اس لئے مصلح موعود کی کوئی ضرورت ابھی نہیں۔ یہاں انہوں نے مصلح موعود کے بجائے مامور کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیونکہ بحث اسی کے متعلق ہے مرید مصلح موعود کو ہی سمجھکر زمانہ نبوت کی برکات دیکھنا چاہتے ہیں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ زمانہ نبوت ابھی باقی ہے کیونکہ پہلے نبی کی نیابت قائم ہے۔ جب نیابت نہ رہے اس وقت مامور (یعنی مصلح موعود) کی ضرورت پیش آئے گی۔

ایک قابل غور بات

اس بات کو قارئین کرام ذہن میں رکھیں کہ میاں صاحب نے مصلح موعود کو یہاں صاف طور پر مامور قرار دیا ہے۔ ... بعض تک نہیں آئے بلکہ ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے الوصیت والی پیشگوئی کے دو پہلو قرار دیئے ہیں ایک پہلو کا ذکر قدرت ثانیہ کے الفاظ میں کیا گیا۔ اور دوسرے پہلو کا ذکر ان الفاظ میں ہے جن میں حضرت مسیح موعود نے اپنی ذریت میں سے ایک شخص کے قرب اور وحی سے مخصوص ہو کر کھڑے ہونے کی پیشگوئی کی ہے۔ اول الذکر پہلو تو میاں صاحب کے نزدیک نبی کی نیابت کا زمانہ ہے مصلح موعود کا زمانہ نہیں۔ موخر الذکر پیشگوئی خود ان کے نزدیک ایک مامور کو چاہتی ہے اور اس کی ضرورت بقول ان کے اس وقت ہو گی جب نیابت نہ رہے۔ اور وہی مصلح موعود کا زمانہ ہے۔

سبز اشتہار والی پیشگوئی کے متعلق میاں صاحب کا خیال

میاں صاحب نے تو مریدین کی تمام کوششوں اور خواہشات کا گویا جنازہ ہی نکال دیا۔ لیکن مریدین بھی بڑے کائیاں واقع ہوئے ہیں۔ آخر ان میں سے ایک اور سب سے زیادہ ہوشیار مرید نے جرأت کی اور ایک اور پہلو سے انہیں قائل کرنا چاہا۔

"سبز اشتہار والی پیشگوئی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ وہ لڑکا پیدا ہو گیا ہے"

یہ چال ایک حد تک کامیاب نکلی لیکن پھر بھی میاں صاحب نے اپنے منہ سے اقرار نہ کیا کہ میں ہی وہ لڑکا ہوں۔ فرماتے ہیں:-

"میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ کوئی تعجب نہیں بلکہ اغلب ہے کہ پیدا ہو چکا ہو"

گویا ابھی تک میاں صاحب اپنے آپ کو "وہ لڑکا" قرار دینے کے لئے تیار نہیں بلکہ کسی اور کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ اغلب ہے کہ پیدا ہو چکا ہو" اگر اپنے آپ کو ایسا سمجھتے تو کہہ سکتے تھے کہ وہ لڑکا میں ہوں۔ لیکن الفاظ اس مفہوم کے قطعاً خلاف ہیں اور ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ میاں صاحب اگرچہ سبز اشتہار والے لڑکے کے پیدا ہو چکنے کا اغلب گمان رکھتے ہیں لیکن اپنے متعلق یہ وہم انہیں نہیں تھا۔ چنانچہ آگے چلکر اس بات کو اور صاف کر دیا ہے:-

"مصلح موعود کے متعلق سبز اشتہار میں جو خبر ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں کسی خرابی کے پیدا ہونے کے وقت کھڑا نہیں ہونا بلکہ ساری دنیا میں عام خرابی پیدا ہونے کے وقت کھڑا ہونا ہے"

کیا یہ الفاظ ان مریدین کے لئے قابل غور نہیں جو میاں صاحب کو محض اس وجہ سے مصلح موعود قرار دینے کے درپے ہیں کہ انہوں نے نبوت مسیح موعود اور کفر کے مسائل ایجاد کر کے جماعت لاہور کو وہ صلواتیں سنائی ہیں کہ الاماں۔ ان کے نزدیک (بقول کے برعکس نہند نام زنگی کافور) یہی سب سے بڑا اصلاحی کام ہے جو مصلح موعود نے آکر کرنا تھا۔ لیکن وہ غور کر لیں کہ میاں صاحب کا یہ خیال نہیں کہ حضرت مسیح موعود کے سلسلہ میں کسی خرابی کے پیدا ہونے کے وقت مصلح موعود نے کھڑا ہونا ہے۔ بلکہ وہ مصلح موعود اس کو قرار دیتے ہیں جو ساری دنیا میں عام خرابی پیدا ہونے کے وقت کھڑا کیا جائے۔

میاں صاحب کے ارشادات کے نتائج

غرض اس تمام بحث سے ثابت ہے کہ میاں محمود احمد صاحب ۱۰ رستمبر ۱۹۴۳ء تک مریدوں کی خواہشات اور کوششوں کے باوجود کسی طرح بھی اپنے آپ کو مصلح موعود قرار دینے کے لئے تیار نہیں تھے بلکہ ان کا یہ خیال تھا کہ۔

(۱) مصلح موعود کا مامور ہونا ضروری ہے۔

(۲) مصلح موعود ساری دنیا میں عام خرابی پیدا ہونے کے وقت کھڑا کیا جائے گا۔

(۳) الوصیت میں حضرت مسیح موعود نے اپنی ذریت سے جس شخص کے قرب اور وحی الٰہی سے مخصوص ہو کر کھڑے ہونے کی پیشگوئی کی ہے وہ مصلح موعود کے سوا اور کوئی نہیں اور وہ زمانہ نیابت مسیح موعود کے بعد آئے گا۔

(باقی آئندہ)

ایک خوشی کی خبر

نہایت مسرت سے اطلاع دی جاتی ہے کہ چودھری عبد الرحمن خلف الرشید جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ۶، ۷ مئی کی درمیانی شب کو بمقام سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ فرزند عطا فرمایا ہے الحمد للہ۔ بچہ کی دادی صاحبہ نے عبد السلام نام تجویز فرمایا ہے ہم جناب خانصاحب موصوف اور ان کی بیگم صاحبہ کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور صالح و خادم دین بنائے۔

اور ایسا نہ ماننے والا جو آپ کو مفتری علی اللہ سمجھتا ہے برابر ہیں یہی جواب حضرت مرزا صاحب نے دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں:۔

کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا
کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے "

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

یہ فقرہ صرف انہی لوگوں کے لئے ہے جو اتمام حجت کے بعد آپ کو مفتری علی اللہ سمجھ کر نہیں مانتے۔ وہ لوگ جو بکلی نام سے بھی بیخبر ہیں یا جن کو ابھی دعوت پوری طرح نہیں پہنچی ایسے سب لوگ اس فقرے کی زد سے باہر ہیں۔ اور یہ تو خود نامعقول بات ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کی طرف ایک ایسی نامعقول بات منسوب کریں کہ ہر نہ ماننے والا اور کافر کہنے والا برابر ہیں حالانکہ بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں جو یوں تو نہ ماننے والے نہیں مگر وہ مرزا صاحب کو دل سے مسلمان جانتے ہیں اور جنھوں نے آپ کو کافر کہا ان کو غلطی پر جانتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اگر وہ اس امر کا اعلان کر دیں تو حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں۔ اور فرماتے ہیں کہ میں حکم دوں گا کہ میری جماعت ایسے لوگوں کے ساتھ ملکر نمازیں پڑھ لیا کرے۔

"جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا
کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے "

اس سے یہ سمجھ لینا کہ ہر نہ ماننے والا مرزا صاحب کو مفتری قرار دینے والا ہے قطعاً خلاف منشائے متکلم ہے۔ اور خلاف واقعہ بھی بلکہ اس کے معنے وہی ہیں جو ہم نے پہلے لکھ دیئے ہیں۔ اس جگہ ہم حضرت مرزا صاحب کا اپنا قول اپنے معانی کی تائید میں پیش کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے:۔

" وہ لوگ خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور خدا کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین و آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے اور مجھے کافر ٹھہرا کر اپنے کفر پر مہر کر دی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

جن لوگوں کا اوپر کے فقرات میں ذکر ہے یہ وہی ہیں جن کے متعلق پہلا فقرہ ہے کہ " جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے " پس کافر کہنے والے اور ایسے نہ ماننے والے یقیناً برابر ہیں۔ لہٰذا "تریاق القلوب" کا مذہب بھی صحیح اور درست اور قائم رہا۔ ورنہ:۔

کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپا یا ہم نے

سوال

میرزا صاحب تو فرماتے ہیں کہ:

"کفر دو قسم پر ہے "

(ا) ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا "

(ب) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے "

" اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا "

" اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اسے باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا "

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ و صفحہ ۱۸۰)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سب نہ ماننے والے کافر ہیں خواہ ان پر حجت تمام ہوئی یا نہ ہوئی اور یہ کہ مرزا صاحب کا منکر دراصل ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم کا منکر کافر ہے۔

جواب

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

کاش معترض صاحب ذرا ٹھنڈے دل سے اوپر کی عبارات کو پڑھتے اور سلطان القلم کی قابلیت کی داد دیتے۔ اگر وہ بصیرۃ کی راہ سے دیکھینگے تو انہیں معلوم ہوگا کہ نہایت لطیف پیرائے میں آنحضرت صلعم کے انکار اور مسیح موعود کے انکار میں فرق دکھایا گیا ہے آنحضرت صلعم کے محض انکار کو ہی کفر قسم اول لکھا ہے۔ اور مسیح موعود کے انکار کے ساتھ "باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جاننے" کو ملا کر کفر قسم دوم قرار دیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کا محض انکار کفر نہیں اور یہی تریاق القلوب کا مذہب ہے لہٰذا یہ بھی تسلیم کرنا پڑا کہ صرف وہی منکرین جو مکذب و مکفر ہیں آپ کو کافر کہکر حدیث نبوی کے مطابق خود کافر ہو جاتے ہیں اور وہ منکر جو مکذب اور مکفر نہیں بلکہ آپ کو سچ مچ مسلمان جانتے ہیں وہ کافر نہیں ہیں۔

ایک سچی شہادت

۱۹۳۲ء کے شروع میں جب کہ میں جناب میاں صاحب کی مہربانی سے قادیانی جماعت سے الگ کیا گیا تو میں نے مسئلہ کفر و اسلام پر اپنے خیالات کا اظہار بذریعہ اخبار پیغام صلح کیا۔ اس پر دہلی کی جماعت قادیانی میں کچھ ہیجان سا پیدا ہوا۔ اور اس کا تدارک کچھ تو بہتان طرازی سے کیا گیا اور کچھ تین چار دن میرے مضمون کے جواب میں برادرم عبدالحمید صاحب احمدی نے جو قادیانی جماعت کے بہت نیکدل تبلیغی سکرٹری ہیں تقریریں کیں آخری تقریر والے دن میں بھی جا پہنچا۔ خاتمہ تقریر پر میں نے نہایت محبت اور اخلاص سے پوچھا کہ اتنے دن کے لیکچروں میں اگر ایک بھی حوالہ ایسا پیش کیا گیا ہو جس میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے محض انکار کو کفر قرار دیا ہو تکذیب اور تکفیر کی وہاں شرط ساتھ نہ ہو تو مجھے وہ ایک ہی حوالہ دکھا دیا جائے میں مان لونگا کہ میں نے جو مضامین لکھے وہ سب بیکار رہیں۔ اور جناب میاں صاحب اور ان کی جماعت اس مسئلہ میں حق پر ہے۔

اعتراف شکست

اس مطالبہ کے جواب میں برادرم عبدالحمید صاحب نے "حقیقت الوحی" کے صفحہ ۱۸۰ کی وہی عبارت پڑھی جو ابھی ہم اوپر درج کر کے جواب دے چکے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہاں تو انکار کے ساتھ ہر جگہ تکذیب کا ذکر کھلکر کیا گیا ہے۔ آپ کوئی اور عبارت پیش کریں۔ میری اس بات کو برادرم عبدالحمید بھی سمجھ گئے۔ اور قادیانی جماعت کے بعض افراد نے میری عدم موجودگی میں کہدیا کہ مولوی صاحب کا جواب ہم لوگوں سے بن نہیں پڑا۔ میرے سامنے بھی ایک دو صاحبوں نے مان لیا تھا کہ ہاں یہاں محض دعوے کا انکار مذکور نہیں ہے۔

قادیانی فاضلوں سے درخواست

اس دل پر اثر کر جانے والے اعتراض سے متاثر ہو کر بھائی عبدالحمید صاحب نے قادیان لکھا کہ کوئی عالم وہاں سے اس مشکل کا حل کرے۔ اور مجھے بھی انہوں نے بتا دیا۔ مگر وہاں اس مشکل کا حل کہاں لکھا تھا۔ آج تک انہیں جواب نہ ملا۔ برادرم عبدالحمید کا خط جواب کے لئے مولوی محمد اسمعیل صاحب کے سپرد کیا گیا جو حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے حل کرنے میں قادیان میں فاضل تسلیم کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے ۶ یا ۸ صفحہ تک جواب لکھا مگر خدا گواہ ہے کہ وقت ضائع کیا گیا تھا اور حرف مطلب تھا برادرم عبدالحمید صاحب کی اس خط سے تسلی نہ ہوئی انہوں نے وہ خط مجھے دیدیا میں نے پڑھ کر ان سے پوچھا کہ اس میں اصل سوال کا جواب کہاں ہے تو وہ کہنے لگے شاید آگے چلکر مولوی صاحب لکھیں۔ میں نے کہا اگر وہ لکھ سکتے تو پہلے اصل جواب ہی لکھتے یہ لمبی مولویانہ تاویلیں ہرگز نہ کرتے۔ پھر میں نے کہا کہ آپ نوٹ کر لیں کہ جو مطالبہ ہے وہ ہرگز پورا نہ ہوگا۔ سو الحمدللہ کہ میری بات پوری ہوئی۔ اگر قادیان میں کوئی فاضل واقعی ہے تو اب اس مشکل کو حل کر کے دکھائے۔ میں ایسے فاضل کا بیحد شکرگزار ہونگا۔ اور تمام احمدی جماعت ان کی ممنون احسان ہوگی مگر میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالےٰ وہ اگر سب کے سب ملکر بھی کوشش کرینگے تو بھی عاجز ہی رہیں گے۔

اہل قادیان سے گزارش

(از جناب خان صاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ قادیانی احباب حضرت مسیح موعود کے الہامات کا مجموعہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کے لئے مولوی شیر علی صاحب نے اخبار میں اعلان بھی کیا ہے اس بارے میں اتنی گزارش ہے کہ جیسا کہ اکثر پرانے احباب کو علم ہے کہ حضرت صاحب اپنے الہامات کو اپنی کاپی میں لکھ لیا کرتے تھے اور پھر باہر تشریف لاکر احباب کو بھی سنا دیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ کے اکثر الہامات اخبارات سلسلہ میں۔ آپ کی مختلف تالیفات میں اور آپ کے خطوں میں محفوظ ہو گئے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی تشریحات بھی آپ کی تحریروں اور تقریروں سے مل سکتی ہیں۔ باقی اگر کوئی رہ گئے ہوں تو وہ آپ کی کاپیوں اور دیگر کاغذات سے جو غالباً آپ کے فرزندوں کے پاس محفوظ ہوں گے مل جائیں گے۔ آپ کے الہامات کو چھبیس ۲۶ سال کے بعد زبانی روایات کی بنا پر خصوصاً موجودہ اختلاف سلسلہ کی موجودگی میں شائع کرنا ایک نامناسب اقدام ہے۔ سرمایہ کافی ہو تو آپ کے الہامات و مکاشفات کو بہترین صورت میں شائع کیا جاسکتا ہے ورنہ موجودہ حالات میں جبکہ مفت خورے بہت ہیں اور قیمتاً لینے والے کم ایسا کام تکمیل کو پہنچنا دشوار ہے۔

ہندو دیویوں کا اغوا

قارئین کو یاد ہوگا کہ گزشتہ سال مہا سبھائیوں نے بے انتہا شور مچایا تھا کہ بنگال کی ہندو دیویوں کو مسلمان اغوا کر رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں مہا سبھائیوں کے ایک وفد نے گورنر بنگال سے ملکر رونا رویا تھا کہ مسلمانوں کے ظلم و ستم سے ہندو دیویوں کو بچایئے نیز ہندو سبھا بنگال کی مجلس تحفظ خواتین کی طرف سے ایک گشتی چٹھی شائع کی گئی تھی جس میں لکھا تھا کہ صوبہ بنگال میں عورتوں پر حملوں کی وارداتیں اس درجہ بڑھ گئی ہیں کہ صوبہ میں خوف و ہراس پیدا ہوگیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ ان وارداتوں میں زیادہ ہندو دیویاں ہی شکار ہوئی ہیں۔ بہرحال اب صوبہ بنگال کے نظم و نسق ۳۳-۱۹۳۲ء کی رپورٹ شائع ہوگئی ہے۔ اس رپورٹ میں گزشتہ چار سال کے اندر بنگال میں عورتوں پر حملوں کے جرائم اور سزا یافتگان کے متعلق اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں۔ تعزیرات ہند کی مختلف دفعات کے ماتحت اس قسم کے واقعات کی پولیس میں جو رپورٹیں ہوئیں گزشتہ چار سال میں ان کی تفصیل اس طرح ہے:-

۳۰-۱۹۲۹ء میں ۸۷۷ وارداتیں۔ ۳۱-۱۹۳۰ء میں ۶۹۷ وارداتیں۔ ۳۲-۱۹۳۱ء میں ۷۲۹ وارداتیں ۳۳-۱۹۳۲ء میں ۷۷۲ وارداتیں۔

۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۳ء تک صحیح وارداتوں کی کل تعداد جن کی مجسٹریٹوں کے یہاں اور پولیس میں رپورٹ کیگئی علی الترتیب ۱۰۲۹ - ۶۸۴ - ۶۹۰ اور ۸۲۱ تھی۔ گرفتار شدہ اشخاص کی تعداد سالہائے مذکور میں علی الترتیب ۲۰۰۶ - ۱۳۸۹ - ۱۵۵۲ - ۱۶۵۷ تھی اور سزا یافتہ اشخاص کی تعداد ۴۹۰ - ۴۰۲ - ۳۵۲ - ۴۹۹ تھی۔

اس مسئلہ کے فرقہ وار پہلو کا جہانتک تعلق ہے اعداد و شمار بہت دلچسپ ہیں۔ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۱ء تک (بشمول ۱۹۳۱ء) کے ۶ سال کے عرصہ میں ہندو دیویوں پر جو حملے ہوئے ان کی تعداد علی الترتیب ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۰۴ - ۳۶۷ - ۳۰۶ - اور ۳۰۸ تھی۔ اس کے مقابلہ میں مسلم خواتین کی تعداد جن پر حملے ہوئے علی الترتیب ۴۵۴ - ۵۹۷ - ۶۰۵ - ۵۳۸ - اور ۵۸۲ تھی۔

ہندو دیویوں پر مسلمان مردوں کے حملوں کی تعداد مذکورہ بالا ۶ سال میں علی الترتیب ۱۱۴ - ۱۲۲ - ۱۰۵ - ۱۱۴ اور ۱۲۵ ہے۔ اور ہندو دیویوں پر ہندو مردوں نے اغوا وغیرہ کی اغراض سے جو حملے کئے ان کی تعداد بالترتیب ۲۰۵ - ۲۰۱ - ۱۹۸ - ۱۲۳ - ۲۳۴ - اور ۱۹۴ تھی۔

ان اعداد و شمار کے بعد جو کسی مسلمان کے پیش کردہ نہیں بلکہ حکومت نے پیش کئے ہیں۔ ہندو سبھائیوں کے واویلا اور پروپیگنڈا کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اگر دوسروں کے عیب گنانے اور دوسروں کو الزام دیتے وقت اپنے اوپر بھی ہلکی سی نظر ڈال لی جایا کرے تو اس قسم کے موقعوں پر شرمندہ ہونے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسلمانوں میں کوئی بھی بد اخلاق نہیں۔ مگر اس رپورٹ سے ثابت ہوتا ہے کہ برادران وطن باعتبار اخلاق مسلمانوں سے کہیں زیادہ پیچھے ہیں۔ ("مدینہ")

خبریں

عالم اسلام

— قاہرہ ۷ رمئی۔ معلوم ہوا ہے کہ سلطان ابن سعود کی افواج نے حدیدہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور وہاں انہیں سامان جنگ کی بہت بڑی مقدار ملی جو حال میں یورپ سے امام یمن کے لئے آئی تھی سلطان ابن سعود کے دوسرے صاحبزادے امیر فیصل نے جو تمام حملہ آور افواج کے کمانڈر ہیں۔ تمام غیر ملکیوں کو پوری حفاظت کا یقین دلایا ہے۔

— ایک خبر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امیر فیصل نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ وہ صنعا (پایہ تخت یمن) پر عنقریب پیشقدمی شروع کر دینگے۔ بعد کی ایک خبر ہے کہ امیر فیصل نے صنعا کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ایک اور فتح حاصل کرلی ہے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ اس جنگ میں کسی فریق کی طرفداری نہیں کرے گا۔ اور اٹلی کا یمن میں اپنے مفاد کی حفاظت کے لئے حرکت کرنا حکومت سعودیہ کے سرکاری حلقوں میں غیر ممکن سمجھا جاتا ہے۔

— قاہرہ ۹ رمئی۔ سلطان ابن سعود نے امیر فیصل کو حدیدہ کا امیر مقرر کیا ہے۔ حدیدہ میں دکانیں وغیرہ از سر نو کھل گئی ہیں اور کاروبار معتدل طریقہ پر شروع ہوگیا ہے۔ غیر ملکی لوگ ہر طرح سے مطمئن ہیں۔ یہ بھی سنا جاتا ہے کہ سعودی افواج امیر فیصل کو مجبور کر رہی ہیں کہ وہ یمن میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیں لیکن فی الحال انہوں نے اس مشورہ پر عمل نہیں کیا۔

— قاہرہ ۹ رمئی۔ حدیدہ میں امن قائم رکھنے کے لئے عدن سے مسلح پولیس بھیجی گئی تھی مگر وہ واپس آگئی کیونکہ طیارہ بردار جہاز کی موجودگی ہی وہاں کے امن کی ضامن ہے۔

— لندن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ برطانوی سفیر مقیم جدہ کو حکومت سعودیہ نے یقین دلایا ہے کہ حدیدہ میں ہر طرح سے امن قائم رکھا جائے گا۔

— لندن ۹ رمئی۔ کل دارالعوام میں وزیر خارجہ نے بیان کیا کہ امام یمن اور سلطان ابن سعود کی جنگ میں برطانیہ کا رویہ غیر جانبدارانہ رہا ہے۔ کیونکہ فریقین میں سے ہر ایک کے ساتھ برطانیہ دوستانہ تعلقات کے لئے ایک معاہدہ کے ذریعہ پابند ہے ہاں البتہ برطانیہ نے اپنی رعایا کے جان و مال کی حفاظت کے لئے ضرور اقدام کیا ہے۔

— حکومت افغانستان نے مزار شریف کے مقام پر فوجی تعلیم کا اعلیٰ انتظام کیا ہے۔ ایک فوجی سکول وسیع پیمانہ پر کھولا گیا ہے جس کی رسم افتتاح حال ہی میں ادا کی گئی۔ اس کے علاوہ پرائیویٹ طور پر بھی فوجی تعلیم میں دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ غزنی اور اس کے نواحی علاقہ میں متعدد پرائیویٹ فوجی مدارس کھولے گئے ہیں جن میں اس وقت تقریباً تین سَو طلبا تعلیم پا رہے ہیں۔

— شملہ ۹ رمئی۔ کاشغر کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ تنکانیوں نے یانگی حصار کو تسخیر کر لیا ہے اور امیر نور احمد اور دیگر بہت سے اشخاص ۱۲ اپریل کو قتل کر دیئے گئے ہیں۔ تنکانیوں کی فوج ۲۰ اپریل کو یارقند کے شہر میں داخل ہوگئی ہے۔

ہندوستان و ممالک خارجہ

— دارجلنگ ۸ رمئی۔ آج ہز ایکسیلنسی گورنر بنگال پر گھوڑ دوڑ کے میدان میں جبکہ وہ اپنے بکس میں بیٹھے کھیل ملاحظہ فرما رہے تھے دو بنگالی نوجوانوں نے ریوالور سے قاتلانہ حملہ کر دیا اور بہت سی گولیاں چلائیں لیکن گورنر موصوف اور ان کے رفقا بال بال بچ گئے صرف ایک خاتون کو معمولی زخم آیا۔ گورنر کے مسلح محافظوں نے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور انہیں زخمی کر دیا۔ اسی حالت میں وہ گرفتار ہوئے اس وقت وہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ایک کی حالت بہت مخدوش بیان کی جاتی ہے۔ حملہ کے بعد بھی گورنر موصوف کھیل ملاحظہ فرماتے رہے اور پروگرام کے مطابق قیام گاہ کو روانہ ہوئے۔

— سلطانپور (ریاست کپورتھلہ) کے حادثہ کے خلاف مسلمان جگہ جگہ احتجاجی جلسے کر رہے ہیں۔

— جرمنی میں پوٹاس کی ایک کان میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے ۸۰ مزدور جلکر مر گئے۔

— ضلع گجرات (پنجاب) میں طاعون ابھی تک موجود ہے حکام انسدادی کوششوں میں مصروف ہیں۔

— لاہور ۸ رمئی۔ لاہور ہائیکورٹ کے نئے چیف جج مسٹر ینگ عنقریب شملہ جانے والے ہیں۔ جہاں قائم مقام وائسرائے سے حلف وفاداری لینگے

— لاہور ۸ رمئی۔ پنجاب کے نئے چیف جج نے آج پہلی مرتبہ مقدمات کی سماعت فرمائی۔ اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھ کام کیا یعنے ایک ہی دن میں مقدمہ قتل کی پانچ اپیلوں کا فیصلہ سنا دیا اور چھٹی کی سماعت شروع کر دی۔

— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ گورنر مدراس سر جارج سٹینلے ۱۶ رمئی کو قائم مقام وائسرائے کے عہدہ کا چارج لینگے اور سر محمد عثمان صوبہ مدراس کے قائم مقام گورنر ہوں گے۔

— علیگڑھ ۸ رمئی۔ سر راس مسعود نے ابھی تک اپنا استعفیٰ واپس نہیں لیا۔ مختلف مقامات سے بذریعہ خطوط و تار انہیں اس بات کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔

— حکومت اٹلی نے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے کہ اس کا بجٹ متوازن ہوگیا ہے اور آئندہ سال ۴۰ ملین لیر اجنگی جہازوں کی تعمیر پر خرچ کئے جائیں گے۔

— بلدیہ برلن نے فیصلہ کیا ہے کہ ۵ لاکھ پونڈ کے خرچ سے سارے شہر میں زمین دوز کوٹھڑیاں تعمیر کی جائیں تاکہ ہوائی حملہ کے وقت لوگ ان میں پناہ لے سکیں اس کے علاوہ تین لاکھ اشخاص کی ایک والنٹیر کور تیار کی گئی ہے جو ہوائی حملوں کا مقابلہ کرے گی۔

— فرانس کے وزیر اعظم ایم ڈومرگ اپنے سرکاری محل کو چھوڑ کر ایک پرائیویٹ ہوٹل میں رہتے ہیں اور یہ تاریخ فرانس میں پہلا موقع ہے کہ اس کے وزیر اعظم نے ایک ہوٹل میں رہائش اختیار کی ہو۔

— بمبئی میں ملوں کی ہڑتال نے نازک صورت اختیار کر لی ہے افواہ ہے کہ کارخانوں کے مالک حکومت سے درخواست کرنے والے ہیں کہ وہ مزدور لیڈروں کو جلا وطن کر دے۔

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ یکم صفر المظفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۵ رمئی ۱۹۳۴ء | نمبر ۳۰

دورِ حاضرہ کا سب سے بڑا فتنہ

تہذیب نو روحانی طاقتوں کو افسردہ کر رہی ہے

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ہمارے معترضین اگر ذرا غور کرکے سوچیں گے تو ان پر بہ یقین کامل واضح ہو جائے گا کہ جن انواع و اقسام کے مفاسد نے آجکل دامن پھیلا رکھا ہے ان کی صورت پہلے فسادوں کی صورت سے مختلف ہے۔ وہ زمانہ جو کچھ پہلے اس سے گزر گیا وہ جاہلانہ تقلید کا زمانہ تھا۔ اور یہ زمانہ کہ جس کی ہم زیارت کر رہے ہیں یہ عقل کی بد استعمالی کا زمانہ ہے۔ پہلے اس سے اکثر لوگوں کو نامعقول تقلید نے خراب کر رکھا تھا۔ اور اب فکر اور نظر کی غلطی نے بہتوں کی مٹی پلید کر دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دلائل عمیقہ اور براہین قاطعہ لکھنے کی ہمکو ضرورتیں پیش آئیں وہ ان نیک اور بزرگ عالموں کو کہ جنھوں نے صرف جاہلانہ تقلید کا غلبہ دیکھ کر کتابیں لکھی تھیں پیش نہیں آئی تھیں۔ ہمارے زمانہ کی نئی روشنی (کہ خاک برفرق ایں روشنی) نوآموزوں کی روحانی قوتوں کو افسردہ کر رہی ہے اور ان کے دلوں میں

بجائے خدا کی تعظیم کے اپنی تعظیم

سما گئی ہے۔ اور بجائے خدا کی ہدایت کے آپ ہی ہادی بن بیٹھے ہیں اگرچہ آج کل تقریباً تمام نوآموزوں کا قدرتی میلان وجوہات عقلیہ کی طرف ہو گیا ہے۔ لیکن افسوس کہ یہی میلان

بباعث عقل ناتمام اور علم خام کے بجائے رہبر ہونے کے رہزن ہو جاتا ہے

(براہین احمدیہ)

معذرت

پریس کی مشکلات

گزشتہ چند ہفتوں سے پیغام صلح کی باقاعدگی میں معمولی سا خلل پیدا ہو گیا ہے۔ چھپائی بھی پہلے جیسی صاف اور عمدہ نہیں ہوتی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احباب کو اس کی وجہ سے آگاہ کر دیا جائے۔ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے اخبار، روزنامہ انقلاب کے مطبع مسلم پرنٹنگ پریس میں چھپتا ہے۔ پہلے یہ پریس کرایہ کے مکان میں تھا۔ لیکن اب خدا کے فضل سے اس کی اپنی عمارت تیار ہو گئی ہے اور مشینیں اس نئی عمارت میں منتقل کی جا رہی ہیں موجودہ صورت حالات یہ ہے کہ چار مشینوں میں سے دو نئی عمارت میں نصب کی جا چکی ہیں لیکن ان کی معمولی مرمت باقی ہے۔ اس کے بعد کام کرنے کے قابل ہونگی۔ باقی دو پرانی عمارت میں بدستور کام کر رہی ہیں۔ . . . . مطبع کا سارا بار انہی دو مشینوں پر ہے۔ اس وجہ سے چھپائی پر پوری توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ اور بعض اوقات تاخیر بھی ہو جاتی ہے۔ پہلی دو مشینوں کے چالو ہونے کے بعد ان دونوں کو بھی نئی عمارت میں منتقل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد انشاء اللہ یہ شکایت رفع ہو جائے گی۔ کارکنان پریس کے بیان کے مطابق چاروں مشینیں ماہ رواں کے اندر اندر نئی عمارت میں منتقل ہو کر کام شروع کر دینگی۔ ہم اپنی ان معذوریوں کو پیش کرتے ہوئے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں اور اس کے ساتھ مالکان و کارکنان پریس سے بھی توقع رکھتے ہیں کہ وہ جلد سے جلد اپنا پورا پریس جدید عمارت میں منتقل کرکے اس دقت کو رفع کر دینگے موجودہ صورت میں ہمارا سخت نقصان ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ بعض دوسری شکایات بھی ہیں جن کی طرف کارکنان پریس کو جلد سے جلد توجہ دینی چاہیئے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ پریس کے جدید عمارت میں منتقل ہو جانے کے بعد ان کا ازالہ ہو جائے گا۔

(مدیر)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح ۱۴ رمئی کی صبح کو پشاور تشریف لے گئے ۱۵ مئی کو واپسی کی توقع ہے۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب امروز فردا میں بھوپال تشریف لیجانے والے ہیں۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی انشاء اللہ چند روز تک ڈلہوزی تشریف لیجائینگے۔

— ماسٹر محمد عبداللہ صاحب راولپنڈی سے اطلاع دیتے ہیں کہ صوفی شمس الدین صاحب مرحوم کی دختر نیک اختر کا عقد مرزا مظفر بیگ صاحب سابق مبلغ فجی کے برادر خورد مرزا محمد عظیم بیگ صاحب کے ساتھ ہوا۔

پیغام صلح:۔ ہماری طرف سے دلی مبارکباد قبول ہو اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو بابرکت بنائے۔

— جناب عزیز اللہ صاحب وکیل صدر جماعت راولپنڈی عرصہ سے علیل ہیں۔

— جناب مولوی عصمت اللہ صاحب کو خفیف افاقہ ہے لیکن کمزور بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔

— ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب کئی روز سے بعارضہ بخار بیمار رہیں اب پہلے سے قدرے افاقہ ہے۔

— مرزا مسعود بیگ صاحب بھی چند روز سے علیل ہیں۔

— جناب محمد نقی بیگ صاحب احدی سامانوی کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

— ان سب کے لئے تمام احباب درد دل سے دعائے صحت کریں۔

— جناب مولوی ظفر احمد صاحب سیکرٹری انجمن آج کل ضلع گوجرانوالہ میں مصروف تبلیغ ہیں۔

— ہمارے ایک نومسلم دوست بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں ان کے لئے خاص طور پر دعا کیجئے۔

جماعت راولپنڈی کے پندرھویں (۱۵) سالانہ جلسہ کی مفصل روئداد

(مرتبہ جناب ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب)

جماعت راولپنڈی کا سالانہ جلسہ ۲۲۔ ۲۳۔ اپریل کو منعقد ہوا تھا جس کی مختصر کیفیت بعض شرکائے جلسہ سے معلوم کر کے ہم نے ۲۷ر اپریل کے پرچہ میں درج کر دی تھی مفصل رپورٹ غیر معمولی تاخیر کے بعد ۱۲ر مئی کی صبح کو موصول ہوئی جو شکریہ کے ساتھ درج اخبار کی جاتی ہے۔ تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ جلسہ کے بعد سکرٹری صاحب جماعت راولپنڈی اور ان کے رفقائے کار شدید مصروف رہے۔ اور رپورٹ قلمبند کرنے کے لئے وقت نہ نکال سکے۔ (مدیر)

حسب معمول حدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا پندرھواں سالانہ جلسہ ۲۲ و ۲۳ر اپریل ۱۹۳۴ء کو بمقام میدان سیلا اسپان ایک نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حضرت مولوی صدر الدین صاحب۔ جناب مولوی محمد یعقوب خانصاحب میر مدثر شاہ صاحب گیلانی۔ مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی جلسہ کے قابل ذکر لیکچراروں میں سے تھے۔ جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب باوجود شدید علالت کے لاہور سے تشریف لے آئے تھے۔ لیکن زیادہ تکلیف ہو جانے کی وجہ سے تقریر نہ کر سکے۔

مذہبی کانفرنس

مذہبی کانفرنس کا موضوع تھا "کس مذہب نے محکوم اور عورت کو کیا حقوق مساوات دیئے ہیں؟" کانفرنس میں راولپنڈی شہر و صدر کے تمام مذاہب کے نمائندوں کو شمولیت کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ یہ کانفرنس پہلے دن یعنی ۲۲ر اپریل ۱۹۳۴ء کو ساڑھے دس بجے شروع ہوئی۔ سوائے آریہ سماج کے نمائندے کے اور کسی مذہب کا کوئی نمائندہ نہ آیا۔

سب سے پہلے ہمارے آریہ دوست نے لکھا ہوا مضمون پڑھا۔ بیشک مضمون محنت سے تیار کیا ہوا معلوم ہوتا تھا مگر افسوس سے اس بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ کہ ہمارے دوست اپنی الہامی کتاب یعنی وید سے ثابت نہ کر سکے کہ ان کا مذہب عورت اور محکوم کو کیا حقوق مساوات دیتا ہے۔ مگر یہ بھی اسلام کی صداقت کا ایک کرشمہ ہے۔ کہ وہ آخر ان باتوں کی طرف آ رہے ہیں جن کو آج سے تیرہ سو سال قبل عرب کے ایک امی (صلے اللہ علیہ وسلم) نے خدا سے علم پا کر انسانوں کی بہبودی و اصلاح کے لئے تعلیم فرمایا تھا دنیا زبان سے خواہ نہ مانے مگر عملاً آنحضرت صلعم کی صداقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت اب دور نہیں جب دنیا کے لوگ زبان سے بھی اقرار کرنے لگ جائیں گے۔

اس کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے قرآن مجید کی متعدد آیات سے واضح طور پر بیان فرمایا کہ اسلام عورت اور محکوم کو کیا حقوق مساوات دیتا ہے۔ فاضل مقرر کا بیان نہایت موثر اور دلپذیر تھا۔ بعد ازاں حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں اسی مسئلہ پر اپنے مخصوص طریق بیان میں مزید روشنی ڈالی۔ جو کہ حاضرین کے لئے بہت دلچسپی کا باعث ہوئی۔ اس کے بعد مولوی محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ" نے "فتح اندلس" پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔

بعد ظہر اور شب کی کارروائی

ظہر کی نماز کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اور حضرت مولوی صدر الدین صاحب نے صداقت اور اسوۂ حسنہ حضرت نبی کریم صلعم پر تقاریر فرمائیں جو بہت مقبول ہوئیں۔ رات کو نو بجے ختم نبوت پر مولوی محبوب سبحانی صاحب نے ایک عمدہ تقریر فرمائی جس پر ہمارے قادیانی دوست بہت بیقرار ہوئے۔ اور بہت شور مچانے لگے۔ کہ ہم کو تقریر پر اعتراض کرنے کے لئے وقت دیا جائے۔ چنانچہ ان کو اعتراض کرنے کے لئے کافی وقت دیا گیا۔ قادیانی جماعت کی طرف سے ان کے مبلغ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل اعتراضات کرنے کے لئے سٹیج پر تشریف لائے۔ خاکسار راقم الحروف وقت تقسیم کرنے کے لئے اور میر مدثر شاہ صاحب جواب دینے کے لئے مقرر ہوئے۔

قادیانیوں کے بے معنی اعتراضات اور ان کے دندان شکن جوابات

قادیانی صاحب کو کہا گیا کہ ایک وقت میں آپ صرف ایک اعتراض کریں اور اس کا جواب سن لیں تو پھر دوسرے وقت میں دوسرا اعتراض کریں۔ پہلے تو مولوی صاحب نے بہت لیت و لعل کی مگر آخر جب پبلک نے سمجھایا کہ یہ ایک نہایت ہی معقول بات ہے۔ آپ اس پر کار بند کیوں نہیں ہوتے۔ تو مولوی صاحب مجبور ہو گئے اور "ایک غلطی کا ازالہ" سے یہ ثابت کرنے کی بیہودہ کوشش کی حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ نیز ایک ڈائری پیش کی کہ "ہمارا دعوے ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں" میر صاحب نے اسی "ایک غلطی کا ازالہ" سے نہایت وضاحت سے ثابت کیا کہ "ایک غلطی کا ازالہ" سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ بلکہ وہی ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعوے ہے جس کو اپنی سابقہ کتب میں لکھ آئے ہیں اور جو ایک فنافی الرسول کا مقام ہے۔ اور ڈائری کے جواب میں فرمایا کہ اس کی حیثیت حضرت صاحب کی تحریرات کے مقابلہ میں جو کہ دعویٰ نبوت کو رد کرتی ہیں بالکل ہیچ ہے۔ نیز میر صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اگر حضرت صاحب کے الہام میں لفظ نبی یا رسول آنے سے حضرت صاحب واقعی نبی اور رسول بن جاتے ہیں تو حضرت صاحب کو الہام میں مریم اور میکائیل بھی کہا گیا ہے تو پھر وہ مریم اور میکائیل کیوں نہیں بن گئے۔

میر صاحب کا چیلنج اور قادیانیوں کی بے بسی

ساتھ ہی میر صاحب نے بڑی تحدی کے ساتھ مولوی صاحب کو چیلنج کیا کہ حضرت صاحب کی کسی تحریر سے ثابت کریں کہ حضرت صاحب نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ اس کے جواب میں قادیانی مولوی صاحب نے بمصداق کھسیانی بلی کھمبا نوچے اخبار "پیغام صلح" کے چند ایک حوالے پڑھ کر سنانے شروع کئے کہ یہ لاہوری بھی پہلے مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اس پر پبلک نے بڑے زور سے مطالبہ کیا کہ میر صاحب کے سوالات کا جواب دیا جائے۔ کہ آیا مرزا صاحب نے اپنی کسی تحریر میں نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کیا وہ واقعی الہام میں مریم اور میکائیل کا نام آنے سے مریم اور میکائیل بن گئے ہیں۔ گو اس کے لئے مولوی صاحب کو آدھ گھنٹہ سے بھی زائد وقت دیا گیا مگر مولوی صاحب نے ان باتوں کی طرف کچھ توجہ نہ دی۔ المختصر قادیانی مولوی صاحب نے اس رات جس بودا پن اور بے بضاعتی کا مظاہرہ کیا وہ آج تک راولپنڈی کی اس پبلک کو جو اس جلسہ میں موجود تھی نہیں بھولا۔ حق بات بھی یہی ہے کہ ان بیچاروں کے پاس کچھ ہو تو پیش کریں یہ تو اپنی بات کی پچ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر رحم فرمائے اور ان کو حق سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیانی مولوی کی غلط رپورٹ

اس جگہ مجھے مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبلغ جماعت قادیان کے مضمون مندرجہ الفضل ۳ر مئی ۱۹۳۴ء "غیر مبائعین کے عقائد میں انتہائی تنزل" کے متعلق چند ایک باتیں عرض کرنی ضروری معلوم ہوتی ہیں۔

یہ تو مجھے تسلیم ہے کہ مولوی صاحب کو حق ہے کہ جو اناپ شناپ چاہیں "الفضل" میں خلیفۃ المسیح کی اطلاع کے لئے بطور رپورٹ درج کراتے رہیں۔ آخر "سرکار" سے تنخواہ پاتے ہیں کچھ تو حق نمک ادا کرنا چاہیے۔ مگر اس قدر بھی ضمیر کو مردہ نہیں کر دینا چاہیئے کہ اس سے کبھی بھی حق بات کا اظہار ہی نہ ہو سکے قادیانی مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"اب غیر مبائعین کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جب انہوں نے اپنا جلسہ ۲۲ ، ۲۳ر اپریل کو راولپنڈی میں کیا تو ان کے مقررین نے سارا زور اس بات پر صرف کر دیا کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے اور جو ان کو نبی کہے ان کو کاذب اور ملحد اور کافر جانتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں چیلنج کیا گیا مگر جب خاکسار نے ان کا چیلنج قبول کر کے وقت کا مطالبہ کیا تو پہلے دن ۲۲ر اپریل کو صرف دو دفعہ ۱۰۔۱۰ منٹ وقت دیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ حد بندی کر دی گئی کہ میں صرف ایک اعتراض کروں ورنہ وقت نہیں دیا جائے گا۔

قادیانی مولوی کا افسوسناک افترا

جب میں مولوی صاحب کا یہ بیان پڑھتا ہوں تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور ایسا محسوس کرتا ہوں کہ صداقت اور دیانت کا وجود دنیا سے اٹھ گیا ہے جب یہ بزعم خود صداقت و دیانت کے علمبردار اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کیلئے صداقت اور دیانت کا خون کر دیتے ہیں تو بڑی بڑی باتوں کے لئے جو کچھ بھی کر گزریں تھوڑا ہے۔ مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ صرف ہم ہی اس بات پر سارا زور صرف نہیں کرتے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنا سارا زور اسی بات پر صرف کر دیا ہے کہ وہ نبی اور رسول نہیں۔ اور یہ بات کہ جو ان کو نبی کہے اس کو کاذب اور ملحد اور کافر جانتے ہیں "مرزا صاحب کا تم پر سراسر افترا ہے۔ ہم نے بقول حضرت مسیح موعود یہ کہا تھا کہ "ہم سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتے ہیں۔ اور جو میری طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرتے ہیں وہ دجال ہیں" جناب میر مدثر شاہ صاحب نے

(باقی بر صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم شنبہ مورخہ یکم صفر ۱۳۵۳ھ | نمبر ۳۰

مولوی ثناء اللہ صاحب اپنا مذہب بیان کریں

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۴ر مئی سنہ ۱۹۳۴ء کے پرچہ میں آئینہ کمالات اسلام سے سر سید احمد خاں صاحب کی رائے نقل کی ہے کہ "کسی سے الہامی پیشگوئیوں کا ظہور میں آنا یا مکاشفات و مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہونا ایک غیر ممکن امر ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ مجانین میں سے ہے۔ اور ایسے خیالات جنون کے مقدمات میں سے ہیں اگر یہ خیالات دل میں راسخ ہو جائیں تو پھر وہ پورا پورا جنون ہے۔" کیا مولوی صاحب کا بھی یہی خیال ہے؟ اگر ہے تو اپنا مذہب صاف طور پر بیان کریں۔ کہ جن بزرگان اسلام مثلاً حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی، حضرت سید احمد صاحب بریلوی نے الہامی پیشگوئیاں کیں یا مکاشفات و مخاطبات الٰہیہ کا دعویٰ کیا ان کو وہ مجنون سمجھتے ہیں؟ دوسروں پر اعتراض کرنے کے ساتھ ہی اگر مولوی صاحب اپنا مذہب بھی بیان کر دیا کریں تو مسلمانوں پر ظاہر ہو جائے کہ مولوی صاحب خود اہلحدیث ہیں یا دہریہ و نیچری۔ کیا مولوی صاحب اپنا مذہب بتانے کی مہربانی فرمائیں گے؟

مہاراجہ کپورتھلہ اور مظلوم مسلمان

سلطان پور کا قتل عام ایک ہولناک تاریخی حادثہ ہے۔ جب سے انگریزی راج شروع ہوا ہے کم از کم اس علاقہ میں اس قسم کے وحشیانہ قتل عام کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ اس حادثہ سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہو رہا ہے وہ واقف کار اصحاب کے سامنے اظہر من الشمس ہے دنیا کو دھوکا دینے کے لئے نام نہاد تحقیقات کا ناٹک کھیلا جا رہا ہے جس سے مسلمان ہرگز مطمئن نہیں ہو سکتے لیکن یہ ایک علیحدہ بحث ہے جس کو ہم سردست ملتوی کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہز ہائنس مہاراجہ بہادر نے اب تک اس کے متعلق کیا کیا؟ مانا وہ اپنی پرانی عادت کے مطابق یورپ کی سیر و سیاحت میں مصروف ہیں۔ اور کاروبار ریاست سے انہیں کچھ زیادہ تعلق و دلچسپی نہیں لیکن اس کے باوجود یہ بات وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی کہ موصوف اتنے بڑے ہولناک ظلم سے جو ان کے اہلکاروں نے ان کی غریب و نادار رعایا پر کیا ہے بے خبر ہیں۔ وہ یقیناً باخبر ہیں۔ لیکن سب کچھ جاننے کے باوجود انہوں نے اب تک مظلوموں کے حق میں کوئی حرکت نہیں کی۔ اور تو اور انہیں ستم رسیدگان سلطان پور سے اظہار ہمدردی کی توفیق بھی نہ ہو سکی .... ان کی ریاست میں ان کی رعایا کا خون بہایا جا رہا ہے اور وہ اٹلی کی سیر اور مسولینی سے ملاقاتوں میں مصروف ہیں۔

مہاراجہ موصوف ایک بے تعصب۔ انصاف پسند۔ فرض شناس اور مدبر حکمران مشہور ہیں۔ لیکن مندرجہ بالا حقائق نے ان کی نیک شہرت کو یقیناً بھاری خطرہ میں ڈال دیا ہے اور ان کی بے تعصبی اور فرض شناسی بہت بڑی حد تک مشتبہ ہو گئی ہے۔ کاش موصوف اب بھی اپنے فرائض کا احساس کریں۔

امرتسری وہابی کی احمقانہ دلیل

امرتسری وہابی لکھتا ہے کہ "چونکہ حضرت مسیح موعود نے اپنی آمد کے دو مقصد یعنی اصلاح مسلمین اور کسر صلیب لکھے ہیں اور وہ مکمل طور پر پورے نہیں ہوئے اس لئے آپ فیل ہو کر دنیا سے گئے۔" اگر وہابیوں کے نزدیک، ناکامی کے یہی دلائل ہیں تو انہیں اسلام کو بھی فیل اور ناکام کہنا پڑے گا جس کا بڑے زور سے یہ دعویٰ ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (الصف) حالانکہ بدھ مذہب۔ ہندو مذہب۔ عیسائی مذہب کے پیرو کروڑوں کی تعداد میں مسلمانوں سے زیادہ موجود ہیں یورپ کا اکثر حصہ، تمام امریکہ تمام چین و جاپان و جزائر شرقیہ مسلمانوں کے اقتدار کے نیچے کبھی نہیں آئے۔ فرمائیے ایک مخالف اسلام اگر وہابی کی اسی دلیل پر اسلام کے اس دعوے کو پرکھے تو وہ کیا جواب رکھتا ہے؟ بات یہ ہے کہ وہابیوں کو خدا و رسول کی عزت سے کوئی غرض نہیں ان کا مقصد تو صرف سلسلہ احمدیہ پر اعتراض کرنا ہے خواہ کس قدر ہی لغو ہو۔

آہ! مولوی محمد یعقوب

ابھی شیخ عطا محمد صاحب مرحوم و مغفور کا غم بالکل تازہ ہی تھا۔ کہ ایک اور بزرگ و محترم ہستی کے انتقال کی نہایت ہی افسوسناک اطلاع ملی۔ "پیغام صلح" کے متعدد قارئین اور صوبہ سرحد کے اکثر احباب جناب مولوی محمد یعقوب صاحب (موضع دیگراں ضلع ہزارہ) کے اسم گرامی سے واقف ہوں گے افسوس ان کا ۹۔ مئی کو بعارضہ نمونیہ مانسہرہ میں انتقال ہو گیا۔ انا للّٰہ....

مرحوم حضرت مسیح موعود کے پرانے خادموں میں سے تھے اور بہت بڑی خوبیوں کے مالک تھے آپ کا زہد و تقویٰ، سادگی بلند اخلاقی۔ جہان نوازی اور دینی جوش اپنے علاقہ میں ضرب المثل تھا حضرت مسیح موعود کے تربیت یافتوں اور پرانے بزرگوں کے تمام اوصاف حمیدہ آپ میں موجود تھے۔ حضرت مسیح موعود اور سلسلہ سے تو آپ کو عشق تھا۔ مالی قربانیوں اور تبلیغی کوششوں میں ہمیشہ نمایاں حصہ لیتے رہے حضرت امیر ایدہ اللہ کی ذات سے غیر معمولی عقیدت و محبت تھی۔

صحت اچھی خاصی تھی کہ یکا یک نمونیا ہو گیا۔ اور مختصر علالت کے بعد وفات پائی۔ ہم مرحوم کی بے وقت موت کو بہت بڑا قومی نقصان سمجھتے ہیں۔ جس کی تلافی موجودہ صورت میں بہت مشکل نظر آتی ہے۔ اور اس حادثہ میں ہمیں مرحوم کے بھائی مولانا محمد یحییٰ صاحب اور برادر زادہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تمام احباب اور جماعتوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائب ادا کریں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے خاص طور پر تاکید فرمائی ہے۔

"مظلوم و غریب ساہوکار"

مشہور آریہ اخبار "ملاپ" آج کل پنجاب قرضہ بل کے خلاف پروپیگنڈے میں مصروف ہے گزشتہ دنوں اس نے اپنا ایک خاص نمبر "قرضہ بل ایڈیشن" کے نام سے نکالا جس میں اس بے ضرر اور ناکافی مسودہ قانون کے خلاف ساہوکاروں جیسی مکاری و عیاری کے ساتھ زہر چکانی کی گئی ہے۔ غلط و اتفاقی واعداد و شمار، فرضی انسانوں، گمراہ کن و مبالغہ آمیز مضامین اور کارٹونوں غرضکہ ہر ایک چیز سے کام لیا گیا ہے۔ اس کے مضامین اور انسانوں کے عنوانات بھی عجیب و غریب ہیں مثلاً "غریب ساہوکار" "مظلوم ساہوکار"، اب ہمیں توقع رکھنی چاہیئے کہ "ملاپ" اور دوسرے ہندو اخبارات میں "مظلوم ڈاکو" "معصوم قاتل" "غریب ٹھگ"، اور "ایماندار جیب تراش" جیسے عنوانات نظر آنے لگیں گے۔ جب ساہوکار غریب، مظلوم، معصوم اور ایماندار ہو سکتا ہے تو دنیا کے تمام جرائم پیشہ لوگوں کی مظلومیت و معصومیت شک و شبہ سے بالاتر ہو جانی چاہیئے۔ کیونکہ ظلم، فریب کاری اور لوٹ مار میں ساہوکار ہر لحاظ سے ان سے بڑھا ہوا ہے۔

کسی نے سچ کہا ہے ظالم مظلوم نما بننے میں ہندوؤں کو کمال حاصل ہے۔

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور کا جلسہ

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور کا ایک عظیم الشان اجلاس ۱۳ر مئی کی سہ پہر کو مسلم ہائی سکول لاہور میں منعقد ہوا خواتین جماعت کے علاوہ شہر کی معزز بیگمات معقول تعداد میں تشریف لائیں۔ بہت سی مفید تقریریں ہوئیں اجلاس کے بعد حاضرات کی تواضع پر تکلف چائے سے کی گئی مفصل کیفیت انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔ ہم اس کامیاب جلسہ پر ایسوسی ایشن اور اس کی سرپرست خواتین کو مبارکباد دیتے ہیں۔

(مدیر)

اُمتی اور نبی

(از جناب عمر الدین صاحب شملوی)

قادیانی حضرات کو حضرت مسیح موعود کی نبوت منوانے کا اس قدر شوق ہے کہ انہیں قرآن مجید کی ہر ایک آیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے اور اگر ان کو آیت خاتم النبیین کی طرف توجہ دلائی جائے تو کہتے ہیں کہ خاتم کے معنے ختم کرنے والا نہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلعم نے خود خاتم النبیین کا مطلب مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہوئے فرمایا

"لا نبی بعدی"

یعنے میرے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔ پھر جس انسان کامل کو ہمارے قادیانی احباب غلو کرکے نبی نام دیتے ہیں وہ خود بھی آیت خاتم النبیین کی ابتدا سے انتہا تک یہی تفسیر بیان فرماتے رہے کہ خاتم النبیین کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔ چنانچہ مسیح ناصری کی آمد کے عقیدے کو غلط قرار دیتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:-

(۱) "یہ بات اللہ تعالیٰ کے قول ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے خلاف ہے کیا تو نہیں جانتا کہ رب رحیم وصاحب فضل نے ہمارے نبی صلعم کا بغیر کسی استثنا کے خاتم النبیین نام رکھا ہے۔ اور ہمارے نبی صلعم نے خاتم الانبیاء کی تفسیر لا نبی بعدی میں واضح بیان کے ساتھ طالبوں کے لئے کردی ہے ...... اور آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی کیونکر آسکتا ہے۔ درانحالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کردیا۔"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

(۲) "النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم" ...... ان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین"

(ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۴)

ترجمہ: نبوت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہوگئی ...... ہمارے نبی صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہوگیا۔"

ان محکم دلائل کی موجودگی میں جن سے نبوت کا آنحضرت صلعم پر ختم ہوجانا صریحاً ثابت ہے کسی قادیانی کا یہ کہنا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے۔ بہت ہی حیرت میں ڈالنے والی جرأت معلوم ہوتی ہے اور یقیناً یہ جرأت عیسائیوں کے ایک انسان کو خدا بنانے سے کم نہیں ہے۔ جس طرح ایک عیسائی کے لئے یہ مشکل ہے کہ وہ یہ ثابت کرسکے کہ کامل انسان کیونکر کامل خدا بن سکتا ہے۔ یا یہ کہ کیونکر ممکن ہے کہ کوئی ہستی ایک پہلو سے تو سچ مچ انسان ہو اور ایک پہلو سے سچ مچ خدا ہو اسی طرح ایک قادیانی کے لئے بھی محال ہے کہ وہ جب یہ تسلیم کرلے کہ حضرت مسیح موعود کامل طور پر آنحضرت صلعم کے امتی ہیں تو پھر یہ ثابت کرسکے کہ حضرت مرزا صاحب کامل طور پر نبی بھی ہیں۔ کیونکہ امتی اور نبی کا مفہوم اسی طرح متباین ہے۔ اور یہ میں نہیں کہتا خود حضرت مرزا صاحب آخر تک یہی کہتے رہے کہ امتی ہونا نبی ہونے کے متناقض ہے اور اہل قادیان اگر سب کے سب ملکر حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی پڑتال کریں تو بھی انہیں اس کے خلاف کہیں سے کچھ نہ ملے گا ہاں یہ ممکن ہے کہ اپنی غالیانہ محبت کے نشے میں بلا سوچے سمجھے بول اٹھیں کہ دیکھو حضرت صاحب تو فرماتے ہیں کہ ... یہ تمام بدقسمتی اس دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبوت کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا۔ نبی کے لیئے شریعت کا لانا ضروری نہیں نہ یہ ضروری ہے کہ وہ صاحب شریعت رسول کا تابع نہ ہو۔

تابع اور امتی

مگر میں ایسے ہمارے قادیانیوں کو مخاطب کرکے پوچھتا ہوں کہ وہ مہربانی کرکے بتادیں کہ "تابع" اور "امتی" ایک ہی بات ہے یا دونوں لفظوں میں کچھ فرق بھی ہے۔ اگر وہ یہ نہیں بتا سکتے اور وہ کیوں بتائیں تو میں بتاتا ہوں کہ ہر تابع کا امتی ہونا شرط نہیں اور ہر امتی کا تابع ہونا لازمی امر ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کے بعد صدہا نبی حضرت موسیٰ اور ان کی شریعت کے تابع تو تھے مگر ان میں سے کوئی بھی حضرت موسیٰ کا امتی نہ تھا۔ بلکہ وہ سب کے سب انبیاء خود حضرت موسیٰ کی طرح مستقل انبیاء تھے۔ یہ میں نہیں کہتا خود حضرت مسیح موعود نے بیسیوں مرتبہ اس حقیقت کو کھول کر بیان کیا ہے وہ کم از کم حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۷ کا حاشیہ ہی ایک دفعہ پڑھ لیں۔

پس جناب میاں صاحب کی پیروی میں قادیانیوں کا براہین احمدیہ جلد پنجم ضمیمہ صفحہ ۱۳۸ سے یہ ثابت کرنا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کی تعریف بدلدی، حقیقی نبوت کی تعریف میں امتی ہونا بھی داخل سمجھ لیا ہے۔ محض قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ اس لئے چاہئے کہ سب کے سب قادیانی علماء و فضلاء جناب میاں صاحب کی اس غلطی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ملکر زور لگائیں اور کسی طرح اسے غلط ثابت کردیں جو حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ نبی اور امتی کا مفہوم متباین ہے اور نبوت کی حقیقت امتی ہونے کی حقیقت کے متناقض ہے۔ مگر میں تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ وہ اپنی تمام علمی طاقت خرچ کرنے کے باوجود بھی حضرت مسیح موعود کی تحریر سے اس کے خلاف ثابت نہ کرسکیں گے۔

بالآخر قادیانی احباب کی توجہ کے لئے میں بعض حوالے درج ذیل کرتا ہوں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اول سے لیکر آخر تک یہی تسلیم کیا ہے کہ امتی ہونا نبی ہونے کے متناقض ہے:-

(۱) "جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا تو پھر وہ باوجود امتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متباین ہے۔" (ازالہ اوہام اڈیشن اول صفحہ ۵۶۹)

(۲) "ایک نبی کو جو پہلے ہی نبی قرار پاچکا ہے۔ امتی قرار دینا اور پھر یہ تصور کرلینا کہ جو اس کو مرتبہ نبوت حاصل ہے وہ بوجہ امتی ہونے کے ہے یہ خود بخود کس قدر دروغ بے فروغ ہے۔ بلکہ یہ دونوں حقیقتیں متناقض ہیں کیونکہ حضرت مسیح کی حقیقت نبوت یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت صلعم کے ان کو حاصل ہے اور پھر اگر حضرت عیسےٰ کو امتی بنایا جائے جیسا کہ حدیث اماممکم منکم سے مترشح ہے تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ ہر ایک کمال ان کا نبوت محمدیہ سے مستفاض ہے اور ہم فرض کرچکے تھے کہ کمال نبوت ان کا چراغ نبوت محمدیہ سے مستفاض نہیں ہے اور یہی اجتماع نقیضین ہے جو بالبداہت باطل ہے۔"

(ریویو بر مباحثہ ۲۷ اراکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء)

(۳) "کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا مگر امتی ہوں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۸)

(۴) "جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر ڈالے گا وہ بداہت سمجھ لیگا کہ حضرت عیسےٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۲)

سوال

اب جبکہ یہ ثابت ہوچکا کہ امتی اور نبی کا مفہوم متباین ہے۔ اور ہمارے قادیانی دوست بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ بھی **امتی نبی** ہونے کا ہی ہے تو وہ بتائیں کہ حضرت مرزا صاحب نبی کیونکر ہوسکتے ہیں جبکہ وہ انہیں آنحضرت صلعم کا امتی تسلیم کرتے ہیں اور خود حضرت اقدس بھی کامل طور امتی ہونے پر فخر کرتے رہے۔ اور یہی کہتے رہے۔

غلام احمدم ہر جاکہ باشم

یا یہ کہ ؎

جو کچھ کہ ہم نے پایا اس یار سے ہے پایا
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(عمر الدین احمدی شملوی از دہلی)

دلائی لاما کی دوبارہ پیدائش!

دلائی لاما تبت کا روحانی وسیاسی پیشوا سمجھا جاتا ہے اپنے ملک کے اندر اس کی حیثیت ایک مذہبی پیشوائے اعظم اور مطلق العنان بادشاہ کی ہوتی ہے۔ اہل تبت کا اعتقاد ہے کہ لامے کے مرنے کے بعد اس کی روح ایک خاص اوصاف کے بچے کی شکل میں دوبارہ جنم لیتی ہے۔ چنانچہ قدیم ایام سے دستور چلا آتا ہے کہ لاما کی موت کے بعد اس کے آدمی اس بچہ کی تلاش کے لئے طول وعرض ملک میں پھیل جاتے ہیں اخبار بین حضرات کو معلوم ہوگا کہ گزشتہ دنوں دلائی لامہ کی موت واقع ہوئی تھی آج کل اس کے آدمی حسب دستور اس بچے کی تلاش میں مصروف ہیں۔ تبت کی آمدہ خبروں سے مترشح ہوتا ہے کہ ان کا آپس میں کچھ اختلاف ہوگیا ہے ایک پارٹی کہتی ہے کہ لامانے دوبارہ جنم لے لیا ہے دوسری کہتی ہے کہ نہیں۔ کیونکہ جب تک لامہ کی موت کو نوماہ کا عرصہ نہ گزر جائے اس کا دوبارہ جنم لینا مشکل ہے اس لئے سال رواں کے اختتام تک لامہ دوبارہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

عقلمند لوگ اہل تبت کے اس اختلاف واعتقاد پر مسکرائینگے یقیناً یہ اوہام باطلہ اسی قابل ہیں لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ظہور اسلام سے قبل ساری دنیا اسی قسم کے اوہام باطلہ میں گرفتار تھی۔ اسلام نے اولاد آدم کو اس لعنت سے رہائی کی راہ بتائی۔ ہندوؤں اور آریاؤں کا مشہور عقیدہ تناسخ اسی عہد ظلمت وجہالت کی یادگار ہے

آپ پھر بھول گئے؟ ہم نے عرض کیا تھا کہ حیثیت نمبر کا خیال ضرور دے دیا کیجے لیکن شاید آپ پھر بھول گئے (منیجر)

مُصلح موعود کے متعلق پیشگوئیاں اور میاں محمود احمد صاحب

کیا الوصیت کا موعود اور مصلح موعود ایک نہیں؟

از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف ”ابناء احمدیت“

(۳)

طائفہ مقدسہ قادیانیہ کی کامیابی

لیکن آگے چلیئے اس طائفہ کی طرح جو ایک بزرگ کی بکری کو کتیا کہہ کہہ کر آخر کار اسے اس بات کا یقین دلانے میں کہ وہ فی الواقعہ بکری نہیں بلکہ کتیا ہے، اور اس طرح اسے ہتھیا لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ طائفہ مقدسہ قادیانیہ بھی جناب خلافتمآب کو اس بات کا یقین دلانے میں آخر کار کامیاب ہو ہی گیا کہ ہو نہ ہو وہی فی الواقعہ مصلح موعود اور سبز اشتہار کے حقیقی مصداق ہیں قادیانی حضرات کو جناب عبدالرحمٰن صاحب خادم کا ممنون ہونا چاہیئے کہ آخر کار انہوں نے جناب میاں صاحب کے منہ سے یہ نکلوا ہی لیا کہ وہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔

جناب خادم اور میاں صاحب کا مکالمہ

ملاحظہ ہو ”الفضل“ مورخہ ۲۰ر فروری ۴۴ء جس میں جناب خادم اور میاں صاحب کا ایک مکالمہ صفحہ ۶ پر درج ہے جو ۱۴ر فروری ۴۴ء کو بمقام لاہور ہوا۔ اس کے حسب ذیل سوال وجواب خاص طور پر قابل توجہ ہیں:-

خادم:- حضور کی جو ڈائری الفضل میں شائع ہوئی تھی (جو مولوی فخرالدین صاحب ملتانی کے سوال وجواب میں تھی) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا حضور نے اپنے مصلح موعود ہونے سے انکار فرمایا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی:- وہ ڈائری دراصل غلط چھپی تھی اور میں نے اس کی تردید کر دی تھی[1] سبز اشتہار میں جو مصلح موعود کی پیشگوئی ہے اس میں مجھے کوئی شبہ نہیں کہ وہ میرے ہی متعلق ہے۔ البتہ الوصیت (حاشیہ صفحہ ۶) میں جو پیشگوئی ہے وہ کسی مامور کے متعلق معلوم ہوتی ہے اس لئے اس کے متعلق میں نے شبہ کا اظہار کیا تھا۔

خادم:- سبز اشتہار میں جو پیشگوئی ہے کیا وہی مصلح موعود کے متعلق ہے۔ یعنی اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی اصل پیشگوئی اور سبز اشتہار والی پیشگوئی میں کوئی فرق تو نہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی:- سبز اشتہار اور اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئیاں دراصل ایک ہی شخص مصلح موعود کے متعلق ہیں۔

خادم:- حضور کو ان پیشگوئیوں کا مصداق ہونے میں کوئی شبہ تو نہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی:- نہیں۔

خلافتمآب بیس سال کے بعد قائل ہو گئے

قادیانی دوستوں کو مبارک ہو کہ آخر کار ان کو پے در پے کوششوں نے خلافتمآب کو قائل کر ہی لیا۔ کیا ہوا اگر بیس سال تک وہ انکار کرتے رہے۔ آخر حضرت مسیح موعود بھی تو ان کے اعتقاد کے مطابق ۱۵-۲۰ سال تک دعویٰ نبوت سے انکار ہی کرتے رہے تھے۔ وہ تو کہئے کہ خدا بھلا کرے اس مرید کا جس نے آپ کے الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ سے انکار محض کر کے حضرت مسیح موعود کو ”ایک غلطی کا ازالہ“ لکھنے پر مجبور کیا جو آج قادیانی اصطلاح میں اس مرید کی غلطی کا نہیں بلکہ مسیح موعود کی غلطی کا ازالہ بن گیا۔ اور آج اس کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر اس سے عقیدہ نبوت کی پشتیبانی کا کام لینے کی کوشش کی جا رہی ہے اگر وہ مرید غلطی نہ کرتا تو حضرت مسیح موعود غلطی کا ازالہ کیسے لکھتے اور آپکی نبوت کا نام نہاد ثبوت کہاں سے قادیانی دوستوں کے ہاتھ آتا۔ اور جو بات ”خدا کی تئیس سالہ متواتر وحی“ سے آپ پر کھل نہ سکی وہ بعد کے سات آٹھ سالوں میں کیسے کھل سکتی تھی اور ہمارے قادیانی دوست ”بروزی محمد و احمد“ ”فنافی الرسول“ ”محمدی چہرہ کا انعکاس“ ”محمدی ہے گو ظلی طور پر“ ”ظلی طور پر نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے“ وغیرہ محتمل المعنی الفاظ کو آپ کی نبوت کے ثبوت میں کیونکر پیش کر سکتے تھے۔

اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میاں عبدالرحمٰن صاحب خادم جناب میاں صاحب سے سوال نہ کرتے اور دوسرے مریدین پے در پے زور نہ لگاتے تو وہ مصلح موعود کیونکر بنتے۔ اور آج ان کی لائلپوری جماعت کو ”اے فخر رسل“ ”اے فرزند گرامی ارجمند“ وغیرہ خطابات سے انہیں مخاطب کرنے کی جرأت اور حوصلہ کیونکر ہوتا۔ میاں صاحب تو انکار کر ہی چکے تھے۔ لیکن آخر کار مریدین نے زور لگا کر انہیں قائل کر ہی لیا کہ ہو نہ ہو آپ ہی مصلح موعود کے منصب پر فائز ہوں۔ اتنے لوگوں کا بار بار کا کہنا غلط نہیں ہو سکتا۔

ایک کسر باقی رہ گئی

لیکن ایک کسر پھر بھی باقی رہ گئی۔ منقولہ بالا مکالمہ میں میاں صاحب فرماتے ہیں کہ:-

”سبز اشتہار میں جو مصلح موعود کی پیشگوئی ہے اس میں مجھے کوئی شبہ نہیں کہ وہ میرے ہی متعلق ہے البتہ الوصیت (حاشیہ صفحہ ۶) میں جو پیشگوئی ہے وہ کسی مامور کے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق میں نے شبہ کا اظہار کیا تھا۔“

گویا میاں صاحب کے نزدیک سبز اشتہار والی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہیں اور اس لئے میاں صاحب غیر مامور ہونے کے باوجود اس کے مصداق ہیں۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟ اس کے متعلق میاں صاحب کے اپنے ہی الفاظ جو پہلے مکالمہ میں ان کے منہ سے نکلے قابل غور ہیں:-

”مصلح موعود کے متعلق سبز اشتہار میں جو خبر ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں کسی خرابی کے پیدا ہونے کے وقت نہیں کھڑا ہونا بلکہ ساری دنیا میں عام خرابی پیدا ہونے کے وقت کھڑا ہونا ہے۔“

(الفضل ۱۹ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

میاں صاحب سے ایک سوال

”کھڑا ہونا“ سے یہاں کیا مراد ہے؟ کیا ساری دنیا میں عام خرابی پیدا ہونے کے وقت کھڑا ہونے والا غیر مامور ہو سکتا ہے؟ اور وہ کونسی ”عام خرابی“ ساری دنیا میں ہے جو ۱۹ر ستمبر ۳۳ء تک نہ پائی جاتی تھی۔ لیکن ۱۴ر فروری ۱۹۴۴ء کو میاں عبدالرحمٰن خادم کے سوال کرنے کے وقت پیدا ہوا؟

[1] کہاں تردید کی تھی؟ کیا الفضل اس پر روشنی ڈالنے کی تکلیف کرے گا؟ اور یہ بتائے گا کہ ڈائری آیا اوّل سے آخر تک تمام کی تمام غلط تھی یا اس کا کوئی حصہ؟ آیا یہ صحیح نہیں کہ میاں صاحب نے یہ کہا تھا کہ مصلح موعود کی بحث اسی پر چھوڑ دینی چاہیئے۔ جو اس کا مصداق ہو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کا مصداق نہ سمجھتے تھے؟ آیا یہ غلط ہے کہ مولوی فخرالدین صاحب نے جب مسیح موعود کے زمانہ نبوت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے پھر انہی برکات کے دیکھنے کی تمنا ظاہر کی تو میاں صاحب نے آخرین منھم کے ماتحت بعد میں آنے والوں کو بھی مسیح موعود کے زمانہ نبوت میں شامل قرار دیا اور صاف کہا کہ ”جب تک نبی کی نیابت قائم رہے نبوت کا ہی زمانہ ہوتا ہے۔ اور جب نیابت نہ رہے اس وقت مامور کی ضرورت پیش آتی ہے“ بالفاظ دیگر چونکہ مسیح موعود کی نیابت قائم ہے اس لئے مصلح موعود کی ضرورت نہیں، کیا میاں صاحب نے میر قاسم علی کے جواب میں یہ نہ کہا تھا کہ ”میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ کوئی تعجب نہیں بلکہ اغلب ہے کہ پیدا ہو چکا ہو“ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے آپ کو ”وہ لڑکا“ نہیں سمجھتے تھے۔ کیا انہوں نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ مصلح موعود نے ”حضرت مسیح موعود کے سلسلہ میں کسی خرابی کے پیدا ہونے کے وقت کھڑا نہیں ہونا بلکہ ساری دنیا میں عام خرابی پیدا ہونے کے وقت کھڑا ہونا ہے۔“ آخر بتایا جائے کہ ان تمام فقرات میں سے کونسا فقرہ غلط ہے؟ کونسا ایسا لفظ ڈائری نویس نے اس میں غلطی سے لکھ دیا ہے جو اس کے مفہوم کو بگاڑنے والا ہے؟ اور باوجودیکہ میاں صاحب کا منشا یہ ظاہر کرنا تھا کہ وہ سبز اشتہار کی پیشگوئی کے مصداق ہیں لیکن ڈائری نویس نے کچھ کا کچھ بنا دیا؟ ایک آدھ فقرہ ہوتا تو خیر سمجھا بھی جا سکتا تھا کہ ڈائری نویس کی غلطی ہے۔ لیکن تمام ڈائری ہی شروع سے آخر تک ایسی ہے کہ اس سے اشارتاً کنایتاً بھی یہ مترشح نہیں ہوتا کہ میاں صاحب کا منشا کہیں کسی فقرہ میں بھی یہ ظاہر کرنا تھا کہ وہ خود ہی مصلح موعود ہیں لیکن ڈائری نویس نے اس کا مفہوم بگاڑ دیا۔ اس لئے یا تو یوں کہیئے کہ ڈائری نویس بھی کوئی میاں صاحب کا دشمن ہی ہے جس نے کچھ کا کچھ بنا کر لکھ دیا۔ اور یا یہ صاف مانیے کہ اس وقت تک میاں صاحب اپنے آپ کو مصلح موعود نہ سمجھتے تھے اور بعد میں مریدین کے اصرار نے انہیں ایسا اقرار کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور اب صرف پہلے انکار پر پردہ ڈالنے کے لیے ڈائری کو غلط قرار دیا جا رہا ہے۔

ہو گئی ؟ جس کی اصلاح کے لئے میاں صاحب کھڑے ہوئے ہیں اور اس لئے سبز اشتہار کی پیشگوئی کے مصداق بن چکے ہیں ؟

عجیب و غریب فرق

یہ عجیب فرق ہے جو مصلح موعود بننے کے لئے میاں صاحب نے الوصیت حاشیہ صفحہ ۶ کی پیشگوئی اور سبز اشتہار کی پیشگوئی میں پیدا کیا ہے۔ کہ اول الذکر کسی مامور کے متعلق ہے اور موخر الذکر کے مصداق کا مامور ہونا ضروری نہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو انہوں نے ۱۹ ستمبر ۱۹۴۳ء کو کس منہ سے مولوی فخر الدین کو یہ جواب دیا تھا کہ :-

"جب تک نبی کی نیابت قائم رہے نبوت کا ہی زمانہ ہوتا ہے اور جب نیابت نہ رہے اس وقت مامور کی ضرورت پیش آتی ہے"

ان الفاظ میں میاں صاحب نے صاف طور پر "مصلح موعود" کو مامور قرار دیا ہے۔ اور مسیح موعود کی نیابت کے ہوتے ہوئے اس کی ضرورت سے انکار کیا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ پانچ ہی مہینے بعد اس کی ضرورت بھی پیش آ گئی۔ اور اس کا مامور ہونا بھی ضروری نہ رہا۔ آخر مریدین کی خواہش کو کسی طرح پورا کرنا تھا۔ جب ماموریت کے انتظار میں عمر کے چالیس بلکہ پنتالیس سال بھی گزر گئے اور یہ سعادت نصیب نہ ہوئی تو سوائے اس کے کیا چارہ تھا کہ سبز اشتہار والے مصلح موعود کو غیر مامور قرار دے کر خود ہی اس منصب کو سنبھال لیا جاتا۔

کیا اس فرق کو صحیح ثابت کیا جا سکتا ہے ؟

لیکن کیا یہ فرق جو الوصیت (حاشیہ صفحہ ۶) کی پیشگوئی میں کیا گیا ہے۔ دونوں مقامات کے الفاظ کو پیش نظر رکھتے ہوئے صحیح ثابت کیا جا سکتا ہے ؟ یوں تو الوصیت کی پیشگوئی میں بھی "مامور" کا لفظ کہیں نہیں پایا جاتا۔ اور زیادہ سے زیادہ یہی لکھا ہے کہ :-

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے"

اس کے بالمقابل ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے الفاظ بھی ملاحظہ کیجئے :-

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عمنوائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح بھی دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے"

یہانتک تو حضرت مسیح موعود کے اجتہاد کے مطابق بشیر اول کے متعلق پیشگوئی ہے جو پیدا ہونے کے بعد تھوڑے دن مہمان رہ کر فوت ہو گیا۔

مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی کے الفاظ

لیکن اس کے بعد کے الفاظ مصلح موعود کے بارے میں جو حسب ذیل ہیں :-

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے۔) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ - فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والاخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیًا" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت صفحہ ۶۰-۵۹)

اس عبارت میں جلی الفاظ بالخصوص توجہ کے قابل ہیں۔

مصلح موعود کا مامور ہونا ضروری ہے

اگر "اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا" کے الفاظ مندرجہ الوصیت (حاشیہ صفحہ ۶) کسی مامور کے آنے کی خبر دیتے ہیں تو کیا ایسا شخص جو "مسیحی نفس" اور "روح الحق کی برکت" لے کر آئے۔ جو "کلمۃ اللہ" ہو اور "خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا" ہو۔ وہ جو "مظہر الاول والاخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء" ہو کیا اس کا مامور ہونا ضروری نہیں ؟ الوصیت (حاشیہ صفحہ ۶) کے الفاظ تو کچھ مجمل ہیں لیکن یہاں تو اس کی علو مرتبت اور ماموریت کو یہانتک واضح کیا ہے کہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا۔ کیا خدا کا نزول ماموریت سے کم درجہ رکھتا ہے ؟

لیکن اگر یہ کہا جائے کہ الوصیت میں اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرنے کے الفاظ ہیں تو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی منقولہ بالا عبارت میں بھی صاف طور پر فرمایا کہ :-

"ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے"

کیا یہ الفاظ اسی مفہوم کو ادا نہیں کرتے ؟ جو وحی سے مخصوص کرنے سے پیدا ہوتا ہے ؟ روح کا لفظ قرآن کریم نے جا بجا کلام اور وحی کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق یہاں روح ڈالنے سے کلام الٰہی کا اترنا یا وحی کا نازل ہونا مراد لیا گیا ہے جیسا کہ قتادہ سے مروی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر کبیر۔ اور روح المعانی میں اسی آیت کے نیچے حدیث مجدد کو نقل کر کے بتایا ہے کہ کلام الٰہی کا نزول مجددین پر ہوتا رہے گا۔ پس کون کہہ سکتا ہے کہ "ہم اس میں اپنی روح ڈالینگے" اور "اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا" کے الفاظ ایک ہی مطلب و مفہوم کو ادا نہیں کرتے ؟

الوصیت اور سبز اشتہار کی پیشگوئیاں ایک ہی شخص کے متعلق ہیں

پھر حیرت ہے کہ کس بنا پر میاں صاحب نے الوصیت اور سبز اشتہار کی پیشگوئیوں کو دو علیحدہ علیحدہ شخصیتوں کے متعلق قرار دیا۔ اور اول الذکر کے مصداق کا مامور اور موخر الذکر کا غیر مامور ہونا ضروری ٹھیرایا۔ خوب اچھی طرح غور کر کے دیکھ لیجئے دونوں جگہ ایک ہی شخص کے متعلق پیشگوئی ہے۔ الفاظ گو مختلف ہوں لیکن مفہوم دونوں کا ایک ہے۔ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں بھی (جو سبز اشتہار کی بنیاد ہے) حضرت مسیح موعود کی ذریت سے ایک لڑکے کے پیدا ہونے کی پیشگوئی ہے۔ اور الوصیت میں بھی ذریت ہی سے ایک شخص کے قائم کرنے کا وعدہ ہے۔ اول الذکر میں اس کے مقام عالی اور قرب کا ذکر اس قدر زبردست اور شاندار الفاظ میں کیا ہے جس کی انتہا نہیں۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ ہم اس میں اپنی روح ڈالینگے یعنے اپنا کلام اور وحی اس پر نازل کرینگے۔ اور الوصیت میں صرف اتنا ہی کہا ہے کہ "اس کو قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا" کہاں اس میں دو شخصیتوں کا ذکر ہے۔ جن میں سے ایک مامور ہے اور دوسرا غیر مامور ؟

ازالہ اوہام میں ذکر

اسی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور سبز اشتہار والی پیشگوئی کا ذکر حضرت مسیح موعود نے ازالہ اوہام میں بدیں الفاظ کیا ہے :

"بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے۔ کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کرے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء لیکن یہ عاجز ایک خاص پیشگوئی کے مطابق جو خدا تعالیٰ کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے مسیح موعود کے نام پر آیا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶-۱۵۵)

اس میں بھی مثیل مسیح "اور آسمان سے اترے گا" کے الفاظ صاف ثابت کر رہے ہیں کہ اس کا مامور ہونا ضروری ہے۔ کیا کوئی ایسا غیر مامور پیش کر جا سکتا ہے جس کا یہ مرتبہ اور شان ہو جیسی کہ مصلح موعود کی بیان کی گئی ہے ؟

میاں صاحب کو دعویٰ ماموریت کے لئے بھی مجبور کیا جائیگا

میاں صاحب نے اگر مصلح موعود ہی بننا ہے اور بدقسمتی سے ابھی تک انہیں ماموریت کے درجہ پر فائز نہیں کیا گیا تو اس کے یہ معنے تو نہیں کہ ظاہر اور کھلے الفاظ کو توڑ مروڑ کر ان سے زبردستی مصلح موعود کا غیر مامور ہونا ثابت کیا جائے نہ ہی ان کے مریدوں کا یہ منشا ہے کہ وہ ایک غیر مامور مصلح بنیں۔ جیسا کہ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۳ء کے مکالمہ سے ظاہر ہے جس میں چالیس سال کی عمر میں پیشگوئی کے واضح طور پر پورا ہو جانے کی امید ظاہر کی گئی ہے

(باقی پوسٹ میں)

(بقیہ صفحہ ۲)

ایسے کئی حوالے پڑھ کر سنائے تھے۔ اور ایسے حوالے سینکڑوں کی تعداد میں حضرت صاحب کی کتب میں موجود ہیں۔

قادیانی مولوی کی جھوٹی شکایت

باقی رہا وقت کا سوال، خاکسار راقم الحروف خود وقت تقسیم کرنے پر مقرر تھا۔ مولوی صاحب سے کہا گیا کہ ایک وقت میں صرف ایک سوال کریں۔ جسکو مولوی صاحب نے یوں بیان کیا کہ "اور ساتھ ہی یہ حد بندی کر دی گئی کہ میں صرف ایک اعتراض کروں" دیکھا مولوی صاحب نے بات کو کس طرح بگاڑ دیا۔ ہم نے صرف یہ کہا تھا کہ آپ جتنے اعتراض چاہیں کریں مگر ایک وقت میں صرف ایک اعتراض کریں۔ اس کا جواب سن لیں پھر دوسرا اعتراض کریں۔ جو ایک نہایت معقول طریق گفتگو ہے۔ معلوم نہیں مولوی صاحب کو غیر معقول طریق گفتگو کیوں پسند ہے۔ پھر صاحب کو دس منٹ دیئے گئے۔ میر صاحب نے اس کا جواب دیا جسکے لئے لازماً زیادہ وقت درکار تھا۔ کیونکہ یہ کوئی باقاعدہ مناظرہ نہیں تھا کہ وقت مساوی مساوی دیا جاتا۔ عام طور پر اعتراض کے لئے کم وقت ہوتا ہے۔ اور جوابات کے لئے زیادہ۔ دوسری دفعہ مولوی صاحب کو پورے ۳۰ منٹ دیئے گئے۔ اور کہا گیا کہ اچھی طرح دل کھول کر کہہ لو جو کچھ کہنا ہو۔ مگر مولوی صاحب ہیں کہ ۲۵ منٹ تو بغیر ڈکار لئے ہضم کر گئے۔ اور دس منٹ دس منٹ کا ڈھنڈورا "الفضل" میں پیٹنا شروع کر دیا۔ مولوی صاحب! کیا اسی کا نام راست گوئی ہے؟

حضرت امیر کی تقریر کے متعلق غلط بیانی

پھر مولوی صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق یوں رقمطراز ہیں "آخر مولوی محمد علی صاحب کی تقریر شروع ہوئی انہوں نے غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو تمہارے عقائد ہیں۔ نبوت کے متعلق۔ کفر و اسلام کے متعلق اور نماز باجماعت کے متعلق"

پہلے کی طرح اس میں بھی مولوی عبدالرحمن صاحب قادیانی مبلغ نے اپنی طرف سے چند جھوٹی باتیں گھڑلی ہیں۔ حضرت امیر نے صرف یہ کہا تھا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو آپ لوگوں کے ہیں۔ سنئے مولوی صاحب! حضرت امیر ہی نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحب بھی یہی کہتے ہیں اور خانہ خدا میں کھڑے ہو کر دس ہزار کے مجمع میں علی الاعلان کہتے ہیں:-

(۱) "ہذا میں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں"

(۲) "یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے"

اس کے علاوہ کفر و اسلام اور نماز باجماعت کے متعلق حضرت امیر نے کچھ نہیں فرمایا۔ مسٹر جان صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے اپنی صدارتی تقریر میں، جو کچھ کہا یا تو اس کو مولوی صاحب سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے اور اگر سمجھتے تھے تو جو کچھ لکھا محض دھوکا دینے کی خاطر لکھا ہے۔

۲۳ اپریل کی کارروائی

۲۳ اپریل کی صبح کو گرنتھی صاحب نے سکھوں کی مذہبی کتب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق متعدد پیشگوئیاں پڑھ کر سنائیں۔ اس کے بعد مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت نے "اسلام بمقابلہ دیگر مذاہب" کے مضمون پر ایک عالمانہ لیکچر دیا۔ لیکچر کیا تھا معلومات کا ایک بحر ذخار تھا۔

دوسرا اجلاس ظہر کی نماز کے بعد قریباً ۲½ بجے شروع ہوا پہلے میر مدثر شاہ صاحب نے ختم نبوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے پر نہایت شرح و بسط سے روشنی ڈالی۔ اور نہایت مدلل طریق پر ثابت کیا کہ نبوت آنحضرت صلعم کے بعد بند ہے اور حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا

حضرت امیر ایدہ اللہ کی آخری تقریر

اس دن کی آخری تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تھی۔ جناب نے اپنی تقریر کی ابتدا میں مسئلہ اچھوت پر (اچھوتوں) خیالات کا اظہار فرمایا اور بتایا کہ اچھوت اقوام کی مشکلات کا حل سوائے اسلام کے اور کہیں نہیں۔ بعد ازاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات اسلام اور اس میں شمولیت کے متعلق حاضرین کو نہایت موثر طریق پر توجہ دلائی۔ بعد ازاں مسٹر ایم اے جان بیرسٹر ایٹ لا نے اپنی صدارتی تقریر میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات اسلام کا نہایت پرزور الفاظ میں اعتراف کیا اور حاضرین کو توجہ دلائی کہ یہ کام آپ اور ہم سب کے کرنے کا ہے جو یہ ایک چھوٹی سی جماعت نہایت سرگرمی اور جانفشانی سے کر رہی ہے۔ نیز حاضرین کو اس کی ہر قسم کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی۔ ۷ بجے شام بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

آخر میں اس بات کا اظہار نہایت ضروری ہے کہ ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی شاخ لاہور جناب ملک فرمان علی صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر و رئیس راولپنڈی اور ان کے محترم برادران کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے از راہ مہربانی اپنا ایک نہایت وسیع اور کشادہ مکان جو جلسہ گاہ کے بالکل قریب تھا مہمانوں کے قیام کے لئے عنایت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کار خیر کا دین و دنیا میں بہترین اجر دے۔

کچا کھوہ چک $\frac{19}{9R}$ شرقی میں اسلام کی شاندار فتح

۸،۷ مارچ ۳۴ء کو چک ہذا کے چند باشندوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو درخواست بھیجی کہ ہم اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں اس درخواست کے موصول ہونے پر جناب خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب معہ مولانا عصمت اللہ صاحب و خواجہ غلام نبی صاحب معبر موقع پر پہنچے۔ موقع پر سپرنٹنڈنٹ چک کور بھی موجود تھا جس نے بیجا مداخلت کی۔ باوجود مخالفت کے ۶۰،۰۰ اشخاص اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

۱۴ مئی ۳۴ء کو پھر ایک درخواست اسی چک سے موصول ہوئی جناب خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب خود دفتر ڈپٹی کمشنر جرائم پیشہ پہنچے۔ اور اجازت چاہی۔ طے ہوا کہ مسلمان ہونے کی اجازت صرف ان لوگوں کو دی جائے گی جو چک راجہ جو ۲ میل کے فاصلہ پر ہے

(باقی پر ٹ میں)

خبریں

— گزشتہ ہفتہ الہ آباد میں معمولی سا ہندو مسلم فساد ہو گیا پولیس نے حالات پر جلد قابو پا لیا۔

— گورنر بنگال پر قاتلانہ حملے کی جگہ جگہ مذمت ہو رہی ہے

— لاہور ۱۱ مئی۔ پرسوں رات فرنٹیئر میل سے ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کا بیمہ شدہ پارسل جس میں سونے کی سلاخیں تھیں پراسرار طور پر گم ہو گیا۔ یہ پارسل امرتسر سے بمبئی جا رہا تھا۔ جالندھر اسٹیشن پر دیکھا گیا تو گم تھا۔ پولیس سرگرمی سے مصروف تحقیقات ہے۔ متعدد گرفتاریاں ہو چکی ہیں لیکن ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

— حیدر آباد دکن ۱۲ مئی۔ اعلیٰحضرت حضور نظام کی حکومت نے جاگیرداران حیدر آباد کو زراعتی مقاصد کے لئے قرض دینے کے جدید ضوابط شائع کئے ہیں۔ یہ قرض دس سال سے بیس سال تک کی مدت میں واجب الادا ہوگا۔ اور اس کی امداد سے تالاب۔ کنوئیں اور نہریں وغیرہ کھودی جائیں گی۔

— ضلع سیالکوٹ میں بھی وبائے طاعون پھیل گئی ہے۔

— جرمنی کی بیروزگاری میں کمی ہو رہی ہے۔

— دہلی میں متعدی سرسام کا بہت زور ہے۔ ہر ہفتہ متعدد کیس ہو جاتے ہیں۔

— گزشتہ ہفتہ آسٹریا کے چانسلر ڈاکٹر ڈولفس کو ہلاک کرنے کی ایک اور ناکام کوشش کی گئی۔ موصوف حکام کے ایک اجتماع میں تقریر کر رہے تھے کہ ایک شخص کے پاس سے ۴۰ پونڈ ڈائنامیٹ اور بہت سا بارود پکڑا گیا جس پر بہت بھاری ابتری پھیل گئی۔ پولیس کے پانچسو آدمی حفاظت اور نظم قائم رکھنے کے لئے طلب کرنے پڑے۔

— آئندہ سال حکومت بلجیم کے زیر انتظام بروسیلز میں ایک بین الاقوامی نمائش منعقد ہونے والی ہے جس میں برطانیہ بھی حصہ لے گا۔

— جرمنی میں خام اشیا کی روز بروز قلت ہو رہی ہے اور مسئلہ اب بحد پیچیدہ ہو گیا ہے۔ بہت سی صنعتی فرموں نے اسی دقت کی وجہ سے اپنے کاروبار کو محدود کر دیا ہے۔

— حکومت جرمنی نے اخباروں کو آزادی دیدی ہے اب وہ عوام سے متعلقہ مسائل پر آزادانہ تبصرہ کر سکیں گے۔

— سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ بنگال کا قانون انسداد دہشت انگیزی مسلح دارجلنگ (راجشاہی ڈویژن) میں ۸ مئی سے نافذ کر دیا گیا ہے

— کوئٹہ میں امسال بارش کم ہونے کی وجہ سے پانی کی سخت قلت ہے۔ اس لئے وبائے ہیضہ کا سخت خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ مقامی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ جو لوگ تفریحاً کوئٹہ آیا کرتے ہیں وہ اس سال نہ آئیں۔

— صوبہ بہار کا محکمہ زراعت ماہ جون میں آموں کی ایک عظیم الشان نمائش منعقد کرنے کا انتظام کر رہا ہے۔

— کیچو ننگ سے جو رومانیہ کا ایک خوبصورت شہر ہے زبردست آتشزدگی کی خبر آئی ہے۔ سینکڑوں مکانات جل کر خاکستر ہو گئے۔ بے اندازہ نقصان ہوا ہے۔

— پنجاب پریس ورکرز یونین لاہور کا ایک جلسہ بیرون دہلی دروازہ ۱۳ مئی کو منعقد ہوا ہے جس سے یونین کے کارکنوں کی ہمت کا اظہار ہوتا ہے منشی ظفر علی کے بہت سے زخم خوردہ اپنی فریاد کر رہے تھے۔

مراسلات

بھوکے ملازمین اور مولانا ظفر علی خاں

"زمیندار" کے بند ہونے کے وجوہ

ایڈیٹوریل سٹاف کی علیحدگی

مورخہ ۲۴ مارچ کو یعنے عید قرباں سے دو روز پیشتر مولانا ظفر علیخاں نے اپنے اخبار کے عملہ ادارت کے چار متقدر ارکان کو اس بنا پر علیحدہ کر دیا کہ انہوں نے اپنے مواجب کی ادائیگی کا مطالبہ کیا تھا۔ اور ان سے کہدیا کہ تمہارے روپے تمہارے گھر بھجدیئے جائیں گے لیکن یہ وعدہ ایفا نہ کیا گیا۔ اور انہوں نے اپنا معاملہ پنجاب پریس ایمپلائز یونین کے سپرد کر دیا جس کے وفد نے مولانا ظفر علی خاں سے ایڈیٹوریل سٹاف کے ارکان کی مفاہمت کرادی اور وہ لوگ ۱۰ اپریل تک بیکار رہنے کے بعد کام پر واپس چلے گئے لیکن دفتر زمیندار" نے وہ شرائط پورے نہ کیئے جن پر مفاہمت کی گئی تھی۔

منصور سٹیم پریس کے مزدوروں کی گرفتاری و رہائی

۱۷ اپریل کو منصور سٹیم پریس کے ملازمین نے تنخواہ نہ ملنے کی بنا پر کام چھوڑ دیا۔ کیونکہ ان سے ۱۵ تاریخ کو تنخواہیں دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ مولانا ظفر علی خاں نے اگلے دن کسی دوسرے پریس میں اخبار چھپوانے کا بندوبست کر لیا۔ لیکن منصور سٹیم پریس کے ملازمین سے ان کے حسابات کے متعلق کوئی مفاہمت نہ کی گئی جس پر انہوں نے ۱۹ اپریل کو بذات خود دفتر "زمیندار" کے دروازے پر پکٹنگ کیا اور دوسرے ملازمین سے درخواست کی کہ وہ بھی ان کی ہمدردی میں اس وقت تک کام پر نہ جائیں جب تک کہ ان کے ساتھ کوئی مفاہمت نہیں کی جاتی۔ شام کے ۴ بجے کے قریب مولانا ظفر علیخاں نے اپنے ان ملازمین کو پولیس کے حوالے کر دیا جو انہیں تھانہ نولکھا میں لے گئی۔ اس واقعہ کی اطلاعات پنجاب پریس ایمپلائز یونین لاہور اور پنجاب پریس ورکرس یونین لاہور کے دفتروں میں پہنچیں تو ان انجمنوں کے متقدر عہدہ دار بھی وہاں پہنچ گئے۔ تھانہ میں پولیس افسروں کے سامنے مولانا ظفر علیخاں اور یونین کے نمائندوں کے درمیان یہ مفاہمت ہوئی کہ مولانا صاحب ایک ہفتہ کے اندر اندر ان کے حسابات چکا دیں گے اور انہیں قوت لایموت کے لئے ایک ہفتہ تک ایک روپیہ فی کس کے حساب سے ادا کرتے رہیں گے اور منصور سٹیم پریس کو چالو کر کے اپنے انہیں ملازمین سے کام لیں گے۔

اخبار کی بندش کا اعلان

تھانہ سے واپس آکر مولانا ظفر علی خاں نے اخبار کی اشاعت کو دو ماہ کے لیئے معطل کرنے کا اعلان کر دیا جو ۲۰ اپریل کی صبح کو نشر ہونے والے "زمیندار" میں شائع ہوا۔ ۲۰ اپریل کو عملہ "زمیندار" کے تمام ارکان حسب معمول دفتر گئے تو انہیں اخبار کی اشاعت کے بندی کئے جانے کا علم ہوا۔ اس روز انہیں ایک حکمنامہ پڑھکر سنایا گیا جس کا لب لباب یہ تھا کہ چند ملازمین کو چھوڑ کر جن کے نام نہیں بتائے گئے تھے باقی سارے عملہ کو بلا تنخواہ رخصت دی جاتی ہے اگر اخبار نکالنے کا کوئی بندوبست ہو گیا تو واپس بلا لیا جائے گا۔ مواجب کے سلسلہ میں صرف یہ کہہ کر بات کو ٹالنے کی کوشش کی گئی کہ جوں جوں روپیہ فراہم ہوتا جائے گا توں توں حصہ رسدی تمام ارکان عملہ کے گھروں پر پہنچا دیا جائیگا کارکنوں نے مطالبہ کیا کہ انہیں ان کے مواجب کے متعلق دفتر کی سندات جن پر مالک کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری کا یقین دلایا گیا ہو دی جائیں اور ادائیگی کے متعلق کوئی قطعی قسط مقرر کی جائے۔ بے بس ملازمین کے اس مطالبہ کو ٹھکرا دیا گیا جس پر وہ مورخہ ۲۲ اپریل کو بطور خود دفتر "زمیندار" کے دروازے کے سامنے دھرنا دے کر بیٹھ گئے۔ تاکہ مولانا ظفر علی خاں کو کسی قسم کی معقول مفاہمت پر آمادہ کر سکیں۔

پولیس کے ذریعہ سے مرعوب کرانیکی کوشش

۲۲ اور ۲۳ اپریل کی درمیانی شب کو یہ کارکن مولانا ظفر علی خاں کی سنگدلانہ بے اعتنائی کا شکار ہو کر ان کے دروازے کے سامنے رات بھر سڑک پر پڑے رہے۔ اور مولانا ظفر علی خاں دوسری منزل کی چھت پر استراحت فرماتے رہے علی الصبح سیر کے لئے نکلے تو اپنے ملازمین کو یہ کہکر گئے کہ خواہ تم پچاس ہزار سال تک بھی بیٹھے رہو میں ایک پائی تک تمہیں ادا نہیں کروں گا۔

سیر سے واپس آئے تو ملازمین "زمیندار" اپنے آقا کے سامنے فرش راہ ہو کر لیٹ گئے۔ اور ان سے گزارش کی کہ مولانا آپ ہمارے حقوق کو جس بیدردی سے پامال کر رہے ہیں اسیطرح ہمارے جسموں کو بھی پامال کرتے ہوئے گزر جایئے۔ مولانا صاحب فرط غضب میں آکر واپس چلے گئے۔ اور کچھ دیر کے بعد ایک باوردی سب انسپکٹر پولیس کو ساتھ لے کر نمودار ہوئے اب کے انہوں نے ملازمین سے کہا کہ اب بھی صبح کی طرح میرے راستہ میں فرش ہو جاؤ کیونکہ میں تمہیں پامال کرنا چاہتا ہوں ملازم بیچارے تعمیل ارشاد میں پھر فرش راہ ہو گئے۔ لیکن مولانا صاحب نے پامال نہ کیا ان کا خیال تھا کہ کارکن سب انسپکٹر پولیس کو دیکھتے ہی بھاگ جائیں گے۔

سب انسپکٹر پولیس نے ان ملازمین میں سے دو ایڈیٹروں سے کہا کہ آپ میرے ساتھ تھانہ تک چلیئے چنانچہ دونوں ایڈیٹر اس سب انسپکٹر کے ساتھ ہو لئے جنہیں وہی سب انسپکٹر الٹے پاؤں واپس لے آیا اور مولانا سے کامل تین گھنٹہ گفتگو کرنے کے بعد تھانہ چلا گیا کارکن اسی حال میں دفتر کے سامنے بیٹھے رہے اور اس امر کے منتظر رہے کہ کب مولانا انہیں ہتھکڑیاں پہنا کر بڑے گھر بھجواتے ہیں

معاملہ یونین کے ہاتھ میں

ان واقعات کی خبر یونینوں کے عہدیداروں کو ملی تو وہ بھی موقعہ پر پہنچ گئے انہوں نے عملہ "زمیندار" سے جو مولانا ظفر علی خاں کے دردولت پر دھرنا مار کر بیٹھا تھا درخواست کی کہ وہ اپنے معاملہ کو یونینوں کے سپرد کر دیں اور خود یونین کی اجازت کے بغیر کسی قسم کا اقدام نہ کریں چنانچہ کارکنوں نے یہ بات مان لی اور شیخ عنایت اللہ صاحب مینیجر تاج کمپنی نے مالکان و مزدوران "زمیندار" کے مابین مفاہمت کرانے کا بیڑا اٹھایا۔

مفاہمت کی گفت و شنید کا حشر

۲۴ اپریل کی شام کو شیخ عنایت اللہ صاحب کے ہاں "زمیندار" کے نمائندگان اور دونوں یونینوں کے نمائندوں کے مابین گفت و شنید ہوئی اور مفاہمت کے یہ اصول طے کیئے گئے

کہ مولانا ظفر علی خاں اپنے عملہ کے ارکان کو ایک ایک ماہ کی تنخواہ فوراً ادا کر دیں جو ۲۰ اپریل کو واجب الادا تھی اور باقی حسابات یعنے گزشتہ مہینوں کے بقایوں کے متعلق مولانا صاحب پرونوٹ لکھ دیں اور ادائیگی کے متعلق افہام و تفہیم سے اقساط مقرر کر لی جائیں۔ مفاہمت کے یہ اصول قلمبند کر لئے گئے اور جنرل مینیجر "زمیندار" مسٹر ایم اے خاں نمائندہ "زمیندار" نے وعدہ کیا کہ وہ ان اصولوں کو مولانا صاحب سے تسلیم کرانے کے بعد تیسرے دن اطلاع دیں گے۔ چنانچہ تیسرے دن یونین کے نمائندے پھر شیخ عنایت اللہ صاحب کے ہاں پہنچے تو "زمیندار" والوں کی طرف سے کسی کو موجود نہ پایا۔ شیخ صاحب نے اپنا آدمی بھیجکر دریافت کیا تو کہہ دیا گیا کہ مولانا صاحب باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے جواب نہیں دیا جا سکتا۔ شیخ صاحب کے کہنے پر ۳ مئی تک پھر انتظار کیا گیا اس روز بھی وہی قصہ پیش آیا اور مولانا ظفر علی خاں نے کہلا بھیجا کہ میری طبیعت ناساز ہے اس لئے میں نہیں آسکتا۔

یونین کے وفد کی توہین کی گئی

اس کے بعد یونین کی مجلس عاملہ کے فیصلہ کے مطابق ایک وفد اس غرض کے لئے مولانا ظفر علی خاں کے پاس گیا کہ ان سے کہدیا جائے کہ آپ نے مفاہمت کی انتہائی کوششوں کو استحقار سے ٹھکرا دیا ہے۔ لہذا اگر یونین اس تنازعہ کے سلسلہ میں کوئی اقدام کرنے پر مجبور ہو جائے تو اسے معذور سمجھا جائے اس پر مولانا ظفر علی خاں نے یہ کہدیا کہ "آپ میرے اور میرے ملازموں کے معاملہ میں آنے والے کون ہیں میرا حق ہے کہ میں انہیں چاہوں پولیس کے حوالے کر دوں یا چاہوں تو گولی سے اڑا دوں"

مولانا ظفر علی خاں کی غیر معقول روش

اس بارہ میں مولانا ظفر علی خاں نے جو سراسر غیر معقول روش اختیار فرما رکھی ہے وہ عام انسانوں کے فہم سے بہت بالاتر ہے مولانا صاحب نے خود اخبار کے بند ہونے کا اعلان کیا لیکن ذمہ داری کارکنوں پر ڈالنے کے خواہاں ہیں۔ ان کے مواجب کے متعلق تصدیق نامہ لکھ دینے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ قطعی طور پر یہ نہیں بتاتے کہ آیا وہ کارکنوں کو ان کے مواجب دینے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں صرف یہ کہکر بات کو ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے ملازمین کے حسابات چکانے کی کوشش کرونگا اگر روپیہ کا بندوبست ہو گیا تو ادا کر دیا جائے گا ورنہ خیر۔

پبلک ان واقعات سے جو پوری پوری صحت کے ساتھ اوپر بیان کیئے گئے اندازہ لگا سکتی ہے کہ اس تنازعہ میں یونین کے کارپردازوں کی روش کس قدر معقولیت پر مبنی ہے اور مولانا ظفر علی خاں کس طرح مذہب، اخلاق، اصول تجارت اور کاروبار کی ابتدائی مقتضیات

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳

افضل خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم شنبہ مطابق ۵ صفر المظفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ رمئی ۱۹۳۴ء | نمبر ۳۱

مکتوب برلن

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب)

۱۵ رذاں میں حسب معمول جرمن مسلم سوسائٹی برلن کے زیر اہتمام مسجد برلن میں دو لکچر ہوئے پہلا لکچر ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب جرمن نومسلم نے دیا مضمون کا عنوان تھا "اسلامی اصول و عقائد" جلسے کا افتتاح خاکسار نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ ٹھیک ۸½ بجے شام مقرر صاحب نے اپنی تقریر شروع کی اور تقریباً ۴۵ منٹ کی سیر کن بحث کے دوران میں حاضرین کو بتایا کہ پانچ بنائے اسلام یعنے **توحید صلوٰۃ۔ صوم۔ زکوٰۃ اور حج** سے کیا مراد ہے۔ اسلام کے دوسرے موٹے موٹے اور زریں اصولوں کا ذکر بھی کیا چنانچہ یہاں کے ایک بڑے بھاری روزانہ اخبار نے جس کی اشاعت لاکھوں کی تعداد میں ہے اس تقریر کا مندرجہ ذیل اقتباس اپنی ۱۰ راپریل کی اشاعت میں شائع کیا ہے:۔

"ڈاکٹر حمید مارقوس نے جرمن مسلم سوسائٹی (برلن مسجد) کے زیر اہتمام ایک لکچر بعنوان "اسلامی اصول" دیا۔ اسلام کا اہم اور بنیادی اصول رضائے الٰہی پر اپنے آپ کو کلیتہً قربان کر دینا ہے مگر اس رضا یا القضا کا مطلب کسی قسم کی "قسمت" وغیرہ نہیں ہے کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے۔ اور خود کچھ نہ کرے بلکہ اس کے برخلاف انسان ہمیشہ خود ہر کام کے لئے سر توڑ کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نصرت کا جاذب بننے کے لئے زندگی کی مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرے۔ وہ اپنی فطرت اور ضمیر کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے اور اس طرح وہ ایک ایسی زندگی کو حاصل کرے گا جو رضائے الٰہی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہوگی۔ ہر ایک مسلمان ایک ایسی کتاب (قرآن کریم) کو مانتا ہے جو کہ اس کو اس کی زندگی کے لئے مکمل قوانین دیتی ہے اور بنی نوع انسان کے درمیان امن و آشتی پیدا کرتی ہے۔ ایک مسلمان "قدر خیر و شر" کے محکم اصول کو مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ خیر و برکت ہی آتی ہے انسان کے اپنے بداعمال اس کو بدی اور برائی میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

خالص اسلامی توحید ہر قسم کے compromise سے مبرا اور پاک ہے اور ایمان بغیر عمل کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا ہر مسلمان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے خواہ مرد ہو اور خواہ عورت تمام انسان برابر ہیں۔ اور نسل، امارت، قومیت وغیرہ محض اتفاقیہ امور ہیں۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی اسلام کا بڑا بھاری خاصہ ہے۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اس کی زندگی محض اپنے تک محدود نہ ہو۔ بلکہ وہ دوسرے کیلئے بھی ہو۔ غربا کی امداد کرنا امرا کا فرض ہے اور تمام انسان ایک خاندان کی حیثیت رکھتے ہیں اور انسانی اخوت اور برادری کا قائم کرنا اسلام کا بلند ترین مقصد ہے۔

"مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی مزدوری ادا کر دو" آنحضرت صلعم کا مشہور فرمان ہے۔ اور ہر قسم کی محنت قابل عزت ہے سستی اور کاہلی گناہ ہے۔

بیت اللہ کا حج مسلمان کے فرائض میں سے ایک اہم فرض ہے۔"

لیکچر ہر لحاظ سے کامیاب و موثر ثابت ہوا۔ حاضرین کی تعداد کم و بیش اسی تھی۔ لیکچر کے بعد رات کے ۱۰ بجے تک مختلف امور پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

دوسرا لیکچر

دوسرا لکچر خاکسار کا تھا۔ جو کہ ۲۰ راپریل کو شام کے ۸ بجے ہوا۔ خاکسار نے سورہ بقرہ کی چند آیات کی تلاوت کے بعد "اسلام اور غلامی" کے موضوع پر اپنی تقریر شروع کی جس میں ثابت کیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے "غلامی" کو نیست و نابود کرنے کی عملی کوشش کی ہے۔

خاکسار نے قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلعم کے اقوال قدسی کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام نے کس طرح غلاموں، بیکسوں، یتیموں کی امداد کے لئے عملی اصول پیش کئے ہیں اور یہ اسلام کی تعلیم کا ہی نتیجہ ہے کہ آج تمام اسلامی ممالک سے غلامی مفقود ہو چکی ہے۔ افریقہ میں غلامی کے از سر نو آغاز کی ذمہ دار عیسائی اقوام ہیں۔ جنہوں نے وہاں کے غریب اور بھولے بھالے انسانوں کو اپنے فوائد کی خاطر غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

آخر پر یہ بھی بتایا کہ اسلام نے جنگ کے غلاموں کے ساتھ کیسے اعلیٰ سلوک کا حکم دیا ہے۔ اور اس دوران کلام میں ہندوستان کے خاندان غلامان اور قطب مینار کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح ایک غلام اسلام کے اندر رہ کر بادشاہت کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

لکچر کے بعد سوال و جواب کا موقعہ دیا گیا۔ بعدہٗ جلسہ رات کے ۱۱ بجے بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ والسلام

خاکسار

عبد اللہ۔ امام مسجد برلن

از برلن ——— ۲۴ راپریل ۳۴ء

سرزمین فجی میں جماعتِ احمدیہ کا قیام

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کا شاندار منظر!

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری فجی)

ناندی میں تبلیغی کام کا آغاز

صُوا میں رہتے ہوئے مجھے آٹھ ماہ گزرنے کو تھے کہ علاقہ ناندی و لٹوکا کے معاونین نے اصرار کیا کہ اب ہمارا حق ہے آپ اس علاقہ میں آکر خدمت دین کا کام شروع کریں۔ یہ علاقہ صُوا سے ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہمارے معاونین صوا کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں ناندی، لٹوکا والوں کے مطالبہ کو حق بجانب قرار دیا گیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ میں اس علاقہ میں جا کر تبلیغ اسلام کا کام کروں چنانچہ ۲۵ر دسمبر ۳۳ء کو میں اہل و عیال سمیت ناندی آگیا اور کام شروع کیا۔ ہمارے معاونین نے پنجگانہ اور جمعہ کی نماز کا انتظام جناب محمد اسحاق خانصاحب برادر جناب محمد طاہر خانصاحب کے دولتکدہ پر کر رکھا ہے۔ خانصاحب موصوف کا مکان برلب سڑک ہے۔ سڑک کی طرف ایک وسیع کمرہ نماز کے لئے وقف ہے۔ اسی کمرے میں میرے خطبات جمعہ شروع ہوئے خطبہ کے وقت بہت سے ہندو بھی جمع ہو جاتے ہیں

مفسدین کی شرمناک حرکت

۲۶ر جنوری ۳۴ء کو نماز جمعہ کے بعد ہم سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ بعد میں موقعہ پاکر چند شوریدہ سر شراب کے نشہ میں بدمست جناب محمد اسحاق خاں صاحب کے مکان پر پہنچے خانصاحب اپنے الیکٹرک پاور ہوس کا حساب ملاحظہ فرما رہے تھے، انہیں دھوکے سے باہر بلا کر ان پر حملہ کر دیا گیا۔ اور پھر ساتھ ہی ادھر ادھر چھپے ہوئے دیگر مفسدین بھی جمع ہو گئے ادھر ہمارے آدمیوں میں سے اخویم محمد رمضان خانصاحب۔ میاں الٰہی بخش صاحب اخویم محمد طیب خاں صاحب برادر محمد اسحاق خاں صاحب اخویم عبداللطیف خاں صاحب برادر محمد رمضان خانصاحب اخویم عبدالحکیم خانصاحب پسر محمد رمضان خاں صاحب اطلاع ملنے پر امداد کو پہنچے۔ پھر ایک طرف کل چھ آدمی اور دوسری طرف ساٹھ کے قریب بدمست۔ دست بدست جنگ شروع تھی اور دنیا کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھی۔

حق پرستوں کی قابل تعریف بہادری

اول الذکر چھ انسانوں پر کثیر التعداد مفسدین اس لئے اور صرف اس لئے حملہ آور ہوئے تھے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہو کر خدمت اسلام کے کام میں ایک احمدی مبلغ کی امداد کیوں کر رہے ہیں حق و باطل کی ایسی ٹکریں بارہا ہو چکی ہیں اور نتیجہ ہمیشہ جو نکلتا رہا اس کے ذکر سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ اخویم محمد رمضان خانصاحب اور اخویم محمد اسحاق خانصاحب کے بے پناہ حملوں سے دشمن کائی کی طرح پھٹتے پھٹ جاتے۔ میاں الٰہی بخش صاحب ایک عمر رسیدہ بزرگ اور لکڑی کے مشہور کھلاڑی ہیں۔ آپ جس طرف لپکتے میدان صاف کر دیتے۔ اخویم عبدالحکیم پسر اخویم محمد رمضان خانصاحب (جن کی عمر صرف ۱۷ سال ہے) کے ہاتھ کی صفائی کی تعریف تو ہم سے ایک یورپین نے بھی کی۔ جو ایک اونچے مقام پر کھڑا جنگ کا نظارہ کر رہا تھا۔ موصوف کا بیان ہے کہ ہمارے آئرلینڈ میں لکڑی نہایت صفائی سے چلائی جاتی ہے اس لڑکے کی صفائی دیکھ کر ہمیں اپنا آئرلینڈ یاد آگیا۔

احمدی خواتین کی جرأت و ہمت

اخویم محمد اسحاق خانصاحب کے گھر کی مستورات اور بچوں نے لٹھ اور ڈنڈے بہم پہنچانے کا کام بڑی ہمت اور جرأت سے کیا لڑائی میں لٹھ پر لٹھ اور لکڑی پر لکڑی ٹوٹ رہی تھی مگر احمدیت کی یہ فدائی مستورات اور بچے برابر امداد پہنچاتے چلے جاتے دنیا یہ سنکر حیران ہوگی کہ ہمارے چھ مجاہدین میں سے کسی ایک کو بھی کوئی زخم نہیں آیا اور مفسدین میں سے کسی کا سر پھوٹا تو کسی کا ہاتھ ٹوٹا اور بفضل خدا چھ آدمیوں نے ساٹھ کے قریب مفسدین کو ایسا نیچا دکھایا کہ سرزمین فجی میں کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ (بسا اوقات چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر اللہ کے حکم سے غالب آگیا ہے) کی تاریخی آیت ایک دفعہ پھر گونج اٹھی۔

پولیس کی مداخلت

پولیس اگرچہ موقع پر پہنچ چکی تھی۔ مگر معاملہ پولیس کے قابو سے باہر ہو چکا تھا۔ آخر پولیس انچارج نے جناب محمد اسحاق خاں صاحب سے درخواست کی کہ بیشک آپ لوگ بے قصور ہیں اور آپ لوگوں پر دھوکے سے حملہ کیا گیا لیکن اب آپ ہماری امداد کرتے ہوئے تھم جائیں اس پر خانصاحب موصوف اور آپ کے شیر دل ساتھی امن اور قانون کی حمایت میں مزید جنگ سے رک گئے پولیس دونوں فریق کو پولیس اسٹیشن لے گئی۔ یورپین انسپکٹر پولیس لٹوکا (۱۸ میل فاصلہ سے) پہنچا۔ جناب محمد طاہر خاں صاحب رئیس اعظم مع دیگر معاونین احمدیت موٹر کے ذریعہ پہنچے۔ رات ہو چکی تھی مجسٹریٹ بھی اسٹیشن سے باہر تھا اس لئے دونوں فریق رات کو پولیس کی زیر نگرانی رہے۔ رات کو کچھ دیر کے لئے اخویم محمد اسحاق خاں صاحب اپنے گھر تشریف لائے۔ اور اپنی شیر خوار بچی کو گود میں لے کر پیار کرنے لگے۔ اور اتنے خوش کہ احمدیت کے لئے یہ سب جنگ اور تکلیف گویا راحت جان تھی آپ کی ایمانی قوت کا یہ درجہ دیکھکر میرے دل میں بے اختیار رقت پیدا ہوئی اور میں نے اپنے مولا کریم کے حضور گرم گرم آنسو بہا کر دعا کی۔

میری اس بیقراری اور آنسوؤں کو دیکھکر جناب محمد ابراہیم خانصاحب برادر کلاں جناب محمد اسحاق خاں صاحب نے فرمایا کہ آپ تسلی رکھیں۔ خدا یقیناً آپ کے ساتھ ہے اور آپ کے مشن کو کبھی ضائع نہ ہونے دے گا۔

اس کے بعد رات کو ہی اخویم محمد رمضان خانصاحب اخویم محمد طیب خانصاحب۔ اخویم عبداللطیف خانصاحب و اخویم عبدالحکیم خانصاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہ سب کے سب مجاہد شاداں و فرحاں تھے۔

کمشنر علاقہ سے میری ملاقات

۲۷ر جنوری دوسرے دن صبح مجسٹریٹ نے ۲۹ر جنوری کو حاضر عدالت ہونے کے لئے فریقین کو حکم سنایا اور فریقین اپنے اپنے گھروں کو سدھارے۔

۲۸ر جنوری کو میں نے مسٹر کوون کمشنر علاقہ سے ملاقات کی بڑی عزت سے پیش آئے۔ اور بہت دیر تک سلسلہ گفتگو جاری رہا کمشنر موصوف نے فرمایا کہ "ہمیں اطلاع ملی ہے کہ لوگ آپکو قتل کر دینے پر آمادہ ہیں۔ پھر کیا یہ اچھا نہ ہوگا کہ آپ کچھ عرصہ کے لئے ناندی سے باہر دوسری جگہ کام کریں اور جب حالات سدھر جائیں تو پھر یہاں آجائیں"۔ میں نے جواب دیا کہ میں اسلام کا ایک سپاہی ہوں۔ سپاہی کا میدان سے ہٹ جانا بزدلی ہے۔ مجھے اپنے مقدس مشن کے لئے سر کی نذر پیش کرنے میں عذر نہیں اور میں اپنی جان کے خوف سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا"۔

عدالت کا حکم اور کمشنر کی تقریر

۲۹ر جنوری کو فریقین اپنے اپنے بیرسٹروں سمیت عدالت میں پہنچے۔ مسٹر کرو مجسٹریٹ علاقہ نے فریقین سے ایک سال پر امن رہنے کی ضمانت لی اور معاملہ ختم کر دیا۔ اس کے بعد مسٹر کوول کمشنر بہادر نے تقریر کی کہ ہم نے قرآن (حضرت امیر ایدہ اللہ کا انگریزی ترجمہ) کا اول سے لیکر آخر تک بڑے غور سے مطالعہ کیا ہے۔ ہم تو اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دنیا میں اسلام ہی امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ پھر تم لوگ کیسے مسلمان ہو کہ قرآن کی تعلیم کے خلاف فساد پر آمادہ ہوتے ہو۔

جماعت احمدیہ کی خدمات اسلامی اور امن پسندی کا اعتراف

جہانتک میری معلومات کا تعلق ہے مسلمانوں میں احمدی جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جو قرآن کی تعلیم پر پورا پورا عمل کرتی ہے اور دنیا میں امن اور سلامتی کا قائم کرنا اس کے فرائض میں داخل ہے۔ احمدی مسلمان نہ صرف دنیا کے دیگر حصص میں آباد ہیں بلکہ خود ہمارے انگلستان میں بھی موجود ہیں اور اپنی امن پسندانہ دینی خدمات کی وجہ سے ہر جگہ عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ احمدی پکے مسلمان ہیں ہر ایک گورنمنٹ نے انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھا ہے تم لوگ احمدیوں سے فساد نہ کرو وہ لوگ اپنا کام کرتے ہیں تم لوگ اپنا کام کرو۔ اگر تمہیں احمدی بننا پسند نہیں تو نہ بنو۔ لیکن جو لوگ احمدی بننا چاہیں گے تم انہیں روک بھی نہیں سکتے کیونکہ گورنمنٹ نے مذہبی آزادی دے رکھی ہے

مجاہدین کی قبول احمدیت

اس کارروائی کے بعد ہمارے تمام معاونین عدالت سے سیدھے جناب محمد اسحاق خاں صاحب کے دولتکدہ پر پہنچے اور سب بھائیوں نے ملکر کھانا کھایا۔ چند ضروری تجاویز کے بعد میری ایک مختصر تقریر ہوئی جسکو سن کر مومنین قانتین کی یہ جماعت تڑپ اٹھی۔ اور بے اختیار سب کے سب سسکیاں بھر بھر کر رونے لگے۔ اسی مقدس جوش کے عالم میں آواز بلند کی گئی کہ یوں تو آپ سب لوگ اپنے آپ کو فخر سے احمدی کہلاتے اور احمدیت کے لئے ہر قربانی دینے کو تیار رہیں۔ لیکن جب تک باقاعدہ بیعت کر کے آپ حضرات جماعت میں شریک نہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲	یوم شنبہ مورخہ ۵ صفر المظفر سنہ ۱۹۳۴ء	نمبر ۳۱

مسلمانوں پر ہندوؤں کے خونی حملے

مہاسبھائی ذہنیت کی ہولناک وبا

مسلمان قوم میں ایک بہت بڑا نقص پیدا ہو گیا ہے کہ وہ بر وقت کسی خطرہ کا احساس و انسداد نہیں کرتی جب پانی سر سے گزر جاتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ لیکن طوفان کے ذرا فرو ہونے پر وہ پھر غفلت کی گہری نیند سو جاتی ہے۔ اس طرز عمل کا نتیجہ جو ہوا کرتا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔

کئی برس سے ہندو مسلمانوں پر منظم خونی حملے کر رہے ہیں ہر سال عید اضحیٰ اور محرم پر اس قسم کے متعدد حادثات ہو جاتے ہیں۔ ہندو ریاستوں اور ہندو اکثریت رکھنے والے صوبوں میں ان کی کثرت ہے۔ امسال بھی اس قسم کے بہت سے خونی منظر دیکھنے میں آئے۔ عید پر اجودھیا میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا اور جس بیدردی سے ان کے خون کے ساتھ ہولی کھیلی گئی وہ سب کو معلوم ہے۔ غازی پور۔ گرگیا (تحصیل بہیڑی ضلع بریلی) سلطانپور۔ بلہوری (ضلع پٹنہ) جیجوں (ضلع ہوشیار پور) اور دوسرے بہت سے مقامات کے ہنگاموں سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں ان تمام مقامات کے حادثات میں یہ واضح طور پر نظر آتا ہے کہ ہندوؤں نے پہل اور زیادتی کی۔ ان کے حملے منظم اور گہری سازشوں کا نتیجہ تھے۔ اور کم از کم مہاسبھائی ہندوؤں میں کوئی خفی تحریک اندر ہی اندر چلائی جا رہی ہے۔ اور یہ خونی حملے اسی تحریک کا نتیجہ ہیں۔ سلطانپور اور گرگیا کے حادثے تو بہت ہی قابل افسوس اور دردناک ہیں۔ سلطانپور کے قتل عام کی تفصیلات اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ گرگیا میں جو کچھ ہوا وہ معاصر "مدینہ" کی اطلاع کے مطابق اس طرح ہے کہ:۔

"گرگیا ایک مختصر سا موضع ہے ایک ہندو رئیس کی زمینداری کا ایک حصہ ہے۔ ہندوؤں نے ایک خاص سازش اور مقررہ پروگرام کے مطابق بیشمار اشخاص کو جمع کیا حتی کہ محرم کے جلوس کے موقعہ پر آٹھ سو خونخوار اور وحشی ہندو کمین گاہوں سے نکلکر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے مسلمانوں کا جلوس صرف پچاس سے زیادہ افراد پر مشتمل تھا جس میں سے ۳۴ سے زیادہ مسلمان شہید ہوئے ۲۱ مسلمانوں کی لاشیں کنوئیں سے برآمد ہوئیں۔ اور نے لاشیں ایک ڈھیر سے نکلی ہیں۔ یہی نہیں کہ مسلمانوں کو ذبح کیا گیا بلکہ اکثر کو جلا بھی دیا گیا۔ سال سال اور ڈیڑھ ڈیڑھ سال کے بچوں کے ڈیڑھ ڈیڑھ ٹکڑے کر دیئے گئے۔ عورتوں کو اس وحشیانہ طریق پر قتل کیا گیا کہ بیچ میں سے دو ٹکڑے کر دیئے گئے۔"

یہ واقعات انتہائی درد انگیز اور تشویشناک ہیں اگر مسلمان ان پر بیچین ہوں اور صدائے احتجاج و فریاد بلند کریں تو یہ ایک قدرتی امر ہے جس سے ان کو روکا نہیں جا سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ صرف اس سے اس قسم کے خونی حادثات کا انسداد نہیں ہو سکتا ہے۔ ہندوؤں کے ان وحشیانہ حملوں اور قتل و غارت کی وجہ کوئی وقتی جوش و اشتعال نہیں بلکہ یہ مہاسبھائی ذہنیت کا نتیجہ ہیں جو ایک خاص پروگرام کے ماتحت ہندو قوم میں پیدا کی گئی ہے۔ اور کی جا رہی ہے اس لئے مسلمان بھی اس وقت تک اس سے محفوظ نہیں ہو سکتے جب تک پوری تنظیم اور استقلال سے ان کے دفاع کا کوئی بندوبست نہیں کرتے۔ کوئی عارضی کمیٹی بنا لینا یا اخبارات میں چند روزہ چرچا۔ یا حادثات کے بعد جلسے کر لینا کافی نہیں ہو سکتا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ مہاسبھائی ہندوؤں نے مسلمانوں کی اقتصادی، سیاسی، جسمانی اور تنظیمی کمزوری کو پوری طرح محسوس کر لیا ہے اس لئے وہ اپنی طاقت سے ان کو دبا لینا اور تباہ کر دینا چاہتے ہیں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اٹھیں اور اپنی کمزوریوں کو دور کر کے مہاسبھائیوں پر ثابت کر دیں کہ تم ہمیں زیر اور تباہ نہیں کر سکتے۔

امام مہدی کے کون لوگ مخالف ہونگے؟

اخبار اہلحدیث امرتسر کے ایک نامہ نگار خانزادہ غلام احمد خاں بنگش صاحب ۴ مئی سنہ ۳۴ء کے پرچہ میں لکھتے ہیں:۔

اس سے پایا جاتا ہے کہ اگر مہدی موعود بنفس نفیس بھی ظاہر ہو کر اوامر کلام اللہ اور سنن نبوی کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کرینگے تو یہی لوگ خواہ شیعہ ہوں یا بریلوی جیسے مدعیان سنت ان سے بھی سرتابی کر کے برسر پیکار ہونگے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم امیر نجد سے بدرجہا بڑھ کر اس امر کے مستحق ہونگے کہ بہ پیروی حکم نبوی کربلا۔ نجف سامرہ۔ کاظمین۔ مشہد وغیرہ کے بتوں کو مسمار کر کے اجمیر۔ داتا گنج بخش و نظام الدین ولی وغیرہ مزارات کا صفایا کرتے ہوئے انسان پرستی کی آلائش سے روئے زمین کو صاف کرینگے قسم بخدا مجھے گمان ہے کہ یہی لوگ ہونگے جو سب سے پہلے مخالفت کا جھنڈا اٹھا کر کے صاف صاف کہدینگے کہ یہ شخص ہرگز مہدی یا امام کہلانے کا مستحق نہیں جو ایسے ایسے متبرک مقامات کو جو عرش بریں سے بھی فوقیت رکھتے ہیں اس طرح سے ہمارے سامنے منہدم کر رہے ہیں اور ہم عبد العلی اور عبد الحسین کے شرف پر فخر کرنے والے دیکھتے رہیں۔ یہ تو تمام نہیں کوئی ہمام ہے۔ کیونکہ دراصل مہدی بھی ہمارے ہی جیسے ایک انسان دو پاؤ دو گوش رکھنے والے ہیں اس کی پہچان کے لئے کوئی اور معیار اور نشان تو مقرر نہیں سوائے احیاء احکام الٰہی و نبوی کے"

(صفحہ ۵)

ہم اس پر صاد کرتے ہیں لیکن ان قبہ و مزار پرستوں کے ساتھ خود اہلحدیث گروہ کو بھی شامل کرتے ہیں جو امام مہدی کا اسی طرح مخالف ہو گا جس طرح شیعہ و بریلوی لوگ۔ کیونکہ خود ان کے عقائد بھی مشرکانہ اور خلاف احکام الٰہی ہونگے۔ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰؑ کی تفضیلت جو عیسوی عقائد سے ملتی جلتی ہے کہ ایک انسان دو ہزار سال سے بغیر کھائے پیئے اور حوائج بشری کے اور زمانہ کے اثرات سے محفوظ . . . . آسمان پر زندہ موجود ہے۔ پھر باوجودیکہ قرآن و احادیث پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ حضرت نبی کریمؐ آخری نبی ہیں آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن اہلحدیث اور شیعہ، بریلوی، دیوبندی سب مانتے ہیں کہ ابھی ایک ایسے نبی نے آنحضرت صلعم کے بعد آنا ہے جسے قرآن نبی و رسول صاحب کتاب مانتا ہے۔ ایسے عقائد ختم نبوت کے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھا ہیں۔ پھر بے نکاحی لونڈیوں سے قربت کا جواز بھی اہلحدیث کا طرہ امتیاز ہے۔ اسی غلط مسئلہ نے مخالفین اسلام کو اعتراضات کرنے اور اسلام کو ایک عیاشی کا مذہب ثابت کرنے میں مدد دی۔ ایسے ہی اور بے شمار مسائل میں اہلحدیث، قرآن و احادیث نبویؐ کی کھلی کھلی مخالفت کر رہے ہیں۔ جب امام مہدی ان پر ان کی غلطیاں ظاہر کرتا ہے تو یہی لوگ اس کی مخالفت کرنے اور اسے کافر بنانے میں پیش پیش ہیں۔

ایک افسوسناک واردات

احباب کو یہ معلوم کر کے افسوس ہو گا کہ چند روز ہوئے جب شیخ محمد نصیب صاحب سپرنٹنڈنٹ چک نمبر ۱/۳۲ احمد پور متصل اکاڑہ کے ہاں چوری ہو گئی۔ چور رات کے وقت مکان کی پشت سے نقب لگا کر اندر داخل ہوئے اور کافی قیمت کا سامان لے گئے۔ اتفاق سے شیخ صاحب موصوف اس رات چک میں موجود نہ تھے ایک ضروری کام کے لئے لاہور آئے ہوئے تھے۔ صبح کے وقت مکان پر پہنچے اور پولیس وغیرہ کو اطلاع دی

نقصان کا اندازہ غالباً ڈیڑھ ہزار کے قریب ہے ہمیں اس نقصان پر شیخ صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا کرے مال مسروقہ جلد برآمد ہو جائے۔

شیخ صاحب چک کے سپرنٹنڈنٹ ہیں اس لحاظ سے یہ واردات خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی باقاعدہ سازش کا نتیجہ ہے۔ اگر جرائم پیشہ بستیوں میں اس قسم کی وارداتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تو اس کے نتائج نہایت تکلیف دہ ہوں گے۔ اس لئے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب برائے اقوام جرائم پیشہ و پولیس اور دوسرے مقامی افسران کو اس واردات کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے مال مسروقہ برآمد کرانے کے علاوہ مجرموں اور ان کے رفقا کا سراغ لگا کر ان کو شدید ترین سزائیں دلانی چاہئیں تاکہ آئندہ کسی کو اس قسم کی حرکت کا حوصلہ نہ ہو۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس بارہ میں غفلت یا تساہل سے کام نہیں لیا جائیگا۔

آہ! چوہدری محمد عبداللہ خانصاحب

جناب چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب سب انسپکٹر رہتک ہماری جماعت کے مخلص اور درد دل رکھنے والے دوستوں میں سے تھے۔ انتہائی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ۹ رمئی کی شام کو ایک حادثہ کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اخبار بین اصحاب مشہور ڈاکو مُغلا کے نام سے واقف ہونگے جو ابھی چند روز ہوئے گرفتار ہوا ہے۔ اس خوفناک ڈاکو نے ضلع رہتک اور بعض دوسرے انگریزی اور ریاستی علاقوں میں قیامت برپا کر رکھی تھی۔ اور عرصہ سے مفرور تھا۔ پولیس اس کی تلاش میں تھی۔ لیکن یہ گرفتار ہونے میں نہیں آتا تھا۔ آخر اس کی گرفتاری کے لئے محکمہ پولیس نے خاص عملہ متعین کیا۔ چوہدری صاحب مرحوم بھی اس میں شامل تھے۔ ۸ رمئی کی شام کو تقریباً ۵ بجے سول ہسپتال رہتک کے صدر دروازے کے عین سامنے اس ظالم ڈاکو نے مرحوم پر قاتلانہ حملہ کیا۔ بندوق سے دو فائر کئے ایک مرحوم کی پنڈلی پر لگا دوسرا کمر میں۔ ۹ رمئی کی صبح کو انہیں ایکسرے کے لئے دہلی بھیجا گیا۔ فوٹو لینے پر معلوم ہوا کہ انتڑیوں میں سات چھرے موجود ہیں۔ جن کا نکالنا از حد دشوار ہے۔ اسی روز شام کے چار بجے حالت زیادہ نازک ہو گئی اور آٹھ بجے انتقال ہو گیا۔ مرحوم نہایت نیک خوش اخلاق دیندار اور بہادر شخص تھے۔ اپنے سرکاری فرائض کو انہوں نے ہمیشہ انتہائی ایمانداری اور باقاعدگی سے ادا کیا۔ اور اس سلسلہ میں اپنی جان تک دیدی۔ ان کی بے وقت وفات ایک بہت بڑا نقصان اور صدمہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ چوہدری صاحب مرحوم کا عہد ملازمت نہایت شاندار ہے۔ ان کی وفات بھی سرکاری فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں ہوئی ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ مرحوم کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے اہل و عیال کے گزارے اور ان کے بچوں کی تعلیم کا کوئی معقول انتظام کرے جہاں تک ہمیں معلوم ہو سکا ہے مرحوم کے تین صاحبزادے ہیں جن میں سب سے بڑے محمد اسلم خان ہیں جو محکمہ پولیس ہی میں ملازم اور آج کل قلعہ پھلور میں زیر تعلیم ہیں ان کے حقوق بھی بالکل ظاہر ہیں۔ یہ عین مناسب ہوگا کہ چوہدری صاحب مرحوم کی آسامی پر ان کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ امید ہے حکومت پنجاب اور محکمہ پولیس کے افسران اعلیٰ اس درخواست پر پوری توجہ فرمائیں گے۔

بے روزگاری

لندن کی ایک مشہور فرم کا منیجر لکھتا ہے کہ پچھلے دنوں ہم نے اکاونٹ کلرک کی ضرورت کا اشتہار دیا۔ اسامی کی تنخواہ ۱۵ پونڈ یعنے تقریباً ۱۹۵ روپے ماہانہ تھی۔ اشتہار میں اس امر کو صراحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا تھا کہ ایک تجربہ کار اکاونٹ کلرک کی ضرورت ہے صرف ہوشیار اور تجربہ کار درخواستیں بھیجیں نوجوان اور ناتجربہ کار لڑکے درخواستیں بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ کریں منیجر کا خیال تھا کہ ۳½ پونڈ فی ہفتہ کی قلیل تنخواہ پر شاید ہی کوئی لائق اور تجربہ کار شخص آنا منظور کرے اور شاید دوسری دفعہ اشتہار دینے اور ۵ پونڈ ہفتہ وار تک تنخواہ بڑھانے کی ضرورت پیش آئے لیکن یہ خیال بالکل غلط ثابت ہوا۔ صبح کے اخبارات میں اشتہار چھپا منیجر ۱ بجے دفتر پہنچا تو سکرٹری نے بتایا کہ ۱½ ہزار درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔ جب منیجر اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ دیوار کے پاس بڑے بنڈلوں کا ایک فٹ اونچا ڈھیر موجود ہے۔ ۲½ ہزار امیدواروں نے تو ۹ بجے سے پہلے ہی درخواستیں پہنچا دی تھیں پونے گیارہ بجے کے قریب اخبار مذکور کے شعبۂ اشتہارات کے کلرک نے دریافت کرنے پر بتایا کہ اس وقت تک دس ہزار درخواستیں موصول ہو چکی ہیں دوسرے دن اخبار کے دفتر سے کئی بڑے بڑے تھیلے درخواستوں سے بھرے ہوئے منیجر کے دفتر میں پہنچ گئے۔ خزانچی نے وزن کر کے بتایا کہ ان درخواستوں کا وزن ۳۱ من ہے۔ دوسرے کلرک نے حساب لگا کر بتایا کہ لفافوں پر لگے ہوئے ڈاک کے ٹکٹوں کی قیمت ۶۲۵ پونڈ یعنے تقریباً ۸ ہزار روپیہ ہے ایک اور کلرک نے ان درخواستوں کو شمار کیا تو ایک لاکھ کے قریب تھیں اس خبر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ لندن جیسے متمول شہر میں بھی بے روزگاری کا طوفان برپا ہے۔ کیا اس سلسلہ میں معاشرتی نقائص اور خرابی حکومت کے علاوہ اور کسی چیز کو الزام دیا جا سکتا ہے؟ ایک زمانہ تھا کہ جب دولت زیادہ ہو جایا کرتی تھی تو اس کو تولا جاتا تھا ایک زمانہ یہ ہے کہ بھوکے لوگوں کی عرضیاں تولی جاتی ہیں۔ اگر یہی لیل و نہار رہیں اور سرمایہ داری کا یہی دور دورہ ہے تو وہ دن دور نہیں کہ بھوکوں کی لاشوں کو تولنے کے لئے مشین کام میں لائی جائے گی۔

(مدینہ)

زمین مفت لو

پنجاب سے باہر قابل کاشت زمین آباد کاری کے لئے تقسیم ہو رہی ہے۔ صوبہ پنجاب یا صوبہ سرحد میں جن لوگوں کے پاس گزارے کے لائق زمین نہیں انہیں مفصل حالات زمین و شرائط آباد کاری ذیل کے پتوں سے دریافت کرنی چاہیئے۔ جواب کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجیں۔

(۱) خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس پنشنر دفتر کالونائزیشن ایجنسی احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں آپ ۱۵ رمئی کی شام کو سفر پشاور سے بخیریت واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اس سفر کے دوران میں آپ چارسدہ بھی تشریف لے گئے اور ایک شب وہاں قیام فرمایا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی بھی حضرت ممدوح کے ہمراہ تھے چارسدہ میں مولوی صاحب کی ایک کامیاب تقریر ہوئی۔

— جماعت پشاور کا جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ ہر اجلاس میں حاضری معقول ہوتی تھی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ و دیگر اصحاب کی تقریریں نہایت توجہ اور دلچسپی سے سنی گئیں اور ان کا نہایت مفید اثر ہوا۔

— اسلامیہ کالج پشاور میں بھی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ جناب مولانا صدر الدین صاحب اور مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تقریریں ہوئیں جن سے کالج کے طلبہ اور سٹاف بیحد متاثر ہوئے۔

— جماعت لائل پور اور پشاور کے سالانہ جلسوں کی روئدادیں تاحال موصول نہیں ہوئیں۔ سکرٹری صاحبان کی خدمت میں تحریر کیا گیا ہے۔ از راہ کرم وہ بہت جلد توجہ فرمائیں۔ روئداد کی ترتیب کو بھی جلسہ کے کاموں کا ایک ضروری حصہ سمجھنا چاہیئے۔ اور اس کام میں تاخیر و تساہل ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔

— جناب سید عبدالمجید صاحب جج کپورتھلہ کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ اب انہیں پہلے کی نسبت بہت کچھ افاقہ ہے۔ پھوڑے کی تکلیف بھی کم ہو گئی ہے۔ آپ تمام احباب لاہور اور ان تمام بھائیوں کا جنھوں نے دوران علالت میں آپ کے لئے دعا کی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

— گزشتہ دنوں خان بہادر سردار عبدالغفور صاحب ایس ڈی۔ او۔ راولپنڈی کے صاحبزادے کا اپریشن ہوا تھا جس کی صحتیابی پر ان کی بیگم صاحبہ نے مبلغ پانچ روپے مد اشاعت اسلام عطا فرمائے ہیں۔

— پیغام صلح :- الحمد للہ۔ جزاک اللہ۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ اس بچہ کی عمر دراز کرے۔ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

— اللہ تعالےٰ کے خاص فضل و کرم سے ہمارے محترم دوست چوہدری فضل حسین سب انسپکٹر پولیس گوجرانوالہ جو ایک محکمانہ مقدمہ کی وجہ سے مشکلات میں مبتلا تھے۔ باعزت بحال کر دیئے گئے ہیں موصوف ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے دعاؤں سے ان کی مدد کی۔

— پیغام صلح :- الحمد للہ ہماری طرف سے دلی مبارکباد قبول ہو۔

— مولانا عصمت اللہ صاحب بدستور بیمار ہیں۔ طویل علالت کی وجہ سے کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ احباب خاص طور پر آپ کے لئے دعائے صحت کریں۔

— جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی والدہ محترمہ علیل ہیں خاص طور پر دعا کی جائے۔

— جناب شیخ عبدالرحمن صاحب بھی تاحال علیل ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا شاندار اجلاس

دختران احمدیت کی نیک کوششوں کے نیک نتائج

(ایک خاتون کے قلم سے)

گزشتہ اشاعت میں ہم نے احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کے شاندار و کامیاب اجلاس کا ذکر کیا تھا۔ اس کی مفصل رپوٹ ایک معزز خاتون نے قلم بند کرکے ہمیں بھیجی ہے جو درج کی جاتی ہے

قارئین کرام اس ایسوسی ایشن سے بخوبی واقف ہوں گے۔ کیونکہ پیغام صلح کی گزشتہ متعدد اشاعتوں میں اس کا ذکر آچکا ہے۔ ہر ماہ ایسوسی ایشن کا اجلاس منعقد ہوتا ہے۔ بعض اجلاسوں کی کارروائی انہی صفحات میں درج ہو چکی ہے۔ خدا کے فضل سے اب اس ایسوسی ایشن کی عمر تقریباً چھ ماہ ہو چکی ہے۔ اس مناسبت سے ہماری جماعت کی ان نیک اور باہمت بچیوں نے ماہ مئی کے اجلاس کو غیر معمولی اہتمام سے منعقد کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اس کے لئے کئی روز قبل جدوجہد شروع کر دی تھی۔ ان کی ان نیک اور مبارک کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ اجلاس ہر لحاظ سے نہایت کامیاب ہوا۔ غیر از جماعت خواتین نے بھی احمدی بچیوں کے کام کی بے اختیار داد دی اور اس سے نہایت اچھا اثر لیا۔ اب ہم اس کامیابی پر ممبران ایسوسی ایشن اور اس کی سرپرست خواتین کو مبارکباد دیتے ہوئے جلسہ کی رپورٹ شکریہ کے ساتھ درج ذیل کرتے ہیں۔ (مدیر)

جلسہ کی تیاری اور جلسہ گاہ

جلسہ کی تیاری تاریخ انعقاد سے چند روز قبل شروع کر دی گئی تھی اور ممبران ایسوسی ایشن نے اس کو کامیاب بنانے کا عزم راسخ کر لیا تھا اور ماننا پڑتا ہے کہ وہ اپنے اس عزم میں پوری طرح کامیاب ہوئیں تمام کام نہایت باقاعدگی اور عمدہ طریق پر انجام پائے۔ جلسہ کے لئے مسلم ہائی سکول کی وسیع عمارت منتخب کی گئی تھی۔ جس میں پردہ کا معقول انتظام کر دیا گیا تھا۔ سڑک اور اسکول کے دروازے کے قریب اسکول مذکور کے خورد سال اسکوٹ سواریوں کے استقبال اور رہنمائی کے لئے موجود تھے۔ عمارت کے اندر سارا انتظام بچیوں کے ہاتھ میں تھا۔ شروع سے لے کر آخر تک ممبران ایسوسی ایشن انتہائی انہماک، شوق اور پوری تنظیم کے ساتھ مختلف کاموں میں مصروف رہیں۔ ان کی باقاعدگی، تنظیم اور سنجیدگی و احساس فرائض ایک نہایت ہی دل خوش کن اور پرامید منظر پیش کر رہا تھا۔ مسلم ہائی ہسکول کا سائنس روم جو کہ بالائی منزل پر واقع ہے۔ ایک بڑا ہال ہے اسی کو جلسہ گاہ کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ نشستوں کی ترتیب اس طریق پر تھی کہ ہال کے شرقی جانب اسٹیج تھا جس پر صدر جلسہ و صدر ایسوسی ایشن **عزیزہ زکیہ سلطان صاحبہ** بنت حضرت امیر ایدہ اللہ اور سیکرٹری ایسوسی ایشن **عزیزہ محمودہ بیگم صاحبہ** بنت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب، اور دوسری عہدہ داران بیٹھی ہوئی تھیں اسٹیج کے دونوں پہلوؤں پر ممبران ایسوسی ایشن کی نشستیں تھیں اور سامنے سرپرست اور مہمان خواتین تشریف فرما تھیں۔

حاضری

حاضری کافی تھی۔ غیر از جماعت خواتین بھی معقول تعداد میں تشریف لائی تھیں اور سب نے نہایت شوق اور توجہ سے ساری کارروائی کو سنا۔ حاضرات میں سے لیڈی عبد القادر، لیڈی شفیع، بیگم شاہنواز، بیگم محمد عمر۔ بیگم ڈاکٹر شفاعت احمد خاں بیگم قلندر علی خاں۔ بیگم بشیر احمد، بیگم شاہدین۔ بیگم رحمت اللہ خاں بیگم رفیع۔ بیگم مولانا محمد علی۔ بیگم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ بیگم ڈاکٹر غلام محمد کے اسماء خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

چند خصوصیات

کارروائی بیان کرنے سے قبل میں احمدی بچیوں کے اس مبارک جلسہ کی چند خصوصیات بیان کرنے کی اجازت چاہتی ہوں جن سے میں اور دوسری حاضرات بیحد متاثر ہوئیں ایک تو یہ جلسہ کا سارا انتظام ان بچیوں کا اپنا تھا۔ یعنی صدر بھی انہی میں سے تھی اور سکرٹری بھی انہی میں سے، تقریریں بھی زیادہ تر انہی کی ہوئیں۔ غرضیکہ جلسہ کا سارا نظم اور پروگرام ان کے اپنے ہاتھ میں تھا۔ یہ بات دو پہلوؤں سے قابل تعریف اور لائق مبارکباد ہے ایک تو اس لحاظ سے کہ بچیوں نے سارا بار خود اٹھا کر اپنے جذبۂ خود اعتمادی، انتظامی قابلیت اور خدمت دین کے شوق کا ثبوت دیا اور دوسرے اس لحاظ سے کہ ایسوسی ایشن کی سرپرست خواتین نے اپنی بچیوں کے اندر قوت عمل پیدا کرنے کے لئے انہیں انتظام کو ہاتھ میں لینے کا موقع دیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تمام ممبران ایسوسی ایشن کا لباس ایک جیسا تھا۔ ان کے لباسوں کی یکسانی اور سادگی بھی مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی تھی۔

جلسہ کی کارروائی

جلسہ کا آغاز **عزیزہ رشیدہ طاہرہ صاحبہ** نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ اس کے بعد **عزیزہ زکیہ سلطان صاحبہ** صدر جلسہ کی افتتاحی تقریر ہوئی۔ انہوں نے عورتوں کی مروجہ تعلیم اور اس کے نصاب پر روشنی ڈالتے ہوئے لڑکیوں کے لئے مذہبی تعلیم و تربیت کی ضرورت کو بیان کیا۔ اور بتایا کہ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ یہ تقریر نہایت عمدہ پر مغز اور مدلل تھی۔ اور تمام حاضرات نے اسے حد درجہ پسند کیا۔ اور اس سے متاثر ہوئیں۔ (ہم اس تقریر کو پیغام صلح کے لئے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے مدیر)

اس کے بعد عزیزہ **محمودہ بیگم صاحبہ** سکرٹری ایسوسی ایشن نے ششماہی رپورٹ پڑھی اور ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد اور مسلمانوں کی تنظیم پر نہایت جامعیت سے اپنے اعلیٰ خیالات کا اظہار کیا۔ یہ تقریر بھی نہایت عمدہ تھی مقررہ نے بتلایا کہ مسلمانوں کی تنظیم مذہبی حیثیت سے ہی ہو سکتی ہے ملکی حیثیت سے ہرگز نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا مقصد تعلیم یافتہ لڑکیوں میں مذہبی واقفیت اور قومی سپرٹ پیدا کرنا ہے۔ عزیزہ **اختر النسا بیگم** صاحبہ نے اسپین میں مجوزہ مسلم مشن کے متعلق انگریزی میں تقریر کی اور مسلمانوں کے گزشتہ آٹھ سو سالہ شاندار دور حکومت کا ذکر کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ اگر وہاں مشن قائم ہو گیا تو انشاء اللہ یہ ملک بہت جلد دوبارہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے آجائے گا۔ یہ تقریر بھی قابل تعریف تھی مقررہ کا لہجہ اور انگریزی تلفظ نہایت اچھا تھا۔ بعد ازاں **عزیزہ وزیر بیگم صاحبہ** نے "ہمیں تعلیم کیوں حاصل کرنی چاہیئے" کے موضوع پر مضمون پڑھا اور اس میں بتلایا کہ ہمیں تعلیم اس لئے حاصل کرنی چاہیئے کہ ہم اپنی دینی معلومات بڑھا سکیں اور خادم اسلام و قوم بن سکیں۔ ہماری تعلیم کا مقصد صرف یونیورسٹی کے امتحانات پاس کرنا ہی نہ ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد **عزیزہ فہمیدہ بیگم** صاحبہ نے "اتفاق" پر مضمون پڑھا جس میں باہم اتفاق اور رواداری برتنے پر زور دیا۔ بعد ازاں عزیزہ **حامدہ بیگم صاحبہ** بنت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے حضرت نبی کریم کی سیرت پر ایک عمدہ مضمون پڑھا جس میں آنحضرت صلعم کی چند امتیازی خصوصیات جو حضور کو مصلحین عالم میں ممتاز کرتی ہیں بیان کیں یہ مضمون بھی نہایت موثر اور کامیاب رہا۔

جلسہ میں **عزیزہ سعیدہ بیگم۔ عزیزہ خورشید بیگم عزیزہ ناصرہ سلطان۔ عزیزہ اختر النسا و عزیزہ رشیدہ طاہرہ** نے بہت عمدہ نظمیں پڑھیں۔ سب سے آخر عزیزہ **طاہرہ سلطان** بنت حضرت امیر ایدہ اللہ (لعمر ۱۰ سال) نے ایک نظم نہایت اچھے لہجے سے پڑھی جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

بس قرآن کو لیکر آگے بڑھوں گی
میں دم بھر میں سب دنیا کو سر کروں گی

اس نظم کو تمام حاضرات جلسہ نے بیحد پسند کیا۔

محترمہ لیڈی عبد القادر کا اظہار مسرت

جلسے کے اختتام پر لیڈی عبد القادر صاحبہ نے اس ایسوسی ایشن کے قیام پر اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک اہم ضرورت تھی جو پوری ہوئی ہے۔ آپ نے بیگم مولانا محمد علی کو مبارکباد دی کہ انہوں نے ایسے مبارک کام کی بنیاد رکھی۔

محترمہ بیگم محمد عمر صاحبہ کے اشعار اور انعام

محترمہ بیگم محمد عمر صاحبہ (والدہ لیڈی عبد القادر صاحبہ) نے مندرجہ ذیل دو شعر فی البدیہہ ارشاد فرمائے ؎

یہ ہماری نونہالیں خادمہ اسلام کی
کار احسن کے سبب ہیں مستحق انعام کی
ان کی کوشش اور خدا کے فضل سے امید ہے
سب جڑیں کٹ جائینگی اب جہل و اوہام کی

اور مبلغ دس روپے بطور انعام عہدیداران ایسوسی ایشن کو عطا فرمائے۔ (جن کا بہت بہت شکریہ ادا کیا جاتا ہے)

محترمہ بیگم شاہنواز کی تقریر

پھر محترمہ بیگم شاہنواز نے تقریر فرمائی اور ایسوسی ایشن کے قیام اور کام کے متعلق نہایت عمدہ خیالات اور خوشنودی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ یہ میرا پرانا خواب تھا جو آج پورا ہوا میں مدت سے آرزو کر رہی تھی کہ (باقی پر صفحہ ۸)

سوہدرہ کے وہابی کو یہودی نام پسند ہے!

(از جناب خان صاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں کہ میری امت کسی زمانہ میں یہود و نصاریٰ سے بہت مشابہت پیدا کر لے گی شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مخالفتوں اور معاصی کی وجہ سے ان اقوام سے شدۃ موافقت پیدا کر لیگی یعنے دعویٰ تو ان کا اسلام کا ہوگا۔ اور بظاہر خدا و رسول کو مانینگے لیکن نیکی کی مخالفت اور غالیانہ عادات کے سبب سے وہ یہود و نصاریٰ کی مثل ہوں گے۔

آج کل وہابیوں نے اسلام کا ٹھیکہ لے رکھا ہے نہ صرف دوسرے مسلمانوں پر ہی وہ کفر و بدعت کے فتوے لگاتے رہتے ہیں بلکہ خود اپنے وہابی بھائیوں کو بھی **مفتری۔ حاسد۔ جاہل۔ سفیہ** (مسلمان یکم مئی ۳۴ء) وغیرہ کہہ دینا ان کا ایک معمولی محاورہ ہے۔ سوہدرہ کے وہابی نے ہمیں اپنی بدزبانی کی جبلی عادت کی وجہ سے **مرزائی** اور **عیسائی** کے خطاب سے یاد کیا۔ ہم نے اسے نصیحت کی کہ حضرت عیسےٰؑ کے منکرین یہودی تھے اس لئے ہمیں عیسائی کہو گے تو ہم تمہیں یہودی کہینگے اس پر وہ راضی ہوگیا ہے کہ "ہمیں یہودی کہئے یا کچھ اور" (مسلمان یکم مئی)

اصل میں حدیث بخاری جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، آج کل کے وہابیوں پر پورے طور پر صادق آتی ہے۔ کیونکہ ایک تو وہ نیکیوں کی مخالفت میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور دوسری طرف حضرت عیسےٰؑ کی نسبت ایسے غالیانہ عقائد رکھتے ہیں۔ کہ بجز عیسائیوں کے اور کسی قوم کے ایسے غالیانہ عقائد نہیں۔ سوہدرہ کے وہابی نے اکرام الحق کے جواب میں جو اول جلول لکھا تھا وہ اس بات کا کافی ثبوت تھا کہ یہ لوگ عیسائی مذہب کی تائید میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ محمد رسول اللہ فوت شدہ ہوں تو ہوں لیکن ان کا عیسےٰؑ آسمان پر حی و قیوم زندہ رہے۔ محمد رسول اللہ پہ سحر کا اثر ہو جاوے اور وہ دھوکے سے مخالفین کو قتل کروانے کے عادی ہوں۔ بلا نکاح متعدد لونڈیاں رکھنے کا حکم دیں (بقول و بعقائد وہابیہ) لیکن ان کا عیسےٰؑ پیدائش سے لے کر آج تک کسی الزام کے نیچے نہ آئے اس سے بڑھ کر عیسویت کیا ہوگی۔ دراصل وہابیت، یہودیت و عیسویت کی جامع ہے جیسا کہ حدیث بخاری میں مذکور ہے۔

احمدی تو عیسائی اس لئے نہیں کہلا سکتے کہ وہ حضرت عیسےٰؑ کو دیگر انبیاء کی سنت پر وفات شدہ مانتے ہیں اور انہیں کوئی ترجیح کسی نبی خصوصاً حضرت نبی کریمؐ پر نہیں دیتے۔ وہابی اس لئے بھی عیسائی کہلا سکتے ہیں کہ باوجودیکہ قرآن و احادیث کے نزدیک حضرت نبی کریمؐ کی ختم نبوت کا مسئلہ محکمات میں سے ہے لیکن وہابی لوگ حضرت عیسےٰؑ نبی اللہ کا آخری نبی کے بعد آنا مان کر اپنے فعل سے اس محکم عقیدہ ختم نبوت کا بطلان کرتے ہیں اور یہ صرف عیسویت و عیسےٰؑ پرستی کی محبت کی وجہ سے ہے۔

حضرت مسیح موعود کے کلمات (مندرجہ پیغام صلح ۱۱ ستمبر ۳۳ء) عین تعلیم قرآن کے مطابق ہیں۔

اللہ تعالیٰ مظلوم ہونے کی حالت میں اجازت دیتا ہے کہ آپ جیسوں کے منہ پر تھپڑ مار دیا جائے۔ کیونکہ اخلاق اسلامی آپ لوگوں کے نزدیک بھی نہیں پھٹکے۔ قوم کی اصلاح اعلیٰ اخلاق سے ہوتی ہے لیکن اگر دشمن شرارت سے باز نہ آئے تو اس کے منہ پر تھپڑ مار دینا بھی اعلیٰ اخلاق کی بات ہے۔ تیرہ سال مسلمانوں نے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھایا یہانتک کہ انہی اخلاق کی وجہ سے گھربار بھی چھوڑ دیا۔ لیکن دشمن اپنی شرارت سے باز نہ آیا۔ تو خدا نے حکم دیا کہ اب ان کی شرارت کا مقابلہ کرو۔ حضرت مسیح موعود بھی حسب تعلیم قرآن اپنے پیروؤں سے وہی چاہتے ہیں جو اپنے لکھا ہے۔ لیکن آپ جیسے کفر بازوں سے نرمی کرنا انہوں نے کبھی نہیں فرمایا۔ جہاں اسلام اور محمد رسول اللہ کی عزت کا سوال ہو۔ وہاں نرمی کرنا بے غیرتی ہے۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ جیسے لوگ ہی یہودیت اور عیسائیت کا مرکز ہیں۔ جو تمہیں عیسےٰؑ کو مارتی ہے وہ عیسےٰؑ پرست یا عیسائی نہیں کہلا سکتی۔ جا کر ذرا کسی پڑھے لکھے عیسائی سے پوچھئے وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہہ دیتا ہے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ حقیقی مسلمان عیسائی لوگ ہی ہیں۔

وہابی صاحب اب اہلحدیث کہلانے سے بھی بیزار ہیں۔ حالانکہ اسی یکم مئی ۳۴ء کے لیڈر بعنوان "تقلید کا جھگڑا فضول ہے" میں اپنی نسبت تین دفعہ اہلحدیث کا لفظ استعمال کر چکے ہیں۔ ایسے بے اصول انسانوں کی نسبت کیا کہا جائے۔ دائرہ اسلام میں تو حنفی۔ شیعہ۔ وہابی۔ احمدی۔ اہلقرآن وغیرہ سب ہی ہیں۔ اور سب کا دعوےٰ مسلمان ہونے کا ہے لیکن وہابی صاحب ہم سے احمدی نام رکھنے پر قرآنی آیت طلب کرتے ہیں۔ لیجئے ہم تو آیت دیئے دیتے ہیں (ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد) (الصف) ہم تو اسی کی طرف منسوب ہو کر احمدی کہلاتے ہیں۔ آپ ہا نے جو اپنے تئیں لیڈر میں مسلمان کی بجائے اہلحدیث لکھا ہے اس کی تائید میں بھی قرآن پیش کیجئے۔

اس بارہ میں "مرزاجی کی حدیث" دیکھنی ہو تو حضرت مسیح موعود کا وہ اعلان دیکھ لیں جس میں اپنے آپ کو اور اپنے پیروؤں کو احمدی مسلمان لکھا ہے۔ اور حضرت نبی کریمؐ کے نام سے منسوب کیا ہے۔ لیکن وہابیوں کو اہلحدیث کہلانے کے لئے بھی کوئی سند قرآنی دکھاؤ۔

اسی وہابی کا ایک بے لگام چیلا لکھتا ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت بتا دیجئے جس میں کسی ولی کو خطاب لغوی نبی دیا گیا ہو۔ لیجئے قرآنی آیت بھی لیجئے۔ یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات (المومنون) اس میں رسل میں حضرت نبی کریمؐ اور آپ کے برگزیدہ صحابہؓ شامل ہیں۔ (مفردات راغب) ورنہ قادیانیوں کی طرح مان لو کہ آنحضرتؐ کے بعد کئی رسول آئینگے دوسری آیت لیجئے واضرب لھم مثلا اصحاب القریۃ اذجاءھا المرسلون (یٰس) یہاں حضرت عیسےٰؑ کے حواریین پر مجازاً مرسل کا لفظ بولا گیا۔

یہی شخص لکھتا ہے کہ کیا قرآن کریم کے بعد بھی خدا کا کلام کسی پر نازل ہوتا رہا ہے؟ جواباً عرض ہے کہ ضرور۔ مولانا عبداللہ غزنوی و حضرت سید احمد صاحب بریلوی کی جو سوانح عمریاں وہابیوں نے شائع کی ہیں وہ پڑھئے کہ کس طرح خدا نے قرآن کے بعد ان سے کلام کیا۔ اولیاء اللہ کے پیروؤں کی تفصیل کے لئے چشتی سہروردی وغیرہ گروہ مسلمانوں میں موجود ہیں اور حسب آیت قرآنی (ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ (آل عمران) ہر ایک نے دعوت الی الخیر کے لئے امت بنائی جو ان کے ناموں سے اب تک مشہور ہیں۔ خدا نے خود ایسے گروہ پر امت کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اسلام میں نرا دعویٰ کوئی چیز نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ اگر وہابیوں کو کوئی مدعی حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت سے بڑھ کر خادم اسلام نظر آتا ہے تو اسے پیش کریں اور قبول کر لیں۔ معیار صداقت تبلیغ و اشاعت اسلام سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے؟

چندہ اخبار

بذریعہ منی آرڈر بھیجئے تاکہ آپکے ۴ر زیادہ خرچ نہ ہوں اور دفتر دی پی کی دقت اور اسکی واپسی کے اندیشہ سے محفوظ رہے۔ (اینچارج)

مسلمان امرا

مسلمان امرا کئی گروہوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں:-

ایک گروہ ایسے بزرگوں پر مشتمل ہے کہ دولت کے استعمال کے متعلق جو احکام اسلام نے دیئے ہیں ان پر پورا پورا عمل کرتے ہیں اور اپنی خداداد دولت کا بہت سا حصہ دل کھول کر خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ دولت خدا کی امانت ہے اور دینے والے نے اس لئے دی ہے کہ ہم اسے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں خرچ کریں۔ دولت امتحان ہے اور وہ اس امتحان میں پورے اترتے ہیں۔ ان مسلموں پر خدا کی رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور انہیں خدا کی رضا کی بشارت دیتے ہیں۔ اور قیامت کے روز یہ اس جماعت میں شامل ہوں گے جس کے سردار ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ ہوں گے:

دوسرے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو ہر طرف سے دولت سمیٹتے ہیں اور اس کے جمع کرنے میں جائز اور ناجائز کی کوئی تمیز نہیں کرتے۔ لیکن اگر ان کے پاس کوئی شخص قوم کے لئے مانگنے جائے تو یا تو بدزبانی کرتے ہیں ورنہ ٹال مٹول کر دیتے ہیں اور ایک پیسہ تک نہیں دیتے۔ ان کی ہوس کبھی سیر نہیں ہوتی اور جمع کرتے جاتے ہیں۔ یہانتک کہ موت کا فرشتہ ان کے دروازے پر دستک دیتا ہے۔ اور ان کی چھوڑی ہوئی دولت ان کی اولاد کی تباہی کا موجب بنتی ہے۔

تیسرے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو بڑی دولت کے وارث بنتے ہیں یا اسے اپنی محنت سے کماتے ہیں مگر بجائے اس کے کہ وہ اس دولت کو توشۂ عاقبت بنائیں وہ اسے بیدریغ اپنی ہوا و ہوس پر اڑاتے ہیں ان کی دولت کا بڑا حصہ بازاری عورتوں اور شراب کی نذر ہوتا ہے۔ اور چونکہ عیاشی عقل پر پردہ ڈالدیتی ہے اور عیاش عاقبت اندیش نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ لوگ خرچ کرتے جاتے ہیں یہانتک کہ ان کی تھیلیاں خالی ہو جاتی ہیں اور ان کی آمدنی ان کے اخراجات کے لئے کافی نہیں رہتی۔ پھر قرضہ کی نوبت آتی ہے اور یہ قرضہ تھوڑی ہی مدت میں اتنا بڑھ جاتا ہے کہ ان کی جائدادیں نیلام ہو جاتی ہیں۔ یہ مرنے سے پہلے قلاش ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی اولاد کو نان شبینہ کا محتاج چھوڑ کر ذلت کی قبر میں دفن ہو جاتے ہیں۔

چوتھے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو اپنی دولت کو رسوا کن بدمعاشی میں تو ضائع نہیں کرتے مگر جھوٹی عزت کے پیچھے افسروں کو بڑی بڑی پر تکلف پارٹیاں دیتے رہتے ہیں۔ اور باوجود کثیر آمدنیوں کے ہمیشہ قرضہ کے بوجھ کے نیچے دبے رہتے ہیں یہ لوگ قومی ضروریات کے لئے ایک پیسہ تک نہیں دیتے اور اگر کوئی مانگنے والا ان کے در دولت پر حاضر ہو جائے تو اسے ہمیشہ یہی کہکر ٹالتے ہیں۔ کہ ہم خود بھیجدینگے۔ یہ بزرگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ سچی عزت قوم کی خدمت سے حاصل ہوتی ہے اور سرکاری خطاب بھی وہی قابل قدر ہوتا ہے جو حقیقی قابلیت یا پبلک خدمت کے صلے میں سرکار سے ملے۔

میں ہر مسلمان امیر سے محض خدا کے لئے یہ گزارش کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ وہ نہایت ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ وہ ان چار گروہوں میں سے کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر وہ پچھلے تین گروہوں میں سے کسی سے تعلق رکھتے ہوں تو وہ اپنی حالت پر نظر ثانی کریں۔ وہ سمجھیں کہ دولت [illegible] لائی ہے۔ وہ سوچیں کہ وہ مرنے کے دن کو کب تک ملتوی کر سکتے ہیں اور موت کے دن کو یاد کر کے دولت کو اپنے لئے اس دنیا اور عاقبت کی عزت اور سرخروئی کا ذریعہ بنائیں نہ اپنی اور اپنی اولاد کی رسوائی اور بربادی کا۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی دولت کا بہت سا حصہ مرنے کے بعد اپنے ساتھ لیجائیں اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ جہاں وہ اپنی ذاتی ضروریات پر خرچ کرتے ہیں اسی* فراخدلی سے قوم کی ضروریات پر بھی خرچ کریں۔ (الفلاح)

چیچک کا ٹیکہ

(از محکمۂ اصلاح دیہات پنجاب)

جب چیچک کا ٹیکہ ایجاد نہیں ہوا تھا تو ۱۰۰ میں سے ۹۵ اشخاص ضرور اس کی زد میں آجاتے تھے۔ اور ان میں تقریباً چوتھا حصہ ہلاک ہو جاتے تھے۔ جو لوگ اس موذی مرض سے بچ جاتے تھے وہ عمر بھر کے لئے اندھے لولے لنگڑے اور اپاہج ہو جاتے تھے اور اگر نہیں تو ان کی شکل ضرور بگڑ جاتی تھی۔ اس وقت بھی جو لوگ ٹیکہ سے گریز کرتے ہیں ان کا یہی حشر ہوتا ہے۔

چیچک کی روک تھام کی سب سے اچھی تدبیر یہ ہے کہ بچہ کے پیدا ہونے کے ایک سال کے اندر جس قدر جلد ممکن ہو ٹیکہ لگوایا جائے۔ دوسرا ٹیکہ ۵ اور ۷ سال کی عمر کے درمیان لگوایا جائے اور تیسرا ۱۲ اور ۱۴ سال کے درمیان۔ اور آئندہ ہر چھ چھ سال کے بعد۔ اس سے وہ ہمیشہ کے لئے ایک بہت بڑی حد تک محفوظ ہو جائیگا

ڈاکٹروں نے تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ جس گاؤں میں چیچک ہو اس میں ہر ایک شخص اگر اس نے ۹ مہینے کے اندر اندر ٹیکہ نہ لگوایا ہو تو وہ فوراً ٹیکہ لگوالے۔ جن اشخاص کو چھوت لگ جانے کا اندیشہ ہو وہ اگر تین دن کے اندر ٹیکہ لگوالیں تو ان پر اس کا حملہ یا تو رک جائے گا یا اگر ہوگا تو بہت کم۔ اور اگر ٹیکہ چھ دن کے اندر لگوالیا جائے تو حملہ کی شدت میں نمایاں کمی واقع ہو جائے گی۔

سچ تو یہ ہے کہ ٹیکہ لگوانے پر ہی زندگی صحت اور تندرستی موقوف ہے جو لوگ ٹیکہ سے گریز کرتے ہیں وہ نہ صرف خود چیچک کی زد میں رہتے ہیں بلکہ اپنے ہمسایوں اور گاؤں والوں کے لئے بھی خطرہ کا باعث ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ خود ٹیکہ لگوائے اور اپنے بال بچوں کو بھی ٹیکہ کرائے۔

ٹیکہ کے فوائد بے شمار ہیں

(۱) ٹیکہ سات سے دس سال تک کے عرصہ کے لئے چیچک سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۲) دوبارہ ٹیکہ کرانے سے از سر نو حفاظت ہو سکتی ہے۔

(۳) جو اشخاص ہر سات سال کے بعد ٹیکہ لگواتے رہتے ہیں وہ عام طور پر عمر بھر چیچک سے محفوظ رہتے ہیں۔

چیچک کے ٹیکہ کی ایجاد کو ڈیڑھ سو سال کے قریب عرصہ گزر چکا ہے۔ اس قدر طویل تجربہ ٹیکہ کے موثر ہونے کا ایک یقینی ثبوت ہے اور اب اس کے مفید ہونے میں شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں ہے۔ پس جب گاؤں میں چیچک کا ایک واقعہ بھی پیش آئے تو اس کی اطلاع فوراً علاقہ کے ہیلتھ آفیسر کو دینی چاہیئے۔ جو گھروں کو وبائی اثر سے پاک کرنے کی تدابیر اختیار کرے گا۔ ٹیکہ مفت لگایا جاتا ہے۔ اور گھروں کو وبائی اثر سے پاک کرنے کا کام بھی مفت کیا جاتا ہے۔ نہ تکلیف نہ خرچ اور فوائد بے شمار۔ اس لئے گاؤں کے ہر باشندے کو ٹیکہ بے تکلف

ملکہ سبا کا شہر

موسیو اینڈری میلرا جو فرانس کے ایک مشہور قصہ نویس ہیں کچھ عرصہ سے آثار قدیمہ کی تحقیق میں مصروف ہیں ولایت کے اخباروں کا بیان ہے کہ انہوں نے سالہا سال کی محنت و کاوش کے بعد ملکہ سبا کے پایۂ تخت کا سراغ لگالیا ہے۔

یہ شہر جنوب مغربی عرب کے اس حصہ میں واقع ہے، جو ربع الخالی کے نام سے مشہور ہے۔ اس سے پہلے دو انگریزینی مسٹر برٹرام ٹامس اور مسٹر فلبی کو ربع الخالی تک پہنچنے کا اتفاق ہوا ہے۔

چونکہ اس علاقہ میں اکثر جنگجو قبائل آباد ہیں اس لئے کسی سیاح کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس تاریخی شہر کا سراغ لگاتا جس کے ذکر سے پرانی کتابیں بھری پڑی ہیں موسیو میلرا کو ان خطرات کا علم تھا اس لئے انہوں نے مناسب سمجھا کہ ربع الخالی کا سفر ہوائی جہاز پر کیا جائے۔

موسیو میلرا کا بیان ہے کہ جب ہم اس سفر پر روانہ ہوئے تو ہمیں زندہ لوٹ آنے کی امید بہت کم تھی یہ خطرہ برابر لگا ہوا تھا کہ اگر ہم نے ہوائی جہاز کو زمین پر اتارا تو عرب اہل قبائل ہمیں فوراً قتل کر ڈالیں گے۔ لیکن شکر ہے کہ کوئی ناگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ اور ہم ملکہ کے شہر کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گئے۔

یہ شہر ربع الخالی کے شمالی گوشہ میں واقع ہے ابھی اس کے دو مینار صحیح و سالم کھڑے ہیں۔ ہم نے اس شہر کی عکسی تصویریں لے لی ہیں۔ موسیو میلرا نے ابھی تک کوئی مفصل بیان شائع نہیں کرایا۔ جس سے اس شہر کے حالات زیادہ وضاحت سے معلوم ہو سکتے بہرحال اگر ان کا خیال صحیح ہے کہ یہی وہ شہر ہے جس کا ذکر انجیل، قرآن اور دوسری کتابوں میں آیا ہے تو یہ بہت بڑا علمی انکشاف ہے۔

ملکہ سبا کے شہر کے متعلق یورپ کے علما کے مختلف خیالات ہیں ان میں ایک بہت بڑا گروہ یہ کہتا ہے کہ سبا کا علاقہ یمن کا ایک حصہ تھا۔ بعض کے نزدیک حبش کا پرانا نام سبا ہے۔ ابھی تک یہ کہا نہیں جا سکتا کہ موسیو میلرا کے پاس اپنے دعوے کے ثبوت میں کیا دلائل ہیں۔ اور ربع الخالی میں انہوں نے جس شہر کا سراغ لگایا ہے آیا وہ ملکہ سبا کا پایۂ تخت ہے یا کوئی اور شہر۔ (ماخوذ)

(بقیہ صفحہ ۲)

ہو جائیں تو آپ کی حیثیت صرف معاونین کی ہے۔ احمدی کی نہیں۔ پھر آؤ کون ہے جو حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہار دہم کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر خدمت اسلام کا عہد کرتا ہے تسلیم و رضا کی گردنیں جھک گئیں۔ اور مجاہدین کی یہ جماعت سب کی سب ایک ہی جنبش میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام ایک بیعت نامہ لکھا گیا جس پر سب کے دستخط ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

نئے بھائیوں کی مالی قربانی

بیعت کے بعد چندہ کی اپیل ہوئی۔ تو اسی وقت ایک سو پونڈ (۱۳۲۵ روپے) چندہ ہوا۔ دوسرے دن چالیس پونڈ (۵۳۰ روپے) پھر چندہ ہوا۔

تادم تحریر ۲۲۵ نفوس دائرہ احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور اس امر کی اطلاع حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کو (۲۷ ۳/۳۴) کو تار کے ذریعہ کر دی ہے۔

اللھم زد فزد!

(بقیہ صفحہ ۵)

اس قسم کی ایک انجمن بنائی جائے۔ الحمدللہ آج ان بچیوں نے میری اس آرزو کو پورا کر دیا۔ آپ نے سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اس ایسوسی ایشن کے مقاصد و قواعد نہایت اعلیٰ ہیں۔ اور یہ نہایت مفید کام کر رہی ہے۔ اس سے صرف لڑکیوں کو ہی نہیں بلکہ بڑی عمر کی خواتین کو بھی کام لینا چاہیئے۔ **اس کا کام اتنا عمدہ ہے کہ یہ چند مہینوں کی نہیں بلکہ سالوں کی قائم شدہ معلوم ہوتی ہے۔** اس کے بعد انہوں نے ممبران ایسوسی ایشن اور دوسری لڑکیوں کو چند گرانقدر نصیحتیں کیں اور تمام خواتین کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی بچیوں کو اس ایسوسی ایشن میں بھیجیں۔ دیگر حاضرات نے بھی کارکنان جلسہ کو ان کی کامیابی پر مبارکباد دی۔

چائے

اس کے بعد تمام حاضرات کی پر تکلف چائے اور انگریزی و دیسی مٹھائیوں سے تواضع کی گئی۔ جس کا انتظام نہایت قابل تعریف تھا۔

حضرت امیر کی اپیل پر لبیک

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل بعنوان "کیا ہم یورپ کو مسلمان کر سکتے ہیں؟" کی تقسیم و اشاعت میں جماعت راولپنڈی کے احباب نے خاص دلچسپی اور تن دہی کا اظہار فرمایا ہے ہمارے مخلص دوست ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار اور چند اور حضرات خاص طور پر جدوجہد فرما رہے ہیں۔ اس وقت تک راولپنڈی سے تیرہ ایسے حضرات کے نام آ چکے ہیں جو مستقل ماہوار امداد کرینگے۔ پہلے مہینہ کی رقم ۸/۱/۸ وصول بھی ہو چکی ہے۔ دفتر تحصیل ان سب حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے معروض ہے کہ ہماری دوسری جماعتوں کے احباب بھی مستقل معاونین پیدا کرنے کی سعی فرماویں خواہ وہ تھوڑی رقم ہی ادا کریں لیکن باقاعدگی سے ادا کریں اس اپیل کی کاپیاں اشاعت کیلئے احباب دفتر سے منگا سکتے ہیں۔ (عزیز بخش افسر تحصیل)

خبریں

عالم اسلام

— شملہ ۱۶ رمئی۔ قونصل جنرل ایران نے نمائندہ پریس کو اطلاع دی کہ جمہوریہ ترکیہ کے صدر کی دعوت کے جواب میں شاہ ایران ۱۰ رجون کو سرکاری طور پر عازم انگورہ ہوں گے اور تقریباً اٹھارہ روز کے عرصہ میں واپس ایران آ جائیں گے

— قاہرہ ۱۴ رمئی۔ عرب کی اطلاعات مظہر ہیں کہ سلطان ابن سعود اور امام یمن کے ایک سفیر کے مابین جو گفتگوئے مصالحت ہو رہی تھی وہ خوش اسلوبی سے انجام کو پہنچی اس گفتگو میں فلسطین کا وفد بھی شریک تھا اور اس گفتگو کی رو سے فریقین کے مابین متارکہ جنگ عمل میں آیا۔

— قاہرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ دوران گفتگو میں سلطان ابن سعود نے جو شرائط صلح پیش کیں وہ یہ ہیں کہ (۱) معاہدہ صلح بیس سال کے واسطے ہے۔ (۲) امام یمن کی وہ فوجیں جو ابن سعود کی فوجوں سے دوران جنگ میں آملیں امام یمن کی طرف سے ان کے جان و مال کے تحفظ کا عہد و پیمان۔ حکومت حجاز کے ایک اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام یمن نے ان شرائط کو منظور کر لیا ہے

— افغانستان کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ چند روز ہوئے قندھار میں ایک ہائی سکول کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس تقریب کے موقعہ پر حکومت افغانستان کے متعدد اعلیٰ افسر موجود تھے۔

— حکومت افغانستان نہایت سرگرمی سے تعمیری کاموں میں مصروف ہے۔ کوشش ہو رہی ہے کہ ملک کے تمام اہم مقامات کو سڑکوں کی تعمیر اور دریاؤں پر پل بنا کر ایک دوسرے سے ملا دیا جائے۔ سڑکوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ ٹیلیفون کے سلسلہ کو بھی وسعت دی جا رہی ہے۔ یہ کام فوجی نقطہ نظر سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور اس سے افغانستان کی تجارت کو بھی یقینی طور پر فروغ حاصل ہوگا۔ جنگلوں اور باغوں کی ترتیب و تنظیم بھی حکومت کے پیش نظر ہے۔

— حکومت ترکی کے محکمہ تعلیم نے تمام طلبہ و طالبات کو تھیٹروں اور سینماؤں میں جانے سے روک دیا ہے۔ کیونکہ ان چیزوں سے ان کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے۔

— اخبار ستیا اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ حکومت افغانستان کی منظوری سے افغان نیشنل بنک کے زیر انتظام کابل میں ایک عظیم الشان نمائش ماہ اگست میں منعقد ہوگی۔ نمائش کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کے ان صنعتی اور تجارتی اداروں کا جو افغانستان سے تجارتی تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں افغان تاجروں سے تعارف کرایا جائے۔ افغان نیشنل بنک نمائش میں رکھی جانے والی چیزوں کو مفت کابل لیجائے گا۔ اور وہاں سے واپس لائے گا۔ اور اگر کوئی چیز چوری ہو گئی تو اس کا بھی ذمہ دار ہوگا۔

— تفلس کا ایک پیغام مظہر ہے کہ فردوسی کی ولادت کی ہزار سالہ سالگرہ کے موقع پر طے کیا گیا ہے کہ ایران کے اس مشہور آفاق شاعر کی تالیفات اور علی الخصوص شاہنامہ فردوسی کو گرجی زبان میں خاص اہتمام سے جمع اور شائع کیا جائے۔

ہندوستان و ممالک خارجہ

— شملہ ۱۷ رمئی۔ وزیر ہند نے سر عبد القادر کو ۲ رجون سے کرنل سر عمر حیات خاں ٹوانہ رکن انڈیا کونسل کا جانشین مقرر کیا ہے

— مسٹر جناح ۲۴ رمئی کو انگلستان جا رہے ہیں۔

— کراچی ۱۶ رمئی۔ ہز ایکسیلنسی لارڈ ولنگڈن آج یہاں سے انگلستان روانہ ہو گئے۔

— آج بعد دوپہر سر محمد عثمان نے عہدہ گورنر کا حلف لیا مسٹر جسٹس نائڈو نے رسم حلف ادا کی اور چیف سکرٹری نے حکم تقرر پڑھ کر سنایا۔

— نئی دہلی ۱۶ رمئی۔ مشہور ڈاکو مغلا جسے کل گرفتار کیا گیا تھا اسے آج رہتک پہنچا دیا گیا ہے۔ اس کا ایک ساتھی بھی گرفتار کیا گیا ہے۔

— شملہ ۱۴ رمئی ہز ایکسیلنسی سر جارج سٹینلے نے آج قائم مقام وائسرائے کے عہدہ کا چارج لے لیا یہ تقریب وائسریگل لاج کے کونسل چیمبر میں ادا کی گئی۔ اس موقع پر حکومت ہند کے اعلیٰ افسر اور غیر ملکی حکومتوں کے نمائندے بھی موجود تھے۔

— ہز ایکسیلنسی اپنے پرسنل اسٹاف کے ہمراہ کونسل چیمبر میں داخل ہوئے وہاں جملہ افسر موجود تھے انہوں نے کھڑے ہو کر آپکا خیر مقدم کیا۔ جس وقت ملک معظم کا فرمان پڑھ کر سنایا گیا تو تمام حاضرین تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ مسٹر جسٹس ینگ چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ کے روبرو قائم مقام وائسرائے نے حلف لیا اس کے بعد ہز ایکسیلنسی کونسل میں اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ ۳۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔

— کپورتھلہ میں سلطان پور کے قتل عام کی نام نہاد تحقیقات شروع ہے جس پر مسلمان شدید بے اطمینانی کا اظہار کر رہے ہیں

— شملہ ۱۶ رمئی۔ افواہ ہے کہ اسمبلی کا جو اجلاس ۱۶ رجولائی کو شملہ میں منعقد ہوگا۔ اس کے لیڈر سر جوزف بھور ہوں گے۔

— آسٹریا، ہنگری اور اٹلی میں ایک اقتصادی معاہدہ ہو گیا ہے

— سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ زلزلہ سے جن سرکاری ملازموں کے مکانات منہدم ہو گئے ہیں۔ ان کی امداد کی صورت حکومت بہار نے یہ نکالی ہے کہ جن ملازموں کی تنخواہیں ڈیڑھ سو روپے سے کم ہیں ان کو تین تین ماہ کی تنخواہیں بلا سود دیدی گئی ہیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں اور بلدیات کے نام بھی اس مطلب کے احکام صادر کر دیئے گئے ہیں

— بمبئی ۱۰ رمئی۔ کل پولیس نے ہڑتالیوں کے ایک مشتعل ہجوم پر گولی چلا دی جس سے متعدد آدمی مجروح ہوئے۔ ہجوم نے ایک کارخانے پر پتھر پھینکے تھے۔ اور اس کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔

— فلسطین کا قدیم ترین شہر جریحو جس میں یہودی بکثرت آباد تھے شدید بارش کی وجہ سے برباد ہو گیا۔ بہت سے آدمی طغیانی کی وجہ سے ہلاک اور بے شمار مجروح ہوئے۔

— زبن (پرتگال)، ۱۵ رمئی۔ یہاں خوفناک ژالہ باری سے دو ہزار کسانوں کے گھر برباد ہو گئے۔ علاقہ کے تمام باغات اور فصلیں تباہ و برباد ہو گئیں۔

— شملہ۔ ۱۵ رمئی۔ ملک معظم نے نیپال کے برطانوی سفیر کا رتبہ بڑھا دیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۰ صفر المظفر ۱۳۵۳ھ | نمبر ۳۲

یوم مسیح موعود علیہ السلام

نوجوانان جماعت کی ایک مفید تجویز

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے باہمت اور فرض شناس کارکن مستحق تعریف وشکریہ ہیں کہ انہوں نے قوم کو ایک ایسی بات یاد دلائی جس کی طرف بظاہر توجہ نہ تھی ۲۶ رمئی حضرت مسیح موعود کا یوم وفات ہے۔ ایسوسی ایشن کی طرف سے تجویز ہوئی ہے کہ مجدد اعظم کی یاد تازہ کرنے اور اپنے ایمانوں اور قوت عمل میں تازگی پیدا کرنے کی خاطر اس دن کو بطور یوم مسیح موعود منایا جائے۔ اس روز اہتمام سے جلسے منعقد کئے جائیں جس میں حضور کی سیرت، مشن اور عظیم الشان کارناموں کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ ان جلسوں میں غیراز جماعت احباب کو بھی خاص طور پر مدعو کیا جائے۔ بیشک ہماری مخالفت زیادہ ہے لیکن مسلمانوں میں بے شمار ایسے انصاف پسند اور بالغ نظر اصحاب موجود ہیں جو جماعت میں شامل نہ ہونے کے باوجود حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ سے ان کے مفید کاموں کی وجہ سے دلی عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ اگر انتظام ہو سکے تو ان کی تقریریں بھی کرائی جائیں۔ نوجوانان لاہور نے انعقاد جلسہ کا انتظام کر لیا ہے جس کا مفصل اعلان اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے۔ اس میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور دوسرے حضرات نے تشریف لانے اور تقریر فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔

یہ تجویز اس قدر مفید، مناسب وقت اور قابل تعریف ہے کہ ہم اس کی تائید میں کچھ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتے **اگر حضرت میرزا غلام احمد صاحب مجدد اعظم** پیدا نہ ہوئے ہوتے تو یقیناً اسلام کی صحیح تعلیمات فراموش اور مسلمان مذہبی حیثیت سے بالکل برباد ہو چکے ہوتے یہ کوئی مبالغہ یا خوش عقیدگی نہیں۔ ذرا آج سے نصف صدی پہلے کے حالات پر غور کرو کہ مسلمانوں کی کیا حالت تھی، عیسائیت اور لامذہبی کا طوفان ایک طرف سے بڑھا چلا آ رہا تھا تو دوسری طرف سے آریہ دھرم اور دوسرے مذاہب حملہ آور ہو رہے تھے مسلمانوں کی اندرونی کیفیت بھی ناگفتہ بہ تھی۔ خانہ جنگی اور تکفیر بازی زوروں پر تھی۔ خدمت اسلام کے صحیح کام کی طرف کسی کو ذرہ بھر بھی توجہ نہ تھی۔ ان میں سے کسی کو بھی میدان مقابلہ میں نکلنے کی جرأت نہ تھی۔ مسلمانوں کی اکثریت جہل وتاریکی میں مبتلا تھی۔ ان کے پاؤں میں غلط عقائد وتعلیمات بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ انہیں اصلاح کے نام سے چڑ تھی۔ باقی رہے چند روشن خیال مسلمان وہ مغرب اور اس کے فلسفہ سے لرزاں وترساں تھے انکا زور اسلام کو یورپ کے غلط یا صحیح اعتراضات سے بری ثابت کرنے پر تھا۔ وہ یورپ کے حضور ایک ملزم کی حیثیت سے پیش ہوتے تھے جس کا کام صرف اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنا ہوتا ہے۔ مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی وہ اسی کو غنیمت سمجھتے تھے کہ کسی طرح ہندوستان اور دوسرے مشرقی ممالک کے مسلمانوں کو عیسائیت اور دوسرے مذاہب کے حملوں سے بچالیں۔ ان مایوس کن حالات اور ایسے پرآشوب زمانہ میں ایک مرد کامل خدا سے روشنی پاکر اٹھا اور اس نے چند سالوں میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اس نے ہر میدان میں دشمنان اسلام کو للکارا اور زیر کیا۔ اس نے عیسائیت کو چھاڑ کر کسر صلیب کا نظارہ دکھلایا۔ اس نے آریہ دھرم، برہمو سماج اور دیو سماج وغیرہ کو اسلام کے مقابلہ پر پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ اس نے لامذہبی ودہریت کے جراثیم کو ہلاک کیا اس نے اسلام پر سے تمام الزامات کو دور کر کے اس کی صحیح اور دلکش تصویر دنیا کے سامنے پیش کی اور قرآن کریم کو تمام الہامی کتابوں سے اعلیٰ اور افضل ثابت کر کے دکھلایا اس نے اسلام کے صحیح اور وسیع ترین اصولوں پر ایک جماعت قایم کی جس کی زندگی کا مقصد وحید بھی دفاع واشاعت اسلام ہے آج اس جماعت کا کام ساری دنیا کے سامنے ہے۔ وہ مرد کامل حضرت مسیح موعود اور ان کی قایم کردہ جماعت ہم وابستگان سلسلہ احمدیہ لاہور ہیں تو کیا ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ اپنے مقدس پیشوا اور مجدد اعظم کے یوم وفات کو زیادہ سے زیادہ اہتمام اور مفید طریقے سے منائیں تاکہ اس کی یاد تازہ ہو کر ہمارے ایمانوں کو تازگی بخشے اور دوسرے مسلمانوں کی ہدایت کا موجب ہو۔

ہر ایک جماعت کو اپنے حالات وذرائع کے مطابق اس روز ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے۔ نوجوانان جماعت اگر

"الفضل" کی تازہ نوازش

جناب خلیفہ قادیان نے اپنے گزشتہ سالانہ جلسہ پر تقریر کرتے ہوئے قادیانی انجمن کی مالی حالت کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا تھا:۔

"اس وقت تک ۷۰ ہزار کے بل قابل ادائیگی ہیں بعض بل ابھی آئے نہیں اور کارکنوں کی چار ماہ کی تنخواہیں باقی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ یہاں کام کرنے والوں کو چار چار ماہ تنخواہیں نہیں ملتیں ۔ ۔ ۔ ۔ جو کمزور ایمان والے ہیں ان کے ایمان میں فرق آجاتا ہے۔ اور وہ اس قسم کی مسخری باتیں کرنے لگ جاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے!"

اس مشکل سے نکلنے کے لئے قادیانی جماعت نے ساٹھ ہزار روپے کے قرض کی اپیل کی جس کی یاد دہانیاں عجیب وغریب الفاظ میں "الفضل" میں شائع ہوتی رہیں۔ کئی مرتبہ میعاد میں بھی توسیع کی گئی۔ اب "الفضل" نے اپنی تازہ اشاعت میں بصد فخر یہ اعلان کیا ہے کہ یہ اپیل کامیاب ہو گئی ہے اور اس پر پورے چار کالم کا مقالہ افتتاحیہ رقم فرمایا ہے۔ خیر وہ ایسی معمولی معمولی باتوں پر ہنگامہ مسرت برپا کرنے کا عادی ہو چکا ہے ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ لیکن بادۂ مسرت کی سرشاری میں ایک ایسی بات لکھ گیا ہے جو صحیح نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"جب یہ تحریک کی گئی تو سلسلہ کے معاندین نے جن میں غیر مبائعین سب سے پیش پیش تھے اسے ناکام بنانے کی پوری کوشش کی ۔ ۔ ۔ لیکن اس موقعہ پر پھر جماعت احمدیہ کے مخلصین نے اپنے عمل سے ۔ ۔ ۔ یہ ثابت کر دیا کہ معاندین کو اپنی توقعات میں کبھی کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی۔"

دوسروں کے متعلق ہمیں علم نہیں لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے "الفضل" کے یہ الفاظ ایک شرمناک بہتان سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ ہم نے قادیانی قرضہ کی اپیل کو ناکام بنانے کی کوشش کی نہ اس کی ہمیں کوئی ضرورت تھی۔ خدا جانے "الفضل" کو اس قسم کی بہتان طرازیوں کا کیوں شوق ہے۔ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپیل فی الحقیقت کامیاب نہیں ہوئی اور اس ناکامی کا غصہ بہتان طرازی کر کے ہم پر نکالا جا رہا ہے۔ جو یقیناً غیر شریفانہ حرکت ہے اگر یہ بات نہیں تو "الفضل" اپنے اس بہتان کی وجہ بتائے

یاد دہانی

کچھ عرصہ ہوا حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک اپیل بعنوان "کیا ہم یورپ کو مسلمان کر سکتے ہیں؟" شائع کی تھی جو ۲۳ مارچ کے پیغام صلح میں بھی درج ہو چکی ہے۔ اس میں حضرت ممدوح نے برادران اسلام کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ:۔

"اگر ہمیں مسلمان بھائیوں کی طرف سے دو دو چار چار روپے ماہوار کی امداد یا اس قدر گنجائش نہ ہو تو مدد چار چار آٹھ آٹھ آنے کی ماہوار مدد بھی مل جائے تو آئندہ تین سال میں اگر خدا چاہے تو

سے دس گنا کام ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ دن مسلمانوں کے لئے کس قدر خوشی کا دن ہوگا جب یورپ اور امریکہ اسلامی مشنوں سے بھرے ہوئے ہونگے تثلیث کے مرکزوں میں خدائے واحد کے نام کی آواز بلند ہوگی۔ اگر آپ اسلام کی اس چمک اور روشنی کو دنیا میں پھیلا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں تو کیا آپ اس جماعت کو جو اس کام کا اپنے آپ کو اہل ثابت کر چکی ہے، ہاں اپنے دشمنوں کی نگاہوں میں بھی اہل ثابت کر چکی ہے کچھ ماہوار مستقل امداد دینگے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالے تو جلد اطلاع دیں۔ ہم اپنے محصلین کے ذریعہ اس کو وصول کرنے کا انتظام کریں گے رقم خواہ چھوٹی ہو جو آپ پر بھی بوجھ نہ ہو مگر ہو مستقل رقم ہو اگر دس ہزار آدمی بھی زیادہ نہیں آٹھ آنے ماہوار ہی امداد دینے کے لئے کھڑا ہو جائے تو آپ بہت جلد وہ دل خوش کن نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے جن سے آپ کی روح وجد میں آجائے گی۔"

اسی سلسلے میں احباب جماعت کے ذمہ یہ کام کیا گیا تھا کہ وہ اس اپیل کو لے کر اپنے غیر از جماعت دوستوں اور معززین تک پہنچیں اور ان سے وعدے لے کر اطلاع دیں تاکہ وصولی کا انتظام کیا جائے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس ضروری کام کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی گئی۔ اس لئے یاد دہانی کرائی جاتی ہے یہ کام بہت جلد پایہ تکمیل تک پہنچ جانا چاہیے۔ اس موقعہ پر یہ ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ احباب راولپنڈی نے اس تحریک میں نہایت سرگرم حصہ لیا ہے۔ جس کی تفصیل افسر صاحب تحصیل کے اعلان سے معلوم ہو سکتی ہے جو گذشتہ اشاعت میں درج کیا جا چکا ہے۔

مولویوں کے "وعظ"

فصل ربیع کی کٹائی کے موقع پر پنجاب کے دیہات میں ایک خاص قسم کے واعظ اور مولوی کثرت سے دورہ کرتے ہیں۔ یہ حضرات اکثر خوش الحان اور افسانہ طرازی میں شیوہ بیان ہوتے ہیں ان کے وارد ہونے سے پہلے ان کے باقاعدہ مقرر کردہ ایجنٹ مرد اور عورتیں ان کے متعلق زور شور سے پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ بڑی شان سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔ دعوتیں دی جاتی ہیں۔ دستر خوان پر حضرت "مولانا" اپنے ایجنٹوں سمیت بڑھ بڑھ کر مرغ پلاؤ پر ہاتھ مارتے ہیں۔

ان حضرات کے وعظ سننے کے لئے عورتوں کو بڑے اہتمام سے جمع کیا جاتا ہے۔ اور پھر "مولانا" اپنے وعظ میں حضرت خواجہ دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس پیرائے میں کرتے ہیں گویا حضور (نعوذ باللہ) تمام معشوقوں کی طرح تھے۔ پنجابی زبان میں جاہل عورتوں کے سامنے "مہیکہ سوہنے" میں صفتاں میں داڑھی کے لئے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں اور مضمون وعظ کے متعلق عاشقانہ خیالات کے اظہار طور پر بار دینے والے اشعار سے نقل کرائی جاتی ہے جب جاہلوں کے قلوب میں گداز پیدا ہو جاتا ہے تو مولانا نقشا اپنی عنان تخریر "علماء کی خدمت" اور جود وسخا کی فضیلت کی طرف منعطف کر دیتے ہیں آپ کے ایجنٹ جونہی اشارہ پاتے ہیں مردوں اور عورتوں میں مولانا کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس چندہ میں سے مولانا اپنے ایجنٹوں کو فراخدلی سے حصہ دیتے ہیں۔ تعویذ گنڈے کی آمدنی اس پر مستزاد ہوتی ہے۔ اور ایجنٹ سال بھر مولانا ہی کے گیت گاتے رہتے ہیں۔

باغبانپورہ سے ایک محترم نامہ نگار اطلاع دیتے ہیں کہ گزشتہ جمعہ پر اس قصبہ کی مسجد میاں جھنڈا میں ایک اسی قسم کے مولوی تشریف لے آئے آپ کا سارا لباس ریشمی تھا۔ ڈیڑھ بجے کے قریب خطبہ فرمانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ سُر تال سے خوب واقف تھے۔ ہچکیاں لے لے کر گاتے تھے۔ اور سال خوردہ اہل دل بوڑھے کسان زار وقطار رو رہے تھے۔ آپ نے مولوی عبد الستار کی "زلیخا" سنانی شروع کی۔ اور اس سلسلہ میں ایسے ایسے خانہ ساز اور بے سروپا قصے بطور دلیل سنائے کہ عقل دنگ رہ گئی۔ آپ نے دوران تقریر میں حضرت علیؓ اور حضرت خاتون جنت کا مرتبہ حضرت آقائے کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ بڑھا کر دکھایا۔ اور ایک مقام پر فرمانے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب آل رسولؐ کا مرتبہ معلوم ہوا تو ان کے دانت بیٹھ گئے (اصل الفاظ "حضرت موسیٰ دے دند بہہ گئے") اسی طرح لغویات بیان کرتے کرتے تین بجنے میں صرف دس منٹ باقی تھے کہ کسی کی یاد دہانی پر مولانا نے نماز جمعہ پڑھائی۔

اسی مسجد میں گزشتہ عید کے موقعہ پر ایک اور مولوی صاحب نے دوران خطبہ میں یہ "حقیقت تاریخی" ارشاد فرمائی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ستر گز لمبے تھے۔ غرض غلط بیانی کی کوئی حد نہیں رہتی اور یہ لوگ سے مشغلہ دن رات اسی قسم کی خرافات میں مصروف رہ کر لوگوں کو گمراہ کیا کرتے ہیں۔ (انقلاب)

ضروری اعلان
یوم مسیح موعود

۲۶ رمئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے وفات پائی اس مجدد اعظم کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے اور اپنے ایمانوں کی تازگی کی خاطر ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن نے فیصلہ کیا ہے کہ اس روز تمام مقامات پر جلسے منعقد کئے جائیں لہٰذا ہم تمام جماعت سے عموماً اور احمدی نوجوانوں سے خصوصاً التماس کرتے ہیں کہ ۲۶ رمئی کو "میرزا غلام احمد ڈے" منایا جائے۔

لاہور کی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن نے بھی اس روز انعقاد جلسہ کا فیصلہ کیا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل حضرات تقریر فرمائینگے

مقررین	مضمون
حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ	"مسیح موعود اور اسلام کا شاندار مستقبل"
جناب مولانا یعقوب خاں صاحب بی اے ایڈیٹر "لائٹ"	"میرزا غلام احمد"
جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی	"تحریک احمدیت اور مخالفین اسلام"
جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرمی	"صداقت مسیح موعود از کتب سکھ دھرم"

مقام: مسلم ہائی سکول لاہور

وقت: بعد نماز مغرب

(محمد یعقوب بیگ سکرٹری)
(ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور)

صلاح الدین ایوبیؒ کی یاد

تمام یورپ نے متحدہ قوت سے بیت المقدس پر چڑھائی کی مسیحی سپاہ نے شہر عکہ کا محاصرہ کر لیا۔ سلطان صلاح الدین شہر اور قلعہ سے باہر اپنی فوج لئے پڑا تھا۔ دوران محاصرہ میں مسیحی سپاہ کا کمانڈر (لارڈ رچرڈ) بیمار ہو گیا۔ اس کو انگور اور برف کی شدید ضرورت لاحق تھی۔ اور مسیحی کیمپ میں یہ دونوں چیزیں بالکل ناپید تھیں۔ سلطان کو پتہ چل گیا۔ اس نے اسی وقت انگور اور برف کافی مقدار میں عیسائی سپاہ سالار کو بھجوا دی۔ اسی دوران میں سلطان کے جسم پر دنبل نکل آئے اور وہ گھوڑے کی سواری کے ناقابل ہو گیا۔ مسیحی کو پتہ چل گیا کہ سلطان بیمار ہے اس نے بہت خوشی کی بلکہ دیپ مالا کی گئی۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

سلطان کی سواری جا رہی تھی کہ ایک عورت نے اپنے بچے کو سلطان کے گھوڑے کے آگے لٹا دیا۔ سلطان نے پوچھا محترمہ! کیوں کیا بات ہے؟ عورت نے کہا کہ میں ایک عیسائی عورت ہوں میرا خاوند گم ہو گیا ہے پتہ نہیں چلتا کہ مارا گیا یا قید ہو گیا، تیرے عدل وانصاف اور رعایا پروری کا آوازہ سن کر آئی ہوں۔

سلطان یہ سن کر بے چین ہو گیا۔ حکم دیا کہ اس عورت کے خاوند کو تلاش کر کے اس تک پہنچایا جائے۔ اور سلطان اس وقت تک چین سے نہ بیٹھا جب تک کہ مسیحی عورت کا خاوند اس تک نہ پہنچا دیا گیا۔

ایک معرکہ میں ایک عیسائی عورت سلطانی فوج کے ہاتھ آگئی۔ اور سلطان کے سامنے پیش کی گئی۔ سلطان اس کے لباس فاخرہ کو دیکھ کر متاثر ہوا۔ اور سمجھا کہ یہ کوئی معمولی عورت نہیں ہے تحقیق حال پر معلوم ہوا کہ شاہ انگلستان کی بہن ہے سلطان نے اس کو بہت سے تحائف دیئے اور عزت کے ساتھ عیسائی فوج میں بھجوا دیا۔

جب عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو ایک یورپین مورخ کے بقول انہوں نے یہ سلوک کیا:-

"مسیحیوں نے شہر پر قبضہ کرتے ہی لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ بچے، بوڑھے اور عورتیں لقمہ اجل ہو رہی تھیں لوگ بے دریغ تہ تیغ کئے جا رہے تھے چھوٹے چھوٹے بچوں کو سپاہی ٹانگ سے پکڑ کر دیوار سے دے مارتے تھے اور ان کا سر پاش پاش ہو جاتا تھا شہر کے در و دیوار اور گرد کی پہاڑیاں لوگوں کی آہ و بکا اور چیخ پکار سے گونج رہی تھیں [illegible]

چند سوالات دربارۂ نبوت
اور ان کے جوابات

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

مکرمی و مخدومی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ موصول ہوا - . . . . باقی رہا مسئلہ نبوت سو اس کے متعلق میں برابر غور کرتا رہا ہوں اور جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت اور رسالت تمام دنیا کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہے - کیونکہ آپ کی نبوت جس ہدایت کو دنیا کے لئے لائی ہے وہ آخری اور مکمل ہدایت نامہ ہے اور آپ نے کوئی نمونہ اخلاق کا باقی نہیں چھوڑا کہ کسی دوسرے نمونہ کی ضرورت ہو - امتیوں میں سے جو شخص اس نمونہ کو اپنے وجود میں دکھاتا ہے وہ دراصل اس پہلے اور اصل نمونہ کی ایک نقل ہوتی ہے جس میں اس کا عکس پڑ رہا ہے - اسی کو **ظل** کہتے ہیں **ظلیت** کا نام ہی **خلافت** ہوتا ہے - وہ جو کچھ پاتا ہے اپنے نبی متبوع کے طفیل اور اتباع سے پاتا ہے - اس لئے امتی کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتا چونکہ خدا اس سے مکالمہ اور مخاطبہ کرتا ہے اس لئے لغت کے معنوں کے اعتبار سے اس پر **مجازی** طور پر اگر **نبی** کا لفظ بول لیا جائے تو اس سے وہ نبی نہیں بن جاتا کیونکہ کل دنیا کا نبی ، ہر زمانہ **کا نبی صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے** جیسا کہ حضرت مسیح موعود بھی اپنی کتاب منن الرحمٰن میں جو آپ کی وفات کے بعد شائع ہوئی ہے فرماتے ہیں اور جو کچھ فرماتے ہیں وحی الٰہی کی بنا پر فرماتے ہیں - وحی الٰہی کی بنا پر عقیدہ تو منسوخ نہیں ہو سکتا - اصل حوالہ ملاحظہ ہو :-

"واوحی الی ان الدین ہو الاسلام وان الرسول ہو المصطفٰی السید الامام رسول امی وامین فکما ان ربنا احد یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہ ولا شریک معہ وانہ خاتم النبیین"

"مجھے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک دین وہی اسلام ہی ہے اور بے شک رسول وہی حضرت مصطفٰے سید الانام ہی ہیں جو امی اور امین ہیں - پس جس طرح ہمارا رب ایک ہے جو اکیلا عبادت کا مستحق ہے اسی طرح ہمارا رسول بھی جس کی اطاعت ہم پر فرض ہے ایک ہی ہے **اس کے بعد کوئی نبی نہیں** اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں - اور وہ نبیوں کو ختم کرنے والا ہے -"

پس کسی امتی کو نبی کا خطاب عزت ملنا صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ **فنا فی الرسول کے مقام پر ہے** اور اللہ تعالٰی سے ہم کلام ہونے کا شرف اسے حاصل ہے - اس کے یہ معنے نہیں کہ اب وہ نبی کریم صلعم کی جگہ زمانہ کا نبی و رسول ہے یا آپ کی نبوت و رسالت میں شریک ہے -

اب آپ کے پیشکردہ دلائل دربارۂ نبوت کو یکے بعد دیگرے لیتا ہوں -

سوال :- مسئلہ ارتقا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت اس سے باہر نہیں -

جواب - اگر نبوت مسئلہ ارتقا سے باہر نہیں تو پھر کیا اس سے یہ ثابت نہ ہوا کہ نبوت بھی ایک مخلوق چیز ہے - پھر ماننا پڑے گا کہ ہر وحی جو کسی بعد کے نبی پر آئے گی وہ پہلے نبی کی وحی سے بڑھ کر ہوگی اور ہر نبی جو بعد میں آئے گا وہ پہلے سے بڑھ کر ہوگا - مثلاً حضرت موسٰے کی وحی سے یوشع بن نون کی وحی بڑھ کر ہوئی - اس سے بڑھ کر داؤد کی اس سے بڑھ کر حضرت عیسٰے کی - اس سے بڑھ کر حضرت محمد صلعم کی اور اس سے بڑھ کر حضرت مرزا صاحب کی (اگر نہیں نبی مانا جائے) پھر حضرت مرزا صاحب کے الہامات بھی قرآن سے بڑھ کر ہوئے - اسی طرح حضرت موسٰی سے یوشع بن نون بڑھ کر نبی ہوئے - پھر ان سے بڑھ کر داؤد ، ان سے بڑھ کر عیسٰے ان سے بڑھ کر حضرت محمد صلعم ، ان سے بڑھ کر حضرت مرزا صاحب - کیا آپ اس طرح مانیں گے ؟ میرے خیال میں ہرگز نہیں - سب سے بڑھ کر محمد رسول اللہ صلعم ہیں اور سب سے بڑھ کر وحی قرآن کی ہے پھر ارتقا تو نہ رہا اور بات بھی یہی سچ ہے - نبوت ایک موہبت الٰہی ہے **خدا کا علم کسی ارتقا کے نیچے نہیں** وہ ازل سے غیر متغیر ہے ہاں جتنا چاہتا ہے حسب موقعہ اور حسب ضرورت اس علم میں سے انسان کو عطا فرماتا ہے - جسے **کتاب** کہتے ہیں جتنی عظیم الشان کتاب وہ اتارتا ہے اسی کے مطابق وہ عظیم الشان انسان خلق فرماتا ہے پس **نبوت ایک موہبت الٰہی ہے** جسے ارتقا سے کوئی تعلق نہیں -

سوال نمبر ۲ - کیا خدا تعالیٰ کا تعلق مرزا صاحب کو نبی ماننے والی جماعت کے ساتھ ہے یا دوسری سے -

جواب - اللہ تعالیٰ کے تعلقات کا علم تو خود جناب الٰہی کو ہی ہو سکتا ہے - البتہ ہم اصولوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ صحیح ہیں یا غلط - بندہ کے تعلقات کو جو اسے خدا سے ہوں میں یا آپ کس طرح جان سکتے ہیں - یہ تو خدا ہی جان سکتا ہے - ہاں اگر جماعت سے خدا کے تعلق کا یہ نشان ہو کہ کون جماعت خدمت اسلام کر رہی ہے اور کس کے ساتھ نصرت الٰہی اس کام میں مدد دے رہی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ لاہوری احمدی جماعت ہے - قرآن کے نہ صرف اردو اور انگریزی ترجمہ کی اشاعت دنیا بھر میں اللہ نے اس سے کروائی بلکہ دنیا کی مختلف زبانوں مثلاً جرمنی - ڈچ اور چینی میں اس کا ترجمہ ہو رہا ہے جس قدر آنحضرت صلعم کی سیرت اور اسلام کی صداقت پر لٹریچر مختلف زبانوں میں لاہوری جماعت نے مہیا کیا اس کا عشر عشیر بھی قادیانی جماعت نے نہیں کیا - لاہوری جماعت کے مشن انگلینڈ ٹرینیڈاڈ - جرمنی - آسٹریلیا - جاوا - فجی وغیرہ میں خدا نے جو کامیابی عطا فرمائی ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے اس کے بالمقابل جو کچھ قادیانی مشن خدمت اسلام کر رہے ہیں وہ بھی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں - مجھے ان کے غیر ممالک کے قادیانی مشنوں کا بھی ان لوگوں سے زیادہ علم ہے جن کا ماخذ علم صرف الفضل ہے کہ وہاں قادیانی مشن کیا کر رہے ہیں - اور کیا کامیابی ہو رہی یا ہو رہی ہے - مجھے نعوذ باللہ اس میں اپنی جماعت کی شیخی منظور نہیں بلکہ یہ محض اللہ کا فضل سمجھتا ہوں جو وہ کسی بندہ سے اپنا کوئی کام لے لے - اور جب اپنی جماعت کی قلت پر نظر کرتا ہوں جو قادیانی جماعت کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ کے شکر سے بے اختیار سر بسجود ہو جاتا ہوں -

سوال نمبر ۳ - فلسفہ جمعیت نبوت کا حامی ہے -

جواب - میں نبوت کا منکر نہیں - ہاں محمد رسول اللہ صلعم کو ہی تمام زمانوں کے لئے نبی مانتا ہوں -

سوال نمبر ۴ - ہماری عقلوں کے اوپر ایک اور بالا ادراک ہے جو کہ اس امر کی تصدیق کرتا ہے -

جواب - میں اپنی عقلوں کے اوپر ایک اور بالا ادراک کو تسلیم کرتا ہوں - اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے محض اپنے فضل سے ایمان بخشا ہے - وہ ہمیشہ اپنے نبیوں کی تصدیق کرتا - ہاں نبی کریم محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کے لئے خلفاء و مجددین کا سلسلہ قائم کیا جن میں سے ایک عظیم الشان مجدد اور خلیفہ حضرت مرزا صاحب تھے -

ہاں وہ اپنے مجددین کی بھی تصدیق کرتا ہے - چنانچہ جہاں حضرت مسیح موعود کی تصدیق کے لئے سینکڑوں نشانات آسمانی دکھائے وہاں آپ کے مشن اور تجدید شدہ تعلیم کی حفاظت کے لئے جماعت کے ایک حصہ کو عام پیرخانہ سے الگ کر دیا - اور یہ حفاظت الٰہی کا بڑا بھاری نشان ہے - کیونکہ یہ ایک قاعدہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو آتا ہے جہاں ایک گروہ اس کی مخالفت کرکے صراط مستقیم سے الگ ہو جاتا ہے - وہاں دوسرا گروہ اس کے متعلق غلو سے کام لے کر اسے خدا یا نبی بنا کر صراط مستقیم سے ہٹ جاتا ہے - سب نبیوں میں آنحضرت صلعم کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ حضور صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپ کا دین آخری دین ہے جس کا دامن قیامت تک دراز ہے - اس لئے ضروری ہے کہ آپ کے لائے ہوئے دین کی حفاظت جناب الٰہی کی طرف سے ہو - پس آپ کی توحید الٰہی کی تعلیم کی حفاظت کے لئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ سامان کیا تھا کہ کلمۂ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ میں توحید کے اقرار کے ساتھ نبی کریم صلعم کی عبودیت اور رسالت کا اقرار بھی ساتھ رکھ دیا تا بانی مذہب کو خدا کا مرتبہ دے کر لوگ دین کی اصلی صورت نہ بگاڑ دیں اسی طرح حضرت مسیح موعود کو جب مجدد بنا کر بھیجا اور آپ کے ہاتھ سے ایسی عظیم الشان تجدید کی بنیاد رکھی جس کا سلسلہ قیامت تک ممتد ہے - تو ضروری تھا کہ اس کی حفاظت کا سامان بھی کیا جاتا قاعدہ ہے کہ امت میں جتنے اولیاء گذرے ہیں ان کے بعد جلد یا بدیر ان کا سلسلہ گدی اور پیر پرستی کی شکل میں متبدل اور مسخ ہو گیا - اس نقصان سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جلد ہی حضرت مسیح موعود کے خدام کی ایک جماعت کو عام جماعت سے الگ کر دیا - تاکہ پیرخانہ اور گدی پرستی کی رو میں ساری جماعت بہہ کر حضرت مسیح موعود کی تجدید تباہ نہ ہو جائے - دنیا میں اولیائے کرام کی وفات کے بعد پیرخانہ اور گدی تو ایک لازمی امر کی طرح سے ہے حضرت مسیح موعود کا سلسلہ اس سے بچ نہ سکتا تھا - اب نہ ہوتا تو کچھ عرصہ کے بعد ہوتا - اگر کچھ عرصہ کے بعد ہوتا اور ساری جماعت اس غلو میں غرق ہو جاتی تو حضرت مسیح موعود کا تجدیدی کارنامہ ختم تھا اس لئے پہلے سے ہی اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ کو عام تقلید کی رو سے نکال کر ایسے اصولوں پر قائم کر دیا کہ جن کے ذریعہ کبھی غلو گدی اور پیرخانہ کی بنیاد پڑ ہی نہیں سکتی اور وہ وہی اصول ہیں جو حضرت مسیح موعود اپنی وصیت میں لکھ گئے تھے زباقی جنوری

احمدی خواتین فجی کا عظیم الشان جلسہ

زنانہ انجمن کا قیام

(از جناب میرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری فجی)

جلسہ کی مختصر روئیداد

۴ر مارچ ۱۹۶۸ء کو نانڈی ٹاؤن میں احمدی خواتین کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں شرکت کے لئے۔ بارو۔ نبیلا۔ نانڈی۔ مارٹن تار۔ بتوا۔ ببو۔ لٹوکا۔ دراسہ کی احمدی خواتین جوق درجوق آئیں۔ جلسہ کے جملہ اخراجات ہو جانے۔ کھانا وغیرہ کا اہتمام ہمارے پرجوش ممبر اخویم محمد رمضان خان صاحب نے اپنے ذمہ لئے۔ خانصاحب موصوف نے اپنے دولتکدہ کے وسیع احاطہ میں ایک مردوں کے لئے اور ایک عورتوں کے لئے دو پنڈال تیار کرا دیئے۔ خواتین کا جلسہ ٹھیک تین بجے دن کے شروع ہوا۔

بدرالنسا بیگم صاحبہ بنت اخویم محمد رمضان خانصاحب نورجہاں بیگم صاحبہ بنت اخویم محمد طیب خانصاحب (برادر خورد جناب طاہر خانصاحب) اور مہرالنسا بیگم صاحبہ بنت اخویم ڈاکٹر محمد حنیف صاحب نے قرآن پاک کے متعدد مقامات کی تلاوت۔ اور حضور نبی کریم صلعم کی شان اقدس میں بہت دیر تک نعت خوانی کی۔ آخر پر میری اہلیہ کی تقریر شروع ہوئی جس کو دونوں پنڈالوں کے حاضرین وحاضرات نے بڑی توجہ سے سنا مقررہ نے اسلام پر مصائب کا ذکر کرتے ہوئے خواتین کو اس نازک زمانہ میں خدمت اسلام کے لئے میدان عمل میں نکلنے کی دعوت دی اور بتلایا کہ میرا ایمان ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں خدمت دین کا کام کر سکتی ہیں نہ وہ نہ صرف اپنی گودوں میں پرورش پانے والوں کو نیک تربیت سے اسلام کے بہترین سپاہی بنا سکتی ہیں بلکہ اپنے نمونہ سے اپنے مردوں کے مردہ دلوں میں بھی زندگی کی ایک نئی لہر پیدا کر کے انہیں خدمت اسلام کے لئے ابھار سکتی ہیں۔ اپنے حالات کو سامنے رکھ کر غور کرلو کہ عورتیں اگر کسی زیور یا معمولی کپڑے کے لئے ضد کرتی ہیں تو بیچارے مردوں کو یہ چیزیں مہیا کرنی پڑتی ہیں۔ پھر اگر یہ بیہودہ ضدوں کی جگہ عورتیں خدمت اسلام کی مبارک ضد کریں تو کیا وہ اپنے مردوں کو اس کام پر نہیں لگا سکتیں؟ حضور نبی کریم صلعم کے زمانہ کی عورتیں میدان جنگ میں مرہم پٹی کا کام کرتی تھیں۔ آج بھی اسلام نے کفر کی جنگ ہو رہی ہے۔ خواتین کا فرض ہے کہ ہمت ہارے ہوئے مردوں کے شکستہ دلوں پر اپنی حوصلہ افزا باتوں کا مرہم رکھیں اور انہیں حفاظت اسلام کے لئے مضبوط کریں۔ مبارک ہے وہ گھر جس میں بیہودہ اور بچر پہیلیوں، توہمات اور جھوٹ سے پُر قصوں، کہانیوں کی جگہ خدمت دین کا چرچا ہو۔

مقررہ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے بیان کیا کہ خدا تعالیٰ نے یہ فضل وکرم ہے جس نے اس زمانہ میں مجدد اعظم حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر حفاظت واشاعت اسلام کا انتظام فرما دیا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سرزمین فجی میں آپ خواتین کو یہ توفیق ملی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو کر اسلام کے لئے اپنی خدمات کو پیش کریں۔ آج دنیا کے سب مسلمان خدمت دین کے کام سے غفلت برت رہے ہیں اور گویا ان کے لئے اس کام میں کوئی لذت ودلچسپی ہی نہیں لیکن حضرت مجدد وقت کے سپاہی ہیں کہ خدمت دین کا درد اپنے سینوں میں لئے ہوئے دنیا میں چاروں طرف دوڑ رہے ہیں۔ ڈنڈا اور دو چار کی طرح یہ سچ ہے کہ آج خدمت دین کی توفیق اسی کو مل سکتی ہے جو مجدد وقت کے جھنڈے کے نیچے آ کھڑا ہو۔ وغیرہ

احمدی خواتین کی انجمن کا قیام

تقریر کے بعد مقررہ نے احمدی خواتین کو عملی کام میں لگانے کے لئے ایک باقاعدہ انجمن بنائی۔ بیگم صاحبہ جناب محمد طاہر خان صاحب کو اس کا پریزیڈنٹ۔ بیگم صاحبہ جناب محمد اسحاق خان صاحب (برادر محمد طاہر خان صاحب) کو وائس پریزیڈنٹ۔ بیگم صاحبہ جناب عبدالحمید خانصاحب کو سکرٹری اور جناب محمد رمضان خانصاحب کو اسسٹنٹ سکرٹری منتخب کیا گیا۔

اس کے بعد مقررہ نے تلاوت قرآن پاک ونعت خوانی کرنے والی لڑکیوں کو اپنی گرہ سے انعامات تقسیم کئے اور یوں خواتین کے جلسہ کی کارروائی انجام کو پہنچی۔

خواتین کے جلسہ کے بعد میرا لیکچر شروع ہوا جس میں میں نے حضرت نبی کریم صلعم کے پاکیزہ حالات بیان کئے۔ لیکچر کے بعد اخویم عبدالحمید خانصاحب۔ اخویم ڈاکٹر محمد حنیف صاحب نے حضور نبی کریم صلعم کی شان میں نعت خوانی کی۔ اس کے بعد حاضرین وحاضرات کی تواضع چائے سے کی گئی اور پھر سات بجے رات کو سب نے کھانا کھایا۔ ان تمام اخراجات واہتمام کے لئے اخویم محمد رمضان خانصاحب شکریہ کے مستحق ہیں اللہ کریم انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔

درس قرآن

ہر بدھ اور ہر اتوار کو رات کے آٹھ بجے قرآن کریم کا درس ہوتا ہے۔ ۴ر مارچ کو اتوار تھا۔ اس لئے کھانے سے فراغت پر حسب قاعدہ سب حضرات درس گاہ (دولتکدہ اخویم محمد اسحاق خانصاحب) پر جمع ہوئے۔ اس درس میں ہم نے ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں غرض تمام مذہب والوں کو کھلی اجازت دے رکھی ہے کہ قرآن پاک پر اپنے اپنے اعتراضات پیش کریں۔

ایک پنڈت کا اعتراف حقیقت

ایک گھنٹہ درس ہوا۔ درس کے بعد نانڈی کے مشہور ومعمر سیدہ پنڈت نگیشور مہاراج اعتراضات کے لئے اٹھے اور اپنے اعتراضات پیش کئے۔ میں نے پنڈت صاحب کے اعتراضات کا جواب دیا جس کو سن کر پنڈت صاحب بہت متاثر ہوئے اور بھری مجلس میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ آج تک ہم قرآن کو ایک معمولی کتاب سمجھا کرتے تھے۔ لیکن یہ درس اور اعتراضات کا جواب سن کر ہمیں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قرآن بھی کوئی چیز ہے اور ہم اندازہ میں غلطی پر تھے۔ اس پر اخویم عبدالحمید خانصاحب کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ پنڈت جی آپ تو ہندو تھے قرآن کریم کو بھی نہ سمجھتے گلہ نہ تھا۔ میں ایک مسلمان ہوتے ہوئے بھی طور پر قرآن کو چوم چاٹ کر اونچے طاق پر رکھ دینا ہی جانتا اور اندر اندر کئی وساوس تھے لیکن اب معلوم ہوا کہ قرآن کتنی پرعظمت کتاب ہے۔ اور صحیح معنوں میں اب ہمارا ایمان تازہ ہو رہا ہے۔

جناب محمد طاہر خانصاحب کا بیان

اس بیان کے بعد جناب محمد طاہر خانصاحب کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں فجی کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ قرآن دانی اور علم کا دعوے رکھتا تھا۔ لیکن احمدیوں کے درس قرآن سن کر ہمیں معلوم ہوا کہ یہ ایک نیا علم اور نئی دولت ہے جس سے ہم آج تک محروم تھے۔ اس سے پہلے ہم توہمات اور فرضی قصے کہانیوں کا شکار رہتے۔ مگر خدا کے فضل سے احمدیت نے ہماری آنکھیں کھولدیں اور آج ہم اپنے اندر ایک عظیم انقلاب پاتے ہیں۔

ایک سکھ کا اظہار عقیدت

اس کے بعد میں نے پنڈت نگیشور مہاراج سے کہا کہ آپ کوئی اور اعتراض پیش کریں۔ مہاراج موصوف فرمانے لگے کہ صاحب میں تو کیا میرے دیوتا بھی آپکو پیٹھ دکھا گئے۔ سکھ دوست نے فرمایا کہ مجھے قرآن پاک کا درشن کرا دو۔ قرآن پاک ان کی گود میں رکھ دیا گیا۔ اور وہ بڑی محبت سے قرآن پاک کو دیکھتے رہے۔

غرض خدا کے فضل وکرم سے قرآن پاک کے درس سے ہر بدھ اور ہر اتوار کو خوب رونق ہوتی ہے۔ غیر مذاہب والے بڑے شوق سے آتے ہیں۔ لٹوکا (۱۸ میل فاصلہ) سے جناب محمد طاہر خانصاحب احمدی جماعت کو لے کر درس سننے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ جمعہ کی نماز بھی لٹوکا کی جماعت باقاعدہ ہمارے ساتھ نانڈی میں آکر پڑھتی ہے۔ الغرض سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یہ بہار ورونق دیکھ کر میری روح مولا کریم سے کہہ رہی ہے ؎

جو طلب میں نے کیا اپنی عنایت سے دیا
تیرے قربان مرے ناز اٹھانیوالے!

(بقیہ صفحہ ۵)

یعنی ایک انجمن کا آپ کا جانشین ہونا۔ اور ہر ایک امر کثرت رائے سے طے پانا اور یہ قرآن کریم کے عین مطابق تھا جس کا حکم امرھم شوریٰ بینھم۔ سچ پوچھو تو الوصیت جو حضرت صاحب نے لکھی اس میں حفاظت سلسلہ کا راز مضمر تھا۔ مبارک ہے وہ جو اس سے فائدہ اٹھائے۔ تفرقہ میں جو ہوا عجیب حکمت الٰہی مضمر تھی بظاہر تو معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں پیر خانہ اور گدی کے کنوئیں میں ساری جماعت گر جانے اور حضرت مسیح موعود کے سارے تجدیدی کام کو اس طرح غرق ہو جانے سے بچا لینے کے لئے یہ ایک راہ تھی کہ کچھ حصہ جماعت کو اس تقلیدی رو سے پہلے ہی الگ کر دیا جائے تاکہ اس خطرناک حالت کے پیدا ہونے پر مجدد کی تعلیم برقرار اور محفوظ رہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم یکشنبہ مورخہ ۱۹ صفر المظفر ۱۳۵۳ھ | نمبر ۳۳

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

لوگ تو حضرت مسیح ... کی بن باپ پیدائش کو نشان سمجھتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

کرمکے بودم مرا کردی بشر
من عجب تر از مسیح بے پدر

میں ایک کیڑا تھا تو نے مجھے انسان بنا دیا میں بن باپ مسیحؑ سے بھی عجیب تر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے سب ہی کام عجیب در عجیب ہیں بن باپ ہونا ہی نشان نہیں۔ باباپ ہونا بھی نشان ہے بعض لوگ ایک طرف انجمن کی ذمہ داریوں کو اور دوسری طرف اس کی مشکلات کو دیکھتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں کہ یہ کام کس طرح چلے گا اسقدر تبلیغ کا کام دنیا کے کونوں تک پھیلا ہوا اور اس کی پشت پر ایک چھوٹی سی جماعت جس کے چاروں طرف مخالفت اور سامنے مشکلات کے پہاڑ ہیں۔ وہ خدا کے دین کو پھیلانے کے لئے مدد مانگتے ہیں۔ تو ان کی طرف پتھر پھینکے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہم آئندہ کے متعلق کیا کہیں ہمیں تو گزشتہ کی بھی سمجھ نہیں آتی کہ یہ کام کس طرح ہوتا رہا ہے۔

پیر پرستی کی رد کا مقابلہ گنتی کے چند آدمیوں نے کیا مگر باوجود ایک طرف قادیان کی شدید ترین مخالفت کے اور دوسری طرف عام مسلمانوں کی مخالفت کے یہ کام آج تک ترقی ہی کرتا چلا آیا ہے چند بکھرے ہوئے دانوں کو اکٹھا کر کے ایک انجمن بنا لینا ہی کوئی چھوٹا کام نہ تھا۔ کہ اس انجمن نے اگر ایک طرف فوراً ووکنگ مشن کے عظیم الشان بار کو سنبھالا تو دوسری طرف اپنی زندگی کے پہلے تین سال کے اندر اندر ایک انگریزی ترجمۃ القرآن بہترین صورت میں دنیا کے سامنے رکھ دیا۔ اس پر بہت مدت نہ گزری تھی کہ اڑھائی ہزار صفحات کی ایک اردو تفسیر شائع کر دی۔ پھر چند دنوں میں جرمنی اور جاوا میں مشن جاری کر دیئے۔ یورپ اور امریکہ کی ہزارہا لائبریریوں میں اسلامی لٹریچر پہنچا دیا۔ بلاشبہ مشکلات بڑھتی چلی گئیں۔ مگر کام بھی بڑھتا چلا گیا جرمنی کے کام کی مشکلات ختم نہ ہوئی تھیں کہ وی آنا میں مشن قائم کر دیا اور حبشہ کا خواب ہی دیکھنا شروع نہیں کیا۔ بلکہ عملی قدم بھی اٹھا لیا۔ پس جس خدا کی نصرت نے پہلے اس کام کو قائم رکھا اور ترقی دی آئندہ بھی اسے قائم رکھے گا اور ترقی دے گا بشرطیکہ ہم اپنے آپ کو خدا کی نصرتوں کا جاذب بنائیں۔

میرے ایک دوست نے جن کے اخلاص کی میرے دل میں خاص عزت ہے۔ خان عبد الاکبر خانصاحب تحصیلدار نے خط لکھا کہ افسوس ہے کہ وہ پشاور کے جلسہ میں شامل نہ ہو سکے میں نے انہیں لکھا کہ جس قدر آپ کو جلسہ میں دیکھ کر خوشی ہوتی اس سے زیادہ خوشی اب ہوئی ہے کہ آپ کے دل میں اس قدر زبردست احساس دینی ضروریات کا موجود ہے۔ ہم میں کمزوریاں بہت ہیں لیکن یہ مقام افسوس نہیں۔ افسوس کا دن وہ ہوگا جس دن ہمارے اندر اپنی کمزوریوں کا احساس نہ رہے۔ انہی کمزوریوں کو محسوس کر کے احباب کے مشورہ سے یہ طے ہوا کہ

چند بڑی بڑی جماعتوں کو بعض بزرگوں کی کوششوں کا خاص مرکز بنا دیا جائے جو سال میں تین چار مرتبہ وہاں جا کر آٹھ آٹھ دس دس دن قیام فرمائیں اور مقامی احباب کے ساتھ مل کر جماعت کی توسیع اور تنظیم کے لئے خاص کوشش کریں۔ اور ان جماعتوں کے اندر وہ حرکت پیدا کریں جس سے حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی یاد تازہ ہو جائے۔

لاہور جو ہماری جماعت کا صدر مقام ہے۔ خدا کے فضل سے یہاں کی جماعت بھی سب جماعتوں میں تعداد میں ہی زیادہ نہیں ہمت میں بھی زیادہ ہے۔ اس کا چندہ بعض اوقات ساری جماعت کے چندے کے ایک چوتھائی تک پہنچ جاتا رہا ہے۔ اس جماعت کا کام اور اس کے ساتھ ہی لاہور چھاؤنی کا کام ہمارے دو جواں ہمت ڈاکٹروں نے اپنے ذمہ لیا ہے یعنی ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب جن کا قدم اپنی مالی قربانیوں کے لحاظ سے بھی خدا کے فضل سے ساری جماعت میں پیش پیش ہے۔ دہلی کو خان صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے اپنی کوششوں کا مرکز بنانے کا وعدہ کیا ہے۔ پشاور کو جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے سپرد کیا گیا ہے۔ گو مولانا غلام حسن خانصاحب کی موجودگی میں ضرورت نہ تھی۔ لائل پور کو بھی شیخ صاحبان کے وہاں ہوتے ہوئے کسی اور بزرگ کی ضرورت نہ تھی۔ مگر ان کی کاروباری مصروفیت کی وجہ سے لائل پور اور سرگودھا کو خان بہادر میاں غلام رسول صاحب کے سپرد کیا گیا۔ مولانا صدر الدین صاحب نے اپنا وطن سیالکوٹ ہی اس غرض کے لئے پسند کیا ہے گو انہیں ہر جماعت میں جہاں جلسہ ہو جانا پڑتا ہے گا۔ جہلم اور گجرات کے لئے خانصاحب چودھری منظور الٰہی صاحب کا نام تجویز ہوا تھا مگر اب جبکہ ہمارے مخلص دوست حافظ حاجی چودھری محمد حسن صاحب حج سے واپس تشریف لے آئے ہیں اور خانہ کعبہ اور روضۂ مقدس نبوی پر اپنے سوز و گداز کو پیش کر کے وہاں کے انوار کو اس کے ساتھ ملا کر لائے ہیں میں ان دونوں جماعتوں کو انہی کے سپرد کرتا ہوں۔ شیخ محمد دین جان نے ضلع ہزارہ کی جماعتوں کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ راولپنڈی کا قرعہ مولوی محمد یعقوب خاں صاحب کے نام پڑا ہے۔ اور امرتسر کا سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب بی اے کے نام۔

ابھی بہت سی جماعتیں باقی ہیں اور دوست بھی کچھ باقی ہیں جن میں بالخصوص قابل ذکر جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ہیں ان کا ارادہ تو دو سال سے یہی ہے کہ جس جس جماعت میں ممکن ہو ایک ایک دو دو ماہ تک درس کا سلسلہ قائم کریں سو انشاء اللہ گرمیوں کے بعد کام شروع کریں گے۔ پشاور دوست شیخ خدا بخش صاحب گزشتہ سال سے اس ضرورت کو محسوس کر کے خود نکلنے کا ارادہ کر رہے ہیں لیکن ضعیف العمر اور مختلف عوارض مانع ہیں اور دوستوں سے استدعا ہے کہ وہ باقی جماعتوں کی طرف توجہ کریں۔ اور اگر باہر سے کوئی احباب نہ جائیں تو وہاں کی جماعتوں کے احباب خود ہی متوجہ ہوں۔

ان احباب کو تکلیف دینے کی کیا غرض ہے۔ اوّل یہ کہ جماعت کے اندر اپنی کوشش سے اور دعاؤں سے ایک نئی زندگی پیدا کرنے کی فکر کریں۔ دوم یہ کہ جماعت کے مختلف افراد کو ایک جگہ جمع کرنے کی بنیاد رکھیں۔ اور یہ اجتماع علاوہ جمعہ کے ہو۔ اور درس قرآن یا کوئی اور علمی شغل اس اجتماع کی غرض ہو سوم یہ کہ جماعت کے تمام افراد کو ایک ہی مالی نظام کے نیچے لانے کی کوشش کریں۔ اور ان کے ماہوار چندوں کی بنیاد ایک آنہ فی روپیہ آمدنی پر ہو۔ سوائے ان لوگوں کے جن کی آمدنی بہت قلیل ہے۔ ان سے کم شرح پر چندہ لیا جائے۔ چہارم یہ کہ جماعت کے ہر ایک فرد کو نظام جماعت میں ایک ایسا پرزہ بنانے کی کوشش کریں جو مفید اور کارکن ہو۔ پنجم۔ کہ ہر شہر میں جہاں وہ جائیں مقامی جماعت کے با اثر افراد کو ساتھ لیکر معاونین کو پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ششم یہ کہ جماعت کے نوجوانوں میں بالخصوص حمیت دین کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کریں ہفتم۔ یہ کہ خواتین میں بھی ہر جگہ حرکت پیدا کریں۔ ہشتم یہ کہ ہر جگہ جماعت کے اندر یہ روح پیدا ہو جائے کہ ہر مرکزی تحریک کو کامیاب بنانا جماعت اور اس کے ہر فرد کا فرض اولین ہے۔ نہم یہ کہ ہر جماعت میں کم از کم سال میں ایک دفعہ اور زیادہ جتنی مرتبہ ہو سکے عام تقریروں اور لیکچروں کا انتظام کریں۔ اور دہم یہ کہ ہر ایک ممکن طریق سے جماعت کے اندر نئے احباب کو لانے کی کوشش کریں۔ والسلام۔

خاکسار
محمد علی

تحریک شدھی کے عجائبات

ہندو دھرم قطعاً تبلیغی مذہب نہیں وہ غیر ہندوؤں میں تبلیغ اور ان کو اپنے اندر شامل کرنے کے سخت خلاف ہے تحریک اشدھی آریہ سماجیوں کی اختراع ہے جو تعداد میں اضافہ کی خاطر جاری کی گئی ہے۔ لیکن راسخ العقیدہ ہندو ہمیشہ سے اس کے خلاف ہیں۔ اور کئی مقامات پر ان کی آریہ سماجیوں سے فساد اور مقدمہ بازی تک نوبت پہنچی ہے۔ آج کل شملہ میں بھی اسی قسم کا ایک پرلطف مقدمہ جاری ہے۔ جس کی حسب ذیل کیفیت اخبارات میں شائع ہوئی ہے:-

"شملہ ۲۵ مئی۔ امریکن مبلغ مسٹر اسٹوکس اپنا مذہب بدل کر ہندو ہوگئے ہیں اور ان کا نام ستیانند رکھا گیا ہے۔ ہندو مت میں لانے کی رسم کوٹ گڑھ کے پنڈت سرن ناتھ نے ادا کی۔ لیکن ہندو امریکن مبلغ کو ہندو مت میں داخل کر لینے پر سخت چراغ پا ہوئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے ایک جلسہ میں جو ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو منعقد ہوا تھا ان کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس بائیکاٹ کے خلاف پنڈت سرن ناتھ نے دعویٰ دائر کر رکھا ہے۔"

مسٹر اسٹوکس کن حالات میں اشدھ ہوئے؟ اور ان کی اشدھی کس لحاظ سے بھی ہندوؤں کے لئے باعث فخر ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ان امور پر پھر کبھی روشنی ڈالی جائے گی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب ہندو دھرم اشدھی کی اجازت نہیں دیتا، ہندو قوم بھی باہر کے آدمیوں کو اپنے اندر داخل کرنے کے لئے تیار نہیں اور نہ آج تک کوئی سمجھدار غیر ہندو، ہندو دھرم کے اندر زیادہ دیر تک رہ سکا ہے، تو پھر یہ مسخرہ پن کیوں جاری ہے۔ مانا کہ ہندو قوم عجوبہ پسند ہے لیکن کیا تحریک اشدھی کے پہلے عجائبات ہی کم ہیں کہ ان میں اضافہ کی کوشش اب تک جاری ہے!

برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کا کام

برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی عیسائیوں کی مشہور تبلیغی انجمن ہے جو ۱۸۰۴ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس نے اب تک کس قدر کام کیا!

اس کا جواب مختصر الفاظ میں حسب ذیل ہے:-

"۱۸۰۴ء سے ۱۹۳۳ء تک انجیل کے ۴۳ کروڑ ۸ لاکھ ۵۲ ہزار ۶۰ نسخے تقسیم کئے ۶۵۵ زبانوں میں انجیل کے تراجم چھاپے۔ ہندوستان کی ۱۱۲ زبانوں میں بائیبل کی اشاعت کی۔ ۴۰ زبانوں میں اندھوں کے لئے ابھرے ہوئے نقطوں کی انجیلیں چھاپی ہیں۔ سوسائٹی نے تمام کرہ زمین کو ۵۲ حلقوں میں تقسیم کر کے ہر حلقہ میں اپنا مرکز قائم کیا ہے سوسائٹی کے دفتروں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہے۔ اور ہر دفتر کی نگرانی میں کئی کئی اخبار مطبع بکڈپو۔ سکول۔ کالج اور ہسپتال جاری ہیں۔ حلقہ ہندوستان میں سوسائٹی کے ۱۵ پادری ... گماشتے کام کر رہے ہیں۔ حلقہ چین میں ۲۲ بکڈپو اور ۴۵ تنخواہ دار گماشتے ہیں۔ سوسائٹی کی سالانہ آمد ۵۰ لاکھ پونڈ ہے۔ اور اسی قدر سالانہ خرچ۔"

یہ عیسائیوں کی صرف ایک تبلیغی جماعت کا کام ہے ان کی ایسی کئی جماعتیں مختلف ممالک اور مختلف طریقوں سے مصروف تبلیغ ہیں اور ان سب کی زیادہ تر توجہ اسلامی ممالک اور مسلمانوں کی طرف ہے لیکن عیسائیوں کی ان تبلیغی کوششوں کے مقابلہ میں مسلمان کیا کر رہے ہیں؟ اس سوال کا جواب ان کی حالت پر غور کرنے سے مل سکتا ہے۔ تمام عالم اسلامی میں سے لے دے کر ایک جماعت احمدیہ عیسائیت کے اس طوفان تبلیغ کو روکنے کے لئے میدان عمل میں نکلی ہے۔ اور قلت تعداد و بے سرو سامانی کے باوجود نہایت کامیاب مقابلہ کر رہی ہے نہ صرف مقابلہ کر رہی ہے بلکہ اس نے عیسائیت کے مرکزوں یعنے یورپ و امریکہ میں تبلیغی ترکتازی بھی شروع کر دی ہے۔ انگلستان، جرمنی اور آسٹریا میں باقاعدہ کام ہو رہا ہے۔ اسپین میں اسلامی مشن کے قیام کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ دوسرے ممالک میں خط و کتابت، لٹریچر اور آنریری مبلغوں کے ذریعہ تبلیغ ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کو یہ توفیق تو نہیں کہ اس خادم اسلام جماعت کی امداد کریں البتہ مخالفت پر ضرور کمربستہ ہیں۔ کاش وہ اپنی آنکھیں کھول کر حقایق پر غور کریں عیسائیت کے وسیع تبلیغی نظام اور اس کے مقابلہ پر جماعت احمدیہ کے شاندار کام کو دیکھیں اور اسلام کے مجرم نہ بنیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ آپ ۲ جون کی شب کو ڈلہوزی تشریف لے گئے۔

— ۲۶ مئی کو لاہور میں یوم مسیح موعود شاندار طریق پر منایا گیا۔ جس کی کیفیت اسی پرچہ میں صفحہ اول پر شائع ہو رہی ہے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۲۵ مئی کی شب کو ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ آپ سے خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کیجئے:-

"پروین" - ڈلہوزی

"پروین" آپ کی کوٹھی کا نام ہے۔

— جناب اخوندم علی محمد خان صاحب فارسٹ رینجر کی تبدیلی سندھ رینج سے بونیار رینج پین میں ہوگئی ہے۔ آپ احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دینی و دنیوی برکات عطا فرمائے۔ (آمین)

— اس ہفتہ جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب لاہور آئے اور مختصر قیام کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب بدستور بیمار ہیں۔ بہت کمزور ہوگئے ہیں۔ ان کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

— جناب چراغ الدین صاحب گوجرانوالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے والد محترم احمد دین صاحب کا گزشتہ بدھ کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ۔

پیغام صلح:- ہمیں اس حادثہ میں چراغ الدین صاحب اور ان کے بھائی سراج الدین صاحب اور مرحوم کے دیگر اعزہ و احباب سے دلی ہمدردی ہے۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ۲۵ مئی کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں جنازہ غائب ادا کیا گیا دیگر احباب اور جماعتوں سے بھی اس کی استدعا ہے۔

— خواجہ غلام محمد صاحب طالب علم سرینگر کشمیر چند مشکلات میں مبتلا اور احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

لیڈی عبدالقادر صاحبہ کو
احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور کی طرف سے الوداعی پارٹی

۲۷ مئی۔ آج احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور کی طرف سے لیڈی عبدالقادر صاحبہ کو الوداعی پارٹی دی گئی۔ ایک صد سے زائد معزز خواتین کا مجمع تھا۔ چاء کے بعد بیگم مولانا محمد علی (سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام) نے تقریر کی اور لیڈی صاحبہ موصوفہ کو ان کے نئے اعزاز پر مبارکباد دی اور ان کے لئے مزید دینی و دنیوی ترقیات اور بخیریت جانے اور پھر وطن میں واپس آنے کے لئے دعا کی۔ پھر آپ نے لیڈی عبدالقادر کی دینی و قومی خدمات کا مختصر طور پر ذکر کر کے ان کے چلے جانے سے جو کمی ہوگی اس کو موجودہ حالت میں ناقابل تلافی بتایا سب خواتین لیڈی صاحبہ کو الوداع کہتے ہوئے آبدیدہ ہوگئیں اور لیڈی صاحبہ بھی بہت متاثر نظر آ رہی تھیں۔ اس کے بعد چھوٹی چھوٹی بچیوں نے گوئے سے (Fare Well) خدا حافظ بنایا۔ پھر محترمہ سید بیگم صاحبہ نے تقریر کی اور لیڈی صاحبہ سے درخواست کی کہ وہ یورپ میں اسلام کی پاک

ہماری تبلیغی ڈاک

وسط یورپ کے مسلمانوں کی حالت

(مرتبہ جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

وسط یورپ سے ایک معزز دوست لکھتے ہیں کہ:-

ایک دوست کا پتہ بھیجا جاتا ہے۔ جسے مذہب کا بہت شوق ہے وہ اپنے آپکو بدھ مت کا پیرو ظاہر کرتا ہے ہائیکورٹ میں بیرسٹر ہے۔ کسی زمانہ میں جج بھی رہ چکا ہے۔ اس کا مجھ سے ایک دوست نے تعارف کرایا تھا۔ چند ہی ملاقاتوں کے بعد اسے اسلامی تعلیمات کا شوق ہوگیا۔ میں نے عیسائیت کے متعلق اسے چند باتیں سنائیں تو وہ حیران سا ہو گیا۔ اس کا پتہ بھیجا ہے اس سے خط و کتابت کریں۔ حضرت مسیح کی قبر کشمیر کے متعلق نظریہ میں نے اسے سنایا۔ اور انجیل کے حوالجات جو اس نظریہ کے مؤید تھے اس کے سامنے پیش کئے تو اس کی حیرت اور بھی بڑھ گئی۔ اور کہنے لگا کہ یہ مسئلہ بہت ہی اہم اور دلچسپ ہے اور کہا کہ اسے اس قسم کا سارا مواد بہم پہنچایا جائے چند روز بعد پھر ملا تو کہنے لگا کہ اس نے ایک رومن کیتھولک پادری کے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو وہ مبہوت سا رہ گیا۔ اور کچھ جواب نہ دے سکا۔ بہتر ہے کہ اسے اس معاملہ کے متعلق پورا پورا مواد بہم پہنچایا جائے اور اس سے خط و کتابت بھی رکھی جائے انگریزی جانتا ہے لیکن اچھی طرح بول نہیں سکتا۔ لیکن پڑھ اور سمجھ سکتا ہے۔ آپ انگریزی میں اس سے خط و کتابت کریں اور جس قدر اسلامی لٹریچر اسے بھیجا جائے مفید ہوگا اس شخص کی ایک سوسائٹی ہے۔ اور ایک چھوٹا سا ماہوار رسالہ ہے بہت ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا سینہ اسلام کے لئے کھولدے

شہر سراجیو کی کیفیت

گزشتہ سال مجھے یوگوسلاویہ جانے کا اتفاق ہوا علاقہ بوسینا کے دارالخلافہ سراجیو میں گیا جہاں عجب کیفیت نظر آئی یورپ کا یہ حصہ جو ہر طرف سے عیسائیوں سے گھرا ہوا ہے اس میں سر بفلک مساجد کے بیشمار مینار نظر آئے۔ صرف اس اکیلے شہر میں قریباً چالیس ہزار مسلمانوں کی آبادی ہے۔ عیسائی بھی قریباً ۳۵ ہزار ہیں۔ مسلمان ترکی ٹوپی پہنتے ہیں شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان یورپین ٹوپی بھی پہنتا ہے اور وہ بھی اس وقت جبکہ اپنے علاقہ سے باہر کسی دوسرے علاقہ میں جانا ہو جہاں کی آبادی عیسائی ہو۔

علما کی حالت

ملاں لوگوں نے وہاں بھی مسلمانوں کو بہت پیچھے کر دیا ہے تاہم چند ایک جوٹی کے مسلمان علما اپنی ہستی کا احساس رکھتے ہیں۔ ایک مفتی صاحب جن کی عمر قریباً ستر سال ہوگی۔ بہت ہی قابل اور واجب التعظیم بزرگ ہیں۔ فارسی جانتے ہیں لیکن بولنے کی مشق نہیں۔ میرے ساتھ ایک انگریزی جاننے والا دوست تھا جس نے ترجمان کا کام دیا۔ میں فارسی میں تو اچھی طرح گفتگو کر سکتا ہوں لیکن میں نے انگریزی میں گفتگو کرنا مناسب سمجھا تاکہ ترجمان سب لوگوں کو میری باتوں کا ترجمہ سنا سکے۔ یہ بزرگ دنیا کی موجودہ حالت سے خوب واقف ہیں۔ عام مسلمان انہیں مفتی اعظم تسلیم کرتے ہیں اگرچہ حکومت نے ایک دوسرے صاحب کو رئیس الاسلام منتخب کر رکھا ہے جن سے افسوس کہ میں مل نہ سکا۔ البتہ ان کے سکرٹری سے بلگریڈ میں ملاقات ہوئی۔ جو نہایت محبت اور اخلاق سے پیش آیا۔ اور سرکاری موٹر میں جو مفتی صاحب کو ملی ہوئی ہے بٹھا کر تمام شہر کی سیر کرائی۔ ان سے فرانسیسی میں گفتگو ہوتی رہی

مسلمانوں کے دو گروہ

اس ملک کے مسلمان دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک گروہ حکومت کے ساتھ ہے اور دوسرا مخالف۔ سراجیو کے مفتی صاحب اختلافی گروہ کے لیڈروں میں سے ہیں۔ ان کے ساتھ ڈاکٹر محمد پاشا جو سابق وزیر بھی ہیں۔ حکومت سے اختلاف کی بنا یہ ہے کہ حکومت مسلمانوں کو مذہبی تعلیم میں آزادی نہیں دیتی اور اشاعت اسلام میں بھی سخت رکاوٹیں ڈالتی ہے۔ بحالیکہ عیسائیوں کو پوری پوری آزادی حاصل ہے۔ کہ وہ تبلیغ کا کام کریں۔ البتہ باہر سے جس قدر لٹریچر مسلمان یہاں کے مسلمانوں کو بھیج سکیں اس کی پوری آزادی ہے۔

جماعت احمدیہ کے متعلق مفتی اعظم کے خیالات

مفتی صاحب نے مجھے یہ فرمایا کہ احمدیہ جماعت لاہور یہ انتظام کرسکے تو بہت ہی عمدہ و احسن بات ہوگی۔ مفتی صاحب نے مجھے یہ بھی کہا کہ ان کا سلام حضرت امیر کی خدمت میں پہنچا دیا جائے۔ اور ان کو لکھدیا جائے کہ یوگوسلاویہ کے مسلمان اور خود مفتی صاحب "اپنی پگڑی جماعت احمدیہ لاہور کے قدموں پر رکھتے ہیں" کیونکہ آج تمام دنیا میں یہی ایک واحد جماعت ہے جس نے اسلام کی حقیقی خدمت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں برلن مسجد کے امام صاحب کی خدمت میں لکھدوں کہ وہ جرمن زبان میں جس قدر لٹریچر ان کو بھیج سکیں اتنی ہی مستحسن بات ہوگی۔ یوگوسلاویہ کے تعلیم یافتہ مسلمان جرمن زبان جانتے ہیں۔ مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ وہ جرمن سے یوگوسلاوی زبان میں ترجمہ کرا کے امام مسجد برلن کے پاس بھیج دیا کریں گے جہاں سے اس کی اشاعت کا انتظام کرایا جائے۔ اور پھر وہ لٹریچر یوگوسلاویہ میں بھیج دیا جائے۔ اس صورت میں اس کا داخلہ ممنوع نہیں ہوگا۔ لیکن ایسے لٹریچر کی طباعت اس ملک میں نہ ہوسکیگی جس قدر تعلیم یافتہ مسلمان ہیں وہ جرمن رسالہ کے خریدار بھی بن جائیں گے۔ چنانچہ پندرہ بیس آدمیوں نے اپنے پتے بھی مجھے دئیے کہ ان کے نام رسالہ جاری کر دیا جائے۔

مسلمانوں کی اقتصادی حالت

سراجیو میں مسلمانوں کا کوئی قابل ذکر مدرسہ یا مکتب نہیں اب مسلمان اقتصادی طور پر بھی بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ چند سال پہلے مسلمان بہت امیر تھے۔ بڑی بڑی زمینداریاں بھی ان کے قبضہ میں تھیں اور تجارت بھی قریباً تمام کی تمام ان کے قبضہ میں تھی۔ مگر اب زمین کی نئی ریفارم سے بڑی بڑی زمینداریاں توڑ دی گئی ہیں۔ اور زمین کاشتکاروں میں تقسیم کر دی گئی ہے مگر یہ سلوک صرف مسلمانوں ہی سے نہیں ہوا بلکہ بلا تخصیص مذہب سب کے ساتھ ہوا۔ اس لئے کاشتکاروں کو بلا تخصیص مذہب عام طور پر فائدہ پہنچا ہے۔ بڑے بڑے مسلمان زمیندار ہر جگہ کے امیر مسلمانوں کی طرح ناکارہ ہو چکے تھے۔ ان کا اسلام صرف اسی قدر تھا کہ سر پر ترکی ٹوپی پہن لی اور چار عورتوں کے ساتھ شرعی نکاح کر لیا۔ اس کے بعد جس قدر ہو سکا بدمعاشی اور عیاشی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ اب نئی ریفارم سے یہ فائدہ ہو گیا ہے کہ ان کی آنکھیں کھلی ہیں اور کسان جو زیادہ تر مسلمان ہی تھے۔ اور ان امیروں کی اپنے خون سے پرورش کیا کرتے تھے آزاد ہو گئے ہیں اور ذرا آرام سے روٹی کھانے لگے ہیں (ہمارے ہندوستانی مسلمان امرا کی طرح۔ م) ان امرا نے مسلمانوں کی حالت کو درست کرنے کے لئے نہ تعلیم کا کچھ انتظام کیا نہ کوئی اور رفاہ عام کے لئے کوشش کی۔

علماء سو کی شرمناک حرکتیں

"علماء کرام" ان امیروں کے ظلم و ستم میں ہمیشہ آلہ کار بنے رہے۔ یہ لعنت صرف بوسینا ہی کے مسلمانوں کے حصہ میں نہیں آئی۔ بلکہ ہر اسلامی ملک کے لئے یہ لوگ نحوست اور بدقسمتی کا منبع رہے ہیں۔ علما کا گروہ چند ایک افراد کے سوا اسلام کے لئے تباہ کن فرقہ ثابت ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے دین کی حفاظت خود نہ کرتا یا نہ کرے تو یہ لوگ لٹیا ہی ڈبو دیں۔ انہیں تو رات دن تکفیر کے فتووں سے ہی فرصت نہیں ملتی کسی کی بھلائی کے لئے وہ کیا سوچیں گے؟ جس کسی بدبخت و ظالم رئیس و نواب نے ان کا شکم پُر کر دیا۔ بس قرآن و حدیث کو اسی کی تعریف و توصیف سے پُر ثابت کر دیا۔ دور کیوں جائیے اپنے ہمسایہ ملک افغانستان ہی کو دیکھئے انہی علمائے کرام نے بچہ سقہ کو امیر المومنین کا خطاب دیدیا۔ پھر جب مرحوم نادر شاہ نے اس پر فتح پائی تو وہ ان علمائے کرام کے مائی باپ بن گئے۔ کبھی یہی علمائے کرام تھے جو امان اللہ کو امیر المومنین اور ظل اللہ کہتے تھے۔ وہ بیچارہ تاج و تخت سے محروم ہوگیا تو اس پر کفر کے فتوے لگنے شروع ہو گئے۔ علمائے افغانستان نے تو یہاں تک کہدیا کہ وہ افغان ہی نہیں رہا۔ اور ایک آیت قرآنی بھی چسپاں کر دی۔ ہمارے ہندوستانی علما کا بھی یہی حال ہے۔ بھلا جو لوگ چند خوشخوار اور ظالم رؤسا و نوابوں اور امرا و زمینداروں کے لئے آیات قرآنی وقف کرسکتے ہیں۔ ان سے اسلام کی بھلائی کے لئے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

وسطی یورپ کے مسلمانوں سے تجارتی اور تمدنی تعلقات کا موقعہ

الغرض یوگوسلاویہ کے مسلمان اپنے دوسرے دنیا بھر کے مسلمان بھائیوں کی طرح کچھ اچھی حالت میں نہیں وہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے دیگر مسلمانوں کے ساتھ تعلقات قائم کریں۔ اور یہ تعلقات تجارتی اور تمدنی ہوں۔ یہاں مسلمانوں کا ایک آدھ ترکی ٹوپیاں بنانے والا کارخانہ بھی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہندوستانی مسلمان ان کے ساتھ تجارتی تعلقات شروع کریں تو ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہوگا۔ (باقی برصفحہ ۶) -

(بقیہ صفحہ ۵)

میں نے انہیں امید دلائی کہ میں ہندوستان لکھوں گا اگر کسی مسلمان سوداگر نے خواہش ظاہر کی تو پھر ان کو اطلاع دونگا البتہ تجارتی کام تجارتی اصولوں پر ہوگا۔ قیمت اور جنس کی خوبی پر سب کچھ منحصر ہوگا۔ اگر ہندوستانی مسلمان سوداگر کو اسی قیمت پر جس پر وہ اٹلی اور جیکوسلاواکیا سے مال خریدتا ہے، یہاں کا مسلمان کارخانہ مال دے گا تو پھر کام نہایت آسانی اور عمدگی سے ہو سکتا ہے۔ **اس لئے جو مسلمان سوداگر لڑیوں کی تجارت اپنے مسلمان بھائیوں کے کارخانہ کے ساتھ کرنا پسند کرے وہ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ذریعہ سے مجھ سے خط و کتابت کر سکتا ہے۔**

وسطی یورپ کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت

بلغراد میں حکومت کی طرف سے مسلمان طلبہ و طالبات کے لئے ایک بورڈنگ ہوس بنایا گیا ہے جس میں یکصد طلبا اور چھیالیس طالبات رہتی ہیں۔ عمارت بہت نفیس ہے کھانا بھی عمدہ ملتا ہے۔ جس روز میں بورڈنگ ہوس دیکھنے کے لئے گیا اس روز پلاؤ پکا ہوا تھا۔ جس کی بو باس نے تمام مکان کو مہکا رکھا تھا۔ بعض طلبہ سے جو فرانسیسی جانتے تھے میری باتیں ہوتی رہیں۔ ان کو میں نے نہایت اچھا اور پرجوش مسلمان پایا۔

یہ عجیب بات ہے کہ وہ مسلمان طلبہ جو اسلامی مکتبوں یا کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ اول تو بسم اللہ کے گنبد میں ہی ادھر ادھر جہالت کے اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارتے ہیں یا اگر کچھ جوہر قابل ہوا بھی تو ایسے رنگ میں رنگا جاتا ہے کہ اسلام کے لئے مایہ ناز نہیں رہ سکتا۔ دور کیوں جائیے۔ اپنی جماعت احمدیہ لاہور ہی کو دیکھ لیجئے۔ جس قدر بھی اس میں بڑے لوگ پیدا ہوئے ہیں یا جن کے دلوں میں اسلام کا درد ہے وہ قریباً نوے فیصدی غیر مسلم سکولوں اور کالجوں سے نکلے ہوئے ہیں میرا مطلب اس سے یہ نہیں کہ مسلمان اپنے بچوں کو مسلم سکولوں یا کالجوں میں نہ بھیجیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مسلمان بچہ مسلم اسکول میں جائے تو انٹرنس پاس کر لینے کے بعد اسے غیر مسلم کالج میں جانا چاہیئے۔ اس کے بہت سے فائدے ہیں۔ ایک تو وہ دوسرے مذاہب کی مذہبی کتب پڑھے گا۔ دوسرا غیر مسلم نوجوانوں سے ملے گا اور ان سے تبادلۂ خیالات کرے گا جس سے اس میں اسلام پر غور و فکر کرنے کا مادہ پیدا ہوگا۔ اور جب غیروں سے وہ اسلام پر اعتراض سنے گا تو اس کی تحقیق کر کے صحیح جوابات دینے کی کوشش کرے گا۔ اگر ایسے مواقع ایک نوجوان کو نہ ملیں تو پھر وہ ساری عمر بدھو ہی رہے گا۔ وہ جوہر جو فکر و تدبر سے پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ پیدا ہی نہ ہوگا۔ اور اس میں اسلام پر اعتراضات سننے کے لئے تحمل و بردباری پیدا نہ ہوگی جو اسلام کا بہترین جوہر ہے مسلمان سکولوں اور کالجوں کے اکثر لڑکوں کو ان باتوں سے معرا پایا گیا ہے۔

آمدم برسر مطلب یہ طلبا اور طالبات جو مسلم بورڈنگ ہوس میں رہتے ہیں نہایت جوشیلے ہیں۔ وہ ان سکولوں میں پڑھتے ہیں جہاں کے پروفیسر دیگر مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں اور جہاں غیر مذاہب کے طلبا بھی پڑھتے ہیں۔ اس لئے بحث و مباحثہ سے مسلم طلبا کو بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں اور وہ اپنے مذہب پر پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس بورڈنگ میں ایک کمرہ نماز کے لئے بھی وقف ہے۔ جب میں نے بورڈنگ ہوس دیکھا تو مندرجہ مختلف مضامین پڑھنے والے طلبا و طالبات اس میں داخل تھے۔

مضمون	طلبہ	طالبات
قانون	۳۱	۲
ڈاکٹری	۲۶	۱
علم ادب	۲۰	۵
انجنیرنگ	۱۲	۱
زراعت	۱۱	۰
درزی	۰	۳۷

اس بورڈنگ ہوس پر چار ہزار روپیہ ماہوار خرچ ہوتا ہے، جو سب کا سب غیر سرکاری عطیوں سے پورا کیا جاتا ہے۔ صدر اس کا ایک ریٹائرڈ عیسائی جرنیل ہے جو بہت خوبی کا آدمی ہے۔ ہر روز بورڈنگ میں خبر گیری کے لئے آتا ہے۔ میری اس سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اس نے کہا کہ اگر فرانسیسی یا جرمنی زبان میں اسلام پر لٹریچر بورڈنگ کی لائبریری میں بھیجا جائے تو بورڈنگ کے منتظم بہت ہی مشکور ہوں گے۔ جس شخص کے نام پر یہ بورڈنگ بنایا گیا ہے وہ ایک مشہور مسلمان شاعر ہو گزرا ہے۔ غرض اس بورڈنگ کو دیکھ کر مجھ پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اگر مجھے جلدی وہاں سے رخصت ہو کر نہ آنا پڑتا تو کچھ زیادہ مفید معلومات بہم پہنچا سکتا۔ اب بھی اگر وہاں جانا ہوا تو انشاء اللہ اپنے تعلقات کو تازہ کرونگا اور آپ کو تفصیلاً لکھوں گا۔

تیسرے کالم کا بقیہ مضمون

(س) مکانات کے مالکوں کو ناپسندیدہ اشخاص کو نکالنے کے اختیارات دینا اور بعض حالتوں میں مالکان مکانات اور ان کے ایجنٹوں کو ذمہ دار قرار دینا۔

بل پیش کرنے کے وجوہ

بل پیش کرنے کی وجوہ یہ ہیں:۔

(۱) تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ قانون کی رو سے حکام ان لوگوں کو مناسب سزا نہیں دے سکتے جو سزا کے مستحق ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کی حفاظت کر سکتے ہیں جنھیں حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ب) پنجاب جیسا مجوزہ قانون مندرجہ ذیل صوبوں میں موجود ہے بمبئی، بنگال، برما، مدراس، سیلون، یوپی، ریاست پدوکوٹہ، ٹراونکور، اور کوچین۔

مندرجہ ذیل صوبوں میں اس قسم کا قانون زیر تجویز ہے:۔ سی پی، ریاست میسور، شمال مغربی سرحدی صوبہ۔ آسام اور دہلی۔

قحبہ خانوں اور عورتوں کی تجارت کا انسداد

لاہور۔ ۲۲ مئی۔ آج پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے قاعدہ نمبر ۱۶ کے ماتحت عام پبلک کی اطلاع کے لئے گورنمنٹ گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں عورتوں کی خرید و فروخت کے بل کا مسودہ شائع کیا گیا ہے۔

اس بل کا مقصد پنجاب میں قحبہ خانوں اور بدچلنی کے لئے عورتوں کی خرید و فروخت کا انسداد کرنا ہے۔

قحبہ خانے کھولنے یا کسی مقام پر کھولنے کی اجازت دینے کے جرم میں زیادہ سے زیادہ دو سال قید بامشقت یا ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔ اتنی سزا پہلے جرم کی صورت میں دی جائے گی۔

دوسرے آدمی کی بدچلنی کی کمائی پر گزارہ کرنے والے کو تین سال قید بامشقت یا ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ اگر ملزم مرد ہوگا تو اسے اس کے ساتھ کوڑوں کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔

بدچلنی سے روپیہ پیدا کرنے والے کو بھی تین سال قید بامشقت یا ہزار روپیہ جرمانہ یا بیک وقت دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں اور ملزم کے مرد ہونے کی صورت میں ساٹھ کوڑے بھی لگائے جا سکتے ہیں۔

بل کے اغراض و مقاصد

(۱) اس قسم کا قانون بنانا جو حکام کے ہاتھوں میں عورتوں اور بچوں کی خرید و فروخت کی روک تھام کے اختیارات دے۔

(ب) بدچلن عورتوں کی خرید و فروخت کرنے والوں اور اس کام میں حصہ لینے والے دیگر اشخاص سے پبلک کی حفاظت کرنا۔

(۲) اس مقصد کے حصول کے لئے بل میں مندرجہ ذیل طریقے تجویز کئے گئے ہیں۔

(۱) پنجاب میونسپل ایکٹ ۳ مجریہ ۱۹۱۱ کی دفعات ۱۵۲ اور ۱۵۳ کو جیسا کہ میونسپل ایکٹ ۱۹۳۳ء میں ان میں ترمیم کی گئی ہے منسوخ کرانا۔

(ب) موجودہ قانون میں جس کی رو سے حکام کو قحبہ خانوں کے انسداد کا اختیار دیا گیا ہے ترمیم کرانا۔

(ج) مندرجہ ذیل اشخاص کو سزا دلانا۔

(۱) وہ لوگ جو قحبہ خانے کھولتے ہیں ان کا انتظام کرتے ہیں یا کسی جگہ قحبہ خانہ کھولنے کی اجازت دیتے ہیں

(۲) ایسے بدمعاشوں کو جو عصمت فروش عورتوں کی آمدنی پر گزارا کرتے ہیں یا جن کا کام عورتوں اور بچوں کی خرید و فروخت کرنا ہے۔ سزا دلانا۔

(۳) وہ لوگ جو پبلک مقامات پر بدچلنی کی ترغیب دینگے

(۴) وہ لوگ جو نابالغ لڑکیوں کے اغوا اور عصمت فروشی میں مدد دینگے یا اس کام کی حوصلہ افزائی کرینگے۔

(۵) وہ لوگ جو عورتوں یا لڑکیوں کو ان کی مرضی کے خلاف ایسے مقامات پر لیجائیں گے جہاں عصمت فروشی ہوتی ہوگی۔

(د) قحبہ خانوں سے نکلی ہوئی لڑکیوں کی حفاظت کا خاطرخواہ انتظام کرنا۔

(باقی دوسرے کالم میں)

تارکا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۳ صفر المظفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ جون ۱۹۳۴ء | نمبر ۳۴

چند ضروری باتیں

تقریباً سوا سال کا عرصہ ہوا حضرت امیر ایدہ اللہ نے

بچت فنڈ کی مفید تجویز

قوم کے سامنے رکھی تھی جس پر متعدد احمدی گھرانوں میں عمل ہو رہا ہے لیکن ابھی تک بہت سے دوستوں اور جماعتوں نے اسے اختیار نہیں کیا انہیں فوراً توجہ کرنی چاہیئے۔ اس آسان تجویز پر باقاعدگی سے عمل پیرا ہونے سے بہت شاندار نتائج پیدا ہوں گے۔

گزشتہ سالانہ جلسہ پر مولوی دوست محمد صاحب کی کتاب

آئینہ احمدیت

شائع ہوئی تھی سید حبیب آف سیاست نے اپنی کتاب "تحریک قادیان" میں احمدیت کے متعلق تمام اعتراضات جمع کر دیئے تھے آئینہ احمدیت ان اعتراضات کا نہایت مدلل، مسکت اور مہذب جواب ہے احباب کو چاہئے کہ اس عمدہ کتاب کی اشاعت کی کوشش کریں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اسی قسم کی ایک اور تجویز

آنہ فنڈ

ہے جو بجز آسان ہونے کے علاوہ بیحد فائدہ رساں بھی ہے بعض جماعتوں میں اس تجویز پر بھی پوری پابندی کے ساتھ عمل نہیں ہو رہا ہے ضرورت ہے کہ اس غفلت اور سستی کو فوراً دور کر کے آنہ فنڈ کی تحریک میں پوری سرگرمی اور پابندی پیدا کی جائے۔

جماعت احمدیہ لاہور کا واحد اردو آرگن

اخبار پیغام صلح

قوم کی توجہ اور امداد کا ضرورت مند ہے اور اپنے تمام خریداروں سے درخواست کرتا ہے (۱) کہ اگر ان کے ذمہ کوئی بقایا ہو تو جلد بکمشت یا بطریق اقساط ادا فرمادیں (۲) ان کے نام دفتر کوئی وی پی ارسال کرے تو اسے لازمی طور پر وصول کر لیا جائے۔ (۳) ہر ایک خریدار کم از کم دو نئے خریدار پیدا کرے۔

چند ماہ ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانان ہند کے نام

"کیا ہم یورپ کو مسلمان کر سکتے ہیں؟"

کے عنوان سے ایک موثر اپیل شائع کی تھی جس میں مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس نیک کام میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس اپیل کو غیر از جماعت اصحاب تک پہنچائے اور انہیں اس کار خیر میں شرکت کے لئے آمادہ کرے

آج کل قادیانی جماعت نے بہت غیر شریفانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے لیکن

حضرت امیر کی نصیحت

یہی ہے کہ ان لوگوں کی گالیوں اور زیادتیوں کا جواب صبر و خاموشی سے دیا جائے اور عقائد کے علاوہ ان سے اور کسی قسم کی اختلافی گفتگو نہ کیجئے ہمارا اصل کام تبلیغ و دفاع اسلام اور غلو کی تردید ہے۔ اس لئے ہماری توجہ و طاقت اسی پر صرف ہونی چاہیئے۔

جماعت پشاور کا شاندار سالانہ جلسہ

قادیانیوں کی غیر شریفانہ و ناکام مخالفت

خدا کے فضل سے راولپنڈی اور لائل پور کی جماعتوں کی طرح جماعت پشاور کا سالانہ جلسہ بھی نہایت کامیاب رہا۔ مقامی قادیانیوں نے اس اجتماع کو خراب کرنے اور ناکام بنانے کی ہر چند کوشش کی اور اس کوشش میں اخلاق و شرافت سے بھی قطع تعلق کر لیا لیکن ان کو نامردی اور بدنامی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ کسی گزشتہ اشاعت میں ہم نے اس جلسہ کی روئداد پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہمیں افسوس ہے کہ یہ وعدہ قدرے تاخیر سے ایفا ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کو یہ روئداد جلسہ کے کافی دن بعد اس وقت موصول ہوئی جبکہ ۲۳ رمئی کی اشاعت تیار ہو کر سپرد ڈاک ہو چکی تھی اور اس کے بعد کی اشاعت کے بھی تمام مضامین مرتب ہو چکے تھے (مدیر)

۱۲ رمئی کی کارروائی

جلسہ کی تاریخ انعقاد سے کئی روز قبل تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ بیرونی اضلاع کے احباب جوق در جوق آنا شروع ہو گئے تھے۔ متعدد مقررین بھی اس تاریخ سے قبل ہی پشاور پہنچ چکے تھے۔

پہلا اجلاس

۱۲ رمئی کی صبح کو جلسہ کا آغاز زیر صدارت **مولوی عبدالہادی خانصاحب** ساکن بنوں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد پہلی تقریر **مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی** کی تھی۔ جلسہ میں احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت احباب بکثرت آئے ہوئے تھے۔ اور یہ بھی خدا تعالیٰ کے ہی تصرفات تھے ورنہ اس قدر کامیابی کی ہرگز امید نہ تھی۔ مولانا موصوف کی تقریر کم و بیش ایک گھنٹہ رہی آپ نے مذاہب عالم کا باہمی موازنہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے متعلق جو تخیل مختلف مذاہب میں پایا جاتا ہے اس کا مقابلہ خدا کے اسلامی تخیل سے کر کے بتلایا کہ جہاں دیگر مذاہب مثل یہودیت، عیسائیت، ہندو دھرم میں خدا ایک محدود صفات اور محدود تسلط رکھنے والی ہستی ہے۔ وہاں اسلام کا خدا کیا بلحاظ صفات اور کیا بلحاظ تسلط و حکومت جامع اور مکمل ہے۔

آپ کی تقریر کو نہایت ذوق و شوق سے سامعین نے سنا۔ اور دوران تقریر میں حاضرین پر سکوت کا عالم طاری تھا۔ دوسری تقریر **آغا میر مدثر شاہ صاحب** کی تھی۔ آپ نے اشاعت اسلام کی اہمیت اور جماعت احمدیہ لاہور کے کارناموں کا مختصر اور جامع الفاظ میں تذکرہ فرماتے ہوئے مسلمانوں کو [illegible] جماعت احمدیہ کا ہاتھ بٹانے کی دعوت [illegible] تقریر کے بعد پہلا اجلاس برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس [illegible] بجے شام کو زیر صدارت **خان بہادر [illegible] شیر علی خانصاحب** جناب سردار [illegible] شروع ہوا۔ مولوی [illegible] عمر الدین صاحب شملوی نے مسئلہ [illegible] اور اسم احمد کے موضوعات کو سامنے رکھتے ہوئے [illegible] آپ نے [illegible] کی جانب [illegible]

جیبی ٹریکٹ اور اشتہار رکھے جو جماعت قادیان کے پشاوری ممبروں کی جانب سے ہمارے جلسہ میں شامل ہونے والے حضرات میں تقسیم کئے گئے۔ آپ نے محمود یوسف صاحب کے اس شعر

> حضرت احمد نبی ہے صاف سیدھی بات ہے
> لغو ہے بحث حقیقی و مجازی چھوڑ دے

کی طرف خاص کر پبلک کو توجہ دلائی اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے بتلایا کہ جماعت قادیان کا پاؤں کس سرعت کے ساتھ غلو کی جانب بڑھ رہا ہے۔ آپ کی تقریر نہایت جامع تھی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو نہایت مدلل طریق پر صاف کیا۔ جس کا حاضرین پر جن میں کثیر حصہ غیر از جماعت حضرات کا تھا بہت اچھا اثر ہوا۔ دوسری تقریر **حضرت مولانا صدر الدین صاحب** کی تھی آپ نے پبلک کے سامنے قرآن کریم کی پیش کردہ تعلیمات کی وسعت کو پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ جو اصول نوع انسان کی بہبودی کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے ذریعہ بتائے ان سے پرے اگر کسی اور وسیع العمل اصول کی گنجائش ہے تو بے شک آنحضرت صلعم کے بعد کسی اور نبی کی آمد کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن جب ایسا نہیں ہے اور دنیا کا کوئی فلاسفر اسلام کے پیش کردہ اصولوں سے بڑھ کر کوئی اور تخیل دماغ میں بھی نہیں لا سکتا اور نہ ہی حضرت مرزا صاحب نے کوئی مزید اصول انسانی معاشرت کی بہبود کے لئے پیش کیا تو حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن کو مبالغہ آمیز رنگ میں نبی کے نام سے پیش کرنا بالکل بے معنی بات ہے۔ مولانا موصوف نے حضرت مسیح موعود اور ان کی جماعت کے کارناموں کو پبلک کے سامنے پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ حضرت مرزا غلام احمد رسول اللہ کے غلام اور اسم بامسمیٰ تھے۔ تقریر کے خاتمہ پر جلسہ برخاست ہوا۔

۱۳ رمئی کی کارروائی

پہلا اجلاس

دوسرے روز ۱۳ رمئی ۱۹۴۶ء کو پہلا اجلاس زیر صدارت **جناب شیخ خدا بخش صاحب** ریٹائرڈ [illegible] پشاور [illegible] بجے صبح شروع ہوا [illegible] پروگرام

آغا مدثر شاہ صاحب کی تقریر در بارہ ختم نبوت شروع ہوئی آپ نے رسول و نبی کے معانی باعتبار لغت و اصطلاح اسلام بحوالہ آیات قرآن و حدیث و تحریرات حضرت مسیح موعود پیش کر کے بتلایا کہ حضرت صاحب نے کہیں بھی اپنے آپ کو نبی یا رسول بر بنائے اصطلاح اسلام نہیں کیا۔ اور نہ کہیں آپ نے اپنی وحی کو وحی نبوت و رسالت قرار دیا ہے۔ اسی طرح جہاں حضرت صاحب نے بار بار محدثیت کا دعویٰ کیا ہے اس کے بالمقابل کہیں بھی دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ بلکہ ظلی اور بروزی نبی کے الفاظ کا استعمال کیا۔ مگر اس کو بھی محدثیت قرار دیا۔ تمام جماعت احمدیہ کا عقیدہ بھی ۱۹۱۰ء تک یعنے حضرت صاحب کی وفات کے پورے ۲ سال بعد تک یہی رہا کہ حضرت صاحب ظلی نبی و رسول تھے۔ جسے اصطلاح اسلام میں محدثیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کتاب دین الحق یا ہمارا مذہب مطبوعہ ۱۹۱۰ء کو اس بات پر شاہد گردانا۔ بالآخر جناب میاں صاحب خلیفہ قادیان کی وہ تحریر پیش کی جس میں آپ نے حضرت صاحب کو مصلحتاً نبی بنایا۔ اور ساتھ ہی فاضل مقرر نے **قاضی محمد یوسف صاحب** پشاوری پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ قادیانیہ پشاور کا وہ حوالہ پیش کیا جس میں قاضی صاحب نے حضرت صاحب کو بزبان پشتو کامل ولی اور ظلی نبی تسلیم کیا تھا۔ تقریر کے خاتمہ پر قادیانی احباب نے صاحب صدر سے اجازت لے کر چند اعتراض پیش کئے جن کا جواب آغا صاحب نے جس خوبی اور صفائی سے دیا اس کا شاہد حاضرین میں سے ایک ایک فرد ہے۔

آغا میر مدثر شاہ صاحب کی تقریر کے بعد **مولانا صدر الدین صاحب** نے تقریر فرمائی اور جماعت احمدیہ لاہور کے کارناموں پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ آپ کی تقریر جیسا کہ عام طور پر پایا گیا ہے نہایت پسند کی گئی۔ بہت سے معزز غیر از جماعت احباب نے تقریر کے خاتمہ یعنے اجلاس اول کے برخاست ہونے پر مولانا موصوف کے پاس جا کر ان کی تقریر پر عقیدتمندانہ اظہار تشکر کیا۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس ۴ بجے شام کو شروع ہوا۔ جناب خان بہادر **مرزا غلام صمدانی صاحب** صدر قرار پائے۔ **مولانا عمر الدین صاحب** شملوی نے مسئلہ کفر و اسلام پر نہایت مبسوط تقریر فرمائی۔ اور قادیانی احباب کے ٹریکٹوں کے جواب دیتے ہوئے ان کے چیلنج کو منظور کیا کہ وہ جب چاہیں اور جہاں چاہیں اور جو جو شرائط مقرر کریں۔ آپ کے ساتھ اختلافی مسائل پر بحث و مناظرہ کر لیں۔ اس اعلان کا آپ نے بعد ازاں بھی کئی بار بذریعہ خطوط اعادہ کیا۔ مگر جماعت قادیان کو جواب کی ہرگز جرأت نہ ہوئی اور انہوں نے چیلنج مذکور کو نہ جلسہ گاہ میں قبول کیا نہ بعد ازاں چنانچہ جماعت احمدیہ پشاور مجبور ہو کر بذریعہ اشتہار اس چیلنج کا اعادہ کرنے والی ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد حضرت امیر قوم **مولانا محمد علی صاحب** ایدہ اللہ بنصرہ کا لیکچر شروع ہوا۔ سامعین کی تعداد اس قدر بڑھ گئی تھی کہ جلسہ گاہ باوجود اپنی کافی وسعت کے ان کے لئے کافی نہ ہو سکی۔ آپ نے اسلام کی روحانی قوت کا نقشہ کھینچا اور بتایا کہ اسلام کے اصول کس قدر جاذب طبع واقع ہوئے ہیں۔ کہ جب قوم کا بھی اس کے ساتھ واسطہ پڑا اس نے لامحالہ قبول کیا۔ آج کل تمام دنیا جس طرح اسلامی اصولوں کی ضرورت محسوس کر رہی ہے اور مغربی ممالک جس طرح تعلیمات اسلامی کے پیاسے ہیں اور اس کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ لاہور کی شاندار تبلیغی خدمات اور [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۲ صفر المظفر ۱۳۵۳ھ | نمبر ۳۴

آریہ سماج کی شکست

پنڈت وشو بندھو کے متعلق مہاتما ہنسراج جی کا فیصلہ

قارئین کرام مشہور آریہ فاضل پنڈت وشو بندھو جی کے نام سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ یہ آریہ سماج کی پاس پارٹی کے تبلیغی کالج دیانند براہم مہاودیالیہ کے پرنسپل تھے۔ انہوں نے چند ایسی سچی باتیں کہہ دیں جو آریہ سماج کے اصولوں کے خلاف تھیں اس پر بڑے بڑے آریہ مہاتماؤں نے ان کی منت سماجت کی کہ دیکھو پنڈت جی اعلان حق سے باز آجاؤ ورنہ ہمارا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ اس کے بعد طرح طرح کی دھمکیاں دیں لیکن انہوں نے اپنے خیالات تبدیل نہ کئے۔ آریہ سماجیوں کو بہت تاؤ آیا اور ایک زبردست ہنگامہ بپا ہو گیا۔ آریہ اخباروں نے شور مچایا۔ سماجوں نے قرار دادیں منظور کیں۔ بائیکاٹ کا اعلان ہوا لیکن پنڈت جی ڈٹے رہے۔ آخر کالج کمیٹی کے سامنے فریاد کی گئی کہ وشو بندھو کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے لیکن اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ بلکہ مہاتما ہنسراج جی کو فیصلہ کا اختیار دے دیا گیا اب مہاتما جی کا فیصلہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاس پارٹی کی اس زبردست شخصیت کو بھی پنڈت جی کے خلاف کچھ کرنے کا حوصلہ نہیں پڑا۔ فیصلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ پنڈت وشو بندھو کو تبلیغی کالج سے تبدیل کر کے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کا انچارج بنا دیا جائے۔ اس سے قبل ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کے انچارج پنڈت وشو بندھو کے مشہور حریف پنڈت بھگوت تھے ان کو اس خدمت سے سبکدوش کر دیا گیا ہے۔ اس فیصلہ کے متعلق گھاس پارٹی کا اخبار "پرکاش" مہاتما ہنسراج جی سے سوال کرتا ہے کہ:۔

"آیا پنڈت وشو بندھو جی ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کے انچارج بن کر آریہ ساہتیہ کی کہیں ویسی ہی ریسرچ تو نہ کرینگے جیسی انہوں نے دیانند براہم مہاودیالیہ لاہور کا آچاریہ (پرنسپل) ہوتے ہوئے آریہ سماج کے موئلک سدھانتوں کی کی ہے۔ اگر انہوں نے ویسی ہی ریسرچ کی تو ہمیں ڈر ہے کہ ان کا ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کا انچارج بننا آریہ سماج کو ویسا ہی مہنگا پڑے گا جیسا کہ پہلے پڑ چکا ہے۔"

یہ سوال چونکہ مہاتما ہنسراج جی سے کیا گیا ہے اس لئے امید ہے وہ یا ان کا اخبار "آریہ گزٹ" اس کا جواب دے گا۔ جسکے سننے کے ہم بھی مشتاق ہیں لیکن ہم "پرکاش" اور آریہ سماج کے فائدہ کے لئے اس قدر ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ نہ صرف پنڈت وشو بندھو کا ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کا انچارج بننا آریہ سماج کے لئے مہنگا پڑے گا بلکہ اس ڈیپارٹمنٹ کا قیام ہی آریہ سماج اور ویدک دھرم کے لئے مہنگا پڑ رہا ہے۔ باطل عقائد، فرضی افسانے اور توہمات جن پر آریہ سماج کی بنیادیں کھڑی ہیں، علمی تحقیقات کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ صرف پنڈت وشو بندھو اور ان کے ہمخیال ہی نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو صحیح طریق پر ویدوں اور ہندوؤں کی دوسری مذہبی کتب کی ریسرچ کریگا وہ ایسی سچی باتیں کہنے کے لئے مجبور ہوگا۔ جو آریہ سماج کے لئے پیام موت ہوں۔

بہرحال مہاتما جی کا فیصلہ آریہ سماج کی نہایت واضح اور عبرتناک شکست ہے۔ آریہ کالج کمیٹی کا ایک ملازم شخص اٹھتا ہے اور نہایت آزادی اور جرأت سے ایسے خیالات کا اعلان اور تبلیغ کرتا ہے جو ویدک دھرم کے مسلمہ اور بنیادی عقائد کے بالکل برعکس ہیں۔ آریہ سماج میں زبردست ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ اس شخص کی منت سماجت کی جاتی ہے۔ اس کے قدموں پر سر رکھا جاتا ہے۔ پھر اسے دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ اس کے بائیکاٹ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اس کے خلاف زبردست ایجی ٹیشن ہوتا ہے۔ لیکن کسی آریہ پنڈت یا مہاتما کو دلائل و معقولیت سے اس کے خیالات کی تردید کی جرأت نہیں ہوتی۔ یہ آریہ سماج کی پہلی شکست تھی۔ اس کے بعد مہاتما جی کا فیصلہ دوسری شکست ہے۔ ایک شخص جو ویدک دھرم کے بنیادی اصولوں کی جڑ پر آزادی سے کلہاڑا چلا رہا ہے اس کو آریہ سماج باوجود زبردست دولت اور ذرائع کے علیحدہ کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا وہ پہلے دیانند براہم مہاودیالہ میں آریہ سماج کی چھاتی پر مونگ دلتا رہا۔ اب ریسرچ ڈیپارٹمنٹ میں ویدوں کی قلعی کھولے گا۔ آریہ سماج کی اس بے بسی کی وجہ یہ ہے کہ پنڈت وشو بندھو کے دلائل کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں اور اگر کالج کمیٹی پنڈت جی کے خلاف کوئی موثر قدم اٹھائے تو آریہ سماجی نوجوانوں کی اکثریت فوراً بغاوت پر آمادہ ہو جائے۔

ان حالات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آریہ سماجی عقائد کو آریہ نوجوان اور فاضل بھی کس طرح باطل قرار دے رہے ہیں اور آریہ سماج کس تیزی سے موت کے منہ میں جا رہا ہے۔ اور وہ وقت قریب آ رہا ہے جبکہ وہ **حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق فنا ہو جائے گا۔**

خونی مہدی کا غلط عقیدہ

گزشتہ دنوں یہ افواہ مشہور ہوئی تھی کہ صوبہ سندھ کے بازیگروں میں قبول اسلام کی تحریک شروع ہو گئی ہے اس پر انجمن تبلیغ الاسلام چوونڈہ ضلع سیالکوٹ نے اپنا ایک مبلغ تحقیق حالات کے لئے سندھ بھیجا اس نے وہاں جا کر جو کچھ دیکھا اس کی رپورٹ انجمن مذکور کے سکرٹری صاحب کی طرف سے اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ جس کے مندرجہ ذیل الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں:۔

"صوبہ سندھ کے مسلمانوں، مولویوں اور پیروں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے۔ مسلمان جاہل ہیں اور مولوی اور پیران میں وہم پرستی پھیلا کر ان کو لوٹتے رہتے ہیں۔ ...... مقام رانی پور کے قریب ایک پیر صاحب رہتے ہیں آپ تمام بازیگروں کے پیر ہیں آپ سے عرض کیا گیا تو فرمانے لگے کہ اسلام کی طرف دعوت دینا امام مہدی کا کام ہے جب وہ آئیں گے تو یہ بازیگر اور خانہ بدوش اقوام خود بخود مسلمان ہو جائیں گی اس لئے ہمیں تبلیغ کرنے کی ضرورت نہیں۔"

خونی مہدی کے غلط عقیدہ نے اسلام اور مسلمانوں کو جو شدید نقصان پہنچایا ہے یہ اس کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔ اس عقیدہ کی وجہ سے ایک طرف دشمن یہ اتہام لگاتے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ بزور شمشیر ہوئی ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں پر ایک مردنی اور بے حسی چھائی ہوئی ہے۔ کاش ان گم کردہ راہ لوگوں کو معلوم ہوتا کہ خونی مہدی کا عقیدہ اور اس کی آمد کا انتظار بالکل فضول ہے۔ جس مہدی نے آنا تھا وہ آ چکا اب اسلام کا مستقبل اسی مہدی اور اس کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اسلام کی کوئی صحیح اور ٹھوس خدمت اس مہدی سے تعلق پیدا کئے بغیر انجام نہیں دی جا سکتی۔

جناب خلیفہ قادیان کی تازہ نوازش

جناب خلیفہ قادیان ایک شخص کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے "الفضل" ۵ جون ۱۹۳۴ء میں تحریر فرماتے ہیں:

"چونکہ ظاہری طور پر ارکان اسلام کے یہ لوگ (جماعت لاہور) معتقد ہیں اس لئے ہم ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن جس طرح سڑا ہوا اور باسی سالن کوئی شوق سے نہیں کھاتا ہاں بھوک سے پریشان ہو اور اچھا کھانا نہ ملے تو وہ کھا لیتا ہے۔ حالانکہ وہ حرام نہیں اسی طرح جب تک دوسرے مبائع احمدی ہوں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔"

اس سے قبل جناب میاں صاحب نے منافق، دنیا کے کیڑے

"قوم" "چلتی پھرتی جہنم" "روڑی پر پڑے ہوئے گوبھی شلجم کے چھلکے" اور خدا جانے کیا کیا کہہ چکے ہیں اب سٹرا ہوا اور باسی سالن قرار دیا ہے۔ ہمیں آئین اخلاق و شرافت کا پاس ہے اس لئے ہم موصوف کی اس "تازہ نوازش" پر ان کا شکریہ ادا کرنے کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں جو لوگ ناد یانیوں کی گالیوں اور غیر شریفانہ روش پر اظہار حیرت و افسوس کیا کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جب پیر کی یہ حالت ہو تو مرید جو کچھ کہیں اور کریں تھوڑا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت دے۔

دجّالی تہذیب کی اخلاق سوزیاں

"اپنے کپڑے اتار دو، انہیں تار تار کر ڈالو چیتھڑوں کو ہوا میں پھینک دو۔ ننگے ہو جاؤ، بالکل ننگے دنیا کے سامنے ناچو، اونچی گھاس میں، روشنی میں، آفتاب کی روشنی میں، آفتابی کرنوں کی اپنے اوپر بارش ہونے دو۔ ان کرنوں میں کھڑے ہو جاؤ۔ جو تمہارے جسم کے ذرے ذرے تک پہنچتی ہیں۔ جو ہر جگہ جا گھستی ہیں جو ہر طرف دیکھتی ہیں کیا تمہیں اپنے جسم سے شرم آتی ہے کیا یہ کوئی بڑا پھوڑا ہے۔ جس پر ہر وقت پٹیاں باندھے رکھنے کی ضرورت ہے۔ اتار دو اپنے فضول کپڑے اور آفتابی شعاعوں کو اپنے جسم پر نیزہ بازی کرنے دو۔ آفتاب کو اپنا کام کرنے دو۔"

امید ہے کہ قارئین کرام یورپ و امریکہ کی تحریک برہنگی اور برہنہ کلبوں کے وجود سے بخوبی واقف ہو گئے مسٹر ولیم شیپرڈ اسپارکس اس اخلاق سوز تحریک کے ایک پرجوش مبلغ ہیں انہوں نے اپنی ہمخیال بیوی ڈاکٹر اسپارکس کی امداد سے ایک گیت لکھا ہے جس میں برہنگی کی تلقین کی گئی ہے۔ مندرجہ بالا سطور اسی گیت کے ایک حصہ کا ترجمہ ہیں۔ ہمارے ملک اور ہماری قوم کے جو افراد مغربی تہذیب اور مغربی تمدن کے دلدادہ ہیں کیا انہوں نے کبھی تحریک برہنگی اور اس کے ان لوازم و نتائج پر کبھی ٹھنڈے دل سے غور کیا ہے؟

نرالی مساوات

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تحریک برہنگی کے حامی ایک امریکن شاعر کا "نغمۂ شیریں" بھی مغرب زدہ احباب کو سنا دیا جائے:-

"تمام کپڑے اتار دو، اس طرح دوست اور دشمن یکساں ہو جاتے ہیں۔ ایک ننگا بادشاہ اور اس کی رعیت برابر ہیں۔ اعلیٰ خاندان کی ایک امیر عورت جب وہ کپڑے اتار دیتی ہے تو وہ ایک بھنگن کے ساتھ کھڑی ہو کر نہیں پہچانی جا سکتی یہ اصل مساوات ہے اگر نپولین کے کپڑے اتار دیئے جاتے تو وہ بہتر انسان بن سکتا۔ ہاں ننگے رہنے سے انسانیت اور رحم کے جذبات زندہ ہوتے ہیں، برہنگی سے مساوات کی تبلیغ ہوتی ہے برہنگی سے جنگوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔ برہنگی مزدور اور سرمایہ دار کو ایک صف میں بٹھا دیتی ہے۔"

مساوات اور قیام امن کا یہ مغربی نسخہ مشرق کے کبھی وہم و گمان میں بھی نہ آیا ہوگا۔ اسلامی مساوات کا نتیجہ تو یہ ہے کہ غلام اور غریب مزدور بھی اپنی پست سطح سے اٹھ کر بادشاہوں اور مالداروں کے ہم رتبہ ہو گئے۔ لیکن مغربی مساوات کی تلقین یہ ہے کہ سب ننگے ہو جاؤ تاکہ امیر و غریب کا امتیاز جاتا رہے۔ یہ بیسویں صدی اور تہذیب و ترقی کا زمانہ ہے اسی لئے ایسا قسم کی باتیں پوری آزادی اور سنجیدگی سے کہی اور عمل میں لائی جاتی ہیں اور کسی کو مجال اعتراض نہیں۔

ایک مودبانہ گزارش

ہمارے محترم احباب مغربی شاعروں کے ان اخلاق سوز خیالات کو پڑھ کر شرم محسوس کرینگے جیسا کہ ہم کو محسوس ہوئی شاید وہ اپنے اخبار میں اس ذکر کو بھی نامناسب خیال کریں ہمیں ان کے پاک جذبات کا پورا پورا احترام ہے۔ لیکن ہم ان کی خدمت میں مودبانہ گزارش کرینگے کہ یہ سب کچھ مغرب کی دجالی تہذیب کے اثرات ہیں۔ اور مسلمانوں کا بہت بڑا حصہ بھی تقلید یورپ کے جنون میں اسی راستہ پر گامزن ہے۔ جس کی ایک منزل یہ تحریک برہنگی ہے۔ آپ ذرا غور کریں ہماری قومی مجالس میں ہمارے اسکولوں اور کالجوں میں ہمارے نوجوان مرد اور عورتوں میں اور اعلیٰ خاندانوں میں ہر جگہ مغربی تہذیب کے اخلاق سوز اثرات نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں۔ حد سے بڑھی ہوئی بے رنگی نیم عریاں لباسوں اور مخلوط اجتماعات کا رواج روز بروز بڑھ رہا ہے۔ ہماری آئندہ نسل اپنے مذہب اور قومی روایات سے غافل ہو رہی ہے۔ سینماؤں میں شرمناک فلمیں دکھائی جاتی ہیں جن کے اشتہار ہمارے قومی اخبارات میں شائع ہوتے ہیں اور مرد عورتیں سب ان کو جا کر دیکھتی ہیں۔ ہمارے ادبی رسائل میں ننگی تصویریں چھپتی ہیں۔ اور تو اور ہمارے پیروں اور مذہبی رہنماؤں کو اپنے بچوں کی پرورش و تربیت کے لئے بے باک اور شوخ و شنگ یورپین گورنسوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اس حالت میں جبکہ یہ طوفان اٹوا چلا آ رہا ہے۔ صرف اپنی آنکھیں بند کرنے سے بچاؤ نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ ضرورت ہے کہ دجال کا ہر ایک دشمن اٹھے اور مردانہ وار دجالی تہذیب کا مقابلہ کرے۔

"ینگ اسلام"

یہ اطلاع احباب کی مسرت کا باعث ہوگی کہ نوجوانان سلسلہ نے ایک پندرہ روزہ انگریزی اخبار "ینگ اسلام" زیر ادارت جناب چودھری عبد الحق صاحب جاری کیا ہے۔ جس کا پہلا پرچہ اس ہفتہ شائع ہوا ہے۔ اس اخبار کے اجرا کا مقصد احمدیت کی تبلیغ ہے۔ پہلے نمبر کے مضامین خاصے ہیں۔ اور پرچہ ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ نوجوانان جماعت کا یہ اخبار ترقی کرے اور اللہ تعالےٰ اسے دین و قوم کی صحیح خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ ہم اس کامیاب کوشش پر "ینگ اسلام" کے کارکنوں اور اس پرجوش اور اولوالعزم نوجوان کو جس کی مالی قربانی اور ان تھک کوشش اس پرچہ کے اجرا کا سب سے بڑا باعث ہے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور انگریزی خوان دوستوں سے اس پرچہ کی خریداری کی پرزور سفارش کرتے ہیں۔ ضخامت ۴ صفحے۔ سائز ۲۰×۳۰/۴۔ کاغذ اور چھپائی نہایت عمدہ اور دیدہ زیب۔ قیمت پرچہ پر درج نہیں۔ پتہ

دفتر "ینگ اسلام" احمدیہ بلڈنگس لاہور

"پرکاش" گریبان میں منہ ڈالے

آریہ سماج کی گھاس پارٹی کا اخبار "پرکاش" ان لوگوں میں سے ہے جن کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ لیکن دوسروں کا تنکا دکھائی دے جاتا ہے۔ یہ اپنی ۲۰ رمئی کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"احمدی لاہوری ہوں یا قادیانی، بڑے ہی جھگڑالو ہوتے ہیں۔ اگر یہ دوسروں کے گلوگیر نہ ہو سکیں، تو آپس میں دست و گریباں ہونے کا موقع نکال لیتے ہیں۔"

افسوس یہ الفاظ لکھتے وقت "پرکاش" اپنے گھر کی ناگفتہ بہ حالت بھول گیا۔ آریہ سماج کی گھاس پارٹی اور ماس پارٹی میں جس طرح جوتی پیزار ہوتی رہتی ہے اس کے مقابلہ میں احمدیوں کے اختلافات کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ کیا ایڈیٹر "پرکاش" کی نظر سے پنڈت رام بھجدت جی آنجہانی کی مشہور و معروف کتاب نہیں گزری جس میں مہاشہ کرشن کے گھر کے حالات نہایت وضاحت سے لکھے گئے ہیں۔ خیر اسے شائع ہوئے مدت گزر گئی۔ لیکن ایڈیٹر "پرکاش" کو مہاشہ راجپال کی والدہ کا وہ خط بھی یاد نہیں رہا۔ جو تھوڑا عرصہ ہوا ماس پارٹی کے اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ اور جس میں گھاس پارٹی کے ایک مشہور لیڈر کی اچھی طرح قلعی کھولی گئی تھی اور وہ غالباً مہاشہ کرشن ہی تھے۔ فرمائیے کچھ اور عرض کیا جائے؟

اگر احمدیوں کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے کی بجائے "پرکاش" اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھے اور اپنے ہاں کی ناگفتہ حالت پر غور کیا کرے تو اس کے لئے بہت مفید ہوگا۔

زراعت پیشہ احباب کیلئے

پیغام صلح کی کسی گزشتہ اشاعت میں "زمین مفت لو" کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا تھا:-

"پنجاب سے باہر قابل کاشت زمین آبادکاری کے لئے تقسیم ہو رہی ہے صوبہ پنجاب یا صوبہ سرحد میں جن لوگوں کے پاس گزارے کے لائق زمین نہیں انہیں مفصل حالات زمین و شرائط آبادکاری ذیل کے پتے سے دریافت کرنی چاہیئے۔ جواب کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجیں۔"

خاکسار ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل ایم ایس پنشنر دفتر کالونائزیشن کمپنی احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور"

ہمارے خیال میں یہ اعلان جماعت کے زراعت پیشہ احباب کی خاص توجہ کا مستحق ہے انہیں ڈاکٹر صاحب موصوف سے خط و کتابت کر کے شرائط آبادکاری و دیگر حالات معلوم کرنے چاہئیں۔

سیرتِ عمرؓ کے چند اوراق

درویشی و پادشاہی کا مُرقع

(از جناب میرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے لاہور)

والسبقون الاولون من المھٰجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنت تجری تحتھا الانھار خٰلدین فیھا ابدا ذالک الفوز العظیم ۔

(القرآن)

لقد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء فان یک من امتی احد منھم فعمرؓ ۔

(صحیح بخاری)

جہاں ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے وہ نرالی شان بخشی کہ دنیا کے کسی اور انسان کو وہ شان نصیب نہ ہوئی۔ آپؐ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل وخصائص بھی ایسے عدیم المثال تھے کہ دنیا کی تاریخ میں ان کی نظیر ڈھونڈنا بے سود ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام سے کون مسلمان واقف نہیں؟ آپ کے کارہائے نمایاں نے کس مسلمان کو قوت ایمان نہیں بخشی؟ آپ کے عدل و انصاف، ایمان و اخلاص، تدبر و حکمت اور عقل و ذہانت نے کس بڑے سے بڑے دشمن سے خراج تحسین وصول نہیں کیا؟ اور آپ کے زمانہ کی تاریخ لکھتے ہوئے کون مورخ ایسا ہے، مسلم یا غیر مسلم، منصف یا متعصب جس نے آب زر کو سیاہی نہ بنایا ہو؟ سچ تو یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق نے اسلام اور مسلمانوں کی وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں اور دین محمدی کی شان کو ایسا بلند کیا کہ ہم قیامت تک نہ ان کو فراموش کر سکتے ہیں اور نہ ان کی نظیر لا سکتے ہیں۔ وہ ایسی خدمات تھیں کہ اگر دنیا میں ایک اور عمر پیدا ہو جاتا تو اس وقت صفحہ ہستی پر صرف اسلام ہی ایک مذہب ہوتا اور مسلمان ہی ایک قوم۔

سیرت عمرؓ کی داستان کے متحمل اخبار کے چند اوراق نہیں ہو سکتے کہ اس کے لئے دفتر بکار ہیں۔ اس مختصر سے مضمون میں ہم صرف حضرت فاروق اعظمؓ کی سیرت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے اور وہ بھی بڑے ایجاز و اختصار کے ساتھ۔ اس وقت ہم حضرت عمرؓ کی زندگی کے چار پہلو ناظرین کرام کو دکھائیں گے۔ (۱) عمر بحیثیت ناظم ملک (۲) عمر بحیثیت کمانڈر انچیف یا قائد اعظم (۳) عمر بحیثیت امیر المومنین۔ اور (۴) عمر بحیثیت ایک مسلمان۔

ملکی انتظام

خلافت عمر فاروقؓ میں مسلمان اتنی وسیع مملکت کے مالک ہو چکے تھے کہ اس کا انتظام بڑی طاقت اور قابلیت کا محتاج تھا چنانچہ حضرت عمر نے نہ صرف اس وسیع سلطنت کے انتظام کو احسن طریق پر انجام دیا بلکہ ایسی ایسی باتیں ایجاد کیں اور انتظام کے سلسلہ میں ایسی تجاویز کو رواج دیا جن سے نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم حکومتیں بھی اس سے قبل ناآشنا تھیں۔ خلافت ثانیہ میں جو باتیں اور نئی ایجادیں مختلف صیغوں میں رائج ہوئیں مورخین کے نزدیک اولیت سے تعبیر کی جاتی ہیں اور اس اولیت اور قابلیت کا سہرا حضرت عمر فاروق کے سر ہے۔ ذیل میں ان تمام باتوں کو نقل کیا جاتا ہے جو حضرت عمر نے رائج کیں۔

ممالک مقبوضہ کے صوبوں میں تقسیم۔ بیت المال یا خزانہ کا قیام۔ عدالتوں اور قاضیوں کا تقرر۔ فوجی دفتر کی باقاعدہ ترتیب والنٹیر کور یعنی ٹیریٹوریل فورس کا قیام۔ پیمائش کا جاری کرنا۔ تاریخ اور سنہ ہجری کا قیام۔ مردم شماری۔ نہریں کھدوانا۔ شہروں کا آباد کرنا۔ صیغہ محاصل اور دفتر مال کا قیام، پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ یا نظارت نافعہ کا قائم کرنا۔ پولیس کا قیام اور صیغہ تعلیم اور صیغہ مذہبی کا قائم کرنا۔

افسران ملکی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مفتوحہ ملک کو آٹھ صوبوں میں تقسیم کیا یعنے مکہؐ۔ مدینہؐ۔ شامؐ۔ جزیرہؐ۔ بصرہؐ۔ کوفہؐ۔ فلسطین اور مصرؐ۔ ایران کی سلطنت پہلے ہی تین صوبوں میں منقسم تھی یعنے فارس، خراسان اور آذربائیجان۔ چنانچہ یہ تقسیم بحال رہی ملک کے انتظام کے لئے حضرت عمر نے ہر صوبہ کے اندر جو افسران مقرر کئے ان کی تفصیل یہ ہے (۱) والی یا گورنر (۲) کاتب یا میر منشی (۳) کاتب دیوان یا فوجی دفتر کا میر منشی (۴) صاحب الخراج یا کلکٹر جس کے ماتحت ہر پرگنہ میں تحصیلدار وغیرہ کام کرتے (۵) صاحب الاحداث یا انسپکٹر جنرل پولیس (۶) صاحب بیت المال یا افسر خزانہ (۷) اور صدر الصدور، قاضی، منصف وغیرہ۔

افسروں اور عاملوں کو ہدایات

اس بات کی تو تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہر طرف امن و امان تھا۔ رعایا خوشحال تھی۔ اور تہذیب و تمدن میں دن بدن ترقی ہو رہی تھی اس تمام ترقی و خوشحالی کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرؓ ایسے افسر مقرر فرماتے تھے جنھیں اپنی ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہو۔ جو عادل اور منصف مزاج ہوں اور جنھیں اس بات پر یقین ہو کہ ان سے ان کے افعال کی بازپرس ہوگی۔ حضرت عمرؓ اگر کسی عامل یا افسر کے خلاف شکایت سن پاتے تو فوراً اس کی تحقیق کرتے اور اگر افسر مجرم ہوتا تو اس کو قرار واقعی سزا دیتے۔ حضرت عمرؓ کا عاملین پر اس قدر رعب تھا کہ کوئی اپنے فرائض میں کوتاہی کی جرأت نہ کرتا۔ جب کسی کو گورنر یا افسر مقرر فرماتے۔ تو یہ ہدایت دیتے۔

"یاد رکھو کہ میں نے تمکو امیر اور سخت گیر مقرر کر کے نہیں بھیجا۔ بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے۔ کہ لوگ تمہاری تقلید کریں تم لوگ مسلمانوں کے حقوق ادا کرو۔ ان کو زدوکوب نہ کرو کہ وہ ذلیل ہوں۔ ان کی بیجا تعریف نہ کرو کہ غلطی میں پڑیں۔ ان کے لئے اپنے دروازے بند نہ رکھو کہ زبردست کمزور کو کھا جائیں۔ ان سے کسی بات میں اپنے آپکو ترجیح نہ دو کہ یہ ان پر ظلم کرنا ہے"

اس کے علاوہ ہر عامل سے عہد لیا جاتا کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا۔ باریک کپڑا نہ پہنے گا۔ چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا۔ دروازے پر دربان نہ رکھے گا۔ اور اہل حاجت کی ہمیشہ حاجت روائی کرے گا۔ تمام عمال کو حکم تھا کہ ہر سال حج کے موقع پر حاضر ہوں۔ حج کی تقریب پر تمام اطراف کے مسلمان جمع ہوتے تھے اور حضرت عمرؓ وہاں اعلان فرمایا کرتے کہ اگر کسی کو اپنے عمال کے خلاف شکایت ہے تو وہ پیش کرے۔ اور پھر لوگوں کی شکایات پر عمال سے بازپرس کرتے۔ ایک دفعہ ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ فلاں عامل نے مجھے بے قصور سو کوڑے مارے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے مستغیث کو حکم دیا کہ وہیں مجمع عام میں عامل کے سو کوڑے لگائے۔ حضرت عمرو بن العاص نے فاروق اعظم کو سمجھایا کہ یہ بات عاملوں پر گراں گزرے گی لیکن عدل فاروقی کے سامنے ان کی پیش نہ گئی۔ اور بالآخر عمرو بن العاص نے اس شخص کو دو سو دینار دیکر اس عامل کا قصور معاف کرایا۔

عیاض بن غنم گورنر مصر کی نسبت شکایت پہنچی کہ وہ باریک کپڑے پہنتا ہے اور دروازے پر دربان بٹھاتا ہے۔ آپ نے ایک شخص کو تحقیق کے لئے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ اگر یہ باتیں صحیح ہوں تو عیاض کو میرے سامنے پکڑ لاؤ۔ چنانچہ عیاض پکڑے ہوئے مدینہ حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کا باریک کرتا اتروا کر اونٹ کے بالوں کا چوغہ پہنا دیا۔ اور کچھ بکریاں منگا کر اس کے حوالے کیں کہ جاؤ جنگل میں جا کر انہیں چراؤ کہ یہی تمہارے باپ دادا کا پیشہ تھا۔ سعد بن ابی وقاص کی نسبت جب معلوم ہوا کہ انہوں نے کوفہ میں اپنے مکان کے آگے ڈیوڑھی بنوائی ہے تو ایک مسلمان کو لکھ بھیجا کہ سعد سے پوچھے بغیر اس کی ڈیوڑھی جلا دو۔ چنانچہ ڈیوڑھی جلا دی گئی اور سعد نے اف تک نہ کی۔

ملکی انتظام اور مجلس شوریٰ

اس امر کے باوجود کہ حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے معاملہ فہمی اور مردم شناسی کا خاص جوہر عطا کیا تھا اور وہ ایسے صائب الرائے تھے کہ بسا اوقات ان کی رائے کے مطابق ہی رسول اکرمؐ پر وحی نازل ہوتی۔ آپ سلطنت کے تمام ضروری امور میں مسلمانوں سے مشورہ لیتے اور مجلس شوریٰ اتفاق رائے سے جو بات طے کرتی اسی کو اختیار فرماتے۔ جس روز کوئی مشورہ طلب امر سامنے آجاتا آپ نقیب کو منادی کا حکم دیتے۔ وہ الصلوٰۃ جامعۃ کی منادی کرتا۔ لوگ نماز کے لئے جمع ہوتے اور نماز کے بعد امر مشورہ طلب پر بحث و تمحیص ہوتی اور کثرت رائے سے جو فیصلہ ہوتا خواہ وہ حضرت عمرؓ کی منشا کے خلاف ہی کیوں نہ ہوتا اختیار کیا جاتا۔ حضرت عمرؓ کے رعب اور وجاہت کے باوجود آپ نے لوگوں میں آزادی رائے کا مادہ اس قدر پیدا کیا تھا کہ نہ صرف معمولی سے معمولی شخص آپ کی تردید ہی کر سکتا تھا۔ بلکہ سخت سست الفاظ بھی کہہ لیتا اور آپ برداشت کر لیتے۔

(۲) حضرت عمر بحیثیت کمانڈر انچیف

گو اپنے عہد خلافت میں حضرت عمر بنفس نفیس کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے لیکن آپ نے افواج کے انتظام میں ایسی قابلیت کا ثبوت دیا کہ آج تک باوجود تہذیب و تمدن کی ترقی کے اس سے بہتر فوجی نظام کسی حکومت نے قائم نہیں کیا۔ حکومت اسلامی کے قیام سے قبل دو بڑی سلطنتیں موجود تھیں جن کی طاقت کا دور تک اثر تھا۔ ایک رومن امپائر اور دوسرے حکومت ایران۔ رومۃ الکبریٰ کا فوجی نظام یہ تھا کہ بڑے بڑے امراء اور رؤساء کو جاگیریں دی جاتی تھیں اور

اس کے عوض میں بوقت ضرورت ان سے فوجی سپاہی لئے جاتے تھے۔ یہ طریق فیوڈل سسٹم کہلاتا ہے۔ اور آج سے چند صدیاں قبل یورپ میں بھی رائج تھا۔ لیکن اس کے نقصان اور خرابیوں کو محسوس کرتے ہوئے بالآخر یورپین اقوام کو یہ طریق ترک کرنا پڑا اور حضرت عمرؓ کا جاری کردہ طریق اختیار کیا گیا۔ ایران میں بھی اسی قسم کا طریق رائج تھا کہ بڑے بڑے زمیندار جو **مرزبان** اور **دھقان** کہلاتے تھے۔ حصول اراضی کے عوض حکومت کی سپاہیوں سے امداد کیا کرتے تھے۔ یہ طریق جس میں بغاوت کا خطرہ رہتا تھا اور طرح طرح کی خرابیاں تھیں حضرت عمرؓ نے شروع ہی سے اختیار نہیں کیا۔ آپ نے باقاعدہ فوج کی بھرتی کا طریق اختیار کیا۔ اور ایک رجسٹر یا دیوان تیار کیا جس میں تمام فوجیوں کے نام اور ان کی تنخواہوں وغیرہ کا حساب ہوتا تھا۔ تمام افواج براہ راست مرکزی حکومت کے ماتحت ہوتیں، ان کو باقاعدہ تنخواہیں دی جاتیں اور مال غنیمت سے بھی حصہ ملتا۔ سپاہیوں کو رسد وغیرہ بھی حکومت کی طرف سے ملتی۔ اور لباس بھی سرکاری ہوتا سپاہیوں کو خوش رکھنے کے لئے حضرت عمرؓ نے انہیں طرح طرح کی سہولتیں دے رکھی تھیں۔ ہر سپاہی کو سال میں ایک دو مرتبہ رخصت دی جاتی۔ ان کی شکایات کو بغور سنا جاتا اور اگر کوئی جرنیل یا کمانڈر سختی اور تشدد کرتا ہوا پایا جاتا تو اسے سزا دے کر سپاہیوں کی شکایات کو رفع کیا جاتا۔ اور مسلمان سپاہی یہ محسوس کرتے تھے کہ وہ اور ان کے افسر اور جرنیل آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

حضرت عمرؓ کی ذہانت اور فوجی قابلیت

خلافت کے بار اور کثیر الاشتغال ہونے کے باعث حضرت عمرؓ مدینہ سے باہر تشریف نہیں لیجا سکتے تھے۔ لیکن مدینہ کے اندر بیٹھے بیٹھے بھی آپ ایسی عمدہ تجاویز اپنے جرنیلوں کو لکھا کرتے تھے کہ ان پر عمل کرنے سے ہمیشہ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ ایک دفعہ ممبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ حالت کشف میں معاذ بن جبل کو شام کی سرحد پر لڑتے دیکھا اور معاذ کی پوزیشن کو کمزور دیکھتے ہوئے بآواز بلند پکارا کہ "پہاڑ کی پناہ لو"، لکھا ہے کہ مدینہ کی فضا سے گونجتی ہوئی یہ آواز معاذ کے کانوں تک بھی جا پہنچی اور فاروق اعظمؓ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے اس نے فتح پائی۔ جرنیلوں کے تقرر، افواج کی نقل و حرکت، سرحدوں کی مضبوطی طریق جنگ، قلعوں کے محاصرے اور اس قسم کے تمام امور میں حضرت عمرؓ کی رائے بہترین رائے ثابت ہوتی اور آپ کی تجویز پر عمل کرنے کے باعث مسلمانوں نے کبھی ہزیمت نہیں اٹھائی۔

فوج کی رہائش... کے لئے حضرت عمرؓ نے موزوں مقامات پر چھاؤنیاں قائم کیں نئے شہر آباد کئے جیسے کوفہ، بصرہ، موصل فسطاط وغیرہ۔ ... کی سرحدوں کو مضبوط کیا۔ اور ہر طرح سلطنت اسلامیہ کو مستحکم بنایا۔

مفتوح رعایا سے سلوک

اسی جگہ یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہے کہ آپ نے مفتوح رعایا کو جو ذمی کہلاتی تھی ہر طرح کی آزادی اور مراعات بخشیں یہود و نصاریٰ ان کے ... مسلمانوں کی غلامی کو اپنی پہلی آزادی پر ترجیح دیتے تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کے زیر سایہ وہ محفوظ ہونے کے علاوہ اپنے مذہبی امور میں بھی بالکل آزاد تھے۔ اور ان پر کوئی پابندی عائد نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اسلامی فتوحات اس سرعت سے ترقی کر رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے غیر مسلم رعایا سے نہایت ہی فیاضانہ سلوک کیا جسکے دوست دشمن سب گواہ ہیں۔ اور آپ نے عدل وانصاف کی داستانیں اتنی کثیر ہیں کہ ان کے لئے ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔

(۳) حضرت عمرؓ بحیثیت امیر المومنین

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں غصہ اور شدت ہونے کے سبب بعض صحابہؓ کا خیال تھا کہ اگر خلافت ان کے سپرد ہوئی تو یہ لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی وفات سے قبل جب اکابر صحابہؓ سے مشورہ کیا تو بعض نے اسی رائے کا اظہار کیا۔ لیکن ابو بکرؓ کی نگاہ دوربین نے صحیح اندازہ کیا کہ جب بار خلافت ان کے کاندھوں پر رکھا جائے گا تو خود بخود ان کی طبیعت میں ملائمت آجائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خلافت کے پہلے ہی دن آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں یہ دعا کی "اللھم انی غلیظ فلیّنی اللھم انی ضعیف فقوّنی" (ترجمہ) اے خدا میں سخت ہوں مجھے نرم کر۔ میں کمزور ہوں مجھے قوت بخش" خلافت کے فرائض اور ذمہ داریوں نے حضرت عمر کی طبیعت میں نمایاں تبدیلی پیدا کر دی اور آپ ہر موقعہ پر حضرت نبی کریم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے رہے۔

عدل و انصاف

حضرت عمر فاروقؓ کے عدل وانصاف کی داستانوں سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم رعایا بھی آپ کے عہد خلافت میں بے فکری، خوشحالی، امن اور چین کی زندگی بسر کرتی تھی، ہر روز صبح کی نماز کے بعد آپ کا معمول تھا کہ مسجد کے صحن میں بیٹھ جاتے۔ جس کسی کو کوئی شکایت ہوتی وہ بلا روک آکر پیش کرتا۔ کوئی دربان نہیں تھا۔ نہ کوئی سکرٹری انصاف طلبی اور دادرسی کے لئے کسی کورٹ فیس یا لاگت کی حاجت نہ تھی ہر کس و ناکس خود امیر المومنین کے دربار میں حاضر ہو کر فریاد کر سکتا تھا۔ اور ہر شخص کی شکایت رفع کرنے کے لئے خود خلیفہ وقت موجود تھے۔

رعایا کی خبر گیری

تمام دن ہی امیر المومنین رعایا کی خدمت، نگہبانی اور امور خلافت کی انجام دہی میں گزارتے۔ اور اگر شب کو مکمل آرام فرمایا کرتے تو ایسا کرنے میں حق بجانب تھے۔ مگر عمرؓ کو ایسا کرنا بھی گوارا نہ تھا تمام رات مدینہ کی گلیوں میں چکر لگاتے اور شب بھر گشت میں گزرتی۔ کہ کہیں رعایا کے کسی آدمی پر ظلم نہ ہو رہا ہو۔ کوئی محتاج اور مظلوم ایسا نہ ہو جس کی شکایت آپ تک نہ پہنچتی ہو اور قیامت کے دن خدا اس کی نسبت آپ سے باز پرس کرے۔ یہی ایک خیال تھا جو ہر وقت آپ کو بے تاب رکھتا تھا۔ اور آپ دن رات لوگوں کو آرام اور آسائش پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے۔ ایک رات عشاء کے بعد عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا دروازہ آکھٹکھٹایا انہوں نے اس بے وقت تشریف آوری کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مدینہ کے باہر ایک قافلہ آکر ٹھیرا ہے۔ ایسا نہ ہو کوئی ان کے مال واسباب کا نقصان کرے۔ چلو ان کی خبر گیری کریں۔ عبدالرحمن کو ہمراہ لے گئے لیکن انہیں وہاں پہنچکر سلا دیا۔ اور خود رات بھر پہرہ دیتے رہے۔

ایک دفعہ حسب معمول گشت کر رہے تھے کہ کسی خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک عورت چولہے کے آگے بیٹھی ہے اور اردگرد بچے بیٹھے رو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے وجہ دریافت کی تو عورت نے کہا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں اور بچے بھوک سے بلبلا رہے ہیں۔ حضرت عمر اسی وقت واپس تشریف لائے اور بیت المال سے کچھ کھجوریں ایک آٹے کی بوری اور بعض ضروری چیزیں باندھ کر گٹھڑ پر اٹھائیں۔ آپ کا غلام بھاگتا ہوا آیا اور عرض کرنے لگا کہ بوری اس کی پیٹھ پر رکھی جائے مگر آپ نے فرمایا "تم اس دنیا میں تو میرا بوجھ اٹھا سکو گے لیکن خدا کے حضور میرا بوجھ کون اٹھائے گا۔ اپنے فرض کو میں خود ہی ادا کرونگا" یہ کہتے ہوئے آپ نے وہ چیزیں اٹھائیں اور اس غریب عورت کے سامنے لا حاضر کیں۔

ایک رات کسی خیمہ سے کراہنے کی آواز آئی آپ نے پکارا تو اندر سے ایک بدو نکلا جس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بدو کی حاملہ بیوی درد زہ میں مبتلا ہے۔ اور کوئی اس کی خبر گیری کرنے والا نہیں۔ حضرت عمر جلدی جلدی واپس گھر تشریف لائے اور اپنی بی بی ام کلثوم سے فرمایا کہ جلد تمہاری ایک بہن تکلیف میں ہے اس کی مدد کرو۔ تھوڑی دیر بعد بدو کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ تو خیمہ کے اندر سے ام کلثوم نے پکارا "اے امیر المومنین! اپنے بھائی کو مبارکباد دیجئے" "امیر المومنین" کے الفاظ سنکر بدو سناٹے میں آگیا۔ اس کو یقین نہیں آتا تھا کہ آدھی رات کے وقت اس کی خبر گیری کرنے والا خود عمر فاروقؓ تھا اور اس کی غریب بیوی کی دایہ بننے والی عورت عرب و عجم کی ملکہ ام کلثوم تھی۔

امانت داری

ایک روز دوپہر کے وقت کچھ لوگ سائے میں بیٹھے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ دور صحرا میں سخت دھوپ کے اندر اور جلتی ریت کے اوپر ایک لمبی پوشش شخص بھاگا چلا جا رہا ہے۔ سب لوگ حیران تھے کہ اس دوپہر اور شدت کی گرمی میں کون شخص دیوانہ وار بھاگ رہا ہے۔ کچھ دیر بعد وہ شخص قریب آیا تو اسے پہچان کر سب لوگ تصویر حیرت بن گئے یہ کوئی دیوانہ، مجنون یا معمولی انسان نہیں بلکہ امیر امیر المومنین عمر فاروقؓ تھا۔ لوگ پوچھنے لگے کہ امیر المومنین اس وقت کیا مصیبت پیش آئی تھی کہ آپ اس سخت گرمی میں آگ سی تپتی ریت پر بھاگ رہے تھے فرمایا کہ بیت المال کا ایک اونٹ رسی ٹوٹ جانے کے باعث بھاگ گیا تھا اور آپ اس کی تلاش میں اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ یہ تھا آپ کی امانت داری کا حال۔ بیت المال کی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کی حفاظت اپنا فرض اولین سمجھتے تھے اور قوم کی کوئی چیز خواہ وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو قوم کی اجازت بغیر کہیں خرچ نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے حکیم نے شہد استعمال کرنے کا مشورہ دیا مگر آپ کے ہاں شہد موجود نہ تھا گو بیت المال میں شہد کافی تھا۔ لیکن آپ اسے استعمال کرنے کے مجاز نہ تھے۔ ایک روز جب زیادہ تکلیف ہو گئی تو آہستہ آہستہ مسجد میں تشریف لائے۔ لوگ صحن میں بیٹھے تھے آپ نے فرمایا بھائی میں بیمار ہوں مجھے شہد کھانے کی ضرورت ہے بیت المال میں شہد موجود ہے۔ اگر تمہاری اجازت ہو تو تھوڑا سا لے لوں۔ جب لوگوں نے بخوشی اجازت دیدی تب آپ نے اس کو استعمال کرنا جائز سمجھا

ایک دفعہ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ام کلثوم نے قیصر روم کی ملکہ کو عطر کی چند شیشیاں بطور تحفہ بھیجیں۔ ملکہ روم نے تحفہ کے عوض میں وہی شیشیاں جواہرات سے پُر کرکے ام کلثوم کی خدمت میں ارسال کر دیں۔ حضرت عمر کو جب پتہ چلا تو آپ نے وہ جواہرات لے کر بیت المال میں داخل کر دیئے۔ اور ام کلثوم سے فرمایا کہ

وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ کی محمودی تفسیر

اور اجرائے وحی نبوت کا فتنۂ عظیمہ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

خاتم النبیین کا "محمودی مفہوم"

آخر بیس برس کی لگاتار محنت اور تگ و دو کے بعد جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اور ان کے حاشیہ نشین علماء اس میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ اپنی محمودی جماعت کے دلوں میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد اجرائے نبوت کے عقیدہ کو مستحکم کر دیں۔ اب جہاں دیکھو ملت محمودیہ دہرات خاتم النبیین کا مفہوم اجرائے نبوت لے رہی ہے۔ اور **خاتم النبیین** کے لفظ **خاتم** اور **لا نبی بعدی** کے لفظ **بعد** کی جس جس قسم کی رکیک اور مضحکہ انگیز اور بیہودہ تاویلیں آئے دن کی جاتی ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ ایک عدالت میں جب میاں صاحب کے ایک عالم مرید سے سوال ہوتا ہے کہ آپ ختم نبوت کے قائل ہیں تو وہ کہتا ہے ختم نبوت کیا بلا ہوتی ہے۔ یہ مسلمانوں کا غلط مفہوم ہے جو خاتم النبیین سے لیا گیا ہے بیشک خاتم النبیین کے الفاظ قرآن میں ہیں اور ہم محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین ضرور مانتے ہیں۔ مگر اس کا مفہوم نبوت کا ختم کرنے والا نہیں بلکہ نبوت کا اپنی مہر سے جاری کرنے والا ہے۔

قادیانیوں کی فریب کاری

گویا خاتم النبیین جب ایک محمودی کہتا ہے یا کسی اخبار یا اشتہار یا اعلان میں لکھتا ہے تو اسکا مفہوم اجرائے نبوت کا ہوتا ہے ختم نبوت کا نہیں ہوتا۔

اس لئے جب یہ قوم آنحضرت صلعم کے متعلق بڑے بڑے پوسٹر لگاتی اور آنحضرت صلعم کو ان میں خاتم النبیین لکھتی ہے۔ تو نتیجہ یہ ہے کہ اس سے مقصد فقط پبلک کو دھوکا دینا ہوتا ہے۔ کیونکہ پبلک تو حضرت مسیح موعودؑ کی طرح خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو ختم کرنے والا سمجھتی ہے۔ اور یہ قوم اس سے مراد نبوت کو جاری کرنے والا لیتی ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ پبلک کے اس غلط یا صحیح مفہوم کا جو اس کلمہ کے متعلق ہے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے "خاتم النبیین" کے الفاظ پوسٹروں اور اشتہاروں میں لکھے جاتے ہیں اور اس قوم سے کیا گلہ ہے جب ان کے خلیفہ آسمانی جناب میاں محمود احمد صاحب سُنا ہے بیعت کے وقت مرید سے آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار لیتے ہیں۔ تو گرفتار مرید اپنی سادگی سے سمجھتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے۔ اور پیر صاحب دل میں ہنستے ہیں کہ احمق! میں تجھ سے اجرائے نبوت کے عقیدہ کا اقرار لے رہا ہوں۔ اگر یہ کہو کہ نہیں مرید کو بیعت کے وقت خاتم النبیین کے "محمودی مفہوم" کا پتہ ہوتا ہے۔ تو پھر اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اجرائے نبوت کا عقیدہ ملت محمودیہ کی نہرست ایمانیات میں اس قدر اہم ہے کہ بیعت کے وقت جناب میاں صاحب

اپنے مرید سے اجرائے نبوت کے عقیدہ کا اقرار لینا ضروری سمجھتے ہیں

"امتی نبی" کا پردہ بھی دور کر دیا!

اجرائے نبوت کے عقیدہ میں ان لوگوں نے شروع شروع میں تو کچھ تھوڑا سا حجاب اور پردہ ملحوظ رکھا تھا۔ کبھی کہا کہ "یہ مصلحت وقت ہے"، کبھی کہا کہ "ہم بھی ظلی نبی مانتے ہیں" گو **ظل** کے معنے اس وقت بھی یہی کئے جاتے تھے کہ **ظل** کا لفظ محض طریق حصول نبوت کے اظہار کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ورنہ نفس نبوت میں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا لہٰذا **ظلی نبی**، **نبی** ہوتا ہے نہ کہ غیر نبی اسی طرح پہلے امتی نبی کا پردہ بھی باقی تھا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد یہ تمام پردے پھاڑ کر پھینک دیئے گئے اور صاف طور پر اعلان کر دیا گیا کہ حضرت مسیح موعود کی **وحی** میں جب لفظ نبی کے ساتھ ظلی اور امتی کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے تو ان لفظوں کا استعمال بالکل فضول اور غلط اور نبی زمانہ کی اجتہادی غلطی ہے۔ **ہم نبی زمانہ کی وحی کو لیں گے اجتہاد کو نہیں لیں گے** بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ حضرت مسیح موعود کو **آنحضرت صلعم کا امتی کہنا کفر عظیم ہے**۔ ملاحظہ ہو "الفضل" ۹ر جون ۱۹۱۵ء۔

"نیز مسیح موعود کو احمد نبی اللہ نہ تسلیم کرنا اور آپ کو **امتی** قرار دینا یا امتی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے۔ جو کفر عظیم ہے اور کفر بعد کفر ہے۔"

قادیانیوں کی بوالعجبیاں

ملاحظہ فرمایا آپ نے! یہ قوم کس عجیب و غریب دل و دماغ کی واقع ہوئی ہے۔ ایک طرف بروز کے مسئلہ کی تناسخ بنا کر حضرت مرزا صاحب کو عین محمدؐ بنا رہی ہے۔ اور احمد نبی اللہ کہہ کہہ کر خوش ہو رہی ہے۔ دوسری طرف اسی شخص کو جسے عین محمد اور احمد نبی اللہ کہہ رہی تھی۔ نادانی اور بے علمی کا مرتکب اور کفر عظیم کا مرتکب بنا رہی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود تو اپنی وفات تک اپنے آپ کو **ظلی نبی اور امتی نبی** کہتے رہے۔ جیسا کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"مگر ظلی نبوت جس کے معنے ہیں فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی ہے۔"

پھر الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ پر فرماتے ہیں:-

"سمیت نبیًا علٰی لسان خیر البریۃ وذالک امر ظلی من برکات المتابعۃ"

یعنی آنحضرت صلعم نے جو سب مخلوقات سے بہتر ہیں میرا نام نبی رکھا اور آپ ہی کی برکتوں میں سے یہ ایک ظلی امر ہے۔

پھر الوصیت میں فرماتے ہیں:-

"مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں **امتی** اور **نبی** دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں۔"

خلیفہ قادیان کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کفر عظیم کے مرتکب تھے

مگر آج ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ہم نبی زمانہ کی وحی کو لیں گے اجتہاد کو نہیں لیں گے جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ حضرت مسیح موعود تمام عمر اپنی نبوت کے بارے میں کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچے اور اپنے دعوے کے متعلق جو کچھ بھی تشریح فرماتے رہے وہ آپ کا **محض ایک اجتہاد تھا اور غلط تھا** گویا نادانی اور لاعلمی کا وہ چولہ جو میاں محمود احمد صاحب نے بارہ برس کی طویل مدت کے لئے حضرت مسیح موعود کو اڑھایا تھا اور پہلے یہ کہا تھا کہ ۱۹۰۱ء میں یہ چولا اتر گیا تھا اسے بعد میں آ کر یہ بتایا کہ وہ ۱۹۰۱ء میں بھی نہیں اترا۔ بلکہ جسم پر ایسا فٹ آیا کہ ہمیشہ کے لئے مستقل طور پر ان کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ یعنے تمام عمر آپ اپنے دعوی نبوت کو نہ سمجھے اور نبوت کی جو بھی تشریح کی وہ غلط تھی اور اس کی وجہ نادانی کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن نادانی پر ہی بس نہیں کیا بلکہ حضرت مسیح موعود کو کفر عظیم کا مرتکب قرار دے کر چھوڑا جب حضرت مرزا صاحب تمام عمر اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا امتی کہتے رہے جو بقول "الفضل" کفر عظیم ہے تو فرمایئے سب سے پہلا شخص جو کفر عظیم کا مرتکب ہوا وہ خود حضرت مسیح موعود ہیں یا کوئی اور؟ اور چونکہ وفات تک آپ کا یہی عقیدہ رہا ہے اس لئے نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد اسی کفر عظیم پر آپ کی موت ہوئی۔

غلو کی وجہ شوق خلافت ہے

ع اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست۔ غلو کی یہ تمام صورتیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن کو اس طرح برباد کرنے کے تمام طریقے آخر جناب میاں محمود احمد صاحب کے ہی ایجاد کردہ ہیں۔ بے شک حضرت مسیح موعود کی پوزیشن فہمیدہ طبقہ کی نگاہوں میں خاک میں مل جائے۔ میاں صاحب کو اس کی پرواہ نہیں۔ جناب میاں صاحب خلیفہ بنیں گے اور ایک نبی کے خلیفہ بنیں گے اور اس کے لئے **حضرت مسیح موعود کو نبی بننا پڑے گا**۔ ان کی پوزیشن بنے یا بگڑے کچھ ہو میاں صاحب کی خلافت کو بنانے کے لئے انہیں خواہ مخواہ بھی نبی بننا پڑے گا۔ وہ تمام عمر بھی اگر دعوی نبوت سے انکار کرتے گئے تب بھی گرنہ ستانی بستم پیر سد کے مطابق دعوی نبوت ان کے ذمہ چپکا یا جائے گا۔ اور اس طرح خلافت کی گدی کو مضبوط کیا جائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلعم کا ہم مرتبہ نبی بنانے کی کوشش

اور پھر جب نبی ہی بنانا ہے تو پھر چھوٹا نبی بنانا کیا معنے جب نبی بنانا ہے تو بڑا نبی کیوں نہ بنایا جائے۔ مسلمانوں میں سب سے بڑے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی سمجھے جاتے ہیں۔ بس یہ نظر انہی پر پڑی۔ بس پھر کیا تھا۔ طرح طرح سے حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کے ہم پلہ اور برابر کا نبی بنا کر دکھایا گیا۔ چنانچہ جناب میاں صاحب "ذکر الٰہی" میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"ہاں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ رسول کریمؐ کے ذریعہ سے ظاہر ہوا تھا وہی مسیح موعود نے ہمیں دکھلایا اس لحاظ سے برابر بھی کہا جا سکتا ہے۔" (ذکر الٰہی صفحہ ۱۹)

در حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات حاصل کرنے کی وجہ سے علینا محمد بھی کہہ سکینگے۔ (ذکر الٰہی صفحہ ۱۹)

حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم سے افضل قرار دینے کی جسارت

لیکن ابھی بس نہیں ہوا۔ تر نغو کی تعمیر کی ابتدائی اینٹیں جو جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کی جماعت نے بطور غلو کی بنیاد کے رکھی تھیں اس طرح اٹھا چلی تو اب اس عمارت کی تکمیل کے لیے اگلا قدم اس طرف اٹھایا کہ حضرت مسیح موعود کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیا جائے۔ چنانچہ کبھی تو یہ بتایا گیا کہ لا تخوذ خیر لاک من الاولیٰ جو محمد رسول اللہ صلعم کی شان میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی بعثت ثانی جو مسیح موعود کے رنگ میں ہے۔ وہ بعثت اولیٰ سے افضل ہے۔ کبھی یہ بتایا گیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہجرت کے لیے چھ سو سال بعد آئے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے تیرہ سو سال بعد آئے۔ اس لیے آپ تو بس اور گنی چنی قوتوں کے ساتھ آئے۔ کبھی کسی محمود ڈاکٹر نے مسلہ ارتقا کے ماتحت حضرت مسیح موعود کا دماغ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دماغ سے نعوذ باللہ زیادہ نشوونما یافتہ اور ترقی کردہ قرار دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا تھا جناب میاں محمود احمد صاحب ہی کے فیضان خلافت کے سب کرشمے تھے۔ کیا میاں صاحب کا یہ قول مشہور نہیں کہ ایم اے ہو سکتا ہے۔ اور بالکل ممکن ہے کہ شاگرد ایم اے استاد ایم اے سے قابلیت میں بڑھ جائے۔ لیکن چونکہ اس مثال میں دوسرے پہلو کا بھی امکان [illegible] یہ ہے کہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ استاد [illegible] شاگرد بی اے سے آگے نہ بڑھ سکے۔

عمارت غلو کی تکمیل کے لئے میاں صاحب کا اہتمام

اس لئے جناب میاں صاحب کو اس کے متعلق خاص اہتمام کرنا پڑا کہ مسیح موعود کے درجہ کو کسی صورت میں بھی آنحضرت صلعم سے کم نہ سمجھا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو مختلف انبیا کے نام خدا کی طرف سے دیے گئے ہیں ان کی حکمت بیان کرتے ہوئے جناب میاں صاحب اپنی کتاب انوار خلافت صفحہ ۱۷۳-۱۷۴ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے بہت بڑا درجہ رکھتے تھے۔ تو مثیل کبھی عین ہوتا ہے کبھی اعلیٰ اور کبھی ادنیٰ تو خدا تعالیٰ نے بجائے اس کے کہ ایک ایسا لفظ رکھتا جو تین پہلو رکھتا تھا جن کا ادنیٰ درجے کی حضرت مسیح موعود کی ہتک کی جاتی۔ ایسا لفظ رکھ دیا کہ جس سے کوئی اور پہلو نکل ہی نہیں سکتا یعنی خدا تعالیٰ نے اس آنے والے نبی کو مثیل بدھ نہیں کہا بلکہ بدھ ہی کہا ہے مثیل کرشن نہیں کہا بلکہ کرشن ہی کہا ہے مثیل مسیح نہیں کہا بلکہ مسیح ہی کہا ہے اور اسی طرح آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں مثیل محمد قرار نہیں دیا بلکہ محمد ہی قرار دیا ہے۔ تاکہ آپ کے درجہ کو کم کرنے والے آپ سے کمالات کا انکار کر بیٹھیں۔ غرض یہ ایک بڑی حکمت تھی جس کے لیے مثیل نہیں کہا گیا بلکہ اصل نبی کا نام دیا گیا۔"

ملاحظہ فرمایا آپ نے جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ خدا نے مسیح موعود کو کہیں مسیح ثانی نہ کہا۔ کہیں مثیل محمد نہیں کہا بلکہ جب کہا مسیح کہا جب کہا محمد کہا۔ اور "مثیل" کے لفظ سے کیوں اجتناب کیا؟ فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص جب دوسرے کا مثیل ہو تو ممکن ہے وہ اس سے بڑھ کر ہو یا اس کے برابر ہو یا اس سے ادنیٰ ہو۔ چونکہ مثیل میں ادنیٰ کا پہلو بھی نکلتا ہے اور محمد رسول اللہ صلعم سے حضرت مسیح موعود کو مرتبہ میں ادنیٰ یعنی کم درجہ کا ماننا حضرت مسیح موعود کی سخت ہتک ہے۔ اس لئے مسیح موعود کو اس ہتک سے بچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے خاص طور پر اہتمام کیا کہ الہام میں مثیل کا لفظ نہ آنے پائے۔ بلکہ جب کہا محمد کہا مثیل محمد نہ کہا تاکہ محمد رسول اللہ صلعم سے درجہ میں کم ہونے کا کوئی پہلو باقی نہ رہ جائے۔

حضرت مسیح موعود کیا فرماتے ہیں؟

دیکھا جناب یہ شان ہے مسیح موعود کی۔ وہ زمانے لد گئے جب حضرت مسیح موعود اپنا یہ الہام پیش کیا کرتے تھے کہ

"ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے"

"بر تر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے!"

اور یہ "نبی زمانہ" حضرت مسیح موعود کی "نادانی اور لاعلمی" کا محض ایک منظاہرہ ہے جو وہ فرماتے ہیں:-

"پس میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) [illegible] کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اور اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لیے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ہم کیا چیز ہیں اور ہماری کیا حقیقت ہے ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے۔ اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵-۱۱۶)

خلیفہ قادیان اپنے وضع کردہ اصولوں کے بھی پابند نہیں

آج میاں محمود احمد صاحب حقیقۃ الوحی کے ان صفحوں پر بھی خط نسخ پھیر کر ہمیں بتا رہے ہیں کہ یہ "نبی زمانہ" کی نادانی تھی جو وہ ایسا فرما رہے ہیں۔ انہوں نے اتنا نہ سمجھا کہ خدا نے جو انہیں مسیح اور محمد کہا اور مثیل کے لفظ سے اجتناب کیا تو اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ کسی صورت میں بھی نہ مسیح سے کم ہیں نہ حضرت محمد صلعم سے البتہ افضل ہو سکتے ہیں۔ شاید کوئی کہے کہ جب مسیح اور محمد کہا اور مثیل کے لفظ سے اجتناب کیا تو اصولاً اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ نہ ادنیٰ ہو سکتے ہیں نہ افضل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ٹھیک ٹھیک عین اور برابر ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے۔ جب حضرت مرزا صاحب کو خدا نے مسیح کہا اور پھر بھی وہ مسیح ابن مریم سے یقیناً اپنی تمام شانوں میں افضل ہیں۔ جیسا کہ میاں محمود احمد صاحب کا عقیدہ ہے تو ثابت ہو گیا کہ مثیل کے لفظ سے اجتناب کرنے میں میاں محمود احمد صاحب کے نزدیک خدا کا نقطۂ اتنا مدنظر تھا کہ مسیح موعود کا درجہ کسی طرح مسیح اور حضرت محمد صلعم سے کم نہ سمجھا جائے جناب میاں صاحب نے نقطۂ درجہ کی کمی کا پہلو خارج کرنے کے لئے یہ قاعدہ بنایا ہے مرتبہ میں فضیلت اور زیادتی کے لئے جناب میاں صاحب اس قاعدہ کے پابند نہیں ہیں دیکھو۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو اگرچہ خدا نے مثیل مسیح نہیں کہا بلکہ صرف مسیح کہا اور تاہم میاں صاحب اپنے قاعدہ کے خلاف حضرت صاحب کو مسیح کے برابر نہیں بلکہ ہر پہلو سے افضل مانتے ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ حضرت مرزا [illegible] کہ الہام میں [illegible] محض درجہ کی کمی کا امکان خارج ہوگا اس قاعدہ کے ذریعہ فضیلت کے امکان کو میاں صاحب چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں پس اگر حضرت مرزا صاحب کو جیسے حضرت مسیح سے افضل مانا ہے ویسے ہی حضرت محمد صلعم سے بھی افضل مان لیا جائے تو میاں صاحب اپنے اس قاعدہ کو یہاں نہیں پیش کریں گے۔ کیونکہ وہ درجہ کی کمی سے حضرت مرزا صاحب کو بچانے کے لئے تو اس قاعدہ کو استعمال کرتے ہیں۔ مگر فضیلت کا مرتبہ دینے میں اپنے اس قاعدہ کو بھول جاتے ہیں۔ اور ہنس ہنس کر اپنے اصولوں کو توڑتے چلے جاتے ہیں۔ اور رو رو کر مرید مانتے چلے جاتے ہیں۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

آنحضرت صلعم کی فضیلت کی مخالفت

شاید کوئی کہے کہ بہرحال حضرت مسیح موعود کوئی شریعت نہیں لائے۔ اور حضرت محمد صلعم شریعت لائے یہ فضیلت تو ظاہر ہے سو اس کا انتظام پہلے ہی میاں صاحب کر چکے ہیں۔ ذرا ملاحظہ ہو کہ میاں محمود احمد صاحب کس جرأت سے اس فضیلت کے پرخچے اڑاتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"ایسے انسان شرعی ہوں یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نیا حکم نہیں لایا ورنہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں۔ اور بعض پہلی ہی شریعت دوبارہ لاتے ہیں۔ پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلعم تشریعی نبی ہیں جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ قرآن پہلے لائے۔ اور حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہیں۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ آپ قرآن نہیں لائے ورنہ قرآن آپ بھی لائے پھر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ

کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے **دیوار کھینچ دی جاتی ہے** اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی **قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا**۔ اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اور **کوئی نبی نہیں سوائے اس نبی کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے**۔ اسی طرح رسول کریم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھایا جائے۔ اور اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر قرآن کو بھی دیکھے گا تو اس کے لئے **یھدی من یشاء** والا قرآن نہ ہوگا۔ **بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہوگا**۔"

(الفضل ۱۴ جولائی ۱۹۲۲ء خطبہ جمعہ)

میاں صاحب کے ارشاد کے نتائج

اب اس تحریر سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ ملاحظہ ہوں:-

(۱) نبی شرعی ہو یا غیر شرعی، ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود ایک ہی مقام پر ہیں۔

(۲) کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے پس ہم جسے بھی نبی کہیں گے وہ صاحب شریعت ہوگا۔ لہٰذا **حضرت مسیح موعود بھی صاحب شریعت نبی ہوئے**۔

(۳) نبی شرعی اور غیر شرعی کی اصطلاح محض اس امر کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ ایک شریعت پہلے لایا دوسرا پیچھے لایا یعنی محمد رسول اللہ صلعم ہیں اور حضرت مسیح موعود ہیں۔ جہاں تک نفس شریعت کا سوال ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں دونوں صاحب شریعت ہیں دونوں قرآن لائے صرف پہلے اور پیچھے لانے کا فرق ہے۔

(۴) پیچھے آنے والا نبی جب آتا ہے تو پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے۔ لہٰذا حضرت مسیح موعود کے آنے سے محمد رسول اللہ صلعم کے آگے دیوار کھینچ دی گئی جا چکی ہوئی۔

(۵) پیچھے آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے لہٰذا حضرت مسیح موعود محمد رسول اللہ صلعم کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہیں۔ اب محمد رسول اللہ صلعم نظر نہیں آسکتے جب تک حضرت مسیح موعود میں سے ہو کر نہ دیکھا جائے۔ گویا محمد رسول اللہ صلعم اب حضرت موسیٰ و عیسیٰ کی طرح ریٹائر ہو چکے ہیں۔ جس طرح پہلے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت گزشتہ نبیوں کی نبوت کو باقی رکھنے والی اور محافظ تھی اسی طرح اب حضرت مسیح موعود کی نبوت محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کو باقی رکھنے والی اور محافظ ہے۔ اگر مسیح موعود کی نبوت ساتھ شامل نہ ہو تو محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کا فیضان گزشتہ نبیوں کے فیضان کی طرح اب ختم ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت محمد رسول اللہ صلعم کے طفیل نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت محض حضرت مسیح موعود کی نبوت کے طفیل باقی ہے۔ ورنہ حقیقۃً

کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ چنانچہ کس زور سے فرماتے ہیں۔ کہ "اب کوئی نبی نہیں سوائے اس نبی کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے" یعنے حضرت مسیح موعود سے علیحدہ ہو کر اب محمد رسول اللہ صلعم کا کہیں پتہ ہی نہیں لگ سکتا۔ گویا کُل جزو میں اور **استاد شاگرد میں گم ہو گیا ہے**!

(۶) اسی طرح قرآن بھی اب محمد رسول صلعم کی ملکیت نہیں بلکہ وہ اب مسیح موعود کی ملکیت ہے۔ جیسا کہ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ "اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا"۔ حدیث کا بھی یہی حال بتاتے ہیں

(۷) محمد رسول اللہ صلعم سے قرآن کو چھین کر حضرت مسیح موعود کو دیدینے کے بعد بھی میاں صاحب کو تسلی نہیں۔ اس سے ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہیں اور دنیا کے آگے یہ عجیب و غریب بیان کرتے ہیں کہ مسیح موعود کا لایا ہوا قرآن اگر کوئی پڑھے گا تو یھدی من یشاء والا قرآن بن کر وہ ہدایت دے گا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا لایا ہوا قرآن اب کوئی پڑھے گا تو وہ یضل من یشاء والا قرآن بن کر گمراہ کرے گا۔ حضرت نبی کریم صلعم کی کیا عزت افزائی فرمائی ہے! وہی قرآن جو آج تک ہدایت دے رہا ہے۔ اب مسیح موعود کی بعثت کے بعد جب تک اسے مسیح موعود کا لایا ہوا نہ سمجھو گمراہ کیا کرے گا اور حضرت مسیح موعود اور تمام احمدی علماء آج تک عیسائیوں اور فلسفیوں سے یضل من یشاء کے معنوں میں جھگڑتے رہے کہ قرآن کسی کو گمراہ نہیں کیا کرتا وہ تو ھدی للناس ہے دنیا جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت لے کر آیا ہے وہ سب میاں صاحب کی عنایت سے دریا برد ہو کر رہ گیا میاں صاحب نے ڈگری خود قرآن کے خلاف دے کر دشمنان اسلام کی تائید کر دی۔ کہ قرآن گمراہ بھی کیا کرتا ہے۔ دیکھ لیا! کیا محمد رسول اللہ صلعم کو کوئی فضیلت حضرت مسیح موعود پر میاں صاحب نے باقی رہنے دی ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ مسیح موعود کی فضیلت ظاہر ہے جن کے طفیل اور روشنی میں محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت اب نظر آسکتی ہے۔ اور جن کے قرآن پر قبضہ کر لینے سے ہی قرآن ہدایت دینے والا بن سکتا ہے ورنہ گمراہ کرنا اس کا کام رہ گیا تھا۔

محمودی غلو کا قدم برابر آگے بڑھ رہا ہے

اتنا کچھ کر لینے کے بعد کیا محمودی غلو کا قدم رک گیا؟ ہرگز نہیں یہ تو ھل من مزید کا نعرہ ہے جو برابر لگ رہا ہے۔ آج سے کئی سال قبل محمودی جماعت میں یہ تحریک شروع ہوئی کہ حضرت مسیح موعود کو آیت میثاق النبیین کا موعود رسول بنایا جائے یعنی قرآن کریم میں جو ایک موعود رسول کی پیشگوئی ہے جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے تمام نبیوں سے اقرار لیا تھا کہ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ کہ جب تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تم سب کی تصدیق کرے گا تو ضرور ہے کہ تم سب اس پر ایمان لاؤ اور اس کی نصرت کرو۔ تمام امت محمدیہ اس موعود رسول کا مصداق حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو سمجھتی ہے۔ خود حضرت مسیح موعود بھی اس پیشگوئی کا مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو ہی سمجھتے تھے جیسا کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۰ پر اپنے قلم سے آنحضرت صلعم کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ اور حضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس پیشگوئی کا مصداق اپنے آپ کو بتلایا اور اسی آیت کی تفسیر میں آپ نے فرمایا تھا کہ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی۔ کہ اگر موسیٰ اور عیسےٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ یعنے اس

آیت میں نبیوں سے جو اقرار اس موعود رسول پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا لیا گیا ہے۔ وہ اس درجہ اہم ہے۔ کہ اگر چہ الفاظ کی رو سے تو وہ اسی طرح پورا ہو سکتا تھا کہ ہر ایک نبی اپنی اپنی جگہ اپنی امت میں اس آخری موعود نبی کی پیشگوئی کر جائے اور انہیں ہدایت دیجائے کہ جب وہ موعود نبی آوے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا ان کا فرض ہوگا۔ لیکن بالفرض اگر ایسا ہوتا کہ کوئی گزشتہ نبی اس موقعہ پر زندہ ہوتا تو اس نبی کو بھی اپنے اقرار کی رو سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت و اتباع کرنے کے سوا چارہ نہ تھا۔ چنانچہ اگر موسیٰ و عیسیٰ بھی زندہ ہوتے، تو انہیں آنحضرت صلعم کی اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔

حضرت مسیح موعود کو رسول موعود بنانے کی کوشش

سب سے پہلے بہائیوں نے اس تمام نبیوں کے موعود کی پیشگوئی کو حضرت محمد رسول اللہ سے ہٹا کر بہاء اللہ پر لگایا تو پھر محمودیوں کا قدم اس معاملہ میں بہائیوں سے پیچھے کیسے رہ سکتا تھا۔ انہوں نے بھی تہیہ کر لیا کہ اس موعود رسول کی پیشگوئی کو حضرت مسیح موعود پر لگا کر رہیں گے۔ مزہ یہ کہ خود حضرت مسیح موعود تمام عمر اس پیشگوئی کا مصداق محمد رسول اللہ صلعم کو قرار دیتے رہے۔ مگر ان کو نہ آتینوں کی دراز دستی ملاحظہ ہو کہ ناحق اور زبردستی اسے حضرت مسیح موعود پر چسپاں کر کے دنیا میں مشتہر کرنا شروع کر دیا۔

حضرت نبی کریم کی انتہا درجہ کی توہین

چنانچہ "الفضل" ۱۵-۲۰ ستمبر ۱۹۱۹ء میں اس پردھڑلے سے مضمون نکلا۔ پھر اس کے بعد طرح طرح سے اس کا اعادہ کیا گیا اور کھلم کھلا ڈنکے کی چوٹ پر اس امر کا اعلان کیا جاتا رہا کہ اس پیشگوئی میں جس رسول کا وعدہ ہے اور جس کے متعلق اقرار لیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی نصرت کرے وہ مسیح موعود ہے اور یہ نہ سمجھا کہ اس طرح تو پھر لازم آئے گا کہ لو کان محمد حیا لما وسعہ الا اتباع المسیح الموعود کہ اگر محمد رسول اللہ صلعم زندہ ہوتے تو انہیں چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ مسیح موعود کی اتباع کرتے یعنے مسیح موعود متبوع اور آقا ہوتے اور محمد رسول اللہ صلعم نعوذ باللہ متبع اور غلام ہوتے۔ یہ نتیجہ ایسا دقیق تو نہیں کہ انسان سمجھ نہ سکے۔ مگر جب ایک قوم اپنے نبی کو سب نبیوں سے بڑھانا چاہتی ہو تو پھر سب کچھ حلال ہو جاتا ہے محمد رسول اللہ صلعم کو ان نبیوں کی ذیل میں شامل کر دیا جن سے ایمان لانے اور نصرت کرنے کا اقرار لیا گیا تھا۔ گویا محمد رسول اللہ صلعم آج زندہ ہوتے تو مسیح موعود پر ایمان لاتے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور ہر قسم کی اتباع و نصرت کے لئے آپ کے احکام کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے۔ کیا اس سے بڑھ کر محمد رسول اللہ صلعم کی کوئی ہتک متصور ہے۔ کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ صلعم کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو بدرجہا بلند کرنے اور ان کو ایک آقا کی حیثیت دینے میں نہایت جرأت سے کام لیا گیا۔

قادیانیوں کا حضرت مسیح موعود پر ظلم اور افترا

آخر محمودی علماء بچے تو نہ تھے کہ اتنی سی بات سمجھتے نہ تھے۔ سب کچھ سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں۔ اور جو کچھ کرتے ہیں سمجھ کر کرتے ہیں کیا ان کے مقاصد کا صاف پتہ نہیں چلتا کہ حضرت مسیح موعود کو کل نبیوں کا اور آنحضرت کا بھی سردار اور آقا بنایا جائے۔

اور لطف یہ ہے کہ جسے یہ لوگ اس موعود رسول کی پیشگوئی

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۲ رجون کی شب کو ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ ریلوے اسٹیشن پر متعدد بزرگان و احباب سلسلہ خدا حافظ کہنے کے لئے موجود تھے۔ حضرت ممدوح سے خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے۔

دار السلام ۔ ڈلہوزی

—— جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فجی اطلاع دیتے ہیں کہ جزیرہ فجی میں اب تک تقریباً پونے تین سو افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے تبلیغ کا کام خوب ترقی پر ہے۔ الحمد للہ۔

—— خواجہ غلام نبی صاحب مہجور کے خط سے معلوم ہوا کہ بمقام چک ۲۳ کسم تحصیل میلسی ضلع ملتان، سانسی قوم کے ۲۷ نفوس جن میں مرد، عورتیں اور بچے سب شامل ہیں ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ نومسلمین کی دعوت کی گئی اور کھانے کے بعد خواجہ صاحب نے اسلام کی خوبیوں پر ایک عمدہ تقریر کی۔

—— پیغام صلح:۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومسلمین کو استقامت بخشے اور خواجہ صاحب کو خدمت اسلام کی اس سے بھی زیادہ توفیق دے۔

—— دہلی میں بھی یوم مسیح موعود منایا گیا۔ ۲۰ رمئی کو احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مسجد احمدیہ میں ایک شاندار جلسہ ہوا جس کے فرائض صدارت جناب چودھری سرفراز خان صاحب نے ادا فرمائے۔ مولوی عبد المجید صاحب منشی فاضل، ماسٹر عبد الحفیظ صاحب بی اے سکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن۔ مولوی مسیح الزمان صاحب مولوی فاضل۔ چودھری مولا بخش صاحب، اور حکیم اللہ دتا صاحب منشی فاضل کی تقریریں ہوئیں جن میں حضرت مسیح موعود کے فضائل حسنہ اور حضور کی خدمات دینیہ نہایت وضاحت سے اور موثر طریق پر بیان کی گئیں۔

—— پیغام صلح:۔ ہم اس جلسہ کے انعقاد پر نوجوانان دہلی کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔

—— چودھری احمد دین صاحب ساکن چک ۵ جنوبی نے دو گھماؤں زمین تین فصل کے لئے انجمن کو دی ہے۔

—— پیغام صلح:۔ اللہ تعالیٰ چودھری صاحب کے مال میں برکت دے۔ اور انہیں خدمت دین کی بیش از بیش توفیق دے۔ زمیندار احباب کے لئے چودھری صاحب کی مثال قابل تقلید ہے۔

—— ہمارے محترم اور قابل فخر دوست جناب چودھری فضل داد صاحب کیمپ کلرک انسپکٹر آف پرائیویٹ سورسز لالہ موسیٰ نے چنیوٹ ضلع جھنگ سے ۲۴۲ روپیہ ۲ آنہ پائی کی رقم انجمن کے لئے جمع کی ہے جزاک اللہ۔ خدا اس جوان ہمت عاشق اسلام کی ہمت اور جوش میں ترقی دے۔ فہرست آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

—— پیغام صلح:۔ کاش ہمیں ہر ضلع میں دو چار فضل داد مل جاتے۔ اگر اب بھی ایسا ہو جائے تو ہماری تمام مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔

—— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب بدستور علیل ہیں۔ ڈیڑھ ماہ سے زائد عرصہ ہو گیا کہ ہر وقت بخار رہتا ہے کسی وقت نہیں اترتا۔ ایک ہفتہ سے اسہال بھی شروع ہو گئے ہیں۔ بہت زیادہ کمزوری ہو گئی ہے۔ ان کا ارادہ عنقریب بغرض علاج سانی ارکہ ڈلہوزی تشریف لیجانے کا ہے۔

(۵ رجون کی شب کو تشریف لے گئے)

تمام احباب خصوصیت سے مولانا کے لئے دعائے صحت کریں

—— ملک عبد الغنی صاحب کلرک دفتر تحصیل کا بچہ عزیز محمود الزکی ہفتہ سے علیل ہے۔ عبد الغنی صاحب تمام احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

—— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس گھوڑاں ضلع گجرات کا جواں سال صاحبزادہ ۲۷ رمئی کو لاہور میں انتقال کر گیا۔ انا للہ۔ مرزا صاحب موصوف لاہور میں اس کے علاج کے لئے ہی مقیم تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد میت بذریعہ لاری گھوڑاں لے جائی گئی۔

—— پیغام صلح:۔ ہمیں اس عزیز کی وفات پر بیحد افسوس ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

—— جناب محمد ابراہیم صاحب پیروری حال مقیم گوجرہ کا صاحبزادہ بعمر ۱۱ ماہ ۲۴ رمئی کو فوت ہو گیا۔ انا للہ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

—— قاضی محمود الحسن صاحب بی اے ساڈھورہ بعض مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے دعا کیجئے۔

—— میاں عبد الشکور صاحب محصل انجمن بھی بعض مشکلات میں مبتلا ہیں احباب ان کے لئے بھی دعا کریں۔

(بقیہ صفحہ ۹)

کا مصداق بنا رہے ہیں۔ وہ خود تمام عمر اسے آنحضرت صلعم پر لگاتا رہا۔ وہاں تو کوئی ۱۹۱۴ء کا سن بھی نہیں ہے۔ کہ دعویٰ تبدیل کرنے کا ڈھونگ رچا دیا جائے۔ اگر یہ بھی مسیح موعود کی بے علمی اور نادانی کا کوئی کرشمہ ہے تو پھر یہ تو تمام عمر یا آپ نے اپنی وفات تک یہی عقیدہ رکھا کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔

ان کی وفات کے سالہا سال بعد یہ روشنی میاں محمود احمد صاحب کی بیعت خلافت کے فیضان سے محمودیوں کے قلوب پر وارد ہوئی ہے جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود پر اس قدر ظلم اور افترا کیا گیا ہے آپ پر نبوت کے دعویٰ کا جو افترا کرتے ہیں تو وہاں پھر کسی متشابہ فقرہ سے غلط نتیجہ نکالنے کا امکان ہو سکتا ہے۔ مگر یہاں تو سرے سے بنیاد ہی ندارد ہے۔ مگر باایں ہمہ یہ جرأت ملاحظہ ہو کہ حضرت مسیح موعود کے ذمہ زبردستی یہ بہتان لگا کر دنیا میں مشتہر کر دیا کہ حضرت مسیح موعود ہی وہ موعود رسول ہیں جن کے لئے خدا نے تمام نبیوں سے جن میں محمد رسول اللہ صلعم بھی شامل ہیں عہد لیا تھا اور یہ سب انبیاء و رسل اگر آج زندہ ہوتے تو انہیں سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ **کیا حضرت مسیح موعود پر افترا بازی کی یہ انتہا نہیں؟** لیکن ابھی یہ قصہ ختم نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود کے ان نادان دوستوں مگر درحقیقت خطرناک دشمنوں کے غلو کی ابھی ایک اور داستان باقی ہے جس کے بغیر یہ قصہ مکمل نہیں ہوتا۔

(باقی دارد)

ڈیرہ بابا نانک میں

آریہ سماج کو شکست فاش

ہمارے مبلغ مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی آج کل ضلع گورداسپور میں مصروف تبلیغ ہیں اور بہت مفید کام کر رہے ہیں ہمارا ارادہ تھا کہ اخبار میں ان کے دورے کی مختصر کیفیت درج کی جائے لیکن پریس کی خرابی کی وجہ سے اخبار کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی اس لئے یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ ذیل میں مولوی صاحب موصوف کی ایک تازہ مراسلت درج کی جاتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ (آمین) (مدیر)

۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ مئی کو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں آریہ سماج کا جلسہ تھا۔ امید تھی کہ اس موقع پر آریہ سماج مسلمانوں کو چیلنج دیگی مگر اس نے کوئی چیلنج نہ دیا۔ مگر اپنے جلسہ میں اسلام کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا۔ جب آریہ مقررین سے حوالہ طلب کیا جاتا تو بھی جواب ندارد۔ اور اگر پریذیڈنٹ جلسہ سے یہ کہا جاتا کہ ہم اس غلط بیانی کا دفعیہ کرنا چاہتے ہیں اس کیلئے ہمیں بھی وقت دیا جائے۔ تو اس صورت میں بھی انکار ہوتا تھا۔ تبادلہ خیالات کے لئے وقت مانگا گیا مگر وہ بھی نہ دیا۔ آخر ہم نے ان کے تمام اعتراضات کا مسکت و مدلل جواب دیا۔ آریہ، سکھ، عیسائی۔ ہر فرقہ کے نفوس شامل جلسہ ہوتے رہے اور یہ جلسہ ۲۷ رمئی ۱۹۴۳ء کو ختم ہوا۔ آخر میں بھی ہم نے انہیں تبادلہ خیالات کے متعلق کہا مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا بعد ازاں صبح یعنی ۲۸ رمئی کو انہوں نے ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ مرزائی ہم سے مباحثہ کر لیں اور شرائط مناظرہ طے کر لیں۔ میں نے منتری سماج کی طرف رقعہ لکھا اور چند آدمی بھیج دیئے کہ شرائط طے کر لیں مگر جب وہ سماج مندر میں پہنچے اور وہ رقعہ دیا گیا تو منتری جی کا چہرہ زرد ہو گیا کہ یہ احمدیوں نے چیلنج کیسے منظور کر لیا۔ بہت مجبور ہو کر کہنے لگے کہ یہ تو لڑکوں کی شرارت ہے۔ ان لوگوں نے ہمیں بہت خوار کیا۔ انہوں نے اپنی طرف سے مناظرہ کا چیلنج کر دیا ہوگا۔ مگر ہمارا کوئی منشا مناظرہ کا نہیں ہے۔ ہماری طرف سے انہیں یہ کہا گیا کہ یہ لکھ دو مگر منتری جی نے یہ لکھنے سے انکار کر دیا۔ مجبوراً ہم اسی طرح واپس آئے اور شہر میں منادی کرا دی گئی کہ آریہ سماج نے بذریعہ منادی احمدیہ جماعت ڈیرہ نانک کو جو چیلنج دیا تھا وہ اس چیلنج کو واپس لے چکی ہے اور ہم سے مناظرہ کرنا نہیں چاہتی اس لئے آپ مطلع رہیں اس کے بعد کوئی آریہ نہیں بولا۔ اور آریوں کو اس قدر خفت اٹھانی پڑی جس کی کوئی حد نہیں۔

میں ہوں آپ کا خادم

ظفر احمد صدیقی

از گیونہ دا ملہ

چونکہ قاصد سرکاری آدمی تھا اور اس کو تنخواہ قومی خزانہ سے ملتی ہے اس لئے یہ جواہرات تمہارا مال نہیں ہو سکتے۔ انہیں تھوڑا سا معاوضہ دے کر جواہرات قومی خزانہ میں داخل کر دیئے۔

سادگی اور بے نفسی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک عرب کے علاوہ شام، ایران، مصر، کرمان، خوزستان، آذربائیجان اور کئی وسیع ملکوں کے والی اور بادشاہ تھے۔ لیکن اس کے باوجود نہایت ہی سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک معمولی مزدور کے گھر کا اثاثہ اور زر و مال، امیر المومنین کے اثاثہ سے کہیں زیادہ تھے۔ عرب و عجم کا یہ عظیم القدر بادشاہ صرف دو درہم یعنی تقریباً دس آنے روزیہ پر گزر اوقات کرتا تھا۔ لاکھوں اور کروڑوں روپیہ ہر سال بیت المال میں آتا لیکن وہ سب مسلمانوں میں تقسیم ہو جاتا اور حضرت عمرؓ کی ذات پر بہت کم خرچ ہوتا۔ قیصر و کسریٰ کے خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ بڑی بڑی حکومتوں کی دولت اور زر و مال، جواہرات اور اشرفیاں اسلامی خزانہ میں جمع ہوئیں اور سب کی سب قوم کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوئیں اور امیر المومنین نے عیش و عشرت تو کیا آسودہ حالی کے لئے بھی قوم کا روپیہ خرچ نہ کیا۔ ایک طرف تو روم اور شام پر فوجیں بھیجی جا رہی ہیں۔ اور قیصر و کسریٰ کے سفیروں سے معاملہ درپیش ہے۔ کہیں خالدؓ اور معاویہؓ سے باز پرس ہو رہی ہے اور کہیں سعدؓ اور موسیٰ اشعری کے نام احکام لکھے جا رہے ہیں اور دوسری طرف یہ حالت ہے کہ بدن پر بارہ پیوند کا کرتا سر پر پھٹا عمامہ اور پاؤں میں پھٹی جوتی اور کاندھے پر مشک اٹھائی ہے۔ کہ بیوہ عورتوں کے گھروں میں پانی بھر آئیں۔

تقسیم اموال

علامہ ابو الحسن بلاذری نے اپنی کتاب "فتوح البلدان" میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تقسیم اموال پر ایک علیحدہ باب باندھا ہے۔ اس کو پڑھنے سے حضرت فاروق اعظم کے اخلاق، وسعت قلب، بے غرضی، عالی حوصلگی عدل و انصاف اور بلند کیرکٹر کا اندازہ ہوتا ہے۔ جب مدینہ میں بے شمار زر و دولت جمع ہونا شروع ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اس کی تقسیم کے متعلق لوگوں سے مشورہ کیا۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ پہلے حضور اپنی ذات سے پھر اپنے خویش و اقارب سے اور پھر دوسرے مسلمانوں سے تقسیم شروع کریں اور ہر ایک کو اس کا حصہ عنایت کریں۔ ہر ایک شخص خواہ وہ کتنا ہی بے نفس ہوتا اسی رائے پر عمل کرتا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا "لا ولکن اضع نفسی حیث وضعھا اللہ وابدا بآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (ترجمہ) نہیں میں اپنی ذات کو مقدم نہیں کر سکتا بلکہ اپنی ذات کو میں اسی مقام پر رکھوں گا جس مقام کی وہ اہل ہے۔ اور تقسیم اموال میں سب سے مقدم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال کا حق سمجھوں گا" چنانچہ سب سے اول آپ نے امہات المومنین کے وظائف مقرر کئے اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دیگر قریبیوں کے پھر اصحاب بدر کے۔ پھر مہاجرین و انصار کے اور اسی طرح درجہ بدرجہ تمام مسلمانوں کے۔ لیکن نبی کریم صلعم کے عزیزوں اور تعلق والوں کو ان کے تعلق کے سبب دوسرے لوگوں پر ترجیح دی۔ حضرت عائشہؓ کا دیگر ازواج سے قدرے زیادہ وظیفہ مقرر کیا۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلعم کو زیادہ عزیز تھیں۔ پھر کیا آپ نے پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا اور ان کے بیٹوں کا دو ہزار سالانہ۔ لیکن امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا بھی دو دو ہزار کی بجائے پانچ پانچ ہزار مقرر کیا اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عزیز اور نواسے تھے۔ ان لوگوں کو شرم آنی چاہئے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپکو اہلبیت رسولؐ سے حسد اور بغض تھا۔ اور کہ معاذ اللہ آپ ان کے حقوق کے غاصب تھے۔ یہ مثال ان کو شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ حضرت عمر اہلبیت رسول کے حاسد نہیں بلکہ رسول کریمؐ سے ان کا تعلق اور لگاؤ ہونے کی وجہ سے ان کے عاشق اور فدائی تھے۔ رسول کریمؐ کے تعلق کو ترجیح دینے کی ایک اور مثال عرض کرتا ہوں اسی تقسیم اموال کے دوران میں آپ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ تین ہزار درہم سالانہ مقرر کیا اور حضرت اسامہؓ بن زید رضی اللہ عنہما جو ایک غلام زادے تھے ان کا چار ہزار سالانہ۔ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ نے باپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی اور کہا کہ میں نے تو وہ معرکے جھیلے ہیں اور ان جنگوں میں شریک ہوا ہوں جہاں اسامہؓ شریک ہی نہیں ہوئے اور میری خدمات ہر حالت میں ان سے زیادہ ہیں۔ پھر مجھے آپ نے کیوں کم وظیفہ دیا ہے اور ان کو کیوں زیادہ دیا ہے؟ کیا ہی عجیب جواب تھا جو حضرت عمرؓ نے بیٹے کو دیا۔ فرمایا "زدتہ لانہ کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منک وکان ابوہ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابیک"

(فتوح البلدان صفحہ ۴۳۷)

(ترجمہ) میں نے اس کو زیادہ روزینہ دیا ہے اس لئے کہ وہ رسول اکرمؐ کو تجھ سے زیادہ محبوب تھا اور اس کا باپ رسول مقبول صلعم کو تیرے باپ سے زیادہ عزیز تھا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساڑھے دس سال خلافت کی اور تقویٰ و طہارت، عدل و انصاف، حکمت و دانشمندی کی وہ مثالیں پیدا کیں اور ایسی شاندار روایات چھوڑیں کہ بعد میں آنیوالے مسلمان ان کی نظیر نہیں لا سکے۔

(۴) عمر بحیثیت ایک مسلمان

خلافت سے قبل بھی حضرت عمر کی زندگی غیر معمولی ایمان و اخلاص سے لبریز نظر آتی ہے۔ بحیثیت ایک عام مسلمان کے آپ کی زندگی کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو علاوہ اُن معتقدات اور خصوصیات کے جن کا ایک مسلمان میں موجود ہونا ضروری ہے آپ کی زندگی میں بعض خوبیاں ایسی نمایاں نظر آتی ہیں جو عام طور پر مسلمانوں کے اندر سے مفقود ہو چکی ہیں۔

نبی کریم صلعم سے عشق

سب سے بڑی خوبی جو ہمیں حضرت عمرؓ کی زندگی میں نظر آتی ہے وہ آپ کا اسلام اور نبی کریم صلعم سے عشق تھا۔ اور یہ وہ خوبی ہے جو ہر مسلمان میں پیدا ہونی چاہئے کیونکہ تکمیل ایمان کا یہی نشان ہے جیسا کہ حضورؐ کا ارشاد ہے "لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین"

(بخاری کتاب الایمان)

صداقت اسلام پر یقین اور عشق نبیؐ کا یہ عالم تھا کہ بعض دفعہ نبی کریم صلعم سے جھگڑا شروع کر دیتے جیسا کہ صلح حدیبیہ پر ہوا۔ غیرت اسلامی کا یہ عالم تھا کہ جہاں کسی نے اسلام یا نبی کریم صلعم کے خلاف کوئی سخت بات کہی آپ اس کا سر اڑانے کو تیار رہتے تھے اور رسول کریمؐ کی توہین تو آپ کی کوئی بات بھی ناگوار نہیں گزرتی کیونکہ وہ نیک نیتی اور محبت پر مبنی تھی۔ تمام عمر نبی کریمؐ کے عشق کا دم بھرتے رہے اور جب حضورؐ کی وفات ہوئی تو فرط محبت نے آپکو ایسا دیوانہ کیا کہ تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے کہ اگر کسی نے کہا کہ محمدؐ فوت ہو گئے تو میں اس کا سر اڑا دونگا۔ ساری عمر رسول اکرمؐ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھا اور آپؐ کے نقش قدم پر چلنے کو ہی دین و ایمان سمجھا۔ موت سے کچھ عرصہ قبل جب عمرؓ کو پتہ چلا کہ اب دنیا سے کوچ کرنے کا وقت آ گیا تو اس وقت اگر کوئی خواہش پیدا ہوئی تو یہی کہ محمد صلعم کے پہلو میں دفن ہونے کو جگہ مل جاوے۔ غرض یہ کہ عمر فاروقؓ شمع رسالت کا ایک پروانہ تھے۔ جسنے تمام عمر دیوانہ وار عشق نبی میں بسر کی۔

اخلاق و عادات

حضرت عمرؓ کی طبیعت میں تواضع، سادگی اور بے تکلفی بیحد تھی۔ بڑی سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ غذا معمولی ہوتی۔ اکثر روٹی اور روغن زیتون اور کبھی کبھی دودھ۔ ترکاری اور سرکہ دسترخوان پر ہوتا۔ لباس بھی بالکل معمولی۔ اکثر ایک لمبی سی قمیص پہنا کرتے جس میں جا بجا پیوند لگے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ دیر تک گھر میں گھسے رہے اور لوگ باہر انتظار کرتے رہے۔ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے اسی لئے انہی کپڑوں کو دھو کر سوکھنے ڈال دیا تاکہ جب خشک ہو جائیں تو پہن کر باہر نکلیں۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود حضرت عمرؓ رہبانیت اور تقشف کو پسند نہیں کرتے تھے۔ بلکہ بڑے زندہ دل اور خوش مذاق واقع ہوئے تھے۔

خدائی سرٹیفکیٹ

کہاں تک انسان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خوبیاں بیان کرے اور کہاں تک ان کے اوصاف و فضائل کی داستان کو طول دے۔ ان کی خوبیوں اور قربانیوں کا خود جناب باری نے اعتراف کیا۔ اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ عطا کیا اور عمرؓ کے ایمان و اخلاص اور اس کی صفات کا خدا کے رسولؐ نے بھی اعتراف کیا اور صاف فرمایا کہ میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عمر الدین پر جناب میاں صاحب کی تازہ مہربانی"

(از مولانا عمر الدین صاحب شملوی)

یادش بخیر ساقی مسکیں نواز من

میرے مسکیں نواز ساقی یعنی خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ثانی" نے لاہور میں ۲۰ اپریل ۱۹۴۷ء کے خطبہ جمعہ میں تربیت کا صحیح طریق بتاتے ہوئے اس عاجز کو یاد فرمایا ہے اور جماعت کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

مولوی عمر الدین صاحب شملوی

جنھیں مباحثہ پسند طبائع رکھنے والے لوگ خوب جانتے ہیں اور جو بعض اوقات ہماری طرف سے مباحثات کیا کرتے تھے ان کے متعلق میں ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ ان کا انجام مجھے اچھا نظر نہیں آتا وہ ہمیشہ ایسی باتوں میں وقت ضائع کرتے رہتے تھے جن کا انسانی زندگی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا مثلاً یہ کہ خدا نے انسان کو کیسے پیدا کیا ازلیت کے کیا معنے ہیں۔ خدا اور مادہ کا کیا تعلق ہے میں ہمیشہ ان کو سمجھاتا تھا کہ جن باتوں کو سمجھنے کی آپ میں قابلیت نہیں ان میں پڑنے کا کیا فائدہ ہے۔ تمہارا ان باتوں سے کیا تعلق ہے تمہیں تو صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ تمہارے ساتھ

خدا کا معاملہ

کیا ہے۔ مادہ کہاں سے آیا۔ اس سے تمہیں کیا مطلب آخر ایک وقت آگیا کہ ان کو ٹھوکر لگی اور ایسے امر میں لگی کہ درست مذہبی روح رکھنے والے شخص کو ہرگز نہیں لگ سکتی تھی۔ اور اب وہی مسائل جن پر کبھی وہ ہماری طرف سے مباحثات کیا کرتے تھے ان میں ہم سے بحثیں کرتے ہیں۔ حالانکہ آخر وقت تک وہ یہ اقرار کرتے رہتے کہ گو میرے مبایعین سے تعلقات ہیں مگر جب میں جماعت احمدیہ سے مسائل میں پورا پورا اتفاق رکھتا ہوں اور ان کو اچھی طرح سمجھتا ہوں تو غیر کیسے ہو سکتا ہوں مگر ان کی اس قسم کی باتیں اس امر کا ثبوت تھیں کہ انھوں نے جو کچھ سمجھا تھا عقلی طور پر سمجھا تھا۔ روحانی طور پر کچھ نہیں سمجھا تھا۔ اسی وجہ سے آخر ٹھوکر کھا گئے۔"

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید خدا کا مقرر کردہ خلیفہ" وحی الٰہی سے بالکل سچ بول رہے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ وابستگان دامن خلافت بوجہ اصل حقیقت سے ناواقف ہونے کے اس بیان کو بالکل صحیح سمجھیں گے مگر میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بیان خلاف واقعہ ہے اور بظاہر اس قسم کے غلط واقعات کا بیان کرنا صرف ان اصل الزامات یا اپنی کمزوریوں کو چھپانے کے لئے ہے جنھیں میں جناب میاں صاحب کے سامنے ادب سے پیش کر دیا کرتا تھا اور جب میاں صاحب کو جواب نہ آتا تو خاموش ہو جاتے۔ اور پھر کسی موقعہ پر اصل بات لغرض جواب پیش کر دیتا تھا۔ تاکہ اصل حقیقت کا انکشاف ہو جائے۔

میری ٹھوکر کا باعث یہ مسائل نہیں ہوئے اور نہ مجھے ٹھوکر لگی۔ بلکہ جناب میاں صاحب کو اپنے خادم صادق کو اس لئے ٹھوکر مارنے کی ضرورت پیش آئی کہ خادم سچ بولتا تھا۔ اور مخدوم یہ چاہتا تھا کہ خادم خاموش رہے۔ تاکہ حقیقت پر کسی طرح پردہ پڑا رہے چنانچہ جسوقت خلافت مآب نے مجھے اپنی جماعت سے اخراج کا حکم فرمایا اس وقت میں جماعت احمدیہ کی عزت کی خاطر دو[2] باتوں پر جناب میاں صاحب کو متوجہ کر رہا تھا۔

اول

یہ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری سے تفسیر نویسی میں سیدھے طور پر مقابلہ کیا جائے ایچ پیچ کو درمیان سے نکال دیا جائے کیونکہ مولوی ثناء اللہ کا مطالبہ بالکل درست تھا اور اس کا مطالبہ اب تک قائم ہے اور اس نے نہایت صفائی سے میاں صاحب کو یہاں تک اجازت دیدی تھی کہ آپ جو کتابیں بھی چاہیں تفسیر نویسی کے وقت بطور مدد ساتھ رکھ لیں۔ مگر جناب میاں صاحب چونکہ اس کے دراصل اہل نہیں تھے وہ میدان میں نہ نکلے اور جو حیلے بہانے پہلے بنا لیتے تھے وہ بھی ختم ہو چکے تھے اس لئے اب بجز سکوت میاں صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہ تھا۔ میں نے عین جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جبکہ "خدا کا خلیفہ" بڑی شان سے ہزارہا احمدیوں کے مجمع میں بولنے والا تھا اس وقت تحریراً یاد دلایا کہ حضرت اگر مولوی ثناء اللہ کا آج بھی آپ جواب نہ دینگے تو قیامت تک یہ الزام جماعت احمدیہ پر قائم رہے گا کہ "محمود اولی العزم" مسیح موعودؑ کے دشمن ثناء اللہ کے مقابل تفسیر نویسی کرنے سے حیلہ و بہانہ سے فرار کر گیا اور اگر جناب اس مقابلہ کو منظور کریں اور خدا آپکی آسمانی علوم و معارف سے آپ کی مدد کرے، تو نہ صرف ثناء اللہ ہی شکست کھائے گا بلکہ آپ کے ذمہ جس قدر گندے الزامات لگائے جا چکے ہیں ان سب سے آپ کی برأت آیت "لا یمسه الا المطهرون" کے مطابق ہو جائے گی۔

دوم

یہ کہ مولوی محمد شریف صاحب گھڑیالوی امیر جماعت اہل حدیث پنجاب نے جو صاف اور قرآن و حدیث کے عین مطابق مباہلہ کا چیلنج دے رکھا ہے۔ اس کو جو آج تک خلاف شریعت فضول شرائط لگا کر ٹالا گیا ہے۔ سیدھے طور پر قبول کر لیا جائے تاکہ صداقت مسیح موعودؑ دنیا پر ثابت ہو جائے۔ چونکہ میاں صاحب کا عذر صرف یہ تھا کہ اکیلے آدمی سے مباہلہ جائز نہیں۔ اس لئے یہ عذر بھی مسیح موعود کی اپنی تحریروں سے باطل کر دیا گیا مگر ثابت یہ ہوا کہ

کانّهم لن یتمنّوه ابداً بما قدّمت ایدیهم

بالکل سچ ہے۔ اور کسی میدان میں آنے والے تو صرف وہی

سچے اولیاء ہی ہو سکتے ہیں۔ نہ وہ لوگ جو کہنے کو تو کہیں کہ میرے ساتھ خدا روز کلام کرتا ہے مگر جب مباہلہ کا وقت آجائے تو محض جھوٹے بہانوں سے ثناء اللہ کی طرح جان بچائیں۔"

مذکورہ بالا دونوں امور حق و باطل میں فیصلہ کے لئے کافی تھے اس لئے میں نے ان پر جتنا زور دیا اتنا ہی جناب میاں صاحب اندر ہی اندر میرے مخالف ہو گئے۔ آخر دو بالکل جھوٹے الزام لگا کر جماعت سے خارج کر دیا۔ اور میں اب بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ جن دو تہمتوں کی وجہ سے مجھے جماعت سے خارج کیا گیا ہے وہ جھوٹ ہیں۔ بیشک میاں صاحب اس کی آزادانہ تحقیقات کرالیں۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے اسی وقت اجازت مانگی کہ میں ان تہمتوں کا جواب دینا چاہتا ہوں مگر خاموش رہنے کا حکم غالب رہا اور معاملہ ڈھکا رہا اور اب جناب میاں صاحب نے بالکل نئی وجوہات بیان کی ہیں اس لئے میں اب ان نئی وجوہات کی حقیقت بھی بیان کر دیتا ہوں تاکہ پبلک کو خلیفہ صاحب کے آسمانی گزٹ میں شائع شدہ بیان کی صحت و عدم صحت پر غور کرنے کا موقعہ مل جائے۔

حدوث روح و مادہ

جناب میر محمد اسحٰق صاحب فاضل قادیان نے ایک کتاب آریہ سماج کی تردید میں بنام "حدوث روح و مادہ" لکھی جو اچھے رنگ کی عمدہ کتاب ہے۔ مگر میر صاحب نے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ سلسلہ مخلوقات ازلی ہے سلسلہ مخلوقات کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا جب سے خدا ہے تب سے مخلوق، اور جب تک خدا ہے تب تک مخلوق رہے گی۔ چونکہ خدا کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا اس لئے اس کی صفت خلق کی بھی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اس لئے مخلوق کا سلسلہ ازلی اور ابدی ہے۔

چونکہ یہ عقیدہ دراصل بالکل غلط اور خلاف علم و عقل اور خلاف اسلام ہے اس لئے میں نے جناب میاں صاحب کو اس طرف توجہ دلائی اور عرض کی کہ حضرت ایک طرف تو آریہ اس بات سے اپنی صداقت کی لاف مارنے لگ گئے ہیں دوسری طرف مولوی ثناء اللہ طعنے دے رہا ہے کہ احمدی آریوں کی چوٹ سے اسلام کو چھوڑ کر آریوں کے عقائد کو مان گئے جیسا کہ میر محمد اسحٰق کی کتاب گواہ ہے۔

کتاب کی اشاعت سے پہلے بھی میر صاحب کچھ عرصہ سے یہی خیال رکھتے تھے۔ اور خود میاں صاحب کا بھی یہی خیال تھا اس لئے پہلے تو میاں صاحب نے اپنے ماموں صاحب یعنی جناب میر صاحب کی طرفداری کی لیکن آخرکار میں نے انہیں قائل کر لیا کہ خالق بہرحال مخلوق سے پہلے چاہیئے۔ کیونکہ اگر دونوں ہم عمر ہوں تو ایک کو خالق اور دوسرے کو مخلوق کہنا بالکل بے معنی بات ہے اور مشاہدہ عالم گواہ ہے کہ کسی شے کا بنانے والا اس بننے والی شے سے پہلے ہوتا ہے۔ پس سلسلہ مخلوقات چونکہ خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت کا نتیجہ ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ پہلے ہے اور سلسلہ مخلوقات پیچھے۔ چنانچہ اس امر کا میاں صاحب نے اس خط میں اعتراف کیا ہے جو ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو چکا ہے۔ بے شک اس میں جناب میاں صاحب نے یہ تسلیم کرنے کے ساتھ مجھے اور جناب میر محمد اسحٰق صاحب جیسے فاضل بے بدل کو کچھ جھاڑ بھی دی ہے اور وہ یہ کہ اس میدان میں ہم دونوں نے قدم رکھا ہے۔ اس لئے ہم دونوں ہی اہل نہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ دو نا اہلوں میں سے ایک نا اہل کے تو خود میاں صاحب پہلے ساتھی تھے اور بعد میں دوسرے نا اہل کے ساتھی ہو گئے۔ اس لئے خود جناب میاں صاحب بھی

اسی الزام کے نیچے ہیں جو ہم پر وہ لگا رہے تھے۔ میں نے اس مسئلہ کو اس قدر صاف کیا کہ میاں صاحب بکلی میرے ہمخیال ہو گئے یہانتک کہ میں نے دو دفعہ میاں صاحب کا بیان قلمبند کرکے جناب میاں صاحب کو دیا تا وہ اسے نظر ثانی کرکے شائع کرا دیں۔ مگر میاں صاحب نے ایسا نہ کیا اس لئے نہیں کہ میں نے غلط لکھا تھا بلکہ اس لئے کہ غالباً انہوں جان سے مخالفت منظور تھی۔ ورنہ جب زبانی ایک بات کو مان لیا تو پھر قلم سے اسے لکھکر شائع کرنے کا کیا ڈر ہے۔

جناب عرفانی ایڈیٹر "الحکم"

ایک دفعہ شملہ میں جناب میاں صاحب سے میں نے اس غلطی کو دور کرنے کے لئے اسی مسئلہ پر گفتگو شروع کی تو جناب عرفانی صاحب کو ناگوار گزرا اور انہوں نے مجھے کہا کہ مولوی صاحب آپ کوئی ایسی بات کریں جس سے کچھ روحانیت کو فائدہ ہو اس قدامت نوعی کے مسئلہ میں کیا رکھا ہے۔ میں نے انہیں اس وقت ذرا گرمی سے جواب دیا کہ اگر اس صفت الٰہیہ کے تذکرہ میں روحانیت نہیں ہے تو خدا جانے آپ روحانیت کس جانور کا نام رکھتے ہیں پھر اگر میں بیجا سوال کرتا ہوں تو جناب میاں صاحب خود مجھے روک سکتے ہیں۔ آپ کو کیا علم ہے کہ آریہ سماج میں جب مناظرہ ہوتا ہے تو یہ قدامت نوعی کا مسئلہ بحث میں آتا ہے اس لئے میں اسے صاف کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر جناب میاں صاحب نے شیخ صاحب (ایڈیٹر الحکم) کو منع کر دیا اور مجھ سے باتیں کرتے رہے جسکے سیدھے معنے یہ ہیں کہ انہوں نے اسے روحانیت کے خلاف نہیں سمجھا اور اگر اس مسئلہ پر بحث مباحثہ کرنا روحانیت کے خلاف ہے اور یہ میری ٹھوکر کا موجب ہے تو میاں صاحب اپنے ماموں جان کا مجھ سے زیادہ فکر کریں۔ کیونکہ انہیں اس مسئلہ میں مجھ سے زیادہ شغف ہے اور انہوں نے اس خیال کے پیرو بھی قادیان میں پیدا کر لئے ہیں۔ جن کا ذکر وہ مجھ سے کرتے رہتے ہیں۔

میاں صاحب کو میرے انجام کا فکر

جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اس عاجز کے متعلق ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ میرا انجام انہیں اچھا نظر نہیں آتا تھا۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ جناب میاں صاحب نے کبھی مجھے یہ نہ کہا۔ ممکن ہے آپ نے دربار خلافت میں کبھی ایسے زمانہ میں ذکر کیا ہو جبکہ میں اندر ہی اندر آپ کے بعض امور میں تنگ کر رہا تھا اور ادھر میرے رشتہ دار آپ پر سخت گندے الزام لگاتے تھے۔ اور آپ کو مباہلہ کا چیلنج کرتے تھے۔ اور آپ مباہلہ سے انکار کرتے تھے اور میرا یہ خیال تھا کہ مباہلہ جائز نہیں۔ مگر میں کہہ رہا تھا کہ مباہلہ ضرور جائز ہے اور آخر آپ نے منصوری پر اعتراف کیا کہ بیشک مباہلہ جائز ہے اور پہلے جو میں نے کہا تھا کہ مباہلہ جائز نہیں اس وقت حضرت مسیح موعود کا یہ فتوے میرے سامنے نہ تھا"

میرا انجام

میاں صاحب کے نقطۂ نگاہ سے تو میرا انجام اچھا نہیں ہوا لیکن میں جناب میاں صاحب کا دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے دھکا دے کر مجھے راہ ہدایت پر ڈالدیا۔ اگر ان کی محبت کا استیلا بدستور رہتا تو میں شاید مسیح موعود کے متعلق اس غلط خیال سے کہ معاذ اللہ آپ کو نبوت کی خبر تھی نہ محدثیت کو جانتے تھے یہاں تک کہ آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنے دعوے میں تبدیلی کرلی۔ اب تک نہ نکلتا۔ میاں صاحب سے میں نے صرف یہ عقیدہ سیکھا تھا کہ مرزا صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء یا سنہ ۱۹۰۲ء میں اپنے عقیدے میں تبدیلی کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننے کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینا پڑا لیکن میرے ساقی حکیم نوازنے مجھے ایک جام ایسا پلا دیا کہ میں اس بدعقیدگی سے نکل کر سیدھا اور صاف مسلمان ہو گیا۔ اگر یہ انجام بد ہے۔ تو اللہ کرے کہ جلد سے جلد جناب میاں صاحب اور ان کے تمام مریدوں کا یہی انجام ہو۔

مولانا محمد علی صاحب کا خیال

ایک دفعہ شملہ میں جناب مولانا محمد علی صاحب سے میری گفتگو نبوت مسیح موعود کے متعلق ہوئی۔ مولانا نے سمراج منیر سے میری ہدایت کرنی چاہی اور میں نے تبدیلی عقیدہ کا اثر نکالنا لگایا۔ مولانا نے پوچھا کہ یہ پہلے جو مرزا صاحب خدا کی قسمیں کھا کھا کر نبوت سے انکار کرتے رہے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے رہے اور محدثیت کا دعویٰ کرتے رہے اور کہتے رہے کہ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ تو کیا وہ سب کچھ غلط ہی تھا۔ کیا مرزا صاحب کو اس وقت تک نہ نبوت کی تعریف آتی تھی اور نہ محدثیت کی پھر لوگوں کا کیا قصور تھا پہلے ان پر کفر کا فتویٰ لگا یا اور کہا کہ یہ کہتے تو ہیں محدث مگر درحقیقت ان کی مراد نبوت ہی ہے۔

اس کا جواب میں نے بہت ہی کوشش سے دیا اور یہ کوشش کی کہ حضرت اقدس پر نادانی اور جہالت کا الزام نہ آنے پائے اور میاں صاحب کا عقیدہ بھی نہ ٹوٹے۔ مگر میرا جواب کچھ ایسا تھا کہ میری کوشش جناب مولانا نے فرمایا کہ "مولوی صاحب ابھی آپکا دماغ صاف نہیں ہے آپ غور کریں" میں اقرار کرتا ہوں کہ جناب میاں صاحب نے مجھے ٹھوکر کا موقعہ دیدیا کہ میرا دماغ خدا کے فضل سے بالکل صاف ہو گیا اور اب میں مقالی نہیں ہوں۔

ایک سچی خواب

چونکہ قادیانی جماعت خوابوں پر بہت زیادہ یقین رکھتی ہے اس لئے میں انہیں اپنے انجام کے متعلق ایک سچی خواب جو لفظاً لفظاً پوری ہو چکی سناتا ہوں:-

جب میں نے میاں صاحب کی بیعت کرلی اور لاہوری احمدی جماعت سے مقابلہ شروع کر دیا تو ہماری جماعت کے ایک مخلص احمدی مخدوم محمد اشرف ... نے خواب میں دیکھا کہ لاہوری جماعت ایک گاڑی میں سوار ہے اور اس گاڑی کو میں چلا رہا ہوں۔ اس سے انہوں نے نتیجہ نکالا کہ ضرور ہے کہ عمر الدین جلدی ہی میاں صاحب سے منہ پھیر کر مولانا محمد علی کی جماعت میں شامل ہو کر خدمت دین کرے گا۔ جب یہ خواب مجھے سنایا گیا تو میں نے کہا کہ اس خواب کا یہ مطلب ہے کہ دین کا عمر خود محمود ہے وہ احمدیت کی گاڑی چلانے والا ہے اس لئے سب لاہور والوں کو چاہیئے کہ ان کی بیعت میں داخل ہو جائیں مگر ۱۸ سال بعد اس سچی خواب کو پورا ہوتا دیکھکر میں یقین کرتا ہوں کہ اب جس گاڑی کو چلا رہا ہوں وہ احمدیت کی گاڑی ہے اور حق ہے لہذا میرا انجام خدا تعالیٰ نے یقیناً برا نہیں کیا اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرا خاتمہ بالخیر کرے اور مجھے توفیق دے کہ میں تلافی مافات کرسکوں۔

میاں صاحب کی غلطی

بالآخر میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ کبھی میاں صاحب سے نہیں پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو کیسے پیدا کیا۔ یا ازلیت کے کیا معنے ہیں۔ خدا اور مادہ کا کیا تعلق ہے۔ یہ جناب میاں صاحب کو سہو ہوا ہے۔ میاں صاحب قدامت نوعی کے متعلق سوالات سے خود ہی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ سائل پوچھتا ہے کہ خدا نے کب، کیسے اور کیونکر پیدا کیا۔ اور قدامت سے جاننے والے مجھے کبھی ان سوالات کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ تیس سال سے تو میں خدا کے فضل سے کامیابی کے ساتھ آریہ سماج سے مباحثات کرتا رہا ہوں اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی اس عاجز خادم کے ہاتھوں فتح ہوئی ہے اور احمدی جماعت اس پر ہمیشہ فخر کرتی رہی ہے۔

عقلی اور روحانی فہم

میاں صاحب فرماتے ہیں کہ عمر الدین جو کچھ سمجھا تھا عقلی طور پر سمجھا تھا روحانی طور پر کچھ نہ سمجھا تھا۔ یہ جناب میاں صاحب کا قول درست نہیں۔ مجھے مسیح موعود کی شناخت کی توفیق خدا کے فضل سے اور محض روحانی رہنمائی سے ہوئی تھی اور میں خدا کے فضل سے اب تک اس پر قائم ہوں۔ اور احمدیت میری زندگی ہے۔ ایسی کہ

جاں نخواست باجاں بدر خواہد شدن

لیکن آپ نے جو تمام احمدی جماعت کے خلاف ایک ایجاد کی تھی وہ میں نے عقلی طور پر کبھی نہیں سمجھی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ مولانا محمد علی صاحب نے مجھے کہا تھا کہ مولوی صاحب ابھی آپ کا دماغ صاف نہیں ہے۔ آپ غور کریں۔ اس لئے جب میں آپکی ٹھوکر مارنے پر عقل کو کام میں لایا تو اس نے مجھے مسیح موعود کے سچے عقائد کی طرف رہنمائی کی جس سے میری روح کو اطمینان ملی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اب میں کوشش کر رہا ہوں کہ قادیانی جماعت کو بھی صراط مستقیم پر لے آؤں۔ والسلام

(عمر الدین احمدی)

(بقیہ صفحہ ۲)

تمام عالم اسلام کی خاموشی و بےحسی کو بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس کے باوجود مسلمانوں کی ناشکری کا یہ عالم ہے کہ یہی خادمان اسلام (یعنی جماعت احمدیہ) ان کے نزدیک سب سے زیادہ قابل سرزنش ہیں۔ حضرت امیر نے نزاکت حالات پر تبصرہ فرماتے ہوئے مسلمانوں کو دعوت دی کہ وہ جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر اسلام کے سپاہی بنیں اور محمد رسول اللہ کے پیش کردہ اسلام کو اس نازک وقت میں مخالفین اسلام کے حملوں سے بچائیں۔ تقریر نہایت دلچسپی اور توجہ سے سنی گئی۔ حضرت امیر کی تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

نوجوانوں کی شمولیت جماعت

نماز مغرب کے بعد چند نوجوانوں نے حضرت امیر کی بیعت کی اور سلسلہ میں شامل ہوئے۔ ان کے اور ان کے علاوہ ایام جلسہ میں جو نوجوان شامل سلسلہ ہوئے ہیں ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔

(۱) قیصر خاں صاحب ساکن گگہ والا تحصیل پشاور۔
(۲) عبدالحکیم صاحب ولد شریف صاحب ساکن بازید خیل پشاور
(۳) عبدالحکیم خانصاحب ولد جرہ باز خاں صاحب ساکن گگہ والا
(۴) محمد اکبر خانصاحب ولد محمد ایوب خانصاحب ساکن شیخ محمدی
(۵) محمد بشیر صاحب ولد فضل دین صاحب ساکن پشاور۔
(۶) مسٹر محمد دین صاحب ساکن دانہ (ہزارہ) حال پشاور۔
(۷) سید نذیر صاحب ولد سید محمد صاحب ساکن بازید خیل پشاور
(۸) سید عبدالحی صاحب ساکن پشاور

مولانا عمر الدین صاحب کا چیلنج

۱۲ مئی کو جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ ۱۴ مئی کو مولانا عمر الدین صاحب شملوی نے اپنے چیلنج کا بذریعہ خط اعادہ کیا اور پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ قادیانیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مسائل مختلفہ پر مناظرہ کے لئے وقت اور مقام مقرر کریں۔ مگر بجائے صاف جواب دینے کے انہوں نے ٹال مٹول شروع کی لیکن مولانا عمر الدین صاحب نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اور برابر مطالبہ جاری رکھا تاآنکہ ۱۷ مئی کو مایوس ہو کر دہلی روانہ ہو گئے۔ اور جماعت احمدیہ قادیانیہ پشاور کے پریذیڈنٹ کے ان انعامی چیلنجوں کو بھی قبول کرتے ہوئے جو رسالہ "اسمہ احمد" میں انہوں نے درج کئے ہیں۔ مولانا موصوف نے جاتے وقت پھر ایک طویل خط لکھ کر اپنے مطالبہ کو دہرایا۔ اور ان سے مناظرہ کے لئے وقت اور مقام کے تعین کا مطالبہ کیا۔

قادیانیوں کی بزدلی

افسوس ہے کہ جیسا کہ قادیانی احباب کا شیوہ ہو گیا ہے کہ حق و صداقت کی راہ سے گریز کرتے ہوئے پہلے ازراہ خودنمائی خود چیلنج کر کے آخر بھاگ جایا کرتے ہیں اس موقعہ پر بھی انہوں نے یہی وطیرہ اختیار کیا۔ مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے جب ان کے کھلے چیلنج کو قبول کر کے بار بار ان سے مناظرہ کیلئے شرائط کا تصفیہ کرنا چاہا تو جواب میں انہوں نے ٹال دیا۔ بالآخر جماعت احمدیہ پشاور نے بذریعہ اشتہار جماعت قادیان کو میدان مناظرہ میں آنے کی دعوت دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور

مغربی اور مشرقی عورتوں کی حالت کا موازنہ

(ڈاکٹر ٹیگور کے ایک مضمون کا اقتباس)

بنگال کے ہندو شاعر ڈاکٹر رابندرناتھ ٹیگور عالمگیر شہرت کے مالک ہیں۔ انہوں نے تقریباً تمام مہذب دنیا کی سیاحت کی ہے اور مشرق و مغرب کو خوب غور سے دیکھا ہے۔ ذیل میں ان کے ایک مضمون کا اقتباس درج کیا جاتا ہے۔ ہمارے وہ مغرب زدہ دوست جو ٹیگور کی نظموں، ناولوں اور ڈراموں کے دلدادہ ہیں۔ ان کے ان خیالات کو بھی مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے؟ (ایڈیٹر)

میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ مغربی تہذیب میں عورتوں کے لئے بمقابلہ مشرقی تہذیب کے زیادہ تکلیف و مصائب ہیں اور مغربی تہذیب سے عورت کو کبھی وہ دلی طمانیت و مسرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جو مشرقی تہذیب سے حاصل ہو سکتی ہے

عورت کا یہ ذاتی وصف ہے کہ وہ سوسائٹی کے افراد کو ایک مرکز کی طرف کھینچتی ہے۔ لیکن مغرب میں عورت کی یہ طاقت روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہے۔ اور وہ مرکز سے علیحدہ کرنے والی قوتوں کے مقابلہ میں ناکام ہو رہی ہے۔ وہاں زندگی کی کشمکش بڑھ رہی ہے مرد زیادہ روپیہ کمانے کے لئے آزاد رہنا اور گھر سے باہر جانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور زیادہ آرام حاصل کرنے کے لئے شادی کرنا پسند نہیں کرتے۔

نتیجہ یہ ہے کہ کنواروں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اور عورتوں کی سلطنت ویران ہو رہی ہے۔ لڑکیوں کو شوہروں کے لئے کئی کئی سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور خاوند ملنے پر بھی ان کو ازدواجی مسرت نصیب نہیں ہوتی۔ خاوند کمانے کے لئے باہر چلا جاتا ہے۔ عورت اکیلی گھر میں رہ کر ٹھنڈی آہیں بھرتی ہے۔ بیٹا جب بڑا ہوتا ہے وہ بھی علیحدہ ہو جاتا ہے عورت اس تنہائی سے گھبرا کر گھر کی جنت کو خیرباد کہہ کے جدوجہد کی دنیا میں اتر آتی ہے۔ حالانکہ اس کا جسم اور دماغ دونوں اس جدوجہد کے قابل نہیں ہوتے۔ عورتوں کا گھر سے نکلکر باہر کی جدوجہد میں مصروف ہونا صاف ظاہر کرتا ہے کہ مغرب کا معاشری اور خانگی نظام برباد ہو رہا ہے۔

مغربی تہذیب میں زندگی کے لئے لازمی شئے قوت ہے۔ اور کمزوروں کے لئے عام اس سے کہ وہ مرد ہوں یا عورت کوئی جگہ نہیں ہے۔ چاروں طرف سے یہی آواز آتی ہے کہ کام کرو۔ کام کرو۔ اور جو کام نہیں کرتے ان کو ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے مغربی عورت کو بھی مرد کی نظر میں باوقعت رہنے اور ذلت کی زندگی سے بچنے کے لئے مجبوراً طاقتور بننے اور مرد کے پہلو بہ پہلو محنت و مشقت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

یہ حالات ہیں جن سے مغربی عورت کو اس وقت سابقہ پڑ رہا ہے لیکن اس کے باوجود مغرب کے باشندے ہندوستان کی عورتوں کی حالت زار کو قابل رحم سمجھتے ہیں۔ اور اس پر اظہار افسوس کرتے ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہماری عورتوں کے ساتھ اس قدر ہمدردی کر کے اس ہمدردی کو بیکار کیوں ضائع کرتے ہیں۔ ہندوستانی عورت کے قانع دل، پاکیزہ محبت، مسکراتے ہوئے چہرہ اور مہربانی و خوش خلقی نے ہمارے گھر کو جنت بنا رکھا ہے۔ اور جو خوشی اس کو گھر کی جنت میں نصیب ہوتی ہے وہ باہر کی کشمکش اور جدوجہد میں نصیب نہیں ہو سکتی۔ بعض اوقات اسے تکالیف بھی پیش آتی ہیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہوتے ہیں۔ لیکن ظالم اور ناقدرشناس شوہر اور نالائق و نافرمان لڑکے ہر ملک میں ہیں اور یورپ بھی ان سے پاک نہیں ہے۔ ہم اپنی عورتوں کے ساتھ اور ہماری عورتیں ہمارے ساتھ خوش ہیں۔ وہ کبھی اہل مغرب سے شکایت نہیں کرتیں کہ وہ تکلیف میں ہیں۔ پھر یہ ہزاروں میل کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے اجنبی کیوں ہماری عورتوں کے دکھ اور مصیبت پر آنسو بہاتے ہیں۔

میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ دوسروں کی تکلیف و راحت اور رنج و مسرت کا اندازہ ہمیشہ اپنے نقطۂ نظر اور اپنے احساسات کی بنا پر کیا کرتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ اکثر غلط نتیجوں پر پہنچ جاتے ہیں۔ اگر تہذیب کی ترقی مچھلی کو انسان بنا دے اور وہ دوسروں کے ساتھ نیکی و ہمدردی کرنی چاہے تو غالباً تمام لوگ اپنے آپ کو پانی کی تہہ میں پائیں گے۔

مغرب کی خوشی گھر سے باہر ہے۔ ہماری راحت گھر کے اندر ہے۔ اس لئے مغرب کیسے جان سکتا ہے کہ ہم اپنے گھر کے چھوٹے سے صحن میں کیونکر خوش رہ سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی مغرب کے جذبات و احساسات کو نہیں معلوم کر سکتے۔ وہ لوگ کھیل کود اور تفریح کے مشاغل پر اس قدر فریفتہ ہیں کہ ان کے مقابلہ میں بیوی بچوں کی بھی پروا نہیں کرتے۔ ان کے لئے تفریح مقدم اور محبت اس کے بعد میں ہے۔

برخلاف اس کے ہمارے لئے محبت ہی زندگی کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اور ہم محبت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے جس طرح مگرمچھ کو باوجود پانی کے اندر رہنے کے سانس لینے اور زندگی قائم رکھنے کے لئے پانی کی سطح پر آنا پڑتا ہے اسی طرح ہم کو باوجود اپنی بیرونی مصروفیات و مشاغل کے زندہ رہنے کے لئے گھر کے اندر جانے کی ضرورت ہے۔

ہندوستانی عورت کے واقعی تکلیف میں ہونے نہ ہونے کے مسئلہ پر جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہماری سوسائٹی کی موجودہ تنظیم و تہذیب کے لحاظ سے ہندوستانی عورت کافی خوش اور مطمئن ہے۔ کم از کم مغربی عورت کے مقابلہ میں ہمارے نقطۂ نظر سے اس کی طمانیت و مسرت بڑھی ہوئی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہمارے ملک کی موجودہ حالت ہمارے لئے مفید نہیں ہے جس کا اثر ہمارے مردوں اور عورتوں دونوں کی طمانیت و مسرت پر پڑ رہا ہے۔

اگر میرا اندیشہ درست ہے تو یورپی تہذیب اپنے لئے موت کا ایک وسیع سامان پیدا کر رہی ہے۔ اور مادی آرام و آسائش کی چیزیں جمع کر کے آہستہ آہستہ گھر کی خوشی کو تباہ کر رہی ہے اس گھر کی خوشی کو جو انسان کے لئے محبت کی جنت اور زندگی کی مسرتوں کا سرچشمہ ہے جس سرزمین میں گھر کم ہو رہے ہوں اور ہوٹل بڑھ رہے ہوں جہاں ہر قسم کے آرام اور تفریح کے لئے بجائے گھروں کے کلبوں سے کام لیا جا رہا ہو ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ اس سرزمین میں عورت کا وقار کم ہو رہا ہے۔

اسلامی ممالک کے رقبے

ذیل میں اسلامی حکومتوں کے مختصر جغرافیائی حالات درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ آئندہ اسلامی دنیا کے متعلق جو مضامین شائع ہوں ان کے سمجھنے میں قارئین کرام کو آسانی ہو۔

ترکی رقبہ ۱۴ لاکھ دس ہزار مربع میل آبادی ایک کروڑ چالیس لاکھ آبادی فی مربع میل ۲۴۔ طرز حکومت جمہوری، دارالحکومت انگورہ۔ دارالحکومت کی آبادی ۷ لاکھ آمدنی ایک کروڑ ۹۰ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران مصطفےٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ۔

ایران رقبہ ۶ لاکھ تیس ہزار مربع میل۔ آبادی ایک کروڑ آبادی فی مربع میل ۱۶۔ طرز حکومت شخصی دارالسلطنت طہران۔ دارالحکومت کی آبادی ۲ لاکھ دس ہزار۔ سالانہ آمدنی ۶۰ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران رضا شاہ پہلوی۔

مصر رقبہ تین لاکھ ۶۰ ہزار مربع میل۔ آبادی ایک کروڑ ۴۰ لاکھ۔ آبادی فی مربع میل ۳۰۔ طرز حکومت پارلیمنٹری۔ دارالسلطنت قاہرہ۔ دارالخلافہ کی آبادی ۱۰½ لاکھ۔ سالانہ آمدنی ۳ کروڑ ۴ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران شاہ فواد۔

نجد رقبہ دس لاکھ مربع میل آبادی ۱۵ لاکھ۔ آبادی فی مربع میل ۲۔ طرز حکومت شخصی۔ صدر مقام ریاض دارالخلافہ کی آبادی ۸ ہزار۔ سالانہ آمدنی ۱۰ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران ابن سعود

عراق رقبہ ایک لاکھ پچاس ہزار مربع میل۔ آبادی فی مربع میل ۲۰۔ طرز حکومت شخصی آئینی۔ دارالسلطنت بغداد دارالخلافہ کی آبادی ایک لاکھ ستر ہزار۔ سالانہ آمدنی ۴۰ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران شاہ غازی۔

یمن رقبہ ۴۷ ہزار مربع میل۔ آبادی ۳۵ لاکھ۔ آبادی فی مربع میل ۶۔ طرز حکومت شخصی دارالصدر کی آبادی ۴۰ ہزار۔ موجودہ حکمران امام یحییٰ۔

عمان رقبہ ۸۲ ہزار مربع میل۔ آبادی ½ ۵ لاکھ آبادی فی مربع میل ۶۔ طرز حکومت شخصی۔ دارالسلطنت کی آبادی ۲۳ ہزار۔ دارالخلافہ مسقط۔ موجودہ حکمران تیمور سلطان۔

افغانستان رقبہ ۳ لاکھ ۴۵ ہزار مربع میل۔ آبادی ایک کروڑ۔ آبادی فی مربع میل ۳۰۔ طرز حکومت شخصی، دارالحکومت کابل۔ دارالحکومت کی آبادی ایک لاکھ۔ سالانہ آمدنی ۱۵ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران شاہ ظاہر خان۔

مذکورہ بالا حکومتوں کے علاوہ شمالی افریقہ میں مراکش، الجزائر ٹیونس۔ یہ تین بڑی اسلامی حکومتیں ہیں۔ جن میں سے اول الذکر کا رقبہ یورپ کی بڑی سلطنتوں سے زیادہ ہے۔ آبادی کا اندازہ بھی ایک کروڑ تک لگایا جاتا ہے۔ لیکن مراکش اور دوسرے ہمسایہ ملک الجزائر اور ٹیونس ایک عرصہ سے فرانس کے زیر اقتدار ہیں اور اگرچہ ملکی حکمران وہاں موجود ہیں لیکن اصلی حکومت فرانس ہی کی ہے۔ شمالی افریقہ میں ایک وسیع ملک طرابلس الغرب ہے جس کے تمام ساحلی علاقہ پر اٹلی کا تسلط ہو چکا ہے۔ اور وہ اندرونی علاقہ میں بھی بتدریج وسعت دے رہی ہے۔

(ماخوذ)

خبریں

ہندوستان

— مظفرپور (بہار) ۳ رجون۔ کل ایک بجے کے قریب زلزلہ کا ایک شدید جھٹکا محسوس ہوا جسکے ساتھ ایک عجیب قسم کی خوفناک آواز سنائی دی۔ جو دیواریں گزشتہ زلزلہ میں شکستہ ہو گئی تھیں وہ منہدم ہو گئیں۔

— اس حادثہ سے ایک روز قبل باد و باراں کا سخت طوفان آیا جس سے جھونپڑیوں کی چھتیں اڑ گئیں۔ بہت سے درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ بارش سے علاوہ شدید ژالہ باری بھی ہوئی۔

— حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ پنجاب سول سروس کی اگزیکٹو برانچ کا امتحان ماہ اکتوبر میں منعقد ہوگا۔ امیدوار کو یکم اگست سے قبل فیس داخلہ ادا کر دینی چاہیئے۔

— معلوم ہوا ہے کہ حکومت بمبئی نے کانگرس کے جدید فیصلوں کے متعلق اپنی رائے مرکزی حکومت کو بھیجدی ہے۔ جس میں کانگرس کی شدید مخالفت کی گئی ہے۔

— نینی تال ۳ رجون۔ نواب چھتاری سابق گورنر صوبجات متحدہ نے ایک اخباری ملاقات میں فرمایا کہ مسلمان فرقہ وارانہ نیابت کے سخت حامی ہیں۔ وہ اس سوال کو معرض التوا میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ کانگرس نے تحریک سول نافرمانی کو واپس لے کر اپنی دانشمندی کا ثبوت دیا ہے لیکن مسلمانوں کے ساتھ اس کی روش تسلی بخش نہیں۔ اس لئے موجودہ حالات کے ماتحت یہ امید بالکل عبث ہے کہ مسلمان کانگرس کے ساتھ اشتراک عمل کرینگے۔

— شملہ ۳ رجون۔ لائلپور اور نصف درجن دیگر نواحی اضلاع میں ۱۷ لاکھ روپیہ مالیہ کی معافی کے اعلان کی توقع کی جاتی ہے۔

— بمبئی میں مزدوروں اور سرمایہ داروں کی کشمکش بدستور جاری ہے۔ غیر سرکاری طور پر تصفیہ کی کوششیں جاری ہیں حالات امید افزا بیان کئے جاتے ہیں۔

— حیدرآباد دکن میں چیچک کا بہت زور ہے۔ گزشتہ تین ماہ میں ۲۴۵۴ وارداتیں اور ۱۱۹۷ اموات ہوئیں

— کلکتہ ۲ رجون۔ سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے کہ کل شمالی بہار میں زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے۔ شمالی اور مشرقی بہار میں باد و باراں کا شدید طوفان آیا۔ بنگال اور آسام کے بعض مقامات پر بھی زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔

— دہلی کے مشہور ادیب و مبلغ قاضی سرفراز حسین صاحب کا ۲ رجون کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ آپ نے عرصہ ہوا برما۔ جاپان اور انگلستان کا ایک تبلیغی سفر بھی کیا تھا۔

— صوبجات متوسط کے بعض اضلاع میں وبائے ہیضہ شدت کے ساتھ پھیلی ہوئی ہے۔

— اس افواہ کی تردید ہو گئی ہے کہ نواب یوسف علی خاں عزیز رئیس ریاست تھل کو معزول کر دیا گیا ہے۔ آپ انگلستان میں مقیم ہیں۔ انتظامی ضروریات کے پیش نظر ایک شخص کو آپ کا قائم مقام مقرر کیا گیا ہے۔

— ریاست بڑودہ میں ایک مندر کے قریب جو قدیم مسجد ہے ریاست اس کو مندر کی توسیع کی خاطر منہدم کر دینا چاہتی ہے اور مسلمانوں کو مجبور کر رہی ہے کہ مسجد کو اٹھا کر اور کسی جگہ لیجائیں اس طرح مسلمانوں میں بےچینی پھیلی ہوئی ہے پہلے بھی ریاست متعدد مساجد پر قبضہ کر چکی ہے۔

ممالک خارجہ

— شاہ سیام آج کل انگلستان کی سیاحت میں مصروف ہیں افواہ ہے کہ ان کی سیاحت کا اصل مقصد یہ ہے کہ حکومت برطانیہ سے جاپان کے خلاف مدد مانگی جائے۔ کیونکہ جاپان کا سیام پر مدت سے دانت ہے۔ شاہ موصوف اس امداد کے معاوضہ میں انگریزوں کو تجارتی مراعات دینے کے لئے تیار ہیں۔

— نیویارک ۲ رجون۔ شدت سرما اور خشک سالی کی وجہ سے امریکہ کے ۱۳۵ اضلاع میں حالات بہت نازک ہو گئے ہیں ملک کے تمام حصوں میں بارش کی سخت قلت ہے خیال ہے کہ گندم کی پیداوار اس سال بہت کم ہوگی۔

— روس میں بھی خشک سالی کا دور دورہ ہے۔ خاصکر گندم پیدا کرنے والے علاقوں میں۔ اس وجہ سے ماسکو میں گندم کی قیمت ۲۰ فیصدی کے قریب بڑھ گئی ہے قحط سالی کی وجہ سے گزشتہ موسم بہار میں تقریباً ایک ملین نفوس لقمۂ اجل ہو گئے۔

— برلن ۲ رجون۔ مسٹر ہم بروگ "ڈیلی ایکسپریس" کے برلنی نامہ نگار کو حکومت جرمنی نے اپنی حدود سے نکالدیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ نامہ نگار مذکور جرمنی کے متعلق ایسی خبریں اپنے اخبار کو بھیجتا تھا جس سے جرمن اور انگریز قوم میں افتراق پیدا ہونے کا خطرہ تھا۔

— آسٹریا کی سابق ملکہ آج کل انگلستان میں مقیم ہے افواہ ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو آسٹریا کا بادشاہ بنانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اس کے لڑکے کی عمر اس وقت ۲۲ سال ہے ڈولفس کو بھی اسکی اس کوشش کا علم ہے۔ مگر وہ ابھی تک اس بارہ میں بالکل خاموش ہے۔

— بغداد کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ شاہ غازی تاجدار عراق عرب کی ہدایت کے مطابق حکومت عراق نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ دنیا کے اسلامی تاجداروں کے مابین جذبات مودت و اخوت پیدا کئے جائیں۔ اس غرض سے شاہ ممدوح نے ایک کمیشن مامور کیا ہے۔ جو ضروری پروگرام مرتب کریگا مختلف اسلامی ممالک کے سفرا سے مشورہ کرنے کے بعد یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔

— حکومت ترکی نے محمدی بیگ کو جرمنی کا ترکی سفیر مقرر کیا ہے۔ آپ کا تقرر سمیع پاشا مرحوم کی جگہ پر کیا گیا ہے۔

— قاہرہ ۳ رجون۔ ٹرکی کی اطلاعات مظہر ہیں کہ شاہ رضا خان پہلوی ایران سے ۱۰ رجون کو بعزم ٹرکی روانہ ہونگے ٹرکی میں آپ کے استقبال کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔

— کابل ۲ رجون۔ سیر کوم فرانس اطالوی سفیر متعینہ کابل کو یہاں دفن کر دیا گیا ہے۔ جلوس جنازہ میں غیر ملکی حکومتوں اور افغانی حکومت کے نمائندوں نے شرکت کی۔ شاہ افغانستان وزیراعظم، وزیر جنگ اور دیگر وزراء افغانی حکام کی طرف سے آنجہانی کی قبر پر پھول چڑھائے گئے۔ آپ کی موت حرکت قلب بند ہو جانے سے واقع ہوئی۔

— ملک معظم کی سلور جوبلی منانے کے لئے آئندہ سال دہلی میں شاندار دربار منعقد کیا جائے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲	یوم دوشنبہ ۲۷ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۳ ہجری	نمبر ۳۵

ایک احمدی کا حج

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے امسال ہماری جماعت کے ایک نہایت محترم اور پرجوش رکن یعنی جناب حافظ محمد حسن صاحب کیمل گجرات کو حج بیت اللہ شریف کی سعادت نصیب ہوئی گزشتہ ماہ جب وہ اس مبارک سفر سے واپسی پر کراچی سے گجرات جاتے ہوئے لاہور سے گزرے تو مرکز کے متعدد بزرگ اور احباب انکی ملاقات کے لئے ریلوے اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔ سوء اتفاق سے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو ان کی آمد کی بروقت اطلاع نہ مل سکی اور وہ ریلوے اسٹیشن پر نہ جا سکے۔ جس کا ڈاکٹر صاحب کو بہت افسوس ہوا۔ اور انہوں نے حافظ صاحب کو ایک خط لکھا جس میں ملاقات نہ ہو سکنے کی وجہ سے بھی اطلاع دی اس خط کے جواب میں حافظ صاحب نے جو کچھ لکھا اس کی چند سطور درج ذیل ہیں:-

> قبلہ و کعبہ جناب ڈاکٹر صاحب محترم السلام علیکم حضور کی چٹھی ملی۔ بہت لطف آیا۔ ہمارے احباب بھی عجب ہیں جن بزرگ سے میرا سب سے زیادہ تعلق تھا۔ ان سے ہی میرا آنا پوشیدہ رکھا دعاؤں میں تو تمام جماعت شامل رہی۔ دنیا بھر کے حاجی تو اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے دعائیں مانگتے رہتے۔ مگر میں تو دین کی اشاعت کے لئے، نبی کریم صلعم کی دنیا میں توقیر بڑھانے اور قرآن کا نام روشن کرنے کے لئے اور خود زمان کی کوشش کی کامیابی اور اپنی جماعت کے اس کام کے لئے دعائیں مانگتا رہا کس تڑپ اور خلوص سے یہ دعائیں کی گئی ہیں ان کی قبولیت سے (اگر خدا نے انہیں قبول کر لیا) اس کا پتہ چلے گا۔"

یہ پرخلوص الفاظ ایک احمدی حاجی کی دلی کیفیت کا آئینہ ہیں ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک احمدی کا حج کیسا ہوتا ہے ہمارے خدا نا ترس مخالف تو یہاں تک کہتے ہیں کہ احمدی حج کے منکر ہیں۔ کوئی احمدی حج نہیں کرتا۔ لیکن آہ ان لوگوں کے بیانات حقیقت سے بہت دور ہیں۔ احمدی حج کو دین کا رکن سمجھتے ہیں وہ حج کرتے ہیں اور ان کے حج کی یہ ایک پاک خصوصیت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے دربار میں پہنچکر وہ اپنی دنیوی ترقیات اور خواہشات کے لئے دعائیں کرنے کے بجائے غلبۂ اسلام اور دینی امور کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ عروج و اشاعت اسلام کی پاک خواہش کے ساتھ ہی ان کا سر نیاز دربار الٰہی میں جھکتا ہے اور اسی تمنا کو لئے ہوئے ان کا دست دعا دربار رسول میں بلند ہوتا ہے۔

پشاور کے قادیانی

قادیانی جماعت کا ہمارے ساتھ جو طرز عمل ہے وہ ساری دنیا جانتی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آج کل پشاور کے قادیانی اس غیر شریفانہ روش میں تمام علت محمودیہ سے بازی لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہماری جماعت پشاور کے جلسہ سالانہ پر ان لوگوں نے جو اخلاق سوز اور سوقیانہ حرکتیں کیں، احباب کو ان کا کسی قدر علم جلسہ کی روئیداد سے ہو گیا ہوگا۔ جلسہ گاہ کے قریب انہوں نے ایک باقاعدہ اڈا قائم کر رکھا تھا۔ اور شریک ہونے والے ہر ایک شخص کو وہ بازاری ٹریکٹ دیئے جاتے تھے جو اس موقع کے لئے خاص طور پر چھپوائے گئے تھے۔ ان ٹریکٹوں میں ہمیں مناظرہ کا چیلنج بھی دیا گیا تھا۔ جب مولوی عمر الدین صاحب نے ان کے چیلنج کو مردانہ وار قبول کر لیا تو یہ بزدل لوگ میدان مقابلہ سے فرار ہو گئے۔ اس پر ڈھٹائی ملاحظہ ہو کہ "الفضل" اور "فاروق" میں بالکل جھوٹی رپورٹ شائع کرائی۔ ان کی مراسلتوں کی طرز تحریر اس قدر گندی اور غیر شریفانہ ہے کہ کوئی شریف آدمی اس پر اظہار نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ہم جانتے ہیں کہ اس قسم کی بیہودہ حرکات تمام قادیانی حلقوں میں پسند کی جاتی ہیں اور ان کی داد دیجاتی ہے اور یقین ہے کہ جناب خلیفہ صاحب بھی ان پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوں گے لیکن اسلامی اخلاق بہر حالت ان پر ہمیشہ ماتم ہی کرتے رہیں گے۔ مناظرہ کے سلسلہ میں جو خط و کتابت ہوئی تھی اسے عنقریب شائع کر دیا جائے گا۔

نیشنل سینی ٹوریم (سامالی)

مرض دق ملک میں نہایت تشویشناک سرعت سے ترقی کر رہا ہے شمالی ہندوستان میں تو اس کی تباہ کاریاں بہت ہی ہولناک ہیں۔ اس موذی مرض کے علاج کے لئے باقاعدہ منظم صحت گاہوں کا وجود ازبس ضروری ہے۔ جنکی تعداد شمالی ہندوستان میں چار پانچ سے زیادہ نہیں۔ ظاہر ہے یہ قلیل تعداد ملک کی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے محض ہمدردی بنی نوع انسان کے پاک جذبہ سے متاثر ہو کر سامالی کے مشہور صحت افزا و خوش منظر مقام پر ایک اعلیٰ درجہ کا سینی ٹوریم (صحت گاہ) قائم کر دیا۔ جو دو تین سال سے نہایت مفید کام کر رہا ہے ڈاکٹر صاحب موصوف ایک تجربہ کار و بہترین طبیب ہیں دوسرے خطرناک امراض کے علاوہ مرض دق کے علاج کا بھی کامل تجربہ رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے اس صحت گاہ میں مریضوں کی تمام ضرورتوں اور سہولتوں کا بہت کم خرچ پر انتظام کر دیا ہے۔ دو سال کے قلیل عرصہ میں بہت سے مایوس العلاج مریض وہاں جا کر بالکل تندرست ہو چکے ہیں۔ گزشتہ سال ہمارے دفتر تبلیغ کے محرر شیخ عبدالحق صاحب نہایت مایوسانہ حالت میں وہاں گئے اور چند ماہ کے قیام کے بعد غیر معمولی اور قابل رشک طور پر تندرست ہو گئے ہم دق کے مریضوں کے لئے اس صحت گاہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں۔ یہاں انہیں بہت ہی کم خرچ پر بہترین آب و ہوا اور بہترین علاج میسر آ سکتا ہے۔ سامالی کوہ مری پر راولپنڈی سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ضرورتمند اصحاب سپرنٹنڈنٹ سینی ٹوریم یا مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کر کے شرائط داخلہ و دیگر معلومات حاصل کریں۔

جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس پنشنر احمدیہ بلڈنگس۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

جناب مولانا عصمت اللہ صاحب کی علالت

گزشتہ اشاعت میں جناب مولانا عصمت اللہ صاحب کے سامالی تشریف لیجانے کی اطلاع دی جا چکی ہے۔ جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور شیخ محمد یوسف صاحب گرتھی ان کے ہمراہ تشریف لے گئے ہیں تازہ ڈاک میں شیخ صاحب موصوف کا ایک خط موصول ہوا ہے جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔ امید ہے شیخ صاحب آئندہ بھی اطلاع دیتے رہا کریں گے تمام احباب کو مولانا صاحب کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کرتے رہنا چاہیئے۔

(مدیر)

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ مولانا عصمت اللہ صاحب سامالی پہنچ گئے ہیں۔ راستہ میں ریل اور موٹر میں بہت تکلیف ہوئی۔ مگر سامالی پہنچکر جو آرام میسر آیا اس نے گزشتہ تمام تکالیف کو بھلا دیا۔ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے سینی ٹوریم میں نہایت عمدہ انتظام ہے۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب جو سینی ٹوریم کے سپرنٹنڈنٹ ہیں بیحد خلیق انسان ہیں۔ مریضوں کی آسائش کا ہر طرح سے خیال رکھتے ہیں اور مولوی صاحب کے لئے تو جناب شاہ صاحب کی ہدایات کے مطابق ہر طرح کا آرام و آسائش بہم پہنچانے کے لئے بالخصوص ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے علاوہ علاج کے یہاں کی صرف آب و ہوا کا یہ اثر ہے کہ مولوی صاحب کو جو لاہور میں ایک ہفتہ سے اسہال کی شکایت تھی وہ یہاں پہنچکر بلا کسی دوا کے خود بخود دور ہو گئی۔ البتہ بخار بدستور ہے۔ بلکہ سفر کی کوفت سے ٹمپریچر کچھ زیادہ ہی ہو گیا تھا۔ مگر آج صبح نسبتاً کم رہا۔ مولوی صاحب شاہ صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان کے زیر انتظام عمدہ جگہ۔ نفیس مکان۔ لایق ڈاکٹر و دیگر جملہ ضروریات مہیا ہیں۔ نیز مولوی صاحب بابو منظور الٰہی صاحب اور عبدالشکور صاحب اور منشی محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ مہمان خانہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ سٹیشن پر پہنچانے اور گاڑی پر بآرام بٹھا دینے کے لئے جو تکلیف ان ہر سہ احباب نے اٹھائی ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے۔ مولوی صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ اور جماعت کے ہر ایک فرد سے درخواست کرتے ہیں کہ سب احباب ان کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کلی عطا فرمائے۔ والسلام

شیخ محمد یوسف۔ از سامالی نیشنل سینیٹوریم۔ مری

وَبِالاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ کی محمودی تفسیر

اور اجرائے نبوت کا فتنۂ عظیمہ

(۲)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

نبی بنانے کے بعد کتاب کی فکر

جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کے حاشیہ نشین جب نبوت کی ٹیری جما چکے تو اب کتاب کی فکر ہوئی۔ کیونکہ نبی اور کتاب آخر لازم ملزوم چیزیں ہیں۔ گو عارضی طور پر طوطے کی طرح مریدوں کو یہ رٹا بھی دیا گیا تھا کہ حضرت ہارون کو کتاب نہیں دی گئی اور فلاں نبی کو کتاب نہیں دی گئی۔ لیکن اندر سے دل نہیں مانتا تھا کہ آخر وہ نبی ہی کیا جو کتاب نہیں لایا۔ بلکہ میاں محمود احمد صاحب نے تو صاف طور پر فرما بھی دیا کہ "کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے" جیسا کہ میں اس مضمون کی پہلی قسط میں دکھا آیا ہوں اور مرید بھی اب تک بھٹکتے پھرتے تھے۔ کیونکہ قرآن کی آیات بینات کے سامنے جن سے نبی کے لئے کتاب لانا ضروری معلوم ہوتا ہے وہ عاجز آ کر کبھی براہین احمدیہ کو کتاب بتا دیتے تھے تو کبھی خطبۂ الہامیہ کو اور کبھی البشریٰ کو۔ (مؤلفہ جناب بابو منظور الٰہی صاحب) براہین احمدیہ اور خطبہ الہامیہ کو آسمانی کتاب بتانا تو فقط جہالت اور نادانی کا کرشمہ تھا البتہ "البشریٰ" کو ان کا کتاب کہنا کسی قدر صحیح تھا۔ کیونکہ نبی کی کتاب اس کی وحی نبوت کے مجموعہ کا دوسرا نام ہوتا ہے۔ البشریٰ میں چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور رؤیا و کشوف جمع تھے اس لئے اسے کتاب کہہ دینا ان کے اپنے عقیدہ کے رو سے ٹھیک تھا مگر مصیبت یہ تھی کہ وہ ایک "پیغامی" کی جمع کی ہوئی تھی اس لئے ایک سالانہ جلسہ پر جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے کتاب کی اہمیت کو جتاتے ہوئے خود قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی مریدوں کو اس کی تلاوت کے لئے بھی ارشاد فرمایا تا ان کے قلوب طمانیت اور سکینت حاصل کر سکیں۔

اس کتاب کا درجہ کیا ہوگا؟

غرضکہ نبی کی کتاب کی بنیادیں تو پڑ گئیں لیکن ابھی اس بات کی مزید توضیح و تشریح بکار تھی کہ اس کتاب کا درجہ کیا ہوگا؟ جب حضرت مرزا صاحب عین محمدؐ ہیں تو ان کی وحی نبوت عین قرآن کیوں نہ ہو۔ اور میں تو سمجھتا ہوں کہ اسی لئے جناب میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ "اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا" اور یہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ مسیح موعود کی وحی جب عین قرآن ہے جس کا کوئی محمودی انکار نہیں کر سکتا تو پھر اب جو قرآن محمودی حضرات پیش کرینگے ضرور ہے کہ وہ پرانے قرآن کا جو محمد رسول اللہ صلعم پر نازل ہوا اور نئے قرآن کا جو حضرت مسیح موعود پر یا دوسرے لفظوں میں محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت ثانی میں نازل ہوا دونوں کا مجموعہ ہونا چاہیے گویا عیسائیوں کی طرح عہد نامہ قدیم کے ساتھ عہد نامہ جدید بھی شامل ہوگا تب یہ قدیم اور جدید قرآن ملکر وہ قرآن بنے گا جس کے لئے میاں صاحب فرماتے ہیں کہ وہ "یھدی من یشاء والا قرآن" ہوگا۔ اگر یہ سچ نہیں ہے تو فرمایئے حضرت مسیح موعود کی بعثت محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت ثانی کیسے بن گئی؟

"قرآن جدید" یا "القرآن" نام رکھا جائے

میں تمام جماعت محمودیہ کو بمعہ ان کے خلیفہ کے کھلا چیلنج دیتا ہوں کہ اگر حضرت مسیح موعود عین محمدؐ ہیں اور آپ کی بعثت محمد رسول اللہ صلعم ہی کی بعثت ثانی ہے، تو حضرت مسیح موعود کی وحی بھی عین قرآن ہونی چاہیے۔ اور جو وحی بھی آپ پر نازل ہوئی وہ قرآن جدید ہے اور قرآن کو جو خاتم الکتب کہا گیا تھا تو اس کا مطلب فقط اس قدر مانا جائے گا کہ اس کتاب کی مہر سے آئندہ خدا کی کتابیں یا دوسرے لفظوں میں قرآن کے مزید حصے نازل ہوا کریں گے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ جو مجموعہ میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے الہامات کا اب شائع کرائیں گے اس کا نام بجائے البشریٰ کے قرآن جدید نہ رکھا جائے یا القرآن ہی نام رکھ دیا جائے۔ کیونکہ یہ وہی قرآن ہے جو پیرایۂ جدید میں جلوہ گر ہوا ہے۔

جناب خلیفہ قادیان کے حاشیہ نشینوں کی خصوصیات

جناب میاں محمود احمد صاحب کے حاشیہ نشین ایڈیٹر ہوں یا علما ہوں وہ ہزار اپنا دل و دماغ پیر کی نذر کر چکے ہوں لیکن آخر ایسے ہی معاملات میں حضرت خلافتمآب کا ہاتھ بٹانے کے لئے ٹکر اتوڑتے ہیں۔ گزشتہ سالانہ جلسہ میں جب خلافتمآب نے حضرت مسیح موعود کی وحی کو کتاب کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کا ارشاد فرمایا تو وہ تانت بجتے ہی راگ کو پا گئے۔ اور مرغ بادنما کی طرح ہوا کے رخ پر گھوم گئے۔ یعنے حضرت مسیح موعود کی آسمانی کتاب کے درجہ کو قرآن کے بالمقابل قایم کرنے کے لئے پروپیگنڈا کرنا اپنا فرض عین سمجھ لیا۔

قادیانیوں کے لئے اس رستہ کی دو مشکلات

مگر دو مشکلات تھیں۔ ایک تو قرآن اپنے آپ کو کامل و مکمل کتاب قرار دیتا ہے اور اپنے بعد کسی کتاب کی ضرورت کو تسلیم نہیں کرتا۔ دوم حضرت مسیح موعود قرآن کے بعد کسی وحی نبوت کے قائل نظر نہیں آتے۔ اور بدقسمتی سے اس معاملہ میں کوئی سنہ ۱۹۰۱ء نظر نہیں آتا کہ کہدیں کہ پہلا زمانہ حضرت مسیح موعود کی نادانی اور بے علمی کا تھا اور بعد میں دعوے بدل لیا تھا۔ پس ان دو مشکلات کو حل کرنا یار لوگوں کا کام تھا۔

ایک مثل ہے جوئندہ یابندہ۔ آخر ایک آیت قرآن کے شروع ہی میں ہاتھ لگ گئی۔ اور وہ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات میں سے ہے۔ الٓمٓ ذٰلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ۝ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون ۝ اولٰئک علی ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون ۝ عام ترجمہ تو یہی ہے "میں ہوں اللہ سب سے بڑھ کر جاننے والا۔ یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں، متقیوں کے لئے ہدایت نامہ ہے وہ لوگ جو غیب پر یعنے اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قایم کرتے اور اس میں سے جو ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف نازل کیا گیا اور تجھ سے پہلے نازل کیا گیا۔ اور آخرت کے دن پر وہ یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور یہی فلاح پا جانے والے اور کامیاب ہو جانے والے لوگ ہیں۔"

ان آیات میں جو حصہ وبالاٰخرۃ ھم یوقنون کا ہے۔ اس کے معنے تمام مفسرین یہی کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن محمودی صاحبان کا مقصد جس معنے سے پورا ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ "جو بعد میں آنے والی وحی پر یقین رکھتے ہیں" یہ معنی سیاق و سباق اور قرآن کے محاورہ اور دوسری آیات کے کس قدر خلاف ہے یہ بعد میں عرض کرونگا۔

پہلی مشکل

بالفعل میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خلافت محمودیہ کے علمبرداروں نے حضرت مسیح موعود کی وحی کو وحی نبوت اور قرآن کے بعد مومن بہ کتاب بنانے کے لئے اس آیت کو منتخب کر کے گو ٹوکر لیا۔ لیکن محض اتنی بات سے تو یہ مشکل حل نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ یہ کہا جا سکتا تھا کہ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ ان الفاظ سے یہ محمودی معنے بھی نکل سکتے ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ ایک محتمل المعانی متشابہ آیت ہے۔ جس کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ بعد میں آنے والی وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ پس ایک متشابہ آیت پر ایمان کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔

دوسری مشکل

اور دوسری مشکل یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود نے جب وحی نبوت کا دعوے ہی نہیں کیا تو پھر اس آیت کے یہ معنے قطعاً نہیں ہو سکتے کہ بعد میں آنے والی وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہاں ان آیات میں ان چیزوں کا ذکر ہے جن پر ایمانیات کی بنیاد قایم ہے اور جن چیزوں پر یہاں ایمان لانے کا ذکر ہے وہ وحی نبوت ہے۔ جو مومن بہ ہوتی ہے۔ وحی ولایت کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔ آنحضرت صلعم پر جو وحی ہوئی یا آپ سے پہلے جو وحیاں ہوئیں ان میں سے جن پر ایمان لانے کے لئے انسان مکلف ہے وہ وحی نبوت ہی ہو سکتی ہے۔ آپ سے پہلے بھی ہزارہا محدث اور اولیا گزر چکے تھے جن سے خدا ہمکلام ہوتا تھا۔ اور جن کا ذکر حدیث شریف میں اور قرآن کریم میں موجود ہے۔ مگر ان لوگوں کی وحی ما انزل من قبلک میں شامل نہیں۔ پس یہاں ما انزل الیک وما انزل من قبلک سے مراد صرف وحی نبوت ہے۔ نہ کہ وحی ولایت۔ لہذا بالاٰخرۃ ھم یوقنون سے مراد اگر بعد میں آنیوالی وحی ہوگی تو وہ صرف وحی نبوت ہی ہو سکتی ہے ولا غیر۔ مگر مصیبت یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود نے وحی نبوت سے ہمیشہ انکار کیا اور اس انکار کی منسوخی کے لئے بدقسمتی سے کوئی سنہ ۱۹۰۱ء ہاتھ میں نہیں جسکے نیچے پناہ لیجائے۔

قادیانی پروپیگنڈے کا کمال

مگر اس مشکل کو جس خوبصورتی کے ساتھ محمودی حضرات نے حل کیا ہے وہ پروپاگنڈا کے فن کی تاریخ میں بے مثال ہے وہ جانتے تھے کہ بالاٰخرۃ ھم یوقنون کی حضرت مسیح موعود نے

کوئی ایسی تفسیر نہیں لکھی جس میں انہوں نے آخرت سے مراد اپنی وحی لی ہو نہ کوئی ڈائری، نہ کسی اخبار میں ایسا کوئی اشارہ تک موجود ہے جس سے پتہ لگ سکے کہ حضرت مسیح موعود نے کبھی آخرۃ سے مراد اپنی وحی لی ہو۔ لہذا یہ دعویٰ اگر ہم نے کر دیا تو بلا دلیل ٹھہرے گا۔ مگر بلا دلیل بات کے منوا لینے کا ایک گُر انہیں یاد تھا وہ یہ کہ جس بات کو منوانا ہو اس کے خلاف بات پیغامیوں کی طرف منسوب کر دو بلا چون وچرا سب محمودی مان لینگے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ساری محمودی قوم کی یہ ذہنیت بن چکی ہے کہ نہیں فقط یہ کہہ دو کہ مولوی محمد علی یا فلاں پیغامی نے فلاں تفسیر جو لکھی ہے وہ حضرت مسیح موعود کی تفسیر کے خلاف ہے۔ اور اس سے حضرت مسیح موعود کی ہتک ہوئی ہے۔ بس ساری کی ساری قوم بلا سوچے سمجھے آنکھیں بند کر کے چیخنے چلانے لگ جائیگی اور پیغامیوں کے کذب اور اپنے صدق پر اسے دلیل بنا کر کلیجہ ٹھنڈا کرنے بیٹھ جائے گی۔ تم جو مرضی چاہے ایک پیغامی پر افترا کر دو۔ بلا سوچے سمجھے محمودی قوم اسے مانے گی۔ اور تصدیق کریگی۔ پیغامی دن کو دن کہے گا وہ رات کہیں گے۔ کیونکہ انہیں یقین دلا دیا گیا ہے کہ پیغامی ہمیشہ غلط بات کہتا ہے۔

میاں صاحب کے حاشیہ نشینوں کا کامیاب ہتھکنڈا

پس جب کوئی تفسیر حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرنی ہو اور اس کے لئے کوئی تحریر یا سند تمہارے پاس نہ ہو تو اس کے خلاف پیغامی کی کوئی تفسیر محمودی قوم کو سنا دو اور کہہ دو کہ حضرت مسیح موعود کے یہ خلاف ہے اور حضور کی اس سے ہتک ہوئی ہے۔ بس محمودی قوم بلا چون وچرا اسے تسلیم کر لے گی۔ چنانچہ یہی ہتھکنڈا یہاں استعمال کیا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ بالآخرۃ ھم یوقنون کے معنے حضرت مسیح موعود نے ہمیشہ یوم آخر پر یقین رکھنے کے کئے ہیں۔ اس کے برخلاف اپنی وحی پر یقین رکھنے کے معنے آپ نے کہیں نہیں کئے۔ لیکن باایں ہمہ جب یار لوگوں نے مولوی محمد علی صاحب کی طرف منسوب کر کے یہ شائع کیا کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں آخرت پر یقین رکھنے کے معنے کر کے حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی ہے۔ تو سب نے کہا آمنّا و صدقنا۔ ضروری ہے۔ کیونکہ لکھنے والا محمد علی پیغامی ہے" دیکھو تو اس ترکیب سے کسی دلیل کی ضرورت نہیں پڑی اور ساری محمودی قوم نے مان لیا کہ ہاں بے شک حضرت مسیح موعود آخرت سے مراد اپنی وحی ہی لیا کرتے تھے اس کامیابی پر محمودی علمبردارانِ خلافت جس قدر بھی ناز کریں بجا ہے۔ ایک طرف مولوی محمد علی صاحب کو کوسنے کاٹنے کے لئے محمودی قوم کے ہاتھ میں تازہ مشغلہ آگیا۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعود کی طرف یہ تفسیر پختہ طور پر منسوب ہو گئی۔ کہ آپ اس سے مراد اپنی وحی لیتے تھے۔ لہذا آپ کی وحی وحی نبوت تھی جو مومن بہ تھی۔ اور اس کا مجموعہ وہ کتاب آسمانی ہے۔ جو ابھی عنقریب شائع ہونے والی ہے پس جو مدعا تھا وہ حاصل ہو گیا۔ اب پیغامی لاکھ سیاپا کریں کہ حضرت مسیح موعود نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے آخرت سے مراد اپنی وحی کبھی نہیں لی۔ پڑے چیخا کریں۔ ان کا کام بن چکا یعنی مسیح موعود کی کتاب آسمانی انبیاء سابقین کی کتب کی فہرست میں درج ہو کر قرآن کے بعد مومن بہ بن گئی۔ یہ ہوتے ہیں نمک حلال حاشیہ نشین اور اس کا نام ہوتا ہے مریدوں کی کورانہ تقلید۔ نہ دیکھا ہو تو اب دیکھ لو نہ سنا ہو تو اب سن لو۔

مولوی شیر علی صاحب کی گواہی

جب پیغام صلح نے بہت شور مچایا کہ حضرت مسیح موعود کی کوئی تحریر پیش کرو جس میں ایسی تفسیر آپ نے کی ہو یہ حضرت مسیح موعود کی طرف بالکل خلاف واقعہ بات منسوب کی گئی ہے تو پہلے چبا چبا کر باتیں بنانا شروع کر دیں۔ اور جب دیکھا کہ اب یہ گلے کا ہار ہی بن گئے تو چپکے سے مولوی شیر علی صاحب کو آگے کر دیا کہ یہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے مولوی عبد الکریم صاحب کی موجودگی میں ایسا کہا تھا۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ خدا نے مجھے اس طرف توجہ دلائی ہے۔

محمودی قوم کی ایک اور خصوصیت

قبل اس کے کہ میں اس شہادت پر توجہ کروں میں اتنا کہنے سے رک نہیں سکتا کہ یہ بھی اس محمودی قوم کی ایک خصوصیت ہے کہ یہ لوگ صریح طور پر حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے خلاف گواہیاں دیتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں۔ اور اپنی گواہیوں اور قسموں کے آگے حضرت مسیح موعود کی اپنی ہاتھوں کی شائع کردہ تحریروں کو کالعدم ٹھیرا دیتے ہیں۔ اور ذرا نہیں شرماتے اور مطلق خدا کا خوف نہیں کرتے۔ اگر اس قسم کے فعل کا ارتکاب کہیں لاہوری احمدی کرتے تو ان کی سرکار سے نہ معلوم کیا کیا خطاب عطا ہوتے۔ اور کافر، مرتد، اور کشتنی اور گردن زدنی قرار دیئے جاتے۔ مگر ان خدا کے لاڈلوں کے لئے سب جائز اور مباح ہے۔

"تریاق القلوب" کے متعلق قادیانی مولویوں کی غلط شہادت

مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ جب جناب میاں صاحب نے ایک غلطی کے ازالہ کے متعلق یہ شائع کیا کہ حضرت مسیح موعود نے اس اعلان کے ذریعہ اپنا دعویٰ تبدیل کیا ہے اور یہ سنہ ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے تو بدقسمتی سے "تریاق القلوب" میں جو سنہ ۱۹۰۲ء کی شائع شدہ کتاب ہے۔ بعض عبارتیں وہ نکل پڑیں جن سے میاں صاحب کا ساختہ پرداختہ سارا دریابرد ہوتا تھا۔ وجہ یہ کہ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو "ملہم اور محدث" بتایا ہے۔ اب اگر سنہ ۱۹۰۱ء میں دعوے بدلا تھا تو سنہ ۱۹۰۲ء میں اپنے ملہم اور محدث ہونے کا کیوں اعلان کیا۔ اس لئے ضرورت پڑی کہ "تریاق القلوب" کو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتاب قرار دیا جائے۔ بس پھر کیا تھا۔ پردہ اٹھا اور بڑے بڑے تقدس مآب محمودی مولوی ڈاڑھیاں لٹکا لٹکا کر گواہیاں دینے کھڑے ہو گئے کہ یہ کتاب سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہے البتہ شائع سنہ ۱۹۰۲ء میں ہوئی ہے۔ اور ان لوگوں کی گواہی کے آگے اچھی بھلی سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی شائع شدہ کتاب سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں میں جا شامل ہوئی۔ اور اب مجال ہے کہ کوئی محمودی اس کے حوالوں کو مان جائے۔ وہ یہی کہے گا یہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہے جب مسیح موعود نعوذ باللہ نادانی کے چکر میں پھنسے ہوئے تھے۔ وہ کبھی اپنے دماغ سے کام نہیں لیگا کہ اگر بالفرض محال یہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی بھی لکھی ہوئی کتاب ہو تب بھی اس کا مصنف اس کے تمام مضامین کا اس تاریخ کو ذمہ دار ہے جس تاریخ کو وہ اسے شائع کر رہا ہے۔ اگر دعوے بدل لیا تھا تو اس کتاب کی اصلاح کئے بغیر حضرت مسیح موعود نے کیوں اسے شائع ہونے دیا۔ کیا انہیں اتنی بھی سمجھ نہ تھی کہ آج جو میں اس کتاب کو شائع کر رہا ہوں میں اس کے تمام مضامین کا ذمہ دار ہوں۔

دعویٰ تبدیل نہ کرنے کا ایک حتمی ثبوت

لیکن حق یہ ہے کہ حضرت صاحب نے چونکہ کوئی دعویٰ بدلا نہ تھا اس لئے اسے من وعن بغیر کسی تبدیلی کے شائع کر دیا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ سنہ ۱۹۰۴ء میں جب گورداسپور میں آپ پر فوجداری مقدمہ چل رہا تھا۔ تو وہاں مجسٹریٹ کے سامنے الہام کی بنا پر یہ بیان بھی دے آئے کہ میری جناب الٰہی میں وہی شان اور مرتبہ ہے جو میں نے تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ اور فقط اتنا نہیں سنہ ۱۹۰۶ء میں جب کتاب حقیقۃ الوحی شائع کرتے ہیں تو اس میں صفحہ ۲۶۵ پر نشان نمبر ۱۱۸ کے ذیل میں اس واقعہ کو اپنے قلم سے درج کرتے اور شائع فرماتے ہیں۔ میں نقل کئے دیتا ہوں۔

> "۱۱۸ النشان۔ ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری مقدمہ کی وجہ سے (جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا) موجود تھا مجھے الہام ہوا یسئلونک عن شانک قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون یعنی تیری شان کے بارے میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہہ وہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ پھر ان کو اپنی لہو ولعب میں چھوڑ دے۔ سو میں نے یہ الہام اپنی اس جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہونگے سنا دیا جن میں مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر بھی تھے پھر بعد اس کے جب ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے۔ اسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے۔ تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہوا تھا قریباً عصر کے وقت پورا ہو گیا اور ہماری تمام جماعت کے زیادت ایمان کا باعث ہوا۔"

مولوی شیر علی صاحب کا ایک "گذشتہ کارنامہ"

حضرت کے اپنے قلم کی یہ تحریر ظاہر کرتی ہے کہ تریاق القلوب میں جو کچھ حضرت نے اپنی شان اور مرتبہ تحریر فرمایا ہے وہ صحیح اور درست ہے۔ اور سنہ ۱۹۰۴ء میں مجسٹریٹ کے سامنے عدالت میں اس کا اقرار کرنا کس قدر اس بات کا حتمی ثبوت ہے کہ آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں دعوے ہرگز نہیں بدلا تھا اور تریاق القلوب ہرگز منسوخ شدہ کتاب نہ تھی۔ اس دلیل قاطع کو دیکھ کر محمودی کیمپ میں کھلبلی پڑ گئی۔ اور میاں صاحب کا قصر خلافت جنبش کھانے لگا۔ اس آڑے وقت میں بھی یہی مولوی شیر علی صاحب کام آئے تھے۔ یہ فوراً گواہی دینے کھڑے ہو گئے کہ حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی میں جو تریاق القلوب لکھ دیا ہے یہ ان کے حافظہ کی غلطی ہے انہوں نے مجسٹریٹ کے سامنے بجائے تریاق القلوب کے تحفہ گولڑویہ کا نام لیا تھا۔ اور کہا تھا کہ میری وہی شان اور مرتبہ ہے جو میں نے تحفہ گولڑویہ میں لکھا ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی

میں جو کچھ لکھا ہے غلط لکھا ہے۔

قادیانی ذہنیت کا نقشہ

حضرت مسیح موعود کی صریح تحریر کے خلاف اس طرح اگر کوئی "پیغامی" لکھتا تو دنیا تو کیا مشرق سے لے کر مغرب تک کے محمودی اس پر لعنتیں بھیجنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ مگر نہیں چونکہ یہاں اپنا الو سیدھا ہوتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود کو غلط قرار دے بیٹھیں گے ان کے حافظہ کا نقص بتا دیں گے مگر اپنا پرنالہ وہیں قائم رکھیں گے اور یہ تو فقط حافظہ کا نقص بتایا ہے نبوت کے معاملہ میں تو یہاں تک غلو ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بارہ برس کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی صریح تحریروں کو منسوخ قرار دے دیں گے۔ اور حافظہ کی غلطی نہیں جہل اور نادانی کا نتیجہ قرار دے لیں گے۔ یہاں تو بڑی مہربانی فرمائی ۱۹۰۲ء کا زمانہ ہے اس لئے حافظہ کی ہی غلطی پر بات ٹل گئی۔ مگر حافظہ نے بھی غلطی کھائی تو ایسے موقعہ پر جہاں نبی اور غیر نبی کا سوال معرض بحث میں آجاتا ہے۔ تریاق القلوب میں صاف ملہم اور محدث ہونے کا دعویٰ لکھا ہوا موجود ہے۔ اسی لئے بڑی محنت اور کوشش سے اسے جناب میاں محمود احمد صاحب نے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب میں شامل کیا تھا چنانچہ اس روئے زمین کے پردہ پر آج کوئی محمودی نہیں جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کسی کتاب کو دانستہ یا نادانستہ نبوت کے بارے میں پیش کر بیٹھے۔ وہ خواب میں بھی ایسی غلطی نہیں کر سکتا۔ بلکہ کچھ تعجب نہیں جو قبر میں بھی منکر نکیر سے بھی پوچھ بیٹھیں کہ تم نے کونسا عقیدہ پوچھتے ہو ۱۹۰۱ء سے پہلے کا یا بعد کا۔ لیکن بدقسمتی سے حضرت مسیح موعود کے حافظہ نے غلطی بھی وہیں کی جہاں نہ کرنی چاہئے تھی۔ یعنے ۱۹۰۶ء میں حقیقۃ الوحی لکھتے ہوئے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتاب تریاق القلوب کا حوالہ دیدیا کاش کہ حضرت صاحب نے میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کی ہوئی ہوتی یا ان کی کتاب حقیقۃ النبوت پڑھی ہوتی تو ایسی غلطی نہ کر سکتے۔

اہل فہم اور ارباب عقل سے سوال

یہ تو تھی محمودیوں کی ذہنیت کا نقشہ ہے لیکن اب میں اہل فہم اور ارباب عقل سے سوال کرتا ہوں کہ چلو یہ میں نے فرض کے طور پر مان لیا کہ حضرت مسیح موعود کو یاد نہ رہا اور ۱۹۰۶ء میں حقیقۃ الوحی لکھتے وقت یہی خیال رہا کہ میں نے عدالت میں تریاق القلوب کے متعلق بیان دیا تھا کہ میری وہی شان ہے جو اس کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ حالانکہ عدالت میں تحفہ گولڑویہ کی نسبت بیان دیا تھا۔ مگر اس سے کم سے کم یہ پتہ تو ضرور چلتا ہے کہ حقیقۃ الوحی کے لکھنے کے زمانہ میں یعنے ۱۹۰۶ء میں آپ کے دماغ کے کسی کونے میں بھی یہ بات نہ تھی کہ تریاق القلوب کوئی منسوخ کتاب ہے۔ اگر منسوخ سمجھتے تھے اور ۱۹۰۱ء میں دعویٰ تبدیل کر چکے تھے، تو دعویٰ تبدیل کرنے سے قبل کی کتاب کے متعلق وہ حقیقۃ الوحی میں یہ نہ لکھ سکتے تھے کہ ہاں میری وہی شان اور رتبہ ہے جو اس میں میں نے لکھا ہے۔ کیا انہیں اتنا بڑا اہم واقعہ بھی یاد نہ رہا تھا کہ میں ۱۹۰۱ء میں اپنا دعوےٰ بدل چکا ہوں۔ میں پہلے نبوت کے مدعی پر لعنتیں بھیجا کرتا تھا۔ اب خود نبوت کا مدعی بنا ہوا ہوں۔ تریاق القلوب میں تو نبوت کا مدعی نہ تھا۔ اب مدعی بن چکا ہوں اس لئے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میری وہی شان ہو جو تریاق القلوب میں لکھی ہے جو شخص کسی وقت اگر دعویٰ بدلے گا اور پہلے سے بالکل الٹ کر دے گا تو وہ اس بارے میں حد درجہ کا محتاط ہوگا کہ مبادا میں اپنی شان اور رتبہ وہ بتلا دوں جو میرے تبدیلی دعوے سے قبل کا تھا۔ کیا آج میاں محمود احمد صاحب یا کسی اور لئے سے

اور محمودی سے ایسی غلطی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو کیا حضرت مسیح موعود ہی ایسے غیر محتاط اور نعوذ باللہ بے سمجھ انسان تھے کہ لکھتے وقت آپ کو کچھ بھی یاد نہ رہتا تھا اور بلا سوچے سمجھے الاپ شناپ لکھتے چلے جاتے تھے۔ مجسٹریٹ کے سامنے جو بیان دیا تھا اس کے متعلق تو حافظہ غلطی کر گیا۔ مگر کیا اپنے دعویٰ نبوت کے متعلق بھی حافظہ غلطی کر گیا جو ۱۹۰۶ء میں ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتاب کا حوالہ دے گئے۔ کسی واقعہ کے متعلق تو حافظہ غلطی کر سکتا ہے لیکن اپنے دعوے کے متعلق بھی حافظہ غلطی کر سکتا ہے؟ تو پھر حضرت صاحب کے دعاوی پر سے ہی امان اٹھ گیا۔ پہلے بارہ برس تک دعوے کی سمجھ نہ آئی خدا خدا کر کے سمجھ آئی تو اب حافظہ غلطی کرنے لگ گیا۔ کہ ۱۹۰۶ء میں حقیقۃ الوحی لکھتے وقت ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتاب کا حوالہ دے رہے ہیں اور جو اس میں اپنی شان اور رتبہ لکھ آئے ہیں اسے صحیح بتا رہے ہیں۔

قادیانیو! خدا کا خوف کرو!

او اجرائے نبوت کے شیدائیو! تمہیں کوئی خدا کا خوف بھی ہے یا نہیں اور کیا وبالآخرۃ ھم یوقنون کے معنے آخرت پر یقین کرنے کے ایمانیات کی فہرست سے جو تم نے خارج کئے ہیں تو کیا اس وجہ سے تو نہیں کہ آخرت پر سے سچ مچ تمہارا یقین ہی اٹھ گیا ہے! اور دنیا اور اس کی سیاست اور دھڑے بازی ہی مقصود خاطر بن کر رہ گئی ہے۔ آخر کب تک مسیح موعود پر نادانی اور لاعلمی کے غلاف چڑھاتے چلے جاؤ گے کیا اس وقت تک باز نہیں آؤ گے جب تک اس کے علم اور صداقت کو فہمیدہ طبقہ کی نظروں سے بالکل مستور نہ کر دو۔ کیا یہ تحریر صاف صاف نہیں بتاتی کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں دعوے میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور اسی لئے آپ ۱۹۰۶ء میں حقیقۃ الوحی لکھتے وقت اس بات کو لکھتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے کہ ہاں میری وہی شان ہے جو میں نے تریاق القلوب میں لکھی ہے۔

تحفہ گولڑویہ میں بھی نبوت اور وحی نبوت سے انکار موجود ہے

اور تم نے اگر تحفہ گولڑویہ کو تریاق القلوب کی جگہ اپنے مریدوں سے منوا بھی لیا تو اس سے کیا فائدہ ہوگا اس میں بھی تو نبوت اور وحی نبوت سے صاف صاف انکار موجود ہے۔ میری کسی تشریح کی ضرورت نہیں اصل تحریر پڑھ لو۔ فرماتے ہیں

"قرآن شریف، جیسا کہ آیت ...... الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے۔ اور صاف لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جیسا فرمایا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ لیکن وہ لوگ جو حضرت عیسے علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر ۴۵ برس تک ان پر جبرئیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر نازل ہوتا رہے گا اب بتلاؤ کہ ان کے عقیدہ کے موافق ختم نبوت اور ختم وحی نبوت کہاں باقی رہا۔ بلکہ ماننا پڑا کہ خاتم الانبیاء حضرت عیسیٰ ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۳)

"اور اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اتر آئیں گے اور پینتالیس برس تک جبرئیل وحی نبوت لے کر ان پر نازل ہوتا رہیگا تو

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— برلن کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے ایک معتقد مسلم والی ریاست جو آج کل یورپ کی سیاحت میں مصروف ہیں گزشتہ ماہ مئی کے وسط میں برلن تشریف لائے۔ تو مسجد میں بھی آئے اور مشن کے حالات اور اس کے مفید کام کو معلوم کر کے اظہار مسرت فرمایا اور ماہ ستمبر میں دوبارہ تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔

— ۸ جون کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں نماز جمعہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے پڑھائی اور نہایت بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

— ماہ مئی کے آخری ہفتہ میں بمقام جالندھر ہمارے نوجوان مبلغ مولوی احمد یار صاحب نے غیر از جماعت مولویوں سے وفات مسیح و دیگر اختلافی مسائل پر تین دن نہایت کامیاب مناظرہ کیا جس کا پبلک کے سنجیدہ طبقہ پر بہت اچھا اثر ہوا۔ بہت سے لوگ سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کر رہے ہیں۔ اس مناظرہ میں مولانا عمر الدین صاحب نے بھی مولوی احمد یار صاحب کو امداد دی۔ مفصل آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

— ہمارے محترم دوست جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات تحریر فرماتے ہیں:-

میرے عزیز چودھری عزیز احمد صاحب بی اے ایل ایل بی سب جج کے لئے منتخب ہو گئے ہیں جس پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور بعض دیگر احباب کے خطوط مبارکباد مجھے پہنچے ہیں۔ میں بذریعہ اخبار سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خواستگار ہوں کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ چودھری عزیز احمد صاحب کو جہاں دنیوی مدارج عطا فرمائے۔ وہاں انہیں روحانی دولت سے بھی مالا مال کرے اور وہ صرف اس صورت میں ممکن ہے۔ کہ اشاعت اسلام کی عظیم الشان تحریک یعنی احمدیت جو اصل اسلام ہے ان کے قلب پر پورا اثر ڈالے تا وہ اسلام کے ایک سرگرم کارکن کی حیثیت سے اس پاک کام میں حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر اصحاب کے ممد و معاون ہوں۔

— پیغام صلح:- ہم حافظ صاحب اور چودھری عزیز احمد صاحب کے دیگر اعزہ و احباب کو مبارکباد دیتے ہوئے اس پرخلوص دعا پر آمین کہتے ہیں۔ انشاء اللہ حافظ صاحب کی یہ خواہش ضرور پوری ہوگی۔

— چودھری فضل حق صاحب منیجر دار الکتب اسلامیہ چند روز سے علیل ہیں ہر روز بخار ہو جاتا ہے۔ احباب ان کے لئے دعا کریں۔

---

۴۲ (اسی صفحہ کے دوسرے کالم کا بقیہ)

تو کیا ایسے عقیدہ سے دین اسلام باقی رہ جائے گا؟ اور آنحضرت کی ختم نبوت اور قرآن کی ختم وحی پر کوئی داغ نہیں لگے گا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۴)

(باقی آئندہ)

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلْحُ خَيْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا ہے

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰی ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر او شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۴ء | نمبر ۳۶

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالٰی ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب شیخ محمد ہاشم صاحب خلف الرشید جناب شیخ نظام الدین صاحب پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس چک شیخان ضلع شاہپور نے دو بیگہ کپاس کاشت شدہ انجمن کو عطا کی ہے۔

—— پیغام صلح :- جزاک اللہ شیخ صاحب موصوف گزشتہ دنوں سخت بیمار اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج رہے۔ آپکی علالت کا ذکر اس کالم میں ہوتا رہا ہے۔ اب انہیں پہلے سے بہت کچھ افاقہ ہے۔ لیکن پوری صحت نہیں ہوئی۔ تمام احباب اس مخیر و مخلص نوجوان کے لیئے درد دل سے دعائے صحت کریں اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالٰی ان کو بیش از بیش دینی و دنیوی ترقیاں عطا فرمائے۔

—— خان مظفر خاں صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس لاہور کئی روز سے بیمار ہیں۔

—— چودھری فضل حق صاحب مینیجر بکڈپو کو اب افاقہ ہے۔

—— خانصاحب ملک فتح شیر خانصاحب میونسپل کمشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور کے صاحبزادے عبدالمجید صاحب پاؤں کے زخم کی وجہ سے بیمار ہیں۔

—— شیخ عبدالحمید صاحب رئیس ٹکسالی گیٹ کا بچہ بیمار ہے
ان تمام مریضوں کے لیئے درد دل سے دعائے صحت کی جائے۔

—— اخویم میاں محمد ابراہیم صاحب کے والد میاں غلام محمد صاحب سکنہ اخلاص پور ایک خانگی مشکل میں مبتلا ہیں۔

—— مولوی عبدالکریم بشیر صاحب ضلع مظفر گڑھ بعض ابتلاؤں میں مبتلا ہیں۔
ان دوستوں کے لیئے بھی دعا کی جائے۔

فہرست نومسلمین

چک نمبر ۲۳ کسم سر تحصیل میلسی ضلع ملتان میں خواجہ غلام نبی صاحب مہجور کے ہاتھ پر جن ۲۴ آدمیوں نے ۲۴ مئی ۱۹۳۴ء کو اسلام قبول کیا ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

پہلا نام	عمر و ولدیت	اسلامی نام
جریا	۵۰ سال حمو	رحیم بخش
لالو	۲۲ ″ جریا	لال دین
راباں	۲۱ ″ زوجہ لال دین	رابعہ بی بی
رتی	۱۶ ″ سالی ″	رحمت بی بی
دہابو	۲۵ ″ بڈھا	عبدالوہاب
خوشیا	۲۴ ″ دساوا	خوشی محمد
شہابو	۲۲ ″ بڈھا	شہاب الدین
رکھا	۲۰ ″ ″	اللہ رکھا
مہنگا	۱۴ ″ ″	نور محمد
نواب	۱۰ ″ ″	نواب دین
کمو	۴۵ ″ زوجہ بڈھا	کرم بی بی
حسنا	۴۰ ″ والدہ خوشیا	حسین بی بی
ہاشو	۱۹ ″ دساوا	ہاشم خاں
دساوا	۵۰ ″ مہندو	کرم دین
ریشمر	۸ ″ دساوا	ریشم بی بی
رشیو	۱۰ ″ ″	عائشہ
ویرو	۵ ″ بڈھا	جنت بی بی
جویلی	۳۰ ″ گہنو	غلام قادر
گہنا	۴۸ ″ ″ نو	عبدالرحمٰن
ماوو	۳۰ ″ زوجہ جویلی	مراد بی بی
رابو	۸ ″ بنت ″	رابعہ بی بی
سرداراں	۴ ″ ″	سردار بی بی
رکھا	۳۵ ″ ″ ڈرا	اللہ رکھا
بڈھاں	۶۰ ″ زوجہ رکھا	نور بی بی

مکتوب برلن

برلن مسجد میں بصیرت افروز لیکچر

پہلا لیکچر

۱۸ مئی میں حسب معمول مسجد میں دو لیکچر ہوئے پہلا لیکچر بروز جمعۃ المبارک۔ تاریخ ۱۸ مئی ہمارے جرمن نومسلم بھائی جناب (فاروق) ہربرٹ فشر صاحب نے دیا۔ اس بات کا اعادہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ صاحب موصوف کو حلقہ بگوش اسلام ہوئے صرف چار یا پانچ ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ آپ کے اسلامی جوش نے آپ کو اس بات پر مجبور کیا کہ آپ اپنے قیمتی خیالات کا اظہار بصورت لیکچر عام پبلک کے سامنے کریں اور یہ ثابت کریں کہ جس عالمگیر مذہب کو انہوں نے قبول کیا ہے اس کے اصول وقوانین بالکل زمانہ کے عین مطابق ہیں اور وہ کوئی غیر ضروری باتیں نہیں منواتا۔ آپ نے تقریباً ۴۵ منٹ کے قلیل عرصہ میں ان تمام اصولوں پر بحث کی جو مذہب اسلام سکھاتا ہے توحید، عبادت، غسل، وضو، زکوٰۃ۔ غرضیکہ ہر ایک چیز کو لے کر آپ نے یہ ثابت کیا کہ یہ ساری کی ساری باتیں ایسی ہیں جن کو ہر ایک مہذب اور تعلیم یافتہ انسان اپنی روحانی اور جسمانی ترقی کے لئے ضروری سمجھتا ہے۔ آپ نے آنحضرت صلعم کے اقوال واحکام متعلقہ حفظان صحت پیش کرتے ہوئے بتایا کہ آج کس طرح ہر ایک تہذیب یافتہ انسان کم از کم اپنی جسمانی صحت کو قائم رکھنے کے لئے ان کو ضروری سمجھتا ہے۔ بالآخر یہ بتایا کہ یورپ میں عام طور پر اسلام کے متعلق بڑی غلط فہمیاں ہیں۔ اس ضمن میں فاضل مقرر نے خصوصیت سے عورت کے متعلق اسلامی احکام کو پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ کس طرح اسلام ہمیشہ صلح اور امن کا علمبردار رہا ہے۔ اور اسلام نے عورت کو کیا رتبہ عطا کیا ہے۔ اور بتایا کہ ایک مسلمان عورت کی پوزیشن ایک عیسائی عورت کی پوزیشن سے بدرجہا بہتر اور اعلیٰ ہوتی ہے۔ اور اسلامی گھر ایک جنت کا نمونہ ہوتا ہے۔

دوسرا لیکچر

دوسرا لیکچر ایک غیر مسلم خاتون ہیر ولنس فان شٹائن کا تھا۔ مقررہ گو مسلمان نہیں ہیں مگر تقریباً تین چار سال سے باقاعدہ ہمارے جلسوں اور تہواروں میں شریک ہوتی ہیں۔ گزشتہ ماہ انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کو ایک دفعہ بولنے کا موقع دیا جائے چنانچہ انہوں نے ۲۰ مئی کو شام کے آٹھ بجے مسجد کے وسیع ہال میں ایک نہایت ہی بصیرت افروز تقریر کی۔ مضمون کا عنوان تھا "مختلف مذاہب کی مشترکہ باتیں" آپ نے سب سے اول کارکنان مسجد و جرمن مسلم سوسائٹی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قریباً ۴ سال سے یہاں اسلام پر تقاریر سن رہی ہیں اور آج ان کو یہ موقع دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں اور بجائے سننے کے ہم لوگوں کو کچھ سنائیں۔ آپ نے چار مذاہب یعنی بدھ مت، یہودی مذہب، عیسائیت اور اسلام کا خاص طور پر ذکر کیا بدھ مت کے متعلق اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ وہ بجائے مذہب کے ایک قسم کا فلسفہ ہے۔ آپ نے بتایا کہ ہر مذہب نے اپنے اصلی رنگ میں ہمیشہ خالص توحید کی تعلیم دی ہے۔ اور ہر مذہب کا اصل الاصول وحدت باری تعالیٰ ہی تھا۔ شرک اور بت پرستی وغیرہ کے اصول بعد میں مذاہب کے اندر داخل کر دیئے گئے۔ پھر یہ بتایا کہ ہر مذہب دنیا میں صلح اور امن قائم کرنے کے لئے آیا اور لڑائی اور جنگ اسکی صحیح تعلیم کے غلط استعمال کا نتیجہ تھا۔

ان مذاہب کے لانے والوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ سب کے سب پاک اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے۔ اور ان کی زندگیاں بنی نوع انسان کے لئے بہترین نمونہ تھیں۔ ان مختلف ہادیوں کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اگر حضرت موسیٰؑ کی تعلیم میں سختی کا پہلو نمایاں تھا۔ تو ان کے مقابل میں حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم میں نرمی کے پہلو پر زور دیا گیا تھا۔ مگر حضرت محمدؐ کی تعلیم میں دونوں پہلو موجود ہیں پھر الہامی کتب کے تراجم در تراجم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ کتب سماوی میں سے صرف قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جو آج تک اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا۔

لیکچر ہر لحاظ سے کامیاب اور بصیرت افروز تھا۔ حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ایک غیر مسلم کی زبان سے اسلامی باتیں سن کر ایک مسلمان کا ایمان لازماً تازہ ہو جاتا ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے دنیا کے سامنے یہ اصول پیش کیا کہ تمام مذاہب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور ان کے انبیا اور ان کی کتب مقدسہ کو ماننا جزو ایمان قرار دے دیا۔ پھر قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جو کہ آج ساڑھے تیرہ سو سال سے اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور آج تک اس کا ایک شوشہ تک نہیں بدلا۔ اور ربانی وعدہ "نحن نزلنا الذکر و نحن لہ لحافظون" پورا ہو رہا ہے۔

دونوں لیکچروں کے فرائض صدارت خاکسار نے ادا کئے ہر لیکچر کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

دوسرے لیکچر کے بعد ایک پادری صاحب نے مسئلہ تثلیث کا ذکر شروع کر دیا۔ جس پر ہمارے جرمن نومسلم بھائی عبد القادر رولوم نے اس پر اعتراض کیا۔ مگر پادری صاحب سے اس کا کوئی جواب بن نہ آیا۔ اور یہ کہکر ٹال دیا کہ اس کا جواب وہ کسی اور موقع پر دینگے۔ والسلام۔

خاکسار

محمد عبد اللہ

امام مسجد برلن

برلن ۲۳ مئی ۳۴ء

قادیانی حضرات جواب دیں

جناب شیخ مولا بخش صاحب آڑھتی غلہ منڈی لائلپور تحریر فرماتے ہیں:۔

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ مزاج اقدس۔ عرض ہے کہ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے ایک مرید نے جن کا نام میاں محمد صدیق صاحب ہے اور جو میرے حقیقی بھائی ہیں اپنی لڑکی کا نکاح ۱۱ اپریل ۳۴ء کو میرے دوسرے حقیقی بھائی میاں دوست محمد صاحب کے فرزند میاں فضل حق کے ساتھ کر دیا ہے جو کہ غیر احمدی ہیں اس نکاح میں اوکاڑہ کی تمام قادیانی جماعت اور لائلپور کی قادیانی جماعت کے پریزیڈنٹ اور شیخ عبد العزیز صاحب اوکاڑہ بھی شامل تھے۔ تعجب ہے کہ کل ہی میں نے اخبار "الفضل" میں دیکھا ہے کہ غیر احمدی کو لڑکی دینے والے غریب قادیانیوں کو تو جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے لیکن میاں محمد صدیق صاحب کو ابھی تک جماعت سے خارج نہیں کیا گیا۔ حالانکہ نکاح کو دو ماہ سے زائد عرصہ گزر گیا ہے۔

آج میں نے اس مضمون کی ایک رجسٹری شدہ چٹھی جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو بھی بھیجی ہے۔

خاکسار:۔ مولا بخش از لائل پور

(۱۳ جون ۳۴ء)

پیغام صلح:۔ امید ہے جناب میاں صاحب یا ان کا اخبار "الفضل" اس کا جواب دیگا جس کے سننے کے ہم بھی مشتاق ہیں۔

نوٹ۔ شیخ مولا بخش صاحب نے "الفضل" کے جس اعلان کی طرف اشارہ کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

"مسمی ستارا ساکن بھائی تنگل کو اپنی لڑکی کی شادی غیر احمدی کے ساتھ کر دینے کی وجہ سے . . . . جماعت احمدیہ سے خارج کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عبد اللہ ساکن بھائی تنگل و بالا و عبدل ولد اللہ دتا کو جو اس شادی میں شامل ہوئے تھے ۵، ۵ روپیہ جرمانہ کیا جاتا ہے۔

(الفضل ۱۲ جون ۳۴ء) (ناظر امور عامہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم جمعہ ۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ | نمبر ۲۶

اخبار "لائٹ"

اسلام کا ایک پرجوش داعی

جب کبھی تحریک احمدیت اور اس کی شاندار خدمات اسلامی کی تاریخ لکھی جائے گی تو مورخ کو ہماری جماعت کے انگریزی آرگن ہفتہ وار "لائٹ" کے ذکر کے لئے ایک علیحدہ باب وقف کرنا پڑے گا کیونکہ اس اخبار کا کام اس قدر مفید اور شاندار ہے جن کا صحیح اندازہ شاید آج ہم نہ کر سکیں لیکن زمانہ مستقبل کا مورخ یقیناً کرے گا ہماری جماعت نے جو قلیل عرصہ میں عظیم الشان عالمگیر مذہبی انقلاب پیدا کیا ہے اس میں "لائٹ" نے نمایاں حصہ لیا ہے اور لے رہا ہے "لائٹ" اسلام کا پرجوش داعی ہے۔ یہ ساری دنیا کو اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ لیکن اس کا جوش، متانت و معقولیت کی دولتوں سے مالامال ہے۔ ایک طرف اس کی ہنگامہ انگیز طرز انشا مردہ دلوں کے اندر بھی حرارت عمل پیدا کر دیتی ہے، تو دوسری طرف اس کے استدلال کے آگے اسلام کے اشد ترین مخالفین کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور یادری ز...... آئی اس کے دہریت سوز مقالات پر خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ "لائٹ" کی ہمت عالی ہے، اس کی پیشانی پر امید کا نور چمک رہا ہے۔ اس کی چشم تخیل اسلام کے آنے والے دور کامرانی و عظمت کو بہت قریب دیکھ رہی ہے، اس کی نظر بلندی پر ہے۔ اس لئے وہ گرد و پیش کے بکھرے ہوئے کھنڈروں کو نہیں دیکھتا، وہ مایوسی کے تاریک گوشوں میں جھانکنے کے بجائے فتح مندی کی زرین و شاداب وادیوں کی طرف پیشقدمی کر رہا ہے اس کے سینے میں مجدد اعظم کے پیدا کردہ ایمان و یقین کا دریا موجزن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے ختم شدہ اقبال کی مرثیہ خوانی نہیں کرتا۔ بلکہ اسلام کے شاندار مستقبل کا نقیب ہے وہ مسلمان نوجوانوں کو تنگ خیالی و بیجا قدامت کی تاریکی اور دہریت و تہذیب نو کی دجالی چمک کے برے اثرات سے محفوظ رکھنے کی کامیاب کوشش کر رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان اور اس کے فاضل ایڈیٹر کے خلوص و جوش صادق کا ثمرہ ہے۔ کہ اس کی آواز دنیا کے تقریباً تمام مہذب ممالک میں پہنچ رہی ہے اور نہایت مفید اثر پیدا کر رہی ہے۔ تو کیا ضرورت نہیں کہ اس آواز کو اور زیادہ مضبوط و بلند کیا جائے۔ "لائٹ" کی اشاعت کو بڑھایا جائے۔ اس کی ترقی کے زیادہ سے زیادہ سامان پیدا کئے جائیں۔

ا... نہیں کہ ہم اپنی جماعت کے اس قابل قدر انگریزی آرگن کے لئے اپیل کریں۔ اس بات کو بیان کر دینا چاہتے ہیں جو اس وقت خاص طور پر ان سطور کو قلمبند کرنے کی محرک ہوئی ہے احباب کو بخوبی معلوم ہے کہ ہماری جماعت اسپین میں اسلامی مشن کے قیام کا فیصلہ کر چکی بلکہ اس کے لئے عملی قدم بھی اٹھا چکی ہے اس تحریک کی علمبرداری کی سعادت ہمارے معاصر کے حصہ میں ہی آئی ہے۔ جس پر ہمیں بھی رشک آ رہا ہے سال رواں میں سب سے پہلے مسٹر ممتاز احمد فاروقی صاحب نے اس کے صفحات پر اسپین مشن کی تجویز پیش کی جس پر ہمارے معاصر نے پے در پے ایسے پُر زور اور موثر مقالے لکھے کہ نہ صرف جماعت احمدیہ بلکہ باقی مسلمانوں کے سمجھدار اور حساس طبقہ میں بھی ایک پر امید حرکت پیدا ہو گئی۔ اب اسپین کو از سر نو فتح کرنے کے پرانے خواب کی تعبیر نظر آنے لگی ہے۔ انشاء اللہ وہ وقت بہت قریب ہے۔ کہ اس ملک کی تاریخ پھر ایک ورق الٹیگی۔ اس کی غیر آباد مسجدیں پھر آباد ہو جائیں گی۔ اور ان میں اللہ اکبر کی صدا بلند ہونے لگے گی۔ غرناطہ کے اجڑے گلشن میں از سر نو بہار آنے گی اسلامی تمدن اور اسلامی زبان کے تن مردہ میں دوبارہ جان پڑ جائیگی۔ لیکن اس وقت کو قریب لانے کے لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس تحریک کے علمبردار کو اچھی طرح مضبوط کر دیا جائے اور اس کو اس قابل بنا دیا جائے کہ وہ اپنی آواز عالم اسلامی کے ہر ایک گوشہ تک پہنچا کر مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کے مقصد عظیم کے لئے بیدار کر دے "لائٹ" کے مضامین اور اس کی زبان اس قدر پرلطف اور موثر ہوتی ہے کہ اہل ذوق کو اس کی خریداری پر آمادہ کر لینا ذرا بھی مشکل نہیں بشرطیکہ احباب تھوڑی سی کوشش کریں۔ سب سے اول انگریزی دان اصحاب جو خریدار نہیں خود اس کی خریداری قبول فرمائیں اس کے بعد اس کے نمونے کے پرچے جو مینیجر صاحب "لائٹ" احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مفت مل سکیں گے۔ تعلیم یافتہ احباب جماعت اور مسلمانوں تک پہنچائیں اور ملاقات یا خط و کتابت کے ذریعہ ان کو خریداری پر آمادہ کریں۔ یہ نہ صرف "لائٹ" کی بلکہ سپین مشن کی امداد ہو گی۔

ہم غیر از جماعت احباب سے بھی درخواست کرینگے کہ وہ اس تبلیغی مشن کی اہمیت کو محسوس کر کے دست اعانت بڑھائیں۔

قادیانی اخبارات کی اخلاقی پستی

ایک غیر از جماعت بزرگ نے جو قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں ہم سے دریافت کیا ہے کہ قادیانی اخبارات "الفضل" اور "فاروق" وغیرہ اس قدر پست اخلاق کیوں واقع ہوئے ہیں کہ دوسرے کو گالی دیدینا یا اپنے مخالف کے متعلق کذب بیانی یا بہتان طرازی کر دینا ان کے نزدیک بالکل معمولی بات ہے۔ اور وہ ان باتوں کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ اس پست اخلاقی کا احساس تک بھی انکو نہیں ہوتا حالانکہ ایک مذہبی اور تبلیغی جماعت کے آرگن کی حیثیت سے ان کو نہایت اعلیٰ اور پسندیدہ اخلاق و عادات کا مالک ہونا چاہیئے تھا مناسب تھا یہ سوال جناب میاں محمود احمد صاحب یا دیگر قادیانی اکابر سے کیا جاتا۔ ہمارے نزدیک تو قادیانی اخبارات اور قادیانی مبلغین کی اس اخلاقی پستی کی وجہ پیر پرستی اور اندھی عقیدت ہے۔ پیر پرست اشخاص و اقوام بغیر سوچے سمجھے غلط سے غلط عقائد و اعمال اختیار کر لیتی ہیں اور اپنی عقل فروشی کی وجہ سے ان کو اس حد تک صحیح سمجھنے لگتی ہیں کہ ان کے خلاف معقول سے معقول بات سننا بھی گوارا نہیں کرتیں۔ جب کوئی ان سے اظہار اختلاف کرتا ہے تو وہ بے محابا اخلاقی پستی کا مظاہرہ شروع کر دیتی ہیں اور اس کو ایک کار ثواب سمجھتی ہیں۔ یہی حال قادیانی جماعت اور اس کے اخبارات کا ہے یہ لوگ کم از کم اپنے مخالف کے حق میں بہتان سازی اور دشنام طرازی کو اچھا فعل سمجھتے ہیں۔ ان کے اکابر اس چیز کی حوصلہ افزائی اور قدر کرتے رہتے ہیں۔ اس صورت میں "فاروق" کے بازاری مضامین اور "الفضل" کے بہتانوں اور ذاتی حملوں پر تعجب کیوں کیا جائے۔ آخر مسلمان قوم کے اندر شیعہ جماعت بھی موجود ہے۔ جو نہایت ہی اولوالعزم اور عظیم المرتبت صحابہ کے خلاف تبرہ بازی کو عبادت اور کار ثواب سمجھتی ہے قادیانیوں نے ان کی نقلید میں مجدد زمانہ کے خادموں کے متعلق یہی رویہ اختیار کر لیا ہے۔ جب کسی قوم کی ذہنیت ہی خراب ہو جائے تو اس کی اخلاقی کمزوریوں اور دشنام طرازیوں کا گلہ بے فائدہ ہوتا ہے۔

عید المیلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

چند روز تک نسل انسانی کے سب سے بڑے محسن، نبیوں اور پاکوں کے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت آ رہا ہے ہندوستان کے طول و عرض میں اس تقریب کو منانے کی سرگرم تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ہماری خواہش ہے یہ دن نہایت شان و شوکت اور مفید طریقے سے منایا جائے۔ مسجدوں یا گھروں میں نعت خوانی کی مجلسیں منعقد کر کے شیرینی تقسیم کر دینا یا چراغاں کر لینا یا اسی قسم کی دوسری ظاہری رسوم مفید نہیں ہو سکتیں بلکہ ضرورت ہے کہ اس روز خاص اہتمام سے جلسے منعقد کئے جائیں۔ جن میں مسلم اور غیر مسلم اصحاب کی تقریریں ہوں مسلمانوں کے علاوہ ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ اصحاب کو بھی مدعو کیا جائے۔ لوگوں میں اسلام اور سیرت نبوی کے متعلق مفت لٹریچر تقسیم کیا جائے۔ اسلام کی اشاعت دین محمد کی نصرت اور امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے کوئی عملی قدم اٹھایا جائے اور اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ اس روز ہر ایک مسلمان پیغمبر اسلام کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اپنی کسی بری عادت کو چھوڑ کر کسی نیک

وبالاخرۃ ھم یوقنون کی محمودی تفسیر

اور اجرائے نبوت کا فتنہ عظیمہ

(۳)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

مولوی شیر علی صاحب کی گواہی کا خلاصہ

غرضکہ جناب مولوی شیر علی صاحب کوئی آج نئے گواہی دینے نہیں آئے ہیں ایک مرتبہ پہلے بھی آڑے وقت پر گواہی دے چکے ہیں بالاخرۃ ھم یوقنون کی تفسیر محمودیہ پر جب حضرت مسیح موعود کی کوئی تحریر یا ڈائری بطور سند نہ ملی تو ملت محمودیہ کی طرف سے پہلے کی طرح ایسے ہی مولوی شیر علی صاحب کی گواہی پیش کر دی گئی اور یہ گواہی انہیں زیب بھی دیتی تھی۔ کیونکہ وہ حضرت خلافت مآب کی طرف سے "جامع القرآن" کے منصب پر اس وقت مامور معلوم ہوتے ہیں۔ یعنے حضرت مسیح موعودؑ کی وحی کو کتاب کی شکل میں جمع کرنے اور شائع کرنے کی خدمت ان کے سپرد ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے مولوی عبدالکریم صاحب کی موجودگی میں مسجد میں بیٹھکر وبالاخرۃ ھم یوقنون کی تفسیر یہ کی تھی کہ اس سے مراد آپ کی یعنے حضرت مسیح موعود کی وحی ہے اور بتلایا تھا کہ خدا نے یہ معنے آپ پر کھولے ہیں چنانچہ اس کے بعد مولوی نورالدین صاحب ہمیشہ یہی معنے کیا کرتے تھے یہ خلاصہ ہے تمام گواہی کا۔ یہ کب کا واقعہ ہے؟ مولوی صاحب کوئی سال و تاریخ نہیں دیتے۔ بہرحال مولوی عبدالکریم صاحب کی موجودگی کا زمانہ ہوا۔ مولوی صاحب موصوف ۱۹۰۵ء میں فوت ہوئے۔ اس لئے ۱۹۰۵ء سے پہلے کا کسی وقت کا واقعہ ہے مسجد میں بیٹھ کر حضرت مسیح موعود نے بڑے جوش سے یہ تفسیر فرمائی مگر نہ کوئی شخص اس واقعہ کا گواہ ہے نہ کسی نے ڈائری میں میں درج کیا۔ حالانکہ ان دنوں ایک ایک بات ڈائری میں درج ہوتی تھی۔

شیعوں کے نقش قدم پر

یہ تو شیعوں کا قرطاس والا معاملہ ہوگیا۔ کہ جب حضرت نبی کریم صلعم نے کاغذ اور قلم دوات مانگا اور کچھ ایسی بات لکھنی چاہی جس سے بعد میں ضلالت نہ پھیلے تو حضرت عمرؓ نے حسبنا کتاب اللہ کہکر منع کر دیا۔ روایت میں ہے کہ صحابہؓ موجود تھے مگر سوائے ایک ابن عباسؓ کے اور کوئی صحابی اس کا راوی نہیں۔ اہل تحقیق کے نزدیک یہی ایک امر اس روایت کے ضعف کے لئے کافی ہے کہ اتنے صحابیوں کی موجودگی میں سوائے ایک کے اور کوئی راوی نہیں۔ اس لئے یا تو واقعہ غلط ہے یا راوی نے ٹھیک طرح سمجھا نہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ایک واقعہ بہت سے لوگوں کے درمیان ہو اور سوائے ایک لڑکے کے کوئی راوی نہ ہو۔ یہی معاملہ یہاں مولوی شیر علی صاحب کا ہے۔ مسجد میں بڑے جوش سے حضرت مسیح موعود نے تقریر فرمائی بہت سے لوگوں نے سنی ہوگی۔ مگر کوئی اس کا راوی نہیں سوائے مولوی شیر علی صاحب کے اور وہ بھی جب ۳۰۔۳۵ برس گذر گئے تو ایکدم "بفضل" کی پشت پناہی کے لئے گواہی دینے کھڑے ہوگئے۔ فرماتے ہیں مولوی محمد علی صاحب کو قرآن کے ترجمہ کے وقت کہا تھا مگر خدا جانے کس طرح کہا تھا کہ وہ تو فرماتے ہیں مجھے یاد نہیں۔

حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے متعلق صریح غلط بیانی

ایک اور بات بھی کہتے ہیں کہ مولوی نورالدین صاحب اس کے بعد پھر درس قرآن میں ہمیشہ یہی تفسیر کرتے رہے کہ اس سے مراد حضرت مسیح موعود کی وحی ہے۔ لیکن یہ صریح طور پر غلط ہے۔ اور اس سے مولوی شیر علی صاحب کی روایت پر سے بالکل امان اٹھ جاتا ہے۔ میں مولوی نورالدین صاحب کے درس کے نوٹ ۱۹۰۹ء کے مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب کو اس امر پر شہادت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ وھوھذا:۔

"والذین یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاخرۃ ھم یوقنون - پھر ان متقیوں کے لئے ہدایت ہے جو اس سے زیادہ ترقی کرکے اس وحی کو مانتے ہیں جو تیری طرف نازل ہوئی اور جو تجھ سے پہلے نازل ہوتی رہی اور آخر کی گھڑی پر بھی وہ یقین کرتے ہیں"

(ضمیمہ اخبار بدر صفحہ ۳ - فروری ۱۹۰۹ء)

ان درس کے نوٹوں میں اس آیت کی تفسیر کے نیچے مطلق مسیح موعود کی وحی یا بعد میں آنے والی وحی کا کوئی ذکر موجود نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی شیر علی صاحب گواہی دینے میں کس قدر غیر محتاط واقع ہوئے ہیں۔ کہ صریح خلاف واقعہ امر بیان کر گئے۔

حضرت مسیح موعود کے دیکھنے والوں سے اپیل

میں اب ان لوگوں سے اپیل کرتا ہوں جنھوں نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا ہے۔ اور ان کی عادت سے واقف ہیں کہ وہ خدا لگتی گواہی دیں کہ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود جس امر کو خدا کی طرف سے سمجھ لیتے تھے اور جس علم کو وہ منجانب اللہ یقین کر لیتے تھے اسے تحریروں میں، تقریروں میں، کتابوں میں، عام گفتگو میں بار بار دہراتے اور بیان فرماتے رہتے تھے لیکن یہ کیا تماشہ ہے کہ اپنی اس عادت مستمرہ کے خلاف ایک دفعہ فرما کر جسے صرف مولوی شیر علی صاحب نے سنا پھر ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئے۔ اور پھر کبھی نام تک نہیں لیا۔ بلکہ جب کبھی اس آیت کی تفسیر بیان کی وہی پرانے معنے آخرت پر یقین رکھنے کے بیان کئے۔ ولا غیر۔ شہادت القرآن کتاب لکھی اور اس میں وہ تمام آیات قرآنی جمع کر دیں جن سے صراحتاً یا کنایۃً آپ کی بعثت پر استدلال ہو سکتا تھا۔ مگر اس میں اس آیت کا نام تک نہیں لیا۔ شاید کسی کو یہ وہم ہو کہ اس وقت ابھی سمجھ نہ آئی تھی تو حقیقۃ الوحی تو مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد کی کتاب ہے، اس میں جب سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات کی تفسیر لکھی جن میں یہ آیت وبالاخرۃ ھم یوقنون بھی شامل تھی۔ وہاں اس کے معنے مسیح موعود کی وحی کیوں نہ لکھے اور یہ کیا تماشہ ہے کہ جب معنے کرتے ہیں تو پرانے معنے آخرت پر یقین رکھنے کے کرتے ہیں۔

میاں ملتانی کی جمع کردہ تفسیر القرآن سے (۲) دو حوالجات

چنانچہ میں اس کے لئے حضرت مسیح موعود کے دو حوالے پیش کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر القرآن جمع کردہ محمد فخرالدین ملتانی قادیان سے نقل کرتا ہوں۔ تاکسی محمودی کو کوئی عذر باقی نہ رہے۔ وھوھذا۔

(۱) والذین یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاخرۃ ھم یوقنون ہ یعنے متقی وہ ہوتے ہیں جو پہلے نازل شدہ کتب پر اور تجھ پر جو کتاب نازل ہوئی اس پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں"

(تحفۂ سالانہ صفحہ ۲۵)

(۲) والذین یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاخرۃ ھم یوقنون ہ - طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخرالزمانؐ پر جو کچھ اتارا گیا ہے اس پر ایمان لاوے اور اس پیغمبرؐ سے پہلے جو کتابیں اور صحیفے سابقہ انبیا و رسولوں پر نازل ہوئے ان کو بھی مانے اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنیوالی گھڑی یعنے قیامت پر یقین رکھے۔ اور جزا و سزا مانتا ہو"

(الحکم صفحہ ۹ - ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء)

مولوی شیر علی صاحب کی گواہی غلط ہے

یہاں حضرت مسیح موعود نے صاف طور پر آخرت سے پچھلی آنے والی گھڑی اور قیامت اور جزا و سزا مراد لیا ہے۔ اس کے خلاف حضرت کی کوئی تحریر کوئی تقریر کوئی ڈائری نہ مولوی شیر علی دکھا سکتے ہیں نہ کوئی اور جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولوی شیر علی صاحب کی گواہی غلط ہے۔ انہیں غلط فہمی ہوئی یا کیا ہوا میں اس کے بتانے کا ذمہ دار نہیں۔

مولوی شیر علی صاحب کی غلطی اور بھی واضح ہو جاتی ہے جب میاں صاحب نظر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی وحی کو تمام عمر وحی نبوت نہیں قرار دیا۔ تو پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ وہ بالاخرۃ ھم یوقنون سے مراد اپنی وحی لیتے۔ کیونکہ یہاں تو یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك۔ وبالاخرۃ ھم یوقنون میں وحی نبوت کا ذکر ہے جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی اور آپ سے پہلے نازل ہوتی رہی اگر الاخرۃ کے معنے ہم بعد کی وحی لینگے تو وہ بھی وحی نبوت ہی ماننی پڑے گی۔ اور اس کے حضرت مسیح موعود مدعی نہیں ہیں تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ بالاخرۃ ھم یوقنون سے اپنی وحی مراد لیتے۔

ختم وحی نبوت کے متعلق حضرت صاحب کی کتب سے چند حوالجات

وہ تو اجرائے وحی نبوت کو اسلام کی تباہی کا موجب قرار دیتے ہیں میں مشتے نمونہ از خروارے دو تین حوالے عرض کئے دیتا ہوں ۱۹۰۱ء سے پہلے کے بھی اور بعد کے بھی - پہلے ۱۹۰۱ء سے قبل کے حوالے ملاحظہ ہوں:-

(۱) "اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائیگی اور کبھی حضرت جبرئیل ان پر نازل نہیں ہوں گے بلکہ وہ کلی مسلوب النبوت ہو کر امتیوں کی طرح بن جائیں گے تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کر لیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لادیں اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی۔ تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

(۲) "اور یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو تا ہے وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۳)

(۳) "ان پر واضح رہے کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقوی اور دیانت کو چھوڑتا ہے ...... غرض جبکہ نبوت کا دعوے اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوے ہے"

(اشتہار بنام مولوی غلام دستگیر۔ اپریل ۱۸۹۷ء)

۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالجات

اب ۱۹۰۱ء سے بعد کے حوالے ملاحظہ ہوں جن میں وحی نبوت سے انکار ہے:۔

(۱) "قرآن شریف جیسا کہ آیت ...... الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ پر ختم کر چکا ہے۔ اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں جیسا کہ فرمایا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین لیکن وہ لوگ جو حضرت عیسے علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر پینتالیس برس تک ان پر جبرئیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر نازل ہوتا رہے گا۔ اب تبلاؤ کہ ان کے عقیدہ کے موافق ختم نبوت اور ختم وحی نبوت کہاں باقی رہا؟ بلکہ ماننا پڑا کہ خاتم الانبیا حضرت عیسی ہیں"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۳)

(۲) اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اتریں گے اور ۴۵ برس تک جبرئیل وحی نبوت لے کر ان پر نازل ہوتا رہے گا تو کیا ایسے عقیدے سے دین اسلام باقی رہ جائے گا؟ اور آنحضرت کی ختم نبوت اور قرآن کی وحی پر کوئی داغ نہیں لگیگا؟ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۴)

تحفہ گولڑویہ ۱۹۰۱ء سے بعد کی کتاب ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ یہ اس وقت کی تصنیف ہے جبکہ بقول محمودیان زمانہ بے علمی و نادانی سے حضرت مسیح موعود باہر نکل چکے تھے۔ مگر یا ہم اسی کتاب کے مذکورہ بالا حوالوں سے کیا صاف نظر نہیں آتا کہ حضرت صاحب آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے متعلق فرماتے ہیں کہ قرآن شریف اس آیت میں "صریح نبوت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے" اور آپ ختم نبوت اور ختم وحی نبوت دونوں کے قائل نظر آتے ہیں اور اجرائے وحی نبوت سے ان کے عقیدے کے مطابق دین اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت اور قرآن کی ختم وحی پر داغ لگتا ہے۔

مولوی شیر علی صاحب کی شہادت قطعاً ناقابل قبول ہے

پس جو شخص قرآن کی ختم وحی کا قائل اور وحی نبوت کے نزول میں اسلام کی تباہی دیکھتا ہو اس شخص کے متعلق مولوی شیر علی صاحب کا یہ کہنا کہ وہ بالاخرۃ ھم یوقنون کے معنے اپنی وحی نبوت کرتا تھا کس قدر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ مولوی شیر علی صاحب کو گواہی دینے سے قبل سوچ لینا چاہئے تھا کہ میری گواہی سے حضرت مسیح موعود پر تو زد نہیں پڑتی۔ اور آپ کے مسلمہ اور دنیا میں شائع کردہ عقائد کے خلاف تو نہیں پڑتی۔ اگر خلاف پڑتی ہے تو جو لوگ حضرت مسیح موعود کو راستباز مانتے ہیں۔ وہ تو مجبور ہوں گے کہ مولوی شیر علی صاحب کی شہادت کو حقارت سے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں۔ اور کہدیں ع

ایں دفتر بے معنی غرق مے ناب اولی

مولوی محمد علی صاحب سے ایک بے معنی مطالبہ

مولوی شیر علی صاحب بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ انہوں نے مولوی محمد علی صاحب کو ترجمۂ قرآن کے وقت یہ روایت سنادی تھی اگر نہیں سنائی تو وہ قسم کھاویں۔ یہ بھی اس محمودی قوم کی ایک خصوصیت ہے کہ ایک بات کا ادعا یہ کریں۔ گواہی یہ دیں اور قسم کھائیں دوسرے اور حلف اٹھائیں اس کا انکار کرنے والے کبھی یہ بھی دنیا میں الٹا طریق سنا ہے۔ کہ گواہی دینے والا تو قسم نہ کھائے اور جو اس گواہی کو نہ مانے وہ قسم کھائے۔ مگر نہ معلوم اس قوم نے اپنے آپ کو کیوں اس قدر لاڈلا سمجھ رکھا ہے کہ اپنے آپ کو کسی ذمہ واری کے نیچے نہیں سمجھتی۔ لغو سے لغو شہادت پیش کر کے کہدینگے کہ نہیں مانتے تو قسم کھاؤ۔ میں کہتا ہوں مولوی محمد علی صاحب کیوں قسم کھائیں۔ جس کے ہاتھ میں حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے حوالے صریح طور پر موجود ہوں جن میں آپ وحی نبوت کے ختم ہو جانے کے قائل ہیں اور وہ تفسیریں حضرت مسیح موعود کی موجود ہوں جن میں آخرت سے مراد آپ نے یوم آخر لیا ہے تو پھر وہ کیوں قسم کھائیں۔ قسمیں وہ کھاتا پھرے جو حضرت صاحب کی صریح تحریروں کے خلاف گواہی دے کر انہیں حقارت سے ٹھکراتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے جو کچھ کیا بالکل درست کیا

مولوی محمد علی صاحب تو فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ یاد نہیں کہ مولوی شیر علی صاحب نے اس موقعہ پر یہ کہا تھا یا نہیں کہا تھا۔ میں کہتا ہوں چلو کہا تھا۔ پھر کیا؟ مولوی محمد علی صاحب سخت غلطی کرتے اگر وہ حضرت مسیح موعود کی صریح تحریروں اور تفسیروں اور قرآن کی دوسری آیات محکمات کے مقابلہ میں مولوی شیر علی صاحب کی روایت کو قبول کرتے۔ مولوی محمد علی صاحب کو وہی کرنا چاہیے تھا جو امام رازی نے اس حدیث کو منکر کہا اور کیا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف تین جھوٹ منسوب ہیں۔ معترض نے کہا کہ حدیث صحیح ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ "قرآن تو حضرت ابراہیم کو صدیقاً نبیاً کہتا ہے کہ وہ راستباز نبی تھے۔ پس مجھے زیادہ آسان ہے کہ میں اس حدیث کے راویوں کو جھوٹا سمجھ لوں بہ نسبت اس کے کہ حضرت ابراہیم خدا کے نبی کو جھوٹا سمجھوں"۔ کیا مولوی محمد علی صاحب مولوی شیر علی صاحب کی خاطر حضرت مسیح موعود کی صریح تفسیروں کو رد کر دیتے۔ آپ کے ختم وحی نبوت کے عقیدے کو ٹھکرا دیتے۔ کیا محمودیوں کی طرح اہل علم اور صاحب فہم طبقہ کی نظروں میں حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو خاک میں ملا دیتے اور یہ بتاتے کہ جب حضرت عیسے علیہ السلام کو آسمان سے غیر احمدی علما اتارتے ہیں تو حضرت مرزا صاحب ختم نبوت اور ختم وحی نبوت کا نعوذ باللہ ڈھونگ رچا بیٹھتے ہیں اور جب اپنی نبوت اور وحی نبوت کی باری ہوتی ہے تو نہ کوئی ختم نبوت کا عقیدہ باقی رہتا ہے اور نہ ختم وحی نبوت کا اصول سلامت رہتا ہے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب قرآن کی دوسری تمام آیات محکمات کو جن سے صاف نظر آتا ہے کہ بالاخرۃ ھم یوقنون کے معنے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یوم آخر پر لوگ یقین رکھتے ہیں رد کر کے مولوی شیر علی صاحب کی ایک بے سروپا لغو روایت کے آگے سربسجود ہو جاتے۔ اگر ایسا کرتے تو وہ ایک ایسے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے جو عنداللہ اور عندالناس ہرگز کبھی بھی قابل معافی نہ ہوتا۔ وہ ختم نبوت اور ختم وحی نبوت کو توڑ کر بقول حضرت مسیح موعود اسلام کو تباہ و برباد کرنے والے ٹھیرتے۔

محمودیوں کو چیلنج

کیا کوئی محمودی جیتا جاگتا موجود ہے۔ جو قرآن میں سے کسی جگہ بھی الاخرۃ کے معنے بعد میں آنے والی وحی کے صراحتاً یا کنایتاً نکال کر دکھا سکتا ہے۔ یا یہاں چونکہ بما انزل الیک وما انزل من قبلك اس سے قبل پڑا ہوا ہے۔ اس لئے خلاف محاورہ قرآنی اور محکمات فرقانی ایک متشابہ امر کا ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ اور ختم وحی نبوت کو مٹایا جا رہا ہے۔

اس آیت کی تفسیر قرآن میں موجود ہے

خدا کو تو اس نکتۂ عظیمہ کا علم تھا۔ اس لئے اس نے خود اس آیت کی قرآن کریم میں بار بار تفسیر کی ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ کے اسی ابتدائی رکوع میں جب ایمانیات کا ذکر کر چکے جسے یومنون بالغیب سے شروع کیا اور جس سے مراد اللہ پر ایمان ہے تو اس کے بعد یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلك فرمایا جس سے مراد قرآن اور تمام کتب سابقہ اور ان کے لانے والے رسولوں پر ایمان ہے۔ اس کے بعد آخرت پر ایمان کا ذکر فرمایا اور وہاں بجائے ایمان کے یقین کا لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ یہی یوم آخر اور اعمال کی باز پرس پر ایمان ہی ہے جس پر جیسے جیسے کہ یقین بڑھتا جاتا ہے انسان ہدایت اور فلاح کا وارث ہوتا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان اصول دین کے منکرین یعنے کفار کا ذکر فرمایا۔ پھر اگلے رکوع میں ان لوگوں کا ذکر کیا جو منافق ہوتے ہیں۔ یعنے جو منہ سے تو ایمان کا اقرار کرتے ہیں اور دل سے منکر ہوتے ہیں۔ وہاں صاف لفظوں میں فرماتے ہیں ومن الناس من یقول امنا باللہ والیوم الاخر وما ھم بمومنین۔ اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخر پر حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں"

یہاں تمام ایمانیات کو جن کا ذکر شروع سورۃ میں کیا تھا دو لفظوں میں ذکر کر دیا۔ ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر۔ گویا ایمانیات کی فہرست میں سے ایک شروع کا اور ایک آخر کا لیکر اس کے اندر تمام ایمانیات کو لے لیا جن کا ذکر ابتدا میں کیا تھا یومنون بالغیب کی تفسیر ایمان باللہ سے کر دی۔ اور بالاخرۃ ھم یوقنون کی تفسیر ایمان بالیوم الآخر سے کر دی۔

سورۂ آل عمران میں بیان شدہ تفسیر

اس کے علاوہ پھر سورۂ آل عمران میں یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک کی خود ہی تفسیر فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے قولوا آمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب و الاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ و النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم و نحن لہ مسلمون ۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخٰسرین ۔

(ترجمہ) "کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اتارا گیا ہم پر اور جو اتارا گیا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ۔ اور اولاد یعقوب پر۔ اور جو کچھ دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے گا۔ وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔"

یہاں صاف طور پر علاوہ آنحضرت صلعم کے صرف انہی نبیوں کا ذکر فرمایا ہے جو زمانہ ماضی میں گزر چکے اور جو کچھ ان پر اتارا گیا اسے بھی ماضی ہی کے صیغوں میں ذکر کر کے ما انزل من قبلک کی پوری پوری تفسیر کر دی۔ اور کسی بعد میں آنے والی وحی پر ایمان لانے کا ذکر نہیں فرمایا۔ البتہ ھو فی الآخرۃ من الخٰسرین فرما کر یوم آخر کا ضرور ذکر کر دیا۔ اور باوجود اس امر کے کہ کسی بعد میں آنے والی وحی کا ذکر نہیں اسی دین کو الاسلام فرمایا۔ جس کے سوا جناب الٰہی میں اور کوئی دین مقبول نہیں اور جو بجائے خود ایک کامل دین ہے۔ جیسا کہ سورۂ المائدہ میں ذکر ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ جس کے رو سے یہی دین الاسلام ایک کامل و مکمل دین ہے جس کے بعد اس کے لئے اور کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں۔ تو پھر وبالآخرۃ ھم یوقنون کے یہ معنے کس طرح ہو سکتے ہیں کہ بعد میں آنے والی وحی پر یقین رکھتے ہیں جب دین اسلام کامل ہو چکا۔ اور کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں تو بعد میں آنے والی وحی نبوت کی ضرورت کہاں باقی رہ گئی؟ اور یہ کس قدر لغو ہے کہ جو وحی ابھی نازل ہی نہیں ہوئی اس پر ایمان لانا انسان کی نجات کے لئے ضروری ہو۔ کیا حضرت موسیٰ کے وقت میں یہودیوں کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ کی انجیل پر ایمان لاویں۔ جو کتاب یا وحی ابھی نازل ہی نہیں ہوئی اس پر ایمان لانا کس قدر لغو ہے [illegible]۔ اور پھر جب دین اسلام کے لئے اب کوئی حالت منتظرہ ہی باقی نہیں تو پھر بعد میں آنے والی وحی نبوت پر ایمان لانے کو ایمانیات کی فہرست میں داخل کرنا کیا معنے؟ یا تو مانو کہ دین اسلام ابھی مکمل نہیں [illegible] تو یہ معنے غلط ہیں۔

سورۂ لقمان میں وبالآخرۃ ھم یوقنون کے معنی

[illegible]

نے مجبوروں کے لئے کوئی موقعہ باقی چھوڑا ہی نہیں)۔ سورۂ لقمان کی ابتدائی آیات قریباً اسی طرح شروع ہوتی ہیں جس طرح سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات ہیں۔ اور وہاں بھی آیت وھم بالآخرۃ ھم یوقنون آتی ہے۔ مگر وہاں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی وحی کے ذکر کو ترک کر کے اور بالآخرۃ ھم یوقنون کا ذکر کر کے اس امر کو واضح کر دیا کہ بالآخرۃ ھم یوقنون میں آخرت کا نزول وحی سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ اہل باطل محمودی بتا رہے ہیں۔ بلکہ اس کے معنے وہی یوم آخر کے ہیں۔ جو محاورۂ قرآنی ہے۔ وہ آیات اس طرح ہیں:-

الٓمّٓ ۔ تلک آیٰت الکتٰب الحکیم ۔ ھدی و رحمۃ للمحسنین ۔ الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وھم بالآخرۃ ھم یوقنون ۔ اولٰئک علی ھدی من ربھم و اولٰئک ھم المفلحون ۔ (ترجمہ) "میں ہوں سب سے بڑھ کر جاننے والا۔ یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں۔ نیکوکاروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہیں وہ لوگ جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ ہیں جو کامیابی اور فلاح پانے والے ہیں۔"

ملاحظہ فرما لیا۔ مذکورہ بالا آیات نے صاف اور محکم طور پر بالآخرۃ ھم یوقنون کے متعلق فیصلہ کر دیا کہ اس کے معنے قطعاً بعد میں آنے والی وحی کے نہیں۔ اور چونکہ سورۂ لقمان کا نزول مکی ہے اور اس لئے وہ سورہ البقرہ کی نسبت جو مدنی ہے پہلے کی نازل شدہ ہے۔ اس میں یہی حکمت الٰہی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ لقمان میں بالآخرۃ ھم یوقنون کے معنوں کو واضح اور محکم طور پر بیان فرما کر آئندہ نازل ہونے والی سورہ بقرہ کے لئے بطور ہدایت اور روشنی رکھ دیا تا کوئی اجرائے نبوت کا شیدائی سورہ بقرہ میں سے غلط استدلال کر کے وحی نبوت کے دروازے چوپٹ نہ کھولتا پھرے۔

حضرت مسیح موعود نے نبوت اور وحی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا

مولوی شیر علی صاحب تو گواہی دے چکے اور اس گواہی کی حقیقت بھی معلوم ہو چکی مگر اس غلو کی درد ناک داستان کو ختم کرنے سے قبل میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس شخص کی بابت بھی شہادت ادا کر دوں جسے میں نے دیکھا جس کی باتیں میں نے سنیں اور جس کی تحریریں میں نے پڑھیں۔ جہاں تک میرا علم اور سمجھ ہے میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر نہایت دیانتداری سے یہ گواہی دیتا ہوں کہ میرے مرشد مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ مجدد وقت کا ضرور تھا۔ مسیح موعود اور مہدی معہود اور محدث ہونے کا دعوےٰ ضرور تھا۔ مگر نبوت کا دعوےٰ ہرگز ہرگز نہ تھا۔ وحی نبوت کا دعویٰ ہرگز ہرگز نہ تھا آپ نے ضرور فرمایا کہ مجھے خدا کی طرف سے الہاموں میں اور رسول اللہؐ کی طرف سے حدیثوں میں نبی کا نام یا خطاب دیا گیا۔ مگر وہ اعزازی طور پر ایک خطاب تھا جو مجازی رنگ میں محض کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو ظاہر کرنے کے لئے دیا گیا۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ کہ مجھے نبی کا نام مجاز کے طور پر دیا گیا نہ کہ حقیقت کے طور پر۔

حضرت مسیح موعود نے اپنا دعوےٰ ہرگز نہیں بدلا

آپ نے کبھی اپنا دعوےٰ نہیں بدلا جیسا کہ وہ انجام آتھم میں فرماتے ہیں: لن تجدوا [illegible] فی دعوائی کہ تم میرے دعوے میں کبھی ٹیڑھا پن اور تبدیلی نہ پاؤ گے۔ آپ نے صاف صاف اپنا مذہب منن الرحمٰن میں ظاہر فرمایا ہے۔ جو آپ کی وفات کے بعد شائع ہوئی ہے اور چونکہ آپ اپنے اس مذہب اور عقیدہ کو وحی الٰہی پر مبنی بتاتے ہیں اس لئے اس میں تبدیلی ماننا خدا کے علم کو غلط بتانا ہے جو کفر ہے۔ فرماتے ہیں

"و اوحی الی ان الدین ھو الاسلام و ان الرسول ھو المصطفیٰ السید الامام رسول امی امین فکما ان ربنا احد یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہ ولا شریک معہ وانہ خاتم النبیین"

(منن الرحمٰن صفحہ ۲۰)

(ترجمہ) "اور میری طرف وحی کی گئی ہے بیشک دین صرف اسلام ہے اور بے شک رسول صرف حضرت محمد مصطفیٰؐ سید الانام ہیں جو خدا کے رسول امی و امین ہیں۔ پس جس طرح بیشک ہمارا رب ایک ہے جو اکیلا عبادت کا مستحق ہے اسی طرح ہمارا رسول بھی جس کی اطاعت ہم پر فرض ہے ایک ہی ہے۔ کوئی نبی اس کے بعد نہیں اور نہ کوئی اس کے ساتھ شریک ہے۔ اور وہ خاتم النبیین ہے۔"

یہاں حضرت مسیح موعود جو اپنا مذہب بیان فرما رہے ہیں اسے وحی پر مبنی بتا رہے ہیں۔ اگر ان کا ایسا فرمانا غلط ہے تو پھر وہ نعوذ باللہ مفتری ہوئے۔ اور اگر سچ ہے تو پھر خدا کی وحی کے ماتحت جو مذہب پیش کیا ہے وہ نہ غلط ہو سکتا ہے نہ بدلا جا سکتا ہے۔ اور وہی عقیدہ سچا مانا جائے گا جو وحی الٰہی پر مبنی ہے۔ یعنے جس طرح خدا ایک ہے ایسا ہی ہمارا رسول محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایک ہے نہ آپؐ کے بعد کوئی نبی ہے نہ آپؐ کی نبوت میں کوئی شریک ہے۔

حضرت مسیح موعود کا دامن محمودی غلو سے پاک ہے

الغرض حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا دامن ان تمام غلو سے پاک ہے جو یہ محمودی قوم کر رہی ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ آپ حضرت حسین علیہ السلام کی طرح امام مظلوم اور ان تمام عقائد باطلہ محمودیہ سے پاک اور معصوم ہیں جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ کہنے کو تو رات دن محمودی حضرات مولوی محمد علی صاحب اور لاہوری احمدیوں کو یزیدی کہتے رہتے ہیں۔ لیکن کیا یہ سچ نہیں کہ حضرت مسیح موعود کا الہام اخرج منہ الیزیدیون قادیان کے متعلق ہے جس کے معنے خود حضرت مسیح موعود نے یہ کئے ہیں کہ قادیان میں یزیدی پیدا ہوں گے۔ اور جب ان کے ان عقائد غالیہ پر نظر ڈالو تو حق ہے حضرت مسیح موعود کا سارا مشن ذبح ہوتا نظر آتا ہے اور آپ کے علم اور صداقت پر چھریاں چلتی دکھائی دیتی ہیں تو کیا ہمارا حق نہیں کہ ان کے جواب میں پلٹ کر ہم کہدیں کہ یہ الہام حضرت کا ان کے وجود سے پورا ہو رہا ہے۔

ہم صرف قادیانی غلو کی صحیح تصویر پیش کرتے ہیں

مگر کس طرح کہیں؟ اجی رانی کو کون کہے کہ اپنا بدن ڈھانک۔ پہلے ہی نہایت چالاکی سے تمام محمودیوں کے ذہن نشین کر رکھا ہے کہ پیغام صلح میں ہمیں گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور

جو کچھ گندگی "الفضل" اور "فاروق" میں اچھالی جاتی ہے۔ وہ فقط جواب کے طور پر ہے ورنہ ان دونوں اخباروں کی شیریں کلامی اور خوش گفتاری پر آسمانی ملائکہ فخر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات واقعات کے خلاف ہے۔ ہم نے کبھی گالی نہیں دی البتہ ہمیشہ ان کے عقائد کے غلو کی تصویر ان کے سامنے کھینچ کر پیش کی اور وہ انہیں بُری لگتی ہے۔

قادیانی عقائد کے بطلان کا ایک بدیہی ثبوت

جس بات کو یہ بڑے ناز اور تبختر سے اپنے مریدوں میں پیش کرتے ہیں ہم اسی کو پبلک میں پیش کر کے جب اس کی حقیقت کو آشکارا کرتے ہیں تو خود انہیں بھی بُرا لگتا ہے اور یہی کسی عقیدے کے بطلان کا بدیہی ثبوت ہے۔ کہ جب اس کی حقیقت کو برہنہ کیا جائے تو اس عقیدہ کے اصلی حاملین کو بھی وہ مکروہ نظر آوے۔ ہاں اگر ہم ان کی طرف غلط عقائد منسوب کریں یا ان کی ذاتیات پر حملہ کریں تو ہم قصوروار ہیں لیکن ان کے حقیقی عقائد پر تنقید کرنے سے بھڑکنا بتاتا ہے کہ وہ عقائد ہی ایسے لغو ہیں جن کی حقیقت آشکارا ہونے پر انہیں خود محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ کوئی مکروہ عقائد ہیں مگر ان کے منسوب کرنے والے ہم نہیں بلکہ یہ خود ہیں جنھوں نے ایسے مکروہ عقائد اپنے بنا رکھے ہیں۔

ظالم مظلوم نما

مگر آج کل دنیا پروپیگنڈے کی۔ ظالم ہو کر اپنے آپ مظلوم دکھانا یا تو ہندوؤں کو آتا ہے یا پھر اس محمودی قوم کو آتا ہے۔ "الفضل" اور "فاروق" میں گالیوں اور مفتریات کا جو آئے دن مینا بازار لگا کرتا ہے اور جسے کوئی محمودی آنکھ نہ دیکھتی ہے نہ محسوس کرتی ہے۔ اسے اگر کوئی اہل انصاف باقاعدہ ملاحظہ کرتا ہے تو اسے صاف نظر آئے گا کہ ہمارا اور محمودی قوم کا نقشہ کسی شاعر نے اس شعر میں ایسا کھینچ کر رکھ دیا ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

پھلوں اور سبزیوں کو محفوظ رکھنے کی تعلیم

پنجاب ایگریکلچرل کالج لائل پور میں ۲ جولائی ۱۹۳۴ء سے ۱۴ جولائی تک۔ پھلوں اور سبزیوں کو محفوظ رکھنے کے متعلق ایک مختصر نصاب جاری کیا جائے گا۔ نصاب مذکور کا ایسے مضامین مثلاً شاہ دانہ۔ آلوچوں۔ آڑوؤں۔ آڑو اور انگوروں کو ڈبوں میں بند کرنے اور انہیں محفوظ رکھنے اور آم کا گودا۔ جام شربت اور مربہ وغیرہ تیار کرنے سے تعلق ہوگا۔

داخلہ کے لئے تعلیمی معیار کم از کم امتحان میٹرکیولیشن ہوگا تاکہ طلبا لیکچروں کو انگریزی زبان میں سمجھ سکیں۔ تا ترتیبِ داخلہ طلبا داخل کئے جائیں گے۔ طلبا کی اقامت کا انتظام کالج ہوسٹل میں کیا جائے گا۔ پنجابی طلب سے ۵ روپیہ اور بیرون پنجاب کے طلبا سے پندرہ روپیہ فیس لی جائے گی۔

داخلہ کے لئے درخواستیں صاحب پرنسپل پنجاب ایگریکلچرل کالج لاہور کے پاس ۲۵ جون ۱۹۳۴ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

(محکمہ اطلاعات)

تجارتی جہازی تعلیم کا داخلہ

انڈین مرکنٹائل میرین ٹریننگ شپ "ڈفرن" میں داخلہ کے لئے جو ۱۰ جنوری ۱۹۳۴ء سے شروع ہوگا۔ امیدواروں کی درخواستیں تجارتی ملازمت اگر کٹو یا انجینیرنگ کی تعلیم کے لئے درکار ہیں۔ امیدواروں کی عمر ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء کو ۱۳ سال ہر ماہ اور ۱۶ سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔ اور تعلیم انٹرنس سے نچلے تین درجوں سے کم نہ ہونی چاہیئے۔

انگریزی۔ حساب۔ تاریخ۔ جغرافیہ اور عام معلومات کا امتحان انگریزی زبان میں ہندوستان کے مختلف مرکزوں میں ۲۹ سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء تک ہوگا۔

کامیاب امیدواروں کو جنوری ۱۹۳۵ء میں اپنے خرچ پر بمبئی ملاحظہ اور ڈاکٹری کے امتحان کے لئے آنا پڑے گا۔

تین سال کا کورس ہے۔ فیس سالانہ چار صد روپیہ علاوہ اخراجات وردی کے ہوگا۔

درخواستیں جن کے ہمراہ تمام ضروری سندات کی نقول معہ سند تعلیم ہو عـــ۵ روپیہ نقد کے ہمراہ یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

پراسپکٹس جنہیں ہر قسم کی اطلاع اور درخواست کی فارم اور نمونہ پرچہ جات امتحان ہے ۱۲ آنہ نقد قیمت۔ واکرنے پر کیپٹن سپرنٹنڈنٹ آئی۔ ایم۔ ایم۔ ٹی۔ ایس۔ "ڈفرن" مزاگاؤں پیئر بمبئی نمبر ۱۰ سے رہا رہ آنے کے ٹکٹ ایک ایک آنہ والے بھیجے جائیں، یا منیجر پبلیکیشن سول لائن نئی دہلی سے مل سکتے ہیں۔

خبریں

— مدنیہ ۱۲ جون۔ شہر مقدونیہ کا نیا صدر چار ہمراہیوں سمیت قتل کر دیا گیا۔

— جرمنی کے نازی یہودیوں کی صنعتی ترقی میں برابر رکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مشہور یہودی خاندان نے اپنا پریس فروخت کر دیا ہے یہ یورپ کا سب سے بڑا پریس تھا۔

— جرمنی اور فرانس غیر معمولی انہماک سے جنگی تیاریاں کر رہے ہیں اس لئے بعض ماہرین سیاست کا خیال ہے کہ عنقریب ایک بہت بڑی جنگ ہو کر رہے گی۔

— روس بھی نہایت وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریوں میں مصروف ہے حکومت روس نے حال ہی میں ایک نئی فوجی سکیم کو منظور کیا ہے جس کی رو سے روس کے مختلف لوگوں کے ایک کروڑ بیس لاکھ لڑکوں اور لڑکیوں کو فوجی تربیت دی جائیگی روسی سکولوں میں ۸ سال سے لے کر ۱۸ سال تک کی عمر کے جس قدر طلبا اور طالبات ہیں ان کو آئندہ موسم گرما میں ۴۔۴ مہینے کے لئے لازمی فوجی تربیت حاصل کرنی ہوگی اس مقصد کے لئے ملک کے مختلف مراکز میں ۴۰ کیمپ جاری کئے گئے ہیں۔

— یہ بھی ایک قابل ذکر بات ہے کہ ان کیمپوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھا جائیگا۔

— شملہ ۱۳ جون۔ ایک خاص اطلاع مظہر ہے کہ لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند بہت جلد واپس آجائیں گے۔ ان کی واپسی پر ایک بہت اہم اعلان کی توقع کی جاتی ہے

— جموں ۱۲ جون۔ سرکاری اطلاع ہے کہ جموں اور کشمیر کی اسمبلی کے انتخابات ۳ ستمبر ۱۹۳۴ء کو ہونگے۔ اس وجہ سے یکم ۲۔۳ ستمبر ۱۹۳۴ء کو ریاست کے تمام سرکاری محکموں میں تعطیل رہے گی۔

— انگورہ ۱۲ جون۔ شاہ ایران یکشنبہ کے روز اپنے چالیس مصاحبوں کے ہمراہ، جن میں وزیر خارجہ بھی شامل ہیں۔ انگورہ جانے کے لئے حکومت ترکی کی سرحد میں داخل ہو گئے آپ غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے ملاقات فرمائیں گے مقامی ترکی اداروں میں اس ملاقات کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔

— گورنر بنگال چار ماہ کے لئے رخصت پر جا رہے ہیں۔

— گزشتہ دنوں جن نوجوانوں نے گورنر بنگال پر قاتلانہ حملہ کیا تھا ان میں سے ایک کے والد کو جو سرکاری ملازم تھا ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ کہ اس نے اپنے لڑکے کو انقلاب پسند بننے سے کیوں نہیں روکا۔

— لندن ۱۳ جون۔ کل دوپہر تخفیف اسلحہ کانفرنس جنیوا کا اجلاس عمومی ختم ہو گیا۔ کوئی تسلی بخش فیصلہ نہیں ہو سکا۔

— ریاست کپورتھلہ کے ہندو اور ان کے حامی گرلین رپورٹ کے خلاف بہت شور مچا رہے ہیں۔ کہ اس میں مسٹر کوٹھاوالا اور کپتان روپ سنگھ کو علیحدہ کرنے کی کیوں سفارش کی گئی ہے۔

— حکومت افغانستان اپنے فوج کے گرمائی لباس میں تبدیلی کر دی ہے۔

— مشہور ہندو لیڈر دیوان چمن لال ممبر اسمبلی کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔

— قائم مقام وائسرائے کے بھائی سر وکٹر سیلے کا امرتسر میں انتقال ہو گیا وہیں ان کو دفن کر دیا گیا۔

غیر اقوام کے ایثار و قربانی کے حیرت انگیز واقعات

دولتمندی - کمائی - جاگیرداری اور صنعت و تجارت کا حاصل یہ ہے کہ انسان دنیا کی خدمت کرے - قوم کی خدمت کرے غریب کا حق ادا کرے - اور اپنی آخرت کی زندگی کو درست کرے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے زندگی کا یہی نمونہ پیش کیا ہے - حضورؐ خود بھوکے رہتے مگر سائل اور محتاج کو کبھی خالی ہاتھ نہ بھیجتے - اگر کوئی چیز پاس نہ ہوتی تو آپ قرض لیتے اور محتاج کو دیتے - صحابہ کرامؓ کا حال بھی یہی تھا وہ اپنی ذات پر کم خرچ کرتے تھے اور دینی کاموں میں دل کھول روپیہ دیتے تھے - ان کی اس سخاوت و فیاضی اور ایثار و قربانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دونوں جہان آراستہ کر دیئے - انہیں دنیا اور دین دونوں سلطنتوں کی بادشاہت مل گئی -

نفسانی اخراجات کا شوق

مسلمانو! تمہاری ذلت، غریبی اور غلامی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تم اپنے نفس پر ہزاروں روپے خرچ کرتے ہو مگر دینی کاموں میں ایک روپیہ بھی تکلیف اور تنگی اور بددلی کے ساتھ خرچ کرتے ہو یہ صرف عادت کا بگاڑ ہے - تم سیر، شکار، دعوت، ڈنر، تفریح، عمارت شادی، عیش و عشرت، تکلف لباس، رنگ، راگ، اور آرائش و زیبائش پر جو کچھ خرچ کرتے ہو وہ بھی خرچ ہے اور تعمیر مسجد تعلیم، اشاعت اسلام، یتیم خانہ، قومی مجالس، سائل، محتاج، بیوہ یتیم کو جو کچھ دیتے ہو وہ بھی خرچ ہے - فرق صرف یہ ہے کہ ایک خرچ سے نفس موٹا ہوتا ہے اور دوسرے سے قوم اور دین کی ترقی ہوتی ہے مگر افسوس کہ تم پہلے خرچ میں بڑے دلیر ہو - دوسرے خرچ کا موقع آجائے تو بالکل تھک کر بیٹھ جاتے ہو - اور اس بے ہمتی کا نتیجہ دیکھ رہے ہو - ایک طرف ساہوکار کا بیاج ہے اور دوسری طرف بادشاہ کا خراج ہے - اور تم چکی کے دونوں پاٹوں میں پس رہے ہو - ہندو اور انگریز کے ہاتھ میں تمہاری نکیل ہے وہ جو چاہتے ہیں تم سے کراتے ہیں - اور تم دم بھی نہیں مار سکتے -

ایک پارسی عورت کی بے مثال فیاضی

اب معزز مسلمانو! آؤ، دنیا کا حال دیکھیں اور غور کریں، کہ غیر قومیں کیا کیا کارنامے انجام دے رہی ہیں؟

بمبئی - مارچ ۱۹۳۴ء کی اطلاع ہے کہ سر ڈنشا پٹٹ کی بہن مسز بہائی مہرہ نے ساڑھے ستائیس لاکھ روپیہ اپنی قوم کے حوالے کر دیا ہے - اسے پارسی قوم کی ترقی پر خرچ کیا جائے گا - کتنے مسلمان ایسے ہیں جو اپنی جائداد کی تہائی یا چوتھائی خدا کی راہ میں صرف کر سکیں -

ہندو یونیورسٹی بنارس

ہندو یونیورسٹی بنارس کی سالانہ رپورٹ سے ظاہر ہے کہ ہندو قوم نے ۱۹۱۴ء سے ۳۴ ر اگست ۱۹۳۳ء تک اپنی قومی تعلیم کے لئے جس قدر روپیہ پنڈت مدن موہن مالوی کو دیا ہے اس کی میزان ایک کروڑ ۱۵ لاکھ روپیہ ہے - ۹۰ لاکھ روپیہ صرف عمارتوں اور منزل پر خرچ ہوا ہے - ۳۴ لاکھ روپیہ تعلیمی ساز و سامان پر - تیرہ سو ایکڑ زمین پر یونیورسٹی کی عمارتیں پھیلی ہوئی ہیں - ۱۹ میل لمبی یونیورسٹی کی سڑکیں ہیں - ۱۰۰ بڑے بڑے مکانات صرف استادوں کے لئے ہیں یونیورسٹی کے سات عظیم الشان بورڈنگ ہاؤس ہیں جن میں ۲ ہزار طالب علم رہتے ہیں یونیورسٹی کے ساتھ کئی عظیم الشان کالج ہیں آرٹس کالج، سائنس کی بہترین تجربہ گاہیں، انجینیرنگ کالج زنانہ کالج، لا کالج، سنسکرت کالج، آیورویدک کالج، زراعتی کالج، پاور ہوس، ورکشاپ، ہسپتال، وغیرہ - یونیورسٹی کی سالانہ آمدنی ۱۱ لاکھ ۲۲ ہزار روپیہ ہے - سالانہ خرچ ۱۱ لاکھ پچاس ہزار روپیہ - حکومت صرف تین لاکھ روپیہ سالانہ امداد دیتی ہے - باقی خرچ خود قوم پورا کرتی ہے -

دو اور مثالیں

۷ر مارچ کی اطلاع ہے کہ مہاتما گاندھی بلگام تشریف لے گئے - آپ نے چند آدمیوں سے اچھوتوں کے امدادی فنڈ کے متعلق گفتگو کی - ایک گھنٹہ میں ۵۶ ہزار روپیہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا -

ہندو یونیورسٹی نے فیصلہ کیا کہ ایف اے کی تمام تعلیم ہندی زبان میں دیجائے - ضرورت پیش آگئی کہ تمام انگریزی کورس کا ترجمہ ہندی میں شائع کیا جائے - اس کے لئے ۵ ہزار روپے کی ضرورت تھی - مسٹر برلا کو معلوم ہوا - آپ نے یہ تمام رقم اسی وقت ادا کر دی -

مسلمان غور فرمائیں

برادران اسلام! آپ کے لئے یہ تمام واقعات سبق آموز ہیں - یہ تمام اخراجات آپ کے مقابلہ میں ہیں - آپ یاد رکھیں کہ جو قوم خود آگے بڑھتی ہے، خدا بھی اسے بڑھا دیتا ہے - اور جو پیچھے ہٹتی ہے خدا بھی اسے پیچھے ہٹا دیتا ہے - ہندوستان وہی ملک ہے جہاں مسلمانوں کی حکومت تھی - ہندو وہی قوم ہے جو ہزار سال تک مسلمانوں کے ماتحت رہی - لیکن آج آپ، اپنی اس محکوم قوم کے تمول، تجارت، تعلیم اور سیاسی ترقی کو حیرت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں - یہ سب کچھ نفس پرستی اور نفس پروری کا نتیجہ ہے - اگر ہم سچے مسلمان ہوں تو خدا کی رحمت کا دروازہ اب بھی کھلا ہوا ہے - آخر ہم کب تک اسلام سے دور رہیں گے؟

مکتوب فضل

(از جناب چوہدری فضل احمد صاحب)

محترم و مکرم حضرت امیر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - خاکسار نے آپکو ۴ر مئی ۱۹۳۴ء کو ایک عریضہ تحریر کیا تھا جس میں عرض کیا گیا تھا کہ عنقریب میں گداگری کرنے والا ہوں - چنانچہ بندہ نے اپنے سالانہ Refreshm Course (میں) جو چنیوٹ ضلع جھنگ ۱۲ر مئی ۱۹۳۴ء لغایت ۲۱ر مئی ۱۹۳۴ء رہا گداگری کی -

محترم امیر قوم! کئی دفعہ تجربہ کیا گیا ہے کہ حرکت میں برکت ضرور ہوتی ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ چندہ کی فراہمی کے لئے انسان کا پرلے درجہ کا مستقل مزاج، حلیم بردبار ہونا لازمی و لابدی ہے - جب تک انسان میں یہ اوصاف نہ ہوں چندہ جمع نہیں ہو سکتا - کیونکہ اس کام میں طرح طرح کے انسانوں سے واسطہ پڑتا ہے - اور کئی طرح کی تکالیف کا سامنا ہوتا ہے - یہ بات میں تجربہ کی بنا پر وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جہاں ہمارے مسلمان بھائی کئی طرح سے تحریک احمدیت میں بدگمانیاں پیدا کرتے ہیں - وہاں یہ بھی ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی جماعت تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے تو فقط احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے - یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور ہمیں اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں سربسجود ہونا چاہیئے کہ یہ کام ہمارے ذریعہ ہو رہا ہے - اور ساتھ ہی اشاعت اسلام میں انتہائی کوشش کرنی چاہیئے - ہم میں سے ہر ایک ہر وقت اس جستجو میں رہے کہ تبلیغ اسلام کس طرح اور کن ذرائع سے ہو سکتی ہے - ہمارا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، محض رضائے الٰہی کے ماتحت ہونا چاہیئے لوگوں کے اس اعتماد اور وقار کو قائم رکھنے کے لئے جو کہ محض خدائے ذوالجلال کی عنایت سے حاصل ہوا ہے - ہمیں پہلے سے بہت زیادہ جوش اور ہمت سے تبلیغ اسلام کرنی چاہیئے - میں ان حضرات کا جن کے اسمائے گرامی معہ ان کے عطیات کے مندرجہ ذیل ہیں اپنی طرف سے اور انجمن کی طرف سے تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں - کہ انہوں نے ایک بہت بڑے کار خیر میں ہمارا ساتھ دیا -

(۱) قریشی فضل الرحمٰن صاحب اڈیٹر کواپریٹو سوسائٹیز ۸ر
۴ر ماہوار - رسید نمبری ۱۰۲۶/۴ ، ۱۰۲۸
(۲) سید عدالت حسین شاہ صاحب بی اے انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹیز ۲ روپے
(۳) شیخ منیر حسین صاحب بی اے (وعدہ) ۳ر
(۴) راجہ عبدالحمید صاحب بی اے ۲ر
(۵) سید حیدر شاہ صاحب انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹیز ۲ر
(۶) رانا سردار علی خانصاحب (وعدہ) ۲ر
(۷) چودھری سلطان محمد صاحب بی اے انسپکٹر ڈمکیں ۱ر
(۸) چودھری احمد الدین صاحب سب انسپکٹر ۱ر
(۹) چودھری عبد الکریم صاحب سب انسپکٹر ۱ر
(۱۰) مختلف سب انسپکٹر صاحبان ۳ر - ۶ - آنے
(۱۱) چوہدری علی محمد صاحب انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹیز ۳ر
(۱۲) چودھری شاہباز خانصاحب آڈیٹر ر ۰ - ۸ آنے
(۱۳) ملک محمد حیات صاحب ر ۰ - ۸ - ۰
(۱۴) چودھری سردار خانصاحب انسپکٹر بی اے - ۲ روپے ۴ م
(۱۵) ر ولی محمد صاحب کلرک سرکل رجسٹرار ر
(۱۶) ر احمد خانصاحب بی اے انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹیز ۲ر
(۱۷) ر اللہ دتا صاحب ۱ر
(۱۸) ر رشید احمد صاحب سب انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹیز ۱ر
(۱۹) ر امان اللہ خاں صاحب ر ۱ر
(۲۰) ملک خدا بخش صاحب ر ۱ر
(۲۱) چودھری رحمت خانصاحب ر ۰ - ۶ آنے - ۰
(۲۲) ملک غلام حیدر صاحب ۳ - ۳ - ۰
(۲۳) میاں غلام محمد صاحب اڈیٹر ۰ - ۸ - ۰

میزان	۳ — ۱۵ — ۳۱
بحصہ فنڈ از خانہ خود	۰۰ — ۱۴ — ۰
کل رقم	۳ — ۱۳ — ۳۲
قابل وصول	۰ — ۰ — ۵
وصول شدہ	۳ — ۱۳ — ۲۷

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۸۳

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں
سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۳۴ء | نمبر ۳۷

قادیانی حضرات جواب دیں

جناب شیخ مولا بخش صاحب آڑھتی غلہ منڈی لائلپور تحریر فرماتے ہیں:-

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج اقدس۔ عرض ہے کہ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے ایک مرید نے جن کا نام میاں محمد صدیق صاحب ہے اور جو میرے حقیقی بھائی ہیں۔ اپنی لڑکی کا نکاح ۱۱ اپریل ۱۹۳۴ء کو میرے دوسرے حقیقی بھائی میاں دوست محمد صاحب کے فرزند میاں فضل حق کے ساتھ کر دیا ہے جو کہ غیر احمدی ہے اس نکاح میں اوکاڑہ کی تمام قادیانی جماعت اور لائلپور کی قادیانی جماعت کے پریذیڈنٹ اور شیخ عبدالعزیز صاحب اوکاڑہ بھی شامل تھے۔ تعجب ہے کہ کل ہی میں نے اخبار "الفضل" میں دیکھا ہے کہ غیر احمدی کو لڑکی دینے والے غریب قادیانیوں کو تو جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے لیکن میاں محمد صدیق صاحب کو ابھی تک جماعت سے خارج نہیں کیا گیا۔ حالانکہ نکاح کو دو ماہ سے زائد عرصہ گزر گیا ہے۔

آج میں نے اس مضمون کی ایک چٹھی رجسٹری شدہ جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو بھی بھیجی ہے۔
(خاکسار مولا بخش۔ از لائلپور ۱۳ جون ۱۹۳۴ء)

پیغام صلح: امید ہے جناب میاں صاحب یا انکا اخبار "الفضل" اس کا جواب دیگا جسکے سننے کے ہم بھی مشتاق ہیں۔

نوٹ: شیخ مولا بخش صاحب نے "الفضل" کے جس اعلان کی طرف اشارہ کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

"مسمی تارا ساکن بھاگی ننگل کو اپنی لڑکی کی شادی غیر احمدی کے ساتھ کر دینے کی وجہ سے جماعت احمدیہ سے خارج کیا جاتا ہے اس کے علاوہ عبداللہ ساکن بھاگی ننگل و بابا عبدل ولد اللہ دتا کو جو اس میں شامل ہوئے تھے ۵/ ۵ روپیہ جرمانہ کیا جاتا ہے۔ (ناظر امور عامہ)"
(الفضل ۱۲ جون ۱۹۳۴ء)

اُپکاری

تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے اور تمام اہل عالم کے اُپکار کے لئے دہلی سے زیرادارت جناب سید قاسم علی صاحب دشارد ساہتیا النکار ہندی زبان میں ہفتہ وار اخبار "اپکاری" نام سے جاری کیا جاتا ہے۔ اس اخبار کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں:-

(۱) سب سے بڑا مقصد اس اسلامی پرچہ کا تمام عالم کا اپکار ہے جو بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد اعظم ہے اور قرآن مجید جو دنیا کے اپکار کا سب سے اعلیٰ نسخہ ہے اس کی صداقت کو اہل عالم کے سامنے ہندی زبان میں پیش کرنا۔

(۲) اس پرچہ کو اسلام کے اندرونی فرقوں کے مخصوص عقائد سے کوئی بحث نہ ہوگی بلکہ اس کا مقصد خالص اسلام کی تعلیم کا پرچار ہے۔

(۳) مخالفین اسلام کے اعتراضات کا معقول و منقول طریق پر رد کرنا۔

(۴) اسلام کی اصل تصویر کو اہل عالم کے سامنے تاریخی رنگ میں پیش کرنا۔

(۵) حالات موجودہ میں اہل اسلام کی زندگی کے لئے جد و جہد کرنا
یہ اخبار ہر شنبہ کے روز $\frac{20}{26}$ کے ۱۶ صفحات پر شائع ہوا کرے گا۔ چندہ سالانہ عوام سے تین روپیہ۔ ہر قسم کی خط و کتابت، جو اخبار کے متعلق ہو حسب ذیل پتہ پر کی جائے

مینیجر اخبار "اپکاری" (ہندی)
متصل جامع مسجد دہلی

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— اخبار "ینگ اسلام" کا دوسرا پرچہ شائع ہو گیا ہے اس کی سالانہ قیمت اندرون ہند عہ اور بیرون ہند دو شلنگ ہے۔ پتہ:- مینیجر اخبار ینگ اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

— جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائٹ عنقریب چند روز کے لئے جہلم تشریف لیجانے والے ہیں۔

— جناب بابو علی بخش صاحب قریشی نے اپنے صاحبزادہ عبدالحمید صاحب کی امتحان ایف اے میں کامیابی پر انجمن کو دو روپے عنایت فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔ مبارک باد۔

— شیخ احمد علی صاحب برادر شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے اپنے صاحبزادے کی امتحان میں کامیابی پر انجمن کو پانچ روپے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جنمیں سے تین روپے وصول ہو چکے ہیں۔ جزاک اللہ مبارکباد۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنھتی نیشنل سینی ٹوریم ساملی سے اپنے خط مورخہ $\frac{6}{34}$/۱۵ میں اطلاع دیتے ہیں کہ مولوی عصمت اللہ صاحب کی حالت بدستور ہے کسی وقت امید افزا حالت بھی ہو جاتی ہے مثلاً ۱۳ جون کو ٹمپریچر تھوڑی دیر کے لئے نارمل ہو گیا تھا ۱۴ جون کو ۱۰۳ درجہ تک رہا۔ آج (۱۵ جون) ۹۸ ہے کمزوری روز بروز زیادہ ہو رہی ہے تمام احباب آپکے لئے دردِ دل سے دعائے صحت کریں۔

— جناب چودھری فضل حق صاحب مینیجر بکڈپو کو اب پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ صحت کامل کے لئے دعا کی جائے۔

— اخویم سید عابد علی خانصاحب (بغداد) کے چچا زاد بھائی سید امیر علی شاہ صاحب گذشتہ ماہ بمقام ... انتقال فرما گئے۔ انا للہ۔ مرحوم ... عالم باعمل تھے اور اخبار پیغام صلح کے خاص ہمدرد ... کی ملاقات

پشاور میں قادیانی جماعت کی کھلی شکست

قادیانیوں کا مناظرے سے عبرتناک فرار

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

۱۲ اور ۱۳ مئی کو ہماری جماعت پشاور یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ الحمدللہ مخالفین کی انتہائی کوششوں کے باوجود کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہوئی۔ مگر قادیانی جماعت کو ہمارے جلسہ کا انعقاد اس قدر ناگوار گزر رہا تھا کہ انہوں نے جلسہ میں شریک ہونے والے لوگوں میں نہایت دل آزار اور ناپاک ٹریکٹ چھپوا کر تقسیم کیے اور جلسہ گاہ کے قریب ہی ایک اجتماع بھی کر رکھا تھا جلسہ کی کارروائی کی رپورٹ تو جماعت پشاور کے سکرٹری صاحب کی طرف شائع ہو چکی ہے۔ میں صرف قادیانی جماعت کی کھلی شکست کے متعلق واقعات صحیحہ انتصاراً لکھتا ہوں۔

(۱) چونکہ قادیانی جماعت نے ہماری جماعت کو اپنے کھلے مطبوعہ خط مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۳۴ء میں مندرجہ ذیل الفاظ میں چیلنج کیا تھا۔

"قادیانیوں کا سہ بارہ چیلنج"

"اگر تمہیں تحقیق حق کا شوق ہے۔ تو شرائط طے کر کے مساوی حقوق کے ساتھ مناظرہ کر لیں۔ ہم نے تو سال گزشتہ بھی دو دفعہ آپ لوگوں کو چیلنج دیا تھا۔ اب ہماری طرف سے سہ بارہ چیلنج ہے۔ اگر آپ لوگوں میں ہمت ہے تو شرائط طے کر کے مناظرہ کر لیں۔"

مرد میدان باش و تنال ما ببیں ❊ نصرت آن ذو الجلال ما ببیں
طعنہ ہا بے امتحاں نامردی است ❊ امتحاں کن پس مآل ما ببیں

"یہ زوردار چیلنج" پشاور کی قادیانی جماعت کے دس سربرآوردہ ممبروں کی طرف سے دیا گیا ہے۔ اور سب سے پہلے قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی پریزیڈنٹ کے دستخط ہیں۔ اس لئے میں نے اس کا جواب پہلے تو زبانی یہ دیا کہ جب، جہاں، جس طرح چاہو اور جتنی دیر چاہو مجھ سے مناظرہ کر لو۔ اور جسے چاہو بالمقابل لے آؤ۔ سب کے بعد دیگرے دس قادیانی آجاؤ۔ مگر حصول نے برخاست، اس لئے میں نے مندرجہ ذیل تحریری جواب اس چیلنج کا دیا۔

جواب چیلنج

مخدومی و مکرمی جناب قاضی محمد یوسف صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ پشاور۔ السلام علیکم و علیٰ من لدیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپ کے مطبوعہ خط بنام حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۳۴ء کا زبانی طور پر میں نے اپنی طرف سے کل جواب دیدیا تھا اور آپ نے سن لیا ہوگا یا آپ کو پہنچا دیا گیا ہوگا مگر عرض خدمت یہ ہے کہ میں بحیثیت آنریری مبلغ جماعت احمدیہ اشاعت اسلام لاہور اس خدمت کے لیے حاضر ہوں کہ دونوں جماعتوں میں جو نبوت و کفر و اسلام اور اسمہ احمد کے متعلق اختلاف ہے اس کے متعلق آپس میں باہمی گفتگو کر کے بغرض تحقیق حق کر لی جائے۔ اور اگر آپ یہ چاہیں کہ شرائط مساوی کے ساتھ باقاعدہ مناظرہ ہو تو اس کے لیے بھی حاضر ہوں۔ پس اگر آپ بھی پبلک میں یا صرف احمدیوں میں بیٹھ کر مباحثہ یا تبادلہ خیالات کے لیے تیار ہوں تو مجھے آج ہی مغرب کی نماز سے پہلے پہلے اطلاع دیں۔ تاکہ میں جہاں آپ فرمائیں حاضر ہو سکوں یا اگر آپ کا منشا مناظرہ کا نہ ہو تو میں واپس دہلی چلا جاؤں۔ مباحثہ کے لئے کوئی خاص شرائط نہیں ہیں جو شرائط فریقین کے لئے ساوی ہوں مجھے منظور ہیں۔ مجھے خیال ہے کہ آپ نے اسمہ احمد پر تو انعام بھی مقرر کیا ہوا ہے۔ سو اگر ایسا ہی ہے، تو میں آپ کا چیلنج منظور کرتا ہوں۔ فیصلہ کے لئے ایک آدمی آپ کی جماعت پشاور میں سے میں منتخب کر لونگا اور آپ ہماری جماعت پشاور میں سے ایک آدمی چن لیں۔ اور ایک عالم مسلمانوں میں سے یا کسی غیر مذہب کا کوئی اچھا عالم چن لیا جائے پھر کثرت رائے سے جو فیصلہ ہو منظور کر لیا جائے۔ اس طرح اگر مجھے انعام ملے گا تو وہ میں اشاعت اسلام میں بطور چندہ دیدونگا اور اگر آپ کہیں گے تو آپ ہی کی جماعت کے کسی صیغہ میں بطور مدد دیدونگا۔ و اللہ علیٰ ما اقول شہید۔

(عمر الدین احمدی شملوی۔ ۱۳ مئی ۱۹۳۴ء پشاور)

قادیانیوں کی بہانہ سازی

اس معقول جواب کے بعد امید تھی کہ قادیانی چیلنج دینے والے آگے بڑھیں گے مگر ہوا یہ کہ بہانہ سازی سے انکار کر دیا۔ اور مندرجہ ذیل جواب دیا جو ان کے خط مورخہ ۱۴ مئی کا خلاصہ ہے:۔

"مسئلہ کفر و اسلام اور نبوت میں جناب محمد عمر صاحب جناب مولوی عمر الدین صاحب کے دونوں ہاتھ کاٹ چکے ہیں۔ اگر ہم دوبارہ ان فیصلہ شدہ موضوعات پر گفتگو کریں تو گویا ہم نے اس فیصلہ کا احترام نہ کیا۔ جو بڑی محنت سے حاصل ہوا اور دوبارہ ایسا فیصلہ اس اختلاف کی تاریخ میں شاید ہی ہو۔ اگر آپ نے مباحثہ در بارہ نبوت کرنا ہی ہو تو اس کے واسطے آپ کوئی اور شخص تلاش کریں۔ جو ہمارے ساتھ ہمارے کھلے چیلنج در بارہ نبوت از روئے قرآن کریم بوعدہ انعام مکصد روپیہ کرنیکا فیصلہ کرے"

علاوہ ازیں قادیانی جماعت نے یہ بھی لکھا کہ:۔

"کیا ہی اچھا ہو کہ جناب مولوی محمد علی صاحب ہمارے مطالبہ حلف موکد بعذاب کا بھی فیصلہ کر جاویں"

نوٹ:۔ یہ حلف اس غرض سے قاضی صاحب نے تجویز کیا تھا کہ مولانا قسم کھا کر کہدیں کہ ہم نے اپنے عقیدہ در بارہ نبوت و کفر و اسلام میں تبدیلی نہیں کی۔ اگر کی ہے تو خدا ہم پر عذاب نازل کرے۔

احمدی جواب

اس نامعقول تحریر کا مندرجہ ذیل مفصل جواب ہماری طرف سے دیا گیا۔

مکرمی جناب قاضی محمد یوسف صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ پشاور۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

میں نے آپ کا مطبوعہ چیلنج جسے آپ نے اپنی مطبوعہ چٹھی بنام امیر جماعت احمدیہ لاہور مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۳۴ء میں درج فرمایا ہے قبول کر لیا۔ پہلے تو زبانی آپ کی موجودگی میں پبلک جلسہ میں آپ کے اس چیلنج کو پوری طرح قبول کر لیا۔ پھر ۱۳ مئی ۱۹۳۴ء کو تحریراً بھی یہ چیلنج آپ کی ہی شرائط کے مطابق منظور کر لیا۔ اور آپ کے جواب کے لئے منتظر رہا۔ مجھے امید تھی کہ آپ اب کوئی حیلہ بہانہ نہ کر سکیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ سیدھے طور پر انکار کر کے شرمندہ ہونے سے بچنے کے لئے آپ نے خواہ مخواہ ایچا پیچی شروع کر دی ہے اور یہ لکھ دیا ہے کہ اگر مباحثہ کرنا ہے تو جماعت احمدیہ (اور شاخ لاہور) اس خاکسار کے بجائے کسی اور مناظر کو پیش کرے یہ کیوں؟ کیا آپ کا چیلنج تمام ان لوگوں کے لئے نہیں جو حضرت مسیح موعود کو آپ کی طرح نبی اللہ اور "احمد رسول موعود" نہ مانتے ہوں۔ اگر ایسا ہی ہے تو مجھ سے مناظرہ نہ کرنے کے کیا معنے ہیں۔ میں خدانخواستہ آپ کا بدخواہ نہیں ہوں بلکہ آپ سب کا سچا ہمدرد ہوں۔ مجھے جناب میاں محمود احمد صاحب سے بھی کوئی عداوت نہیں۔ ہاں مجھے تو آپ لوگوں کے عقائد سے نفرت ہے۔ سو میرا حق ہے کہ میں آپ کے چیلنج پر آپ کے مقابل آؤں۔ اور آپ کا کوئی حق نہیں کہ آپ حیلہ و بہانہ سے فرار کی راہ نکالنے کے لئے مجھ سے مباحثہ کرنے سے انکار کر دیں۔ اگر آپ نے مختلف فیہ تینوں مسائل (۱) نبوت مسیح موعود (۲) کفر و اسلام (۳) اسمہ احمد کے متعلق بحث سے اعراض کیا تو میرا حق ہوگا کہ میں پشاور میں ایک اشتہار شائع کر دوں اور اصل حقیقت کا اظہار کر دوں پھر آپ کو مجھ پر گلہ کرنے کا حق نہ ہوگا۔

(۱) نبوت مسیح موعود پر مباحثہ

نبوت مسیح موعود کے متعلق آپ کا کھلا چیلنج منظور ہے آپ جس طرح چاہیں بحث کر لیں۔ اور انعامی رقم کے فیصلے کے لیے براضی فریقین حکم مقرر کر لئے جا سکتے ہیں۔

(۲) اسمہ احمد پر بحث

"اسمہ احمد" کے متعلق ہمارا صرف یہ دعوےٰ ہے کہ اس پیشگوئی کا اصل اور حقیقی اور اول مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں حضرت مرزا صاحب اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق نہیں ہیں نہ ان کا نام احمد ہے۔ بلکہ وہ تو احمد موعود صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام ہیں۔ ہم اسی قدر ثابت بھی کریں گے اس پر آپ کا ایک سو پچاس روپے کا انعام ہے۔ لیکن اگر آپ اس بحث پر ۱۵۰ روپے انعام دینا نہیں چاہتے تو نہ سہی آپ جس طرح چاہیں بحث کر لیں۔

(۳) مسئلہ کفر و اسلام

مسئلہ کفر و اسلام پر بھی بحث منظور ہے۔ ہم صرف اتنا ثابت کرینگے کہ صرف حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہو سکتا۔ آپ یہ ثابت کرینگے کہ محض انکار دعویٰ مسیح موعود سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

سیاہ جھوٹ

آپ نے اپنے خط میں مجھ پر سیاہ جھوٹ بولنے کا الزام لگایا ہے جس کا مجھے افسوس ہے کیونکہ میں نے تو یہ کہا تھا اور کہتا ہوں کہ مباحثہ شملہ کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت صاحب ایسے نبی ہیں جن کے دعوے کا محض انکار کفر نہیں" آپ فیصلہ حکم نکال کر دیکھ لیں کہ میرا بیان سچا ہے یا نہیں۔ میرے خیال میں آپ کا الزام صریح زیادتی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔

(باقی برصفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲	یوم شنبہ ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ	نمبر ۳۷

شذرات

اسلام کی ایک بہت بڑی خوبی سادگی اور آسانی ہے۔ اس کے تمام عقائد و فرائض بیحد معقول اور فائدہ رساں ہونے کے ساتھ ہی بیحد سادہ اور آسان ہیں۔ پیچیدگی، تصنع اور تاریک خیالی کا ان میں کوئی دخل نہیں۔ دیگر مذاہب میں یہ خوبی نہیں پائی جاتی ظہور اسلام کے وقت مذاہب عالم کی جو حالت تھی اس پر آپ ذرا غور کریں سب کے سب دور از عقل عقائد، اور پیچیدہ، تکلیف دہ اور بے فائدہ رسوم و عبادات کا مجموعہ نظر آئیں گے۔ مذہبی پیشوا لوگوں کی روحوں اور عقلوں کے مالک بنے بیٹھے تھے۔ ان کے راہب اور جوگی خانقاہوں کی کوٹھڑیوں، پہاڑوں کی گپھاؤں اور جنگلوں کی تنہائیوں میں تکلیف دہ ریاضتوں اور چلہ کشیوں میں مصروف تھے اور تو اور ان کی عبادت گاہیں بھی بیحد پر اسرار اور تنگ و تاریک ہوتی تھیں۔

دین فطرت ان تمام چیزوں کے خلاف ہے اس میں رہبانیت مذہبی ٹھیکہ داری اور پیچیدگی کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اس نے اولادِ آدم کو ان تمام غیر فطری پابندیوں سے نجات دلائی۔ اور انسانوں کو مساوات و حریت کی دولت سے مالامال کر کے خدا کے حضور کھڑا کر دیا۔ باقی باتوں کو جانے دیجئے۔ عبادات ہی کو لے لیجئے اسلام سے قبل اس بارہ میں بھی ہر ایک مذہب کا رجحان اسرار و اخفا، تاریکی اور پیچیدگی کی طرف تھا۔ اسلام نے سب سے اول انسانوں کو اجتماعی رنگ میں کھلی ہوا اور سورج کی روشنی میں اللہ کے آگے سربسجود ہونے کی تعلیم دی۔

کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد ایرانیوں، ہندوؤں اور بعض دوسری اقوام کے اثر کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر بھی مذہب کے نام پر طرح طرح کے مفاسد پیدا ہو گئے۔ اسلام کی معقولیت، سادگی اور مساوات ان کے اندر سے بہت بڑی حد تک جاتی رہی۔ دنیادار پیروں کا گروہ پیدا ہو گیا جنہوں نے مجاہدین و بزرگان دین کے نام پر گدیاں قائم کر کے مسلمانوں کی عزت و مال کے علاوہ ان کی متاع عقل و ایمان پر بھی ڈاکہ ڈالنا شروع کر دیا۔ غور و فکر کی جگہ اندھی تقلید نے لے لی۔ اس غلط روش سے مسلمانوں کو بیحد نقصان پہنچا۔ عرصہ تک یہی حالت قائم رہی کہ مسیح موعود مجدد صدی چہاردہم اسلام کی سادگی، آسانی، مساوات اور آزادی رائے کو از سرنو قائم کر کے پیر پرستی اور اندھی تقلید کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا ہے وہ آپ کی محفلوں میں شریک ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ حضور اسلامی سادگی کا نمونہ تھے۔ پیروں والی کوئی بات آپ میں نہ تھی۔ آپ کی محفلوں سے عہد رسالت کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ کے کسی قول و فعل میں تصنع و تکلف کا شائبہ تک نہ پایا جاتا تھا۔ آپ کی زندگی اخلاق محمدی کا پورا پورا نمونہ تھی۔

جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت نے حضرت مسیح موعود اور ان کے مقدس مشن پر بڑے بڑے مظالم کئے ہیں جن کی کیفیت قارئین پیغام صلح کو بخوبی معلوم ہے ان میں سے ایک بہت بڑا ظلم یہ ہے کہ یہ لوگ اسلامی سادگی، مساوات، اور آزادی رائے کے جس کو حضرت مسیح موعود نے از سرنو قائم کیا تھا شدید دشمن ہیں۔ قادیانی جماعت میں خلیفہ کے حکم کے آگے غور و فکر، دلائل اور آزادی رائے کی کوئی حقیقت نہیں۔ خلیفہ کہتا ہے کہ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی فنا ہو جائے گا۔ سب سہم جاتے ہیں۔ وہ غلط سے غلط بات کہدے سب خاموش ہو جائیں گے۔ ان لوگوں نے اندھی تقلید اور ایک نہایت ہی مکروہ قسم کی ذہنی غلامی کا نام تنظیم رکھ لیا ہے۔ اور اس پر خوش ہو رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ کسی پیر کا طوق غلامی گلے میں ڈال لینا تنظیم نہیں۔

پیر پرستوں کے لئے پیر ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ وہ اس کی ذات اور اس کی خوشنودی کو اپنا مقصد حیات قرار دے لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کوئی پیر پرست جماعت کسی بلند مقصد کو اپنے سامنے نہیں رکھ سکتی۔ جب اصولوں کی جگہ شخصیتیں لے لیں تو اعلیٰ مقاصد خود بخود نظروں سے اوجھل ہو جایا کرتے ہیں قادیانیوں کی بالکل یہی کیفیت ہے۔ جناب میاں صاحب کی ذات ہی ان کے لئے سب کچھ ہے۔ دوسرے پیروں کے مرید جو حرکتیں کیا کرتے ہیں وہی میاں صاحب کے مرید کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خوش اعتقادی کی اس پرورش سے بعض اوقات جناب میاں صاحب بھی دق ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۸ جون ۱۹۳۴ء میں اپنے مریدوں کی چند ان بیہودگیوں کو بیان کیا جو ان کے لئے جسمانی طور پر تکلیف دہ ہیں۔

سب سے پہلی شکایت انہوں نے یہ کی کہ ان کے مریدان سے بار بار مصافحہ کرتے ہیں۔ ہر نماز کے بعد مصافحہ کرنے والوں کی ایک طویل قطار کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور ان میں زیادہ تر وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہر روز دربار خلافت میں باریاب ہوتے رہتے ہیں۔ شمع خلافت کے یہ پروانے شوق مصافحہ میں جس بدتمیزی کا ثبوت دیتے ہیں وہ جناب میاں صاحب کے لئے نہایت ہی تکلیف دہ ہے فرماتے ہیں:۔

"بعض دفعہ بغل کے نیچے سے کوئی ہاتھ نمودار ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ میں آگے ہوتا ہوں اور کوئی پیچھے سے میرے ہاتھ کو مروڑ رہا ہوتا ہے"

سنا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا شمع خلافت کا اسی قسم کا ایک پروانہ مصافحہ کے لئے دیوانہ وار آگے بڑھا۔ اس کے ناخن تھے بڑے بڑے۔ ایک ناخن جناب میاں صاحب کے دست مبارک میں لگا اور خون کی دھار بہہ نکلی۔

اس کے بعد میاں صاحب فرماتے ہیں:

"پھر میں نے کئی بار دیکھا ہے کہ بعض لوگ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں ہم نے بزرگوں سے یہ سنا ہے کہ بڑے چھوٹوں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں اس کی غرض برکت دینا ہوتی ہے۔ لیکن بچوں کا باپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا یا مریدوں کا امام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا بالکل عجیب بات ہے"

یہ حرکت بھی اندھے جوش عقیدت کا نتیجہ ہے۔ میاں صاحب کو اپنے مریدوں پر کسی قسم کی بدگمانی نہ کرنی چاہیے۔

مریدوں کا پیروں کے پاؤں دبانا عام بات ہے میاں صاحب کے مرید بھی دباتے ہیں۔ اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:۔

"کئی دوستوں کو دیکھا ہے اور توجہ بھی دلائی ہے کہ وہ دبانے بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ دیگر فنون کی طرح دبانا بھی ایک فن ہے اور ہر شخص اسے نہیں جانتا...... اگر میرے بدن پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو میری حالت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ اور دم گھٹنے لگتا ہے........ وہ (یعنی میاں صاحب کے مرید) برکت حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ مگر مجھے ایسی گدگدی اور کھجلی ہوتی ہے کہ طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہوتا ہے"

پیر پرست قادیانیوں کو چاہیئے کہ وہ باقاعدہ دبانے کا فن سیکھیں اور اپنے پیر سے اس طریق پر برکت حاصل نہ کریں کہ ان کے کھجلی یا گدگدی ہو۔

اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"پھر کئی لوگ ہیں کہ وہ دبانے لگتے ہیں مگر دو چار بار دبا کر پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ یہ تو برابر کے دوست کے لئے بھی معیوب بات ہے۔ چہ جائیکہ امام جماعت کے لئے ہو۔ ہماری مجالس میں باہر سے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی آکر بیٹھتے ہیں اور عام طور پر ہماری جماعت کو مہذب اور شائستہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر کیا اثر ہوتا ہوگا"

یہی اثر ہوتا ہوگا کہ سخت بدتمیز لوگ ہیں اور ہم ان کو مہذب اور شائستہ سمجھنے میں غلطی پر تھے۔

بیعت کے وقت جو نظارہ پیش آتا ہے۔ وہ جناب میاں صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:۔

"بعض لوگ بیعت کے وقت پاؤں پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں ..... بعض پیٹھ کی طرف آکر بیٹھ جاتے ہیں اور بغل کے نیچے سے یا اوپر کی طرف سے ہاتھ نکالتے ہیں اس وقت کا نظارہ بیعت کا نظارہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک ماہی گیر جال کے اندر ہاتھ ڈال کر مچھلی نکال رہا ہے"

جو قادیانی یہ حرکت کرتے ہیں ان کی بدتمیزی میں کیا شک ہے لیکن ماہی گیر کے جال والی تشبیہ ایک لحاظ سے بالکل ٹھیک ہے۔ کیونکہ میاں صاحب کے عقیدتمند مرید لوگوں کو پھانسنے کے لئے ادھر ادھر جال لگا رکھتے ہیں۔ جب "مچھلیاں" پھنس جاتی ہیں تو میاں صاحب کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ حضور ان کو نکالکر اپنے قبضہ میں کر لیجئے۔

ظاہر ہے کہ جناب میاں صاحب کو ان کے مریدوں کی یہ بدتمیزیاں سخت تکلیف دیتی ہوں گی۔ لیکن کیا کرتے ہیں خود کردہ را علاج نیست۔ انہوں نے اسلام کے صحیح مسلک اور حضرت نبی کریمؐ اور مجدد زمان کی پاک روش سے منہ موڑ کر پیر پرستی کا مرکز قائم کیا۔ ہر بات میں تکلف اور تصنع اختیار کیا۔ ان چیزوں کا نتیجہ تو تکلیف ہی تکلیف ہے۔ جب جناب میاں صاحب کے خاص رفقا یہ بات ان کے مریدوں کے ذہن نشین کرتے رہینگے کہ جناب خلیفہ صاحب سے مصافحہ کرنے، ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے اور ان کے پاؤں دبانے سے برکت حاصل ہوتی ہے تو غریب مرید ایسا ہی کرتے رہینگے۔ یہ فضول چیزیں پیر پرستی کا لازمہ ضرور ہیں لیکن اسلام کی سادگی اور مساوات کے سخت خلاف ہیں۔ اسلام بت پرستی کے قلع قمع کے لئے آیا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس پیر پرست لوگ انسانوں کو بت بنا رہے ہیں۔

قادیانی تنظیم کا غلغلہ بھی دیر سے سن رہے ہیں۔ ذرا اس کی کیفیت بھی جناب میاں صاحب کی زبانی ہی سن لیجئے۔

"جب کوئی مبلغ آتا جاتا یا میں باہر جاتا آتا ہوں تو ہمیشہ ایسے موقع پر ایسی غلطیاں ہوتی ہیں... مثلاً کل ہی جب میں آیا تو ہزار کے قریب لوگ ہوں گے اور یہاں کونسا ایسا خطرہ ہے کہ کوئی شخص بم یا گولی نہ چلا دے۔ مگر پھر بھی انتظامی لحاظ سے ایسی گھبراہٹ شیکنی تھی جو مضحکہ خیز تھی۔ میں نے دیکھا کہ انتظام کرنے والے لوگوں کے ساتھ درشتی سے پیش آتے تھے جس طرح مجسٹریٹ مجرم سے پیش آتا ہے وہ سینہ سے سینہ ملا کر کھڑے تھے۔ رستہ کسی کو دیتے نہیں تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دھکے پڑتے تھے اور ساتھ ہی مجھے بھی تکلیف ہوتی تھی"

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ قادیان کے اندر "حضور خلیفۃ المسیح ثانی" کی موجودگی میں قادیانی تنظیم کی یہ حالت ہے اس سے آپ اندازہ لگا لیں۔ پیر پرستی کی لعنت کا ایک نمونہ ہمیں تنظیم بتایا جاتا تھا۔ یہ ہے اس تنظیم کی ساری حقیقت!

آریوں کی بدھوں کو دعوت اتحاد

آئندہ ماہ جولائی میں جاپان کے دارالسلطنت ٹوکیو میں دنیا بھر کے بدھوں کی ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں برہما کے مشہور بودھ بھکشو اوٹاما ہندوستانی بدھوں کے نمائندہ کی حیثیت سے شریک ہوں گے۔ ان کو مخاطب کرکے آریہ سماج کی گھاس پارٹی کا اخبار "پرکاش" لکھتا ہے:۔

"ریورینڈ اوٹاما سے اس موقع پر یہ آشا رکھنا بیجا نہ ہوگا کہ وہ بدھ کانفرنس ٹوکیو میں صرف بودھ دھرم ہی کی نمائندگی کرنے پر اکتفا نہ کرینگے بلکہ ایسا یتن کرینگے جس سے سارا بودھ جگت آریہ جاتی کی طرف اپنے سہیوگ کا ہاتھ بڑھانے کے لئے اودیت ہو سکے۔ اور ایسی مستقل ایشیائی لیگ کی تاسیس کے لئے ہراول کے فرائض بجا لا سکے جو کہ بودھوں اور آریہ جاتی کے لالوں کے حقوق کو پورے طور پر سرکھشت رکھنے کا دعویٰ کرنے کی اہل بن سکے۔

(۱۰ر جون ۱۹۳۴ء)"

ہندوؤں نے بدھوں کے ساتھ جو ظالمانہ سلوک کیا اور جس بیدردی سے ان کو ہندوستان سے نکالا۔ وہ تاریخ عالم کا ایک بہت ہی دردناک باب ہے۔ بودھوں کو یہ مظالم یقیناً فراموش نہیں ہوئے۔ جس ہندو قوم نے ہندوستان میں آباد بودھوں کو جلا وطن کیا۔ جس ہندو قوم نے اپنے کروڑوں افراد کو انتہائی ذلت کے غار میں پھینک رکھا ہے۔ اور ان سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک کر رہی ہے۔ جس ہندو قوم نے اپنے ہمسایہ مسلمانوں سے کبھی بھی روادارانہ برتاؤ نہ کیا ہو۔ حیرت ہے وہ آج نہایت ڈھٹائی سے چین اور جاپان کے بدھوں کو دعوت اتحاد دے رہی ہے۔ بودھوں کو ہندوؤں کے مظالم یاد ہیں۔ اور وہ خوب جانتے ہیں کہ ہندو کبھی کسی قوم سے شریفانہ برتاؤ نہیں کر سکتے۔ اس لئے پرکاش کو یقین کر لینا چاہئے کہ اس کی یہ پرفریب دعوت اتحاد یقیناً ٹھکرا دیجائے گی۔

کچھ عرصہ ہوا لالہ لاجپت رائے آنجہانی نے بھی چین و جاپان کے بودھوں کو اسی قسم کا فریب دینے کی کوشش کی تھی اور ایک چینی پروفیسر کو گانٹھ کر ہندو مہاسبھا کے جلسوں میں تقریریں بھی کرائی تھیں۔ لیکن اس کا جو نتیجہ ہوا وہ "پرکاش" کو بخوبی معلوم ہے۔ حیرت ہے کہ اس عبرتناک ناکامی کے بعد اس نے یہ احمقانہ حرکت کیوں کی ؟!

محمد علی سالمین آف بمبئی کا مذہب

محمد علی سالمین آف بمبئی نے اپنے ایک خط مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۳۴ء میں ہمارے دوست سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد کو لکھا ہے کہ

"ہمارا چونکہ کوئی (اصل لفظ کسی چاہئے) فرقہ سے تعلق نہیں ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ سارے مسلمان مسلمان ہی کہلائیں۔ مطابق آیہ کریمہ "هو الذی سمکم المسلمین" (آیت غلط دی ہے) لہٰذا اکثریت ہمارے اس خیال کے ساتھ کہ جب تک فرقی سوال مسلمانوں میں سے نہ اٹھ جائے گا وہاں تک مسلمان اپنی اصلی شان و شوکت دکھلا سکینگے"

اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے کہ شیعہ اخبارات کو یہ اپنا مذہب کیا بتاتا ہے۔ اخبار "شیعہ" لاہور نے اپنی ۲۴ر مئی ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں سالمین کی حمایت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ آپ شیعہ اثنا عشری ہیں۔ اس لئے اب ہم سالمین صاحب اور اس کے حامی اخبار "شیعہ" سے دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہر دو میں سے کون سچا ہے۔ معلوم ہوتا ہے ان ایام میں سالمین صاحب دورخی چال چل رہے تھے۔ شیعوں کو لکھ رہے تھے کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔ تم میری حمایت کرو۔ دوسری طرف بغداد لکھ رہے تھے کہ میرا کسی فرقہ سے تعلق نہیں۔ کیونکہ بغداد والا خط اور شیعہ اخبار کا مضمون قریبی تاریخوں کے لکھے ہوئے ہیں اسی پر اس شخص کی چالاکی ختم نہیں ہوتی۔ ۱۳ر اپریل ۱۹۳۴ء کو اس شخص نے ڈاکٹر اے ایم شریف صاحب عرب کی طرف سے جو انگریزی سے محض نابلد ہیں ایک خط انگریزی میں لکھا اور خود اپنے ہاتھ سے عرب صاحب کے انگریزی دستخط کئے۔ جس میں استفسار تھا کہ کیا منیر احمد صاحب انصاری ہمارے نمائندہ ہیں۔ اور کہ "حضرت مولانا ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین عرب مسلم مشنری" ہماری جماعت بمبئی کا ممبر ہے؟ اور مفت لٹریچر کا مطالبہ کیا۔ اس خط کا جواب پہنچنے پر سالمین نے خود خط و کتابت شروع کر دی۔ اور عبداللہ محمد شریف صاحب والے جواب کا حوالہ دیا جس کا اسے مناسب جواب دیا گیا۔ ۷ار مئی ۱۹۳۴ء کا لکھا ہوا ہمیں عبداللہ محمد شریف صاحب المکی کا عربی خط ملا۔ جس میں اس نے سالمین صاحب کی "مجلس الاتحاد الاسلامی الاعلیٰ" سے بیزاری کا اعلان کیا تھا۔

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ سالمین کس فرقہ سے تعلق رکھتا ہے اگر وہ شیعہ اثنا عشری ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہمارے کئی شیعہ دوست تبلیغ اسلام کا کام کرتے ہیں جسے ہم اچھا سمجھتے ہیں وہ بھی کرے تو خوشی کی بات ہے۔ لیکن دوسروں سے اپنا مذہب کیوں چھپاتا ہے۔ اور کیوں دوسروں کو کہتا ہے کہ اس کا کسی فرقہ سے تعلق نہیں۔ اگر بالواقعہ اس کا کسی فرقہ سے تعلق نہیں تو شیعہ اخبار لاہور کی تردید کرے جس نے اسے شیعہ اثنا عشری لکھا ہے۔ ہم شیعہ، سنی، وہابی وغیرہ سب کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ ہم اگر کہیں کہ ہم کسی فرقہ سے تعلق نہیں رکھتے تو سچ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن کسی ایک جماعت کو اسلامی برادری سے خارج سمجھنے والا ایسا دعوے کرنے میں جھوٹا ہے۔

(م)

(بقیہ صفحہ ۵)

یہ اسلام تھا جس نے تمام انسانوں کی حریت کا اعلان دنیا میں کیا تھا۔ اور ان کی آزادی کے احکام دیئے تھے مگر اس نے یہ نہ چاہا تھا کہ غلاموں کو یکلخت آزاد کرکے بیکاروں کی ایک فوج دنیا میں چھوڑ کر دنیا کا امن و امان تباہ کر دیا جائے۔ اس لئے اس نے غلاموں اور لونڈیوں کو ہمیشہ بتدریج آزاد کرنا چاہا تا آزاد ہونے سے پہلے وہ تعلیم و تہذیب سیکھ کر انسانیت کا جامہ پہن لیں اور جب آزاد ہوں تو سوسائٹی کے مفید ممبر بنیں۔ اس لئے جب تک وہ آزاد نہ ہوتے تھے اور غلامی کی حالت میں رہتے تھے اس وقت تک ان کے حقوق اور ان کے ساتھ سلوک کے لئے قوانین کا بنانا فقہا کا کام تھا۔ اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا۔

مذاکرہ علمیہ

تزویج کنیز پر ایک اعتراض

اور اس کا جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اعتراض۔ کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں یہ حدیث موجود ہے:

ورجل کانت عندہ امۃ یطؤھا فادبھا فاحسن تادیبھا وعلمھا فاحسن تعلیمھا ثم اعتقھا فتزوجھا فلہ اجران

اب میں یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ نے رسالہ میں تاویل سے یہ ثابت کیا ہے کہ کسی حالت میں امۃ مملوکہ سے خواہ علی وجہ شرعی صحیح ملک یمین میں آئی ہو، قبل نکاح (یعنے مزاج تزویجت وقبلیت) کے وطی کرنا جائز نہیں (اور فقہائے ابواب وفصول جو مدون کی ہیں وہ سب لا عمل بھا بین المسلمین والصحابہ والتابعین ہیں) اب اس حدیث کا جواب آپ کے ذمہ کیا ہے۔ مہربانی کر کے جواب سے اطلاع دے کر مشکور کریں۔

جواب۔ مکرمی و معظمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے خط کے جواب میں تاخیر کی معافی چاہتا ہوں وجہ یہ کہ لاہور سے ڈلہوزی کی روانگی میں آپ کا خط میری نظر سے اوجھل ہو گیا۔ اب دوبارہ شاید آپ نے حضرت مولانا محمد علی صاحب کو توجہ دلائی اور انہوں نے مجھ سے ذکر کیا تو مجھے یاد آیا۔

صحیح بخاری کی حدیث اور اس کے تین مقصد

جناب نے جو ارشاد فرمایا ہے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ میں نے خود اپنے رسالہ "قرآن کا عالمگیر پیغام حریت" میں جو حدیث لی ہے وہ صحیح بخاری کی ہے جو اس طرح ہے ایما رجل کانت عندہ ولیدۃ فعلمھا فاحسن تعلیمھا وادبھا فاحسن تادیبھا ثم اعتقھا وتزوجھا فلہ اجران یعنے جس شخص کے پاس لونڈی ہو پھر وہ اس کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے۔ اور اس کو آداب سکھائے اور اچھے آداب سکھائے۔ پھر آزاد کرے اور نکاح کرے تو اس کے لئے دو چند اجر ہے۔ اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں بطور اصلاح جاری کرنا چاہتے تھے۔

(۱) اپنی لونڈی کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم و تہذیب سکھانا۔

(۲) اس کے بعد اسے آزاد کر دینا۔

(۳) اس کے بعد پھر اس سے نکاح کرنا۔

یہ کس قدر اعلیٰ درجہ کا تقویٰ اور طہارت اور تہذیب اخلاق کا مقام ہے۔ جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے لوگوں کو دیکھنا چاہتے تھے۔ نیز اس حدیث کو پڑھنے سے صاف نظر آتا ہے کہ یہ حکم عام ہے کسی کی تخصیص نہیں۔ کوئی شخص بھی جس کے پاس لونڈی ہو اور وہ اسے تعلیم دے۔ آزاد کر دے اور پھر نکاح کرے تو دو اجروں کا مستحق ہوگا۔

یطؤھا کا لفظ زائد ہے

حجۃ اللہ البالغہ سے آپ نے جو حدیث پیش کی ہے اس کا بھی بالکل یہی مفہوم ہے اور تقریباً یہی الفاظ ہیں لیکن اس میں یطؤھا کا لفظ زائد ہے۔ وہ اس طرح ہے رجل کانت عندہ امۃ یطؤھا الخ یعنے کوئی شخص جس کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس سے وطی بھی کرتا ہو یعنے ہمبستری بھی ہوتا ہو وہ پھر اس لونڈی کو تہذیب اور علم سکھائے اور پھر آزاد کرے۔ اور نکاح کرے تو دو اجروں کا مستحق ہے۔ اس حدیث میں وطی کی جو تخصیص نظر آتی ہے۔ اس کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے وطی نہ کرتا ہو وہ اگر اسے علم و تہذیب سکھائے اور آزاد کر کے نکاح کرے تو کیا وہ اجر کا مستحق نہ ہوگا؟ کیا خدا سے اجر لینے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی لونڈی کو علم و تہذیب سکھا کر اور آزاد کر کے نکاح کرنے سے قبل اس سے ہم بستری بھی کرتا رہے ورنہ اجر نہ ملے گا۔

اس لفظ سے حدیث کا مقصد ہی ضائع ہو جاتا ہے

اگر لونڈی کو آزاد کر کے نکاح کرنے سے قبل ہم بستری کرنا ایسی ہی ثواب کی چیز ہے تو پھر اسے آزاد کر کے نکاح کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے ویسے ہی وہ ہم بستری کیا کرے اور اجر لیا کرے۔ پس ظاہر ہے کہ یہ تخصیص جو یطؤھا کا لفظ پیدا کرتا ہے قطعاً بے محل اور بے معنی ہے۔ بلکہ وہ اس حدیث کے سارے مقصد کو ہی ضائع کر دیتی ہے پس وہی حدیث صحیح ہے جو صحیح بخاری میں مذکور ہے جس میں یطؤھا کی کوئی تخصیص نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے جو حدیث پیش کی ہے وہ کس پایہ کی ہے۔ کیونکہ آپ نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ لیکن کچھ بھی ہو اس حدیث میں یطؤھا کا لفظ بعد میں کسی راوی کے اپنے اجتہاد سے داخل ہو گیا ہے۔ کیونکہ جو تخصیص یہ لفظ پیدا کرتا ہے وہ نہ صرف بے معنی ہے بلکہ حدیث کے مقصد کو زائل کر دیتی ہے۔ پس اصل الفاظ وہی ہیں جو میں نے صحیح بخاری سے نقل کئے ہیں۔ حکم عام ہے کوئی شخص جس کی کوئی لونڈی ہو وہ اسے علم و تہذیب سکھائے اور آزاد کرے اور پھر نکاح کر لے وہ دوہرے اجر کا مستحق ہے۔ وطی کی کوئی تخصیص نہیں یطؤھا کا لفظ جو دوسری روایت میں ہے وہ صاف طور پر زائد اور بے معنی نظر آتا ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کے ارشاد کا اصل مفہوم

اور اگر آپ یطؤھا کے لفظ کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو پھر آپکو لازماً اس کے وہ معنے لینے ہوں گے جس سے حدیث کا مقصد زائل ہو جائے۔ جب دوسری حدیث بخاری کی موجود ہے جس میں یہ حکم عام ہے تو پھر آپ کی پیش کردہ حدیث سے یہ تخصیص تو نہیں لی جا سکتی کہ لونڈی کو علم و تہذیب سکھانے اور اسے آزاد کر کے نکاح کرنے کا اجر محض وطی کرنے والوں کے لئے ہے۔ اور دوسروں کے لئے نہیں ہے۔ لہٰذا اس صورت میں اس کا مطلب لونڈیوں سے وطی کرنے والوں کی تنبیہ اور اصلاح کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے جب یہ عام حکم دیا کہ ہر ایک وہ شخص جو اپنی لونڈی کو علم و تہذیب سکھائے اور پھر آزاد کر کے نکاح کرے وہ عند اللہ دو اجروں کا مستحق ہے۔ تو وہ لوگ جو اسلام کے اس نئے حکم کے اعلان سے قبل اپنی لونڈیوں کے ساتھ ہمبستری کرتے تھے انہوں نے اپنے آپ کو اس حکم سے خارج سمجھا۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی اپنی لونڈی سے ہمبستری کرتا ہو اسے تزویج کا مقصد تو پہلے ہی حاصل ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ اب لونڈی کو علم و تہذیب سکھائے اور پھر آزاد کر کے نکاح کرے۔ وہ تو پہلے ہی بغیر نکاح کے مقصد تزویج کو حاصل کئے بیٹھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے آنحضرت صلعم نے دوبارہ ان وطی کرنے والوں کے لئے علیحدہ حکم جاری کیا کہ وطی کرنے والے بھی اس حکم سے مستثنےٰ نہیں ہیں۔ انہیں بھی چاہئے کہ وہ اپنی لونڈیوں کو علم و تہذیب سکھائیں اور انہیں آزاد کر کے نکاح کریں۔ اور خدا سے دوہرا اجر لیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا منشا یہی تھا کہ لونڈیوں کو آزاد کر کے ان سے نکاح کئے جائیں ورنہ وطی کرنے والوں کے لئے تو فقط اتنا حکم ہونا چاہئے تھا کہ ہر ایک وطی کرنے والا اپنی لونڈی کو علم و تہذیب بھی سکھائے اور بس جب لونڈی سے وطی کرنا خواہ نکاح ہوا ہو یا نہ ہوا ہو یکساں تھا تو پھر وطی کرنے والوں کو خواہ مخواہ حکم کیوں دیا کہ آزاد بھی کرے اور نکاح بھی کرو۔ کیا اس حکم سے صاف نہیں معلوم ہوتا کہ اب وقت آ گیا تھا کہ وہ اصلاح جو آنحضرت صلعم اپنی امت میں جاری کرنا چاہتے تھے اس کا اعلان کیا جائے۔ اور وہ یہی تھی کہ لونڈیوں کو اعلیٰ تعلیم و تہذیب سکھائی جائے اور نکاح کرنے سے قبل آزاد کر دیا جائے تاکہ وہ اپنا شوہر قبول کرنے میں آزاد ہوں اور مالک کی زبردستیوں کا شکار نہ ہو جائیں۔

فقہائے لونڈیوں کے متعلق ابواب و فصول کیوں باندھے؟

رہ گیا آپ کا یہ ارشاد کہ فقہائے ابواب و فصول جو لونڈیوں کی بابت باندھے ہیں وہ کیوں باندھے ہیں؟

(۱) اول تو میں یہ کہونگا کہ اگر اجتہاد کے ماتحت کوئی غلطی ہو جائے تو وہ عند اللہ کسی مواخذہ کے نیچے نہیں ہوتی۔ قرآن اور سنت رسول اللہ صلعم ہمارے لئے حجت ہیں۔ ہمیں تو قرآن کریم سے بلا نکاح لونڈی سے وطی کا جواز نظر نہیں آتا۔ ہمارے نبی کریم صلعم نے کوئی لونڈی بے نکاحی نہیں رکھی۔ اگر کوئی لونڈی آئی تو اسے آپ نے آزاد کر کے نکاح کیا۔ یہ آزادی جہاں اس کی قید غلامی کو کاٹنے کا موجب ہوتی ہے وہاں اسے یہ بھی موقع دیتی ہے کہ نکاح کے بارے میں اپنے شوہر کے انتخاب کے لئے آزاد ہو اور اسے علم رہے کہ اسے کوئی نکاح کے لئے مجبور نہیں کر رہا۔ ہمارے خلفائے راشدین میں سے کسی نے بلا نکاح لونڈی نہیں رکھی۔ بلکہ حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ تو فرمایا کرتے تھے کہ اکابر صحابہؓ میں بھی ہمیں بلا نکاح لونڈی رکھنے کی مثال نہیں ملتی پس بعد میں اگر بلا نکاح لونڈی رکھنے کا جواز اجتہاداً سمجھا گیا تو خدا و رسول اس کے ذمہ دار نہیں۔

فقہا ایسا کرنے کے لئے مجبور تھے

(۲) دوسرے فقہا تو ویسے بھی مجبور تھے کہ لونڈی غلاموں کا باب باندھیں وجہ یہ کہ اسلام سے قبل تمام غیر مسلم قوموں میں لونڈی غلاموں کا رواج تھا اور جو قوم بھی مسلمان ہوتی تھی وہ ایک فوج لونڈی غلاموں کی ساتھ لاتی تھی۔ (باقی ہے)

زمیندار، ساہوکار اور حکومت

کیا پچاس ہزار افراد کے لئے دو کروڑ کو قربان کر دیا جائے؟

جب سے قرضہ بل سامنے آیا ہے۔ ہندوؤں نے اس کی مخالفت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس بل سے زمینداروں اور ساہوکاروں کے تعلقات خراب ہوجائیں گے۔ زمینداروں کی ساکھ زائل ہوجائیگی اور آئندہ انہیں روپیہ نہیں ملے گا۔ لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ زمینداروں اور ساہوکاروں کے درمیان لین دین اب جس مرحلے پر ہے کیا خرابی تعلقات کے اسباب اس سے زیادہ بُری صورت بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ قرضہ ڈیڑھ ارب کے قریب پہنچ چکا ہے۔ اور ہر سال اس میں بیس پچیس کروڑ کا اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر زمیندار محض سود بھی ادا کریں تو ادا نہیں کر سکتے۔ تا بہ اصل چہ رسد۔ بتلایئے کیا تعلقات کو اچھا اور خوشگوار رکھنے کی صورت یہ ہے کہ اس لین دین کو بڑھا بڑھا کر اس پیمانہ پر پہنچا دیا جائے کہ یا تو زمینداروں کی ساری زمینیں اور جائدادیں ساہوکاروں کے حوالے ہوجائیں۔ یا ساہوکار روپے سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور ساکھ کو قائم رکھنے کی صورت بھی یہ نہیں کہ لوگوں کی جائدادیں ختم ہوجائیں بلکہ یہی ہے کہ جائدادیں بہتر طریق پر محفوظ ہوجائیں۔ زمینداروں کی ساکھ اب بھی تقریباً ختم ہے۔ اگر ان کو اس وقت بچایا نہ گیا تو ساکھ تو رہی ایک طرف وہ بیچارے خود بھی شاید باقی نہیں رہیں گے

ساہوکاروں کے بعض حامیوں نے زمینداروں کے بعض ہمدردوں کے بیانات پیش کر کے اس بات پر زور دینا شروع کیا ہے کہ موجودہ بل زمینداروں کے لئے مفید نہ ہوگا۔ لیکن اس کا مطلب یہی ہے کہ بل میں ایسی ترمیمیں کی جائیں کہ یہ زمینداروں کو مناسب فائدہ پہنچا سکے۔ یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس بل ہی کو اڑا دیا جائے۔ ایک مقامی معاصر نے لکھا ہے کہ ساہوکاروں نے اپنی زندگی کا سرمایہ ایک یا ڈیڑھ فیصدی سود پر زمینداروں کو دیدیا تھا۔ یہ انصاف نہیں کہ اب انہیں جواب دیا جائے۔ گزارش ہے کہ اول بل کا مقصد یہ نہیں کہ ساہوکاروں کو روپے سے جواب دیا جائے۔ دوسرے "ایک یا ڈیڑھ" فیصدی سالانہ سود کس ساہوکار نے لیا ہے؟ کیا اس کا نام بتایا جائے گا؟ ہم تو آج بھی اس بات کے لئے تیار ہیں کہ جتنا روپیہ ساہوکاروں نے گزشتہ اسی پچاسی برس میں زمینداروں کو دیا اس پر ایک یا ڈیڑھ فیصدی سالانہ نہیں بلکہ دو فیصدی تین فیصدی چار فیصدی سالانہ کے حساب سے سود لگا کر حساب کر لیا جائے جتنا روپیہ زمینداروں کے ذمہ نکلے وہ اس کی ادائیگی کا ذمہ اٹھائیںگے اور کسی قانون کا مطالبہ نہیں کرینگے۔ مصیبت تو یہ ہے کہ ساہوکاروں نے بہت گراں سود اور سود در سود کے ذریعے سے رقمیں بڑھائی ہیں۔ سینکڑوں مثالیں ایسی پیش کی جا سکتی ہیں کہ وہ سو روپیہ دے کر پانچ سو روپیہ ہزار ہزار روپیہ وصول کر چکے ہیں اور ابھی بہت سی رقمیں زمینداروں کے ذمہ نکالے بیٹھے ہیں۔ آخر اس مہذب لوٹ کا کیا علاج ہے؟ یقیناً قرضہ بل موجودہ حالت میں بالکل ناکافی ہے۔ اس میں ترمیمیں بحد ضروری ہیں۔ اور اگر زمینداروں کی اعانت کا اچھا بندوبست فی الفور نہ ہوا تو ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ سرزمین آئندہ دس سال میں ایسی توتوں کی پرورش گاہ بن جائے گی جن کا نام بھی ساہوکاروں کو اضطراب کے انگاروں پر لٹانے کے لئے کافی ہے۔

ہمیں سنایا جاتا ہے کہ حکومت مالیہ میں کمی کر دے تو زمینداروں کا بوجھ ہلکا ہو سکتا ہے۔ مالیہ میں کمی یقیناً ضروری ہے۔ لیکن یہ کمی ڈیڑھ ارب روپیہ کے بوجھ کو ہلکا نہیں کر سکتی۔ پنجاب کا مالیہ چار کروڑ سے زیادہ نہیں۔ اس کے مقابلہ میں ساہوکاروں کا سود کم از کم بیس کروڑ ہے۔ بتایئے مالیہ میں بڑی سے بڑی تخفیف بھی بیس کروڑ کے بوجھ میں کیا کمی پیدا کر سکتی ہے۔ اور سرکاری ٹیکس کو گھٹانے سے ساہوکاروں کا "ٹیکس" کیونکر گھٹ سکتا ہے جس کی مقدار سرکاری ٹیکس کے مقابلہ میں پانچ گنا ہے۔ سرکاری مالیہ میں یقیناً کمی ہونی چاہیئے۔ لیکن ساہوکاروں کے مالیہ میں بہت زیادہ کمی کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر زمینداروں کا بچنا محال ہے

یہ پہلا موقع ہے کہ زمینداروں کی مظلومیت، تباہی اور بیچارگی کا اقرار حکومت اور ساہوکار دونوں نے کیا ہے حکومت کے نزدیک اس تباہی کے ذمہ دار ساہوکار ہیں۔ ساہوکاروں کے نزدیک یہ ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن بہرحال یہ واضح ہے کہ دونوں زمینداروں کی مصیبتوں کے معترف ہیں۔ ہمارے نزدیک ذمہ داری دونوں پر عائد ہوتی ہے۔ ساہوکاروں کی ذمہ داری ہر لحاظ سے واضح ہے۔ حکومت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ آج تک اس غریب اور بے زبان طبقہ کے بچاؤ کے لئے کوئی موثر قدم نہ اٹھا سکی۔ جو صوبہ کی پچانوے فیصدی آبادی کو شامل ہے۔ اور جس کی محنت و مشقت پر صوبے کی قوت لایموت اور نظام حکومت کے اجزار کا انحصار ہے آج بھی حکومت متذبذب معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ حالات بہت خراب ہو چکے ہیں۔ ایک طرف صوبے کی دو کروڑ آبادی ہے۔ دوسری طرف چالیس پچاس ہزار ساہوکار ہیں۔ دو کروڑ آبادی مٹ گئی تو صوبہ مٹ جائے گا۔ لیکن چالیس پچاس ہزار ساہوکاروں کا قرضہ اگر منسوخ بھی ہوجائے تو وہ پھر بھی اس قابل رہینگے کہ کوئی دوسرا کام شروع کر دیں۔ اس لئے کہ ساہوکار کا سارا روپیہ کبھی باہر نہیں جاتا۔ اب بھی ہر ساہوکار کے پاس اچھی خاصی رقمیں موجود ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان حقایق کو مدنظر رکھکر کوئی موثر قدم اٹھائے۔ ساہوکاروں کی بیجا دھونس سے ڈر کر ایک بے اثر سا بل تجویز اور پیش کرنا بالکل بے نتیجہ رہے گا۔

(بقیہ صفحہ اوّل)

کے قائل ہوگئے تھے۔ ہمیں اس حادثہ میں اپنے مکرم دوست سید عابد علی شاہ صاحب اور مرحوم کے دیگر اعزہ و احباب سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ جنت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

—— سردار عبدالحکیم خانصاحب کے صاحبزادہ عبدالغفور خان صاحب جو سیدو علاقہ سوات میں سکونت پذیر تھے۔ گزشتہ دنوں وفات پاگئے۔ انا للہ۔

ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں سردار صاحب موصوف اور ان کی اہلیہ محترمہ سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اس کے والدین اور دیگر اعزہ کو توفیق صبر دے۔

پیغامِ صلح:۔ تمام احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

ہماری تبلیغی ڈاک

عراق

سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اخویم سلطان علی صاحب جن کی تبلیغی سرگرمیوں کے بارہ میں گزشتہ ہفتہ اطلاع دی تھی اس ہفتہ باقاعدہ طور پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوگئے ہیں۔ الحمدللہ برادر موصوف کی کوشش سے تین غیر مسلم اصحاب نے اسلام قبول کیا۔ جن میں سے ایک یوربین عیسائی دوسرا ہندوستانی عیسائی اور تیسرا ہندو ہے۔ ان کے فارم قبول اسلام کی نقول بھیجی جا رہی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی غیر مسلم دوست زیر تبلیغ ہیں۔ دعا کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت نصیب کرے۔ آمین۔

اس ہفتہ جمعیۃ الاسلامیہ بغداد کی مجلس مشاورت نے سپین مشن فنڈ کی امداد کی تجویز پاس کی ہے ان کی خواہش پر بارہ مطبوعہ "یورپ مشن فنڈ" کارڈ ان کو دیدیئے گئے۔ غالباً سکرٹری صاحب اس بارہ میں آپ سے باقاعدہ خط و کتابت کرینگے۔ اردو عربی رسائل پہنچ گئے ہیں۔ انگریزی ٹریکٹوں کی ضرورت ہے۔

نائیجیریا

مسٹر اشولا لکھتے ہیں کہ آپ کے وہم میں بھی نہیں آسکتا کہ آپ کے اسلامی رسالوں اور ٹریکٹوں نے میرے خیالات میں کتنا عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا ہے۔ اور اسلام کی محبت میرے دل میں کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے۔ اور اب میں اپنے آپ کو اس قابل پاتا ہوں کہ میں مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات دے سکوں "لائٹ" کی جو کاپیاں آپ نے مجھے بھیجی ہیں ان سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔ میرے عیسائی دوستوں نے اسلام کے خلاف مجھے چند رسالے دیئے۔ انہوں نے مجھ پر کوئی اثر نہیں کیا۔ ضرورت ہے کہ بعض خاص مضامین کے بارے میں میں زیادہ وسیع مطالعہ کروں۔

بحرین خلیج فارس

برادر عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں کہ عربی رسالہ طلاء یہاں کے علما اور چند فہمیدہ تاجروں کو پڑھنے کے لئے دیا گیا اور ایک رسالہ لائبریری میں دیا گیا جس شخص نے اسے پڑھا بڑا محظوظ ہوا اور کئی شخص خاص طور پر اسے طلب کرنے کے لئے میرے پاس آئے۔ لیکن عدم موجودگی کے باعث مایوس ہو کر چلے گئے۔ سب سمجھدار طبقہ جماعت لاہور کی خدمات اسلامی کا معترف ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

العود احمد

مباحثہ شملہ کے بعد دوبارہ مباحثہ کرنے سے انکار بتا رہا ہے کہ آپ کو ڈر ہے کہ کہیں برائے نام فتح بھی شکست صریح میں تبدیل نہ ہو جائے۔ مگر چونکہ آپ لوگ حضرت مرزا صاحب کو "احمد موعود" ثابت کرنے کے لئے "العود احمد" کی مثال پیش کیا کرتے ہیں اس لئے میں بھی کہتا ہوں کہ قاضی صاحب العود احمد کے مطابق آ کر دوبارہ بحث کر لیں یہ بہت اچھا ہے۔

حلف

آپ نے اپنے جواب میں پھر حلف پہ زور دیا ہے اس کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ مباحثہ کے خاتمہ پر فریقین کے نمائندے جو مناظر ہوں (آپ اور میں یا میں اور جسے آپ چاہیں) اپنے اپنے بیان کے متعلق حلفاً یہ کہیں کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے سب امانت اور دیانت سے اظہار حق کے طور پر کہا ہے۔ فقط

نوٹ:۔ مباحثہ میں جہاں اجتہادی امور ہوں بالمقابل حلف مؤکد بعذاب اٹھانا مباہلہ ہے اور ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں یہ آپ کو حق ہے کہ آپ اپنے متعلق جو چاہیں لعنت، ملامت کریں مگر ہم کسی شخص پر اجتہادی امور میں لعنت بھیجنا جائز نہیں سمجھتے اس لئے ہم اپنے بیانات کے متعلق صرف یہ حلف اٹھا سکتے ہیں اور اٹھائیں گے کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ سب ہمارے ایمان اور یقین کے مطابق سچ ہے اور خدا تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔ اور ہم آپ سے بھی اسیقدر چاہتے ہیں۔

اس تحریر کا جواب براہ مہربانی ۱۷ رمئی ۱۹۳۴ء کی شام سے پہلے پہلے آ جانا چاہیئے۔ تاکہ میں اپنا آئندہ کا پروگرام مرتب کر سکوں۔ والسلام۔

خاکسار عمر الدین احمدی شملوی آنریری مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ (پشاور ۱۵ رمئی)

قاضی صاحب کی حیلہ جوئی

دوبارہ چیلنج کے جواب میں جناب قاضی صاحب نے پھر حیلہ جوئی کرتے ہوئے انکار کر دیا اور لکھا کہ:۔

"جناب مولوی عمر الدین صاحب کا یہ فرمانا کہ خط بنام امیر جماعت لاہور کا جواب میں دیتا ہوں وہ کس اصول کے ماتحت ایک ایم اے اور وکیل کے بلا اذن و اجازت خود بخود وکیل بنتے ہیں اور یہ امر کہاں تک معقول ہے . . . . جبکہ کسی ضروری امر میں ظاہری دلیل و قال فیصلہ کن ثابت نہ ہو تو اس کا علاج سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ بارگاہ الٰہی میں بذریعہ حلف مؤکد بعذاب یا اگر ضرورت ہو تو بذریعہ مباہلہ آخری فیصلہ کیا جائے اور یہی سنت انبیاء ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ جناب مولوی صاحب کس بنا پر کہتے ہیں کہ یہ صورت جائز نہیں اور خدائی فیصلہ سے گریز کرتے ہیں۔ اور ہم سے ایک فیصلہ شدہ امر پر دوبارہ گفتگو کی توقع کرتے ہیں (یعنی شملہ میں جو فیصلہ قادیانی جماعت کے حق میں ہو چکا وہ کافی ہے)"

"اگر ہمارا مباہلہ حضرت احمد کی مخالفت و حقانیت پر مولوی ثناء اللہ اور دوسرے منکرین سے ہو سکتا ہے تو آپ تو اکابر ین منکرین نبوت و منکرین مومنین احمد سے بدرجہ اولیٰ ہو سکتا ہے"

"ہم خدا کے فضل سے سلطان القلم کی جماعت ہیں اور ہاتھ میں لوہے کا قلم رکھتے ہیں۔ اور کسی مخالف کی دھمکی ہمارے حوصلہ کو پست نہیں بلکہ اور بڑھاتی ہے اور میدان تحریر میں ہم ہر ایسے چیلنج کو منظور کر لیتے ہیں"

(ملخصاً از خط قاضی محمد یوسف ۱۶ رمئی)

ان عذرات نامعقول کے جواب میں ہم نے سہ بارہ چیلنج دیا جو حسب ذیل ہے:۔

سہ بارہ چیلنج

جواب خط ۱۶ رمئی۔

جناب قاضی صاحب پریذیڈنٹ جماعت قادیان پشاور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے افسوس ہے کہ آپ محض روباہ بازی سے مقابلہ سے جان بچانا چاہتے ہیں اور اپنے خطوط میں بجائے شائستگی اور تہذیب سے کام لینے کے بازاری طریق اختیار کرتے ہیں۔ میں پسند نہیں کرتا کہ آپ کا طریق اختیار کروں ورنہ آپ کو ہوش آ جائے کہ کسی کو کافر اور بے ایمان کہنے سے کیا تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ شرافت اور تہذیب کے دائرے سے باہر نہ ہوں اور محض للہ حق و باطل کی تمیز کے لئے منصفانہ رنگ میں بات کریں۔ آپ مجھے انشاء اللہ اس مقابلہ میں حق پر اور غالب پائیں گے۔ میں احمدی بھائیوں کا ہمدرد ہوں مجھے تو صرف باطل سے نفرت ہے جسے آپ عداوت محمود کے نام سے تعبیر فرماتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ہماری عداوت محمود کے مقابلہ میں آپ عداوت قبیح و مذموم سے توبہ کریں تو آپ کا بھلا ہے۔

آپ نے بار بار حلف مؤکد بعذاب اور مباہلہ پر زور دیا ہے حالانکہ میں کھول کر بتا چکا ہوں کہ اجتہادی امور میں ملاعنہ اور مباہلہ آپس میں جائز نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود نے بھی ایسا ہی لکھا ہے مگر آپ محض مباحثہ سے بچنے کے لئے مباہلہ مباہلہ کر رہے ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ بھی ایک دھوکا ہے ورنہ آپ اس مقابلہ پر بھی نہیں آ سکتے۔

میاں صاحب کا مباہلہ سے فرار

کیا آپ کو علم نہیں ہے کہ:۔

(۱) جناب میاں محمود احمد صاحب کو جب اہلحدیث کے امیر مولوی محمد شریف گھڑیالوی نے حضرت مسیح موعود کی صداقت پر مباہلہ کرنے کے لئے نہایت ایمانداری سے قال اللہ وقال الرسول کے مطابق دعوت دی تو آپ کے اولوالعزم خلیفہ قادیان نے اس مباہلہ کی موت کے پیالہ کو چھبے بہانوں سے ٹال دیا۔ اور آج تک امیر اہلحدیث مولوی محمد شریف گھڑیالوی کے آخری بیٹے چوتھے اشتہار کا جواب تک نہیں دیا۔ جب اولوالعزم خلیفہ کا یہ حال ہے تو آپ تو ان کے سامنے کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتے۔

(۲) پھر جب جناب میاں صاحب کو "مباہلہ" والوں نے للکارا کہ اگر آپ کا چال چلن واقعی درست ہے تو آؤ مسیح موعود کے فرمان کے مطابق ہم سے مباہلہ کرو تو بھی جناب میاں صاحب نے اس چیلنج کو محض جھوٹے بہانے سے رد کر دیا اور جب میں نے منصوری پر جا کر کہا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ مسلمانوں میں جبکہ وہ ایک دوسرے پر زنا کا الزام لگاتے ہوں مباہلہ کیوں جائز نہیں ہے۔ جبکہ مسیح موعود صاف لکھتے ہیں کہ ایسی صورت میں مباہلہ جائز ہے۔ تو "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز" نے فرمایا کہ مباہلہ نہ جائز ہے مگر میں نے پہلے مسیح موعود کا فتوےٰ دیکھا نہ تھا۔ گویا اس کے لئے بھی جرأت نہ ہوئی کہ اپنے چال چلن کے پاکیزہ ہونے پر مباہلہ کریں۔ مباہلہ تو ایک طرف رہا پبلک میں اپنی پہلی غلطی اور مباہلہ کے جواز کا اعتراف بھی آج تک نہیں کر سکے۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب کی خدمات اسلامی

مباہلہ کا جواب تو اسی قدر کافی ہے مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اور آپ کے اپنے قلم اور سلطان القلم کے خادم ہونے کی لاف زنی کا اتنا جواب اور عرض کرتا ہوں کہ بلاشبہ حضرت مسیح موعود تو سلطان القلم تھے اور اس سلطان القلم کو جو قلم عالم کشف میں پیش کیا گیا تھا وہ انہوں نے خود حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کو اسی کشف میں دیدیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس قلم سے اس وقت تک اس قدر خدمت اسلام ہوئی ہے کہ تمام دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس خدمت کو قبول فرما رہا ہے اور آپ لوگ اس قلم کے مقابل گالیاں تو بہت لکھتے اور تعلّی بھی کرتے ہیں پر خدمت قرآن و اسلام کا نام و نشان نہیں!

جناب میاں صاحب کی قرآن دانی کی حقیقت

کیا آپ کو علم نہیں کہ جناب میاں صاحب نے تمام دنیا کو نہ صرف لاف زنی اپنے مقابل تفسیر نویسی کے لئے بلایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ مجھے تمام معارف خود بتائے گا اور سب کے سب معارف ایسے ہوں گے جو پہلی تفاسیر میں موجود نہ ہوں گے۔ مگر جب مولوی ثناء اللہ بالمقابل ڈٹ گیا۔ اور یہاں تک میاں صاحب کو اجازت دی کہ آپ مقابلہ کے وقت جو کتاب چاہیں ساتھ رکھ لیں۔ میں سادہ کاغذ اور قلم لے کر مقابل ہونگا۔ تو بھی جناب میاں صاحب خاموش ہی رہے اور اب تک مولوی ثناء اللہ شرمندہ کر رہا ہے۔

خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط۔ آپ ہی مرد میدان بنیں اور میں آپ کے مطبوعہ چیلنج کو بحیثیت ایک احمدی مبلغ کے منظور کرتا ہوں۔ آپ میرے ساتھ "نبوت مسیح موعود" "مسئلہ کفر و اسلام" اور "پیشگوئی اسمہ احمد" کے متعلق سیر کن بحث ہر پہلو سے کر لیں اور حیلہ بہانہ چھوڑ دیں۔ دنیا کی عزت جو آخر خاک میں مل جانیوالی ہے اس کی پروا نہ کریں۔ اور سچائی کے لئے قدم آگے بڑھائیں۔

یوں تو آج آپ کے ایڈریس پر کہ جا رہا ہوں لیکن جب آپ وقت مقرر کریں اور ہماری جماعت احمدیہ پشاور کے ساتھ مباحثہ کا فیصلہ کر لیں تو میں حاضر ہو کر خدمت بجا لاؤنگا۔

آپ نے کفر و اسلام کا تو کل فیصلہ کر ہی دیا ہے کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو جو کافر کہتے ہیں تو اس سے مراد صرف منکر ہے۔ پس اگر آپ اس قول پر قائم ہیں تو میں بھی اقرار کرتا ہوں کہ جو شخص کسی کو نہیں مانتا وہ اس کا کافر یعنی منکر ہے۔ شرعی معنوں میں جو کفر ہے وہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی کے دعوے کے محض انکار سے لازم نہیں آتا۔

(خاکسار۔ عمر الدین احمدی شملوی۔ پشاور ۱۷ رمئی)

معلوم نہیں کہ جناب قاضی صاحب اور انکی جماعت میرے چلے آنے کے بعد ہوش میں آ گئے ہیں یا نہیں۔ مجھے امید نہیں کہ اس تلخ پیالہ کو یہ لوگ خوشی سے پئیں۔ کیونکہ وہ ڈرتے ہیں کہ شملہ کا فیصلہ جسے وہ اپنی فتح عظیم سمجھتے ہیں وہ لاہوری جماعت کے حق میں ثابت نہ ہو جائے۔ مگر ہمارے نزدیک تو یہی اس غالی گروہ کی کھلی شکست ہے۔ والسلام۔

(عمر الدین احمدی)

حضرت مسیح موعودؑ کی کرامت

(ایک پرانے خادم کے قلم سے)

جناب شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی اپنے ایک تازہ والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

اخویم مکرم و محترم سلمہ ربہٗ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ خاکسار ۱۸؍ مئی ۱۹۳۴ء کو عزیز عبدالرحمٰن سے ملنے کو فیروزپور گیا تھا دس گیارہ روز وہاں رہا - دوران قیام میں اکثر سلسلہ کے متعلق لوگوں سے باتیں کرتا رہتا تھا - ایک صاحب نے مجھے کہا کہ مرزا صاحب کی کوئی کرامت سنائیے - میں نے کہا ان کی صداقت کے نشان تو بہت ہیں جن کا ذکر حضرت صاحب کی کتب میں درج ہے میں ایک واقعہ فیروزپور چھاؤنی کا ہی سناتا ہوں ۱۹۰۵ء کے قریب کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فیروزپور صدر بازار میں اپنے اہل و عیال سمیت اپنے خسر جناب سید میر ناصر نواب صاحب کے ہاں تشریف لائے ہوئے تھے - جناب میاں محمود احمد صاحب ابھی خوردسال ہی تھے - خاکسار بھی حضرت صاحب کی ملاقات کے لئے فیروزپور پہنچا - تو وہاں پر میرے ایک محترم سید وزیر علی شاہ صاحب سوداگر فیروزپور چھاؤنی میں رہتے تھے میں ان کو ملنے گیا تو حضرت صاحب کا ان سے ذکر آیا - ان دنوں شاہ صاحب موصوف کے صاحبزادے سید مراتب علی شاہ صاحب سخت بیمار تھے - سید وزیر علی شاہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ جس طرح بھی ہو سکے حضرت صاحب کو میری کوٹھی میں لادیں - چنانچہ دوسرے روز علی الصبح جب حضرت صاحب سیر کو تشریف لے چلے میں بھی ساتھ ہو لیا اور میاں محمود احمد صاحب بھی ساتھ تھے - جب سید صاحب کی کوٹھی کے قریب پہنچے تو خاکسار نے حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کی کہ اس کوٹھی میں ذرا تشریف لے چلیں چنانچہ شاہ صاحب کی کوٹھی میں حضرت اقدس بمعہ ہمراہیان تشریف فرما ہوئے - شاہ صاحب نے پہلے چائے وغیرہ سے تواضع کی - اور بعد میں سید مراتب علی شاہ صاحب کی چارپائی اٹھا لائے اور حضرت صاحب کے سامنے پیش کر کے عرض کی کہ اس عزیز کے واسطے دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحت بخشے - چنانچہ حضرت صاحب نے خاص توجہ سے دعا فرما کر ایک نسخہ تیل کا بھی مالش کے لئے لکھ دیا جس سے خدا تعالیٰ نے عزیز سید مراتب علی شاہ صاحب کو شفا عطا فرمائی سید مراتب علی شاہ صاحب خدا کے فضل سے سلامت با کرامت ہیں خانبہادر بھی ہیں - اور حال میں گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے کابل بھی ہو آئے ہیں - کروڑپتی آدمی ہیں - الحمد للہ علیٰ ذالک -

اسی وقت کا ایک لطیفہ جناب میاں محمود احمد صاحب کے متعلق ہے - جو پھر کسی وقت پیش کروں گا - جناب میاں صاحب کو خود بھی یاد ہو گا - دنیا کے لوگ جس طرح دنیاوی عزت کے لئے کوشاں رہتے ہیں اگر دین کی عزت کے لئے بھی کوشاں ہوں تو پورے کامیاب ہو سکتے ہیں - والسلام

خاکسار

(محمد جان - وزیرآبادی)

خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضروری ہے تاکہ تعمیل ارشاد میں تاخیر نہ ہو (منیجر)

خبریں

ہندوستان

—— شملہ ۱۶ر جون - معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند اسمبلی کے آئندہ انتخابات و نامزدگیوں کے متعلق صوبجاتی حکومتوں سے مشورہ کر رہی ہے - امید کی جاتی ہے کہ بعض صوبوں میں ماہ نومبر کے آغاز سے ۱۵ر دسمبر تک انتخابات ہوں گے -

—— کپورتھلہ ۱۵ر جون - یہاں حالات پھر خراب ہو گئے ہیں ہندو اور سکھ آمادۂ فساد نظر آرہے ہیں - حکام نے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا ہے -

—— دہلی اور شمالی ہندوستان کے متعدد دوسرے مقامات پر شدت کی گرمی پڑ رہی ہے - دہلی میونسپلٹی نے دس یوم کے لئے اپنے اسکول بند کر دیئے ہیں -

—— لاہور ۱۷ر جون - ۱۶ر اور ۱۷ر جون کی درمیانی شب کو لاہور میں آندھی کے بعد بارش ہوئی جس سے شدت گرمی میں خفیف سا اعتدال پیدا ہو گیا - ۱۶ر جون کو پارہ حرارت ۱۱۷ تھا -

—— پرانی دہلی میں اجمیری دروازے کے قریب شاہی زمانہ کی ایک قدیم مسجد ہے جسے میونسپلٹی مسمار کر دینا چاہتی ہے - اس کے اس ارادہ پر مسلمان شدید بے چینی کا اظہار کر رہے ہیں

—— کلکتہ میں ایک اعلیٰ ہندو خاندان کی لڑکی مسلمان ہونا چاہتی تھی لیکن اس کے والدین اور دیگر رشتہ دار اس کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہتے تھے ایک روز اس کے بھائی نے اس کو مارا بھی اس نامناسب سلوک سے مایوس ہو کر لڑکی نے اپنے کپڑوں کو آگ لگا کر خودکشی کر لی -

—— صوبہ متوسط کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ سرکاری کاغذات میں اچھوتوں کو ہریجن اور جرائم پیشہ اقوام کو خانہ بدوش لکھا جائے گا -

—— بمبئی میں مزدوروں کی ہڑتال بدستور جاری ہے گاندھی جی اس کو ختم کرانے کی کوشش کر رہے ہیں -

—— اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں سرکاری کام کے لئے ۳۴ یوم مخصوص کر دیئے گئے ہیں -

—— کونسل آف سٹیٹ کا آئندہ اجلاس ۸ر اگست کو منعقد ہوگا -

—— حکومت بنگال نے کانگرس کمیٹیوں پر سے پابندیاں اٹھا لی ہیں -

—— بمبئی ۱۵ر جون - کل یہاں کی رصدگاہ میں زلزلہ کا ایک جھٹکا محسوس کیا گیا - جو بمبئی سے قریباً نو سو میل کے فاصلہ پر اغلباً جنوبی افغانستان میں آیا ہے -

—— جالندھر ۱۶ر جون - حکومت کپورتھلہ نے چوہدری عبدالعزیز صاحب (بیگووال) کو پھر گرفتار کر لیا ہے جس سے مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا ہے -

—— بعد کی ایک خبر مظہر ہے کہ مسلمانوں نے اعلان کر دیا ہے کہ جب تک ہمارے مطالبات پورے نہیں کئے جائیں گے ہم مالیہ ادا نہیں کریں گے - امید کی جاتی ہے کہ کپورتھلہ کے دیہات کی طرف سے سول نافرمانی کے لئے جتھوں کی آمد شروع ہو جائیگی

—— مسلمانان کپورتھلہ نے گریفن رپورٹ کا جنازہ نکالا اور شہر میں مکمل ہڑتال منائی جا رہی ہے -

ممالک خارجہ

—— شاہ مصر چند ماہ تک یونان جانے والے ہیں حکومت یونان نے ماہ اکتوبر میں اپنے جنگی بیڑے کے ایک حصہ کو مصر روانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو شاہ موصوف کی معیت میں واپس یونان آئیگا

—— امیر عبداللہ والی شرق اردن پہلی مرتبہ انگلستان تشریف لے گئے ہیں - جہاں سرکاری طور پر آپ کا شاندار استقبال کیا گیا آپ لندن میں سرکاری مہمان کی حیثیت سے تین ہفتہ قیام فرمائیں گے -

—— اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک سو سال قبل تمام دنیا کے اخبارات کی تعداد صرف چار ہزار تھی آج کل تقریباً ۲۶ ہزار ہے

—— افغانستان کے بعض علاقوں میں موسلادھار بارش اور کثرت برفباری سے شدید نقصان ہوا ہے -

—— گزشتہ ہفتہ لندن میں فسطی جماعت نے مظاہرہ کیا اس موقع پر کمیونسٹوں اور فسطیوں میں شدید تصادم ہو گیا جس میں بہت سے مرد اور عورتیں مجروح ہوئیں -

—— بلجیم اور یوگوسلاویا نے ۱۰ر جون کو ادا ہونے والی جنگی قرضہ کی قسط سے انکار کر دیا ہے -

—— حکومت روس نے حال ہی میں چالیس لاکھ ڈکشنریاں کسانوں اور مزدوروں کے گھروں میں بغرض مطالعہ مفت بہم پہنچائی ہیں تاکہ وہ لوگ فرصت کے اوقات میں اپنی تعلیمی ترقی کو جاری رکھ سکیں -

—— مسٹر بالڈون نے اعلان کیا ہے کہ اگر مختلف حکومتوں کی ہوائی طاقت کو محدود کرنے کے متعلق کوئی مفاہمت نہ ہو سکی تو برطانیہ اپنی فضائی قوت میں اس قدر اضافہ کرے گا کہ وہ اپنے ساحل کے قریب کی واقع حکومتوں میں سے بڑی سے بڑی فضائی طاقت کا مقابلہ کر سکے - اور اس غرض کے لئے کم از کم پچاس نئے فضائی دستے تیار کئے جائیں گے جو چھ سو ہوائی جہازوں پر مشتمل ہوں گے - بیس نئے ہوائی مرکز قائم کئے جائیں گے - اس طرح فرانس اور برطانیہ کی فضائی قوت مساوی ہو جائے گی -

—— جرمنی کی تقلید میں بلغاریہ کی نئی حکومت نے حکم دیدیا ہے کہ سیاسی پارٹیوں اور انجمنوں کو کچل دیا جائے -

—— جرمنی کا مختار مطلق ہٹلر مسولینی سے ملاقات کے لئے اٹلی پہنچ گیا ہے - یہ ملاقات شہر وینس کے قریب ایک مقام پر ہوگی - وینس میں ہٹلر کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا ہے - گفتگو کی تفصیلات نہایت سختی سے صیغہ راز میں رکھی جائیں گی -

—— حکومت جرمنی نے سوئٹزرلینڈ کے متعدد اخبارات کا داخلہ اپنی حدود میں بند کر دیا ہے - کیونکہ آسٹریا کی صورت حالات کے متعلق ان کا نظریہ نازی جماعت سے مختلف ہے -

—— چینی ترکستان کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگانی جماعت غلبہ حاصل کر رہی ہے - اس نے متعدد شہروں پر قبضہ کر لیا ہے -

—— شنگھائی ۱۴ر جون - جاپانی قونصل متعینہ نانکن چند روز سے گم تھا - جس کی سراغرسانی کے متعلق حکومت چین نے ایک بھاری رقم کے انعام کا اعلان کیا تھا - ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ وہ مل گیا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دماغ خراب ہو گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲	یوم شنبہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ	نمبر ۳۸

محشرستان کپورتھلہ

ریاست کپورتھلہ کے غریب و بے بس مسلمانوں پر حکام ریاست اور ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے جو ناگفتہ بہ مظالم ہو رہے ہیں ان کی کیفیت اخبار بین اصحاب کو بخوبی معلوم ہے ایک سکھ ریاست ہونے کی وجہ سے وہاں ہر ایک محکمہ اور ہر ایک علاقہ میں ہندوؤں اور سکھوں کا غلبہ ہے۔ اور مسلمان بہت بڑی اکثریت رکھنے کے باوجود اپنے حقوق سے محروم اور وحشیانہ مظالم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ توقع تھی کہ سلطانپور کے قتل عام کے بعد حکام کو اپنی غلطی کا کسی قدر احساس ہو جائے گا اور وہ مسلمانوں کے نقصان کی تلافی اور ان کی دلجوئی کی تھوڑی بہت کوشش ضرور کرینگے لیکن حالات اس توقع کو غلط ثابت کر رہے ہیں۔ چند روز ہوئے حکام ریاست نے مسلمانوں کے ہردلعزیز لیڈر چودھری عبد العزیز صاحب بیگووالیہ کو بلاوجہ گرفتار کر کے پانچ سال قید اور پانچہزار روپیہ جرمانہ کی ظالمانہ سزا دیدی جس پر مسلمانوں میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ اور ان کے جتھے پے درپے کپورتھلہ کی طرف کوچ کر رہے ہیں۔ ریاست کے بے تدبیر حکام نے اس موقع پر بھی تدبر و نرمی سے کام لینے کی بجائے انسانیت سوز تشدد شروع کر دیا ہے ہر ایک جتھے پر نہایت بے دردی سے لاٹھی چارج کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اکثر افراد جتھہ شدید مجروح ہو جاتے ہیں۔ ان مظالم کی وجہ سے چودھری عبد العزیز نے جیل میں بھوک ہڑتال کر دی ہے۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ جتھہ بندی اور ان پر وحشیانہ لاٹھی چارج کا سلسلہ متواتر جاری ہے۔ ریاست کے مسلمان شرفا کو فرضی الزامات کی بنا پر ماخوذ و ذلیل کیا جاتا ہے کپورتھلہ میں مارشل لا جاری اور کاروبار بند ہے۔ مسلمانوں کو دھڑا دھڑ سزائے قید و جرمانہ دی جا رہی ہے۔ پھگواڑہ اور ریاست کے بعض دوسرے حصوں میں ہندو اور سکھ خاص طور پر آمادہ فساد ہیں۔ ان کی اشتعال انگیزیاں حد سے بڑھ چکی ہیں۔ پھگواڑہ کی مسجدوں اور کنوؤں میں خنزیر کا گوشت بھی پھینکا گیا ہے ایک طرف یہ ہنگامہ بپا ہے دوسری طرف ہز ہائنس مہاراجہ صاحب یورپ کی سیر میں مصروف ہیں اور وزیر اعظم شملہ میں مقیم سرد ہواؤں کا لطف اٹھا رہے ہیں۔ انہیں اپنی مسلمان رعایا کے مصائب کا ذرا بھی خیال نہیں۔

جن گراں گوش حکام ریاست کو مسلمانوں کی مسلسل چیخ پکار اور سلطانپور کا قتل عام اور اس پر ساری مہذب دنیا کی لعنت و ملامت بھی راہ راست پر نہ لاسکی۔ انہیں بار بار متوجہ کرنا بیفائدہ ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان حالات میں حکومت انگریزی کیوں خاموش ہے۔ آخر قوت بالا دست کے ہونے کی حیثیت سے اس کے بھی کچھ فرائض ہیں۔ کیا اس کو اپنے ان فرائض کا احساس اس وقت ہوگا جبکہ کپورتھلہ کے مسلمان بالکل تباہ کر دیئے جائینگے؟

قادیانی حضرات جواب دیں

پیغام صلح کی گزشتہ دو اشاعتوں میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک اہم استفسار شائع ہوتا رہا ہے لیکن حیرت ہے قادیانی جماعت اور اس کا سرکاری گزٹ "الفضل" اب تک خاموش ہے حالانکہ معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر انہیں فوراً توجہ کرنی چاہیئے۔ بات یہ ہے کہ شیخ مولا بخش صاحب آڑھتی غلہ منڈی لائلپور کے ایک بھائی میاں محمد صدیق صاحب قادیانی ہیں۔ انہوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح شیخ صاحب موصوف کے دوسرے بھائی میاں دوست محمد صاحب کے صاحبزادے میاں فضل حق سے کر دیا جو غیر احمدی ہیں اور اس تقریب میں اوکاڑہ کی قادیانی جماعت کے اکثر افراد، لائلپور کی قادیانی جماعت کے صدر اور بعض دیگر قادیانی بزرگ نہایت خوشی و اہتمام سے شریک ہوئے۔ اور اس واقعہ کو بھی تقریباً ڈھائی ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے لوگ جانتے ہیں کہ جناب خلیفہ قادیان تو اپنے مریدوں کے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں اور اسی لئے انہوں نے حکم دے رکھا ہے کہ کسی قادیانی لڑکی کا رشتہ کسی مسلمان سے نہ کیا جائے۔ جب کوئی غریب قادیانی کسی مجبوری کی وجہ سے اس حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تو یک بینی و دو گوش جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اور تقریب نکاح میں شریک ہونے والے قادیانیوں پر بھی عتاب نازل ہوتا ہے اور انہیں بالعموم سزائے جرمانہ دی جاتی ہے۔ شیخ مولا بخش صاحب اور ان کے احباب و اعزہ حیران تھے کہ یہ کیا قصہ ہے کہ جناب میاں صاحب کا حکم ہے کہ کسی غیر قادیانی کو لڑکی نہ دیجائے اور ان کا ایک مرید اپنی لڑکی کی شادی اپنے اس بھتیجے سے کرتا ہے جو قادیانی عقائد کی رو سے کافر ہے۔ اس تقریب میں ذمہ دار قادیانی شریک ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جناب میاں صاحب نے اس کو جماعت سے خارج کیا نہ اس تقریب میں شریک ہونے والے قادیانیوں پر جرمانے کئے۔

شیخ صاحب موصوف کی حیرت اور بڑھ گئی جبکہ انہوں نے "الفضل" ۱۷ جون میں ایک غریب قادیانی کے متعلق یہ اعلان دیکھا کہ اس کو اسی "جرم" کی بنا پر جماعت سے خارج کرنے کی سزا دی گئی ہے۔ اس پر انہوں نے ہمیں وہ چٹھی لکھی، جو گزشتہ دو اشاعتوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اور جس کا قادیانی جماعت کی طرف سے اب تک کوئی جواب نہیں ملا۔

ہم ایک مرتبہ پھر جناب خلیفہ قادیان اور ان کے اخبار "الفضل" کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ اس اہم معاملہ پر جلد سے جلد روشنی ڈالیں۔ ایک غریب قادیانی کو تو اس قصور پر جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے معاونین کو جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ لیکن جب ایک امیر قادیانی اور اس کے ہم عقیدہ دوستوں سے یہی قصور سرزد ہوتا ہے تو خلیفہ صاحب انہیں پوچھتے تک نہیں۔ اس امتیاز کی وجہ غربت و امارت ہے یا کچھ اور؟

اخبار "اپکاری"

اردو ہندوستان کی مسلمہ قومی زبان اور ملک میں دوسری تمام زبانوں سے زیادہ مروج و مقبول ہے اور ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ لیکن برادران وطن کے بعض طبقات اردو رسم الخط سے ناواقف ہیں یا تعصب کی وجہ سے اس کا استعمال نہیں کرتے۔ بعض ہندو ریاستوں میں قلیل التعداد ایسے مسلمان بھی موجود ہیں جو اردو سے نابلد ہیں۔ اور صرف ہندی زبان میں پڑھ لکھ سکتے ہیں۔ یہ حالات بار بار ایک ایسے اسلامی ہندی اخبار کا تقاضا کر رہے تھے۔ جو ہندی دان ہندو و مسلمانوں میں تبلیغ و اصلاح کا فرض انجام دے سکے۔ لیکن باوجود کوشش کے کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا۔ مقام شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چند باہمت مسلمانوں کو اس کار خیر کی توفیق دی اور انہوں نے اس مقصد کے لئے "اپکاری" کے نام سے ایک ہفتہ وار ہندی اخبار دہلی سے جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کا اعلان پیغام صلح کی گزشتہ اشاعتوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس اخبار کا پہلا نمبر بہت جلد شائع ہو جائے گا۔ ہم اپنے معاصر کا تہہ دل سے خیر مقدم کرتے ہوئے اس کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس اخبار کی ہر ممکن امداد کریں اور بہت جلد اس کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل بنا دیں۔

بقیہ اخبار احمدیہ

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی سامی سے واپس آ گئے ہیں اور امروز فردا میں میلاد النبیؐ کے جلسہ میں شرکت کے لئے حصار تشریف لے جائیں گے۔ ان سے جناب **مولوی عصمت اللہ** صاحب کی نسبت معلوم ہوا کہ بخار کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ بالعموم ۹۹ اور ۱۰۲ درجے کے درمیان ٹمپریچر رہتا ہے۔ چند مرتبہ قلیل مدت کے لئے نارمل بھی ہو لیا تھا۔ اسہال کی شکایت دوبارہ ہو گئی ہے لیکن پہلے سے کم۔ کھانسی بدستور ہے۔ ایک دو مرتبہ پیشاب رک جانے کی تکلیف ہو گئی تھی۔ کمزوری بیحد ہے۔ اور روز بروز بڑھ رہی ہے۔ مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی آپ کی تیمارداری کے لئے سامی میں موجود ہیں۔ جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب سپرنٹنڈنٹ نیشنل سینی ٹوریم ہر طرح سے خیال رکھتے ہیں۔ اور دن میں کئی مرتبہ دیکھتے ہیں۔ کبھی کبھی کوہ مری کے احباب بھی عیادت کے لئے آتے ہیں۔ تمام احباب جماعت مولانا موصوف کے لئے درد دل سے دعائے صحت کریں۔

— چودھری فضل حق صاحب مینجر بکڈپو ابھی تک بعارضہ بخار علیل ہیں۔

— چودھری سردار خاں صاحب مینجر پیغام صلح کی اہلیہ صاحبہ تقریباً ایک ماہ سے بعارضہ بخار اور کھانسی بیمار ہیں۔

— تمام دوستوں کو ان بیماروں کے لئے دعائے صحت کرنی چاہیئے۔

مسلمانوں سے ایک دردمندانہ استدعا

مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تیوہار کا جو تصور دوسری قوموں کے نزدیک ہے وہ اسلام کے نزدیک ہرگز معتبر و مسلم نہیں دوسری قومیں اپنے مذہبی تیوہاروں پر کھیل تماشے ۔ ڈھول ڈھمکے اور اسراف و تبذیر سے کام لینا ضروری سمجھتی ہیں ۔ اور ان کے نزدیک تیوہار منانے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ انسان مذہب اخلاق اور جماعت کی مصلحتوں سے بالکل فارغ ہو کر اپنے آپ کو عیش و عشرت کے حوالے کر دے ۔ لیکن اسلام عیدین پر مسلمانوں سے صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ حسب استطاعت صاف ستھرا لباس پہنیں ۔ بہت بڑی تعداد میں ایک جگہ جمع ہو کر بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہوں ۔ اپنے امام کا خطبہ سنیں ۔ اس کے بعد دوستوں اور عزیزوں سے ملاقات کریں ۔ اور اگر عید اضحیٰ ہو تو قربانی دیں اور اس کا گوشت حسب احکام شریعت اعزہ اور مساکین میں تقسیم کریں ۔

مسلمانوں کو اپنے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو والہانہ شیفتگی ہے اس کی مثال دنیا کے کسی تعلق میں بھی نہیں ملتی ۔ اور حضورؐ کا اسوۂ حسنہ اس قدر پاکیزہ اور قابل تقلید ہے کہ اس کی تبلیغ میں مسلمان جس قدر سرگرمی کا اظہار کر سکیں کم ہے۔ ان حقائق کو مد نظر رکھ کر بعض بزرگوں نے یہ تجویز کی کہ بارہ ربیع الاول کو تمام عالم اسلام کے گوشے گوشے میں مسلمانوں کے اجتماعات ہوں جن میں حضورؐ کی سیرت مبارکہ کے بعض پہلو واضح کر کے مسلمانوں کے ایمان میں تازگی اور غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کا حق ادا کیا جائے ۔

چنانچہ اس بابرکت تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ سال بھر میں کم از کم ایک دن ساری دنیا آقائے دو عالمؐ کے نعت و ذکر سے گونج اٹھتی ہے ۔ اور ہزاروں مسلمان اور غیر مسلم مقرر کائنات کے اس ہادی اعظمؐ کے تذکار مقدس میں مصروف نظر آتے ہیں ۔ لیکن ہمیں یہ معلوم کر کے بے انتہا صدمہ ہو رہا ہے، کہ بعض مسلمان اس مبارک تحریک کو بھی ایک تیوہار بنا لینا چاہتے ہیں اور اجتماعات اسلامی سے گزر کر اب معاملہ جلوس، چراغاں مشاعروں، محلوں اور مسجدوں کی آرائش اور زردے پلاؤ کی دیگوں تک پہنچ چکا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ جو تبلیغ اسلام اور اشاعت سیرت پاک میں صرف ہونا چاہیئے خرافات میں ضائع ہوگا اور اس کساد بازاری کے زمانہ میں یہ ضیاع مال مسلمانوں کے افلاس میں مزید اضافہ کا باعث ہوگا ۔ آج شب برات کی آتشبازی پر ملک کے گوشے گوشے سے لعنت ملامت کی جاتی ہے ۔ اور مسلمان بچے اس شوق سے باز نہیں آتے ۔ کل چراغاں اور زردے پلاؤ کی دیگوں کے خلاف قوم کے تمام رہنما اور پیشوا آواز بلند کرینگے لیکن کوئی مسلمان ان مسرفانہ اور غیر شرعی حرکات سے باز نہ آئے گا ۔ اشاعت سیرت کی طرف توجہ کم ہو جائے گی ۔ اور اس کی جگہ مٹی کے دیئے، موم بتیاں، کاغذ کے پھول اور زردے پلاؤ کی دیگیں رہ جائیں گی ۔ کیا مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ ان الٹے تکلفوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات اور سرور دو جہاںؐ کی روح مقدس کو خوشی ہوگی ؟

(باقی بر صفحہ ۶)

حضور نبی کریمؐ کا زمانہ شباب

جوانی دیوانی مشہور ہے بادۂ شباب کی سرمستیاں بہت سی اخلاقی پابندیوں کو توڑ کر رکھ دیتی ہیں ۔ عوام کو جانے دیجئے ۔ مشاہیر میں سے کتنے ہیں جنہوں نے اپنے زمانہ شباب میں ضابطہ اخلاق کی پوری پابندی کی ہے جب جوانی کا نشہ اتر جاتا ہے ۔ جب قویٰ میں ضعف محسوس ہونے لگتا ہے ۔ بالوں کی سیاہی میں سفیدی کی جھلک نظر آنے لگتی ہے ۔ تو بہت سے لوگ مسجد و خانقاہ کے لئے وقف ہو جاتے ہیں ۔ زہد و عبادت ان کی زندگی کی نمایاں خصوصیت نظر آنے لگتی ہے ۔ بیشک یہ بزرگ قابل احترام ہیں ۔ مگر اعلےٰ ترین کیرکٹر انہی لوگوں کا حصہ ہے جنہوں نے ایک بے داغ جوانی بسر کرتے ہوئے اپنے زمانہ شباب میں ضابطہ اخلاق کی پوری پابندی کی ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ اور نہ اس کو منوانے کے لئے دلایل کی ضرورت ہے ۔

جب ایک انصاف پسند شخص حضرت نبی کریمؐ کی سیرت مبارک کا اس حصہ کا مطالعہ کرتا ہے ۔ جو آپ کے عہد شباب سے متعلق ہے تو اس کا دل اس انسان کاملؐ کی اخلاقی عظمت کے سامنے جھک جاتا ہے ۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس لحاظ سے دنیا کی کوئی بلند سے بلند شخصیت بھی حضورؐ کے مقابلہ میں پیش نہیں کی جا سکتی ہے سوچنا آج سے قریباً چودہ سو سال پیشتر کے عرب کا تصور کرو ۔ جاہلیت کا زمانہ ہے ۔ بدکاری و عیاشی کا دور دورہ ہے ۔ فحش کاری فیشن میں داخل ہو چکی ہے ۔ اغوا کی وارداتوں کی کثرت ہے ۔ شراب ان لوگوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے ۔ قحبہ خانوں اور میکدوں کا کوئی شمار نہیں ۔ شرفاء عرب اپنی فحش کاری اور اغوا کے کارناموں کو فخریہ بیان کرتے ہیں ۔ گندے اور جذبات انگیز گیت ہر ایک ۔ مرد عورت ۔ بوڑھے بچے جوان کے ورد زبان ہیں غرضیکہ اخلاقی تباہی کی انتہا ہو چکی ہے ۔ اس فضا میں اپنی جوانی کو ہر ایک داغ سے پاک رکھنا کیا کوئی معمولی بات ہے ؟

حضرت نبی کریمؐ کی زندگی کے دوسرے ادوار کی طرح حضورؐ کے عہد شباب کا ایک ایک دن دنیا کے سامنے ہے لیکن کوئی مخالف سے مخالف شخص بھی آپؐ کے دامن اخلاق پر ایک دھبہ نہیں دکھلا سکتا ۔ ایسی اخلاقی فضا میں بادۂ شباب کے متوالے نوجوانوں کے جو مشاغل ہو سکتے ہیں ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہم کو ان ایام میں حضرت نبی کریمؐ کی شان بالکل ہی پیچیدہ نظر آتی ہے شراب گھر گھر پانی کی طرح پی جاتی ہے ۔ بوڑھی عورتیں اور خورد سال بچے جام و مے کے شغل میں مصروف دکھائی دیتے ہیں ۔ لیکن یہ نبیؐ برحق اس ام الخبائث کے ایک قطرے تک کو بھی چھوتا تک نہیں ہے زمانہ جاہلیت میں عرب میں تقریباً ایسے میلے ہوتے تھے جن کو عیاشی کے بازاروں کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے ۔ دوسرے لوگوں کی طرح نوجوان قریشی بھی ان میں پوری تیاری اور شوق سے شامل ہوتے ۔ لیکن حضرت نبی کریمؐ اس قسم کے اجتماعات سے ہمیشہ ہی مجتنب رہے ۔ ان دنوں تاک جھانک اور نوجوان لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ بالکل معمولی بات تھی لیکن آپؐ جب کبھی باہر نکلتے نگاہیں نیچی ہی رہتیں ۔ حضورؐ اپنے عہد شباب میں اس زمانہ کی مروجہ بداخلاقیوں سے صرف کلی طور پر کڑھتے اور اصلاح کی تدبیریں سوچتے رہتے ۔ آپ ذرا گہری نظر سے غور کیجئے ۔ کیا بداخلاقی کی ایسی مسموم فضا میں ایسے پاکیزہ شباب کا مالک ہونا معمولی بات ہے ۔ جوانی سچ مچ دیوانی ہوتی ہے ۔ یہ ایک تباہ کن سیلاب کی طرح آتی ہے ۔ اور اس کی رو میں خدا جانے کتنے اخلاقی بند ٹوٹ جاتے ہیں ۔ جن لوگوں کی آنکھیں حقائق کی طرف سے بند نہیں وہ جانتے ہیں کہ اس تباہ کن سیلاب کے اثرات ۔ خانقاہوں کی خلوتوں ۔ راہب خانوں کی تنہائیوں اور گپھاؤں کی تاریکیوں میں بھی پہنچ جاتے ہیں کسی پر حملہ کسی کی تحقیر و تشہیر مقصود نہیں ہے ۔ لیکن کیا دنیا خانقاہوں کی زہد پرور فضاؤں میں شباب و عشق کی سرمستیاں دیکھ کر سینکڑوں بار محو حیرت نہیں ہو چکی ہے ؟ کیا جوانی کا یہ بے پناہ سیلاب بے شمار مرتبہ راہب خانوں کی دیواروں کو توڑ کر ان کے اندر داخل نہیں ہو چکا ؟ کیا سادھوؤں کی گپھائیں آتش شباب کی کارفرمائیوں سے یکسر ناواقف ہیں ؟ جب یہ سب کچھ تخیل نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے تو پھر زمانہ جاہلیت کی فضا میں جبکہ بدکاری کا اذن عام تھا حضرت نبی کریمؐ کی بے داغ اور پاکیزہ جوانی ایک زبردست معجزہ سے کم ہے ؟

[illegible] بہت سے دن اس پاکیزگی سے بسر کرنے کے بعد شادی ہوتی ہے کس سے ؟ ایک چالیس سالہ بیوہ سے ۔ شادی کے بعد بھی وہی پاکیزگی وہی بلند اخلاقی موجود ہے ۔ بلکہ روز بروز ترقی کرتی ہے ۔ کیا آپ نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا ۔ کہ دعویٰ نبوت کے بعد کفار مکہ انتہائی دشمن ہو جاتے ہیں ۔ طرح طرح کی تکالیف دیتے ہیں ۔ مجنون و ساحر کہتے ہیں لیکن کسی اشد ترین مخالف کو بھی آپؐ کے کیرکٹر پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی ۔ وہ لوگ جو آپؐ پر پتھر برساتے ہیں ۔ آپؐ کی گذرگاہ میں کانٹے بکھیر دیتے ہیں ۔ حالت عبادت میں آپؐ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھری تک رکھ دیتے ہیں ۔ آپؐ کے چال چلن پر کوئی حملہ نہیں کرتے ۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپؐ کی اخلاقی پاکیزگی کا اقرار کرتے ہیں ۔ اس میں کوئی راز نہیں بلکہ حضورؐ کے اعلےٰ کیرکٹر نے ان کے بیرونی مہر لگا دی تھی ۔ ان باتوں سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ کا عہد شباب انتہائی پاکیزہ ہے ۔ اور اس سلسلہ میں بھی دنیا کی کوئی زبردست سے زبردست شخصیت آپؐ کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۔ وہاں یہ حقیقت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ایک بے داغ جوانی اعلےٰ کیرکٹر کی زبردست چٹان اور ایک بے پناہ اخلاقی قوت ہے جس کے آگے مخالفین کو بے بس ہو کر جھکنا پڑتا ہے ۔ اس کے بعد میں اپنے نوجوان بھائیوں کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں ۔ ہم بھی آخر اسی رسولؐ کی امت اور اسی نبیؐ برحق کے نام لیوا ہیں ۔ آؤ فرصت و سکون کے چند لمحوں میں ہم تنہا گوشوں میں بیٹھ کر ذرا اپنی حالت پر غور کریں کہ ہم میں یہ صفت کہاں تک موجود ہے ۔ ہماری ملت مخالفین کے پے در پے حملوں سے نیم مردہ ہو رہی ہے ۔ طرح طرح کی مشکلات نے اسے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے ۔ ہمارا دین اعدا کے نرغہ میں ہے ۔ ہمارے رسول کی عزت پر حملے کئے جا رہے ہیں ۔ آج ضرورت ہے کہ ہم نوجوان دین و ملت کے تحفظ اور خدمت کے لئے کھڑے ہو جائیں ۔ لیکن ہمیں اس کام کے لئے سب سے پہلے اعلیٰ کیرکٹر کی ضرورت ہے ۔ کیونکہ صرف اسی حربہ سے ہم اپنے مخالفین پر کامیاب ہو سکتے ہیں ۔ اس وقت اسلام اپنے ہر ایک نوجوان فرزند کو پکار رہا ہے ۔ ضرورت ہے کہ ہم اعلےٰ کیرکٹر اور بے داغ جوانی کا ہتھیار ہاتھ میں لیکر سعادت مند اولاد کی طرح اس آواز پر لبیک کہیں ۔ (ایڈیٹر)

ضروری اعلان

بعض احباب حضرت امیر کی خدمت میں خطوط بھیجتے وقت لفافہ کا وزن کئے بغیر ایک آنہ کا ٹکٹ لگا دیتے ہیں حالانکہ ایک آنہ کا ٹکٹ صرف نصف تولہ وزنی لفافہ کے لئے ہے ۔ اس سے اوپر اڑھائی تولہ تک پانچ پیسے کے ٹکٹ لگانے چاہئیں ۔ لیکن اس بات کو ملحوظ نہ رکھنے سے خطوط بیرنگ ہو جاتے ہیں جس کا نقصان دفتر کو اٹھانا پڑتا ہے ۔ اس بارے میں احباب کرام کو خاص احتیاط سے کام لینا چاہیئے ۔

(مولوی) عبدالوہاب ۔ دارالسلام ۔ ڈلہوزی

مذاکرہ علمیہ

حضرت مسیح موعودؑ کے ترکہ کی تقسیم

پر اعتراض اور اس کا جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال - یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الخ - کیا حضرت مسیح موعود نے اس آیت کے ماتحت اپنی جائداد کو اپنی اولاد میں تقسیم کیا ۔ اگر نہیں کیا تو وہ کامل مومن نہیں ہوئے اور اگر کیا ہے تو ثبوت کی ضرورت ہے بعض وہابی اعتراض کرتے ہیں اس لئے اس سوال کو بھی نہایت توضیح کے ساتھ تحریر فرمائیں ۔

الزام کا ثبوت الزام لگانیوالے کے ذمہ ہے

جواب - یہ سوال عجائبات سے پُر ہے ۔ وہابی تو خیر معذور ہیں ۔ کسی زمانہ میں یہ اہل تحقیق کہلاتے تھے ۔ مگر حق کی مخالفت نے جیسے حضرت مسیح موعود کی عداوت نے انہیں اس اعلےٰ مقام سے بہت نیچے گرا دیا ہے ۔ اور تعصب اور دشمنی نے انہیں ایسا اندھا کر دیا ہے کہ حریف پر حملہ کرتے وقت انہیں نہ کوئی اصول یاد رہتا ہے اور نہ خدا کا خوف ان کے دلوں میں باقی رہجاتا ہے ۔ مگر مجھے افسوس ہے تو اپنے دوستوں پر جو اس وہابی معترض سے ایسے مرعوب ہوئے کہ بجائے اس کے کہ اس الزام کا ان سے ثبوت مانگتے الٹا مجھے حکم دے رہے ہیں کہ میں یہ ثبوت بہم پہنچاؤں کہ حضرت مسیح موعود نے قرآن کے مطابق اپنی جائداد اپنی اولاد میں تقسیم کی ہے ! کیا دنیا میں آج تک کہیں یہ بھی سنا ہے کہ کسی شریف آدمی پر کوئی الزام لگایا گیا ہو ۔ مثلاً چوری کا الزام لگایا گیا ہو اور عدالت نے الزام لگانے والے کو یہ کہا ہو کہ تم آرام سے بیٹھ جاؤ تمہیں کسی ثبوت لانے کی ضرورت نہیں - اور اس شریف آدمی کو کہا ہو کہ تم ثابت کرو کہ تم چور نہیں ہو - یہ انوکھا انصاف دنیا کی کسی عدالت میں تو دیکھا سنا نہیں گیا ۔ وہابیوں کی عدالت میں اگر ہو تو یہ ان کے دماغ کی خرابی کا نشان ہوگا ۔ قاعدہ ہے کہ جو الزام لگاتا ہے وہ عدالت میں دلائل سے واقعات سے اس الزام کو ثابت کرتا ہے پھر ملزم پر فرد جرم لگایا جاتا ہے ۔ اس کے بعد اسے صفائی اور بریت کا موقعہ دیا جاتا ہے ۔ مگر یہ اندھیر کہیں نہیں سنا کہ جس شریف اور متقی انسان پر جو چاہے الزام لگا دو اور پھر کہو کہ ثابت کرو کہ تم ایسے نہیں ہو ۔ کسی راہ چلتے کو کہدیا کہ تو زانی ہے اور پھر مطالبہ کیا کہ ثابت کرکہ تو زانی نہیں ہے ۔ یہ اندھیر نگری نہ اسلام میں ہے نہ دنیا کی کسی عدالت میں ہے ۔ پھر یہ کیا تماشہ ہے کہ حضرت مسیح موعود پر ایک کرا الزام لگا دیا کہ انہوں نے جائداد اپنی اولاد میں مطابق شریعت تقسیم نہیں کی ۔ اور ثبوت کوئی نہیں دیا ۔ محض منہ سے جو چاہا بک دیا ۔ اور پھر مطالبہ شروع کر دیا کہ اپنی اس بکواس کا ثبوت ہم نہیں دیتے . . . .

. . . . . اور نہ ہمارے پاس کوئی ثبوت ہے ۔ ہاں تم ثابت کرو کہ ہماری یہ بکواس غلط اور جھوٹ ہے ۔

ترکہ کو تقسیم کرنا ورثا کا کام تھا نہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا

اس سوال کے عجائبات میں سے ایک تو ملاحظہ فرما لیا اب دوسری عجائبات سنئے ۔ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن میں ترکہ کو ورثا میں خود تقسیم فرمایا ہے تو اس ارشاد کی تعمیل کے لئے وہی ورثا مکلف ہوتے ہیں ۔ جن میں ترکہ تقسیم ہوگا ۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ جو شخص فوت ہو گیا ہے وہ قبر میں سے واپس آکر اپنے ترکہ کو ورثا میں تقسیم کرے ۔ حضرت مسیح موعود فوت ہوتے ہیں ۔ ان کے ترکہ کو شریعت کے مطابق تقسیم کرنا ان کے ورثا کا کام ہے ۔ مگر وہابی عقل نہیں بلکہ وہابی تعصب اور حق دشمنی کا یہ نمونہ ملاحظہ ہو کہ دندناتے ہوئے آگئے اور بغیر کسی ثبوت کے کہنے لگ گئے کہ "چونکہ مرزا صاحب نے اپنی جائداد اپنی اولاد میں مطابق شریعت تقسیم نہیں کی ۔ اس لئے وہ کامل مومن نہیں ہیں" اور ہمارے دوست نے یہ نہ پوچھا کہ کیا وہابی مرنے کے بعد قبر سے اٹھکر خود جائداد تقسیم کرنے آیا کرتے ہیں ۔ یا جائداد تقسیم کرنا ورثا کا کام ہوتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود کی جائداد اولاد میں مطابق شریعت تقسیم ہوئی یا نہ ہوئی اس کا ثبوت یا عذاب جو کچھ بھی ہے ان کے ورثا کے ذمہ ہے ۔ حضرت مسیح موعود اس کے ذمہ دار کیوں ہیں ؟ کیا کوئی وہابی جیتا یا مرتا دکھا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کوئی وصیت ایسی لکھی ہو جس میں شریعت کے مطابق اپنے ترکہ کو تقسیم کرنے سے منع کر دیا ہو ؟ جب ایسا نہیں کیا تو پھر اعتراض کیسا ؟

وارث کے لئے وصیت کی ضرورت نہیں

جب خدا نے خود قرآن کریم میں وصیت لکھدی ہے کہ ورثا میں کس طرح ترکہ تقسیم کیا جائے تو اس کے بعد کسی مومن کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ورثا کے بارے میں خواہ مخواہ وصیتیں لکھتا پھرے ۔ حدیث لا وصیۃ لوارث کہ وارث کے لئے کسی وصیت کی ضرورت نہیں اس قدر ان وہابیوں میں مشہور ہے کہ اس حدیث کے مقابل میں یہ قرآن کی آیت کو منسوخ کرنے سے دریغ نہیں کرتے اس حدیث کے ماتحت کسی مومن کو ورثا کے بارے میں کوئی وصیت کرنے کی ضرورت نہیں ۔ وصیت قرآن میں لکھی ہوئی موجود ہے اس پر عمل کرنا میت کے ورثا کا فرض ہے ۔ حضرت مسیح موعود کے فوت ہونے کے بعد یہ ان کے ورثا کا کام تھا کہ وہ قرآن کریم کے مطابق ترکہ کو تقسیم کر لیتے ۔

حضرت مسیح موعودؑ کسی پر داروغہ نہ تھے

حضرت مسیح موعود کا اتنا ہی کام تھا کہ وہ اپنی بیعت میں اپنے مریدوں سے خواہ وہ آپ کے وارث تھے یا غیر وارث یہ عہد لیں کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرینگے اور دس شرائط بیعت میں یہ شرط بھی رکھدیں کہ آپ کے مریدوں کے سب کام قال اللہ و قال الرسول کے مطابق ہوں گے ۔ اب اگر کوئی مرید یا آپ کا وارث قال اللہ وقال الرسول کے مطابق عمل نہیں کرتا تو اس کے ذمہ دار حضرت مسیح موعود کیوں ہوں ؟ کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن میں ارشاد نہیں ہوا کہ **فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر** کہ تو نصیحت کر دے بے شک تو نصیحت کرنے والا ہے ۔ تو ان لوگوں پر داروغہ نہیں ۔ تو پھر حضرت مسیح موعود اپنے مریدوں یا اپنے ورثا پر داروغہ کیوں ہوں ؟ ان کا کام تھا ہدایت دینا ، نصیحت کرنا ۔ عمل کرنا نہ کرنا مریدوں یا ورثا کا کام ہے ۔

میاں محمود احمد صاحب کا بیان

جہانتک مجھے علم ہے جناب میاں محمود احمد صاحب نے ایک مجلس میں بیان کیا تھا کہ ان کے خاندان میں جائداد شریعت کے مطابق تقسیم ہوتی ہے گو اسی مجلس میں انہوں نے یہ بھی اظہار خیال کیا تھا کہ عام طور پر زمیندار طبقہ کے لئے قرآن کے اس حکم کی تعمیل میں مشکلات ہیں لیکن کم سے کم اپنے خاندان میں قرآن کے مطابق جائداد کے تقسیم ہونے کا انہوں نے صاف لفظوں میں اعلان کیا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں جو کچھ انہوں نے کہا ٹھیک کہا ہوگا ہمیں خواہ مخواہ بدظنی کرنے کا کوئی حق نہیں ۔ حضرت مسیح موعود کا ترکہ ضرور مطابق شریعت تقسیم ہوا ہوگا ۔ لیکن اگر فرض کرو کہ ایسا نہیں ہوا اور ان کے ورثا نے پروا نہیں کی کہ وہ ترکہ کو مطابق شریعت تقسیم کریں تو پھر اس میں حضرت مسیح موعود پر کیا الزام ؟ ان کی وفات کے بعد جو کچھ ان کے ورثا نے کیا اس کے وہ ذمہ دار کیوں ہوں ؟ وہ کونسی شریعت ہے اور کونسا مذہب ہے جو انہیں اس کے لئے ذمہ دار ٹھیراتا ہے ۔ انہوں نے ایک وصیت اپنی جماعت کے نظام کے مطابق لکھی تھی جو "الوصیت" کے نام سے مشہور ہے ۔ جماعت کے ایک بڑے حصہ نے اس پر عمل نہیں کیا اور اسے پس پشت پھینک دیا تو کیا اس کے ذمہ دار حضرت مسیح موعود ہوں گے ؟

حضرت مسیح موعودؑ کی جائداد اور چندوں کی آمد

حضرت مسیح موعود کی وفات کے وقت ان کی جائداد ہی کونسی بڑی تھی جسکے متعلق کسی بدگمانی کو راہ دیا جائے ۔ وہ تو وہ خدا کا شیر تھا کہ جب مریدوں کی تعداد ہزارہا تک پہنچ گئی اور چندوں کی آمد بھی ہزاروں سے گزر کر لاکھوں تک پہنچ گئی تو ایک انجمن بنا کر سب کچھ اس کے سپرد کر دیا ۔ اور آپ اس طرح دامن جھاڑ کر الگ ہو گئے گویا آپکو اس سب کاروبار سے کوئی واسطہ ہی نہیں ۔ یہ ہوتا ہے انقطاع الی اللہ ۔ اور اسے کہتے ہیں توحید الٰہی کہ کل ماسوی اللہ پر چھُری پھیر دی ۔ یہاں ایک ایک وہابی خود ٹکے ٹکے کے پیچھے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دوڑتا پھرتا ہے ۔ الا ماشاء اللہ ۔ مگر اس مرد خدا پر منہ آتا ہے جس نے لاکھوں روپے کی آمد کو ایک انجمن کے سپرد کر دیا اور وصیت لکھدی کہ اس سے اُن کے خاندان کو کوئی سروکار نہ ہوگا ۔ بلکہ کل مال کی جو قوم کا ہے انجمن مالک ہوگی ۔ اور بار بار اخباروں میں اعلان کیا کہ احباب روپیہ براہ راست انجمن کو بھیجیں لوگ غلطی سے حضرت صاحب کو روپے بھیجدیتے ہیں تو خواہ مخواہ انجمن میں دوبارہ بھیجنے کی تکلیف ہوتی ہے ۔ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد اب اگر اس وصیت پر ان کے ورثا یا ان کے مرید عمل نہ کریں تو حضرت مسیح موعود اس کے ذمہ دار کیوں ہوں ؟ اسیطرح ورثا کے متعلق قرآن میں وصیت لکھی ہوئی موجود ہے ۔ حضرت مسیح موعود کا حکم ہے کہ قرآن کو ہر چیز پر مقدم کرو ۔ پس اگر ان کے ورثا نے اس کے مطابق عمل کیا تو اس کا ثواب ان کو ملنا یقینی ہے اور اگر عمل نہیں کیا تو اس کے ذمہ دار وہ ورثا ہیں نہ کہ حضرت مسیح موعود

(باقی [illegible])

حضرت نبی کریم صلعم کے آدابِ ملاقات

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

مسلمانوں میں آج کس قدر کم لوگ ہیں جو اس بات کا علم رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کیا تھے۔ دوستوں سے ملنے جلنے، بات چیت کرنے کا طریق کیا تھا۔ لہٰذا آداب ملاقات کے متعلق چند کلمات عرض کرنا چاہتا ہوں تا ہمارے احباب اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ آنحضرت صلعم کا معمول تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام اور مصافحہ کرتے (ہمارے وہ متمول مسلمان غور کریں جو ہمیشہ دوسروں سے سلام کے متوقع رہتے ہیں) کسی سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑ دے آپؐ اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ کوئی شخص اگر جھک کر کوئی بات کان میں کہتا تو آپؐ اس وقت تک اس کی طرف سے رُخ نہیں پھیرتے جب تک وہ خود اپنا منہ نہ ہٹا لے آپؐ کسی کے گھر پر تشریف لیجاتے، تو دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور السلام علیکم کہکر اذن طلب کرتے اگر صاحب خانہ اذن نہ دیتا تو لوٹ آتے چنانچہ ایک دفعہ حضور سعدؓ بن عبادہ کے گھر تشریف لے گئے اور باہر کھڑے ہو کر اذن طلبی کے لئے السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہا۔ سعدؓ نے اس طرح آہستہ سلام کا جواب دیا کہ آنحضرت صلعم نے نہیں سنا۔ حضرت سعدؓ کے فرزند قیسؓ بن سعد نے کہا کہ آپ رسول اللہؐ کو اندر آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے۔ حضرت سعدؓ نے کہا چپ رہو رسول اللہؐ بار بار سلام کرینگے تو ہمارے لئے برکت کا باعث ہوگا آنحضرت صلعم نے دوبارہ السلام علیکم کہا اور سعدؓ نے پھر اسی طرح جواب دیا۔ آنحضرت صلعم نے پھر تیسری دفعہ اسی طریقہ سے اذن طلب کیا اور جب کوئی جواب نہ ملا تو آپؐ واپس چلے۔ حضرت سعدؓ نے جب آپؐ کو جاتے دیکھا تو دوڑ کر گئے اور عرض کی کہ میں آپؐ کا سلام سن رہا تھا لیکن آہستہ جواب دیتا تھا کہ آپؐ بار بار سلام فرما دیں۔ آپؐ واپس تشریف لے آئے اور ان کے لئے بہت خیر و برکت کی دعا کی۔

کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو ممتاز مقام پر بیٹھنے سے پرہیز فرماتے ایک بار آپؐ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مکان پر تشریف لے گئے انہوں نے آپؐ کے بیٹھنے کے لئے چمڑے کا ایک گدا ڈال دیا لیکن آپؐ زمین پر بیٹھ گئے اور گدا آنحضرت صلعم اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے درمیان خالی رہا (آج کل کے پیر اور سجادہ نشین اس پر غور کریں) مجلس میں بیٹھتے تو آپ کے زانو کبھی ہمنشینوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔

جس طرح آپؐ خود کسی سے ملنے جاتے تو اجازت مانگتے۔ اسی طرح آپؐ سے جو شخص ملنے آتا اسے بھی یہی تعلیم تھی کہ سلام کر کے اور اجازت لے کے آوے۔ ایک دفعہ بنو عامر کا ایک شخص آیا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر پکارا کہ اندر آ سکتا ہوں؟ آپؐ نے صحابہؓ کو فرمایا کہ جا کر ان کو اجازت طلبی کا طریق سکھا دو۔ یعنی پہلے سلام علیکم کرے۔ پھر اجازت مانگے۔

آپ مجلس میں کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے۔ جو بات ناپسند ہوتی اس سے تغافل فرماتے اور ٹال جاتے۔ کوئی شخص شکریہ ادا کرتا تو آپؐ نے اگر واقعی اس کا کوئی کام انجام دیا ہوتا تو شکریہ قبول فرماتے۔ مجلس میں جس قسم کا ذکر چھڑ جاتا آپ اس میں بھی شامل ہو جاتے۔ ہنسی اور مہذب ظرافت میں بھی شریک ہوتے۔ خود بھی کبھی مذاقیہ باتیں فرماتے۔ کسی قبیلہ کا کوئی معزز شخص آ جاتا تو حسب مرتبہ اس کی تعظیم کرتے۔ اور فرماتے "اکرموا کریم کل قوم" یعنے ہر ایک قوم کے معزز لوگوں کی عزت کیا کرو۔ لیکن اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ ایک شخص تو بیٹھا رہے اور دوسرے سب تعظیماً اس کے لئے کھڑے رہیں۔ کوئی شخص ملنے آتا تو آپ اس سے ضرور پوچھ لیتے کہ اسے کوئی ضرورت اور احتیاج تو نہیں ہے یعنے اگر ہو تو اس کی امداد کی جائے۔ صحابہؓ سے یہ بھی فرمایا کرتے کہ جو لوگ اپنے مطالب مجھ تک نہیں پہنچا سکتے مجھ کو ان کے حالات اور ضروریات کی خبر دو۔

لیکن آپ بلاوجہ سوال کرنے کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے یہانتک فرمایا کہ سوال نہ کرو اگرچہ اپنے باپ ہی سے کیوں نہ ہو ایک دفعہ حکیمؓ بن حزام ایک صحابی نے آپؐ سے کچھ مانگا۔ آپؐ نے خلوت میں انہیں جو مانگا تھا سو دیا لیکن ساتھ ہی ایک نصیحت کی کہ جو ہاتھ اوپر ہوتا ہے (دینے والا) وہ اس ہاتھ سے بہتر ہے جو نیچے ہے (لینے والے کا ہاتھ) اس نصیحت کا ایسا اثر حضرت حکیمؓ بن حزام پر ہوا کہ تمام عمر کسی سے سوال نہیں کیا۔

جب کوئی شخص ملنے آتا تو آپؐ اس کے ساتھ نہایت حسن سلوک سے پیش آتے۔ مجلس نبویؐ میں جگہ بہت کم ہوتی تھی جو لوگ پہلے سے آ کر بیٹھ جاتے تھے ان کے بعد جگہ باقی نہ رہتی تھی۔ ایسے موقعہ پر اگر کوئی آ جاتا تو اس کے لئے آپؐ اپنی ردائے مبارک بچھا دیتے تھے۔ ایک دفعہ مقام مجترانہ میں آنحضرت صلعم تشریف فرما تھے اور اپنے ہاتھ سے لوگوں کو گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور آپؐ کے پاس چلی گئی۔ آنحضرت صلعم نے دیکھا تو اس کی نہایت تعظیم کی۔ اپنی چادر مبارک اس کے لئے بچھا دی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون عورت ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہ حضورؐ کی رضاعی ماں تھی۔ اسی طرح ایک دفعہ کا اور ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم تشریف فرما تھے۔ کہ آپؐ کے رضاعی والد آئے آپؐ نے ان کے لئے چادر کا ایک گوشہ بچھا دیا۔ پھر رضاعی ماں آئیں آپؐ نے دوسرا گوشہ بچھا دیا۔ آخر میں رضاعی بھائی آئے تو اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ کسی کی کوئی بات بُری معلوم ہوتی تو مجلس میں نام لے کر اس کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ صیغہ تعمیم کے ساتھ فرماتے تھے۔ مثلاً یوں فرماتے کہ "لوگ ایسا کرتے ہیں"، "لوگ ایسا کہتے ہیں"، "بعض لوگوں کی یہ عادت ہے"۔ یہ طریقہ ابہام اس لئے اختیار فرماتے تھے کہ شخص مذکور کی ذلت نہ ہو اور اس کے احساس غیرت میں کمی نہ آئے۔ آپؐ نے اس بات کو منع فرمایا تھا کہ آپؐ کے سامنے کسی کے عیب یا کمزوری کا ذکر کیا جائے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ اس دنیا سے

سب کی طرف سے دل صاف لے جاؤں!

(بقیہ صفحہ ۵)

حق کی دشمنی کا مظاہرہ

خدا کی شان دہابی معترض کہتا ہے کہ "پس مرزا صاحب کامل مومن نہ ہوئے"۔ یہ بھی کہنے کی باتیں ہیں ورنہ ان کے بڑے تو کافر اکفر کہہ کے بھی دم نہیں لیتے۔ کامل اور ناقص مومن ہونے کا تو سوال ہی نہیں۔ دراصل یہ سب حق کی دشمنی کے مختلف مظاہرے ہیں۔ بہرحال یہ جو مرضی چاہے کہیں مگر میں انہیں حضرت مسیح موعود کی زبان سے کہتا ہوں ؎

جانم گداخت از غم ایمانت اے عزیز
دیں طرفہ تر کہ من بگمان تو کافرم

(بقیہ صفحہ ۴)

ہم نہایت عجز و الحاح سے مسلمانوں کی خدمت میں استدعا کرتے ہیں کہ جہانتک ان کا بس چلے وہ اس اسراف کو روکیں اور جتنا روپیہ مسلمان اپنی استطاعت کو مدنظر رکھ کر دے سکیں اس روپے سے مفید اسلامی لٹریچر پڑھے لکھے غیر مسلموں میں تقسیم کیا جائے تاکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا پیغام زیادہ سے زیادہ تعداد میں غیر مسلموں تک پہنچ جائے۔ اس کے علاوہ اس روپے سے قابل مقرروں کو بلا کر سیرت مبارکہ پر ایسی موثر تقریریں کرائی جائیں کہ مسلمانوں میں روح عمل پیدا ہو اور غیر مسلموں کو دولت ایمان عطا ہو جائے۔ لاہور میں بعض ہنگامہ پسند مولویوں کی مہربانی سے اس دفعہ مسلمانوں کا بہت سا روپیہ خلاف شرع حرکات میں ضائع ہونے والا ہے۔ ہم ان علما کی خدمت میں مودبانہ گزارش کرتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں پر رحم کریں اور حضورؐ کی سیرت اور حضورؐ کے پیغام کو دنیا بھر کے کانوں میں پہنچائیں۔ کیونکہ یہ فرض دوسرے مسلمانوں کی نسبت علما پر زیادہ عائد ہوتا ہے۔ مسلمان دنیا و عاقبت میں محض اسی فرض کی بجا آوری سے سرخرو ہو سکتے ہیں۔ پلاؤ کی دیگوں اور کاغذ کے پھولوں اور موم بتیوں سے نہ کسی مسلمان کی مغفرت ہو سکتی ہے نہ کوئی غیر مسلم مسلمان ہو سکتا ہے۔ کیا مسلمان اس دردمندانہ آواز کو سنیں گے؟

("انقلاب")

ہماری تبلیغی ڈاک

(مرتبہ خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

البانیا

مسٹر حسن سلام لکھتے ہیں کہ آپ کی کتابیں پہنچ گئیں جو یہاں کی پبلک اور طلبہ کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئیں "لائٹ" کے اسپیشل نمبر سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی جس میں "پیرن دیکٹی" کے اعتراضات کے نہایت معقول جواب دیئے ہوئے ہیں یہاں کے اخبار کے ایڈیٹر نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ ان مضامین کے تراجم اس کے اخبار کے لئے کر دوں۔ چنانچہ میں نے یہ کام کر دیا ہے جسے وہ عنقریب شائع کرے گا۔ میں "لائٹ" کو باقاعدہ اس اخبار کے دفتر سے لے کر مطالعہ کر لیا کرتا ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی کتابیں البانوی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کر دوں۔ اسیطرح آپ کے مضامین کے تراجم یہاں کے اخبارات میں بہتر ہو کہ آپ اپنا تمام لٹریچر یہاں کی پبلک لائبریری میں بھیجیں۔ جہاں سے لوگ بہت زیادہ تعداد سے ان کے مطالعہ سے مستفید ہوں گے۔

آسٹریلیا

برادرم محمد خان صاحب لکھتے ہیں کہ احمدی جماعت کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ عرصہ سے اپنا حال نہیں لکھ سکا۔ کیونکہ میری یورپین بیوی عرصہ سے بستر علالت پر پڑی تھی جسے ہسپتال میں بھیجا گیا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ اور نہ ہی ہوا جو خدا کی رضا تھی۔ اور گزشتہ اگست کی ۳۱ تاریخ کو وہ بیچاری وفات پا گئی۔ انا للّٰہ۔ مجھے بذریعہ تار اطلاع ملی تو میں بچوں کو گھر میں چھوڑ کر ہسپتال پہنچا جو ۱۶۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ملبورن کے جناب عبداللہ مسلمانوں کے گھروں پر گیا اور غسل وغیرہ کے لئے عورتوں کو ہمراہ لے کر ہسپتال گیا۔ وہاں کی نرس نے کہہ دیا کہ مسز صوبہ خان عیسائی مذہب کی تھی حالانکہ وہ مسلمان ہو چکی تھی۔ میں نے بار ہا کہا کہ وہ مسلمان تھی اور قرآن کریم اور سیرۃ نبوی اور تمام اسلامی لٹریچر جو مجھے لاہور سے آیا تھا پڑھ کر اسلام لا چکی تھی۔ اور اپنے بچوں کو بھی اسلامی کتب کی تعلیم دیتی تھی۔ لیکن یہ نرس سخت دشمن اسلام تھی اور گوارا نہ کر سکتی تھی کہ ایک یورپین عورت اسلامی طریق پر دفن کی جائے۔ اس کی مخالفت کے باعث سب مسلمان جنازہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اور میری شہادت پر عمل نہ کیا۔ بلکہ ایک دشمن اسلام عورت کی بات مان لی۔ صرف میں اور میرا ایک رشتہ دار معہ چند عورتوں کے دفن کر نے گئے۔ اور میرے رشتہ دار بھی مسلمانوں کے اس طرز عمل پر سخت ناراض ہوئے۔ میں نے جنازہ کو قبر میں اتارتے وقت سورۃ فاتحہ و دیگر سورتیں اور درود شریف اور دیگر دعائیں میت کے لئے کیں۔ اور اسے سپرد خاک کر دیا مہربانی کر کے اطلاع دیں کہ آیا یہ جنازہ مذہب اسلام میں تھا یا عیسوی میں اور کیا مسلمانوں کو یہ جنازہ پڑھنا چاہئے تھا یا نہ۔ جن مسلمانوں نے جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا ان کے بارہ میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ مہربانی کر کے مجھے خط کا جواب انگریزی میں دیں تاکہ میں مسلمان عورتوں کی رجو یورپین ہیں اور جو مسلمانوں کے حبالۂ نکاح میں ہیں تسلی کر سکوں۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے اس طرز عمل سے اسلام کو تنفر کی نگاہ سے دیکھنے لگی ہیں۔

کیا ہی اچھا ہو کہ جماعت احمدیہ لاہور اپنی طرف سے اس ملک کے لئے ایک امام مقرر کر کے بھیجے۔ جو ہم مسلمانوں کی مختلف جگہ پھیلے ہوئے ہیں ہدایت اور رہبری کر سکے۔ اور اس کے ذریعہ سے کامل یقین ہے کہ اسلام کو اس ملک میں بڑی تقویت پہنچیگی اور مسلمانوں میں باہمی اتحاد پیدا ہو جائے گا۔ ورنہ یہاں کے مسلمانوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ اپنے غریب بھائیوں کا جنازہ بھی دفن نہیں کرتے۔ بلکہ سرکار انگریزی دفن کرتی ہے۔ اور کئی لوگ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں میں نہ اتفاق ہے اور نہ ان کا کوئی لیڈر ہے۔ اور یہ کام اس زمانہ میں خدا نے جماعت احمدیہ لاہور کے سپرد کیا ہے۔

میری اہلیہ مرحومہ اپنے پیچھے ایک خوردسال لڑکی اور تین لڑکے ۵ برس۔ ۷ برس۔ اور ۱۳ برس کی عمر کے چھوڑ گئی ہے۔ گویا میں اب ان بچوں کی وجہ سے مقید ہوں۔ نادان بچوں کو اکیلا چھوڑ کر کہیں روزگار کے لئے آ جا نہیں سکتا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری مدد کرے۔

شام

بیروت سے ڈاکٹر عبدالغنی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کی تجویز کہ اخبارات کے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی تحریک کیجائے نہایت قابل قدر و عزت ہے۔ الحمدللہ جہانتک میری استطاعت اجازت دیتی ہے میں برابر اس میں مصروف رہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی رضا کی راہ کی طرف ہدایت کرے گا۔ طبیعت بہت کچھ کرنے کو چاہتی ہے مگر ارادوں کی تکمیل میں مشکلات سد راہ ہو جاتی ہیں میری خواہش ہے کہ آپ ہمارے ملک کے اخبارات کا مطالعہ کرتے رہیں میرا ارادہ ممالک یورپ میں جانے کا ہے۔ مہربانی کر کے اطلاع دیں کہ آپ کی شاخیں کس کس ملک میں ہیں تاکہ میں وہاں جا کر احباب سے مل سکوں اگر زاد راہ کی توفیق ہوتی تو میں آپ لوگوں کی ملاقات کے لئے لاہور پہنچ جاتا اور آپ کے کاموں کا خود مشاہدہ کرتا۔ دمشق کے ایک اخبار کا کٹنگ بھیجتا ہوں جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں خصوصاً ان کے لیڈروں کا فرض ہے کہ جاپان میں اشاعت اسلام کے لئے اپنے مبلغ بھیجیں امید ہے کہ آپ کی انجمن اس ضروری کام میں پیچھے نہ رہے گی۔ تاکہ اس قوم کو زندہ کرے جن کو پادری لوگ گمراہ کر رہے ہیں۔

خریداران اخبار

میں سے جن کے چندے ماہ جون میں ختم ہوتے ہیں وہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر ممنون و مشکور فرمائیں۔ (مینیجر)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت و سابق ایڈیٹر پیغام صلح، ڈلہوزی میں حضرت امیر کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ ان سے خط و کتابت کا پتہ یہ ہے۔

دار السلام - ڈلہوزی

— مولوی صاحب موصوف اپنے والا نامہ ۱۸ر جون ۳۴ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے جو آج کل ڈلہوزی میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے بچوں کے اتالیق ہیں اور عنقریب بی ٹی میں داخل ہونے والے ہیں حضرت امیر کی کتاب تحریک احمدیت کو پڑھکر اس قدر متاثر ہوئے کہ گزشتہ جمعہ کو بعد از نماز جمعہ انہوں نے ایک مختصر سی تقریر میں حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اعلان کیا۔ اور حضرت امیر سے درخواست کی کہ انہیں جماعت احمدیہ میں داخل کر لیا جائے۔ چنانچہ حضرت ممدوح نے اسی وقت بیعت لے کر انہیں سلسلہ احمدیہ میں شامل کر لیا۔ ماسٹر صاحب بہت ہی نیک منکسر المزاج اور سعید طبع نوجوان ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں خدمت دین کی توفیق بخشے۔ اور استقامت عطا فرمائے۔

— بزرگان و مبلغین سلسلہ کو سیرت النبیؐ کے جلسوں میں شرکت کے لئے بیرونجات سے بہت سی دعوتیں آئی ہیں چنانچہ مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائٹ جبل پور۔ جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے فتح جنگ ضلع کیمبل پور اور شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی حصار تشریف لے جا رہے ہیں۔ متعدد دعوتوں کو حالات کی مجبوری سے منظور نہیں کیا جا سکا۔

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ۱۲ر جون کی شب کو ایبٹ آباد تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں چند روز قیام کر کے ایبٹ آباد تشریف لے جائیں گے اور غالباً پانچ چھ ہفتہ تک مراجعت فرمائے لاہور ہوں گے۔

— ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب پراچ ہوس سرجن آئی ڈیپارٹمنٹ میو ہسپتال کا نام پنجاب سول میڈیکل سروس کے واسطے منتخب ہو گیا ہے۔ الحمدللہ۔

— مسٹر ظہیر الاسلام صاحب مانسہرہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ ایم اے اور بی ٹی اتک کے امتحانات (مسلم یونیورسٹی علیگڑھ) میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور تمام یونیورسٹی میں فسٹ کلاس فسٹ رہے۔ الحمدللہ۔

پیغام صلح:۔ ہمیں ان عزیز نوجوان کی کامیابی پر بیحد مسرت ہوئی جس پر ہم انہیں صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ دعا ہے کہ ان کی یہ کامیابیاں ان کی آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ ہوں۔ اور بہت سے طلبہ اور طالبات مختلف امتحانوں میں کامیاب ہوئے ہیں جن کی فہرست انشاءاللہ اشاعت آئندہ میں درج ہوگی۔

مسلمانانِ ہند کی تعلیمی حالت

صوبہ بنگال میں سب سے زیادہ انگریزی دان خاص کلکتہ میں ہیں جہاں ۲۹ر۸ فیصدی خواندہ ہیں۔ ۱۰ر۹ فیصدی انگریزی داں ہیں۔ مسلمان ۲۹ر۴ فیصدی خواندہ ہیں جن میں انگریزی داں ۹ر۵ ہیں۔

صوبہ مدراس میں کل خواندہ ۹ر۵ ۳۰ فیصدی ہیں۔ مسلمان خواندہ ۲۴ر۵۴ فیصدی۔ ہندو ۲۹ر۱۲ ہیں۔ کل انگریزی داں ۱۴ر۸۰ فیصدی مسلمان ۹ر۳۸ اور ہندو ۷ر۱۲ فیصدی ہیں۔

بہار واڑلیسہ میں ضلع پٹنہ میں خواندہ سب سے زیادہ ہیں کل خواندہ ۹ر۰۷ فیصدی مسلمان ۱۳ر۹ اور ہندو ۹ر۰ فیصدی، انگریزی داں کی تعداد ۱ر۲۳ فیصدی مسلمان ۲ر۰۱ اور ہندو ۰ر۴۷ فیصدی ہیں۔ اس صوبہ میں انگریزی داں سب سے زیادہ سنبھل پور میں ہیں۔

صوبہ متحدہ میں اگرچہ ۵ یونیورسٹیاں ہیں اور سارے ہندوستان کا دماغ اور تمدن و شائستگی کا مرکز ہونے کے باوجود اس صوبہ میں صرف ۴ر۷ فیصدی خواندہ ہیں۔ خواندہ مسلمان ۴ر۹ اور خواندہ ہندو ۴ر۴ فیصدی ہیں۔ کل انگریزی داں ۰ر۵۵ فیصد اور ہندو ۰ر۴ فیصد انگریزی داں ہیں۔

اضلاع کی تفصیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواندہ اشخاص کا اوسط سب سے زیادہ ضلع دہرہ دون میں ہیں جہاں پر ۱۲ر۱ فیصدی خواندہ ہیں۔ اس ضلع میں مسلمان ۱۰ر۴ اور ہندو ۱۰ر۵ فیصد خواندہ ہیں۔ انگریزی داں جملہ اقوام کا اوسط بھی اس ضلع میں سب سے زیادہ ہے جو کہ ۳ر۲۵ فیصد ہے۔

خواندہ مسلمانوں کا سب سے زیادہ اوسط ضلع المؤڑہ میں ہے۔ جو ۲۳ر۲۰ فیصدی ہے۔ انگریزی داں مسلمانوں کا اوسط بھی اس ضلع میں سب سے زیادہ ہے جو ۳ر۲۹ فیصدی ہے۔ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ سب پہاڑی مقام اور تفریح گاہ ہے۔ اور اس ضلع میں سب مسلمانوں کی آبادی صرف ۵ر۵ فیصد ہے۔

صوبہ بمبئی کے ضلع وار اعداد دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہر اور مضافات بمبئی میں خواندہ اور انگریزی داں اشخاص کا اوسط سب سے زیادہ ہے۔ جہاں پر ۲۱ر۱ فیصدی خواندہ اور ۱۱ر۶۱ فیصدی انگریزی داں ہیں۔ خواندہ مسلمان ۱۸ر۹ ۔ اور خواندہ ہندو ۱۰ر۶ فیصدی ہیں انگریزی داں مسلمان ۴ر۸۷ اور انگریزی داں ہندو ۲ر۹ فیصدی ہیں۔

خواندہ مسلمانوں کا اوسط سب سے زیادہ ضلع سورت میں ہے جو ۲۵ر۹ فیصدی ہے۔ انگریزی داں مسلمان اور ہندوؤں کا اوسط شہر اور مضافات بمبئی میں سب سے زیادہ ہے جو اوپر درج کر دیا گیا ہے۔

(ماخوذ)

براہ کرم چیٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے (منیجر)

خبریں

ہندوستان

— طول و عرض ہندوستان میں عید میلاد النبیؐ کے جلسوں کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔ لاہور میں بھی ۲۵ر جون کو متعدد جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ ہماری جماعت کے متعدد مبلغ مختلف انجمنوں کی دعوت پر باہر جا رہے ہیں۔

— لاہور میں پھر تین چار روز سے شدید گرمی پڑ رہی ہے۔

— پنجاب کونسل کا اجلاس ۲۶ر جون کو شملہ میں منعقد ہو رہا ہے یہ صرف تین روز جاری رہے گا۔ اس میں زمینداروں کی امداد اور سرکاری ملازمتوں میں فرقہ وار تناسب کے متعلق بحث و تمحیص ہوگی۔ اس میں تقریباً ۱۲۔ ارکان کی طرف سے ۲۲۰ سوالوں کے نوٹس دیئے گئے ہیں۔

— شملہ ۲۰ر جون۔ وائسرائے کے زلزلہ ریلیف فنڈ کی میزان ۲۷۰۰ر ۴۵ر ۴۹ تک پہنچ گئی ہے۔

— اعلیٰحضرت حضور نظام دکن نے اپنی سلطنت میں انتظامی اور عدالتی محکمے بالکل علیحدہ کر دیئے ہیں۔

— آئندہ دسمبر میں لاہور میں ایک عظیم الشان آل انڈیا نمائش منعقد ہوگی جس کی تیاریاں ابھی سے ہو رہی ہیں۔

— گاندھی جی اپنے ہریجن دورے کے سلسلہ میں عنقریب لاہور آنے والے ہیں۔

— پنجاب کے کانگرسی ۲۴ر جون کو اپنا جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کریں گے۔

— گاندھی جی کی چیلی مس سلیڈ ۱۲ر جون کو بمبئی سے انگلستان روانہ ہوگئیں۔

— بمبئی میں مزدوروں کی ہڑتال کا خاتمہ ہوگیا۔

— مسٹر اے ایف رحمٰن ایم ایل سی ڈھاکہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے ہیں۔

— چند روز ہوئے گاندھی جی پونا تشریف لے گئے تو راسخ العقیدہ ہندوؤں نے سیاہ جھنڈیوں سے آپ کا استقبال کیا

— ڈابسن کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں سفارش کی تھی کہ بلدیہ لاہور میں مسلمانوں کو موجودہ نشستوں سے سات زیادہ ملنی چاہئیں۔ بلدیہ لاہور نے اپنے ۱۲ر جون کے اجلاس میں تین آرا کی اکثریت سے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے۔

— رامپور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ بے روزگاروں کے ایک بہت بڑے ہجوم نے پولیس سٹیشن پر حملہ کر کے حوالات کا تالا توڑ ڈالا اور کئی قیدیوں کو باہر نکال لیا۔ جس پر مجبوراً گولی چلانی پڑی جس سے دس آدمی ہلاک اور بہت سے مجروح ہوئے۔ اس کے بعد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ اب ہر طرح سے امن و امان ہے۔

— گزشتہ ہفتہ حضور نظام کے ولیعہد کشمیر سے واپس حیدرآباد پہنچ گئے ہیں۔ آپ کے خیر مقدم کے لئے اعلیٰحضرت اور اراکین سلطنت سٹیشن پر تشریف فرما تھے۔

— کانگرس کا عام اجلاس بمبئی کے مقام پر اکتوبر کے آخر میں منعقد ہوگا۔

— صوبہ بہار کے زلزلہ زدہ علاقہ میں زبردست طغیانی کا خطرہ ہے۔ مقامی حکام مناسب تدابیر میں مصروف ہیں۔ ایک طیارہ اور پانچسو کشتیوں کا ایک بہت بڑا بیڑا تیار کیا گیا ہے۔

ممالک خارجہ

— شاہ ایران گزشتہ ہفتہ ترکی پہنچ گئے ہیں۔ انگورہ میں آپکا نہایت شاندار استقبال ہوا۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور حکومت ترکی کے دیگر اعلیٰ حکام ریلوے سٹیشن پر موجود تھے۔

— انگورہ ۲۰ر جون۔ شاہ ایران کے سفر انگورہ کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے نہایت اہم نتائج مرتب ہونے والے ہیں۔ دول مشرق قریب کے مابین اتحاد قائم کرنے کے متعلق سرکاری طور پر گفت و شنید کا آغاز ہوگیا ہے۔ یہ میثاق اتحاد ترکی، ایران عراق اور افغانستان کے مابین ہوگا جس کا منشاء یہ ہے کہ ان حکومتوں کے مابین زیادہ مستحکم و مستقل اتحاد و مودت کی طرح ڈالی جائے نیز اس میثاق کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ایک ریلوے لائن کے ذریعہ ایران و ترکی کو ایک دوسرے سے ملا دیا جائے۔

— ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ اناطولیہ میں شاہ ایران کا قیام کچھ طوالت اختیار کر رہا ہے۔ وجہ یہ کہ شاہ ایران غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی معیت میں مغربی اناطولیہ کے اہم جنگی مراکز مثلاً سمرنا اور آبنائے باسفورس وغیرہ کا معائنہ کر رہے ہیں۔

— انگورہ ۲۰ر جون۔ حکومت ترکی نے دوسو نئے ہوائی جہاز خرید لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ سات نئے بحری جنگی جہاز تیار کرائیگی۔

— لندن ۲۰ر جون۔ ریوٹر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ امام یمن اور سلطان ابن سعود کے مابین جو معاہدہ تکمیل پذیر ہوا ہے اس پر کل امام یمن نے دستخط کر دیئے۔ معاہدہ کی تصدیق و توثیق عنقریب مقام حدیدہ پر طرفین سے عمل میں آئے گی۔ اس کے بعد معاہدہ کی شرائط شائع کر دی جائیں گی۔

— قسطنطنیہ ۲۰ر جون۔ زارو آغا جو دنیا کا معمر ترین انسان بتلایا جاتا ہے آج کل بعارضہ بخار شدید بیمار اور یہاں کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہے۔

— انگلستان کا موسم آج کل نہایت خشک اور گرم ہے پانی کی سخت قلت ہے۔

— لندن ۲۰ر جون۔ کل یہاں سرکاری طور پر شاہ و ملکہ سیام کے اعزاز میں ایک بہت بڑا ڈنر دیا گیا۔

— لندن ۱۹ر جون۔ لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کل یہاں بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ آپ کی صحت نہایت اچھی ہے۔ آپ کا استقبال سرکاری طور پر ہوا۔

— کابل ۱۹ر جون۔ ایران و افغانستان میں تار برقی کا سلسلہ قائم کرنے اور ہرات سے ایرانی سرحد تک ریلوے لائن تعمیر کرنے کے متعلق ہر دو حکومتوں میں حال ہی میں ایک معاہدہ ہوا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس کے مطابق دونوں حکومتوں نے اپنے اپنے علاقوں میں تار برقی کے سلسلہ کی تعمیر شروع کر دی ہے۔

— حکومت ترکی نے تماکو شراب اور اسی قسم کی دوسری چیزوں کے محصول میں اضافہ کر دیا ہے۔

— حال ہی میں حکومت جاپان نے پہلی مرتبہ کابل میں اپنا وزیر مختار بھیجا ہے۔ اس نئے جاپانی وزیر کا نام ہز ایکسیلنسی لسبا توکھٹا ہے۔

— افغانی ترکستان میں جو زلزلہ حال میں آیا ہے اس سے ۸۵ آدمی اور تین ہزار کے قریب مویشی ہلاک ہوئے ہیں۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن
پیغامِ صلح
ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۷ جون ۱۹۳۴ء | نمبر ۳۹

آفتابِ احمدیت فجی میں تاباں ہوا

(جناب جستن ازمانگرول)

واہ کیا بادِ صبا لائی نویدِ جانفزا | آفتابِ احمدیت فیجی میں تاباں ہوا
کیوں نہ گائیں حمدِ باری کے ترانے آج ہم | کیوں نہ ہم لائیں بجا شکر و سپاسِ کبریا
مٹ رہی ہیں دہر سے اب جہل کی تاریکیاں | لمعہ افگن ہو رہا ہے ہر طرف نورِ خدا
جزو فجی میں ہو رہی ہے بارشِ فضلِ الٰہ | سرزمیں جاوا پہ ہے ابرِ رحمت چھا رہا
میر ازلی دشمنی سے کیا ہوا حاصل تجھے؟ | اے عدوئے تیرہ دل تو ہی خدا لگتی بتا!
تو لئے پھرتا تھا اپنی مجلسِ ارشاد کو | کیا ہوئی "مجلس" تری اور تو کہاں پنہاں ہوا
ہم نے مہر سپہر دین خدا کے حکم سے! | فتویٰ ہائے کفر سارے دب گئے تحت الثرا

نصرتِ حق ہیں مسخر بحر و بر را کردہ ایم
نی پر بر ہر دیارے پرچم اقبالِ ما

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جماعت کے بہت سے طلبہ اور طالبات نے امسال مختلف امتحانات میں کامیابی حاصل کی ہے۔ انشاء اللہ ان کی فہرست آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔ تمام کامیاب طلبہ اور طالبات اور ان کے سرپرستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی پہلی فرصت میں خاکسار مدیر کو اطلاع دیدیں۔

— عید میلاد النبیؐ کی مبارک تقریب پر مسلم ہائی اسکول لاہور میں بھی ایک بارونق جلسہ ہوا جس میں مختلف اصحاب نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر تقریریں کیں جن کا اسکول کے طلبہ پر بہت اچھا اثر ہوا۔ احمدیہ انجمن کے تمام دفاتر بھی بند رہے۔

— بابو عبدالرحیم صاحب نگینہ لال پور کے ہاں اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام محمد اقبال رکھا گیا ہے۔ بابو صاحب موصوف نے اس مسرت میں انجمن کو مبلغ پانچ روپے عطا فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔

پیغامِ صلح مبارکباد دیتا ہے۔ الحمدللہ مبارکباد۔ دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

— سید اختر حسین صاحب اختر عید میلاد کے جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

— شیخ محمد نصیب صاحب سپرنٹنڈنٹ چک نمبر ۲۴۲ احمد پور متصل اوکاڑہ آج کل شدید مشکلات میں مبتلا ہیں۔ پہلے ان کے ہاں چوری کی واردات ہوگئی جس کی وجہ سے کافی نقصان ہوا۔ اب ان کے مخالفین ان کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کر رہے ہیں۔ تمام احباب شیخ صاحب موصوف کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

— مولوی عصمت اللہ صاحب کی حالت بدستور ہے

شذرات

ہندوؤں اور آریاؤں سے زیادہ خود غرض قوم دنیا میں نہ ہوگی۔ ان لوگوں کے تمام اصول اور تعلقات، ان کی دوستی اور دشمنی سب اغراض کے ماتحت ہے۔ برہما کے مشہور بدھ بھکشو ریورینڈ اُ ناما کے متعلق جب ان لوگوں نے سنا کہ وہ بودھ کانفرنس ٹوکیو (جاپان) میں ہندوستانی بدھوں کے نمائندے کی حیثیت سے تشریف لے جا رہے ہیں تو آریہ اخبار "پرکاش" نے ان کی چاپلوسی شروع کر دی کہ امید ہے آپ کانفرنس میں صرف بودھ دھرم کی نمائندگی پر ہی اکتفا نہ کریں گے بلکہ کوئی ایسی ترکیب نکالیں گے کہ بدھ جگت اور آریہ جاتی میں اتحاد قائم ہو سکے اور ایک ایسی مستحکم ایشیائی لیگ قائم ہو جائے جو بودھوں اور آریہ جاتی کے حقوق کی حفاظت کر سکے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی مکاری اور خوشامد کی باتیں کی گئیں۔

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ ہم نے اسی وقت لکھ دیا تھا کہ:-

"بدھوں کو ہندوؤں کے مظالم یاد ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں کہ ہندو کبھی کسی قوم سے شریفانہ برتاؤ نہیں کر سکتے۔ اس لئے "پرکاش" کو یقین کر لینا چاہئے کہ اس کی پُر فریب دعوت اتحاد یقیناً ٹھکرا دی جائے گی۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ریورینڈ شو شیو بائیو دو ڈائرکٹر جاپان انسٹی ٹیوٹ ٹوکیو ایک مشہور بودھ مبلغ آج کل ہندوستان کی سیاحت میں مصروف ہیں۔ گزشتہ دنوں جب وہ لاہور آئے تو آریاؤں نے انہیں بڑے بڑے سبز باغ دکھائے اور آریہ جاتی کی طرف سے نہایت مکارانہ طریق پر جاپان کے بودھوں کو دعوت اتحاد دی۔

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ریورینڈ موصوف بہت کھرے اور صاف گو آدمی ہیں۔ انہوں نے آریاؤں کی چاپلوسی کے باوجود نہایت واضح طور پر کہہ دیا:-

"جاپان کے بودھ ہندوستان کے ہندوؤں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ یہ ہندو ریفارمر شنکر اچاریہ تھا جس نے ہندوستان میں بدھ مت کا خاتمہ کر دیا۔"

(آریہ گزٹ ۲۴ جون سنہ ۴۳ء)

اس اعلان حق کے ساتھ ہی آریاؤں نے طوطے کی طرح دیدے بدل لئے۔ چاروں طرف سے بدھ مت، بدھوں اور جاپان پر لے دے ہونے لگی۔ نہایت بے تکلفی سے انہیں ملحد اور بزدل کہا جانے لگا۔ چاپلوسی اور خوشامد کرنے والی زبانیں وقف دشنام طرازی ہو گئیں۔

آریہ سماج کی ماس پارٹی کا آرگن "آریہ گزٹ" بودھ مبلغ کے اس اعلان حق پر لکھتا ہے:-

"یہ ایک اصلیت ہے کہ شنکر اچاریہ نے ہندوستان میں ناتک مت یا بدھ مت کا خاتمہ کر کے یہاں ایک ایشیائی رنگینی کا از سر نو آغاز کیا۔ اور اگر جاپانی لوگ اس وجہ سے ہندوؤں کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو وہ دیکھتے رہیں۔ کوئی ہندو ان ناستکوں کی پروا نہیں کرے گا۔"

ذرا عیاری ملاحظہ ہو، ایک طرف تو دعوت اتحاد دی جا رہی ہے اور آریاؤں اور بدھوں کی مشترکہ ایشیائی لیگ کی سکیمیں تیار ہو رہی ہیں۔ اور دوسری طرف ارشاد ہوتا ہے کہ بودھ ناستک (ملحد) ہیں۔ ہمیں جاپانیوں کی کوئی پروا نہیں۔ کوئی پوچھے کہ جب پروا نہیں تو ناک رگڑ رگڑ کر اتحاد اور دوستی کی دعوتیں کیوں دی جا رہی ہیں؟

"آریہ گزٹ" کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہندو جاپان کے بدھوں کی پروا کریں یا نہ کریں لیکن جاپانی یقیناً ہندوؤں کی پروا نہیں کریں گے۔ اور ہندوؤں کو ان کے افعال کی وجہ سے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہیں گے اور ایسا کرنے میں وہ بالکل حق بجانب ہیں۔

آریہ گزٹ اپنی اسی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"بدھوں نے بھارت کا بیڑا غرق کیا۔ اور ہندوستان کو غیروں کے قبضہ میں دیدیا۔ اس تاریخی حقیقت کو کوئی بھی فراموش نہیں کر سکتا کہ ہندوستان اور افغانستان کے جس جس حصہ میں بدھ مت پھیل چکا تھا زیادہ تر وہاں ہی لوگ مسلمان بنے کیونکہ جب مسلمان آیا ہے تو وہ آریہ ہندو نہیں تھا بلکہ بدھ بن چکا ہوا تھا۔ اور یہ بدھ مسلمانوں کے زبردست حملوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور نہ ہی اپنے دھرم کے لئے قربانیاں دے سکے۔"

اسلام کی بے پناہ روحانی طاقت کے آگے عیسائیوں، یہودیوں، بت پرستوں، پارسیوں، ہندوؤں اور بدھوں سب کو جھکنا پڑا ہے۔ ہندوستان میں بھی اسلام نے اپنے اعلےٰ اصولوں اور مسلمان فاتحین نے اپنی اولو العزمی، شجاعت، انصاف پسندی اور رواداری کی وجہ سے ہندوؤں اور بدھوں دونوں کو یکساں طور پر زیر کیا ہے۔ اگر انہوں نے افغانستان اور سندھ بدھوں سے لیا تو پنجاب۔ یو۔پی۔ بنگال۔ راجپوتانہ۔ کاٹھیاواڑ۔ مدراس وغیرہ غرضیکہ بے شمار علاقوں کو ہندوؤں سے فتح کیا۔ ان حقایق کی موجودگی میں "آریہ گزٹ" خدا جانے کس منہ سے تیس مار خاں بنکر بودھوں کو یہ طعنہ دیتا ہے۔

اصل میں بات یہ ہے کہ ہندو اور آریہ جب اسلام کی عالمگیر ترقی و مقبولیت، مسلمانوں کی مضبوط بین الاقوامی حیثیت اور ان کے ناقابل شکست و بے نظیر رشتہ اخوت کو دیکھتے ہیں تو ان کے سینے پر سانپ لوٹ جاتا ہے۔ اسی لئے وہ کبھی یورپ، امریکہ اور ترکی میں ویدک دھرم کے پرچار کے ناقابل عمل منصوبے باندھتے ہیں کبھی چین و جاپان کے بودھوں سے دوستی گانٹھنے کی مکارانہ کوشش شروع کر دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ فرسودہ ویدک دھرم میں اسلام جیسی خوبیاں ہیں نہ تنگ خیال و خود غرض ہندو قوم میں وہ شریفانہ اخلاق و جذبات ہیں کہ کسی قوم سے رشتہ اتحاد استوار کر کے اسے نبھا سکے۔ مسلمانوں کا رشتہ اخوت ایک روحانی و دینی رشتہ ہے۔ جس پر سیاسی، جغرافیائی تغیرات اور رنگ، نسل اور زبان کے امتیازات ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتے اس کی بنیاد سیاسی و وقتی ضروریات پر نہیں بلکہ احکام الٰہی کی مضبوط چٹان پر قایم ہیں۔

ہندوؤں کو یاد رکھنا چاہئے کہ دوستی و اخوت کے پاک جذبات خود غرضی و ریاکاری کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے اور ہندو خود غرضی و ریاکاری کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اس لئے ان کا کسی شریف و خوددار قوم سے سچا اور پائیدار اتحاد بالکل ناممکن ہے۔ حیرت ہے کہ ہندوؤں میں ایسے دماغ بالکل مفقود ہو گئے ہیں جو ذرا ان حقایق پر غور کریں بھلا جو قوم ہندوستان میں زبردست اکثریت بے شمار دولت اور ہمہ گیر اثر و اقتدار رکھنے کے باوجود اپنے ہمسایہ مسلمانوں سے روادارانہ و شریفانہ برتاؤ نہیں کرتی اور ہمیشہ انہیں دق کرتی رہتی ہے۔ وہ کس منہ سے جاپان اور چین کو اتحاد و دوستی کی دعوت دیتی ہے۔ اور دوسرے ممالک اس دعوت کو نفرت و حقارت سے ٹھکرا دینے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں؟

سر عبد القادر باوجود ہندو وزیر ہونے کے ایک اعلیٰ عہدہ پر اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔ ان کی روانگی انگلستان کا ذکر کرتے ہوئے "آریہ گزٹ" لکھتا ہے:-

"گاڑی کے روانہ ہونے سے پیشتر سر عبد القادر اور ان کی بیگم صاحبہ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے اور ان کی تصویر لی گئی۔ "ٹریبیون" ۸ جون کی اشاعت کے پہلے صفحہ پر چھپی ہے۔ "الفضل"، "پیغام صلح" اور "انقلاب" وغیرہ جواب دیں کہ جو بے پردگی سر موصوف نے فروعی اسلامی مسئلہ سے کی ہے اس کے لئے آپ نے کیا سزا تجویز کی ہے؟ کیا کوئی پرستاؤ (ریزولیوشن) سر عبد القادر کی جگہ کسی دیگر مسلمان کو وزیر ہند کی کونسل میں لئے جانے کا پاس کرو گے؟"

چہرہ کا پردہ اسلام کا اصول نہیں بلکہ ایک بالکل فروعی مسئلہ ہے۔ جسے "آریہ گزٹ" خود بھی تسلیم کرتا ہے۔ ہر عورت اپنے حالات اور سمجھ کے مطابق چہرہ کا پردہ اختیار یا ترک کر سکتی ہے۔ تمام ممالک میں دیہاتی مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت چہرہ کے پردے کی پابند نہیں ہے۔ آج تک ان کے اسلام میں اس وجہ سے کوئی فرق نہیں آیا۔ اس لئے "آریہ گزٹ" کو معلوم ہونا چاہئے کہ سر عبد القادر یا ان کی بیگم صاحبہ نے کوئی گناہ نہیں کیا کہ مسلمان قوم ان کو سزا دے یا ان کے خلاف ریزولیوشن پاس کرے۔

اس کے ساتھ ہی ہم اپنے معاصر کو مشورہ دیں گے کہ وہ اس قسم کی باتوں میں دخل دینے کی حماقت نہ کیا کرے۔ بلکہ ان ہندو دیویوں کی طرف توجہ کرے جو نہایت آزادی اور بے تکلفی سے ویدک دھرم کے بنیادی اصولوں پر کلہاڑا چلا رہی ہیں جو طلاق اور مسلمان عیسائی اور پارسی مردوں سے شادی کا حق مانگ رہی ہیں۔ جن کی اخلاقی تباہی اور مغرب زدگی کا ماتم آئے دن "آریہ گزٹ"

مذاکرۂ علمیہ

ربّ المشارق والمغارب کی قسم

پر اعتراض اور اس کا جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

چار اعتراضات

فلا اقسم برب المشارق والمغرب انا لقادرون (المعارج)

اور نہیں میں مشرقی زمینوں اور مغربی زمینوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں۔

(۱) مشرقی اور مغربی زمینوں کا رب کون ہے؟ بظاہر یہ کوئی اور مخلوق ہے جو بطور گواہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۲) اپنی قسم خداوند پاک خود کس طرح کھا سکتا ہے؟

(۳) جب کفار یا منکران قرآن خدا کو ہی نہیں مانتے تو وہ اس کی قسم پر کب ایمان لائیں گے؟

(۴) اور جگہ بے شک قسم آئی ہے مگر مخلوقات کی مثلاً النجم، السما، الشمس، التین وغیرہ۔ لہذا یہ بھی کوئی مخلوق ہے۔

مختصر اور فی البدیہہ جواب

اصلی اور تحقیقی جواب دینے سے قبل میں مذکورہ بالا چار شقوں کا فی البدیہہ جواب عرض کئے دیتا ہوں۔

(۱) "مشرقی اور مغربی زمینوں کا رب کون ہے؟" وہی جو میرا اور آپ کا رب ہے۔ جو تمام کون و مکان کا رب ہے۔ یہ کہنا کہ "ظاہراً یہ کوئی اور مخلوق ہے" ناحق کی زبردستی ہے۔ اس کے مخلوق ہونے کی دلیل آپ نے کہاں سے نکال لی۔ کسی صفت الٰہی کو بطور گواہ پیش کرنے سے کیا وہ کوئی اور مخلوق بن جائے گی؟

(۲) "اپنی قسم خداوند پاک خود کس طرح کھا سکتا ہے؟" کیوں نہیں کھا سکتا اور یہاں تو خدا نے اپنی صفت ربوبیت کی قسم کھائی ہے۔ یعنی اسے بطور گواہ پیش کیا ہے خدا کے اپنی صفت ربوبیت کو بطور گواہ پیش کرنے میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟

(۳) "جب کفار خدا کو ہی نہیں مانتے تو وہ اس کی قسم پر کب ایمان لائیں گے؟" جب دماغ میں قسم کا صحیح مفہوم ہی موجود نہ ہو تو پھر اس طرح کے اعتراض پیدا نہ ہوں تو اور کیا ہوں۔ دماغ میں یہ خیال جاگزیں ہے کہ محمد رسول اللہ کی صداقت پر خدا اپنی قسم آپ کھا کر منکروں سے منوانا چاہتا ہے حالانکہ یہ خیال غلط ہے اور قطعی غلط ہے۔ حق یہ ہے کہ صفت ربوبیت کے جس پہلو کو یہاں بطور گواہ پیش کیا ہے اس سے تو سخت سے سخت دہریہ بھی انکار نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ میں آگے چل کر انشاء اللہ تعالیٰ عرض کروں گا۔

(۴) اور کہا گیا ہے کہ "اور جگہ بیشک قسم آئی ہے مگر مخلوقوں کی۔۔۔۔۔ لہذا یہ بھی کوئی مخلوق ہے۔" گویا معترض صاحب کے نزدیک یہ بھی کوئی قاعدہ ہے کہ خدا اگر چند جگہ مخلوق کی قسم کھالے تو اب جہاں بھی وہ کوئی قسم کھائے گا۔ تو اسے مخلوق کی ہی قسم ہم مانیں گے وہ ہزار دفعہ اپنی صفات کی قسم کھائے مگر ہم یہی اصرار کریں گے کہ چونکہ تو بدقسمتی سے چند جگہ مخلوق کی قسمیں کھا چکا ہے اس لئے اب ہم تیری ایک نہیں سنیں گے تو بے شک اپنی صفات کی قسم کھائے جا ہم تو یہی کہیں گے کہ تو تو مخلوق کی قسم کھانے کا عادی ہے پھر کس طرح ہو سکتا ہے تو اپنی کسی صفت کی قسم کھائے۔ قرآن میں تو نمونے آئے فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم یعنی تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک تجھے اپنے جھگڑوں میں حکم نہ بنائیں مگر ہم ایک نہیں سنیں گے ظاہر ہے کہ یہ سارا اعتراض قرآن سے ناواقفی پر مبنی ہے۔

صفت ربوبیت کی قسم قرآن میں کثرت سے آئی ہے

صفت ربوبیت کی قسم تو خدا نے قرآن میں بار بار کھائی ہے وجہ یہ کہ ربوبیت الٰہی ایک ایسی بین چیز ہے جس کا نظارہ ہر عالم و جاہل کے سامنے ہر وقت آتا رہتا ہے۔ اس لئے ہر موقع و محل کے مناسب اسے جناب الٰہی بار بار بطور شہادت کے پیش کرتے رہتے ہیں اور آیت متنازعہ فیہ میں بھی اسے پیش فرمایا ہے۔ جس کی تشریح سے قبل میں ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلے قسم پر بطور تمہید کے کچھ عرض کروں تاکہ قرآنی قسموں کا صحیح مفہوم دماغ میں پیدا ہو جائے۔

قسم کی غرض شہادت اور تاکید پیدا کرنا ہے

قسم کے معنے شہادت کے ہیں۔ عرف عام میں جب ہم کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو اس سے مراد فقط استشہاد ہوتا ہے مثلاً جب ایک شخص خدا کی قسم کھا کر کسی امر کو بیان کرتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ میں خدا کو بطور شاہد یعنی گواہ کے پیش کرتا ہوں البتہ بجائے گواہ کے قسم کا لفظ استعمال کرنے کا منشا شہادت میں زور اور تاکید پیدا کرنا ہوتا ہے یعنی یوں کہنے میں کہ "میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں" اور "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں"، دونوں میں فرق یہ ہے کہ قسم والے فقرہ میں شہادت کے ساتھ تاکید بھی موجود ہے۔ پس قسم سے مراد ہوتی ہے شہادت معہ تاکید۔

قسم میں غلط بیانی اور اس کی سزا خدا کے لئے نہیں

جو خیال قسم کے اندر تاکید کو پیدا کرنے کا باعث ہوا ہے وہ یہ ہے کہ عرف عام میں قسم کھانے والا جب خدا کی قسم کھاتا ہے۔ تو وہ شہادت کے علاوہ اس امر کو بھی ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اگر میرا بیان غلط ہو تو خدا مجھے سزا دے۔ دوسرے لفظوں میں شہادت میں تاکید پیدا کرنے کا ذریعہ یہ ایک خیال ہے جو قسم کے اندر مخفی طور پر پایا جاتا ہے۔ لیکن قاعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف جب کوئی فعل منسوب کیا جاتا ہے تو اگرچہ لفظ تو وہی بولا جاتا ہے جو انسان کے لئے بولا جاتا ہے مگر فرق ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ انسان چونکہ اپنی کمزوریوں اور نقصوں کی وجہ سے ذرائع کا محتاج ہوتا ہے جن کا خدا محتاج نہیں۔ کیونکہ اس کی ذات ان کمزوریوں اور نقصوں سے پاک ہے۔ اس لئے اس لفظ کے مفہوم میں جو ذرائع انسان کے لئے بطور لوازمات کے سمجھے جاتے ہیں۔ وہ جناب الٰہی کی طرف منسوب نہیں ہوتے بلکہ وہاں صرف اس فعل کی آخری غرض مقصود ہوتی ہے مثلاً جب کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے تو آنکھ اور روشنی جو ذریعہ انسان کے دیکھنے کے ہیں وہ مراد نہیں ہوں گے صرف جو غرض دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ مراد ہوگی۔ ایسا ہی انسان سننے کے لئے کان اور ہوا کا محتاج ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے سننے میں ذرائع مفقود ہوں گے اور اصل غرض جو سننے سے حاصل ہوتی ہے وہ مراد ہوگی۔ ایسا ہی انسان کا رحم اور غضب اس کے قلب پر خاص حالت کے وارد ہونے کے ذریعے پیدا ہوتا ہے مگر خدا کا رحم اور غضب صرف نتیجہ کا نام ہے۔ اسی طرح خدا کی طرف جب استہزا کا فعل منسوب ہوگا تو استہزا میں ہنسنا جو ذریعہ استہزا کا ہے مفقود ہو جائے گا۔ اور ذلیل کرنا جو اصل غرض استہزا کی ہوتی ہے وہ باقی رہ جائیگی۔ اسی طرح قسم کھانے کا جب فعل خدا کی طرف منسوب ہوگا تو اس کا مقصد شہادت اور تاکید تو ضرور ہوگا جو قسم کا اصلی مقصد اور مفہوم ہے۔ مگر قسم میں تاکید پیدا کرنے کا ذریعہ جو یہ خیال ہے کہ اس بات کے غلط ہونے میں قسم کھانے والا سزا اٹھانے کے لئے تیار رہے مفقود ہو جائے گا۔ کیونکہ خدا ان تمام نقصوں سے پاک ہے۔ کہ وہ نعوذ باللہ غلط بیانی کرے اور اس پر سزا کا مستوجب ہو جائے۔

پس اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کی قسم کھاتا ہے تو مقصد فقط اس چیز کو بطور شہادت پیش کرنا ہوتا ہے جو اپنے مابعد کے دعویٰ پر جو جواب قسم میں موجود ہوتا ہے بطور دلیل کے ہوتی ہے۔ اور شہادت کو قسم کی شکل میں پیش کرنے کا یہ مقصد ہوتا ہے۔ کہ اس میں وہ زور اور تاکید پیدا ہو جائے جو ایک قسم کھانے والا اپنی شہادت میں قسم کے ذریعہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی قسم کا مقصد فقط شہادت معہ تاکید ہے جو قسم کھانے کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

قرآن میں قسم شہادت کے معنوں میں

خود قرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہے کہ قسم کو شہادت یعنے گواہی کے ہی معنوں میں لیا گیا ہے۔ سورۃ والفجر میں والفجر ولیال عشر والشفع والوتر واللیل اذا یسر میں کئی اشیا کی قسم کھائی ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں ھل فی ذالک قسم لذی حجر۔ اس میں عقلمندوں کے نزدیک بہت بڑی شہادت ہے۔ یہاں قسم کے معنے سوائے شہادت کے اور کوئی ہو نہیں سکتے ورنہ فقرہ بے معنی ہو جائے گا۔

دوسری جگہ سورۃ المنافقون میں صاف طور پر قسم کے معنے شہادت کے کر دیئے ہیں۔ فرماتے ہیں اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ۔ واللہ یعلم انک لرسولہ

واللہ یشھد ان المنفقین لکذبون ۔ اتخذوا ایمانھم جنّۃ "جب تیرے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں ان لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے" اب یہاں ظاہر ہے کہ منافقین نے شہادت دی تھی قسم نہیں کھائی تھی پس اللہ تعالیٰ نے خود ہی شہادت کو قسم سے تعبیر کر کے حقیقت کھول دی کہ قسم کے معنے اور مقصد شہادت کے ہوتے ہیں۔ الغرض قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جس چیز کی بھی قسم کھاتا ہے اس سے نہایت پر زور اور مؤکد شہادت اور دلیل اس دعوے پر لانی مقصود ہوتی ہے جو جواب قسم میں وہاں مذکور ہوتا ہے۔

آنحضرت صلعم کی کامیابی و نصرت کی پیشگوئیاں بیکسی و بے بسی کے عالم میں

اس تمہید کے بعد میں اصل آیت زیر بحث کو لیتا ہوں جو سورۃ المعارج کی ہے لیکن ساری آیت کا مطلب سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس سے ماقبل اور مابعد کی آیات کو ساتھ ملا کر پڑھا جائے تاکہ صحیح مفہوم کا پتہ لگ سکے۔

سورۃ المعارج مکی سورت ہے۔ اور اس زمانہ کی نازل شدہ ہے جب چاروں طرف سے آنحضرت صلعم پر کفار کی یورش تھی استہزا اور مخالفت اور تعصب و عداوت کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اور آپ ان کے درمیان میں نہایت بیکسی اور بے بسی کے عالم میں گھرے ہوئے تھے اس وقت یہ آیات سورۃ المعارج کی نازل ہوئی ہیں جن میں آپ کی کامیابی اور فتح و نصرت اور اس زمین میں عظیم الشان انقلاب کا نظارہ قبل از وقت اس قدر پر زور اور مؤثر الفاظ میں کھینچا ہے کہ اس سے بڑھ کر صاف صاف پیشگوئی ممکن نہیں آج اس نقشہ پر نظر ڈالکر انسان حیرت سے انگشت بدنداں رہجاتا ہے کہ کس طرح قبل از وقت نہایت بیکسی و بے بسی کے زمانہ میں آنے والی فتوحات اور کامیابی کا نقشہ کس خوبصورت اور دلکش انداز سے ان آیات میں کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

فمال الذین کفروا قبلک مھطعین ۝ عن الیمین وعن الشمال عزین ۝ ایطمع کل امرئ منھم ان یدخل جنۃ نعیم ۝ کلا انا خلقنٰھم مما یعلمون ۝ فلا اقسم برب المشٰرق والمغٰرب انا لقٰدرون ۝ علیٰ ان نبدل خیرا منھم وما نحن بمسبوقین ۝

(ترجمہ) ان انکار والوں کو کیا ہو گیا۔ جو دائیں اور بائیں سے گروہ در گروہ تیری طرف بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ کیا ان میں سے ہر ایک شخص یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ نعمتوں والی جنت میں داخل ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ بیشک ہم نے پیدا کیا ہے ان کو اس مقصد کے لئے جسے یہ جانتے ہیں۔ پس تعجب نہ کر۔ میں شہادت میں پیش کرتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کی ربوبیت کرنے والے کو بیشک ہم قدرت رکھتے ہیں اس بات پر کہ ہم بدل کر ان سے بہتر کر دیں (یعنے ان کی حالت بہتر کر دیں یا ان سے بہتر قوم لے آئیں۔) اور ہم عاجز نہیں ہیں۔

اللہ اللہ! آئندہ آنے والی نصرت و کامیابی کا کتنا زبردست نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں یہ وہی ملک عرب ہے جہاں حق کی مخالفت کا شور برپا تھا۔ اور کوئی بات تک نہ سنتا تھا بلکہ حقارت سے لوگ پیٹھ موڑ کر پیچھے بھاگ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ زبان کے لاگو بنے ہوئے تھے یا رب اسے کیا ہو گیا کہ وہی منکرین حق گروہ در گروہ دائیں اور بائیں مشرق و مغرب سے آنحضرت صلعم کی طرف دوڑتے ہوئے عاجزانہ رنگ میں بھاگتے ہوئے چلے آ رہے ہیں مھطعین کے معنے ہیں۔ دوڑنے والے مگر عجز اور خوف کے جذبہ کے ساتھ اسی امر کو دوسری جگہ فرمایا ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ۝ جب اللہ کی مدد اور فتح آ گئی اور تو نے دیکھ لیا لوگوں کو خدا کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہوئے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ فتح مکہ کے بعد یہ عجیب و غریب منظر دنیا کی اسٹیج پر دیکھا گیا۔ اور آنحضرت صلعم کے حضور میں دائیں اور بائیں مشرق اور مغرب سے منکرین حق گروہ در گروہ دوڑتے ہوئے آئے اور اسلام کو قبول کیا۔ پس اس آیت میں کتنا صحیح نقشہ آئندہ کا کھینچا ہے۔ لیکن ارشاد ہوتا ہے کہ محض اسلام میں داخل ہونے سے قرآن کریم کے نزول اور آنحضرت صلعم کی بعثت کا منشا پورا نہیں ہو جاتا۔ یعنے محض مسلمان کہلانے اور منہ سے ایمان لے آنے سے یہ لوگ جنت نعیم کے وارث نہیں بن سکتے۔ جب تک کہ یہ اس مقصد کو پورا نہ کریں جس کے لئے خدا نے ان کو پیدا کیا ہے اور جس کا یہ لوگ علم رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ علم انہیں قرآن کے ذریعہ دیا گیا تھا کہ وہ دنیا میں خلافت الٰہی کا وارث بننے کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ پس جب تک کہ وہ ایمان، اخلاص، اعمال صالحہ، اخلاق فاضلہ سے اپنے قلب کا تزکیہ اور نفس کی تکمیل نہیں کرتے۔ انہوں نے اپنے مقصد پیدائش کو حاصل نہیں کیا۔ لہذا وہ جنت نعیم کے کس طرح وارث بن سکتے ہیں۔

مشارق و مغارب کی ربوبیت سے مراد

یہ نظارہ جو آئندہ زمانہ میں وقوع پذیر ہونے والا تھا اس پر اب ایک علمی دلیل پیش کرتے ہیں جس کی قوت کے آگے ایک غور و فکر کرنے والے انسان کی گردن جھک جاتی ہے۔ فرماتے ہیں مشرقوں اور مغربوں کی ربوبیت کرنے والے کی شہادت پر جو ہر وقت صحیفۂ قدرت میں تمہیں نظر آتی ہے۔ اگر غور کرو تو تمہیں ماننا پڑے گا کہ واقعی اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ ان منکرین و مکذبین کی زبوں حالت کو جس کی اصلاح کی صورت بظاہر کوئی نظر نہیں آتی۔ اپنی ربوبیت کے فیضان سے اس قرآن کے ذریعہ بہتر کر دے۔ چنانچہ دیکھو تو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت ربوبیت کے تقاضہ سے آفتاب کو پیدا کیا ہے جو ایک آسمانی روشنی ہے جس سے زمین کی ربوبیت یعنے پرورش اور نشو و نما اور تکمیل ہوتی ہے۔ صحیفۂ قدرت کا پڑھنے والا جانتا ہے کہ زمین کی گردش کی وجہ سے وہی حصہ اس آسمانی روشنی سے مستفیض ہوتا ہے۔ جو حصہ زمین کا آفتاب کی طرف رُخ کرتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ اسی پر آفتاب طلوع کرتا ہے اور جو حصہ آفتاب کی طرف سے پشت پھیر لیتا ہے یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ اس پر آفتاب غروب ہو جاتا ہے وہ اس آسمانی روشنی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اہل سائنس جانتے ہیں کہ زمین کی گردش کی وجہ سے ہر آن میں زمین کا ایک نیا حصہ آفتاب کی روشنی کی طرف آ رہا ہے۔ اور اس کے مقابل کا حصہ روشنی سے تاریکی کی طرف جا رہا ہے۔ گویا ہر آن زمین کے ایک نئے حصہ پر آفتاب طلوع کرتا اور ایک نیا مشرق بنتا ہے۔ اور بالمقابل اس کے زمین کے دوسرے حصہ پر اسی آن آفتاب غروب ہوتا اور ایک نیا مغرب بنتا ہے اسی لئے یہاں مشارق اور مغارب جمع کے صیغوں میں بیان فرمایا۔

جسمانی ربوبیت روحانی تربیت و تکمیل کیلئے دلیل ہے

پس ارشاد ہوتا ہے۔ کہ جس طرح خدا نے اپنی ربوبیت کے تقاضہ سے دنیا کی جسمانی پرورش اور نشو و نما کی تکمیل کے لئے ایک آسمانی روشنی یعنے آفتاب کو پیدا کیا ہے جس کی طرف زمین کا جو حصہ بھی رُخ کرتا ہے۔ اس سے مستفیض ہوتا ہے اور اس کی ظلمت دور ہو کر اس پر دن چڑھ جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ربوبیت نے دنیا کی روحانی تربیت و تکمیل اور باطنی قوائے کے نشو و نما کے لئے بھی ایک آسمانی روشنی یعنی قرآن کریم کو قائم کیا ہے۔ اب جو قوم بھی اس کی طرف رُخ کریگی اور توجہ کرے گی وہ اس آسمانی روشنی سے مستفیض ہوگی اور اس کی تمام جہالتوں اور گمراہیوں کی ظلمتوں کا خاتمہ ہو کر وہ آسمانی روشنی سے منور ہو جائے گی۔ پس اندریں حالات یہ مقام تعجب نہیں اگر ایک وقت آ جائے اور حالات ایسے پیدا ہو جائیں کہ یہی لوگ جو آج منکر ہیں وہ اس آسمانی روشنی کی طرف توجہ کریں تو ان کی انکار اور تکذیب کی حالت دور ہو کر بہتر حالت پیدا ہو جائے۔

اس دلیل کی صحت پر واقعات کی شہادت

چنانچہ آنے والے واقعات نے اس امر کی تصدیق کی صلح حدیبیہ کے بعد جب جنگوں کا خاتمہ ہو گیا اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے سے حالات کو نزدیک سے پڑھنے کا اور تعصب اور دشمنی کے جذبات ختم ہو کر انصاف اور ٹھنڈے دل سے غور کرنے کا موقعہ ملا تو کثرت سے لوگ حق کو قبول کرنے لگے۔ یہاں تک کہ فتح مکہ کے بعد جب تمام شرارتی منصوبوں اور فتنہ انگیزیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اور خدا کے دین میں داخل ہونے کے لئے فتنہ اور ایذا دہی کا سد باب ہو گیا تو لوگ گروہ در گروہ دین حق میں داخل ہونے لگے۔ اور اس طرح اس آسمانی روشنی سے مستفیض ہو کر ان کی حالت شر سے خیر کی طرف منتقل ہو گئی۔

روحانی آفتاب کا طلوع و غروب یا قوموں کا استفاضہ اور محرومی

لیکن ساتھ ہی ہمیں آسمانی روشنی کے اس طلوع کے ساتھ اس بات سے بھی ڈرایا کہ اگر تم اس آسمانی روشنی یعنے قرآن کریم سے زمین کے دوسرے حصہ کی طرح پشت پھیر لوگے تو تم اس آسمانی روشنی سے محروم ہو کر طرح طرح کی ظلمتوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ گویا اس نظارہ طلوع و غروب میں یہ خوشخبری بھی پنہاں ہے کہ اگر ایک قوم اس آسمانی روشنی یعنے قرآن سے پیٹھ پھیر لیتی ہے۔ اور اس پر یہ روحانی آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ تو بالمقابل اللہ تعالیٰ دوسری کسی قوم کی توجہ اس آسمانی روشنی کی طرف پھیر دیتا ہے۔ اسلام کی خدمت کا کام اس قوم کے سپرد ہو جاتا ہے۔ گویا اگر کسی ایک قوم پر یہ روحانی آفتاب غروب ہوتا ہے۔ تو دوسری کسی قوم پر یہ روحانی آفتاب طلوع بھی ہو جاتا ہے۔ اسی کو قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمایا ہے:۔ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم (سورہ محمد) اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہارے سوا کسی اور قوم کو بدل کر لے آئے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے اور یہی مطلب مغرب سے آفتاب طلوع ہونے کا تھا کہ جب مشرقی لوگ قرآن کے آفتاب سے منہ پھیر لینگے۔ اور یہ روحانی آفتاب ان پر غروب ہو جائے گا تو پھر مغربی لوگ اس روحانی آفتاب قرآن کی طرف توجہ کریں گے۔ تو یہ روحانی آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا۔ اور مغربی قومیں اس سے استفاضہ کرینگی۔ گویا مادی آفتاب کی طرح قرآن کا روحانی آفتاب تو بہرحال اپنی جگہ برقرار اور محفوظ ہے۔ البتہ جیسے جیسے کوئی قوم اس کے اصولوں کی طرف متوجہ ہوگی اس کی روشنی سے مستفیض ہوگی اور ربوبیت الٰہی سے نفع اٹھائے گی اور جیسے جیسے کوئی قوم اس کے اصولوں کی طرف سے غافل ہوتی جائیگی اور اس کی طرف سے پشت پھیرتی جائے گی ربوبیت کے فیوض سے محروم اور ظلمتوں میں مبتلا ہوتی جائے گی۔

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۲)

قرضہ بل میں ترمیمات کے متعلق قومی مطالبہ

سود در سود قطعاً ممنوع قرار دیا جائے

پنجاب کے مفلس و مقروض زمینداروں کی بےبسی و مظلومیت اور ساہوکاروں کی فریب کاری اور ظلم کی انتہا ہوگئی ہے۔ زمیندار ساہوکاروں کی مذہب لوٹ کھسوٹ اور سود در سود کے بوجھ کی وجہ سے اقتصادی تباہی کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں اگر بہت جلد بچاؤ کی کوئی موثر کوشش نہ کی گئی تو ان کا تباہ ہو جانا یقینی ہے۔ اور ان کی تباہی کے ساتھ ہی حکومت کی مستحکم بنیادیں متزلزل ہو جائیں گی۔ غالباً اسی خطرہ کو محسوس کر کے حکومت پنجاب کونسل میں قانون قرضہ کا مسودہ پیش کر رہی ہے۔ باوجودیکہ مسودہ قانون بالکل کمزور اور ناکافی ہے۔ ساہوکاروں اور شہری ہندوؤں نے اس کے خلاف طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے اور کئی ماہ سے وہ زبردست پروپیگنڈا کر رہے ہیں اس طوفان بےتمیزی کا مقابلہ کرنے اور مسودہ قانون میں ضروری ترمیمات کرانے کے لئے قرضہ بل کمیٹی کا قیام عمل میں آیا ہے۔ چنانچہ اس کمیٹی نے کافی غور کے بعد مندرجہ ذیل ترمیمات شائع کی ہیں جو ارباب حکومت، ممبران کونسل اور پبلک کی ہمدردانہ توجہ کی مستحق ہیں۔ یہ تو ایک مسلمہ امر ہے کہ مسودہ قانون اپنی موجودہ صورت میں زمینداروں کے لئے فائدہ رساں نہیں ہو سکتا۔ اس میں ترمیمات لازمی طور پر ہونی چاہئیں۔ قرضہ بل کمیٹی اسی امر کے لئے کوشاں ہے۔ لہذا اس کمیٹی کی مفید مشوروں اور دوسرے مناسب ذرائع سے امداد ہر اس شخص کا فرض ہونا چاہئے جو پنجاب کے دکھ درد مظلوم و تباہ حال زراعت پیشہ افراد کو اچھی حالت میں دیکھنے کا خواہشمند ہے اور یہ ایک صداقت ہے کہ یہ مقابلہ ہندو اور مسلمانوں کے درمیان نہیں بلکہ سود خوار ساہوکار اور مفلس و قلاش زمینداروں کے درمیان ہے۔ (مسلایہ)

قرضہ بل کمیٹی نے اپنے گزشتہ اجلاس عام میں اپنی مجلس ماتحت کی پیشکردہ رپورٹ کی روشنی میں مقروضیت سے متعلق کے مسودہ قانون کے متعلق چند اہم ترمیمات منظور کر کے جن کے بغیر کمیٹی کی رائے میں مذکورہ مسودہ قانون سے زمینداروں کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بعض حالات میں سخت نقصان کا اندیشہ ہے۔ مجھے اجازت دی ہے کہ میں پبلک اور گورنمنٹ کے سامنے کمیٹی کی رائے واضح طور پر پیش کر دوں۔

قرضہ بل کمیٹی کی رائے میں سب سے پہلے "زراعت پیشہ" کی جو تعریف مذکورہ مسودہ قانون میں کی گئی ہے وہ اس قدر محدود اور غیر منصفانہ ہے کہ اس سے پنجاب کی ایک بہت بڑی آبادی کو جو سب سے زیادہ امداد کی مستحق ہے ضروری امداد سے نہ صرف محروم ہی کر دیا گیا ہے بلکہ اگر یہ بل قانون بن جائے تو اس سے اس مستحق امداد آبادی کی مشکلات میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس لئے قرضہ بل کمیٹی یہ چاہتی ہے کہ تمام وہ لوگ جنہیں قانون انتقال اراضی کے مطابق زراعت پیشہ اقوام تسلیم کیا گیا ہے اور تمام وہ لوگ جو زمینوں کے مالک ہیں یا زمینداروں کے مزارعین ہیں اس امر سے قطع نظر کہ ان کی آمدنی کا ذریعہ زراعت ہے یا نہیں مجوزہ قانون میں زراعت پیشہ تسلیم کر لئے جائیں۔ علاوہ ازیں قرضہ بل کمیٹی یہ ترمیم پیش کرتی ہے کہ تمام مزدوری پیشہ لوگوں کے قرضوں پر بھی جو خواہ زراعت کے کاموں میں مزدوری کا کام کرتے ہیں یا دوسرے کاموں میں یہ قانون جاری کر دیا جائے درحقیقت یہی لوگ قرضہ بل کمیٹی کی رائے میں امداد کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اتنے ہی جتنا کہ ایک مفلس کسان۔

مسودہ قانون کے دوسرے حصہ کے متعلق قرضہ بل کمیٹی نے ایسے مقروضین کے لئے جو اپنا قرضہ نہیں ادا کر سکتے ۲۵۰۰ روپیہ کے قرضہ کی حد کو بہت زیادہ قرار دے کر یہ ترمیم پیش کی ہے کہ جو شخص ۱۰۰ روپیہ تک بھی مقروض ہو وہ بھی اگر قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو تو اس قانون کے مطابق قرضہ ادا کرنے سے نادہندہ قرار دیا جائے درحقیقت وہی شخص زیادہ امداد کا مستحق ہے جو صرف ایک سو روپیہ کی قلیل رقم قرض لیتا ہے مگر بعد میں اس قابل نہیں رہتا کہ وہ رقم ادا کر سکے لہذا ایسے محتاج لوگوں کو اس قانون کی پیدا کردہ سہولتوں سے محروم رکھنا قطعاً بعید از انصاف ہے۔

سود کے متعلق قرضہ بل کمیٹی نے ترمیم پیش کی ہے کہ سود در سود کا رواج قانوناً بند کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ بہت ہی مہلک اور تباہی خیز رواج ہے۔ نیز مفرد سود کے لئے کفالت کی صورت میں نو فیصدی سالانہ اور بغیر کفالت قرضہ پر ۱۲ فیصدی سالانہ کی شرح مقرر کی جائے۔

مصالحتی بورڈوں میں قرضہ بل کمیٹی کی رائے ہے کہ غیر سرکاری ممبروں کا ہونا نہایت ضروری ہے لہذا اس کے لئے بھی کوئی دفعہ تجویز کی جائے۔

مسودہ قانون کے حصہ چہارم کی دفعات سے قرضہ بل کمیٹی یہ سمجھتی ہے کہ مصالحتی بورڈ اس امر کا مجاز نہ ہوگا کہ وہ مقروض کی ایسی جائداد مثلاً زمین، مویشی، زراعت کے اوزار، گھر کا سامان، زیورات، کپڑے وغیرہ جو معمولی قانون کے ماتحت قرقی یا بیع سے مستثنےٰ ہیں فیصلہ کرتے ہوئے قرض خواہ کے حوالے کر دے۔

دام دوپٹ کے قاعدہ میں قرضہ بل کمیٹی نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ کسی ایسے مقدمہ میں جو اس قانون کے نفاذ کے بعد کسی زراعت پیشہ یا مزدوری پیشہ کے خلاف کسی عدالت میں دائر کیا جائے کوئی عدالت اصل قرض کی رقم سے دگنی رقم سے یا اس قانون کے نفاذ کے وقت واجب الادا رقم سے (ان میں سے جو زیادہ ہو) زیادہ رقم کی ڈگری نہ دے سکے۔

نبکوں کے مقدمہ میں عدالت کو کسی واجب الادا رقم کی ڈگری دینے کی دفعہ کو قرضہ بل کمیٹی چاہتی ہے کہ اس بل میں سے قطعاً نکال دیا جائے۔ کیونکہ اس قاعدہ کے مطابق یہ خطرہ ہے کہ ساہوکار بھی اپنے باقاعدہ بنک بنا کر مفلس کسانوں کے خلاف آزادانہ طور پر ڈگریاں حاصل کر لیا کریں گے۔

بل میں مذکورہ فوق ترامیم کے علاوہ قرضہ بل کمیٹی حسب ذیل اضافہ کا مطالبہ کرتی ہے:-

(۱) کسی شخص کا کسی کو کم رقم قرض دے کر رسید یا سند میں زیادہ لکھوا لینے کا فعل خواہ وہ قرضہ لینے والے کی مرضی ہی سے کیوں نہ ہو جرم قرار دیا جائے۔

(۲) کسی گزشتہ قرضہ کے نام پر بعد میں کسی شخص کو درحقیقت اس وقت روپیہ ادا کرنے کے بغیر اس سے رسید یا سند حاصل کرنے کا فعل بھی جرم قرار دیا جائے۔

(۳) چونکہ ایسے مقدمات وقوع پذیر ہوئے ہیں کہ عدالتوں نے مدعی کے ایسے بیان پر جس کے ثبوت میں مدعی نے محض اپنی ہی کتب حساب میں وصولی روپیہ کے ایسے اندراجات پیش کئے جن پر مقروض کے دستخط یا نشان انگشت ثبت تھے ڈگریاں دے دی ہیں۔ لہذا اس بل میں ایک ایسی دفعہ بھی قائم کی جائے جو اس قسم کے ثبوت پر ڈگریاں ممنوع قرار دے نیز اگر مقروض ان پڑھ ہو یا وہ اس زبان سے ناآشنا ہو جس میں روپے کی رسید لکھی گئی ہو تو اس صورت میں صرف دستخط یا نشان انگشت ہی مدعی کے دعوے کے ثبوت کے لئے کافی نہ سمجھا جائے۔ بلکہ عدالتیں اس امر کی پابند ہوں کہ وہ دستخط اور نشان انگشت کے علاوہ مدعی سے اور ثبوت بھی طلب کریں۔

قرضہ بل کمیٹی کو امید ہے کہ محتاج کو ٹھوس امداد بہم پہنچانے کے ان جذبات کے پیش نظر جو ان ترامیم کی تہہ میں کام کر رہے ہیں حکومت ان ترامیم پر ہمدردانہ غور کرے گی اور پنجاب کی مجلس مقننہ اپنی دانشمندی کا عملی ثبوت پیش کرتے ہوئے ان تمام ترامیم و اضافوں کے ساتھ جو اس بل کے لئے پیش کئے گئے ہیں اس بل کو قانون کی شکل میں منظور کرے گی۔

میں اسی بیان کے ذریعہ یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا کام سیاسی نہ طور پر مخالفت کے لئے ہرگز نہیں ہے لہذا ہم کسانوں کو مطمئن کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم ان کے حقوق کے حصول کے لئے لڑتے لڑتے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آئندہ نتائج پیدا کرنا خدا کا کام ہے اور ہمیں امید ہے کہ خدا تعالیٰ جس طرح ہمیشہ محتاج کی امداد کرتا ہے اسی طرح ہماری بھی امداد کرے گا۔ اور مظلوموں کی آواز سن کر ظالم کے مقابلہ کے لئے انہیں ضروری مدد دے گا۔ جہاں تک ہماری کوششوں کا تعلق ہے ہم پوری کوشش کریں گے۔ ہم نے قرضہ کے بوجھ سے اہل پنجاب کو چھٹکارا دلانے کا خدا تعالیٰ کے بھروسہ پر تہیہ کر لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے سب سے پہلا جو مطالبہ پیش کیا ہے اس میں زراعت پیشہ لوگوں کے علاوہ دیہاتی اور شہری مزدوری پیشہ لوگوں کو بھی شامل کر لیا ہے۔ ہماری ترامیم کے ساتھ اگر بل منظور ہو گیا تو مقروضین کو صرف پنجاب ہی میں نہیں بلکہ دوسرے صوبجات ہند میں بھی اس قانون کے مطابق بہت سی سہولتیں بہم پہنچ سکیں گی۔

اب میں آخر میں تمام زمینداروں، کسانوں اور مزدوروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں جلسے کر کے مندرجہ فوق ترمیمات کی تصدیق کر کے اخبارات اور حکومت کو اس بات کی اطلاع دیں کہ وہ قرضہ بل کمیٹی کی تجاویز کے مطابق بل میں ترمیم چاہتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جن حضرات کے پاس یہ اشتہار پہنچے گا وہ اپنے طور پر اپنے حلقہ میں جلسہ کر کے اس بیان سے اپنے پورے اتفاق کی اطلاع چیف سیکرٹری حکومت پنجاب تک ضرور پہنچا دیں گے۔ (محمد اللہ بخش ضیاء سیکرٹری قرضہ بل کمیٹی)

خبریں

ہندوستان

—— لاہور ۲۵ر جون - یہاں عید میلاد النبیؐ کی تقریب نہایت جوش و خروش اور شان سے منائی گئی - متعدد جلسے منعقد ہوئے اور جلوس نکالے گئے - اسلامیہ کالج میں بھی ایک عظیم الشان جلسہ بصدارت جسٹس عبد الرشید منعقد ہوا - جس میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو - سکھ اور عیسائی اصحاب نے بھی تقریریں کیں - سامعین میں بھی غیر مسلم کافی تعداد میں موجود تھے -

—— لاہور ۲۶ر جون - مختلف مقامات کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں عید میلاد النبیؐ نہایت شاندار طریقہ سے منائی گئی - اور بے شمار مقامات پر جلسے ہوئے -

—— رنگون کا ایک تار مظہر ہے کہ رنگون اور برہما کے متعدد دوسرے شہروں میں بھی اس تقریب کو نہایت جوش و خروش سے منایا گیا -

—— ڈاکٹر عالم - رانا فیروز الدین اور میر غلام بھیک نیرنگ صاحبان پنجاب کے مشرقی مسلم حلقہ کی طرف سے بطور امیدوار اسمبلی کھڑا ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں -

—— کپور تھلہ ۱۵ر جون - پھگواڑہ میں تین روز سے ہڑتال جاری ہے - گیانی پرتاپ سنگھ ڈکٹیٹر پھگواڑہ کو گرفتار کر کے چھ ماہ قید کی سزا دی گئی ہے -

—— حکومت مدراس نے مسلم طلبہ کو آدھی فیس کی جو رعایت دے رکھی تھی وہ واپس لے لی گئی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے -

—— لاہور میں تقریباً ایک ماہ سے شدید گرمی پڑ رہی تھی گزشتہ ہفتہ تو حد ہو گئی تھی - شدت گرما کی وجہ سے بہت سی اموات بھی ہوئیں - لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل سے ۲۵ر جون اور ۲۶ر جون کی درمیانی شب کو کافی بارش ہو گئی جس کی وجہ سے موسم قدرے خوشگوار ہو گیا ہے -

—— امرتسر اور جالندھر کے علاقہ میں بھی کافی بارش ہو گئی ہے - خیال ہے کہ اب لو نہیں چلے گی -

—— کپور تھلہ ۲۵ر جون - آج بعد دوپہر جالندھر سے پانچ سو آدمی کا ایک جتھا یہاں پہنچا - انہوں نے جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے اور تقریباً ایک سو آدمی سائیکلوں پر سوار تھے انہوں نے بازار میں جلوس نکالا -

—— جنوبی ہندوستان میں شدید بارش کی وجہ سے متعدد مقامات پر سیلاب آ گیا - جس سے کافی مالی نقصان ہوا -

—— کلکتہ ۲۵ر جون - ڈاکٹر سریندر ناتھ کرجی انسپکٹر آف کالجز کلکتہ یونیورسٹی نے ان محنتی اور غریب طلبہ کو وظائف دینے کے لئے دو لاکھ روپے کی رقم عنایت فرمائی ہے - جو غیر ممالک میں فوجی ٹریننگ حاصل کرنے جائیں گے - ڈاکٹر موصوف گزشتہ سال طلبہ کی صنعتی تعلیم کے لئے ڈھائی لاکھ روپیہ عطا فرما چکے ہیں -

—— بمبئی - جمعیت کانگرس نے کیمونل ریوارڈ کی مخالفت کو اپنے پروگرام کا حصہ نہ بنایا تو مسٹر اینے اور مالویہ جی کانگرس سے علیحدہ ہو جائیں گے گاندھی جی کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح حالات کو بگڑنے نہ دیں -

ممالک خارجہ

—— قرآن کریم کا جاپانی زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے - اب تک سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے -

—— ایک اطلاع مظہر ہے کہ امریکہ میں اسلام ترقی کر رہا ہے امریکہ کے مختلف حصوں میں نو مسلمین کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے -

—— ترکی اور آسٹریا کی حکومتیں قدیم تجارتی معاہدہ کی تجدید کے مسئلہ پر غور کر رہی ہیں -

—— مصر کے اخبارات سے معلوم ہوا کہ گزشتہ ہفتہ مسلمانان منچوریا کا ایک وفد جاپان کے دار السلطنت ٹوکیو میں پہنچا - اور وزیر اعظم سے استدعا کی کہ منچوریا کے قدیم اسلامی اوقاف کو حسب سابق مالکوں کے حوالے کر دیا جائے - اس سے وہ اپنی شکستہ مسجدوں کی تعمیر و ترمیم میں مدد لیں گے - وزیر اعظم نے اس درخواست پر ہمدردانہ غور کرنے کا وعدہ کیا ہے -

—— حکومت ایران صوبہ فارس میں شکر سازی کا ایک بہت بڑا کارخانہ تعمیر کر رہی ہے - گزشتہ دنوں وزیر متعلقہ نے کارخانہ کا سنگ بنیاد رکھا - بہت سے انجنیر - اور سیر اور معمار کارخانہ بنانے میں مصروف ہیں - اس کارخانہ کے قریب ہی ایک آبشار واقع ہے جس سے کارخانہ کے لئے بجلی پیدا کی جائے گی -

گزشتہ دنوں اٹلی کے وزیر اعظم مسولینی نے ایک تقریر میں اعلان کیا تھا کہ اٹلی ایشیا پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس تقریر سے ترکی میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا - غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے مجلس ملی میں صاف طور پر کہہ دیا کہ ہم ہر قدم پر اٹلی کا مقابلہ کریں گے - توفیق رشدی بے وزیر خارجہ ترکی نے بھی اعلان کر دیا ہے کہ اگر اٹلی نے ایشیا میں قدم بڑھایا تو ترکی کی طرف سے منہ توڑ جواب دیا جائے گا -

—— مختلف ذرائع سے موصول شدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکی زبردست جنگی تیاریاں کر رہا ہے - اس کا خیال ہے کہ عنقریب فرانس اور جرمنی میں جنگ ہونے والی ہے جس میں ممالک یورپ کو جلد یا بدیر شریک ہونا پڑے گا -

—— شاہ افغانستان نے حکم دیا ہے کہ اولین فرصت میں سرحد ایران تک لاسلکی اسٹیشن قائم کر دیئے جائیں -

—— حکومت ایران نے اپنے مختلف محکموں میں غیر ملکی عناصر کے اخراج کی پالیسی پر عمل شروع کر دیا ہے -

—— بعض ماہرین سیاست کا خیال ہے کہ بہت جلد بحر الکاہل میں زبردست جنگ ہونے والی ہے جس کے لئے روس نہایت وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں کر رہا ہے وہ مشرقی سائبیریا کو بڑی تیزی کے ساتھ مسلح کر رہا ہے - بحر منجمد سے بحر الکاہل تک تمام ریلوے پر فوجی پہرہ ہے - ۲۶ - ۲۷ سال کی عمر کے تمام نوجوان بھرتی کر لئے گئے ہیں -

—— قسطنطنیہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ شاہ ایران اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے درمیان پہلی ملاقات تقریباً تین گھنٹہ تک رہی جس میں ترکی وزرا اور صدر اعظم عصمت پاشا نے بھی شرکت فرمائی اس کے بعد متعدد ملاقاتیں ہوئیں - ترکی اخبارات نے ملاقات کے باب میں ابھی تک کوئی چیز شائع نہیں کی -

ہماری تبلیغی ڈاک

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں - جیسا کہ میں پہلے اطلاع دے چکا ہوں قرآن کریم کے ڈچ ترجمہ کے خریداروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے - ہمیں تمام ڈچ مقبوضات سے درخواستیں خریداری کے لئے موصول ہو رہی ہیں - خود ہالینڈ میں بھی خریدار پیدا ہو گئے ہیں ہماری ان کوششوں کے مقابل مخالفت بھی زوروں پر ہے ہمیں ملانوں کی مخالفت کی اتنی پرواہ نہیں لیکن اب رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مشنری متحدہ طور پر مخالفت کر رہے ہیں - گزشتہ کئی سال سے وہ اسکولوں اور ہسپتالوں کے ذریعہ اسلام کو ان جزائر سے نابود کرنے کی سر توڑ کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن اب جبکہ ان کی موہوم فتوحات ان کے ہاتھوں سے چھینی جا رہی ہیں وہ آرام سے نہیں بیٹھ سکتے تھے وہ سخت جد و جہد کر رہے ہیں کہ قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ کسی طرح شائع ہونے سے رہ جائے کیونکہ ان کو یقین ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں پر اس ترجمہ کا بید اثر پڑے گا - اور عیسویت پر موت وارد ہو جائے گی -

البانیا

محمد عصمت صاحب مدیر مدرسہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ لوگوں کے وجود سے اسلام کو بہت فائدہ پہنچایا ہے اور میں ضروری اور مستحسن بلکہ فرض سمجھتا ہوں کہ آپکے تمام احباب دینی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کروں اس لئے کہ آپ نے اپنے قیمتی لٹریچر کے ذریعہ سے حقیقت اسلام سے نقاب اٹھایا - اور آخر میں رسالہ حقیقۃ الدین الاسلامی پہنچا جو دینی اور اجتماعی حکمت سے بھرا ہوا ہے - آپ کے لٹریچر نے مسلمانوں میں از سر نو زندگی کی روح پیدا کر دی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مردہ قوم اب دوبارہ زندگی حاصل کر رہی جا رہی ہے اور یہ سب آپ لوگوں کی ہمت اور برکت کا نتیجہ ہے -

عراق

احباب ذیل نے بغداد کی جماعت کی معرفت انجمن کے مختلف شعبوں میں امداد دی -

چندہ ماہوار { از برادران محمد نیر گل خان صاحب
لعہ ۵۳۹ { سید تصدق حسین شاہ صاحب -
سید عابد علی شاہ صاحب - آرام احمد صاحب - ابراہیم آدم سیجالی صاحب - عبد الرحمٰن سلیمان میا بھی صاحب -

بمد ۳۰ بحساب لٹریچر برائے جہازی لائبریریاں از جناب میاں محمد اسحٰق صاحب تاجر -

بیلہ ۲۶ بہ قیمت اخبارات "لائٹ" و "مسلم ریویو اول" سید تصدق حسین شاہ صاحب - میاں محمد اسحاق صاحب جناب میاں محمد ایوب صاحب بی اے -

للہ قیمت اخبار "پیغام صلح" از جناب محمد عمر صاحب -

ہمد بحساب مستقل فنڈ از جناب لطیف اسمعیل صاحب و عبد اللہ آفندی صاحب -

للاہ بحساب یورپ مشن فنڈ - جناب اللہ دیا صاحب شیخ محمد رفیق صاحب انصاری - میاں محمد یعقوب صاحب

تار کا پتہ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کا سہ روزہ آرگن

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۲ | لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۳۴ء | نمبر ۴۰

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰی ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

قومی اخبارات کے لئے حضرت امیر قوم کی اپیل

برادران مکرم ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

ہماری جاوا کی شاخ چار اخبار اور رسالے مختلف زبانوں میں نکال رہی ہے اور اس کے لئے ہماری انجمن لاہور سے ایک پیسہ کی مدد نہیں لیتی۔ ہمارے اخبار دو ہیں۔ "**پیغام صلح**" اور "لائٹ" جن میں انجمن کو چار اور پانچ ہزار کے درمیان نقصان ہوتا ہے۔ اپنی حالت کا اپنے ان نئے بھائیوں سے مقابلہ کیجئے۔

اخبارات کا انجمن کے خزانہ پر بوجھ ہونا جماعت کی افسوسناک بے توجہی کو ظاہر کرتا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس کی وجہ عوام الناس کی یا ملاؤں کی مخالفت ہے۔ باوجود اس مخالفت کے ہمارا لٹریچر کس قدر قبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ پھر مخالفت جاوا میں بھی ہے۔ وہاں کے اخبارات کیوں اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں؟ فرق یہ ہے کہ یہاں احباب کو ایک سہارا ملا ہوا ہے۔ کہ انجمن نقصان کو پورا کرتی ہی جائیگی۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ان کی محض تھوڑی سی غفلت سے ان کی قوم کو صرف ایک دس سال کے عرصہ میں پچاس ہزار کا نقصان پہنچ چکا ہے۔ اس پچاس ہزار سے ہم کوئی عظیم الشان قدم اٹھا سکتے تھے۔

اس لئے میں اپنے احباب سے درد دل سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی قوم کا نقصان نہ کریں اگر ہر ایک دوست عزم کرے کہ وہ ایک دو ماہ کے اندر ایک خریدار "پیغام صلح" کا اور ایک خریدار اخبار "لائٹ" کا بنا دیگا تو اللہ تعالیٰ اس کوشش میں یقیناً برکت ڈالے گا۔ اور اس طرح احباب کی تھوڑی تھوڑی توجہ سے نہ صرف ان کی اپنی قوم پانچہزار روپیہ سالانہ کے نقصان سے بچ جائیگی بلکہ دونوں اخباروں کا دائرۂ اشاعت وسیع ہو کر جماعت کا قدم بھی ترقی کیطرف اٹھیگا۔ کیا ہمارے احباب اٹھینگے اور اپنی بلند ہمتی اور ان تھک کوشش کا ثبوت دینگے؟ اسوقت بھی چودھری فضل داد جیسے احباب کئی ایک ہیں جو دو دو چار چار نئے خریدار پیدا کر سکتے ہیں ہر ایک شخص یہی کر سکتا ہے۔ خدا نے کسی کو عاجز اور ناکارہ پیدا نہیں کیا۔ صرف عزم کر لینے کی بات ہے برکت دینے والا خدا ہے۔

(محمد علی)

ہماری تبلیغی ڈاک

یورپ میں جماعتِ احمدیہ لاہور کی شاندار خدماتِ اسلامی

امام مسجد برلن کے خلاف سوقیانہ پروپیگنڈا کی حقیقت

(مرتبہ جناب ....ل صاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

"زمیندار" کی غلط روی اور حسد

وسط یورپ سے ایک مخلص دوست لکھتے ہیں کہ گزشتہ خط میں اپنے سفر لوگوسلاویہ کے متعلق مختصراً لکھ چکا ہوں۔ سنا ہے کہ کوئی شخص برلن کی گلیوں میں پھکر کاٹنے والا لاہور کے اخبار "زمیندار" میں برلن مشن اور امام مسجد برلن کے خلاف ناپاک پروپیگنڈا کرتا رہتا ہے۔ میں توحیران ہوں۔ کہ مولوی ظفر علی جیسا پڑھا لکھا آدمی ایسی بے سروپا تحریرات کو اپنے اخبار میں جگہ کیوں دیتا ہے۔ یہ مانا کہ مولوی صاحب موصوف جماعت احمدیہ کی عداوت میں رات دن بغض وحسد کی آگ میں جلتے رہتے ہیں مگر اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ تہذیب سے گرے ہوئے الفاظ اپنے مخالفین کی نسبت اخبار میں شائع کئے جائیں۔ اخبار "زمیندار" جس کا مسلک سلامت روی ہونا چاہیئے تھا۔ ایسا غلط طریقہ اختیار کر رہا ہے جس پر تہذیب ماتم کرتی ہے اور اس سے اسلام کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچ رہا ہے۔ گو مولوی صاحب حسد کی وجہ سے اسے محسوس نہ کریں۔

مولوی ظفر علی خود میدان عمل میں آئیں

اگر مولوی موصوف کو جماعت احمدیہ لاہور کے کام اشاعت اسلام سے کد ہے یا وہ اس کو اچھا نہیں سمجھتے تو ان کو چاہیئے کہ اپنے خیال کے مطابق صحیح اسلام کا نقشہ مغربی دنیا کے سامنے پیش کریں۔ خود میدان عمل میں کود یں۔ یورپ یا امریکہ کے کسی شہر میں پہنچ جائیں اور قرآن کریم کے مطالب ومعانی بیان کر کے اسلام کا نام بلند کریں۔

جماعت احمدیہ ایک خادم اسلام گروہ ہے

جہاں تک میں نے دیکھا ہے اور لوگوں سے بھی سنا ہے جماعت احمدیہ لاہور ایک نہایت ہی مخلص اور خادم اسلام جماعت ہے اس کا ہر ایک فرد اسلامی مجاہد ہے جس کے سامنے یاجوج ماجوج کی افواج چند لمحے بھی نہیں ٹھہر سکتیں۔

ایک واقعہ

مجھے مولوی ظفر علی صاحب کے متعلق ایک واقعہ یاد آگیا۔ جس کا بیان کردینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ ماہ دسمبر ۱۹۱۹ء کے آخری ایام میں کانگرس اور مسلم لیگ کے اجلاس امرتسر میں ہوئے۔ وہاں مولانا عبدالباری صاحب مرحوم ومغفور بھی تشریف فرما تھے۔ مجھے چونکہ ان سے بے حد عقیدت تھی اور وہ بھی مجھ سے محبت رکھتے تھے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولانا مرحوم ایک سوداگر چرم کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ مولوی ظفر علی صاحب بھی نظر بندی سے رہا ہوکر امرتسر پہنچے۔ اُن دنوں میں مولوی صاحب کے متعلق جو خیالات لوگوں کے دلوں میں جاگزین ہو چکے تھے انہیں مولوی صاحب خود بہتر جانتے ہیں۔ میں صرف اتنا کہہ سکتا ہے کہ جملہ مسلمان لیڈر خواہ وہ نرم تھے یا گرم۔ مولوی ظفر علی صاحب سے ملنا باعث فخر نہ سمجھتے تھے۔ مولوی صاحب بھی مولانا مرحوم سے ملنے کے لئے آئے۔ اور آتے ہی اپنی صفائی پر تقریر شروع کردی۔ اور بہت لمبی داستان اپنے متعلق کہتے رہے۔ پھر حضرت مرزا صاحب مرحوم ومغفور کے متعلق درافشانی شروع کردی۔ کہ وہ یہ تھے اور وہ تھے۔ انہوں نے اپنی کتب میں یہ لکھا ہے اور وہ لکھا ہے۔ یہ دعوےٰ کیا ہے اور وہ دعوےٰ کیا ہے۔

مولانا عبدالباری مرحوم کا ارشاد

اس پر مولانا عبدالباری صاحب مرحوم نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ جوانی میں اُنہوں نے بھی حضرت مرزا صاحب کے خلاف ایک کتاب لکھی تھی۔ لیکن جب دوسرے اولیاء اللہ کے کلمات پڑھے اور اُن پر غور کیا۔ تو اُن کا خیال بدل گیا۔ پھر فرمایا کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور منصور حلاج وغیرہ بزرگان امت کے الفاظ کی تاویل کرلی جاتی ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب کے ایسے ہی الفاظ کی کیوں نہ تاویل کرلی جائے۔ یہ الفاظ سنتے ہی مولوی ظفر علی صاحب پر سکتہ کا عالم طاری ہوگیا۔ اور اُن سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

مولانا مرحوم حضرت مرزا صاحب کو ولی سمجھتے تھے

بالآخر مولانا مرحوم نے یہ بھی فرمایا کہ وہ لاہور جانے کا ارادہ کر رہے ہیں اور صرف دو باتوں کے لئے۔ اول حضرت داتا گنج بخش رح کے مزار کی زیارت کے لئے اور دوم حضرت مولانا محمد علی صاحب امام جماعت احمدیہ لاہور کی ملاقات کے لئے۔ چنانچہ لاہور کے لئے روانہ ہونے سے ایک دن پیشتر انہوں نے اپنے بھتیجے اور میرے عزیز دوست مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید کو میرے ہمراہ لاہور بھیج دیا۔ شہید صاحب احمدیہ بلڈنگس میں مکرم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان پر ٹھہرے۔ لیکن افسوس کہ مولانا مرحوم وقت کی تنگی اور جلوس کی وجہ سے نہ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور سے ملاقات کر سکے اور نہ ہی حضرت داتا گنج بخش رح کے مزار کی زیارت کر سکے۔ میرا مطلب اس واقعہ کے دہرانے سے یہ ہے۔ کہ مولانا عبدالباری صاحب مرحوم جیسی شخصیت حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کی خدمات اسلامی کی وجہ سے اُن کی عزت واحترام کرتی تھی۔ اور حضرت مرزا صاحب رح کو ولی اللہ جانتے تھے۔ یہ واقعہ خود میری آنکھوں کے سامنے ہوا۔ اور اس وقت اور بھی چند آدمی اُس مجلس میں موجود تھے۔

مولوی ظفر علی اس واقعہ سے انکار نہیں کرسکتے

اگر مولانا مرحوم خود زندہ ہوتے تو وہ میرے الفاظ کی تصدیق فرما دیتے۔ ممکن ہے مولوی ظفر علی صاحب کہہ دیں کہ اُن کو یہ باتیں یاد نہیں رہیں۔ لیکن میں خدا کو شاہد کر کے کہتا ہوں۔ کہ اس میں ایک لفظ بھی غلط نہیں۔ اگر مولوی صاحب نے پسند کیا۔ تو چند اور واقعات بھی عرض کروں گا۔ جس کے بعد امید ہے وہ مندرجہ بالا واقعہ کو بھی قبول کرلیں گے۔ اگر پھر بھی اُن کی کمزوری حافظہ باقی رہے۔ تو اُن کا خدا حافظ ہو۔

امام مسجد برلن کے متعلق سوقیانہ پروپیگنڈا

آمدم برسر مطلب امام مسجد برلن کے متعلق نہایت سوقیانہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اور اُس کی ذات پر نہایت کمینے اور رکیک حملے کئے جا رہے ہیں۔ جہاں تک مجھے امام صاحب کے متعلق ذاتی علم ہے وہ نہایت ہی متین۔ شریف۔ خلیق اور اچھے کیرکٹر کے آدمی ہیں۔ دوست تو دوست رہے انہوں نے کبھی دشمن کے متعلق بھی اپنی زبان پر بُرا لفظ نہیں آنے دیا۔ وہ اپنے فرض اشاعت وتبلیغ کو نہایت ایمانداری سے ادا کر رہے ہیں۔ ممکن ہے بعض حاسد اور معاند کہیں کہ چونکہ میں امام صاحب کا دوست ہوں اس لئے ان کی تعریف کرتا ہوں۔ ایسے لوگوں کی مجھے قطعاً پروا نہیں۔ لیکن جو لوگ مجھے جانتے ہیں اُن کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ میں ایک حق گو شخص ہوں۔ اور خود مولوی ظفر علی صاحب بھی اگر مجھے بالکل فراموش نہ کر چکے ہوں۔ تو میری بات پر یقین کریں گے۔

مولوی ظفر علی کی سب سے بڑی کمزوری

اس کے ساتھ ہی میں مولوی صاحب سے عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا ؎

ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

مولوی ظفر علی صاحب قابل آدمی ہیں۔ میں انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ انہوں نے قوم کی خاطر غلط یا صحیح طریق ہی پر ہوں کچھ مصیبتیں جھیلی ہیں۔ اُن کی طبیعت میں اگر تلون نہ ہوتا۔ تو وہ مسلمانوں کے سیاسی لیڈروں میں سوائے چند ایک کے ممتاز حیثیت رکھتے۔ سب سے بڑی کمی جو مولوی صاحب میں ہے وہ یہ ہے۔ کہ وہ سطحی باتوں سے آگے اپنے دماغ کو لے جانے کے عادی نہیں۔ اور اُن کی اسی عادت کی وجہ سے خود اُن کو اور قوم کو بہت نقصان پہنچ چکا ہے۔

نری شاعرانہ آہ وزاری فضول ہے

ممکن ہے یہ بھی درست ہو کہ اُن کے دل میں اسلام کا درد ہے اور اسلام کی مصائب پر وہ شعروا شعار کے ذریعہ خون کے آنسو روتے ہوں لیکن حقیقی لیڈر بننے کے لئے نری شاعرانہ آہ وزاری ہی کافی نہیں۔ اور چند نرم وگرم الفاظ میں اپنے دل کا اظہار کردینا ایک سیاسی لیڈر کے لئے کوئی بڑی خوبی کی بات نہیں۔

ایک مخلصانہ درخواست

حاصل کلام یہ کہ مولوی صاحب کا ایک دیرینہ ہوا خواہ ہونے کی وجہ سے اُن کی خدمت میں عرض کروں گا۔ کہ اگر وہ اسلام اور مسلمانوں کی حقیقی خدمت کرنا چاہیں۔ تو اپنے اخبار کو ایسی تحریرات سے ملوث نہ کریں۔ جس سے کسی بھی مسلمان کی دل آزاری ہو۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے خیال کے مطابق کسی تحریک پر نکتہ چینی کرنا چھوڑ دیں۔ نہیں کریں۔ لیکن ایسے طریق پر کہ پڑھنے اور سننے والے دلائل وبراہین کی تیز دھاروں میں بہ جائیں۔ سوقیانہ تحریریں چند لمحوں کے لئے چند معمولی دماغ رکھنے والوں کو خوش کر سکتی ہیں مگر متین اور سمجھدار لوگ ایسی تحریرات کے مالک کو کسی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور مولوی صاحب کو اس کا اچھا خاصا تجربہ ہے اور آئندہ ہوجائے گا۔

امام مسجد برلن کے مخالفین کی اخلاقی حالت

برلن مسجد وامام صاحب کے خلاف لکھنے والے کی اخلاقی ...

(باقی بر صفحہ ۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم دوشنبہ مورخہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ | نمبر ۴۰

ہندو عورتوں کا اغوا

مسلمانوں پر ایک بے بنیاد اتہام

آج کل ہندوؤں کی مجالس اور اخبارات میں عورتوں کے اغوا کا بہت چرچا ہے ان کی ہر ایک سبھا اور ہر ایک اخبار ہندو عورتوں کی بربادی عزت و عصمت اور مسلمانوں کے مفروضہ مظالم پر مصروف ماتم ہے۔ اس قوم کو یہ مرض مدت سے لاحق ہے جس کا دورہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد ہوتا رہتا ہے لیکن اس تازہ دورے کی شدت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرض بہت ہی پیچیدہ اور نازک صورت اختیار کر چکا ہے۔ کیونکہ بڑے بڑے ذمہ دار ہندو لیڈر پے در پے ایسی تقریریں کر رہے ہیں جنھیں معقولیت صداقت اور غیرت و شرافت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ گزشتہ سال بنگال سے یہ شور اٹھا کہ اس صوبہ میں ہندو عورتوں کی عزت و عصمت مسلمان غنڈوں کے ہاتھوں برباد ہو رہی ہے لیکن مستند سرکاری اعداد و شمار نے اصل حقیقت واضح کر دی کہ ہندو عورتوں کا اغوا زیادہ تر ہندو نوجوانوں کی بداخلاقی کا نتیجہ ہے عقلمندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس اظہار حقیقت کے بعد ہندو اپنے بے معنی شور کو بند کر دیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان کے طوفان بے تمیزی میں روز بروز اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ ہم ان کی اس بے راہ روی پر خاموش رہتے لیکن بعض ہندو آریہ جرائد نے مسلمانوں کی تبلیغی سرگرمیوں کو ہندو عورتوں کے اغوا کا ذمہ دار قرار دیا ہے بلکہ ایک آریہ سماجی اخبار نے اس سلسلہ میں تحریک احمدیت پر بھی ایک نہایت ناپاک اور بے بنیاد حملہ کی کوشش کی ہے۔ اس لئے ہم چند باتیں عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

ہندو دھرم کے اندر عورت کا جو درجہ ہے اس پر ان کی مستند مذہبی کتب اور قومی تاریخ شاہد ہے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں بخلاف اس کے اسلام نے عورت کو سوسائٹی کے اندر ایک بلند مقام عطا کیا ہے۔ وہ صنف نازک کی عزت و عصمت کا پاسبان اعظم ہے۔ اس دین فطرت کی پاک تعلیمات کے زیر اثر عورتوں کی عصمت و عزت کی حفاظت کو خواہ کسی قوم و مذہب کی ہوں ہم اپنا ایک مقدس مذہبی و اخلاقی فرض سمجھتے ہیں ہماری ذہنیت ہندوؤں کی طرح پست اور متعصبانہ نہیں۔ ہم برائی کو ہر صورت میں برائی جانتے ہیں۔ اور اس کے خلاف آواز بلند کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں خواہ وہ مسلمان سے سرزد ہو یا غیر مسلم سے۔ اگر ہندوؤں کا بیان صحیح ہوتا اور فی الحقیقت مسلمان نوجوان ہندو عورتوں کے اغوا کے ذمہ دار ہوتے تو ہم ہندوؤں کی لب کشائی سے بھی پہلے اغوا کرنے والوں کے خلاف آواز بلند کرتے۔ لیکن افسوس اصلیت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہندو عورتوں کے اغوا کی ذمہ داری خود ہندو قوم، ہندو دھرم اور ہندو تمدن پر ہے۔ اغوا کی اکثر وارداتوں کی وجہ عیاش ہندوؤں کی نفس پرستی یا ہندو بردہ فروشوں کی زر پرستی ہوتی ہے بے شمار ہندو بیوائیں اور کنواری لڑکیاں اپنے آبائی مذہب کے غیر فطری قوانین و رسوم سے تنگ آکر برضا و رغبت اسلام قبول کر کے مسلمانوں سے شادیاں کر لیتی ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی ہندو لڑکیاں مغربی تعلیم و تہذیب کے اثر اور ہندو معاشرت کے نقائص کی وجہ سے بے حد آزادی پسند ہو گئی ہیں۔ اس طرح ان میں اکثر وہ اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں جو مغربی ممالک کی آوارہ لڑکیوں میں بالعموم پائی جاتی ہیں ہندو اخبارات بے شمار مرتبہ اس حقیقت کا اعتراف کر چکے ہیں ایسی بہت سی لڑکیاں خود مسلمان نوجوانوں کی اخلاقی تباہی کا باعث بنتی ہیں۔ اور ان کو اغوا کرتی ہیں۔

ان حالات میں ہم ہندو لیڈروں اور اخباروں کو یہ مشورہ دینے پر مجبور ہیں کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ہنگامہ برپا اور ہندو قوم کو ان کے مقابلہ پر صف آرا کرنے کی بجائے اپنے گھر کی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ اگر وہ نیک نیتی سے یہی چاہتے ہیں کہ اغوا کی وارداتوں کا سدباب ہو جائے۔ تو انہیں ہندو نوجوانوں اور ہندو لڑکیوں کے اخلاق کی درستی اور اپنی قوم کی جسمانی و معاشرتی حالت کو بہتر بنانے کا بندوبست کرنا چاہئے۔ ان کا موجودہ طرز عمل غیر شریفانہ ہونے کے علاوہ ان کے لئے سراسر نقصان رساں ہے۔ اس طرح وہ مسلمانوں کے متعلق کچھ عرصہ کے لئے غلط فہمیاں پیدا کر سکتے ہیں ان کو بداخلاق اور ظالم مشہور کر سکتے لیکن اپنی قوم کے اخلاقی مفاسد کی اصلاح نہیں کر سکتے۔

یہ ایک نہایت ہی رنجدہ تاریخی حقیقت ہے کہ ہندو ہمیشہ اپنی غلطیوں۔ نااہلیتوں، اور اخلاقی کمزوریوں کے لئے دوسروں کو ذمہ دار قرار دینے کے عادی رہے ہیں۔ مغلوں کے عہد حکومت میں بہت سے ہندو راجاؤں نے اپنی خوشی سے اپنی لڑکیاں بادشاہوں اور شاہزادوں کو دیں اور ان رشتوں پر فخر و ناز کیا لیکن ہندو قوم مسلمان حکمرانوں کو برا بھلا کہنے میں مصروف رہی۔ آج بھی یہی نظارہ پیش ہے ہندو عورتیں ہندو نوجوانوں کی بداخلاقیوں اور نفس پرستوں اور ہندو سوسائٹی کے ظالمانہ رسم و رواج اور معاشرتی نقائص کی وجہ سے آوارہ ہو جاتی ہیں یا ہندو مذہب سے قطع تعلق کر لیتی ہیں لیکن ہندو لیڈر اور اخبارات مسلمانوں کو مطعون کر رہے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ بعض ہندو بجا طور پر یہ محسوس کر رہے ہیں کہ ہندو قوم کا معاشرتی اور تمدنی نظام اس قدر بوسیدہ اور کمزور ہو چکا ہے کہ اس کی اصلاح ہی ناممکن ہے۔ جن اخلاقی یا معاشرتی مفاسد کو دور کرنا ضروری ہے وہ ہندوؤں کی مذہبی و قومی خصوصیات کا اہم جزو ہیں۔ اور ہزاروں سالوں کی روایات اور بے شمار مذہبی احکام ان کی تائید میں موجود ہیں۔ اور ان کو اس کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہیں آتا کہ ہندو سوسائٹی کی ساری عمارت کو منہدم کر کے از سر نو تعمیر کیا جائے۔ مگر اس طرح اس کی شکل اور خصوصیات بالکل ہی تبدیل ہو جائیں گی۔ اور نو تعمیر عمارت کو ہندو مذہب اور ہندو تمدن سے دور کا بھی واسطہ نہ ہوگا۔ لیکن ہندوؤں کی یہ ناقابل حل مشکل بھی ان کے لئے مسلمانوں پر الزام تراشی کی وجہ جواز نہیں بن سکتی۔

اس کے علاوہ بسا اوقات محض مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے ہندو عورتوں کی اغوا کی وارداتوں کو مبالغہ آمیز تعداد اور شکل میں بیان کیا جاتا ہے۔ کسی کو بدنام کرنے کی غرض سے اپنی عورتوں کے دامن عزت و نیک نامی کو داغدار کر لینا انتہا درجہ کی بے غیرتی اور کمینہ پن ہے۔ گو ہم نے ہندوؤں سے کبھی بہتر توقعات قایم نہیں کیں مگر ہم وطن ہونے کی حیثیت سے ہم ان کو اس اخلاقی پستی سے بہت بلند دیکھنے کے متمنی ہیں۔ امید ہے ہماری یہ تحریر کم از کم آریہ اخبارات کے لئے تسلی بخش ثابت ہوگی اور آئندہ وہ ہمیں اس موضوع پر قلم اٹھانے کے لئے مجبور نہ کرینگے۔

"قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت"

مقام مسرت ہے کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تازہ شائع شدہ کتاب "قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت" علمی و مذہبی حلقوں میں بیحد مقبول ہو رہی ہے۔ متعدد اہل علم حضرات اور کئی ایک اخبارات و رسائل اس کے فاضل مصنف کو خراج تحسین پیش کر چکے ہیں۔ شمالی ہندوستان کا مقتدر ادبی و علمی رسالہ "ہمایوں" اپنی ماہ جون کی اشاعت میں اس پر ریویو کرتے ہوئے رقمطراز ہے:-

> "یہ ۸۴ صفحات کی ایک مختصر لیکن جامع کتاب ہے جس میں اس کے قابل مصنف علامہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مفسر قرآن مجید نے ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام ہی نے سب سے پہلے قطعی طور پر ہر قسم کی غلامی کا سدباب کیا۔ اور انسان کو معبودان باطلہ کی غلامی سے آزاد کرنے کے علاوہ نسلی و قومی، سیاسی و تمدنی غلامی اقتصادی و معاشرتی غلامی، شیطان کی غلامی اور ظلم و جہالت وغیرہ کی غلامی سے بھی آزاد کر دیا۔ علامہ موصوف نے اپنے دعوے کے ثبوت میں آیات قرآنی کے علاوہ تاریخی شواہد بھی پیش کئے ہیں اور اپنے موضوع کو سلیس اور سادہ انداز بیان میں بہت قابلیت سے

بنوایا ہے۔ قیمت ۳ر منیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔"

ہم پہلے بھی اپنی اس رائے کا اظہار کر چکے ہیں کہ یہ کتاب ڈاکٹر صاحب موصوف کی دوسری تصنیفات کی طرح احباب کی انتہائی قدردانی کی مستحق ہے۔ اور اظہار قدردانی کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ اس کتاب کو فہمیدہ اور ذی علم مسلموں اور غیر مسلموں میں بکثرت تقسیم کیا جائے تاکہ اس کی اشاعت کا مقصد پورا ہو۔

جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر

یہ ایک ناقابل فہم معمہ ہے کہ جناب خلیفہ قادیان نہایت دھڑلے سے ساری دنیا کو قرآن دانی بتفسیر نویسی کا چیلنج فرما رہے ہیں کیفیت یہ ہے کہ اپنی تفسیر کا جو ایک حصہ شائع کیا ہے اس کے متعلق ہزار مریدوں کو سخت حکم ہے کہ کسی کو ہرگز نہ دکھلایا جائے۔ خواہ وہ قادیانی ہو یا غیر قادیانی۔ ہمیں تو یقین نہ آتا تھا کہ انہوں نے اپنی تفسیر کو عیب کی طرح چھپانے کا حکم دیا ہوگا۔ لیکن ان کے پرائیویٹ سکرٹری کا ایک خط ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ جس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔ خط کا عکس چند ہفتے ہوئے پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔ اسی اشاعت میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک مضمون بھی اس موضوع پر درج کیا گیا تھا۔ حیرت ہے کہ جناب خلیفہ قادیان کا سرکاری گزٹ "الفضل" اس بارہ میں ابھی تک خاموش ہے۔ چپ رہنے کی تو اسے عادت نہیں۔ معقول جواب بن نہ پڑے تو غیر معقول جواب دینے میں بھی اسے کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ اور بالعموم اس کے جوابات غیر معقول اور لچر ہی ہوتے ہیں۔ سرے سے کوئی جواب نہ سوجھے تو گالیاں تو وہ ضرور دے دیا کرتا ہے لیکن مخفی تفسیر کے متعلق بالکل خاموش ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ بہت ہی زیادہ پیچیدہ اور رازکا ہے۔ جسے فی الحال جماعت قادیان کی بھول بھلیوں کے باہر بالکل نہیں جانے دیا جائے گا۔ بعض دوست اس عجیب وغریب تفسیر اور اس کے اخفا کے متعلق ہماری رائے پوچھتے ہیں۔ ہم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے ان خیالات سے بالکل متفق ہیں۔ جو وہ اس تفسیر کے متعلق اپنے محولہ بالا مضمون میں ظاہر فرما چکے ہیں۔ ہم اپنے دوستوں کو مشورہ دینگے کہ وہ اس راز کی زیادہ ٹوہ نہ کریں اس طرح ان کا قیمتی وقت ضائع ہوگا۔ قادیانی خلافت بہت سے عجائبات کی سرمایہ دار ہے۔ "مخفی تفسیر" کو بھی ان میں سے ایک سمجھ لیجئے۔

نو آبادیات جرائم پیشہ کے متعلق حکومت کا بیان

۲۷ر جون کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں مسٹر مظہر علی اظہر نے سوال کیا کہ:-

"کیا حکومت جرائم پیشہ اقوام کے قبول اسلام کے متعلق اپنی پالیسی کی وضاحت کرے گی؟ کیا کبھی یہ فیصلہ بھی ہوا تھا کہ جرائم پیشہ اقوام کو تبدیل مذہب میں ہر ممکن آسائش حاصل ہوگی۔ اور آزادی مذہب کے معاملہ میں ان کے راستہ میں کوئی مزاحمت پیش نہیں کی جائے گی؟"

سر [illegible] نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا:-

"جب کوئی نو آبادی کسی مذہبی سوسائٹی کے ماتحت ہو تو حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ اس سوسائٹی کو یہ حق حاصل رہے کہ وہ کسی غیر مذہب کے مبلغوں کو داخل ہونے سے منع کر دیں اور ڈپٹی کمشنر کو یہ حق حاصل رہے کہ وہ کسی غیر مذہب کے مبلغ کو اس علاقہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے البتہ نو آبادی کے باشندوں کو تبدیل مذہب میں کامل آزادی ہے اور اگر وہ چاہیں تو انہیں ہر ممکن سہولت دی جاتی ہے۔ اگر ڈپٹی کمشنر یا سپرنٹنڈنٹ کو یہ بتا دیا جائے کہ وہ فلاں مذہب اختیار کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اس مذہب کے نمائندوں سے ملاقات کی اجازت دیجائیگی بشرطیکہ ڈپٹی کمشنر یا سپرنٹنڈنٹ کو اس طرز عمل سے نو آبادیوں کے امن میں خلل کا کوئی اندیشہ نہ ہو۔"

سردست اس امر سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ حکومت کی پالیسی کس حد تک قابل اصلاح ہے ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں، کہ بعض نو آبادیوں کے سپرنٹنڈنٹوں اور محکمۂ جرائم پیشہ کے بعض ذمہ دار اہلکاروں کا طرز عمل حکومت کی بیان کردہ پالیسی کے خلاف ہے مثلاً چک $\frac{19}{9R}$ شرقی ضلع ملتان کے ہندو سپرنٹنڈنٹ نے گزشتہ چند ماہ میں اپنے چک کے نو مسلموں کے ساتھ جو خلاف قانون اور ظالمانہ سلوک کیا ہے اس سے محکمۂ جرائم پیشہ اور حکومت بےخبر نہیں ہے۔ حکومت کا بیان ہے کہ نو آبادی کے باشندوں کو تبدیل مذہب کی کامل آزادی ہے۔ اگر وہ چاہیں تو انہیں ہر ممکن سہولت دیجاتی ہے۔ لیکن اس چک کے ہندو سپرنٹنڈنٹ نے نہایت متشددانہ اور خلاف قانون طریق سے لوگوں کو قبول اسلام سے روکا اور نو مسلموں پر طرح طرح کے مظالم کئے انہیں قسم قسم کی دھمکیاں دیں حتی کہ انہیں نماز عید کے لئے بھی نہ جانے دیا۔ محکمہ جرائم پیشہ اس کی ان حرکات پر خاموش ہے۔ حکومت کے مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں ہم اس سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس چک کے ہندو سپرنٹنڈنٹ کی ان خلاف ورزیوں اور محکمۂ جرائم پیشہ کی افسوسناک غفلت و خاموشی کو کب تک برداشت کرتی رہے گی؟ اگر اس نے اب بھی کوئی موثر اصلاحی کارروائی نہ کی تو اس کے قول و عمل کا تضاد بہت ہی افسوسناک ہوگا۔

سود در سود کی تباہ کاریاں

عدالت عالیہ پنجاب میں مسٹر جسٹس بلٹن اور خان بہادر مسٹر جسٹس دین محمد نے حال ہی میں قرضہ رہن کے ایک مقدمے کا فیصلہ کیا ہے جس کی تفصیلات سے اس مصیبت عظمیٰ کا پتہ چل سکتا ہے۔ جو ساہوکاروں کی حرص و آز اور سود در سود کی آفت سے اس صوبے کے زمینداروں پہ نازل ہو رہی ہے۔

واقعات مقدمہ یوں ہیں:-

ضلع شاہ پور کے ایک مسلمان کاشتکار نے آج سے پینتیس سال پیشتر سات دن کنال اراضی ایک ساہوکار کے پاس چھ سو روپے میں رہن کر دی۔ زمین ساہوکار کے قبضے میں دے دی گئی۔ اور معاہدے کے مطابق اس کی آمدنی ساہوکار کو ملنے لگی۔ معاہدے کا منشا یہ تھا۔ کہ زمین کی پیداوار صرف تین سو روپے پہ بطور سود سمجھی جائے گی۔ اور باقی تین سو روپے کا سود نو فی صدی سالانہ شرح سے دینا ہوگا۔ اگر سود ادا نہ کیا گیا۔ تو وہ زر رہن پر اضافہ ہوتا رہے گا۔ چند سال بعد اس مسلمان کاشتکار کا انتقال ہو گیا۔ اس کے وارثوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں درخواست دی۔ کہ زمین کی پیداوار کی مالیت چونکہ اس قرضے کی رقم کے سود سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور اس طرح ساہوکار کو اس کا سود برابر پہنچتا رہا ہے۔ اس لئے ہمیں حق دیا جائے۔ کہ ہم چھ سو روپے اصل زر ادا کر کے ساہوکار سے اپنی زمین چھڑا سکیں چونکہ مطالبہ معقول و مدلل تھا۔ اس لئے ڈپٹی کمشنر نے حکم صادر کر دیا۔ کہ مدعی چھ سو روپیہ دے کر اپنی زمین ساہوکار سے چھڑا سکتے ہیں۔

ڈپٹی کمشنر کا یہ فیصلہ سن کر ساہوکار کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ اس نے فی الفور عدالت دیوانی میں ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ اور دعوےٰ کیا۔ کہ جب تک چھ سو روپے اصل زر اور تین سو روپے کا سود در سود تمام و کمال ادا نہ کر دیا جائے۔ زمین نہیں چھڑائی جا سکتی۔ حساب کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ صرف سود در سود کی رقم چھ ہزار تک پہنچ چکی ہے عدالت دیوانی کے سب جج نے اس دعوے کو منظور کر لیا۔ اور فیصلہ لکھا۔ کہ یہ اراضی ساڑھے چھ ہزار روپے ادا کئے بغیر نہیں چھڑائی جا سکتی۔ اور جب تک یہ چھڑائی نہ جائے گی اس رقم پر سود کا اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس پر مدیون نے عدالت عالیہ پنجاب میں اپیل دائر کر دی اور جب تک عدالت مذکور نے اس کی سماعت شروع کی۔ اس قرضے کی مقدار ساڑھے نو ہزار تک پہنچ چکی تھی۔

سید محسن شاہ ایڈووکیٹ ان مقروض کاشتکاروں کی طرف سے اپیل کے پیروکار تھے۔ آپ نے فاضل ججوں کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اول تو معاہدہ زیر بحث ہی بالکل غیر منصفانہ اور جابرانہ ہے لیکن اگر اس کا نفاذ ضروری بھی ہو۔ تو زمین سو روپے کا محض سود لگایا جائے اور خلاف ورزی معاہدہ کے لئے ایک واجبی تاوان عائد کر دیا جائے۔ ہائی کورٹ کے فاضل ججوں نے انتہائی غور و خوض کے بعد سید محسن شاہ صاحب کے نقطۂ نگاہ کو پسند کیا۔ اور حکم دے دیا۔ کہ مقروض اپنے قرض خواہ کو چھ سو اصل اور تین سو روپے بطور سود تاوان ادا کریں۔ جس کے عوض میں ساہوکار ان کی زمین کو قید رہن سے آزاد کر دے۔ گویا جو ساہوکار اپنی رقم کو ساڑھے نو ہزار تک پہنچا رہا تھا۔ اسے صرف نو سو روپے کی ڈگری ملی اس لئے کہ وہ پینتیس سال تک اس زمین کی پیداوار لیتا رہا۔ اور انصاف کا تقاضا یہی تھا۔ کہ اس کو سود بالکل نہ دیا جاتا۔

یہ ایک ایسے معاملے کی روداد ہے جو اتفاق سے عدالت عالیہ تک پہنچ گیا ہے ورنہ خدا جانے ہر روز کتنے زمیندار کو نہایت قلیل قرضے کے سود در سود کے چکر میں پھنس کر اپنی جائداد سے ہاتھ دھونے پڑتے ہوں گے۔ یہ ظلم عظیم اس صوبے میں دن دہاڑے ہو رہا ہے اور تمام دردمند لوگ اس کے تدارک کے خواہاں ہیں لیکن ساہوکاروں اور مہاجنوں کے سنگدل طبقے اور شہری حامیوں کی ذہنیت کے نزدیک چھ سو روپے دے کر ساڑھے نو ہزار طلب کرنا بالکل قرین انصاف ہے اور پھر لطف یہ ہے۔ کہ جب یہ لوگ سیاسی پلیٹ فارم پر آتے ہیں۔ تو اپنے آپ کو غریبوں۔ مزدوروں اور کاشتکاروں کا ہمدرد ظاہر کرتے ہیں۔ سبحان اللہ

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

(انقلاب)

مذاکرۂ علمیہ

وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا پر ایک عیسائی کا اعتراض

اور اس کا جواب

اسلامی اور مسیحی جہنم کا فلسفہ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

ہمارے ایک دوست نے ایک عیسائی پادری کے اعتراض کی بنا پر ذیل کا سوال لکھ کر بھیجا ہے:۔

سوال:۔ آیت وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتماً مقضیا۔ ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظلمین فیھا جثیا ۔ (سورۂ مریم)

اس آیت کی تشریح جو حضرت مسیح موعودؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں فرمائی ہے اس میں حضور نے تین مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں اور کسی ایک پر حصر نہیں فرمایا بلکہ آگے چلکر واللہ اعلم بالصواب لکھ دیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت کے معنے آپ پر بھی نہیں کھلے ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی بیان القرآن میں مختلف اقوال لکھے ہیں اور "وارد" کے معنے "دخول فی جہنم" نہیں بلکہ دوزخ کے اوپر پہنچنا مراد لئے ہیں۔ اور اوپر سے گزر جانا مراد لے کر دوزخ کی تکلیف سے مومنوں کا محفوظ رہنا لکھے ہیں۔ لیکن اسی طرح دخول بھی معنے لے لئے ہیں۔ آخری قول جس کو حضور نے ترجیح دی ہے وہ خطاب صرف کفار کے لئے سمجھا ہے۔ اس میں کونسے قول کو صحیح سمجھا جائے؟ اگر کفار کے لئے خطاب سمجھا جائے تو مشکل یہ پیش آتی ہے کہ بعض احادیث میں ایسا لکھا ہے کہ تم میں سے ہر ایک دوزخ میں داخل ہوگا۔ حضرت مسیح موعود نے مومن کی دنیاوی تکالیف مراد لی ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں کہ بہرحال تمام مسلمان دوزخ میں داخل تو ہو جائیں گے خواہ آگ ان پر ٹھنڈی ہو جائے۔ نجات تو نہ ہوئی آپ پادری سلطان محمد پال کی کتاب "شیر افگن" پڑھیں لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہے ۵ قیمت ہے۔ میں ایک دو قول لکھ دیتا ہوں۔ عن عبد اللہ بن رواحہ قال اخبر اللہ عن الورود ما اخبر بالصدد فقال علیہ السلام یا ابن رواحہ اقرأ ما بعد ھا ثم ننجی الذین اتقوا (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۵۵۶ مطبوعہ مصر) کتاب مسلم میں حبشر سے اسی طرح کی روایت ہے۔ الغرض بہت سی روایات ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ تمام انسان دوزخ میں داخل ہوں گے۔ گو وہ آگ مومنوں کے لئے بہت ٹھنڈی ہو جائے ورود کے معنے دخول بھی ثابت ہیں۔ گو اوپر پہنچنا بھی ہیں۔ بغیر کسی وجہ کے تمام روایات سے انکار نہیں کیا جاتا۔ مہربانی فرما کر ان تمام روایات کو لے کر ان پر الگ بحث کریں۔"

تفسیریں مختلف توجیہات اور "وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ"

جواب:۔ آیت ان منکم الا واردھا کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئینہ کمالات اسلام میں ایسی شاندار کی ہے کہ پڑھ کر وجد آجاتا ہے۔ حضرت نے تین طریق سے اس کی تفسیر کی ہے مگر ہمارے دوست جو سائل ہیں اتنی سی بات پر اس سارے معرفت کے دریا کو رد کر دیتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب نے آخر میں لکھ دیا ہے" واللہ اعلم بالصواب" کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ سائل صاحب کہتے ہیں کہ ایک معنی پر حصر کیوں نہیں کیا۔ اور "اللہ بہتر جانتا ہے" کے نقرے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنے اللہ نے ان پر نہیں کھولے محض اجتہاد سے لکھے ہیں۔ تو گزارش ہے کہ میں جو کچھ لکھونگا وہ کونسا خدا سے پوچھ پوچھ کر لکھونگا۔ آخر وہ بھی تو ایک اجتہاد ہی ہوگا۔ آپ کا اعتراض تو پھر بھی باقی رہے گا۔ اور اگر" واللہ اعلم بالصواب" کے نقرہ پر تفاسیر رد کرنے لگیں تو ۱۳۰۰ سال کی ساری تفسیریں رد ہو جائیں گی۔ کیونکہ پچھلے زمانہ میں ہر ایک عالم اور مجتہد و مفسر اس نقرے کو ضرور استعمال کیا کرتا تھا۔ کیونکہ اسے تقویٰ کی ایک شان سمجھا جاتا تھا۔ باایںہمہ کہ ایک امر پر نہایت واضح اور مدلل طور پر بحث کر دی جاتی تھی مگر بھی تقویٰ کی یہی شان سمجھی جاتی تھی۔ کہ اپنے علم کو خدا کے علم کے سامنے ہیچ سمجھا جائے۔ انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود نے بھی یہ نقرہ تحریر فرمایا تھا۔ مگر آج زمانہ بدل چکا ہے۔ بدقسمتی سے تقویٰ کے اس تقاضہ کو نقص علم کا اعلان سمجھا گیا۔ جو ایک سخت غلطی ہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اس آیت پر اپنی تفسیر بیان القرآن میں جو کچھ لکھا ہے اگرچہ وہ نہایت معقول و مدلل ہے۔ مگر وہ سب سائل صاحب کی نگاہ میں اس وجہ سے رد ہو گیا کہ انہوں نے اس آیت کی دو طریق پر توجیہیں کر دیں کسی ایک پر حصر کیوں نہیں کیا۔ لیکن اگر اسی طرح رد کرنے کا سلسلہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر قرآن کی ساری تفسیریں رد کر دینے کے قابل ٹھہر جائیں گی۔ کیونکہ مفسرین نے اکثر ایک آیت کی کئی کئی رنگ میں تفسیریں اور توجیہیں کی ہیں اور اس کا مطلب ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کو اپنی سمجھ کے مطابق جو تفسیر بھی معقول و مدلل نظر آوے وہ قبول کر لے۔ یہ تو بہت خوبی کی بات ہوا کرتی ہے کہ ایک آیت کی کئی کئی رنگ میں تفسیریں ہو سکیں ہاں **وہ تفسیر جائز نہیں ہوتی جو کسی محکم آیت کے خلاف پڑے**۔ اس لئے جب کئی تفسیریں ہوں اور اس میں کوئی تفسیر آیات محکمات قرآنی کے خلاف پڑتی ہوگی تو لازماً ہم اسے چھوڑ دیں گے اس کے علاوہ اگر متعدد تفسیریں کسی آیت کی ہوں تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کی مرضی پر ہے کہ وہ اپنی سمجھ کے مطابق ان میں سے جسے چاہے اختیار کر لے۔ چونکہ مفسر نے کسی ایک تفسیر پر حصر نہیں کیا اس لئے ہم اس کی ساری تفسیروں کو رد کر دیں یہ تو کوئی تحقیق حق کا طریق نہیں۔

اعتراض کی لغویت اور عیسائی پادری کا مُنہ

مجھے تو ایسا شبہ پڑتا ہے۔ کہ شائد سائل صاحب کے قلب پر پادری سلطان محمد پال کا کچھ رعب پڑا ہے اس لئے کتنی کوئی دلیل معقول ہو اس سے ان کی تسلی ہوتی نظر نہیں آتی۔ حالانکہ اعتراض بجائے خود ایسا لچر ہے کہ مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ کیوں اس اعتراض کو قابل وقعت سمجھا گیا۔ ایک مسلمان متقی کا دوزخ کی آگ میں جلنا کیا کبھی قرآن کی تعلیم ہو سکتی ہے؟ ظاہر ہے کہ قطعاً نہیں۔ پھر ان منکم الا واردھا کے معنے کس طرح یہ ممکن ہو سکتے ہیں جس سے یہ تشریح ہو کہ ایک مومن متقی دوزخ کی آگ میں جلے گا۔ اور سب سے بڑھ کر حیرت یہ ہے کہ یہ اعتراض ایک عیسائی پادری پیش کر رہا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر یہ کوئی اعتراض بھی ہوتا تو ایک عیسائی پادری کا تو یہ منہ نہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اسے کسی مسلمان کے آگے پیش کرتا۔ بھلا جو قوم اپنے خدا کو تین دن کے لئے گناہوں کے بدلے میں جہنم کی آگ میں جلتا اور جھلستا اور کباب ہوتا تسلیم کرتی ہو وہ منہ پر کیا ناک لگا کر اسلام پر یہ اعتراض کر سکتی ہے کہ قرآن میں کسی آیت سے کھینچ تان کر یہ نکالا جا سکتا ہے کہ مومن جہنم میں داخل ہوں گے گو مومنوں کی شان یہ ہوگی کہ ان کے وارد ہوتے ہی جہنم سرد ہو جائیگی

روایات میں مومنوں کے ورود پر جہنم کے سرد ہو جانے کا ذکر

اگر ان روایتوں کو تسلیم کیا جائے گا جن میں مومنوں کے جہنم پر وارد ہونے کا ذکر ہے تو ان میں یہ بھی تو لکھا ہے کہ جہنم مومنوں کے اس پر وارد ہونے کی وجہ سے سرد پڑ جائے گی۔ بلکہ ایک روایت میں تو صاف لکھا ہے کہ جب اہل جنت، جنت میں داخل ہونگے تو وہ دریافت کرینگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا ان منکم الا واردھا تو کہا جائے گا کہ تم اس کے اوپر سے گزر آئے ہو۔ اور اس کی آگ بجھی ہوئی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ مومنوں کو جہنم باغ کی شکل میں نظر آئے گی جس کی تشریح حضرت مولانا روم نے اپنے مخصوص انداز میں یہ کی ہے کہ چونکہ مومن اسی دنیا میں اپنے جذبات اور خواہشات کے جہنم کو جنت بنا لیتا ہے اس لئے آخرت میں مومن کی جہنم جنت بن چکی ہوگی۔

جہنم کیا ہے؟

اور یہی بات سچ ہے قرآن کے رو سے ہر ایک آدمی اپنا جہنم آپ بناتا ہے۔ وہ کوئی احاطہ پہلے سے تیار نہیں جس میں آگ جل رہی ہے اور جس میں لوگوں کو داخل کر کے بند کر دیا جائے گا۔ قرآن کی تشریح جو جہنم کی ہے وہ یہ ہے کہ نار اللّٰہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ کہ وہ اللہ کی روشن کی ہوئی آگ ہے جو انسان کے قلب پر بھڑکتی ہے۔ یہی آگ جو اس دنیا سے انسان اپنے ساتھ لیجاتا ہے قیامت میں فی عمد ممددۃ نظر آئیگی۔ جس طرح انسان جب اس دنیا میں خواہشات اور جذبات کے اندر پڑ جاتا ہے تو اس آگ سے نجات ملنی ناممکن ہو جاتی ہے طمع و حرص اگر بھڑکتی ہے تو ساری دنیا کی دولت جمع کر کے بھی ٹھنڈی نہیں پڑتی شہوت پرستی بھڑک اٹھے تو اس سے کبھی سیری نہیں ہوتی غصہ و حسد کے جذبات مشتعل ہو جائیں تو قتل و خون کے ہنگاموں پر بھی انسان بس نہیں کرتا۔ پس یہی خواہشات و جذبات کی آگ جو انسانی قلب پر بھڑکتی ہے۔ آخرکار انسان کو اس طرح چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے کہ پھر اس میں سے نکلنا ناممکن ہو جاتا ہے یہی آگ جو اس مادی دنیا میں باطنی رنگ میں پنہاں ہے آخرت میں جب ہر ایک باطن ظاہر کی صورت اختیار کرے گا اگر ظاہر شکل میں نظر آوے تو کیا یہ عین حقیقت نہ ہوگی جس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا؟ اسی کا نام جہنم ہے۔

متقی انسان جہنم میں نہیں جائیں گے

. . . . میں اوپر دکھا آیا ہوں کہ ہر ایک آدمی اپنا جہنم آپ بناتا ہے جس کی آگ قلب سے شروع ہو کر انسان کو گھیر لیتی ہے پس یہ تو سچ ہے کہ ایک بے ایمان اور بدعمل آدمی جس نے اپنا جہنم آپ بنایا تھا۔ قیامت میں اس آگ میں مبتلا نظر آوے گا۔ مگر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک انسان جو متقی ہے جس نے اپنے جذبات و خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگا کر اپنے ایمان و اعمال صالحہ سے ایک جنت پیدا کر لی ہے۔ وہ قیامت میں بجائے جنت کے جہنم میں نظر آوے۔ اسی لئے قرآن کریم میں قیامت کے ذکر میں آتا ہے کہ ازلفت الجنۃ للمتقین غیر بعید کہ متقیوں کے لئے جنت نزدیک کر دی جائے گی اور کوئی فاصلہ نہ ہوگا۔ بلکہ نفوس مطمئنہ رکھنے والوں کو تو موت کے ساتھ ہی جنت میں داخل ہونے کا ارشاد ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ تو اپنے رب سے راضی اور تیرا رب تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

قرآن کا صریح وعدہ کہ متقی جہنم کی آہٹ بھی نہیں پائیں گے

تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ ان منکم الا واردھا میں منکم میں ہر ایک انسان مخاطب ہے خواہ وہ نبی ہو یا ولی متقی ہو یا غیر متقی کیا ان سب کو جنت میں سے باہر نکالا جائے گا جن کے لئے قرآن میں آیا ہے کہ وما ھم منھا بمخرجین کہ جنتی کبھی جنت سے باہر نہیں نکالے جائیں گے۔ کیا قرآن کی یہ صریح محکم آیت غلط ہو جانے گی کہ ان الذین سبقت لھم منا الحسنٰی اولٰئک عنھا مبعدون ۝ لا یسمعون حسیسھا ج وھم فی ما اشتھت انفسھم خالدون ۝ لا یحزنھم الفزع الاکبر وتتلقھم الملئکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون ۝ (الانبیاء) بیشک جن کے لئے ہماری طرف سے پہلے سے بھلائی آچکی ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائینگے وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے۔ اور وہ اس میں جس میں ان کے دل چاہیں گے رہینگے۔ سب سے بڑی پریشانی اور خوف کی بات انہیں غمگین نہ کرے گی اور فرشتے انہیں ملیں گے (اور کہینگے) یہ وہ تمہارا دن ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔" غور فرمایئے کہ کس صفائی سے یہاں نیکو کاروں کا ذکر کیا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ سبقت منا الحسنٰی جنکے لئے ہو چکا ہے۔ وہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے قرآن میں بار بار بشارت دی گئی ہے کہ بشر الذین آمنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھار کہ ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔ فرماتے ہیں یہ لوگ جہنم سے دور رکھے جائیں گے جہنم کی آہٹ بھی ان کے کانوں تک نہ پہنچیگی۔ پریشانی و غم کا گذر ان تک مطلق نہ ہوگا۔ فرشتے ان سے ملکر کہیں گے کہ یہی وہ خوشی کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ آخر ان سب آیات کی موجودگی میں کس طرح مان لیا جائے کہ ان منکم الا واردھا میں سب مومن متقی بھی مخاطب ہیں۔

آیۂ متنازعہ فیہ کا سیاق و سباق

سورۂ مریم کے اس رکوع کو شروع سے پڑھو۔ یہاں صاف ان کفار کا ذکر ہے جو مرنے کے بعد زندگی کے قائل نہیں ہیں۔ و یقول الانسان ءاذا ما مت لسوف اخرج حیا ۝ اور انسان کہتا ہے کہ کیا جب میں مر جاؤں گا تو پھر زندہ کر کے نکالا جاؤنگا یہاں صاف اُن دہریہ لوگوں کا ذکر ہے جو مرنے کے بعد کسی زندگی کے قائل نہیں ہیں۔ یا کم سے کم ان کے عمل سے یہ نظر آتا ہے کہ انہیں اعمال کی ذمہ داری کا قطعاً یقین نہیں اور دنیا کو ہی اپنا مقصود و مطلوب اور معبود بنا رکھا ہے۔ ان کی سزا کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں فو ربک لنحشرنھم والشیطین ثم لنحضرنھم حول جھنم جثیا ۝ ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمٰن عتیا ۝ ثم لنحن اعلم بالذین ھم اولٰی بھا صلیا ۝ وان منکم الا واردھا ج کان علی ربک حتما مقضیا ۝ ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیھا جثیا ۝ (سورہ مریم) پس تیرے رب کی قسم ہم یقیناً انہیں اور ان کے شیطانوں کو اکٹھا کرینگے۔ پھر ہم ضرور انہیں گھٹنوں پر گرے ہوئے جہنم کے گرد لا حاضر کرینگے۔ پھر ہر گروہ میں سے ہم ضرور انہیں الگ نکال لینگے جو رحمان کے خلاف سرکشی میں سخت تر تھے۔ پھر یقیناً ہم انہیں خوب جانتے ہیں جو اس میں داخل ہونے کے زیادہ اہل ہیں۔ اور تم میں سے کوئی نہیں مگر اس میں وارد ہوگا یہ تیرے رب پر لازم ہے۔ جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ایک اور بات سنو ہم انہیں نجات دیتے ہیں جنھوں نے تقوے اختیار کیا۔ اور ہم ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرا ہوا چھوڑ دیتے ہیں۔"

ان منکم الا واردھا میں ایک وہم کا ازالہ

ان آیات میں صاف لفظوں میں جہنم کے گرد انہی لوگوں کے جمع ہونے کا ذکر ہے جنھیں آخرت کا منکر بتایا تھا یا وہ منکرین آخرت ہوں گے یا ان کے شیاطین ہوں گے جو پہلے تو نہایت ذلت کی حالت میں جہنم کے گرد بٹھائے جائیں گے۔ پھر ان میں سے جو اشد ترین دشمن خدا کے ہونگے وہ الگ کئے جائینگے۔ پھر ان میں سے جو آگ میں داخل ہونے کے زیادہ اہل ہوں گے انہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہوگا۔ تمام مجرمین میں سے اشد ترین لوگوں کو علیحدہ کرنا اور ان میں سے جو زیادہ اہل آگ میں داخل ہونے کے ہیں۔ ان کا علم جناب الٰہی کو ہونا ایک وہم پیدا کرتا تھا کہ شاید جہنم میں صرف وہی لوگ داخل ہونگے جو اشد ترین دشمن خدا کے ہیں اور جو بوجہ اپنی اس شدت کے جہنم کے زیادہ اہل ہیں۔ باقی ممکن ہے چھوڑ دیئے جائیں۔ اس وہم کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ تمام مجرموں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ یاد رکھو تم میں سے کوئی نہیں جو جہنم میں داخل نہو یہ تو خدا کا حتمی فیصلہ ہے۔ زیادہ شریر لوگوں کو علیحدہ کرنا سزا کی زیادتی اور سختی کے لئے ہے نہ اس لئے کہ فقط انہی کو سزا دی جائیگی اور باقی کو چھوڑ دیا جائے گا۔ یعنی انہیں نجات دیدی جائے گی۔ یاد رکھو نجات تو ہم انہی لوگوں کو دیتے جو متقی ہوتے ہیں اور ظالموں کو تو ہم اسی جہنم میں گھٹنوں پر گرا ہوا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہاں دو امور قابل غور ہیں۔

صیغہ غائب کو چھوڑ کر مخاطب کا صیغہ کیوں اختیار کیا گیا؟

(۱) ایک تو یہ کہ پہلے تو ان مجرمین کا ذکر جو جہنم کے گرد جمع کئے گئے ہیں صیغہ غائب میں کرتے ہیں پھر ان منکم الا واردھا میں یکدم صیغہ غائب کو چھوڑ کر مخاطب اختیار کر لیتے ہیں۔ اسے صنعت التفات کہتے ہیں اس کا مقصد کلام میں زور اور تاکید پیدا کرنا ہوتا ہے۔ تمام مجرموں کو جہنم کے گرد جمع کیا جا رہا ہے اسی جہنم کے گرد جو درحقیقت خود ان کے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی ہے اسی لئے جہنم میں داخلہ کے وقت اشد لوگوں کو علیحدہ کیا جاتا ہے تاکہ اپنے اعمال کے مطابق انہیں جہنم کی سزا سے زیادہ حصہ ملے اشد لوگوں کی اس علیحدگی سے دوسرے مجرمین کو نجات کی ایک امید موہوم پیدا ہوتی ہے۔ اس پر ضروری ہوا کہ جناب الٰہی انہیں مخاطب کر کے اعلان کریں کہ مجرم زیادہ سخت ہوں یا کم درجہ کے اپنے اپنے اعمال کے مطابق تم میں سے ہر ایک شخص جہنم میں داخل ہوگا۔ اگر تمہارا یہ وہم ہو کہ تم اس سے بچ جاؤگے تو یہ ناممکن ہے خدا کا یہ حتمی فیصلہ ہے۔ یہ یاد رکھو کہ نجات تو ہم انہی لوگوں کو دیتے ہیں جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور وہ تم میں موجود نہیں پس ظالموں کو تو ہم جہنم میں ہی چھوڑا کرتے ہیں۔

ثم کا لفظ ایک اعلان سے دوسرے اعلان کی طرف توجہ دلانے کیلئے ہے

(۲) دوسرا امر قابل توجہ "ثم" کا لفظ ہے۔ عام طور پر مفسر ثم کے معنے ترتیب کے لے کر پہلے تو سب کو جہنم پر وارد کرتے ہیں پھر متقیوں کو اس سے نجات دلاتے ہیں حالانکہ ثم کے لفظ میں ترتیب کا مفہوم ضروری نہیں بلکہ "ثم" کا لفظ بعض دفعہ ایک امر سے دوسرے امر کی طرف توجہ پھیرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں بھی ثم کا لفظ محض ایک اعلان سے دوسرے اعلان کی طرف توجہ پھیرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ پہلا اعلان جو مجرموں کو مخاطب کر کے ہوا ہے وہ یہ ہے کہ تم میں سے جو بھی ہیں اشد تر مجرم ہیں یا کم تر سب جہنم میں داخل ہوں گے یہ فیصلہ اٹل ہے۔ دوسرا اعلان جو وہ بھی مجرموں کو ہی مخاطب کر کے کیا گیا ہے کہ اگر تمہارے دل میں نجات کی کوئی تمنا یا توقع ہو تو یاد رکھو کہ یہ غلط ہے۔ نجات تو ہم انہی لوگوں کو دیا کرتے ہیں جو تقوے سے کام لیتے ہیں۔ اور جو متقی نہیں ہوتے بلکہ ظالم ہوتے ہیں وہ جہنم میں ہی چھوڑ دیئے جاتے ہیں یہ بطور اصول کے یہاں بیان کیا ہے جو مجرموں کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ وہاں کوئی متقی موجود تھے۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں بھلا متقی کا وہاں کیا کام ہے صاف طور پر تو لکھا ہے کہ جہنم کے گرد مجرموں کا ایک مجمع اکٹھا ہے۔ ان میں اشد تر مجرم بھی ہیں اور کمتر بھی۔ سب کو مخاطب کر کے پہلے ایک اعلان کیا جاتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک جہنم میں داخل ہوگا۔ پھر دوسرے اعلان کے ساتھ لایا جاتا ہے۔ کہ اس عذاب سے بچ جانے کی اگر کوئی توقع ہو تو دل سے نکال دو۔ اس عذاب سے نجات تو انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں۔ مجرموں کو تو اسی میں رہنا پڑیگا گویا مجرموں کے سامنے ایک اعلان تو ان کے داخلہ جہنم کا ہے۔ دوسرا اعلان اس سے نجات پانے کا ہے۔ کیونکہ نجات پانے کی شرط جو تقویٰ ہے وہ ان میں پائی نہیں جاتی۔ پس یہاں ثم کا لفظ ایک اعلان کے بعد دوسرے اعلان کی طرف توجہ منعطف کرانے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

مومن کے قدم سے جہنم کی آگ کا سرد ہو جانا موجب سعادت ہے

ان آیات محکمات قرآنی کے ہوتے ہوئے ایک عیسائی پادری کو جسے احقاق حق سے کوئی غرض نہیں بلکہ محض اسلام پر اعتراض کرنا اس کا مقصد زندگی ہے۔ سوائے اس کے چارہ ہی کیا تھا کہ وہ چند غیر مستند روایات کے دامن میں پناہ لے۔ کیونکہ جہاں تک میری تحقیق ہے اس مسئلہ میں کوئی متواتر مرفوع متصل حدیث

(باقی بر صفحہ ۱۱)

سفرِ حج

ایک احمدی حاجی کے تاثرات

(از جناب حافظ حاجی محمد حسن صاحب وکیل گجرات پنجاب)

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ امسال ہمارے محترم دوست جناب حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات کو حج بیت اللہ شریف کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہماری درخواست پر انہوں نے اس مبارک سفر کے متعلق ایک نہایت قابل قدر مضمون رقم فرمایا ہے جو شکریہ کے ساتھ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ یقین ہے اس کا مطالعہ ناظرین پیغام صلح کی روحانی مسرت کا باعث ہوگا (مدیر)

خدا کی کبریائی

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کسی علمی سوسائٹی میں کسی فاضل ادیب کا پیدا ہونا اہل ذوق کی قدرداں نگاہ میں ایک نعمت ہے۔ اہل علم اصحاب اس کی بے حد قدر و منزلت اور اس سے استفادہ کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ ایک زبردست حاکم جس کے زیر حکم ایک مضبوط اور طاقتور سپاہ ہے لوگوں کے دلوں پر اپنی حکومت کا سکہ بٹھائے گا۔ اور اس کی کامیاب نگاہ جس پر پڑے گی خراج تحسین وصول کرے گی۔ اجنبی حکومت کی چیرہ دستیوں سے ایک عاجز ملک آزادی کی تمنا میں مضطرب ہے۔ اہل ملک فرداً فرداً اپنی حالت زار کو محسوس کرتے اور اندر ہی اندر مختلف تدابیر سوچتے ہیں۔ ایک مجاہد وطن پیدا ہوتا ہے جو مختلف دلوں کے خیالات کا مظہر ہو کر ملک کی آواز بن کر گونجتا ہے۔ لوگ اس کی آواز میں اپنے جذبات کی صدا سنتے ہیں۔ اور فوراً اس کے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ ہر جگہ اس کا خیر مقدم ہوتا ہے۔ اس کے جیکارے لگائے جاتے ہیں۔ وہ سعد زاغلول ہو یا گاندھی۔ دنوں میں شہرت کے آسمان پر ستارہ بن کر چمکنے لگتا ہے۔ ایسے تمام لوگوں کی کامیابیاں انسانی فہم میں آسکتی ہیں۔ مگر تاریخ عالم ہمارے سامنے ایک اور نظارہ پیش کرتی ہے جس کے سامنے ہماری عقلیں حیران و ششدر رہ جاتی ہیں۔ انسانی فہم و فراست ان وجوہات کو تلاش کرنے سے قاصر ہیں جن کے ماتحت ایسے محیر العقول نظارے دفعتہً منصہ شہود پر آجاتے ہیں۔ ایک صحرائی ملک میں جہاں نہ علم ہے نہ تہذیب و تمدن کی شائستگی ہے نہ انسانیت کے اعلیٰ اخلاق۔ وہاں ایک انسان پیدا ہوتا ہے۔ وہ تمام ملک کے خیالات اور جذبات۔ توہمات اور معتقدات کے خلاف ایک آواز اٹھاتا ہے اہل ملک چونک اٹھتے ہیں اور اس کی قدم قدم پر مخالفت کرتے ہیں۔ اس کے قتل کے منصوبے ہوتے ہیں۔ اس کو ملک بدر کیا جاتا ہے۔ مگر وہ اپنی آواز برابر بلند کیے چلا جاتا ہے۔ وہ مروجہ مذاہب کو باطل قرار دیتا ہے۔ لوگوں کے خود ساختہ معبودوں کو نکمی مخلوق سمجھتا ہے۔ اور چند سالوں کے عرصہ میں تمام ملک کو اپنے زیر نگیں کر لیتا ہے۔ اور دلوں کو اپنی طاقت روحانی سے اس طرح مسخر کرتا ہے کہ اس کے اشارہ ابرو پر ہزاروں گردنیں جھکنے لگتی ہیں۔ اور غیر منظم قبائل ایسی تنظیم میں آجاتے ہیں کہ اپنے صحرائی ملک کے گرد و نواح کی دنیا کو فتح کرنے کی خوابیں دیکھتے ہیں اور چند مزید سالوں میں دنیا کی تہذیبیں ایک ایک کر کے ان کے سامنے گر جاتی ہیں۔ مذاہب عالم میں تہلکہ مچ جاتا ہے۔ عظیم الشان سلطنتیں اپنی افواج و اسلحہ اور غیر معمولی استحکام اور طاقت کے باوجود "صحرائی تلنگوں" کی سادہ شمشیر کی نوک سے پاش پاش ہوتی چلی جاتی ہیں۔ یہ نظارہ تاریخ، افسانے کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ واقعات کے رنگ میں پیش کرتی ہے۔ عقل انسانی اس کی توجیہہ نہیں کر سکتی۔ صحرائے عرب میں آج سے تیرہ سو برس قبل ایسا ہی ایک انقلاب آیا اس نے تمام دنیا کی جس طرح کایا پلٹی اور ان شتربانوں کے سامنے دنیا جس طرح سراسیمہ ہوئی اور اسے جس طرح بالآخر انہیں اپنا معلم اور رہبر تسلیم کرنا پڑا، ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جس کو محض عقل سے سمجھنا نہایت مشکل ہے۔ عرب اب بھی موجود ہے وہاں اس کے صحرائی فرزندان کی کچھ کمی نہیں۔ ملک ایک ریگستان ہے۔ آفتاب کی تمازت نے پہاڑوں کو بھی جھلسا دیا ہے وہاں کے انسان اپنا تمام وقت اپنی روزی کے کمانے میں خرچ کرتے ہیں۔ جو نہایت مشکل سے انہیں میسر آتی ہے۔ مگر اب حالت یہ ہے کہ انگریزی سلطنت کا ایک جنگی جہاز تمام ملک کو فتح کرنے کے لئے کافی ہے۔ مگر عرب کے باشندوں نے اسی صحرا میں زندگی بسر کرتے ہوئے کسی کی قیادت میں وہ وہ جوہر دکھائے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ کیا اجرا تھا؟ یہ صرف خدائے قدوس کی طاقت تھی جو کمزوروں کے ساتھ ہوئی۔ تو وہ طاقتور ہو گئے جاہلوں کے ساتھ ہوئی تو وہ عالم نہیں بلکہ دنیا کے معلم بن گئے گناہگاروں کے ساتھ ہوئی تو انہوں نے دنیا کو گناہوں سے پاک کر دیا منتشر دلوں کے ساتھ ہوئی تو انہوں نے تمام دنیا کو ضابطہ اور نظام میں منسلک کر دیا۔ ظالموں اور جفاکاروں کے ساتھ ہوئی تو وہ رحم و کرم عفو و حلم کے دریا بہانے لگے۔ پس آلٰہی طاقت ہی بڑی طاقت ہے۔ اس کے سوا کوئی حمد کے قابل نہیں۔ خدا ہی بڑا ہے۔ اس کے سوا نہ کسی کا ڈر ہے، نہ کسی کو طاقت ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ وللہ الحمد۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پس ملک عرب کو دیکھ کر انسانی قلب پر جو پہلا اثر پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی ایک حقیقت ہے جو عرب کے پہاڑوں کے ایک ایک پتھر اور صحرا کے ایک ایک ذرہ میں لکھی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور انسانی روح ہیبت خداوندی سے بھر جاتی ہے۔ اور نہایت عاجزی اور خشوع سے درگاہ احدیت مآب میں جھک جاتی ہے۔ اور بیت اللہ کے طواف کے وقت وہ ایسی پگھلی جاتی ہے کہ محبت الٰہی کی گود کے سوائے اسے کہیں تسکین نہیں مل سکتی وہ ملتزم سے لپٹ کر روتی ہے۔ حطیم میں گڑگڑا کر دعائیں کرتی ہے۔ مقام ابراہیم پر ایستادہ ہو کر خضوع و خشوع سے عبادت کرتی ہے۔ کبھی رکوع کرتی ہے۔ کبھی سجدہ میں گرتی ہے۔ کبھی ادب سے کھڑی ہو کر خدا کو پکارتی ہے۔ آخر رحمت خداوندی کا سایہ اس پر ہوتا ہے۔ اور اسے تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔ خداوند کی کبریائی کو محسوس کرنے لگتی ہے اور اللہ کی محبت میں کھوئی جاتی ہے۔ دنیا کے تمام خوف سوا خدا اس سے دور کر دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کے دل پر ایک ہی ہستی کا ڈر اور خوف رہ جاتا ہے۔ وہ حق و صداقت کی اعانت میں ماسوی اللہ سے ایسی بے خطر ہو جاتی ہے کہ تیر و تفنگ کی نمائش، بندوق و توپ کی گرج اس کے لئے بے حقیقت چیزیں ہو جاتی ہیں اس کا ایمانی جوش اسے مصیبت کی آگ میں لے کودتا ہے تو وہ گلزار ہو جاتی ہے۔ اس کی پہاڑوں سے ٹکر ہو جاتی ہے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ دریا اس کے راستہ میں حائل نہیں ہو سکتے۔ پس ملک عرب میں پہنچ کر گزشتہ تیرہ سو برس کی تاریخ کے واقعات جب آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں تو سب سے پہلے خدا کی عظمت و کبریائی روح انسانی پر مستولی ہوتی ہے۔ دنیا کی ہر چیز فانی اور کمزور اور محتاج نظر آتی ہے۔ یہ صرف خدا کی شان کبریائی ہے کہ کوئی حسن کی دولت حاصل کر کے حسین ہو گیا ہے۔ کوئی دولت و ثروت سے امیر بن گیا ہے۔ کوئی حکومت و سطوت سے بادشاہ کہلا رہا ہے۔ کوئی علم و ہنر سے آراستہ ہے۔ کوئی حکمت و فلسفہ میں طاق ہے۔ کسی کو گویائی میں یکتائی حاصل ہوئی تو فصیح البیان کہلایا۔ کسی کو موزونیت طبع عطا ہوئی وہ شاعر شیریں مقال ہو گیا۔ مگر خدا کی جبروت عظمت، رفعت و کبریائی کے سامنے سب ہیچ اور سرنگوں ہیں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر!!

حمد الٰہی

ملک عرب میں داخل ہوتے ہی جب انسان چاروں طرف نگاہ ڈالتا ہے تو دنیا کی تمام دلآویزیاں اور خوبصورت مناظر یکسر مفقود نظر آتے ہیں من الماء کل شیء حی ارشاد خدا ہے۔ جن ممالک میں دریا اور نہریں ہیں یا کنویں کثرت ہیں اور بارشوں کی بہتات ہے وہاں زمین طرح طرح کی روئیدگیوں سے لدی رہتی ہے۔ مگر عرب میں پانی کی سخت قلت ہے نہ دریا ہے نہ نہریں۔ نہ چشموں کی کثرت ہے نہ بارش کی رحمت۔ البتہ گرمی کا آفتاب اپنی پوری حدت سے روشن ہے۔ پہاڑ اور ریت سخت گرم ہو جاتے ہیں۔ لوئیں چلتی ہیں نہ کہیں سایہ ہے نہ سبزی ریت کا ایک وسیع میدان ہے یا برہنہ پہاڑوں کا ایک طویل سلسلہ۔ مہذب سلطنتوں نے اس بے آب و گیاہ ملک کو فتح

کرنے کا کبھی عزم نہ کیا۔ جلیل القدر بادشاہوں کی توجہ سے ہی یہ محروم رہا۔ عرب اپنے اونٹوں اور ریگزاروں سمیت صحرائے عرب میں اپنے تخیل کے مطابق اپنے ارتقائی مراحل طے کرتے رہے۔ رات کو جب سورج کی گرمی نہ ہوتی تو ستارے خوبصورتی سے چمکتے عرب کی نگاہ لہٰذا ان میں ہی شان معبودیت دیکھی پس ستاروں کی پرستش ہونے لگی۔ چاند خوبصورت تھا وہ بھی معبود بنا۔ آفتاب کی عظمت بھی کم نہ تھی وہ بھی خدا کہلایا۔ پہاڑوں کی کثرت تھی ان کے پتھروں کی بھی پوجا ہونے لگی۔ آلہی روشنی سے عرب کی نگاہیں منور نہ ہوئی تھیں اس لئے ان کے اخلاق میں حیا، حلم اور عفو کی خوبصورتی پیدا نہ ہو سکی۔ خدائے قدوس سے یہ تمام ملک بے تعلق تھا۔ ایسے ملک میں نبی کریم صلعم پیدا ہوئے اور چاہا کہ تمام ملک کی کایا پلٹ دیں۔ شراب خوری۔ جوئے بازی۔ زنا وغیرہ سے انہیں نجات دلائیں۔ اور تمام معبودان باطلہ سے ملک کو پاک وصاف کرکے آلہی چوکھٹ پر سب کو جھکا دیں۔ قلیل عرصہ میں مخالفتوں کے باوجود حضور کامیاب ہوئے۔ شراب سے ملک کو ایسی نجات دی کہ اب تمام دنیا میں عرب ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں شراب کی تجارت نہیں ہو سکتی۔ نہ شراب اس ملک میں تیار ہوتی ہے نہ باہر سے آسکتی ہے۔ شرک سے ایسی نجات دلائی کہ آج تک عرب میں غیر اللہ کی پرستش نہیں ہوئی۔ بلکہ عربوں کو پیر و مرشد بنکر انسانوں کی روحوں پر حکومت کرنا بھی نہیں آتا۔ وہ مفلس ہیں۔ قلاش ہیں خیرات مانگ لیتے ہیں مگر کسی مشرکانہ عقیدہ میں مبتلا نہیں۔ سب سے عظیم الشان تبدیلی جو اس ملک میں واقعہ ہوئی۔ وہ حمد آلہی کی کثرت ہے جو تمام دنیا سے زیادہ اس ملک میں کی جاتی ہے۔ ہر سال تمام دنیا سے انسانوں کا اجتماع یہاں ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس کثرت سے حمد ہوتی ہے کہ باقی تمام مذاہب ملکر اپنے پیروؤں سے اس کا ہزارواں حصہ بھی حمد نہیں کرا سکتے۔ جب حاجی لوگ حدود حرم میں داخل ہوتے ہیں تو حمد آلہی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہ حمد زبانی حمد نہیں ہوتی۔ قلب سے ہوتی ہے۔ آنکھیں زار زار روتی ہیں انسان عجز و انکسار کا مجسمہ بن جاتا ہے۔ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی ذات کو قابل حمد نہیں سمجھتا۔ مکہ معظمہ پر نگاہ پڑتی ہے تو زیادہ زور سے حمد کے ترانے گائے جاتے ہیں۔ مسجد الحرام میں داخل ہو کر تو سوائے حمد آلہی کے اور کوئی کام ہی نہیں ہوتا۔ بیت اللہ کا طواف ہو رہا ہے۔ زبان سے تسبیح و تحمید جاری ہے۔ کہیں ملتزم کے پاس کھڑے ہو کر۔ کہیں **خانہ کعبہ سے** لپٹ کر۔ کہیں حطیم میں بیٹھ کر۔ کہیں **مقام ابراہیمؑ** میں کھڑے ہو کر اپنے عجز کا اعتراف اور خدائے قدوس کی حمد بیان کی جا رہی ہے۔ فریضہ نماز لاکھوں انسان اکٹھے ادا کر رہے ہیں اور حمد آلہی کا بے نظیر نظارہ پیش کر رہے ہیں۔ پھر نوافل ہیں جو ۲۴ گھنٹہ برابر اس مسجد میں ادا ہو رہے ہیں اور ان میں حمد آلہی کی وہ کثرت ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی۔ پھر حج کے مناسک میں طواف کعبہ کے بعد سعی بین الصفا والمروہ ہے اس میں ۷ دفعہ چلنا پڑتا ہے اور قلب انسانی سے حمد آلہی کے ترانے نکلتے ہیں پھر منیٰ میں قیام ہے تو لاکھوں انسان حمد آلہی میں مصروف ہیں۔ بالآخر عرفات کا میدان ہے جہاں برہنہ سر انسانوں کا ہجوم دو ان سلی چادروں میں ملبوس خدائے واحد کے سامنے اپنے گناہوں کے اقرار کے لئے کھڑا ہے۔ اور اس جوش، خلوص اور محبت سے خدا کی حمد کر رہا ہوتا ہے کہ خدا کا سورج اور اردگرد کے پہاڑ انسانی اجتماع کی اس کیفیت کو دیکھ کر وجد میں آجاتے ہونگے۔

جاؤ دنیا کی گزشتہ تاریخ دیکھ لو اور موجودہ مذاہب اور تہذیبوں کی تحقیقات کر لو۔ امت **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** سے بڑھ کر تمہیں خدا کی حمد کرنے والی کوئی قوم نظر نہ آئے گی۔ اسی حمد آلہی کو دنیا میں جاری کرنے والا زبان مسیح علیہ السلام سے **احمدؐ** کہلوایا۔ اور اس حمد کی پاداش میں خداوند تعالیٰ نے اس کا نام دنیا میں بلند کیا۔ اور بنی نوع انسان کو اس کے زیر نگیں کرکے اس کا نام **محمدؐ** رکھا۔ حمد کرنے والا جب حمد کرکے احمد بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حمد کرا کر اسے **محمدؐ** بنا دیتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عزم حج

شہروں اور گاؤں کی مسلم آبادیوں میں اچانک بعض افراد کے دل میں یہ ڈالا جاتا ہے کہ وہ سب کام کاج چھوڑ کر عازم بیت العتیق ہو جائیں۔ اس قسم کے عزم کرنے والے لازمی نہیں کہ حضرات علماء ہی ہوں۔ یا زاہدان شب بیدار ہوں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ضعیف بوڑھے ہوں اور دنیا کے کاموں سے فارغ البال ہو کر حج کے فریضہ کو ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اللہ کا فضل و کرم اس معاملہ میں عجیب واقعہ ہوا ہے۔ نگاہ کرم چاہے تو کسی گنہگار پر پڑ جائے جو دنیا کے مخمصوں میں پڑا ہوا ہو اور دین کے معاملات میں سستی سے کام لے رہا ہو۔ ہاں البتہ اس کے اندر دین کی مشعل دھندلی روشنی دے رہی ہو۔ خداوند تعالیٰ کے کرشمے انسانی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ اہل عرب کو قلاش اور مفلس بنایا ہے۔ بظاہر دنیوی نعمتوں سے وہ ملک محروم ہے۔ ملک میں صحرا کی ریت اور پہاڑ کے پتھروں کے سوا اور کچھ نہیں۔ نہ زراعت ہے نہ صنعت مگر ان کی ربوبیت بھی کرنی ہے۔ تمام دنیا سے انسانوں کو اس ملک کی طرف جانے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کے ذریعہ اہل عرب کی ربوبیت ہوتی رہے۔ مجھ سے روسیاہ کو بھی جب حج کی توفیق مل سکتی ہے تو رحمت خداوندی کی وسعت کا کیسے احاطہ کیا جا سکتا ہے؟!

مجھے کبھی یہ خیال بھی نہیں ہوا تھا کہ میں اچانک اس سفر پر روانہ ہو کر اس مقدس ملک میں جاؤنگا۔ **جو دیار حبیب ہے** جہاں خدا کا کلام نازل ہوا۔ اور جہاں عالمگیر ہدایت کا چشمہ ابلا۔ کبھی گمان نہ تھا کہ مجھے اتنی جلدی خدا کے گھر کی زیارت ہوگی۔ جسے **ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ** اور ان کے جلیل القدر **فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام** نے از سر نو تعمیر کیا۔ جہاں انہوں نے درد دل سے دعائیں کیں جن کی قبولیت کے نظارے قیامت تک کے لئے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہیں گے۔ جس کے گھر کے گرد ہمارے سرکار محمد رسول اللہ صلعم نے طواف کئے۔ اس کو بتوں سے پاک وصاف کیا۔ اور اس کی عزت اور شہرت کو تمام اطراف تک پہنچا دیا۔ خدا کی نعمتوں کا کس طرح شکر ادا کروں جس نے حرم پاک کی زیارت کرائی۔ جہاں داخل ہو کر روح انسانی کو اطمینان و سکینت حاصل ہو جاتی ہے جس نے **غار حرا** دکھائی جہاں حبیبؐ کبریا اپنے خدا کو یاد کرتے ملک کی ابتر حالت پر آنسو گراتے۔ اور اپنے روحانی مدارج طے کرتے تھے۔ جس نے وہ **غار ثور** دکھلائی جس کی بلندی حضورؐ کے عزم و استقلال کی بلندی پر دال ہے۔ پھر **مدینہ منورہ** تک پہنچایا جو خدا کے **آخری نبی کا آخری ٹھکانا** ہوا۔ مدینہ کی ہواؤں میں خوشبو ہے۔ اس کے پانی میں لذت ہے۔ اس کی مٹی میں پاکیزگی ہے۔ اس کے ذرہ ذرہ میں برکات ہیں

ہاں میں نے مسجد نبوی میں دعائیں پڑھوائیں اور اس مقام پر سجدے کرائے جہاں دنیا کا واحد نجات دہندہ یعنی **رحمۃ للعلمین** اپنی فرق مبارک رکھا کرتے تھے۔ اور وہ **گنبد خضرا** دکھایا جس کے اندر انسانوں کی مضطرب دنیا کو آرام دینے والا آرام کر رہا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ پس سفر حج اختیار کرنے ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی ظاہر ہوتی ہے وہ اپنے گنہگار بندوں کی صفائی قلب کے لئے ان کے اندر نیک تحریک پیدا کرکے ان کے روحانی وطن تک پہنچتا ہے۔ جہاں سے واپس آکر وہ کئی دن تک اپنے وطن کو اجنبی ملک خیال کرتے ہیں اور ان کے من میں عرب اور اس کا ماحول ہی بسا رہتا ہے۔

میرا سفر بھی اسی طرح ہوا۔ گناہوں کی وجہ سے روسیاہ ہو گیا تھا۔ دنیا کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا۔ والد صاحب سفر کو تیار ہوئے۔ خدا نے مجھے بھی توفیق دی۔ میرے بھائیوں کو بھی توفیق دی۔ میری ہمشیرہ اور میری والدہ کو بھی توفیق دی۔ میری اہلیہ کو بھی توفیق بخشی کہ وہ اپنی والدہ محترمہ کو بھی ہمراہ لے۔ غرضیکہ ہمارے گھر والوں کا قافلہ ۹ افراد پر مشتمل تھا اور ہر ایک نے نہایت شوق اور محبت سے مناسک حج کو ادا کیا۔ خدا سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ اس عظیم الشان روحانی سفر کو اختیار کرکے وہ اپنے ایمان کو تازہ کریں۔ آمین۔

سفر حج کی برکتیں

حج کا سفر اختیار کرتے ہی انسان کے اندر پاکیزہ جذبات پیدا ہو جاتے ہیں جو دنیوی مخمصوں سے علیحدہ ہو کر محض اللہ تعالیٰ کا ہو کر عازم حجاز ہوتا ہے۔ وہ سفلی جذبات سے پاک کر دیا جاتا ہے وہ اپنے ہم سفر مسافروں سے اخلاق اور ایثار سے پیش آتا ہے۔ اس کی نمازوں میں باقاعدگی ہوتی ہے۔ اس کے اندر نرمی اور لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی دعاؤں میں خشیت آلہی کا رنگ غالب ہوتا ہے۔ وہ سجدوں میں گرتا ہے تو خضوع کے ساتھ۔ رکوع میں ہوتا ہے تو خشوع سے ہوتا ہے۔ محبت آلہی کی آگ اس کے قلب میں روشن کر دی جاتی ہے۔ جو سفلی خواہشات کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ دنیوی کششوں اور دلآویزیوں سے وہ بے پرواہ ہو کر یاد آلہی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ راستہ میں اسے طرح طرح کے ابتلاؤں میں ڈالا جاتا ہے مگر اس کا قدم متزلزل نہیں ہوتا۔ اسے کئی طرح کے ٹیکے کراچی پہنچ کر لگوانے ہوتے ہیں۔ اکثر اس سے بدسلوکیاں کی جاتی ہیں۔ مگر وہ برداشت کرتا ہے۔ اسے خشکی کے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنی ہوتی ہیں۔ اور بحری سفر کی تکالیف بھی سہنی پڑتی ہیں۔ سمندر میں تلاطم آتے ہیں۔ جہاز ہچکولے کھاتا ہے۔ اور بسا اوقات سخت اضطراب اور ہول پیدا ہو جاتا ہے۔ حاجیوں کا جہاز دنیا بھر کے جہازوں سے نرالا ہوتا ہے۔ انسانوں کو جانوروں کی طرح جہازوں پر لاد لیا جاتا ہے۔ نچلے طبقہ میں جہاں درحقیقت سامان لادنا چاہئے انسان بھر دیئے جاتے ہیں۔ وہاں ہوا مشکل سے پہنچتی ہے۔ ظاہر میں دنیا انسانوں سے حیوانوں کا سلوک کرتی ہے۔ مگر یہ انسان ایسے باخدا انسان ہوتے ہیں کہ ایسی مشکلات اور تکالیف کے ہوتے ہوئے خدا کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ جہاز میں اذانیں ہوتی ہیں باجماعت نمازیں ہوتی ہیں وعظ ہوتے ہیں۔ تقریریں ہوتی ہیں۔ لیکن جنگ وجدال نہیں ہوتا۔ کسی بحثوں میں وقت نہیں کھویا جاتا۔ طواف کے وقت کی دعائیں۔ سعی بین الصفا والمروہ کی دعائیں۔ منیٰ کی دعائیں عرفات کی دعائیں لوگ یاد کرتے رہتے ہیں۔ کراچی سے حاجی لوگ

دعاؤں کی کتابیں حفظ یاد کر لیجاتے ہیں۔ نبی کریم صلعم کی فرمودہ دعاؤں پر اگر انسان غور کرے تو حیران رہجاتا ہے۔ کہ حضور ہر سانس کے ساتھ ایک دعا کرتے ہیں۔ سونے پہلے دعا ہے تو سو کر اٹھو کر بھی دعا ہے۔ کھانے پر بیٹھتے ہیں تو دعا سے ابتدا کی جاتی ہے کھانا کھا چکتے ہیں تو دست بدعا ہیں۔ سواری پر بیٹھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں، اترتے ہیں تو دعا کرتے ہیں۔ گھر میں داخل ہوتے ہیں تو دعا کرتے ہیں۔ گھر سے باہر جاتے ہیں تو دعا کرتے ہیں۔ شہر میں تشریف لاتے ہیں تو زبان پر دعا ہے۔ غسل کرنے لگے ہیں تو دعا کر رہے ہیں۔ نئے کپڑے پہنتے ہیں تو دعا کر کے۔ حجامت بنوا رہے ہیں تو دعا میں مصروف ہیں۔ غرضیکہ اٹھتے بیٹھتے جاگتے سوتے۔ چلتے پھرتے ہر وقت اور ہر آن خدا کو یاد کر رہے ہیں۔

کیا خدا سے اس قدر تعلق رکھنے والا انسان خدا پر افترا کر سکتا ہے؟ پھر یہاں تک نہیں اپنے پیروؤں کو اپنے رنگ میں رنگین کر دیا۔ حج کے تمام مناسک دعاؤں ہی کا مجموعہ ہیں۔ حدود حرم میں جب حاجی لوگ داخل ہوتے ہیں۔ تو عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ ایک بے آب و گیاہ وادی ہے جسکے ارد گرد کالے پتھروں والے خشک پہاڑ ہیں جن پر کوئی سبزی نہیں۔ حاجی ابھی مکہ معظمہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہوتا ہے کہ دو سفید دیواریں نظر آتی ہیں۔ ان کے اندر جب داخل ہوا تو گویا حدود حرم میں داخل ہو گیا۔ یہاں شکار کرنا منع ہے قتل کرنا منع ہے۔ جنگ کرنا منع ہے۔ حاجیوں نے کامران سے گزر کر یلملم پہاڑ کی سیدھ میں پہنچکر جس کا اعلان کپتان جہاز کی سیٹی سے کروا دیتا ہے۔ احرام باندھ لئے۔ یعنے دو ان سلی چادریں زیب بدن کر لیں۔ تمام فاخرہ لباس اتار دیئے۔ امیر و غریب سب ایک لباس میں ہو گئے۔ عاجزی اور انکساری سب پر چھا جاتی ہے۔ زبانوں سے لبیک لبیک کی پکار عجب رقت کا سماں پیدا کر دیتی ہے۔ خدائے واحد کے پرستار نہایت ہی مخلصانہ انداز میں اس کے حضور میں پیش ہونے کے لئے اپنے کبر و غرور سے دست بردار ہو گئے۔ اور عاجزی اور فروتنی کے لباس کو اختیار کر لیا ہے۔ اس وقت بھی کثرت سے دعا کی جاتی ہے۔ الغرض لیسے لباس میں ملبوس حاجی جب حدود حرم میں داخل ہوتا ہے تو دلوں پر عجب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ کوئی آنکھ نہیں جو نمناک نہ ہو۔ کوئی دل نہیں جو سوز و گداز سے پگھلا نہ جا رہا ہو۔ عبودیت کا اقرار نہایت انکسار سے ہوتا ہے۔ لوگ چیخیں مار مار کر روتے ہیں۔ غرور و تکبر مٹ جاتا ہے۔ عاجزی اور انکساری چھا جاتی ہے یہاں بھر در دل سے دعائیں کی جاتی ہیں۔ ان دعاؤں میں کیا اثر ہے کیسے پر درد الفاظ ہیں جو نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے نکلتے رہے۔ اس کا صحیح اندازہ ان دعاؤں کے مفہوم کو سمجھنے سے ہو سکتا ہے۔ وہ سب دعائیں محفوظ ہیں۔ اور کتابوں میں شائع شدہ ہیں۔ جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔ ان میں گناہوں کا اعتراف ہے۔ اور ان سے استغفار ہے۔ دوزخ سے بچنے کی تمنا ہے جنتی زندگی کے حصول کی تڑپ ہے۔ رضائے الٰہی کی جستجو ہے۔ شیطان رجیم سے پناہ کی درخواست ہے۔ اپنے جسم اپنے جوارح اپنے قویٰ کو احکام خداوندی کے سامنے جھکائے رکھنے کی تڑپ ہے۔ حق و صداقت کی قبولیت کی تمنا ہے اور ترک گناہ سے مجتنب رہنے کی آرزو۔ نیک اولاد اور رزق حلال کے لئے پکار ہے۔ الغرض حیوانی زندگی سے رستگاری کی خواہش اور حیات ملکوتی بسر کرنے کا شوق ایک ایک لفظ سے ظاہر ہوتا ہے جب مکہ معظمہ کی عمارتیں نظر آتی ہیں۔ تو اور دعا کی جاتی ہے تمام حاجی ان دعاؤں کو یا تو ازبر کر لیتے ہیں یا کتابوں کو سامنے رکھکر پڑھ لیتے ہیں۔ جو لوگ ان دعاؤں کے معانی اور مطالب سمجھتے ہیں۔ وہ تو ان کی لذت میں کھوئے جاتے ہیں۔ جو مطالب نہیں سمجھتے وہ بھی ظاہری الفاظ سے اس مقدس فضا میں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مکہ معظمہ پہنچکر اپنا سامان معلم کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ جس نے مکان وغیرہ کا انتظام کر دیا ہوتا ہے۔ معلم کیا ہیں۔ ان کے کیا فرائض ہیں اور حاجیوں کو ان سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ایک الگ داستان ہے اس کا ذکر میں بعد میں کرونگا۔

مسجد الحرام

سامان وغیرہ جائے رہائش میں رکھکر حاجی لوگ مسجد الحرام کی طرف جاتے ہیں۔ اور زیارت کعبۃ اللہ سے مشرف ہونے کی غرض سے بڑی تعجیل سے کام لیتے ہیں۔ مسجد الحرام میں داخل ہوتے ہی قلب انسانی کسی دوسرے عالم میں چلا جاتا ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ سکینت و اطمینان کی جگہ۔ سب سے زیادہ امن و سلامتی کی جگہ۔ سب سے زیادہ فیض و برکت کی جگہ۔ سب سے زیادہ یمن و رحمت کی جگہ یہی مسجد الحرام ہے۔ اس کے اندر خدا کا پہلا گھر سیاہ غلاف میں ملبوس کھڑا ہے۔ یہاں بھی نوع انسانی قدیم الایام سے طواف کرتی چلی آتی ہے۔ اس مسجد کے اندر ایک نماز کا ثواب لاکھ نماز کے برابر ہے۔ کیونکہ یہاں قلب انسانی میں خضوع و خشوع اس قدر پیدا ہوتا ہے۔ کہ باقی جگہوں میں اس کا لاکھواں حصہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ یہاں ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگاریں ہیں۔ اسی کے اندر مقام ابراہیمؑ ہے جہاں کھڑے ہو کر اس مرد خدا نے اس جوش اور تڑپ سے دعا کی تھی کہ اس کے اثر سے عرش بریں ہل گیا تھا۔ کہا تھا کہ الٰہی! اس بے آب و گیاہ وادی کو ایسا محبوب مقام بنا دے کہ دنیا کے انسان یہاں کشاں کشاں چلے آئیں۔ یہاں پیدا کچھ نہیں ہوتا مگر یہاں کے اہل کو دنیا کے ثمرات عطا کر دنیا جنگ کے شعلوں سے جھلس رہی ہو مگر یہ جگہ امن و سلامتی کی جگہ ہو۔ بحر و بر میں اگر فساد کی چنگاریاں اٹھنے لگیں تو بھی یہ جگہ محفوظ و مامون ہو۔ دعا میں کیا تڑپ تھی اور کس قدر اس میں جوش اور خلوص تھا کہ صدیاں گزر گئیں مگر اس کی قبولیت کے نظارے ختم نہ ہوئے دنیا کے انسان اس جگہ کشاں کشاں آتے ہیں۔ دنیا کے ثمرات اور نعمائے ہر وقت موجود ہیں۔ امن و سلامتی موجود ہے۔ قلب انسانی یہاں طمانیت حاصل کرتا ہے۔ خدا کی عبادت برابر ۲۴ گھنٹے ہوتی رہتی ہے۔ دنیا میں مسجد الحرام ایک واحد جگہ ہے جہاں ہر آن خدائے واحد و قدوس کی حمد و تسبیح ہوتی رہتی ہے اور خدا کے گھر کا ہر وقت طواف رہتا ہے۔ سات میناروں پر جب موذن کھڑے ہو کر بلند آوازوں سے اذانیں دیتے ہیں۔ تو تمام مکہ معظمہ گونج اٹھتا ہے۔ گرد و نواح کے پہاڑ گونج اٹھتے ہیں جب خدا کی توحید اور محمد صلعم کی رسالت پر شہادت بلند آوازوں سے دیجاتی ہے تو ۱۴۰۰ برس قبل کا زمانہ یاد آ جاتا ہے۔ جب توحید الٰہی اور رسالت محمدی سے اہل مکہ کو انکار تھا۔ اور اس انکار پر اس قدر اصرار تھا کہ خدا کا نام بلند کرنے کی پاداش میں وہ لوگ محمد رسول اللہ صلعم کے درپے قتل ہو گئے۔ انہیں وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا اور ان کے پیروؤں کو وہ وہ دکھ دیئے کہ بیان میں نہیں آ سکتے۔ مگر آج تمام اہل مکہ معہ اپنے خود مختار بادشاہ کے محض محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر روٹی کھا رہے ہیں۔ اور اسی نام کے طفیل انہیں آرام و آسائش حاصل ہے۔ ان کی سر بفلک اور امیرانہ ٹھاٹھ والی عمارتیں ان کے شاہی محل اور موٹر کاریں سب اسی لئے ہیں اور محض اس لئے ہیں۔ کہ وہ محبوب الٰہی کی جائے پیدائش کے رہنے والے ہیں۔ اور اس ملک کے رہنے والے ہیں جس میں محبوب خدا نے زندگی بسر کی۔

سعی بین الصفا والمروہ

صحرائی ملک میں بعض اوقات ریت کے ذرے عجیب نظارہ پیش کرتے ہیں۔ مسافر اپنے گرد و پیش دیکھتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ حالانکہ یہ محض نظر کا فریب ہوتا ہے۔ اسی کو سراب کہتے ہیں۔ صفا اور مروہ دو پہاڑیاں تھیں ان کے درمیان میدان تھا حضرت بی بی ہاجرہؑ اور ان کے شیر خوار بچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس لق و دق صحرا میں خداوند تعالےٰ کے حکم کے ماتحت چھوڑ گئے۔ تو بچہ شدت پیاس سے بے تاب ہو گیا اور بلبلانے لگا۔ والدہ بچہ کی اس حالت کو دیکھ بیقرار ہوئیں۔ اور فوراً اضطراب میں پانی کی تلاش میں نکلیں۔ صفا کی جانب نگاہ کی تو پانی نظر آیا۔ وہ درحقیقت سراب تھا۔ ادھر بھاگیں نزدیک گئیں تو سوائے ریت کے کچھ نہ تھا۔ مڑ کر مروہ کی طرف دیکھا تو اب پانی کی جھلک ادھر نظر آنے لگی۔ نزدیک گئیں تو کچھ بھی نہ تھا۔ الغرض سات دفعہ حضرت ہاجرہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑیں۔ بچہ کے رونے کی آواز برابر آ رہی تھی دفعتہً آواز بند ہو گئی۔ سمجھیں کہ شاید بچہ ختم ہو چکا ہے نزدیک گئیں تو دیکھا کہ بچہ کے پاس پانی کا ایک چشمہ جاری ہے۔ اس وقت ان کی مسرت کا صرف وہی اندازہ کر سکتا ہے جسے اس قسم کے حالات کبھی پیش آئے ہوں۔ وہی چشمہ زمزم ہے پانی بہنے لگا۔ تو حضرت ہاجرہ نے فرمایا "زم زم" یعنے رک جاؤ۔ انہی الفاظ سے یہ چشمہ آج تک مشہور ہے حکم الٰہی کی اطاعت کرتے ہوئے حضرت ہاجرہ نے اس بیابان بے آب و گیاہ وادی میں اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ رہنا منظور کیا یہ وہ عظیم الشان اطاعت کا نمونہ ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ اطاعت درگاہ الٰہی میں اس قدر منظور ہوئی کہ آج تک دنیا کے مختلف ملکوں سے لوگ اس صحرا میں آ کر حضرت ہاجرہ کی عظیم الشان قربانی کی یادگار اس طرح مناتے ہیں کہ صفا و مروہ کے درمیان سات دفعہ چلتے اور دوڑتے ہیں۔ کروڑہا انسانوں نے جن میں پر سطوت سلاطین بھی شامل ہیں اور جلیل القدر انبیا اور اولیا بھی۔ حتیٰ کہ وہ بھی جن کے لئے زمین و آسمان پیدا ہوئے۔ اور جس نے بنی نوع انسان کو اخلاق کی۔ سیاست کی۔ تمدن کی۔ معاشرت کی۔ غرضیکہ ہر قسم کی تعلیم اپنے کامل و مکمل رنگ میں ہمیشہ کے لئے دیدی۔ اس نیک یادگار میں سعی کی۔ پس جو خدا کا ہو جاتا ہے۔ خدا اس کا ہو جاتا ہے حضرت ہاجرہ کا یہ احترام قیامت تک کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اس جگہ آ کر انسان کو حضرت ہاجرہؑ کا توکل اور حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت کیسی یاد آتی ہے۔ اور ان کی یادگاروں کو دیکھ یہ بھی سبق ملتا ہے کہ خداوند تعالےٰ کسی کی قربانی ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ بہت بڑھ چڑھ کر بدلہ دیتا ہے۔

منیٰ

۸ ذی الحجہ کو تمام حجاج مکہ معظمہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ منیٰ مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

اس مقام کے دونوں طرف پہاڑ ہیں۔ اور پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع میدان ہے۔ یہاں شب کا قیام ہوتا ہے۔ تمام حجاج احرام باندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ بعض تو جہاز ہی میں جو احرام باندھا تھا اسی کو قائم رکھتے ہیں۔ اور اس تمام عرصہ میں حجامت وغیرہ سے باز رہتے ہیں۔ اور بعض مکہ شریف پہنچ کر طواف بیت اللہ اور سعی بین الصفا والمروہ سے فارغ ہو کر احرام کھول دیتے ہیں۔ پہلی حالت کو قِران اور دوسری کو تمتع کہتے ہیں۔ متمتعین کو حج کے لئے از سر نو احرام باندھنا ہوتا ہے۔ الغرض منیٰ کے میدان میں برہنہ سر انسانوں کی ایک دنیا آباد ہوتی ہے۔ مکہ کی تمام تجارت منیٰ میں منتقل ہو جاتی ہے اور باقاعدہ بازار لگ جاتے ہیں۔ رات کو گیسوں کی روشنی میلوں تک چلی جاتی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کوئی عظیم الشان اور وسیع شہر آباد ہے۔ یہ لوگ یہاں کسی میلہ پر جمع نہیں ہوئے۔ یہاں لہو و لعب کے سامان نہیں ہیں کوئی تھیئٹر نہیں، کوئی سینما نہیں۔ کوئی کانفرنس نہیں بلکہ انسانوں کی ایک خاموش دنیا عجز و انکسار میں غرق اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہے۔ اس مقام پر پانچ نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ یعنے ظہر، عصر، مغرب، عشاء، اور فجر۔

عرفات

رات بھر منیٰ میں قیام کر کے قافلے صبح وہاں سے کوچ کرتے ہیں اور عرفات کی طرف چلتے ہیں جو وہاں سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک میدان ہے۔ دوپہر کے قریب وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ حجاج کے پہنچنے سے پیشتر وہاں خیمے نصب ہو جاتے ہیں۔ اور اس میدان میں جا کر دیکھو تو خیمے ہی خیمے نظر آتے ہیں لاریوں۔ موٹروں اور اونٹوں پر بے شمار انسان لبیک لبیک پکارتے ہوئے میدان کی طرف بڑھے چلے جاتے ہیں تمام میدان میں کوئی درخت نہیں۔ خدا کا سورج تمازت سے زمین کو گرما دیتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے جبروت و سطوت سے دلوں پر ہیبت چھا جاتی ہے۔ اس میدان کے پاس ہی ایک پرانی مسجد ہے۔ جسے مسجد نمرہ کہتے ہیں اس مسجد میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں غالباً اجتماع کثیر کی سہولت کے لئے یہ رعایت کی گئی ہے۔ نمازوں سے فارغ ہو کر جو مسجد میں باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔ لوگ عرفات کے میدان میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور جن کے خیمے ہیں وہ خیموں میں آ جاتے ہیں۔ بعض لوگ چھتریوں سے سایہ کرتے ہیں اور بعض کپڑے کی چادروں سے سایہ کر لیتے ہیں مگر کیا یہ تھکی ماندی مخلوق یہاں آرام کے لئے آتی ہے۔ کیا خیموں کے نیچے لوگ میٹھی نیند سوتے ہیں یا خوش گپیوں میں وقت گزارتے ہیں؟ نہیں بلکہ ہر خیمہ کے اندر ذکر الٰہی ہو رہا ہے۔ دعائیں کی جا رہی ہیں۔ قبلہ رو ہو کر لوگ کھڑے ہیں۔ لاکھوں زبانیں استغفار اور توبہ کر رہی ہیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اور خدا کی مخلوق خدا کی گود میں . . . . بے بس ہو کر آ گری ہے تمام جھگڑوں سے کنارہ کش ہو کر خدا کی چوکھٹ پر آ جھکی ہے خدا کی جبروت و عظمت کے سامنے روح انسانی تذلیل و انکسار میں افتادہ ہے۔ مغرب تک یہی سماں رہتا ہے۔ ہر خیمہ سے رونے اور چیخنے کی آوازیں برابر مغرب تک آتی رہتی ہیں۔ خدا کا آسمان اور خدا کے پہاڑ انسانوں کے استغفار پر گواہ بنتے ہیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ رحمت خداوندی حرکت میں ہے روحوں کو تسکین ملتی ہے۔ گناہ بخشے جاتے ہیں قلب خوف الٰہی سے بھر جاتا ہے۔ ایمان تازہ ہو جاتے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ایک حقیقت بن کر سامنے آ جاتی ہے۔ ادھر سورج غروب ہوتا ہے۔ ادھر انسانوں کی دنیا خیمے اکھیڑ کر واپس کوچ کرتی ہے۔ مغرب کی نماز یہاں ادا نہیں کی جاتی۔ واپسی کے وقت مزدلفہ میں شب بھر کے لئے قیام ہوتا ہے یہاں مسجد مشعر الحرام ہے یہ مقام منیٰ اور عرفات کے درمیان ہے۔ یہاں آ کر مغرب و عشاء جمع کر لی جاتی ہیں اور تمام رات ذکر الٰہی ہوتا رہتا ہے۔ مسجد مشعر الحرام میں تہجد کی اذان ہوتی ہے۔ اور دلوں پر عجب کیفیت پیدا کرتی ہے لوگ مسجد میں جا کر تہجد پڑھتے ہیں۔ بعض اپنے اپنے ڈیروں پر ہی پڑھ لیتے ہیں۔ پھر صبح کی اذان ہوتی ہے۔ اور نماز باجماعت کے بعد اس مقام سے واپس منیٰ کو کوچ ہوتا ہے۔ منیٰ پہنچ کر قربانیاں کی جاتی ہیں۔ بعض اسی دن واپس مکہ معظمہ آ کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اور سعی بین الصفا والمروہ کر جاتے ہیں اور شام کو واپس منیٰ میں پہنچ جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔ بعض لوگ منیٰ میں تین دن کے قیام کے بعد مکہ شریف آتے ہیں اور طواف اور سعی کرتے ہیں۔ طواف اور سعی کے بعد سر کے بال منڈا دیئے جاتے ہیں۔ اور احرام کھول دیا جاتا ہے۔ ہم لوگ تو خدا کے فضل سے اسی دن مکہ شریف پہنچے۔ طواف اور سعی کر کے شام کو واپس منیٰ میں پہنچ گئے اور تین دن وہاں قیام کیا۔ منیٰ ہی وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند دلبند کو فرمایا تھا یا بنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا تریٰ یعنی اے فرزند میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اس لق و دق صحرا نے باپ بیٹے کی اس گفتگو کو کس شوق سے سنا ہوگا۔ عرب کے گرد و نواح کی شاداب دنیا اپنے عیش و آرام میں مصروف ہوگی۔ مگر اس ریتیلے بے سایہ میدان میں خدا کے دو بندے اپنے ایثار و قربانی سے تاریخ انسانی کی سیاہ کاریوں کے دفتر میں ایک روشن صفحہ جلی حروف سے تیار کر رہے ہوں گے۔ فرشتے اس منظر کو دیکھ کر لرزہ براندام ہو رہے ہوں گے۔ قدوسیوں میں سناٹا چھا گیا ہوگا۔ سورج زرد ہو کر سراسیمہ ہو رہا ہوگا۔ حضرت اسمٰعیل نے جب اپنے باپ کو یہ جواب دیا ہوگا۔ یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین (ترجمہ) اے باپ کر ڈال جو تجھے حکم دیا گیا ہے۔ تو مجھے انشاء اللہ تعالےٰ صابرین میں سے پائے گا۔ تو ریت کے ذرے جنبش میں آ گئے ہونگے۔ پہاڑوں میں سنسنی پیدا ہو گئی ہوگی۔ فلما اسلما وتلہ للجبین کا جب نظارہ اس میدان میں پیدا کر دیا گیا ہوگا تو عرش بریں بھی لرز گیا ہوگا۔ فرشتے سجدے میں گر پڑے ہوں گے خود حضرت احدیت مآب اپنی اطاعت کیش مخلوق کی اس دل لبھا دینے والی ادا سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے ہوں گے جبھی تو یہ ندا دی ونادینٰہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین۔ اے ابراہیمؑ تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم اسی طرح نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ کروڑہا انسان ابراہیمؑ کی یہ یادگار ہر سال مناتے ہیں اور اس یادگار میں ہر سال اسی مقام پر آ کر قربانیاں کی جاتی ہیں اس مقام مقدس کو دیکھ کر قربانی کا جذبہ زندہ ہوتا ہے۔ اور انسانی روح اس قابل ہو جاتی ہے کہ شیطان پر غلبہ حاصل کر لے۔ اسی لئے یہاں ظاہری طور پر بھی شیطان کے کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ اور روح انسانی نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی شکل میں جو عظیم الشان غلبہ شیطان پر حاصل کیا تھا اس کی یادگار یہاں تین دن تک منائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دعائیں کی جاتی ہیں۔ اور شیطانی وساوس کی فوج کو شکست دی جاتی ہے۔ اس جنگ میں دعا کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے جس کے سامنے شیطان عاجز آ جاتا ہے۔ اپنے شیطانوں کو حاجی لوگ مغلوب کر کے پاک و صاف ہو کر ایثار و قربانی کے جذبات کو زندہ کرتے ہوئے واپس مکہ شریف چلے جاتے ہیں یہاں آ کر جنہوں نے طواف اور سعی نہیں کی وہ ان مناسک کو ادا کرتے ہیں۔ اور احرام کھول دیا جاتا ہے۔ اور حج ختم ہو جاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی پاک اور مصفا نہر میں روح انسانی اپنی غلاظتوں کو دھو کر اور پاک صاف ہو کر باہر نکلی ہے دلوں میں اب طہارت اور پاکیزگی ہے۔ بنی نوع انسان کی خدمت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ اخلاق فاضلہ ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

میدان عرفات میں چند سبق

میدان عرفات میں پہنچ کر بنی نوع انسان کے اس عظیم الشان اجتماع کو دیکھ کر اسلام کی عالمگیر تعلیم کے اثر کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس اجتماع میں عربوں سے زیادہ غیر عرب لوگ ہوتے ہیں۔ اسلام گو عرب میں پیدا ہوا مگر اس کی عالمگیریت نے ایران کو، شام کو، عراق کو، روم کو، ترکستان کو، چین کو جاوا کو، ملایا کو، ہندوستان کو، براعظم افریقہ کو اور ایک حصہ یورپ کو مغلوب کر لیا۔ اور ان ممالک میں ہزارہا مذاہب موجود تھے۔ جن کو اسلام نے اپنی روحانی تعلیم سے مغلوب کیا۔ اگر ایک طرف ایران کے آتشکدہ کو بجھایا۔ تو دوسری طرف ہندوستان کے بتکدوں کو مسمار کیا۔ اگر چین کے ظلمتکدہ کو روشن کیا تو شام و روم سے عیسٰے پرستی کا استیصال کیا۔ الغرض اسلام کی عالمگیر تعلیم کا زندہ پیکر وہ مقدس مجمع ہوتا ہے۔ جو میدان عرفات میں جمع ہوتا ہے۔

اشاعت اسلام

اس مجمع کو دیکھ کر ایک اور عظیم الشان واقعہ کی طرف انسانی توجہ مبذول ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ اسلام کی اس عالمگیر تعلیم کی دنیا میں اشاعت کس طرح ہوئی۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ آغاز اسلام سے تین صدیاں بعد تک اسلام کی رفتار برابر ترقی کرتی رہی اور دنیا میں یہ تحریک بڑی سرعت سے پھیلی مگر جب مطلق العنان حکمران عالم اسلامی پر مسلط ہونے شروع ہوئے تو اسلام کے گھر میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ دلوں سے وہ ولولے اور شوق محو ہو گئے۔ اور ہر طرف لفظی بحثیں شروع ہو گئیں۔ نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے۔ اور باہمی تکفیر بازی کی وبا پھیلنے لگی۔ اگر ہم غور کریں کہ اسلام نے کس طرح آتش پرستوں سے آتش پرستی مشرکوں سے شرک۔ نصاریٰ سے ابنیت مسیح کا عقیدہ۔ یہود سے نحن ابناء اللہ واحباءہ کی تعلی۔ ہندیوں سے بت پرستی چینیوں سے فسق و فجور۔ جزائر ملایا و جاوا سے جہالت اور بے راہ روی دور کی۔ تو صاف معلوم ہوگا کہ مسلمانوں نے حق و صداقت کے پھیلانے اور اپنے دین کی اشاعت میں بے نظیر

(باقی بر صفحہ ۱۲)

موجود نہیں ۔ لیکن میں حیران ہوں کہ جن روایتوں پر پادری صاحب "ریشہ انگلنی" کر رہے ہیں وہ سب کی سب کیا بتلاتی ہیں کیا ان میں سے ایک بھی روایت ایسی ہے جس کا مقصد یہ ہو کہ تقوے کا نتیجہ جہنم کی سزا ہے ۔ یا متقی جہنم میں جلیں گے ۔ بلکہ سب کی سب اس بات پر متفق ہیں کہ اگر نیک لوگ جہنم پر وارد ہونگے تو جہنم ان کے اثر سے سرد اور سلامتی والی ہو جائے گی میں کہتا ہوں کیا ہی مبارک وہ انسان ہے جس کے قدم سے جہنم کی آگ سرد ہو جائے یہ تو شان ابراہیمی ؑ ہے کہ آگ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے کاش کہ مجھے یہ سعادت نصیب ہو کہ اگر جہنم میں میرا گزر ہو تو جہنم کی آگ سرد پڑتی چلی جائے ۔

ایک مومن کی عظمت اور خداوند یسوع

یہ سعادت وہ ہے جو خداوند یسوع کو بھی نصیب نہ ہوئی ۔ کیونکہ وہ برابر تین دن تک جہنم کی آگ میں جلتے اور جھلستے رہے اور ان کے قدم سے جہنم کی آگ سرد نہ ہوئی ۔ اسلام نے تو ایک مومن متقی کی بڑی شان رکھی ہے کہ وہ جہنم پر سے گزرتا ہے تو جہنم کو سرد اور اس کی آگ کو گلزار پاتا ہے ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کسی پادری کو ان روایتوں سے کیا نفع پہنچا ۔ سوائے اس کے کہ ایک مومن کی عظمت اور شان کا پتہ لگ گیا ۔ کہ مومن اپنے اندر وہ جنتی اثر رکھتا ہے ۔ کہ جہنم میں سے گزر جائے تو اسے جنت بنا دیتا ہے ۔

مومن تقوے سے اپنے جہنم کو سرد کرتا ہے

ہر ایک عقلمند جو جہنم کے اسلامی فلسفہ سے واقف ہے وہ اسے آسانی سے سمجھ سکتا ہے ۔ کہ جب ہر ایک آدمی اپنی خواہشات اور جذبات کی آگ کو بھڑکا کر اپنے اعمال بد سے اپنا جہنم آپ بناتا ہے ۔ تو ظاہر ہے کہ جس آدمی نے اپنے جذبات اور خواہشات کی آگ کو جناب الٰہی کی کامل فرمانبرداری کے ماتحت لا کر اپنے جہنم کو سرد کر لیا ۔ اور اپنے ایمان اور اعمال صالحہ سے اپنا جنت آپ بنا لیا ۔ اسے قیامت میں جہنم سرد نظر نہ آئے گا تو اور کیا نظر آئے گا ۔ وہی خواہشات و جذبات کی آگ اگر غلط طور پر بھڑکتی تو جہنم بنتا ۔ اب خدا کے احکام کے ماتحت کام میں آنے سے جہنم سرد ہو گئی ۔ اور ایمان و اعمال صالحہ کے ذریعہ ایک جنت رونما ہو گئی ان حالات میں آخرت میں متقی کو جہنم سرد نظر نہ آئے تو اور کیا آئے ۔ اور جنت اس کا مسکن نہ ہو تو اور کیا ہو ۔ ان روایتوں کا مطلب اگر کوئی ہو سکتا ہے تو یہی ہو سکتا ہے کہ ایک جنتی انسان بھی جذبات اور خواہشات اسی طرح رکھتا تھا جیسا کہ ایک جہنمی انسان رکھتا تھا ۔ دونوں وہ تمام اسباب اپنے اندر جمع رکھتے تھے جن کے غلط استعمال سے جہنم بنتا ہے اور صحیح استعمال سے جنت بنتی ہے ۔ مگر ایک متقی انسان ان اسباب کے صحیح استعمال سے اپنے جہنم کو جنت سے تبدیل کر لیتا ہے ۔ جذبات و خواہشات کے ابتلاؤں میں سے وہ بھی گزرا مگر ان کے صحیح استعمال سے وہی اسباب جو جہنم کی آگ کو سلگاتے سرد پڑ گئے ۔ اور اسی لئے قیامت میں اسے جہنم سرد نظر آئے گی ۔ ظاہر ہے کہ یہ اس کی اپنی جہنم ہے جو سرد ہو گئی ۔ ورنہ اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ سارے کافروں کی جہنم سرد ہو کر کفار کے عذاب کا خاتمہ ہو جائے گا ۔ نہیں ۔ ہر ایک شخص کو جو جہنم نظر آئے گی جس میں وہ وارد ہو گا وہ وہی جہنم ہے جو اس کے اپنے ہاتھوں بھڑکائی گئی ہے ۔ یا سرد ہو چکی ہے ۔ خوش قسمت ہے وہ جس کی جہنم اس کے اپنے ہاتھوں سے سرد ہو چکی اور وہ جنت کا وارث ٹھہر گیا ۔

ورود کے معنے پہنچنے کے ہیں نہ کہ داخل ہونے کے

ان روایات میں جو فلسفہ نظر آتا ہے وہ بجائے خود نہایت لطیف ہے جن لوگوں نے ان روایات کی بنا پر یہ تسلیم کیا ہے کہ سب لوگ جہنم پر سے گزرینگے ۔ اور اس لئے وہ ان **منکم الا واردھا** میں مخاطب سب انسانوں کو لیتے ہیں ۔ وہ بھی **ورود** کے معنے کسی چیز کے اوپر اترنے کے لیتے ہیں ۔ نہ کہ اس میں داخل ہونے کے جیسا کہ لغت میں کسی پانی کے گھاٹ پر پہنچنے کو **ورود** کہتے ہیں ۔ نہ کہ اس میں داخل ہونے کو ۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی آتا ہے **ولما ورد ماء مدین** جب وہ مدین کے پانی پر پہنچا ۔ ان کے نزدیک اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ ہر ایک انسان جہنم پر سے گزرتا ہے ۔ لیکن چونکہ ہر ایک شخص کی جہنم اپنی ہی بنائی ہوئی ہوتی ہے ۔ اور جو شخص بھی جہنم میں جائے گا ۔ وہ اپنے ہی ہاتھ کے بنائے ہوئے جہنم میں جائے گا ۔ وہ ہرگز کسی دوسرے شخص کے بنائے ہوئے جہنم میں نہیں جا سکتا ۔ پس متقیوں کا جب جہنم پر گزر ہو گا تو انکا جہنم پر سے گزر ہو گا جسے وہ اپنے تقوٰی کے پانی سے سرد کر چکے ہیں لہذا وہ اسے سرد پائیں گے ۔ اور عذاب جہنم سے محفوظ رہیں گے ۔ اور کفار کا جب اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے جہنم پر گزر ہو گا تو وہ ان کے اعمال بد کی وجہ سے بھڑکتی ہوئی آگ ہو گی جس میں وہ رہ جائیں گے ۔

مومن کی نجات

پس جہنم پر سے تو سب گزرے مگر ہر ایک اپنے جہنم پر سے گزرا ۔ متقی لوگ اپنی سرد اور جنت سے مبدل شدہ جہنم پر وارد ہوئے اور ہر ایک دکھ اور عذاب سے محفوظ گزر گئے ۔ اور یہی معنے **نجات** کے ہیں ۔ پس وہ نجات پا گئے ۔ کیونکہ دنیا میں اپنے تقوٰی سے اپنی جذبات و خواہشات کی آگ کو سرد کر چکے تھے ۔ اور کفار اپنے اعمال بد کی وجہ سے بھڑکتی ہوئی جہنم پر وارد ہوئے اور اسی میں رہ گئے ۔ یہی وہ معنے کرتے ہیں **ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیھا جثیا** کے ۔ کہ جہنم پر وارد تم سب ہو گئے ۔ مگر ہم متقیوں کو نجات دیتے ہیں اور ظالموں کو جہنم میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیتے ہیں ۔ متقیوں کی نجات تو اس طرح ہوئی کہ ان کا جہنم بوجہ ان کے تقوٰی کے سرد ہو چکا تھا ۔ اس لئے انہوں نے اسے سرد پایا ۔ اور وہ خیریت سے گزر گئے اور نجات پا گئے ۔ اور ظالموں کا جہنم بجائے سرد ہونے کے شعلوں کی بھڑکتی ہوئی آگ تھی ۔ اس لئے سزا بھگتنے کو وہ اس میں رکھے گئے ۔

ورود کے معنے قرائن کے مطابق کرو

مگر سائل صاحب کو یہ وسوسہ تنگ کر رہا ہے کہ چونکہ بعض دفعہ **ورود** کے معنے اندر داخل ہونے کے بھی آتے ہیں اس لئے ہم پادری صاحب کی کیوں نہ لیں ؟ اور **ورود** کے معنے داخل ہونے کے کیوں نہ لیں ؟ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ **علم معانی** کی رو سے یہ اصول غلط ہے ۔ جب ایک لفظ کئی معنوں میں مستعمل ہوتا ہے تو ہمیشہ اس کے معنے کرنے میں سیاق و سباق اور قرائن کو ملحوظ رکھا جاتا ہے ۔ اور قرینہ یہی ہے ۔ جیسا کہ تمام روایتیں اسی کی مؤید ہیں کہ جہنم پر ہر ایک انسان کا ورود جو ہو گا اس میں داخلہ شرط نہیں ۔

سرد شدہ جہنم میں داخلہ موجب راحت ہے

لیکن چلو میں مان لیتا ہوں کہ داخلہ ضرور ہو گا تو ایک سرد اور سلامتی والی جہنم میں جو جنت بن چکی ہے داخلہ خوشی اور راحت کا موجب ہو گا نہ کہ کسی دکھ اور عذاب کا ۔ مجھے اگر یہ دکھایا جائے کہ تیری جہنم سرد اور سلامتی والی اور گلزار بن چکی ہے تو میرے لئے تو وہ گھڑی بے انتہا خوشی اور مسرت کی ہو گی ۔ مقام غور ہے کہ ایک انسان کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کا مقام اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کی جہنم مبدل بہ جنت ہو جائے ۔

دو الگ الگ جہنم

پس ان سب روایتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ متقی جب جنت میں جائیگا تو راستہ میں جہنم پر سے گزرے گا ۔ اور اسے سرد اور گلزار پائے گا اور خوشی سے پھولا نہ سمائیگا ۔ اور نجات کا وارث ٹھہریگا ۔ اور ایک کافر بدعمل جب اپنے جہنم پر وارد ہو تو اپنے جہنم کو بھڑکتا ہوا پائے گا اور اس میں سزا بھگتنے کو چھوڑ دیا جائے گا ۔ یہ دونوں جہنم الگ الگ ہیں ۔ (۱) ایک **متقی کی سرد شدہ مبدل بہ جنت** جہنم ہے (۲) اور دوسری **کافر کی آگ سے بھڑکتی** ہوئی جہنم ہے ۔ کافر کی آگ سے بھڑکتی ہوئی جہنم سے تو ایک متقی کو اس قدر دوری ہوگی کہ وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنے گا جیسا کہ قرآن میں ہے کہ **اولٰئک عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا** کہ متقی اس جہنم سے دور رکھے جائیں گے یہاں تک کہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے ۔ پس کافر کی جہنم سے جو مقام سزا ہے متقی کا کیا واسطہ ہو سکتا ہے ؟

خلاصہ مطلب

خلاصہ یہ ہے کہ ان **منکم الا واردھا** میں مخاطب دراصل کفار و شیاطین ہیں جن کا وہاں ذکر ہے ۔ دیگر آیات قرآنی سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور حضرت ابن عباس جیسے جید صحابی بھی جو اپنے علم قرآن کے لئے مشہور ہیں یہی مذہب رکھتے ہیں ۔ لیکن اگر ان روایات کو بھی مان لیا جائے جنھیں پادریوں نے پیش کیا ہے ۔ اور ان **منکم الا واردھا** سے مراد ہر ایک انسان بھی لے لیا جائے تب بھی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ متقی اپنی سرد اور مبدل بہ جنت ، جہنم پر سے گزریگا اور کافر اپنی بھڑکتی آگ والے جہنم میں گرے گا ۔ متقی کا کافر کی جہنم سے کوئی واسطہ نہیں ۔ ایک کافر اپنے ہاتھوں سے اپنی جہنم بھڑکاتا اور اس میں گرتا ہے ۔ اور متقی اپنے ہاتھوں سے اپنی جہنم کو سرد کر لیتا اور جنت بنا لیتا ہے ۔ دونوں کی راہیں مختلف ہیں ۔ منزل مقصود مختلف ہے ۔ تو قیامت میں ایک جگہ ہرگز جمع نہیں ہو سکتے ۔

عیسائیوں کے نزدیک ہر انسان جہنم کا وارث ہے !

دراصل عیسائیوں کی باطل پرستی اور جنت و جہنم کے اسلامی فلسفہ سے ناواقفی کا نتیجہ ہے جو وہ ایسی فاش غلطی کھاتے ہیں اور مفت میں اپنی جہالت کا مظاہرہ کر ڈالتے ہیں ۔ چونکہ ان کے اپنے مذہب کے رو سے ہر ایک انسان گناہ کو ورثہ میں پاتا ہے اور اس لئے جہنم میں داخل ہونا اس کے لئے لازمی ہے ۔ اس لئے اس کبڑی عورت کی طرح جو تمام دنیا کی عورتوں کو کبڑا دیکھنا ہی پسند کرتی تھی ۔ یہ بیچارے رات دن اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ دوسرے مذاہب میں بھی انہی کی طرح کا کبڑا پن نکل آوے ۔ بالخصوص اسلام پر بہت نظر عنایت ہے ۔ کیونکہ اسے یہ اپنے مقابل کا حریف سمجھتے ہیں جہنم میں ہر ایک انسان کے جلنے کا عقیدہ تو خود ان کا اپنا ہے کیونکہ یہ انسان کو فطرتاً گنہگار اور اس لئے سب کو جہنم کا سزاوار سمجھتے ہیں ۔ ان کے عقیدہ کے مطابق خدا باپ ہر ایک انسان کو فطرتاً گنہگار پیدا کر کے جہنم میں جلنے کے لئے ہی پیدا کرتا ہے ۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور ۔ یہ پادریوں کے محض منہ سے کہنے کے وعظ ہیں کہ "خدا محبت ہے" "خدا محبت ہے" کیا محبت کا یہی تقاضہ ہوا کرتا ہے کہ انسان کو فطرتاً گنہگار پیدا کیا جائے "تاکہ وہ گناہوں سے بچ نہ سکے اور جہنم کا ایندھن بنے ۔

(باقی برصفحہ آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۱۱)

"خدا باپ" کا انوکھا انصاف

اس باطل عقیدہ کی اصلاح کی یوں کوشش کی گئی کہ انسان کی بے زبونی اور مجبوری کی حالت دیکھ کر خدا بیٹے کو رحم آگیا اس نے اس میں کسی قسم کی مداخلت تو نہ کی کیونکہ خدا باپ کے انوکھے انصاف میں فرق آتا تھا۔ "انوکھا انصاف" میں نے اس لئے کہا کہ جو چیز انسانی فطرت میں داخل ہو اس پر سزا دینا اگر انصاف ہے تو فرمائیے ظلم کس کا نام رکھا جائے؟ کیا انسان کے دیکھنے بولنے سننے پر سزا دینے والا صاحب انصاف کہلائے گا؟ پس اگر گناہ انسانی فطرت میں داخل ہے تو اس پر سزا دینا اگر انصاف کہلائے گا تو کیا یہ انوکھا انصاف نہ ہوگا؟ الغرض خدا بیٹے کو رحم آگیا۔ اس نے نوع انسان کی اس مصیبت کو ٹالنے کے لئے اپنے آپ کو سزا بھگتنے کے لئے پیش کر دیا۔ خدا باپ بھی راضی ہو گیا۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ پہلا فطرتی تقاضوں پر سزا دینے کا انصاف کیا کم عجیب تھا جواب یہ دوسرے عجیب و غریب انصاف کا مظاہرہ شروع کیا گیا کہ ایک بے گناہ کو گناہگاروں کے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے تجویز کیا گیا۔ خیر ایک بے گناہ کو گناہگاروں کے بدلے سزا دیدی گئی۔ اور پھر بھی خدا باپ کا عجیب و غریب انصاف بالکل صحیح سلامت قایم رہا۔ لیکن اتنا ہی نہیں اس کے ساتھ ہی انصاف کا ایک تیسرا مظاہرہ اور ظہور پذیر ہوا اور وہ یہ تھا کہ انسان کو تو اس کے گناہوں کے بدلہ میں ابدالآباد کا جہنم ملنا تھا۔ مگر انہی گناہوں کے بدلہ میں جب خدا بیٹا سزا بھگتنے کھڑا ہوا تو صرف تین دن کا جہنم کافی سمجھا گیا۔ گناہ ایک ہی! مگر انسان اس کی سزا بھگتے تو ابدالآباد کا جہنم پاوے۔ اور خدا بیٹا سزا بھگتے تو صرف تین دن کا جہنم پاوے۔ کیا اس عجیب و غریب انصاف کا یہ تیسرا انوکھا مظاہرہ نہیں؟ جو انسانی سمجھ سے باہر ہے!

"خدا محبت" جہنم میں جلائے بغیر راضی ہی نہیں ہو سکتا

مقام غور ہے کہ اس عجیب و غریب عقیدہ کفارہ کی جس کی لغویت سے انسانی عقل کو شرم آجاتی ہے ضرورت کیوں پیش آئی محض اس لئے کہ عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ خدا نے اس کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ وہ گناہ کرے۔ اور جہنم میں جلے۔ کفارہ کے ذریعہ یہ کوشش کی گئی کہ انسان کے بدلہ میں اس کا ایک۔ نمائندہ خدا کا بیٹا جہنم میں جلے۔ گویا خدا باپ بغیر جہنم میں کسی کو جلانے کے راضی ہی نہیں ہو سکتا فرمائیے خدا کی محبت کا یہ کیسا عجیب مظاہرہ ہے؟ پس جس قوم کا یہ مذہب ہو اس کا اسلام کے منہ آنا اور اعتراض کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ اپنے باطل عقیدہ کو مسلمانوں کے ذمہ تھوپنا کہاں کا انصاف اور حق پرستی ہے۔ اسلام کے رو سے ہر ایک انسان فطرتاً معصوم پیدا ہوتا ہے۔ وہ خدا کے رحم سے مستفیض ہونے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اس کے قویٰ اور جذبات ترقی و کمال کے لئے پیدا کئے گئے ہیں جن سے وہ اپنے لئے ایک جنتی زندگی بناتا ہے۔ ہاں ان کے غلط استعمال سے وہ اپنے لئے جہنم بھی بنا لیتا ہے مگر خدا کی ذات اس سے پاک ہے کہ وہ انسان کی فطرت ایسی بنا دے کہ گناہ کے سوا اس کو چارہ نہ ہو۔ اور جہنم میں داخلہ کے سوا اس کے واسطے کوئی راہ نہ ہو۔ خدا کے بیٹے کا وجود اور اس کا انسان کے گناہوں کے بدلہ میں لعنتی ہو کر جہنم میں جلنا محض ایک خوش عقیدگی ہے جس کی لغویت کی وجہ سے کوئی عقلمند اسے نہیں مان سکتا۔ یہ کس قدر لچر بات ہو کہ خدا کا انصاف ایسا بر خود غلط مانا جائے کہ وہ انسان کو اس کے فطرتی تقاضوں پر سزا دیتا ہے۔ اور اس کی اصلاح کرنے لگتا ہے تو ایک بے گناہ کو گناہگاروں کے بدلہ پکڑ کر سزا دیتا ہے۔ پھر ایک ہی گناہ کی سزا انسان کو دے تو ابدالآباد کا جہنم دے اور اپنے بیٹے کو سزا دے تو صرف تین دن کا جہنم کافی سمجھ لے۔ اور خدا کیا اور اس کا بیٹا کیا۔ اولاد تو بقائے نوع کے لئے ہوتی ہے۔ کیا خدا باپ پر فنا آنے والی ہے جو بیٹے کی ضرورت پڑ گئی۔

سبحان اللہ عما یصفون ○

(بقیہ صفحہ ۱)

قربانیاں کیں اور بے نظیر کامیابیاں حاصل کیں۔ اس زمانہ میں ہر مسلمان مبلغ ہوتا تھا۔ اور تمکنت دین کے لئے اس کی زندگی وقف تھی۔ مگر اب حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو عیسائیوں سے بھی محبت ہے یہودیوں سے بھی دوستی ہے۔ مشرک اور آتش پرست کو ان کی آغوش عاطفت میں پناہ ہے۔ مگر ان کے دلی عناد و حسد اور غیظ و غضب کی چنگاریاں صرف ایک جماعت کے لئے بلند ہو رہی ہیں۔ جو حفاظت دین اور اشاعت اسلام کے لئے خدا کے حکم سے کھڑی کر دی گئی ہے۔ خود اشاعت اسلام کے ذریعہ سے غافل ہیں۔ جنھیں ادھر توجہ ہے۔ انہیں اسلام کا دشمن سمجھتے ہیں۔ ایسی ذہنیت کے لوگ اگر دنیا میں ذلیل و خوار ہوں تو مقام تعجب نہیں۔

مجدد زمان کا روحانی تصرف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی تصرف کا ایک نظارہ تو خانہ کعبہ میں بھی نظر آتا تھا۔ خانہ کعبہ میں دعائیں کثرت سے کی جاتی ہیں۔ کوئی اولاد کے لئے تڑپ تڑپ کر دعا کر رہا ہے۔ کوئی دولت و ثروت کے لئے دعا کر رہا ہے۔ کوئی جنت اور اس کی نعما کے لئے رو رہا ہے۔ کوئی کسی بیماری سے نجات حاصل کرنے کے لئے دست بدعا ہے۔ کسی کو حاسدان بد باطن سے تکلیف ہے تو درگاہ الٰہی میں فریادی ہو رہا ہے کوئی گناہوں سے توبہ کر کے اپنی حالت کے بدلنے کی فکر کر رہا ہے۔ الغرض لوگ یہاں اور یہاں کے بعد کی دنیا میں اطمینان اور تسکین کی زندگی بسر کرنے کے لئے دعائیں کرتے سنائی دیتے تھے مگر اس سارے مجمع میں غالباً صرف ایک ہی انسان تھا جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کے صدقہ میں یہ توفیق ملی کہ اس کی آنکھیں اسلام کی حالت زار پر پہروں آنسو بہاتی رہیں۔ جس کی زبان سے دین الٰہی کی نصرت و غلبہ کی دعائیں بے ساختہ نکلتی رہیں۔ جو درگاہ الٰہی میں نہایت خلوص و تڑپ سے عرض کرتا رہا۔ کہ الٰہی! احسان فراموش دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو بھول گئی۔ گناہوں میں آلودہ انسان اپنے محسن حقیقی کی کرمفرمائیوں کو فراموش کر گئے۔ بلکہ الٹا حضورؐ کی طرف نہایت قبیح اور ذلیل باتیں منسوب کرنے لگ گئے۔ یا الٰہی ایسا کر کہ حضورؐ کی صحیح تصویر ہر انسان کے سامنے آجائے دنیا کی قومیں حضورؐ کی غلامی میں پھر آجائیں۔ یورپ کے ممالک میں قرآن کی حکومت ہو۔ انسانوں کی مضطرب اور بے راہ رو دنیا امن و سلامتی کی دولت سے مالا مال ہو۔ اے رب العٰلمین

یہ وہ عظیم الشان کام ہے جسکو خود حضورؐ نے کیا۔ آپؐ سے جنھوں نے فیض حاصل کیا انہوں نے کیا۔ مگر آج اس کام سے آپؐ کی امت خود بیزار ہے۔ اور چند نفوس اس کام کو کر رہے ہیں ان کے درپے آزار ہے۔ یا الٰہی کام کرنے والوں کو صبر و استقلال بخش۔ اور مخالفین کو رشد و ہدایت دے۔ اس آباد دنیا میں تیرا دین بے یار و مددگار ہے اس کی مدد فرما۔ تیرا نبیؐ ہاں تیرا دلارا نبیؐ آج ظالموں کی جفاکاریوں کا آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ دنیا کا کوئی الزام نہیں جو شیطانوں نے حضورؐ کی طرف منسوب نہ کر دیا ہو۔ اے علام الغیوب مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ ان الزامات کے ابطال کو دنیا پر ظاہر کریں۔ اے اللہ العالمین

لاہور میں ایک چھوٹی سی جماعت اشاعت اسلام کے لئے اپنی تمام مساعی کو وقف کر چکی ہے۔ مگر

وائے بدبختی کہ خود مسلمان اس کی بیخ کنی کے درپے ہو رہے ہیں۔ اس کی حفاظت فرما۔ انہیں استقلال بخش۔ ان کی کوششوں میں برکت ڈال۔ مخالفتوں کو بجھا دے۔ دشمنوں کو ہدایت دے الغرض حضرت مسیح موعود کا نام لیوا خدا کے گھر میں اسلام کے لئے دعائیں کرتا رہا اور کثرت سے کرتا رہا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کی دعائیں سنی گئی ہیں۔ اے لاہور کی جماعت اشاعت اسلام کے کام میں اپنی مساعی کو بیش از پیش کر دے تمہارے کاموں میں برکت ڈالی جائیگی۔ اب کامیابی قریب تر ہوگی۔ عرفات کے میدان میں میں نے ایک الٰہی نشان دیکھا جو اس کامیابی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ یہ بہت بڑا میدان ہے۔ اس کی وسعت میلوں تک چلی گئی ہے مگر تمام حاجی لوگ اس کے مشرقی حصہ میں خیمہ زن ہوتے ہیں۔ مغربی حصہ خالی پڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مغربی حصہ اہل مغرب کے لئے خالی ہے جب وہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوں گے تو ان کے قافلے ایام حج میں جب عرفات میں پہنچیں گے تو میدان کے غربی حصہ میں ان کا قیام ہوگا۔ پس حضرت مسیح موعود نے یورپ کی طرف جو نگاہ ڈالی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت ہے عنقریب اہل مغرب حلقہ بگوش اسلام ہونیوالے ہیں اور میدان عرفات میں عنقریب یورپ اور امریکہ کے لوگ بھی خیمہ زن ہونے والے ہیں۔ اور شاید دنیا کا سب سے بڑا ایروڈرم (فضائی مرکز) یہی میدان ہوگا۔ جہاں حاجیوں کے ہوائی جہاز اترا کریں گے۔

(**محمد حسن**۔ پلیڈر۔ گجرات)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ عید میلاد النبیؐ کے روز حضرت ممدوح کی ایک تقریر ڈلہوزی میں ہوئی جس کی مختصر کیفیت اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج کی جا رہی ہے۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بعارضہ درد گردہ علیل ہیں ان کے لئے تمام احباب خاص طور پر دعائے صحت کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عاجل عطا فرمائے اور تا دیر سلامت رکھے آمین (بعد کی خبر: اب افاقہ ہے)

— جناب مولانا یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ" جبلپور سے تشریف لے آئے ہیں۔ ان کا یہ دورہ بہایت کامیاب رہا۔ جبلپور کے علاوہ نرسنگ پور اور اٹارسی میں بھی آپ کی تقریریں ہوئیں جن میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم حضرات بھی کثیر تعداد میں شریک ہوتے رہے۔ انشاءاللہ آپ کے دورے کی مختصر کیفیت بہت جلد درج اخبار کی جائے گی۔

— مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے فتح جنگ ضلع کیمبل پور گئے تھے وہ بھی واپس آگئے ہیں ان کی تقریروں سے بھی نہایت اچھا اثر ہوا۔

— سید اختر حسین صاحب انجمن اسلامیہ چونیاں کی دعوت پر چونیاں تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے وہاں دو تقریریں کیں جو بہت پسند کی گئیں۔ غیر از جماعت مولوی بھی مدعو تھے انہوں نے بھی تقریریں کیں۔ پبلک کو احمدیوں اور غیر از جماعت مسلمانوں کے خیالات و عقائد کے موازنہ کا خوب موقع ملا۔ لوگوں نے احمدیت کی معقولیت کو واضح طور پر محسوس کیا۔ اس اجتماع کے تین اجلاس تھے۔ جن کی صدارت تحصیلدار صاحب چونیاں، جناب تنویر حسین صاحب انسپکٹر پولیس اور چودھری یوسف علی صاحب ہیڈ ماسٹر نے علی الترتیب فرمائی۔ سید اختر حسین صاحب کی تقریریں دوسرے اور تیسرے اجلاس میں ہوئیں۔ تیسرے اجلاس میں تو صرف آپ کی ہی تقریر ہوئی۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی بھی حصار سے واپس آگئے ہیں۔ ان کی تقریریں بھی نہایت کامیاب ہوئیں۔

کامیاب طلبہ و طالبات

— امسال مختلف اعلیٰ امتحانات میں سے مندرجہ ذیل نوجوان کامیاب ہوئے۔ اگر کسی دوست کا نام رہ گیا ہو تو از راہ کرم اطلاع دیں۔ تاکہ اعلان کیا جا سکے۔

(۱) شیخ محمد احمد صاحب خلف الرشید شیخ نور احمد صاحب مرحوم وکیل ایبٹ آباد	ایل۔ایل بی
(۲) مرزا محمد احمد صاحب خلف الرشید بابو اخد دین صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر جالکے۔	"
(۳) مسٹر محمد صادق صاحب ٹھٹھیانکوٹ	"
(۴) شیخ عبدالعزیز صاحب خلف الرشید شیخ محمد حیات صاحب ڈسٹرکٹ انجنیئر شیخوپورہ	"
(۵) چودھری خورشید احمد صاحب خلف الرشید چودھری محمد اسمعیل صاحب ریٹائرڈ ای اے سی۔ لاہور۔	الیف اے ایل
(۶) عزیز احمد صاحب خلف الرشید ڈاکٹر غلام محمد صاحب جنرل سکرٹری انجمن۔	الیضاً ایل
(۸) ملک محمد اسلم صاحب برادرزادہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب لاہور	بی اے۔

ہم اپنے ان تمام نوجوان دوستوں اور ان کے والدین و اعزہ و احباب کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔ خدا کرے ان کی یہ کامیابیاں آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوں۔

— سکرٹری صاحبہ احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن تحریر فرماتی ہیں:۔

ممبران احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور میں سے مندرجہ ذیل لڑکیاں اس سال مختلف امتحانوں میں کامیاب ہوئی ہیں۔ میں سب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتی ہوں۔ اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو مزید کامیابیاں عطا کرے۔ اور خادمات اسلام بنائے۔

تاج بیگم صاحبہ بنت نواب خاں صاحب	بی اے
وزیر بیگم صاحبہ بنت شیخ انعام علی صاحب	"
فرخ سلطان صاحبہ بنت خان غلام محمد خانصاحب	الیف اے
زبیدہ بیگم صاحبہ بنت سید جلال صاحب	"
سعیدہ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر غلام محمد صاحب	انٹرنس
مریم بیگم صاحبہ بنت شیخ عطاالٰہی صاحب	"
مبارکہ سلطان صاحبہ بنت خان غلام محمد خانصاحب	"

اس کے علاوہ میں اپنی بہن مریم بیگم صاحبہ بنت سید عنایت حسین صاحب کی خدمت میں خاص طور پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ انہوں نے اس سال امتحان ایم اے (ہسٹری) پاس کیا ہے۔ وہ ابھی تک ایسوسی ایشن میں شریک نہیں ہوئیں لیکن انشاءاللہ بہت جلد ہو جائیں گی (سکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور)

— سید عبدالرشید صاحب سٹینوگرافر کمشنر راولپنڈی ڈویژن کوہ مری سے مطلع فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے گھر ۲۰/۲۱ جون کی درمیانی شب کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ الحمدللہ سید صاحب موصوف نے اس مسرت میں مبلغ پانچ روپے عطا فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ

— پیغام صلح:۔ ہم سید صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین

— مولوی عصمت اللہ صاحب بدستور بیمار ہیں۔

— چودھری فضل حق صاحب مینیجر بکڈپو ابھی تک صاحب فراش ہیں۔ ہر روز بخار ہو جاتا ہے۔

— چودھری رحمت خاں صاحب نائب ناظم انجمن آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔

— چودھری شاہ دین صاحب کا صاحبزادہ عزیز صلاح الدین احمد صاحب تقریباً بیس روز سے بیمار ہے۔ ٹیپ محرقہ ہو گیا ہے۔

— میاں عبداللہ صاحب ٹی ٹی ای لدھیانہ کا بڑا صاحبزادہ عزیز اللہ سعید بھی بیس پچیس روز سے بعارضہ نمونیا بیمار ہے۔

— تمام دوست ان بیماروں کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

مسجد برلن کی مرمت
ایک باہمت نوجوان کی قابل تقلید کوشش

جناب شیخ عزیز احمد صاحب وزیرآباد سے تحریر فرماتے ہیں:۔

بخدمت شریف جناب سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

برلن سے ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی چٹھی آئی تھی جس میں انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ برلن مسجد کی حالت دن بدن خراب ہو رہی ہے۔ پلستر وغیرہ بالکل خراب ہو گئے ہیں۔ مرمت از حد ضروری ہے۔ اگر اس موسم میں نہ کی جائے گی تو زیادہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور اس کی مرمت میں تقریباً ۵۰۰۰ مارکس کا خرچ آئے گا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے خود ہی یہ تجویز فرمائی کہ اپنے حلقہ احباب میں ۵۰ دوستوں کو منتخب کر کے ہر ایک کے ذمہ یکصد روپیہ لگایا کہ جمع کر کے روانہ کرو۔ ان میں سے بندہ کو بھی چٹھی آئی کہ یکصد روپیہ جمع کر کے انجمن کے دفتر میں بھجوا دو ساتھ ہی تاکید کر دو کہ جلدی برلن روانہ کر دیں۔ سو بندہ نے اس فنڈ کے لئے مندرجہ ذیل رقوم جمع کی ہیں جو اسال ہیں مہربانی فرما کر اخبار میں اعلان کر دیں تاکہ ہر ایک صاحب کو معلوم ہو سکے کہ ان کا عطیہ خزانہ میں جمع ہو گیا ہے۔ نیز اس رقم کو جلدی برلن روانہ کر دیں۔ تاکہ جس کام کے لئے جمع ہوا ہے اس کام میں خرچ ہو سکے۔ اگر ڈاکٹر صاحب کی چٹھی آپکو بھی آئی ہو تو آپ بھی بقایا ۴۹ صاحبان کو تاکیدی چٹھیاں لکھدیں تاکہ یہ رقم جلدی جمع ہو کر برلن پہنچ سکے۔

جناب شیخ نیاز احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ وزیرآباد	[illegible]
" " عبدالرحمٰن صاحب برادر شیخ صاحب	[illegible]
" " مولا بخش صاحب " "	[illegible]
" " عزیز احمد ولد شیخ نیاز احمد صاحب "	[illegible]
" دختر شیخ نیاز احمد صاحب	[illegible]
" شیخ عبیداللہ صاحب شاہزادہ بوٹ ہاؤس	[illegible]
" " محمد عبداللہ صاحب میڈیکل ہال "	[illegible]
" " عنایت الرحمٰن صاحب پبلک بوٹ ہاؤس	[illegible]
" " منشی بشیر محمد صاحب ملازم شیخ صاحب	[illegible]
" " ملک حسن محمد صاحب دکاندار	[illegible]
" مولوی محمد سعید صاحب امام مسجد وزیرآباد	[illegible]
شیخ نثار احمد صاحب ولد شیخ نیاز احمد صاحب (مرحوم)	[illegible]
" انعام اللہ صاحب ولد شیخ مولا بخش صاحب (مرحوم)	[illegible]
" عطاءالرحمٰن صاحب ولد شیخ عبدالرحمٰن صاحب (وصیل عنہ)	[illegible]
" بابو فضل الٰہی صاحب سوداگر چرم وزیرآباد	[illegible]
" میاں نواب الدین صاحب سوداگر چرم وزیرآباد	[illegible]

عدے [illegible] نقد وصول [illegible] کل [illegible]

دفتر حضور شیخ صاحب نقد وصول [illegible]

(خاکسار۔ عزیز احمد)

مراسلات

ڈلہوزی میں حضرت امیر کی تقریر

جناب مولوی دوست محمد صاحب ڈلہوزی سے تحریر فرماتے ہیں۔

۲۵ جون ۴۴ء کو ڈلہوزی کی انجمن اسلامیہ اور انجمن معین الاسلام کی طرف سے ایک مشترکہ جلسہ میلاد النبی صلعم کی تقریب پر اسمبلی روم میں منعقد ہوا جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور خاکسار کی تقریریں ہوئیں۔ حضرت امیر کی تقریر ۳ بجے سے ۵ بجے تک ہوئی جس میں آپ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات پر نہایت عجیب اور اچھوتے پیرائے میں روشنی ڈالی۔ آپ نے اسلام سے پہلے کی قومی منافرتوں کا ذکر کرتے ہوئے اس حقیقت کو نہایت موثر انداز میں بیان کیا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے ان تمام منافرتوں کو الحمد للہ رب العالمین کے پیغام سے ٹھکرا دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ جس طرح جسمانی ربوبیت میں اللہ تعالے کا سلوک تمام اقوام اور سب انسانوں کے ساتھ ایک جیسا ہے اسی طرح روحانی تربیت میں بھی اس نے کسی قوم کے ساتھ بخل روا نہیں رکھا۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کا تمام اقوام پر یہ احسان ہے کہ ان کے پیشواؤں کا تقدس اور ان کا منجانب اللہ ہونا آپ نے کروڑہا انسانوں سے منوایا۔ حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اس امر پر بالخصوص روشنی ڈالی جس پر یورپین مصنفین بھی انگشت بدنداں ہیں کہ یتیمی اور بیکسی کی حالت سے لیکر بادشاہت کے عروج تک آپ کی حالت میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا۔ بیکسی کے زمانہ میں اگر کفار کی اس پیشکش کو کہ زر۔ زمین اور زن آپ لے لیں اور توحید کا دعوےٰ چھوڑ دیں بنظر حقارت ٹھکرا دیا تو بادشاہت کے وقت دولت و مال کو اپنے ہاتھوں سے دوسروں میں تقسیم کر دیا اور خود وہی کھجور کا بوریا اور مٹی کی کٹھلیا آپ کے گھر کا ساز و سامان رہی اپنے ہاتھوں سے اپنی جوتی کا ٹھانکنا گھر کے کام کاج میں امداد دینا۔ بازار سے سودا سلف لانا بلکہ دوسروں کو بھی لا کر دینا بادشاہت کی حالت میں بھی آپ کا شعار رہا۔ یہی آپ کے پاکیزہ اخلاق ابوبکر و عمر جیسے بے نفس انسانوں کی پیدائش کا موجب ہوئے۔ جنہوں نے بادشاہتوں کو فتح کر کے ان کے خزانوں کو راہ خدا میں دے دیا اور خود ہاتھ تک نہ لگایا۔

غرض یہ تقریر اپنی نوعیت اور طرز بیان کے لحاظ سے نہایت دلچسپ اور قابل قدر تھی۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور تمام لوگوں نے اس تقریر کو نہایت دلچسپی سے سنا۔ فالحمد للہ

خاکسار دوست محمد

وصیت منسوخ

قادیانی انجمن کے لئے ضروری اطلاع

جناب چودھری احمد علی صاحب (مزار ریاست کپورتھلہ) حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خادم اور ہماری جماعت کے ایک قدیم و محترم رکن ہیں۔ ۱۹۱۰ء میں انہوں نے بحق صدر انجمن قادیان جائیداد کی وصیت کی لیکن اختلاف کے بعد جبکہ قادیانی جماعت اور ان کے خلیفہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کے خلاف قادیان میں پیر پرستی کی گدی قائم کر کے نہایت خطرناک اور غلط عقائد شیوع کرنے شروع کر دئے تو چودھری صاحب موصوف نے اپنی وصیت منسوخ کر دی جس کی متعدد مرتبہ قادیانی انجمن کو باقاعدہ اطلاع دی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی کارکنوں پر ان کی اطلاعات کا کوئی اثر نہیں ہوا کیونکہ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان سے ان کے پاس خطوط پہنچتے ہیں جن میں مالی امداد کے مطالبے کئے جاتے ہیں۔ چند روز ہوئے انہیں دفتر مذکور کی ایک چٹھی ملی جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ "علاوہ جائداد کی وصیت کے آمد کی بھی وصیت ہونی چاہیئے"۔ ایک شخص جو اپنی وصیت منسوخ کر کے باقاعدہ اطلاع دے چکا ہے اور قادیانی جماعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اس جماعت کے عقاید اور طرز عمل کو بالکل غلط سمجھتا ہے اس سے بار بار اس قسم کے مطالبات کرنا خدا جانے کہاں کی عقل مندی ہے۔ معلوم نہیں اس بے قاعدگی اور مسخرہ پن کی وجہ قادیانی انجمن کا "حسن انتظام" ہے یا اور کچھ۔ بہرحال چودھری صاحب کا ارشاد ہے کہ ان کی وصیت کی منسوخی کا اعلان اخبار میں شائع کر دیا جائے۔ جس کی تعمیل کی جا رہی ہے۔

(مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس چٹھی میں جس وصیت کے متعلق یاددہانی کرائی گئی ہے میں اس کو ۱۵ء سے منسوخ کر چکا ہوں اور اس کی منسوخی کی اطلاع بھی بذریعہ رجسٹری شدہ خط صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کر دی تھی مگر نہ معلوم کہ کیوں دوبارہ انہوں نے یاددہانی کی تکلیف فرمائی اس لئے آپ کی خدمت میں تحریر ہے کہ آپ اخبار "پیغام صلح" میں اعلان کر دیں کہ میں اپنی اس وصیت کو منسوخ کر چکا ہوں میرا کوئی تعلق قادیانی جماعت سے نہیں ہے بلکہ ۱۴ء سے ہی جماعت لاہور سے تعلق ہے اور بحق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ۳۰ء میں وصیت کر چکا ہوں اور بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان جو وصیت میں نے کی تھی اسے منسوخ کر چکا ہوں والسلام۔ ۲۷۔ جون ۴۴ء

خاکسار احمد علی ولد حافظ فتح الدین سکنہ مزار ریاست کپورتھلہ

نقل رجسٹری شدہ خط جو انسپکٹر صاحب وصایا قادیان کو ان کی محولہ بالا چٹھی کے جواب میں لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وصیت نامہ ۱۹۶

مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک خط جناب کی طرف سے میری وصیت کے متعلق جو کہ ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء کو میں نے بحق صدر انجمن احمدیہ کی تھی ملا۔ جناب والا میں اس سے پہلے بھی ۱۵ء میں ایک رجسٹری شدہ خط کے ذریعہ سے اس وصیت کو منسوخ کر چکا ہوں کیونکہ میرا تعلق آپ کی جماعت سے نہیں رہا اور اب پھر اطلاعاً گزارش ہے کہ میری اس وصیت کو جو میں نے بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کی تھی منسوخ سمجھا جائے امید ہے کہ جناب اس وصیت کو اگر پہلے نہیں تو اب ضرور اس کو منسوخ کر کے آئندہ خط لکھنے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے۔

۲۷۔ جون ۴۴ء

خاکسار احمد علی ولد حافظ فتح الدین

صوبہ سرحد کی ایک احمدی جماعت

مکرمی و معظمی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اپنی جماعت کا مختصر حال ارسال خدمت کرتا ہوں۔ ہمارا گاؤں شیخ محمدی شہر پشاور سے جنوب مغرب کی طرف ساڑھے سات میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ہمارا پتہ تعلیم دینی و دنیوی سے تقریباً بالکل بے بہرہ ہے۔ تمام تپہ میں جو کہ ڈیڑھ سو مواضع پر مشتمل ہے کسی قسم کے ہائی سکول و اینگلو مڈل یا فارسی مڈل کا انتظام نہیں ہے۔ اور نہ دینیات کے لئے کوئی مکتب یا باقاعدہ انتظام ہے۔ تعلیمی انتظام کے نہ ہونے کا لازمی اثر جو پڑا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ جاہل محض ہیں۔ قتل و خونریزی ان کے نزدیک قابل فخر شے سمجھی جاتی ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا بدقسمت مہینہ گزرتا ہوگا جس میں اس علاقہ کے مواضع میں سے کسی ایک میں دو تین وارداتیں قتل و ڈاکہ و رہزنی وغیرہ کی نہ ہوتی ہوں۔ غرضیکہ ہر قسم کے فسق و فجور میں یہ لوگ مبتلا ہیں۔ ان حالات میں میرے والد محترم محمد یعقوب خان نے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ چونکہ ان دنوں میں علما کی عام حالت یہ تھی کہ وہ زر پرستی و دنیاداری میں مستغرق اور دین کے معاملہ میں بالکل غافل و اجنبی تھے۔ فقہ وغیرہ کتب کا مطالعہ ان کے نزدیک قابل ثواب و نجات اور درس قرآن شریف و حدیث سے بے نصیب۔ معمولی اختلاف رائے پر تکفیر کا فتویٰ وارد۔ اور انگریزی تعلیم کا حاصل کرنا ان کے نزدیک کفر تھا۔ تنگ ظرفی بدرجہ کمال تھی۔ قول و فعل میں نمایاں فرق تھا۔ غرضیکہ اس قسم کے واقعات نے والد بزرگوار کو اسلام سے متنفر کر دیا۔ اور عیسائیت کی طرف مائل ہو گئے۔ انہی ایام میں تحریک احمدیت کا آغاز ہوا۔ اور اس کی پرزور تعلیم اور معقول دلائل سے متاثر ہو کر احمدی ہوئے۔ تھوڑی مدت بعد اپنے گاؤں میں جدوجہد شروع کر کے ایک مختصر سی جماعت پیدا کر لی۔ اور اس کی تنظیم کے متعلق بہت جلد عملی کارروائی شروع کی اور نماز مغرب کے بعد درس قرآن کا باقاعدہ انتظام کیا۔ سال ۱۹۲۳ء میں والد بزرگوار شہید کر دئے گئے۔ جس کا باعث بہت حد تک قبول احمدیت تھا ان کی شہادت کے ساتھ چار پانچ سال کیلئے درس کا سلسلہ بند ہو گیا۔ لیکن جلد ہی اللہ تعالے نے اپنا فضل کیا۔ اور میری مولوی ولی اللہ صاحب جن کو والد محترم نے دینی تعلیم کی تکمیل کے لئے لاہور بھیجا تھا واپس آئے۔ اب تقریباً تین سال سے درس قرآن شریف دوبارہ جاری ہے۔

ایک دفعہ ختم کر دیا ہے اب دوبارہ شروع کر کے گیارھویں سپارہ تک پہنچے ہیں۔ تقریباً عرصہ پانچ ماہ سے نماز عصر سے نماز مغرب تک باقاعدہ درس کتب حضرت مسیح موعودؑ جاری رکھا ہے۔ چنانچہ اس دوران میں فتح اسلام توضیح مرام و ازالہ اوہام ختم کیا ہے۔ ایک لائبریری قائم کی ہے جو قریب قریب دو سو کتب پر مشتمل ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ و تصانیف سلسلہ کے علاوہ دیگر تاریخی کتب۔ پیغام صلح۔ مختلف رسائل و اخبارات ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ ہر جمعہ کی شب کو درس کی چھٹی ہوا کرتی ہے۔ اور اس کی جگہ جلسہ ہوتا ہے جس میں جماعت کی تنظیم و ترقی' احمدیت کی حقیقت حضرت مسیح موعودؑ کی سوانح عمری و ابیات درثمین وغیرہ مضامین پر لیکچر ہوا کرتے ہیں غیر از جماعت لوگ بھی شریک ہوتے ہیں۔ غرضیکہ اللہ جل شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے بے پایاں رحمت و کرم سے ہماری اس نہایت ہی قلیل جماعت میں اس قدر ہمت و جرأت پیدا کر دی ہے۔ کہ

اگر مولوی صاحب دیکھ پائیں۔ تو نہ جانے وہ کتنے دن گاندھی جی کی طرح برت رکھیں یعنی اپنے نامہ نگاروں کی اصلاح کے لئے کس قدر دعائیں مانگنی پڑیں۔ ایسے لوگوں کو دوسروں کی آنکھ کا تنکا نظر آجاتا ہے۔ لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ مگر باوجود مولوی صاحب کے برتوں اور دعاؤں کے نامہ نگار اور اُن کی جماعت کی حالت کبھی بھی درست نہ ہوگی۔ میں کسی کی پرائیویٹ زندگی پر نکتہ چینی کرنا ایک عیب سمجھتا ہوں۔ اور نہ کسی کی دل آزاری کرنا میری نیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں اب بھی اپنے قلم کو ان لوگوں کے اخلاق کا صحیح نقشہ کھینچنے سے روک رہا ہوں۔ جن حالات کو اگر مولوی صاحب کہیں پڑھ لیں یا سُن لیں تو خدا جانے اپنے دل کے ہاتھوں کیا کچھ نہ کر بیٹھیں۔

مولوی ظفر علی مذہبی معاملات میں دخل نہ دیا کریں

مولوی صاحب کو میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ وہ صرف سیاست ہی کو پیش نظر رکھا کریں مذہبی معاملات اور مذہب پر بحث و نکتہ چینی کرنا اپنے دائرہ عمل سے باہر رکھیں۔

احمدی مبلغین سے قبل یورپ کی حالت

بقول حضرت علامہ ؎

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر

جماعت احمدیہ لاہور کے مبلغین کے ورود سے پہلے یورپ میں اسلام کا نام لیوا ظاہر کرنا اپنے آپ کو وحشیوں کے زمرہ میں شامل کرنا تھا۔ اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ گھناؤنی اور بھیانک تصویر علمائے مسیحی نے عوام کے سامنے پیش کر رکھی تھی۔ کہ الاماں۔ اکثر نوجوان ہندوستانی مسلمان جب ان کتب کو جو عجیب و عجیب کہانیوں سے پُر ہوتی تھیں۔ پڑھتے۔ تو مارے شرم کے گردنیں نیچی کر لیتے۔ اور اکثر تو اپنے آپ کو اسلام ہی سے علیحدہ کر لیتے۔ وجہ یہ تھی۔ کہ جو تعلیم ان نوجوانوں کو گھروں میں ملتی تھی وہ مولوی دیدار بخش۔ گلزار بخش۔ پیر بوہڑ شاہ اور پیر جوہڑ شاہ اور گدھے شاہ کے علم و عمل کی وجہ سے تھی۔ جن کا مبلغ علم کپّی روٹی اور مسی روٹی۔ سوہنی مہینوال۔ یا یوسف زلیخا کے گہرے معانی و مطالب تک ہی محدود تھا۔

ایک پیر صاحب کا واقعہ

مثال کے طور پر ایک قصہ اپنے کانوں سنا پیغام صلح کے ناظرین کے تلفنِ طبع کے لئے عرض کئے دیتا ہوں:

میرے ضلع کے ایک گاؤں میں ایک بڑے پیر صاحب رہتے ہیں۔ اُن کے لاکھوں مرید ہیں۔ اور ہندوستان کے ہر گوشہ میں وہ سال بھر وعظ و تلقین کرتے رہتے ہیں۔ خاص ہمارے شہر میں اُن کا اچھا خاصا مرکز ہے۔ اور اُن کے چند ایک خلفا بھی وہاں رہتے ہیں۔ پیر صاحب اکثر وہاں تشریف لاتے اور بعض وقت جمعہ کی نماز بھی وہاں پڑھاتے ہیں۔ مجھے بھی اُن کے نکاتِ لطیفہ سننے کا بہت شوق ہوا کرتا ہے۔ خوش قسمتی سے پیر صاحب کے ایک خلیفہ جو ایک مسجد کے امام بھی ہیں۔ شہر سے باہر اور ہمارے کالج کے نزدیک میرے گاؤں کے راستہ میں ایک بہت بڑے بڑ کے درخت کے نیچے نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے (شاید اب بھی موسم گرما میں اُن کا مسلک یہی ہو۔ کیونکہ سنا ہے کہ خلیفہ مولوی صاحب تا حال زندہ ہیں اور اب تو سیاسی آدمی بھی ہیں) اردگرد کے گاؤں اور شہر کے اکثر حنفی مسلمان ہزاروں کی تعداد میں نماز کے لئے آیا کرتے تھے۔ میرا تعلق کسی خاص فرقہ سے نہ تھا۔ میں وہابی۔ حنفی۔ احمدی۔ شیعہ غرضیکہ ہر قسم کا مسلمان تھا اس لئے میں ہر جگہ اور ہر امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتا تھا۔ البتہ خلیفہ مولوی صاحب کے پیچھے بہت سی نماز جمعہ ادا کیں۔ اگرچہ میرے شفیق و محترم اُستاد مولوی سید میر حسن صاحب مرحوم و مغفور ہمیشہ مجھے کوسا کرتے تھے۔ کہ میں ایسے جاہل لوگوں کی اقتدا میں کیوں نمازیں ادا کیا کرتا ہوں۔ مگر مجھے خلیفہ مولوی صاحب کے وعظ میں کچھ ایسا لطف آتا تھا۔ کہ ہزار چاہوں کہ نہ جاؤں مگر پھر بھی قدم کشاں کشاں اُدھر ہی اُٹھتے چلے جاتے تھے۔ خیر اس موقعہ پر مجھے پیر صاحب کے نکاتِ معرفت بیان کرنے ہیں۔ اس لئے خلیفہ مولوی صاحب کے متعلق پھر کسی وقت عرض کروں گا۔

"پیر صاحب کے نکاتِ لطیفہ"

ایک جمعہ کی صبح کو اعلان ہوا۔ کہ حضرت فلاں مدظلہ آج نماز جمعہ کے بعد وعظ فرمائیں گے پس دل نے صبح کے دس بجے ہی سے بے چین کر دیا۔ آخر خدا خدا کر کے جمعہ کا وقت آیا ہم بھی کالج سے بھاگ کر بڑ کے درخت کے نیچے پہنچ گئے۔ نماز ختم ہوئی۔ دعا مانگی گئی۔ حضرت پیر صاحب قبلہ وعظ کے لئے کھڑے ہوئے چند آیات قرآنی کی تلاوت کی پھر اُن کی تفسیر اس طرح شروع کی کہ یہ نجدی . . . . . کہتے ہیں کہ تصور پیر سے نماز فاسق ہو جاتی ہے۔ ارے میں تم لوگوں سے اور ان وہابی شیطانوں سے سوال کرتا ہوں۔ کہ ایک کتا اور کتیا عین . . . . کی حالت میں جب تم نماز پڑھ رہے ہو تمہارے سامنے سے گزریں تو تمہاری نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں۔

مریدوں کی حماقت و جہالت

یہ کہہ کر حضرت نے ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا۔ ہر طرف سے سبحان اللہ۔ اللہ ہو کے آوازے بلند ہونے شروع ہو گئے اور ہزاروں آوازیں اُٹھیں کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ جب پیر صاحب کو یہ شہادتیں مل گئیں۔ تو پھر چلا کر کہا۔ کہ اے مردود وہابیو۔ جب کتے اور کتیا کی عین اس حالت میں تمہارے سامنے سے گزرنے سے جب کہ تم نماز میں کھڑے ہو۔ تمہاری نماز نہیں ٹوٹتی۔ تو ایک نورانی اور فنا فی اللہ بزرگ کے تصور میں آجانے سے تمہاری نماز کیسے فاسق ہو سکتی ہے۔ اس پر ہر طرف سے اللہ ہو اللہ ہو کے نعرے بلند ہو گئے۔ اور بعض مخلصین تو یہی نعرے لگاتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ سبحان اللہ قرآنی آیات کی کیا ہی پُر معارف تفسیر ہے۔ اگر اس پر ایک انسان وجد و سرور میں نہ آئے تو اور کیا کرے؟

حضرت مولانا محمد علی صاحب کے فیضِ صحبت کا اثر

الغرض ایک کالج کا تعلیم یافتہ نوجوان جب ایسے ایسے نکات قرآنی ایسے محدثوں اور فنا فی اللہ و فنا فی الرسول بزرگوں سے سُنتے تو اسلام کو جتنا بھی "اعلیٰ درجہ کا مذہب" سمجھے نامناسب نہ ہوگا۔ اور یورپ میں آکر یا کسی مہذب سوسائٹی میں اسلام کا پیرو ہونے کو باعث شرم سمجھے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ میں "پیغام صلح" کے ناظرین سے حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ اگر میں ایک تھوڑی سی مدت حضرت مولانا محمد علی صاحب قبلہ کی صحبت میں نہ گزارتا۔ تو اسلام کو میں بھی نعوذ باللہ وحشیانہ مذہب سمجھتا۔ اس کے بعد میں نے اُن کی اردو تفسیر کا مطالعہ کیا جو مجھے اٹلی میں ۱۹۲۲ء میں بھیجی گئی تھی جس قدر میرے دل میں اسلام اور قرآن پر اعتراض و شکوک تھے ان کا نہایت ہی مدلل اور سائنٹفک جواب تفسیر میں موجود تھا۔ اللہ اللہ۔ کس دل و دماغ کا یہ بزرگ مالک ہے۔ اللہ اسے عمر دراز عطا کرے اور خدمت اسلام کی بیش از بیش توفیق عطا کرے۔ اور اس کے بدخواہوں کو ہدایت نصیب کرے۔ اور انہیں عقل و خرد سے بہرہ اندوز کرے کہ وہ اس بزرگ کی بلند مقام کو پہچانیں۔

مسلمانانِ ہند سے ایک مخلصانہ درخواست

آخر میں پھر میں مسلمانانِ ہند کی خدمت میں عرض کروں گا۔ کہ مسیح ناصری کے ایک فقرہ پر غور کریں کہ "**درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے**"۔ جماعت احمدیہ لاہور کا کام اُن کے سامنے ہے۔ یورپ میں ہو یا ہندوستان میں۔ امریکہ میں ہو یا دنیا کے کسی دوسرے حصہ میں۔ اس کو دیکھیں۔ اور غور و فکر کے بعد کوئی رائے قائم کریں۔ مجھے جس قدر بیرونی مسلم و غیر مسلم دنیا سے تعلق پڑا ہے وہ سب اس چھوٹی سی جماعت کے جس کے قائد اعظم حضرت میرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور ہیں اور آج جس کا امیر ہونے کا حضرت مولانا محمد علی صاحب کو فخر حاصل ہے بہت ہی مداح ہیں۔

یورپین مفتی اعظم کا اظہارِ عقیدت

ایک بہت بڑے مسلمان مفتی نے جو کبھی اپنے ملک کے رئیس اسلام بھی رہ چکے ہیں مجھے فرمایا کہ میں اُن کا سلام **حضرت مولانا قبلہ کو پہنچا دوں اور یہ بھی کہوں۔ کہ میرے ملک کے تمام مسلمان اور میں خود اپنی ٹوپی مولوی صاحب اور اُن کی جماعت کے قدموں پر رکھتا ہوں۔**

یہ مفتی صاحب یورپ کے ایک ملک میں رہتے ہیں جہاں کم از کم ڈیڑھ ملین مسلمان بستے ہیں۔ اللہ اللہ باہر کے فہمیدہ و دانشمند لوگ تو حضرت مولوی صاحب قبلہ سے اس قدر عقیدت و ارادت کا اظہار اُن کی دینی خدمات کی وجہ سے کریں۔ لیکن چند ہندی علمائے دین بوجہ اپنی جہالت اور کج فہمی۔ گمراہی و ضلالت کے گڑھے میں پڑے سڑا کریں۔ تو باعث افسوس و رنج ہے۔ خدا تعالیٰ ان علماء کو تو شاید ہدایت نہ دے البتہ میری دعا ہے کہ عوام کو راہِ راست دکھادے اور ان ظالموں کے پنجے سے قوم کو بچالے۔ آمین۔

ایک گندی کتاب

مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب "پیغام صلح" - لاہور - السلام علیکم -

انجمن ترقی اسلام امرتسر کا جنرل اجلاس بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عشاء مسجد احمدیہ میں زیر صدارت چودھری محمد طفیل صاحب منعقد ہوا۔ جس میں باتفاق آرا حسب ذیل ریزولیشن پاس کئے گئے:-

(۱) باتفاق رائے پاس ہوا کہ ممبران انجمن ترقی اسلام امرتسر قصہ "بشری گولہ" مصنفہ احمد یار خاں رزمی معمار اکبری منڈی ویلی معراں شہر لاہور مطبوعہ سہیلی پرنٹنگ پریس لاہور کے متعلق سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ کیونکہ مصنف نے کتاب مذکورہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق نہایت ہی نازیبا الفاظ لکھے ہیں۔ اور کتاب مذکورہ گندی گالیوں سے بھری ہوئی ہے۔ عوام الناس میں یہ کتاب بہ تعداد کثیر فروخت ہو رہی ہے اور بازاروں میں لوگ علی الاعلان احمدی افراد کو اشتعال دلانے کی غرض سے پڑھتے ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ سے استدعا ہے کہ ایسے خلاف تہذیب اور شرافت سے گرے ہوئے گندے قصے کو ضبط کر کے اپنی دانشمندی اور انصاف پسندی کا ثبوت دے اور مصنف و پرنٹر و پبلشر کتاب مذکور کو اُن کی اس فتنہ انگیزی کی پاداش میں سخت سزا دے تاکہ دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو سکے۔ اور امن عامہ قائم رہ سکے۔

ریزولیوشنز مذکورہ کی نقول بخدمت ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع

خبریں

ہندوستان

—— چند روز ہوئے پونا میں گاندھی جی کی موٹر پر ایک خطرناک قسم کا بم پھینکا گیا۔ گاندھی جی تو خوش قسمتی سے بچ گئے لیکن ان کے متعدد رفقا مجروح ہوئے جن میں سے بعض کے زخم شدید ہیں اب تازہ اطلاع مظہر ہے کہ کام سٹ (صوبہ بمبئی) کے سٹیشن کے قریب گاندھی جی کی گاڑی کو لائن سے اتارنے کی کوشش کی گئی دونوں لائنوں پر دو آہنی کرسیاں رکھ دی گئیں حسن اتفاق سے ایک چوکیدار نے ان کرسیوں کو دیکھ لیا۔ اس طرح گاندھی جی اور ٹرین ایک زبردست حادثہ سے بچ گئے۔

—— بمبئی یکم جولائی۔ گاندھی جی کی ٹرین کو لائن سے اتارنے کی جو کوشش کی گئی تھی اس کے متعلق ریلوے پولیس نہایت سرگرمی سے تحقیقات کر رہی ہے۔

—— رامپور ۲۹ر جون۔ گولی چلائے جانے کے متعلق تحقیقات شروع ہو گئی ہے۔ آج چار سرکاری گواہوں نے بیان دیا۔

—— ڈاکٹر شفاعت احمد نے اسمبلی کی امیدواری سے اپنا نام واپس نہیں لیا ہے۔

—— کلکتہ ۳۰ر جون۔ حکومت نے کلکتہ کارپوریشن کے چیف اگزیکٹو افسر کو حکم دیا ہے کہ میئر اور ڈپٹی میئر کے انتخاب کے لئے ۴ر جولائی کو کارپوریشن کا اجلاس طلب کیا جائے۔

—— یہ افواہ بھی سنی گئی ہے کہ حکومت ہند اس قضیہ کا خاتمہ کرنے کے لئے عنقریب ایک آرڈیننس جاری کرنے والی ہے

—— بمبئی یکم جولائی۔ بعض کانگرسی اور مہاسبھائی حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ پنڈت مالویہ اور مسٹر اینے لازمی طور پر پارلیمنٹری بورڈ سے مستعفی ہو جائیں گے۔

—— کپورتھلہ ۲۹ر جون چودھری عبدالعزیز بیگ (ایلیہ کے دونوں بھائیوں (چودھری عبدالرشید مجسٹریٹ اور چودھری عزیز احمد کپتان) کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اس حکم کے خلاف مہاراجہ بہادر کو یورپ تاریں دی گئی ہیں۔

—— مسٹر جے ڈی اڈن پرے رنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو مسٹر گوبھادالا کی جگہ ریاست کپورتھلہ کا انسپکٹر جنرل پولیس مقرر کیا گیا ہے۔

—— جالندھر ۲۹ر جون۔ ضلع جالندھر میں قانون تحفظ والیان ریاست کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اب کوئی جتھہ کپورتھلہ نہیں جا سکتا۔ اس کے علاوہ متعدد گرفتاریاں بھی ہوئی ہیں ایک احراری کارکن کو اس کے گاؤں میں ہی نظر بند کر دیا گیا ہے اور دوسرے کو ضلع جالندھر سے نکال دیا گیا ہے۔

—— کپورتھلہ ۲۹ر جون۔ اسٹیٹ کونسل نے مہاراجہ بہادر سے سفارش کی ہے کہ شہدائے سلطانپور کے ورثا کے لئے پانچ پانچ روپیہ سالانہ کی رقم منظور کی جائے۔ اور شہدا کے بچوں کو ابتدائی تعلیم مفت دی جائے۔ مہاراجہ بہادر نے اس کو منظور کر لیا ہے۔

—— شملہ ۱۲ر جون۔ پنجاب کونسل کا اجلاس ختم ہو گیا ہے۔ قانون قرضہ کا مسودہ سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے اس اجلاس میں سوالات بہت بڑی تعداد میں دریافت کئے گئے حالانکہ وقت بہت مختصر تھا۔

—— مولانا شوکت علی انتخاب اسمبلی میں ٹکٹ پر کھڑے ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

عالم اسلام

—— کابل کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ اب کے بارش نہایت اچھے وقت پر ہو گئی ہے۔ جو فصلوں کے لئے نہایت مفید ہو گی حتیٰ کہ سرحد کے جنگجو قبائل بھی فصلوں کی کاشت میں مصروف ہیں

—— گردیز سے لے کر ماتون تک نئی سڑک تقریباً مکمل ہو گئی ہے صرف چند سرنگوں کی تکمیل ابھی نہیں ہوئی۔ اس سڑک کی طوالت تقریباً ۹۲۵ میل ہے۔ اس سڑک کی وجہ سے ملک افغانستان کے متعدد اہم مقامات کا سفر نہایت آسان ہو جائیگا

—— شملہ ۳۰ر جون۔ ایک اعلان مظہر ہے کہ سلطان ابن سعود اور امام یمن میں معاہدہ ہو گیا ہے۔ اور مصدقہ دستاویزات دونوں حکومتوں کے پاس پہنچ گئی ہیں۔

—— عراق کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت عراق نے جدید سکے جاری کئے ہیں جن پر شاہ غازی کی تصویر کندہ ہو گی۔

—— کابل یکم جولائی۔ چند روز ہوئے صوبجات مشرقی (جلال آباد) کے گورنر نے ایک بہت بڑے اجتماع میں نہر سراج کا افتتاح کیا۔ اس نہر کی تعمیر ۱۹۱۲ء میں امیر حبیب اللہ خاں مرحوم کے عہد میں شروع ہوئی تھی۔ ان کی شہادت کے بعد ۱۹۲۵ء تک اس کا کام ملتوی رہا۔ اس سال شاہ امان اللہ خاں کے حکم سے دوبارہ شروع ہوا۔ لیکن انتہائی کوشش اور کافی صرف کے باوجود ایک تہائی حصہ سے زیادہ کام ختم نہ ہو سکا۔ اسی اثنا میں بچہ سقہ کے فتنہ کی وجہ سے کام دوبارہ ملتوی ہو گیا۔ شاہ نادر خاں نے تخت نشین ہوتے ہی نہر کی تعمیر کا کام جاری کرا دیا۔ جو مسلسل جاری رہا اور اب خدا کے فضل سے بخیر و خوبی پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

—— استنبول ۲۸ر جون۔ پرسوں جب درہ دانیال سے شاہ ایران غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی معیت میں یہاں تشریف لائے تو ان کا ۵ لاکھ ترکوں اور استنبول کے دس ہزار ایرانیوں نے شاندار اور پرجوش استقبال کیا۔ شاہ ایران کو قصر یلدز باغچہ میں ٹھیرایا گیا۔

—— حکومت افغانستان نے پنجاب اولمپک اینڈ ہاکی ایسوسی ایشن کو ایام جشن آزادی کے دوران میں اپنی ٹیم کابل لانے کی دعوت دی ہے۔

—— کابل ۲۹ر جون۔ کنگ ظاہر شاہ نے افغان پارلیمنٹ کا افتتاح نہایت شاندار طریق پر کیا۔ اور اس موقع پر ایک مختصر تقریر میں کہا کہ اس پارلیمنٹ کا سنگ بنیاد سابق شاہ مرحوم نے رکھا تھا۔ اور اس کی غرض و غایت خالص قومی ہے مجھے یقین کامل ہے کہ اراکین کو اپنے فرائض کا احساس ہے اور وہ خدمت ملک کے لئے ہر ممکن کوشش کرینگے۔

—— استنبول ۳۰ر جون۔ زارو آغا جو دنیا کا معمر ترین انسان سمجھا جاتا ہے۔ آج کل یہاں شدید علیل ہے۔ اس کے بچنے کی امید بہت کم ہے۔ زارو آغا دنیا میں واحد زندہ شخص ہے جو آج سے ۱۳۲ سال قبل شام میں نپولین کے خلاف صف آرا ہوا تھا۔ اس کی لڑکی کی عمر ۸۶ سال ہے اس کی ۳۶ اولادیں ہیں اس کا بیان ہے کہ میں تین مرتبہ دن میں کھاتا ہوں۔ میری پیدائش ۱۷۷۴ء میں ہوئی تھی۔ میری زندگی میں ۱۳ سلطان حکومت کر چکے ہیں (بعد کی خبر۔ زارو آغا کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ)

ممالک خارجہ

—— امریکہ میں حکومت کی کوشش سے بے روزگاری کم ہو گئی ہے صرف گزشتہ ماہ مئی میں تین لاکھ مزدوروں کے لئے کام مہیا ہو گیا ہے۔

—— لندن ۲۹ر جون۔ وزیر فضائی نے دارالعوام میں ایک ممبر کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حکومت اپنے فضائی دفاع کے ذرائع میں کافی اضافہ کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے اور برطانیہ فضائی قوت میں یورپ کی بڑی سے بڑی طاقت سے کم نہ رہے گا۔

—— بین الاقوامی مزدور کانفرنس کا اجلاس ختم ہو گیا اس نے اس مطلب کی ایک قرارداد منظور کی ہے۔ کہ مزدوروں کو ہفتہ میں چالیس گھنٹہ کام کرنا چاہیئے۔

—— کولمبو (لنکا) میں عید میلاد النبی کی تقریب نہایت شاندار طریق پر منائی گئی ٹاؤن ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔

—— زنجبار میں ہندوستان کے بہت سے ہندو ساہوکار گئے ہوئے ہیں۔ جو عربوں کو سود در سود کے ذریعے لوٹ رہے ہیں اور ان کی زمینوں پر قبضہ کر رہے ہیں۔ حکومت زنجبار اس کے انسداد کے لئے ایک قانون وضع کرنے والی ہے۔

—— لندن کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ ماہ نومبر میں پارلیمنٹ میں پیش ہو گی۔

—— لاہور ہائیکورٹ کے ایک سابق جج مسٹر ایلین گارڈن واکر کو ولایت میں ایک دوسرے شخص کی عورت سے زنا بالجبر کے الزام میں ۵۳ سو پونڈ جرمانہ کی سزا ہوئی ہے۔

—— برما اور چین کے درمیان حد بندی پر شدید اختلاف رونما ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ چینی افواج بھی سرحد پر آ گئی تھیں۔ لیکن کثرت بارش کے باعث جنگ کا امکان تو کم ہو گیا ہے اور چینی افواج سرد ست واپس ہو گئی ہیں۔ لیکن جھگڑا ابھی تک بدستور باقی ہے۔

—— لندن ۸ر جون۔ پرسوں دوپہر برسٹل کے قریب فلائنگ سکول کے طیارے آپس میں ٹکرا گئے۔ جس سے تین فضائی افسر ہلاک ہو گئے۔ ۱۹۳۴ء میں فضائی پرواز کے دس مہلک حادثے ہوئے جن سے ستر اموات واقع ہوئیں

—— لندن ۲۸ر جنوری۔ کل برطانیہ و فرانس کے نئے تجارتی معاہدہ پر دفتر خارجہ میں دستخط ہو گئے۔ اس معاہدہ پر یکم جولائی سے عملدرآمد شروع ہوگا۔ برطانیہ کی طرف سے معاہدہ پر وزیر خارجہ اور تجارتی بورڈ کے پریذیڈنٹ نے دستخط کئے۔ اور فرانس کی طرف سے فرانسیسی سفیر لندن نے دستخط کئے۔

—— انگلستان کے کوئلہ کی کانوں میں شراب کا استعمال بہت بڑھ گیا ہے۔ دارالعوام میں حکومت نے تسلیم کیا کہ شراب کی قیمت میں اضافہ ہو جانے سے ناجائز طور پر کشید کا رواج زیادہ ہو گیا ہے۔

—— ہز ہائینس نواب صاحب رامپور گزشتہ ماہ پہلی مرتبہ لندن تشریف لے گئے۔ ملک معظم نے آپکو شرف باریابی بخشا بیگم رامپور نے ملکہ معظمہ سے شرف ملاقات حاصل کی۔

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلحُ خَیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۳۴ء | نمبر ۴۱

آہ! مولانا محمد عصمت اللہ

اسلام کا ایک بہادر سپاہی چل بسا!

آہ جس حادثہ کا خطرہ تھا وہ وقوع پذیر ہوگیا۔ جس نقصان کا تصور ہی ہمارے دلوں کو دکھی کر دیتا تھا وہ پہنچکر ہی رہا۔ ایک عزیز و قیمتی ہستی جس کے ساتھ ہماری بہت سی بلند و اعلیٰ توقعات وابستہ تھیں ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئی۔ ایک بہت بڑی متاع جس پر ہمیں ناز تھا ہمارے ہاتھوں سے چھن گئی۔ یعنی جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کا ۵ جولائی کو دن کے بارہ بجے کے قریب لغارضہ تپ محرقہ نیشنل سینی ٹوریم ساملی میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم (آہ! انہیں مرحوم لکھتے ہوئے دکھ ہوتا ہے) تقریباً تین ماہ سے بیمار تھے ویسے تو ان کی صحت دو تین سال سے خراب تھی۔ ۳۲ء میں شدید علیل ہوگئے اور کئی ماہ تک صاحب فراش رہے۔ اس کے بعد بھی مختلف امراض کے حملے وقتاً فوقتاً ہوتے رہے۔ لیکن یہ آخری حملہ بہت سخت تھا جس نے جان لے کر چھوڑی۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور ڈاکٹر طفیل حسین صاحب نے لاہور میں انتہائی توجہ و ہمدردی سے علاج کیا۔ بار بار خود تشریف لاکر دیکھتے رہے۔ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی اپنے مشوروں سے مستفید فرماتے رہے۔ ساملی جانے کے بعد جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب سپرنٹنڈنٹ نیشنل سینی ٹوریم نے ہر قسم کی طبی امداد دی۔ لیکن افسوس موت کا کوئی علاج نہیں۔ اصل میں مولانا مرحوم کو خود اپنی صحت کی توقع نہ تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ ان کا دل زندگی سے سیر ہوچکا ہے اور ان کو اپنے مولا کے پاس جانے کی تمنا ہے۔

دوران علالت میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ نے نہایت اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھلایا۔ اور علاج و تیمارداری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ لاہور میں حضرت امیر خود بار بار عیادت کے لئے تشریف لاتے اور ہر طرح سے تسلی و تشفی دیتے رہتے۔ مولانا مرحوم کے ساملی جانے کے بعد بھی نہایت تسلی آمیز خطوط لکھتے رہے۔ اس قسم کی طویل اور نازک علالت میں تیمارداری اور مریض کی خدمت نہایت مشکل ہوتی ہے۔ لیکن مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے اس کٹھن فرض کو نہایت ہی قابل تعریف طریق پر انجام دیا کہ شاید قریبی رشتہ دار بھی ایسی تیمارداری اور خدمت نہ کرسکیں۔ لاہور میں شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کئی ہفتہ تک دن رات مرحوم کے پاس رہے۔ ساملی میں مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور شیخ صاحب موصوف دونوں ساتھ تھے۔ چند روز ہوئے کہ شیخ صاحب کو ایک اہم تبلیغی ضرورت کے لئے حصار جانا پڑا۔ اور اس کے چند روز بعد مولانا عبدالحق صاحب کو بھی ایک اہم ضرورت پیش آگئی۔ اور وہ چند روز کے لئے لاہور تشریف لائے اس عرصہ میں مولوی غلام جیلانی صاحب مبلغ، مرحوم کی خدمت کے لئے ساملی موجود رہے۔ مولانا عبدالحق صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب اب دوبارہ جانے کا ارادہ کر رہے تھے کہ انتقال ہوگیا۔ مرحوم کا ملازم محمد شفیع دوران علالت میں شروع سے آخر تک مرحوم کے پاس رہا۔ ۵ جولائی کو تقریباً ۲ بجے یہ دلپاش خبر ملی اور ۶ جولائی کی صبح کو جنازہ بذریعہ لاری لاہور پہنچ گیا۔

نماز جمعہ کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد اس متاع عزیز کو قبرستان میانی صاحب میں لیجا کر حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا۔ مرکز کے تمام بزرگ و احباب جنازہ کے ہمراہ قبرستان گئے۔ لاہور چھاونی سے بھی متعدد احباب تشریف لائے۔

مولانا مرحوم کی وفات ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے۔ جس کی تلافی کی سردست کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کی خدمات دینی کو قبول فرمائے اور ان کو

اعزاز کے ساتھ جوار رحمت میں جگہ دے

اور ان کے تمام احباب کو صبر کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جواب اطلاع نامہ

بخدمت مولوی عنایت اللہ صاحب وزیر آبادی

(از جناب خانصاحب چودھری احمد منظور الٰہی صاحب)

مولوی عنایت اللہ صاحب وزیر آبادی (ضلع گجرات پنجاب) نے اخبار "سنیاسی" گجرات میں حیات مسیح کے موضوع پر اطلاع نامہ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جس میں ہمیں بھی مخاطب کیا گیا ہے ان کی تحریر کا جواب عرض ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب کتاب ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء شائع فرمائی۔ تو آپ نے مخالف مولویوں کو ذیل کے الفاظ میں مخاطب فرمایا:۔

"یہ عاجز پہلے اس سے اسی رسالہ (ازالہ اوہام) میں بیان کر چکا ہے کہ عموم محاورہ قرآن شریف کا توفی کے لفظ کے استعمال میں یہی واقع ہوا ہے۔ کہ وہ تمام مقامات میں اوّل سے آخر تک ہر ایک جگہ جو توفی کا لفظ آیا ہے اُس کو موت اور قبض روح کے معنی میں لاتا ہے۔ اور جب عرب کے قدیم و جدید اشعار و قصائد و نظم و نثر کا جہاں تک ممکن تھا تتبع کیا گیا اور عمیق تحقیقات سے دیکھا گیا۔ تو یہ ثابت ہوا۔ کہ جہاں جہاں توفی کے لفظ کا ذوالروح سے یعنی انسانوں سے علاقہ ہے اور فاعل اللہ جلشانہٗ کو ٹھہرایا گیا ہے ان تمام مقامات میں توفی کے معنی موت و قبض روح کے کئے گئے ہیں اور اشعار قدیمہ و جدیدہ عرب میں اور ایسا ہی ان کی نثر میں بھی ایک بھی لفظ توفی کا ایسا نہیں ملے گا جو ذوی الروح میں مستعمل ہوا ہو جس کا فاعل لفظاً یا معناً خدا تعالےٰ ٹھہرایا گیا ہے یعنی فعل عبد کا قرار نہ دیا گیا ہو۔ اور محض خدا تعالےٰ کا فعل سمجھا گیا ہو۔ اور پھر اس کے معنی بجز قبض روح کے اور مراد رکھے گئے ہوں۔ لغات کی کتابوں قاموس صحاح صراح وغیرہ پر نظر ڈالنے والے بھی اس بات کو جانتے ہیں کہ ضرب المثل کے طور پر بھی کوئی فقرہ عرب کے محاورات کا ایسا نہیں ملا جس میں توفی کے لفظ کو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کر کے اور ذوی الروح کے بارہ میں استعمال میں لا کر پھر اس کے اور بھی معنی کئے ہوں۔ بلکہ برابر ہر جگہ یہی معنی موت اور قبض روح کے کئے گئے ہیں۔ اور کسی دوسرے احتمال کا ایک ذرہ راہ کھلا نہیں رکھا۔ پھر بعد اس کے اس عاجز نے حدیثوں کی طرف رجوع کیا۔ تا معلوم ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ اور خود آنحضرت صلعم اس لفظ توفی کو ذوی الروح کی طرف منسوب کر کے کن کن معنوں میں استعمال کرتے تھے آیا یہ لفظ اُس وقت ان کے روزمرہ محاورات میں کئی معنوں پر استعمال ہوتا تھا یا صرف ایک ہی معنی قبض روح اور موت کے لئے مستعمل تھا۔ سو اس تحقیقات کے لئے مجھے بڑی محنت کرنی پڑی۔ اور ان تمام کتابوں صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ موطا۔ شرح السنہ وغیرہ وغیرہ کو صفحہ صفحہ دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ ان تمام کتابوں میں جو داخل مشکوٰۃ ہیں تین سو چھیالیس (۳۴۶) مرتبہ مختلف مقامات میں توفی کا لفظ آیا ہے اور ممکن ہے کہ میرے شمار کرنے میں بعض توفی کے لفظ رہ بھی گئے ہوں۔ لیکن پڑھنے اور زیر نظر آجانے سے ایک بھی لفظ باہر نہیں رہا۔ اور جس قدر وہ الفاظ توفی کے ان کتابوں میں آئے ہیں۔ خواہ وہ ایسا لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا ہے یا ایسا ہے جو کسی صحابی کے منہ سے نکلا ہے تمام جگہ وہ الفاظ موت اور قبض روح کے معنوں میں آئے ہیں اور چونکہ میں نے ان کتابوں کو بڑی کوشش اور جانکاہی سے سطر سطر پر نظر ڈال کر دیکھ لیا ہے اس لئے میں دعوے سے اور شرط کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہر یک جگہ جو توفی کا لفظ ان کتابوں کی احادیث میں آیا ہے اُس کے بجز موت اور قبض روح کے اور کوئی معنی نہیں۔ اور ان کتابوں سے بطور استقراء کے ثابت ہوتا ہے کہ بعد بعثت اخیر عمر تک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توفی کا لفظ بغیر معنی موت اور قبض روح کے کسی دوسرے معنے کے لئے ہرگز استعمال نہیں کیا۔ . . . . اور نہ کبھی دیگر معنی کا لفظ زبان مبارک پر جاری ہوا۔ اور کچھ شک نہیں۔ کہ استقراء بھی ادلہ یقینیہ میں سے ہے . . . . . . پس جو شخص اس استقراء کا انکار کرے تو ایسا کوئی لفظ توفی کا پیش کرنا اُس کے ذمہ ہوگا — جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا ہو۔ اور بجز موت اور قبض روح کے اُس کے کوئی اور معنی ہوں"۔ (صفحہ ۸۸۸ ازالہ اوہام)

توفی کے لفظ کی نسبت اور نزول الدجال کے بارے میں ہزار روپیہ کا اشتہار

تمام مسلمانوں پر واضح ہو کہ کمال صفائی سے قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام بمطابق آیت وفیہا تحیون وفیہا تموتون۔ زمین پر ہی اپنی جسمانی زندگی کے دن بسر کر کے فوت ہو چکے ہیں۔ اور قرآن کریم کی سولہ آیتوں اور بہت سی حدیثوں بخاری اور مسلم اور دیگر صحاح سے ثابت ہے کہ فوت شدہ لوگ پھر آباد ہونے اور بسنے کے لئے دنیا میں بھیجے نہیں جاتے۔ اور نہ حقیقی اور واقعی طور پر دو موتیں کسی پر واقع ہوتی ہیں۔ اور نہ قرآن کریم میں واپس آنے والوں کے لئے کوئی قانون وراثت موجود ہے۔ با ایں ہمہ بعض علماء وقت کو اس بات پر سخت غلو ہے۔ کہ مسیح ابن مریمؑ فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہی آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ اور حیات جسمانی دنیوی کے ساتھ آسمان پر موجود ہے اور نہایت بیباکی اور شوخی کی راہ سے کہتے ہیں کہ توفی کا لفظ جو قرآن کریم میں حضرت مسیحؑ کی نسبت آیا ہے اُس کے معنے وفات دینا نہیں ہے بلکہ پورا لینا ہے۔ یعنی یہ کہ روح کے ساتھ جسم کو بھی لے لینا مگر ایسے معنے کرنا اُن کا سراسر افترا ہے۔ قرآن کریم کا عموماً التزام کے ساتھ اس لفظ کے بارہ میں یہ محاورہ ہے کہ وہ لفظ قبض روح اور وفات دینے کے معنوں پر ہر یک جگہ اُس کو استعمال کرتا ہے یہی محاورہ تمام حدیثوں اور جمیع اقوال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں پایا جاتا ہے جب سے دنیا میں عرب کا جزیرہ آباد ہوا ہے اور زبان عربی جاری ہوئی ہے کسی قول قدیم یا جدید سے ثابت نہیں ہوتا کہ توفی کا لفظ کبھی قبض جسم کی نسبت استعمال کیا گیا ہو۔ بلکہ جہاں کہیں توفی کے لفظ کو خدا تعالیٰ کا فعل ٹھہرا کر انسان کی نسبت استعمال کیا گیا ہے وہ صرف وفات دینے اور قبض روح کے معنی پر آیا ہے نہ قبض جسم کے معنوں میں۔ کوئی کتاب لغت کی اس کے مخالف نہیں کوئی مثل اور قول اہل زبان کا اس کے مغائر نہیں۔ غرض ایک ذرہ احتمال مخالف کے گنجائش نہیں۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالےٰ کا فعل ہونے کی حالت میں ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو۔ وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے۔ یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا اور آئندہ اس کی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا . . . .

اس اشتہار کے مخاطب خاص طور پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں جنہوں نے غرور و تکبر کی راہ سے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ توفی کا لفظ جو قرآن کریم میں حضرت مسیحؑ کی نسبت آیا ہے اس کے معنے پورا لینے کے ہیں یعنی جسم اور روح کو بہ ہیئت کذائی زندہ ہی اُٹھا لینا۔ اور وجود مرکب جسم اور روح میں سے کوئی حصہ متروک نہ چھوڑنا۔ بلکہ سب کو بحیثیت کذائی اپنے قبضہ میں زندہ اور صحیح سلامت لے لینا۔ سو اسی معنی سے انکار کر کے یہ شرطی اشتہار ہے (صفحہ ۹۱۸ ازالہ اوہام)

ظاہر ہے کہ اس اشتہار کے مخاطب خاص طور پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تھے جو اشتہار کی اشاعت کے بعد قریباً بیس سال تک زندہ رہے۔ نہ اُن کو اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی ہم عصر مخالف مولوی کو اس مقابلہ کی کبھی جرأت ہوئی۔

اب چونکہ تینتالیس سال کے بعد آپ نے اس مقابلہ میں آنے کی جرأت کی ہے اس لئے اب طرفین کے دلائل کے موازنہ کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ آپ اس بارہ میں پبلک کے سامنے اپنے دلائل پیش کریں۔ ہم اس کی تردید میں اپنے دلائل پیش کر دیں گے۔ پبلک خود غلط یا صحیح کا موازنہ لگا لے گی۔ جب انعامی مقابلہ سے اتنا عرصہ آپ کے بزرگ علماء گریز کرتے رہے خصوصاً وہ جو خاص طور پر اس کے مخاطب تھے۔ تو اب ہمارے ساتھ مقابلہ کی یہی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ طرفین اپنے اپنے دلائل پبلک میں پیش کر دیں۔ جب آپ کے بڑوں سے ہم خائف نہ ہوئے۔ جنہوں نے تکبر سے بڑے بڑے دعوے کئے۔ تو آپ سے خائف ہونا جس کا کوئی اثر اپنی جماعت پر بھی نہیں۔ ایک بے معنی بات ہے۔ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ہر ایک عالم ایسے مقابلہ کے لئے تیار ہے۔ اس لئے یہ ضروری امر نہیں۔ کہ سلسلہ کے بزرگ ہی آپ کے مخاطب ہوں۔ اگر مولوی صاحب کے پاس حق ہے۔ تو پبلک کے سامنے پیش کرنے میں اُن کو تامل نہ ہونا چاہیئے۔ آخر رات دن اُن کی جماعت کی طرف سے ہمارے خلاف رطب و یابس شائع ہوتا ہی رہتا ہے۔ وہ بھی اپنا زور لگا کر دیکھ لیں۔

محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری

امتحان میں کامیابی

مرزا یعقوب بیگ صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول و سکرٹری [illegible] احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور امسال ایس اے وی کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ہم ان کی کامیابی پر ہم انہیں خلوص دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

(مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم شنبہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ | نمبر ۴۱

آریہ سماجیوں کی خانہ جنگی

اور ان کی اخلاقی حالت

آریہ سماج جماعت احمدیہ سے ہمیشہ خائف رہا ہے کیونکہ اس جماعت کی حق پرستانہ سرگرمیوں اور باطل سوز کامیابیوں میں اس کو اپنی موت نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی قوت کا بہت بڑا حصہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ناکام مخالفت میں صرف ہو رہا ہے۔ آریہ اخبارات اور آریہ مبلغ ہمیشہ ہمارے خلاف زہر چکانی میں مصروف رہتے ہیں۔ چند ماہ سے "پرکاش" اور "آریہ گزٹ" خاص طور پر شور مچا رہے ہیں کہ احمدی بڑے لڑاکو۔ فسادی اور زبان دراز ہیں اپنے اس جھوٹ کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ احمدیوں کی لاہوری اور قادیانی جماعتوں میں شدید اختلاف ہے۔ وہ ایک دوسرے کے خلاف لکھتے ہیں۔ تقریریں کرتے ہیں۔ افسوس آریہ سماجیوں کو دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آجاتا ہے۔ لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ بہتر ہوتا کہ آریہ سماجی اخبارات احمدی جماعتوں کے اختلافات کا بے حد مبالغہ آمیز پروپیگنڈا کرنے سے قبل ذرا اپنے گھر کی حالت پر بھی غور کر لیتے۔ بے شک ہمارا قادیانی جماعت سے اختلاف ہے۔ بعض اوقات قادیانی جماعت کی زیادتی ناگوار اور افسوسناک صورت پیدا کر دیتی ہے۔ مگر آریہ سماج کی خانہ جنگیاں تو ہمارے اختلافات سے بہت زیادہ شدید بلکہ ناگفتہ بہ ہیں۔ آریہ سماجیوں کی طرح دوسروں کی عیب شماری ہمارا شیوہ نہیں لیکن "آریہ گزٹ" اور "پرکاش" کی بیہودگیوں نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم آریہ سماجیوں کی خانہ جنگیوں کی ایک ہلکی سی جھلک دکھلا دیں۔

سوامی شردھانند آنجہانی اور مہاتما ہنس راج جی یا مہاشہ کرشن اور چودھری رام بھجدت جی آنجہانی کی لڑائیاں اب کسی قدر پرانی ہو چکی ہیں۔ اور ان لڑائیوں کے دوران میں فریقین نے ایک دوسرے پر جو کیچڑ اچھالا اور شرمناک الزام لگائے وہ آریہ سماج کی تاریخ کا ایک اہم باب بن چکے ہیں۔ اور ہر ایک شخص کو معلوم ہیں۔ اس لئے ان کا اس جگہ ذکر چنداں ضروری نہیں ہم ان کو دہرانے کے بجائے کچھ تازہ حالات پیش کرتے ہیں ہفتہ وار "آریہ ویر" آریہ سماج کا ایک مشہور اور ذمہ دار اخبار ہے۔ پنڈت مدن چند شرما اس کے ایڈیٹر ہیں۔ گزشتہ دنوں ان کی اہلیہ کا طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔ وہ خود اور ان کے بچے شدید بیمار رہے لہٰذا انہوں نے اپنی اس بپتا کی مفصل کیفیت ۳ جولائی کے "آریہ ویر" میں لکھی ہے۔ "آریہ ویر" کی مہاشہ کرشن سے ان بن ہے۔ شرما جی تو اپنی اہلیہ کے ماتم اور بچوں کی تیمارداری میں مصروف رہے۔ لیکن مہاشہ کرشن اور ان کی پارٹی نے شرما جی کی خانہ ویرانی اور علالت سے فائدہ اٹھا کر جو کچھ کیا وہ ان کے اپنے بیان کے مطابق حسب ذیل ہے:-

"جب سے دینانگر میں آریہ ویدک کانفرنس ہوئی تھی اور آریہ ویر میں اس کے پردھان مہاشہ کرشن کے متعلق کچھ مضمون چھپے تھے۔ اور جب سے آریہ ویر نے آریہ پرتی ندھی سبھا کے اجلاس کے موقعہ پر مہاشہ کرشن کے بجائے کسی دوسرے شخص کو منتری بنانے کے لئے لکھا اور مہاشہ کرشن سبھا کے منتری نہ بن سکے اس وقت سے مہاشہ کرشن کے کچھ پٹھو اور دکتے، اور پٹھوؤں نے آریہ ویر کے خلاف جہاد کرنا سماجوں میں پھر پھر کر بائیکاٹ کرانا اپنا ادیش بنا رکھا ہے۔"

ایک آریہ سماجی لیڈر اپنے بھائی کی علالت اور خانہ ویرانی سے فائدہ اٹھا کر اس کی ذات اور اخبار کے خلاف پروپیگنڈا کرتا ہے اور وہ اس کے ساتھیوں کو کتے کہتا ہے یہ آریہ سماجی تہذیب کا ایک معمولی نمونہ ہے۔

اس کے بعد شرما جی بیان کرتے ہیں کہ مہاشہ کرشن کے اخبار "پرکاش" اور ان کے زیر اثر اخبارات آریہ مسافر اور ریفارمر کو ان کی اہلیہ کے انتقال کی خبر بھیجی گئی لیکن انہوں نے خبر چھاپی نہ کوئی تعزیتی نوٹ لکھا بلکہ اظہار ہمدردی و تعزیت کے بجائے "سماجوں میں پھر پھر اکر میرے برخلاف پروپیگنڈا کیا گیا۔ مہاشہ سنت لال ودیارتھی ایڈیٹر ریفارمر اور مہاشہ جگن لال پریم . . . . نے باہر جا کر خوب منادی کی۔

مہاشہ کرشن کی چیرہ دستیوں کے متعلق شرما جی لکھتے ہیں۔

"آریہ سماج کا پچھلے سالوں کا اتہاس ناظرین کے سامنے ہے دیکھیں . . . . . اس مہاشہ کرشن اور اس کے پٹھوؤں نے کتنوں کو ذلیل کر کے سماج سے نکالا۔ سوامی ودیانند جی کے ساتھ جو دیوہار انہوں نے کیا کسی سے بھولا ہوا نہیں ہے۔ پنڈت گپتی شرما کی مرتیو پر لکھا کہ آج ایک کتا مر گیا۔"

کسی کے انتقال پر اظہار ہمدردی و تعزیت نہ کرنا تو بعض دوسری جگہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ لیکن اپنے کسی ہم عقیدہ کی موت پر اس کے متعلق اخبارات میں یہ لکھنا کہ **آج ایک کتا مر گیا** یہ خالص آریہ سماجیوں کی شان ہے۔ انہی کا اخلاق اس کی اجازت دے سکتا ہے۔ یہ ہیں سوامی دیانند اور ان کی کتاب ستیارتھ پرکاش کی تعلیمات کے نتائج۔ سچ ہے درخت اپنے پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے

یہاں تک تو تقریر و تحریر کا معاملہ تھا۔ اب ذرا ہاتھا پائی کا بھی ایک منظر ملاحظہ فرمائیں۔ شرما جی ہی کا ارشاد ہے:-

"ابھی پچھلے سال ڈیڑھ سال میں ہی اس لئے کہ میں پنڈت وشوبندھو اور سوامی ستیانند کے سدھانت گھات کا وردھی (مخالف) تھا انارکلی اور وچھووالی سماج میں مجھے مارا گیا۔ وچھووالی سماج میں تو جان تک کے لے لینے کی کوشش کی گئی۔ اس بری طرح گلا گھونٹا گیا کہ اگر ایک سیکنڈ اور نہ چھٹتا تو پران پکھیرو ہو جاتے۔ (یعنی دم نکل جاتا)"

ہم پھر کہتے ہیں کہ ہمیں کسی کی عیب شماری اور پردہ دری پسند نہیں لیکن آریہ سماجیوں کی یہ کیفیت ہے کہ جب تک دوسرے چند پہ کی باتیں نہ سن لیں اور اپنی بے عزتی و رسوائی نہ کرا لیں انہیں چین نہیں پڑتا۔ اس لئے مجبوراً اس حقیقت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ آریہ سماجیوں کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی ہے۔ ان کے ذمہ دار عہدہ داروں کے اخلاق کی کیفیت تو بہت ہی گھناؤنی ہے۔ چنانچہ آریہ ویر کے ایک مضمون نگار سوامی بھوما نند جی سرسوتی ایم اے لکھتے ہیں۔

"آریہ سماج . . . . . کے بوڑھے بوڑھے لیڈروں میں کوئی بھی آج سنیاس (درویشانہ زندگی) لینے کا خیال سوپن (خواب) میں بھی نہیں کرتا کیونکہ لیڈری سے ہاتھ دھونے پڑینگے۔ شان جاتی رہے گی . . . . . . جس کی لاٹھی اسی کی بھینس کے مطابق جو پیسے کے زور سے چند اچکوں کی پارٹی بنائے رکھے اس کی چین ہی چین ہے وہ سنتھا ہتھیا سکتا ہے۔ دھن ہڑپ کر سکتا زناکاری کر سکتا ہے . . . . . . بازی کر سکتا ہے اور سارودیشک سبھا پرادیشک سبھا پرتی ندھی سبھائیں اور آریہ سماجیں سب ہی ہاتھ ملتے کھڑے رہتے ہیں۔"

ہم "آریہ گزٹ" اور "پرکاش" سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا آریہ سماج کا یہی وہ اتحاد و اتفاق اور بلند اخلاقی ہے جس سے مطمئن ہو کر وہ سلسلہ احمدیہ کے اختلافات پر بغلیں بجایا اور جھوٹا پروپیگنڈا کیا کرتے ہیں؟ کیا ان کی آنکھیں نور بصارت سے بالکل اسی طرح محروم ہو گئی ہیں جس طرح ان کے دل و دماغ صداقت و رواداری سے کہ ان کو اپنی یہ خانہ جنگیاں اور شرمناک اخلاقی مفاسد نظر نہیں آتے؟ اگر یہی بات ہے تو پھر ہمیں ان سے کوئی گلہ نہیں ؎

جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ
کیا کسی کا گلہ کرے کوئی!

برلن مسجد کی مرمت

برلن مسجد ہماری جماعت کی اولوالعزمی اور شوق تبلیغ کا ایک دلخوش کن اور رپشن ثبوت ہے۔ ایک چھوٹی سی غریب جماعت کا قلیل عرصہ میں کئی لاکھ روپے کے صرف سے قلب یورپ میں ایک خوبصورت اور شاندار مسجد تعمیر کردینا بہت بڑی ہمت و قربانی کا ثبوت ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ مسجد کی تعمیر کے بعد اس کی حفاظت و آبادی بھی ہمارا ہی فرض ہے جسکے بغیر ہم کسی شرف کے مستحق نہیں ہوسکتے۔ احباب کو معلوم ہے کہ یہ خانہ خدا ایک عرصہ سے مرمت کا محتاج ہے اور اگر جلد مرمت نہ کرائی گئی تو عمارت کو غیر معمولی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ مرمت کے اخراجات اندازہ تقریبًا پانچ ہزار مارکس (جرمنی سکہ) ہے جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد ہذا نے یہ تدبیر کی ہے کہ اپنے پچاس احباب کے ذمہ ایک ایک صد روپیہ لگا دیا ہے کہ وہ یہ رقم اپنے پاس سے دیں یا اپنے حلقہ اثر سے فراہم کردیں۔ ان اصحاب کو انہوں نے براہ راست چٹھیاں لکھی ہیں ہمارے علم کے مطابق ان پچاس اصحاب میں سے سب سے پہلے ہمارے مکرم بزرگ شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی کے لائق فرزند شیخ عزیز احمد صاحب نے اس کار خیر کے لئے عملی قدم اٹھایا ہے۔ اور اکاسی روپے کی رقم فراہم کرلی ہے جس میں سے مبلغ ۶۵ روپے وصول ہوچکے ہیں۔ جزاک اللہ۔ امید ہے وہ بہت جلد یکصد روپیہ جمع کرلینگے۔ باقی انچاس اصحاب کو بھی اس کار خیر میں اس پرجوش دیندار نوجوان کی تقلید کرنی چاہیئے۔

علاوہ ازیں اس کام کے لئے ہمیں صرف ان پچاس اصحاب پر ہی جن کو ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے براہ راست لکھا ہے انحصار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہر ایک فرد سلسلہ کو اس کی تکمیل میں حصہ لینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ فرض تمام وابستگان سلسلہ عالیہ پر عائد ہوتا ہے۔

گاندھی جی کی ایک سچی بات

امسال عید میلاد النبیؐ کے اجتماع پونا میں گاندھی جی نے جو تقریر فرمائی اس کا خلاصہ پیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج کیا جارہا ہے۔ گاندھی جی اپنے سیاسی طرز عمل کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر بہت بڑی حد تک مشتبہ اور غیر ہر دلعزیز ہوچکے ہیں وہ کئی سال سے محسوس کر رہے ہیں۔ اسلامی معاملات کے متعلق گاندھی جی کا عمل ان کے قول سے بالکل مختلف ہوتا ہے اس لئے گاندھی جی نے اپنی اس تقریر میں ہندو مسلم اتحاد اور مسلمانوں سے اپنی دوستی کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اسے ایک ہوشیار اور ضرورت وقت سے واقف ہندو لیڈر کے الفاظ سے زیادہ اہمیت دینے کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ لیکن انہوں نے مسلمانوں کی ایک کمزوری کا ذکر فرمایا ہے۔ جو بالکل درست اور حقیقت کے مطابق ہے۔ آپ نے سامان حاضرین کو مخاطب کرکے کہا۔

"آپ لوگ قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں لیکن بہت
تھوڑے ہیں جو اس کے مطابق عمل بھی کرتے ہیں"

یہ ایک بالکل سچی بات ہے اگر ہمارا قرآن کریم پر پوری طرح عمل ہوتا تو ہم اس طرح پستی کے گڑھے میں نہ گرے ہوتے اور ہماری سلطنت نہ جاتی۔ ہم ہندوستان میں اقلیت میں نہیں بلکہ اکثریت میں ہوتے۔ ہندوؤں کو ہمارے ساتھ بے انصافی اور زیادتی کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اور گاندھی جی کو اپنی ہریجن تحریک کی بھی ضرورت پیش نہ آتی۔ کیونکہ ہندوؤں کے ایک کثیر حصہ کے ساتھ ہی تمام اچھوت مسلمان ہوچکے ہوتے۔ کاش اب بھی مسلمان اپنے عمل کو قرآن کے مطابق بنانے کی کوشش کریں۔

قانون قرضہ کی ضرورت

ساہوکار اور شہری ہندوؤں نے قرضہ بل کے خلاف بہت شور مچا رکھا ہے۔ ان کی طرف سے یہ "دلیل" بھی پیش کی جارہی ہے کہ ایسا قانون ہندوستان کے کسی صوبے میں موجود نہیں جب دوسرے صوبے اس قسم کا قانون وضع و نافذ کرلیں گے تو پنجاب میں بھی دیکھا جائے گا۔ ان کی اس "دلیل" کی لغویت بالکل ظاہر ہے۔ اس طرح ہر ایک مفید نئی تحریک اور بہت سی ضروری تجاویز کو رد کیا جاسکتا ہے۔ اور جب کبھی بھی کسی صوبہ کی کونسل میں اس قسم کا مسودہ قانون پیش ہوگا۔ ساہوکار اور ان کے حامی یہی صدائے بے ہنگام بلند کرکے اس کو نامنظور کرا دیا کرینگے۔ لیکن ظالم ساہوکاروں اور ان کے بے انصاف حامیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پنجاب کا دیہاتی قرضہ ہندوستان کے تمام دوسرے صوبوں سے زیادہ ہے اس لئے پنجاب کو سب سے زیادہ اور سب سے اول اس قانون کی ضرورت ہے۔ ذیل میں ہم ہندوستان کے مختلف صوبوں کے دیہاتی قرضہ کا فی کس اوسط پیش کرتے ہیں۔

آسام اکتیس روپے۔ بنگال اکتیس روپے۔ بہار اکتیس روپے۔ بمبئی انچاس روپے۔ صوبجات متوسط بیس روپے۔ صوبجات متحدہ چھتیس روپے۔ مدراس پچاس روپے۔ پنجاب بانوے روپے۔

مندرجہ بالا نقشہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ پنجاب کا قرضہ باقی تمام صوبوں سے زیادہ ہے۔ وہ اکثر صوبوں سے تین گنا بعض سے تقریبًا دوگنا اور ایک سے تقریبًا ساڑھے چار گنا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قرضہ اور سود کی ہولناک مصیبت کے انسداد کی ابتدا پنجاب سے کی جائے۔

گاندھی جی پر بم

بہار کے دورہ میں گاندھی جی کی موٹر پر لاٹھیاں برسائی گئی تھیں۔ مہاراشٹر کے مرکز پونا میں بم پھینکا گیا۔ جس سے سات آٹھ آدمی زخمی ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ گاندھی جی کے خلاف یہ معاندانہ حرکتیں اچھوت اودھار کی تحریک کا نتیجہ ہیں بعض راسخ العقیدہ مگر گمراہ سناتن دھرمی گاندھی جی کی موجودہ سرگرمیوں کو سناتن دھرم کے لئے مہلک سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان میں سے بعض من چلے آدمیوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ گاندھی جی کی ذات بابرکات کا خاتمہ کردیں۔ تاکہ سناتن دھرم ہندوؤں کے اس مصلح اعظم کی دست برد سے محفوظ ہوجائے ہمیں اس حادثہ پر دلی رنج ہے۔ اول اس لئے کہ اختلاف خیالات وعقائد کو قاتلانہ حملوں کی صورت دینا سخت مجرمانہ حرکت ہے۔ ثانیًا اس لئے کہ گاندھی جی ہندوستان کے نہ سہی تو بہرحال ہندوؤں کے بہت بڑے لیڈر ہیں۔ ثالثًا جو جماعت مختلف عقیدہ رکھنے والوں کو طاقت و قوت کے ساتھ مٹانے کی کوشش کرتی ہے۔ وہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑا چلاتی ہے۔ ہم اس واقعہ کی مذمت میں تمام ہندوؤں کے ہم نوا ہیں۔ اس قسم کی احمقانہ حرکتوں کا جتنی جلدی سدباب ہوجائے۔ ہندوؤں کے لئے اور ہندوستان کے لئے باعث رحمت ہوگا۔ لیکن چند گزارشات پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے ہندو بھائی ان پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے۔

سب سے پہلی گزارش یہ ہے۔ کہ اب تک یورپینوں پر جتنے قاتلانہ حملے ہوتے رہے۔ ہندو علی العموم ان کی غیر مشروط مذمت میں تامل کرتے رہے۔ جن نوجوانوں نے وہ حملے کئے تھے۔ ان کے جذبات ایثار و قربانی کی ہمیشہ تعریف کی گئی۔ ان کی وطن پرستی کو سراہا گیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ کہا گیا۔ کہ انہوں نے قوم و ملک کے مسلمہ مسلک کے خلاف قدم اٹھایا۔ یا جس طریقے کو ہندوستان بحالات موجودہ بہتر سمجھتا ہے۔ اس کی پابندی نہ کی۔ اس قسم کی مذمتوں کا نتیجہ یہی ہوسکتا تھا۔ کہ گمراہ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہے کہ اس قسم کے قاتلانہ حملوں میں جو نوجوان ماخوذ ہوتے رہے ان کی زبردست حمایت کی گئی۔ اس ضمن میں مثالیں پیش کرنا غیر ضروری ہے کیا ہم پوچھ سکتے ہیں۔ کہ گاندھی جی کی موٹر پر جو بم پھینکا گیا۔ اس کے سلسلہ میں بھی ایسی روش اختیار کی جائیگی؟ یعنی کیا یہ کہا جائے گا۔ کہ بم پھینکنے والے کی نیت نیک تھی۔ اگرچہ اس کا طریقہ غلط تھا؟ آخر جو چیز یورپینوں پر قاتلانہ حملوں کے سلسلہ میں سو مرتبہ جائز سمجھی گئی۔ وہ گاندھی جی کے ضمن میں کیوں ناجائز سمجھی جائے؟ اگر یورپینوں پر قاتلانہ حملوں کے مرتکب نوجوان بہت بڑے وطن پرست تھے۔ تو گاندھی جی پر بم پھینکنے والے کو کیوں سناتن دھرم کا مخلص ترین خادم نہ سمجھا جائے؟ ہم پھر واضح کئے دیتے ہیں کہ ہمارا ارادہ ہرگز نہیں۔ کہ اس افسوسناک اور الم انگیز فعل کے لئے کوئی وجہ جواز پیدا کریں۔ حاشا و کلا۔ لیکن ہندوؤں سے یہ ضرور کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس قسم کے قاتلانہ حملوں میں ان کی روش ہمیشہ نہایت افسوسناک رہی ہے۔ اور نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ جس بلا کو وہ دوسروں کے گھروں پر منڈلاتے دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ آج وہ بلا خود ان کے گھر پر بھی نازل ہونے لگی ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے۔ کہ اس واقعہ کی مذمت کی دلیل یہی ہے کہ اختلاف عقائد و خیالات کی بنا پر کسی شخص کو موت قتل نہیں بنانا چاہیئے اس کے سوا کیا دلیل ہے۔ لیکن کیا ہم ہندوؤں سے پوچھ سکتے ہیں۔ کہ ان کی قوم کی روش اب تک کیا رہی ہے؟ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اجودھیا میں دو یا تین گائیوں کے ذبح کرنے پر وحشی بیراگیوں نے اجودھیا کے مسلمانوں پر عام حملہ بول دیا۔ نہتے مسلمانوں کو قتل کیا۔ مسلمانوں کے مکانوں کو آگ لگا دی۔ ان کی مسجدیں کھود دیں؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے۔ کہ صرف گزشتہ دو تین مہینے میں بہار میں کم و بیش تین مرتبہ ہندوؤں کی طرف سے کم تعداد مسلمانوں پر ایسے ہی حملے ہوچکے ہیں۔ اور گائیوں یا بھینسوں کو بچانے کے لئے ہندو ان انسانوں کو قتل اور زخمی کرچکے ہیں جو مسلمان تھے اور ہندوؤں سے مختلف عقیدہ رکھتے تھے؟ بتائیے گاندھی جی نے یا اس کی قوم کے افراد نے ان وحشیانہ اقدامات کی کب مذمت کی۔ کب یہ کہا کہ اجودھیا کے بیراگیوں کے لئے یا بہار کے ہندوؤں کے لئے ذبح گاؤ پر مسلمانوں کے خلاف حملہ کرنا شدید مجرمانہ فعل تھا۔ جس سناتن دھرمی نے اپنے مذہب کو بچانے کے وہم میں گاندھی جی پر بم پھینکا۔ جتنی اس کے فعل کی مذمت ہونی چاہیئے۔ اس سے بدرجہا زیادہ مذمت ان بیراگیوں اور ہندوؤں کی ہونی چاہیئے تھی جنہوں نے اختلاف عقائد کی بنا پر مسلمانوں پر قاتلانہ یورش کی۔ ہندوؤں پر آج شاید اس مشہور قول کی حقیقی حیثیت زیادہ اچھی طرح واضح ہوجائیگی۔

کہ ہرچہ بر خود نپسندی بر دیگراں مپسند

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سخت کلامی

ایک وہابی مولوی کی حرکات مذبوحی

(از جناب سید اختر حسین صاحب احمدی مولوی فاضل)

لاہور کا ایک اعجوبہ

لاہور میں بہت سے عجائبات ہیں - اور اُن عجائبات میں سے ایک اعجوبہ مولوی محمد حنیف صاحب ندوی کا وجود ہے - آپ مسجد مبارک اہل حدیث کے امام ہیں - اور آپ کی سیرت کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ باوجود حیات مسیح - قتل مرتد - اور خونی مہدی کی آمد کے قائل ہونے کے نہایت معقول بننے کی کوشش میں رہا کرتے ہیں - آپ کے درس و مواعظ کے علاوہ بھی آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کی مخالفت میں گزرتا ہے -

حنیف صاحب کی معقولیت کا ایک نمونہ

آپ کے معقول بننے کی کوشش کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آپ درس قرآن دیتے ہوئے یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ جس ہدہد کا ذکر حضرت سلیمانؑ کے ساتھ کیا گیا ہے وہ کوئی پرندہ نہیں بلکہ انسان تھا - لیکن اس خیال سے کہ جماعت احمدیہ سے مشابہت تامہ نہ پیدا ہو جائے "نملہ" کے متعلق یہ نہیں کہتے کہ وہ بھی کوئی قوم تھی -

مولوی صاحب یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ بنو کلب (کتے کے بیٹے) کسی قوم کا نام ہوسکتا ہے - آپ کو اس سے بھی انکار نہیں کہ بنو اسد (شیر کے بیٹے) بھی کوئی قوم گزری ہے - لیکن احمدیوں کی مشابہت سے ڈرتے ہوئے "بنو نمل" کے قوم ہونے کو کبھی نہیں مانتے -

حنیف صاحب کا ایک مضمون

حال ہی میں لاہور کے ایک نام نہاد رسالہ "الاسلام" بابت مئی و جون میں آپ کا مضمون بعنوان "میرزائیت اور قرآن دشمنی" شائع ہوا ہے جس میں آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نعوذ باللہ مرزا صاحب ایک صادق انسان نہیں ہوسکتے کیونکہ انہوں نے مخالفین کو بلا استثناء گالیاں دی ہیں - اور انبیاء علیہم السلام کا اسوۂ طیبہ اس کے خلاف ہے - چنانچہ لکھتے ہیں :-

> عام طور پر حکما ، اور رہبران امت جلال میں آکر وہ کچھ کہہ دیتے ہیں جن سے بسا اوقات قوم کی دل شکنی ہوتی ہے لیکن انبیاء علیہم السلام رحمت خداوندی کے مظہر اتم ہوتے ہیں فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ۔ زبان کے رسیلے اور دل کے نرم ہوتے ہیں - ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک ۔ صـ۱۳

بعض اوقات بطور علاج سختی ضروری ہوتی ہے

ہمیں کب اس بات سے انکار ہے - کہ انبیاء علیہم السلام زبان کے رسیلے اور دل کے نرم ہوتے ہیں - ہم تو یہ کہتے ہیں - کہ مخالفین کے مقابل انہیں بعض اوقات بطور علاج سختی کرنی پڑتی ہے - اس میں کس کو شک ہے کہ اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے - لیکن باوجود اس کے اسلام نے مقابلہ کے وقت جنگ و جدال کا حکم دیا - اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ اسلام امن عامہ میں خلل انداز ہوتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنے موقعہ پر یہ جنگیں بھی امن پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہیں - جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حتیٰ لاتکون فتنۃ ویکون الدین للّٰہ -

ایسے ہی باوجود امن و سلامتی کا مذہب ہونے کے اسلام نے یہ بھی تو کہا ہے کہ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص " (الصف) خدا تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے جو اس کے رستہ میں صفیں باندھ کر لڑتے ہیں جیسے کہ وہ مضبوط دیوار ہیں - تو کفار سے مقابلہ کے وقت قتال کرنا - نہ تو اسلام کو امن و سلامتی کا دشمن بنا سکتا ہے اور نہ ہی اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ نعوذ باللہ غلیظ القلب تھے -

حنیف صاحب عیسائیوں کے اعتراض کا کیا جواب دیں گے ؟

اگر حنیف صاحب پر کوئی عیسائی اعتراض کرے کہ کیوں صاحب آپ تو قرآن مجید کی آیت پیش کرکے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غلیظ القلب نہیں تھے حالانکہ انہوں نے کفار کے ساتھ اس قدر جنگیں کیں کہ جن کو سُن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں - تو یقیناً حنیف صاحب کا یہی جواب ہوگا کہ مقابلہ کے وقت سختی کرنا غلاظت قلب کی نشانی نہیں - مقابلہ کے وقت تو خدا نے حکم دیا ہے یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم کہ اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کر یہاں مقابلہ کے لئے " واغلظ علیھم " کا حکم ہے - معلوم ہوا کہ موقع پر غلاظت قلبی کا بھی ارشاد ہے

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اگر مخالفین کے مقابل تحریر میں کسی قدر سختی اختیار کی ہے تو اس سے اُن کا " غلیظ القلب " ہونا قطعاً ثابت نہیں ہوتا - بلکہ ایسا کرنا ایسے مواقع پر ان کے لئے لازمی تھا -

حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی سخت کلامی میں ابتدا نہیں کی

آپ نے کبھی سخت کلامی میں ابتدا نہیں کی - چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ مولویوں نے

> " مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذاب مفسد دجال - مفتری مکار - ٹھگ - فاسق - فاجر - خائن رکھا تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ صحت نیت کے ساتھ ان تحریروں کی مدافعت کروں " حقیقۃ الوحی صـ۲۱

ضرورت کے وقت سختی عیب نہیں

حنیف صاحب لکھتے ہیں :-

> ولید - عتبہ - ابوجہل - اور تمام بڑے بڑے صنادید قوم آپ کے مخالف تھے لیکن رحمۃ للعلمین نے کسی ایک کو بھی کبھی گالی دی ہے ؟ سیر و احادیث کی تمام کتابیں دیکھ جاؤ تمہیں وہاں فصل خطاب اور حسن تکلم کے سوا کوئی عیب کی بات نہ ملے گی - صـ۱۴

اس میں تو شک نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی اور نہ ہی احادیث و کتب سیر میں کوئی عیب کی بات ہے کیونکہ عیب وہ ہوتا ہے جو بے موقع ہو موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سختی فرمائی - قرآن بھی اس پر شاہد ہے اور احادیث بھی - لیکن یہ عیب نہیں - اسی طرح ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی کبھی کسی کو گالی نہیں دی -

اظہار واقعہ کو گالی نہیں کہا جاسکتا ہے

لیکن بعض اوقات اظہار واقعہ کے طور پر سخت کلامی نبی اور مجدد کو کرنی پڑتی ہے - اگر کلام ایسے رنگ کا ہو کہ اس سے محض دوسرے کی دلآزاری مدنظر ہو اور اس کے ساتھ وہ کذب بھی ہو تو گالی ہوگی - لیکن بوقت ضرورت ایک حق سے روگردانی کرنے والے اور اندھا دھند مخالفت کرنے والے کو " اندھا " کہا جائے تو یہ اظہار حق ہوگا گالی نہیں ہوگی - نبی یا مجدد بطور حَکَم کے آتا ہے - وہ اگر کسی پر " اندھا " ہونے کا فتویٰ صادر کرے گا تو یہ گالی نہ ہوگی - مثلاً عدالت نے ایک مرتبہ مولوی کرم الدین ساکن بھیں جو حضرت اقدس کے خلاف ایک مقدمہ کے اختتام پر " کذاب " کا فتویٰ صادر کیا - تو یہ اظہار حقیقت تھا گالی نہ تھی - ایسے ہی

محدثین کا طرز عمل

اگر حنیف صاحب کو علم حدیث اور علم اسماء الرجال سے کچھ مس ہے تو وہ جانتے ہوں گے کہ محدثین کس طرح راویوں پر " کذاب " اور " اکذب الناس " کے فتاوی صادر کرتے ہیں حالانکہ اسے کوئی گالی نہیں کہتا بلکہ ایک اظہار واقعہ ہوتا ہے تو پھر حضرت اقدس اگر حَکَم و عدل ہونے کی حیثیت سے " کاذب " کو " کاذب " کہیں تو اس میں کیا حرج ہے - اور کونسی قباحت ہے ؟ معلوم ہوا کہ بعض اوقات سخت کلامی کے ذریعہ اظہار واقعہ کرنا گالی نہیں کہلاتا -

حنیف صاحب کا دعویٰ غلط ہے

اس بات کو تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ کتب سیر و احادیث میں فصل خطاب اور حسن تکلم ہی ہے لیکن اگر حنیف صاحب کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سخت الفاظ کسی کو نہیں کہے تو اس کا جواب ہمارے پاس موجود ہے - چنانچہ صحیح مسلم شرح نووی جلد ۲ صـ۳۲۳ پر ایک حدیث بالفاظ ذیل آتی ہے :-

عن عائشۃ قالت دخل علی رسول اللہ علیہ وسلم رجلان فکلماہ بشئ لا ادری ماھو فاغضباہ فلعنھما وسبھما "

ترجمہ عائشہ صدیقہ رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے اور انہوں نے نہ معلوم کس معاملہ میں آپ سے گفتگو کی پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غضب دلا دیا - پس آپ نے اُن دونوں پر لعنت کی - اور اُن کو سب و شتم کیا -

ایسے حافظ ابن قیم لکھتے ہیں :-

قلت فی صحیح مسلم انہ قال قبل وصولہ الیھا انکم ستاتون غداً ان شاء اللہ عین تبوک وانکم لن تاتوھا حتی یضحی النھار فمن جاءھا فلا یمس من ماءھا شیئاً حتی آتی فجئناھا وقد سبق الیھا رجلان والعین مثل الشراک تبض بشئ من ماءھا فسألھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل مسستما من ماءھا شیئاً قالا نعم فسبھما وقال لھم ما شاء اللہ ان یقول - زاد المعاد مطبوعہ مطبع نظامی جلد ۲ صـ۳ [illegible]

ترجمہ: میں نے کہا صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے (صحابہ کے) پاس پہنچنے سے پہلے کہا - تم کل انشاء اللہ مقام تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے - اور تم اس پر دن روشن ہونے سے پیشتر نہیں پہنچو گے - پس جو شخص اس چشمہ کے پاس آئے اُس کے پانی کو مت چھوئے جب تک کہ میں نہ آجاؤں ہم اس چشمہ پر پہنچے اور چشمہ کی طرف دو آدمی سبقت کر گئے - وہ چشمہ تسمے کی طرح تھا - اس کا پانی چمکتا تھا - پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے پانی کو چھوا ہے - انہوں نے کہا ہاں - پس آپ نے انہیں سب و شتم کیا اور جو خدا نے چاہا سو کہا -

حدیث سے عدم واقفیت کا ثبوت

اس کے علاوہ ہم اور بھی بہت حوالے پیش کرسکتے ہیں لیکن

فی المحال اسی قدر کافی ہے۔ امید ہے کہ حنیف صاحب کے تمام کتب احادیث و سیر کے باطل ادعا کی حقیقت دکھانے اور ان کے اہلحدیث ہونے کے باوجود حدیث سے عدم واقفیت کا ثبوت دینے کے لئے اسی قدر حوالے کافی ہوں گے۔ سب جانتے ہیں کہ سب و شتم گالی کو کہتے ہیں۔ لیکن یہ سخت کلامی چونکہ محل و موقعہ پر ظہور میں آئی ہے۔ اس لئے اس کو اظہار واقعہ کہیں گے اور اگر کوئی غیر مسلم حنیف صاحب کی طرح اندھا ہو کر اس کو فی الحقیقت گالی قرار دے تو اس کی حماقت ہو گی۔

حنیف صاحب کی بودی منطق

جب حنیف صاحب کو ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن مجید میں جو کفار کے مقابل سختی کی گئی ہے اس کی تشریح کریں تو لکھتے ہیں:-

> نہ ماننے والوں کو حیوان کہنا بلکہ اس سے بھی بدتر قرار دینا بطور گالی کے نہیں بلکہ اُن کے جمود کے لحاظ سے ہے۔ ص۱۵۔

آخر آپ کو بھی وہی تشریح کرنی پڑی جو ہم کرتے ہیں کہ موقعہ پر کفار کے مقابل۔ یا معاندین حق کے مقابل بطور اظہار حقیقت کے سخت کلامی کرنا جائز ہے۔ اور اُن کے جمود کے لحاظ سے ہے۔ لیکن اگر گالی کی یہی تعریف ہے کہ وہ کلام جس سے "قوم کی دلشکنی ہوتی ہے"۔ جیسے کہ حنیف صاحب لکھ چکے ہیں۔ تو یقیناً کافروں کو حیوان قرار دینا بھی گالی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو جمود کی حالت میں نہیں سمجھتے۔ انہیں "حمار" اور "کلب" کے الفاظ ناپسند ہوتے ہیں۔ اور اُن کی دل شکنی ہوتی ہے"۔ تعجب ہے کہ آپ نے گالی کی جو تعریف کی خود ہی اُس کے خلاف لکھ دیجئے۔ شاید یہی علم و فضل ہے جس کے بل بوتے پر ندوی کہلا کر مولانا شبلی مرحوم کی روح کو ایذا پہنچا رہے ہیں۔

حنیف صاحب کا ایک اور ارشاد

اس کے آگے فرماتے ہیں:-

> ایک جماعت کو ان کے بُرے اخلاق کی وجہ سے صورۃً یا معنیً مسخ کر دینا گالی نہیں بلکہ ایک واقعہ کا ذکر ہے"۔ ص۱۵

حنیف صاحب! اگر بُرے اخلاق کی وجہ سے بنی اسرائیل کی صورتیں مسخ ہو گئی تھیں تو اس کا ثبوت تو آپ کی گردن پر ہے۔ جو آپ نہیں دے سکتے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار۔ اور اگر وہ معنیً مسخ کئے گئے یعنی اُن کے اخلاق بگڑ گئے تو کیا اُن کو "سؤر" قرار دینا اُن کی دل شکنی کا موجب نہیں ہوتا ہوگا۔ کیا وہ اپنے آپ کو "سؤر" سمجھتے تھے۔ اگر نہیں تو یقیناً ان کی دلشکنی ہوتی ہو گی۔ جو آپ کے نزدیک گالی کے مترادف ہے۔

مزید برآں اگر دل شکنی ہی گالی ہے تو قرآن مجید کا کافروں کو "شر البریۃ" کہنا سب سے زیادہ دل شکنی کا موجب ہوگا۔

صرف علماء سوء کے متعلق سخت الفاظ استعمال کئے ہیں

حضرت اقدس نے جو سخت کلامی کی ہے وہ صرف ان علماء کے مقابل ہے جو آپ کی طرح معاندت و مخالفت میں اندھے ہو کر حق سے دور جا پڑے ہوں۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

نعوذ باللہ من ھتک علماء الصالحین وقدح الشرفاء المھذبین سواءٌ کانوا من المسلمین او المسیحیین او الآریۃ۔ (لجۃ النور ص۲۲)

کہ ہم نیک علماء اور شرفاء کی توہین سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی اور آریہ ہوں۔

علمائے سوء کو حضرت نبی کریم کا سرٹیفکیٹ

جو حضرت مسیح موعود نے تجھ زیادہ الفاظ استعمال نہیں کئے۔ حدیث میں تو آتا ہے علماء ھم شر من تحت ادیم السماء۔ (مشکوۃ کتاب العلم) کہ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ یہ آپ لوگوں کے لئے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ سرٹیفکیٹ ہے۔

مولویوں کے متعلق سابق امیر اہلحدیث کا ارشاد

اس سے زیادہ دیکھنا ہو تو اپنے سابق امیر کے اخبار میں ذیل کے الفاظ پڑھیئے:-

> افسوس ہے اُن مولویوں پر جن کو ہم ہادی، رہبر، ورثۃ الانبیا سمجھتے ہیں۔ ان میں یہ نفسانیت اور یہ شیفتگی بھری ہوئی ہے تو پھر شیطان کو کس لئے بُرا بھلا کہنا چاہیئے۔ (اہلحدیث ۱۷۔ نومبر ۱۹۱۱ء)

ایسے لوگوں کو اگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بُرا کہا تو کونسا جرم کیا۔ حدیث تو فیصلہ کرتی ہے کہ یہ لوگ تمام مخلوقات سے بدترین ہوں گے۔ اب آپ سمجھ لیں۔ تمام مخلوقات میں سے کونسی چیز باقی رہ جاتی ہے۔ جس سے ایسے علماء بدتر نہیں؟

جماعت احمدیہ کی خدمات اسلامی کے متعلق دو شہادتیں

حنیف صاحب کے اس قول کے جواب میں کہ:-

> یہ فرقہ ضالہ اسلام کو جس رنگ میں پیش کرتا ہے۔ وہ اس وجہ قابل نفرت و اباء ہے کہ العیاذ باللہ ص۳۔

ہم صرف دو شہادتیں یورپین اور مخالف عیسائی مصنفین کی کتابوں سے پیش کرتے ہیں:-

> (ا) موجودہ وقت میں احمدی دنیا کے اندر اسلام کے سب سے زیادہ پُرجوش مبلغ ہیں۔ (انڈین اسلام ص۲۱۷)
>
> (ب) احمدیت نے تہیہ کر لیا ہے کہ ہر ممکن کوشش سے پیغمبر اسلام کی سیرت کے متعلق غلط فہمیوں کو صاف کیا جائے۔ (انفلوئنس آف اسلام ص۱۰۹)

مثل مشہور ہے الفضل ما شھدت بہ الاعداء کہ فضیلت وہ ہوا کرتی ہے جس کو مخالف بھی تسلیم کریں اور عیسائی و دوسری غیر مسلم قومیں تو احمدیوں کی اسلامی خدمات کا اعتراف کر رہی ہیں۔ اگر حنیف صاحب جیسوں کو نظر نہ آئیں تو یہ ان کا اپنا قصور ہے۔ و نعم ما قیل۔

> گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
> چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حنیف صاحب کی قرآن فہمی کا نمونہ

آخر میں ہم حنیف صاحب کی قرآن فہمی کا ایک نمونہ پیش کئے دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں:-

> تورات کے متعلق کہا جو بصورت الواح حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی وفی نسختھا ھدی ورحمۃ" ص۱۲

کیا خوب! گویا تورات کی لکھی لکھائی تختیاں حضرت موسیٰ پر نازل ہوئیں۔ ہم تو آج تک یہ سمجھتے رہے کہ الہام الٰہی کا تعلق قلب انبیاء کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ نزلہ علیٰ قلبک۔ لیکن حنیف صاحب کو ضد ہے کہ نہیں آسمان سے تختیاں لکھی لکھائی نازل ہوا کرتی ہیں۔ سبحان اللہ۔ اس قرآن فہمی پر ہم حنیف صاحب کی خدمت میں ذیل کا شعر بطور انعام پیش کرتے ہیں:

> گر تو قرآں بدیں نمط خوانی
> ببری رونق مسلمانی

حسب عادت چٹ نمبر کا حوالہ آپ پھر بھول گئے اسے کبھی نہ بھولئے (مینیجر)

پیغمبر اسلامؐ کے حضور میں گاندھی جی کی نذر عقیدت

عید میلاد النبیؐ کی تقریب پر مسلمانان پونا نے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جس میں گاندھی جی کو بھی جو حسن اتفاق سے ان ایام میں وہیں موجود تھے مدعو کیا۔ اس اجتماع میں گاندھی جی نے جو تقریر فرمائی اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

مسلمانوں کے ساتھ میری دوستی کل کی بات نہیں بلکہ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کئے ہوئے پچاس سال کا طویل عرصہ ہو گیا ہے۔ ایک مسلمان فرم کے سلسلہ میں مجھے جزائر افریقہ جانے کا اتفاق ہوا اور وہیں مجھے مسلمان دوستوں کے ساتھ سالہا سال تک اکٹھے کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہاں ہندوستان میں علی برادران کے ساتھ میرے کیسے خوشگوار تعلقات رہے۔ گو چند مسائل میں مولانا شوکت علی اور مجھ میں اختلاف ہے تاہم وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ان کو میری حمایت ہر وقت حاصل ہے۔

چونکہ مسلمان دوستوں کے ساتھ میرے تعلقات نہایت خوشگوار تھے لہٰذا میں نے اس بات کو ضروری سمجھا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات کا مطالعہ کیا جائے میں نے افریقہ ہی میں ایسا کرنے کی کوشش کی مگر اس وقت میں اردو زبان سے ناواقف محض تھا۔ قید و زنداں کی وجہ سے مجھے یہ سعادت حاصل ہو گئی کہ پیغمبر اسلامؐ کی سوانح عمری مصنفہ مولانا شبلی مرحوم کا مطالعہ کر دوں۔ میری فرمائش پر مسیح الملک حکیم اجمل خاں مرحوم نے یہ کتاب مجھ کو بھیج دی۔ اس طرح میں پیغمبر اسلامؐ کے حالات زندگی سے واقف ہوا۔ آپؐ کی سوانح عمری کے مطالعے سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے نزدیک وید اور گیتا کی طرح قرآن حکیم اور انجیل بھی مقدس کتابیں ہیں۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ایک بڑی شخصیت تھے آپ کی زندگی کا مطالعہ کر کے میں نے یہ تاثرات لئے کہ آپؐ حق و صداقت کے متلاشی تھے۔ آپؐ خدا ترس تھے۔ ان حقائق کو بیان کر کے میں آپ کی معلومات میں کوئی اضافہ نہیں کر رہا بلکہ یہ کہنے سے میرا حقیقی مقصد یہ ہے کہ میں کیسے غیر معمولی طور پر متاثر ہوا۔ آپؐ نے بے اندازہ تکلیفیں برداشت کیں۔ آپؐ کا سر خدا کے سوا کسی انسان کی چوکھٹ پر نہیں جھکا۔ نتائج و عواقب سے بالکل بے نیاز ہو کر آپ نے حق کی تعلیم دی۔ یہ بات کبھی مشاہدہ میں نہیں آئی کہ آپؐ نے کہا کچھ ہو اور کیا کچھ ہو۔ اگر آپ کی رائے میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی تو دوسرے دن آپ نے لوگوں کی مخالفت کی کوئی پروا نہ کرتے ہوئے اس کا مکمل جواب دیا۔

پیغمبر اسلامؐ ایک سچے فقیر تھے۔ آپؐ نے کسی دنیاوی مال و دولت کی کبھی پروا نہ کی اگر آپ دولت میں کھیلنا چاہتے تو با آسانی کھیل سکتے تھے۔ آپ کی طرح میں بھی یہ دیکھ کر خوشی کے آنسو بہاتا ہوں کہ آپؐ نے آپؐ کے خاندان اور رفقا نے بہت مصیبتیں اٹھائیں میرے جیسا ایک متلاشی حق ایک ایسی شخصیت کا احترام کرنے سے کیسے باز رہ سکتا ہے جس کا دل ہر وقت خدا پر لگا ہوا ہو اور جس کے دل میں خلق خدا کی فلاح اور بہبود کا ایک بے پناہ جذبہ ہو۔

آپ تمام قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں لیکن بہت تھوڑے ہیں جو اس کے مطابق عمل بھی کرتے ہیں۔ اگر آپ لوگ قرآن کی تعلیم پر عمل کریں اور ہندو وید اور گیتا کی تعلیم کے عامل ہوں تو

احمدی مسلمانوں کا امتیازی نشان

(چوہدری حمید احمد صاحب آفتاب متعلم اسلامیہ کالج لاہور)

میں احمدی جماعت لاہور کا ایک نوجوان فرد ہوں۔ میں نے اس وقت دوسری مرتبہ "پیغام صلح" کے ذریعہ اپنے جذبات لوگوں پر ظاہر کرنے کی جرأت کی۔ گو میرے دل میں سینکڑوں جذبات لاوا کی طرح ایک بارِ عظیم کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ اور وہ بار صرف میری کم عمری، ناتجربہ کاری اور محدود علمیت ہے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں دفعہ ارادہ کرتا ہوں۔ کہ کبھی کبھی میں بھی اپنے ناقص خیالات کا اظہار کر دیا کروں۔ مگر جب یہ سوچتا ہوں کہ جہاں حضرت امیر جماعت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب جیسی برگزیدہ ہستیوں کے پاکیزہ، پُرخلوص اور تجربہ کار دماغ سے نکلے ہوئے زریں مضامین درج ہوں۔ وہاں ورق سیاہ کرنے کی کیا ضرورت۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔

لیکن جب دل کی بے چینی اور بیقراری مجھے نیند تک سے بھی محروم کر دیتی ہے۔ تو ہاتھ خود بخود قلم تک چلا جاتا ہے اور دلی جذبات حروف کی شکل میں صفحہ قرطاس پر نمودار ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

دنیا میں لاتعداد سوسائٹیاں اور جماعتیں مختلف اغراض و مقاصد کے ماتحت قائم ہیں۔ ان کے اغراض و مقاصد دینی ہوں یا دنیاوی ہر ایک ہی اس بات کی خواہشمند ہوتی ہے۔ کہ وہ ہر دل عزیز ثابت ہو۔ ان میں سے ہر ایک اپنی تعداد میں اضافہ اور اپنے کام میں ترقی کی خواہشمند ہے۔ مگر جب یہ جماعتیں یا سوسائٹیاں کسی نئے ممبر کو اپنے اندر شامل کرتی ہیں۔ تو اس سے چند ایک شرائط کا اقرار لیتی ہیں۔ اور اُن شرائط کی پابندی اس آدمی کا فرض ہو جاتا ہے۔

ہماری جماعت احمدیہ لاہور میں بھی شامل ہوتے وقت ایک چند الفاظ کا ایک مختصر سا اقرار لیا جاتا ہے۔ یعنی میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ بظاہر کتنا چھوٹا اقرار ہے۔ مگر اس وعدہ کے ایفا کے لئے ایک بڑا مضبوط دل اور گردہ چاہیئے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا کارے دارد والا معاملہ ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جس شخص کے گنبد دل میں یہ الفاظ ٹکراتے اور گونجتے رہیں۔ اور وہ ابلیس کے نرغہ میں آ کر خداوند باری تعالیٰ کی رحمتوں سے ناامید نہ ہو۔ تو میرا یقین نہیں بلکہ ایمان ہے کہ ایسے چند شخص بھی دنیا کے گنبد کو نعرہ اللہ اکبر سے ہلا سکتے ہیں۔ چہ جائیکہ ایک منظم جماعت۔ تو کیا وجہ ہے کہ کفر کی جڑ ساری کی ساری ابھی تک نہیں اکھڑی۔ صاف ظاہر ہے کہ ہمیں نے وعدہ میں سستی سے کام لیا جاتا ہے۔ اور چند مثالیں تو ایسی ہی مل جاویں گی کہ جب اُن کے امتحان اور آزمائش کا وقت آتا ہے تو فیل ہو جاتے ہیں۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا زریں اصول بھول جاتے ہیں۔ صرف اتنا زبان سے کہہ ہی لینا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا کافی نہیں۔ بلکہ اسے اپنی زندگی کا اصول بنانا چاہیئے۔ کیونکہ جو کچھ ہم زبان سے کہتے ہیں اللہ تعالےٰ اُس کا امتحان کرتا ہے۔ اور یہ امتحان نہایت کڑا ہوتا ہے۔ اس کے لئے کوئی محدود وقت مقرر نہیں۔ یہاں تک لمبا اور نہ ختم ہونے والا امتحان ہے کہ تا دم حیات ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں ہوتا۔ جبکہ امتحان نہ ہو رہا ہو۔ یہ لاانتہا امتحان دو طریقہ سے کیا جاتا ہے۔ بحالت غم اور بحالت خوشی۔ کئی آدمی فطرتاً ایسے ہوتے ہیں جو رنج کی تاب لا سکتے ہیں اور مصیبت کے وقت گھبرا کر اپنے ہوش و حواس کو نہیں کھو بیٹھتے۔ اور خدا کو نہیں بھولتے۔ یہ ایک ایسا وقت ہوتا ہے جبکہ انسان طیش میں آ کر سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔ اور شیطان اس پر غلبہ پا سکتا ہے اور عموماً پا جاتا ہے۔ دوسرا امتحان کا طریقہ اس سے بالکل برعکس ہے۔ یعنی خوشی و فارغ البالی۔ یہ بھی ایک کڑا امتحان ہوتا ہے۔ اور نہایت خطرناک ہے۔ بہت کم آدمی ایسے ہوتے ہیں جو اس موقع پر بھی اپنے اصول نہیں بدلتے۔ خوشی کے وقت لوگ عجیب انداز سے پھیل جاتے ہیں اور اپنے وعدہ کو فراموش کر دیتے ہیں۔ عموماً عیش کے وقت آدمی میں فرعونیت آ ہی جاتی ہے۔ اور اگر فرعونیت نہیں تو کم از کم ایسے افعال تو اُس سے ضرور سرزد ہو جاتے ہیں جو خدا کو پسند نہیں ہوتے۔ یہی ایک ایسا وقت ہوتا ہے۔ جبکہ انسان کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا وعدہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ میرا ان سطور کو لکھنے سے صرف یہ مطلب ہے۔ کہ آدمی کو غم اور خوشی دونوں وقتوں میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ اور ایسا انسان ہی صحیح معنوں میں انسان کہلانے کا مستحق ہے۔

واقعی۔ یہ دو اوقات ہیں جن میں انسان کی انسانیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور یہی دو حالتیں ہیں جن میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا اقرار لیا جاتا ہے۔ ورنہ کہنے کو تو ہر ایک کہہ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس اقرار میں کوئی ایسا لفظ موجود ہے جس کو زبان ادا نہ کر سکے۔ مگر جو شخص دل سے کہے اُسے اُس وقت تک کبھی بیفکری کی نیند نہیں آ سکتی۔ جب تک تمام عالم عالم اسلام نہ ہو جائے۔ سو میری احمدی بزرگوں اور بھائیوں سے نہایت مودبانہ التماس ہے۔ کہ کم از کم خوشی و رنج کے وقت اپنے وعدہ کو یاد رکھتے ہوئے خداوند تعالےٰ کے فرمان کے مطابق شادی اور غم کی گھڑیاں گزارا کریں۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ میرے محترم بزرگ اور بھائی آج ہی سے یہ ماٹو یا اصول "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" بشکل قطعہ لکھ کر دیواروں پر لٹکا لیں گے۔ تاکہ اُس کا روزمرہ کا نظارہ آپ کے دلوں اور دماغوں پر اس اقرار کا پختہ اور نہ مٹنے والا نقش پیدا کر دے۔ کیونکہ احمدی مسلمانوں کا یہی اور یہی ایک امتیازی نشان ہے۔ بالآخر میں اس دعا سے اس عرض کو ختم کرتا ہوں۔ کہ

"اے خداوند عالم! ہمیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق دے۔ تا تیری خوشنودی حاصل کر سکیں۔ آمین۔ ثم آمین!!"

بدوملہی میں جلسہ سیرت

جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

۲۵ر جون کی شام کو بتقریب ولادت خواجہ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانان بدوملہی کا متفقہ جلسہ زیر صدارت جناب شیخ رضی الدین صاحب بی اے بی ٹی منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ اور جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مندرجہ ذیل حضرات نے حضورؐ کی زندگی کے مختلف شعبوں پر تقاریر کیں:۔

حکیم اللہ دتہ صاحب منشی فاضل۔ حکیم نور الدین صاحب ذیلدار۔ مولوی عبد المجید صاحب منشی فاضل۔ مسٹر عبد الحفیظ صاحب بٹ بی اے ایس اے وی۔ مولوی مسیح الزمان صاحب مولوی فاضل۔ مولوی احمد علی شاہ مبلغ قادیانی۔ سید رفیق احمد شاہ صاحب بی ایس سی۔ حضور سرور کائنات کی زندگی اطہر کی یاد میں یہ مجلس مقدس سوا گیارہ بجے تک قائم رہی۔ ازاں بعد دعا کی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔ (عنایت اللہ خاں مہتمم ینگ مینز ایسوسی ایشن بدوملہی)

اسلام اور آریہ سماج

ایک آریہ فاضل سوامی ویدانند جی سرسوتی ایم۔ اے لاہور اخبار "آریہ ویر" میں لکھتے ہیں:۔

> اسلام کو پیدا ہوئے ساڑھے تیرہ سو سال ہونے ہیں مگر اتنی صدیوں کے بعد بھی اس کی طاقت بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے لیکن ادھر آریہ سماج کو شہنت (قائم) ہوئے پورے ساٹھ سال بھی نہیں ہوئے کہ یہ حالت ہو گئی ہے کہ اس کے زندہ ہونے کا ہی اندیشہ ہو رہا ہے یہ تو طائی بوجھی بات ہے کہ ہندوستان میں انسان کی اوسط عمر جبکہ بائیس سال سے اوپر نہیں ہوتی تو کیا ہندوستان کے ایک قومی سنگٹھن کی عمر کا اس حساب سے اندازہ لگایا جائے گا؟

ہم سوامی جی کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ اس کی کتاب خدا کی نازل کی ہوئی ہے اور ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اس کے تمام عقائد عقل کے مطابق ہیں۔ اس کے تمام احکام و اصول انسانی فطرت کو اپیل کرتے ہیں۔ اسلام میں ایک زبردست کشش اور زندہ رہنے اور فتح رہنے کی بے پناہ طاقت ہے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا اور ترقی کرتا جائے گا۔ بخلاف اس کے آریہ سماج کی بنیاد ایک فرسودہ اور ناقابل عمل تعلیم پر قائم ہے۔ دوسروں کی دل آزاری اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ اس کے اکثر عقائد و اعمال عقل و فطرت کے بالکل خلاف ہیں۔ ایسا فرقہ زیادہ دیر تک ہرگز قائم نہیں رہ سکتا۔ آریہ سماج کی زندگی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی زبان سے خدائی فیصلہ کا اعلان ہو چکا ہے کہ یہ سو سال کے اندر اندر ختم ہو جائے گا اس لئے سوامی جی یا ان کے اور کسی دوست کو اس سلسلہ میں زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہیں۔

(بقیہ اخبار احمدیہ)

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حال میں علاقہ ضلع ہزارہ کی جماعتوں کا دورہ فرمایا۔ وہ اپنی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا کے فضل سے تمام جماعتیں سلسلہ کے لئے قربانی کرنے کیلئے پہلے سے زیادہ مستعد نظر آتی ہیں۔ دینی جوش اور جذبہ، اخوت و محبت سب جگہ ترقی پر ہیں۔ جناب مرزا صاحب ممدوح کے اس دورے کے باعث جماعتوں کے مقررہ چندہ میں کافی اضافہ ہوا ہے بہت سے نئے دوستوں نے چندہ مقررہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرزا صاحب اور ان سب دوستوں کو جزائے خیر دے۔

— مولانا احمد صاحب، صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب کی معیت میں علاقہ مردان کا تبلیغی دورہ کر رہے ہیں۔

— قاضی شیر محمد صاحب ضلع مظفرگڑھ میں مصروف تبلیغ ہیں ان کی کوشش سے علاقہ کے بڑے بڑے عالم و فاضل سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

— مولوی احمد یار صاحب اضلاع جالندھر و لدھیانہ کا دورہ کر رہے ہیں۔

— مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی ضلع گورداسپور کا دورہ ختم کر کے دھرم سالہ ضلع کانگڑہ تشریف لے گئے ہیں اور وہاں مصروف تبلیغ ہیں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— تقریباً دو ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈلہوزی میں ایک دوست کے ہاں گئے۔ واپسی میں ڈانڈی پر سوار ہوئے تھے کہ مزدوروں کی غلطی سے ڈانڈی پلٹ گئی۔ گرنے کی وجہ سے چوٹیں آئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا کہ بال بال بچ گئے۔ (الحمد للہ) چوٹوں کو اب اللہ کے فضل سے آرام ہے۔ تمام احباب دعا اور استغفار سے ممنون فرمائیں۔

—— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ۵ جولائی کی شام کو کوہ مری تشریف لے گئے۔

—— مسٹر عبد العزیز صاحب مالک دولت منزل سرینگر سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ ایف اے کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اس خوشی میں اشاعت اسلام کے لئے مبلغ دو روپے دینے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ الحمد للہ۔ جزاک اللہ۔

—— آپ کے ایک دوست مسٹر فضل الٰہی صاحب جو حال میں شامل سلسلہ ہوئے ہیں امسال میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں اور آئندہ امتحانات کی کامیابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

—— مولوی عبد الوہاب صاحب کے شیر خوار بچہ کی وفات کی خبر گزشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ اس کو پہلے کالی کھانسی بعد میں نمونیا ہو گیا ہر چند علاج کیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی۔ اس صدمہ کی وجہ سے مولوی صاحب کی آنکھوں کی بیماری عود کر آئی ہے جس کی وجہ سے انہیں سخت تکلیف ہے۔ انکی اہلیہ محترمہ کو بھی بہت صدمہ ہے۔ تمام احباب ان کے لئے صبر و استقامت اور صحت کی دعا کریں۔

—— اس موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرف سے جن اعلیٰ اخلاق کا اظہار ہوا وہ قابل رشک ہیں حضرت ممدوح اور آپ کی بیگم صاحبہ بار بار عیادت کے لئے مولوی صاحب کے ہاں تشریف لاتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بھی نہایت توجہ سے علاج کیا۔ اور رات دن خود آ کر دیکھتے رہے۔

—— چودھری فضل حق صاحب علالت کے طول پکڑ جانے سے تبدیل آب و ہوا کے لئے اپنے وطن موضع مراد میں تشریف لے گئے ہیں۔ ان کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ پہلے کی نسبت نہیں افاقہ ہے۔

—— چودھری رحمت خاں بدر بدستور علیل ہیں۔

—— ان دونوں قیمتی نوجوانوں کے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔

—— سید اختر حسین صاحب اختر امتحان مولوی فاضل میں فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے ہیں۔ الحمد للہ۔ مبارکباد۔

—— خواجہ غلام نبی صاحب مہتمم چک کچا کھوہ ضلع ملتان سے واپس آ گئے ہیں۔ وہاں انہوں نے اچھوت اقوام میں نہایت اچھا کام کیا اب اپنے علاقہ راولپنڈی کی طرف جانے والے ہیں۔

—— شیخ بشیر احمد صاحب چک ۵۲ اوکاڑہ سے واپس آ گئے ہیں۔

—— چند روز ہوئے مولوی عبد الحق صاحب سائل سے تشریف لے آئے ہیں۔

خبریں

ہندوستان

—— انجمن حمایت اسلام لاہور نے ڈاکٹر سر محمد اقبال کو اپنا صدر منتخب کیا ہے۔

—— گاندھی جی اپنے ہریجن دورے کے سلسلہ میں ۱۲ جولائی کو لاہور تشریف لا رہے ہیں ۵ روز یہاں قیام کرینگے۔

—— سرینگر ۴ جولائی۔ سب ڈویژنل مجسٹریٹ سرینگر نے ایک مقدمہ کے فیصلہ میں قرار دیا کہ چمار ہندو نہیں۔ اس فیصلہ کے خلاف ہندو بہت شور مچا رہے ہیں۔

—— کلکتہ ۵ جولائی۔ آج کلکتہ کارپوریشن نے ۳۷ کے مقابلہ میں ۴۴ آرا کی اکثریت سے مسٹر دین آر سرکار کو میئر منتخب کر لیا ہے۔ ان کے مقابلہ پر مسٹر فضل حق تھے۔

—— صوبہ سرحد کی ہندو لڑکی مسماۃ گوری جو ایک خان کے لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی تھی حکومت کی کوشش سے والدین کو واپس مل گئی ہے۔ ہندوؤں نے اس کے متعلق بہت شور مچا رکھا تھا اس کی صحت بالکل اچھی ہے۔ اس کی بھوک ہڑتال کی خبر بالکل غلط تھی۔

—— بمبئی ۵ جولائی۔ کانگرسی حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ پنڈت مالویہ کا کانگرس کے پارلیمنٹری بورڈ سے مستعفی ہونا یقینی مگر وہ مستعفی ہونے سے قبل مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ بنارس میں اپنی پوزیشن کی وضاحت کرینگے۔

—— یہ بیان کیا جاتا ہے کہ پنڈت مالویہ کوشش کر رہے ہیں کہ ایک وفد انگلستان بھیجا جائے جو وہاں فرقہ وارانہ نیابت کا پروپیگنڈا کرے۔ اگر ان کے رفقا نے اس تجویز کو پسند کیا تو وہ خود انگلستان جانے کے لئے تیار ہیں۔

—— مسٹر اینے کے متعلق بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی استعفا دینے کے لئے تیار ہیں۔ گاندھی جی اور دوسرے کانگرسی لیڈروں نے ان دونوں اصحاب کو مطمئن کرنے کی ہر چند کوشش کی لیکن وہ اپنی بات پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

—— شیخوپورہ (پنجاب) کے قریب شاہی زمانہ کی ایک شکارگاہ ہرن مینار ہے۔ بہت لوگوں کا مشاہدہ ہے کہ کچھ دن سے وہاں کسی کسی وقت پتھر برستے ہیں۔ پتھر پھینکنے والے کا سراغ لگانے کی ہر چند کوشش کی لیکن کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔ توہم پرست لوگ مشہور کر رہے ہیں کہ اس جگہ بھوتوں اور چڑیلوں کی رہائش ہے۔

—— کپورتھلہ کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حکام نے تحریک پر قابو پا لیا ہے اور ہر طرح سے امن ہے۔ لیکن چودھری عبد العزیز اور ان کے رفقا کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ حکام جیل ان سے نہایت قابل اعتراض سلوک کر رہے ہیں۔ چودھری صاحب موصوف ابھی تک بھوک ہڑتال کئے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کا وزن کئی پونڈ کم ہو گیا ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ دہلی میں شدید بارش ہوئی جس سے متعدد مکانات منہدم ہو گئے۔

—— آسام میں سیلاب اور بارش سے بہت سا نقصان ہوا ہے۔ تقریباً ایک ہزار مربع زیر آب ہو گیا ہے۔ حکومت مناسب امدادی تدابیر اختیار کر رہی ہے۔

—— ہاپوڑ دیو۔ پی ۴ جولائی۔ شدت بارش کی وجہ سے دریائے گنگا میں سخت طغیانی آئی ہوئی ہے۔ بائیں کنارے کے بہت

ممالک خارجہ

—— گزشتہ ہفتہ جرمنی میں بعض ذمہ دار نازی افسروں نے ہٹلر کی حکومت کے خلاف بغاوت برپا کرنے اور ملک میں ایک زبردست انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن ہٹلر کو بروقت سازش کی اطلاع مل گئی اور اس نے انتہائی عجلت و طاقت سے اس بغاوت کو کچل دیا۔ بہت سے باغیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ کئی ایک کو گولی سے اڑا دیا۔

—— ہٹلر نے نازی فوج کے چیف آف دی سٹاف کپتان رہم اور اپنے پیشرو جنرل شلیچر اور بستره دیگر فوجی افسروں کو ایک دم قتل کرا دیا۔

—— جرمنی کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب ہر طرح سے امن و امان ہے۔ ہٹلر کا رعب تمام ملک پر چھایا ہوا ہے۔

—— مارشل ہنڈن برگ صدر جمہوریہ جرمنی کے مستعفی ہونے کی خبر قبل از وقت ہے۔ بلکہ معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے ہٹلر کی تمام کارروائیوں پر اظہار خوشنودی کیا ہے۔

—— اس خبر کی بھی تردید ہو گئی ہے کہ سابق ولی عہد جرمنی کو گولی سے اڑا دیا گیا ان کو صرف گرفتار کیا گیا تھا بعد میں رہا کر دیا گیا اور اپنے محل میں چلے جانے کی اجازت دیدی گئی۔

—— جاپانی کابینہ وزارت مستعفی ہو گیا ہے۔

—— تازہ عراقی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ شاہ عراق موصل کے نئے آہنی پل کا افتتاح کرنے اور موصل ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے بغداد سے موصل روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ سفر آپ تقریباً ایک ہفتہ میں طے کرینگے۔

—— لندن ۴ جولائی۔ وزیر اعظم برطانیہ ۱۲ جولائی کو لورپول سے کینیڈا کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

—— لندن ۳ جولائی۔ آئرش فری اسٹیٹ کے مقامی انتخابات اختتام پذیر ہو گئے ہیں۔ نتائج حسب ذیل ہیں:۔ مسٹر ڈی ویلرا کی پارٹی ۷۰۰ نشستیں۔ مخالف پارٹی ۵۷۵ نشستیں آزاد پارٹی ۵۱۳ نشستیں۔ مزدور پارٹی ۱۳۶ نشستیں۔

—— روم ۳ جولائی۔ حکومت اطالیہ نے کفایت شعاری کی ایک اور سکیم منظور کی ہے جس کی رو سے ۳۹۷ ملین لیرا کی بچت ہو سکے گی۔

—— برلن کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ فان پاپن بدستور وائس چانسلر رہے گا۔ شبہ تھا کہ یہ بغاوت کی سازش میں شریک تھا لیکن تحقیقات کے بعد یہ غلط ثابت ہوا۔

—— گزشتہ دنوں شمالی افغانستان میں شدید سیلاب آیا۔ جس کی وجہ سے بہت سے آدمی اور بے شمار مویشی ضائع ہو گئے۔

—— زنجبار میں ہندوستانی مہاجنوں کے خلاف قانون قرضہ کا مسودہ منظور ہو گیا۔

—— لندن ۵ جولائی۔ برلن کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ ہٹلر کی مخالف پارٹی از سر نو اپنی طاقت کو منظم کر رہی ہے انہوں نے اس مضمون کا ایک اشتہار شائع کیا ہے کہ بلا سے ہمارے لیڈر مر جائیں لیکن ہمارا کام بدستور جاری رہے گا۔

—— ایک لاتینی اخبار کے نامہ نگار نے یہ اطلاع دی کہ ہر ہٹلر نے فیصلہ کیا ہے کہ جرمنی میں از سر نو بادشاہت قائم کر دی جائے۔

—— کابل میں یوم النبیؐ نہایت شان سے منایا گیا۔ ایک عظیم

کل مگر کچھ اور ہی رنگ جہاں ہو جائیگا

(از جناب محمد مرتضیٰ خانصاحب۔ مانگرول)

میرزا ہی ہے امام و مہدی و عیسیٰ وقت
منکشف دنیا پہ یہ رازِ نہاں ہو جائیگا

آسماں سے عیسیٰ مریم نہ اتریں گے کبھی!
خود غلط ثابت گمان ناکساں ہو جائیگا

احمدیت ہی بنے گی رونق بزم جہاں
عاشقِ احمد ہر اک پیر و جواں ہو جائیگا

نام پر اس کے کرینگے مال و جاں قرباں سب
کعبۂ مقصود اس کا آستاں ہو جائیگا

گلستانِ احمدی میں آئے گی فصلِ بہار
اور چمن اغیار کا وقفِ خزاں ہو جائیگا

کیا ہوا گر آج ہم ہیں عرضۂ تیغ جفا
کل مگر کچھ اور ہی رنگ جہاں ہو جائیگا

کامیاب و کامراں ہم ہونگے اور دشمن ذلیل
دیکھ لینا میں جو کہتا ہوں عیاں ہو جائیگا

لاہور میں تعزیتی جلسہ

مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کی وفات پر اظہار افسوس

جناب مولانا مولوی محمد عصمت اللہ صاحب کی وفات پر اظہار افسوس و ہمدردی کیلئے ایک جلسہ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے زیر اہتمام ۷ جولائی کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بصدارت حضرت مولانا صدر الدین صاحب منعقد ہوا جس میں مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی اور شیخ محمد یوسف صاحب گرتھی نے تقریریں کیں بزرگان و احباب سلسلہ کے علاوہ مولانا مرحوم کے متعدد غیر از جماعت اور غیر مسلم دوست بھی شریک جلسہ تھے۔

مولانا عبد الحق صاحب نے مولانا مرحوم کی بے وقت وفات کو ایک زبردست قومی نقصان قرار دیا اور مرحوم کے علم و فضل اور خدمات دینی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی زندگی کی بہت سی اعلیٰ خصوصیات میں سے تین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) مطالعہ کتب اور کتابوں کے جمع کرنے کا شوق۔ ازحد تحقیق پسند تھے

(۲) احمدیت کیلئے غیرت حضرت مسیح موعود اور سلسلہ کی توہین و سبکی وہ کسی حالت میں بھی برداشت نہیں کرسکتے تھے۔

(۳) خدمت اسلام و سلسلہ میں مرحوم کسی بڑے سے بڑے آدمی کے مقابلہ سے بھی نہیں جھجکتے تھے۔

ان خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے فاضل مقرر نے مرحوم کی زندگی کے متعدد واقعات بیان کئے اور نوجوانان سلسلہ کو نصیحت کی کہ وہ بھی اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے اندر مطالعہ و کتب بینی کا شوق، احمدیت کیلئے غیرت اور عزم و استقلال پیدا کریں شیخ محمد یوسف صاحب گرتھی نے مرحوم کی ان خوبیوں پر روشنی ڈالنے کے علاوہ کہا کہ انہیں نفسیات کے مطالعہ کا ازحد شوق تھا وہ اپنے زیر تبلیغ لوگوں کی نفسیاتی کیفیات کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے اس کے علاوہ تحقیق کا شوق بھی انہیں بدرجہ اتم موجود تھا دعائے مغفرت کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی بخیریت ہیں۔

— میاں غلام محمد صاحب بھوانی پور ریاست کپورتھلہ نے مبلغ دو روپے بتقریب شادی انجمن کو عنایت فرمائے۔

— میاں مولا بخش صاحب ماشکی نے اپنی صاحبزادی کی شادی پر مبلغ دو روپے انجمن کو عنایت فرمائے۔ ہر دو صاحبان جزاک اللہ دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ شادیاں مبارک کرے اور ان سے نیک نتائج پیدا ہوں۔

— جناب مولانا یعقوب خاں صاحب چند روز ہوئے ایک ضروری کام کے لئے راولپنڈی تشریف لے گئے تھے اب واپس آگئے ہیں۔ (دوبارہ تشریف لے گئے)

— شیخ محمد یوسف صاحب گرتھی سانا۔ بٹھنڈہ۔ سنور۔ تعمیرہ۔ فیروزپور۔ جلال آباد۔ انبالہ۔ سادھوڑہ۔ دہلی۔ کرنال وغیرہ کے دورے پر برائے فراہمی چندہ تشریف لے جارہے ہیں احباب ان کو ہر ممکن امداد دے کر ممنون فرمائیں۔ اور اپنے بقایاجات کو صاف کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔

— ۳ر جولائی کے پرچہ میں "پیغام صلح" اور لائٹ کی توسیع خریداری کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک اہم اپیل شائع ہوئی تھی جو احباب کی اولین توجہ کی مستحق ہے پیغام صلح آجکل خصوصیت سے امداد کا محتاج ہے۔ امید ہے کہ تمام وابستگان سلسلہ اس بارہ میں بہت جلد اپنی سرگرمی کا ثبوت دینگے اور چند ہفتہ میں ہماری فہرست خریداری میں معقول اضافہ ہو جائے گا۔

— منیجر پیغام صلح اعلان فرماتے ہیں کہ جن خریداروں کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کو اطلاعی خطوط لکھے جارہے ہیں براہ کرم وہ بہت جلد بقایا اور چندہ کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور فرمائیں۔

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ)

کئی دنوں سے اس عنوان کے ماتحت چند باتیں لکھنے کا خیال تھا مگر وہ پورا نہ ہوسکا۔ یہانتک کہ کل شام کے چھ بجے کے قریب یہ درد انگیز خبر بذریعہ تار ملی کہ مولانا مولوی محمد عصمت اللہ صاحب کا انتقال ۵ر جولائی جمعرات ساڑھے بارہ بجے دن کے بمقام ساملی ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ۔ اللھم اکرم نزلہ ووسع مدخلہ وارفع درجتہ فی الجنہ۔

ہماری جماعت کو گزشتہ ایک دو سال کے اندر پے درپے صدمات بعض نہایت ہی قیمتی اور مخلص احباب کی جدائیگی کے پہنچے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے مخلصین میں سے تھے۔ اور جنھوں نے دین کی بڑی بڑی خدمات کی تھیں۔ مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم گو سلسلہ میں اختلاف کے بعد غالباً ۱۹۱۶ء میں شامل ہوئے لیکن اس اٹھارہ سال کے عرصہ میں انہوں نے جو سلسلہ کی خدمات کی ہیں ان کے لحاظ سے ان کا شمار اولین میں ہے۔ اور جو نقصان جماعت کو ان کے انتقال سے پہنچا ہے اس کی تلافی کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

مولانا مرحوم پچھلے سال بھی کئی ماہ تک بیمار رہے۔ اس دفعہ جو وہ پھر بیمار ہوئے تو ابتدا میں یہی خیال تھا کہ حسب معمول کچھ ملیریا وغیرہ کی وجہ سے بخار ہوگا۔ چنانچہ بخار کی حالت میں وہ مسجد میں نماز کے لئے بھی آتے رہے۔ بخار ۱۰۲، ۱۰۳ ہوتا تھا۔ مگر مغرب کے وقت نماز میں روز موجود ہوتے۔ اور احباب میں مل کر بھی بیٹھتے تھے۔ یہانتک کہ راولپنڈی کی جماعت نے اپنے جلسہ پر انہیں مدعو کیا۔ تو میں نے ان کی بیماری کی وجہ سے روک دیا۔ مگر پھر جماعت کے اصرار کی وجہ سے کہ انکا نام پروگرام میں شائع ہوچکا ہے۔ مولوی صاحب سے دریافت کیا تو اسی حالت میں سفر کے لئے تیار ہوگئے۔ راستہ میں اور وہاں جاکر بھی بخار کی یہی کیفیت رہی۔ واپسی پر بخار کی رفتار تو وہی تھی لیکن کمزوری زیادہ ہونی شروع ہوگئی یہانتک کہ بار بار کہتے تھے کہ اس بیماری سے اب میرا جانبر ہونا مشکل ہے۔ وصیت بھی لکھدی۔ ڈلہوزی آتے وقت ۲ر جون کی شام کو میں ملنے گیا تو رخصت ہوتے وقت رقت غالب ہوگئی اور کہا کہ میرا دل تو یہی چاہتا تھا کہ آپ میرا جنازہ پڑھکر جائیں اس وقت میں بھی اپنے آپ کو بمشکل ضبط کرسکا۔

خدمت دین کا شوق اور کتب بینی کی محبت مولوی صاحب کے دل میں شروع ہی سے تھی۔ گورنمنٹ سروس میں گئے کواپریٹو سوسائٹیوں میں کام کرتے تھے۔ کام دورے کا تھا مگر ان دوروں میں مذہبی شوق غالب رہتا۔ اور آخر ملازمت کو چھوڑنا پڑا۔ اور کھلے طور پر مذہبی مباحث کے میدان میں اتر آئے۔ کچھ تھوڑا ہی عرصہ اس میدان میں کام کیا تھا کہ معلوم ہوا کہ اس میدان میں احمدیت کے خیالات کو قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں مگر مسئلہ نبوت بڑی روک تھا۔ لاہور میں آئے اور تبادلہ خیالات کرکے یہ معلوم کرکے بڑے خوش ہوئے کہ حضرت مسیح موعود کا دعوے نبوت کا نہ تھا جلسہ سالانہ کا موقعہ تھا۔ ختم نبوت پر تقریر کی اور آخر اختتام جلسہ پر بیعت کی۔

مذہبی مباحث تو پہلے بھی کرتے تھے لیکن خود کہا کرتے تھے، کہ احمدیت میں آکر ان کے علم میں اس قدر اضافہ ہوا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ عام طور پر مذہبی مناظرات کرنے والوں کا یہ حال ہوتا ہے، کہ جہاں ایک دو مناظروں میں کامیابی ہوئی علمی ترقی رک گئی مگر باوجود اس کے کہ مولوی صاحب مرحوم کی تقریریں اور مباحثات بڑے کامیاب ہوتے تھے علم کے حاصل کرنے کا شوق بھی روز بروز بڑھتا چلا گیا۔ وسعت معلومات کا یہ حال تھا اور اس کے ساتھ قوت بیانی میں اس قدر اثر اور دلکشی تھی کہ کئی کئی گھنٹے لگاتار تقریر کرتے اور سننے والے تھکتے نہ تھے۔ دن میں دو دو تین تین دفعہ کئی کئی گھنٹے مجمع کو مسحور رکھ سکتے تھے۔ لوگ ان کی تقریروں کو خاص شوق سے سننے آتے تھے۔ ایک دفعہ یہاں ملوں کے ایک جلسہ میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے صبح سے رات کے ایک بجے تک اکیلے ہی جلسے میں تقریر کرنے والے تھے مگر تقریر میں اس قدر اثر تھا کہ مجمع رات کے ایک بجے تک بھی نہ ہلا۔

معلومات کی وسعت اس قدر تھی کہ ہر میدان مقابلہ میں موجود ہوتے۔ عیسائیوں کے ساتھ کامیاب مباحثات کئے۔ آریوں کے ساتھ بڑے بڑے شاندار مباحثات ہوئے۔ غیر احمدی علماء کے ساتھ مباحثات میں جہاں سننے والوں میں احمدیوں کی تعداد نہایت قلیل ہوتی تھی مجمع سے داد لیتے رہے۔ اندرونی اختلافی مسائل میں بھی کئی کامیاب مباحثات کئے۔ درس قرآن میں خاصی دلکشی ہوتی تھی اور لوگ بڑے شوق سے سننے آتے تھے۔ کتابوں کی محبت اس قدر تھی کہ ایک اچھی خاصی لائبریری اپنی بنالی تھی۔ جس کو اب جاتے ہوئے قوم کے سپرد کرگئے ہیں۔ آخری بیماری سے چند روز پیشتر پالپور کی مشہور کتاب البیان جو قریباً نایاب ہے اس کا انہیں کہیں پتہ مل گیا تو اسے لاکر خود اپنے ہاتھ سے نقل کیا۔ سلسلہ میں جس قدر لوگ ان کے ذریعہ سے شامل ہوئے ہیں ہمارے اور کسی مبلغ کے ذریعہ سے نہیں ہوئے ہوں گے۔

ان کے اس قدر جلد ہم سے جدا ہوجانے کا بڑا قلق ہے اور یہ قلق اس لئے زیادہ ہے کہ ان کی جگہ پر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا مگر تقدیر ایزدی کے سامنے چارہ نہیں۔ ہر شخص اپنی عمر مقرر لے کر آتا ہے۔ اور جب اس کا وقت آجاتا ہے تو اپنی جگہ خالی کرجاتا ہے۔ مگر وہ شخص بھی کسی سے کم خوش قسمت نہیں جس کو گو عمر تھوڑی ملی مگر اس تھوڑی عمر میں اس نے اس قدر خدمت کا کام کرلیا۔ عمر کسی کے اختیار کی چیز نہیں ہاں اس کو اچھی طرح یا بری طرح صرف کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ بہت مدت کا واقعہ ہے۔ غالباً سنہ ۱۹۰۰ء کے قریب کا ہوگا۔ میں اس وقت قادیان میں حضرت مسیح موعود کے پاس تھا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک سرٹیفکیٹ گویا جناب باری کی طرف سے لکھکر مجھے دیا گیا ہے۔ جس میں اس قدر تعریفی کلمات میری خدمات دینی کے متعلق ہیں کہ جو میرے وہم و گمان سے بھی بڑھ کر ہیں۔ یہ سرٹیفکیٹ انگریزی میں تھا اسے اوّل سے آخر تک پڑھ کر میں نے لکھنے والے سے کہا کہ اس میں اس قدر اور بڑھا دیں کہ اسے بہت لمبی عمر دیجائے گی۔ تو جواب میں اس نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں۔ ان الفاظ سے میں بہت مغموم ہوا۔ صبح حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس خواب کو آپ سے بیان کیا۔ تو آپ نے ان الفاظ کے سنتے ہی فرمایا کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس سرٹیفکیٹ میں ان الفاظ کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ لمبی عمر دیا جانے کی ضرورت نہیں۔

اس وقت جب میں اس کام کو دیکھتا ہوں جس کی بنیاد رکھی گئی ہے اور دوسری طرف کام کرنے والوں کی قلت کو دیکھتا ہوں اور پھر یہ دیکھتا ہوں کہ اس تھوڑی سی تعداد میں سے بھی کس قدر مخلص اور کس قدر کارکن الگ ہوتے جارہے ہیں اور پھر اپنی صحت کی حالت کو اور گوناگوں پریشانیوں کو دیکھتا ہوں تو روح اپنی انتہائی عاجزی کے ساتھ آستانہ الٰہی پر گرجاتی ہے۔ اور صرف ایک اسی خیال سے تشفی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی اپنی راہ میں کام کرنے والوں کو ضائع نہیں کیا۔ ہم خواہ کتنے بھی ناکارے ہوں مگر کام اس کا ہے۔ اور وہ ضرور کسی راہ سے اس کی نصرت کے سامان پیدا کرے گا۔ ہاں اپنے احباب سے بھی یہ التماس ہے کہ وہ بھی اس دعا میں میرے شریک حال ہوں اور اس کے ساتھ ہی اپنے آپکو حرکت میں بھی لائیں قبل اس کے کہ وہ وقت آجائے کہ جب ایک شخص حرکت کے قابل نہ رہے۔ اور وہ وقت سب پر آنے والا ہے۔

(محمد علی)

مولانا محمد عصمت اللہ کی شہادت

حافظ حاجی محمد حسن صاحب کا تعزیت نامہ

جناب حافظ حاجی محمد حسن صاحب وکیل گجرات تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا مولوی محمد عصمت اللہ صاحب کی شہادت ایک جانگداز واقعہ ہے میں اسکو شہادت کہتا ہوں کیونکہ مولانا مجاہد تھے اور آخر دم تک وہ مجاہد رہے۔ انکا میدان جنگ تبلیغی اور علمی مناظروں کی مجلسیں تھیں۔ جن میں وہ نہایت قابلیت، استقلال اور ثابت قدمی سے اپنا فرض ادا کرتے رہے۔ افسوس مجھے ان کی زیارت انکی اس بیماری کے بعد نصیب نہ ہوئی۔ خداوند تعالیٰ ان کو فردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ ہماری جماعت کے لئے یہ ایک ایسا صدمہ ہے جس کا تدارک بظاہر ممکن نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ کوئی نیک اور سعید روح پیدا کرے گا۔ جو مولانا مرحوم کی قائم مقام ہوکر اسلام کے لئے مجاہدانہ اور سرفروشانہ مساعی کرے گی اور ہمارے تبلیغی مشن کو منزل مقصود کے اور قریب پہنچائے گی۔ میں تمام احباب جماعت کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں مولانا کا نعم البدل عطا فرمائے اور صبر کی توفیق دے۔"

(خاکسار: محمد حسن)

نوٹ:۔ جن جن جماعتوں میں مولانا مرحوم کی وفات پر تعزیتی جلسے منعقد ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ نمبر ۴۲

مولانا محمد عصمت اللہ کی شہادت

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

(جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم محسوس نہیں کرتے)

جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کا انتقال پر ملال ہمارے لئے سال رواں کا سب سے بڑا حادثہ اور بہت بڑا قومی نقصان ہے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات کے بعد یہ سب سے گہرا زخم ہے۔ جو دست اجل نے ہمارے دلوں اور سینوں پر لگایا ہے۔ عصمت اللہ کی ہستی کوئی معمولی ہستی نہیں تھی وہ علم و فضل، جوش، ایثار، عزم و استقلال اور غیرت و خودداری کا مجسمہ تھا۔ وہ اسلام کا جانباز سپاہی تھا۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کا عاشق تھا وہ شمع احمدیت کا پروانہ تھا۔ وہ اس خدائی سلسلہ میں منسلک ہونے کے بعد ہر رشتہ سے بے نیاز ہو گیا تھا۔ خدمت دین کا شوق اسے ہر وقت سیماب وار بے قرار رکھتا تھا۔ اسلام اور احمدیت پر پختہ ایمان نے اس کو غیر معمولی عزم و استقلال کی دولت بخشی تھی۔ اس کے نحیف و لاغر جسم میں ایک برقی قوت تھی اس کی زبان میں سحر تھا۔ اس کے کلام میں اثر تھا۔ اس کی ذات میں بے پناہ کشش تھی۔ اس کی دلائل میں بہت بڑی قوت تھی وہ خدمت اسلام و احمدیت کے ہر میدان میں بڑے سے بڑے مخالف کے سامنے مردانہ وار ڈٹ جایا کرتا تھا۔ اور اپنی قوت ایمانی سے ہمیشہ کامیاب ہوتا تھا۔

ہاں عصمت اللہ خلوص و آزادی رائے کا پیکر تھا وہ ہر جگہ اور ہر وقت حق کی پکار بلند کرنے کی جرأت و ہمت رکھتا تھا اس کو بزدلی اور ریاکاری سے نفرت تھی اس نے شاہی محلات مولویوں اور پنڈتوں کے مرکزوں، مخالف سے مخالف مجمعوں میں بے دھڑک اسلام اور احمدیت کا پیغام سنایا۔ اس کے بیان میں شگفتگی تھی اس کی پاکیزہ ظرافت میں معقولیت کا عنصر بھی بدرجہ اتم موجود ہوتا تھا۔

آہ! صد آہ!! یہی بے شمار خوبیوں کا مالک عصمت اللہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیا۔ دست اجل نے اس کو ہم سے چھین لیا۔ اس کی جدائی ہمارے دل بیقرار اور آنکھیں اشکبار رہیں۔ اس نقصان کی تلافی کی سردست ہمیں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کوئی ایسا آدمی دکھائی نہیں دیتا جو آج کیا، دس برس کے بعد بھی اس کی جگہ لے سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم تھا کہ اس نے بغیر کوشش کے عصمت اللہ جیسا گوہر بے بہا ہمیں دیدیا۔ لیکن افسوس موت کے بے رحم ہاتھ نے اس کو بہت جلدی ہم سے چھین لیا۔ اس کی موت کا غم ایسا نہیں جسے ہم فراموش کر سکیں۔ یہ زخم ہر ایک احمدی کے دل کو مدتوں دکھائے گا۔ اور اس کی آنکھوں کو اشکبار رکھے گا۔

عصمت اللہ کا انتقال ہو گیا! نہیں نہیں یہ غلط ہے عصمت اللہ تو راہ خدا میں شہید ہوا ہے۔ اس کی موت موت نہیں۔ ایک لائق رشک اور قابل فخر شہادت ہے۔ اس فرمان خداوندی کے مطابق کہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اگر شہیدوں کا پاک خون ملتوں کی سرخروئی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اگر ان اولوالعزم انسانوں کی قربانیاں قوموں کو حیات تازہ بخش سکتی ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ عصمت اللہ کی شہادت جماعت احمدیہ کی قربانیوں کی فہرست میں ایک بہت ہی نمایاں جگہ کی مستحق ہے اور ہر لحاظ سے باعث فخر ہے۔ میدان کارزار میں لڑ کر شہید ہونے والا مجاہد ایک دم یا زیادہ سے زیادہ چند گھنٹوں کی تڑپ کے بعد جام شہادت نوش کر لیتا ہے لیکن عصمت اللہ نے مدتوں کرب و بیچینی میں مبتلا رہ کر گوناگوں علالتوں کا مقابلہ کر کے جام شہادت نوش کیا۔ جب تک اس کے جسم اور زبان میں قوت رہی وہ تبلیغی جلسوں اور مناظروں کی مجلسوں میں مصروف کار رہا۔ جب امراض نے اس کو ناتوان کر کے رہین بستر کر دیا تو اس وقت بھی وہ اپنے جہاد میں مصروف رہا راولپنڈی کے جلسہ میں شرکت کے لئے سفر علالت کے دوران میں کیا تھا یوا کی کتابیں اسی حالت میں نقل کیں اور ان کے خلاف لکھنے کا پورا پورا مصالحہ مرض الموت کے دوران ہی میں جمع کیا اور مرتے دم تک انہیں نقشہ مباحثت کے خلاف فیصلہ کن جنگ کی آرزو رہی۔

عصمت اللہ مرا نہیں بلکہ اپنے کارناموں اور بیش بہا قربانیوں اور خدمات کی وجہ سے زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

کیا اس شہید ملت کی خدمات کا عملی اعتراف ہمارا فرض نہیں؟ کیا اس کی شہادت پر رو لینا اور آہیں بھر لینا ہی کافی ہے؟ نہیں نہیں اس مرد مجاہد کے نقش قدم پر چلنا اور اس مقدس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانا جس کے لئے اس نے اپنی جان تک قربان کر دی۔ ہمارا فرض ہے آؤ اس سے قبل کہ اس شہید ملت کا کفن میلا ہو ہم خداوند کی قسم کھا کر عہد کریں کہ ہم اشاعت و حفاظت اسلام اور تبلیغ و تنظیم جماعت کے لئے اپنی بہترین قوتیں صرف کر دیں گے۔ کیونکہ مولانا عصمت اللہ اس مقصد بلند کی خاطر شہید ہوئے اور ان کی روح اسی طرح خوش ہو سکتی ہے۔

اے عصمت اللہ! جا اپنے مولا کے پاس خوش رہ تیری زندگی قابل تقلید، تیری شہادت باعث رشک ہے خدا کی برکتیں اور رحمتیں تیری روح پر نازل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تیرے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی سے

ہم نے کسی گزشتہ اشاعت میں ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ جناب خلیفہ قادیان اپنے مریدوں کے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں اور اسی لئے انہوں نے حکم دے رکھا ہے کہ کسی قادیانی لڑکی کا رشتہ کسی مسلمان سے نہ کیا جائے۔ ہمعصر "الفضل" نے اس کا جواب دینے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حکم جناب خلیفہ قادیان کا نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کا ہے۔ یہ الفاظ سپرد قلم کرتے ہوئے ہمارے معاصر کو خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی یعنی جناب میاں محمود احمد صاحب کی سالی کے نکاح کا واقعہ یاد نہیں۔ خلیفہ صاحب اور ان کا خاندان احمدی تھا لیکن انہوں اپنی صاحبزادی کا رشتہ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود کی اجازت سے ایک غیر احمدی خاندان میں ایک غیر احمدی نوجوان سے کیا۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب نے خود نکاح پڑھایا۔ جناب میاں صاحب اور بہت سے قادیانی دوست اس میں شریک ہوئے۔ اگر حضرت مسیح موعود کو نہ ماننے والے کافر ہیں اور احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی سے ناجائز ہے تو اس رشتہ کے متعلق کیا کہا جائے گا؟ کیا خلیفہ صاحب اپنی صاحبزادی، جو میاں صاحب کی سالی بھی تھی ایک کافر کو دیدیا؟ کیا حضرت مولانا نور الدین صاحب نے ایک ناجائز نکاح پڑھایا؟ کیا میاں صاحب اور ان کے متعدد ساتھی ایک ناجائز رشتہ میں شریک ہوئے؟ نیز یہ بھی بتلایا جائے کہ اس وقت اس رشتہ کے خلاف کون کون سے احمدی اخبارات نے آواز بلند کی تھی؟ اور اس کی وجہ سے کس کس شخص کو جماعت سے خارج کیا گیا تھا؟ آج مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے چند خطوط پیش کئے جاتے ہیں لیکن ۱۹۰۸ء میں مفتی صاحب کیوں خاموش رہے؟ یہ واقعہ کا سوال ہے اس میں کسی ایچا پیچی کی ضرورت نہیں کیا امید کی جا سکتی ہے کہ "الفضل" شریفانہ طریق پر ان باتوں کا جواب دے گا؟

نیز یہ بھی دریافت طلب امر ہے کہ خلیفہ صاحب کے

مذاکرۂ علمیہ

قرآن کریم میں ولادتِ مسیح کے تذکرہ کا مقصد

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

اعتراض

اگر مسیح علیہ السلام کی پیدائش اپنے اندر کوئی معجزانہ اور خارق عادت پیدائش کا رنگ نہیں رکھتی تھی تو اس کا قرآن مجید کی سورۂ مریم یا دوسرے موقعہ پر بیان کرنے کی کیا غرض تھی کیونکہ قرآن مجید تو ایک انسانوں کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ وہ بتاتا ہے خدا کو ملنے کی راہیں کون کون سی ہیں۔ اور دنیا کی دوسری مخلوق کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے کیا طریق ہیں۔ لہٰذا اس کے کچھ قوانین ارشاد فرمائے اور کچھ دیگر قوموں کے حالات برائے عبرت انسانی کے لئے بیان فرمائے۔

جواب

کیا ہی اچھا سوال کیا گیا ہے کسی واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں اپنے اندر یوں ہی بے فائدہ نہ ہونا چاہئے اس کے اندر کوئی ہدایت ہونی چاہئے یعنے یا تو خدا سے ملنے کی کوئی راہ اس میں ہو یا دوسری مخلوق کے ساتھ تعلقات احسن طریق پر رکھنے کے لئے کچھ قوانین یا ہدایات اس میں مضمر ہوں کیونکہ قرآن کریم کا دعویٰ تو ھدًی للناس ہونے کا ہے یعنے یہ کتاب انسان کی ہدایت کے لئے آئی ہے۔

قرآن کریم میں تاریخی واقعات ہدایت کے لئے مذکور ہیں

قرآن کے اندر درج شدہ تاریخی واقعات کو محض قصہ کہانی کے رنگ میں پڑھنا تو کفار کی اس بکواس کی نعوذ باللہ تائید ہوگی جو کہتے تھے کہ ان ھی الا اساطیر الاولین کہ یہ نہیں ہیں مگر اگلے لوگوں کی کہانیاں۔ پس قرآن کریم میں جو بھی کوئی واقعہ تاریخی مذکور ہے۔ اس کا مقصد ضرور کوئی نہ کوئی ہدایت ہونی چاہئے جس سے انسان نے نفع اٹھانا ہے۔ ورنہ وہ واقعہ قرآن کریم میں کبھی درج نہ ہوسکتا تھا۔

باباپ اور بن باپ ولادت کا موازنہ

اب آئیے اسی معیار پر حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کو پرکھیں اور دیکھیں کہ بن باپ ولادت میں انسان کو کیا ہدایات ملتی ہیں اور باباپ ولادت میں کیا ہدایات ملتی ہیں دونوں کا موازنہ کرنا چاہئے۔ چونکہ معترض کا ادعا یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی پیدائش اگر اپنے اندر کوئی معجزانہ رنگ نہیں رکھتی تو قرآن میں اس کے ذکر کرنے کی وجہ کیا ہوسکتی ہے گویا ان کے نزدیک محض ایک انسان کی مطابق فطرت ولادت اپنے اندر کوئی ہدایت نہیں رکھ سکتی۔ اس لئے ہم پہلے مسیح علیہ السلام کی بن باپ ولادت کو ہی لیتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں اس کے ذکر سے انسان کو کیا نفع پہنچا اور کیا کیا ہدایات اس سے ملیں۔

(۱) مسیح کی بن باپ ولادت سے ہدایت:-

خود معترض نے مسیح کی بن باپ ولادت سے کوئی ہدایت نکال کر نہیں دکھائی سوائے اس کے کہ یہ معجزانہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے گویا معجزانہ رنگ رکھنا بجائے خود کوئی ہدایت ہے۔ اس لئے پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ آیا مسیح کی بن باپ ولادت واقعی کوئی معجزہ بھی ہے یا نہیں۔

معجزہ کسے کہتے ہیں؟

سو میں عرض کروں گا کہ اصطلاح شریعت کے رو سے وہ **قطعاً کوئی معجزہ نہیں** وجہ یہ کہ **معجزہ** اسے کہتے ہیں جو کوئی خارق عادت امر خدا کے علم اور قدرت کے ماتحت کسی نبی و رسول یا مامور کی تائید میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جس قوم کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے اس قوم کے سامنے اس پیغام ہدایت کے منجانب اللہ ہونے پر جو وہ نبی لایا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ایک نشان ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کے ماتحت کوئی پیشگوئی علمی یا اقتداری رنگ میں کوئی خارق عادت امر نبی کی تائید میں ایسا ظاہر ہوتا ہے جس سے قوم کے منکرین و مخالفین پر اتمام حجت ہوتی ہے۔ اور اہل تحقیق کی گردنیں اس کے آگے جھک جاتی ہیں۔

معجزے کی دو مثالیں

مثلاً آنحضرت صلعم نے قرآن کو علمی رنگ میں بطور معجزہ پیش کیا کہ اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ اور تحدی کی کہ کبھی نہیں بنا سکتے۔ اور آج تک کوئی نہ بنا سکا۔ یہ ایک معجزہ ہے۔ اسیطرح قرآن کریم میں پیشگوئی کی کہ روم اگرچہ مغلوب ہوگیا ہے مگر نو سال کے اندر اندر وہ ایران پر غالب آئے گا۔ اور انہی دنوں میں مومن بھی خدا کی نصرت سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ اور کفار پر غلبہ ظاہر ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا یہ ایک معجزہ ہے۔

ہر ایک خارق عادت امر معجزہ نہیں کہلا سکتا

لیکن اگر کوئی خارق عادت امر اللہ تعالیٰ اپنے کسی مقرب بندہ کو خواہ وہ نبی ہو یا ولی۔ مرد ہو یا عورت، بطور خود دکھائے جس کا پبلک سے کوئی تعلق نہیں اسے جو کچھ چاہے نام دو وہ اصطلاح مذہب میں معجزہ نہیں کہلا سکتا۔ مثلاً یہ واقعہ جو مفسرین سنایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال پر کہ تو مردے کس طرح زندہ کرے گا انہیں چار پرندے قیمہ کرنے کا حکم دیا اور پھر انہیں زندہ کر کے دکھا دیا تا ان کا اطمینان قلب ہوا۔ اگر اس واقعہ کو ہم بالفرض صحیح تسلیم بھی کرلیں تو بھی یہ کوئی معجزہ نہیں کہلا سکتا کیونکہ خدا نے یہ صرف اپنے نبی کو دکھایا۔ نبی نے اپنی صداقت کی تائید میں قوم کو نہیں دکھایا لہٰذا یہ معجزہ نہیں ہے۔ اسیطرح حضرت موسیٰ جب آگ لینے پہاڑ پر گئے اور وہاں رسالت عطا ہوئی اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے جو انہیں سونٹے کا سانپ بنتا ہوا اور ید بیضا کا نظارہ دکھایا وہ معجزہ نہیں کہلا سکتا کیونکہ خدا نے دکھایا اور صرف نبی نے دیکھا۔ معجزہ وہ اس وقت کہلایا جب انہوں نے یہی نظارہ فرعون کے دربار میں دکھایا کیونکہ وہ امر اس وقت ان کے منجانب اللہ ہونے پر بطور نشان کے مخالفین و منکرین پر اتمام حجت کے لئے ظاہر ہوا۔

حضرت مسیح کی بغیر باپ ولادت کوئی معجزہ نہیں ہے

اسیطرح اگر حضرت عیسے علیہ السلام نے اپنی رسالت کی تائید میں کوئی امر خارق عادت دکھایا ہو تو وہ بے شک معجزہ کہلائیگا لیکن اگر ان کی والدہ کو بغیر مرد کے حمل ہوگیا ہو تو وہ معجزہ کس طرح کہلا سکتا ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک واقعہ خلاف قانون قدرت یا خلاف سنت اللہ ہوا۔ جس کا علم صرف حضرت مریم کو ہوا۔ مگر وہ معجزہ نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تائید میں وہ کوئی ایسا نشان نہیں جسے پبلک دیکھ سکے اور جس کے آگے اہل تحقیق کی گردنیں جھک سکیں اور مخالفین پر حجت تمام ہو سکے۔ بلکہ اگر ایسا ہوا ہے تو بیچارے حضرت عیسے علیہ السلام کے لئے اپنی رسالت کو منوانے میں جو مشکلات در پیش تھیں ان میں ایک اور مشکل کا اضافہ ہوگیا۔ کیونکہ دنیا میں کون شخص کسی کنواری لڑکی کے حمل کو بغیر مرد کے سمجھ لیگا۔ خواہ وہ لڑکی بیت المقدس یا کعبہ میں ہی کیوں نہ رہتی ہو۔ اگر آج ہمارے سامنے یہ واقعہ پیش آوے تو کیا ایسے آدمی کی ولادت ہماری نظروں میں مشتبہ نہ ہوجائے گی۔ اگر یہ کہو کہ جب ایک شخص کو ہم اس کے بہت سے نشانوں کی وجہ سے مان لیں گے تو اس کی یہ بات بھی مان لینگے کہ اس کی ولادت بغیر باپ کے تھی تو پھر یہ معجزہ اور نشان تو نہ ہوا۔ یہ تو خوش عقیدگی ہوئی۔ معجزہ تو وہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ایک شخص کو منجانب اللہ مانا جاتا ہے نہ کہ کسی کو پہلے منجانب اللہ مان لیا جائے پھر جو وہ بات کہتا جائے اسے مانتے چلے جائیں اسے **خوش عقیدگی کہتے ہیں معجزہ نہیں کہتے**

پس مسیح علیہ السلام کی **بن باپ ولادت کوئی معجزہ نہیں ہے بلکہ سنت اللہ کے خلاف ایک واقعہ ہے** جو نہ معلوم کس مصلحت الٰہی کے ماتحت ظہور میں آیا اور جس کا صحیح علم صرف خدا کو ہے یا خود حضرت مریم کو ہوگا۔ باقی تمام دنیا کی مخلوق کے لئے سنی سنائی بات ہے۔

بے باپ ولادت کا عقیدہ آفتاب پرستوں کی نقل ہے

عیسائیوں نے تو آفتاب پرست قوموں کے خدائی اوتاروں کی نقل میں اپنے خدائی اوتار کو بھی کنواری کے پیٹ سے پیدا کر کے اپنے مذہب کی آفتاب پرست قوموں میں تبلیغ کا بہترین ذریعہ سمجھا جیسا کہ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم نے اپنی کتاب ینابیع المسیحیت میں بڑی صفائی سے ثابت کیا ہے مسلمانوں میں مفسرین پر غالباً نو مسلم عیسائیوں کے خیالات کا اثر پڑا۔ لہٰذا

علی العموم بعض متشابہ آیات قرآنی سے یہی استنباط کیا گیا کہ مسیح علیہ السلام کی ولادت بلا باپ تھی۔

اس عقیدے میں مسلمانوں کے لئے کوئی ہدایت نہیں

اگر بالفرض یہی خیال صحیح ہے کہ قرآن کریم سے مسیح کی ولادت بن باپ ہی ثابت ہوتی ہے تو پھر یہ بات قابل غور ہے کہ اس میں مسلمانوں کے لئے کیا ہدایت ہو سکتی ہے۔ اور قرآن کریم نے اسے کیوں نقل کیا۔ یہ معجزہ تو کوئی ہے نہیں جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں کیونکہ یہ کوئی ایسا امر تو نہ تھا جو اس وقت کے لوگوں کے سامنے حضرت مسیح کی رسالت کی تائید میں منجانب اللہ ظاہر ہوا ہو۔ بلکہ اس زمانہ کے لوگوں کو تو اس سے بجائے کوئی نفع ہونے کے الٹا نقصان ہوا۔ کہ خواہ مخواہ ایک راستباز کی صداقت میں اس واقعہ نے ایک مشتبہ حالت پیدا کر دی اور یہودیوں کو اور بہت سے مطاعن کے علاوہ یہ بات بھی مخالفت کے لئے ہاتھ لگ گئی۔ پس ہمیں آج نہایت احتیاط سے اس پر غور کرنا پڑے گا۔ کہ ایسے واقعہ کو قرآن میں ذکر کرنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ اور ہمارے لئے اس کے ماننے میں کیا نفع ہے بالخصوص جب علاوہ اس رویا یا کشف کے جو حضرت مریم نے دیکھا تھا اور جس میں فرشتہ نے ایک لڑکے کی خوشخبری دی تھی جس پر انہوں نے تعجب سے کہا تھا کہ انی یکون لی غلٰم ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا اور بالمقابل فرشتہ نے کہا تھا کہ قال ربک ھو علیّ ھین۔

ولادت مسیح کا ذکر قرآن میں تفصیل سے ہے

خدا نے مسیح کی ولادت کے حالات کو [illegible]

حالانکہ مسیح کے بن باپ ہونے کا جھگڑا تو ان دو آیات میں ختم ہو چکا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس سے آگے کے حالات کو بھی سنایا ہے۔ اور اس قدر تفصیل دی ہے جو خود انجیل میں بھی ساری موجود نہیں ہے۔ حضرت مریم کا حاملہ ہونا پھر ایک دور مقام کی طرف جانا۔ درد زہ کا انہیں ایک کھجور کے درخت کے تلے لے آنا وہاں درد زہ کی شدت اور اس میں حضرت مریم کی بیقراری کے یہ کلمات کہ کاشکہ میں اس سے قبل مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہو چکی ہوتی اور پھر نیچے سے آواز کا آنا اور بہتے ہوئے چشمہ کا پتہ دینا اور کھجور کے درخت کے تنہ کو پکڑ کر ہلانے کی ہدایت دینا۔ جس سے تازہ کھجوریں گرینگی انہیں کھانا اور پانی کا پینا اور بچہ کا تولد ہونا۔ اور روزہ رکھنے کا اور لوگوں سے کلام نہ کرنے کا حکم سبھی کچھ تو تفصیل سے ارشاد فرما دیا ہے۔ آخر ان امور میں کیا معجزانہ رنگ تھا۔ بظاہر یہ معمولی واقعات ہیں۔ کوئی خارق عادت امر نہیں۔ پھر بھی بصد تفصیل سے بیان کیا ہے۔

بے باپ ولادت نبوت کا نشان نہیں

قرآن کریم میں مسیح کی بن باپ ولادت کا ذکر اس لئے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ کوئی ان کی نبوت کا نشان تھا۔ کیونکہ جب تمام نبیوں کی ولادت با باپ تھی تو یہ واقعہ کسی کی نبوت کا نشان تو نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہودی تو اسی واقعہ کو نہایت شرارت سے حضرت مسیح کی نبوت کے خلاف پیش کر دیتے ہیں پس ان کی نبوت کے نشان کے طور پر تو قرآن نے اس واقعہ کو ذکر نہیں کیا۔ اندریں حالات قرآن میں اس کے مقاصد جو ہماری سمجھ کے مطابق ہو سکتے ہیں وہ یہی ہو سکتے ہیں کہ یا تو اللہ تعالیٰ اس واقعہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ جو دوسرے نبیوں میں نہیں یا اس واقعہ سے مسلمانوں کے یہ ذہن نشین کرنا چاہتا ہے کہ اگر کوئی کنواری حاملہ پائی جائے تو یہ اس بات کا نشان نہیں ہوگا کہ مس بشر ہوا ہے خدا تعالیٰ در ہے وہ بن باپ بھی بچہ پیدا کر سکتا ہے۔

بے باپ ولادت فضیلت کا نہیں بلکہ تذلیل کا باعث ہے

(۱) **پہلی شق** یہ کہ اس واقعہ سے مسیح کی کسی خصوصیت کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ اس میں پھر دیکھنا یہ ہوگا کہ وہ کس قسم کی خصوصیت ہو سکتی ہے کیا کوئی تفضیلت کا اظہار مدنظر ہے۔ مگر جب ہم غور کرتے ہیں تو یہ پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ خصوصیت فضیلت کے لئے تو نہیں ہو سکتی کیونکہ بن باپ پیدا ہونا اگر کوئی وجہ فضیلت تھی تو کیا وجہ کہ حضرت عیسےٰ کو تو جو رسولا الیٰ بنی اسرائیل تھے ایک قوم بنی اسرائیل کے لئے رسول تھے۔ یہ فضیلت دی گئی۔ اور آنحضرت صلعم کو جو تمام دنیا کی قوموں اور تمام زمانوں کے لئے رسول تھے یہ فضیلت نہ دی گئی اور اگر غور کر کے دیکھو گے تو فضیلت تو رہی ایک طرف یہ تو ایک قسم کی تذلیل ہے کہ کہا جائے کہ فلاں شخص مرد و عورت کے مرکب نطفہ سے پیدا نہیں ہوا بلکہ صرف عورت کے نطفہ سے پیدا ہوا۔ قرآن کریم میں صاف طور پر ارشاد ہے کہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج۔ کہ انسان مرکب نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اور آج سائنس کا بھی یہ مسلمہ اصول ہے کہ مرد و عورت دونوں کے مرکب نطفہ سے پیدا ہوتا ہے دونوں جنس کے جذبات لطیفہ اور اخلاق فاضلہ انسانی سے حصہ لیتا ہے لیکن جو بچہ محض عورت کے نطفہ سے پیدا ہوگا اور مرد کے نطفہ کا اس میں حصہ نہ ہوگا ظاہر ہے کہ اس میں مرد کے جذبات لطیفہ اور اخلاق فاضلہ نہ ہوں گے گویا وہ جذبات و اخلاق انسانی کے لحاظ سے نصف یعنے ناقص و نامکمل ہوگا۔ پس حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو محض عورت کے نطفہ سے قرار دینا ان کے کمالات انسانی کو ناقص و نامکمل قرار دینا ہے۔ جو ان کی سخت ہتک اور تذلیل ہے۔ غور کرو کیا ایسا ناقص انسان نبی ہو سکتا ہے؟

عیسائیوں کے ڈھکوسلے

اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ نہ مرد کے نطفہ سے پیدا ہوئے نہ عورت کے بلکہ محض روح تھے۔ تو سمجھ نہیں آتا کہ پھر عورت کے رحم میں تشریف لیجانے اور اس کے اعضائے مخصوصہ کی راہ سے تولد ہونے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اگر ان کی روح لطیف کو مرد و عورت کے نطفوں سے بنے ہوئے جسم سے اجتناب تھا تو عورت کے رحم میں سکونت اختیار کرنا اور اس کے اعضائے مخصوصہ کی راہ سے تولد ہونے سے تو بدرجہا اجتناب ہونا چاہیے تھا۔ اور پھر یہ مادی جسم کہاں سے . . . . آ گیا تھا جو کھانے پینے کا محتاج اور تمام حوائج ضروریہ کا پابند تھا۔ یہ محض عیسائیوں کے ڈھکوسلے ہیں جنھیں کوئی عقلمند تسلیم نہیں کر سکتا۔ پس محض عورت کے نطفہ سے پیدا ہونا کوئی خوبی نہیں بلکہ مرد کے جذبات اخلاق سے محرومی کا نشان ہے۔ اس لئے یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کے اس نقص کو ظاہر کرنے کے لئے ان کی بن باپ ولادت کا ذکر قرآن میں کر دیا۔ قرآن تو نبیوں کی عزت کرنا سکھاتا ہے نہ کہ تذلیل کرنا۔ اس لئے دوسری شق پر نظر ڈالتے ہیں کہ شاید وہاں ہی اس مشکل کا حل نظر آ جائے۔

بے باپ ولادت سنت اللہ کے خلاف ہے

(۲) **دوسری شق** یہ ہے کہ اس واقعہ سے مسلمانوں کے یہ ذہن نشین کرنا مقصود ہے کہ کنواریاں بھی بغیر مس بشر کے حاملہ ہو جایا کرتی ہیں۔ کیونکہ خدا قادر ہے مگر مصیبت تو یہ ہے کہ جو خدا بار بار قرآن میں سنت اللہ یہ قرار دے کہ انسان مرد و عورت کے مرکب نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اور اعلان کرے کہ یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ کہ اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ فلینظر الانسان مم خلق۔ خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب۔ کہ انسان کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا۔ پیدا کیا اچھلتے ہوئے پانی سے جو پیٹھ اور پسلیوں کے درمیان سے خارج ہوتا ہے۔ غرضیکہ متعدد آیات ہیں جن کا ذکر میں اپنی کتاب ولادت مسیح میں مفصل کر چکا ہوں۔ ان آیات کے ہوتے ہوئے کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہی خدا جو مرد و عورت سے پیدا ہونے کو سنت اللہ قرار دے۔ بالخصوص انسانی پیدائش میں مرد کے نطفہ کو خاص طور پر اہمیت دے اور دوسری طرف یہ بھی فرمائے کہ لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ کہ خدا کی سنت میں تم کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ وہی خدا پھر مسلمانوں کے یہ بھی ذہن نشین کرنا چاہے کہ کنواریاں بغیر مرد کے بھی حاملہ ہوا کرتی ہیں گویا اپنی سنت میں تبدیلی کا بھی خود ہی اعلان کرتا پھرے۔

قرآن بغیر مس بشر عورت کے حمل کو تسلیم نہیں کرتا

علاوہ ازیں یہ کہ کسی مسلمان فقیہ یا عالم یا امام مجتہد نے کوئی باب شریعت اسلامی میں آج تک نہیں باندھا جس میں بغیر مرد کے کنواریوں کے حاملہ ہونے کا امکان بھی متصور ہو سکے اور وہ کیا باندھتے خود قرآن کریم نے جہاں شریعت کے احکام دیئے ہیں ان میں بغیر مس بشر کے عورت کے حمل کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ جیسا کہ سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہوتا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا اذا نکحتم المومنٰت ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم مومنہ عورتوں سے نکاح کرو پھر قبل اس کے کہ تم انہیں چھوؤ اگر طلاق دیدو تو تمہارے لئے ان کے معاملہ میں کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو۔ دیکھ لیجئے یہاں عورت کو مس کرنے سے قبل اگر طلاق دیدیجائے تو کوئی عدت نہیں۔ کیونکہ عدت تو اسی غرض سے تھی کہ حمل اگر ہو تو ظاہر ہو جائے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ میں جہاں عدت پورا کرنے کا حکم ہے صاف طور پر ارشاد ہوتا ہے ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن اور ان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اللہ نے جو ان کے رحموں میں پیدا کر رکھا ہے اسے چھپائیں (سورہ بقرہ آیت ۲۲۸) پس اگر بغیر مس بشر کے کسی حمل کا امکان تھا تو مس بشر کی صورت میں تو عدت کا رکھنا اور مس بشر نہ ہونے کی صورت میں عدت کو اڑا دینا کیا معنے رکھتا ہے۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں کہ علم الٰہی میں بغیر مس بشر کے حمل ممکن نہیں اس لئے ایسی صورت میں عدت کی ضرورت بھی نہیں۔ غرضکہ جب حالت یہ ہو کہ شریعت حقہ اسلامیہ جس پر اسلام کی بنا ہے۔ کسی کنواری کا بغیر مس بشر کے حاملہ ہونا تسلیم نہیں کرتی اور نہ اس کے لئے اپنے قوانین میں کوئی باب باندھتی ہے بلکہ کہیں استثنا کے رنگ میں بھی اسے قوانین شرعیہ میں داخل نہیں کرتی تو معلوم ہوا کہ قرآن میں بن باپ ولادت مسیح کا ذکر اس لئے تو نہیں کہ اس سے کوئی قاعدہ کلیہ بنانا ہے۔ جب یہ نہیں تو پھر یہ خصوصیت مسیح

کی کوئی خصوصیت ہے اور خصوصیت کا ذکر میں نمبر اول میں کر آیا ہوں اور ثابت کر آیا ہوں کہ کسی شخص کی نسبت یہ بات کہنی کہ وہ محض عورت کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے اور اس میں مرد کے نطفہ کو دخل نہیں اس کے یہ معنے ہیں کہ جذبات و اخلاق انسانی کے لحاظ سے اس کی خلقت ناقص ہے۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف جو ایسا نقص منسوب کرنا ان کی سخت تذلیل ہے۔

قرآن میں ولادت مسیح کے مفصل ذکر کا مقصد

لے دے کر بات یہاں آ کر رہ گئی کہ قرآن میں اس کا ذکر غالباً اس خیال سے کیا ہے کہ چونکہ ان کی والدہ محترمہ پر ناپاک یہودی بہتان لگاتے تھے اس لئے خدا نے ان کی بریت کرنے کے لئے اس واقعہ کو درج کر دیا اور اس طرز پر بیان کیا جس سے یہ مترشح ہو کہ وہ بغیر مس بشر کے حاملہ ہو گئی تھیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس مقصد کے لئے کیا اتنا کہہ دینا کافی نہ تھا کہ احصنت فرجھا کہ اس کی ماں راستباز تھی اگر ہم کسی عورت کو پاکدامن ثابت کرنے لگیں اور اس کے حمل کے جائز حمل ہونے کا اعلان کریں تو کیا یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ ساتھ ہی یہ بھی کہیں کہ یہ بغیر مس بشر کے حاملہ ہوئی ہے بالخصوص جب اس کا شوہر موجود ہو جیسا کہ انجیل کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔

حاملہ ہونے کے زمانہ میں حضرت مریم کے شوہر موجود تھے

یہ تو مفتی صاحب کی زبردستی ہے کہ یوسف شوہر کے موجود ہوتے ہوئے وہ حضرت مریم کو روح القدس سے حاملہ بتاتے ہیں۔ ممکن ہے ابتدا میں ان کا یہی مطلب ہو کہ وہ ایک پاکیزہ حمل تھا جیسا کہ عصمت مآب شوہروں والی خواتین کو ہوتا ہے لیکن بعد میں تراجم نے اصل حقیقت کی شکل تبدیل کر کے کچھ کا کچھ بنا دیا یا آفتاب پرستوں کو خوش کرنے کے لئے دبے لفظوں میں کچھ تحریف کر دی گئی۔ ورنہ اناجیل کا مطالعہ صاف بتاتا ہے کہ حضرت مریم جن دنوں حاملہ تھیں ان کا شوہر یوسف موجود تھا اور وہ اس کے گھر میں بستی بھی تھیں تو ایسی صورت میں کسی نیک بی بی پر بہتان دور کرنے کے لئے اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ یہ کہا جائے کہ حمل بغیر مس بشر کے ہوا تھا۔ اس قدر کافی ہے کہ وہ ایک پاکباز بی بی ہے۔ اور اس قسم کے ناپاک بہتانات محض شرارت ہیں۔ اس سے ہر ایک آدمی سمجھ لے گا کہ اس کا مقصد یہی ہے کہ اس کا حمل پاکیزہ اور اپنے شوہر سے ہے۔ نہ اس میں کسی سنت اللہ کے توڑنے کی ضرورت ہے نہ محض عورت سے پیدا ہونے میں کسی بچہ میں جو نقص کمالات انسانی کا لازم آتا ہے وہ وارد ہوتا ہے۔

فرشتہ کی خوشخبری پر حضرت مریم کے اظہار تعجب کی وجہ

ہاں یہ سچ ہے کہ جب رویا یا کشف میں فرشتہ نے حضرت مریم کو لڑکے کی خوشخبری دی تھی اس وقت مس بشر نہ ہوا تھا یا یہ کہ وہ کنواری تھیں۔ اسی لئے فرشتہ کی خوشخبری دینے پر انہیں تعجب ہوا اور کہا انی یکون لی غلم ولم یمسسنی بشر کہ میرے بچہ کس طرح ہوگا جب مجھے کسی بشر نے مس نہیں کیا مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ اگر اب تک کسی بشر نے مس نہیں کیا تو نہ سہی آئندہ تو مس بشر ہو سکتا ہے۔

حضرت مریم نے مس بشر کی جائز صورت کا ذکر کیوں نہیں کیا

مگر آئندہ مس بشر کی صورتیں دو ہو سکتی تھیں ایک جائز اور دوسری ناجائز یعنی ایک نکاح اور دوسری بدکاری۔ حضرت مریم بیت المقدس کی نذر ہو چکی تھیں وہ ایک راہبہ کی زندگی بسر کرتی تھیں رواج کے مطابق وہ نکاح نہ کر سکتی تھیں گو یہ خدا کا حکم نہ تھا بدعت تھی مگر رواج ایسا ہی تھا اور ایسی سختی سے اس کی پابندی ہوتی تھی کہ آئندہ کے لئے حضرت مریم جو مس بشر کی نفی کرتی ہیں تو صرف اس قدر کہنا کافی سمجھتی ہیں کہ میں بدکار نہیں ہوں کہ آئندہ مس بشر کا احتمال ہو سکے اور نکاح کے ذریعہ مس بشر کو وہ بالکل چھوڑ جاتی ہیں۔ آخر اس کی وجہ؟ اگر مس بشر کی جائز صورت کی جس کا امکان ہو سکتا تھا انہیں نفی کی ضرورت پڑی تو **مس بشر کی جائز صورت کا وہ کیوں ذکر نہیں کرتیں جبکہ ایسا ہونا بھی ممکن تھا؟** اس سے ہر ایک عقلمند یہی نتیجہ نکالے گا کہ ان کی نگاہ میں جائز طریق مس بشر کا یعنے نکاح اس قدر دشوار اور مشکلات سے پر تھا کہ اسے زیر بحث لانا ہی لاحاصل تھا۔ اسی لئے آئندہ کے لئے امکان مس بشر کو خارج کرتے ہوئے وہ صرف "بدکار نہیں ہوں" کہہ کر ختم کر دیتی ہیں۔ جائز طریق پر مس بشر کا وہ ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتیں۔ گویا ان کے نزدیک آئندہ کے لئے مس بشر کی صورت ایک ہی باقی تھی۔ اور وہ بدکاری تھی اور وہ ان جیسی عصمت مآب خاتون سے ناممکن تھی۔ اور انہیں اسی لئے بیٹے کی خوشخبری پر تعجب بھی ہوا۔

حضرت مریم بوجہ مشکلات نکاح سے مایوس تھیں

اور بات بھی سچ ہے کہ ان جیسی عصمت مآب خاتون کے لئے جو مس بشر کی صورت ہو سکتی تھی وہ صرف نکاح تھا جو جائز صورت مس بشر کی ہے۔ مگر وہ اس قدر دشوار اور محال تھا کہ حضرت مریم اس کے ذکر کرنے کی ضرورت تک نہیں سمجھتیں ورنہ جہاں بدکاری کی نفی کی تھی وہاں نکاح کے متعلق نفی یا اثبات کسی رنگ میں تو ذکر کرتیں کیونکہ آخر یہ طریق بھی تو مس بشر کا تھا انکا ذکر نہ کرنا بتاتا ہے کہ اس کی مشکلات کی وجہ سے ادھر سے انہیں قطعی مایوسی تھی۔ پس ان کا متعجب اور پریشان ہونا بالکل بجا تھا یہ خیال کر کے کہ میرے لڑکا کیسے ہوگا جبکہ نہ تو اب تک مجھے کسی بشر نے چھوا اور نہ آئندہ چھونے کی امید ہے کیونکہ بدکار نہیں ہوں۔ رہ گیا نکاح تو اس میں اس قدر مشکلات ہیں کہ خارج از بحث ہے۔

فرشتہ کا جواب

اس کے جواب میں فرشتہ نے جو کچھ کہا وہ بالکل ان کی اس قلبی کیفیت کا جواب ہے اس نے کہا کذلک۔ حالات تو بیشک یہی ہیں جو تمہارے پیش نظر ہیں مگر قال ربک ھو علی ھین۔ تیرے رب نے کہا کہ یہ مجھ پر آسان ہے یعنے جو تیرے لئے مشکل ہے وہ میرے لئے آسان ہے۔ نکاح جو جائز طریق مس بشر کا واحد ذریعہ تھا وہ حضرت مریم کے لئے تو اس قدر مشکل تھا کہ اس کے وہ ذکر تک کی ضرورت نہیں سمجھتیں۔ مگر وہی مشکل خدا کے لئے آسان تھی۔ اسی لئے فرمایا کہ لڑکے کی خوشخبری سے حیران ہونے کی ضرورت نہیں لڑکا پیدا ہونے میں جو مشکلات کا پہاڑ تمہارے پیش نظر ہے وہ میرے لئے آسان ہے۔

مولویوں کا شوق اعجوبہ پسندی

ہمارے مولوی کہتے ہیں کہ مطلب یہ تھا کہ بغیر مس بشر کے بچہ پیدا کر دینا میرے لئے آسان ہے گویا دوسرے لفظوں میں خدا نے بھی اس مشکل کو تو تسلیم کر لیا کہ ہاں جائز طریق پر تو مس بشر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا معجزانہ طور پر اپنی بات پوری کرنے کے لئے بغیر مس بشر کے ہی بچہ پیدا کر دینگے۔ لیکن سمجھ نہیں آتا کہ جو خدا اپنی بات پوری کرنے کے لئے بغیر مس بشر کے بچہ پیدا کر دینے اور اپنی قائم کردہ سنت کو توڑ دینے کے لئے آمادہ ہو گیا اس نے کیوں نہ آسان طریق اور سیدھا راستہ اختیار کیا کہ جائز طریق مس بشر یعنے نکاح میں جو مشکلات تھیں ان کو اٹھا دیتا اور ایسے اسباب جمع کر دیتا جس سے حضرت مریم کا نکاح ہو جاتا۔ اعجوبہ پسندی کا تو کوئی علاج نہیں یہ ایک واقعہ ہے کہ حضرت مریم کا نکاح یوسف نجار سے ہوا اور اس سے بچے بھی ہوئے اور وہ جائز طریق مس بشر کا جو ایک وقت میں حضرت مریم کو اس قدر مشکل اور ناممکن نظر آتا تھا کہ اس کا ذکر تک کرنا ضروری نہ سمجھی تھیں آخر واقعات میں رونما ہو گیا۔ یعنے وہ مشکل خدا کی قدرت اور فضل سے ایک روز آسان ہو گئی۔ جو حضرت مریم کے سامنے کسی وقت بالکل یاس انگیز تھی۔ پس یہ وہ معنے ہیں جس کی تصدیق واقعات کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ نکاح حضرت عیسیٰ کی ولادت کے بعد ہوا۔ خواہ مخواہ کی زبردستی اور اعجوبہ پسندی کا شوق ہے ورنہ واقعات اس کی تصدیق نہیں کرتے پس جائے غور ہے کہ آیا وہ معنی جن کی تصدیق واقعات کرتے ہوں صحیح ہو سکتے ہیں یا وہ معنے جن سے نہ صرف سنت اللہ کی تبدیلی لازم آتی ہو جو محال ہے بلکہ حضرت مسیح کی تذلیل بھی ہوتی ہو کیونکہ محض عورت سے پیدا ہونا ناقص الخلقت ہونے کی علامت ہے۔ وجہ یہ کہ اس صورت میں مرد کے جذبات و اخلاق کا کوئی حصہ بچہ میں نہیں آتا۔ عیسائیوں کو تو آفتاب پرستوں میں عیسائیت کو مقبول بنانے کے لئے اگر کنواری کو روح القدس سے حاملہ ہونے کا قصہ گھڑنے کی ضرورت پڑی تو آج مسلمانوں کو کیا ضرورت ہے کہ صحیح علم آجانے کے بعد خواہ مخواہ اس قصہ پر اڑے ہیں۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

باقی رہ گیا یہ اعتراض کہ حضرت مریم جب شوہر والی تھیں تو ان پر زنا کا بہتان کیوں لگایا۔ سو یہ عدم تدبر کا نتیجہ ہے کیا دنیا میں شوہر والی عورتوں پر زنا کے بہتان نہیں لگائے جاتے آئے دن لگتے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے مقدس بزرگوں۔ بڑی بڑی مقدس خاتونوں اور بڑے بڑے مقدس بزرگوں کی عصمت مآب بی بیوں پر ناپاک اور شریر لوگ ناحق کے بہتان لگاتے رہے ہیں تو اگر یوسف کی بی بی مریم پر بعض شریر یہودیوں نے کوئی بہتان کھڑا کر دیا تو کیا قیامت آگئی اور کونسا استبعاد عقلی لازم آگیا۔

(باقی آئندہ)

پنجاب کے اچھوت اور گاندھی جی

گاندھی جی ۱۷ جولائی کو لاہور آرہے ہیں۔ اس موقع پر صوبے کے ان ہریجنوں نے جو خوش قسمتی سے کانگرسیوں کے دام فریب میں گرفتار نہیں ہو سکے۔ پنجاب بھر کے ہریجنوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ سب ہریجن جمع ہو کر اپنی ان تکالیف کو جو ہندو جاتی کے ہاتھوں ان کو پہنچتی رہتی ہیں۔ ایک سپاسنامہ کی صورت میں گاندھی جی کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ سوامی تم داس جی سکرٹری پنجاب پراچین دلت سبھا لاہور نے اس کانفرنس کے سلسلے میں پروپیگنڈا بھی شروع کر دیا ہے۔ اور خیال ہے کہ کانفرنس کامیاب ہوگی۔

آریہ سماج بستر مرگ پر

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے

اگر واقعات کا ذرا گہری نگاہ سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت صاف نظر آسکتی ہے کہ آریہ سماج اخلاقی و مذہبی حیثیت سے تباہی کے قریب پہنچ چکا ہے اور زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ آریہ سماج کی تباہی کئی طریق پر واقعہ ہو رہی ہے۔ اول تو ضروریات زمانہ کی مجبوری سے وہ اپنے متعدد مسلمہ عقائد و اعمال سے دستبردار ہو چکا ہے۔ ان میں سے بعض کے نام لینے کی بھی اسے جرأت نہیں ہوتی۔ مثلاً نیوگ وغیرہ۔ اس کے برعکس اس نے بہت سی ایسی باتیں اختیار کر لی ہیں جو وید دھرم اور سوامی دیانند جی کے نزدیک قطعاً ممنوع تھیں مثلاً نکاح بیوگان وغیرہ۔ اس طرح اس نے عملاً ثابت کر دیا کہ اس کے اصول و عقائد نہایت ناقص ہیں۔ اس کے بعد آریہ سماج کی تباہی کا یہ سامان پیدا ہوا کہ اس کے اکثر تعلیم یافتہ نوجوانوں اور متعدد ملبند پایہ پنڈتوں نے ویدک دھرم کے بنیادی عقائد اور سوامی دیانند جی کی تعلیمات کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد اور اثر میں نہایت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ آریہ سماجیوں کی اخلاقی حالت نہایت ہی خراب اور ناگفتہ بہ ہو گئی ہے۔ پہلی کمزوری کو تو وہ مختلف تاویلیں کر کے چھپانے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ لیکن دوسری اور تیسری کمزوری سے منکر نہیں ہیں۔ نہایت زور شور سے اس کا اقرار و اعلان کر رہے ہیں۔ بلکہ آریہ لیڈر۔ مہاتما اور اخبارات اپنی اس تباہی پر چیخ پکار مچا رہے ہیں۔ گزشتہ اشاعت میں ہم نے آریہ سماجیوں کی خانہ جنگیوں اور اخلاقی حالت کی ایک ہلکی سی جھلک ان کے الفاظ ہی میں دکھلائی تھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ باقی امور کی تائید میں بھی آریہ سماجیوں کے بیانات ہی پیش کر دیئے جائیں۔ اس وقت مختلف آریہ اخبارات کے صرف چار غیر منتخب نمبر ہمارے سامنے ہیں انہی میں سے چند اقتباسات پیش کئے دیتے ہیں۔ آریہ سماج ویدوں کو اپنی بنیاد بتلاتا ہے۔ اور ان کو بالکل اسی طرح ماننا۔ جس طرح کہ سوامی دیانند جی نے مانا اس کے نزدیک اشد ضروری ہے چنانچہ "آریہ گزٹ" (۸ جولائی) لکھتا ہے:۔

"وید آریہ سماج کی جان ہیں۔ اس کے مشن کی بنیاد ہیں۔ اگر آریہ سماج سے وید کو نکال دیا جائے یا اس طرح ویدوں کو نہ مانا جائے جیسا کہ مہرشی دیانند نے مانا تو آریہ سماج کا وہی حال ہو جائے گا۔ جیسا کہ ندی کا بغیر پانی یا مچھلی کا جل کے بنا ہوتا ہے۔ یا شریر کا آتما کے بنا ہوتا ہے"

لیکن آریہ سماج کی درس گاہوں، اداروں اور نوجوانوں کی حالت کیا ہے!

"جب ناستکتا (دہریت) کی لہر آریہ سماج کے اندر ہی اندر اتنے زور سے چل رہی ہے تو اس کی سنستھاؤں سے پڑھ کر نکلے ہوئے نوجوان زیادہ تر ناستکوں کا دید ورد ہوں کا مہرشی دیانند کے نندکوں اور غداروں کا ہی ساتھ دیتے ہوئے پائے گئے ہیں۔ انہیں (سوامی دیانند کو) گالیاں دیتے ہیں ان کے وید بھاشیوں کو غور سے پڑھے بغیر ان میں غلطیاں نکالکر دکھلانے کی کوشش ہیں یہ نوجوان اپنی شان سمجھ رہے ہیں۔ وید بھاشیہ کار بھی آریہ سماج نے بڑے پیدا کئے لیکن ایسا کوئی نہیں نکلا جس نے مہرشی کی بھاشیہ شیلی کو پورے طور پر سمجھ کر اسی ڈھنگ سے وید منتر سمجھانے کی کوشش کی ہو۔" (آریہ ویر ۴ جولائی)

"عام طور پر (آریہ سماج کی) سنستھائیں ایسے ہاتھوں میں ہیں جو مشرق کی آپکھشیا (کی) بجائے مغرب کے زیادہ دلدادہ ہیں۔ مہاراج دیانند کے وید بھاشیہ کی بجائے گرنتھ، مہیدھر اور سائن کے بھاشیوں کو پرسنتا کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ... یہ ... نوجوان ... غلط رستے لے جا رہے ہیں ... ہو رہا ہے" (آریہ گزٹ ۸ جولائی)

ان حالات کے پیش نظر یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ آریہ سماج کی حالت ایک خشک ندی، ایک ماہی بے آب اور ایک لاشہ بیجان کی مانند ہو رہی ہے۔ یعنے وہ بستر مرگ پر دراز ہے اور دم توڑ رہا ہے۔

آریہ سماج کی ظاہری شان کالجوں، سکولوں، گروکلوں اور دیالوں سے بنی ہوئی ہے۔ لیکن یہی ادارے اس کی تباہی کا باعث ہو رہے ہیں۔

"آریہ سماج سکولوں، پاٹھ شالاؤں، کالجوں، گروکلوں، وغیرہ انسٹی ٹیوشنوں کے چکر میں پڑ گیا۔ ساری شکتی اس کی ادھر لگ گئی۔ تن من دھن ان کے لئے ہو گیا۔ وید پرچار رک گیا۔ ان سنستھاؤں کے چکر سے آریہ سماج کو نکالنا چاہئے ...... موجودہ اوستھا کو دیکھ کر میں کہنے کے لئے مجبور ہوں کہ کسی بھی سچے آریہ سماجی کو جو آریہ سماج کو انت دیکھنا چاہتا ہو ایک پائی بھی کسی سنستھا کو چندہ نہ دینا چاہیئے" (آریہ ویر ۴ جولائی)

آریہ سماج نے اپنا تن من دھن ان انسٹی ٹیوشنوں پر لگایا۔ اس سے جو نتیجہ نکلا وہ اوپر بیان ہو چکا۔ ذمہ دار آریہ سماجیوں کا خیال ہے کہ انہی انسٹی ٹیوشنوں کی وجہ سے آریہ سماج کے اندر مذہبی عالموں اور اپدیشکوں کی کوئی عزت نہیں۔ ہر جگہ پرنسپل۔ ہیڈ ماسٹر اور پروفیسر چھائے ہوئے ہیں۔

"آریہ سماج کے ماتحت کالج۔ سکول۔ گروکل اور اپدیشک وبھاگ سبھی ہیں۔ کسی آریہ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر یا کسی آریہ کالج کے پرنسپل کو آریہ سماج یا آریہ پرتی ندھی سبھا میں کوئی بھی عہدہ دیا جائے تو آواز نہیں اٹھتی اور نہ صرف لوگ اس کے متقابل ہوتے ہیں، شک نہیں سمجھتے بلکہ اس کو اپنا افسر بھی بنانے کو تیار ہیں افسوس کہ ایک دھرم سبھا میں اگرچہ دماغی کام کی عزت ہے ورن دھرم کی مہا سے کننیو پرچار کے کام کو وہ درجہ حاصل نہیں جو کہ ہونا چاہیئے" (پرکاش ۸ جولائی)

پنڈت وشو بندھو جی اور پنڈت بھگوت دت جی کے مشہور عالم جھگڑے کا ذکر کرتے ہوئے "پرکاش" اپنی اسی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"پنڈت وشو بندھو جی پرنسپل کہلاتے تھے۔ پرنسپل صاحب نے رشی دیانند کے خلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا آریہ سماج کے پران سورروپ ویدوں اور ٹھاکر رشی دیانند کی بھاشیہ شیلی کی ہنسی اڑانی شروع کی۔ پنڈت بھگوت دت نے آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا کے اپدیشکوں اور مہاتما ہنسراج جی کا پنڈت وشو بندھو کی مخالفت اور ان کے کفر کے کھنڈن میں ساتھ دیا۔ ڈی اے وی کالج کے ادھیکاریوں کو یہ ناگوار گزرا کہ ایک اپدیشک ایک پرنسپل کا مقابلہ کرے۔ پنڈت وشو بندھو کے برخلاف تو کوئی کارروائی نہ کی الٹا بھگوت دت کو معطل کر دیا۔ مہاتما ہنسراج جی کو پورا زور لگانا پڑا۔ اپنا ذاتی رسوخ استعمال کرنا پڑا تو بھی وہ پنڈت بھگوت دت کے ساتھ نیائے کرنے کی کوشش میں ناکام رہے ان کا فیصلہ یہی تو ہے کہ خون پسینہ کو ایک کر کے ایک تیاگی دھرم اپدیشک نے سالہا سال کی لگاتار محنت سے سدھانت رکھشا کے لئے جو مصالحہ اکٹھا کیا تھا اسے ایک کافروں کے سردار کے سپرد بے رحمی سے کر دیا جائے تاکہ اس مصالحہ ... وہ آریہ سدھانتوں کا اچھی طرح کھنڈن کر سکے"

ماس پارٹی کے آریوں کی مجلس اعلیٰ کی بے بسی اور بے انصافی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

"آریہ پرادیشک سبھا کا یہ رزولیوشن کہ رشی دیانند کے ... (۵۱) سدھانتوں کو نہ ماننے والا آریہ سبھاسد بھی نہیں رہ سکتا" دھرا دھرا پارہ گیا۔ آریہ سماجیوں کے بیسیوں رزولیوشن کو خاک میں ملا دیا گیا۔ دیانند کی یاد میں ایک کالج کھولا گیا اس کے دیانند بھگت نے دیانند پرتی پادت سدھانتوں کے لئے ایک ریسرچ وبھاگ کھولا اس ریسرچ وبھاگ میں سے دیانند کے بھگت کو دھکا دے کر نکال دیا گیا اور وہ ریسرچ وبھاگ دیانند کے درودھی کے سپرد کر دیا گیا"

اپنے جن سکولوں اور کالجوں، گروکلوں اور ودیالوں کے ذریعہ آریہ سماج دوسروں پر رعب جمایا کرتا ہے۔ اور بعض لوگ اس سے مرعوب بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ ہے ان کی اندرونی کیفیت۔

اب ذرا آریہ سماجیوں کی اخلاقی کیفیت بھی ملاحظہ فرمالیجائے ویسے تو ان لوگوں کو اخلاق فاضلہ سے کبھی بھی زیادہ تعلق نہیں رہا۔ سوامی دیانند کی تعلیم کے زیر اثر یہ لوگ تعصب کے پتلے ملنی اتحاد، اتفاق اور رواداری کے دشمن ہیں دوسرے مذاہب اور ان کے مقدس پیشواؤں کی توہین ان کا دلپسند مشغلہ ہے لیکن کسی زمانہ میں ان کے آپس میں اچھے تعلقات تھے لیکن اب تو خوب جوتم پیزار ہو رہی ہے جس کے کچھ نمونے ہم گزشتہ اشاعت میں پیش کر چکے ہیں۔ اکثر ذمہ دار آریہ سماجیوں کا چال چلن بھی آریہ اخبارات کے ہی بیان کے مطابق نہایت قابل اعتراض ہے۔ چنانچہ اخبار "آریہ ویر" (۴ جولائی) میں ایک نہایت ہی ذمہ دار آریہ فاضل سوامی بھوبانند جی ایم اے لکھتے ہیں:۔

"اچار وچار کی شدھتا بہت کم رہ گئی ہے (آریہ سماج کا) یہ بھدا کانسٹی ٹیوشن منتری پردھان وغیرہ کو پیٹ بھر کر جھوٹ بولنے اور کھلے بندوں کپٹ پات کرنے کی اجازت دیتا ہے

منتری پردھان وغیرہ جب پیسے کے زور بنتے ہیں تو ان میں وِدیا اور شردھا کی جتنی کمی ہو اتنا ہی اچھا ہے ...... ڈنڈے اور روپے کے بل سے جب پد حاصل کیا جاتا ہے تو اس کو بنائے رکھنے کے لئے بھی انہی سادھنوں کی ضرورت ہوگی ...... آریہ سماج کے کئی نامی سبھاسد (ممبر) خوب تماکو پیتے ہیں۔ کئی اپدیشک اور بھجنیک بھی ان ترٹیوں سے بری نہیں۔ کئی شراب پیتے ہیں۔ کئی سلفا۔ چرس اور بھانگ اڑاتے ہیں۔"

آریہ سماج کی برسر اقتدار پارٹی کی نسبت یہی مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

"جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مطابق جو پیسے کے زور سے چند اچکوں کی پارٹی بنائے رکھے اس کی چین ہی چین ہے۔ وہ ایک آدھ سنتتھا ہتھیا سکتا ہے۔ دھن ہڑپ کرسکتا ہے۔ زناکاری کرسکتا ہے ...... بازی کرسکتا ہے"

آریہ سماج کے اسکولوں کے طلبہ اور طالبات کے اخلاق کا ذکر مضمون نگار نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

"اس کے (آریہ سماج کے) کالجوں، اسکولوں، ودیالوں اور گروکلوں میں لڑکے بال بناتے ہیں۔ اور لڑکیاں نکریں پہنتی ہیں پام الیو سوپ اور ...... کے لوپ استعمال کرتے ہیں ...... کنیاؤں کے ودیالوں میں پرش کرم چاری رکھے جاتے ہیں۔ مخلوط تعلیم بھی شروع ہوگئی ہے۔"

آریہ اخبارات کے متعلق یہی مضمون نگار لکھتا ہے:۔

"آریہ اخباروں میں برتھ کنٹرول کے اشتہار، پمفلٹ جیوتش کے اشتہار، کوک شاستر کے اشتہار، سینما ایکٹرسوں اور رنڈیوں کی تعریفیں، ایران کے ناچوں کے اشتہار۔ گنو مانس کی شرابوں کے اشتہار، تعویذوں اور گنڈوں کے اشتہار۔ وشی کرن کے منتروں کے ذریعہ لونڈوں اور محبوبوں کو قابو کرنے کے اشتہار چھپتے ہیں۔ لیکن ستیاسیوں اور برہمنوں کے کتنے بار کہنے اور کھنڈن کرنے پر بھی ان کے آریہ سمپادکوں (ایڈیٹروں) کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگی۔"

ایک مذہبی سوسائٹی جس کی بنیاد متزلزل ہوچکی ہو جو اپنے مسلمہ اعمال و عقائد کو چھوڑ رہی ہو۔ جسکے فاضل اور نوجوان اس کی جڑوں پر کلہاڑا چلا رہے ہوں جس میں ناگفتہ بہ اخلاقی مفاسد پیدا ہوچکے ہوں۔ اس کی نسبت یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ وہ تباہی کی طرف جارہی ہے۔ آریہ سماج کی حالت بالکل ایسی ہے اس لئے ہم پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ بستر مرگ پر دراز ہے اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق انشاءاللہ تیس چالیس (۳۰۔۴۰) سال کے اندر اندر اس کا خاتمہ ہوجائے گا۔ چنانچہ سمجھدار آریہ سماجی بھی یہی محسوس کررہے ہیں۔ چنانچہ سوامی بھوما نندجی ہی لکھتے ہیں:

"اسلام کو پیدا ہوئے ساڑھے تیرہ سو سال ہوتے ہیں مگر اتنی مدتوں کے بعد بھی اس کی طاقت بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے لیکن ادھر آریہ سماج کو ستھاپت ہوئے پورے ساٹھ سال بھی نہیں ہوئے کہ حالت یہ ہوگئی ہے کہ اس کے زندہ ہونے کا ہی اندیشہ ہورہا ہے ...... موجودہ حالات آریہ سماج کے ایسے ہیں کہ ان پر غور سے وچار کرتے ہوئے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اگر یہی حالات کچھ عرصہ اور رہے تو اس کا سنگھٹن نشٹ بھرشٹ ہوجائے گا۔ اور اس کا کوئی نام لیوا بھی دنیا میں باقی نہیں رہے گا۔"

انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا

خبریں

ہندوستان

—— حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ وہ ملازمتیں جو براہ راست اس کے ماتحت ہیں۔ ان کا پچیس فیصدی مسلمانوں کے لئے محفوظ کردیا جائے گا۔ اگر یہ اسامیاں بذریعہ مقابلہ پر کی گئیں اور مسلمان ۲۵ فیصدی تناسب حاصل نہ کرسکے تو اس تناسب کو بذریعہ نامزدگی پُر کیا جائے گا۔

—— آئندہ انتخابات اسمبلی کی غرض سے پنجاب کے مختلف حلقوں کے ووٹروں کی فہرستیں جولائی کے تیسرے ہفتہ میں شائع ہوجائیں گی۔ اور عوام کو غلطیوں پر اعتراض کا موقعہ دیا جائے گا۔ اعتراضات پر غور ہونے کے بعد آخری فہرستیں ستمبر کے اختتام پر شائع ہوں گی۔

—— گزشتہ ہفتہ گاندھی جی اجمیر گئے تو وہاں کے سناتنیوں نے جلسہ گاہ میں سیاہ جھنڈیوں سے مظاہرہ کیا اور ان کا سخت والنٹیرز کے ہمراہ شدید تصادم ہوگیا جس میں سناتنیوں کے لیڈر کو بہت سے زخم آئے۔

—— سناتنیوں کے لیڈر نے گاندھی جی کی موجودگی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ چھوت چھات کی مخالفت کی تحریک ہندو مذہب کے خلاف ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ کشت و خون ہوگا۔

—— بلدیہ ملتان نے مقامی سینما گھروں میں رنڈیوں کا ناچ بند کردینے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— دہلی میں ٹھگوں کا ایک ایسا گروہ آج کل مصروف کار ہے جو نوواردوں کو بے ہوش کرنے والی چیزیں کھلا کر لوٹ لیتا ہے دہلی جانے والے محتاط رہیں۔

—— مسٹر نائیڈو عنقریب زنجبار جانے والی ہیں وہاں کی حکومت نے ہندوستانی ساہوکاروں کے خلاف جو قانون پاس کیا ہے ہندوستانی اس کے خلاف بہت شور مچا رہے ہیں۔ مسٹر نائیڈو اس ایجی ٹیشن میں ان کی امداد کرینگی۔

—— گزشتہ ہفتہ جالندھر میں شدید بارش ہوئی۔ بازار اور گلی کوچے پانی سے بھر گئے۔ بہت سے درخت اور کچے مکانات گر گئے۔ جالندھر میں گزشتہ تیس (۳۰) سال کے عرصہ میں ایسی شدید بارش نہیں ہوئی۔

—— ڈیرہ اسمعیل خاں ۸ر جولائی۔ ایک اچانک بے پناہ سیلاب نے ڈیرہ اسمعیل خاں کو محصور کرلیا ہے۔ جس کی وجہ سے گرد و نواح کے دیہات میں لاکھوں روپے کا نقصان ہوگیا ہے۔ شہر شدید خطرے میں ہے۔ انسداد کی تدابیر جاری ہیں۔

—— لاہور ۹ر جولائی۔ کل رات برکت علی محمڈن ہال میں قرضہ کانفرنس کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ زمینداروں اور مزدوروں کے تمام گزشتہ قرضے منسوخ کردیئے جائیں۔ اور باقی قرضوں کی ادائیگی کم از کم ایک سال کے لئے بذریعہ آرڈیننس ملتوی کردیا جائے۔

—— گزشتہ ہفتہ کراچی میں ۷ انچ بارش ہوئی جس کی وجہ سے شہر کے گلی کوچوں میں گھٹنوں تک پانی جمع ہوگیا۔ فصلوں اور بعض جگہ ریلوے لائنوں کو بھی نقصان پہنچا ہے۔

—— ۷ر جولائی کو گاندھی جی اپنی پارٹی سمیت کراچی پہنچے آپ یہاں چار روز قیام کرینگے۔

ممالکِ خارجہ

—— جرمنی میں ابھی تک بے چینی موجود ہے۔ خفیہ پولیس نے جرمن کمیونسٹوں کی ایک سازش کا سراغ لگایا ہے جس کا مقصد ہر ہٹلر کو قتل کرنا ہے۔ یہ سازش ان جرمن کمیونسٹوں کی طرف سے ہوئی ہے۔ جو جلاوطنی کے سلسلہ میں دوسرے ممالک میں مقیم ہیں۔

—— اس انکشاف کے نتیجہ کے طور پر حکومت جرمنی نے ہٹلر کی حفاظت کے لئے ایک سو خفیہ جاسوس مقرر کردیئے ہیں اب ہٹلر صرف ہوائی جہاز کے ذریعہ ہی سفر کرتا ہے خواہ وہ تین چار میل ہی لمبا ہو۔

—— برلن کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ حکومت نے اعلان کردیا ہے کہ اگر ہٹلر پر قاتلانہ حملہ ہوا تو جرمنی کے ایک ایک کمیونسٹ کو گرفتار کرکے پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ کمیونسٹوں نے بھی جوابی اعلان کیا ہے۔ کہ وہ ہٹلر کی جان لے کر رہیں گے۔ حکومت نے ان کے ایک مشہور لیڈر ہر تھالمن کو بطور یرغمال قید کر رکھا ہے۔ اگر ہٹلر پر حملہ ہوا تو اسے فوراً گولی سے اڑا دیا جائے گا۔

—— چین میں کمیونسٹوں نے بغاوت کردی ہے اور بہت سا نقصان پہنچایا ہے۔

—— حال ہی میں ولایت کے ایک مشہور روزنامہ دار رسالہ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں لندن و پیرس پر ہوائی حملہ کے متعلق جرمنی کی خفیہ تیاریوں کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ ان میں سے اکثر تو جرمن وزیر جنگ سے حاصل کی گئی ہیں اور بعض کاغذات ان کمپنیوں سے لئے گئے ہیں جن کو جرمنی میں ہوائی جہازوں کے تعمیری معاملات سے خاص تعلق ہے۔ اس مضمون کی اشاعت سے انگلستان اور فرانس میں زبردست ہیجان پیدا ہوگیا ہے۔

—— بخارسٹ ۹ر جولائی۔ حکومت رومانیہ نے احکام صادر کئے ہیں کہ تمام نازی انجمنوں کو توڑ دیا جائے۔

—— افغانستان کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان کے مشہور قدیم شہر بلخ کی تعمیر از سر نو شروع کردی گئی ہے گورنر مزار شریف نے ایک کثیر مجمع میں سنگ بنیاد رکھا۔

—— قندھار میں شال بافی کا ایک عظیم الشان کارخانہ حکومت کی طرف سے کھولا گیا ہے۔ جس کے لئے جرمنی سے قیمتی مشینیں منگوائی گئی ہیں۔ عنقریب اس کارخانہ میں کام شروع ہوجائے گا۔

—— بچہ سقہ نے اپنے مختصر سے دور حکومت میں لوٹ مار اور دوسرے مختلف ذرائع سے جو سونا اور جواہرات جمع کئے تھے وہ کابل کے عقبی پہاڑی قلعوں کے بالائی حصہ پر مدفون ہیں حکومت افغانستان نے کئی مرتبہ اس خزانہ کا سراغ لگانے کی کوشش کی ہے لیکن کامیابی نہیں ہوئی اب ایک امریکن اسی غرض سے کابل پہنچا ہے اگر وہ کامیاب ہوگیا تو خزانہ کا ایک معقول حصہ اسے بھی ملے گا۔

—— وزیر اعظم پیرو پاکو قتل کردیا گیا۔

تارکا پتہ ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یاھل الکتب تعالوا الی کلمۃ سوآء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد رکی ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور ۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۵ جولائی ۱۹۳۴ء | نمبر ۴۳

گاندھی جی کا آوازہ حق

اچھوت پن اور نسلی امتیازات کو صرف اسلام دُور کرسکتا ہے

اسلام "سچ دھرما" یعنی دین حق کی ایک آواز ہے اور جب اسلام کی شان و رفعت اوج پر تھی دنیا اس کے کمالات کی معترف ہوگئی تھی۔

جب مغرب تاریکی و جہالت میں گم ہوگیا تھا مشرق کے افق پر ایک ستارۂ نور طلوع ہوا اور بےچین و مضطرب دنیا کے لئے روحانی آسودگی کا نقیب بن کر آیا۔ اسلام کوئی جھوٹا مذہب نہیں ہے۔ ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ اس مذہب کو پورے عقیدہ کے ساتھ مطالعہ کریں وہ بھی میری طرح اس سے محبت کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

میں نے پیغمبر اسلامؐ اور صحابہؓ کرام کی زندگی کا بھی بغور مطالعہ کیا ہے جب تذکرۂ رسولؐ کی دوسری جلد ختم ہوگئی تو مجھے بڑا افسوس ہوا کہ اب اس زبردست شخصیت کی سیرت کے متعلق میں مزید مطالعہ نہیں کرسکتا۔ زیادہ پڑھنا چاہتا تھا لیکن آرزو دل کی دل میں رہ گئی۔ بہرکیف میں نے اسلام کے متعلق جس قدر بھی مطالعہ کیا ہے اس سے مجھے پختہ یقین ہوگیا ہے کہ اسلام کی ترقی و اشاعت میں تلوار ہرگز نہیں کام کر رہی تھی بلکہ اس کی تعلیم اور تجربہ تھا جس نے اس عہد کی زندگی میں اسلام کی ضرورت کو تسلیم کرالیا۔ سب سے زیادہ جس چیز نے اثر کیا وہ حضرت محمدؐ کی ذات ہے۔ کس قدر سادگی ہے۔ اپنی ہستی کو خدا کی ہستی میں گم کرکے آپؐ نے کیسا عملی پروگرام دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اخلاق عامہ ہمدردی بنی نوع انسان، احباب و متعلقین کے ساتھ آپ کی گہری محبت و مودت، بیخوفی، خدا ترسی، بھروسہ اور

اپنا کامیاب مشن ایسی چیزیں تھیں جنھوں نے اسلام کو دنیا کی نظروں میں وسیع بنا دیا۔ اور پیغمبر اسلامؐ کی خوبیوں اور کمالات و احسان کا ہر ایک قائل ہوگیا۔ یہ اور صرف یہی چیزیں تھیں نہ کہ شمشیر جس نے دنیا کی ہر مشکل پر عبور حاصل کرکے اسلام کا پرچم لہرا دیا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ جنوبی افریقہ کے یوروپین لوگ جنوبی افریقہ میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے خیال اور تصور سے بہت خوفزدہ ہیں۔ اسلام وہ مذہب ہے جس نے دنیا کو تہذیب اور عملی کلچر کا نصب العین سمجھایا۔ جس نے اندلس (سپین) . . . . . اور سارے جہان کو اخوت اور بھائی چارہ کی عملی تعلیم دی۔ کیوں جنوبی افریقہ کے یوروپین ایسے مذہب سے ڈرتے ہیں۔ ہاں ضرور ڈرتے ہوں گے۔ کیونکہ انہیں یہ خدشہ ہے کہ اگر اس ملک میں اسلام پھیل گیا تو وہاں کی سیاہ فام آبادی گوری قوموں سے مساوات کی طالب ہوگی اور سفید فام لوگوں کی شہنشاہیت دب جائے گی مٹ جائے گی۔ واقعی ان کا خوف بجا ہے۔ ان کو یقین ہے کہ اسلام رنگ و نسل کے امتیاز کو قطعی مٹا دے گا۔ اور جنوبی افریقہ میں یوروپین آبادی کے مظالم ختم ہوجائیں گے اور ہر جگہ باہمی مساوات و اخوت کا دور دورہ ہوجائے گا۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ اگر ایک زولو (حبشی) عیسائی ہوجائے تو تب بھی وہ عیسائیوں کے ساتھ مل جل نہیں سکتا نہ ان کے ساتھ کھا سکتا نہ عملی طور پر وہ مسیحی بھیڑوں کے گلہ میں شامل ہوسکتا ہے۔ اس اچھوت پن کو عیسائیت دور نہیں کرسکتی۔ دور کرسکتا ہے تو صرف اسلام دور کرسکتا ہے۔ کیونکہ جونہی ایک حبشی یا کوئی اور کم درجہ کا

۴۴

مسٹر خالد لطیف گابا کا خط گاندھی جی کے نام

لاہور ۱۳ جولائی ۔ مسٹر خالد لطیف گابا نے گاندھی جی کی خدمت میں ذیل کا مکتوب ارسال کیا ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ سال میں نے ایک تار اچھوتوں کے متعلق آپ کو ارسال کیا تھا۔ اور تجویز کیا تھا کہ ہریجنوں اور ہندوؤں کے اپنے نقطۂ نگاہ سے اس مسئلہ کا تسلی بخش حل یہ ہے کہ اچھوت اقوام حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں اور آپ ان کی اس سلسلہ میں رہنمائی کریں اب چونکہ آپ ہمارے شہر میں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے ہیں لہٰذا یہ بہتر ہوگا کہ اس کے متعلق آپ سے گفت و شنید کی جائے۔ کیا اس سلسلہ میں آپ چند دوستوں پر مشتمل ایک جماعت سے ملاقات کرینگے۔ اگر آپ اس کے لئے رضامند ہیں تو فرما دیجئے۔ کہ کل آپ کو کونسا وقت بہتر ہوگا۔ (گاندھی جی نے ملاقات نہیں کی)

(خالد لطیف گابا)

---

۴۴ آدمی مسلمان ہوجاتا ہے تو اس کی رفعت کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے اور بڑے سے بڑے مسلمان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتا ہے اور عبادت کرسکتا ہے اس کا نمونہ عیسائیت اور یوروپین شہنشاہیت پیش کرنے سے قاصر ہے اور اسی لئے جنوبی افریقہ میں یوروپین آبادی اسلام کی اشاعت و ترقی سے لرزتی ہے مگر وہ کچھ نہیں کرسکتی پیغمبر اسلامؐ کی تعلیمات کا جلوہ تاریک براعظم (افریقہ) میں ضرور پہنچے گا۔

ویدک مساوات اور سماجی خرافات

(۱)

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مسلم مشنری احمدیہ بلڈنگس لاہور)

بت ہند کے پھر کرنے لگے شوخی و مستی — محمود سے کہتے ہیں کہ اصنام پرستی
اسلام کو اب چھوڑ نہ ہو مائل پستی — تکبیر کا ہے کال تو شدھی ہوئی سستی
باطل کا یہ دعویٰ ہے سدا حق نہ رہے گا
حق یہ ہے کہ باقی کبھی ناحق نہ رہے گا

اسلامی مساوات کے کرشمے دیکھ دیکھ کر عیسائیوں اور سکھوں کی طرح ویدک دھرمی بھی اس سنہری تعلیم کو ترویج دینے کی کوشش کر رہے ہیں مگر افسوس اس امر کا ہے کہ جس ہادی برحق نے یہ سنہری تعلیم سکھائی اُس کو تو بُرا کہتے ہیں اور زبردستی مساوات کی تعلیم کو کروڑہا برس کے مردہ مذہب سے منسوب کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ اگر فی الحقیقت یہ ویدوں کی تعلیم تھی تو بیسویں صدی سے قبل کس کونے میں دبکی پڑی تھی کہ اسلامی مساوات کا زور دیکھکر فوراً ٹپک پڑی۔

آج کل لاہور اور امرتسر میں ایک بہت بڑا پوسٹر شائع کیا گیا ہے جس کا عنوان ہے "**اسلامی مساوات کے ڈھول کا پول**"، خیال ہوا کہ ممکن ہے دیگر بڑے شہروں میں بھی یہ پوسٹر شائع کئے گئے ہوں اس لئے اس کی حقیقت کو ضرور منکشف کرنا چاہیئے کہ کسی ناواقف کے لئے باعث ابتلا نہ ہو۔ چنانچہ جب اس شیطان کی آنت کے سے لمبے پوسٹر کو پڑھا تو "کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا وہ بھی مرا ہوا" کے مصداق نہ اس میں کہیں کوئی آیت نظر پڑی اور نہ حدیث۔ صرف بریلوی علما کے فتاوی سے چند نامکمل اقتباسات اور کچھ سماجیوں کی من گھڑت ڈلیات مرقوم تھیں اور بس۔ عنوان میں سوم گھونٹنے کے ڈنڈے سے بھی موٹے حروف میں لکھنا "اسلامی مساوات" اور حوالے دینے ایک مولوی کی کتاب کے اور وہ بھی بےتعلق۔ سبحان اللہ کیا نرالا طریق استدلال ہے۔

میرے وہ دوست! کہ جن کو ویدک دھرمی اچھوت یا شودر کے ناپاک نام سے پکارتے ہیں کان کھول کر سن لو کہ محض ایک ہنگامی ضرورت کے لئے حقیقت پر پردہ ڈالا جا رہا ہے اس وقت تمہارے بیدار ہونے کا موقع ہے ذرا سنبھلو ورنہ اگر خدانخواستہ اسلامیوں کا سایہ تمہارے سر سے اٹھ گیا تو یاد رکھنا یہ ویدک دھرمی پھر تا تمہارا وہی حشر کرینگے جو کسی زمانہ میں جب ان کی حکومت تھی کیا تھا۔ بلکہ اس سے بھی دوچند زیادہ۔ اس وقت یہ لوگ مطلب برآری کے لئے اپنے دھرم کے بھی خلاف۔ گدھے کو بھی باپ کہنے کو تیار ہیں لیکن کام نکلے پیچھے وہی پرانا بوریا اور ڈنڈا موجود ہے۔ پوسٹر مذکور میں جس ویدک مساوات کا ڈھول بجایا گیا ہے اس کی پول کے چند نمونے لکھتا ہوں۔ تاکہ اہل نظر اپنا نفع نقصان سوچ کر قدم اٹھا دیں۔

شودر پیدائش ہی سے نیچ ہے

(۱) براہمنو اسیہ مکھم آسیت باہو راجنیہ کرتہ۔ اروتدسیہ یدبشیہ پدبھیام شودرو اجایت۔

(ترجمہ) براہمن پرش پرماتما کے منہ سے پیدا ہوا۔ کشتری بازوؤں سے۔ ویش رانوں سے اور شودر اس کے دونوں پاؤں سے پیدا ہوا۔

یہ منتر صرف ایک وید میں نہیں۔ بلکہ تین ویدوں کے اندر موجود ہے۔ خیال کیجئے کہ جس کو پیدا ہی پرماتما نے پاؤں سے کیا ہو وہ منہ کے مساوی کس طرح ہو سکتا ہے۔ اسی لئے پنڈت مدن موہن مالوی جی نے ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ اچھوت انسانی سوسائٹی کے مجسمہ کا ایک حصہ ہیں مگر جسم میں بعض ایسے حصے بھی ہیں جن کو چھو کر ہاتھ کو دھونے کی ضرورت پڑ لی ہے۔ یہ دلیل کس قدر موزوں ہے مجھے اس سے بحث نہیں۔ البتہ اچھوت ادھار کا ڈھونگ رچانے والوں کے دلوں میں غریب اچھوتوں کے متعلق جو تخیل ساوات کا ہے اس کا اندازہ ان الفاظ سے ضرور لگ سکتا ہے۔

(۲) براہمنے براہمنم۔ کشترائے راجنیم
مرت بھیو ویشیم۔ تپسے شودرم

(یجروید ۳۰-۵)

(ترجمہ) براہمن کو علم کے لئے۔ کشتری کو حکومت کے لئے ویش کو زراعت اور تجارت کے لئے **مہ شودر** کو ان تینوں کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ (بقول سوامی دیانند)

بڑے تموگنی (یعنے بڑے گنہگار) مرنے کے بعد درخت کیڑے۔ مکوڑے۔ مچھلی۔ سانپ۔ کچھوا۔ حیوانات اور چرندوں کے جنم کو حاصل کرتے ہیں۔ متوسط تموگنی ہاتھی۔ گھوڑے۔ شودر ملیچھ۔ شیر۔ بھیڑیا اور سور کے جنم میں جاتے ہیں۔

(ستیارتھ پرکاش باب ۹)

اس تحریر میں سوامی دیانند صاحب نے بھی تسلیم کر لیا کہ جس طرح ہاتھی۔ گھوڑے یا درخت وغیرہ کا جنم اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے اسی طرح شودر اور ملیچھ کا جنم بھی سابقہ اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے گویا شودر ملیچھ وغیرہ نیچ بدن ہونا پیدائش سے ہے۔ اور گزشتہ اعمال کے صلہ میں ہے۔ پس جس طرح ایک گھوڑے کو ساری دنیا ملکر ہاتھی نہیں بنا سکتی اسی طرح ویدک دھرم کی رو سے ایک شودر کو بھی لاکھ آریہ زور لگائیں کبھی براہمن نہیں بنا سکتے کیونکہ جس طرح گھوڑا جنم سے گھوڑا ہے۔ اسی طرح شودر بھی جنم سے شودر ہے۔

نہ معلوم یہ ویدک دھرمی شودر کا پیدائشی حق چھینکر یہ کام پھر کس سے لیں گے اور شودروں کو پھر کس ورن میں داخل کرینگے کیونکہ ورن تو صرف چار ہی ہیں۔ جیسا کہ منو نے کہا ہے:

(۳) براہمن۔ کشتری۔ اور ویش یہ تینوں ورن دوج ذات کہلاتے ہیں۔ شودر ایک ذات الگ ہے۔ ان کے سوا پانچواں کوئی ورن نہیں۔ (منو ۱۰-۴)

چاروں ورنوں کے فرائض

(۴) برہما نے افزائش خلقت کی غرض سے اپنے منہ۔ بازو۔ ران اور پاؤں سے براہمن، کشتری، ویش اور شودر کو پیدا کیا۔ (منو ۱-۳۱)

(۵) مخلوق کی حفاظت اور نظام کے لئے برہما نے منہ۔ بازو۔ ران اور پاؤں سے پیدا شدہ انسانوں کے الگ الگ فرائض مقرر کئے۔ (منو ۱-۸۷)

(۶) پڑھنا۔ پڑھانا۔ یگیہ کرنا اور کرانا۔ دان لینا اور دلوانا یہ براہمنوں کے فرائض قرار دیئے۔ (منو ۱-۸۸)

(۷) مخلوق کی حفاظت۔ دان دینا۔ یگیہ کرنا۔ پڑھنا۔ اور عیش و عشرت سے پرہیز۔ یہ کشتری کے فرائض مقرر کئے۔ (منو ۱-۸۹)

(۸) چارپاؤں کی حفاظت۔ دان دینا۔ یگیہ کرنا۔ پڑھنا۔ تجارت اور زراعت یہ ویش کے فرائض مقرر کئے۔ (منو ۱-۹۰)

(۹) برہما نے شودر کا صرف ایک ہی فرض بتایا کہ وہ بلا چون و چرا ان ورنوں کی خدمت کیا کرے۔

شودر کو وید پڑھنے کا حق نہیں

(۱۰) ستتا میا ورداویدماتا پرچودینتام۔ پاومانی دوجانام

(اتھروید ۱۹ $\frac{۷۱}{۱}$)

(ترجمہ) وید ماتا میرے لئے قابل تعریف ہے جو کہ ہر دوجوں (براہمن، کشتری، ویش) کو ترغیب دینے والی اور پاک کرنے والی ہے۔ (شودروں کو نہیں)

(۱۱) نہ شودرائے متم دویانوچشٹم نہ ہوش کرتم
نہ چاسیہ اپدشے دھرمم نہ چاسیہ ورتم آدشیت
یوہ لیسیہ دھرم آچشٹے یش چیو آدشتی ورتم۔
سو ستنبر تم نام تمہ سہ تین ایو مجتی۔ (منو ۴-۸۰)

(ترجمہ) نہ شودر کو نصیحت دے نہ یگیہ کا پسماندہ تبرک نہ اس کو ہون کرنے کا طریق بتائے۔ نہ اس کو دھرم کا اپدیش دے۔ اور نہ اس کو روزہ و نماز کا طریقہ سکھائے جو اس کو دھرم کی تلقین کرتا ہے یا اس کو روزہ و نماز کا طریقہ سکھاتا ہے وہ اس شودر کے ساتھ ہی گہرے تاریک دوزخ میں پڑتا ہے۔

(توبہ توبہ۔ پھر کسی ہندو کا سر پھرا ہے جو شودر کو نیک کاموں کی تلقین کرے گا۔ یا دھرم کے طریق بتائے گا)

(۱۲) استری۔ شودر دوج بندھو نام تری نہ شرتی گوچرا
تیشام ایوہٹ آرتھا پرانانی کرتانی دی۔

(دیوی بھاگوت)

(ترجمہ) عورت اور شودر اور دوجوں کے غلام۔ یہ تینوں وید پڑھنے کے حقدار نہیں۔ ان کے لئے پران بنائے گئے ہیں۔

(۱۳) ویداپ شرنو تس ترپنج تہیام شروترے پرتی پورنم
ویدا چارنے جہوا چھید و۔ دھارنے شریر چھید

(ویدانت کی شرح از شنکراچاریہ)

(ترجمہ) اگر شودر وید سن لے تو اس کے دونوں کانوں میں سکہ پگھلا کر بھر دیا جائے وید کا تلفظ ادا کرنے والے شودر کی زبان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم یکشنبہ مورخہ ۳ ربیع الثانی سنہ ۵۳ھ | نمبر ۴۳

گاندھی جی کی خدمت میں

اسلام اچھوت پن کا واحد علاج ہے

ہندو قوم کے سب سے بڑے لیڈر گاندھی جی اپنے ہریجن دورے کے سلسلہ میں ۱۲ر جولائی کی شام کو لاہور تشریف لائے ہیں ہم ان کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر نیک کوشش میں کامیابی عطا فرمائے۔

گاندھی جی تقریباً ایک سال سے اپنے اس دورے میں مصروف ہیں اس عرصہ میں وہ ہندوستان کے اکثر اہم مقامات پر تشریف لے گئے اور اچھوت ادھار کے لئے کافی چندہ جمع کیا۔ بعض شہروں میں انہیں خطرات کا مقابلہ بھی کرنا پڑا۔ اگر گاندھی جی کے متعلق قدامت پسند ہندوؤں اور ہندوستان کی دوسری اقوام کے ان اہم شبہات کو جو نہایت ہی معقول و واضح وجوہ پر مبنی ہیں تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز کر دیا جائے۔ تو کہا جا سکتا ہے کہ گاندھی جی اپنے اس دورے کا جو مقصد بیان فرما رہے ہیں وہ نہایت ہی قابل احترام اور ضروری ہے ہر وہ شخص جو انسانیت کو عزیز رکھتا ہے ان کے اس مقصد سے اظہار ہمدردی کرے گا۔ گاندھی جی کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چاہتے ہیں ہندوستان کے کروڑوں اچھوتوں کو جن پر اعلےٰ ذاتوں کے ہندو ہزاروں سالوں سے انسانیت سوز اور وحشیانہ مظالم کر رہے ہیں ذلت و پستی کے گڑھے سے نکالیں اور انہیں دوسرے ہندوؤں کے مساوی حقوق دلوائیں۔

ہم نے اس مسئلہ پر نہایت ہی احتیاط سے غور کیا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جس قدر گاندھی جی کا بیان کردہ مقصد اعلیٰ اور صحیح ہے اسی قدر ان کا طریق کار ناقابل اعتماد غلط اور پُر خطر ہے۔ اس طرح وہ ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے اچھوتوں کا شمار ہندوؤں میں کرا لینا یا حکومت اور دنیا کو کسی غلطی میں مبتلا رکھنا علیحدہ بات ہے۔ لیکن گاندھی جی کے موجودہ طریق کار سے اچھوتوں کے مصائب کا خاتمہ تو رہا ایک طرف ان میں تھوڑی سی تخفیف بھی نہیں ہو سکتی ہندو اچھوتوں سے ہزاروں سالوں سے جو سلوک کر رہے ہیں وہ بے شک نہایت ہی ذلیل وحشیانہ اور غیر منصفانہ ہے لیکن وہ ہندو دھرم کے احکام کی پیروی میں یہ سب کچھ کرتے ہیں چھوت چھات کی پشت پر ہندوؤں کے مستند دھرم شاستر اور ہزاروں سالوں کی مسلسل روایات ہیں۔ حد یہ کہ ہندو دھرم ہندو دھرم ہے اور جب تک ہندو ہندو ہیں چھوت چھات باقی رہے گی۔ گاندھی جی، ہندو دھرم اور ہندو قومیت میں اچھوتوں کے لئے مساوی حقوق کی گنجائش پیدا کرنا چاہتے ہیں جو دنیا کے چند محالات سے ایک ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ ہندو دھرم کا ایک بہت بڑا نقص ہے۔ لیکن اس کی اصلاح ممکن نہیں۔ ہم یقین کرتے ہیں اور گاندھی جی کو بھی آج نہیں تو کچھ وقت گزر جانے کے بعد یقین کرنا پڑے گا۔ کہ اچھوتوں کو ہندو مذہب اور ہندو قومیت کے دائرے کے اندر رکھتے ہوئے موجودہ پست سطح سے اوپر اٹھانا خارج از امکان ہے۔ اس سلسلہ میں جو کوشش کی جائیگی وہ وقت، روپیہ اور طاقت کا بے دردانہ اسراف ہوگا۔

اگر اچھوتوں کی بہتری ہی گاندھی جی کا مقصد ہے تو انہیں ہندو دھرم سے قطعی طور پر مایوس ہو کر کوئی اور ذریعہ اصلاح تلاش کرنا چاہیئے۔ وہ متعدد مرتبہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس حقیقت کا بہت بڑی حد تک اعتراف کر چکے ہیں کہ اسلام مساوات و اخوت کا مذہب ہے اس بارہ میں کوئی مذہب اسلام کا اور کوئی قوم مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ان کی ایک تحریر پیش نظر اشاعت کے صفحہ اول پر شائع ہو رہی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ جنوبی افریقہ میں حبشیوں کے اچھوت پن کو دور کرنے میں عیسائیت ناکام اور اسلام کامیاب ہوا ہے۔ ہم گاندھی جی کو کہنا چاہتے ہیں کہ ان جیسے تجدد پسند ہندو، ہندوستان میں ہریجنوں کے اچھوت پن کو دور کرنے میں جنوبی افریقہ کے عیسائیوں سے زیادہ ناکام رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ گاندھی جی کے لئے ایک ہی راہ کھلی ہے کہ وہ خود بھی اسلام قبول کر لیں اور ہندوستان کے تمام اچھوتوں کو بھی دائرہ اسلام کے اندر لے آئیں جہاں ان کو کوئی اچھوت نہیں سمجھے گا اور ہر قسم کے مساوی حقوق فوراً حاصل ہو جائینگے

لہٰذا ہم گاندھی جی، ان کے رفقا اور تمام اچھوتوں کو دلی خلوص سے اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔

اگر اچھوت ادھار سے گاندھی جی کا مقصد وہی ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ایک سیدھے راستہ کو چھوڑ کر الٹا راستہ اختیار کر رہے ہیں جو منزل مقصود کو نہیں بلکہ تباہی کے غار کی طرف جاتا ہے۔ اگر انہوں نے اپنے موجودہ طریق کار میں تبدیلی نہ کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سناتنی ان کے اور اچھوتوں کے سخت دشمن اور کھلے طور پر کشت و خون پر آمادہ ہو جائینگے اور اچھوتوں کے لئے پہلے سے بھی زیادہ مشکلات پیدا ہو جائینگی۔ گاندھی جی اپنی جان سے بے شک بے پروا ہو جائیں لیکن انہیں مظلوم اچھوتوں کے مستقبل سے بے پروا ہرگز ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا دورہ

۷ر جولائی کی اشاعت میں یہ خبر احباب کی نظر سے گزری ہوگی کہ چند روز ہوئے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے علاقہ و ضلع پشاور کی جماعتوں کا دورہ کیا اور اس کا نہایت اچھا اثر ہوا۔ جن جن جماعتوں میں مرزا صاحب ممدوح تشریف لے گئے وہاں پہلے سے زیادہ مستعدی، کوشش، اور زندگی نظر آنے لگی ہے۔ دینی معاملات کی طرف زیادہ توجہ ہو گئی ہے۔ ماہوار چندوں میں معقول اضافہ ہوا ہے۔ متعدد نئے احباب نے بھی چندہ مقرر فرمایا ہے۔ جناب مرزا صاحب ممدوح اور دیگر بزرگان سلسلہ کی مخلصانہ کوششوں سے ایسے ہی بہتر نتائج کی توقع ہو سکتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ممدوح کو جزائے خیر اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ اور ان کی زندگی و صحت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

گزشتہ دنوں حضرت امیر نے جماعتوں کی سستی دور کرنے اور ان میں از سر نو پہلے جیسا دینی جوش، تنظیم اور جذبات اخوت و محبت پیدا کرنے کے لئے یہ تدبیر کی تھی کہ چند بڑی بڑی جماعتوں اور بزرگوں کو منتخب کر کے ہر ایک بزرگ کے سپرد ایک ایک جماعت کر دی کہ وہ سال میں تین چار مرتبہ وہاں جا کر آٹھ آٹھ دس دس روز قیام فرمائیں اور مقامی احباب سے مل کر جماعت کی توسیع و تنظیم کے لئے کوشش کریں اور حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی دینی حرکت ان میں پیدا کر دیں۔ جناب مرزا صاحب کا کامیاب دورہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی تجویز نہایت قابل قدر ہے۔ اور اس کو عمل میں لانے سے نہایت مفید نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہم باقی بزرگان سلسلہ کی خدمت میں مرزا صاحب ممدوح کی تقلید کی مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں۔

ضروری اطلاع

احباب کو مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم کی وفات کی خبر مل چکی ہے چونکہ مولانا مرحوم کا حساب کتاب بے باق کرنا ہے اس لئے جن احباب کا مولانا صاحب کے ذمہ یا جن کے ذمہ مولانا صاحب کا کوئی قرض وغیرہ ہو وہ یکم اگست ۱۹۳۴ء سے پہلے اس کی اطلاع بھیج دیں تاکہ حساب صاف کیا جا سکے اس کے بعد کسی شخص کا عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

"پرکاش" کی شرمناک حرکت

رسوائے عالم آریہ اخبار "پرکاش" نے اپنے جذبات بغض و عناد سے متاثر ہو کر حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب کی وفات پر ایک نوٹ لکھا ہے جس میں مرحوم کا ذکر نہایت ہی سخت اور ناز یبا الفاظ میں کر کے اپنے کمینہ پن اور دریا بانندی تہذیب کا ثبوت دیا ہے۔ کسی کی موت پر اس کے متعلق سخت الفاظ استعمال کرنے ایسی شرمناک حرکت ہے جس کو ہر شریف آدمی انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھنے پر مجبور ہے۔ ہم "پرکاش" کو تبلانا چاہتے ہیں کہ اس نے حضرت مولانا عصمت اللہ کی شان میں جو ہرزہ سرائی کی ہے اس سے ان کو یا ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ البتہ اس کی کمینگی اور دریا بانندی تہذیب کی "خوبیاں" لوگوں پر زیادہ واضح ہو گئی ہیں۔ "پرکاش" کو تہذیب و شرافت سے چونکہ ذرہ بھر بھی تعلق نہیں اس لیے اس سے گلہ فضول ہے۔ بقول "آریہ ویر" ۔۔۔ شہ کرشن نے اپنے ایک ہم عقیدہ آریہ کی موت پر لکھا تھا کہ ایک کتا مر گیا اگر ان کا اخبار ایک احمدی بزرگ کی وفات پر اپنی شیطنت اور کمینہ پن کا ثبوت دے تو وہ اپنی نطرت اور اپنے مذہب کی تہذیب سے مجبور ہے۔

جرمنی کا نیا قانون

ہرہٹلر کی گورنمنٹ نے اپنے ملک کی عورتوں کے لئے ایک نیا قانون مرتب کیا ہے۔ اس قانون کی رو سے کوئی عورت کسی ہوٹل میں اکیلی نہیں جا سکتی نہ ہی وہاں ٹھیر سکتی ہے۔ اگر پولیس اسے دیکھ لے تو ایسے ہی گرفتار نہیں کرے گی بلکہ ہوٹل کے کارکنوں کو بھی گرفتار کرے گی۔ اور ان پر مقدمہ چلایا جائے گی۔ اس قانون پر رائے زنی کرتے ہوئے برلن کا ایک اخبار رقمطراز ہے کہ "حکومت کا خیال ہے کہ ہوٹلوں میں جب عورتیں اکیلی جاتی ہیں۔ تو دوسرے مسافروں کو اپنے دام میں پھنسا کر خراب کر دیتی ہیں" آگے چلکر اس اخبار نے اس قانون کی ضرورت و اہمیت پر زور دیتے ہوئے حکومت کو مبارکباد دی ہے۔ دوسرے اخباروں نے بھی اس قانون کو ضروری قرار دیتے ہوئے حکومت کو سراہا ہے۔ یہی قانون اسلامی شریعت نے آج سے تیرہ برس پیشتر نافذ کر دیا ہے اور [illegible] کے متعلق ضروری احکام نافذ کئے ہیں وہاں خواتین کو یہ بھی ہدایت کی ہے کہ وہ بحالت سفر و حضر اجنبی سوسائٹیوں میں بغیر کسی محرم کے شریک نہ ہوا کریں۔ مردوں اور عورتوں کے آزادانہ اختلاط کے جو نتائج سامنے آ رہے ہیں انہوں نے یورپ کو مجبور کر دیا ہے۔ اور وہ بالکل اسی طرح آزادی نسواں [illegible] اسلامی تعلیم کو جامہ پہنا رہے ہیں جس طرح برادران وطن نے [illegible] ۔۔۔ کو مجبوراً اپنے [illegible] اس خیال کی [illegible] مذہب اسلام ہوگا حالات سے باخبر [illegible] اسلامی قوانین کو دنیا کس طرح اپنا رہی ہے۔ اور [illegible] کی رفتار سے پیشگوئی کی [illegible] مذہب و دنیا کے قوانین اسلامی کو تسلیم کرلے گی۔ یہ زمانہ تجربات کا ہے [illegible] تجربہ کے بعد تسلیم

(بقیہ صفحہ ۶)

اور خدا کا مقرب۔ حضرت زکریا کے معاملہ میں تو رکاوٹیں اندرونی طور پر ماں باپ اور ماں میں موجود تھیں مگر یہاں رکاوٹ خارجی طور پر تھی کہ سرے سے نکاح ہی ہونا ناممکن تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مریم کو اب برگزیدہ بچہ دینا چاہا تو تمام رکاوٹیں اٹھا دیں پس مبارک وہ جو اپنی مشکلات کو اپنے رب کے حضور میں پیش کرتا ہے۔ اور اس کے فضلوں سے کبھی مایوس نہیں ہوتا ۔ اگر زکریا کو اولاد صالح اور جناب مریم کو ایک پاکیزہ لڑکا دے سکتا ہے تو اور کسی کو جو جناب الٰہی میں رجوع کرے کیوں نہیں دے سکتا؟ ہاں ایمان و اخلاص اور دعا اور انابت الی اللہ شرط ہے۔ صحیح اسباب اور ذرائع بھی وہ خود جمع کر دیتا ہے اور جب لڑکا خدا سے مانگے نیک مانگے۔ نالائق اولاد بعد میں جا کر مصیبت ہو جاتی ہے۔

نکتہ نمبر ۴

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ قرآن بڑی بڑی مصیبتوں اور غموں کی حالت میں نازل ہوا ہے اس لئے اپنی مصیبتوں اور غموں میں اسے بہت پڑھا کرو تاکہ تمہارے قلوب اس سے تسکین پکڑیں۔

قرآن میں ہر دکھ اور غم کی تسکین کا سامان ہے

اور یہ بالکل سچ ہے قرآن کو غور سے پڑھنے سے صاف نظر آتا ہے کہ کوئی دکھ اور غم نہیں جس میں انسان مبتلا ہو اور اس کی تسکین کے لئے قرآن میں سامان نہ ہو۔ بادشاہ ظالم کے ظلم کے نیچے کوئی قوم ہو۔ کسی ناحق کے مقدمہ میں کوئی بے گناہ گرفتار ہو کہیں کوئی آگ میں ڈالا جا رہا ہو۔ کہیں کوئی دریا میں غرق کیا جا رہا ہو۔ کبھی کوئی بیماری میں تنہا و بیکس پڑا ہوا ہے قرآن میں ویسا ہی یا ملتا جلتا واقعہ اور اس موقعہ پر جناب الٰہی کی نصرتوں اور فضلوں کا ذکر ضرور ملے گا۔ اور وہ آیات اس کے زخمی دل کے لئے مرہم اور حزیں جان کے لئے ابر رحمت کا کام دیں گی اسیطرح ایک عورت کے لئے اس سے بڑھ کر نازک اور درد بھری حالت اور کیا ہو سکتی ہے کہ وضع حمل ہو رہا ہو اور وہ تنہا بے مونس و غمخوار پڑی ہو۔ پس حضرت مریم کے اس واقعہ میں یہ بھی دکھایا ہے کہ ایک عورت خواہ وہ کیسی ہی نازک اور خطرناک حالت میں گرفتار ہو کبھی خدا کے فضل و رحمت سے مایوس نہ ہووے۔ اگر وہ خدا کو راضی رکھے گی۔ اور تعلق باللہ اور انابت الی اللہ کچھ بھی اسے حاصل ہوگا۔ تو خدا اسے ایسے وقت میں کبھی نہیں چھوڑیگا اور اس کی مشکل کو خود آسان کرے گا۔ اور اس کے لئے فضل اور رحمت کے دروازے کھولدے گا۔ ایک مناجات میں حضرت مسیح موعود کیا خوب فرماتے ہیں ؎

نسل انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے
تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یار غمگسار
دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حاجت برار

نکتہ نمبر ۵

قرآن نے توحید پر بڑا زور دیا ہے۔ ہر ایک شخص کی خدائی کو جسے کسی قوم نے معبود بنایا ہے قرآن نے نہایت صفائی سے توڑا ہے۔

عیسائیت کی تردید

چنانچہ حضرت مسیح کی خدائی کو حضرت مریم کے حمل اور وضع حمل کا ذکر کر کے بھی توڑا ہے۔ کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ جو ایک عورت کے بطن میں پرورش پاتا ہے۔ خدا نہیں ہو سکتا اور دردِ زہ کا ذکر کر کے تبلایا کہ کفارہ کا مسئلہ غلط ہے۔ وجہ یہ کہ عیسائیوں نے آدم و حوا کا گناہ موروثی قرار دے کر ساری نسل انسانی کو گناہگار قرار دیا ہے۔ اور خواہ مخواہ اس گناہ کی سزا مرد کے لئے یہ مقرر کر رکھی ہے۔ کہ وہ ماتھے کے پسینہ سے روٹی کمائے اور عورت کے لئے یہ سزا مقرر کر رکھی ہے کہ وہ دردِ زہ سے بچہ جنے۔ عیسائیوں کے اس نقطۂ نظر کے مطابق جو عورت دردِ زہ سے بچہ جن رہی ہے وہ اس موروثی گناہ کی حامل ہے اس لئے حضرت مریم کو دردِ زہ کی تکلیف کا ہونا بتاتا ہے کہ وہ بھی اس موروثی گناہ کی حامل تھیں اور جو بچہ ان سے تولد ہوگا وہ وراثت میں گناہ کو اپنے اندر لیگا لہٰذا اسطرح حضرت مسیح بھی گناہگار ہوئے۔ اور جو خود گنہگار ہے وہ عیسائیوں کے نقطۂ نظر سے گناہگاروں کے لئے کفارہ نہیں ہو سکتا۔ پھر حضرت مریم کے اس کشف کا ذکر کر کے جس میں حضرت مریم کو بیٹے کی خوشخبری دی ہے یہ بتایا ہے کہ اس بشارت کی اصل حقیقت کیا تھی۔ ایک باخدا بی بی کو محض ایک لڑکے کی خوشخبری دی گئی تھی اس میں کچھ مشکلات تھیں جن کے آسان کر دینے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ یہ بشارت اسی طرح دی گئی تھی جس طرح اکثر نبیوں اور ولیوں کو بعض دفعہ لڑکے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ لیکن خوش عقیدگی اور غلو نے آہستہ آہستہ بعد میں یہ شکل اختیار کر لی کہ ابن آدم سے نعوذ باللہ ابن اللہ بنا دیا۔

یہ چند نکات ہیں جو میری سمجھ میں ولادت مسیح کے ذکر میں مجھے نظر آتے ہیں۔ میں کیا اور میری بساط کیا۔ جناب الٰہی کے علم و حکمت کا کون احاطہ کر سکتا ہے۔ یہ تو اتنا بھی نہیں جتنا سمندر سے ایک چڑیا اڑتے ہوئے چونچ میں پانی لے لیتی ہے۔

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

جناب میاں صاحب کے بچوں کی شادیاں

ہمیں معاصر "الفضل" اور "الحکم" سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ چند روز ہوئے جناب میاں صاحب کے بڑے صاحبزادے حافظ میرزا ناصر احمد صاحب بی اے مولوی فاضل کا نکاح نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ کے ساتھ اور جناب میرزا شریف احمد صاحب کے فرزند میرزا منصور احمد صاحب کا نکاح جناب میاں صاحب کی صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ساتھ ایک ایک ہزار روپیہ مہر پر ہوا۔ ہم اس پر مسرت تقریب پر جناب میاں صاحب اور ان کے خاندان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان رشتوں میں برکت دے اور اولاد صالح عطا فرمائے حافظ میرزا ناصر احمد صاحب کے متعلق ہم خاص طور پر دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیوی ترقیوں کے علاوہ حضرت مسیح موعود کے صحیح مسلک پر چلنے اور قادیانی غلو کی دلدل سے نکلنے کی بھی توفیق دے ویسے تو ہماری یہ دعا ہر ایک قادیانی دوست کے لئے ہے۔

مذاکرہ علمیہ

قرآن کریم میں ولادت مسیح کے تذکرہ کا مقصد

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۲)

(۲) مسیح کی بن باپ ولادت سے ہدایت:

گزشتہ قسط میں مسیح کی بن باپ ولادت سے جو ہدایت مل سکتی ہے اس پر بحث کر چکا ہوں مگر ظاہر ہے کہ اس صورت میں ہدایت تو رہی ایک طرف بعض ایسی مشکلات پیش پڑجاتی ہیں جن کا حل نظر نہیں آتا یعنی سنت اللہ میں تبدیلی جو ناممکن ہے اور حضرت مسیح کے کمالات انسانی پر خطرناک حملہ جو بہت بری بات ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ نتیجہ یہ کہ انسان کو مایوس ہو کر ادھر سے توجہ ہٹا کر سیدھے سادے واقعات پر اکتفا کرنا پڑتا ہے یعنی یہی کہ حضرت مسیح بھی دوسرے نبیوں کی طرح باپ اور ماں سے پیدا ہوئے۔

تذکرہ ولادت مسیح کے چند نکات

چونکہ معترض کا اعتراض یہ تھا کہ پھر سیدھے سادے واقعات ولادت بیان کرنے سے انسان کو ہدایت کیا ہوئی؟ گویا ان کے نزدیک ہدایت ہمیشہ عجوبہ پسندیوں سے ہی ہوا کرتی ہے اس لئے میں اپنی سمجھ کے مطابق ہدایات کے ان نکات کو اخذ کرنے کی کوشش کرتا ہوں جو مجھے حضرت مسیح کی ولادت کے تذکرہ میں نظر آتی ہیں۔ اس امر کے متعلق تمام معارف و نکات تو جناب الٰہی ہی جانتے ہیں۔ میں ہیچمداں کیا بیان کر سکتا ہوں البتہ یہاں اپنی سمجھ کے مطابق چند نکات عرض کرتا ہوں جو نوع انسان کی ہدایت کے لئے اس واقعہ ولادت مسیح میں مجھے مضمر نظر آتے ہیں:

نکتہ نمبر ۱

سلسلہ انبیائے بنی اسرائیل میں دو بہت عظیم الشان نبی نظر آتے ہیں۔ ابتدا میں حضرت موسیٰؑ اور انتہا میں حضرت عیسٰےؑ۔ خدا کی شان دونوں کی ولادت کے وقت بڑی مشکلات کا سامنا تھا۔ اور پیدا ہوتے ہی انہیں ہلاک کر دینے کا منصوبہ جو دشمنوں نے بنا رکھا تھا اس سے بچانے کے لئے قدرت الٰہی نے خاص طور پر ان کی حفاظت کا سامان ایسے عجیب و غریب طریق پر کیا کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی ولادت کے وقت کی مشکلات

حضرت موسیٰؑ کی ولادت سے قبل فرعون مصر نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو ذبح کرنے کا حکم جاری کر رکھا تھا۔ اور حضرت عیسٰےؑ کی ولادت پر ہیرودیس نے جو ایک رومی گورنر تھا بنی اسرائیل کے لڑکوں کو ذبح کرنے کا حکم نافذ کیا (متی باب ۲) دونوں مرتبہ اس حکم کے جاری کرنے کی وجہ یہ خیال تھا کہ عنقریب بنی اسرائیل میں کوئی بچہ پیدا ہونے والا ہے جو بڑا ہو کر فرعون مصر یا رومی گورنمنٹ کا تخت الٹ دے گا۔

قدرت الٰہی کی کرشمہ سازیاں

لیکن جو کام جناب الٰہی کی طرف سے مقدر ہو چکا ہو اسے کون ٹال سکتا ہے۔ حضرت موسٰےؑ پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کو حکم ہوا دریا میں ڈالدے تاکہ فرعون کے سپاہیوں سے بچہ بچ جائے۔ وہ بچہ نہر کے ذریعہ فرعون کے باغ میں پہنچتا ہے وہاں فرعون کی بیوی اسے پالتی ہے۔ اور خود حضرت موسیٰؑ کی ماں دودھ پلانے پر نوکر رکھی جاتی ہیں۔ وہ بچہ جسے ہلاک کرنے کی خاطر بچوں کا قتل عام ہو رہا تھا اسے خود فرعون پال رہا ہے۔ اللہ کی قدرت کا کیا اس سے عجیب کرشمہ سمجھ میں آتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے وقت حضرت مریم کی مشکلات

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے وقت بھی مشکلات کا ایک سلسلہ تھا کیونکہ رومن گورنمنٹ کو یہ خدشہ تھا کہ عنقریب کوئی موعود بچہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونیوالا ہے جس سے ان کی سلطنت کو خطرہ ہے اور وہ اس کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ ان مشکلات کے اندر حضرت مریم کو جو بیت المقدس میں راہبہ کی زندگی بسر کر رہی تھیں الہام ہوتا ہے کہ ایک پاکیزہ بچہ تجھے دیا جائے گا۔ وہ ساری مشکلات کو دیکھ کر ہوئے حیران رہ گئیں۔ فرمایا ہر ایک مشکل میرے لئے آسان ہے مگر اتنا ہی نہیں پھر انہیں یہ بھی بتلا دیا گیا کہ وہ موعود بچہ بھی تیرے بطن سے پیدا ہونے والا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ان اللہ یبشرك بكلمة منه اسمه المسیح عیسے ابن مریم وجیھًا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین (ال عمران) کہ بے شک اللہ تجھے خوشخبری دیتا ہے۔ اپنی ایک پیشگوئی پوری ہونے کی جو خدا کی طرف سے تھی اس کا نام مسیح عیسٰے ابن مریم ہو اور وہ وجیہہ ہے دنیا اور آخرت میں اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہے۔ آخر خدا کی تقدیر پوری ہوتی ہے۔ اور حضرت مریم کو اپنے وقت پر حمل ہوتا ہے۔ مگر خیال فرمائیے کہ وہ کس قدر مشکلات میں گھری ہوئی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہیرودیس کی بدنیتی کا علم انہیں کسی ذریعہ سے ہو چکا تھا۔ ممکن ہے کہ الہام ہوا ہو۔ اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ کسی غیر ملک کو نکل جائیں۔ چنانچہ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے فانتبذت به مکانًا قصیا۔ آپ ایک دور دراز مقام کو چلی گئیں راستہ میں تھیں تو بیت اللحم کے نزدیک درد زہ شروع ہوا۔ آبادی میں جا نہیں سکتی تھیں کہ افشائے راز کا خوف تھا کسی دایہ کو مدد کے لئے بلانے میں بھی معلوم ہوتا ہے افشائے راز کا خطرہ تھا یا وقت پر مل نہ سکی۔ غرضیکہ تنہائی اور بے بسی کا قرآن نے جو نقشہ کھینچا ہے کس قدر دردناک ہے۔ فرماتا ہے فاجاءھا المخاض الی جذع النخلة قالت یلیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیًا منسیًا۔ یعنی درد زہ کی وجہ سے آپ ایک کھجور کے درخت کی جڑ کی طرف چلی آئیں اور اس تنہائی بے سروسامانی اور درد زہ کی تکلیف سے آخر چلا اٹھیں کہ کاشکہ میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری ہو گئی ہوتی۔

جناب الٰہی کی ہدایات اور تسلیاں

یہ کب ممکن ہے کہ ایک بندہ خواہ وہ مرد ہو یا عورت جس کا تعلق خدا سے ہو وہ اس قدر تکلیف میں مبتلا ہو اور خدا اسے بھول جائے۔ خدا سے بڑھ کر شفیق و ہمدرد اور باوفا کون ہو سکتا ہے۔ اب جناب الٰہی خود حضرت مریم کی تنہائی کو رفع فرماتے ہیں۔ ایک شفیق ماں اور عقلمند دایہ کی طرح حضرت مریم کو تسلی اور وقت کی حالت کے مطابق ہدایات دیتے ہیں۔ کس قدر تسلی آمیز یہ ارشاد ہے۔ الا تحزنی قد جعل ربك تحتك سریا وھزی الیك بجذع النخلة تسقط علیك رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا۔ کہ غمگین نہ ہو۔ بیشک تیرے رب نے تیرے نیچے ہی ایک چشمہ بہا یا ہوا ہے اور کھجور کے درخت کی جڑ کو پکڑ کے ہلاؤ تم پر پکی پکی تازہ کھجوریں گرینگی پس وہ کھاؤ۔ اور پانی پیو اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرو۔ غور کیجئے کسی انسان کا کسی مریض یا زچہ کو کہنا کہ غمگین نہ ہو محض ایک زبانی تسلی ہی ہوا کرتی ہے لیکن جسے خدا کہے کہ غمگین نہ ہو وہ کس قدر پر از حقیقت اور اپنے اندر کس قدر یقین اور لذت اور سرور رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر بے اندازہ شفقت

پھر ہر ایک شخص جو طب اور دایہ گری کا کچھ تجربہ رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ درد زہ کے وقت کسی مضبوط چیز کو زچہ کا پکڑ لینا اس کے کس قدر راحت اور وضع حمل میں سہولت کا موجب ہو جاتا ہے۔ پھر کھجوریں بجائے خود گرم اور وضع حمل میں مدد کرتی ہیں۔ آج بھی درد زہ کے وقت کھجوریں دودھ میں ابال کر زچہ کو دیتے ہیں تاکہ دردیں اچھی طرح اٹھیں۔ غور فرمائیے جب پاس کوئی مددگار نہ ہو اس وقت خود جناب الٰہی کا تسلیاں دینا اور وضع حمل کی سہولت کے لئے ہدایتیں دینا کس قدر جناب الٰہی کی شفقت کو ظاہر کرتا ہے جو اسے اپنے بندوں سے ہے۔

ولادت کے بعد کے واقعات

اب ولادت ہو چکی بغیر کسی انسانی مدد کے محض فضل ربی سے سب کچھ ہوا۔ ابھی تک بھی معاملہ مخفی ہے۔ لیکن بالکل ممکن تھا کہ ادھر ادھر کے پھرنے والے آ نکلتے اور سوالات کی بھرمار شروع کر دیتے کہ تم کون ہو؟ کس قوم سے ہو؟ یہ بچہ یہاں جنگل میں کیوں ہوا؟ شہر سے کیوں نکلے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے حکم ہوا کہ نذر کا روزہ رکھ لو۔ بنی اسرائیل میں روزہ میں بات کرنا منع تھی فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صومًا فلن اکلم الیوم انسیا۔ پس اگر کوئی بشر تمہیں نظر پڑے تو اشارہ سے بتا دو کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزہ جو نذر مانا تھا رکھا ہوا ہے۔ پس آج میں بات نہیں کروں گی۔ اس [illegible] تو یہ ہوا کہ حضرت مریم کو وضع حمل کے بعد جس آرام اور سکون کی ضرورت تھی وہ میسر آ گیا۔ دوم بات کرنے سے جو اندیشہ تھا کہ مبادا کوئی ایسی بات منہ سے نکل جائے جو افشائے راز کا موجب ہو

دیا جاتا رہا۔ اب حفاظت الٰہی کے تقاضہ نے یوسف کو رویا میں اشارہ کیا کہ وہ جس قدر جلد ہو مصر کو ہجرت کر جائے کیونکہ ہیرودیس بچہ کو قتل کرنے آ رہا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی مریم اور اپنے بیٹے حضرت مسیح کو لے کر فوراً مصر کو چلد یا۔ (متی باب ۲ میں یہ تفصیل موجود ہے) چنانچہ حضرت مسیح وہیں مصر میں پرورش پاتے رہے۔ آخر ایک وقت آیا جب وہ خدا کی طرف سے نبوت پر مامور ہوئے اور حضرت موسیٰ کی طرح پھر اپنی قوم کی طرف واپس آئے۔ اور حضرت مریم انہیں توریت کی پیشگوئی کے مطابق گدھے پر سوار کر کے اپنی قوم کی طرف لائیں۔ جیسا کہ فاتت به قومها تحمله میں مذکور ہے

مشیت و حکمت الٰہی کے آگے دنیوی طاقتیں ہیچ ہیں

آپ نے ملاحظہ فرمایا جس طرح فرعون نے خدا کی تقدیر کو ٹالنے کے لئے بچوں کا قتل عام کرنا شروع کیا تھا۔ اور خدا نے انہی بچوں میں سے صاف حضرت موسیٰ کو بچا لیا۔ اور ایسا عجیب و غریب طریق اختیار کیا کہ خود فرعون سے ہی انہیں پلوایا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کو خدا نے ہیرودیس کے ہاتھوں قتل ہونے سے صاف بچا لیا۔ مگر اب کے طریق دوسرا اختیار کیا کہ حضرت مریم اور یوسف کو ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ دونوں صورتوں میں دکھایا یہ گیا ہے کہ جب خدا تعالیٰ ایک کام کرنا چاہتا ہے اور اس کی تقدیر جاری ہو جاتی ہے تو دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنتیں اسے ٹال نہیں سکتیں۔ ان کے سارے منصوبے اور تدبیریں اور قوت و طاقت خدا کی مشیت و حکمت کے سامنے خاک میں مل جاتے ہیں یہ تو وہ معرفت و حکمت کا نکتہ ہے جو عام ہے۔

ایک خاص نکتہ

مگر ایک نکتہ خاص بھی ہے اور وہ یہ کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے حالات میں محمد رسول اللہ صلعم کے حالات کو بطور پیشگوئی ذکر فرمایا ہے۔ ؎

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں!

قرآن میں جس قدر گزشتہ انبیا کے حالات مذکور ہیں سب میں بطور پیشگوئی آنحضرت صلعم اور آپ کے متبعین کے حالات کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ یہاں بھی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی ولادت میں محمد رسول اللہ صلعم کی ولادتِ نبوت و رسالت کا ذکر ہے۔ یاد رہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی ایک تو اپنی شخصی ولادت تھی جو اس وقت ہوئی جب آپ اپنی والدہ محترمہ کے بطن سے تولد ہوئے تھے۔ اور ایک آپ کی نبوت و رسالت کی ولادت ہے جو آپ کی بعثت پر ظہور پذیر ہوئی۔

شخصی ولادت کے ساتھ تو فقط جسم تولد ہوتا ہے جو ایک دن مر جاتا اور ختم ہو جاتا ہے اور نبوت و رسالت کی ولادت وہ ہے جو کبھی نہیں مرتی جب تک کہ نبوت و رسالت کا فیضان ختم نہ ہو۔ پس وہ شخص جو دنیا کے لئے خاتم النبیین ہو کر آیا وہ ایک زندہ نبی ہے جس کی نبوت و رسالت کا دامن قیامت تک دراز ہے۔ یعنے محمد رسول اللہ صلعم۔ پس آپ کی وہی ولادت خاص اہمیت رکھتی اور قرآن کریم میں قابل تذکرہ ہے جو ہمیشہ کی زندگی سے وابستہ ہے۔ اس لئے ابتدا میں حضرت موسیٰ کی اور انتہا میں حضرت عیسیٰ کی ولادت میں جس ولادت محمدیہ کا اشارہ ہے وہ درحقیقت رسالت و نبوت محمدیہ کی ولادت ہے۔ جس سے مراد آپ کی رسالت کی تبلیغ و اشاعت ہے چنانچہ دیکھ لو ایسا ہی ہوا۔ کہ ایک تو ابتدائے اسلام میں جب اشاعت و تبلیغ شروع ہوئی تو آپ کی نبوت و رسالت کو مٹانے کے لئے اہل عرب نے ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا۔ اور ایک اب انتہائے اسلام میں جب دوبارہ اشاعت و تبلیغ اسلام کی قدر ہوئی تو دجال اپنی پوری طاقت سے نبوت و رسالت محمدیہ کو مٹانے کی فکر میں ہے۔ ابتدا میں تو آپ کے جلالی اسم محمدؐ کا ظہور ہوا اور حضرت موسےٰ کی طرح جلالی رنگ میں تمام مخالفوں کا خاتمہ کر کے اور ان پر غالب آ کر آپ کی نبوت و رسالت کو دنیا میں متمکن کیا گیا اور اب انتہا میں آپ کے جمالی اسم احمد کا ظہور ہوا۔ اور حضرت عیسےٰ کی طرح جمالی رنگ میں تمام مخالفوں پر غالب آنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ تا آپ کی نبوت و رسالت کی اشاعت و تمکین تمام دنیا میں ہو۔ اسی لئے ابتدا میں جس قدر خلفا اس دین کی تمکین کے لئے ہوئے وہ بروز محمدؐ تھے۔ اور اب انتہا میں جس قدر خلفا اس دین کی تمکین کے لئے ہوں گے جن میں کا پہلا عظیم الشان خلیفہ مسیح موعود ہے۔ وہ اسی نسبت سے بروز احمد ہونے چاہئیں۔ اسلام کی پہلی جلالی ولادت یعنے تبلیغ و اشاعت اسلام کے بعد اب یہ جمالی ولادت ہے۔ یعنے دوبارہ اشاعت و تبلیغ کے لئے جمالی رنگ میں جہاد ہے۔ جس میں رسالت محمدیہ کا غلبہ تمام ادیان باطلہ پر مقدر ہے۔ بیشک دجال جس قدر چاہے زور اسلام کے مٹانے کے لئے لگائے۔ مگر محمد رسول اللہ کی خلافت اور آپ کے دین کا غلبہ جناب الٰہی سے مقدر ہے۔

نکتہ نمبر ۲۔

قرآن کریم میں سورہ تحریم کے آخر میں مومنوں کی مثال دو عورتوں سے دی ہے۔ ایک تو وہ جو فرعون کی بی بی سے مشابہت رکھتے ہیں یعنے اگرچہ کہ وہ خدا سے تعلق پیدا کرنے کی جد و جہد میں مصروف ہیں مگر فرعون کی بی بی کی طرح ابھی تک وہ نفس کی حکومت سے بکلی آزادی نہیں حاصل کر سکے۔

جو اللہ کے ہو جاتے ہیں اللہ ان کا ہو جاتا ہے

اور دوسرے وہ مومن ہیں جو نفس کی حکومت سے بکلی آزاد ہو کر حضرت مریم کی طرح بکلی خدا کے ہو چکے اور ان کی ہر ایک خواہش نفسانی پر موت وارد ہو کر خدا کی پاک روح ان کے اندر حلول کر چکی ہے۔ ایسے لوگ من کان اللہ کان اللہ لہٗ کے مصداق ہو جاتے ہیں۔ یعنے جو اللہ کے لئے ہو گئے پس اللہ ان کے لئے ہو گیا۔ ان کو اللہ تعالیٰ ایسی ایسی نعمتیں بخشتا ہے اور ایسی عجیب و غریب بشارتیں دیتا ہے کہ خود اس بندہ کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اور جناب مریم کی طرح اسے یقین نہیں آتا اور اس کے حصول کی مشکلات کی وجہ سے وہ حیرت سے دریافت کرتا ہے کہ یہ کس طرح پورا ہوگا۔ اس کی مشکلات کو دور کرنے کے خود جناب الٰہی ذمہ دار ہو جاتے ہیں۔ اس کی تکلیفوں میں دکھوں میں بے بسی [illegible] پر تسلی و تشفی دینا اور نجات کی راہیں بتانا اپنی [illegible] جناب الٰہی خود کیا کرتے ہیں۔ پس حضرت مریم کی تو محض ایک مثال ہے۔ ورنہ دراصل یہ ہر ایک مومن کا قصہ ہے۔ جو حضرت مریم سے مماثلت رکھتا ہے جو معاملہ حضرت مریم سے ہوا۔ وہ ہر ایک مومن کے ساتھ کیوں نہ ہو۔ جو مقام مریم پر کھڑا ہے۔ یہی بات حضرت مسیح موعود نے کہی تھی کہ میں ابن مریم سے قبل مریم بنا جس کی نادان لوگوں اور متعصب مولویوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے ہنسی اڑائی۔

نکتہ نمبر ۳۔

اولاد کی خواہش عورت کی فطرت ہے۔ بشرطیکہ وہ فطرت مسخ نہ ہو چکی ہو۔ قدرت نے جب عورت کو بچہ پیدا کرنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔ تو بچہ کی خواہش بھی اس قدر زبردست اس کے اندر رکھی ہے کہ اس کی خاطر عورت ہر طرح کی تکلیف اور زحمت برداشت کرتی ہے۔ اور ایام حمل کی تکلیفیں وضع حمل کی موت اور نئی زندگی۔ بچہ کو پالنے کی رات دن کی زحمتیں اور اسے دودھ پلانے اور اس کی ذرا ذرا سی ضرورتوں پر جان چھڑکنے کی صعوبتیں اس صبر اور تحمل سے جھیل جاتی ہے کہ ایک غور کرنے والے آدمی کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی۔ مرد اس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں کر سکتا۔ بہت سی عورتیں ایام حمل۔ وضع حمل اولاد کی پرورش میں اپنی جان تک دے دیتی ہیں۔ مال کی قربانی کا تو کوئی ذکر ہی نہیں۔ جن عورتوں کے اولاد نہیں ہوتی وہ کیا کیا پاپڑ نہیں بیلتیں۔ دوا۔ ٹونا۔ ٹوٹکا۔ تعویذ۔ جادو غرضکہ معقول سے معقول اور نامعقول سے نامعقول کوئی طریق علاج کا نہیں جو ایک عورت اولاد کے لئے نہیں کرتی۔ اس کے لئے مال پانی کی طرح بہاتی ہے۔ اور بعض دفعہ تو اسی جستجو میں جان تک گنوا دیتی ہے۔ اور خانقاہوں اور درختوں اور قبروں اور پیروں اور جوگیوں کے پاس جا جا کر عزت اور ایمان تک برباد کر بیٹھتی ہے۔

اولاد کی خواہش اور کوشش کے متعلق قرآنی ہدایت

قرآن دنیا میں خواہشات اور جذبات کو صراط مستقیم پر چلانے کے لئے نازل ہوا ہے۔ اولاد کی اتنی بڑی خواہش عورت میں موجود ہو اور اسے صحیح راستہ پر چلانے کی قرآن ہدایت نہ کرتا یہ ناممکن تھا۔ اصولی طور پر قرآن نے اس معاملہ میں طرح طرح سے ہدایتیں کی ہیں اور مثالی طور پر حضرت زکریا اور حضرت مریم کے واقعات کو سنا کر مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے یہ ذہن نشین کرنا چاہا ہے کہ اولاد صالح کے لئے جو تڑپ ہو اور اس میں جو مشکلیں رکاوٹیں نظر آئیں انہیں ہمیشہ جناب الٰہی میں پیش کرو۔ وہی ذات ہے جو بڑی بڑی مایوسیوں میں امید اور بڑے بڑے ناامیدوں کو اولاد عطا فرماتا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ معقول علاج اور صحیح ذرائع سے کام نہ لو بلکہ بتانا یہ منظور ہے کہ جب جناب الٰہی کے ہی ہاتھ میں اولاد دینا اور نہ دینا ہے تو مومن کو کوئی کام نہ کرنا چاہئے جو توحید و احکام الٰہی کے خلاف ہو اور جس میں شرک اور بدعت پنہاں ہو۔

اللہ تعالیٰ حصول اولاد کے متعلق تمام رکاوٹیں دور کر سکتا ہے

دعا اور توجہ الی اللہ وہ چیز ہے کہ جناب الٰہی اگر چاہیں تو اولاد کے حصول میں وہ رکاوٹیں بھی دور ہو سکتی ہیں جہاں دنیوی اسباب بظاہر منقطع نظر آتے ہیں۔ حضرت زکریا کے بڑھاپے کی کمزوری اور ان کی بیوی کا ساری عمر کا بانجھ پن ایسی رکاوٹیں تھیں کہ حضرت زکریا دعا کرنے پر جب بیٹے کی خوشخبری سنتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔ اور سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس طرح ہوگا۔ مگر یہ تمام رکاوٹیں جناب الٰہی کے فضل سے دور ہو گئیں۔ حضرت مریم کو جناب الٰہی سے لڑکے کی بشارت دی جاتی ہے اور لڑکا بھی کوئی نالائق لڑکا نہیں بلکہ وجیھًا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین کہ دنیا اور آخرت میں صاحب عزت و وجا

ایک سوال اور اس کا جواب

مجاز کی حقیقت پر فضیلت

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب دہلی)

قادیانی غالی حضرات ہمیشہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی بنانے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے مسیح ابن مریم پر اپنی تمام شان میں فضیلت ہے تو چونکہ حضرت عیسٰے حقیقی نبی اللہ ہیں اس لئے ضرور حضرت مرزا صاحب بھی انہیں معنوں میں نبی اللہ ہیں جن معنوں میں حضرت عیسے نبی اللہ ہیں صرف ذریعہ حصول نبوت کا فرق ہے :-

حضرت مرزا صاحب تو ان معنوں میں جن معنوں میں پہلے انبیاء نبی تھے نبی کہلانے سے ہمیشہ انکار ہی کرتے رہے جیسے کہ فرمایا :-

"ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ"

یعنی میری نبوۃ سے مراد وہ نہیں جو پہلے صحیفوں میں نبوت سے مراد ہے"۔ پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں :-

" اتنا نہیں سوچتے کہ اگر وہی عیسےٰ آئے تو پھر تو وہ خاتم الانبیاء ہو گیا۔ اگر کہو کہ تم بھی نبوت کے مدعی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں ویسا نبی نہیں ہوں حضرت عیسے براہ راست خدا کے نبی تھے اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور فیوض سے ہے "

(بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

ان دونوں حوالوں سے یہ مسئلہ تو صاف ہے کہ حضرت مرزا صاحب ان معنوں میں نبی نہیں ہیں جن معنوں میں عیسٰے نبی ہیں لیکن سوال یہ رہ جاتا ہے کہ پھر ذریعہ حصول کے سوا فرق کیا ہے۔ تو میرا مختصر جواب یہ ہے کہ جس طرح سورج کی روشنی براہ راست ہو تو "ضیاء" کہلاتی ہے۔ اور جب وہی روشنی چاند کے ذریعہ عکسی طور پر آتی ہے تو "نور" کہلاتی ہے۔ یا یوں کہو کہ دن کو دھوپ اور رات کو چاندنی ایک ہی روشنی کے دو نام ہیں۔ اسی طرح جب خدا کی وحی کسی پر براہ راست ہو تو وہ وحی نبوت ہے اور جب کسی نبی کے فیض سے ہو تو وہ وحی ولایت ہے پس ذریعہ حصول کے فرق سے ہی زمین و آسمان کا فرق ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے حضرت مرزا صاحب حضرت عیسٰے کو حقیقی نبی اور اپنے آپ کو ظلی، بروزی، عکسی، امتی اور مجازی نبی کہتے ہیں اب ایک طرف تو حقیقی نبی ہے اور دوسری طرف مجازی نبی ہے۔ مجازی نبی دعویٰ کرتا ہے کہ میں حقیقی نبی سے تمام شان میں افضل ہوں یہ کیا راز ہے؟ کیا یہ دعوےٰ درست ہے؟ قادیانی حضرات تو مانیں یا نہ مانیں مگر کہتا ہوں کہ ہاں کبھی مجاز کو حقیقت پر فضیلت ہوا کرتی ہے لیکن اس سے مجاز حقیقت نہیں بن جاتا۔ تو سنو قرآن مجید میں اللہ ... فرماتا ہے۔

حقیقی ماں

"ان امھاتھم الا الّٰئی ولدنھم" (المجادلہ آیت ۲)

یعنی ان کی مائیں صرف وہی ہیں جنھوں نے انہیں جنا ہے۔ پس کسی کی ماں حقیقی طور پر وہی ہے جس نے اسے جنا ہو۔ لیکن قرآن مجید میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم"

(الاحزاب آیت ۴۰)

یعنی تم مردوں میں سے محمد صلعم کسی مرد کے باپ نہیں ہیں اس کے بعد فرمایا۔ "ولکن رسول اللہ" یعنے بحیثیت رسول وہ اپنی امت کے روحانی باپ ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ جسمانی طور پر آنحضرت صلعم کسی مرد کے باپ نہیں ہیں پس جسمانی طور پر حضور کی بیویاں ہماری مائیں بھی نہیں ہیں کیونکہ انھوں نے ہمیں جنا نہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ فرماتا ہے :-

" النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھتھم۔ (الاحزاب آیت ۶)

" یعنے یہ نبی مومنین پر ان کی جان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے اور آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں "

اب چونکہ آنحضرت صلعم ہماری جانوں پر ہم سے زیادہ حق رکھتے ہیں اس لئے آپ کی بیویاں بھی ہم پر کم از کم ہماری ماؤں سے زیادہ حق رکھتی ہیں ہماری مائیں جنھوں نے ہمیں جنا وہ تو حقیقی مائیں ہیں لیکن آنحضرت صلعم کی بیویاں جو ہماری حقیقی مائیں نہیں بلکہ مجازی مائیں ہیں۔ وہ بوجہ آنحضرت صلعم کی بیویاں ہونے کے ہمارے لئے ہماری حقیقی ماؤں سے زیادہ قابل عزت ہیں اور ہماری حقیقی ماؤں سے وہ مرتبہ میں ہزاروں درجہ تمام شان میں افضل ہیں! لیکن با ایں ہمہ وہ ہماری حقیقی مائیں نہیں ہیں۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب باوجود مجازی نبی ہونے کے آنحضرت صلعم کا نائب ہونے کی وجہ سے حضرت عیسٰے ابن مریم سے جو حقیقی نبی ہیں اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہیں لیکن با ایں ہمہ وہ حقیقی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مجازی نبی ہی ہیں۔ ع

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

(عمر الدین احمدی)

۔۔۔ عالیجناب سید عبد الجبار شاہ صاحب سابق بادشاہ سوات اطلاع دیتے ہیں کہ علاقہ سرحد کے ایک مخلص احمدی جناب عبد الغفور خاں صاحب عرف شہزادہ خاں برادر عبد الحکیم خانصاحب انتقال فرما گئے۔ انا للہ ۔ مرحوم جناب عمرا خانصاحب سابق فرمانروائے باجوڑ کے فرزند اور نیک احمدی تھے۔

۔۔۔ پیغام صلح :۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

اخبار احمدیہ

۔۔۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

۔۔۔ ہمارے مبلغ مولوی ظفر احمد صدیقی صاحب ضلع کانگڑہ میں مصروف تبلیغ ہیں۔ ۳۰ر جون و یکم جولائی کو آریہ سماج دھرم سالہ ضلع کانگڑہ کا جلسہ تھا صدیقی صاحب بھی پہنچے اور احتیاطاً پریزیڈنٹ آریہ سماج کو لکھا کہ اپنے جلسہ کے معزز مقررین کو ہدایت کر دیں کہ وہ معاملات و مسلمات اسلامی کو پیش کرتے ہوئے حوالہ ضرور دیں ورنہ جلسہ ہی میں حوالہ طلب کیا جائے گا۔ اس چٹھی کا تو کوئی جواب نہ دیا گیا لیکن ایک آریہ مقرر نے اسٹیج پر آکر بہت سی غیر متعلق باتیں کرنے کے بعد صدیقی صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا جو منظور کر لیا گیا۔ جب صدیقی صاحب شرائط طے کرنے کے لئے سماج مندر میں گئے تو پہلے آریوں نے بات کرنے سے گریز کیا۔ آخر کئی گھنٹے کی خاموشی اور حیلے بہانوں کے بعد وعدہ کیا کہ کل کچھ فیصلہ کر کے جواب دینگے لیکن یہ کل فردائے قیامت ہی ثابت ہوئی۔ اور اب تک دھرم سالہ میں کسی آریہ مہاشہ کو احمدی مبلغ کے مقابلہ پر آنے کی جرأت نہیں ہوئی حالانکہ صدیقی صاحب بار بار للکار چکے ہیں۔

۔۔۔ ہمارے نوجوان دوست مولوی سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل نے ۱۱ر جولائی کو لاہور میں بابو غلام محمد صاحب اختر قادیانی کے مکان پر مولوی ظہور حسین صاحب قادیانی مبلغ سے اختلافی امور پر تقریباً تین گھنٹہ نہایت کامیاب مناظرہ کیا۔ اپنی اور قادیانی جماعت کے احباب مناظرہ میں موجود تھے۔

۔۔۔ شیخ محمد حیات صاحب ڈسٹرکٹ انجینیر شیخوپورہ نے اپنے صاحبزادہ مسٹر عزیز احمد صاحب کی امتحان ایل ایل بی میں کامیابی پر انجمن کو مبلغ دس روپے بغرض اشاعت اسلام عطا فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔ خدا کرے یہ کامیابی اس ہونہار نوجوان کی آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو آمین ثم آمین۔

۔۔۔ مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ راولپنڈی سے واپس آگئے ہیں۔

۔۔۔ عزیز عبد اللطیف صاحب کوہ مری و عزیز احمد صاحب شیخوپورہ محکمہ فنانس کے امتحان مقابلہ میں شریک ہو رہے ہیں احباب ان عزیزوں کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

۔۔۔ ایک دوست جو سب اوورسیر اور نقشہ نویسی کا کام نہایت عمدگی سے کر سکتے ہیں۔ تخفیف میں آگئے ہیں اور روزگار کے متلاشی ہیں۔ ملازمت خواہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری وہ انشاء اللہ نہایت عمدگی اور دیانتداری سے اپنے فرائض کو سرانجام دینگے۔ احباب ان کے لئے کوشش فرما کر ممنون فرمائیں اس سلسلہ میں تمام خط و کتابت جناب خالد احمد صاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری سے کیجائے۔

۔۔۔ جناب عبد الرحمٰن صاحب ڈھوک رتہ (راولپنڈی) سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ عرصہ سے تپ دق بیمار رہیں۔

۔۔۔ چودھری شاہدین صاحب کا بچہ عزیز صلاح الدین احمد

(باقی پر ٹ میں)

یہودیوں کی آبادی

یہودیوں کی آبادی کا ایک جامع مرقع شائع ہوا ہے جو قارئین کرام کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

ملک	آبادی
پولینڈ	۲۸۲۹۴۵۶
یورپی روس	۲۶۲۶۶۶۷
رومانیا	۴۳۴۸۰۰
جرمنی	۶۴۳۰۰
ہنگری	۴۷۳۳۱۰
زیکوسلاویکیا	۳۵۴۳۴۲
برطانیہ عظمیٰ و آئرلینڈ	۳۰۰۰۰۰
آسٹریا	۳۰۰۰۰۰
فرانس	۱۶۵۰۰۰
لتھوینیا	۱۶۰۰۰۰
ہالینڈ	۱۱۵۲۲۹
یونان	۱۱۰۰۰۰
لٹویا	۱۰۵۰۰۰
ترکی	۸۵۰۰۰
یوگوسلافیا	۸۰۰۰۰
بلجیم	۶۰۰۰۰
بلغاریہ	۵۰۰۰۰
اٹلی	۴۷۰۰۰
سوئٹزرلینڈ	۲۱۰۰۰
سویڈن	۶۵۰۰
ڈنمارک	۶۰۰۰
لیتھونیا	۴۸۰۰
ہسپانیہ	۴۵۰۰
ڈونزگ	۲۹۳۹
پرتگال	۱۵۰۰
فن لینڈ	۱۶۱۸
ناروے	۱۴۵۷
جبل طارق	۱۳۵۰
لکسمبرگ	۱۲۷۰
مالٹا	۵۰

ایشیا

ملک	آبادی
ایشیائی روس	۱۷۰۸۱۳
فلسطین	۱۵۰۰۰۰
عراق	۹۰۰۰۰
ایشیائے کوچک	۷۰۰۰۰
ایران	۸۰۰۰۰
شام	۳۵۰۰۰
عرب	۲۵۰۰۰
ہندوستان	۲۲۵۰۰
بخارا	۲۱۰۰۰
افغانستان	۱۸۰۰۰
چین	۱۵۰۰۰
عدن	۴۰۰۰

ملک	آبادی
جاپان	۵۰۰
جزائر شرق الہند	۲۰۰۰
جزیرہ نمائے ملایا	۷۰۰
فلپائن	۶۰۰
قبرص	۱۸۰
ہند چینی	۱۰۰۰

افریقہ۔ امریکہ و اوشینیا

ملک	آبادی
جنوبی افریقہ	۶۲۱۰۳
فرنچ مراکش	۱۲۵۹۸۱
ہسپانی مراکش	۲۴۵۰۰۰
طنجہ	۱۰۰۰۰
الجزائر	۸۵۰۰۰
ٹیونس	۶۵۰۰۰
مصر	۶۵۰۰۰۰
حبش	۶۰۰۰۰
طرابلس	۱۹۰۰۰
جمہوریہ امریکہ	۳۸۰۰۰۰۰
ارجنٹائن	۲۰۰۰۰۰
کنیڈا	۱۲۶۱۹۶
میکسیکو	۱۰۰۰۰
برازیل	۳۷۰۰۰
کیوبا	۶۰۰۰
چلی	۳۰۰۰
ڈچ گائنا	۱۳۴۳
جمیکا	۱۲۵۰
یوراگوئے	۲۰۰۰
آسٹریلیا	۲۱۶۶۳
نیوزیلینڈ	۲۳۸۰

مختلف براعظموں کا نقشہ

مختلف براعظموں کی آبادی یہود کا نقشہ درج ذیل ہے:۔

براعظم	آبادی
یورپ	۹۳۹۵۷۴۸
امریکہ	۴۱۷۷۷۸۹
ایشیا	۷۰۶۲۹۳
افریقہ	۵۱۶۵۸۴
اوشینیا	۲۴۰۰۲
میزان	۱۴۸۲۰۴۰۶

یعنی اس وقت دنیا بھر میں کچھ کم ڈیڑھ کروڑ یہودی ہیں جن میں سے بہت بڑی تعداد یورپ میں ہے یورپ کے بعد امریکہ کا نمبر آتا ہے تیسرے درجہ پر ایشیا ہے۔

(ماخوذ)

خبریں

ہندوستان

— بنارس ۱۴ر جولائی۔ یہاں ایک گمنام بلٹین ہندی زبان میں شائع ہوا ہے جس میں گاندھی جی اور ان کی ہریجن تحریک پر سخت حملے کئے گئے ہیں اور لکھا ہے کہ گاندھی عیسائی ہے وہ ہندو مت کو مٹا دینا چاہتا ہے۔

— اس بلٹین میں اس بات کی بھی اپیل کی گئی ہے کہ گاندھی جی جب بنارس آئیں تو ان کا مقاطعہ کیا جائے اور لکھا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ مذہب کی حفاظت خونریزی سے کیجائے۔

— بنارس ۱۴ر جولائی۔ مقامی سناتن دھرم ایسوسی ایشن کے سکرٹری نے بذریعہ خط گاندھی جی کو دعوت دی ہے کہ بنارس آئیں تو ہمارے پاس قیام کریں۔ اور چونکہ آپ ہریجن تحریک کو شاستروں کے احکام کے مطابق بتا رہے ہیں لہذا آپ پنڈتوں سے ایک مناظرہ کرکے اس امر کا فیصلہ کرلیں۔

— اعلیٰحضرت حضور نظام نے لندن کے ایک سکول کو ہزار پونڈ عنایت فرمائے ہیں۔

— ۵ر جولائی کو اعلیٰحضرت ممدوح نے عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔

— کشمیر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے گھر اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمائی ہے۔

— بعض حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ انتخابی مہم میں پنڈت مالویہ کانگرس کا مقابلہ کرینگے۔

— بنارس ۱۳ر جولائی۔ کل نصف شب کے وقت مہاتما بنارس کی والدہ انتقال کر گئیں۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ ہندو رواج کے برخلاف ان کی نعش کو جلانے کے بجائے دفن کیا گیا۔

— لاہور ۱۴ر جولائی۔ کل شام گاندھی جی کراچی سے لاہور پہنچے۔ ریلوے سٹیشن پر ہندوؤں کے ایک جم غفیر نے آپ کا استقبال کیا۔ بعض سناتنیوں نے ان کے خلاف اشتہار بھی تقسیم کئے گاندھی جی نے گاڑی سے اترتے ہی چندہ جمع کرنا شروع کردیا۔ متعدد درمیانی سٹیشنوں پر بھی آپ کا شاندار استقبال ہوا۔ اور تھیلیاں بھی پیش کی گئیں۔

— معلوم ہوا ہے کہ سر شادی لال کے زمانہ میں ہائیکورٹ میں کام کا ایک انبار جمع ہوگیا تھا جس کو موجودہ چیف جسٹس صاف کر رہے ہیں۔ اب مختلف حلقوں میں سوال پیدا ہو رہا ہے کہ آخر سر شادی لال اپنے زمانہ میں کیا کرتے رہے کہ کام کا اس قدر انبار جمع ہوگیا۔

— ہندوستان کی اکثر صوبجاتی حکومتوں میں مسلمان اگزیکٹو ممبروں اور وزیروں کی تعداد بتدریج کم ہو رہی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے سیاسی حلقوں میں شدید اضطراب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

— وسط ہند کی ایک ریاست کے راجہ نے نہایت خونخوار کتے پال رکھے تھے۔ راجہ کا چچا زاد بھائی اس کے پاس مہمان آیا۔ اور ایک روز رات کے وقت سیر کے لئے نکلا۔ کتوں نے اسے پھاڑ کھایا۔ اور ہڈیاں تک چبا گئے راجہ نے آنجہانی کے ورثا کو ایک معقول رقم بطور خون بہا ادا کر دی ہے۔

ممالک خارجہ

— آج کل انگلستان میں خشک سالی کا دور دورہ ہے بارش نہیں ہوئی۔ دریائے ٹیمز میں پانی بہت کم ہوگیا ہے متعدد مقامات پر جنگلوں میں آگ لگ گئی ہے۔

— جرمنی میں اب بظاہر بالکل امن و امان ہے بیروزگاری بہت کم ہوگئی ہے۔

— لندن ۱۱ر جولائی۔ کل نواب اور بیگم رامپور نے لارڈ اور لیڈی ولنگڈن کے اعزاز میں ایک پرتکلف دعوت دی جس میں ہندوستان کے متعدد والیان ریاست اور انگلستان کے امرا و مقتدر اصحاب شریک ہوئے۔

— لندن ۱۳ر جولائی۔ جو جاپانی نمائندہ بحری گفت و شنید کے لئے لندن آیا تھا وہ کل ٹوکیو روانہ ہوگیا ہے۔

— برلن ۱۲ر جولائی۔ پرسوں جرمنی کے مشہور علمی مرکز نیری برگ یونیورسٹی میں آگ لگ گئی جس سے عمارت کو شدید نقصان پہنچا۔ چونکہ خشک سالی کا دور دورہ ہے لہذا آگ بجھانے میں سخت دقت ہوئی۔ پروفیسروں اور طلبہ نے کتب خانہ کو بچانے کے لئے جان توڑ کوشش کی۔

— گزشتہ ماہ انگلستان کے بے روزگاروں کی تعداد میں پھر اضافہ ہوگیا۔

— پیرس ۱۳ر جولائی۔ حکومت فرانس اخراجات میں بچت کرنے کے لئے ڈاکخانہ کی دس ہزار اسامیوں کو معرض تخفیف میں لا رہی ہے

— ٹوکیو ۱۳ر جولائی۔ حکومت جاپان آئندہ سال کے بحری اخراجات کا تخمینہ ۵۰۰ ملین ین لگایا گیا ہے۔

— کولمبو ۱۴ر جولائی۔ گورنر سیلون کو وزیر نو آبادیات نے مطلع کیا ہے کہ ملک معظم نے فیصلہ کیا ہے کہ شاہان کانڈی کا تاج اور تخت جو ونڈسر کے قلعہ میں پڑا ہوا ہے آئندہ ستمبر میں حکومت لنکا کے حوالہ کیا جائے گا۔ یہ تاج ۱۸۱۶ء میں سر رابرٹ براؤن نے انگلستان بھیجا تھا اور تخت اس سے ایک سال قبل بھیجا گیا تھا۔

— شاہ ایران کی سیاحت ٹرکی کے دوران میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے شاہ ممدوح کو ایک شاندار دعوت دی۔ اس موقعہ پر دونوں حکمرانوں نے نہایت پرخلوص تقریریں کیں غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے شاہ ایران کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے پرانے اختلافات مٹ گئے ہیں۔ خدا کے فضل سے ٹرکی اور ایران ترقی کے راستہ پر گامزن ہیں۔ ترک ایران سے اتحاد کو نہایت ضروری خیال کرتے ہیں ہم دونوں کا مقصد یہی ہے کہ ہر ممکن ذریعے سے نوع انسان کی خدمت کیجائے یہی وجہ ہے کہ ہمارا خالق اکبر ہماری جدوجہد کو بار آور کر رہا ہے۔ ایران اور ٹرکی کا اتحاد محض دو حکومتوں کا اتحاد نہیں بلکہ ایک دنیا کا اتحاد ہے۔ شاہ ایران نے مناسب جواب دیتے ہوئے غازی موصوف کو ایران آنے کی دعوت دی ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ ۔ مسلمان لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر

محمد نعم الحق

ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں ۔۔۔ محدود اکرام ۔۔۔
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۳۴ء | نمبر ۴۴

مسجد برلن کی مرمت

برلن مشن کے سلسلہ میں ہماری جماعت کے احباب نے پے در پے جو قربانیاں کی ہیں اور اسے احباب کثیر کو برداشت کیا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی نئی اپیل کرنی مناسب نہ سمجھی لیکن حال میں ایک خرچ اچانک ایسا آپڑا کہ اس کے پورا کرنے کے لئے مجبوراً پھر احباب جماعت کو تکلیف دینی پڑی ہمیں اپنے احباب کے خلوص اور جذبۂ ایثار سے پوری توقع ہے کہ حسب سابق خدا کے دین کے لئے بیش از بیش جوش و اخلاص کا ثبوت دینگے۔ اور اس نئے خرچ کو پورا کرکے انجمن کے بوجھ کو ہلکا کرینگے۔ اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسجد برلن کی عمارت قابل مرمت ہے پلستر وغیرہ کئی سالوں سے چونکہ نہیں ہوا۔ اس لئے اس دفعہ ضرور مرمت ہونی چاہئے۔ ورنہ عمارت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ نہایت ضروری مرمت کے اخراجات کا تخمینہ پانچہزار روپیہ ہے۔ جو ستمبر سے پہلے پہلے جمع ہوجانا ضروری ہے تاکہ موسم سرما شروع ہونے سے قبل مرمت مسجد کا کام مکمل ہوسکے

جہاں ہمارے احباب نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کرکے اس خانہ خدا کی تعمیر کی اور کئی ہزار روپیہ اس مشن کی امداد کے لئے صرف کیا وہاں پانچہزار روپے کی رقم ایسے باہمت لوگوں کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور ہمیں امید واثق ہے کہ اپنی گزشتہ روایات اور قربانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے احباب جماعت ستمبر تو کیا اگست سے پہلے پہلے پانچ ہزار روپے کی رقم جمع کر دینگے۔

احباب کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس ضروری خرچ کو پورا کرنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ رقم اپنے ذمہ لیں اور فرداً فرداً یا جماعت کے رنگ میں جس قدر جلد ممکن ہو رقم ارسال فرماکر داخل حسنات ہوں۔ اس مد میں جو رقوم آویں ان کی وضاحت کی جائے کہ یہ "مرمت مسجد برلن" کے لئے ہیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر ... صاحب تقریباً ایک ماہ کے قیام کے بعد ۱۸ جولائی کو ... ایبٹ آباد سے لاہور پہنچے۔

— حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم کی وفات پر متعدد جماعتوں نے تعزیتی قراردادیں منظور کی ہیں۔ بہت سے تعزیتی خطوط بھی آئے ہیں۔ خیال ہے کہ اگست کے ماہوار ایڈیشن کو مولانا مرحوم کے متعلق مضامین کے لئے مخصوص کر دیا جائے اس لئے یہ تمام چیزیں اسی پرچہ میں یکجا شائع ہونگی۔

— سید اختر حسین صاحب کھیوڑہ بغرض تبلیغ تشریف لے گئے ہیں۔ تقریباً دو ماہ وہاں قیام کرینگے۔ احباب ہمارے اس نوجوان ہونہار مبلغ کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

— چودھری فضل حق ۱۶ جولائی کی شب کو بحالی صحت کے لئے ڈلہوزی چلے گئے۔ تقریباً دو ہفتہ وہاں قیام کرینگے۔

— نوجوانان لائل پور کی کوشش سے وہاں ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن قائم ہوگئی ہے۔ ہمیں یہ خوشخبری اس وقت ملی جبکہ یہ پرچہ بالکل مرتب ہوچکا تھا۔ انشاء اللہ اشاعت آئندہ میں مفصل اطلاع دیجائے گی۔

— خواجہ عنایت اللہ صاحب شال مرچنٹ گیا کے صاحبزادے نے امسال امتحان میٹرکولیشن میں کامیابی حاصل کی ہے الحمد للہ جس کی خوشی میں خواجہ صاحب نے انجمن کو مبلغ دو روپے عنایت فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔

— شیخ عزیز الدین صاحب پنشنر ڈی آئی بی سرینگر کے صاحبزادے کو اللہ تعالےٰ نے بیماری سے شفا بخشی ہے۔ الحمد للہ شیخ صاحب نے اس خوشی میں مبلغ دو روپے انجمن کو عنایت فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ

میاں صاحب اور آپ کے رفقا توجہ فرمائیں

یَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ

یہاں دھرم سالہ دکوتوالی بازار ضلع کانگڑہ) میں ایک شخص میاں محمد حسین صاحب قادیانی ہیں جنہوں نے اپنی ایک صاحبزادی کی شادی ایک غیر احمدی دوست سید حیدر علی شاہ سے کر دی ہے اور اب دوسری صاحبزادی کی نسبت بھی ایک غیر احمدی سے کر دی ہے۔

کیا یہ ارتکاب آپ کے نزدیک جائز ہے؟ اگر نہیں (جیسا کہ آپ کا مذہب ہے)، تو کیا وجہ ہے کہ ایسے شخص کو جماعت سے خارج نہیں کیا جاتا؟ بینوا۔

میاں صاحب کا موصوف کو جماعت سے خارج نہ کرنا دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ یہ امر آپ کے نوٹس میں نہیں لایا گیا۔ یا یہ کہ آپ کو اطلاع تو ہے مگر آپ نے خاموشی اختیار کرلی۔ بصورت اول جب میاں صاحب اور آپ کے رفقا کا یہ دعوےٰ ہے کہ ہماری جماعت میں بہت تنظیم ہے۔ تو کیا ایسے واقعات امور نظم سے تعلق نہیں رکھتے؟ یقیناً کوئی عقلمند اس حقیقت واقعی سے انکار نہیں کرسکتا جبکہ یہ امر بھی نظم سے تعلق رکھتا ہے تو پھر میاں صاحب کو اطلاع نہ پہنچنا کیا معنی رکھتا ہے۔ دھرم سالہ کے دیگر قادیانی احباب نے کیوں نہ آپ کو مطلع فرمایا؟ اگر انہوں نے اطلاع نہیں دی تو وہ بھی یقیناً مستوجب سزا ہیں۔ بشکل ثانی میاں صاحب جواب عنایت فرمائیں کہ خاموشی کیوں اختیار کی گئی

امید ہے کہ امام جماعت قادیان اس پر کوئی نہ کوئی روشنی ڈالیں گے۔

منتظر جواب

ظفر احمد صدیقی عفی اللہ عنہ (مبلغ اسلام)

(از دھرم سالہ ۔ ۷ جولائی ۳۴ء)

جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر کے متعلق "الفضل" کا عذر لنگ

ہم نے کسی گزشتہ اشاعت میں جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر اور اس کے متعلق خفیہ خط کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:۔

"یہ ایک ناقابل فہم معمہ ہے کہ جناب خلیفہ قادیان نہایت دھڑلے سے ساری دنیا کو قرآن دانی اور تفسیر نویسی کا چیلنج فرما رہے ہیں لیکن کیفیت یہ ہے کہ اپنی تفسیر کا جو ایک حصہ شائع کیا ہے اس کے متعلق خریدار مریدوں کو سخت حکم ہے کہ کسی کو ہرگز نہ دکھایا جائے خواہ وہ قادیانی ہو یا غیر قادیانی . . . . . . حیرت ہے جناب خلیفہ قادیان کا سرکاری گزٹ "الفضل" بھی اس بارہ میں ابھی تک خاموش ہے"

ہماری اس تحریر کا یہ اثر ہوا کہ "الفضل" نے مہر سکوت توڑی اور اپنی ۱۲ر جولائی کی اشاعت میں ہمارے سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ مگر اس کا جواب حسب توقع نہایت غیر [illegible] اور لودا ہے۔ سخت کلامی [illegible] بعد اخفا کی وجہ [illegible] جناب خلیفہ صاحب کی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے مخفی تفسیر کی تکمیل میں بہت زیادہ دیر ہو گئی جن لوگوں نے اس کی خریداری کے لئے اپنا پیٹ کاٹ کر پیشگی روپیہ بھیجا تھا وہ اس تاخیر کی وجہ سے بہت بے چین ہوئے۔ اور مطالبہ کیا کہ تفسیر کا جس قدر حصہ بھی طبع ہو چکا ہے دے دیا جائے۔ بقیہ حصہ چھپنے پر وہ اسے مکمل کر لینگے۔

"اس پر حضور (خلیفہ صاحب) نے انہیں اجازت دی کہ ایسے اصحاب کو مطبوعہ حصہ دیدیا جائے اس پر جن اصحاب نے یہ حصہ لیا انہیں یہ ہدایت دیدی گئی کہ مکمل اشاعت سے قبل کسی کو بھی احمدی ہو خواہ غیر احمدی نہ دکھائیں یہ اس لئے نہیں لکھا گیا تھا کہ تفسیر القرآن کوئی راز کا معاملہ تھی اس کی در پردہ اشاعت مطلوب تھی بلکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ چونکہ ابھی یہ حصہ نامکمل تھا اور اس پر ٹائیٹل نہ لگا یا تھا جس پر قانونی لحاظ سے مطبع کا نام وغیرہ لکھنا ضروری ہوتا ہے اور اس کے بغیر طبع شدہ چیز کی اشاعت جرم سمجھی جاتی ہے اس لئے یہ ہدایت دیدی گئی کہ یہ صرف ان ہی چند اصحاب تک محدود رہے جنہوں نے پیشگی قیمت ادا کرتے ہوئے اس کی مکمل اشاعت سے قبل اسے پڑھنے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے"

"الفضل" کے اس "عذر گناہ بدتر از گناہ" سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:۔

(۱) خلیفہ صاحب کی گوناگوں مصروفیتوں کی وجہ سے مخفی تفسیر کی تکمیل میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی۔

(۲) جن خریداروں نے پیشگی روپیہ بھیجا ہوا تھا۔ اور مخفی تفسیر کے مطالعہ کا بہت شوق رکھتے تھے ان کا مطالبہ شدید تھا

(۳) مخفی تفسیر کا ٹائیٹل تیار نہ ہوا تھا۔ جس پر کہ مطبع کا نام لکھا ہوا ہوتا ہے اس کے بغیر کسی کتاب کی اشاعت جرم ہے

(۴) محض پیشگی قیمت ادا کرنے والے خریداروں کے اشتیاق سے مجبور ہو کر خلاف قانون طریق پر مخفی تفسیر کی اشاعت شروع کر دی گئی۔

(۵) اس خوف سے کہ اس ارتکاب جرم کی کسی غیر کو خبر نہ ہو جائے جناب خلیفہ صاحب نے یہ حکم دیا کہ محض خریدار ہی اس کا مطالعہ کریں۔

افسوس ہمیں "الفضل" کی ان باتوں میں ذرہ بھر بھی معقولیت و واقعیت نظر نہیں آتی۔ ہم نے خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ سکرٹری کے جس خفیہ خط کا عکس شائع کیا تھا۔ اس پر ۱۱ر فروری [illegible] کی تاریخ ثبت ہے یعنی اس کو لکھے ہوئے تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو گیا۔ اخفا کا حکم دنا کیدا ب تک موجود ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ خلیفہ صاحب ڈیڑھ [illegible] کہ اس حصہ کی تکمیل نہ کر سکے [illegible] ٹائیٹل نہ چھپوا سکے جس پر کہ مطبع کا نام لکھا ہوا ہو۔ اگر بہت زیادہ کام باقی تھا تو پہلے کتاب تیار ہو جانے کا اعلان کیوں کیا؟ پھر یہ کہ اگر خلیفہ صاحب اپنی مختلف النوع مصروفیتوں کی وجہ سے مخفی تفسیر کی تکمیل کے لئے وقت نہ نکال سکے تو کیا ٹائیٹل کی طباعت بھی کوئی ایسا مرحلہ تھا جسکے لئے برسوں کی مدت درکار ہو؟ یہ تو ایک دو دن کا کام ہے۔ آخر خلیفہ صاحب نے سردار کھڑک سنگھ کی تقریر کا جواب لکھکر راتوں رات طبع کرا ہی لیا تھا۔

دوسرے خدا جانے کس قادیانی وکیل نے خلیفہ صاحب کو اس وہم میں مبتلا کر دیا کہ کتاب کے بیرونی ٹائیٹل پر ہی مطبع کا نام ہونا ضروری ہے اندرونی ٹائیٹل پر یا اور کسی مناسب جگہ مطبع کا نام لکھ دیا جائے۔ تب بھی قانون کا منشا پورا ہو جاتا ہے آئے دن اردو انگریزی کی بہت سی ایسی کتابیں چھپتی رہتی ہیں جن کے بیرونی ٹائیٹل پر مطبع کا نام نہیں ہوتا۔ اسی طرح رسائل اگر مطبع کے نام کی چٹ چھاپ کر اندرونی طرح چسپاں کر دی جاتی تو کافی تھی۔ علاوہ ازیں مطبع کے نام والے ٹائیٹل کے بغیر اشاعت جرم ہے تو اس جرم کا خیاب میاں صاحب نے ارتکاب کر لیا۔ کیونکہ جرم ہر صورت میں جرم ہے خواہ اس کا ارتکاب کھلے خزانے کیا جائے یا قصر خلافت کی علیحدگیوں اور تنہائیوں میں اگر صرف اسی بات کے افشا کا خوف تفسیر کے اخفا کا باعث ہوتا تو ارتکاب جرم کا اس طرح اقرار و اعتراف نہ کیا جاتا کیونکہ خلیفہ صاحب سے اب بھی حکومت قانونی مواخذہ کر سکتی ہے اور "الفضل" نے ارتکاب جرم کا اعتراف کر کے اس مواخذہ سے بچنے کی تمام راہیں خود مسدود کر دی ہیں۔ علاوہ ازیں "الفضل" کے اس بیان سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی ہے کہ قادیانی جماعت اپنے معمولی سے معمولی فائدے کی خاطر آئین کی خلاف ورزی کر لیا کرتی ہے۔ حالانکہ اس کا دعوی ہے کہ ہم پرلے درجہ کی وفادار اور پابند قانون جماعت ہیں اور حسب ضرورت حکومت کے کارخاص کی خدمت بھی انجام دیا کرتے ہیں۔

اس عذر لنگ کی موجودگی میں یہ حکم کہ مخفی تفسیر کسی کو بھی نہ دکھلائی جائے خواہ وہ قادیانی ہو یا غیر قادیانی نہایت ہی مضحکہ انگیز اور بے معنی نظر آتا ہے۔ غیر قادیانیوں کو نہ دکھلانے کی ایک وجہ سمجھ میں آ سکتی ہے لیکن قادیانیوں کو نہ دکھلانے کا کیا سبب ہے؟ جس طرح چند قادیانیوں کو اخفا کا حکم دیا گیا تھا۔ اسی طرح سب کو کہہ دیا جاتا کہ ہم نے ایک قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ ہمارے ارتکاب جرم کی خبر کسی غیر قادیانی کو نہ کرنا مبادا حکومت مقدمہ چلا دے۔ اگر خلیفہ صاحب کو اپنے مریدوں پر بھروسہ نہیں تو پھر ان کے پاس اس امر کی کیا ضمانت تھی کہ مخفی تفسیر کی پیشگی قیمت ادا کرنے والے قادیانی خریدار ضرور اس ارتکاب جرم کو راز میں رکھینگے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ان لوگوں میں سے بھی بعض منافق ہوں کیونکہ خدا کے فضل سے قادیانی جماعت کے اندر منافقین کا گروہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

پرائیویٹ سکرٹری کے خفیہ خط میں یہ دھمکی بھی موجود ہے کہ اگر کسی خریدار نے مخفی تفسیر کسی قادیانی یا غیر قادیانی کو دکھلائی تو اس خریدار کی قیمت واپس کر دی جائے گی۔ اور آئندہ اس کو کبھی کتاب نہیں دیجائے گی "الفضل" کے مندرجہ بالا بیان کی موجودگی میں یہ دھمکی بھی نہایت بے معنی اور لچر معلوم ہوتی ہے۔ کیا خدانخواستہ خلیفہ صاحب کا یہ ارادہ ہے کہ ہمیشہ اعلان کر کے کتابوں کی پیشگی قیمت وصول کر لیا کریں۔ اور ان کی تکمیل برسوں نہ کیا کریں اور جب غریب خریدار بار بار تقاضے کریں تو اسی طرح پریس ایکٹ کی خلاف ورزی کیا کریں۔ یہ تو اچھی خاصی سول نافرمانی ہوئی۔

"الفضل" نے اپنی اس غیر معقول تحریر سے مخفی تفسیر کے معاملہ کو پہلے سے بھی زیادہ مشتبہ اور پیچیدہ بنا دیا۔ اور ہمارے خیال کی تائید میں نہایت ہی قوی دلائل فراہم کر دیں جس کے لئے ہم اس کے ممنون ہیں۔ بات اصل میں یہی ہے کہ خلیفہ صاحب نے قادیانیوں کو تو اس لئے نہ دکھلانے کا حکم دیا کہ وہ فرداً فرداً خریدیں اور کتاب کی فروخت زیادہ ہو۔ اور غیر قادیانیوں کو اس لئے کہ موصوف کو اپنی تفسیر پر بھروسہ نہیں اور وہ ان کے قرآن دانی کے بلند بانگ دعاوی کے مقابلہ میں یقیناً بہت پست ہو گی لہذا انہیں چاروں طرف سے اعتراضات کا خوف ہے۔ خلیفہ صاحب ماشاءاللہ بلند سے بلند دعاوی کرنے میں تو غیر معمولی طور پر جسور ہیں لیکن تنقید و نکتہ چینی سے بہت ڈرتے ہیں اپنے مریدوں کے اعتراضات کا سلسلہ انہوں نے اس جلالی فرمان سے بند کر دیا کہ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی تباہ ہو جائیگا۔ لیکن بدقسمتی سے غیر قادیانیوں اور خاصکر پیغامیوں پر یہ جادو نہیں چل سکتا۔ لہذا اس وقت تک جب تک کہ تفسیر کی خامیاں اور غلطیاں معلوم ہو کر اصلاح نہ کر لی جائے یا اعتراضات کے لئے عذر نہ گھڑ لئے جائیں اخفا ہی بہتر تدبیر ہے۔

"الفضل" نے کہا ہے کہ محض بعض لوگوں کے اشتیاق پر مخفی تفسیر کی اشاعت خلاف قانون طریق پر شروع کر دی گئی تھی سچ جانیے کہ اس کے مطالعہ کا تو ہم کو بھی بیحد اشتیاق ہے کیا خلیفہ صاحب یا مدیر "الفضل" ہمیں بھی ایک نسخہ قیمتاً یا ہدیتہً بھجوا سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | نمبر ۴۴

چمار ہندو نہیں ہیں

ریاست جموں کشمیر میں یہ ظالمانہ اور غیر منصفانہ قانون موجود ہے کہ کوئی ہندو اسلام قبول کر لے تو اسے اپنی جدی جائداد سے محروم ہونا پڑتا ہے حالانکہ عیسائی ہونے والے ہندوؤں پر یہ جبر نہیں کیا جاتا۔ اس قانون کی موجودگی میں کہنا پڑتا ہے کہ ریاست میں مذہبی آزادی نہیں اور ظالمانہ قانون کی یہ بیڑی صرف مسلمانوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ خیر یہ ایک علیحدہ موضوع ہے جس پر اس سے قبل متعدد مرتبہ لکھا جا چکا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ بھی حسب ضرورت لکھا جائے گا۔ اس وقت ہم جس واقعہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ کٹھوعہ کے چار چماروں نے برضا و رغبت اسلام قبول کر لیا۔ ان کے رشتہ داروں نے ریاست کے محولہ بالا ظالمانہ قانون کا حوالہ دے کر تحصیلدار کے ہاں درخواست دی کہ ان نومسلموں کو جدی جائداد سے محروم کر دیا جائے۔ تحصیلدار نے یہ درخواست منظور کر لی۔ نومسلموں نے وزارت میرپور کے پاس اپیل کی کہ ہم قبول اسلام سے پہلے چمار تھے ہندو نہیں تھے اس لئے یہ قانون ہم پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ وزیر وزارت نے اس معقول عذر کو تسلیم کرتے ہوئے اپیل منظور کر لی اور فیصلہ میں لکھا کہ چمار ہندو نہیں ہیں۔

اس صحیح فیصلہ پر ریاست اور برطانوی علاقہ کے ہندو بہت چراغ پا ہو رہے ہیں۔ آریہ اخبارات تو خاص طور پر وزیر وزارت کے خلاف ہرزہ سرائی کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ چمار ہندو ہیں ان کو ہندو قرار نہ دینا ہندو قوم پر زبردست حملہ ہے جو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ غالباً اس لئے کہ ہندوؤں کی تعداد پوری کی جا سکے گو۔ ان اخبارات کی بعض دلائل ملاحظہ ہوں:-

(۱) چماروں کے نام ہندوؤں سے ملتے جلتے ہیں۔

(۲) وہ ہندو دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔

(۳) وہ مردوں کو جلاتے ہیں۔

(۴) وہ سر پر چوٹیاں رکھتے ہیں۔

ہم ان دلائل میں کوئی معقولیت نہیں پاتے۔ ضروری نہیں کہ ملتے جلتے نام رکھنے والے ایک ہی مذہب یا قوم سے تعلق رکھتے ہوں عرب، عراق، شام، فلسطین، مصر وغیرہ میں عیسائیوں اور یہودیوں کے متعدد نام اسلامی ناموں سے ملتے جلتے ہیں۔ حیدرآباد دکن کے بہت سے ہندو خاندانوں کے نام اسلامی یا نیم اسلامی ہیں۔ ایران میں [illegible] مسلمانوں اور پارسیوں کے بعض نام مشترک ہیں۔ [illegible] چمار یا دوسرے اچھوت ہندو دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہوں حالانکہ ان کو مندروں میں داخلہ کی بالکل اجازت نہیں۔ لیکن بے شمار چمار مسلمان اور عیسائی ہیں ان کو بھی تو مانتے ہیں اور ان کو نذر نیاز دیتے ہیں اس لحاظ سے ان کو کیوں نہ مسلمان تسلیم کیا جائے۔ مردوں کو جلانا اور سر پر چوٹی رکھنا بھی ہندو ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ جاپان میں شاہی خاندان کے علاوہ باقی تمام مردے جلائے جاتے ہیں۔ چین کے کروڑوں قدامت پسند باشندے آج سے چند سال قبل تک سروں پر ہندوؤں سے بھی بڑی چوٹیاں رکھتے تھے اب بھی وہاں یہ رواج ایک حد تک موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ جاپانی اور چینی ہندو نہیں اگر مردوں کو جلانا اور چوٹی رکھنا چماروں کے ہندو ہونے کی دلیل ہو سکتی ہے تو پھر انہیں بدھ بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں بہت سے علاقوں میں بعض چمار اور اکثر بھنگی مردے دفن کرتے ہیں اس لحاظ سے انہیں مسلمان اور عیسائی کہنا چاہئے۔

ہم ہندوؤں کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اس قسم کی لایعنی باتوں سے کم از کم معقول آدمیوں کے نزدیک اپنے دعویٰ کو صحیح ثابت نہیں کر سکتے ہیں سوال یہ ہے کہ کیا کبھی ہندوؤں نے چماروں کو اپنے مندروں میں آنے دیا ہے؟ کیا ان کو مساوی حقوق حاصل ہیں؟ کیا ہندوؤں کا ان کے ساتھ کھان پان ہے؟ کیا کبھی ریاست کے کسی معزز برہمن یا راجپوت نے اپنی لڑکی کسی چمار کو دی ہے؟ اگر ان باتوں کا جواب نفی میں ہے تو [illegible] ان کو چماروں کو ہندو کہتے ہوئے کچھ شرم آنی چاہئے۔

ملازمتوں متعلق حکومت ہند کا اعلان

آبادی کے تناسب اور سیاسی اہمیت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کا بہت کم حصہ ہے ہر جگہ حکومت کے تمام کاروبار پر برادران وطن چھائے ہوئے ہیں بعض محکموں میں تو مسلمان نام کو بھی نہیں۔ اسلامی ہند کی مسلسل چیخ و پکار سے متاثر ہو کر حکومت ہند نے ان ملازمتوں کا جو براہ راست اس کے ماتحت ہیں ۲۵ فی صدی حصہ مسلمانوں کے لئے محفوظ کر دیا ہے حکومت کا یہ قدم کسی قدر امید افزا ضرور ہے لیکن بالکل ناکافی۔ برطانوی ہند میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب ۳۲ فی صدی سے بھی زائد ہے اور وہ صرف ۳۳ فی صدی کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ ایک اہم اقلیت ہونے کی حیثیت سے انہیں اس سے زیادہ ملنا چاہئے تھا۔ افسوس ہے حکومت نے ان کے اس جائز مطالبے کو فی الحال تسلیم نہیں کیا۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس وقت سرکاری محکموں میں مسلمانوں کی تعداد غیر معمولی طور پر کم ہے انہیں موجودہ رفتار سے ۲۵ فی صدی تک پہنچنے میں بلا مبالغہ صدیاں درکار ہوں گی۔ صحیح طریق عمل یہ تھا کہ فی الحال مسلمانوں کے لئے ۵۰ فی صدی حصہ خاص کر دیا جاتا تاکہ وہ اپنی گزشتہ کمی کو جلد پورا کر لیتے۔

اس اعلان پر ہندو بہت شور مچا رہے ہیں جو ان کی بے انصافی اور مسلم دشمنی کا ثبوت ہونے کے علاوہ ان کی ذہنیت اور آئندہ ارادوں کا بھی آئینہ دار ہے۔

"الفضل" کی غیر شریفانہ حرکت

گزشتہ چند سال کے عرصہ میں ہماری جماعت کے متعدد بزرگ پے در پے جنت کو سدھار گئے "الفضل" نے ان میں سے کسی کی وفات پر بطور تعزیت کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی لیکن اس نے اپنی ۱۷ جولائی کی اشاعت میں حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم کی وفات پر ایک نوٹ لکھا ہے عنوان دیکھ کر ایسا محسوس ہوا کہ ہماری آنکھیں دھوکا کھا رہی ہیں۔ "الفضل" اور حضرت مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مرحوم کے انتقال پر نوٹ لکھے لیکن پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس نوٹ کا مقصد اظہار افسوس ہمدردی نہیں بلکہ صرف خبث باطن کا اظہار اور نیش زنی مقصود ہے۔ مولانا مرحوم کی علالت و انتقال کی مفصل کیفیت ۷ جولائی کے "پیغام صلح" کے صفحہ اول پر شائع ہو چکی ہے۔ قارئین کرام کی نظر سے گزری ہو گی خلیفہ قادیان کے سرکاری گزٹ نے اس سے جو نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے وہ حسب ذیل ہے:-

"پیغام صلح سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب سانگلی میں ایسی حالت میں فوت ہوئے جبکہ صرف ان کا ملازم خبرگیری کر رہا تھا کیونکہ اسی کے متعلق لکھا ہے کہ دوران علالت میں شروع سے آخر تک مرحوم کے پاس رہا۔ کسی اور کو یہ توفیق حاصل نہ ہوئی کہ نہایت نازک حالت میں جبکہ مولوی صاحب کا کوئی قریبی رشتہ دار بھی موجود نہ تھا ان کی خبرگیری کرتا۔"

جب کوئی بے ایمانی، دروغ بافی اور غلط بیانی پر کمر باندھ لے تو اس کا سوائے اس کے کوئی علاج نہیں کہ اصل حالات پیش کر دئے جائیں۔ ہم لکھ چکے ہیں لاہور میں ڈاکٹر غلام محمد صاحب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب نے انتہائی توجہ و محنت سے علاج کیا۔ اس کے بعد طبی مشورہ کی بنا پر ہی انہیں تبدیلی آب و ہوا کے لئے سینی ٹوریم سانگلی میں بھجوایا گیا۔ "الفضل" کو بخوبی معلوم ہے کہ سینی ٹوریم جناب ڈاکٹر سید حسین شاہ صاحب کا ہے۔ مدوح نے سینی ٹوریم کے سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو مرحوم کے علاج اور تیمارداری کے لئے خاص طور پر ہدایات دیں اور رہائش، دودھ وغیرہ کا انتظام اپنی طرف سے کیا۔ "الفضل" کا دروغ بے فروغ یہ ہے کہ "مولوی صاحب سانگلی میں ایسی حالت میں فوت ہوئے جبکہ صرف ان کا ملازم ان کی خبرگیری کر رہا تھا" حالانکہ ہم محولہ بالا اشاعت میں لکھ چکے ہیں۔ اور یہ واقعہ ہے کہ

"اس قسم کی طویل علالت میں تیمارداری اور مریض کی خدمت نہایت مشکل ہوتی ہے لیکن مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور شیخ محمد یوسف صاحب گرہستی نے اس مشکل فرض کو نہایت ہی قابل تعریف طریق پر انجام دیا کہ شاید قریبی رشتہ دار بھی ایسی تیمارداری اور خدمت نہ کر سکیں۔ لاہور میں شیخ محمد یوسف صاحب گرہستی کئی ہفتہ تک دن رات مرحوم کے پاس رہے سانگلی میں مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور شیخ صاحب موصوف دونوں ساتھ تھے۔"

یہ دونوں صاحب بعض اہم ذاتی ضرورتوں کی مجبوری سے چند روز کے لئے سانگلی سے باہر گئے تھے اس عرصہ میں مولوی غلام جیلانی صاحب مبلغ مرحوم کی خدمت کے لئے سانگلی میں موجود رہے۔"

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ "الفضل" نے کس قدر افسوسناک غلط بیانی کی ہے اور اس کی اس غلط بیانی کا مقصد کس قدر غیر شریفانہ اور مکروہ ہے۔ دوران علالت میں ملازم کا شروع سے آخر تک پاس رہنے کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ اور کسی نے تیمارداری یا خدمت نہیں کی۔ مرحوم کی بیماری میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان سلسلہ نے جس اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھلایا بے شک وہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق اور قابل فخر ہے۔ خلافت محمودیہ کی تاریخ ایسے واقعات سے یکسر خالی ہے وہاں تو پیروں کی طرح صرف نمود و نمائش رہ گئی ہے۔ "سیاسی ضرورتوں" کی وجہ سے خلیفہ صاحب کسی کی خبر پوچھ لیں تو علیحدہ بات ہے۔

مولانا مرحوم ہمارے قابل اور مخلص ترین مبلغوں میں سے تھے ان کی ہستی ہمیں بے حد عزیز تھی۔ الحمد للہ جماعت احمدیہ کے بزرگ اپنے قومی کارکنوں کی خبرگیری اور خدمت کو اپنا ایک اہم فرض سمجھتے ہیں اور خدا کے فضل سے اس فرض کی ادائیگی سے تا مرتہیں رہے۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات کے بعد بھی "الفضل" نے ہماری جماعت کو بدنام کرنے کے لئے اسی قسم کی بیہودہ گوئی کی تھی جس کا ہمیں مجبوراً جواب لکھنا پڑا تھا جو "الفضل" کے لئے غیر معمولی طور پر تسلی بخش ثابت ہوا تھا غالباً اب بھی وہ یہی چاہتا ہے۔

ہمیں جناب میاں صاحب اور ہر شخص کے خانگی امور کا احترام ہے ورنہ جن افسوسناک و ناگفتہ بہ حالات میں محترمہ سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ کا انتقال ہوا ان کو بیان کرنے کے بعد ہم "الفضل" سے عرض کر سکتے تھے کہ وہ پہلے اپنے خلیفہ کے گھر کی خبر لے پھر کچھ کہے۔ مگر ہم ایسا کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ کیونکہ "الفضل" کی قسم کا کوئی بد اخلاق اپنے کپڑے اتار کر کھڑا ہو جائے تو شریف آدمیوں کے لئے اس کے سوا اور کیا چارہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ "الفضل" نے اپنے نوٹ میں مولانا مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی نہ ان کے نام کے ساتھ "مرحوم" کا لفظ استعمال کیا اس موقعہ پر ہمیں اپنے ایک دوست کے یہ الفاظ بے اختیار یاد آتے ہیں کہ قادیانیوں کی اس قسم کی تنگ دلی ہزار لعنت کے قابل ہے۔

منشی اختر علی کا سفر حج

منشی ظفر علی صاحب کے لائق و ہونہار فرزند منشی اختر علی صاحب امسال ماشاء اللہ حاجی بھی بن گئے ہیں۔ ان کے حاجی بننے کا سبب یہ ہے کہ آپ بمبئی میں مقیم رہے کسی طرح جہاز راں کمپنی کے انگریز منتظم تک رسائی ہوگئی اس نے جدہ کا واپسی پاس مفت دیدیا۔ حجاز میں حکومت مہربان تھی۔ اگر یہ سہولتیں مہیا نہ ہوتیں تو غالباً منشی صاحب سفر حج کی تکلیف گوارا نہ فرماتے۔ منشی ظفر علی خاں اور ان کے

لائق فرزند کا چونکہ جینا، مرنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، دمیزانہ ٹھاٹ اور شاہانہ فضول خرچیاں وغیرہ وغیرہ سب کچھ قوم کے لئے ہیں اس لئے یقیناً ان کا حج بھی قوم کے لئے ہوگا۔ سفر حج کے احسان کے بعد مولانا الحاج اختر علی خاں نے مسلمانوں کے سر پر احسان کا یہ چھپر بھی رکھا ہے کہ اپنا سفرنامہ "زمیندار" میں شائع فرما رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر میں انہوں نے اپنی "زندہ دلی" کا خوب خوب ثبوت دیا ہے۔ منشی صاحب نے مدینہ منورہ جاتے ہوئے مقام مسیجد میں ایک شب قیام فرمایا۔ وہاں ایک تکیے

مانڈے حاجی بھی سوئے ہوئے تھے۔ ان کے خراٹے منشی صاحب کو کچھ ناگوار ہوئے اس پر انہوں نے کیا کیا؟ یہ منشی صاحب کی اپنی زبان ہی سے سنئے۔

"میں نے ان کی چارپائی کے قریب پہنچکر شور مچا دیا اس پر وہ (حاجی) چونک پڑے اور میں پھرتی سے کود کر اپنی چارپائی پر دراز ہوگیا وہ اٹھے ادھر ادھر نظر ڈالی اور پھر سو گئے ...... میں نے دتا (منشی اختر علی کا ملازم) سے کہہ دیا کہ اگر ان کے خراٹے بند نہ ہوں تو حاجی صاحب کی ناک پکڑ لینا"۔

دوسرے حاجی تو مدینہ منورہ کے مبارک سفر میں عبادت الٰہی میں مصروف رہتے، اللہ کے حبیب پاک پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں لیکن منشی اختر علی صاحب اس قسم کی پھرتیاں دکھاتے رہے۔ جس سے ان کی مردم آزار "زندہ دلی" اور دلخراش "ستم ظریفی" کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔

یہ اس شخص کے سفر حج کی کیفیت ہے جسکے باوا کے اخبار میں بار بار اس بات پر شور مچایا جاتا ہے کہ برلن مسجد کا امام ایک ٹینس کلب کا ممبر کیوں ہے

اشاعتِ قرآن اور ہندو پبلشر

مدت ہوئی مسلمانوں کی توجہ اس ضروری امر کی طرف مبذول کرائی تھی۔ کہ قرآن کریم کی طباعت و اشاعت کا کام کسی حالت میں غیر مسلم پبلشروں کے قبضہ میں نہ رہنا چاہئے۔ اب "ایسٹرن ٹائمز" نے بھی اسی ضرورت پر زور دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندو تاجران کتب اور طابع و ناشر نہ اس احترام کو ملحوظ رکھ سکتے ہیں جو قرآن مجید کی طباعت و اشاعت کے سلسلہ میں ضروری ہے۔ اور نہ انہیں اس مسئلہ کی اہمیت کا احساس ہے کہ قرآن کے متن میں زیر و زبر تک کی غلطی بھی پیدا ہو نہ سکے۔ نتیجہ یہ ہے کہ قرآن کے غلط نسخے بازاروں میں کم قیمت پر فروخت ہو رہے ہیں۔ اور عوام انہیں دھڑا دھڑ خرید رہے ہیں یہ صورت حالات نہایت افسوسناک اور مسلمانوں کے لئے باعث شرم ہے

اسلامی ممالک میں قرآن مجید کی طباعت و اشاعت کا کام حکومتوں نے خود اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ افغانستان، ایران، اور ترکی میں کوئی تاجر کتب قرآن مجید چھاپ کر فروخت نہیں کر سکتا۔ بلکہ حکومتیں خود اپنی نگرانی اور عملی انتظام کے زیر اہتمام قرآن کے صحیح نسخے چھپوالی ہیں اور وہی بازار میں فروخت کئے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ ممکن نہیں لیکن کم از کم اتنا ضرور ہو سکتا ہے کہ کلام الٰہی کو کفار کے لئے ذریعہ تجارت بننے سے محفوظ کر لیا جائے۔ اور اس کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ کہ مجلس وضع قوانین کے مسلمان ممبر اس مقصد کے لئے ایک مسودہ قانون وضع کریں۔ جس میں قرار دیا جائے کہ کوئی غیر مسلم تاجر قرآن مجید نہیں چھاپ سکے گا اور بصورت خلاف ورزی قید یا جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا ہمارے نزدیک اس قسم کے قانون کے منظور کرانے میں کوئی خاص دقت پیش نہ آئے گی۔ کیونکہ قرآن محض مسلمانوں کی دینی کتاب ہے۔ غیر مسلموں کو اس کی طباعت و اشاعت کا کوئی استحقاق نہیں۔ اور مذکورہ استحقاق پیدا کر سکتے ہیں۔
(انقلاب)

ہماری تبلیغی ڈاک

جزائر فلپائن

مسٹر پی اے لکھتے ہیں کہ میں فی الحقیقت سخت متفکر تھا کہ اشاعت اسلام کے کام میں آپ کے ساتھ تعاون کر کے اپنا خلوص ظاہر کروں۔ اور اسلامی کتب کے کچھ تراجم ہسپانوی زبان میں کروں۔ مگر بدقسمتی سے آپ کے ۱۴ر فروری ۱۹۳۴ء کے خط کے آنے کے بعد میں سخت بیمار ہوگیا۔ اور اب کچھ افاقہ ہے۔ اس لئے امید کرتا ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکا یہ کام سرانجام کروں گا۔ ہمیں یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ جاوا سے مبلغ جاپان اور بورنیو اور نیز فلپائن کو آئے گا بشرطیکہ ہم میں اہلیت ہوئی ہم ممکن ہے ایک مبلغ کی امداد حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں۔ یہ آپ کے لئے تکلیف اور مشکلات کا موجب ہے کہ یہاں اپنی کتب مفت بھیجتے رہیں لیکن اس نیک کام کی خاطر جو یہاں ہو رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک کاپی انگریزی، عربی، قران مجید کی مجھے بھیجدیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ یہاں کے اکثر امام ہماری ان باتوں کو اشتباہ کی نظر سے دیکھتے ہیں جو ہم انگریزی قرآن سے ان کو سناتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی ادنیٰ کتاب ہے لیکن اگر انگریزی کے ساتھ عربی متن بھی ہو۔ جسے وہ خود بھی پڑھ سکتے ہیں تو ان کی تسلی ہو سکتی ہے۔ تب ہمیں صرف ان کے سامنے "تفسیر و تشریح" کی ہی ضرورت ہوگی۔ میرا دلی ارادہ عربی حروف سیکھنے کا ہے۔ جونہی کہ میں نے اس مذہب (یعنے اسلام) کو اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ کتاب مجھے بہت مدد دے گی۔ اگر کوئی خاص رکاوٹ پیش نہ آگئی تو آئندہ عید یا دیر میں اسلام قبول کر لوں گا۔

(نوٹ:۔ لکھنے والا عیسائی اور میونسپل پریذیڈنٹ ہے)

آسٹریلیا

مسٹر یحییٰ وسیم احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ہمیں آپ کا خط اور کتب پہنچ گئی ہیں۔ آپ یہاں کے مسلمانوں کی حالت معلوم کرنا چاہتے ہیں اور کہ ان کی تعداد کیا ہے؟ جواباً عرض ہے کہ ان کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کیونکہ ان کو مذہب سے کچھ دلچسپی نہیں۔ تاہم ہمارے خیال میں دو سو سے تین سو تک صرف البانوی مسلمان ہوں گے علاوہ دیگر ممالک یورپ کے مسلمانوں کے۔ ہم ان تمام مسلمانوں کو دعوت دیتے رہتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس آکر احمدیہ کتب سے صحیح علم حاصل کریں کیونکہ ہمارے پاس مرکز سے کافی لٹریچر پہنچ چکا ہے جسے ہر شخص مفت مطالعہ کر سکتا ہے۔

ویدک مساوات اور سماجی خرافات

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مسلم مشنری)

شودر کو وید پڑھانے کے متعلق سوامی دیانند کا فتوٰے

دوج (براہمن - کشتری - اور ویش) اپنے گھر میں لڑکوں کا یگیوپویت (زنار پوشی) کرا کر اور لڑکیوں کا بھی مناسب طور پر سنسکار کر کے اپنے خاندان کے اُس آچاریہ کی درس گاہ میں جو اوصاف مذکورہ سے متصف ہو بھیج دیں۔

(ستیارتھ پرکاش باب ۳)

یہاں سوامی جی نے صرف دوجوں کا یگیوپویت (زنار) رکھا ہے۔ شودر کا نہیں۔ اور دوجوں میں بھی لڑکوں کا یگیوپویت اور لڑکیوں کا مناسب سنسکار لکھا ہے۔ شاستروں میں بھی شودر اور عورت کو یگیوپویت اور وید پڑھنے کا حق نہیں دیا گیا۔ سوامی جی کا یہ لیکھ (تحریر) بالکل شاستروں کے مطابق ہے۔ دوسرے مقام پر اس کو ذرا واضح الفاظ میں یوں بیان فرمایا کہ

پیدائش سے پانچویں سال تک بچوں کو والدہ سے چھٹے سے آٹھویں برس تک والد تعلیم دے۔ نویں برس کے شروع میں دوج (براہمن کشتری ویش) اپنی اولاد کا اُپ نین (زنار پوشی) کر کے لڑکے لڑکیوں کو آچاریہ کل میں بھیج دیں۔ اور شودر وغیرہ ورن بغیر اُپ نین کئے اپنے بچوں کو تحصیل علم کے لئے گورو کل میں بھیج دیں۔

(ستیارتھ پرکاش باب دوم)

اس میں صاف لکھ دیا کہ شودر کا اُپ نین یعنی زنار پوشی نہ کیا جائے۔ اور از روئے شاستر جس کو زنار پہنے کا حق نہیں اس کو وید پڑھنے کا بھی حق نہیں ہے۔ چنانچہ سوامی جی ایک اور مقام پر اس کو وضاحت سے لکھتے ہیں - فرماتے ہیں۔

براہمن تینوں ذاتوں یعنی براہمن - کشتری اور ویش کو اور کشتری (دو ذاتوں) کشتری اور ویش کو - اور ویش صرف (اپنی ایک ذات) ویش کو یگیوپویت (زنار پوشی) کرا کر پڑھا سکتا ہے - اور جو شودر خاندان صاحب اوصاف حمیدہ ہو - اس کو سوائے منتر سنگھتا (وید) کے سب شاستر پڑھائے - شودر پڑھے - لیکن اس کا اُپ نین (زنار پوشی) نہ کرے - (ستیارتھ باب سوم)

حوالجات مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی دیانند جی مہاراج بھی ہندو دھرم شاستروں کے مطابق شودر وغیرہ ورنوں کے لئے زنار پوشی اور وید کے پڑھنے کو ناجائز تسلیم کرتے تھے اسی لئے آپ نے اپنی مشہور کتاب سنسکار ودھی میں - جہاں زنار پوشی کا بیان کیا ہے وہاں براہمن کشتری اور ویش کو زنار پہنانے کے قواعد درج فرمائے ہیں شودر کو زنار پہنانے کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا۔

شودروں کے ساتھ خورد و نوش کے احکام

براہمن کو چاہئے کہ شودر کے گھر کا پکا ہوا کھانا نہ کھائے اور جو کبھی حالت اضطرار ہو تو شودر سے سوکھا سیدھا (رسد) لے لے۔ (منو ۴ - ۲۲۳)

سوامی دیانند صاحب کا فتوٰے

سوال - کہو جی - سب انسانوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی رسوئی کے کھانے میں کیا عیب ہے کیونکہ براہمن سے لے کر چنڈال تک کے جسم ہڈی گوشت چمڑے کے ہیں - اور جیسا خون براہمن کے جسم میں ہے ویسا ہی چنڈال وغیرہ کے جسم میں بھی ہے - پھر کل نوع انسان کے ہاتھ کی پکی ہوئی رسوئی کے کھانے میں کیا عیب ہے -

جواب - عیب ہے - کیونکہ جیسا اچھی اشیا کے کھانے پینے سے براہمن اور براہمنی کے جسموں میں بدبو وغیرہ نقصوں سے پاک خون اور منی پیدا ہوتی ہے - ویسا چنڈال مرد اور چنڈال عورت کے جسموں میں نہیں ہوتے - کیونکہ چنڈال کا جسم بدبو دار ذرات سے پُر ہوتا ہے ویسا براہمن وغیرہ ورنوں کا نہیں ہوتا - اس لئے براہمن وغیرہ اعلیٰ ذات کے آدمیوں کے ہاتھ کا کھانا چاہئیے - اور چنڈال وغیرہ نیچ بھنگی چمار وغیرہ کے ہاتھ کا نہ کھانا چاہئے - اگر تم پر یہ سوال کیا جائے - کہ جیسا چمڑے کا جسم ساس - بہن بیٹی - بہو کا ہے ویسا ہی اپنی بیوی کا بھی ہے - تو اس کیا ماں وغیرہ عورتوں کے ساتھ بھی اپنی ہی جورو کا سا برتاؤ رکھنا واجب ہے ؟ تب تو تم لاجواب ہو کر چپ رہ جاؤ گے جس طرح اچھے کھانے منہ سے کھائے جا سکتے ہیں اسی طرح گند بھی کھایا جا سکتا ہے - تو کیا گند بھی کھاؤ گے ؟ (ستیارتھ پرکاش باب ۱۰)

گویا سوامی جی کے نزدیک بھنگی اور چمار کے ہاتھ کا کھانا - ماں بہن سے زنا کرنے اور گند کھانے کی طرح حرام و ناجائز ہے - سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنے مرشد کی ایسی واضح تعلیم کے ہوتے ہوئے آریہ سماج کس بُتے پر مساوات کا دعوٰے کرتی ہے ؟

اچھوتوں سے تعلقات مناکحت

۱ - براہمن ایو پتی : نہ راجنیو نہ ویشیہ -

(اتھروید - ۵ - ۹)

ترجمہ - براہمنی کا شوہر براہمن ہی ہو سکتا ہے - کشتری یا ویش نہیں - (چہ جائیکہ ایک شودر یا اچھوت براہمنی کا شوہر ہو سکے -

(۲) مجبوری میں بھی براہمن اور کشتری کا شودر عورت سے نکاح کسی پران نے نہیں کہا - جو دوج محبت میں پھنس کر نیچ ذات کی عورت سے نکاح کر لے وہ اولاد سمیت اپنے خاندان کو بہت جلد شودر پن کو پہنچاتا ہے -

(منو ۳ - ۱۴ و ۱۵)

اسی لئے اچھوت ادھار کے سب سے بڑے حامی مہاتما گاندھی نے اپنے لڑکے دیوی داس کی شادی ایک براہمنی سے کرائی - اگر کسی چماری سے کرا دیتے تو تمام ہندوستان میں ڈنکا بج جاتا کہ مہاتما نے جو کہا وہ کر کے دکھا دیا - مگر کہنا آسان ہے کرنا مشکل ہے - حضرت رسول خدا صلعم نے بحکم خدا دنیا کو تعلیم دی کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور اس پر سب سے اول خود عمل کر کے دکھا دیا کہ عرب کے معزز قبیلہ قریش کے اعلیٰ ہاشمی خاندان کی لڑکی - نہیں بلکہ خاندان نبوت کی لڑکی ایک غلام سے بیاہ دی سبحان اللہ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا - مسٹر گاہلے نے جو مشورہ مہاتما جی کو دیا ہے وہ بالکل صحیح اور ایمانداری کا ہے کہ اگر اچھوت ادھار کی سچی تڑپ رکھتے ہو تو اچھوتوں کو ساتھ لے کر اسلام کی آغوش میں آ جاؤ جہاں حقیقی مساوات ہے -

غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور شاہ ایران کی تقاریر

دو اسلامی سلطنتوں میں اتحاد کا قیام

طہران (بذریعہ ڈاک) ذیل میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور رضا شاہ پہلوی کی تقریروں کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:-

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی تقریر

میرے معزز بھائی اور محترم دوست! میں آپ کی تشریف آوری پر آپ کا حد درجہ شکرگزار ہوں۔ میری تمام قوم اس شاندار موقع کو مدت العمر یاد رکھے گی ہم ایک عرصہ تک ایک دوسرے سے علیحدہ رہ چکے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ اختلاف دونوں سلطنتوں کے لئے حد درجہ نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔ لیکن جس وقت سے ہم نے دیرینہ عداوت کو ترک کیا ہے دونوں ممالک ترقی کے راستہ پر گامزن ہو گئے ہیں۔ ترکوں نے سیاسی نقطۂ نظر سے ایران کے اتحاد کو نہایت ضروری تسلیم کیا ہے۔ چونکہ آپ کے پیش نظر بھی یہی مقصد تھا۔ اس لئے یہ اتحاد کسی کد و کاوش کے بغیر معرض وجود میں آ گیا ہے۔

میرے پیارے بھائی! آپ کی نگرانی میں آپ کے ملک نے جس قدر ترقی کی ہے میں اسے بنظر تعمق دیکھ رہا ہوں۔ ترکی بھی شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔ ہم دونوں کا مقصد یہی ہے کہ ہر ممکن ذریعہ سے نوع انسان کی خدمت کی جائے یہی وجہ ہے کہ ہمارا خالق اکبر ہماری جد و جہد کو بارآور کر رہا ہے۔

آج کا دن تاریخ ترکی میں صدیوں تک یادگار رہے گا۔ تاریخ کے صفحات میں اس واقعہ کو سنہری حرفوں میں لکھا جائیگا یہ محض دو حکومتوں کا اتحاد نہیں بلکہ ایک دنیا کا اتحاد ہے میں اپنے بھائی کی ترقی اور خوشحالی کے لئے دعا کرتا ہوا ان کا جام صحت تجویز کرتا ہوں۔

رضا شاہ پہلوی کا جواب

میرے عزیز ترین دوست اور بھائی! آپ کے ملفوظات گرامی اور آپ کی رعایا کے ہمدردانہ جذبات نے میرے دل میں گھر کر لیا ہے۔ آپ کے زیر صدارت ترکی نے جو ترقی کی ہے۔ اور جو اصلاحات معرض وجود میں آئی ہیں میں نے ان کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے۔ جس دن سے میں تخت شاہی پر متمکن ہوا تھا۔ میری یہ آرزو تھی کہ میں اپنے بھائی اور دوست کے نیاز حاصل کروں خدائے قدوس کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میں آج اس دولت سے مالامال ہوں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان جو رشتہ اخوت و مودت استوار ہوا ہے وہ کبھی زوال پذیر نہیں ہوگا۔ ہم ان فرائض کی بجا آوری کے لئے جو اللہ پاک نے ہم پر عائد کئے ہیں ایک دوسرے کی امداد و اعانت پر کامل اعتماد کرینگے۔

میں اور میری رعایا کی یہ دلی آرزو ہے کہ سرزمین ایران کو آپ اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائیں اور میں توقع کرتا ہوں کہ مستقبل قریب میں ہماری یہ آرزو ضرور پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ میں اپنے عزیز بھائی کی ترقی و بہبود کے لئے دعا کرنے کے بعد ان کا جام صحت نوش کرتا ہوں۔

خبریں

ہندوستان

— شملہ میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔

— لاہور ۱۸ر جولائی۔ گاندھی جی پانچ روز قیام کرنے کے بعد کل یہاں سے تشریف لے گئے۔ آپ نے متعدد وفود سے ملاقات کی۔ آپ کے ہریجن فنڈ میں پنجاب کے مختلف اضلاع کے ہندوؤں نے تقریباً ۵۵ ہزار روپیہ دیا۔ جس میں سے ۲۷۱۱۹ روپے کی رقم صرف ضلع لاہور نے پیش کی۔

— ضلع شاہپور کے تمام ذمہ دار عہدوں پر ہندو اور سکھ قابض ہیں حالانکہ آبادی کے لحاظ سے یہ ایک اسلامی ضلع ہے غیر مسلم حکام کے طرز عمل کی وجہ سے مسلمانوں میں بے چینی پھیل رہی ہے۔

— اس افواہ کی باقاعدہ طور پر تردید ہو گئی ہے کہ اعلیٰحضرت حضور نظام انگلستان تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس وقت تک ہندوستان سے باہر جانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے

— مولانا شوکت علی صاحب آج کل اپنی انتخابی مہم کے سلسلہ میں علاقہ روہیلکھنڈ کا دورہ کر رہے ہیں۔ خیال ہے کہ سر یعقوب اور ان کا مقابلہ بہت سخت ہوگا۔

— کلکتہ ۱۸ر جولائی۔ پرسوں دن کے آٹھ بجے سمن سنگھ، کوچ بہار اور ڈھیری میں زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے۔

— ۲ار جولائی کو پنجاب کے متعدد مقامات پر کپورتھلہ ڈے منایا گیا۔ لاہور میں بھی ایک جلسہ ہوا۔

— کپورتھلہ میں پھر کچھ بے چینی کے آثار پائے جاتے ہیں۔

لاہور ۱۸ر جولائی۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کل کانگرسی مولاناؤں کا ایک وفد گاندھی جی کی ملاقات کو گیا اور ان سے بعض کانگرسی ہندوؤں کے متعصبانہ طرز عمل کی شکایت کی۔ گاندھی جی نے انہیں ڈانٹ کر خاموش کرا دیا۔

— لاہور میں گاندھی جی نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کانگرس کی مجلس عاملہ نے کمیونل ایوارڈ کے متعلق ریزولیوشن مالوی جی کے مشورہ کے بعد منظور کیا ہے۔ اس میں ڈاکٹر انصاری کی دھمکی کا کوئی اثر نہیں۔

— ڈیرہ اسماعیل خان کے نواح میں سیلاب سے کافی نقصان ہوا۔

— حیدرآباد دکن ۱۷۔ جولائی۔ حضور شہزادہ والاشان اعظم جاہ بہادر نے ۱۴۔ جولائی کو عساکر سلطنت آصفیہ کے عہدہ کمانڈر انچیف کا چارج لے لیا ہے۔ آپ کے برادر کوچک والاشان شاہزادہ معظم جاہ بہادر بھی اسی ماہ سٹی امپرومنٹ ٹرسٹ کے عہدہ صدارت کا چارج لے لیں گے۔

— شملہ ۱۷۔ جولائی بنارس جیل سے خان عبد الغفار خاں کے بھانجوں سعد اللہ خاں اور عطا اللہ خاں کو رہا کر دیا گیا ہے۔

— حکومت ہند سول نافرمانی کے قیدیوں کو رہا کر دینے کے سوال پر غور کر رہی ہے لیکن حکومت سرحد خان عبد الغفار خاں کی رہائی کے خلاف ہے۔

— شمالی اڑیسہ اور نیپال کے بعض علاقوں میں شدید بارش کی وجہ سے سیلاب آ گیا جس سے فصلیں اور جھونپڑیاں وغیرہ تباہ ہو گئیں۔ نقصان جان بھی ہوا۔

— حیدرآباد دکن کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا کہ آئندہ سال کے اختتام پر اعلیٰحضرت حضور نظام کی تاجپوشی کی سلور جوبلی منائی جائے گی جس کی تیاریاں ابھی سے وسیع پیمانہ پر شروع ہو گئی ہیں۔ انتظام کے لئے اعلیٰ حکام کی ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ تقریباً اسی شان و شوکت سے منائی جائے گی جیسا کہ اعلیٰ حضرت مرحوم کی جوبلی پر منائی گئی تھی۔

— گاندھی جی کے مشہور رفیق مسٹر اینے سابق صدر کانگرس اچھوت ادھار کے سلسلہ میں کھلم کھلا ان کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

ممالک خارجہ

— حکومت عراق ترویج تعلیم کے لئے غیر معمولی طور پر کوشاں ہے حتیٰ کہ جیل کے قیدیوں کے لئے بھی تعلیم کا کام بڑے پیمانہ پر ہو رہا ہے اور عراق کے چھوٹے بڑے قید خانوں میں مدرسے کھول دئے گئے ہیں۔

— لندن ۱۷۔ جولائی۔ کل دار العوام میں وزیر ہند نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ پنڈت جواہر لال نہرو کو سول نافرمانی کے سلسلہ میں سزا نہیں ہوئی اس لئے انہیں رہا نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی سزا میں تخفیف کی جا سکتی ہے۔

— سان فرانسسکو (امریکہ) ۱۸۔ جولائی۔ یہاں تقریباً ڈیڑھ لاکھ مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ تمام کاروبار بند پڑا ہے۔ حکومت نے وسیع پیمانہ پر فوج کی نمائش کی ہے۔ سٹرائیک کمیٹی نے سفارش کی کہ مکھن، گوشت اور دودھ صرف ہسپتالوں کے لئے مہیا کیا جائے۔ قحط کے خطرہ کی وجہ سے لوگ شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں تجارتی کاروبار بند ہو رہا ہے۔ ٹریم کاریں چونکہ بند ہو گئی ہیں اس لئے پرائیویٹ کاروں سے کام لیا جا رہا ہے۔ حکومت حالات پر قابو پانے کی جد و جہد کر رہی ہے امید ہے کہ صدر روزویلٹ اور جنرل جانسن خود ہڑتال کو بند کرنے کی کوشش کریں گے۔

— لندن ۱۷ جولائی۔ دنیا کے بہت سے حصوں سے تباہ کن سیلاب اور طغیانیوں کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں فرانس اور اٹلی میں شدید طوفان آئے اور بجلی سے بہت سے افسوس کی اموات واقع ہو گئیں۔ سپین میں طغیانیوں سے فصلوں کو غیر معمولی نقصان پہنچا۔ کوہ پیرینیز پر پانچ پانچ گز برف پڑ گئی ہے۔

— گزشتہ دنوں جاپان میں جو سیلاب آئے ان کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ... ہلاک ہو گئے ۳۳۹ زخمی اور ۱۲۴ لاپتہ ہیں۔

— ہندوستان کے بعض علماء آلہ نشر صوت کو دینی ضروریات کے لئے استعمال کرنا ناجائز سمجھتے تھے لیکن جامعہ ازہر مصر کے علماء نے فتویٰ دے دیا کہ اس آلہ کے ذریعے قرآن کی نشر و اشاعت جائز ہے۔

— لندن ۱۸ جولائی۔ فوجوں کے لئے ایک نئی قسم کی ہیٹ ایجاد کی گئی ہے جس پر گولی کا کوئی اثر نہیں ہوتا اس ٹوپی کی تیاری میں کارک بکثرت استعمال کیا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے بہت جلد فوجوں میں یہ ٹوپی مروج ہو جائے گی۔

— برطانیہ کی اسلحہ ساز کمپنیاں وسیع پیمانہ پر مختلف اسلحہ تیار کر رہی ہیں۔

— "تازہ ولایتی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ انگلستان میں صنعت جہاز سازی بتدریج روبہ ترقی ہے۔

— لندن ۱۷۔ جولائی۔ ریگا کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ روس کے سرکاری مویشی خانوں کے اٹھتیس افسروں پر مویشیوں کی افزائش نسل سے لاپرواہی کرنے کے الزام میں مقدمات چلائے گئے جن میں سے گیارہ ملزموں کو پھانسی کی سخت سزا دی گئی۔

— "تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ آجکل یافہ (فلسطین) کی مرکزی عدالت میں ایک نہایت اہم مقدمہ چل رہا ہے اس مقدمے کے یہودی ملزموں پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے ایک خفیہ انقلابی انجمن قائم کر رکھی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ یہودی نوجوانوں کو منظم کر کے ایک خفیہ فوج کی شکل دے دی جائے۔ اور موقع پا کر ایک عام یہودی بغاوت کا ہنگامہ برپا کر کے فلسطین میں یہود کی حکومت قائم کر دی جائے۔ اس سے قبل اطلاعات موصول ہو چکی ہیں کہ بہت سے یہودی نوجوان سمندر کے کنارے تمنچہ چلانے کی مشق کرتے اور فوجی کرتب سیکھتے ہیں قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ نوجوان اس انجمن سے تعلق رکھتے ہیں۔

— اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہودیوں نے ایک دوسری جماعت حزب الاصلاح کے نام سے قائم کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ شرق اردن کے مشرقی و مغربی علاقوں کی زمین خرید کر یہودیوں کو آباد کرنا ہے۔ یہودیوں کی ان حرکات سے بہت سے ارباب الرائے انگریز خطرہ محسوس کر رہے ہیں اور ان کی رائے ہے کہ حکومت برطانیہ کو فی الفور اعلان بالفور منسوخ کر کے یہود کے داخلہ فلسطین کو روک دینا چاہئے۔

تار کا پتہ۔ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ

آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عقیدہ

ما مسلمانیم از فضل خدا

مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را بر و شد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست

بادہ عرفان ما از جام اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۳۴ء | نمبر ۴۵

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ۱۹ جولائی کو لاہور تشریف لائے اور مختصر قیام کے بعد واپس کوہ مری تشریف لے گئے۔

—— نہایت خوشی سے اطلاع دیجاتی ہے کہ احباب ذیل نے حضرت امیر کے دست مبارک پر سلسلہ احمدیہ لاہور میں شمولیت اختیار کی۔ سب دوست ان کی دینی دنیاوی بہتری کے لئے دعا کریں۔

(۱) شیخ محمد شفیع صاحب سوداگر چرم منڈی تاندلیانوالہ ضلع لائل پور۔

(۲) شیخ عبدالرحیم صاحب خلف الرشید جناب حاجی میاں دوست محمد صاحب لائل پور۔

(۳) شیخ عبدالعزیز صاحب چک ۴ رام دیوالی۔

(۴) شیخ فضل حق صاحب خلف الرشید جناب حاجی دوست محمد صاحب منڈی تاندلیانوالہ۔

(۵) شیخ فضل حق صاحب نورنگ خلف الرشید جناب شیخ میاں محمد سعید صاحب میونسپل کمشنر تاندلیانوالہ۔

(۶) شیخ عبدالرحمن صاحب مگوں خلف الرشید جناب شیخ میاں کرم بخش صاحب غلہ منڈی لائلپور۔

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل پر جناب ایم۔ اے صمد صاحب پیوال ضلع بھاگلپور نے پیغام صلح کا ایک خریدار عنایت فرمایا ہے۔ جزاک اللہ۔ باقی احباب بھی توجہ فرمائیں۔

—— میاں محمد یوسف صاحب پبلشر اخبار "لائٹ" کی ہمشیرہ شدید علیل ہیں ان کی صحت یابی کے لئے خاص طور پر دردِ دل سے دعا کی جائے۔

قومی اخبارات کیلئے امیر قوم کی اپیل

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری جماعت کی شاخ چار اخبار اور رسالے مختلف زبانوں میں نکال رہی ہے۔ اور اس کے لئے ہماری انجمن لاہور سے ایک پیسہ کی مدد نہیں لیتی۔ ہمارے دو اخبار ہیں "پیغام صلح" اور "لائٹ" جن میں انجمن کو چار اور پانچ ہزار کے درمیان سالانہ نقصان ہوتا ہے۔ اپنی حالت کا اپنے ان نئے بھائیوں سے مقابلہ کیجئے اخبارات کا انجمن کے خزانہ پر بوجھ ہونا جماعت کی افسوسناک بے توجہی کو ظاہر کرتا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس کی وجہ عوام الناس کی یا علماء کی مخالفت ہے۔ باوجود اس مخالفت کے ہمارا لٹریچر کس قدر قبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ پھر مخالفت جا وہاں بھی ہے۔ وہاں کے اخبارات اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہاں احباب کو ایک سہارا ملا ہوا ہے کہ انجمن نقصان کو پورا کرتی ہی جائیگی حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ان کی محض تھوڑی سی غفلت سے ان کی قوم کو صرف ایک دس سال کے عرصہ میں پچاس ہزار کا نقصان پہنچ چکا ہے۔ اس پچاس ہزار سے ہم کوئی عظیم الشان قدم اٹھا سکتے تھے۔ اس لئے میں اپنے احباب سے دردِ دل سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں اپنی قوم کا نقصان نکریں۔ اگر ہر ایک دوست عزم کرے کہ وہ ایک دو ماہ کے اندر ایک خریدار "پیغام صلح" کا اور ایک خریدار اخبار "لائٹ" کا بنا دیا جائے گا تو اللہ تعالےٰ اس کوشش میں یقیناً برکت ڈالے گا اور اس طرح احباب کی تھوڑی تھوڑی توجہ سے نہ صرف ان کی اپنی قوم پانچہزار روپیہ سالانہ کے نقصان سے بچ جائے گی بلکہ دونوں اخبارات کا دائرہ اشاعت وسیع ہوکر جماعت کا قدم بھی ترقی کی طرف اٹھے گا۔ کیا ہمارے احباب تھک گئے اور اپنی بلند ہمتی اور ان تھک کوشش کا ثبوت [illegible] اس وقت بھی چوہدری فضل داد صاحب جیسے احباب کئی ایک ہیں جو دو دو چار چار خریدار پیدا کر سکتے ہیں۔ ہر ایک شخص یہ کر سکتا ہے [illegible] [illegible] صرف [illegible] کر لینے کی بات ہے۔ برکت دینے والا خدا ہے۔

مسجد برلن کی مرمت

برلن مشن کے سلسلہ میں ہماری جماعت کے احباب نے بیحد جو قربانیاں کی ہیں اور اخراجات کثیر کو برداشت کیا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی نئی اپیل کرنی مناسب نہ سمجھی لیکن حال میں ایک خرچ اچانک ایسا آپڑا کہ اس کے پورا کرنے کے لئے مجبوراً پھر احباب جماعت کو تکلیف دینی پڑی ہمیں اپنے احباب کے خلوص اور جذبہ ایثار سے پوری توقع ہے کہ حسب سابق خدا کے دین کے لئے حسب از پیش جوش و اخلاص کا ثبوت دینگے اور اس نئے خرچ کو پورا کر کے انجمن کے بوجھ کو ہلکا کرینگے۔ اور عنداللہ ماجور ہونگے۔

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسجد برلن کی عمارت قابل مرمت ہے۔ پلستر وغیرہ کئی سالوں سے چونکہ نہیں ہوا۔ اس لئے اس دفعہ ضرور مرمت ہونی چاہیئے۔ ورنہ عمارت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے نہایت ضروری مرمت کے اخراجات کا تخمینہ پانچہزار روپیہ ہے جو ستمبر سے پہلے پہلے جمع ہوجانا ضروری ہے تاکہ موسم سرما شروع ہونے سے قبل مرمت مسجد کا کام مکمل ہوسکے۔

جہاں ہمارے احباب نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کر کے اس خانہ خدا کی تعمیر کی۔ اور کئی ہزار روپیہ اس مشن کی امداد کے لئے صرف کیا وہاں پانچہزار روپے کی رقم ایسے باہمت لوگوں کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور ہمیں امید واثق ہے کہ اپنی گزشتہ روایات اور قربانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے احباب جماعت ستمبر تو کیا اگست سے پہلے پانچ ہزار روپے کی رقم جمع کردینگے۔

احباب کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس ضروری خرچ کو پورا کرنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ رقم اپنے ذمہ لیں اور فرداً فرداً یا جماعت کے رنگ میں جس قدر جلد ممکن ہو رقم ارسال فرماکر داخل حسنات ہوں اس مد میں جو رقوم آویں ان کی وضاحت کیجائے کہ یہ مرمت مسجد برلن کے لئے ہیں۔ والسلام۔ خاکسار:- مرزا مسعود بیگ انچارج دفتر تحصیل۔

"تفسیر القرآن اور پھر مخفی؟"

اہل قادیان کا عذر گناہ بدتر از گناہ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اہل قادیان کا عذر لنگ

اخبار "پیغام صلح" میں جناب خلیفہ صاحب قادیان کی مخفی تفسیر کا انشائے راز قادیان کے ارباب حل وعقد کے لئے ایسی کاری ضرب ثابت ہوئی کہ زائد از دو ماہ تک غشی کی سی کیفیت طاری رہی۔ آخر ایک بڑے لمبے عرصہ کے بعد ایڈیٹر پیغام صلح کے بار بار کے مطالبہ سے تنگ آکر بڑی سوچ بچار کے بعد ایک عذر لنگ تراشا گیا۔ جو اخبار الفضل مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۴۷ء میں ایک نوٹ کی شکل میں نکلا ہے۔ مگر وہ جو کہتے ہیں "عذر گناہ بدتر از گناہ" وہ مثل جیسی اس عذر لنگ پر صادق آتی ہے شاید ہی کسی پر صادق آتی ہو۔ نوٹ کا عنوان ہے "تفسیر القرآن اور پھر مخفی؟" یعنے قرآن کی تفسیر مخفی نہیں ہو سکتی۔ اور نوٹ کے آخر میں "پیغامیوں" کا رونا رو یا ہے کہ یہ محض ان لوگوں کا بغض وعناد ہے۔ جو ناحق اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ غیر "پیغامیوں" کے بغض وعناد کا رونا تو کوئی نیا نہیں۔ کیونکہ یہی وہ حربہ ہے جو ہر دفعہ قادیانی اسرار اور بوالعجبیوں کے لئے پردہ پوش ہوا کرتا ہے۔

ایڈیٹر "الفضل" کا بے معنی مضمون

لیکن مضمون کے عنوان سے اور آخر میں "پیغامیوں" کے بغض وعناد کی داستان سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ غالباً اتنے مضمون میں تفسیر کے مخفی ہونے کی تردید کی گئی ہوگی اور یہ بتایا گیا ہوگا کہ یہ محض "پیغامیوں" کی افترا پردازی ہے۔ لیکن نہیں "قرآن کی تفسیر اور مخفی؟" کا محض عنوان ہی عنوان ہے اصل مضمون میں اس بات کا اعتراف موجود ہے کہ ہاں قادیان سے خلیفہ صاحب کی قرآن کی تفسیر شائع بھی ہوئی اور مخفی بھی رکھی گئی۔ گویا من چہ میسرایم وطنبورہ من چہ میسراید کا مضمون ہے۔ یعنے عنوان کچھ کہتا ہے اور مضمون کچھ ظاہر کرتا ہے نہ معلوم ایڈیٹر صاحب "الفضل" نے بنایا کیا؟ ارے صاحب ہم بھی تو آپ کے ساتھ اس حیرت و استعجاب میں شامل ہیں کہ "تفسیر القرآن اور پھر مخفی!" یعنے تفسیر کو مخفی رکھنے میں قادیان کی طرف سے جو بوالعجبی ظاہر ہوئی ہے وہ نہ ہونی چاہئے تھی ہم تو خود حیران تھے اور کسی تشریح سننے کے متمنی تھے لیکن اتنے دنوں کے بعد "الفضل" میں تشریح جو نکلی ہے وہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہونے کا مصداق ہے۔

اعتراف جرم

تفسیر القرآن کی مخفی اشاعت کا ایڈیٹر صاحب "الفضل" کو خود اعتراف ہے یعنے وہ قادیان کی اس بوالعجبی کا انکار نہیں کر سکے کہ قرآن کریم کی تفسیر شائع بھی ہوئی اور مخفی بھی رکھی گئی جس پر وہ خود بھی اپنے عنوان میں نہ معلوم کیوں اظہار تعجب کر رہے ہیں شاید یہ ان کی ضمیر کی آواز ہو۔ جو آخر کسی نہ کسی طرح تحریر دول ہیں سے باہر نکل آئی۔

عذر جو انہوں نے تراشا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تفسیر کا ایک حصہ چھپ گیا تھا خریداروں نے جو قیمت ادا کر چکے تھے تقاضہ کیا کہ جتنا حصہ چھپ چکا ہے وہ ہمیں بھیج دو سو انہیں بھیج دیا گیا لیکن چونکہ ابھی ٹائٹل پیج نہ لگا تھا۔ اور مطبع کا نام آخر میں نہ چھپا تھا اس وجہ سے اس کی اشاعت مناسب نہ سمجھ کر حکم دیا گیا کہ اسے مخفی رکھو۔

قادیانی لغت میں "اشاعت" کے معنے

اس عذر پر کیا ئے خود جس قدر بھی تعجب کیا جائے کم ہے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اتنی بڑی جماعت میں سے جو مجوزی مردم شماری کے مطابق نہ معلوم دس لاکھ ہے یا بیس لاکھ ہے یا کتنی ہے (کیونکہ بوجہ ہر سال لاکھ دو لاکھ کا اضافہ ہوتے رہنے کے اس کا صحیح اندازہ تو کاتب تقدیر ہی لگا سکتے ہوں گے) تفسیر القرآن کے دس بیس ہزار خریداروں کا پیدا ہو جانا کیا مشکل ہے۔ بالخصوص جب تفسیر بھی وہ آسمانی تفسیر ہو جو خدا کا خلیفہ کر رہا ہو اور جسکے مقابلہ کے لئے چار دانگ عالم میں چیلنج پر چیلنج دیا جا رہا ہو ایسی حالت میں تو اس تفسیر کے لئے آسمان کے قدسی بھی گوش بر آواز اور ہمہ تن آرزو بنے ہوئے ہونگے تو مریدوں کا ہزارہا کی تعداد میں ہمہ تن شوق خریدار بن جانا کیا مشکل ہے۔ پس اس قدر خریداروں میں ایک تفسیر طبع ہو کر اشاعت پا جانے کے باوجود ابھی ایڈیٹر صاحب "الفضل" کے خیال کے مطابق وہ کتاب شائع نہیں ہوئی اور اس پر مطبع کا نام نہ ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ وہ پریس ایکٹ کے ماتحت اس لئے قابل مواخذہ نہیں ہو سکتی کہ وہ صرف انہی لوگوں کی نظروں سے اب تک گزری ہے جنہوں نے پیشگی قیمت ادا کر دی ہے۔ اور جنہوں نے قیمت ادا نہیں کی ان کی نظر قطعاً ان پر نہیں پڑی۔ گویا پریس ایکٹ کے قاعدہ کے رو سے کسی مطبوعہ **کتاب کی اشاعت** اس وقت سمجھی جاتی ہے جب قیمت ادا نہ کرنے والے کی نظر اس پر پڑ جائے۔ اور جب تک صرف قیمت ادا کرنے والے اسے پڑھتے رہیں تب تک یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی اشاعت نہیں ہوئی۔ اسی لئے حکم جاری کیا گیا کہ صرف وہی شخص پڑھے جسے یہ کتاب بھیجی گئی ہے یعنے وہی جو قیمت پیشگی ادا کر چکا ہے۔ چنانچہ ایسے شخص دنیا کی چار دیواری میں اگر ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں بھی پڑھتے رہیں تو وہ کتاب کی اشاعت نہیں کہلائے گی اور اس پر اگر پریس کا نام نہ ہو تو قطعاً قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں اگر ایک فرد بشر بھی جس نے قیمت کتاب کی ادا نہیں کی اس پر نظر ڈالے گا اسی روز وہ کتاب شائع شدہ کہلانے لگے گی اور اس کے لئے مطبع کے نام کی ضرورت پریس ایکٹ کے ماتحت عائد ہو جائے گی۔ مطبوعہ کتب کی اشاعت کی یہ انوکھی تعریف اگر اہل قادیان کی ایجاد بندہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تمام دنیا احمق ہے اور سب ان کے مریدوں کی طرح اپنے عقل و فہم کو پیر کی نذر کر چکے ہیں۔

اخفائے جرم کی نوعیت نہیں بدل جاتی

مقام غور ہے ایک کتاب طبع ہوتی ہے اگرچہ ابھی اس کا ایک حصہ طبع ہوا ہے لیکن اسے اس قابل سمجھا جاتا ہے کہ خریداروں میں اس کی اشاعت کر دی جائے چنانچہ وہ سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کے ہاتھوں میں پہنچ جاتی ہے۔ کیا اسے کتاب کی اشاعت کہا جائے گا یا نہیں؟ یقیناً کہا جائے گا۔ اشاعت کے معنے اور کیا ہوا کرتے ہیں؟ اگر تفسیر القرآن کو مخفی نہ رہنا چاہئے جیسا کہ خود "الفضل" کے عنوان سے ظاہر ہے اور اخفا کی وجہ صرف یہی تھی جو بتائی گئی ہے تو شائع کرنے والوں کا فرض تھا کہ جتنا حصہ خریداروں کو بھیجنے لگے تھے اس کے آخر میں نصف سطر میں مطبع کا نام لکھ دیتے اس میں کوئی قلعہ فتح کرنا تو نہ تھا۔ جسکے ناممکن ہونے کی وجہ سے اس قدر خفیہ کارروائیوں کی ضرورت پڑی کہ قرآن کی تفسیر کی جسے مخفی نہ رہنا چاہئے تھا۔ خفیہ خفیہ اشاعت کی گئی۔ اگر یہ پریس ایکٹ کے ماتحت کوئی جرم تھا تو کیا خفیہ خفیہ اشاعت کرنے سے جرم کی نوعیت بدل گئی جرم بہرحال جرم ہے خواہ وہ ظاہر کیا جائے یا مخفی کیا جائے۔ ہمارے ہاں آئینہ احمدیت جو مولوی دوست محمد صاحب کی تصنیف ہے مختلف مطبعوں میں چھپی ہے۔ جس قدر جس مطبع میں چھپی اسی قدر حصہ کے آخر میں اس مطبع کا نام بھی لکھ دیا گیا۔ پس یہ کوئی ناممکن امر تو نہ تھا کہ اس کے لئے اس قدر دردسر خریدنا پڑا۔ خدا جانے کتنے روپے تو ڈاکخانہ کی نذر ہوئے ہونگے کیونکہ ہر ایک خریدار کو ایک ایک خفیہ خط لکھا گیا کہ خبردار کسی دوسرے کو یہ تفسیر دکھانا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر قادیان والوں کا خفیہ خفیہ اپنے خریداروں کو مطبوعہ تفسیر دکھا دینا۔ انہیں ڈاک کے ذریعہ بھیج دینا بلکہ ان کے ہاتھ فروخت کر دینا کتاب کی اشاعت نہیں کہلا سکتی تو کوئی خریدار اگر اپنے بھائی یا دوست کو پرائیویٹ طور پر یہ تفسیر دکھا دیتا تو کتاب کی اشاعت وہ کس طرح بن جاتی۔ بہت کرتے تو اس قدر لکھ دیتے کہ اس تفسیر کو پبلک میں نہ پڑھو۔ ہاں گھر کے اندر بے شک بی بی بچوں دوستوں رشتہ داروں کو دکھا سکتے ہو لیکن نہیں۔ وہاں تو حکم ہے کہ اگر کسی احمدی یا غیر احمدی کی نظر اس تفسیر پر پڑ گئی تو دکھانے والے کو یہ سزا ملے گی کہ خریداروں کی فہرست سے ہی اس کا نام اڑ جائے گا۔ اور آئندہ اس کو کبھی یہ کتاب نہیں دیجائے گی۔ یہ شدت کیوں ہے؟

قادیانی تجارت و سیاست کا کمال

کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ قیمت ادا کرنے والے اگر ہزاروں کی تعداد میں بھی اس تفسیر کو پڑھتے رہیں تو وہ کتاب کی اشاعت متصور نہ ہو اور جس نے پیسے نہیں دیئے خواہ وہ ایک بھی ہو اس کے پڑھ لینے سے کتاب کی اشاعت متصور ہو۔ یہ بچوں کی سی باتیں ہیں۔ ٹائٹل پیج والا معاملہ بھی اسیطرح ہے۔ یعنے قیمت ادا کرنے والے کے لئے تو تفسیر پر ٹائٹل پیج کے کسی برقعہ کی ضرورت نہیں اس کے سامنے تو وہ بے حجاب آئے گی اور جو پیسے نہ دے اس کے لئے تفسیر پر ٹائٹل پیج کا برقعہ ضروری ہے۔ اگر ٹائٹل پیج کے بغیر تفسیر کسی کو دکھانی مناسب نہ تھی تو قیمت ادا کرنے والوں سے بھی یہ پردہ کیوں نہ کیا گیا۔ یہ قیمت نہ دینے والے ہی خاص طور پر

مذاکرۂ علمیہ

"کُن فَیکون"

اور وفاتِ مسیح پر اعتراض اور اس کا جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال:- عیسیٰ ابن مریم کتاب کے صفحہ ۴۴ پہ پادری سلطان محمد پال سابق ایڈیٹر "نور افشاں" ولادت مسیح کو خارق عادت ثابت کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں جتنی دفعہ جملہ "کن فیکون" استعمال ہوا ہے اتنی دفعہ خرق العادۃ کے واقع ہونے کا اظہار کرتا ہے وہ مقامات یہ ہیں:۔ سورت ۲ - آیت ۱۱۱ - سورت ۳ - آیات ۴۲ و ۵۲ - سورت ۶ - آیت ۷۲ - سورت ۱۶ - آیت ۴۲ - سورت ۱۹ - آیت ۳۶ سورہ ۳۶ - آیت ۸۲ - سورت ۴۰ - آیت ۷۰ -

جواب:- ملاحظہ فرمایا آپ نے پادری صاحب کے اس دعوے اور تحدی کو - چونکہ مسیح کے تذکرہ کے بعد ایک جگہ کن فیکون کا جملہ بھی آگیا ہے - اس لئے اس کن فیکون کو خارق عادت مفہوم دینے کے لئے اتنا عظیم الشان دعوےٰ کر دیا کہ قرآن میں جہاں کہیں بھی کن فیکون کا جملہ آگیا ہے ہر جگہ وہ خارق عادت امور پر آیا ہے اور نہایت جرات کے ساتھ چند حوالجات بھی دیدیئے۔

اس آیت میں سنت اللہ کے خلاف کوئی بات نہیں

میں نے مذکورہ بالا حوالجات کو اور ان کے علاوہ اور بھی جہاں جہاں یہ آیت آئی ہے بالاستیعاب پڑھا ہے - مجھے کہیں بھی کوئی بات خارق عادت سنت اللہ کے خلاف نظر نہیں آئی - پادری صاحب نے محض اپنا رعب جمانا چاہا ہے - ورنہ درحقیقت بیچ میں بات کچھ بھی نہیں - یہ آیت بجائے خود کوئی ناقص جملہ نہیں کہ اپنے معنے اور مفہوم کے لئے کسی اور جملہ کی محتاج ہو یا سیاق و سباق پر اس کا مفہوم منحصر ہو - وہ بجائے خود اپنے معنے میں ایک عظیم الشان حقیقت پر مشتمل ہے جس کے لئے کسی تاویل اور کسی من گھڑت تشریح کی ضرورت نہیں - آیت یوں ہے:- انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون - بے شک اس کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے کہتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ جو چیز بھی کائنات میں ہے سب اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم کے ماتحت پیدا ہوئی ہے اور اس کا ارادہ اور حکم اس قدر زبردست اور اٹل ہے کہ جب وہ کسی امر کا ارادہ کر لے تو کوئی چیز اس ارادہ کے پورا ہونے میں حائل نہیں ہو سکتی اس کے حکم کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جس امر کے متعلق حکم جاری ہوا ہے وہ ہو کر رہے۔

تمام اسباب و قوانین خدا کے ارادہ اور حکم کے ماتحت ہیں

اب مقام غور یہ ہے کہ تمام مخلوق بلکہ کائنات کا ایک ایک ذرہ کیا بغیر ارادہ الٰہی اور بغیر اس کے حکم کے معرض وجود میں آیا ہے؟ اگر نہیں، بلکہ ایک ایک ذرہ کا وجود اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم کے ماتحت ظہور پذیر ہوا ہے۔ تو پھر کیا یہ تمام مخلوق جو اب تک پیدا ہوتی رہی یا اب پیدا ہو رہی ہے - ان سب کے معرض وجود میں آنے کے وقت خدا کے تمام قوانین اور اسباب زائل ہو گئے تھے یا زائل ہو جایا کرتے ہیں؟ اگر نہیں بلکہ تمام مخلوق کی پیدائش کا سلسلہ قوانین اور اسباب کے ماتحت چل رہا ہے - اور چل رہا ہے اور ان قوانین اور اسباب کا وجود بجائے خود خدا کے ارادہ اور حکم کے نیچے ہے تو پھر کسی واقعہ کے بعد اس آیت کے ذکر کئے جانے سے سنت اللہ کے زوال اور خارق عادت امر کے وجود کی دلیل کس طرح لی جا سکتی ہے۔

اس آیت کا ذکر واقعہ کی خصوصیت کو زائل کر دیتا ہے

یا تو پادری صاحب دہریوں کی طرح یہ مانیں کہ یہ تمام کائنات خود بخود بغیر اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم کے معرض وجود میں آئی ہے - اور ان تمام قوانین و اسباب میں جن کے ماتحت سارا کارخانہ عالم ظہور پذیر ہوا اور ہو رہا ہے - اور خدا کے ارادہ اور حکم کو کوئی دخل نہیں تو پھر خیر جہاں یہ آیت آئے گی تو ہمارے یہ شبہ پڑ سکتا ہے کہ جب کل کائنات بغیر ارادہ اور حکم الٰہی کے پیدا ہوئی ہے تو اس خاص آدمی کی ولادت میں خدا کے ارادہ اور حکم کا ذکر آجانا کسی غیر معمولی بات اور خارق عادت امر کو ظاہر کرتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ ایک ایک مخلوق کا وجود اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم سے ہے اور اس کے بغیر کسی مخلوق کا معرض ہستی میں آنا ممکن ہی نہیں - تو پھر حضرت مسیح کے تذکرہ کے بعد اس آیت کے آجانے سے کوئی خصوصیت نہیں پیدا ہو سکتی - اگر ہر ایک چیز کی پیدائش پر اغیر رعایت اسباب و ضوابط قوانین کے زائل ہو جانے کے یہ آیت چسپاں ہو جاتی ہے - تو پھر حضرت مسیح کی ولادت کے موقعہ پر اس آیت سے اسباب و قوانین الٰہیہ کے زائل ہونے کے لئے ہمارے ہاتھ میں قطعاً کوئی دلیل قائم نہیں ہوتی - البتہ اس آیت کا آجانا کسی واقعہ کی خصوصیت کو ضرور زائل کر دیگا کیونکہ یہ آیت بجائے خود خدا کے ایک قانون کو ظاہر کرتی ہے وہ یہ کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم کے ماتحت ظہور پذیر ہوتی ہے اور جب خدا کا ارادہ کسی امر کے متعلق ہو جائے تو وہ ہو کر رہتا ہے - پس جس واقعہ کے بعد یہ آیت آجائے اس سے یہ نتیجہ ضرور نکلے گا کہ یہ واقعہ کوئی خاص نہیں - بلکہ اسی قسم کے واقعات میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم کے ماتحت ظہور میں آتے ہیں اور بوجہ خدا کے ارادے اور حکم کے ماتحت ہونے کے اٹل ہوتے ہیں - کیونکہ دنیا کی کوئی طاقت اس کے حکم اور ارادہ کو ٹال نہیں سکتی

خدا کا قانون اس کے افعال ہی کا نام ہے

خدا کے حکم اور ارادہ کے اٹل ہونے سے یہ مراد لینا کہ وہ خلاف قانون الٰہیہ ہوتے ہیں خطرناک غلطی ہے - **خدا کا قانون** تو بجائے خود افعال الٰہیہ کا نام ہے جو ایک **خاص قاعدہ** اور طریق سے اسکی مخلوق پر جاری ہیں اور خدا کے ارادہ اور حکم ہی کے معرض ظہور میں آنے کا دوسرا نام افعال الٰہیہ ہے - تو یہ خیال تو نہایت حماقت کا خیال ہوگا کہ خدا کا ارادہ و حکم اس کے اپنے افعال کی ضد ہو سکتے ہیں یا اس کے افعال اپنے ارادہ و حکم کے خلاف ہو سکتے ہیں - پس اس غلطی سے بچنا چاہیئے - اور اچھی طرح یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ خدا کے حکم اور ارادہ کے اٹل ہونے کے یہ معنی نہیں کہ وہ خلاف قانون الٰہیہ ہے - بلکہ اس کا مطلب یہ ہوا کرتا ہے کہ خدا کے حکم اور ارادہ کو کوئی ماسوی اللہ کی طاقت روک نہیں سکتی - یہی بات اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کے واقعات میں جتلانی چاہی ہے - چنانچہ سورۃ مریم کے رکوع ۲ کو پڑھ لو - شروع میں حضرت مسیح کی ولادت کا ذکر کیا ہے - اس کے بعد ان کی بعثت اور رسالت کا ذکر کیا ہے اس کے بعد یہ آیت آتی ہے - ما کان اللہ ان یتخذ من ولد سبحنہ ط اذا قضیٰ امراً فانما یقول لہ کن فیکون - کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ اس کے کوئی بیٹا ہو - اس کی ذات اس سے پاک ہے جب وہ کسی امر کے متعلق فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے" یہاں یہ امر تو صاف ظاہر ہے کہ آیت واذا قضیٰ امراً فانما یقول لہ کن فیکون اس امر کی تردید کے لئے کہ خدا کے کوئی بیٹا ہو سکتا ہے بطور دلیل کے آئی ہے - اور وہ اس طرح ہے کہ حضرت مسیح کے حالات میں جو خدا کی حفاظت و نصرت کے نظارے نظر آتے ہیں انہیں خدا کے دائمی قانون کے ماتحت لا کر مسیح کی خصوصیات کو اڑا دیا - جن سے غالی لوگ ان کے خدا کا بیٹا ہونے پر استدلال کرتے تھے -

حضرت مسیح کی حفاظت و نصرت قانون الٰہی کے ماتحت تھی

کچھ شک نہیں کہ مسیح کے ظہور کا بنی اسرائیل کو وعدہ دیا گیا تھا مگر ان کی ولادت سے شروع کر کے وفات تک ایک مشکلات کا سلسلہ نظر آتا ہے جن کو مشیت الٰہی نے محض اپنے فضل سے ہمیشہ دور کیا - جس خاتون کے بطن سے پیدا ہونا تھا وہ ہیکل میں راہبہ تھی - اور شادی نہ کر سکتی تھی - اللہ نے یہ مشکل دور کی یوسف سے نکاح ہوا - مگر جب حمل ہوا تو ہیرودیس کا ارادہ اس موعود بچہ کو قتل کرنے کا تھا - اس کے لئے ان کی والدہ کو وطن چھوڑنا پڑا - پھر جنگل میں تنہائی میں حضرت مسیح کی ولادت ہوتی ہے - ان مشکلات میں سے خدا نے نکالا - اور راز ظاہر ہونے نہ دیا اور اس طرح بچہ قتل ہونے سے بچ گیا - غرضیکہ خدا کے فضل سے وہ بچ کر مصر کو نکل گئے - وہاں سے حضرت مسیح واپس آئے اور دعویٰ رسالت کیا - تو ان کی اپنی قوم بنی اسرائیل جان کی دشمن ہو گئی - یہاں تک کہ صلیب پر کھینچ دیا - وہاں سے بچا یا تو فلسطین چھوڑنا پڑا اور افغانستان اور کشمیر میں آکر بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا شروع کیا - یعنے بنی اسرائیل کی دس قوموں کو جو افغانستان و کشمیر میں بخت نصر کے زمانہ میں آکر آباد ہو گئی تھیں آپ ہدایت و ارشاد فرماتے رہے - یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی۔

حضرت مسیح کے حالات زندگی میں ان مشکلات کے دور ہوتے چلے جانے سے بعض خوش عقیدہ لوگوں نے انہیں بہت کچھ بڑھا چڑھا کر آخر خدائی کے تخت پر بٹھا دیا۔ اس لئے جناب الٰہی نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی ذات اس سے پاک ہے۔ کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ مسیح کے معاملات میں جو کچھ نصرت و حفاظت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں نظر آتی ہے۔ وہ کوئی انوکھی اور غیر معمولی بات نہیں یہ خدا کا قانون ہے۔ کہ جب وہ اپنی جناب سے ایک امر کے متعلق فیصلہ کر لیتا ہے کہ وہ معرض ظہور میں آئے۔ تو پھر اس کا حکم جاری ہوتا ہے۔ اور وہ ہو کر رہتا ہے۔ پھر نہ ہیکل کے راہب مریم کی شادی کو روک سکتے ہیں۔ نہ رومن گورنمنٹ کا نمائندہ ہیرودیس اس موعود بچہ کو قتل کر سکتا ہے۔ نہ بنی اسرائیل قوم اس کو صلیب دے کر مار سکتی ہے۔ وہ ایک تقدیر ہوتی ہے۔ جو پوری ہو کر رہتی ہے۔ اور یہ کوئی مسیح کی خصوصیت نہیں۔ فرمایا یہ ایک قانون ہے۔ جب بھی اور جس امر کی نسبت بھی خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ ہو جائے وہ ہو کر رہتا ہے۔ چنانچہ تمام انبیا اسی قانون کے نیچے آتے ہیں مسیح سے بڑھ کر مشکلات ان کے آگے آئیں اور وہ اسی قانون کے ماتحت ان پر غالب آئے۔ حضرت موسیٰ کی ولادت اور بعثت کے وقت مسیح سے بڑھ کر مشکلات تھیں اور وہ سب اسی قانون کے ماتحت حل ہو گئیں۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے وقت نہ صرف آپ کی قوم آپ کی جان کی دشمن ہو گئی۔ بلکہ عرب کے چاروں طرف کی قوموں نے اور بڑی بڑی زبردست سلطنتوں نے آپ کو اور آپ کے مشن کو مٹا ڈالنا چاہا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب پر نصرت و کامیابی بخشی۔ بس یہ تمام امور جو نبیوں کی تائید میں ظہور پذیر ہوتے ہیں سب خدا کے اسی قانون کی وجہ سے ہیں کہ جب وہ کسی امر کو کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو پھر وہ امر ہو کر رہتا ہے۔ اور کوئی دنیا کی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔

کن فیکون کا قانون ہر جگہ جاری و ساری ہے

دوسری جگہ سورت نمبر ۴۰ المومن آیت نمبر ۶۷ و ۶۸ میں جس کا حوالہ پادری صاحب نے بھی تعجب سے کیوں دیا ہے۔ یہ بتایا ہے کہ انبیا کیا ایک معمولی سے معمولی انسان کی ولادت بچپن جوانی، بڑھاپا، زندگی موت، غرضکہ اس کی زندگی کا ایک ایک مرحلہ اسی قانون کن فیکون کے ماتحت ظہور پذیر ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:- هو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا ومنکم من یتوفی من قبل ولتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم تعقلون هو الذی یحی ویمیت فاذا قضی امرا فانما یقول له کن فیکون" (المومن) وہی تو خدا ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے۔ پھر علقہ سے۔ پھر تم کو بچہ کی شکل میں ماں کے پیٹ سے باہر نکالتا ہے۔ پھر تمہیں زندہ رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ تم جوانی کو پہنچو۔ پھر تمہیں زندہ رکھتا ہے یہاں تک کہ تم بوڑھے ہو جاتے ہو اور تم میں وہ بھی ہیں جو پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ اور تم کو زندہ رکھتا ہے کہ تم وقت مقرر کو پہنچو اور تاکہ تم عقل سے کام لو وہی خدا ہے جو زندگی بخشتا ہے۔ اور موت دیتا ہے۔ بس جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تب اسے کہہ دیتا ہے ہو جا بس وہ ہو جاتا ہے۔

جو لوگ سائنس اور نیچرل فلاسفی سے واقف ہیں جانتے ہیں کہ انسان کی ولادت۔ نشوونما۔ اور زندگی کے ہر ہر مرحلہ پر کس قدر مخالف چیزیں موجود ہیں۔ جو اس کی ہلاکت کے لئے کافی ہیں لیکن یہ محض امر الٰہی ہے جو اسے ہر ایک مخالف حالات میں سے صحیح و سالم نکال کر لیجاتا ہے۔ اور نشوونما دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے وقت مقررہ کو پورا کر جاتا ہے۔ یہاں اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کی پیدائش مٹی سے۔ پھر نطفہ کی حالت۔ پھر علقہ کی حالت۔ پھر بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپا غرضکہ زندگی اور موت کا ہر مرحلہ خدا کے اسی قانون کن فیکون کے نیچے ہے۔ ایک انسان کی جو بھی حالت جناب الٰہی کے ارادہ میں مقدر ہو چکی ہے وہ پیدا ہو کر رہتی ہے اور اپنے مقصد کو پورا کر کے ختم ہوتی ہے۔ جس حالت کو پیدا کرنا ارادہ الٰہی میں مقدر ہوتا ہے اسے دنیا کی کوئی چیز نہ روک سکتی ہے نہ مٹا سکتی ہے جب تک ارادہ الٰہی پورا نہ ہو لے۔ اس کا حکم اٹل ہے۔

پادری صاحب کی "ایجاد بندہ"

پس اس آیت نے مسیح کے حالات کو ایک عام قانون الٰہی کے نیچے لا کر بتا دیا کہ وہ کوئی مسیح کی خصوصیات نہیں ہیں بلکہ خدا جس امر کو پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس کا حکم دیتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ مسیح کو پیدا کرنا چاہا۔ اس کو رسالت کے مقام پر کھڑا کرنا چاہا پھر اس کے حکم کو کون ٹال سکتا تھا۔ تمام انبیاء کے حالات زندگی اسی قانون کے نیچے ہیں۔ بلکہ ہر ایک انسان کی زندگی کا ایک ایک مرحلہ اسی قانون کے نیچے ہے۔ لہذا جو کچھ ہوا وہ خدا کے قانون کے مطابق ہوا۔ خدا کے قانون کے خلاف خارق عادت بات کوئی نہیں۔ پس ہر ایک غور کرنے والا شخص اس سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ خارق عادت کا ڈھکوسلا محض پادری صاحب کے اپنے دماغ کی "ایجاد بندہ" ہے جسکے اندر حقیقت کوئی نہیں۔ بعض پادریوں کے نزدیک اس میں کچھ ہرج نہیں سمجھا جاتا کہ یسوع کی خدائی ثابت کرنے کے لئے کچھ غلط امور کا ادعا کر کے اپنا الو سیدھا کر لیا جائے۔

(باقی آئندہ)

مسلمانوں کی ایجادات

تاریخ کی ورق گردانی کیجئے۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ مسلمانوں نے وہ کون علوم تھے جنہیں حاصل نہ کیا؟ وہ کون سے فنون تھے جن میں مسلمانوں نے کمال نہ پیدا کیا؟

وہ کون سی ایجادات تھی۔ جو ان سے بچ رہیں؟ اصفہان میں انہوں نے تلواریں بنائیں۔ تو حلب میں آئینہ سازی کی رسوم میں سبقی بنائی۔ تو تبریز میں قالین۔ سمرقند میں کاغذ اختراع کیا۔ تو مصر میں مصری بنائی مراکش میں چمڑے کی دباغت کی یمن میں ریشمی چادریں بنائیں ٹیونس میں جہاز سازی کی۔ تو بغداد میں بارود بنائی۔

ابن یونس نے وقت کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے آلہ پنڈولم ایجاد کیا۔ ابن تساعی بہت مشہور گھڑی ساز تھا۔ اور گھڑی سازی کے فن میں یکتائے روزگار تھا۔ کلاک کل اسی کا اختراع ہے۔

خلیفہ ہارون الرشید نے شاہ فرانس (شارلیمین) کو ایک گھڑی بھیجی تھی جس کو دیکھ کر وہاں کے لوگ دنگ ہو گئے تھے اور کسی کے سمجھ میں بھی نہیں آیا۔ کہ کس طرح استعمال کیا جائے۔ یہ گھڑی عجیب صنعت سے تیار کی گئی تھی۔ ایک بجے اس کے اندر سے ایک سوار نکلتا۔ دو بجے دو۔ تین بجے تین۔ اسی ایک ایک گھنٹے کے بعد ایک ایک سوار زیادہ نکلتا۔

علامہ شبلی نے اپنے مضمون میں ابن جبیر کے سفر نامہ سے دمشق کی ایک گھڑی کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ باب جبیرون کی دیواروں میں طاق کی شکل کا ایک دریچہ ہے اور اس میں چھوٹے طاقچے ہیں۔ ان طاقچوں میں چھوٹے چھوٹے دروازے ہیں۔ پہلے (دو آخری طاقچوں) کے نیچے دو باز بنے ہوئے ہیں۔ جو پیتل کی تھالیوں پر کھڑے ہیں جب ایک گھنٹہ گذرتا ہے۔ تو دونوں باز اپنی گردنیں بڑھاتے ہیں اور اپنی چونچ سے ان تھالیوں میں اس انداز سے پیتل کی گولیاں گراتے ہیں۔ کہ جادو معلوم ہوتا ہے۔ گولیوں کے گرنے سے گونج پیدا ہوتی ہے۔ اور طاقچے کا دروازہ جو اس گھنٹے کے لئے بنا ہوا ہے۔ خود بخود بند ہو جاتا ہے۔ اس طرح جب ایک دور پورا ہو جاتا ہے۔ تو تمام دروازے خود بخود بند ہو جاتے ہیں۔

خلیفہ مستنصر باللہ عباسی نے بغداد کے مشہور مدرسہ مستنصریہ کے لئے ایک عجیب و غریب گھڑی بنائی تھی جس کی یہ صورت تھی کہ لاجورد کا ایک حلقہ آسمان کی شکل کا بنا ہوا تھا۔ اور اس میں ایک آفتاب تھا۔ جو برابر حرکت کرتا رہتا تھا۔

محمد ابن موسے پہلا شخص تھا جس نے کرہ زمین کی پیمائش کا طریقہ بتلایا۔ آلات ایجاد کئے۔ اور اس فن میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں

امیر فتح اللہ شیرازی نے سب سے پہلے ایسی بندوق ایجاد کی کہ جس سے پے در پے بارہ آوازیں ہوتی تھیں۔

مشہور فرانسیسی مورخ ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے منجملہ عربوں کے ایجادات کے ایک بہت بڑی ایجاد بارود ہے۔

اسپین کے سلطان عبد المومن نے قرآن پاک کے رکھنے کے لئے ایک عجیب و غریب صندوق تیار کرایا تھا۔ جس میں کنجی ڈالنے سے پٹ کھل جاتے۔ اور اندر سے ایک خانہ نکلتا۔ جس میں ایک رحل کی کرسی رکھی ہوئی ہوتی۔ رحل خود بخود کھل جاتی۔ اور جب رحل اور چوکی باہر نکل آتیں۔ تو پٹ خود ہی بند ہو جاتے۔ جب کنجی الٹی پھیری جاتی تو خانہ کھل جاتا۔ اور چوکی اور رحل بند ہو جاتیں

لیڈی میریا کالیکینٹ اپنی تاریخ اسپین صفحہ ۹۵ میں اسی سلطان کی عجیب و غریب ممبر و کرسی کے بیان میں لکھتی ہے۔ کہ ۴۴

۴۴ جو ممبر و کرسی عبد المومن کے واسطے اس کی خاص مسجد میں بنائی گئی تھی۔ اگر اس کی تعریف پر اعتبار کریں۔ تو اس زمانہ میں مشینری بنانے والوں کی عقل بہت تیز تھی۔ ممبر خوشگوار لکڑی کا نہایت حکمت سے بنا گیا تھا۔ پھولوں اور بیلوں سے منقش تھا۔

نہایت صاف پٹری اور قبضے سونے کے تھے۔ چوکی یا تکیہ گاہ بیش قیمت تھی۔ جہاں جہاں چاہتے وہاں رکھتے تھے اور سرکانے میں کسی قسم کی کھڑکھڑاہٹ نہیں ہوتی تھی۔

اس کے چھ ٹکڑے تھے۔ اور تہ بہ تہ ہو جاتے تھے۔ اور اس کے ذریعہ سے وہ بھی بڑھ سکتے تھے۔ اس کے قبضے ایسے بنائے گئے تھے کہ مثل پہیوں کے استعمال میں آتے تھے۔ اور کچھ آواز کھڑکھڑاہٹ کی نہیں آتی تھی۔ ممبر اور کرسی ایسے علم ہندسہ کے مطابق بنائی گئی تھی۔ کہ جب بادشاہ کسی دروازے سے داخل ہو اور وہ کھولا جائے۔ تو اسی وقت اور فوراً اور معاً ہٹ سکتے تھے اور ممبر ایسا تھا کہ جب واعظ درجے پر چڑھتا۔ تو رفتہ رفتہ اس کا دروازہ کھل جاتا جب واعظ اس کے اندر داخل ہو جاتا تو آہستہ آہستہ بند ہو جاتا اور اس کا تمام خاندان اسی طرح کرسی میں داخل ہوتے تھے

امیر فتح اللہ شیرازی نے ایک ایسی چکی بنائی تھی جو بغیر پانی اور ہوا کی مدد سے خود بخود چلتی

جماعت احمدیہ لاہور میں میری شمولیت

منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی — اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

از ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے اتالیق فرزندان حضرت امیر ڈلہوزی

مجھے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے قریباً ایک ماہ ہو گیا ہے۔ میری مسرت کی کوئی انتہا نہیں ہوتی جب فراغت کے خاموش لمحوں میں میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جماعت میں داخل ہونے سے میری زندگی میں ایک عظیم الشان تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ گو میں جماعت کا ایک گمنام اور بے وقعت و بے وسعت فرد ہوں مگر کاش! غیر احمدی بھائی جو محض غلط فہمی اور ناواقفیت کی وجہ سے احمدیت کی مبارک تحریک کو باطل سمجھتے ہیں اور اس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں میری طرح بے تعصبانہ اور منصفانہ طور پر تلاشِ حق میں نکلتے اور جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد اور اس کے کارہائے نمایاں کا بغور مطالعہ کرتے۔

جماعت احمدیہ لاہور میں داخل ہونے سے پہلے

میرا خیال تھا (جس طرح آجکل عام مسلمان سمجھتے ہیں) کہ احمدیت کوئی نیا اور من گھڑت مذہب ہے۔ فی الحقیقت ان دنوں مجھے مذہب اسلام سے بھی کوئی سروکار نہ تھا۔ میں اسلامی فرقوں کی آئے دن کی چپقلش کو دیکھ کر خیال کرتا کہ حقیقی اسلام میں فتور آ گیا ہے۔ مذہب میں سراسر فساد ہی فساد ہے۔ گو اس وقت بھی اسلام کو سچا دین تو مانتا تھا مگر جب دیکھا کہ ایک ہی مذہب کے مختلف فرقے ہو گئے ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے بھی لگا رہے ہیں تو دل بیزار ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صرف پانچ وقت رسمی طور پر نماز اور طوطے کی طرح تلاوتِ قرآن پر ہی اکتفا کیا اور مطمئن رہا۔ تحقیق فی المذہب کو تضیع اوقات سمجھا اور تلاشِ حق کو خیرباد کہا۔ مذہبی مباحثوں سے کوسوں دور بھاگتا۔ جب کبھی کوئی مذہبی بحث سنتا لاحول ولا قوۃ پڑھتا۔ مختصر یہ کہ مذہب کو بے معنی اور کیا جانے کیا سمجھتا تھا۔ میں اپنے آپ کو تمام مذہبی جھگڑوں سے آزاد پا کر خوش تھا۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ احمدیت کو میں ایک الگ اور من گھڑت مذہب سمجھتا تھا عموماً سننے میں بھی یہی آتا تھا کہ مرزائی سراسر کافر ہیں اور ایک جھوٹے نبی کے پیرو ہیں۔ اور یہی میرا یقین تھا۔

حضرت امیر کی سرپرستی میں

اب رہے نصیب، اتفاق ایسا ہوا کہ قسمت حضرت امیر صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں ڈلہوزی لے آئی۔ یہاں آنے سے پیشتر میں اپنے ایک دوست کو خیرباد کہنے گیا۔ وہ فرمانے لگے:۔ "مجھے ڈر ہے کہیں تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ مرزائیوں کی صحبت میں جا رہے ہو خدا خیر کرے۔ دیکھنا ان کی کتابیں بھولے سے بھی نہ پڑھنا۔ اور نہ ہی ان کی باتوں کے فریب میں آنا۔ وہ ایسی ایسی باتیں لکھتے ہیں اور وہ وہ ثبوت دیتے ہیں کہ ناچار ماننے ہی پڑتے ہیں"۔ میں نے کہا نہیں جی۔ ہرگز نہیں۔ یہ کبھی ہو سکتا ہے۔ مجھے ان کی مذہبی کتب سے واسطہ کیا۔ میں تو ان کی ایسی ویسی بات پہ کان تک بھی نہ دھروں۔

ایک بے بنیاد سوء ظنی اور اس کا ازالہ

یہاں آ کر دارالسلام جیسی روح فروکش ہوئے اسی دن امیر صاحب نے ظہر کی نماز پڑھائی تو مجھے بھی باجماعت نماز پڑھنی پڑی۔ امام صاحب تو دو دفعہ کے بعد دیگرے نماز چار فرض پڑھا کر تشریف لے گئے۔ ادھر میں تھا کہ اور بھی بدظن ہو گیا اور بہت پیچ و تاب کھایا۔ جب مغرب کی نماز ہوئی تو یہی کیفیت دیکھنے میں آئی۔ امام صاحب تین فرض اور اس کے جلدی بعد چار فرض نماز پڑھا کر چلتے بنے۔ اب تو مجھے پورا یقین ہو گیا کہ سچ مچ احمدیت کوئی الگ مذہب ہے۔ اور احمدیوں کی نماز بھی علیحدہ ہے۔ اصل بات یہ تھی کہ سفر کی تکان کی وجہ سے امیر صاحب نے صرف نماز فرض ہی پڑھائی۔ ظہر اور عصر کی، اور مغرب و عشا کی نمازیں ملا کر پڑھائیں۔ دوسرے دن جب حضرت امیر صاحب نے پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھائیں تب جا کر مجھے سمجھ آئی کہ احمدی بھائیوں کی نماز تو بعینہٖ وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کی۔

کتاب تحریک احمدیت کا مطالعہ

ایک دن میں مولوی عبدالوہاب کے دفتر میں گیا تو میز پر چند کتابیں پڑی پائیں۔ "تحریکِ احمدیت" کی خوبصورت جلد اور چھپائی دیکھ کر بے اختیار پڑھنے کو جی چاہا۔ مگر دوست کی نصیحت بھی یاد آ گئی۔ اور دفعتاً نگاہ "عقائدِ جماعت احمدیہ لاہور" پر پڑی۔ لگا پڑھنے۔ جس طرح سورج کی روشنی سے ظلمت دور ہوتی ہے یا جس طرح حرارت سے برف پگھل کر بہ جاتی ہے۔ احمدیوں کے متعلق جو جو مجھ میں غلط فہمیاں تھیں ایک ایک کر کے کافور ہوتی گئیں۔ کتاب کو کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی نئی چیز کو انصاف کی کسوٹی پر نہ پرکھا جائے۔ جب تک کسی نئی تحریک کو تعصب کی عینک اتار کر نہ دیکھا جائے وہ سراسر باطل معلوم ہوتی ہے۔

صداقت کا اثر

چنانچہ تمہیدی اوراق سے گزر کر جب میں وفاتِ مسیح اور مرزا صاحب کے دعوی مسیح موعود پر پہنچا تو تحریر کچھ ناگوار سی معلوم ہونے لگی۔ جس طرح آجکل تمام مسلمانوں کی کیفیت ہے اسی طرح میرا مذہب بھی سنی سنائی باتوں پر تھا۔ ہمیشہ علمائے دین سے یہی سننے میں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف زندہ اٹھائے گئے تھے۔ یہی یقین مجھ میں بخوبی سرایت کر چکا تھا۔ مگر جوں جوں بحث چھڑتی گئی اور عقلی دلائل کے علاوہ قرآن اور احادیث سے شہادت پر شہادت ملتی گئی تو آنکھ کھلی کہ حقیقت کچھ اور ہے۔ مگر ایک پرانے عقیدہ کو جو جزو ایمان بن چکا ہو ترک کر دینا آسان نہیں۔ انصاف تو ماننے پر مجبور کرتا تھا مگر دقیانوسی خیال بھی گھر کر چکا تھا۔ دوست کی بات بھی یاد آ گئی کہ مرزائی دلائل سے قائل کر لیتے ہیں۔ اگر دلائل من گھڑت یا بجّلی فلسفہ پر مبنی ہوتے تو ایک بات تھی۔ یہاں تو قرآن و حدیث شہادت دے رہے ہیں۔ لہٰذا ایک مسلمان کا فرض ہے کہ ان کو مانے۔ ورنہ قرآن پر ایمان لانے کا دعویٰ کیسا۔

اب تو کتاب کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ احمدی بھائیوں کا ہم خیال بن کر کتاب کا بغور مطالعہ شروع کر دیا۔ واللہ ایک ایک بات سنہرا ب دل پہ ایسی ضرب لگاتی کہ بے اختیار بے شک! بے شک!! منہ سے نکلتا۔ مجھے پہلی دفعہ معلوم ہوا کہ سنی سنائی باتوں کو بعض اوقات حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔

دجال کے متعلق میرے پرانے خیالات

جب بحثِ دجال پر پہنچا تو لفظ لفظ کو صداقت میں ڈوبا ہوا پایا۔ عام مسلمانوں کی طرح میرے بھی دجال کے متعلق عجب مضحکہ خیز خیالات تھے۔ کہ خدا جانے دجال کیسی بلا ہوگا جو دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس کے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہوگا۔ اس کی ایک جیب میں بہشت ہوگا اور دوسری میں دوزخ۔ وہ روٹیوں کے پہاڑ اٹھاتا پھرے گا۔ وہ ایک تاجر کی طرح ہوگا اور اپنا سامانِ تجارت کندھوں پر لیے پھرتا ہوگا۔ وہ اس قدر تیز رفتار ہوگا کہ زمین کو پلیٹا سمیٹتا چلا جائے گا۔ ایک خچر پہ سوار ہوگا اور اس کے خچر کا سر اس قدر لمبا چوڑا ہوگا کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ ہوگا۔ ہوائیں اور بادل اس کے حکم کے ماتحت ہوں گے۔ تمام نیچر پر اس کا تسلط ہوگا غرض اس کی اپنی خدائی ہوگی اور مخلوق کو اپنے دامِ فریب میں پھنسا کر انہیں اپنا عابد بنائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

مسلمانوں کی افسوسناک لفظ پرستی

افسوس اگر مسلمان ظاہری الفاظ سے دھوکا نہ کھاتے اور ایک کشفی اور تعبیر طلب بات کو اصلیت پہ محمول نہ کرتے تو حقیقت سے دور نہ جا پڑتے۔ ایسی عقل و فہم پر تف جو یہ تسلیم کرے کہ مذکورہ بالا تمام خصوصیات ایک فردِ واحد میں موجود ہو سکتی ہیں۔ بالفرض مان بھی لیا جائے کہ دجال ایک فردِ واحد ہے۔ اس کو تو پھر ایک نادان بچہ بھی پہچان لے۔ پھر احادیث یہ کیوں کہتی ہیں کہ امتِ رسولؐ میں صرف ایک خدا کا بندہ اسے پہچانے گا۔ اور خلق خدا کو اس سے خبردار کرے گا۔ افسوس! اگر مسلمان ذرہ بھر بھی عقل و فہم سے کام لیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ دجال ایک فردِ واحد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ ایک قوم یا بعض اقوام ہیں۔ اور دجال کی تمام خصوصیتیں اقوام یورپ پر پوری پوری صادق آتی ہیں۔ غضب ہے مسلمانوں سے روحانیت اور حقیقت اس قدر مفقود ہو چکی ہے کہ وہ زمینی باتوں اور لفظ پرستی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا یقین

اس دلچسپ و پُر صداقت تحریر کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ جس مبارک ہستی کی پیشین گوئی قرآن اور احادیث میں ہے وہ جناب مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ ہیں۔ ان سے پہلے یہ بات کسی کے فہم و گمان میں بھی نہ آئی کہ دجال یورپین اقوام ہی ہیں۔ انہوں نے غافل مسلمانوں کو خوابِ خرگوش سے جگایا اور انہیں جتا دیا کہ دجال کا ہمہ گیر فتنہ نمایاں ہے۔ انہوں نے مسیحیت کا ایسا مقابلہ کیا کہ آج مخالف بھی انگشت بدنداں ہیں۔ صرف یورپ ہی میں نہیں بلکہ چہار دانگِ عالم میں پیغام الٰہی پہنچایا۔ اور اشاعتِ اسلام کا وہ حق ادا کیا کہ دشمنوں سے بھی خراجِ تحسین وصول کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو قرآن کریم کی صحیح تعلیم سے واقف کیا۔ اور ان پر کلامِ الٰہی کی عظمت روشن کی۔ اسلام کو تمام بدنما دھبوں سے پاک صاف کیا۔ اور ثابت کیا کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک زندہ جاوید مذہب ہے۔ اور یہی عقلی اور عملی دین ہے۔ کاش! مسلمان مرزا صاحب کے کمالات پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے اور انصاف سے کام لیتے۔

بیعت کے لئے بے چینی

جب میں نے تحریکِ احمدیت ختم کر لی تو میں بفضل خدا احمدی ہو چکا تھا۔ صرف بیعت کی کسر رہ گئی تھی۔ چنانچہ

دفعہ حضرت امیر صاحب کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر رک جاتا۔ خیال آتا کہ یہاں قدم پھونک پھونک کر رکھنا چاہیئے مبادا قعر ضلالت میں جا پڑوں۔ اور خدا اور خلق خدا کا مورد لعنت ہو جاؤں مگر یہ خوف بے بنیاد تھا صرف وہم تھا جو حق کی روحانی طاقت نے مٹا دیا۔ حق نے اظہار حق کی جرأت دی۔ میں بیعت کرنے کے لئے بے چین ہو گیا۔

جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد

میں نے محسوس کیا۔ کہ مجھے کھویا ہوا خزانہ مل گیا مجھے اس قدر مسرت حاصل ہوئی۔ کہ میں خود حیران تھا۔ خدا کی قدرت اس وقت سے دل پر مخفی طور پر عجب تاثرات پیدا ہونے چلے گئے میں محسوس کرنے لگا کہ میرا ایمان اللہ تعالےٰ پر از سر نو تازہ ہو گیا ہے واللہ یہ حقیقت ہے۔ نماز جو پہلے محض رسمی رنگ میں ادا کرتا تھا۔ اب مسرت معلوم ہونے لگی۔ رکوع و سجود میں رقت قلب اور خشوع و خضوع پیدا ہو گیا۔ لمبی قرأت جو پہلے ناگوار گزرتی تھی۔ اب دل میں عجیب کیفیت پیدا کرتی ہے بے اختیار جی چاہتا ہے کہ خدا کی درگاہ میں گڑگڑا کر سجدہ ریز ہو جاؤں۔ ایک وقت تھا کہ عجیب طرح کی اوٹ پٹانگ اور دنیاوی مقاصد کے حصول کی دعائیں مانگا کرتا تھا۔ مگر اب الحمد للّٰہ پہلا دعائیہ کلمہ جو ہر نماز میں منہ سے نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اے پاک پروردگار خدمت اسلام کی توفیق دے۔ قلم سے۔ کلام سے۔ جان و مال سے یا اللہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی استطاعت بخش۔

کاش مسلمان احمدیت کی قدر کریں!

کاش غیر احمدی بھائی جانتے۔ کہ احمدی جماعت میں داخل ہونے سے کیا کیا برکات اور کیا کیا روحانی انعامات خدا کی طرف سے نصیب ہوتے ہیں۔ قدرتاً دل میں اسلام کے لئے ایک تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ افسوس! اگر مسلمان بغض و عناد کو چھوڑتے اور حق کے لئے چھان بین کرتے۔ تو احمدی جماعت کی اس شاندار خصوصیت کی قدر کرتے۔

برادران اسلام کی ہٹ دھرمی اور ضد

یا تو یہ کیفیت تھی۔ کہ مذہبی کتب پڑھنے کو دل نہ چاہتا اور بے لطف معلوم ہوتی تھیں۔ یا یہ حالت ہے۔ کہ ان کے پڑھنے سے طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ اور روح میں ایک تازگی پیدا ہو جاتی ہے خصوصاً مسیح موعود کی کتب میں جو روحانی طاقت ہے۔ اس کا اندازہ پڑھنے والے بھی لگا سکتے ہیں۔ مگر نہایت افسوس کی بات ہے۔ کہ مسلمان ان کی کتابوں سے اس طرح دور بھاگتے ہیں۔ جس طرح کوا تیر کمان سے۔ اور بغیر ان کے پڑھے نہایت جھوٹے اور بے بنیاد اعتراض کرتے ہوئے خدا سے بھی نہیں ڈرتے۔ یہ صرف ضد اور ہٹ دھرمی ہے اور کچھ نہیں۔ کہ حق کو چھپاتے ہیں۔ مگر دل میں خوب منصف ہیں یہ خدا کی شان ہے۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ باوجود ان کی حد درجہ کی مخالفت کے جماعت برابر ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور دن دونی اور رات چوگنی عظمت حاصل کر رہی ہے مگر ضد کو نہیں چھوڑتے۔

خاکسار غلام محمد۔ خادم۔ بی۔ اے

خبریں

ہندوستان

—— مظفرپور ۱۹ جولائی۔ شدید بارش کی وجہ سے شمالی بہار میں جو سیلاب طغیانی آگئی کافی علاقہ خطرہ میں ہے حکام احتیاطی تدابیر میں مصروف ہیں۔

—— شملہ ۱۸ جولائی۔ اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سر ہنری ہیگ نے کہا کہ دہلی کے انتظامی معاملات حکومت پنجاب کے انتظامی معاملات کی طرح انجام پاتے ہیں اور دہلی کی فوجداری اور سول عدالتیں لاہور ہائیکورٹ کے ماتحت ہیں اس لئے جب تک ہندی زبان کو پنجاب کی عدالتوں میں رواج نہیں دیا جاتا دہلی میں اس کی ترویج ناممکن ہے۔

—— شملہ ۲۰ جولائی۔ مسٹر گیا پرشاد نے اسمبلی میں سوال کیا کہ آیا یہ صحیح ہے کہ سر آغا خاں نے حکومت سے یہ درخواست کی ہے کہ مجھے ہندوستان میں کچھ علاقہ دیا جائے تاکہ میں اپنی خدمات کے معاوضہ میں اس پر حکومت کر سکوں۔

—— مسٹر مٹکاف فارن سکرٹری نے جواب میں کہا کہ ہز ہائی نس سر آغا کی طرف سے ایک خفیہ مکتوب موصول ہوا تھا حکومت اس کی تفصیلات بتلانے سے معذور ہے۔

—— مسٹر ینگ چیف جج لاہور ہائیکورٹ تعطیلات بسر کرنے کے لئے انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔

—— دارجیلنگ ۲۱ جولائی۔ کوہ ہمالیہ کی مہنہ تی پر ایک مشہور یورپین سیاح موریس ولسن گم ہو گئے ہیں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ برف سے ہلاک ہو گئے ہیں۔

—— مدراس ۲۱ جولائی۔ مشہور ہندو لیڈر مسٹر رام سوامی مدلیار نے کمیونل ایوارڈ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے ایک تقریر میں فرمایا کہ پہلی اور دوسری گول میز کانفرنس کو گاندھی جی اور مہاسبھائی لیڈروں نے ناکام بنایا۔

—— مسٹر ہارڈنگ سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور کو ریاست بیکانیر میں انسپکٹر جنرل پولیس مقرر کیا گیا ہے۔ اور ان کی جگہ مسٹر رس لاہور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر ہوئے ہیں انہوں نے مسٹر ہارڈنگ سے چارج لے لیا ہے۔

—— شملہ ۲۱ جولائی۔ ہز ایکسلنسی وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن اپنے سٹاف کی معیت میں پرسوں اودے پور، اندور، دھار، رتلام اور جے پور کے دورہ پر روانہ ہو جائیں گے اور ۳ اگست کو واپس شملہ آئیں گے۔

—— ناگپور میں ہیضہ اور چیچک کی وبا زوروں پر ہے۔

—— سکندرآباد دکن ۲۱ جولائی مزارعین کی مسلسل مصائب کے پیش نظر حکومت نظام نے ریاست کے چار ڈویژنوں کے کاشتکاروں کو قرضہ تقاوی عطا کرنے کی غرض سے ۲ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔

—— لاہور سے کلکتہ جاتے ہوئے گاندھی جی کانپور سے گزرے تو متعدد اشخاص نے پلیٹ فارم پر سیاہ جھنڈیوں سے مظاہرہ کیا ہے۔

—— رجسٹرار مسلم یونیورسٹی علیگڑھ نے اعلان کیا ہے کہ یونیورسٹی کے داخلہ کی تاریخ ۸ اگست تک بڑھا دی گئی ہے جو طلبا داخل ہونا چاہتے ہوں انہیں بہت جلد داخل ہو جانا چاہیئے۔ ۸ اگست کے بعد کوئی داخلہ نہیں ہوگا۔

—— مہاراجہ کپورتھلہ نے یورپ سے حکم بھیجا ہے چودھری عبد العزیز بیگووالیہ اور ان کے رفقا سے جیل میں عام قیدیوں سا سلوک کیا جائے ان کو کسی قسم کی رعایت دینے کی ضرورت نہیں اور چودھری صاحب موصوف کو ان کی انقلابی سرگرمیوں کی پاداش میں دو ماہ تک طوق و سلاسل میں جکڑے رہنا دیا جائے۔

—— ہائیکورٹ الیکٹرک برانچ میں مسلمانوں کے ساتھ نہایت بے انصافی ہو رہی ہے اس کی وجہ سے اسلامی حلقوں میں بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔

—— کلکتہ کی اینٹی گاندھی لیگ (مخالف گاندھی لیگ) نے اعلان کیا ہے کہ ہم گاندھی کو قتل نہیں کرنا چاہتے بلکہ گاندھی ازم کو مٹانا چاہتے ہیں۔

ممالک خارجہ

—— چند روز ہوئے ترکی سمندر میں ایک برطانی کشتی کمڑی تھی جس پر ایک ترکی افسر نے بطور اشتباہ فائر کر دئے اس طرح ایک برطانی افسر ہلاک اور کچھ برطانی لوگ زخمی ہوئے ہلاک شدہ افسر کا نام سرجن لفٹننٹ رامینس ہے۔ اس کی نعش کی تلاش جاری ہے لیکن اب تک اس میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ ترکی افسر اس تلاش میں برطانی افسروں کی امداد کر رہے ہیں۔

—— اس حادثہ کے متعلق حکومت ترکی نے جو بیان دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ترکی افسر چواصل نے تین برہنہ اشخاص کو ایک کشتی سے ساحل پر اترتے دیکھا۔ جب ان لوگوں کو ٹھہر جانے کو کہا تو انہوں نے کوئی پروا نہیں کی اس پر بطور انتباہ ان کے سروں پر فضائے آسمانی میں فائر کیا اس پر بھی ان برہنہ اشخاص نے کوئی توجہ نہیں کی۔ اس کے بعد ترکی افسر کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ ناجائز طور پر تجارت کرنے والے ہیں اور محاصل کی ادائیگی سے گریز کرتے ہیں اور اس نے فائر کر دیا۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ترکی حکومت نے اپنے سفیر متعینہ لندن کو ہدایت کر دی ہے کہ حکومت موصوفہ کی طرف سے برطانوی حکومت کے روبرو اس واقعہ پر اظہار افسوس کر دے مگر اس کے ساتھ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ترکی حکومت افسر محصولات کو بالکل حق بجانب خیال کرتی ہے۔

—— بہت سے برطانی جنگی جہاز اور کشتیاں اسی حادثہ کے سلسلہ پر ترکی سمندر میں پہنچ گئے ہیں۔

—— اس واقعہ کی وجہ سے برطانیہ میں رنج و غم کی ایک زبردست لہر دوڑ گئی ہے دار العوام میں بھی اس سلسلہ میں متعدد سوالات کئے گئے جن کا سر جان سائمن نے مناسب جواب دیا۔

—— سر سائمن نے دار العوام میں کہا کہ میں نے ترکی سفیر کو بلا کر ان سے ملاقات کی اور معاملہ کی نزاکت پر انہیں توجہ دلائی۔ سفیر موصوف نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس بارہ میں بہت جلد اپنی حکومت کو رپورٹ بھیجیں گے اس کے علاوہ برطانوی سفیر متعینہ ترکی کو بھی ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اس معاملہ کو باقاعدہ طور پر حکومت ترکی کے سامنے پیش کریں۔

—— استنبول ۲۰ جولائی۔ برطانوی سفیر نے ترکی وزیر خارجہ کے ساتھ مذکورہ بالا حادثہ کے متعلق دوستانہ گفتگو کی۔ وزیر موصوف نے حادثہ پر بہت افسوس کیا اور تجویز کیا کہ ایک مشترکہ کمیشن اس واقعہ کی تفتیش کے لئے مقرر کیا جائے گا جو اس بات کی تحقیقات کرے گا کہ کیا اس حادثہ کی وجہ کسی پارٹی کا عناد تو نہیں۔

—— لندن ۲۰ جولائی۔ جنرل شمشیر جنگ آف نیپال کی بیوی کا انگلستان میں انتقال ہو گیا۔ تجہیز و تکفین کی رسم موضع سینٹ جان میں ادا کی گئی۔ غالباً انگلستان میں یہ پہلا موقع ہے کہ ایک انسانی لاش کو سپرد آتش کیا گیا ہو۔

—— غیر معمولی خشک سالی کے بعد انگلستان کے اکثر حصوں میں بارش شروع ہو گئی۔

—— یورپ کے بعض سیاسی حلقوں میں توقع کی جاتی ہے کہ سابق قیصر عنقریب جرمنی میں واپس چلا جائے گا۔

—— گزشتہ دنوں پولینڈ میں زبردست سیلاب آئے جن سے پانچ ہزار خاندان بے گھر ہو گئے۔

—— ۱۹ جولائی کو لندن میں زلزلے کا شدید جھٹکا محسوس ہوا۔

استنبول ۱۲ جولائی۔ برطانوی افسر پر گولی چلائے جانے کا معاملہ نہایت خوش اسلوبی سے رفع دفع ہو گیا برطانوی اور ترکی حکومتوں کے مابین یہ فیصلہ ہوا ہے جس مقام پر سرجن رامسن مارا گیا تھا وہاں پر نماز جنازہ ادا کی جائے ایک ترکی جنگی جہاز بھی اس تقریب میں شرکت کرے گا۔

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۰۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا عقیدہ

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۳۴ء | نمبر ۴۶

اسلام اور پیغمبر اسلام

کے حضور میں ہندو اکابر کی نذر عقیدت

(۱) میں مذہب اسلام سے محبت رکھتا ہوں اور اس کی تعلیم کے بعض حصص کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اسلامی پیغمبر کو دنیا کے رجال عظیم میں سے سمجھتا ہوں آپ کی سوشل اور پولیٹیکل تعلیم کا مداح ہوں۔

(لالہ لاجپت رائے آنجہانی)

(۲) اسلام نے اخوت اور برادرانہ روابط پر جسقدر زور دیا اور جس شدومد سے وہ اس پر عمل پیرا ہوا اس کی مثال دنیا کا کوئی اور مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے اس میں ہندوؤں کی طرح ذات پات کا مطلق موجود نہیں۔ یہ مسلمانوں کی انتہائی ہمدردی اور خدا ترسی ہی کا نتیجہ تھا جس نے ہندوستان جیسے عظیم الشان ملک کی مذہبی زندگی اور خیالات میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ اسلام نے سیاسی طور پر بنی نوع انسان کو اتنے حقوق عطا کئے جو رومیوں اور دیگر اقوام نے صدیوں میں بھی اپنی رعایا کو نہ دئے تھے اسلام نے ٹیکس محدود کر دیا، قانوناً سب انسانوں کو ایک دوسرے کے مساوی بنا دیا۔ حکومت خود اختیاری کے اصول رائج کئے بادشاہوں کے اختیارات پر پابندیاں عاید کر دیں۔ (بابو بپن چندر پال)

(۳) میں ایک راسخ العقیدہ ہندو ہوں لیکن میں نے ہندو عیسائی اور اسلامی مذاہب کے بانیوں کے حالات زندگی کو اپنی بہترین توجہ کا خراج دیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے اور ببانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ میری رائے میں جس مذہب کو اخوت باہمی اخلاق تہذیب اور اتحاد کی دولت فراوانی کے ساتھ عطا کی گئی ہے وہ تمام مذاہب کا سرتاج اسلام ہے اچھوت پن کی لعنت کو دور کرنے کی طاقت اسلام اور صرف اسلام میں ہے۔ پیغمبر اسلام (صلعم) تمام اوصاف حسنہ کے مجسمہ تھے۔ مسلمان فطرتاً روحانیت پسند واقع ہوئے ہیں بخلاف ازیں ہندو مادی ترقی کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں ان کی تمام خصلتیں نمائشی ہیں اور میری پیشگوئی ہے کہ اگر ہندو سوسائٹی کا یہی طرز عمل رہا تو ہندو قوم چند صدیوں کے اندر صفحہ ہستی سے محو ہو جائے گی اور بنی نوع انسان کا بیشتر حصہ دین فطرت کا پیرو ہو جائے گا۔ میری دلی خواہش ہے کہ خداوندکریم میری پیشگوئی کو پورا کرے اور اسلام کے جھنڈے تلے لاکر بنی نوع انسان کی تمام تکالیف کو دور کرے۔

(شری راج وید پنڈت گنگا دھر پرشاد رئیس اعظم۔ الہ آباد)

(۴) حضرت محمد صاحب (صلعم) نے فی الحقیقت اس زمانہ کے تاریک عرب میں ہدایت کا ایک لیمپ روشن کرکے رکھدیا بلاشبہ محمد صاحب (صلعم) نے وحدت کی تعلیم دی ہمیں تسلیم ہے کہ آپ نے اخوت کی ایک حیرت انگیز نہر چلادی اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ اپنے خیالات کی اشاعت کے باعث تکالیف اور مصائب برداشت کئے

(اڈیٹر اخبار چندر)

(۵) اسلام انسانی مساوات کا نہایت مکمل سلسلہ ہے

(سی۔ پی۔ رائے)

(۶) اگر حالات کو پیش نظر رکھا جائے اور ان اقوام کی طبیعت کو ذہن میں رکھا جائے جن میں پیغمبر اسلام نے کام کیا تو کہنا پڑے گا کہ پیغمبر اسلام نے کیا سے کیا کر دیا، اس زمانہ میں متعدد خداؤں کی پرستش ہوتی تھی لیکن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کی وحدانیت پیش کی یہ وحدانیت ایک طرف ایرانیوں دوسری طرف عیسائیوں اور تیسری طرف عربوں کے عقائد کے خلاف تھی اور ان حالات میں پیغمبر اسلامؐ نے سب سے پہلے عربوں کے سامنے اللہ کی وحدانیت کا شاندار تخیل پیش کیا تھا پیغمبر اسلام نے جو مذہب پیش کیا وہ رواداری کا مذہب تھا۔ ضروری ہے کہ غیر مسلم اس مذہب کی صداقت کو محسوس کریں تاکہ مختلف اقوام ہند امن و صلح کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں (مسٹر سینہ موتی)

(۷) جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے پیغمبر اسلام کا غیر متزلزل یقین خدا پر تھا اور پھر انھوں نے جس طاقتور جذبہ عمل کا ثبوت فرمایا اور انسانوں کے درمیان مساوات کے معاملہ میں جسقدر زور دیا ان کے ان اوصاف نے ہمیشہ میرے اندر ایک روح پیدا کی ہے اس لئے میں نہایت خلوص کے ساتھ عقیدت کے پھول پیش کرتا ہوں

(لالہ دیوان چند شرما پرنسپل دیانند کالج لاہور)

(۸) حضرت محمدؐ کا شمار ان مہاپرشوں میں ہے جو ساری دنیا کا مشترکہ سرمایہ ہیں ان کی تعلیم میں بہت سی ایسی باتیں پاتا ہوں جن سے پیروان اسلام کے علاوہ دوسرے لوگ بھی مساوی طور پر مستفید ہو سکتے ہیں

(لالہ دیش بندھو۔ ڈائرکٹر اخبار تیج)

(۹) وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام اپنی ناقابل انکار صداقت اور روحانیت کے ذریعے ہنود کو اپنے میں جذب کر لیگا وہ زمانہ قریب ہے جبکہ اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے گا۔ اور ہندوستان میں ایک ہی مذہب ہوگا، ممکن ہے ہندو مذہب گذشتہ زمانہ میں زندہ مذہب رہ چکا ہو اور ہندوستان کے باشندے جبراً اسلام میں داخل کئے گئے ہوں مگر کون کہہ سکتا ہے اور اس میں کس کو شک ہے کہ مسلمان ہندوستان کو فتح کریں اور اس کو اپنے قبضہ و اقتدار میں لے آئیں تو اس میں ہندوستان کی بہتری ہوگی اور یہ امر اس کے لئے باعث فلاح و بہبود ہوگا۔

(سر رابندر ناتھ ٹیگور)

میں نے قرآن کے انگریزی ترجمہ کو پڑھا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کی تعلیمات نہایت آسان عام فہم اور انسان کی فطرت کے مطابق ہیں ایک ہٹ دھرم بھی اسکی تعلیمات میں کوئی ایسا عیب نہیں بتا سکتا جو انسانی تہذیب کے معیار سے گرا ہوا ہو

(ٹی ناتا رام ایم اے پروفیسر الفنسٹن کالج بمبئی)

جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر

"الفضل" کا عذر گناہ بدتر از گناہ

(از جناب ماسٹر محمد عبداللہ صاحب اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی)

گذشتہ اشاعتوں میں جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر اور "الفضل" کے عذر لنگ کے متعلق کافی لکھا جا چکا ہے۔ مندرجہ ذیل مضمون کئی روز ہوئے موصول ہوا تھا۔ ہمارے خیال میں اس کے بعد سردست مخفی تفسیر کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہر ایک صاحب نظر کے سامنے آگئی ہے۔ کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنی تفسیر کی مخفی اشاعت کی اور اس سلسلہ میں "الفضل"۔۔۔۔ نے جو عذر پیش کیا ہے وہ نہایت غیر معقول اور بے معنی ہے۔ (مدیر)

بڑی انتظار کے بعد الفضل مجریہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۴ء میں جناب میاں صاحب کی تفسیر القرآن کے مخفی رکھنے کے راز کی وجہ بیان کی گئی ہے۔ آخر وہی ہوا جس کی توقع تھی۔ "پیغام صلح" نے اپنی ۲۰ جولائی کی اشاعت میں "الفضل" کے جواب کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی "جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر" کے عنوان کے ماتحت "پیغام صلح" نے لکھا تھا "حیرت ہے کہ جناب خلیفہ قادیان کا سرکاری گزٹ "الفضل" اس بارہ میں ابھی تک خاموش ہے۔ چپ رہنے کی تو اسے عادت نہیں معقول جواب نہ بن پڑے تو غیر معقول جواب دینے میں بھی اسے کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ اور بالعموم اس کے جواب غیر معقول اور لچر ہی ہوتے ہیں۔ سرے سے کوئی جواب نہ سوجھے تو گالیاں تو وہ ضرور دیا کرتا ہے۔"

قبل اس کے کہ میں "الفضل" کا جواب عرض کروں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کرام کی مزید اطلاع کے لئے جناب خلیفہ قادیان کے پرائیویٹ سیکرٹری کا خط ذیل میں درج کروں۔ وھو ھذا

مکرمی محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تفسیر القرآن مصنفہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا چھپا ہوا حصہ ارسال خدمت ہے۔ اس کے متعلق حضور کا ارشاد ہے۔ کہ مکمل اشاعت سے قبل کسی کو بھی (احمدی ہو یا غیر احمدی) نہ دکھائیں۔ اگر کسی خریدار کے متعلق ثابت ہوا کہ اس نے ایسا کیا ہے تو اس کی داخل کردہ قیمت تفسیر القرآن واپس کر دی جائے گی۔ اور آئندہ بھی کتاب نہیں دی جائے گی۔

قمر الدین۔ پرائیویٹ سیکرٹری۔ $\frac{2}{3}$ "

اب "الفضل" کا جواب ملاحظہ ہو۔

"غیر مبائعین کا آرگن "پیغام صلح" اور ان کے قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی عقل وفکر پر ایسا پردہ پڑ گیا ہے کہ انہیں جماعت احمدیہ کی ہر بات خفیہ راز اور عقدہ لاینحل نظر آتی ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ بہر حال "پیغام صلح" نے ضد اور عداوت کی پٹی آنکھوں سے باندھ کر اس تفسیر القرآن کو بہت ہی زیادہ پیچیدہ اور راز کا معاملہ قرار دے رکھا ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنے ۲ جولائی کے پرچہ میں لکھا ہے۔ حالانکہ بات صرف یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دیگر مصروفیتوں کی وجہ سے جب اس تفسیر کی تکمیل میں توقع سے زیادہ دیر ہوئی تو بعض ایسے اصحاب جنہوں نے پیشگی قیمت بھیجی ہوئی تھی جو بہت اشتیاق رکھتے تھے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے درخواست کی کہ جتنا حصہ تفسیر القرآن کا چھپ چکا ہے۔ اتنے سے ہی انہیں مستفیض ہونے دیا جائے۔ اور جو کالتوجہ چھپنے پر وہ باقی حصہ لے لیں گے۔

اس پر حضور نے انہیں اجازت دی کہ ایسے اصحاب کو مطبوعہ حصہ دیدیا جائے اس پر جن اصحاب نے یہ حصہ لیا۔ انہیں یہ ہدایت دے دی گئی کہ مکمل اشاعت سے قبل کسی کو بھی احمدی ہو یا غیر احمدی" نہ دکھائیں۔ یہ اس لئے نہیں لکھا گیا تھا کہ تفسیر القرآن کوئی راز کا معاملہ تھا۔ اور اس کی در پردہ اشاعت مطلوب تھی۔ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ ابھی یہ حصہ نامکمل تھا اور اس پر ٹائیٹل نہ لگایا گیا تھا جس پر قانونی لحاظ سے مطبع کا نام وغیرہ لکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اور اس کے بغیر طبع شدہ چیز کی اشاعت جرم سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے یہ ہدایت دیدی گئی کہ یہ صرف انہیں چند اصحاب تک محدود رہے جنہوں نے پیشگی قیمت ادا کرتے ہوئے اسکی مکمل اشاعت سے قبل اسے پڑھنے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ صرف اتنی سی بات تھی جسکی وجہ سے ممانعت کی گئی تھی۔ کہ مکمل اشاعت سے قبل کسی کو نہ دکھائی جائے۔ ورنہ تفسیر القرآن لکھنے چھاپنے اور اس کی خریداری کے اعلانات شائع کرنیکے بعد اسے خفیہ راز بنانے اور اس کے پردہ داری کے انتظامات کرنے کا کیا مطلب۔ ان لوگوں کی ذہنیت کا۔۔۔۔ کیا علاج کیا جائے۔ جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور مرکز سلسلہ سے حد سے بڑھا ہوا بغض وعناد ہے۔ اور وہ ہر بات کو اُلٹے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔"

ملاحظہ فرمایا آپ نے "الفضل" کا جواب جو سرتاپا معقولیت ہی "معقولیت" ہے۔

ہمیں اس بات کے ماننے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ واقعی "تفسیر القرآن لکھنے چھاپنے اور اس کی خریداری کے اعلانات شائع کرنے کے بعد اسے خفیہ راز بنانے اور اس کے پردہ داری کے انتظامات ایک نہایت لغو فعل ہے۔ مگر اس "خفیہ راز اور عقدہ لاینحل" جیسا کہ اس کو قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے لکھا ہے کس طرح حل کیا جائے کہ باوجود تفسیر القرآن لکھنے چھاپنے اور اس کی خریداری کے اعلانات شائع کرنے کے پھر اس کو صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے۔ جیسا محولہ بالا خط سے ظاہر ہے۔ راز افشا ہونے پر اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے۔ کہ چونکہ شائع شدہ تفسیر القرآن پر ٹائیٹل نہیں لگایا گیا تھا جس پر قانونی لحاظ سے مطبع کا نام وغیرہ لکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اور اس کے بغیر طبع شدہ چیز کی اشاعت جرم سمجھی جاتی ہے۔ جب میں جناب مدیر "الفضل" کا یہ جواب پڑھتا ہوں تو میری حیرت اور تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ اور مجھے مدیر "پیغام صلح" سے مجبوراً پورا پورا اتفاق کرنا پڑتا ہے۔ کہ بالعموم مدیر "الفضل" کے جواب غیر معقول اور لچر ہی ہوتے ہیں۔" مدیر الفضل کو واضح رہے کہ اگر یہ صحیح ہے کہ کسی طبع شدہ کتاب وغیرہ کو بغیر ٹائیٹل کے جس پر مطبع وغیرہ کا نام ہوتا ہے شائع کرنا قانونی جرم ہے۔ تو جناب میاں صاحب اپنی تفسیر القرآن کی بغیر ٹائیٹل کے جس پر مطبع وغیرہ کا کوئی نام نہیں ہے۔ خفیہ اشاعت کی بدولت کرکے اس جرم کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ اس کے لئے خریداروں کو ہدایت کرنا کہ یہ کتاب کسی احمدی یا غیر احمدی کو نہ دکھانا۔ ایک عبث فعل ہے۔ کیا مدیر "الفضل" مہربانی کرکے بتائیں گے۔ کہ جہاں تعزیرات ہند میں یہ قانون درج ہے کہ جس کتاب پر ٹائیٹل نہ ہو جس پر کہ مطبع کا نام وغیرہ لکھا ہو تو ایسی اس کی اشاعت ممنوع ہے۔ مگر ان لوگوں میں اس کی اشاعت جائز ہے جو اس کی پیشگی قیمت دیکر اس کے پڑھنے کا بہت اشتیاق رکھتے ہوں۔ اور جب وہ اس بغیر ٹائیٹل کی کتاب کو حاصل کریں تو قانون کی رو سے ان کے لئے منع ہے وہ کسی دوسرے آدمی کو یہ کتاب دکھائیں۔

یہ امر تو اب کسی مزید ثبوت کا محتاج نہیں رہا۔ کہ باوجود جناب میاں صاحب کے حکم امتناعی کے ان کے تفسیر القرآن کے خریدار مریدوں نے ان کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تفسیر القرآن احمدی اور غیر احمدی احباب کو دکھائی ہے۔ اور صرف کتاب ہی نہیں دکھائی۔ بلکہ وہ خط بھی دکھلایا جس میں اس کتاب کو پوشیدہ رکھنے کی ہدایت تھی۔ اگر جناب میاں صاحب کو اپنے اس اعلان کی کہ "اگر کسی خریدار کے متعلق ثابت ہوا کہ اس نے ایسا کیا ہے تو اس کی داخل کردہ قیمت تفسیر القرآن واپس کر دی جائے گی۔ اور آئندہ بھی کتاب نہیں دی جائے گی" (گو ہمارے نزدیک اس قسم کا اعلان ایک بے معنی چیز ہے۔ کیونکہ اگر ایسے خریدار کی قیمت واپس کر دی جائے اور آئندہ بھی اس کو کتاب نہ دی جائے تو اس کے لئے یہ ایک بڑی آسان بات ہے کہ کتاب مکمل ہونے پر کسی دوسرے شخص کی معرفت کتاب منگوا لے) کچھ بھی وقعت اور عزت مطلوب ہے تو وہ فی الفور اخبار کے ذریعہ اعلان کر دینگے کہ فلاں فلاں شخص نے نامکمل تفسیر القرآن کو پوشیدہ رکھنے میں ہمارے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ لہٰذا بموجب اعلان انکی قیمت واپس کر دی جاتی ہے۔ اور آئندہ بھی انکو کتاب نہیں دی جائے گی۔

جناب خلیفہ صاحب قادیان کے مریدوں میں یہ ایک خاص قسم کی ذہنیت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ خواہ ان کے سامنے کیسی ہی صحیح اور معقول بات جناب میاں صاحب یا ان کی جماعت کے متعلق کہی جائے تو وہ سب کے سب بغیر سوچے سمجھے بھیڑوں کی طرح ممیانا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ یہ سب جناب خلیفہ صاحب اور مرکز سلسلہ سے بغض وعناد کا نتیجہ ہے۔ ان بھولے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ جماعت احمدیہ لاہور کو جناب خلیفہ صاحب یا ان کے سلسلہ سے کیوں بغض اور عناد ہے؟ کیا یہ بغض اور عناد اس لئے ہے کہ ہم کوئی پیری مریدی کا سلسلہ قایم نہیں کر سکے۔ اور ایسا نہ کرنے سے ہم مریدوں کی نذر ونیاز سے بے شمار آنے والی دولت سے محروم ہیں۔ یہ وہ لعنت ہے جس سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نجات دلائی اور ہم میں اور اسلام کی تعلیم کردہ آزادی کی سپرٹ پیدا کی۔ یا ہمیں ان سے اس لئے عداوت اور بغض ہے کہ جناب میاں صاحب اور سلسلہ کے دیگر قادیانی اکابر نے قرآن مجید احادیث نبوی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا اردو اور انگریزی میں ترجمہ کرکے غیر ممالک میں اس کو مفت تقسیم کیا۔ اس طرح اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔ اور ہم ایسا کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ جب انہیں سے کوئی بھی بات نہیں۔ بلکہ یہی (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو اس وقت مندرجہ بالا تراجم شائع کرکے غیر ممالک میں مفت تقسیم کر رہی ہے۔ تو بغض اور عناد کا راگ ہر وقت بے موقع الاپتے رہنا بالکل بے حقیقت اور دروغ محض ہے۔ بلاشبہ ہمیں جناب میاں صاحب اور ان کے عقائد باطلہ سے سخت نفرت اور عناد ہے۔ اور یہ نفرت اور عناد ہر حق پرست جماعت کو باطل کے مقابل پر ہونا چاہیئے۔ گویہ (جماعت لاہور) اسلام کے تھوڑے سے

"مقام عبرت"

ایک پیر پرست قادیانی کی تحریر کا جواب

شملہ میں ایک قادیانی حضرت عبدالحکیم صاحب نامی رہتے ہیں جو جناب میاں محمود احمد صاحب کے خاص الخاص مریدوں میں سے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا ایک چھوٹا سا مضمون "مقام عبرت" کے عنوان سے الفضل ۲۴ جولائی میں چھپا ہے جس میں انہوں نے ہمارے اعزازی مبلغ جناب مولانا مولوی عمرالدین صاحب پر "نظر کرم" فرمائی ہے ارشاد ہوتا ہے :-

"چند سال کا واقعہ ہے کہ بمقام دہلی فتح پوری مسجد کے قریب مولوی عمرالدین صاحب شملوی اور مولوی خدابخش صاحب غیراحمدی قتل انبیاء کے مسئلہ پر گفتگو کر رہے تھے۔ دوران گفتگو میں مولوی خدابخش نے کہا تمہارے خلیفہ صاحب کا عقیدہ اس بارہ میں یہ نہیں جو تم بتا رہے ہو۔ اس پر مولوی عمرالدین نے جواب دیا۔ کہ امام وقت سے اختلاف جائز ہے اور میں اپنے عقیدہ کو صحیح سمجھتا ہوں اس پر میں بول اٹھا مولوی صاحب یہ طریقہ درست نہیں اس طرح تو نظام سلسلہ کی کوئی وقعت نہیں رہتی ... اگر یہ مان لیا جائے کہ امام وقت سے کسی مسئلہ میں اختلاف جائز ہے تو پھر اس کی اشاعت تو کسی حالت میں جائز نہیں اس پر مولوی عمرالدین نے اپنے خیال پر اصرار کیا لیکن میں نے صرف اتنا کہا کہ آپ استغفار پڑھیں مجھے اس روش میں روحانی جذام کی سی بو آتی ہے ایسا نہ ہو وہ بڑھے۔ افسوس تھوڑے ہی عرصہ میں وہ جذام اتنا بڑھا کہ مولوی صاحب کو لے ڈوبا ...... آج وہی عمرالدین احمدیت سے کوسوں دور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک جماعت سے علیحدہ پڑا ہے پس مقام عبرت ہے۔"

ہم نہیں کہہ سکتے کہ عبدالحکیم صاحب قادیانی نے جو واقعہ بیان کیا ہے وہ کس حد تک صحیح ہے اور اس میں انہوں نے کسقدر غلط بیانی اور مبالغہ سے کام لیا ہے اس پر جناب مولوی عمرالدین صاحب ہی روشنی ڈال سکتے ہیں البتہ عبدالحکیم صاحب قادیانی نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس کے متعلق ہم مندرجہ بالا بیان کے پیش نظر کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں قادیانی صاحب کا ارشاد ہے

" اسپر میں بول اٹھا کہ مولوی صاحب یہ طریقہ درست نہیں اس طرح تو نظام سلسلہ کی کوئی وقعت نہیں رہتی اور خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نظام میں انتشار پیدا ہوتا ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ امام وقت سے کسی مسئلہ میں اختلاف جائز ہے تو پھر اس کی اشاعت تو کسی حالت میں بھی جائز نہیں"

سمجھ نہیں آتا کہ عبدالحکیم صاحب کا مطلب کیا ہے۔ پہلے تو فرماتے ہیں کہ امام وقت سے اختلاف جائز نہیں وہ جو حکم جاری کرے خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ اور اس کی اطاعت کرتے ہو کہو کچھ نہیں کیونکہ اس طرح نظام سلسلہ کی کوئی وقعت نہیں رہتی اور خدا کے قائم کردہ نظام میں انتشار پیدا ہوتا ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اگر اختلاف جائز ہے تو اس کی اشاعت قطعاً ناجائز ہے حیرت ہے کہ ایک چیز جو اس حد تک بری ہے کہ اس سے نظام سلسلہ کی کوئی وقعت نہیں رہتی اور خدا کے قائم کردہ نظام میں انتشار پھیلتا ہے۔ تو اگر مگر کے ساتھ کس طرح جائز ہو سکتی ہے کہ اسکی اشاعت پر پابندی لگانے کی ضرورت پیش آئے۔ چونکہ قادیانی لغت میں "اشاعت" کے معنی دنیا بھر سے مختلف ہیں اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ "اختلاف کی اشاعت" سے عبدالحکیم صاحب قادیانی کی کیا مراد ہے اگر انکا مطلب اشاعت سے اظہار ہے تو پھر بات یہ ہوئی کہ وہ خلیفہ صاحب سے اختلاف کو تو کسی نہ کسی صورت میں اگر مگر کی شرائط لگا کر طوعاً کرہاً جائز تسلیم کر لیں گے ... لیکن اس اختلاف کا اظہار ان کے نزدیک گناہ عظیم ہے یہ تو اچھی خاصی منافقت ہوئی

اللہ اکبر! پیر پرستی بھی کتنی خوفناک لعنت ہے کہ اسلامی آزادی رائے اور اسلامی حریت کو اس طرح ہانکے پکارے تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے سیرت نبوی اور قرون اولیٰ کی تواریخ کے مقدس اوراق تو یہ بتلاتے ہیں کہ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم تک بعض معاملات میں حضرت نبی کریم صلعم سے اختلاف کا اظہار کر دیا کرتے تھے اور کئی مرتبہ حضور نے ان کے اختلاف کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے انکی آرا پر عمل فرمایا۔ حضرت عمرؓ جیسے عظیم المرتبت خلیفہ کو سر مجلس ایک کمزور بڑھیا ایک غریب بدو نہایت بیباکی سے ٹوک دیتا تھا۔ اور وہ برا نہ مانتے تھے حضرت مسیح موعود بھی اختلاف رائے کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے بلکہ خلفاء نے اختلاف رائے کی قدر کرتے تھے لیکن آج چودھویں صدی کا ایک خلیفہ اعلان کرتا ہے کہ مجھ پر بیجے اعتراض کرنے والا بھی برباد ہو جائے گا۔ اور ان کے مرید بھی رٹ لگانی شروع کر دیتے ہیں اور خدا سے ذرا نہیں ڈرتے۔

یہی ہم سوال کرتے ہیں کیا جناب خلیفہ قادیان سے غلطی کا امکان نہیں؟ کیا ان کی رائے غلط نہیں ہو سکتی کیا وہ انسان نہیں ہیں؟ اگر ان سوالوں کا جواب اثبات میں ملے تو پھر بتلایا جائے اختلاف کو یا کم از کم اس کے اظہار کو ناجائز قرار دیکر اصلاح کی کونسی صورت باقی رہ جاتی ہے یاد رکھو جس کا حساب صاف ہے اس کو محاسبہ کا خوف نہیں ہوتا جس کے پاس دلائل اور معقولیت ہو وہ نکتہ چینی اعتراضات اور اختلاف سے نہیں ڈر سکتا۔ "نظام" اور "تنظیم" آج کل قادیانیوں نے یہ دو لفظ سیکھ لئے ہیں ہر جگہ اور ہر موقع پر انکی بے تکلف رٹ لگائی جاتی ہے۔ ہم تبلانا چاہتے ہیں نظام اس کا نام نہیں کہ ایک انسان کو دیوتا بنا کر پوجنا شروع کر دیا جائے اس کے ہر ایک قول کی مجنونانہ تائید اور اس کے ہر فعل کی کورانہ تقلید کو راہ نجات سمجھ لیا جائے۔ بلکہ نظام یہ ہے کہ قومی امور میں ہر فرد قوم کی رائے کو دخل ہو۔ تمام انتظام قوم کے منتخب کردہ نمائندوں کے ہاتھ میں ہو اور وہ قوم کے سامنے جواب دہ ہوں۔ قرآن اور اسوہ نبوی کو ہادی و رہنما بنایا جائے قوم کا ہر چھوٹا بڑا فرد کثرت رائے کا احترام کرے قادیانی مجلس مشاورت جیسے ناٹک نہ دکھلائے جائیں

عبدالحکیم صاحب قادیانی فرماتے ہیں:-

"مولوی عمرالدین نے اپنے خیال پر اصرار کیا لیکن میں نے صرف اتنا کہا کہ آپ استغفار پڑھیں مجھے اس روش میں روحانی جذام کی سی بو آتی ہے ایسا نہ ہو وہ بڑھے"

مولوی عمرالدین کو اپنے صحیح خیالات پر اصرار بالکل بجا تھا اگر وہ عبدالحکیم صاحب قادیانی [illegible] استغفار [illegible] پڑھ لیتے تو بہت اچھا کرتے اگر انہوں نے پڑھا تو بہت اچھا کیا۔ لیکن ہماری گذارش تو یہ ہے کہ آزادی رائے اور حریت اسلامی کی موجودگی میں روحانی جذام کیسے پیدا ہو سکتے ہیں جہاں آزادی رائے کی گنجائش ہی نہ ہو جہاں اظہار اختلاف کو کفر سمجھا جائے وہیں روحانی و اخلاقی جذام کی بیماری پیدا ہوا کرتی ہے چنانچہ قادیانی جماعت کے متعدد افراد بلکہ متعدد طبقے اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ عبدالحکیم صاحب کو جو بو محسوس ہوئی وہ ان کے اپنے پیر پرست دماغ کے گندے خیالات کی تھی جو ان کے نیم مردہ ضمیر نے محسوس کی

بعد ازاں قادیانی صاحب نہایت ہی عارفانہ انداز میں فرماتے ہیں۔

"افسوس تھوڑے ہی عرصہ میں وہ جذام اتنا بڑھا کہ مولوی صاحب کو لے ڈوبا ..... اور آج وہی عمرالدین احمدیت سے کوسوں دور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک جماعت سے علیحدہ پڑا ہے پس مقام عبرت ہے"!

ہم عرض کر چکے ہیں کہ جذام وغیرہ کچھ نہ تھا وہ قادیانی صاحب کے پیر پرست دماغ کے گندے خیالات کی بو تھی جو ان کے ضمیر نے محسوس کی باقی اصل حقیقت یہ ہے کہ گو مولانا عمرالدین صاحب قادیانی جماعت کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے لیکن انکی فطرت سعید تھی اللہ نے انہیں ہدایت دی انہوں نے قادیانیت سے تائب ہو کر حضرت مسیح موعود کے صحیح عقائد کو اختیار کر لیا عمرالدین قادیانیت کو چھوڑ کر احمدیت سے کوسوں دور نہیں بالکل نزدیک ہو گیا اب وہ حضرت مسیح موعود کی جماعت سے علیحدہ نہیں پڑا بلکہ اس کے اندر داخل اور اس کا اعزازی مبلغ اور نہایت ہمت اور کوشش سے قادیانی جماعت کے باطل عقائد کی کامیاب تردید کر رہا ہے۔ اسکی قادیانی جماعت سے علیحدگی اور حضرت مسیح موعود کی جماعت میں شمولیت مقام عبرت نہیں بلکہ مقام

مسرت ہے۔ یا زیادہ سے زیادہ قادیانیوں کے لئے مقام ماتم۔
احمدیت اور حضرت مسیح موعود کی جماعت سے تو وہ لوگ علیحدہ پڑے ہوئے ہیں جنہوں نے انکی تعلیم کے خلاف قادیان میں پیر پرستی کی گدی قائم کر لی ہے۔ اور اسلامی عقائد اور حضرت مسیح موعود کے مقدس مشن کی بیخ کنی کی نامراد کوشش کر رہے ہیں۔

مضمون ذرا طویل ہو گیا لیکن ایک گذارش نہایت ضروری ہے وہ یہ کہ اگر خلیفہ صاحب سے اختلاف ناجائز ہے اور اس سے نظام میں انتشار پیدا ہوتا ہے تو پھر جناب میاں صاحب کی زیادہ ایجاد تنظیمی بیعت کیا بلا اور اسکا کیا مقصد ہے ذرا اس "ضرورت" کی بھی وضاحت فرما دی جائے جو اس "ایجاد" کا باعث ہوئی ہے۔

راما بائی کی داستان

آریہ اخبارات شور مچا رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی عمر کا حساب اور محمدی بیگم والی پیشگوئی سمجھ میں نہیں آتی۔ اس سلسلہ میں "پرکاش" اور "آریہ مسافر" نے نہایت غیر شریفانہ مضامین اور نوٹ لکھے ہیں ہم انہیں کہنا چاہتے ہیں کہ یہ باتیں کئی مرتبہ نہایت وضاحت سے مدلل طور پر بیان ہو چکی ہیں جنہیں ہر وہ شخص جو عقل سلیم رکھتا ہے اور جس کا دل تعصب و جہالت سے پاک ہے سمجھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم آریہ اخبارات کو مشورہ دیں گے کہ وہ کبھی اپنی ہرزہ سرائی سے تھوڑی سی فرصت نکال کر راما بائی کی داستان پر بھی توجہ کریں اور بتلائیں کہ یہ دیوی کون تھیں اور سوامی دیانند جی سرسوتی کی ان سے کیا خط و کتابت ہوئی تھی۔ اور رشی صاحب ان دیوی سے کیا چاہتے تھے۔ اگر اس داستان کی مزید تحقیقات کا فرض ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کر دیا جائے تو امید ہے پنڈت وشوبندھو جی اس کو نہایت محنت سے انجام دیں گے اس طرح سوامی جی کی تبلیغی زندگی کا ایک اہم باب مکمل ہو جائے گا۔ مہاشہ کرشن اور ان کا اخبار "پرکاش" تو شاید اس ضروری کام کے لئے فرصت نہ نکال سکیں کیونکہ وہ ہر ترجمہ سرائی اور خانہ جنگی میں ہی بے حد مصروف رہتے ہیں حتی کہ وہ اس کتاب کی اشاعت بھی نہ کر سکے تھے جو ان کے خاندانی حالات کے متعلق مدت ہوئی پنڈت رام گوپت جی آنجہانی نے نہایت اہتمام سے لکھوائی تھی لہذا پنڈت وشوبندھو اس کام کے لئے موزون ترین آدمی ہیں۔ سماج پارٹی کو فوراً کوئی انتظام کرنا چاہیئے۔

ایک ایک پٹھان ہمارے پاس آ بیٹھا اور میری نسبت اس نے پوچھا کہ "یہ کون صاحب اے"۔ شیخ صاحب نے کہا کہ "یہ سانسیوں میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں"۔ اس پر وہ آنکھیں پھرا کر اور سر ہلا کر بولا۔ "ٹیک ام سمجھا یہ مرزائی اے"۔ "آپ کو کیسے معلوم ہوا"۔ "ام خانیوال میں خوب سنا۔ وہاں اونا تو رو دیتا۔ بہت گالی دیا شاہ صاحب مولینا صاحب بہت گالی دیا"۔ "کیا کسی کو دشنام دینا بھی اچھا کام ہے"۔ "آں اچا اسے اچا لے ان کا اکیدہ خراب ہے"۔ "خان صاحب دیکھئے یہ دین کو پھیلاتے ہیں باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں اور ان کے سب کام ہم اچھے دیکھتے ہیں"۔ "او شاہ صاحب بولا ان سے بے نماز بنگی چرسی چور ڈاکو زانکا اچا اے۔ ام نہیں بیٹھے گا ام جاتا اے۔ شیخ صاحب تمہارا بھی اکیدہ خراب ہو جائے گا ان کے پاس مت بیٹھو"۔ اس پر شیخ صاحب ہنسے اور ان ملا لوگوں کی پھیلائی ہوئی زہریلی نفرت پر لعنت بھیجتے رہے۔ یا زندہ صحبت باقی۔

نامۂ مہجور

ہندو سپرنٹنڈنٹ اور مکفر مولوی کے کرتوت

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجور مبلغ اسلام)

جب چک $\frac{19}{R}$ شرقی میں اللہ تعالیٰ نے پنڈت راجہ رام سپرنٹنڈنٹ چک مذکور کے مقابلہ میں ہمیں کامیاب کیا۔ سانسی لوگ اسلامی برادری میں داخل ہو گئے اور پنڈت صاحب عالم استعجاب میں ٹامک ٹوئیاں مار کر رہ گئے۔ تو ہمارے اپنی محفل میں خفت مٹانے کے لئے اکثر یوں فرماتے "یہ مسلمان لوگ عجیب قسم کا مذہب رکھتے ہیں ادھر کسی ذلیل سے ذلیل آدمی نے کلمہ پڑھا اور ادھر اعلے سے اعلے اسلامی سوسائٹی کے لوگ اس نو مسلم کے ساتھ کھانے پینے لگے" ہم پنڈت صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ ؎

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

یہ تو مقدس مذہب اسلام کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے اسلامی اخوت اور برادری کے حیرت انگیز دل خوش کن نظارے اگر آپ نے دیکھنے ہوں تو آپ تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجئے۔ قرآن حمید کی پاک تعلیم نے ہمیشہ دنیا میں بڑے بڑے انقلاب کر کے دکھائے ہیں۔ اور جو لوگ معصیت کی رو میں بہ کر ذلت کے گڑھوں میں گر چکے تھے ان کو بہت قلیل مدت میں منازل ترقی کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیا۔ آپ اگر تعصب کی عینک اتار کر دیکھیں تو سب سے پہلے [illegible] نصرانی وغیرہ صدیوں اپنا زور لگا کر مایوس ہو چکے تھے ایک یتیم کے ہاتھوں اسی قرآن کی پوتر اکاش بانی کی بدولت جگت گرو ہو گیا اور باوجود انتہائی مخالفت کے عبداللہ کے سپوت نے چند سالوں میں اس کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ صلے اللہ علیہ وسلم

ہندوستان کے اندر آپ سینکڑوں ایسے غلام پائیں گے جن کے قدموں پر اورنگ شہنشاہی نثار ہوا۔ یہ سب قرآن مجید کی حیات بخش تعلیم کا نتیجہ تھا اور اب بھی آپ دیکھ لیں گے کہ مظلوم لوگ جن کو آپ کی مقدس کتاب نے اچھوت قرار دیا۔ (یہاں تک کہ وہ سب ننگ انسانیت ہو گئے) خدا کے فضل سے اسی قرآنی تعلیم کی بدولت اعلے مدارج و مناصب پائیں گے۔ آپ کے خاص کنوؤں سے پانی بھرنا بھی نصیب نہیں ہوتا اور چند ہی دنوں میں اصلی حقیقت کو آشکارا پا کر فریب خوردہ اچھوت کا پرانے راستے پر ہولیتا ہے۔ اور آپ کے پرائچت اور ہون کے گھی کی خوشبو اس کے دماغ سے فوراً نکل جاتی ہے۔ آپ کا نو مسلموں کی چھٹی روک دینا اور دو دو تین تین دن کی چھٹی کے لئے کسی سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگوا لینا اور اس کے بعد خود یہ عبارت لکھ دینا کہ میں مسلمان نہیں ہوں ہندو ہوں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا فائدہ دے سکتا ہے کیا اس طرح اسلام ان کے دل سے نکل جائے گا؟ ہرگز نہیں!

آپ نے ۱۷۔ جون ۱۹۳۴ء کو چند نو مسلموں اور نو مہرودوں کے گھر سے گائے کا گوشت پکڑا ہے۔ پہلا سنئے تو سہی کہ ہندو کے واسطے تو لاریب وہ حرام شے ہے۔ مگر مسلمانوں کو اس کھانے سے آپ کیوں روکتے ہیں؟ ان کے لئے تو وہ طیب اور حلال ہے۔ ہاں اس واقعہ سے آپ کے علم میں ضرور کچھ اضافہ ہوا ہے اور وہ یہ کہ سانسی ہندو تو ہو جائے گا مگر گائے کا ماس ساری عمر کھانا نہ چھوڑے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی آپ برداشت کر لیں گے اور وہ صرف اس لئے کہ سانسی ہندوؤں میں شمار ہوتا ہے ورنہ آپ نے دیگر اچھوتوں کو کون سے حقوق دیئے ہیں جو ان کو دیں گے۔

۱۴۔ جون ۱۹۳۴ء کو اسی چک میں جناب ڈپٹی کمشنر صاحب اقوام جرائم پیشہ اور ان کے اسسٹنٹ صاحب تشریف لائے۔ نو مسلموں نے فریاد کی کہ حضور ہم مسلمان ہیں اور ہمارے شادی بیاہ مرنے جینے نماز روزہ کے لئے ایک مولوی کی ضرورت ہے اور بغیر ہمارا کام نہیں چل سکتا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ "یہ نہیں ہو سکتا باہر سے کوئی مولوی نہیں آ سکتا بلکہ کسی مولوی کا اس چک کے حدود میں آنا بھی منع ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے تم اپنے کسی لڑکے کو تعلیم دلا کر مولوی بنا لو" واہ وا کیوں جناب اب بھی دنیا میں کوئی ایسا مہذب و محترم انسان ہو گا جو یہ کہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے نو مسلموں کے حقوق کی پوری نگہداشت نہیں کی؟

پچھلے دنوں خانیوال میں مسلمانوں کا جلسہ ہوا جس میں لال حسین اختر اور سید عطاء اللہ بخاری بھی شامل ہوئے۔ یہ دونوں نام ہی اس بات کے ضامن ہیں کہ جلسہ میں کیا گندہ اچھالا گیا ہو گا۔ مگر میں خلاصہ عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی جماعت پر جب بخاری صاحب کفر کا فتوے لگا چکے تو سامعین سے اپنے فتوے کی تائید چاہی۔ مال غنیمت کے سہیم و شریک تو فوراً بول اٹھے کہ حضور بجا ارشاد ہوا۔ مگر ان دنیا پرست لوگوں میں ایک خدا پرست انسان بھی بیٹھا ہوا تھا۔ یعنی جناب سید مبارک علی شاہ صاحب ساکن بغداد تحصیل خانیوال ضلع ملتان (یہ بغداد سٹیشن میاں عبدالحکیم سے دو میل دور ہے) سے جب پوچھا تو آپ نے خدا لگتی بات کہہ دی اور فرمایا کہ میں تو اہل قبلہ اور جناب محمد رسول اللہ صلعم کے غلاموں کو کافر نہیں کہوں گا بس اس کے بعد جو بخاری کے منہ سے گند نکلنا شروع ہوا تو تمام فضا عفونت سے بھر گئی اور بیچارے سید مبارک علی شاہ صاحب پر بھی کفر کا ڈونگرا برس گیا ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

اس گند کی عفونت کچا کھوہ تک بھی پہنچی ایک روز میں اور شیخ عمر الدین صاحب سب سڑک بیٹھے تھے کہ چک ۱۳۳

کُن فیکونُ

اور فائے ترتیبی پر اعتراض اور اس کا جواب

(۲)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال نمبر۲:- مذکورہ کتاب عیسےٰ ابن مریم کے صفحہ ۵۴ پر اسی ولادت مسیح کو خارق عادت ثابت کرنے کی خاطر پادری سلطان محمد پال صاحب لکھتے ہیں کہ فائے ترتیبی میں اتصال زمانی کا ہونا بید ضروری ہے۔ اگر قرب زمانی کا لحاظ نہ ہوتا تو بجائے ف کے جملے کے شروع میں ثم لانا واجب تھا۔ اور صورت یوں ہو جاتی ثم حملته ثم انتبذت به مكانا قصيا - ان بیانات کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ اور اس کے دلائل کیا ہیں؟

جواب نمبر۲:- خدا کی شان پادری سلطان محمد پال صاحب مسلمانوں کو قرآن پڑھانے چلے ہیں۔ یا تو صرف ونحو کی کوئی ابتدائی کتاب دو چار آنے قیمت کی پڑھ کر سبق پڑھانا شروع کر دیا ہے۔ اور یا پھر بعض حضرت مسیح میں عجوبہ پرستی کے شیدائی ملانوں کی تفسیر کی کاسہ لیسی کی ہے جو اپنا مطلب نکالنے کے لئے ایسے موقعوں پر نحو کی بعض باتوں کو عموماً قاعدہ کلیہ بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور فریق مخالف کو یا کم سے کم عام پبلک کو اس طرح دھوکا دکھاتے ہیں۔ یہ ف اور ثم کی بحث بھی اسی قبیل سے ہے۔ فائے ترتیبی کو ہر حالت میں اتصال زمانی کے لئے مخصوص کر دینا یا تو جہالت پر مبنی ہے یا کسی بڑی چالاکی پر۔ قرآن کریم میں ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں جہاں فائے ترتیبی موجود ہے۔ اور اتصال زمانی وہاں قطعاً مراد نہیں ہو سکتا جن میں سے چند بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتا ہوں۔ کوئی ملاں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن کی زبان کی فصاحت وبلاغت کا لوہا مکہ کے ان اشد ترین کفار نے بھی مان لیا تھا جنہیں اپنی زبان کی فصاحت وبلاغت پر بڑا ناز تھا۔ اور امید ہے یہ بھی ہر ایک صرفی نحوی ملا یا پادری جانتا ہوگا کہ صرف ونحو زبان کے تابع ہوتی ہے۔ زبان صرف ونحو کے تابع نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر کوئی لیکچر صرف ونحو کی کتاب ان کی بغل میں ہو تو اسے قرآن کے سامنے دیا سلائی لگا دیں۔ میں نے لیکچر اس لئے کہا کہ جو صرف ونحو کی ایسی کتاب ف کو ہر حالت میں اتصال زمانی کے لئے ہی مخصوص کرتی ہے اس کی نظر عربی کی صرف ونحو پر حاوی نہیں اور وہ اس قابل ہے کہ اسے دیا سلائی لگا دی جائے۔

ثم ہمیشہ بعد زمانی کے لئے ہی نہیں آتا ہے

سب سے پہلے میں ذرا ثم کو لئے لیتا ہوں یہ غلط ہے کہ ثم ہمیشہ بُعد زمانی کے لئے ہی آتا ہے۔ میں مثال کے طور پر دو آیتیں قرآن مجید سے پیش کرتا ہوں۔ دونوں آیتیں ایک ہی مضمون پر مشتمل ہیں۔ صرف ف اور ثم کا فرق ہے یعنے ایک آیت میں ف ہے اور دوسری میں ثم ہے۔

سورہ المومنون میں ارشاد ہوتا ہے ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ۔ (ترجمہ) پھر ہم نے نطفہ سے علقہ پیدا کیا۔ پھر علقہ سے مضغہ پیدا کیا۔ پھر مضغہ کو ہڈیوں والا بنایا۔ پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا۔ اب سورہ حج ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔ فانا خلقنكم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة (ترجمہ) بے شک ہم نے تمکو پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے۔ پھر علقہ سے پھر مضغہ سے۔ اب دیکھ لیجئے یہاں انسانی پیدائش کا دونوں جگہ یکساں ذکر ہے۔ اور ایک ہی قسم کی منازل خلق دونوں جگہ بیان فرمائی ہیں۔ مگر ایک جگہ ف استعمال کی ہے تو دوسری جگہ ثم استعمال کیا ہے۔ نطفہ سے علقہ بننے میں اور علقہ سے مضغہ بننے میں کیا شک ہے کہ اتصال زمانی ہے جیسا کہ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة سے ظاہر ہے کہ ایک حالت دوسری میں بدلتی رہتی ہے۔ درمیان میں کوئی بعد زمانی نہیں اور فائے ترتیبی یہاں ضرور اتصال زمانی کو ظاہر کر رہی ہے۔ اور دوسری جگہ انہی منازل خلق کے درمیان بجائے فائے ترتیبی کے ثم لائے ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة ۔ تو اب ماننا پڑے گا کہ یہاں ثم سے مراد بُعد زمانی نہیں لیا جا سکتا اور یہی صحیح ہے ثم اگر کبھی بُعد زمانی کو ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے۔ تو کبھی ایک امر سے دوسرے امر کی طرف توجہ پھیرنے کے لئے آتا ہے۔ اور یہاں انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چونکہ اتصال زمانی کا یہاں انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ ثم کا لفظ یہاں ایک منزل خلق سے دوسری منزل خلق کی طرف توجہ پھیرنے اور اس پر غور کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

فائے ترتیبی بھی ہمیشہ اتصال زمانی کیلئے استعمال نہیں ہوتی

اسی طرح فائے ترتیبی کبھی تو اتصال زمانی کے لئے استعمال ہوتی ہے اور کبھی محض تعقیب کے لئے استعمال ہوتی ہے یعنی صرف ایک واقعہ کے بعد دوسرے واقعہ کا ذکر کرنا مقصود ہوتا ہے خواہ درمیان میں اتصال زمانی ہو یا نہ ہو۔ میں قرآن کریم سے دو تین مثالیں عرض کئے دیتا ہوں۔ سورہ زخرف رکوع ۶ میں جناب الٰہی حضرت عیسےٰ کی رسالت کا ذکر فرما کر ان کی تعلیم کا لب لباب یوں پیش کرتے ہیں۔ ان الله هو ربي وربكم فاعبدوه هذا صراط مستقيم ۔ کہ بے شک اللہ ہی میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی ہے پس اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے اس تعلیم کے پیش کرنے کے بعد اس اختلاف کا ذکر فرماتے ہیں جو غلو کے رنگ میں آپ کی تعلیم کے ساتھ ہوا فرماتے ہیں فاختلف الاحزاب من بينهم فويل للذين ظلموا من عذاب يوم اليم ۔ هل ينظرون الا الساعة ان تاتيهم بغتة وهم لا يشعرون پھر انہی کے درمیان سے لوگوں نے اختلاف کیا (یعنے مذکورہ بالا توحید کی تعلیم سے اختلاف کیا) پس افسوس ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم یعنے شرک کیا دردناک عذاب کے دن کی وجہ سے۔ یہ ظالم نہیں انتظار کر رہے ہیں مگر اس گھڑی کا جو ان پر اچانک آ جائے گی اور انہیں پتہ بھی نہ ہوگا۔ یہاں فاختلف الاحزاب میں فائے ترتیبی موجود ہے مگر اتصال زمانی مطلق نہیں بلکہ درمیان میں زمانہ کا ایک بڑا بُعد ثابت ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی اپنی رسالت کے زمانہ میں سب سے پہلے توحید کی تعلیم کو پیش کرتا ہے اسی کے مطابق حضرت عیسےٰ نے بھی سب سے پہلے توحید کو ہی پیش کرنا تھا۔ اور ایسا ہی کیا اب اگر ف سے اتصال زمانی مراد لی جائے۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ادھر انہوں نے یہ توحید کی تعلیم پیش کی اور ادھر غلو شروع ہو گیا جو بالبداہت غلط ہے۔ ان کی زندگی میں تو غلو قطعاً نہیں ہوا۔ جیسا کہ خود قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ کے اپنے منہ کا اقرار موجود ہے۔ فرماتے ہیں۔ وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم (الآیۃ) (ترجمہ) جب تک میں ان میں موجود رہا میں ان کا نگران حال رہا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دی تو پھر تو ان کا نگہبان تھا یہاں حضرت مسیح صاف لفظوں میں فرما رہے ہیں کہ جب تک وہ زندہ رہے ان کی تعلیم توحید میں اختلاف یعنے غلو نہیں ہوا۔ جو کچھ ہوا ان کی وفات کے بعد ہوا۔ محققین کی تازہ تحقیقات کو اگر لیا جائے تو آفتاب پرست یونانیوں میں مسیحیت کو مقبول بنانے کے لئے یہ غلو ہوا اور مسیحیت کی موجودہ شکل وضع کی گئی اور اگر فقط انجیلوں کے بیان پر جو چنداں مستند نہیں ہیں اعتبار کر لیا جائے تو پولوس نے اس غلو کی بنیاد ڈالی۔ بہرحال دونوں صورتوں میں حضرت مسیح کی تعلیم توحید پیش کرنے میں اور لوگوں کے اس تعلیم سے اختلاف یعنے غلو کرنے میں جس کا ذکر فاختلف الاحزاب من بينهم میں ہے۔ ایک فاصلہ لمبا عرصہ درمیان میں پڑتا ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ پس یہاں فاختلف الاحزاب کی فائے ترتیبی قطعاً اتصال زمانی کو ظاہر نہیں کرتی بلکہ محض تعقیب کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ یعنے ایک واقعہ کے بعد دوسرے واقعہ کا ذکر کرنا منظور ہے ولا غیر۔

ایک اور مثال

اسیطرح حضرت آدم کے حالات میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وقلنا يا آدم اسكن انت وزوجك الجنة وكلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظلمين فازلهما الشيطن عنها فاخرجهما مما كانا فيه (البقرہ) اور ہم نے کہا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور دونوں آدمی اس میں سے کھاؤ بافراغت جہاں سے چاہو اور دونوں اس درخت کے نزدیک نہ جانا پس ہو جاؤ گے ظلم کرنے والے۔ پھر ان دونوں کو شیطان نے اس سے پھسلا دیا۔ پھر ان دونوں کو اس سے نکلوا دیا" یہاں صاف طور پر حضرت آدمؑ کو جنت میں رہنے کا حکم ہوتا ہے اور اس ممنوعہ درخت کے نزدیک نہ جانے کا حکم دیا جاتا ہے۔

اس کے بعد فازلهما الشیطن اپنی فائے ترتیبی کے ساتھ موجود ہے کہ پھر شیطان نے ان دونوں کو پھسل دیا۔ اب یہ تو کوئی عقلمند نہیں مان سکتا کہ ادھر اس درخت کے نزدیک نہ جانے کا حکم ملا اور ادھر آدم نے فوراً شیطان کے کہنے میں آکر وہ ممنوعہ پھل کھا لیا۔ بائبل اور قرآن دونوں میں آدم و حوا کا اس جنت یا باغ میں رہنے کا۔ اور شیطان کا طرح طرح سے آکر وسوسہ ڈالنے کا اور پھر بڑی مشکل سے آخرکار کامیاب ہونے کا ذکر موجود ہے۔ پس فازلهما الشیطن میں فائے ترتیبی قطعاً اتصال زمانی کے لئے نہیں ہو سکتی۔ اسی واقعہ کو دوسری جگہ اس طرح ذکر فرمایا ہے۔ ولقد عهدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد له عزما (طٰہٰ) اور بے شک ہم نے آدم سے اس سے پہلے عہد لیا تھا پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں ارادہ نہیں پایا۔ یہاں اسی عہد کا ذکر ہے جو ممنوعہ درخت کے پاس نہ جانے کا تھا۔ مگر فرمایا آدم اس عہد کو بھول گیا۔ فنسی میں فائے ترتیبی موجود ہے۔ اور لقد عهدنا من قبل سے صاف ظاہر ہے کہ یہ عہد بھولنے سے بہت عرصہ پہلے کا تھا۔ پس فائے ترتیبی یہاں قطعاً اتصال زمانی کے لئے نہیں ہو سکتی۔

سورہ یوسف کی مثال

اسی طرح سورہ یوسف میں حضرت یوسفؑ نے جب اپنے جیل خانے کے ساتھیوں کو خواب کی تعبیریں بتائیں اور ان میں سے ایک کو کہا اذکرنی عند ربک فانسٰه الشیطن ذکر ربه فلبث فی السجن بضع سنین ۵ کہ اپنے آقا کی خدمت میں میرا بھی ذکر کرنا۔ پھر شیطان نے اسے اپنے آقا کے حضور میں ذکر کرنا بھلا دیا۔ پس یوسف جیل خانہ میں چند سال پڑے رہے" اب یہاں فانسٰه الشیطن میں فائے ترتیبی موجود ہے مگر اس کے معنے یہ نہیں ہو سکتے کہ اسی آن جس وقت حضرت یوسفؑ نے اس شخص کو یہ الفاظ کہے اسی وقت وہ جیل خانہ سے اپنے آقا کے حضور پہنچ گیا۔ اور اسی وقت وہ ذکر کرنا بھول گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب واقعات یکے بعد دیگرے وقوع پذیر ہوئے ہونگے۔ اس کی بے گناہی کا پتہ لگا ہوگا۔ یا اس کے قصور کی معافی کا حکم پہنچا ہوگا۔ جس پر وہ جیل خانہ سے آزاد کیا گیا ہوگا۔ پھر وہ گھر جا کر حضوری بادشاہ کے لئے تیار ہوا ہوگا۔ تب دربار میں پہنچا ہوگا۔ اور وہاں کے عیش اور مختلف مشاغل میں اس قدر مصروف ہوا ہوگا۔ کہ جیل خانہ میں جو حضرت یوسف سے وعدہ کیا تھا بھول گیا ہوگا۔ ان تمام امور کے وقوع پذیر ہونے کے لئے ایک کافی عرصہ چاہئے۔ اس کے یہ معنے کرنے کس قدر لغو ہوں گے کہ ادھر حضرت یوسفؑ کے منہ سے یہ لفظ نکلے ادھر اسی وقت وہ جیل خانہ سے بادشاہ کے حضور میں پہنچ گیا۔ اور اسی وقت وہ سب کچھ بھول گیا۔ کوئی عقلمند ایسے لغو معنے نہیں کر سکتا۔

مولویوں کی قابل رحم دماغی حالت

مگر نہ معلوم کیوں حضرت عیسیٰؑ کے ذکر میں ہر قسم کی لغویت کو جائز سمجھ لیا جاتا ہے۔ عیسائی تو خیر معذور ہیں وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا بنانے کے لئے اگر ہر ایک قسم کی لغویات پر ہاتھ نہ ماریں تو اور کیا کریں۔ مگر مجھے تعجب بعض مولویوں پر آتا ہے۔ جنہیں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کوئی واقعہ کتنا ہی سیدھا سادا مل جائے وہ اس کی ایسی شکل بگاڑینگے اور ایسی ایسی لغو اور مضحکہ انگیز تاویلیں کرینگے کہ ان کی دماغی حالت پر رحم آنے لگتا ہے حضرت عیسیٰ کی ولادت کے متعلق سیدھی سادی آیتوں کو کیا بگاڑا ہے۔ فحملته فانتبذت به مکانا قصیا فاجاءها المخاض الی جذع النخلة کے معنے کس قدر صاف ہیں۔ پھر ایسا ہوا کہ مریم کو اس موعود لڑکے کا حمل ہو گیا۔ پھر ایسا ہوا کہ وہ اس حمل کے ساتھ ایک دور دراز مقام کو چلی گئیں۔ پھر ایسا ہوا کہ دردِ زہ انہیں ایک کھجور کے درخت کے تنہ کے پاس لے آیا۔ یہ تین واقعات ہیں جو ایک دوسرے کے بعد ظہور پذیر ہوئے۔ یعنے لڑکے کی خوشخبری کے بعد وہ وقت آگیا کہ حضرت مریم حاملہ ہوئیں۔ پھر ایسا ہوا کہ ہیرودیس کے ہاتھوں سے بچہ کی جان بچانے کے لئے انہیں اسی حالت حمل میں سفر کرنا پڑا۔ پھر ایسا ہوا کہ ابھی مصر تک جو ان کی منزل مقصود تھی نہ پہنچی تھیں جو دردِ زہ شروع ہو گیا اور وہ ایک کھجور کے درخت کے نیچے آگئیں۔

مضحکہ انگیز عجوبہ پرستی

کیسے سیدھے سادے واقعات کا ایک سلسلہ ہے مگر ان افسانہ پسندوں نے جن میں مولوی عبداللہ چکڑالوی بھی پیش پیش نظر آتے ہیں۔ یہاں محض عجوبہ پرستی کی خاطر ایک مضحکہ انگیز اور لغو ترین ڈرامہ تصنیف کیا ہے۔ انہیں اور تو کچھ نہ ملا صرف ایک ف مل گئی۔ جو بعض دفعہ اتصال زمانی کے لئے آتی ہے تمام آیات محکمات قرآنی۔ سیاق و سباق۔ قرائن۔ یہاں تک کہ انسانی عقل و فہم کو پس پشت ڈال کر یہاں اس ف کو اتصال زمانی کے لئے مخصوص کر دیا۔ حالانکہ یہاں ف کو اتصال زمانی کے لئے بتانا تمام محکمات قرآنی، سیاق و سباق اور قرائن کے خلاف محض عقل انسانی کی تذلیل ہے۔ مگر مولویوں یا پادریوں کو اگر انہی معقول پسندیوں اور حق پرستیوں سے سروکار ہوتا تو رونا ہی کاہے کا تھا۔ اور ان کی باطل پرستیوں کے مظاہر دنیا کو کہاں سے نظر آتے۔ معنے یوں کرتے ہیں کہ ادھر فرشتے نے لڑکے کی خوشخبری دی اور ادھر معاً حمل ہو گیا۔ اور معاً حضرت مریم اس مقام دور دراز پر پہنچ گئیں۔ اور معاً دردِ زہ شروع ہو گیا۔ اور معاً بچہ پیدا ہو گیا۔

عیسائیوں کو مولویوں کی لغویت سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا

مولویوں نے تو اس طرح حضرت مسیح کو تمام لوازم بشریت سے بے نیاز دکھا کر مسیح کو خدا بنانے میں عیسائیوں کی مدد کی مگر سمجھ نہیں آتا کہ عیسائیوں کو مولویوں کی اس لغویت سے کیا نفع پہنچا۔ کیونکہ مولویوں کی یہ لغو تفسیر انجیل کے صریح بیانات کے خلاف ہے۔ حضرت مریم کا حاملہ ہونا۔ ان کے شوہر یوسف کا خواب دیکھنا۔ اپنی بی بی مریم کو اپنے گھر لانا مصر کا سفر۔ بیت اللحم پرگنہ۔ وہاں حضرت مسیح کا پیدا ہونا یہ سب واقعات کا ایک سلسلہ جنہیں مولویوں کی فائے ترتیبی بمعہ اپنے اتصال زمانی کی زبردستی کے مگر غلط خصوصیت کے ساتھ حل کرنے سے عاجز ہے۔ اور اگر خداوند یسوع نے اپنے کسی نشو و نما کے لئے ماں کے پیٹ میں ٹھیرنا ہی نہ تھا اور داخل ہوتے ہی خارج ہونا تھا تو سمجھ نہیں آتا کہ ماں کے رحم میں جانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اور پیدا ہو کر جوان ہونے کے لئے تیس (۳۰) برس کا لمبا عرصہ کیوں لگایا۔ کوئی یہاں بھی فائے ترتیبی ایسی لگائی جاتی جس سے جوانی بھی فوراً آجاتی الغرض مولویوں کی یا کسی پادری کی یہ پر از حماقت مضحکہ خیز تفسیر اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ نہ صرف اناجیل کے کھلے کھلے بیانات کے خلاف ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی آیات محکمات سیاق و سباق۔ قرائن۔ ہر چیز کے خلاف ہے۔ فائے ترتیبی ہمیں مجبور نہیں کرتی کہ ہم ہر جگہ اتصال زمانی کے معنے لینے کے لئے مجبور ہو جائیں۔ **فائے ترتیبی محض واقعات کے یکے بعد دیگرے بیان کرنے میں بھی استعمال ہوتی ہے خواہ ان میں کوئی اتصال زمانی ہو یا نہ ہو۔** (دیکھو تہذیب التوضیح۔ الجزء الاول فی النحو۔ صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲ مطبوعہ مصر) یہ محض عجوبہ پسندی اور نادانی ہے جو بعض مولویوں یا پادریوں سے ایسی غلط اور خلاف واقعہ تفسیریں کرواتی ہے۔

"فرنگنوں کا مطالبہ"

حال ہی میں مرڈل پول (انگلستان) میں عورتوں کی ایک انجمن کا جلسہ ہوا۔ جس میں عورتوں کے متعلق بہت سے اہم مسائل پر بحث ہوئی۔ اس بات پر زیادہ زور دیا گیا کہ عورت کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کہدے کہ وہ بچہ چاہتی ہے یا نہیں جلسہ میں اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ ناخواستہ بچوں کے متعلق اپریشن کو جائز قرار دیا جائے۔ تاکہ مستند ڈاکٹر عمل جراحی کر سکیں۔ حکومت سے درخواست کی گئی کہ جن عورتوں کو ناجائز بچوں کے سلسلہ میں سزائیں دی گئی ہیں ان کو رہا کر دیا جائے ایک خاتون نے کہا کہ ہم اسقاط حمل کی بنا ڈالنا نہیں چاہتے یہ تو ہر شہر میں عام ہے اور اس قدر شرمناک ہرگز نہیں ہے روس میں اس کو جائز قرار دیا گیا ہے اور اس پر کامیابی کے ساتھ عمل ہوا ہے۔ ایک تجویز اس مضمون کی بھی منظور کی گئی کہ شادی کرنے پر عورتوں کو ملازمت سے برخاست نہ کیا جائے۔ انجمن نے حکومت سے یہ بھی درخواست کی ہے کہ ان لڑکیوں کے تحفظ کا حکومت کافی انتظام کرے جو لندن یا دوسرے بڑے شہروں میں مختلف ملازمتوں کے سلسلہ میں جاتی ہیں اور بعض اوقات پائی پائی کو محتاج ہو جاتی ہیں۔

یہ خبر جو ایک ولایتی اخبار کا ترجمہ ہے زبان حال سے تہذیب کا صحیح چہرہ اور انگریز خواتین کی زندگی کا صحیح نقشہ دکھا رہی ہے آخری تجویز اور درخواست کے علاوہ جو محض نظر گذر کے خوف سے وجود میں آئی معلوم ہوتی ہے باقی تمام مطالبات کسی قسم کے تبصرے کے محتاج نہیں ہیں جو لوگ شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ چکے ہوں زناکاری و بچہ کشی کو مستحسن سمجھتے ہوں ان کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ البتہ غور طلب یہ امر ہے کہ ان کی تقلید ہماری شرافت و تہذیب کے لئے مہلک تو نہیں اور ان کے قدم بقدم چلنا ہماری روحانیت کا قتل عام تو نہیں ہم امید کرتے ہیں کہ تہذیب جدید کے شیدائی اس اہم مسئلہ پر غور کریں گے۔

(مدینہ)

بقیہ اخبار احمدیہ

— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طبیعت کچھ علیل ہے احباب خاص طور پر آپ کے لئے دعائے صحت کریں۔

— منشی غلام نبی صاحب ساکن لوبریوالہ کا چھوٹا لڑکا عرصہ دو ماہ سے بیمار ہے جس کی وجہ سے منشی صاحب کو بہت تشویش ہے وہ آج کل کچھ مشکلات میں بھی مبتلا ہیں اور تمام احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں

مکتوب برلن

مسجد برلن میں دو بصیرت افروز لیکچر

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

پہلا لیکچر

ماہ جون میں زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی دو لیکچر ہوئے۔ پہلا لیکچر اخویم جناب مرزا عزیز الرحمٰن صاحب کا تھا۔ آپ نے تقریباً ۴۵ منٹ کی سیرکن بحث کے دوران میں بتلایا کہ مذہب اسلام دیگر مذاہب سے جو خصوصی امتیاز رکھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس دنیا کی زندگی کو فضول اور عبث قرار نہیں دیتا بلکہ اس زندگی کو سنوارنا عین منشاء قرآنی ہے جیسا کہ قرآن کریم خود فرماتا ہے۔ "ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ"۔ "من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہٖ....." "ما خلقنا الارض والسماء وما بینھما لٰعبین"۔ اسلام نے جو بنیادی اصول قائم کئے ہیں ان کی غرض و غایت بھی یہی ہے کہ ہم اس دنیا کی زندگی کو بھی اعلےٰ اور مفید بنائیں۔ دراصل ہماری زندگی بعد الموت اس زندگی کا ایک تسلسل ہے۔ اس ضمن میں آپ نے اسلامی جنت اور دوزخ کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے تمام خیالات کی جو اس بارہ میں اسلام کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تردید کی اور بتلایا کہ کس طرح ایک سچا مسلمان اس دنیا ہی میں اپنی زندگی جنت بنا لیتا ہے اور آخرت کی زندگی دنیوی زندگی سے الگ نہیں ہے فرق صرف اتنا ہے کہ دنیوی زندگی میں جو حجاب اور پردے پڑے ہوئے ہوتے ہیں وہ وہاں اٹھ جاتے ہیں اور اصل حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔

دوسرا لیکچر

دوسرا لیکچر ۱۵-جون بروز جمعتہ المبارک شام کے ۸ بجے شروع ہوا۔ مقرر ہمارے کرم دوست محمود ابراہیم عراقی تھے۔ آپ کے مضمون کا عنوان تھا "اسلام کا مستقبل" آپ نے فرمایا کہ موجودہ متمدن زمانہ میں اگر کوئی مذہب کامیاب ہونا چاہتا ہے تو لازمی ہے کہ سب سے اول اس کے اصول و قوانین وقت اور جگہ کی حدود و قیود سے آزاد ہوں۔ دوم اس کے اصول فطرت انسانی کے عین مطابق ہوں۔ سوم وہ انسانی زندگی کے تمام مختلف پہلوؤں کی نشوونما کرنے کے قابل ہو۔ اس کا مقصد صرف یہ نہ ہو کہ عبادت کے چند طریقے یا ہماری مذہبی اور روحانی زندگی کے لئے چند اصول بتا دے بلکہ ہماری زندگی کے ہر شعبہ کی حقیقی رہبری کر سکے۔ اس دوران میں آپ نے بتایا کہ موجودہ یورپ میں اگر کوئی مذہب کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ ان تمام بیماریوں کا علاج اپنے اندر رکھتا ہو جو اس وقت یورپ کے اندر موجود ہیں۔ مثلاً محنت و سرمایہ کی جنگ کا حل۔ بے روزگاری کے طریقے۔ خودکشی کی روک تھام۔ عورت کا درجہ کاروباری زندگی میں وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد آپ نے بتایا کہ ان تمام بیماریوں کا علاج اسلام کے اندر موجود ہے۔ مگر ہماری بدقسمتی کہ ہم بجائے اسلام کو یورپ میں لانے کے یورپین تہذیب کے تباہ کن اثرات مشرق کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اس دوران میں آپ نے یورپ کی مہلک تہذیب کا ذکر بھی کیا۔ لیکچر کے بعد جرمن نومسلم امین بوسفلڈ اور ڈاکٹر حمید مارقوس صاحبان نے بھی مختصر تقاریر کیں۔ دونوں لیکچروں کی صدارت ڈاکٹر محمد عبداللہ امام مسجد برلن نے کی اور دونوں کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

برلن میں عید میلاد کا شاندار نظارہ

عید میلاد النبی کا جلسہ زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی ۲۶ ماہ جون ۱۹۳۸ء کو برلن مسجد میں منعقد ہوا۔ مسجد کے بڑے دروازہ پر سبز اسلامی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ مسجد کا اندرونی محراب گلاب کے پھولوں اور سبز پتیوں سے آراستہ تھا۔ مسجد کے اندر داخل ہوتے ہی ایک حیرت سی طاری ہو جاتی تھی اور بے ساختہ تعجب کے کلمات زبان سے جاری ہو ہو کر رب العزت کی حمد و ثنا کا ورد پڑھنے پہ ہر مسلمان کو مجبور کرتے تھے۔

مثل سابق امسال بھی مسجد اور باغ کو قندیلوں کی روشنی سے منور کرنے کا مصمم ارادہ تھا چنانچہ اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مکمل انتظام کیا جا چکا تھا مگر مقام افسوس ہے کہ تقریباً ۴ بجے بعد از دوپہر بادلوں کے ہجوم نے موسم کو خراب کر دیا۔ پانچ بجے ترشح شروع ہو گیا اور ۶ بجے بڑے زور کی بارش ہونے لگی جس کی وجہ سے مجبوراً باغ اور مسجد میں چراغاں کرنے کا ارادہ ترک کرنا پڑا۔ شام کے ۷½ بجے مسجد کے دروازہ کے سامنے موٹریں کھڑی ہونی شروع ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ۸½ بجے مسجد حاضرین سے تقریباً پُر ہو گئی۔ جلسے کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور پھر پروفیسر مرزا حسن معلم یونیورسٹی برلن نے حاضرین کو خوش آمدید کہتے ہوئے آنحضرت صلعم کی پاک اور مقدس زندگی کے حالات سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔

لیکچر کے بعد ترکی امام شکری بے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں بزبان عربی و ترکی نعتیہ کلام پڑھا۔ ازاں بعد اخویم جناب مرزا عزیز الرحمٰن صاحب نے علامہ اقبال کے کلام سے چار مختلف بند اپنے مخصوص لہجہ میں پڑھ کر حاضرین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ صاحب موصوف نے ان اشعار کا ترجمہ بزبان المانوی سنایا جس نے حاضرین کے دلوں پر گہرا اثر کیا۔ اب چونکہ وقت بہت ہو چکا تھا اور ابھی تقریباً نصف پروگرام باقی تھا لہٰذا جلسہ کی کارروائی کو پندرہ منٹ کے وقفہ کے لئے بند کر دیا گیا۔ ٹھیک دس بجے ہمارے جرمن نومسلم دوست جناب امین بوسفلڈ صاحب نے اپنی بصیرت افروز تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے مختصر مگر مدلل اور موثر تقریر میں آنحضرت صلعم کی ولادت، والدین سے ابدی مفارقت، جوانی، بعثت اور زمانہ نبوت، جنگوں میں آپ کا صبر و سکون سے مصائب کو برداشت کرنا غرضیکہ آنحضرت صلعم کی انفرادی اور سوشل زندگی کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور بالآخر اس امر کی تلقین کی کہ ہر انسان کو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم آپ کی پاک اور مقدس زندگی سے عملی سبق حاصل کر کے اپنی زندگی کو بہترین زندگی بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ کی تقریر کے بعد جناب فخر الدین غوری صاحب نے بزبان اردو اور عراقی دوستوں نے بزبان عربی چند اشعار پڑھ کر حاضرین کو محظوظ فرمایا جس کے بعد خاکسار نے شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام ہر ماہ دو لیکچر ہوتے ہیں اور ان میں شمولیت کی ترغیب دی۔ جلسہ کے بعد حاضرین کی چائے و بسکٹ وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ پریس کے نمائندے اور فوٹوگرافر کافی تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔

جلسہ رات کے ۱۲ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا اور اس کی کامیابی کے لئے سب سے اول مجھے اپنے نومسلم دوست عبداللہ وائسر کا شکریہ ادا کرنا ہے مسجد کے محراب اور باغ اور مسجد کو سجانے اور ان میں چراغاں کرنے کا سارا کام ان کے سپرد تھا اور انہوں نے جس خوش اسلوبی سے اس کام کو تن تنہا انجام دیا اس کا اجر ان کو صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا دیگر انتظامات میں امام شکری بے صاحب۔ ان کی اہلیہ محترمہ۔ خالد زائکر۔ عمر شوبرٹ۔ علی گرونگر جناب غوری صاحب جناب مرزا عزیز الرحمٰن صاحب نے بڑی امداد فرمائی اور یہ سب شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین۔ (خاکسار امام مسجد (محمد عبداللہ)

بقیہ صفحہ ۲

مجاہدوں کی جماعت ہے۔ مگر جب تک جناب میاں صاحب اور ان کے سلسلہ کے غلط عقائد یا دیگر عقائد باطلہ دنیا میں موجود ہیں تب تک یہ مجاہدوں کی جماعت ان عقائد باطلہ کی تردید اور اسلام کی صحیح تصویر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجدد صدی چہاردہم کی اصلی تعلیم اور دین حق کی اشاعت میں انشاء اللہ کوشاں رہیگی۔

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً

تفسیر القرآن یا دیگر اہم اسلامی تصنیفات کے متعلق ایک بات عرض کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ یہ کام بڑی محنت اور یکسوئی قلب چاہتا ہے۔ مگر جناب خلیفہ صاحب قادیان کو اب خانگی ذمہ داریوں کے بڑھ جانے اور دیگر "مصروفیتوں" (جن کو وہ تفسیر القرآن لکھنے سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں) کی وجہ سے یہ دونوں باتیں حاصل نہیں ہیں۔ باقی رہے دیگر قادیانی اکابر علما جو اپنے آپ کو اس بات کا اہل سمجھتے ہیں، جب دیکھتے ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب ہی اس طرف توجہ نہیں کرتے تو ان کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ خواہ مخواہ کی دردسری مول لیں۔

باجلاس چوہدری محمد اکبر خاں بی اے ایل ایل بی

اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

برکت رائے ولد منتھول قوم اڑورہ
ساکن سیخوان تحصیل ڈسکہ

بنام جگت ناتھ، لشمبر ناتھ امرناتھ
نابالغان۔ پسران دیوان چند بولایت سماۃ
لال دیوی والدہ خود زرگر ساکن سیخوان تحصیل ڈسکہ

ایصال متاجری ۴/۲/۵۳ روپیہ (اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰)

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدیون تعمیل نوٹس سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں اس واسطے مدیون کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ $\frac{8}{38}$ ۳ حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کریں ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی $\frac{7}{38}$ ۲۲

مہر عدالت — دستخط حاکم

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— مولانا یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائٹ دو ماہ کی رخصت پر کوہ مری تشریف لیگئے ہیں آجکل شیخ ایزد بخش صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن لائٹ کو مرتب کر رہے ہیں

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل پر جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات نے پیغام صلح کو چار خریدار عنایت فرمائے ہیں۔ (جزاک اللہ) باقی احباب کو بھی اس اپیل پر توجہ کرنی چاہئیے۔

— مسجد برلن کی مرمت کے لئے اپیل گذشتہ دو اشاعتوں میں شائع ہو چکی ہے یہ نہایت ضروری کام ہے جس کو بہت جلد تکمیل پذیر ہو جانا چاہیئے۔

— یہ خبر احباب کی خوشی کا باعث ہو گی کہ ہمارے محترم بزرگ سید عبد المجید صاحب جج ہائیکورٹ کپورتھلہ کامل طور پر صحتیاب ہو گئے ہیں۔ (الحمد للہ) ان کی بیگم صاحبہ نے اس مسرت میں مبلغ بیس روپئے انجمن کو عنایت فرمائے ہیں (جزاک اللہ) ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سید صاحب ممدوح اور ان کی بیگم صاحبہ کو تا دیر صحت و تندرستی کے ساتھ سلامت رکھے اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے

— جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام برلن مسجد تحریر فرماتے ہیں۔ (۱) ۹ رجون ۱۹۳۴ء کو مسٹر کوپ اور مسٹر میریا ہرنز نے اسلام قبول کیا۔ اول الذکر کا اسلامی نام عبد الرحمٰن اور موخر الذکر کا فاطمہ رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

— (۲) رسالہ ریویو (جرمن) شائع ہو چکا ہے اور باہر روانہ ہو رہا ہے (۳) ۱۰ جولائی ۱۹۳۴ء سے عربی نماز کا کورس شروع ہوگا۔ گذشتہ کلاس میں چھ طلبا تھے موجودہ کلاس میں بھی اتنے ہیں۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی سکندر راؤ ضلع علی گڑھ کے جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔

— جناب چودہری محمد یوسف علی صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چونیاں کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

— جناب عبد العزیز صاحب صدیقی رحیم یار خاں ریاست بہاولپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ انکا صاحبزادہ ... عزیز سجاد احمد علیل ہے۔

— ان دونوں اور جماعت کے دوسرے بیماروں کے لئے درد دل سے دعائے صحت کی جائے :؛

ضروری اطلاع

احباب کو مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم کی وفات کی خبر مل چکی ہے چونکہ مولانا مرحوم کا حساب کتاب بے باق کرنا ہے اس لئے جن احباب کا مولنا صاحب کے ذمہ یا جن کے ذمہ مولانا صاحب کا کوئی قرض وغیرہ ہو یکم اگست سے پہلے اس کی اطلاع بھیجدیں تاکہ حساب صاف کیا جا سکے اس کے بعد کسی شخص کا عذر قابل سماعت نہ ہوگا

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

سستی قسم کی مچھر دانی استعمال کرو

احسانات دیہات پنجاب کے کمشنر صاحب کی تحریک پر انڈسٹریل کواپریٹو سوسائیٹوں نے ایک بہت ارزاں قسم کی مچھر دانی وضع کی ہے۔ جسے وہ کثیر تعداد میں تیار کر رہی ہیں۔ اس کی قیمت غالباً (تھوک) ڈیڑھ روپیہ فی مچھر دانی سے زیادہ نہیں ہوگی۔ جس میں محصول بھی شامل ہے۔ یہ ایک اعلےٰ اور مکمل قسم کی مچھر دانی تو نہیں ہے۔ لیکن خوب کام دے سکتی ہے۔ اور حکومت ہند کے ماہرین تحقیقات ملیریا نے اسے پسند کیا ہے۔ عوام نے بھی اسے دیکھنے اور برتنے کے بعد پسند کر لیا ہے۔ اس کی قیمت اس قدر واجبی ہے کہ اسے ہر شخص خرید سکتا ہے۔ اس مچھر دانی کو عوام میں خاص کر دیہات میں مقبول عام بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ کیونکہ ملیریا کی وجہ سے ملک کو ہر سال جتنا روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس کی مقدار حکومت کے محاصل سے کہیں زیادہ ہے۔ دیہاتی علاقوں میں ملیریا کی شدت کا یہ عالم ہے۔ کہ ملیریا کا موسم گزر جانے کے کئی ماہ بعد تک کسانوں میں کام کرنے کی ہمت اور صلاحیت نہیں رہتی۔ اس طرح جو وقت اور محنت زراعت کے لئے یا کسی اور نفع آور صنعتی پیشہ پر صرف ہو سکتا ہے۔ بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔ ملیریا کے موسم میں اکثر اوقات بہ کثرت سرکاری ملازم بخار کی وجہ سے اپنے کام سے غیر حاضر رہتے ہیں۔ اور اب جبکہ ایک ارزاں قسم کی مچھر دانی دستیاب ہو سکتی ہے۔ تو وہ اس سے اپنے آپ کو نیز اپنے کنبہ کو ملیریا سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ سرکاری ملازم کو صرف اپنے ذاتی استعمال کے لئے مچھر دانی خریدنا کافی نہیں ہوگا۔ بلکہ کنبہ کے ہر فرد کے لئے خاص کر ان کے لئے جو بخار میں مبتلا ہوں یا مبتلا ہوتے ہوں۔ خواہ عرصہ گزرا ہو۔ مچھر دانی بہت ضروری ہے کیونکہ مچھر انہیں کے جسم سے زہر حاصل کرتا ہے۔

سیام اور برما کے سارے لوگ خواہ وہ امیر ہوں یا غریب کسی نہ کسی قسم کی مچھر دانی ضرور استعمال کرتے ہیں۔ اہل پنجاب کو بھی ان کی تقلید کرنی چاہئیے۔ امید ہے کہ تعلیم یافتہ اصحاب اس بارہ میں مثال قائم کرینگے جس سے دوسروں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی تحریک ہو گی۔ اور آہستہ آہستہ مچھر دانی کا استعمال فیشن میں داخل ہو جائے گا۔ اس ضمن میں یہ بیان کر دینا مناسب ہے کہ پنجاب کی پارچہ بافی کی کواپریٹو انجمنیں ان مچھر دانیوں کو تیار کرتی ہیں ان کے مقبول عام ہونے سے ایسے لوگوں میں جو کساد بازاری کی شدید ترین چوٹ کھائے ہوئے ہیں۔ ایک گھریلو صنعت قائم ہو جائے گی۔ مچھر دانیاں مطلوبہ تعداد میں انڈسٹریل کواپریٹو سوسائیٹیز پنجاب لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

ضرورت ہے

ایڈجوٹنٹ صاحب فورتھ بٹالین ۱۴ پنجاب رجمنٹ لاہور چھاؤنی کو سپاہی کلرکوں کی ضرورت ہے جو پنجابی یا یوسف زئی پٹھان ہوں تنخواہ سپاہی کی معہ مفت راشن، وردی اور رہائش کے جو ٹائپ کرنا اور ٹائپ جانتا ہوں۔ (سکرٹری)

خبریں

— پولینڈ میں سیلاب کی وجہ سے سخت تباہی آئی ہے لاکھ اشخاص سے زیادہ بے خانماں ہو گئے ملک کا پانچواں حصہ تباہ ہو گیا۔ دار السلطنت وارسا سخت خطرہ ہے نقصان جان بھی کافی ہوا۔

— حکومت چین کے بجٹ میں بارہ کروڑ پونڈ کا خسارہ ہے

— غازی مصطفےٰ کمال پاشا عنقریب روس تشریف لیجانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

— آج کل جگہ جگہ کانگرسیوں میں خانہ جنگی شروع ہے بعض مقامات پر ان کے جلسوں میں ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ امرتسر میں ڈاکٹر کچلو نے اس وجہ سے آٹھ روز کا برت رکھا ہے۔

— کوریا میں بھی شدید سیلاب آیا جس کی وجہ سے کئی ہزار اشخاص ہلاک اور ایک لاکھ کے قریب انسان بالکل بے خانماں ہو گئے۔

— رضا شاہ پہلوی ترکی سے تشریف لے آئے ہیں۔ آپکو سرکاری طور پر نہایت شان سے رخصت کیا گیا

— شاہ موصوف نے ترکی میں مقیم ایرانیوں کو ہدایت کی۔ کہ تم ترکوں کو اپنا بھائی اور ترکی کو اپنا دوسرا وطن سمجھو ترکی اور ایران کی پرانی عداوت اب باہمی اخوت سے بدل گئی ہے۔

— جھنگ کے شیعہ سنیوں میں ایک معمولی بات پر فساد ہو گیا جس میں کافی آدمی زخمی ہوئے

— گذشتہ ہفتہ آگرہ میں شدید ہندو مسلم فساد ہو گیا بہت سے آدمی زخمی ہوئے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے

— انگلستان میں طویل خشک سالی کے بعد شدید بارش شروع ہو گئی ہے۔ بعض جگہ سیلاب بھی آیا۔

— گذشتہ دنوں نسبت روڈ لاہور پر ایک اینگلو انڈین لیڈی نے ایک ٹریفک کنسٹبل کو زدوکوب کیا جھا لیڈی پر مقدمہ چلایا گیا عدالت نے اس کو چھ ماہ قید سخت اور تین صد روپیہ جرمانے کی سزا دی افواہ ہے کہ آغا خان نے درخواست دی تھی کہ ہندوستان میں مجھے کوئی علاقہ دیا جائے جس پر میں ایک والئے ریاست کی حیثیت سے حکومت کر سکوں حکومت نے ان کی اس درخواست کو مسترد کر دیا۔

— منڈی اور کلو کی سڑک چند روز سے ناقابل سفر ہے اس کا بیشتر حصہ خراب ہو گیا ہے۔

— حکومت برطانیہ نے اپنی ہوائی طاقت میں اضافہ کرنے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ آئندہ سال میں انہم ہوائی جہازوں کا اضافہ کیا جائیگا

— یورپ کے بعض سیاسی حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے۔ کہ عنقریب ہٹلر کی طاقت کا خاتمہ ہو جائیگا۔

— آئندہ سال ماہ مئی میں ملک معظم کی سلور جوبلی منائی جائے گی۔

— معلوم ہوا ہے کہ مشہور نو مسلم انگریز ڈاکٹر شلڈریک کو ترکستان جانے کی ممانعت کر دی گئی ہے کہا جاتا ہے کہ وسطی ترکستان کے باشندوں نے انہیں اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا تھا۔

— اخبار سیاست اس خبر کا ذمہ وار ہے کہ مشہور گندہ دہن مولوی عطا اللہ شاہ بخاری کو ملتان میں ان کی تقریروں کیوجہ سے قتل کی دھمکی دی گئی۔

— نواب مزمل اللہ خان صاحب آف بھیکم پور نے مکہ معظمہ کے حرم کے لئے بجلی کا نیا انجن خرید کر جہاز بھیجا ہے۔

رجسٹرڈ نمبر .... مسلمان لاہور

قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صلحا اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰی ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۳ اگست سنہ ۱۹ء | نمبر ۴۷

برادران طریقت کی خدمت میں ایک ضروری اپیل

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلانے کے لئے آج آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں وہ یہ کہ قرآن کریم کا نزول دنیا میں انسان کے علم کی تکمیل اور ترقی کے لئے ہوا۔ چنانچہ قرآن کی پہلی ہی وحی میں علم الانسان ما لم یعلم فرما کر اسی بات کا کھلم کھلا اعلان کیا گیا تھا پھر نقط اتنا ہی نہیں بلکہ جو علم و حکمت کا سمندر قرآن لایا تھا اسے بطور علمی معجزہ کے پیش کر کے تمام دنیا کو چیلنج دیدیا کہ اس کتاب کی ایک سورۃ کی بھی نظیر لا کر دکھاؤ۔ اسیطرح حضرت مسیح موعودؑ کا بھی جو سب سے بڑا معجزہ تھا وہ بھی علمی ہی تھا یعنی قرآن کے حقایق و معارف کا علم۔ پس ہماری جماعت کا امتیازی نشان جو ہونا چاہیئے وہ ہے قرآن کا علم اور اس کی نشر و اشاعت۔ جو دو ہی رنگ میں ممکن ہے یا بذریعہ تحریر یا بذریعہ تقریر۔ تقریر کا ذریعہ یا تو قرآن و حدیث کا درس ہے یا حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ اور درس ہے۔ اور تحریر کا ذریعہ ہے کتب اور اخبار کی اشاعت۔ کتابیں تو کبھی کبھار شائع ہوتی ہیں مگر اخبار تو ہفتہ میں دو بار آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ کے متعلق تازہ حالات، مفید تحریکات اور قرآن کے علم سے آپ کو مستفیض کرتا ہے۔ تو پھر کیا آپ اپنی جماعت کے اس امتیازی نشان اور علمی معجزہ کو جو حضرت مسیح موعود کے ورثہ میں آپ نے پایا ہے دنیا میں نمایاں کرنا نہیں چاہتے؟ کیا اس کے لئے ضروری نہیں کہ آپ اپنے سلسلہ کی کتب اور اخبار کو زیادہ تعداد میں خریدیں اور پڑھیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اخباروں کی اشاعت کریں؟ اگر یہ صحیح ہے تو پھر ہماری جماعت کے ذمہ دار اور درد دل رکھنے والے بزرگوں کا پہلا فرض ہے کہ جس جس شہر میں وہ تشریف رکھتے ہیں اپنی جماعت کے خواندہ بھائیوں کو پوری پوری یا رعایتی قیمت پر اخبار پیغام صلح خریدنے کے لئے مجبور کریں اور نہ صرف مجبور کریں بلکہ جماعت کے ماہوار چندوں کی طرح اخبار کا چندہ بھی وصول کر کے بھجوا دیں۔ پڑھے لکھے احباب سے آٹھ آنے ماہوار یا ایک پیسہ روزانہ اخبار کے لئے نکالنا چنداں مشکل نہیں۔ البتہ سال میں چھ روپے یکمشت دینے بعض دفعہ مشکل ہو جاتے ہیں یہ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ بعض دفعہ ڈاکخانہ کی غلط فہمی یا دوستوں کی غیر حاضری کی وجہ سے اخباروں کے وی پی واپس آجاتے ہیں اور انجمن کو ناحق مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیا یہ بہتر نہیں کہ ماہوار چندوں کے ساتھ اخبار کا چندہ بھی ادا کر دیا جائے۔ یا اگر وی پی منگوانا منظور نہ ہو تو وی پی کے اطلاعی خطوط کا جواب ہی دیدیا کریں افسوس تو یہ ہے کہ احباب کی ذراسی سستی سے انجمن کا نقصان ہو جاتا ہے۔ اور مجھے امید ہے کوئی بھی دوست ایسا نہ ہوگا جو خدا کے دین کی خادم انجمن کے پیسے جو بڑی مشکل سے فراہم ہوتے ہیں ضائع ہونے پر رنجیدہ نہ ہو۔ نیز غیر از جماعت احباب میں بھی "پیغام صلح" اور "لائٹ" کی اشاعت کی تحریک کرنا بہت بڑے ثواب اور علم قرآن کی اشاعت کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام۔ خاکسار:- بشارت احمد

افسر اخبار "پیغام صلح" لاہور

بھدرواہ میں تبلیغ احمدیت

قادیانی مبلغ کا اعتراف حق

جاء الحق وزھق الباطل۔ انّ الباطل کان زھوقا

(از جناب سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ کشمیر)

قصبہ بھدرواہ (ریاست جموں وکشمیر) میں ایک قادیانی مبلغ مولوی عبدالواحد صاحب مولوی فاضل کچھ عرصہ سے وارد تھے۔ اور اس بات کی کوشش میں رہتے تھے کہ لوگوں کو نبوت مسیح موعود کا قائل کرالیں۔ اس جگہ ہماری جماعت لاہور کے ممبر کافی تعداد میں ہیں۔ ان کے ایماء اور انجمن کے حکم سے خاکسار ۲۰ جولائی کو اس جگہ پہنچا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ مولوی صاحب کو جب اطلاع پہنچی کہ کوئی مبلغ لاہور سے بھی آرہا ہے۔ تو وہ غیر معمولی طور سے مسئلہ نبوت پر بحث کرنے کے لئے حوالے تلاش کرنے میں مصروف نظر آنے لگے۔

قادیانی مبلغ سے پہلی ملاقات

جونہی میں یہاں پہنچا اور قیام گاہ میں قدم رکھا مولوی صاحب فوراً مجھ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ مطلب یہ تھا کہ یہ تو چار پانچ دن تک رستہ کی تکالیف برداشت کرکے یہاں پہنچا ہے۔ ایک تو مباحثہ کے لئے تیاری نہیں کرسکا اور دوسرے تھکا ہوا ہے۔ بحث میں مغلوب ہو جائیگا مگر الحق یعلو ولا یعلیٰ۔ کہ حق غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا میں نے غیر احمدی دوستوں اور اپنی جماعت کے احباب سے کہہ رکھا تھا کہ مولوی صاحب میرے ساتھ پانچ منٹ تک جس مسئلہ پر ان کا جی چاہے جم کر گفتگو کریں۔ اگر اس سے زیادہ چل سکیں تو مجھے جو بھی چاہے کہنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مولوی صاحب سے بحث شروع ہوئی۔ آپ کی حالت اس وقت یہ تھی کہ جواب دینے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارتے تھے۔ لیکن کامیابی نہ ہوتی تھی۔ مولوی صاحب کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ چہرہ کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا اپنے علم کو میاں صاحب کے علم تک محدود نہ رکھیں۔ بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر مدار رکھئے۔ اور ایک جگہ سے ہی دعویٰ نبوت دکھائیے۔ یا محدثیت سے بڑھ کر کوئی چیز دکھائیے۔ غرضیکہ یہ مباحثہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہو

قادیانی مبلغ کا اعترافِ عجز

اس کے بعد بھی کئی مرتبہ مولوی صاحب سے گفتگو ہوئی جس میں لوگوں نے مولوی صاحب کے منہ پر اقرار کیا کہ آپ کے پاس جماعت لاہور کے سوالات کا کوئی جواب نہیں۔ گو بہت مرتبہ اس قسم کے مباحثے ہوئے لیکن میں اس وقت دو واقعات ایسے درج کرتا ہوں جن میں مولوی عبدالواحد صاحب نے صاف طور پر اپنے عقائد کی کمزوری کا اعتراف کیا۔

"ایک غلطی کا ازالہ" سے حقیقی نبوت ثابت نہیں ہوسکتی

۲۲ جولائی کی شام کو ماسٹر فیروز الدین صاحب مکینکل ٹیچر بھدرواہ نے مجھے اور مولوی عبدالواحد صاحب کو دعوت طعام دی۔ ہم دونوں اکٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ ماسٹر صاحب نے کوئی بات شروع کردی۔ میں نے عرض کیا کہ واقعات کی شہادت تمام منطقی دلائل سے زبردست ہوتی ہے۔ اور واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یا حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کے زمانہ میں جماعت احمدیہ حضرت اقدس کو زمرۂ انبیاء میں شامل نہیں کرتی تھی۔ مولوی صاحب پہلے کہ حضور نے یہ جو فرمادیا ہے کہ "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا"۔ میں نے عرض کیا۔ مولانا! ان باتوں پر ہم دو دن کافی سے زیادہ بحث کرچکے ہیں۔ اب واقعات کی شہادت کو لیجئے کہ ایسے متشابہ الفاظ کا مفہوم اس وقت جماعت کے ذہن میں کیا تھا۔ آیا ایسا ہی نبی مانتی تھی جیسا کہ آجکل آپ کی جماعت مان رہی ہے یا امتی نبی بمعنی محدث مانتی تھی۔ اس پر مولوی صاحب خاموش ہوگئے۔ اور میں نے اُن کے سامنے واقعات پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ "ایک غلطی کے ازالہ" کو اعلان نبوت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جب ایک مخالف محمد یوسف صاحب امرتسری نے یہ اشتہار شایع ہونے پر اعتراض کیا تھا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو مولانا سید محمد احسن صاحب مرحوم نے اس کے جواب میں الحکم کے اندر مضمون لکھا کہ یہ تو جزوی نبوت کا دعویٰ ہے جو ہر مومن کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کا "ایک غلطی کے ازالہ" سے "غیر تشریعی حقیقی نبوت" کا ادّعا نکالنا ایک ایسا امر ہے جو نہ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذہن میں تھا۔ اور نہ ہی آپ کی جماعت نے ایسا سمجھا تھا۔

میر قاسم علی صاحب کی کتاب دین الحق

پھر ۱۹۱۱ء میں ایک کتاب میر قاسم علی صاحب شایع کرتے ہیں جس کا نام "دین الحق یا ہمارا مذہب" ہے۔ وہ میرے پاس موجود ہے۔ اس میں مخالفین کو یقین دلایا گیا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مدعی نبوت کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور آپ کا دعویٰ محدثیت کا ہے۔ اس میں تمام حوالے وہی پیش کئے ہیں جن کو پیش کرکے آجکل ہم حضرت مسیح موعود کا نبوت سے انکار ثابت کرتے ہیں۔ اس کتاب پر کسی احمدی نے اعتراض نہیں کیا کہ منسوخ حوالے پیش کررہے ہو حتیٰ کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح نے بھی اعتراض نہ کیا جن کی طرف اس کتاب کا انتساب کیا گیا تھا۔

حضرت مسیح موعود کے ستّر خدام کی شہادتیں

اس کے علاوہ حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک کتاب "مسیح موعود اور ختم نبوت" شایع کی ہے۔ جس میں ستّر خدام مسیح موعود کی حلفیہ شہادت درج کی ہے۔ جنہوں نے کہا ہے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی ان کو نبی نہیں مانتے تھے۔ آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنے کو سراسر افترا قرار دیتے تھے۔ اور آپ کو مجازی نبی بمعنی محدث مانتے تھے۔ [illegible] تب سے پہلے ہم نے میاں محمود [illegible]

صاحب سے ان کے ایام خلافت [illegible]
ایک غلطی کے ازالہ میں محدثیت کی [illegible]
ان شہادتوں کو درج کرنے کے بعد حضرت [illegible]
قادیانی جماعت کے پاس بھی صداقت [illegible]
کم از کم ستر ہی شہادتیں پیش کریں جن [illegible]
مسیح موعود کی زندگی میں آپ کو بھی [illegible]
کے ازالہ کو پہلی تحریرات کا ناسخ [illegible]
ان شہادات کے مقابل آج تک [illegible]
نہیں ہوئیں۔

مفتی محمد صادق صاحب [illegible]

اسیطرح مفتی محمد صادق [illegible]
ملتے ہیں تو اُن کے اس اعتراض [illegible]
موعود کو نبی مانتے ہیں۔ یہ جواب [illegible]
من اللہ لیتے ہیں اور ایسے ملہم بہ [illegible]
گذر چکے ہیں۔

اجرائے نبوت کا عقیدہ خلاف [illegible]

مزید براں حضرت مسیح موعود علیہ [illegible]
جس عقیدہ کو مانتے تھے اس پر [illegible]
فرماتے بیکھ دیتے۔ وفات مسیح [illegible]
بیسیوں کتابیں لکھیں مضمون [illegible]
مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں [illegible]
کے اس مسئلہ پر مباحثے ہوتے [illegible]
قائل ہوتے تو ضرور اس پر حضرت اقدس [illegible]
یا کتاب تصنیف فرماتے۔ نہ ہی حضرت [illegible]
علیہ السلام کے وقت اور نہ ہی [illegible]
مرحوم کے وقت اجراء نبوت پر [illegible]
پر مباحثات کا سلسلہ "خلافت ثانیہ [illegible]
ساتھ ہی شروع ہوتا ہے۔ معلوم [illegible]
کی ایجاد ہے۔

قادیانی مولوی [illegible]

مولوی صاحب خاموش [illegible]
کہ "آہستہ آہستہ قوم کو سمجھ آگئی [illegible]
میں نے کہا یہ خوب بات ہے کہ [illegible]
تو سمجھ نہ آئی حضرت مولانا نورالدین [illegible]
نہ آئی لیکن میاں صاحب کے وقت [illegible]
بات ہے کہ پولوس رسول کو مسیح [illegible]
بات سمجھ میں آئی تھی کہ مسیح خدا [illegible]
اس پر بالکل خاموش ہوگئے اور [illegible]
قادیان لکھونگا۔ اس تمام گفتگو میں [illegible]
شریک تھے۔ اوّل تو ہمیں مولوی [illegible]
وہ اس کا انکار کریں۔ لیکن ماسٹر [illegible]
حلفیہ شہادت دینے کے لئے [illegible]
صاحب ان باتوں کے بالمقابل [illegible]
کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا۔

حضرت صاحب مجازی نبی [illegible]

دوسرے دن شام کے وقت [illegible]
یہ مولوی صاحب سے گفتگو ہوئی [illegible]
حضرت صاحب کو خدا نے [illegible]
اور آپ نے [illegible]

حضرت امیر ایدہ اللہ کا انگریزی ترجمۃ القرآن

اور مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی

ترجمہ کی مقبولیت کا اعتراف اور پھر اس پر اعتراض

از جناب مولانا دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت

۲۵ رجون ۱۹۳۴ء کے اخبار "سچ" میں مولینا عبد الماجد دریا آبادی نے "عرض حال" کے عنوان سے ایک طویل مقالہ لکھا ہے جس میں قرآن کریم کے ان تمام انگریزی تراجم پر جو اب تک شائع ہوئے رائے زنی کرتے ہوئے آخر میں اس بات کی ضرورت ظاہر کی ہے کہ:-

"ایک ترجمہ ایسا شائع کیا جائے جو ایک طرف جمہور اہل سنت کے عقائد کا ترجمان ہو۔ مسائل میں تطبیق و تردید کرنے والا نہ ہو۔ اور دوسری طرف ٹھیٹھ مولویانہ بھی نہ ہو۔ اس کی تشریحات ایسی نہ ہوں کہ پڑھنے والے کو جزئیات ہی میں الجھا دیں۔ جو ذہنیت یورپ کی اور یورپی تعلیم پائے ہوؤں کی ہے اس کی رعایت حواشی میں خاص طور پر ملحوظ رہے۔ اور ترجمہ اور تفسیر اس انداز سے کی جائے کہ جدید شبہات حتی الامکان پیدا ہی نہ ہونے پائیں۔ ساتھ ہی زبان درست ہو اور کاغذ اور جلد طباعت وغیرہ کی دیدہ زیبی یورپی مطبوعات کے معیار پر ہو"

اسی مضمون میں مولانا نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ اسی قسم کا ترجمہ انہوں نے خود کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور ایک پارہ ترجمہ و ٹائپ ہو کر بعض علماء کے پاس بھیجا بھی جا چکا ہے۔

چشم ما روشن دل ما شاد۔ کلام پاک کا ترجمہ ایک نہایت ہی مبارک کام اور قابل غبطہ چیز ہے۔ ایک نہیں ویسے جتنے بھی ترجمے فرقان حمید کے انگریزی زبان میں ہوں۔ اس پاک کتاب کی اشاعت اور اسلام کی پاک تعلیم کے پھیلنے ہی کا موجب ہونگے۔ جسقدر دماغ اس نیک کام میں منہمک ہونگے اسلام کے روشن اور نورانی چہرہ کے نقش و نگار کی دلآویزی اور زیادہ بڑھیگی لیکن حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ مولانا نے اپنے اس ترجمہ کی ضرورت و اہمیت کو واضح کرنے کے لئے یہ ضروری سمجھا ہے کہ اس سے پہلے جسقدر ترجمے شایع ہو چکے ہیں ان کی کچھ خامیاں اور قباحتیں ضرور بیان کی جائیں۔ معلوم نہیں اس کی ضرورت انہیں کیا تھی۔ وہ اگر دوسروں کے نقص بیان کرنے کی بجائے اپنا ترجمہ مکمل کر کے شایع کر دیتے تو پڑھنے والے خود بخود اس بات کا اندازہ لگا سکتے تھے کہ دوسرے تراجم میں کیا کچھ نقص اور خامیاں رہ گئی تھیں جن کو ان کے ترجمہ نے دور کر دیا۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ نقائص سے پاک تو صرف خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ انسانی کاموں میں تو نقص بھی رہجاتے ہیں اور غلطیاں بھی۔ کوئی بڑے سے بڑا انسان اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ جو کچھ اور جس طرح اس نے کلام پاک کو سمجھا ہے۔ اس سے بہتر ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ مولانا کے ترجمہ کے شایع ہونے کے بعد یقیناً اور لوگ پیدا ہوں گے جو ان کی بھی غلطیاں نکالیں گے اور ہر نئے زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے نئے ترجمہ کی ضرورت پیش آتی رہیگی۔ یہی وجہ ہے کہ سابق مفسرین کی تفاسیر اور تراجم میں آپ کہیں نہیں پائیں گے کہ انہوں نے اپنی تفسیر یا ترجمہ کی خوبیوں کو آشکارا کرنے اور اس کی ضرورت اور اہمیت کو جتانے کے لئے دوسرے مصنفین کے نقص اور خامیاں بیان کی ہوں۔ ہاں جہاں کسی کی کوئی بات پسند آئی اُس کو لے لیا۔ اور جو پسند نہ آئی اُسے چھوڑ دیا یا اُس کی تردید کر دی لیکن مولانا نے کلام پاک کے ترجمہ کو شروع کرتے ہوئے اسکا اعلان ایسے رنگ میں کیا ہے جو کسی طرح پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ کے انگریزی ترجمۃ القرآن پر جو ریمارک انہوں نے کئے ہیں ایک غور کرنے والا دل و دماغ ان پر حیرت و استعجاب کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک طرف تو فرماتے ہیں کہ

"حقیقتاً قابل ذکر انگریزی ترجمے صرف دو ہیں۔ ان میں سے ایک مولوی محمد علی لاہوری ایم۔ اے (امیر جماعت احمدیہ مرزائیہ[1]) کا ترجمہ دی ہولی قرآن ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۱۷ء میں دو قسم کے کاغذوں پر مع متن قرآن۔ ایک مفصل مقدمہ اور مفصل ترجمانی کے نفاست کاغذ و طباعت کے اعلیٰ لوازم کے ساتھ نکلا تھا۔ اور ویسا بلا متن اس سے چھوٹی تقطیع پر۔ محاسن ظاہری کی انہیں خصوصیات کے ساتھ ابھی سال دو سال ہوئے نکلا ہے۔ یورپ اور خود ہندوستان کا انگریزی طبقہ جس ترجمہ سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے اور جو ان کے درمیان سب سے زیادہ پھیلا ہے وہ یہی ترجمہ ہے"

اس کے ساتھ ہی مولانا اپنے ایک خالص انگریزی خواں دوست کی رائے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ کی خوبیوں سے۔ اس کے اثرات سے۔ اس کی تبلیغی کامیابیوں سے انکار کرنا آفتاب کی روشنی سے انکار کرنا ہے۔ صدہا ہزارہا بیگانوں کو یگانہ بنانے صدہا ہزارہا منکروں کو اسلام سے قریب تر لانے میں وہ یقیناً معین ہوا ہے۔ خود اپنے متعلق بھی یہ اعتراف بمسرت کرتا ہوں کہ آج سے پندرہ سولہ سال بیشتر جب میں الحاد و ارتیاب کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا۔ اس وقت گنتی کی دو چار کتابیں جو مجھے اسلام سے قریب لانے میں معین ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک یہی انگریزی ترجمہ قرآن تھا۔ مترجم کے ہمنام مولانا محمد علی (مدیر کامریڈ) بھی اس سے بہت متاثر تھے۔ اور اسکی تعریف ہی کیا کرتے تھے"

مگر تعجب ہے کہ اس "صدہا ہزارہا بیگانوں کو یگانہ بنانے" "صدہا ہزارہا منکروں کو اسلام سے قریب لانے" اور "الحاد و ارتیاب کی تاریکیوں" سے نکالنے والے ترجمہ کے متعلق مولانا لکھتے ہیں کہ

"ترجمہ و تفسیر میں اسلام کی حقیقی تفسیر پیش نہیں ہو سکی ہے مترجم بدنام اپنی قادیانیت کے لئے ہیں لیکن ترجمہ و تفسیر میں قادیانیت سے کہیں زیادہ غالب نیچریت ہے معجزات وغیرہ کے باب میں تقریباً تمامتر سید احمد خان کے خیالات کی ترجمانی ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ مریض اگر کڑوی دوا سے منہ بناتا ہے تو کونین کی گولی پر شکر لپیٹ دینی چاہئے لیکن یہ تو نہ ہو کہ اس میں مبالغہ کرتے کرتے کونین سرے سے غائب ہو جائے اور بیچارے مریض کو خالی شکر ہی شکر پھنکائی جاتی رہے۔ جدید خیالات کی مطابقت میں مترجم کو ضعیف سے ضعیف بھی جو تاویل مل گئی ہے۔ بس اس کو بے تکلف اختیار کر لیا گیا ہے۔ اور لغت۔ نحو۔ حدیث۔ سیاق قرآنی۔ اجماع اکابر امت کسی شے کی اس کے مقابلہ میں پروا نہیں کی گئی ہے"

اس تحریر کو پڑھ کر ہمیں بہت افسوس ہوا۔ اگر اس ترجمہ میں نیچریت غالب ہے تو نیچریت تو دہریت کا دوسرا نام ہے۔ یا کم از کم دہریت یا الحاد کی طرف لے جانے والی چیز ہے۔ جس ترجمہ و تفسیر میں غالب نیچریت پائی جاتی ہے۔ تعجب ہے وہ خود مولانا کو "الحاد و ارتیاب" کی تاریکیوں سے کس طرح نکال لایا۔ "صدہا ہزارہا منکروں کو اسلام کے قریب" وہ کیونکر لے آیا؟ آپ فرماتے ہیں کہ "معجزات وغیرہ کے باب میں تمامتر سید احمد خانی خیالات کی ترجمانی ہے"! حالانکہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو سرسید احمد خاں اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے خیالات میں بُعد المشرقین پایا جاتا ہے۔ سرسید اس بات کے قایل تھے کہ قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کے معجزات دکھانے کا انکار ہے۔ اس ترجمہ میں پورے زور سے اس کی تردید کی گئی ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کے معجزات کا اقرار ہے یہانتک کہ معجزہ شق القمر کو بھی اپنے ظاہری معنوں میں صحیح ثابت کیا گیا ہے۔ حالانکہ شاہ ولی اللہ جیسے بزرگوں نے بھی اسے محض ایک کسوف مانا ہے۔ پھر سرسید وحی کو پیغمبر کے دل کی آواز قرار دیتے ہیں۔ یہ ترجمہ اسے اللہ تعالیٰ کی آواز اور خارجی آواز قرار دیتا ہے۔ سرسید ملائکہ کی ہستی کا انکار کرتے ہیں اور انہیں محض قوائے نیچر سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ اسی ترجمہ میں ملائکہ کو علیحدہ ہستیاں ثابت کیا گیا ہے۔ اسیطرح سرسید ابلیس کو محض انسانی قویٰ میں سے ایک قوت قرار دیتے ہیں۔ مگر اس ترجمہ میں اسے الگ ہستی ثابت کیا گیا ہے۔ سرسید کے نزدیک دعا محض ایک عبادت ہے اور اس کی قبولیت کوئی شے نہیں۔ اس ترجمہ میں دعا کی قبولیت پر پورا زور دیا گیا ہے۔

سرسید پیشگوئیوں کے بھی قایل نہ تھے۔ جو معجزات ہی کا ایک حصہ ہے۔ حالانکہ قرآن کریم پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے ان کو تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو غلبت الروم کی پیشگوئی۔ ہم حیران ہیں کہ مولانا عبد الماجد جیسا فہیم انسان ایسے کھلے حقائق سے کس طرح انکار کر سکتا اور اسے کسطرح سرسید احمد خانی خیالات کی ترجمانی قرار دیتا ہے۔

اس کے علاوہ مولانا عبد الماجد صاحب نے بڑی کاوش سے ایک عطف کی مزعومہ غلطی پر جو ہمیں معلوم نہیں ہو سکی۔ اور ہوا گر ہو بھی تو اس سے مفہوم میں ادنیٰ سے ادنیٰ تغیر بھی پیدا نہیں ہوتا۔ تنقید کا ایک اور غلط رنگ اختیار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: -

"جا بجا مطالب قرآنی میں بھی غالباً زیادہ وقت نہ دے سکنے کے باعث سے لغزشیں ہو گئی ہیں مثلاً آیۃ مایود الذین کفروا من اھل الکتاب ولا المشرکین ان ینزل الخ

---

[1] "مرزائیہ" کا لفظ مولانا کی سنجیدہ بیانی کے شایان شان نظر نہیں آتا کیا محض "احمدیہ" کے لفظ میں کوئی ابہام باقی رہتا تھا کہ اس جماعت کی تعریف پیش کی گئی۔

حضرت مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مرحوم کا ماتم

مسلم اکابر اور احمدی احباب اور جماعتوں کے تعزیت نامے

حضرت مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مرحوم مغفور کی وفات پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ جناب سکرٹری صاحب اور خاکسار مدیر کو مسلم اکابر اور احمدی احباب کے بے شمار تعزیت نامے موصول ہوئے۔ متعدد جماعتوں نے باقاعدہ جلسے منعقد کر کے اظہار افسوس و ہمدردی کی قرار دادیں منظور کیں۔ ان خطوط اور قرار دادوں کا خلاصہ شکریہ کے ساتھ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

حضور فرمانروائے مانگرول کا تعزیت نامہ

مانگرول ۱۶ جولائی ۱۹۳۴ء

محبی جناب مولوی محمد علی صاحب۔ سلام علیکم مزاج شریف۔ اخبار "پیغام صلح" کے مطالعہ سے خبر انتقال پُرملال جناب مولوی عصمت اللہ صاحب مرحوم مغفور معلوم ہوئی۔ نہایت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر انہیں اپنے جوار رحمت میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے۔ اور جملہ پسماندگان مرحوم کو، آنجناب کو اور جملہ اراکین انجمن کو اس صدمہ میں توفیق صبر و سکون عطا فرمائے۔ آمین۔

راقم خیر اندیش۔۔ محمد جہانگیر

جناب مولوی غلام محی الدین صاحب

سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کا تعزیت نامہ

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "پیغام صلح"۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم کی وفات کی خبر سے بے حد صدمہ ہوا۔ مولانا مرحوم مجھ پر بہت شفقت فرماتے تھے اور جب کبھی لاہور تشریف فرما ہوتے۔ تو غریب خانہ پر اکثر قدم رنجہ فرماتے۔

آپ بہت منکسار اور مجسم خلق و مروت تھے۔ جب کبھی آپ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ تو دور سے ہی مسکراتے ہوئے ملتے۔ اور دوستوں کو دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے۔ آپ کی طبیعت میں سادگی بے حد تھی۔ دل آزاری ان کے نزدیک گناہ کبیرہ تھا۔

آپ بہت بڑے فصیح البیان مقرر اور مبلغ تھے۔ یاد ہے میں نے دیکھا کہ فہمیدہ و نا فہمیدہ مجمع کے سامنے انہوں نے تقریر کی اور سب کو مثل تصویر بنائے رکھا۔ کیونکہ قرآن کریم پر تدبر اور تفکر کئے ہوئے تھے۔ اور ان کی تقریر بحث دل پذیر ہوتی۔

باوجود اختلاف عقائد کے سب کو ان سے محبت تھی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور سے ان کو محبت تھی۔ اس کے جلسوں میں جب ان کبھی یہاں تشریف لاتے۔

آپ کی موت سے پنجاب کے مبلغین میں بہت بڑی کمی واقع ہوئی ہے۔ جو مدت تک پوری نہ ہو سکے گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں مغفرت کرے۔ اور جنت نصیب کرے۔ آمین۔

خاکسار:۔ غلام محی الدین ایڈووکیٹ لاہور۔

گجرات کا خط

از گجرات:۔ ۲۰ جولائی ۱۹۳۴ء

قبلہ وکعبہ حضرت مولانا صاحب امیر قوم ایدکم اللہ بنصرہ۔ السلام علیکم حضرت مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کی ناگہانی موت ہماری جماعت کے لئے بالخصوص اور دیگر اہل اسلام کے لئے بالعموم ایک ناقابل تلافی صدمہ پہنچانے والا واقعہ ہے۔ ابھی

قطعہ تاریخ وفات

حضرت مولانا محمد عصمت اللہ مبلغ اسلام

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب بھیرہ)

آسماں را طرفہ تر عادت شدہ
جور بے پایاں بمن خصلت شدہ
عصمت اللہ مرد مرد نیک ذات
رونق باغ اہل غارت شدہ
دین حق را کرد ثابت با دلیل
حق از بر گمرہاں ثابت شدہ
مقصد واحد ہمہ می داشتند
پہلوئے خواجہ ازاں تربت شدہ
گنج علم از فضل حق چند ار ربود
دامن او دامن دولت شدہ
چوں شنیدم خبر رنج و ابتلا
دل بعجلت مائل طاعت شدہ
سال تاریخش بمنقوط آمدہ
مرد مسلم داخل جنت شدہ

۱۳۵۳ ہجری

پچھلے سال سالانہ جلسے پر ان کا جوش اور اسلامی غیرت کا جا نفزا مظاہرہ ہوا تھا۔ وہ مولویوں کو نہایت مردانہ وار چیلنج دیتے تھے ان کی زبان میں اثر تھا اور کلام میں برکت۔ ان کو علم سے عشق تھا۔ خانہ داری کے دھندوں سے فارغ تھے اور اسلامی میدان میں سپاہی جانفروش کی طرح لڑا کرتے تھے۔ خدا ان کو غریق رحمت کرے اور ہمیں کوئی نعم البدل عطا فرمائے۔ حضور کے اس صدمہ میں جماعت کے تمام افراد شامل ہیں۔ مگر صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں تو فریاد و واویلا کس کام کا۔ یہی دعا ہے کہ ہماری جماعت میں بہت سے عصمت اللہ پیدا ہوں۔ دشمن مغلوب رہے۔

خاکسار:۔ محمد حسن (حافظ حاجی وکیل)

جماعت بغداد کی قرارداد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بذریعہ طیارہ	بغداد مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۳۴ء

برادر محترم ایڈیٹر صاحب اخبار "پیغام صلح" سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اخبار پیغام صلح مورخہ ۷ جولائی کے پرچہ میں اس المناک خبر کو پڑھ کر کہ اسلام کا جانباز سپاہی پیارا عصمت اللہ ہمیشہ کے لئے ہمیں داغ مفارقت دے کر ملک بقا کی طرف رخصت ہو گیا۔ کلیجہ پاش پاش ہو گیا۔ ابھی فاتح لنڈن حضرت خواجہ کمال الدینؒ کا زخم غم بھرنے نہ پایا تھا کہ یہ ایک اور کاری زخم سے دوچار ہونا پڑا جو ناقابل برداشت ہے۔ مگر مشیت ایزدی کے سامنے مجبور ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ہمیں مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

اس دردناک خبر کے موصول ہونے پر ممبران جماعت کی طرف سے مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۴ء کے روز ایک تعزیتی جلسہ اخویم سید عابد علی صاحب کے مکان پر منعقد کیا گیا۔ نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئی:۔

"یہ جلسہ جماعت بغداد حضرت مولانا محمد عصمت اللہ مرحوم کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے اور اس حادثہ فاجعہ کو ایک بہت بڑا قومی نقصان سمجھتا ہے۔ اور دست بدعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم و مغفور کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں اس عظیم الشان ہستی کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔"

حسب ارشاد قرارداد ارسال ہے۔ والسلام۔

خاکسار:۔ سید تصدق حسین قادری۔

جناب سید حبیب صاحب کا اظہار افسوس

جناب سید حبیب صاحب اپنے اخبار "سیاست" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"بصد حسرت یہ خبر درج اخبار کی جاتی ہے کہ مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مبلغ و مناظر اسلام بمقام اساڑھی ضلع ... ۵ جولائی کو فوت ہو گئے ۶ جولائی کو بوقت صبح ان کی میت احترام کے ساتھ لاہور لا کر قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کر دی گئی۔ مرحوم ہمارے احباب میں سے تھے۔ باوجودیکہ بعض مسائل میں ہمارا ان کا اختلاف تھا مگر پھر بھی خدمت اسلام کے کاموں میں دونوں طرف سے پورا تعاون ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔" (باقی)

حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات

مجددین کے آنے کی غرض و غایت

(از حضرت مسیح موعودؑ)

دنیا میں اسی طرح پر قاعدہ ہے کہ جب مثلاً محکمہ بندوبست ایک جگہ کام کرتا ہے اور وہ کام ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عملہ وہاں نہیں رہتا ہے۔ اسی طرح پر انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آتے ہیں اُن کے آنے کی ایک غرض ہوتی ہے اور جب وہ پوری ہو جاتی ہے پھر وہ رخصت ہو جاتے ہیں۔

لیکن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب دیکھتا ہوں تو آپ سے بڑھ کر کوئی خوش قسمت اور قابل فخر ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جو کامیابی آپ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو نہیں ملی۔

آپؐ ایسے زمانہ میں آئے کہ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی تھی اور وہ مجذوم کی طرح بگڑی ہوئی تھی اور آپؐ اس وقت رخصت ہوئے جب آپ نے لاکھوں انسانوں کو ایک خدا کے حضور جھکا دیا اور توحید پر قائم کر دیا آپؐ کی قوت قدسی کی تاثیر کا مقابلہ کسی نبی کی قوت قدسی نہیں کر سکتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی حالت میں منقطع ہوئے کہ وہ حواری جو بڑی محنت سے طیار کئے تھے جن کو رات دن اُن کی صحبت میں رہنے کا موقع ملتا تھا وہ بھی پورے طور پر مخلص اور وفادار ثابت نہ ہوئے اور خود حضرت مسیحؑ کو اُن کے ایمان اور اخلاص پر شک ہی رہا یہاں تک کہ وہ آخری وقت جو مصیبت اور مشکلات کا وقت تھا وہ حواری اُن کو چھوڑ کر چلے گئے ایک نے گرفتار کرا دیا اور دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ لعنت کی اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہو گی؟

حضرت موسیٰؑ جیسے الوالعزم نبی بھی راستہ ہی میں فوت ہو گئے اور ارض مقدس کی کامیابی نہ دیکھ سکے اور اُن کے بعد اُن کا خلیفہ اور جانشین اُس کا فاتح ہوا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی قابل فخر کامیابی کا نمونہ ہے اور وہ کامیابی ایسی عظیم الشان ہے جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی آپؐ جس بات کو چاہتے تھے جب تک اُس کو پورا نہ کر لیا آپؐ رخصت نہیں ہوئے آپؐ کی روحانیت کا تعلق سب سے زیادہ خدا تعالےٰ سے تھا اور آپؐ اللہ تعالےٰ کی توحید کو قائم کرنا چاہتے تھے چنانچہ کون اس سے ناواقف ہے کہ اُس سرزمین میں جو بتوں سے بھری ہوئی تھی ہمیشہ کے لئے بت پرستی دور ہو کر ایک خدا کی پرستش قائم ہو گئی آپؐ کی نبوت کے سارے ہی پہلو اس قدر روشن ہیں کہ کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔

آپؐ ایک خطرناک تاریکی کے وقت دنیا میں آئے اور اُس وقت گئے جب اس تاریکی سے دنیا کو روشن کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپؐ کی قدسی قوت کے کمالات کا یہ بھی اثر اور نمونہ ہے کہ وہ کمالات ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ نظر آتے ہیں۔ اور کبھی وہ قصہ یا کہانی کا رنگ اختیار نہیں کر سکتے اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ خوارق اور اعجاز اب نہیں ہیں پیچھے ہی رہ گئے ہیں۔

مگر یہ ان کی بدقسمتی اور محرومی ہے وہ خود چونکہ ان کمالات و برکات سے جو حقیقی اسلام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اطاعت سے حاصل ہوتی ہیں محروم ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تاثیر اور برکات پہلے ہوا کرتی تھیں اب نہیں ایسے بیہودہ اعتقاد سے یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان پر حملہ کرتے ہیں۔ اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس وقت جبکہ مسلمانوں میں یہ زہر پھیل گئی تھی اور خود مسلمانوں کے گھروں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والے پیدا ہو گئے تھے۔ مجھے بھیجا ہے تاکہ میں دکھاؤں کہ اسلام کی برکات اور خوارق ہر زمانہ تازہ بتازہ نظر آتے ہیں۔ اور لاکھوں انسان گواہ ہیں کہ انہوں نے ان برکات کا مشاہدہ کیا ہے اور صدہا ایسے ہیں جنہوں نے خود ان برکات اور فیوض سے حصہ پایا ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایسا بیّن اور روشن ثبوت ہے کہ اس معیار پر آج کسی نبی کا متبع وہ علامات اور آثار نہیں دکھا سکتا جو میں دکھا سکتا ہوں۔

جس طرح پر یہ قاعدہ ہے کہ وہی طبیب حاذق اور دانا سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ مریض اچھے کرے اسی طرح انبیاء علیہم السلام سے وہی افضل ہو گا جو روحانی انقلاب سب سے بڑھ کر کرنے والا ہو اور جس کی تاثیرات کا سلسلہ ابدی ہو۔

اب اس محک پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کو دیکھو ایک موقع مسیح پر مشکلات کا آتا ہے وہ قوم اور جماعت جو اُس نے طیار کی تھی وہ اپنا کیا نمونہ دکھاتی ہے انجیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بارہ خاص شاگرد جو حواری کہلاتے تھے اُس کو چھوڑ بیٹھے اور جو ان میں بھی خاص تھے ایک تیس روپے کے لالچ سے اُس کو گرفتار کرانے والا ٹھیرا اور دوسرا جس کو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں وہ سامنے لعنت بھیجتا ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام قوم کو لے کر نکلتے ہیں مگر وہ اُس قوم کو کنعان تک لے جا سکتے ہیں حضرت موسےٰ علیہ السلام کی زندگی میں بات بات پر اعتراض کرنے والے اور انکار کرنے والی قوم تھی یہاں تک کہ کہہ دیا۔ **اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون** مگر اس کے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو دیکھو کہ انہوں نے بکریوں کی طرح اپنا خون بہا دیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہو گئے تھے کہ وہ اس کے ہر ایک تکلیف اور مصیبت کو اٹھانے کو ہر وقت طیار تھے انہوں نے یہاں تک ترقی کی **رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ** کا سرٹیفکٹ ان کو دیا گیا پس صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تھی جو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کبھی الگ نہیں ہوئے اور وہ آپؐ کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے بلکہ دریغ نہیں کیا۔ ان کی نسبت آیا ہے۔ **منھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر** یعنے بعض اپنا حق ادا کر چکے ہیں اور بعض منتظر ہیں کہ ہم بھی اس راہ میں مارے جائیں۔ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر و عظمت معلوم ہوتی ہے مگر یہاں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے روشن ثبوت ہیں۔ اگر کوئی شخص ان ثبوتوں کو ضائع کرتا ہے تو وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ضائع کرتا ہے پس وہی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی قدر کرتا ہے جو صحابہ کرام کی قدر کرتا ہے جو صحابہ کرامؓ کی قدر نہیں کرتا وہ ہرگز ہرگز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر نہیں کرتا وہ اس دعوے میں جھوٹا ہے اگر کہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو اور پھر صحابہ سے دشمنی جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا سمجھتے ہیں اور اُن سے دشمنی کرتے ہیں وہ فی الحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتے ہیں کیونکہ وہ آپ کی نبوت کے روشن دلائل کو توڑتے ہیں + جب ایک ٹانگ ٹوٹ جاوے تو باقی کیا رہ جاتا ہے اگر آپؐ اپنے سارے زمانہ رسالت میں دو چار آدمی بھی معاذاللہ ایسے طیار نہیں کر سکے جو اعلےٰ درجہ کے باخدا انسان ہوں اور جنہوں نے اعلےٰ درجہ کی روحانی تبدیلی کر لی ہو تو پھر آپؐ کی قوت قدسی کا کیا ثبوت رہ جاوے گا پھر اگر دوسرے لوگوں کے اعتراضوں کو دیکھا جاوے جو وہ ان پر کرتے ہیں تو پھر معاذاللہ ایک بھی راستباز آپ کی تعلیم سے ثابت نہیں ہوتا بیافیہ (خوارج) حضرت علیؓ کو معاذاللہ مرتد کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کر لیا حالانکہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع بھی فرمایا تھا اس اعتراض کا جواب شیعہ کیا دے سکتے ہیں اس طرح پر بیافیہ کے اعتراض ایسے ہیں کہ ان کو سُن کر بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ ادھر شیعہ ہیں کہ وہ شیخینؓ کی ذات پر شوخی کے ساتھ اعتراضات جمع کرتے ہیں + لیکن اگر یہ دونوں فریق خدا ترسی اور روحانیت سے کام لیتے تو ایسا نہ کرتے وہ دیکھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جسم کی طرح ہیں اور صحابہ کرامؓ آپ کے اعضا ہیں۔ جب اعضا کاٹ دیئے جاویں تو پھر باقی کیا رہ گیا۔ جسم ناقص رہ جاتا ہے اور خوبصورتی بھی باقی نہیں رہتی۔

ان باتوں کو سُن سُن کر بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ وہ اپنی اس قسم کی کارروائیوں سے بھی دشمنوں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع دیتے ہیں اور ان کی زبانیں کھلتی ہیں بلکہ وہ اپنے ہاتھ سے اسلام کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اس قسم کی اندرونی کمزوریوں اور خرابیوں نے یہ ضرورت پیدا کی کہ خدا تعالیٰ اپنے دین کی تائید اور نصرت کے لئے ایک سلسلہ قائم کر دیتا جو ان غلط فہمیوں کو دلوں سے دور کر دیتا

یہی غرض ہے میرے آنے کی

جو سعید الفطرت ہیں وہ اس حقیقت کو سمجھ کر اس سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ بات بڑی قابل غور ہے کہ یہ لوگ جو مسلمان کہلا کر صحابہؓ کی ذات پر حملہ کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر حملہ کرتے ہیں غیر قوموں خصوصاً عیسائیوں کے بالمقابل ہمارا یہی زبردست دعوےٰ ہے کہ آپ کی تعلیم اور صحبت نے ایسے اعلےٰ درجہ کی روحانیت پیدا کی اور بالمقابل

قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی کے چیلنجوں کا جواب

چند بے معنی مطالبات اور اُنکے مسکت جوابات

(از جناب خانصاحب چودھری منظور الٰہی صاحب)

"الفضل" ۱۵ رجولائی میں قاضی صاحب فرماتے ہیں کرده ۱۹۱۵ء سے انعامی چیلنج دیتے گئے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور اپنے عقائد کی تائید اور تصدیق میں آیات اللہ یا نص کلام اللہ پیش کرے۔ اب ذرا وہ امور بھی سنیئے جنکی بنا پر چیلنج ہے:۔

(۱) قاضی صاحب کا پہلا مطالبہ کہ قرآن مجید میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کی امت میں سے کوئی امتی نبی اور رسول تاقیامت نہیں ہو سکے گا۔ اگرچہ وہ نبی متبع سیدنا حضرت محمدؐ اور شارح شریعت قرآنیہ ہی کیوں نہ ہو۔ لن یبعث اللہ من بعد محمد رسولا ابدا یا اس کے ہم معنی الفاظ بتاؤ۔؟

جواب الزامی

قاضی صاحب سے ہمارا بھی اسی قدر مطالبہ ہے کہ وہ قرآن میں سے کوئی ایسی آیت یا اس کے ہم معنی الفاظ دکھائیں۔ ان اللہ یبعث بعد محمد رسولا امتیا متبع محمدؐ و شارح شریعۃ قرانیہ۔

جواب تحقیقی

خود مدعی کے الفاظ میں جواب یہ ہے:۔ "سو یہ بات کہ اس کو (یعنی مسیح موعود کو) امتی بھی کہا اور نبی بھی۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب نبوت تامہ تو ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا اور نبیؐ بھی" (ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۲۴۶)

پھر فرمایا:۔ "اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ اصلی نبوت" (حقیقت الوحی حاشیہ صفحہ ۱۵۰)

گویا جسے قاضی صاحب نے امتی نبی قرار دیکر ہم سے قرآنی آیت کا مطالبہ کیا ہے۔ وہ مدعی کی تشریح کے مطابق محدث ہوتا ہے۔ اور ایسے شخص کو حسب قول مدعی صرف نبی نہیں کہہ سکتے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"مگر اس کا (یعنی نبی کریمؐ کا) کامل پیرو صرف نبیؐ نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اُس پر صادق آ سکتے ہیں"۔ (الوصیت صفحہ ۱ سنہ ۱۹۰۵ء)

لن یبعث اللہ من بعد محمد رسولا ابدا کا جواب حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے الفاظ میں یہ ہے:۔ "ایسا ہی آپ نے لا نبی بعدی کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا دروازہ قطعاً بند کر دیا" (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶) مجھے معلوم نہیں۔ کہ قاضی صاحب کا علم قرآن و حدیث زیادہ ہے یا حضرت مسیح موعودؑ کا علم زیادہ تھا۔

(۲) قاضی صاحب کا دوسرا مطالبہ:۔ کلام اللہ قرآن شریف میں کہاں تحریر ہے کہ باب نبوت امت محمدیہ پر تاقیامت بکلی مسدود ہے۔ ان باب النبوت مسدود علی امت محمد الی یوم القیامہ یا اس کے مترادف الفاظ ہوں۔

جواب۔ خود آپ کے پیر نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ:۔ "اگر آنحضرت صلعم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے مگر کسی نے آجتک نبوت کا دعویٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔ آخر آپ سے پہلے بھی تو لوگ نبوت کا دعوے کرتے تھے اور اُن میں سے بہت سے کامیاب ہوئے (جن کو ہم تو سچا ہی سمجھتے ہیں) مگر آپؐ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا۔ اب کیوں کوئی کامیاب نہیں ہوتا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اب ہم اسلام کے مخالفین (قادیانی صاحبان۔ م) سے پوچھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو سکتا ہے کہ آپ کے دعوے کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو کامیاب نہیں ہوا۔ پس اس کی طرف اشارہ تھا۔ کہ کان اللہ بکل شیئ علیما یعنی آپ نے خاتم النبیین بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعویٰ نہ کرے گا۔ کہ ہم اس کو ہلاک نہ کر دیں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں (تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۰ء نمبر ۴ جلد ۵) یہاں پیر نے اپنے مرید قاضی صاحب کو بتا دیا۔ کہ آیت خاتم النبیین کی بنا پر باب نبوت بعد آنحضرتؐ مسدود رہے۔

الزامی جواب قاضی صاحب ہمیں بھی دکھائیں کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ ان باب النبوت فتح علیٰ امت محمد الی یوم القیامہ

(۳) تیسرا مطالبہ کتاب اللہ فرقان مجید میں کہاں لکھا ہے کہ وحی نبوت کا نزول سیدنا حضرت محمدؐ کے بعد تاقیامت نہ ہوگا۔ لن ینزل وحی النبوۃ من بعد محمد الی یوم القیامہ یا اس کے قریب المعنی الفاظ ہوں۔

جواب حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں اس کا جواب یہ ہے کہ:۔ "اب جبرئیلؑ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷) "ان پر (یعنی مولوی غلام دستگیر صاحب پر) واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرتؐ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجنابؐ اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں"۔ (صفحہ ۲ تبلیغ رسالت جلد ششم) اب قاضی صاحب خود مدعی سے، قرآنی آیت کا حوالہ دریافت کر لیں)

جواب الزامی مہربانی فرما کر قاضی صاحب خود ہی کوئی قرآنی آیت پیش کر دیں جس میں لکھا ہو۔ ان اللہ ینزل وحی النبوت بعد محمد الی یوم القیامہ یا اس کے قریب المعنی الفاظ ہوں۔

(۴) چوتھا مطالبہ کلام اللہ قرآن مجید میں کہاں زار دے کہ حضرت جبرئیلؑ کا نزول وحی النبوت کے ساتھ تاقیامت منقطع ہو چکا ہے۔

جواب اس کا جواب نمبر ۳ میں آچکا ہے قاضی صاحب اس کے خلاف کوئی آیت قرآنی نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی نبوت پیش کر کے ازالہ اوہام کی عبارت کو جھٹلائیں۔

(۵) پانچواں مطالبہ کیا فرقان حمید کی دوسری آیات سے خاتم النبیین کے بالقطع والیقین یہ معنی ثابت ہیں۔ کہ لن یبعث اللہ نبیا من امۃ محمد الی یوم القیامۃ۔

جواب اس کا جواب حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں یہ ہے:۔ "خاتم النبیین ہونا ہمارے نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحریر سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جز کل میں داخل ہوتی ہے (صفحہ ۵۷۵ ازالہ اوہام) وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفےٰ علی الطریقہ المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ وھو بشرط الاتباع (ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۴)

چھٹا اور ساتواں مطالبہ اور ان کا جواب باب نبوۃ کلی طور مسدود ہونے کے حوالے اوپر دئے جا چکے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں ہیں۔ جب ان کا رد پیش ہوگا تو تفصیلی بحث ہو سکیگی۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ جس قرآن کو پڑھا کرتے تھے اس میں خاتم کی ت زبر سے تھی یا زیر سے۔

آٹھواں مطالبہ حضرت محمدؐ کے بعد باب نبوت مسدود کر کے مدعی نبوت کو آپ کے بعد کافر و دجال کہتے ہیں۔

جواب یہ افترا ہے ہم نہیں کہتے بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ ایسا فرماتے ہیں سنئے:۔ "اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی"۔ (اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ دین الحق مرتبہ میر قاسم علی مطبوعہ سنہ ۱۹۱۰ء)

نبی کی جامع تعریف اور اس کی صداقت کا معیار نبی کی جامع تعریف اور اس کی صداقت کے معیار کیا ہیں؟

حضرت مسیح موعودؑ نے خود اس کی تشریح ازالہ اوہام میں کر دی ہے۔ اور مولوی غلام دستگیر صاحب کے مقابلہ پر جامع و مانع تعریف کر دی ہے۔ کہ اس کی وحی بذریعہ جبرئیل نازل ہوتی ہے۔ جو تعریف آپ کے اپنے بیان کے مطابق آپ پر صادق نہیں آتی (صفحہ ۲ تبلیغ رسالت حصہ ششم مرتبہ میر قاسم علی)۔ جب خود دعوے نبوت کا ہی ثبوت مدعی کے اپنے بیان سے نہیں ہوتا تو انبیاء کے معیار پر اسے پرکھنا چہ معنی دارد۔

ان مضامین پر ہماری طرف سے اتنی کتابیں نکل چکی ہیں۔ کہ قاضی صاحب اور ان کا پیر جواب سے عاجز ہیں۔ قاضی صاحب کے ان مایہ ناز چیلنجوں کا جواب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں دیدیا ہے۔ ان کا فرض ہے کہ ان کو غلط ثابت کریں۔

اسم احمد پر قاضی صاحب کے چیلنج کی حقیقت

قاضی صاحب اپنے آپ کو اتنا ہمہ دان سمجھتے ہیں۔ کہ اپنے مقابل حضرت مسیح موعودؑ کے علم کو بھی ناچیز محض سمجھتے ہیں۔ کس بھولے پن سے فرماتے ہیں کہ اذان میں محمد الرسول اللہ کی بجائے احمد الرسول اللہ کے کلمہ سے اذان دلائیں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہے کہ ایسا کرنا شریعت محمدیہ میں تغیر و تبدل کرنا ہے جس کو بقول قادیانی صاحبان ان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | نمبر ۴۷

ٹاٹا کمپنی جمشید پور اور مسلمان

ہندوؤں کی افسوسناک اجارہ داری

جمشید پور میں ٹاٹا آئرن اینڈ سٹیل کمپنی کے نام سے لوہے کا ایک عظیم الشان کارخانہ قایم ہے جو سارے ہندوستان میں غیر معمولی مقبولیت اور تمام دنیا میں کافی شہرت حاصل کرچکا ہے۔ اس کی بنیاد ۱۹۰۸ء میں ڈالی گئی تھی اور ۱۹۱۲ء میں باقاعدہ کام شروع ہوگیا تھا۔ گذشتہ چوتھائی صدی کے قلیل عرصہ میں اس نے ہندوستان کے سب سے بڑے کارخانہ آہن کی حیثیت حاصل کرلی اور غیر ملکی کارخانوں کو نہایت کامیابی سے شکست دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام ہندوستانی اس کو اپنا ایک قومی کارخانہ سمجھتے رہے۔ جب کبھی حکومت نے غیر ملکی کارخانوں کے مقابلہ میں اس پر کوئی ٹیکس عاید کرنے کا ارادہ کیا۔ تمام ہندو مسلمانوں۔ عیسائیوں اور پارسیوں نے متفقہ طور پر اس کی مخالفت کی۔ کارخانہ کی وسعت کاروبار کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس وقت اس میں تقریباً پچیس ہزار مزدور کام کررہے ہیں۔ ۱۹۲۴ء سے لیکر ۱۹۳۳ء تک اس کے کارکنوں کی اُجرت کے لئے نو کروڑ ستر لاکھ آٹھ ہزار روپیہ تقسیم کیا گیا۔ صرف ۱۹۳۱-۳۲ء کے مالی سال میں سولہ لاکھ چھیاسٹھ ہزار روپیہ محکمانہ بونس اور کارکردگی کے معاوضہ کے طور پر دیا جاچکا ہے۔ اور اس وقت یہ کارخانہ ہندوستان میں لوہے اور فولاد کی مصنوعات کا واحد اجارہ دار ہے۔

پہلے اس کی تمام بڑی بڑی ملازمتیں غیر ملکیوں کے قبضہ میں تھیں۔ ہندوستانیوں کے مسلسل احتجاج پر کمپنی میں ہندوستانی عنصر کو داخل کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ڈائرکٹروں کا ہندوستانی سے مقصد صرف ہندو ہے۔ کیونکہ اس اعلان کے بعد تمام چھوٹی بڑی ملازمتوں پر ہندو چھائے ہوئے اور بنگالی بابو کمپنی کے سیاہ و سفید کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ مسلمان ملازمین کو ہر ایک شعبہ سے نکالا جارہا ہے۔ ان کے حقوق غصب اور ان کا مستقبل تباہ کیا جارہا ہے۔ کمپنی کے مختلف شعبوں کے مستند اعداد ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ اس سے ہمارے بیان کی پوری پوری تصدیق ہوجائے گی۔

	کل	مسلم	غیر مسلم
۲۵۰ سے ۵۰۰ مشاہرہ کے عہدیدار	۲۱۲	۶	۲۰۶
جنرل آفس کے کارکن	۵۶۹	۱۵	۵۵۴
ٹاؤن انجینئرنگ	۷۰	۵	۶۵
کوک اوونز ڈیپارٹمنٹ	۱۴۰۰	۸۰	۱۳۲۰
؍؍ فورمین	۴۰	۰	۴۰
الیکٹریکل پاور پلانٹ وغیرہ	۲۹۳	۳۰	۲۶۳
فورمین	۱۲	۰	۱۲
مکینیکل سیکشن	۳۰۰	۳۰	۲۷۰
الیکٹریکل انجینئرز	۱۴	۱	۱۳
کلارک	۴۰	۰	۴۰
فورمین	۴۰	۰	۴۰
میڈیکل ڈیپارٹمنٹ	۱۸۳	۵	۱۷۸ (ان میں دو چوکیدار ہیں)
اوپن ہارتھ ڈیپارٹمنٹ	×	×	×
سپروائزرز	۲۲	۲	۲۰
؍؍	۲۳	۴	۱۹
مشین شاپ وغیرہ	۸۲۰	۱۵۰	۶۷۰
لوہارہ شاپ	۶۵۰	۱۰۰	۵۵۰
ٹائم آفس	۱۲۵	۱۶	۱۰۹
سٹور ڈیپارٹمنٹ	۱۴۳	۱۶	۱۲۷
کانسٹرکشن ڈیپارٹمنٹ	۱۰۵	۷	۱۲۸
فورمین	۳	۰	۳
مرمت	۶۶	۸	۵۸
بلاسٹ فرنیس	۳۳	۲	۳۱
؍؍ مرمت	۲۳	۳	۲۰
؍؍ کلرک	۲۰	۱	۱۹
ٹیکنیکل سکول (اس ادارہ میں صرف ایک مسلمان چپراسی تھا جسکو بھی نکال دیا گیا)	۲۷	۰	۲۷
رولنگ ملز	۲۲۵	۲۰	۲۰۵
ڈائری فارم	۸۰	۵	۷۵
پیٹرن شاپ	۲۵۰	۱۸	۲۳۲
سٹیل پیوڈورنگ پلانٹ	×	×	×
فورمین	۴۶	۱	۴۵
بلومنگ ملز فورمین	۷۲	۴	۶۸
فنشنگ	۴۶	۱	۴۵

ٹاٹا کمپنی میں مسلمانوں کے ساتھ جو ناقابل برداشت بے انصافی ہورہی ہے اور ہندوؤں کی اجارہ داری جس خوفناک شکل میں وہاں قایم ہے مندرجہ بالا اعداد و شمار اس کی پوری تفصیل پیش کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں بنگالی بابو مسلمانوں کو ملازمتوں سے محروم رکھنے اور حاصل شدہ اسامیوں سے برطرف کرانیکے لئے وہ تمام شرمناک چالیں چلتے ہیں جن کے سرکاری محکموں کے ہندو عہدہ دار عادی ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کی درخواستیں ضایع کردی جاتی ہیں۔ خالی اسامیوں کا اشتہار شایع نہیں کیا جاتا۔ اگر کیا جاتا ہے تو بہت دیر سے اور بالکل رسمی طور پر۔ اور ایسے اخبارات میں جو مسلمانوں میں نہیں پڑھے جاتے نالائق سے نالائق ہندو امیدواروں کو قابل ترین مسلمان امیدواروں پر ترجیح دیجاتی ہے۔ ایک ہی قابلیت کے ہندوؤں کو مسلمانوں سے بہت زیادہ تنخواہ دی جاتی ہے مسلمان ملازمین کی معمولی سے معمولی فروگذاشتوں پر نہایت سختی سے گرفت کی جاتی ہے۔ اور ہندوؤں کی بڑی بڑی بے ضابطگیوں کو بالکل نظر انداز کردیا جاتا ہے۔

ٹاٹا کمپنی نے ملک اور حکومت کے سامنے اپنے تئیں ایک قومی کارخانہ کی حیثیت سے پیش کیا اور بہت سی مراعات حاصل کیں جو اس کی غیر معمولی ترقی و وسعت کاروبار کا باعث ہوئیں مسلمانوں نے ہمیشہ اس کارخانہ کی سرگرم حمایت کی ہے۔ لیکن اس کے جواب میں کمپنی مسلمانوں کے ساتھ جو غیر منصفانہ سلوک کررہی ہے وہ نہایت قابل افسوس اور قطعی طور پر ناقابل برداشت ہے۔ مسلم پریس اور مسلم اکابر متعدد مرتبہ اس کے ڈائرکٹروں کو توجہ دلا چکے ہیں لیکن اس کے طرز عمل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اگر کمپنی مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے تیار نہیں تو وہ کسی صورت میں ان مراعات کی مستحق نہیں ہوسکتی جو اس کو ایک قومی کارخانہ کی حیثیت سے حاصل ہیں

آجکل شملہ میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔ ہندوستانی لوہے کی حفاظت کا مسودہ قانون (انڈین آئرن پروٹیکشن بل) ابھی زیر بحث ہے کمپنی کے متعدد ڈائرکٹر بھی شملہ میں موجود ہیں مسلمان ممبروں کا فرض ہے کہ ان کو اس بے انصافی اور حق تلفی کی طرف متوجہ کریں اگر اس کوشش کا کوئی نتیجہ نہ نکلے تو کوئی فیصلہ کن عملی قدم اٹھایا جائے اور دنیا اور حکومت ہند کو بتلا دیا جائے کہ ٹاٹا کمپنی اپنے آپ کو ہندوستان کا قومی کارخانہ کہکر دھوکا دے رہی ہے۔

گاندھی جی کا ہریجن دورہ

ایک سال قبل گاندھی جی نے اپنا ہریجن دورہ شروع کیا تھا۔ اس عرصہ میں وہ ہندوستان کے تقریباً تمام اہم مقامات پر تشریف لے گئے۔ لیکچر دئے۔ ہریجن تحریک کے موافق و مخالف ہندوؤں سے ملاقاتیں کیں اور کافی روپیہ جمع کیا۔ جہاں تک فراہمی سرمایہ کا تعلق ہے اس دورہ کو کامیاب کہا جاسکتا ہے۔ لیکن عملی نتائج کے لحاظ سے گاندھی جی کی یہ کوشش بالکل غلط اور بے نتیجہ رہی۔ اور ان کی ناکامیوں میں ایک نمایاں اضافہ ہوگیا۔ بدنصیب اچھوت جہاں ایک برس قبل تھے آج بھی وہیں ہیں۔ ہندوؤں کی نفرت و حقارت اور ظالمانہ سلوک

بدستور موجود ہے ہندوؤں اور اچھوتوں کے درمیان معاشرتی مقاطعہ کی جو خلیج حائل ہے اس میں ایک انچ کی بھی کمی نہیں ہوسکی ملکہ کروڑوں راسخ العقیدہ ہندو گاندھی جی کی حرکتوں کی وجہ سے بے حد مشتعل ہوگئے ہیں اور اس طرح جگہ جگہ اچھوتوں کے لئے نئی مشکلات اور نئے خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔ گاندھی جی اس عرصہ میں ایک بھی اچھوت نوجوان کی شادی برہمن یا راجپوت گھرانے میں نہ کرا سکے۔ موجودہ کساد بازاری کے زمانہ میں لاکھوں روپیہ جمع کر لینا اور ہندو دیویوں کے ہاتھوں سے چوڑیاں اور انگشتریاں اتروا لینا۔ بے شک گاندھی جی کا بہت بڑا کمال ہے لیکن ان کا یہ کمال اچھوتوں کے لئے مفید ہونے کی بجائے بے حد نقصان رساں ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس روپے سے ایسے اچھوت خریدے جائیں گے جو دنیا کو دھوکا دینے کے لئے ہندوؤں کی ہاں میں ہاں ملائیں۔ اور اپنے مظلوم بھائیوں کو بدستور ہندوؤں کا طوق غلامی پہنے رکھنے پر آمادہ کریں۔

رسالہ مسلمش کا جوبلی نمبر

ناظرین کرام اس امر سے بخوبی واقف ہونگے کہ ہمارے برلن مشن کی طرف سے جرمن زبان میں ایک بلند پایہ رسالہ "مسلمش ریویو" کے نام سے نکلتا ہے۔ اس رسالہ نے یورپ میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنے اور اہل علم طبقہ کو اسلام کے قریب لانے کا بیش بہا کام کیا ہے۔ متعدد جرمن اور آسٹروی نومسلم اس رسالہ کے مطالعہ ہی سے اسلام کی طرف راغب ہوئے۔ جناب بیرن عمر ایرنفلز صاحب نے قیام ہند کے دوران میں کئی مرتبہ اس حقیقت کا اعتراف فرمایا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس مفید رسالہ نے اپنی زندگی کے دس سال بخیر و خوبی پورے کئے۔ اور حال ہی میں اس کا دہ سالہ جوبلی نمبر نہایت اہتمام سے شائع ہوا ہے جس کی علمی و مذہبی حلقوں میں خوب تعریف ہو رہی ہے۔ افسوس ہم زبان کی اجنبیت کی وجہ سے اس کے مطالعہ کی سعادت سے محروم ہیں لیکن ہمارے سامنے ایسے متعدد علماء کی آراء ہیں جو جرمن زبان سے بخوبی واقف ہیں۔ اور ان میں اہل زبان اور بلند پایہ مصنف و انشا پرداز بھی شامل ہیں۔ اس نمبر کی اشاعت پر ہم اپنے لائق عزت دوست ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن اور ان کے رفقاء کار کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مفید اسلامی رسالہ کو زندہ رکھے۔ اور اس کے حلقہ اشاعت وا اثر کو روز بروز ترقی دے۔

ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہ رسالہ یورپ میں اسلام کی بیش بہا خدمت کر رہا ہے۔ جرمن زبان یورپ کے بہت سے ممالک میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ جرمن کے ہر بڑے دار المطالعہ اور کتب خانہ میں اور بہت سے غیر مسلم اور نومسلم حضرات کو رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ لیکن اس کی مانگ اور ضرورت بہت زیادہ ہے۔ ابھی بہت سے مقامات ہیں جہاں اس رسالہ کا پہنچنا نہایت اچھے نتائج مرتب کر سکتا ہے۔ لیکن نہیں پہنچتا۔ بے شمار ایسے اصحاب ہیں جو اس کے مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں لیکن عدم استطاعت کی وجہ سے نہیں خرید سکتے۔ اس لئے ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب ۔۔ وابستگان سلسلہ اور دوسرے اہل خیر مسلم دوستوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی طرف سے غیر مسلم حضرات کے نام پرچہ جاری کرا کے ثواب حاصل کریں جو اصحاب جرمن زبان سے واقف ہیں وہ خود بھی منگوائیں ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ:۔

"مسلمش ریویو" کی ہر ایک کاپی ایک سپاہی (مبلغ) کا کام دیتی ہے۔ لہٰذا ہم اسکی دل و جان سے قدر کرتے ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ آپ بھی تبلیغ اشاعت اسلام کرنے والی توج میں شامل ہو جائیں گے۔ اسکا سالانہ چندہ صرف چار روپے ہے۔ یورپ اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیوں میں مبتلا ہے۔ اور اسلام کی حقیقی تصویر اور پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے بے بہرہ ہے۔ اسلام کے ہر فرد اسلام کے ہر علمبردار اور خیر خواہ فرزند و دختر کا فرض ہے کہ ان تمام غلط فہمیوں کو حتی المقدور دور کرے۔"

امید ہے اس اپیل پر بہت جلد توجہ کی جائے گی۔ ہندوستان کے احباب اس سلسلہ میں تمام خط و کتابت فنانشل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے کریں۔ ٹی سیل زر بھی اسی پتہ پر ہو۔

ہندو عورت شوہر کی ملکیت ہے

نمائش اور اصلیت میں زمین آسمان کا فرق ہے ظاہرداری اور غلط بیانی کی بڑی سے بڑی مقدار بھی حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتی ہندو دھرم میں عورت کی حیثیت زرخرید غلام اور اثاث البیت سے زیادہ نہیں لیکن بعض تجدد پسند ہندو اور آریہ سماجی اپنے مذہب کی اس افسوسناک کمزوری کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ہندو دھرم نے عورت کو پورے حقوق اور مردوں سے بھی بلند درجہ عطا کیا ہے۔ مگر واقعات و حوادث ان کی اس غلط بیانی و ظاہرداری کا پردہ ۔۔ کرتے دنیا کے سامنے اصلیت کو بار بار آشکارا ۔۔ ہیں۔

آج کل سیالکوٹ میں ۔۔ ایک نوجوان ہندو بیرسٹر مسٹر امرنت رام کے خلاف ۔۔ بیوی درگا دیوی کے قتل کے الزام میں ۔۔ رہا ہے۔ استغاثہ کے بیان کے مطابق ۔۔ کا خلاصہ یہ ہے کہ ملزم نے مقتولہ کے ذریعے روپیہ حاصل کرنے کی کئی مرتبہ کوشش کی اُسکو طرح طرح کی دھمکیاں دیں لیکن خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ آخر اُس نے مقتولہ کی زندگی کا بیمہ پچیس ۲۵ ہزار روپیہ میں کرایا اور بیمہ کے حقوق اپنے نام منتقل کرا لئے۔ اس کے چند ماہ بعد مقتولہ کو ریاست جموں کشمیر میں زہر کھلا کر مار ڈالا۔ اور نعش مقتولہ کے والدین اور رشتہ داروں کو اطلاع دئے بغیر جلا دی۔ جس جگہ نعش جلائی گئی اُسے خاص طور پر سے دھلوایا اور سرکاری رجسٹر میں موت کی وجہ نمونیا اور مدت علالت دس یوم درج کرائی گئی۔ حالانکہ مقتولہ مرنے سے ایک روز قبل تک بالکل تندرست تھی۔ عدالت نے سوال کیا۔

"کہ درگا دیوی (مقتولہ) کی بیماری کے وقت اسکے والدین کو کیوں نہ بلایا گیا اور اُس کی موت کے بعد اسکے والدین کا انتظار رکئے بغیر لاش کیوں جلا دی گئی۔ خاصکر جبکہ ملزم اور مقتولہ کے ورثا معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں تو"

اس کے جواب میں ملزم کے وکیل نے جو کچھ کہا وہ قابل غور ہے:

"ہندو قانون کے مطابق عورت اپنے خاوند کی ذاتی جائداد ہے۔ سر سے لیکر پاؤں تک اُس کا خاوند اُسکا مالک ہے۔ وہ جس طرح چاہے اس کو استعمال میں لاسکتا ہے۔ ملزم نہ قانونی طور پر نہ مذہبی طور پر اور سوشل طور پر انتظار کرنے کا پابند نہ تھا"

مقدمہ زیر سماعت ہے قانونی طور پر اس پر رائے زنی نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ اسکی ہمیں ضرورت ہے۔ مگر ہم آریہ مہاشوں سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ کیا یہی وہ ہندو دھرم اور ہندو قانون ہے جس پر فخر کرتے ہوئے وہ ہندو عورتوں کی آزادی و مساوات کا دعویٰ کیا کرتے ہیں؟ ہندو مذہب کے اس انسانیت سوز قانون کی موجودگی میں ۔۔۔ اسلام پر جو کہ صنف نازک کی جائز آزادی و حقوق کا علمبردار اعظم ہے اعتراض کرتے ہوئے انہیں شرم محسوس نہیں ہوتی؟ ہندو مذہب اور ہندو تہذیب نے اچھوتوں اور عورتوں پر تو بے انتہا مظالم روا رکھے ہیں جس طرح اسلام اچھوت پن کا واحد علاج ہے۔ اسی طرح ہندو عورتوں کے مصائب کے خاتمہ کا واحد ذریعہ بھی اسلام ہے۔

محمد حسین سینی ٹوریم سالی

جو کام خلوص نیت سے کیا جائے اللہ تعالیٰ اُس میں ضرور برکت دیتا ہے۔ تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا ہمارے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے کوہ مری کے قریب سالی کے صحت افزا دلکش منظر مقام پر دق کے مریضوں کے لئے ایک عمدہ صحت گاہ نیشنل سینی ٹوریم کے نام سے قائم کی اور بھاری خرچ برداشت کرکے وہ تمام ضروریات و لوازم جو ایک اعلیٰ ۔۔ صحت گاہ کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس ۔۔ فراہم کئے۔ اس کام میں صرف کثیر کے علاوہ شاہ صاحب ممدوح کو اور بہت سی مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود اُنہوں نے کوئی ذاتی مفاد اس سے وابستہ نہ کیا۔ بلکہ اس صحت گاہ کے قیام سے ان کا مقصد دق کے مریضوں کا صحیح آسان اور کم خرچ علاج اور اپنی انجمن کے لئے آمدنی کا ایک ذریعہ پیدا کرنا تھا طبی نقطہ نگاہ سے شاہ صاحب ممدوح کی یہ مبارک کوشش روز اول سے کامیاب ثابت ہو رہی ہے اور نہایت ہی قلیل عرصہ میں اس سینی ٹوریم نے ملک میں قابل رشک نیک شہرت حاصل کر لی ہے۔ بہت سے مایوس العلاج مریض یہاں کے قیام اور علاج سے صحت کامل حاصل کر چکے ہیں۔ اب ہم احباب کو یہ خوشخبری سنانا چاہتے ہیں کہ خدا کے فضل اور شاہ صاحب ممدوح کے خلوص نیت کے طفیل انجمن کے لئے بھی مستقل آمد کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر ضلع کی خواہش پر شاہ صاحب ممدوح نے چند مفید شرائط کے ساتھ یہ سینی ٹوریم ریڈ کراس سوسائٹی کے زیر انتظام کر دیا ہے۔ شاہ صاحب تین سو روپیہ سالانہ زمین کا کرایہ دیتے تھے سوسائٹی انہیں چھ سو سالانہ دیا کرے گی جس میں ممدوح تین سو مالکان زمین کو اور تین سو انجمن کو عطا کیا کریں گے۔ (جزاک اللہ) آئندہ اس صحت گاہ کا نام بھی ریڈ کراس محمد حسین سینی ٹوریم ہوگا۔ جن شرائط پر یہ سینی ٹوریم دیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک اہم شرط یہ ہے کہ دس بستر غریب مسلمان مریضوں کے مفت علاج کے لئے وقف رہیں گے۔

شاہ صاحب ممدوح کی دینی خدمات اور مالی قربانیاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک زرّیں اور قابل فخر باب ہیں اب ان میں ایک اور کا اضافہ ہؤا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس محترم بزرگ کو تادیر سلامت رکھے۔ اور خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی خوش فہمی

اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ "حدیث ابراہیمی (لم یکذب الا ثلاثا)" مندرجہ صحیح بخاری صحیح ہے اور فی الحقیقت حضرت ابراہیمؑ کذب کے مرتکب ہوئے۔ حالانکہ قرآن کریم انکو صدیقاً نبیاً فرماتا ہے۔ اہلحدیث صاحبان نے اس صریح خلاف قرآن حدیث کی بہت سی تاویلات رکیکہ کی ہیں۔ اور ان کا سارا زور اس بات پر صرف ہو رہا ہے۔ کہ حدیث ضرور سچی ہے۔ (خواہ اس سے قرآن جھوٹا ثابت ہو۔) اس پر بس نہیں۔ اس حدیث کو سچا قرار دیتے دیتے مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت نبی کریمؐ پر بھی حملہ کر دیا۔ کہ آپ نے اپنے ایک بدگو مخالف کو ایسے ہی کذب کی اجازت دیکر قتل کرڈالا تھا۔ جب اس پر توجہ دلائی گئی۔ تو دہلی کمپ میں خاموشی چھا گئی۔ ۔۔۔ امرتسری سوہدروی۔ روپڑی۔ گوجرانوالوی ۔۔۔ خاموش ہیں گویا کہ مردہ اند۔

اب مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی خوش فہمی سے حضرت مسیح موعودؑ کا حوالہ ذیل دیکر چھٹکارا کرانا چاہا ہے۔ حالانکہ یہ حوالہ بجائے اس کی تائید کے تردید کرتا ہے۔ اس حوالہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے تین پیغمبروں کا ذکر کیا ہے۔ جن کے چال چلن پر بائبل اور اناجیل کے پیروں نے اپنی ناسمجھی سے اپنی الہامی کتابوں میں الزام لگایا ہے یعنی حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ۔ اول الذکر کے بارہ میں مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کرلے جانا اور پھر اپنے تصرف میں لانا۔ دوم کے بارہ میں کسی فاحشہ کے گھر جانا اور اس کا پیش کردہ عطر جو حلال سے نہ کمایا گیا تھا استعمال کرنا اور سوم کا تین مرتبہ ایسا کلام کرنا جو لفظاً ہر دروغگوئی میں داخل تھا

حضرت مسیح موعودؑ کی تنبیہ

قرآن کریم میں ان ہرسہ الزامات کا کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ اسلام نے ان پیغمبروں کو ہر قسم کے گناہوں سے بری ثابت کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کو اور بالخصوص آجکل کے وہابیوں کو بویں الفاظ متنبہ کیا ہے:-

"حضرت مسیح علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کرلیجانا اور پھر اپنے صرف میں لانا اور حضرت مسیحؑ کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا اور اس کے لگانے سے روک نہ دینا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو لفظاً ہر دروغگوئی میں داخل تھا۔ پھر اگر کوئی تکبر اور خود ستائی کی راہ سے اس بناء پر حضرت موسیٰؑ کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا یا حضرت مسیحؑ کی نسبت یہ زبان پر لاوے کہ وہ طوائف کے گندے مال کو اپنے کام میں لایا یا حضرت ابراہیمؑ کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغگوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت اُن پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔" (دافع الوساوس صفحہ ۵۹۸)

ظاہر ہے کہ ہرسہ پیغمبروں پر ایسے الزامات اسرائیلی روایات و کتب کی بناء پر پڑتے ہیں اسلئے حضرت صاحب نے مسلمانوں کو تنبیہ کی کہ پیغمبروں پر ایسی بدگمانی کرنا خبث باطن اور پلیدی ہے۔ جب یہ قصے قرآن میں موجود ہی نہیں تو ایک سچا مسلمان انکو کیسے مان سکتا ہے اور جو بالفرض ایسا مان بھی لے وہ حسب تحریر حضرت مسیح موعودؑ خبیث اور پلید ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر وہابی صاحبان حضرت ابراہیمؑ کی طرف تین کذب منسوب کرکے قرآنی آیت صدیقاً نبیاً کو جھٹلائیں تو ایسا کرنے والے "خبیث متکبر اور شیطان" نہیں تو ان کا اور کیا نام رکھا جائے؟

آیندہ انتخابات

اسمبلی اور صوبجاتی کونسلوں کے انتخابات قریب آ رہے ہیں لاہور میں میونسپل انتخابات کا چرچا بھی شروع ہو گیا ہے۔ مجالس قانون ساز اور پنجاب کی سب سے بڑی میونسپلٹی کی اہمیت بالکل واضح ہے برادران وطن ان اداروں میں اپنے بہترین اور لایق ترین نمائندے بھیجنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان بسا اوقات اس سے قاصر رہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے حقوق آئے دن نہایت بے دردی سے پامال ہوتے رہتے ہیں۔ ان اداروں کی رکنیت کو صرف ذریعہ عزت سمجھ لینا غلطی ہے بلکہ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ہر امیدوار کو اپنے حالات اور قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایمانداری سے غور کرنا چاہیئے کہ وہ اس فرض کی بجا آوری کا اہل ہے یا نہیں۔ اگر جواب نفی میں ہو تو اسے بلا تامل اپنے سے بہتر آدمی کے لئے جگہ خالی کر دینی چاہیئے۔ ورنہ وہ اپنے خدا ضمیر اور قوم کا مجرم ہوگا۔ اس طرح رائے دہندگان کو بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کی رائے، قومی امانت ہے جو سب سے بہتر، قابل اور مخلص امیدوار کا حق ہے۔ اس کے استعمال میں ذاتی تعلقات اور برادریوں اور رشتہ داریوں کو بالکل نظرانداز کر دینا چاہیئے۔ نااہل اور خودغرض آدمیوں کو اپنی نمائندگی کا پروانہ دینا اپنی قوم کے ساتھ سب سے بڑی دشمنی ہے۔ اگر مسلمان آپس میں سمجھوتہ کرکے بلامقابلہ اپنے نمائندے بھیجیں تو یہ نہایت اچھی بات ہوگی لیکن موجودہ حالات میں یہ ممکن نظر نہیں آتا، اس لئے ہم امیدواروں اور ان کے حامیوں اور کارندوں سے نہایت دلسوزی سے درخواست کریں گے کہ آراء کی فراہمی اور پروپیگنڈا کے لئے سوقیانہ ذرائع کا استعمال ہرگز ہرگز نہ کریں اس طرح مسلمان قوم بدنام ہوتی ہے۔ بلکہ شریفانہ طریق پر مقابلہ کیا جائے اسلامی وقار اور اسلامی تہذیب کو ہر معاملہ میں اور ہر مرحلہ پر ملحوظ رکھا جائے۔

جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر

ہم گزشتہ اشاعت میں اعلان کر چکے ہیں کہ جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر کے متعلق ابتک جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ کافی ہے سردست مزید خامہ فرسائی کی مطلق ضرورت نہیں لیکن اس راز کے انکشاف نے مختلف حلقوں میں اس قدر زبردست حیرت و ہیجان پیدا کر دیا ہے کہ اس کے متعلق متواتر مضامین موصول ہو رہے ہیں۔ اس وقت چار مضامین ہمارے پیش نظر ہیں جن میں سے ایک غیر از جماعت بزرگ کا اور ایک ایسے "حیرت زدہ" قادیانی کا ہے جنہیں قادیانی خلافت کی "بھول بھلیوں" کے واقف اسرار ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ ہم گزشتہ اعلان کا اعادہ کرتے ہوئے ان تمام مضامین کی اشاعت سے معذرت چاہتے ہیں۔ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنی تفسیر کو مخفی رکھا اور "الفضل" نے اس عجیب و غریب اخفا کے متعلق جو عذر پیش کیا ہے وہ نہایت غیر معقول اور لغو ہے اول تو "الفضل" اب اس کے متعلق کچھ لکھ نہیں سکتا اگر اس نے کچھ لکھا بھی تو اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا کہ تفسیر کا اخفا اور "الفضل" کی غیر معقولیت اور زیادہ واضح ہو جائے۔

قادیانی صاحب نے اپنے مضمون میں بعض غیر متعلق باتیں بھی لکھی ہیں جن کو جناب میاں صاحب پر ذاتی حملے کہا جا سکتا ہے ہم اس قسم کی تحریروں کی اشاعت سے ہمیشہ معذور رہے اور اب بھی معذور ہیں۔ ذاتیات میں الجھنا ہمیں پسند نہیں اگر قادیانی صاحب کو اس مضمون کی اشاعت کا بہت زیادہ شوق ہے تو وہ "الفضل" اور "فاروق" کو اس کے لئے مجبور کریں یا ٹریکٹ کی صورت میں علیحدہ چھپوا دیں۔ تفسیر کے مطالعہ کا ہمیں بھی بیحد اشتیاق ہے اس لئے درخواست کی تھی۔ کہ جناب خلیفہ صاحب یا معاصر "الفضل" اس کا ایک نسخہ قیمتاً یا ہدیۃً ہمیں بھی عنایت فرمائیں۔ اس کی یاددہانی عرض ہے اشتیاق تو ہمیں مدت سے ہے اگر ارشاد ہو تو پیشگی قیمت بھی نذر کر دی جائے۔ دیکھئے ہماری یہ مودبانہ درخواست منظور فرمائی جاتی ہے یا اس کے جواب میں گالیاں دی جاتی ہیں۔

گوری دیوی

گزشتہ دنوں صوبہ سرحد کی ایک نوجوان ہندو لڑکی گوری دیوی ایک خان کے لڑکے کے ساتھ چلی گئی۔ تقریباً ایک ماہ اس کے پاس علاقہ غیر میں رہی اور برضا و رغبت اسلام قبول کر لیا۔ ہندوؤں نے اس واقعہ پر شور محشر بپا کر دیا جس سے حکومت مرعوب ہو گئی نتیجہ یہ ہوا پولیٹیکل ایجنٹ مالاکنڈ کی کوشش سے گوری دیوی اس کے والدین کے حوالے کر دی گئی۔ ہندوؤں نے اپنی فتح پر شادیانے بجائے۔ اب سکرٹری خلافت کمیٹی پشاور کی طرف سے اخبارات میں اطلاع شائع ہوئی ہے کہ گوری دیوی کے والدین اس کو ترک اسلام پر مجبور کر رہے ہیں، اور وہ اس کے لئے تیار نہیں۔ اس کی شدید اور کڑی نگرانی کی جا رہی ہے سیکرٹری موصوف کی طرف سے تجویز پیش کی گئی ہے کہ تین ارکان پر مشتمل ایک کمیشن مرتب کیا جائے جس میں ایک ہندو، ایک مسلمان اور ایک یوروپین شامل ہو۔ یہ کمیشن گوری دیوی کے ساتھ ملاقات کرے۔ اگر وہ اسلام کے ساتھ وابستہ رہنا چاہتی ہو تو اس کی اجازت دیدی جائے۔ اور اس کو موجودہ قید و بند کی مصیبت سے آزاد کرایا جائے۔ کیونکہ اس کی زندگی معرض خطر میں معلوم ہوتی ہے۔ تجویز نہایت معقول اور ضروری ہے حکومت یا ہندوؤں کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ صوبہ سرحد کے ذمہ دار حکام کو جنہوں نے گوری دیوی کو اس کے والدین کے سپرد کیا ہے سوچنا چاہیئے کہ ہندو اس لڑکی کے برضا و رغبت چلے جانے کو خواہ مخواہ اغوا قرار دیکر طوفان بےتمیزی برپا کر سکتے ہیں تو صوبہ سرحد کے غیور اور پرجوش مسلمان ایک نومسلمہ پر اس نامناسب تشدد سے مشتعل بھی نہ ہو جائیں گے۔

اخبار پیغام صلح کیلئے نئے خریدار بہم پہنچا کر اپنا قومی فرض ادا کیجئے۔ (منیجر)

مراسلات

(ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں)

مجلس تحریک قرآن مجید

ہند و بیرون ہند میں فی زمانہ جو زبانیں بولی جاتی ہیں ان میں ادبی و صحیح تراجم کے ساتھ قرآن مجید کی طباعت اشرہ تقسیم کے واسطے ایک مجلس (سوسائٹی) موسوم بہ مجلس تحریک قرآن مجید (جو انگریزی میں قرآن مجید سوسائٹی کہلائیگی) قایم ہوئی جو حسب قانون محدودہ یہ عہد ہے اور جس کی رجسٹری تحت قانون آصفیہ نشان (۴) بابتہ ۱۳۲۰ ف ہوئی ہے۔

بورڈ منظماء

بتاریخ رجسٹری ۲۔ تیر ۱۳۴۳ ف اس کے نظما (ڈائرکٹران) اصحاب ذیل ہوئے:-

نواب سر امین جنگ بہادر کے۔ سی آئی ای۔ سی ایس آئی۔ ایل ایل ڈی۔ (صدر مجلس)

نواب سر نظامت جنگ بہادر۔ نائٹ۔ سی آئی ای او بی ئی: (ڈائرکٹر)

نواب سعادت جنگ بہادر (صدر المہام صرف خاص مبارک) ،،

نواب اکبر یار جنگ بہادر (رکن عدالت عالیہ) ،،

نواب ڈاکٹر ناظر یار جنگ بہادر۔ یم اے یل یل ڈی (رکن عدالت العالیہ) ،،

نواب اختر یار جنگ بہادر (معتمد امور مذہبی) ،،

نواب محمد یار جنگ بہادر (رکن مجلس پائیگاہ وقار الامرائی) ،،

نواب سیف نواز جنگ بہادر (جمعدار و جاگیردار) ،،

نواب بہادر یار جنگ بہادر (جمعدار و جاگیردار) ،،

مولوی محمد کبیر خاں صاحب (سشن جج پائیگاہ آسمانجاہی) ،،

مولوی ابو محمد مصلح صاحب ڈائرکٹر عامل معتمد مجلس

نواب مرزا یار جنگ بہادر (چیف جسٹس عدالت العالیہ) بتاریخ ۹۔ امرداد ۱۳۴۳ ف بورڈ میں شریک ہوئے۔ اس سے جملہ تعداد ڈائرکٹران (مع صدر و معتمد) بارہ ہوئی۔ اس تعداد میں اضافہ نہ ہوگا۔ لیکن بصورت کمی بھرتی (بشرط منظوری جلسۂ عام) بقیہ ڈائرکٹروں کے ووٹ سے ہوگی۔

اعزازی عہدہ داران

نواب فخر یار جنگ بہادر (معتمد فینانس سرکار عالی) نے مجلس کے مشیر فینانس ہونے اور نواب ہاشم یار جنگ بہادر (مشیر قانونی سرکار عالی) نے مشیر قانونی ہونے اور مولوی مرزا نصر اللہ خاں صاحب (محاسب سرکار عالی) نے مجلس کے آڈیٹر ہونے کی رضامندی براہ کرم ظاہر فرمائی ہے۔

بنبکر

امپیریل آف انڈیا (شاخ حیدرآباد دکن) نے بھی اس مجلس (سوسائٹی) کے بینکر ہونے کی رضامندی براہ کرم ظاہر کی ہے۔

مقصد

باستثناء اُن اُمور کے جو قرآن مجید کے تراجم طباعت اشرو تقسیم سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس مجلس (سوسائٹی) کو کسی ملک قوم یا فرقہ کے کسی فرقی یا تمدنی یا سیاسی مسئلہ یا تحریک سے کوئی تعلق ہرگز نہ ہوگا۔

رکنیت

بذریعہ ہذا پبلک کو دعوت دی جاتی ہے کہ اس مجلس (سوسائٹی) کے رکن بن جائیں۔ کوئی فیس یا چندہ دینا کسی رکن پر واجب نہوگا ہر رکن کو اختیار ہوگا کہ مجلس کے مقاصد کے حصول و سربراہی میں اپنے مقدور و مرضی کے مطابق تائید و اعانت جس معقول طور سے چاہے کرے۔ جو کوئی مجلس میں شریک ہونا چاہئے اُس کو صرف یہی کرنا ہوگا کہ اپنے دستخط اس مشروطی ضمانت کا اظہار کرے کہ اگر کسی وقت مجلس (سوسائٹی) خدانخواستہ اپنا کاروبار بند کرکے برخاست ہوجائے تو فقط اُس صورت میں وہ مجلس کی ذمہ داریوں کی بابجائی کے لئے اتنی رقم ادا کرے گا۔ جو سو روپیہ سکہ حالی سے کسی حالت میں زیادہ نہ ہوگی۔ درخواست کا فارم معتمد سے طلب کریں ڈائرکٹروں کو اختیار ہوگا کہ کسی درخواست کو منظور یا نامنظور کریں۔

معاونین

جو کوئی کچھ چندہ ادا کرے یا کوئی خدمت یا کام مجلس (سوسائٹی) کے واسطے انجام دے اُس کا نام معاونین کے رجسٹر میں درج ہوگا۔

احمد حسین امین جنگ — صدر مجلس
ابو محمد مصلح — معتمد مجلس

دو مل گوڑہ۔ حیدرآباد دکن
غرہ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ
۹۔ امرداد ۱۳۴۳ ف

میسور اسٹیٹ مسجد کانفرنس

ریاست میسور کی مسجد کانفرنس چکما نگلور کے خوش منظر شہر میں ہوئی تھی۔ چونکہ یہ کانفرنس اپنی نوعیت کے لحاظ سے ہندوستان میں پہلی اور واحد کانفرنس تھی۔ اس نے لوگوں میں عجب سرگرمی اور جوش پیدا کردیا تھا اور ریاست کے دور دراز مقامات سے نمائندگان اس میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے تھے۔

کانفرنس میں حسب ذیل تجاویز منظور کی گئی تھیں۔

امامین مسجد کے لئے اعلیٰ تعلیم و تربیت یافتہ ہونا امر ضروری ہے۔ تاکہ وہ اپنے اپنے مقام پر ملت اسلام کی صحیح ہدایت اور اصلاح کے فرائض بطور احسن ادا کرسکیں۔ لیکن ریاست میسور میں نہ تو ایسے لوگوں کا وجود ہے۔ اور نہ کوئی ایسی تعلیم گاہ ہی موجود ہے جو اعلیٰ پیمانہ پر مذہبی تعلیم دے کر انکو امامت کے لائق بنا سکے۔ اس لئے کسی مناسب مقام پر ہائی اسکول کے معیار کا ایک اُردو عربی اسکول کھولنے کا انتظام کیا جائے۔ اس سے ملحق ایک دار الاقامۃ (بورڈنگ ہاؤس) بھی رکھا جائے جہاں کم ازکم سو طلبا کے رہنے اور تعلیم پانے کا انتظام ہو۔ اور اس میں ایسے سند یافتہ اساتذہ رکھے جائیں جو طلبا کو امامت کے فرائض منصبی کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر دے سکیں۔

یہ ایک متفقہ طور پر تسلیم شدہ امر ہے کہ عوام الناس کی تعلیم کے لئے ان میں روحانیت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے اور اُن کے دلوں میں اسلامی محبت بھر دینے کے لئے خطبۃ الجمعہ سے زیادہ بہتر اور کارگر کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس لئے یہ کانفرنس اپنے صدر حضرت سر قاضی عبد الرزاق شریف صاحب کو اختیار دیتی ہے کہ وہ جن علماء کو مناسب خیال فرمائیں اُن کے تعاون سے اُردو میں ایک مجموعہ خطبات الجمعہ تیار کرانے کا انتظام کریں۔ اور ان کو یکے بعد دیگرے روزانہ اخبار الکلام اور ہفتہ وار رسالہ قوم میں بطور ضمیمہ شائع کرائیں تاکہ میسور اسٹیٹ کی مساجد میں انکا رواج جاری ہوجائے۔ مجموعہ خطبات کی تیاری میں حتی الامکان اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ متنازعہ فیہ مسائل مذہبی اس میں نہ آنے پائیں۔ اور قوم اسلام کی اصلاح اور روشن خیالی کی غرض سے شعائر اسلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے افکار جدید بھی اس میں شامل کئے جائیں۔

یہ کانفرنس عام شہروں کی مختلف مساجد کے متولیان اور امامین سے استدعا کرتی ہے کہ وہ مذکورۂ بالا اخبارات کے ہفتہ وار ایڈیشن کی کم ازکم ایک نقل ضرور خرید فرمائیں۔ اور اپنی اپنی مساجد میں مندرجہ خطبہ کو رواج دیں۔

اور مسجد میں آنے والے اہل جماعت اس کے مطالعہ سے مستفیض ہوں۔ اس غرض سے رسالجات مذکورہ کو مسجد یا کسی ایسی جگہ رکھنے کا انتظام کریں جہاں ہر شخص کو وہ دستیاب ہوسکیں۔

یہ کانفرنس ہر امام کے ذہن میں یہ بات ذہن نشین کرانا چاہتی ہے کہ جمعیۃ المسلم کی اصلاح کے لئے تعلیم القرآن اشد ضروری ہے اسلئے وہ بطور خود یہ سلسلہ تعلیم شروع کردے تعلیم کے لئے مناسب وقت صبح بالخصوص صبح کی نماز کے بعد کا وقت ہے۔ امام صاحبان کو چاہئے کہ وہ اس وقت قرآن کا ایک حصہ اہل جماعت کے سامنے تلاوت فرمائیں۔ اور ساتھ ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی سناتے جائیں۔ لیکن ترجمہ کے لئے کوئی مستند ترجمہ پسند کریں۔ اس سلسلہ سے فائدہ یہ ہوگا۔ کہ قرآن شریف کی تلاوت ہوتی رہے گی۔ اور لوگ کلام اللہ کے مضامین سے بھی واقف ہوجائیں گے۔ اور یہی سلسلہ تمام سال جاری رکھا جائے۔

مولانا آفتاب الدین احمد کی روانگی انگلستان

ہمارے قابل عزت دوست جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب نائب امام دوکنگ مسجد انگلستان جو کچھ عرصہ سے لاہور میں مقیم تھے ۲۶ جولائی کی شب کو فرانٹیر میل سے مواہل و عیال بعزم انگلستان روانہ ہوئے۔ ریلوے سٹیشن پر انہیں الوداع کہنے کے لئے بزرگان و احباب جماعت کی معقول تعداد موجود تھی۔ آپ پہلے اپنے وطن بردوان (بنگال) تشریف لے جائیں گے۔ وہاں چند روز قیام فرما کر ۹ اگست کو انگلستان کے لئے جہاز پر سوار ہوں گے۔ مولانا موصوف ایک جماعت

ایک احمدی کا حج

ہمارے محترم دوست جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات "پیغام صلح" کے قابلِ فخر نامہ نگاروں میں سے ہیں۔ آپ کی تحریریں بے حد موثر۔ دلچسپ اور پُرلطف ہوتی ہیں۔ موصوف نے خاکسار مدیر کی درخواست پر اپنے سفر حج کے متعلق ایک مضمون رقم فرمایا تھا۔ جو ۳ر جولائی کے ماہوار ایڈیشن میں شایع ہو چکا ہے۔ یہ مضمون بیحد مقبول ہوا۔ چنانچہ لائل پور کے ایک بزرگ نے اس کے مطالعہ کے بعد ایک خط حافظ صاحب موصوف کو لکھا۔ ان بزرگ کا اسم گرامی باوجود کوشش کے نہیں پڑھا گیا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب حاجی شیخ مولا بخش صاحب ہیں۔ حافظ صاحب نے جواب بھی اسی قیاس کی بنا پر لکھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حافظ صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں خط اور اس کا جواب درج اخبار کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

لائل پوری بزرگ کا خط

اخویم مکرم جناب حاجی حافظ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ خدا کے فضل سے ہر طرح سے خیریت سے ہونگے۔ حج والا مضمون میں نے آپ کا دو دفعہ پڑھا اور بڑی لذّت اور سرور کے ساتھ پڑھا۔ چونکہ میں خود اس پاک میدان میں ۱۹۱۳ء میں براستہ ریل مصر، دمشق حیفہ۔ یافہ۔ بیت المقدس سے ہوتا ہوا حاضر ہو چکا ہوں۔ تاہم آپ کے مضمون نے دل کو تڑپا دیا۔ آپ کے تمام خیالات و جذبات کو لیتا ہوا دوبارہ اس مقدس مقام پر خدا کی طرف سے توفیق پا کر اگر پہنچ جاؤں۔ تو بڑا ہی خوش قسمت ہونگا۔ سب کچھ اُس کے فضل پر موقوف ہے۔ آپ کو بھی خداوند کریم نے محض اپنے فضل سے ان روحانی نعما کی چاشنی سے مستفیض فرمایا جو کہ آجکل کے گریجویٹ بھلا کہاں پا سکتے ہیں ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم میرا دہاں جانا عین عالم جوانی میں جبکہ میری عمر ۲۹ سال کی تھی ہوا تھا۔ موسم بھی سردی کا تھا۔ یہاں میرے کپاس کے کارخانے چالو تھے۔ کام کا بیحد زور تھا۔ مگر جب دل کے اندر تڑپ پیدا ہوئی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر عزم سفر کر لیا۔ میں نے آپ کا مضمون چند ایسے دوستوں کو بھی پڑھایا جو کہ قادیانی اثر کے نیچے ہیں۔ مقابلہ میں میں نے "ظلّی حج" والا مضمون رکھا ہے۔ دونوں اخبار رکھ لئے ہیں۔ آپ بھی اگر الفضل کا "ظلّی حج" والا اور یہ پاک مضمون چند دوستوں تک پہنچا دیں تو بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ مجھے آپکے مضمون نے بہت ہی مسرور کیا۔ اس لئے یہ چند سطور بطور شکریہ پیش کرتا ہوں۔

حافظ صاحب کا جواب

قبلہ ام جناب شیخ صاحب معظم و مکرم وعلیکم السّلام۔

اگر میرے مضمون نے آپ کے قلب کو متاثر کیا ہے۔ تو میری محنت ٹھکانے لگی۔ غالباً اور بھی قلوب ایسے ہونگے جن کو حجاز کے نظارے متاثر کئے بغیر نہ رہے ہوں گے۔ اگر اشاعت اسلام کی تحریک کو میرے مضمون سے تھوڑی سی بھی تقویت پہنچ جائے تو میری اخروی نجات کا باعث ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کسی بزرگ کے دل میں ڈال دے کہ وہ سپین کے مشن کے لئے ایک معتدبہ رقم انجمن کے خزانے میں جمع کرا دے۔ تاکہ اسلامی فوج دوبارہ سپین کو فتح کرنے کے لئے عملی قدم اٹھا سکے۔

ہاں آپ کے ظلّی حج کی طرف اشارہ کرنے سے مجھے ایک بڑی حقیقت یاد آگئی۔ جب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ہزاروں مسلمانوں کا اجتماع دیکھا۔ ان کے شوق اور عشق اسلام کو دیکھا نبی کریمؐ سے ان کی والہانہ وابستگی دیکھی حضورؐ کے دربار میں اُن کو روتے دیکھا۔ یا جب بیت اللہ میں عاشقانہ طور پر خدا کے گھر کا طواف کرتے دیکھا تو بے اختیار زبان سے نکل گیا کہ الٰہی یہ تیرے نیک بندے حلقہ بگوش اسلام ہیں۔ ان لوگوں کو جو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی جرأت کرتا ہے وہ اسلام پر ظلم کرتا ہے اُس کو اُس کی چیرہ دستیوں سے روک دے کافروں کے دلوں میں حج کا شوق پیدا نہیں ہو سکتا۔ کافر بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی وہ دن رات اس طرح حمد الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ نہ وہ نمازوں میں شوق اور محبت سے شامل ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی اتنی تکالیف برداشت کر کے وہ مدینہ منورہ کی زیارت کو دوڑتے ہیں۔ ظلّی حج کرنے والوں کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اصلی حج کو جانے والوں کے خلاف کفر کے فتاویٰ شایع کریں۔ یا الٰہی اس قوم کو ہدایت دے کہ یہ بہتوں کو گمراہ کر رہی ہے۔ اور اسلامی اتحاد کو پاش پاش کرنے والے عقائد پھیلا رہی ہے۔

میں مشکور ہوں کہ آپ نے میرے مضمون کے متعلق اچھے الفاظ اور حوصلہ افزا جملے لکھے۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا آپکو اپنے ارادوں میں کامیاب کرے اور آپ کے عزم حج کو بار آور کرے۔ تاکہ آئندہ سال آپ کے قلم سے ہم ایک زندہ مضمون لکھا ہوا پڑھیں۔ اور اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔

نیازمند محمد حسن

(بقیہ صفحہ ۶)

نبی بھی بدلنے پر قادر نہیں۔ تو ہم اسے کس طرح تبدیل کر سکتے ہیں۔ باقی اسمہ احمد کا مصداق حضرت نبی کریمؐ کا ہونا تو حضرت مسیح موعودؑ نے خود بیان فرما دیا ہے۔

"مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح پر لکھی ہے کہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا۔ اور نام اس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم فانی سے گزر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے۔ کیونکہ نص اپنے کھلے کھلے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ جب مسیح اس عالم جسمانی سے رخصت ہو جائے گا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم جسمانی میں تشریف لائیں گے۔ وجہ یہ کہ آیت میں آنے کے مقابل پر جانا بیان کیا گیا ہے اور ضرور ہے کہ آنا اور جانا دونوں ایک ہی رنگ کے ہوں یعنی ایک (نبی) اس عالم کی طرف چلا گیا اور ایک اس عالم کی طرف سے آیا"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۲)

اگر حضرت مسیح موعودؑ قرآن وحدیث سے واقف تھے تب تو مندرجہ بالا اور مندرجہ ذیل عبارتیں درست ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ قاضی صاحب کا علم ان سے بڑھا ہوا ہے تو ان کا چیلنج نہ صرف ہمارے مقابل ہے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بھی قایم ہے۔

اعجاز المسیح کے چند حوالجات چونکہ انہوں نے اعجاز المسیح سے عبارت نقل کی ہے اس لئے اعجاز المسیح سے ہی حوالے دئے جاتے ہیں۔

(۱) خدائے تعالیٰ نام نبی ما احمد و محمدؐ نہاد۔ چنانچہ نام خود دریں آیت رحمٰن و رحیم نہاد پس ایں اشارہ است سوئے ایں امر کہ جمع کنندہ ایں ہر دو صفت بطریق ظلیت بجز نبی ما ہیچ کس نیست (اعجاز المسیح صفحہ ۱)

(۲) و نصیبے کامل ازاں ہر دو صفت بہیچکس دادہ نہ شد مگر رسول ما صلی اللہ علیہ وسلم کہ خاتم الانبیاء است چرا کہ او دو نام دادہ شد ہمچو ایں دو صفت اول محمدؐ و دوم احمد از فضل رب الکونین مگر محمد پس آں پوشیدہ است چاندار صفت رحمٰن و تجلی فرمود در حلہ ہائے جلال و محبوبیت و تعریف کردہ شد۔ از وجہ نیکی کردن و احسان کردن و نام احمد تجلی کرد در حلہ رحیمیت و محبیت و جمالیت از فضل الٰہی کہ متولی از ومتان میگردد بمدد کردن پس گردیدند ہر دو نام نبی ما با قایم مقام ہر دو صفت خدائے ما (صفحہ ۱ اعجاز المسیح) پیغمبر ما کہ امام بزرگ است خدائے تعالیٰ نام او محمدؐ و احمد نہاد و ایں ہر دو نام نہ عیسیٰ را داد و نہ موسیٰ را (صفحہ ۱۰۵ اعجاز المسیح)

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

پس صحابہ را زیر ظل اسم محمدؐ داخل کرد آں اسم کہ مظہر جلال است و داخل کرد مسیح موعود زیر ظل احمد کہ مظہر جمال است و ایں دولت را نیافتند مگر بتظلیت (صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۱ اعجاز المسیح)

اب ان حوالجات کے خلاف اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۴ کے معنے کرنا دجل نہیں تو اور کیا ہے اور اسی دجالیت سے حضرت صاحب نے ڈرایا ہے۔ کہ مضمون کا سارا سیاق چھوڑ کر جس میں حضرت نبی کریمؐ کا نام محمدؐ و احمد لکھا ہے اور محمدؐ نام کا ظل صحابہؓ کو اور احمد نام کا ظل مسیح موعودؑ کو قرار دیا ہے مضمون کو کسی اور طرف پھیرنا دجالیت ہے۔ ہم نے خدا کے فضل سے اس دجال کی تعین کر دی ہے جو اسمہ احمد کے اصل مصداق کو چھوڑ کر ظل کو اصل قرار دے رہا۔ اور شکوک و توہمات پھیلا رہا ہے۔ اس دجال کو ہمارا چیلنج ہے کہ وہ اعجاز المسیح کی کسی دوسری عبارت سے اپنی تائید پیش کرے۔ انشاء اللہ وہ قیامت تک اپنی اس دجالیت میں کامیاب نہ ہوگا۔

قاضی صاحب کو ہمارا چیلنج

قاضی صاحب قرآن کریم سے کوئی ایسی صریح آیت پیش کریں کہ حضرت نبی کریمؐ کے بعد نئی شریعت و ہدایت کا دروازہ بند ہے لیکن نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ ان باب الشریعۃ والھدایۃ مسدود بعد محمد ولکن باب النبوۃ فتح۔ اس کے مطابق یا اس کے ہم معنی کوئی آیت پیش کریں۔

ضرورت حدیث درد مندانہ اپیل بنام اہلحدیث

منجانب

جمعیتہ المسلمین شہر سیالکوٹ

(از جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

مندرجہ عنوان سے ایک آٹھ صفحہ کا ٹریکٹ سکرٹری یونیورسل برادر ہڈ سیالکوٹ کی طرف سے برائے ریویو موصول ہوا ہے جس کا مقصد بظاہر اتحاد مسلمین کی دعوت دینا ہے۔ اور فرقہ بندی سے نفرت کا اظہار ہے۔ لیکن جس طرح پر فرقہ بندی کی تردید کی گئی ہے کہ "آج ہر روز ایک نیا فرقہ ایک نیا گروہ چند ارباب غرض کی شکم پروری کے لئے بنا لیا جاتا ہے اور ایک انجمن جماعت۔ ایسوسی ایشن اس کی حمایت کے لئے اٹھ کھڑی ہوتی ہے" اسی پر خود یہ داعیان اتحاد عامل ہو کر بجائے اتحاد مسلمین کے انشقاق مسلمین کے ملزم بن رہے ہیں۔ جب اسلام ہمارے مذہب کا نام اور مسلم ہمارا نام خدا نے قرآن میں رکھ دیا ہے۔ تو جمعیتہ المسلمین اور یونیورسل برادر ہڈ علیحدہ نام تجویز کر کے ایک نیا گروہ بنانا چہ معنی دارد۔ کیوں نہ مسلمان کہلا کر ہی اخوت و اتحاد اسلامی پر زور دیا جائے۔ ان داعیان اتحاد نے اپنی جماعت کا ایک علیحدہ نام اور فرائض تجویز کر کے ثابت کر دیا ہے۔ کہ کسی اصول کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ایک خاص گروہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اگر خود اپنا نام نہ بھی تجویز کرے لیکن شناخت کے لئے لوگ خود بخود کوئی نام تجویز کریں گے۔

ہمیں ان داعیان اتحاد کی اس بات سے اتفاق ہے کہ:-

"ارباب غرض اور پیٹ پجاری اُجرت پر کام کرنے والے بیہودہ گو (جنہوں نے اسلام کو بدنام کرنے میں طرح طرح کی غلط باتیں ہمارے بزرگوں کی طرف منسوب کر کے اسلام کو بدنام کیا ہے) کی ہزلیات ایک لمحہ کے لئے برداشت نہیں کر سکتے اور ہمارا مطالبہ ہے کہ اسلامی لٹریچر سے ایسی روایات اور ایسے واقعات فوراً نکال دئے جائیں بالخصوص صحیحین کی روایات کے سلسلہ میں جو ہمیں ہر جگہ بدنام کرنے کا باعث ہے۔ علمائے اہلحدیث فوراً ایک الگ ضمیمہ شائع کریں۔ اور اگر ہم غلطی سے یہ قدم اٹھا رہے ہیں تو مندرجہ ذیل روایات کی تردید فرما کر اسلام پر احسان کریں۔ ہم مجبوراً مخالفین کے سامنے ان روایات کی وجہ سے لاجواب ہو کر شرمندہ ہوتے ہیں۔ اور جب علماء کے پاس جاتے ہیں تو وہ ہمیں گالیاں دے کر ہمارے اخلاص کو بٹہ لگاتے ہیں۔

جن روایات صحیح بخاری کا حل وہ چاہتے ہیں (دسیوں) ان کی تفصیل یہ ہے:-

(۱) اذان سُن کر شیطان گوز کرتا ہوا بھاگتا ہے (۲) لا الٰہ پڑھ کر مرنے والا خواہ کتنا زانی و چور ہے جنت میں جائے گا۔

(۳) صوم کی حالت میں آنحضرتؐ مباشرت کیا کرتے تھے۔

(۴) حائضہ ہونے کی حالت میں حضرت عائشہؓ سے مباشرت کرنا۔

(۵) روزہ کی حالت میں جماع کر کے صدقہ دے تو کافی ہے۔

(۶) حضرت ابراہیمؑ نے ۸۰ سال کی عمر میں اپنا ختنہ تیشے سے کیا۔

(۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے۔

(۸) ایک پتھر کا حضرت موسےٰؑ کے کپڑے لے کر بھاگ جانا۔

(۹) حضرت عائشہؓ سے چھ سال کی عمر میں نکاح

(۱۰) صحابہؓ کا لونڈیوں سے عزل کرنا (۱۱) ایک شب نو بیویوں سے مباشرت۔

اسی قسم کی تیس روایات صحیح بخاری کو نقل کیا ہے۔

کیا ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ امرتسری۔ روپڑی۔ سوہدروی گوجرانوالی۔ سیالکوٹی۔ لاہوری۔ دہلوی علمائے کرام ان روایات کا کوئی معقول حل بتا سکیں گے۔ اب مسلمانوں کا معقول طبقہ محض ان باتوں سے خاموش نہیں رہ سکتا۔ کہ یہ روایات فلاں صحیح کتاب کی ہیں۔ بلکہ وہ ان کا معقول حل چاہتا ہے یا ان کو تعلیم اسلامی سے نکال دینا۔

ہم بانیان تحریک کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ وہابی صاحبان کے پاس ان باتوں کا صرف ایک ہی جواب یعنی فتوائے تکفیر اور ارتداد ہے۔ معقولیت ان لوگوں کے نزدیک تک نہیں گئی۔ مسلمانوں کو کافر بنانے کے شوق میں لمبا سفر بھی اختیار کریں گے۔ اشتہارات۔ ٹریکٹوں اور کتب کے لئے روپیہ بھی جمع کریں گے۔ لیکن ان بے معنی روایتوں کو حل کرنے کیلئے ان کی حالت سے گویا کہ مردہ اند۔ ہو جائے گی۔ اور ان کے پاس پیسہ نہیں رہے گا۔ اس لئے آپ اپنا کام کئے جائیں۔ اور ناواقف مسلمانوں کو جو محض سنت و حدیث کے بہانہ ایسی غلط تعلیم کا شکار بن رہے ہیں۔ اس گڑھے سے نکالتے رہیں۔

جماعت احمدیہ لاہور کے پاس خدا تعالےٰ کے فضل سے ان سب باتوں کا معقول جواب موجود ہے۔ اور اسی کے ساتھ شامل ہو کر خدمت اسلام و مسلمین کرنا مسلمانوں کے لیے دینی و دنیاوی نجات کا موجب ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵)

مسیح کے ۱۲ حواری بھی درست نہ رہ سکے لیکن جب یہ عقیدہ ہو کہ بجز ایک یا دو کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں کسی کی بھی اصلاح نہیں ہوئی تو پھر ہم کو منہ دکھلانے کی بھی جگہ نہیں رہی اس صورت میں ہم اُن کے سامنے کیا پیش کر سکتے ہیں؟

قرآن شریف کی اس سے کیا عزت رہی؛ ایک طرف تو ہم یہ مانتے اور پیش کرتے ہیں کہ قرآن کریم خاتم الکتب ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور نبوت ختم ہو چکی دوسری طرف اس کی تاثیرات کو یہاں تک ظاہر کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے سوا کوئی درست نہ ہو سکا اور جب اس پر ان اعتراضوں کو جمع کیا جاوے جو مخالف کرتے ہیں تو پھر نتیجہ نکلتا ہے ایک بھی درست نہیں ہوا بلکہ سارے مرتد ہو گئے۔ اس عقیدہ کی حقیقت کو خوب غور سے سوچو کہ اس کا اثر اسلام پر کیا پڑتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو یہ یوں مخالف ہوئے اور قرآن شریف کے بر خلاف اس طرح پر ہیں کہ کہتے ہیں اصل قرآن شریف نہیں رہا جواب موجود ہے وہ محرف مبدل ہو گیا ہے اور اصل قرآن مہدی کسی غار میں لے کر چھپا ہوا ہے اب تک نہیں نکلتا دنیا گمراہ ہو رہی ہے اور اسلام پر حملے ہو رہے ہیں مخالف ہنسی کرتے ہیں اور خطرناک توہین کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ میں بقول ان کے قرآن بھی نہیں ہے اور مہدی ہے کہ وہ غار سے ہی نہیں نکلتا کوئی سمجھدار آدمی خدا سے ڈر کر ہمیں بتا سکتا ہے کیا یہ بھی دین ہو سکتا ہے؟ اور اس سے کوئی آدمی روحانی ترقی کر سکتا ہے یہ محض افسانے اور خیالی باتیں ہیں حقیقت اور سچ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلےٰ درجہ کی روحانی قوت اور تاثیر کے ساتھ بھیجا تھا جس کا اثر ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو خدمت اسلام کی کی ہے اور جس طرح پر انہوں نے اپنے خون سے اس باغ کی آب پاشی کی ہے اُس کی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملے گی ان کی خدمات اسلام کے لئے نہایت قابل قدر اور اعلےٰ درجہ کی ہیں اور جب خدا تعالےٰ کے دین میں سستی واقع ہونے لگتی ہے اور کم فہم یا مرور زمانہ کی وجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہو کر یہ پاک دین بگڑنے لگتا ہے۔ **اُس وقت اللہ تعالےٰ ایک شخص کو مامور کر کے بھیجتا ہے جو اُس کے بلائے بولتا ہے اور روح القدس کی تائید اُس کے ساتھ ہوتی ہے۔** وہ ان غلط فہمیوں اور خرابیوں کو دور کرتا ہے جو عملی طور پر دین میں پیدا ہو جاتی ہیں اور اپنے عملی نمونہ اور قدسی قوت کے ساتھ ایک نیا ایمان دنیا کو خدا تعالےٰ کی ہستی پر بخشتا ہے۔ (الحکم ۲۴۔فروری ۱۹۰۵ء)

مرسلہ شیخ غلام قادر صاحب سکھر

"ظلم کی انتہا"

ایلور کے روح فرسا واقعات سے ناظرین مدینہ بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ آج جنوبی ہندوستان کی ہیومینی ٹیرین لیگ کے ایک نمایندے کا بیان سُنیئے وہ کہتا ہے کہ "بعض مقامات پر بکری کے پُرزے پُرزے اُڑا دیئے جاتے ہیں اور اُس کو نہایت بے رحمی سے مارا جاتا ہے۔ بکری کا معدہ کھولا جاتا ہے اور اُس کی آنتیں باہر کھینچ لی جاتی ہیں۔ دیوی دیوتاؤں کو بھینٹ دینے والے لوگ ان آنتوں کو گلے کا ہار بناتے ہیں۔ حاملہ بھیڑ کو ایک ہفتہ تک بے آب و دانہ رکھا جاتا ہے۔ ننھے ننھے بچے بچہ دان سے کھینچ لئے جاتے ہیں اور ان کی ماں کو مار دیا جاتا ہے۔ تنادلی میں چھپک کے دیوتا کو خوش کرنے کے لئے سوروں کو بڑی بے دردی سے مارا جاتا ہے۔ نیز نوکیلی کیلیں زمین میں گاڑی جاتی ہیں اور سور کو باندھ کر ان پر پھینک دیا جاتا ہے وہ لہو لہان ہو کر تڑپتا ہے اور مر جاتا ہے۔ ایک سانڈ کی سال بھر پرورش کی جاتی ہے۔ پھر اُسے اس طرح ہیضہ کی دیوی کی بھینٹ چڑھایا جاتا ہے کہ ایک گڑھا کھود کر اس میں سانڈ کو گرا دیتے ہیں۔ پھر سات آدمی سات تلواریں لے کر اس کے جسم پر سات زخم لگاتے ہیں۔ جب سانڈ کا خون بہتا ہے تو دیوی کے بھگت اس کو اپنے جسم پر مل لیتے ہیں"

لگے ہاتھوں محکمہ انسداد بیرحمی حیوانات بمبئی کے سابق صدر مسٹر جسٹس جنکین کی زبانی بھی دردناک کہانی سنیئے کہ "بھیڑوں کو بھینٹ چڑھانے سے پہلے ان کے کان اور پاؤں کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ پھر ان کو مار دیا جاتا ہے۔ زندہ بھیڑوں کے ۳۲

غیر احمدیوں کا ایک مطالبہ

رفع الی اللہ کے معنی

از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی

وفات عیسیٰ ایک ثابت شدہ صداقت ہے جس پر قرآن مجید کی سچی اور پکی شہادت موجود ہے مگر کہا کرتے ہیں کہ :-

ملاں آں باشد کہ چپ نہ شود

یعنی ملاں وہ ہے جو کبھی بند ہی نہ ہو الٹی سیدھی ہانکتا ہی رہے۔ سو ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ علمائے زمانہ جو ملاں ٹائپ کے ہیں وہ جب ترقیتی کے اقرار عیسوی سے وفات عیسیٰ ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو جس طرح ڈوبتا ہوا انسان ہر طرف ہاتھ پاؤں مارتا ہے تا کسی طرح بچ جائے۔ اسی طرح ملا صاحبان حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت کرنے کے لئے "بل رفعہ اللہ الیہ" کو پیش کر کے کہہ دیتے ہیں کہ دیکھو صاف لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے جو آسمانوں سے بھی اوپر ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کا آسمانوں پر جانا ثابت ہے۔ ان عقل کے اندھوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود اور ہر جا موجود ہے اور اس کی شان ہے هو معكم اينما كنتم۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کا خدا کی طرف جانا اوپر یا نیچے جانے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اس سے مراد بجز رفع بالتشریف اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ خود آنحضرت صلعم "ارفعنی" یعنی اے خدا مجھے بلند مرتبہ کر، کی دعا کرتے رہے اور کبھی کسی مولوی کے دل میں یہ خیال نہ آیا کہ سب نبیوں کا سردار نبی جب خدا سے ارفعنی کی دعا کرتا ہے تو ہم اس سے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جانا مراد نہیں لیتے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے لئے رافعك الی یا بل رفعه الله الیه سے تمام جہان سے انوکھے معنے لئے جائیں۔ یہ انوکھے معنے آنحضرت صلعم نے اگر اصطلاحاً بیان فرمائے ہیں تو بھی کوئی مسلمان ان سے انکار نہیں کر سکتا۔ مگر یہ کیا اندھیر ہے کہ جو معنے نہ لغت سے ثابت ہیں اور نہ قرآن و حدیث سے ثابت ایسے معنوں کو قبول کر لیا جائے اور ان غلط معانی کی جو تردید کرے اسے کافر ٹھیرایا جائے۔

مطالبہ

بعض لوگ تو میں نے ایسے عقلمند دیکھے ہیں کہ جب ان پر تمام حجت ہو جاتی ہے اور ان کو کوئی بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا تو پھر وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جس طرح یہاں رفع کے لفظ کے ساتھ "الی اللہ" آیا ہے اسی طرح ایک مثال "رفع الی اللہ" کی پیش کر دو۔ تو ہم مان لیں گے کہ رفع کے معنی بلندی مرتبہ ہی ہے۔

رفع الی اللہ کی ایک مثال

اس کے لئے میں ایک مثال پیش کرتا ہوں جو لفظاً یہ لفظاً مطالبہ کو پورا کر دیتی ہے سنئے فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۲۴ پر آنحضرت صلعم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"حتی اذا دعا الله عز و جل نبیه صلی الله علیه و سلم و رفعه الیه۔"

ترجمہ :- یہاں تک کہ جب اللہ عز و جل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لیا اور اپنی طرف اٹھا لیا۔ اب اس فقرہ رفعه الیه میں اور رفعه الله الیه میں کوئی فرق نہیں دونوں جملے بالکل ہم معنی ہیں۔ پس جیسا آنحضرت صلعم کی شان میں رفعه الله الیه کے یہ معنی ہیں کہ حضور کو خدا تعالیٰ نے وفات دیکر اپنے مقربین میں جگہ دی یا یہ کہ اللہ نے آپ کا مرتبہ بلند فرمایا تو حضرت عیسیٰ کے حق میں جو رفعه الله الیه آیا ہے اس کے معنی بھی یہی ہو سکتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو طبعی موت دی تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرب کے مقام پر بلند فرمایا۔

میرا خیال ہے کہ اس عربی زبان کی مثال کو جو رفع کے معنوں کو واضح کرنے کے لئے ایک بڑی روشن مشعل ہے۔ دیکھ کر کوئی ایماندار تو ہماری بات کا انکار نہیں کر سکتا اور جن کے دلوں پر تعصب اور ضد کی وجہ سے مہر لگ چکی ہے وہ اگر انکار کریں تو تعجب کی جا نہیں ہے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کئی روز سے علیل ہیں۔ ان کے لئے تمام احباب خاص طور پر دعا صحت کریں۔

—— ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب شملہ تشریف لے گئے ہیں۔ انشاء اللہ چار پانچ روز تک واپس آجائیں گے۔

—— برلن مسجد کی مرمت کے لئے باقاعدہ اپیل ہو چکی ہے یہ کام اشد ضروری ہے۔ احباب کو آئندہ دو ماہ میں اس کارخیر کے لئے لازمی طور پر پانچ ہزار روپیہ فراہم کر دینا چاہیئے۔

—— حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک پر جناب عبد اللطیف صاحب نے اخبار لائٹ کو تین خریدار دئے ہیں۔ (جزاک اللہ)

—— خاکسار مدیر کی طبیعت گذشتہ کئی ہفتے سے علیل ہے۔ دوران سر اور نزلہ کی شکایت ہے۔ ایک پھوڑا غیر معمولی تکلیف کا باعث ہو رہا ہے۔ اس لئے نہایت تاسف کے ساتھ عصمت اللہ نمبر کی اشاعت ملتوی کر دی گئی ہے جن اصحاب نے مضامین عنایت فرمائے ہیں ان کا بہت بہت شکریہ۔ تمام مضامین درج اخبار ہوں گے۔

—— پیغام صلح کے کاتب صاحب بدستور بیمار ہیں۔ یہ پرچہ مختلف کاتبوں سے نہایت پریشانی اور عجلت میں لکھوایا گیا جس کی وجہ سے کتابت کی متعدد غلطیاں اور بہت سی خامیاں رہ گئی ہیں جن کے لئے خاکسار مدیر نہایت ندامت کے ساتھ معذرت خواہ ہے۔

—— چوہدری فضل حق صاحب منیجر بکڈپو ڈلہوزی سے واپس آگئے ہیں۔

—— جناب سید محمد علی صاحب کی طبیعت کئی روز سے علیل ہے۔

—— منشی رحمت اللہ صاحب منیجر لائٹ لیارضہ بخار بیمار ہیں۔

—— چوہدری خوشی محمد صاحب مہتمم مہمان خانہ انجمن کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں برقی پنکھے سے زخمی ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے انہیں سخت تکلیف ہے۔

—— جناب محمد عزیز اللہ صاحب (مدراس) تقریباً دو ہفتے سے تپ محرقہ میں مبتلا ہیں۔

—— ان تمام بیماروں کی صحتیابی کیلئے درد دل سے دعا کیجئے

—— گذشتہ ماہ ہمارے نو مسلم مبلغ شیخ بشیر احمد صاحب تحصیل نالہ پور میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی دو کامیاب تقریریں ہوئیں۔ پہلی کا موضوع "اسلام اور دیگر مذاہب" اور دوسری کا انکار دین السلطین تھا۔ آجکل آپ لاہور میں مقیم ہیں

—— سید اختر حسین صاحب بعد رضا ہی تبلیغ و تنظیم کے کام میں مصروف ہیں۔ ان کو خارش کی شکایت ہو گئی ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

—— خواجہ غلام نبی پھور راولپنڈی میں۔

—— مولوی احمد یار صاحب جالندھر میں مصروف کار ہیں

—— شیخ محمد یوسف گرتھی حال سکندرہ راؤ سے واپس نہیں آئے۔ ان کی واپسی کا انتظار ہو رہا ہے۔

—— عبد الشکور صاحب مکمل رخصت پر جانے والے ہیں

—— مولوی احمد صاحب دورہ سے واپس آنے والے ہیں

—— مولوی ظفر اللہ صاحب اور قاضی شیر محمد صاحب رخصت پر گئے ہیں۔

—— مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی یکم اگست کی شام کو حیدر آباد دکن کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔

—— چوہدری فضل داد محصل سرگرمی سے مصروف کار ہیں۔

(بقیہ بر صفحہ ۳)

میں نافہم انگریز مترجمین کی طرح المشرکین (مجبور) کا عطف الذین کفروا پر کر دیا ہے، جو صریحاً اہل الکتاب پر ہونا چاہئے تھا وقس علی ہذا"

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کوئی ایسا انسانی کام بھی دکھایا جا سکتا ہے جو غلطیوں سے پاک ہو۔ ہمارا خیال ہے مولنا کو خود بھی یہ دعویٰ نہ ہوگا کہ جو ترجمہ وہ کریں گے اس میں کوئی غلطی نہ ہوگی۔ مارمیڈیوک پکتھال صاحب نے جو ترجمہ کیا اور بڑی محنت سے علمائے مصر کے سامنے بھی اسے رکھا۔ اس کے متعلق بھی مولنا عبد الماجد کی رائے یہ ہے کہ "صحت مطالب کے اعتبار سے اس کا معیار خاصہ پست ہے۔ موٹی موٹی غلطیاں ثمر پہلے پارہ میں ۱۵-۲۰ کی تعداد میں ہونگی جن میں سے بعض اتنی کھلی ہوئی ہیں کہ انہیں بجز اتفاقی سہو نظر کے اور کسی سبب پر محمول ہی نہیں کیا جا سکتا" تو اگر ایک ترجمہ میں اتفاقی سہو نظر کی رعایت ایک پارہ کی پندرہ بیس غلطیوں کو دی جا سکتی ہے تو دوسرے ترجمہ کی ایک غلطی کو کیوں نہیں دی جا سکتی۔ بلا شک اگر کوئی شخص چاہے تو جس ترجمہ یا تفسیر کو چاہے اٹھا لے اور اس پر محنت صرف کر کے اس کی غلطیوں کو جمع کر کے مشتہر کرے لیکن ہمارے نزدیک یہ طریق کسی مفید نتیجہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ کیا ایک مسلمان کے لئے یہ عیب ہے کہ وہ اپنے بھائی کے کسی کام میں کوئی نقص دیکھے تو اس کی اطلاع اسے دیدے۔ بجائے اس کے کہ وہ چار معمولی باتوں کو لے کر اس کی سالہا سال کی محنت کو برباد کرنا چاہے۔

دوست محمد

تعدد ازدواج، آج یورپ کے لئے واحد چارۂ کار ہے

ایک یورپین مبصر کا اعلانِ حق

غیر مسلم افراد خصوصاً مغربی حضرات کا اسلام پر ایک اعتراض تعدد ازدواج کے متعلق ہوا کرتا تھا۔ اور اس اعتراض کو پادری اور پروہت اب بھی مکروہ شکل میں پیش کیا کرتے ہیں معترضین اس امر کو بالکل بھول جاتے ہیں کہ ناگزیر عمرانی و اقتصادی حالات و ضروریات کے باعث زمانۂ قدیم کے قریباً ہر ملک مذہب اور قوم میں لامحدود تعدد ازدواج کا رواج رہا ہے بانیان مذاہب اور داعیان شریعت اس پر عامل رہے ہیں۔ شریعت اسلامی نے زمانۂ قدیم کے غیر محدود تعدد ازدواج کو محدود اور سخت شرائط و ضوابط سے مشروط کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ اسلام نے تعدد ازدواج کا ہرگز حکم نہیں دیا ہے۔ بلکہ خاص حالات اور سخت شرائط عدل کے ماتحت محض اس کی "اجازت" دی ہے۔ اور وہ بھی اس مصلحت عمرانی کی بنا پر کہ جب صنفین کی تعداد میں باہمی مناسبت و توازن باقی نہ رہے یا انفرادی حالات میں یہ ایک طبعی اور ناگزیر صورت بن جائے تو بدکاری اور اجتماعی اختلال کی برائی کو روکنے کے لئے تعدد ازدواج کے سوا اور کوئی دوسرا چارہ کار جمعیت انسانی کی صحت، سعادت اور سلامتی کے لئے باقی نہیں رہتا۔ پھر شریعت اسلامی نے حقوق نسواں کے تعین اور طلاق اور خلع کے ذریعہ ایک ناکام ازدواج سے چھٹکارے کی راہ نکال کر غیر اسلامی تعدد ازدواج کے نقائص کا بھی سد باب کر دیا ہے۔ تعدد ازدواج کی اجتماعی مصلحت اور عمرانی حکمت آج سے زیادہ کبھی یورپ پر روشن نہیں ہوئی تھی۔ مغرب کے بڑے بڑے عقلا اور مدبرین جنگ عظیم کے مابعد کے حالات میں تعدد ازدواج کو سوشل صحت اور بقائے نسل کے لئے واحد چارۂ کار بتا رہے ہیں۔

مغرب کا عود الی الحیوانیت

اصل یہ ہے کہ گو رسماً یورپ ایک میاں بیوی کے اصول کا حامی ہے مگر حقیقتاً وہ ایک مکروہ ترین، فاسد ترین، ناپاک ترین اور مسموم ترین تعدد ازدواج پر عامل ہے جس کی شریعت میں سند نہیں ہے۔ مگر قانون ملکی میں اجازت ہے۔ اور جو جنگل کے وحوش و بہائم کی جنسی آزادی اور اباحت سے ملتا جلتا ہے۔ بلکہ اپنی عقلیت کے باعث شہوت رانی اور حیوانیت کی دوڑ میں یورپین اور امریکن اقوام آج جنگلی جانوروں کو بہت پیچھے چھوڑ چکی ہیں۔ اور عورت فی الحقیقت ایک آلہ عیش کے درجہ اسفل میں گر گئی ہے۔ مگر اپنی کور باطنی کے باعث اس کو معراج ارتقا جان رہی ہے۔ حالانکہ وہ در اصل انسانیت کے درجۂ اشرف سے حیوانیت کے درجہ [illegible] میں تیزی کے ساتھ آ رہی ہے یا لائی جا رہی ہے۔

اس بے پناہ اخلاقی سقوط اور اجتماعی اختلال کی واحد پناہ گاہ شریعت اسلام کا دار الامان ہے۔ جو ہر زمانہ، ہر ماحول اور ہر ملک کی انفرادی و اجتماعی ضروریات کے لئے متین ترین قوانین رکھتا ہے اور انسان کی زندگی کے لئے مکمل فلاح کی صراط مستقیم دکھا سکتا ہے۔

تعدد ازدواج اور عورت کی طبعی تقدیر

یورپ کے مقتدر اخبارات و مجلات میں حال میں مسٹر فلیپ پریزیڈنٹ ایسوسی ایشن آف رجسٹرارز اسکاٹلینڈ کا خطبۂ صدارت شائع ہوا ہے جو صاحب موصوف نے اسکاٹلینڈ کے ایسوسی ایشن آف رجسٹرارز کی سالانہ کانفرنس ڈنڈی میں دیا ہے۔ لندن آبزرور رقمطراز ہے۔

"ایسوسی ایشن آف رجسٹرارز اسکاٹلینڈ کے صدر مسٹر ڈبلو ایچ فیلیپ نے اس کے سالانہ اجلاس منعقدہ ڈنڈی میں تعدد ازدواج کو شرح پیدائش کی قلت کے لئے بطور چارۂ کار پیش کیا۔ یہ بیان کرتے ہوئے ۱۹۳۳ء میں اسکاٹلینڈ کی شرح پیدائش پست ترین تھی، مسٹر فیلیپ نے کہا۔

"یہ عام طور پر تسلیم کیا جا چکا ہے کہ شرح پیدائش کے گرنے کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ اور درمیانی طبقات کے خاندانوں میں بچوں کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے۔ ایک سبب یہ بھی ہے کہ آجکل شادیاں بہت زیادہ عمر میں کی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ مسلمات سے ہے کہ شادی کی عمر کا شرح پیدائش پر بہت زبردست اثر پڑتا ہے۔ مثلاً اگر ایک عورت ۱۷ سال کی عمر میں شادی کرے تو وہ کم سے کم دس بچوں کی ماں بن سکتی ہے۔ اس کی عمر شادی کے وقت جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی بچوں کی تعداد کم ہوگی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ شادی کی عمر کے علاوہ اور اسباب بھی شرح پیدائش کے گرنے پر اثر انداز ہیں۔

یہ حساب لگایا اور معلوم کیا جا چکا ہے کہ اس وقت اعلیٰ ترین طبقات ہر پشت میں اپنی تعداد سے پچاس فی صدی کی رفتار سے گھٹ رہے ہیں یعنی ایک پشت میں ایک سو امرا اگر مرتے ہیں تو صرف پچاس اولاد اپنے پیچھے چھوڑ کر مرتے ہیں اور اس طرح ہر نسل میں پچاس اشخاص کی وراثتی قابلیت بالکل ضائع ہو جاتی ہے۔ اور وہ بالکل فنا اور بے نام و نشان ہو جاتے ہیں لیکن شرح پیدائش کا اثر صرف طبقہ امرا و شرفا پر نہیں پڑا۔ بلکہ تحدید پیدائش کی تحریک تمام پیشہ وروں اور درمیانی طبقوں اور اکثر ماہر کاریگروں کی جماعتوں تک پھیل چکی ہے۔ کوئی عورت اس وقت اپنے فطری اور طبعی تقدیر اور منزل ارتقا کو نہیں پہنچ سکتی۔ جب تک وہ شادی شدہ ہو کر بچوں کی ماں اور صاحب خانہ نہ ہو جائے اکثر عورتیں شادی اور امومت (مادر ہونے) کو بخوشی تمام بطور ایک مشغلۂ حیات اختیار کرتی ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ ذہین اور تندرست بچوں کے خاندانوں کو پیدا کرنا اور پالنا وہ سب سے بڑی عمرانی خدمت ہے جو ایک طبعی عورت ادا کر سکتی ہے۔

لیکن اگر ایسا ہو کہ آبادی گھٹ کر نصف ہو جائے تو پھر رائے عامہ نہ صرف تعدد ازدواج کو انگیز کرنے کے لئے تیار ہوگی بلکہ دیگر بعض جماعتوں کو بہت ممکن ہو سکتا معلوم ہوتا ہے، ہمیں بکثرت تعدد ازدواج کے طریقہ پر اصرار کرے گی تاوقتیکہ آبادی کا تناسب اور توازن دوبارہ قائم نہ ہو جائے"!

یہ ایک ایسے مغربی فاضل اور مبصر کی شہادت ہے جو حالات اور واقعات متعلقہ ازدواج کا اختیاراتی اور مشاہداتی علم رکھتا ہے۔

فسطائیت اور قومیت کی گمراہی

بعض اشخاص ازدواج اور تحدید پیدائش کے خلاف دلیل پیش کرتے ہوئے ہٹلر، مسولینی اور حکومت فرانس کی مثالیں بلا غور و خوض پیش کیا کرتے ہیں۔ گویا یورپ کا ہر عمل ہمارے لئے معیار اور مثال کا حکم رکھتا ہے۔ مگر یہ طریقہ بالکل غلط اور گمراہ کن ہے۔ مسٹر فلیپ کے مذکورہ تبصرہ پر غور کرتے وقت یہ نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ یہ کسی مدبر سلطنت اور سیاسی آدمی کی رائے نہیں ہے۔ بلکہ ایک تجربہ کار اور واقف حال مبصر کی رائے ہے۔ ہٹلر، مسولینی اور حکومت فرانس کا عمل ہرگز مستحسن نہیں ہے کیونکہ وہ خالص سیاسی اور عسکری اغراض و مقاصد کے لحاظ سے اپنے اپنے ملک کی آبادی یا حربی قوت کو بڑھا رہے ہیں ان کے دماغوں پر نیشنل ازم کا ابلیس اور عسکریت کا طاغوت سوار ہے۔ اور ان کا عمل در اصل انسان علی الخصوص صنف لطیف کو ایک آلۂ پیدائش میں تبدیل کر رہا ہے۔ مثلاً حکومت فرانس اپنی آبادی کو بڑھانے کے لئے بچوں کی پیدائش کا حامی ہے۔ خواہ وہ بچے حرامی ہوں یا حلالی جو عورتیں بچے پیدا کرتی ہیں وہ خاص انعام اور امتیازی امداد کی مستحق مانی جاتی ہیں۔ خواہ ان کے بچے حرام کاری اور زناکاری کے پھل ہوں۔

عسکریت کی ضلالت

یونان قدیم میں اسپارٹا ایک خالص عسکری سلطنت تھی۔ لائیکرگس کے قوانین کے ماتحت ہر اسپارٹن کے لئے اولاً و آخراً سپاہی ہونا ضروری تھا۔ جو عورتیں اولاد نرینہ پیدا کرنے سے قاصر تھیں ان کو زندہ رہنے کا حق نہیں تھا۔ جو عورتیں جتنے زیادہ تندرست بیٹے جنتی تھیں اتنی ہی ان کی عزت کی جاتی تھی۔ اور جو بچے کمزور یا ناقابل جنگ ہوتے تھے ان کو کوہ تیجیٹس کی بلندی سے ایک غار میں گرا کر ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ بچے جنگجو سپاہی بننے کے لائق نہیں ہوتے تھے۔ اور ہر شہری کا واحد مقصد حیات، اسٹیٹ کے لئے جینا اور مرنا ہوتا تھا گویا آدمی اسٹیٹ کے دیوتا کا غلام پجاری تھا۔ آج جرمنی اور اطالیہ کی فسطائی ریاست اور فرانس کی نیشلسٹ حکومت اپنے اپنے ملک کی آبادی کے بڑھانے میں اسپارٹا کی عسکری سنت کی پیرو ہیں اور ان کا طریقہ بھی انسانیت اور اخلاق عالیہ کے لحاظ سے اتنا ہی مردود ہو جتنا بعض حالات میں تحدید پیدائش کا طریقہ ہو سکتا ہے ان ہر دو افراط و تفریط کی راہوں کے درمیان صرف دین قیم کی راہ صراط مستقیم ہے۔ (انقلاب)

اسلام اور پیغمبر اسلام

کے حضور غیر مسلم اکابر کی نذر عقیدت

میں نے سب سے پہلے پیغمبر اسلام کی سیرت کا مطالعہ کیا تھا اس مطالعہ کے دوران میں مجھے ان کی شخصیت اس قدر حسین و جمیل نظر آئی کہ میں نے ان کی تعلیمات کا مطالعہ کیا۔ اب میں دین اسلام کا پرجوش مداح ہوں میرا خاکسارانہ مطالبہ یہ ہے کہ ہم سب کو پیغمبر اسلام کے پیغام پر عمل پیرا ہو کر آپس میں بھائی بھائی بن جانا چاہیے۔

(ڈی اے انکلے ساریہ بی اے رنگون)

قرآن مسلمانوں کی ایک مذہبی کتاب ہے۔ اس کتاب کو عزت و احترام کا جو درجہ ہے وہ شاید کسی کتاب کو نہیں ہے۔ یہ ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی جب ہر طرف ہولناک تاریکی چھائی ہوئی تھی اور ہر طرف ظلم و ستم کا طوفان برپا تھا۔ اس کی عام فہم تعلیمات نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اور انصاف اور تہذیب کی روشنی پھیل گئی۔

(فیروز شاہ ایم اے سب ایڈیٹر جام جمشید۔ آپ پارسی جماعت کے مایۂ ناز رہنما ہیں۔)

پیغمبر اسلام کا پیش کیا ہوا دین حقیقت میں سلامتی کا دین ہے آج جبکہ دنیا جنگ و جدل سے تنگ آئی ہوئی ہے اور قیام امن کے لئے بے چین ہے یہ امر ہمارے لئے موجب مسرت بھی ہے اور سود مند بھی کہ ہم پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کریں۔ اور اپنی مشکلوں کو آسان اور اپنی الجھنوں کو سلجھانے میں اس سے مدد لیں۔ پیغمبر اسلام کا پیش کیا ہوا دین "قدیم و جدید" کا ایک ایسا مرکب اور نچوڑ ہے جس کا گمان بھی دنیا کے حاشیۂ خیال تک نہیں پہنچا تھا۔ ہماری نظر اب بھی اگرچہ بانیٔ اسلام کے زمانہ کو صدیاں گذر گئیں۔ ان کی مساعی حسنہ کے نتیجہ کو پوری وضاحت کے ساتھ دیکھ سکتی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی تعلیمات میں ایسی بہت سی چیزیں ہیں جن سے ہم سبق حاصل کر سکتے ہیں اور اگر ہم ایسا نہ کریں اور ان سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھائیں تو ہمارے ذہنی افلاس میں کوئی شبہ باقی نہ رہیگا۔ میں یہاں اپنے مذہب کے صحیح یا غلط ہونے کی نسبت کچھ نہیں کہتا لیکن اتنا ضرور کہتا ہوں کہ میرا مذہب موجودہ زمانہ اور موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق نہیں ہے کیونکہ موجودہ زمانہ کا رجحان یہ ہے کہ کل عالم انسانیت گھل مل کر ایک متحدہ ملت بن جائے مگر پیغمبر اسلام کے پیش کئے ہوئے دین کا ایک طرۂ امتیاز یہی ہے کہ اس میں اعتقادی ضابطوں اور رسوم کو دخل و رسوخ حاصل نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام کی تعلیمات کو نہ سائنس کی ترقیوں سے کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے نہ تمدن و تہذیب کی سعتیں اس کے لئے خطرناک ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ان تعلیمات کی بنیاد ایسے اعتقادات پر نہیں رکھی گئی ہیں۔ جن کا بھانڈا سائنس پھوڑ سکے یا ترقی یافتہ تہذیب و تمدن مسترد کر سکے۔

(برما کے مشہور رہنما مسٹر لکھن مانگ بدھسٹ)

اسلام نے جو نعمتیں مشرق و مغرب کو عطا کی ہیں ان میں خدا کی وحدانیت کا خیال ایک نعمت عظمیٰ ہے ۔۔۔ سے لیکر ۔۔۔ تک کیا زمانہ ایسا تھا کہ مشرق میں تہذیب اور مغرب میں عیسائیت دیوتا پرست بن گئی تھی۔ اگر اسلام اس وقت وحدانیت کی پُر زور صدا بلند نہ کرتا تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ زبردست خیال کہ خدا ایک ہے دنیا میں پامال نہ ہو جاتا۔ یہ اسلام ہی کی وجہ ہے کہ آج عقلی دنیا میں یہ خیال مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گیا۔ (پادری انڈریوز)

میں دین محمدی کو اس روح اور زندگی کی وجہ سے جو اس میں موجود ہے نہایت قابل اعتبار سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک دین محمدی ہی ایک ایسا دائم دین ہے جو زندگی کے تمام مختلف شعبوں اور نوعیتوں پر حاوی ہے اسے یہ قدرت حاصل ہے کہ ہر زمانہ میں دنیا کی اپنی طرف کھینچ لے۔

(جارج برنارڈ شا)

قرآن عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے ایک بہترین رہبر ہے۔ اس میں تہذیب ہے شائستگی ہے تمدن ہے معاشرت ہے اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے۔ اگر صرف یہ کتاب دنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا تو یہ عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے کافی تھی۔ (مشہور روسی فلاسفر کاؤنٹ ٹالسٹائی)

قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی کتاب ہے اس نے جاہلوں کو عالم۔ ظالموں کو رحمدل اور عیش پرستوں کو پرہیزگار رہنا دیا۔

(طامس کارلائل)

قرآن اخلاقی ہدایتوں اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہوا ہے قرآن ایک مکمل قانون ہدایت ہے انسانی زندگی کی کوئی شاخ لے لیجئے ناممکن ہے کہ اس شعبہ میں اس کی تعلیم رہنمائی نہ کرتی ہو۔ اگر اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ایک سمجھدار آدمی بیک وقت دنیاوی و روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ان اخلاق کو لیجئے جو شرف انسانیت ہیں مثلاً راستبازی۔ پرہیزگاری۔ رحم و کرم عفت و عصمت تو قرآن میں یہ سب ہدایتیں موجود ہیں اور اگر ان اخلاق کو لیجئے جن کا تعلق دنیاوی ترقی سے ہے مثلاً محنت و مشقت۔ عزم و استقلال اور جرأت و شجاعت تو ان ہدایتوں سے بھی قرآن معمور ہے۔ بہرکیف قرآن ایک حیرت انگیز قانون ہدایت ہے۔

(پروفیسر ہربرٹ وائل مشہور یورپین مورخ)

قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی قانون ہے جس میں انسانی زندگی کی اصلاح کے لئے سب کچھ موجود ہے اس کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ اس کی تعلیمات انسانی فطرت کے مطابق ہیں اور یہ دلکش انداز میں اصلاح کی دعوت دیتا ہے۔ اس مذہبی قانون نے ایک طرف روح کی اصلاح کے لئے ہدایت کی ہے اور دوسری طرف دنیوی ترقی کے بھی بیش بہا اصول تعلیم کئے ہیں۔

(جان ڈیون پورٹ مشہور ادیب و سیرت نگار)

ہر انصاف پسند آدمی اس حقیقت کا اقرار کرنے کے لئے مجبور ہے کہ قرآن ایک بے نظیر قانون ہدایت ہے اس کی تعلیمات فطرت انسانی کے مطابق ہیں اور وہ اپنے اثر کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز پوزیشن رکھتا ہے۔ (مورخ اعظم گبن)

(بقیہ [illegible])

اس کی تشریح بھی کی ہے کہ [illegible] طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ [illegible] مجاز کے طور پر نبی رکھا گیا ہے نہ حقیقی [illegible] کے معنی سوائے محدث کے اور کچھ نہیں [illegible] نے کہا کہ مجاز شریعت والی نبوت کے مقابل ہے معنے غیر تشریعی نبی کے ہیں۔ اس لئے حضرت [illegible] نبی" ہیں۔ میں نے کہا کہ نبی شریعت یا احکام [illegible] کی طرف سے آتا ہے اس [illegible] حضرت آدم [illegible] ہے۔

قادیانی مبلغ کی بے بسی

تو اس سے بھی میری ہی تائید ہوئی کہ حضرت [illegible] نبی بمعنی محدث ہیں۔ مولوی صاحب نے اس [illegible] ڈیڑھ گھنٹہ تک بحث رہی۔ لوگ کثیر تعداد [illegible] اندر اور باہر جمع ہو گئے۔ بالآخر میں نے اس بات [illegible] اور چیلنج دیا کہ مجازی نبی کے معنی محدث کے سوا کچھ اور دکھادیں اور انعام لیں۔ قیامت تک نہیں [illegible] مولوی صاحب کہتے اس [illegible] گیا کہ ہاں حضرت اقدس کا [illegible] مجازی نبی [illegible] معنے آپ نے محدث کے کئے ہیں میں نے کہا [illegible] مولوی صاحب تامل کرنے لگے لیکن ہم نے [illegible] کر پھرنا مومن کا کام نہیں۔ اس پر مولوی [illegible] کی تحریر لکھ کر دی جس کی اصل میرے پاس [illegible]

"بسم اللہ الرحمن الرحیم [illegible]

مجھے یقین ہے کہ حضرت مسیح موعود [illegible] نے مجازی نبی کے معنے محدث کے [illegible]

(دستخط) عبد الواحد مولوی [illegible]

[illegible] ۲۴ [illegible]

اس تحریر کے نیچے تمام مجمع میں سے چند معززین [illegible] کی گواہی لکھی۔

"وہ مولوی صاحب نے ہمارے سامنے [illegible]

دستخط۔ عبد المجید شاکر [illegible]

[illegible] چوگانی محمد [illegible]

اس تحریر پر مباحثہ ختم ہو گیا [illegible] نے اپنے قلم سے اس [illegible] سے دونوں جماعتوں میں مباحثات [illegible] تمام لوگ مارے خوشی پھولے نہیں [illegible] کی حق پسند طبیعت کی تعریف [illegible] خوب" کے کلمات زور زور سے [illegible] کا وقت ہو گیا اور مجلس برخاست [illegible]

خبریں

عالم اسلام

——حکومت فلسطین نے [illegible] کرا لئے ہیں جو رپورٹ شائع کی ہے [illegible] کے اعداد و شمار حسب ذیل ہیں:-

سنہ ۱۹۳۲ء [illegible]

سنہ ۱۹۳۳ء [illegible]

[illegible]

——حکومت [illegible] اور [illegible] تعلقات قائم ہو گئے ہیں [illegible] وصول کیا۔

——[illegible] سرکاری اطلاع ہے کہ [illegible] ہندوستانی [illegible] ہلاک [illegible] مالی نقصان ہوا [illegible]

——لندن یکم اگست [illegible] حکومت ترکی نے [illegible] ظاہر کی ہے [illegible] سے ہلاک کر دیا [illegible]

——[illegible] اسلام [illegible] مسلم [illegible]

[illegible]

——[illegible]

ہندوستان

——وسطی پنجاب یعنی اضلاع لاہور۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ و فیروزپور کے مسلم حلقہ سے اسمبلی کے لئے مندرجہ ذیل امیدوار کھڑے ہوئے ہیں:- [illegible] مقبول محمود امرتسر۔ شیخ عبداللطیف ٹاپا۔ حاجی رحیم بخش اور بیگم شاہنواز۔

——سری نگر ۲ اگست۔ ناگا پربت کی مہم کے ارکان اپنے اصلی مقام سے روانہ ہو کر بہت جلد یہاں پہنچنے والے ہیں۔

——ڈاکٹر کچلو کا برت ختم ہو چکا ہے۔ اخبار سول ملٹری نے لکھا ہے کہ برت کے دوران میں ڈاکٹر صاحب در پردہ غذا کھاتے رہے ہیں۔

——آل انڈیا مہا سبھا ریاست حیدرآباد میں شورش برپا کرنے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ مشہور بدزبان آریہ مناظر رام چندر حیدرآباد سے دہلی پہنچ گیا ہے۔

——الوی جی اور مسٹر انے پارلیمنٹری بورڈ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ گاندھی جی کی کوشش کے باوجود کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا۔

——شملہ میں آجکل اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔

——چند روز ہوئے کالکا لائن پہاڑ کے گرنے کی وجہ سے خراب ہو گئی تھی۔ اب درست ہو گئی ہے۔

——ایک غیر مصدقہ افواہ ہے کہ حکومت برطانیہ اعلیٰحضرت حضور نظام کو ہز مجسٹی کا خطاب دینے والی ہے۔

——وائسرائے نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ انتخاب میں اسمبلی کے منتخب ارکان کی تعداد ۱۰۴ کی بجائے ۱۰۵ اور نامزد ارکان کی تعداد ۴۰ کی بجائے ۴۱ ہو گی۔ کیونکہ آئندہ صوبہ برہما سے ایک رکن کو نامزد کرنے کی بجائے بذریعہ انتخاب لیا جائے گا۔

——اخبار "سیاست" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ سر عبدالحمید وزیر اعظم کپورتھلہ عنقریب چھ ماہ کی رخصت پر جانے والے ہیں اس کے بعد آپ سبکدوش ہو جائیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ آپکی جگہ کسی یورپین کو مقرر کیا جائے گا۔

——شملہ ۳ اگست۔ یہاں کے غیر سرکاری حلقوں میں یہ خبر مشہور ہو رہی ہے کہ عنقریب اسمبلی میں اعلان ہونے والا ہے کہ آئندہ ماہ اپریل میں ملک معظم کی تخت نشینی کی پچیسویں سالگرہ کے موقع پر دہلی میں ایک عظیم الشان شاہی دربار منعقد کیا جائے۔

——[illegible] یکم اگست۔ علی پور جیل سے چار زیر سماعت قیدی بھاگ گئے۔ ان پر ملک معظم کے خلاف بغاوت کے جرم میں مقدمہ چل رہا تھا۔

——ریاست دھولپور میں حکام مسلمانوں پر بے حد مظالم کر رہے ہیں جس کی وجہ سے وہاں بہت بے چینی پھیل رہی ہے۔

——الہ آباد ۲ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی نے وردھا کو اپنا مستقل اور دائمی مستقر بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب وہ احمد آباد سابرمتی آشرم میں نہیں جائیں گے۔ یہ آشرم انہوں نے ہریجنوں کو دے دیا ہے۔

——انجمن حمایت اسلام آئندہ سال اپنی پچاس سالہ جوبلی منانے والی ہے جس کی تیاریاں ابھی سے شروع کر دی ہیں۔

——اس ہفتہ ضلع گورکھپور میں شدید طغیانی آئی۔

ممالک خارجہ

——گذشتہ ہفتہ آسٹریا کے نازیوں نے بغاوت برپا کر دی اور چانسلر ڈاکٹر ڈولفس کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ چند اور آدمی بھی ہلاک ہوئے۔

——اس حادثہ کے بعد باغیوں اور سرکاری افواج میں باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی لیکن حکومت نے بہت جلد حالات پر قابو پا لیا۔ باغی مغلوب ہو گئے۔

——بغاوت کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ نازیوں نے چانسلر کے دفتر اور براڈکاسٹنگ اسٹیشن پر قبضہ کر لیا۔ ٹیلیفون کا سلسلہ منقطع کر دیا اور اعلان کر دیا کہ ڈولفس کی حکومت مستعفی ہو گئی۔ اس کے بعد ڈولفس پر گولی چلائی گئی۔

——لندن ۳۱ جولائی۔ آسٹریا کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت عارضی طور پر امن و امان قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ نازی پارٹی سردست بالکل مغلوب ہو گئی ہے۔

——وائنا ۳۱ جولائی۔ ڈاکٹر کرٹ شسنیگ کو ڈاکٹر ڈولفس کی جگہ آسٹریا کا چانسلر منتخب کیا گیا ہے۔ جو وزیر تعلیم اور وزیر مدافعت کے فرائض بھی انجام دینگے۔ ڈاکٹر کارل وزیر مال مقرر ہوئے ہیں۔ طویل اور سرگرم مباحثہ کے بعد کابینہ کا دستور العمل مرتب کر لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ڈولفس پر حملہ کرنے اور اس کو ہلاک کر دینے کے واقعات کی سماعت کے لئے خاص عدالتیں مقرر ہوئی ہیں۔ ایک ملزم نے ڈولفس پر گولی چلانے کا اقبال کر لیا ہے۔ جرمنی اور آسٹریا کے درمیان سلسلہ آمد و رفت جاری ہو گیا ہے لیکن مسافروں کی سختی کے ساتھ جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔

——ڈاکٹر ڈولفس کا جنازہ نہایت احترام سے اٹھایا گیا۔ بے شمار حکومتوں کی طرف سے پیغامات ہمدردی موصول ہوئے۔ اس حادثہ سے اٹلی۔ برطانیہ اور فرانس میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔

——خیال کیا جاتا ہے کہ اس بغاوت میں جرمنی کی نازی پارٹی کا ہاتھ ہے۔

——حکومت آسٹریا نے دیگر یورپین حکومتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس کی علیحدہ ہستی کو برقرار رکھنے میں مدد دیں۔

——وائنا یکم اگست۔ ڈاکٹر ڈولفس کے قاتل ہولزوبر کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس نے تختہ دار پر ہٹلر زندہ باد کا نعرہ لگایا۔

——گذشتہ ہفتہ لندن میں ملک معظم نے ہز ہائینس نواب بھوپال کو شرف ملاقات بخشا۔

——حکومت برطانیہ اپنے ہوائی جہازوں کی تعداد میں اضافہ کر رہی ہے۔ اسوقت اس کے پاس ۸۴۴ جہاز ہیں۔ یہ تعداد بڑھا کر ۱۳۰۴ کر دی جائے گی۔ اس کا بیان ہے کہ یہ اضافہ امن یورپ میں ممد و معاون ہو گا۔

——جمہوریہ جرمنی کا صدر فیلڈ مارشل ہنڈنبرگ شدید علیل ہے اس کے صحتیاب ہونے کی کوئی توقع نہیں۔ ہٹلر نے مجلس وزراء کا فوری اجلاس طلب کیا ہے۔ (بعد کی خبر۔ انتقال ہو گیا)

برلن مسجد کی مرمّت

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری خط

برلن مسجد کی مرمت کے لئے مندرجہ ذیل اپیل جماعتوں میں بذریعہ ڈاک بھیجی گئی ہے اب باقی احباب کی آگاہی کے لئے اخبار میں شایع کی جاتی ہے۔ تاکہ جن احباب کو اس کی اطلاع نہیں مل سکی وہ بھی اس ضروری اور نیک کام میں حصہ لیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ع۔ پ)

دارالسّلام ڈلہوزی

۲۹/۷/۳۴

برادران کرام! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

پروفیسر محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن سال گذشتہ سے مسجد کی مرمّت کے لئے لکھ رہے ہیں۔ اور اس سال اُن کے متواتر خطوط آچکے ہیں۔ جن میں اُنہوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ مسجد کی حالت ایسی ہو چکی ہے کہ اگر آئندہ سردیوں سے پیشتر اس کی مرمّت نہ ہوگئی تو مسجد کے گنبد کو خطرہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس وقت بھی بارش میں ٹپکتا ہے۔ تو برفوں کے ایام میں جب اوپر ہر وقت پانی رہے گا تو اُس کی حالت بہت خطرناک ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اُنہوں نے مرمّت کا تخمینہ پانچ ہزار روپے کیا ہے جس کے لئے انجمن کی طرف سے بھی اپیل نکلی ہے اور اُنہوں نے براہ راست بھی اپیل کی ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ فرض سب سے پہلے خود ہم لوگوں پر عاید ہوتا ہے۔ مسجد کی تعمیر سے بڑھکر ضروری مسجد کی مرمّت ہے۔ اگر کسی شخص کا اپنا گھر گر رہا ہو تو وہ قرضہ لے کر بھی سب سے پہلے اس کی فکر کرتا ہے۔ خدا کا گھر ہمارے اپنے گھروں سے بہت قیمتی چیز ہے۔ اور پھر خدا کا گھر بھی وہ جو ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے یعنی یورپ کے عین مرکز میں سب سے پہلا خدا کا گھر ہے جہاں سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہوکر آہستہ آہستہ انشاء اللہ دجال کو مسلمان کرلے گی۔ اور جہاں سے جو روشنی کی شعاع اس وقت نکلی وہ انشاء اللہ رفتہ رفتہ چاروں طرف تاریکی کو دور کرتی چلی جائے گی اور یہ تاریخی خدا کا گھر بھی وہ جگہ ہے جسکو آپ نے اپنے بہت سے اموال خرچ کرکے بنوایا۔ اور جو اسلام کی قوت کا اس لحاظ سے بھی مظاہرہ ہے کہ ایک چھوٹی سی اسلامی جماعت کی ہمت بلند کو ظاہر کر رہا ہے جنہوں نے تمام مشکلات کا مقابلہ کرکے اپنی بساط سے بھی بڑھ کر رقم خرچ کرتے ہوئے اس خانۂ خدا کو تکمیل تک پہنچایا۔ پھر جب ایک نااہل نے قریباً بیس ہزار روپے کا ناجائز بوجھ اس پر اور ڈال دیا تو پھر اس چھوٹی سی قوم کی ہی ہمت تھی جس نے اس بار عظیم سے اس کو آزاد کرایا۔ اس لئے اب پانچ ہزار روپے کی خاطر اُسے کس مپرسی کی حالت میں چھوڑنا احمدی جماعت کی غیرت گوارا نہیں کرسکتی۔ اللہ تعالےٰ اور راہوں سے بھی امداد بھیجنے پر قادر ہے۔ مگر خدا کی رحمت بھی اُسی وقت جوش میں آتی ہے جب پہلے خود ہمارے اندر خدا کی راہ میں ایثار کا نمونہ پیدا ہو جائے۔

میں نے پرسوں جمعہ میں یہاں ڈلہوزی کے دو چار احباب کے سامنے جو یہاں اس وقت ہیں۔ اس ضرورت کو پیش کیا۔ اور یہ اپیل کی کہ اسے چندہ نہیں بلکہ اپنے گھر کی مرمّت کا ضروری خرچ سمجھا جائے۔ تو اُسیوقت ایک سو گیارہ روپے چندہ جمع ہوگیا۔ مجھے یہ بھی قوی اُمید ہے کہ یہاں دو ایک نوجوان کچھ باہر سے بھی چندہ کرلیں گے۔ اس لئے میں اس اپیل کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ کہ آپ اسی جمعہ میں اسے اپنی جماعت میں پیش کرکے تحریک فرمائیں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اگر اللہ تعالےٰ احباب کو توفیق دے تو آپ کی جماعت سے کم ازکم اسقدر روپیہ جو آپ کے ذمہ ڈالا گیا ہے مرمت مسجد کے لئے آجانا چاہیئے۔ اور دفتر میں ہدایت کر دی گئی ہے کہ جسقدر روپیہ اس ہفتہ کا آئے وہ فوراً برلن روانہ کر دیا جائے۔ تاکہ مرمت کا کام فوراً شروع ہوسکے۔ اگر یہاں سے کل روپیہ ۱۵ اگست سے پیشتر روانہ ہو جائے تو برلن میں آخر اگست تک پہنچکر ستمبر میں کام شروع ہوسکتا ہے۔ اور صرف دو ماہ ستمبر اکتوبر کام کے لئے رہ جاتے ہیں۔ جو تنگ وقت ہے۔ اس لئے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے روپیہ جلد سے جلد بھجوانے کی کوشش کریں۔

اس کے بعد اگر آپ کے نوجوان باہر سے اس مطلب کے لئے چندہ وصول کرنے کی کوشش کریں تو میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس کو بابرکت کریگا۔ والسّلام!

خاکسار

محمد علی

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب کو جن کے ایک خط نے اس وقت قومی مشکلات کے حل کا ایک رستہ کھولا ہے۔ تقریباً دو ماہ ہی اس پریشانی میں گذرے ہیں کہ ہمارے کارکنوں کی دو دو ماہ کی تنخواہیں پیچھے پڑی چلی آتی ہیں۔ اس کی وجوہات پر بحث کرنے کا وقت نہیں۔ انجمن اخراجات کے معاملہ میں حتی الوسع بہت ہی احتیاط سے چل رہی ہے۔ لیکن کچھ بعض احباب کی لاپروائی نے اور کچھ ملک کی اقتصادی حالت نے آمدنی پر بہت اثر ڈالا ہے اور اس وقت جولائی کے ختم ہونے کے ساتھ دو ماہ نہیں بلکہ تین ماہ کی تنخواہوں کی ادائیگی کا سامنا ہے جس کا حساب تو میں نے دفتر سے نہیں لیا مگر غالباً آٹھ نو بلکہ دس ہزار روپیہ ہوگا۔

ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب کوئی امیر آدمی نہیں متوسط الحال ہیں لیکن خدا نے دل دیا ہے اپنی تنخواہ کا دسواں حصہ برابر چندہ دیتے ہیں یعنی پچاس روپے ماہوار جو چھ سو روپے سالانہ کی رقم ہے اور پھر کمال یہ ہے کہ بقایا کبھی نہیں ہونے دیتے اور دیگر وقتی چندے اس کے علاوہ ہیں جن کو ملا کر ان کی امداد ایک ہزار سالانہ کے لگ بھگ ہو جاتی ہے کسی ریاست سے ایک ہزار روپے سالانہ کی امداد اشاعت اسلام کے لئے مل جائے تو وہ کتنی بڑی نصرت سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا اس جماعت پر احسان ہے کہ اس کے معمولی افراد بھی ایک ریاست کی طرح خدا کے دین کی نصرت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ہماری جنرل کونسل کے ممبر بھی ہیں اور منیجنگ کمیٹی کے بھی۔ مگر ان ممبروں میں سے نہیں کہ جن کے نام صرف زینت کا کام دیتے ہیں۔ بلکہ قومی ضروریات اور مشکلات کا صحیح احساس ان میں ہے اور علاوہ اپنی ذاتی مالی امداد کے دوسروں سے امداد حاصل کرنے میں بھی ان کا قدم پیش پیش ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء

انتظامی کمیٹی کے سامنے کارکنوں کی تنخواہوں کی ادائیگی کا سوال آیا تو ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنا ایک سال کا چندہ یعنی چھ سو روپیہ پیشگی ادا کر دیا جس کی اطلاع مجھے آج ہی ان کے خط سے ملی ہے۔ میرے دل سے اُن کے لئے دعا نکلتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان سب احباب کے دل سے ان کے لئے دعا نکلے گی جو اس تبلیغی کام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے ایثار کے لحاظ سے ہی ایک نمونہ نہیں کہ دسواں حصہ تنخواہ کا چندہ دیتے ہیں بلکہ اپنے صبر میں بھی وہ ایک نمونہ ہیں۔ سالہا سال سے ان کی رفیقۂ حیات بیمار رہیں اور بیماری بھی نہایت تکلیف دہ، انسان باہر سے تھک کر آتا ہے۔ یا رنج و غم کی حالت میں آتا ہے تو گھر میں کچھ سکون اور آرام پاتا ہے وہ بھی خدا کے بندے ہیں جن کی راحت اسی میں محدود ہو گئی ہے۔ گویا سب سے بڑی راحت ہے کہ خدا کے رستہ میں کچھ خرچ کریں یا خدا کے آگے گریں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ سب احباب جب ان [illegible] تو ان کے لئے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں بھی راحت اور سکون عطا فرمائے اور آخرت میں بھی۔ اور ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔ فکشفنا ما بہ من خیر کا ان کو مصداق بنائے۔

میں نے کہا تھا کہ ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب کے خط نے موجودہ مشکلات کے حل کا ایک راستہ کھول دیا۔ گرچہ چھ سو روپے تو اس ضرورت کا شاید سولہواں بیسواں حصہ ہوگا۔ اس سے مشکلات کا کیا حل ہوگا۔ سو مشکلات کا حل ان کے چھ سو روپے سے نہیں بلکہ ان کی قلبی کیفیت سے ہوا۔ وہ تو ایک پہلا قدم ہے جو انہوں نے اٹھایا مجھے یقین ہے کہ ایسا قدم اٹھانے والے جماعت میں اور بھی بہت دوست ہیں۔ ایک موقعہ ہوتا ہے جو کبھی کبھی ملتا ہے۔ خدا کی راہ میں دینے کی بھی ایک توفیق ہے جو ہر وقت انسان کو نہیں ملتی شاید ایسا ہو کہ کئی دوستوں کے دلوں میں اس مضمون کو پڑھ کر وہی کیفیت پیدا ہو جائے جو ڈاکٹر صاحب موصوف کے دل میں ابتداءً پیدا ہوئی ہے اور یہ لکھتے وقت ہی میں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا تو بھی اپنے بندوں کے دل میں ڈال کہ تیرے دین کی نصرت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

مشکل تو کچھ نہیں ذمہ داری کے احساس کی بات ہے۔ اپنا کوئی مقدمہ ہوتا ہے اس پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ کوئی عزیز بیمار ہو جاتا ہے اس پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ کوئی مکان گر رہا ہو اس کو بنوانا پڑتا ہے ان سب حالتوں میں انسان کچھ نہ کچھ انتظام کر لیتا ہے۔ کیوں صرف اس لئے کہ اس ضرورت کا اس کے دل میں احساس ہوتا ہے۔ اور وہ اس بات پر تلا ہوا ہوتا ہے کہ یہ کام بہرحال کرنا ہے۔ رستے بھی کھل جاتے ہیں۔ اگر دینی ضروریات کا اسقدر احساس انسان کے دل میں پیدا ہو جائے جو دنیوی ضروریات کے لئے ہو جاتا ہے۔ اگر قومی ذمہ داریوں کا وہی احساس پیدا ہو جائے جو ذاتی ذمہ داریوں کا ہوتا ہے تو اس میں مشکل ہی کیا ہے۔

کوئی دوست اپنا چندہ پیشگی ادا کر دے۔ کوئی صاحب توفیق پانچسو ایک ہزار ایک سو دو سو کی رقم بطور قرض ایک سال کے لئے دو سال کے لئے انجمن کو دیدے۔ انجمن نے پہلے بھی ضرورتوں کے وقت قرضہ لیا ہے اور حسب وعدہ اسے واپس ادا کر دیا ہے۔ اور اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ بلکہ اگر کسی قرضہ دینے والے کو وقت مقررہ سے پیشتر بھی ضرورت محسوس ہو تو انجمن اسے مطالبہ پر واپس کر دے گی۔ انجمن کے کام میں جو روپیہ آئے گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ بھی ہوگا اور ثواب کا ثواب بھی ہوگا۔ زکوٰۃ بھی اس پر واجب نہیں ہوگی۔ غرض صرف اس قدر ہے کہ صاحب توفیق احباب اٹھیں اور اس وقت اپنی دینی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے ان مشکلات کو اپنے ایثار سے حل کر دیں اور اپنے مولےٰ کو بھی راضی کر لیں۔

مگر ایک دل کو دکھ دینے والی بات بھی ہے جو میں کہہ دیتا ہوں۔ یہ جس قدر مشکلات ہیں وہ ہمارے اپنے ہی احباب کی عدم توجہی کا نتیجہ ہیں۔ اگر جماعت کے سب احباب کے اندر صرف اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہو تو اقتصادی حالتوں کے باوجود بھی کوئی مشکل یا رکاوٹ کام میں پیدا نہ ہو۔ مگر ایسے اپنے صاحب مال و دولت ہیں جن کے بقائے بھی ادا نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ وہ سب احباب کے دل میں اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا کرے اور وہ قوم کی مشکلات کو اسی طرح محسوس کرنے لگیں جسطرح اپنی ضروریات کو کرتے ہیں۔ اور انہیں اپنا یہ وعدہ پورا کرنے کی توفیق ملے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"۔ ابھی بہت دل ہیں جن میں دینی احساس دنیوی احساس کے برابر بھی نہیں مقدم ہونا تو ایک طرف رہا۔

والسلام

خاکسار:- محمد علی

ڈیرہ غازیخاں میں مناظرہ

کچھ عرصہ سے ڈیرہ غازیخاں مذہبی جھگڑوں کا آماجگاہ بنا ہوا ہے شیعہ سُنی۔ اہل حدیث اور قادیانیوں کے درمیان کفر و اسلام کی رسہ کشی شروع ہے۔ آخر کار اہل حدیث اور قادیانی پارٹی نے صداقت حضرت مسیح موعود پر ایک مناظرہ کیا۔ قادیان سے مولوی عبدالغفور تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور ملتان سے مولوی عبدالحق اہلحدیث آئے ہوئے تھے۔ مولوی عبدالغفور قادیانی نے حضرت مسیح موعود کی نبوت منوانے پر بہت زور دیا لیکن مولوی عبدالحق اہلحدیث نے حضرت مسیح موعود کی کتب کے حوالے پیش کر کے پبلک پر یہ ظاہر کر دیا۔ کہ مرزا صاحب خود تو نبوت سے انکار کرتے ہیں اور مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لیکن قادیانی اُن کی نبوت منوانے پر ناحق مصر ہیں۔ مدعی سست اور گواہ چست والی مثال صادق آتی ہے،

انشاء اللہ اب وہ وقت قریب ہے کہ حضرت مسیح موعود پر جو نبوت کا الزام لگایا جاتا تھا۔ وہ اب خود مخالف مولویوں کی زبانی دور ہوتا جائے گا۔ جیسا کہ اس مناظرہ میں ایک مکفر مولوی نے خود تسلیم کر کے بھرے جلسے میں حضرت مسیح موعود کا انکار نبوت پیش کیا۔ اور اس طریقہ سے [illegible] کو شکست دی۔ نبوت کا دروازہ کھلا رکھنے سے خود قادیانیوں کو جو تکلیف پیش آرہی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آئے دن کہیں نہ کہیں سے مدعی نبوت کی جو آواز آتی ہے، تو قادیانیوں کو بڑی مشکل سے جان چھڑانی پڑتی ہے، چنانچہ ڈیرہ غازیخاں میں کچھ عرصہ سے ایک شخص احمد یار جوئیہ نے نبوت کا دعوےٰ کر رکھا ہے، آدمی تو بہت نیک ہے لیکن قادیانی اس کو نہیں مانتے،،

چنانچہ پچھلی دفعہ جب قادیانیوں نے سیرت خاتم النبیین پر جلسہ کیا تو احمد یار مذکور اُٹھ کر بھرے جلسے میں اپنی نبوت کو پیش کرنے لگا۔ لیکن قادیانیوں نے اس کی ایک نہ سنی۔ اور اُس کو جبراً بٹھا دیا گیا۔ یہ ہے نبوت کا دروازہ کھلا رکھنے کی مشکل جس کو قادیانی بھی خود محسوس کرتے ہیں۔ لیکن خلیفہ صاحب کی خاطر سب کچھ برداشت کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو پیر پرستی سے ہٹا کر حضرت مسیح موعود کی اصلی تعلیم پر چلنے کی توفیق دے (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم جمعہ - ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | نمبر ۵۸

قادیان کے منافق

ذہنی غلامی اور پیر پرستی کے عبرت انگیز نتائج

جماعت قادیان کی زمین منافقوں کی پیداوار کے لئے غیر معمولی طور پر زرخیز ثابت ہو رہی ہے۔ جناب خلیفہ صاحب منافقوں کی بیخ کنی کی ہر چند کوشش فرماتے ہیں۔ لیکن زمین کی "زرخیزی" کی وجہ سے ان کا خاتمہ ہونے میں نہیں آتا۔ بلکہ پیداوار میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ کئی مرتبہ جناب خلیفہ صاحب نے خطبے دئے۔ قادیانی اکابر نے شور مچایا بعض لوگوں کو جماعت سے خارج بھی کیا گیا۔ لیکن تاحال یہ ساری کوششیں بے نتیجہ و ناکام ہیں۔

۵ راگست کے "الفضل" میں جناب خلیفہ قادیان کا ایک نہایت پر از معلومات خطبہ شایع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیان میں جناب خلیفہ صاحب کے عین زیر سایہ ایک درجن سے زاید منافق موجود ہیں۔ جن کی "فتنہ انگیزی" نے کاروبار خلافت میں اختلال پیدا کر رکھا ہے۔ وہ مخالفین کو قادیان کی خبریں بھی بھیجتے ہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود خلیفہ صاحب کو منافقین کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ارشاد ہوتا ہے :-

"جب کبھی کوئی فتنہ اُٹھتا ہے منافقوں کے ذریعہ اُٹھتا ہے۔ اور میں نے ہمیشہ جماعت سے کہا کہ منافقوں کو ظاہر کرو اور ان کی پوشیدہ کارروائیوں کو کھولو۔ مگر جماعت اس کی طرف توجہ نہیں کرتی۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک درجن سے زائد آدمی قادیان میں ایسے رہتے ہیں جن کی مجالس میں فتنہ انگیزی کی گفتگوئیں ہوتی رہتی ہیں اور جو باہر سے آنے والوں کو ورغلاتے رہتے ہیں۔ مجھے شریعت اجازت نہیں دیتی کہ میں بغیر ثبوت قایم کئے اُنہیں سزا دوں۔ اس لئے خاموش رہتا ہوں۔ مگر میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایسے منافقوں کا پتہ لگا کر اُن کی منافقت کا میرے سامنے ثبوت مہیا کریں تاکہ میں ان اختیارات کو استعمال کروں۔ جو خدا تعالےٰ نے مجھے دئے ہیں"

اس کے بعد فرماتے ہیں :-

"اگر ذرا بھی کوشش کی جائے تو اس قسم کے ثبوت دیا کرنے مشکل نہیں۔ منافق کچھ دلیر ہوتا ہے اور وہ ایک ہی بات بعض دفعہ کئی مجالس میں کر دیتا ہے۔ اس لئے گواہ آسانی سے پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ مگر لوگ کوشش نہیں کرتے"

جناب خلیفہ صاحب کو اللہ میاں کی طرف سے جو اختیارات ملے ہیں اور جن کے استعمال کے وہ بہت زیادہ خواہشمند معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی نوعیت کیا ہے۔ اور وہ کس ذریعہ سے انکو تفویض ہوتے ہیں۔ یہ تمام باتیں تشنۂ تفصیل ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق کچھ کہنا فی الحال قبل از وقت ہے لیکن یہ امر تعجب انگیز ہے کہ عین پایۂ تخت خلافت میں ایک نہ دو بلکہ درجن بھر سے زاید منافق موجود ہیں۔ اور وہ نہایت بیباکی سے قادیانی جماعت کی جڑیں کاٹنے اور "خلیفہ وقت" کے خلاف کارروائیاں کرنے میں مصروف ہیں۔ جناب خلیفہ صاحب کو ان کا علم بھی ہے ان کے منصوبے بھی جانتے ہیں۔ منافقین دلیری سے کئی مجالس میں منافقانہ باتیں بھی کرتے رہتے ہیں۔ جناب خلیفہ صاحب کے مریدانِ باصفا ان باتوں کو سنتے بھی ہیں لیکن اس کے باوجود پھر سے قادیان میں ان کی منافقت اور فتنہ انگیزی کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور خدا کا مقرر کردہ خلیفہ اپنے خدا داد اختیارات کو استعمال کرنے کے لئے ترس رہا ہے۔

یہ بات کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ کیا خدانخواستہ ان منافقین کا اثر و رعب قادیان میں اس قدر زیادہ ہے کہ جناب میاں صاحب کے مُرید ان کے خلاف کچھ کہتے ڈرتے ہیں۔ یا لوگ ان منافقوں کے ہمدرد و ہم خیال ہیں کہ ان کے منافقانہ اقوال و اعمال کی اطلاع قصر خلافت تک نہیں پہنچنے دیتے۔ آخر یہ کیا قصہ ہے ؟

جناب خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک درجن سے زائد منافق قادیان میں رہتے ہیں اور ان کی سرگرمیاں بھی انہیں معلوم ہیں۔ اگر یہ اطلاعات آنہیں فرشتوں کے ذریعے نہیں بلکہ انسانوں کے ذریعہ ملی ہیں۔ اور اطلاع دینے والوں نے جھوٹ نہیں بولا تو جناب خلیفہ صاحب اپنے انہی مخبروں کو منافقوں کے خلاف گواہ بنا کر اپنے ان اختیارات کو نہایت آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں۔ جو اللہ نے اُنہیں دئے ہیں۔

اس خطبہ میں منافقوں کے ظاہر کرنے پر بار بار زور دیا ہے ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"یہاں (قادیان میں) یقینی طور پر منافق موجود ہیں۔ مجھے اُن کا پتہ ہے۔ مگر تم انہیں ظاہر کرو یعنی ان کے متعلق ثبوت قائم کرو میرا یہ طریق نہیں کہ میں اُن کی طرف اشارہ کروں"

حیرت ہے کہ جب خلیفہ صاحب کو قادیان میں منافقین کے وجود کا یقین ہے اور وہ اس کا نہایت دھڑلے سے اعلان بھی فرماتے ہیں تو اس کا ثبوت مہیا کرنے کا فرض دوسروں پر کیوں عائد کرتے ہیں۔ دعویٰ تو خود کر رہے ہیں۔ ثبوت بہم پہنچانے کا حکم مریدوں کو ہو رہا ہے۔ عجیب بات ہے نرالی ہے

مگر یہ ان کی پرانی عادت ہے۔ انہوں نے جس قدر نئے عقائد وضع فرمائے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے خلاف جس قدر نئی باتیں گھڑی ہیں سب کو دیکھو تو وہ صرف دعویٰ فرما دیتے رہے ہیں۔ اس کے بعد مرید جانیں اور ان کا کام۔ اب یہ ان کا فرض ہے کہ کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ کر ثبوت پیدا کریں معقول نہیں تو غیر معقول سہی۔ اب کہیں مولوی غلام رسول صاحب راجیکے غور و فکر فرما رہے ہیں کہیں مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نئے نئے نکتے پیدا کر رہے ہیں کہیں یعقوب علی صاحب ایڈیٹر "الحکم" اپنی ڈائریوں کی ورق گردانی میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ کوئی شوشہ کہیں سے ہاتھ لگ گیا تو کیا کہنے ورنہ گواہیاں دینے والے کو خدا سلامت رکھے۔ وہ تو گواہی دینے کے لئے موجود ہیں۔ اگر کسی شامت کے مارے قادیانی نے کچھ کہا تو جلال میں آکر فرما دیا کہ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی تباہ ہو جائے گا۔ اگر کسی "پیغامی" نے کوئی اعتراض کیا تو میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق اور منشی غلام نبی ایڈیٹر "الفضل" گالیاں دینے کے لئے تیار بر تیار۔

خلیفہ صاحب نے قادیانی منافقوں کی ایک پہچان بھی بیان فرمائی ہے۔

"منافقین کا طریق ہے کہ جب وہ کوئی جرم کرتے ہیں تو ساتھ ہی ایسا طریق اختیار کر لیتے ہیں جس سے معلوم ہو وہ بڑے مخلص ہیں"

جماعت قادیان کے مومنین کی طرح اس کے منافقین بھی اچھے خاصے مجموعۂ اضداد ہیں۔ ایک طرف تو وہ اتنے دلیر ہوتے ہیں کہ ایک ہی بات نہایت ہی بہادری سے کھلے خزانے ہانکے پکارے پایۂ تخت کی مختلف مجلسوں میں کرتے پھرتے ہیں اور دوسری طرف اتنے بزدل کہ ارتکاب جرم کے ساتھ ہی اظہار اخلاص شروع کر دیتے ہیں علاوہ ازیں خلیفہ صاحب نے قادیانی منافقوں کی جو یہ خصوصیت بیان فرمائی ہے اس کی وجہ سے ان کا ہر ایک مخلص مرید مشکوک ہو جائے گا۔ کیونکہ لوگ اس کے اظہار خلوص پر خیال کریں گے کہ شاید یہ منافق ہو اس نے کوئی جرم کیا ہوگا۔ کہ اخلاص کا اظہار کر رہا ہے۔

جناب خلیفہ صاحب نے نہایت تشویش انگیز انداز میں یہ بھی فرمایا :-

"تھوڑے سے ہی دن ہوئے کہ احراریوں کے لیڈر نے قادیان کے ایک شخص کے متعلق بتایا کہ اس کے ذریعہ قادیان کی خبریں انہیں ملتی رہتی ہیں"

کیا قادیان میں کچھ ایسی خفیہ کارروائیاں بھی ہوتی ہیں جن کا اخفا

ضروری ہے؟ اگر یہ بات نہیں تو پھر قادیان کی خبریں باہر چلے جانے پر اظہار تشویش کیوں؟ کیا منافقوں کے خلاف ثبوت بہم پہنچانے کی تاکید کرنے کی بجائے یہ مناسب نہ ہوگا کہ کوئی ایسی بات ہی نہ کی جائے جس کے لوگوں کو معلوم ہونے پر نقصان کا خوف ہو۔ جن لوگوں کی زندگیاں پر اسرار اور رازدارانہ ہیں انہیں افشا کا خوف ہوتا ہے وہ اخفا کا اہتمام بھی کرتے ہیں ایک صاف اور سیدھی سادی زندگی بسر کرنے اور بے لاگ طرز عمل رکھنے والے کے کوئی راز نہیں ہوتے کہ جن کے ظاہر ہونے کے خوف سے اس کا دل دھڑکے یا اس کا چہرہ زرد پڑجائے جناب خلیفہ صاحب اس بات کو اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ پبلک زندگی رکھنے والے اشخاص اور مذہبی جماعتوں کے لئے یہی بہتر ہوتا ہے۔ کہ وہ پیچیدہ اور پر اسرار طرز عمل سے احتراز کریں۔ ان کی روش بالکل صاف ہو۔ ان کے تمام اقوال و افعال راز نہیں بلکہ کھلے حقایق ہونے چاہئیں

قادیان کے منافقوں کی وجہ سے جناب خلیفہ صاحب کو جو غیر معمولی مشکلات پیش آرہی ہیں ان کی کیفیت آپ خلیفہ صاحب کی زبانی سن چکے ہمیں بھی ان مشکلات میں ان سے ہمدردی ہے۔ ہم آئندہ صحبت میں چند مخلصانہ مشورے عرض کریں گے۔ اگر ان پر عمل کیا گیا تو انشاء اللہ جناب خلیفہ صاحب کی ان مشکلات کا قطعی طور پر خاتمہ ہوجائے گا۔"

ہاں ایک بات یاد نہ رہی۔ ایک واقفکار کی اطلاع ہے کہ جناب خلیفہ صاحب کے اس خطبہ کی اصل وجہ مخفی لفیبر کے راز کا افشا اور اس کے متعلق خفیہ خط کی پیغام صلح میں اشاعت ہے۔ کیا یہ صحیح ہے ؟

(بقیہ صفحہ ۶)

ہوچکے تھے اور یہی دعا کرتے تھے کہ زیادہ دیر بیمار رہنے کی بجائے جاد خاتمہ بخیر ہو۔ ایک مرتبہ مجھ سے قرآن کریم کا کوئی رکوع پڑھنے کی فرمایش کی میں نے غالباً سورہ فتح پڑھکر سنائی بہت توجہ اور انہماک کے ساتھ سنتے رہے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ تاہم میرا یہی گمان تھا اور یہی ڈاکٹروں کی رائے تھی کہ اگرچہ بیماری طوالت پکڑ گئی ہے لیکن آخر کار بخار ٹوٹ جائے گا اور مولانا کی جان بچ جائے گی۔

مولانا کی وفات جماعت کیلئے ناقابل تلافی نقصان ہے

لیکن آہ! افسوس جس بات کو سننے کے لئے کان تیار نہ تھے وہ آخر سننے میں آئی اور احمدی جماعت کو وہ ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا جس کا بدل موجودہ حالت میں مشکل نظر آتا ہے۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ ووسع مکانہ فی الجنتہ۔ آمین۔

مولانا مرحوم کے بعد اس وقت مولانا عبدالحق صاحب کا وجود بھی اپنی گوناگوں خصوصیات اور علمی رفعت کے لحاظ سے خاص تمدد کے قابل ہیں لیکن ان کی صحت بھی کچھ اچھی نہیں رہتی احباب کرام کو خاص طور پر دعا کرنی چاہئے کہ ایسے نیک، پارسا اور قابل انسان کو اللہ تعالیٰ عمر طویل عطا فرمائے اور اس کو اس قابل بنائے کہ بہترین خدمت اسلام سرانجام دے سکیں اور جماعت کے اندر اور بھی ایسے وجود پیدا ہوں جو مولانا محمد احسن السید مرحوم کے نعم البدل ثابت ہوں۔ والسلام

تعریف نبوت حقیقی و مجازی

قادیانی جماعت سے فیصلہ کی ایک آسان صورت

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب دہلوی)

قادیانی جماعت اور احمدیہ جماعت لاہور کے درمیان فیصلہ کی ایک بہت آسان صورت یہ ہے کہ نبوت کی صحیح تعریف معلوم کرلی جائے پھر اگر اس تعریف کے ماتحت حضرت مرزا صاحب نبی ثابت ہوں تو ان کو نبی مان لیا جائے۔ ورنہ ان کے غیر نبی ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں ہے۔ کیونکہ خاتم الانبیاء کے بعد کسی کا حقیقی معنوں میں نبی ہونا ناممکن ہے۔

لہٰذا حقیقت و مجاز کے نبوت کی دو قسمیں ہیں یعنی نبوت حقیقی و نبوت مجازی۔

حقیقی نبوت کی تعریف حضرت مسیح موعود کی زبانی

"اسلام کی اصطلاح میں نبی کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے بلکہ براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں"

(مکتوب مسیح موعود مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

یہ تعریف ایسی جامع و مانع ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم النبیین صلعم تک جو آخری نبی ہیں تمام کی نبوت اسی تعریف کے ماتحت آجاتی ہے۔ اگر کوئی نبی کامل تشریف لایا تو وہ اس تعریف کے ماتحت نبی ہے۔ اگر کوئی ایسا نبی آیا جو صرف بعض احکام کو منسوخ کرنے والا ہوا تو وہ بھی نبی ہے اور اسیطرح اگر کوئی ایسا نبی ہے جو نہ کامل شریعت لایا اور نہ بعض احکام کا ناسخ ہوا بلکہ وہ صرف ایک مستقل نبی ہے جو کسی دوسرے نبی کا اُمتی نہیں تو وہ بھی اس تعریف نبوت کے ماتحت سچ سچ حقیقی نبی ہے۔ ان تین قسم کے نبیوں کے علاوہ اور کسی قسم کا حقیقی نبی آنحضرت صلعم تک ہوا ہی نہیں۔ اس لئے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ تعریف نبوت بالکل درست اور جامع و مانع ہے۔ اس کے ذریعہ نبی اور غیر نبی میں تمیز آسانی سے ہوسکتی ہے۔

اس تعریف کی رو سے کوئی اُمتی خواہ وہ کتنی بھی اعلیٰ شان رکھنے والا کیوں نہ ہو نبی نہیں کہلا سکتا۔ ہاں یوں کہو کہ نبی اور غیر نبی میں شریعت کے لانے یا بعض احکام جدیدہ کے لانے سے امتیاز ہوجاتا ہے۔ اسیطرح کسی مرسل کا غیر امتی ہونا بھی اس کے نبی ہونے کا نشان ہے جو ہر نبی میں لازماً پایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ ایک ایسا امتیازی نشان ہے کہ اکیلا ہی نبی اور غیر نبی میں فرق کردینے کے لئے کافی ہے۔

قادیانی عذر

قادیانی غالی اپنے خلیفہ کی طرح یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا تعریف میں جو شرائط ہیں۔ یہ سب دراصل خصوصیات نبوت ہیں۔ کیونکہ شریعت کا لانا جو پہلی شرط ہے یہ ہر نبی میں نہیں پائی جاتی۔ اور دوسری شرط بعض احکام جدیدہ لانا یا بعض احکام سابقہ کو منسوخ کرنا یہ بھی سب نبیوں میں نہیں پائی جاتی۔ اور دوسری شرط بعض احکام جدیدہ لانا یا بعض احکام سابقہ منسوخ کرنا یہ بھی سب نبیوں میں نہیں پائی جاتی۔ اس لئے یہ بھی بعض انبیا کی خصوصیت ہے۔ وقس علیٰ ہذا۔

ہمارا جواب

قادیانی غالی جوش غلو میں غالباً تعریف نبوت کو سمجھے ہی نہیں۔ ورنہ وہ یہ عذر ہرگز نہ کرتے۔ اگر ان کا طرز استدلال صحیح ہے۔ تو چاہئے کہ "وقس علیٰ ہذا" کہنے کی بجائے اقرار کریں کہ جسطرح ہر نبی کا صاحب شریعت ہونا اس تعریف کی رو سے واجب نہیں۔ اسی طرح ہر نبی کا اُمتی نہ ہونا بھی ضروری نہیں۔ بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی نبی امتی بھی ہو۔ مگر چونکہ ایسا کہنا مسیح موعود کے منشا کے صریح خلاف ہے اور سچ بھی ہے کہ نبی امتی نہیں ہوتا جس طرح کوئی بادشاہ رعیت نہیں ہوتا تو پھر مرزا صاحب نبی نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اُمتی ہیں۔

قادیانی عذر بالکل باطل ہے کیونکہ جو تعریف حضرت مسیح موعود نے بیان فرمائی ہے وہ تمام حقیقی نبیوں پر حاوی ہے۔ ایک فرد بھی اس تعریف سے باہر نہیں رہ سکتا۔ اس تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض نبی جو کامل شریعت لاتے ہیں اور بعض نبی جو صرف بعض احکام میں ردوبدل کرتے ہیں یہ تو صاحب شریعت نبی ہیں۔ اور چونکہ ایک نبی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ شریعت لائے اس لئے یہ بھی ثابت ہے کہ نبی بلا شریعت بھی مبعوث ہوتے ہیں چونکہ وہ کسی دوسرے نبی کے اُمتی نہیں ہوتے۔ مگر وہ اپنی وحی کے ماتحت پہلی شریعت کے تابع ہوتے ہیں۔ غرض اسلام کی اصطلاح میں نبوت پانے والوں میں سے کوئی بھی امتی نہیں ہوسکتا۔ ہر نبی ایک مستقل بادشاہ کی صورت رکھتا ہے۔ اور یہی نبی اور غیر نبی میں مابہ الامتیاز ہے۔ اس لئے یہ **خصوصیت کسی خاص قسم کے نبی کی نہیں بلکہ نبوت کی شرط لازمی ہے۔** تعریف زیر بحث میں تین شرطیں ہیں جن میں سے ہر ایک شرط ایسی ہے کہ جہاں وہ کسی فرد میں آئی وہ نبی ثابت ہوا۔ مثلاً اگر کوئی صاحب شریعت ہے تو وہ ضرور نبی ہے۔ اگر بعض احکام کا بدلنے والا ہے تو بھی ضرور نبی ہے۔ اور اگر کوئی فرد کسی نبی کا امتی نہیں بلکہ براہ راست خدا سے تعلق رکھتا ہے تو بھی وہ یقیناً نبی ہے۔ پس ایسی علامات کو بعض افراد کی خصوصیات قرار دینا اور شرائط نبوت نہ ماننا محض جہالت کا اظہار ہے۔

خصوصیات اور شرائط

قادیانی احباب کا خصوصیات کا لفظ بولنے سے تو یہ مطلب ہے کہ شریعت کا لانا۔ یا بعض احکام کا لانا ایسا ہی ہے جیسے ایک نبی فارس میں آیا تو فارسی زبان میں اُسے الہام ہوا اب فارسی میں الہام ہونا اس کی خصوصیت ہے۔ ورنہ نبی کے لئے فارسی میں الہام ہونا شرط نہیں۔ مگر یہاں ہی ہمارے قادیانی علما کی غلطی ہے۔ کیونکہ جن شرائط نبوت کو وہ خصوصیات

کہ کر ایک غیر نبی کو نبی بنانا چاہتے ہیں۔ وہاں تو ایسی خصوصیات نبوت کا ذکر ہے کہ ان میں سے ایک خصوصیت بھی ایسی نہیں جو غیر نبی میں پائی جاسکے۔ حالانکہ فارسی میں الہام تو غیر نبی بھی ہو سکتا ہے۔ پس شریعت لانے یا بعض احکام لانے کو فارسی میں الہام ہونے کے مترادف خصوصیت قرار دینا نادانی کی بات ہے۔ ہذا میں کہتا ہوں کہ ایسی خصوصیات جن کا پایا جانا نبوت کو ثابت کردے یا تو غیر نبی میں کبھی پائی ہی نہ جائیں۔ نبوت کی لازمی شرائط ہی ہو سکتی ہیں نہ کچھ اور۔ ورنہ کوئی بتلائے کہ پھر شرائط نبوت کیا ہوتی ہیں۔ ہمارے نزدیک ایسی خصوصیات اور شرائط میں کوئی فرق نہیں ہو سکتا۔

ایک اور عذر

اگرچہ میرے سامنے کسی قادیانی نے یہ عذر نہیں کیا۔ مگر کم علمی سے کوئی شخص یہ عذر کر سکتا ہے کہ زیر بحث تعریف نبوۃ میں تو صرف اسلامی اصطلاح میں نبی کے معنے لکھے ہیں جس سے مراد یہ ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک نبی کی یہ تعریف ہے خواہ یہ غلط ہو یا صحیح۔ اور اس تعریف میں یہ بھی نہیں لکھا کہ یہ حقیقی نبی کی تعریف ہے۔ پس کیوں اس تعریف میں ساری بحث کا مدار رکھا جاتا ہے۔

جناب میاں صاحب کا بیان

میاں صاحب نے اپنی کتاب "حقیقت النبوۃ" میں اس تعریف کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے بعد میں نبی کے حقیقی معنوں پر روشنی ڈالتے ہوئے زیر بحث تعریف کو غلط قرار دیا ہے۔

عذر نامعقول ثابت مے کند الزام را

مگر یہ سب نامعقول عذرات ہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود ایسے ہی ناسمجھ تھے۔ کہ مسلمانوں کی اس غلط اصطلاح کو لکھ کر اپنے دعویٰ نبوت سے انکار کر دیتے۔ خدا تعالےٰ سے علم پانے کے باوجود اور خدا سے اپنے دعوے کی حقیقت کو قریب سے اور بار بار کھانے جانے کے باوجود وہ خدا کی ہدایت سے دور اور مسلمانوں کی غلط اصطلاح کے پیرو ہو کر گمراہی میں رہے اور اپنی جماعت کو کہا کہ :-

"سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے۔ ورنہ وہی خدا تعالےٰ کے نزدیک جواب دِہ ہوگا"

(مکتوب مسیح موعود مورخہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء)

اب یہ عجیب ہدایت ہے جو میاں صاحب کے خیال میں تو مسلمانوں کی غلط اصطلاح ہے اور اسی غلط اصطلاح کی بنا پر مسیح موعود لوگوں کو خدا کے نزدیک ملزم قرار دیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو یہ تعریف قرآن و حدیث کے مطابق ہے اور اہل اسلام کے نزدیک مسلّمہ ہے اور بالکل صحیح ہے جیسا ثبوت یہ ہے کہ اس تعریف کے خلاف ایک بھی دلیل موجود نہیں۔ اور یہ تعریف سلسلہ نبوت کے تمام افراد پر حاوی ہے۔

یہ حقیقی نبوت کی ہی تعریف ہے

اسلام کی اصطلاح میں جس تعریف نبوت کو میں نے مسیح موعود کے کلام سے پیش کیا ہے۔ یہی حقیقی نبوت کی تعریف ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود اس تعریف سے پہلے انکار نبوت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے۔ کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے"

مکتوب مسیح موعود مورخہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء

پھر حقیقی نبوت کی تعریف اس طرح کی ہے :-

"ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے۔ اور آنحضرت صلعم کے دامن فیض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے"

(انجام آتھم صفحہ ۲۷)

پس حقیقی طور پر نبی ہونے کے لئے براہ راست نبی اللہ ہونا کم سے کم شرط ہے اور زیر بحث تعریف نبوت میں اسی شرط کو دوسرے لفظوں میں اس طرح بیان کر دیا کہ نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ گویا حقیقی نبی وہ ہے جو براہ راست نبی ہو۔ قادیانی جماعت ہوشیاری سے براہ راست کیساتھ شریعت کا لانا یا بعض احکام کو منسوخ کرنا لازمی قرار دیتی ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود نے حقیقی نبوت کی تعریف میں صاف لکھا ہے کہ یا شریعت کامل لاتے ہیں۔ یا بعض احکام لاتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ تینوں میں سے ایک بات بھی جس نبی میں پائی جائے وہ حقیقتاً یا علیٰ وجہ الحقیقت نبی ہے۔

قادیانی تعریف

قادیانی حضرات اس صاف اور سیدھی بات کو رد کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ حقیقی نبوت کی یہ تعریف غلط ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب نے اسے بدل ڈالا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں :-

"یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ و مخاطبہ اللہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو"

(ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۱۳۸)

کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ قادیانی حضرات غور نہیں کرتے کہ یہاں جو تعریف کی گئی ہے۔ وہ کسی طرح پہلی تعریف کے مخالف نہیں ہے۔ وہ کونسا لفظ ہے۔ جو پہلی تعریف کے مخالف ہے۔ دیکھو یہاں تو نبی کے حقیقی معنوں پر کلام ہے حقیقی نبوت کی تعریف زیر بحث ہی نہیں پھر نبی کے لئے جو یہ لکھا کہ شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ یہ سابقہ تعریف میں بھی موجود ہے کیونکہ اس کے معنے صرف اسقدر ہیں کہ نبی شریعت لا بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ اسی شرط کو وہاں تعریف سابقہ میں "یا" "یا" کہکر بیان کر دیا تھا۔ رہا یہ کہنا کہ :-

"نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو"

یہ بھی کوئی نئی بات نہیں۔ وہی پہلی بات ہے جسے وہاں "یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے" سے ادا کیا گیا ہے کیونکہ جب ایک نبی شریعت لایا نہیں۔ گو وہ امتی نہ ہو۔ مگر وہ تابع شریعت سابقہ تو ضرور ہوگا۔ کیونکہ اس کے بغیر اس کے لئے کوئی چارہ نہیں۔ اور واقعات بھی گواہ ہیں کہ موسیٰ کے بعد جو صدہا نبی تورات کی شریعت کے تابع ہوئے وہ سب کے سب باوجود تابع شریعت موسوی ہونے کے موسیٰ کے امتی نہ تھے۔ پس براہین احمدیہ جلد پنجم میں جو نبی کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔ وہ ان شرائط کے اندر آجاتی ہیں جو مکتوب ۱۸۹۹ء میں مندرج ہیں۔ اس لئے ان دونوں بیانوں کو ایک دوسرے کے نقیض یا بعد کی تعریف کو پہلی کی ناسخ کہنا حماقت اور جہالت ہے۔ البتہ اسقدر فرق ضرور ہے کہ پہلی تعریف میں تو کھول کر بیان کیا گیا ہے کہ ایک نبی دوسرے نبی کا امتی نہیں ہوتا۔ لیکن براہین احمدیہ کی بعد کی تعریف میں اس شرط کا ذکر نہیں کیا گیا۔ کیونکہ وہاں اسکی ضرورت نہیں ہے۔

(باقی)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طبیعت ابھی تک علیل ہے

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ابھی تک شملہ سے تشریف نہیں لائے انتظار ہے۔

— ہماری بکڈپو (دار الکتب اسلامیہ) کے سفری ایجنٹ پیر شمس الدین صاحب ۶ر اگست کو بعزم مصر لاہور سے روانہ ہوئے۔ تمام احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہر طرح خیر و عافیت رکھے اور کامیاب کرے۔

— سکرٹری صاحب اعلان کرتے ہیں۔ کہ :-

جماعت لاہور سے تعلق رکھنے والے ایسے گریجویٹ احمدی نوجوان کی ضرورت ہے۔

(۱) جو دینی جد و جہد میں مستقل طور پر اپنی زندگی دینا چاہتے ہوں انجمن تین یا چھ ماہ کے تجربہ کے بعد گریڈ وغیرہ کا فیصلہ کرے گی سردست عارضی طور پر کچھ تنخواہ دے دی جائے گی جو ایک ماہ کام دیکھ کر طے ہو سکتی ہے۔

(۲) جو نوجوان اس وقت فارغ اور روزگار کے متلاشی ہوں اگر وہ لاہور میں رہ کر کچھ دینی کام کرنا پسند کریں تو انجمن ان کے تمام طعام وغیرہ کا مناسب انتظام کر دیگی اس سلسلہ میں جملہ خط و کتابت خان صاحب چوہدری محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے کی جائے۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی جماعت ہائے دہلی کرنال انبالہ۔ پٹیالہ کا دورہ کر چکے ہیں۔ ۹ر اگست کو وہ سامانہ (ریاست پٹیالہ) پہنچ گئے جہاں چار روز قیام کرنے کے بعد وہ فیروزپور قصور وغیرہ کی جماعتوں کا دورہ کریں گے۔ احباب اپنے اپنے بقایاجات ان کو ادا کر دیں۔

— جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ عرصہ سے علیل ہیں۔

— جناب چوہدری محمد یوسف علی صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چونیاں کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

— چوہدری فضل حق صاحب دو ماہ سے بیمار ہو گئے ہیں بخار کی شکایت ہے۔

مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم اور جماعت احمدیہ

(از جناب مولانا دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

مولانا مرحوم کی وفات کا صدمہ

القلب یحزن والعین تدمع ومانقول لا مایرضی بہ اللہ

دل غمگین ہے اور آنکھ پر آب۔ لیکن ہم زبان سے کچھ نہیں کہتے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔ یہ وہ پاک کلمات ہیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے لخت جگر۔۔۔ ابراہیم کے وصال پر کہے۔ یہی الفاظ آج احمدی قوم کی اس کیفیت قلبی کا نقشہ ہیں۔ جو مولانا عصمت اللہ صاحب کی وفات سے پیدا ہوئی ہے۔

مرحوم کا تبحر علمی، ذہانت اور غیرت دینی

مولانا عصمت اللہ اگرچہ جماعت احمدیہ میں دیر سے شامل ہوئے لیکن اپنے تبحر علمی اپنی ذہانت اپنی غیرت مذہبی حضرت مسیح موعود کے ساتھ دلی وابستگی اور مخالفین کے مقابلہ میں دلیرانہ اقدام کی وجہ سے وہ بہت سے پرانے احمدیوں پر سبقت لے گئے تھے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت

مجھے وہ وقت خوب یاد ہے جب مولانا جماعت میں شامل ہونے سے پہلے چند دفعہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسجد میں بیٹھ کر بعض امور دینیہ کے متعلق گفتگو کرتے رہے اس وقت بھی ان کا رویہ معاندانہ نہ تھا۔ باوجودیکہ اس وقت اس سے پیشتر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ بھی ان کے تعلقات تھے لیکن جس ہمدردانہ انداز میں وہ مسائل دینی پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ اس سے ظاہر تھا کہ ان کے دل میں بیج ایمان موجود تھا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ میں مولانا نے سالانہ جلسہ کے موقع پر ختم نبوت پر ایک ایسی شاندار، مدلل اور دلنشین تقریر کی کہ ان کی فصاحت لسانی اور انداز بیان کو دیکھ کر حاضرین پھڑک اٹھے اور سب طرف سے تحسین و مرحبا کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اس تقریر کے بعد مولانا نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے اسی وقت ان سے بیعت لیکر جماعت میں داخل کیا۔

مولانا مناظر اسلام کی حیثیت سے

اس کے بعد کے واقعات تمام قوم کے سامنے ہیں۔ کونسا وہ میدان تھا جس میں مولانا عصمت اللہ بڑے بڑے مخالف مجمعوں میں ایک پہاڑ کی طرح کھڑے ہوتے اور شیر کی طرح گرجتے ہوئے نظر آتے تھے۔ کونسا وہ مذہب ہے جس کے مقابلہ میں ایک زبردست پہلوان کی طرح ڈٹ کر انہوں نے لیظہرہ علی الدین کلہ کا عملی نقشہ ہمارے سامنے نہیں رکھا۔ بڑے بڑے آریہ اور عیسائی مناظرین سے انکا مقابلہ ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ کامیاب ہوتے۔

مولویوں سے کامیاب مقابلہ

غیر احمدی مولویوں میں دیوبندی، اہلحدیث اور بریلوی تو آپ کا خاص شکار تھے ان کے ۔۔۔ غیر معقولیت کو ایسے دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا کرتے تھے کہ سامعین سے متین انسان اس کو سنکر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو جاتا تھا۔ اور مزا یہ کہ ایک ذرہ بھر

غلط بیانی یا مغالطہ اس میں نہ ہوتا تھا۔ بلکہ جو کچھ بیان کرتے مخالف کی اصل تحریر سے اس کو ثابت کر دکھاتے۔ مناظروں میں بسا اوقات بعض باتیں ایسی آجاتی ہیں۔ کہ بڑے بڑے مشاق اپنی عدم واقفیت کی وجہ سے بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ذہن دماغ عطا کیا تھا کہ عین موقعہ پر مخالفین کی عیارانہ چالوں کا ایسے طریق سے قلع قمع کرتے کہ فبہت الذی کفر کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا اور مخالف کو اپنی پڑ جاتی۔ ابھی گذشتہ جلسہ سالانہ میں ایک دیوبندی مولوی عبدالحنان کے مقابلہ میں مولوی صاحب نے جس جرأت و دلیری اور قابلیت کے ساتھ مولویوں کا فرقہ المختار ہونا حدیث نبوی سے ثابت کیا اور جو ذلت فریق مقابل کو اٹھانی پڑی اس کی یاد ابھی احباب کرام کو بھولی نہیں ہوگی۔

کتب بینی اور مطالعہ مذاہب کا شوق

یہ واقعات جہاں مولانا مرحوم کی طبع رسا اور قوت قلبی کا پتہ دیتے ہیں وہیں آپ کے تبحر علمی اور وسیع مطالعہ کا بھی ان سے پتہ لگتا ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ مولانا کو کتب بینی اور ہر مذہب و ملت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ بہت کم لوگوں میں آج ایسا شوق پایا جاتا ہے۔ آج مذہبی میدان میں کام کرنے والوں کے اندر یہ ایک عام نقص پایا جاتا ہے کہ جہاں ایک آدھ مناظرہ کر لیا یا کوئی تقریر پبلک میں کرنیکا حوصلہ ہو گیا۔ بس اپنے آپ کو فارغ التحصیل سمجھ لیا۔ علمی مطالعہ سے توجہ ہٹالی۔ الا ماشاء اللہ۔ اس کے خلاف مولانا مرحوم کی پیاس آئے دن بڑھتی ہی جاتی تھی۔ اور اسی شوق مطالعہ نے ان کے پاس کتابوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کر دیا۔

بابی اور بہائی مذہب کا مطالعہ

آخری ایام زندگی میں انہوں نے بابی اور بہائی مذہب کے متعلق معلومات فراہم کرنے کے لئے مشہور بہائی مبلغ سردار پریتم سنگھ اور مسٹر حشمت اللہ قریشی سے واقفیت پیدا کی اور ان سے ایسی ایسی نایاب کتابیں جو شاید کسی اور ذریعہ سے دستیاب نہ ہو سکتی تھیں عاریتاً حاصل کرکے انہیں اپنے قلم سے نقل کیا اور ان پر ضروری نوٹ اور حواشی بھی لکھے۔ ابھی تک وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے جب مولانا مرحوم مرض الموت سے تھوڑے دن پہلے اپنے کمرہ میں سارا سارا دن بیٹھ کر ان کتابوں کو نقل کرتے اور آنے جانے والے احباب سے بھی ان کے مطالب بیان کرتے اور اس مذہب کا خاکہ چھانتے تھے۔

سردار پریتم سنگھ کی سادہ لوحی

مجھے حیرانی ہوئی جب بہائی لائٹ میں سردار پریتم سنگھ کا یہ ریمارک دیکھا کہ اگر مولانا کی عمر وفا کرتی تو وہ بہائی مذہب کے اچھے مبلغ ہوتے سردار صاحب آخر سردار صاحب ہیں۔ کاش بہائی ہوکر بھی ۔۔۔ سے نجات حاصل کر لیتے تو شاید ایسے بھولے پن کا اظہار ان سے نہ ہوتا۔ مولانا مرحوم اس میں شک نہیں کہ سردار صاحب سے نہایت عزت سے پیش آتے اور جناب بہاء اللہ کا نام بھی عزت ہی سے لیتے تھے۔ ان کی کتابیں بھی نہایت شوق سے مطالعہ کرتے تھے لیکن اسکی تہ میں جو جذبہ کارفرما تھا وہ سوائے اس کے

کچھ نہ تھا کہ بہائی مذہب کی کتابوں اور تعلیمات سے براہ راست واقفیت حاصل کرکے ان کمزوریوں اور خامیوں کو واضح کیا جائے جو اس مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں اسلام کو ایک کامل و مکمل اور آخری مذہب ثابت کیا جائے۔ کاش ان کی زندگی وفا کرتی تو دنیا دیکھتی کہ بہائی مذہب اور اس کے فدائیوں کو وہ کس طرح اسلام کا چہرہ دکھلاتے ہیں۔

مولانا کی بلند اخلاقی اور خوش طبعی

ان تمام خصوصیات کے علاوہ مولانا مرحوم اپنے سے کم درجہ رکھنے والوں کو بھی ہمیشہ عزت و وقعت کی نظر سے دیکھتے اور ان کے ہم جلیسوں میں سب قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ جن سے حسب موقع خوش طبعی اور پاکیزہ مذاق بھی کر لیا کرتے تھے اور ان کے رنج و راحت میں شریک ہوتے تھے۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو موجودہ زمانہ میں علما اور بڑے آدمیوں کے اندر بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ حالانکہ یہی ایک بات ہے جو اسلام نے مسلمانوں کی باہمی اخوت کو مستحکم کرنے کے لئے پیدا کرنی چاہی ہے۔ مجھے مولانا مرحوم کے ساتھ فتنہ ارتداد کے ابتدائی ایام میں پلول ضلع گوڑگانواں میں کچھ دن کام کرنیکا موقعہ ملا۔ اور اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً ان کے پاس طویل اوقات میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ پلول میں جس محنت اور جانفشانی اور حکمت عملی کے ساتھ انہوں نے آنوالے فتنہ کو روکا وہ انہی کا حصہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہاں کے تعلیم یافتہ اور ذی اثر طبقہ پر احمدیت کا وہ سکہ جمایا کہ بڑے بڑے مولوی حتی کہ جمعیۃ العلما بھی مخالفانہ عزم کے ساتھ وہاں قائم نہ جا سکی۔ ہاں اس میں مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی محنت اور کوششوں اور ان کے عالمانہ لیکچروں کو بھی بہت کچھ دخل تھا۔ لیکن مولانا مرحوم اپنے خصائص طبعی اور گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے سب کی نظروں میں خاص طور پر کھبے ہوئے تھے۔ ایسا ہی جب کبھی ان کے پاس بیٹھنے کا موقعہ ملا۔ ان کی دلچسپ علمی باتیں اور خوش طبعی دیر تک اٹھنے نہیں دیتی تھی۔

مرحوم کا درس قرآن اور اسکی خصوصیات

یہ مضمون تشنہ رہ جائے گا اگر اس خصوصیت کو بیان نہ کیا جائے جو مولانا مرحوم کے درس قرآن کریم میں پائی جاتی تھی۔ مجھے ایک دفعہ سیالکوٹ میں اور گذشتہ موسم سرما میں لاہور میں انکا درس سننے کا اتفاق ہوا جو اپنے رنگ میں نرالا ہوتا تھا۔ قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرتے ہوئے بعض دوسرے مفسرین کی بھی تفاسیر سامنے رکھتے اور حضرت مسیح موعود اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی تفاسیر سے انکا مقابلہ کرکے دکھاتے جاتے تھے۔ کہ مجدد وقت اور ان سے فیض پانے والوں نے اسلام کی کسقدر شاندار تصویر کھینچی ہے۔ کسقدر معقول خیالات کو جو قرآن کے عین مطابق ہیں پیش کیا ہے۔ اور دوسرے لوگوں نے جو ترجمے اور تفاسیر کی ہیں وہ اسلام کی تصویر کو کسقدر بدنما بنا دیتی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اس ضمن میں کئی ایک علمی بحثیں ہوتیں جن پر کئی کئی دن صرف ہو جاتے۔ اور ایسی ایسی پُرلطف باتیں ان سے سننے میں آتیں کہ خواہ مخواہ لوگوں کی دلچسپی بڑھ جاتی اور درس میں آنے والوں کی تعداد ہر روز زیادہ ہوتی جاتی تھی۔

مرض الموت

آہ! یہ وہ انسان تھا جو آج غیر متوقع طور پر ہم سے جدا ہو گیا۔ دوران علالت میں اگرچہ زیادہ نہیں لیکن کبھی کبھی مجھے انکی خدمت میں عیادت کے لئے حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔ اگرچہ ڈاکٹروں کے نزدیک بیماری مہلک نہ تھی لیکن وہ اپنی زندگی سے مایوس

ویدک مساوات کی حقیقت
مندروں میں اچھوتوں کا داخلہ ممنوع ہے

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرہستی مبلغ اسلام)

ہندو فقہ کی مشہور کتاب "نرنے سندھو" میں لکھا ہے:

شالگرام شلام وا پی چکرانکت سلام تتھا۔
براہمنہ پوجیے نیتم کشتر یا دنہ تو جبیت۔
ایدم سپرش سہت پوجا دشیم۔
شودرو دانداپ نیتو داستریوا پتتوا پی
کیشوم دا شیوم وا پی سپرشیتوا نرکم شنوتے
براہمنائے اپی ہرم دشنوم نہ سپر نیشے چہ شرد اچتی
سانکھا مرت نا تھا وا لنیا ناستی نہنیکرتی۔
ستری نام نہ اُپنیتا نام۔ شودرانام چہ جنیشور۔
سپرشنے ناد ھکار داستی دشنور وا شنکر سیہ چہ تسکام ذات
سپرشار ہنا نیتو ربھو تیت
شالگرام نہ سپری شیتو ہین ورنوں دسندھرے
استری شودر کر سم سپرشو تہ چہ سپرشا دھکو ہیتہ
موہا دیہ سپری تے چہ شودر دیو کھدوا پی کداچن
سوچتے نرکے گھورے یا ودا بھوت سم پلوم

(ہندو نرنے سندھو۔ پری چھید ۳)

ترجمہ:- شالگرام وغیرہ کی پوجا ہمیشہ براہمن ہی کیا کرے۔ کشتری یا ویش پوجا پاٹھ کا کام نہ کریں۔ یہی حکم مورتی کو چھو کر پوجا کرنے کے متعلق ہے۔ اُپ نین رہت (یعنی جن کی زنار پوشی ابھی نہیں ہوئی یا جن کو زنار کا حق ہی نہیں) اور عورت۔ اور پتت لوگ (یعنی جو فطرتاً ناپاک ہیں۔ جیسے بھنگی چمار۔ یا جو عارضی ناپاک ہوں) ان کو یہ حق نہیں کہ کیشو یا شیو کی مورتی کو چھوئیں۔ اگر چھوئیں گے تو نرک (دوزخ) میں پڑیں گے۔ اور وشنو اور ہری کی مورتی کو تو خاص حالات کے سوا براہمن کو بھی چھونے کا حق نہیں۔ عورتوں اور بے زناروں اور شودروں کو وشنو اور شو کی مورتی کو چھونے کا قطعاً استحقاق نہیں اور روئے زمین پر نیچ ذاتوں کو تو شالگرام کے بھی چھونے کا حق نہیں ہے۔ عورت اور شودر کا ہاتھ اگر مورتی کو لگ جاوے تو دیوتا کو ایسی سخت اذیت پہنچتی ہے کہ جیسے کسی نے اس کے پتھر مارا ہو۔

مندر پرویش بل کے حامی

اچھوتوں کو مندروں میں داخل کرنے پر زور دینے والے آریہ ہوں یا سناتنی سب اپنے دھرم کے خلاف کر رہے ہیں۔ آریہ سماجیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مورتی پوجا (بت پرستی) ناجائز ہے۔ پھر اگر وہ اچھوتوں کو مورتیوں کے مندر میں زبردستی داخل کرنے یا داخل ہونے پر اسقدر زور صرف کر رہے ہیں تو۔ صریحاً اپنے دھرم کے خلاف ایسا کر رہے ہیں۔ اور جو آریہ نہ۔ اور مذہب سے ناواقف سناتنی مندر پرویش بل پر زور دے رہے ہیں وہ مذکورہ بالا حوالہ کی رو سے اپنے دھرم کے خلاف کر رہے ہیں

گاندھی جی کی چالاکی

رہے مہاتما گاندھی جی مہاراج سو وہ تو ایک تیر سے تین وار کرتے ہیں۔ اول اپنے عقیدہ کی ترویج۔ کیونکہ وہ خود بت پرست ہیں۔ اس تحریک سے کروڑہا انسان بت پرست بن جاویں گے۔ دوئم آریہ سماج کی موت۔ کیونکہ آریوں کے ہاتھوں سے وہ بت پرستی کی حمایت کروا کر دوسرے لفظوں میں آریہ سماج کے عقائد کو موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں۔ سوم ہندو قوم کا پولیٹیکل استحکام۔ اور اس کے ضمن میں جو ذاتی فائدہ حاصل ہوگا وہ الگ رہا۔ رہے بیچارے شودر۔ ان کا نہ کوئی ہندو پہلے ہمدرد تھا نہ اب ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ از روئے وید ایشور پرماتما نے ان کو نیچ پیدا کیا جیسا کہ اوپر دکھایا جا چکا ہے۔

گیتا اور اچھوت

سری کرشن بھگوان نے بھی گیتا میں عورتوں اور شودروں کو پاپ یونیاں کہا ہے۔

مام ہی پارتھ وبیا شرتیے اپی سیوہ پاپ یونیا ہ
ستریہ ویشیاس تتھا شودراستے اپی یانتی پرام گتیم

(گیتا ادھیائے ۹۔ شلوک ۳۲)

ترجمہ:- ہے ارجن جو اسرا لیکر عورت۔ ویش اور شودر یہی کہ جو پاپ یونیاں ہیں (یعنی گذشتہ بداعمالیوں کے صلہ میں ان ذاتوں میں پیدا ہوئے ہیں) گتی پا جاتے ہیں۔

بھگوان رام چندر نے تو ایک چمار کو محض عبادت الہی کرنے پر تلوار کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ جیسا کہ والمیک رامائن میں مذکور ہے۔

شودروں کے لئے ظالمانہ قوانین

آریہ سماجی اس وقت اس بات کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ہندوستان میں ان کا راج ہو جاوے۔ خدانخواستہ اگر انکو راج مل بھی گیا تو پھر قانون کہاں سے بنائیں گے۔ اہل قرآن تو کسی کے محتاج نہیں کیونکہ ان کے پاس ان کی مذہب کی کتاب میں سیاست وغیرہ کے جملہ قوانین موجود ہیں۔ مگر ویدوں میں شریعت یعنی Law کا نام ونشان بھی نہیں۔ مجبور ہو کر سناتن دھرمیوں کی شرن لینی پڑے گی۔ کیونکہ سمرتیوں اور شاستروں میں قوانین موجود ہیں جن کو سماجی الہامی نہیں مانتے۔ خیر اب جبکہ شاستروں کے قوانین نافذ کئے جائیں گے تو شودروں کے لئے وہی تعزیرات ہونگی جو ازمنہ سابقہ میں ان کے دوران حکومت میں تھیں جن کے چند نمونے حسب ذیل ہیں۔

اگر کشتری براہمن کو گالی دے تو اس کو ایک سو جوتے لگاؤ

اگر ویش براہمن کو گالی دے تو اس کو ڈیڑھ صد یا دو صد جوتے لگاؤ

اور اگر شودر کسی براہمن کو گالی دے تو اس کو قتل کر دو۔ (مہرے رام اتنی رعایت) (منو ۸۔ ۲۶۷)

شودر اگر دوجوں کو گالی دے تو اس کی زبان کاٹ دو:- کیونکہ وہ رذیل جگہ سے پیدا شدہ ہے۔ (منو ۸۔ ۲۷۰)

اگر شودر دوجوں کو نام لیکر گھمنڈ سے بلاوے تو اس کے منہ میں دس انگشت جلتے ہوئے لوہے کی میخ ڈالی جاوے۔ (منو ۸۔ ۲۷۱) (سچ ہے مساوات کا حق بھی یہی ہے)

اگر شودر تکبر سے دوج ذات والوں کو نیکی کا وعظ کرے تو راجہ اس کے منہ اور کانوں میں کھولتا ہوا تیل ڈلوائے۔ (منو ۸۔ ۲۷۲)

شودر جس عضو سے دوج ذات والے کو مارے راجہ اس کا وہی عضو کٹوا دے۔ (منو ۸۔ ۲۷۹)

دوج کو مارنے کے لئے اگر شودر ہاتھ سے لکڑی اٹھاوے تو راجہ اس کا ہاتھ کٹوا دے۔ غصے سے لات مارے تو ٹانگ کٹوا دی جاوے۔ (منو ۸۔ ۲۸۰)

شودر اگر براہمن کے برابر بیٹھے تو راجہ اس کے چوتڑ کٹوا دے۔ (منو ۸۔ ۲۸۱)

شودر براہمن کے اوپر تھوکے تو راجہ اس کے دونو ہونٹ کٹوا دے۔ شودر براہمن پر پیشاب کرے تو اس کا عضو تناسل کٹوا دے۔ اونچی ذات کا مرد نیچ ذات کی عورت سے زنا کرے تو اسکی کوئی سزا نہیں (منو ۸۔ ۳۶۵) اور اگر نیچ ذات کا مرد اونچی ذات کی عورت سے زنا کرے تو اس کی سزا موت ہے (منو ۸۔ ۳۶۶)

شودر اگر غلام عورت سے زنا کرے تو عضو تناسل کاٹا جائے۔ اور اگر آزاد عورت سے زنا کرے تو اس کا تمام مال واسباب بحق سرکار ضبط کر کے اسے جان سے مارا جاوے (منو ۸۔ ۳۷۴)

اگر براہمن محنسہ براہمنی سے زنا کرے تو اس کی سزا ایک ہزار جوتے ہیں۔ (منو ۸۔ ۳۷۸)

براہمن کی سزائے موت صرف یہ ہے کہ اس کا سر مونڈ دیا جاوے۔ دیگر ذاتوں کو سزائے موت دی جا سکتی ہے۔ لیکن براہمن کو کبھی نہیں۔ (منو ۸۔ ۳۸۰ و ۳۸۱)

براہمن کو جبا زکا کرایہ معاف ہے (منو ۸۔ ۴۰۷) دریل اس وقت ہوئی نہیں ورنہ اس کا بھی معافی نامہ لکھدیا جاتا)

اگر شودر۔ براہمن کشتری اور ویش کی خدمت کرنے سے انکار کرے تو راجہ کا فرض ہے کہ حکماً اس سے خدمت کرا دے (منو ۸۔ ۴۱۰)

ایضاً۔ (منو ۸۔ ۴۱۸)

اگر شودر دانستہ براہمنوں کو ستا دے تو راجہ اس شودر کو مختلف اقسام کی تکالیف دیکر مروا دے (منو ۹۔ ۲۴۸)

براہمن اگر چوری کرے اور راجہ سے جا کر معافی مانگ لے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ راجہ خود اس کو اپنے ہاتھ سے صرف ایک ڈنڈا مارے۔ لیکن اگر چور شودر ہو تو اس کا کفارہ سوا موت کے نہیں ہے۔ (منو ۱۱۔ ۹۹ و ۱۰۰)

اگر نیچ ذات والا اعلیٰ ذات والے کا پیشہ اختیار کر کے بسر اوقات کرے۔ تو راجہ اس کا مال چھین کر اس کو جلاوطن کر دے۔ (منو ۱۰۔ ۹۶)

شودروں کے متعلق عام احکام

شودر خواہ زرخرید ہو یا نہ۔ اس سے غلامی ہی کرانی چاہیئے۔ کیونکہ پرماتما نے اس کو براہمن کی غلامی کرنے کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ (منو ۸۔ ۴۱۳)

اگر مالک آزاد بھی کر دے تو بھی شودر غلامی سے نہیں چھوٹ سکتا کیونکہ وہ فطرتاً غلام ہے۔ کس کی طاقت ہے کہ اس کو آزاد کر دے (منو ۸۔ ۴۱۴)

براہمن بلے کے شودر کا جو مال چاہے لے کیونکہ

وہ سب مال درحقیقت غلام کا نہیں بلکہ مالک کا ہے۔ (منو ۸ ۔ ۴۱۷)

شودر کو سرمایہ جمع کرنے کا حق نہیں۔ کیونکہ سرمایہ دار ہوکر وہ براہمن کو تکلیف دے گا۔ (منو ۱۰ ۔ ۱۲۹)

شودر براہمن کی لاش کو کبھی ہاتھ نہ لگائے۔ کیونکہ شودر کے ہاتھ لگنے سے براہمن کی لاش ناپاک ہو جاتی ہے۔ اور پھر بہشت میں داخل نہیں ہوسکتی۔ (منو ۵ ۔ ۱۰۴)

براہمن غیر شرع یا بدچلن بھی ہو تو وہ راجہ کی طرف سے مذہبی معلم ہوسکتا ہے۔ لیکن شودر کبھی نہیں ہوسکتا۔ جس راجہ کے ہاں دھرم کا وچار شودر کرتا ہے۔ اس کے دیکھتے دیکھتے وہ راج ایسا دکھی ہوتا ہے جیسے دلدل میں پھنسی ہوئی گائے دکھی ہوتی ہے۔ (منو ۸ ۔ ۲۰ و ۲۱)

شودر اپنی ذات کے سوا غیر ذات میں رشتہ نہیں کرسکتا (منو ۹ ۔ ۱۵۷)

جو شودر دوجوں کی سی وضع قطع بناتا ہے اس کو موت کی سزا دی جاوے۔ (منو ۹ ۔ ۲۲۴)

شودر اور براہمنی کے میل سے جو اولاد پیدا ہو اس کو چنڈال کہتے ہیں۔ (منو ۱۰ ۔ ۱۲)

چانڈالوں اور نیچوں کی رہائش شہر سے باہر ہونی چاہیئے وہ اچھے برتن پاس نہ رکھیں۔ کتے اور گدھے ان کا مال ہو۔ یہ مردے کا کفن پہنا کریں۔ ٹوٹے برتنوں میں کھایا کریں۔ لوہے کے زیور پہنا کریں۔ اور ہمیشہ خانہ بدوش رہیں۔ یہ ان کے کام ہیں۔ (منو ۱۰ ۔ ۵۱ و ۵۲)

خبریں

ہندوستان

—— پنڈت مالویہ کے دست راست مسٹر اونیے نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہم کانگرسی امیدواروں کا مقابلہ کریں گے۔

—— گونگا پہلوان کی موت کی خبر بالکل غلط ہے۔

—— بمبئی۔ ۷ راگست۔ کل صبح وکٹوریہ جہاز سے سر شادی لعل سابق چیف جج نے کل بمبئی پر اترے۔

—— کلکتہ کے جرمنوں نے ہنڈبرگ کا باقاعدہ ماتم منایا۔

—— آئندہ دسمبر میں لاہور میں ایک عظیم الشان نمائش منعقد ہوگی۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس نمائش میں جو ۔۔۔ سامان بذریعہ مال گاڑی لاہور بھیجا جائیگا۔ اس پر کرایہ آمد و رفت نہیں لیا جائیگا۔ مسافروں کے لئے بھی بڑے دنوں کی تعطیلات کے رعایتی ٹکٹ مل سکیں گے۔

—— واردھا گنج۔ ۷ راگست۔ گاندھی جی نے اپنا ہفت روزہ برت شروع کردیا۔ اور پہلا دن بخیر و خوبی بسر کیا۔

—— مہاراجہ کپورتھلہ ماہ اکتوبر کے تیسرے ہفتہ میں ہندوستان تشریف لائینگے۔

—— اسمبلی میں مسودہ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری بنگال بھاری اکثریت سے منظور ہوگیا۔

—— سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے۔ کہ موجودہ اسمبلی کی معیاد ۱۳ دسمبر ۱۹۳۴ء کو ختم ہوجائیگی۔ لیکن نئی اسمبلی کے انتخابات۔ اس سے قبل ہی یعنی وسط نومبر ۱۹۳۴ء میں ہی ہوجائیں گے۔

—— گورنر پنجاب نے پنجاب کونسل کی معیاد میں ایک سال کی توسیع کردی ہے۔

—— ریاست کپورتھلہ میں از سر نو بے چینی شروع ہوگئی ہے۔ پھگواڑہ میں عورتوں کا زبردست جلوس نکلا۔ اور سینکڑوں عورتیں تھانہ کے سامنے دھرنا دے کر بیٹھ گئیں اور سیاپا کیا۔ ذمہ دار حکام پھگواڑہ پہنچ گئے ہیں۔

—— آج کل لاہور کی شاہی مسجد کی امامت کے لئے مولویوں میں خوب جنگ ہورہی ہے۔

—— حیدرآباد دکن۔ ۷ راگست اعلیحضرت حضور نظام کے فرزند ثانی شہزادہ معظم جاہ والا شان نے جو حیدرآباد سٹی امپرومنٹ بورڈ کے صدر مقرر ہوئے ہیں کل صبح اپنے عہدہ کا چارج لے لیا شہزادہ ممدوح گیارہ بجے کے قریب بورڈ کے صدر مقام پر تشریف لائے۔ نواب جلال جنگ بہادر سرکبر حیدری۔ نواب علی نواز جنگ بہادر، نواب مہدی یار جنگ سر نظامت جنگ۔ بہادر نے آپ کا استقبال کیا۔ نواب مہدی یار جنگ بہادر نے اعلیحضرت حضور نظام کا شکریہ ادا کیا۔ اور انہوں نے شہزادہ والا شان کو بورڈ کا صدر مقرر کیا۔ شہزادہ ممدوح نے اس کے جواب میں ایک مختصر سی تقریر کی۔ اس موقعہ پر آپ کے اعزاز میں گیارہ توپ کی سلامی اتاری گئی۔

—— گذشتہ ہفتہ صوبہ آسام کے بعض حصوں میں بہت زیادہ بارش ہوئی تھی۔ نوگانگ بالکل زیر آب ہوگیا ہے۔ حال کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ سیلاب سے ۱۹۰۰ مویشی اور ۹۷ آدمی ہلاک ہوگئے۔

—— اس تجویز پر غور ہورہا ہے۔ کہ ارکان اسمبلی کے موجودہ الاؤنس کو بجائے اس کے ایک مستقل الاؤنس میں تبدیل کر دیا جائے۔

—— پنجاب میں کانگرس کو اسمبلی کیلئے امیدوار نہیں ملتے۔

—— گذشتہ ہفتہ شدید بارش کی وجہ سے دریائے جمنا میں سیلاب آگیا۔

ممالک خارجہ

—— برلن گذشتہ ہفتہ کا اہم ترین واقعہ فیلڈ مارشل ہنڈنبرگ صدر جمہوریہ کا انتقال ہے۔ جو ۲ راگست کو عمل میں آیا۔

—— جرمنی اور جرمنی سے باہر اس سپہ سالار اعظم کا ماتم منایا جارہا ہے۔ جرمن اخبارات نے اپنے ملک کے محسن اعظم کو غیر معمولی طور پر خراج تحسین ادا کیا ہے۔

—— آپ ۱۸۴۷ء میں مقام پوسان میں پیدا ہوئے۔ سرکاری اسکولوں اور فوجی کالجوں میں تعلیم پانے کے بعد ۱۸۶۶ء میں بحیثیت لفٹنٹ فوج میں بھرتی ہوئے اور نہایت تیزی سے ترقی کرکے جرمنی کی فوج میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کرلی۔ ۱۹۰۵ء میں جرنیل کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں جب کہ آپ کی عمر ۶۴ سال کی تھی۔ ملازمت سے سبکدوش ہوگئے ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم شروع ہوئی۔ تو ملک کو پھر آپ کی خدمات کی ضرورت پیش آئی۔ اور قیصر کی درخواست پر آپ نے جرمنی کی تیسری فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ اور نہایت کامیابی سے اپنے فرائض کو ادا کیا۔ جنگ کے بعد ہنڈنبرگ نے اپنے وطن پہنچ کر گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ ۱۹۲۵ء میں ہر ریبرٹ کے انتقال پر آپ کو عہدہ صدارت پیش کیا گیا۔ جو آپ نے قبول کرلیا۔ اور مرتے دم تک یہ عہدہ آپ کے پاس رہا۔

—— آپ کی وفات پر بہت سے بادشاہوں اور حکومتوں نے پیغامات بھیجے جن میں سے سابق قیصر، ملک معظم حکومت فرانس اور حکومت امریکہ کے پیغامات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

—— آپ کی جگہ ہر ہٹلر عہدہ صدارت پر قابض ہوگیا آئندہ وہ چانسلر، صدر اور سپہ سالار اعظم تینوں عہدوں کے فرائض ادا کرے گا۔

—— لندن ۱۰ راگست ملک معظم نے حکم صادر فرمایا ہے کہ جس روز ہنڈنبرگ کی تدفین عمل میں آئے۔ اظہار غم کے لئے تمام سرکاری دفاتر کے جھنڈے نصف بلندی تک جھکا دیئے جائیں!

—— اس قسم کا حکم حکومت فرانس نے بھی دیا ہے۔

—— فرانس کے موجدوں نے ایسے ہوائی جہاز ایجاد کئے ہیں۔ جن کو چلانے کے لئے ڈرائیور کی ضرورت نہیں ہوگی

—— برلن ۱۰ راگست کہا جاتا ہے۔ کہ ہنڈنبرگ نے ۱۴ ہزار پونڈ ترکہ چھوڑا ہے۔

—— سر جان سائمن وزیر خارجہ برطانیہ کے متعلق افواہ مشہور ہوئی تھی۔ کہ آپ یہودی النسل ہیں۔ آپ نے اس افواہ کی زبردست تردید کی ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ لنڈن میں ملک معظم نے سر سکندر حیات خاں بالقابہ سابق گورنر پنجاب کو شرف باریابی عطا فرمایا۔ آپ تقریباً آدھ گھنٹہ ملک معظم کی خدمت میں حاضر رہے۔

—— غازی مصطفیٰ کمال پاشا عنقریب روس جارہے ہیں۔ سفر کی غرض و غایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ غازی ممدوح روس اور ٹرکی کے تعلقات کو زیادہ خوشگوار بنانا چاہتے ہیں اس خبر سے یورپین حلقوں میں زبردست ہیجان پیدا ہوگیا ہے۔

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۴۹

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ — لاہور ۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ یکم جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء — نمبر ۴۹

برلن مسجد کی مرمت

ایک ضروری کام جسے جلد تکمیل پذیر ہو جانا چاہئے

کچھ عرصہ ہوا لاہور کے ایک اسلامی پریس نے ایک خوبصورت کیلنڈر چھاپا جس کے درمیان برلن مسجد کی تصویر دی۔ تصویر کے نیچے انگریزی زبان میں درج تھا۔

"Light out of darkness" (تاریکی میں نور) ہمارے خیال میں برلن مسجد کی اس سے بہتر تعریف ناممکن ہے۔ سرزمین مغرب کے دوسرے اکثر حصوں کی طرح وسطی یورپ میں بھی عیسائیت، دہریت، مادہ پرستی اور بداخلاقی کی خوفناک اور روح کش تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ اسلام اور حضرت نبی کریمؐ کے متعلق بالکل غلط خیالات اور ناپاک ترین تعصب موجود ہے۔ اس تاریکی میں برلن مسجد کا وجود ایک ضیائے نور کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ خانہ خدا ایک روشنی کا مینار ہے جو کفر کے وطن میں ایمان کا اجالا پھیلا رہا ہے۔ جرمنی کے ملک میں جہاں چاروں طرف گرجے اور صلیبیں نظر آتی ہیں یہ سب سے پہلا اور اکیلا مرکز توحید ہے جہاں سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہوتی ہے۔ اس مسجد میں خدائے واحد کی عبادت ہوتی ہے۔ اس میں لوگوں کو پیغمبر اسلام کا پیغام سنایا جاتا ہے۔ یہاں سے اسلامی لٹریچر تقسیم و شائع کیا جاتا ہے۔ اس مسجد کی بدولت ہزاروں مسلمان نوجوان گمراہی سے محفوظ رہے اور سینکڑوں سعید روحیں حلقہ بگوش اسلام ہوگئیں۔ اور اس کا یہ فیض برابر جاری ہے۔ اس مسجد کا شاندار گنبد اور بلند و پروقار مینارے ہر دور بین آنکھ اور ہر غور و فکر کرنے والے دماغ کو زبان حال سے یہ خوشخبری سنا رہے ہیں کہ ہمارا وجود وسطی یورپ میں اشاعت اسلام کا پہلا قدم ہے اور وقت قریب آ رہا ہے جبکہ اس ملک کی غالب اکثریت حلقہ بگوش اسلام ہو جائیگی۔ اور یہاں گرجوں سے زیادہ مسجدیں نظر آئیں گی۔ جن لوگوں کو اللہ نے چشم دوربین اور دقیقہ رس دماغ عطا فرمایا ہے وہ اس بات کو سنتے اور اس پر یقین کرتے ہیں۔

اس مسجد کو مسلمانوں کی ایک بہت ہی چھوٹی اور غریب جماعت نے جو حضرت مجدد زماں کی صحیح تعلیمات کی حامل ہے لاکھوں روپیہ صرف کر کے بنایا اور وہ ہزاروں روپیہ سالانہ اس کا خرچ برداشت کر رہی ہے۔ اس لئے یہ مسجد جماعت احمدیہ لاہور کی اولوالعزمی اور جذبہ دینی کا ایک روشن، باعث فخر اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔ اس مسجد کی عمارت کا کافی حصہ غریب احمدی خواتین کے چندوں سے تیار ہوا ہے۔

دوستو! یہی مسجد، وسطی یورپ کا یہی واحد مرکز توحید، ہماری جماعت کی ہمت بلند کا ثبوت تمہاری امداد و توجہ کا محتاج ہے۔ یعنی اس کی عمارت کے متعدد حصے مرمت طلب ہیں جسکا ذکر متعدد گذشتہ اشاعتوں میں ہو چکا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ، ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب اور دفتر تحصیل کی طرف سے اپیلیں بھی شائع ہو چکی ہیں جو یقیناً احباب کی نظر سے گذری ہوں گی۔ صرف پانچ ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ اگر آئندہ دو ماہ میں مرمت نہ ہوئی تو مسجد کی عمارت کو غیر معمولی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ اس کا گنبد جو کمزور ہو چکا ہے اور بارشوں میں ٹپکتا ہے۔ موسم سرما میں برف باری کی تاب نہ لا سکیگا۔ عمارت کے دوسرے بہت سے حصے بھی فوری مرمت کے محتاج ہیں۔ حالات آپ کے سامنے ہیں۔ امیر قوم، قومی انجمن کے دفتر تحصیل اور ایک اولوالعزم مبلغ اسلام کی اپیلیں آپ کے ملاحظے سے گذر چکی ہیں۔ ایک اشد ضروری کارخیر کے لئے پانچ ہزار روپے کی ضرورت ہے اس کو اپنی پہلی فرصت میں فراہم کرو۔ مرکزی اور بیرونی جماعتوں اور بعض احباب کو فرداً فرداً اپیلیں بھی ارسال کی گئی ہیں اور رقوم معین کر کے ان کے ذمہ لگا دی ہیں۔ اس کے مطابق فوراً فراہمی چندہ کا انتظام کرنا چاہیئے۔

احمدی بھائیو اور بہنو! برلن کی تاریخی مسجد کے گرجوں اور صلیبوں سے محصور شاندار و پر وقار مینار ہمیں کچھ اشارہ کر رہے ہیں۔ اس کا گنبد اور در و دیوار ہمیں کچھ کہہ رہے ہیں۔ آپ ان اشاروں کو سمجھیں۔ اور ان باتوں کو سنیں۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے مقدس عہد کو یاد کریں۔ اور اس پانچ ہزار روپے کے سوال کو زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر پورا کر دیں:۔

(مدیر)

بھدرواہ میں عظیم الشان اور فیصلہ کن مناظرہ

احمدیت کی فتح مبین اور قادیانیت کی شکست فاش

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

کچھ عرصہ سے قصبہ بھدرواہ ریاست جموں میں ایک قادیانی مبلغ مولوی عبدالواحد صاحب وارد تھے جو اس کوشش میں تھے کہ لوگوں سے نبوت مسیح موعود کا مسئلہ منوالیں۔ اسی اثناء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل پہنچے۔ سید صاحب کا اس جگہ پہنچنا قادیانی مبلغ کے لئے گویا پیام اجل تھا چنانچہ جب کبھی قادیانی مبلغ کو شاہ صاحب کے ساتھ گفتگو کا اتفاق ہوا تو اُسے نہایت ذلت اٹھانی پڑی۔ اور لاجواب ہونا پڑا۔

۲۹ جولائی کو ہماری جماعت نے بوقت چار بجے شام ایک جلسہ کیا جس میں شاہ صاحب نے مسئلہ نبوت از روئے قرآن و حدیث اور تحریرات حضرت مسیح موعود پر روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ آپ کا دعوےٰ قطعاً نبوت کا نہ تھا۔ بلکہ شروع سے آپ کا دعویٰ صرف محدثیت کا ہی رہا ہے۔ یہ تقریر دو گھنٹہ تک جاری رہی آخر پر شاہ صاحب نے تمام تقریر میں سے خلاصہ کے طور پر تین امور پبلک کے سامنے پیش کئے۔

(الف) حسب تحریرات مسیح موعود علیہ السلام نبی کے لئے ضروری ہے کہ اس پر نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی نبوت ہو۔ اگر حضرت مسیح موعود نبی تھے تو ان کے متعلق ایسا دعویٰ دکھایا جاوے ہم اس کے بالمقابل ثابت کر چکے ہیں کہ نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی نبوت تا قیامت مسدود ہے۔

(ب) نبی کی وحی۔ وحی نبوت ہوتی ہے لیکن حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میری وحی۔ وحی ولایت ہے۔ جیسے پہلے اولیاء کے ساتھ ہوتی۔ اور وحی نبوت نہیں۔

(ج) اگر حضرت مسیح موعود نے دعویٰ نبوت کیا تو ان کو اقرار نبوت لینا چاہیئے تھا۔ اور اپنا کلمہ پڑھوانا چاہیئے تھا۔ حالانکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ پھر اگر قادیانی اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کو خدا کا رسول مانتے ہیں تو ان کو یہ مفہوم عربی زبان میں ادا کرنے سے کیوں ڈر لگتا ہے؟ کہ لا الہ الا اللہ غلام احمد رسول اللہ اردو پنجابی اور کشمیری زبان میں تو یہ مفہوم ادا کرتے ہیں۔ لیکن عربی میں کیوں نہیں کرتے؟

اس تقریر کو مولوی عبدالواحد صاحب نوٹ کرتے رہے مگر انہوں نے جواب کے لئے وقت نہ مانگا حالانکہ ہم نے اس نیت سے جلسہ کیا تھا کہ اگر مولوی صاحب نے وقت مانگا تو سوالات و جوابات کا موقعہ دیا جائے گا۔

۳۰ جولائی:۔ دوسرے دن شام کو مولوی عبدالواحد صاحب نے منادی کرائی کہ ہم آج تقریر میں کل کے اعتراضات کا جواب دیں گے۔ ہم بھی تقریر سننے کے لئے گئے مولوی صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی لیکن مذکورہ بالا تین امور کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہ کی۔ اور سوالوں پر سوال پڑھنے شروع کر دئے کہ مرزا صاحب نے نبی کا لفظ استعمال کیا۔ نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص وغیرہ۔ ہم نے وقت مانگا جس پر پہلے تو انکار ہوتا رہا لیکن آخر صاحب صدر نے بیس منٹ دینے کا وعدہ کیا۔ مولوی صاحب نے صدر جلسہ کی بات کو نہ مانا اور کہا کہ ہم اعتراضات کے لئے وقت نہیں دیتے۔ تو اس پر مولانا سید اختر حسین شاہ صاحب نے کہا۔ پانچ منٹ ہی اعتراضات کیلئے دو۔ تو ہمیں کافی ہیں۔ مگر مولوی صاحب نے ایک نہ مانی۔ اور شام کی نماز تک تقریر کرتے رہے۔ سید صاحب نے مولوی قادیانی کی مکمل تقریر کے نوٹ لے لئے۔ ہماری جماعت نے دوسرے دن تقریر کرانے کا ارادہ کیا لیکن بارش کی کثرت سے جلسہ اگلے دن یعنی یکم اگست پر ملتوی کرنا پڑا۔

یکم اگست کو شام کے وقت جلسہ زیر صدارت مولوی پیر غلام محی الدین صاحب شروع ہوا قبل ازیں منادی کرائی گئی تھی۔ لوگ کثرت سے شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مولانا سید اختر حسین شاہ صاحب نے تقریر شروع کی اور بتایا کہ قادیانی مولوی صاحب کی ہماری تقریر میں وقت نہ لینے کی وجہ صرف یہ تھی کہ ان کے پاس ہمارے سوالات کا کوئی جواب نہیں ہے۔ انہوں نے دوسرے دن تقریر کر کے پبلک کی ذہنیت سے فائدہ اٹھایا۔ کیونکہ پبلک باتوں کو بھول جاتی ہے۔ اور کوئی کوئی ہوتا ہے۔ جو ایسے اعتراضات کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھ سکے۔ چنانچہ ہمارے سوالات کو نظرانداز ہی کر گئے۔ یہ فیصلہ کا طریق نہیں ہے کہ ایک دن ہم ان کے خلاف جلسہ کریں اور دوسرے دن وہ ہمارے خلاف کریں۔ طریق فیصلہ یہ ہے کہ مقابل میں آکر باتوں کا جواب دیں۔ اس کے بعد سید صاحب نے مولوی عبدالواحد کی تقریر کے جواب میں ایک باطل سوز تقریر کی اور اولیاء اللہ کے کلام سے ثابت کیا کہ انہوں نے بھی۔ نبیؐ کا لقب۔ پانے کا دعویٰ کیا اور مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب ان کے مطابق ہے۔ جس قسم کی نبوت کا حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ تھا یہ ولایت تھی۔ جس کے متعلق صوفیا لکھ چکے ہیں کہ ایسے نبیؐ اس امت میں سید عبدالقادر جیلانی۔ محی الدین عربی۔ بایزید بسطامیؒ اور جنید بغدادیؒ گزر چکے ہیں۔

مولوی عبدالواحد صاحب نے گذشتہ تقریر میں کہا تھا کہ خدا کی سنت ہے کہ نبی بھیجے۔ یہ بند نہیں ہوسکتی مسیح موعود تمام انبیاء کی نعمتوں کے وارث ہیں اس لئے نبی ہیں۔ ان پر رسولوں نے فخر کیا۔ . . . . اس لئے وہ رسول ہیں۔

شاہ صاحب نے اس کے جواب میں کہا کہ خدا کی سنت تھی کہ کتاب بھی بھیجے۔ مگر قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں آسکتی۔ کیونکہ اس نے تمام ضروریات کو پورا کر دیا۔ بعینہٖ اسی طرح نبوت محمدیہ کے بعد کسی نبوت کی ضرورت نہیں۔ جب ضرورت نہیں تو خدا تعالیٰ بے فائدہ نبی نہیں بھیجتا۔ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ مجدد تمام نبیوں کی نعمتوں کا وارث ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود وارث ہوئے تو رسول نہیں ہوسکتے۔ باقی رہا ناز کرنا۔ ناز دو طرح کا ہوتا ہے۔ یا تو یہ کہ بادشاہ جرنیل پر ناز کرے یا جرنیل بادشاہ پر ناز کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالدؓ بن ولید پر ناز کرتے تھے۔ چنانچہ انہیں سیف اللہ کا خطاب دیا۔ ایسے ہی ہم امتی ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان پر ناز کرتے ہیں۔ آپ بتائیں دونوں قسم کے ناز میں سے کونسا ناز ہے۔ جو حضرت مسیح موعود پر کیا گیا۔ ساتھ ہی محمد سعید صاحب نے "الفضل" ۴ مارچ ۱۹۳۴ء مولوی صاحب کے سامنے کھول کر دکھا جس میں میاں محمود احمد صاحب کو "فخر رسل" لکھا گیا ہے۔ اور سوال کیا کہ کیا فخر رسل ہونے سے میاں صاحب رسول بن گئے۔ اگر نہیں تو حضرت مسیح موعود کیسے بن سکتے ہیں؟

ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر جاری رہی۔ اس کے بعد سید صاحب نے مولوی صاحب کو للکارا کہ اگر آپ میں صداقت ہے تو مرد میدان بنکر مقابل میں آکر ان باتوں کا جواب دیجئے۔

مولوی عبدالواحد صاحب اٹھے۔ آپ کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے۔ کوئی جواب نہ بن پڑتا تھا۔ اس مناظرہ میں انہوں نے بہت سی علمی غلطیاں کیں۔ آپ نے یہ تسلیم کر لیا کہ مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوی ہے (نعوذ باللہ من ذالک) جس کے جواب میں انہیں کہا گیا کہ حضرت نے تو فرما دیا ہے کہ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے۔

سوا گھنٹہ تک مناظرہ رہا۔ مولوی صاحب باوجود انتہائی کوشش کے جوابات سے قطعاً قاصر رہے یہ لوگوں ان کی عقائد کی کمزوری واضح ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں پر واضح کر دیا کہ قادیانیوں کے عقائد واقعی غلط اور باطل ہیں۔

الراقم

عبدالخالق احمدی سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ

احباب شملہ کی ایک قرارداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شاخ شملہ کا ایک خاص جلسہ آج بتاریخ ۴ اگست ۱۹۳۴ء کو بعد از نماز مغرب انجمن کے مکان واقعہ کارٹ روڈ پر زیر صدارت جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس فزیشن اینڈ سرجن منعقد ہوا۔ اور مفصلہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے منظور ہوئے۔

(۱) یہ جلسہ شملہ کے چند مسلمانوں کے اس نوٹ کو جو انہوں نے "شملہ سماچار" مورخہ ۴ اگست ۱۹۳۴ء میں شائع کیا ہے نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور اسے اسلامی اصول رواداری کے خلاف سمجھتا ہے جس نے ہر ایک مذہب کے پیروؤں کے لئے پوری مذہبی آزادی روا رکھی ہے۔ چہ جائیکہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے مسجد بنانے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے خلاف تحریک کی جاوے

(۲) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ گورنمنٹ کو ملکہ معظمہ آنجہانیہ کے اس اعلان کی طرف توجہ دلاتی ہے جس میں ہر ایک مذہب و ملت کے افراد کو پوری پوری مذہبی آزادی اور عبادت کا حق حاصل ہے اس لئے استدعا کرتی ہے۔ کہ چند مسلمانوں کے اس قسم کے ریزولیوشن کو خلاف قانون و آئین سلطنت قرار دیکر مسترد کر دے۔

(۳) ان ریزولیوشنوں کی نقل حکام و اخبارات کو بھیجی جاوے۔

خاکسار

محمد لطیف سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

شملہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم سہ شنبہ مورخہ یکم جمادی الاول سنہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۴۹

رشوت کے خلاف جہاد

جب سے آنریبل جسٹس ینگ چیف جج لاہور ہائیکورٹ نے اپنے عہدہ جلیلہ کا چارج لیا ہے۔ ہائیکورٹ اور ماتحت عدالتوں میں اصلاح و بیداری کا امید افزا دور شروع ہوگیا ہے۔ صوبہ کا محکمہ انصاف رشوت ستانی کے لئے بھی بدنام تھا۔ ممدوح نے اس کے انسداد کا بیڑہ اُٹھایا ہے۔ آپکے زیر ہدایت مختلف مقامات کے فرض شناس حکام رشوت ستانی کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ اگر یہ کوشش اسی سرگرمی سے جاری رہی تو اُمید کی جاتی ہے کہ پنجاب کی عدالتوں سے رشوت ستانی کا خاتمہ ہوجائے گا۔

ہمیں یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ شیخ عبدالرحمن صاحب جج عدالت خفیفہ دہلی سب سے پہلے حاکم ہیں جنہوں نے اس کارخیر میں عملی سبقت کی۔ اور اپنی عدالت کے باہر اس قسم کے نوٹس لکھکر لگوائے ہیں کہ کوئی اہل مقدمہ ہرگز رشوت نہ دے۔ اگر کوئی اہلکار مانگے بھی تو اہل مقدمہ کے لئے پوری آزادی اور آسانی ہے کہ وہ براہ راست جج سے اس کی شکایت کرے۔ تاکہ اس اہلکار کے خلاف مناسب کارروائی ہو سکے۔ ان کا یہ فعل بیحد لایق تحسین ہے جسکی ہر جگہ تقلید ہونی چاہئے۔

ایک ضروری بات

رشوت ستانی کے انسداد میں بعض مشکلات بھی ہیں۔ اعلیٰ حکام کے لئے ضروری ہے کہ ہر وقت اُن کو پیش نظر رکھیں۔ جن اہلکاروں کو رشوت کی چاٹ لگی ہوئی ہے وہ یقیناً اس موقع پر خاموش نہیں بیٹھینگے۔ بلکہ طرح طرح کی شرارتوں۔ سازشوں اور چالاکیوں سے اس اصلاحی تحریک کو ناکام بنانے کی کوشش کریں گے۔ جس کی بعض مثالیں بھی سامنے آگئی ہیں۔ مثلاً شیخ عبدالرحمن صاحب جج عدالت خفیفہ دہلی کے خلاف ہی ہنگامہ برپا کرنے کی افسوسناک کوشش ہورہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ موصوف نے ایک اہلکار کو سرکاری روپیہ غبن کرنے کے جرم میں فوجداری سپرد کردیا۔ ایسا کرنا اُن کا فرض منصبی اور بالکل قرین انصاف ہے۔ مگر بدقسمتی سے یہ اہلکار ہندو ہے۔ اس لئے تمام متعصب ہندو شیخ صاحب موصوف کے خلاف ہوگئے ہیں۔ اور اس واقعہ کو خواہ مخواہ فرقہ وارانہ رنگ دیا جارہا ہے۔ حتیٰ کہ بعض ہندو اخبارات نے یہاں تک لکھدیا ہے کہ جج صاحب نے بلاوجہ مقدمہ بنایا ہے۔ اور اس میں ان کو نقصان اُٹھانا پڑیگا۔ حالانکہ مقدمہ زیر تفتیش ہے۔ ہندو اخبارات کی یہ تحریریں خلاف قانون ہیں۔ دوران مقدمہ میں اس قسم کی آرا کا اظہار ہر لحاظ سے نامناسب اور قابل اعتراض ہوتا ہے۔ حکام بالا کو اس پر فوراً نوٹس لینا چاہیئے۔ تاکہ منصف مزاج اور اصلاح پسند ججوں کی ہمت افزائی ہو۔ اور رشوت خوروں اور اُن کے حامیوں کے حوصلے نہ بڑھنے پائیں۔ اگر رشوت ستانی کا انسداد ضروری ہے تو ہر ایک رشوت لینے والے کو خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان سزا ملنی چاہیئے۔ جو ہندو اخبارات اور اہلکار ایک رشوت خور کی محض اس لئے حمایت کررہے ہیں کہ وہ ہندو ہے۔ وہ انصاف کی بدترین توہین کرنیوالے ہیں۔ اور عملاً رشوت ستانی کی لعنت کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ جسے محکمہ انصاف کو ہرگز برداشت نہیں کرنا چاہیئے۔

مغرب زدوں کی اخلاق سوز حرکتیں

مغرب زدہ مرد اور عورتیں اب اپنی اخلاق سوز حرکتوں میں زیادہ جری اور بیباک ہوتے جارہے ہیں۔ تہذیب نو کے طوفان کی تباہ کاریاں اس حد تک پہنچ گئی ہیں کہ اگر بہت جلد کوئی مداوا نہ کیا گیا تو ہندوستان کی اخلاقی تباہی یقینی ہے۔ لاہور میں مغرب زدہ لوگوں کی ایک انجمن لٹریری لیگ کے نام سے قائم ہے اس کے اجتماعات میں وہ سب مناظر دیکھنے میں آتے ہیں جو ان لوگوں کو پسند ہیں۔ گذشتہ دنوں اس لیگ کے جلسہ میں اس امر پر بحث ہوئی کہ کیوں نہ شادی کی رسم کو اڑاکر مرد اور عورت کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ اس بحث میں مردوں کے علاوہ بعض غیر مسلم خواتین نے بھی حصہ لیا اور مادر پدر آزادی کے حق میں دھڑلے سے تقریریں کیں۔ مسٹر جنگ بہادر سنگھ اسسٹنٹ ایڈیٹر ٹربیون نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ :۔

"یہ دلیل کہ اگر شادی کی رسم اُڑادی جائے تو پیدایش کا سلسلہ منقطع ہوجائے گا۔ نہایت مضحکہ خیز ہے۔ بچے شادی سے نہیں بلکہ مرد وعورت کے اختلاط سے پیدا ہوتے ہیں۔ شادی کے تقدس کا ڈھنڈورا بہت پیٹا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض ڈھونگ ہے۔ ہر سوسائٹی میں اخلاق کے معیار مختلف ہوتے ہیں۔ مہارانی للتی نے شادی کی مقدس زنجیریں پہنے بغیر کرن کو پیدا کیا۔ اسیطرح دروپدی ایک وقت میں پورے پانچ خاوندوں کی بیوی بنی رہی۔ اس کے خلاف بھی کبھی نکتہ چینی نہیں کی گئی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں چاہتا ہوں کہ مرد اور عورت دو اقتصادی طور پر آزاد ہوں۔ ان میں سے ہر ایک خود پیدا کرے۔ جبتک جی چاہے اکٹھے رہیں۔ جب جی چاہے علیحدہ ہوجائیں۔"

ہمارے خیال میں یہ تقریر کسی تبصرہ کی محتاج نہیں۔ ہندو تہذیب عریانی اور اخلاق سوز آزادی میں مغربی تہذیب سے ملتی جلتی ہے۔ اگر ہندو اس قسم کے شرمناک خیالات کا اظہار کریں تو وہ اُن کی پرانی روایات کے عین مطابق ہوگا۔ لیکن مسلمانوں کا اس قسم کی بحثوں میں حصہ لینا نہایت نامناسب اور قابل اعتراض ہے۔ لٹریری لیگ کے مسلمان ممبران کا فرض ہے کہ وہ اُس کے سٹیج سے ایسی تقریریں نہ ہونے دیں یا لیگ کی ممبری سے علیحدہ ہوجائیں۔

مسلمانوں کی افسوسناک غفلت

متعدد انگریزی اخبارات میں انٹرنیشنل آرین لیگ کے سکریٹری کیطرف سے عراق میں آریہ سماج کی تبلیغی جدوجہد کے متعلق مندرجہ ذیل اطلاع شایع ہوئی ہے۔

"آریہ سماج بغداد کی رجسٹری حکومت عراق کے قانون کے مطابق ہوچکی ہے۔ عراق میں صرف یہی ایک ہندو مذہب کی مسلمہ سوسائٹی ہے۔ چند ایک آریہ لیکچراروں کو تبلیغی دوروں کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ آریہ سماج بغداد کے زیر اہتمام تمام ہندو تیوہار باقاعدہ منائے جاتے ہیں۔ اور تمام ہندو رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ جہاں کہیں عراقی لڑکیوں نے ہندو نوجوانوں سے شادی کرنا پسند کیا ہے وہاں اُن کی اشدھی کی گئی۔ آریہ سماج کے اصول چھ مختلف زبانوں میں چھپوائے گئے ہیں اور ہندوستان سے عربی اور انگریزی لٹریچر تقسیم کرنے کے لئے منگایا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا آریہ سماج بغداد کا پانچواں سالانہ جلسہ نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔"

امید نہیں یہ اطلاع مسلمان عوام کی نظر سے گذری ہو کیونکہ اسلامی اخبارات نے اس پر کوئی توجہ نہیں کی۔ ایک اسلامی ملک کے اندر آریہ سماجی اپنی غلط اور اخلاق سوز تعلیمات کو پھیلانے کی کوشش کررہے ہیں۔ اُن کے بیان کے مطابق عراقی لڑکیاں اشدھ بھی ہورہی ہیں۔ لیکن کسی مسلمان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ کوئی مولوی اپنے عراقی بھائیوں کو آریہ سماج کی حقیقت سے باخبر کرنے کے لئے قدم نہیں اُٹھاتا۔ جماعت احمدیہ لاہور کے چند ممبر بغداد اور عراق کے دیگر مقامات پر مقیم ہیں یہی مٹھی بھر "کافر" آریوں اور عیسائیوں کا بیک وقت نہایت کامیاب مقابلہ کررہے ہیں۔ جہاں ان کی کوششیں لایق صد تعریف ہیں۔ وہاں مسلمان علماء کی خاموشی اور بے حسی بھی سخت قابل افسوس اور لائق نفرت ہے۔ افسوس جمعیتہ العلما، دیوبند، جماعت اہلحدیث۔ زمیندار اینڈ کو۔ غرضیکہ سب کی طاقت اپنوں ہی کو برباد کرنے پر خرچ ہورہی ہے۔ دشمنان اسلام سے مقابلہ کا کسیکو خیال تک نہیں آتا۔

زمیندار کی شرمناک خاموشی

لاہور کا وہ رسوائے عالم چیتھڑا جسے "زمیندار" کہتے

آپ اپنے زعم میں اسلام کا بہت بڑا حامی اور علمبردار بنا پھرتا ہے لیکن اس اطلاع پر وہ بھی خاموش رہا۔ یہ احمدیت کی مخالفت میں شب و روز مصروف رہتا ہے۔ امام مسجد برلن اور دیگر مبلغین اسلام کے خلاف بہتان طرازیاں اور جھوٹا پروپیگنڈا کرنا اس کا دلپسند مشغلہ ہے۔ احمدیوں کے خلاف ہرزہ سرائی کرنی ہو تو بلا ناغہ اپنے کئی کئی کالم سیاہ کر دیگا۔ لیکن اس کی ریاکاری اور بے غیرتی ملاحظہ ہو۔ اس نے عرب لڑکیوں کی اشد حی کے خلاف ایک سطر لکھنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ غالباً اس لئے کہ مفروضہ ہندو مسلم اتحاد میں فرق آجانے گا۔ یہ ہے زمیندار اور اس کے رسوائے عالم مالک کی غیرت و حمیت اسلامی کی اصل حقیقت۔ ایک دفعہ اس اخبار نے لکھا تھا کہ عراق میں احمدیت کا نام بھی سننے میں نہیں آتا۔ ہم اسے بتلانا چاہتے ہیں کہ عراق میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت باقاعدہ کام کر رہی ہے۔ اس جماعت کے ممبروں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے جو اس ملک میں عیسائیوں اور آریوں کے تبلیغی پروپیگنڈے کا تار و پود بکھیر رہی ہے۔ اگر مٹھی بھر احمدی وہاں موجود نہ ہوتے تو کفار کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہوتے۔ اور وہ اپنے ارادوں میں بہت زیادہ کامیاب ہو چکے ہوتے۔

ہندوؤں کی نفاق پسندی

بنارس کے مشہور ہندو لیڈر مسٹر سری پرکاشا نے ایک اخباری بیان کے دوران میں کہا:۔

”یہ ہندو ذہنیت کا خاصہ ہے کہ اتحاد و اتفاق پر اظہار افسوس کیا جائے اور نفاق و افتراق پر خوشی کے شادیانے بجائے جائیں۔ یہ اسلامی ذہنیت کے سراسر خلاف ہے کیونکہ نفاق و افتراق پر مسلمان تڑپ جائیں گے اور اتحاد و اتفاق پر ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم (ہندو) اور خاصکر وہ لوگ جو ہندوؤں کے حقوق کے لئے برائے نام مصروف جہاد ہیں ان حالات سے ایک اہم سبق حاصل کر سکتے ہیں“۔

مسٹر سری پرکاشا نے اپنی قوم کی نفاق پسندی کے متعلق جو کچھ کہا وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ ہندو قوم طبعاً اتحاد کی دشمن ہے۔ دوسری اقوام کے ساتھ سچا اتحاد اور انصاف اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ ان کے بیان اس قدر وضاحت کی او ضرورت ہے کہ آریہ سماجی اور مہاسبھائی نفاق پسندی میں باقی ہندوؤں سے بہت آگے ہیں۔ ان نامبارک جماعتوں کا وجود ہی ہندوستان کی غلامی اور مصیبت کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

—— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور تشریف لے آئے ہیں۔

—— جناب مسٹر ریاض قریشی صاحب سب جج بٹالہ کے بھائی ڈاکٹر نواب قریشی صاحب ایک حادثہ سے زخمی ہو گئے اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ دعا کی جائے صحت و شفا کی جائے۔

اشاعت اسلام اور تبلیغ عیسائیت

بعض محیر العقول واقعات و حالات

دنیا کا کوئی میدان ایسا نہیں جس میں عیسائیت، اسلام پر حملہ آور نہ ہو۔ بعض عیسائی مبلغین کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ اسلام کی قوت کو پامال کر ڈالیں۔

مسلمانوں کی تبلیغ کا مقصد صرف اشاعت مذہب ہے وہ مادی اغراض کی آمیزش کے بغیر صرف یہ چاہتے ہیں کہ دنیا اسلامی عقائد و تعلیمات کو قبول کر لے لیکن عیسائی مبلغین کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل تعلیمات سے کچھ بحث نہیں ہے وہ انجیل کے قواعد و ضوابط کو ضرورت کے موافق نہ پا کر ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ بلکہ ان کی اولین نافرمانی یہ ہے کہ اگرچہ حضرت مسیح نے انہیں تبلیغ مذہب کا حکم نہیں دیا۔ مگر اس کے باوجود وہ عیسائیت کو ایک تبلیغی مذہب سمجھتے ہیں۔ اور محض اس خیال سے عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے اسلام کے سامنے ایک فولادی دیوار نہ بنا دی تو ایک دن دنیا کی تمام قومیں اسلام کے جھنڈے کے تلے جمع ہو جائینگی۔ اور وہ نہیں چاہتے کہ ایسا ہو۔

کوششوں کا عجیب فرق

مسلمان اور عیسائی مبلغین کے اغراض و مقاصد کے اس اختلاف کے باوجود دونوں جماعتوں کی کوششوں میں ایک عجیب تضاد پایا جاتا ہے۔ اگرچہ مسیحی مبلغین کو مسیحی تعلیمات سے چنداں محبت نہیں ہے۔ تاہم وہ مسیحیت کی اشاعت میں اس قدر جد و جہد کر رہے ہیں کہ ان کے نظام اشاعت کی وسعت و عظمت کو دیکھ کر انسانی عقل مبہوت رہ جاتی ہے۔ اور اس کے خلاف اگرچہ مسلمانوں کے دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے ارشادات و تعلیمات کے لئے بے حد احترام و عقیدت موجود ہے۔ تاہم ساری دنیا میں ان کی ایک سوسائٹی بھی ایسی نہیں جس کو مسیحی نظام تبلیغ کے مقابلہ پر لایا جا سکے۔

عیسائیوں کے عقائد کی حالت

اگر آپ حضرت مسیح اور انجیل مقدس کے متعلق علمبرداران مسیحیت کی ”عقیدتمندیوں“ کا اندازہ لگانا چاہیں تو براہ کرم حسب ذیل اقوال پر ایک نظر ڈالیں:۔

۱۔ مسیح کے اصول زندگی ہماری سوسائٹی کو تباہ کر دیں گے۔ (مسٹر لائڈ جارج سابق وزیر اعظم)

۲۔ اگر غربت اور مسکینی میں مسیحی زندگی کا نصب العین ہے تو پھر ہم میں وہ کمیونزم پیدا ہو جائے گا جس سے ہماری سوسائٹی بربریت تک پہنچ جائے گی (لشپ آف برننگھم)

۳۔ اگر آج ہم میں مسیح آئے تو ہمیں اسے پولیس کی نگرانی میں رکھنا ہوگا (وزیر اعظم انگلستان)

۴۔ اگر کتاب پیدائش کی کہانیوں کو ہمارے مدارس کے نصاب میں رہنے دیا گیا تو آنے والی نسلیں خیال کرینگی کہ ہمارے آباؤ اجداد کا معیار صداقت بہت ہی ادنی تھا۔ (ڈاکٹر بارنس بشپ آف برمنگھم)

یہ علمبرداران مسیحیت کے قلوب کی حالت ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کے اسوۂ حسنہ کو ”سوسائٹی کے لئے تباہ کن“ اور ”انسانی زندگی کا وحشیانہ نصب العین“ قرار دیتے ہیں آپ کی ذات اقدس کو (معاذ اللہ) ”حوالہ پولیس کر دینے کے قابل“ سمجھتے ہیں۔ اور انجیل مقدس کو ”طلبائے مکاتب و مدارس کے لئے بہت ہی ادنیٰ نصاب تعلیم“ قرار دیتے ہیں۔ اور اس قرار داد کے نتیجے کے طور پر بھی اعتراف کرتے ہیں۔ کہ

۱۔ ہر اتوار کو انگلستان میں چوبیس ہزار مذہبی خطبے مختلف ممبروں سے دیئے جاتے ہیں۔ مگر ان خطبات کا ذرہ بھر اثر بھی لوگوں کے حالات میں نظر نہیں آتا۔ (ریویو ناٹ آرتھر)

۲۔ اس وقت عیسائیت کا کوئی گہرا اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں پر نہیں رہا۔ اور یہ چند دن کی بات ہے کہ تمام باشندگان انگلستان عیسائیت کے جوئے کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکیں گے (مسٹر ڈی پرنسپل وڈبرک کالج)

۳۔ بہت سے انگریزوں نے عیسائیت کو ترک کر دیا ہے لیکن ابھی تک اور کسی قسم کا مذہب انہوں نے اختیار نہیں کیا (آل سینٹس کانفرنس کے جلسہ کی تقریر)

بیزاری کا سبب

ان تصریحات کے پڑھ جانے کے بعد قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ لوگ جو تمام جہنات انسانیت کو مسیحیت کی دعوت دیتے ہیں۔ خود کیوں اس درجہ مسیحیت سے بیزار ہیں؟ جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی تعلیم کے ثمرات ان کے سامنے ہیں عیسائی دنیا میں سینٹ فرانسس ایک بہت بڑا مسیحی ولی گذرا ہے جس نے اب سے سو برس پیشتر اپنی عملی زندگی سے حضرت مسیح کے اسوۂ حسنہ کی ایک عدیم النظیر مثال پیش کی تھی۔ ۴ر اکتوبر ۱۹۲۶ء کو انگلستان میں مقدس سینٹ فرانسس کی سالگرہ پر بشپ آف برمنگھم نے حسب ذیل تبصرہ فرمایا ہے:۔

”اگر طبی نکتہ نظر سے سینٹ فرانسس کی زندگی کا امتحان کیا جائے تو اس سے ایک قسم کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے سینٹ فرانسس نے مجاہدۂ نفس اسی میں سمجھا تھا کہ روئی کے بجائے موٹی اون کے کپڑے پہنے اور کبھی غسل نہ کرے اور غلاظت سے اس کے جسم میں جو کرم پیدا ہو جائیں۔ انہیں نہ مارے۔ اور جب خارش سے سخت آزردہ ہو تو اپنے دوستوں کو جسم کھجلانے کے لئے کہے۔ وہ مرنے کے قریب ہذیان کا شکار ہو گیا تھا۔ اسے مسیح کی پیروی کا جنون تھا۔ اگر وہ ہمارے زمانے کی کسی نرس (دایہ) کے ہاتھ آ جاتا۔ تو وہ اسے ضرور جراثیم کش ادویات کے پانی میں غسل دیتی“۔

یہ ایک افضل ترین مسیحی ولی کا حلیہ ہے جسکو مسیح کی پیروی کا جنون تھا حضرت عیسیٰ کے اسوۂ حسنہ کی تقلید کے عملی نتائج یہی ہیں تو ظاہر ہے کہ سرزمین مغرب کے نازک طبع نفاست پسند باشندے اس قسم کی آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کا کیونکر حوصلہ کر سکتے ہیں؟ بالخصوص ان کالے لوگوں کی عقل و دانش پر افسوس ہے جو عیسائیت کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں

خبریں

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔
— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ابھی تک پوری طرح تندرست نہیں ہوئے دعا کی جائے۔
— ۵ اگست کو مری میں مولانا محمد یعقوب خان صاحب کا ایک لیکچر "مذہب اور زندگی" کے موضوع پر ہوا۔ خان بہادر راجہ محمد فاضل صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر آف سکولز صدر تھے۔

— مولوی عزیز بخش صاحب افسر صیغہ تحصیل تبلیغ انشاء اللہ ۱۴ اگست کو غرض تبدیل آب و ہوا ڈلہوزی تشریف لے جائیں گے۔ جناب خان صاحب چودھری محمد منظور الہی صاحب انکی جگہ کام کریں گے۔

— ہمارے محترم بزرگ جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم (جھنگ) کے صاحبزادے میاں غلام حیدر صاحب تمیم انسپکٹر پولیس کے عہدہ پر لدھیانہ تشریف لے گئے ہیں۔

— ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب فجی سے تحریر فرماتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی باقاعدہ قایم ہو گئی ہے۔ اس کی پہلی کانفرنس نہایت کامیابی سے یکم جولائی کو منعقد ہوئی۔ مرزا مظفر بیگ صاحب کانفرنس کے دو چار روز بعد واپس نا ندی چلے گئے۔ مفصل پھر۔

— میاں عبد الشکور صاحب لوکل محصل انجمن دو ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ ان کی جگہ چودھری محمد صادق صاحب کو لوکل محصل مقرر کیا گیا ہے۔ احباب لاہور نوٹ فرمالیں اور چندے وغیرہ چودھری محمد صادق صاحب کو ادا کیا کریں۔

— اسمبلی اور کونسلوں کے انتخابات قریب آرہے ہیں ملک میں انکا کافی چرچا ہو رہا ہے سکرٹری صاحب انجمن اعلان فرماتے ہیں کہ احباب سلسلہ ابھی کسی شخص سے ووٹ کے متعلق کوئی وعدہ نہ کریں بلکہ جماعت کے فیصلہ کا انتظار کیا جائے۔

— ڈاکٹر نظام الدین صاحب پشاوری کا خورد سال نواسہ بہت بیمار ہے
— چودھری فضل الحق صاحب ہیڈ کلرک کو قدرے افاقہ ہے۔
— جماعت کے اور بھی بہت سے احباب بیمار ہیں ان سب کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

— سید عبد المجید صاحب جج ہائیکورٹ کپور تھلہ تبدیل آب و ہوا کے لئے کشمیر تشریف لے گئے ہیں۔ انشاء اللہ آخر ستمبر تک وہاں قیام فرمائیں گے۔

انتقال پر ملال

بخدمت اخی المکرم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "پیغام صلح"

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میرا عزیز بھائی فیروز جو مجھ سے چھوٹا تھا۔ مورخہ ۴ اگست ۱۹۳۴ء کو بوجہ درد قولنج فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

میں نے غریب خانہ پر موجود نہ تھا۔ کہ برادر فوت ہوا جناب والاشان شاہ سوات سید عبد الجبار شاہ صاحب وزیر ریاست نے نہایت شدت کی گرمی کو برداشت کرکے قدم رنجہ فرما کر نماز جنازہ ادا کرکے ثواب دارین حاصل کیا۔ خدا تعالیٰ وزیر موصوف کو اجر عظیم دیکر دین و دنیا میں سرخرو کرے۔ آمین ثم آمین۔

آپ عزیز کی فوتیدگی کی اطلاع "پیغام صلح" میں تمام بھائیوں کی اطلاع کی خاطر درج فرماکر ثواب حاصل کریں۔ اور بھائیوں سے آگے استدعا نماز جنازہ کریں۔

مبلغ پانچ روپیہ مرحوم کی زکوٰۃ سے بنام خزانہ انجمن ارسال

ہندوستان

— مسلم یونیورسٹی نے اپنے کالج اور یونیورسٹی سکول کے علاوہ اپنی تمام درسگاہوں کا داخلہ بند کر دیا ہے۔ امسال داخلہ نہایت تسلی بخش رہا مجموعی تعداد گذشتہ سال کے اعداد و شمار کو مات کر گئی۔

— ریاست کپور تھلہ کے مسلمان لیڈر چودھری عبد العزیز صاحب کو جیل میں اے کلاس دے دی گئی۔ (اس خبر کی تردید ہو گئی ہے)

— پنجاب کے مشہور ہوا باز مسٹر جاولہ بدستور لاپتہ ہیں ان کی سرگرم تلاش ہو رہی ہے۔ بعد کی خبر پتہ ل گیا لندن میں ہیں۔

— جبل پور کے قریب دھیانا نامی اسٹیٹ میں ۱۳½ فٹ طویل انسانی پنجر ملا ہے جس کی ٹانگوں کی لمبائی ۔ ۔ ۔ دس فٹ ہے

— ۱۰ اگست کو شاہی مسجد لاہور میں ایک سکھ لڑکی ہرنام کور برضا و رغبت مسلمان ہوئی۔ جس کا نام زینب بی بی رکھا گیا ہے یہ لڑکی ایک معزز سکھ گھرانے کی بیان کی جاتی ہے۔

— وار دھا گنج ۱۰ اگست گاندھی جی کے برت کا آج چوتھا روز تھا۔ آپکی حالت بحیثیت مجموعی اچھی ہے امید ہے آپ یہ برت نہایت کامیابی سے ختم کرینگے۔

— کلکتہ ۱۰ اگست ہز ایکسیلنسی گورنر بنگال کل دوپہر بعزم انگلستان بمبئی روانہ ہو گئے۔ سر جان وڈ ہیڈ قائم مقام گورنر کی حیثیت سے کام کرینگے۔

— اخبار "النجم" لکھنو کا داخلہ ریاست حیدر آباد میں بند ہو گیا کیونکہ اس اخبار نے اعلیحضرت حضور نظام کے بعض فرامین کی عمداً غلط ترجمانی کی تھی۔

— کراچی ۱۰ اگست کراچی پولیس نے تین معزز افغانوں کو حکومت ہند کی ہدایت کے ماتحت گرفتار کر لیا ہے گرفتار شدگان میں آغا عبد الغفار خاں سابق قونصل مقیم کراچی بھی شامل ہیں محکمہ سیاسیہ کی طرف سے بیچ کارروائی کے آغاز تک انہیں قانون خارجیہ کے ماتحت کراچی جیل میں بند کر دیا گیا ہے۔

— شملہ میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہے

— عثمان آباد (ریاست حیدر آباد) میں شدید بارش کی وجہ سے سیلاب آیا ۸۰۰ مکانات گر گئے ڈسٹرکٹ جیل بھی منہدم ہو گئی۔

— چیف جج لاہور ہائیکورٹ کے زیر ہدایت پنجاب کی متعدد عدالتیں انسداد رشوت ستانی کی سرگرم کوشش کر رہی ہے

— مسز سروجنی نائیڈو عنقریب مدراس جانے کا ارادہ رکھتی ہیں بلدیہ مدراس نے ان کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (پنچ گنگ)

— امسال آل انڈیا میڈیکل کانفرنس کرسمس کے ایام میں دہلی میں منعقد ہوگی

— اسمبلی میں انڈین نیوی بل سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا

— لاڑکانہ (سندھ) ۸ اگست۔ سندھ کے دو مشہور ڈاکوؤں عبد الرحمن اور شیخ غلام حسین شاہ کو دادو کوٹ کے مقام پر شارع عام میں پھانسی دے دی گئی پولیس کا غیر معمولی انتظام تھا ضلع کے بڑے بڑے افسر اور دیہات کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں پھانسی کا نظارہ دیکھنے کے لئے جمع تھے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بھی موقع پر موجود تھا

— کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس بھی شملہ میں شروع ہے۔

ممالک خارجیہ

— امیر عبد اللہ والئے شرق اردن قیام انگلستان کے دوران میں ووکنگ مسجد میں بھی تشریف لے گئے۔ آپ کی خدمت میں ۲۹ جون کو مسلم سوسائٹی انگلستان کی طرف سے سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا گیا۔

— وائنا ۱۰ اگست۔ آج ڈاکٹر ڈولفس آنجہانی سابق چانسلر آسٹریا کی تعزیت کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ حاضرین کی تعداد ۳ لاکھ تھی۔ جدید چانسلر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اہل جرمنی سمجھ لیں کہ آسٹریا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اب ہم بھی ان کے خلاف ایسی ہی کارروائیاں کریں گے جیسی کہ وہ ہمارے خلاف کر رہے ہیں۔

— نیویارک ۱۰ اگست:۔ امسال امریکہ میں غیر معمولی گرمی پڑی۔ شدت گرما اور خشک سالی کی وجہ سے متعدد علاقوں میں سخت مصیبت کا سامنا ہے فصلیں تباہ ہو رہی ہیں اب تک پندرہ سو آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے چارہ کی کمی کی وجہ سے دس لاکھ مویشی سرکاری حکم سے شکاگو میں ذبح کئے جا چکے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اسی طرح پچاس لاکھ مویشی ذبح کر دئے جائیں گے۔

— بعض علاقوں میں سخت لو چل رہی ہے اور مقام اوماہا میں سایہ میں درجہ حرارت ۱۱۴ تک جا پہنچا ہے۔

— لندن ۱۰ اگست۔ آج لارڈ ولنگڈن ہندوستان کے لئے یہاں سے روانہ ہو گئے۔

— ہر ہٹلر نے ایک گفتگو میں کہا کہ جرمنی انگلستان اور آسٹریا پر حملہ کرنے کا مطلق ارادہ نہیں رکھتی۔ لیکن ہم یہ ضرور چاہتے ہیں۔ کہ آسٹریا ہم سے وہی تعلقات پھر قایم کرے جو پہلے تھے۔ جرمنی کی اقتصادی بحالی کے متعلق ہر ہٹلر نے کہا کہ دو تین سال کے اندر ہی دنیا دیکھے گی کہ ہم خود روئی اون اور دیگر خام اجناس تیار کر رہے ہوں گے۔ اور دیگر ممالک کے محتاج نہ رہیں گے۔

— برلن ۹ اگست:۔ حکومت جرمنی نے ایک نیا قانون بنایا ہے جس کی رو سے خاص سیاسی قیدیوں کی ایک محدود جماعت اور معمولی سیاسی قیدیوں کو عام معافی دیدی جائے گی لیکن ان لوگوں کو جو زبردست سازشوں فوجی رازوں کو ظاہر کرنے یا اقدام قتل اور اسی قسم کے دوسرے جرائم کے مرتکب ہوئے ہیں رہا نہیں کیا جائے گا۔

— برلن ۱۰ اگست:۔ ۳۱ جولائی کو جرمنی میں بے روزگاروں کی تعداد ۲۴ لاکھ ۲۶ ہزار تھی۔

— الجزائر میں مسلمان اور یہودیوں کے درمیان شدید فساد ہو گیا جس کی وجہ یہودی ساہوکاروں کا اقتصادی ظلم ہے۔ سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ ستائیس اشخاص ہلاک ہوئے۔ حکومت نے حفظ امن کے لئے غیر معمولی انتظامات کئے ہیں۔

— قاہرہ کی اطلاع ہے کہ ٹرکی کے ایک مشہور مصنف احمد ترکی پاشا گذشتہ ہفتہ فوت ہو گئے۔

— برلن ۸ اگست:۔ کل ٹینن برگ کے مقام پر فیلڈ مارشل فان ہنڈنبرگ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ تقریباً ۲ لاکھ ماتم دار وہاں موجود تھے جو ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے تھے۔

تار کا پتہ "مسلمان لاہور" — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ — لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۴ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۳۴ء — نمبر ۵۰

قرآن حکیم

(از جناب شوق دہلوی)

کچھ اسے زینتِ منزل سمجھے
اور کچھ گرمیٔ محفل سمجھے
کچھ تو سمجھے ہیں اسے طب کی کتاب
اور کچھ جادوِ بابل سمجھے
کچھ اسے رٹتے ہیں طوطے کی طرح
اس کا بس وہ یہی حاصل سمجھے
یہ تو آیا تھا ہدایت کے لئے
اس کا مقصد ہی نہ غافل سمجھے
اب عمل اور کتابوں پر ہے
اس کو سب ترک کے قابل سمجھے
کاسہ لیسانِ حریفانِ حق
اس کی تعلیم کو باطل سمجھے
منطق و فلسفہ کے سودائی
درس کے اسکو نہ قابل سمجھے
عقل پر جن کی پڑے ہیں پتھر
فہم کو اس کے وہ مشکل سمجھے
ہائے اس نعمتِ عظمےٰ کی قدر
خاک بھی تو نہ یہ جاہل سمجھے

اے خدا ہم کو عطا کر وہ دل
جو اسے رہبر کامل سمجھے
اور دے شوقِ عمل بھی ایسا
کسی مشکل کو نہ مشکل سمجھے

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب مولوی عبدالحق صاحب ایک اہم دینی خدمت کے لئے جنوبی ہندوستان کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ تمام احباب خصوصیت سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخیریت رکھے اور انکے مقصد میں کامیاب کرے۔ ان کی صحت عرصہ سے کمزور چلی آتی ہے

—— مولوی عزیز بخش صاحب ۱۳ اگست کی شب کو ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔

—— مرزا مسعود بیگ صاحب انچارج دفتر تحصیل طویل رخصت پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

—— نہایت افسوس سے اطلاع دیجاتی ہے کہ ہمارے محترم دوست خان ارشاد علی خاں صاحب ہری پور ہزارہ۔ کے دو صاحبزادوں پر مخالفین نے تلواروں اور کلہاڑیوں سے حملہ کرکے سخت زخمی کردیا۔ جس وقت یہ حادثہ پیش آیا ہے خانصاحب موصوف اپنے گاؤں ذیدہ گئے ہوئے تھے۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے یہ حادثہ مخالف مولویوں کی برانگیخت سے پیش آیا ہے۔ تمام احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خانصاحب کے صاحبزادوں کو صحت عاجل عطا فرمائے۔ اور مخالفین کو ہدایت دے۔

—— اسمبلی اور کونسلوں کے انتخابات قریب آ رہے ہیں ملک میں ان کا تیز چرچا ہو رہا ہے۔ سکرٹری صاحب انجمن اعلان فرماتے ہیں کہ احباب سلسلہ ابھی کسی شخص سے ووٹ کے متعلق کوئی وعدہ نہ کریں بلکہ جماعت کے فیصلہ کا انتظار کیا جائے۔

—— سکرٹری صاحب انجمن اعلان کرتے ہیں کہ:۔
جماعت لاہور سے تعلق رکھنے والے ایسے گریجویٹ احمدی نوجوانوں کی ضرورت ہے۔

(۱) جو دینی جد و جہد میں مستقل طور پر اپنی زندگی دینا چاہتے ہوں انجمن تین یا چھ ماہ کے تجربہ کے بعد گریڈ وغیرہ کا فیصلہ کرے گی سردست عارضی طور پر کچھ تنخواہ دیدی جائے گی جو ایک ماہ کام دیکھ کر طے ہوسکتی ہے۔

(۲) جو نوجوان اس وقت فارغ اور روزگار کے متلاشی ہوں اگر وہ لاہور میں رہ کر کچھ دینی کام کرنا پسند کریں تو انجمن ان کے قیام و طعام وغیرہ کا مناسب انتظام کر دے گی۔
اس سلسلہ میں جملہ خط و کتابت خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے کی جائے۔

—— امسال جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔ ان کے قیام ڈلہوزی سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے قیمتی خطبات جمعہ قلمبند کرکے ہمیں اشاعت کے لئے بھیج رہے ہیں۔ لیکن گذشتہ ماہ مولوی صاحب موصوف کے کچھ عرصہ کے لئے چنبہ چلے جانے سے بعض خطبات ناغہ ہو گئے۔ انشاء اللہ اب یہ سلسلہ پھر جاری ہو جائے گا۔

—— منشی رحمت اللہ صاحب منیجر لائیٹ علالت کیوجہ سے تین ہفتہ کی رخصت پر گئے ہیں۔ دعا کیجائے۔

—— چودھری فضل حق منیجر بکڈپو کو اب افاقہ ہے۔

—— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ چند روز ہوئے ہمارے مبلغ قاضی بشیر محمد صاحب احمدی علیپور ضلع مظفرگڑھ کی ہمشیرہ محترمہ ۳۶ سال کی عمر میں بعارضہ تپ دق انتقال فرما گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک خاتون تھیں سلسلہ سے بے حد محبت تھی۔ مرحومہ نے ایک نابالغ بچہ اپنی یادگار چھوڑا ہے کچھ عرصہ ہوا قاضی صاحب موصوف کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا تھا اس صدمہ میں ہمیں آپ سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

ایک مسلمان سب جج اور ہندوؤں کا پروپاگنڈا

ایک ہندو سررشتہ دار کے غبن کی حمایت ہندو اخبارات میں

جب دن سے پنجاب ہائیکورٹ کے نئے چیف جسٹس مسٹر ینگ نے ماتحت عدالتوں کو رشوت ستانی کے واقعات کی طرف توجہ دلائی ہندوؤں میں نہ معلوم کیوں بے چینی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں کہ مسٹر جسٹس ینگ کے اس طریق عمل اور انتباہ کو بنظر استحسان دیکھنے کے بجائے آئے دن وہ کسی نہ کسی رنگ میں اس پر خوف وحزن کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ عدالتوں کے ماتحت عملہ میں اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ جن کے بارہ میں ہندو اخبارات کو زیادہ حسن ظن نہیں۔ اور وہ ان کی پوزیشن کو خطرہ میں سمجھ کر شور و واویلا کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

ان کا یہ خطرہ بجا ہو یا بیجا بہرحال رشوت ستانی اور غبن کے ایک تازہ مقدمہ نے ان کی توجہ کو خاص طور پر اس طرف منعطف کر دیا ہے۔ یہ مقدمہ دہلی میں کچھ دنوں سے چل رہا ہے جو ایک مسلمان . . . . . . سب جج شیخ عبد الرحمٰن صاحب نے اپنے ماتحت رشتہ دار کی خیانت و غبن کو معلوم کر کے اس پر دائر کیا ہے۔ یہ سررشتہ دار ہندو ہے۔ اور اسی لئے جس دن سے یہ مقدمہ شروع ہوا ہے ہندو مہاسبھا سے لیکر ہندو اخبارات تک سب کے سب ناحق شور و واویلا برپا کر رہے ہیں کہ ایک مسلمان سب جج نے تعصب سے ہندو سررشتہ دار پر مقدمہ بنا دیا ہے اور دن رات یہ کوشش ہے کہ شیخ صاحب ممدوح کو نقصان پہنچانے کا کوئی ذریعہ تلاش کیا جائے۔ چنانچہ ہندو اخبارات میں بھی ان کے خلاف پروپاگنڈا کرنے پر زور دیا جا رہا ہے یہاں تک کہ لاہور کے ایک ہندو روزنامے نے اس بات کا خیال کئے بغیر کہ ایک زیر سماعت مقدمہ پر رائے زنی کرنی خلاف قانون ہے خواہ مخواہ ملزم کی بیگناہی کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا ہے۔ حیرت ہے کہ ان لوگوں کی عقلوں کو کیا ہو گیا اگر سررشتہ دار مذکور بے گناہ ہے تو عدالت خود اسے بری کر دے گی اور اگر وہ عدالت میں اپنے آپکو بے گناہ ثابت نہ کر سکا تو ایک قابل مجسٹریٹ کو اس کے ایک قابل تحسین کام پر محض اسلئے برا بھلا کہنا کہ وہ مسلمان ہے کہاں تک جائز ہو سکتا ہے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ مقدمہ کے فیصلہ سے پہلے اس پر کوئی رائے زنی نہ کی جائے۔ اور عدالت کو موقعہ دیا جائے کہ وہ کسی قسم کے فرقی پروپاگنڈا سے متاثر ہوئے بغیر مقدمہ کو انجام تک پہنچائے۔ اور اگر ملزم فی الواقعہ مجرم ثابت ہو تو اسے قرار واقعی سزا دے۔ ہندو اخبارات کا فرض ہے کہ تمام فرقی خیالات سے بلند ہو کر اور قانون کی حدود کے اندر رہ کر ایسے معاملات پر رائے زنی کیا کریں، رشوت ستانی اور غبن ایسے جرائم ہیں جن کو کوئی بھی مذہب اور قوم اچھا قرار نہیں دے سکتی اور عدالتوں میں ایسے جرائم کا شکار صرف مسلمان ہی نہیں ہندو بھی ہیں پھر یہ کیا ہے کہ جہاں کسی ہندو پر کوئی ایسا مقدمہ بنتا ہے اور بد قسمتی سے مقدمہ کی بنا کسی مسلمان کی طرف سے رکھی جاتی ہے تو ہندو اخبارات نتیجہ کا انتظار کئے بغیر فوراً ملزم کی حمایت پر کمربستہ ہو جاتے اور مجرم کو پکڑنے والے مسلمان کی حسن کارکردگی کا اعتراف کرنے کے بجائے اس کے درپے آزار ہو جاتے ہیں۔

کیا ہندو قوم جرائم کو پسند کرتی اور اس بات کو روا رکھتی ہے کہ عدالتوں میں رشوت ستانی اور غبن کا بازار گرم رہے؟ اگر نہیں تو کیوں قبل از وقت ملزم کی حمایت شروع کر دی گئی ہے اور ایک معزز مسلمان افسر کو بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ ہم پنجاب ہائیکورٹ کے لائق چیف جج مسٹر ینگ کی توجہ گرامی کو اس طرف منعطف کراتے ہوئے یہ عرض کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ جہاں انہوں نے رشوت ستانی کے خلاف آواز بلند کر کے عدالتوں سے ایک بہت بڑی لعنت کو دور کرنے کا تہیہ کیا ہے وہیں ہندو اخبارات کے ایسے پروپاگنڈا کے اثر سے مسلمان ججوں اور مجسٹریٹوں کو محفوظ رکھنے کا بھی اہتمام کریں۔ اور جرائم کا پتہ لگانے والوں کی قطع نظر اس بات سے کہ وہ ہندو ہیں یا مسلمان بہترین انعامات اور ترقیات سے حوصلہ افزائی کریں۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب سب جج دہلی قابل ستائش ہیں کہ انہوں نے ایک جرم کا پتہ لگنے پر کسی قسم کے مخالفانہ پروپاگنڈا کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے قانون کے حوالے کر دیا اور آپ ہی وہ پہلے سب جج ہیں جنہوں نے اپنی عدالت میں یہ نوٹس لکھکر لگایا کہ کوئی شخص عدالت کے کسی ملازم کو رشوت نہ دے اور اگر کوئی ملازم اس قسم کا مطالبہ کرے تو براہ راست جج صاحب کو مطلع کر دے۔ وہ ہر وقت ایسی شکایات سننے کیلئے تیار ہیں۔ چنانچہ اس کا جو نیک اثر پڑا اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ بد دیانت ملازموں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔ پس تمام پبلک کا اور خود گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ایسے متدین اور مصلح افسروں کی حوصلہ افزائی کرے۔ تا کہ اصلاح کا کام ترقی کرے۔

مولوی عنایت اللہ صاحب گجراتی کے چیلنج کی حقیقت

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

مولوی عنایت اللہ صاحب وزیر آبادی گجرات نے ۲۸ جون ۱۹۴۴ء کے "تنظیم اہلحدیث" میں، ایک "اطلاع نامہ" بنام حضرت امیر شائع کیا تھا جس میں بڑے تکبر سے لکھا تھا کہ "امید ہے کہ آپ موصوف کی طرح خائف نہ ہوں گے۔ بلکہ اس قلم کو حرکت دیں گے جو نومبر ۱۹۰۷ء میں آپ کو آنجہانی کی معرفت اسلئے دیا گیا کہ آپ ہمارے خلاف اعلیٰ مضامین تحریر کر سکیں"

الفاظ کا مطلب صاف ہے۔ کہ گویا مولوی صاحب کو دلائل کا ذخیرہ ایسا ہاتھ آ گیا ہے۔ جس سے ہماری جماعت کے بزرگ خائف ہو رہے ہیں۔ اس پر میں نے مولوی صاحب اور پبلک کے سامنے حضرت صاحب کے چیلنج کی اصل عبارت رکھ کر لکھا۔ کہ اس کے اصل مخاطب جیسا کہ حوالہ سے ظاہر ہے مولوی محمد حسین صاحب سرگروہ وہابیان تھے۔ وہ اس چیلنج کی اشاعت کے بعد قریباً بیس سال زندہ رہے۔ ان کو اور نہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہمعصر مخالف مولویوں کو اس مقابلہ کی کبھی جرأت نہ ہوئی۔ پھر جب نصف صدی کے قریب کوئی وہابی اس مقابلہ کے لئے نہ اٹھا۔ تو اب مولوی عنایت اللہ صاحب اپنی بھلائی کے لئے صحیح راہ یہ ہے۔ کہ اپنے دلائل پبلک کے سامنے پیش کریں۔ خود ان کے چیلنج کی حقیقت ظاہر ہو جائیگی۔ اور یہ کہ جب ہم ان کے بڑوں سے خائف نہیں ہوئے۔ جنہوں نے تکبر سے بڑے بڑے دعوے کئے تو ایسے آدمی سے خائف ہونا جس کا اپنی ہی جماعت پر کوئی اثر نہیں نہ جس کی کوئی علمی قابلیت ہے ایک بے معنی بات ہے۔

میری (اتنی سی) بات پر مولوی صاحب آپے سے باہر ہو گئے ہیں اور ہمیں پیغامی پکارنا شروع کر دیا۔ جب میں نے حضرت مسیح موعود کا اصل چیلنج جو توفی کے بارہ میں تھا بجنسہ نقل کر دیا تھا۔ تو بقول مولوی صاحب میں نے کونسی "سراسر غلط اور خلاف واقع" بات کی۔ بدیں وجہ **لا یکادون یفقھون قولا۔ یبغونھا عوجا** خود انہیں پر صادق آتا ہے۔ اس کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے۔ کہ میں نے کسی جگہ بھی ان کو ھبل کا درجہ نہیں دیا۔ لیکن ان کو خود ھبل بننے کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ دوسرے کلمہ گوؤں کو بت پوجک اور ضمیر فروش کہکر مولوی صاحب آزاد ضمیر اور بت شکن بنتے ہیں۔ لیکن حوصلہ اتنا ہے۔ کہ تیسرا شخص صحیح فیصلہ کی ایک راہ پیش کرے تو اس پر اتنی ناراضگی فرماتے ہیں کہ "کسی نزاع پر بھی کسی فریق کے پاس پبلک فیصلہ موجود نہیں"۔ لیکن کیا مولوی صاحب نے کبھی دوسرا پہلو بھی سوچا کہ منصف کا فیصلہ بھی ضدی فریق کبھی نہیں مانتا۔ ذرا محمد عبد اللہ صاحب روپڑوی و مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی نزاع باہمی میں فیصلہ دہندگان کی رائے پڑھیں کیا ان میں سے کسی نے منصفوں کی بات مان لی۔ بلکہ ہر ایک فریق خود ہی سچا بنتا ہے۔

اس لئے مولوی صاحب کے لئے صحیح راہ فیصلہ یہی ہے۔ کہ اپنے دلائل پبلک میں لائیں۔ دوسرا فریق بھی اپنے دلائل پبلک میں رکھدیگا۔ اس بات کا کوئی ٹھیکہ دار نہیں بن سکتا۔ کہ ساری کی ساری پبلک ایک شخص کے دلائل مان لے یا ایک منصف کا فیصلہ قبول کر لے۔ تیرہ سو سال سے اسلام اور عیسویت اور خود سنی شیعہ کا اندرونی جھگڑا نہ فریقین کے دلائل سے طے ہوا اور نہ منصفوں کے فیصلوں سے بلکہ برابر بطور سابق چلا جا رہا ہے۔ پھر مولوی صاحب ایسے کونسے دلائل اور کونسا منصف لے آئینگے جسے ساری دنیا قبول کر لیگی۔ باقی میری ارادت حضرت مولینا صاحب سے بطور ایک حق پرست بھائی کے ہے آپ اپنی جماعت کے بھائی اور خادم ہیں۔ تو میں اپنی جماعت کا بھائی اور خادم ہوں۔ آپ دوسروں سے وہ حق کیوں چھینتے ہیں جو اپنے لئے برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم خدا کے فضل سے آپ سے بڑھکر موحد ہیں آپ کی موحدیت میں تو مسیح کی فضیلت نے کئی داغ لگا رکھے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل سے ہم نے ان داغوں کو بھی دھو ڈالا ہوا ہے

ہمیں معلوم ہے کہ حضرت مولانا صاحب خدمت اسلام کے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ ہر ایک ایرہ غیرہ نتھو خیرہ کے لئے وہ وقت ضائع کرتے رہیں۔ جبکہ ایسوں کی خاطر کے لئے ان کے دوسرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲	یوم پنجشنبہ ۴ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۳ ہجری	نمبر ۵۰

قادیان کے منافق

ذہنی غلامی اور پیر پرستی کے عبرت انگیز نتائج

(۲)

قادیاں کے منافقوں نے جناب میاں صاحب کو جن ناقابل برداشت اور پریشان کن مشکلات میں مبتلا کر رکھا اور جس طریق پر وہ کاروبار خلافت میں اختلال پیدا کر رہے ہیں اس کی کیفیت ان کے خطبہ جمعہ کی بنا پر ۹۔ اگست کے مقالہ افتتاحیہ میں بیان ہو چکی ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ :۔

ہمیں ان مشکلات میں ان (جناب خلیفہ قادیاں) سے ہمدردی ہے ہم آیندہ صحبت میں چند مخلصانہ مشورے عرض کریں گے اگر ان پر عمل کیا گیا تو انشاء اللہ جناب خلیفہ صاحب کی مشکلات کا قطعی طور پر خاتمہ ہو جائے گا۔"

افسوس ۱۳۔ اگست کی اشاعت میں بعض دوسری ضروری چیزیں سامنے آگئیں اور ہم اپنے مخلصانہ مشورے عرض نہ کر سکے اب اس وعدہ کو پورا کیا جاتا ہے۔ ہم نے جناب خلیفہ صاحب کے خطبے کو کئی مرتبہ غور سے پڑھا۔ اس سے قبل وہ قادیانی منافقوں کے متعلق جو کچھ فرما چکے ہیں وہ بھی پیش نظر ہے قادیاں کے حالات بھی ہم سے پوشیدہ نہیں۔ ہم نے ان باتوں پر نہایت احتیاط اور گہری نظر سے غور کیا ہماری سمجھ میں جو کچھ آیا ہے اسے ازراہ ہمدردی و خلوص بارگاہ خلافت میں عرض کئے دیتے ہیں اور ہمیں یقین ہے جس نتیجہ پر ہم پہنچے ہیں وہ بالکل صحیح ہے۔

یہ ایک ظاہر بات ہے کہ قادیانی جماعت اور قادیان میں باہر سے منافق نہیں آتے بلکہ اس کے اندر ہی پیدا ہو رہے ہیں یعنی ایسا نہیں ہوتا کہ لوگ دھوکے سے قادیانی جماعت میں شامل ہو کر قادیاں کی سکونت اختیار کر لیں اور اس سے ان کی غرض محض کاروبار خلافت میں اختلال پیدا کرنا اور اس کے اندرونی رازوں سے واقف ہونا ہو۔ بلکہ منافقوں کی ہر کھیپ میاں صاحب کے مخلص مریدوں میں سے ہی تیار ہوتی ہے کیونکہ آج تک جناب میاں صاحب نے جس قدر منافقوں کو جماعت سے خارج کیا ہے وہ سب پہلے آپکے مخلص مرید تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت اور قادیان کے اندر کوئی ایسا فاسد مادہ موجود ہے جو جناب میاں صاحب کے مخلص مریدوں کو خطرناک منافقوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ان لوگوں کو پایۂ تخت خلافت کے اندر کچھ ایسے واقعات و مشاہدات سے واسطہ پڑتا ہے کہ ان کی عقیدت، منافقت و مخالفت میں بدل جاتی ہے۔ اگر جناب میاں صاحب منافقوں کی پیداوار کو بند کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے لازمی ہے کہ وہ اس فاسد مادہ کو دریافت کر کے اس کا انسداد کریں۔ ورنہ اصل مرض دور نہ ہوگا کیونکہ جب تک مرض کی جڑ موجود رہے گی حقیقی شفا حاصل نہیں ہو سکے گی بلکہ "اندر بیماری کا رہنا زیادہ خطرناک ہوتا ہے باہر کا تپ اگر ٹوٹ جائے اور اندر رہنے لگے تو وہ سل کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔"

جناب میاں صاحب اور ان کے مصاحب شاید اس فاسد مادہ کی تلاش میں کامیاب نہ ہو سکیں اس لئے ہم ان کو بتلائے دیتے ہیں کہ وہ فاسد مادہ پیر پرستی اور اندھی تقلید ہے۔ جناب میاں صاحب نے اسلام کے منشا اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے خلاف قادیاں میں پیر پرستی کی گدی قائم کی اور خود مطلق العنان خلیفہ بن کر اس پر متمکن ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ خلیفہ سے اختلاف کا اظہار ہرگز جائز نہیں جو وہ کہے بلا چون و چرا مانو۔ اس پر مطلق اعتراض نہ کرو اور کہا کہ مجھ پر پیچھے اعتراض کرنے والا بھی ننگا ہو جائے گا۔۔ اس طرح انہوں نے اپنی جماعت کی آزادی رائے کو فنا کر کے اپنی من مانی کارروائیوں کے لئے راستہ صاف کر لیا۔ لیکن وہ یہ بات بھول گئے کہ ہر وہ انسانی کام جو تنقید و احتساب سے محروم ہے جلد یا بدیر غلطیوں کا مجموعہ بن کر رہ جائے گا۔ بے شک خلیفہ قادیاں بہت بڑے آدمی ہیں لیکن آخر انسان ہیں ان سے غلطیوں کا سرزد ہونا ممکن ہے لیکن ان کی جماعت کا کوئی فرد ان کی غلطیوں کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتا۔ انسان طبعی طور پر اپنی رائے اور خیال کے اظہار کا خواہشمند ہے مگر قادیانی خلافت نے اس کو حرام قرار دے دیا ہے۔

اب صورت یہ ہے کہ ایک طرف تو خلیفہ صاحب جو چاہتے ہیں کرتے ہیں جو جی میں آتا ہے کہتے ہیں ان کو اپنے قول کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہے نہ وہ اپنے فعل کے لئے کسی جواز کے محتاج ہیں۔ وہ ہر امر میں اپنی خواہش اور رجحان کو مقدم رکھتے ہیں دوسرے کسی کی رائے ان کے سامنے نہیں ہوتی اس لئے بعض ایسی باتیں بھی ظہور میں آجاتی ہیں جن کو اصلاح پسند یا شکی مزاج طبیعتیں برداشت نہیں کر سکتیں۔ صاف طور پر وہ کچھ کہہ نہیں سکتے اس لئے اندر ہی اندر ایک مخالفانہ حرکت شروع ہو جاتی ہے جو بعض اوقات غلط راستہ بھی اختیار کر لیتی ہیں۔ دنیا کو دھوکا دینے اور اپنے بعض اصلاح پسند مریدوں کو قابو میں رکھنے کے لئے میاں صاحب قادیاں میں ہر برس مجلس مشاورت بھی منعقد کرتے ہیں لیکن اس کی حیثیت ایک ناٹک سے زیادہ نہیں۔ اس پر جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنے ایک مضمون میں مفصل روشنی ڈال چکے ہیں۔

اپنے مریدوں کی آزادی رائے کو بیدردی سے پائمال کرنے کے باوجود جناب میاں صاحب نے تنظیمی صورت کی بھی جدت پیدا کی ہے یعنی اختلاف عقائد کے باوجود بیعت کر لو لیکن اپنے اختلاف کو ظاہر نہ کرو۔ اختلاف عقائد و آرا کی موجودگی میں اس قسم کی پابندی اور غلامی جو آج کل قادیانی خلافت کا طرہ امتیاز ہے یقینی طور پر اندرونی بے چینی کا موجب ہوا کرتی ہے لیکن میاں صاحب ترقی تعداد کے شوق میں اس کا خیال نہیں کرتے علاوہ ازیں جناب میاں صاحب کے اکثر افعال نہایت رازدارانہ ہوتے ہیں ان رازوں کی حفاظت کیلئے انہیں اخفا کی چار دیواریاں کھڑی کرنی پڑتی ہیں اس کے متعلق ان کا کوئی مرید لب کشائی کرتا ہے تو اسے مرعوب کر کے خاموش کر دیا جاتا ہے۔ کوئی دوسرا آدمی اعتراض کرے تو "الفضل" اور "فاروق" سے گالیاں دلوائی جاتی ہیں۔ یہ طرز عمل بھی ان کے متعلق بہت سے شکوک اور بے چینیوں کا باعث ہے۔

مندرجہ بالا امور کے مدنظر ہم گزارش کریں گے کہ وہ اپنی جماعت کے آزادی رائے کے حق کو واپس دے دیں اور ہر معقول اعتراض اور تنقید کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالیں جس کے لئے ان کے پاس دلیل نہ ہو کوئی ایسا فعل نہ کریں جس کے لئے انہیں اخفا کی ضرورت پیش آئے انہوں نے محض ضد یا لاعلمی کی وجہ سے جو غلط عقائد وضع کر رکھے ہیں جن کے حق میں ان کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں ان کی بھی نہایت بہادری سے تردید کر دیں۔ اس طرح ان کی جماعت کے اندر منافقوں کی پیداوار بالکل بند ہو جائے گی اور مخالف سے مخالف منافق انہیں ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اگر میاں صاحب یہ کرنے کے لئے تیار نہیں تو ہر سال چھ مہینے کے بعد بعض لوگوں کو جماعت سے خارج کر دینے سے کوئی مفید نتیجہ بالکل مرتب نہ ہوگا۔ کیا امید کی جا سکتی ہے کہ ان مخلصانہ مشوروں پر ٹھنڈے دل سے غور فرمایا جائے گا؟

محولہ بالا مقالے میں جو بات عرض کی گئی تھی اس کی یاددہانی کی پھر معافی چاہتے ہیں یعنی ایک واقف کی اطلاع ہے کہ جناب خلیفہ قادیان کے منافقوں والے خطبے کی اصل وجہ مخفی تغیر کے راز کا افشا اور اس کے متعلق خفیہ خط کی "پیغام صلح" میں اشاعت ہے کیا یہ صحیح ہے؟

کثرت تعداد پر غرور بے جا

کثرت تعداد پر غرور جناب خلیفہ قادیان کی پرانی عادت ہے، چنانچہ محولہ بالا خطبہ میں بھی وہ اس کے اظہار سے نہ رک سکے ارشاد ہوتا ہے :۔

"حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جماعت میں جو شور اٹھا اس کا کیا حشر ہوا۔ اس فتنہ کے سرکردہ وہ لوگ تھے جو صدر انجمن پر حاوی تھے اور رعب کے طور پر کہا کرتے تھے کیا ہم ایک بچہ کی غلامی کر لیں۔ ۔۔۔۔ انہی لوگوں نے اس وقت بڑے غرور سے کہا تھا کہ جماعت کا اٹھانوے فیصدی

حصہ ہمارے ساتھ ہے اور دو فیصدی اُن کے ساتھ
مگر اب ...... دو فیصدی بھی اُن کے ساتھ نہیں
رہا۔ اور اٹھانوے فیصدی بلکہ اس سے زیادہ ہماری
جماعت میں شامل ہو چکا ہے"

بچہ کی غلامی والی بات کس نے اور کب کہی اس کے متعلق خلیفہ صاحب نے کچھ نہیں فرمایا۔ اس کا کوئی ثبوت دینے کی ضرورت بھی اُنہوں نے محسوس نہیں کی۔ غالباً اس لئے کہ وہ اپنے ارشادات کو دلیل اور ثبوت سے بالاتر سمجھتے ہیں باقی رہا فیصدی کا معاملہ۔ سو گزارش ہے کہ خلیفہ صاحب کا یہ ارشاد بالکل غلط ہے۔ پروپیگنڈا اور بے دلیل دعوے علیحدہ بات ہیں۔ لیکن اگر حقایق کو دیکھا جائے تو حضرت مسیح موعود کے خدام کا اٹھانوے فیصدی حصہ آج بھی جماعت سے وابستہ ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور نے حضرت مسیح موعود کے ستر خدام کی حلفیہ شہادتیں شایع کیں کہ ہم نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی نہیں کی۔ ہمارا عقیدہ شروع سے وہی ہے جو جماعت لاہور کا ہے۔ اور قادیانی جماعت سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی کم از کم ستر اسی قسم کی شہادتیں مہیا کرے جو آج تک پورا نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ مولوی شیر علی صاحب کو بھی جرأت نہ ہوئی۔ ان حقایق کی موجودگی میں یہ کہنا کہ اٹھانوے فیصدی لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ ایک بہت بڑا فریب یا خود فریبی ہے۔

اصول و عقائد۔ غلامانہ ذہنیت رکھنے والے آدمیوں سے زیادہ قیمتی ہیں۔ جماعت لاہور نے حضرت مسیح موعود کے ستر خدام کی طویل قطار کھڑی کر دی۔ جو پورے وثوق الیقین اور اطمینان قلب سے گواہی دیتے ہیں کہ اختلاف سے پہلے بھی ہمارا وہی عقیدہ تھا جو اب ہے۔ لیکن خلیفہ صاحب کے مریدوں سے ایک بھی مرد میدان نہ نکلا۔ پیر پرستی کی گدی قایم کر کے بے سمجھ اور خود فروش انسانوں کی ایک بھیڑ جمع کر لینی کوئی ایسا کمال نہیں جس پر ایک روشن خیال اور ایماندار آدمی فخر کر سکے ہر وہ ہوشیار اور زمانہ ساز شخص جو اپنے ضمیر کی آواز اور اسلام کے مفاد کو پس پشت ڈال کر پیروں ... والی چال چلے ایسا کر سکتا ہے۔

سرحدی احمدیوں پر قاتلانہ حملے

صوبہ سرحد اور اس کے ملحقہ اضلاع میں احمدیوں کے لئے نئی نئی مشکلات اور خطرات پیدا ہو رہے ہیں مخالفین نے اپنے تئیں دلائل و معقول ... سے تہی دست پا کر تیغ و خنجر کا سہارا لیا ہے۔ اور جگہ جگہ غریب و پر امن احمدیوں پر قاتلانہ حملے ہو رہے ہیں۔ گذشتہ سال راولپنڈی میں ملک فضل کریم صاحب کے صاحبزادے عبد العزیز صاحب پر حملہ ہوا۔ اس وقت ہم نے لکھا تھا کہ۔

"احمدیوں پر قاتلانہ حملوں کی وبا راولپنڈی سے تمام سرحد میں آسانی سے پھیل سکتی ہے۔
اس لحاظ سے کثیر التعداد سرحدی احمدیوں کی جانیں خطرے میں ہیں۔ ان کی حفاظت کا کوئی بندوبست ہونا چاہیئے"

اس آواز پر خاطر خواہ توجہ نہ کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مولویوں کی اشتعال انگیزیاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اس خبر سے تمام احباب کو رنج ہوگا۔ کہ چند روز ہوئے ہمارے دوست خان ارشاد علی خان صاحب ہری پور ہزارہ کے دو صاحبزادوں پر مخالفین نے کلہاڑیوں اور تلواروں سے حملہ کر کے سخت زخمی کر دیا۔ اور قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ یہ حادثہ مولویوں کی برانگیخت پر ہوا ہے پولیس، و دیگر حکام کا فرض ہے کہ وہ اس واردات کی نہایت تندہی اور احتیاط سے تحقیقات کر کے حملہ آوروں کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔ اس سلسلہ میں ان ملاؤں سے بھی سختی سے باز پرس ہونی چاہیئے جو اس قسم کی وارداتوں کے حقیقی طور پر ذمہ دار ہیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس کے نتایج نہایت ہولناک ہوں گے۔

ہز ہائنس نواب صاحب مانگرول

ہز ہائنس نواب صاحب مانگرول کا شمار ہندوستان کے اُن دو تین محترم و لایق عزت والیان ریاست میں سے ہے جن پر نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ ہندوستان کی تمام اقوام فخر کر سکتی ہیں۔ ممدوح کی اعلیٰ قابلیت۔ رواداری حسن انتظام روشن خیالی۔ مذہب پرستی اور علم دوستی حکومت اور پبلک سے یکساں طور پر خراج تحسین وصول کر چکی ہے۔ آپ نے اپنی مختصر سی ریاست کو اعلیٰ انتظام کے لحاظ سے ہندوستان کی بڑی بڑی ریاستوں اور صوبوں کے لئے نمونہ بنا دیا ہے۔ بظاہر آپ ایک چھوٹی سی ریاست کے فرمانروا ہیں۔ لیکن درحقیقت ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں اور لاکھوں شریف النفس و بالغ نظر غیر مسلموں کے دلوں پر اپنے اعلیٰ اوصاف کی وجہ سے حکومت کر رہے ہیں۔ ملک کا وہ کونسا حصہ ہے جسمیں جید قومی کام مانگرول کے چشمۂ کرم سے امداد نہ حاصل کر رہے ہوں۔ حضور نواب صاحب ممدوح گذشتہ دنوں سخت علیل ہو گئے اور شافی علاج کے بعد افاقہ ہوا لیکن کمزوری بدستور باقی ہے ممدوح کا وجود گرامی اسلامیان ہند کی ایک گرانبہا متاع ہے اس لئے ہم احباب سلسلہ و دیگر برادران اسلام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ نہایت خلوص دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ممدوح کو صحت عاجل و کامل عطا فرمائے۔ اور تادیر بسلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

مولانا عصمت اللہ مرحوم

(جناب ملک صادق علی صاحب عرفانی ایڈیٹر اخبار شیعہ لاہور)

مجھے مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مرحوم سے ذاتی تعارف تھا آپ اگرچہ فرقہ احمدی کے مبلغ تھے۔ لیکن آپ ہمیشہ مسلمانوں کے فرقہ وارانہ جھگڑوں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور غیر اسلامی جماعتوں میں ...... اسلام کی تبلیغ ان کا جزو ایمان تھا اور آپ حقیقی طور پر مبلغ اسلام کہلانے کے مستحق تھے۔ موجودہ زمانہ میں ایسے مبلغوں کی بیحد ضرورت ہے جو کہ آپس میں جھگڑوں کو ترک کر کے غیر اسلامی حلقوں میں اشاعت اسلام کریں۔ لیکن یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ ایسے مبلغوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو کہ ایک سچے مبلغ اسلام میں ہونی چاہئیں۔ آپ ایک سچے اسلامی خدمتگزار اور مسلمانوں کے دلی خیر خواہ تھے۔ اور ہمیشہ مسلمانوں کے مناقشات مٹانے کی کوشش میں رہتے تھے۔ آپ آریوں اور عیسائیوں کی خوب خبر لیتے تھے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ہندی اور سنسکرت اور بائبل کے خوب ماہر تھے۔ اسی وجہ سے ان کے مذاہب کی خامیاں ان کے سامنے پیش کر کے اور اسلام کی خوبیاں بیان فرما کر انہیں داخل اسلام کرتے تھے۔ بڑے سے بڑا آریہ اور عیسائی ان کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ اور آپ ہر میدان میں کامیاب رہتے تھے جس کی وجہ محض یہ تھی کہ آپ کے دل میں اسلام کا سچا جذبہ موجود تھا۔

"شیعہ" کے گذشتہ محرم نمبر کے لئے میں نے آپ کو ایک مضمون لکھنے کی فرمایش کی۔ آپ نے باوجود بیمار ہونے کے اس خدمت کو انجام دیا اور ایک مضمون بعنوان "شہادت اور اُس سے ایک سبق" تحریر فرمایا جو محرم نمبر میں شایع کیا گیا۔ جس میں موصوف نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اپنی دلی عقیدت کا ثبوت دیا ہے۔ اور ... میں مسلمانوں کو اپنے اختلافات ترک کر کے متحد ہونے اور اسوۂ حسینی پر عمل کر کے اسلام کی حفاظت کی دعوت دی تھی۔ افسوس! کہ آج اسلام کا ایک سچا خیر خواہ اور مسلمانوں کا دلی رفیق ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا جس کی تلافی بظاہر مشکل نظر آتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۵

پھر ایک جگہ لکھتے ہیں

چوں شمار اشت یہود اندر کتاب پاک نام
پس خدا عیسیٰ مرا کرد است از بہر یہود
ورنہ از روئے حقیقت تخم ایشاں نیستم۔
نیز من ہم ابن مریم نیستم اندر وجود

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۶)

مجازی کی مثالیں

کسی اسم کے مجازی اطلاق کے لئے کثرت صفات وغیرہ لازمی ہیں اور اس کی مثالیں جسقدر چاہو موجود ہیں مثلاً

(۱) جو چیز زیادہ سخت یا بھاری ہو اُسے مجازاً لوہا یا پتھر کہہ دیتے ہیں۔ لیکن تھوڑی سخت یا تھوڑی بھاری چیز کو پتھر یا لوہا نہیں کہتے۔ بلکہ اگر ہم مٹی کو پتھر کا خطاب دینا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ مٹی بلحاظ سختی پتھر کی مانند ہو ورنہ اُسے پتھر کہنا جائز نہ ہوگا۔

(۲) دن کے وقت جب تاریکی زیادہ چھا جائے اور اس کثرت سے تاریکی ہو کہ رات کی مانند اندھیرا ہو جائے تو تاریکی کی کثرت کی وجہ سے ہم دن کو رات مجازاً کہیں گے۔ مگر حقیقتاً وہ رات نہ ہوگی بلکہ دن ہی ہوگا۔

(۳) اگرچہ دنیا میں ہر انسان کچھ نہ کچھ خوبصورتی ضرور رکھتا ہے لیکن جب کوئی خوبصورتی میں اسقدر بڑھ جائے کہ دوسروں سے ممتاز ہو جائے یا یہ کہ اُسے خوبصورتی سے اس کثرت سے حصہ دیا جائے کہ وہ دوسروں سے بڑھ جائے تو اُسے امتیازی طور پر مجازاً یوسف کہہ دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی اور بھی اس قدر خوبصورت ہو تو وہ بھی مستحق ہے کہ اسیطرح یوسف کہلائے۔

(۴) جب کسی پھل کا رنگ بہت سرخ ہو تو سرخی کی کثرت کی وجہ سے اُسے مجازاً "بنات" کا نام دیدیتے ہیں۔ حالانکہ بنات ایک کپڑا ہے۔

(۵) کسی میٹھی شے کو بوجہ کثرت مٹھاس شہد کہہ دیتے ہیں۔ شہد کو شہد کہنے کے لئے کثرت مٹھاس کی شرط نہیں لگاتے کیونکہ وہ تو میٹھا ہوتا ہی ہے۔ لیکن غیر شہد کو شہد کہنے کے لئے

تعریف نبوّت حقیقی و مجازی

قادیانی جماعت سے فیصلہ کی ایک آسان صورت

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب وی)

(۲)

مجازی نبوت

حقیقی نبوت کی تعریف کے بعد اب ہم مجازی نبی کی تعریف کی طرف آتے ہیں حضرت مسیح موعود مجازی نبی ہیں۔ خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق لفظ نبی اور رسول کا استعمال کیا ہے۔ مگر غیر حقیقی معنوں میں۔ اسی آپ کی نبوت کو مجازی نبوت کہا جاتا ہے۔ قادیانی حضرات اس کا انکار تو کر نہیں سکتے۔ لیکن مجازی نبی کی تعریف کو حقیقی نبی کی تعریف بنانے کی کوشش ضرور کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کی اصطلاح میں۔ نبیوں کی اصطلاح میں اور مجدّدوں کی اصطلاح میں اور حضرت مرزا صاحب کی اصطلاح میں جسے نبوت کہا گیا ہے۔ وہ حقیقی نبوت ہی ہے۔ کیونکہ خدا اور نبیوں کی اصطلاح اگر حقیقی نہیں تو پھر کس کی اصطلاح حقیقی ہوگی۔ مگر یہ غالی لوگ نہیں خیال کرتے کہ خدا اور اس کے انبیاء بھی تو مجازی معنوں میں الفاظ کا استعمال کرتے ہیں پس اگر مجازی معنوں کی رو سے خدا اور نبیوں کی کوئی اصطلاح ہو تو اُسے حقیقی معنوں میں کیونکر استعمال کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں خدا تعالےٰ نے لفظ "اُم" کی یہ تعریف کی ہے کہ تمہاری مائیں حقیقتاً وہی ہیں جنہوں نے تمہیں جنا ہے۔ اسی قرآن مجید میں آنحضرت صلعم کی بیویوں کو بھی مؤمنوں کی مائیں ٹھیرایا ہے۔ حالانکہ مؤمن ان سے پیدا نہیں ہوئے۔ اب خدا کے ہی کلام میں دونوں قسم کی مائیں موجود ہیں۔ یعنی جنہوں نے مسلمانوں کو جنا وہ مسلمانوں کی حقیقی مائیں ہیں۔ اور آنحضرت صلعم سے چونکہ ہماری روحانی پیدائش ہے۔ اس لئے آپ کی بیویاں ہماری مجازی مائیں ہیں۔ مگر مرتبہ میں وہ ہماری حقیقی ماؤں سے ہزاروں درجہ بڑھ کر ہیں۔[1] بلاشبہ وہ خدا کی اصطلاح میں بھی مائیں ہیں۔ نبیوں کی اصطلاح اور خود حضرت خاتم النبیین کی اصطلاح میں اور جماعہ مومنین کی اصطلاح میں مائیں ہی ہیں۔ مگر بایں ہمہ وہ مجازی مائیں ہی ہیں۔ اسی طرح گو حضرت مرزا صاحب خدا کی اصطلاح میں اور انبیاء کی اصطلاح میں اور مجدّدوں کی اصطلاح میں نبی ہیں۔ مگر بہر حال مجازی نبی ہی ہیں۔

مجازی نبی کی تعریف

قادیانی احباب کہتے ہیں کہ نبوت کی اصل تعریف یہ ہے کہ خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہو۔ اور اس میں امور غیبیہ بکثرت ہوں تو یہی نبوت ہے۔ چنانچہ وہ اپنے اس قول کی تائید میں حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر پیش کرتے ہیں۔

"جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔"

(حقیقت الوحی صفحہ ۳۹)

(۲) "واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے امور غیبیہ اُس پر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے کسی دوسرے پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔"

(۳) "جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ انکو یہ حصّہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔"

(حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۰-۳۹۱)

(۴) "مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قایل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں ولکل ان یصطلح۔"

(تمۃ حقیقت الوحی صفحہ ۶۸)

(۵) "جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اُس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔" (الوصیت صفحہ ۱۱)

خلاصہ

ان پانچ حوالوں سے ثابت ہے کہ وحی الٰہی سے کثیر مکالمہ مخاطبہ جس میں کثرت سے غیب کی خبریں ہوں نبوت کہلاتا ہے اور بلا کثرت نبی کے لفظ کا اطلاق جائز نہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ تعریف مجازی نبوت کی ہے۔ کیونکہ:۔

(۱) حقیقی نبوت کی تعریف میں نبی کے لئے اُمتی نہ ہونا شرط ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور یہ شرط یہاں مفقود ہے۔ بلکہ اس کے برعکس اُمتی ہونا حوالہ نمبر ۳ و ۴ میں صاف مذکور ہے۔

(۲) اس تمام تعریف نبوت کے باوجود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

(ا) انی سمیت نبیا علی لسان خیر البریا یدل ذالک امر ظلی من برکات المتابعۃ

(ب) سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔

(ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۴-۶۵)

یعنی آنحضرتؐ کا مجھے نبی کہنے سے مراد ظلی نبی ہے۔ اور خدا نے جو مجھے نبی کہا ہے یہ حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ مجازی طور پر میرا نام رکھا گیا ہے۔ پس ان صریح الفاظ سے ثابت ہو گیا کہ پانچوں پیش کردہ حوالوں میں نبوت یا نبی سے مراد مجازی نبوت ہی ہے۔

(۳) تیسری وجہ جو علمی اور عقلی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حوالجات پیش کردہ میں جس نبوت کا ذکر ہے وہ مجازی نبوت ہی ہے۔ یہ ہے کہ نبی کہلانے کے لئے جو کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ کی شرط پیش کی گئی ہے یہ شرط صرف مجازی نبوت ہی کی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہم جب کبھی کسی شے میں بعض صفات کی کثرت دیکھتے ہیں۔ تو ہم اسے دوسری شے کا نام دیدیتے ہیں اور وہ صفات اس دوسری شے کے لئے ذاتی یا اصلی ہوتے ہیں مثلاً شیر بہادری کے لئے مشہور ہے۔ لیکن اگر ایک انسان میں دوسروں کی نسبت زیادہ بہادری ہو تو اسے ہم کبھی شیر کی مانند اور کبھی شیر ہی کہہ دیتے ہیں۔ جب تک کسی میں بہادری بلحاظ کمیت اور کیفیت دوسرے انسانوں سے بڑھکر نہ ہو ہم اسے شیر یا رستم کا خطاب نہیں دیتے۔ ایسے نام دینے کو اصطلاح میں مجازی نام کہتے ہیں۔ اور ایسا کرنا جائز ہے اور اسی کو امام رازیؒ نے اس طرح لکھا ہے:۔

"اطلاق اسم شئے علی ما یشابہ فی اکثر خواصہ وصفاتہ جائز حسن۔" (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۶۸۹)

غرض جب بھی ایک شے کا نام دوسری شئے کو بوجہ صفات و خواص میں کثرت مشابہت دیا جائے تو یہ اطلاق مجازی ہی ہوتا ہے۔

احمدیوں کے سمجھنے کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے۔ کہ اصل "ابن مریم" تو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام صاحب انجیل ہیں لیکن بوجہ مشابہت تامہ کے حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالےٰ نے "ابن مریم" کے نام سے بار بار پکارا ہے۔ ہر احمدی حضرت مرزا صاحب کو ابن مریم مانتا ہے۔ مگر وہ حقیقی ابن مریم نہیں ہیں۔ بلکہ مجازی طور پر ہی وہ "ابن مریم" ہیں۔ اسی واسطے حضرت مرزا صاحب خود فرماتے ہیں:۔

"میں نے یہ ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام مجھ پر لگائے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ[2]

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۰)

---

[1] اس مثال سے ایک دوسری بات کا بھی حل ہو جاتا ہے وہ یہ کہ جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں باوجود ہماری مجازی مائیں ہونے کے ہماری حقیقی ماؤں سے مرتبہ میں ہزاروں درجہ بڑھ کر ہیں اور ان کا مرتبہ میں بڑا ہونا انکو حقیقی مائیں نہیں بنا دیتا۔ اسیطرح اگر یہ حضرت مسیح موعود مجازی نبی نہیں لیکن حقیقی نبی حضرت عیسیٰ سے تمام شان میں بہت بڑھ کر ہیں۔ اور آن کا یہ بڑھ کر ہونا ان کو حقیقی نبی ثابت نہیں کر سکتا۔ فقد بڑھ جانا احص بالعقل والایمان۔

[2] اس وقت یہ الزام میاں صاحب لگا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔ "خدا تعالےٰ نے اس آنے والے ہی کو...... مثیل مسیح نہیں کہا۔ بلکہ مسیح ہی کہا ہے" (انوار خلافت صفحہ ۱۷۴)

حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام)

مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم نے ۲ ۵ سال کی عمر پا کر انتقال فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپکی پیدائش سنہ ۹۲ء کی تھی جو مسیح موعود علیہ السلام کے دعوٰی کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہوش سنبھالتے ہی حضرت صاحب کا چرچا سنا ہوگا۔ کیونکہ آپ کی عمر کی ترقی کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود کا شہرہ بھی چاردانگ عالم میں بلند ہوتا گیا۔ حضرت صاحب کی وفات کے وقت آپ جوان تھے۔ خیالات کی پرورش چونکہ نئے زمانہ میں اور تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ میں ہوئی تھی۔ اس لئے ابتدائے سن بلوغت ہی سے آپ کو مذہبی ذوق تھا آپ عربی و فارسی کے متبحر عالم تھے۔ آپ اہل تشیعہ اور اہل سنن کی جملہ معتبر کتب حدیث و فقہ کے علاوہ عیسائی اور آریہ مذہب سے بھی پورے واقف تھے۔ مدرسی کے زمانہ میں بھی اور اس کے بعد کوآپریٹو سوسائٹی کی ملازمت کے دوران میں بھی اہل علم سے آپکا مذہبی تبادلہ خیالات کا سلسلہ متواتر جاری رہا۔ اس کے بعد جب خلافت اور کانگریس کا زمانہ آیا تو آپنے نہایت تن دہی سے ملکی تحریک میں بھی کام کیا اور اپنا مذہبی شغل بھی بدستور جاری رکھا۔

سنہ ۲۰ء میں آپ لاہور انجمن کے جلسہ پر تشریف لائے اس موقعہ پر آپ کچھ کتابیں مطالعہ کے لئے لے گئے۔ پھر سنہ ۲۲ء میں آپ نے باقاعدہ بیعت کی اور اپنی عالمگیر شہرت کو جو کانگریس اور خلافت کی تحریک کے صلہ میں تمام ہندوستان میں ہو چکی تھی مولانا محمد علی صاحب کے ہاتھ پر قربان کر دیا اور اس کے عوض فردوس خریدی اور اپنے آپکو خدمت اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ سنہ ۲۲ء سے لیکر سنہ ۳۳ء کے آخری ایام تک آپنے جو جو خدمات دین متین کی کی ہیں وہ . . . . . وابستگان سلسلہ احمدیہ اور غیر از جماعت اصحاب کو بخوبی معلوم ہیں۔ عیسائیوں۔ آریوں اور قادیانیوں سے آپ کے بے شمار مناظرے ہوئے۔ احمدیت کے متعلق مولویوں سے بھی بہت مناظرے ہوئے۔ چنانچہ آپ کا آخری مناظرہ جو سالانہ جلسہ پر لال حسین کے ساتھ ہوا وہ ابتک احباب کو یاد ہے کہ کس خوبی سے ہوا۔ قرد اور خبازیر کا تو آجتک یہ مولوی کوئی جواب نہیں دے سکے۔ آپ کے مختصر سے وجود میں بیشمار خوبیاں مجتمع تھیں۔

عوام الناس کی اور بالخصوص مسلمانوں کی بہبودی کے کاموں میں آپ ضرور حصہ لیتے تھے۔ اگر آپ ٹمپرنس سوسائٹی کے ممبر تھے تو دوسری طرف آپ کشمیر کمیٹی میں بھی کام کر رہے تھے۔ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے کہ ہندوستان ہمیشہ سے قایم ہے اور ہم ہیں کہ ہندو ہے اور ہم مسلم۔ جبتک یہ دونوں ملے رہینگے تو لفظ ہم قایم رہیگا۔ اور ہم ہندوستان کے رہیں گے۔ لیکن ان سب حالتوں پر آپ مذہب کو مقدم رکھتے تھے۔ اگر کوئی آریہ رسول خدا یا اسلام پاک پر کوئی اعتراض کرتا تو باوجود ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی ہونے کے آپ سینہ سپر ہو کر اس کا مقابلہ کرتے تھے۔ چنانچہ کتاب رنگیلا رسول کے مقدمہ میں سب سے پہلے اور آخر تک جس شخص نے کام کیا وہ مولانا محمد عصمت اللہ مرحوم ہی تھے۔

۲۔ آپ کو لغویات کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اور اس میں ماہر تھے۔ یہ بات ایک کامیاب مبلغ کے لئے اشد ضروری ہے۔ چنانچہ جب فتنہ ارتداد کی ابتدا میں مرکز کی طرف سے ہم آٹھ آدمی کام کرنے گئے تو دو دو کا وفد بنکر علاقہ ارتداد میں پھیل گئے۔ میرا ساتھ مولانا مرحوم کے ہمراہ قرار پایا۔ آپنے فرمایا کہ یہ لوگ (ملکانے) بالکل جاہل ہیں۔ مذہب کی فلسفیانہ باریکیوں کو نہیں جانتے۔ اور نہ ہی میں ان کو عملیات کے غلط طریقے پر اکتفا کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ حالانکہ اکثر ملانوں نے یہ طریق اختیار کر رکھا ہے۔ اس لئے آؤ اور ایک ترکیب کریں چنانچہ آپ نے یکصد ہندوؤں کی مذہبی تصاویر خرید فرمائیں۔ اور ہندو کتب ہمراہ لیکر ایک گاؤں میں پہنچا۔ مجھے حکم دیا کہ تصاویر کی دوکان لگا لو۔ چنانچہ میں ایک کپڑے پر تصاویر بچھا کر بیٹھ گیا۔ معاً بہت سے دیہاتی جمع ہو گئے اور تصویریں دیکھنا شروع کیں اور ہم سے پوچھنے لگے۔ یہ کن جناب کی تصویر ہے۔ یہ کون ہیں۔ وغیرہ۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق ہندو کتب سے ان تصاویر کے واقعات سنانے شروع کر دئے۔ جو بے حد شرمناک تھے نتیجہ یہ ہوا کہ تیسرے دن سارا گاؤں مسلمان ہو گیا۔ اسی طرح جب آپ میوات کے علاقہ میں گئے تو صوفیائے کرام کے حالات سنا کر ان کو مسحور کر لیا۔ اور آخر میں کہدیا کہ جس طرح ملانوں نے ان صوفیائے کرام کے اقوال کو نہ سمجھکر ٹھوکر کھائی اور کفر کا فتوٰی لگایا اسیطرح حضرت مرزا صاحبؒ کے اقوال سے غلط نتیجہ نکال کر اس سچے خادم دین کو برا بھلا کہا۔

۳۔ آپ کی طبیعت پر خوف و ہراس بالکل نہ تھا۔ لاغر جسم کے مقابلہ میں دل ہزارہا گنا زیادہ قوی تھا۔ بڑے سے بڑا عالم مقابلہ پر ہوتا تو گھبراتے کبھی نہ تھے۔ اور ہمیشہ کامیاب رہتے ان کا یہ حوصلہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے دل میں صداقت اور ایمان تھا۔ آپ جس مقام پر کھڑے تھے۔ وہ ایک مضبوط چٹان تھی جہاں سے قدم کا پھسلنا ناممکن تھا۔ ایک صحیح اعتقاد تھا جو بڑے سے بڑے باطل سے کبھی دبتا نہ تھا۔

۴۔ علم کی محبت جسقدر آپ کو تھی وہ کم لوگوں میں دیکھی گئی ہے۔ آپکی آمدنی کا بیشتر حصہ کتب کی خریداری پر صرف ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے اطلاع دی کہ متھرا میں ایک کتب فروش کے پاس سنہ ۱۸۷۵ء ایڈیشن کا ستیارتھ پرکاش ہے۔ میرے پاس روپیہ نہ تھا ورنہ میں خرید لیتا۔ آپ فوراً متھرا پہنچے میں بھی ہمراہ تھا اور جاتے ہی اس دوکاندار سے کتاب مذکور کا ذکر کیا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک غریب آریہ برائے فروخت میرے پاس رکھ گیا تھا۔ مگر اب واپس لے گیا۔ آپ نے اس کو دس کا نوٹ دیدیا کہ جس طرح بنے کام چھوڑ کر بھی اس کو جاکر تلاش کرو۔ کتاب کی جو قیمت وہ کہیگا دیدونگا۔ اور تمہارا کمیشن الگ ہوگا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فراہمی کتب کا آپکو کسقدر شوق تھا۔

وفات کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق جب آپ کا سامان دیکھا گیا تو ایک میز۔ دو کرسی۔ ۳ چارپائی اور چند دیگر معمولی اشیاء کو چھوڑ کر سوا کتب کے اور کچھ نہ تھا۔ آپ کو اپنی نہایت محنت کے فراہم کردہ کتب کا اسقدر خیال تھا کہ اپنے بعد سوا انجمن کے کسی کو اس کا اہل نہ سمجھا۔ اور اس کے نام وصیت کر دی۔

۵۔ کہاں تک لکھا جاوے۔ بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ مگر سب سے ممتاز بات جو آپ کی زندگی میں قابل تقلید ہے وہ احمدیت کی محبت اور تڑپ تھی۔ اگر کوئی ذرا سا بھی حضرت مسیح موعود یا سلسلہ عالیہ کے متعلق اعتراض کرتا تو خواہ کتنا ہی گہرا دوست یا رشتہ دار کیوں نہ ہوتا۔ فوراً مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ ایک مرتبہ فیروز آباد کے جلسہ پر ایک مولوی نے کچھ مخالفت کی تو وہیں جلسہ میں ہی اس سے مناظرہ شروع کر دیا۔ اسیطرح آگرہ کے جلسہ میں اور اسی طرح اچھنیرے میں ان کے جوش ایمانی کے نظارے دیکھنے میں آئے۔

ہر وقت احمدیت کی تبلیغ کا سلسلہ جاری تھا۔ چنانچہ آپ کے ذریعہ قریب پانصد احباب سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کے متعلق آپ کے دل میں ایک خاص عقیدت تھی۔ مانگرول میں آپ کو سرسام ہو گیا۔ تو حالت بیہوشی میں حضرت امیر کو ہی یاد فرماتے رہے۔ اب بھی مقام سائلی میں اکثر آپ کو یاد کرتے رہتے اور خواہش کرتے تھے کہ آپ کی موت حضرت امیر ہی کے قدموں میں ہو۔ اور آپ ان کا جنازہ پڑھائیں چنانچہ وفات سے آدھ گھنٹہ پیشتر حضرت امیر کو کئی مرتبہ یاد کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ط

(بقیہ صفحہ ۸)

لیجائیں۔ لڑکی یا تو خود بھاگ کر جاتی ہے یا کوئی زبردستی اٹھاکر لیجاتا ہے۔ تیسری صورت نہیں ہو سکتی اگر اس کی مرضی نہ ہو تو لازمی طور پر وہ یا لڑائی کریگی یا شور مچائے گی جس طرح گوری دیوی نے کیا۔ مستند واقعات سے ثابت ہو چکا ہے کہ گوری دیوی اپنی خوشی سے خان کے لڑکے کے ساتھ گئی اور برضا و رغبت مسلمان ہو کر اس سے نکاح کیا۔ البتہ اس کی واپسی اس کی مرضی کے خلاف جبراً ہوئی ہے۔ پیغام صلح) جو لڑکی خاموشی سے کسی غیر شخص کے ساتھ چلی جائے اس متعلق یہ کہنا کہ اغوا ہوا انتہا درجہ کی غلط بیانی ہے حقیقی اغواؤں کا علاج پولیس کرتی ہے۔ مجرموں کو گرفتار کر کے سزا دلاتی ہے۔ ہمیں ان کے متعلق زیادہ تشویش کی ضرورت نہیں ہاں دلچسپی ضرور لینی چاہیئے۔ کیونکہ مجرموں کو سزا دلانا ہر شہری کا فرض ہے لیکن بظاہر اغوا اور بباطن فراری یا زیادہ موزوں لفظاً ان کے لئے عشق ہے کی حیثیت رکھنے والے واقعات کا علاج پولیس کیا گورنمنٹ بھی نہیں کر سکتی، موجودہ قانون میں ہر بالغ لڑکی کو حق حاصل ہے کہ جس مرد کے پاس جاکر رہنا چاہے اس کے پاس چلی جائے۔ امرتسر کی ہرنام کور کے واقعہ میں ہم نے کیا دیکھا یہی کہ عدالت نے اسے مسلمان کے ساتھ جانے کی اجازت دیدی جب اس نے کہا کہ میں مسلمان ہی کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ کراچی کی مس لال کا واقعہ بھی اسی زمرے میں رکھا جانا چاہیئے۔"

دیویوں کے بھاگنے کے وجوہ

آگے چلکر ناز صاحب دیویوں کے "رضاکارانہ اغوا" کے حسب ذیل وجوہ لکھتے ہیں۔

مکتوب مفتوح

بنام مولوی فضل الرحمٰن صاحب امیر جماعت قادیانیہ سامانہ (ریاست پٹیالہ)

مخدوم المکرم جناب مولوی فضل الرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اخبار الفضل مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۴ء میں ناظر صاحب امور عامہ قادیان کی طرف سے مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا تھا۔ جو امید ہے کہ آپ کی نظر سے بھی گذرا ہوگا۔ کہ

"مسمی ستارا ساکن بھاگی ننگل کو اپنی لڑکی کی شادی غیر احمدی کے ساتھ کر دینے کی وجہ سے جماعت احمدیہ سے خارج کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عبداللہ ساکن بھاگی ننگل و بالا و عبدل ولد اللہ دتا کو جو اس شادی میں شامل ہوئے تھے۔ ۵-۵ روپے جرمانہ کیا جاتا ہے۔"

اخبار مذکور کا مندرجہ بالا اعلان پڑھ کر مجھے نہایت حیرت ہوئی۔ کہ جب آپ کی جماعت کا یہ مسلمہ فیصلہ ہے۔ کہ ہر وہ شخص جو موجودہ قادیانی خلافت کے حلقہ مریدی میں شامل ہے "اپنی لڑکی کی شادی غیر احمدی کے ساتھ کر دینے کی وجہ سے جماعت احمدیہ (قادیان) سے خارج کیا جاتا ہے۔" بلکہ شادی میں شامل ہونے والے اشخاص پہ ۵-۵ روپیہ جرمانہ کیا جاتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جرم کی نوعیت نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ تو کیا باعث ہے کہ آپ لوگوں نے اپنی جماعت کے مخلص اور پرجوش ممبر میاں محمد ابراہیم صاحب سقہ کو جنہوں نے بجائے ایک کے اپنی دو لڑکیوں کا نکاح غیر احمدیوں سے کیا "جماعت" سے آج تک خارج نہیں کیا۔ حالانکہ آپ اور آپ کے خلیفہ صاحب کے عقائد کی رو سے غیر احمدی یقیناً کافر ہیں۔ کیا یہاں وہی مثال تو صادق نہیں آتی۔ کہ ہاتھی کے کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور۔

بلکہ مسئلہ "کفر و اسلام" کے متعلق اب بھی جب کبھی میاں محمد ابراہیم صاحب مذکور سے گفتگو ہوتی ہے۔ تو وہ یہی جواب دیا کرتے ہیں۔ کہ مسئلہ مذکور میں مجھے جماعت قادیانی سے قطعاً اتفاق نہیں۔ اس مسئلہ کے سمجھنے میں قادیانی جماعت غلطی پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدیوں سے کئے۔ ممکن ہے کہ آپ صاحبان کے روبرو بھی وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے ہوں۔

مگر نہ تو آپ نے خود میاں محمد ابراہیم صاحب مذکور کو "جماعت سے خارج" کرنیکی کبھی جرأت کی ہے۔ اور نہ ہی اس فعل ناجائز کے ارتکاب کی اطلاع جناب خلیفہ صاحب یا ناظر صاحب امور عامہ قادیان کو دی۔ نہیں معلوم اس کا اصل سبب کیا ہے۔ کہیں دال میں کچھ کالا نہ ہو۔

نیز میاں محمد ابراہیم صاحب مذکور سے قبل سامانہ میں آپکی جماعت کے چند پرانے ممبر بھی اسی جرم کا ارتکاب کر چکے ہوئے ہیں نہیں جن کو کسی نے نہیں پوچھا۔ اور نہ ہی کسی قسم کا مؤاخذہ کیا گیا۔ مثال کے طور پر میں محض ایک صاحب کا نام عرض کئے دیتا ہوں دیگر صاحبان کا آپکو خود علم ہے (یعنی میاں نبی بخش صاحب مرحوم موچی (جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی) کی پوتیوں (کے نکاح (موجودہ قادیانی خلافت قایم ہونے کے بعد) چند سال ہوئے غیر احمدی مسلمانوں سے ہو چکے ہیں۔ اور اس تقریب نکاح میں آپ کی جماعت کے بعض اعلیٰ ممبر بھی شامل ہوئے تھے۔ ان کے خاندان کو (جو تمام آپ کی جماعت میں شامل ہیں) ایک دن کے لئے بھی جماعت سے خارج نہ کیا گیا۔ اور نہ ہی شامل ہونے والوں کو سزا، جرمانہ دی گئی۔ اس قسم کے حالات دیکھتے ہوئے سخت تعجب ہوتا ہے۔ کہ جب فعل ایک۔ جرم ایک۔ فتویٰ ایک۔ حتیٰ کہ خلیفہ ایک۔ پھر یہ اندھیر کیوں؟

اس لئے مودبانہ گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر مجھے آگاہی بخشی جاوے۔ کہ آیا جناب خلیفہ صاحب قادیان کا یہ فتویٰ ایمانیات سے تعلق رکھتا ہے۔ یا کہ الف لیلیٰ کی طرح کوئی فرضی قصہ ہے۔ یا اس میں غربت و امیری یا اور کوئی راز مخفی ہے۔ اور اگر واقعی جناب خلیفہ صاحب کا یہ فتویٰ حق و صداقت پر مبنی ہے۔ اور آپ لوگ صدق دل سے اس پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ تو آپ اپنی مقامی جماعت کے ان ممبران سے جنہوں نے صریح فتویٰ کے خلاف کیوں وہی سلوک نہیں کرتے ہو "ساکنان بھاگی ننگل" سے کیا ہے۔

نیز اس امر سے بھی مطلع کیا جائے۔ کہ آپ کی جماعت کے جن ممبران نے جناب خلیفہ صاحب کے فتویٰ کے خلاف اپنی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدیوں سے کر دئے۔ اور وہ غیر احمدی آپ کے عقائد کی رو سے قطعاً کافر ہیں۔ اس وجہ سے اُن سے نکاح ناجائز اور حرام قرار دیا گیا ہے۔ تو ان کے جو اولاد پیدا ہوگی کیا تصور ہوگی؟

امید ہے کہ جناب جلد از جلد جواب سے شاد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ بیرونی جماعتوں کی آگاہی کے لئے خط ہذا کی ایک نقل اخبار "پیغام صلح" میں درج ہونے کے لئے بھیجدی گئی ہے۔ اور آپ کا جو جواب آئے گا۔ وہ بھی اخبار مذکور کو بھیجدیا جائے گا۔ والسلام۔

مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۳۴ء

نیاز مند

آپ کا پرانا دوست (صوفی) محمد عبداللہ احمدی سامانہ۔

فہرست معطیان چندہ

بمد مرمت برلن مسجد

جو رقوم ۱۴ اگست تک موصول ہو چکی ہیں

نمبر	نام	رقم
۱	حضرت امیر ایدہ	۰-۰-۲۵
۲	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۰-۰-۱۲
۳	چودھری محمد اسمٰعیل صاحب پنشنر ای اے سی	۰-۰-۵۰
۴	مستری غلام رسول صاحب	۰-۰-۵
۵	ماسٹر غلام محمد صاحب	۰-۰-۵
۶	چودھری فضل حق صاحب	۰-۰-۳
۷	میاں فضل دین صاحب	۰-۰-۲
۸	ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	۰-۰-۱
۹	میاں غلام قادر صاحب	۰-۰-۱
۱۰	میاں رحمت صاحب	۰-۰-۱
۱۱	اہلیہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب سب جج	۰-۰-۱۰
۱۲	مولوی عبدالوہاب صاحب	۰-۰-۳
۱۳	خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب	۰-۰-۱۰۰
۱۴	از مختلف اصحاب جماعت لاہور	۰-۱۲-۸
۱۵	میاں سعید احمد صاحب لائلپوری	۰-۰-۵
۱۶	شیخ محمد حسین صاحب منیجر کارخانہ	۰-۰-۵
۱۷	منشی عبدالغنی صاحب میوہ منڈی	۰-۴-۰
۱۸	میاں امیر الدین صاحب مؤذن	۰-۲-۰
۱۹	مرزا مسعود بیگ صاحب	۰-۰-۳
۲۰	مولانا عزیز بخش صاحب	۰-۰-۵
۲۱	برائے ایصال ثواب اہلیہ مرحومہ سید حبیب شاہ صاحب	۰-۰-۱۰
۲۲	منشی جمال الدین عبدالرشید صاحبان	۰-۰-۲
۲۳	عبدالغنی صاحب الیکٹریکل انجینیر	۰-۰-۱
۲۴	ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب مانگا	۰-۰-۱
۲۵	بابو فیض احمد صاحب قصور	۰-۰-۱
۲۶	خانصاحب شیخ عبدالواحد صاحب سب انسپکٹر موگا	۰-۰-۱۰۰
۲۷	معرفت شیخ عزیز احمد صاحب وزیر آباد	۰-۰-۹۵
۲۸	بابو عبدالرحمٰن صاحب جہلم	۰-۰-۱۰
۲۹	معرفت چودھری محمد اسمٰعیل صاحب سیکرٹری	۰-۲-۲۷
۳۰	خان عبدالاکبر خاں صاحب تحصیلدار ہری	۰-۰-۵
۳۱	خان غلام ربانی صاحب وکیل مانسہرہ	۰-۰-۱۰
۳۲	ڈاکٹر سعید احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن مانسہرہ	۰-۰-۱۰
۳۳	جماعت مانسہرہ	۰-۱۲-۵
۳۴	ڈاکٹر نذیر احمد صاحب میڈیکل افسر دربند	۰-۰-۲
۳۵	شیخ عبدالحق صاحب ڈی ایس پی	۰-۰-۲۰
۳۶	جماعت پشاور معرفت ڈاکٹر نظام الدین صاحب	۰-۰-۱۵
۳۷	چودھری خدا بخش صاحب گرداور تاندلیانوالہ	۰-۰-۱۰
۳۸	شیخ عبدالرحمٰن صاحب سب جج	۰-۰-۱۰
۳۹	ڈاکٹر شیخ محمد علی صاحب اسسٹنٹ سرجن	۰-۰-۲۰
۴۰	عبدالعزیز خاں صاحب مالک موٹر فیکٹری ملتان	۰-۰-۱
۴۱	میاں رحیم بخش صاحب سالٹ انسپکٹر	۰-۰-۲۵
۴۲	اہلیہ میاں رحیم بخش	۰-۸-۹
۴۳	میاں نصیر احمد صاحب فاروقی اسسٹنٹ کلکٹر	۰-۰-۱۰
۴۴	ڈاکٹر عزیز احمد صاحب راجنند گاؤں	۰-۰-۱۳
۴۵	محبوب خاں صاحب مئور	۰-۰-۵
۴۶	میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی انجنیر	۰-۰-۱۰
۴۷	سلیمان ابوبکر صاحب	۰-۰-۱۵
۴۸	غلام حسن صاحب ریونیو ای اے سی	۰-۰-۶
۴۹	سعید احمد شاہ صاحب پولیٹیکل تحصیلدار	۰-۰-۷
۵۰	خان محمد اسلم خاں صاحب برہ خانخیل	۰-۰-۵
۵۱	مراد یوسف علی صاحب بمبئی	۰-۰-۵
۵۲	محمد روشن خاں صاحب کورٹ انسپکٹر	۰-۰-۵
۵۳	عبدالواحد صاحب چودھری	۰-۰-۲
۵۴	امام الدین صاحب تحصیلدار پنشنر	۰-۰-۲
۵۵	عبدالحمید خاں صاحب ناگپور	۰-۰-۲
۵۶	مولوی حکیم رونق علی صاحب	۰-۰-۱۰

ہندو دیویوں کا اغوا

آج کل مہاسبھائی اخبارات اور مہاسبھائی رہنما برادران وطن کے سامنے ہندو دیویوں کے اغوا کے واقعات منا منا کر اشتعال انگیزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہر چند کہ وہ حقیقتوں سے باخبر ہیں۔ مگر اپنے مقصد حیات سے مجبور ہیں۔ ان کا نصب العین ہے کہ ہندوستان کی دو بڑی قومیں یعنی ہندو اور مسلمان ہمیشہ منتفرق رہیں ان کی پبلک زندگی اسی افتراق انگیزی اور نفاق شکنی کی رہین منت ہے اس لئے جب وہ ان دونوں اقوام کے اتحاد کے آثار دیکھتے ہیں تو فوراً نوک پنجوں سے درست ہو کر میدان میں آ جاتے ہیں۔ غریب مسلمانوں کے خلاف ایسے ایسے الزام تراشتے ہیں جن سے تحریر اور تقریر کرتے وقت خود ان کے ہاتھ میں رعشہ اور زبان میں لرزش پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر بڑا ہو جہالت کا کہ ان نو نخوار بھیڑیوں کے پنجہ میں ہمارے بہت سے بھائی آ جاتے ہیں اور بہتوں نے تو بھیڑ بکریوں کی طرح اپنی زندگی ہی ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ آجکل جبکہ جدید اصلاحات پیش ہونے والی ہیں۔ اور ہندوستان کو زیادہ سے زیادہ اتحاد کی ضرورت ہے۔ مہاسبھائی ذہنیتیں اپنے لعنتی پروگرام کی تکمیل میں دن رات ایک کر رہی ہیں کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ برادران وطن کو مسلمانوں کے خلاف نہ بھڑکایا جاتا ہو اور مسلمانوں کو ظالم، جاہل، وحشی۔ اور بدکردار ثابت کرنے کی کوشش نہ کی جاتی ہو۔ ہندو دیویوں کے اغوا کا مسلمانوں کو ذمہ دار قرار دینا بھی اُن کے لعنتی پروگرام کا ایک جزو ہے۔ اور اس جزو پر آج کل بہت زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے آئے ہیں۔ اگرچہ پروپیگنڈے کی خاطر اخبارات میں شائع نہیں ہوتے تھے اور ان واقعات کے پیش نظر مسلمانوں کو ملزم و مجرم گردانا کسی طرح درست نہیں جبکہ تحقیقات نے ہمیشہ مسلمانوں کو بری قرار دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک آدھ مسلمان اغوا جیسی رکیک حرکت بھی کر بیٹھے مگر ایسے لوگ ہر قوم میں ملیں گے اور ان افراد کی وجہ سے کسی قوم کو ملزم یا مجرم بنا دینا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ افسوس تو یہ ہے کہ برادران وطن اغوا کے معنی بھی نہیں سمجھتے اور اسی لئے وہ مہاسبھائیوں کے جھانسے میں آ جاتے ہیں۔ ذیل میں ہم مہاشہ نانک چند صاحب ناز کے ایک مضمون کے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں۔ جو معاصر پرتاپ لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۵ اگست میں شائع کیا ہے۔ ان اقتباسات سے معلوم ہو جائے گا کہ ہندو دیویوں کے "اغوا" کے وجوہ کیا ہیں۔ اور اس سلسلہ میں مسلمانوں کو کہاں تک الزام دیا جا سکتا ہے۔

اغوا کسے کہتے ہیں؟

نازؔ صاحب چند واقعات بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا انہیں اغوا کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ گوری دیوی یا ایک دو اور لڑکیوں کے واقعات کو چھوڑ کر جن کے متعلق یقیناً یہی کہا جا سکتا ہے کہ غنڈے انہیں زبردستی اٹھا کر لے گئے باقی لڑکیوں کے بھاگ جانے کو اغوا نہیں کہا جا سکتا کسی واقعہ کو اغوا ایک ہی صورت میں کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ غنڈے اسے زبردستی اٹھا کر

خبریں

ہندوستان

—— پنڈت جواہر لال نہرو عارضی طور پر رہا کر دئے گئے ہیں کیونکہ اُن کی اہلیہ سخت علیل ہیں۔

—— نینی تال ۱۴ اگست پنڈت جواہر لال نہرو کو دو دن کے لئے رہا کیا گیا تھا۔ افواہ ہے کہ یہ رہائی اُن کی اہلیہ کی صحت سے مشروط ہے۔ اگر مسز نہرو کی حالت بدستور تشویشناک رہی تو حکومت پنڈت جی کو اپنی بیوی کے پاس زیادہ عرصہ تک قیام کی اجازت دیدیگی۔

—— شملہ ۱۳ اگست۔ ہوم ممبر نے اسمبلی میں پنڈت جی کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس مسئلہ کا تعلق دراصل مقامی حکومت سے ہے۔ لیکن حکومت ہند اور حکومت یو۔پی کے درمیان ابھی خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اور تا حال کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

—— گاندھی جی نے اپنا برت کامیابی سے پورا کر لیا۔

—— واردھا گنج مسٹر اینے گاندھی جی سے ملاقات کے لئے کل یہاں پہنچے۔ آپ نے نمائندہ پریس سے کہا کہ ہماری پارٹی کانگریسی اُمیدواروں کا کھلم کھلا مقابلہ کریگی اور حسب ضرورت غیر کانگریسیوں کو بھی اپنے ہمراہ ملا لیگی۔

—— جموں ۱۳ اگست شیخ محمد عبد اللہ صدر جموں و کشمیر مسلم کانفرنس نے حال ہی میں ایک مکتوب کرنل کاٹون وزیر اعظم ریاست کو لکھا ہے جس میں سول نافرمانی کے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں برطانوی ہند کی مثال دی ہے۔

—— پنڈت جواہر لال نہرو کی بیوی کی حالت نہایت تشویشناک ہے۔

—— بنگال اور آسام کے متعدد اضلاع میں شدید بارشیں ہو رہی ہیں۔ دریائے برہم پتر میں طغیانی آ گئی ہے۔ ریلوے کا ایک پُل بھی بہ گیا ہے۔

—— ایک نوجوان عراقی رفعت علی پاشا جو دنیا بھر کی سیاحت کر رہے ہیں اس ہفتہ لاہور پہنچے۔ آپ کا ارادہ یہ ہے کہ ساری دنیا کی سیاحت ختم کرنے کے بعد تمام اقوام عالم کی زندگی اور طرز معاشرت پر ایک کتاب لکھیں۔

—— لاہور ۱۳ اگست۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب شملہ میں تین ہفتہ قیام کرنے کے بعد اتوار کے روز لاہور تشریف لے آئے۔

—— انجمن حمایت اسلام لاہور نے اس مضمون کی ایک قرارداد منظور کی ہے کہ پانچ سال تک پنجاب میں مسلمانوں کو کم از کم ۵۰ فیصدی ملازمتیں دی جائیں۔

—— پٹیالہ ۱۳ اگست۔ برنالہ ریاست پٹیالہ کے قریب ایک گاؤں میں خوفناک ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو تقریباً بیس ہزار روپے کا مال لوٹ کر لے گئے۔

—— جالندھر ۱۳ اگست۔ نواں شہر دوآبہ میں تحصیل کے خزانہ کے گارد روم سے کچھ اسلحہ بھارت چوری ہو گئے جس سے ضلع بھر کے پولیس حلقوں میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔

—— لدھیانہ ۱۳ اگست۔ ایک شخص کرتار سنگھ نامی کو ایک مسلمان لڑکی کے اغوا کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص نے عورتوں کو اغوا کرنے کے لئے ایک منظم پارٹی بنا رکھی ہے۔

ممالک خارجہ

—— چین کے بعض حصوں میں بہت زیادہ بارشیں ہو رہی ہیں اور دریاؤں میں طغیانی آئی ہوئی ہے۔ مگر بعض حصوں میں خشک سالی کا دور دورہ ہے۔ فصلوں کے تباہ ہو جانے سے قحط نمودار ہو گیا ہے۔ لاکھوں آدمی فاقہ کشی کر رہے ہیں۔

—— ہندو مہاسبھا نے اپنا ایک وفد جاپان بھیجا تھا۔ اہل جاپان اور دوسرے ممالک کے بدھ ان سے نہایت ذلیل سلوک کر رہے ہیں۔ جہاں یہ وفد جاتا ہے۔ اس سے اچھوتوں جیسا سلوک ہوتا ہے۔ ایک جگہ بودھوں نے اراکین وفد کے ساتھ فوٹو کھچوانے سے انکار کر دیا۔

—— پیغام صلح: - بھائی پرمانند کو مبارکباد۔

—— نیپلز میں دو اطالین جہازوں کی زبردست ٹکر ہو گئی متعدد ملاح ہلاک ہو گئے۔

—— لندن ۱۲ اگست۔ حکومت آسٹریا نے روئی کی بعض اقسام اور برطانوی پارچہ پر زائد محصول عاید کئے ہیں۔ جن کی وجہ سے مانچسٹر کارخانجات میں بے چینی پھیل گئی ہے۔

—— یورپ کے سیاسی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ یوگوسلافیہ اور بلغاریہ میں عنقریب جنگ ہونیوالی ہے۔

—— پیکن (چین) تاشی لاما اور اُن کی پارٹی عنقریب منگولیا کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنانے والے ہیں۔ اور تبت جانے سے پہلے کچھ عرصہ وہیں قیام و تبلیغ کریں گے۔

—— طہران کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ایرانی پارلیمنٹ نے حال ہی میں یہ تجویز منظور کی ہے کہ چار لاکھ پونڈ کے خرچ سے خلیج فارس کے کنارے ریلوے لائن اور روشنی کے مینار تیار کئے جائیں۔

—— منچوریا کی نوزائیدہ حکومت وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں کر رہی ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ بلغاریہ میں شدید ژالہ باری ہوئی بعض مقامات پر آدھ آدھ سیر کا اولا برسا۔ کئی مقامات پر بجلی گری جس سے تقریباً ۶۰ آدمی ہلاک ہو گئے۔ بیشمار بھیڑیں ژالہ باری کی وجہ سے مر گئیں۔

—— حکومت برطانیہ نے مشہور ہندوستانی اشتراکی مسٹر سکلاتوالہ کو ہندوستان آنے کی اجازت نہیں دی۔

—— حکومت فرانس نے دیسو پو ایندڑی کان کنوں کو جلاوطن کر دیا۔

—— برلن ۱۲ اگست۔ ہٹلر کے صدر بن جانے کے بعد جرمنی نے نہایت وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ وہ تمام معاہدے جو اس کو مسلح ہونے سے روکے ہوئے تھے بہت بڑی حد تک توڑ دئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے جرمنی اپنی جنگی قوت کو اسی پیمانہ پر لے آنا چاہتی ہے جو جنگ سے قبل تھی۔ اس وجہ سے فرانس میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے۔ اور ایک عالمگیر اور خوفناک جنگ کا خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے

—— لندن ۱۳ اگست۔ انگلستان میں جہاز سازی کی صنعت روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ بعض کارخانے جو کئی سال سے بند پڑے تھے از سر نو جاری ہو گئے ہیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۳۸

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۰ اگست سنہ ۱۹۳۴ء | نمبر ۵۱

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

قومی اخبارات کیلئے امیر قوم کی اپیل

برادران کرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری جماعت کی شائع شدہ اخبارات و رسالے مختلف زبانوں میں نکال رہی ہے اور اس کے لئے ہماری انجمن لاہور سے ایک پیسہ کی مدد نہیں لیتی ہمارے دو اخبار ہیں "پیغام صلح" اور "لائٹ" جن میں انجمن کو چار اور پانچ ہزار کے درمیان سالانہ نقصان ہوتا ہے۔ اپنی حالت کا اپنے ان نئے بھائیوں سے مقابلہ کیجئے اخبارات کا انجمن کے خزانہ پر بوجھ ہونا جماعت کی افسوسناک بے توجہی کو ظاہر کرتا ہے میں اس بات کے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس کی وجہ عوام الناس یا ملاؤں کی مخالفت ہے۔ باوجود اس مخالفت کے ہمارا لٹریچر کس قدر قبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ پھر مخالفت جماعت میں بھی ہے۔ وہاں کے اخبارات اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہاں احباب کو ایک سہارا ملا ہوا ہے کہ انجمن نقصان کو پورا کرتی ہی جائے گی حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ان کی محض تھوڑی سی غفلت سے ان کی قوم کو ایک دس سال کے عرصہ میں پچاس ہزار کا نقصان پہنچ چکا ہے اس پچاس ہزار سے ہم کوئی عظیم الشان قدم اٹھا سکتے تھے اس لئے میں اپنے احباب سے دردِ دل سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں اپنی قوم کا نقصان نہ کریں۔ اگر ہر ایک دوست عزم کرلے کہ وہ ایک دو ماہ کے اندر ایک خریدار "پیغام صلح" کا اور ایک خریدار اخبار "لائٹ" کا نیا بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کوشش میں یقیناً برکت ڈالے گا اور اس طرح احباب کی تھوڑی سی توجہ سے نہ صرف ان کی اپنی قوم پانچ ہزار روپیہ سالانہ کے نقصان سے بچ جائے گی بلکہ دونوں اخباروں کا دائرہ اشاعت وسیع ہو کر جماعت کا قدم ترقی کی طرف اٹھے گا۔ کیا ہمارے احباب اٹھیں گے اور اپنی بلند ہمتی اور ان تھک کوشش کا ثبوت دیں گے۔ اس وقت بھی چودھری فضل داد جیسے احباب کئی ایک ہیں جو دو دو چار چار خریدار پیدا کر سکتے ہیں ہر ایک شخص ہی کر سکتا ہے خدا نے کسی کو عاجز اور ناکارہ پیدا نہیں کیا صرف عزم کر لینے کی بات ہے کامیابی دینے والا خدا ہے۔

محمد علی

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

— گزشتہ ہفتہ جناب میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب خلف الرشید ڈاکٹر بشارت احمد صاحب چند روز کے لئے کلکتہ سے ڈلہوزی تشریف لے گئے اس پرچہ کی اشاعت تک غالباً واپسی عمل میں آچکی ہوگی۔

— مولانا احمد صاحب لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ چند روز سے آپ کو آشوب چشم کی تکلیف ہوگئی ہے۔ دعا کی جائے۔

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایک قومی ضرورت کے لئے ایبٹ آباد تشریف لے گئے ہیں چند روز تک واپسی کی توقع ہے۔

— گزشتہ ہفتہ قاضی شیر محمد صاحب مبلغ علی پور کی ہمشیرہ کے انتقال کی اطلاع درج کی گئی تھی کاتب غلطی سے بشیر محمد لکھ گیا۔ تصحیح کر لی جائے۔

— مرزا مسعود بیگ صاحب انچارج دفتر تحصیل امرد فردا ہیں ایبٹ آباد جانے والے ہیں غالباً پانچ چھ ہفتے وہاں قیام ہوگا۔

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر جناب شیخ عبدالواحد صاحب سب انسپکٹر پولیس موگا نے پیغام صلح کا ایک خریدار عنایت فرمایا ہے۔ جزاک اللہ۔

— مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی مبلغ تین چار روز سے لاہور تشریف لائے۔

— شیخ ایزد بخش صاحب قائم مقام ایڈیٹر "لائٹ" چند روز کے لئے پشاور گئے تھے واپس آ گئے ہیں۔

— جناب سید امجد علی شاہ صاحب کی صحت کئی ماہ سے کمزور ہے گزشتہ دنوں بخار بھی آتا رہا ہے۔ کبھی کبھی آنکھوں کی تکلیف بھی ہو جاتی ہے۔

— شیخ عبدالحق صاحب دہلوی گزشتہ دنوں شدید علیل ہو گئے تھے اب افاقہ ہے لیکن نقاہت بہت زیادہ ہے

— جناب عزیز اللہ صاحب مدراس اب بخار سے صحت یاب ہو گئے ہیں لیکن ابھی کمزوری بہت ہے۔

— ان سب اصحاب کی صحت کامل کے لئے دعا کی جائے۔

مسجد برلن کی مرمت

برلن مشن کے سلسلہ میں ہماری جماعت کے احباب نے پے در پے جو قربانیاں کی ہیں اور اخراجات کثیر کو برداشت کیا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی نئی اپیل کرنی مناسب نہ تھی لیکن حال میں ایک خرچ اچانک ایسا آ پڑا کہ اس کے پورا کرنے کے لئے مجبوراً پھر احباب جماعت کو تکلیف دینی پڑی ہے اپنے احباب کے خلوص اور جذبۂ ایثار سے پوری توقع ہے کہ حسب سابق خدا کے دین کے لئے بیش از پیش جوش و اخلاص کا ثبوت دیں گے۔ اور اس نئے خرچ کو پورا کر کے انجمن کے بوجھ کو ہلکا کریں گے۔ اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسجد برلن کی عمارت قابل مرمت ہے پلستر وغیرہ کئی سالوں سے چونکہ نہیں ہوا۔ اس لئے اس دفعہ ضرور مرمت ہونی چاہیئے۔ ورنہ عمارت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ نہایت ضروری مرمت کے اخراجات کا تخمینہ پانچ ہزار روپیہ ہے۔ جو ستمبر سے پہلے پہلے جمع ہو جانا ضروری ہے تاکہ موسم سرما شروع ہونے سے قبل مرمت مسجد کا کام مکمل ہو سکے۔

جہاں ہمارے احباب نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کر کے اس خانہ خدا کی تعمیر کی اور کئی ہزار روپیہ اس مشن کی امداد کے لئے صرف کیا وہاں پانچ ہزار روپے کی رقم ایسے باہمت لوگوں کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور ہمیں امید واثق ہے کہ اپنی گزشتہ روایات اور قربانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے احباب جماعت ہفتہ عشرہ کے اندر ہی پانچ ہزار روپے کی رقم جمع کر دیں گے۔

احباب کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس ضروری خرچ کو پورا کرنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ رقم اپنے ذمہ لیں اور فرداً فرداً یا جماعت کے رنگ میں جس قدر جلد ممکن ہو رقم ارسال فرما کر داخل حسنات ہوں۔ اس مد میں جو رقوم آئیں ان کی وضاحت کی جائے کہ یہ "مرمت مسجد برلن" کے لئے ہیں۔ خاکسار انچارج دفتر تحصیل

تعریف نبوّت حقیقی و مجازی

قادیانی جماعت سے فیصلہ کی ایک آسان صورت

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب شملوی)

۳

حضرت مرزا صاحب کی بیان کردہ شرائط نبوت کو جب ہم دیکھتے ہیں تو روز روشن کی طرح دکھائی دیتا ہے کہ وہ اپنے آپکو اُمت کے دوسرے اولیا سے امتیازی طور پر نبی کہلانے کے لئے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو جو کثیر امور غیبیہ پر مشتمل شرط لازمی قرار دیتے ہیں۔ جس کا یہ صاف مطلب ہے کہ آپ اپنی نبوت کو مجازی نبوت قرار دیتے ہیں۔ ورنہ گھڑی گھڑی کثرت کا ذکر کیا معنے رکھتا ہے۔ کیا کسی نبی کے لئے کبھی یہ تعریف کی گئی۔ بلکہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ جب خدا تعالےٰ نے کسی نبی کو مامور فرمایا فوراً وہ نبی منصب رسالت پر کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کا واقعہ مشہور ہے کہ آگ لینے گئے اور پیغمبری مل گئی۔ نہیں یہ ذرا خیال نہیں آیا کہ ابھی تو پہلی ہی وحی ہے۔ ذرا کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ ہولیں تب فرعون کی طرف جائیں گے۔ بلکہ حضرت موسیٰ وحی الٰہی سے مامور ہو کر فوراً اپنے منصب رسالت پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کو جب دوسری دفعہ یہ وحی ہوئی

یا ایھا المدثر قم فانذر

تو آپ نے تمام قبیلہ والوں کو کھلے طور پر دعوت دینی شروع کر دی۔ اگرچہ آپ پہلی وحی نبوت کے ساتھ ہی نبی ہو چکے تھے۔ حالانکہ اس میں آپ کو نبی لکھ کر بھی پکارا نہ گیا تھا۔ مگر آپکا سلسلہ تبلیغ خاموشی سے جاری ہوا جس طرح پہلے پہل بیج زمین کے پردہ کے اندر بڑھتا ہے۔ پھر اپنی کونپل نکالتا ہے۔ اسیطرح مثیل موسیٰ ہونے کا حال ہوا۔ آپ نے کبھی یہ خیال نہ کیا کہ ابھی کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ تو موجود نہیں اس لئے میں نبی نہیں بلکہ آپ نے دوسری ہی وحی نبوت کے ساتھ علی الاعلان تبلیغ رسالت کا کام شروع کر دیا۔ مثیل موسیٰ اور موسیٰ کے واقعات کے علاوہ تمام انبیاء کے واقعات سے ثابت ہے کہ ایک حقیقی نبی کے لئے کثرت وحی یا کثرت امور غیبیہ کی کوئی شرط نہیں جس طرح آگ کو آگ کہنے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ بہت گرم ہوتی ہے۔ بلکہ جب ہم لوہے کو آگ کہنا چاہیں تو ضروری ہے کہ وہ بہت گرم ہو۔ آگ کی ایک چنگاری بھی آگ ہے۔ لیکن لوہا جو خفیف سا گرم ہو جس کی گرمی کو اکٹھا کریں تو ممکن ہے کہ وہ چنگاری سے زیادہ کام دیگا۔ بایں ہمہ اس خفیف گرم لوہے کو آگ مجازاً بھی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ مجازاً آگ کہنے کے لئے کثرت اور شدت گرمی شرط ہے۔ اور یہ شرط گرم لوہے میں موجود نہیں ہے۔ پس حضرت مرزا صاحب کا کثرت اور امور غیبیہ یا مکالمہ مخاطبہ کی وجہ سے نبی کہلانا یقیناً مجازی طور پر ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے ابتدا سے انتہا تک یہی کہا کہ:۔

ابتدائی حوالہ

"مسیح گذشتہ کی نسبت قطعی طور پر کہا ہے کہ وہ نبی تھا۔ لیکن آنے والے مسیح کو امتی کر کے پکارا ہے جیسا کہ حدیث "اماکم منکم" سے ظاہر ہے اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارۃً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے"

(ازالہ اوہام ص ۳۴۹)

"سوال۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اما الجواب۔ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ . . . . . اس کو اگر مجازی نبوت قرار دیا جائے۔ . . . تو اس سے کیا نبوت کا دعوے لازم آ گیا"

(ازالہ اوہام ص ۴۲۱-۴۲۲)

ان ابتدائی دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ محدثیت کو مجازی نبوت یا محدث کو مجازاً نبی کہا گیا ہے۔ پس حضرت مرزا صاحب کا شروع سے جو دعویٰ ہے وہ مجازی نبوت کا ہے۔ آؤ اب آخری کتابوں میں دیکھیں کہ یہاں بھی یہی دعویٰ ہے یا نہیں سنئے:۔

انتہائی حوالہ

(۱) "ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ . . . وسمیت نبیاً من اللہ طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔"

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۶۴-۶۵)

(۲) میرا دعویٰ صرف یہ ہے کہ چونکہ دین زندہ ہے۔ اس لئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے۔ جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اُس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے۔ مگر حقیقی نبوت نہیں۔

مسیح موعود کی آخری تقریر۔ اخبار بدر مجریہ ۲ جون ۱۹۰۸ء

ان آخری دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ صرف مکالمہ مخاطبہ کی کثرت کا نام مجازاً نبوۃ ہے۔ یہ حقیقی نبوت نہیں ہے اب اس سے زیادہ روشن دلیل کیا ہو سکتی ہے۔ ماذا بعد الحق الا الضلال۔

خلاصہ کلام یہ کہ شروع میں مجازی نبوت یا محدثیت کا دعویٰ تھا۔ آخر میں بھی غیر حقیقی نبوت یا مجازی نبوت کا ہی دعوےٰ ہے۔ ہاں اسقدر فرق ضرور ہے کہ پہلے حوالوں میں لفظ محدث موجود ہے اور آخری حوالوں میں حقیقت محدثیت موجود ہے۔ گو محدث کی بجائے مجازی نبی کا لفظ ہے مگر مقام لفظ محدث ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا کہ:۔

"مجدد صاحب لکھتے ہیں کہ یہی خوابیں اور الہامات جو گاہ گاہ انسان کو ہوتے ہیں۔ اگر کثرت سے کسی کو ہوں تو وہ محدث کہلاتا ہے۔ غرض یہ سب کچھ ہم نے اپنی کتاب حقیقت الوحی میں مفصل لکھ دیا ہے۔ اس کا مطالعہ کر کے اپنی تسلی کر لیں"

(کلمات طیبات مندرجہ الحکم مجریہ ۱۰ر اپریل ۱۹۰۸ء)

آؤ اب حقیقت الوحی کا مطالعہ کریں۔ دیکھو اوپر تو کثرت مکالمہ مخاطبہ کا نام حضرت مجدد صاحب کے حوالہ سے محدث لکھا ہے لیکن حقیقت الوحی میں اسی کا نام نبی لکھا ہے پس معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبی کا لفظ محدث کے مترادف لکھا ہے۔ چنانچہ ایک دوسری تقریر میں آپ فرماتے ہیں:

"اصل میں ان کی اور ہماری تو نزاع لفظی ہے۔ مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں مجدد صاحب بھی اس کے قائل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ وہ محدث او نبی کہلاتے ہیں"

(کلمات طیبات مندرجہ الحکم مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۰۸ء)

غور کرو کہ اولیاء اللہ کو کثرت مکالمہ مخاطبہ کی وجہ سے محدث اور نبی کہہ کر بات کو کسقدر صاف کر دیا گیا ہے۔ اس حوالے سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب اولیاء اللہ کے لئے جن میں وہ خود بھی شامل ہیں محدث اور نبی کا لفظ مترادف طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہیں تو محدث لکھتے ہیں کہیں نبی اور کہیں مجدد اور نبی۔ اور اس حقیقت کو پھر "مجازی نبی" کہہ کر اور بھی واضح کر دیتے ہیں۔ لہذا یہ تسلیم کرنا پڑا کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ کا جو نام نبوت رکھا ہے۔ یہ مجاز کے طور پر ہی ہے اور میں اپنے اس بیان اب ایک آخری دلیل پیش کر کے اس تحریر کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"دوسرے صلحاء جو مجھ سے پیشتر گذر چکے ہیں۔ وہ بھی اسقدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے"

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱)

یہ الفاظ صاف کہہ رہے ہیں کہ یہاں نبی کا لفظ مجازی طور پر ہے۔ کیونکہ جن صلحا کے متعلق یہ الفاظ ہیں وہ اگر نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو بہر حال وہ افراد امت میں ہی رہتے اور امتی تو مجازاً ہی نبی ہو سکتا ہے نہ حقیقتاً۔ پھر غور کرو کہ یہ الفاظ کہ "وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے" کیا بتا رہے ہیں ان کا یہی منشا ہے کہ جسقدر مکالمہ مخاطبہ مشتمل بر امور غیبیہ مرزا صاحب کو ہوا ہے جب اتنا ہی اور ویسا ہی مکالمہ مخاطبہ ہو جاتا تو وہ اس کے بعد نبی کہلانے کے مستحق ہوتے۔ اس کے صاف یہی معنے ہیں کہ انہیں نبی کے لفظ کا اطلاق بطور مجاز جائز ہوتا اور حق تھا کہ ہم انہیں نبی کہتے۔ اگرچہ وہ نبی نہ ہوتے۔ کون نہیں جانتا کہ نبی ہونا تو ایک موہبت ہے۔ کسب سے ہم نبی بن ہی نہیں سکتے۔ اگر کسب میں نبوت کا مدار ہو تو محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین کہنا ہی غلط ہوگا۔ کیونکہ جب کسب کا دروازہ کھلا ہے اور خدا تعالےٰ ظالم نہیں کہ کسب کرنے والوں کو پورا اجر نہ دے۔ تو پھر نبوت کا دروازہ بند کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر خدا تو فرماتا ہے کہ نبوت پر اب مہر ہے۔ اس لئے اب یہ دروازہ نہیں کھل سکتا۔ پس صلحا امت کا نبی کہلانے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم دوشنبہ ۸ر جمادی الاول ۱۳۵۳ھ | نمبر ۵۱

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق "الفضل" کا مظاہرۂ بغض و عناد

دنیا میں ایسے باہمت اور اولوالعزم انسان بھی ہوتے ہیں جو اپنے فرض کو پیش نظر رکھتے ہوئے قربانی و عمل کی شاہراہ پر گامزن ہو جاتے ہیں، اور اپنے کارناموں سے قوموں اور ملتوں کے لئے فلاح و برکت، فخر و کامرانی کا سامان پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اسی دنیا میں ایسے بزدل انسانوں کی بھی کمی نہیں جو متاع خلوص و ایثار اور اندوختہ عمل سے تہی دست ہوتے ہیں اور اپنی نا اہلیت و نامرادی کو چھپانے کے لئے میدان ایثار و عمل کے جانبازوں کی عیب جوئی اور ان پر بے جا نکتہ چینی کو مشغلہ حیات بنا لیتے ہیں افسوس ہمارے قادیانی دوستوں کا شمار موخر الذکر لوگوں میں سے ہے

جب حضرت مسیح موعودؑ کا لگایا ہوا پودا پھولنا پھلنا شروع ہوا اور یورپ میں تبلیغ اسلام کا عزم کیا گیا تو قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس کے لئے کسی غیر معمولی عزم و قوت کے مجاہد کی تلاش تھی۔ کام نہایت مشکل اور قابلیت کا تھا کسی کی ہمت نہ پڑی لیکن حضرت مسیح موعود کا ایک پیارا خادم جس نے اپنے زریں مستقبل کو مجدد زمان کے ایک اشارہ پر قربان کر دیا تھا آگے بڑھا اور اس کٹھن کام کا بیڑا اٹھایا۔ کئی سال گزر گئے یہ بدستور منہمک رہا۔ حضرت مولانا نورالدینؓ نے تقریباً ۲۶ پارہ تک اس کے ترجمہ کی تصحیح و تصدیق کی اور نہایت خوش ہوئے۔ ابھی یہ ترجمہ مکمل نہ ہوا تھا کہ اختلاف رونما ہوا۔ جناب میاں محمود احمد صاحب نے حضرت صاحب کی تعلیمات کے خلاف عقائد وضع کئے۔ ان کی وصیت کے خلاف پیر پرستی کی گدی قائم کی۔ حضرت مسیح موعود کے جاں نثار خدام بے سر و سامانی کی حالت میں لاہور آ گئے قرآن کا یہ مترجم بھی اپنے نامکمل مسودوں کو سینے میں لگائے ہوئے ان خدام میں شامل تھا۔ بے سر و سامانی کے عالم ہی میں اس ترجمہ کی تکمیل ہوئی اور طباعت کا اہتمام کیا گیا اس پر قادیاں سے اعلان کیا گیا کہ مولوی محمد علی صاحب انگریزی میں قرآن کریم کا ترجمہ جب کریں گے کریں گے ہم ایک پارہ ماہوار کرکے ڈھائی سال میں شائع کر دیں گے۔ محمد علی کا ترجمہ ۱۹۱۷ء میں شائع ہو گیا اس کے تھوڑی دیر بعد ایک اردو تفسیر تین جلدوں میں بھی دنیا کے سامنے پیش کر دی گئی لیکن بیس سال گزر گئے قادیانی ترجمہ مکمل نہ ہو سکا۔ گزشتہ سال اعلان ہوا تھا کہ مختصر نوٹوں کے ساتھ شائع ہوگا اس کے لئے اپیلیں بھی ہوئیں لیکن چند ماہ کے بعد خاموشی چھا گئی۔ حالانکہ خلیفہ قادیان کو فہم قرآن کا اور ان کے مریدوں کو خدمت قرآن کا بہت بڑا دعویٰ ہے۔

قادیانی جماعت نے اپنی اس نا اہلیت اور ناکامی کی پردہ پوشی کے لئے ضروری سمجھا کہ جماعت لاہور کے ترجمہ میں نقص نکالے جائیں خواہ وہ کچھ ہی ہوں اس سے پیدا شدہ عظیم الشان انقلاب کا انکار کیا جائے خواہ دنیا اندھا ہی کہے چنانچہ بیس سال سے یہی ہو رہا ہے۔ پہلے غل مچایا کہ جماعت لاہور کو اس ترجمہ کی اشاعت کا کوئی حق نہیں تھا پھر یہ کہا گیا کہ اس میں حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی گئی ہے اور ان کا نام نہیں آنے دیا زیادہ "تاؤ" آیا تو وبالآخرۃ ھم یوقنون۔ کی تفسیر پر ایک لایعنی بحث شروع کر دی اور منہ کی کھائی۔ آخر کہا کہ اس ترجمہ میں نیچریت اور دہریت گھسی ہوئی ہے ان تمام باتوں کا مدلل و مسکت جواب عرض کیا گیا جس پر "الفضل" حسب لاجواب تو ہو گئے لیکن تسکین نہ ہوئی کیونکہ اس بے چینی کی اصل وجہ اپنی نا اہلیت اور نامرادی کا احساس تھا جب اپنے طور پر سارے مرحلے طے کر لئے اور مراد بر نہ آئی تو اب دوسروں کا سہارا لینے کی ضرورت پیش آئی۔ اس کی تلاش شروع ہوئی لیکن انتخاب ایسے سہارے پر پڑی جو ایک لمحہ کے لئے قادیانی جماعت کی نا اہلیت کا پردہ پوش نہیں ہو سکتا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی نے ۲۵۔جون ۱۹۳۴ء کے اخبار "سچ" میں ایک مضمون لکھا جس میں قرآن کریم کے تمام معروف انگریزی تراجم کا ذکر تھا اس میں انہوں نے حضرت امیر کے ترجمہ کو سب سے افضل قرار دیا اور اس کے ساتھ اپنے خیال کے مطابق یہ بھی لکھ دیا اس میں نیچری خیالات کی ترجمانی کی گئی ہے۔ "الفضل" اس کو لے اڑا حالانکہ اس کا مدلل جواب مولوی دوست محمد صاحب مصنف "آئینہ احمدیت" کے قلم سے ۱۳ر اگست کے "پیغام صلح" میں نکل چکا ہے لیکن "الفضل" کو جواب سے کیا غرض اس کو تو پیغامیوں کے متعلق کوئی اعتراض چاہیئے خواہ وہ کیسا ہی ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف چل کر کوئی شخص نیچریت سے ادھر نہیں ٹھہر سکتا اس لئے مولوی محمد علی صاحب بھی اسی حد تک پہنچ گئے یہ ہم ہی نہیں کہہ رہے بلکہ مولوی صاحب کے مداح اور ہم خیال بھی یہی سمجھ رہے ہیں"

لیکن گزارش ہے کہ جن صاحب کے ان چند الفاظ کو لے کر ہمارا معاصر بہت خوش ہو رہا ہے وہ اور ان کے ہم خیال حضرت مسیح موعود کے متعلق بھی اسی قسم کی رائے رکھتے ہیں۔ گزشتہ سال رسالہ "معارف" میں ایک مضمون نکلا تھا جس میں حضرت مسیح موعود پر سرسید مرحوم کی خوشہ چینی کا الزام لگایا تھا۔ قادیانی جماعت، قادیانی عقائد اور قادیانی خلیفہ کے متعلق ان کے جو خیالات ہیں وہ دریافت کئے جا سکتے ہیں۔ کیا "الفضل" اپنی جماعت کے متعلق بھی مولانا کی رائے کو صحیح تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے؟

"الفضل" نے مولانا عبدالماجد صاحب کے چند الفاظ کو لے کر تو بغض و عناد کا مظاہرہ شروع کر دیا لیکن باقی باتوں کو چھوڑ گیا۔ "الفضل" اور اس کی جماعت کی چشم کور کو حضرت امیر کے ترجمہ میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی لیکن مولانا عبدالماجد صاحب لکھتے ہیں:۔

"مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ کی خوبیوں سے، اس کے اثرات سے اس کی تبلیغی کامیابیوں سے انکار کرنا آفتاب کی روشنی سے انکار کرنا ہے صدہا بیگانوں کو یگانہ بنانے صدہا منکروں کو اسلام کے قریب لانے میں وہ یقیناً معین ہوا ہے خود اپنے متعلق میں یہ اعتراف بمسرت کرتا ہوں کہ آج سے پندرہ سولہ سال پیشتر جب میں الحاد و ارتیاب کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا اس وقت گنتی کی دو چار کتابیں جو مجھے اسلام سے قریب لانے میں معین ہوئی تھیں ان میں سے ایک یہی انگریزی ترجمۃ القرآن تھا۔ مترجم کے ہمنام مولانا محمد علی (امیر) مرحوم (ایڈیٹر "کامریڈ") بھی اس سے بہت متاثر تھے اور اس کی تعریف ہی کیا کرتے تھے"

"الفضل" کو اس ترجمہ سے پیدا شدہ عظیم الشان انقلاب سے انکار ہے لیکن مولانا فرماتے ہیں:۔

"یورپ اور خود ہندوستان کا انگریزی طبقہ جس ترجمہ سے سب سے زیادہ متاثر ہوا اور جو ان کے درمیان سب سے زیادہ پھیلا ہے وہ یہی ترجمہ ہے"

"الفضل" کو مولانا کی مندرجہ بالا سطور کیوں نظر نہ آئیں؟ اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کی آنکھوں پر بغض و عناد کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔

اللہ کی شان ہے کہ جن لوگوں کا اندوختہ عمل یہ ہے کہ بیس سال کے طویل عرصہ میں قرآن دانی و کثرت تعداد کے بلند بانگ دعاوی کے باوجود قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ نہ کر سکے۔ دیکھئے ان کے خلیفہ نے ایک نامکمل تفسیر چھاپی اسے عیب کی طرح چھپا رکھا ہے وہ دیوانہ وار جماعت لاہور کے ترجمۃ القرآن پر اعتراضات کر رہے ہیں۔ اگر ہمارا ترجمہ اچھا نہیں غلط ہے قابل اصلاح ہے تو تم اچھا اور صحیح ترجمہ پیش کرو دنیا خود فیصلہ کرے گی۔ لیکن بیچارے مجبور ہیں، اپنے اندر کام کرنے کی قابلیت بہت نہیں اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے کام کرنے والوں کی عیب شماری نہ کریں تو کیا کریں۔ لیکن یاد رہے اس طرح کوئی اپنی نا اہلیت اور نامرادی کو زیادہ دیر کے لئے نہیں چھپا سکتا۔

ہم قادیانیوں کو عیب شماری اور بہتان طرازی کے شغل سے محروم نہیں کرنا چاہتے وہ شوق سے اس میں مصروف رہیں لیکن اس قدر ضرور بتانا چاہیئے کہ یہ فعل شریفانہ نہیں اور خدمت دین کے

ہم خدا کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ہوتے ہیں اگر ہماری جماعت کو یہ توفیق حاصل ہے تو عطیہ خداوندی ہے اور اگر قادیانی جماعت اس سے محروم ہے تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں قادیانیوں کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔

صرف ایک انگریزی ترجمہ کی اشاعت پر "الفضل" کے حسد و بغض اور احساس نامرادی و نااہلیت کی یہ کیفیت ہے تو خدا کے فضل سے جب جرمن اور ڈچ تراجم شائع ہوں گے تو قادیانی جماعت کیا کرے گی آخر کب تک سادہ لوح قادیانیوں اور دنیا کو پیغامیوں کے ترجمے کی عیب شماری کر کے دھوکا دیا جائے گا خود یورپ کی ایک زبان میں بھی ترجمہ کر لیتے تب ہی بات تھی۔

بودھوں کی ہندوؤں سے نفرت

ہندو قوم کی چالاکی و عیاری میں کسے شک ہو سکتا ہے لیکن یہ خود غرض قوم بعض معاملات میں نہایت احمقانہ حرکتوں کا ارتکاب بھی کرتی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ مولانا محمد علی صاحب مرحوم ایڈیٹر کامریڈ نے بالکل صحیح فرمایا تھا۔ کہ ہندو گولر کا بھنگا ہے۔ ہندوستان سے باہر اس کی کوئی حیثیت و وقعت نہیں۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے یہ بھنگا مسلمانوں کی ریس میں بعض بیرونی ممالک سے بھائی چارہ گانٹھنے کی سعی لاحاصل میں معروف ہے۔ اور اس کی نظر انتخاب چین و جاپان کے بدھوں پر پڑی ہے۔ چند سال ہوئے لالہ لاجپت رائے آنجہانی نے ایک چینی پروفیسر کو کرایہ پر منگوا کر ہندو مہاسبھا کے پلیٹ فارم پر تقریریں کرائی تھیں۔ یہ زمانہ ساز پروفیسر پیسے بٹور اور ہندوؤں کو احمق بنا کر چلتا بنا۔ مہاسبھائیوں کے حصہ میں نامرادی کے سوا کچھ نہ آیا۔

اس تلخ تجربہ کے بعد کئی سال تک تو خیریت رہی۔ لیکن اب ہندو سنگٹھن کی اس باسی کڑھی میں پھر اُبال آیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ٹوکیو (جاپان) میں بدھوں کی ایک بین الاقوامی کانفرنس ہونے والی تھی۔ پہلے تو مہاسبھائیوں نے ہندوستانی بدھوں کے ہاں ہندو ریورینڈ "ماما پرڈو" رسے ڈالے کہ تم ایسے ہم ویسے جاپان جا کر ایک کام کرو تو ہم ساری عمر تمہارے گن گائیں یعنی جاپانی بدھوں کو ہمارا دوست بنا دو۔ اور ایک ایسی ایشیائی لیگ قائم کرا دو جو ہندوؤں اور بدھوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اوٹاما صاحب نے اس لایعنی درخواست پر کوئی توجہ نہ دی اور مہاسبھائی اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ اس کے کچھ روز بعد ایک جاپانی مبلغ و عالم ریورنڈ شوشیو بائیڈو ڈائرکٹر جاپان انسٹی ٹیوٹ ٹوکیو سیاحت کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے تو بھائی پرمانند کے چیلوں نے ان کو اپنا آلہ کار بنانا چاہا۔ وہ نہایت سمجھدار اور ہوشیار آدمی تھے۔ انہوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر کہہ دیا۔

"جاپان کے بودھ ہندوستان کے ہندوؤں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ یہ ہندو ریفارمر شنکر اچاریہ تھا جس نے ہندوستان میں بدھمت کا خاتمہ کیا۔"

جاپان میں مہاسبھائی وفد سے سلوک

مہاسبھائی عقلمند ہوتے تو سمجھ جاتے۔ لیکن ان پر تو اسلامی اخوت کی ریس کا بھوت سوار تھا۔ بھائی پرمانند نے سوچا کوئی بدھ قابو میں نہیں آتا تو نہ سہی۔ ایک ہندو وفد ہی ٹوکیو کی بودھ کانفرنس میں بھیجو۔ چنانچہ انہوں نے کسی آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے لالہ کو احمق بنا کر اپنی اس تجویز کو عملی جامہ پہنا ہی دیا۔ یعنی ایک عدد ہندو وفد مہاسبھا کی طرف سے جاپان بھیج دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس وفد کی جاپان میں جگہ جگہ تذلیل ہو رہی ہے۔ تمام جاپانی اور بدھ کانفرنس کے نمائندے ان مہاشیوں کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان سے اچھوتوں کا سا سلوک کرتے ہیں۔ تازہ اطلاع یہ ہے کہ:—

"مہاسبھائی نمائندوں کے ساتھ منتظمین کانفرنس نے ہی نہیں بلکہ ہندوستان اور سیلون کے بودھ وفود نے بھی اچھوتوں کا سا سلوک کیا۔۔۔۔ سیلون کے سیکرٹری وفد کے لیڈر مسٹر سانگامنے ایک نمائندہ اخبار کو بتلایا کہ ہمارا وفد سرکاری ہے۔ باقی وفود پرائیویٹ حیثیت سے آئے ہیں۔ انہوں نے ہندو مہاسبھا کے وفد کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور ان کے ساتھ فوٹو کھچوانے سے انکار کر دیا۔۔۔۔ سابق وزیر اعظم نے سیلون کے وفد کو دعوت دی لیکن مہاسبھا کے وفد کو کسی نے پوچھا تک نہیں۔"

اس ناکامی کے بعد دیکھئے بھائی پرمانند اور دوسرے مہاسبھائی کونسا طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔

ہمارے خیال میں تو ہندوؤں کی یہ حماقت ان کے لئے ہرگز مفید نہ ہوگی۔ بھلا جس قوم نے بدھوں کو انتہائی بیرحمی سے ہندوستان سے نکالا۔ جو اچھوتوں پر ہزاروں سال سے وحشیانہ مظالم کر رہی ہے۔ جو اپنے ہمسایہ مسلمانوں کو آئے دن مبتلائے مصیبت رکھتی ہے۔ ایسی ظالم عیار اور خود غرض قوم سے جاپانی یا چینی بودھ رشتۂ اخوت استوار کر کے کیا کریں گے؟ مسلمانوں کا رشتۂ اخوت جس کی ہندو ریس کرنا چاہتے ہیں۔ ایک پاک روحانی و دینی رشتہ ہے جس پر سیاسی و جغرافیائی تغیرات اور رنگ و نسل اور زبان کے امتیازات ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ اس کی بنیادیں سیاسی و وقتی ضروریات پر نہیں بلکہ احکام الٰہی کی مضبوط چٹان پر قائم ہیں۔ دوستی و اخوت کے جذبات خود غرضی و ریاکاری کو ہرگز نہیں برداشت کر سکتے اور ہندو خود غرضی اور ریاکاری کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اس لئے کسی شریف قوم سے ان کی دوستی ممکن نہیں۔ مہاسبھا کو یہ بات خوب اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہئے۔"

قادیانی ذہنیت

جناب خلیفہ قادیان کے ایک خرد فروش مرید عبدالحکیم صاحب شملوی کا ایک مضمون "مقام عبرت" کے عنوان سے "الفضل" ۲۴-جولائی میں شائع ہوا تھا جس کا مفصل دنداں شکن جواب ۲۷-جولائی کے "پیغام صلح" میں "مقام مسرت" کے عنوان سے عرض کر دیا گیا تھا جہاں تک اصل موضوع کا تعلق عبدالحکیم صاحب لاجواب و خاموش ہو گئے۔ لیکن قادیانی ذہنیت اور اپنی "خرد فروشی" کا ثبوت دینے کے لئے انہوں نے ۷۔ اگست کے "الفضل" میں پھر ایک مضمون "پیغامی حریت" کے عنوان سے شائع کرایا ہے جس میں غیر معقول، بے دلیل اور بہکی بہکی باتیں لکھ کر گویا اپنی ہار کو واضح طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ مثلاً ہماری انجمن کے متعلق اس طرح غلط بیانی کرتے ہیں:

"ان کی اپنی انجمن کی یہ حالت ہے کہ پریذیڈنٹ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنی ہوئی ہے پریذیڈنٹ کے مقابلہ میں کسی کی نہیں چلتی وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔"

اس کے بعد دوسرا جھوٹ ملاحظہ ہو:-

"دوسری طرف حضرت امیرؓ کی جو قدر و منزلت ان میں ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغام بلڈنگ اس بالشوزم کی مسموم ہوا کے اثر کے نیچے ہے جس کا مظاہرہ اکثر وہاں ہوتا رہتا ہے۔"

ذرا ان دونوں جھوٹوں کو ملاحظہ فرمایئے اور پیر پرست قادیانیوں کے اخلاق کے ساتھ ان کی عقل کا ماتم بھی کیجئے۔ ایک طرف تو ارشاد ہوتا ہے کہ پریذیڈنٹ ساری انجمن پر حاوی ہے اس کے سامنے سب بے بس ہیں پھر اسی مضمون میں اسی پریذیڈنٹ کے متعلق لکھا جاتا ہے کہ اس کی کوئی قدر منزلت نہیں کوئی شخص اس کی بات بھی نہیں سنتا۔ ان دشمنان عقل و صداقت سے کوئی پوچھے کہ جب ایک شخص اس حد تک بے بس ہے۔ کہ وہ کوئی اثر اور قدر و منزلت نہیں رکھتا تو اس نے ساری انجمن کو کٹھ پتلی کس طرح بنا رکھا ہے؟ اور جو شخص اس قدر بااثر اور طاقتور ہے کہ اس کے مقابلہ میں کسی کی چلتی ہی نہیں وہ بے اثر کیونکر ہو سکتا ہے؟ سچ ہے جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

ہماری انجمن کا نظام خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کے مطابق ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کو وہی حد جاور اختیارات حاصل ہیں جو کہ ہونے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جماعت کے تمام افراد اپنے منتخب کردہ امیر کے زیر ہدایت خدمت اسلام میں مصروف ہیں اور سب کو آزادی رائے کا حق حاصل ہے۔ ہمارے امیر نے خلیفہ قادیان کی طرح کبھی یہ نہیں کہا کہ مجھ پر پیچھے اعتراض کرنے والا بھی تباہ ہو جائے گا اور نہ ہی ہمارے ہاں منافقوں کا وجود ہے۔

احمدی خواتین کے لئے قابل تقلید مثال

جناب والدہ خدا بخش ہماری جماعت کے ایک نہایت معزز و محترم اور قدیم رکن ہیں۔ دینی کاموں کے لئے اس پیرانہ سالی میں بھی جوانوں سے زیادہ ہمت و جوش رکھتے ہیں ہر فرد جماعت کی امداد کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ جلسہ سالانہ پر مہمانداری کے فرائض کے بہت بڑے حصے کی نگرانی انہی کے متعلق ہوتی ہے۔ ہمارے ان بزرگ قوم کو اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی نہایت صالح عطا فرمائی ہے جو خدمت دین میں ان کے نقش قدم پر چل رہی ہے آپ کے بڑے صاحبزادے جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب آنریری جنرل سکرٹری انجمن کی خدمات دینی اور مالی قربانیاں اظہر من الشمس ہیں جن کو بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ماسٹر صاحب موصوف کی صاحبزادی کو بھی اپنے والد بزرگوار اور قابل عزت بھائی کی طرح خدمت دین کا شوق ہے مالی قربانیوں اور قومی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتی ہیں جلسہ سالانہ پر ہر سال خواتین سے معقول رقم فراہم کرتی ہیں۔ چند ہفتے ہوئے خطبہ جمعہ میں جرمن ترجمہ القرآن کی طباعت کا ذکر آیا ہماری اس دیندار بہن نے فوراً دس روپے اس مد میں

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ لاہور)

ہمارے قادیانی دوست شروع سے ہم پر ہماری قلت کی وجہ سے پھبتیاں اڑاتے رہے ہیں۔ اختلاف کی بالکل ابتدا میں جب ابھی ہماری انجمن بنی بھی نہ تھی (اور ڈیڑھ ماہ تک ہم نے جماعت کی علیحدہ بنیاد رکھنے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی) تو قادیان سے جو چٹھیاں گورنمنٹ کو میاں محمود احمد صاحب کو خلیفہ تسلیم کرنے کے لئے لکھی گئیں ان میں یہ ذکر تھا کہ تین چار آدمی ہیں جو جماعت سے الگ ہو گئے ہیں۔ اور ہمارا پہلا سالانہ جلسہ جو انجمن کی بنیاد رکھنے کے بعد ۱۹۱۴ء میں ہوا اس میں غالباً ہماری کل تعداد ساٹھ بتائی گئی تھی۔

جب پیر پرستی کے زبردست جذبہ کو دیکھا جاتا ہے جو اس ملک ہندوستان کے مسلمانوں میں سرایت کر گیا ہے تو اس پر کچھ تعجب نہیں ہوتا کہ اس قدر تھوڑے آدمی ہمارے ساتھ رہے۔ بلکہ تعجب اس بات پر ہے کہ پیر پرستی کی زبردست رو کا اتنے لوگوں نے مقابلہ کیا۔ میں تو اس کو بھی حضرت مسیح موعود کے انفاس قدسی کا اثر سمجھتا ہوں کہ اس قدر بڑی جماعت تعلیم حقہ پر باقی رہ گئی جو اگر ایک طرف قادیان کے غلو کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر رہی ہے تو دوسری طرف عیسائی یورپ میں جو اسلام کا اصل مد مقابل ہے اور جس کے ساتھ اس کے دجالیت کا مظہر ہونے کی وجہ سے مسیح موعود کی جنگ کا اصل محاذ ہے۔ تبلیغ کا جو عظیم الشان کام اس چھوٹی سی جماعت نے کر دکھایا اور ووکنگ کے بعد برلن اور وی آنا میں مشن قائم کرنے کے علاوہ قرآن کریم کے تراجم کئی زبانوں میں پھیلا دیئے۔ اس کی نظیر خود قادیان کی جماعت بھی نہیں دکھلا سکتی۔

تعجب سے دیکھا جائے گا کہ ہمارے قادیانی دوست بھی اسی بات پر آج فخر کرنے لگے ہیں جس پر مسلمانوں کو احمدی جماعت کے مقابل فخر تھا کہ ہم تعداد میں زیادہ ہیں۔ احمدیوں میں کثرت بے شک قادیان والوں کی ہے لیکن کثرت تعداد پر فخر کا پھل کبھی کسی کو اچھا نہیں ملا۔ حتی کہ بعض صحابہ کے دلوں میں بھی جب اپنی کثرت پر فخر ہوا تو نتیجہ کیا ہوا۔ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت۔

اس کثرت پر فخر کے لئے مبالغہ سے اس قدر کام لیا جاتا ہے جو صریح جھوٹ کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ ہر جلسہ سالانہ پر یہ اعلان زور شور سے ہوتا ہے کہ پچیس ہزار آدمی جمع تھا یا تیس ہزار آدمی جمع تھا۔ حالانکہ اس جلسہ گاہ میں سات آٹھ ہزار سے زیادہ آدمی بیٹھ نہیں سکتا۔ لیکن اگر اسے بھی معمولی مبالغہ کہا جائے تو اسے کیا کہا جائے گا کہ بار بار اس بات کو دہرایا جاتا ہے کہ ابتدا میں ہم (جماعت لاہور) خود مانتے تھے کہ جماعت کی ۹۸ فیصدی کثرت ہمارے ساتھ ہے۔ اور قادیان کی جماعت ہمارے مقابلہ پر نہایت قلیل یعنی صرف دو فیصدی ہے۔ اور اب تناسب اس کے برعکس ہے۔ یعنی ۹۸ فیصدی جماعت قادیان کے ساتھ ہے اور دو فیصدی ہمارے ساتھ۔

اس بات کا اعادہ جناب میاں صاحب نے جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہو کر کیا ہے۔ اول تو اپنے رعب کا ذکر کیسے شائستہ الفاظ میں کیا ہے۔ "اس فتنہ کے سرکردہ وہ لوگ تھے جو صدر انجمن پر حاوی تھے اور تحقیر کے طور پر کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایک بچہ کی غلامی کر لیں۔ خدا تعالیٰ نے اس بچہ کا ان پر ایسا رعب ڈالا کہ قادیان چھوڑ کر بھاگ گئے۔" حالانکہ نہ تو کسی نے یہ کہا اور نہ ہی "بچہ" کے مزعومہ "رعب" سے ہم نے قادیان کو چھوڑا بلکہ محض اس لئے کہ ہم مسلمانوں کی تکفیر کے مسئلہ میں ان کے خلاف تھے اور حضرت مسیح موعود کے صحیح مذہب کو قائم کرنا چاہتے تھے۔ قادیان سے ہم الگ ہوئے یہ سچ ہے کہ قادیان میں رہ بھی سکتے تھے لیکن اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہ ہوتا کہ دونوں جماعتوں میں دن رات فساد رہ کر وہ قوت جو اشاعت اسلام پر صرف ہونی چاہیئے تھی آپس کے جھگڑوں میں برباد ہو جاتی۔ ہاں اگر جناب میاں صاحب کا رعب اس بات کا نام ہے کہ انہوں نے میرے قتل کا فتویٰ ان الفاظ میں دیا تھا کہ جب دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو دوسرے کو قتل کر دو۔ یا جن لوگوں نے ان کے مرید ہو کر ان کی مخالفت کی ان کے مکانات جل گئے۔ اور انہیں وہاں سے نکلنا پڑا یا یہ رعب ہے کہ ان کے ایک مرید نے کسی مخالفت کرنے والے کو قتل کر دیا تھا تو یہ ہمارے قادیان کو چھوڑنے کے بعد کے واقعات ہیں۔

اپنی کثرت کے تناسب پر اسی خطبہ میں یہ کہا گیا ہے کہ "انہی لوگوں نے اس وقت بڑے غرور سے یہ کہا تھا کہ جماعت کا ۹۸ فیصدی ہمارے ساتھ ہے اور ۲ فیصدی ان کے ساتھ مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو فیصدی بھی ان کے ساتھ نہیں رہا اور ۹۸ فیصدی بلکہ اس سے زیادہ ہماری جماعت میں شامل ہو چکا ہے۔" دونوں باتیں فرض کر لی گئی ہیں کہ ہم نے کبھی کہا تھا کہ جماعت لاہور کے ساتھ کل جماعت کا ۹۸ فیصدی حصہ ہے۔ اور یہ کہ فی الواقعہ بھی ایسا ہی تھا۔ یعنی جماعت لاہور کے ساتھ ۹۸ فیصدی احمدی تھے اور یوں وہ جماعت قادیان سے انچاس گنی تھی۔

کیا جماعت قادیان میں کوئی اس قدر غور کرنے والا بھی نہیں کہ اگر فی الواقعہ جماعت قادیان ابتدا میں جماعت لاہور کا انچاسواں حصہ تھی اور اب جماعت لاہور جماعت قادیان کا انچاسواں حصہ رہ گئی ہے تو چاہیئے تھا کہ جماعت قادیان کا کام پہلے سے انچاس گنا ہو گیا ہوتا۔ اور جماعت لاہور کا کام پہلے سے انچاسواں حصہ رہ جاتا لیکن حالت یہ ہے کہ بقول قادیانی اخبارات پہلے ہمارے سالانہ جلسہ میں ساٹھ آدمی تھے۔ اب چھ سات سو ہیں اور ان کے اپنے جلسہ میں ہمیشہ تعداد بیس پچیس ہزار ہی رہی اخبار "الفضل" کے خریداروں کی تعداد نہ بڑھی جتنی تھی اتنی ہی رہی۔ ریویو آف ریلیجنز کو ولایت میں لیجا کر بھی اس کے خریداروں کی تعداد نہ بڑھی یہاں تک کہ اسے پھر ہندوستان لانا پڑا۔ باقی قادیانی اخبار بھی رو تے ہیں۔ کبھی نکلتے ہیں اور کبھی بند ہوتے ہیں۔ آخر غور طلب یہ بات ہے کہ انچاس گنا تعداد بڑھ کر بھی کیوں وہیں کے وہیں رہے۔

اور ہماری جماعت پہلے سے انچاسواں حصہ رہ گئی ہے یا نہ یہ تو الگ سوال ہے اب تو بہر حال جماعت قادیان کا انچاسواں حصہ اسے قرار دیا جاتا ہے لیکن کیا قادیان کی منظم جماعت جماعت لاہور کی قلیل اور غیر منظم جماعت سے سو گنا کام کر رہی ہے؟ پچاس گنا ہی سہی، دس گنا ہی سہی۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ قادیان کی اتنی بڑی اور منظم جماعت قرآن کریم کا ایک انگریزی ترجمہ اب تک نہ کر سکی۔ اور جماعت لاہور کی قلیل اور غیر منظم جماعت نے تین ترجمے کر دیئے۔ انگریزی۔ ڈچ۔ جرمن۔ مختلف زبانوں میں رسالے اور اخبارات بھی دیکھے جائیں تو جماعت لاہور کے اخبارات اور رسالے تعداد میں قادیانی اخبارات اور رسالوں سے زیادہ ہیں۔ باقاعدہ مشنوں کے قیام کو دیکھا جائے تو اس میں بھی جماعت لاہور کا پلہ بھاری ہے۔ اگر یہی مان لیا جائے کہ ہماری جماعت بھی بہت قلیل ہے اور اس میں تنظیم بھی نہیں جیسا قادیانیوں کا دعویٰ ہے تو پھر اس بات کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ کام خدا کے فرشتے کر رہے ہیں۔ اور یہی سچ ہے۔ کیونکہ یہ ہمارا کام نہیں خدا کے دین کی نصرت کا کام ہے جو کوئی بھی خلوص سے اس کام کو کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد کریگا۔ ولینصرن اللہ من ینصرہ۔

قادیان والے بھی ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کیوں باوجود پچاس گنا ہونے کے اور منظم ہونے کے ان کا کام ہم سے بھی کم ہے۔ کہیں ان کی توجہ پولیٹیکل اہمیت حاصل کرنے کی طرف زیادہ تو نہیں ہو گئی۔ اور اشاعت اسلام کا کام پیچھے تو نہیں رہ گیا۔ اور میں اپنے احباب کو کہوں گا کہ ہم بھی غور کریں کہ کہیں ہماری سستی اور غفلت ہی تو اس بات کی ذمہ دار نہیں کہ ہماری جماعت کو جس قدر ترقی کرنی چاہیئے وہ نہیں کر رہی اور ہم میں جو تنظیم ہونی چاہیئے وہ نہیں۔ اور یہی وجہ ہماری مشکلات کی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جس الٰہی جوش سے چند ایک دوست کام کر رہے ہیں اگر وہی جوش ہمارے سب احباب کے سینوں میں پیدا ہو جائے اور ہم خواہ کتنے بھی تھوڑے ہیں ایک سرے سے دوسرے سرے تک حرکت میں آجائیں تو موجودہ کام ایک سال میں دو چند ہو سکتا ہے۔

موعنایت فرما کر احمدی خواتین کے سامنے ایک نیک مثال پیش کر دی داروغہ صاحب کے چھوٹے صاحبزادے نور محمد صاحب کی اہلیہ محترمہ کو سلسلہ کی کتب و اخبارات کے مطالعہ کا بے حد شوق ہے جو خواتین میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ ۱۳ اگست کے "پیغام صلح" میں برلن مسجد کی مرمت کے لئے جو اپیل شائع ہوئی تھی وہ بھی آپ کی نظر سے گزری اور آپ نے فوراً دس روپے اس مد میں بھجوا دیئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان معزز بہنوں کو جزائے خیر اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

یہ مثالیں تمام احمدی خواتین کے لئے قابل تقلید ہیں اسی لئے اخبار میں خصوصیت سے ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

مے مستحق ہوجانا بھی درست ہے جبکہ مراد مجازی نبوت ہی ہو۔ ورنہ حقیقی نبوت کے لئے استحقاق ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر استحقاق نبوت کا مانا ہو تو آدم علیہ السلام کا کیا حق تھا اور آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین یں نبی تھا جبکہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھا۔ یہ کونسا حق تھا۔ اسی پر تمام انبیا کی نبوت کا قیاس کرلو۔ پھر یہ بھی ہے کہ موسے جب رسالت پر کھڑے ہوئے تو انہوں نے اپنی مدد کے لئے حق سے ہارون کو مانگ لیا۔ کیا حضرت ہارون کو کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل تھا جو اس استحقاق کی وجہ سے خدا نے ان کو فوراً نبی بنا دیا۔ اور کیا اگر ایک وقت میں ہزار حقدار پیدا ہو جائیں تو خدا ان سب کو نبوت و رسالت پر مامور فرمائے گا۔ میرے دوستو نبوت و رسالت کا منصب کسب میں یا کسی کے حق پر موقوف نہیں۔ کیونکہ یہ تو محض موہبت الٰہی ہے جس پر کسی کو فائز کرنا مصلحت و حکمت الٰہی پر مبنی ہے۔ اور خدا کی مصلحت و حکمت نے اس منصب کو محمد رسول اللہ پر ختم کر دیا ہے۔ اس لئے اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مجازاً کسی ولی کو نبی کا خطاب مل جانے یہ دوسری بات ہے۔ اب جبکہ یہ بطور اصول طے ہو گیا کہ بعض صفات و خواص کی کثرت کی وجہ سے ایک شے کو جو دوسری شے کا نام دیا جاتا ہے وہ مجازی ہوتا ہے تو اب قادیانیوں کے لئے حضرت مرزا صاحب کو جب تک وہ اُمتی ہیں سچ مچ نبی بنانے کے لئے ایک ذرہ بھر گنجائش نہ رہی۔ اور اگر انکا حوصلہ ہو تو وہ زور آزمائی کر کے دیکھ لیں۔ مگر یاد رکھیں کہ وہ بجز خائب و خاسر ہونے کے کبھی فلاح کا منہ نہ دیکھیں گے۔ گالیاں دینگے۔ الزام تراشیں گے۔ تشدد کا مظاہرہ پیش کریں گے مگر مرد میدان بن کر مقابل کبھی نہ آئیں گے۔ کیونکہ ع

وہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

عمر الدین احمدی

خبریں

ممالک خارجہ

— ۱۶ اگست۔ گذشتہ ہفتہ دریائے ڈینیوب میں سیلاب آیا۔ کئی آدمی غرق ہو گئے۔ مکانات اور فصلوں کو بھی نقصان پہنچا۔

— اٹلی اور ترکی میں جنگ چھڑ جانے کا خطرہ ہے۔ اسلئے ترکی وسیع پیمانہ پر مدافعت کی تیاریاں کر رہا ہے۔

— کتاب مدر انڈیا کی مصنفہ مس میو امریکہ سے ہندوستان کے لئے روانہ ہو چکی ہے آئندہ ماہ پہنچ جائیگی۔ اب کے وہ گاندھی اور اسکی تحریکات کے خلاف کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

— حکومت افغانستان نے قراقلی کی کھالوں کی تجارت کا حق افغان رعایا کو دیدیا ہے۔ ہر صوبہ کو اس تجارت میں حصہ دیا جائے گا قراقلی ایک خاص قسم کی کھال ہوتی ہے اس نام کی بھیڑیں اس صورت میں حاصل کی جاتی ہے کہ جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے فوراً اسے مار دیا جاتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ اس کھال کو ہوا نہ لگنے پائے۔ یہ کھالیں کثیر مقدار میں ہر سال یورپ جاتی ہیں۔

— حکومت آسٹریا اپنی فوج میں اضافہ کی کوشش کر رہی ہے

وانسا ۱۵ اگست:۔ چار سپاہیوں کو جو ڈاکٹر ڈولفس کے حملہ آوروں میں شامل تھے فوجی عدالت نے سزائے موت کا حکم دیا اور تین گھنٹے کے اندر اندر ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

— برلن ۱۶ اگست:۔ ہنڈنبرگ کے سیاسی وصیت نامے سے نہایت لرزہ خیز سیاسی صورت حالات پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس وصیت نامہ کی موجودگی سے ابتداً سرکاری طور پر انکار کر دیا گیا تھا لیکن اب اس کے وجود کا یقین کیا جاتا ہے۔ اس وصیت نامہ میں ہٹلر کے عہد حکومت اور اسکی حکمت عملی کو سراہا گیا ہے۔

— برطانیہ میں ہر سال چالیس ہزار عورتیں گم یا اغوا ہو جاتی ہیں۔

— بعض سائنس دانوں کا بیان ہے کہ کچھ تارے ایسے بھی ہیں جو ہمارے کرۂ ارض سے چار سو دس گنا زیادہ حرارت رکھتے ہیں۔

— حکومت روس قفقاز کے علاقہ میں مسلمانوں پر شدید ظلم کر رہی ہے۔ بہت سے علماء کو محض تبلیغ اسلام کرنے کی وجہ سے شہید کر دیا گیا ہے۔ اس تشدد کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں میں شدید بے چینی پھیل رہی ہے۔

— مصر کے اخبارات سے معلوم ہوا کہ جاپانی مسلمانوں کے ایما سے مصر کے چند علما بہت جلد جاپان جانے والے ہیں۔ جہاں وہ ایک اسلامی درسگاہ کا افتتاح کریں گے۔

— دمشق کے مسلمانوں نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ شراب خانوں میں ریڈیو کے ذریعہ قرآن کریم کا سننا ممنوع قرار دیا جائے۔

— اندازہ لگایا گیا ہے کہ انگلستان کی عورتیں ہر سال سامان سنگار پر چھ کروڑ پاؤنڈ کی رقم ضائع کرتی ہیں۔

— ایک دنیاوی اخبار نے لکھا ہے کہ پیرس کی ایک گلی میں ایک پرانا اور مخفی اسکول ہے جسمیں عورتوں کو ہر قسم کے جرائم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ماہرین ترین جرائم پیشہ اس اسکول میں تعلیم دیتے ہیں جیب تراشی کا فن "خصوصیت سے سکھلایا جاتا ہے۔

اس فن کا ڈپلومہ اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ "طالبات" غیر معمولی مہارت پیدا کر لیتی ہیں۔ طالبات کو جیب تراشی کا ماہر ۴۴

ہندوستان

— کانگرسی مسلمانوں میں بھی برت کی وبا پھیل رہی ہے بمبئی میں ایک شخص عبدالرحمٰن مٹھا نے ان ناخوشگوار واقعات کے کفارہ کے طور پر جو بمبئی کانگرس کمیٹی کے انتخابات کے سلسلہ میں پیش آئے تھے برت رکھا ہے۔

— ۸ فروری ۱۹۲۵ء کو دو خط امرتسر سے کیمبل پور بنیا ارسال کئے گئے تھے جو گذشتہ جون میں یعنی تقریباً ۹ سال کے بعد ارسال کنندہ کو واپس مل گئے محکمہ ڈاک اس کی تحقیقات کر رہا ہے۔

— آجکل لاہور ہائیکورٹ میں بہت سی ایسی عورتوں کی اپیلیں زیر سماعت ہیں جن پر شوہروں کو زہر دینے کا الزام ہے۔ اس قسم کے مقدمات کی کثرت دیکھکر ایک جج نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب میں شوہروں کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔

— سرکاری رپورٹ مظہر ہے کہ گذشتہ سال صوبہ سرحد میں ۱۹۹۶ قتل کی وارداتیں ہوئیں۔

— کانپور ۱۷ اگست:۔ یہاں کانگرس کمیٹی کے انتخابات کے سلسلہ میں کانگرسیوں کے درمیان شدید تصادم ہو گیا۔ کئی آدمی زخمی ہوئے۔

— صوبہ بہار کے بعض اضلاع میں سیلاب کی وجہ سے سخت تباہی پھیلی ہوئی ہے۔ لوگوں کی حالت قابل رحم ہے۔

— مولانا شوکت علی اندان کے مدمقابل سر یعقوب زبردست انتخابی تیاریاں کر رہے ہیں۔ سر یعقوب نے اعتراض کیا ہے کہ مولانا برطانوی ہند کے باشندے ہی نہیں اسلئے وہ انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتے۔

— بھائی پرمانند اسمبلی کے آئندہ انتخابات میں راولپنڈی کے حلقہ سے کھڑے ہو رہے ہیں ان کے مقابلہ میں کانگرسی ہندوؤں نے دیوان چمن لال کو کھڑا کیا ہے۔

— لاہور کے کانگرسیوں میں بھی خانہ جنگی شروع ہو گئی ہے ۱۷ اگست کو بریڈ لا ہال میں ان کا جو اجتماع ہوا تھا اس میں سے کئی ممبر واک آؤٹ کر گئے۔

نئی دہلی ۱۷ اگست۔ لارڈ ولنگڈن اور لیڈی ولنگڈن آج صبح جودھپور سے بذریعہ ہوائی جہاز یہاں پہنچے۔ اور سر جارج سٹینلے سے وائسرائے کے عہدہ کا چارج لیا۔ جو آج صبح شملہ سے بذریعہ ریل گاڑی یہاں پہنچے تھے۔ سر جارج آج بعد دوپہر عازم مدراس ہوئے۔ اور وائسرائے رات کو شملہ تشریف لے گئے۔

— پنڈت نہرو کی اہلیہ کی صحت اب پہلے سے بہتر ہے۔

— مدراس ۱۸ اگست:۔ سر جارج سٹینلے سے سر عثمان نے صوبہ مدراس کی گورنری کا چارج لے لیا ہے۔

— شہزادگان کاٹھیاوار لارڈ ولنگڈن کا ایک مجسمہ تعمیر کرنے کے لئے چندہ کر رہے ہیں۔

— گذشتہ دنوں آسام میں جو خوفناک طغیانی آئی اس سے پندرہ ہزار خاندان جو لاکھ نفوس پر مشتمل ہیں بالکل برباد ہو گئے پچیس ہزار عورتوں کے پاس ستر پوشی کے لئے ایک یا لڑت کپڑا بھی موجود نہیں۔ وہ شرم کے مارے جھاڑیوں میں چھپی بیٹھی ہیں۔

عراق عرب میں سماجی سرگرمیاں

جب سے عراق عرب برطانوی انتداب کے ماتحت آیا ہے وہاں آریہ سماجیوں کی ایک خاصی تعداد پہنچ گئی ہے اور انہوں نے وہاں اپنے مذہب کی تبلیغ بھی شروع ہے سیکرٹری انٹرنیشنل آرین لیگ نے عراق میں آریہ سماج کی سرگرمیوں کے متعلق جو معلومات بہم پہنچائی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج حکومت عراق کے قانون مجالس کے ماتحت رجسٹر کرائی گئی ہے۔ عراق میں جسقدر ہندو مقیم ہیں وہ سب اس سماج کے ممبر ہیں متعدد بار سماجی پرچارک بلائے گئے اور تبلیغ کیلئے دورے پر بھیجے گئے۔ عربی زبان میں آریہ سماجی لٹریچر بھی تقسیم کیا جاتا ہے آرین لیگ کے سکرٹری نے یہ بھی لکھا ہے کہ کئی نوجوان عراقی لڑکیوں کو شدھ کر کے ہندوؤں کے ساتھ انکی شادیاں کرادی گئی ہیں۔

اگر یہ حالات درست ہے تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندوستان اور عراق کے علماء ابتک کس خواب خرگوش میں ہیں۔ عراق کے مسلمان بے حد مفلس ہیں۔ ممکن ہے آریہ سماجی سرمایہ داروں نے ان میں سے

(انقلاب)

سیالکوٹ کے مولویوں کی دل آزار روش اور مسلمان نوجوانوں کی مخلصانہ استدعا

کچھ عرصہ ہوا اسکرٹری صاحب یونیورسل برادر ہڈ سیالکوٹ کی طرف سے "ضرورت حدیث اور درد مندانہ اپیل بنام اہلحدیث" کے عنوان سے آٹھ صفحہ کا ایک ٹریکٹ شائع ہوا تھا جس کا ذکر اسی عنوان سے پیغام صلح ۸ اگست میں ہو چکا ہے اس ٹریکٹ میں انہوں نے مولویوں سے درخواست کی تھی کہ غیر مستند اور خلاف عقل روایات کو حدیث کی کتابوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ کیونکہ ان کی وجہ سے اسلام بدنام ہوتا ہے اور ہمیں مخالفین اسلام کے سامنے لاجواب و شرمندہ ہونا پڑتا ہے ساتھ ہی انہوں نے صحیح بخاری سے بہت سی روایات مثال کے طور پر نقل کی تھیں اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر ہم غلطی سے یہ قدم اٹھا رہے ہیں تو پیش کردہ روایات کا معقول حل بتایا جائے۔ نوجوانوں کی اس مخلصانہ درخواست پر مولویوں نے جو غوغا مچایا اس کی کیفیت مندرجہ ذیل مراسلات سے معلوم ہو سکتی ہے۔ شاید یہ نوجوان مولویوں کے اس اخلاق سوز اور غیر شریفانہ طرز عمل پر متعجب ہوں لیکن ہمیں ذرا بھی حیرت نہیں کیونکہ بے معنی شور مچانے، گالیاں دینے اور تکفیر بازی کے علاوہ مولوی اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔

ہم ان روشن خیال اور درد مند مسلمانوں کو ایک مرتبہ پھر بتلانا چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے پاس خدائے تعالیٰ کے فضل سے اسلام کے متعلق تمام اعتراضات و شکوک کا معقول و تسلی بخش جواب موجود ہے اور اس کے ساتھ شامل ہو کر خدمت اسلام و تبلیغ کرنا مسلمانوں کے لئے دینی و دنیاوی نجات کا موجب ہو سکتا ہے۔

(مدیر)

سیالکوٹ میں کچھ عرصہ سے ایک ٹریکٹ "ضرورت حدیث" کے سلسلہ میں مختلف قیاس آرائیاں اور نمائشی کارروائیاں ہو رہی ہیں ہم حیران ہیں، کہ اس وقت تک علماء کی طرف سے کوئی تحریری جواب اس ٹریکٹ کا شائع نہیں ہوا۔ اب تک اخبارات وغیرہ میں جو کچھ لکھا گیا اور جلسوں میں کہا گیا۔ وہ چند الزامی جوابات اشتعال انگیز تقاریر اور کفر و ارتداد کے فتووں کے سوا کچھ نہیں۔

ہم نے آج خود ترجمہ صحیح بخاری مع اصل متن عربی علامہ وحید الزمان مترجم قرآن حکیم آف حیدرآباد دکن اور مرزا حیرت دہلوی مرحوم ٹریکٹ کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھا۔ جو لفظ بہ لفظ درست ہے۔ ٹریکٹ میں صرف کتابت کی دو تین غلطیاں ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ آج تک ہمیں علماء ایسی کتابوں پر چلا کر اُن کے فحش اور گندے لٹریچر کو ہم سے پوشیدہ رکھ کر گمراہ کرتے رہے ہیں۔ یہ لوگ ہماری لاعلمی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اب وقت ہے وہ اپنی پوزیشن علمی طور پر واضح کریں۔ ورنہ ہم

اشتہار زیر دفعہ آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت خان عبدالرحیم خان صاحب بی۔ اے نائب تحصیلدار با اختیار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل کبیر والہ

مقدمہ تقسیم نمبر ۱۴/۹ بابت سال ۳۵-۱۹۳۴ء

احمد خان ولد پیر بخش۔ ذات تخیم انصاری سکنہ مہال تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان۔ فریق اوّل

بنام

خان محمد ولد حبیب خان۔ قادر بخش۔ امام بخش۔ کرم خان۔ معین الدین۔ منظور حسین پسران محمد بخش۔ اللہ دیا ولد کرم خان قوم تخیم انصاری ساکنان مہال تحصیل کبیر والہ فریق ثانیان۔

درخواست تقسیم اراضی زرعی نمبر کھیوٹ ۸۲ من نمبر کھتونی ۱۲۳ برقبہ [illegible] کہ داخلی آبادی دیہ موضع آہر بیلہ تحصیل کبیر والہ۔ برائے فرد جمعبندی چار سالہ ۱۹۳۱/۱۹۳۲ء زیر دفعہ ۱۱۱ ایکٹ ۱۷ ۱۸۸۷ء

مقدمہ صدر میں فریق ثانیان غیر حاضرین کے نام چند دفعہ اطلاعنامہ جات تقسیم جاری ہوتے رہتے ہیں۔ الا وہ دیدہ و دانستہ تعمیل اطلاعنامہ جات تقسیم سے گریز کر رہے ہیں اور روپوش ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہری کرائی جاتی ہے کہ اگر فریق ثانیان غیر حاضرین بتاریخ ۳۱/۸/۳۵ء اصالتاً یا وکالتاً بمراد پیروی و جواب دہی ہماری عدالت میں حاضر نہیں ہونگے تو انکے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ آج بتاریخ ۹/۸/۳۵ء بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم

۶۰۲

اشتہار زیر دفعہ آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت خان عبدالرحیم خان صاحب بی۔ اے نائب تحصیلدار با اختیار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل کبیر والہ

مقدمہ تقسیم نمبر ۱۵/۹ بابت سال ۳۵-۱۹۳۴ء

احمد خان ولد پیر بخش ذات تخیم انصاری سکنہ مہال تحصیل کبیر والہ فریق اوّل

بنام

فضل حق۔ رب نواز۔ سرفراز پسران امیر خان۔ جند وڈا۔ محمد بخش پسران لعل خان قوم تخیم انصاری ساکنان مہال تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان فریق ثانیان۔

درخواست تقسیم اراضی زرعی نمبر کھیوٹ ۲۱ نمبر کھتونی ۱۵۹ نمبر خسرہ ۳۰۹ - ۲۱۲ برقبہ [illegible] کہ داخلی موضع آہر بیلہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان بروئے فرد جمعبندی چار سالہ ۱۹۳۱/۱۹۳۲ء زیر دفعہ ۱۱۱ ایکٹ ۱۷ ۱۸۸۷ء

مقدمہ صدر میں فریق ثانیان غیر حاضرین کے نام چند دفعہ اطلاعنامہ جات تقسیم جاری ہوتے رہتے ہیں۔ الا وہ دیدہ و دانستہ تعمیل اطلاعنامہ جات تقسیم سے گریز کر رہے ہیں اور روپوش ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہری کرائی جاتی ہے کہ اگر فریق ثانیان غیر حاضرین بتاریخ ۳۱/۸/۳۵ء اصالتاً یا وکالتاً بمراد پیروی و جواب دہی ہماری عدالت میں حاضر نہیں ہونگے تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی آج بتاریخ ۹/۸/۳۵ء بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم

۶۰۲

اشتہار زیر دفعہ آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت خان عبدالرحیم خان صاحب بی۔ اے نائب تحصیلدار با اختیار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل کبیر والہ

مقدمہ تقسیم نمبر ۱۶/۹ بابت سال ۳۵-۱۹۳۴ء

احمد خان ولد امیر بخش ذات تخیم انصاری سکنہ مہال تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان فریق اوّل۔

بنام

قادر بخش۔ امام بخش۔ کرم خان۔ معین الدین۔ منظور حسین پسران محمد بخش۔ فضل حق۔ رب نواز۔ سرفراز پسران امیر خان۔ جند وڈا۔ محمد بخش پسران لعل خان قوم تخیم انصاری ساکنان مہال تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان فریق ثانیان

درخواست تقسیم اراضی زرعی نمبر کھیوٹ ۲۲ نمبر کھتونی ۱۶۰ نمبر خسرہ ۲۶۸ برقبہ [illegible] کہ داخلی موضع آہر بیلہ تحصیل کبیر والہ بروئے فرد جمعبندی چار سالہ ۱۹۳۱/۱۹۳۲ء زیر دفعہ ۱۱۱ ایکٹ ۱۷ ۱۸۸۷ء

مقدمہ صدر میں فریق ثانیان غیر حاضرین کے نام چند دفعہ اطلاعنامہ جات تقسیم جاری ہوتے رہتے ہیں الا وہ دیدہ و دانستہ تعمیل اطلاعنامہ جات تقسیم سے گریز کر رہے ہیں اور روپوش ہیں لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہری کرائی جاتی ہے کہ اگر فریق ثانیان غیر حاضرین بتاریخ ۳۱/۸/۳۵ء اصالتاً یا وکالتاً بمراد پیروی و جواب دہی ہماری عدالت میں حاضر نہیں ہونگے تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ آج بتاریخ ۹/۸/۳۵ء بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم

تار کا پتہ: مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۳۴ء | نمبر ۵۲

مکتوبِ برلن

برلن مسجد میں دو کامیاب لیکچر

پہلا لیکچر ماہ جولائی میں پہلا لیکچر زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی ہمارے جرمن مسلم دوست جناب ایلن بوسفلڈ صاحب کا تھا۔ آپ کو عرصہ ۳ سال سے اسلام کی غلامی کا شرف حاصل ہے۔ تقریر کا عنوان تھا "اسلام اور نیشنل سوشلزم"۔ جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے فاضل مقرر نے اپنی تقریر شروع کی۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام کے متعلق یورپ میں بے انتہا غلط فہمیاں ہیں اور ان غلط فہمیوں کو دور کرنا اور اسلام کی صحیح اور اصل تصویر کو یورپ کے سامنے پیش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہونا چاہئیے۔ فاضل مقرر نے سب سے اول اسلام کے موٹے موٹے اصولوں کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پیش کیا اور بتلایا کہ کس طرح آپؐ کی زندگی قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے۔ ازاں بعد تقریباً نصف گھنٹہ کے دوران میں مندرجہ ذیل امور کا تفصیلاً ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام اور نیشنل سوشلزم میں یہ امور مشترک ہیں:۔

(۱) سرمایہ اور محنت۔ اسلام اگر ایک طرف دولت کمانا منع نہیں کرتا اور ہر شخص کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ ذاتی جائداد پیدا کرسکتا ہے اور اس کا مالک ہوسکتا ہے تو دوسری طرف اس سے جو نقائص بصورت سرمایہ داری پیدا ہوتے ہیں ان کا علاج بھی بتایا ہے۔ زکوٰۃ۔ تقسیم جائداد۔ حرمت سود ایسی چیزیں ہیں جن سے یہ نقائص دور ہوکر سرمایہ اور محنت کا صحیح توازن قائم ہوسکتا ہے۔

(۲) عورت کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اسلام نے عورت کو اس کی اصل پوزیشن عطا کی ہے۔ اور اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ عورت کی اصل جگہ گھر ہے (جرمن زبان میں [illegible]) اس کو چاہیئے کہ ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کی کوشش کرے۔ آئندہ نسلوں کی اعلیٰ تربیت اور عمدہ پرورش اس کا کام ہونا چاہیئے یورپ کی موجودہ روشن خیال عورتیں مردوں کے دوش بدوش ہر شعبہ زندگی میں برسرپیکار ہیں یقیناً ہلاک اور ضرر رساں ثابت ہورہی ہیں۔

(۳) اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا ہے۔ گو نیشنل سوشلزم میں یہ حرام نہیں ہے مگر اس کے لیڈر ہرہٹلر کی قابل تقلید مثال ہم سب کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتی ہے۔

دوسرا لیکچر دوسرا لیکچر ہمارے کرم دوست ڈاکٹر بشارت علی صاحب کا تھا۔ آپ کے لیکچر کا عنوان تھا:۔ "خاندان مغلیہ"۔ جلسہ کی صدارت علامہ ڈاکٹر حمید مارکوس صاحب نے فرمائی۔ اور افتتاح خاکسار نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ ازاں بعد فاضل مقرر نے "اکبر" کے عہد حکومت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف بوجہ قلت وقت اپنے مضمون کا صرف ایک حصہ حاضرین کے سامنے پیش کرسکے۔ سامعین کی تعداد کافی تھی۔ جلسہ رات کے ۱۱ بجے اختتام پذیر ہوا۔ اخبارات کے نمایندے موجود تھے چنانچہ برلن کے روزانہ اخبار "لوکال انزائگر" نے اپنی ۱۲۔ ماہ جولائی کی اشاعت میں اس جلسہ کی ایک مختصر رپورٹ شائع کی۔

ماہ جولائی کے پروگرام کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس ماہ کی ۱۴ تاریخ کو جرمن مسلم سوسائٹی نے چائے کی ایک دعوت دی جس میں علاوہ ممبران سوسائٹی کے بعض دیگر معزز حضرات نے بھی شرکت فرمائی جن میں سے علامہ ڈاکٹر حمید مارکوس۔ جرمن مسلم۔ بیرونس فان شان غیر مسلم خاتون اور ڈاکٹر رحمانی پروفیسر استنبول یونیورسٹی (ترکیہ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

والسلام خاکسار
(ڈاکٹر) شیخ محمد عبداللہ
امام مسجد برلن
یکم اگست ۳۴ء

مسلمانوں کے افلاس کا علاج

مسلمان اکابر کی ایک اہم اپیل

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کی اقتصادی کمیٹی نے چھ ماہ کی کاوش اور تحقیق کے بعد "مسلمانوں کے افلاس کا علاج" کے نام سے ۰۰ صفحہ کی ایک بہت ہی مفید اور جامع کتاب شائع کی ہے۔ کانفرنس کی طرف سے کتاب کی قیمت ۴ر مقرر کی گئی تھی۔ گر سیرت کمیٹی پٹی (ضلع لاہور) نے محصول ڈاک اور پیکنگ وغیرہ کے لئے صرف تین پیسے فی جلد وصول کرکے ۲۰ ہزار کتابوں کی مفت تقسیم کا اعلان کیا ہے۔ ہر ایک شہر اور گاؤں کے مسلمان پوری کوشش کریں کہ یہ ضروری کتاب ہر پڑھے لکھے مسلمان تک پہنچ جائے۔ اسلامی انجمنیں کتاب کی اشاعت میں حصہ لیں۔ تمام قومی کارکن، مسلمان، استاد اور سرکاری لازم اس کتاب کا ضروری مطالعہ کریں۔ اور اشاعت فرمائیں۔ تاکہ امت مرحومہ میں اپنی اقتصادی اصلاح کے لئے احساس اور بصیرت پیدا ہو۔ ہر مسلمان ۳ر فی جلد کے حساب ٹکٹ بھیج کر سیرت کمیٹی سے جتنی کتابیں چاہیں طلب کرسکتا ہے۔

الداعیان

(نواب) احمد یار خاں دولتانہ (لاہور) (مولانا) غلام مرشد (لاہور)
(یارجنگ بہادر) حافظ ہدایت حسین (کانپور) (حاجی سیٹھ) عبداللہ (کراچی)
(سید) طفیل احمد (علی گڑھ) (مولانا) کشفی شاہ نظامی (رنگون)

ایک یورپین نو مسلمہ کا سفر حج اور اس کے تاثرات

اسلام عورتوں کی آزادی کا علمبردار اول ہے

لیڈی ایولن کبولڈ (Evelyn Cobbold) پہلی یورپین نو مسلمہ خاتون ہیں جنہوں نے ایران اور حجاز کا سفر کر کے ان امور پر روشنی ڈالی ہے جو اب تک مغربی سیاحوں کی نظروں سے پوشیدہ تھے۔ موصوفہ نے نہ صرف جدہ۔ مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ اور دیگر مقدس مقامات کی زیارت کی بلکہ ان مقامات کے باشندوں کی معاشرت مذہب اور حضارت کا بھی بامعان مطالعہ کیا اور خصوصیت سے عربی ممالک کی مسلم خواتین سے مل کر اس مساوات کا مشاہدہ کیا جو اس تہذیب اور روشنی کے زمانہ میں بھی تمام مغرب میں مفقود ہے۔ موصوفہ نے اپنے سفر و سیاحت کے مشاہدات و تاثرات کتابی صورت میں شائع کر دئے ہیں جس کے ایک حصہ کا اقتباس ہم ناظرین کرام کی آگاہی کے لئے درج کرتے ہیں۔

یونان اور اسپارٹا میں عورتوں کی غلامی

لیڈی ایولن فرماتی ہیں:۔ یہ خیال کرنا ایک بڑی غلطی ہے کہ مردوں سے عورتوں کی علیحدگی کوئی اسلامی دستور ہے۔ یونانیوں نے اپنے انتہائی عروج اور تہذیب کے زمانہ میں عورتوں کو گھر کی چار دیوار میں بند کر رکھا تھا اور ان کو تمام حقوق سے حتے کہ حق وراثت سے بھی محروم کر دیا تھا۔ قدیم اسپارٹا کے باشندوں نے ایسی عورتوں کو ہلاک کرنا جائز قرار دے دیا تھا جن سے تندرست اور صحیح بچوں کی پیدائش کی توقع منقطع ہو جایا کرتی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تعداد بہت کم ہو گئی اور ایک عورت کو کئی کئی خاوندوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

روم اور عرب میں عورتوں کی حالت زار

روم میں عورتوں کو علیحدہ مکانوں میں رکھا جاتا تھا اور مردوں کو ان کی زندگی اور موت پر کامل اختیار حاصل تھا۔ چنانچہ مرد اپنی عورتوں کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کرتے تھے۔ قدیم ایران میں شادی کا کوئی منظور شدہ قانون موجود نہ تھا۔ اگر موجود بھی تھا تو اس کو نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔

زمانہ جاہلیت میں پیغمبر اسلامؐ کے ظہور سے پیشتر شہروں اور قصبوں میں عورتوں کی ذلت و خواری انتہا درجہ کو پہنچی ہوئی تھی۔ تمام عرب میں عورتوں کو مردوں کی جائداد منقولہ تصور کیا جاتا تھا اور بیوہ عورت اپنے خاوند کے مرنے کے بعد اپنے بیٹوں میں بطور ورثہ تقسیم ہوتی تھی۔

عورتوں کے محسن اعظمؐ کا ظہور

تمام دنیا کی یہی حالت تھی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہوا۔ اور آپ نے دنیا کو زبردست تلقین کی کہ "عورتوں کی عزت کرو"۔ آپ نے عورتوں کو وہ حقوق دئے جو پیشتر ان کو کبھی حاصل نہ ہوئے تھے۔ آپ نے عورتوں کو مردوں کے برابر کامل مساوات دے کر ان کے جائز حقوق ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دئے۔

عہد اول کی مسلم خواتین

اسلام کے ابتدائی دور میں خواتین قانون بناتی تھیں۔ انہوں نے اپنی غریب بہنوں کی تعلیم کے لئے درسگاہیں قائم کیں اور میدان جنگ میں مجاہدین کی قیادت کے فرائض کو انجام دیا۔

یہ اسلام ہی تھا جس نے عورتوں کی غلامی کو دور کیا ایسی غلامی جس کا کہ وہ مدتوں سے شکار تھیں اور اس کے بعد ان کو وہ حقوق دئے جو انگلستان میں بھی خواتین کے لئے منظور نہیں کئے گئے تھے کئی صدیاں گزرنے کے بعد انگلستان نے عورتوں کے حقوق کو تسلیم کیا۔

مسلم خواتین کا حق ملکیت

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام میں عورتوں کے حق ملکیت کو تسلیم کیا گیا ہے خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ان کو حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ذاتی مال کو جہاں اور جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ اسلام میں عورت کو حق ہے کہ وہ اپنے خاوند کے رشتہ داروں سے علیحدہ اپنے اور اپنے خاوند کے مناسب حال مکان میں قیام کرے۔ اگر خاوند کی کئی بیویاں ہوں تو اسلام کی رو سے ہر بیوی کو مساوی سلوک کے مطالبہ کا حق دیا گیا ہے۔

یورپ عربوں کا مقروض ہے

مسلم خواتین میں تعلیم کی کمی کا باعث پیغمبر اسلامؐ کے احکام سے روگردانی کا نتیجہ ہے۔ عہد اول کے مسلمانوں نے اپنے رسولؐ و مطاع کی کامل پیروی کی اور انہوں نے اپنی فاتحانہ پیشقدمی کے زمانہ میں ایشیا افریقہ اور اسپین کے بڑے بڑے شہروں میں طبابت تاریخ اور علم ہیئت کی درسگاہیں کھولیں۔ قدیم زمانہ کے علوم محض مسلمانوں کی بدولت محفوظ رہے اور آج تمام یورپ اس خصوص میں مسلمانوں کا مقروض ہے عربوں نے سمندر کی ناپ تول کے لئے کمپاس ایجاد کی۔ نصف دنیا کا بحری سفر کیا اور نیلگوں یا لاجوردی رنگ کی دریافت کی۔

گلزار اندلس کی یاد!

جس زمانہ میں عرب اندلس پر فرمانروائی کر رہے تھے تو انہوں نے سیلابی دروازوں پہیوں اور پمپوں کے ذریعہ آبپاشی کو فروغ دیا اور سرزمین اندلس کو اس طریقہ سے گلزار بنا دیا۔ سات سو سال کی حکمرانی کے بعد جب عربوں نے اندلس کو خیرباد کہا تو جاہل اور ناتراشیدہ اندلسی عیسائیوں نے سرسبز اور شاداب زمین کو صحرا میں تبدیل کر دیا اور آبپاشی کی وسیع اسکیم کو خاک میں ملا دیا۔

سلطان ابن سعود پر تبصرہ

اس کے بعد لیڈی ایولن نے سلطان ابن سعود کے ذاتی کیرکٹر اور اخلاق پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ سلطان المعظم بے تکلف اور سادہ مزاج ہیں اور معمولی لباس میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ آپ اپنے معزز مہمانوں کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرتے ہیں اور آپ کا دسترخوان سب کے لئے کھلا رہتا ہے اور ہر شخص کو اس میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔ عام بدو لوگ جب سلطان سے گفتگو کرتے ہیں تو بالکل سادہ طریقہ پر اور بے تکلفی کے ساتھ القاب و آداب کے بجائے ان کے اصلی نام "عبد العزیز" کے ساتھ خطاب کرتے ہیں!!

حج کے مشاہدات

میں نے حج کے موسم میں کعبۃ اللہ اور عرفات میں کیا دیکھا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب مجھے ضرور دینا چاہیئے۔ میں نے حج میں وہ چیز دیکھی جو دنیا کے کسی گوشہ میں بھی نہیں مل سکتی۔ مغرب کے امارت اور خوبصورت شہروں میں وہ تمام سامان مل جائیں گے جو انسان کو عارضی طور پر مسرور بنا دیں مگر مکہ میں میں نے وہ سامان دیکھا جو ابدی راحت اور دائمی امن و سکون کے نام سے نفسیاتی کتابوں میں موسوم کیا جاتا ہے۔

میں نے کیا دیکھا؟

میں نے دیکھا کہ کالے اور گورے۔ عالم اور جاہل۔ عورت اور مرد فقیر اور امیر سب کی ایک حالت ہے۔ سب کے سینوں میں ایک ہی قسم کا جذبہ موجزن ہے ایک ہی لگن سب کے دلوں میں لگی ہوئی ہے اور ایک ہی ترانۂ حمد سب کی زبانوں پر جاری ہے: میں نے دیکھا کہ خدا کی بے شمار مخلوق کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور کسی مرئی طاقت کا خوف ان پر غالب ہے۔ میں نے گمان کیا کہ یہ سب عالم بالا کی مخلوق یا فرشتے ہیں۔ مگر نہیں وہ سب انسان تھے اور ہماری طرح تمام خواہشات کے حامل مگر ہاں اسلام کی روح نے سب کو بے خود بنا دیا ہے اور مصنوعی امتیاز کی دیواریں سب غائب ہو گئی ہیں۔

یہ چیز مغرب میں تلاش مت کرو

یہ چیز میں نے وہ دیکھی جو مغرب کے نہ کسی شاہی ایوان میں نظر آسکتی ہے نہ کسی خانقاہ اور گرجا کے گوشہ میں اور نہ قلب کے کسی نہاں خانہ میں! میں نے جب یہ نظارہ دیکھا تو میری روح مسرت سے بھر گئی اور مجھے محسوس ہو گیا کہ واقعی تمام بنی نوع انسان ایک ہی باپ کی اولاد اور آپس میں بھائی بھائی ہیں! میرا قلب گداز ہونے لگا۔ میری آنکھیں بھی پر نم ہو گئیں اور میری روح بے اختیار ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑی!

ایک مقام میں دنیا کے مسلمانوں کا اجتماع اسلام کی وہ روحانی فتح ہے جس کا ثبوت مرور زمانہ کے باوجود آج تک مل رہا ہے۔ بلاشبہ مسیحیت اور سوویت نے بھی قلوب کو تسخیر کیا مگر اسلام کی تسخیر قلوب کی شان ہی نرالی ہے۔ اس کی تسخیر دائمی ہے۔ پائیدار ہے اور جسمانی و روحانی ارتقاء کی ضامن ہے۔

(مندرجہ بالا مضمون کی لکھنے والی خاتون نو مسلمہ ہیں۔ آپ اسلام قبول کرنے کے بعد ہی زیارت بیت اللہ کے لئے حجاز تشریف لے گئی تھیں) (ماخوذ)

شہنشاہ جاپان اور اسلام

چند روز ہوئے ایک عجیب و غریب خبر ماسکو کے اخبار "ازویستیا" کے حوالے سے بعض اخباروں میں شائع ہوئی ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ شہنشاہ جاپان کے مسلمان ہو جانے کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔ چونکہ جنگ عظیم کے بعد سے جاپان اس کوشش میں مصروف ہے کہ سارے ایشیا پر اپنے اقتدار کو مسلم کر دے اور اسے اس امر کا احساس ہے کہ ایشیا میں اس کی مدمقابل طاقت صرف اسلام کی طاقت ہے اس لئے ایشیا پر کامل اقتدار حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ شہنشاہ جاپان مسلمان ہو جائیں اور ان کے ساتھ ہی لاکھوں جاپانی بھی مشرف باسلام ہو کر اپنے ملک کو ایشیا کا عظیم ترین اسلامی ملک بنا دیں۔ اگرچہ بظاہر اس خبر میں کوئی اصلیت معلوم نہیں ہوتی یہ اس روسی پروپیگنڈے کا ایک کرشمہ ہے جو شب و روز جاپان کے خلاف مصروف عمل رہتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اہل جاپان اپنے قدیم مذہب پر کچھ زیادہ مطمئن نہیں ہیں اور اب مبلغین اسلام کو جاپان میں تبلیغ و اشاعت اسلام کی بہت سی سہولتیں حاصل ہو چکی ہیں ممکن ہے کہ بعض اکابر جاپان اور خود شہنشاہ مکاڈو اسلام کی تعلیمات پر غور کریں اور مشرف باسلام ہو جائیں ہم اس خبر کو چنداں وقعت دینے کو تیار نہیں ہیں لیکن اس کی اشاعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم جمعہ - ۱۲ جمادی الاوّل ۱۳۵۳ھ | نمبر ۵۲

کثرت و قلّت کا سوال

خدمت دین کے لئے قلّت کوئی بری چیز نہیں بشرطیکہ اقلیت تن من دھن سے اپنے کام میں مصروف رہے۔

قادیانی جماعت عرصہ سے جماعت لاہور کو طعنہ دے رہی کہ وہ (جماعت لاہور) پہلے ۵ فیصدی تھی اور اب دو فیصدی سے بھی کم رہ گئی ہے مریدوں کو تو خیر رہنے دیجئے۔ ان سب کی کیفیت تو ایک جیسی ہی ہے۔ لنکا میں سب باون گز کے لیکن حال ہی میں جناب خلیفہ قادیان نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اس دعویٰ بے دلیل کو پھر دہرایا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے ارشاد کی تردید میں اُنکی ہی تحریر پیش کردی جائے۔ اس وقت موصوف کی کتاب "آئینہ صداقت" ہمارے سامنے ہے۔ اس کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ پہلے فرماتے ہیں کہ

"جب میں خلیفہ ہوا ہوں اُس وقت تو بہت ہی تھوڑے لوگ تھے جنہوں نے مجھے قبول کیا تھا۔ زیادہ جماعتیں تو ان لوگوں کی مغالطہ دہی سے رُک گئی تھیں (صفحہ ۱۰۲)

لیکن اسی کتاب میں آگے چل کر موصوف اپنی مندرجہ بالا غلط بیانی کی تردید اس طرح فرماتے ہیں: -

"ان دو ہزار کے قریب آدمیوں میں سے جو اسوقت وہاں موجود تھے صرف پچاس کے قریب ہوں گے جو بیعت سے باز رہے۔ باقی سب بیعت میں داخل ہوئے" (صفحہ ۱۹۱)

پھر لکھتے ہیں کہ: -

"ان لوگوں نے شور مچایا کہ جو لوگ قادیان میں اُس وقت جمع تھے اُن کی رائے جماعت کی رائے نہ تھی ان کا مشورہ جماعت کا مشورہ نہ تھا۔ اس لئے اخباروں اور خطوط کے ذریعہ سے تمام جماعت احمدیہ کو دعوت دی گئی کہ وہ ۲۲ مارچ کو لاہور میں جمع ہوں تاکہ پورے طور پر مشورہ کیا جائے۔ اس تحریک عام پر "پیغام صلح" کے اپنے بیان کے مطابق لاہور کی جماعت کو ملا کر کل ایک سو دس آدمی جمع ہوئے۔ جن میں سے قریباً بیالیس آدمی لاہور سے باہر کے تھے" (صفحہ ۱۹۸)

قادیانی صاحبان خود ہی غور فرمائیں کہ جب اختلاف کے آٹھ روز بعد ہماری آواز پر صرف بیالیس آدمی لبیک کہتے ہیں تو اس صورت میں جناب خلیفہ قادیانی کا یہ ارشاد کہ زیادہ جماعتیں ہماری مغالطہ دہی پر رُک گئی تھیں صریح غلط بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟ اس واقعہ کو بیس سال گذر چکے ہیں لیکن اس عرصہ میں جناب خلیفہ صاحب اور اُن کے مرید اس غلط بیانی کا اعادہ کر رہے ہیں۔

۲۲ اپریل ۱۹۱۵ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت لاہور کے نام ایک چٹھی شائع کی تھی جس میں صاف طور پر لکھا تھا:

"اس اختلاف کی وجہ سے ہم تعداد میں تھوڑے سے رہ گئے ہیں لیکن جو شخص کسی کام کی کامیابی کو کام کرنے والوں کی کثرت پر منحصر سمجھتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے کلام پر کامل ایمان نہیں رکھتا۔"

بڑا ہی قابل افسوس ہے کہ جناب خلیفہ قادیان خود ہی ہماری نسبت ایک غلط بیانی کرتے ہیں اور پھر خود ہی اس پر ایک عمارت کھڑی کر کے اپنی مفروضہ کامیابی پر اظہار فخر و غرور شروع فرما دیتے ہیں۔ "مغرور فروش" مرید ہیں کہ واہ واہ سبحان اللہ سے آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ واقعات اور معقولیت کی دنیا میں ان کی یہ سعی لاحاصل ذرہ بھر بھی قیمت نہیں رکھتی۔ اور اس کا نتیجہ اُنکی خواہش کے برعکس نکلتا ہے۔

مانگرول کے خلاف مہاسبھائی غوغا

فرمانروائے مانگرول کی رواداری، روشن خیالی، حسن انتظام اور انصاف پسندی ایسے واضح اور زندہ حقائق ہیں جن سے کوئی بھی ملنا جیسے ظفر اور راست گو انسان انکار نہیں کر سکتا۔ مانگرول کے ہندو اپنے حکمران سے بالکل خوش اور مطمئن ہیں۔ مہا سبھائیوں اور آریہ سماجیوں کی اسلام دشمنی اور نفاق پسندی ملاحظہ ہو کہ ایسے بلند پایہ فرمانروا کے خلاف شورش بپا کرنے کی ذلیل کوشش میں مصروف ہیں۔ بہانہ یہ بنایا گیا ہے کہ انہوں نے ذبح بقر کی اجازت کیوں دے رکھی ہے۔ بسوائے عالم آریہ اخبار "پرکاش" نے بھی اپنی تازہ اشاعت میں اس کے متعلق ایک زہریلا نوٹ لکھا ہے جس میں بے عقل ہندوؤں کو فساد پر آمادہ کرنے کی شرمناک کوشش کی ہے۔

گاؤکشی برطانی ہند اور بہت سی ریاستوں میں ہوتی ہے۔ بعض مقامات پر تو اس کا گوشت کھلے طور پر بازاروں میں بکتا ہے۔ انگریزی چھاؤنیوں میں ہر روز ہزاروں گائے بیل کٹتے ہیں اس سے ہندوؤں کا دھرم کبھی خراب نہیں ہوتا پھر خدا جانے مانگرول کے مذبح میں چند گایوں کے ذبح ہو جانے سے کیا قیامت برپا ہو جائیگی کہ مہاسبھائیوں نے طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ گائے کا گوشت غریب مسلمانوں، عیسائیوں اور اچھوتوں کے لئے ایک ضروری غذا ہے جس سے ان کو محروم کرنا بے انصافی ہے ہاں یہ بات ایک حد تک معقول ہے کہ گائیں منظر عام پر ذبح نہ ہوں اور ان کا گوشت اس طرح لے جایا اور فروخت کیا جائے کہ ہندوؤں کے مذہبی جذبات کو صدمہ نہ پہنچے سو حضور نواب صاحب مانگرول اس کے متعلق اول ہی سے مناسب احکام دے رکھے ہیں۔

بے شک مانگرول ایک چھوٹی سی ریاست ہے لیکن ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں اور لاکھوں غیر مسلموں کی اخلاقی طاقت اس کے ساتھ ہے اور حضور نواب صاحب مانگرول بالکل حق پر ہیں۔ مہاسبھائیوں اور آریہ سماجیوں کو خوب اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اگر انہوں نے کوئی شرارت کی تو اس کا نتیجہ ان کے لئے اچھا نہیں ہوگا۔ سُنا ہے کہ ایک آریہ مہاشہ رام چندر نے ہندوؤں میں ہیجان پیدا کرنے کے لئے برت رکھا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک گاؤکشی بند کر کے مانگرول کے غریب مسلمانوں اور عیسائیوں کو ایک ضروری غذا سے محروم نہ کر دیا جائیگا میں برت جاری رکھوں گا یہ بھی ایک نہایت قابل نفرت اور شرارت انگیز حرکت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک فسادی اور متعصب شخص کی فضول ضد پر ہزاروں آدمیوں کے مفاد کو قربان کر دیا جائے۔

منشی ظفر علی کا تازہ شاہکار

اخباری حلقوں میں اس امر پر اظہار حیرت کیا جا رہا تھا کہ کچھ عرصہ قبل منشی ظفر علی اور ان کا اخبار "زمیندار" دیوان سر عبدالحمید وزیر اعظم کپورتھلہ کے ثنا خوانوں اور نیازمندوں میں شامل تھے حادثہ سلطان پور کے بعد بھی کئی ہفتے تک ان کی یہ نیازمندی قایم رہی لیکن اب وہ یکایک دیوان موصوف کے شدید مخالف ہو گئے ہیں اس انقلاب کا راز اخبار "سیاست" نے فاش کر دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ منشی ظفر علی نے دیوان موصوف سے مالی امداد کی درخواست کی اور پانچسو روپے مانگے۔ دیوان موصوف نے دوسو روپے عنایت کئے۔ منشی ظفر علی کو یہ بات گراں گذری اور دیوان صاحب کو مرعوب کرنے کی خاطر ان کی مخالفت شروع کر دی منشی ظفر علی اور "زمیندار" اقرار نہیں کرتے ہیں کہ انہوں نے حادثہ سلطان پور کے بعد دیوان صاحب سے دوسو روپے کی رقم وصول کی لیکن روزنامہ "سیاست" نے منشی اختر علی کی دستخطی رسید کا عکس شائع کر کے اپنے دعویٰ کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا۔ اور اپنے مخالف کے لئے تردید و انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہنے دی۔ اس رسید پر ۴ جولائی کی تاریخ ثبت ہے۔ جو اشخاص یا اخبارات دیوان سر عبدالحمید کے طرز عمل کو قابل اعتراض سمجھتے ہیں وہ مخالفت کے لئے آزاد ہیں لیکن اس بات کو مخالفت کی بنیاد بنا لینا کہ انہوں نے پانچسو روپیہ کا سوال پورا نہیں کیا نہایت غیر شریفانہ حرکت اور ناقابل برداشت بے اصولی ہے۔ مگر منشی ظفر علی کی مخالفت و موافقت اور قصیدہ خوانی اور ہجوگوئی کا انحصار ہمیشہ حصول زر پر رہا ہے۔ جو لوگ انکی عادت اور گذشتہ کارناموں سے واقف ہیں وہ ان کے اس "شاہکار" پر بالکل متعجب نہیں ہوں گے۔

سید حبیب منشی ظفر علی کے اس شاہکار کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: -

"مولانا صاحب (منشی ظفر علی) کی یہ عادت رسوائے عالم ہو چکی ہے کہ وہ جن [illegible] کھاتے ہیں اسی کو کوستے ہیں۔ وہ تو اس سے باز نہ آئیں گے لیکن میں ابنائے ملت مرحومہ سے بہ ادب پوچھتا ہوں کہ وہ کب تک اپنے گاڑھے پسینے کی اور حلال کمائی سے مولانا کی امداد کرتے رہیں گے

اور انہیں میدانِ صحافت میں زندہ رکھ کر بتلائیں کہ اسلام اور شعائر اسلام اور قائدین ذوی الاحترام کی پگڑیاں اچھالنے اور ان کے خلاف ملاحیاں لکھنے اور ان کی سراسر ہجو اور ہتک کرنے کا موقع دیں گے۔"

دیکھئے "زمیندار" سید صاحب کی ان سطور پر خاموش رہتا ہے یا الٹی سیدھی لکھ کر اپنا اور کوئی راز افشا کراتا ہے۔ کیونکہ سید صاحب منشی ظفر علی کے بھانڈا پھوڑنے میں لازوال شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور اس کام کو غیر معمولی شوق سے انجام دیتے ہیں۔

سچ ہے لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔

"شیطان اور اُس کے حامی"

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنے اخبار میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ:-

"شیطان نے آدم کو مارنے کا منصوبہ کیا تھا۔ اور اس کا استیصال چاہا تھا پھر شیطان نے خدا تعالیٰ سے مہلت چاہی اور اس کو دی گئی۔ اسے وقت المعلوم بسبب اس مہلت کے کسی نبی نے اس کو قتل نہ کیا۔ اس کے قتل کا ایک ہی وقت مقرر تھا کہ وہ مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہو" (ملفوظات احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۲۱۲)

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"اس اقتباس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیطان مرزا صاحب کے ہاتھ سے عرصہ ہوا قتل ہو چکا ہے.... احمدی ممبرو! بتاؤ جب شیطان مرزا صاحب کے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہے تو.... یورپ سارے کا سارا گمراہی میں کیوں مبتلا ہے ذرہ سوچ کر جواب دینا جلدی میں کہیں شیطان کا دخل نہ ہو جائے (اہلحدیث ۱۷ اگست ۱۹۳۴ء)

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہئیے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں شیطان کی شاہ رگ کاٹ ڈالی تھی۔ اب جو کچھ عیسائی مشنریوں۔ آریوں۔ وہابیوں اور دوسرے مخالفین کی طرف سے ہو رہا ہے۔ وہ شیطان کی حرکت مذبوحی ہے۔ یا اُس کے چند چیلوں کی حرکتیں ہیں۔ اور اُن میں سے بھی ہر جماعت اپنی موت پر نوحہ کناں ہے۔ عیسائی مشنری پکار رہے ہیں کہ گرجے خالی ہو رہے ہیں۔ اسلام اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ نہ صرف بیرونی ممالک میں بلکہ خود اُن کے صدر مقام پر حملہ آور اور فاتح ہوتا جا رہا ہے۔ آریوں کے گھر میں خود اُن کے ریسرچ سکالر اور پروفیسر اُن کے ویدوں اور بنیادی اصولوں پر کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ وہابی جماعت کی حالت آپ سے چھپی ہوئی نہیں۔ اگر کچھ دریافت کرنے کی ضرورت ہو۔ تو روپڑیوں اور ہمدردی وہابیوں کے اخبارات کا مطالعہ کافی ہوگا۔ باقی بریلوی دیوبندی و دیگر جھگڑوں کو علیحدہ رکھئے۔

ہمیں تعجب تو اس بات پر ہوا۔ کہ یا للعجب۔ مولوی ثناء اللہ اور حمایت شیطان۔ پھر مولوی موصوف کے اگلے ہوئے نوالے نگلنے والے منشی ظفر علی آف زمیندار شیطان کو مرتے مرتے بھی اچھے حامی مل گئے ہیں۔ جیسا وہ بے اصول ہے جس کی یہ لوگ حمایت کر رہے ہیں اُسی طرح یہ لوگ بھی بے اصولے ہیں۔ بہرحال یہ حامیان شیطان کی حرکات مذبوحی ہیں۔ اور چند دن کی بات ہے۔ آخر خدا کا کلمہ بلند ہو کر رہے گا۔ منشی ظفر علی آف "زمیندار" کو خود اقرار ہے کہ احمدیت ایک تناور درخت ہو چکا ہے اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف

یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں" (زمیندار ۹۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء)۔

اچھوتوں کے اصلاحی قوانین کا حشر

ہندو قوم اجتماعی حیثیت سے اچھوتوں کی اصلاح کو کس حد تک ضروری سمجھتی ہے۔ اس کا ثبوت اس بات سے بخوبی ملتا ہے۔ کہ اسمبلی میں ۲۰ اگست کو اچھوتوں کے داخلہ مندر اور اچھوتوں کی اصلاح کے متعلق جو دو بل پیش ہونے والے تھے۔ وہ پیش نہیں ہو سکے اور اپنے ابتدائی مراحل ہی میں اپنی موت مر گئے۔ یہ بات نسبتاً دلچسپ ہے کہ ان دونوں بلوں کو پیش کرنے والے ارکان میں سے مسٹر رنگا آئر نے تو اسقدر بے پروائی کا اظہار کیا کہ وہ ایوان میں تشریف بھی نہیں لائے۔ اور مسٹر راجہ اس لئے اپنا بل پیش نہ کر سکے کہ اُس کی حمایت میں آراء موصول نہیں ہوئیں۔

گذشتہ اجلاس کے موقعہ پر ہمارے "روشن خیال اور ترقی پسند" ہندو مہاسبھائیوں کو حکومت کی سرد مہری کی شکایت تھی لیکن آج اُن کی گردنیں بھی ندامت کا بارگراں اُٹھانے سے قاصر ہیں اور شرم سے جھکی ہوئی ہیں۔ مہاتما گاندھی کی تحریک اچھوت ادھار بہت اچھی تحریک ہے۔ لیکن مہاتما جی کا پورا دورہ فراہمی سرمایہ کا وسیع نظام اور ہندو جرائد کی نرم و گرم تحریریں ابھی تک عام ہندوؤں کو اس بات پر آمادہ نہیں کر سکیں کہ وہ اچھوتوں کو انسانیت کا معمولی سے معمولی درجہ دیدیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اخباروں کے ہنگاموں میں صحیح حالات کا بہم پہنچانا دشوار ہو گیا ہے اور مہاتما گاندھی بھی یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اچھوتوں کے ساتھ ہندوؤں کا طرز عمل کیا ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ مظلوم اور ستم دیدہ اچھوتوں کی اجتماعی حالت آج بھی خراب و خستہ ہے۔ چند شہروں اور قصبوں میں بھی چند اچھوتوں کے علاوہ ابتک کسی اچھوت کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا۔

ہندوؤں کے قلوب کے دروازے آج بھی بند ہیں، ہندو تو آج بھی اوہام میں مبتلا ہیں۔ اور ہندو قوم آج بھی ہر یجنوں کو اچھوت ہی سمجھتی ہے۔ مسٹر رنگا آئر اور مسٹر ایم سی راجہ کے مسودہ ہائے قانون کا حشر ہمارے دعوی کیلئے ایک زندہ دلیل ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تحریک نے کس حد تک ترقی کی ہے

اصلاح پسند ہندو بھائی اس امر پر غصہ کا اظہار کریں گے اور مسٹر رنگا آئر اور مسٹر راجہ پر اس کا الزام عاید کریں گے۔ حالانکہ یہ دونوں ہندوؤں کے نمائندے ہیں اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ اپنی قوم کی رائے اور فطرت کا صحیح جائزہ لینے کے بعد کیا ہے اگر ہماری رائے پسند کی جائے تو ہم یہی عرض کرینگے کہ اچھوتوں کی اصلاح کی راہ اسلام کی راہ ہے۔ جبتک اس راہ کو اختیار نہیں کیا جائے گا کامیابی کا تصور بھی بعید از قیاس ہے۔

"مکتوب مفتوح" کا جواب

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

سوہدرہ کے وہابی اخبار میں ایک شخص محمد ادریس نے میرے نام مکتوب مفتوح شائع کر کے وہابی کم فہمی کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اگر وہ احمدی لٹریچر سے واقف ہوتا۔ تو اُسے معلوم ہوتا کہ ہمارا راستہ چکڑالوی اور وہابی افراط تفریط سے پاک ہے۔ ہم نہ احادیث کے منکر ہیں اور نہ وہابیوں کی طرح احادیث کو قرآن پر قاضی سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہمارے نزدیک چونکہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے اور احادیث کلام انسان.... پھر مؤخر الذکر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے رحلت کے کئی سو سال بعد جمع اور مرتب کی گئیں۔ اس لئے جو حدیث اللہ تعالےٰ کے کلام یعنی قرآن کے مطابق ہو گی اُسے صحیح اور قول رسولؐ سمجھا جائے گا اور جو حدیث تاویل سے بھی قرآن سے مطابقت نہ کھائے وہ رسول صلعم کا قول کبھی نہیں ہو سکتا خواہ وہ کسی کتاب میں درج ہو۔ جن بزرگوں نے احادیث کے جمع کرنے میں محنت کی ہے۔ ہم اُن کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تاہم چونکہ انسانی کوششوں میں نقص کا اندیشہ موجود ہوتا ہے اس لئے بہت ممکن ہے کہ کسی راوی نے حضرت نبی کریمؐ کا صحیح منشا سمجھنے میں غلطی کھائی ہو اس غلطی کا امکان اور بھی بڑھ جاتا ہے جبکہ یہ مسلمہ بات ہے۔ کہ اکثر احادیث کے الفاظ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے نہیں بلکہ اُن کی روایات بالمعنی ہیں۔

مثلاً قرآن کریم میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ صدیقاً نبیاً تھے لیکن حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے۔ دو جھوٹوں کا تو معاذ اللہ قرآن سے ثبوت دیا جاتا ہے اور تیسرا اسرائیلی روایات پر مبنی ہے۔ اب اس حدیث کو کون عقلمند صحیح مان سکتا ہے؟ یا مثلاً یہ حدیث کہ سوائے مسیحؑ اور اُس کی ماں کے شیطان سب بنی آدم کو پیدائش کے وقت مس کرتا ہے۔ یا یہ کہ ایک پتھر حضرت موسےٰؑ کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اور وہ بالکل برہنہ اُس کے پیچھے دوڑتے مجمع عام میں چلے گئے۔ فرمائیے ایسی اسرائیلیات کو سوائے وہابی صاحبان کے کون صحیح قبول کر سکتا ہے؟

محمد ادریس فرماتے ہیں کہ "ضرورت حدیث" کی بجائے "ضرورت مرزا" پر گفتگو کیجئے۔ ہم نے کب اس سے پہلو تہی کی ہے؟ لیکن آپ لوگوں کی ٹیڑھی فطرت کسی اصولی بحث کی طرف نہیں آتی۔ "ضرورت مرزا" پر گفتگو کی بنیاد حضرت خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی "پرانے یا نئے نبی کی آمد کی ضرورت" ہے۔ اگر آپ قرآن و حدیث سے اس امر پر روشنی ڈال سکیں۔ کہ آخری نبیؐ کے بعد جو نبی آئے گا (پرانا ہو یا نیا) وہ کس ضرورت نبوت کو پورا کرنے آئے گا۔ جبکہ الیوم اکملت لکم دینکم موجود ہے۔ ایک طرف منہ سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری کہنا لیکن اعتقاد یہ رکھنا۔ کہ ابھی ایک پرانے نبی نے آنا ہے۔ کہاں تک باہم تطابق رکھتے ہیں۔ آخری وہی ہوتا ہے جس کے بعد کوئی بھی نہ آئے۔ اگر آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کو اس طرح جھٹلانا ہی ہے۔ تو پھر قرآن سے ثبوت دیں۔ کہ وہ پرانا نبی آخر نبیوں والا کونسا کام کرے گا۔ کیونکہ انبیاء کے ذمہ خدا نے قرآن میں کچھ فرائض لگا رکھے ہیں۔ اگر حضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد قرآن کریم نے کسی پرانے نبی کے آنے کی ضرورت بیان کر دی ہوگی۔ تو "ضرورت مرزا" پر بحث کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ رہا دنیا کا اختلاف۔ وہ تو خود حضرت نبی کریم صلعم۔ قرآن کریم۔ اور حدیث ماننے والوں میں بھی موجود ہے۔ بریلوی۔ دیوبندی۔ چکڑالوی اور دیگر مسلمان۔ وہابی اور حنفی سے دریافت کر لیجئے۔ کیا آپ کے مسلمہ بزرگان سلف و خلف پر دنیا کو اختلاف نہ تھا۔ کسی ایک کا نام لیجئے جسے آپ جیسے مسلمانوں نے اُن کے زمانہ میں بُرا بھلا نہ کہا ہو۔

قادیانیوں کا اصرار بے جا

حضرت مسیحؑ کی بن باپ ولادت پر

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

(۱)

قادیانیوں کا ایک غلط الزام اور اس کا مقصد

قادیانی دوست اپنی تقریروں اور تحریروں میں ہمارے سلسلہ کی نسبت اس امر کا اظہار بڑے شد و مد سے کرتے رہتے ہیں کہ ہمارے اکابر کی تحریریں حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت اور تردید کے لئے شائع ہوتی ہیں مطلب اس سے یہ ہوتا ہے کہ تا قادیانی جماعت کو اس سے تنفر پیدا ہو۔

بجائے اس کے کہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت کا الزام ہم پر لگایا جائے اگر یہ کہا جائے کہ موجودہ گدی کے جدید اعتقادات کی تردید ہمارا مطمح نظر ہے تو یہ بات بجا اور حق بجانب ہے مگر اس طرح پر وہ منصوبہ بارآور نہیں ہو سکتا جو ہمارے دوستوں کے ذہن میں موجود ہے۔

بزرگان سلف کے اختلافات

مسائل دینیہ پر جن لوگوں کی وسیع نظر ہے وہ اس بات کو اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ایک مسئلہ کے متعلق محدثین اور فقہا میں کس قدر اختلاف ہے ایک ہی مسلک کے دو بزرگ حتیٰ کہ شاگرد اور استاد میں اختلاف موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۵۹ پر فرمایا ہے :۔

"اہل علم جانتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے اختلاف تھے اور ان میں سے کوئی بھی اختلاف سے بچ نہیں سکا نہ صدیقؓ نہ فاروقؓ نہ دوسرا کوئی صحابی بلکہ مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ باوجود اپنی اس جلالت و شان کے جو علما میں مسلم ہے دینی امور میں تمام جماعت صحابہ سے پچاس مسئلوں میں مخالف تھے اور یہ مخالفت اس کمال تک پہنچ گئی تھی کہ بعض ایسے امور کو وہ حلال جانتے تھے جن کو دوسرے صحابہ حرام قطعی بلکہ صریح فسق سمجھتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے گروہ کے لوگ معراج اور رویت باری کے بارے میں دوسرے صحابہ سے کلی مخالف تھے مگر کوئی کسی کو کافر نہیں کہتا تھا۔"

کیا یہ اختلافات مخالفت اور عناد پر مبنی تھے؟

اب کیا ہمارے دوست ان اختلافات کو بھی ذاتی مخالفت اور عناد پر محمول فرمائیں گے جب یہ بات نہیں اور یقیناً نہیں تو حضرت مولوی محمد علی صاحب اور دیگر بزرگان کی تحریرات میں اختلاف کو کیوں بری نظر سے دیکھا جاتا ہے جو بات اسلاف میں پائی جائے اس کو تو خوبی اور رحمت سے تعبیر کیا جائے اور وہی بات اگر بعد کے کسی بزرگ میں نظر آئے تو اس کو معیوب خیال کیا جائے۔ العجب ثم العجب۔ ایک امام فاتحہ خلف امام جائز سمجھتا ہے دوسرا ناجائز ایک سینے پر ہاتھ باندھنے کا فتوےٰ دیتا ہے دوسرا زیر ناف۔ ایک آمین بلند آواز سے کہنا سکھاتا ہے دوسرا اس کے عدم جواز کا قائل ہے علےٰ ہذا القیاس کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ ان بزرگوں نے ایک دوسرے کی عداوت کے لئے ایسا کیا یا یہ کہ ان کی اپنی اپنی تحقیق تھی جس کی وجہ سے ایک نے ایک نتیجہ اخذ کیا اور دوسرے نے دوسرا اور وہ اپنی نیات کے لحاظ سے دونوں حق بجانب تھے اس اصول کو مدنظر رکھ کر اگر حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد علی صاحب کی کسی رائے میں کسی مسئلہ کے متعلق اختلاف پایا جائے تو کیوں اس کو بدظنی پر محمول کیا جائے؟ اور کیا وجہ ہے کہ یہاں حسن ظن سے کام نہ لیا جائے؟ ایسا کرنے سے ہمارے نزاع اور مشکلات کا حل بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ مسائل دینیہ کا حل اجتہاد سے فرمایا کرتے تھے

دوسرے حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات جن کی تعداد اسّی سے متجاوز ہے عام طبائع میں ان کا ماخذ وحی الٰہی ہے اس لئے عوام تو کیا خواص بھی بحث میں اگر کوئی حوالہ حضرت اقدس کا مل جائے تو اسے پیش کر کے اسی کو اپنی فتح تصور کر لیتے ہیں حالانکہ مسائل دینیہ کا حل آپ اجتہاد سے فرمایا کرتے تھے چنانچہ ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۲۰۱ تقطیع کلاں پر ارقام فرمایا ہے :۔

"ہاں یہ سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کرکے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے بلکہ خبر دی گئی کہ اے امتی لوگو وہ تم میں سے ہی ہوگا اور تمہارا امام ہوگا اور نہ صرف قولی طور پر اس کا امتی ہونا ظاہر کیا گیا بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا کہ وہ امتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ و قال الرسول کا پیرو ہوگا اور حل معلقات و معضلات دین نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے کرے گا۔"

پس جب تصریح عبارت ہذا عام مسائل کے حل کے لئے جب آپ کی حیثیت مجتہدانہ ہے تو کیا کتب اصول میں یہ نہیں لکھا کہ

المجتھد قد یخطی و یصیب

مجدد اور نبی اجتہادی غلطی کر سکتے ہیں؟

اسی اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۴۰ پر اور ایسا ہی اپنی دیگر تصنیفات میں صریح اور صاف الفاظ میں اپنی نسبت تحریر فرمایا ہے کہ "ہم اپنی رائے میں اجتہادی غلطی کر سکتے ہیں" اور یہیں تک نہیں بلکہ اپنی کتابوں میں یہاں تک لکھا ہے کہ انبیاء علیہ السلام بھی اپنی اجتہادی رایوں میں غلطی کر سکتے ہیں جب صورت حال یہ ہے تو کیا ایک شخص کو حق پہنچ سکتا ہے یا نہیں کہ وہ نیک نیتی سے آپ کے اجتہاد سے اختلاف کرے

قرآن کا حکم

قرآن کریم نے کس خوبصورتی اور وضاحت سے اس مسئلہ کو واضح فرمایا ہے۔ **اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول** (سورۃ النساء) اس آیت میں تین ہستیوں کی اطاعت کا حکم فرمایا ایک اللہ تعالیٰ دوسرا اس کا رسول اور تیسرا اولے الامر حضرت مسیح موعودؑ نے اولی الامر کی تشریح شہادت القرآن میں فرمائی ہے کہ جسمانی رنگ میں اس سے مراد حکام وقت اور روحانی طور پر مجدد اور محدث مراد ہیں اس سے اگلے فقرے میں فرمایا کہ تنازعہ کی حالت میں تیسرے حکم یعنی مجدد اور محدث کے ساتھ ہم اختلاف کر سکتے ہیں اور اگر یہاں تک نوبت پہنچ جائے تو مقدمہ فیصلہ کے لئے خدا اور رسول کے پاس لے آنا چاہیے اس نص صریح کے مطابق امت میں عمل ہوتا چلا آیا ہے اب حکم کی اس پوزیشن کو جو قرآن کریم نے مقرر فرمائی ہے نظر کے سامنے رکھو اور پھر دیکھو کہ حضرت مرزا صاحب کو حکم تسلیم کرتے ہوئے ہم اصولاً کسی مسئلہ میں آپ کے ساتھ اختلاف کر سکتے ہیں یا نہیں اس کا جواز اثبات کے رنگ میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔

صحابہ کرام اور ائمہ دین کی مثالیں

دوسری طرف بزرگان سلف میں سے بڑے بڑے ائمہ دین حتیٰ کہ خلفائے راشدین کی اس قسم کی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ انہوں نے حق کے مقابلے میں ادنےٰ ادنےٰ لوگوں کی رایوں کو اپنے مقابلے میں ترجیح دی حضرت عمرؓ کو برسر ممبر ایک بڑھیا نے ٹوکا تو آپ نے اس کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دی یہاں تک تو لکھا ہے کہ بعض اوقات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب صحابہ میں سے کسی ایک کو کوئی حکم دیتے تو وہ آگے سے دریافت کرتے کہ یہ ارشاد مشورتاً فرمایا ہے یا وحی سے اگر مشورتاً کوئی امر ہوتا تو وہ بزرگ دسترسے کے ساتھ اپنی رائے اس کے برعکس دیتے بدقسمتی سے یہ جوہر ہماری قوم سے سلب ہو رہا ہے۔

قرآن کریم کا حکم نہایت حکیمانہ ہے

قرآن کریم کا یہ اصول کہ تنازع کی حالت میں ہم اپنا مقدمہ خدا اور خدا کے رسول کی عدالت میں لا سکتے ہیں ایسا حکیمانہ اصول ہے کہ غیر مسلموں میں دنیوی جھگڑوں کے فیصلہ کا یہی طریق ہے یعنی فریقین ادنےٰ عدالتوں کے فیصلے اعلےٰ سے اعلےٰ عدالتوں تک لے جاتے اور داد حاصل کرتے ہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ایسا کرنے سے وہ ابتدائی عدالتوں کو عدالتیں تصور نہیں کرتے نہیں بلکہ ضابطہ قانون نے انہیں ایسا کرنے کے لئے مراعات دے رکھی ہیں ٹھیک یہی نشان **تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول** کا ہے۔

قادیانیوں کی کم فہمی

اسی اصول کو نہ سمجھنے کی وجہ سے قادیانی دوست ہم پر یہ فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ ایسا کرنے سے گویا ہم حضرت اقدس کو حکم کی حیثیت سے گرا رہے ہیں چنانچہ کچھ دن ہوئے ایک قادیانی بزرگ نے جو اچھے پڑھے لکھے آدمی تھے اثنائے گفتگو میں اس مسئلہ کے متعلق بات چیت کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ جو لکھا ہے کہ جو مجھے ہر بات میں حکم نہیں مانتا وہ میری جماعت میں سے نہیں اس کی کیا توجیہ کی جائے۔ میں نے گزارش کی کہ مسائل دین کا بہت بڑا ذخیرہ ہے ان میں سے بہت سے مسائل ایسے ہیں جن کے متعلق حضرت نے ایک حرف بھی نہیں لکھا ہے فرمایئے ایسے مسائل کے متعلق آپ حکم کس طرح ہو سکتے ہیں۔ آدمی زیرک تھے سوچ سوچ کر فرمانے لگے کہ مسئلہ میری سمجھ میں آگیا ہے۔

قادیانی کس منہ سے اعتراض کرتے ہیں؟

پھر جناب میاں محمود صاحب کے عقیدہ کے مطابق تو مسئلہ نبوت میں حضرت صاحب کی عبارات میں تناقض اور تعارض ہے۔ اسی لئے انہیں ۱۹۰۱ء سے پہلے کی عبارتیں منسوخ کرنی پڑیں حالانکہ میاں صاحب یہ بھی مانتے ہیں کہ نبوت کا دعوےٰ کرنے کے لئے خدا خود انہیں الہام کرتا رہا۔ مگر پھر بھی وہ غلطی کر کے اس کا انکار کرتے رہے۔ آپ فرمایئے کیا حضرت صاحب ۱۹۰۱ء سے پہلے حکم نہ تھے۔ کیا حکم مذہب کے ایک بنیادی مسئلہ کو سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتا تھا۔ کیا جو اپنا الہام کیا سمجھ نہیں سکتا تھا اور نبوت کو سمجھنے سے قاصر

تھا وہ حکم کے منصب پر کھڑا کیا جا سکتا ہے پس جو لوگ حضرت صاحب کے حکم ہونے کی ساری شان کو اس طرح خود خاک میں ملا دیتے ہیں وہ ہم پر اعتراض کرنے کا کیا حق رکھتے ہیں؟

ہم پر بے بنیاد الزام

حالانکہ جو شخص انصاف سے ہماری کتب کو دیکھے گا وہ دیکھے گا کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کی عزت کرتے ہیں اور جو مسائل آپ نے خدا سے خبر پا کر دنیا کو سکھائے ہیں ان میں ناسخ و منسوخ کو ماننا آپ کی ہتک سمجھتے ہیں کیونکہ ان میں وہ حکم ہیں البتہ علمی اور تحقیقی مسائل جو اجتہاد سے آپ نے تحریر فرمائے ہیں ان میں اس آزادی کے ماتحت جو قرآن نے ہمیں دی ہے جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں ہم اختلاف کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ یہ ہم پر نہایت رنجدہ الزام اور خطرناک افترا ہے کہ ہم نے کوئی مسئلہ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کی وجہ سے لکھا ہے یا ہمیں حضرت صاحب کے ارشاد کی تردید مدنظر ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے دوست جو آزادانہ رائے رکھتے ہیں ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی میں مبتلا رہیں ہمارے بھائی ہمارے اکابر کی تصنیفات کی نسبت بجائے اس کے کہ اپنی اس رائے کا اظہار فرمائیں کہ ان تالیفات کا مقصد حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت اور تردید ہے وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کتابوں میں مسائل کے بیان کرنے میں مصنف سے فلاں فلاں غلطی ہو گئی ہے اگر وہ ایسا لکھتے تو چنداں افسوس کی بات نہ تھی کیونکہ مخالفت کی غرض سے ایک تحریر لکھنا اور مسائل کے استنباط میں غلطی کا واقعہ ہو جانا دو علیحدہ علیحدہ مفہوم ہیں۔ اپنے امام سے دانستہ بدنیتی سے مخالفت کرنا یہ شریف آدمی کا کام نہیں مگر اپنے استدلال میں غلطی کھا جانا اس سے تو بلند سے بلند شخصیت بھی مستثنےٰ نہیں ہو سکتی۔ اب ذرا واقعات سے ایک مثال لو اور اس پر غور کرو بڑا غم و غصہ جو ظاہر کیا جاتا ہے وہ مسئلہ ولادت مسیح علیہ السلام کے متعلق ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جناب مسیحؑ کو بغیر باپ کے لکھا ہے اور مولوی محمد علی صاحب نے ان کا باپ ثابت کیا ہے اور مولوی صاحب کا ایسا لکھنا حضرت مسیح موعود سے حسد اور دشمنی کی وجہ سے ہے اس امر کا ثبوت قادیانی دوستوں کی ہر ایسی تحریر و تقریر سے مل سکتا ہے جو آج تک اس مسئلہ کے متعلق انہوں نے لکھی ہیں۔

میاں فخر الدین ملتانی اور ان کے کمالات

کہ حال ہی میں ایک رسالہ کی تازہ اشاعت معرض وجود میں آئی ہے جس کے مصنف فخر الدین ملتانی تاجر کتب قادیانی ہیں ملتانی صاحب کی یہ پہلی تصنیف نہیں بلکہ اُن کے اکثر مضامین ہمارے سلسلہ کے خلاف "الفضل" اور "فاروق" کے کالموں کی زینت بنتے رہتے ہیں آپ کو قصیدہ خوانی اور ہجو گوئی کی طرف خاص رغبت ہے۔ جب کبھی میدان صحافت میں کودتے ہیں تو فطرتی مناسبت کے لحاظ سے ضرور کوئی شذرہ سپرد قلم فرماتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں ایک مضمون کے دوران میں جو آیت پر توجہ ہوئی عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا اپنے مطاع الکل فی الکل علی الکل خلیفہ کا نام پڑھ کر رنجیدہ ہی تو گئے اور تخیل نے اس حد تک بلند پردازی کی کہ عالم محویت میں اس الہام کا شان نزول اور تفسیر اس بیج پر فرمائی کہ سارا مضمون اپنے پیر روشن ضمیر پر منطبق کر دیا۔ وقت نہیں اور نہ ضرورت ہے کہ ہم اس کا اعادہ کریں۔

میاں ملتانی کا کمال قصیدہ خوانی

ہاں اس سلسلے میں ہم ملتانی صاحب کے زیر بحث مضمون سے ایک بات اپنے ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے نقل کرتے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو ہمارے دوستوں کی ذہنیت کا حال معلوم ہو جائے فاضل مضمون نگار نے محولہ بالا مضمون کو ذیل کے دعائیہ کلمہ کے ساتھ ختم کیا ہے ع الٰہی عاقبت محمود گردد۔ اخلاقی رنگ میں یہ فقرہ گو قابل ستائش نہ ہو کیونکہ اس میں خوشامد کا رنگ پایا جاتا ہے مگر لکھنے والے کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے کیونکہ ایسے موزوں اور ذومعنی طریقے پر استعمال کیا ہے جس سے یک کرشمہ دو کار کا مضمون پیدا ہو گیا ہے۔ الٰہی عاقبت محمود گرداں کے ایک ہی جملہ میں خدا بھی خوش اور میاں محمود بھی۔ لیاقت اسی کا نام ہے دو لفظ لکھ کر ایک طرف خدا کو خوش کر لیا گیا اور دوسری طرف پیر کو

میاں ملتانی کا سوقیانہ پن

یہ تو آپ کی مدح کا پہلو تھا جو ذکر کیا گیا اب ہجو گوئی کا تھوڑا سا حال بھی سن لیجئے کچھ دن ہوئے حضرت قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد سلمہ کا ایک مفصل اور مبسوط مضمون آیہ استخلاف کی تفسیر کے متعلق "پیغام صلح" کے چار نمبروں میں شائع ہوا اس پر ملتانی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے اس مضمون کا تعاقب کیا اب اگر میں اس پر کچھ رائے زنی کروں تو یہ شاید طرفداری پر محمول ہو گا خود قادیانیوں کی دونوں اخباروں کو پڑھ کر دیکھ لو کہ اُن کے مضمون نویس نے کس دعوے اور دلیل کی تردید کی ہے حرام ہے جو مضمون زیر بحث کو ہاتھ بھی لگایا ہو۔ اور ادھر اُدھر کی غیر متعلق اور دور از کار باتوں سے اپنے مضمون کو زینت دی گئی ہے اور ڈاکٹر صاحب کو "خسر" اور "قبلہ" کے خطابات اور حضرت امیر کو "داماد" کے لقب سے دانستہ اور بار بار مخاطب کیا گیا ہے گویا شرافت اور تہذیب کا عجیب و غریب نظاہرہ کیا ہے۔ کیا قادیان میں نہ کوئی خسر ہے اور نہ کوئی داماد۔ ملتانی صاحب خود کسی کے خسر اور کسی کے داماد نہیں اور کیا وہ اجازت دیں گے اور پسند فرمائیں گے کہ دوسرے لوگ بھی اُن کو خسر کے معزز لقب سے مخاطب کیا کریں اور ان کی اس قسم کی مخاطبت سے مسیح کی بن باپ ولادت پر کچھ روشنی پڑ سکتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے مدلل مضمون پر میاں ملتانی کی خاموشی

حال میں جناب ڈاکٹر صاحب کا ایک اور مضمون اختلاف سلسلہ کے عنوان سے چار نمبروں میں شائع ہوا ہے مگر آج تک ان دو پاؤ پچہ شکن ملتانی صاحب یا اُن کے دیگر اعوان و انصار

کی رگ حمیت مطلق جوش میں نہ آئی اور ان مجبوروں کو اتنا یارا نہ ہوا کہ ان حقائق کی کسی طرح تردید کرتے کیا حضرت مسیح موعود اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کے اختلافات بڑے بڑے اہم مسائل کے متعلق نظر انداز کرنے کے قابل ہیں؟ کیا حضرت امام کے ایک دو نہیں متعدد اور بے شمار مسایل ہیں اگر صاحبزادہ صاحب اختلاف کریں تو وہ چشم پوشی کے قابل ہیں پر اگر کسی جزئی اور فروعی مسئلہ کے متعلق مولوی محمد علی صاحب اختلاف کریں تو ... اور گردن زدنی قرار پائیں۔ (باقی)

انجمن کی مالی مشکلات

ملک کی اقتصادی حالت اور بعض دوسرے وجوہ سے انجمن آجکل کسی قدر مالی مشکلات میں مبتلا ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۹ اگست کے "پیغام صلح" میں اس پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب نے اپنا ایک سال کا پیشگی چندہ چھ سو روپیہ یکمشت عنایت فرما ان مشکلات کے حل کا ایک موثر اور آسان ذریعہ بھی قوم کو بتلا دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی اس قابل قدر مثال کو بیان کرتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت سے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپیل کی تھی۔

"اگر قومی ذمہ داریوں کا وہی احساس پیدا ہو جائے جو ذاتی ذمہ داریوں کا ہوتا ہے تو اس میں مشکل ہی کیا ہے کوئی دوست اپنا چندہ پیشگی ادا کر دے، کوئی صاحب توفیق پانچسو ایک ہزار ایکسو دو سو کی رقم بطور قرض ایک سال کے لئے دو سال کے لئے انجمن کو دیدے۔ انجمن نے پہلے بھی قرضوں کو وقت مقررہ سے پیشتر بھی ضرورت محسوس ہو تو انجمن اسے مطالبہ پر واپس کر دے گی۔ انجمن کے کام میں جو روپیہ آئے گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ بھی ہو گا اور ثواب کا ثواب بھی ہو گا۔ زکوٰۃ بھی اس پر واجب نہیں ہو گی۔ غرض صرف اس قدر ہے کہ صاحب توفیق احباب اٹھیں اور اس وقت اپنی دینی ذمہ داری کو محسوس کرتے

اشتہار زیر دفعہ آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت خان عبدالرحیم خاں صاحب بی۔ اے نائب تحصیلدار باختیار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل کبیروالہ

مقدمہ تقسیم نمبر ۳۱ بابت سال ۳۳-۱۹۳۴ عیسوی

احمد جان ولد پیر بخش ذات تھیم انصاری سکنہ موضع ممدال تحصیل کبیروالہ ضلع ملتان فریق اوّل

بنام

قادر بخش۔ امام بخش۔ کرم خاں۔ معین الدین۔ منظور حسین پسران محمد بخش۔ فضل حق۔ اللہ نواز۔ سرفراز پسران امیر خاں۔ عبد و شاہ۔ محمد بخش پسران لعل خاں۔ قوم تھیم انصاری ساکنان موضع ممدال تحصیل کبیروالہ ضلع ملتان فریق ثانیان۔

درخواست تقسیم آراضی زرعی نمبر کھیوٹ ۲۰۔ نمبر کھتونی ۱۵۲ تا ۱۵۸ برقبہ ۱ ... کنال داخلی موضع آہر تحصیل کبیروالہ برائے فرد جمعبندی چار سالہ $\frac{1931}{1932}$ و زیر دفعہ ۱۱۱ ایکٹ ۱۷ ... مقدمہ صدر میں فریق ثانیان غیر حاضرین کے نام چند دفعہ اطلاعنامہ جات تقسیم جاری ہوتے رہتے ہیں۔ الا وہ دیدہ و دانستہ تعمیل اطلاعنامہ جات تقسیم سے گریز کر رہے ہیں۔ اور روپوش ہیں لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہری کرائی جاتی ہے کہ اگر فریق ثانیان غیر حاضرین بتاریخ ۳۱ ... بوقت ۱۰ بجے ... بمراد پیروی و جواب دہی ہماری عدالت میں حاضر نہیں ہونگے تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ آج بتاریخ ۹ ... ۳۴ بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم

مراسلات

کھلا چیلنج

بنام ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری و میر محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی

از

پروفیسر عبد الحمید صاحب مرزا داعی الی الحق سیالکوٹ

ٹریکٹ "منزلت حدیث" اور علمائے اہلحدیث سے "دردمندانہ اپیل" کے سلسلہ میں تمام مذہبی حلقوں میں ہلچل پڑ گئی ہے اور حکام بالا کو اس کے ضبط کرنے کے لئے تاریں تک دی جا چکی ہیں۔ میں اس اعلان کے ذریعہ واضح کر دینا ہوں کہ یہ ٹریکٹ کسی منکر حدیث یا چکڑالوی کی طرف سے شائع نہیں ہوا بلکہ ایسے مخلص متلاشی حق نوجوانوں نے اس کی اشاعت کی ہے جو مکفر ملانوں کے کفر کے فتووں سے تنگ آ چکے ہیں۔ اس کے جواب میں سیالکوٹی شیر اہلحدیث کے بعض حواری بجائے دوستانہ تبادلہ خیالات کے مناظرہ پر زور دے رہے ہیں۔ از بسکہ میں مناظرہ کو اور بالخصوص نمائشی خودنمائی کے مناظرہ کو اسلام کی سچی روح کے منافی سمجھتا ہوں۔ لیکن اتمام حجت کے لئے مذکورۃ الصدر ہر دو حضرات کو آخری دعوت دیتا ہوں کہ وہ جہاں چاہیں ان دو امور پر فیصلہ کن مناظرہ کر لیں۔ شرائط جو بھی وہ پیش کریں ہمیں منظور ہیں۔

۱۔ آیا قرآن حکیم فی ذاتہ نجات کے لئے کافی ہے یا نہیں۔

۲۔ مسلمانوں کی تباہی اور زوال کا باعث غلط روایات ہیں خواہ وہ صحیح بخاری میں ہی ہوں ان کی غلط حمایت حضرات اہلحدیث کر رہے ہیں۔

خدا کرے کہ یہ لوگ تیار ہو جائیں تاکہ لاکھوں زندہ اور متذبذب نوجوان حقیقت سے آگاہ ہو جائیں۔ جب آج سے ۶ ماہ قبل مسجد وزیر خاں لاہور میں بریلوی اور دیوبندی علماء کا مناظرہ بے لطفی میں ختم ہوا تھا تو شیر اہلحدیث وہاں تاد مسکے تھے۔ میں نے اس سلسلہ میں بھی اس دلخراش منظر پر "زمیندار" "انقلاب" میں ایک مضمون دیا تھا مقصد بہی خواہی اسلام تھی۔ آج بھی یہی مقصد ہے۔

صوفی عبید الرحمن شاستری گورکھپوری سے بچو

جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ شہر کا ضروری اعلان

انبالہ شہر ۱۹۔ اگست۔ جیسا کہ قبل ازیں اخبارات میں اعلان ہو چکا ہے کہ مولوی صوفی عبید الرحمن شاستری گورکھپوری کا جمعیتہ ہذا سے ۲۶۔ جولائی ۱۹۳۴ء سے بطور مبلغ کوئی تعلق نہیں رہا۔ معتبر ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ عبید الرحمن مذکور دوبارہ مرتد ہو کر آریہ سماج کی طرف سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کے کام پر تعینات ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس امر کی تصدیق اخبار روزانہ "ملاپ" لاہور مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۳۴ء صفحہ ۳ کالم اول سے بھی ہو گئی ہے کہ یہ شخص مرتد ہو گیا اور نام گیان اندر (تائب ہونے سے قبل کا نام) رکھا گیا ہے۔

بعض لوگوں کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ صوفی عبید الرحمن الیاس گیان اندر اسلامی بھیس کر لوگوں کو دھوکا دیتا پھرتا ہے اور چونکہ اس کے پاس جمعیتہ ہذا کی رسید بکیں ۵۵ و ۵۶ اور دیگر کاغذات موجود ہیں مسلمانوں کو رسیدات کا حوالہ دے کر ان سے چندہ وصول کر کے لوٹ رہا ہے اور بیان کرتا ہے کہ میں جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ شہر کی طرف سے پلول کے مولا گوجروں میں کام کرنے کے واسطے تعینات ہوں۔ حالانکہ اب یہ شخص غالباً ہوشیارپور آریہ سماج کی طرف سے جمعیتہ ہذا کے خلاف کام کر رہا ہے۔

لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص فرضی عبید الرحمن کے دھوکے میں نہ آئے اور کسی قسم کا کوئی چندہ وغیرہ نہ دے۔

المعلن (شیخ) عبد الحکیم گجراتی منصرم دفتر جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام۔ انبالہ شہر

حکومت پٹیالہ سے

مکرمی معظمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "پیغام صلح"۔ لاہور

السلام علیکم۔ براہ مہربانی ذیل کی سطور اپنے موقر اخبار میں شائع فرما کر مسلمانان شہر پٹیالہ کو شکر گزاری کا موقعہ دیں:۔

پرسوں بتاریخ ۱۸۔ اگست ۱۹۳۴ء مسٹر فریڈرک گانٹلٹ فائنس منسٹر ریاست پٹیالہ نے فائنس اور اکونٹنٹ جنرل دفتروں کے لئے یہ اعلان نافذ کیا ہے کہ اس حقیقت کے پیش نظر کہ سکھوں اور مسلمانوں کا عنصر دونوں دفتروں میں بہت کم ہے۔ آیندہ ان دونوں قوموں کے افراد کا تقرر ان دفتروں میں عمل میں لایا جائے۔ اس حکم کے تحت میں خاکسار چند معروضات پیش کرتا ہے۔ امید ہے کہ افسران متعلقہ ان پر ہمدردانہ غور فرما کر مسلمانان ریاست پٹیالہ کو شکر گزاری کا موقعہ دیں گے:۔

ریاست پٹیالہ کی کل آبادی پندرہ لاکھ کے قریب ہے اور اس میں مسلم آبادی ہندوؤں اور سکھوں کی مجموعی تعداد کے برابر ہے اور ریاست کی کل آمدنی ایک کروڑ ساڑھے سینتیس لاکھ روپے میں نصف مالیہ مسلمانوں سے وصول کیا جاتا ہے۔ لہذا عین مناسب ہو گا اگر سرکار پٹیالہ چھوٹی اور بڑی ملازمتوں میں مسلم آبادی کا تناسب ملحوظ رکھیں اور اس تناسب کے مطابق کلرک۔ گزیٹڈ افسران اور وزرا منتخب کئے جائیں۔ آج کل یہاں مسلم وزیر برائے نام ہے۔ مسلمان وزرا کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ یہاں سب کے سب وزرا غیر مسلم ہیں جن سے اس حکم کی پوری تعمیل ہونی ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر پٹیالہ کی خدمت میں مودبانہ عرض کیا جاتا ہے کہ اس حکم کو کسی خاص محکمہ تک محدود نہ رکھا جائے۔ بلکہ دوسرے محکموں میں بھی اس پر عمل کیا جائے کیونکہ مسلمان ہر محکمہ میں اشد قلت میں ہیں۔ یہ امر بھی خاص توجہ کا محتاج ہے۔ کہ یہ حکم محض سکھوں کے فائدے کے لئے ہی استعمال کیا جائے بلکہ مسلمانوں کی مسلسل حق تلفیوں کی تلافی کا بھی بندوبست کیا جائے۔ کیونکہ ملازمتوں میں مسلمانوں کی نمائندگی سکھوں سے بھی کم ہے بحالیکہ آبادی اور ادائیگی مالیہ کے لحاظ سے مسلمان سکھوں سے کئی گنا ہیں۔ آخر میں التماس ہے کہ اس حکم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی موثر ذریعہ عمل میں لایا جائے۔ مبادا یہ کاغذی کارروائی تک محدود رہے۔ اسی ذیل میں یہ مناسب ہو گا کہ سہ ماہی یا ششماہی یا سالانہ رپورٹ اخبارات میں پبلک کی آگاہی کے لئے شائع کرائی جایا کرے۔

ناچیز خادم بی۔ اے۔

ضرورت ملازمین

(۱) ایف اے اور ایف ایس سی پاس نوجوانوں کی عرضیاں داخلہ کے فارم کو پر کر کے وٹرنری کالج لاہور میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے ۸ ستمبر ۱۹۳۴ء تک پرنسپل صاحب کے پاس پہنچ جانی چاہئیں ۷ ارستمبر کو پرنسپل صاحب طلباء کا ملاحظہ کریں گے۔ پراسپکٹس اور داخلہ کے فارم پرنسپل کے دفتر سے مل سکتے ہیں۔

(۲) مہمان خانوں اور فراشخانوں کے لئے ایک داروغہ کی ضرورت ہے جس کو للعہ روپیہ ماہوار تنخواہ اور پانچ روپیہ بائیسکل الاؤنس دیا جائے گا۔ ہندوستانی فوج کے ریٹائرڈ جمعدار کو جس نے کوارٹر ماسٹر اور مس کلرک کا کام کیا ہو۔ ترجیح دی جائے گی درخواستیں اپنے ہاتھ سے لکھ کر معہ سندات سید طالب حسین صاحب ایم ایس ایم سپرنٹنڈنٹ مہمانخانجات و فراشخانہ جات۔ ریاست سروہی۔ راجپوتانہ کو بھیجی جائیں۔

(۳) دہلی بوائے سکاؤٹ ایسوسی ایشن کو ایک آرگنائزنگ سکرٹری کی ضرورت ہے۔ جسے کام کا سالقہ تجربہ ہو۔ جو گلول پارک میں تعلیم حاصل کر چکا ہو اسے ترجیح دی جائیگی۔ درخواستیں معہ اپنے فوٹو اور سندات کے آنریری سکرٹری بوائے سکاؤٹ ایسوسی ایشن دہلی بھیجدی جائیں۔ تنخواہ ۲۰۰۔۱۰۔۳۰۰ روپیہ ماہوار اور مفت مکان۔ اور پراویڈنٹ فنڈ۔

(۴) کالون تعلقدار کالج لکھنؤ کے لئے ایک وائس پرنسپل کی ضرورت ہے جو کسی برٹش یونیورسٹی کا گریجویٹ اور تعلیم دینے کا تجربہ رکھتا ہو کھیل کود کا خوب ماہر ہو۔ تنخواہ ۴۵۰۔۳۰۔۶۰۰۔۵۰۔۸۰۰ روپیہ ماہوار معہ پراویڈنٹ فنڈ اور مفت مکان دو سال کے لئے امتحاناً لگایا جائے گا۔ عرضیاں معہ اسناد و تفصیل سابقہ تجربہ بنام پرنسپل ۱۰ رستمبر ۳۴ء تک بھیجدی جائیں۔

آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(۵) پریزیڈنٹ مس کمیٹی ۶ کیولری مردان ضلع پشاور کو ایک مس کلرک کی ضرورت ہے درخواستیں معہ اسناد یکم ستمبر تک پہنچنی چاہئیں۔

(۶) ایک مسلمان ریاست کے پانچ سالہ شہزادہ کی تعلیم کے لئے ایک استاد یا استانی کی ضرورت ہے۔ جو ڈالٹن پلین (مونٹ سوریسی) کے مطابق تعلیم دے سکے۔ صرف تجربہ کار اور اعلیٰ اخلاق کے امیدوار درخواستیں معہ اسناد و سابقہ تجربہ بھیجیں

(۷) تھرڈ بٹالین ۱۱ سکھ رجمنٹ کے لئے ایک اچھے ... کلرک کی ضرورت ہے۔ عرضی دہندہ گریجوایٹ عمدہ انگریزی بول سکنے والا اور شارٹ ہینڈ ٹائپ جانتا ہو پنجابی مسلمان ہو اگر کام عمدہ کیا تو چھ ماہ بعد سیکنڈ گریڈ کلرک کی جگہ ترقی کر جائے گا۔ درخواستیں معہ نقول سندات اخیر اگست تک بنام کمان افسر 3/11 سکھ رجمنٹ (ریٹرسیز سکھ) راولپنڈی پنجاب بھیجدی جائیں۔ محمد منظور الہی

اطلاع

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کیجئے۔ (منیجر)

خبریں

ممالک خارجہ

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ٹرکی، روس، رومانیہ اور بلغاریہ کے درمیان تجارتی معاہدہ کے سلسلہ میں روسی سفیر قرہ خاں کے جلد انگورہ آنے کی توقع ہے۔

—— برلن ۱۲ راگست ہٹلر زبردست اکثریت سے جمہوریہ جرمنی کا مستقل صدر منتخب ہو گیا۔ ساڑھے چار کروڑ رائے دہندگان میں سے تقریباً پونے چار کروڑ نے ہٹلر کے حق میں رائے دی۔

—— ایک ولایتی اخبار رقمطراز ہے کہ گاندھی جی نے سات روز کے برت کے ذریعہ اپنی سیاسی کمزوری کی پردہ پوشی کی ہے۔ جب انہیں اپنے پروگرام کی تکمیل میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو آپ برت کے پردہ میں اپنے سیاسی عیوب کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

لندن ۱۲ راگست:۔ سکاٹ لینڈ کے بعض حصوں میں ۱۶ راگست کی شب کو زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے۔

—— سر آغا خان انگلستان میں اپنی رہایش کے لئے ایک عظیم الشان محل تعمیر کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں جو آغا خانی خاندان کے لئے ایک مرکزی مقام ہوگا۔ موزوں جگہ کی تلاش ہو رہی ہے۔

—— امریکہ میں خشک سالی کی وجہ سے بیکاری پھر زیادہ ہو گئی۔

—— ٹوکیو ۱۲ راگست:۔ ناگویہ کے علاقہ میں شدید زلزلہ رونما ہوا ہے۔ زلزلہ کے دھماکے سے کیوٹو میں بہت سے مکانات منہدم ہو گئے۔ اوساکا میں شدید جھٹکے محسوس ہوئے لوگ گھروں سے بے تحاشا نکل نکل سڑکوں پر آ گئے نقصان جان و مال کی تفصیل ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی۔

—— استنبول ۱۲ راگست:۔ شمالی اناطولیہ میں شدید سیلاب آیا ۱۲ کسان غرقاب ہو گئے۔ بہت سے مکانات منہدم ہو گئے ہزاروں آدمی بے خانماں ہو گئے۔

—— یونان میں جرنیل پلسٹ راس کے زیر قیادت ڈکٹیٹری قایم کرنے کے لئے مظاہرہ قوت کی زبردست سازش ہو رہی تھی جسکا انکشاف ہو جانے پر دو جرنیل اور تین کرنیل اور متعدد دیگر افسر گرفتار کر لئے گئے۔

—— وائنا ۱۲ راگست:۔ آسٹریا کی نازی پارٹی کے لیڈر ڈاکٹر انٹسین کا مشہور دیہاتی محل جس کی مالیت دو لاکھ پونڈ بیان کی جاتی ہے ضبط کر لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے گزشتہ ہنگامہ میں خودکشی کی کوشش کی تھی لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اب غالباً ایک فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

—— حال ہی میں جمہوریہ جرمنی کے صدر ہٹلر نے لاسلکی پر ایک پرجوش تقریر کی جس میں کہا کہ خواہ کچھ ہو جرمنی اپنے حقوق مساوات کو ہرگز ہاتھ سے نہیں جانے دے گا۔

—— پشاور ۲۰ راگست:۔ ایک (صوبہ مزار شریف) افغانستان کا قدیم ترین شہر ہے اور جس کا چینی سیاح نے بھی ذکر کیا ہے۔ اسکی تعمیر از سر نو عمل میں آ رہی تھی۔ نیا شہر قدیم شہر کے کھنڈروں سے دو میل کے فاصلہ پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔

—— لندن ۲۰ راگست:۔ فرانس کے ایک موجد نے نمک کے مقطر پانی سے پٹرول بنانے کا طریقہ معلوم کر لیا ہے جس پر دو پیسے فی گیلن لاگت آئیگی۔ اگر یہ ایجاد کامیاب ہو گئی تو تجارتی اور صنعتی دنیا میں

ہندوستان

—— مہاراجہ کپورتھلہ نے اپنی رعایا کے نام ایک فرمان شائع کیا ہے جس میں ہندو، مسلمانوں اور سکھوں کو اتحاد و امن سے رہنے کی تلقین کی ہے۔

—— ریاست کپورتھلہ کے حکام نے حکم دیدیا ہے کہ ان ہندوؤں کی اراضیات ضبط کی گئی تھیں وہ واپس کر دی جائیں۔

—— پنڈت جواہر لال نہرو کی اہلیہ بدستور علیل ہیں حکومت نے پنڈت جی کے متعلق تا حال کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ (دوبارہ گرفتار کر لیا)

—— شملہ ۱۲ راگست:۔ اسمبلی کا اجلاس ۳۱ راگست کو ختم ہو جائے گا۔

—— لاہور کے مشہور رکن بلدیہ چودھری محمد گھسیٹا ۱۹ راگست کی شام کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ

—— نینی تال میں ۱۹ راگست کو اور کلکتہ میں ۲۰ راگست کو بہت زیادہ بارش ہوئی۔

—— آسام کا قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کونسل آف سٹیٹ میں منظور ہو گیا۔

—— لکھنو میں ایک روسی پناہ گزین کا بیان ہے کہ اس نے کوہ قراقرم میں ایک ایسی سونے کی کان دریافت کی ہے جس کو آج تک کسی نے چھوا تک بھی نہیں۔ وہ شملہ گئے ہیں تاکہ حکومت ہند سے وہاں جانے کی اجازت لیں۔

—— اسمبلی میں ربڑ، پٹرولیم اور انکم ٹیکس کے بل منظور ہو گئے۔

—— گذشتہ دنوں صوبہ سندھ میں دو ڈاکوؤں کو منظر عام پر پھانسی دی گئی تھی۔ اسمبلی کے غیر سرکاری ممبروں نے اس پر شدید اعتراض کیا۔

—— گزشتہ ہفتہ شملہ، بمبئی اور کراچی کے افغان قنصل خانوں میں جشن استقلال افغانستان کی تقریب شاندار طریقے سے منائی گئی۔

—— گزشتہ ہفتہ دریائے جمنا میں پھر طغیانی آگئی۔

—— انگریز نو مسلم ڈاکٹر خالد شیلڈرک ابھی تک ہندوستان ہی میں موجود ہیں۔ آجکل آپ الہ آباد میں مقیم ہیں۔

—— گزشتہ ہفتہ حکومت نے خان عبد الغفار خاں کے بڑے بھائی خان عبید اللہ خان کو رہا کر دیا۔ پشاور میں کانگرسیوں کی طرف سے آپ کا شاندار استقبال ہوا۔ آپ کی صحت خراب ہے اور اپنے وطن اغازئی چلے گئے ہیں۔

—— لکھنؤ ۱۲ راگست۔ یو۔پی کے مشہور ڈاکو عامد کو پھانسی دیدی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ عامد تختہ دار پر بھی مسکرا رہا تھا۔

—— احمد آباد ۲۰ راگست:۔ ریاست بڑودہ کے ایک سب جیل سے سات خوفناک ڈاکو فرار ہو گئے۔ جاتے جاتے مسلح پولیس سے بندوقیں اور کارتوس بھی چھین کر لے گئے۔

ریاست ٹراونکور نے اپنی حدود میں جرمن مصنوعات کا داخلہ بند کر دیا ہے۔ کیونکہ حکومت جرمنی نے ٹراونکور کے ناریل کی جٹوں پر محصول زائد کر دیا ہے۔

—— افواہ ہے کہ جدید اصلاحات کے نفاذ کے ساتھ دو ہندوستانیوں (ایک ہندو اور ایک مسلمان) کو گورنر بنا دیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں مسٹر جناح کا نام خاص طور پر لیا جا رہا ہے۔

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۰

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں
سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۳۴ء | نمبر ۵۳

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اچھی ہے۔

—— حضرت مولانا صدرالدین صاحب ایبٹ آباد سے تشریف لے آئے ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب دوبارہ شملہ تشریف لے گئے تھے۔ واپس آگئے ہیں۔ تمام احباب دعا کریں موصوف جس مقصد کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُس میں کامیابی عطا فرمائے۔ آپ کے دونوں صاحبزادوں مرزا داؤد بیگ و مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحبان کے لئے بھی خصوصیت سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دینی و دنیوی ترقی عطا فرمائے۔

—— ہمارے محترم بزرگ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے بھی انجمن کی مالی مشکلات کو محسوس کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب کی تقلید کی یعنی اپنا چھ ماہ کا چندہ ماہوار پیشگی عطا فرمایا ہے۔ اور اس کے علاوہ مستقل فنڈ۔ بجٹ فنڈ۔ اسپین فنڈ اور زکوٰۃ کی رقوم بھی چھ ماہ کی پیشگی بھیجی ہیں (جزاک اللہ) دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو دینی و دنیوی برکتیں عطا فرمائے۔ اور باقی اصحاب جماعت کو آپ کے اس نیک فعل کی تقلید کی توفیق بخشے۔

—— سامانہ ریاست پٹیالہ کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ہفتہ مشہور بدزبان آریہ پرچارک ستیہ دیو نے وہاں اسلام اور حضرت نبی کریم کی شان میں بہت گستاخی کی۔ جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرتھی نے جو اپنے دورہ کے سلسلے میں وہاں مقیم تھے اس کے تمام اعتراضات کے نہایت تسلی بخش اور مدلل جوابات دیئے۔ ستیہ دیو کی اشتعال انگیزیاں بدستور جاری ہیں۔

قومی اخبارات کیلئے امیر قوم کی اپیل

برادران مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری جماعت کی شاخ چار اخبار اور رسالے مختلف زبانوں میں نکال رہی ہے اور اس کے لئے ہماری انجمن لاہور سے ایک پیسہ کی مدد نہیں لیتی۔ ہمارے دو اخبار "پیغام صلح" اور "لائٹ" جن میں انجمن کو چار اور پانچ ہزار کے درمیان سالانہ نقصان ہوتا ہے۔ اپنی حالت کا اپنے ان نئے بھائیوں سے مقابلہ کیجئے اخبارات کا انجمن کے خزانہ پر بوجھ ہونا جماعت کی افسوسناک بے توجہی کو ظاہر کرتا ہے میں اس بات کے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس کی وجہ عوام الناس یا ملانوں کی مخالفت ہے باوجود اس مخالفت کے ہمارا لٹریچر کس قدر قبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ پھر مخالفت جا وا میں بھی ہے۔ وہاں کے اخبارات اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہاں احباب کو ایک سہارا ملا ہوا ہے کہ انجمن نقصان کو پورا کرتی ہی جائیگی حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ان کی محض تھوڑی سی غفلت سے ان کی قوم کو ایک دس سال کے عرصہ میں پچاس ہزار کا نقصان پہنچ چکا ہے اس پچاس ہزار سے ہم کوئی عظیم الشان قدم اٹھا سکتے تھے اس لئے میں اپنے احباب سے درد دل سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں اپنی قوم کا نقصان نہ کریں۔ اگر ہر ایک دوست عزم کرے کہ وہ ایک دو ماہ کے اندر ایک خریدار "پیغام صلح" کا اور ایک خریدار اخبار "لائٹ" کا بنا ئیگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کوشش میں یقیناً برکت ڈالے گا اور اس طرح احباب کی تھوڑی تھوڑی توجہ سے نہ صرف انکی اپنی قوم پانچ ہزار روپیہ سالانہ کے نقصان سے بچ جائے گی بلکہ دونوں اخباروں کا دائرہ اشاعت وسیع ہوکر جماعت کا قدم ترقی کی طرف اٹھے گا۔ کیا ہمارے احباب اٹھیں گے اور اپنی بلند ہمتی اور ان تھک کوشش کا ثبوت دیں گے۔ اس وقت بھی چودھری فضل داد جیسے احباب کئی ایک ہیں جو دو دو چار چار خریدار پیدا کر سکتے ہیں ہر ایک شخص یہی کر سکتا ہے۔ خدا نے کسی کو عاجز اور ناکارہ پیدا نہیں کیا صرف عزم کر لینے کی بات ہے کامیابی دینے والا خدا ہے۔

محمد علی

مسجد برلن کی مرمت

برلن مشن کے سلسلہ میں ہماری جماعت کے احباب نے پے در پے جو قربانیاں کی ہیں اور اخراجات کثیر کو برداشت کیا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی نئی اپیل کرنی مناسب نہ سمجھی لیکن حال میں ایک خرچ اچانک ایسا آپڑا کہ اس کے پورا کرنے کے لئے مجبوراً پھر احباب جماعت کو تکلیف دینی پڑی۔ ہمیں اپنے احباب کے خلوص اور جذبۂ ایثار سے پوری توقع ہے کہ حسب سابق خدا کے دین کے لئے بیش از بیش جوش و اخلاص کا ثبوت دیں گے۔ اور اس نئے خرچ کو پورا کر کے انجمن کے بوجھ کو ہلکا کریں گے۔ اور عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسجد برلن کی عمارت قابل مرمت ہے پلستر وغیرہ کئی سالوں سے چونکہ نہیں ہوا اس لئے اس کو فوراً مرمت ہونی چاہیئے۔ ورنہ عمارت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے نہایت ضروری مرمت کے اخراجات کا تخمینہ پانچہزار روپیہ ہے جو ستمبر سے پہلے جمع ہو جانا ضروری ہے تاکہ موسم شروع ہونے سے قبل مرمت مسجد کا کام مکمل ہو سکے۔

جہاں ہمارے احباب نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کر کے اس خانہ خدا کی تعمیر اور کئی ہزار روپیہ اس مشن کی امداد کے لئے صرف کیا وہاں پانچہزار روپیہ کی رقم ایسے باہمت لوگوں کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور ہمیں امید واثق ہے کہ اپنی گذشتہ روایات اور قربانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے احباب جماعت ہفتہ عشرہ کے اندر ہی پانچہزار روپیہ کی رقم جمع کر دیں گے۔

احباب کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس ضروری خرچ کو پورا کرنے کیلئے ضرور کچھ نہ کچھ رقم اپنے ذمہ لیں اور فرداً فرداً یا جماعت کے رنگ میں جس قدر جلد ممکن ہو رقم ارسال فرما کر داخل حسنات ہوں اس مد میں جو رقوم آئیں ان کی وضاحت کی جائے کہ یہ "مرمت مسجد برلن" کے لئے ہیں۔ (خاکسار: انچارج دفتر تحصیل)

تحریک احمدیت

کی ترقی میں ایک بہت بڑی رکاوٹ

(از جناب غلام محمد صاحب بی ۔ اے اتالیق فرزندان حضرت امیر ایدہ اللہ)

مسیح موعود عین اس وقت مامور من اللہ ہوئے جبکہ حالت زمانہ نے تقاضا کیا ۔ جبکہ مسلمانوں پر یہودیوں کا سا رنگ چھا گیا تھا ۔ عیسائیت کا غلبہ تھا ۔ نیچریت اور اسباب پرستی حد درجہ تک پہنچ چکی تھی ۔ اور روحانیت مفقود تھی ۔ جبکہ مسلمانوں سے محبت اور اخوت بالکل مفقود ہو چکی تھی ۔ فرقہ بندی کی وجہ سے بغض و عناد اور حسد و کینہ ان کو کھا رہا تھا ۔ علمائے دین اپنے اپنے چند عقائد لے کر متفرق ہو گئے تھے ۔ اور ہر ایک نے اپنے مجموعہ عقائد کا ایک علیحدہ بت بنا لیا تھا ۔ اور ایک دوسرے کو کافر بنانے کے در پے ہو گئے تھے ۔ اور درندوں کی طرح ایک دوسرے کو نوچ رہے تھے ۔

عین اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مصلح دنیا میں اصلاح خلق کے لئے آیا اور جس کام کے لئے آیا تھا اس کو سرانجام دینے میں کوشاں رہا ۔ اور اپنی عمر طبعی گزار کر رخصت ہو گیا ۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے کام میں کس حد تک کامیاب ہوا ۔ کیا اس کے ساتھ بھی وہی ہوا جو مسیح کے ساتھ جو ان کے مثیل بن کر آئے تھے ؟

اس میں شک نہیں کہ مسیح موعود نے اصلاح عالم کے لئے اپنی جدوجہد میں کوئی کمی نہیں کی ۔ وہ برابر دنیا کے سامنے اپنے علمی حقائق و معارف پیش کرتے رہے ۔ وہ اسلام کی جانی و مالی اور قلمی و لسانی خدمات میں دنیا کی کورانہ اور جاہلانہ مخالفت کے باوجود ثابت قدم رہے اور دنیائے اسلام میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا جس کی نظیر نہیں پائی جاتی ۔ انہوں نے کفرستان یورپ میں اسلام کا جھنڈا دشمنان اسلام کے سینے پر جا گاڑا ۔ اور سرزمین تثلیث میں وحدانیت کا سکہ بٹھایا ۔ انہوں نے اپنی روحانی طاقت سے بہتیروں کو شمع اسلام کا پروانہ بنایا اور اُن میں آواز حق کو بلند کرنے کا ایک جنون پیدا کر دیا ۔ اور اپنی ... جماعت میں خصوصیت کے ساتھ وہ قوت پیدا کر دی جس کا کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی ۔ اور جو آہستہ آہستہ دنیا منوا رہی ہے کہ اسلام ہی غالب ہو کر رہے گا ۔ اور اسلام کے بغیر چارہ نہیں

یہ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے جس میں اسلام کے لئے ایک تڑپ ہے ۔ یہ تحریک احمدیت ہے جو دن بدن مقبول ہوتی چلی جا رہی ہے ۔ اور جس نے ایک عظیم الشان شہرت حاصل کی ہے ۔ مگر نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کی مقبولیت کے آگے ایک سخت رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے ۔ اس رو کے آگے جو اس زور و شور سے چلی تھی ایک دیوار کھڑی ہو گئی ۔ جو سد راہ بنی ہوئی ہے ۔ وہ کیا ہے ؟ وہ قادیانی اجرائے نبوت کا فتنہ عظیم ہے ۔ یہ تحریک بھی بیرونی حملوں سے آزاد نہ ہونے پائی تھی کہ نا گہاں اُسے اندرونی فسادات سے دو چار ہونا پڑا ۔ حضرت مرزا صاحب پر مخالفین جو الزام لگاتے تھے وہ آج قادیانی اُن کے سر تھوپ رہے ہیں ۔ تعجب تو یہ ہے کہ مسیح موعود کا دعویٰ محدثیت کا ہو یا نبوت کا انہیں اس سے غرض نہیں حضرت مسیح موعود کی عزت چاہے خاک میں مل جائے انہیں اس کی پروا نہیں اشاعت اسلام تحریک بڑھے یا رُکے انہیں اس کی فکر نہیں انہیں تو اپنے مطلب سے کام ہے ۔ مگر یہ سب کس لئے ؟ مسیح موعود پر یہ ظلم و افترا کس غرض سے ہے ؟ اول سے آخر تک آپ کی کتابیں پڑھ جاؤ ۔ کہیں بھی دعویٰ نبوت نہیں کیا ۔ وہ تو بار بار یہ فرماتے رہے کہ لوگ نبوت اور محدثیت کے مفہوم اور فرق کو نہیں سمجھے ۔ جن معنی میں میں نے نبوت کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے حقیقی نبوت مراد نہیں ۔ مگر قادیانی حضرات یہ رٹ لگا رہے ہیں کہ خود مسیح موعود نبوت و محدثیت کے مفہوم کو نہیں سمجھے کمال تعجب ہے ۔ اس پر ہی بس نہیں کی ۔ اُن کے ذمے زبردستی دعویٰ نبوت کا بہتان لگاتے ہیں ۔ اور ناحق مخالفوں کو حملوں کا موقع دیتے ہیں ۔ چنانچہ " زمیندار " ۲۲ اگست ۱۹۳۶ء میں " مذہب اور سیاست ۔ فتنۂ قادیان کی اہمیت " کے زیر عنوان لکھا ہے :-

"مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی کا مذہب ملاحظہ ہو ۔ باپ نبوت کا مدعی تھا اور صاحبزادے نے اُس کی تائید کی ۔ والد نے مسلمانوں کو کافر کہا اُن کے جانشین خلیفہ ثانی " ایدہ اللہ تعالیٰ " نے ان کی تصدیق کی "

خدارا انہیں کوئی دکھائے کہ مرزا صاحب نے کب اور کہاں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے ؟ غضب خدا کا ۔ آج قادیانی خود مخالفین کے حامی ہو رہے ہیں ۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس ظلم کی وجہ کیا ہے ۔ مدعی تو سست ہے اور گواہ اتنا چست ہے ۔ آخر اس غلو کی وجہ کیا ہے ؟ اس کی وجہ خلافت کا حاصل کرنا ہو یا پیری مریدی کا سلسلہ شروع کرنا ہو یا انہیں اپنے عقیدہ کی تصدیق میں آیات اللہ یا نص صریح کلام اللہ کی طرح طرح کی رکیک اور مضحکہ انگیز تاویلیں کر کے ایک مخفی تفسیر لکھنا ہو اس سے مجھے غرض نہیں ۔ مگر رونا تو اس بات کا ہے کہ جس مقصد کے لئے مسیح موعود آئے اس کو قادیانوں کی بوالعجبیوں نے ابتک پوری طرح پورا نہ ہونے دیا ۔ حق تو ظاہر ہو کر رہیگا ۔ اور بالآخر باطل پر فتح پائیگا ۔ مگر جو تحریک ایک قلیل عرصہ میں کامیاب ہوتی اب خدا جانے کتنی مدت مشکلات کا سامنا کرنے کے بعد جا کر اپنے اصلی مقصد کو پہنچیگی ۔

مسیح موعود کے سامنے ایک عظیم الشان جہاد کا کام تھا ۔ اُنکا مدعا یورپ کو اسلام کے ماتحت لانے کا تھا ۔ اور اسلام کو ایک عالمگیر مذہب بنانا تھا ۔ قادیانی حضرات جو ان کے نقش قدم پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور غلو کرنے میں اپنا قدم یہاں تک آگے بڑھاتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کی توہین کرنے سے بھی نہیں جھجکتے نہیں سوچتے کہ جو کام مسیح موعود نے ان کے سپرد کیا اس کو کس حد تک تکمیل دینے میں کوشاں ہیں ۔ یوں تو بے شمار سادہ لوح مسلمانوں کو اپنی جماعت میں ملا لینا اور اپنی تعداد بڑھا لینا اور بات ہے مگر چند افراد کو جمع کر کے ایک انجمن بنانا ۔ ممالک غیر میں مشن قایم کرنا ۔ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے شائع کرنا ۔ دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں میں اسلامی لٹریچر پہنچانا کارے دارد ۔ اگر قادیانی جماعت حق پرست ہوتی تو جماعت لاہور کی نسبت پھبتیاں نہ اُڑاتی ۔ اور اس کے نیک اور قابل قدر کام پر بیجا نکتہ چینی کرنے کی بجائے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھتی ۔ اور اپنے کینہ و حسد اور نااہلیت کا مظاہرہ نہ کرتی ۔ اور اس کے تبلیغی کام میں روڑے نہ اٹکاتی ۔ لیکن ابھی قادیانی حضرات کی سوقیانہ اشتہار بازی کا افسوسناک مظاہرہ ہمیں ابھی تک یاد ہے حضرت مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن پر جو معاندانہ اور حاسدانہ نکتہ چینی کی ہے اور ایک بزرگ کی کئی سال کی پیہم محنت کے نتیجے کو اس طرح برباد کرنا چاہا ہے وہ بھی سب کی نظروں کے سامنے ہے ۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانی حضرات مسیح موعود پر کذب و افترا کے علاوہ اُن کے مشن کو بھی ناکام بنانا چاہتے ہیں اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے ۔ ایک طرف اجرائے نبوت کا فتنہ برپا کر کے ایک بھاری رکاوٹ لا کر کھڑی کر دی ہے تو دوسری طرف ایک حق پرست جماعت کو جو اپنی تمام قوت دن رات خدمت دین کے لئے صرف کر رہی ہے ناحق و ناروا بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے آخر اس سے کیا حاصل ؟

ایک اور بات جس پر مجھے تعجب ہوتا ہے یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کبھی نہیں کیا تھا ۔ تو ان کے خلاف مخالفت کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا مگر جب خلیفہ ثانی نے صریح آیات قرآنی کو کھینچ تان کر خدا سے " لڑ جھگڑ " کر نبوت کا اجرا بھی منظور کرا لیا ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی مشتہر کر دیا کہ مرزا صاحب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے (گو ابتدا میں نادانی اور ناواقفیت کی وجہ سے مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے رہے اور محض کم فہمی کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کا مورد بتاتے رہے) تو مسلمانوں نے مخالفت چھوڑ دی اور جوق در جوق ان کی جماعت میں داخل ہوتے گئے ۔ اور اس طرح قادیانوں کی تعداد برابر بڑھتی گئی ۔ یہاں تک کہ اٹھانوے فیصدی سے بھی زیادہ ان کی تعداد ہو گئی ۔ جس پر خلیفہ ثانی کو اس قدر ناز ہے کہ ان کا خطبہ اس کے بیان کئے بغیر نامکمل ہے ۔ واقعی یہ حیرت کی بات ہے ۔ اور میں اس سوچ میں رہتا ہوں کہ اس کی وجہ کیا ہے ؟

یہ بات تو مسلم ہے کہ اُنکی ترقی تعداد کا راز ان کے اجرائے نبوت کے من گھڑت ڈھکوسلے میں تو نہیں ہے بلکہ کوئی ایسا گر خلیفہ صاحب کے ہاتھ لگا ہے جس کی وجہ سے بہت سے سادہ لوح اُن کے دام فریب میں پھنس رہے ہیں ۔

جسقدر پیری مریدی کے سلسلے کو عالمگیر قبولیت اور ہمہ گیر فروغ حاصل ہوا ہے اور کسی ایسی تحریک کو حاصل نہیں ہوا ۔ فی زمانہ پیر پرستی کمال درجہ تک پہنچ چکی ہے ۔ یہی گر ہے جو جناب میاں صاحب کے ہاتھ آیا ہے ۔ یہ پیر پرستی اور اندھی تقلید ہے جسکو انہوں نے اسلامی تعلیمات اور حضرت مسیح موعود کے منشا کے خلاف قادیان میں قایم کیا ہے اور جس کی وجہ سے اپنی جماعت کو بڑھایا ہے مگر اس کے نتیجے سے غافل نہ رہیں ۔ چنانچہ کچھ آثار نمایاں بھی ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے خود خلیفہ صاحب پریشان ہو رہے ہیں ۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ۔

(غلام محمد خادم بی ۔ اے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم سہ شنبہ ۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ | نمبر ۵۳

دولت آصفیہ کے خلاف آریہ سماجی غوغا

شرانگیزی اور احسان فراموشی کی بدترین مثال

آریہ سماجیوں کی غیر شریفانہ کوششیں

ہندوؤں کا مشہور نفاق پسند فرقہ جسے آریہ سماجی کہتے ہیں آجکل اعلیٰحضرت حضور نظام کی حکومت کے خلاف ہنگامہ برپا کرنے کی غیر شریفانہ کوشش میں نہایت سرگرمی سے مصروف ہے۔ اخبارات کے صفحات سیاہ کئے جا رہے ہیں۔ بے بنیاد افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ اپنے تنخواہ دار ایجنٹوں کے فرضی شکایات سے لبریز خطوط شایع کرائے جا رہے ہیں۔ قرار دادوں پر قرار دادیں منظور کیجا رہی ہیں۔

آریہ سماجی شرارتوں کی اصل وجہ

ان ساری حرکتوں کی اصل وجہ کسی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں آریہ سماجی اور مہا سبھائی ہندو عرصہ سے دولت آصفیہ کے خلاف کوشش کر رہے ہیں۔ ہر چند وہ یہ جانتے ہیں کہ مملکت نظام کا انتظام نہایت اعلیٰ ہے۔ رعایا خوشحال و مطمئن ہے۔ تاجدار دکن اور ارکین سلطنت رعایا کے تمام فرقوں سے بلا امتیاز مذہب و ملت مساوی سلوک کرتے ہیں۔ ہندو مندروں اور پیشواؤں کے نام بے شمار جاگیریں اور وظیفے جاری ہیں۔ وزارت عظمیٰ اور دیگر بے شمار بڑے بڑے عہدوں پر ہندوؤں اور دوسرے غیر مسلموں کا قبضہ ہے۔ تجارت۔ زراعت۔ صنعت و حرفت سب ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ یہاں کے غیر مسلم برطانی علاقہ اور ہندو ریاستوں سے بھی زیادہ خوش ہیں لیکن متعصب اور شرارت پیشہ آریہ سماجیوں اور مہا سبھائیوں کے لئے یہ تمام حقایق بے فائدہ ہیں کیونکہ انکی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہندو مسلم نفاق اور اسلام کی دشمنی ہے۔ چونکہ دولت آصفیہ کا روشن دماغ و انصاف پیشہ تاجدار مسلمان ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو اس کے خلاف غوغا مچانے سے دنیا کا کوئی اصول اور کوئی ضابطہ اخلاق باز نہیں رکھ سکتا۔ وہ کوئی نہ کوئی بہانہ ضرور تلاش کرینگے۔ نہ ملیگا تو خود کوئی سازش کر کے پیدا کر لیں گے۔

رامچندر دہلوی

اخبار بین حضرات آریہ مناظر پنڈت رامچندر دہلوی کے نام سے غالباً واقف ہونگے۔ اس شخص میں آریہ سماجی مبلغین اور مناظرین کی تمام خصوصیات یعنی اشتعال انگیزی، بدزبانی، غلط بیانی، نفاق بندی اور اسلام دشمنی بدرجہ اتم موجود ہیں۔ غرض صرف اسقدر ہے کہ یہ قرآن کریم کی آیات اور عربی فارسی زبان کی کتابوں کے چند ٹوٹے پھوٹے جملے اپنے دیگر ساتھیوں سے کم غلط پڑھتا ہے۔ اس وجہ سے یہ آریہ سماجی حلقوں میں بہت بڑا عربی اور فارسی دان سمجھا جاتا ہے

مملکت نظام میں رامچندر کی امن سوزیاں

حیدرآباد میں شمالی ہند اور بعض دوسرے برطانی علاقوں کے چند شریر آریہ سماجی موجود ہیں۔ ان کی شہ پر یہ شخص کئی سال سے حیدرآباد اور مملکت آصفیہ کے بعض اضلاع میں جا کر اشتعال انگیز و اتحاد شکن تقریریں کرتا تھا جن میں سناتنی ہندوؤں مسلمانوں اور دوسرے مذاہب پر نہایت ناپاک حملے ہوتے تھے۔ حکام جن کے دوش انتظام پر قیام امن اور رعایا کے مذہبی جذبات کے احترام کی ذمہ داری ہے۔ اس منہ پھٹ آریہ کی اخلاق سوزیوں اور قانون شکنیوں کو برداشت نہ کر سکے اور پولیس نے مقدمہ عدالت میں پیش کر دیا۔

دولت آصفیہ کی چشم پوشی

نظام پولیس کے مقدمہ بناتے ہی آریوں نے طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ پروپیگنڈا کے وسیع ذرائع جو ان کے ہاتھ میں ہیں ان سے کام لیا گیا۔ اور تاجدار دکن کے حضور درخواست کی گئی کہ مقدمہ واپس لے لیا جائے۔ دولت آصفیہ نے اپنی روایتی ہندو پروری اور چشم پوشی سے کام لیتے ہوئے آریہ سماجیوں کی التجا قبول کر لی یعنی پولیس نے مقدمہ واپس لے لیا۔ اور محض حفظ امن کی خاطر رامچندر کے داخلہ پر پابندیاں عاید کر دیں۔

آریہ سماجیوں کی احسان فراموشی

اب آریہ سماجی شور مچا رہے ہیں کہ ان پابندیوں کو بھی اٹھا دیا جائے۔ یعنی آریہ سماج کے بدزبان پرچارکوں کو سلطنت کے خرمن امن میں آگ لگانے اور رعایا کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کی کھلی اجازت دیدی جائے۔ ظاہر ہے جو حکومت ڈیڑھ کروڑ آدمیوں کی جان و مال کی محافظ ہے وہ کسی امن سوز حرکت کو برداشت نہیں کر سکتی۔

دولت آصفیہ کی مذہبی رواداری کا اعتراف

تقریباً دو ہفتے ہوئے انٹرنیشنل آرین لیگ کے صدر نارائن سوامی جی کی طرف سے اعلیٰحضرت حضور نظام کے حضور میں ایک میموریل بھیجا گیا ہے۔ جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں آریہ سماج کے مقصد، طریق کار و بار اور وسعت دائرہ کو مبالغہ انگیز طریق پر بیان کرنے کے بعد لکھا ہے۔

”آپ کی ریاست میں آریہ سماج سالہا سال سے برسرکار رہا ہے۔ آپ کی رعایا کے بہت سے وفادار اور مشہور افراد اور سرکاری ملازم آریہ سماجی رہے ہیں۔ اور حیدرآباد ہائیکورٹ کے دو جج اپنے عہدہ کے دوران میں آریہ سماج کے پریزیڈنٹ اور رجسٹرڈ ممبر رہ چکے ہیں۔ آریہ سماج اور آپکی گورنمنٹ کے تعلقات ہمیشہ نہایت خوشگوار رہے ہیں۔ ایک طرف سے ہمیشہ وفاداری اور دوسری جانب سے فیاضانہ سرپرستی کا اظہار ہوتا رہا ہے۔ حال ہی میں آپ نے پھر ایک اعلان کے ذریعہ مذہبی غیر جانبداری اور مذہبی پروپیگنڈا کی آزادی کے چارٹر کا اعادہ کیا ہے۔“

آریہ سماجی بہتان طرازیوں کا موثر جواب

ایک طرف کہا جاتا ہے کہ ریاست میں ہمیشہ سے آریہ سماج کے پرچار پر پابندیاں ہیں۔ آریہ سماجیوں کو دق کیا جاتا ہے۔ ان پر مظالم ہوتے ہیں۔ ہندوؤں پر اعلیٰ عہدوں کے دروازے بند ہیں۔ ہمارے خیال میں ان ساری بہتان طرازیوں کے جواب میں آریہ سماج کی سب سے بڑی اور ذمہ دار انجمن کے صدر کے یہ الفاظ کافی سے زیادہ ہیں جیسا کہ اس میں تسلیم کیا گیا ہے کہ آریہ سماج ریاست میں عرصہ سے کام کر رہا ہے اور آریہ سماجی بڑے بڑے عہدوں پر متمکن رہے ہیں اور حکومت کی طرف سے ہمیشہ فیاضانہ سرپرستی اور رواداری کا برتاؤ ہوتا رہا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حکومت آصفیہ آریہ سماج یا کسی اور فرقے کو تبلیغ سے نہیں روکتی۔ رامچندر پر مقدمہ اور اس کے داخلہ پر پابندیاں عائد کرنا اس وجہ سے نہیں کہ وہ آریہ سماج کا پرچار کرتا ہے۔ بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس کی تقریریں اشتعال انگیز اور امن شکن تھیں۔ پرچار کی اجازت کا مطلب یہ نہیں کہ دوسروں کو گالی دینے اور دوسرے مذاہب اور اُن کے مقدس پیشواؤں کی توہین کرنے کی اجازت دیدی جائے۔ اور نہ ہی بدزبان آریہ سماجیوں کو سزا دینے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت آصفیہ آریہ سماج کے پرچار کی مخالف ہے۔

رامچندر یقیناً مجرم ہے

اس کے بعد اس میموریل میں لکھا ہے کہ:-

”ریاست میں آریہ سماج کے سالہا سال کے پرچار کے باوجود ابھی تک کسی پرچارک کو کسی فرقہ کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کے جرم میں کسی قانونی عدالت سے سزا نہیں ہوئی۔“

یہ اعتراف بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ سلطنت آصفیہ میں آریہ سماجیوں سے نہایت منصفانہ سلوک ہوتا ہے۔ ان کے پرچارک نہایت آزادی سے اپنا کام کرتے رہیں۔ رامچندر نے حقیقتاً کوئی خلاف قانون حرکت کی ہے جس کی وجہ سے اسکو سزا دی گئی ہے۔ اس شخص سے حکام کو کوئی دشمنی نہ تھی اور آریوں کا یہ کہنا کہ رامچندر پر بلا وجہ مقدمہ بنایا گیا ہے۔ اس اعتراف کی روشنی میں صاف طور پر سفید جھوٹ نظر آتا ہے۔ جس پر آریوں کو شرم کرنی چاہئے۔

آریہ سماجی انصاف و صداقت سے عاری ہیں

یہ آریہ سماجی غوغا کئی ماہ سے شروع ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ آریہ سماجیوں اور مہا سبھائیوں میں کوئی نہ کوئی ایسا شخص موجود ہوگا جو اس شرارت پر انکو [illegible] وہ اس کے نتایج سے انکو آگاہ کرے لیکن حالات بتا رہے ہیں ان لوگوں سے انصاف پسندی اور صداقت کا جوہر بالکل زائل ہو چکا ہے ان کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ ان کی عقلوں پر اسلام دشمنی کا پردہ پڑا ہوا ہے وہ حقایق کو دیکھتے ہیں نہ کسی معقول دلیل کو سننے اور تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے شرارت کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اور دولت آصفیہ کے خلاف سول نافرمانی کرنے

اور جتھے لے جانے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

کشمیر الور اور کپور تھلہ کا انتقام

ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ کشمیر الور اور کپورتھلہ کے واقعات کی وجہ سے جوش انتقام میں دیوانے ہو رہے ہیں اور اسی دیوانگی کی وجہ سے ان کو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ حیدر آباد کے حالات اور کشمیر کپورتھلہ اور دوسری ہندو ریاستوں سے بالکل مختلف ہیں۔ حیدر آباد میں ہندوؤں سے پورا پورا انصاف اور روا داری کا برتاؤ ہوتا ہے وہ کشمیر الور اور کپورتھلہ کے مسلمانوں کی طرح حکام کے مظالم کے تختہ مشق نہیں۔ ان ریاستوں کے مسلمانوں کی بے چینی پے در پے مظالم اور حق تلفیوں کی وجہ سے ہے۔ لیکن حیدر آباد کے ہندوؤں کو سرے سے یہ شکایات ہی نہیں۔ اس لئے آریہ سماجی شورشوں کا جو نتیجہ ہوگا وہ عقلمند لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ نہیں۔

مسلمانان ہند کا فرض

لیکن اس کے باوجود ان لوگوں کی شرارت کو بالکل نظر انداز کر دینا دور اندیشی نہیں۔ مسلمانان ہند پر دولت آصفیہ اور خاندان آصفیہ کے جو احسانات ہیں ان کو کسی صورت میں فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اگر آریہ سماجی اور مہا سبھائی ہندوؤں نے اپنے ناپاک ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی قدم اُٹھایا تو مسلمانوں کا فرض ہوگا کہ اس طوفان مخالفت کا ہر ممکن اور آئینی طریق پر مقابلہ کریں اور دولت آصفیہ کے امن اور اس کے محبوب تاجدار کی نیک نامی و وقار کی ہر قیمت پر حفاظت کریں۔ اور ہمیں یقین واثق ہے کہ اس سے قبل کہ ایک بھی آریہ سماجی جتھہ حیدر آباد و فرخندہ آباد کا رُخ کرے ہندوستان کے کروڑوں مسلمان اور لاکھوں انصاف پسند ہندو سکھ پارسی اور عیسائی شاہ دکن کی حمایت پر کمر بستہ نظر آئینگے۔ اور اُس وقت آریہ سماجی فوغائیوں کو اپنی تاروا نافہمت معلوم ہو جائے گی۔

میرزا ناصر احمد صاحب کی دعوت ولیمہ

• جناب خلیفہ قادیان کے بڑے صاحبزادے میرزا ناصر احمد صاحب کی شادی خانہ آبادی کی خبر سے قارئین کرام واقف ہونگے ماہ رواں کے پہلے ہفتہ میں رخصتی عمل میں آئی۔ برات نہایت دھوم دھام سے مالیر کوٹلہ گئی۔ واپسی پر دولہا دلہن کا قادیان میں شاہانہ استقبال ہوا۔ اور بہت بڑا جشن منایا گیا۔ اس کے دو تین روز بعد جناب خلیفہ صاحب نے دعوت ولیمہ دی جسمیں صرف منتخب اصحاب مدعو تھے۔ موصوف کے دوسرے "مریدان باصفا" کو یہ بات پسند نہ آئی۔ اُنہوں نے سوچا کہ پیر صاحب تو کیا بلائینگے ہم خود ہی چلیں۔ چنانچہ عین اُس وقت جبکہ خلیفہ صاحب کے نئے "قصر خلافت" یعنی کوٹھی "دارالحمد" میں دستر خوان بچھنے والا تھا سینکڑوں بن بلائے مہمان آدھمکے۔ اس طرح خلیفہ صاحب موصوف کے مصاحبین کو نہایت پریشانی اور بے لطفی ہوئی۔ ان بن بلائے مہمانوں کی بدتمیزی کا ذکر جناب خلیفہ صاحب نے نہایت تفصیل سے کیا ہے۔ جس سے قادیانیوں کے اخلاق خودداری اور تنظیم پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اگر کبھی فرصت ملی تو اس کے متعلق کچھ عرض کیا جائیگا۔

ایک عقل کی بات

لیکن خلیفہ صاحب نے اس خطبہ میں ایک نہایت قابل قدر بات ارشاد فرمائی جس کا ذکر ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ ارشاد مبارک ہے:

"بعض لوگ طبعی طور پر محبت کے جذبات کے ماتحت یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ وہ ہماری دعوت کھانے سے محروم رہیں۔ میں اُن کی محبت کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن ہر محبت عقل کے ماتحت ہونی چاہئے۔ جب عقل کا قبضہ اُٹھ جاتا ہے تو محبت بیوقوفی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔"

یہ کہنا تو مشکل ہے کہ ان بن بلائے مہمانوں کا نزول محبت کی وجہ سے تھا یا پلاؤ زردے اور روغن جوش کی اشتہا انگیز خوشبوئیں انہیں "دارالحمد" کی طرف لے آئیں۔ البتہ خلیفہ صاحب کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ ہر محبت عقل کے ماتحت ہونی چاہئے جب عقل کا قبضہ اُٹھ جاتا ہے تو محبت بیوقوفی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے کاش پیر پرست قادیانی اس نصیحت کو گوش ہوش سے سنیں اور اس پر عمل کریں۔

لیکن گذارش ہے کہ پیر پرستی اور عقل دو متضاد چیزیں ہیں مریدوں کی اندھی عقیدت و تقلید تو ایک طرف رہی جناب خلیفہ صاحب کے وضع کردہ اکثر عقائد اور احکام بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی مسئلہ نبوت ہی کو لے لیجئے۔ یا غلبہ آپ کے اس جلالی فرمان پر غور کریں کہ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی تباہ ہو جائے گا۔ اگر قادیانی جماعت عقل سے کام لینے لگ جائے تو اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ مگر اس کی اُمید بہت کم ہے۔ بہرحال کچھ ہو تو ہو جناب خلیفہ صاحب نے بات عقل کی کہی جس کی ہم تعریف و تائید کرتے ہیں۔

ایک غلط اطلاع کی تردید

پیغام صلح ۱۷ اگست میں ایک شذرہ "سرحدی احمدیوں پر قاتلانہ حملے" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ جو ایک سرحدی نوجوان کی اطلاع کی بنا پر لکھا گیا تھا۔ جب مرکز سے ایک معزز دوست کو معاملہ کی تحقیق کے لئے سرحد بھیجا گیا تو معلوم ہوا کہ نوٹ میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ صحیح نہیں علاوہ ازیں ہمیں سرحد کے ایک ذمہ دار بزرگ کا والا نامہ موصول ہوا ہے جس سے ہمارے معزز دوست کی تحقیقات کی تائید ہوتی ہے۔ ہمیں نہایت افسوس ہے کہ ایک غیر محتاط نوجوان کی مبالغہ آمیز اطلاع پر پیغام صلح میں ایک غلط واقعہ درج ہو گیا جس سے حکام صوبہ اور امن دوست کو خواہ مخواہ تشویش ہوئی۔ چونکہ ماضی قریب میں صوبہ سرحد اور اس کے ملحقہ اضلاع میں احمدیوں پر قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں اور بدقسمتی سے مولویوں کی اشتعال انگیزیوں نے ایسی فضا پیدا کر رکھی ہے جسمیں اس قسم کے حادثات کا ہر وقت امکان رہتا ہے اسلئے اس اطلاع کی اشاعت میں جلدی کی گئی۔ نوجوان مراسلہ نگار کا فعل نہایت قابل افسوس اور جماعت احمدیہ کی اعلیٰ روایات کے سراسر خلاف ہے جس پر انہیں ندامت محسوس کرنی چاہیئے۔ اور ہم اس بزرگ کے بیحد ممنون ہیں جنہوں نے اصل واقعات سے ہمیں اطلاع دی۔

نامہ نگار حضرات کی خدمت میں

پیغام صلح حق و صداقت کا داعی ہے۔ یہ ہر صورت میں اور ہر حالت میں سچائی کی اشاعت و حمایت کریگا۔ یہ کسی عزیز سے عزیز دوست کی غیر مناسب تائید و امداد کر سکتا ہے نہ شدید سے شدید دشمن کے متعلق اس سے بلاوجہ مخالفت کی توقع کی جا سکتی ہے۔ "پیغام صلح" احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن ہے اور انجمن کے قیام کا مقصد وحید سچائی کی پکار دلبند کرنا ہے۔ اس کے خلاف پیغام صلح سے کوئی توقع وابستہ کرنی زبردست غلطی بلکہ حماقت ہے۔

ہم اپنے تمام نامہ نگاروں اور احباب کی خدمت میں نہایت تاکید سے عرض کریں گے کہ وہ پوری تحقیق اور کامل غیر جانبداری سے ہمیں واقعات کی اطلاع دیا کریں ان کی مراسلات میں مبالغہ آمیزی کا شائبہ تک نہیں ہونا چاہئے۔ انہیں صرف وہی باتیں اشاعت کے لئے بھیجنی چاہئیں جن کی تائید کے لئے ان کے پاس قابل اطمینان دلائل اور ثبوت موجود ہوں اور ان کے بیانات تحقیقات کے بعد زیادہ اجاگر ہو جائیں۔

احباب توجہ کریں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے "پیغام صلح" کی ایک گزشتہ اشاعت میں انجمن کی مالی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ:

"مگر ایک دل کو دکھ دینے والی بات بھی ہے وہ بھی کہہ دیتا ہوں یہ جس قدر مشکلات ہیں وہ ہمارے اپنے ہی احباب کی عدم توجہی کا نتیجہ ہیں اگر جماعت کے سب احباب کے اندر صرف اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہو تو اقتصادی حالتوں کے باوجود بھی کوئی مشکل یا رکاوٹ کام میں پیدا نہ ہو مگر ایسے ایسے صاحب مال و دولت ہیں جن کے بقائے بھی ادا نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ سب احباب کے دل میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرے اور وہ قوم کی مشکلات کو اسی طرح محسوس کرنے لگیں جس طرح اپنی ضروریات کو کرتے ہیں اور انہیں اپنا یہ وعدہ پورا کرنے کی توفیق ملے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ ابھی بہت دل ہیں جن میں دینی احساس دنیوی احساس کے برابر بھی نہیں مقدم ہونا تو ایک طرف رہا"

ان سطور میں جو دوست مخاطب ہیں ہم ان تمام کی خدمت میں نہایت دلسوزی سے التجا کریں گے کہ وہ حضرت امیر قوم کے ان الفاظ پر غور کریں اور اپنی دینی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنے طرز عمل میں کوئی خوشگوار تبدیلی پیدا کریں۔

(بقیہ صفحہ ۵)

ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ مسیح بن باپ کے نہیں بلکہ باپ سے پیدا ہوا۔"

(تشحیذ الاذہان بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء)

پھر اور زیادہ صراحت سے لکھا ہے وہ بھی سن لیجئے۔

"میری اس سے یہ غرض ہے کہ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اور یہ کہ بعض لوگ آپ کے باپ کے قائل ہیں جس سے سب بحث ہی باطل ہو جاتی ہے۔"

کاش کوئی منچلا قادیانی جا کر حضرت خلیفہ صاحب کی خدمت میں با ادب گذارش کرتا کہ حضور آپ نے یہ کیا فرما دیا ہے۔ ہم نے تو اس مسئلہ کو عقائد اور اصول دین میں ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا ہے۔ اور حضور فرماتے ہیں کہ میں کسی نص کے ماتحت یہ عقیدہ نہیں رکھتا اور کہ لوگوں نے قرآن کریم سے ثابت کیا ہے کہ مسیح بن باپ کے نہیں بلکہ باپ سے پیدا ہوئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اتنے بڑے اہم اور مایۂ ناز مسئلہ کو اختلافی مسئلہ لکھ دیا۔ چونکہ آپکا ناخن تدبیر بڑے بڑے سیاسی

قادیانیوں کا اصرار بے جا
حضرت مسیح کی بن باپ ولادت پر

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ)

(۲)

میں دکھانا یہ چاہتا ہوں کہ ملتانی صاحب اپنی تحریروں میں ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے مسئلہ ولادت مسیح کو حضرت مسیح موعود کی مخالفت کے لئے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

میاں ملتانی کی کتابوں کے چند حوالے

ملتانی صاحب کے ذیل کے حوالے قابل غور ہیں۔

(۱) "اس مسئلہ میں تو میں نے دیکھا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود کی ہر اس دلیل اور استدلال کی تردید میں سرگرم اور کوشاں اور فکرمند نظر آتے ہیں۔ جو حضور نے اس مسئلہ میں بنیادی و اختراکی طور پر پیش کئے ہیں اور خواہ کوئی گنجائش ملے یا نہ انکی انتہائی کوشش یہی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت اقدس نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا کوئی اثر باقی نہ رہنے پائے۔" (بن باپ ولادت مسیح صہ)

(۲) "مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ضرور یہ ٹھان لی ہے کہ کسی نہ کسی بہانے سے حضرت مسیح موعود کے خلاف طبع آزمائی کا موقع نکالیں۔" (ولادت صفحہ ۵)

(۳) "ہاں مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر میں اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے وقتاً فوقتاً رسالوں اور اخباروں میں اس مسئلہ کے خلاف دل کھول کر خامہ فرسائی کی ہے اور کرتے رہے ہیں۔"

(۴) "کیا ایک سعید اور خلف الرشید مرید کو حق پہنچتا تھا کہ ایسے غیر ضروری مسئلہ کی بنا پر جو دینی عقائد اور عمل پر بھی مؤثر نہیں خواہ مخواہ اپنے مرشد کے خلاف صف آرائی پر کمر باندھے۔" (بن باپ صہ)

(۵) "ناظرین مولوی محمد علی صاحب نے بہت بڑی دلیری اور جرأت سے کام لیکر آزادی رائے سے بالکل ناجائز فائدہ اٹھایا ہے ایک طرف قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بلکہ آپ کی تردید میں نیچریانہ قدم اٹھایا ہے۔ دوسری طرف اپنے پیر و مرشد کے خلاف جنہیں ۱۹۰۳ء سے لیکر ۱۹۱۴ء تک تو مکمل طور پر اور ۱۹۱۴ء سے تاحال ادھورے طور پر حکم اور عدل تسلیم کرنے کے مدعی ہیں۔ علم بغاوت بلند کیا ہے۔" (بن باپ صہ)

(۶) "ناظرین دیکھا کہ مولوی محمد علی صاحب کس جرأت سے قرآن شریف اور حضرت مسیح موعود کے استدلال کی توہین و تذلیل کر رہے ہیں۔" (بن باپ صہ)

میاں ملتانی کے بے بنیاد الزامات

آپ نے دیکھا ملتانی صاحب کس جرأت اور دلیری کے ساتھ حضرت امیر پر قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود کی مخالفت کے الزام لگاتے چلے گئے ہیں ایک ناواقف ان عبارات کو پڑھ کر یقیناً مغالطے میں پڑے گا۔ کہ فی الواقعہ اگر مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کے لئے ایسا لکھا ہے تو یہ ایک افسوسناک فعل ہے۔ مگر حقیقت اس کے بالکل برخلاف ہے۔ مولوی صاحب نے ولادت مسیح کے مسئلہ کو اپنی تفسیر میں دو جگہ بیان کیا ہے اول سورہ آل عمران میں دوم سورہ مریم میں مگر ہر دو مقامات پر حضرت مسیح موعود کی مخالفت تو رہی ایک طرف حضرت اقدس کا اشارۃً یا کنایۃً نام بھی نہیں لیا۔ جو شخص کسی کے برخلاف علم بغاوت بلند کرتا ہے اسکو اس شخص کا اشارۃً یا کنایۃً بلکہ صریحاً نام لینے سے کونسا امر مانع ہو سکتا ہے؟

قادیانیوں کو چیلنج

ملتانی صاحب تو بیچارے کس شمار و قطار میں ہیں۔ میں بہانگ دہل قادیانیوں کے ہر چھوٹے اور بڑے کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ انہیں اور ہر دو مقامات سے دکھائیں کہ کس جگہ مولوی صاحب نے حضرت اقدس کو مخاطب کیا ہے۔ اور حضرت اقدس کے وہ کونسے دلائل ہیں جن کی ان مقامات پر تردید کی گئی ہے ان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار۔ بفضلہ تعالیٰ حضرت امیر اس قدر محتاط ہیں کہ آپ نے کبھی اخبارات یا رسائل میں اس موضوع پر کبھی طبع آزمائی نہیں فرمائی وہ اس قسم کی ابحاث میں اپنے آپ کو ملوث کرنا پسند نہیں فرماتے۔ ہاں قرآن کریم کی تفسیر لکھتے ہوئے زیر بحث مقام پر نیک نیتی سے نہ کسی مخالفت کی وجہ سے آیات متنازعہ کے معانی شرح صدر سے جو سمجھ میں آئے حوالہ قلم کر دئے۔ یہ تو آپکی نیک نیتی کی دلیل ہے جو شخص مخالف اور موافق تاثرات سے بلند ہو کر ایک تحریر لکھتا ہے اسکی سعی تو عند اللہ قابل قدر ہے نہ کہ قابل اعتراض اور ایسے بزرگ پر یہ بدگمانی کرنا کہ اس نے فلاں بزرگ کے خلاف لکھا ہے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار ہے۔

میاں ملتانی کی غلط روی

جو صاحب مزید اطمینان کرنا چاہیں وہ خود بیان القرآن سے ان مقامات کو پڑھ کر دیکھ لیں۔ بالمقابل ملتانی صاحب کے بن باپ رسالہ کو بھی پڑھیں پھر آپ ہی پتہ لگ جائے گا۔ کہ کس فریق نے قرآن کریم کے دامن میں پناہ لی ہے۔ اور جادہ اصول سے ادھر ادھر نہیں ہوا اور کس فریق نے غیر متعلق ابحاث میں پڑ کر وقت کو ضائع کیا ہے۔ حق تو یہ تھا کہ جس طرح پر حضرت امیر نے سورۂ آل عمران اور سورۂ مریم کی تفسیر فرمائی ہے۔ اسی طرز پر بالمقابل تفسیر لکھی جاتی تا دونوں تفاسیر کو پڑھ کر ایک محقق کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا۔ افسوس ہمارا حریف سیدھے راستے پر آنا نہیں چاہتا اور چند کتابوں سے کچھ حوالے نقل کرکے بے جا تعلّی کرتا ہے کہ ہم نے مدلل اور مکمل تردید کر دی ہے۔

میاں ملتانی کی چالاکی

پھر اور ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ ٹائیٹل پیج پر جلی حروف میں بن باپ ولادت مسیح" رسالہ کا نام لکھکر آگے یوں ادعا فرمایا ہے۔ کہ "وہ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام حوالجات متعلقہ ولادت مسیح مرتب کرکے مولوی محمد علی صاحب اور سرسید کے خیالات کی مدلل اور مکمل طور پر تردید کی گئی ہے"۔ اب جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کے چند حوالوں سے کسی مضمون کی مکمل تردید نہیں ہو سکتی اور اگر ان کا کچھ اثر ہو بھی تو مولوی محمد علی صاحب کی ذات تک محدود ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود کے دامن فیض سے وابستہ ہیں مگر سرسید مرحوم... کی تحریرات پر ان حوالوں کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ مگر عجیب بات تو یہ ہے کہ سرورق پر دعویٰ تو یہ کر دیا ہے۔ مگر کتاب کے اندر سرسید کی کوئی ایک عبارت یا دلیل انکی کسی کتاب سے نہیں لکھی جس کی تردید کی ہو پھر اس قسم کی چالبازیوں سے فائدہ ہی کیا ہے۔ کیا جو چیز پبلک میں آ جائے وہ خوش اعتقادوں نے ہی دیکھنی ہے اور کوئی منتر یا افسوں اس میں ایسا ہے کہ وہ مخالف کی نظر سے اوجھل رہے۔

ایک اور دعویٰ بے دلیل

پھر اسی قسم کا ایک اور دعویٰ ہے کہ اس رسالہ میں تمام حوالجات متعلقہ ولادت مسیح درج کر دئے ہیں۔ اور اس پر جو تقریظ حافظ مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری کے قلم سے لکھوائی گئی ہے اس میں بھی لکھا ہے"۔ لیکن کوئی ایسی کتاب یا رسالہ ابتک موجود نہیں ہے جس میں اس کے متعلق حضرت اقدس کی تمام تحریریں اور ان کے خلاف مولوی محمد علی صاحب کے تمام بیانات و اعتراضات ایک جگہ جمع کر دئے گئے ہوں"۔ افسوس یہ دونوں تحریریں بھی بالکل غلط ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اور بہت سی تحریریں ہمیں یاد ہیں جو دانستہ یا نادانستہ چھوڑ دی گئی ہیں۔ گذشتہ ایام میں میری طرف سے اخبار "پیغام صلح" میں ایک سو کے قریب صرف ایسے حوالے شائع ہوئے تھے جو اس مسئلہ پر بالواسطہ یا بلاواسطہ موثر تھے۔ ان کو ہاتھ تک نہیں لگایا گیا۔ پھر یہ دونوں اقوال کہ تمام حوالجات اور تمام تحریریں ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں کہاں تک درست اور صحیح ہیں ہاں تاجرانہ مصلحت کی غرض سے ایسا لکھا اور لکھوایا گیا ہو تو یہ بات دیگر ہے۔ مختصر یہ کہ یہ رسالہ اس قابل نہیں کہ فخر الدین صاحب یا ان کے کوئی ہمنوا اس پر کوئی فخر کر سکیں بلکہ بوجوہات بالا اگر اس کو گوشۂ گمنامی میں ہی رہنے دیا جائے تو بہتر ہے۔

قادیانیوں کی مخالفت عبث ہے

خدا کے فضل سے اب اسی طرح یہ مسئلہ تعلیم یافتہ دماغوں میں قبولیت حاصل کر رہا ہے جس طرح وفات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ نے سمجھدار لوگوں کے دلوں میں جگہ حاصل کی ہے جس طرح دریا کا سیلاب معمولی روکوں سے رک نہیں سکتا اسی طرح آپ لوگوں کی مخالفتیں اب عبث ہیں۔ ہو سکتا ہو تو کسی بڑی شخصیت کو اکسائیں جو اصولی طور پر اس بحث کو سامنے رکھے آپ تو اس میدان کے اہل نہیں۔ اب ایسے ماحول ہی میں جہاں آزادی سلب کر لی جاتی۔ تحقیق کا مادہ انسانی دماغوں سے پرواز کر جاتا۔ وہیں اس قسم کی باتیں چل سکتی ہیں۔ آپ کی اور آپ جیسے لوگوں کی حالت بہت نازک ہے خدا رحم کرے۔

جناب خلیفہ قادیان کے ارشادات

ناظرین ملت محمودیہ کی حالت پر غور فرمائیں کہ ان کے خلیفہ صاحب کا تو یہ ارشاد ہو کہ "میں کسی نص صریح کے ماتحت یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ مگر یہ لوگ مجھ سے گتھم گتھا اور لٹھم لٹھا ہو رہے ہیں پھر بیر روشن ضمیر تو یہ تحریر فرمائیں۔

"یہ بات غلط ہے کہ کسی نے قرآن شریف سے اس مسئلہ کا انکار نہیں کیا بلکہ ثابت کرونگا کہ لوگوں نے اس مسئلہ پر قرآن شریف سے ہی روشنی

یورپ کا ایک عجیب و غریب مذہب

شجر عیسائیت کا ایک پھل

پُراسرار گرجا

رومانیا کے ایک صوبہ بسارابیا میں جو روسی سرحد سے بہت فاصلہ پر واقع نہیں بھنیا کے نزدیک پولیس نے حال ہی میں ایک زمین دوز گرجا دریافت کیا ہے جو خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یورپ میں اپنی طرز کا سب سے بڑا گرجا ہے، یہ گرجا پُراسرار انوسینٹس بے گناہ عقیدے کے ماننے والوں کی عبادت گاہ تھی۔ رومانیہ کے حکام دس سال گذشتہ سے اس کی تلاش میں تھے۔ حکام کو پتہ تھا۔ کہ اس خوفناک مذہب کے ہزاروں پیرو اس گرجا میں جاکر پراسرار باتیں کرتے ہیں۔ بعض کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ وہ خوفناک گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں پولیس کی کوششوں کے باوجود یہ مذہب نہایت تیزی کے ساتھ پھیل گیا تھا،

اس مذہب کا بانی

اس عجیب مذہب کا آغاز پردہ راز میں ہے۔ بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ جنگ عظیم سے پہلے وجود میں آیا۔ جب کہ بسارابیا کا صوبہ روس کے ماتحت تھا۔ بہت سے گداگر درویش جو وسطی یورپ کے دیہات میں پھرتے رہتے ہیں۔ فادر انوسنٹی کو اچھی طرح جانتے تھے۔ تیس سال تک یہ پادری بسارابیا اور ارگین میں ننگے پاؤں اور ننگے سر پھرتا رہا دیہاتی جنہیں یہ تبلیغ کرتا تھا۔ اس سے بہت مانوس تھے۔ ۵۰ سال کی عمر میں فادر انوسنٹی ارگین میں سینٹ تھیوڈیشیا کی خانقاہ کا مجاور مقرر کیا گیا۔ نئے مجاور کی آمد کے چند ہی ماہ بعد یہ خانقاہ ایک عظیم الشان زیارت گاہ بن گئی۔ اور ان دونوں توہم پرست صوبوں میں یہ خبر پھیل گئی۔ کہ فادر انوسنٹی ہر مرض کا علاج کر سکتا ہے۔ چنانچہ تمام ملک سے بیماروں کو سینٹ تھیوڈیشیا میں لایا جاتا تھا۔ اور بعض اوقات تعداد یہاں تک بڑھ جاتی تھی۔ کہ خانقاہ کے سامنے میدان میں ہزاروں مریض ڈیرے ڈالے دکھائی دیتے تھے۔ یہ مریض دیہات میں گذر کر اور وہاں کے لوگوں سے مل جل کر آتے تھے،

فادر انوسنٹی کی غیر معمولی شہرت اور جلاوطنی

اس لئے ان دیہات میں بھی بہت امراض پیدا ہو جاتے تھے۔ اس خطرہ کو روکنے کیلئے پولیس نے مداخلت کی اور فادر انوسنٹی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کا علاج معالجہ کرنا چھوڑ دے پولیس کی ان احتیاطی تدابیر سے کسان سمجھے کہ ان کے پیر و مرشد کو سرکاری جبر و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اس غلط فہمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جمع ہونے لگے۔ بالآخر فادر انوسنٹی کو خفیہ طور پر شمالی روس بھیج دیا گیا کسانوں کو بھی یہ راز معلوم ہو گیا اور وہ ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے اس شخص کی تلاش میں روس پہنچ گئے

قید اور وطن میں واپسی

اس وقت اس فقیر کی شہرت اتنی زیادہ ہو گئی کہ راسپوٹن کو جو شاہی محل کا مختار کل تھا روس کے دار السلطنت میں ایک رقیب حاکم کی موجودگی کا خدشہ لاحق ہو گیا۔ راسپوٹن کی کوشش سے فادر انوسنٹ کو سینٹ پیٹرز برگ سے احکام موصول ہونے پر گرفتار کر لیا گیا۔ اور ایک خفیہ مقام میں قید کر دیا گیا جہاں سے وہ انقلاب تک نکل سکا انقلاب ہونے کے بعد فادر انوسنٹی جب صوبہ بسارابیا میں آیا تو کسانوں نے بڑے جوش و خروش سے اس کا استقبال کیا ایام اسیری میں بھی فادر انوسنٹی اپنے پیرووں سے خفیہ نامہ و پیام کرتا رہا تھا اس نے ہدایت کر دی تھی کہ اپنے مذہب یا رسوم اور تنظیم کے متعلق کوئی راز افشا نہ کیا جائے!!

فادر انوسنٹی کی موت

فادر انوسنٹی کی واپسی پر اُس کے نئے مذہب کی اشاعت اور بھی تیزی سے ہونے لگی اور اسکے پیرووں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی نئے ممبروں کو مکمل تحقیقات کے بعد داخل کیا جاتا تھا فادر انوسنٹی نے حکم جاری کر دیا تھا کہ نئے گرجے بسارابیا کے جنگلات میں زمین دوز غاروں کے اندر بنائے جائیں واپسی کے ایک سال بعد پراسرار حالات میں انوسنٹی کی موت واقع ہو گئی بیان کیا جاتا ہے کہ دو عورتوں نے شراب میں زہر ملا کر پلا دیا، آج انوسنٹی کی موت کو ۱۳ سال ہو گئے ہیں، اور انوسنٹی ازم (مذہب گناہ) اپنے بانی کے منشا کے بالکل خلاف ہو گیا ہے اس مذہب کے پیرو اپنے مذہب کے متعلق ہر چیز خفیہ رکھتے ہیں بسارابیا کے ان پڑھ کسان جو اس مذہب کے پیرو ہیں جب پولیس نے دریافت کیا تو انہوں نے اسکے رازوں کو افشا کرنے سے انکار کر دیا جس پر انہیں گرفتار کر لیا

اس مذہب کا بنیادی اصول!

لیکن جب سے بھنیا کے نزدیک یہ زمین دوز گرجا دریافت ہوا ہے اس مذہب کے عجیب و غریب راز ظاہر ہو گئے ہیں انوسنٹی ازم کی بنیاد ایک نہایت ہی عجیب اصول پر مبنی ہے فادر انوسنٹی کی تعلیم تھی کہ آدمی اپنے گناہوں سے صرف اسی صورت میں پاک ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی پوری پوری سزا بھگتے مگر اسکے پیرووں نے اس تعلیم سے عجیب فائدہ اُٹھایا اور اسکو توڑ موڑ کر پیش کیا چنانچہ آج انوسنٹی ازم کے پیرو اس اصول کو مانتے ہیں۔ کہ انسانی جسم تمام خرابیوں کا گھر ہے اگر ہم جسم کے اندر گناہ کو دبائے رکھیں اور اسکو نکلنے کا رستہ نہ دیں تو گناہ ہمارے اندر بڑھنا شروع ہو جائیگا ہم اپنے گناہوں سے اسی وقت نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ جب ہم گناہ کریں تمام انسانوں کے اندر جو گناہ (نقص) ہے اسے باہر نکلنے کی اجازت دینے ہی سے اس کا خاتمہ یا استیصال ہو سکتا ہے بسارابیا کے ہزاروں کسان اس عجیب عقیدے کو ماننے لگے۔

افشائے راز

آخر کار ایک پندرہ سالہ لڑکی نے تمام راز فاش کر دیا، کہ کسطرح انوسنٹی ازم کے پیرو اس نقص کو جو ان کے اندر موجود ہے آزادانہ طور پر ظاہر ہونے کا موقعہ دیتے ہیں۔ اس نے پولیس کو بتایا کہ کس طرح دو عورتیں اسے زبردستی گھسیٹ کر بھنیا کے نزدیک ایک جنگل کے کنارے لے گئیں۔ وہ اسے لے کر ایک زمین دوز غار میں داخل ہوئیں، اس کے کپڑے پھاڑ دیئے اور اس سے کہا کہ دیگر آدمیوں کی طرح جو وہاں رہتے ہیں، اسے بھی ننگا رہنا پڑے گا۔ لیکن یہ لڑکی کسی نہ کسی طرح ان کے پنجے سے نکل آئی اور اس نے تمام حالات پولیس کو بتا دیئے پولیس والوں نے اس غار کا محاصرہ کر لیا۔ اور جب پولیس والے غار کے اندر داخل ہوئے تو وہاں کوئی رسم ادا ہو رہی تھی پولیس نے دیکھا کہ تمام مرد و زن ایک ہی حالت میں یعنی برہنہ ہیں، اور بعض خاندان ماں باپ بچے موجود تھے۔ اور پوجا کی تیاریاں ہو رہی تھیں، پولیس والوں نے ان سب کو گرفتار کر لیا، اور اس مذہب کے متعلق بہت سی باتیں دنیا کے سامنے آگئیں،

شمولیت کی رسم

معلوم ہوا ہے۔ کہ اس مذہب کو اختیار کرنے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ تیس دن مسلسل روزہ رکھے۔ اس عرصہ میں پجاری اس کو مارفیا کے انجکشن دیتا رہے گا۔ تاکہ اس کی زندگی محفوظ رہے، جب روزہ ختم ہو جاتا ہے، تو ایک عظیم الشان دعوت کیجاتی ہے جس میں تمام مرد عورت برہنہ شریک ہوتے ہیں اس کے بعد جو کچھ کیا جاتا ہے، اس کی تشریح کے لئے اخلاق اور قانون منع کرتے ہیں!!

پولیس کی ناکامی

پولیس ابھی تک اس برائی کو جڑ سے نہیں اُکھاڑ سکی۔ کیونکہ جہاں ایک چرچ کا سراغ لگا کر اسے صفحہ ہستی سے نابود کیا جاتا ہے، تو دیوانے کسان ایک اور بنا لیتے ہیں، اور ایسی خفیہ جگہ بناتے ہیں کہ پولیس سراغ نہیں لگا سکتی، یہ چرچ پرانے زمانے کے زمین دوز عیسائی مقبروں کی طرح ہیں۔ اسلئے جب تک کوئی بھیدی نہ بتائے اسوقت تک سراغ لگانا مشکل ہے، جن پولیس افسروں نے اس مذہب کے آدمیوں کا سراغ لگایا ہے، یا سراغ لگانے کی کوشش کرتے رہے ہیں، اُن میں سے ایک کا بیان ہے، کہ اُن لوگوں کا ایک پُراسرار گروہ جو معلوم نہیں کہاں رہتا ہے، سب لوگ اس کے احکام کی بے چون و چرا تعمیل کرتے ہیں پولیس کوئی طریقہ اختیار کرے گروہ اسکا نام نہیں بتاتے پولیس اُن کے جس قدر چرچوں کو تباہ کرتی ہے، اتنے ہی اور بن جاتے ہیں،

زمین دوز گرجے

مثال کے طور پر ایک چرچ کا سُراغ جو پریوالم میں واقع تھا پولیس کو مل گیا، بات یوں ہوئی کہ وہاں کے کسان اپنے مکانات زمینیں اور جائداد فروخت کر کے غائب ہونے شروع ہو گئے۔ اور ان کا بعد میں کوئی پتہ نہ لگا ان کسانوں کے ایک خاندان نے جب اپنی جائداد فروخت کرنی شروع کی تو پولیس کے آدمی خفیہ طور پر اس کے پیچھے لگے رہے گاؤں میں ان کو ایک پُراسرار شخص ملا، وہ انہیں جنگل کے اندر لے گیا۔ مگر تھوڑی دور جاکر وہ تمام لوگ غائب ہو گئے۔ معلوم ہوتا تھا، کہ انہیں زمین نگل گئی ہے ارد گرد کے علاقے میں غور سے دیکھ بھال کی گئی، تو ایک اور زمین دوز چرچ کا خفیہ دروازہ نظر پڑا، اندر جاکر ہی اس کے قریب برہنہ مرد و زن نہایت شرمناک حالت میں پائے گئے تمام اشخاص کے سینوں پر کراس کی شکل کے گہرے زخم تھے، اور ان سے خون ٹپک رہا تھا۔ تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ ان لوگوں کا ایک قاعدہ یہ بھی ہے، کہ ہر جلسہ میں اس مذہب کے پیرووں کے سینوں کو داغا جاتا ہے۔ یہاں کئی عورتوں کے سینوں پر پہلے زخموں کے نشانات بھی موجود تھے، ایک اور چرچ ہوسٹی میں معلوم کیا گیا یہ مقام بسارابیا کے صدر مقام سے صرف دس میل کے فاصلہ پر ہے، اس چرچ کے خلاف یہ الزام لگایا گیا کہ وہ اپنے پیرووں کو کوکین کھلایا کرتا تھا،

حکومت کا خوف

الشمالی یونیورسٹی کی ایک جرمن لڑکی بھی ان میں موجود تھی، اس نے بیان کیا کہ مجھے اس مذہب کے ایک آدمی نے اس میں داخل کیا میں خودکشی کرنا چاہتی تھی۔ مگر اُس نے مجھے ایسا کرنے سے منع کیا، اُس نے بہت سی رازکی باتیں اس نے بتایا کہ عورتوں وغیرہ کے لئے ان کسانوں کی جیبوں سے روپیہ آتا تھا جو اپنا مال و متاع بیچکر اس مذہب میں داخل ہوتے تھے، اُن سے کہا جاتا تھا۔ کہ اگر گناہوں کے ذریعے دل کی پاکیزگی حاصل کرنا چاہتے ہو تو سب کچھ دیدو حکام اس مذہب سے بہت خوفزدہ ہیں، کیونکہ ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور جب تک اصلی لیڈر نہ پکڑا جائے گا، اس وقت تک کسانوں جیسی قیمتی اور ضروری جماعت بیکار ہوتی رہے گی،

انتقال پرملال

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ بابو عبدالرحمن صاحب راولپنڈی کی اہلیہ محترمہ ۱۲ اگست کو انتقال فرما گئیں۔ انا للہ۔ مرحومہ دو عدد طلائی چوڑیاں اور کچھ روپیہ

قادیانی عقیدہ غلط ہے

حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا

(ضلع گجرات کے چند مدرس صاحبان کی طرف سے ہمیں ایک خط موصول ہوا ہے جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

مکرم جناب سکریٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ مندرجہ ذیل اخبار پیغام صلح میں درج فرما کر ممنون فرمائیں:۔

حکیم اللہ دتا صاحب منشی فاضل چند ایام سے یہاں قیام پذیر ہیں۔ اور ہمیں تبلیغ احمدیت کرتے رہے ہیں۔ ہمنے حکیم صاحب موصوف کو کہا کہ ہمیں ... حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کے متعلق کچھ شکوک ہیں۔ بعض صاحب نبوت میں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کو اُن کی بہت بڑی جماعت نبی مانتی ہے۔ آیا اُنکو راستی پر خیال کریں یا آپ کے عقیدہ کو صحیح مانیں۔ جو اُن کو مجدد یا محدث خیال فرماتے ہیں۔ گو اس میں شک نہیں کہ ہم مرزا صاحب کو خدا کا برگزیدہ انسان تصور کرتے ہیں۔ لیکن احمدیہ جماعت کے باہمی اختلاف عقیدہ کے باعث متردد ہیں کہ جماعت میں حق پر کون ہے۔ حکیم صاحب نے جواب دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی کتب سے قادیانی جماعت کے روبرو فیصلہ کر لیا جائے۔ کیونکہ اس علاقہ میں قادیانی جماعت کا بہت زور شور ہے۔ اور ہر ایک گاؤں میں تقریباً انکی جماعتیں ہیں۔ اسطرح معلوم ہو جائیگا کہ حق پر کون ہے۔ گو حکیم صاحب نے زبانی ہماری تسلی کر دی تھی۔ کہ واقعی حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ بلکہ محدثیت کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن پھر بھی طبیعت میں خلجان سا رہتا تھا۔ کہ دوسرے فریق کے بھی دلائل سننے چاہئیں۔ حکیم صاحب کو ساتھ لیکر ہم دونوں مدرس لعد چودھری نوبت خاں صاحب موضع سعد اللہ پور ضلع گجرات میں مولوی غلام علی صاحب احمدی ہیڈ ماسٹر ورنیکلر مڈل سکول و مولوی غلام غوث صاحب احمدی موضع مذکور کے پاس گئے جو قادیانی جماعت کے پرجوش ممبر اور عالم ہیں۔ وہ معہ چند کس و دیگر اشخاص ہندو وسکھ و مسلمان صاحبان بیٹھے ہوئے تھے ہم وہاں پہنچے تو بعد از تعارف گفتگو شروع ہوئی۔ حکیم صاحب نے کہا کہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے فیصلہ ہونا افضل ہے کہ واقعی آپنے دعویٰ نبوت کیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ "آئینہ کمالات اسلام"۔ "ازالہ اوہام"۔ "انجام آتھم"۔ "الوصیت"۔ "حقیقۃ الوحی" منگوائی گئیں۔ حکیم صاحب نے ازالہ اوہام کی صفحہ ۱۱۱ کی عبارت ایک دوسرے شخص کو پڑھنے کے لئے کہا جسمیں صاف لکھا تھا کہ حضرت صاحب کا دعویٰ محدثیت ہے اور محدثیت میں شان نبوت اور امتیت ہر دو پائی جاتی ہیں اور وہی ایک پہلو سے امتی اور دوسرے پہلو سے نبی کہلا سکتا ہے۔ صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ اور اسی دعویٰ یعنی ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی کو الوصیت میں اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵ میں ثابت کر دکھایا ہے۔ پھر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۴-۶۵ میں وہ عبارتیں دکھائیں جسمیں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میرا نام نبی خدا کی طرف سے بطور مجاز کے رکھا گیا ہے نہ حقیقت کے طور پر اور یہ عبارت کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلعم پر نبوت ہو چکی ہے۔ اور انجام آتھم کے صفحہ ۲ کی عبارت سے تطبیق کر کے دکھائی کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ شروع سے لیکر اخیر تک ایک ہی رہا ہے۔ یعنی یہاں بھی اُنھوں نے نبی کے لفظ کو بطور مجاز اور استعارہ لکھا ہے اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۵ میں مجازی نبوت کو ثابت کیا۔ قادیانی مولوی صاحب نے صرف یہ اعتراض کیا کہ جب خدا نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نبی کہکر پکارا ہے تو ہم کیوں نہ اُن کو نبی کہیں۔

حکیم صاحب نے جواب دیا کہ الہامات میں کلام مجاز اور استعارہ کے طور پر بھی ہوتا ہے۔ اور اسی مجاز کے طور پر مرزا صاحب نے بھی اس کو سمجھا۔ اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵ کی عبارت پڑھ کر سنائی۔ کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ حکیم صاحب نے کہا کہ جب خدا نے ان کو نبی کہا تھا تو پھر مرزا صاحب نے کیوں لکھا کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ اور جب خود مرزا صاحب نبی ہونے سے انکار کریں تو ہم اُن کی نبوت کا کیسے اقرار کریں۔ پھر حقیقۃ الوحی صفحہ $\frac{۳۹۱}{۳۹۰}$ پیش کیا گیا۔ حکیم صاحب نے نبی ہونے اور نبی کا نام پانے کی ایسی تشریح کی کہ قادیانی مولوی صاحب لاجواب ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ آپ جو چاہیں عقیدہ رکھیں ہم تو ان کو نبی کہیں گے اور مانینگے بھی نبی۔ اس کے بعد حکیم صاحب نے وہ حوالہ بتایا جو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید محمد صدیق کو لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ سے کثرت مکالمہ کرنیوالا محدث کہلاتا ہے۔ جس کو قادیانی مولوی صاحب نے نبی کہا تھا۔ اور بتلایا کہ تم سب کو یہی غلطی لگی ہوئی ہے اور نیز حضرت صاحب کی کتب سے محض ناواقف ہو۔ ہم نے صاف سمجھ لیا کہ صرف لاہوری جماعت حضرت صاحب کی صحیح تعلیم پر ہے۔ اور قادیانی سخت غلطی پر ہیں۔ خداوند کریم انہیں ہدایت دے۔ ان کے علاوہ حکیم صاحب نے چند اور کتب جو ہمارے پاس ہیں اُن سے مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت اور محدثیت ثابت کیا مثلاً اتمام حجت صفحہ ۳ ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ نشان آسمانی صفحہ ۱ نشان آسمانی صفحہ $\frac{۲۸}{۲۴}$ تحفہ بغداد عربی صفحہ ۱۲ ان حوالوں میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلعم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کو تسلیم نہیں کیا ہاں محدث آئینگے۔ باقی رہا ہمارے خیالات سو انکی نسبت اب چند ایک سوالات جو باقی رہ گئے ہیں۔ اُن کی تشریح کر کے بذریعہ اخبار پیغام صلح یا حکیم صاحب ہی کے اطاعت میں شامل ہونے سے ہرگز دریغ نہیں ہوگا۔

ہاں البتہ وہ ٹریکٹ جو آپکی اور اُن کی جماعت میں اختلاف عقائد کی درستی کے بارہ میں ہوں مفت بھیجکر ممنون فرمایئے۔ جو مفت اشاعت کے لئے ہوں۔ والسلام

راقم محمد الیاس۔ عبد اللہ خاں مدرس۔ چودھری نواب خاں۔ عبد اللہ خاں اوّل مدرس۔

اس سے زیادہ چندہ کی ضرورت ہے احباب کو چاہئے کہ بہت جلدی رقوم فراہم کر کے دفتر کو روانہ کرینگے تاکہ وقت پر خانہ خدا کی مرمت ہو۔

خاکسار مرزا یعقوب بیگ

فہرست معطیان چندہ

بکار مرمت برلن مسجد

(جو رقوم ۲۲؍ اگست تک موصول ہو چکی ہیں)

معطی	روپے	آنے
مرزا محمد تقی صاحب بھٹنڈہ	۲	
مولوی فقیر اللہ صاحب لاہور		۸
پیر قمر الدین صاحب پنشنر ای اے سی گجرات	۳۰	
ملک کندن خانصاحب سفید ڈھیری	۲۰	
سید اشرف شاہ صاحب نوشہرہ	۱۰	
معرفت بابو ثناء اللہ صاحب منجانب جماعت آمرہ	۵۵	
بابو عبد المنان صاحب جہلم	۵	
چودھری فتح خاں صاحب گلگت۔	۱	
ملک محمد رمضان صاحب کپونڈر پنڈی بہاؤ الدین	۲	
مولوی محمد رمضان و عبد الرؤف صاحبان " "	۲	
بابو عزیز دین صاحب پٹی	۱	
چودھری عبد الکریم صاحب لنگریال۔ بھکر	۴	
شیخ ظفر احمد ظہیر احمد صاحبان مراد آباد	۲	
شیخ رحمت اللہ صاحب سنڈوی	۵	
ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب لاہور	۲۵	
بھادیہ صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۱۰	
سید امجد علی شاہ صاحب معرفت محصل	۱۰	
ایس۔ بی ایسے منشی محمد رشید صاحب پسرور ضلع سیالکوٹ	۶	
چودھری محمد طفیل صاحب معرفت ہیڈ ماسٹر صاحب بدوملہی	۵	
ڈاکٹر شیخ عطا اللہ صاحب پنڈی گھیب	۱۵	۸
شیخ محمد دین جان صاحب لاہور	۵	
ڈاکٹر وزیر احمد صاحب جموں	۱۰	
خان صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب	۲۰	
منجانب والدہ خلیل، نرس خورشید صاحبہ معرفت بابو عمر دین صاحب	۲	
سید لال شاہ صاحب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹی بنوں	۱۰	
سرفراز خانصاحب معرفت خان عبد الاکبر خاں تحصیلدار مانسہرہ	۳	
سکندر خانصاحب معرفت عبد الاکبر خانصاحب " "	۵	
قاضی نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ معرفت چودھری محمد اسمٰعیل صاحب سنٹری انسپکٹر مری	۵	
شیخ رحمت اللہ صاحب معرفت شیخ احمد دین صاحب بوساطت چودھری محمد اسمٰعیل صاحب	۵	
شیخ ثناء اللہ صاحب معرفت شیخ عنایت اللہ صاحب بوساطت چودھری محمد اسمٰعیل صاحب	۱	
شیخ غلام قادر صاحب معرفت لوکل محصل	۱	
منشی محمد عبد اللہ صاحب کاتب ڈلہوزی	۱	
محمد اسحاق صاحب ہیڈ ماسٹر گجرات ہوتی	۱	
چودھری احمد خانصاحب چک ۱۰۹ جنوبی معرفت چودھری فضل داد صاحب	۲۰	
چودھری فیض احمد صاحب چک ۱۰۶ معرفت " "	۵	
میزان	۲۹۷	
سابقہ میزان ۱۴؍ اگست ۴۷ء تک	۹۰۴	۱۲
کل میزان	۱۲۰۱	۱۲

(نوٹ) برلن مسجد کی مرمت کیلئے احباب کو فرداً فرداً اپیلیں بھیجی جا رہی ہیں اور انشاء اللہ دوستوں کی توجہ سے خاصی کامیابی ہو رہی ہے۔ منیجر

اقتباسات

منگرول اور گاؤ کشی

ریاست منگرول میں گاؤ کشی کی اجازت کے خلاف ایک ہندو نے کئی روز سے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے منگرول میں مدت سے گائے اور باجے کا جھگڑا چلا آتا ہے دربار نے فیصلہ کیا تھا کہ مسلمانوں کو گاؤ کشی کی اجازت ہے اور ہندوؤں کو حق حاصل ہے کہ وہ باجے بجائیں۔ کوئی وجہ نہیں تھی کہ ہندو مسلمانوں کی گاؤ کشی پر اعتراض کرتے۔ اور نہ کوئی وجہ تھی کہ مسلمان مسجدوں کے روبرو باجہ بند کرانے پر زور دیتے۔ البتہ اشتعال انگیز صورت سے دونوں کو محترز رہنا چاہیئے تھا . . . . یہ بہترین فیصلہ تھا جو تمام اقوام کی جائز مذہبی آزادی پر مبنی تھا۔ اور جس پر کسی نقطہ نگاہ سے بھی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ حالانکہ اس وقت ایک نہیں دو نہیں۔ بلکہ سینکڑوں ہندو ریاستیں موجود ہیں جن میں مسلمانوں کے لئے ذبیحہ گاؤ کلیتہً ممنوع ہے بلکہ وہ باہر سے بھی گائے کا گوشت اندر نہیں لا سکتے۔ لیکن . . . . ہندوؤں کی شر انگیزی ملاحظہ ہو کہ وہ دربار کے منصفانہ حکم کے خلاف بھی شور مچانے لگے بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہندو نے کئی روز سے اس معاملے کے سلسلے میں بھوک ہڑتال کر رکھی ہے اس سے بھی عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ گاندھی جی نے اس ہندو کو تار دیا کہ "بھوک ہڑتال چھوڑ دو اور گاؤ کشی کے خلاف ایجی ٹیشن جاری رکھو" یہ اس شخص کا مشورہ ہے جو ہندوستان کی آزادی کا دیوتا سمجھا جاتا ہے اور جس کی نسبت ساری دنیا میں ڈھونڈورا پیٹا جاتا ہے۔ کہ وہ مذہبی تعصبات سے پاک ہے گاندھی جی نے یہ نہیں سوچا کہ بھوک ہڑتال کرنے والے ہندو یا منگرول کے دوسرے ہندوؤں کو یہ تو حق حاصل ہے کہ خود گائے کو مقدس سمجھیں اس کی پوجا کریں جو کچھ چاہیں عمل میں لائیں لیکن یہ حق حاصل نہیں کہ جن لوگوں کے خیالات وافکار گائے کے متعلق ان سے مختلف ہیں انہیں بھوک ہڑتال یا ایجی ٹیشن کے ذریعے اپنے خیالات کی پابندی پر مجبور کریں۔

اور دربار منگرول کا فرض صرف یہ نہیں ہے کہ وہ ہندوؤں کے عقائد مذہبی کی نگہداشت کرے۔ بلکہ یہ بھی فرض ہے کہ اپنی رعایا کے دوسرے طبقات کے جذبات مذہبی کا بھی جائز احترام کریں ہندو لیڈروں کا فرض تھا کہ وہ بھوک ہڑتال کرنے والے ہندو اور منگرول کے دوسرے ہندوؤں کی سخت مذمت کرتے لیکن ہندوؤں کا سب سے بڑا لیڈر یہ مشورہ دیتا ہے کہ "بھوک ہڑتال تو جاری نہ رکھو ہاں ایجی ٹیشن کا سلسلہ جاری رکھو" یہ ہندوؤں کی انصاف پسندی اور فرقہ پرستی سے پاک دامنی ہے۔

(انقلاب)

مسلم خواتین کا حشر

مسلم عورتوں نے اب اسلام سے مرتد ہونا شروع کر دیا ہے کیونکہ اپنے ظالم شوہروں سے نجات پانے کی علاج کے لئے بس یہی ایک صورت باقی رہ گئی ہے کہ اسلام سے منہ موڑ لیں اور ایمان پر کفر کو ترجیح دیں۔ اس صورت حال کا علاج بالکل آسان ہے۔ علاج یہ ہے کہ ہندوستان کے علما متفقہ طور پر فتویٰ صادر کر دیں کہ اسلام نے عورت کو جو حق خلع یعنی شوہر سے طلاق حاصل کر لینے کا دیا ہے اسے رائج کر دیا جائے اور عدالتیں بھی اسے تسلیم کر لیں لیکن بدنصیبی ملاحظہ ہو کہ اس آسان علاج کو چھوڑ کر بعض حضرات نے یہ تدبیر کرنا چاہی ہے کہ حکومت سے

خبریں

ہندوستان

— اخبار سیاست اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ ۲۴ اگست کو شاہی مسجد شملہ میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں منشی ظفر علی کی فتنہ انگیزی پر اظہار ملامت کیا گیا۔

— ریاست جیند میں مسلمانوں پر شدید مظالم ہو رہے ہیں۔ تازہ اطلاع یہ ہے کہ گذشتہ دنوں چند مسلمانوں کو بلا وارنٹ گرفتار کر لیا

— ضلع رامند (جنوبی ہند) کے ایک گاؤں استرا میں خوفناک آتشزدگی ہوئی۔ آگ نہایت سرعت سے سارے گاؤں میں پھیل گئی۔ ایک لڑکی فوراً جل کر مر گئی ۵۸۔ افراد آگ کی لپٹ میں آ گئے۔ انکی حالت مخدوش بیان کی جاتی ہے۔ بہت سے جانور ہلاک ہو گئے۔

— بنارس ۲۶ اگست:۔ ہندو یونیورسٹی کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد (کنووکیشن)، ۲۰ دسمبر کو ہوگا۔ ڈاکٹر ٹیگور کانووکیشن ایڈریس پڑھیں گے آپکو یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹر آف لٹریچر کی آنریری ڈگری دی جائیگی۔

— حال ہی میں ایک مقام پر ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے جس کا وزن کل نو چھٹانک ہے عام حالت میں نوزائیدہ بچے کا وزن تقریباً ساڑھے تین سیر ہوتا ہے۔

— پٹنہ یونیورسٹی تعلیم یافتہ بیروزگار نوجوانوں کی امداد کے لئے ایک ادارہ قایم کرنے والی ہے اس قسم کا ادارہ کلکتہ یونیورسٹی میں موجود ہے۔

— آیندہ ماہ سے ٹیلیفون کی شرح میں نمایاں تخفیف کر دیگئی ہے

— پٹنہ ۲۵ اگست۔ دریائے گنگا اور سون میں شدید طغیانی آگئی۔ دریائے سون کی طغیانی کی وجہ سے پٹنہ کا اسٹیشن جو دنیاپور اور آرہ کے درمیان ہے۔ بالکل زیر آب ہو گیا۔ قصبہ آرہ سخت خطرہ میں ہے۔ ۲۴ تاریخ سے پٹنہ اور مغل سرائے کے درمیان رسل ورسائل کا سلسلہ بالکل منقطع ہے۔ پٹنہ کے قریب دریائے گنگا کا پانی بھی ۴۶ فٹ کی بلندی پر پہنچ گیا ہے۔ دریا کے پار کے بہت سے گاؤں خطرے میں ہیں۔

— ایک بعد کی اطلاع ہے کہ بعض مقامات پر تو پانی مکانوں چھتوں تک بلند ہو گیا ہے۔ پٹنہ اور آرہ کے درمیان ٹیلیفون اور تار کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ آرہ کا بند ٹوٹنے کا سخت خطرہ ہے

— دہلی ۲۴ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ جمنا کے پل کے قریب دریائے جمنا کا پانی کل ۶،۹۰ و ۶۷ فٹ بلند تھا۔

— معلوم ہوا ہے حکومت ہند کے دفاتر شملہ میں ۲۲ اکتوبر کو بند ہو جائیں گے اور ۲۴ اکتوبر کو دہلی میں کھلینگے۔

— شملہ ۲۵ اگست:۔ حکومت ہند کے سیکرٹریٹ کیلئے اسٹینٹ ٹائپسٹ اور معمولی گریڈ کی کلرکی کے لئے آیندہ مقابلہ کا امتحان ۳ دسمبر ۱۹۳۴ء کو ہوگا۔ درخواست کرنے کے مجوزہ فارم سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ سے مل سکتے ہیں۔

— مولینا اسمٰعیل غزنوی پر بمبئی میں پولیس کی طرف سے جو مقدمہ چل رہا تھا اس کا فیصلہ ہو گیا۔ مولینا کو تین ماہ قید اور تین سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔

— لاہور میونسپل انتخابات کیلئے ۷، ۸ دسمبر کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں امیدوار زور شور سے پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

ممالک خارجہ

— حکومت جاپان نے ہز ایکسیلنسی سوادا کو جو گذشتہ سال جاپانی وفد کے ساتھ ہندوستان آئے تھے برازیل میں جاپانی سفیر مقرر کیا ہے

— معلوم ہوا ہے کہ مسٹر ڈی ولیرا انگلستان کے ساتھ از سر نو گفت وشنید کرنے کے سوال پر غور کر رہے ہیں۔ اور اگر آئرلینڈ کو سلطنت برطانیہ میں رکھنے کیلئے کوئی تسلی بخش سمجھوتہ ہو گیا تو انگلستان زمین کا خراج حاصل کرنے کے حق سے دستبردار ہو جائے گا۔

— اندازہ لگایا گیا ہے کہ تقریباً ایک کروڑ چینی چین سے باہر دوسرے ممالک میں تلاش روزگار کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

— برلن ۲۵ اگست۔ ہر ہٹلر صدر جرمنی کے اعلان عفو پر ۴۰۴ سیاسی اور ۱۶۱۰ عام مجرم قیدی رہا کر دئے گئے ہیں ہزاروں مشتبہ اشخاص کے خلاف جو کارروائی ہو رہی تھی موقوف کر دی گئی ہے۔ امید ہے اور بہت سے قیدیوں کو بھی رہا کر دیا جائے گا مشہور کمیونسٹ تیہ بائر بھی جس نے ریشتاغ کے مقدمہ آتشزدگی میں کمیونسٹوں کی طرف سے پرزور صفائی پیش کر تھے دو گھنٹہ تک دعواں دھار تقریر کی تھی رہا کر دیا گیا ہے۔

— جمہوریہ امریکہ کے صدر مسٹر روزویلٹ نے حال ہی میں اعلان کیا ہے کہ امریکہ کی بحری طاقت میں اضافہ کیا جائے گا۔ ۲۴ بحری جنگی جہازوں کی تیاری کا ٹھیکہ دیدیا گیا ہے۔

— صدر روزویلٹ نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ جہازوں کی تعمیر کا کام جسقدر جلد ممکن ہوگا پرائیویٹ اور سرکاری یارڈوں میں شروع کر دیا جائے گا۔

— چینی ترکستان پر از سر نو حکومت چین کا قبضہ ہو گیا ہے۔ اور نانکن میں حکومت چین اور ملک معظم کی حکومت کے درمیان چین اور برما کی مشترکہ حدود کے تعین کے متعلق گفت وشنید ہو گی

— حکومت انگلستان کی وزارت پرواز نے ایک آلہ ہوائی جہازوں کے لئے تیار کرایا ہے جو فضائی حادثوں میں طیاروں کو آگ لگنے سے بچا سکتا ہے۔ اس آلہ میں ایک سوئچ اس قسم سے لگایا گیا ہے کہ اگر کسی حادثہ کی وجہ سے طیارہ زمین پر گرے تو خود بخود بجلی کے تمام کنکشن کٹ جاتے ہیں اور پٹرول کو آگ نہیں لگ سکتی۔

— الجزائر میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جو فساد ہوا تھا اس کے اثرات ابھی تک موجود ہیں۔ پورے طور پر امن قایم نہیں ہوا۔

— جنیوا کی ایک خبر مظہر ہے کہ یہودیوں کی بین الاقوامی انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ آئیندہ سال ماہ اگست میں عالمگیر یہودی کانگرس کا اجلاس منعقد کیا جائے یہ اجلاس غالباً جنیوا میں ہوگا یہودی چاہتے ہیں کہ مجلس اقوام کی اسمبلی کے طرز پر اپنی کانگرس کو منظم کریں۔

— ٹرکی کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ہفتہ غازی عصمت پاشا وزیر اعظم حکومت ترکیہ نے ترکی کے پنج سالہ اقتصادی پروگرام کا افتتاح کر دیا ہے اس سلسلہ میں موصوف نے بہت سے کارخانوں کا افتتاح کیا۔

— افغانستان کے اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ کابل یونیورسٹی کے شعبہ ڈاکٹری کے امتحانات کامیابی کیساتھ ختم ہو گئے ہیں۔

تار کا پتہ : مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۲ | لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۳ ستمبر سنہ ۱۹ء | نمبر ۵۴

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد کی ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عقیدہ

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

انوار القرآن

پارۂ عم کے ایمان افروز حقائق و معارف

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی ایک عظیم الشان قرآنی خدمت

جن اصحاب کو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا درس قرآن سننے کا اتفاق ہوا ہے وہ اسکی خوبیوں سے خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کی نظر قرآن کریم پر نہایت باریک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو غیر معمولی فہم عطا فرمایا ہے۔ اور آپ کا طرز بیان نہایت مدلل، موثر اور دلچسپ ہوتا ہے۔ سینکڑوں غیر مسلم، دہریہ، قادیانی اور غیر از جماعت آپ کے درس کے ذریعے صداقت کو پاگئے۔ متذبذب طبائع کے لئے آپ کا درس آبحیات کا حکم رکھتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے متعدد مقامات پر برسوں درس قرآن دیا لیکن احباب کی زبردست خواہش کے باوجود اس کے نوٹ ضبط تحریر میں نہ آسکے سنہ ۱۹۳۲ء میں پیغام صلح کی دو تین اشاعتوں میں اس کے چند مختصر ٹکڑے شایع ہوئے جن کی وجہ سے احباب کا اصرار زیادہ ترقی کرگیا۔

اب یہ خبر شادکامی و مسرت کے اعلیٰ جذبات کے ساتھ سنی جائے گی کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح نے آخری پارۂ قرآن یعنی پارۂ عم کے نوٹوں کو کتابی شکل میں شایع فرمانا منظور فرمالیا ہے۔ مسودہ نظر ثانی کے بعد کاپی نویس کے پاس بھیج دیا ہے اور کتابت شروع ہوچکی ہے۔ انشاء اللہ جلسہ سالانہ سے قبل کتاب شایع ہوجائے گی۔ جو بڑی تقطیع کے تقریباً ڈھائی سو (۲۵۰) صفحات پر مشتمل ہوگی۔ بہترین کتابت و طباعت کا انتظام کیا گیا ہے۔ کاغذ اور جلد بھی نہایت اعلیٰ اور دیدہ زیب ہوگی۔ جو اصحاب شایع ہونے سے قبل اپنی فرمائش بھیج دیں گے ان سے مجلد کی قیمت صرف دو روپے لی جائے گی۔ اشاعت کے بعد قیمت میں اضافہ ہوجائے گا۔

ڈاکٹر صاحب کافی رقم اپنے پاس سے صرف کرکے اس کو شایع کرا رہے ہیں۔ اس کی فروخت سے جو رقم وصول ہوگی اس میں سے چار سو روپیہ انشاء اللہ انجمن کو دیں گے۔ احباب بہت جلد اس بیش بہا نعمت کو حاصل کرنے کا بندوبست کرلیں۔ تمام فرمائشیں منیجر دار الکتب الاسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنی چاہئیں۔

(مدیر)

گجرات کے ایک مکفر مولوی کے خلاف

دردمندانہ صدائے احتجاج

(از جناب حاجی حافظ چودھری محمد حسن صاحب وکیل گجرات)

ایک مکفر مولوی سید عنایت اللہ صاحب بخاری (امام جامع مسجد گجرات پنجاب) نے چندروز ہوئے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں کہا کہ کسی حنفی عورت کا نکاح کسی احمدی سے خواہ وہ لاہوری ہو یا قادیانی جائز نہیں بلکہ بمنزلہ زنا کے ہے اور ایسے نکاح کی اولاد ولدالزنا کے زمرہ میں شمار ہوگی۔ مولوی بخاری صاحب کا یہ "تکفیر افروز و تکفیر نواز خطبہ" مقامی اخبار "صداقت" نے شائع کردیا جس پر ہمارے محترم بزرگ حاجی حافظ چودھری محمد حسن صاحب وکیل گجرات نے مدیر "صداقت" کو ایک نہایت مدلل اور مؤثر خط لکھا جو درج ذیل ہے اس کی خوبی اس کے مطالعہ سے معلوم ہوسکتی ہے۔ (پیغام صلح)

فاضل مدیر "صداقت" گجرات

حنفی خواتین کی عزت و عصمت پر حملہ

سید عنایت اللہ شاہ بخاری کا تازہ ترین ارشاد جو آپ کے صحیفہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا ہے۔ میرے لئے تو کچھ تعجب انگیز نہیں۔ ان کے خیال میں احمدی خواہ لاہوری ہو یا قادیانی کسی حنفیہ عورت سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اگر کرے تو وہ زنا ہے۔ اور ایسی نکاح کی پیدا کردہ اولاد ولدالزنا کے زمرے میں ہے۔ ہم تو ان بزرگوں سے چالیس سال سے گالیاں کھا کھا کر اور صبر کرکے دکھا کر بہتوں کو اپنی مظلومیت کا قائل بھی کرچکے ہیں، مگر چونکہ یہ تازہ ترین ارشاد عفیفان حنفیہ کی عصمت اور عفت پر ایک الزام ہے اس لئے ڈرتے ڈرتے قلم کو جنبش دیتا ہوں۔

حنفی مردوں کی بے حسی اور بے علمی

حنفی مسجدوں میں حنفی مردوں کے سامنے اس قسم کے ارشادات غیرت حنفیہ کو اگر حرکت میں لے آتے۔ تو شاہ صاحب قبلہ آئندہ کے لئے محتاط رہتے۔ مگر افسوس ہے کہ تمام مسلمانوں کو دین کا علم نہیں۔ اور ان کی غلامانہ ذہنیت انہیں مولویوں کے ڈھکوسلوں سے آزاد نہیں ہونے دیتی۔ کوئی غیور مجلس اس قسم کے الفاظ کو برداشت نہیں کرسکتی۔ میں نے سنا ہے کہ بعض آدمیوں نے ان الفاظ کو محسوس کیا۔ مگر شاہ صاحب کے لحاظ سے خاموش ہوگئے۔

حنفی مستورات کو بلاشبہ اس الزام سے تکلیف ہوگی۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مذہب کی تاریخ میں ایسی پاک اور نیک بیویاں موجود ہیں جن پر حاسدان بد باطن نے ایسے الزامات لگائے۔ ان میں وہ بھی ہیں جو ام المومنین تھیں۔ صدیقہ تھیں عفیفہ تھیں۔ نساء العالمین کا فخر تھیں۔ نسوانیت کی سردار تھیں۔ اور وہ بھی ہیں جن کے بطن مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے عظیم الشان نبی پیدا ہوئے پس اس قسم کے الزامات گو تکلیف دہ ہیں۔ مگر شرافت اور انسانیت کی نظروں میں الزام دینے والوں کی شمولیت انہیں لوگوں میں ہے جو اس سے پہلے شریف بیگمات پر الزام لگا کر خسر الدنیا والآخرۃ کا نظارہ دیکھ چکے ہیں۔

شوق تکفیر کی "کرشمہ" سازیاں

خانہ خدا میں ٹھیکیدار اسلام اور اس کے پاک بازی کی حمیت کے اس "عالم" نے جو کچھ بھی کہا ہے۔ اس کی تہ میں تکفیر بازی کا پرانا شوق ہے۔ جو مولویوں کو پلیگ کا کیڑا بنکر کھا رہا ہے سید عنایت اللہ شاہ کے خیال میں لاہوری احمدی بھی کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے ان سے کسی مسلم عورت کا نکاح جائز نہیں۔ اور ایسا نکاح بمنزلہ زنا کے ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

لاہوری احمدی کے عقائد

لاہوری احمدی کے عقائد واضح اور بین ہیں۔ وہ ہمیشہ شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ناممکن ہے کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب کو اس سے آگاہی نہ ہو۔ لاہوری احمدی خدا کو ایک سمجھتا ہے۔ وہ یکا موحد ہے۔ نبی کریم صلعم کو حقیقی طور پر خاتم النبیین یقین کرتا ہے حضورؐ کی بعثت کے بعد وہ کسی قسم کے نبی کے آنے کا قائل نہیں۔ اس کا عقیدہ ہے کہ نہ تو کوئی نیا نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی پرانا نبی واپس آسکتا ہے۔ کسی امتی کو نبی بنانے والے یا کسی نبی کو امتی بنانے والے ہر دو گروہ اس کی رائے میں غلطی پر ہیں۔ تمام معاملات شریعت پر وہ قرآن کریم کو حکم سمجھتا ہے اور قرآن کریم کے بعد وہ حدیث کو بلند سے بلند مرتبہ دیتا ہے۔ اور حضور نبی کریم صلعم کے ارشادات کو واجب التعمیل سمجھتا ہے حدیث کے بعد فقہ کا مرتبہ ہے اور فقہ میں فقہ حنفیہ کو ترجیح ہے اس کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی حفاظت اور اشاعت کے لئے اپنی جناب سے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو مبعوث کرتا ہے چنانچہ اس صدی کے مجدد حضرت مرزا صاحب قادیانی ہیں۔ مسیح علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔ وہ واپس نہیں آسکتے اس امت میں چودھویں صدی کا مجدد ہی مسیح کی خو بو میں آکر مسیح موعود کہلا سکتا ہے از علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ارشاد نبوی کے ماتحت کسی مجدد کا مثیل مسیح ہونا خلاف شریعت نہیں۔ لاہوری احمدی کا عقیدہ ہے کہ پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا فرض ہے۔ صاحب استطاعت پر زکوٰۃ اور حج فرض ہیں۔ وہ تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھتا ہے اور کسی اہل قبلہ کی تکفیر صحیح نہیں سمجھتا۔ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا جو تمہیں السلام علیکم کہے اسے کافر مت کہو) صریح قرآنی نص اس کے خیال میں تکفیر بازی کے راستہ میں سد راہ ہے۔ حضور نبی کریم صلعم کا ارشاد کہ "اہل قبلہ کی تکفیر مت کرو" اس کے خیال میں ایک ایسا ارشاد ہے جس کی نافرمانی کرنے والے تفریق بین المسلمین کے ناقابل معافی جرم کے مرتکب ہیں۔ اور حضرت [illegible]

۱۷ ارشاد کہ اگر کسی میں ننانوے وجوہ [illegible] وجہ اسلام کی ہو تو اسے کافر مت کہو [illegible] میں نص اسلام اور قرآن کریم اور حدیث [illegible] ان سے سرتابی اسلام سے انحراف [illegible] میں جس نے محض خوف کے ماتحت کلمہ [illegible] کے ہاتھ سے قتل ہوگیا تھا رسول کریم [illegible] لکھی ہوئی موجود ہے حضور نے [illegible] تو نے اس کا سینہ چیر کر دیکھ لیا تھا [illegible] تھا۔ بلکہ زبان سے انکار کرتا تھا۔

لاہوری احمدیوں کی [illegible]

سید عنایت اللہ شاہ نے لاہوری [illegible] میں جیرا کاش کہ وہ ان لوگوں کی خدمات [illegible] اپنی کوتاہیوں اور غفلت شعاری [illegible] کے دارالخلافہ کی طرف نگاہ اٹھاتا جہاں [illegible] نے یورپ کے کفرستان میں ایک عظیم [illegible] کی آوازوں سے اسلام اور اس کے مقدس [illegible] کر رکھی ہے۔ وہ لندن کے قریب [illegible] ووکنگ مسجد اور ووکنگ مشن کے اسلامی [illegible] لاتا۔ وہ قرآن کریم کی تفسیر کا جواب انگریزی [illegible] ڈچ زبان میں بھی ہوچکی ہے۔ کچھ پاس کرتا [illegible] اس عظیم الشان انقلاب کو دیکھتا۔ جہاں [illegible] کررہے ہیں۔ کہ ایک صد سال کے اندر [illegible] ہوجائے گا۔ یقیناً یورپ کا مسلمان ہو [illegible] خطیبانہ بلند آہنگیوں کا رہین منت نہ [illegible] ہی "احمدیوں کا کافر گروہ" ہوگا۔

دشمنان اسلام مکفرین کی حرکتوں [illegible]

جب ہمارے مولوی لاہوری احمدیوں [illegible] دریں الفاظ سے قدردانی کرتے ہیں [illegible] عقائد کے لوگ بہت خوش ہوتے ہیں [illegible] اسلام کو مخالفین اتنا گزند نہیں پہنچا [illegible] علمائے کرام پہنچا رہے ہیں۔

بزرگان دین کے ساتھ مولویوں [illegible]

سرسید علیہ الرحمۃ تمام عمر ان [illegible] نالاں رہے۔ حضرت پیر پیران [illegible] ایران بزرگواروں نے کفر کے فتوے [illegible] ثانی جو اولیاء کے سرتاج سمجھے جا [illegible] سکے۔ حضرت معین الدین چشتی علیہ [illegible] جب کبھی کوئی صاحب ارشاد [illegible] کھڑا ہوا۔ ہمارے مولاناؤں نے [illegible] زور لگایا۔ مگر خدا کے نیک بندے [illegible] مگر ایسے علماء کے لئے ذلت اور رسوائی [illegible] مولانا ابوالکلام آزاد نے انہیں [illegible] مشہور عالم تصنیف "تذکرہ" میں [illegible]

اسلامی جرائد [illegible]

یہ لوگ مدت سے اقتران [illegible] سرانجام دے رہے ہیں۔ ان لوگوں [illegible] مگر اسلامی صحیفوں کو تو اب نہیں [illegible] طالب علم [illegible] مولویوں کے ہاتھ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم دوشنبہ ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ | نمبر ۵۸

قرآن کریم اور مولوی

مسلمانوں کے زوال و پستی کی سب سے بڑی وجہ قرآن کریم سے بُعد و بے تعلقی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ مسلمان قرآن کریم پڑھتے اور سمجھتے تھے۔ اس پر غور و فکر اور عمل کرتے تھے۔ اسی ذریعہ سے انہوں نے روحانی، اخلاقی، علمی اور سیاسی ترقیاں حاصل کیں اور دنیا کی سب سے زیادہ باخدا، نیک، معزز اور طاقتور قوم بن گئے لیکن وقت آیا کہ قرآن کریم خوبصورت جزدانوں میں بند کرکے طاق میں رکھ دیا گیا۔ اس کی ضرورت صرف غمی و شادی کی مراسم اور عدالتوں میں محسوس کی جانے لگی۔ یا اسے بغیر سمجھے محض تبرکاً پڑھا جانے لگا۔ اور اس کی جگہ فقہ اور ایک محدود حلقے کے اندر حدیث نے لے لی حتیٰ کہ دینی مدارس میں۔ بھی اس کا درس غیر ضروری قرار دیا گیا۔ دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور، ڈابھیل وغیرہ مدارس میں بہت بڑی حد تک یہ کیفیت ابتک موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود کی بے شمار خدمات دینی میں سے یہ ایک نہایت عظیم الشان خدمت ہے کہ انہوں نے ان مسلمانوں کو جو صدیوں سے قرآن کریم کو فراموش کئے ہوئے تھے اس کی طرف متوجہ کردیا۔ انہوں نے بتلایا کہ قرآن کا درجہ سب سے اول ہے اس کے بعد حدیث و فقہ ہیں۔ انہوں نے ثابت کیا کہ قرآن کریم چشمۂ رشد و ہدایت اور نسخۂ فلاح و کامرانی ہے۔ حضور کو قرآن کریم سے عشق تھا۔ ایسا عشق جس کی موجودہ زمانہ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ کے ہر شعبہ زندگی، آپ کے ہر عمل، تمام تصنیفات اور تحریروں میں عشق قرآن کا ثبوت ملتا ہے۔ سب سے بڑی بات کہ آپنے ایک زبردست خادم قرآن جماعت پیدا کردی۔ دورہ حاضرہ میں درس قرآن کا سلسلہ اسی جماعت نے شروع کیا۔ اس جماعت کو آج کے مولوی اور بعض گم کردہ راہ سیاسی راہنما کافر کہتے ہیں مقام مسرت ہے کہ حضرت مسیح موعود نے مسلمانوں کو قرآن کریم کی طرف متوجہ کرنے کے لئے جو پکار بلند کی تھی اس کے مفید اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ قرآن کریم سے بُعد و تغافل دور ہو رہا ہے۔ بالغ نظر اور روشن دماغ مسلمان سمجھنے لگے ہیں کہ ملت اسلامیہ کی تمام بیماریوں کا علاج قرآن ہی سے ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کی اس پکار میں کچھ ایسا اثر ہے کہ اس نے تمام عالم اسلامی کو جو عرصہ سے ساکت و ساکن تھا۔ ایک زبردست حرکت دیدی آج ہندوستان، عرب، عراق، مصر، افغانستان، ترکی غرضیکہ ہر جگہ کے مسلمان قرآن کریم کی اشاعت تعلیم کے لئے آمادہ نظر آرہے ہیں۔ جامع ازہر، ندوہ، جامعہ ملیہ وغیرہ نے اس گر کو سمجھ کر عملاً حضرت مسیح کی صداقت کو قبول کر لیا ہے وہ وقت دور نہیں جب دیوبند اور مظاہر العلوم وغیرہ کی قدامت پرست و تاریک پسند چار دیواریاں اس موج اصلاح کے آگے سرنگوں ہو جائیں گی لیکن مولوی ہر جگہ اور ہر حالت میں مولوی ہے۔ ہر مفید کام کی مخالفت اس کا پرانا شیوہ ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمان قرآن کریم کو ہرگز نہ سمجھیں اور فقہ کی بھول بھلیوں میں ہی سرگرداں ہیں کیونکہ اس کا اقتدار اسی حالت میں برقرار رہ سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ تحریک قرآن کو غیظ و غضب کی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے کتاب اللہ کا آوازہ بلند ہو کر اس کی روح انسردہ ہو جاتی ہے اس کا عروج و اقبال جہالت و کورانہ تقلید کا ثمرہ ہے جو قرآن کی روشنی میں قایم نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ہر جگہ علماء سو کو قرآن کی مخالفت میں مصروف دیکھتے ہیں۔

"معاصر مدینہ" بجنور میں مولانا اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی کا "ترجمہ و تفسیر قرآن پر ایک مقالہ" شائع ہوا ہے جس میں موصوف اپنا ایک ذاتی تجربہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:-

"دو سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ میں نے جامع مسجد نجیب آباد میں درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔ بعد از ظہر روزانہ کچھ احباب اپنے اپنے سامنے قرآن مجید کھول کر بیٹھ جاتے اور میں ایک رکوع کا ترجمہ اور مطلب نہایت سادہ الفاظ میں ان کو سنا اور سمجھا دیتا۔ الحمد للہ آجتک یہ سلسلہ جاری ہے اس سلسلۂ درس کو جاری ہوئے قریباً ایک سال گذرا ہوگا کہ پارسال اسی موسم برسات میں ایک بزرگ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ وہ ہندوستان کی ایک مشہور درسگاہ کے فارغ التحصیل مولوی اور بڑے ادیب، فقیہ اور عوام میں نہایت باخدا بزرگ اور مکرم و محترم مانے جاتے ہیں انہوں نے نہایت شفقت و محبت کے ساتھ مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے آپ قرآن مجید کا درس دیتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے جو خبر سنی ہے صحیح ہے ایک رکوع کا سادہ و سلیس ترجمہ اور ضروری مطلب لوگوں کو سمجھا دیتا ہوں جسمیں کبھی آدھ گھنٹہ سے زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا۔ اس کے نیک نتائج محسوس ہو رہے ہیں یعنی لوگوں کی اخلاقی حالت زیادہ اسلامی ہوتی جاتی ہے اور شرکیہ عقائد کا استیصال ہو رہا ہے۔ فرمانے لگے کہ۔

"ہم تو درس قرآن سے زیادہ ضروری چیز فقہی مسائل کو سمجھتے ہیں آپ مسائل لوگوں کو بتایا کریں تو زیادہ بہتر ہے۔" میں نے عرض کیا کہ حضرت! قرآن مجید تو سب سے زیادہ ضروری اور اہم مسائل بتاتا اور سمجھاتا ہے آپ کے فقہی مسائل کا مرتبہ تو اس کے بعد ہی آسکتا ہے۔ یہ سنکر ارشاد ہوا کہ صرف قرآن کے پڑھنے اور سمجھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے۔" میں نے عرض کیا کہ پھر تو قرآن ایک غیر ضروری بلکہ نعوذ باللہ مضرت رساں چیز ہوئی۔ فرمایا کہ نہیں غیر ضروری تو نہیں ہے بلکہ اس کی روزانہ صبح کے وقت تلاوت کرنا باعث ثواب اور موجب خیر و برکت ہے۔ لیکن اس کے معانی اور مطلب سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنا خطرے سے خالی نہیں اس لئے آدمی پھر قرآن کا ہی ہو جاتا ہے۔ اور فقہی مسائل کی اس کے دل میں کچھ زیادہ عظمت نہیں رہتی۔ میں نے عرض کیا حضور خدائے تعالیٰ کی عظمت تو قرآن مجید ہی کے ذریعہ انسان کے دل میں قایم ہوتی ہے کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا تعلق انسان سے استوار ہو مگر آپ کے فقہی مسائل جاننے والا لوریاں کی کھال نکالنے والا زیادہ مفید ہو جائے"؟ فرمانے لگے کہ "خدا سے تعلق مرشد کامل ہی کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے اور قرآن میں تدبر کرنے سے تو آدمی غیر مقلد بن جاتا ہے" میں نے عرض کیا کہ جناب قرآن مجید سے بڑھ کر اور کون مرشد کامل ہو سکتا ہے اور قرآن میں تدبر کرنے سے انسان غیر مقلد تو نہیں ہو جاتا مگر ہاں اندھی عقیدت سے نجات پا جاتا ہے اور تقلید جامد سے نجات پا جانا خدائے تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ سنکر وہ کچھ ایسے بدمزہ ہوئے کہ یہ دلچسپ صحبت جلد ختم ہوگئی۔"

دریدہ جامۂ یوسف کشیدن داماں
گنہ ز جانب سر پنجۂ زلیخا نیست"

یہ گفتگو مولویوں کی ذہنیت کی آئینہ دار ہے اور مطلق کسی تبصرہ کی محتاج نہیں۔ مولانا اکبر شاہ صاحب نے یہ لکھا کہ ان مولوی صاحب نے بدمزہ ہو کر کفر کا فتویٰ بھی دیا یا نہیں کیونکہ درس قرآن ان مولویوں کے نزدیک اچھا خاصا کفر ہے

بیگم حضرت شیخ رحمت اللہ مرحوم کا انتقال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی کہ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کی بیگم صاحبہ مختصر علالت کے بعد ۲۷ اگست ۱۹۳۴ء کو ساڑھے چار بجے شام سرینگر میں انتقال فرما گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میت ۲۸ اگست کو ساڑھے دس بجے شب لاہور پہنچی اور اسی وقت نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد مرحومہ کو حضرت شیخ صاحب مرحوم کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مرحومہ نہایت نیک، دیندار اور بلند اخلاق خاتون تھیں۔ زمانہ سلف کی نیک بیبیوں کے تمام اوصاف آپ میں موجود تھے دینی کاموں میں ہمیشہ بلند حوصلگی سے حصہ لیتیں۔ خدمت و اشاعت اسلام کا غیر معمولی جذبہ آپ کے پاک دل میں موجود تھا۔ خواتین سلسلہ سے نہایت محبت آمیز اور پُرشفقت سلوک کرتیں۔ اکثر ان کے اجتماعات میں پیرانہ سالی کے باوجود تشریف لاتیں۔ غرضیکہ مرحومہ میں بے شمار خوبیاں تھیں۔ حضرت شیخ صاحب کے بعد مرحومہ کا وجود بسا غنیمت تھا۔ افسوس حضرت شیخ صاحب کی جماعت اور ان کا خاندان اس سے بھی محروم ہو گیا۔ ہم مرحومہ کی وفات کو زبردست قومی نقصان سمجھتے ہیں اور اس حادثہ میں آپ کے لائق فرزندوں اور جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب و دیگر افراد خاندان سے دلی

ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

خدا کے فضل سے حضرت شیخ صاحب اور مرحومہ نے اپنے پیچھے اولاد صالح چھوڑی ہے جو دینی امور میں اپنے والدین کے نقش قدم پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور دینی و دنیوی ترقیاں عطا فرمائے۔

۲۸ اگست کی شب کو دفن سے قبل احباب و اعزہ نے نماز جنازہ پڑھی اس کے بعد ۱۳ اگست کو نماز جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں دوبارہ ادا کی گئی۔ تمام احباب اور جماعتوں کی خدمت میں بھی جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

"الفضل" کی آنکھ کیلئے سرمہ بصیرت

قادیانی جماعت بیس سال کی کوشش اور شور و غوغا کے باوجود قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ شائع نہیں کر سکی۔ اور جماعت لاہور کا ترجمہ عرصہ ہوا شائع ہو کر مقبول ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ "الفضل" اپنی جماعت کی ناکامی و نااہلیت کی ناکام پردہ پوشی کے لئے جماعت لاہور کے ترجمہ میں فرضی غلطیاں اور نقائص نکالتا رہتا ہے۔ چند ہفتے ہوئے اس نے جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی مدیر "سچ" کے ایک مضمون کی چند سطروں کا سہارا لے کر شور مچانا شروع کر دیا تھا۔ دیکھو ہم ہی نہیں بلکہ دوسرے لوگ بھی اس ترجمہ میں تحریف کی شکایت کرتے ہیں۔ مولانا موصوف کے مضمون کا مفصل و مدلل جواب مولوی دوست محمد صاحب مصنف "آئینہ احمدیت" دے چکے ہیں۔ "الفضل" کی تسلی بھی ۲۰ اگست کے مقالہ افتتاحیہ میں کما حقہ کر دی گئی تھی۔ پرسوں اتفاق سے کاغذات میں مولانا عبدالماجد صاحب کا ایک کارڈ مل گیا۔ جو موصوف نے ۱۲ مئی ۱۹۴۲ء کو بستر علالت سے مدیر "پیغام صلح" کو لکھا تھا۔ مولانا بیمار تھے مدیر پیغام صلح نے ان کے مزاج کی کیفیت پوچھی۔ یہ کارڈ عیادت نامہ کا جواب تھا۔ اس کے آخر میں مولانا نے مندرجہ ذیل الفاظ رقم فرمائے ہیں۔

"مولانا محمد علی مرحوم (ایڈیٹر کریڈ) کے کاغذات میں ایک نا تمام انگریزی تصنیف کا مسودہ کئی سو صفحات کا نکلا۔ اس میں ایک جگہ آپ کے امیر جماعت اور اپنے ہمنام کے انگریزی ترجمۂ قرآن کا ذکر بڑی مدح کے ساتھ کیا ہے۔"

ہمارے انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق مولانا اپنا ذاتی تجربہ محولہ بالا مضمون میں بیان فرما چکے ہیں کہ یہ انہیں الحاد کی تاریکیوں میں سے نکال کر اسلام کے قریب لے آیا۔ ان کے علمی و سیاسی استاد مولانا محمد علی صاحب مرحوم ایڈیٹر کریڈ کے خیالات کا اندازہ مندرجہ بالا الفاظ سے لگ سکتا ہے یہ الفاظ "الفضل" کی آنکھ کے لئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اس کو اس نعمت کی قدر اور خواہش ہو۔

پرکاش اپنے گھر کی خبر لے

"پیغام صلح" ۲۰ اگست میں سندھ کے ایک پیر کے افسوسناک حالات شائع ہوئے تھے۔ جو معزز معاصر "انقلاب" سے ماخوذ تھے۔ مہاشہ کرشن کے آریہ اخبار "پرکاش" نے اس کو مخالفانہ جذبات کے ماتحت مندرجہ ذیل نوٹ کیساتھ اپنی ۳ ستمبر کی اشاعت میں نقل کیا ہے۔

"لاہوری مرزائیوں کے سرکاری آرگن "پیغام صلح" ۴

ایک غلط فہمی کا ازالہ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

بعض غیر احمدی حلقوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ اس وقت چوہدری ظفر اللہ خاں کے خلاف جو پروپیگنڈا زمیندار و جماعت احرار کر رہی ہے۔ ہماری جماعت بھی اس میں ان کی مؤید ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ درست ہے کہ ہمارے نزدیک قادیانی جماعت حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیم سے منحرف ہے اور آپ کو حقیقی طور پر نبی ماننے میں اور جملہ مسلمانوں کو کافر قرار دینے میں خطرناک غلو اور غلطی کی مرتکب ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک تمام کلمہ گو مسلمان ہیں اور انہی میں قادیانی جماعت بھی شامل ہے۔ ایک دوسرے کو کافر کہنا تو آج مسلمانوں کی عامہ ذہنیت ہو گئی ہے۔ اور اپنے پیروں اور رہنماؤں کے حق میں غلو بھی اس قدر لوگوں نے کیا ہے کہ رسول کے مرتبے سے بھی آگے بڑھا دیا ہے بلکہ خدا تک بھی ماننے کو تیار ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ تمام غلطیاں ہیں۔ یوں جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ مسلمان ہے۔ بعض لوگ غلطی سے بابیوں اور بہائیوں کا نام لے دیتے ہیں بابی اور بہائی یقیناً مسلمان نہیں۔ نہ وہ کبھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے کسی کا حق نہیں کہ اسے اسلام سے خارج قرار دے۔

اگر مسلمانوں کے ایک دوسرے کو کافر کہنے کی بنا پر لوگوں کو اسلام سے خارج کرنا شروع کیا جائے تو ایک متنفس بھی مسلمان باقی نہیں رہے گا۔ اور سب کافر قرار پائیں گے۔ خود مولوی ظفر علی پر لاہور میں ایک مقتدر بزرگ کی طرف سے حالانکہ دونوں اہل سنت والجماعت دونوں حنفی ہونے کے مدعی ہیں کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے احمدی جماعت کے کفر و اسلام کا سوال اس وقت تک چار ہائی کورٹوں میں آ چکا ہے۔ اور چاروں نے بالاتفاق احمدیوں کو مسلمان قرار دیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس وقت تک خود مسلمانوں کو بھی سمجھ آ جاتی مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ تعصب سے اندھے ہو کر اسلام میں رخنہ اندازی کر رہے ہیں۔ چار ہائی کورٹوں کے فیصلے کے بعد کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ احمدیوں کے کافر ہونے کا اعلان کرے۔ اگر کسی میں ہمت ہے مولوی ظفر علی خاں ہوں یا چند لیڈران احرار ہوں تو انہیں چاہیئے کہ پہلے ان چار ہائی کورٹوں کے فیصلوں کو بدلوائیں اور پھر احمدیوں کی تکفیر کا نام لیں۔ ورنہ جو امر مسلم ہے اس کے خلاف چند آدمیوں کے شور و غوغا سے کچھ نہیں بن سکتا۔

ہائی کورٹوں کے فیصلوں کے علاوہ خود آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کا فیصلہ ہے۔ وہ فیصلہ بھی یہی ہے کہ احمدی مسلمان ہیں۔ خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری۔ آج مسلّم طور پر آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کی نمائندہ مسلم کانفرنس ہے۔ اکیلے مولوی ظفر علی یا چند احراری لیڈر نہیں۔ نہ ہی وہ چند علماء ہیں جن کا دن رات کام یہی ہے کہ ایک دوسرے کو کافر قرار دیں۔ اس مسلم کانفرنس کا جو آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کی نمائندہ ہے۔ یہی فیصلہ ہے کہ ہر دو احمدی جماعتیں مسلمان ہیں۔ اسی لئے انہوں نے ہر دو جماعتوں کے نمائندوں کو اپنے اندر شامل کیا ہے۔ پھر مسلم لیگ ہے مسلم کانفرنس سے دوسرے درجہ پر وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔ اور ہر جگہ مسلم لیگ میں احمدی جماعت کے نمائندگان بطور ممبر شامل ہیں بلکہ بعض عہدیدار بھی رہے ہیں۔ خود چوہدری ظفر اللہ خاں کو مسلم لیگ نے اپنا صدر تجویز کیا اور ان کی صدارت میں مسلم لیگ کا جلسہ ہوا۔ جب کبھی اور جہاں کہیں مسلمانوں کی طرف سے ڈیپوٹیشن جاتے ہیں ان میں احمدیوں کو دعوت دی جاتی ہے اور شامل کیا جاتا ہے۔ پھر ہر جگہ اسلامی انجمنیں ہیں ان میں احمدی ممبران ہیں۔ خود لاہور میں دو ایسے پایہ کی انجمنیں ہیں جو سارے صوبہ پنجاب کی نمائندہ ہیں یعنی انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن اسلامیہ لاہور ان میں بھی احمدی ممبران ہیں۔ مولوی ظفر علی کی آواز یا چند احراری لیڈروں کی آواز آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کی متفقہ آواز کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اگر ان میں ہمت ہے تو پہلے مسلم کانفرنس سے یا مسلم لیگ سے احمدیوں کو نکال کر دکھائیں۔ ورنہ یہ ساری بک بک جس سے دن رات اخبار زمیندار کے اوراق سیاہ کئے جاتے ہیں اور کسی کام نہیں آتی سوائے اس کے کہ اسلام کو دوسروں کی نگاہ میں بدنام کرے اور وہ لوگ جو اس میں حصہ لیتے ہیں آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کی متفقہ آواز کے خلاف ایک کام کر رہے ہیں۔ (محمد علی)

---

۴ کے ۲۰ اگست کے پرچے میں سندھ کے مسلم پیروں کی اخلاقی حالت کے متعلق ذیل کا اہم مضمون شائع ہوا ہے۔ ہم اسے "پرکاش" کے پریمیوں کے مطالعہ کے لئے ذیل میں شائع کر دیتے ہیں تاکہ ان کو پتہ لگ جائے۔ کہ ہمارے مسلم برادران وطن کے گھر کی اندرونی تصویر کیسی ہے۔"

"پرکاش" کا مقصد ظاہر ہے۔ لیکن اس کے لئے مناسب تھا کہ وہ "مسلم برادران وطن کے گھر کی اندرونی تصویر" کی اشاعت کی بجائے اپنے گھر کی اصلاح کی فکر و سعی کرتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اکثر پیر اسلام کی تعلیمات سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اور ان کی حالت بہت ہی افسوسناک ہے۔ لیکن مہاشہ "پرکاش" کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہندو قوم کی اخلاقی حالت مسلم پیروں اور مولویوں سے کہیں زیادہ خراب اور اصلاح طلب ہے۔

ہندو تیرتھوں اور مندروں کے اندر اور مقدس گھاٹوں پر جو کچھ ہوتا ہے۔ ہندو سادھو اور جوگی جو کچھ کرتے ہیں۔ جنوبی ہند کی دیوداسیوں اور مرلیوں کی زندگی جس طرح بسر ہوتی ہے۔ ہندو قوم کی عام اخلاقی کیفیت یہ سب ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے پرکاش بخوبی واقف ہے۔ اور ان میں ہر ایک چیز مس میو کے بیانات کی تصدیق کرتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ آریہ سماجی حلقوں میں جو کچھ ہوتا وہ بھی کم افسوسناک نہیں۔ کئی ایک آریہ سماجوں، گردکلوں کنیا مہاودیالیا بعض آشرموں، اناتھ آلیوں، زنانہ و مردانہ اسکولوں اور کالجوں کے حالات سندھ کے پیر سے زیادہ تاریک ہیں۔

اگر کسی کو اس حقیقت میں کچھ شک ہے تو ثبوت میں آریہ سماجی اور ہندو اخبارات کی بے شمار تحریریں پیش کی جا سکتی ہیں۔ پنڈت رام بھجدت جی آنجہانی کی وہ مشہور کتاب تو مہاشہ کرشن کے پاس کسی نہ کسی پوشیدہ الماری میں تو ضرور محفوظ ہوگی۔

اسلام کا پہلوان عصمت اللہ

(از مولانا یعقوب خاں صاحب بی اے ایڈیٹر "لائٹ")

میرا قلبی احساس

مولانا عصمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کو میں اس سے زیادہ موزوں الفاظ میں ادا نہیں کرسکتا کہ اسلام کا ایک مضبوط اور جری پہلوان دنیا سے اٹھ گیا ہے اور یہی وہ احساس تھا جو میرے قلب میں اس دلخراش حادثہ کے سننے سے پیدا ہوا۔

وفات کی خبر کہاں سنی؟

میں راولپنڈی میں ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار کے مکان پر مقیم تھا۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہوکر بات چیت میں مصروف تھے کہ اتنے میں بابو غلام ربانی صاحب تشریف لائے۔ ان کے پاس کوہ مری سے بابو شکرالدین صاحب کی طرف سے دستی اطلاع آئی تھی کہ مولانا کا بمقام سائلی انتقال ہوگیا ہے اور احباب مری نے حضرت امیر کو تار دیکر دریافت کیا ہے کہ اُن کا جنازہ کہاں پہنچایا جاوے گو مولانا کی حالت کئی ہفتوں سے مخدوش چلی آتی تھی تاہم کان اس خبر کو سننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اور یہی امید تھی کہ جس طرح مولانا ہر ایک میدان مناظرہ سے فتح نمایاں حاصل کرکے نکلتے تھے۔ اس کشمکش حیات سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحیح وسلامت نکل آوینگے اس خبر نے کئی منٹ تک حاضرین پر ایک سکتہ کا عالم طاری رکھا گویا دل و دماغ اس عظیم الشان قومی اور اسلامی نقصان کی خبر کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔

سائلی کو روانگی اور واپسی

بہت دیر تک ہم اس انتظار میں رہے کہ مولانا کی میت لاہور جاتے ہوئے وہاں راستے میں ٹھیریگی اور احباب راولپنڈی کو ان کے آخری دیدار کا موقع مل جاوے گا۔ اتنے میں دس بجے اور گیارہ بجے مگر لاری کا نام ونشان نہ تھا۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ مولانا عبدالحق صاحب جن کی موجودگی سے میں یہ تمام انتظامات کی توقع رکھتا تھا لاہور جا چکے تھے، اور مولانا کے پاس موجود نہ تھے۔ اس خیال نے مجھے اور ملک صاحب کو بے چین کردیا اور ہم نے ارادہ کیا کہ اس وقت موٹر لیکر سائلی پہنچیں اور راتوں رات مولانا کی لاش وہاں سے لے آویں۔ بدقسمتی سے مری کی سڑک پر رات کے وقت کوئی موٹر یا لاری بغیر خاص پرمٹ (PERMIT) کے چل نہیں سکتی۔ ہم نے بتیری کوشش کی کہ کسی طرح پرمٹ مل سکے۔ موٹر کا انتظام بھی کرلیا۔ مگر پرمٹ نہ مل سکنے کی وجہ سے رات بھر بے قرار رہے۔ علی الصباح ۵ بجے وہاں سے سائلی روانہ ہوئے۔ سترھویں میل پر جہاں آنے جانے والی موٹریں اور لاریاں ٹھیرتی ہیں معلوم ہوا کہ مولانا کی میت راتوں رات وہاں سے لاہور چلی گئی ہے بصد حسرت واپس لوٹے۔ راولپنڈی کے احباب کو بھی سخت صدمہ ہوا کہ انہیں مولانا کا آخری دیدار نصیب نہ ہوا۔ راولپنڈی کی جماعت سے مولانا کو خاص تعلق تھا مدتوں یہاں آپ نے درس اور لیکچروں کا سلسلہ جاری رکھا۔ صرف احباب سلسلہ تک آپ کی محبت محدود نہ تھی۔ عام برادران اسلام پر بھی آپ کا بڑا اثر تھا۔ اور جس جس نے بھی سنا دل کی گہرائیوں سے اس حادثہ پر افسوس کیا۔

مولانا کا وجود ایک بے بہا نعمت تھا

سچ ہے کسی نعمت کی قدر اسی وقت ہوتی ہے جب وہ انسان کے ہاتھ سے جاتی رہے۔ مولانا کا وجود ایک بے بہا قومی نعمت تھی۔ اور آج جب وہ ہمارے درمیان سے اٹھ گئے ہیں اور اپنے پیچھے ایسی خلا چھوڑ گئے ہیں۔ جس کا پورا کرنا خدا تعالیٰ کے لئے آسان ہے۔ مگر ہمارے انسانی وسائل کے لحاظ سے ناممکن معلوم ہوتا ہے

ہمارا ایک مقدس فرض

ہمیں اس امر کا احساس ہولے کہ وہ کسقدر قیمتی ہستی تھی جس سے خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو تقویت بخشی تھی۔ بلاشبہ ان کی زندگی میں ہم نے ان کی کماحقہٗ قدردانی نہیں کی ہوگی۔ مگر آج ہم ان کی یاد اور ان کے پاک نقوش قدم کو اپنا ایک گرانقدر قومی سرمایہ سمجھتے ہیں اور اپنے دل سے عہد کرتے ہیں کہ ان نقوش کو زندہ رکھنا جو وہ ہمارے لئے بطور ورثہ چھوڑ گئے ہیں ہمارا ایک مقدس فرض ہوگا۔ تحریک احمدیت کے ذریعہ اسلام کے احیاء ثانی کی جب تاریخ لکھی جائے گی تو یقیناً اس کے ابواب میں سے ایک باب کا سنہری اور جلی عنوان۔

"مولانا عصمت اللہ" پہلوان اسلام" ہوگا۔

مولانا مرحوم بحیثیت مبلغ و مناظر

مبلغ تو بہت ہیں۔ لیکن مولانا کی شان مولانا کا ہی حصہ تھی۔ اللہ اللہ! کس اعتماد اور کس جسارت سے پلیٹ فارم پر جلوہ گر ہوتے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک اسلامی شیر ہے جو گرجتا ہے۔

زبان پر ایک معجزانہ قدرت معلومات کی بے نظیر وسعت استدلال کی لاجواب قوت۔ بیان کی علاوت یہ وہ نادر کمالات تھے جو بیک وقت مولانا میں جمع ہوئے تھے، اور جب آپ ہزاروں کے مجمع میں سٹیج پر کھڑے ہوتے تھے تو باوجود اس کے کہ آپ کا جسم ایک مشت استخواں سے بڑھ کر نہ تھا اور اس کمی کو آپ اپنی مخصوص اور معمول سے زیادہ موٹے ڈنڈے سے پورا کیا کرتے تھے۔

مولانا کا علمی تبحر اور جادو بیانی

معلوم یوں ہوتا تھا کہ ایک پہلوان ہے جس کی شجاعانہ نگاہیں ان ہزارہا سامعین کو اپنا شکار سمجھتی تھیں اور امر واقع یہی تھا۔ آپ کی جادو بیانی کے سامنے جو آپ کے علمی نکات کو چار چاند لگا دیتی تھی۔ ہزاروں کا مجمع یوں ہمہ تن گوش بنکر بیٹھا رہتا تھا گویا وہ ہزاروں انسانوں کی بجائے ہزاروں بتوں پر مشتمل ہے۔

گذشتہ سال جلسہ سالانہ پر

جب احمدیت کی مخالفت کا طوفان ہر طرف زوروں پر تھا اور بدترین گندہ ذہن مناظر خاص طور پر تیار ہوکر اور ایک جمعیت ساتھ لیکر حضرت مسیح موعود پر "توہین انبیاء" جیسا ناپاک الزام ثابت کرنے ہمارے جلسہ گاہ میں جوق در جوق آئے۔ اور یہ وہ وقت تھا کہ مسئلہ کی نزاکت اور پیچیدگی اور مخالفت کے منظم حملہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا دل بھی بڑا ... پر بے قراری محسوس کررہے تھے۔ ایسے نازک وقت میں بھی پہلوان اسلام کا کام تھا جو آج ہم سے جدا ہوکر ہمیں داغ مفارقت دے گیا ہے کہ اپنے مخصوص انداز میں اپنی مخصوص لاٹھی کو ٹیکتے ہوئے۔ اور اپنی مخصوص کتابوں کی متعدد گٹھڑیوں کو میز پر سجاتے ہوئے۔ اور مخالف "ہل من مبارز" کی نگاہیں ڈالتے ہوئے ہمارے سامنے نمودار ہوئے اور نمودار ہوتے ہوئے ہمارے قلوب پر طمانیت کا نزول ہوا۔ کیونکہ ہم اپنے اندر محسوس کرتے تھے کہ عصمت اللہ، وہ پہلوان ہے جس کے زور بیان اور قوت استدلال کا مقابلہ کرنا ہر کس وناکس کا کام نہیں جس فصاحت اور جس فصاحت اور جس زور کے ساتھ مولانا نے اس ناپاک الزام کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا اس کا نقش احباب سلسلہ کے قلوب پر ابتک موجود ہوگا۔ اور گو مقابل کا مناظرہ گندہ ذہنی کے علاوہ بے شرمی اور ڈھٹائی سے بھی کافی حصہ رکھتا تھا۔ اس کا چہرہ زبان حال سے پکار رہا تھا کہ اب وہ صرف ملانوں کے مشہور و مرغوب "حجت نہ گردد" والے اصول پر کاربند ہو رہا ہے۔ ورنہ اس کا قلب محسوس کررہا ہے۔ کہ الزام کسقدر بے بنیاد اور بے حقیقت ہے۔ یہی وہ احساس تھا جو خود اس کے یار و مددگار لے کر گئے۔

مولانا مرحوم نے سینکڑوں میدان سر کئے

ایسے سینکڑوں میدان تھے جو مولانا نے سر کئے۔ آریہ سماج اور عیسائیوں سے اسلام کی حمایت میں بے شمار مناظرے ہوئے اور ہر مناظرہ میں مولانا کی بدولت اسلام کا نام بلند ہوا۔

ہندوستان کے طول و عرض میں جہاں کہیں مخالفین نے کوئی چیلنج کیا۔ معاً وہاں کے مقامی برادران اسلام کی طرف سے انجمن کے نام تار آئی کہ خدا کے واسطے مولانا عصمت اللہ کو فوراً روانہ فرمادیں۔ اور مولانا کو ایسا موقع خدا دے۔ اپنی متعدد گٹھڑیوں اور متعدد نوکروں اور مخصوص ڈنڈے سمیت سب سے پہلی گاڑی پر سوار ہوکر پہنچتے تھے۔ میدان مناظرہ میں آپ ایسی راحت محسوس کرتے تھے جیسے مچھلی پانی میں۔ عصمت اللہ کا پہنچنا اس امر کی ضمانت ہوتی تھی کہ اب اسلام کی فتح ہوگی اور مخالف کو شکست۔

میدان مناظرہ میں آپ کی مذکورہ بالا خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ مخالف کو ان لفظوں سے مخاطب کیا کرتے تھے "پتہ ہے آج کس سے مقابلہ ہے؟ آج عصمت اللہ سے مقابلہ ہے"۔ یہ نعرہ نعرۂ حق ہوتا اور مخالف کا آدھا خون خشک کرنے کے لئے کافی ہوتا تھا۔

مرحوم کی فتوحات سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عزت میں اضافہ ہوا

مولانا کی ان فتوحات نے اسلامی ہندوستان کے طول و عرض میں نہ صرف مولانا کو خاص و عام میں ہردلعزیز کیا، بلکہ سلسلہ احمدیہ کی عزت کو بھی قایم کیا جس نے اسلام کی حمایت میں ایسے جانباز سپاہی پیدا کئے اور یہی وجہ تھی کہ جسقدر لوگ سلسلہ میں مولانا کی بدولت شامل ہوئے اور کسی مبلغ کے ذریعہ نہیں ہوئے۔

مرحوم کے اخلاق عالیہ

میں سمجھتا ہوں مولانا کی یاد میں یہ حقیر گلدستہ محبت ناتمام ہوگا اگر میں ان ذاتی تعلقات محبت کا ذکر نہ کروں جو مولانا سے مجھے حاصل تھے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ مولانا کے

ان ذاتی تعلقات محبت ... بیع تھا۔ آپ کی ذات میں خدا تعالیٰ نے کچھ ایسی کشش رکھی تھی۔ کہ اپنے غیر مخالف وموافق بڑے چھوٹے۔ ہر خیال اور ہر عقیدہ کے لوگ بلاتکلف آپ کے پاس آتے اور گھنٹوں آپ کی گفتگو سے محظوظ ہوتے تھے۔ آپ کی معمولی گفتگو میں بھی خدا تعالیٰ نے وہ حلاوت ڈالی تھی جو آپ کی تقریر میں تھی۔

مولانا کی پرکشش شخصیت

مولوی اور مبلغ میں نے بہت دیکھے ہیں اور بڑے علم اور فصاحت والے بھی دیکھے ہیں۔ لیکن مولانا میں ان کے علاوہ جو جوہر خدا تعالیٰ نے ودیعت کر رکھا تھا وہ تواضع اور انکسار تھا۔ جو اس گروہ کے اندر بالخصوص مفقود ہے۔ انکسار اور دینداری ہر دو کا اجتماع آجکل ایک بالکل نادر چیز ہے مولانا کی اس متواضع طبیعت نے آپ کو مرجع خاص وعام بنا دیا تھا۔ اور اس صفت کو آپ کی ہر دلعزیزی میں بہت کچھ دخل تھا۔

مولانا ہمسفر کی حیثیت سے

مجھے اپنے دو لمبے تبلیغی سفروں میں مولانا کی رفاقت کا فخر حاصل ہوا۔ ایک سفر بنگال جو آج سے غالباً سات آٹھ سال قبل کا واقعہ ہے اور دوسرا حال ہی میں سفر بمبئی وکاٹھیاواڑ۔ اس لحاظ سے بحیثیت ایک رفیق اور دوست اور مشیر مخلص مجھے مولانا کے مطالعہ کا موقع ملا اور درحقیقت بنگال کے دورہ میں مولانا کی صحبت سے جو آرام اور دلجمعی مجھے ملی اس نے مجھے آمادہ کیا کہ دوبارہ کاٹھیاواڑ کے سفر پر بھی مولانا کو تکلیف دوں۔ میں نے اپنے سفر کا یہ معمول بنا رکھا تھا۔ کہ گو انجمن کے قواعد سفر اجازت دیتے ہوں یا نہ ہم دونوں ایک ہی درجہ میں سفر کرتے تھے کبھی دونوں تھرڈ میں کبھی دونوں انٹر اور کبھی دونوں سکنڈ میں:۔

مولانا کی زندہ دلی

اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ میں مولانا کی معیت کو ہر ایک آرام سے زیادہ قیمتی سمجھتا تھا۔ آپ باوجود مولوی ہونے کے زندہ دل انسان تھے اور سفر کی گوناگوں بے آرامیاں ان کی بشاشت طبع سے کافور ہو جاتی تھیں

شوق مطالعہ

گو بالعموم سفر میں بھی اور ریل گاڑی میں بھی آپ مصروف مطالعہ رہتے تھے۔ اس مرتبہ سورت کے ایک ہوٹل "بسم اللہ" نامی میں ایک ہفتہ بھر ہمارا قیام رہا۔ وہاں بھی آپ ہر وقت کتب بینی میں محو رہتے تھے۔ بازار کا چکر لگانے کا بھی آپ کو شوق تھا۔ اور جب واپس آتے تھے تو میرے لئے "چیکو" اور "پپیتا" کا ایک خاصہ تھیلا بھر کر لے آتے تھے جو وہاں کے خاص پھل ہیں۔ سورت سے ہم عازم منگرول ہوئے تو راستے میں بڑودہ اترے سٹیشن کے قریب ہی ایک عالیشان سرکاری مہمان خانہ ہے۔ ہم نے ایک کمرہ کرایہ پر لیا۔ اسباب رکھ کر شہر اور محلات شاہی ... دیکھنے کے بعد مغرب کے وقت جب واپس اپنے کمرے میں آئے تو معلوم ہوا کہ اس کمرے کے ساتھ صرف ایک پلنگ ہمیں ملیگا اور کوئی چارپائی ہمیں نہیں مل سکتی۔ مولانا نے بہت اصرار کیا کہ میں پلنگ پر اپنا بستر کروں اور وہ خود نیچے فرش پر بستر کر لیں گے۔ میں انہیں مجبور کیا کہ وہ پلنگ پر سوئیں۔ مگر وہ نہ مانے مجبوراً ہم دونوں نے اس کمرے کی بھیڑ یئے گردان اور ستھرے فرش پر اپنے بستر کئے

وہاں بھی بجلی کی روشنی میں رات کے بارہ ایک بجے تک مولانا کتاب دیکھتے رہے۔ غالباً کتاب اقدس تھی۔ کیونکہ اس سفر میں اور اس سے ذرا قبل اور بعد بہائی کتب آپ کے زیر مطالعہ رہیں اور جو کتاب پڑھتے تھے۔ اس کے باقاعدہ نوٹ ایک مجلد کاپی کے اندر بحوالہ صفحہ لیتے جاتے تھے۔

سورت میں سٹر کپیل بہائی سوسائٹی کے پریذیڈنٹ سے ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے بھی ایک دو کتابیں بطور تحفہ دی تھیں۔

مولانا کا جذبۂ ہمدردی

بڑودہ سے جاتے ہوئے شام کے ذرا بعد ہماری گاڑی احمد آباد پہنچی۔ اس وقت مجھے درد قولنج کی آمد کی تکلیف محسوس ہونے لگی۔ اور چونکہ یہ ایک نہایت دردناک بیماری ہے میں نے چاہا کہ وہیں اتر کر ہسپتال چلا جاؤں۔ چنانچہ اسباب اتروالیا۔ چونکہ نواب صاحب منگرول کو تار دے چکے تھے کہ ہم اگلے دن پہنچنے والے ہیں اس واسطے میں چاہتا تھا کہ مولانا سفر کو جاری رکھیں اور وقت پر وہاں پہنچ جاویں مگر مولانا نے پسند نہ کیا کہ مجھے اس تکلیف میں چھوڑ کر خود چلے جاویں۔ اور فرمانے لگے کہ "جہاں آپ وہاں رہیں" قلی کو اسباب اتارنے کا حکم دیا۔ مولانا کی اس رفیقانہ ہمدردی نے مجھ میں نئی ہمت پیدا کی اور بجائے مولانا کا اسباب اتروانے کے میں نے اپنا اسباب بھی دوبارہ گاڑی میں رکھوا لیا۔ اور کہا کہ دیکھی جاوے گی جو ہو سو ہو۔ چلے چلیے۔

قیام مانگرول

خدا کا فضل ہوا کہ تکلیف بڑھنے نہیں پائی اور اگلے دن ہم کیشود اسٹیشن پر پہنچے۔ جہاں عالیجناب نواب صاحب کے آدمی ہمیں سٹیشن پر سے لینے کے لئے موجود تھے۔ مولانا کو کئی دفعہ نواب صاحب سے ملاقات کا فخر حاصل ہو چکا تھا اور نواب صاحب بھی ان کو بڑی عزت اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ہمیں ایک شاہی مہمان خانہ میں جو غالباً وہاں کا بہترین مہمان خانہ اور "غلام علی ہاؤس" کے نام سے مشہور تھا اتارا گیا۔ غالباً ایک ہفتہ ہمارا یہاں قیام رہا۔ مولانا حسب معمول اپنے مطالعہ میں مشغول رہتے تھے۔ پچھلے پہر ساحل سمندر کی سیر کے لئے ہم دونوں موٹر پر جو اسی غرض کیلئے نواب صاحب نے مقرر فرمائی تھی جایا کرتے تھے۔ اخویم مولوی مرتضیٰ خاں صاحب انسپکٹر مدارس مانگرول بھی اس قیام میں بہت سا وقت ہمارے ساتھ اور ہماری خاطر داری میں گزارا کرتے تھے۔ اور ساحل سمندر کی سیر کے لئے بھی ساتھ ہوتے تھے ساحل سمندر پر بہت سے خوش وضع اور خوش رنگ گھونگے وغیرہ پڑے رہتے ہیں۔ مولانا ہر شام کو ان میں خاص خوبصورت چن چن کر مجھے دیتے تھے کہ بچوں کے لئے لیتے جاویں۔ بچے ایسی چیزوں سے خوش ہوتے ہیں۔

نواب صاحب کی طبیعت چونکہ علیل تھی اس واسطے ہمیں اپنے قیام کو مختصر کرنا پڑا اور نواب صاحب کے اصرار کے باوجود وہاں سے واپس ہوئے۔ واپسی کے وقت نواب صاحب نے فرمایا کہ افسوس آپ جس مقصد کو لیکر یہاں آئے ہیں میں اس میں بوجہ بیماری آپ کی امداد نہیں کر سکا مگر آپ ضرور دوبارہ آئیں میں منظم طور پر امداد حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ نواب صاحب کو کیا علم تھا کہ مولانا عصمت اللہ ہم سے اس قدر جلد جدا ہونے والے ہیں کہ دوبارہ ان سے ملاقات کا موقع نہیں آ سکے گا۔ نواب صاحب کی دینداری اور علم دوستی کے

مولانا بہت مداح تھے۔ بہرحال اس قسم کے ذاتی تعلقات محبت مجھے مولانا سے اس قدر حاصل تھے کہ ان کی موت کی خبر کو میں نے نہ صرف ایک عظیم قومی نقصان کی نظر سے دیکھا بلکہ ایک ذاتی دوست کی ہمیشہ کی جدائی کے طور پر بھی محسوس کیا۔

مولانا کا کتب خانہ

میں یقین رکھتا ہوں کہ میری طرح جماعت کے اندر کثرت سے دوست ہیں جو مولانا سے عقیدت کے علاوہ ذاتی محبت والفت بھی رکھتے تھے۔ ہم ان کی دوستی کا حق اس طرح بھی ادا کر سکتے ہیں کہ ان کے لئے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو ایسے بلند مقام پر جگہ دے جس طرح اس کا پاک نام اور اس کا مذہب مولانا نے اس دنیا میں بلند کیا۔ مگر ایک اور صورت بھی ہے۔ جس سے ہم مولانا کی یاد تازہ رکھ سکتے ہیں۔ مولانا کی ساری جائداد جو ہزاروں روپے کی قیمت کی ہوگی اور جو ایک کتبخانہ پر مشتمل تھی انجمن کے نام وقف کر دی ہے۔ ان کی تنخواہ کا بیشتر حصہ نوکروں کے علاوہ کتابوں کی خرید پر صرف ہوتا تھا۔ کوئی نئی کتاب نکلتی تھی آپ فوراً وی۔ پی کے لئے لکھتے تھے۔ "نوکروں" کا لفظ بھی بلاوجہ میں نے استعمال نہیں کیا۔ یہ بھی مولانا کی خصوصیات میں سے تھا۔ کہ گو آپ تن تنہا تھے مگر ہر وقت دو تین نوکر آپ کے پاس رہتے تھے۔ اور ان کو اپنے بچوں کی طرح سلوک سے رکھتے تھے۔ ہمارے گھروں میں اگر کبھی نوکر کی ضرورت محسوس ہوتی تھی تو ہم مولانا کے "سٹاک" میں سے ایک منگوا کر اپنی ضرورت کو پورا کر لیتے تھے

ایک تجویز

الغرض مولانا ایک ضخیم کتبخانہ جو نادر کتب پر مشتمل ہے انجمن کے نام وصیت کر گئے ہیں اور خود ہی "عصمت اللہ لائبریری" اس کا نام تجویز کر گئے ہیں۔ میرے خیال میں ہم مولانا کی روح کو ثواب پہنچانے اور ان کی یاد کو تازہ رکھنے کا اور کوئی بہتر طریق نہیں اختیار کر سکتے۔ بہ نسبت اس کے کہ "عصمت اللہ لائبریری" کو توسیع دیں اور اس کے لئے فنڈ مہیا کر کے ایک معقول علیحدہ عمارت تعمیر کی جائے اور کتب کا ذخیرہ بڑھایا جائے۔ درحقیقت ... یہ ورثہ چھوڑ کر مولانا نے مرتے مرتے قوم کو ایک درس حیات دیا ہے اور وہ یہ کہ قومی زندگی کا راز علم میں ہے۔

میں سمجھتا ہوں یہ ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہوگا انجمن کی لائبریری کی موجودہ حالت یہ ہے کہ وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ بہتر ہو کہ وہ ذخیرہ بھی اس میں شامل کر کے ایک بڑے پیمانے پر "عصمت اللہ لائبریری" کے نام سے ایک بڑی پبلک لائبریری قایم کی جائے۔ جو قوم اپنے مشاہیر کی عزت کرنا اور ان کے ناموں کو زندہ رکھنا نہیں جانتی وہ یقیناً قومیت کے راز سے ناواقف ہے۔

مولانا مرحوم کی عظیم الشان قربانی

مولانا عصمت اللہ کو جماعت احمدیہ میں آنے سے قبل وہ عزت اور شہرت حاصل تھی جو مسلم پبلک میں بڑے سے بڑے کو حاصل ہو سکتی ہو۔ آپ تحریک خلافت میں مولانا محمد علی مرحوم کے دست راست تھے۔ مگر آپ نے حق وصداقت کی تلخ اور بدنام زندگی کو اس دنیاوی عزت وشہرت پر ترجیح دی اور بلاخوف حضرت مسیح موعود کے جھنڈے کے نیچے آ کر اسلام کے سپاہیوں میں شامل ہوئے۔ اور اس وقت سے آپ کی زندگی ایک مجاہدانہ زندگی رہی ہے۔

مُذاکرۂ علمیّہ

چند سوالات مع جوابات

استغفار اور اجتہادی غلطی اور عفو آلہٰی پر بحث

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال نمبر ۱: کیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کبھی استغفار کی۔ حوالہ قرآن یا حدیث شریف کا ہو۔

جواب: حضرت عیسےٰؑ اگر نبی ہیں تو جیسے سب نبی استغفار کرتے رہے ہیں انہوں نے بھی استغفار کی ہوگی ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔ مسیح ابن مریم نہیں ہے مگر ایک رسول۔ اس سے پہلے سب رسول گزر چکے اور مر چکے۔ پس مسیحؑ ابن مریم بھی گزر گیا اور مر گیا۔ یعنے جو بات اور رسولوں میں پائی جانی چاہیئے۔ وہی مسیحؑ میں بھی پائی جانی چاہیئے۔ وہ کوئی نرالے رسول تو نہیں

حضرت عیسےٰؑ کی کوئی مکمل و مستند سوانح عمری موجود نہیں

بدقسمتی سے حضرت عیسےٰؑ کی کوئی مستند اور مکمل سوانحعمری ہمارے پاس نہیں ہے۔ تین برس کے نامکمل حالات اناجیل میں ہیں۔ وہ بھی اہل تحقیق کی نظر میں مستند نہیں ہیں یورپ کے محققین تو کہتے ہیں کہ آفتاب پرستوں کے دیوتاؤں کی طرح جن کے افسانے ہمیشہ اسی رنگ کے ہوا کرتے تھے کہ کنواری کے پیٹ سے ان کے دیوتا نے جنم لیا۔ اور صلیب پر چڑھ کر لوگوں کے گناہوں کے لئے کفارہ ہو گیا۔ یسوع کی بھی ایک فرضی شخصیت ہے۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ ان کی شخصیت اس قدر تاریکی میں ہے کہ اگر قرآن کریم میں حضرت عیسےٰؑ کا ذکر نہ ہوتا تو ان کا وجود ماننے کے لئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔ جس کی سوانحعمری ہی ہمارے پاس کوئی نہیں اس کی ساری دعائیں اور استغفار کہاں سے آپ کو دکھائیں۔

قرآن میں حضرت عیسےٰؑ اور دوسرے انبیا کے ذکر کا مقصد

آپ تو مجھے بہت ناواقف آدمی معلوم ہوتے ہیں جو قرآن و حدیث سے حضرت عیسےٰؑ کی استغفار دکھانے کا مطالبہ کرتے ہیں صاحبمن! قرآن اور حدیث مسلمانوں کی مذہبی کتابیں ہیں جن میں ان کے لئے دنیا و آخرت کے لئے ہدایات ہیں جن پر چلنے سے وہ حق اللہ اور حق العباد کو خدا کی رضا کے مطابق ادا کر سکتے ہیں۔ وہ کوئی حضرت عیسےٰؑ کی سوانح عمریاں نہیں ہیں کہ جو کچھ بھی حضرت عیسےٰؑ نے کیا یا کہا وہ ان میں درج ہو۔ اں حضرت عیسےٰؑ یا کسی نبی کا ذکر جو قرآن میں آگیا ہے تو اس لئے آیا ہے کہ تا منہاج نبوت کا علم مسلمانوں کو ہو۔ اور ان انبیا کے حالات میں آنحضرت صلعم کے اور آپ کی امت کے آئندہ آنے والے واقعات بطور پیشگوئی بیان ہوئے ہیں اور تا آنحضرت صلعم اور آپ کی جماعت کو تسلی اور اطمینان ہو کہ سب نبیوں کے ساتھ اسی طرح مخالفت ہوتی چلی آئی ہے جس طرح آنحضرت صلعم کے ساتھ ہو رہی ہے۔ اور آخرکار نبی اور اس کی جماعت ہی غالب آیا کرتی ہے۔ اور تا بعض نبیوں کی طرف جو بعض غلط اور گندی باتیں منسوب کی گئی ہیں ان سے ان نبیوں کی بریت کی جائے انہی میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی ہیں جن کے متعلق دوست دشمن سب ہی نے بہت سی غلط اور گندی باتیں منسوب کر رکھی تھیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ان کی موت صلیب پر واقع ہوئی۔ اور وہ ملعون ہو کر تین دن جہنم میں رہے۔ ان سب باتوں سے ان کی بریت کی گئی ہے۔

قرآن حدیث حضرت عیسیٰؑ کی سوانحعمریاں نہیں ہیں!

آپ نے غلطی سے سمجھ لیا کہ قرآن کریم اور حدیث شریف کوئی حضرت عیسےٰؑ کی سوانحعمریاں ہیں کہ ان کی دعائیں، استغفار، قول، اور فعل سب کا ذکر ہوگا یہ خیال دل سے نکال دیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے ہاتھ میں کوئی ایسی تاریخ نہیں جس میں یہ تفصیل ہو۔

ہر ایک نیکوکار اور خدا کا مقرب استغفار کرتا ہے!

البتہ چونکہ ہم حضرت عیسےٰؑ کو ایک بزرگ نبی سمجھتے ہیں اس لئے مجبور ہیں کہ یہ مانیں کہ وہ ضرور استغفار کرتے ہوں گے۔ کیونکہ استغفار تو جناب الٰہی کے حضور میں حفاظت کے لئے ایک دعا ہے۔ اگر ایک گنہگار اپنے گناہوں کے بد نتائج سے بچنے کے لئے جناب الٰہی سے حفاظت مانگتا ہے۔ تو ایک نیکوکار اور خدا کا مقرب بندہ آئندہ کسی گناہ میں پڑنے یا کسی کمزوری کا شکار ہو جانے سے خدا کی پناہ مانگتا ہے اور اس کی حفاظت طلب کرتا ہے اور جو جتنا زیادہ استغفار کرتا ہے۔ وہ اتنا ہی زیادہ گناہوں سے محفوظ اور معصوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جناب الٰہی کی حفاظت ہی اصل چیز ہے جو انسان کو مختلف لغزشوں سے بچاتی ہے۔ اور اس کے نفس کو نفس مطمئنہ کے اس مقام عالی پر پہنچا دیتی ہے۔ جہاں انسان کا ارادہ جناب الٰہی کے ارادہ میں فنا ہو جاتا ہے۔ اور وہ کوئی کام بغیر رضائے الٰہی کے نہیں کرتا۔ اور یہ مقام نبیوں کا ہے۔ جو خدا کی طرف سے مامور ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ **لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون** (الانبیاء) کہ وہ کسی بات میں خدا کے حکم سے سبقت نہیں کرتے۔ اور ان کا فعل خدا کے امر کے نیچے ہوتا ہے۔ پس یہ کس طرح ممکن ہے کہ حضرت عیسےٰؑ خدا کے نبی بھی ہوں اور استغفار نہ کرتے ہوں۔

استغفار روحانی کمالات اور ترقیوں کے لئے بھی ضروری ہے!

استغفار تو ہر ایک نئے روحانی کمال اور ترقی کے لئے بھی ضروری ہے جیسا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جنت کے اندر جنتی لوگ بھی نئی نئی ترقی اور کمالات کے حصول کے لئے استغفار کرتے ہوں گے کہ ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا (تحریم) کہ اے ہمارے رب ہمارے نور کو تکمیل پر پہنچا اور ہماری کمزوریوں کو اپنی حفاظت میں لے۔ یعنے ہمارے اعمال میں اگر ترقی و کمال کے لئے پورے پورے ذرائع موجود نہ ہوں تو اس کمی کو تو اپنی جناب سے پورا کر اور ہماری اس کمی کو اپنی حفاظت میں لے کر ہمارے انوار کی تکمیل فرما۔

پس حضرت عیسےٰؑ کو نبی مانتے ہوئے یہ کس طرح ایک مسلمان مان سکتا ہے کہ وہ استغفار نہ کرتے تھے۔ کیا وہ نعوذ باللہ معرفت الٰہی سے اس قدر بے نصیب تھے کہ وہ اتنی سی بات نہ سمجھتے تھے کہ استغفار ہی ایک ایسی دعا ہے جس سے انسان ہر ایک کمزوری سے محفوظ اور معصوم ہو سکتا ہے۔ یا نعوذ باللہ تکبر کے مرض میں مبتلا تھے کہ جناب الٰہی کی حفاظت کی ضرورت نہ سمجھتے تھے۔ ہم تو ایک نبی کی طرف ایسا خیال منسوب کرنا گناہ عظیم سمجھتے ہیں

سوال نمبر ۲: عفا اللہ عنك (پارہ ۱۰ رکوع ۱۳) کا ترجمہ کیا ہے کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ مخاطب سے کوئی نافرمانی سرزد ہوئی کیونکہ معافی بہر حال کسی قصور کی ہوگی۔

جواب: کیا خوب! آیت بھی پیش کی تو ادھوری۔ ساری پیش کرتے تو اعتراض ہی نہ ہوتا اور یہ لکھنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی کہ "کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ مخاطب سے کوئی نافرمانی سرزد ہوئی" جو کچھ بھی سرزد ہوا وہ اس آیت میں ہی مذکور ہے نافرمانی ہے یا نہیں ہے سب کچھ کھلا کھلا سامنے موجود ہے۔ کسی اٹکل بازی کی ضرورت نہیں۔ ساری آیت یوں ہے۔ **عفا الله عنك لم اذنت لهم حتى يتبين لك الذين صدقوا وتعلم الكذبين**۔ اللہ نے تجھے معاف کر دیا تو نے کیوں ان کو اجازت دی یہاں تک کہ جو سچے ہیں وہ تجھ پر علیحدہ ظاہر ہو جاتے اور تو جھوٹوں کو جان لیتا۔ اس آیت کو سمجھنے کے لئے تین امور پہلے سمجھ لیں۔

عفا اللہ عنک ایک دعائیہ فقرہ ہے

عفا الله عنك عربی زبان میں ایک دعائیہ فقرہ ہے جو محبت و تعظیم کے رنگ میں بولا جاتا ہے۔ اس کے معنے ہوتے ہیں اللہ معاف کرے تجھکو۔ لیکن یہاں چونکہ بولنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے اس لئے معنے ہونگے اللہ نے معاف کر دیا تجھکو۔ یہ بالکل اسی طرح جس طرح **قاتلهم الله** ایک بد دعائیہ فقرہ ہے جس کے معنے ہیں اللہ لعنت کرے ان پر۔ لیکن جب خدا متکلم ہوگا تو اس کے معنے ہوں گے اللہ نے لعنت کی ان پر۔ دونوں جگہ **عفا** اور **قاتل** میں صیغہ ماضی کا ہے۔ اس لئے ماضی کے معنے لینا بالکل درست اور ٹھیک ہے۔

یہ آیت کن حالات میں نازل ہوئی

اس آیت کا نزول جنگ تبوک کے موقعہ پر ہوا۔ موسم سخت گرم تھا۔ کھجوروں کی فصل پکی ہوئی تھی اور اسی نخلستان کی فصل پر ہی مدینہ والوں کی گزران تھی۔ بے سامانی کا یہ حال تھا کہ ہتھیار اور سامان بار برداری بقدر ضرورت موجود نہ تھا۔ تبوک عرب اور شام کی سرحد پر تھا اس لئے سفر نہایت لمبا اور رستہ نہایت دشوار گزار اور سنگلاخ۔ پانی کا کہیں کوسوں نام نہیں۔ دشمن بالمقابل قیصر روم تھا۔ جو اس زمانہ میں ایک زبردست سلطنت کا مالک تھا اس لئے مسلمانوں کے لئے اس غزوہ میں بڑی آزمائش تھی مسلمانوں نے اس موقعہ پر جس قسم کی مالی اور جانی اور ہر قسم کی قربانی کا نمونہ دکھایا وہ دنیا کی تاریخ میں بے نظیر ہے لیکن ایسے ہی موقعے ہوا کرتے ہیں جن

میں مخلص مومن اور منافق الگ ہو جایا کرتے ہیں۔ مدینہ میں جو لوگ منافقت کے ساتھ مسلمانوں میں شامل تھے وہ اس موقعہ پر لگے طرح طرح کے حیلے بنانے اور آنحضرت صلعم سے کچھ نہ کچھ عذر کر کے جہاد میں ساتھ نہ جانے کی اجازت لے لی۔ آپ کی طبیعت میں حیا اور مروت کا خلق غالب تھا۔ آپ سے جس نے پیچھے رہ جانے کی اجازت طلب کی آپ نے دیدی۔ اس پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ اس موقعہ پر اجازت نہ دینی چاہئے تھی۔ تاکہ مومن مخلص لوگ منافقوں سے الگ ظاہر ہو جاتے۔ اور منافقوں کا پول کھل جاتا اور اس طرح انہیں جماعت سے خارج کرنے کے لئے تمہارے پاس ایک معقول وجہ ہو جاتی۔

خدا کی نافرمانی اور اجتہادی غلطی میں فرق

ایک ہوتی ہے خدا کی نافرمانی۔ وہ اس طرح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی ایک حکم نازل فرماتا ہے اور انسان اس کا انکار کرتا ہے یا اس پر عمل نہیں کرتا۔ اور ایک ہوتی ہے **اجتہادی غلطی** وہ اس طرح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم موجود نہیں ہوتا۔ ایک انسان کسی امر میں اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق ایک کام کرتا ہے جسے اجتہاد کہتے ہیں۔ اگر اس اجتہاد میں انسان سے موقعہ و محل کے لحاظ سے غلطی ہو جائے تو وہ **اجتہادی غلطی** کہلاتی ہے۔ آئے دن انسان اپنی رائے سے ایک کام کرتا ہے۔ کبھی اس کا نتیجہ حسب منشا ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا۔ جب نہیں ہوتا تو کہا جاتا ہے کہ یہ ایک اجتہادی غلطی تھی جو اس انسان سے سرزد ہوئی۔ انسان کا علم چونکہ کامل نہیں اور ان واقعات کو جو آئندہ ظہور پذیر ہونے والے ہیں یا پردۂ غیب میں پنہاں ہیں وہ نہیں جانتا۔ اس لئے جہاں کوئی وحی جلی یا خفی ساتھ نہ ہو۔ اور نبی محض اپنے اجتہاد سے کام لے رہا ہو تو ایک نبی سے بھی ممکن ہے کہ اجتہادی غلطی سرزد ہو جائے۔ کیونکہ آخر وہ بھی بشر ہے اور بشر کا علم خدا کے علم کے کس طرح برابر ہو سکتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ **یہ اجتہادی غلطی خدا کی نافرمانی یا گناہ نہیں کہلا سکتی۔** کیونکہ یہ خدا کے کسی حکم یا وحی کی نافرمانی نہیں ہے۔ البتہ نبی کی اجتہادی غلطی کی بذریعہ وحی الٰہی ہمیشہ اصلاح ہو جایا کرتی ہے۔

وحی اور نبی کے ذاتی دماغی تخیل میں امتیاز کا ذریعہ

اور میرے خیال میں تو خدا نے یہ بھی نبی کی وحی اور نبی کے ذاتی دماغی تخیلی آرا میں امتیاز پیدا کرنے کے لئے ایک نشان رکھا ہوا ہے۔ نبی ایک اجتہاد کرتا ہے وہ غلط ہو جاتا ہے۔ وحی الٰہی آکر اس کی اصلاح کر دیتی ہے۔ اس میں حکمت الٰہی یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا ایک عقلمند کو صاف نظر آ جائے کہ جو کچھ بطور وحی پیش کیا جاتا وہ نبی کا کوئی دماغی تخیل یا اجتہاد نہیں۔ دونوں کا سرچشمہ جدا جدا ہے۔ ایک کا خدا کا علم ہے دوسرے کا نبی کا اپنا دماغ ہے۔

اجتہادی غلطی کسی عتاب کا موجب نہیں ہو سکتی

اس تمہید کے بعد اب اصل آیت کو لیجئے۔ محمد رسول اللہ صلعم نے اپنے اجتہاد کے ماتحت جس کسی نے پیچھے رہ جانے کی اجازت مانگی دیدی۔ خدا نے کہیں نہیں فرمایا تھا کہ اجازت مت دینا۔ جب اجازت دے چکے تو پھر وحی الٰہی نازل ہوئی کہ اجازت نہ دینی چاہیے تھی۔ تاکہ مومن و منافق میں فرق ہو جاتا۔ لیکن چونکہ یہ ایک اجتہاد تھا اور اجتہاد انسان کے علم اور سمجھ پر مبنی ہوتا ہے اور لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا کے ماتحت انسان وہیں تک کسی امر کا مکلف ہے۔ جہاں تک اس کی سمجھ اور مقدرت ہے۔ اس لئے اجتہاد میں غلطی کسی عتاب کا موجب نہیں ہو سکتی وہ نافرمانی نہیں ہے۔ کہ انسان معافی مانگے اور خدا معافی دے۔

چنانچہ محمد رسول اللہ صلعم نے اس معاملہ میں کوئی معافی نہیں مانگی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے جب اس اجتہادی غلطی کی اصلاح کے لئے وحی نازل فرمائی تو پہلے خود ہی فرما دیا کہ عفا اللہ عنک۔ اللہ نے معاف کر دیا تجھ کو۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

سوال یہ ہوتا ہے کہ جب کسی نے معافی نہیں مانگی تھی کیوں خود ہی معاف کر دیا۔ جواب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے، کہ **اجتہادی غلطی ہوتی ہی ہے معافی کے ماتحت** گویا وہ تو پہلے ہی سے جناب الٰہی کے حضور میں معاف شدہ ہے کیونکہ انسان اپنے علم اور مقدرت سے زیادہ کے لئے مکلف نہیں ہے اگر وہ بوجہ علم تام اور کامل نہ ہونے کے کسی معاملہ میں اجتہاداً غلطی کر جائے تو وہ غلطی معافی کے نیچے اگر نہ آئے گی تو اور کس کے نیچے آئے گی؟

ایک مصلحت الٰہی

قرآن تو انسان کے لئے ایک کامل و مکمل ہدایت نامہ ہے اس نے انسان کی ہدایت کے لئے خدا اور انسان کے تعلقات پر ہر پہلو سے روشنی ڈالی ہے۔ اس لئے یہ کس طرح ممکن تھا کہ خدا کی نافرمانی اور اجتہادی غلطی میں فرق کر کے نہ دکھایا جاتا۔ اور اس کے لئے بہترین طریق یہی تھا کہ اجتہادی غلطی کا کوئی نمونہ آنحضرت صلعم کی زندگی میں پیش کیا جاتا۔ اور پھر اس کی اصلاح وحی الٰہی سے کی جاتی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا جاتا کہ اجتہادی غلطی معافی الٰہی کے نیچے ہوتی ہے اور اس کی اصلاح کے لئے جو وحی الٰہی نازل ہوتی ہے وہ کسی عتاب کے رنگ میں نازل نہیں ہوتی۔ بلکہ محبت اور خیرخواہی اور شفقت کے رنگ میں ہوتی ہے۔ کیونکہ انسان کی اجتہادی غلطی تو اس کی وسعت سے خارج چیز ہے اسلئے اُس پر عتاب الٰہی بالکل بے محل ہے۔ پس وہ پہلے ہی سے معافی کے نیچے ہے۔ آنحضرت صلعم جیسے عارف باللہ انسان کو جب وحی الٰہی ہونے لگی اور اس میں آپ کی ایک اجتہادی غلطی کی اصلاح ہونے لگی تو آپ کو ہر کہ عارف تر است ترساں تر است کے مطابق فکر ہونا لازمی تھا۔ کہ آیا مجھ سے کوئی ایسی غلطی تو سرزد نہیں ہوئی۔ جو عتاب الٰہی کا موجب ہو گئی ہو۔ اس لئے آپ کی تسلی کے لئے جناب الٰہی نے پہلے ہی سے یہ بتا دینا ضروری سمجھا کہ یہ کوئی ایسی غلطی نہیں جو عتاب کا موجب ہو۔ بلکہ یہ وہ غلطی ہے جو پہلے ہی سے جناب الٰہی کی معافی کے نیچے ہوتی ہے۔ پس جو کچھ وحی نازل ہو رہی ہے یہ محض شفقت اور خیرخواہی سے۔ جناب الٰہی اپنے علم کامل و تام سے اصلاح فرما رہے ہیں۔

ایک واقعہ سے ہمیشہ کیلئے مسئلہ حل ہو گیا

اس واقعہ نے ہمیشہ کے لئے اس مسئلہ کو حل کر دیا کہ انسان کی اجتہادی غلطی کسی مواخذہ کے نیچے نہیں ہوتی جس طرح ہائیکورٹ میں اگر ایک مقدمہ ایک خاص طریق پر فیصلہ ہو جائے تو وہ ایک قانون بن جاتا ہے، اسی طرح خدائی عدالت عالیہ سے اس مقدمہ کے فیصلہ نے ہمیشہ کے لئے اس حقیقت پر سے پردہ اٹھا دیا۔ کہ اجتہادی غلطی مواخذہ کے نیچے نہیں ہوتی۔ وہ معافی الٰہی کے نیچے ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے آئمہ مجتہدین کے اجتہادات کی غلطیاں کسی مواخذہ کے نیچے نہیں ہوتیں۔ اس آیت نے جس کو ہمارے دوست نے محل اعتراض سمجھ لیا درحقیقت مذہبی دنیا کے ایک بہت بڑے اہم مسئلہ کو حل کر دیا۔ ورنہ اگر اجتہادات میں غلطیوں پر مواخذہ الٰہی کا خوف ہوتا تو فقہا اجتہادات کا دروازہ بند ہو جاتا۔ اور یہ تمام فقہ اور شریعت کے ہزارہا مسائل جو مذہبی دنیا میں اجتہادات کے طفیل میں رائج ہیں کسی کا بھی وجود نہ ہوتا۔

سوال نمبر ۳:- کیا عیسیٰ کو کبھی عفا اللہ عنک کہکر خطاب اللہ تعالیٰ نے کیا؟

جواب:- کیا کریں حضرت عیسیٰ کی کوئی وحی ہمارے پاس محفوظ نہیں جس سے پتہ لگتا کہ کن کن الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو خطاب کیا۔ اناجیل میں صرف تین سال کے نامکمل سے حالات ہیں حضرت عیسیٰ کی وحی اس میں کبھی کوئی نہیں، یا کوئی ہے تو حضرت عیسیٰ کے اپنے الفاظ سے اس طرح مل جل گئی ہے کہ ان کو الگ کرنا ناممکن ہے۔

بات یہ ہے کہ ان کی نبوت چونکہ ایک خاص قوم اور خاص زمانہ سے مختص تھی۔ اس لئے قدرت نے ان کی وحی کو محفوظ رکھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ اس طرح ان کی وحی گم ہوتی کہ آج اس کے اصل الفاظ کا پتہ ہی نہیں لگتا۔

اناجیل میں جو کچھ لکھا ہے، وہ تو جناب یسوع کی طرف بعض باتیں ایسی منسوب کرتی ہیں جنہیں ایک مسلمان کا دل کبھی ایک نبی کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں سمجھتا۔ مثلاً مے کا پینا۔ شادی کے موقعہ پر پانی کے مشکوں کو شراب بنا دینا۔ جسے پی پی کر لوگ بہت بدمست ہوئے ہوں گے۔ ان کی محترمہ والدہ ملنے آئیں تو حقارت سے کہدیا کہ "اے عورت تیرا مجھ سے کیا کام"۔ بھوک کے وقت انجیر کے درخت کی طرف انجیر کھانے دوڑے۔ وہاں انجیر کا موسم نہ تھا اس لئے درخت پر انجیر کوئی نہ تھا۔ مگر بجائے اپنے غلطی پر نادم ہونے کے کھڑے ہو کر انجیر کے درخت پر لعنت کرنی شروع کر دی۔ اور وہ غریب ناحق سوکھ گیا۔ حالانکہ اس غریب کا کوئی قصور نہ تھا۔ وغیرہ وغیرہ اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو خدا نے ان کو ان موقعوں پر کن الفاظ میں مخاطب کیا ہو گا۔ ایک مسلمان تو اس کا خیال کر کے بھی کانپ اٹھتا ہے۔ (باقی دارد)

عالیجناب نواب شاہنواز خاں والئی ممدوٹ

عالی جناب نواب شاہنواز خاں والئی ممدوٹ کی مسند نشینی گذشتہ ہفتہ کا ایک مبارک و مسرت انگیز واقعہ ہے۔ نواب صاحب ممدوح مسند ممدوٹ کے جائز وارث ہیں اور آپکا حق ہر لحاظ سے مسلّم قرار پا چکا ہے۔ ممدوح اپنی ریاست کا چارج لینے کے لئے لاہور سے ۳۱ اگست کی صبح کو تشریف لے گئے۔ ریلوے اسٹیشن پر مبارکباد اور الوداع کہنے کے لئے شہر کے بہت سے معززین موجود تھے جنہوں نے مسرت و شادمانی کے اعلیٰ ترین جذبات کے ساتھ ممدوح کو رخصت کیا۔ پروگرام کے مطابق فیروزپور ریلوے اسٹیشن پر ایک سپیشل ٹرین تیار ملی ہو گی جس میں ممدوح اپنی ریاست کے صدر مقام کی طرف نہضت فرما ہوئے ہونگے اور اسی روز عنانِ حکومت اپنے ہاتھ لے لی۔

نواب صاحب ممدوح کی ذات گرامی ملک کے اسلامی حلقوں میں کبھی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نہایت اعلیٰ قابلیت اور بلند اخلاق کے مالک ہیں ہر مفید قومی و اسلامی کام میں ہمیشہ دریا دلی سے حصہ لیتے رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے ممدوح نہایت کامیاب و ہردلعزیز حکمران ثابت ہونگے۔ اور آپ کا دور حکومت تاریخ ممدوٹ کا عہد زرّیں ہو گا۔

ہماری دلی دعائیں اور بہترین تمنائیں آپکے ساتھ ہیں۔

قادیانیوں کا اصرار بے جا

حضرت مسیح کی بن باپ ولادت پر

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ۔ سیالکوٹ)

(۳)

قادیانی بزرگو! آپ کے خلیفہ اور امام نے تو یہ کہکر کہ" میں کسی نص کے ماتحت یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ صرف استنباط ہے" اور یہ کہ" یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے" آپکو اس مسئلہ کے متعلق بحث کرنے سے روکدیا تھا پھر آپ کیوں اسپر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ اتنے بڑے اولوالعزم انسان کو تو قرآن کریم سے کوئی نص نہیں ملتی آپ نے اگر ملند پروازی سے کوئی آیت ڈھونڈ نکالی تو کیا بقول فخر الدین صاحب ملتانی یہ تمہارا علم بغاوت بلند کرنا نہیں تو اور کیا ہے بہتر ہے کہ آئیندہ کے لئے اس مسئلہ کے متعلق کچھ نہ لکھو اور چپکے ہو کر بیٹھ جاؤ۔

کوئی مثال پیش کرو

اور اگر اپنی عادت سے مجبور ہو تو ہمارے ایک سوال کا جواب جو آسان بھی ہے اور موزوں بھی قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ یایہا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ (پ ۲۶۔ الحجرات)

اے انسانوں ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے، ان لفظوں کی تصدیق صحیفۂ فطرۃ یعنی دنیا میں ہماری نظروں کے سامنے موجود ہے۔ اب جو شخص اس اصول کے خلاف یہ دعویٰ کرتا ہے کہ عورتیں مرد کے بغیر بچہ پیدا کر سکتی ہیں اُسکو چند ایسی زندہ مثالیں پیش کر دینی چاہئیں۔ تاکہ باہمی نزاع فیصلہ پا جائے کیونکہ معانی وہی قابل قبول ہوں گے جن کی نظیر دنیا میں موجود ہو۔ یوں اپنے پیٹ سے کوئی عقیدہ نکال کر پھر اس کو قرآن کی طرف منسوب کرنا۔ یہ قرآن کا مذہب نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود بھی فرماتے ہیں۔

> "اور یہ بات سچ ہے کہ دنیا میں واقعات صحیحیہ کی نظیریں ہوتی ہیں مگر باطل کی کوئی نظیر نہیں ہوتی اسی اصول محکم سے ہم عیسائیوں کے عقیدے کو رد کرتے ہیں۔ خدا نے جو کام کیا وہ اس کی عادت اور سنت میں ضرور رہنا چاہیئے"

(مجموعہ اشتہارات جلد ششم صفحہ ۱۴۸ مورخہ ۱۵ ۷/۹۷)

قرآن کریم کے اس محکم اصول کے مطابق اور حضرت مسیح موعود کے اس واضح حوالہ کی رو سے ہم اپنے دوستوں سے چند ایسی زندہ مثالیں طلب کرتے ہیں جن سے واضح ہو جائے کہ عادت اللہ اس طرح پر بھی جاری ہے کہ عورتیں بغیر مرد کے بھی بچے جن لیتی ہیں۔

مجرد عورت کی اولاد دنیا بھر میں کیوں مفقود ہے؟

ہر چھوٹی بڑی بستی میں سینکڑوں اور ہزاروں مثالیں اس قسم کی تو موجود ہیں کہ بچے ماں اور باپ سے پیدا ہوتے دکھائی دیتے ہیں یہ کیا وجہ ہے کہ مجرد عورت کی اولاد دنیا بھر میں موجود ہے اگر یہ عادت اللہ ہے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ اس کی مثال سو میں سے ایک یا ہزار میں سے ایک یا لاکھ اور کروڑ میں۔ بلکہ دنیا کے تمام قطعہ پر ایک بھی نہیں پائی جاتی۔ اے بھائیو دوبارہ غور کرو کہ تم نے یہ اصول وضع کرنے میں بھی غلطی نہ کھائی ہو حضرت مسیح موعود تو یہ بھی فرماتے ہیں۔

> " اصل بات یہ ہے کہ جو بات ہم کسی نبی اور رسول کے لئے نہیں مانتے ہم کیونکر ان کے ساتھ (مسیح علیہ السلام کو) مختص کریں" (الحکم ۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

ایک خاص امر ہمارے ان بھائیوں کی خدمت میں قابل گذارش ہے کہ بعض جدائی امور کو آپ عام دلیل کا مرتبہ دے کر مخالف اور موافق کے سامنے پیش کر دیتے ہیں مگر ایک محقق کی اس سے تسلی نہیں ہو سکتی

مخالفین کی ایک بودی دلیل

مثلاً یہ خیال کہ کہ مسیح علیہ السلام کو بغیر باپ پیدا کرنے میں مصلحت الٰہی یہ ہے کہ تا بنی اسرائیل سے سلسلہ نبوت منقطع کیا جائے اس خیال کو اگر عام دلیل کا مرتبہ دیا جائے تو پھر دیکھنا پڑے گا کہ اور کس کس جگہ یہ دلیل کام آئی یعنی جب کسی قوم سے نبوت منقطع ہوئی یا وہاں پر یہ اصول کارفرما ہوا یہاں تک کہ قومی نبیوں میں اس کی یقینی اور قطعی مثالیں دیکھنی ہوں گی علاوہ بریں اگر اس کو اصول مسلمہ قرار دیا جائے تو سب سے اول حضرت آدم کی پیدائش میں اس کا بطلان پایا جاتا ہے کیونکہ ہمارے بھائی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت آدمؑ بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ پس اس دلیل کو مان کر تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حضرت آدمؑ کے بعد نبوت شروع ہی نہ ہوتی بلکہ آپ کے وجود پر اس کا خاتمہ کر دیا جاتا۔ کیونکہ اصول مجوزہ کی رو سے کسی کا بغیر والد یا والدین کے پیدا ہونا نبوت کو مسدود اور قطع کرنے کے لئے ہوتا ہے مگر قصہ آدمؑ میں تو بجائے بند ہونے کے الٹا اجراء۔۔ ہو گیا ہے جس سے اس نظریہ کا ابطال لازم آتا ہے۔ پھر سب سے آخر پر بھی ہم اس قاعدہ کا نفاذ نہیں پاتے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مسلمان خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں مگر آپ کے والد اور والدہ دونوں موجود تھے۔ فریق مخاطب گو ہر پہلو سے ختم نبوت نہیں مانتا تاہم صاحب شریعت رسولوں کی آمد کا وہ بھی منکر ہے پس اس رنگ میں اس دلیل کا کوئی ادھورا سا اثر ہی ظاہر ہونا چاہیئے تھا مگر اس کا کوئی بھی وجود نہیں ہے اس لئے ہمارے دوستوں کو اسے عام دلیل کے رنگ میں پیش نہیں کرنا چاہیئے

مخالفین کی ایک اور دلیل

اسی طرح یہ کہنا کہ موسم برسات میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے بغیر ماں اور باپ کے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور کہ سینکڑوں کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے رہتے ہیں جو نہ باپ رکھتے ہیں نہ ماں یہ باتیں شاید اس شخص کو تو خاموش کر دیں جو ہم عقیدہ ہو۔ مگر اہل تحقیق کی اس سے تسلی نہیں ہو سکتی۔ ایک محقق کہہ سکتا ہے کہ کیڑے مکوڑوں کی نیچر اور طریقہ پیدائش انسانی طریقہ پیدائش سے مختلف ہے اس لئے مسیح کی پیدائش کا قیاس کیڑے مکوڑوں کی پیدائش پر نہیں کیا جا سکتا۔

ابن مریم کنیت ہے

ایک استدلال بن باپ ولادت پر لفظ ابن مریم سے کیا جاتا ہے اور اسی سوال کو الٹ کر مطالبہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ یا آنحضرت صلعم نے عیسیٰ بن یوسف نجار یعنی عیسیٰ بیٹا یوسف ترکھان کا کیوں نہ کہدیا۔ سوال کے پہلے حصہ کے متعلق ہمارا جواب یہ ہے کہ ابن مریم کنیت ہے اور کنیت کے متعلق صرف کی کسی کتاب میں پڑھو کہ کنیت میں بچہ جس طرح باپ کی طرف سے منسوب ہوتا ہے اسی طرح ماں کی طرف سے بھی نامزد ہو جاتا ہے جس طرح پر کہ امام ابن تیمیہ باپ کی طرف نہیں بلکہ اپنی ماں کی طرف سے پکارے جاتے ہیں اس کی اور بھی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

حضرت مسیح موعود کو بھی ابن مریم کہا گیا

مگر میں عرض کرتا ہوں کہ اور مسلمان اور عیسائی یہ اعتراض کریں تو کریں مگر ہمارے احمدی بھائیوں کو تو قطعاً یہ اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ کون احمدی ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ حضرت مرزا صاحب کے والد بھی تھے اور والدہ بھی بایں ہمہ حضرت ممدوح کا نام خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں ابن مریم فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا جعلناک المسیح بن مریم اس الہام کے ہوتے ہوئے ہمارے دوستوں کا کیا حق ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ابن مریم نام رکھنے سے ولادت بلا باپ ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلعم کے ابن مریم کہنے میں جو مصلحت تھی وہ میں نے مختصر طور پر عرض کر دی

حضرت مسیح موعود کا ایک حوالہ

اب عیسیٰ بن یوسف نجار یعنی عیسیٰ بیٹا یوسف ترکھان کا کے متعلق بھی ایک حوالہ فریق ثانی کے مستقل مکمل حقیقی اور اصلی نبی کے کلام موسومہ بہ ازالہ اوہام تقطیع کلاں حاشیہ ۱۲۵ سے نقل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

> "حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ بائیس ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہے"

اس حوالہ میں سوال مطلوبہ کا جواب ہر رنگ میں پورا دیدیا گیا ہے یعنی حضرت مسیح کو ابن مریم بھی لکھا ہے۔ پھر اُن کے باپ کا نام یوسف نجار یعنی ترکھان بھی بتلایا ہے۔ اور اس قسم کے حوالے ایک دو نہیں بلکہ متعدد ہیں۔ مگر ہمیں طوالت مطلوب نہیں۔ تعجب ہے قادیانی حضرات جن کے گھر میں ابن مریم کی مجسم تفسیر موجود ہے یعنی حضرت مرزا غلام احمد ابن مرزا غلام مرتضیٰ کا دعویٰ ابن مریم ہوتے ہوئے پھر یہ حضرات کیوں ابن مریم کے لفظ پہ معترض ہوتے ہیں

کسی منصف سے فیصلہ کرا لو

اور اگر اب بھی یہ بات سمجھ میں نہ آئے تو ہمارا اور اپنا دونوں بیان کسی منصف کے سامنے رکھ کر دیکھیں کہ فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے اس کے بعد امید ہے کہ پھر آپ کو یہ اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔

میاں ملتانی کی ایک اور گپ

اخیر پر حضرت مسیح کے اس جملہ کے متعلق کہ ملتانی صاحب نے ایک گپ لگائی ہے جن کو میں انہی کے الفاظ میں نقل کرتا ہوں۔

> "اب اخیر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی بے باپ ولادت کے متعلق ایک دلیل بیان کرتا ہوں۔ اس دلیل کو بھی مولوی محمد علی صاحب نے اگر مگر چونکہ چنانچہ کے ذریعہ توڑنے کی بہت کوشش

کی ہے۔ مگر اُن کے اس ناکام توڑ کا کامیاب توڑ بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھا دیا ہے۔"

ان اگر مگر چونکہ چنانچہ ادبی نکات کی تفہیم میرے جیسے کم مایہ انسان تو کیا بڑے بڑے فاضل ادیب بھی سمجھنے سے قاصر ہوں گے۔ اس لئے ہم ان معموں کو نظر انداز کرتے ہوئے ملتانی صاحب کے اس دعوے کو دیکھنا چاہتے ہیں جس کے متعلق وہ کمال جسارت سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سمجھایا ہے۔ یہ تفہیم اگر استدلال اور اجتہاد کی بنا پر ہے تو ملتانی صاحب کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں۔ کیونکہ قائلین ولادت بن باپ ہمیشہ یہی استدلال کرتے ہیں۔ چالیس سال سے تو ہم بھی مولوی ابراہیم سیالکوٹ کے وعظوں میں یہی دلیل سنتے آئے ہیں۔ پھر یہ انوکھا دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو سکھایا ہے محض گپ ہے۔ اور اگر یہ تفہیم وحی اور الہام کی بنا پر ہوئی ہے تو وہ کلام پیش نہیں ہوا۔ بہرحال جب آپ کے دعوے سے پہلے عام طور پر لوگ اس کے یہی معنے کرتے تھے پھر آپ کا یہ ادعا مغالطہ ہی نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر آپ کے عجیب دماغ نے ایک نکتہ جلیلہ یہ اختراع فرمایا ہے کہ خارق عادت پیدائش کو تین درجوں پر منقسم کر دیا ہے۔ اعلیٰ درجہ کی پیدائش حضرت آدم کی پیدائش بتلائی ہے جو بغیر ماں اور باپ کے تھے اور ادنیٰ درجہ کی خارق عادت پیدائش حضرت یحییٰ کی ہے۔ جن کے ماں باپ دونوں موجود ہیں۔ اور درمیانی قسم کی پیدائش مسیح علیہ السلام کی بتلائی ہے۔ جو صرف ماں کے پیٹ سے پیدا ہے۔

بے دلیل دعاوی

اب یہ عقیدے کا اثر ہے جو ملتانی صاحب کے تخیلات کو اس قسم کے موہوم نظریے دکھا رہا ہے اگر ان کے جواز و اثبات کے لئے کوئی نص قرآنی موجود بھی تو وہ کیوں پیش نہیں کی گئی۔ مسیح کی پیدائش کی مثال تو خود محل بحث ہے اس کو بطور دلیل پیش کرنا حد درجہ کی سادگی کی دلیل ہے اور آدم کی پیدائش کا حال بھی پردۂ راز میں ہے۔ پھر اپنی موہوم دلائل و نظائر کی بنا پر پیدائش کو تین درجوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت یہ استدلال بالادنیٰ اور استدلال بالاوسط اور استدلال بالاعلیٰ یہ آپ کے پیٹ کی بیماریاں ہیں ان کو قرآن کریم کی طرف منسوب نہ کریں صرف اپنے اور اپنے ہمخیالوں تک محدود رہنے دیں اس قسم کی تحریر اپنے دائرہ اثر میں تو باعث تفریح ہو سکتی ہے مگر بحث کے میدان میں پیش ہونے کے قابل نہیں۔

میاں ملتانی کی بے فائدہ وکالت

اور آپ کا یہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت مسیح یوسف نجار کے حقیقی صلبی بیٹے نہیں تھے اسلئے یوسف نجار کی تابعداری وغیرہ کا ذکر قرآن کریم میں نظر انداز فرمایا" آپ کی یہ حمایت اور وکالت بے فائدہ ہے۔ کیونکہ یوسف کا شوہر مریم ہونا آپ کے مسلمات سے ہے۔ پس جب یوسف شوہر مریم تھا تو ایسی صورت میں بلحاظ شوہر مریم ہونے کے جب حضرت مریم کے ساتھ نیکی کا حکم ہوا تو اس کے شوہر کو بھی اس میں ضرور شامل کرنا چاہیے تھا ہاں اگر کوئی وراثت کا حکم ہوتا تو سوتیلا والد ہونے کی وجہ سے ان کا ذکر ترک کرنے کے قابل تھا۔ اور ہمارے خیال میں والد کا ذکر نہایت ضروری تھا۔ اس لئے کہ ایک نیا مسئلہ تھا۔ اس لئے کلام الٰہی کا فرض تھا کہ اس مسئلہ کو نظر انداز نہ کیا جاتا بلکہ اس کی روشنی میں تاکہ احکام دئے جاتے تابعداری کے ذکر کو نظر انداز کرنا خواہ سوتیلا والد ہی ہو خدا پر۔ خدا کے کلام پر اور حضرت مسیح پر دھبہ ہے نعوذ باللہ منہا۔ ہاں اگر کسی قسم کے مغالطے کا خدشہ تھا تو ایک لفظ سوتیلا بڑھا دینے سے مطلب صاف ہو سکتا تھا۔ مگر تابعداری کو نظر انداز کرنا کوئی مستحسن امر نہیں ہے۔ خود ملتانی صاحب نے یہ ضرورت محسوس کی اور اسپر یہ عنوان قایم کیا کہ

"حضرت مسیح والدہ اور یوسف نجار کا فرمانبردار رہا"

(بن باپ ص۵۵)

اور یہی نہیں بلکہ بحوالہ انجیل لوقا باب ۲۔ آیت ۴۱ تا ۵۱ ایک لمبا قصہ لکھا جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

"اور وہ (مسیح) ان کے ساتھ روانہ ہو کر ناصرہ میں آیا اور ان کے تابع رہا"

میاں ملتانی کا قرآن پر حملہ

دیکھا جو حکم قرآن کریم میں نظر انداز کر دیا گیا تھا وہ ملتانی صاحب کی محنت سے انجیل سے ظاہر ہو گیا۔ غرضیکہ آپ کے بیان سے قرآن کریم کو ادھورا ماننا پڑے گا۔ مگر ہم اس کی شان اس سے اعلیٰ اور ارفع خیال کرتے ہیں اس لئے سوائے اس کے چارہ نہیں کہ اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ جب حضرت مسیح کو نبوت ملی تو اس وقت آپ کے والد فوت ہو چکے تھے۔ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو خود خدا دیانی بھی الزام کے نیچے ہیں۔ کیونکہ ازالہ اوہام۔ کشتی نوح اور الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں صراحت کے ساتھ حضرت مسیح موعود نے نکاح مریم کا اقرار فرمایا ہے تو پھر اگر یہ ابوالدنی کی توجیہ ہمارے قرآن کے مطابق نہ کی جائے تو ایک طرف اپنے مسلمات پر زد پڑے گی۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کی کلام پر نقص لازم آئے گا۔ کہ اس نے نعوذ باللہ ناقص تعلیم دی۔

اس مسئلہ پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے

اس مسئلہ پر ہمارے بزرگوں نے اصولی طور پر تفصیل کے ساتھ بہت کچھ لکھا ہے۔ جو ایک متلاشی حق کی تسلی کے لئے کافی ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہم اب اس زمین کو روندی ہوئی اور پامال شدہ سمجھتے ہیں۔ خدا کے فضل سے ہم اس امام کے شاگرد اور پیرو ہیں جس نے تیرہ سو برس یا انیس سو سال کے غلط العام مسئلے یعنی حیات مسیح ناصری کے عقیدے کے خلاف جہاد کیا اور دنیا کے بہت بڑے طبقے نے اس کے دلائل اور براہین کے آگے ہتھیار ڈال دئے اسی طرح ہم بھی انشاء اللہ منظفر و منصور اور کامیاب ہوں گے اور یہ کامیابی کسر صلیب کے نام سے موسوم ہوگی۔

حضرت مسیح موعود کا ایک الہام

اخیر پر ہم حضرت مسیح موعود کا ایک الہام سنا کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں ازالہ اوہام تقطیع کلاں کے صفحہ ۲۵ پر ہے

انت اشد مناسبة بعیسی بن مریم
واشبه الناس به خلقا وخلقا وزمانا

ترجمہ:- تجھکو عیسیٰ ابن مریم اور لوگوں سے اشد مناسبت ہے اخلاق میں پیدائش میں اور زمانہ میں اس الہام میں حضرت اقدس کو حضرت مسیح سے تین قسم کی مناسبت ہے اول اخلاق میں دوسری پیدائش کے لحاظ سے سوم زمانہ کے لحاظ سے اس جگہ اخلاق اور زمانہ کی مناسبت سے ہماری بحث نہیں۔ اس لئے ان دونوں سے قطع نظر کر کے پیدائش کی مناسبت پر غور کرنا چاہیئے۔ پس اس حقیقت کا تو سب کو اعتراف ہے کہ حضرت مسیح موعود کے والد بھی تھے اور والدہ بھی۔

معمولی غور سے فیصلہ ہو سکتا ہے

اب الہام کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ کو ابن مسیح علیہ السلام کو بلحاظ پیدائش اشد مناسبت ہے یہ نسبت تقاضا کرتی ہے کہ جن سے نسبت دی گئی ہے۔ ان کی پیدائش بھی مثل آپ کی پیدائش کے ہو یعنی صرف ماں سے نہ ہو بلکہ ماں اور باپ دونوں سے ہو اور یہ کلام اجتہادی یا استدلالی نہیں کہ جس میں غلطی کا امکان ہو۔ بلکہ یہ خدا کی وحی ہے۔ اگر من گھڑت تاویلوں سے الگ ہو کر اس کے صرف لفظی ترجمے پر غور کیا جائے تو آن واحد میں تنازع باہمی کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کی بیگم صاحبہ کا ۲۷ اگست کو سرینگر میں انتقال ہو گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) میت دوسرے روز شب کے ساڑھے دس بجے لاہور آئی اور حضرت شیخ صاحب مرحوم کے پہلو میں سپرد خاک ہوئی۔ مفصل اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

—— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب گذشتہ ہفتہ مری میں بیمار ہو گئے۔ اور ۱۲ کو لاہور تشریف لائے ہیں۔ اب پہلے سے افاقہ ہے آپ کے لئے خاص طور پر دعائے صحت کی جائے۔

—— جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور اپنے ایک والا نامہ میں خاکسار مدیر کو تحریر فرماتے ہیں "آپ کو علم ہے۔ کہ مسلم ہائی سکول لاہور جیسی قیمتی درسگاہ کے پاس کافی سامان ہے اور نہ ہی کافی فرنیچر ہے اس لئے ان مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ چند دردمندان قوم کی خدمت میں اپیل کی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں حضور نواب صاحب مانگرول کی خدمت میں بھی عرض کی تھی۔ کہ وہ بھی اس قومی درسگاہ کی اس موقعہ پر دستگیری فرمائیں۔ حضور نے ازراہ نوازش سکول کے فرنیچر کے لئے یکصد روپیہ عنایت فرمایا ہے (جزاک اللہ)

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور نواب صاحب کو عمر دراز عطا کرے۔ ممدوح کی ذات گرامی غریب مسلم قوم کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ میں تمام احباب کی خدمت میں پرزور درخواست کرتا ہوں۔ کہ حضور کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کیونکہ حضور والا کی صحت قدرے کمزور رہتی ہے۔

—— جناب مولوی عزیز بخش صاحب عنقریب ڈلہوزی سے تشریف لانے والے ہیں۔

—— جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" بھی انشاء اللہ دس بارہ روز تک تشریف لے آئینگے

—— گذشتہ ہفتہ جناب قاضی شبیر محمد صاحب مبلغ علی پوری نے بعض احباب لاہور کو عمدہ انار بھیجے (جزاک اللہ)

—— نہایت مسرت سے اطلاع دی جاتی ہے کہ برادرم مرزا محمد تقی بیگ صاحب احمدی سامانوی کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عنایت فرمایا ہے۔ (الحمد للہ) بچہ اور اس کی والدہ علیل ہیں۔ تمام احباب ان کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا کریں مرزا صاحب موصوف نے بچہ کی ولادت کی خوشی میں انجمن کو مبلغ پانچ روپے عنایت فرماتے ہیں (جزاک اللہ)

(بقیہ صفحہ ۲)

وعدہ کرتا ہوں کہ ان کے جواب میں محض سکوت سے کام لوں گا۔ ہاں پبلک خود فیصلہ کرلے گی کہ اسلام کے لئے کفر سازی کی فتنہ زائیاں اور ناپاک الزامات کی شعلہ باریاں مفید ہیں۔ یا اتحاد و اتفاق کی پیغام رسانیاں اور سلوک و محبت کی فرحت انگیزیاں۔

کوئی کلمہ گو اسلام سے خارج نہیں ہوسکتا

مکفّر مولوی یاد رکھیں کہ جس طرح کوئی شخص کسی دوسرے انسان کو خدا کی خدائی سے خارج نہیں کرسکتا۔ اس طرح اسلام ایسے وسیع مذہب سے بھی کوئی کلمہ گو خارج نہیں ہوسکتا۔ آج تک پہلی تین صدیاں چھوڑ کر باقی صدیوں میں مولوی لوگ یہی کام کرتے چلے آئے ہیں اس سے بلاشبہ ملت اسلامیہ کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔ مگر مسلمان ان لوگوں کی کوششوں کے باوجود مسلمان ہی رہے ہیں۔ مقام شکر ہے کہ ان "بزرگواروں" کے ہاتھوں میں جنت کی چابیاں نہیں دی گئیں۔ ورنہ جنت کا وسیع میدان ایک ویرانہ ہوتا۔ جہاں صرف ایک ہی مولوی نظر آتا۔ وہ باقی ہم پیشہ مولویوں کو بھی کفر سازی کی مشین سے اڑا دیتا اور ان کے ٹکڑے نذر آتش جہنم کر دیتا۔

اللہ تعالیٰ اسلام کو ایسے "بہی خواہوں" سے نجات دے جنہیں اپنوں کو اسلام سے خارج کرنے کا شوق ہے اور غیروں کو اسلام میں لانے کی کوئی تمنا نہیں۔

سید عنایت اللہ شاہ سے ایک سوال؟

ہاں تو کیا سید عنایت اللہ شاہ سے پوچھ سکتا ہوں کہ اسلام میں ایک بڑی آبادی ایسے انسانوں کی موجود ہے جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بالخصوص اور تین خلفائے راشدین کو بالعموم اسلام کا دشمن اور منافق خیال کرتی ہے۔ ایک ایسا گروہ بھی اسلام کے اندر آباد ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہٗ اور ان کے عقیدت مندوں کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔ اور ایک ایسی جماعت بھی موجود ہے جو وحی الٰہی کو محض انسان کا اپنا تخیل اور قرآن کریم کو رسول اللہ کی تصنیف سمجھتی ہے اور نیچری کہلاتا ہے ایک ایسا طائفہ بھی اسلامیوں کے اندر موجود ہے جو دن رات حدیث کی بیخ کنی میں مصروف نظر آتا ہے۔ اور احادیث کو مجموعۂ ہزلیات خیال کرتا ہے۔ ایک اور بھی جماعت ایسی گجرات میں موجود ہے۔ جن کے سردار پیر ولایت شاہ صاحب ہیں جو سید عنایت اللہ شاہ اور ان کے ہمجولیوں کو کافر خیال کرتی ہے۔ حدیث کی رو سے جو کسی مومن کو کافر کہے کفر خود اس پر الٹ پڑتا ہے۔ ایسے تمام لوگوں کے متعلق عنایت اللہ شاہ صاحب کا کیا خیال ہے۔ کیا ایسے لوگوں سے حنفی عورت کا نکاح صحیح نکاح ہے یا بمنزلہ زنا ہے؟ اگر مسلمانوں کے باہمی نکاح یونہی زنا قرار دئے گئے تو عالم اسلامی میں حلال زادوں کی تلاش ایک مشکل کام ہوگا۔

دعا

خدا ہمارے علماء کو ہدایت دے کہ وہ مسلمانوں کی محفلوں میں ایسی گل افشانیوں سے باز رہیں۔ اور کوئی تعمیری پروگرام اپنے سامنے رکھیں۔ قوم دنیا میں ذلیل ہو رہی ہے اور یہ بزرگوار بیہودہ موشگافیوں میں مصروف ہیں۔

ضرورت ملازمین

(۱) گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمہ سکریٹریٹ و ملحقہ دفاتر کی کلرکی اور ڈپارٹمنٹ کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے ۳ر دسمبر ۳۴ء بروز پیر امتحان مقابلہ بمقام الٰہ آباد، بمبئی، کلکتہ، دہلی، لاہور، مدراس، شملہ میں ہوگا۔ اندازاً بارہ اسامیاں خالی ہیں جن کے علاوہ آٹھ آسامیاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیڈیوں کے لئے مخصوص ہوں گی۔ ممکن ہے اس وقت تک مزید اسامیاں بھی خالی ہوجائیں۔ کامیاب امیدواروں کو قابلیت کے لحاظ سے جگہ دی جائیں گی۔ خاص اقوام کی مخصوص نشستیں بھی ان اقوام کے امیدواروں کو قابلیت کے لحاظ سے دی جائیں گی۔ امتحان میں داخلہ کی فیس پندرہ روپیہ ہے۔ مطبوعہ فارم ہائے درخواست و قواعد سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ سے مفت مل سکتی ہیں۔ درخواستیں یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء تک سکرٹری کے نام پہنچ جانی ضروری ہیں۔

(۵) اسلامیہ ہائی سکول سیالکوٹ کے لئے ایک قابل ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے جو پابند صوم و صلوٰۃ ہو اور اس نے کم از کم دس سال تک محکمہ تعلیم میں تعلیمی کام کیا ہو۔ انگریزی یا ریاضی میں خاص قابلیت رکھنے والے کو ترجیح دی جائیگی گریڈ ۱۷۰-۱۰-۳۰۰ درخواستیں مع نقول اسناد ۱۰ر دسمبر ۱۹۳۴ء تک بنام منیجر سکول پہنچ جانی چاہئیں۔

(اشتہار زیر دفعہ آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت خان عبدالرحیم خاں صاحب بی اے نائب تحصیلدار باختیار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل کبیروالہ

مقدمہ تقسیم نمبر ۲۴ بابت سال ۳۴-۱۹۳۵ء

چودھری نانک چند ولد چودھری کیول مل ذات اروڑہ ہٹی سکنہ سردارپور تحصیل کبیروالہ ضلع ملتان حال منڈی خانیوال فریق اول۔

بنام

پیرا نند ولد جواہر قوم جٹ ہنس سکنہ موضع باقرپور۔ و عطر چند۔ گلاب رام پسران مہرام قوم ٹھکرال و مسماۃ بہادرن بائی دختر تلسی بائی قوم سکھ سکنہ سردارپور و زیارت علی خاں ولد محبت و غلام محمد ولد بہادر قوم سیال ہراج سکنہ چک بلوبلوں و نشہ دارا۔ ابراہیم و عبدالحق پسران امام الدین اقوام جٹ درک سکنہ باقرپور تحصیل کبیروالا۔ ضلع ملتان فریق ثانیان۔

درخواست زیر دفعہ ۱۱۱ ایکٹ نمبر ۱۷ ۱۸۸۷ء

تقسیم اراضی مندرجہ کھیوٹ نمبر ۲۶ کھتونی نمبر ۴۳ تا ۴۴ برقبہ سالم کھاتہ ۱۸۰ کنال مزروعہ چہالہ کنال غیر مزروعہ ۵ کنال ۱۸ مرلہ واقعہ موضع باقرپور تحصیل کبیروالہ ضلع ملتان۔

مقدمہ صدر میں فریق ثانیان کے نام چند دفعہ اطلاع نامہ جات تقسیم جاری ہوتے رہتے ہیں اور وہ دیدہ و دانستہ تعمیل اطلاعنامہ جات تقسیم سے گریز کر رہے ہیں اور روپوش ہیں لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہری کرائی جاتی ہے کہ اگر فریق ثانیان بتاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء اصالتاً یا وکالتاً بمراد پیروی و جواب دہی ہماری عدالت میں حاضر نہیں ہوں گے تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی آج بتاریخ ۳۰ر اگست ۱۹۳۴ء بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم عدالت — مہر عدالت

اقتباسات

مولویوں کے اخلاق

جب موجودہ دور کے اچھے اچھے حنفی اور اہلحدیث علماء کے حال زار پر نظر جاتی ہے تو انسان حیران ہو جاتا ہے۔ کہ خدایا! تو نے ان لوگوں کو کس مٹی سے پیدا کیا ہے۔ کہ ان کے دل میں وقت اور ضرورت کا کچھ بھی احساس پیدا نہیں ہوتا۔

احنافِ کرام کے حلقے میں "العدل" گوجرانوالہ کا ایک نہایت ہی معقول اخبار خیال کیا جاتا ہے۔ اس معقول اخبار میں ایک حنفی عالم مولانا امام الدین صاحب بریلوی نے مولانا نورالہیٰ صاحب گرجاکھی اہلحدیث سے دوران مضمون میں حسب ذیل سوال کیا ہے:-

"تم نے کتنی بار اپنی دادی اور نانی سے صحبت کی ہے!"
(انا للہ وانا الیہ راجعون)

مولانا نورالہیٰ صاحب نے ایک طویل مضمون میں اس سوال کا جواب "تنظیم اہلحدیث" میں اس طرح شائع فرمایا ہے:-

"ارے بے حیا! سن لے میری دادی اور نانی تو میری تین چار سال کی عمر میں ہی فوت ہو گئی تھیں۔ شاید تم نے یہ کام کیا ہوگا" (تنظیم اہلحدیث ۲۸ جون ۱۹۳۴ء)

واضح رہے کہ دونوں مولوی صاحبان اپنی جماعتوں میں بہت بڑی پوزیشن رکھتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ اس خطاب و بیان پر صاحبانِ موصوف کی خدمت میں کیا عرض کریں؟ خدا ہی ان بزرگوں کو ہدایت دے۔

ناظرین کرام کو خیال ہوگا کہ آخر بات کیا ہے جس سے یہاں تک نوبت پہنچی۔ واقعہ صرف یہ ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے ایک شخص نے فتویٰ پوچھا کہ سوتیلی دادی اور نانی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے غلطی سے کہہ دیا کہ جائز ہے۔ مگر "اہلحدیث" کی دوسری اشاعت میں اس کی اصلاح بھی کر دی۔ اب صرف اتنی بات پر مولانا صاحبان میں سلسلۂ بحث شروع ہو گیا ہے۔ ایک طرف "العدل" کے کالم ہیں۔ اور دوسری طرف "تنظیم اہلحدیث" کے، اور لطف یہ ہے کہ اصل مسئلہ میں دونوں بزرگ متفق ہیں۔ لیکن گالیاں پھر بھی بے حیا بادی جا رہی ہیں۔

قابلِ غور سوال صرف یہ ہے۔ کیا اس قسم کے بزرگوں سے کسی معقول عملی کام کی توقع ہو سکتی ہے؟ بے شک! یہی لوگ مسلمانوں کی مصیبتوں کے ذمہ دار ہیں!

(ایمان)

گاندھی جی اور نماز

گاندھی جی نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ "جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت سے اپنا دن شروع کرتا ہے۔ اس کا سارا دن پاکیزگی اور عبادت ہی کے جذبہ کے ساتھ گذرتا ہے۔" گاندھی جی نے ان نامکمل الفاظ میں جس صداقت کا اعادہ کیا ہے۔ یہ وہی صداقت ہے جس پر اسلام نے آج سے ۱۳ سو سال پہلے اپنی زندگی کی بنیاد رکھی تھی۔ دنیا میں ہر ایک پاکباز انسان کا مقصد و مدعا یہی ہونا چاہیئے۔ کہ اس کا سارا دن پاکیزگی اور عبادت کے جذبہ میں بسر ہو۔ گاندھی جی فرماتے ہیں کہ صرف صبح کی دعا سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن عملی اور کاروباری دنیا کا فتویٰ اس کے برخلاف ہے۔ چونکہ عبادت اور پاکیزگی کا وہ نقش جو صرف ایک دفعہ صبح کے وقت دل پر جمایا جاتا ہے۔ دن بھر کے لئے کافی ثابت نہ ہو سکتا تھا۔ اس واسطے اسلام نے ہر مسلمان پر پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے۔ قرونِ اوّل کے لاکھوں مسلمانوں کے نفوس میں پنجگانہ نماز کا لازمی اثر یہی ہے۔ جس کی طرف اپنی لاہور کی تقریر میں گاندھی جی نے اشارہ کیا ہے۔ یعنی ان کا سارے کا سارا دن قدرتی طور پر پاکیزگی، عبادت اور تقویٰ کے جذبات میں بسر ہوتا تھا۔

گاندھی جی نے دوسری بات یہ فرمائی کہ خدا کے سچے پرستار کی دو نشانیاں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا دل مظلوم اور پسماندہ لوگوں کے جذبہ محبت اور اخوت سے سرشار رہتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ وہ تہ دل سے غریبوں کی خدمت کرتا ہے۔

یہی دو سبق ہیں۔ جو نماز نے عملاً دنیا کے سامنے ہیں پیش کئے ہیں۔ دیکھو! مہاتما جی جو کچھ آج اپنی قوم کو سمجھا رہے ہیں۔ اسلام میں وہ پہلے سے موجود ہے۔ عمل کرنے والے مسلمان کہاں ہیں؟

(ایمان)

آریہ مبلغ، آریہ جرائد اور حکومت نظام

حکومت دکن نے پنڈت رامچندر دہلوی کے مقدمہ کو واپس لے لیا ہے۔ لیکن پنڈت جی کے داخلہ حیدرآباد پر مناسب پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ آریہ جرائد اپنی عادت سے کچھ اس قدر مجبور ہیں۔ کہ وہ اس فیصلہ کے خلاف بھی اسی طرح بدتمیزی کے ساتھ احتجاج کر رہے ہیں۔ جس طرح اس سے قبل کر چکے ہیں۔

شائد ان اخباروں کا منشا یہ ہے۔ کہ حضور نظام کی حکومت نے اس مرتبہ جس رواداری، عالی حوصلگی اور وسیع النظری سے کام لے کر مقدمہ واپس لے لیا ہے۔ آئندہ ان کو کبھی اس قسم کا موقع نہ دیا جائے۔ ہم نے پہلے بھی عرض کیا تھا۔ اور پھر عرض کرتے ہیں۔ کہ حیدرآباد کی حکومت ایک مرتبہ نہیں بارہا یہ ثبوت دے چکی ہے۔ کہ اس کی نظروں میں تمام اقوام اور تمام مذاہب یکساں عزت و احترام کے مستحق ہیں۔ اگر آریہ جرائد کم نظر نہ ہوتے۔ تو آج ان کے سامنے وہ مقدمات ضرور موجود ہوتے۔ جو حضور نظام کی اعلیٰ عدالت سے مسلمانوں کے خلاف اور ہندوؤں سکھوں کی حمایت میں طے ہو چکے ہیں۔ اور جن کو مسلمانوں نے صبر و سکون کے ساتھ برداشت کیا ہے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ گذشتہ دس سال سے آریوں کے بعض طبقے اس مرض میں مبتلا ہیں۔ کہ ہر وہ بھلی دبُری چیز جس کا تعلق مسلمانوں سے یا مسلمانوں کے مفاد سے ہو۔ اس کی مذمت کی جائے۔ اور جس کا تعلق ہندوؤں سے ہو۔ اس کی تعریف کی جائے۔ مثال کے طور پر اگر ہندو عورت مسلمان سے آلودہ ہو جائے۔ تو مسلمان غنڈہ لیکن اگر ہندو غنڈہ کسی ہندو عورت سے فیض عیش و نشاط پائے تو وہ ملاپ اور پریتاپ کا چچا زاد بھائی۔

مثال تکلیف دہ ہے لیکن اس کے بغیر آریوں کے متعصب طبقہ کے دل و دماغ کی صحیح کیفیت بھی سامنے نہیں آ سکتی۔ اس لئے بدرجہ مجبوری اس کے پیش کئے بغیر چارہ کار نہیں۔ یہی صورت حیدرآباد کے متعلق ہے۔ چونکہ حیدرآباد ایک اسلامی ریاست ہے۔ اور رامچندر جی آریہ ہیں۔ اس لئے آریہ جرائد کا فرض ہے۔ کہ وہ انصاف کو بالائے طاق رکھ دیں۔ اور اس کے بعد اندھے کی لاٹھی کی طرح قلم چلاتے رہیں۔ اگر آریہ جرائد اس مسئلہ پر غور کرتے اور سنجیدگی کے ساتھ بحث کرتے تو یہ بات ایسی نہیں تھی کہ آریہ عوام مطمئن نہ ہو سکتے۔

آریہ بھائیوں کا یہ خیال ہے کہ وہ تمام ہندوؤں کا خلاصہ ہیں۔ اور ان کے عقائد تمام ہندوؤں کے عقائد ہیں۔ حالانکہ صحیح یہ ہے کہ ہندوؤں کا زیادہ سمجھدار، زیادہ نیک اور زیادہ خوش سیرت طبقہ سناتنی ہے۔ اور وہی تمام ہندوستان میں چھایا ہوا ہے۔ آریہ سماجی محدود ہیں۔ اور ان کو صحیح طور پر "روحِ فتنہ" کہا جا سکتا ہے۔ آریہ سماج سب سے بڑا مذہبی عذاب ہے۔ جو ہندوؤں پر اس صدی میں نازل ہوا ہے۔

یہ عذاب سناتن دھرمیوں، جینیوں، برہمو سماجیوں، بدھوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے یکساں تکلیف دہ ہے۔ آریہ سماج کے ابتدائی اصول مذہبی جو کچھ بھی ہوں لیکن آج ان کا سب سے بڑا اصول دل آزاری، فساد انگیزی اور فتنہ پردازی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ یہ لوگ آپس میں بھی لڑتے ہیں۔ دوسروں سے بھی لڑتے ہیں۔ اور دو دوستوں کے درمیان اس قدر عیاری سے فتنہ کا بیج بوتے ہیں۔ کہ وہ برسوں لڑتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آج تک اپنے اصلی مقصد میں ناکام ہیں۔ اور صرف یہی وجہ ہے۔ کہ وہ حیدرآباد کی حکومت اس فسادی عنصر سے اپنے ملک کی حفاظت کرنے کے لئے آمادہ ہوئی ہے۔

سب سے پہلے معترض آریہ جرائد کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اگر انہیں شائستہ زندگی بسر کرنی ہے۔ تو پہلی فرصت میں رواداری، سنجیدگی اور اچھی سیرت کا نمونہ بن کر دکھانا چاہیئے۔

(مدینہ)

عورتوں کے اغواء کے واقعات

اغوا کے واقعات خاص کر پنجاب و بنگال و سندھ میں کثرت سے پیش آتے ہیں۔ اور ان صوبوں کے ہندو اخبارات ان کی بنیاد پر مسلمانوں کو بدنام کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ ایسے اخبارات کو ان جوابات سے عبرت ہوگی جو مسٹر ایم۔ ایچ گزدر کے چند سوالات کو حکومت بمبئی کے ہوم ممبر مسٹر آر۔ ڈی بیل نے کونسل کے اجلاس میں دئے۔

مسٹر گزدر نے دریافت کیا تھا۔ کہ ۱۹۳۳ء میں صوبہ سندھ میں ہندو عورتوں کے اغوا کے کتنے واقعات پیش آئے۔ اس پر جواب ملا کہ ایسے کل ۳۵ واقعات پیش آئے۔ جن میں سے ایک واقعہ تو ریاست اودے پور کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ مسٹر گزدر کا دوسرا سوال یہ تھا کہ ان واقعات میں کتنے مجرم ہندو تھے۔ اور کتنے واقعات میں مسلمان اس کا جواب ہوم ممبر کی طرف سے یہ ملا کہ ۲۰ واقعات میں مجرم ہندو تھے۔ اور نو واقعات میں مسلمان دو میں ہندوستانی عیسائی اور دو واقعات ایسے تھے جن میں مجرم ہندو مسلمان دونو تھے۔

سندھ میں مسلمانوں کی آبادی ۷۵ فی صدی ہے۔ ان کے متعلق ہندو اخبارات میں آئے دن قسم قسم کی غلط بیانیاں کی جاتی ہیں۔ اس لئے خیال ہو سکتا ہے۔ کہ ہندو عورتوں کے اغوا کے جرم کے مرتکب بھی مسلمان ہی ہوں گے۔ مگر مسٹر گزدر کے سوال سے یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ غالب تعداد میں مجرم ہندو ہی تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان واقعات کا تعلق فرقہ بندی سے دور کا بھی نہیں ہے۔

(اجمل۔ بمبئی)

(بقیہ صفحہ ۶)

شہید ملت کی مستقل یادگار قائم کرو

آؤ آج ہم اس شخص کی عزت و شہرت کو قائم کرنے کیلئے ایک مستقل یادگار کی بنیاد ڈالیں جس نے محض حق اور صداقت کی خاطر دنیاوی عزت و شہرت کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا شہر لاہور ہی میں آپ کو کئی ایک یادگاریں ملیں گی جو برادرانِ وطن نے اپنے قومی مشاہیر کی یاد میں قائم کی ہیں۔ کیا ہم اس بزرگ کے نام کو برقرار رکھنے کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ جو یقیناً خدا کے راستہ میں شہید ہوا؟

قطب شمالی کی طرزِ معاشرت

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے

ہر شخص جو پہاڑی چڑھائی کا تجربہ رکھتا ہے۔ جانتا ہے کہ جتنی زیادہ بلندی ہوتی جاتی ہے۔ انسانی اور حیوانی زندگیوں کا [illegible] کم ہوتا جاتا ہے۔ نیچے کی آباد وادیاں اور زرخیز کھیت ہم سے چھوٹتے جاتے ہیں۔ اور جوں جوں ہم اوپر چڑھتے ہیں گھنے جنگل اور عظیم الشان درختوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ اس سے بھی بلند جائیے تو صرف گنجان جھاڑیاں اور لمبی لمبی گھاس ملتی ہے۔ اور اگر اس سے بھی بلندی کی طرف سفر کیجئے تو پتھر کی چٹانوں کے سوا کچھ اور دکھائی نہیں دیتا۔ دو چار میل اور بڑھیئے تو یہ نظارہ بھی غائب ہو جاتا ہے۔ اور ہم برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں پر پہنچ جاتے ہیں۔

قطب شمالی کی طرف سفر کرنے والوں کو یہی مشاہدات پیش آتے ہیں۔ اگر آپ زمین کی طرف سے وہاں تک پہنچنا چاہیں تو پہلے آپ کو زرخیز آبادیوں اور اس کے بعد جنگلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد آپ کو کائی اور دلدل سے بھرے ہوئے قطعے ملتے ہیں۔ جو سال کے کچھ حصے میں برف کے میدان بنے رہتے ہیں۔ اور کچھ حصے میں جھاڑیوں اور جنگلی پودوں سے بھرے نظر آتے ہیں۔ ان کو طے کرنے کے بعد آپ کو وہ خطہ آرکٹک ملتا ہے۔ جو قطب شمالی سے قریب ہے۔

دلدلوں میں بعض قدیم قومیں آباد ہیں۔ جن کی زندگی اور طرز معاشرت نہایت دلچسپ اور عجیب ہے۔ ان قوموں کے نام زیریئن، کاریلین اور ووگل وغیرہ ہیں۔ سال کے آغاز میں یہاں رات اور دن دونوں تاریک ہوتے ہیں۔ صرف دوپہر کے وقت خفیف سا اُجالا نظر آتا ہے۔ سارا ملک برف سے ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔ دریا اور چشمے منجمد ہو کر ٹھوس برف میں مبدل ہو جاتے ہیں۔ اور بعض وقت ایک سو ڈگری پالا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنے سرد ملک کے رہنے والے ہماری طرح ہلکا لباس استعمال نہیں کر سکتے۔ چمڑے کے موٹے سے موٹے جوتے پہن کر بھی لوگ باہر نہیں جا سکتے۔ اگر ایسا کریں۔ تو انتہائی برودت سے پاؤں کا خون منجمد ہو جائے گا۔ اس لئے اُن کے جوتے ہرن کے چمڑے میں فلٹ کے گدّے لگا کر بنائے جاتے ہیں۔ جو پوستینیں نیچے کے سرد ملکوں میں بہت گرم ہوتی ہیں اگر وہاں استعمال نہ کی جائیں تو آدمی سردی سے مر جائیں۔ اس لئے وہاں کے تمام مرد عورت اور بچے ہرن کی کھال کی دوہری پوستین پہنتے ہیں۔ ان پوستینوں میں بٹن اور کاج لگانے کے لئے سامنے کا حصہ کھلا ہوا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ غلاف کی طرح سر سے پہن لی جاتی ہیں۔ اس میں سر، کان اور پیشانی ڈھانکنے کے لئے ٹکڑے لگے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو آنکھ، ناک، منہ کے سوا سارا چہرہ چھپا لینا پڑتا ہے۔ ان کے دستانے بھی ہرن کی کھال کے ہوتے ہیں اور ان میں بھی بال یا خشک گھاس کے گدّے لگے ہوتے ہیں۔

ایسی سردی یہاں آخر اپریل سے وسط جون تک رہتی ہے اس کے بعد تاریکی کا دور ختم ہوتا ہے۔ اور آفتاب دکھائی دینے لگتا ہے ابتدا میں آفتاب سروں تک بلند نہیں ہوتا۔ بلکہ افق کے کنارے سے چمکتا ہے۔ [illegible] کے اثر سے زمین اور دریا کی برف پگھلنا شروع ہو جاتی ہے اور تقریباً چار پانچ ہفتے [illegible] طرف تیرتی پھرتی ہے۔ اور کوئی شخص دریا کو عبور نہیں کر سکتا۔

موسم گرما کا زمانہ نہایت مختصر ہوتا ہے۔ اور گرمیوں میں بھی سطح [illegible] سے چند فٹ نیچے [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] خاص خاص محفوظ مقاموں پر [illegible] مکھیوں اور مچھروں کی بڑی کثرت ہوتی ہے۔ لیکن [illegible] اور بعد کے چند ہفتے [illegible] ہوتے ہیں۔ اب آفتاب برابر چوبیس گھنٹے موجود رہتا ہے۔ [illegible] کو برابر ہوتی ہے۔ اس طرح مہینے اور ہفتے گذر جاتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ پھر آفتاب غائب ہو جاتا ہے۔ اور جاڑوں کے چھ مہینے تاریک آ جاتے ہیں۔

یہاں کے باشندوں کی متعدد مشکلات میں ایک بہت بڑی دقت یہ تھی کہ اگر موسم سرما میں کوئی شخص بیمار ہو جاتا تھا۔ تو ڈاکٹر کا مریض تک پہنچنا ناممکن تھا۔ بعض اوقات وبا کے پھیلنے کے باعث ان کی بستی تباہ ہو جاتی تھی۔ لیکن [illegible] ہوتی تھی۔ اب ان کی مصیبتیں پہلے کے مقابلے میں کم ہو گئی ہیں۔ اور بعض مقامات میں تار برقی اور ہوائی جہاز ان کی امداد کے کام میں لائے جاتے ہیں۔ دور دور کی بستیوں میں تار برقی اور کہیں کہیں بے تار برقی کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔ جنوب کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں جب کسی [illegible] علالت کی خبر پہنچتی ہے۔ تو شمال کی طرف ایک ہوائی جہاز بھیج دیا جاتا ہے۔ اور مریض کو اس کے ذریعہ سے ہسپتال میں لے آتے ہیں۔ بعض خطوں کے باشندے اس عمل کو پسند نہیں کرتے۔ یہ لوگ ہوائی جہاز کو دیکھ کر نہایت خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی چھپ جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ کوئی جن یا بھوت ہے۔ جو انہیں اس دنیا سے اٹھا کر دوسری دنیا میں لیجاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ قومیں کون ہیں۔ اور انہوں نے اپنی بود و باش کے لئے قطب شمالی کی قربت کیوں اختیار کی؟ یہ لوگ دراصل ایشیا کے ان قدیم باشندوں کی اولاد ہیں جن پر قدیم منگول قوم نے تبت کے پہاڑوں سے نکل کر حملہ کیا تھا۔ اور یہ لوگ بھاگ کر شمال کے خطوں میں پناہ گیر ہوئے تھے۔

[illegible] ء میں شہر [illegible] پارک میں اٹھارہ فٹ زمین کھودنے پر ان قدیم باشندوں کی بہت سی نشانیاں ملی ہیں۔ جو ان خطوں میں اب سے پچاس ہزار سال پہلے آباد تھے۔ ان میں آدمیوں کی اور لومڑیوں اور گھوڑوں کی ہڈیاں بھی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ عجیب و غریب وضع کے زیورات اور حفاظت کے اوزار ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ ایشیا کی قدیم ترین قومیں یہاں رہا کرتی تھیں۔ اور یہی لوگ ان تاریکی کے باشندوں کے مورث تھے۔

یہاں کے رہنے والے اپنے کھانے کے لئے اناج کی کاشت نہیں کر سکتے۔ ان کی زندگی کے صرف دو ذرائع ہیں۔ بارہ سنگھے کا گوشت اور سمندر کی مچھلیاں۔ یہ یہاں بڑے کارآمد جانور ہیں۔ اور ان کی تقریباً تمام ضرورتوں کو پورا کر دیتے ہیں۔ اس پر سواری کرتے ہیں۔ برف پر چلنے والی گاڑیوں میں جوتتے ہیں۔ اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور جاڑوں کے لئے خشک کر کے رکھتے ہیں۔ اس کا چمڑا لباس بنانے میں کام آتا ہے۔

ان سرد مقامات میں دنیا کی عجیب و غریب مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔ یہاں کی وہیل مچھلی اور [illegible] مچھلی کا ذکر سب لوگوں نے سنا ہوگا۔ ان کے علاوہ [illegible] بھی پائی جاتی ہیں۔

[illegible] اکثر [illegible] تو [illegible] میں رہ کر جاڑوں [illegible] کشتیوں کے کھیلنے [illegible] جانتے ہیں کیونکہ [illegible] کرنا ناممکن ہوتا ہے۔

یہ تمام [illegible] صرف ایک [illegible] ان لوگوں میں [illegible] ہر شخص [illegible] اگر کوئی بیمار ہوتا ہے۔ [illegible] تو خوشی کے تمام لوگ [illegible] ہو جاتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ [illegible] کمزور نہ ہے۔ ایک عجیب رسم یہ ہے کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے برف پر ڈال دیتے ہیں۔ اگر کمزور ہوتا ہے تو سردی سے مر جاتا ہے اور اگر زندہ رہتا ہے۔ تو اسے اٹھا لیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ لڑکا قوی ہے۔ اور نسل کو قائم رکھے گا۔

یہاں کے باشندے جہل اور کثافت میں مبتلا ہیں۔ بعضوں نے مسیحی مذہب اختیار کر لیا ہے لیکن عموماً لوگ شامانی مذہب کے پیرو ہیں۔ یہ دنیا کا سب سے قدیم مذہب سمجھا جاتا ہے۔ اس کے عقائد بھی عجیب و غریب ہیں۔ ان کے ہاں چھوٹے اور بڑے دیوتاؤں کے درجے مقرر ہیں۔ مذہبی پروہت متعدد اور قربان گاہوں کا طواف کرتے ہیں۔ اور کبھی عجیب و غریب لباس پہن کر بڑے بڑے ڈھولوں کی صداؤں پر ناچتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ دیوتا اسی طرح قابو میں آتے ہیں۔ ان لوگوں نے مسمریزم میں بڑی ترقی کی ہے جس کو چاہتے ہیں بہت جلد ہپناٹزم کے زیر اثر کر لیتے ہیں۔

اس ملک میں سب سے زیادہ قابل افسوس ان اندھوں کی تعداد ہے جو آنکھوں کی بیماری یا موسم گرما میں تیز آفتاب کی چمک کے باعث اپنی بینائی کھو چکے ہیں۔ چند سال ہوئے زیریئن قوم کے ایک اندھے لڑکے نے سن لیا تھا کہ ماسکو میں کوئی ڈاکٹر اندھوں کا علاج کر کے ان کی بینائی واپس لا دیتا ہے۔ ماسکو ان کی بستی سے ہزار میل پرے ہے۔ لیکن اس لڑکے نے یہ ہمت کی اور اپنا تمام مال و اسباب بیچ کر وہاں سے چل نکلا۔ اور بندرگاہ [illegible] سے جہاز پر سوار ہو کر [illegible] پہونچا۔ وہاں کسی نے اس غریب کی سب نقدی اور کاغذات چوری کر لئے۔ ان کاغذات میں اس نے کسی سے یہ لکھوا رکھا تھا۔ کہ وہ کون ہے اور کہاں جانا ہے۔ پھر بھی اس نے ہمت نہ ہاری اور سینکڑوں میل کا سفر کرتا ہوا ماسکو پہنچا۔ یہاں اس کی باتیں کسی نے نہ سمجھیں اور اسے گداگر سمجھ کر لوگوں نے شہر سے باہر نکال دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے اسے ایک شخص کا پتہ بتا دیا۔ جو مسافروں پر بہت مہربان تھا۔ اور ان کی امداد کیا کرتا تھا جب وہاں پہنچا تو وہ شخص اس گھر کو چھوڑ کر دوسری جگہ جا چکا تھا۔ غرض مایوس ہو کر لڑکا بھیک مانگتا ہوا۔ پھر اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔

جنوب کے متمدن باشندے ان شمالی باشندوں کی حالت کو قابل رحم سمجھتے ہیں لیکن وہ لوگ خود ہمارے رحم کے طالب نہیں۔ ان میں سے ایک آدمی نے کسی سیاح سے کہا تھا۔ "ہم لوگ تمہارے گنجان شہروں میں رہنا نہیں چاہتے۔ ہمیں اپنی شدید سردی اور برف باری زیادہ پسند ہے۔ ہم اتنے قوی ہیں کہ ہر طرح کی آب و ہوا برداشت کر سکتے ہیں۔ ہم تمہاری کتابیں پڑھ کر اپنی آنکھیں خراب کرنا نہیں چاہتے۔"

پھر بھی یہ کہنا ضروری ہے۔ کہ ان لوگوں کی زندگی مصیبت اور تاریکی کا گھر ہوتی ہے۔ انہیں خانگی آرام و آسائش حاصل نہیں موسم سرما میں ان کے چھوٹے چھوٹے جھونپڑے مردوں عورتوں اور بچوں سے بھرے رہتے ہیں۔ تاریکی کے مہینوں میں ان کی زندگیاں بھی تاریک ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس مصنوعی روشنی کا بھی کوئی بہتر سامان نہیں یہ لوگ برداشت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو ہر حالت کا عادی بنا سکتا ہے۔ اور اس کے تحمل اور برداشت کی قوت کی کوئی انتہا نہیں ہے ⁂

خبریں

عالم اسلام

— تازہ ایرانی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ایران نے جدید تعلیمی معیار پر ایک نیا دینی دارالعلوم جاری کیا ہے۔ دارالعلوم کے ناظم اعلیٰ نے افتتاح کے سلسلہ میں جو تقریر کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس درسگاہ کی تعلیم صرف فقہ، فلسفہ، منطق، نحو اور ادبیات پر ہی موقوف نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے نصاب میں وہ تمام علوم بھی رکھے گئے ہیں جو موجودہ زمانہ کے طلبہ کے لئے ضروری ہیں۔

— گذشتہ دنوں اٹلی کے مشہور مطلق العنان مسولینی نے اپنی ایک تقریر میں ایسی باتیں کہی تھیں جن سے مترشح ہوتا تھا کہ حکومت اٹلی ٹرکی کے بعض علاقوں پر قبضہ کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہے۔ اس تقریر کی وجہ سے ٹرکی میں سخت جوش پیدا ہو گیا ہے۔ حکومت دفاع کی وسیع تیاریاں کر رہی ہے۔ بجٹ میں سامان حرب اور فوج کے لئے ایک معقول رقم رکھی گئی ہے۔ ترک مدبر بھی اپنے کام میں مصروف ہیں۔ ریاستہائے بلقان سے پہلے ہی ٹرکی کے اچھے تعلقات ہیں۔ اب انہوں نے البانیہ کے اسلامی تاجدار احمد زوغو سکندر کو بھی حلیف بنا لیا ہے۔

— شاہ احمد زوغو البانیہ کی واحد اسلامی حکومت البانیہ کے حکمران ہیں۔ یہ آج تک اٹلی کے حلیف تھے۔ اٹلی اس کوشش میں تھی کہ رفتہ رفتہ البانیہ پر تسلط جما کر شاہ موصوف کو بے دست و پا کر دے۔ چنانچہ وہ اس کی فریب کارانہ سیاست کو سمجھ گئے ہیں اور وہ اٹلی سے رشتہ توڑ کر ترکی کی دوستی حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔

— ایک تازہ پیغام مظہر ہے کہ اسی سلسلہ میں شاہ زوغو عنقریب ترکی تشریف لے جائیں گے۔ ان کا یہ سفر باضابطہ اور سرکاری طور پر ہوگا۔ ترکی قلمرو میں آپ کا شاندار استقبال کیا جائیگا اور امید ہے کہ البانیہ اٹلی سے بے نیاز ہو کر میثاق بلقان میں شریک ہو جائے گا۔

— حکومت عراق نے سابق وزیر اعظم حال سفیر متعینہ لندن جعفر پاشا عسکری کو مجلس اقوام میں نمائندگی کے لئے منتخب کیا ہے۔ توفیق بے سویدی ان کی جگہ لندن میں سفارت کے فرائض انجام دیں گے۔

— ایک تازہ خبر ظاہر ہے کہ عراق کی وزارت مستعفی ہو گئی۔

— یہ تجویز زیر غور ہے کہ نہر سویز کے نیچے ایک نہایت گہری اور مضبوط سرنگ کھود دی جائے جس سے ٹرینیں گذر سکیں۔ آجکل ریل کے مسافر کشتی کے ذریعہ نہر کو عبور کرتے ہیں۔

— گذشتہ ہفتہ مسجد آیا صوفیہ (استنبول) کی دیواریں شق ہو گئیں۔

— شامی لبنان کی وادی نظر کا پادری مسلمان ہو گیا۔ محکمہ شرعیہ میں اس کے اعلان اسلام کی باقاعدہ رجسٹری ہو گئی۔

— ایران میں ریلوے کی توسیع کا کام کامیابی سے جاری ہے۔ شمالی لائن شاہی تک اور جنوبی لائن صالح آباد تک مکمل ہو چکی ہے۔ یہ [illegible] دشوار گذار راستوں سے گذرتی ہیں اور [illegible] آرام دہ ثابت ہو رہی ہیں۔

— [illegible] نے شاہ [illegible] عراق کی حکومت میں ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی موٹر بطور تحفہ پیش کی ہے۔ موٹر چلانے میں شاہ مرحوم نہایت مشتاق تھے۔

ہندوستان

— حکومت نے ۲۷ر اگست کو خان عبدالغفار خاں اور ان کے بھائی ڈاکٹر خان کو رہا کر دیا۔ ان دونوں کو حکومت سرحد سے وظیفہ ملیگا۔

— صوبہ بہار میں طغیانی بدستور زوروں پر ہے۔ طوفان نے دربھنگہ اور اس کے نواحی علاقوں میں بھی قیامت برپا کر دی ہے۔

— الہ آباد یکم ستمبر: یو پی کے مشرقی حصص ابھی تک زیر آب ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ غازی پور کے قریب دریائے گنگا چڑھ رہا ہے اور اکثر مقامات میں شہر کے بازاروں میں سیلاب کا پانی پہنچ گیا ہے جہاں کشتیاں چل رہی ہیں۔

— بہار سنٹرل ریلیف کمیٹی کی مجلس منتظمہ نے زلزلہ فنڈ سے دو لاکھ روپیہ سیلاب زدگان کی امداد کے لئے منظور کیا ہے۔

— حکومت ہند کے محکمہ خارجیہ کے ایک اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ دو سال تک مہاراجہ الور کی ریاست میں الیسی نشستیں ہیں۔

— سرینگر یکم ستمبر: کشمیر اسمبلی کے انتخابات شروع ہو گئے ہیں۔

— سنا ہے کہ چند روز ہوئے ایک جلسہ میں پنڈت مالویہ اور بھائی پرمانند کا جھگڑا ہو گیا اور تو تو میں میں تک نوبت پہنچ گئی۔

— وائسرائے نے ۲۵ر اگست کو اسمبلی میں تقریر کی جس میں متعدد اہم امور کا ذکر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ سول نافرمانی کے لیڈر رفتہ رفتہ مزاحمت اور مخالفت سے دست بردار ہوتے چلے جائیں گے۔ کانگریس اس تحریک کو ملتوی کر چکی ہے۔ اور اس کی بجائے دستوری پالیسی اختیار کر چکی ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ اس تحریک پر آخری پردہ گر چکا ہے۔ جدید دستور کے متعلق آپ نے فرمایا کہ جس وقت اس مسودہ نے قانون کی شکل اختیار کر لی تو آپ کو میری کوششوں پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ کہ میں ہر ممکن عجلت کے ساتھ پارلیمنٹ کے قانون کو معرض عمل میں لے آؤں گا۔

— مظفر پور (بہار)، ۳۰ر اگست آج صبح ۹ بجکر ۱ منٹ پر یہاں زلزلے کے خاصے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ جو دو سکنڈ تک جاری رہے۔ لوگ مکانوں سے نکل کر بازاروں اور سڑکوں پر پریشانی کی حالت میں جمع ہو گئے۔ ابھی تک کسی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔ سونی پور جنکشن اور پٹنہ میں بھی زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔

— انٹرنیشنل آرین لیگ بدستور مملکت حیدر آباد کے خلاف شورش برپا کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔

— گذشتہ ہفتہ دریائے گنگا کی طغیانی کا پانی بنارس میں داخل ہو گیا۔ ہندو یونیورسٹی کی اکثر عمارات خطرے میں ہیں۔

— جنوبی افریقہ کا تجارتی کمشنر آجکل ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک اخباری ملاقات میں فرمایا ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے درمیان تجارت کو فروغ دینے کے امکانات موجود ہیں۔

— گذشتہ ہفتہ لاہور میں دو تین مرتبہ خوب بارش ہوئی۔ ۲۹ر اگست کو ایک گھنٹے میں ڈھائی انچ پانی برسا۔

— تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ہارڈنگ پل کلکتہ کو کوئی اسکا طغیانی سے کوئی خطرہ نہیں۔ حفاظتی تدابیر جاری ہیں۔

— پشاور یکم ستمبر صوبہ سرحد کے گورنر کل شملہ جا رہے ہیں۔

— اسمبلی میں ہندوستان کی بحری طاقت کے نظم و نسق کا مسودہ قانون منظور ہو گیا۔

ممالک خارجیہ

— تازہ ولایتی خبروں سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ جاپان نہایت وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔

— چند روز ہوئے شہزادہ ویلز نے ایک ۱۲ سالہ فرانسیسی لڑکے کو ڈوبنے سے بچا لیا۔

— امید ہے کہ حکومت روس بہت جلد مجلس اقوام میں شامل ہو جائے گی۔

— رومانیہ کے سیاسی حلقوں میں زبردست افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ شاہ الفانسو عنقریب بخارسٹ آنے والے ہیں۔ وہ نوجوان شہزادہ آرک ڈیوک کو تخت پر بٹھانے کے سوال پر شاہ کیرول اور حکومت رومانیہ سے مشورہ کریں گے۔

انگلستان کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان میں اس وقت بہت سے برقی مراکز کام کر رہے ہیں انگلستان میں غالباً کوئی ایسا گاؤں نہیں جس میں برقی قوت نہ پہنچ چکی ہو۔ ہر گھر میں برقی چولھا موجود ہے۔

— لندن ۲۹ر اگست: معلوم ہوا ہے کہ مجلس منتخبہ کی رپورٹ نومبر کے اوائل میں نہیں بلکہ اسمبلی کے انتخابات کے بعد شائع کی جائیں گی۔ اور کانگریس کی قوت کا اندازہ لگایا جائے گا۔ اور وائسرائے ہند کو حکومت برطانیہ کی طرف سے اعلیٰ ترین خطاب یعنی نائٹ ہوڈ آف گارٹر دیا جائے گا یہ ایک نایاب خطاب ہے جو ممالک برطانیہ میں صرف تیرہ افراد کو حاصل ہے۔

— لندن ۳۰ر اگست: ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ملک معظم کے صاحبزادے شہزادہ جارج کی یونان کی شہزادی میرینا سے نسبت ہو گئی۔ شہزادی ممدوح یونان کے شاہزادے نکولس کی دختر نیک اختر ہیں۔ اسکے متعلق ذیل کا سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔

یہ امر انتہائی مسرت کا باعث ہے کہ ملک معظم اور ملکہ اپنے عزیز بیٹے شہزادے جارج اور شہزادی میرینا کی نسبت کا اعلان کرتے ہیں۔ ملک معظم اور ملکہ نے اس نسبت کو نہایت خوشی کے ساتھ منظور فرمایا ہے۔

لندن ۳۰ر اگست: مشہور سیاح، محقق اور سائنس دان سر ایجورتھ ڈیوڈ کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے جنگ عظیم کے دوران میں بیش بہا خدمات انجام دی تھیں۔ چند سال ہوئے انہوں نے آسٹریلیا میں ایک قدیم جانور کا ڈھانچہ دریافت کیا تھا۔ جو اندازاً ۱۲ کروڑ سال پہلے کا تھا۔

— معلوم ہوا ہے کہ حکومت روس آبنائے بیرنگ پر پل باندھنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے اگر روسی انجینئر اس تجویز میں کامیاب ہو گئے تو ایشیا اور امریکہ ایک دوسرے سے ملحق ہو جائیں گے۔ اور دونوں براعظموں کے درمیان پل کے ذریعہ آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ آبنائے مذکور کی کم سے کم چوڑائی ایک مقام پر تقریباً تیس میل ہے۔

— اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہسپانیہ میں پیشہ ور گداگروں کی سالانہ آمدنی ساڑھے لاکھ پاؤنڈ یعنی ۹ کروڑ روپے سے زیادہ ہے حالانکہ اس ملک میں گداگری قانوناً ممنوع ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۲۲ | یوم جمعہ ۲۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۵۵

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کے استفسار کا جواب

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

اخبار فاروق ۲۸ اگست میں پشاور کے مشہور غالی محمودی قاضی محمد یوسف صاحب کا ایک استفسار شائع ہوا ہے جس میں جناب خلیفہ قادیان کی روحانیت و قبولیت دعا کا اشتہار دیا گیا ہے۔ افسوس قادیانی جماعت بسم اللہ کے گنبد میں گرفتار اپنی خود ساختہ روحانیت کے عجیب و غریب مظاہر پیش کرتی رہتی ہے۔ اور ہم حیران ہیں کہ یہ اس قوم کا حال ہے۔ جسے حضرت مسیح موعود نے دنیا کی اصلاح کے لئے بنایا تھا کہ ان کا کثیر حصہ خود اصلاح طلب بن گیا ہے۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کسی زمانہ میں اچھے بھلے سمجھدار آدمی تھے۔ لیکن اب تو جو شخص ان کی تحریریں پڑھے گا یا تقریریں سنے گا وہ حیرت زدہ ہو جائے گا۔ کہ قاضی صاحب کیا سے کیا بن گئے۔ اور کیوں عقل کو فارغ خطی دے بیٹھے ہیں۔

قاضی صاحب اگر پیر سے "حقیقۃ الوحی" پڑھ جائیں۔ تو ان کو ابتدائی صفحات میں اپنے استفسار کا جواب مل سکتا ہے۔ لیکن "زندہ امام" کے مقابل وہ گزشتہ امام کا سہارا کیوں ڈھونڈیں۔ ان کے موجودہ امام صاحب نے جو کچھ حوالہ تذکرہ میں "بہانگ دہل" قبولیت دعا کا چیلنج بمقابلہ نصاریٰ دیا ہے۔ اس کے الفاظ قاضی صاحب نے خود یہ لکھے ہیں:۔

"آپ اپنے رسوخ سے کام لے کر پادریوں کو تیار کریں جو اپنے مذہب کی سچائی کے اظہار کے لئے بعض مشکل امور کے لئے دعا مانگیں۔ اور بعض ویسے ہی مشکل امور کے لئے جماعت احمدیہ بھی اللہ تعالےٰ کے حضور التجا کرے۔ مثلاً سخت مریضوں کی شفا کے لئے جن کو بذریعہ قرعہ اندازی آپس میں تقسیم کر لیا جائے۔ پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالےٰ کس کی سنتا ہے۔ اور کس کے منہ پر دروازہ بند کر دیتا ہے اور اگر وہ ایسا کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ ان کے دل محسوس کرتے ہیں کہ خدا کی برکتیں ان سے چھین لی گئی ہیں۔ تو پھر اے شاہزادہ۔ آپ سمجھ لیں۔ کہ خدا نے مسیحیت کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اسلام کے ساتھ اپنی رحمتیں مخصوص کر دی ہیں۔"

یہاں ان کے امام نے اپنی ذات پیش نہیں کی۔ بلکہ جماعت احمدیہ کو پیش کیا ہے۔ پھر مسیحیت کے مقابل اسلام کو رکھا ہے۔ یہ قاضی صاحب کی خوش فہمی یا پیر پرستی ہے۔ کہ انہیں جماعت کی دعاؤں میں (جماعت میں نیک آدمی بھی ہوا کرتے ہیں۔) اور ایک شخص کی دعاؤں میں فرق معلوم نہیں ہو سکا۔

باقی شخصی دعاؤں کا فیصلہ تو آسان ہے۔ میاں صاحب کو الہام لیمز قتھم بھی ہوئے جس کے لئے میعاد بھی مقرر ہو گئی۔ پھر ولیم دی کنکرر بھی کہلائے۔ یہاں بھی اور ولایت میں بھی گڑ گڑا کر دعائیں کی۔ لیکن خدا نے ان کو اور ان کی متکبر جماعت کو خدمت قرآن سے محروم رکھا۔ اور اب جبکہ کئی غیر احمدی بھی جن میں قادیانی دعاوی کے بموجب نہ تنظیم ہے نہ وہ قرآن کو جانتے ہیں۔ اپنے اپنے تراجم انگریزی شائع کر چکے یا کر رہے ہیں۔ قادیان کی کئی لاکھ کی منظم جماعت' جن میں ہزاروں ایم۔اے۔ بی۔اے مولوی فاضل وغیرہ وغیرہ موجود ہیں۔ اور جو محض خدمتِ اسلام کا دعویٰ کرتی ہے۔ لیکن آجتک خدمتِ قرآن سے محروم ہے۔ آخر اس بارہ میں ان کے امام کی دعائیں کہاں گئیں۔ اور کیوں خدا کی نصرت ان کے شاملِ حال نہ ہوئی۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب کی . . . . دعاؤں کی قبولیت کا اثر تو اسی سے ظاہر ہے۔ کہ باوجود قادیانی امام کے یہ کہہ دینے کے کہ یہ ترجمۃ القرآن ردی ہے۔ کوئی ان کا پیرو اس میں مدد نہ دے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی عاجزانہ دعاؤں کو سنکر صرف چند آدمیوں کی مدد کے لئے (کیونکہ ۱۹۱۷ء میں جبکہ قرآن کا پہلا اڈیشن شائع ہوا۔ جماعت بہت قلیل تھی) فرشتے کھڑے کر دئے۔ اور ہزاروں روپے کے خرچ سے قرآن شائع ہو گیا۔ چار پانچ سال کے قلیل عرصے میں دوسرا اڈیشن شائع ہو گیا۔ پھر بیان القرآن اور بلا متن انگریزی قرآن و صحیح بخاری وغیرہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس جماعت کے ذریعہ پھیل گئے۔ یہ محض حضرت مولانا محمد علی صاحب کی دعاؤں کی قبولیت کا نتیجہ تھا۔ کہ خدا نے جماعت لاہور کو خدمتِ اسلام کی توفیق دی۔ اگر زور بازو یا جتھے بندی اور روپے سے ہی یہ کام ہو سکتے۔ تو قادیانی اس کام کو عرصے سے کر چکے ہوتے۔ قاضی صاحب اگر آپ کو ابھی تک دعاؤں کی قبولیت کا نظارہ دکھائی نہیں دیتا تو آپ سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوگا۔

قبولیت دعا کے نتائج اور اثرات وہ ہوتے ہیں جن کے سامنے دنیا گر جائے۔ نہ کہ گھر میں بیٹھ کر بڑا بول بولدینا۔ مسیحیت کا قلعہ اگر گر رہا ہے تو اسی قرآن کے ذریعہ سے۔ آپ لوگوں کے پاس ہے کیا۔ کہ آپ عیسوئیت کے مقابل میں اسلام کی طرف سے پیش کر سکیں۔

یہ محض خدا کا فضل اور توفیق اور . . . . . . اس خاموش خادم اسلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ کہ چھوٹی سی جماعت کا خدمتِ اسلام میں آپ لوگ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتے۔

یہی نظارہ ہمیں حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہؓ میں نظر آتا ہے۔ گو ان میں سے ہر ایک کا تعلق اللہ تعالیٰ سے بہت بڑھ کر تھا۔ لیکن بوجہ قرب زمانہ نبوت محض تعلیم کی خاطر وہ اپنی دعاؤں کی قبولیت کا ڈھنڈورا نہ پیٹتے تھے۔ بلکہ ان کی دعاؤں کی قبولیت کا اثر ان کی فتوحات کی وسعت سے لگتا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے قرب اور تعظیم کی خاطر جماعت لاہور اور اس کا امیر اپنی دعاؤں کی قبولیت اور روحانیت کا ڈھنڈھورا پیٹنا مناسب نہیں سمجھتے۔ لیکن ان کی دعاؤں کی قبولیت کا اثر ان کی خدماتِ دین سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ کیا قاضی صاحب اس اثر سے منکر ہیں؟ وہ خود ہی حلفیہ بیان کر دیں۔

ایک شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ ایک مامور من اللہ بھی تحدّی سے مخالفین کو للکارتا ہے۔ اس طرح ایک غیر مامور بھی۔ تو اُن میں فرق اور امتیاز کیا رہ گیا۔ دشمن کہہ سکتا ہے۔ کہ اول الذکر بھی بناوٹی ہی باتیں کرتا ہوگا۔ جیسا موخرالذکر کر رہا ہے۔ کہ چیلنج تو قرآنی دانی کے دنیا کو بہت دیتا ہے۔ لیکن مقابلہ میں نکلنے کی جرأت نہیں کرتا۔

جماعت لاہور حضرت مسیح موعود کے مقابل کسی غیر مامور کو لانا پسند نہیں کرتی۔ اس لئے نہ دعاؤں کی قبولیت کے اور نہ روحانیت کے ڈھنڈورے پیٹتی ہے۔ نہ تحدی کرتی ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ خدا کے فضل سے اس جماعت میں کثرت سے ایسے بزرگ ہیں۔ جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور وہ روحانیت کا اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ اور یہ سب انہیں کی دعاؤں کی طفیل ہے۔ کہ اتنا بڑا کام چھوٹی سی جماعت چلا رہی ہے۔ تحدّی کے لئے ان کا لٹریچر ساری دنیا کے سامنے ہے۔ قادیانیوں یا کسی میں جرأت ہے تو میدان میں آکر مقابلہ کرے۔

فرمانروائے مانگرول کے ابر کرم کا تازہ چھینٹا

اللہ تعالیٰ ریاست مانگرول کے دیندار، فرض شناس اور فیاض فرمانروا کو صحت و توانائی کے ساتھ عمر دراز دے کہ ان کی ذات گرامی مسلمان قوم کے کمزور وجود کے لئے ایک زبردست سہارا بنی ہوئی ہے۔ ملک کے بیشتر مفید دینی و قومی کاموں کی آبیاری میں مانگرول کا چشمۂ کرم برابر حصہ لے رہا ہے۔ جہاں کہیں اور جب بھی کوئی مفید تحریک شروع ہوتی ہے اس باوقار حکمران کا دست کرم فوراً حرکت میں آجاتا ہے کیونکہ اس کے پہلو میں ایک ایسا دل ہے جو قومی احساس و درد سے لبریز ہے۔

مسلم ہائی اسکول لاہور شمالی ہند کی ایک بہترین اور شگفتہ درسگاہ ہے۔ جو نہ صرف جماعت احمدیہ بلکہ تمام مسلمانوں کی قابل قدر تعلیمی خدمت انجام دے رہی ہے۔ اس کے کارکن اور اساتذہ نہایت مخلص اور لائق ہیں لیکن اس میں سامان اور فرنیچر کی کمی تھی۔

جس کی وجہ سے طلبا کو تکلیف ہوتی ہے۔ جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر نے اس کمی کو چند اہل خیر کے سامنے پیش کیا۔ اس سلسلہ میں عالیجناب حضور نواب صاحب مانگرول سے بھی درخواست امداد کی ممدوح نے فوراً ایک سو روپیہ کی رقم عنایت فرما دی جزاک اللہ

ممدوح کچھ عرصہ سے علیل ہیں تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ آپ کے لئے دردِ دل سے دعائے صحت کریں۔

حضور نواب صاحب کا وہ دردِ قومی جو مانگرول میں بیٹھے لاہور کے طلبا کی ضروریات و مشکلات کو محسوس کرنا اور ان کے دستِ کرم کو حرکت دینا ہے یقیناً کروڑوں اربوں روپیہ سے زیادہ قیمت رکھتا ہے۔ کاش دیگر مسلمان والیان ریاست اور اہل ثروت میں بھی یہ پیدا ہو جائے۔

حکومت دکن اور ہندو رہنما

پچھلے دنوں ہندوستان کے نہایت معزز اور ذمہ دار ہندو رہنماؤں کو حیدر آباد دکن جانے اور وہاں کے حالات کو بچشم خود دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ان حضرات نے حکومت دکن کے متعلق جو آرا ظاہر کیں وہ ان متعصب ہندوؤں خصوصاً پنجاب اور دہلی کے آریہ سماجیوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے بالکل کافی ہیں جن کا شیوہ یہ ہے کہ آئے دن شہریارِ دکن اور حکومت دکن کو بدنام کرتے رہتے ہیں۔ رائٹ آنریبل سر تیج بہادر سپرو اور سر کرشنا سوامی آئر نہ ان غیر ذمہ دار جاہ پسندوں میں سے ہیں جو محض بڑے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ان کی شان میں تعریفی الفاظ کہیں۔ نہ ان کے متعلق کسی شخص کو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی کسی ذاتی غرض کے لئے دروغ بانی اور غلط بیانی ہی نہیں بلکہ قوم فروشی کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ ان دونوں حضرات نے مملکت آصفیہ کی شاندار ترقیات اور وہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے روز افزوں خوشگوار تعلقات کے متعلق بے انتہا تحسین آمیز خیالات ظاہر کئے۔ مملکت کے مستقبل کی نسبت نہایت شاندار توقعات ظاہر کیں۔ اور حیدر آباد کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ وہ بیرونی شریروں اور دراندازوں کی باتوں میں نہ آئیں۔ اور اپنی عافیت اور ترقی کو تباہ نہ کریں۔

ان دونوں حضرات کے بعد مشہور ہندو سائنس دان سر سی۔ وی۔ رامن مسز سروجنی نائیڈو کے ہمراہ حیدر آباد براڈ کاسٹنگ سٹیشن کو تشریف لے گئے۔ اور اپنی تقریر میں خاندانِ آصفیہ کی علم دوستی کو شاندار خراجِ تحسین ادا کیا اور حکومت دکن کو ان بیشمار سرگرمیوں پر مبارکباد دی جو علوم و فنون کی شاندار ترقی اور عامہ رعایا کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں اور آسائشیں بہم پہنچانے کی غرض سے جاری ہیں۔

ایک طرف ان جلیل القدر اور ذمہ دار رہنماؤں کی رائیں ملاحظہ کیجئے۔ اور دوسری طرف آریہ سبھا کے ان اعلان کو دیکھئے کہ ہندوستان کے آریہ سماجی "حیدر آباد ڈے" منا کر احتجاجی جلسے منعقد کریں۔ جس میں یہ شکایت کی جائے کہ رسوائے عالم آریہ اُپدیشک رام چندر کا داخلہ ریاست میں کیوں بند کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس بدزبان اور دریدہ دہن شخص سے حکومت دکن نے انتہائی رعایت کی ہے کہ اس کے خلاف مقدمہ واپس لے لیا اور زیادہ سے زیادہ صرف اتنا کیا کہ اس کا داخلہ مملکت کے اندر بند کر دیا تاکہ اس کی بدزبانی کی وجہ سے دکن کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان افتراق پیدا نہ ہونے پائے۔ گویا حکومت دکن کا یہ فعل بھی انہی خوبیوں کا حامل ہے۔ جن کے لئے سر تیج بہادر سپرو اور سر کرشنا سوامی آئر نے اس کو خراج تحسین ادا کیا ہے۔ جس وقت تک تعلیم یافتہ اور معزز اشخاص حکومت دکن کی برکات کو محسوس کرتے ہیں شرارت پیشہ لوگوں کی کوئی حرکت قلمرو مذکور کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (انقلاب)

آریہ سماج بھدرواہ کا سالانہ جلسہ

اور ایک آریہ اُپدیشک سے گفتگو

از جناب سید اختر حسین صاحب احمدی مولوی فاضل مبلغ اسلام

بھدرواہ میں آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۴ اور ۱۵ اگست کو منعقد ہونا قرار پایا تھا جس کے لئے باہر سے کچھ آریہ اپدیشک بھدرواہ میں تشریف لائے۔ پنڈت شوب دیو جی جو پہلے آریہ سماج انارکلی لاہور کے اپدیشک رہ چکے ہیں اور آج کل اودھم پور میں طباعت کا کام کرتے ہیں اسی سلسلہ میں وارد ہوئے۔ اور آکر بعض مسلمانوں سے خواہش ظاہر کی کہ احمدی مبلغ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے سکرٹری صاحب کی طرف سے آریہ سماج کے سکرٹری کو مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔ جس کے جواب میں سیکرٹری آریہ سماج نے بعض وجوہات کی بناپر مناظرہ سے انکار کر دیا۔ لیکن ۱۴ اگست کی شام کو جلسہ ہوا جس میں آریہ اپدیشکوں نے اسلام پر اعتراضات کئے۔ خاکسار نے جلسہ میں ہی پریذیڈنٹ کو لکھا کہ یا تو ایسے اعتراضات نہ کئے جائیں اور غلط فہمی نہ پھیلائی جائے۔ ورنہ ہم کو جواب کے لئے موقع دیا جائے۔ یا انہیں باتوں پر مناظرہ کر لیا جائے۔ لیکن اس رقعہ کا کوئی جواب نہ ملا

ناچار ہم نے ۷ اگست اور ۸ اگست کو متواتر دو دن شام کے وقت جلسے کر کے آریوں کے اعتراضات کا جواب دیا۔ اور ساتھ ہی آریہ سماج کے عقائد پر بھی کچھ تبصرہ کیا۔ اور کہا گیا کہ اگر اعتراضات کرتے ہیں تو جوابات بھی سننے چاہئیں جس کی بہترین صورت مناظرہ ہے۔ لیکن آریہ سماج کی طرف سے اس چیلنج کو منظور نہ کیا گیا۔

۱۹ اگست کو پنڈت سنیہ دیو جی سے ایک مکان پر گفتگو شروع ہو گئی۔ پہلے تو وہ قرآن مجید پر اعتراضات کرنے لگے لیکن جب انکو صحیح صحیح جواب ملے تو کہا کہ میں تو بڑا اختلافیہ مسئلہ "قدامت روح و مادہ" کو سمجھتا ہوں۔ باقی مسائل تو حل ہو سکتے ہیں۔ میں نے کہا اسی پر گفتگو کر لیجئے۔

کہنے لگے نیست سے ہست نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا کیوں کہنے لگے کہ جو چیز نہیں اس سے کبھی کوئی چیز نہیں بنی۔ میں نے کہا۔ اگر مشاہدوں کو ہی دلیل قرار دینا ہے تو ہمارے مشاہدہ میں ہر چیز کے بنانے کیلئے آلات کی ضرورت ہے۔ لیکن سوامی دیانند جی نے خدا کو آلات کی احتیاج سے مبرا مانا ہے۔ اگر وہ آلات کے بغیر کائنات کو ترکیب دے سکتا ہے تو کیا مادہ کی احتیاج کے بغیر نہیں پیدا کر سکتا پھر میں نے کہا خدا اور روح و مادہ تینوں کو آپ لوگ قدیم مانتے ہیں لیکن قدیم چیز جو اپنے وجود کے لئے خود علت ہو اپنے اندر کوئی کمزوری قبول نہیں کرتی۔ جیسا کہ خدا کی ذات ہے۔ جو ہر کمزوری سے پاک ہے۔ مگر مادہ اور روح دونوں کے اندر کمزوریاں ہیں۔ یہ دونوں معلول ہیں۔ مادہ بے حس ہے۔ روح کا علم بتدریج ترقی کرتا ہے وغیرہ۔ اس لئے یہ قدیم نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان سے پہلے کسی وجود کا تسلیم کرنا ضروری ہے جس نے ان کے اندر یہ کمزوری رکھی ہو۔ پھر میں نے کہا کہ کسی چیز پر قبضہ کے لئے چند ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا ہبہ کے ذریعے یا بیع کے ذریعہ۔ یا ورثہ کے ذریعہ یا چوری کے ذریعہ لیکن خدا کی طرف ان میں سے کوئی صورت منسوب نہیں ہو سکتی لامحالہ اس نے نیست سے ہست کیا ہے

دیر تک یہ گفتگو جاری رہی۔ پھر گوشت خوری پر کچھ دیر بحث ہوئی۔ بالآخر ختم ہونے پر ہمارے دوست بابو نظام الدین صاحب احمدی ٹیلیگراف سگنلر نے پنڈت جی سے دریافت کیا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا خیالات رکھتے ہیں۔ اس پر پنڈت جی نے کہا۔

"جو شخص حضرت محمد صاحب کو برا کہے میں اُسے بے ایمان سمجھتا ہوں۔ مجھے دو شخصوں کا جیون پوتر نظر آتا ہے۔ ایک حضرت محمدؐ صاحب اور ایک حضرت مسیحؑ۔ حضرت محمدؐ صاحب کے متعلق میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ خدا سے سب سے زیادہ ڈرنے والے انسان تھے مولوی لوگ جو پوزیشن انکی پیش کرتے ہیں مجھے یقین ہے کہ وہ غلط ہے مجھے مولویوں کی غلط روایات پر اعتراض کا موقعہ ملتا ہے۔

ایک دفعہ پونچھ کے ایک جلسہ میلاد النبیؐ میں مجھے تقریر کے لئے بلایا گیا۔ ان دنوں مہاشہ خوشحال چند خورسند بھی وہیں تھے میں نے آیت "فاتوا بسورۃ من مثلہ" پر تقریر کی اور میں نے کہا۔ کہ میرے نزدیک اس آیت میں فصاحت و بلاغت کا دعویٰ نہیں بلکہ ان سورتوں کی بے نظیر اصلاح پیدا کرنے کا دعویٰ ہے۔ کہ جو اصلاح ان سورتوں نے پیدا کی جس طرح عرب دلیش کو برائیوں سے صاف کیا اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

میں غور کرتا ہوں کہ حضرت محمدؐ صاحب کو کیا پڑی تھی کہ تمام عرب کی مخالفت برداشت کریں۔ اور سب کو اپنا دشمن بنا لیں۔ حالانکہ لوگ انکو اپنا حاکم بنانے کے لئے تیار تھے۔ اور ہر قسم کا مال و دولت اور خوبصورت سے خوبصورت عورتیں حاضر کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت محمدؐ صاحب نے ان تمام چیزوں کو ٹھکرا دیا۔ اور اپنے مشن کو نہ چھوڑا آپ کے اندر کوئی نفسانی غرض نہ تھی صرف دنیا کی اصلاح کا خیال تھا۔ اور بالآخر عرب میں آپ نے اصلاح پیدا کر دی۔ جو کامیابی حضرت محمدؐ صاحب اور حضرت مسیحؑ کو نصیب ہوئی میرے نزدیک وہ ضرور پرماتما کی مدد سے تھی"۔

اس پر گفتگو ختم ہو گئی۔ خواہ لوگ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں اور کیسے ہی اعتراضات کرتے ہوں لیکن ان کے دل اس بات کے قائل ہو چکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بے نظیر انسان اور مصلح تھے۔

سچ ہے کہ الفضل ما شہدت بہ الاعداءُ

بوقت خط و کتابت چٹ نمبر کا حوالہ دیا کریں (منیجر)

مذاکرۂ علمیہ

چند سوالات مع جوابات

بحث حضرت عیسیٰؑ کی شادیوں، اولاد، حضرت مریم کی قبر وغیرہ پر

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۲)

سوال نمبر ۴: حضرت عیسیٰؑ نے کتنی شادیاں کیں اور آپ کے کتنے بیٹے بیٹیاں ہوئیں؟

جواب: کیا خوب گویا میرے پاس حضرت عیسیٰ کا کوئی خاندانی شجرہ موجود ہے، کل آپ پوچھیں گے کہ حضرت دانیال نبی کی بیوی اور بچوں کے نام بتاؤ۔ حضرت لیسعیاہ نبی نے کتنی شادیاں کیں اور اُن کے کتنے بچے ہوئے اور ان کے کیا کیا نام تھے، حضرت یحییٰ نے کتنی شادیاں کیں اور ان کے کتنے بچے پیدا ہوئے۔ اُن سب کے نام بتاؤ۔ اور کیا عجب ہے کہ یوں بھی ارشاد فرمادیں کہ نام بنام سب کی شان میں ایک ایک قصیدہ بھی لکھو آپ کے سوال کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے آپ کوئی مذاق کر رہے ہیں۔ صاحب من آپ بالکل خاطر جمع رکھئے۔ قیامت میں کوئی آپ سے نبیوں کی بیبیوں اور بچوں کی فہرست نام بنام نہیں پوچھیگا۔

خواہ مخواہ حاشیے چڑھانا فضول ہے

اگر آپ مسلمان ہیں تو قرآن کی اس آیت پر ایمان رکھنا آپ کے لئے کافی ہے۔ ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا لهم ازواجاً وذرية (الرعد) اور بیشک ہم نے تجھ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کی بیبیاں بھی تھیں اور بچے بھی تھے بس قصہ ختم ہے قرآن نے مجملاً سب نبیوں کی جن میں حضرت عیسیٰ بھی شامل ہیں بیبیاں اور بچے موجود ہونے کا ذکر کر دیا ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل میں پڑنا ایک مسلمان کے لئے غلطی ہے۔ جب خدا نے اس سے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں سمجھی تو خواہ مخواہ اس پر حاشیے چڑھاتے پھرنا مذہب کو ایک کھیل بنانا ہے۔

سوال نمبر ۵: کیا آجکل حضرت عیسیٰؑ نسل سے کوئی لوگ موجود ہیں۔ اگر ہیں تو کہاں؟

جواب: حضرت عیسیٰ کی قوم کے لوگ یعنی بنی اسرائیل تو دنیا کے ہر حصہ میں موجود ہیں۔ مگر ان میں سے کون حضرت موسیٰ کی نسل میں سے ہیں اور کون حضرت عیسیٰؑ کی نسل میں سے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور کونسے حضرت یونسؑ اور کونسے حضرت یحییٰ کی نسل میں سے ہیں۔ اس کی اگر آپ کو ضرورت ہے تو تحقیقات فرمائیے مجھے تو اس لغو کام کے لئے نہ فرصت ہے نہ ضرورت

سوال نمبر ۶: کیا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے عیسیٰ کی ماں مریم صدیقہ کی قبر کا کہیں کشمیر میں پتہ دیا ہے۔

جواب: جہاں تک مجھے علم ہے۔ انہوں نے حضرت مریم کی قبر کا کہیں کشمیر میں پتہ نہیں دیا۔ اور نہ انہیں اس کی ضرورت تھی، کہ لوگوں کی قبروں کے پتے بتاتے پھریں۔ حضرت عیسیٰؑ کی قبر کا پتہ بتلانے کی بھی انہیں اس لئے ضرورت پڑی تھی کہ بدقسمتی سے یہ غلط فہمی عیسائیوں میں اور بہت سے مسلمانوں میں پھیلی ہوئی تھی کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور اس سے عیسائی ان کی خدائی پر استدلال کرتے پھرتے تھے، انہوں نے ثابت کرکے دکھا دیا کہ حضرت عیسیٰؑ دوسرے نبیوں کی طرح مر گئے۔ پھر ان کی قبر بھی کشمیر میں دکھا دی۔ لیکن اگر وہ قبر نہ بھی دکھاتے تو بھی یہ صریحاً ایک غلط امر ہے کہ جس کی قبر ہمیں نظر نہ آئے وہ زندہ ہے، حضرت موسیٰ کی قبر کا کہیں نشان نہیں ہے تو کیا وہ زندہ ہیں۔ کروڑوں انسان پیدا ہوئے اور مر گئے۔ اور ان کی قبروں کا آج نشان نہیں ملتا۔ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ زندہ ہیں؟ حضرت مریم کو یہی لیلو آخر وہ بھی بیچاری مر گئیں۔ مگر قبر کا پتہ نہیں ملتا۔

سوال نمبر ۷: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا طرز عمل ایام عاشورہ محرم میں کیا تھا یعنی کس قسم کی خیرات کرتے تھے، اور مرثیہ خوانی اور سینہ زنی کے متعلق ان کا کیا عقیدہ تھا۔

جواب: کوئی خاص طرز عمل نہ تھا۔ ایام عاشورہ محرم میں کوئی خاص طرز عمل بنانا بدعت ہے، نہ رسول اللہ صلعم نے کوئی خاص طرز عمل اختیار کیا نہ آپ کے صحابہ نے۔ خیرات کے لئے ساری عمر پڑی ہے جب چاہو کرو محرم میں کیا کوئی خدا کی قبولیت کے دروازے خاص طور پر کھل جاتے ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ نہایت دردناک اور افسوسناک ہے۔ مگر مرثیہ خوانی اور سینہ زنی کرنا ایک مومن کی شان سے بعید ہے۔

مرثیہ خوانی اور سینہ زنی بدعت اور گمراہی ہے

قرآن تو صبر کرنے والوں کے لئے بشارت دیتا ہے نہ کہ مرثیہ خوانی اور سینہ زنی کرنے والوں کے لئے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ولنبلونكم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرين ۔ ۔ ۔ ۔ الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون ۝ اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون ۝ (البقرہ) اور بیشک ہم آزمائیں گے خوف سے اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنا دو۔ جو لوگ کہ جب انہیں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں یہی لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں ان آیات کو پڑھ کر صاف نظر آتا ہے کہ مرثیہ خوانی اور سینہ زنی کی بدعت کرنے والے صریح گمراہی میں ہیں۔ اور یہی حضرت مرزا صاحب کا مذہب تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اسلام کی مصیبتوں کا غم اس قدر تھا کہ کسی اور دردناک سانحہ کی طرف توجہ کی فرصت ہی نہ تھی۔ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

تیر بر معصوم مے بارد خبیث بدگہر
آسماں را مے سزد گر سنگ بارد بر زمیں

ایں دو فکر دین احمدؐ مغز جانِ ما گداخت
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں

سوال نمبر ۸: حضرت مرزا صاحب کسی کی وفات پر ختم قرآن کرتے تھے یا نہیں۔

جواب: نہیں کسی کی وفات پر ختم قرآن کرنا بدعت ہے۔ آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ سے ثابت نہیں۔

سوال نمبر ۹: ماہ رمضان میں مرزا صاحب کتنی تراویح پڑھتے تھے۔ اور ان میں ختم قرآن کرتے تھے یا نہیں۔

جواب: وہ جو کچھ کرتے تھے مطابق سنت رسول اللہ صلعم کرتے تھے۔ رسول اللہ صلعم تو رمضان میں پچھلی رات کو نماز تہجد ہی پڑھا کرتے تھے وتر ملا کر گیارہ رکعت پڑھتے تھے یعنی دو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے گئے دس رکعت کے بعد گیارہویں رکعت علیحدہ پڑھ کر سب کو وتر یعنی طاق کر دیا آپ کے صحابہ کا بھی یہی طرز عمل تھا۔ حضرت مرزا صاحب کا بھی یہی طرز عمل تھا۔

رمضان میں قرآن تہجد میں یا ویسے پڑھکر ختم کرنا رسول اللہ صلعم کی سنت ہے۔ نماز عشا کے بعد جو تراویح پڑھی جاتی ہے اور بیس رکعت اور تین وتر پڑھتے ہیں۔ یہ بعد کی ایجاد ہے۔ ایک مرتبہ لوگ رمضان کی رات میں مسجد میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے، حضرت عمرؓ ادھر سے گذرے۔ انہوں نے ایک حافظ کو حکم دیا کہ انہیں بیس رکعت نماز پڑھاؤ۔ اور اس میں انہیں قرآن سناؤ۔ یہی طرز عمل عام طور پر مسلمانوں میں رائج ہو گیا۔ اس طرح لوگ رمضان میں قرآن سن لیتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۰: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لفظ "ض" کا تلفظ کس طرح ادا کرتے تھے۔ یعنی د کے مشابہ یا ظ کے مشابہ۔

جواب: میں نے کبھی بلند آواز سے انہیں قرآن پڑھتے نہیں سنا۔ اس لئے ان کی زبان سے "ض" کا تلفظ کبھی نہیں سنا کہ کس سے مشابہ تھا۔ ظ سے یا دال سے مولوی عبدالکریم صاحب یا مولوی نورالدین صاحب نمازوں میں امام ہوا کرتے تھے وہ تو "ض" کا تلفظ ہمیشہ "ظ" کے مشابہ ہی پڑھتے تھے،

حضرت مرزا صاحب کی توجہ فرعی جھگڑوں کی طرف نہ تھی

لیکن حق یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی توجہ ظواد اور دواد کے فرعی جھگڑوں کی طرف نہ تھی۔ انہیں قطعاً اس بات کی پروا نہ تھی کہ کوئی "ض" کو ظواد پڑھتا ہے یا دواد پڑھتا ہے۔ ان کی توجہ اسلام کی حفاظت و اشاعت کی طرف اس قدر تھی کہ یہ فضول جھگڑنے والی چیزیں ان کے نزدیک قطعاً قابل توجہ نہ تھیں۔ ان کے نزدیک یہ وہ معنی چیزیں ہیں جنہیں تنگ دلوں نے جھگڑے کا موجب بنا لیا۔

سوال نمبر ۱۱: نیز حضرت مرزا صاحب نماز میں ہاتھ کدھر باندھتے تھے۔ اور آمین زور سے کہتے تھے یا کہ دل میں؟

جواب: نماز میں حضرت مرزا صاحب ہاتھ سینے پر باندھتے تھے۔ اور آمین دل میں کہتے تھے، لیکن آپ کی جماعت میں لوگ کثرت سے آمین زور سے کہتے تھے۔ اور آپ نے کبھی کسی کو

نہیں روکا میں عرض کر چکا ہوں کہ ان فرعی امور کو وہ قابل توجہ ہی نہیں سمجھتے تھے۔ اُن کے نزدیک یہ بحثیں تھیں جن پر تنگدل مولوی ناحق جھگڑتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۲۔ عموماً مسلمان اپنے تہواروں پر اپنے کھانے پر فاتحہ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کھانا تبرک ہوگیا ہے۔ اور یہ مردہ انسانوں کی روحوں کو پہنچے گا۔ اس کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب۔ یہ بدعت ہے۔ دین میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

سوال نمبر ۱۳۔ کئی مسلمان اپنے کسی عزیز کی موت پر ملاؤں کو مفت قرآن پاک تقسیم کرتے ہیں۔ نیز قرآن پاک کو میت کے ساتھ دفن بھی کر دیتے ہیں، اسلامی عقیدہ کے مطابق آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب۔ بدعت ہے۔ اور جو قرآن کو میت کے ساتھ دفن کرتے ہیں وہ بدعت کے ارتکاب کے ساتھ اپنی حماقت اور جہالت کا ثبوت بھی دیتے ہیں

سوال نمبر ۱۴۔ کئی لوگ مختلف ملاؤں سے ختم قرآن کراتے ہیں اور پھر اپنے عزیزوں کی روحوں کو بخشتے ہیں اس کا فائدہ ہے یا نہیں؟

جواب۔ یہ سب بدعت ہے۔ صدقہ خیرات کرنا یعنی محتاج و مساکین کو کھانا کھلانا یا ان کی کسی رنگ میں امداد کرنا اور اس کا ثواب میت کی روح کو بخشنا تو حدیثوں سے ثابت ہے اور اس کا ثواب مردے کی روح کو ضرور پہنچتا ہے۔ اس سے اگر یہ بھی استنباط کر لیا جائے کہ کوئی نیکی کا کام کرکے اس کا ثواب میت کی روح کو بخشا جائے تو اسے بھی مردے کی روح کو پہنچنا چاہیئے۔ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔

مُلّا پیٹ کی خاطر قرآن پڑھتا ہے

لیکن کسی ملا سے قرآن پڑھوانا ہرگز کوئی نیکی نہیں۔ مُلّا پیٹ کی خاطر قرآن پڑھتا ہے تو اس کا ثواب ہی کہاں ہوا۔ وہ تو لا تشتروا بایٰتی ثمنا قلیلا کے خلاف عمل کر رہا ہے۔ یعنی خدا تو فرمائے کہ میری آیتوں کے بدلے دنیا کی پونجی نہ خریدنا اور وہ خدا کا کلام قرآن روٹیوں کی خاطر پڑھتا ہے اسے نیکی کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ جب یہ کوئی نیکی ہی نہ رہی تو اس کا ثواب کہاں سے آئے گا۔ اور سچ تو یہ ہے مُلّا تو پیسے لیکر بھی قرآن پڑھ کر نہیں دیتا۔

ضلع اٹک کا رواج

اٹک کے ضلع میں قاعدہ ہے کہ تازہ مرے ہوئے آدمی کی قبر پر ملاؤں کو بٹھا کر چالیس دن قرآن پڑھواتے ہیں۔ قبر پر ہی ایک خیمہ لگا دیتے ہیں جس میں مُلّا نے بیٹھتے ہیں اور دونوں وقت انہیں تر بہ تر حلوا اور روٹی بھجوائی جاتی ہے۔ تاکہ قرآن پڑھ پڑھ کر تھکا دماغ خالی ہو جاتا ہے وہ اس گرما گرم اور تر بہ تر حلوے سے پھر تازہ دم ہو جائے لیکن پڑھوانے والے کو کیا خبر مُلّا نے حلوے کھاتے ہیں اور دندناتے ہیں اور مچھی پکڑتے رہتے ہیں اور جہاں کسی کو آتا دیکھا اور قرآن زور زور سے غل مچا مچا کر پڑھنا شروع کر دیا۔

قبرستان میں قرآن خواں ملانوں کی خوش وقتیاں

میرے ایک معزز دوست نے جو اٹک کے ضلع کے رہنے والے تھے ایک مرتبہ سنایا کہ میں نے قبر پر خیمہ میں ان ملانوں کو گھڑا بجاتے اور گاتے اپنے کانوں سے سنا ہے۔

" مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بہ نو " کی طرز ایک تو تال کے لحاظ سے بہت پھڑکتی ہوئی طرز ہے دوسرے گھڑے کے منہ پر جوتا پڑ رہا ہو تو آواز ایسی نکلتی ہے کہ اس کے سامنے طبلہ بھی گرد ہو کر رہ جاتا ہے۔ بس ایک سماں بندھا ہوا تھا۔ مگر جہاں باہر ان نے کسی غیر آدمی کی شکل دیکھی اور گھڑا الگ کر جوتا پاؤں میں پہن سیدھے ہو بیٹھے اور لگے غل مچا مچا کر قرآن پڑھنے۔ بھلا یہ قرآن پڑھوائی کیا ثواب رکھتی ہے۔ اور اگر فرض کرو کہ کوئی مُلّا ایسا بھلا مانس بھی نکل بھی آیا کہ وہ سچ مچ ہی قرآن پڑھتا رہا تو پیٹ کی خاطر قرآن پڑھا ہوا ثواب ہی کیا رکھتا ہے۔ جو کسی مردے کی روح کو پہنچیگا۔ پس یہ سب بدعت اور فضول ہے جس سے احتراز کرنا چاہیئے۔

سوال نمبر ۱۵۔ کئی بچوں کا پیدائشی ختنہ ہوتا ہے۔ اُن کا دوبارہ ختنہ کرنا چاہیئے یا نہیں؟

جواب۔ جن بچوں کا پیدائشی ختنہ ہوتا ہے ان کے دوبارہ ختنہ کی ضرورت نہیں۔ جب وہ چمڑا جو کاٹا جاتا ہے قدرت نے پیدا ہی نہیں کیا تو ختنہ کے وقت کاٹا کیا جائیگا۔ جب قدرت خود ہی ختنہ کر دے تو انسان کو دخل در معقولات دینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

ایک غلط فہمی کا ازالہ

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

شیخ عبد المجید صاحب بی۔ اے ایل ایل بی دومیلی نے ۲۰ جولائی ۱۹۳۴ء کے زمیندار میں "جماعت قادیان سے ایک ضروری سوال" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرا دیا تھا جس میں حضرت مسیح موعود کی طرف کچھ غلط عقائد منسوب کئے گئے تھے۔ میں صرف انہیں غلط حوالجات کی بنا پر شیخصاحب موصوف کو چٹھی لکھی جس کا جواب آجتک انہوں نے مجھے کچھ نہ دیا۔ اب پھر انہیں شیخصاحب نے یکم ستمبر ۱۹۳۴ء کے زمیندار میں مضمون لکھا ہے جس میں میرے خط کا مختصر ساذکر کرکے کچھ اقتباس بھی دیا ہے۔ اگر وہ میرا سارا خط شائع کر دیتے جو ان کی مذہبی غلط بیانیوں کے رد میں تھا تو اصل حقیقت ظاہر ہو جاتی۔ لیکن انہوں نے میرے خط کا اقتباس کچھ ایسے طرز پر دیا ہے کہ جس سے میرے مذہبی خط کو امور سیاسیہ پر بھی لگایا جا سکتا ہے۔ کہ گویا میں یا میرے دوست مضمون نویس کے سیاسی مقصد سے بھی متفق ہیں یعنی مسئلہ جانشینی سر فضل حسین صاحب میں میں نے آجتک کبھی سیاسی معاملات کے بارہ میں کسی کو کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ میری خط و کتابت محض مذہبی دائرہ تک محدود رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود اور ہماری جماعت کی نسبت جو غلط بیانی کی جائے اس کی تردید کرنا خواہ سیاسی مسلمان کی طرف سے ہو یا کسی ملاں کی طرف سے میں ضروری سمجھتا ہوں۔

اب بھی میں نے شیخصاحب موصوف کو اُن کے تازہ مضمون کے بارہ میں خط لکھا ہے اور اُن کے عقیدہ ختم نبوت کو باطل قرار دیا ہے۔ کہ جسطرح بعد آخری نبی حضرت محمد صلعم دوسرے مسلمان ایک پرانے نبی کا آنا مان کر ختم نبوت کو عملاً جھٹلاتے ہیں اسی طرح قادیانی نیا نبی لاکر اس عقیدہ ختم نبوت کا ابطال کرتے ہیں۔ اصولاً دونوں غلطی پر اور ختم نبوت کے منکر ہیں۔ ختم نبوت حقیقی معنوں میں حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ لاہور مانتی ہے ہر دو خطوں میں میں نے شیخصاحب کے سیاسی خیالات کو زیر بحث نہیں لایا۔

ہماری جماعت کا سیاسی مسلک ہمیشہ ایک ہی رہا ہے اور وہ اسلام اور مسلمانوں کی بہتری اور قوانین ملکی کی پابندی ہے

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی طبیعت اب پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

— جناب خان عبد الرحیم خاں صاحب بی اے نائب تحصیلدار کبیر والہ کی صحت کچھ عرصہ سے خراب ہے۔ آپ نہایت صالح دیندار نوجوان اور پیغام صلح کے خاص معاونوں میں سے ہیں۔

— میاں امیر دین صاحب موذن مسجد احمدیہ بلڈنگس بعارضہ پیچش و بخار علیل ہیں پہلے پاؤں پر ایک زخم ہو گیا تھا اس کی وجہ سے کئی ہفتہ تک تکلیف رہی۔

— چودھری رحمت خاں صاحب امین انجمن بعارضہ بخار ہیں۔ ان تمام اصحاب کیلئے دردِ دل سے دعائے صحت کی جائے۔

— مینجر صاحب پیغام صلح اعلان فرماتے ہیں کہ جن خریدار صاحبان کا چندہ ماہ اگست میں ختم ہو چکا ہے یا ستمبر میں ختم ہوتا ہے یا جن کے ذمہ بقایا رقوم ہیں وہ بہت جلد ادا فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ بار بار کی یاد دہانیوں اور وی۔ پی کا محصول ڈاک خواہ مخواہ ضائع جاتا ہے جس کا احباب کو خیال کرنا چاہیئے بعض احباب کے نام یاد دہانی اور کافی انتظار کے بعد وی۔ پی بھیجے گئے ہیں وہ انکو ضرور وصول کرکے اپنے اخلاقی و قومی فرض سے سبکدوش ہوں۔

— اخبار تیار ہو کر پریس جا رہا تھا کہ جناب مرزا محمد تقی بیگ صاحب احمدی سامانوی کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی افسوسناک اطلاع ملی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک خاتون تھیں اپنے پیچھے صرف ۱۳۔۱۴ یوم کا ایک بچہ چھوڑا ہے ہمیں اس صدمہ میں مرزا صاحب موصوف اور ان کے دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ضرورت ملازمین

(۲) سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ کو ایک اسسٹنٹ پیتھالوجسٹ کی مکتیسر امپیریل وٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے لئے ضرورت ہے جس کی صحت جسمانی اچھی ہو عمر ۳۵ سال سے زائد نہ ہو۔ اور ایم آر سی وی ایس یا اس کے برابر وٹرنری ڈپلوما رکھتا ہو۔ سرکاری ملازم بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ ۱۵ اگست ۱۹۳۵ء تک اسامی عارضی ہوگی جس کے بعد مستقل ہو جائے گی منظور شدہ امیدوار دو سال تک امتحاناً رہیگا۔ اور اس کے ۲۷۵، ۳۰۰ روپیہ تنخواہ اس عرصہ میں ملیگی مستقل اسامی کا گریڈ ۲۲۵۔۲۵۔۵۰۰ ۲ (اعلیٰ کارکردگی کا بار) ۳۵ — ۱۰۰۰ روپیہ ہوگا۔ مکان مفت پراویڈنٹ فنڈ بھی ساتھ ہے۔ عرضیاں ۲۷ ستمبر ۱۹۳۴ء تک پہنچنی ضروری ہیں۔ درخواستوں کے فارم و قواعد سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ سے مفت مل سکتے ہیں۔

(۳) سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ کو ایک اسسٹنٹ اگزیکٹو انجینئر کی ضرورت ہے جس کی عمر ۲۰ سال سے کم اور ۵۰ سال سے زیادہ نہ ہو۔ جو آدمی سرکاری محکمہ جات سے تخفیف میں آگئے ہوں

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۳ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۵۶

مکتوب بغداد

آریوں کی شرانگیز کذب بیانی کی تردید

بذریعہ طیارہ

بغداد مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۳۴ء

برادرِ عزیز جناب محمد منظور الٰہی صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اخبار "پیغام صلح" مورخہ ۹ اگست کے پرچہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی جانب سے تحریر شدہ مکتوب متعلق مرمت برلن مسجد احباب جماعت کی نظر سے گذرا۔ حضور کے ارشاد کے مطابق فراہمی چندہ کی تحریک کی گئی خدا کے فضل سے اس وقت تک مبلغ سات پونڈ کے قریب وعدے ہو چکے ہیں اس میں سے کچھ وصول بھی ہو گیا ہے۔ اسمائے چندہ دہندگان ۔ ۔ ۔ کی فہرست ملحق ہے۔

دوستوں کا یہ خیال ہوا کہ وعدے وصول ہونے میں دیر لگ جائے گی اور رقم کی فوری ضرورت ہے مرمت کا کام آغاز ماہ ستمبر میں شروع ہونے والا ہے۔ اس لئے سردست قرضہ لیکر ایک سو مارک کا ڈرافٹ یہاں سے براہِ راست برلن بھیج دیا جائے۔ اور بعد ازیں وعدوں کی رقم وصول ہونے پر قرض دہندہ صاحب کو رقم واپس کردی جائے۔ چنانچہ ایک دوست سے قرض لیکر کل ایک سو مارک کا ڈرافٹ جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب کے نام بذریعہ طیارہ برلن ارسال کر دیا گیا اور خط بھی لکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کار خیر میں حصہ لینے والے اصحاب کو جزائے خیر دے آمین۔

اس مرتبہ لاہور روپیہ نہیں بھیج سکا۔ انشاء اللہ آئندہ ہفتہ ارسال ہوگا۔ ساتھ ہی مذکورہ یکصد مارک اور عربی رسالہ کے طباعت وغیرہ کے اخراجات کا حساب بھی روانہ کیا جاوے گا کل بحری ڈاک سے عربی رسالہ کی ایک کاپی ارسال خدمت کی گئی ہے۔ انشاء اللہ کل پرسوں تک ایک ہزار کاپی چھپ کر آجاوے گی۔ اگر کوئی ہندوستان جانے والے دوست مل گئے تو ان کے ساتھ پانچ چھ سو کاپی لاہور بھیجدی جاویں گی۔ لیکن سردست پچاس ساٹھ نسخے بذریعہ ڈاک ارسال ہوں گے

آریوں کی کذب بیانی

پچھلے دنوں اخباروں نے آریہ گزٹ[1] کے حوالے سے عراق میں آریوں کی تبلیغی سرگرمیوں کی نسبت ایک نوٹ شائع کیا تھا غالباً وہ آپ کی نظر سے بھی گذرا ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ یہاں آریوں نے زمین خرید لی ہے اور یہ بھی درست ہے کہ وہ عنقریب عمارت بنانے والے ہیں۔ مگر عرب عورتوں کو مرتد بنانے کی اطلاع صریحاً غلط ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ آریہ گزٹ کا وہ پرچہ ارسال فرمادیں جس میں یہ خبر درج ہے۔ میں اُسے یہاں عربوں کو بتلا کر انہیں غیرت دلاؤں گا۔ اور عربی اخبارات میں اس کی تردید شائع کی جاوے گی۔ تاکہ یہاں کی پبلک آریوں کی کذب بیانیوں اور غلط پروپیگنڈہ سے آگاہ ہو۔ بہت ممکن ہے کہ حکومت کی توجہ بھی اس طرف مبذول ہو۔

اخویم اے۔ آر سلیمان میانجی صاحب کاروبار کے سلسلہ میں بصرہ تشریف لے گئے۔ باقی ہر طرح خیریت ہے۔ محمد شیر گل صاحب و ابراہیم آدم صاحب سجوانی و سید عابد علی صاحب و سلطان علی صاحب و اکرام احمد خانصاحب و محمد سالار خان و میانجی صاحب کی طرف سے حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر جملہ اصحاب کو سلام علیکم

[1] پیغام صلح ۱۳ اگست میں بھی اس کے متعلق لکھا گیا تھا یہ خبر انٹر نیشنل آرین لیگ کی طرف سے اخبارات کو بھیجی گئی تھی۔ (مدیر)

اسمائے چندہ دہندگان مرمت برلن مسجد

نام	پنس ـ شلنگ
ازجناب ابراہیم آدم صاحب سجوانی	۱
ازجناب سلطان علی صاحب	۱۰ ـ ۰
ازجناب سید عابد علی صاحب	۱۰ ـ ۰
ازجناب موسیٰ جعفر صاحب	۷ ـ ۶
ازجناب قاسم ابن محمد صاحب	۴ ـ ۰
ازجناب تصدق حسین (صاحب) قادری	۱۰ ـ ۰
ازجناب موسیٰ بھائی ابراہیم صاحب کھیتانی	۱۰ ـ ۰
ازجناب میاں محمد اسحاق صاحب	۲۰ ـ ۰
ازجناب محمد شفیع صاحب	۶ ـ ۰
ازجناب لطیف اسمٰعیل صاحب	۱۰ ـ ۰
ازجناب محمد شیر گل صاحب	۱۰ ـ ۰
ازجناب حبیب بھائی صاحب	۲ ـ ۰
ازجناب میانجی اے آر سلیمان	۷ ـ ۶
ازجناب محمد عبد اللطیف صاحب	۲ ـ ۰
ازجناب شیخ محمد رفیق صاحب انصاری	۵ ـ ۰
ازجناب مولوی لطافت حسین صاحب	۲ ـ ۰
ازجناب محمد افضل خانصاحب	۱ ـ ۰
ازجناب محمد حنیف خانصاحب	۲ ـ ۰
ازجناب اسمٰعیل محمود صاحب	۳ ـ ۰
ازجناب سید عنایت اللہ شاہ صاحب	۳ ـ ۰
ازجناب عبد الرشید صاحب	۱ ـ ۰
از ماسٹر علم دین صاحب	۱ ـ ۰
مجموعہ شلنگ	۱۳۷ ـ ۰

خاکسار:۔ تصدق حسین

چمبہ میں میرے سات دن

وفات مسیح، نزول ابن مریم اور نبوت مسیح موعود پر غیر احمدیوں اور ایک محمودی مولوی فاضل سے بحث

از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت لاہور

(۱)

شمالی ہندوستان کے پہاڑی علاقہ میں ڈلہوزی سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر ایک ہندو ریاست چمبہ کے نام سے موسوم ہے جس کی تاریخ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہیلے پٹھانوں نے اپنے زمانہ عروج میں بعض مسلمان امراء کی خدمات کے صلہ میں یہ ریاست انہیں مرحمت کی تھی اس ریاست کے دارالخلافہ یعنی شہر چمبہ میں چند وہ نیک نفوس ہیں جنہوں نے ہر قسم کی مشکلات اور مصائب اور مخالفتوں کے ہوتے مامور ربانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہا اور اپنے آپ کو جماعت لاہور سے وابستہ کر کے خدمت دین کیلئے وقف کر رکھا ہے۔ مال و دولت اور جاہ و حشمت کے اعتبار سے اگرچہ وہ سب غریب ہیں لیکن محبت دین کی جو چنگاری ان کے بالخصوص ان میں سے بعض کے دلوں میں سلگ رہی ہے وہ ہر طرح سے قابل قدر اور لائق تحسین ہے۔ اسی چنگاری کے ذریعہ سے وہ چمبہ کے ہر پڑھے لکھے نوجوان کے دل کو روشن کرنے میں ساعی ہیں۔ اور خدا کے فضل سے متعدد نوجوانوں کو انہی دو چار مہینوں میں مجدد وقت کی بیعت میں شامل کر چکے ہیں،

چمبہ کو روانگی اور راستے کے حالات

ان کا تقاضا تھا کہ مرکز سے کسی شخص کو چند دن کے لئے ان کے پاس بھیجا جائے جو مخالفین کے بعض اعتراضات کا جواب دے سکے، اور اس طرح جماعت کے لئے استحکام کا موجب ہو، اس بارہ میں سب سے پہلے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر اس خاکسار کو دعوت دی گئی لیکن وہ دعوت نامہ ایسے تنگ وقت پر پہنچا کہ وہاں پہنچنا مشکل تھا۔ اس کے کچھ دن بعد اخویم مکرم میاں غلام نبی صاحب سکرٹری اور مرزا معصوم بیگ صاحب کی تحریک پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے خاکسار کو وہاں جانے کا حکم دیا۔ میاں غلام نبی صاحب خود یہاں آئے ہوئے تھے چنانچہ انہی کی معیت میں ۳ ؍جولائی کو خاکسار بوقت ۱۱ بجے قبل دوپہر یہاں سے روانہ ہوا اور نماز مغرب کے قریب چمبہ پہنچا۔ یہ تمام سفر پیدل یا گھوڑے پر کرنا پڑتا ہے۔ لیکن پہاڑی رستہ ہونے کی وجہ سے گھوڑے کی نسبت میرے لئے پیدل زیادہ آسان تھا، رستہ نہایت خوشگوار ہے۔ اگرچہ کبھی کبھی میل کی چڑھائی اور اترائی بالخصوص چمبہ پائنٹ سے مسلسل پانچ میل کی اترائی سفر کو بہت کٹھن اور صعوبتناک بنا دیتی ہے تاہم رستہ کا تمام سبزہ زار اور چشموں کا خوشگوار پانی طبیعت کو ازحد فرحت پہنچانے اور سفر کی کوفت کو دور کرنے کا موجب ہے قریباً ساڑھے نو میل کے فاصلہ پر کھجیار نامی ایک سرسبز شاداب وادی ہے۔ جہاں مسافروں کے لئے ڈاک بنگلہ بھی ہے اور کچھ دکانیں اور ایک سرائے بھی۔ یہاں ایک بیضوی شکل کا سرسبز خطہ ہے جس پر سبز مخملی گھاس آنکھوں کو طراوت بخشتی ہے اور اس کے عین وسط میں ایک چھوٹی سی جھیل ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کی گہرائی کا پتہ نہیں۔ اس جھیل کے وسط میں سبز گھاس کا ایک جزیرہ تیرتا ہوا عجب شان دکھاتا ہے اور اس سرسبز خطہ کے چاروں طرف دیودار کے درختوں کی قطاریں اس ترتیب کے ساتھ کھڑی ہیں کہ ان کی قدرتی آراستگی پر حیرت ہوتی ہے یہ ایک ایسا نظارہ ہے جو صرف دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔

یہاں سے قریباً ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر ایک جگہ چمبہ پائنٹ کے نام سے موسوم ہے یہاں سے شہر چمبہ پہاڑوں کے وسط میں اس طرح نظر آتا ہے جیسے انگوٹھی کے اندر نگینہ۔ شہر کی تمام عمارات، محلات شاہی اور بازار وغیرہ یہاں سے صاف لیکن چھوٹے چھوٹے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر کوئی سیدھا رستہ یہاں سے چمبہ جانے کا ہوتا تو شاید ایک ڈیڑھ میل سے زیادہ کا فاصلہ نہیں لیکن پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے رستے اس قدر پیچدار اور لمبے ہیں کہ پانچ میل سے کم فاصلہ نہیں۔ اور تو دیکھی جاتی ہوئے اترائی اور اوپر چڑھائی ہونے کی وجہ سے ایک تھکے ماندے مسافر کے لئے نہایت صعبناک صورت پیدا کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جس وقت میں چمبہ پہنچا تکان کے علاوہ ضعف اس قدر طاری تھا کہ ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے، خدا بھلا کرے بھائی غلام نبی صاحب کا کہ باوجودیکہ وہ بھی میرے ساتھ پیدل سفر کر کے آئے تھے لیکن گھر پہنچتے ہی انہوں نے سب سے پہلے میرے آرام و آسائش کا بندوبست کیا۔ گرم پانی کے غسل اور تھوڑی دیر لیٹنے سے طبیعت سنبھل گئی۔

احباب سے ملاقات اور درس قرآن

عین اس وقت جب میں پہنچا جماعت کے دوسرے احباب بھی جمع ہو گئے کیونکہ اسی مکان میں جو میاں غلام نبی صاحب کے والد ماسٹر غلام رسول صاحب سابق سب اوورسیر چمبہ کی ملکیت ہے جماعت کا اجتماع اور درس و تدریس اور جمعہ وغیرہ ہوتا ہے اس دن میرے زیادہ تھکے ہونے کی وجہ سے احباب نماز مغرب پڑھنے کے بعد صرف ملاقات ہی کر کے چلے گئے، دوسرے دن میاں غلام نبی صاحب کے ساتھ خاکسار بعض احباب کے ہاں خود بھی گیا۔ رات کو پھر سب احباب جمع ہوئے ان کی فرمائش پر خاکسار نے سورہ کہف کا ایک رکوع پڑھ کر موجودہ زمانہ کے دجالی فتن اور مجدد وقت کی ضرورت اور اس کے عظیم الشان کارناموں پر ایک مختصر سی تقریر کی۔ اس موقع پر بعض غیر از جماعت احباب بھی آ گئے اس لئے انہیں خاص طور پر امام وقت کے ساتھ ہو کر خدمت دین میں حصہ لینے کی دعوت دی گئی اور یہ بھی کہا گیا کہ جس صاحب کو اس سلسلہ اور اس کے مقدس بانی کے متعلق کوئی شکوک اور اعتراضات ہوں وہ بخوشی خاطر پیش کر سکتے ہیں۔

نزول مسیح پر گفتگو

اس وقت تو کوئی صاحب نہ آئے لیکن اگلے دن یعنی ۵ ؍جولائی کو ظہر کے وقت ایک صاحب چند سوالات لیکر آئے جو نزول مسیح کی احادیث پر مبنی تھے، میں نے انہیں بتایا کہ ان احادیث کے متعلق دو باتیں غور طلب ہیں۔

(۱) قرآن کریم صراحت کے ساتھ اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم فوت ہو چکے ہیں۔ اور جو شخص فوت ہو جائے اس کا دوبارہ لوٹ کر آنا یہ بھی قرآن کے رو سے ممتنع ہے جیسا کہ انھم لا یرجعون سے ثابت ہے۔

(۲) نزول مسیح کی احادیث میں بخاری اور مسلم دونوں میں یہ لفظ آئے ہیں۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم، یہاں امامکم منکم کے الفاظ اس بات پر شاہد و ناطق ہیں کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔

(۳) حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا پھر دنیا میں آنا آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے قطعاً خلاف ہے

وفات مسیح پر بحث

ان ہر سہ امور کی وضاحت کے بعد بحث وفات مسیح چھڑ گئی اور جب آیت انی متوفیک پیش کی گئی، تو سائل نے علماء تراجم کے مطابق اس کا ترجمہ "میں تجھے پورا پھر لونگا" جس پر والذین یتوفون منکم کی آیت پیش کی گئی جس کا ترجمہ یہی کیا گیا ہے کہ "جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں"، تو اسپر سائل زیادہ دیر تک نہ چل سکا اور بحث کو دوسرے دن پر ملتوی کر دیا"

اگلے روز ۶ ؍جولائی کو پھر وفات مسیح پر بحث شروع ہوئی اور رات کے بارہ بجے تک جاری رہی جس میں زیادہ تر آیہ کریمہ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الخ زیر بحث تھی، جس کی پہلی آیات سے خاکسار نے یہ دکھایا کہ وہاں مسیح علیہ السلام کے مشابہ بالمصلوب و المقتول ہونے اور یہودیوں کے اس شک کا ذکر ہے کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو یقیناً قتل کیا ہے یا نہیں آگے چل کر قرآن کریم فرماتا ہے کہ باوجود ان سب باتوں کے اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) میں سے کوئی بھی نہیں جو اپنی موت سے پہلے مسیح کے مصلوب ہونے پر یقیناً ایمان نہ لائے۔ اس پر تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی لیکن ترتیب مضمون اور بہ اور موتہ کی ضمائر کا مرجع ان معنوں کے سوائے کسی اور معنی کی اجازت سائل کو نہ دیتا تھا، اس لئے اس کو چھوڑ کر دوسرے دلائل کی طرف رجوع کیا۔

مسیح کے دو مختلف حلیے

جن میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سے قبل ان دو حلیوں کی طرف توجہ دلائی تھی، جو بخاری میں مسیح ناصری اور آنے والے مسیح کے بیان کئے گئے ہیں۔ سائل صحیح بخاری کا ایک نسخہ لایا تھا جس میں صرف ترجمہ ہی تھا متن نہ تھا۔ اس نے وہ پیش کر کے اصل احادیث کا مطالبہ کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ تھوڑی سی کوشش سے اس ترجمہ میں سے بھی وہ دونوں احادیث اکٹھی مل گئیں جن میں حلیوں کا اختلاف موجود تھا۔ اس کی کوئی توجیہہ سائل نے پیش نہ کی اور ہو بھی کیسے سکتی تھی۔ جبکہ کھلے طور پر مسیح ناصری کا حلیہ جو شب معراج رسول اللہ صلعم نے دیکھا اور بیان کیا گیا ہے یعنی سرخ رنگ اور سیدھے بال اور آنیوالے مسیح کا جسے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا اس سے مختلف بتایا گیا ہے یعنی گندم گوں رنگ اور گھنگھریالے بال (ملاحظہ ہو بخاری کتاب الانبیاء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم شنبہ ۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۵۶

دوسری نیک مثال

انجمن کو آجکل مالی مشکلات کا سامنا ہے، جن کا ذکر اس سے قبل پیغام صلح کے کالموں میں ہو چکا ہے، ان مشکلات کو محسوس کرتے ہوئے سب سے پہلے ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب نے میدان عمل میں قدم رکھا اور اپنا ایک سال کا چندہ مبلغ چھ سو روپے پیشگی ادا فرما کر قوم کے سامنے ایک قابل قدر مثال پیش کر دی۔ اس نیک مثال سے . . . . متاثر ہو کر ہمارے ایک اور دیرینہ و محترم بزرگ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب جالندھری نے بھی راہ ایثار پر قدم بڑھایا اور چھ ماہ کا چندہ ماہوار پیشگی عطا فرما دیا اس کے علاوہ مستقل فنڈ، ہجرت فنڈ، اسپین فنڈ اور زکوٰۃ کی چھ ماہ کی تمام رقوم پیشگی بھیجکر قوم کے سامنے دوسری نیک مثال پیش کر دی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر اور خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے لیکن جیسا کہ اس سے قبل بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ انجمن کی مالی مشکلات کا حل اس روپے سے نہیں . . . ہو سکتا جو ان بزرگوں نے عطا فرمایا ہے کیونکہ یہ شاید اس رقم کا پندرھواں بیسواں حصہ ہے جس کی انجمن کو فوری ضرورت ہے بلکہ مشکلات کے حل کی یہ صورت ہے کہ وہ پاک احساس جو ان دو خادمان دین کے دل میں پیدا ہوا ہے جماعت کے تمام افراد میں پیدا ہو جائے۔

انجمن اخراجات کے بارہ میں نہایت احتیاط اور انتہائی کفایت شعاری سے کام لے رہی ہے۔ موجودہ مالی مشکلات کی سب سے بڑی وجہ ان دوستوں کا طرز عمل ہے جو اپنے دینی و قومی فرائض کا کما حقہ احساس نہیں کرتے۔ ان کو توجہ دلانے کے لئے ہم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل الفاظ کا اعادہ ضروری سمجھتے ہیں۔

"اگر جماعت کے احباب کے اندر اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہو تو اقتصادی حالتوں کے باوجود بھی کوئی مشکل کام میں پیدا نہ ہو مگر ایسے ایسے صاحب مال و دولت ہیں جنکے بقائے بھی ادا نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ سے ہی دعا ہے کہ وہ سب احباب کے دل میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرے اور وہ قوم کی مشکلات کو اس طرح پر محسوس کرنے لگیں جس طرح اپنی ضروریات کو کرتے ہیں۔ انہیں اپنا یہ وعدہ پورا کرنے کی توفیق ملے کہ" میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ ابھی بہت دل ہیں جن میں دینی احساس دنیوی احساس کے برابر بھی نہیں مقدم ہونا تو ایک طرف رہا۔"

پیغام صلح کی اشاعت بڑھانا ہر احمدی کا فرض ہے۔

انجمن اصلاح المسلمین شملہ کی اتحاد سوزیاں

شملہ میں چند اتحاد شکن لوگوں نے "اصلاح المسلمین" کے نام سے ایک انجمن قائم کر رکھی ہے جو تکفیر باز ملانوں کے زیر اثر ہے۔ اور جس کا کام احمدیوں کو گالیاں دینا اور مسلمانوں میں نفاق ڈالنا ہے اس کا سالانہ جلسہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ اگست کو منعقد ہوا جسکے لئے لال حسین اختر اور عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے لوگوں کی تقریروں کا اعلان کیا گیا تھا اور مختلف اجلاسوں کی صدارت کیلئے جناب علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب چودھری ابراہیم صاحب ایم۔ ایل۔ اے جناب خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب ایم۔ ایل۔ اے اور جناب مرتضیٰ صاحب ایم۔ ایل۔ اے کے اسماء شائع ہوئے تھے ۲۳ اگست کو جب یہ اعلان احباب شملہ کی نظر سے گزرا تو انہوں نے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مشورہ سے (جو اتفاق سے ان دنوں شملہ میں موجود تھے) صدر صاحبان کو زبانی اور تحریری اصلاح المسلمین کے جلسے کے مقصد سے آگاہ کیا . . . اور درخواست کی کہ آپ حضرات کی شان اس قسم کے فتنہ پرور اجتماعوں سے بالاتر ہے اس حقیقت سے آگاہ ہو کر مؤخر الذکر کے سوا باقی تینوں بزرگوں نے جلسہ میں آنا تو کجا بلکہ نفرت کا اظہار کیا اور کہا کہ ہمارا نام دھوکہ دیکر شائع کیا گیا ہے پہلے روز اس جلسہ میں لال حسین نے حضرت مسیح موعود کی شان میں بیجا گستاخی کی اور احمدیوں کو گالیاں دیں۔ قادیانی مبلغ نے اعتراضات کا جواب دینے کیلئے وقت مانگا اس پر نہایت بداخلاقی کا مظاہرہ کیا گیا۔ اور فساد ہوتے ہوتے رہ گیا۔ چنانچہ دوسرے روز پولیس کو قیام امن کے لئے خاص طور پر انتظام کرنا پڑا۔ ہماری جماعت کی طرف سے مناظرہ کا چیلنج دیا گیا شرائط بھی شائع کر دی گئیں لیکن دشنام طراز اور تکفیر باز مولویوں کو مقابلے پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس سارے ہنگامے میں ایک بات خاص طور پر محسوس کی گئی کہ قادیانیوں کے غلط عقائد کی وجہ سے مخالفین کو فتنہ انگیزی کا موقع ملتا ہے۔

شملہ حکومت ہند کا گرمائی مرکز ہونے کی وجہ سے ایک اہم مقام ہے۔ دوسری اقوام یہاں اپنے اتحاد و اتفاق کے مظاہرے کر کے حکومت پر اثر ڈالتی ہے لیکن نادان مسلمان خانہ جنگی اور برادر کشی کا تماشا دکھلا کر اپنی کمزوری اور نالائقی کا اظہار کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ تکفیر نواز ملانوں اور ان کے پیرووں کو ہدایت دے یا دامن ملت سے ان داغوں کو دور کر دے۔

مغربی آزادی نسواں کے نتائج

"(امریکہ کی) خوبصورت لڑکیاں اکثر منظر عام پر آجاتی ہیں اور اس کا انہیں بیحد شوق ہوتا ہے کیونکہ وہ نمائش حسن کی شیدا اور اپنے دلفریب جمال کی داد لینے کیلئے بیتاب رہتی ہیں . . . یہی سبب ہے کہ جب یہ خوبصورت لڑکیاں بیویاں بن جاتی ہیں تو اس وقت بھی انہیں جمال آرائی اور حسن کو برقرار رکھنے اور اس کی داد لینے کا شوق دامنگیر رہتا ہے یہیں سے شوہر اور بیوی کے تعلقات میں کشیدگی اور بالآخر جنگ ہو جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ خوبصورت ناچنے والیاں بدترین بیویاں ثابت ہوتی ہیں"۔

مسٹر جوزف سبا تھ شکاگو (امریکہ) کے ایک مشہور و معروف جج ہیں جن کی قانونی قابلیت کا شہرہ اس سرزمین تہذیب و تمدن کے ہر ایک حصہ میں کافی بلند ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نفسیات کے بھی بلند پایہ ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ گذشتہ سالوں میں انہوں نے ہزار ہا طلاق کے مقدمات کا فیصلہ کیا ہے۔ مندرجہ بالا سطور ان کی ایک تقریر سے ماخوذ ہیں۔

ہمارے ملک میں بھی مغربی تہذیب کی وبا نہایت سرعت سے پھیل رہی ہے۔ ہماری قوم کے تعلیمیافتہ نوجوان بھی اس لعنتی تہذیب کے چمکیلے جال میں گرفتار ہونا شروع ہو گئے ہیں مسلمانوں کے اندر بھی بدقسمتی سے ایسی لڑکیاں اور عورتیں پیدا ہو گئی ہیں جو یورپین لڑکیوں اور عورتوں کی اندھی تقلید کو ذریعہ ترقی اور نشان آزادی سمجھ رہی ہیں۔ کاش وہ مغرب کی آزادی نسواں کے ان عبرتناک نتائج پر غور کریں۔

یورپ اور امریکہ میں اخلاق اور انسانیت تباہ ہو رہی ہے گھر اجڑ رہے ہیں۔ آئندہ نسلیں برباد ہو رہی ہیں اور اس کے مقابلے میں ہوٹل، پارک، سینما گھر، میکدے اور قمار خانے آباد ہو رہے ہیں۔ گمراہ انسان اس کو آزادی و ترقی سمجھ رہے ہیں۔ لیکن حالات و نتائج کا فتویٰ یہ ہے کہ تہذیب نو کے پجاری اور ان کے اندھے مقلد بربادی و گمراہی کے تاریک غار کی طرف جا رہے ہیں۔

تاجدار دکن کی ہندو پروری

حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ اس ہفتہ اعلیٰحضرت شہریار دکن خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کا ایک فرمان عالی شرف صدور لایا ہے جسکا منشا یہ ہے کہ ہندو ملازمین کو جاترا جانے کیلئے چھ ماہ تک رخصت مع تنخواہ دی جایا کرے یہ اسی عالی وقار و روادار مسلمان بادشاہ کی ہندو پروری کی ایک ادنیٰ مثال ہے جسکی حکومت کے خلاف شمالی ہند کے متعصب، احسان فراموش اور اخلاق ناآشنا آریہ سماجی غوغا آرائیوں میں مصروف ہیں۔ افسوس یہ لوگ انصاف و شرافت اور شرم و حیا کے جذبات عالیہ سے قطعی طور پر محروم ہو چکے ہیں۔ ورنہ شہریار دکن کے خلاف ہرگز جھوٹا پروپیگنڈا نہ کرتے۔ ہمیں یقین ہے کہ ملک کا کوئی باخبر اور انصاف پسند انسان آریہ سماجی پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہوا ہوگا۔ مگر دولت آصفیہ کے صحیح حالات اور اعلیٰحضرت حضور نظام کا یہ فرمان عالی ایسی چیزیں ہیں جنکی اشاعت کے بعد آریہ سماجی کذب و شرارت کا پردہ بالکل فاش ہو گیا ہے اور اس حقیقت میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں رہا۔ آریہ جان بوجھ کر جھوٹ بول رہے ہیں اور ان کا مقصد محض بدامنی اور فساد پھیلانا ہے۔

"زمیندار" اور "سیاست" کی جنگ

آج کل منشی ظفر علی کے اخبار "زمیندار" اور سید حبیب کے اخبار "سیاست" کے درمیان شدید جنگ شروع ہے۔ فریقین ایک دوسرے پر بے ایمانی، جعلسازی، قوم فروشی اور زر پرستی کے شدید الزامات عائد کر رہے ہیں۔ ہندو اخبار نویسوں کو ثالث بنانے کی تجویزیں پیش ہو رہی ہیں۔ سید حبیب کا دعویٰ ہے کہ منشی اختر علی صاحب نے وزیر اعظم کپور تھلہ سے دو سو روپیہ لیا اور اس کے باوجود ان کی مخالفت کی۔ منشی ظفر علی کہہ رہے ہیں کہ سید حبیب نے فلاں فلاں جگہ سے روپیہ لیا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ باتیں کہاں تک درست ہیں لیکن یہ جنگ فریقین کے اخلاق کا کوئی اچھا پہلو پیش نہیں کرتی۔ مسلمان اس جنگ سے بیزار ہو رہے ہیں غیر مسلم اخبارات اور عوام مسلمان قوم کا تمسخر اڑاتے سنائی دے رہے ہیں۔ حالانکہ فریقین میں سے کوئی بھی مسلمانوں کا نمائندہ نہیں کہ مسلمان قوم ان کی حرکات کی ذمہ دار قرار دی جا سکے۔

دونوں فریق سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف ہیں۔ لیکن اگر یہ احمدیت کی فضول اور بے نتیجہ مخالفت کی بجائے اپنے اخلاق کو بہتر بنانے اور اپنی پوزیشن کو صاف کرنے کی کوشش کریں تو ان کے لئے بہت مفید ہوگا۔

پلول کا افسوسناک واقعہ

چند ہفتے سے شمالی ہندوستان کے تمام مسلم اخبارات اور اسلامی حلقوں میں پلول کے وٹرنری ہسپتال کے واقعہ پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہ افسوسناک حقیقت اب تمام شکوک و شبہات سے بالا ہو چکی ہے۔ کہ اس ہسپتال میں نسل کشی کی غرض سے ایک گدھا موجود ہے۔ ایک ذمہ دار سکھ سلوتری نے اس کا نام "احمد" رکھ کر اپنے تعصب اور جہالت کا ثبوت دیا ہے لیکن اس حرکت سے زیادہ رنجدہ بات یہ ہے کہ محکمہ کے حکام اس شریر انسان کو سزا دینے کی بجائے اس کی نہایت نامناسب اور اشتعال انگیز حمایت میں مصروف ہیں پہلے کہا گیا کہ گدھے کا نام "احمد" نہیں "احمق" رکھا گیا تھا اس کے بعد سکھ وزیر زراعت نے بھی اس عذر لنگ کی تائید کی اور کہا کہ مسلمانوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اب گدھے کا نام "بہادر" رکھ دیا گیا ہے ہم ابتک اس واقعہ کے متعلق بالکل خاموش رہے۔ کیونکہ ہمیں امید تھی انسپکٹر جنرل وٹرنری ڈیپارٹمنٹ اور آنریبل وزیر زراعت ضرور کوئی مناسب کارروائی کریں گے لیکن ان دونوں کا طرز عمل نہایت مایوس کن بلکہ اضطراب افزا ہے اس لئے ہم کہنا چاہتے ہیں کہ معاملہ کی اہمیت کو نظر انداز کر کے ایک شریر سلوتری کی بے جا حمایت کرنا انصاف و قانون کے علاوہ مصلحت و تدبر کے بھی خلاف ہے۔ آنریبل وزیر زراعت کو اس کا احساس ہونا چاہیئے۔ اس معاملہ میں اگر عقلمندی سے کام نہ لیا گیا تو ممکن ہے معاملہ نازک صورت اختیار کرلے۔

ہائی کورٹوں کے فیصلے

"پیغام صلح" کی ایک گزشتہ اشاعت میں عرض کیا گیا تھا کہ:۔

"احمدی جماعت کے کفر و اسلام کا سوال اس وقت تک چار ہائی کورٹوں میں آچکا ہے اور چاروں نے بالاتفاق احمدیوں کو مسلمان قرار دیا ہے ..... اگر کسی میں ہمت ہے مولوی ظفر علی خان ہوں یا چند لیڈران احرار ہوں تو انہیں چاہیئے کہ ان چار ہائی کورٹوں کے فیصلوں کو بدلوائیں اور پھر احمدیوں کی تکفیر کا نام لیں۔"

اس پر منشی ظفر علی نے شور مچا دیا کہ دیکھو احمدی خدا اور رسولؐ کے احکام کی بجائے انگریزی عدالتوں کے فیصلے پیش کر رہے ہیں اس لئے وہ مومن نہیں۔ یہ بھی ایک سفید جھوٹ ہے۔ ہم بے شمار مرتبہ نہایت مدلل طریق پر ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد اسلام کی صحیح تعلیمات کے مطابق ہیں اور قرآن و حدیث کی رو سے کسی کلمہ گو کا فر قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ مگر ملانوں کا شوق تکفیر اور منشی ظفر علی ایسے سیاسی آدمیوں کی سنہری اور روپہلی مصلحتیں خدا اور رسولؐ کے احکام کی ذرہ بھر بھی پروا نہیں کرتیں اور قرآن و حدیث کی صاف اور صریح تعلیم کے خلاف ایک خادم اسلام جماعت کو کافر قرار دے رہی ہیں چونکہ اس قسم کے مکفر مولوی اور سیاسی آدمی سب کے سب دنیادار ہیں اور اپنے دنیوی اور ذاتی مفاد کے لئے ہی اسلام اور قوم سے بے وفائی کر رہے ہیں اگر ان دنیا کمانے والوں کے سامنے سرکاری عدالتوں کے فیصلے پیش نہ کئے جائیں تو اور کیا کیا جائے کیونکہ خدا اور رسولؐ کے فرمان کو ماننے سے تو یہ عملاً انکار کر رہے ہیں۔

منشی ظفر علی کا تازہ مشغلہ

لیجئے منشی ظفر علی کے "دربار شربار" میں مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ بھی معتوب ہو گئیں۔ ۲ ستمبر کو امرتسر میں احراریوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں منشی صاحب نے بھی تقریر کی۔ اس جلسہ میں کہا گیا کہ مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ میں جب تک ایک "مرزائی" بھی ہے ہم انہیں اپنی نمایندہ جماعتیں تسلیم نہیں کریں گے۔ اس مضمون کی ایک قرارداد بھی منظور کی گئی ہے کہ ان دونوں نمایندہ اسلامی انجمنوں سے "مرزائیوں" کو نکال دیا جائے۔ اللہ اکبر عقل و انصاف سے قطع تعلق کرنے کے بعد انسان کی کیا کیفیت ہو جاتی ہے۔

اگر منشی صاحب اور ان کے ہمنوا یہ کہتے کہ مسلم کانفرنس اور لیگ میں خلاں جماعت کے آدمی نہیں اس لئے ہم اسے نمایندہ تسلیم نہیں کرتے تب تو بات تھی لیکن ان کی ضد اور اتحاد شکنی ملاحظہ ہو کہ چونکہ دوسری تمام جماعتوں کے علاوہ احمدی جماعت بھی ان میں شریک ہے اس لئے ہم ان کو نمایندہ تسلیم نہیں کرتے حالانکہ احمدیوں کی شرکت سے مسلم کانفرنس اور لیگ کی نمایندگی زیادہ موثر اور مضبوط ہو گئی ہے۔

منشی صاحب اور ان کے حصہ داروں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ سر پھرے احراریوں یا تکفیر باز کانگرسی ملانوں کی ٹولیاں نہیں کہ اس قسم کی اتحاد شکن اور لایعنی باتوں پر توجہ کریں بلکہ وہ روشن خیال اتحاد دوست اور دردمند مسلمانوں کی انجمنیں ہیں اور منشی صاحب کو یقین رکھنا چاہیئے کہ ان کا یہ شر انگیز مطالبہ کانفرنس اور لیگ کے حلقوں میں نفرت کے ساتھ ٹھکرا دیا جائے گا۔ لیکن بلکہ اغلب ہے کہ منشی صاحب اپنی اس ناکامی پر ان اسلامی انجمنوں کی دیوانہ وار مخالفت شروع کر دیں اگر ایسا ہوا تو یہ تازہ مشغلہ ان کی اسلام دشمنیوں اور اتحاد شکنیوں کی طویل فہرست میں ایک اور افسوسناک اضافہ ہوگا۔

"عصمت اللہ لائبریری"

جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایبٹ آباد سے تحریر فرماتے ہیں:۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"۔ السلام علیکم

پیغام صلح کے ماہوار ایڈیشن میں مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ" کا مضمون مولانا عصمت اللہ مرحوم کی زندگی پر نظر سے گذرا۔ خانصاحب موصوف نے جن جذبات کا اظہار فرمایا ہے اور مولانا مرحوم کی وفات کو جس قدر عظیم الشان قومی نقصان قرار دیا ہے اس میں تمام احباب جماعت ان سے متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور ہماری جماعت بلکہ دنیائے اسلام کو نعم البدل عطا فرماوے۔

خانصاحب نے ایک نہایت عمدہ تجویز پیش کی ہے جس سے مولانا مرحوم کی یاد ہمیشہ تازہ رہیگی۔ میری مراد "عصمت اللہ لائبریری" کے قیام سے ہے۔ مولانا مرحوم کی خدمات اسلامی ہی ایسی زبردست ہیں کہ ان کی یاد کبھی دلوں سے محو نہیں ہو سکتی لیکن قوم کی حیات و بقا کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اُن کے مشاہیر کی کوئی مستقل یادگار ہمیشہ ان کے سامنے رہے جو نہ صرف صاحب یادگار کا نام زندہ رکھتی ہے بلکہ آنیوالی نسلوں کے لئے بھی ترغیب و تحریص کا باعث ہوتی ہے۔

یادگاریں قائم کرنے میں عام طور پر شخص مرحوم کی زندگی کو سامنے رکھکر اس سے مناسبت رکھنے والی یادگار قائم کی جاتی ہے۔ مولانا عصمت اللہ مرحوم کی زندگی میں سے نمایاں بات آپ کی کتب بینی، وسعت معلومات اور علم دوستی تھی بس مولانا ایسے شایق کتب اور علم نواز بزرگ کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ایک لائبریری کے قیام سے بہتر کوئی اور تجویز نہیں ہو سکتی۔

ہمیں اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کوئی خاص انتظام بھی نہیں کرنا پڑتا۔ مولانا مغفور نے خود ایک گرانقدر ذخیرہ کتب انجمن کو عطا کیا ہے۔ اسی ذخیرہ میں انجمن کی اپنی کتب جیسا کہ خانصاحب نے تجویز کیا ہے شامل کر کے تمام ذخیرہ کو "عصمت اللہ لائبریری" کے نام سے موسوم کیا جاوے۔

امید ہے ہمارے ارباب حل و عقد اس تجویز پر غور فرماکر مناسب اقدام کریں گے۔ والسلام۔

(خاکسار مسعود بیگ۔ از ایبٹ آباد)

کشمیر اسمبلی کا انتخاب — کشمیر اسمبلی کے کامیاب امیدواروں میں سے مندرجہ ذیل اسماء خصوصیت سے قابل ذکر ہیں ہم ان سب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ (۱) جناب محمد عبد اللہ صاحب وکیل سرینگر (۲) جناب خواجہ سیف الدین شاہ صاحب آف بارہ مولا (۳) خواجہ علی محمد صاحب خواجہ احمد اللہ صاحب شہید کے جناب غلام محمد صاحب صادق۔

نماز میں عربی زبان
ہی اسلام کی وحدت اور زندگی کا موجب ہے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

۵ مئی کے اخبار لائٹ میں نماز بزبان عربی پر میرے نوٹ کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب لائٹ نے یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ عربی زبان کے معنی نہیں سمجھتے اُن سے وہ لوگ کیا بہتر نہیں ہیں جو اپنی زبان میں نماز سمجھ کر پڑھیں اور کہ بغیر اس کے نماز ایک فوجی قواعد رہ جاتی ہے۔ اور مجھے اس پر روشنی ڈالنے کو فرمایا ہے۔

فوجی قواعد بھی اعلیٰ درجہ کی تنظیم ہے

اس کے جواب میں میں پہلے تو اس قدر عرض کرتا ہوں۔ کہ فوجی قواعد کو بھی حقارت کی نگاہ سے دیکھنا بجائے خود غلطی ہے قواعد ایک اعلیٰ درجہ کی تنظیم پیدا کرتی ہے اور بغیر اس کے فوج کا نظام قایم نہیں رہ سکتا۔ کاش کہ مسلمان باجماعت نماز کے پابند ہوتے اور اس قواعد کی عزت کرتے۔ تو ان کی یہ غیر منظم حالت جو اب ہے نہ ہوتی۔

نماز کے ارکان اور انکا مقصد

میں اس امر کو بالکل صحیح تسلیم کرتا ہوں کہ نماز دراصل اس قلبی کیفیت کا نام ہے جو جناب الٰہی کے عظمت و جلال کے سامنے بندہ کے اپنے اعتراف عجز اور خشیت اللہ سے پیدا ہوتی ہے اور یہ اصطلاحی نماز جو قومہ و جلسہ۔ رکوع و سجدہ پر مشتمل ہے مع اپنے تمام ارکان اور الفاظ کے اسی قلبی کیفیت کو پیدا کرنے کے لئے قایم کی گئی ہے۔ الغرض کا مودب کھڑا ہونا جھکنا۔ قدموں پر سر رکھ دینا۔ ادب سے بیٹھنا یہ سب اس ذہنیت کو پیدا کرنے کے لئے ہے کہ انسان کسی اعلیٰ سے اعلیٰ ہستی کے سامنے حاضر ہے۔ اور اعتراف عجز کر رہا ہے اور اس دنیا کی پیچیدگیوں میں اس سے صراط مستقیم کا طالب ہے۔ الفاظ بھی انہی حالات کے مطابق رکھے گئے ہیں۔ اگر نماز کے الفاظ نہ بھی سمجھ میں آتے ہوں تب بھی نماز کے ارکان بجائے خود ایاک نعبد و ایاک نستعین کی عملی تفسیر ہیں۔

حضرت نبی کریمؐ کا ارشاد

اور اسی لئے آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو جس نے نماز کے ارکان صحیح طور پر ادا نہ کئے تھے اور رکوع کے بعد قومہ اور سجدوں کے درمیان جلسہ آجکل کے مسلمانوں کی طرح بہت خفیف طور پر کیا تھا۔ نماز کو دہرانے کیلئے ارشاد فرمایا۔ اور پھر بھی جب اس نے اسی طرح نماز پڑھی تو پھر دہرانے کا حکم دیا اور اس کی غلطی کی اصلاح کی۔

نماز کے حرکات و سکنات قلبی کیفیت کو پیدا کرنیکا ذریعہ ہیں

ایڈیٹر صاحب نے غلطی سے اس نماز دہرانے کو اس امر پر محمول کر لیا کہ اس نے شاید حضور قلب سے نماز نہ پڑھی تھی جو غلط ہے حضور قلب کو صرف خدا دیکھ سکتا ہے۔ انسان خواہ پیغمبر ہو نہیں دیکھ سکتا۔ ان ارکان کو پوری طرح ادا کرنے پر زور دینے کی وجہ یہ ہے۔ کہ نماز کے . . . تمام حرکات و سکنات بجائے خود اس قلبی کیفیت کو پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں جسے نماز کے ذریعہ اسلام انسان کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جس طرح باطن کا اثر ظاہر پر پڑتا ہے۔ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے۔ دل کی خوشی سے ہنسی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اگر انسان بے وجہ ہنسنا شروع کر دے۔ تو تھوڑی دیر میں سچ مچ کی ہنسی شروع ہو جائے گی۔ درحقیقت مودب کھڑا ہونا اور رکوع و سجود یعنی نماز کے ظاہری ارکان محض قلبی کیفیات کا اظہار ہیں لیکن اگر قلب سرکش ہو۔ تو قلب کو جناب الٰہی میں جھکانے کے لئے ان ارکان کو قایم کرنے سے بہتر ذرائع اور کوئی نہیں ہو سکتے۔

نماز کے الفاظ

اسی طرح وہ الفاظ بھی اسی قلبی کیفیت کو پیدا کرنے میں مدد دیتے ہیں جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں۔ اور وہ بہترین اور جامع سے جامع الفاظ ہیں جن سے ایک بندہ اپنے رب کو مخاطب کر سکتا ہے اور قرآن کریم کی جامعیت اور فصاحت و بلاغت کی وجہ سے وہ اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ کوئی زبان اس مفہوم کی اس جامعیت کے ساتھ حامل نہیں جس طرح عربی میں قرآن کریم کی سورۂ فاتحہ ان تمام مطالب پر مشتمل ہے جن سے بندہ اور اس کے خالق کے تعلقات کی تصویر کھینچ جائے اور جو بندہ کی درخواست کو اس قدر جامع طریق پر اس کے رب کے حضور میں پیش کر سکے بس جو مفہوم قرآن کریم کی سورۂ فاتحہ، یا دیگر عربی تسبیحات و تحمیدات نماز میں ادا کر سکتی ہیں۔ دوسری زبان ادا نہیں کر سکتی۔

غیر زبان والا نماز کے الفاظ کو کس طرح سمجھے

رہ گیا یہ امر کہ غیر زبان والا اسے کس طرح سمجھ سکتا ہے اُسی طرح جس طرح اگر وہ اپنی زبان میں نماز پڑھیگا تو عربی نماز کا ترجمہ یاد کرے گا۔ اور پڑھیگا بجائے اس کے عربی نماز کا ترجمہ اپنی زبان میں لفظاً لفظاً یاد کرنا پڑے گا۔ پس کیوں نہ جب عربی زبان میں نماز سکھائی جاتی ہے اسی وقت اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہی سکھا دیا جائے۔ تاکہ عربی نماز بھی قایم رہے اور اس کا مطلب بھی سمجھ میں آتا رہے۔ اور جس شخص کو عربی الفاظ یاد ہوں اُسے ان کا مفہوم ذہن نشین کر دینا اتنا مشکل نہیں جتنا (خواہ وہ اپنی زبان میں ہی ہو) لفظاً کسی عبارت کا یاد کرنا۔

علما کی غفلت

سوال یہ ہوگا کہ علما بچوں کو کیوں نہیں نماز کا مفہوم بھی سکھاتے سو یہ ان کی غلطی ہے۔ علما اپنے فرائض سے غافل ہو جائیں گے تو اس کی وجہ سے اُن فرائض کو کیا چھوڑ دیا جائیگا؟ جب ایک غیر عرب شخص نماز کے عربی الفاظ یاد کر سکتا ہے تو اسے ان الفاظ کا مفہوم اپنی زبان میں سکھا دینا کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ اور نماز کچھ اتنی زیادہ لمبی بھی نہیں ہے۔ کہ مفہوم یاد نہیں رہتا۔ صرف چند کلمات ہیں جن کو اگر کوئی عربی میں یاد رکھ سکتا ہے۔ تو اس کے لئے اپنی زبان میں اس کا مفہوم ذہن نشین کر لینا کیا مشکل ہے۔

عربی الفاظ یاد کرنا مشکل نہیں

رہ گئی یہ بات کہ عربی یاد کرنا مشکل ہے یہ غلط ہے۔ آج کروڑہا کروڑ مسلمان ہیں جن کی زبان عربی نہیں اور باایں ہمہ وہ سب عالم ہوں یا جاہل عربی زبان میں نماز پڑھتے ہیں۔ ہندوستان کے ۸ کروڑ مسلمانوں میں سے زیادہ حصہ وہ ہے جو ہندو سے مسلمان ہوئے ہوئے ہیں۔ وہی ہندو جن کی زبان سے عربی کے الفاظ کا صحیح تلفظ نہیں نکلتا۔ لیکن دیکھ لو آج وہی ہندو مسلمان ہو کر عربی کی نماز نہایت آسانی سے یاد کر لیتے اور پڑھتے ہیں۔ یہی انگریز جن کی زبان سے عربی صحیح نہیں نکلتی۔ میں نے خود انہیں عدن میں ایسی فصیح عربی بولتے سنا ہے کہ میں حیران رہ گیا۔ مصر فلسطین بغداد سب جگہ یورپین قومیں اس طرح عربی بولتی ہیں کہ حیرت ہو جاتی ہے۔ انسان جس کام کو کرنے پر آئے اس کو کر لیتا ہے۔ اور نیت کسی کام کرنے کی نہ ہو تو حیلے بہت

عربی زبان میں نماز اتحاد اسلامی کیلئے ضروری ہے

عربی زبان میں نماز صرف اس لئے ضروری ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور جب تمام دنیا کی قومیں جو مختلف زبانیں رکھتی ہیں اس کو قبول کرنے کیلئے متکلف ہیں تو ضروری ہے کہ ان کی ایک مشترک زبان ہو جس میں وہ سب متحد ہو کر عبادت کر سکیں اور تمام دنیا کی قومیں مذہباً اس مشترک زبان کے ذریعہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکیں، مل سکیں اور باہم اتحاد پیدا کر سکیں۔ اور اس کے لئے عربی سے بہتر زبان دنیا میں نہیں ہو سکتی جس میں خدا کا کلام نازل ہوا اور جو اس ملک کی زبان ہے جہاں اسلام کا پیغمبر مبعوث ہوا۔ اور جو زبان بہ اعتبار اپنی جامعیت کے بے نظیر ہے۔

عربی زبان کی دینی اہمیت

بلکہ یہی حکمت اس میں پنہاں ہے کہ دنیا کی مختلف مسلمان قوموں کا عربی قرآن اور عربی نبی محمد رسول اللہ صلعم سے رشتہ اتحاد و الفت قایم اور مستحکم ہی نہیں رہ سکتا جبتک کہ عربی قرآن اور عربی نماز کے ذریعہ عرب سے ان کے قلوب کا لگاؤ نہ قایم رکھا جائے جبدن نماز عربی زبان کی جاتی رہی اسی دن قرآن بھی عربی زبان میں جاتا رہے سوال ہوگا کہ کیوں نہ اس کا ترجمہ ہی پڑھ لیا جایا کرے۔ عربی الفاظ کا دہرانا محض تضیع اوقات ہے۔ پھر جہاں عربی زبان مسلمانوں کے گھروں سے نکل گئی وہاں ظاہر ہے کہ عرب کے نبی اور عرب کے مذہب سے بھی تعلق دلوں سے رفتہ رفتہ نکل جائے گا۔ اور اسلام کی عالمگیریت کا خاتمہ ہو کر اسلامی دنیا مختلف قوموں کی شکل میں شکستہ تسبیح کے دانوں کی طرح پراگندہ ہو جائیگی۔ اور محمد عربی صلعم اور قرآن عربی سے تعلقات کم ہوتے ہوتے ایک دو نسلوں میں اپنا اپنا پرانا قومی مذہب عود کر آئے گا اور اسلام صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔ یا عرب کا ایک قومی مذہب بنکر عرب میں ہی محدود ہو کر رہ جائیگا۔

عربی الفاظ کا فائدہ

غور کرو ایک طرف نماز کو عربی میں پڑھنا ہے جس کا یاد کرنا کچھ بھی مشکل نہیں جیسا کہ ہمیں کروڑہا انسان کا تجربہ بتا رہا ہے، جو کسر ہے نقط آجکل کے علما کی غفلت سے ہے۔ ورنہ کیا مشکل ہے

لیکن نماز عربی میں سکھائی جائے۔ اس کو اس کا مفہوم بھی بتا دیا جائے جو عربی نماز کے یاد کرنے سے یقیناً بدرجہا سہل ہے۔ اس سے جو فوائد ہیں وہ بے انتہا اہم ہیں وہ یہ کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی مذہبی زبان کا اشتراک مسلمان قوم کا آپس میں عالمگیر اتحاد اور محمد عربی صلعم اور قرآن عربی سے تعلق اور محبت اور مرکز اسلامی یعنی کعبہ سے رشتۂ اتحاد

عربی الفاظ کو ترک کرنے کا زبردست نقصان

دوسری طرف نماز کے عربی الفاظ چھوڑ دو اور اس کا ترجمہ یاد کر لو۔ نقصانات یہ ہیں کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ مل کر نہ نماز پڑھ سکتا ہے نہ حج کر سکتا ہے۔ بلکہ سمجھ نہیں سکتا کہ کس مذہب کے پیرو ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔

اپنی اپنی جگہ سب اسلامی قومیں الگ الگ منتشر ہو کر رہ گئیں محمد عربی صلعم اور قرآن عربی سے تعلق اور محبت رفتہ رفتہ غائب۔ اسی طرح کعبہ کے اسلامی مرکز سے بتدریج تعلقات منقطع نتیجہ یہ کہ اسلام کی تباہی اور بربادی اور محض اتنی بات پر کہ ہمیں چند کلمات عربی کے یاد نہ کرنے پڑیں کیونکہ ترجمہ یاد کرنے سے تو کسی نے نہیں روکا تھا۔ صرف جھگڑا عربی الفاظ کے یاد کرنے کا تھا۔ معترض کہتا ہے کہ ہم کیوں نہ ترجمہ پڑھیں۔ میں کہتا ہوں ترجمہ دل میں رکھو اور زبان سے عربی الفاظ پڑھو تاکہ ہر ایک ملک اور ہر ایک زبان کا مسلمان تمہاری عبادت میں بلکہ تمدن و سیاست میں تم سے مل سکے۔

توجہ الی اللہ صرف معنی سمجھنے پر منحصر نہیں ہے

غور کر کے دیکھ لو کہ جو نقصان عربی الفاظ کے چھوڑنے میں ہے وہ ترجمہ یاد نہ ہونے میں نہیں ترجمہ یاد نہ ہونے میں تو صرف ایک ہی نقصان ہے کہ توجہ الی اللہ اگر انسان کرنا چاہے تو کما حقہ نہیں ہو سکتی تو بہت سے لوگ ہیں جن کی مادری زبان عربی ہے یا عربی زبان اور قرآن کا علم ایسا اعلیٰ درجہ کا رکھتے ہیں کہ اگر ان سے کہا جائے تو وہ گھنٹوں سورۂ فاتحہ کے حقائق و معارف پر تقریر کر سکتے ہیں لیکن نماز میں دل کہیں ہوتا ہے خیال کہیں ہوتا ہے۔ انہیں یہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیا پڑھ گئے۔ نماز کے شروع ہونے سے لیکر ختم ہونے تک ایک منٹ کے لئے بھی انہیں توجہ الی اللہ نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہوا کہ توجہ الی اللہ فقط معنی سمجھنے پر منحصر نہیں بلکہ توجہ کو مجتمع کرنے پر منحصر ہے جو بالکل ایک جدا چیز ہے۔ جس کی بنیاد تو مودبانہ قیام اور رکوع اور سجدہ سے جو نماز کے ارکان ہیں پڑتی ہے۔ جن کا دل ان ارکان سے متاثر نہیں ہوتا۔ اُن کے لئے وہ الفاظ مدد دیتے ہیں جو پڑھے جاتے ہیں۔ جو اس سے بھی متاثر نہیں ہوتے ان کے لئے سوائے فضل ربی اور اہل اللہ کی ہی صحبت اور توجہ باطنی اور اللہ تعالیٰ کے حضور بار بار دعا اور قربانی اور مجاہدہ کے اور کیا راہ ہدایت کی ہو سکتی ہے

ایک غلط خیال

پس اس امر پر پرور دینا کہ اپنی زبان میں نماز ہو گی تو حضوری قلب ہو گا۔ بالکل غلط ہے۔ آج عربوں کو حضور قلب نصیب ہوتی تو وہ دنیا میں سب کے سب ولی ہو گئے ہوتے۔ البتہ حضوری قلب کے حصول کے لئے کوئی شک نہیں کہ نماز کا مفہوم سمجھنا بہت مدد دیتا ہے۔ اور اسی لئے جب عربی نماز یاد کی جائے تو ساتھ اس کے اپنی زبان میں نماز کا مفہوم بھی سمجھ لینا چاہیئے تاکہ حضوری قلب کے حصول میں اس سے مدد مل سکے۔

عربی الفاظ کو ہرگز ترک نہ کرو

لیکن اگر خود عربی اڑا دی جائے تو مسلمانوں کی وحدت اسلام کا عالمگیر مذہب ہونا اور عربی کتاب، عربی رسول عربی قبلہ سب سے بیگانگت اور آخر انقطاع پیدا ہو جاتا یقینی ہے۔ اس نقصان کے مقابل میں وہ پہلا نقصان کوئی چیز نہیں گو وہ بھی ہمارے اپنے ہاتھوں کا خرید کردہ ہے کہ ہم جب عربی الفاظ نماز کے سیکھتے ہیں تو ساتھ ہی کیوں نہیں اس کا مفہوم بھی سیکھ لیتے جو عربی زبان میں نماز یاد کرنے سے یقیناً بہت زیادہ آسان ہے پس نماز کا مفہوم بیشک اپنی اپنی زبان میں سمجھنا اور یاد رکھنا چاہیئے لیکن نماز کے الفاظ جو پڑھے جائیں وہ عربی ہونے چاہئیں۔ تاکہ اسلام کی عالمگیریت اور وحدت اور محمد رسول اللہ صلعم عربی نبی اور عربی قرآن اور عربی قبلہ کے ساتھ تعلق قایم رہے۔

(ماخوذ از لائٹ)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب مانگرول اپنے تازہ والانامہ میں ان تمام احمدی احباب کا شکریہ ادا کرنے کے بعد جنہوں نے ممدوح کی صحتیابی کے لئے دعا کی تھی تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"میرا مزاج خدا کے فضل اور آپ حضرات کی دعا سے رو بصحت و سکون ہوتا جاتا ہے۔ تاہم میں تو ہر حال میں اس کی مشیت پر راضی و شاکر ہوں۔ میری جانب سے جملہ ممبران کی خدمت میں اعلیٰ قدر مراتب سلام پہنچے۔"

— جناب مولوی عزیز بخش صاحب ۷ ستمبر کو ڈلہوزی سے لاہور تشریف لے آئے ہیں۔

— توقع ہے کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں لاہور تشریف لے آئیں گے۔

— مولوی سید اختر حسین صاحب، مولوی فاضل مبلغ انجمن آجکل ریاست چمبہ میں مصروف تبلیغ ہیں۔ ان کا پتہ حسب ذیل ہے: معرفت جناب غلام نبی صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ (ریاست)

— عدن کی تازہ ڈاک سے یہ معلوم کر کے بیحد مسرت ہوئی کہ اخویم محمد بشیر گل خانصاحب بغداد کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ (الحمد للہ) دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے تمام جماعت کی طرف سے بچہ کے والدین اور دیگر متعلقین کو بہت بہت مبارکباد۔

— مینجر صاحب پیغام صلح خریدار صاحبان کی خدمت میں ترسیل چندہ اور وی پیوں کی وصولی کی یاد دہانی عرض کرتے ہیں

— خواجہ غلام محمد صاحب طالب علم سری نگر بعض مشکلات میں مبتلا ہیں اور احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

— نامہ نگار حضرات اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ تمام مراسلتیں نہایت مختصر اور سادہ الفاظ میں آنی چاہئیں بغیر ضروری تفصیلات اور مضمون آرائی سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے۔ اخبار کی ضخامت بہت کم ہے جو طویل مراسلات کی قطعی طور پر متحمل نہیں ہو سکتی ہے۔ آئندہ طویل مراسلات کی ہمیں خود قطع برید کرنی پڑیگی یا ان کو نہایت افسوس کے ساتھ نظر انداز کر دیا جایا کرے گا۔

جماعت احمدیہ لاہور کا واحد اردو آرگن

اخبار "پیغام صلح"

قوم کی توجہ و امداد کا مستحق ہے اور اپنے تمام خریداروں سے درخواست کرتا ہے (۱) اگر انکے ذمہ کوئی بقایا ہو تو جلد بیکمشت یا بطریق اقساط ادا کر دیں (۲) ہر ایک خریدار کم از کم دو نئے خریدار پیدا کرے۔

انوار القرآن

پارۂ عم کے ایمان افروز حقائق و معارف

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی ایک عظیم الشان قرآنی خدمت

جن اصحاب کو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا درس قرآن سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ اس کی خوبیوں سے خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کی نظر قرآن کریم پر نہایت باریک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی فہم عطا فرمایا ہے۔ اور آپ کا طرز بیان نہایت مدلل، موثر اور دلچسپ ہوتا ہے۔ سینکڑوں غیر مسلم، دہریہ، قادیانی اور غیر از جماعت آپ کے درس کے ذریعہ صداقت کو پا گئے۔ متذبذب طبائع کے لئے آپ کا درس آبحیات کا حکم رکھتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے متعدد مقامات پر برسوں درس قرآن دیا۔ لیکن احباب کی زبردست خواہش کے باوجود اس کے نوٹ ضبط تحریر میں نہ آ سکے۔ ۱۹۳۲ء میں پیغام صلح کی دو تین اشاعتوں میں اس کے چند مختصر ٹکڑے شائع ہوئے۔ جن کی وجہ سے احباب کا اصرار زیادہ ترقی کر گیا۔

اب یہ خبر شادکامی و مسرت کے اعلیٰ جذبات کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح نے آخری پارۂ قرآن یعنی پارۂ عم کے نوٹوں کو کتابی شکل میں شائع فرمانا منظور فرما لیا ہے۔ مسودہ نظر ثانی کے بعد کاپی نویس کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اور کتابت شروع ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ جلسہ سالانہ سے قبل کتاب شائع ہو جائے گی۔ جو بڑی تقطیع کے تقریباً ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ہوگی۔ بہترین طباعت و کتابت کا انتظام کیا گیا ہے۔ کاغذ اور جلد بھی نہایت اعلیٰ اور دیدہ زیب ہوگی۔ جو اصحاب شائع ہونے سے قبل اپنی فرمائش بھیجدینگے۔ ان سے مجلد کی قیمت صرف دو روپے لی جائیگی۔ اشاعت کے بعد قیمت میں اضافہ ہو جائیگا

ڈاکٹر صاحب کافی رقم اپنے پاس سے صرف کر کے اس کو شائع کرا رہے ہیں۔ اس کی فروخت سے جو رقم وصول ہوگی اس میں سے چار سو روپے انشاء اللہ انجمن کو دینگے۔ احباب بہت جلد اس بیش بہا نعمت کو حاصل کرنے کا بندوبست کر لیں۔ تمام فرمائشیں مینجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنی چاہئیں۔

(مدیر)

(بقیہ صفحہ ۲)

اس کے بعد خاکسار نے آیت فلما توفیتنی.. الخ پیش کی اور دریافت کیا کہ مسیح علیہ السلام اگر دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ عیسائیوں نے انہیں اور ان کی ماں کو معبود بنا رکھا ہے تو ان کا یہ جواب کیونکر صحیح ہوگا کہ وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم جس سے ثابت ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے اپنی لاعلمی ظاہر کر رہے ہیں۔ سائل نے اس کے جواب میں ادھر ادھر ہاتھ مارنے کی کوشش کی لیکن کوئی توجیہ بن نہ آئی جس پر خاکسار نے بتایا کہ فلما توفیتنی کے معنی موت کے سوائے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے اور اس کی تائید میں وہ حدیث نبوی بھی پیش کی جس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی الفاظ اپنے متعلق استعمال کئے ہیں فاقول کما قال العبد الصالح فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم (بخاری کتاب التفسیر) اس پر بحث ختم ہوگئی اور گو سائل نے اپنی زبان سے دلائل کی معقولیت کا اقرار نہیں کیا لیکن حاضرین پر اس کا خاصہ اثر ہوا۔ اور انہوں نے سمجھ لیا کہ حیات مسیح کی تائید میں کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔

خطبہ جمعہ

اگلے دن جمعہ تھا جس میں جماعت کے علاوہ بعض دوسرے احباب بھی جو ہمارے سلسلہ کو اچھی نظروں سے دیکھتے اور اس کی خدمات دینیہ کی قدر کرتے ہیں جمع ہوگئے خاکسار نے جمعہ پڑھایا اور خطبہ میں حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور بیعت کی حقیقت اور جماعت کو آپ کی نصائح پڑھ کر سنائیں اور لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا۔ کہ وہ کونسی بری تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود نے اسلام کے خلاف لوگوں کو دی ہے۔ اس کے خلاف آپ نے ایک نیکوں اور راستبازوں کی جماعت پیدا کرنی چاہی ہے جس کا مقصد قرآن کے جوا کو اپنی گردنوں پر لیکر دین کی خدمت کرنا ہے اور جو لوگ اس جماعت سے واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے انفاس قدسیہ نے کیسے کیسے لوگوں کو کیسی بری حالتوں سے نکالکر کسقدر دیندار اور پاکباز بنا دیا اسی سلسلہ میں جماعت کی خدمات دینیہ اور اس کے مشنوں کا مفصل تذکرہ کیا گیا۔ اور پوچھا گیا کہ ایسے نیک کاموں میں شمولیت سے احتراز کرنا کسی مسلمان کے لئے کہاں تک جائز ہے

ضرورت مجدد پر لیکچر

اسی شام کو شہر سے باہر قریباً ۲ میل کے فاصلہ پر ایک مسجد میں، ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے رات تک لیکچر ہوا جس میں خاکسار نے آیت استخلاف پڑھ کر امت محمدیہ میں خلافت روحانی اور حدیث مجدد کی بنا پر مجددین کے آنے کا وعدہ یاد دلایا اور قرآن کریم کی حفاظت لفظی کے ساتھ حفاظت معنوی کی ضرورت بیان کرتے ہوئے مجددین یا خلفا کو اس حفاظت کا ذریعہ بتایا۔ اور گذشتہ تیرہ صدیوں میں اس وعدے کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے حاضرین کو اس طرف توجہ دلائی کہ اگر چودھویں صدی میں کوئی مجدد نہیں آیا تو قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح وعدے غلط ٹھیرتے ہیں، اس کے بعد حضرت مجدد وقت، خلیفہ ربانی مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت اور آپ کی تعلیمات اور آپ کے کاموں پر روشنی ڈالتے ہوئے حاضرین کو اس امام وقت کی بیعت کی دعوت دی لیکچر کے بعد ایک صاحب نے

کسی معترض کی کتاب سے چند اعتراض پیش کئے جو دعوے نبوت کے الزام، علماء کو دشنام دہی وغیرہ امور سے تعلق رکھتے تھے۔ ان اعتراضات کا اسی وقت تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا۔ جس پر سائل کو سر تسلیم خم کرنا پڑا اور اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی کتب کے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی جس کے دینے کا مقامی دوستوں نے وعدہ کیا۔

بعض احباب جماعت کا تذکرہ

یہ لیکچر ایک پیرانہ سال لیکن جوان ہمت احمدی مولوی نبی بخش صاحب کی تحریک کا نتیجہ تھا۔ جو تبلیغ کے کام میں پورے جوش و ہمت سے ساعی رہتے ہیں۔ ان کا فرزند نثار بخش جو درزی کا کام سیکھتا ہے دینی کاموں میں پوری دلچسپی سے حصہ لیتا اور مکان دور ہونے کے باوجود رات کو دیر تک دینی باتوں کے سننے میں مشغول رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اور بہترین خدمات دینیہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ایسا ہی ہمارے نئے احمدی دوست منشی غلام نبی صاحب منشی فاضل، سید جماعت علی شاہ میاں حسن الدین ٹیلر ماسٹر اور پرانے احمدیوں میں سے میاں شباب الدین صاحب زرگر اور میاں روشن دین صاحب جماعت کے کاموں میں خاص دلچسپی لیتے ہیں میاں غلام نبی اور مرزا محمد معصوم بیگ تو جماعت کے روح رواں ہیں، ان کے علاوہ قاسم خانصاحب خانسامہ ڈاک بنگلہ بھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ گو وہ ہماری جماعت میں باقاعدہ شامل نہیں ہیں متعدد مرتبہ انہوں نے خاکسار کو چائے کی دعوت دی اور ایک رات کھانے کی دعوت بھی دی جس کے لئے ان کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ میرے چلے آنے کے بعد ایک قادیانی مولوی کے آجانے کی وجہ سے ان کا رویہ کسی قدر بدل گیا لیکن امید ہے کہ وہ جلد ہی الاعلان ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔

اس چار روز کے مختصر قیام کے بعد ۲۸ جولائی کو خاکسار واپس ڈلہوزی چلا آیا۔ (باقی)

(بقیہ کالم ۳)

- ۴۱۔ میاں عبدالواحد صاحب معرفت چودھری سرفراز خانصاحب ۔۔ ۰—۸—۰
- ۴۲۔ چودھری ودہاوا صاحب " " ۰—۸—۰
- ۴۳۔ چودھری فتح محمد صاحب " " ۰—۸—۰
- ۴۴۔ بابو عمر الدین صاحب پارسل کلرک معرفت لوکل انجمن ۳—۰—۰
- ۴۵۔ بابو عبدالرحمان صاحب اوورسیر " " ۵—۰—۰

میزان ۱۶۲—۰—۰

میزان سابقہ ۱۴۷۸—۱۱—۰

میزانکل ۱۶۳۳—۵—۰

(مرزا محمد یعقوب بیگ)

جرمن مشن کیلئے جماعت کی نئی قربانیاں

- ۱۔ غلام قادر صاحب پوسٹماسٹر ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۰—۰—۰
- ۲۔ ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب اوکاڑہ۔ ۵—۰—۰
- ۳۔ معرفت لوکل انجمن اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر نبی بخش صاحب ۵—۰—۰
- ۴۔ محمد زمان خانصاحب معرفت ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ۱۰—۰—۰
- ۵۔ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ۵—۰—۰
- ۶۔ معرفت لوکل انجمن حضرت مولانا صدرالدین صاحب مدظلہ العالی ۱۰—۰—۰
- ۷۔ حاکم خانصاحب کوٹکے۔ معرفت ڈاکٹر سعید احمد صاحب باتھرہ۔ ۱—۰—۰
- ۸۔ قاضی عبدالرشید صاحب۔ " ۱۰—۰—۰
- ۹۔ منشی عالم خانصاحب۔ " ۱—۰—۰
- ۱۰۔ منشی میر زمان صاحب " ۲—۰—۰
- ۱۱۔ گل احمد خانصاحب پٹواری " ۱—۰—۰
- ۱۲۔ مولوی غلام حسین صاحب پٹواری " ۱—۰—۰
- ۱۳۔ جمعدار آزاد خانصاحب " ۵—۰—۰
- ۱۴۔ علی گوہر خانصاحب آف دوتار " ۲—۰—۰
- ۱۵۔ خانصاحب علی گوہر خاں صاحب وزیر وزارت " ۱۰—۰—۰
- ۱۶۔ خانصاحب محمد ایوب خاں مانسہرہ " ۵—۰—۰
- ۱۷۔ مولوی عبدالجبار خانصاحب پٹواری " ۳—۰—۰
- ۱۸۔ منشی عبدالقیوم صاحب دیگوان " ۸—۰—۰
- ۱۹۔ مولوی محمد یامین صاحب دانہ " ۱—۰—۰
- ۲۰۔ مولوی عبدالغنی صاحب " ۰—۸—۰
- ۲۱۔ ماسٹر محمد فریدوں خاں " ۲—۰—۰
- ۲۲۔ منشی محمد زمان صاحب " ۳—۰—۰
- ۲۳۔ قریشی محمد فضل صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی منصف بھوپال۔ ۳—۰—۰
- ۲۴۔ صاحب الدولہ صاحب رزولی ۱—۰—۰
- ۲۵۔ محمد فضل صاحب معرفت صاحب الدولہ صاحب ۱—۰—۰
- ۲۶۔ قاضی سمیع اللہ صاحب ۵—۰—۰
- ۲۷۔ ملک کندن خاں صاحب ۴—۰—۰
- ۲۸۔ فتح الدین صاحب نیشنل انسپکٹر آف سکولز ۵—۰—۰
- ۲۹۔ بابو محمد عبدالعزیز صاحب سٹیشن ماسٹر معرفت انچارج دفتر تحصیل ۸—۰—۰
- ۳۰۔ نا معلوم الاسم معرفت شیخ اللہ بخش صاحب بدوملی ۲—۲—۰
- ۳۱۔ ملک فضل صاحب ۶—۰—۰
- ۳۲۔ چوہدری سلطان علی صاحب معرفت چودھری سرفراز خانصاحب ۴—۰—۰
- ۳۳۔ چودھری غضنفر علی صاحب " ۱۰—۰—۰
- ۳۴۔ چودھری محمد سرفراز خاں صاحب " ۱—۰—۰
- ۳۵۔ چودھری سید احمد صاحب " ۱—۰—۰
- ۳۶۔ اہلیہ صاحبہ چودھری سید احمد صاحب " ۱—۰—۰
- ۳۷۔ شیخ اللہ بخش صاحب " ۱—۰—۰
- ۳۸۔ میاں اللہ لوک صاحب " ۱—۰—۰
- ۳۹۔ بابا علی محمد صاحب " ۱—۰—۰
- ۴۰۔ میاں عبدالحق صاحب " ۰—۸—۰

خبریں

ہندوستان!!

—— گذشتہ تین ماہ سے دہلی کے بہت سے دوکانداروں کو اس مضمون کے ہندی خطوط ملے ہیں۔ کہ اتنے دنوں میں اسقدر رقم فلاں جگہ پہنچادو۔ ورنہ تمہاری دوکان پر ڈاکہ ڈالا جائیگا۔ یا آگ لگادی جائیگی۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے۔

—— بعض لوگ گاندھی جی کو انگلستان لے جانے کی کوشش کررہے ہیں۔

—— گذشتہ دنوں سر سپرو نے کونسل آف سٹیٹ میں لوہے کے تحفظ کے بل کے متعلق ایک ترمیم پیش کرنی چاہی تھی صدر نے اجازت نہ دی اس پر سر موصوف اور متعدد ممبر واک آوٹ کر گئے۔ اب صدر نے اظہار افسوس کرکے ممبروں کی شکایات کو رفع کردیا ہے۔

—— مملکت نظام کی ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ گذشتہ سال دولت آصفیہ کی حدود میں ۷۰۵ کتابیں شائع ہوئیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے اردو (۲۶۹) تلنگو (۲۹) ہندی (۹) مرہٹی (۱۸) مارواڑی (۱) کناری (۱) عربی (۴۸) انگریزی (۵)

—— بلدیہ کلکتہ نے فیصلہ کیا۔ کہ خان عبدالغفار خان جب کلکتہ آئیں۔ تو ان کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا جائے۔ انگریز اور سرکاری ممبروں نے اس کی سخت مخالفت کی۔ لیکن قرارداد منظور ہو گئی۔

—— صوبہ بہار کے اکثر حصوں کو سیلاب سے سخت نقصان پہنچا ہے بے شمار جانی اور مالی نقصان ہوا ہے۔ وہاں کے جو حالات اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ وہ بہت ہی دردناک ہیں۔

—— ایک غیر مصدقہ خبر ہے۔ کہ پنڈت جواہر لعل نہرو سے جیل میں تمام مراعات واپس لے لی گئی ہیں

—— معلوم ہوا ہے کہ امسال مشہور ترکی خاتون خالدہ ادیب خانم ہندوستان تشریف لا رہی ہیں۔ جامعہ ملیہ دہلی میں وہ آٹھ عالمانہ خطبے دیں گی۔ جو ترکی کے گذشتہ تین صدیوں کی تاریخ پر حاوی ہونگے

—— ضلع فیروزپور کی سکھ لڑکی ہرنام کور کو جس نے ڈاکوؤں کا دلیرانہ مقابلہ کیا تھا۔ ہز ہائینس مہاراجہ پٹیالہ نے مبلغ پانچ سو روپیہ بطور انعام دیا ہے۔

—— دہلی۔ ۷ ستمبر۔ چکوال کا ایک مسلمان نوجوان جامع مسجد کے قریب مشتبہ حالت میں چکر لگاتا ہوا پایا گیا۔ پولیس نے اسے گرفتار کرلیا دریافت کرنے پر اس نے بتایا۔ کہ وہ پلول کے اس سکھ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو قتل کرنے کے لئے آیا تھا۔ جس نے گدھے کا نام احمد رکھ دیا ہے پولیس نے اُس کو عدالت میں پیش کردیا۔

—— عدالت میں اس نے اپنے مندرجہ بالا ارادہ کو بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ جس وقت وہ پلول پہنچا تو سکھ اسسٹنٹ سرجن کہیں دوسری جگہ تبدیل ہو چکا تھا۔ علاوہ ازیں اس کو اپنے بوڑھے والدین کا خیال بھی آیا کہ اگر مجھے موت کی سزا مل گئی۔ تو ان کی خبرگیری کون کرے گا اس لئے میں نے سکھ ڈاکٹر کے قتل کا ارادہ ترک کردیا۔ کیونکہ والدین کی اطاعت اولاد پر فرض ہے مجسٹریٹ نے نوجوان کو چار ماہ سزائے قید کا حکم دیا۔

—— حیدرآباد دکن۔ ۷ ستمبر۔ اعلیحضرت حضور نظام دکن ایک خاص فرمان صادر فرمایا ہے۔ کہ ہندو ملازموں کو جاترا جانے کے زمانے میں چھ ماہ کی رخصت معہ تنخواہ دی جایا کرے

—— شملہ ۸ ستمبر۔ بہار کے زلزلہ فنڈ کی میزان ۲۲۰۴۷۴۲۴ روپے تک پہنچ گئی ہے

ممالک خارجہ

—— بغداد۔ ۹ ستمبر۔ حکومت عراق نے پارلیمنٹ کو توڑ دیا ہے۔ نئے انتخاب کی تاریخیں ابھی مقرر نہیں ہوئیں۔

—— برطانیہ کے بیکاروں میں از سر نو اضافہ ہو گیا ہے۔

—— لندن۔ ۹ ستمبر۔ امسال برطانیہ کے سائنس دانوں کی انجمن کا اجلاس ایبرڈین میں نہایت کامیابی سے منعقد ہوا جس میں پندرہ سو سے زائد سائنس دان جمع ہوئے۔ ملک معظم کا پیغام بھی پڑھا گیا۔ جس میں ممدوح نے سائنس کی ترقی کے سلسلے میں اس قسم کے جلسوں کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔

—— امریکہ کے پارچہ بافی کے کارخانوں میں نہایت زبردست ہڑتال ہو گئی۔ لاکھوں مزدوروں نے کام چھوڑ دیا ہے۔ نیو انگلینڈ اور ساؤتھ میں ہڑتال کا بہت زور ہے۔ آخری اطلاع کے مطابق موں لاکھ چالیس ہزار مزدور ہڑتال کئے ہوئے ہیں۔ اس تعداد میں لحظہ بلحظہ اضافہ ہو رہا ہے کارخانے دھڑا دھڑ بند ہو رہے ہیں۔ جگہ جگہ ہنگامے اور پولیس کے ساتھ مزدوروں کے تصادم ہو رہے ہیں۔ اب تک مختلف ہنگاموں میں ۹ آدمی ہلاک اور کافی تعداد میں مجروح ہو چکے ہیں۔ صوبجاتی حکومتیں مرکزی حکومت سے فوجی امداد حاصل کر رہی ہیں۔ ہڑتالی ان مزدوروں کو جو بدستور کام کر رہے ہیں۔ مختلف طریقوں سے کام چھوڑ دینے پر مجبور کر رہے ہیں۔ حالات نازک ہو رہے ہیں۔

—— مرکزی اور مقامی حکام اس وسیع ہڑتال کی اہمیت کو کافی طور پر محسوس کر رہے ہیں۔ صدر روزویلٹ نے ایک مصالحتی بورڈ مامور کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس سے سرمایہ داروں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔

—— پیرس کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس بعض شرائط کے ساتھ علاقہ سار جرمنی کو واپس دینے پر آمادہ ہے۔

—— افغانستان کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام صوبوں میں کامل امن ہے۔ حکومت نہایت میانہ روی اور عقلمندی سے اصلاحات کا نفاذ کر رہی ہے جنہیں عوام نہایت خوشی سے قبول کر رہے ہیں۔ تعلیم کا چرچا روز بروز زیادہ ہو رہا ہے۔

—— مسٹر اینڈریوز کا بیان ہے کہ زنجبار میں عربوں اور ہندوستانیوں کے تعلقات نہایت خوشگوار ہیں سلطان زنجبار کی بھی خواہش ہے کہ دوستانہ تعلقات کو قائم رکھنے کے لئے کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔

—— لندن کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ملک معظم کی طبیعت پھر ناساز ہو گئی ہے۔

—— لندن ۷ ستمبر۔ مسٹر ڈی ویلرا جنیوا جاتے ہوئے کل لندن میں وارد ہوئے آپ کا وزیر خارجہ آئرلینڈ اور ہائی کمشنر نے استقبال کیا۔

—— ترکی میں جب سے اجنبی اور غیر ملکی مدارس کی نگرانی کا قانون منظور ہوا ہے۔ اس وقت سے غیر ملکی درسگاہوں کی تعداد میں برابر تخفیف ہو رہی ہے حال میں محکمہ تعلیم کے ایک افسر نے بعض مدارس کا معائنہ کیا معائنہ کے بعد اس نے حکومت کو رپورٹ کی ہے کہ ان مدارس کو فوراً بند کردیا جائے۔ حکومت ترکیہ کا خیال ہے کہ اجنبی مدارس کے ذریعہ غیر ملکی سیاست اپنا کام کر رہی ہے اس لئے رفتہ رفتہ اجنبی درسگاہوں کو بند کردیا جائے گا۔

—— تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ نے عقبہ میں بحری قانون کا نفاذ کردیا ہے جس زمانہ میں شریف حسین اور سلطان ابن سعود میں جنگ ہو رہی تھی انگریزوں نے اس مقام پر قبضہ کیا تھا۔

شدھی اور تبلیغ کا مقابلہ

شردھانند میموریل ٹرسٹ کی یکسالہ روداد کے بعض اقتباسات اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ یہ ٹرسٹ گویا ہندو مہا سبھا کے ساتھ شدھی کا ایک شعبہ ہے۔ اس روداد سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شدھی کی رفتار کافی تیز ہے مسلمانوں اور اچھوتوں کو ہندو بنانے کا سلسلہ برابر جاری ہے مصیبت زدگان زلزلہ بہار کی امداد کرکے اس ٹرسٹ نے بے شمار آدمیوں کو ہندو جاتی میں داخل کیا۔ صوبجات متوسط میں شدھی برابر جاری ہے۔ رانچی کے چند میل کے فاصلے پر ایک "شردھانند آشرم" قائم ہے۔ جہاں اس علاقے کے نوجوانوں کو شدھی کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ پرچار کے لئے اندرونی علاقے میں بھیج دئے جاتے ہیں۔ صوبجات متحدہ میں فرخ آباد۔ کھیم پور۔ بریلی۔ سیتاپور الہ آباد۔ لکھنؤ۔ کانپور اور دوسرے مقامات پر شدھی کمیٹیاں سرگرمی سے کام کررہی ہیں۔ ہندو لڑکیاں مسلمانوں کے ساتھ شادیاں کرکرکے ان کو ہندو دھرم میں داخل کرتی ہیں۔ پچھلے سال ۵۰۹ آدمی ہندو جاتی میں داخل کئے گئے اچھوتوں کے یتیم لڑکوں کو تعلیم و تربیت دے کر ان کو مختلف پیشے سکھائے جاتے ہیں۔ اور انہیں شدھی کے کام میں ماہر بنا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ صرف دہلی میں ۷ لڑکوں کو درزی کا ۵ لڑکوں کو سنار کا۔ ۸ لڑکوں کو بڑھئی کا ۳ کو زری کا اور ۵ کو قلعی گری کا کام سکھا کر شدھی کے کام میں ماہر کیا گیا۔

اس کے علاوہ اس ٹرسٹ کی روداد سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو ریاستوں میں مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں۔ وہ بھی اسی ٹرسٹ کی سرگرمیوں کے نتائج ہیں۔ چنانچہ روداد میں لکھا ہے۔ کہ الور میں میواتی مسلمانوں پر جو ظلم توڑے گئے۔ اور جن وجہ سے مہاراجہ الور غیر معین مدت کے لئے تاج و تخت سے محروم ہو گئے۔ ان مظالم کی پشت پر بھی یہی ٹرسٹ تھا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ میواتیوں کی شورش کو سختی سے دبانے کے لئے ہم نے حکام الور کو آمادہ کیا۔ اور مسلمانوں کی شوریدہ سری مضبوطی سے دبا دی گئی۔ غالباً ریاست کپورتھلہ کے مسلمانوں کے قتل عام میں بھی شردھانند ٹرسٹ کا ضرور دخل ہوگا۔

شدھی کی سرگرمیوں کے حامیوں کی فہرست میں ہندوستان کے بڑے بڑے والیان ریاست اور قومی لیڈروں کے نام موجود ہیں۔ مثلاً سر ربیال سنگھ۔ پنڈت مدن موہن مالوی۔ سر راما سوامی مہاراجہ الور مہاراجہ اکوڑ۔ مہاراجہ دربھنگہ۔ مہاراجہ اتردہی وغیرہ ان کے مقابلے میں ذرا مسلمان والیان ریاست اور قومی رہنماؤں کی طرف بھی دیکھئے کہ ان میں کتنے ہیں۔ جو تبلیغ اسلام کے کام میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور تبلیغی انجمنوں کو کسی قسم کی امداد بہم پہنچاتے ہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے۔ کہ جس قوم کے ہر فرد پر تبلیغ فرض تھی۔ اور جس نے محض تبلیغ سے بارہ تیرہ سو برس کی مدت میں چالیس پچاس کروڑ انسانوں کو دین قیم کا حلقہ بگوش بنالیا۔ وہ تو اپنے فرض سے غافل ہے۔ اور جس قوم میں تبلیغ ناجائز تھی۔ وہ روز بروز اپنی طاقت کو بڑھا رہی ہے۔ اگر مسلمانوں کی غفلت کا یہی عالم رہا۔ تو نتائج کا اندازہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ (انقلاب)

قانون داخلہ منادر داخل دفتر

ہریجن تحریک کے دور عروج میں گاندھی جی اور ان کے رفقاء خاص کے ایماء سے اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کرایا گیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ ہریجنوں کو مندروں میں داخل ہونے کے خلاف جو قانونی رکاوٹیں ہیں انکو دور کر دیا جائے۔ ایک عرصہ کے بعد یہ مسودہ مسٹر رنگا ائیر نے اسمبلی کے تازہ اجلاس شملہ میں پیش کیا مگر مخالفتوں کے طوفان کو دیکھکر مسٹر رنگا ائیر نے گاندھی جی اور کانگریس کو کچھ صلواتیں سنا کر مسودہ واپس لے لیا یعنی داخلہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

۔۔۔ مان لاہور

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۴ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۵۷

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد دین کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آکر رہیگا

عراق میں آریہ سماجی سرگرمیاں

آرین لیگ کے جھوٹے پروپیگنڈے کی حقیقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بغداد ۴ ستمبر ۱۹۳۴ء (بذریعہ طیارہ)

برادر محترم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "پیغام صلح" سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

اخبار "پیغام صلح" مورخہ ۳۱۔ اگست ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں "مسلمانوں کی افسوسناک غفلت" کے زیر عنوان انٹرنیشنل آرین لیگ کے سکرٹری کا وہ بیان جو آریہ سماج بغداد کی "تبلیغی جدوجہد" سے تعلق رکھتا ہے میری نظر سے گزرا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس خبر نے باغیرت مسلمانوں کے مجروح قلوب پر ضرور نمک پاشی کی ہوگی اور انہیں سخت بیچین کر دیا ہوگا خصوصاً عراقی لڑکیوں کی اشدھی کی اطلاع ناقابل برداشت ہے۔

سوامی دیانند کی تعلیم نے ستیارتھ پرکاش کی تاریکی میں آریوں کی ذہنیت کچھ ایسی بنا دی ہے کہ فرضی قصے گھڑنے اور جھوٹا پروپیگنڈا کرنے میں انہیں ایک خاص مہارت ہو گئی ہے۔ یہ عراقی لڑکیوں کی اشدھی کو بھی آپ اسی زمرہ میں تصور فرما دیں۔ اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے یہ سراسر من گھڑت قصہ ہے۔

ہاں ان کی "تبلیغی جدوجہد" کا ان کے اپنے آریہ بھائیوں پر یہ اثر ضرور پڑا کہ دو درجن سے زاید اشخاص نے دیانندی خرافات کو خیرباد کہہ دیا اور ان میں سے چند ایک آغوش اسلام میں آکر پناہ گزین ہوئے تو کسی ایک نے دین عیسوی اور یہودیت کو غنیمت سمجھا۔

برائے ملاحظہ ایسے اشخاص کی فہرست ملفوف ہے والسلام۔

خاکسار سید تصدق حسین نادری

آریہ سے مسلمان ہوئے اور باقاعدہ عراق گورنمنٹ کے شرع عدالت سے مسلم ہونے کا سارٹیفکٹ حاصل کیا اور نام رجسٹری کرائے :-

	آریہ نام	اسلامی نام
۱	رام	رمضان
۲	شکاری لال	دین محمد
۳	پوری	عبد اللہ
۴	کندن لال	شیخ غلام محمد
۵	بی۔ ان۔ چکرورتی	محمد بیگ
۶	اننت یا باجی	غلام احمد
۷	بشواس	فقیر محمد
۸	وینیکر	دی۔ کے۔ عباس
۹	گوپال	عبد الغفور

نوٹ :- ان تمام اصحاب کے پتے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

آریہ سے یہودی ہوئے اور باقاعدہ جیوش ریلجس کمیٹی سے سرٹیفکٹ حاصل کر کے نام رجسٹر کرائے۔

ناری سوامی پلے	عراق ٹائمس پریس بغداد
سری چندر	کلرک آئی۔ پی۔ سی۔ کرکوک عراق

آریہ سے عیسائی ہوئے اور باقاعدہ کرسچین ریلجس کمیٹی بغداد سے سرٹیفکٹ حاصل کر کے نام رجسٹر کرائے۔

جی۔ ان گھوش	ایر ہیڈ کوارٹر ہینڈی بغداد
گوشال	ایضاً
ان۔ رای	لیوی ہیڈ کوارٹر ہینڈی بغداد
ہر بھگوان داس	شاپ کیپر بغداد
لال چند دیوان	ایرکرافٹ ڈپو ہینڈی بغداد
رام رکھا مل	ایضاً
شرما	آر۔ ای۔ ایف۔ ہینڈی بغداد
آہر	ایضاً
گوبند رام	اسٹیشن اکاؤنٹس ہینڈی بغداد
گوبندن	آر۔ ای۔ ایف۔ ہینڈی بغداد
چودھری	ایضاً
بی۔ جے۔ رای	ایضاً
بنرجی	پورٹ ڈائرکٹوریٹ بصرہ
فقیر رام	فورڈ ۔۔۔ ورکشاپ ۔۔۔ بغداد

قومی اخبارات کیلئے امیر قوم کی اپیل

برادران مکرم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

ہماری شاخ چار اچار اخبار اور رسالے مختلف زبانوں میں نکال رہی ہے اس کے لئے ہماری انجمن لاہور ایک پیسہ کی مدد نہیں لیتی۔ ہمارے دو اخبار ہیں "پیغام صلح" اور "لائٹ" جن میں انجمن کو چار اور پانچ ہزار کے درمیان سالانہ نقصان ہوتا ہے اپنی جماعت کی ۔۔۔ نہیں کہ اس کی وجہ عوام الناس یا ملانوں کی مخالفت ہے باوجود اس مخالفت کے ہمارا لٹریچر کس قدر قبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے پھر مخالفت جا دا میں بھی ہے وہاں کے اخبار اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہاں احباب کو ایک سہارا ملا ہوا ہے کہ انجمن نقصان کو پورا کرتی ہی جائیگی حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ان کی محض تھوڑی سی غفلت سے ان کی قوم کو دس سال کے عرصہ میں پچاس ہزار روپیہ کا نقصان پہنچ چکا ہے اس پچاس ہزار سے ہم کوئی عظیم الشان قدم اٹھا سکتے تھے۔ اس لئے میں اپنے احباب سے درد دل سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں اپنی قوم کا نقصان نہ کریں اگر ہر ایک دوست عزم کرے کہ وہ ایک دو ماہ کے اندر ایک خریدار "پیغام صلح" اور ایک خریدار اخبار "لائٹ" کا نیا بنائیگا تو اللہ تعالیٰ اس کوشش میں یقیناً برکت ڈالیگا اور اس طرح احباب کی تھوڑی تھوڑی توجہ سے نہ صرف ان کی اپنی قوم پانچ ہزار روپیہ سالانہ کے نقصان سے بچ جائیگی بلکہ دونوں اخباروں کا دائرہ اشاعت وسیع ہو کر جماعت کا قدم ترقی کی طرف اٹھے گا۔ کیا ہمارے احباب اٹھیں گے اور اپنی بلند ہمتی اور ان تھک کوشش کا ثبوت دیں گے۔ اس وقت بھی چند مخلص ۔۔۔ جیسے احباب کئی ایک ہیں جو دو دو چار چار خریدار پیدا کر سکتے ہیں ہر ایک شخص

چمبہ میں میرے سات دن

وفات مسیح نزول ابن مریم اور نبوت مسیح موعود پر غیر احمدیوں اور ایک محمودی مولوی فاضل سے بحث

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت از ڈلہوزی)

(۲)

ایک قادیانی مولوی کی فتنہ پردازی

تھوڑے دنوں بعد چمبہ سے پھر اطلاع آئی کہ ایک قادیانی مولوی عبد الغفور مولوی فاضل وہاں جا پہنچے ہیں، جن کو خانساماں قاسم خانصاحب کی تحریک پر بعض دوستوں نے ہر چند سمجھایا کہ اس جگہ مسئلہ نبوت کی بحث چھیڑ کر جماعت کے رستہ میں رکاوٹ پیدا نہ کریں لیکن انہوں نے نہ ماننا تھا اور نہ مانے جس پر قاسم خانصاحب تو بوجہ میزبان اور خلیفہ قادیان کے مرید ہونے کے ان کے ساتھ شامل ہو گئے لیکن ہماری جماعت نے عدم تعاون کا رویہ اختیار کیا۔ تاکہ باہمی بحث مباحثات سے جگ ہنسائی کا موقعہ پیدا نہ ہو لیکن بعض غیر از جماعت لوگوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور مولوی صاحب کے ساتھ شامل ہو کر ہماری جماعت کو چیلنج دینے شروع کئے۔ کہ مولوی عبد الغفور سے مسئلہ نبوت پر بحث کرو ورنہ ہم خلیفہ قادیان کی بیعت کر لیں گے۔ مولوی عبد الغفور نے بھی سر بازار للکارنا شروع کیا کہ کیوں میرے مقابلہ میں نہیں آتے اور

مولانا عزیز بخش صاحب کے ساتھ دوسرا دورہ

اس اطلاع کے موصول ہونے پر اخویم مکرم سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل کو کھدر والہ میں تار دیا گیا کہ وہ فوراً چمبہ پہنچیں لیکن ان کے جواب سے معلوم ہوا کہ ان کا جلد وہاں پہنچنا مشکل ہے اس لئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے خاکسار کو پھر وہاں جانے کا حکم دیا اتفاق سے مولانا عزیز بخش صاحب بھی چند روز کے لئے ڈلہوزی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے بھی باوجود پیرانہ سالی کے اس طویل سفر کی زحمت برداشت کرنے کا عزم کر لیا چنانچہ ۲۲ر اگست کو مولانا ممدوح کی معیت میں خاکسار پھر چمبہ گیا۔ شام کو وہاں پہنچے، رات آرام کیا، دوسرے دن احباب کو شام کے وقت جمع ہونے کا پیغام بھیجا گیا۔

قادیانی مولوی کی گفتگو مولانا عزیز بخش صاحب کے ساتھ

شام سے پہلے ہم سیر کو باہر نکلے تو واپسی پر رستے میں قادیانی مولوی صاحب بھی مل گئے۔ مولانا عزیز بخش صاحب نے ان سے دریافت کیا کہ وہ کب احمدی ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ یوں تو میں پیدائشی احمدی ہوں، لیکن یہ کوئی چیز نہیں قادیان میں مولوی عبد الرحمٰن جب مصر سے واپس آئے تھے تو میں مدرسہ احمدیہ کی چوتھی جماعت میں پڑھتا تھا۔ انہوں نے بھی دریافت کیا تو میں نے یہی جواب دیا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ پس یہی احمدی ہونے کی وجہ ہے؟ میں نے اسے احمدیت کی صداقت کے وجوہ بیان کئے یہی بات میں عام مسلمانوں سے کہتا ہوں، کہ پیدائشی مسلمان ہونا کوئی چیز نہیں جب تک اصل حقیقت کو نہ سمجھا جائے۔ اور مسیح موعود پر ایمان نہ لایا جائے۔ اس پر مولانا عزیز بخش صاحب نے فرمایا کہ کیا پھر تمام وہ مسلمان جو نمازیں پڑھتے، روزے رکھتے، اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں ان کے یہ اعمال اکارت جائیں؟

قادیانی مولوی نے منہ بھر کر جواب دیا کہ ہاں کیوں مسیح موعود پر ایمان نہیں لائے۔

مولانا عزیز بخش صاحب:۔ حضرت مسیح موعود کا تو یہ مذہب نہ تھا۔ انہوں نے تو مولوی محمد حسین بٹالوی کے یہ لکھ دینے پر کہ میں مرزا صاحب کو کافر، کاذب اور دجال نہ کہوں گا، خود بھی عدالت میں لکھ دیا کہ میں بھی محمد حسین کو . . . . . . کو کافر کاذب اور دجال نہ کہوں گا اور اسی بات کا ذکر تریاق القلوب میں کرتے ہوئے یہ صاف لکھ دیا کہ "ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔

(تریاق القلوب ص [illegible])

مولوی عبد الغفور۔ یہ کس زمانہ کی بات ہے۔؟

مولانا عزیز بخش صاحب۔ زمانہ تو یاد نہیں لیکن کیا آپ کا

مولوی عبد الغفور:۔ ہاں حضرت مسیح موعود نے بعد میں اپنے عقیدہ کو بدل لیا تھا۔ (اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح پر مسیح موعود کی فضیلت کی بحث چھیڑنی چاہی لیکن مولانا عزیز بخش صاحب نے یہ کہہ کر روک دیا کہ اصل زیر بحث مسئلہ تکفیر ہے اسی پر بات کرو اور مباحث کی طرف جانے کی ضرورت نہیں) مولوی عبد الغفور صاحب اس پر بہت سٹ پٹائے۔ اور اپنی بات پر اصرار کیا۔

آخر . . . مولانا عزیز بخش صاحب نے انہیں بتایا کہ حضرت مسیح موعود کا مذہب آخری ایام زندگی میں بھی وہی تھا جو تریاق القلوب میں آپ نے بتایا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی وفات سے دو تین یوم پہلے لاہور میں سر میاں فضل حسین صاحب کے سوال کے جواب میں یہی کہا کہ "جو ہم کو کافر نہیں کہتا ہم اس کو ہرگز ہرگز کافر نہیں سمجھتے۔"

اس پر مولوی صاحب بگڑے اور الٹی سیدھی باتیں کرنے لگے جس پر ہم نے قالوا سلاماً پر عمل کیا اور اپنی قیام گاہ پر واپس چلے آئے۔

مسئلہ نبوت پر خاکسار کی تقریر

اس وقت شام ہو چکی تھی۔ بہت سے احمدی اور غیر احمدی دوست جمع ہو گئے۔ نماز مغرب کے بعد حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الخ کا ایک رکوع پڑھ کر قریباً نصف گھنٹہ تک قرآن کریم کا درس دیا جس کے بعد خاکسار نے مسئلہ نبوت پر ایک مختصر تقریر کی اور حضرت مسیح موعود کی پہلی اور پچھلی تحریرات سے اس بات کو ثابت کیا کہ آپ نے کبھی اپنا دعوی نہیں بدلا اور آخر تک آپ اسی بات پر قائم رہے کہ آپ پر جو نبی و رسول کے الفاظ الہام الٰہی میں آئے ہیں وہ مجازی معنوں میں ہیں۔ اور کہ آپ کو صرف نبی کہنا جائز نہیں بلکہ امتی نبی کے الفاظ اجتماعی طور پر آپ پر صادق آتے ہیں جس کے معنی محدث کے ہیں۔ اور کہ آپ نے کبھی ایسی نبوت کا دعوی نہیں کیا جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہو۔

اس تقریر کے بعد بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ بہتر ہوگا کہ مولوی عبد الغفور صاحب سے مسئلہ نبوت پر ان کے سامنے گفتگو ہو۔ میں نے کہا کہ ہمارا منشا تو آپ لوگوں کا ازالہ شکوک کرنا ہے۔ اگر آپ کو کوئی شکوک ہیں تو انہیں پیش کریں۔ اور اگر آپ اپنی امداد کے لئے مولوی عبد الغفور صاحب کو لانا چاہتے ہیں تو اس کی بھی اجازت ہے۔

مسئلہ نبوت پر ایک غیر احمدی سے گفتگو

اگلے دن جمعہ تھا جو . . . مولانا عزیز بخش صاحب نے پڑھایا۔ اس کے بعد وہی صاحب جو میرے پہلے دورہ میں وفات مسیح پر بحث کر چکے تھے مسئلہ نبوت کے متعلق بہت کچھ حوالے لیکر آئے اور حقیقۃ الوحی کی وہ عبارات پڑھنی شروع کیں جن میں حضرت مسیح موعود نے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کے ماتحت ان عذابوں کو جو دنیا کے مختلف حصوں میں آ رہے ہیں اپنی بعثت اور دنیا کے فسق و فجور کا نتیجہ قرار دیا ہے ایسا ہی لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول کے ماتحت اپنے آپکو کثرت مکالمہ و مخاطبہ پانے کی وجہ سے رسول قرار دیا ہے۔

میں نے ان تمام عبارات کو سننے کے بعد کہا کہ ان کا ایک ہی جواب ہے۔ کہ حقیقۃ الوحی کے آخری صفحات میں جہاں حضرت مسیح موعود نے اپنے عقائد اور دعاوی بیان کر کے علماء سے فتوی طلب کیا ہے وہاں فرماتے ہیں سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ میرا نام اللہ کی طرف سے نبی رکھا گیا، لیکن مجاز کے طور پر حقیقت کے پیرایہ میں نہیں۔ یہ فقرہ ان تمام عبارات کو حل کر دینے کے لئے کافی ہے جن میں آپ نے اپنے آپ کو نبی اور رسول کہا ہے۔ اور لا یظہر علی غیبہ الخ کے متعلق تو نہایت صفائی کے ساتھ ایام الصلح (حاشیہ صفحہ ۱۷۱) میں یہ بھی فرما دیا ہے کہ اس میں نبی رسول اور محدث سب شامل ہیں۔ علاوہ ازیں میں نے سائل سے یہ بھی کہا کہ ابھی کل تک تو آپ وفات مسیح کے بھی قائل نہ تھے۔ اور آج مسئلہ نبوت پر بحث کر رہے ہیں، اس نے جواب دیا کہ وفات مسیح کا قائل ہمیں مولوی عبد الغفور صاحب نے کر لیا ہے۔ آپ یہ ثابت کریں کہ مرزا صاحب کا دعوی نبی ہونے کا نہ تھا۔ ورنہ ہم قادیانی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔

اس گفتگو اور بعض دیگر حالات سے مجھے اس بات میں صداقت کی بو آئی اور یہی خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ محض دونوں جماعتوں کا تماشا دیکھنا چاہتے ہیں، یا اور کوئی بات اس کی تہ میں ہے۔ چنانچہ دوران گفتگو میں جب میں نے یہ کہا کہ جس حدیث میں مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہے اسی میں ابن مریم بھی کہا گیا ہے۔ اگر ابن مریم مجاز اور تاویل طلب ہے تو نبی اللہ کا لفظ کیوں نہیں۔ تو اس کے جواب میں اس نے کہا کہ ابن مریم کا لفظ بھی مجاز نہیں اور نہ تاویل طلب ہے۔ میں نے کہا تو کیا آپ مسیح ناصری کے آنے کے قائل ہیں۔؟ کہنے لگا کہ ہاں

حضرت امیر کے انگریزی ترجمۃ القرآن پر

مولوی عبد الماجد دریابادی کی تنقید اور اسکی اصلیت

(از جناب مولانا احمد صاحب)

سچ کے ۲۵ جون کے پرچہ میں جو مولوی عبد الماجد دریا بادی کے ادارت میں نکلتا ہے "عرض حال" کے عنوان کے تحت جدید انگریزی ترجمۃ القرآن کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کے ترجمۃ القرآن پر تنقید کی گئی۔

علوم قرآنی کی اشاعت باعث خوشی ہے

ہم خوش ہیں کہ قرآن کریم کی جسقدر بھی خدمت ہو غیر مسلم کی زبان میں اس کے جسقدر ترجمے ہوں اس کی تفسیریں ہوں اور اس کی اشاعت ہو۔ اس سے اور بھی زیادہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اہل علم اور اہل قلم مسلم حضرات کو توفیق دے کہ وہ اس اہم دینی خدمت میں لگ جائیں اور علوم قرآنیہ کی خوب اشاعت کریں۔

اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کا راز اشاعت قرآن میں ہے

کیونکہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کا راز علوم قرآنی کی اشاعت اور تبلیغ میں مضمر ہے۔ اور یہی وہ بڑی ضرورت ہے جس کی طرف مجدد وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود نے توجہ دلائی اور یہ آپکی صداقت کی بین دلیل ہے کہ باقی مسلمان بھی اب اس کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت علامہ یوسف علی سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور اور مولوی عبد الماجد دریا دی بھی انگریزی ترجمۃ القرآن میں مصروف نظر آتے ہیں۔ انگریزی میں تو کئی ترجمے ہو چکے ہوئے ہیں۔ گو جتنے بھی زیادہ ہوں اچھا ہے مگر زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اور یورپین زبانوں میں بھی ترجمے ہوں تاکہ یورپ کی ساری قومیں اسلام کا مطالعہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے دین سے واقف ہو کر اس کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔

مولانا عبد الماجد کی ہمت قابل داد ہے

ہم مولانا عبد الماجد دریا دی کی ہمت کی داد دیتے ہیں کہ انہوں نے بھی انگریزی ترجمۃ القرآن کی اشاعت کی ضرورت محسوس کی اور اس کی تیاری میں لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت میں برکت دے اور استقلال نصیب کرے اور ان کا ارادہ تکمیل کو پہنچائے آمین۔

مولانا عبد الماجد کی تنقید صحیح نہیں

لیکن جو نقائص انہوں نے مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ اور تفسیر کے نکالے ہیں۔ اس میں وہ حق بجانب نہیں ان کے اعتراف کے بموجب "کہ آج سے ۱۵-۱۶ سال پیشتر جب میں الحاد اور ارتیاب کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا اس وقت گنتی کی دو چار کتابیں جو مجھے اسلام سے قریب لانے میں معاون ہوئی ہیں۔ اس میں سے ایک یہی انگریزی ترجمہ تھا۔"

مولانا اس سے قبل کیوں خاموش رہے؟

ایک لمبا عرصہ ہوا کہ انہوں نے حضرت مولانا کے انگریزی ترجمۃ القرآن کا مطالعہ کیا تھا۔ اور کئی سال سے اخبار "سچ" کو بھی چلاتے رہے۔ لیکن ۲۵ جون کے پرچہ سے پہلے انہوں نے نہ ان نقائص کی طرف حضرت مولانا کی توجہ دلائی اور نہ اخبار میں اردو انگریزی خواں طبقہ کو حضرت مولانا کے ان ترجموں اور تفسیروں کی طرف توجہ دلائی جو ان کے نزدیک اسلام کے خلاف تھیں۔ یا ان میں اسلام کی حقیقی تصویر پیش نہیں ہوسکی ہے۔ حالانکہ ان کو اتنے عرصہ علم تھا اور ہے کہ حضرت مولانا کا ترجمہ بڑی کثرت کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور پڑھنے والوں کے دلوں پر تسلط جما رہا ہے۔

کیا مولانا کی خاموشی جرم عظیم نہیں تھی

نہ معلوم کہ مولوی عبد الماجد کے پاس اس بات کی کونسی وجوہ ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو تاریکی میں رکھا اور خوب موقع دیا کہ وہ حضرت مولانا کی قادیانیت اور نیچریت کے شکار ہوں اور اسلام کی حقیقی تصویر سے روشناس ہونے کے بجائے اس کی غلط تصویر کو حقیقی اسلام سمجھیں۔ اور مولوی محمد علی کے اپنے خیالات اور نیچریت یا قادیانیت کو علوم قرآن یا علوم النبیین یقین کریں۔ اگر مولانا محمد علی کے ترجمے اور تفسیر میں مولوی عبد الماجد کے نزدیک اس قسم کے خیالات تھے جو اسلام کے خلاف تھے تو کیا ابتک ان کا خاموش رہنا جرم عظیم نہیں ہے۔

علوم قرآنی ختم نہیں ہو سکتے

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جن نقائص کو مولوی عبد الماجد نے حضرت مولانا کے ترجمے کی طرف منسوب کئے ہیں صحیح ہوں یا غلط پھر بھی ہمارا ایمان ہے کہ علوم قرآن ختم نہیں ہو سکتے۔ اور ہر ذی عقل اور صاحب علم اپنے پیمانہ کے مطابق اس سے حصہ لے سکتا ہے۔ کیونکہ علم قرآن بے پایاں سمندر کی طرح ہے۔ اس لئے اتنے زمانہ خاموش رہنے کے بعد اپنے ترجمے کی ضرورت محسوس کرانیکے لئے حضرت مولانا کے ترجمے اور تفسیر کے متعلق غلط فہمی پھیلانیکی ضرورت نہ تھی اس کے بغیر بھی وہ ترجمہ انگریزی میں لکھ سکتے تھے۔

مولانا عبد الماجد کے پیش کردہ نقائص

اس تمہید کے بعد اب میں ان نقائص کو قارئین پیغام صلح کے سامنے لاتا ہوں جو مولوی عبد الماجد نے حضرت مولانا کے ترجمے کی طرف منسوب کئے۔ اور اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

مولوی عبد الماجد لکھتے ہیں: "ایک (ترجمہ) مولوی محمد علی لاہوری ایم اے (امیر جماعت احمدیہ مرزائیہ) کا ترجمہ دی ہولی قرآن ہے" اس کے متعلق (ایک انگریزی خواں رجو اپنے کو اہل سنت کہتا ہے) کی رائے نقل کرتا ہے۔ "مولوی محمد علی اپنی تفسیر میں اگرچہ قرآن سے دور جا پڑے ہیں لیکن وہ زمانہ شناس بہت واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہر چیز کو بالکل زمانہ کے موافق پیش کیا ہے خواہ حقیقت کا اس میں شائبہ بھی نہ ہو۔ نتیجہ یہ کہ جس جماعت میں یہ قرآن پہنچا وہ چونکہ قرآن سے نابلد تھی اس لئے وہ اس کے اغلاط اور اسقام کی تحقیق نہ کر سکی لیکن باتیں چونکہ نفیس دل لگتی ہوئیں اسلئے سمجھ بیٹھی کہ اسلام یہی ہو سکتا ہے۔ یہ ہے وہ زہر جو اس جماعت میں پھیلایا گیا ہے۔ اور اس زہر کا تریاق اب درکار ہے جس کی شکل یہی ہو سکتی ہے۔ کہ صحیح قرآن و اسلام کو اس شرح و بسط سے پیش کیا جائے جس صراحت سے غلط اسلام کی اشاعت ہو چکی ہے (مکتوب مورخہ مارچ ۱۹۳۴ء) اس کاتب مجہول الاسم کی اس تنقید پر مولوی عبد الماجد لکھتے ہیں تشخیص صحیح ہے"

افسوسناک حملے

لیکن میں اس مجہول کاتب سے پوچھتا ہوں نیز مولوی عبد الماجد سے بھی کہ آپ کو قرآن و حدیث کے کس قانون نے کسی کی نیت پر حملہ کرنے کی جرأت دلائی ہے۔ کیا ارشاد نبوی هلا شققت قلبه قابل التفات نہیں ہے آپ کو کس نے یہ اجازت دی ہے کہ آپ اتنے بڑے خادم اسلام کے ارادے اور نیت پر حملہ کریں کہ انہوں نے زمانہ شناس ہونیکی وجہ سے ہر چیز کو زمانہ کے موافق کر دیا ہے۔ كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا۔ کیا ارشاد نبوی اياك والظن فان الظن اكذب الحديث قابل عمل نہیں ہے۔ کیا آپ اوروں کی نسبت ان مقدس خیالات کو دل میں لئے ہوئے مقدس قرآن کا ترجمہ اور تفسیر کرنے بیٹھے ہیں آخر اس قسم کے ناجائز حملوں کی وجہ کیا ہے سوائے اختلاف رائے کے

پہلی تفسیروں کے اختلافات

بڑی بڑی بسوط تفسیروں کو دیکھو۔ جیسے روح المعانی تفسیر کبیر۔ تفسیر ابن جریر وغیرہ۔ ان میں کسقدر عظیم الشان اختلاف آپ کو نظر آئے گا۔ کتنے مختلف اقوال ایک دوسرے کے متضاد آپ کو ملیں گے کیا آپ ان کے متعلق بھی رائے ظاہر کریں گے کہ زمانہ شناس اور ہر ایک بات کو اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں کی خواہشات اور آراء کے انہوں نے بنا دیا ہے۔ کیا کیا جو لوگ آپ کی مجوزہ تفسیر سے اختلاف رکھتے ہوں گے ان کا بھی یہ حق ہے کہ آپ کی نیت پر حملہ کریں اور کہدیں کہ مولوی عبد الماجد نے اپنے ماحول کے خیالات کو سامنے رکھ کر تفسیر لکھی ہے اور انہی خیالات کو قرآن کریم کا۔۔۔ بنا لیا ہے۔

آخر اعتراض کس بات پر ہے

میں پوچھتا ہوں کہ وہ کونسا زہر ہے جو انگریزی خواں طبقہ میں پھیلایا گیا ہے۔ اور اسلام کی تعلیم کا وہ کونسا حصہ ہے جسے اپنی اصل شکل میں پیش نہیں کیا گیا۔ اور اسے مسخ کردہ صورت میں پیش کیا گیا۔ کیا توحید کو بگاڑا۔ یوم آخرت پر ایمان کو بدل دیا۔ کیا ملائکہ اور کتابوں اور رسولوں پر ایمان کو غیر ضروری قرار دیا۔ عبادات میں تبدیلی کی۔ اخلاقیات کی تعلیم کو بگاڑا۔ علوم

الہیہ کو صحیح شکل میں پیش نہیں کیا۔ قرآن کریم کے قوانین جو تمدن اور معاشرت سے متعلق ہیں انہیں ترمیم کی۔ آخر وہ کونسا حصہ قرآن کریم کی تعلیم کا ہے جسے زمانہ شناس ہونیکی وجہ سے لوگوں کے خیالات کے مطابق کر دیا گیا۔

ایک سوال؟

پھر میں پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کو بعض بعض آیات کی تفسیر میں اختلاف بھی پیدا ہوا۔ اور ہونا چاہئے۔ لیکن جو آپ کو سمجھ آجائے آخر وہ بھی آپکی رائے ہی ہے۔ وحی تو وہ بھی نہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کی رائے اور سمجھ صحیح نہ ہو۔ تو یہ یقین اور ایمان آپ کو کس طرح حاصل ہوا کہ جو آپ سمجھیں یا کوئی اور صاحب وہ تو اسلام کی صحیح تصویر ہیں اور جو آپ کی رائے کے خلاف کسی اور طرح سمجھے وہ اسلام کی صحیح تصویر نہیں ہے۔

ناجائز حملوں کے افسوسناک نتائج

ایک دوسرے پر انہیں ناجائز حملوں کی وجہ سے اُمتِ مرحومہ میں نفاق و تفریق پیدا ہوتی ہے اور کوئی شخص اپنی رائے کے خلاف کسی رائے کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اور عالم الغیب بنکر ارادوں اور نیتوں پر حملہ، بدگمانیوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر ناجائز حملے کئے جارہے ہیں جو اسلام میں بدترین جرم ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں میں تفریق و انتشار کا زہر پھیلایا جارہا ہے بیٹھتے ہیں تفسیر قرآن لکھنے اور خیالات وہ پھیلا رہے ہیں جو قرآن اور اس کے منشا کے خلاف ہوں۔

نیچریت کا بے بنیاد الزام

مولوی عبد الماجد نے اپنی ذاتی رائے جو حضرت مولینا کے انگریزی ترجمہ کے متعلق ظاہر کرکے ۱۵،۱۶ سال کے بعد اپنا مقدس فرض ظاہر کیا ہے اور اپنی تفسیر نویسی کے لئے بلا ضرورت راستہ صاف کیا ہے وہ یہ ہے۔

(۱) ترجمہ و تفسیر میں اسلام کی حقیقی تصویر پیش نہ ہوسکی مترجم بدنام اپنی قادیانیت کے سے لئے ہے لیکن ترجمہ اور تفسیر میں قادیانیت سے کہیں زیادہ غالب نیچریت ہے۔ معجزات وغیرہ میں تقریباً تمام تر سید احمد خانی خیالات کی ترجمانی ہے۔ جدید خیالات کی مطابقت میں مترجم کو ضعیف سے ضعیف بھی جو تاویل مل گئی ہے بس اس کو بے تکلف اختیار کیا گیا ہے اور لغت نحو حدیث سیاق قرانی اجماع اکابر امت کسی شے کی اس کے مقابلہ میں پروا نہیں کی گئی۔

مولوی عبد الماجد بی۔ اے نے یہ رائے اس ترجمہ کے متعلق ظاہر کی جو بقول اُن کے ان کو الحاد اور دہریت سے نکالنے میں معاون ہوا ہے۔ اور بقول ان کے مولانا محمد علی مرحوم اس ترجمے کے مداح تھے گو اس میں اسلام کی صحیح اور حقیقی تصویر پیش نہیں ہوسکی۔

کوئی مثال پیش نہیں کی

افسوس ہے کہ بی اے صاحب نے یہ تو لکھا کہ اس ترجمہ میں اسلام کی حقیقی تصویر پیش نہیں ہوسکی لیکن یہ تکلیف گوارا نہیں کی کہ اپنے قارئین کو وہ مقامات بتائیں جہاں جہاں حضرت مولانا نے اسلام کی حقیقی تصویر کے بجائے غلط تصویر پیش کی ہے اور اس اجمالی رائے نے لوگوں کو اندھیرے میں رکھا۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ لوگ سارے ترجمہ اور تفسیر کو شبہ کی نظر سے دیکھیں اور اس کے مطالعہ سے احتراز کریں۔ اور مولوی عبد الماجد کے [illegible] ترجمہ اور تفسیر کا انتظار کریں۔

یہ تنقید کوئی اسلامی خدمت نہیں

اس تنقید سے مولوی عبد الماجد نے کوئی اسلامی خدمت نہیں کی بلکہ قرآن کریم کے مطالعہ سے روکا جو ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ مولوی عبد الماجد اگر ان مقامات کو پبلک کے سامنے لاتے۔ جہاں جہاں اسلام کی حقیقی تصویر پیش نہیں ہوسکی تو اہل بصیرت کو موازنہ کرنے کا موقع ملتا کہ اسلام کی وہ تصویر حقیقی اور صحیح ہے جو حضرت مولینا محمد علی صاحب نے پیش کی ہے یا وہ جو مولوی عبد الماجد بی اے نے پیش کی ہے لیکن ان کو یہ جرأت نہیں ہوتی۔ احمدی لوگ اتنے بیوقوف نہیں کہ ان کی رائے کو وحی سمجھکر ایمان لائیں البتہ بعض تشکی طبائع والوں کو دھوکہ دے سکتے ہیں۔ اور حضرت مولینا کی تفسیر اور ترجمہ کو جو مقبولیت ہندوستان اور بیرون ہند میں حاصل ہوئی اور ہو رہی ہے اور ایک عالم اس سے مستفید ہوا ہے اور ہو رہا ہے اس کی نظیر کوئی پیش نہیں کرسکتا۔ اور یہ ان کی حسن نیت کی زبردست دلیل ہے اور یہ کہ۔

تقبلها ربها بقبول حسن

حضرت مولینا محمد علی نے ایک محقق کی طرح تفسیر کی ہے

حضرت مولانا نے نہ قادیانیت کو سامنے رکھ کر تفسیر کی ہے نہ نیچریت کو اور ایک محقق کی طرح تفسیر اور ترجمہ میں جو بات ان کو حق اور صحیح نظر آئی اسے بلاخوف لومۃ لائم لکھدیا کیونکہ ان کا مقصد اپنے مولی کو خوش کرنا تھا نہ مخلوق خدا کو۔ بڑے بڑے علماء اور لیڈروں کی طرح یہ طریق اختیار نہیں کیا۔ کہ خلوت میں کچھ رائے اور اعتقاد رکھیں اور اپنی ذاتی منفعت اور وجاہت کی پرستش کرتے ہوئے پبلک کے سامنے خاموشی اختیار کریں۔ یا اپنی ضمیر کے خلاف بیان کریں۔ وفات مسیح اور ختم نبوت اس معنی کی رو سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آسکتا قرآن کریم کی صراحت ہے ہم تو اس کو بہترین تفسیر قرآن کریم کی سمجھتے ہیں آپ اس کا نام قادیانیت رکھیں تو آپ کا اختیار ہے۔ آپ حضرت مسیح کو قرآن کریم سے زندہ ثابت کرنیکی کوشش کریں ختم نبوت کو توڑیں اور ایک بنی اسرائیلی نبی کے آنیکے لئے راستہ صاف کریں۔ تاکہ آپ کے اصول کے مطابق آپ کو یہ کہا جائے کہ قرآن کریم کی حقیقی تصویر کے مقابلہ میں دیوبندیت اختیار کی گئی ہے۔ یا اور روئے قرآن کریم امکان کذب باری ثابت کریں تو یہ اسلام کی حقیقی تصویر ہوگی۔

نیچریت کے غلط الزام کا جواب

رہی نیچریت تو نیچریت کے جس معنی کے ساتھ سر سید احمد خاں صاحب مرحوم متہم ہیں۔ ہماری جماعت اس کے خلاف ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں جب صراحت سے اپنا قانون فعلی بیان کرے تو اُسے ہم قانون قدرت سمجھتے ہیں اور جبتک صراحت سے اس قانون سے استثناء نہو تو مشتبہ اور احتمالی باتوں سے اس قانون سے استثناء نہیں کرتے۔ یہ ایک صحیح اصل ہے۔ اسے آپ نیچریت کہیں یا کچھ اور یہ آپ کا اختیار ہے۔ ہمت ہو تو اسے غلط ثابت کریں۔ ہاں ہم یہ نہیں کرتے کہ اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی قانون بنالیں اور چند جزئیات کو دیکھکر تمام جزئیات پر ایک ہی حکم لگائیں۔ اس معنی کی نیچریت مذموم ہے۔ اور ہم اسے اختیار نہیں کرتے۔ باقی رہا توارد خیالات۔ اور دو رستوں پر چلکر ایک ہی مقام پر پہنچنا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمارے اصول تفسیر وہی ہیں جو سید احمد خاں صاحب مرحوم کے ہیں۔ بلکہ مجدد اعظم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلۂ احمدیہ نے ان کے اصول تفسیر پر تنقید کی ہے اور ہم اس تنقید کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اسلئے یہ غلط ہے کہ حضرت مولینا محمد علی صاحب نے معجزات وغیرہ کے باب میں تقریباً تمام تر سید احمد خانی خیالات کی ترجمانی کی ہے

مولانا کا ایک اور بے دلیل اعتراض

(۱) مولوی عبد الماجد کی یہ بات کہ "جدید خیالات کے مطابقت میں ضعیف سی ضعیف تاویل کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں لغت۔ نحو۔ حدیث سیاق قرآنی اجماع اکابر امت کسی شے کی پروا نہیں کی گئی ہے" اس کے لئے بھی کوئی مثال پیش نہیں کی گئی۔ حضرت مولینا کو نہ اپنی معصومیت کا دعویٰ ہے کہ وہ ترجمہ اور تفسیر میں غلطی نہیں کرسکتے۔ نہ کسی مترجم اور مفسر نے یہ دعویٰ اپنی نسبت کیا ہے۔ نہ کرسکتا ہے خود مولوی عبد الماجد کا بھی شاید یہ دعویٰ نہ ہوگا۔ اور جب ان کا ترجمہ اہل بصیرت کے سامنے آئیگا تو پتہ لگ جائے گا۔ کہ کتنی غلطیاں کرتے ہیں۔ نیز دنیا میں کوئی تفسیر آجتک نہیں نکلی جسے سب اہل علم نے غلطیوں سے پاک سمجھا یا اس کے سارے مضامین کو صحیح سمجھا ہو تو حضرت مولانا کے ترجمہ اور تفسیر پر اس قسم کی تنقید سے کونسا کوئی خاص علم آپ پبلک کو دے سکتے ہیں۔ اور تنقید بھی مجمل جس سے اس کے پڑھنے والوں کو کوئی بھی فائدہ نہیں ہوسکتا۔

اجماع اکابر کی مخالفت کا بے معنی الزام

(۲) اجماع کی کسی تعریف پر کا اجماع کیا ہے۔ اجماع نہیں ہے نہ اس کی متفقہ تفسیر یا تعریف آجتک کسی نے کی ہے۔ اصول فقہ میں انکی بہت سی تعریفیں لکھی ہیں کسی ایک پر بھی اتفاق نہیں ہے جب اجماع کی تعریف کی یہ حالت ہے تو اجماع اکابر کی مخالفت کا الزام ایک محقق کو دینا کسی عقلمند کا کام نہیں ہوسکتا اہل تحقیق کا ہمیشہ سے یہی قاعدہ چلا آرہا ہے کہ جو بات ان کو قرآن و حدیث سے حق معلوم ہوئی تو بلاخوف لومۃ لائم کثرت کی پروا کئے بغیر وہ اس کے قائل ہوئے اور اس کا اظہار کیا۔ جیسے حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت عمر عبد اللہ بن مسعود ابن عباس۔ امام ابوحنیفہ۔ امام شافعی۔ امام ابن حنبل۔ امام ابن تیمیہ داؤد ظاہری علامہ ابن حزم وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین

ایک محقق ضمیر کے خلاف نہیں کرسکتا

تمام مجتہدین امت کا اگر کسی بات پر اجماع ہوسکتا ہے تو وہ یہی ہوسکتی ہے کہ قرآن و سنت و حدیث سے جو بات صحیح نظر آجائے اسے لے لیا جائے۔ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ایک محقق کو قرآن و حدیث سے ایک بات حق اور صحیح نظر آجائے اور اپنے خلاف کثرت آراء کو وہ غلط سمجھتے ہوئے پھر بھی وہ اپنی ضمیر کے خلاف جو بات اس کے نزدیک صحیح نہیں ہے اُسے عمل میں لائے۔ اور جس بات کو وہ صحیح اور درست سمجھتا ہے اسے چھوڑ دے۔ اللہ اور رسول کا کوئی سچا پیرو ایسی جرأت نہیں کرسکتا۔

شبہات جدیدہ کے جوابات

(۳) شبہات جدیدہ کے جوابات دینے کی ایک حد تک کوشش کی گئی ہے پھر بھی وہ بہت ناکافی ہے اور مزید

مولوی عنایت اللہ صاحب گجراتی

اور

قدرت خدا کا تماشہ

(از جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

مولوی صاحب مذکور اخبارات میں بڑے زور سے اپنا پروپیگنڈا کر رہے تھے۔ میں نے اُن سے اپنے دلائل پبلک میں رکھنے کا مطالبہ کیا تو مولوی صاحب اسے "بیجا مداخلت" سمجھتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے خود ہی میرا عہدہ بھی ۳ اگست ۱۹۳۴ء کے تنظیم اہلحدیث میں لکھ دیا ہے اس لئے بحیثیت عہدہ دار جماعت کے مجھے حق حاصل ہے کہ میں ان کو مخاطب کروں۔ مولوی صاحب کو یہ بھی معلوم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود اور جماعت پر مخالفین کی طرف سے جو اعتراضات ہوتے رہتے ہیں اُن کے جوابات مختلف علمائے جماعت کی طرف سے دیے جاتے ہیں۔ ہمارا اخبار جماعت کا اخبار ہے۔ اس لئے اس میں جو تحریریں جماعت کے سرکردہ لوگوں کی طرف سے شائع ہوتی ہیں وہ ذمہ دارانہ حیثیت رکھتی ہیں۔

مولوی صاحب کے نزدیک جب یہ "ایک علمی بحث ہے" تو کیوں اپنی علمیت کا زور باہر نہیں نکالتے۔ اور بات کو لمبا کرتے جاتے ہیں۔ اُن کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان کی نئی تحقیق کا کیا حشر ہوتا ہے۔ باقی ہزیمت اور فتح کی لفاظیاں تو موقع پر کام آئیں گی۔ حضرت مسیح موعود نے جن لوگوں کے سامنے چیلنج رکھا جن میں سب سے اول مخاطب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تھے۔ انہوں نے اپنی خاموشی سے اپنی ہزیمت تسلیم کرلی۔ اب آپکے نئے دلائل جب دنیا کے سامنے آئینگے پھر پتہ لگیگا۔ کہ آپ کہاں تک اس میدان کے مرد ہیں۔

آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ خاموشی دو طرح پر ہوتی ہے یا تو بقول ع جواب جاہلاں باشد خموشی اور یا علمی کمزوری کی وجہ سے۔ سو میرے خیال میں۔ سابقہ اور موجودہ علماء وہابیہ کی موجودگی میں اگر جماعت احمدیہ کے کسی بزرگ نے آپ کو مخاطب کرنا مناسب نہیں سمجھا تو کیوں نہ اُسے وجہ اول قرار دی جائے۔ خصوصاً جبکہ آپکے دلائل ابھی آپ کے دماغ میں مستور ہیں۔ علمی ہزیمت تو طرفین کی علمی قابلیت کے اظہار کے بعد ہوا کرتی ہے جس کا اظہار ابھی آپ کی طرف سے بجز لفاظی ہوا ہی نہیں۔ اسلئے وجہ اول ہی خاموشی کی بنا معلوم ہوتی ہے۔

مولوی صاحب کے منہ میں حضرت مسیح موعود کی الہامی رقومات پڑھ پڑھ کر پانی بھر آیا ہے لیکن اس کا افسوس ان کو اپنے علماء وہابیہ پر کرنا چاہیئے۔ جو وقت پر میدان میں نہ نکلے۔ مامور من اللہ نے جن کے مقابل تحدی کی وہ ناکام و نامراد چل بسے۔ اب آپکا اور ہمارا مقابلہ ہے اور برابر کی میزان پر۔

باقی میرے اندرونی حالات کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے پہلے آپنے حضرت عیسیٰ کو عالم الغیب بنایا اب خود علم غیب کے مدعی بنتے ہیں۔ ذاتیات پر آنے سے بھی آپکا انشاء اللہ کچھ نہ بنیگا اور سوائے خجالت کچھ نصیب نہ ہوگا۔ باقی اخبار میں حضرات کو اچھی طرح معلوم ہے کہ آپنے ابھی تک اپنی جماعت کی طرف سے کوئی وکالت نامہ پیش نہیں کیا۔ حالانکہ میں تو اپنی جماعت کا ایک ذمہ دار عہدہ دار ہوں۔ آپکی مداخلت اتنے بڑے بڑے جبہ پوش علمائے جماعت ناحقہ کی موجودگی میں بیجا سمجھی جا سکتی ہے۔ میری نہیں خصوصاً اس لئے بھی کہ آپ غالباً جماعت تنظیم وہابیان سے تعلق رکھتے ہیں جن کا موجب آپ کی اصطلاح کے ایک اصل موجود ہے باقی آپ کے موہومہ دلائل کے ذخیرہ پر کچھ لکھنا قبل از وقت ہے۔ آپکا علمی ذخیرہ دیکھکر ہی رائے قائم کی جائیگی۔ اور پتہ لگ جائے گا۔ کہ آپکا بڑا بول کیا معنی رکھتا ہے۔ جب علمی بحث ہے تو لائیے دلائل۔ اور پھر اس کے مقابل "قدرت خدا کا تماشہ دیکھئے"۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔

خاکسار منظور الٰہی

کو بہتر ہے آپ مولوی عبدالغفور صاحب سے گفتگو کریں۔ میں نے ... چنانچہ انہوں نے خود ہی شرائط لکھیں، جن میں صرف دو ہی ... ثبوت کا ثبوت پیش کریں اور خاکسار اس کا جواب دے ... سکتی ہیں اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ مولوی صاحب جواب الجواب دیں اور خاکسار جواب جواب الجواب

انوار القرآن

پارہ عم کے ایمان افروز حقائق و معارف

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی ایک عظیم الشان قرآنی خدمت

جن احباب کو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا درس قرآن سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ اس کی خوبیوں سے خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کی نظر قرآن کریم پر نہایت باریک ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی فہم عطا فرمایا ہے اور آپ کا طرز بیان نہایت مدلل مؤثر اور دلچسپ ہوتا ہے۔ سینکڑوں غیر مسلم، دہریہ قادیانی اور غیر از جماعت آپ کے درس کے ذریعہ صداقت کو پا گئے متذبذب طبائع کیلئے آپ کا درس آبحیات کا حکم رکھتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے متعدد مقامات پر برسوں درس قرآن دیا لیکن احباب کی زبردست خواہش کے باوجود اس کے نوٹ ضبط تحریر میں نہ آسکے ۱۹۳۲ء میں پیغام صلح کی دو تین اشاعتوں میں اس کے چند مختصر ٹکڑے شائع ہوئے جن کی وجہ سے احباب کا اصرار زیادہ ترقی کر گیا۔

اب یہ خبر شادکامی و مسرت کے اعلیٰ جذبات کے ساتھ سنی جائیگی کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح نے آخری پارہ قرآن یعنی پارہ عم کے نوٹوں کو کتابی شکل میں شائع فرمانا منظور فرما لیا ہے۔ مسودہ نظر ثانی کے بعد کاپی نویس کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اور کتابت شروع ہو چکی ہے

انشاء اللہ جلسہ سالانہ سے قبل کتاب شائع ہو جائیگی

جو بڑی تقطیع کے تقریباً ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ہوگی۔ بہترین طباعت و کتابت کا انتظام کیا گیا ہے۔ کاغذ اور جلد بھی نہایت اعلیٰ اور دیدہ زیب ہوگی۔ جو احباب شائع ہونے سے قبل اپنی فرمائش بھیجدیں گے ان سے مجلد کی قیمت صرف دو روپے لی جائیگی۔ اشاعت کے بعد قیمت میں اضافہ ہو جائیگا۔

ڈاکٹر صاحب کافی رقم اپنے پاس سے صرف کرکے اس کو شائع کرا رہے ہیں۔ اس کی فروخت سے جو رقم وصول ہوگی اس میں سے چار سو روپے انشاء اللہ انجمن کو دیں گے۔ احباب بہت جلد اس بیش بہا نعمت کو حاصل کرنے کا بندوبست کرلیں۔ تمام فرمائشیں مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنی چاہئیں:-

(مدیر)

اسلامیان شملہ کا افسوسناک طرز عمل

مسلمانان ہند اور گورنمنٹ کی توجہ کیلئے

برٹش گورنمنٹ نے اپنے عہد حکومت میں عین مذہبی آزادی کا اعلان کیا ہے۔ اس کا ذکر مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن مجید میں اب سے تیرہ سو سال قبل بیان فرمایا گیا ہے "کہ دین میں کسی قسم کا جبر نہیں"۔ اور یہی ہمارے آقا مولا حضرت محمد مصطفیٰ رحمۃ اللعالمین نے اپنی مبارک زندگی میں عملاً ثابت کیا۔ اور یہی طرز عمل خلفائے راشدین اور مسلمان سلاطین کا رہا ہے۔ جنہوں نے کبھی بھی کسی کے معبد کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ ان کے لئے اوقاف مقرر کئے۔

لیکن افسوس! صد افسوس!! آج اس زمانہ میں جبکہ غیر مسلم حکومت نے بھی مذہبی آزادی روا رکھی ہے۔ اور ایسے مقامات پر جہاں میونسپل کمیٹیاں ہیں۔ وہاں اچھوتوں۔ آریوں۔ عیسائیوں کو مشن قایم کرنے کے لئے مکمل طور پر آزادی دی جاتی ہے اور اُن کو مشن کیلئے زمینیں دی جاتی ہیں۔

شملہ میں گورنمنٹ آف انڈیا کا گرمائی مرکز ہونیکی وجہ سے ہر مذہب و ملت اور سوسائٹی کے لوگ موجود ہیں جن میں عیسائیوں سکھوں۔ سناتنیوں۔ آریوں اور مسلمانوں کی مختلف انجمنوں کو مدرسوں۔ مسجدوں۔ گرجوں اور مندروں کی جگہ میونسپل کمیٹی سے دی جاتی ہے۔ اور دی گئی ہے۔ جہاں منادر گرجے اور مدرسے موجود ہیں۔ اور خاصکر اچھوتوں کو اپنے مندر تعمیر کرنے کیلئے جگہ کے علاوہ لکڑی اور دیگر ضروریات بھی مہیا کی گئی ہیں۔

لیکن افسوس کہ مسلمانوں کی ایک انجمن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ شاخ لاہور نے برائے تعمیر مسجد اکتوبر ۱۹۳۳ء میں زمین خریدنے کیلئے شملہ میونسپل کمیٹی کو درخواست دی جس کے خلاف مساجد کے اماموں اور دیگر متعدد مسلمانوں نے مختلف جلسے کئے۔ کئی درخواستیں میونسپل کمیٹی میں بھیجی گئیں۔ اخبارات میں اس کے خلاف مضمون لکھے گئے۔ یہاں تک کہ ڈپٹی کمشنر اور میونسپل کمشنروں کو بھی ڈیپوٹیشنوں کے ذریعہ کہا گیا۔ کہ انجمن مذکورہ کو مسجد کے لئے جگہ نہ ملنی چاہیئے۔

انجمن مذکورہ کے صدر کو زمانہ دراز کے بعد ۱۵ اگست ۱۹۳۴ء کو میونسپل کمیٹی شملہ کی طرف سے ان کی درخواست کے مسترد ہونے کی اطلاع ملی۔ اس میں منجملہ دیگر وجوہات کے مثلاً مختلف طریقوں سے اس درخواست کی مخالفت کی گئی ہے۔ ۱۵ اہم مسلمانوں کے دستخط سے ایک درخواست کا بھی ذکر ہے۔ جو اس مخالفت کا ایک حصہ ہے۔

ہندوستان کے مسلمانوں کیلئے یہ معاملہ درس عبرت ہے کہ مسجد کی جگہ کے لئے جسکی قیمت دی جارہی تھی مسلمانوں کی طرف سے اس کے خلاف ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا گیا۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا یہی اسلام ہے اور یہی ہمارے آقا کی تعلیم ہے جنہوں نے غیر مسلموں کو مسجد نبوی میں عبادت کی اجازت دی تھی۔ آج ہم ان کے پیرو کہلانے والے ایک خادم اسلام جماعت کو مسجد کی جگہ ملنے میں ہر قسم کی رکاوٹ ڈالنے کو جائز سمجھتے ہیں۔

کیا خدا کا گھر بننے میں روک پیدا کرنے والے مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں؟ کیا ہندوستان کے صحیفہ نگار اپنے اخبارات میں اس نوٹ کو شائع کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے؟ اور ایسے مسلمانوں کو حضرت آقائے نامدار کی تعلیم کی طرف توجہ دلائیں گے؟ ایک مسلمان کی شان اس سے بلند ہے کہ خدا کا گھر بننے میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرے۔ کیا گورنمنٹ آف انڈیا بھی اس طرف توجہ کریگی۔

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ)

خـــــــبر یں

ہندوستان

حکومت پنجاب نے اعلان کیا کہ ہوگل شفاخانہ حیوانات کے گدھے کا نام "احمد" نہیں بلکہ احمق رکھا گیا تھا۔ اب بدل کر بہادر رکھ دیا گیا ہے۔ مسلمان اس اعلان پر مطمئن نہیں ہیں کیونکہ یہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ گدھے کا نام ضرور "احمد" رکھا گیا تھا۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ نیپال آئندہ جنوری میں ہندوستان آئینگے۔ اور حکومت ہند کے مہمان کی حیثیت سے قیام فرمائینگے

—— شملہ۔ ۱۳ر ستمبر۔ وائسرائے کے زلزلہ فنڈ کی میزان 5929388 تک پہنچ گئی ہے۔

—— شملہ کے نیم سرکاری حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے۔ کہ چوہدری ظفراللہ خاں سر فضل حسین بالقابہ کے جانشین بنائے جائینگے

—— ریاست کپورتھلہ میں پھر شدید بے چینی شروع ہوگئی ہے۔ پھگواڑہ کے مقام پر ہندوؤں اور سکھوں نے بہت شور مچا رکھا ہے۔ سول نافرمانی اور جتھے بازی کی زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— مالوی جی کانگرس سے بدستور روٹھے ہوئے ہیں بلکہ کھلم کھلا مخالفت بھی شروع کردی ہے۔ گاندھی جی انہیں منانے کی پے در پے کوشش کر رہے ہیں۔

—— سری نگر۔ ۱۳ر ستمبر۔ کوہ قراقرم کی مہم پچیس ہزار فٹ تک پہنچ کر واپس آگئی ہے۔

—— آنریبل ملک سر فیروز خاں نون نے اعلان کیا ہے۔ کہ میں نے کبھی بھی مخلوط انتخاب کی تائید نہیں کی۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ صوبہ سرحد میں اقلیتوں کی آبادی صرف سات فیصدی ہے۔ لیکن اسمبلی کے ووٹروں میں ان کی تعداد ۳۳ فیصدی تک پہنچ گئی ہے کہا جاتا ہے۔ کہ ہندو اور دوسری اقلیتیں بھی آئندہ انتخاب میں سرگرمی دکھلائینگی۔

—— ڈیرہ اسماعیل خاں کے سیٹھ رام داس بنگالی ہندو مہا سبھائی ٹکٹ پر کھڑے ہونگے

—— اس خبر کی باقاعدہ تردید ہوگئی ہے کہ گاندھی جی کانگرس کی قیادت سے علیحدہ ہوجائیں گے

—— گذشتہ دنوں گورنر بنگال پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ اس کی سماعت ایک سپیشل ٹربیونل کر رہا تھا۔ اب اس نے اس مقدمہ کا فیصلہ سنادیا۔ تین ملزموں کو سزائے موت اور دو کو چودہ چودہ سال قید بامشقت اور ایک کو بارہ سال قید کی سزا دی گئی مس مجمدار کو عبور دریائے شور اور چودہ سال کی سزا دی گئی۔ فیصلہ میں لکھا گیا ہے۔ کہ اس معاملہ میں عبرت آموز سزا کی ضرورت ہے۔ اس لئے اظہار رحم بہت بے محل ہوگا

—— کانگرس کے اجلاس بمبئی کی استقبالیہ کمیٹی کا مسلمان سیکرٹری مستعفی ہوگیا۔ اور بانی جماعت اراکین میں سخت پھوٹ پڑگئی ہے

—— وائسرائے شروع اکتوبر میں ریاست منڈی کا دورہ کریں گے۔

—— حکومت ہند نے راجہ تہابو کو غیر معین مدت کے لئے ریاست بدر کر دیا ہے

—— گذشتہ محرم کے موقعہ پر سلطان پور میں جو مسلمان شہید ہوئے تھے مہاراجہ کپورتھلہ نے ان کے اہل و عیال کے لئے وظائف مقرر کردئے ہیں

ممالک خارجیہ

—— انگلستان اور امریکہ میں سینما کے خلاف تحریک شروع ہوگئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ سینماؤں میں حیا سوز اور مخرب اخلاق فلمیں نہ دکھلائی جائیں۔

—— گذشتہ ہفتہ مشہور امریکی بحری جہاز "مورو کیسل" آگ لگنے کی وجہ سے تباہ ہوگیا۔ سینکڑوں مسافر ہلاک اور زخمی ہوئے۔ منتظمین جہاز پر مسافروں نے شدید الزام لگائے ہیں مثلاً خطرہ کا بگل نہیں دیا گیا۔ مصیبت زدہ مسافروں کو کشتیوں میں اتارنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اس کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہیں۔

—— آئرلینڈ میں کسانوں نے شورش برپا کر دی۔ بعض مقامات پر بلوائیوں نے ٹیلیفون اور تار کی لائینیں خراب کردی ہیں۔

—— بغداد کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ عراق کے سپہ سالار اعظم عراقی فوجوں کی جدید ترتیب کی زبردست کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک جدید پروگرام مرتب کیا ہے۔ جس کی رو سے فوجوں کو نئی قسم کے اسلحہ اعلیٰ درجے کے توپ خانے اور نئے ساز و سامان سے مسلح کیا جائے گا۔ افواج میں اضافہ کرنے کی غرض سے ایک نیا فوجی قانون بھی بنایا ہے۔

—— بیروت کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ شام، مصر اور لبنان کی حکومتوں نے ایک تجارتی معاہدہ طے کیا ہے۔ جس کو مسترد کرنے کے لئے تین ماہ کا نوٹس دینا پڑے گا۔

—— جمعیت شبان المسلمین مصر کا ایک وفد ترکی جہاز سے عازم انقرہ ہوا ہے۔ اس وفد میں ۲۴ ارکان شریک ہیں اس سفر کا مقصد علمی اور اسلامی ہے۔

—— عراق اور فلسطین کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ قائم ہوگیا ہے۔

—— عراق کی جدید وزارت مرتب ہوگئی ہے اس میں عیسائی اور شیعہ ارکان بھی شامل ہیں۔

—— گذشتہ دنوں روس کا ایک تجارتی وفد بغداد پہنچا۔ بعض عربی اخبارات نے اس وفد کے خلاف احتجاج کیا ہے کہ وہ عراق میں اپنے لئے منڈی تلاش کرنے آیا ہے۔

—— ہسپانیہ میں بدستور بدامنی و خانہ جنگی کا دور دورہ ہے ہڑتالیں اور تصادم ہو رہے ہیں۔

—— گذشتہ دنوں ایک شخص ایچ گرلیتن نے جو جرمنی کا باشندہ ہے ایک مہلک زہریلی گیس ایجاد کی تھی۔ اس ایجاد کو خریدنے کے لئے یورپ کی متعدد حکومتیں خواہشمند تھیں۔ کہ یکایک یہ شخص کوپن ہیگن کے مقام پر مرگیا۔ اس کی موت کی وجہ ابھی تک معلوم نہیں ہوسکی۔

—— جمعیۃ الاقوام کا اجلاس شروع ہوگیا ہے اس میں مختلف اقوام کے تیس وزرا حصہ لے رہے ہیں۔

—— لنڈن میں تیس لاکھ پونڈ کے صرف سے ایک سڑک

تار کا پتہ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

عقائد جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب مجدد اور اولیاء قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۴ء نمبر ۵۸

جرمن مشن کیلئے جماعت کی نئی قربانیاں

نام	رقم
۱۔ شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب مالک دی کالونی فلور ملز لائل پور	۱۰۰۰
۲۔ حاجی شیخ مولابخش صاحب مالک شوگر ملز ″	۱۰۰۰
۳۔ شیخ میاں محمد صاحب مالک دی پریمیر فلور ملز ″	۱۰۰ ــ ۰ ــ ۰
۴۔ شیخ محمد حسن مولابخش فضل الرحمٰن صاحبان آڑھتیان غلہ منڈی ″	۲۵ ــ ۰ ــ ۰
۵۔ منجانب اہلیہ صاحبہ شیخ مولابخش صاحب آڑھتی ″	۲۵ ــ ۰ ــ ۰
۶۔ مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد احمدی ″	۱ ــ ۰ ــ ۰
۷۔ شیخ ظہور احمد صاحب	۵ ــ ۰ ــ ۰
۸۔ شیخ شریف احمد صاحب ″	۱۰ ــ ۰ ــ ۰
۹۔ شیخ نصیر احمد صاحب ″	۵ ــ ۰ ــ ۰
۱۰۔ شیخ اللہ بخش صاحب عرائض نویس ″	۴ ــ ۰ ــ ۰
۱۱۔ ملک فضل حسین صاحب ″	۵ ــ ۰ ــ ۰
۱۲۔ شیخ عبدالسلام صاحب غلہ منڈی چڑا والا ″	۲ ــ ۰ ــ ۰
۱۳۔ میاں سندو خاں صاحب ″	۱ ــ ۰ ــ ۰
۱۴۔ میاں علی جان صاحب سپلے دار ″	۰ ــ ۸ ــ ۰
۱۵۔ شیخ محمد شریف صاحب ″	۱ ــ ۰ ــ ۰
۱۶۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب ″	۱ ــ ۰ ــ ۰
۱۷۔ شیخ محمد امین صاحب ″	۵ ــ ۰ ــ ۰
۱۸۔ شیخ عبدالغنی صاحب ″	۱ ــ ۰ ــ ۰
۱۹۔ عبدالغنی صاحب ″	۱ ــ ۰ ــ ۰
۲۰۔ جمعہ صاحب ماشکی ″	۰ ــ ۲ ــ ۰
۲۱۔ میاں بشیر احمد صاحب ″	۲۵ ــ ۰ ــ ۰
۲۲۔ میاں نصیر الدین صاحب ″	۵ ــ ۰ ــ ۰
۲۳۔ شیخ عبدالرب صاحب ″	۱ ــ ۰ ــ ۰
۲۴۔ میاں علم الدین صاحب جمعدار ″	۱ ــ ۰ ــ ۰
۲۵۔ مولوی علی احمد صاحب ″	۱ ــ ۰ ــ ۰
۲۶۔ میاں محمد الدین صاحب قصاب بادریاں والا ضلع گجرات	۱ ــ ۰ ــ ۰
۲۷۔ چودھری محمد اکبر علی صاحب حافظ آباد	۱ ــ ۰ ــ ۰
۲۸۔ چودھری شہاب الدین صاحب مستری	۵ ــ ۰ ــ ۰
۲۹۔ ملک امانت علی صاحب محکمہ زراعت	۲ ــ ۰ ــ ۰
۳۰۔ فاضل فضل قادر صاحب ″	۵ ــ ۰ ــ ۰
۳۱۔ سید حبیب علی شاہ صاحب ایجنٹ وکیل	۲ ــ ۰ ــ ۰
۳۲۔ میاں نذیر احمد صاحب ایم اے زراعتی کالج	۱ ــ ۰ ــ ۰
۳۳۔ میاں زمان صاحب	۵ ــ ۰ ــ ۰
۳۴۔ شیخ محمد سعید صاحب	۱ ــ ۰ ــ ۰
۳۵۔ ملک الٰہی بخش صاحب	۲ ــ ۰ ــ ۰
۳۶۔ بابو عبدالحق صاحب محکمہ نہر	۵ ــ ۰ ــ ۰
۳۷۔ ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ	۱۰ ــ ۴ ــ ۰
۳۸۔ ابراہیم صاحب گوجرہ	۱ ــ ۰ ــ ۰
۳۹۔ عبدالرحمٰن صاحب ″	۱ ــ ۰ ــ ۰
۴۰۔ شیخ اللہ بخش صاحب پشاور	۲۵ ــ ۰ ــ ۰
۴۱۔ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب	۵ ــ ۰ ــ ۰
۴۲۔ شیر فضل خانصاحب معرفت حضرت مولانا احمد صاحب	۱ ــ ۰ ــ ۰
میزان	۵۰۸ ــ ۱۴ ــ ۰
میزان سابقہ	۱۶۳۳ ــ ۵ ــ ۰
میزان کل	۲۱۴۲ ــ ۳ ــ ۰

(انچارج دفتر تحصیل)

اخبار احمدیہ

ـــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ـــ مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" ۱۸ ستمبر کی صبح کو لاہور تشریف لے آئے ہیں۔

ـــ جماعت چینہ کا سالانہ جلسہ ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ ستمبر کو منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ قرب وجوار کے احمدی اصحاب ضرور شامل ہو کر جلسہ کی رونق کو بڑھائیں۔ مقررین میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کی شرکت کی قوی توقع ہے۔ (۱) مولوی عمرالدین صاحب (۲) شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی (۳) سید اختر حسین صاحب (۴) شیخ بشیر احمد صاحب ان کے علاوہ انشاء اللہ چند اور اصحاب بھی تشریف لے جائیں گے۔

ـــ مسلم ہائی سکول لاہور ۱۵ ستمبر سے کھل گیا ہے۔

ـــ چودھری فضل حق صاحب منیجر بکڈپو تین چار روز سے پھر علیل ہیں دعا صحت کی جائے۔

ـــ چوہدری صوبہ خانصاحب آسٹریلیا سے لکھتے ہیں کہ۔ آپ کی اہلیہ مرحومہ (جو یورپین تھیں) کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی تھی جس کی شادی ایک مسلمان نوجوان سے ہوئی تھی۔ گذشتہ ۲۷ جون ۱۹۳۴ء کو وہ اپنے گھر میں کام کر رہی تھی کہ اس کے لباس میں آگ لگ گئی تمام کپڑے جل گئے جن سے اس کا جسم بھی جل گیا پولیس اور ڈاکٹر کو تار دی گئی جنہوں نے فوراً آکر مریضہ کو ہسپتال پہنچایا جہاں وہ ایک روز کے بعد فوت ہوگئی اِنَّا لِلّٰہ۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے سہ خوردسال لڑکے اور ایک شیر خوار لڑکی چھوڑی ہے۔ متعلقین کو اس کا سخت صدمہ ہوا۔ تمام احباب جماعت مرحومہ کا جنازہ غائب ادا کریں۔

ہمیں برادر موصوف اور ان کے داماد اور دیگر متعلقین سے اس صدمہ جانکاہ میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت کرے اور متعلقین کو صبر عطا کرے۔

ـــ برلن مسجد کی مرمت کیلئے چندہ ہو رہا ہے جسکی فہرست پیغام صلح میں شائع ہوتی رہتی ہے جن احباب اور جماعتوں نے ابھی تک اس بہت ہی ضروری تحریک پر کما حقہ توجہ نہیں فرمائی۔ ان کی خدمت میں یاد دہانی عرض ہے۔

تبدیلیٔ عقیدہ پر ایک نظر

ایک محمودی کے اعتراض کا جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

کسی محمودی نے ہمارے ایک دوست پر یہ اعتراض کیا تھا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے مسئلہ ولادت اور مسئلہ نبوت دونوں میں عقیدہ بدل لیا ہے جو بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اس محمودی کے اعتراض کا جواب لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔ یقین ہے کہ یہ جواب جملہ محمودی حضرات کے لئے نہایت تسلی بخش ثابت ہوگا۔

(مدیر)

مکرمی جناب شاہ صاحب . . . السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ولادت مسیح کے متعلق ریویو آف ریلیجنز کے جس مضمون کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے میں نے پڑھ لیا ہے۔

معلوم نہیں وہ مضمون مولوی محمد علی صاحب کا ہے یا کسی اور کا ہے یہ تو لاہور جاکر فہرست دیکھنے سے پتہ لگے گا لیکن اگر فرض کیجئے کہ وہ مضمون مولوی محمد علی صاحب کا ہو تو کیا ہرج ہے کیا ایک مسئلہ کو ایک وقت میں کسی نے بلا تحقیق مان لیا۔ یا تحقیق کرکے ایک طرح مانا اور بعد میں وہ تحقیقات اُسے غلط نظر آئی اور تحقیقات نے اُسے کسی دوسرے نتیجہ پر پہنچا دیا۔ اس لئے پہلے خیال کو ترک کرکے دوسرے خیال کو مان لیا تو اس سے کیا یہ لازم آئے گا کہ ہر ایک مسئلہ میں اس کا یہی طریق ہے۔ حضرت مسیح موعود پہلے حیات مسیحؑ کے قائل تھے بعد میں وفات مسیح کے قائل ہو گئے۔ اس سے اب کیا یہ نتیجہ نکلے گا کہ ان کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں اور کیا اس سے ہر ایک مسئلہ میں عقیدہ بدل لینے کی ان کی عادت سمجھی جائیگی؟

ایسے لغو نتیجے نکالنے صرف محمودیوں کا شعار ہو سکتا ہے۔ جنہیں عقل و فہم سے اب کوئی واسطہ نہیں رہا۔ کوئی فہیم اور عقلمند آدمی ایسا غلط نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ دراصل ولادت مسیح کا مسئلہ اس طرح کبھی . . . معرض بحث میں آیا ہی نہیں تھا جس طرح قرآن کے انگریزی ترجمے کے وقت بحث میں آیا۔ مولانا نور الدین صاحب مرحوم کے مشورہ اور اجازت کے بعد مسیح کے بلا باپ ہونے کا عقیدہ اس میں شائع کیا گیا۔ ایک محقق اور عقلمند کا کام تو یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ یہ دیکھے کہ بجائے خود مسیحؑ کے بن باپ ہونے کا عقیدہ صحیح ہے۔ یا باپ ہونے کا۔ ان میں سے جو صحیح ہو اس کو مانے اور جو غلط ہو اس کو نہ مانے۔ یہ بھی کوئی طریقہ استدلال کا ہے کہ اس مسئلہ کو فلاں شخص ایک طرح مانتا تھا بعد میں دوسری طرح مان لیا۔ اس لئے بعد میں جس طرح مانا گیا وہ غلط ہو گیا۔ یہ تو نہایت لغو طریق استدلال کا ہوگا۔

یہی حال مسئلہ نبوت کا ہے۔ پہلے مولوی محمد علی صاحب کیا مانتے تھے اب کیا مانتے ہیں بالکل فضول ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کا مسئلہ نبوت سے کیا تعلق؟ **اس مسئلہ سے تعلق اگر ہے تو حضرت مسیح موعود کا ہے۔** جن کی طرف یہ منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ مدعی نبوت تھے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ آیا وہ واقعی مدعی نبوت تھے یا نہیں؟ اگر مدعی نبوت تھے تو محمودی سچے۔ اگر مدعی نبوت نہیں تھے تو لاہوری احمدی سچے۔ مگر یہ کیا طریق استدلال ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب پہلے یوں مانتے تھے۔ اب یوں مانتے ہیں۔ **مولوی محمد علی صاحب کا مسئلہ نبوت سے تعلق کیا؟** کیا وہ خود مدعی نبوت ہیں؟ **اگر نہیں تو اس مسئلہ سے پھر اُن کا اتنا ہی تعلق ہے جتنا میرا یا آپکا یا کسی اور کا۔** کوئی حضرت مسیح موعود کو پہلے کس طرح مانتا تھا اب کیا مانتا ہے۔ اس سے حضرت مسیح موعود کی نبوت ثابت نہیں ہوتی۔ **اگر حضرت مسیح موعود مدعی نبوت نہ تھے۔** اور فرض کر لیجئے کہ مولوی محمد علی صاحب اُنہیں کبھی مدعی نبوت مانتے تھے تو ظاہر ہے کہ ایک خطرناک غلطی میں مبتلا تھے۔ اور اب نہیں مانتے تو ظاہر ہے کہ خدا نے ان پر بڑا فضل کیا اور ایک خطرناک غلطی سے نکال کر صراط مستقیم پر قائم کر دیا۔ اسی طرح اگر میاں محمود احمد صاحب پہلے حضرت مسیح موعود کو مدعی نبوت نہ مانتے تھے تو ظاہر ہے کہ صراط مستقیم پر تھے اور اب وہ مدعی نبوت مانتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ ایک خطرناک غلطی اور غلو میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

پس ایک عقلمند کا کام تو یہ ہے کہ وہ خود حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو دیکھے کہ آیا وہ مدعی نبوت تھے یا نہیں؟ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ دیکھے کہ قرآن اور احادیث صحیحہ سے ختم نبوت ثابت ہوتی ہے یا اجرائے نبوت؟ کیونکہ حضرت مسیح موعود کے کسی دعوے کو ماننے سے قبل پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا خدا اور رسولؐ ان کے اس دعوے کی تائید کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں کرتے تو ہم اس دعوے کو ماننے کو تیار نہیں ہو سکتے۔ کوئی راستباز انسان خدا اور رسولؐ کے خلاف نہیں چل سکتا۔ اور نہ دعویٰ کر سکتا ہے۔ پس ہم خدا و رسولؐ کے لئے حضرت مرزا صاحب بلکہ دنیا کے ہر ایک بزرگ انسان کو چھوڑنے کو تیار ہیں۔ ہمیں تو حضرت مرزا صاحب سے اگر تعلق ہے تو محض خدا و رسولؐ کے لئے۔ اگر انہیں راستباز مانتے ہیں تو محض اس لئے کہ خدا و رسولؐ ان کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ پس سب سے مقدم خدا و رسولؐ ہیں۔ ان کے فیصلہ کے ماتحت حضرت مرزا صاحب کے دعاوی قابل تسلیم ہیں۔ **مولوی محمد علی صاحب کسی کو کیا مانتے ہیں اور کیا نہیں مانتے اس سے حضرت مرزا صاحب کی راستبازی اور دعاوی کو کیا واسطہ؟**

یہ تو محمودیوں کا قاعدہ ہے۔ بلکہ ہر ایک اہل باطل کا یہی شیوہ ہے کہ وہ بجائے دلیل کے جذبات کو ابھارا کرتے ہیں۔ شیعوں کی طرح کبھی یہ رونا لے بیٹھے کہ بھلا یہ حضرت مسیح موعود کی اولاد کی مخالفت خواہ وہ عقائد میں ہی کیوں نہ ہو کسطرح جائز ہو سکتی ہے؟ کبھی باطل کو فروغ دینے کیلئے شور مچا دیا کہ ہائے ہائے پہلے تو یہ لوگ بھی نبوت کے قائل تھے اب منکر ہو گئے۔ کیا یہ کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟ اگر یہ کوئی دلیل ہے تو پھر غیر احمدی بھی اسی قسم کا استدلال حضرت مسیح موعود کے خلاف کر سکتے ہیں کہ یہ ہزار ہا احمدی جو آج حضرت مرزا صاحب کو راستباز مانتے ہیں پہلے انہیں (نعوذ باللہ) کذاب سمجھتے تھے لہٰذا ان کے عقائد غلط ہیں۔

یہ بچوں کی سی باتیں اسی قوم کو مبارک ہیں جو ایمان اور عقل اور ہر چیز میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر بیچ چکے ہیں۔ یہ لوگ تو اس کمال کے لوگ ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب تو رہے ایک طرف خود حضرت مسیح موعود کی نسبت کہتے پھرتے ہیں کہ نہ صرف وہ عقیدے ہی بدل لیا کرتے تھے۔ بلکہ دعویٰ بھی بدل لیا کرتے تھے۔ اور ان کا یہی نہیں یہاں تک دسترس تھی کہ بارہ برس جس دعوے پر لعنتیں بھیجتے رہے بعد میں یکا یک اسی دعوے کے مدعی بن کر بیٹھ گئے۔ بارہ برس تو نبوت کے مدعی کو کافر، دجال اور مسیلمہ کذاب کا بھائی کہتے رہے اور بارہ برس کے بعد پھر اُسی امر کے مدعی بن گئے۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا جھگڑا اٹھتا تھا تو وہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو ختم کر دینے کے کر لیا کرتے تھے۔ اور جب اپنی باری آتی تھی تو اُسی خاتم النبیین کے معنے اجرائے نبوت کے (نعوذ باللہ) کر لیتے تھے۔

جب اس بزرگ کی نسبت جنہیں یہ نبی بناتے ہیں ان لوگوں کی لغویت اور افترا پردازی کا یہ حال ہے تو مولوی محمد علی صاحب بیچارے پر جو اسی بزرگ کے ایک شاگرد ہیں جو کچھ بھی لے مرے ہوں کم ہے۔ لیکن سمجھ نہیں آتا کہ جب ایک نبی باوجود خدا کی طرف سے علم پانے کے عقیدہ ہی نہیں بلکہ دعویٰ بھی بدل لیتا ہے اور جس دعوے کو پہلے دجال اور مسیلمہ کذاب کا دعویٰ قرار دیتا تھا اُسی کو بعد میں اختیار کر لینے سے ذرا بھی تامل نہیں کرتا اور اس کی راستبازی میں محمودی صاحبان کی نگاہ میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو پھر کس منہ سے یہ شور مچایا جاتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے کوئی عقیدہ بدل لیا۔ بالفرض محال اگر بدلا ہے تو اپنے پیر و مرشد کی سنت پر عمل کیا ہے۔

محمودیوں کے عقیدے کی رُو سے تو یہ اسی خانوادہ کی سنت نظر آتی ہے کہ عقیدے بدل لیں۔ دعوے بدل لیں۔ جن دعوے کو لعنتی اور مردود بتائیں بعد میں اسی کو اختیار کر لیں اور باایں ہمہ راستبازی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ تو پھر اس کے بعد بھی اگر کوئی مولوی محمد علی صاحب پر عقیدہ بدل لینے کا الزام لگائے تو کیا صاف نظر نہیں آتا کہ ان لوگوں کا اپنے متعلق ناپنے کا پیمانہ ایک ہے اور دوسروں کے متعلق ناپنے کا پیمانہ جدا ہے اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ایسے لوگ مطففین میں سے ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم میں لعنت آئی ہے۔ اُن لوگوں کا کسی شخص کے منہ آنا کیا معنی رکھتا ہے جو اپنے نبی کو عقیدے بلکہ دعوے بدل لینے والا قرار دیتے ہیں۔ اور اس کی پوزیشن کو اس طرح خاک میں ملا کر اترانے بھی جاتے ہیں۔ اور راستباز بھی مانتے جاتے ہیں اور کبھی اپنے منہ پر ہاتھ پھیر کر دیکھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ کہ عقلمندوں کی نگاہ میں ناک رہ گئی یا کٹ گئی۔ انہیں دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو خواہ مخواہ بھی نظر آنے لگتا ہے مگر اپنی آنکھ کا بیچ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

کیا یہ سچ مچ کا شہتیر نہیں کہ حضرت مسیح موعود بارہ برس نبوت کے مدعی پر لعنت بھیج بھیج کر بعد میں مدعی نبوت بن بیٹھے۔ کسی مسئلہ پر کسی کا نقطۂ خیال بدل جانا یا کسی عقیدے کی غلطی واضح ہو جانے پر اُسے چھوڑ کر صحیح عقیدہ اختیار کرنا تو نہایت مستحسن امر ہے۔ ایک شخص حیات مسیح مانتا تھا بعد میں وفات مسیحؑ ماننے لگا۔ پہلے تثلیث کا قائل تھا۔ بعد میں توحید کو ماننے لگا یہ تو نہایت ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم چہارشنبہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ | نمبر ۵۸

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ)

ایک طرف تو اخبار زمیندار کے کالموں پر کالم روزانہ گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلانے میں سیاہ کئے جاتے ہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خاں مسلمانوں کے نمائندہ نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ قادیانی جماعت کے ممبر ہیں۔ لیکن جب میں نے یہ لکھا کہ گورنمنٹ احمدیوں کے مسلمان ہونے کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ اس لئے کہ گورنمنٹ کی چار ہائی کورٹیں بالاتفاق فیصلہ کرچکی ہیں کہ احمدی مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے حقوق رکھتے ہیں تو اس پر یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر گورنمنٹ کی پناہ تلاش کی جارہی ہے۔ اس جوش و خروش میں جو اس وقت احمدیت کے خلاف برپا ہے۔ دماغی توازن کا قائم رہنا واقعی مشکل ہے ورنہ جو لوگ خود چاروں طرف اپیلیں کررہے ہیں کہ گورنمنٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے کہ وہ احمدیوں کو مسلمان تسلیم نہ کرے اور خود دن رات اسی کام میں مصروف ہیں۔ وہ کس منہ سے دوسرے پر اعتراض کرسکتے ہیں کہ انگریزی گورنمنٹ کے فیصلوں کا حوالہ کیوں دیا گیا۔

حوالے تو سب موجود ہیں مگر کیا آپ اس طرف توجہ کرتے ہیں۔ کیا ہم نے آپ کے سامنے بارہا قرآن کریم کا فیصلہ پیش نہیں کیا۔

ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنًا

جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اُسے تم کافر نہیں کہہ سکتے۔ مگر کیا آپ نے یا آپ کے علماء نے قرآن کریم کے اس فیصلے کی کوئی پروا کی۔ دن رات رب کعبہ کے نعرے لگانیوالوں کا یہ حال ہے کہ قرآن کریم کا کھلا اور صریح فیصلہ پیش کیا جاتا ہے تو اس کی اپنے خیالات کے سامنے پشہ کے برابر بھی وقعت نہیں کی جاتی۔ مکفر مولویوں اور مکفر لیڈروں اور نیز مکفرین کی جماعت احرار میں سے ایک بھی نہیں جو ایک لمحہ کے لئے خدا کے کلام کے سامنے سر جھکا دے اور اپنے خیالات کو چھوڑ دے۔ اگر یہ خدا کا کلام ہے تو خدا کا خوف کرو اور سچے دل سے مسلمان بن جاؤ اور اس خدائی فیصلے کے سامنے سر جھکا دو۔ ورنہ یہی بتا دو کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ کیونکہ آپ لوگوں کے نزدیک قرآن کریم کی بہت سی آیات منسوخ بھی ہیں۔

یہی نہیں۔ قرآن کریم کا یہ صرف ایک ہی فیصلہ نہیں۔ قرآن کریم ایک مرتبہ نہیں سینکڑوں مرتبہ فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم قیامت پر ایمان لاتا ہے وہ مومن ہے، مسلمان ہے۔ مگر احمدی یہ سب کچھ مانتے ہیں اور آپ لوگ قرآنی فیصلوں کے خلاف انہیں کافر، دائرہ اسلام سے خارج قرار دے رہے ہیں۔ جو لوگ آنکھیں بند کرکے آج ان علماء اور لیڈروں کے پیچھے چل رہے ہیں۔ اور جو علماء اور لیڈر آج آنکھیں بند کرکے اللہ تعالیٰ کے صریح ارشادات کی اور اس کے احکام کی نافرمانی کررہے ہیں وہ کل کو خدا کے حضور کیا جواب دیں گے۔ قرآن کریم صاف فرماتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے وہ مومن ہے، مسلمان ہے۔ مگر آپ لوگوں کو قرآن کریم کی کچھ پروا نہیں۔ ہم تو آیات قرآنی پیش کرتے ہیں جن کے ماتحت ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ آپ نہ صرف ان آیات کی ہتک کرتے ہیں بلکہ قرآن کریم کے اس صریح حکم کو پس پشت پھینکتے ہیں کہ جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اسے کافر مت کہو۔

پھر کیا آپ کو محمد رسول اللہ صلعم کے احکام کی پروا ہے۔ کیا حدیثوں میں صراحت موجود نہیں۔ من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم جو شخص ہماری نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے۔ کیا احمدی یہی نماز نہیں پڑھتے۔ قبلے کی طرف منہ نہیں کرتے مسلمانوں کا ذبیحہ نہیں کھاتے۔ تم محمد رسول اللہ صلعم کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ کہ اپنے خیالات کو مقدم کرتے اور ارشاد نبوی کی تحقیر کرتے ہو۔ پھر حدیث میں ارشاد موجود ہے۔ من کفر اھل لا الٰہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب۔ جو شخص کلمہ گو کی تکفیر کرتا ہے وہ خود کفر سے قریب تر ہے۔ تم حامی دین بن کر دوسروں کو کافر بناتے ہو مگر اپنی فکر کرو کہ خود یہ تمہارا تکفیر کرنا تمہیں کفر سے قریب کررہا ہے۔ تم کھلے حکم نبوی کی مخالفت کرتے ہو۔ لا تکفروا اھل قبلتک اہل قبلہ کی تکفیر مت کرو۔ کیا احمدی کلمہ گو نہیں کیا ان کی اذانوں میں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشھد ان محمد رسول اللہ کے سوا کچھ اور کہا جاتا ہے۔ کیا وہ قبلے کی طرف منہ نہیں کرتے اور اپنی مسجدیں قبلہ رخ نہیں بناتے۔؟

تو جب آپ لوگوں نے خدا اور اس کے رسول کے احکام کی پروا نہ کی اور انگریز کی پناہ لی کہ حضور ہمیں بچالیں تو ہم نے آپ کے سامنے انگریز کا فیصلہ بھی رکھ دیا۔ اور درحقیقت مکفر مولویوں اور مکفر لیڈروں کے لئے ڈوب مرنے کی جگہ ہے کہ جس حکم قرآنی کے سامنے ایک کافر بھی اپنا سر جھکا دیتا ہے اس کو تم اپنی ہوا وہوس سے ٹھکرا کر پھینک دیتے ہو کہ ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں۔ آخر ان ہائی کورٹوں نے یہ فیصلے کیوں کئے وہ مسلمانوں پر مسلمانوں کا قانون ہی برتتے ہیں۔ انہوں نے قرآن وحدیث کے احکام کو سن کر ہی یہ فیصلہ کیا ہے کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہوسکتا۔ آہ! کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ کافروں کو سمجھ آگئی مگر مسلمانوں کو نہ آئی۔

اور پھر کبھی آپ لوگوں نے یہ بھی سوچا کہ یہ سارا واویلا کیا ہے۔ جہاں حقوق کا تنازعہ ہوتا ہے اس کا فیصلہ انگریز کی گورنمنٹ نہیں کرتی بلکہ وہ فیصلہ عدالتیں کرتی ہیں۔ اور خود انگریز کی گورنمنٹ بھی اس فیصلہ کی صحت کو تسلیم کرتی ہے۔ جب چار ہائی کورٹیں (تین ہندوستان کی اور ایک بیرون ہند) یہ فیصلہ کرچکی ہیں کہ احمدی مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے تمام حقوق رکھتے ہیں تو کوئی گورنمنٹ نہیں جو ان کو یہ حقوق دینے سے انکار کرسکے۔ آپ ایک سو نہیں ایک لاکھ جلسے کریں۔ اور ایک کروڑ رزولیشن گورنمنٹ کو بھیجیں گورنمنٹ کو ہائی کورٹوں کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ اگر آپ لوگ فی الواقع ہمیں مسلمانوں کے حقوق سے محروم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے صرف دو ہی رستے ہیں۔ یا تو کسی برسر مکفر مولوی کو اسمبلی میں بھیجئے کہ وہاں احمدیوں کے کفر کا ایک بل پیش کرے۔ اور اس وقت ممبران اسمبلی کو نکال کر اسمبلی کی صدارت پر مولوی ظفر علی خاں اور تمام نشستوں پر احراری لیڈروں کو متمکن کردیا جائے اور یا پھر کسی ہائی کورٹ میں مقدمہ لے کر ثابت کردیجئے کہ بروئے شریعت اسلامی ہم لوگ کافر ہیں۔ ورنہ یہ سب فضول شور و غوغا نہیں تو اور کیا ہے۔ ایک امر کو حل کرنے کا جو صحیح رستہ ہے وہ اختیار کیجئے۔

اور پھر یہ کیسی بے وقت کی راگنی ہے۔ اگر آپ نے احمدیوں کو کافر ثابت کرنا تھا تو اس وقت کرتے جب [illegible] بن رہے تھے۔ اس وقت کرتے جب مردم شماری ہو رہی تھی۔ جب مردم شماری میں احمدی مسلمان لکھے گئے۔ جب رائے دیتے وقت اُن کا حق مسلمان ہونے کا تسلیم کرلیا گیا۔ اور آپ لوگوں کو بھی اس وقت ہوش نہ آئی یا اس وقت بھی آپ نے شور مچایا اور کسی نے آپ کی پروا نہیں کی تو اب کون کریگا یہ تو الگ سوال ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کو اپنی قابلیت کی وجہ سے گورنمنٹ کسی عہدے کے لئے منتخب کرے جو مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے یا نہ کرے۔ اور کسی دوسرے کو ترجیح دے۔ لیکن گورنمنٹ اتنی احمق نہیں کہ مردم شماری میں احمدیوں کو مسلمان لکھ کر، اور مسلمان رائے دہندگان میں ان کا نام لکھ کر اب یہ خیال کرے گی کہ مولوی ظفر علی خاں اور احرار کے رزولیشنوں کی وجہ سے کوئی احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت میں کسی عہدے پر منتخب نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی غور اور فکر کا مادہ ان رزولیشنوں کے پاس کرنے والوں میں باقی رہ گیا ہے تو انہیں صاف معلوم ہوجائے گا کہ ان کا یہ شور شتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد کا مصداق ہے۔

مسلمانوں کو کافر بنا کر خدا اور رسول کے سامنے یوں رسوائی اٹھائی کہ ان کے احکام کو پس پشت پھینکا اور اپنے خیالات کا اتباع کیا اور دنیا میں یوں ناکامی نصیب ہوئی۔ خسر الدنیا والاٰخرۃ۔ ذٰلک ھو الخسران المبین۔

ہاں اگر فی الواقع قادیانیوں کی کسی غلطی کی اصلاح کرنا مقصود ہے تو آؤ اور ان کے عقیدہ تکفیر اہل اسلام کے خلاف جنگ کرو۔ ہمیں آج بیس سال ہوگئے کہ ہم یہ جنگ کررہے ہیں۔ ایک دوسرے کی غلطیوں پر اگر اگر ہم جھگڑیں تو یہ کوئی کام کی بات ہے لیکن مسلمانوں کی تکفیر ایک لعنت ہے جس کی ابتدا خوارج سے ہوئی جو اسلام کا پہلا مکفر گروہ ہے اور تکفیر سے مسلمانوں کی طاقت پاش پاش ہوتی ہے۔ آؤ جب اس وقت اسلام کو کچھ کام کرنیوالوں کی ضرورت ہے تو ہم سب تکفیر پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام کو پہلے اس سے صاف کریں پھر مسلمان ایک ہوں گے۔

وہابیان کرام شیطان ملعون کی حمایت میں

۱۱ اگست کے اہلحدیث امرتسر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو شیطان کی زندگی کی فکر پڑ گئی تھی۔ جبکہ ہم نے ۲۷ اگست کے اخبار میں ان کی تسلی کر دی تھی۔ کہ عیسائی مشنری پکار رہے ہیں کہ گرجے خالی ہو رہے ہیں اور اسلام اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ نہ صرف بیرونی ممالک میں بلکہ خود ان کے صدر مقام پر حملہ آور اور فاتح ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن بقول "لال آں باشد کہ خاموش نشود" مولوی صاحب کو شیطان کی حمایت کا اس قدر شوق ہے کہ فرماتے ہیں کہ:-

گرجے خالی کر کے لوگ جاتے کہاں ہیں؟ دہریت کی طرف یعنی بد سے بدتر بنتے ہیں۔"

مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کی صداقت میں اگر کوئی شبہ تھا۔ تو وہ اپنے شاگرد رشید "مخاش" آف "زمیندار" سے دریافت کر لیتے جس نے ۱۰ اگست ۴۴ء کے لیڈنگ آرٹیکل کا عنوان "مسیحیت کا جنازہ" لکھ کر اس پیشگوئی کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔ باقی مولوی صاحب کا اپنے دل کو یہ کہکر تسلی دینا کہ دہریت عیسویت سے بدتر ہے ایک خیال خام ہے۔ بات یہ ہے کہ عیسوی لوگوں میں یسوع کی محبت اسی طرح رچی ہوئی ہے جس طرح سابقہ یہود اور موجودہ ہنود کے دلوں میں بچھڑے کی محبت رچی ہوئی ہے واشربوا فی قلوبھم العجل بکفرھم ان کے دلوں میں بسبب کفران کے کے بچھڑے کی محبت رچ گئی ہوئی تھی (تفسیر ثنائی صفحہ ۹) جب ایک بچھڑے کی محبت دل سے دور ہو جائے تو دل کی تختی صاف ہو جاتی ہے۔ پھر اس پر جیسا نقش چاہیں کیا جا سکتا ہے صلیبی جنگوں میں سارے مسیحی یورپ کا مسلمان کے مقابلہ پر آ جانا محض خداوند یسوع کی صلیب کے لئے ہی تھا۔ جب اس کی محبت یورپ کے دل سے دور ہو گئی تو اب اسلام کا نقش ڈالنا نہایت آسان کام ہے۔

عیسائی یورپ کیوں دہریت کی طرف جا رہا ہے۔ اس لئے کہ اس کے سامنے عیسویت سے بہتر کوئی مذہب نہیں جس سے وہ بیزار ہے۔ اسلام کی جو غلط اور بھیانک تصویر عیسائی پادریوں نے یورپ کے سامنے رکھی یا جو موجودہ مسلمان اپنی بداخلاقی کی وجہ سے رکھتے ہیں وہ اس قابل نہیں کہ اُسے کوئی مہذب قوم قبول کر سکے۔ ناچار وہ مذہب کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ اب اگر کوئی اسلامی جماعت اور وہ سوائے جماعت احمدیہ نظر نہیں آتی اسلام کو ان کے سامنے بہترین صورت میں رکھیگی۔ تو ضرور ہے کہ وہ اُسے قبول کریں کیا وہ یورپ جو یسوع کے مذہب کو خیرباد کہکر اپنے دل کی تختی صاف کر رہا ہے وہ ایسے اسلام کو قبول کر سکتا ہے جسکی تعلیم یہ ہو۔ کہ یسوع مسیح آسمان پر دو ہزار سال سے بلا خورد و نوش و حوائج بشری بیٹھا ہے اور عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ تاکہ خاتم النبیین کی مہر توڑ کر اپنی نبوت و رسالت کے کرشمے سے اسلام کو زندہ کرے یورپ تو فوراً کہدیگا کہ اب شخص نہیں پہلے فائدہ پہنچا سکا ہے اور نہ اب اس سے فائدہ کی امید ہے۔

یقیناً یاد رکھو۔ کہ یورپ وہی اسلام قبول کریگا اور کر رہا ہے جس میں حضرت نبی کریم کی ختم نبوت پر پختہ مہر ہو۔ نہ وہ کسی پرانے نبی کے آنیکی اجازت دے نہ نئے کی۔ اور جو سب انبیا کی سنت محمدیہ پر وفات کا قائل ہو۔ تم ہزار کہو کہ فلاں یورپین تمہی رو رہا ہی۔ یا شبہ ہے۔ لیکن یہ ضرور ہوگا کہ وہ یسوع مسیح کی نسبت کوئی ایسا امر قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ جو عام انسانوں اور خصوصاً حضرت نبی کریم کے اسوہ حسنہ کے خلاف ہو۔ مولوی صاحب یاد رکھیں۔ اسلام کا دشمن شیطان یقیناً مر چکا ہے۔ اس کے "شِشٹو نگڑے" کچھ حرکات مذبوحی کر رہے ہیں۔ آخر یہ بھی اپنی موت مر جائیں گے۔ (م)

کیا گاندھی جی ہندو نہیں ہیں

کے ایک ہندو وکیل نے اخبار "مدراس میل" میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ گاندھی جی ہندو نہیں ہیں اس سلسلہ میں راجہ بہادر جی کرشنا ماچاری کے ایک مضمون کا حوالہ دیا گیا ہے جس میں موصوف لکھتے ہیں کہ:-

"مجھے معلوم نہیں کہ گاندھی جی کا مذہب کیا ہے لیکن مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ جین پیدا ہوئے اور اسی حیثیت میں ان کی تربیت ہوئی۔ جینیوں کو ہندو نہیں سمجھا جا سکتا اسلئے کہ وہ ہندو دھرم سے باہر نکلے ہوئے ہیں وہ ویدوں کو قطعی مستند نہیں مانتے حالانکہ ہندو دھرم عموماً ویدوں کے پابند ہیں۔ جینی لوگ ہندو مندروں میں پوجا بھی نہیں کرتے اور ان میں اور ہندوؤں میں دوسرے اختلافات بھی ہیں۔ جینی حقیقت میں بودھوں سے زیادہ قریب ہیں۔ گاندھی جی کا جین مت اس واقعہ سے بھی ظاہر ہے کہ مندروں میں بتوں کی موجودگی ان کے دل میں کوئی احترام پیدا نہیں کرتی۔ اور وہ پوجا کے لئے کبھی کسی مشہور ہندو عبادت گاہ میں نہیں گئے لہذا گاندھی جی کیلئے ہندو دھرم میں کوئی جگہ نہیں اور چار ورنوں میں سے وہ کسی میں بھی نہیں آتے۔ ان حالات میں اگر وہ مندروں کو نجس کرنے یا ہندو دھرم کے نظام کو توڑنے کے درپے ہیں تو تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ گاندھی جی کا یہ دعوٰے کہ وہ ہندو دھرم کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں (جو ان کے پیدائشی مذہب سے علیحدہ ہے) حقیقت میں دیدہ دلیری یا ہندو دھرم سے پس پردہ نفرت کے سوا کچھ نہیں۔"

ہم اس معاملہ میں کوئی دخل دینا نہیں چاہتے یہ ہندوؤں کا کام ہے کہ وہ گاندھی جی کے ہندو ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کریں ہمارے لئے مندرجہ بالا اقتباس صرف اس وجہ سے دلچسپ ہے کہ اچھوتوں کو ہندوؤں میں شامل کرنے کی تحریک کے متعلق ہندوؤں کی ذہنیت اور ہندوؤں کے خیالات اس سے اچھی طرح ظاہر ہوتے ہیں۔

سر شادی لال کے ایک عزیز کا قبول اسلام

دہلی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۱۸ ستمبر ۴۴ء کو لالہ دیبی سہائے ولد لالہ راجی داس آنجہانی جو رائٹ آنریبل سر شادی لال سابق چیف جسٹس پنجاب (ساکن ریواڑی ضلع گوڑگاؤں) کے ایک بھائی ہیں۔ نائب امام مسجد فتحپوری مولانا مظفر احمد صاحب کے ہاتھ پر برضا و رغبت مشرف باسلام ہو گئے۔ آپ کا اسلامی نام عبدالصمد رکھا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ خاموشی کے ساتھ ریواڑی سے دہلی آئے اور مسجد فتحپوری میں جاکر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا آپ صاحب جائداد اور سن رسیدہ بزرگ ہیں۔ باری تعالیٰ عزاسمہٗ آپ کو استقامت بخشے۔ قبول اسلام کے بعد جناب شیخ عبدالصمد صاحب خود ہی دفتر "وحدت" میں تشریف لائے۔ تاکہ ان کے مشرف باسلام ہونے کا اعلان کر دیا جائے۔ (وحدت)

(بقیہ صفحہ ۲)

خوبی کی بات ہے۔ لیکن دعوے کا بدلنا تو ہر درجہ کا مذموم امر ہے اور مدعی کے باطل ہونیکی دلیل واضح ہے۔ کیونکہ ایک ملہم کا دعویٰ وہ ہوتا ہے جس کے ماتحت وہ اپنی حیثیت اور مقام کو خدا سے خبر پاکر پبلک میں پیش کرتا اور قایم کرتا ہے۔ اندریں حالات بالفرض وہ آج اپنی حیثیت قایم کرے اور اسے پیش کرتے ہوئے وہ یہ اعلان کرے کہ "یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے" اور اس کے خلاف جو دعویٰ مخالف لوگ اس کی طرف منسوب کریں وہ اسے افترا اور لعنتی دعوٰی قرار دے لیکن چند سالوں کے بعد وہ اسی دعوے کا مدعی بن جائے جو اسکی طرف مخالفوں نے منسوب کیا تھا۔ اور جسے اس نے خود افترا اور قابل لعنت قرار دیا تھا۔ تو پھر فرمایئے۔ اس کی حیثیت کیا باقی رہ گئی۔

وہ نہ صرف خود (نعوذ باللہ) اپنی قلم سے کذاب اور لعنتی ٹھیر گیا بلکہ اپنے اس خدا کو بھی لے ڈوبا جس کی طرف سے اس نے علم پاکر دعویٰ کرنے کا اعلان کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ یا تو وہ مفتری تھا اور یا اُسے علم دینے والا خدا نہ تھا۔ کیونکہ خدا کا علم غلط نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا کیا جو کسی کو یہ بتانا چاہے کہ تو نبی ہے اور اسے سمجھا نہ سکے۔ ایک انسان تو ممکن ہے دوسرے کو اپنی بات سمجھا نہ سکے۔ مگر خدا کی نسبت یہ قیاس کرنا پرلے درجے کی جہالت ہے کہ وہ ایک شخص کو سمجھانا چاہتا ہے کہ تو نبی ہے اور سمجھا نہیں سکتا کیا خدا اگر کسی پر کوئی امر سمجھانا چاہے تو وہ اس کا سینہ نہیں کھول سکتا اور اس کے دل و دماغ کو روشنی نہیں بخش سکتا۔ کیا اس شخص کو معرفت الٰہی سے کوئی حصہ ہو سکتا ہے۔ جو یہ کہے کہ بارہ برس تک حضرت مسیح موعود کو خدا یہ سمجھاتا رہا کہ تو نبی ہے۔ تو نبی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود خدا کے اس قدر سمجھانے اور علم دینے کے باوجود برابر نبوت کے مدعی پر لعنیں بھیجتے رہے۔ اور پھر اس قدر جرأت کہ خدا پر نعوذ باللہ افترا کر کے یہاں تک کہتے رہے کہ "یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے" کیا اس قسم کا عقیدہ ظاہر نہیں کرتا کہ یہ حضرت مسیح موعود کی اور خود خدا کی پرلے درجہ کی ہتک اور تذلیل ہے۔ کوئی خدا کا خوف ہونا چاہیئے۔ اس تذلیل اور جہالت کے کارنامے پر پھولے نہ سمانا اور اس توہین کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والوں کے منہ آنا کسقدر بے حیائی اور دیدہ دلیری ہے۔

الیس فیکم رجل رشید

راقم: خاکسار بشارت احمد

حبیب الرحمان کی "ایمانداری اور خدمت اسلام"

"زمیندار" کے برلنی نامہ نگار کی افسوسناک حرکتیں

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن)

حبیب الرحمان کا ہمارے خلاف نیا حربہ

حبیب الرحمان متعلم برلن یونیورسٹی نے اپنے ایک طویل مضمون میں ایک نیا حربہ ہمارے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں ان کی "ایمانداری" کی داد دیتا ہوں۔ انہوں نے مدت سے ہمارے خلاف پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ جب اس طریقہ سے ان کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی تو اب ایک نیا شیوہ اختیار کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ یہاں کے مخالف اسلام اخبارات اور ان کے عیسائی نمائندوں سے راہ و رسم پیدا کی اور ان کے سامنے اپنے وہ مضامین پیش کئے جو انہوں نے ہمارے خلاف جریدہ "زمیندار" میں لکھے ہیں۔ اور ان کی بنا پر ان کو اپنی اس کوشش میں ڈریسڈن کے ایک معمولی اخبار میں ایک مضمون شائع کروانے میں کامیابی ہو گئی۔ اب ان کی ایمانداری ملاحظہ ہو۔ اس مضمون کے بعض حصص اخبار "زمیندار" میں شائع کروا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جو کچھ حبیب الرحمن لکھتا ہے وہ سچ اور درست ہے اور یہی باتیں جرمن کے اخبارات بھی ہمارے خلاف لکھتے ہیں۔

یہودیوں کے نقش قدم پر

واہ خوب انوکھا طریقہ ہے۔ قرآن کریم نے یہود کے متعلق کہا تھا یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ . . . . فویل لھم مما کتبت ایدیھم۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ افسوس اور لعنت ہے اس پر جو وہ لکھتے ہیں اور حیف ہے اس پر جو کماتے ہیں۔ یہ نقشہ تو یہود کا تھا مگر اس کا ہر گوشہ اور ہر حرف حبیب الرحمٰن پر صادق آتا ہے اور خوب صادق آتا ہے۔ حدیث شریف نے مسلمانوں کے انحطاط اور ان کی تباہی کے جو علامات بتائے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی بھاری علامت یہ ہے کہ اس زمانے کے مسلمان یہود صفت ہوں گے۔ کیا حبیب الرحمان صاحب اس کا انکار کریں گے؟

ڈریسڈن کے اخبار کا مضمون

جہاں تک اس مضمون کا تعلق ہے جو کہ ڈریسڈن کے اخبار میں شائع ہوا ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ اس کے مدیر سے میری خط و کتابت جاری ہے اور اس کا جو نتیجہ ہو گا وہ قارئین خود ملاحظہ فرما لیں گے۔ مگر اس قدر عرض کر دینا ضروری جانتا ہوں کہ اس کے مدیر کی دو تحریریں میرے پاس موجود ہیں جن میں اس نے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ (اول) بعض امور بے شک غلط اور خلاف واقعات درج ہوئے ہیں جن کی تصحیح کے لئے وہ تیار ہیں۔ (دوم) اس مضمون سے اُن کا مقصد کچھ میرے خلاف یا میری ذات کے خلاف لکھنے کا قطعاً نہ تھا۔ اگر کوئی ایسے الفاظ لکھے گئے ہیں تو وہ اس کی معافی چاہتے ہیں۔ مگر یہ سلسلہ خط و کتابت ابھی جاری ہے اور ممکن ہے کہ مجھے اس اخبار کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنی پڑے۔

حبیب الرحمان کی نئی کذب بیانی

اب حبیب الرحمان صاحب کی خدمت اسلام ملاحظہ ہو۔ زمیندار کی ۲۰ اگست کی اشاعت میں انہوں نے ایک اور مضمون لکھا ہے جس میں ایک ہندوستانی محمد اسحاق صاحب کا ذکر کیا ہے اور واقعات کو موڑ توڑ کر اپنی کذب بیانی کا ایک نیا ثبوت دیا ہے۔ ان واقعات کے بیان میں لکھتے ہیں کہ جب غریب محمد اسحاق مع اپنی بیوی کے میرے پاس مسجد میں برائے امداد آئے تو میں نے ان کے سامنے گیس اور بجلی کے بل پیش کئے اور کہا کہ میرے پاس کوئی پیسہ نہیں ہے کہ آپ کی امداد کر سکوں چنانچہ یہ بل بھی رکے پڑے ہیں۔ یہاں تک سب کچھ درست ہے۔ مگر حبیب الرحمٰن کا اگلا بیان ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں کہ "اگر اس بیان کو غور سے دیکھا جائے تو خدا کی قدرت یاد آتی ہے . . . کیونکہ شروع سے لیکر آخیر تک تمام باتیں جھوٹ پر مبنی ہیں۔ اول تو مسجد میں گیس صرف اس وقت استعمال ہوتی ہے جبکہ مسجد میں سردی کے موسم میں کوئی جلسہ ہو . . ." حبیب الرحمان کا بیان ملاحظہ ہو۔ اوپر تو گیس اور بجلی کا ذکر ہے۔ مگر جب ہمارے جھوٹ گنوانے لگے تو ان پر ایسی بجلی گری کہ اس کو بالکل ہی گئے اور صرف گیس کا بل باقی رہ گیا۔ یہ بالکل درست ہے کہ موسم گرما میں مسجد میں گیس استعمال نہیں ہوتی۔ مگر اول تو گیس میٹر کا ہر ماہ بل آتا ہے اور دوسرے یہ انہوں نے کہاں سے لیا کہ یہ بل مسجد کے متعلق تھے۔ میں حبیب صاحب کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ بل میرے ذاتی بل تھے۔ اور میں جو کسی غریب کی امداد کرتا ہوں تو اپنے ذاتی روپے سے کرتا ہوں

محمد اسحاق صاحب کا اصل واقعہ

اب محمد اسحاق صاحب کا اصل واقعہ ملاحظہ ہو:۔

محمد اسحاق صاحب ماہ دسمبر ۱۹۳۳ء میں ہمبرگ سے برلن تشریف لائے۔ میری انکی کوئی شناسائی نہ تھی۔ شام کے آٹھ بجے مسجد آ گئے۔ اور اپنی غربت اور مصیبت کا تذکرہ کیا۔ میں نے انکو ۵ مارکس (یعنی ۵ روپے) بطور امداد دیدئے۔ انہوں نے وعدہ فرمایا کہ جلد یہ رقم مجھے واپس عطا کر دینگے جس پر میں نے اُن سے کہا کہ معمولی بات ہے۔ اگر آپ یہ رقم واپس ادا کر دیں تو کسی اور غریب کے کام آ جائیگی کیونکہ ہمارے پاس امداد کے لئے اکثر آدمی آتے جاتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر آپ واپس نہ کر سکیں تو معمولی بات ہے۔

یہ دسمبر ۱۹۳۳ء کا قصہ ہے۔ اب جولائی ۱۹۳۴ء میں وہ دوبارہ برلن آئے اور مجھے فون کی اور امداد کیلئے دوبارہ کہا جس پر میں نے اُن سے کہا کہ میں اس دفعہ افسوس آپکی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میری اپنی مالی حالت خراب ہے اسکے بعد وہ مع بیوی اور بچہ مسجد میں تشریف لے آئے۔ اور دوبارہ امداد کیلئے کہا۔ میں نے اُن سے اپنی مجبوریوں کا اظہار کرتے ہوئے دوبارہ ایک مارک سے امداد کی۔ انہوں نے مسجد سے ملحقہ مکان میں رہائشی کمرہ کے لئے قطعاً نہیں کہا اور یہ حبیب الرحمان کا سفید جھوٹ ہے۔ جو انہیں کو زیبا ہے۔

حبیب الرحمان کے ایک حواری کی نازیبا حرکت

اس کے چند دن بعد حبیب الرحمان کے ایک حواری عبد الرحمٰن نامی جمعہ کے روز تقریباً ۲½ بجے مسجد آ گئے۔ دریافت کرنے پر انہوں نے کہا کہ نماز کا خیال تھا مگر دیر ہو گئی۔ خیر آمدم بر سر مطلب انہوں نے محمد اسحاق صاحب کا قصہ شروع کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ دیکھئے آپ نے محمد اسحاق کی کوئی امداد نہ کی۔ آپ کو غریب کی ضرور بالضرور امداد کرنی تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ مجھے خوب کوسنا شروع کیا اور بالکل غلط واقعات بیان کرنے شروع کر دیئے۔ اتنی دیر میں محمد اسحاق صاحب خود دوبارہ مع اپنی بیوی کے مسجد میں تشریف لے آئے۔ بس پھر کیا تھا اب عبد الرحمان صاحب چاہتے تھے کہ کہیں زمین پھٹے اور وہ اس میں غرق ہو جائیں۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔

محمد اسحاق صاحب کا بیان

پس محمد اسحاق صاحب نے عبد الرحمان اور حبیب الرحمان سکرٹری جماعت اسلامیہ کو وہ ڈانٹ پلائی کہ عمر بھر یاد رکھیں گے۔ اور صاف منہ پر کہا کہ تم اور حبیب الرحمان بدمعاش اور بے ایمان ہو۔ پھر حبیب الرحمان سکرٹری جماعت اسلامیہ کا سلوک بدیں بیان کیا۔ کہ کسطرح سکرٹری صاحب نے برابر دو گھنٹے تک محمد اسحاق صاحب سے ایک تحریر طلب کی جس میں وہ لکھ دیں کہ مسجد والوں نے۔ ان کی یعنی محمد اسحاق صاحب کی کوئی امداد نہیں کی اور اب وہ سکرٹری جماعت اسلامیہ سے امداد کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ مگر محمد اسحاق صاحب نے ان کو کوئی ایسی تحریر نہ دی۔

حبیب الرحمان کی شرمناک وعدہ خلافی

آخرکار انہوں نے سکرٹری حبیب الرحمن کو ایک درخواست بنام جماعت اسلامیہ لکھ دی جس پر حبیب صاحب نے انکو ۵ مارکس دینے کا وعدہ کیا۔ اور یہاں تک کہا کہ وہ کل نہیں بروز جمعۃ المبارک ۱۱ بجے صبح انکو یہ رقم پہنچا دینگے۔ مگر محمد اسحاق ۱۱ چھوڑ کر ۲ بجے تک انتظار کرتے رہے آخر پھر دوبارہ ۲½ بجے مسجد آئے اور سارا قصہ سنایا جس پر ہمارے دوستوں نے جو مسجد میں بغرض نماز جمعہ جمع تھے محمد اسحاق صاحب کی پندرہ مارکس سے مدد کی۔ مگر وہی عبد الرحمن صاحب جو ان کے حامی بنکر ہمیں ملزم قرار دینے کیلئے آئے تھے۔ ان کی ایک پائی سے امداد نہ کر سکے۔ اور حبیب الرحمان سکرٹری جماعت اسلامیہ مع اپنی تمام جماعت کے اس بیچارے کی ایک کوڑی سے بھی امداد نہ کر سکے۔ یہ ہیں ان کی امداد۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ بھی ایک قابل ذکر امر ہے کہ جب حبیب الرحمان نے انہیں محمد اسحاق صاحب کے متعلق مجھے فون کی اور پوچھنے لگے کہ یہ محمد اسحاق کون ہے؟ اور کہا کہ وہ تو ڈاکو۔ جھوٹا اور لیٹرا معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک عورت بھی ہے جسکو وہ اپنی بیوی کہتا ہے اور ایک بچہ بھی ہے۔ خدا معلوم یہ کون عورت ہے

اس تمام قصے کے متعلق ہم انشاء اللہ کسی اور اشاعت میں محمد اسحاق کی اپنی تحریر پیش کرینگے۔ والسلام

خاکسار

عبد اللہ (امام مسجد برلن)

چشمہ میں میرے سات دن

وفات مسیح، نزول ابن مریم اور نبوت مسیح موعود پر غیر احمدیوں اور ایک محمودی مولوی فاضل سے بحث

از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینۂ احمدیت (از ڈلہوزی)

(۳)

جو جواب ۵ر اگست کی شام کو آیا اس میں بالکل نئی شرائط لکھی ہوئی تھیں۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ پہلے آدھ آدھ گھنٹہ تقریریں ہوں۔ پھر ۱۵، ۱۵ منٹ اور پھر دس دس منٹ اور اسی طرح مدعی کی تقریر آخر میں ہو۔ یہ بھی ایک شرط تھی کہ دونوں مناظر بحث شروع کرنے سے پہلے حلف اٹھائیں کہ وہ جو کچھ بیان کریں گے وہ اپنے دین و ایمان کے مطابق صحیح بیان کریں گے۔ اور کوئی دھوکا دہی کی کوشش نہ کریں گے۔ اور بھی بعض معمولی شرائط تھیں۔ ہم نے ان سب کو نظر انداز کر کے صرف پہلی شرط پر انہیں لکھا بھیجا کہ اس سے مساوات نہیں رہتی۔ کیونکہ جو تقسیم انہوں نے کی ہے اس سے انہیں دس منٹ زائد ملیں گے۔ اور پہلی تجویز کے مطابق دونوں کو مساوی وقت مل سکیگا۔ لیکن مولوی صاحب نہ مانتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک آریہ صاحب پنڈت ودیادھر نے بھی انہیں سمجھایا لیکن وہ قائل نہ ہوئے۔ آخر جوں توں کر کے بعض لوگ انہیں لے ہی آئے، اس وقت رات کے قریباً ۱۱ بج چکے تھے۔ دونوں طرف سے دو پریذیڈنٹ مقرر ہو گئے۔

مولوی عبد الغفور صاحب کی تقریر

مولوی صاحب نے حسب شرائط پہلے تو حلف اٹھائی اور پھر تقریر شروع کی جس میں بیان کیا کہ جس طرح حضرت مسیح موعود ایک وقت مسیح ناصری کو زندہ سمجھتے تھے لیکن بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی نے آپ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا، ویسے ہی آپ ایک وقت اپنے آپ کو نبی نہ سمجھتے تھے، اور خدا کی وحی سے نہیں بلکہ اپنے خیال سے نبی کی یہ تعریف کرتے تھے۔ کہ نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت یا احکام جدیدہ لائے۔ اور کسی صاحب شریعت نبی کا پیرو اور متبع نہ ہو۔ بلکہ براہ راست خدا اسے نبی بنائے لیکن بعد میں خدا نے آپ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ بلکہ آپ نے صاف صاف لکھا کہ نبوت صرف کثرت مکالمہ اور مخاطبہ کا نام ہے جو مجھے حاصل ہے اس بارہ میں حقیقۃ الوحی صہ ۳۹۱ کے اس فقرہ پر مولوی صاحب نے خاص طور پر زور دیا کہ

"جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔"

ایسا ہی **ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا**۔ پر خاص طور پر زور دیا۔ اور بار بار کہا کہ خدا نے مسیح موعود کو نبی اور رسول کہا۔ اور ایک الہام میں یہ بھی خبر دی کہ **سیقول العدو لست مرسلا**۔ اس میں سیقول مستقبل قریب کا صیغہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ ابھی پیدا ہونے والے تھے۔ جو کہیں گے کہ آپ رسول نہیں، ان کو الہام میں عدو کہا گیا ہے۔

ایسا ہی درثمین کے یہ دو شعر بار بار پڑھ کر سنائے ؎

قدرت حق ہے کہ تم بھی میرے دشمن ہو گئے
یا محبت کے وہ دن تھے یا ہوا ایسا نفار
دھو دئے دل سے وہ سارے محبت و پریت کے نگ
بھول نیکر ایک مدت تک ہوئے آخر کو خار

میں نے اس پر انہیں ٹوکا بھی اور پریذیڈنٹ صاحبان کو بھی توجہ دلائی کہ یہ کوئی نبوت کے دلائل نہیں ذاتی حملے ہیں لیکن مولوی صاحب اپنی فطرت سے مجبور تھے۔ باز نہ آئے۔ یہ خلاصہ ہے قادیانی مولوی صاحب کی تقریر کا جو انہوں نے حضرت مسیح موعود کے دعوے نبوت کے ثبوت میں کی۔

میرا جواب

اس کے جواب میں میں نے پہلے تو اس بات کو واضح کیا کہ یہ خیال کہ حضرت مسیح موعود پہلے جو کچھ نبی کی تعریف کرتے تھے۔ وہ اپنے خیال سے کرتے تھے صریحاً غلط ہے۔ کیونکہ آپ سراج منیر میں لکھتے ہیں:-

"بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے میرے پر یہی کھولا گیا ہے۔ کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلعم کے بعد بکلی بند ہیں۔" (صہ ۳)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود۔ خدا کے دئے ہوئے علم کی بنا پر نبی اور رسول کے الفاظ کو حقیقی معنوں پر نہیں بلکہ مجازی معنوں پر محمول کرتے تھے۔ اور خدا ہی کے دئے ہوئے علم کی بنا پر حقیقی نبی سے صاحب شریعت مراد لیتے تھے۔

یہاں درمیان میں مولوی صاحب بول اٹھے اور کہا تین سطر اوپر سے پڑھو۔ میں نے پڑھ دیا لیکن خواہ مخواہ کہنا شروع کیا کہ درمیان سے عبارت چھوڑ گئے ہو۔ حالانکہ اصل کتاب کو پریذیڈنٹ صاحبان نے بھی دیکھ کر کہا کہ کوئی عبارت نہیں چھوڑی گئی۔ لیکن ان کا منشا خلط مبحث کرنا تھا جس میں انہیں کامیابی نہ ہوئی بہرحال میں نے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ حضرت مسیح موعود نے پہلے جو نبی کی تعریف کی تھی وہ خدا کے دئے ہوئے علم کی بنا پر کی تھی نہ کہ اپنے اجتہاد سے۔ پھر ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتاب مواہب الرحمٰن کو پیش کیا جس میں آپ فرماتے ہیں:

وہ خدارا مکالمات و مخاطبات است باولیائے
خود دریں امت والیشاں را رنگ انبیا دادہ
شود والیشاں درحقیقت انبیا نیستند زیرا کہ قرآن
حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است۔"

مواہب الرحمٰن صہ ۶۷

یہ وہ کتاب ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود ۱۹۰۱ء کے بعد بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ نبی وہی ہوتا ہے جو صاحب شریعت ہو اور چونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا ہے اس لئے اب نبی نہیں آ سکتا۔ ورنہ بتایا جائے کہ جو روک حضرت مسیح موعود نے اولیاء اللہ کے نبی بننے میں بیان کی ہے۔ (کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا) وہی روک خود آپ کے نبی ہونے میں کیوں نہیں یا تو کہو کہ اب قرآن موجودہ زمانہ کے لئے کامل شریعت نہیں رہی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نبی ہو کر آئے اور اگر اب تک کامل شریعت ہے تو یہ بات حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے میں اسی طرح روک ہے جیسے پہلے اولیاء اللہ کے رستہ میں روک تھی!

پھر میں نے حقیقۃ الوحی کے صہ ۳۹۱ کی مندرجہ بالا عبارت کو لیا اور اسے صہ ۳۹۰ سے پڑھ کر سنایا جہاں حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں:-

"اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کے بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے امتی ہوں اور ایک پہلو سے آنحضرت صلعم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔"

میں نے کہا کہ اس عبارت میں حضرت مسیح موعود صاف طور پر دعوے نبوت کے الزام کو "نادانی" اور "سراسر افترا" قرار دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ "جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔" یہ فیصلہ کن الفاظ ہیں۔ جس نبوت کا دعویٰ قرآن شریف کے رو سے منع ہے جب ایسا کوئی دعویٰ نہیں، تو اس کو نبوت کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔ قرآن کی بیان کردہ نبوت کو ہی ہم تو نبوت سمجھتے ہیں اس کے علاوہ نبوت کوئی نہیں۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے صاف طور پر اپنے آپ کو امتی اور نبی قرار دیا ہے۔ اور ازالہ اوہام صہ ۵۳۳ میں **امتی اور نبی کے معنی محدث** بیان کر چکے ہیں۔ اس سے آگے آپ فرماتے ہیں

"بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔"

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود نے مجدد صاحب کے کلام کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے مجدد صاحب کے اصل الفاظ آپ نے ازالہ اوہام صہ ۹۱۵ اور تحفہ بغداد صفحہ ۲۰-۲۱ پر نقل کئے ہیں اور وہاں مجدد صاحب نے "وہ نبی کہلاتا ہے" کے بجائے سمی محدثاً لکھا ہے یعنی اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے۔ اب دو حال سے خالی نہیں یا تو کہو کہ حضرت مسیح موعود نے حضرت مجدد صاحب پر معاذ اللہ افترا کیا کہ انہوں نے کثرت مکالمہ مخاطبہ پانے والے کو محدث قرار دیا اور حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ مجدد صاحب نے لکھا ہے "وہ نبی کہلاتا ہے" اور یا پھر ماننا پڑے گا کہ یہاں نبی کا لفظ آپ نے محدث ہی کے

کے معنوں میں لکھا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ نبوت نہیں بلکہ محدثیت ہے۔

قادیانی مولوی کا جواب الجواب

میری اس تقریر کے جواب میں مولوی صاحب نے پھر اپنے بیان کو دہراتے ہوئے کہا کہ

(۱) حضرت مسیح موعود نے سراج منیر ص۳ میں جس چیز کو خدا کا دیا ہوا علم بتایا ہے وہ نبوت کی تعریف نہیں۔

(۲) مواہب الرحمٰن کے پیش کردہ الفاظ سے پہلے حضرت مسیح موعود نے یہ بھی لکھا ہے۔

"بعد او پیغمبرے نیست بعد او مگر آنکہ از فیض او پرورش یافتہ باشد و موافق وعدہ او ظاہر شد۔"

اس سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو پیغمبر سمجھتے تھے۔

(۳) پہلے حضرت مسیح موعود نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری سمجھتے تھے۔ بعد میں براہین حصہ پنجم میں لکھا:-

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی، نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔"

مولوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ اس میں شک نہیں کہ حقیقی نبی اسی کو کہتے ہیں جو شریعت لائے لیکن حضرت مسیح موعود نے غیر صاحب شریعت کو بھی نبی قرار دیا ہے اور اسی ضمن میں ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے جو میں نے اسی وقت نوٹ کر لئے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا کہ "بموجب حکم الٰہی میں عقیدہ یا دعوی بدلتا ہوں۔"

(۴) حقیقۃ الوحی ص۳۹۰ پر مجدد صاحب کی طرف جو بات حضرت مسیح موعود نے منسوب کی ہے وہ صرف اس قدر ہے۔

"اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔"

مولوی صاحب نے کہا کہ یہاں تک مجدد صاحب کا حوالہ ہے اور اس کے بعد کے لفظ:-

"لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔"

یہ حضرت مسیح موعود کا اپنا کلام ہے۔

اور پھر پرواز دراس امر پر دیا کہ میں نے کہا تھا کہ خدا نے آپ کا نام نبی اور رسول رکھا۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے کثرت مکالمہ پانے والے کو نبی قرار دیا ہے اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ وغیرہ۔

میرا آخری جواب

میں نے سب سے پہلے آخری بات کو لیا اور کہا کہ بیشک حضرت مسیح موعود کا نام خدا نے نبی رکھا، حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ سمیت نبیا من اللہ۔ اللہ کی طرف سے میرا نام نبی رکھا گیا لیکن کس طرح؟ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ مجاز کے طور پر حقیقت کے طور پر نہیں۔ اب جو چیز حقیقت نہیں مجاز ہے اسے کس طرح اصل قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ کسی بہادر انسان کو مجازاً شیر کہکر اُسے زندہ خیال کرینگے۔ اور شیر کے پنجے، شیر کی کھال، شیر کا منہ اور شیر کی دم اس میں تلاش کرینگے؟

میں نے کہا کہ مولوی صاحب نے میرا کام بہت مختصر کر دیا۔ یہ اعتراف کر کے کہ حقیقی نبی وہی ہوتا ہے جو شریعت لائے۔ اب صاحبو! خود ہی انصاف کر لو کہ جب حضرت مسیح موعود شریعت نہیں لائے۔ اور نہ آپ کا دعویٰ حقیقی نبی ہونے کا ہے تو پھر بھی انہیں اصلی معنوں میں نبی کہنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟

یہ کہنا کہ سراج منیر میں نبوت کی تعریف نہیں یہ غلط ہے۔ کیونکہ وہاں حضرت مسیح موعود نے اپنی نبوت کو غیر تشریعی اور مجازی لکھا ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپ جس چیز کو خدا کا دیا ہوا علم سمجھتے تھے وہ یہی تھی کہ اصلی اور حقیقی نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری ہے مواہب الرحمٰن کے یہ الفاظ کہ بعد او پیغمبرے نیست مگر آنکہ از فیض او پرورش یافتہ باشد و موافق وعدہ او ظاہر شد، اگلی عبارات کے ساتھ ملا کر پڑھئے۔ جہاں اولیاء اللہ کو رنگ انبیا دئے جانے اور قرآن کے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچانے کی وجہ سے ان کے نبی نہ بن سکنے کا ذکر ہے۔ اگر وہ اس وجہ سے نبی نہیں بن سکتے کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ تو یہ روک مسیح موعود کے رستہ میں بھی ہے علاوہ ازیں یہ الفاظ کہ۔ "مگر آنکہ از فیض او پرورش یافتہ باشد"۔ غور طلب ہیں کیا ابوبکرؓ آنحضرت صلعم کے فیض سے پرورش یافتہ نہ تھے، کیا عمرؓ آپؐ کے فیض سے پرورش یافتہ نہ تھے، کیا عثمانؓ اور علیؓ آپؐ کے فیض سے پرورش یافتہ نہ تھے؟ کیا سید عبد القادر گیلانی یا بایزید بسطامی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم آنحضرت صلعم کے فیض سے پرورش یافتہ نہ تھے؟ اگر تھے تو آپ بتائیے کہ جب ان کے نبی ہونے میں قرآن کا شریعت کو کمال تک پہنچا دینا روک تھا تو مسیح موعود کے رستہ میں کیوں روک نہیں؟

پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے جس میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ "نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی" الخ۔ کون کہہ سکتا ہے کہ حقیقی نبی کی تعریف ہے وہ تو مولوی صاحب خود اعتراف کر چکے کہ حقیقی نبی وہی ہوتا ہے جو شریعت لائے۔ اسلئے انکو حقیقی نبی کی تعریف قرار دینا غلط ہے حضرت مسیح موعود نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ حقیقی نبی کے معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ بلکہ فرمایا "نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی" جس سے لغوی معنے مراد ہیں۔ جیسا کہ آپ نے ایک غلطی کے ازالہ میں نبی کے حقیقی معنے از روئے لغت بتائے ہیں کہ:-

"نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں۔"

یہ نبی کے لغوی معنے ہیں اور یہی بات براہین حصہ پنجم میں آپ نے نبی کے حقیقی یعنی لغوی معنے بیان کرتے ہوئے کہی تھی۔ اس سے حقیقی یا اصلی نبوت مراد لینا غلط ہے، نہ اس کا دعویٰ حضرت مسیح موعود نے کیا۔ بلکہ اپنی آخری کتاب کے آخری صفحات میں بھی یہی کہا کہ سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔"

مولوی صاحب نے جو یہ الفاظ اپنے منہ سے نکالے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ "بموجب حکم الٰہی عقیدہ یا دعویٰ بدلتا ہوں" میں مولوی صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر کسی تقریر سے ایسے الفاظ دکھا دیں۔

اس پر مولوی صاحب بہت سٹ پٹائے اور کہا کہ تم کھاؤ کہ میں نے ایسے لفظ کہے ہیں میں نے اسی وقت حلف اٹھائی جس پر وہ چپ کے چپ رہ گئے۔

اس پر میرا وقت ختم ہو چکا تھا ورنہ میں مجدد صاحب کے حوالہ مندرجہ حقیقۃ الوحی ص۳۹۰ کے متعلق بھی ان سے پوچھتا کہ کون سے علم کلام کے رو سے ان کی اس بات کو صحیح تسلیم کیا جائے کہ "اگرچہ سے لیکر "مخصوص رہیں گے"۔ تک جو جملہ شرطیہ ہے وہ تو مجدد صاحب کا کلام ہے۔ اور اس سے آگے "لیکن" کے بعد جو اس شرط کی جزا ہے وہ حضرت مسیح موعود کا کلام ہے یقیناً کوئی سمجھدار انسان اس کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔ بالخصوص جبکہ مجدد صاحب کے اصل الفاظ میں بعض افراد کا مکالمہ و مخاطبہ سے مخصوص ہونا ہی نہیں، بلکہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ پانیوالوں کا بھی ذکر ہے اور انہیں محدث قرار دیا گیا ہے۔

غرض قریباً ۱۲½ بجے یہ بحث ختم ہوئی۔ مولوی صاحب نے میری آخری تقریر کے دوران میں بار بار ٹوکنے اور تمسخر و استہزا سے اس کے اثر کو مٹانے کی کوشش کی، لیکن خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ان کے اس رویہ کو سب نے ناپسند کیا۔ اور میری باتوں کا خاصہ اثر ہوا۔

مولوی سید اختر حسین چمبہ میں

چمبہ سے واپس آکر تیسرے دن یہ اطلاع ملی کہ اخویم مکرم مولوی سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل بھی بعد دو ماہ کے ہماری واپسی سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد ہی چمبہ پہنچ گئے اور اب وہ وہاں عقائد حقہ کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

منشی محمد عثمان صاحب کا انتقال پر ملال

جناب منشی محمد عثمان صاحب ہماری قومی درسگاہ مسلم ہائی سکول لاہور کے ایک نہایت لائق، نیک اور محنتی ٹیچر تھے۔ افسوس چند روز ہوئے ان کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس حادثہ میں ہمیں مرحوم کے والد محترم، اہلیہ محترمہ، و دیگر رشتہ داروں سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم کی وفات پر اظہار افسوس و ہمدردی کے لئے مسلم ہائی سکول لاہور کے اساتذہ اور طلباء نے اپنے ایک جلسہ میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی۔

لاہور ۱۵ ستمبر:- سٹاف اور طلباء مسلم ہائی سکول لاہور کا یہ جلسہ جو بصدارت جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر آج اسکول کے کمپاؤنڈ میں ۱۱ بجے صبح منعقد ہوا منشی محمد عثمان صاحب مرحوم ٹیچر سکول ہذا کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ ان کے پسماندگان خصوصاً ان کے بوڑھے والد خورد سال بچے اور اہلیہ محترمہ سے اظہار افسوس کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

علاوہ ازیں اس رزولیوشن کی ایک ایک کاپی اخبار "پیغام صلح" و روزنامہ "انقلاب" و "احسان" کو بھیجی جائے اور باقی وقت اسکول بند کر دیا جائے۔

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۴ جمادی الثانی ۵۳ھ مطابق ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹ ء | نمبر ۵۸

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہٗ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ توقع ہے کہ حضرت ممدوح آخر ستمبر تک لاہور تشریف لے آئیں گے۔

—— حضرت مولانا صدرالدین صاحب علیل ہیں۔ ان کے لئے تمام احباب خصوصیت سے دعائے صحت کریں۔

—— جناب مرزا مظفر بیگ صاحب جزائر فجی میں نہایت سرگرمی سے مصروف تبلیغ ہیں۔ احباب کی اطلاع کے لئے ان کا پتہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

Mirza Muzzaffar Beg
Muslim Missionary
C/o Mr Sahu Khan sh:
Waimanu Road
Suve (Fiji Islands)

(پتہ انگریزی میں ہو)

—— سید اختر حسین صاحب ریاست جیند میں نہایت تندہی سے کام کر رہے ہیں۔ وہاں قادیانیوں نے بہت غوغا مچا رکھا تھا قادیانی مبلغ مولوی عبدالغفور صاحب اور ان کے ساتھی ہمارے خلاف طرح طرح کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں پھیلانے میں مصروف تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور سید اختر حسین صاحب کی مخلصانہ سعی سے مخالفین کی تمام کوششیں ناکام رہیں۔ جیند کے لوگ قادیانی جماعت اور قادیانی عقائد سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ چار آدمیوں نے جماعت قادیان سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ غرضیکہ مخالفین حق کو ہر طرح سے ناکامی و نامرادی نصیب ہوئی۔ حالانکہ آجکل دو قادیانی مبلغ جیند میں کام کر رہے ہیں۔ تیسرے آنے والے ہیں۔

—— سید اختر حسین کے تازہ خط سے معلوم ہوا کہ ایک صاحب سید ہاشم علی شاہ صاحب جو دھرمسالہ کے علاقہ کے رہنے والے ہیں اور قادیانیوں کی تبلیغ کی وجہ سے ان کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ چند روز ہوئے جناب میاں صاحب کی بیعت فسخ کر کے سلسلہ حقہ احمدیہ میں شامل ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ استقامت اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

—— مولوی احمد یار صاحب مولوی فاضل اطلاع دیتے ہیں کہ۔

(۱) چودھری عبدالمجید صاحب ولد منشی غلام محمد صاحب سکنہ بوغتی ضلع جالندھر کا نکاح عزیز بیگم صاحبہ بنت بابو خدا بخش صاحب ہیڈ کلرک سکنہ لدھیانہ کے ساتھ بعوض دو ہزار روپے مہر معجل پڑھایا۔ منشی صاحب موصوف نے اس خوشی میں مبلغ ۱۰ روپے بمد اشاعت اسلام انجمن کو عطا فرمائے۔ (جزاک اللہ)

—— (۲) چودھری عبدالعزیز سکنہ کپورتھلہ کا نکاح محمودہ بیگم صاحبہ بنت بابو خدا بخش ہیڈ کلرک نہر سکنہ لدھیانہ کیساتھ بعوض دو ہزار روپے مہر معجل پڑھا۔ چودھری صاحب نے اس مسرت میں مبلغ ۱۰ روپے بمد اشاعت اسلام انجمن کو عنایت فرمائے (جزاک اللہ)

—— **پیغام صلح**:۔ ہم ان مسرت انگیز تقریبوں پر دولہا دولہن دولہنوں کے محترم والدین اور دیگر عزیزوں کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو مبارک کرے اور ان سے نیک نتائج پیدا ہوں۔

—— جناب گلاب شیر خاں صاحب سفید ڈھیری ضلع پشاور کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ موصوف نے اس مسرت میں انجمن کو مبلغ پانچ روپیہ عنایت فرمائے ہیں جزاک اللہ۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر دراز اور خادم دین بنائے۔

—— چودھری فضل حق صاحب منیجر بکڈپو دوبارہ علیل ہو گئے ہیں۔

—— سید مسعود شاہ صاحب مدرس جموں بیمار ہیں۔

—— چودھری مولا بخش صاحب انجن ڈرائیور قصور بھی علیل ہیں آپ نہایت مخلص اور پرجوش احمدی ہیں

—— جماعت کے بعض دیگر اصحاب بھی علیل ہیں ان سب کیلئے درد دل سے دعائے صحت کی جائے۔

قومی اخبارات کیلئے حضرت امیر قوم کی اپیل

برادران مکرم! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

ہماری بائبل کی شائع چار اخبار اور رسالے مختلف زبانوں میں نکال رہی ہے اور اس کے لئے ہماری انجمن لاہور سے ایک پیسہ کی مدد نہیں لیتی۔ ہمارے اخبار دو ہیں "پیغام صلح"، اور "لائٹ" جنمیں انجمن کو چار اور پانچ ہزار کے درمیان نقصان ہوتا ہے۔ اپنی حالت کا اپنے ان نئے بھائیوں سے مقابلہ کیجئے۔

اخبارات کا انجمن کے خزانہ پر بوجھ ہونا جماعت کی افسوسناک بے توجہی کو ظاہر کرتا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں کہ اس کی وجہ عوام الناس کی یا ملانوں کی مخالفت ہے۔ باوجود اس مخالفت کے ہمارا لٹریچر کسقدر قبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ پھر مخالفت جاوا میں بھی ہے وہاں کے اخبارات کیوں اپنے پاؤں کھڑے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہاں احباب کو ایک سہارا ملا ہوا ہے۔ کہ انجمن نقصان کو پورا کرتی ہی جائیگی حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ان کی محض تھوڑی سی غفلت سے انکی قوم کو صرف ایک دس سال کے عرصہ میں پچاس ہزار کا نقصان پہنچ چکا ہے اس پچاس ہزار سے ہم کوئی عظیم الشان قدم اٹھا سکتے تھے۔ اس لئے میں اپنے احباب سے درد دل سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی قوم کا نقصان نہ کریں۔ اگر ہر ایک دوست عزم کرے کہ وہ ایک ماہ کے اندر ایک خریدار "پیغام صلح" کا اور ایک خریدار اخبار لائٹ کا نیا بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کوشش میں یقیناً برکت ڈالیگا۔ اور اس طرح احباب کی تھوڑی تھوڑی توجہ سے نہ صرف آکی اپنی قوم پانچ ہزار روپیہ سالانہ کے نقصان سے بچ جائیگی بلکہ دونوں اخباروں کا دائرہ اشاعت وسیع ہو کر جماعت کا قدم بھی ترقی کی طرف اٹھیگا۔ کیا ہمارے احباب اٹھینگے اور اپنی بلند ہمتی اور ان تھک کوشش کا ثبوت دیں گے؟ اس وقت بھی چودھری فضل داد جیسے احباب کئی ایک ہیں جو دو دو چار چار نئے خریدار پیدا کر سکتے ہیں ہر ایک شخص یہی کر سکتا ہے۔ خدا نے کسی عاجز اور ناکارہ پیدا نہیں کیا صرف عزم کر لینے کی بات ہے (محمد)

سرزمین فجی میں احمدیوں کی عظیم الشان کانفرنس

دارالحکومت صوا میں مجاہدین اسلام کا شاندار ورود اور جذبہ اسلام کے روح پرور مظاہرے

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری۔ فجی)

فجی میں احمدیت کی ترقی اور کانفرنس کی تجویز

خدا کے فضل و کرم سے سرزمین فجی میں احمدیت کو لوگ جوق در جوق لبیک کہتے چلے جا رہے ہیں اور حضرت مجدد اعظم کا مشن اپنی پوری رفتار سے ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ اللہ کریم کے ان احسانات کو دیکھ کر قرار پایا کہ دارالحکومت صوا میں احمدیوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس کی جائے۔ جس میں تمام مقامات کے احمدی شریک ہوں۔ کانفرنس کی تاریخ یکم جولائی ۱۹۳۳ء مقرر ہوئی۔ اور انگریزی، اردو، ہندی اشتہارات کے ذریعہ اعلان ہو گیا۔

شرکائے کانفرنس

کانفرنس میں شرکت کیلئے مارو۔ نبیلا۔ ناندی۔ جزالیبو۔ لٹوکا درارا کے احمدی دو سو میل کے فاصلے سے جھنڈے اڑاتے ہوئے صوا پہنچے۔ راکی راکی کے معاونین ایک سو میل کا سفر طے کر کے نہایت جوش و خروش سے آئے۔ ڈسٹرکٹ ریوا کے معاونین اپنے ضلع میں چند بیاہ شادیوں کی تقریبوں کے باوجود جوق در جوق جمع ہوئے۔ اور یوں دنیا نے دیکھا کہ محمد الرسول اللہ صلعم کی فوج ہاتھوں میں بڑے بڑے جھنڈے لئے کس شان سے صوا اتری۔

مہمانوں کی خاطر و مدارات

رستہ میں نصوری (صوا سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر) جناب مولانا عبد الکریم صاحب بانی مسلم سکول نصوری نے مجاہدین اسلام کی تواضع کھانے اور چائے سے کی اور انہوں نے کرم جناب ماسٹر محمد عبد الصمد صاحب سے بھی یہیں ملاقات ہوئی۔

تمام مجاہدین ۳۰ جون کو رات کے دس بجے تک صوا پہنچ گئے۔ جہاں احباب صوا نے طعام و قیام کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا تھا۔ نوجوانوں کی بھجن منڈلی نے رات بہت دیر تک اپنے کمالات سے حاضرین کو محظوظ کیا۔

جلسہ گاہ

پروگرام کے مطابق یکم جولائی کو صبح ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک خاص کانفرنس تھی اور ۲ بجے دن سے عام کانفرنس اور صوا کا عظیم الشان ایولون ہال جلسہ گاہ قرار دیا گیا۔

خاص کانفرنس

یکم جولائی صبح ۹ بجے ایولون ہال میں زیر صدارت جناب این لے خانصاحب رئیس صوا وائس پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام صوا خاص کانفرنس شروع ہوئی۔ چند ضروری اور اہم معاملات پر بہت دیر تک بحث رہی۔ اور پھر قرار پایا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام صوا کو مرکزی انجمن کی حیثیت دی جائے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لٹوکا اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ناندی کو اس کے ماتحت کر کے کام چلایا جائے۔ اور پھر ان سب جماعتوں پر ایک امیر مقرر ہو جو براہ راست حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے ماتحت ہو۔ وہاں سے اُسے جو ہدایت ملیں فجی بھر کی جماعتوں میں جاری کرے۔

امیر کا انتخاب

فجی کی جماعتوں کے لئے امیر کا سوال نہایت اہم تھا اور اس عہدۂ جلیلہ کیلئے کسی خاص ہستی کی ضرورت تھی۔ جناب صدر نے اٹھکر فرمایا کہ ہمیں ایک دیندار اور متقی، ظاہری شکل و شباہت میں موزوں تجربہ کار تعلیم یافتہ اور دنیوی لحاظ سے بھی اثر و اقتدار والے امیر کی ضرورت ہے۔ اب سب بھائی غور کر کے امیر کا انتخاب کریں۔ اس پر خاکسار راقم الحروف کھڑا ہوا اور کہا کہ جناب صدر کے پیش کئے ہوئے معیارات کے مطابق فجی کی ایک ہی ہستی ہے جو پوری اترتی ہے۔ اور اس کا نام ہے جناب **محمد طاہر خانصاحب رئیس اعظم لٹوکا۔**

میری تو صرف یہ تحریک تھی ورنہ سب کی نظریں پہلے سے ہی خانصاحب ممدوح کی ذات گرامی پر تھیں اور یہی وجہ ہے کہ میری تحریک کو بالاتفاق سب نے بڑی خوشی سے لبیک کہا اور اس طرح خانصاحب موصوف فجی کی جماعتوں پر امیر مقرر ہوئے۔ جو براہ راست حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ماتحت دینی کاروبار کرینگے۔

اخبار کے اجراء کی تجویز اور اسکے لئے چندہ

انتخاب امیر کے بعد تجویز پیش ہوئی کہ فجی کے احمدیوں کا ایک اخبار ہونا چاہیئے جو فجی میں خدمت اسلام کا کام کر سکے۔ اس اخبار میں انگریزی۔ اردو، ہندی وغیرہ زبانوں میں مضامین ہوا کریں سب نے اس تجویز کو خوشی سے قبول کیا۔ اخبار کے ابتدائی اخراجات کے لئے پچاس پونڈ (چھ سو باسٹھ روپے آٹھ آنے) کی اپیل کی گئی اور قرار پایا کہ پچیس پونڈ ناندی لٹوکا کی جماعتیں برداشت کریں۔ اور پچیس پونڈ صوا اور نصوری۔ برداشت کرے۔ اس پر جناب محمد طاہر خانصاحب رئیس اعظم لٹوکا و امیر جماعت ہائے فجی کھڑے ہوئے اور اعلان کیا کہ ناندی لٹوکا کی طرف سے پچیس پونڈ میں پیش کرتا ہوں۔ تمام ہال چیرز سے گونج اٹھا۔ ابھی چیرز کی صدا کانوں میں گونج ہی رہی تھی کہ ایک اور بزرگ ہستی۔ جناب ساہو خانصاحب رئیس صوا و اس، پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام صوا اٹھے اور اعلان فرمایا کہ صوا، نصوری کی طرف سے پچیس پونڈ میں پیش کرتا ہوں۔ ہال پھر پرزور چیرز سے گونج اٹھا۔ اور اس طرح دنیا نے دیکھا کہ حضرت مجدد اعظم مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام اپنے دلوں میں حضرت محمد الرسول اللہ صلعم کے مشن کے لئے کتنا جذبہ رکھتے اور اپنے مقدس دین کی خاطر قربانی کرنا جانتے ہیں۔ جناب مولانا عبد الکریم صاحب بانی مسلم سکول نصوری نے فرمایا کہ جس جماعت میں ایسے ایسے ایثار پیشہ بزرگ موجود ہوں اس جماعت پر خدا کا فضل ہے۔ غرض اخبار کے لئے روپے کا انتظام ہو جانے پر اخبار کا نام انگریزی میں "Message of Islam" اور اردو میں "پیغام اسلام" تجویز ہو کر منظور ہوا۔

ٹرسٹیوں کا انتخاب

اس جملہ کارروائی کے بعد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کی جائداد کے لئے چار ٹرسٹیز چنے گئے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ جناب محمد طاہر خانصاحب رئیس لٹوکا۔ جناب محمد اسحاق خانصاحب رئیس ناندی۔ جناب ساہو خانصاحب رئیس صوا۔ جناب این لے خانصاحب رئیس صوا۔

جلسہ سالانہ سے متعلق تجویز

قرار پایا کہ آئندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کا سالانہ جلسہ ایسٹر ہالی ڈیز میں ہوا کرے۔ اور یوں اس خاص کانفرنس کی کارروائی بخیر و خوبی ختم ہوئی۔

عام کانفرنس

پھر ٹھیک ۲ بجے عام کانفرنس کے لئے سب لوگ جن میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو، سکھ اور عیسائی بھی تھے ایولون ہال میں جمع ہوئے۔ اس کانفرنس کی صدارت بھی جناب این۔ اے خانصاحب رئیس صوا وائس پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام صوا کو پیش کی گئی۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کے قواعد و ضوابط

تلاوت قرآن شریف کے بعد جناب بابو عبد الرحمٰن صاحب خلف الرشید جناب ساہو خانصاحب رئیس صوا نے انگریزی میں اور جناب ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم سکول نصوری نے اردو میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کے قواعد و ضوابط پڑھکر پبلک کو سنائے۔ اور پھر جناب صدر نے اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں چند امور پبلک کے ذہن نشین کرائے۔ اور اپنی صبح کی ... خاص کانفرنس کے کچھ حالات بطور خوشخبری پیش کئے۔

ایک ہونہار بچے کی تقریر

اس کے بعد جناب مولانا عبد الکریم صاحب کا ہونہار بچہ (عمر ۱۰ سال) ماسٹر عبد الوحید سٹیج پر آیا۔ اور نہایت پیارلی ادا سے تقریر شروع کی۔ خورد سال مقرر نے پبلک کو مخاطب کر کے بیان کیا کہ احمدی دین کے وہ سپاہی ہیں جنہوں نے چار دانگ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجایا۔ کفرستانوں میں اسلام کے جھنڈے گاڑے اور ہر مخالف اسلام کو نیچا دکھایا۔ دور کیوں جاتے ہو اپنی فجی کو ہی لے لو۔ یہاں ایک احمدی سپاہی آیا تو پانچ پانچ سو روپے کے انعامی چیلنج نکالنے والے اور مسلمانوں کو للکارنے والے سب اپنے اپنے بلوں میں گھس گئے۔ اور مقابلہ کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ اور پھر مقرر نے معاندین احمدیت کے لیڈروں کی طرف دیکھ کر (جو وہاں موجود تھے) کہا۔ منشیو غور کرو۔ کیا ایسے سپاہی کی جو ہماری حفاظت کے لئے فجی آیا ہے ہمیں مخالفت کرنی چاہیئے یا کہ موافقت۔ وغیرہ وغیرہ خورد سال مقرر نے تالیوں کے شور کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کیا۔

نظم اور لیکچر

بعد ازیں جناب ماسٹر امام الدین صاحب اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام صوا نے اپنی مشہور دلکش ادا سے

میں قرآن کو لیکر آگے بڑھوں گا ✦ ہیں دم بھر میں سب دنیا کو سر کر دونگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم دوشنبہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ | نمبر ۵۸

قادیانیوں کا مسئلۂ تکفیر اور اُسکے افسوسناک نتائج

جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے خدا رسولؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کے احکام کی صریح خلاف ورزی کر کے مسئلہ تکفیر ایجاد کیا۔ اور اپنے مریدوں کے علاوہ باقی چالیس کروڑ مسلمانوں کو یکدم کافر قرار دیدیا۔ اس سے ایک تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ دوسرے خود قادیانیوں کے لئے طرح طرح کی مشکلات پیدا ہوگئی ہیں معقول طبقوں میں محض مسئلہ تکفیر کی وجہ سے ان کی بے حد سبکی ہو رہی ہے اور وہ منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے۔ ان کی اس تذلیل اور بے وقعتی کی مثالیں آئے دن مشاہدہ میں آتی رہتی ہیں۔ معاصر "مدینہ" نے اپنی ۱۷ ستمبر کی اشاعت میں "مسلمان اور شدھی" کے عنوان سے سندرجہ ذیل طویل شذرہ لکھا ہے۔

"شدھی کی بحث کے سلسلے میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ معاصر "الفضل" قادیان کے ایک تازہ نوٹ کی بھی خبر لی جائے۔ معاصر مذکور کا بیان ہے کہ شردھانند میموریل ٹرسٹ نے حال ہی میں اپنی ایک سال کی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹرسٹ کو جس کا کام غیر ہندوؤں کو آریہ بنانا ہے کئی ایک والیان ریاست اور بہت سے قومی لیڈروں کی امداد حاصل ہے ایڈیٹر "الفضل" لکھتا ہے کہ:۔

> "اس کے مقابلہ میں جہاں مسلمان والیان ریاست کا رویہ افسوسناک ہے وہاں علمائے اسلام بھی غفلت میں پڑے سوتے ہیں غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنا اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کر کے انہیں اسلام کی حقیقی روح سے واقف کرنا تو الگ رہا مسلمان کہلانے والوں کو مرتد ہونے سے بچانے کی بھی انہیں کوئی فکر نہیں جتنی کہ جماعت احمدیہ جو ہندوستان اور بیرون ہند میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اشاعت اسلام کا فرض نہایت عمدگی اور کامیابی کے ساتھ ادا کر رہی ہے اس کے متعلق یہ شائع کرتے ہوئے بھی ذرا نہیں شرماتے۔ کہ جو شخص کسی احمدی کے ذریعہ مسلمان ہوتا ہے وہ کفر کی حالت سے بھی بدتر حالت اختیار کر لیتا ہے"

قطع نظر اس کے کہ علمائے کرام اسلام کی خدمت کا فریضہ ادا کر رہے ہیں یا نہیں ان کی غفلت و خود فراموشی کا فسانہ صحیح ہے یا غلط، اور تکفیر و تفسیق کا مسئلہ جائز ہے یا ناجائز "الفضل" اور قادیانی جماعت سے سوال یہ ہے کہ تکفیر و تفسیق کی آلودگیوں سے اس کا دامن کہاں تک پاک ہے اور کیا اس کا بھی حال اس معاملہ میں علمائے اسلام سے بدتر نہیں۔ اگر علمائے اسلام صرف ایک جماعت احمدیہ کو کافر قرار دیتے ہیں تو جماعت احمدیہ (قادیانیہ) تمام عالم اسلام کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیتی ہے۔ احمدی جماعت کی تعداد زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ ہوگی اور اس کے ذریعہ جو لوگ احمدی (مسلمان) ہوتے ہیں ان کی تعداد ایکہزار۔ پھر آپ ہی فرمائیے کہ ایک لاکھ ایکہزار کو کافر قرار دینا زیادہ سنگین جرم ہے یا ۸۰ کروڑ فرزندان اسلام پر تکفیر کی تلوار چلا دینا؟ مان لیا کہ علمائے اسلام نو مسلم احمدیوں کو کافر سے بدتر قرار دیتے نہیں شرماتے لیکن سوال یہ ہے کہ قادیان کی "ڈھاب" میں کیا اتنا پانی بھی نہیں رہا کہ "الفضل" اور قادیانی علماء ۸۰ کروڑ مسلمانوں کو کافر بنا دینے سے شرما کر ڈوب مریں۔" (مدینہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۴ء صہ ۳)

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ معاصر "مدینہ" کے الفاظ سخت ہیں۔ اور اس نے ایک حد تک "علمائے اسلام" کے جرم تکفیر اور غفلت و خود فراموشی کی پردہ پوشی کی افسوسناک کوشش بھی کی ہے۔ لیکن یہ ماننا پڑتا ہے کہ اس نے قادیانیوں پر جو اعتراض کیا ہے اس کا "الفضل" کے پاس بجز خاموشی و ندامت اور کوئی جواب نہیں ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ جناب خلیفہ قادیان اپنے ایجاد کردہ مسئلہ تکفیر سے دست بردار ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح مسلک کو اختیار کرلیں۔ ہم بیس سال سے ان کی اور قادیانی اکابر کی خدمت میں یہی التجا کر رہے ہیں لیکن افسوس تکفیر بازی سے نہ مولوی باز آتے ہیں نہ قادیانی۔ ان حالات میں صحیح الخیال مسلمانوں کو ہمارا مشورہ یہی ہے کہ وہ دونوں کی باتوں پر دھیان نہ دیں۔ اور کسی مکفر کو اسلام اور مسلمانوں کا خیر خواہ نہ سمجھیں۔

معاصر "مدینہ" سے بھی ہم اس قدر ضرور کہیں گے کہ اس کا قادیانیوں کے مقابلہ میں مولویوں کے جرم تکفیر کی پردہ پوشی کرنا صحیح نہیں مولوی نہ صرف احمدیوں کو بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ کیا بریلویوں۔ دیوبندیوں۔ دیدار شاہیوں اور اہلحدیثوں وغیرہ کے فتاویٰ تکفیر ہمارے معاصر کی نظر سے نہیں گذرے؟ چند ماہ ہوئے مسجد وزیر خاں لاہور میں مولویوں کا جو دنگل ہوا تھا کیا وہ اس قدر جلد ہمارے معاصر کو فراموش ہو گیا حالانکہ اس نے اس پر متعدد شذرے لکھے تھے۔ اگر مسلمانوں کی تکفیر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور اس سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے تو ہمیں ہر ایک مکفر کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ خواہ وہ مولوی ہو یا قادیانی اس سلسلہ میں کسی کی پاسداری یا رعایت ہرگز جائز نہیں۔ اگر اصولی طور پر دیکھا جائے تو مکفر مولویوں کا نامۂ اعمال قادیانیوں سے کم تاریک نہیں ہے۔

بائیبل سوسائٹی کی مساعی

ایک تازہ ولایتی خبر ملاحظہ ہو۔

"لندن ۲۰ ستمبر: برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کی گذشتہ سال کی رپورٹ مظہر ہے کہ سوسائٹی نے ساٹھ لاکھ نناوے ہزار تین سو تین نسخے تقسیم کئے۔ گویا سال زیر رپورٹ میں اس سے پہلے سال کی نسبت تین لاکھ اکتیس ہزار پانچسو چھبیس نسخے زیادہ تقسیم ہوئے ہیں۔ سوسائٹی کی فہرست میں ترجمے کے لئے گیارہ زبانوں کا اضافہ ہوا ہے۔ ان میں سے ۹ زبانیں افریقہ کی ہیں۔ اس طرح سوسائٹی کی فہرست میں زبانوں کی کل تعداد ۷۶۸ تک پہنچ گئی ہے"

یورپ و امریکہ عیسائیت اور بائیبل کو چھوڑ رہے ہیں گرجے غیر آباد ہو رہے ہیں۔ پادریوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے لیکن اس کے باوجود عیسائیوں کے تبلیغی ادارے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ کاش وہ مولوی جن کا محبوب ترین مشغلہ تکفیر المسلمین ہے اور قادیانی جو محض بغض و عناد کی وجہ سے حضرت مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں اس خبر سے کوئی عبرت، کوئی سبق حاصل کریں۔

"نیوگ فلاسفی"

آریہ اخبار "پرکاش" کے ایڈیٹر مہاشہ ناتھ جلالپوری نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جس پر ریویو کرتے ہوئے "پرکاش" رقمطراز ہے۔

"مسئلہ نیوگ کی معصومیت اور معقولیت پر روشنی ڈالنے کیلئے اس کتاب کو مہاشہ ناتھ جلالپوری ایڈیٹر "پرکاش" لاہور نے شائع کیا ہے"

جن لوگوں کے نزدیک نیوگ جیسا حیا سوز اور لچر مسئلہ معقول اور معصوم ہے اور وہ اس کی "معصومیت" اور معقولیت ثابت کرنے کیلئے کتابیں اور مضامین بھی لکھتے ہیں ان کے اخلاق و شرافت کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے بعض اصحاب دریافت کیا کرتے ہیں پرکاش اور دوسرے آریہ اخبارات اسقدر بد اخلاق کیوں ہیں۔ ان کو غالباً اب اس سوال کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

جماعت چینبہ کا سالانہ جلسہ

گذشتہ اشاعت میں قارئین کرام یہ خبر ملاحظہ فرما چکے ہوں گے کہ جماعت چینبہ کا سالانہ جلسہ ۲۸، ۲۹، ۳۰ ستمبر کو منعقد ہونا قرار پایا ہے جسمیں جماعت کے متعدد مبلغ اور بزرگ شرکت فرمائیں گے۔ چینبہ کی جماعت چند مخلص، باہمت اور پر جوش احباب پر مشتمل ہے اور قلت تعداد و ذرائع کے باوجود اپنے علاقہ میں نہایت مفید کام کر رہی ہے اسکے جلسہ کو کامیاب و بارونق بنانا نہایت ضروری ہے۔ قرب و جوار کے تمام احباب کا فرض ہے کہ وہ ان تاریخوں میں چینبہ پہنچنے کی پوری کوشش کریں۔ دوسرے علاقوں سے بھی اگر بعض دوست تکلیف کر کے پہنچ جائیں تو مناسب ہوگا۔ چینبہ کے راستہ میں متعدد نہایت پر لطف اور دلکش مناظر آتے ہیں جنکی وجہ سے اس سفر میں بہبود تفریح کا لطف بھی حاصل ہو جائیگا۔ جو احباب تشریف لیجانے کا قصد رکھتے ہوں وہ جناب غلام نبی صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن

معاصر "مدینہ" سے

معاصر "مدینہ" بجنور اپنی ۷ ستمبر کی اشاعت میں "تبلیغ اور شدھی کا تنفیہ" کے عنوان سے رقمطراز ہے کہ :-

"قرآن مجید میں یہودیوں کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے بھائی بندوں کو ان کے گھروں سے نکال کر آوارۂ خانماں کر دیتے تھے۔ لیکن جب وہ غلام بنکر یا قید ہو کر واپس آتے تھے تو فدیہ دے دے کر انکو رہا کراتے تھے۔ اور سمجھتے تھے ہم نے نیکی و پاکبازی اور خدمت خلق و دین کا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے ...

.. بالکل یہی حال ہمارے ہندوستان کے تبلیغی اداروں کا ہے وہ پہلے بغداد کے سقوط پر چراغاں کرتے ہیں اور اسلامی علاقوں پر غیر مسلم اقوام کے قابض ہونے پر شادیانے بجاتے ہیں اور جب اس کے نتائج بد نکلتے ہیں اور کفر اپنے قدم جما کر مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے لگتا ہے تو تبلیغ و اشاعت کے یہ اجارہ دار اسلام کے درد سے بے چین ہو جاتے ہیں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔"

ہم اپنے معاصر کی خدمت میں نہایت ادب سے یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ اس کے مندرجہ بالا الفاظ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے تمام تبلیغی ادارے ایسا کرتے ہیں جو بالکل غلط ہیں۔ اگر ہندوستان کے کسی تبلیغی ادارے سے ایسی افسوسناک حرکت سرزد ہوئی تو ہمارے معاصر کے لئے لازم تھا کہ صاف طور پر اس کا نام لے دیتا۔ اس قسم کا مبہم اور غلط فہمی پیدا کرنے والا طرز بیان کسی معقول اور ذمہ دار اخبار کے لئے زیبا نہیں ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور وسعت عمل و اثر کے لحاظ سے ہندوستان کا سب سے بڑا تبلیغی ادارہ ہے اور نہایت وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ اس نے سقوط بغداد پر چراغاں کیا نہ اسلامی علاقوں پر غیر مسلم اقوام کے قابض ہونے پر شادیانے بجائے بلکہ ہم خلوص، دل سے تمام اسلامی اقوام و ممالک کو پابند مذہب، آزاد، باعزت اور خوشحال دیکھنے کے متمنی ہیں۔

گاندھی جی اور ہریجن

مندرجہ ذیل خبر اس ہفتہ ملک کے متعدد روزناموں میں شائع ہوئی ہے :-

"ناگپور ۲۰ ستمبر :- آل انڈیا اچھوت ایسوسی ایشن کے سکرٹری مسٹر جی ایم ٹھواڑے نے گاندھی جی کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ اسمبلی کے آئندہ انتخاب میں کم از کم پانچ مستحق اور قابل ہریجنوں کو ضرور منتخب کرائیں۔ گاندھی جی نے وارد معاسے اس تجویز کا جواب دیا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ کانگریس حکومت کے ساتھ ایک نہایت ہی اہم جنگ میں مصروف ہے کانگرس پارلیمنٹری بورڈ کے لئے یہ مناسب نہیں ہوگا کہ وہ ہریجنوں کو کانگرس کی سیاسیات میں شامل کرے ..... اس بات پر (ہریجن طبقوں میں) حیرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ کانگرس کی پالیسی بھی عجیب ہے، جو کانگرس کے ہندو امیدواروں کے لئے ہریجنوں کے

(باقی پر صفحہ ۸ میں)

ترک اور اسلام

ہندوستان میں ایک طبقہ ایسے مسلمانوں کا ہے جنہوں نے ترکوں کے خلاف بعض یوروپین اخبارات کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس ... بات پر یقین کر لیا ہے کہ ترک اسلام سے روگرداں ہو چکے ہیں۔ لیکن حال ہی میں ایک ترک مصنف (یوسف ضیا) "اسلام دینی" (مذہب اسلام) کے نام سے دو جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے جو ترکی کے مڈل اور نارمل اسکولوں میں بطور ایک درسی کتاب کے پڑھائی جاتی ہے۔ مصنف مذکور نے اس کے متعلق ترکوں کے خیالات پر حسب ذیل الفاظ میں روشنی ڈالی ہے

"ترکوں کی قوم حریت، آزادی اور حکومت کے نصب العین کو اختیار کرتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ دوسری اقوام کے عقائد اور خیالات میں کبھی مداخلت نہیں کرتے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ کوئی شخص ان کے خیالات میں دخل نہ دے وہ دیوانے نہیں ہیں۔ ان کے قلوب جرأت اور بہادری کے جذبات سے معمور ہیں ایمان۔ اطاعت۔ اعمال حسنہ۔ دیانت اور انصاف ان کے فطری اوصاف ہیں۔ ترک صابر ہے عقیدتمند اور مستعد ہے اور چونکہ اسلام کو ان اوصاف کی ضرورت تھی اس لئے ترک دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور اسی لئے وہ کسی دوسری قوم کی نسبت اسلام کی روایات سے زیادہ وابستہ ہو گئے ہیں۔ اسلام کے معنی ہیں کہ (خدا کی راہ میں) سر تسلیم خم کر دیا جائے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ کسی شخص کی خودداری کے جذبہ کو مجروح کیا جائے۔ اسلام کے معنی ہیں کہ دوسروں کو معاف کر دیا جائے۔ لیکن معافی کی یہ شکل ہونی چاہیئے کہ انسان اپنے اقتدار کو طاق نسیاں پر رکھدے۔ اسلام کا نظام اخلاق۔ ایمان اور عبادت کے روحانی اجزا پر مشتمل ہے پس اسلام کا مفہوم صرف لفظ ایمان سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے مذہب کا نام اسلام رکھا گیا ہے۔"

ہمعصر انڈین ٹریبونز حسرت بھرے لہجہ میں لکھتا ہے کہ:

"اسلام کی یہ نورانی تعلیم کسی طرح ہمارے محترم مولاناؤں کے دماغ کے خانہ میں داخل کرنی چاہیئے۔ ایسے روح پرور اور نفیس خیالات کی بجائے ہمارے نوجوانوں کے دماغوں میں کیا چیزیں بھری جاتی ہیں؟ جو کتابیں انہیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان میں اس قسم کے مسائل پر بحث کی جاتی ہے۔ کہ آیا مینڈک حلال ہے یا حرام۔ اگر چوہا یا اسی قسم کے اور جانور کنوئیں میں جا گریں تو پانی کی کتنی بالٹیاں نکالنی چاہیئیں تاکہ پانی پاک ہو جائے۔"

عامۃ المسلمین کی المناک جہالت اور تباہ کن توہم پرستی انہیں ملاؤں کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ جو محض اپنی دوکانداری کو فروغ دینے کیلئے اسلام کی تعلیم سے دیدہ و دانستہ بیگانہ رہنا چاہتے ہیں :- (الجمعیتہ دہلی)

تصحیح

۱۵ ستمبر کی اشاعت میں باوجود پوری کوشش کے دو غلطیاں رہ گئیں۔

صفحہ ۴ کالم ۳ پر "توحید شاہیں" کی ضمنی سرخی کے نیچے پہلی سطر میں اذا کے بدلے انہ پڑھا جائے اور تیسری سطر میں ثلاثہ کے بدلے ثلاثا پڑھا جائے۔

خبریں

— شملہ ۱۲ ستمبر :- سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ وائسرائے کا زلزلہ فنڈ یکم اکتوبر سے بند کر دیا جائے گا۔ کل تک اس فنڈ میں وصول شدہ رقم کی میزان ۴۶۹۳۷۵۹۴ تھی مصیبت زدگان کی امداد کے لئے جو پارچہ جات غلہ اور تعمیر مکانات کا سامان موصول ہوا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے اس فنڈ میں حصہ لینے والوں کا شکریہ ادا کیا ہے۔

— کراچی ۱۲ ستمبر :- کچھ عرصہ ہوا ایک شخص نتھو رام نے ایک دل آزار کتاب "تاریخ اسلام" لکھی تھی۔ جس میں حضرت نبی کریم کی شان میں سخت گستاخی کی گئی تھی۔ اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور سشن جج حیدر آباد کی عدالت سے اس کو آٹھ ماہ قید کی سزا ہوئی۔

— ملزم نے اس فیصلہ کے خلاف چیف کورٹ میں اپیل دائر کیا۔ پرسوں جبکہ وہ عدالت میں حاضر تھا اور اپنی اپیل کی سماعت کا انتظار کر رہا تھا تو ایک مسلمان نے اس پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ چاقو اس کے پیٹ میں لگا اسکو اسی حالت میں ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں جا کر وہ مر گیا

— ریاست جیند میں مسلمانوں پر بدستور مظالم ہو رہے ہیں۔

— یقین کیا جاتا ہے کہ گاندھی جی اب یقیناً کانگرس کی قیادت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

— گزشتہ ہفتہ لاہور میں تانگہ والوں نے میونسپل کمیٹی اور پولیس سے بعض شکایات کی بنا پر دو تین روز ہڑتال کی۔

— جنیوا ۲۰ ستمبر - حکومت سوویٹ بھی جمعیتہ الاقوام کی رکن ... بن گئی ہے۔ لیگ کی کونسل میں حکومت مذکور کو ایک مستقل نشست دیدی ہے۔ اسمبلی کے فیصلہ کے وقت کامل سکون تھا۔ ۳۹ ارکان سوویٹ کے داخلہ کے حق میں تھے۔ اور تین مخالف سات غیر جانبدار رہے۔

— کلکتہ ۱۲ ستمبر :- سن کی پیداوار کو محدود دائرہ کے اندر رکھنے کی غرض سے حکومت بنگال نے اپنی سکیم کا اعلان کر دیا ہے

— بمبئی ۱۲ ستمبر :- کانگرس کے اجلاس کی تیاریاں نہایت زور شور سے ہو رہی ہیں۔ صدر کا انتخاب ۲۹ ستمبر کو ہوگا۔

— حکومت ترکی ایک برقی ریلوے زنگولاگ سے ارگیل جاری کرنا چاہتی ہے اس مقصد کے لئے مخصوص انجنیروں کا دفد روانہ کر دیا گیا ہے تاکہ وہ برقی لائن کے سلسلہ میں معلومات حاصل کر کے حکومت کے پاس اپنی رپورٹ ارسال کریں۔

— اگر یہ برقی ریلوے جاری ہو گئی تو حکومت ترکیہ کو معادن رغاں اور دیگر کانوں سے ذخائر کی فراہمی میں بہت سہولت ہو جائے گی۔

— برلن ۱۹ ستمبر :- موسیو گوئرنگ صدر اعظم جمہوریہ جرمنی نے ایک خفیہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ علاقہ سار کا فیصلہ عنقریب جرمنی کے حق میں ہو جائے گا اور فرانس کو جرمنی کے مطالبات ضرور منظور کرنے پڑیں گے۔ علاقہ سار کے تصفیہ کے بعد ہم نوآبادیات کے حصول کے لئے سرتوڑ کوشش کریں گے۔ کیونکہ جرمنی کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے نوآبادیات کا ہونا ضروری ہے۔

— امید کی جاتی ہے۔ امریکہ بھی عنقریب جمعیتہ الاقوام میں شامل ہو جائے گا۔

خدا اور رسول صلعم کا فیصلہ

فتاویٰ کفر اور جماعت احمدیہ

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

"زمیندار" اور جماعت احرار کی طرف سے آج کل یہ شور برپا کیا جا رہا ہے کہ سر میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیم حکومت ہند کے ریٹائر ہونے پر چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو ان کی جگہ پر متعین نہ کیا جائے کیونکہ وہ احمدی ہیں۔ اور علمائے اسلام کے فتوے کے مطابق جماعت احمدیہ دائرہ اسلام سے خارج ہے

حضرت امیر کا ارشاد

"پیغام صلح" کی کسی گزشتہ اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالی تھی کہ:۔

"اگر مسلمانوں کے ایک دوسرے کو کافر کہنے کی بنا پر لوگوں کو اسلام سے خارج کرنا شروع کیا جائے تو ایک متنفس بھی مسلمان باقی نہیں رہے گا۔ اور سب کافر قرار پائیں گے۔ خود مولوی ظفر علی پر لاہور میں ایک معتبر بزرگ کی طرف سے حالانکہ دونوں اہل سنت والجماعت دونوں حنفی ہونے کے مدعی ہیں کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے احمدی جماعت کے کفر و اسلام کا سوال اس وقت تک چار ہائی کورٹوں میں آ چکا ہے اور چاروں نے بالاتفاق احمدیوں کو مسلمان قرار دیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس وقت تک خود مسلمانوں کو بھی سمجھ آ جاتی۔ مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ تعصب سے اندھے ہو کر اسلام میں رخنہ اندازی کر رہے ہیں چار ہائی کورٹوں کے فیصلہ کے بعد کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ احمدیوں کے کافر ہونے کا اعلان کرے اگر کسی میں ہمت ہے مولوی ظفر علی خاں ہوں یا چند لیڈران احرار ہوں تو انہیں چاہیئے کہ پہلے ان چار ہائیکورٹوں کے فیصلوں کو بدلوائیں اور پھر احمدیوں کی تکفیر کا نام لیں ورنہ جو امر مسلم ہے اس کے خلاف چند آدمیوں کے شور و غوغا سے کچھ نہیں بن سکتا"

منشی ظفر علی کا بے معنی شور

بجائے اس کے کہ اس حقیقت پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جاتا منشی ظفر علی نے "زمیندار" میں "نقاش" کا بوسیدہ پرتو اوڑھ کر یہ شور مچانا شروع کیا ہے کہ حضرت امیر نے خدا اور رسول کے فیصلہ سے منحرف ہو کر انگریزی عدالتوں کی طرف رجوع کیا ہے جو فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم الخ کے خلاف ہے اور اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں ہوتے تو پہلے کی طرح ان لوگوں کا سر اڑا دیتے۔ جیسے اس شخص کا سر اڑا دیا تھا جس نے رسول اللہ صلعم کے فیصلہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رجوع کیا تھا۔

منشی ظفر علی کی الٹی منطق

کیا خوب۔ گویا خدا اور رسول صلعم کا فیصلہ وہی ہے جو منشی ظفر علی خاں یا ان کے بعض خود غرض علماء سے صادر ہو۔ اور اگر انگریزی عدالتیں قرآن و حدیث کے ان صریح ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے جن میں مسلمانوں کی تعریف سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا قائل ہو، جماعت احمدیہ کو مسلمان قرار دیں تو محض اس وجہ سے کہ وہ انگریزی عدالتیں ہیں اُن سے حجت پکڑنی گویا خدا اور رسول کے فیصلہ سے انحراف کرنا ہے۔ کیا یہ منطق اس قابل ہے کہ کوئی عقلمند اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار ایک شخص کے مسلمان ہونے کیلئے کافی ہے؟ کیا جماعت احمدیہ اس کلمہ طیبہ کے سوائے کسی اور کلمہ کی قائل ہے؟ اگر نہیں اور یہی کلمہ طیبہ ہے جو تیرہ سو سال سے اسلام اور کفر کے درمیان بطور ایک امتیازی نشان کے سمجھا جاتا رہا ہے تو ہائیکورٹوں کا اس بنا پر احمدیوں کو مسلمان قرار دینا خدا اور رسول کے حکم کے خلاف کیونکر ہو گیا؟

ہاں اس میں شک نہیں کہ قادیانی جماعت رسول اللہ صلعم کے بعد اجرائے نبوت کی قائل ہے اور حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتی اور ان تمام منکرین کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے، لیکن کیا وہ تمام علما جن کے فتوے کو منشی ظفر علی خاں خدا اور رسول کا فیصلہ قرار دیکر جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے پر تلے ہوئے ہیں، ختم نبوت کے بعد ایک پرانے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے قائل نہیں؟ فرق صرف نئے اور پرانے کا ہے۔ قادیانی ایک نئے نبی کا آنا مانتے ہیں اور منشی ظفر علی خاں اور ان کے ہمنوا علماء ایک پرانے نبی کے آنے کے منتظر ہیں اور قادیانیوں کی طرح انکے فتاویٰ تکفیر سے بھی کوئی مسلمان بچا ہوا نہیں۔

منشی ظفر علی پر فتوئے کفر

بلکہ خود منشی ظفر علی خاں بھی اہلسنت والجماعت کے ایک بہت بڑے گروہ کے نزدیک کافر قرار پا چکے ہیں۔ پھر کیوں خدا اور رسول صلعم کا وہ فیصلہ جو قادیانی جماعت کے متعلق ان کے مونہوں سے صادر ہوا ہے خود ان پر عائد نہیں ہوتا۔ کاش کچھ خوف خدا سے کام لیا جاتا۔ اور اس بات پر غور کیا جاتا کہ باوجود اس کے کہ قادیانی جماعت حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے لیکن پھر بھی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی قائل ہے اور اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتی ہے پس انہیں محض اس وجہ سے دائرہ اسلام سے نکالنا کلمہ طیبہ کو عملاً منسوخ قرار دینا ہے۔ یہی ہماری حجت قادیانی جماعت پر بھی ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھنے والے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دیکر عملاً کلمہ طیبہ کو منسوخ کر رہے ہیں جو کسی طرح جائز نہیں۔

جماعت لاہور مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتی

لیکن غضب تو یہ ہے کہ صرف قادیانی جماعت کو ہی نہیں بلکہ جماعت احمدیہ لاہور کو بھی جو حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتی نہ اس بات کی قائل ہے کہ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا اسی تکفیر کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

خدا اور رسولؐ کا کوئی حکم پیش کرو

ہائیکورٹوں کے فیصلوں سے اگر تمہیں اس وجہ سے چڑ ہے کہ وہ انگریزی عدالتیں ہیں، تو آؤ ہمیں خدا اور رسول صلعم کا وہ حکم بتاؤ جس میں لاہوری جماعت کو کافر قرار دیا گیا ہو۔

منشی ظفر علی پہلے اپنے کفر کا اعلان کریں

مولویوں کے فتوے کوئی چیز نہیں۔ اگر ان فتووں کو خدا اور رسولؐ کا حکم قرار دیتے ہو تو سب سے پہلے منشی ظفر علی خاں کو اپنے کفر کا اعلان کرنا چاہیئے۔ کہ مولوی دیدار علی شاہ اور پیر جماعت علی شاہ جیسے مقتدر عالم اور پیر انہیں کافر قرار دے چکے ہیں پھر دیوبندیوں کو کافر سمجھنا چاہیئے۔ کہ بریلوی حنفیوں کی بہت بڑی جماعت اور مولوی احمد رضا خاں جیسے زبردست عالم انہیں کافر قرار دیتے ہیں۔ ایسا ہی بریلویوں کو بھی کافر سمجھنا چاہیئے کہ مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کے ہم مشرب دیوبندی علماء ان پر کفر کے فتوے دے چکے ہیں۔ اسی طرح اہلسنت والجماعت کا کوئی گروہ اور اہل حدیث اور اہل تشیع میں سے کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں جو مولویوں کی تکفیر سے بچا ہوا ہو۔ اس لئے ان فتاویٰ کو پیش کرنا گویا تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا ہے۔

مخالفین کی ایک بودی دلیل

لیکن کہا جاتا ہے کہ دوسرے فرقوں کو اگر بعض مولوی کافر کہتے ہیں تو چند مسلمان کہنے والے بھی موجود ہیں مگر جماعت احمدیہ کو تو سارے مسلمان کافر سمجھتے ہیں۔ اول تو یہ کوئی دلیل جماعت احمدیہ کے خارج از اسلام ہونے کی نہیں۔ کیا یہ کہیں لکھا ہے کہ جسکو سارے مسلمان کافر کہیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔ خواہ دل سے مسلمان ہو۔ اور لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا قائل ہو اور رات دن خدمات اسلام میں منہمک ہو؟ اگر نہیں تو اس بودی دلیل سے کیا حاصل؟

نمائندہ اسلامی جماعتیں احمدیوں کو مسلمان سمجھتی ہیں

لیکن منشی ظفر علی اور ان کے ہم نواؤں کو یہ واضح رہنا چاہیئے کہ یہ بھی غلط ہے کہ سارے مسلمان جماعت احمدیہ کو کافر سمجھتے ہیں، حضرت امیر ایدہ اللہ اپنے مضمون میں لکھ کر بتا چکے ہیں کہ آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کی نمائندہ جماعت مسلم کانفرنس ہمیں مسلمان سمجھتی ہے چنانچہ اسی وجہ سے اپنی کونسل میں ہر دو احمدی جماعتوں کے نمائندوں کو اس نے شامل کیا ہے۔ اس لحاظ سے گویا آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نزدیک ہم مسلمان ہیں، یہ صرف منشی ظفر علی خاں اور چند احراری لیڈر ہیں جو آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے فیصلے کے خلاف تکفیر کا شور برپا کر رہے ہیں۔ ایسا ہی مسلم لیگ میں بھی احمدی جماعتوں کے نمائندے بطور ممبر شامل ہیں اور خود چوہدری ظفر اللہ خاں کو جن کے کفر کی دہائی مچائی جا رہی ہے مسلم لیگ نے صدر تجویز کیا اور ان کی صدارت میں مسلم لیگ کا ایک جلسہ بھی ہوا پس اگر جمہور مسلمانوں کا فیصلہ ہی خدا اور رسول کا فیصلہ ہے، تو مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ جمہور مسلمانان ہند کی نمائندہ ہونے کی وجہ سے اس بات کا اعلان کر رہی ہیں کہ خدا اور رسولؐ صلعم کے نزدیک جماعت احمدیہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔

ذمہ دار علما احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں

لیکن آپ کہیں گے کہ یہ پولیٹیکل لوگ ہیں، علماء، دین کا فیصلہ ان کے خلاف ہے۔ یہ بھی آپ کو معلوم رہنا چاہیئے کہ

علمائے دین میں سارے ہی ایسے نہیں جو جماعت احمدیہ کو کافر سمجھتے ہیں۔ علماء میں سب سے پہلے جس شخص نے حضرت مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا اور دوسرے علماء سے بھی مہریں لگوائیں وہ مولوی محمد حسین بٹالوی تھے، انہوں نے اپنے حین حیات میں ایک دفعہ گورداسپور کی عدالت میں مجسٹریٹ کو لکھکر دیدیا کہ میں مرزا صاحب کو کافر اور دجال نہیں کہوں گا۔ اور پھر ۱۹۱۳ء میں وزیرآباد کی ایک عدالت میں شہادت دیتے ہوئے اس بات کا اقرار کیا کہ جماعت احمدیہ مسلمان ہے۔ یہ تو اس شخص کا حال ہے جس کو اول المکفرین اور رئیس المکفرین کہنا چاہیئے۔ اسے بھی آخر اپنے فتوے سے رجوع کرنا پڑا اور کھلے طور پر اس نے جماعت احمدیہ کو مسلمان قرار دیا۔ دوسرے بہت بڑے عالم مولانا ابوالکلام آزاد ہیں جنہیں "امام الہند" کا خطاب دیا گیا ہے۔ ان کا کھلا فتویٰ ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمان ہے۔ پھر مولانا شبلی۔ مولانا عبدالباری مرحوم کا یہی فتویٰ تھا کہ جماعت احمدیہ مسلمان ہے اور انہیں کافر قرار دینا کسی طرح جائز نہیں۔

مولوی ثناءاللہ صاحب سے پوچھو

پھر دور کیوں جائیں امرتسر میں مولوی ثناءاللہ صاحب موجود ہیں ان سے پوچھ لیجئے باوجود اس تردید و تکذیب اور استہزاء کے جو وہ اہلحدیث کے ہر پرچہ میں حضرت مرزا صاحب کی کرتے ہیں جماعت احمدیہ کو کافر قرار دینے کی جرأت ابھی تک انہوں نے بھی نہیں کی۔ بلکہ ایک مرتبہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے پیچھے نماز بھی پڑھی ہے۔

منشی ظفر علی کے والد مرحوم کا ارشاد

پھر خود منشی ظفر علی خاں صاحب کے والد مرحوم مولوی سراج الدین صاحب گروہ علماء میں سے نہ تھے۔ لیکن "زمیندار" کے بانی اور منشی ظفر علی خاں کے والد ہونے کی حیثیت سے ان کے وہ الفاظ پیش کرنا خلاف محل نہیں۔ جن میں انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو پکا مسلمان قرار دیا ہے۔ کیا ان تمام علمائے دین کا فیصلہ خدا و رسول صلعم کا فیصلہ نہیں۔ اور صرف منشی ظفر علی کے ہمنوا مولویوں کا فیصلہ ہی خدا و رسول صلعم کا فیصلہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

احمدیوں کے کفر کی تمہارے پاس کونسی دلیل ہے؟

غور کیجئے کہ آخر تمہارے پاس جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کی کیا دلیل ہے؟ قرآن فرماتا ہے ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمناً جو تمہیں سلام علیکم کہے اُسے یہ نہ کہو کہ تم مسلمان نہیں۔ اور اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا انتباہ موجود ہے۔ جو آپ نے اس شخص کو کیا جس نے جنگ میں ایک السلام علیکم کہنے والے کو اس خیال سے قتل کر دیا تھا کہ وہ منافقت سے جان بچانے کے لئے ایسا کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ھلا شققت قلبہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟ پھر اور آگے چلئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم جو شخص ہماری نماز پڑھتا۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے۔ پس وہ مسلمان ہے۔

احمدی تمام ارکان اسلامی کو مانتے ہیں

کیا احمدی جماعت کی نماز وہی نہیں جو رسول اللہ صلعم اور دیگر مسلمانوں کی نماز ہے؟ کیا وہ اسی قبلہ کی طرف منہ نہیں کرتے؟ جو دیگر مسلمانوں کا قبلہ ہے؟ کیا وہ مسلمانوں کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں سمجھتے؟ پھر کن وجوہ کی بنا پر انہیں کافر قرار دیتے ہو؟ اور آگے چلئے اسلام کی سات شرائط میں کونسی شرط ہے جو جماعت احمدیہ کے نزدیک مسلم نہیں؟ کیا وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے؟ کیا وہ رسولوں اور ان کی کتابوں کو نہیں مانتے؟ کیا وہ ملائکہ کے قائل نہیں؟ کیا وہ قیامت اور بعث بعد الموت کے قائل نہیں؟ کیا وہ تقدیر پر ایمان نہیں رکھتے؟ آخر ان میں سے کونسی باتیں ہیں جن کے نہ ماننے کی وجہ سے انہیں کافر قرار دیا جاتا ہے؟ وہ پنج بنائے اسلام جنہیں دین اسلام کے ارکان قرار دیا جاتا ہے یعنی کلمۂ طیبہ، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ، جماعت احمدیہ بھی انہیں دل سے مانتی اور ان پر عمل پیرا ہے پھر کس طرح اور کس بنا پر ان پر کفر کا فتویٰ لگ سکتا ہے؟ کیا ان چند فرعی اختلافات کی بنا پر جو اسلام اور کفر کے مابین مابہ الامتیاز نہیں؟

حضرت امام ابوحنیفہ کا فتویٰ

اگر ان اعتقادات کو کفریہ بھی قرار دیا جا سکے، تو جاؤ اور امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے اس فتوے کو بھی غور سے پڑھ لو۔ کہ جس شخص کے اندر ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو اس کو بھی کافر نہ کہو۔ اور یہاں تو ننانوے وجوہ اسلام کی ہیں اور ایک وہ ہے جس کو تم کفریہ قرار دیتے ہو۔ یہاں تو خدمت اسلام، اور اشاعت قرآن رات دن کا وظیفہ ہے اور مالی و جانی قربانیوں کے ذریعہ اسلام کی عزت و عظمت کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کیا ان لوگوں کو کافر قرار دیتے ہو!

حضرت نبی کریمؐ کا فرمان

یاد رکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے فمن کفر اھل لا الہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب جو شخص لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھنے والوں کو کافر کہتا ہے وہ خود کفر کے قریب ہے۔ یہ ہے خدا و رسولؐ کا فیصلہ۔ اگر اس کے بعد ہماری جماعت احمدیہ کو مسلمان قرار دیتے ہوئے تمہارے دلوں میں تنگی پیدا ہوتی ہے تو خود دیکھ لو کہ فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ کی خلاف ورزی کون کر رہا ہے؟ اور کس کی گردن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شمشیر خارا شگاف کا نشانہ بننے کی مستحق ہے؟ والسلام

منشی ظفر علی آف زمیندار کے قلم سے حضرت نبی کریمؐ کی توہین

صیبائیوں کے یسوع مسیح کے بارہ میں اگر کچھ موجودہ اناجیل کی بنا پر لکھا جائے تو "علمائے کرام" اور منشی ظفر علی کو "نائب السلطنت کشور ہند" کے نام مکتوب مفتوح"، لکھکر سلطنت انگلشیہ کی دہلیز پر ناک رگڑنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ کہ "جناب والا" دیکھنا کہیں چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو سرفضل کی جگہ اپنی کونسل کا ممبر نہ بنا دینا۔ کیونکہ اس کے مرشد نے "جناب والا" کے خداوند اور خدا کے ایک اولوالعزم برگزیدہ اور عالیشان پیغمبر" کو ایسا اور ویسا لکھا ہے۔ اس ناک گھسائی کا صلہ تو جو کچھ ایک دنیاوی حکمران کی طرف سے منشی ظفر علی اور اس کے علمائے کرام کو ملیگا سو دیکھا جائیگا لیکن ایک نتیجہ تو دنیا پر آشکارا ہو گیا ہے۔ کہ یسوعی صاحبان کی ہمسائیگی کی وجہ سے (کیونکہ ماشاءاللہ زمیندار کا دفتر اب یسوعی صاحبان کے قرب و جوار میں چلا گیا ہے) منشی صاحب کے دل میں حضرت نبی کریمؐ کی عزت ذرہ بھر بھی نہیں۔ کہاں تو وہ وقت تھا کہ منشی مذکور محض مشارکت اسمی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود پر توہین حضرت عیسیٰ کا الزام لگا کر حضور والسرائے کی دہلیز پر ناک رگڑتا تھا۔ اور کہاں اب پندرہ بیس روز کے بعد پلول کے گدھے کا نام "احمد" صحیح تسلیم کرتا ہے۔ ذرا اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"سنا ہے کہ ان کی (یعنی سردار جوگندر سنگھ صاحب کی) وزارت اب مسلمانوں کے نام ایک اعلان جاری کرنے والی ہے کہ پلول کے گدھے کا نام واقعی احمد رکھا گیا تھا۔ لیکن احمد سے مراد حضور پیغمبر عرب نہ تھے۔ بلکہ قادیان کا . . . کا تھا جو ڈنکے کی چوٹ اعلان کر چکا ہے کہ احمد میں ہوں اور قرآن کی سورۂ صف میں جس احمد کا ذکر آیا ہے وہ مجھی سے عبارت ہے"

(زمیندار ۱۵ ستمبر ۳۴ء)

اگر اسی قسم کے لفظ کسی احمدی کے قلم سے یسوع کے بارہ میں نکل جاتے تو ابتک "علمائے کرام" اور منشی ظفر علی کی رگ حمیت پھڑک اٹھتی اور طبیعت فتاویٰ تکفیر کا شور مچ جاتا۔ لیکن اب سب "علمائے کرام" (مشمولہ۔ دیوبندی۔ سنی شیعہ) کو گویا سانپ سونگھ گیا ہے۔ کوئی شخص ہزار دفعہ اپنا نام احمد رکھے لیکن حقیقی احمد تو حضرت نبی کریمؐ ہی ہیں۔ پھر یہ بھی محض منشی ظفر علی کی ہرزہ سرائی اور سفید جھوٹ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے "ڈنکے کی چوٹ اعلان" کیا ہے کہ احمد میں ہوں اور "**قرآن کی سورہ صف میں جس احمد کا ذکر آیا ہے وہ مجھی سے عبارت ہے**" حضرت مسیح موعود نے ڈنکے کی چوٹ ایسا کوئی اعلان کیا۔ کہ وہ حقیقی احمد ہیں اور نہ آپ نے اپنی کسی کتاب میں لکھا کہ قرآن کی سورہ صف میں جس احمد کا ذکر آیا ہے اس کا مصداق میں ہوں۔ یہ "خفاش" کی حمایت کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔ جب حضرت مسیح موعود کا کوئی ایسا دعویٰ ہی نہیں تو منشی ظفر علی کا ایسا لکھنا حضرت نبی کریمؐ کی صاف طور پر ہتک ہے۔

پھر ہم اس بدزبان شخص سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ

اگر محکمہ زراعت پنجاب کے ایک کارکن نے پلول کے گدھے کا نام "قادیان کے پیغمبر کے نام پر رکھدیا۔ تو یہ کوئی ایسا فعل نہیں جس پر مسلمان طیش میں آجائیں۔ یہ تو ایک طرح سے ان کے صحیح جذبات کی ترجمانی ہے"۔ (زمیندار ۱۵ ستمبر ۳۴ء)

اگر یہ اصول تمہاری ٹیڑھی عقل کے مطابق درست ہے تو "اگر یسوعی لوگوں نے اپنی مروجہ اناجیل میں ایک ایسے شخص کا نام یسوع مسیح رکھ لیا جو خدائی کا دعویدار تھا جس کی والدہ کی شادی حمل ہو جانے کے بعد کی گئی جس کے شجرہ نسب مندرجہ اناجیل مروجہ کی رو سے اس کی نانیاں و دادیاں فاحشہ تھیں جو شرابی تھا" تو یہ کوئی ایسا فعل نہیں جس پر مسلمان طیش میں آجائیں۔ یہ تو ایک طرح سے ان کے صحیح جذبات کی ترجمانی ہے۔

پھر منشی مذکور نائب السلطنت کشور ہند کی دہلیز پر ناک رگڑنے کے لئے کیوں گیا؟ اصل بات یہ ہے کہ حق کی مخالفت نے اس کے حواس کو مختل کر دیا ہے۔ اور وہ سمجھ ہی نہیں سکتا۔

والی نظم سنائی۔ اور پھر خاکسار راقم الحروف کا لیکچر شروع ہوا جو برابر اڑھائی گھنٹے جاری رہا۔

سلامی

لیکچر کے بعد سرکار دوجہان حضرت محمد الرسول اللہ صلعم کی سلامی اتاری گئی۔ جبکہ تمام ہندو عیسائی اور مسلمان تعظیم کیلئے سرو قد کھڑے ہوگئے۔ جناب سید آزاد محمد صاحب سابق امام مسجد جامع صوا نے نہایت سریلی آواز میں حضور صلعم کی شان اقدس میں منظوم سلام عرض کیا حضور اقدس کو سلامی اتار کر سب لوگ بیٹھ گئے۔ اور پھر جناب مولوی حمید بخش صاحب امام مسجد جامع نیہوری نے اپنی مشہور و معروف خوش الحانی سے مولا کریم کے حضور دعا۔ تمام مسلمانوں نے ہاتھ بلند کرکے آمین کہی۔ اور یوں یہ عظیم الشان کانفرنس بخیر و خوبی ختم ہو گئی۔

احباب کی مراجعت

رات دس بجے تمام مجاہدین اپنے اپنے علاقہ جات کی طرف لاریوں کے ذریعہ روانہ ہوگئے۔ اور میں چندیوم کے لئے صوا میں ہی رہ گیا۔

نصوری اور منی باتو میں لیکچر

۲ جولائی کو نصوری میں میرا لیکچر ہوا۔ پھر ۴ جولائی کو منی باتو میں لیکچر ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر اعتراضات کی کھلی اجازت دی گئی۔ اس پر ایک صاحب نے چند اعتراضات پیش کئے میں نے ان اعتراضات کا جواب دیا تو تمام لوگ مارے خوشی کے واہ واہ کر اٹھے۔ اور پھر جوق در جوق بہت سے اصحاب نے باقاعدہ بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کا فخر حاصل کیا۔ اور رجسٹر بیعت میں محمد الرسول اللہ صلعم کے سپاہیوں کی تعداد ۵۱۵ ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

درخواست دعا

۶ جولائی کی صبح کو بجے صوا سے چلکر ۷ جولائی کی صبح کو بخیر میں اپنے مقام تاندی بخیریت تمام پہنچ گیا ہوں۔ تمام احباب و بزرگوں کی خدمت میں عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس دردر اور عزیز مشن کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ تاکہ اللہ کریم ہمیں بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے۔ آمین :۔

نواب شاہنواز خاں کی طرف سے شکریہ

میرے آبا و اجداد کی جائیداد مملوکہ (ریاست ممدوٹ) ایک عرصہ دراز کے بعد مجھے واپس ملنے پر میرے کثیر التعداد احباب نے بذریعہ تار و خطوط جو اظہار خوشی فرمایا ہے اور بتاریخ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء میری روانگی جلال آباد کے وقت ریلوے اسٹیشن لاہور پر جن احباب نے تکلیف گوارا فرماکر میری عزت افزائی فرمائی اور قصور و فیروزپور کھائی دگر دسہائے و جلال آباد کے ریلوے اسٹیشنوں پر میرے خیر مقدم میں جس خلوص اور محبت کا اظہار فرمایا گیا اسکے لئے میں بے حد شکر گزار ہوں۔ میری یہ دعا ہے کہ جس طرح خدائے لایزال نے مجھ پر اور میرے خاندان پر رحم و کرم فرمایا ہے اسی طرح مجھے اسلام اور قوم کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

المرقوم ۷ ستمبر — (شاہنواز خاں)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی علمیت کا ایک نمونہ

(سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی تحریرات اور تقاریر میں ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنے استہزائیہ لہجے میں اشعار پڑھ پڑھ کر مجدد وقت کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں کبھی تو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نعوذ باللہ جھوٹ بولا۔ کبھی کہتے ہیں کہ ان کے کلام میں تناقض ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہمیں مولوی صاحب موصوف یا دیگر علماء سوء کی ان مذبوحی حرکات پر قطعاً رنج نہیں۔ کیونکہ جب وہ حضرت ابراہیم جیسے عظیم الشان نبی پر تین جھوٹ بولنے کا الزام لگاتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود پر اگر اب یہی الزام لگائیں تو کونسی قباحت ہے ایسے ہی جو لوگ قرآن مجید کی بعض آیات کو بعض کی تناقض قرار دیکر ناسخ و منسوخ کے قائل ہوں۔ ان کا حضرت مسیح کے کلام کو متناقض کہنا کونسی بڑی بات ہے۔ جنہیں خدا کے کلام میں بھی تناقض... نظر آیا۔ انہیں اور کس جگہ تناقض نظر نہ آئے گا۔ ایک لحاظ سے حضرت اقدس کا بھی کوئی قصور نہ تھا۔ کیونکہ ع

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

لیکن اس حقیقت نفس الامری سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ سہو و نسیان فطرت انسانی میں داخل ہے حتیٰ کہ انبیاء و اولیاء کو بھی اس سے مبرا ہونے کا دعویٰ نہیں ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اگر کہیں سہواً کوئی بات لکھی ہے تو نادان مخالف اس پر کذب یا تناقض کا الزام دیکر اپنی حماقت اور جہالت کا ثبوت دینے لگے ہیں۔ مثلاً حضرت اقدس ہمیشہ مخالفین کے سامنے پیش کرتے رہے ہے۔ کہ مہدی کے متعلق کوئی حدیث بخاری و مسلم میں نہیں۔ اور امامین کے نزدیک مسیح یا مہدی ایک ہی ہستی ہے چنانچہ ازالہ اوہام میں فرمایا۔

"مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں اسی وجہ سے امامین حدیث نے ان کو نہیں لیا۔ ص۵۱۸"

لیکن اس کے بعد اپنی کتاب شہادت القرآن ص۴۱ پر لکھدیا کہ حدیث "هذا خليفة الله المهدی" بخاری میں موجود ہے۔ جاہل مخالف اس پر جھوٹ کا الزام دیتے ہیں حالانکہ اس شخص نے جس نے سو کے قریب کتب و رسائل تصنیف کئے ہوں اس قدر سہو ہو جانا معمولی بات ہے۔ عربی میں مثل ہے قلما سلم مكثار۔ کہ کثرت کلام کرنے والا کم ہی غلطیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سہو و نسیان کی وجہ سے ایسی غلطیوں کا اعتراف کیا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مولوی ثناء اللہ اس قسم کے "کذب" اور "تناقض" کے مرتکب نہیں ہوئے۔ کیا ان کو یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے کبھی کوئی تناقض بات کسی مضمون میں یا کسی کتاب میں نہیں لکھی۔ اگر ان سے بھی ایسی غلطیاں ہوتی رہی ہیں تو ایسا الزام دینے کے کیا معنی ہیں۔ ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے ہم ان کی تفسیر میں سے ان کے "کذب" و "تناقض" کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں

سر سید احمد خاں مرحوم ولادت مسیح بلا باپ کے قائل تھے۔ جن آیات قرآنیہ سے انہوں نے اپنے خیال کی صحت پر استدلال کیا تھا۔ ان کا ترجمہ و تفسیر کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تفسیر میں انہیں خوب کوسا ہے۔ سید صاحب کا خیال تھا۔ کہ جو فرشتہ بشارت لیکر مریم کی طرف آیا وہ خواب میں آیا تھا۔ یہاں مولوی ثناء اللہ صاحب غصہ میں بھر کر لکھتے ہیں :۔

"بتلادیں تو "خواب" کس لفظ کا ترجمہ ہے
اسی برتے پر آپ علماء کو یہودیوں کے مقلد شہوت پرست زاہد۔ کوڑ مغز ملا وغیرہ وغیرہ الفاظ بخشا کرتے ہیں۔ ع
اللہ رے ایسے حسن پر یہ بے نیازیاں"

(تفسیر ثنائی اردو مطبوعہ شعبان ۱۳۳۱ھ جلد ۲ ص۱۰)

معلوم ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک جب تک آیت میں "منام" وغیرہ الفاظ نہ ہوں ان کا مطلب "خواب" یا مکاشفہ لینا درست نہیں لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ اصول جلد ہی بھول جاتا ہے۔ اور حضرت سلیمانؑ کے وادی نمل میں پہنچے اور نملہ کے ساتھ ان کی گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"چیونٹی کا یہ کلام بذریعہ الہام یا کشف الٰہی کے سلیمانؑ تک بھی پہنچا"

تفسیر ثنائی جلد ۶ ص۲۸

اب خدا جانے یہ "الہام" یا "کشف الٰہی" مولوی صاحب نے کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس حرکت کو مولوی صاحب کی کم علمی پر مبنی سمجھیں یا ان کے کلام میں "کذب اور تناقض" کا ہونا قبول کریں۔ یا ان کی ایسی تحریرات کو سہو پر محمول کرکے اسے بڑھاپے کا نتیجہ قرار دیں جیسا کہ انہوں نے سر سید مرحوم کے بڑھاپے پر طنز کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے "بوڑھے جلدی بہک جاتے ہیں" تفسیر ثنائی جلد ۲ ص۲۷ حاشیہ۔ یا بمصداق دروغگو را حافظہ نباشد کوئی اور فتویٰ ان پر صادر کریں۔

بہرحال اگر سر سید مرحوم اس وقت زندہ ہوتے تو وہ ضرور کہتے کہ مولوی صاحب آپ نے ایسی باتیں لکھ کر واقعی ثابت کر دیا کہ میرا آپ کو "کوڑ مغز ملا" وغیرہ الفاظ "بخشنا" بالکل بجا تھا۔ ع

وہ الزام ہم کو دیتے تھے۔ قصور اپنا نکل آیا

آہ! سعید احمد

نہایت افسوس سے اطلاع دیجاتی ہے کہ جناب مولوی مرتضیٰ خانصاحب انسپکٹر آف سکولز ریاست مانگرول کا نوردسال صاحبزادہ عزیز سعید احمد ۲۲ ستمبر کو تقریباً ایک ماہ کی علالت کے بعد انتقال کر گیا انا للہ۔ ہمیں اس حادثہ میں مولوی مرتضیٰ خاں صاحب اور ان کے والد محترم مولانا عبد اللہ خانصاحب قبلہ اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جلد ۲۲ — لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۴ء — نمبر ۶۰

حضرت مجدد اعظم پر ایک بے معنی اعتراض اور اس کا جواب

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

آجکل کے علماء کی طرف سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد دوران پر علاوہ اور بے معنی اعتراضات کے ایک یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ انہوں نے علمائے کرام کے متعلق بڑے سخت کلمات استعمال کئے ہیں جو کہ اسلامی تعلیم کے بالکل منافی ہے اور اگر آپ رحمۃ للعالمین کے پیغام کی تبلیغ کے لئے دنیا میں مبعوث ہوئے تھے تو ان کا زجر و توبیخ کا یہ رویہ سخت قابل اعتراض ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کا جواب مختلف احباب جماعت کی طرف سے بارہا دیا جا چکا ہے۔

مولانا ابوالکلام کی تفسیر کا ایک اقتباس

ان سطور کا محرک مندرجہ ذیل اقتباس ہے۔ جو کہ جناب مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر موسومہ "ترجمان القرآن" سے لفظ بہ لفظ درج کیا جاتا ہے۔ مولانا موصوف "رحمان" اور "رحیم" کے مفہوم کا تذکرہ کرتے ہوئے "**ایک اعتراض**" کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں:۔

"ممکن ہے بعض طبیعتیں یہاں ایک خدشہ محسوس کریں کہ اگر فی الحقیقت قرآن کی تمام تعلیم کا اصل اصول رحمت ہی ہے۔ تو پھر اس نے اپنے مخالفوں کی نسبت زجر و توبیخ کا سخت پیرایہ کیوں اختیار کیا ہے؟ اس کا مفصل جواب تو اپنے محل پر آئے گا۔ لیکن تکمیل بحث کے لئے ضروری ہے کہ یہاں مختصراً اشارہ کر دیا جائے۔ بلاشبہ قرآن میں ایسے مقامات موجود ہیں جہاں اس نے مخالفین کے لئے شدت و غلظت کا اظہار کیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کن مخالفین کے لئے؟ ان مخالفین کے لئے جن کی مخالفت محض اختلاف فکر و اعتقاد کی مخالفت کی تھی؟ یعنی ایسی مخالفت جو معاندانہ اور جارحانہ نوعیت نہیں رکھتی تھی۔ یہیں اس سے قطعاً انکار ہے اور ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تمام قرآن میں شدت و غلظت کا ایک لفظ بھی نہیں مل سکتا جو اس طرح کے مخالفین کے لئے استعمال کیا گیا ہو۔ اس نے جہاں کہیں بھی مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے سختی کا اظہار کیا ہے اس کا تمام تر تعلق ان مخالفین سے ہے۔ جن کی مخالفت بغض و عناد اور ظلم و شرارت کی جارحانہ معاندت تھی۔ اور ظاہر ہے کہ اصلاح و ہدایت کی کوئی تعلیم بھی اس صورت حال سے گریز نہیں کر سکتی۔ اگر ایسے مخالفین کے ساتھ بھی نرمی و شفقت ملحوظ رکھی جائے تو بلاشبہ یہ رحمت کا سلوک ہوگا۔ مگر انسانیت کے لئے نہیں ہوگا۔ ظلم و شرارت کے لئے ہوگا۔ اور یقیناً سچی رحمت کا معیار یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ ظلم و فساد کی پرورش کرے۔ قرآن نے صفات الٰہی میں رحمت کے ساتھ عدالت کو بھی اس کی جگہ دی ہے اور سورۂ فاتحہ میں ربوبیت اور رحمت کے بعد عدالت ہی کی صفت جلوہ گر ہوئی ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ وہ رحمت سے عدالت کو الگ نہیں کرتا۔ بلکہ اُسے عین رحمت کا مقتضا قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے تم انسانیت کے ساتھ رحم و محبت کا برتاؤ نہیں کر سکتے۔ اگر ظلم و شرارت کے لئے تم میں سختی نہیں ہے۔ انجیل میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ بھی اپنے مخالفوں کو سانپ کے بچے اور ڈاکوؤں کا مجمع کہنے پر مجبور ہوئے قرآن نے "کفر" کا لفظ انکار کے معنی میں استعمال کیا ہے اور انکار دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ انکار محض ہو۔ ایک یہ کہ جارحانہ ہو۔ انکار محض سے مقصود یہ ہے کہ ایک شخص تمہاری تعلیم قبول نہیں کرتا۔ اس لئے کہ اس کی سمجھ میں نہیں آتی۔ یا اسلئے کہ اس میں طلب صادق نہیں ہے۔ یا اس لئے کہ جو راہ وہ چل رہا ہے اسی پر قانع ہے۔ بہرحال کوئی وجہ ہو لیکن وہ تم سے متفق نہیں ہے۔ جارحانہ انکار سے مقصود وہ حالت ہے جو صرف اتنے ہی پر قناعت نہیں کرتی۔ بلکہ اس میں تمہارے خلاف ایک طرح کی کد اور ضد پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر بتدریج بغض و عناد اور ظلم و شرارت کی سخت سے سخت صورتیں اختیار کر لیتی ہے۔ اس طرح کا مخالف صرف یہی نہیں کرتا کہ تم سے اختلاف رکھتا ہے۔ بلکہ اس کے اندر تمہارے لئے بغض و عناد کا ایک غیر محدود جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی زندگی اور زندگی کی ساری قوتوں کے ساتھ تمہاری بربادی و ہلاکت کے درپے ہو جائے گا۔ تم کتنی ہی اچھی بات کہو وہ تمہیں جھٹلائے گا۔ تم کتنا ہی اچھا سلوک کرو وہ تمہیں اذیت پہنچائے گا۔ تم اگر کہو روشنی تاریکی سے بہتر ہے تو وہ کہے گا تاریکی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ تم اگر کہو کڑواہٹ سے مٹھاس اچھی ہے تو وہ کہے گا نہیں کڑواہٹ ہی میں دنیا کی سب سے بڑی لذت ہے اسی حالت ہے جسے قرآن انسانی فکر و بصیرت کے تعطل سے تعبیر کرتا ہے۔ اور اسی نوعیت کے مخالفین ہیں جن کے لئے اس کے تمام زواجر و قوارع ظہور میں آئے ہیں۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا۔ ان کے پاس دل ہے مگر سوچتے نہیں
وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا۔ انکے پاس آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں
وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا۔ انکے پاس کان ہیں مگر سنتے نہیں
أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ۔ ان کی حالت ایسی ہے جیسے
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (۷: ۱۸۰) چارپائے ہوتے ہیں۔ نہیں بلکہ چارپایوں سے بھی زیادہ کھوئے ہوئے۔ بلاشبہ یہی لوگ ہیں جو غفلت میں ڈوب گئے ہیں۔

دنیا میں جب کبھی سچائی کی کوئی دعوت ظاہر ہوئی ہے تو کچھ لوگوں نے اسے قبول کر لیا ہے کچھ نے انکار کیا ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اس کے خلاف طغیان و جحود اور ظلم و شرارت کی جتھا بندی کر لی ہے۔ قرآن کا جب ظہور ہوا تو اس نے بھی تین جماعتیں اپنے سامنے پائیں اس نے پہلی جماعت کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا۔ دوسری کو دعوت و تذکیر کا مخاطب

(باقی برصفحہ ۷ کالم ۳)

قادیانی چیلنج کا جواب

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(از قلم مولوی عمر الدین صاحب احمدی شملوی)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے۔ کہ آپ خاتم النبیین ہیں جس کے معنی خود آنحضرت نے "لانبی بعدی" یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور "انا آخر النبیین" یعنی میں آخری نبی ہوں۔ بیان فرمائے ہیں اور اسپر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ یہاں تک کہ آخری زمانے کے مجدد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابتدا سے انتہا تک اپنی تصانیف میں یہی لکھا ہے۔ کہ :-

(۱) النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :- نبوت یقیناً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گئی۔

(۲) "ان رسولنا خاتم النبیین و علیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین"

ترجمہ :- ہمارے رسول صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ (ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۴)

فتنہ قادیانی

مگر جس طرح حضرت عیسیٰ کے ماننے والوں نے حضرت عیسیٰ کے بعد ان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا ٹھیک اسی طرح قادیانی غالی گروہ نے حضرت مسیح موعود کو ان کے بعد "نبی اللہ" اور "رسول اللہ" بنا کر ایک فتنہ پیدا کر دیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰ کی خدائی منوانے کیلئے ہر طرح کوشاں ہیں اسی طرح یہ مثیل انصار ابھی مثیل مسیح کی نبوت و رسالت منوانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور ختم نبوت کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں :-

قادیانی چیلنج

"یاد رکھو عربی میں خاتم بفتح ت جب کسی جملے کے صیغے کی طرف مضاف ہو مثلاً خاتم الشعرا، خاتم الفقہا، خاتم الابرار، خاتم المحدثین، خاتم الاولیاء، خاتم المہاجرین، وغیرہ تو اس کے معنے ہمیشہ افضل کے ہوتے ہیں ہمارا چیلنج ہے کہ کوئی شخص عربی زبان کا ایسا مستعمل محاورہ پیش کرے جس میں خاتم جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہوا ہو اور پھر اس کے معنی آخری کے ہوں"

"لفظ خاتم جب مقام مدح میں استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی اجرائے سلسلہ کے ہوتے ہیں نہ کہ بند کرنے کے البتہ اگر مقام مذمت میں استعمال ہو تو بند کرنے کے معنے ہوتے ہیں"

(رسالہ حجت الاسلام صفحہ ۲۵، ۲۶)

اس چیلنج کا خلاصہ یہ ہوا کہ .... خاتم کا لفظ کسی جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہو اور وہ محل مدح ہو تو خاتم کے معنی بند کرنے والا نہیں ہوں گے۔ بلکہ جاری کرنے والا ہوں گے۔ مگر ہم خدا کے فضل سے قادیانی رسالہ حجت الاسلام سے ہی دکھاتے ہیں کہ قادیانی چیلنج دراصل قادیانیوں کی لاعلمی کا نتیجہ ہے اور اس کا جواب ان کے اپنے قلم سے پیش کرتے ہیں :-

خاتم النبیین کے معنی

قادیانی حضرات تسلیم کرتے ہیں۔ کہ خاتم النبیین کے معنی تشریعی نبیوں کو ختم کرنے والے کے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں :-

(۱) "خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور آپ کی امت سے نہ ہو"۔ (حجت الاسلام صفحہ ۴ بحوالہ موضوعات کبیر)

(۲) "یہ کہنا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں ہم اسے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ آخر النبیین کے معنے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں کہ شریعت والا آخری نبی ہے"۔ (حجت الاسلام صفحہ ۲)

(۳) "لغت والوں نے جو خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین لکھے ہیں تو ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہیں۔ کیونکہ لغت نویسوں کا یہی عقیدہ تھا کہ نبی صلعم کے بعد ایک خاص معنوں کی رو سے (یعنی صاحب شریعت) نبی نہیں آئے گا۔ اس لئے انہوں نے اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین سمجھے ہیں"

(حجت الاسلام صفحہ ۲۵-۲۶)

(۴) "خاتم النبیین کے یہ معنی ہوئے کہ آپ روکنے والے ہیں خاص قسم کے نبیوں کے یعنی صاحب شریعت نبیوں کے اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا"۔ (حجت الاسلام صفحہ ۲۶)

(۵) "حدیث (انی آخر الانبیاء و انتم آخر الامم) کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ اس میں صرف ان نبیوں کا ختم ہونا مذکور ہے جو آ کر نئی امت بناتے ہیں اور نئی شریعت اور بنا دینے کے لئے آتے ہیں"۔ (حجت الاسلام صفحہ ۳)

(۶) "پس آخر الانبیاء کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو نئی شریعت لائے۔ یا میری شریعت کے خلاف ہو"۔ (حجت الاسلام صفحہ ۳)

(۷) "اس حدیث (ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی) میں جس امر رسالت و نبوت کے انقطاع کا ذکر ہے وہ شریعت و نبوت اور رسالت ہے"۔ (حجت الاسلام صفحہ ۳۱)

مذکورہ بالا سات اقتباسات ہیں جو رسالہ حجت الاسلام سے لئے گئے ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ شریعت والی نبوت آنحضرت صلعم کے بعد بند ہو گئی۔ ختم ہو گئی۔ منقطع ہو گئی۔ اس لئے آنحضرت صلعم صاحب شریعت انبیاء کے خاتم یا آخری نبی ہیں ہم قادیانیوں کے ان معنوں کو تسلیم کرتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ ان کے اس مسلمہ معانی کی رو سے "خاتم النبیین" میں خاتم کا لفظ النبیین کی طرف مضاف ہے اور النبیین سے مراد المشرعین (شریعت لانے والے نبی) ہیں۔ گویا خاتم النبیین کے معنی ہوئے۔ خاتم المشرعین اور قادیانی حضرات اس جگہ لفظ خاتم کو محل مدح میں بھی تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ تشریعی انبیاء کے سلسلہ کو وہ بجائے جاری ماننے کے بند اور منقطع تسلیم کر رہے ہیں اور اگر شریعت لانے والے انبیاء پر لفظ خاتم کے آ جانے سے باوجودیکہ یہ بہت بڑا محل مدح ہے پھر بھی ایسے انبیاء کا سلسلہ ختم ہی ہو گیا ہے۔ تو علی ہذا القیاس خاتم النبیین کے معنے ہوں گے نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا۔ رہا یہ امر کہ النبیین سے مراد کل انبیاء ہیں یا بعض یا یہ کہ النبیین سے مراد تشریعی نبی ہیں یا غیر تشریعی یا دونو قسم کے انبیاء۔ اسپر ہم قادیانی حضرات سے کوئی بحث نہیں کرتے صرف حضرت مرزا صاحب کا ایک حوالہ پیش کر دیتے ہیں :-

"الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثنا و فسرہ فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ خاتم النبیین میں لفظ النبیین کے اندر تمام تشریعی اور غیر تشریعی انبیاء داخل ہیں کسی ایک فرد کی بھی استثنا نہیں ہے جیسا کہ حدیث "لا نبی بعدی" "لا" نفی جنس کا منشا ہے۔ پس قادیانی تمام جال ٹوٹ کر نابود ہو گیا

ہمارا دعویٰ

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اسلامی شریعت کی رو سے خاتم النبیین کے معنے زماناً و مرتبۃً آخری نبی کے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

خاتم الانبیاء اور خیر الرسل

"اللہ کے نام کی قرآن شریف میں یہ تعریف ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو رب العالمین اور رحمٰن و رحیم ہے جس نے زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے۔ اور سب کے آخر میں ... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہیں"۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۱)

ختم نبوت بلحاظ زمانہ و مرتبہ

"ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قایم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے۔ اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانے کے تاخر کی وجہ سے ہوا۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم پنجشنبہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ | نمبر ۶۰

احمدیوں کا بائیکاٹ

مخالفین احمدیت اپنے اخلاق و شرافت سے تہی دست ہونے کا ثبوت تو مدت سے دے رہے ہیں۔ لیکن ان کی تازہ حرکات سے یہ بھی ثابت ہوگیا ہے۔ کہ ان کے دامن خرد و ہوش میں کوئی بھی معقول و کارآمد دلیل موجود نہیں۔ جو وہ احمدیت کے مقابلے میں استعمال کر سکیں۔ غالباً اسی وجہ سے ان کا دماغی توازن اپنے اعتدال کو کھو چکا ہے۔ اور وہ جنون مخالفت میں ایسی بے معنی تجاویز پیش کر رہے ہیں۔ جن کو عقلا ہنس ہنس کر مسکرا دیتے ہیں۔ منشی ظفر علی آف "زمیندار" اور ان کے احراری ہمنوا چند روز سے یہ شور مچا رہے ہیں۔ کہ احمدیوں کو اسلامی اداروں سے نکال دیا جائے۔ مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ میں جب تک احمدی موجود ہیں۔ وہ مسلمانوں کی نمائندہ نہیں۔ فلاں انجمن میں احمدی نہیں ہونے چاہئیں۔ فلاں کالج اور سکول سے احمدی طلبہ اور اساتذہ کو خارج کر دینا چاہیئے۔

ذمہ دار مسلم اکابر اور ادارے اس طوفان بے تمیزی کا جس قدر اثر قبول کر رہے ہیں اور مخالفین کو اپنے نامبارک اداروں میں جس قدر کامیابی ہوگی۔ وہ صاف ظاہر ہے پورے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ افتراق انگیز تجویز سنجیدہ اسلامی طبقوں میں انتہائی حقارت سے ٹھکرا دی جائیں گی۔ اور یہ ناکامی و نامرادی کا احساس ہی ہے جو منشی مذکور اور احراریوں کو سر کچلے ہوئے سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے پر مجبور کر رہا ہے لیکن یاد رہے۔ کہ بائیکاٹ کوئی نیا حربہ نہیں۔ جو ہمارے خلاف استعمال ہو رہا ہے۔ اب تو اللہ کے فضل سے احمدیت ایک تناور درخت ہے۔ ابتدائی زمانہ میں جبکہ اس کی حالت ایک کمزور کونپل کی مانند تھی۔ مخالفین نے بائیکاٹ کا کلہاڑا نہایت شدت سے چلایا تھا۔ احمدیوں کو سودا سلف دینا بند کر دیا گیا۔ ان کو برادریوں اور وطنوں سے نکال دیا گیا سقوں اور بھنگیوں کو ان کے گھروں میں جانے سے روک دیا گیا مسجدوں کے دروازے ان پر بند اور کنوؤں کے پانی حرام کر دئے گئے۔ قبرستانوں میں مردے دفن کرنے کی ممانعت کر دی گئی لیکن ان تمام مظالم کے باوجود احمدیت فتح مند و کامران ہی ہوتی گئی۔ اب بھی اس بائیکاٹ کے حربے سے اس کی رفتار ترقی پر انشاء اللہ برا نہیں۔ بلکہ اچھا اثر ہی پڑے گا۔

چمار ہندو نہیں ہیں

بعض دوسری ہندو ریاستوں کی طرح ریاست جموں کشمیر میں بھی یہ ظالمانہ قانون موجود ہے کہ جب کوئی ہندو اسلام قبول کرتا ہے تو اسے جائداد سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ عیسائی ہونے والے ہندوؤں سے یہ غیر منصفانہ سلوک نہیں کیا جاتا۔ گذشتہ دنوں علاقہ میرپور میں چند چمار مسلمان ہوئے، ان کے رشتہ داروں نے درخواست دی کہ ان کو جائیداد سے محروم کر دیا جائے مقدمہ مختلف مراحل طے کرتا ہوا وزیر وزارت کی عدالت میں پہنچا۔ انہوں نے کافی غور و فکر کے بعد فیصلہ دیا کہ چمار ہندو نہیں ہیں اسلئے ضبطی جائداد کا قانون ان پر نافذ نہیں ہو سکتا۔ اس صحیح فیصلہ پر اچھوتوں کو جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل و ناپاک سمجھنے والے آریاؤں اور ہندوؤں نے شور محشر بپا کر دیا اور وزیر وزارت میرپور کے خلاف نہایت شرمناک ہرزہ سرائی میں مصروف ہوگئے۔ متعدد آریہ سماجوں اور سبھاؤں نے ریزولیوشن بھی پاس کئے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان کے طوفان بے تمیزی سے مرعوب ہوکر ہز ہائینس مہاراجہ بہادر نے اس صحیح اور منصفانہ فیصلہ کو مسترد کر دیا ہے۔ جس پر ہندو اظہار مسرت و فتح مندی کر رہے ہیں۔ مہاراجہ سر ہری سنگھ کی تعریفیں ہو رہی ہیں۔ ہندوؤں کا ایک ہندو ریاست کے اندر ایک ہندو راجہ کے ہاتھوں حسب منشا فیصلہ کرا لینا جہاں تک معقولیت کا تعلق ہے کوئی وزن نہیں رکھتا۔ کیونکہ مہاراجہ سر ہری سنگھ بہادر کا فیصلہ ہندوؤں کی خوشامدانہ خواہشات کے مطابق ضرور ہے لیکن دلائل سے اس کو صحیح ثابت نہیں کیا جا سکتا ہم کئی مرتبہ مدلل طریق پر [illegible] چکے ہیں کہ چمار ہندو نہیں ہیں لیکن آجتک کسی آریہ اخبار کو اس کا معقول جواب دینے کی توفیق نہیں ہوئی۔

سرشادی لال کے بھائی کا قبول اسلام

چند روز ہوئے۔ سرشادی لال سابق چیف جج لاہور ہائیکورٹ کے تایا زاد بھائی لالہ دیبی سہائے صاحب رئیس ریواڑی نے طویل مطالعہ کے بعد دہلی میں اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا جس کا ذکر اس سے قبل پیغام صلح میں ہو چکا ہے۔ اسلامی نام شیخ عبداللہ فاروق رکھا گیا ہے۔ آپ ایک پختہ کار متمول بزرگ ہیں سن پچاس کے قریب ہے۔ ایک تازہ بیان میں جو اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ آپ نے اپنے خاندانی حالات اور قبول اسلام کی وجوہ بیان فرمائی ہیں۔ اور اپنے دیگر رشتہ داروں کی ان کوششوں پر بھی روشنی ڈالی ہے جو آپ کو دین حق سے منحرف کرنے کے لئے عمل میں لائی جا رہی ہیں ہم اپنے نومسلم بزرگ کا خلوص دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت اور خدمت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے خاندان کے دیگر افراد کو بھی قبول صداقت کی سعادت نصیب ہو۔ آمین ثم آمین

کیا ہمارے آریہ دوست بزرگ حقائق سے آنکھیں بند کر کے یہ شور مچایا کرتے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ جبر اور لالچ کے ذریعہ ہوتی ہے مہربانی کر کے بتلائیں گے۔ کہ لالہ دیبی سہائے کے سامنے کونسا لالچ یا خوف نقاص کی وجہ سے وہ مسلمان ہوگئے ہیں؟

ریاست مانگرول اور آریہ سماجی

شمالی ہندوستان کے آریہ سماجی اور مہاسبھائی طبقے اپنے جذبات بغض و عناد کی وجہ سے ریاست مانگرول اور اس کے انصاف پیشہ فرمانروا کے خلاف بدستور شور مچا رہے ہیں بعض مقامات پر قرار دادیں بھی منظور کی گئی ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ حدود ریاست میں گاؤکشی بند کر کے غریب مسلمانوں عیسائیوں اور اچھوتوں کو ان کی ایک ضروری غذا سے محروم کر دیا جائے ہم نے آریہ اور مہاسبھائی اخبارات کی بے شمار تحریروں کو نہایت غور سے پڑھا۔ ان میں دلائل و معقولیت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ صرف احمقانہ مطالبات اور غیر شریفانہ اور امن سوز دھمکیوں پر سارا زور دیا جاتا ہے اگر ان لوگوں میں چند ایسے افراد موجود ہیں جن کا دماغی توازن تعصب و ضد کی وجہ سے برباد ہونے سے محفوظ رہ گیا ہے اور وہ کسی بات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو ہم کہنا چاہتے ہیں کہ دیوانہ وار بیجا مطالبات پیش کر دینا اور ان کے پورا نہ ہونے کی صورت میں مجرمانہ دھمکیوں پر اتر آنا کوئی قابل تعریف طرز عمل نہیں۔ حضور نواب صاحب مانگرول نے جو کچھ کیا ہے وہ بالکل منشائے انصاف کے مطابق ہے۔ اگر اس کے خلاف ان لوگوں کے پاس کوئی دلیل ہے تو اُسے آئینی طریق پر پیش کریں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ امن سوزی اور فساد انگیزی کا نتیجہ خود ان کے لئے بھی غیر مفید ہوگا۔

قابل تقلید شادیاں

قارئین کرام گذشتہ اشاعت کے اخبار احمدیہ میں جناب بابو خدا بخش صاحب ہیڈ کلرک کی دو صاحبزادیوں کے عقد کی خبر پڑھ چکے ہوں گے۔ اس سلسلہ میں یہ ایک قابل ذکر اور لائق تعریف بات ہے کہ جناب بابو صاحب موصوف نے ان تمام غیر شرعی رسومات و بدعات سے کلی طور پر پرہیز کیا جو کہ بیاہ شادیوں کے مواقع پر مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں۔ دولہاؤں کے والدین کو بھی کہہ دیا کہ کسی قسم کی رسم خلاف شرع نہ کریں۔ غرضیکہ یہ تقریب نہایت سادگی اور سنت نبویؐ کے مطابق انجام پائی۔ بابو صاحب نے اپنی صاحبزادیوں کو جہیز میں ایک ایک نسخہ "بیان القرآن" کا بھی دیا اور نصیحت کے طور پر کہا کہ وہ قرآن کریم کو پڑھیں۔ اور اس پر عمل کریں۔ بابو صاحب موصوف نے جو نیک مثال قائم کی ہے وہ تمام مسلمانوں کے لئے قابل تقلید ہے

اسلامی دکانیں

معاصر "البشیر" اٹاوہ اپنی ایک تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"ہم نے بارہا دیکھا ہے۔ کہ جب کسی جگہ ہندو مسلمانوں میں بلوہ اور فساد ہوتا ہے۔ یا ہندو ہڑتال کر دیتے ہیں تو مسلمانوں کی دکانیں اس مقام پر بہت سی کھل جاتی ہیں۔ اور جوش کی حالت میں مسلمان کثرت کے ساتھ مسلمانوں سے چیزیں خریدتے ہیں۔ لیکن جب جوش کم ہو جاتا ہے۔ تو مسلمان اس کا کچھ خیال نہیں رکھتے۔ کہ مسلمانوں سے ضرورت کی اشیا خریدیں۔ اس طرح مسلمانوں کی مدد کریں۔ مسلمان دکاندار کمی سرمایہ اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے ہندوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے مسلمان خریدار مسلمان دکانداروں سے چیزیں خریدنا بند کر دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان دکانداروں کی دکانیں بند ہو جاتی ہیں۔ لہذا ضرورت اس کی ہے۔ کہ مسلمان کثرت کے ساتھ ہر قسم کی اشیا کی دکانیں مستقل طریقے سے کھولیں اور مسلمانوں کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ کم از کم وہ مسلمانوں سے سودا خریدا کریں اس طرح لاکھوں مسلمان بیکاری کی مصیبت سے نجات پا جائیں گے اور ہندوؤں کو مسلمانوں پر ناجائز دباؤ ڈالنے کے لئے ہڑتال کرنے کا حوصلہ نہ ہوگا"

ہمارے معاصر نے جو کچھ لکھا بالکل صحیح ہے۔ تمام علاقوں کے سرکردہ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔

اودے پور میواڑ میں نومسلموں پر ظلم

اودے پور میواڑ میں مسلمانوں پر جیسی اور پابندیاں عائد ہیں۔ وہاں "قانون تبدیلی مذہب" کا پتی سب سے زیادہ دہی تھکا رہیں۔ اس قانون کی رو سے کوئی غیر مسلم حدود ریاست میں مسلمان نہیں ہو سکتا۔ نیز ہندو مرد یا عورت اسلام قبول کرے تو اس کی جائداد ضبط کر لی جاتی ہے۔ اکثر اوقات اُسے دوبارہ اشدھ ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ اس قانون کی رو سے نومسلم خواتین پر بے حد مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں ایک نومسلمہ کو جو ٹونک میں جا کر مسلمان ہوئی تھی میواس کے خاوند مقدمہ چلا کر ۶ ماہ کیلئے قید کر دیا گیا۔ اول تو یہی ظلم ستم کچھ کم نہ تھا لیکن ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جب میعاد قید ختم ہونے کے بعد رہائی کا وقت قریب آیا تو اس عورت کے خاوند کو رہا کر دیا گیا اور خود اس نومسلمہ کو نہ معلوم کہاں غائب کر دیا گیا۔ اسی طرح ایک دوسری نومسلمہ کی لڑکی یہ کہکر چھین لی گئی کہ وہ پہلے ہندو خاوند سے ہے حالانکہ یہ لڑکی مسلمان خاوند سے ہے۔ بیچاری ماں بے حد مضطرب ہے مگر انصاف کی کوئی توقع نہیں۔ کیا مسلمان اور حکومت ہند خصوصاً ریزیڈنٹ بہادر اس طرف متوجہ ہونگے اور ان مظلوم خواتین کی دادرسی نہ کی جائیگی؟ (الامان)

پیغام صلح کی توسیع اشاعت ہر احمدی کا فرض ہے

سلطان حیدر علی اور سلطان ٹیپو

ان دو مسلمان فرمانرواؤں پر تعصب کا الزام غلط ہے

(ایک انگریزی مقالہ کا ترجمہ)

ایک جلیل القدر اسلامی رئیس نے ہماری توجہ ایک تاریخی مقالہ کی طرف دلائی ہے۔ جو کچھ عرصہ ہوا۔ ایک غیر مسلم انگریزی جریدہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مقالہ کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ کاش مسلم بادشاہوں کو بدنام کرنے ہندو دوست اس کو ٹھنڈے دل سے مطالعہ فرمائیں۔ .... (مدیر)

ابھی حال ہی سرنگری کے ایچ۔ ایچ۔ جگت گرو سری شنکراچاریہ کے مٹھ میں ۴۹ تحریریں ملی ہیں۔ جو حیدر اور ٹیپو سلطان کے عہد حکومت کے متعلق ہیں۔ اور جن کی اہمیت تاریخی نکتہ نظر سے بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ میسور کے ان حکمرانوں کے متعلق نئے واقعات کا انکشاف کرتی ہیں۔ جن کو اکثر مورخوں نے صحیح واقعات کے نہ معلوم ہونے کی وجہ سے بہت تاریک رنگوں میں پیش کیا ہے۔

ان تحریروں میں سے تین تو "اسناد" یا تانبے کی تختیوں کے قطعات ہیں۔ دوسری تحریریں حیدر اور ٹیپو سلطان کے خطوط ہیں۔ جو انہوں نے جگت گرو سوامی کے نام سرنگری بھیجے تھے ان خطوط پر تمام تاریخیں سنہ مولودی میں ہیں۔ اور ان کے سروں پر گول مہریں لگی ہوئی ہیں۔ ان کا کاغذ سرخ رنگ کا ہے۔ ان خطوط کی تاریخیں تقریباً ۱۷۹۰ء سے لے کر ۱۷۹۸ء تک ہیں۔

ان خطوط کے مضامین ان دونوں مسلمان حکمرانوں اور میسور کی ہندو رعایا کے ان تعلقات کی اصلیت کا صحیح خاکہ کھینچ دیتے ہیں۔ جو آج سے ڈیڑھ سو برس قبل ان میں قائم تھے۔

اس وقت تک ہندوستان جدید کے اکثر مورخوں کی یہ رائے رہی ہے۔ کہ حیدر اور ٹیپو کو ہندوؤں سے نفرت تھی۔ اور انہوں نے ہندوؤں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ لیکن ان دریافت شدہ تحریروں کی روشنی میں اس قسم کا نظریہ بالکل بے بنیاد معلوم ہوتا ہے۔

سوامی سے دعا کی خواہش

ان تحریروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حیدر اور ٹیپو کی سرنگری کے ہندو گرو سے مسلسل خط و کتابت رہتی تھی۔ باپ بیٹے دونوں نے ہمیشہ اپنے خطوط میں گرو کا بہت احترام ظاہر کیا ہے۔ اور ان سے اپنے دشمنوں کی بربادی کیلئے دعا کرنے کی استدعا کی ہے ٹیپو کے ایک خط کا مندرجہ ذیل ترجمہ جو اس نے ۱۷۹۱ء میں سوامی کو لکھا تھا۔ مندرجہ بالا بیان کی تصدیق کے لئے کافی ہوگا۔

"سچدانند بھارتی سوامی سری یت پرمہنس وغیرہ کو بادشاہ ٹیپو سلطان کا سلام"۔

ہم آج کل مخالف افواج کی سرکوبی میں جنہوں نے ہمارے ملک پر حملہ کر رکھا ہے۔ اور ہماری رعایا کو لوٹ رہی ہیں مصروف ہیں۔ آپ ایک مقدس ہستی اور ایک راہب ہیں۔ چونکہ عوام کی بھلائی کا خیال رکھنا آپ کا فرض ہے۔ اس لئے ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ آپ معہ مٹھ کے دوسرے برہمنوں کے خدا سے دعا کریں۔ کہ تمام دشمن شکست کھا کر بھاگ جائیں تاکہ ہمارے ملک کی تمام رعایا خوشی اور چین سے رہے۔ اور ہمارے اوپر اپنی برکتیں رکھئے

ٹیپو سلطان کے دوسرے خطوط میں جو گرو کے نام ہیں ایک بہت دلچسپ واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ۱۷۹۱ء کے اختتام کے قریب باغی مرہٹہ سواروں کے ایک چھوٹے سے دستہ نے پرسورام بھاؤ کی سرکردگی میں سرنگری مٹھ پر حملہ کیا مٹھ کی تمام دولت لوٹ لی۔ بہت سے برہمنوں کو مار ڈالا اور زخمی اور دیوی شاردا کی مورتی کو مع تمام مال غنیمت لے کر بھاگ گئے

سوامی کی مدد!

اس کے بعد سوامی نے بے مددگار ہونے کی وجہ سے سرنگری کو چھوڑ دیا۔ اور پاس کے ایک گاؤں کرکالا میں جا بسے اور ٹیپو سلطان سے مدد کی درخواست کی۔ سلطان نے جو اس ہندو سادھو کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے میں بہت اعلیٰ ہمت واقع ہوا تھا۔ فوراً ضروری امداد مہیا کر دی اور سوامی کو لکھا۔

"......... وہ لوگ جنہوں نے آپ جیسی مقدس ہستی کو تکلیف پہنچائی ہے۔ یقیناً بہت جلد اپنے کرتوت کا مزہ چکھیں گے۔ وہ جرم ہنستے ہوئے کرتے ہیں لیکن روتے ہوئے سزا پائیں گے۔ گروؤں سے مکاری کرنے کا نتیجہ بے شک خاندان کی تباہی ہوگا۔ اس خط کے ساتھ ایک حکم نامہ بنام آصف خان بھیجا جاتا ہے۔ جس میں اس کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ ہماری حکومت کی طرف سے دیوی شاردا کی چڑھاوے اور دوسری ضروری اشیا کے لئے دو سو "رہتی" نقد اور دو "رہتی" کی جنس دیوے آپ ضروری اشیاء نام گاؤں سے بھی لے جا سکتے ہیں اور اسی طرح دیوی کے چڑھاوا دینے اور برہمنوں کو بھوجن کرانے کے بعد براہ مہربانی ہمارے اقبال کی ترقی کی اور ہمارے دشمنوں کی بربادی کی دعا کیجئے

ہمیں ان خطوط میں سے اکثر کے ذریعہ یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ ٹیپو نے اس فیاضانہ مدد کے علاوہ ۱۷۹۳ء میں ان نقصانات کے مطالبہ کے لئے مرہٹوں کے خلاف ایک فوج بھی بھیجی تھی۔ سلطان کو سوامی کا اتنا خیال تھا۔ کہ اس نے سوامی کو ہندوستان کے تمام مقدس تیرتھوں کی یاترا بھی کرائی۔ اور ان کی ہر طرح مدد کی۔

غرضیکہ ان تحریروں کی روشنی میں حیدر اور ٹیپو پر کوئی ہندو کبھی متعصب ہونے کا اعتراض نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص ان خطوط کی بنا پر کہے۔ کہ یہ مسلمان حکمران مذہب ہندو کے ہر صورت سے روادار تھے۔ اور انہوں نے کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا۔ جو اس کی ترقی میں حائل ہوتا۔ تو یہ بالکل بھی بیجا نہ ہوگا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیا کریں

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

ہمارے نومسلم بھائی شیخ خالد لطیف گابا کے متعلق اخبار "زمیندار" کا چھوٹا پروپگنڈا کہ وہ بھی گویا احمدیوں کے تکفیر کرنے والے گروہ میں شامل ہیں نہایت ناپاک ہے۔ میں نے شیخ صاحب سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ توانہوں نے فرمایا۔ کہ میں نے جو کچھ کہا وہ صرف اس قدر تھا۔ کہ "میں صرف ایک سیدھا سادہ مسلمان ہوں اور کسی خاص فرقے سے تعلق نہیں رکھتا۔ اور نہ اسلام کے متعلق علم بھی اتنا وسیع نہیں کہ میں کسی شخص کو کافر یا خارج از اسلام قرار دینے کی جرأت کروں" کلمہ گووؤں کی تکفیر صرف بیکار لوگوں کا کام ہے یا ان کا جن کے معاش کا دارومدار کلمہ گووؤں میں تفریق پیدا کرنے پر ہے۔ شیخ صاحب موصوف کے ساتھ خدمت اسلام کی بہت سی توقعات وابستہ ہیں اور تکفیر جیسے ناپاک شغل کے لئے ان کے پاس وقت نہیں۔ نہ آج کسی آدمی کے پاس ہے۔ جس کے دل میں خدمت اسلام کا کچھ بھی جوش ہو۔

انجمن اسلامیہ ڈلہوزی کے سالانہ جلسہ پر وہ میرے لیکچر کے وقت پریذیڈنٹ تھے۔ اس کے بعد ان کا اپنا لیکچر تھا جس میں انہوں نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ کس طرح یورپ آج خود یہ پیشگوئیاں کر رہا ہے کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا مسلمانوں کو بھی ایک نصیحت کی۔ کہ "وہ اس غلط خیال کو دل سے نکال دیں۔ کہ عقائد پر اجر ملتا ہے اجر عقائد پر نہیں بلکہ اعمال پر ملتا ہے اس لئے جس قدر انکی کوشش ہوگی اسی قدر ان کو اجر بھی ملیگا" یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے ان لیس للانسان الا ما سعٰی۔ مگر آج مسلمان ہیں کہ ان کا یہی فخر ختم نہیں ہوتا۔ کہ ہم حنفی ہیں۔ ہم اہل سنت والجماعت ہیں ہم مسلمان ہیں۔ ہم یہ مانتے ہیں۔ اور فلاں گروہ یہ مانتا ہے۔ کاش کبھی یہ بھی غور کرتے کہ ہم کرتے کیا ہیں۔

اس سے بڑھ کر اور کیا حماقت ہوگی۔ کہ آج یہ سنکر ہمارے مسلمان بھائی خوش تو ہو جائیں۔ کہ فلاں شخص یہ کہتا ہے کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہی ہوگا لیکن خود اسلام کو دنیا کا آئندہ مذہب بنانے کیلئے ہاتھ نہ ہلائیں۔ اور پیسہ خرچ نہ کریں۔ پہلے اسلام پھیلا۔ تو قربانیوں سے پھیلا۔ آئندہ پھیلے گا تو قربانیوں سے ہی پھیلے گا۔ اگر بغیر قربانیوں کے حق پھیل سکتا تھا۔ تو سب سے پہلے سلمانوں کو کیوں جانیں قربان کرنیکی ضرورت پیش آتی۔ اور کیا آج مسلمانوں میں اسلام کے پھیلانے کے لئے قربانیوں کا کوئی نمونہ نظر آتا ہے۔ بہت ملکوں میں تو مسلمانوں کے اندر سے یہ احساس ہی مرگیا ہے کہ اسلام کا پھیلانا بھی کچھ کام ہے۔ ہندوستان میں یہ کچھ احساس ہے لیکن اشاعت اسلام کی کتنی انجمنیں ہیں جو مسلمانوں کی بے توجہی اور لاپروائی کا رونا نہیں روتیں۔ میر غلام بھیک صاحب نیرنگ نے کس قدر کوشش کی اور قربانی کی۔ کہ اشاعت اسلام کا کام ہندوستان میں ایک زبردست پیمانے پر شروع ہو جائے لیکن آئے دن اخبارات میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ کچھ تھوڑا سا کام جو ابتدا میں شروع کیا تھا۔ اس کے لئے بھی روپیہ نہیں ملتا۔ اور کئی کئی ماہ کی ملازمین کی تنخواہیں ادا نہیں ہوتیں۔

اور اس شخص کو جس نے اشاعت اسلام کے لئے ایک زبردست روح قربانی کی اپنے پاس بیٹھنے والوں میں پیدا کی کافر کہا جاتا ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے تعلیمیافتہ لوگ جنہیں آج احمدیوں کی قربانیوں کا کچھ احساس بھی ہے۔ اگر اس کے سامنے اس شخص کا نام لیا جائے جس نے یہ روح پیدا کی۔ تو ماتھے پر شکن پڑجاتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ تنگ نظر علماء نے ہمیشہ بڑی سے بڑی زبردست روحانی شخصیتوں کو کافر اور دجال ہی قرار دیا اور ان کے خلاف ہمیشہ یہی الزام رہا۔ کہ یہ خدائی کا دعوے کرتے ہیں یہ رسولوں کی ہتک کرتے ہیں یہ علماء کو برا کہتے ہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ آج احمدیہ جماعت کے عظیم الشان کارناموں کو اگر تنگ نظر علماء نہیں دیکھتے تو اچھے بھلے تعلیمیافتہ لوگ بھی اس طرف سے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں ورنہ آج یورپ میں اشاعت اسلام کا کام وہ جیدطاقت سے کام کرتا نظر آتا۔

تعجب یہ ہے کہ احمدیہ فریق لاہور پر کسی مسلمان کو از روئے عقاید بھی حرف گیری کا کوئی موقعہ نہیں۔ مگر پھر بھی اندھا دھند اسکی مخالفت بھی جاری ہے۔ دیکھتے ہیں کہ نہایت پاکیزہ عقائد کے ساتھ کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔* اس چھوٹی سی جماعت نے کتنا عظیم الشان کام اشاعت اسلام کا سنبھالا ہوا ہے مگر پھر بھی یہ بات ہے کہ اس جماعت کی تکفیر کو عین ایمان خیال کیا جاتا ہے اور کبھی یہ بھی نہیں سوچتے۔ کہ یہ جو اشاعت اسلام کا عظیم الشان کام ہو رہا ہے اس جماعت کے برباد ہونے سے یہ بھی برباد ہو جائیگا۔ افسوس کہ نہ خود کچھ کرتے ہیں۔ نہ کرنے والوں کو کرنے دیتے ہیں۔

کیا رونے کا مقام نہیں کہ برلن میں ایک عظیم الشان مسجد بنے جہاں سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہو۔ اور وسط یورپ میں اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی جائے تو اس کی مخالفت مسلمانوں کی طرف سے ہو۔ کیا کوئی دوسری مسجد اس کی جگہ لینے کیلئے بنالی ہے؟ نہیں بلکہ محض حسد ہے اور اس سے بڑھ کر رونے کا مقام یہ ہے۔ کہ ان اسلامی کاموں کو برباد کرنیوالوں کو ملامت کرنیوالا کوئی نہیں۔ ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ اس گروہ کے ہاتھ سے میری اپنی ہی عزت بچ جائے یا مجھے نقصان نہ پہنچے تو غنیمت ہے۔ اور اسی چھوٹی سی جماعت کی یہ ہمت ہے کہ اس تمام مخالفت کے طوفان کے اندر دیوانہ وار اس کام میں مصروف ہے۔ ابھی وہاں سے آواز آئی کہ اگر مسجد کی مرمت کا انتظام ایک ماہ کے اندر اندر نہ ہوا۔ تو عمارت کو سخت نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ مولانا ظفر علی اور ان کے احرار تو خوش ہونگے۔ کہ اب یہ مسجد گر جائیگی تو چراغاں کرینگے۔ لیکن اس چھوٹی سی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ کہ اس پندرہ سولہ ہزار سالانہ کے علاوہ جو برلن مشن پر خرچ ہو رہا ہے پانچ ہزار روپے کی مرمت مسجد کے لئے اپیل کی گئی۔ تو ایک ماہ کے اندر دو ہزار روپیہ روانہ بھی ہو چکا اور باقی کی فکر ہے۔

ادھر امام مسجد ڈاکٹر پروفیسر محمد عبداللہ پر طرح طرح کے ناپاک حملے کئے جاتے ہیں ادھر اس خادم اسلام کی قربانی دیکھو کہ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ انجمن اس وقت مالی مشکلات میں ہے تو بغیر اس کے کہ انجمن.. ان کو اشارتاً یا کنایتاً بھی کوئی تحریک کرے خود لکھدیا۔ کہ آئندہ کیلئے میری تنخواہ میں سے ایک سو روپیہ کم کر دیا جائے۔ تاکہ بجٹ پورا ہو جائے پروفیسر صاحب کا اس مضمون کا خط مجھے کل ہی ملا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں بہت بہت جزائے خیر دے۔ کیا اس قربانی کی نظیر بھی مل سکتی ہے کہ ایک طرف ایک شخص اپنوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے الزامات کا نشانہ بنا ہوا ہو۔ اور دوسری طرف اس کی خدمت اسلام کا جذبہ بڑھتا چلا جائے۔ افسوس کہ یہ لوگ ناحق اپنی عاقبت سیاہ کر رہے ہیں ورنہ اس جماعت کے متعلق یہ عقائد کی رو سے کوئی اعتراض نہیں کرسکتے اور اس کی قربانیاں اللہ کے فضل سے اس زمانہ میں بے نظیر ہیں چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسے لوگوں کی قدر کی جاتی مگر یہاں الٹا سلوک ہو رہا ہے کہ انہی کو بدنام اور ذلیل کرنے میں اور کافر بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ اس تمام مخالفت کا جو خدمت اسلام کا کام کرنیکی وجہ سے اس جماعت کی ہو رہی ہے۔ اس پر کوئی برا اثر نہیں۔ کیونکہ ہمارے دوست جانتے ہیں کہ اگر خدا کی طرف سے رحمت اور نصرت آئے تو دنیا پرست بے شک لعنت بھیجتے ہیں۔

لعنت آن ست کہ از سوئے خدائے بارد
لعنت بوگہران است سگے ہرزہ نفیر

محمد علی

* ہاں ہر صدی کے سر پر مجدد آتے ہیں اور آتے رہیں گے اور اس صدی کا مجدد وہی پہلوان اسلام ہے جس نے اشاعت اسلام کی ایک زبردست روح اپنے پیرؤوں کے اندر پیدا کر دی ہے اور کوئی [illegible] نہیں ہو سکتا۔

مسلمان طلباء کیلئے ملازمت کا نادر موقع

مورخہ ۴ جنوری ۱۹۳۶ء کو محکمہ تار و ڈاک کے لئے انجینیرنگ سپروائزروں کی بھرتی کا امتحان ہوگا۔ ذیل کے امیدوار امتحان میں شامل ہو سکیں گے۔

(۱) محکمہ تار و ڈاک کے تار بابو جن کی مدت ملازمت سات سال سے زائد نہ ہو۔

(۲) دیگر امید وار بیرونی یا محکمہ کے جن کی عمریں یکم جنوری ۱۹۳۵ء کو ۱۷ و ۲۳ سال کے اندر ہوں۔ جنہوں نے کم از کم کیمبرج سکول سارٹیفکیٹ کا امتحان یا ایف۔ ایس سی پاس کیا ہو۔ یا بمبئی وکٹوریہ جوبلی ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ سے الکٹریکل انجینیرنگ کا ڈپلومہ حاصل کیا ہو۔

مندرجہ ذیل تعداد کامیاب امیدواروں سے رکھی جائیگی

(۱) تیرہ جگہیں۔ محکمہ کے تار بابوؤں کے لئے امتحان مقابلہ میں پاس ہونے کے لحاظ سے۔

(۲) تیرہ جگہیں باقی امیدواروں میں سے جن میں سے ۹ جگہیں تو امتحان کی کامیابی کے لحاظ سے دی جائیں گی اور باقی چار فرقہ وارانہ کمی کو ذیل کی تجویز کے مطابق پورا کرنے کے لئے

(الف) تین مسلمانوں کے لئے

(ب) ایک دیگر اقوام کے لئے حسب فیصلہ ڈائرکٹر جنرل صاحب۔

بھرتی کے قواعد اور عرضیوں کی فارمیں جناب اے اینگلیو صاحب بہادر پوسٹماسٹر جنرل پنجاب و صوبہ سرحدی لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہیں۔

کوئی عرضی قابل توجہ نہ ہوگی جب تک وہ منظور شدہ فارم پر اور معہ دیگر کاغذات ضروری کے نہ بھیجی جائے۔ یکم نومبر یا اس کے بعد کوئی عرضی قابل قبول نہ ہوگی۔ عرضی کی گمشدگی یا ڈاکخانہ کی غفلت کی وجہ سے وقت پر نہ رسیدگی کا عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔ جب تک ڈاکخانہ کی رجسٹری کی رسید ہمراہ نہ ہوگی

(محمد منظور الہٰی)

سرشادی لال کے نومسلم بھائی کا بیان

میں کیوں مسلمان ہوا؟

ریواڑی۔ ۲۲ ر شیخ عبداللہ فاروقی سابق ویبی سہائے برادر سرشادی لعل نے مندرجہ ذیل بیان بغرض اشاعت ارسال کیا ہے۔

میرا نام ویبی سہائے ولد لالہ رام جی ساکن ریواڑی ضلع گوڑگانوہ قوم اگروال عمر پچاس سال ہے۔

میں دس برس سے اسلام کے متعلق غور کر رہا تھا اور اسلام کی تعلیم کی خوبیاں مسلمان عالموں سے سن سن کر اسلام کی طرف میرا دل خود بخود کھچ رہا تھا۔ میں نے اسلام میں یہ بڑی خوبی پائی۔ کہ مسلمان ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ اس سے اپنے حقیقی بھائی کی طرح محبت کرتے ہیں۔ خواہ نومسلم کسی قوم اور کسی ذات کا ہو۔ مسلمان ہوتے ہی وہ بڑے سے بڑے خاندانی مسلمان کے ساتھ ایک رکابی میں کھانا کھا سکتا ہے۔ بلکہ مسلمان اس کو اپنے ساتھ کھلا کر بجائے اس کے کہ دل میں کوئی کراہت کریں خوش ہوتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم سادہ اور ہر شخص کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ میں خوب سمجھ سوچ کر اپنے دلی شوق سے مسلمان ہوا ہوں۔ سرشادی لعل سابق چیف جسٹس ہائی کورٹ پنجاب میرے تایا زاد بھائی ہیں۔ ان کے والد کا نام لالہ رام پرشاد ہے جو میرے تایا تھے۔ مگر سرشادی لعل کو میرے والد لالہ رام جی داس نے گود لے لیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ولدیت میں اپنے باپ کے نام کی جگہ میرے والد لالہ رام جی داس کا نام ہی لکھوایا ہے۔ سرشادی لال اور خاندان کے دوسرے لوگ بھی مجھے اسلام سے پھر جانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور مجھے روپیہ اور جائداد پیش کر کے واپس کرنا چاہتے ہیں۔ مگر میں ان سب کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں اپنے دل کی سچی آواز سن کر اسلام لایا ہوں اور اسلام کو حق سمجھ کر میں نے اپنی پچاس سال کی عمر میں خدا کی رسی کو مضبوط پکڑا ہے۔ اب کوئی طاقت مجھ کو اس سے پھیر نہیں سکتی اور کوئی لالچ مجھ کو خدا کے راستہ سے ڈگمگا نہیں سکتا۔ میں خدا سے یہ بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ میرے خاندان کے تمام لوگ بھی اس خدائی نور کو دیکھیں۔ اور اپنے دلوں کو اس روشنی سے روشن کرلیں جو خدا نے اپنی رحمت سے مجھے عنایت کی ہے۔ میں اپنے تمام رشتہ داروں اور خاندان والوں اور دوستوں کی اطلاع کے لئے یہ بیان اخبارات کو دے رہا ہوں۔ تاکہ وہ مجھے واپس کرنے کی بے فائدہ کوششوں سے باز آجائیں۔ اور سمجھ لیں کہ خدا نے مجھے جو نعمت عطا کی ہے۔ وہ مجھ سے چھین نہیں سکتے۔ میرے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ میرے پوتا پوتی بھی ہیں۔ میرے ایک چچازاد بھائی سب جج اور دوسرے چچازاد بھائی انجنیر ہیں۔ میں ان سب سے بھی غور و فکر کرنے اور خدا کی روشنی میں آجانے کی درخواست کرتا ہوں میرا اسلامی نام عبداللہ عرف فاروقی ہے۔

دستخط بزبان ہندی۔ عبداللہ فاروقی سابق ویبی سہائے ساکن ریواڑی ۲۲ ستمبر ۴۸ء

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب خلیفہ فضل حسین صاحب جو ہمارے پرانے معاون ہیں گزشتہ دنوں شدید بیمار ہوگئے تھے۔ ان کے تازہ والا نامہ سے معلوم ہوا کہ اب پہلے کی نسبت نمایاں افاقہ ہے۔ تمام احباب ان کے لئے دعائے صحت کریں۔

— جناب محمد اعظم صاحب احمدی کلرک فلور ملز امرتسر اطلاع دیتے ہیں کہ جناب شیخ عطاء اللہ صاحب کی کوشش سے مسجد واقع کارخانہ فلور ملز میں جناب ڈاکٹر حسن علی خاں صاحب احمدی نے بعد نماز مغرب درس قرآن دینا شروع کر دیا ہے (جزاک اللہ)

— جناب مولوی عمرالدین صاحب۔ دہلی سے اطلاع دیتے ہیں کہ محمد الیاس مرزا صاحب خلف الرشید جناب محمد ایوب مرزا صاحب شال مرچنٹ دہلی کا عقد ۱۶ ر ماہ ستمبر ۴۸ء کو جناب حکیم حسن علی خاں صاحب چشتی کی صاحبزادی سے بعوض دو ہزار روپیہ مہر ہوا۔ مرزا صاحب موصوف ہماری جماعت کے معاون ہیں۔

— "پیغام صلح": ہم جناب مرزا صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو بابرکت بنائے اور اس سے نیک نتائج پیدا ہوں۔ آمین

— چنیوٹ کے ایک مخلص و پرجوش دوست جناب میاں غلام محمد صاحب۔ جنہوں نے تقریباً تین ماہ ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کی تھی ایک دیوانی مقدمہ کی وجہ سے کچھ پریشان ہیں احباب انکے لئے خاص طور سے دعا کریں۔

— نہایت افسوس سے اطلاع دیجاتی ہے کہ جناب سردار محمود خاں صاحب تونسوی جو ہماری جماعت کے معزز و مخلص رکن تھے۔ ۱۲ ر ستمبر کو ۲ ماہ کی علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ (اناللہ)

"پیغام صلح" ہمیں اس حادثہ میں مرحوم کے لائق فرزندوں سردار احمد یار خاں صاحب اور سردار غلام فرید خاں صاحب تحصیلدار سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

خبریں

— کراچی ۲۵ ر ستمبر: معلوم ہوا ہے کہ سر غلام حسین ہدایت اللہ سندھ کے جاگیرداروں اور زمینداروں کی طرف سے اسمبلی کے لئے کھڑے ہو رہے ہیں۔

— لاہور ۲۴ ر ستمبر۔ لاہور جنرل پوسٹ آفس میں شکایات موصول ہو رہی ہیں۔ کہ وہ خطوط جو بحری یا فضائی ڈاک کے ذریعہ سے ارسال کئے جاتے ہیں نہیں ملے۔ ان شکایات کے موصول ہونے پر تحقیقات کے لئے خفیہ پولیس مقرر کر دی گئی ہے۔ کئی گرفتاریاں عمل میں لائی جا چکی ہیں۔

آئندہ کے لئے انتظام کیا جا رہا ہے کہ خطوط کے گم ہونے کے امکانات بالکل نہ رہیں۔ اس سلسلہ میں عوام کو یقین دلایا جا رہا ہے کہ آئندہ خطوط کی گمشدگی کا کوئی احتمال نہیں۔

— کپورتھلہ ۲۵ ر ستمبر: حکومت نے حادثہ سلطان پور کے شہداء اور مجروحین کیلئے وظیفے کا اعلان کر دیا ہے۔

وظائف کی رقم نو روپے سے لیکر اٹھارہ روپے تک ہے اور بیوگان کو عمر بھر ملتی رہے گی۔ اور اگر کسی بیوہ نے دوبارہ شادی کرلی تو اس کا وظیفہ نصف کر کے باقی نصف اس کے بچوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ جو سن بلوغت تک جاری رہے گا۔ ماہوار وظائف کی میزان دو ہزار چالیس روپے ہے۔

— کپورتھلہ ۲۵ ر ستمبر: پھگواڑہ کے تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے رہائی کے بعد ایک جتھا میں شرکت کی جو پھگواڑہ سے کپورتھلہ میں اس غرض سے آ رہا ہے کہ جشن آزادی میں شرکت کرے۔

— کانڈی (سیلون) ۲۴ ر ستمبر کل جزیرہ کے بہت سے اشخاص جو مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اکٹھے ہوئے جن کی موجودگی میں ڈیوک گلوسسٹر نے کانڈی کے بادشاہوں کا تخت و تاج اہل لنکا کے حوالے کر دیا۔

— لاہور ۲۵ ر ستمبر: نارتھ ویسٹرن ریلوے نے یہ اعلان کیا ہے کہ ۶ ر ستمبر سے کراچی کی بندرگاہ سے جو گندم برآمد کی جائے گی اس پر ۵۰ فی صدی رعایت دی جائے گی۔

— شملہ ۲۶ ر ستمبر۔ جاپان میں سیلاب نے جو قیامت برپا کی ہے اس کی خبر گزشتہ اشاعت میں۔ . . . . . شائع ہو چکی ہے۔ اب مزید اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ درساکا کے علاقہ کے ۷۶۷۔۳ آدمی ہلاک ہوئے۔ اور ۵۸ ۳ زخمی ہوئے۔ ۳۸۵۸ مکانات منہدم ہو گئے۔ ان مکانات میں ۱۲۸ اسکول تھے۔ دیگر علاقوں میں بھی سیلاب سے بہت نقصان ہوا ہے۔

— کپورتھلہ ۲۷ ر ستمبر۔ ریاست کے ہندوؤں اور سکھوں نے دن کے وقت مشعلیں ہاتھوں میں لیکر جلوس نکالنے کا اعلان کیا تھا۔ چونکہ حکومت نے معاملات سلجھانے کیلئے پھر ایک مرتبہ گفت و شنید جاری کر دی ہے لہذا اس جلوس کو فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔

— کابل ۲۴ ر ستمبر۔ طہران کے سفارت خانہ میں افغانستان و ایران کے نمائندوں کے درمیان دوستانہ معاہدہ کی تصدیق ہو گئی ہے۔ دونوں ... کے تاجداروں کے درمیان ... پیغامات کا تبادلہ ہو گیا ہے۔

— لندن ۲ ... ڈیلی ٹیلیگراف ... کہ لوگ متوقع ہیں کہ ... ہندوستان ... توقع ہے کہ شہزادہ ... بنفس ...

تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے"۔

(لیکچر سیالکوٹ صـ۲)

دور خاص کا خاتم

لیکن اگر لفظ خاتم کو کسی دور عام کے انبیاء یا اولیاء یا کسی اور نوع کے افراد کی طرف مضاف کیا جائے تو اس وقت بھی خاتم کے معنے اس دور حاضر کے اندر ختم کرنے والے کے ہی ہوتے ہیں۔ مرتبہ میں افضلیت شرط نہ ہو گی مثلاً

خاتم المہاجرین

قادیانی جماعت نے جو بعض مثالیں پیش کی ہیں اُن میں سے ایک خاتم المہاجرین کی مثال کو لے لو تو ہمارا مدعا واضح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب آنحضرت صلعم نے مکہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی تو یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ مکہ فتح نہ ہو گیا۔ اور سب سے آخری مہاجرین حضرت عباس تھے۔ جب ہجرت ختم ہو گئی تو آنحضرت صلعم نے حضرت عباس سے فرمایا۔

"انت خاتم المہاجرین کما انا خاتم النبیین"

یعنی اے عباس تو میرے ساتھ ہجرت کرنے والوں میں سے آخری ہے۔ جس طرح میں تمام نبیوں میں سے آخری ہوں۔

بنی اسرائیل کا خاتم

اسی طرح اسرائیلی سلسلہ میں ہزاروں نبی آئے۔ سب سے آخر حضرت عیسیٰ آئے۔ اسی وجہ سے انہیں مواہب لدنیہ میں خاتم الانبیاء لکھا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود بھی فرماتے ہیں:۔

"کان عیسیٰ خاتم خلفاء السلسلة الکلیمیة وکان لها کاخر اللبنة و خاتم المرسلین" (خطبہ الہامیہ صـ)

یعنی عیسیٰ موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ تھے اور اس سلسلہ کی آخری اینٹ کی مانند اور موسوی رسولوں کے ختم کرنے والے تھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ ایک دور حاضر کے مرسلوں کی طرف جب لفظ خاتم کو مضاف کیا جائے تو صرف اس سے مراد اسی دور کا آخری رسول مراد ہو گا۔ اب اسی طرح تمام محاورات کو جو قادیانی جماعت نے پیش کئے جن کا ذکر شروع مضمون میں ان کے چیلنج کے اندر ہے۔ قیاس فرمائیں۔ مثلاً کسی شخص کو کسی نے خاتم المفسرین لکھ دیا۔ یا تو اس کا مدعا صرف یہ ہے کہ اس دور کے مفسرین کو ختم کرنے والا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی صراط مستقیم کے صـ۳۹ پر فرماتے ہیں کہ جب ایک دور انتہا کو پہنچتا ہے تو کسی قابل شخص کو ہدایت کے لئے مامور کیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو خاتمین و فاتحین کہتے ہیں۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:۔

خاتمین و فاتحین

"ایں مقام بالذات مقام خاتم النبوت و فاتح الولایت است علیہ الصلوٰۃ والسلام و بہ تبعیت ایشاں بعضے ازیں مقام بہ بعضے کرام از اتباع او می بخشند کہ ایشاں را بفاتحین و خاتمین ملقب می سازند" (صراط مستقیم صـ۳۹)

پھر اب الفاظ خاتم الشعراء یا خاتم المجتہدین کو پیش کر کے یہ کہنا، کہ جس طرح ان الفاظ سے مراد آخری شاعر یا آخری مجتہد نہیں اسی طرح خاتم النبیین کے معنے آخری نبی نہیں بالکل حماقت ہے۔ بلکہ خاتم الشعرا سے مراد اعلیٰ اور آخری شاعر کے ہی ہیں۔ مگر اس کا آخری ہونا اس کے زمانے کے ساتھ مخصوص ہے لیکن آنحضرت صلعم کا آخر زماناً و مکاناً محدود نہیں بلکہ آپ تمام نبیوں کے علی الاطلاق خاتم ہیں جیسے کہ آپ کی شریعت تمام شرائع کی بلا استثنا خاتم ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

خاتم الشرائع

"تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے"۔ (چشمہ معرفت صـ۳۲۴)

اب کیا قادیانی حضرات یہ ماننے کو تیار ہیں کہ شریعت محمدیہ آخری شریعت نہیں یا یہ کہ آئندہ اگر وہ یہ مانتے ہیں کہ شریعت فی الحقیقت بند ہو چکی جیسا کہ ان کے رسالہ محبت الاسلام میں ظاہر کیا گیا ہے تو ان کو اب اس خاتم الشعراء کے بالمقابل خاتم الشرائع کی مثال رکھ کر تسلیم کر لینا چاہیئے کہ ان کا چیلنج دراصل غلط ہے خاتم کا لفظ جمع کے صیغہ شرائع کی طرف مضاف ہے۔ اور محل مدح میں ہے۔ لیکن معنی شریعتوں کا بند کرنے والا کے نہیں لیکن اگر اب بھی کوئی نام کا احمدی یہی کہتا ہے کہ خاتم کے معنی بند کرنے والے کے نہیں ہیں تو وہ دراصل بابیوں یا بہائیوں کا مددگار ہے۔ اور اسلام کا دشمن ہے جس پر خود مسیح موعود نے بھی لعنت بھیجی ہے۔ اس لئے ہمیں اس سے کچھ سروکار نہیں۔

قرآن کریم خاتم الکتب ہے

اسی طرح حضرت مسیح موعود قرآن شریف کی شان میں لکھتے ہیں۔

"ایسی کتاب جو خاتم الکتب ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اگر زمانے کے نزدیک رنگ کے ساتھ مناسب حال اس کا تدارک نہ کرے تو وہ ہرگز خاتم الکتب نہیں ٹھہر سکتی"۔ (ازالہ اوہام صـ۳۱۶)

اب کیا ہمارے قادیانی دوست قرآن کریم کے خاتم الکتب یا آخری کتاب ربانی ہونے سے بھی انکار کریں گے۔ یا سیدھے طور پر تسلیم کر لیں گے کہ ان کا چیلنج ہی درحقیقت غلط تھا۔

چونکہ قادیانی حضرات نے حضرت محی الدین ابن العربی کا سہارا لیتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

(۱) "فالنبوة سارية الى يوم القيامة فى الخلق وان كان التشريع قد انقطع فالتشريع جزء من اجزاء النبوة"۔

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صـ۱۰۰)

(۲) "فابقى لهم النبوة العامة التى لا تشريع فيها"

یعنی خدا نے مسلمانوں کے لئے نبوۃ عامہ باقی رکھی نبوت عامہ میں شریعت نہیں ہے۔

پھر جب شیخ محی الدین ابن عربی جیسے بزرگ نے خود اس حدیث کی تشریح فرما دی کہ:۔

"صرف تشریعی نبوت بند ہے اور غیر تشریعی نبوت جاری ہے"۔ تو

تو مولوی صاحب کا اس حدیث "ان الرسالة والنبوة قد انقطعت" کو مطلق ختم نبوت کے ثبوت میں پیش کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ اور یہ امر دنیا پر روشن ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ غیر تشریعی نبوت کا تھا۔

(رسالہ محبت الاسلام صـ۳۱ و ۳۲)

نبوت غیر تشریعی بھی بند ہے

مذکورہ بالا قادیانی عبارت سے تو یہ پایا جاتا ہے کہ نبوت غیر تشریعی جاری ہے اور حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ بھی غیر تشریعی نبوت کا تھا۔ مگر شیخ محی الدین ابن عربی سے بھی بڑے امام حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:۔

"محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں اور دوسری جائز ہے مگر اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے صرف آنحضرت کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے"۔ (البدر ۱۹۰۳ء صـ۹۹)

حضرت مسیح موعود نے تمام بحث کا فیصلہ دو لفظوں میں کر دیا ہے اور وہ یہ کہ ہر قسم کی نبوت بند ہے اور یہ کہ ابن عربی کا یہ قول کہ غیر تشریعی نبوت بند نہیں) درست نہیں ہے۔ پھر قادیانیوں نے جس انسان کامل کو نبی بنانے کے لئے محی الدین ابن عربی کا سہارا لیا تھا اور حدیثوں کو الٹ پلٹ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے خود ہی اس جھگڑے کا یہ فیصلہ کر دیا کہ

"ہر قسم کی نبوت بند ہے"۔

قادیانی جماعت کو چیلنج

کیا کوئی قادیانی بہادر ہے جو ہمارے استدلال کو باطل کر سکے۔ ہم خدا کے فضل پر کامل بھروسہ کر کے کہتے ہیں:۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
وہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

(بقیہ صفحہ ۱)

بنایا۔ مگر نیز ظلم و طغیان پر حسب حالت ضرورت زجر و توبیخ کی۔ مگر ایسے گروہ کے لئے بھی اس کے لب و لہجہ کی سختی "رحمت" کے خلاف ہے۔ تو بلا شبہ اس معانی میں قرآن رحمت کا معترف نہیں اور یقیناً اس ترازو سے اس کی رحمت نہیں تولی جا سکتی۔ تم بار بار سن چکے ہو کہ وہ دین حق کے معنوی قوانین کو کائنات فطرت کے عام قوانین سے الگ نہیں قرار دیتا۔ بلکہ انہیں کا ایک گوشہ قرار دیتا ہے۔ فطرت کائنات کا اپنے فعل و ظہور کے ہر گوشہ میں کیا حال ہے؟ یہ حال ہے کہ وہ اگرچہ سرتاسر رحمت ہے لیکن رحمت کے ساتھ عدالت اور بخشش کے ساتھ جزا و سزا کا قانون بھی رکھتی ہے۔ پس قرآن کہتا ہے میں فطرت سے زیادہ کچھ نہیں دیتا۔ تمہاری جس مزعومہ رحمت سے فطرت کا خزانہ خالی ہے یقین کرو وہ میرے آستین و دامن میں نہیں مل سکتی:۔

فطرت الله التى فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذالك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون — (۳۰:۲۹)

اللہ کی فطرت جس پر اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بناوٹ میں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی پس (اللہ کی ٹھیرائی ہوئی فطرت) سچا اور ٹھیک ٹھیک دین ہے۔ لیکن اکثر انسان ایسے ہیں جو اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔

قرآن کے ان تمام مقامات پر اگر نظر ڈالی جائے جہاں اس نے سختی کے ساتھ مخالفین کا ذکر کیا ہے تو یک نظر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ سورۃ الانفال کے مقدمہ میں ہم قرآن کے احکام جنگ پر نظر ڈالیں گے۔ اور اس سلسلہ میں بحث کے اس پہلو پر بھی روشنی پڑ جائے گی"۔ (صفحہ ۹۲-۹۴)

حضرت مرزا صاحب پر جو اعتراض مخالفین نے کیا ہے میرے خیال میں اس کا اس سے بہتر جواب نہیں دیا جا سکتا۔

فاضل مفسر نے صرف دو آیات قرآنی پیش کی تھیں اول سے ظاہر ہے کہ کون سے مخالفین مراد تھے۔ دوسرے اس سے عیاں ہے کہ کسی مامور من اللہ کا ایسے مخالفین کے لئے زجر و توبیخ سے کام لینا عین فطرت اللہ کے مطابق ہے

ما علینا الا البلاغ۔ فاعتبروا یا اولوا الابصار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

اللہ اکبر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق

جلد ۲۲ | لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۶۱

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عقیدہ

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر او شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جرمن ترجمۃ القرآن

(از حضرت مولانا صدرالدین صاحب)

احباب کرام کو علم ہو چکا ہوگا کہ جرمن ترجمۃ القرآن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تکمیل کو پہنچ چکا ہے اس کے دہرانے میں تھوڑی سی مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس کے لئے چندہ فراہم کرنے کا کام انجمن نے میرے ذمے لگایا۔ میں نے صرف تین دوستوں کو لکھا ان میں سے ایک نے پانسو روپے بھیجکر دقت کو دور کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی مانا وَدر کی شاہزادی نے پانسو روپے بھیجدئے جو طباعت کے کام آئیں گے۔ اُسی وقت ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب اور ان کی اہلیہ نے یکصد روپیہ دیا اور بابو محمد الٰہی صاحب نے یکصد روپے دینے کا وعدہ کیا جس میں سے تیس روپے وصول ہو چکے ہیں۔ اسیطرح میں نے باقی دو دوستوں کو لکھدیا کہ آپ اپنی رقم طباعت کے کام کے لئے محفوظ رکھیں۔

اب انجمن نے طباعت کیلئے روپے جمع کرنے کی ذمہ داری میرے اوپر ڈالی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ جماعت پر اخراجات طبع کا بوجھ ڈالوں۔ ترجمے کے سارے اخراجات دس ہزار روپے میرے عزیز دوست شاہ مصطفیٰ احمد صاحب نے برداشت کئے۔ اگر میں زور دیتا تو طباعت کے سارے اخراجات بھی وہ یک قلم اپنے ذمہ ڈال سکتے تھے لیکن میں ان پر زیادہ بار نہیں ڈالنا چاہتا۔ چند دوسرے دوستوں سے روپے لینے کا قصد رکھتا ہوں اور اس طرح سے جماعت کو اس بوجھ سے بچانا چاہتا ہوں لیکن جماعت کے بعض افراد نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ قرآن کریم کے طباعت کے اخراجات میں ہمارا بھی حصہ ہونا چاہیئے۔ میں محض ان احباب کی اطلاع کے لئے چند حروف لکھتا ہوں تاکہ جو بڑے اخلاص کے ساتھ اس کار خیر میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ شامل ہو جائیں۔ میں تو اپنے ذہن میں چندہ جمع کر چکا ہوں اور اب باہر نکل کر اس کام کو کرنے والا ہوں۔ احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دعا کریں۔ کہ جس طرح اس نے ترجمہ کے کام میں توفیق اور فضل شامل حال رکھا اسی طرح اس کام کو بھی سہل فرما دے۔ میری دعا ہے کہ جس جس بھائی نے میرے لئے دعا کی ہے اور جس جس بھائی نے اس مقدس کام کی تکمیل کے لئے دعا کی ہے اور مدد دی ہے یا دینے والا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے اور اس پر اور اس کے خاندان پر رحمت و برکت نازل فرمائے۔ آمین

صدرالدین

الحمرا

سرزمین اُندلس کا زندہ جاوید اسلامی شاہکار

وہ کونسا مسلمان ہے جو اسلامی تہذیب و شوکت کے اجڑے ہوئے چمن اندلس کا نام سنے اور اس کے دل میں درد پیدا نہ ہو۔ اندلس انسان نما وحشیوں کا ملک تھا، اسیر جہالت و وحشت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ یہاں ظلم و بربریت اور فسق و فجور کا راج تھا۔ مسلمانوں نے اس کو فتح کیا اور اپنی بے شمار قربانیوں اور ان تھک کوششوں سے اس کو گلشن بنا دیا یہاں سے علم کے چشمے اُبلے جن سے سارا یورپ سیراب ہوا۔ تقریباً آٹھ سو برس تک سرزمین اسلامی علوم و تہذیب کی ضیا پاشیوں سے منور ہوتی رہی۔ اس کے بعد اسپر پھر عیسائیت و جہالت کی تاریکی چھائی۔ مسلمان برباد و جلا وطن کر دئے گئے۔ لیکن اسلامی نقوش صدیوں کی مسلسل بربادی کے باوجود ابتک موجود ہیں۔ زندہ جاوید "الحمرا" بھی ان میں سے ایک ہے جسکے متعلق چند اشعار درج ذیل ہیں۔ یہ اشعار ادبی اور اسلامی حلقوں میں بہت پسند کئے جا چکے ہیں۔
جماعت احمدیہ لاہور کوشش کر رہی ہے کہ یہ اجڑا اسلامی چمن از سرِ نو آباد ہو جائے، اسکی ویران مسجدوں سے اللہ اکبر کی آوازیں پھر بلند ہوں۔ "سپین مشن" کے قیام کا فیصلہ اس کا ایک عملی ثبوت ہے۔ (مدیر)

عذارِ لالۂ احمر سے تازگی لے کر
فروغِ دیدۂ انجم سے روشنی لے کر
ہلال سے خمِ محرابِ دلبری لے کر
غرورِ خلد کو آمادۂ نمود کیا
تو قدسیوں نے مکمل ترا وجود کیا
غرض طلوع ترا حُسنِ سحر کار ہوا
زمانہ تیری شعاعوں سے زرنگار ہوا
بہشت تیرے مناظر سے شرمسار ہوا
نشاطِ خلد سے رنگیں رہی حیات تری
کہ لالہ زارِ محبت تھی کائنات تری
فروغِ شام و سحر تیری محفلوں میں رہا
درودِ شمس و قمر تیری محفلوں میں رہا
ملائکہ کا گذر تیری محفلوں میں رہا
ملی خدا سے وہ عظمت ترے مکینوں کو
کہ آرزو رہی جس کی فلک نشینوں کو

خموش برربطِ صدق و صفا تھی مغرب میں
فسردہ شمعِ رہ اتقا تھی مغرب میں
نہ کوئی آنکھ خدا آشنا تھی مغرب میں
کہ لیکے ہاتھ میں تو مشعلِ صواب اٹھا
ترے افق سے تمدن کا آفتاب اٹھا
وہ جس سے دولتِ تہذیب وحشیوں کو ملی
حیاتِ قدس کلیسا کے زاہدوں کو ملی
پناہ سائے میں جس کے یہودوں کو ملی
امیدوار کرم جس کا ایک زمانہ تھا
وہ کائنات میں تیرا ہی آستانہ تھا
تو آج بلبلِ آمادۂ فغاں ہی سہی
تری بہار ستم دیدۂ خزاں ہی سہی
تو ایک یوسفِ گم کردہ کارواں ہی سہی
مگر اے دیدۂ مسلم میں روشنی تجھ سے
دلِ رہ شرسا کو ہے امیدِ زندگی تجھ سے

(روش صدیقی)

جماعت قادیان کا ایک غلط نظریہ

(از جناب مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی)

اب کچھ تھوڑے عرصہ سے احباب قادیان میں یہ رسم جاری ہوئی ہے۔ کہ جب ان سے ختم نبوت پر تبادلۂ خیالات یا مناظرہ و مباحثہ ہوتا ہے تو دلائل کی تاب نہ لا کر جھٹ یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ اور دیگر مکفرین و مکذبین بھی حضرت مسیح موعود کے متعلق یہی کہتے ہیں کہ آپ مدعی نبوت ہیں۔ اسلئے یہی صحیح ہے کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا تھا۔ چنانچہ اس کی چند مثالیں بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ میں قادیان گیا۔ وہاں ایک مولوی محمد بشیر صاحب مولوی فاضل سے ختم نبوت پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ اثنائے گفتگو میں میں نے دو تین سوال متعلقہ نبوت پیش کئے جن کا جواب نہ بن آنے پر مندرجہ بالا فقرہ کہکر چلدیئے۔ اسی طرح مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اور مولوی محمد سعید صاحب مقیم محلہ دار الرحمت (یا دار الفضل) قادیان نے بھی کہکر اپنی تسلی کر لی۔ مگر یہ کوئی اصول نہیں۔ نہ اسے کوئی دانشمند قبول کر سکتا ہے۔ اگر فی الحقیقت مخالف کا قول حجت ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ پھر قادیانی دوست انہی مکفرین و مکذبین کے دیگر اتہامات و الزامات کے متعلق کیا رائے رکھتے ہوں گے مثلاً مرزا صاحب کو مراق کی بیماری تھی (اہلحدیث ۲۷ فروری ۱۹۲۵ء و ۱۲ نومبر ۱۹۲۶ء) مرزا صاحب محرف قرآن ہیں (زمیندار ۴ اگست ۱۹۳۲ء ۔ سیف چشتیائی ص۹) مرزا صاحب مدعی الوہیت تھے (شرعی فیصلہ ص۵) مرزا صاحب مدعی ابنیت تھے۔ اور مدعی الوہیت تھے (تحریک قادیان) اور ایسے ہزار ہا اتہام و الزام ہیں جو ان علماء نے حضرت مسیح موعود پر لگائے ہیں جن کا تکرار عبث ہے۔

میرے خیال میں اب قادیانیوں کو ان پر بھی مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے تسلیم کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اقوال بھی تو انہی علماء کے ہیں جنہوں نے آپ کو مدعی نبوت قرار دیا۔ اور اگر صرف انتساب دعاوی میں علماء کا قول حجت ہے تو پھر اور کئی دعاوی ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ان کے ماننے میں آپکو توقف کیوں ہے؟ مثلاً مرزا صاحب مدعی الوہیت تھے (فسخ نکاح مرزائیان مصنفہ ثناء اللہ امرتسری ص۳۔ تحریک قادیان) مرزا صاحب مدعی ابنیت و الوہیت تھے (تحریک قادیان۔ درہ ناديہ کڑک آسمانی ص۱۳)۔

اگر یہ بھی نہیں بلکہ صرف انتساب دعوی نبوت میں ہی ان کا قول حجت ہے

(۱) تو کیا وجہ ہے کہ ان کے اسی قول کو حجت قرار دیا جائے اور دیگر اقوال سے اعراض کیا جائے؟

(۲) اور اگر بالفرض ان کے اس قول کو ہی ترجیح دی جائے تو کیا وجہ ہے کہ ایسے علماء کے قول کا انکار کیا جاوے جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود مدعی نبوت تھے؟

مگر اولۂ قطعیہ صریحیہ کے سامنے یہ بھیسی باتیں کیا وقعت رکھ سکتی ہیں۔ اور حقول طبقہ پر اس سے کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ کچھ نہیں اور یقیناً کچھ نہیں۔ لا ہو اب دلائل سے تنگ آ کر ایسی بودی اور کچی دلیلیں پیش کرنا تنکوں کا سہارا نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ رویہ آپکو دن بدن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحیح طریق سے بہت دور لیجا رہا ہے اور آپ غلط راستہ پر جا رہے ہیں

مسلمانوں کی تکفیر

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

آیت قرآنی لاتقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا۔ مسئلہ تکفیر پر ایسی فیصلہ کن دلیل ہے کہ جیسا کہ میں نے لکھا تھا اسکے سامنے . . . . عدالت کی کرسی پر بیٹھکر ہندو اور عیسائی بھی یہی فیصلہ کرتا ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے خواہ اس میں اور ہزاروں عیب پائے جاتے ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ نہیں جھکتا تو مسلمان کا۔ ہاں اس مسلمان کا جو اسے خدا کا کلام یقین کرتا ہے سر اس کے سامنے نہیں جھکتا۔ اللہ اس قوم کی حالت پر رحم کرے جس کے سامنے خدا تعالیٰ کا اتنا صریح حکم موجود ہے۔ مگر السلام علیکم کہنے والوں کو کافر کہنے پر اپنا سارا زور صرف کر رہی ہے۔

میں تو ہائیکورٹوں کا حوالہ بھی مسلمانوں کو شرم دلانے کیلئے دیتا ہوں کہ جس بات کو قرآن و حدیث کی بنا پر ہندو عیسائی صحیح تسلیم کرتے ہیں مسلمانوں کا سر قرآن و حدیث کے ان صریح احکام کے سامنے نہیں جھکتا۔ ارایت من اتخذ الٰھہ ھوٰہ۔ کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم رب کعبہ خدائے واحد کے پرستار ہیں نہیں یہ اپنے حرص و ہوا کے پجاری ہیں۔

اس آیت قرآنی کو پیش کرنے پر کوئی مسلمان یہ تو نہیں بتاتا کہ اس کے صریح حکم سے وہ کیوں گریز کر رہا ہے۔ میں نے اسے اخبار میں پیش کیا تو "زمیندار" میں اس کے جواب میں دو باتیں کہی گئی ہیں۔ اول تو میں چوہدری ظفر اللہ خاں کی حمایت میں کھڑا ہوں۔ خدا شاہد ہے کہ میں کسی کی حمایت کی وجہ سے کچھ نہیں کہتا جماعت قادیان جماعت احمدیہ لاہور کی اس سے کم مخالفت نہیں جتنی مخالفت دوسرے لوگوں کی طرف سے ہو رہی ہے۔ قادیان والے اس وقت جماعت لاہور کو تباہ کرنے کے لئے اتنی ہی قوت صرف کر رہے ہیں جتنی دوسرے لوگ احمدیت کو برباد کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ اسلئے کہ جس طرح یہ لوگ اپنے آپ کو کثرت میں دیکھ کر ایک چھوٹی جماعت کو محض حسد کی وجہ سے برباد کرنے کی فکر میں ہیں اسی طرح قادیانی جماعت لاہور کو اپنے مقابلہ میں قلیل دیکھکر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تھوڑی سی قوت خرچ کرنے سے برباد کر دینگے اور جس طرح احمدیت کے مخالفوں نے احمدیت کے عظیم الشان کارناموں کی طرف سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں اسی طرح جماعت قادیان نے جماعت لاہور کے عظیم الشان کاموں کی طرف سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ حالانکہ تعداد میں ہم کم سہی قادیان والوں کا دسواں یا بیسواں حصہ سہی لیکن ہمارا اشاعت اسلام کا کام خدا کے فضل سے قادیان کے کام سے بہت زیادہ ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا مسلمانوں کی تکفیر کے خلاف قلم اٹھانا صرف مکفر علماء کی مخالفت ہی نہیں خود قادیان والوں کی بھی مخالفت ہے۔ ہمارا مسئلہ تکفیر کے خلاف لکھنے کو وہ کوئی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ کیونکہ جس طرح مکفر علماء اور احرار اس وقت کلمہ گوؤں کی تکفیر کر رہے ہیں اسی طرح قادیان والے بھی کلمہ گوؤں کی تکفیر کر رہے ہیں اس لئے مسئلہ تکفیر کے خلاف ہمارا لکھنا دونوں کو یکساں چبھتا ہے۔ بلکہ علماء کے علاوہ بعض تنگ نظر لیڈروں کو بھی چبھتا ہے۔ جب ہم آیت قرآنی لاتقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا۔ کو پیش کرتے ہیں تو دونوں مکفر گروہوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ قادیانی اس سے باہر نہیں رہ جاتے۔ اور اس آیت کا جواب نہ قادیانیوں کے پاس کچھ ہے نہ مکفر علماء یا کسی اور مکفر جماعت کے پاس۔ اسی طرح ہمارا ہائیکورٹوں کو پیش کرنا دونوں گروہوں کو شرم دلانے کے لئے ہے۔ قادیان والوں کو بھی اور دوسرے مکفرین کو بھی۔

پھر یہ کہا گیا کہ ہم نے یہ آیت قرآنی جواب مولوی ظفر علی خاں کے سامنے پیش کی ہے اُسے حضرت مرزا صاحب کے سامنے کیوں پیش نہیں کیا۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس سے ان لوگوں کی بریت ہو جاتی ہے جن کے سامنے اس وقت ایک آیت قرآنی پیش کی جاتی ہے۔ اور وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ ہم نے اسے کہاں پیش کیا اور کہاں نہیں کیا یہ سوال نہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ قرآن شریف کی آیت ہے یا نہیں اور ہر مسلمان کا فرض ہے یا نہیں کہ اسے مانے۔ غیر متعلق امور کو بحث میں داخل کرنے سے امر تنقیح طلب کبھی حل نہیں ہوا کرتا۔ امر تنقیح طلب صرف ایک ہے کہ کیا قرآن شریف میں حکم ہے یا نہیں کہ جو شخص تم کو السلام علیکم کہے تم اُسے کافر مت کہو۔ کیا خدا نے السلام علیکم کہنے والے کو کافر کہنے سے روکا ہے یا نہیں۔ اگر یہ حکم ہے تو تمہارے پاس اس کی پروا نہ کرنے کا کیا جواب ہے؟ اگر یہ حکم نہیں تو اس آیت کے کوئی اور معنی کر کے دکھاؤ یا اس آیت کو منسوخ قرار دو۔ اور کوئی عذر پیش کرو کہ پہلے بھی کسی نے اسے منسوخ کیا ہے۔ ورنہ قادیانی ہو یا غیر قادیانی ہو شرم کرو اور خدا کے حکم کے سامنے سر جھکا دو۔ اور جس طرح چاہو ایک دوسرے کو کوسو۔ مگر السلام علیکم کہنے والے کو کافر مت کہو۔

اور حضرت مرزا صاحب کے سامنے اس آیت کو پیش کرنے کے معنی ہی کیا ہوئے ہم نے تو انہی سے اس بات کو سیکھا کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا۔ آپ نے ہی تو اس اصول کی طرف توجہ دلائی کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اُسے کافر مت کہو مسلمان کہو۔ آپ تنگدل علماء اور لیڈروں کی طرح نہ تھے جنہیں صرف اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے۔ آپ کی نظر بہت وسیع تھی۔ اور آپ نے دیکھ لیا تھا کہ اسلام کو اس وقت کفر کے ساتھ ایک خطرناک مقابلہ درپیش ہے اور اس مقابلہ پر آپ نے اپنی جماعت کو لگایا تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اگر ایسا تھا تو آپ کی جماعت کا ایک بڑا گروہ یہ کیوں مانتا ہے کہ کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ تو اس کا جواب صرف اسی قدر ہے کہ پیروؤں کے عمل کا ذمہ دار پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر آج ساٹھ کروڑ انسان ایک نبی کو خدا بنا سکتے ہیں تو ساٹھ ہزار کا مجدد کو نبی بنا لینا کونسا مشکل امر ہے۔ غلو پہلے بھی ہوتا رہا اب بھی ہوا۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے تو صاف الفاظ میں کہدیا۔ جسکا انکار نہ کوئی قادیانی کرسکتا ہے نہ غیر قادیانی کہ **میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں کہلا سکتا۔**

ان الفاظ کے بعد حضرت مسیح موعود کا دامن ان افتراؤں سے پاک ہے کہ آپ نے ان مسلمانوں کو جو ان کے دعوے کو نہیں مانتے تھے کافر کہا ہو۔

بات تو اس کے الٹ ہے۔ علماء نے آپ کو کافر و دجال کہا۔ آپ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ ایسے لوگوں کے متعلق اگر آپ نے یہ کہا کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو کیونکہ بروئے حدیث شریف مسلمان کو کافر کہنے والے پر کفر الٹ کر پڑتا ہے تو اس میں لاتقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا کا انکار نہیں کیونکہ ان لوگوں نے حضرت مرزا صاحب اور آپ کے ساتھیوں کو کافر کہکر خود ہی پہلے السلام علیکم ترک کیا۔ اگر یہ کافر کہنا چھوڑ دیں اور حضرت مرزا صاحب کی تکفیر سے بیزاری کا اظہار کریں تو حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ ان کے متعلق کہا وہ خود منسوخ ہو جاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب لاتقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا پر ساری عمر عامل رہے۔ اگر قادیانی اس پر عامل نہیں تو وہ بھی خدا کے ایک حکم کا انکار کرنے والے ہیں۔ اگر مکفرین مسیح موعود اس پر عامل نہیں تو وہ بھی خدا کے ایک حکم کا انکار کرنے والے ہیں۔

کیا خدا کے سامنے بھی یہی جواب دیا جائے گا کہ ہم نے آپ کے اس حکم کی تعمیل اسلئے نہیں کی کہ دوسرے لوگ بھی اس کی تعمیل نہ کرتے تھے۔

صورتیں تو تین ہی ہیں یا سیدھے سادے مسلمانوں کی طرح اس آیت کے حکم کی تعمیل کرو اور مسلمانوں کو کافر کہنا چھوڑ دو۔ یا اس کے کوئی اور معنی کر کے دکھاؤ یا اسے منسوخ قرار دو۔ اور اس کی سند پیش کرو۔

محمد علی

ضروری اعلان

جنرل کونسل کا اہم اجلاس

جنرل کونسل کا ایک ضروری اجلاس جس میں بعض اہم معاملات طے ہونگے دسہرہ کی تعطیلات میں ہونے والا ہے غالباً ۱۴، ۱۵؍ اکتوبر دو دن اجلاس کیلئے ہوں گے۔ احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان شائع کیا جاتا ہے کہ وہ ان ایام کو فارغ رکھیں۔ نوٹس بعد میں شائع کیا جائے گا۔

(جنرل سکرٹری)

مسلمان علمائی کی بے بسی

زمیندار کے منشی نے ۱۶ اگست کے پرچہ میں لکھا تھا "کہ آریہ سماجیوں اور مسیحیوں سے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں" لیکن اس خفیہ دشمن اسلام کی اس تحریر کی سیاہی ابھی خشک بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ۱۸ اگست ۱۹۳۴ء کے پرچہ کے ایک شذرہ میں لکھا ہے کہ "اس وقت مراکش۔ الجزائر اور ٹیونس میں فرانسیسی مشنریوں نے ایک باقاعدہ محاذ قائم کر رکھا ہے۔ اور وہاں کے غیر عرب مسلمانوں کو دائرہ عیسائیت میں داخل کرنے کے لئے بڑے زور شور سے کام کیا جا رہا ہے۔ مصر تو عیسائی مشنریوں کا مرکز ہے۔ یورپ اور امریکہ کا کوئی مشنری ادارہ ایسا نہیں جس کے مبلغ مصر میں موجود نہ ہوں۔" پھر مصر کے علماء نے گذشتہ سال جو ہندی ملانوں کی طرح مظاہرات کئے تھے اُن کے بارہ میں لکھتا ہے کہ :۔

"گذشتہ سال مصر میں رائے عامہ نے مسیحی مشنریوں کے خلاف نہایت پُرجوش مظاہرات کئے تھے۔ یہاں تک کہ حکومت کو ان مشنریوں کی دراز دستیوں کے انسداد کی ضرورت پڑی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر کا یہ جوش و خروش وقتی تھا۔ اور انہوں نے مشنریوں کی خطرناک سرگرمیوں کے تلع قمع کی طرف پوری توجہ نہیں کی۔"

اس دشمن اسلام سے کوئی پوچھے کہ جب مسیحیوں سے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔ تو اتنی جلدی گھبرا کیوں گئے ؟۔ بات اصل میں یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے علاوہ دوسرے مسلمان عیسویت کا آسان شکار ہیں۔ مسیح کی زندگی، بے باپ پیدائش۔ گہوارہ سے لے کر آسمان پر جانے تک ہر بات میں اس کی فضیلت اور خاتم النبیینؐ کی اُمت کی آکر اصلاح کرنا یہ ایسی باتیں نہیں کہ عیسویت کی ترقی میں مدد نہ دیں۔ اگر دنیا میں کسی جگہ کوئی قوم عیسویت کا زبردست مقابلہ کر سکتی ہے تو وہ احمدیہ قوم ہے اس میں شک نہیں کہ ممالک اسلام میں عیسائی بڑا کام کر رہے ہیں۔ لیکن فرانسیسی پادریوں کی رپورٹیں پڑھ کر دیکھو کہ ٹیونس۔ الجیریا۔ مراکو وغیرہ میں بھی احمدی لٹریچر ہی عیسویت کا پورے زور سے مقابلہ کر رہا ہے۔ اور جن قبائل تک ہمارا لٹریچر پہنچ جاتا ہے۔ عیسویت ان سے مایوس ہو جاتی ہے۔

مصر جو اپنے آپ کو جامع ازہر کی وجہ سے اسلامی علوم کا مرکز سمجھتا ہے۔ وہاں کے علماء بھی عیسائیوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ گذشتہ سال بڑے زور سے اُنہوں نے ایک انجمن بنائی۔ جامع ازہر کے بڑے بڑے علماء نے کام کرنے کا وعدہ کیا لیکن اس کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو زمیندار کے منشی کی "بارہ لاکھی" "انجمن دعوت و ارشاد" کا ہوا۔ کیا ہندوستان میں اور کیا مصر اور کیا ٹیونس و الجیریا وغیرہ میں مسلمان علماء کو اس بات کا زیادہ فکر لگا ہوا ہے کہ کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ دے کر اسے دائرہ اسلام سے خارج کر کے مسلمانوں کی تعداد کم کی جائے۔ بہ نسبت اس کے کہ کسی یہودی و نصرانی کو داخل اسلام کر کے مسلمانوں کی تعداد بڑھائی جائے۔ افسوس ہے کہ زمانہ کا رنگ دیکھ کر بھی زمیندار کے منشی اور اس کے حامیوں کو سمجھ نہیں آتی کہ ہوا کا رُخ کدھر ہے۔ وہ یہی راگ گائے جاتے ہیں کہ آریوں اور عیسائیوں سے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔" م

میاں خفاش کی حرکت مذبوحی

(از ابو الفضل)

زمیندار کے میاں خفاش جو گرگٹ کی طرح ہر روز نیا رنگ بدلتے رہتے ہیں اپنی روزانہ ناکامیوں کی وجہ سے ایسے کھسیانے ہو گئے ہیں کہ ہر شریف کے گلے پڑنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ آپ نے اسی شہر لاہور کے ایک پبلک جلسہ میں بڑے کروفر سے فرمایا تھا کہ وہ بارہ لاکھ روپیہ جمع کر کے قرآن کریم کے تراجم کریں گے اور دنیا میں اسلامی مشن قائم کر کے جماعت احمدیہ کو ہر جگہ زک دیں گے اس تجویز پر عمل درآمد کرنے کے لئے آپ نے ایک "انجمن دعوت و ارشاد" کی بنیاد بھی ڈالی تھی۔ لیکن کیا یہ خفاش اب اہل لاہور کو بتا سکتا ہے کہ اس پادر ہوا سکیم کا کیا حشر ہوا۔ اور کتنے لاکھ روپیہ اُس نے جمع کر کے خدمت اسلام کی۔ ابھی حال ہی میں آپ نیلی وردی پہن کر جالندھری مسلمانوں کے لیڈر بن گئے تھے۔ جب وہاں مسلمانوں پر مصیبت آنے لگی تو آپ جھٹ نیلی وردی اُتار سرحد کو بھاگ گئے اور اب جیل جانے کا نام نہیں لیتے۔ یہ تو ہے اس خفاش کی اپنی عملی حالت اور پھر دعویٰ کیا ہے کہ صرف لاہور کو لے لیجئے جہاں ڈھائی لاکھ مسلمان بستے ہیں کسی دن ان مسلمانوں کے اجتماع میں جو اکثر اکثر تشریف لے آیئے اور اُن سے پوچھ دیکھئے کہ ساری دنیا کی رسوائی کس کے حصہ میں آئی ہے۔ میاں خفاش صاحب غالباً آپ بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھے ہیں۔ اور ان اعوذ لئے ملانوں کے بھروسے پر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ سارے لاہور کے مسلمان ایسے ہی احمق ہیں کہ وہ مفید اور غیر مفید اور باتونی اور عملی میں فرق نہیں کر سکتے۔ اسی لاہور کے ڈھائی لاکھ مسلمانوں نے آپ کی انجمن دعوت و ارشاد کو ڈھائی کوڑی بھی آپ کی اپیل پر نہ دیا۔ پھر اعانت زمیندار فنڈ میں جو کچھ آپ کو لاہور سے ملا ہے اُسے کھلا اشتہار دیجئے پھر معلوم ہوگا کہ عملاً کتنے مسلمان آپ کے ساتھ ہیں۔ ویسے شہروں کے اجتماع کا تجربہ تو یہ ہے کہ ایک ڈگڈگی بجانے والے کی آواز پر بھی سینکڑوں لوگ جمع ہو جایا کرتے ہیں۔ اگر میاں خفاش کی ڈگڈگی کی آواز پر لوگ جمع ہو جائیں تو کیا تعجب۔ کچھ بداطوار، اور شہدے استقبال کو دیں تو اس سے کوئی قوم نہیں اور نہ تم کچھ مسلمان قوم بنا سکتے ہو۔ دنیا تو تمہاری زندہ ذہنی کا تماشہ دیکھے گی اور بس۔ باقی خفاش کا یہ لکھنا کہ دنیا کے تمام مسلمان اسلام کا سب سے بڑا دشمن احمدیوں کو سمجھتے ہیں۔ سو ہے خفاش کی طینت کے لوگ ایسا سمجھتے ہوں۔ لیکن ہمیں پورا علم ہے کہ اسلامی دنیا کا سمجھدار طبقہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی زندگی اور بقاء احمدیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ باوجود بد طینت لوگوں کی موجودگی کے احمدیت اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں برابر ترقی کر رہی ہے۔ اگر ثبوت درکار ہو تو وہ خط و کتابت پڑھ لیا کرو۔ جو ہمارے اردو اور انگریزی اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہے۔ احمدیت کا شجر اب خدا کے فضل سے اتنا پھل چکا ہے کہ خفاش کی طینت کے لوگوں کی طاقت سے یہ باہر ہو گیا ہے کہ اسے کچھ نقصان پہنچا سکیں۔ اور یہ سب کچھ اُسی شہر لاہور کے مرکز سے ہو رہا ہے جس میں میاں خفاش اور اس کے اخوان و انصار رہتے ہیں۔ یہی مسلمانان لاہور جو میاں خفاش کی گالیوں سے بھری ہوئی نظموں اور شعروں پر اُسے ڈھائی سو روپیہ دینے پر تیار نہیں۔ اسی لاہور سے جماعت احمدیہ کو ہزار روپیہ اشاعت و تبلیغ کے لئے ملتا ہے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ جہاں مسلمانان لاہور میں میاں خفاش جیسی طینت کے خود غرض بدگو اور حاسد موجود ہیں وہیں ان سے زیادہ نیک دل اور خادم اسلام مسلمان بھی موجود ہیں۔ جو تری لفاظی اور عمل میں فرق کر جانتے ہیں۔ اسی لاہور سے انشاء اللہ عنقریب پانچ ہزار روپیہ برلن مسجد کی مرمت کے لئے جانے والا ہے۔ جس میں سے دو ہزار جا بھی چکا ہے۔ اور زمیندار اور اس کے ہمنوا حسد و بغض کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ اور خدا کا کام جو نیک نیتی اور اخلاص سے ہو رہا ہے۔ وہ پھلتا پھولتا ہی رہے گا۔

میاں خفاش نے ہمارے ترجمہ القرآن انگریزی کو بھی ملحدانہ قرار دیا ہے۔ جب تمہارے ترجمے دنیا کے سامنے آئیں گے تب اُن کی قدر و منزلت معلوم ہوگی۔ ابھی تک تو جتنے ترجمے قرآن کریم کے مسلمانوں نے کئے ہیں۔ زیادہ ہم سے تعلق نہ رکھنے کے غیر مسلمان کو احمدی ترجمے ہی قرار دیتے ہیں۔ انشاء اللہ یہی حال علامہ عبد اللہ یوسف علی صاحب کے ترجمہ کا ہوگا۔ ابھی تو ایک پارہ شائع ہوا ہے۔ ذرا آگے چلنے دو۔ پھر پتہ لگ جائے گا کہ کہاں تک مزعومہ اہل سنت و الجماعت کا مسلک حق قائم رہتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے واعظ کیسے ہونے چاہئیں؟

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

یہ امر بہت ضروری ہے۔ کہ ہماری جماعت کے واعظ تیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں کہ جو پہلے اپنی اصلاح کریں۔ اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں۔ تاکہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے۔ عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔ جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں۔ مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ ان کا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانے والا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لئے سب سے اوّل جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے۔ وہ اس کی عملی حالت ہے۔ دوسری بات جو ان واعظوں کے لئے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس کو انہوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو۔ اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں۔ اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے۔ کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہار حق کے لئے بول سکیں اور حق گوئی کے لئے ان کے دل پر کسی دولتمند کا تمول یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔

(الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۲ء)

ولادت مسیح پر پادری عبدالحق کی نرالی منطق

ایمان بالغیب۔ عیسائیت میں اور اسلام میں

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

پادری عبدالحق کا علم کلام اور اس کا مقصد

۱۵ر جولائی ۱۹۶۳ء کے "پیغام صلح" میں ایک مضمون ولادت مسیح پر میرے قلم سے نکلا تھا۔ خدا کی شان وہ کلیسا پر بم کے گولے کی طرح پڑا جس سے تمام مسیحی کیمپ میں تہلکہ مچ گیا۔ اس چلاچلی میں آخر پادری عبدالحق صاحب مدرسہ الٰہیات سہارنپور کی طرف رجوع کیا گیا۔ وہی پادری عبدالحق صاحب جن کا علم کلام نہایت ادنیٰ درجے کے ملانوں کی طرح یونانی منطق کی گندگی میں بسا ہوا ہوتا ہے۔ اور منطقی اصطلاحوں کی چک پھیریوں سے منشا اس کا فقط اس قدر ہوتا ہے کہ لفظوں کے بیچ میں اصل حقیقت گم ہو جائے۔ اور اپنی کمزوریوں کا پردہ ڈھکا رہے۔ اور حق کا باطل سے امتیاز نہ ہو سکے۔

مسیحیت یونانیوں کی پناہ میں کب اور کیوں گئی؟

حضرت مسیح تو یونانی منطق جانتے نہ تھے۔ اُن کے کلام میں گو تمثیلوں اور متشابہات کی بھرمار نظر آتی ہے جسے خود ان کے اپنے شاگرد بھی بہت کم سمجھ سکتے تھے۔ لیکن منطقی اصطلاحوں کا کہیں نشان نظر نہیں آتا۔ تین سو برس مار کھاتے پھرنے کے بعد آخر کار مسیحیوں کو پناہ اسی میں نظر آئی کہ مسیحی مذہب کو آفتاب پرستی کے رنگ میں رنگین کر کے آفتاب پرست یونانیوں میں مقبول کرائیں۔ چنانچہ اپالو کی کہ جو آفتاب کا اوتار تھا۔ اور اس کی ولادت کو ایک کنواری کے بطن سے اور اس کی موت کو نسل انسانی کے گناہوں کے لئے کفارہ مانا جاتا تھا۔ حضرت مسیح کو رکھ کر یا دوسرے لفظوں میں اپالو کو ہی مسیح کا نام دیکر قسطنطین یونانی بادشاہ اور اس کے امراکو مسیحی بنایا گیا۔ اور اس طرح مسیحیت نے یونانیوں کے دامن میں پناہ لی۔

یونانی منطق کو اسلام اور عیسائیت سے کوئی تعلق نہیں

آج بھی پادری عبدالحق صاحب کچھ تو پرانی ملانی طبیعت کے اثر کی وجہ سے اور کچھ اسی پرانی مسیحی روایت کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے جب پناہ لیتے ہیں تو یونانیوں کے ہی دامن میں پناہ لیتے ہیں اور یونانی منطق کی اصطلاحوں اور مغالطوں کے ذریعے سے اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ نہ تو یونانی منطق حضرت مسیح کی وحی یا کلام کے ذریعہ پیدا ہوئی اور نہ مسلمانوں کے مذہب سے اس کو کوئی واسطہ ہے۔ وہ نہ قرآن ہے نہ حدیث ہے۔ یونان کے مشرکوں کی منطق اگر غلط ہے یا صحیح ہے۔ اس کا مسیحی مذہب یا اسلام سے کیا واسطہ؟

یونانی منطق فرسودہ اور ناکارہ ہو چکی ہے

آج زمانہ بدل چکا۔ علم و حکمت کی ترقیات نے ان منطقی ایچ پیچ (ل) کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ لیکن لچر ملانوں اور چالاک پادریوں کے لئے اگر کوئی ملجا و ماویٰ ہے تو مشرکین یونان کی ہی بر خود غلط منطق جس کی لغویت کو موجودہ زمانہ کا علم اور سائنس کبھی کا طشت از بام کر چکا ہے

مسیحیوں کا پُر فریب طریق تبلیغ

مسیحیوں کا ایک اخبار نکلتا ہے "اخوت" نامی۔ یہ عربی اور اسلامی نام اس لئے تجویز کیا گیا ہے۔ تاکہ مسلمان اسے اسلامی اخبار سمجھ کر پڑھیں اور اسلام کے خلاف جو زہر اس میں اُگلا جاتا ہے اُسے کسی مسلمان کی طرف سے سمجھ کر اچھی طرح اس سے متاثر ہوں۔ اس قسم کا ذریعۂ تبلیغ عیسائیوں میں کوئی نیا نہیں۔ عرصہ ہوا انہوں نے ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے مکتی فوج بنائی تھی۔ گیروا لباس پہنکر اور جوگیوں کا روپ دھار کر اُن پر اثر ڈالا گیا۔ مسلمانوں کے لئے یہ طریق اختیار کیا کہ بعض پادری اسلامی نام رکھکر اور اسلامی لباس پہنکر مسلمان نوجوانوں سے ملتے ہیں اور اسلام پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان نوجوان ان اعتراضات کو ایک مسلمان کی طرف سے سمجھ کر زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ واقعی یہ کوئی بہت قابل قدر اعتراض ہے۔ جسے خود ہمارا مسلمان بھائی تسلیم کرتا اور بیان کرتا ہے۔

پادری عبدالحق کا لچر اور بے معنی طومار

خیر قصہ کوتاہ یہ کہ پادری عبدالحق صاحب نے "اخوت" نامی عیسائی اخبار کے اگست کے مناظرہ نمبر میں میرے مضمون "قرآن کریم میں ولادت مسیح کے تذکرہ کا مقصد" کے جواب میں اپنی طرف سے بڑا زور مارا ہے۔ اور ایک طول طویل لیکن نہایت لچر اور بے معنی سا طومار لکھکر رکھ دیا۔ اس مضمون کو پڑھ کر میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کہ پادری صاحب اپنے جوابی مضمون میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اسی قدر کافی ہے کہ ایک محقق میرے اور پادری صاحب کے مضامین کو بالمقابل رکھ کر پڑھ لے۔ وہ پادری صاحب کے مضمون کی کمزوریوں اور لغویت کو خود محسوس کرے گا۔ اور جان لیگا کہ جواب دینا تو در کنار پادری صاحب صرف ادھر ادھر کی دور از کار باتوں سے محض اپنی پردہ پوشیاں کرتے اور پڑھنے والے کی توجہ کو ہٹانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اور جہاں بہت گھبراتے ہیں وہاں اپنی عادت کے مطابق یونانی منطق کے لغو اور لچر تفصیے قایم کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ جن کا مضمون زیر بحث سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا صرف اصل حقیقت سے توجہ کو ہٹانا منظور ہوتا ہے۔

پادری صاحب کی دو مغالطہ آمیز باتیں اور اُنکی تشریح

اس لایعنی طومار میں دو باتیں مجھے ایسی نظر آئیں جس سے پڑھنے والے کو مغالطہ لگ سکتا ہے اور اس لئے میں ان کی ذرا تشریح کر دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ ان کی لغویت کا پول کھل جائے اور اصل حقیقت زیادہ واضح طور پر آشکارا ہو جائے۔

اول} اپنی پردہ پوشی کے لئے بڑا حربہ جو پادری صاحب استعمال کرتے ہیں وہ ہے **ایمان بالغیب** کا مسئلہ۔ جہاں کسی بات کا جواب نہ آیا اور اپنی کمزوری بدیہی اور واضح نظر آنے لگی تو کہہ دیا کہ یہ محض اس لئے ہے تاکہ **ایمان بالغیب** ہاتھ سے نہ جائے۔

میں نے اپنے مضمون میں ولادت مسیح کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اگر خدا کے دنیا میں جنم لینے کے وقت اُسکے جسم کا باپ کے نطفے سے بننا خدائی تقدس کے خلاف تھا تو ماں کے نطفہ سے بننا اور ماں کے رحم میں نو ماہ تک قیام رکھنا اور خون حیض سے پرورش پانا کیوں خدائی تقدس کے خلاف نہیں؟ اور اگر یہ کہو کہ یسوع کا جسم عورت کے نطفہ سے بھی نہیں بنا اور یسوع محض روح ہی روح تھے تو اول تو یہ بالبداہت غلط ہے۔ آخر یسوع کا جسم موجود تھا اور اس جسم کو نشو و نما اور بقائے زندگی کے لئے غذا کی ضرورت ہوتی تھی اور جس جسم کو قایم رکھنے کے لئے مادی غذا کی ضرورت ہوگی وہ یقیناً کسی مادی نطفہ سے بنا۔ اور ماں کے خون سے اُس نے پرورش پائی

دوم} خدا کا خود عورت کے رحم میں نو ماہ تک ٹھہرنا اور اسی طریق سے پیدا ہونا جس طریق [illegible] یقیناً خدائی شان اور تقدس کے خلاف ہونا چاہئیے۔ اور ہے۔ پادری عبدالحق صاحب کے پاس اس کا جواب کیا خاک تھا۔ ہاتھ پاؤں مارنے والی بات تھی۔

پہلے اعتراض کو تو پادری صاحب پی گئے

پہلے اعتراض کو تو وہ سرے سے پی ہی گئے جس میں میں نے یہ جتایا تھا کہ خوراک کے محتاج جسم کا وجود ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ اس کی ابتدا ماں کے رحم میں کسی مادی بیج یعنی نطفہ سے ہوئی ہے اور جو اس کے خلاف کہتا ہے اُس کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

چونکہ اس کے متعلق پادری صاحب کے ہاتھ میں کوئی دلیل نہ تھی اس لئے اُسے تو صاف چھوڑ دیا۔

"ایمان بالغیب" کی پناہ

البتہ دوسرے اعتراض کے متعلق کہا تو یہ کہا کہ خدا کا عورت کے رحم میں نو ماہ کا قیام اور اسی طریق سے پیدا ہونا جس طریق سے عام [illegible] محض اسلئے ہے کہ تا "ایمان بالغیب قایم رہے"۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر یہی ایمان بالغیب ہے تو پھر ہر ایک شخص دنیا میں خدائی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اور کہہ سکتا ہے کہ میرے ماں باپ کی موجودگی محض ایمان بالغیب کے لئے ہے۔ یسوع نے تو ایمان بالغیب کو نصف طور پر ہی قایم رکھا کہ باپ کو اڑا کر صرف ماں کی ہی آڑ باقی رکھی۔ اور میں نے ایمان بالغیب کو کامل طور پر قایم رکھا ہوا ہے کہ ماں باپ دونوں کی آڑ رکھی ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ فرعون مصر کو پادری عبدالحق صاحب کی اس دلیل کا علم نہ تھا۔ ورنہ وہ حضرت موسیٰ کے مقابل میں اپنی کمزوری پر یہی دلیل پیش کر سکتا تھا۔ اُس کے ماں باپ کا وجود تو ایمان بالغیب کے لئے تھا ہی۔ مگر علاوہ ازیں وہ بڑے مزے سے حضرت موسیٰ سے یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ میں نے اپنے جادوگروں کو تمہارے مقابلہ میں

اس لئے کامیاب نہیں ہونے دیا۔ کہ تا ایمان بالغیب قایم رہے۔ اور تا میں دیکھوں کہ کون میری خدائی پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور کون بدیہیات اور مشاہدات سے متاثر ہو کر بے ایمان بن جاتا ہے۔

مسیحی ایمان بالغیب کے کرشمے

پادری صاحب نے تو یہ دروازہ ایسا کھولا ہے کہ جس کا جی چاہے خدائی کیا کسی اور بات کا دعویٰ کر دے اور اپنی کمزوریوں اور ناکامیوں کو ایمان بالغیب کا پردہ کھڑا کر کے چھپاتا چلا جائے۔ وہ اپنی ہر ایک خامی اور ناکامی کی بابت یہ عذر کر سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ تا ایمان بالغیب ہاتھ سے نہ جائے در اصل اس قسم کا ایمان بالغیب مسیحی مذہب کا بنیادی پتھر ہے۔ مثلاً ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ایک برابر تین کے اور تین برابر ایک کے۔ اس میں عقل کو دخل نہیں محض ایمان بالغیب سے کام لو۔ علیٰ ہذا القیاس خدا کا صلیب پر ہلاک ہو کر ملعون ہونا اور تین دن جہنم میں رہنا اور اس طرح دنیا کے گناہوں کے لئے کفارہ بننا یہ سب مسیحی ایمان بالغیب کے کرشمے ہیں۔ ان میں عقل و فہم کو مطلق دخل نہیں گویا ہر قسم کے غیر معقول اور لغو عقائد کو مان لینے کا نام مسیحی مذہب کی اصطلاح میں "ایمان بالغیب" ہے۔

اسلام میں ایمان بالغیب کا مفہوم

لیکن اسلام میں اس قسم کا ایمان بالغیب مطلق نہیں اسلام کا دامن اس لغویت سے پاک ہے۔ اس طرح تو ہر ایک نامعقول اور خلاف عقل و حکمت بات کو منوانے کے لئے ایمان بالغیب کا ڈھونگ رچایا جا سکتا ہے اور حق و باطل کے امتیاز کے لئے پھر کوئی راہ باقی نہیں رہ جاتی۔

یاد رہے اسلام میں ایمان بالغیب کا مفہوم اس سے بالکل مختلف ہے۔ قرآن کریم نے سورۂ بقر کے ابتدا میں ہی ایمان بالغیب کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اسے ایمان باللہ کے مترادف بیان کیا ہے۔ گویا الغیب کو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت قرار دیا ہے اس لئے کہ وہ ہماری مادی آنکھوں سے پنہاں ہے۔ اور اس صفت کا اظہار سب سے زیادہ ضروری تھا۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ خدا ہمیں ان مادی آنکھوں سے نظر نہیں آتا اور یہی وجہ ہے جو ایک دہریہ خدا کے وجود سے انکار کرتا ہے قرآن کریم نے بتلایا کہ الغیب اس کی صفت ہے۔ وہ پنہاں ہے۔ لیکن کسی چیز کے پنہاں ہونے کی وجہ سے اس کا انکار کرنا سخت غلطی ہے۔

پنہاں چیزوں کیلئے دو قسم کے ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے

ہاں اس بات کے مان لینے کے لئے کہ کوئی چیز پنہاں طور پر موجود بھی ہے یا نہیں۔ دو قسم کے ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک تو دلائل علمیہ عقلیہ و نقلیہ جن کے ذریعہ اس چیز کے موجود ہونے پر استدلال ہو سکے۔ اور دوم وہ اعمال اور سعی جن کے ذریعہ اس چیز کو پایا جا سکے۔ دنیا میں جسقدر بھی چیزیں اور خواص اور قوتیں مخفی موجود تھیں۔ اور جنہیں آجتک دریافت کیا گیا ہے پہلے ان کا پتہ ان تاثرات اور نتائج سے لگا جنہیں دیکھ کر علمی طور پر عقلمندوں کو ماننا پڑا کہ ان تاثرات اور نتائج کے اسباب کے طور پر فلاں فلاں قسم کی چیزوں یا قوتوں کا موجود ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ پھر ایسے طریق اختیار کئے گئے جن سے ان مخفی چیزوں کو آخر کار پا لیا۔ مثلاً بجلی کے مفردات وغیرہ کی دریافت سے قبل ان کے تاثرات اور نتائج کو کائنات میں مشاہدہ کیا گیا۔ اور ان سے نتیجہ نکالا گیا کہ یہ تاثرات و نتائج ضرور کسی ایسی طاقت کا نتیجہ ہیں جس میں فلاں فلاں خواص پائے جانے چاہئیں۔ اور پھر سعی اور عمل سے اس چیز کو آخر کار پا لیا۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق قرآن کا طریق استدلال

قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کے متعلق بھی یہی بات پیش کی ہے بتایا کہ وہ بھی الغیب ہے یعنی مخفی ہے۔ اس کی صفات اور افعال کے تاثرات اور نتائج کو کائنات عالم یعنی اس کی مخلوق میں مشاہدہ کرو اور پھر اس کے پانے کی کوشش کرو۔ چنانچہ سارا قرآن انہی دو امور سے بھرا پڑا ہے۔

ایک طرف تو کائنات عالم سے طرح طرح سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر استدلال فرماتا ہے اور ان دلائل علمیہ عقلیہ و نقلیہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر علم الیقین پیدا کرتا ہے۔ اور دوسری طرف وہ ان راہوں کو کھول کر بتاتا ہے جن پر عمل کرنے اور سعی اور مجاہدہ سے انسان خدا کو پا لیتا ہے۔

یقین کے تین مراتب

قرآن کریم نے کسی چیز کے موجود ہونے کے یقین کو تین مراتب میں تقسیم کیا ہے۔ ایک علم الیقین۔ دوسرا عین الیقین تیسرا حق الیقین۔ ان تین مراتب کو سمجھنے کے لئے آگ کی مثال بہت خوب ہے۔ علم الیقین یہ کہ کسی جگہ دھواں اٹھتا ہوا دیکھ کر استدلال کے ذریعہ یقین کا پیدا ہونا۔ کہ وہاں آگ ضرور ہوگی۔ عین الیقین یہ ہے کہ آگ کو آنکھوں سے مشاہدہ کر لینا۔ اور حق الیقین یہ ہے کہ اس آگ میں داخل ہو کر اس کی سوزش اور خواص کو بطور حال اپنے اوپر وارد کر لینا۔ قرآن کریم نے الغیب خدا کی ہستی پر اسقدر دلائل علمیہ عقلیہ و نقلیہ دی ہیں کہ انسان کے ایمان کو علم الیقین تک پہنچا دیا ہے گویا انسان سے خدا کو اسی طرح لازمی طور پر منوایا ہے جس طرح دھوئیں کا وجود دلیل علمی کے طور پر انسان سے آگ کے وجود کو منوا دیتا ہے لیکن ان دلائل کے ذریعہ چونکہ انسان خدا کو آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ اس واسطے اس ایمان کو جو دلائل علمیہ عقلیہ و نقلیہ سے علم الیقین کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ ایمان بالغیب ہی کے ذیل میں رکھا ہے۔ ہاں اس سے آگے عین الیقین اور حق الیقین کے مقام پر پہنچنے کے لئے وہ راہیں بتائیں جن پر عمل کرنے اور سعی اور مجاہدہ کرنے سے وہ اس الغیب خدا کو پا سکتا ہے۔ تب انسان کی استعداد اور فہم و ادراک کے مطابق غیب کے چند پردے اٹھا دئے جاتے ہیں گو خدا کی الغیب صفت اس وقت بھی باقی رہتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت اور معرفت کو انسان کا محدود دل و دماغ کبھی بھی احاطہ نہیں کر سکتا۔ یہی مطلب اس حدیث نبوی صلعم کا ہے کہ ماعرفناک حق معرفتک کہ ہم نے تجھے نہیں پہچانا جو تیری معرفت کا حق ہے لیکن بایں ہمہ انسان جب اپنے حواس باطنی سے خدا کی ہستی کو محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس وقت وہ ایمان بالغیب کے مقام سے آگے نکل جاتا ہے

پس ایمان بالغیب کا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کو دلائل علمیہ عقلیہ و نقلیہ کے ذریعہ علم الیقین کے رنگ میں مان لینا۔

. . . .

اسلام لغو اور نامعقول باتیں نہیں منواتا

اسلام میں اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ کسی لغو اور نامعقول بات کو بغیر کسی دلیل کے مان لینا۔ یا خدا کے متعلق جو لا یعنی اور لغویات کوئی بیان کرے اسے مانتے چلے جانا۔ یہ کسقدر لغویت ہے کہ یہ فرض کر لیا جائے کہ خدا ہمیشہ (نعوذ باللہ) کچھ ایسی لا یعنی اور نامعقول باتیں کرتا رہتا ہے جس سے اسکی ہستی کا پتہ مخلوق کو نہ لگ سکے۔ اور وہ پردہ میں چھپا بیٹھا رہے۔ کیا خدا نہیں چاہتا کہ اس کے بندے اس تک پہنچ سکیں اور اس کی معرفت کو حاصل کر سکیں۔ خدا کو ایسی ہی پردہ داری منظور تھی تو نبیوں رسولوں اور کتابوں کے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر یہ سچ ہے تو پھر شیطان تو خدا کی اس معاملہ میں بڑی مدد کر رہا ہے۔ جو بندوں کے آگے خدا کی ہستی کے متعلق حجاب در حجاب ڈالتا چلا جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہیں بلکہ خدا کا ہمیشہ یہ منشا رہا ہے کہ مخلوق کی نظروں سے اسباب اور دنیا پرستی کے پردے اٹھتے رہیں اور وہ اپنے خدا کو پالیں اور اس کی معرفت کو حاصل کر لیں تو پھر ہر ایک نامعقول بات کو جس سے خدا کی ہستی پر پردہ پڑتا ہے ایمان بالغیب کا تقاضا قرار دینا پرلے درجہ کی غلطی ہے۔

عیسائیوں نے خدا کی ہستی پر بھاری پردہ ڈال رکھا ہے

در اصل عیسائی لوگ مجبور ہیں انہوں نے یسوع کو خدا مان کر خدا کی ہستی پر اتنا زبردست پردہ ڈال دیا کہ آخر کار تقریباً سارا یورپ دہریہ اور مادہ پرست ہو کر رہ گیا۔ کس طرح کوئی عقلمند خدا کے اس تخیل کو مان سکتا ہے کہ ایک طرف تو وہ اس ساری کائنات کا خالق و مالک لامحدود اور لازوال بھی ہو اور دوسری طرف ایک عورت کے پیٹ میں نو ماہ رہ کر آخر کار روتا چیختا چلاتا پیدا ہو اور طرح طرح کے دکھوں میں مبتلا ہو کر اور دشمنوں کے ہاتھوں سے ماریں کھا کر صلیب پر بڑی حسرت سے جان دیدے۔ یہ تو اتنا زبردست پردہ خدا کی ہستی اور معرفت پر ہے کہ اسکے بعد خدا کی ہستی پر کوئی یقین باقی نہیں رہ جاتا۔ اس ضلالت اور ظلمت کے پردے کو ایمان بالغیب کا نام دینا سراسر جہالت ہے۔ یہ خدا کی ہستی پر ایمان نہیں پیدا کرتا بلکہ اسکی ہستی سے انکار اور کفر پیدا کرنے کا موجب ہے

قرآن کریم کا ارشاد

قرآن نے تو ایمان بالغیب اس علم الیقین کا نام رکھا ہے جو دلائل علمیہ عقلیہ و نقلیہ سے خدا کی ہستی پر پیدا ہوتا ہے اور پھر اتنا ہی نہیں قرآن کھلے لفظوں میں انسان کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اس الغیب خدا کو پانے کے لئے اگر کوشش کریگا تو اسے ضرور پا لیگا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جو لوگ ہمیں پانے کے لئے کوشش اور مجاہدہ کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں کھولتے ہیں اور منزل مقصود پر پہنچا دیتے ہیں اور دنیا میں کتابوں اور رسولوں کے آنیکا مقصد بھی یہی ہوتا ہے

پادری عبدالحق کا ڈھونگ بے فائدہ ہے

پس پادری عبدالحق صاحب عیسائیوں کے ایمان بالغیب کو اپنے پاس رکھیں کیونکہ وہ دلائل علمیہ سے بچنے کے لئے محض ایک ڈھونگ رچانے والی بات ہے ان باتوں کو کوئی عقلمند نہیں مان سکتا۔ مسلمانوں کا ایمان بالغیب اور چیز ہے اسکی بنیاد دلائل علمیہ پر قایم ہے۔ قرآن کریم ایسے ایمان بالغیب کو جو دلائل سے جان چرانے کے لئے ایک حربہ ہو اور لغو اور غیر معقول باتوں کے منوانے کے لئے ڈھونگ رچانے کا ایک ذریعہ ہو حقارت سے ٹھکراتا ہے۔ وہ ڈنکے کی چوٹ پر تمام دنیا کے مذاہب کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم چہارشنبہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ | نمبر ۶۱

نتھو رام کا قتل

برادرانِ وطن کی خدمت میں چند باتیں

نتھو رام کے قتل سے آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں کو اشتعال انگیزی اور مسلم آزاری کا ایک نیا بہانہ ہاتھ آگیا ہے نتھو رام سندھ کا ایک نہایت متعصب آریہ تھا۔ کچھ عرصہ ہوا اس نے محض مسلمانوں کی دل آزاری کیلئے ایک کتاب "تاریخ اسلام" کے نام سے لکھی جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں بھی گستاخی کی۔ حکومت نے اس پر مقدمہ چلایا جس میں عدالت نے اس کو سزا دیدی۔ پہلے آریوں نے نتھو رام کی قابلِ نفرت کتاب کی اشاعت میں غیر معمولی سرگرمی کا اظہار کیا مقدمہ دائر ہونے کے بعد ہر ممکن طریق پر اس کی حمایت و تعریف کی اور اس سلسلہ میں الیا رویہ اختیار کیا جو بے حد نامناسب اور اشتعال انگیز تھا۔ نتھو رام نے جوڈیشل کمشنر کراچی کی عدالت میں سزا کے خلاف اپیل دائر کیا اس کی سماعت ہونے والی تھی کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک پٹھان عبدالقیوم خاں نامی نے اس کو قتل کر دیا۔

ملزم نے مجسٹریٹ کے سامنے اور عدالت میں جو بیان دیا ہے۔ اس میں واضح طور پر کہا ہے، کہ نتھو رام نے حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں گستاخی کی تھی جسے میں برداشت نہ کر سکا اور اپنی مرضی سے نتھو رام کو قتل کر دیا۔ ملزم نے یہ بھی کہا کہ میں نے یہ کچھ کیا اپنی خوشی اور ارادے سے کیا۔ میرا کوئی رازدار یا شریک کار نہ تھا۔

عبدالقیوم کا مفروضہ قتل نہایت قابلِ افسوس اور احکام اسلامی کے خلاف ہے۔ شریعت اسلام اس قسم کی حرکات کو ہرگز جائز قرار نہیں دیتی چنانچہ سندھ اور دوسرے صوبوں کے متعدد ذمہ دار مسلمانوں نے اس واقعہ پر پرزور الفاظ میں اظہار افسوس کیا۔ لیکن آریوں اور مہاسبھائی ہندوؤں نے اس موقعہ پر حسب عادت جو رویہ اختیار کیا ہے وہ نہایت غیر شریفانہ اور امن سوز ہے۔ یہ لوگ ایک غیر ذمہ دار مسلمان کے فعل کے لئے جو اس سے اضطراری حالت میں سرزد ہوا ہے۔ ساری مسلمان قوم اور مذہب اسلام کو ذمہ دار قرار دے رہے ہیں ان کو سازش کا ہوا خواہ مخواہ نظر آرہا ہے اور دیوانہ وار اس قسم کی نازیبا باتیں کہہ اور لکھ رہے ہیں۔ جنکا نتیجہ بدمزگی و ہندو مسلم نفاق کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ عبدالقیوم کا مفروضہ فعل سراسر خلاف اسلام ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ آریوں اور مہاسبھائیوں کی اشتعال انگیزیوں اور بدزبانیوں کا نتیجہ ہے نتھو رام نے جان بوجھ کر ایک دل آزار کتاب لکھی۔ آریوں نے اس کو ایک بہت بڑا مصنف بنا کر رکھ دیا۔ حکومت نے مقدمہ چلایا تو برا اچھا خاصا ہیرو بن گیا۔ اب ایک پٹھان نے اضطراری حالت میں اسے قتل کر دیا۔ تو اسے شہید دھرم کے نام سے پکارا جا رہا ہے۔

قتل بے شک ایک مذموم فعل ہے لیکن دل آزار جاہلانہ کتابیں لکھ کر کروڑوں انسانوں کے دلوں کو صدمہ پہنچانا اور قابل عزت مذہبی پیشواؤں کی شان میں گستاخیاں کرنا قتل سے بہت زیادہ قابل نفرت ہے۔ آریوں اور مہاسبھائیوں سے تو ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے کیونکہ ان پر ایک جنونی کیفیت طاری ہے لیکن صحیح الخیال ہندوؤں سے گزارش ہے کہ وہ مرض کے اصل اسباب کو دور کریں

کام کرنے کا موسم

موسم سرما کی آمد آمد ہے، کالج اور سکول کھل گئے ہیں۔ سرکاری دفاتر عنقریب شملہ وغیرہ سے میدانی شہروں میں منتقل ہونے والے ہیں۔ یہ کام کرنے کا بہترین موسم ہے۔ احباب سلسلہ ما صکر احمدی نوجوانوں کو اپنے تعلیمی و دنیوی مشاغل کے ساتھ ساتھ خدمت دین کے لئے بھی تھوڑا بہت وقت نکالنا چاہیئے ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور اور اس کی بیرونی شاخوں اور احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کے لئے لازم ہے کہ اپنی زندگی و بیداری کا مزید اور تازہ ثبوت پیش کریں۔ تمام جماعتوں کو درس قرآن کا سلسلہ جلد از جلد شروع کر دینے کا اہتمام کر دینا چاہیئے۔

اپنے محترم بزرگوں کی خدمت میں بھی ہم گذارش کرینگے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جن جن جماعتوں کی تربیت و تنظیم ان کے سپرد کی ہے وہ ان میں مقیم رہ کر کام کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ وقت نکالیں۔ اگر ہمارے قابل عزت بزرگوں نے حضرت امیر کی تجویز پر عمل فرمایا تو انشاء اللہ جماعتوں میں کام کرنے کی تازہ روح پیدا ہو جائیگی۔ چند ماہ ہوئے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے صوبہ سرحد کی بعض جماعتوں کا دورہ فرمایا تھا جس کے نتائج توقع سے زیادہ اچھے ظاہر ہوئے۔

موسم سرما میں اخبارات کی توسیع اشاعت کا کام بھی زیادہ کامیابی سے ہو سکتا ہے۔ اسلئے احباب "پیغام صلح" "لائیٹ" اور مسلم ریوائیول کیلئے جدید خریدار پیدا کرنے کی کوشش بھی ضرور کریں غرضیکہ کام کرنے کے ان ایام کا استعمال بہتر سے بہتر طریق پر ہونا چاہیئے۔

جرمن ترجمۃ القرآن

حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک مختصر سی اپیل لکھی ہے جو پیش نظر اشاعت کے صفحہ اول پر شائع ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمن ترجمۃ القرآن کئی ماہ ہوئے مکمل ہو چکا ہے اب اس کی طباعت کا مرحلہ درپیش ہے۔ جماعت کے جو احباب اس کار خیر میں شرکت کی سعادت سے محروم نہیں رہنا چاہتے۔ انکو مولانا موصوف نے اخراجات طباعت میں شامل ہونے کی دعوت دی ہے۔ جرمن ترجمۃ القرآن کی جلد از جلد اشاعت بے حد ضروری ہے۔ اس موضوع پر اس سے قبل بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لہٰذا ہم ہر ایک فرد سلسلہ سے اس اپیل پر لبیک کہنے کی درخواست کرتے ہیں۔

اسلام اور جاپان

گذشتہ ہفتہ عربی اور یورپین ذرائع سے یہ خبر ہندوستان پہنچی ہے کہ جاپان نے مذہب اسلام کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا ہے ایسی خبریں تو مدت سے آرہی ہیں کہ جاپانی قوم میں اسلام کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو رہا ہے اور حکومت جاپان اسلامی اقوام و ممالک سے دوستانہ مراسم قائم کرنیکی ازحد خواہشمند ہے۔ ایک تازہ اطلاع یہ بھی ہے کہ عنقریب جاپانی طلبا اور اساتذہ کا ایک وفد عربی ممالک کا دورہ کرے گا اور مصر سے سینکڑوں طلبا منتخب کر کے جاپان لے جائیگا اور وہاں انہیں ٹوکیو یونیورسٹی میں حکومت کے خرچ پر تعلیم دی جائیگی۔ ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاپان مختلف اثرات اور ضروریات کے ماتحت اسلام اور اسلامی اقوام و ممالک کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ مسلمان اس پر خوش ہو رہے ہیں۔ ان کی خوشی بالکل بجا ہے لیکن صرف خوش ہو جانے سے کوئی فائدہ نہیں اگر جاپان میں تبلیغ اسلام کے لئے مناسب فضا پیدا ہو چکی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں لیکن مسلمانوں میں عملی لحاظ سے کوئی جوش اور کوئی حرکت نظر نہیں آتی۔ کیونکہ ان کا بہت بڑا طبقہ بے عمل و تاریک خیال ملاؤں اور ناعاقبت اندیش و خودغرض لیڈروں کے زیر اثر ہے۔ یہ ملانے اور لیڈر صرف تکفیر و تخریب کے شائق ہیں اور اتحاد و تعمیر سے یکسر ناآشنا۔ برلن مشن کی بربادی کے لئے یہ ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں گے۔ لیکن جاپان یا کسی اور ملک میں تبلیغی مشن کے قیام کی توفیق انہیں قیامت تک نہیں ہو سکتی۔ اس کار خیر کیلئے ان کا ایک قدم بھی نہیں اٹھ سکتا البتہ مشن قائم ہو جانے کے بعد اس کو برباد و بدنام کرنے کے لئے ضرور میدان میں آجائیں گے۔

گاندھی کا زوال

کچھ زیادہ دن نہیں گذرے گاندھی جی ہندو قوم کے مسلمہ لیڈر تھے۔ ہندو ان کی عزت و اطاعت نہیں بلکہ پرستش کرتے تھے۔ ان کے اقتدار و اثر سے مرعوب ہو کر بعض ناعاقبت اندیش اور کمزور دل مسلمان بھی ان کے سامنے سربسجود ہو گئے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ہوا کا رخ بدل گیا۔ مہاسبھائی لیڈر و آریہ

تو ایک طرف رہے خود کانگرسی ہندو بھی گاندھی جی کو دھکے دیکر کانگرس سے باہر نکال رہے ہیں۔ مسٹر نیل نے تو ان کو اجلاس بمبئی کی شرکت سے بھی منع کر دیا ہے ان کی بجائے جناب مالوی جی کی طوطی بول رہی ہے۔ کیا ان غلط کار دگم کردہ راہ مسلمانوں نے جو گاندھی کو پیغمبر کا درجہ دینے میں بھی تامل نہ کرتے تھے ان کے اس عبرت انگیز زوال سے کوئی سبق حاصل کیا ہے؟ بعض حلقوں میں کہا جاتا ہے کہ گاندھی جی کا زوال بھی ہندو قوم کی ایک چال ہے۔ چونکہ موجودہ حالات میں مالوی جی کی قیادت ہندوؤں کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ اسلئے انہوں نے گاندھی جی کو بلاتامل علیحدہ کر دیا ہے اور گاندھی جی نے بھی اپنی قوم کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے چپ چاپ میدان مالوی جی کے لئے خالی چھوڑ دیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تب بھی ان مسلمانوں کو شرم آنی چاہیئے جو مغزدمنہ وطن پرستی کے نشہ میں مدہوش اپنی قوم کو کانگرس کی قربان گاہ پر ذبح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مغربی نظامہائے حکومت کا ماتم

پروفیسر گلبرٹ مری یورپ کے ایک نامور ماہر سیاسیات و اقتصادیات ہیں آپ نے گذشتہ دنوں انٹرنیشنل کنفیڈریشن کے مشہور نمائندہ اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے نہایت زور سے فرمایا۔

"گذشتہ صدی میں جسقدر حکومتیں گذری ہیں ان سے بدتر آج کی حکومتیں ہیں۔ آج بہت سے بے گناہ قیدخانوں میں بند ہیں خفیہ پولیس کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے اور پروپیگنڈا کا فن جو ایک جدید ایجاد ہے بہت ترقی کر گیا ہے اور اپنے اندر حسن و خوبی کی کوئی علامت نہیں رکھتا یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ تمام دنیا کی حکومتیں قریب قریب دیوالیہ ہو گئی ہیں یا دیوالیہ ہونے والی ہیں اور اسلحہ پر اس قدر خطیر رقم خرچ کر رہی ہیں جسکی کوئی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔۔۔۔۔ آئندہ دو باتوں میں سے ایک ضرور ہو گی جنگ یا دیوالہ"

ہمارے یورپ زدہ دوست جو مغربی تہذیب و تمدن کی طرح مغربی نظامہائے حکومت کے بھی بے حد مداح و دلدادہ ہیں کیا وہ یورپ ہی کے ایک مفکر کے مندرجہ بالا الفاظ پر غور کرنے کیلئے تیار ہیں؟

کاش یورپ اور مقلدین یورپ کو معلوم ہوتا کہ مغربی نظامہائے حکومت کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ زر وجاہ کی حرص اور ہوس کی لعنت ہے۔

قابل تعریف مثالیں

اسمبلی کے لئے لائل پور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے اسلامی مسلم حلقہ انتخاب سے میاں عبدالعزیز بیرسٹر صدر بلدیہ لاہور اور سید امجد علی شاہ صاحب (آشیانہ لاہور) امیدوار تھے، ان دونوں احباب نے نہایت معقول اور قابل تعریف طرز عمل اختیار کیا یعنی انتخابی کشمکش میں وقت اور روپیہ برباد کرنے کی بجائے سر فیروز خاں صاحب نون اور ڈاکٹر سر اقبال کو حکم مقرر کر لیا۔ جنہوں نے مندرجہ ذیل فیصلہ صادر فرمایا۔

"ہماری رائے میں میاں عبدالعزیز صاحب کی خدمات پنجاب کونسل کیلئے ضروری ہیں لہذا ہم نے سید امجد علی شاہ کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ چونکہ ہماری قوم اس قابل نہیں کہ انتخاب پر روپیہ ضائع کرے لہذا ہم اس بات کی امید کرتے ہیں کہ وہ بلامقابلہ منتخب ہو جائیں گے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ دوسرے مسلمان امیدوار بھی اسی طرح انتخاب کی پریشانیوں اور اخراجات سے نجات حاصل کریں گے"

یہ معلوم کر کے بیحد مسرت ہوئی کہ میاں صاحب موصوف نے اس فیصلہ کو بخوشی تسلیم کر کے اپنی عالی حوصلگی اور اعلیٰ اخلاق کا ثبوت دیا ہے۔ قبل ازیں جناب نواب محمد ابراہیم خاں آف تجوڑہ پیر غلام بھیک صاحب نیرنگ کے حق میں دست بردار ہو کر اسمبلی کونسلوں اور میونسپلٹیوں کے امیدواروں کے لئے ایک مبارک اور قابل تقلید مثال قایم کر چکے ہیں۔ کاش مسلمان ان مثالوں سے فائدہ اٹھائیں۔

محنت و ہمت کے کرشمے

اس ہفتہ اخبارات میں جے پور کے ایک مادر زاد نابینا مسلمان طالب علم کے حیرت انگیز اور سبق آموز حالات شائع ہوئے ہیں جس نے اپنی محنت و کوشش سے حصول تعلیم میں حیرت انگیز ترقی کی ہے بچپن میں اس نے قرآن کریم حفظ کر لیا۔ اور اسکی نہایت صحت و روانی کے ساتھ تلاوت کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ علوم مشرقیہ کی درسگاہ میں شریک ہو گیا۔ اور کتابوں کو سن سنکر یاد کر لیا اس طرح تیاری کر لینے کے بعد وہ پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل کے امتحان میں شریک ہوا اور ایک محرر کے ذریعہ سوالات کا جواب لکھوا تا رہا۔ اور امتیازی طور پر کامیابی حاصل کی لیکن اس کی علمی تشنگی کو اس کامیابی سے بھی سکون حاصل نہ ہوا۔ تازہ اطلاع ہے کہ وہ طبی علوم کے حصول کے لئے طبیہ کالج دہلی میں شریک ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ارادوں میں برکت دے۔

اس مادر زاد نابینا طالب علم کی مثال ہمارے خیال میں ہزاروں لاکھوں آنکھوں والے پست ہمت اور غفلت شعار نوجوانوں کے لئے مشعل ہدایت کا کام دے سکتی ہے۔ اور اس حقیقت کا ایک ناقابل ثبوت ہے کہ ؎

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

دیوبندی ملانوں کی حماقت

بریلی سے دیوبندی ملانوں کا ایک رسالہ "الفرقان" کے نام سے جاری ہوا ہے جس میں زیادہ تر دیوبندی حضرات کے مذاق کے مطابق نہایت بے معنی، مضحکہ انگیز اور اتحاد شکن مضامین ہوتے ہیں۔ اس قسمت ماہ جمادی الاول کا پرچہ پیش نظر ہے اس کے ایک مضمون کا عنوان "مرزا قادیانی آریہ تھے" ہے مضمون میں یہ ثابت کرنے کی احمقانہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود آریہ تھے۔ دلیل یہ دی گئی ہے۔ کہ چونکہ مرزا صاحب کرشن کو نبی اور وید کو الہامی کتاب مانتے تھے۔ اس لئے وہ آریہ ہیں۔ اس احمقانہ دلیل کے لحاظ سے مسلمان عیسائی بھی ہوئے۔ کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ کو نبی اور انجیل کو الہامی کتاب مانتے ہیں۔ یہودی بھی ہوئے کیونکہ حضرت موسیٰ اور توریت کو مانتے ہیں۔ دیوبندی ملانوں کی اس لچر دلیل کو سن کر تمام لوگ جنہیں ذرہ بھر بھی عقل ہے۔ حتیٰ کہ آریہ بھی مسکرا دیں گے۔ جس مرزا قادیانی نے آریہ سماج کا میدان میں مقابلہ کیا اور اس کو پے در پے شکستیں دے کر اس کی بنیادیں کھوکھلی کر دیں جس کی سچی پیشگوئی کے مطابق مشہور بدزبان آریہ لیکھرام عبرتناک موت مرا جس نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ سو سال کے اندر آریہ سماج پر موت وارد ہو جائے گی۔ اس کو دیوبندی ملانے آریہ کہہ کر اپنی جہالت کا ثبوت دے رہے ہیں۔

ہم یقین دلاتے ہیں کہ صحیح الخیال مسلمان دیوبندی ملانوں کی عزت کے متعلق کوئی حسن ظن نہیں رکھتے۔ اس لئے انہیں اپنی حماقت کا مظاہرہ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

تعصب و تنگ نظری انسانیت کیلئے ایک بہت بڑی مصیبت ہے۔ لیکن جب حماقت اور بے شعوری بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ تو یہ مصیبت زیادہ خوفناک ہو جاتی ہے۔ آج کل دیوبندی ملانوں میں یہ تمام قابل نفرت باتیں موجود ہیں۔

جامعہ ازہر میں اصلاح

مصر کی مشہور درسگاہ جامعہ ازہر اسلامی علوم کا ایک قدیم و مشہور مرکز ہے۔ تمام اسلامی دنیا سے طلبہ یہاں تکمیل علم کے لئے پہنچتے ہیں۔ لیکن افسوس صدیوں سے اس پر تنگ خیال اور جمود پسند ملانوں کا قبضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ازہر کے اساتذہ اور طلبہ میں روشن خیالی اور صحیح اسلامی روح مفقود ہے۔ اس پر تاریک خیالی، فرقہ پسندی اور جمود کی تاریکی مسلط ہے۔ لیکن شکر ہے کہ بعض تعلیم یافتہ مصری مسلمانوں کی کوشش سے اس کے طریقہ تعلیم اور نصاب میں مفید تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔ بعض جدید علوم اور غیر ملکی زبانوں کی تعلیم بھی دی جانے لگی ہے۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ جب تک ملاازم کو جامع ازہر سے کلی طور پر باہر نہیں نکالا جاتا اس وقت تک کوئی اصلاحی کوشش صحیح معنوں میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

یورپ میں سینما کے خلاف تحریک

سینما مخرب اخلاق فلموں کی وجہ سے بداخلاقیوں اور جرائم کی تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ ثابت ہو رہا ہے۔ مغرب کی لعنت ایشیائی اور اسلامی ممالک میں حیرت انگیز سرعت کے ساتھ مروج ہو رہی ہے۔ اور اس کے رواج کے ساتھ ساتھ بداخلاقیاں اور جرائم زیادہ ہو رہے ہیں۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ "تہذیب نو" کی اس "نعمت" سے یورپ والے بھی تنگ آ گیا ہے اور وہاں سینما کے خلاف باقاعدہ تحریک شروع ہو گئی ہے۔ جس میں یورپ کے دانا غیر معمولی دلچسپی لے رہے ہیں۔ دیکھئے مشرق کے یورپ زدوں کی آنکھیں اب بھی کھلتی ہیں یا نہیں

مسلم خواتین کا ارتداد اور اس کا انسداد

قانون خلع کی اہمیت و ضرورت

(از جناب مولانا احمد صاحب)

مسلمان عورتوں کا ارتداد اور قوم کی غفلت

آئے دن اخبارات میں یہ تکلیف دہ خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ مسلم خواتین اپنے خاوند کی بدسلوکی سے تنگ آ کر اپنے عزیز مذہب اسلام کو خیرباد کہکر مرتد ہوتی جا رہی ہیں۔ لیکن آج تک نہ علماء وقت نے اور نہ دیگر لیڈروں اور سمجھدار طبقے نے نہ معزز اراکین اسمبلی نے اس کے انسداد کے لئے کچھ سوچا اور نہ کوئی عملی کام شروع کیا۔ جب کہیں اس قسم کا واقعہ ظاہر ہوتا ہے تو چند دن عیسا کہ مسلمانوں کا عام دستور ہے۔ اخباروں میں شور و غوغا ہوا اور سوڈے کے اُبال کی طرح بیٹھ گیا۔ ضرورت ہے کہ اس کے انسداد کی تدابیر سوچیں اور جو باتیں انہیں مفید نظر آئے اسے قانون کی شکل دیدیں اور گورنمنٹ سے منظور کرائیں۔

ایک تجویز

میرے خیال میں ضرورت اس بات کی ہے کہ چند روشن خیال علماء اور اسمبلی کے چند معزز ممبران قوم کے ممبروں اور چند بالغ نظر وکیلوں اور بیرسٹروں کا اجلاس منعقد کرایا جائے اور معقولی رنگ میں وہ مسائل زیر بحث لائے جائیں جن کا تعلق ان باتوں سے ہو جن سے یہ سلسلہ ارتداد رک جائے۔

اہل علم حضرات سے درخواست

میں اپنے ناچیز خیالات اس کے متعلق بذریعہ اخبار پیغام صلح شائع کرنا چاہتا ہوں ممکن ہے ان میں سے کوئی بات کسی صاحب کو مفید نظر آ جائے اور اس سے مشورہ میں کام لے۔

اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ مسائل متعلقہ کو حنفی شافعی، مالکی، حنبلی اہل حدیث کی عینک سے نہ دیکھیں نہ ان میں سے کسی خاص مذہب کو سامنے رکھکر اس پر بحث کریں نہ اس میں تعصب مذہبی کو دخل دیں بلکہ خالی الذہن ہو کر قرآن و حدیث اور فتاویٰ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں ضروریات زمانہ کو سامنے رکھ کر اخلاص و محبت سے قوم کی مصیبت کا علاج سوچیں۔ اس طرح امید ہے کہ نہایت آسانی سے اس مصیبت کا علاج کیا جا سکے گا۔

دو اہم مسئلے

میرا خیال ہے کہ اگر دو مسئلے صاف ہو گئے تو نہایت آسانی سے اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ کیا مسلمان عورت کی تبدیلیٔ مذہب سے اس کا نکاح اپنے مسلم شوہر سے فسخ ہو جاتا ہے اور دوسرا خلع کا مسئلہ۔ یہاں ہندوستان میں جو قانون شرعی جاری ہے وہ فقہ حنفی سے لیا گیا ہے۔ یعنی فقہ سے غیر مکمل طور پر، ان مسائل کو قانون کا لباس پہنایا گیا ہے۔ جن کا تعلق قیمت ازدواج سے ہے۔ اور فقہ حنفی میں یہ مسئلہ صاف ہے کہ خاوند بیوی میں سے ایک کی تبدیل مذہب سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ لیکن فقہ حنفی کی تخصیص اور خصوصیت سے الگ ہو کر دلائل کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیئے اور قرآن و حدیث کے ماتحت اس پر غور کرنا چاہئے۔ میرا مطلب فقہ حنفی کو ناقابل اعتماد بنانا اور اس کا استخفاف یا تحقیر کرنا نہیں۔ میں مجتہدین امت خصوصاً حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور ان کی خدمات قابل قدر سمجھتا ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

فقہ استنباط رائے اور قیاس کا نام ہے

میرا مطلب صرف اس قدر ہے کہ فقہ آخر استنباط اور رائے و قیاس ہے۔ اور وہ صحیح بھی ہوتا ہے اور غلط بھی اور یہ تو مشہور مسئلہ ہے۔ المجتهد قد یخطی و قد یصیب تو پھر ہم فقہ کو قرآن و حدیث کی حیثیت کیونکر دیں۔ چاہے وہ فقہ ایک امام کی ہو چاہے دو کی چاہے تین کی خواہ ائمہ اربعہ کا اجتہاد ہو۔ بہرحال وہ فقہ ہے اور اس میں غلطی اور اس کی اصلاح ہو سکتی ہے

فقہ میں ترمیم کی ضرورت

غلطی کے امکان کے علاوہ یہ کیوں ضروری ہے کہ ہم فقہ اور اجتہاد کو ایک دائمی قانون سمجھیں۔ کیونکہ یہ امر واضح ہے کہ اجتہاد اور استنباط پر واقعات اور حالات حاضرہ کا بہت اثر پڑ جاتا ہے بلکہ واقعات اور حالات حاضرہ سے استنباط اور اجتہاد میں بڑی مدد ملتی ہے۔ اور حالات کی تبدیلی سے اجتہاد اور فقہ کی تبدیلی لازمی امر ہے۔ پس کیوں یہ جائز نہیں ہے کہ ہم حالات کی تبدیلی کے ساتھ نیا اجتہاد کریں اور فقہ قدیم میں ترمیم کریں اور جیسے حالات ہوں ویسا ہی اس کے مناسب احکام صادر ہوں۔

ایک مثال

ایک مثال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ مثلاً حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے کہ نماز کی امامت وغیرہ عبادات پر اُجرت لینا حرام ہے۔ لیکن متاخرین فقہا نے اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے کہ آج کل چونکہ حالات بدل گئے ہیں اس لئے ضرورت زمانہ کو سامنے رکھ کر امامت وغیرہ عبادات پر اُجرت لینا درست ہے۔ اور آج کل قریباً ساری اسلامی دنیا میں اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ بلکہ امامت وغیرہ کو پیشہ بنایا گیا ہے۔ جب حالات کی تبدیلی سے فقہا و فقہ کی تبدیلی پر مجبور ہو جاتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کو چھوڑ کر نئی فقہ بنانے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو ہمارے لئے کیوں جائز نہیں کہ ہم تبدیلی حالات کی بنا پر نئی فقہ بنالیں اور پرانی فقہ میں ترمیم کریں۔ یہ ترمیم قرآن و حدیث کی رو سے نہیں کہ ناجائز ہو بلکہ اجتہادات اور فقہ میں ترمیم ہے جو جائز اور درست ہے

خود حضرت نبی کریمؐ نے اجتہاد میں تبدیلی کی

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کیا اور حالات کی تبدیلی سے اجتہاد کو بدل دیا۔ مثلاً آپ نے فرمایا ہے۔ نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها فانها تذكر الموت

ترجمہ۔ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ سنو (اب) تم قبروں کی زیارت کرو اس سے موت یاد آجاتی ہے۔

پہلے جب بت پرستی کا چرچا تھا اور قبر پرستی بھی بت پرستی کی ایک ن... ہے تو قبر پرستی سے روکنے کے لئے آپ نے قبروں کی زیارت سے بھی روکا۔ مگر جب توحید ہر طرح سے دلوں میں جگہ کر گئی۔ اور شرک کا بکلی استیصال ہوا تو پھر آپ نے قبروں کی زیارت کی اجازت بلکہ اس کی ترغیب دیدی۔ اسی طرح شراب کی حرمت کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض برتنوں میں ان چیزوں کو بھگو کر اس کے پانی پینے سے بھی منع فرمایا جن سے شراب بنایا جاتا تھا۔ کیونکہ ان میں جلد شراب بننے کا ڈر تھا۔ لیکن جب شراب سے بکلی نفرت ہوئی اور اس بات کا خوف نہ رہا کہ بعض کمزور طبیعت کے لوگ اس طریق کو شراب پینے کا ذریعہ بنالیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اب تم ہر ایک برتن میں نبیذ حاصل کر کے پی سکتے ہو۔

بے شمار مثالیں موجود ہیں

غرض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور فقہاء کے اجتہادات میں سے بے شمار اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ تبدیل حالات سے اجتہادی احکام کی تبدیلی ہوئی۔ پس ہمارے فقہ میں یہ ایک زبردست اصول آگیا ہے۔ کہ اجتہادی احکام تبدیل حالات سے بدل سکتے ہیں اور پہلے بھی بدلتے رہے اور آیندہ بھی بدلتے رہیں گے۔ پس جو نکہ حالات بدل چکے ہیں تو کیوں آج سے بارہ سو برس پہلے کے فقہ کا کوئی حکم یا مسئلہ تبدیل کا قابل نہیں ہے۔

عورت کے تبدیل مذہب سے نکاح فسخ نہیں ہوتا

اس تمہید کے بعد میں اصل مسئلہ کی طرف آتا ہوں کہ کیا قرآن کریم کا کوئی واضح حکم ہے کہ تبدیل مذہب سے نکاح قائم نہیں رہتا اور فسخ ہو جاتا یا کسی صحیح حدیث کا حکم ہے کہ تبدیل مذہب سے نکاح باقی نہیں رہتا۔ جہانتک قرآن پر غور کیا جاتا ہے۔ تو اس میں کوئی ایسا صاف حکم نہیں کہ مسلمان خاوند بیوی میں سے اگر بیوی کوئی اور مذہب اختیار کرے تو اس کا نکاح فسخ ہو جاتا۔

اہل کتاب عورت سے نکاح جائز ہے

البتہ دوسری طرف صاف حکم موجود ہے۔ والمحصنت من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم اور وہ پاکدامن عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں جو اس قوم سے ہوں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی۔ پس اس آیت کا صاف حکم ہے کہ اہل کتاب عورتوں سے نکاح درست ہے۔

اہل کتاب کی تعریف

جس قوم کے پاس کوئی کتاب ہو جسے وہ آسمانی سمجھتی ہے تو وہ اہل کتاب میں شامل ہے۔ اور اس میں ہندو بھی آجاتے ہیں کیونکہ وہ وید کو جو ان کے پاس ہے آسمانی کتاب سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہندو عورتوں کے ساتھ بھی نکاح درست ہے۔ اور عیسائی عورتوں کے ساتھ بھی نکاح درست ہے۔

ایک ہی صفت دو متضاد حکموں کی وجہ نہیں ہو سکتی

اب مندرجہ بالا آیت کے رو سے اہل کتاب والی خاتون سے نکاح درست ہے۔ جس میں عیسائی اور ہندو عورتیں آجاتی ہیں اور جواز نکاح کی وجہ اس کا اہل کتاب ہونا ہے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب ایک مسلمان کی مسلمان بیوی عیسائی یا آریہ ہو جاتی ہے تو پھر کیوں نکاح باطل یا فسخ ہو جاتا ہے۔ یعنی وہی وجہ جو جواز کیلئے ہے۔ دوسری صورت میں کیوں فسخ نکاح کی وجہ ہو جاتی ہے ظاہر ہے کہ ایک ہی صفت دو متضاد حکموں کی وجہ نہیں ہو سکتی۔

پس یہ نہیں ہو سکتا کہ عورت کا اہل کتاب ہونا جو جواز نکاح کی وجہ ہے فسخ نکاح کی وجہ اور سبب بن جائے۔ ایک انسان بھی ایسا نہیں کر سکتا کہ ایک ہی بات کو ایک امر کے جواز کا سبب بھی ٹھیرائے اور اس بات کو اسی جواز کے خلاف عدم جواز کا سبب بھی بنائے۔ تو اللہ تعالےٰ کی ذات کے متعلق تو اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ ایک ہی امر کو دو متضاد حکموں کے لئے وجہ اور سبب ٹھیرائے۔ بلکہ ایک ہی حکم کا سبب قرار دے گا یا جواز کا یا عدم جواز کا۔ اور جب اللہ تعالےٰ نے عورت کا اہل کتاب میں سے ہونا اس کے ساتھ جواز نکاح کا سبب ٹھیرایا ہے تو ثابت ہوا کہ عورت کے عیسائی یا آریہ بن جانے کی صورت میں بھی ہوا ہوا نکاح قائم رہے گا۔ فسخ نہیں ہو گا۔

حدیثوں سے بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا

حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ عورت کے مرتد ہونے کی صورت میں یا اہل کتاب ہو جانے کی صورت میں اس کا

نکاح مسلمان خاوند سے فسخ ہو جاتا ہے اور جب قرآن کریم نے عورت کا اہل کتاب میں سے ہونے کو جواز نکاح کا سبب ٹھہرایا ہے تو اس کے خلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فسخ نکاح کا فتویٰ کیونکر صادر فرماتے۔

البتہ فقہا نے تبدیل مذہب کو فسخ نکاح کا سبب ٹھہرایا ہے۔ اور بیوی کے مرتد ہونے سے ان کے نزدیک نکاح نہیں رہ سکتا۔ لیکن قرآن و حدیث سے اس کے لئے کوئی سند نظر نہیں آتی۔ اس لئے والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم کی روشنی میں ہم کو چاہیئے کہ اس مسئلہ میں پرانی فقہ کو چھوڑ دیں اور اس کی جگہ یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ مسلمان بیوی کے عیسائی ہونے یا آریہ ہونے یا کسی اور اہل کتاب میں سے ہونے کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔

مسلمان عورتوں کے ارتداد کا سبب اور اس کا علاج

اس بات کو صحیح تسلیم کرنے کے بعد کہ تبدیل مذہب سے عورت کا نکاح مسلمان خاوند سے فسخ نہیں ہو سکتا۔ ارتداد کا سلسلہ ایک حد تک رک جائے گا لیکن ارتداد کا اصل سبب جو عورت کا مسلمان خاوند کی بدسلوکی سے تنگ آنا اور ارتداد کے سوا نجات کے لئے اور کوئی رستہ نہ پانا ہے پھر بھی باقی رہ جاتا ہے۔ جب تک اصل سبب کو رفع نہ کیا جائے تو ارتداد کے سلسلہ کا پوری طرح استیصال نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اصل سبب کے رفع کرنے کا علاج سوچنا چاہیئے۔

قانون خلع کی ضرورت

اس کا علاج یا تو یہ ہے کہ شوہر کی اصلاح کی جائے کہ وہ درندوں کی صفت چھوڑ کر ایک مسلمان انسان کی طرح بیوی سے نیک سلوک کرے۔ اگر یہ نہ ہو سکتا ہو تو خلع کے ذریعہ بیوی کو اس سے الگ کیا جائے۔ خلع علاج ہی اس بات کا ہے کہ جب دونوں میں محبت اور باہمی رواداری کے تعلقات نہ ہوں اور بیوی تلخ زندگی سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہو تو وہ مہر واپس کر کے باہمی رضامندی سے یا بتوسط حکومت اپنے خاوند سے الگ ہو جائے۔

زمانہ نبوت کا ایک واقعہ

ایک خاتون جس کا نام جمیلہ ہے اسی غرض سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ جو باغ تیرے خاوند ثابت بن قیس نے تمہیں مہر میں دیا ہے اسے آپ واپس کرنا چاہتی ہیں انہوں نے عرض کیا ہاں آپ نے اس کے خاوند سے فرمایا کہ اپنا باغ لے لو اور اسے چھوڑ دو۔ چنانچہ اس نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ اس کی قید نکاح سے آزاد ہو گئی۔

عورتوں کے لئے ایک مفید قانون

یہ ایک نہایت آسان صورت تھی جس سے بیوی ضرورت کے وقت خاوند سے طلاق حاصل کر سکتی ہے۔ یہ ایک رحمت الٰہی کا قانون تھا جس سے مصیبت زدہ بیویاں ضرورت کے وقت فائدہ اٹھا سکتی تھیں اور ظالم خاوندوں کے مظالم اور ناجائز سلوک سے نجات حاصل کر سکتی تھیں۔ لیکن افسوس کہ فقہا کی طبع آزمائیوں اور بلا ضرورت اجتہاد نے اس وسیع اور مفید قانون کو تنگ اور بیکار بنا دیا اور یہ شرط لگا دی کہ خلع ہو تو سکتا ہے مگر خاوند کی اجازت سے۔ یعنی اگر خاوند بیوی کو نہ چھوڑنا چاہے تو خلع کی صورت میں حکومت یا قاضی اسے اپنی بیوی چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ اور اس طرح جو قانون رحمت بن کر مصیبت زدہ عورتوں کے نجات کے لئے آیا تھا وہ فقہا کی طبع آزمائیوں کی وجہ سے کالعدم ہو گیا۔

حضرت نبی کریم کا فیصلہ حاکمانہ اختیارات کے ماتحت تھا

لیکن قرآن کریم نے خلع کے لئے خاوند کی رضامندی کی شرط نہیں لگائی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ شرط نہیں لگائی اور جس خاتون کو آپ نے بذریعہ خلع اپنے شوہر سے آزاد کرایا تھا تو شوہر سے اجازت نہیں لی کہ کیا آپ مہر واپس لے کر اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہتے ہو بلکہ صرف بیوی سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ مہر کا باغ واپس کرنا چاہتی ہو تو اس نے عرض کیا ہاں تو آپ نے خاوند سے فرمایا کہ اپنا باغ لے کر اسے طلاق دے دو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

خلع میں شوہر کی اجازت غیر ضروری ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ بحیثیت بادشاہ اور حاکم وقت ہونے کے کیا تھا نہ بحیثیت مشیر ہونے کے اگر مشیر ہونے کی حیثیت سے کرتے تو ضرور خاوند سے بھی دریافت فرماتے اور اس کی رضامندی حاصل کر کے اسے اپنی بیوی چھوڑنے کا مشورہ دیتے۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ فیصلہ حاکمانہ اختیارات کے ماتحت تھا۔

دارقطنی اور عبد الرزاق کی روایتوں سے اس بات کی مزید تائید ہوتی ہے کہ یہ فیصلہ حاکمانہ اختیارات کے ماتحت تھا۔ دارقطنی کے لفظ یہ ہیں۔ فقال قد قبلنا قضاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ثابت نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قبول کر لیا۔ اور عبد الرزاق کی روایت کے لفظ یہ ہیں۔ فقضی بذالک علی الزوج۔ باغ مہر کے واپس دینے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاوند کے خلاف فیصلہ کیا۔ یعنی اس کی بیوی کو اس سے چھوڑوا دیا۔ قضا کا لفظ حاکمانہ فیصلہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔

قانون خلع کے متعلق ایک ضروری مشورہ

پس اگر خلع کو قانون کی شکل دینا ہے تو اس رنگ میں قانون بنانا ضروری ہے جس طریق پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا اور فقہا کی اس شرط کو اڑا دینا ضروری ہے کہ خلع جب ہو سکتا ہے کہ خاوند راضی ہو اور وہ اجازت دے۔

میں اپنی جماعت کے بزرگوں سے پُرزور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اثر سے کام لے کر خلع کو قانون کی شکل دینے میں پوری کوشش کریں کیونکہ یہ بھی درحقیقت اس وقت اشاعت اسلام کے کاموں میں سے ایک اہم کام ہے۔

مسٹر مسی کنگ کی مساعی جمیلہ

علوم مشرقی اور خصوصاً طب یونانی [illegible]

[illegible] قابل تعجب ہے اتنی ہی لائق تحسین [illegible] ہے کہ مسٹر مسی کنگ ڈپٹی کمشنر ملتان [illegible] کا ذوق علم پروری و عام دوستی اس حد تک ہے کہ آپ نے [illegible] سینیٹوریم کوہ مری سالی میں طب یونانی کے لئے ایک خاص شعبہ قائم کیا ہے جس میں دیسی اطبا کا حیات آفریں طریقۂ علاج استعمال کیا جائے گا اور اس کے لئے ۱۵ر ستمبر ۴۳ء کی مجلس شوریٰ جناب حکیم بغدادی صاحب کو مقرر کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کیا جا سکتا کہ یہ انتخاب یقیناً لاجواب ہے۔ حکیم صاحب موصوف کی علمی لیاقت اور طبی تجربہ کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ ہزارہا مایوس العلاج مریض آپ کے فیض سے مستفیض ہو کر مرگ ناگہانی [illegible] شادمانی سے تبدیل کر چکے ہیں۔ خصوصاً تپ دق کا مہلک مرض جس کو پیغام موت تسلیم کیا جاتا ہے حکیم صاحب کے علاج میں آپ کو پوری مہارت حاصل ہے۔ [illegible] کے اس بہترین انتخاب اور جذبہ طب پروری پر تشکر آمیز تحسین کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔

(نامہ نگار [illegible])

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۹ر ستمبر کی شام کو لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ ریلوے اسٹیشن پر احباب کی کثیر تعداد موجود تھی۔ مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت بھی آپ کے ہمراہ آئے ہیں۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب انشاء اللہ ۴ر اکتوبر کی شام کو تشریف لائیں گے۔

— جنرل کونسل کا ایک ضروری اجلاس تعطیلات دسہرہ میں منعقد ہوگا جس میں بعض اہم امور طے کئے جائیں گے۔ اس کے متعلق علیحدہ مفصل اعلان شائع ہو رہا ہے۔

— یہ خبر احباب کی مسرت کا باعث ہوگی کہ جناب میاں محمد [illegible] خاں صاحب (چارسدہ صوبہ سرحد) آنریری سب جج مقرر ہوئے ہیں۔ آپ سلسلہ کے ایک قدیم اور قابل عزت رکن ہیں۔ یہ تقرر حکومت سرحد کی مردم شناسی کی دلیل ہے۔ ہم میاں صاحب موصوف کو اس عزت افزائی اور حکومت سرحد کو اس بہترین انتخاب پر مبارکباد دیتے ہیں۔

— ماسٹر محمد یعقوب بیگ صاحب کی بجائے ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے۔ انجمن کے دفتر تحویل کے انچارج مقرر ہوئے ہیں۔

— جناب محمد فضل الرحمٰن صاحب احمدی بھاگلپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ عرصہ سے علیل ہیں۔

— اخویم چوہدری ولایت خان صاحب اپنے بھائی عزیز نوازد خان صاحب کی صحت کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔ عزیز موصوف پلٹن میں ملازم اور دو ماہ سے بعارضہ بخار سخت بیمار ہیں۔

— جناب سید مسعود شاہ صاحب پچھلے تین چار ماہ سے شدید علیل اور بغرض علاج لاہور میں مقیم ہیں۔

— ان تمام احباب کے لئے درد دل سے دعائے صحت کی جائے۔

— ۱۹ر ستمبر کے پرچہ کا نمبر ۵۹ کی بجائے ۵۸ درج ہو گیا ہے۔ قارئین کرام تصحیح فرمالیں۔

— نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے محترم دوست مولوی عبد العزیز صاحب سیکرٹری جماعت شملہ کی چھ سالہ بچی کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پیغام صلح:- اس حادثہ میں ہمیں مولوی صاحب موصوف اور ان کے متعلقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

— [illegible] مسجد کی مرمت کے لئے چندہ موصول ہو رہا ہے۔ جن احباب اور جماعتوں نے اس بہت ہی ضروری کام کی طرف ابھی تک کماحقہٗ توجہ نہیں فرمائی۔ وہ بہت جلد توجہ فرمائیں۔ اس کام کا بہت جلد تکمیل پذیر ہو جانا نہایت ضروری ہے۔

ضروری درخواست

جن احباب کی طرف اخبار پیغام صلح کا بقایا ۱۹۴۳ء [illegible] چندہ قابل وصول ہے۔ ان کی خدمت میں وی پی کے جا رہے ہیں اور [illegible] ان کے چندہ کے لئے [illegible] بار [illegible] جناب براہ مہربانی انجمن کے خرچ کا احساس [illegible] ہوئے۔ وی پی تو ضرور وصول فرمائیں۔ اور سال رواں کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر بار [illegible] سے [illegible] بچائیں۔

خاکسار مینیجر پیغام صلح۔

ترجمہ و تفسیر قرآن پر ایک مقالہ

از مولینا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی

ہمارے محترم و قدیم دوست مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک عالمانہ مضمون لکھا ہے جس کے بعض ضروری حصے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں ۔۔۔ (ایڈیٹر)

تمہید

انسان کو اس دنیوی زندگی اور اس دنیوی زندگی کے بعد دوسری آخروی و دائمی زندگی میں کامیاب و بامراد بنانے اور سعادت و فلاح سے ہمکنار رکھنے کیلئے خدا تعالیٰ نے ہر قوم اور ہر ملک میں ہادیان برحق کے ذریعہ ہدایت نامے بھیجے اور ان ہدایت نامہ جات الٰہیہ کی تعلیمات حقہ نے نسل انسانی کی ہمیشہ دستگیری فرمائی۔ وحیٔ الٰہی کی روشنی میں ہی نسل انسانی ترقیات کی منازل طے کرتی ہوئی اس مقام تک پہنچی کہ اقوام و ممالک کی تفریق مرتفع ہو کر تمام دنیا ایک ملک کی حیثیت میں اور تمام اقوام عالم ایک قوم کی حالت میں تبدیل ہو کر وحدت نسل انسانی توحید باری تعالیٰ کی دلیل بنجائے، اور اس کو ایسا کامل ہدایت نامہ دیا جائے جو ہر قوم و ملک کی قیامت تک کیلئے رہبری کر سکے نیز اس ہدایت نامہ کا لانے والا ایسا ہادیٔ برحق اور رہبر کامل ہو جو مشرقی و مغربی کا امتیاز اور کالے اور گورے کا فرق مٹا کر تمام نوع انسان کے لئے یکساں رہبر اور اسوۂ حسنہ بن سکے، چنانچہ وہ ہادیٔ برحق اس کامل ہدایت نامہ کو لیکر آیا "صلی اللہ علیہ وسلم" اس ہدایت نامے کا نام قرآن مجید اور اس ہادیٔ برحق و رہبر کامل کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قرآن مجید یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ نے ہی تمام دنیا اور تمام نسل انسانی کو تہذیب نفس اور تہذیب اخلاق کے اصول سکھائے۔ اور کامرانی و مقصد وری کے طریقے بتلائے۔ قرآن مجید ہستی باری تعالیٰ، توحید باری تعالیٰ صفات باری تعالیٰ اور حیات بعد الممات کا یقین دلا کر اس دنیوی زندگی کے سازوسامان اور دنیوی راحت و آسائش کے اسباب کو انسان کا مقصود اصلی اور مطمح نظر نہیں ٹھہراتا۔ بلکہ دوسری اُخروی اور دائمی زندگی کی راحت و کامرانی کو حقیقی کامرانی بتاتا ہے۔ لیکن وہ اپنے کامل متبع کو اس دنیوی زندگی کی راحت و کامرانی سے بھی بے نصیب نہیں رکھنا چاہتا۔ اور دنیا میں کامیاب فرمانروا بننے کے صحیح اور بے خطا اصول تعلیم فرماتا ہے۔

الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموات و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ (لقمان رکوع ۳)

کیا تم غور نہیں کرتے کہ خدائے تعالیٰ نے آسمان و زمین کی ہر ایک چیز کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔ اور اس نے تم پر اپنی ظاہری یعنی جسمانی زندگی سے تعلق رکھنے والی اور باطنی یعنی اخلاق و روحانیت سے تعلق رکھنے والی دونوں قسم کی نعمتوں سے پورا کیا۔

جن لوگوں (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے تعلیمات قرآنیہ کی طرف کامل توجہ مبذول فرما کر قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنایا۔ وہ چونکہ دنیا میں بھی وعدہ قرآنی کے بموجب کامیاب و بامراد اور صاحب شرف یعنی حکمران و فرمانروا ہوئے۔ لہٰذا علم ریاضی کے مشہور قاعدہ ذریعہ متناسبہ کی رو سے اُن کا اس دوسرے جہان میں بھی عمل بالقرآن کی وجہ سے کامران ہونا یقینی ہے۔ اور یہی وہ سعادت انسانی ہے جس کے لئے انسان کو اپنی تمام تر کوششیں وقف کر دینی لازمی ہیں۔ اسی کا نام مذہب اسلام ہے اور اسی صحیح راستے پر انسان کو قرآن مجید چلانا چاہتا ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جنہوں نے قرآن مجید کے تعلیم کردہ صرف۔ ان اصولوں پر عمل کیا جو دنیوی کامیابی سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان تعلیمات کی طرف توجہ نہیں کی جو حیات اُخروی کی نجات و رستگاری اور کامیابی و مقصد وری سے متعلق تھیں۔ انہوں نے فقط دنیوی مفاد حاصل کئے۔ حیات اُخروی میں اُن کی ناکامی و نامرادی یقینی ہے۔ ایسے یک جانبہ لوگوں میں تمام وہ اقوام شامل ہیں۔ جو دنیوی اعتبار سے صاحب سطوت نظر آتی ہیں مگر اسلام و عقائد اسلامیہ سے دور و مہجور ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو بظاہر اسلام اور قرآن مجید کی صداقت کے منکر نہیں مگر تعلیمات قرآنیہ کی طرف سے غافل اور دنیا میں ناکام و نامراد پائے جاتے ہیں۔ افسوس کے ساتھ عرض کیا جاتا ہے کہ آج کل مسلمان کہلانے والوں میں بڑا حصہ انہی موخر الذکر لوگوں کا شامل ہے۔ جن لوگوں کو مسلمان کہا جاتا اور جو قرآن مجید اور تعلیمات قرآنیہ کے وارث و محافظ سمجھے جاتے ہیں۔ اُن میں بڑی تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہے جن کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں۔ آج عالم اسلام کو جس سب سے زیادہ ہولناک مصیبت اور مسلمانوں کو جس مہلک ترین بیماری سے واسطہ پڑا ہے وہ مسلمانوں کا قرآن مجید سے ہجر و دوری اختیار کر لینا ہے۔

مسلمانوں کی معکوسیت یا اوندھا پن

اسلامی تعلیمات کی اساس و بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید وہ یقینی چیز ہے جس کے کلام الٰہی ہونے میں کسی شک و شبہ کو کوئی دخل نہیں مل سکتا۔ اس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف یقینی طور پر منزل من اللہ اور سب سے زیادہ غور و التفات اور توجہ کا مستحق ہے اس کے بعد سنت رسول اللہ (سنت ثابتہ) اُس کے بعد احادیث نبوی صلعم (حدیث صحیح) اس کے بعد اجماع امت (اجماع اصحاب قرون اولیٰ) جو امور شرع سے متعلق ہو یا اس کے بعد قیاس (جس کا مقیس علیہ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ہو) کا مرتبہ ہے۔ ان ماخذوں کے لحاظ کی ترتیب یہی ہے جو اُوپر درج ہوئی۔ لیکن حیرت کا مقام ہے کہ مسلمانوں نے اپنے عمل سے اس ترتیب کو بالکل اُلٹ اور اوندھا کر دیا ہے۔ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف سب سے زیادہ توجہ منعطف ہوتی اور قرآن مجید کے ذریعہ تہذیب نفس اور تہذیب اخلاق کے اعلیٰ مقام پر پہنچنے کی کوشش کی جاتی۔ کیونکہ قرآن مجید کے سوا یہ مقصود عالی کسی دوسری طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔ پھر احادیث نبوی سے ضروری تفصیلات اور احکام قرآنی کی صحیح تعبیر و تفسیر تک رسائی حاصل کی جاتی۔ اس کے بعد وقتی ضرورتوں اور ماحول کی تبدیلیوں کے سبب کچھ اور بھی تفصیلات کی ضرورت پیش آتی تو قرآن و حدیث کو پیش نظر رکھ کر قیاس سے کام لیا جاتا۔ لیکن مسلمانوں نے عام طور پر یہ مہلک طریقہ اختیار کیا کہ سب سے زیادہ توجہ اور ہمت قیاس پر صرف کر دی۔ قدیم فقہا کے فتووں کو مرکز توجہ بنانا علم دین قرار پا گیا۔ سنت و حدیث کی طرف التفات اور توجہ بہت ہی کم برائے نام رہ گئی۔ اور قرآن مجید کو تو بالکل غیر ضروری سمجھ لیا گیا۔

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا (محمد - ۳)

تو کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔ پھر سب سے بڑھ کر ستم یہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ کتاب و سنت کو پیش نظر رکھ کر قیاس و اجتہاد کا حق ہر زمانے میں علمائے کتاب و سنت کو حاصل ہوتا۔ قدیم فقہاء کے اجتہاد و قیاس کو اصول دین قرار دیکر اُسی پر غور کرنے اور اُسی کے موافق قیاس کرتے یعنی قیاس پر قیاس کرنے اور قیاس ہی کو مقیس علیہ بنانے کا نام علم دین اور دین اسلام سمجھ لیا گیا اور کتاب و سنت کی جگہ فقہائے قدیم رحمہم اللہ علیہم کے اجتہادات و قیاسات کو مل گئی۔ یعنی غیر الہامی و ہنگامی چیز کو وحی الٰہی اور سنت نبوی پر ترجیح دے کر کتاب و سنت کی طرف سے بے نیازی حاصل کر لی گئی۔ جو لوگ قرآن مجید کے پڑھنے اور سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے انہوں نے اس کے پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش ہی ترک کر دی۔ جو پڑھنے اور سمجھنے کی قابلیت رکھتے ہیں انہوں نے یہ کہہ کر کہ آئمہ مجتہدین اور پرانے مفسرین ہی خوب سمجھ سکتے تھے اور ان بزرگوں کی کہی ہوئی باتوں میں کوئی اضافہ و ترمیم ہرگز جائز اور مقبول نہیں۔ تدبر فی القرآن ہی سے عملاً انکار اور قرآن مجید کو معمہ کا درجہ قرار دیدیا۔ خدائے تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ :-

ولقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر (القمر - ۱)

اور ہم نے قرآن مجید لوگوں کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے بہت ہی آسان کر دیا۔ پس کوئی ہے جو نصیحت یاب ہو۔

فذکر بالقرآن من یخاف وعید (ق - ۳)

"پس جو میرے وعدے سے ڈرتا ہے اسے قرآن کے ذریعے سے نصیحت کر"۔ لیکن اکثر مسلمانوں نے قرآن مجید کے ذریعے نصیحت اور ہدایت حاصل کرنا غیر ضروری سمجھ کر قرآن مجید کو بے سوچے سمجھے طوطے کی طرح پڑھ لینا سمجھے۔ دسویں اور چالیسویں کی غیر شرعی مراسم میں ختم قرآن کرانا اور مردوں کو دفن کرنے کے بعد اُن کی قبروں پر قرآن پڑھوانا اور کچہریوں میں اپنی جھوٹی شہادتوں کو سچا ثابت کرنے کے لئے قرآن ہاتھوں پر اُٹھانا وغیرہ بیہودہ و نامعقول کاموں کے لئے قرآن کو مخصوص و مختص کر کے چھوڑ دیا ہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ . . . . .

ترجمۃ القرآن اور ہندوستان

پہلی صدی ہجری سے اسلام حدود ہندوستان میں داخل ہوا اور مسلمان مسلسل آج تک اس ملک میں موجود ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں نے بہت جلد اپنی شہنشاہی بھی قائم کر لی۔ اور ہندوستان کے ہر ایک

صوبے اور گوشے میں وہ پھیل گئے. مسلمانوں نے اس ملک میں ہزار ہا شہر و قصبے و بے شمار چھوٹی چھوٹی بستیاں آباد کیں۔ طویل سڑکیں نکالیں۔ دریاؤں کے پل بنائے جابجا قلعے اور خوبصورت محلات تعمیر کیے۔ باغات نصب کیے بازار اور میلے لگائے۔ خوبصورت لباس، شائستہ مذاق اور تہذیب معاشرت سے اس ملک کے باشندوں کو آشنا کیا ہر ضلع میں مسلمانوں کی سروری و برتری کے آثار اور ہر حصہ ملک میں ان کی حکمرانی و فرمانروائی کے نشانات موجود ہیں. لیکن یہ بات حیرت کے ساتھ سُنی جائے گی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تالیف و تصنیف و ترجمہ کردہ کتابوں کے انبار عظیم میں جو زیادہ تر تاریخ و تصوف و طب و فقہ و قصص و اشعار وغیرہ پر مشتمل ہے تفسیر القرآن کے متعلق مشکل ہی سے کوئی کتاب نظر آسکے گی . . . .

جس ملک میں چھ سات سو سال تک مسلمانوں کی تقریباً پندرہ پندرہ بیس بیس نسلیں قرآن و حدیث سے ایسی بے تعلقی کے عالم میں گزر چکی ہوں۔ اور جس ملک میں دو اڑھائی سو سال تک تو وہ چنگیزی اور مراسم برہمنی کا مجموعہ قانونِ شریعت اسلامی کے ہمسر و متوازی شاہی درباروں، شاہی محلسراؤں، شاہی اہلکاروں، صوبہ داروں، سپہ سالاروں اور امیروں کی معاشرت و اخلاق کا زیر عمل آئین رہ چکا اور عوام میں کافی رسوخ و قبولیت حاصل کر کے آئین اسلامی کے ساتھ کھچڑی بن چکا ہو۔ اور جس ملک میں نفس پرست بادشاہوں اور جاہ طلب امیروں کے وظیفہ خوار و روزینہ طلب ملاؤں کو عوام کی نگاہوں میں شریعت بنائی کا مرتبہ حاصل ہو۔ اور جہاں فقہا کے اقوال و فتاوی کو نصوص صریحہ قطعیہ کا مرتبہ دیکر قرآن و حدیث سے فائق و برتر قرار دیدیا گیا ہو۔ وہاں کے مسلمانوں میں اگر آج تک ابھی ایسے علمائے دین کہلانے والے موجود ہوں جو درس قرآن کو مضرت رساں خیال کریں تو تعجب کی کونسی بات ہے۔ آج مسلمان مرثیے لکھتے۔ اپنی بے کسی و بے بسی اور اپنی ذلت و نکبت پر خدائے تعالیٰ کی جناب میں شکوے کرتے اور اپنے آپ کو مستحق انعامات الٰہی یقین کرنے اور تائید خداوندی و نصرت الٰہیہ سے اپنے آپ کو محروم دیکھ کر پیچ و تاب کھاتے ہیں۔ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ انہوں نے اسلام کی کیسی دُرگت بنائی اور کلام الٰہی کو کس طرح بے کار و معطل اور ناقابل التفات چیز قرار دے کر خدائے تعالیٰ سے بغاوت اختیار کر رکھی ہے۔ ؎

خواہی کہ عیبہائے تو روشن شود ترا
یکدم منافقانہ نشیں در کمین خویش

ہندوستان کے ہر گوشے میں مسلمانوں کو یہ احساس ہو چکا ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی صلاح و فلاح کا انحصار صرف اس چیز پر منحصر ہے کہ وہ سب سے زیادہ اور سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اور قرآن مجید ہی کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں اور عروۃ الوثقیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ چنانچہ اسی چند سال کے عرصے میں ہندوستان میں اردو ترجمے بہت سی اردو تفسیریں شائع ہو چکی ہیں، اور ہو رہی ہیں۔ جن میں بعض یقیناً قابل تعریف اور بے حد مفید ہیں۔ حیدرآباد دکن میں سُنا ہے کہ مسلمانوں کو قرآن مجید کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایک انجمن قائم ہو چکی ہے۔ شمالی ہند میں یہ کام الحمد للہ کسی نہ کسی رنگ میں جاری اور مثمر ثمرات ہو رہا ہے۔ اگر یہ سلسلہ اسی رفتار سے جاری رہا تو اس ملک میں مسلمانوں کا مستقبل یقیناً قابلِ اطمینان اور شاندار ہے۔ چاہے چشم ظاہر بین کو کچھ اور ہی نظر آ رہا ہو۔ نزول قرآن کے وقت بھی شیطان نے مخالفت میں بڑے زور لگائے تھے۔ آج بھی شیطان اگر قرآن مجید کے خلاف زور لگائے اور اپنی ذریت کو ساتھ لے کے میدان میں آئے تو گھبرانے اور مایوس ہونے کا کوئی موقع نہیں۔ جس طرح یہ لعین و رجیم و مردود پہلے خائب و خاسر و نامراد رہا تھا اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ناکام و نامراد رہیگا۔ والعاقبت للمتقین۔

مسلمانوں میں جس طرح اور بہت سے غلط اور غیر اسلامی عقیدے اسلامی جامہ پہن کر داخل ہو گئے ہیں اسی طرح ایک یہ خیال نہ صرف جاہلوں

انوار القرآن

پارۂ عم کے ایمان افروز حقائق و معارف

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی ایک عظیم الشان قرآنی خدمت

جن احباب کو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا درس قرآن سننے کا اتفاق ہوا ہے وہ اس کی خوبیوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کی نظر قرآن کریم پر نہایت باریک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی فہم عطا فرمایا ہے۔ آپ کا طرز بیان نہایت مدلل مؤثر اور دلچسپ ہوتا ہے۔ سینکڑوں غیر مسلم، دہریہ، قادیانی اور غیر از جماعت آپ کے درس کے ذریعے صداقت کو پا گئے۔ متذبذب طبائع کے لئے آپ کا درس آب حیات کا حکم رکھتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے متعدد مقامات پر برسوں درس قرآن دیا۔ لیکن احباب کی زبردست خواہش کے باوجود اس کے نوٹ ضبط تحریر میں نہ آسکے ۱۹۳۲ء میں "پیغام صلح" کی دو تین اشاعتوں میں اس کے چند مختصر ٹکڑے شائع ہوئے۔ جن کی وجہ سے احباب کا اصرار زیادہ ترقی کر گیا۔

اب یہ خبر شادکامی و مسرت کے اعلیٰ جذبات کے ساتھ سنی جائے گی کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح نے آخری پارۂ قرآن یعنی پارۂ عم کے نوٹوں کو کتابی شکل میں شائع فرمانا منظور فرما لیا ہے۔ مسودہ نظر ثانی کے بعد کاتب نویس کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اور کتابت شروع ہو چکی ہے۔

انشاء اللہ جلسہ سالانہ سے قبل کتاب شائع ہو جائیگی جو بڑی تقطیع کے تقریباً اڑھائی سو (۲۵۰) صفحات پر مشتمل ہوگی۔ بہترین کتابت و طباعت کا انتظام کیا گیا ہے۔ کاغذ اور جلد بھی نہایت اعلیٰ اور دیدہ زیب ہوگی۔ جو احباب شائع ہونے سے قبل اپنی فرمائش بھیج دیں گے اُن سے مجلد کی قیمت صرف دو روپے لی جائے گی۔ اشاعت کے بعد قیمت میں اضافہ ہو جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب کافی رقم اپنے پاس سے صرف کر کے اس کتاب کو شائع کرا رہے ہیں۔ اس کی فروخت سے جو رقم وصول ہوگی اس میں سے چار سو روپیہ انشاء اللہ انجمن کو دیں گے۔ احباب بہت جلد اس بیش بہا نعمت کو حاصل کرنے کا بندوبست کر لیں۔ تمام فرمائشیں مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنی چاہیئیں۔

(مدیر)

بلکہ اکثر پڑھے لکھے اور عالم کہلانے والے لوگوں میں بھی شائع ہو کر راسخ ہو چکا ہے۔ کہ قرآن مجید کا سمجھنا یعنی عربی زبان جاننے اور قرآن مجید کا مفہوم سمجھتے ہوئے بھی آیات قرآنی کے مطالب سے واقف ہو کر قرآن مجید سے فائدہ اُٹھانا بے حد دشوار بلکہ غیر ممکن ہے اور کوئی بہت ہی بڑا جیّد عالم جو تمام بڑی بڑی تفسیروں کا بالاستیعاب مطالعہ کر چکا ہو مشکل ہی سے کسی آیت کے صحیح مفہوم سے آشنا ہو سکتا ہے۔ متوسط درجہ کے مولوی یا کسی پڑھے لکھے شخص کا کیا حوصلہ ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کو مطلب سمجھ سکے اور کسی عقیدے کی تائید یا تردید میں کوئی آیت پیش کر سکے۔ اس غلط اور گمراہ کن عقیدے کی ہمہ گیری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب لوگوں کو کسی مسئلہ کی نسبت کچھ تحقیق کرتے ہوئے قرآن مجید کی کسی آیت کے تلاش کرنے کا خیال تک نہیں آتا۔ میں نے خود بعض مولویوں کی زبان سے یہ سُنا ہے کہ ہندوستان بھر میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں جو قرآن شریف کو سمجھ سکے۔ ایک صاحب نے بر منبر جمعہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس ایس علوم کی سند تکمیل نہ ہو وہ قرآن مجید سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ انہیں علوم میں کامل ہو جانے کے بعد بھی اس شرط کا پورا کرنا لازمی بتایا کہ وہ کسی پیر کامل کا باقاعدہ مرید ہو۔ اور وہ پیر کامل اس مرید کامل یعنی اُنہیں علوم کے ماہر کامل کو قرآن مجید پر تدبر کرنے اور قرآن مجید کے معانی لوگوں کو سمجھانے کی اجازت دے۔ تو وہ درسِ قرآن دے سکتا ہے۔ آپ سمجھے! قرآن مجید کو ایسا مشکل اور دشوار بتاتے اور قرآن مجید کی طرف سے لوگوں کو غافل اور بے تعلق رکھنے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے؟ محض اس لئے کہ اپنی پیری مریدی کے کارخانے کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ اور جن شرکیہ اعمال و عقاید کی بدولت مریدوں سے منافع دنیوی حاصل کئے جاتے ہیں وہ زوال پذیر ہو کر پیری مریدی کا پیشہ ہی (جو ہندوستان میں بڑا پُرمنفعت پیشہ ثابت ہوا ہے) غارت نہ ہو جائے۔

قومی اخبارات کیلئے امیر قوم کی اپیل

برادران مکرم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ہماری شاخ چار چار اخبار اور رسالے مختلف زبانوں میں نکال رہی ہے اس کے لئے ہماری انجمن لاہور سے ایک پیسہ کی مدد نہیں لیتی۔ ہمارے دو اخبار ہیں "پیغام صلح" اور "لائیٹ" جن میں انجمن کو چار دریا ہزار کے درمیان سالانہ نقصان ہوتا ہے اپنی حالت کا اپنے ان نئے بھائیوں سے مقابلہ کیجئے اخبارات کا انجمن کے خزانہ پر بوجھ ہونا جماعت کی افسوسناک بے توجہی کو ظاہر کرتا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں کہ اسکی وجہ عوام الناس یا ملانوں کی مخالفت ہے باوجود اس مخالفت کے ہمارا لٹریچر کسقدر قبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے پھر مخالفت جاوا میں بھی ہے۔ وہاں کے اخبارات اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہاں احباب کو ایک سہارا ملا ہوا ہے کہ انجمن نقصان کو پورا کرتی ہی جائے گی۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ان کی محض تھوڑی سی غفلت سے ان کی قوم کو دس سال کے عرصہ میں پچاس ہزار روپیہ کا نقصان پہنچ چکا ہے اس پچاس ہزار سے ہم کوئی عظیم الشان قدم اٹھا سکتے تھے۔ اس لئے میں اپنے احباب سے درد دل سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں اپنی قوم کا نقصان نہ کریں اگر ہر ایک دوست عزم کرے کہ وہ ایک دو ماہ کے اندر ایک خریدار "پیغام صلح" اور ایک خریدار اخبار "لائیٹ" کا بنا دیگا تو اللہ تعالیٰ اس کوشش میں یقیناً برکت ڈالیگا۔ اور اس طرح احباب کی تھوڑی تھوڑی توجہ سے نہ صرف انکی اپنی قوم پانچ ہزار روپیہ سالانہ کے نقصان سے بچ جائیگی بلکہ دونوں اخباروں کا دائرہ اشاعت وسیع ہو کر جماعت کا قدم ترقی کی طرف اٹھیگا۔ کیا ہمارے احباب اٹھینگے اور اپنی بلند ہمتی اور انتھک کوششوں کا ثبوت دینگے اسوقت بھی چودھری فضل داد جیسے احباب کئی ایک ہیں جو دو دو چار چار خریدار پیدا کر سکتے ہیں ہر ایک شخص ہی کر سکتا ہے خدا نے کسی کو عاجز اور ناکارہ پیدا نہیں کیا صرف عزم کر لینے کی بات ہے

حکومت نظام اور آریہ سماج

ہندوستان کا آریہ سماجی نظام کئی برس سے اعلیٰحضرت بادشاہ دکن کی حکومت کے خلاف نہایت مکروہ الزام لگا کر شورش برپا کر رہا ہے اور اقوام ہند میں تلخی جذبات پیدا کر رہا ہے۔ ہم نے اس غلط اور گمراہ کن طریق کار کی ہمیشہ مخالفت کی ہے اور آریہ سماجیوں کو یقین دلایا ہے کہ حکومت دکن کی حدود میں آریہ سماج اور اس کے کارکنوں یا اپدیشکوں کے خلاف مذہبی اعتبار سے کوئی قید اور پابندی عائد نہیں ہے البتہ انفرادی حیثیت سے بعض آریہ سماجی جب دلآزاری، بدزبانی اور اشتعال انگیزی سے کام لیتے ہیں اور یہ ان کی بہت پرانی عادت ہے تو حکومت نظام ان کو قانون کے شکنجہ میں جکڑ کر کیفر کردار کو پہنچاتی ہے

افسوس کہ آریہ سماجی اخبارات اور آریہ سماجی نظام کے عہدہ داروں کی دماغی خرابی دور ہونے میں نہیں آتی تھی لیکن خدا کا شکر ہے وطن پسند خوش ہوں گے کہ اب ایک طویل مدت کے بعد نرائن شواجی پردھان انٹرنیشنل آرین لیگ دہلی نے اپنے ایک اعلان میں حکومت نظام کی مذہبی رواداری کو تسلیم کر لیا ہے اور صرف ماتحت حکام کے طرز عمل کے خلاف احتجاج پر اکتفا کیا ہے۔ اس لیگ کے بعض خطوط کے جواب میں حیدر آباد دکن کے وزیر سیاسیات نے ایک خط ارسال فرمایا تھا جس میں انہوں نے صاف الفاظ میں لکھ دیا تھا کہ۔

> میں آپکو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ مملکت حیدر آباد میں کسی باشندے کے خلاف خواہ وہ کسی مذہب اور قومیت سے تعلق رکھتا ہو کسی قسم کی پابندیاں عائد کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اعلیٰحضرت بادشاہ دکن کی حکومت نے اپنی رعایا کے بارے میں خواہ وہ کسی مذہب و قوم سے تعلق رکھتی ہو ہمیشہ کامل مذہبی رواداری اور غیر جانبداری کو ملحوظ رکھا ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص علانیہ کوئی ایسا فعل کرتا ہے جس سے مختلف اقوام کے مابین مناقشہ پیدا ہو جائے تو حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ قانون و امن کی حفاظت کی خاطر مجرم کے مذہب سے قطع نظر کرتے ہوئے ضروری تدابیر اختیار کرے۔ میں اس میں صرف اسقدر اور اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ آریہ سماجیوں پر خاص طور پر کسی قسم کی پابندی عائد کرنے کا کوئی خیال نہیں ہے۔

اس خط کے جواب میں مسٹر سدھاکر منتری انٹرنیشنل آرین لیگ دہلی نے پھر ایک عرضداشت روانہ کی ہے جس میں وہ تسلیم کرتے ہیں کہ حکومت نظام مذہبی اعتبار سے کسی قسم کی جانبداری سے کام نہیں لیتی۔ وہ صرف چند مخصوص شکایات کا تذکرہ کرتے ہیں جو محض انفرادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور حکام ماتحت کے صوابدید اور بصیرت پر انحصار رکھتی ہیں۔

ہم آریہ سماجی حضرات کو مشورہ دیں گے کہ جب وہ اس قسم کے معاملات پر غور فرمایا کریں تو تعصب اور تنگ نظری کو بالائے طاق رکھ کر صحیح پوزیشن کے مطابق فیصلے کیا کریں اور محض دوسروں کو مطعون کرنے کی بجائے اپنے کارکنوں کی مفسدانہ روش پر بھی نگاہ رکھا کریں۔ حکومت نظام مذہباً کامل طور پر غیر جانبدار ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ آریہ سماجی اپدیشکوں کو بدزبانی اور دلآزاری کا پروانہ اجازت بھی مل گیا ہے۔ اگر آریہ سماجی اپنے لب و لہجہ کو درست رکھیں تو ان کی راہ کی بہت سی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔

جرمن مشن

کے لئے جماعت کی نئی قربانیاں

نمبر	نام	رقم
۱	سید قاسم علی محمد علی صاحب	۱-۰-۰
۲	سید مظفر علی فرمان علی صاحب	۱-۰-۰
۳	کریم بھائی عبد اللہ بھائی	۲-۰-۰
۴	فتن بھائی قاسم بھائی	۱-۰-۰
۵	غلام حسین صادق بھائی	۱-۰-۰
۶	قاضی عبد الکریم علی بھائی	۰-۸-۰
۷	قاضی عبد اللہ بھائی ملک بھائی	۰-۸-۰
۸	میٹھا خان حسب خان	۲-۰-۰
۹	قریشی عبد الرحمن امی بھائی	۰-۸-۰
۱۰	قصاب کالو بھائی اسمٰعیل	۱-۰-۰
۱۱	عبد الکریم حسن بھائی	۰-۸-۰
۱۲	میمن اسمٰعیل موسیٰ	۱-۰-۰
۱۳	میمن محمد حاجی ابراہیم	۱-۰-۰
۱۴	〃 یوسف ولی محمد	۱-۰-۰
۱۵	〃 عبد الرحمن حاجی جعفر	۱-۰-۰
۱۶	〃 ابراہیم احمد	۱-۰-۰
۱۷	〃 عثمان عبد اللہ	۱-۰-۰
۱۸	〃 عبد الکریم اسماعیل	۰-۸-۰
۱۹	〃 صدیق نتھو بھائی	۱-۰-۰
۲۰	〃 ابراہیم محمد اسحاق	۲-۰-۰
۲۱	〃 اسمٰعیل حاجی ابراہیم	۱-۰-۰
۲۲	〃 صدیق حسین	۱-۰-۰
۲۳	〃 عثمان عبد اللہ	۰-۸-۰
۲۴	〃 آدم جی محمد جی	۱-۰-۰
۲۵	〃 موسیٰ حاجی محمد	۰-۵-۰
۲۶	〃 احمد محمد صاحب	۱-۰-۰
[illegible]	〃 جمال حاجی ہاشم	۱-۰-۰
[illegible]	〃 قاسم بھائی صاحب	۱-۰-۰
[illegible]	〃 ابراہیم غنی	۱-۰-۰
[illegible]	〃 عبد الکریم اسمٰعیل	۱-۰-۰
۳۱	〃 عثمان غنی صاحب	۱-۰-۰
۳۲	〃 قاسم جی محمد جی	۲-۰-۰
۳۳	〃 ولی محمد ہاشم	۱-۰-۰
۳۴	〃 شیخ یعقوب جی عیسیٰ جی	۱-۰-۰
۳۵	میاں محمد عباس صاحب شملہ	۲۰-۰-۰
۳۶	ڈاکٹر غلام مجتبیٰ صاحب	۱۵-۰-۰
۳۷	مخدوم محمد اشرف صاحب	۱۰-۰-۰
۳۸	شیخ عبد العزیز صاحب	۵-۰-۰
۳۹	شیخ محمد لطیف صاحب	۵-۰-۰
۴۰	اسلام الدین صاحب	۵-۰-۰
۴۱	منشی امیر علی صاحب	۵-۰-۰
۴۲	منشی عبد الرزاق صاحب	۵-۰-۰
۴۳	مسٹر خورشید احمد صاحب	۲-۰-۰
۴۴	شیخ احمد دین	[illegible]
۴۵	مستری محمد عبد اللہ	[illegible]
۴۶	خان بہادر میاں غلام رسول نون جھنگ	۲۰-۰-۰
۴۷	میاں محمد صدیق صاحب 〃	۲-۰-۰
۴۸	میاں محمد نواز صاحب 〃	۱-۰-۰
۴۹	پیر تاب شاہ صاحب 〃	۱-۰-۰
۵۰	مہر صالح محمد صاحب 〃	[illegible]
۵۱	مہر یہ خورد اللہ صاحب 〃	۱-۰-۰
۵۲	شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم 〃	۰-۸-۰
۵۳	ملک لشکر حیات خاں 〃	۰-۸-۰
۵۴	ملک غلام قادر خاں صاحب 〃	۲-۰-۰
۵۵	میاں عبد الرحیم صاحب	۰-۸-۰
۵۶	میاں خواجہ کمہار صاحب	۰-۸-۰
۵۷	(نامعلوم)	۲-۶-۰
۵۸	ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ایم بی بی ایس	۲۵-۰-۰
۵۹	ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۵۰-۰-۰
۶۰	رشیدہ بیگم و سعیدہ بیگم دختران ڈاکٹر جلال صاحب	۵-۰-۰
۶۱	معرفت مولوی احمد علی صاحب جماعت مراد	۵-۳-۰
۶۲	سید الرسول صاحبہ سکینہ بی بی معرفت چوہدری سرفراز خاں صاحب پدوملی	۱۳-۰-۰
۶۳	ملک فضل احمد صاحب تحصیلدار فتح جنگ	۱۰-۰-۰
۶۴	ڈاکٹر غلام محمد صاحب معرفت میاں محمد رمضان صاحب	۰-۸-۰
۶۵	ڈاکٹر عبد الوہاب صاحب بیٹی	۱۱-۸-۰
۶۶	حنیف احمد صاحب لاہور	۰-۸-۰
۶۷	محمد اقبال صاحب انجینئر	۲-۰-۰
۶۸	محبوب خاں صاحب دھاریوال	۵-۰-۰
۶۹	داروغہ نبی بخش صاحب لاہور	۲-۰-۰
۷۰	معرفت احمد صادق	۱-۰-۰
۷۱	ماسٹر عبد الجمیل صاحب جالگری	۱-۰-۰
۷۲	چوہدری نیاز احمد صاحب اے ڈی آئی گجرات	۱۰-۰-۰
۷۳	ڈاکٹر محمد یعقوب بیگ صاحب	۱۵-۰-۰
۷۴	ملک محمد رمضان صاحب	۰-۸-۰
۷۵	میاں ابراہیم ملازم عبد المجید صاحب	۰-۸-۰
	میزان	۲۹۶-۱۴-۰
	میزان سابقہ	۲۱۴۲-۱-۰
	میزان کل	۲۴۳۹-۱-۰

نوٹ:- یہ فہرست ان رقوم کی ہے جو ۱۱ ستمبر ۱۹۳۸ء تک وصول ہوئیں۔

آریہ سماجی پروپیگنڈے کے متعلق

حکومت نظام کا اعلان

حیدرآباد (دکن) ۲۸ ستمبر۔ آج بعدد پہر اخبارات کے نام ایک اہم سرکاری اعلان شائع کیا گیا ہے جس میں ریاست کے خلاف آریہ سماجیوں کے پروپیگنڈا کا جواب دیا گیا ہے۔ حکومت نظام نے اس بات سے صاف انکار کیا ہے کہ ریاست حیدرآباد میں کسی خاص مذہب یا فرقہ کے راستہ میں مشکلات حائل کی جا رہی ہیں۔ حکومت نظام نے اس قسم کے معاملات میں ہمیشہ غیر جانبداری سے کام لیا ہے البتہ اگر کوئی شخص ایسا رویہ اختیار کرے جو مختلف فرقوں کے درمیان کشیدگی کا موجب ثابت ہو۔ تو اس حالت میں حکومت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ امن وقانون کے ماتحت فرقہ و مذہب کا خیال کئے بغیر ضروری کارروائی عمل میں آئے یہی وجہ ہے کہ آریہ سماجیوں پر کوئی خاص پابندی عائد نہیں کی گئی۔ نیز حکومت نظام کے پاس اگر معقول طریقہ سے کوئی شکایت پیش کی جائے تو وہ مذہب کی بنا پر اس کی تحقیقات سے کبھی گریز نہیں کرتی۔ لیکن جس وقت غلط بیانی کے علاوہ پروپیگنڈا کا ایک ایسا سلسلہ شروع کر دیا جائے جو حضور نظام کی مختلف العقائد رعایا کے درمیان کشیدگی کا ذریعہ ثابت ہو تو ایسے پروپیگنڈا کو یقیناً معاندانہ خیال کیا جائے گا

جماعت قادیان سے علیحدگی

ایک سال پیشتر خاکسار کو بمقام دھرمسالہ ضلع کانگڑہ مہاشہ محمد عمر صاحب مبلغ قادیانی نے تبلیغ کی اور میں جماعت قادیان داخل ہو گیا لیکن اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ جماعت قادیان کے عقائد بالکل غلط ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود نے ہرگز دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ قادیانی جماعت نے غلو کر کے انہیں نبوت کے درجے پر کھڑا کیا ہے۔ جو ان کی تحریرات اور قرآن و احادیث کے خلاف ہے۔ یہ لوگ اپنے عقائد کو چھپاتے ہیں۔ لوگوں کو کہتے ہیں کہ نبی نام مجازاً حضرت مرزا صاحب کو دیا گیا۔ لیکن مانتے حقیقی نبی ہیں۔ اسی طرح تمام مسلمانوں کو جو قادیانی نہیں۔ دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ مگر ظاہر نہیں کرتے خفیہ خفیہ اس عقیدہ کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں۔ اب مجھ پر ظاہر ہو گیا ہے کہ اصل میں جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد صحیح ہیں مولوی سید اختر حسین صاحب سے بات کر کے میری پورے پورے طور پر تسلی ہو گئی ہے۔ میں نے مولوی عبد الغفور صاحب قادیانی مبلغ مقیم چمبہ کو اپنے فسخ بیعت کی اطلاع دیدی ہے۔ اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے نام بیعت کا خط ارسال کر دیا ہے اب اس اعلان کے ذریعہ قادیان کے غلط عقائد سے تائب ہو کر جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوتا ہوں۔

خاکسار

سید ہاشم علی از چمبہ اسٹیٹ

خبریں

ہندوستان

— شملہ یکم اکتوبر۔ توقع کی جاتی ہے کہ وائسرائے آج اسمبلی کی تنسیخ کا اعلان کر دینگے۔

— بابو راجندر پرشاد اتفاق رائے سے بمبئی کانگرس کے صدر منتخب ہوگئے ہیں۔

— سردار پٹیل نے گاندھی جی کو مشورہ دیا ہے کہ وہ بمبئی کانگرس میں شریک نہ ہوں۔

— خان عبد الغفار خاں آجکل کلکتہ میں مقیم ہیں ۴ اکتوبر کو ملیریا کی طرف سے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا جائیگا

— ریاست بہاولپور کے محکمہ پولیس کو ہز ہائینس نواب صاحب نے اپنے چارج میں لے لیا۔

— بہاولپور۔ ۳۰ ستمبر۔ آج ہز ہائینس نواب صاحب کی سالگرہ کی تقریب نہایت شاندار طریق پر منائی گئی چیف منسٹر نے ایک عظیم الشان گارڈن پارٹی دی۔

— دہلی کے متعدد ہندو مسلم کانگرسیوں نے پنڈت مالوی اور انکی پارٹی سے درخواست کی تھی کہ وہ مسٹر آصف علی کی مخالفت نہ کریں اور ان کے مقابلے پر اپنا امیدوار کھڑا کریں لیکن مالوی جی نے اس درخواست کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔

— بمبئی ہائیکورٹ نے مولانا اسمٰعیل غزنوی کی اپیل مسترد کر دی

— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ گورنر بہار اڈیسہ ۲ اکتوبر سے چار ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ ان کی غیر حاضری میں آنریبل جے ڈبلیو گورنر کی جگہ کام کریں گے۔

— معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان اور نیپال اور ریاست ٹہری گڑھوال کی درمیانی حدبندی کا تنازعہ پیدا ہو گیا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ ریاستہائے شملہ اور پولیٹیکل ایجنٹ ٹہری موقع پر پہنچ گئے ہیں۔

— معلوم ہوا ہے کہ سر محمد یعقوب اسمبلی کے انتخاب میں یقینی طور پر کامیاب ہو جائیں گے۔ مولانا شوکت علی کے حامی ان کو ناکام کرنے کی زبردست کوشش کر رہے ہیں۔

— سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ سرحدی کونسل کا آئندہ اجلاس ۴ نومبر کو پشاور میں شروع ہوگا۔

— عبد القیوم خان جس نے کراچی میں ایک بدزبان آریہ نتھو رام کو برسر عدالت قتل کر دیا تھا۔ ابتدائی سماعت کے بعد سشن سپرد کر دیا گیا ہے۔ اس نے مجسٹریٹ کے سامنے اور عدالت میں واضح طور پر اپنے جرم کا اقرار کیا اور کہا کہ نتھو رام نے میرے آقا و مولا کی شان میں گستاخی کی تھی جسے میں برداشت نہ کر سکا۔ اور نتھو رام کو قتل کر دیا۔

— عبد القیوم نے یہ بھی کہا کہ میں نے یہ قتل اپنے ارادے اور خوشی سے کیا تھا۔ میرا کوئی ہمراز و شریک کار نہ تھا۔ اور اپنے جرم کا اقرار بھی اپنی خوشی سے بغیر کسی قسم کے دباؤ کے بہ ہوش و حواس کر رہا ہوں۔

— عبد القیوم صوبہ سرحد کا رہنے والا ہے۔ عرصہ سے کراچی میں مقیم تھا۔ اس کی شادی کو ابھی چند ماہ ہوئے ہیں۔ اور وہ ہر طرح سے خوش و خرم ہے۔

— نتھو رام کے قتل کی وجہ سے ہندو سبھائی اور آریہ لیڈروں اور اخبارات کو اشتعال انگیزی کا موقع ہاتھ آگیا ہے وہ اشتعال انگیز اور پر اشتعال تقریریں کر رہے ہیں اور مضامین لکھ رہے ہیں اور حسب عادت ایک شخص کے انفرادی فعل کو مسلم سازش کا نتیجہ بتلا رہے ہیں۔

ممالک خارجہ

— ترکی میں پارچہ بافی کے مزید عظیم الشان کارخانے کھولے گئے ہیں۔

— قاہرہ اور وائنا (پایۂ تخت آسٹریا) کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ قایم ہو گیا ہے۔

— امام یمن کی حکومت نے ایک اعلان جاری کیا ہے کہ اٹلی یمن کا خیر خواہ دوست ہے۔

— کاشغر میں ابھی امن قایم نہیں ہوا گزشتہ دنوں مسلمانوں اور چینی حکام میں شدید فساد ہو گیا۔

— گزشتہ ہفتہ جہاز "کوئین میری" کا افتتاح ملکہ معظمہ نے کیا یہ دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز ہے۔

— افغانستان باتفاق رائے سے جمعیتہ الاقوام میں شریک ہو گیا کسی حکومت نے اس کے داخلہ کی مخالفت نہیں کی۔

— تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ روس کے صوبہ کاکیشیا کے کسان حکومت کے مظالم سے تنگ آکر ایران کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ روسی حکام کی کوششوں کے باوجود ہجرت کا یہ سلسلہ نہیں رکا۔

— حکومت عراق نے بندرگاہ حیفا کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں اپنا سفارت خانہ قایم کر دیا ہے۔ تاکہ باضابطہ طور پر عراق کے سیاسی اور اقتصادی مفاد کا تحفظ ہو سکے۔

— حکومت ایران کا سفیر چین کے پایۂ تخت نانکن میں پہنچ گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ حکومت چین بھی جلد سے جلد اپنا سفارت خانہ طہران میں قایم کرنے والی ہے۔

— حکومت مصر نے عوام کی تندرستی کو بہتر بنانے کے لئے ایک جدید سکیم مرتب کی ہے جس کے ماتحت مرکزی اور دیہاتی شفاخانوں کی توسیع پر ہزار ہا پونڈ خرچ کیا جائے گا۔

— حکومت ہالینڈ نے عراق میں اپنا سفارت خانہ قایم کر دیا ہے۔

— ترکی اور چین کے درمیان ایک سفارتی معاہدہ عنقریب ہونے والا ہے۔

— ترکی کاشتکاروں نے اپنی خوشحالی کے شکریہ میں حکومت کو ایک ہوائی جہاز ہدیہ دیا ہے۔

— حکومت اٹلی مصر میں اپنا اثر بڑھانے کی کوشش کر رہی ہے،

— اطالوی قنصل مقیم شام نے دمشق کے مسلم اسکاوٹ سے خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ اپنی ایسوسی ایشن کو اٹلی کے مرکزی ادارہ سے ملحق کر لیں مسلم اسکاوٹ نے اس تجویز کو نہایت نفرت سے مسترد کر دیا۔ اور کہا کہ مسلم اسکاوٹ عربی خون عربی تہذیب اور عربی معاشرت کی پیداوار اور عظیم الشان تربیت کا نتیجہ ہیں وہ ہرگز کسی اجنبی جماعت کی سیادت کو قبول نہیں کر سکتے۔

— لندن۔ ۳۰ ستمبر۔ انگلستان میں ونرک جنکشن پر ریل گاڑیوں کا تصادم ہو گیا جس سے بارہ اشخاص ہلاک اور چالیس مجروح ہوئے۔

— جاپان میں گزشتہ دنوں جو سیلاب آیا تھا اس سے شدید نقصان ہوا ہے۔ عام اندازہ کے مطابق مالی نقصان ۴۲ کروڑ ین کے قریب ہے۔ روس نے بھی مصیبت زدگان کو مالی امداد بھیجی ہے

— وائنا (آسٹریا) میں ایک راہبہ عورت نے عدالت میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ زار روس کی بیٹی ہے۔

تار کا پتہ ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸

جلد ۲۲ | لاہور ۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ اکتوبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۶۲

مکتوب حضرت مسیح موعود

بنام محمد حسن صوفی موسیٰ خانصاحب افغان قوم ترین (مقیم آسٹریلیا)

ہمارے سلسلہ کے ایک قدیم رکن جناب محمد حسن صوفی موسیٰ خانصاحب افغان عرصہ دراز سے آسٹریلیا میں مقیم ہیں۔ وہیں سے انہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی۔ حضرت صاحب سے صوفی صاحب کی اکثر خط و کتابت رہتی تھی۔ آپ نے ازراہ مہربانی حضرت صاحب کے چند خطوط نقل کرکے ہمیں بھیجے ہیں جن میں سے ایک شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہے۔ باقی بھی انشاء اللہ جلد شائع ہوں گے۔ یہ خط حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم کے قلم کا لکھا ہوا ہے اُس زمانہ میں صوفی صاحب موصوف آسٹریلیا میں بروکن ہل کے مقام پر سکونت پذیر تھے۔ (مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا خط ۱۸ ستمبر کا پہنچا اور سابق ازاں آپ کے بھائی صاحب محمد ابراہیم خان صاحب سے آپکا ذکر خیر اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے۔ حضرت اقدس آپکے اخلاص اور محبت اور خداداد فہم و رسا سے بہت خوش ہوئے ہیں اور آپ کے حق میں دعا فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپکو دینی اور دنیاوی برکت دے۔ اور آپ کے ہدایت اور تبلیغ سے بہتوں کو فائدہ دے اور ایک جماعت کے قلوب کو اس سلسلہ کے طرف متوجہ کر دے آمین۔

درخواست بیعت آپ کی حضرت اقدس نے قبول فرمائی ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ نمازوں کو سنوار کر ادا کریں۔ استغفار بہت پڑھتے رہیں۔ تقویٰ طہارت اللہ رسولؐ کی سچی فرمانبرداری میں کوشش کریں۔ نمازوں میں اور رات کو تہجد میں دعائیں کریں۔ اور یقیناً یاد رکھیں کہ دونوں جہان کے خزانے صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہے وہ دے اور جس سے چاہے وہ روک دے۔ اُسی سے مانگیں۔ اُسی سے امید رکھیں اُسی سے ڈریں اپنا کامل توکل اور بھروسہ اُسی پر رکھیں۔ حضرت اقدس کی تصانیف کا مطالعہ کرتے رہیں۔ اور ہم کو اس بات سے بہت خوشی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایسے دور دراز اور اجنبی ملک میں اس سلسلہ کی سچائی اور صداقت کو کس طرح آپ کے دل پر کھول دیا ہے۔ یہ محض اس کا فضل ہے۔ چونکہ بیعت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس سلسلہ دینی کو حسب اطاعت نہ اس قدر کہ اکراہ ہو مالی امداد دے۔ اسلئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ حسب توفیق چندہ ماہواری سے لنگر و مدرسہ میں امداد دیں۔

والسلام مع الاکرام

خط کی رسید سے مطلع فرمائیں۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۰۳ء۔ قادیان۔ خاکسار عبدالکریم
کاتب خطوط

آپ کے بھائی صاحب کو کچھ کتابیں ارسال کی گئی ہیں کہ وہ آپ کو ارسال کر دیں۔

نوٹ:۔ یہ پہلا خط ہے جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے صوفی صاحب کو ملا۔

"جو کچھ ہیں یہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
حالی نے بہت قبل تھا کیوں ہم کو بتایا"
(کشاف از شملہ)

"مجلس اشرار"

ایک مقامی روزنامے میں مندرجہ ذیل نظم شائع ہوئی ہے جسے محض اس حقیقت کے اظہار کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے کہ جن لوگوں کے متعلق یہ نظم لکھی گئی ہے ان کو ان کے ہم عقیدہ بھائی کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ (مدیر)

اشرار کی مجلس کو شرارت کی جو سوجھی
ایک طبقہ اسلام کو کفار بنایا
کفار کا اک فرد بھی مسلم نہ بنا جب
کیا کم ہے یہ مسلم کو تو کافر ہے بنایا
اک وہ بھی مسلماں تھے بنا لیتے تھے اپنا
آتا تھا نظر ان کو اگر کوئی پرایا
اک یہ بھی مسلماں ہیں کرتے ہیں جو خارج
اسلام کے حلقے سے یہی ان سے بن آیا
پلٹیں گے کبھی بھول کے اس پھوٹ کے درپے
پلٹی نہ مسلمانوں کی جب پھوٹ نے کایا
تھی کس کو خبر گذریں گے اس دور سے مسلم
رہ جائیگا جب ان میں نہ کچھ علم نہ مایا
ہو جائیگا ہر ایک ہم دست و گریباں
کیا پھوٹ نے ہر ایک کو اکڑ میں بہایا
عالم ہو کہ جاہل وہ پلیڈر ہو کہ لیڈر
ہر ایک پہ ہے پھوٹ نے اک سکہ جمایا
تعمیر سے عالم کو رہا جب نہ کوئی کام
تخریب میں پھر قوم کی وقت اس نے گنوایا
دیکھا جو مقدمات کا بازار ذرا سست
مردان مشخص کو پلیڈر نے لڑایا
"ہرگز وہ نہ سمجھا ہے نہ سمجھے کا کوئی بات"
کیا ہو گیا اس دور میں مسلم کو خدایا

اظہارِ حقیقت

(از جناب غلام محمد صاحب خادم بی اے انچارج دفتر تحصیل)

آج تمام دنیا تحریک احمدیت کی عظیم الشان ترقی کی قائل نظر آتی ہے۔ اسلام کی صحیح اور خوبصورت تصویر جو اس نے دنیا کے سامنے پیش کی ہے وہ دیگر مذاہب کی مشہور و معروف ہستیوں کی تحریروں سے خوب ظاہر ہے۔ مسولینی۔ لارڈ ہیڈلے۔ برنارڈ شا اور یورپ کے دیگر بڑے بڑے ادیب اور فلاسفر اسلام کی صداقت کا اعتراف کر چکے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو رہے ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جب اسلام تمام مذاہب پر غالب آکر ایک عالمگیر مذہب ہو گا۔ یہی امید ہے جس کے دم سے احمدیت زندہ ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جس کو احمدیت کو اعتبار ہے۔ اور یہی مقصد ہے جس کے پورا کرنے کے لئے یہ رات دن کوشاں و سرگرداں ہے۔ اور اس کے ساتھ اللہ کی نصرت ہے۔ جو اُسے کامیاب بنا رہی ہے۔ پھر دُنیا اس کی ترقی کی قائل کیوں نہ ہو؟

احمدیت کے متعلق بے شمار غلط فہمیاں مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ عوام الناس کا مذہب صرف سُنی سنائی باتوں پر ہے اُنہیں دینی تعلیم سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اُسے انہوں نے سر درد سمجھ کر ملانوں کے سپرد کر دیا ہے جنہوں نے کمال ہوشیاری سے مذہب کو قصے کہانیوں کی صورت میں ایسا ڈھالا کہ خود محوِ حیرت رہ گئے۔ اُدھر دُنیا ترقی علوم میں کہاں سے کہاں نکل گئی۔ عقل و فہم نے اس ترقی کی کامیابی کو ایک مضحکہ خیز افسانوں کا مجموعہ بن کر رہ گیا۔ لوگ مادہ پرستی اور دہریت کی رو میں بہ گئے۔ اس وقت احمدیت نے اصلاحِ خلق کا بیڑہ اُٹھایا۔ مگر ساتھ ہی جیسا کہ عموماً ہوتا ہے۔ مخالفت کا ایک طوفان بھی اُٹھا۔ ملّا حضرات جو بسم اللہ کے گنبد سے باہر نکلنے کا نام تک نہیں لیتے اور جن پر پرانی ذہنیت اسقدر غالب ہو چکی ہے۔ اپنی مذہبی اجارہ داری کو نقصان پہنچتے دیکھ کر احمدیت کے خلاف طرح طرح کی غلط بیانیاں شروع کر دیں۔ اور لوگوں کو اس سے متنفر کرنے کی پوری کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر لوگ غلط خیالات سے متاثر ہو گئے۔ اور طرح طرح کے اعتراضات دل میں بٹھا لئے۔

کہتے ہیں کہ احمدیت میں کالج کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے سوا اور کوئی داخل نہیں ہوتا۔ یہ نوجوان جو روشن خیال ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں انگریزی تعلیم کی وجہ سے نیچریت کے زیرِ اثر ہر ایک چیز کو نئی روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں اور عقل کو دینی معاملات میں دخل دیکر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی احمدیت قبول کر لیتے ہیں کیونکہ احمدیت کچھ نہیں مگر صرف عقلی دلائل کا پھندا ہے۔ جو محض بے بنیاد۔ بے سروپا خلافِ واقعات اور خلافِ قرآن و حدیث ہیں۔

ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کیا عقل مذہب سے کوئی علیحدہ چیز ہے؟ وہ مذہب جس میں عقل کو دخل نہیں بے عقل اور جاہلوں کا مذہب ہے۔ مذہب اگر ہدایت ہے تو عقل بھی ایک ہدایت ہے جو اللہ تعالےٰ نے انسان کو عطا کی ہے۔ اور یہی امتیاز ہے و فضیلت ہے جو ہمیں حیوانوں پر حاصل ہے۔ مذہب جس میں عقل کو دخل نہیں حیوانوں کا مذہب ہے نہ کہ انسانوں کا۔ عقل ایک قوت ہے جو قبولِ علم کے لئے انسان کو تیار کرتی ہے۔ اور وہی حاصل کردہ علم پھر عقل ہے۔ عقل ایک ایسا جوہر ہے جو اللہ تعالےٰ نے انسان کو دیا ہے۔ اس سے اگر انسان کام نہ لے تو صداقت کو کس طرح پائے۔ اور سچے مذہب اور سچے طریق کی کس طرح شناخت کرے۔ اگر عقل نارسا ہے مگر اس کے یہ معنے تو نہیں کہ وہ بے کار ہے۔ آخر اس کی حمایت کے لئے وحی الٰہی بھی تو ہے نا۔ جو اسے جلا دیتی اور تیز کرتی ہے۔ عقل کا کسی چیز کو سمجھنے سے عجز اور چیز ہے۔ اور اس چیز کی صداقت یا حقیقت کو عقل سے معلوم کرنا بالکل الگ چیز ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ شخص مجرم ہے جو عقل سے کام نہیں لیتا۔ بار بار اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے افلا تعقلون افلا تتفکرون۔

میں حیران ہوں کہ مخالفین کی عقل پر کوئی ایسا پردہ پڑا ہوا ہے۔ کہ اُن کی عقل بالکل معطل ہو گئی ہے۔ اگر وہ جہالت کی وجہ سے احمدیت کی صداقت کو نہیں سمجھ سکتے تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ احمدیت جھوٹی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اے مولویو! اے سجادہ نشینو! اے غلط فہمیوں کے شکار مسلمانو! افلا تعقلون؟ افلا تتفکرون؟

دوسری غلط فہمی جو مسلمانوں میں ہے وہ یہ ہے کہ احمدیت میں نیچریت اور دہریت پائی جاتی ہے۔ اور اسلام کو سائنس جدیدہ کے مطابق گھڑ بیٹھی ہے۔ افسوس یہ کس قدر بے انصافی ہے۔ کم فہمی کی اس سے واضح کیا مثال ہو سکتی ہے۔ احمدیت تو یہ بتلاتی ہے کہ جن اسرار قدرت کا انکشاف سائنس مدتِ مدید اور عرصۂ بعید کی لگاتار جدوجہد سے کر رہی ہے وہ باتیں تیرہ سو سال پیشتر ہمارے آقائے نامدار کو معلوم تھیں۔ سائنس کی ترقی سے تو اسلام کی صداقت کھلتی جا رہی۔ احمدیت قرآنِ کریم کے اُن حقائق و معارف کو بیان کرتی ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھے تھے۔ قرآن کریم جو تمام زمانوں کی تمام اقوام کے لئے ہادی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے حکمت کے وہ وہ خزانے اپنے اندر رکھتا ہے جو ضرورتِ زمانہ کے مطابق خود بخود کھلتے چلے آتے ہیں۔ احمدیت تو کلام الٰہی کا یہ کمال ظاہر کرتی ہے۔ مگر کم عقل لوگ اُسے دہریت کے نام سے موسوم کرتے ہیں دراصل بات یہ ہے کہ وہ روحانیت سے اس قدر بے بہرہ ہو گئے ہیں سطحی باتوں پر ایسے گر گئے ہیں کہ حقائق و معارفِ قرآن اُن کی سمجھ سے باہر ہیں۔

کہتے ہیں آج کل کے مسلم نوجوان نوکری حاصل کرنے کی غرض سے مرزائی بن جاتے ہیں۔ اور صرف پیٹ کی خاطر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مخالفین احمدی نوجوانوں کو ان بیجا اور مضحکہ خیز اعتراضات سے بدنام کرنے میں کہاں تک ہاتھ پاؤں ماریں گے۔ کیا احمدیہ جماعت چند غریب مسلمانوں کی جماعت نہیں؟ کیا وہ اقتصادی مشکلات اور کساد بازاری کے ہمہ گیر اثر سے محفوظ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہم نوجوانوں پر یہ سراسر افترا ہے کہ نوکری کے لئے ہم احمدی ہوئے ہیں۔ ہمیں اگر دُنیا کا لالچ ہوتا تو ہم عیسائی کیوں نہ بن جاتے۔ ہمیں معقول تنخواہیں مل جاتیں۔ رہنے کے لئے عالی شان مکانات مل جاتے۔ غرضیکہ عیش و راحت کا سب سامان حاصل ہو جاتا۔ ہم تو حق پرست ہیں اور احمدیت حق کی دعوت دیتی ہے۔ افسوس لوگ غلط فہمی کا شکار ہو کر ہمیں خواہ مخواہ بدنام کرتے ہیں۔

ایک اور اعتراض جو احمدی نوجوانوں پر کیا جاتا ہے یہ ہے کہ اُنہیں اپنے مذہب سے کوئی واقفیت نہیں ہوتی اس لئے بہت جلد مرزائیت کے پھندے میں آ جاتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کیا احمدیت اسلام سے کوئی الگ مذہب ہے؟ ہمارا مذہب وہی ہے جو اہلِ سنت و الجماعت کا ہے۔ اگر ہمارے عقاید میں ان سے کچھ فرق ہے تو وہ صرف اتنا ہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ مانتے ہیں جس طرح اور انبیاء اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی رخصت ہو گئے۔ یہ بات تو اب قرآن و حدیث کی رو سے بارہا ثابت کر دی گئی ہے اور اس کو دنیا کے تمام ذی فہم علماء مان چکے ہیں گو زبان سے اس کا اعتراف نہ کریں تو نہ کریں۔ دوسرا ہم پادریوں کے گروہ کو دجّال مسیحیت کو فتنۂ دجال اور ریل کو خرِ دجال سمجھتے ہیں۔ اور ہمیں اس پر اس قدر یقین ہے کہ کسی پادری کی نظر پڑتی ہے۔ ہمیں یک لخت سوجھتا ہے کہ یہ مجسّم فتنہ ہے۔ جب کبھی ہم ریل گاڑی کے سیاہ اور بھاری بھر کم انجن کو دیکھتے ہیں تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے:۔

"یہ دجال کا گدھا نہیں تو اور کیا ہے؟"

تیسرا ہم مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمتہ کو اس صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے فتنۂ دجال کی سرکوبی کے لئے بھیجا تھا۔ چنانچہ اب دجّال مر چکا ہے۔ گرجے خالی ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم اور اسلام اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ فاتح ہوتا جا رہا ہے۔ عیسائیوں کا خدا فوت ہو چکا ہے عیسائیت کا فتنہ حرکاتِ مذبوحی میں ہے اور عنقریب مسیحیت مغلوب ہو جائے گی۔ اور اسلام کا بول بالا ہو گا۔ مسلمان فرنگیوں کو تو شکر دجال تسلیم کرتے ہیں مگر مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتے۔ یہ خدا کی شان ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے اعمال میں اگر کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ تو وہ دنیا سے مخفی نہیں۔ خدا کے فضل سے ہم میں سے ہر ایک صوم و صلوٰۃ کا پورا پورا پابند ہے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے۔ ہم میں اتفاق۔ ہمدردی۔ ایثار اور ہمت ہے۔ اس میں کس کو شک ہے۔ ہم میں اسلام کے لئے درد ہے ایک جوش ہے۔ ہم تعلیم کے پورے پورے پابند ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ نیک نمونے اور پند و نصائح کے ذریعے اشاعتِ اسلام کرتے ہیں۔ اور جو جو اعتراضات اسلام پر مخالفین کی طرف سے وارد ہوتے ہیں ان کو احسن طریق پر رد کرتے ہیں۔ و تقہ ہمارا ایمان اللہ تعالےٰ پر از سرِ نو تازہ ہو گیا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر حق الیقین ہے۔ ہم بفضلہ تمام گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور تقویٰ و طہارت اختیار کرتے ہیں۔ اور یہی صداقت کی نشانی ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ صداقت کی شناخت بھی صرف اُسی سے ہو سکتی ہے کہ تبدیلیٔ عقاید کے بعد اگر اعمال سدھر جائیں۔ روحانی لذّت حاصل ہونے لگے تو سمجھ لیا جائے کہ راہِ راست مل گیا۔ ایک موٹی بات ہے کہ جو جماعت خدمتِ اسلام کے لئے اپنا تن۔ من۔ دھن وقف کر دے۔ اور جو سینکڑوں گمراہوں کو راہِ راست پر لے آئے۔ کیا وہ خود گمراہ ہو سکتی ہے؟ ملّا جو ہمیں گمراہ اور مرتد کہتے ہیں ذرا اپنی طرف تو دیکھیں۔ مسلمانوں کو تو دائرہ اسلام سے خارج کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مگر غیروں کو دائرہ اسلام میں لانے کی کوئی فکر نہیں۔ یہ اسلام سے دوستی کے پردے میں دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟ اے مکفر مولویو! ذرا غور کرو۔ محض بغض و عناد کی وجہ سے احمدیت کو بدنام نہ کرو۔ خدارا عقل سے کام لو اور احمدیت کی صداقت کو پہچانو۔

جن احباب

کا چندہ اخبار واجب الادا ہے وہ بہت جلد بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ جن خریدار صاحبان کے نام وی پی ارسال کئے گئے ہیں وہ بھی انہیں لازمی طور پر وصول فرما لیں۔

منیجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم یکشنبہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ | نمبر ۶۲

"الفضل" کا شوق تکفیر

مخلصانہ درخواست پر غم و غصہ کا اظہار

تکفیر المسلمین کی لت ایسی نامراد ہے جو اس میں ایک مرتبہ گرفتار ہو جائے اس کا چھٹکارا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ مکفر مولویوں اور قادیانی حضرات کو دیکھ لیجئے۔ اس نازیبا اور افسوسناک فعل کے کسقدر شائق ہیں۔ جب کبھی ان کی خدمت میں خدا اور رسولؐ کے احکام پیش کرکے درخواست کی جاتی ہے کہ آپ اسلام کی حالت پر رحم کریں اور اس شغل ناروا کو چھوڑ دیں، تو وہ فوراً اپنے شیوہ قدیم کے مطابق گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا معاصر "الفضل" نے مولویوں کی بے حسی اور غفلت شعاری کا ماتم کرتے ہوئے لکھا۔ کہ یہ لوگ تبلیغ اسلام کا خود تو کوئی کام کرتے نہیں۔ الٹا ان لوگوں کو بھی کافر سے بدتر قرار دینے لگتے ہیں۔ جو قادیانی جماعت کی کوشش سے دائرہ اسلام کے اندر داخل ہوتے ہیں۔ اسیر علماء کے حامی اخبار "مدینہ" بجنور نے لکھا کہ "الفضل" مولویوں پر یہ طعن کر رہا ہے جبکہ وہ خود چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دے رہا ہے قادیانی جماعت کی تعداد سے زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ ہوگی اس کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ ایک ہزار غیر مسلم مسلمان ہوئے ہوں گے۔ مولوی تو صرف اس قلیل تعداد کو کافر کہتے ہیں لیکن قادیانی تو اپنے سوا تمام مسلمانان عالم کو کافر بتلاتے ہیں۔ اس گفتگو میں دونوں طرف سے بعض سخت الفاظ کا بھی استعمال ہوا۔ ہم نے معاصر "الفضل" کی خدمت میں نہایت خلوص سے عرض کیا کہ جناب خلیفہ قادیان نے خدا رسولؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کے احکام کی صریح خلاف ورزی کرکے جو مسئلہ تکفیر ایجاد کیا ہے اس کی وجہ سے قادیانیوں کو اس قسم کی باتیں سننی پڑتی ہیں جن کا ان کے پاس بجز ندامت و خاموشی کوئی معقول جواب نہیں۔ جناب خلیفہ قادیانی کے ایجاد کردہ مسئلہ تکفیر سے ایک طرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے دوسری طرف خود قادیانیوں کے لئے طرح طرح کی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں اور معقول طبقوں میں ان کی بے حد سبکی ہو رہی ہے کیا ہی اچھا ہو کہ جناب خلیفہ صاحب اس غلط مسئلہ سے دست بردار ہو جائیں۔ ساتھ ہی معاصر "مدینہ" کی خدمت میں گذارش کی کہ اس نے مولویوں کے جرم تکفیر کی پردہ پوشی کی افسوسناک کوشش کی ہے۔ حالانکہ اصولی طور پر مولویوں کا جرم قادیانیوں سے کم نہیں۔

معاصر "الفضل" کا شوق تکفیر ہماری اس مخلصانہ درخواست کو برداشت نہ کرسکا اور وہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنیکی بجائے غم و غصہ کا اظہار کرنے لگا۔ اس نے اپنی ۳۰ ستمبر کی اشاعت میں "مسئلہ تکفیر اور پیغام صلح" کے عنوان سے ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا معاصر اس طویل مقالہ میں اپنی عادت مستمرہ کے مطابق شرافت و معقولیت سے گفتگو کرنے سے قاصر رہ گیا ہے۔ اس کی تحریر کا غالب حصہ گالیوں اور ذاتی حملوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) مسئلہ تکفیر جناب خلیفہ قادیان کا ایجاد کردہ نہیں بلکہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے بالکل مطابق ہے۔

(۲) جماعت لاہور کے اکابر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں اس مسئلہ کو مانتے تھے۔ اور اس کی تبلیغ کرتے تھے۔

(۳) تکفیر المسلمین کی وجہ سے سلسلہ احمدیہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔ بلکہ اس میں ترقی ہو رہی ہے کیونکہ قادیانی جماعت کی تعداد جماعت لاہور کے مقابلہ میں زیادہ ترقی کر رہی ہے۔

(۴) تکفیر المسلمین کی وجہ قادیانی جماعت کی ہرگز کوئی سبکی نہیں ہوتی نہ اس کی وجہ سے کوئی مشکل پیش آتی ہے۔

(۵) مسلمانوں کا معقول پسند طبقہ جماعت لاہور کی نسبت قادیانیوں کی طرف زیادہ رجوع ہو رہا ہے۔

(۶) جناب خلیفہ قادیان اپنے عقیدہ تکفیر کو نہیں بدل سکتے خواہ کچھ ہو جائے۔

(۷) جماعت لاہور کے ارکان بزدل اور منافق ہیں۔

ہمارے معاصر نے جتنی باتیں کہی ہیں ان میں کوئی ایک بھی ایسی نہیں جو حقیقت کے مطابق ہو یا جس کا تسلی بخش و مسکت جواب بارہا عرض نہ کیا جا چکا ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ **میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں کہلا سکتا**۔ لیکن خلیفہ قادیان کا ارگن آنکھیں بند کرکے لکھ رہا ہے کہ عقیدہ تکفیر المسلمین عین حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے مطابق ہے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**

یہ الفاظ لکھتے وقت ... "الفضل" کو خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم کی صاحبزادی یعنی جناب خلیفہ قادیان کی سالی کے نکاح کا واقعہ غالباً فراموش ہو گیا ہوگا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت سے ایک غیر از جماعت نوجوان سے کیا گیا تھا۔ اور خود حضرت مولانا نور الدینؓ صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا تھا۔ اگر جناب خلیفہ قادیان اپنے حافظہ پر زور دیں تو انہیں یاد آ جائے گا کہ ڈولی کو کندھا دینے والوں میں وہ خود بھی شامل تھے۔

آج "الفضل" اپنے خلیفہ کی غیرت دینی، بہادری اور بلند مقامی کو خواہ کس قدر پھیلا پھیلا کر بیان کرے اور پکار پکار کر کہے کہ وہ "معمولی مشکلات یا مفروضہ سبکی تذلیل اور بے وقعتی سے تو کیا ڈرینگے اگر ان کے بدن کا ایک ایک عضو کاٹ کاٹ کر اور طرح طرح کے عذاب دیکر انہیں جان سے بھی مار دیا جائے تو وہ (تکفیر مسلمین سے) سر مو منحرف ہونے کا خیال بھی نہیں لا سکتے"۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس وقت جبکہ خلیفہ صاحب نے ایک "کافر" کے ساتھ اپنی عزیزہ کو رخصت کر دیا تھا تو یہ غیرت ایمانی، بہادری اور بلند مقامی کس گوشہ میں محو خواب تھی؟ تحریروں کو تو قادیانی بدل سکتے ہیں ان کی تاویلیں کر سکتے ہیں انکو منسوخ بھی قرار دے دیا کرتے ہیں۔ لیکن کیا واقعات میں تحریف کا فن بھی انہوں نے ایجاد کر لیا ہے؟

ہمارے معاصر نے اس بات کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں جماعت لاہور کے اکابر مسئلہ تکفیر کے قائل اور اس کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ اپنے اس دعوے کی تائید میں کوئی دلیل ہے تو وہ لائیے۔ اس کا تسلی بخش جواب عرض کیا جائیگا فی الحال اسی قدر کافی ہے کہ یہ ایک کھلی ہوئی غلط بیانی ہے۔

اگر کوئی شخص عین دوپہر کے وقت اپنی آنکھیں بند کر لے اور پکار پکار کر سورج کے وجود کا انکار شروع کر دے تو اسکو کسی دلیل سے قائل نہیں کیا جا سکتا ہے اسلئے اگر الفضل کو وہ نقصان نظر نہیں آتا جو خلیفہ قادیان کے ایجاد کردہ مسئلہ تکفیر سے سلسلہ احمدیہ کو پہنچ رہا ہے تو اس پر انکار کرنیوالے کی بصارت و بصیرت کے ماتم کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے؟ باقی رہا ترقی تعداد کا غرور اس کے متعلق گذارش ہے کہ ایسے ایسے پیر موجود ہیں جن کے حلقہ بگوشوں کی تعداد خلیفہ قادیان کے مریدوں کی بہت زیادہ سرعت سے بڑھ رہی ہے قادیانی منطق کی رو سے تو ان کے عقائد کو بھی صحیح تسلیم کرنا پڑے گا ترقی و کثرت تعداد پر ناز تو بہت ہو رہا ہے لیکن یہ جم غفیر خدمت اسلام کا کام کیا کر رہا ہے؟ اس کا صحیح جواب عقیدہ تکفیر المسلمین ہے یا یہ کہ بیس سال کے عرصہ میں بے شمار پر غرور دعاوی کے باوجود "قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ بھی نہ ہو سکا۔

"الفضل" کا ارشاد ہے کہ تکفیر المسلمین کی وجہ سے قادیانی جماعت کی کوئی سبکی نہیں ہو رہی بلکہ مسلمانوں کا معقول پسند طبقہ انکی طرف رجوع کر رہا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ کسی کے خواہ مخواہ برا کہہ دینے سے یا گالی دے دینے سے سبکی اور تذلیل نہیں لیکن کسی کے معقول اعتراض کا جواب نہ دے سکنے سے سبکی ضرور ہوتی ہے "الفضل" ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ اسیر "مدینہ" نے جو اعتراض کیا تھا اسکی وجہ سے اسکی سبکی نہیں ہوئی؟ چونکہ قادیانیوں کے نزدیک معقولیت کا مطلب اندھی عقیدت اور پیر پرستی ہے اسلئے انہیں ہر پیر پرست قادیانی معقولیت کا پیکر نظر آ رہا ہے یہ انکی ذہنیت کا قصور ہے۔

جناب خلیفہ قادیان اپنے ایجاد کردہ مسئلہ تکفیر سے ممکن ہے دستبردار نہوں کیونکہ انسان اپنی اغراض کے سامنے مجبور ہوتا ہے لیکن ہم انہیں کلمہ حق کہتے ہی جائینگے۔

"الفضل" نے ہمیں بزدلی اور منافقت کا طعنہ دیا ہے۔ سچ ہے ان کے نزدیک بہادری یہی ہے کہ دل میں وہ مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں لیکن اس کے کھلم کھلا اظہار کے خیال سے ان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اور غالباً ایسی ہی "بہادری" کی پردہ پوشی کے لئے "سیاسی مسلمان" اور "سیاسی اتحاد اسلامی" کی اصطلاحیں وضع کی جا رہی ہیں۔

"الفضل" نے اصل موضوع سے علیحدہ ہو کر ہم پر چو

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری ارشاد

زکوٰۃ کے متعلق قرآنی احکام کی تعمیل کرو

برادران و خواہران محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
زکوٰۃ کے متعلق ٹریکٹ آپ کی خدمت میں ارسال ہو چکے ہیں۔ احمدی قوم کو ... اگرایک طرف طرح طرح کے ناپاک پروپیگنڈا سے ...... بدنام کیا جاتا ہے تو دوسری طرف خدا کے فضل سے اس قوم کے نظام اور اس کی خدمات اسلامی اور اس کی پابندی احکام قرآنی کی وجہ سے دلوں میں عزت بھی ہے ہرایک احمدی بلاشبہ کچھ نہ کچھ ماہوار چندہ ادا کرتا ہے لیکن زکوٰۃ کا حکم قرآن کریم میں بڑی تاکید سے آیا ہے۔ اور ہرایک احمدی کا سر اس کے سامنے جھکنا چاہیئے۔ اور دنیا کے مال کی محبت پر خدا کی محبت کو غالب کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دنیا کے مال کی محبت بدترین بیماری ہے جو انسان کے دل کو زنگ آلودہ اور آہستہ آہستہ سیاہ کر دیتی ہے۔ اور اس کا علاج زکوٰۃ رکھا گیا ہے۔ جسکے معنی ہی پاکیزگی کے ہیں۔ اس سے انسان کا دل پاک ہوتا ہے۔ آپ کی قوم کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ وہ ایک نظام کے ماتحت کام کر رہی ہے۔ اور اس کا ایک بیت المال بھی ہے۔ یہاں سے زکوٰۃ کا روپیہ نہایت احتیاط کے ساتھ صحیح مصارف پر جو قرآن کریم میں مذکور ہیں خرچ ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کا بیت المال میں ادا نہ کرنا اور اُسے خود بخود اپنی رائے سے خرچ کرنا حکم قرآنی کی تعمیل نہیں۔ اپنی خواہش کی فرمانبرداری ہے۔ اور کسی احمدی کے لئے یہ مناسب نہیں جس طرح جس امر کے متعلق قرآن شریف کا حکم ہے اور نبی کریم صلعم نے اس کی تعمیل کر کے دکھائی اسی طرح اُسے پورا کرنا چاہیئے۔ اگر ایک شخص چوبیس گھنٹے بھی اپنے طور پر دعا میں لگا رہے لیکن جس طرح رسول اللہ صلعم نے اقیموا الصلوٰۃ کی تعمیل کی اس کی پیروی نہ کرے تو کوئی نہ کہیگا کہ اس نے قرآن کریم کا حکم مانا ہے۔ جب زکوٰۃ کے متعلق رسول خدا صلعم نے بیت المال قایم کیا اور ایک تہائی سے زیادہ اپنی رائے سے خرچ کرنے کی اجازت نہیں دی تو ہرایک قرآن شریف پر اور رسول اللہ صلعم پر ایمان رکھنے والے کو بھی اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ خواتین سے بالخصوص التماس ہے کہ وہ اپنے زیور کی زکوٰۃ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کریں یہ زیور اگر خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے گا تو قیامت کے دن اُن کے کام آئے گا۔ اور اگر اس سے محبت کر کے خدا کے حکم کو ٹال دیا تو قیامت کی پرسش کے وقت یہ کوئی کام نہ دیگا۔ والسلام۔ خاکسار:- محمد علی

چودھری ظفر اللہ خاں کی حمایت میں

زمینداران سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کا جلسہ

مورخہ ۲۰ ستمبر کو بمقام بدوملہی جو کہ اضلاع سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ، شیخوپورہ کے بہت سے علاقہ کے لئے ایک مرکزی جگہ ہے۔ جناب چودھری غلام حیدر خاں صاحب رئیس و بانی مدرسہ غلام حیدر مسلم ہائی سکول بدوملہی کی کوٹھی پر بصدارت جناب چودھری محمد اسماعیل خانصاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و رئیس کھیوالی ان ہرسہ اضلاع کے معزز مسلمان زمینداران کا جس میں تینوں اضلاع کے نمائندگان شامل تھے، جلسہ ہوا اور باتفاق رائے حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔

(۱) یہ جلسہ اس بیہودہ اور بے معنی ایجی ٹیشن کو جو جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کی تقرری مجلس انتظامیہ وائسرائے ہند کے برخلاف چند شوریدہ سر آدمیوں نے جن کو احراری کہتے ہیں جاری کر رکھا ہے نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

(محرک) چودھری غلام حیدر خانصاحب بدوملہی۔
(موئد) چودھری سلطان علی خاں صاحب پنشنر پولیس بدوملہی ضلع سیالکوٹ و چودھری محمد صفدر خاں صاحب رئیس منہ سوہا ضلع شیخوپورہ۔

(۲) یہ جلسہ اس بات کو بڑے زور سے پیش کرنا چاہتا ہے کہ چودھری ظفر اللہ خانصاحب ہماری زمیندارہ برادری میں ایک درخشندہ گوہر ہیں۔ اور جملہ زمینداران پنجاب کے بہترین نمائندہ ہونیکی قابلیت رکھتے ہیں اور تمام زمینداران پنجاب ان کو ایسا ہی سمجھتے ہیں اور جہاں تک سیاسیات کا تعلق ہے ہم اس میں اپنے مذہبی عقائد کے اختلافات کو تعلق دینا نہیں چاہتے۔ اور چودھری صاحب موصوف باوجود قادیانی عقائد رکھنے کے ہماری ساری برادری میں ایسے ہر دلعزیز ہیں کہ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

(محرک) چودھری فتح دین صاحب ذیلدار و رئیس مدوکا ہوان ضلع سیالکوٹ۔ (موئد) چودھری سردار خاں صاحب رئیس میر ز دال ضلع شیخوپورہ۔

(۳) یہ جلسہ جو کہ ہرسہ اضلاع کے صحیح نمائندگان پر مشتمل ہے اور در اصل تمام زمینداران پنجاب کا ترجمان ہے گورنمنٹ سے پرزور درخواست کرتا ہے کہ وہ اس بے معنی شور سے ہرگز ہرگز مرعوب نہ ہو۔ اور جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کی تقرری فرما کر ہم جملہ مسلمان زمینداران پنجاب کو ممنونیت کا موقع دیوے کیونکہ زمینداران پنجاب کا نمائندہ ان سے بہتر نہیں ہو سکتا۔

(محرک) چودھری محمد انور خانصاحب بی۔ اے ایل ایل بی پلیڈر شیخوپورہ۔ (موئد) چودھری نصیر احمد صاحب بی اے بدوملہی و چودھری محمد سرفراز خانصاحب رئیس و پریزیڈنٹ کمیٹی بدوملہی ضلع سیالکوٹ۔

(۴) یہ جلسہ مجلس احرار کو متنبہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ اس شرارت آمیز پروپیگنڈے سے باز آوے۔ اور ہمارے ہر دلعزیز لیڈر کے برخلاف جو شورش اس نے برپا کر رکھی ہے اسے فوراً بند کر دے ورنہ اس سے مسلمان زمینداران میں شہری اور دیہاتی تفریق کی وجہ سے ایک نیا فتنہ پیدا ہوگا۔ اور اہل دیہات کا بے پناہ سیلاب ایسے زور سے اٹھیگا کہ اسکی روک تھام مشکل ہو گی۔

(محرک) جناب چودھری غلام رسول خانصاحب رئیس گھوڑیال کلاں ضلع شیخوپورہ۔ (موئد) چودھری عشرت علی خانصاحب رئیس کالی ضلع گوجرانوالہ و چودھری محمد بشیر اللہ خانصاحب رئیس سوہاوہ ضلع گوجرانوالہ۔

(۵) یہ جلسہ پریزیڈنٹ صاحب کو اختیار دیتا ہے کہ وہ اس جلسہ کی کارروائی کی ایک ایک نقل جناب وائسرائے ہند۔ اور گورنر پنجاب کی خدمت میں بھیجدیوے اور نیز بغرض اشاعت مختلف اخبارات میں طبع کرا دیوے۔

(نامہ نگار)

شملہ کے قادیانیوں کی افترا پردازی

قاضی اکمل کے لڑکے عبد الرحیم کے نام سے الفضل مورخہ ۹ ستمبر کے صفحہ ۹ پر "شملہ میں غیر احمدی مولویوں کی ننگ اسلام حرکات" کی سرخی کے ماتحت ایک نوٹ شائع کیا گیا ہے جس میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ شاخ لاہور کے متعلق نہایت کمینہ جھوٹ لکھا گیا ہے۔ کہ "ایک بات قابل ذکر ہے۔ غیر احمدیوں کے جلسہ پر پیغامیوں نے ایک ٹریکٹ شائع کیا۔ جس میں لکھا کہ ہمارا قادیانیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، وہ ہم مسلمانوں کو کافر قرار نہیں دیتے۔ اور نہ اجرائے نبوت تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارے ساتھ مناظرہ یا مباحثہ نہ کیا جاوے" حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جس دن غیر احمدیوں کا جلسہ ہونے والا تھا اسی دن ہماری جماعت کی طرف سے ایک ہزار اشتہار شائع کیا گیا۔ جس میں غیر احمدی مولویوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا گیا اور دوسرے ہی دن پھر شام کے وقت کثیر تعداد میں مناظرہ کے لئے شرائط شائع کرا کر تقسیم کی گئیں۔ اور غیر احمدی مولویوں کی ہمت نہ ہوئی کہ ہمارے ہر دو اشتہاروں کا جواب تک دیں۔ یا ہمارے عقاید کی تردید کریں۔ ۳ ستمبر تک بار بار یاد دہانی کرانے کے بعد ۴ ستمبر کو مناظرہ کے لئے خط وکتابت کرنے پر تیار ہوئے۔ جن جن غیر احمدی احباب نے الفضل کے ۹ ستمبر کے پرچہ کو پڑھا ہے وہ اس پر اظہار نفرت کر رہے ہیں۔ کہ ان کو اس قدر سفید جھوٹ بول کر ذلیل ہونے کے لئے کس بات نے مجبور کیا تھا۔ ممکن ہے کہ آج کل قادیان سے مجموعہ جھوٹ ہی کا درس دیا جاتا ہو۔

نیز اسی مضمون میں انہوں نے شائع کیا ہے کہ "۳۱ اگست کو انجمن احمدیہ (قادیانی) ہال میں ایک جلسہ کیا گیا۔ جس میں مولوی مبارک احمد صاحب نے سائیں لال حسین وغیرہ کے اعتراضوں کے جواب دئے۔ غیر احمدی حضرات کافی تعداد میں

قادیانی جماعت شملہ کو کھلا چیلنج

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے مندرجہ ذیل ہرسہ عقائد "اوّل کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ دوئم حضرت مرزا غلام احمد صاحب نبی ہیں۔ سوئم تمام کلمہ گو جو آپ کی بیعت میں شامل نہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" صریحاً اسلام کے خلاف ہیں۔ اس لئے ہم مندرجہ ذیل ہرسہ سوالوں پر مناظرہ کے لئے چیلنج دیتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ شرائط طے کرنے کے لئے اطلاع دیکر مشکور فرمائیں گے۔

(۱) کیا رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آسکتا ہے؟

(۲) کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا!

(۳) کیا کسی کلمہ گو (اہل قبلہ) کو کافر کہنا جائز ہے؟

المشتہر

سیکرٹری تبلیغ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

(شاخ لاہور)

ولادت مسیح پر پادری عبدالحق صاحب کی نرالی منطق

گناہ کے ورثہ پر ایک تنقیدی نظر

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۲)

پادری عبدالحق کی دوسری بات

دوسری بات جو پادری عبدالحق صاحب نے اپنی طرف سے بڑی نرالی اور کام کی پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے اس مشہور مسیحی عقیدہ کا بڑی شد و مد سے انکار کیا ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کا اقرار بھی کیا ہے کہ آدم کے گناہ کرنے کی وجہ سے انسان کی فطرت میں گناہ کا میلان پیدا ہو گیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں "طبعی بگاڑ کی وجہ سے انسان کا دل **طبعاً** گناہ کی طرف مائل ہو گیا"۔ اب سوال یہ ہے کہ انسان کے فطرتاً گنہگار پیدا ہونے کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ یہی کہ "انسان کے دل کا طبعاً گناہ کی طرف مائل ہونا" جسے پادری صاحب کو صاف طور پر ماننا پڑا ہے۔ دنیا میں کوئی شخص انسان کے فطرتاً گنہگار پیدا ہونے کے مسیحی عقیدے کے یہ معنی کبھی نہیں لیتا۔ کہ بچہ ماں کے پیٹ سے شرابیں پیتا، چوری کرتا، ڈاکے ڈالتا پیدا ہوتا ہے۔ ہمیشہ اس کے معنی یہی لئے جاتے ہیں کہ مسیحی مذہب کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ انسان کا دل طبعاً گناہ کی طرف مائل پیدا ہوتا ہے۔

فطرتی اور طبعی امر پر سزا دینا ظلم ہے

انسان کے اس فطرتی نقص کی وجہ کیا ہوئی اس سے بحث نہیں جس بچہ کا دل طبعی طور پر گناہ کی طرف مائل پیدا ہوا ہے وہ بچہ گناہ کرنے پر اپنی فطرت کی وجہ سے مجبور ہے اس لئے اس کے گناہ کرنے پر اُسے سزا دینا ظلم عظیم ہے۔ بعض بچے رحم کے کسی نقص کی وجہ سے لولے یا لنگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اب اس لنگڑے بچہ کو اگر اس لئے سزا دی جائے کہ وہ لنگڑا کیوں ہے یہ پرلے درجہ کا ظلم ہوگا۔ غرضکہ جو فطرت ماں کے پیٹ سے لیکر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اس پر سزا دینا خدا کا کام نہیں ہو سکتا کیونکہ اس سے بڑھ کر ظلم عظیم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں تو یہ حال ہے کہ آدم و حوا کا تو پتہ نہیں دل کیسا تھا۔ لیکن اس پہلے جوڑے کو چھوڑ کر بقول عیسائی صاحبان تمام نسل انسانی "طبعی طور پر گناہ کی طرف مائل دل" رکھتی ہے۔

ظاہر ہے کہ کسی امر کا **فطرت انسانی** ہونے کا ثبوت اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ پس جب تمام نوع انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ گناہ کرے تو پھر فطرتی اور طبعی امر پر سزا دینا کیا خدا کا کام ہو سکتا ہے؟ ہر ایک عقلمند کے نزدیک اتنے بڑے ظلم کو خدا کی طرف منسوب کرنا کفر عظیم ہوگا۔

ایک اور قابل غور بات

پھر ایک اور بات قابل غور ہے وہ یہ کہ جب کل نوع انسانی کی یہ فطرت ہے کہ ان کا دل گناہ کی طرف مائل طبعی طور پر ہے تو ظاہر ہے کہ آدم و حوا کا دل بھی گناہ ہی کی طرف مائل پیدا ہوا ہوگا۔ آخر وہ انسان تھے۔ کسی اور قسم کی مخلوق تو نہ تھے۔ تمام انسانوں کی فطرت ایک ہی قسم کی ہونی چاہیئے اور یہی وجہ تھی کہ ان سے گناہ سرزد ہوا۔ اگر کہو کہ ان کا دل مائل بہ نیکی تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر گناہ کیوں کیا! اور اگر کہو کہ نہیں۔ ان کے دل میں کوئی خاص میلان طبعی طور پر نہ تھا بلکہ انہیں اختیار تھا۔ خواہ وہ نیکی کریں یا بدی کریں تو یہی فطرت ان کی ساری اولاد میں آنی چاہیئے۔ جو خدا کی پیدا کردہ تھی۔ اگر کہو کہ ان کے گناہ کرنے سے انسان کی فطرت بدل گئی اور وہ گناہ ورثہ میں چل پڑا۔ تو پھر ماننا پڑے گا کہ انسان کے اعمال سے اس کی اولاد کی فطرت بدل جاتی ہے جس کے معنی صاف طور پر یہ ہیں کہ انسان کے اعمال اس کی اولاد کے دل و دماغ پر ایسا اثر ڈالتے ہیں کہ **والدین کے اعمال اولاد کی فطرت بن جاتی ہے**۔ اس پر کم سے کم تین اعتراض تو ضرور پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا:-

اعتراض نمبر ۱

اگر یہ قضیہ صحیح ہے کہ والدین کے اعمال اولاد کی فطرت بن جاتی ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کی ناک کاٹ دے تو اب اس کی نسل میں سے جتنے بچے پیدا ہوں گے وہ ہمیشہ عورتوں کی ناک کاٹا کریں گے۔ چور کی نسل میں سے ہمیشہ چور ہی پیدا ہوں گے۔ زانی کی اولاد قیامت تک زانی ہی رہے گی کیونکہ والدین کے اعمال جب اولاد کی فطرت بن گئی تو فطرت تو بدل نہیں سکتی۔ مشرک کی اولاد ہمیشہ مشرک ہی ہوا کرے گی لیکن یہ صریحاً واقعات کے خلاف ہے۔ بدوں سے نیک نیکوں سے بد، مشرکوں سے موحد اور موحدوں سے مشرک پیدا ہوتے ہیں آئے دن دنیا دیکھتی ہے۔ بدیہی واقعات کا انکار کرنا عقل کے اندھوں کا کام ہوا کرتا ہے کسی عقلمند کا کام نہیں ہوتا۔

اعتراض نمبر ۲

آدم نے ایک گناہ کیا تھا تو اس کی اولاد کی فطرت بن گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج دنیا میں گناہوں کا انبار لگ گیا۔ یہ فقط ایک گناہ کا ورثہ ہے۔ تو آدم کے پوتے تو روز ہزارہا گناہ کیا کرتے ہیں۔ اگر گناہ ورثہ میں اولاد کو ملا کرتا ہے تو آئے دن والدین کے ہزارہا گناہ اولاد کو ورثہ میں ملتے ملتے اور انسان کی فطرت کا گناہ کے میدان میں ڈھلتے ڈھلتے آج ہزارہا سال کے بعد چاہیئے تھا کہ انسان شیطان بنکر رہ جاتا۔ اور اس کی فطرت شیطان سے بھی بڑھ کر شرارت اور گناہ کا مجسمہ بن چکی ہوتی۔ ایک گناہ نے جب یہ ستم ڈھایا کہ ساری دنیا گناہ سے بھر گئی۔ تو آئے دن کے لاکھوں کروڑوں گناہوں کا ورثہ جسقدر بھی حشر برپا کرے کم ہے چاہیئے تھا کہ انسان کی کل نسل اب تک شیطانوں سے بھی بڑھ کر بدی اور گناہ کا مجسمہ بن گئی ہوتی لیکن یہ بالبداہت غلط ہے۔ دنیا میں نیک بھی ہیں اور بد بھی ہیں اور ہمیشہ سے ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔

اعتراض نمبر ۳

آدم نے ایک گناہ کیا تھا تو ورثہ میں اس کی اولاد کی فطرت بن گیا۔ آیا آدم نے کوئی نیکی بھی کی تھی؟ اگر اعمال بد ورثہ میں فطرت بن سکتے ہیں تو اعمال نیک کیوں نہیں ورثہ میں فطرت بن سکتے؟ اگر آدم و حوا نے عمر بھر میں فقط ایک گناہ کیا تھا اور تمام عمر نیکیاں ہی کرتے رہے تھے تو چاہیئے تھا کہ ان کی اولاد کو جہاں گناہ کا ورثہ ملا تھا وہاں نیکیوں کا بھی ورثہ ملتا۔ اور عمر بھر کی نیکیوں کا توازن چونکہ ایک گناہ کے مقابل میں بہت زیادہ ہونا چاہیئے۔ اسلئے چاہیئے تھا کہ آدم کی اولاد کے دل میں نیکیوں کی طرف طبعاً میلان زیادہ ہوتا۔ کیونکہ نیکی کی فطرت کو بدی کی فطرت پر غالب ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن برخلاف اس کے مسیحی عقیدہ یہ ہے کہ آدم کی اولاد طبعاً گناہ کی طرف مائل دل لیکر پیدا ہوتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ (نعوذ باللہ) آدم و حوا تمام عمر بدیاں ہی کرتے رہے نیکی بہت کم کی اسی لئے اولاد کی فطرت گناہ کی طرف مائل ہو گئی۔ ورنہ اگر ایک گناہ کیا تھا تو تمام عمر کی نیکیوں کے مقابل میں اس کا توازن کم ہو کر اس کو بالکل دب جانا چاہیئے تھا۔ لیکن گناہ کی طرف انسان کا میلان طبع فطرتی طور پر بتلاتا ہے کہ یا تو آدم و حوا (نعوذ باللہ) رات دن گناہوں میں مستغرق رہا کرتے تھے اور یا پھر ان کا یہ ایک گناہ اس قدر عظیم الشان تھا۔ کہ اس نے ان کی تمام عمر کی نیکیوں کو کچل کر رکھ دیا۔

اگر وہ گناہوں میں رات دن مستغرق تھے تو اس کی کیا وجہ ہے۔ بائیبل کے رو سے تو خدا نے انسان کو اپنی شکل پر بنایا تھا یعنی اپنے اخلاق سے اُسے رنگین کیا تھا۔ تو کیا خدا کے یہی اخلاق ہیں کہ جو مخلوق اس کی شکل پر بنے وہ گناہ ہی کرتی رہے جس سے پھر یہ نتیجہ نکلیگا کہ آدم کی فطرت میں گناہ کا وجود دراصل خدا کی شکل پر بننے کی وجہ سے آیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ نعوذ باللہ گناہ کرنے کی عادت خدا کے اخلاق میں رنگین ہونے کا تقاضا ہے۔

نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات

اور پھر یہ کیا تماشا ہے کہ آدم گناہ کرکے خدا کی ساری مخلوق کی جڑ مار دے اور اس کی فطرت کو ہی بدل دے اور خدا اس طرح اپنی مخلوق کو بگڑتا ہوا دیکھے اور دم نہ مارے۔ اس نے یہ قاعدہ کیوں پیدا کیا کہ ایک آدمی کے گناہ سے ساری نسل ہی فطرتاً گناہ کی طرف مائل ہو جائے۔ اگر انسان کو پیدا کرکے اس نے اپنے اخلاق کا مظاہرہ کرنا تھا تو یہ فطرت ایسی کچی کیوں بنائی کہ ایک آدمی کے ایک گناہ سے ساری نسل کی ہی فطرت بگڑ جائے۔ یہ تو خدا کے علم اور حکمت پر حرف آتا ہے کہ اس نے انسان کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا تھا اُسے وہ حاصل نہ کر سکا اور سب سے پہلے آدمی نے ایک گناہ کرکے اس کی ساری تجویز اور منصوبہ کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ اور اس کی بنائی ہوئی انسانی فطرت کو بدل دیا۔

آدم کے گناہ پر ایک نظر

آیئے اب اس بات پر بھی نظر ڈال لیں کہ آیا وہ گناہ جو آدم سے سرزد ہوا تھا۔ کیا سچ مچ اسقدر عظیم الشان تھا کہ اس نے آدم کی تمام عمر کی نیکیوں کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ بائیبل میں لکھا ہے کہ وہ گناہ یہ تھا کہ خدا نے آدم کو "نیکی اور بدی کے تمیز" کے درخت کے قریب جانے سے روکا تھا۔ مگر آدم شیطان کے کہنے سے اسی درخت کے قریب گیا اور اس کا

پھل کھایا۔ اب سب سے بڑی مشکل تو یہ ہے کہ نیکی اور بدی کی تمیز تو ہر ایک انسان میں فطری طور پر موجود ہے۔ اگر آدمؑ انسان تھا تو ضرور ہے کہ اس میں بھی نیکی اور بدی کی تمیز کی قوت موجود ہوگی۔ پھر جب خدا نے آدمؑ کی فطرت میں نیکی اور بدی کی تمیز خود ہی رکھی تھی تو اس سے بچنے کا حکم دینا کسقدر لغو اور خلاف فطرت حکم ہے یا ہم یہ سمجھیں کہ اگرچہ خدا نے آدمؑ میں نیکی اور بدی کی تمیز کی قوت تو پیدا کر دی تھی مگر اس کے استعمال سے اسے منع کر دیا تھا تو کیا پھر اس کے یہ معنی نہ ہوں گے کہ خدا نہ چاہتا تھا کہ آدمؑ نیکی اور بدی کی تمیز کیا کرے۔ بلکہ وہ ایک درندہ اور بہائم کی زندگی بسر کرے اور یہ شیطان کی انسان کے حال پر بیحد مہربانی ہوئی۔ کہ اس نے آدمؑ کو اس طرف توجہ دلائی اور اسے نیکی اور بدی میں تمیز کرنے کا سبق پڑھایا۔ حیرت ہو جاتی ہے کہ ان حالات میں تو انسان کا ہادی اور خیرخواہ شیطان ہوا نہ کہ خدا۔ اگر شیطان نے آدمؑ کے حال پر یہ عنایت نہ کی ہوتی تو آج تمام نسل انسانی بہائم سے بدتر ہوتی کیونکہ نیکی اور بدی میں تمیز نہ کرنا تو بہائم کی صفت ہے۔ اور خدا کو دیکھو کہ نیکی اور بدی کی تمیز کرنے سے آدمؑ کو روک رہا ہے کوئی پوچھے کہ حضور والا اگر یہ ایسی ہی بری چیز تھی تو آدمؑ کے اندر اسے پیدا ہی کیوں کیا تھا۔ اور جب آدمؑ کو اس کے قریب جانے کا حکم نہ تھا جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ آدمؑ کو ابھی نیکی و بدی کی تمیز ہی نہ تھی۔ تو پھر اس سے فرماں برداری کی توقع رکھنی اور نافرمانی پر ناراضگی کا اظہار کسقدر غلط فعل ہے۔ جسے نیکی و بدی یعنی فرماں برداری اور نافرمانی میں تمیز نہیں۔ اُسے کسی قسم کا حکم دینا اور اس کی نافرمانی پر خفا ہو جانا بالکل بے معنی بات ہے۔

انسان اور حیوان میں امتیازی فرق

خوب غور کرو حیوان اور انسان میں اگر کوئی فرق ہے تو آن نیکی اور بدی کی تمیز کا۔ اسی کا نام کانشنس یا ضمیر ہے۔ کسقدر مقام تعجب ہے کہ خدا ہو اور آدمؑ کو نیکی و بدی کی تمیز سے روکے۔ یعنی اس کی کانشنس اور ضمیر کو فنا کر دینا چاہے۔ یہ امر تو خدا کی بجائے ... شیطان کی طرف منسوب ہونا چاہیئے تھا۔ اور ہمیشہ شیطان کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اسے خدا کی طرف منسوب کرنا کیا خدا کو نعوذ باللہ شیطان کا مقام دینا نہ ہوگا؟

کیا نیکی اور بدی کی تمیز انسان کو شیطان نے سکھلائی؟

ہمیں آج بتایا جاتا ہے کہ آدمؑ سے یہ ایسا گناہ سرزد ہوا کہ اس کی وجہ سے نسل انسانی گناہگار ہو گئی۔ گویا آدمؑ اگر نیکی و بدی کی تمیز کرنا شیطان سے نہ سیکھتا تو ساری نسل گناہ سے بچ جاتی۔ کیونکہ جب ساری نسل انسانی میں نیکی و بدی کی تمیز نہ ہوتی تو وہ چوپایوں کی طرح جو مرضی چاہتی پڑی کرتی، کوئی ذمہ داری نہ تھی۔ یہ شیطان تھا جس نے انسان کو اس مقام عالی تک پہنچایا کہ وہ نیکی اور بدی کی تمیز کرنے لگا۔ جسے انسانیت سے تعبیر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بحیثیت ایک انسان کے اس کے اندر اپنے اعمال کی ذمہ داری کی روح پیدا ہو گئی۔ مگر خدا نہ چاہتا تھا کہ ایسا ہو۔ یہ شیطان کی مہربانی سے ایسا ہوا۔ گویا خدا نے انسان کو محض ایک چوپایہ کی زندگی بسر کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔ یہ شیطان تھا جس نے اسے انسانیت کے عالی مقام تک پہنچا دیا۔ اور شیطان کا بھی اس میں کوئی تصور نظر نہیں آتا۔ صرف اس نے انسان کے اندر کی نیکی اور بدی کی تمیز کی قوت کو جگایا اور زندہ کیا جسے پیدا تو خدا ہی نے کیا تھا مگر نہ معلوم کس وجہ سے خدا نہ چاہتا تھا کہ آدمؑ اس قوت کو استعمال میں لائے۔

. . . .

بائیبل کا خدا پچھتایا بھی کرتا ہے

اور یہ کچھ نئی بات بھی نہیں بائیبل کے مطالعہ سے ایسا اکثر نظر آتا ہے کہ خدا بعض کام کر کے بعد میں "پچھتایا" بھی کرتا ہے۔ چنانچہ نوحؑ کا طوفان بھیجکر بھی پچھتایا تھا۔ اور انسان کو شریعت دیکر بھی آخرکار پچھتانا پڑا۔ ہزارہا سال تو نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ انسان کی ہدایت اور نجات کے لئے خیر سے شریعت بھیجا کئے۔ مگر دیکھو تو پیچھے جاکر خدا صاحب کو دہاتما گاندھی جی کی طرح سمجھ آئی کہ یہ میری غلطی تھی۔ شریعت تو ایک لعنت تھی جسے انسان کو ہرگز دینا نہ چاہیئے تھا کیونکہ اس سے نیکی اور بدی کی تمیز میں مدد ملتی ہے۔ برخلاف اس کے کرنا یہ چاہیئے تھا کہ جہانتک ممکن تھا نیکی اور بدی کی تمیز کو مٹایا جاتا جس کا سبق شیطان انسان کو پڑھا گیا ہے۔ اس لئے گزشتہ غلطی کی تلافی یوں کی کہ اپنا بیٹا بھیجکر اسے مصلوب اور ملعون کر کے کفارہ کا مسئلہ ایجاد کر دیا جس کا مقصد صاف طور پر یہ نظر آتا ہے کہ انسان پر سے اعمال کی ذمہ داری ہٹ جائے اور اس طرح نیکی و بدی کی تمیز مٹ جائے۔ اور انسان جو مرضی چاہے پڑا کرے۔ کیونکہ شریعت کو لعنت ٹھیرانا اور محض کفارہ پر ایمان لاکر چھٹکارا پا لینے کا مقصد سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

اہل عقل سے اپیل

اب میں ہر ایک عقلمند کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ کیا نیکی و بدی کی تمیز کو حاصل کر لینا ایسا عظیم الشان گناہ ہو سکتا ہے جو آدمؑ کی تمام عمر کی نیکیوں کو خاک میں ملاکر اُسکی نسل میں بدی کرنے کا میلان اور گناہ کی فطرت پیدا کر دے۔ کیا نیکی و بدی میں تمیز کرنا گناہ کہلائیگا یا نیکی اور پرلے درجہ کی دانائی کہلائیگی۔ جو انسانیت کا شرف اپنے اندر مضمر رکھتی ہے۔ آخر نیکی اور بدی میں تمیز کرنے کی قوت کے بیدار ہو جانے سے انسان کے دل کو فطرتاً گناہ کی طرف کیوں میلان ہو گیا۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس تمیز کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے انسان گناہ سے ڈرتا اور احتراز کرتا اور نیکی سے پیار کرتا۔

پادریوں کا ڈھکوسلا

الغرض گناہ کا ورثہ اور اس کا انسان کے اندر طبعی طور پر پایا جانا ایک ایسا لایعنی اور غیر معقول امر ہے جس کے لئے مسیحی پادریوں کے ہاتھ میں کوئی معقول دلیل نہیں۔ یہ محض ایک فرضی ڈھکوسلا ہے جس کے اندر کوئی حقیقت نہیں ذرا ان عجائبات کو ملاحظہ فرمائیے۔ جنہیں میں دہراتا ہوں۔

عجوبہ ۱۔ نیکی اور بدی کی تمیز کو گناہ قرار دیا جاتا ہے۔ کسقدر عجیب!

عجوبہ ۲۔ انسان کے بداعمال وراثتاً اس کی اولاد کی فطرت بن جاتے ہیں۔ یہ پہلے سے بھی زیادہ عجیب ہے!! اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان بداعمالیوں کے صدور کے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں رکھتا بلکہ فطرت کے طبعی تقاضوں کے ماتحت وہ گناہ کرنے کے لئے مجبور ہے جو اسے اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملا ہے۔ دیکھ لیجئے اس طرح اعمال کی ساری ذمہ داری یا دوسرے لفظوں میں شرف انسانیت اڑ جاتا ہے۔

عجوبہ ۳۔ بدی کی طرف طبعی میلان کی وجہ سے گناہ کرنا جب انسان کی فطرت بن چکا تو پھر اسپر سزا دینا سب سے بڑھکر عجیب ہے!!!

پادری صاحب کی یونانی منطق کچھ نہیں بنا سکتی

ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ انسان کی فطرت میں گناہ کا میلان کسی وجہ سے بھی پیدا ہو۔ جس مرتبہ پر اور جہاں سے انسان کی فطرت میں گناہ کا میلان طبعی حالت کو اختیار کریگا اسی جگہ سے انسان گناہ کرنے پر مجبور سمجھا جائیگا اور فطرت

مجبور آدمی کو سزا دینا کسی اہل انصاف کا شیوہ نہیں چہ جائیکہ خدائے عادل و بزرگ و برتر کا۔

یہ ایسی بات ہے جسے موٹی سے موٹی عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے اور اس کے خلاف پادری عبدالحق صاحب یونانیت بیچاروں کی اگر ساری منطق اکٹھی کر کے لگا دیں تب کچھ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ جہالت کو کوئی دنیا کی منطق حکمت نہیں بنا سکتی۔

ممکن ہے پادری صاحب موصوف خود بھی اندر ہی اندر سمجھتے ہوں۔ بشرطیکہ مائدہ مسیحی نے جو کلیسا کے طفیل میں کبھی کا آسمانی سے زمینی بن چکا ہے ان کے دل و دماغ پر مہر نہ لگا دی ہو۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۴ر اکتوبر کی شکو لاہور تشریف لے آئے ہیں۔

— افسر صاحب تبلیغ اعلان فرماتے ہیں کہ جماعت سامانہ کا سالانہ جلسہ ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴ر اکتوبر کو منعقد ہوگا جس میں مندرجہ ذیل اصحاب کی تقریریں ہوں گی۔

(۱) مولوی عمرالدین صاحب شملوی۔ (۲) مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت۔ (۳) شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی (۴) سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل۔

قرب وجوار کے تمام احباب کا فرض ہے کہ وہ . . . شریک ہو کر اس جلسہ کو بارونق اور کامیاب بنائیں۔

— ماہ رجب شروع ہونے والا ہے اس مہینہ میں عام طور پر زکوٰۃ نکالی جاتی ہے احباب کا فرض ہے کہ اپنی زکوٰۃ کے علاوہ اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں اور دوستوں سے زکوٰۃ کا روپیہ وصول کر کے خزانہ انجمن میں جمع کرائیں اس کے متعلق پیش نظر اشاعت میں ایک اپیل بھی شائع ہو رہی ہے۔

— اساتذہ و طلبہ مسلم ہائی سکول کا ایک تعزیتی جلسہ ۲۶ر ستمبر کو بصدارت سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن منظور کیا گیا۔

یہ جلسہ مولوی غلام مرتضیٰ خانصاحب بی۔ اے کے صاحبزادے کی وفات حسرت آیات پر افسوس کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار میں جگہ دے اور مولوی صاحب اور ان کے والد محترم مولوی محمد عبداللہ خانصاحب اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۸ر اکتوبر (اتوار) سے مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد نماز مغرب درس قرآن کا سلسلہ شروع کریں گے۔ مقامی احباب کو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

— جناب سید مسعود شاہ صاحب ٹیچر جموں بدستور بیمار ہیں۔ آپ نہایت مخلص اور خدمت دین کا غیر معمولی جوش رکھنے والے بزرگ ہیں۔ آپ کے لئے خاص طور پر دعائے صحت کی جائے۔

— چودھری تفضل حق صاحب بھی ابھی تک بیمار ہیں انکے لئے بھی دعا کی جائے۔

منگرول میں ذبح بقر کے خلاف شرارت

کاٹھیاواڑ ایجنسی میں منگرول ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست ہے جس پر ایک نہایت باخدا، پرہیزگار اور بزرگ مسلمان رئیس کی حکومت ہے۔ ریاست کی آبادی میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے عنصر تقریباً مساوی ہیں۔ اور ان کے تعلقات ہمیشہ سے نہایت خوشگوار چلے آتے تھے۔ لیکن کچھ مدت گزری باہر کے چند مفسدہ پرداز جینی ہندو ریاست میں داخل ہوئے۔ جنہوں نے محض بنظر شرارت اس ریاست میں ذبح گاؤ کے خلاف شورش پیدا کر دی۔ نواب صاحب منگرول کی مسلمان رعایا زیادہ تر غریب ہے۔ اور یہ لوگ بکرے کا گوشت خریدنے کی استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے ہمیشہ گائے کا گوشت استعمال کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اس قدر کم کہ مذبوحہ گایوں کی تعداد ایک دو اس روزانہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ریاست کے ہندو ان حقائق سے باخبر ہیں۔ اور انہوں نے کبھی ذبح گاؤ سے تعرض نہیں کیا۔ یہ صرف بیرونی شورش پسندوں کی شرارت ہے۔ جو ریاست کے ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات کو خراب کر رہے ہیں۔ اور سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ ہمسایہ . . . . . . ریاستوں کی رعایا کو بھی اس پر اکسایا جا رہا ہے۔ کہ نواب صاحب منگرول پر دباؤ ڈالنے کا ہر ممکن طریقہ اختیار کریں۔ یہاں تک کہ وہ ذبح بقر کو اپنی ریاست میں بالکل ممنوع قرار دے دیں۔

اس شورش کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ آج سے کوئی دو سال پیشتر ریاست منگرول میں ذبح گائے کے خلاف اس قسم کا پروپیگنڈا شروع کیا گیا تھا۔ اور فتنہ انگیزوں نے اس شورش کو یہاں تک بڑھایا تھا کہ سارے ہندوستان میں منگرول کے ذبح بقر کے خلاف احتجاجی جلسے منعقد ہوئے۔ اور ایجنٹ گورنر جنرل اور وائسرائے کی خدمت میں عرضداشتیں بھی بھیجی گئیں۔ وائسرائے نے اس مسئلہ میں مداخلت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر فتنہ پردازوں نے ایوان والیان ریاست کے چانسلر کو متاثر کرنے کی کوشش کی اور ایک دفعہ پھر وائسرائے ہی کو ایک عرضداشت بھیجی۔ لیکن ان لوگوں کو کوئی کامیابی نہ ہوئی تو انہوں نے بہت وسیع پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اور ایک شخص پنڈت رام چندر شرما نے ریاست منگرول میں ذبح گاؤ کو بند کرانے کے لئے ایک "مرن برت" کا اعلان کر دیا۔ جب اس پنڈت کے برت پر بیس دن گزر گئے۔ گاندھی جی نے مداخلت کی۔ اور پنڈت رام چندر شرما کو یقین دلایا کہ آپ نے جس مقصد سے برت رکھا ہے اس کے لئے ہر قسم کی جدوجہد کی جائے گی۔ لیکن آپ برت توڑ دیجئے۔ پنڈت جی نے گاندھی جی کا مشورہ قبول نہ کیا۔ اور اپنا برت جاری رکھا۔

لیکن ایک نہایت عجیب و غریب بات یہ ہوئی۔ کہ جب برت پر چوبیس دن گزر چکے تو پنڈت رام چندر نے اپنا برت خود بخود توڑ دیا۔ اور اخباروں میں اعلان کر دیا کہ نواب صاحب منگرول نے چونکہ ہمارے منشا کے مطابق بندش ذبح بقر کا حکم دیدیا ہے۔ اس لئے برت کا مقصد پورا ہو گیا۔ حالانکہ یہ صریح غلط بیانی تھی۔ اور محض موت سے بچنے کے لئے یہ ڈھنگ اختیار کیا گیا تھا۔ جب یہ خبر بمبئی کے گجراتی اخبار "جنم بھومی" میں شائع ہوئی تو منگرول کے پبلسٹی افسر نے فوراً اس کی تردید شائع کرا دی۔

لیکن جب سے گاندھی جی نے اس معاملہ میں دخل دینے اور ذبح گاؤ کے خلاف جدوجہد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ منگرول کے شورش پسند لوگوں کے حوصلے بہت بلند ہو رہے ہیں۔ اور مسلمانان ریاست اس پر بہت تشویش و اضطراب کا اظہار کر رہے ہیں اس لئے کہ اگر گاندھی جیسے رہنما نے ایک اسلامی ریاست کے اندرونی معاملات میں مداخلت شروع کر دی تو یہ بہت بڑی فتنہ انگیزی ہوگی۔ اور ہندوؤں کے حوصلے ان کو صرف منگرول پر قناعت نہ کرنے دیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس کے اقدام کا نتیجہ نہایت خطرناک ہوگا۔ ہم مسلمانوں کی طرف سے گاندھی جی کو خبردار کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر آپ نے ریاست منگرول کے معاملات میں "دخل در معقولات" کا ارتکاب کیا۔ تو مسلمان اس کو سخت ناپسند کریں گے۔ ہمارے خیال میں اسلامی انجمنوں کو اس قسم کی قرار دادیں منظور کر کے گاندھی کے پاس بھیجنی چاہئیں۔ اور تمام اسلامی اخباروں کو گاندھی جی کے ان عزائم کے شدت سے احتجاج کرنا چاہئے۔

تھورام کا قتل اور گاندھی جی

واردھا کا ایک تار مظہر ہے کہ تھورام کے قتل کی خبر سے گاندھی جی کو بہت دکھ ہوا۔ اب آپ تین دن کا ایک برت رکھیں گے۔ جس میں پرارتھنا کریں گے۔ کہ ایشور ان لوگوں کو بدھی دے۔ کہ ایک دوسرے کا خون بہانے سے پرہیز کریں۔" گاندھی جی کو ہمیشہ برت اور پرارتھنا کے ڈھنگ اسی وقت سوجھتے ہیں جب ہندو کو کوئی تکلیف پہنچے۔ مثلاً کوہاٹ کے فساد پر آپ نے نہایت لمبا برت رکھا۔ اچھوتوں کے میثاق کے لئے برت رکھا لیکن جب کوئی دریدہ دہن آریہ سماجی مسلمانوں کے آقا کے خلاف بدزبانی کرتا ہے۔ اور آٹھ کروڑ مسلمانوں کے سینے آتش غیرت سے شعلہ زار بن جاتے ہیں۔ اس وقت گاندھی برت نہیں رکھتے۔ اور نہ یہ پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ "ایشور پرماتما" ان لوگوں کو "بدھی" دے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کے خلاف بکواس کرنے سے پرہیز کریں۔ اگر آپ اس معاملہ پر برت رکھ لیا کریں تو اس قسم کے قتل کی نوبت نہ آئے۔ (انقلاب)

افسوسناک واقعہ

کراچی میں نتھورام نامی ایک ہندو کو عدالت کے اندر قتل کر ڈالا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ چند مسلمانوں نے اس شخص کو مارا ہے۔ وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس شخص نے "تاریخ اسلام" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخی کی تھی۔

اس حادثہ پر تمام ہندو اخبارات بہت خفا ہیں ان کی خفگی بجا ہے۔ مسلمانوں کے لئے نہ قانوناً روا ہے نہ شرعاً نہ اخلاقاً کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ عدالت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور ایسے موقعوں پر خود اپنے ہاتھ سے سزا دینے کے بجائے عدالت سے چارہ جوئی کرنی چاہیئے۔

لیکن ہم ناانصافی کریں گے اگر ان ہندوؤں کو بھی ملامت نہ کریں۔ جو اسلام سے بغض للّٰہی رکھتے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر حملے کرتے ہیں کسی مذہب کے پیشوا کو برا کہنا بدترین اخلاقی جرم ہے اس سے بھی زیادہ مکروہ بات یہ ہے کہ کسی پیشوا پر جھوٹے الزام لگائے جائیں۔

بہرحال کراچی کا یہ واقعہ افسوسناک ہے۔

(ہند کلکتہ)

خبریں

—— احمد آباد ۱۴ر اکتوبر۔ گجرات کانگرس کمیٹی کی صدارت کرتے ہوئے مسٹر پٹیل نے کہا۔ کہ گاندھی جی کی کانگرس سے علیحدگی کانگریس کے لئے تقویت کا موجب ہوگی۔

—— لاہور ۱۴ر اکتوبر۔ مشہور ہندو اخبار نویس لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر "دیش" کا کل انتقال ہو گیا۔

—— روزنامہ "ریاست" سے ایک قابل اعتراض نظم کی اشاعت کی وجہ سے حکومت نے ایک ہزار روپیے کی ضمانت طلب کی ہے۔

—— لاہور ۱۴ر اکتوبر۔ گورنر پنجاب کل صبح شملہ سے یہاں پہنچے۔

—— لاہور ۱۴ر اکتوبر۔ مسٹر ینگ چیف جج ہائی کورٹ بھی کل صبح لاہور پہنچ گئے ہیں۔

—— شملہ ۱۴ر اکتوبر۔ کاشغر سے موصول شدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ یارقند و ختن کے نواحی علاقوں میں ابھی چینی حکومت کو اقتدار حاصل نہیں ہوا۔ حکومت ترکمانیوں سے گفت و شنید میں مصروف ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ امیر ختن امسال براہ کشمیر و ہند حج کو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے حکومت ہند سے ہندوستان کے راستہ سے گزرنے کی اجازت طلب کی ہے۔

—— ہندی کا مشہور مطبع ورجانند پریس لاہور حکومت پنجاب نے ضبط کر لیا۔

—— لندن ۱۴ر اکتوبر۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ سکاٹ لینڈ کے دورے کے بعد کل صبح یہاں پہنچے۔

—— ہسپانوی حکومت مستعفی ہو گئی ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ پانچ روسی کابل میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

—— گزشتہ دنوں جاپان میں جو طوفان باد آیا تھا۔ اس کی وجہ سے سینکڑوں کارخانے بند ہو گئے۔ جن کی نہایت سرعت کے ساتھ درستی کی جا رہی ہے۔

الہ آباد ۱۴ر اکتوبر۔ مسز کملا نہرو کی حالت نہایت تشویشناک بیان کی جاتی ہے۔ کل پنڈت نہرو کو تین گھنٹے کے لئے ان کے پاس رہنے کی اجازت دی گئی۔

—— صوبہ مدراس میں حلقہ ہائے اسمبلی کا انتخاب ۱۴ر نومبر کو ہوگا۔

—— چند روز ہوئے محمد ظاہر شاہ تاجدار افغانستان کے مشکوئے معلیٰ میں فرزند ثانی تولد ہوا ہے۔ جس کا نام شہزادہ احمد شاہ خان تجویز ہوا ہے۔

—— منتھیاگلی ۱۴ر اکتوبر۔ ایرانی اور افغانی سرحدوں کے تعین کے لئے ایک افغان کمیشن کابل سے ہرات کو روانہ ہو گیا ہے۔

—— بمبئی کے کانگرسی حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے۔ کہ گاندھی کانگرس سے ضرور علیحدگی اختیار کر لیں گے۔

—— حیدر آباد دکن سلطنت آصفیہ کا آئندہ سال کا بجٹ اعلیحضرت حضور نظام نے منظور فرما لیا ہے۔ یہ ایک نہایت کامیاب بجٹ ہے۔ اعلیحضرت ممدوح نے اس کو بے حد پسند کیا ہے۔ اور سر اکبر حیدری فنانشل سیکرٹری کی اس محنت پر اظہار خوشنودی فرمایا۔

—— سری نگر ۱۴ر اکتوبر۔ ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر کی تقریب سالگرہ . . . . . نہایت شان سے منائی جا رہی ہے۔

—— پنڈت مالوی نے اپنی پارٹی کے امیدواران اسمبلی کی فہرست شائع کر دی ہے۔ جس میں باوجود وعدہ کے بھائی پرمانند کا نام شامل نہیں کیا گیا۔ اس وجہ سے بھائی صاحب کے حامی پنڈت جی سے سخت ناراض ہو رہے ہیں۔

—— لندن ۱۴ر اکتوبر۔ شہزادہ جارج کی شادی ۲۹ر نومبر کو ہوگی جس کے لئے شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یورپ کے تمام بادشاہوں کے نمائندے اس میں شریک ہوں گے۔

بیان القرآن
اُردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم یعنی مع عربی متن
تالیف
حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی
خصوصیات
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔
دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے
محصول ڈاک علاوہ
المشتہر
مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور
فضل الباری حصہ اوّل
اُردو ترجمہ و حواشی یعنی صحیح بخاری
تالیف
حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اُردو
خصوصیات
صحیح بخاری کے کتاب او نبیاء تک آ چکے ہیں۔
محصول ڈاک علاوہ
المشتہر
مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تارکا پتہ ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلْحُ خَیْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد کم ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور ۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ یکم رجب المرجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۶۳

مکتوب مسیح موعود

بنام محمد حسن صاحب صوفی موسیٰ خان افغان قوم ترین (مقیم آسٹریلیا)

۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلے

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آپ کا ایک خط حضرت اقدس کی خدمت میں اور دوسرا میرے نام پہنچا ۔ ایک پونڈ یعنی مبلغ صہ۱۵ حضرت اقدس کے خدمت میں وصول ہوگئے ۔ جزاکم اللہ احسن الجزا سابق ازاں دس شلنگ مہ بھی وصول ہوگئے تھے ۔ اطمینان فرمایئں آپ کے خطوط اور منی آرڈر برابر وصول ہوجاتے ہیں ۔ ارسال چندہ کے متعلق جو آپ نے دریافت کیا ہے ۔ مناسب اور بہتر یہ ہے ۔ کہ حضرت اقدس کے ذات خاص اور لنگر اور توسیع مکان اور مینارہ کا چندہ آپ حضرت اقدس کے خدمت میں یا میرے نام بھیجد یا کریں ۔ اور مدرسہ کا چندہ بنام نواب محمد علی خاں ڈائرکٹر مدرسہ قادیان ارسال کیا کریں ۔ اور میگزین کا بنام مولوی محمد علی صاحب منیجر میگزین ارسال کیا کریں ۔

اور "البدر" "الحکم" اخبارات کا آن کے ایڈیٹروں کے نام ۔ اس طریق سے بہت آسانی ہوتی ہے ۔ اور کوئی ہرج نہیں ہوتا ۔ اور ہر دفتر کی رسید جداگانہ آپ کو پہنچ سکتی ہے ۔ حضرت اقدس آپ کے اخلاص اور محبت سے خوش ہیں اور آپ کے لئے دعا فرماتے رہتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور دین و دنیا کے برکات سے فیض یاب کرے ۔ آمین ۔ ۱۳ ر فروری ۰۴ھ

قادیان ۔

خاکسار ۔ عبدالکریم ۔

حضرت مسیح موعود کے خطوط

جن احباب کے پاس ہوں وہ ازراہ کرم اشاعت کے لئے عنایت فرمایئں ۔

(مدیر)

ضروری اعلان

امتحان دینیات

۴ ر ۵ نومبر ۱۹۳۴ء کو ہوگا

برادران السلام علیکم و رحمۃ اللہ

جیسا کہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ ر فروری میں اعلان ہوچکا ہے ۔ کہ امتحان سالانہ اکتوبر کے آخری یا نومبر کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہوا کرے گا ۔ سال رواں کے واسطے تجویز ہے کہ ۴ ر ۵ ر نومبر کو یہ امتحان اُن مقامات پر ہو جہاں امیدوار پسند کریں ۔ لہذا جو احباب امتحان میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ فوراً خاکسار کو اطلاع دیں ۔ کہ اُن کو پرچہ ہائے سوالات کسکی معرفت بھیجے جادیں جسکی نگرانی میں وہ امتحان دے سکیں ۔ یا اگر کسی جگہ ایسی صورت نہ ہوسکے تو امیدوار کو کس پتہ پر براہ راست پرچہ ہائے سوالات بھیجے جاویں لیکن اس صورت میں امتحان دینے والے کو ایک حلفی شہد ساتھ ہی بھیجدینا چاہیئے ۔ کہ وہ ہر ایک مضمون کے پرچہ کو وقت مقررہ سے پہلے نہیں کھولیگا ۔ اور وقت مقررہ پر کھول کر سوالوں کے جواب بلا امداد کسی دوسرے شخص کے یا کتاب کے وقت مقررہ کے اندر لکھکر فوراً بند کرکے بذریعہ ڈاک سیکرٹری صاحب کے پاس روانہ کردیگا ۔

لاہور میں اس امتحان کا انتظام مردوں کیلئے مسلم ہائی سکول میں اور خواتین کیلئے گیلری مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ہوگا ۔ جن صاحبان کی طرف سے کوئی اطلاع ۲۰ ر اکتوبر تک نہ پہنچے گی ان کی نسبت سمجھا جاوے گا کہ وہ امتحان میں شامل ہونا نہیں چاہتے ہیں ۔

خاکسار
عزیز بخش
سکرٹری امتحان دینیات ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۔

انوار القرآن

جن احباب کو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا درس قرآن سننے کا اتفاق ہوا ہے وہ اس کی خوبیوں سے اچھی طرح واقف ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کی نظر قرآن کریم پر نہایت باریک ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی فہم عطا فرمایا ہے آپ کا طرز بیان نہایت مدلل موثر اور دلچسپ ہوتا ہے ، سینکڑوں غیر مسلم ، دہریہ ، قادیانی اور غیراز جماعت آپکے درس کے ذریعہ صداقت کو پا گئے ، متذبذب طبائع کے لئے آپ کا درس آب حیات کا حکم رکھتا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے متعدد مقامات پر برسوں درس قرآن دیا لیکن احباب کی زبردست خواہش کے باوجود اس کے نوٹ ضبط تحریر میں نہ آسکے ۱۹۳۲ء میں پیغام صلح کی دو تین اشاعتوں میں اس کے چند مختصر ٹکڑے شائع ہوئے جنکی وجہ سے احباب کا اصرار زیادہ ترقی کرگیا ۔

اب یہ خبر شادکامی و مسرت کے اعلیٰ جذبات کے ساتھ سنی جائیگی ۔ کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح نے آخری پارہ قرآن یعنی پارہ عم کے نوٹوں کو کتابی شکل میں شائع فرمانا ۔ منظور فرمالیا ہے سودہ نظر ثانی کے بعد کاپی نویس کے پاس پہنچ چکا ہے ۔ اور ایک تہائی کے قریب کتابت ختم ہوچکی ہے ۔ انشاء اللہ جلسہ سالانہ سے قبل کتاب شائع ہوجائے گی ۔ جو بڑی تقطیع کے تقریباً اڑھائی سو صفحات پر مشتمل ہوگی ۔ بہترین کتابت وطباعت کا انتظام کیا گیا ہے کاغذ اور جلد بھی نہایت اعلیٰ اور دیدہ زیب ہوگی ۔ جو اصحاب شائع ہونے سے قبل اپنی فرمائش بھیجدینگے ان سے مجلد کی قیمت صرف دو روپے لی جائے گی ۔ . . . .

گو جو رقم وصول ہوگی اس میں سے ڈاکٹر صاحب کافی رقم اپنے پاس سے صرف کرکے اس کو شائع کرا رہے ہیں ۔ اس کی فروخت سے جو رقم وصول ہوگی اس سے چار سو روپیہ انشاء اللہ انجمن کو دینگے احباب بہت جلد اس بیش بہا نعمت کو حاصل کرنے کا بندوبست کریں ۔ تمام فرمائشیں بنام منیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں ۔

(مدیر)

خط وکتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ۔

احکام زکوٰۃ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

فرضیت و اہمیت زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار فرماتا ہے اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ نماز قایم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور سچے مومنوں کے علامات میں فرماتا ہے یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وہ نماز کو قایم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نماز کے سوائے کوئی ایسا عمل نہیں جس پر قرآن شریف میں اس قدر زور دیا گیا ہو جس قدر زکوٰۃ پر دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ کے نہ دینے والوں کو عذاب الیم کی خبر سنائی گئی ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر دیدو۔ کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ اور جس کی زکوٰۃ دیدی جائے خواہ وہ کتنا مال ہو۔ وہ اس آیت کی تحت میں نہیں آتا۔

زکوٰۃ کا نہ دینا مشرکوں اور منکرین قیامت کا شیوہ قرار دیا گیا ہے۔ وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم کٰفرون۔ اور مشرکوں پر افسوس ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے، اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔

کوئی شخص اخوت اسلامی میں داخل ہونے کا اہل نہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتا۔ فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین۔ سو اگر وہ توبہ کریں اور نماز قایم کریں اور زکوٰۃ دیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

آنحضرت صلعم سے صحیح حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار، نماز، زکوٰۃ، روزہ حج۔ پس جو شخص ان پانچ باتوں میں سے ایک کو چھوڑتا ہے وہ اسلام کی بنیاد پر قایم نہیں رہتا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی بذریعہ بیت المال ہی ہو سکتی ہے

قرآن کریم میں اگر ایک طرف مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہے تو دوسری طرف رسول اللہ صلعم کو حکم ہے کہ وہ زکوٰۃ وصول کریں خذ من اموالھم صدقۃ اور آپ کے بعد ائمۃ المسلمین کو یہی حکم ہے۔ اور جو خیرات کی جائے اس کے متعلق یہ حکم نہیں۔ زکوٰۃ فرض ہے اور دوسرے صدقات بطور نفل ہیں۔ جہاں زکوٰۃ کے خرچ کرنے کی مختلف مدات کا ذکر ہے وہاں یہ بھی ہے والعاملین علیھا یعنی زکوٰۃ میں سے ان لوگوں کو بھی تنخواہیں دی جائیں گی جو اس کے وصول کرنے کے لئے مقرر ہوں۔ جس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا باقاعدہ وصول ہو کر قومی بیت المال میں جمع ہونا ضروری ہے۔ احادیث میں آنحضرت صلعم کے عاملین زکوٰۃ مقرر کرنے کا ذکر ہے۔ اور وہ سب زکوٰۃ جمع کرکے بیت المال میں داخل کرتے تھے اور آپ نے ہی وہ حساب بھی بنایا جس حساب سے زکوٰۃ مال میں سے دینی چاہیئے۔ اور کسی شخص کے اختیار پر اس بات کو نہیں چھوڑا کہ کس قدر زکوٰۃ دے۔ اور یہ بھی حکم تھا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے کی رائے کے آگے سر جھکایا جائے۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ بیت المال میں داخل کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اور صحابہ نے اس کی صحت کو تسلیم کیا۔ ان سب باتوں سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ ہر شخص اپنی جگہ پر فقرا و مساکین کو دیکر ادائیگی زکوٰۃ کے حکم سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کا ایک بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے مناسب مدات پر خرچ ہونا ضروری ہے۔ چندے جو ہمارے احباب ادا کرتے ہیں وہ بھی انہیں دیگر صدقات میں آتے ہیں۔ جو بطور نفل ہیں۔ اصل فرض زکوٰۃ ہے اور اس کا حساب کرکے بیت المال میں داخل کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد چندہ جسقدر کوئی شخص چاہے ادا کرے زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے صدقات میں ہر انسان مجاز ہے جس طرح چاہے انہیں خرچ کرے۔ مگر زکوٰۃ کو اپنی مرضی سے خرچ نہیں کر سکتا۔ ہاں ایک حدیث میں رسول اللہ صلعم کا یہ حکم پایا جاتا ہے۔ واذا خرصتم فخذوا ودعوا الثلث فان لم تدعوا الثلث فالربع۔ یعنی جب تم غلہ وغیرہ کا اندازہ زکوٰۃ کے لئے کرو تو اسے لیلو۔ اور ایک چوتھائی چھوڑ دو۔ امام شافعی کہتے ہیں۔ تہائی یا چوتھائی زکوٰۃ کے چھوڑ دینے کا حکم اس لئے ہے تاکہ وہ شخص خود اسے اپنے ہمسایوں اور قریبیوں پر خرچ کرے۔ یعنی ایسے قریبیوں پر جو مستحق زکوٰۃ ہیں۔

نوٹ:۔ قرآن کریم اور ان احادیث کے احکام کے مطابق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بیت المال قایم کیا ہے جس میں سب ممبران کی زکوٰۃ کا داخل ہونا ضروری ہے۔ اور آخری حدیث کے منشا کے مطابق ہر زکوٰۃ دہندہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو ایک تہائی زکوٰۃ کی اپنے طور پر خرچ کرنے کیلئے رکھ لے۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر ہے اور کس حساب سے

(۱) نقدی و زیورات۔ نقدی خواہ سونا ہو یا چاندی یا نوٹوں کی صورت میں اپنے پاس جمع ہو۔ یا کسی جگہ امانت کے طور پر جمع ہو زیورات خواہ روپیہ کو جمع رکھنے کی غرض سے بنوائے گئے ہوں خواہ استعمال کے لئے۔ خواہ شب و روز پہنے جاتے ہوں۔ خواہ رکھے رہتے ہوں ان پر بھی نقدی کی طرح زکوٰۃ ہے۔ مگر ان میں جسقدر چاندی یا سونا لگا ہے اسی پر زکوٰۃ ہے۔ اگر وہ جڑاؤ ہیں تو جڑاؤ پر زکوٰۃ نہیں جواہرات پر زکوٰۃ ہے صرف سونے یا چاندی کی قیمت پر زکوٰۃ ہے جو اس پر لگا ہے۔ زیور کی زکوٰۃ پر احادیث موجود ہیں۔ ایک حدیث میں ہے ایک عورت آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئی۔ اور اس کی لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے کہا نہیں تو فرمایا کیا چاہتی ہو کہ قیامت کے دن یہ آگ کے کڑے ہوں؟ حضرت ام سلمہ نے کچھ سونے کا زیور پہنا ہوا تھا۔ اور آپ نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا۔ کہ ایسا مال تو نہیں جس پر عذاب کی خبر قرآن شریف میں ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ جو چیز زکوٰۃ کو پہنچ جائے۔ اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ اور ایسی ہی ایک حدیث حضرت عائشہؓ سے متعلق ہے

یہ تینوں حدیثیں ابوداؤد میں ہیں:

جس نقدی یا زیور پر پورا سال گذر گیا ہو۔ اگر وہ چاندی یا نوٹوں کی صورت میں ہے تو باون روپے سے زیادہ مالیت ہونے کی صورت میں اور اگر سونا ہے تو ۷ ½ تولہ سونے سے زیادہ ہونے کی صورت میں اڑھائی روپیہ فی سینکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

۲۔ مال تجارت پر زکوٰۃ

مال تجارت پر زکوٰۃ حدیث نبوی سے اور امت کے تعامل سے ثابت ہے۔ اور مجاہد کے نزدیک وانفقوا من طیبات ما کسبتم۔ تجارت کی زکوٰۃ کے بارہ میں ہے۔ لیکن چونکہ تجارت کا مال بعض وقت ایک مدت تک بغیر نفع دینے کے بھی پڑا رہ سکتا ہے اس لئے ایسے مال تجارت پر جو سال کے اندر فروخت نہیں ہوا کوئی زکوٰۃ نہیں۔ جب وہ فروخت ہوگا اسی وقت اس پر زکوٰۃ بھی واجب الادا ہوگی۔ اور اس وقت صرف ایک ہی سال کی زکوٰۃ واجب الادا ہوگی۔ حضرت امام مالک کا یہی مذہب ہے وانہ لم یبع ذالک العرض سنین لم یجب علیہ فی شیٔ من ذالک العرض زکوٰۃ وطال زمانہ فاذا باعہ فلیس علیہ الا زکوٰۃ واحدۃ اور اصول جو شارع علیہ السلام نے مقرر کیا ہے اس کی رو سے بھی یہی بات حق معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ کا اصول مویشی میں سے مویشی اور غلہ میں سے غلہ اور نقدی میں سے نقدی ہے لیکن چونکہ مال تجارت ان چیزوں کے علاوہ ہے۔ اس میں سے ہر چیز کا چالیسواں حصہ لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک ایک دوکاندار کے پاس سینکڑوں قسم کی اشیا ہوتی ہیں پس مال تجارت پر سے زکوٰۃ صرف بصورت نقدی لیجا سکتی ہے۔ اور یہی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا معلوم ہوتا ہے لیکن نقدی کی صورت میں اس حصہ مال پر زکوٰۃ وصول ہو سکتی ہے جو نقدی کی صورت میں تبدیل ہو چکا ہو۔ مثلاً ایک شخص کی دوکان میں پچاس ہزار روپیہ کا مال ہے۔ اس میں سے سال میں پندرہ ہزار کا مال فروخت ہوا۔ تو گویا پندرہ ہزار کا مال بصورت نقدی تبدیل ہو گیا۔ اور اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہوگی۔ لیکن باقی پر نہیں۔ اور یوں بھی جو مال بند پڑا رہا۔ اور فروخت نہیں ہوا نامی نہیں کہلا سکتا۔ پس تجارت کے مال کی تین صورتیں ہیں اول۔ یہ کہ سارا سرمایہ جو تجارت پر لگایا گیا ہے وہ سال بھر میں واپس نہیں ہوا۔ یعنی کل مال فروخت نہیں ہوا۔ تو زکوٰۃ صرف اس حصہ پر ہے جو فروخت ہوا۔ یعنی سال بھر میں جسقدر مال فروخت ہوا اس پر ۲ ½ فیصدی کے حساب سے زکوٰۃ ہے

دوم۔ یہ کہ سارا سرمایہ بار بار وصول ہوتا اور تجارت پر لگتا رہا مثلاً ایک شخص کے پاس دس ہزار سرمایہ ہے اور اس نے اس کا کچھ سامان خریدا وہ ایک دو ماہ میں فروخت ہوا۔ پھر اس سے اور سامان خریدا اور وہ بھی فروخت ہو گیا۔ اور یوں سال میں کئی دفعہ ہوا تو صرف اصل سرمایہ پر سال میں ایک دفعہ زکوٰۃ بحساب ۲ ½ فیصدی واجب الوصول ہوگی۔

سوم۔ یہ کہ سرمایہ بصورت کسی انڈسٹری کے ہے۔ جیسے مشین وغیرہ لگا کر کام کا چلانا۔ تو اس صورت میں بھی سرمایہ پر زکوٰۃ ہوگی۔

ان تینوں صورتوں میں حساب سالانہ ہوگا۔ اور ہر سال کی اصلی فروخت یا اصل سرمایہ پر زکوٰۃ ہوگی۔ لیکن اگر سرمایہ میں کچھ حصہ قرضہ کا بھی ہے۔ تو قرضہ والا حصہ زکوٰۃ سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم پنجشنبہ یکم رجب المرجب ۱۳۵۳ھ | نمبر ۶۳

قادیانی روحانیت کا نمونہ

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

اخبار "فاروق" میں ایک قادیانی قاضی یا میاں محمد یوسف صاحب کا مضمون دعا کے بارے میں نکلا تھا۔ میں نے واقعات جماعت قادیان کے سامنے رکھدئے۔ اس کے جواب میں قادیانی روحانیت کا جو مظاہرہ لیشاور کی قادیانی جماعت نے "الفضل" مورخہ ۷ر اکتوبر میں کیا ہے وہ قابل توجہ ہے۔ عنوان میں ہے "بیہودہ لغویات" مضمون میں بجائے اصل باتوں کا جواب دینے کے ڈیڑھ کالم میں تو میری ذات پر اپنی "روحانی شعاعوں" کا اثر ڈالا ہے۔ ذرا اس کا نمونہ بھی دیکھئے۔ "پیغام بلڈنگ کے دو یازدہ ساکنین" "مولوی محمد علی صاحب کی معاندانہ اور وکیلانہ تاویلات رکیکہ" "احمدیہ بلڈنگ کی ناپاک ہوا سے سموم ہو چکے ہیں"۔ "بابو صاحب کے نزدیک ایک مولوی محمد علی صاحب اور احمدیہ بلڈنگس کے چند رفقاء مومن ہیں۔ باقی جمیع اہلبیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحابہ کرام اور کثرت جماعت کافر مرتد اور احمدیت سے خارج ہے"۔ جماعت قادیانی کی روحانیت کا سب سے عجیب ترین پہلو یہ ہے۔ کہ احمدیہ بلڈنگس میں آتے جاتے کھاتے پیتے بھی رہتے ہیں۔ لیکن اپنے گھروں میں جاکر اسے دیازدہ اور ناپاک ہوا قرار دیتے ہیں۔ خیر اپنے پیروں کے خوش کرنے کیلئے مرید کیا کچھ نہیں کرتے۔ یہ لوگ بھی مجبور ہیں۔

قادیانی روحانیت کا دوسرا پہلو

دوسرا عجیب پہلو اس کجلی مانس قوم کی روحانیت کا بہتان طرازی ہے کہ کس شخص نے ان کے اہل بیت۔ صحابہ اور کثرت جماعت کو کافر مرتد۔ اور احمدیت سے خارج قرار دیا۔ نہ حوالہ ہے اور نہ ہمارے دوستوں میں سے کسی کا یہ عقیدہ ہے۔ ہم ان کو غالی اور غلطی خوردہ ضرور سمجھتے ہیں کافر و مرتد اور احمدیت سے خارج سمجھنے کا ہم پر بہتان ہے۔

نبی اور رسول کے لفظ کا استعمال

قادیانیوں کو نبی اور رسول کے لفظ کا استعمال اگر حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے سمجھ نہیں آتا۔ تو حضرت مولانا محمد علی صاحب یا میرا حوالہ دینا کیا ضروری ہے۔ وہ خود "صحابہ کرام" مولوی سرور شاہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب کے حوالے کیوں نہیں دیکھ لیتے۔ مولانا محمد علی صاحب یا میری تحریر ان پر حجت نہیں ہو سکتی۔ اس کے خلاف ان کے "صحابہ کرام" کے حوالے پوری حجت کا کام دے سکتے ہیں۔ سنئے۔

مولوی سرور شاہ صاحب کا ارشاد

پہلے "صحابی" مولوی سرور شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

"لفظ نبی کے معنے اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانیوالا۔ دوم عالی رتبہ شخص جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں سے مطلع کرے وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیا گذرے ہیں۔"

مفتی محمد صادق صاحب کا ارشاد

دوسرے "صحابی" مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں۔

"شبلی نے دریافت کیا کہ ہم لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں میں نے عرض کیا۔ کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنیوالا نہیں۔ نہ نیا اور نہ پرانا۔ . . . مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے۔ اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں۔"

یہ اظہار غیض و غضب کیوں؟

سن لیا جناب نے کہ "صحابہ کرام" کیا فرماتے ہیں۔ انہیں معنوں سے ہم سب لوگ یہ لفظ استعمال کرتے تھے۔ مزید ثبوت کیلئے اپنے قاضی صاحب کی لسنتو کتابیں "عقائد احمدیہ۔ التبلیغ۔ آثار قیامت۔ خروج یاجوج ماجوج، تحفۃ النبوۃ ضمیمہ۔ ابلاغ حق نزول المسیح۔ حقیقۃ المہدی" ملاحظہ کرلیں۔ تاکہ آپ کو یقین ہو جائے کہ ہم "صحابہ کرام" اور قاضی صاحب کی اسی تشریح لفظ نبی و رسول کے قائل ہیں۔ جو انہوں نے اختلاف سے پہلے کی۔ یہ قوم کی بدقسمتی تھی کہ "صحابہ کرام" کو اپنی تحریروں کا پاس نہ رہا۔ "اہل بیت" کا ثبوت درکار ہے۔ تو رسالہ تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء میں مضمون نجات دوبارہ پڑھ لیجئے۔ فرمائیے اگر "اہل بیت" یا "صحابہ کرام" کی تتبع میں ہم میں سے بھی کسی نے یہ لفظ ان معنوں میں استعمال کیا۔ تو ہم پر اتنا غیض و غضب کیوں؟

قبولیت دعا کے متعلق گذارش

قبولیت دعا کے بارے میں ہم نے پہلے ہی لکھدیا تھا۔ کہ جن لوگوں نے حضرت نبی کریم سے روحانی تربیت پائی تھی اور صدیق کے مرتبہ پر پہنچ چکے تھے ان سے ضرور مکالمہ مخاطبہ الہیہ ہوتا تھا۔ خدا ان کی دعائیں سنتا تھا۔ اور خدا کے نزدیک خاص قرب رکھتے تھے، لیکن وہ ان باتوں کا ڈھورا نہ پیٹتے تھے محض بوجہ قرب زمانہ نبوت اور بوجہ تعظیم خدا کا شکر ہے کہ اس وقت قادیانی ذہنیت کے لوگ موجود نہ تھے۔ ورنہ وہ ضرور کہہ دیتے کہ یہ لوگ خشک منطقی اور روحانیت سے معرّا ہیں۔ گھروں میں مسجدوں میں لڑائی لڑائی کا چرچا اور اسی کی تیاریوں میں مصروف رہتے ہیں۔ بعض غالی قادیانی حضرت نبی کریم کے صحابہؓ کی ایسی ہی مصروفیتوں کو دیکھ کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ بعثت ثانی بعثت اول سے بڑھکر ہے کیونکہ جگہ جگہ ملہم اور نبی پیدا ہو رہے ہیں حالانکہ بعثت اول میں ثبوت تک نہیں ملتا کہ خلفائے راشدین میں سے کسی نے ان کے منہ سے سنا ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوا ہے یا ان کی دعائیں سنتا ہے" یا حضرت نبی کریمؐ کے کشوف اور رویا میں سے ان کو کوئی حصہ ملا ہے یا وہ خدا تعالیٰ سے کوئی خاص قرب اور تعلق رکھتے ہیں"۔ جب ان میں سے کوئی بات بھی نہیں تو تو وہ سارے کے سارے "خشک منطقی اور روحانیت سے معرّا تھے"۔

. . . .

قادیانی جماعت کا طغرائے امتیاز

اب ذرا قادیانی جماعت کا طغرائے امتیاز بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کا طغرائے امتیاز علم قرآن۔ استجابت دعا۔ مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مشرف کشوف و رویا اور کم از کم تقوی ہے"۔ اب لیجئے اس کا ثبوت:۔

(۱) علم قرآن

"قادیان میں ترجمہ اور تفسیر ہو رہی ہے۔ اور اپنے وقت پر شائع ہوگی۔ دیر آید درست آید کے مطابق دنیا دیکھیگی کہ حقائق اور معارف کا دریا ہوگا"۔ گویا قادیانی علم قرآن ابھی در بطن شاعر ہے جب نکلیگا تو یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ گویا ایک دعوے پر دوسرا دعوے ہے ثبوت کوئی نہیں

(۲) استجابت دعا

ثبوت کچھ نہیں سوائے اس کے کہ لاکھوں کی جماعت سے ہزاروں بی۔ اے ایم اے مولوی فاضل رکھنے کے علاوہ خدا کا برگزیدہ خلیفہ دعائیں کرنے والا بھی موجود ہے۔ لیکن جس ترجمہ قرآن کو ہمارے ترجمہ قرآن سے پہلے شائع کر دینے کا دعویٰ کیا تھا اس کا صرف ایک پارہ کر کے بس ہو گئی باقی معارف ابھی تک "در بطن شاعر" ہیں یہی دعاؤں کی بغیر قبولیت کا ثبوت دے رہے ہیں اور کہا جاتا ہے دیر آید درست آید۔ دل کی تسلی کے لئے خیال اچھا ہے۔

(۳) مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مشرف

بیشک اس بات کا یقینی ثبوت قادیانی جماعت میں موجود ہے۔ ان کے کئی لوگوں کو خدا نے نبی اور رسول بنا کر اس جماعت میں مبعوث کیا۔ لیکن یہی جماعت ہے کہ ایک طرف تو مکالمہ و مخاطبہ الہیہ کو اپنا طغرائے امتیاز قرار دیتی ہے۔ لیکن دوسری طرف اپنے مکلمین اور ملہمین کا انکار کر کے ازل الکافرین ملتی اور ان کو پاگل کے نام سے پکارتی ہے

(۴) کشوف و رویا

اس کا ثبوت نہیں دیا گیا۔ ہاں ان کی جماعت کے مدعیان نبوت نے اپنے کشوف و رویا شائع کئے اور کرتے رہتے ہیں لیکن قادیانی اُن سے انکار ہی کر رہے ہیں۔

(۵) کم از کم تقوے

یہ کس شخص میں تلاش کیا جائے۔ اور اس کا کیا معیار ہے۔ جب قادیانی پیش کریں گے تو پھر مراد نہ ہو سکے گا۔ کہ کتنے آدمی اس معیار پر پورے اترتے ہیں۔ اور کس جماعت میں ایسے لوگ زیادہ ہیں۔ "صحابہ کرام" اور ان کے حواشی کے تقویٰ کا حال تو ہمیں اخبار "الفضل" ہی بتاتا رہتا ہے۔ کہ ہر سال چھ ماہ بعد ایک گروہ منافقین ان کے فیض صحبت سے پیدا ہوتا رہتا ہے۔ وہ قادیان سے نکالا جاتا ہے۔ تو دوسرا تیار ہو جاتا ہے۔ اور قادیانی جماعت کے طغرائے امتیاز تقوے کے نمونے کا مظاہرہ دنیا میں کر دیتا ہے۔ یہ باہر نہیں۔ آتا بلکہ اس کا خمیر قادیان کی مٹی سے تیار ہوتا ہے جو لفضل لشاوری قادیانی صاحب تقوے سے بھری پڑی ہے۔ اور ہمیشہ لینہ قنہم کا نظارہ پیش کرتی رہتی ہے۔

ہمارے انگریزی ترجمہ کے متعلق مظاہرہ حسد

ترجمۃ القرآن کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

"اول تو ہمارے نزدیک مولوی صاحب کا ترجمہ لغو اور بیہودہ ہے۔ . . . یہی وجہ ہے کہ ہماری جماعت نے عام طور پر اور خصوصاً جناب قاضی صاحب نے نہ اردو اور نہ ہی انگریزی لیا"۔

گویا "انگور کھٹے ہیں" کی مثال کسی نے دیکھنی ہو تو وہ قادیانی جماعت کو دیکھ لے۔ اس جماعت سے زیادہ بدقسمت اور

متفرق خیالات

"لیمزقنہم"

(حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

بیس سال ہوئے جب جماعت احمدیہ لاہور کے چند تنفس خلیفہ صاحب قادیان کے اس فتوے کی وجہ سے کہ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان کا فر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ صرف اسلئے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں۔ قادیان سے الگ ہوئے تو جناب خلیفہ صاحب کی طرف سے لیمزقنہم کی پیشگوئی شائع ہوئی یعنی ان لوگوں کو جو اہل قبلہ کی تکفیر میں جناب خلیفہ صاحب کے ہمنوا نہیں ہوتے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔ یہ فی الحقیقت خلیفہ صاحب کے دل کی خواہش تھی، خدا کا نہ یہ قانون ہے نہ اس کی آواز ہوسکتی تھی۔ یہ تنگدل انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ ذرا اس کے کسی نے خلاف کیا اور وہ اسکی تباہی اور بربادی کے درپے ہو گیا۔

اگر اُسے خدا کی آواز کہا جائے تو گویا اللہ تعالیٰ کو بھی یہ فکر تھی کہ کس طرح یہ لاہوری جماعت کے چند آدمی تباہ ہو جائیں، تو اس کا نام دنیا میں زندہ رہ سکتا ہے۔ اور اگر یہ نہ مٹے تو پھر حق دنیا میں نہیں پھیل سکتا۔ اس سے پہلے تو ہمیشہ دنیا کی تاریخ میں ایسا ہوتا رہا کہ جب خدا کی طرف سے کوئی شخص آیا اور اس نے حق اور صداقت کو دنیا میں پھیلانا چاہا تو محض نہ ماننے والے کبھی دنیوی عذاب کی گرفت کے نیچے نہیں آئے جب تک کہ انہوں نے خود حق اور صداقت کو برباد کرنے کیلئے اپنا زور صرف نہیں کیا۔ اور حق کے پھیلانے والوں کو تباہ کرنے کی کوشش نہیں کی مگر خدا کا یہ قانون خلیفہ قادیان کی خاطر بدل گیا۔ اور اس نے اپنے خلیفہ کو یہ خوشخبری سنائی کہ میں یورپ کے ان عیسائیوں کو جو اسلام کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تباہ کرنیکی کوئی ضرورت نہیں سمجھتا اور نہ ہی دوسرے اعدائے دین کی مجھے کچھ فکر ہے۔ وہ بیشک زندہ رہیں، اسلام کو تباہ کرنے کے منصوبے کریں۔ محمد رسول اللہ صلعم پر حملے کریں مگر میں ان احمدیہ جماعت لاہور کے چند افراد کو جو ابھی تک جماعت کی صورت میں بھی نہ بنے تھے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔

اور پھر سوچنے کی بات ہے کہ وہ ان کا خطرناک جرم کیا تھا جسکی وجہ سے خدا تعالیٰ کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ تمام اعدائے اسلام کو چھوڑ کر انہی کو سب سے پہلے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہیئے۔ صرف یہی کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم خلیفہ قادیان کی بیعت اس لئے نہیں کرتے کہ وہ اہل قبلہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور اتحاد اسلام کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک رہے ہیں اگر یہ جرم اتنا بڑا تھا کہ اس کے لئے خدا کو یہ ضرورت پیش آئی تھی کہ ساری روئے زمین کے اعدائے اسلام کو چھوڑ کر احمدی جماعت لاہور کی بربادی کی فکر میں لگ جائے تو یہ فکر سب سے پہلے اس شخص کے لئے ہونی چاہئے تھی جس نے ۱۹۰۲ء میں اپنی کتاب میں یہ لکھ دیا تھا کہ

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

ابھی پرسوں کا واقعہ ہے میں ڈاکٹر سر محمد اقبال کی عیادت کو گیا تو انہوں نے اثنائے گفتگو میں ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ جناب مرزا صاحب سیالکوٹ گئے ان ایام میں میاں (سر) فضل حسین وہیں کام کرتے تھے، ایک دن ڈاکٹر صاحب کہیں جا رہے تھے تو اتفاق سے رستے میں میاں صاحب سے انکی ملاقات ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے دریافت کیا۔ کہ آپ کدھر جا رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں مرزا صاحب کی طرف جا رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں، ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو اثنائے گفتگو میں میاں صاحب نے جناب مرزا صاحب سے یہ سوال کیا کہ کیا آپ اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں تو آپ نے صاف الفاظ میں یہ جواب دیا کہ

"میں اپنے منکر کو کافر نہیں کہتا"

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ جناب مرزا صاحب کے یہ الفاظ مجھے اچھی طرح یاد ہیں البتہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ واقعہ کس سال کا ہے۔؟

۱۸۹۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود ۱۹۰۴ء میں سیالکوٹ تشریف لے گئے اور یہی وہ دن تھے جب میاں فضل حسین صاحب بھی وہاں پریکٹس کرتے تھے۔ اسکی تائید حضرت صاحب کی اس گفتگو سے ہوتی ہے جو آپ نے وزیر آباد کے سٹیشن پر پادری سکاٹ سے کی جو اخبار الحکم ۱۷ اور ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء میں منقول ہے۔ پادری صاحب نے سوال کیا کہ آپ لوگوں میں بہت سے فرقے موجود ہیں تو آپ نے جواباً کہا۔

"مجھے تعجب ہے کہ آپ اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں آپکو معلوم نہیں کہ عیسائیوں میں کسقدر فرقے ہیں۔ جو ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور اصولوں میں بھی متفق نہیں مسلمانوں کے فرقوں میں اگر کوئی اختلاف ہے تو فروعات اور جزئیات میں ہے اصول سب کے ایک ہی ہیں۔"

مگر ہمارے قادیانی دوستوں کو اس بات کی کیا پرواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں محکم الفاظ میں حکم دیا ہے۔ لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اور اسلام کا صرف یہی ایک نشان اس میں پایا جاتا ہو تم اُسے بھی کافر مت کہو۔ یا اس کی کیا پرواہ ہے کہ ہمارے ہادی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا ارشاد ہے۔ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم جو شخص ہماری نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے (جناب خلیفہ قادیان کا سیاسی مسلم نہیں)

ذرا اس بات کی کیا پرواہ ہے کہ جسے حکم اور عدل مانا وہ بھی یہی کہتا ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔

انہیں تو صرف ایک بات کی فکر ہے کہ جماعت لاہور تباہ ہو جائے۔ گویا یہی ان کی زندگی کا مقصد عظیم ہے۔ جس طرح غیر احمدی ملانے چالیس سال سے خوشیاں منا رہے ہیں کہ احمدیت آج تباہ ہوئی اور کل ہوئی۔ ہمارے قادیانی دوست بیس سال سے ہر پتے کے ہلنے پر بغلیں بجانے لگتے ہیں۔ کہ دیکھو جماعت لاہور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

اگر خدا کو یہی منظور ہوتا کہ یہ جماعت برباد ہو جائے تو جناب خلیفہ صاحب نے پیشگوئی تو اس وقت کی تھی جب یہ جماعت جماعت کہلانیکی مستحق نہ تھی۔ چند متفرق اجزا تھے جن کو جب اختلاف سے ڈیڑھ ماہ گذرنے کے بعد جمع کرنے کی کوشش کی گئی تو غالباً کل ساٹھ آدمی تھے جو لاہور میں جمع ہوئے۔ اور ان کے پاس کیا تھا نہ کوئی دفتر نہ خزانہ۔ نہ مبلغ نہ جماعت نہ سامان نہ مکان۔ اس تہیدستی کی حالت میں اس کی ابتدا ہوئی اور پھر آہستہ آہستہ یہ جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اس کا لٹریچر دنیا کی تیس زبانوں میں تمام اطراف و اکناف عالم میں پہنچ گیا۔ قرآن کریم اور سیرت نبوی کے ترجموں نے یورپ اور امریکہ تک کے تاریک گوشوں کو روشن کر دیا۔ کفرستانوں میں مسجدیں کھڑی ہو گئیں، اور اللہ اکبر کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ہمارے قادیانی دوستوں کے خیال کے مطابق تب اللہ تعالیٰ کو فکر ہوئی کہ یہ جماعت تو خدمت اسلام کے کام میں ترقی کرتی جا رہی ہے۔ اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہیئے۔ جب ان کا کام کوئی نہ تھا جماعت کوئی نہ تھی۔ نظام کوئی نہ تھا۔ نہ یہ پتہ تھا کہ یہ چند لوگ کیا کرینگے۔ اس وقت تو اللہ تعالیٰ نے چند بکھرے ہوئے دانوں کو اکٹھا کر کے ایک جماعت بنا دیا۔ اور جب اس جماعت نے خدمت دین کی ایک عظیم الشان عمارت کی بنیاد رکھدی اور اشاعت اسلام کے شجر کی شاخیں یورپ اور امریکہ تک پہنچ گئیں تو خدا نے کہا کہ آؤ اب ہم اس جماعت کو تباہ کر دیں جو ہمارے نام کو دنیا میں پہنچانے کے جرم کی مرتکب ہوئی ہے۔

خواجہ صاحب اور ان کے ورثاء کا انجمن سے قطع تعلق شیخ غلام محمد مدعی مصلح موعود کا ظہور۔ خانصاحب سید محمد حسین صاحب کا انحراف۔ محمد مجیب خانصاحب کے خیالات دربارہ روحانیت اور سید عبدالجبار شاہ صاحب کا ہم لوگوں کو خشک منطقی کہنا شیخ عبدالحق صاحب کا ہم سے قطع تعلق۔ مولوی صدرالدین صاحب کا امارت کے لئے کوشاں ہونا۔ مولوی غلام حسن خانصاحب کا انجمن سے شاکی ہونا، پشاور کے بعض احمدیوں کا مولوی عبداللہ صاحب تیماپوری کی بیعت کرنا یہ سب باتیں لیمزقنہم کے الہام کی صفائی سے پورا ہونے کی گواہ ہیں۔ اگر قادیانی بزرگوں کے دل ایسا خیال کر کے خوش ہوتے ہیں تو سرے سے ہی فرض کیوں نہ کرلیں کہ اب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا وجود ہی باقی نہیں رہا۔ اگر قادیان سے یہ بات شائع ہو جائے تو مرید تو ایک لمحہ کے لئے اس میں شبہ نہیں کرینگے۔ اور لیمزقنہم کی پیشگوئی صفائی سے پورا ہو جانے پر تب ہر قادیانی مرکز میں شادیانے بج جائیں گے۔

اگر بالفرض ہمارے بعض احباب میں کچھ اختلاف موجود ہے یا ان میں سے بعض کو بعض سے کچھ شکایت ہے تو کیا اس سے

معلوم ہوا کہ جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اندر اختلاف اس حد تک ہو سکتے ہیں کہ باہم جنگ وجدل اور خونریزی تک نوبت پہنچے اور اسلام پھر بھی . . . لیمزقنھم کا مصداق نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا قدم آگے ہی چلتا ہے۔ اگر احمدیت کے دو گروہ ہو کر برسر پیکار ہو سکتے ہیں اور بیس سال اس لڑائی پر گذر جاتے ہیں اور وہ ختم نہیں ہوتی اور احمدیت اس پر بھی لیمزقنھم کا مصداق نہیں ہوتی۔ اگر جماعت قادیان کے اندر ہر تیسرے چوتھے سال مومنوں کی ایک خاصی تعداد منافق بنتی چلی جاتی ہے، اور اخراج کے آرڈر باقاعدہ جاری ہوتے رہتے ہیں اور پھر بھی جماعت قادیان میں لیمزقنھم کے الہام کی مصداق نہیں ہوتی تو جماعت لاہور کے بعض احباب میں اگر کوئی اختلاف ہو تو وہ کیوں ایسی خطرناک چیز ہے کہ اس سے جماعت لاہور لیمزقنھم کا مصداق ہو جاتی ہے۔ رہا شیخ غلام محمدؐ کا دعویٰ مصلح موعود تو اس کی فکر قادیان والوں کو زیادہ ہونی چاہیئے۔ جن کا خلیفہ تدریجاً اس قسم کے دعوے کی لینے لئے بنیاد رکھ رہا ہے۔ اگر جماعت قادیان میں نبی بخش اور عبد اللطیف اور احمد نور اور مولوی محمد نفضل صاحب کے دعووں سے کچھ فتور نہیں پڑتا۔ حالانکہ نیم مدعی اس منصب کے جناب میاں صاحب خود بھی ہیں جو ابھی برزخ کی حالت میں ہیں یعنی اقرار و انکار کے بین بین جس طرح ان کے خیال میں حضرت مسیح موعود ۱۹۰۱ء سے پہلے تھے تو ہمیں کچھ فکر نہیں کہ ہماری جماعت کے ایک آدمی کو یہی مرض کیوں لاحق ہو گیا . . .

اس کشمکش میں۔ جہاں اتنے مدعی جھگڑ رہے ہیں اگر اس شخص کو بھی دو چار مرید ملجائیں جو کم سے کم کلمہ گو ؤں کی تکفیر نہیں کرتا اور کبھی ہماری جماعت میں رہ چکا ہے تو ہمیں کوئی رنج نہیں، باقی رہی مولوی عبد اللہ صاحب تیماپوری کی بیعت تو جماعت احمدیہ کے دو تین سو آدمی حضرت مولوی نور الدین صاحب کی زندگی میں ہی ان کی بیعت کر چکے تھے۔ اس وقت میاں صاحب کو یہ الہام ہونا چاہیئے تھا، کہ جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہے۔

ہماری جماعت پشاور کے اگر تین چار احباب ان میں شامل ہوں اور جماعت لاہور کی معاونت اور تبلیغ اسلام کے کام میں ان کی سرگرمی دوسرے ممبران جماعت سے کسی طرح کم نہ ہو تو قادیان والے جتنے چاہیں خوش ہولیں جماعت لاہور کے اتحاد اور یکانگت سے کام کرنے میں کوئی فرق نہیں آیا۔

افسوس ہے کہ ریاکاری نے بعض قادیانیوں کی آنکھوں کو اتنا تاریک کر دیا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر تو انہیں نظر نہیں آتا۔ مگر دوسرے کی آنکھ کا تنکا پہاڑ کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ قادیان میں ایک پیر کے مرید اس پر گندے سے گندے الزام لگائیں تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوتی۔ لیکن اگر جماعت لاہور کے دو کام کرنے والوں میں کسی معمولی بات پر اختلاف رائے ہو۔ تو ان کا الہام لیمزقنھم پورا ہو جاتا ہے۔ خواجہ صاحب مرحوم کو اگر ووکنگ کے نظم و نسق کے متعلق انجمن سے کچھ اختلاف تھا۔ تو یہ انجمن سے قطع تعلق نہیں۔ وہ آخر وقت تک انجمن کے ممبر رہے مولانا صدر الدین صاحب کی امارت کی خواہش محض قادیان والوں کی بہتان طرازی ہے۔ یہ امارت پیری نہیں۔ کہ جس کی نذر و نیاز کی طرف کوئی للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ سکے اور مولوی صاحب موصوف تو خدا کے فضل سے نہایت بے نفسی سے کام کرنیوالے انسان ہیں۔ مولانا غلام حسن خاں صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب علی رغم انف اعدائے انجمن اس کے سرگرم ممبر ہیں۔ جو ہر طرح اس کی امداد میں کوشاں ہیں۔ شیخ خدا بخش صاحب انجمن کی اعانت اسی طرح کرتے ہیں جس طرح پہلے کرتے تھے۔ خان عجب خان صاحب اور سید عبد الجبار شاہ صاحب نے

اگر . . . یا جماعت کی روحانیت کی شکایت کی ہے تو قادیان کی نہر رد تعامت ہیں جو شنا دری کر نیوالے ہیں۔ وہ بھی ان کی آنکھوں سے مخفی نہیں۔ ہمارے ان دوستوں نے غلط کہا۔ یا درست۔ یہ ہم خود دیکھ لیں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ قادیان والوں کے دماغ میں یہ بات نہیں سما سکتی کہ کس طرح مل کر کام کرنے والے باوجود متحد ہونے کے ایک دوسرے سے اختلاف بھی کر سکتے ہیں۔ یا ایک دوسرے پر اعتراض بھی کر سکتے ہیں۔ جہاں یہ فتوے صادر ہو کہ اگر کوئی شخص خلیفہ پر اعتراض کریگا جو بالکل درست ہو۔ وہ بھی سیدھا جہنم میں جائیگا۔ وہاں یہ بات کسطرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ ایک دوسرے پر اعتراض کرنے کے باوجود ایک دوسرے کی عزت اور احترام بھی ہو سکتا ہے ہمیں خدا کے فضل سے اس بات پر فخر ہے کہ باوجود ایک دوسرے سے اختلاف کر لینے کے اور باوجود ایک دوسرے پر اعتراض کر لینے کے خواہ وہ کارکن ہو یا ممبر ہم کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے حتی الوسع اسے نقصان نہیں پہنچنے دیتے ہاں کسی وقت کسی سے غلطی بھی ہو جاتی ہے کہ وہ اعتراض کو غیر محل طور پر پیش کرتا ہے یا ان لوگوں کے سامنے اس کا ذکر کرتا ہے جو اس کے اہل نہیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ نیک نیتی سے اعتراض کرنیوالا اگر غلط اعتراض بھی کرے تو قابل معافی ہے۔ اب یہ دونوں جماعتوں کے نظام میں اصولی فرق ہے۔ قادیان کا نظام پیر پرستی پر مبنی ہے جہاں پیر کے خلاف کوئی لب کشائی نہیں کر سکتا۔ لاہور کا نظام اسلامی مساوات پر مبنی ہے جہاں اختلاف اور اعتراض عیب نہیں۔ خواہ وہ صحیح ہو یا غلط۔ ہاں اس حد تک اس اختلاف یا اعتراض کو پہنچانا جس سے کام کو نقصان پہنچے ہر دو غلطی ہے جو خدا تعالیٰ کی رو سے قابل مواخذہ ہے۔ **محمد علی**

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا ماہوار جلسہ

سورخہ ۵ر اکتوبر بروز اتوار بوقت چار بجے زیر صدارت زکیہ سلطانہ صاحبہ بنت حضرت امیر ایدہ اللہ زنانہ گیلری مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوا۔ جلسے کا آغاز حامدہ بیگم صاحبہ نے تلاوتِ قرآن مجید سے کیا۔ بعد ازاں سعیدہ بیگم نے نعت پڑھی۔ اس کے بعد محمودہ بیگم صاحبہ نے تقریر کی جس میں گرلز ایسوسی ایشن کی توجہ چند ضروری امور کی طرف مبذول کرائی۔ اور بعد ازاں فرخ سلطان حقانی نے اپنے ایک مضمون میں چند مفید تجاویز پیش کیں۔ اور بعدہٗ جہانگیر فاطمہ صاحبہ نے سیرت نبویؐ پر مضمون پڑھا۔ اور رشیدہ بیگم صاحبہ نے کتاب مسیح موعودؑ میں سے کچھ پڑھ کر سنایا۔ مبارکہ سلطانہ صاحبہ نے اپنے مضمون میں صبح اٹھنے کے فائدے پر معاشرتی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالی۔ اور آخر میں صدر صاحبہ نے دستکاری کے متعلق یاددہانی کرائی۔ اور اپیل مرمت برلن مسجد کی وضاحت کرتے ہوئے چندے کی تحریک کی۔ جس پہ حاضرات نے بخوشی دس روپے مسجد کی مرمت کے لئے دئے۔ جلسہ مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس ہونے کے بعد اختتام پذیر ہوا۔

ریزولیوشن: احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا یہ جلسہ مولانا مولوی محمد عصمت اللہ صاحب کی بے وقت وفات پہ دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم مغفور پہ اپنی بہترین رحمتیں نازل کرے۔ اور ہماری قوم کو اس نقصانِ عظیم کا نعم البدل عطا فرمائے۔ نیز اس ریزولیوشن کی نقل اخبار پیغام صلح میں بھیجی جائے۔

نوٹ: احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا آئندہ جلسہ ۱۲ر اکتوبر بروز اتوار بوقت تین بجے زنانہ گیلری مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوگا

محمودہ۔ سیکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور

قصرِ خلافت کیلئے کتوں کی ضرورت

"الفضل" ۱۰ر اکتوبر میں "پہرہ کیلئے کتوں کی ضرورت" کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا ہے۔

"اچھی نسل کے کچھ کتوں کی ضرورت ہے، جن سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی کوٹھی دار الحمد کیلئے پہرہ کا کام لیا جائے گا۔ اگر کسی دوست کے پاس ہوں یا وہ مہیا کر سکتے ہوں تو ایڈیٹر الفضل کو اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے منگوانے کا انتظام کیا جائے"

اس اعلان پر خدا جانے کیوں عوام میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ مثلاً۔ کیا وجہ کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنے نئے قصر خلافت پر آدمیوں کے بجائے کتوں کا پہرہ لگانا پسند کیا ہے کیا کوئی بھروسہ کا چوکیدار نہ ملتا تھا؟ یا یہ کہ ان کو قادیان میں کوئی کتا نہ ملا۔ کہ اس اعلان کی ضرورت پیش آئی؟ یا یہ کہ جناب خلیفہ صاحب کے مرید یہ کس طرح گوارا کریں گے کہ قصر خلافت کے پہرے کی سعادت انکی بجائے کتوں کے حصہ میں چلی جائے۔ بعض دوستوں نے جن میں ایک قادیانی بھی شامل ہیں ہمیں اس اعلان کی طرف توجہ دلائی اور طرح طرح کے سوالات کئے۔ ان سب کی خدمت میں عرض ہے کہ "پیغام صلح" اس قسم کی معمولی اور ذاتی باتوں سے ہمیشہ بے تعلق رہا ہے اور آئندہ بھی بے تعلق رہے گا۔ جناب خلیفہ صاحب سے ہمارا اختلاف اصول اور عقائد کا ہے اگر وہ نئے نئے قصر تعمیر کراتے ہیں اور کتے خریدتے ہیں تو اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ جو جماعت کے لیڈر اور امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا طرز زندگی اس طرح کا رکھے کہ لوگوں کو حتی الامکان کسی معقول اعتراض اور چہ میگوئیوں کا موقع نہ ملے سو اس بات کو جناب خلیفہ صاحب بھی بخوبی جانتے ہوں گے ان کا عمل بھی اس کے مطابق ہے یا نہیں یہ ایک علیحدہ سوال ہے جس کا جواب دینا ہمارے فرائض میں داخل نہیں۔

چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا نیا عہدہ

نئی دہلی۔ ۱۰ر اکتوبر:۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ملک معظم نے ازراہ کرم آنریبل کنور جگدیش پرشاد سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ او۔ بی۔ ای۔ اور چودھری ظفر اللہ خاں کو آنریبل خان بہادر میاں سر فضل اور سر جوزف بھور کے ریٹائر ہونے پر گورنر جنرل کی انگزیکٹو کونسل کا رکن مقرر کر دیا ہے۔

پیغام صلح: منشی ظفر علی صاحب آف "زمیندار" کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔

خاتم النبیین کے معنے آخری نبی

یکصد روپیہ کا انعامی چیلنج

خدا کی شہادت

قرآن مجید میں جو خاتم کتب سماوی ہے اور جس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین"

یعنی محمد صلعم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم کرنیوالے۔ قرآن مجید میں ختم کا لفظ بند کرنے کے سوا اور کسی معنوں میں نہیں آیا۔ مثلاً "ختم اللہ علی قلوبھم" اور "الیوم نختم علی افواھھم" وغیرہ آیات میں ختم کے معنے بند کرنے کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتے۔ اسلئے خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو بند کرنیوالا یا آخری ہی ہوسکتے ہیں:۔

آخری نبی کی شہادت

(۱) انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ میں نبیوں کو ختم کرنیوالا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۲) ختم بی النبیون۔ میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

(۳) انی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد۔ میں نبیوں میں آخری ہوں اور میری مسجد تمام انبیاء کی مساجد سے آخری ہے۔

(۴) انت خاتم المھاجرین کما انا خاتم النبیین۔ اے عباس تو ہجرت کرنیوالوں میں سے آخری ہے اور میں نبیوں میں سے آخری ہوں۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عباسؓ سب مہاجرین کے بعد ہجرت کی۔ پس ان تمام احادیث سے ثابت ہوگیا کہ خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو بند کرنے والے کے ہیں۔

(۵) ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ تحقیق رسالت اور نبوت منقطع ہوچکی پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔

مسیح موعود کی شہادت

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) "النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم" نبوت ہمارے نبی صلعم کے بعد کٹ گئی۔

(۲) "ان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین" آنحضرتؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہوچکا۔ (ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ٦٤)

(۳) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف ..... آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا۔ کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔" (کتاب البریہ صفحہ ۱۸٤)

(۴) "ہست اوخیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام"

لغت عرب کی شہادت

عربی لغت کی تمام کتابوں میں خواہ وہ کسی مذہب والے نے لکھی ہوں۔ خاتم النبیین کے معنی نبیوں میں سے آخری نبی ہی لکھے ہیں اور لفظ خاتم وخاتم دونوں کو بمعنی عاقبتہ کل شئ قرار دیا ہے۔ مثلاً

(۱) تاج العروس: "خاتم النبیین اے اخرھم"

(۲) لسان العرب: "خاتم النبیین اے اخرھم" خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں۔

(۳) مجمع البحار: "خاتم بالفتح اسم اے اخرھم یعنی خاتم زبر کے ساتھ اسم ہے اور اس کے معنی آخری نبی کے ہیں۔

(۴) مفردات راغب: "خاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ اے تممھا بمجیئہ"۔ اور خاتم النبیین آپؐ اسلئے ہیں کہ آپؐ نے نبوت کو ختم کردیا یعنی وہ آپ کے آنے سے تمام ہوگئی۔

(۵) المنجد (الخاتم والخاتم) ماختم بہ۔ عاقبتہ کل شئ فقرۃ القفاء۔ یعنی آرختم۔ ہر شے کا آخر۔ اور گدی کا گڑھا معلوم ہوا کہ خاتم اور خاتم ہر شے کے آخری کو کہتے ہیں۔

(٦) تاج العروس۔ الخاتم من کل شئ عاقبتہ وآخرتہ کخاتمتہ والخاتم آخر القوم کالخاتم۔ خاتم ہر شے کا اس کا انجام اور اس کا آخری حصہ ہے جیسے اس کا خاتمہ خاتم قوم سے آخری شخص ہے جیسے خاتم۔ (قاموس میں بھی یہی معنی دئے ہیں)

وقس علی ھذا۔

(نوٹ) حضرت مسیح موعود بھی فرماتے ہیں:۔

"خدا نے ..... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا"۔ (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ٦٤)

اور تمام مفسرین اور محدثین اور اہل اللہ کا یہی مذہب ہے اس کے خلاف ایک بھی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔

مبلغ یکصد روپیہ انعام

ہم تمام منکران ختم نبوت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ورسالت کو ختم شدہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ مانتے ہیں کہ نبوت بدستور جاری ہے صرف ذریعہ حصول کا فرق ہے اور وہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں سلسلہ نبوت کو جاری کرنے والا نہ کہ بند کرنے والا چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنے دعوے کو ثابت کرکے دکھائیں۔ تو ہم سے ایک سو روپیہ انعام حاصل کرلیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ یہ امر محال ہے۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ:۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
وہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

المشتہر

سید اختر حسین مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ

ضروری اطلاع

حضرت امیر ایدہ اللہ ۱۸ اکتوبر کو دہلی تشریف لے جائیں گے، جہاں تین دن ٹھیر کر ۲۱ کی شام کو واپس روانہ ہوں گے، اور رستہ میں راجپورہ سے گاڑی تبدیل کرکے پٹیالہ اور وہاں سے سامانہ تشریف فرما ہوں گے سامانہ میں ۲۲ کو آپ کے دو لیکچر ہوں گے۔ اس طرح ۱۸ سے ۲۴ اکتوبر تک آپ لاہور میں نہ ہوں گے۔ احباب کرام مطلع رہیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جماعت حمیہ کا جلسہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے نہایت کامیاب ہوا۔ رپورٹ انشاء اللہ آئندہ پرچہ میں شائع کی جائے گی۔

— امتحان دینیات کیلئے ٤ و ۵ نومبر کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔ اس کے متعلق مفصل اعلان پیش نظر اشاعت کے صفحہ اول پر شائع ہو رہا ہے۔

— بغداد کی تازہ ڈاک سے یہ معلوم کرکے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے عزیز بھائی سید عابد علی صاحب کے گھر فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام خالد تجویز کیا گیا ہے۔ شاہ صاحب موصوف نے اس مسرت میں مبلغ پانچ روپیہ انٹرنیشنل فنڈ میں عنایت فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔

پیغام صلح۔ شاہ صاحب موصوف کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو صحت ومسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

ریاست منگرول اور گائے کشی

ریاست منگرول ایک اسلامی ریاست ہے جس کے نواب ابتدا سے اسلامی تعلیمات سیاست کے مطابق اپنی غیر مسلم رعایا کے جذبات وحسیات کا پورا لحاظ رکھتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ گائے کے بارے میں بھی انہوں نے ہندوؤں کے اوہام کی پاسداری کی ہے۔ لیکن چند برس سے ملکی اقتصادی پستی کو مدنظر رکھتے ہوئے نواب صاحب نے اپنی مسلمان رعایا کی معاشی ضروریات کی بنا پر ذبح گاؤ کی اجازت کا حکم نافذ کردیا۔ منگرول میں ہندو اور مسلمانوں کی آبادی برابر ہے۔ اور مسلمانوں کے ہندو ہمسایوں نے انتہائی حوصلہ مندی سے کام لیتے ہوئے اس حکم کو خوشی سے قبول کرلیا۔ نواب صاحب منگرول کی معدلت گستری اور مساوات نوازی کی بدولت خود ریاست میں اور نہ تو ذبیحہ گاؤ کی اجازت پر کوئی ہیجان برپا نہ ہوا۔ لیکن بیرونی علاقہ کے ہندوؤں نے مدعی سست گواہ چست کے مصداق خواہ مخواہ گائے کی حفاظت کا "مقدس علم" بلند کردیا۔ اگر ان کے دل میں گائے کی عظمت واحترام کا کوئی مخلصانہ جذبہ موجود ہوتا۔ تو ان کو پہلے برطانوی ہند کے حالات کی اصلاح کرنی چاہیے تھی۔ جہاں فوجی حلقوں میں لذت زبان کے لئے موٹی تازی گائیں ہزاروں کی تعداد میں ذبح کی جاتی ہیں۔ لیکن چونکہ ان کا مقصد ایک اسلامی ریاست کے خلاف شورش پھیلانے کا تھا۔ اس لئے انہوں نے گائے کی دم کو ذریعہ اشتعال انگیزی بنا لیا۔ ریاست کے ہندوؤں کے سکوت واطمینان کے باوجود بیرونی ریاستوں کے ہندوؤں نے ذبح گائے کی اجازت کے خلاف دنیا کے تمام گوشے چھان مارے۔ انہوں نے ایجنٹ گورنر جنرل کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے وائسرائے کے آستانے پر جاکر "فریاد" کہا۔ انہوں نے ایوان والیان ریاست کے چانسلر کی خدمت میں عرضیاں پیش کیں۔ لیکن ان کی نامراد آرزوئیں ہر جگہ نامراد رہیں۔ اور جب ہر طرف سے ناکامی ہوئی تو ایک پاگل برہمن رام چندر شرما نے فاقہ کشی شروع کردی۔ اس دیوانے کو گاندھی جی نے بھی سمجھایا کہ یہ طریق کار لغو ہے اور صحیح طریقہ یہ ہے۔ کہ نواب صاحب کو رضامند کیا جائے۔ لیکن اس نے ان کا مشورہ بھی قبول نہ کیا۔ بالآخر جب فاقے کی چھری نے پیٹ کی آنتوں

مستثنےٰ ہوگا جس قدر فروخت یا سرمایہ بڑھیں یا گھٹیں گے اسی قدر زکوٰۃ بھی کم یا زیادہ ہوگی۔ اور تینوں صورتوں میں یہ جائز ہوگا کہ کل فروخت یا کل سرمایہ میں سے ان اخراجات کو منہا کیا جائے۔ جو اس تجارت یا انڈسٹری سے خاص ہیں مثلاً بصورت تجارت کرایہ دوکان یا تنخواہ ملازمین دوکان اور بصورت انڈسٹری اس کے علاوہ خرچ مرمت مشین وغیرہ

۳۔ غلہ وغیرہ پیداوار زمین پر زکوٰۃ

زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے اور اس کا ذکر قرآن کریم میں خصوصیت سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ انگور، کھجور، زیتون انار اور مختلف قسم کے کھیتوں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کلوا من ثمرہ اذا اثمر واتوا حقہ یوم حصادہ

اس کے پھل سے کھاؤ جب وہ پھل لائے اور اس کے کاٹنے کے دن اس کا حق ادا کردو۔ یہ حق زکوٰۃ ہے اور زمین پر خراج ہندوستان میں گورنمنٹ وصول کرتی ہے۔ وہ زکوٰۃ سے مستثنےٰ نہیں کرتا حقہ کے اندر نہیں آتا۔ بلکہ وہ گورنمنٹ اپنے آپکو ایک گونہ مالک زمین قرار دیکر وصول کرتی ہے۔ علاوہ ازیں زکوٰۃ کے خاص مصارف قرآن کریم میں بتائے گئے ہیں جن میں زیادہ تر فقرا اور مساکین مولفۃ القلوب اور جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ ہے۔ اور زمین کے خراج کا روپیہ جو گورنمنٹ وصول کرتی ہے ان مصارف پر نہیں لگتا۔ پھر یہ خراج ہر مالک زمین سے وصول ہوتا ہے۔ امیر ہو یا غریب، فصل ہو یا نہ ہو۔ زکوٰۃ صرف اغنیا پر ہے۔ اور جس قدر کسی فصل میں پیداوار ہو اسی کا معین حصہ ہے۔ البتہ یہ خراج چونکہ مجبوراً دینا پڑتا ہے۔ اس لئے لازمی اخراجات زمین میں شمار ہوگا۔ گویا پیداوار زمین کی اسقدر کم سمجھی جائیگی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس بیس گھماؤں زمین ہے جس میں سے پچاس من گیہوں پیدا ہوتی ہے جس کی قیمت اندازاً ڈیڑھ سو روپیہ سمجھ لو۔ مگر اس زمین پر اسے پچاس روپیے خراج سرکار کو بھی دینا پڑتا ہے تو اس کی پیداوار ایک سو روپیے سمجھی جائے گی۔ اور اسی پر زکوٰۃ محسوب ہوگی۔ ایسا ہی اگر ایک شخص نے دوسرے سے اجارہ لیکر زمین کو کاشت کیا ہے تو جس قدر رقم بطور اجارہ دینی پڑی ہے وہ خرچ لازم میں محسوب ہوگی۔ اور نصاب کا اندازہ بھی اس کی منہائی کے بعد ہوگا۔ لیکن اس صورت اجارہ پر دینے والے نے بھی فی الحقیقت زمین کی پیداوار کا ہی ایک حصہ لیا ہے اس لئے جو رقم وہ بطور اجارہ لے وہ غلہ کے قائم مقام سمجھی جا کر اس پر زکوٰۃ غلہ کی طرح ہی واجب الادا ہوگی۔ گویا یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس زمین کی پیداوار میں دو شریک ہو گئے۔ ایک اصل مالک زمین اور ایک کاشتکار اور ہر ایک پر اس کے حصہ کے مطابق زکوٰۃ ہے۔ بشرطیکہ وہ آمد نصاب سے زیادہ ہو

غلہ کا نصاب

حدیث میں کھجور کا نصاب پانچ وسق ہے۔ جو ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع چار مد ہے اور مد ڈیڑھ رطل ہے اور رطل آدھ سیر تو اس حساب سے ۲۰ من پختہ کھجور کا نصاب ہوا۔ پس یہی نصاب غلوں کا ہے خواہ گیہوں ہو یا جو یا باجرہ یا چنا یا کوئی اور غلہ جن کا نرخ قریباً قریباً برابر ہے۔ لیکن ایسی پیداوار اراضی جو نسبتاً زیادہ گراں ہے جیسے کپاس۔ اس کا نصاب بھی کم ہونا چاہیئے۔ چنانچہ احادیث میں نہ صرف سونے اور چاندی کے نصاب میں فرق رکھا ہے۔ بلکہ اونٹ گائے بکری سب کے نصاب میں فرق ہے اور چونکہ ہر چیز کے لئے علیحدہ نصاب مقرر کرنا مشکل ہے۔ اسی لئے ایسی پیداوار اراضی کا جو عام غلوں سے زیادہ گراں ہے سب کا نصاب باون روپے رہے گا۔ جو نقدی کا نصاب ہے اور نصاب کا حساب یوں کیا جائے گا کہ اول پیداوار اراضی کی دیکھی جائے گی پھر اس میں سے اسی قدر کمی کی جائے گی۔ جس قدر خراج زمین پر سرکار کو یا مالک زمین کو دینا پڑا ہے۔ باقی ماندہ پیداوار اگر بیس من پختہ سے زیادہ ہے یا باون روپے سے زیادہ قیمت کی ہے تو اس پر زکوٰۃ لی جائے گی۔

زمین کی ہر قسم کی پیداوار پر اگر زمین بارانی ہے۔ یا قدرتی نہروں سے سیراب ہوتی ہے تو زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی۔ اگر چاہی یا نہری ہے جس پر آبیانہ ادا کرنا پڑتا ہے تو بیسواں حصہ۔ ایسی فصلیں جو زمیندار صرف مویشی کے لئے بوتے ہیں ان پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی۔ اور ایسا ہی ان ترکاریوں، سبزیوں اور پھلوں پر بھی کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی جو اپنے گذارہ کے لئے کاشت کی جاتی ہے۔ لیکن جو سبزیاں اور پھل وغیرہ فروخت کے لئے کاشت ہوتے ہیں اور ایسا ہی جو فصلیں ایسی ہیں کہ وہ صرف فروخت کے لئے کاشت کی جاتی ہیں یا فروخت کر دی جاتی ہیں۔ جیسے خربوزہ، نیل وغیرہ، ان سب میں زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا ہے۔ لیکن نصاب سہولت کے لئے باون روپے رہے گا۔ یعنی باون روپے سے زیادہ کی اگر کسی فصل کی فروخت ہے۔ تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا۔

جو لوگ زمین کو خود کاشت نہیں کرتے بلکہ اجارہ یا حصہ پر دے کر دوسروں سے کاشت کرلتے ہیں ان کی پیداوار اراضی وہی روپیہ یا غلہ سمجھا جائے گا جو وہ وصول کرتے ہیں۔ اور خراج سرکاری اگر وہ خود ادا کرتے ہیں تو اس سے منہا کرنیکے بعد اگر نصاب غلہ سے زیادہ ہو یا بصورت روپیہ باون روپے سے زیادہ انہیں آمد ہو تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا۔

۴۔ کرایہ مکانات پر زکوٰۃ

مکانات کے کرایہ پر ایک سال کی آمدنی کرایہ باون روپے سے زیادہ ہو تو زکوٰۃ بحساب اڑھائی روپے فیصدی ہوگی اپنے رہائشی مکانات پر یا جن مکانات سے کوئی کرایہ وصول نہیں ہوتا۔ کوئی زکوٰۃ نہیں۔

محمد علی (احمدیہ بلڈنگس لاہور)

اعلانِ بیعت

"منشی فاضل" بھگوان داس کشتہ دہلوی سابق پادری و ہیڈ ماسٹر ورنا کیولر مشن مڈل سکول ہانسی سٹی و ہیڈ پرشین ٹیچر ڈی اے وی ہائی سکول شملہ جو کہ عرصہ تقریباً بیس سال کا ہوا ہے۔ قادیان میں بوساطت جناب مولوی عبدالعزیز صاحب الہدا اپیل کلکٹری سہارنپور مشرف باسلام ہو کر عالیجناب مولانا نور الدین صاحب مرحوم ...... کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ بوجہ اختلاف عقیدہ قادیان کو خیرباد کہہ کے مسیحی مذہب میں داخل ہو گیا تھا۔

آج اپنے گذشتہ گناہوں سے توبہ کر کے حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے دست مبارک پر اسلام قبول کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایمان لاتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے آخری ہادی اور رسول ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آئے گا۔

ہاں مجددین کا سلسلہ جاری رہے گا اور اس چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود ہیں۔ اب آئندہ میرا مذہب اسلام ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قرآن شریف کو اللہ تعالےٰ کا کلام اور دنیا کی آخری شریعت مانتا ہوں۔ والسلام

المعلن:۔ حبیب اللہ خاں نور (سابق بھگوان داس سابق ایڈیٹر اخبار "کشتہ") موجودہ پتہ:۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کاٹ روڈ شملہ۔

خبریں

— حکومت حجاز نے صدقات و خیرات کی تنظیم کے لئے ایک باضابطہ سرکاری کمیٹی قائم کردی ہے۔ جس کا کام یہ ہوگا کہ دنیائے اسلام کے مخیر حضرات کی طرف سے صدقات و خیرات کا روپیہ قبول کرے اور اوقاف کا انتظام کر کے ارض حجاز کے مستحق اشخاص میں تقسیم کردے۔ اس کمیٹی کو ہدایت کردی ہے کہ وہ روپیہ بھیجنے والے حضرات کی منشا کا خاص طور پر خیال رکھے۔

— ایک فرانسیسی کمپنی نے امام یمن سے درخواست کی تھی کہ اُسے حدیدہ سے صنعا تک ریلوے لائن بنانے کا ٹھیکہ دیا جائے۔ امام موصوف نے اس تجویز کو سختی کے ساتھ مسترد کر دیا۔

— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یمن میں اٹلی سے کثیر تعداد میں سامان حرب آ رہا ہے۔

— گذشتہ ہفتہ بحر اوقیانوس میں زبردست طوفان آیا جس میں ایک برطانی جہاز گم ہو گیا ہے۔

— ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے کہ عنقریب غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور شاہ افغانستان ...... ایران تشریف لے جائیں گے۔

— مصری خواتین کو سینما دیکھنے کی سخت ممانعت کردی گئی ہے آج کل سرزمین مصر میں غیر ملکی خواتین کے علاوہ کوئی عورت سینما نہیں جا سکتی ہے۔

— ایک امریکن رسالہ کے بیان کے مطابق انگلستان میں مسلمانوں کی کل آبادی دس ہزار کے قریب ہے۔

— ہسپانیہ میں آج کل سخت خانہ جنگی شروع ہے۔ متعدد سرکاری افسر قتل کر دئے گئے ہیں۔ سینکڑوں جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ حالات لمحہ بہ لمحہ زیادہ خراب ہو رہے ہیں۔

— مہاراجہ کپورتھلہ آئندہ ماہ کے پہلے ہفتہ میں ہندوستان تشریف لا رہے ہیں۔

— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ سر سکندر حیات بانقابہ رکن اگزیکٹو کونسل نے ۸ر اکتوبر کو اپنے عہدے کا چارج لے لیا ہے۔ ہز ایکسیلنسی گورنر نے ممدوح کو اگزیکٹو کونسل کا نائب صدر مامور کیا ہے۔

— ڈاکٹر انصاری بمبئی سے حیدرآباد تشریف لے گئے ہیں۔

— سوامی ستیہ دیو ایک نہایت اسلام دشمن اور متعصب آریہ ہیں انہوں نے چند روز ہوئے کھلے جلسہ میں ایک نہایت ناپاک تقریر کی جس میں حضرت نبی کریم کی شان میں نہایت گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ اس کی وجہ سے مسلمانوں میں شدید اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔

— حکومت ترکی نہایت وسیع پیمانے پر اور بے حد سرعت کے ساتھ جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔

— ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے کہ حکومت ترکی نے قسطنطنیہ کی مشہور و قدیم مسجد ایا صوفیہ کو عجائب گھر بنا دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ پہلے یہ مسجد گرجا تھی۔

— گزشتہ ہفتہ ہند چینی کے ساحل پر زبردست طوفان آیا۔ بیسیوں آدمی غرق ہو گئے۔

— کمائل کونسل جنرل افغانستان متعینہ ہند کا دفتر ۱۵ر اکتوبر کو شملہ سے دہلی منتقل ہو جائے گا۔

— آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کی طرف سے ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ کشمیر ایجی ٹیشن کے اسیروں کو رہا کردیں۔ اس طرح ریاست کی فضا بہتر ہو جائے گی۔

— مسٹر جناح بمبئی کے مسلم حلقہ سے اسمبلی کے لئے امیدوار کھڑے ہو رہے ہیں۔

— کشمیر کی جدید اسمبلی کے اجلاس میں ایک مسلم ممبر کی طرف سے سوال کیا جائے گا کہ گزشتہ شورش کے دوران میں کتنی مرتبہ گولی چلائی گئی اس سے کتنے آدمی ہلاک ہوئے نیز کتنے آدمیوں کو سزائے جلاوطنی دی گئی۔

بیان القرآن

اُردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم یعنی مع عربی متن

تالیف

(حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی)

خصوصیات ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب۔ لسان العرب تاج العروس کی بناء پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ مع حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے $\frac{22 \times 29}{8}$ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے

اصل ہدیہ مکمل تفسیر مجلد ۲۵ روپے • رعایتی قیمت ۱۳ روپے

• • غیر مجلد ۲۰ • • • • ۱۰

محصول ڈاک عہ علاوہ

بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس میں بہت مختصر نوٹ ہیں۔ ہدیہ مجلد عہ مجلد ...

المشتہر

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

فضل الباری حصہ اوّل

اُردو ترجمہ و حواشی یعنی صحیح بخاری

تالیف

(حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اُردو)

خصوصیات بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہوگیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت کیا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راویوں سے جو معقول اور مدلل ہوا سے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد $\frac{22 \times 29}{8}$ سائز کے ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں قریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آچکے ہیں۔

اصل قیمت جلد اوّل مجلد لعہ روپیہ • رعایتی قیمت ۔ ھہ روپیہ

• • بجلد عہ • • • • ۔ للعہ •

محصول ڈاک عہ علاوہ

المشتہر

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ

(تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اُردو وغیرہ)

سیرت خیر البشر۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانحعمری جس میں خصوصیت سے آپ کے اخلاق فاضلہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات جو یورپین مصنفین نے کئے ہیں۔ ان کا جواب دیا گیا ہے • قیمت ۔ ۔ ۔ مجلد عیر ۔ غیر مجلد عہ

تاریخ خلافت راشدہ۔ خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں اور واضح کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کے چار مختلف زمانے چار عظیم الشان سبق دیتے ہیں اور یورپین مؤرخین نے خلفاء راشدہ کی لڑائیوں پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے چار الگ حصوں میں مجلد عہ بجلد عہ

جمع قرآن۔ قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلمانوں کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے • مجلد عہ • ۱۲/

مقام حدیث۔ اہل قرآن گروہ کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے۔ ضرورت حدیث۔ تنقید حدیث اور حجیت حدیث پر مفصل بحث • قیمت ۔ ۔ مجلد عہ ۔ بجلد ۔ عہ

النبوۃ فی الاسلام۔ نبوت و رسالت۔ محدثیت اور مجددیت پر بحث۔ اور ثابت کیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوگئی ہے • مجلد عہ • ۸/

مقدمۃ القرآن حصہ اوّل۔ اس میں ہستی باری تعالیٰ بدلائل قرآنی کو چار قسم پر تقسیم کرکے کل آیات قرآن جمع کیا گیا ہے • ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/

حقیقت المسیح۔ عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے ۔ ۔ ۔ ۳/

تصنیفات مختلف مصنفین

اسلامی اصول کی فلاسفی۔ صداقت اسلام پر حضرت مجدد اعظم کا لیکچر جو جلسہ مذاہب عالم منعقدہ ۱۸۹۶ء دسمبر بمقام لاہور پڑھا گیا اور تمام لیکچروں سے افضل مانا گیا • بجلد ۱۲/

انتخاب صحاح ستہ۔ مختلف مسائل اسلامیہ پر صحاح ستہ کی احادیث کا انتخاب • ۔ ۔ ۔ عہ

اُردو ترجمہ یجر وید۔ یجر وید کے بیس ابتدائی ادھیاؤں کا مستند اُردو ترجمہ از مولانا عبد الحق فاضل سنسکرت • ۔ ۔ عہ

المسیح الدجال و یاجوج و ماجوج۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد اور یاجوج ماجوج کے متعلق احادیث کی تشریح • ۔ ۔ عہ

اذان - تناسخ - ولادت مسیح - قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت - رسالہ نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ - اکرام الحق محصول ڈاک علاوہ

المشتہر

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلد ۲۲ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۵ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۶۴

خواہران محترم کی خدمت میں

ایک ضروری خط

محترم بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو علم ہوگا کہ احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور نے اشاعت اسلام میں مدد دینے کیلئے ایک دستکاری فنڈ جاری کیا ہے یعنی ہر ایک بی بی کوئی سا دستکاری کا کام اپنے ہاتھ سے بنا کر سال میں ایکدفعہ دیں اور یہ سب اشیا جمع کر کے سالانہ جلسہ پر جو دسمبر میں ہوتا ہے بذریعہ نمائش فروخت کی جاتی ہیں۔ اور روپیہ اشاعت اسلام پر صرف ہوتا ہے چار پانچ سال سے یہ نمائش ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ لیکن بہت کم بہنوں نے اس مبارک کام میں حصہ لیا ہے۔ اگر یہ تحریک عام ہوجائے تو اشاعت اسلام کو گراں قدر امداد خواتین کی طرف سے مل سکتی ہے اسلئے آپ سے درخواست ہے کہ آپ بھی اس نیک مفید تحریک میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں اور اپنی بچیوں و دیگر رشتہ دار بہنوں کو بھی شریک کریں۔

آپ جانتی ہیں کہ آجکل مسلمانوں پر کسقدر مشکلات کا زمانہ گذر رہا ہے انکی ہستی چہار طرف سے معرض خطر میں ہے۔ ناموس اسلام پر گندے حملے ہوتے ہیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک ترین الزامات لگائے جاتے ہیں تو کیا ہمیں یونہی خاموش بیٹھے رہنا چاہیئے۔ ہرگز نہیں مذہب اسلام نے طبقہ نسوان کو ذلیل ترین حالت سے نکالکر بام عروج پر پہنچایا اور انکے حقوق قائم کئے۔ تو ہر ایک دختر اسلام کا فرض ہے کہ وہ تن من دھن سے اپنے پیارے مذہب کی حفاظت کیلئے تیار ہوجائے۔ آپ چار دیواری کے اندر بھی بذریعہ دستکاری حفاظت اسلام جیسے زبردست جہاد میں حصہ لیکر دین و دنیا میں سرخرو ہوسکتی ہیں۔ غریب سے غریب بہنیں بھی امداد دینے سے نہ ہچکچائیں کہ خلوص دل سے دیا ہوا ایک پیسہ بھی نہایت قدر و قیمت رکھتا ہے اور ہماری متمول بہنیں بھی خادمہ اسلام ہونیکا شرف حاصل کرنے میں تاخیر نہ کریں جس قسم کی دستکاری آپکو آتی ہو وہ آپ تیار کر سکتی ہیں اور اگر پسند نہ ہو تو اسکو دوبارہ خود ہی خرید سکتی ہیں اسقدر خیال رکھنا چاہیئے کہ کم قیمت، خوبصورت و پائیدار چیز ہو۔ ایک قیمتی چیز سے متعدد ہلکی قیمت کی چیزیں بہتر ہیں آجکل مندرجہ ذیل اشیا کی زیادہ کھپت ہے۔ مثلاً کڑھے ہوئے دوپٹے، ازار بند بچوں کے سویٹر، موزے، ٹوپی کا رواج بہت کم ہے، ٹیبل کلاتھ، غلاف تکیہ، کرسیوں کے کشن، بچوں کے کھلونے، پلنگ پوش، کاتا ہوا سوت، کڑھی ہوئی قمیضیں، بیڈ فریم کا لل دیواروں پر آویزاں کرنیکے خوبصورت قطعے وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام اشیاء دسمبر کے پہلے ہفتہ میں خاکسار کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔ والسلام

خاکسار:- اہلیہ محمد علی۔ آنریری سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور

ضروری اعلان

امتحان دینیات

۴ ر ۵ ر نومبر ۱۹۳۴ء کو ہوگا

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

جیسا کہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۵ فروری میں اعلان ہوچکا ہے کہ امتحان سالانہ اکتوبر کے آخری یا نومبر کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہوا کرے گا۔ سال رواں کے واسطے یہ تجویز ہے کہ ۴ ر ۵ ر نومبر کو امتحان ان مقامات پر ہو جہاں امیدوار پسند کریں۔ لہٰذا جو احباب امتحان میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ فوراً خاکسار کو اطلاع دیں کہ ان کو پرچہ ہائے سوالات کس کی معرفت بھیجے جاویں جس کی نگرانی میں وہ امتحان دے سکیں۔ یا اگر کسی جگہ ایسی صورت نہ ہو سکے تو امیدوار کو کس پتہ پر براہ راست پرچہ ہائے سوالات بھیجے جاویں۔ لیکن اس صورت میں امتحان دینے والے کو ایک حلفی عہد ساتھ ہی بھیج دینا چاہیئے۔ کہ وہ ہر ایک مضمون کے پرچہ کو وقت مقررہ سے پہلے نہیں کھولیگا۔ اور وقت مقررہ پر کھول کر سوالوں کے جواب بلا امداد کسی دوسرے شخص کے یا کتاب کے وقت مقررہ کے اندر لکھ کر فوراً بند کر کے بذریعہ ڈاک سکرٹری صاحب کے پاس روانہ کردے گا۔

لاہور میں اس امتحان کا انتظام مردوں کے لئے مسلم ہائی سکول میں اور خواتین کے لئے گیلری مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ہوگا۔ جن صاحبان کی طرف سے کوئی اطلاع ۲۰ ر اکتوبر تک نہ پہنچے گی ان کی نسبت سمجھا جاویگا کہ وہ امتحان میں شامل ہونا نہیں چاہتے ہیں:-

خاکسار
عزیز بخش

سکرٹری امتحان دینیات۔ احمدیہ بلڈنگس
لاہور

جرمن ترجمۃ القرآن

(از حضرت مولینا صدر الدین صاحب)

احباب کرام کو یہ علم ہوگا کہ جرمن ترجمۃ القرآن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تکمیل کو پہنچ گیا ہے اس کے دہرانے میں تھوڑی سی مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ [illegible] کام میرے ذمہ لگایا میں نے صرف تین دوستوں کو لکھا ان میں سے ایک نے پانسو روپے بھیجکر وقت کو دور کردیا۔ اسکے ساتھ ہی ماناودر کی شاہزادی نے پانسو روپے بھیج دئے جو طباعت کے کام آگئے۔ اسیوقت ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب اور انکی اہلیہ نے یکصد روپیہ دیا اور بابو محمد الٰہی صاحب نے یکصد روپیہ دینے کا وعدہ کیا اس میں سے تیس روپے وصول ہوچکے ہیں۔ اسپر میں نے باقی دو دوستوں کو لکھدیا کہ آپ اپنی رقم طباعت کے کام کیلئے [illegible] اب انجمن نے طباعت کیلئے روپے جمع کرنے کی ذمہ داری [illegible] اپنے اوپر ڈالی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ جماعت پر اخراجات طباعت کا بوجھ ڈالوں۔ ترجمے کے سارے اخراجات دس ہزار روپیہ میرے عزیز حضرت شاد مصطفےٰ احمد صاحب نے برداشت کئے۔ اگر میں زور دیتا تو طباعت کے سارے اخراجات بھی وہ یک قلم اپنے ذمہ ڈال سکتے تھے لیکن میں ان پر زیادہ بار نہیں ڈالنا چاہتا۔ چند دوسرے دوستوں سے روپے لینے کا قصد رکھتا ہوں اور اس طرح سے جماعت کو اس بوجھ سے بچانا چاہتا ہوں لیکن جماعت کے بعض افراد نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ قرآن کریم کے طباعت کے اخراجات میں ہمارا بھی حصہ ہونا چاہیئے میں محض ان احباب کی اطلاع کیلئے چند حروف لکھتا ہوں تاکہ جو بڑے اخلاص کے ساتھ اس کار خیر میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ شامل ہوجائیں میں تو اپنے ذہن میں چندہ جمع کرچکا ہوں اب باہر نکلکر اس کام کو کرنیوالا ہوں۔ احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دعا کریں کہ جس طرح خدا نے ترجمہ کے کام میں توفیق اور فضل شامل حال رکھا اسی طرح اس کام کو بھی سہل فرمادے۔ میری دعا ہے کہ جس جس بھائی نے میرے لئے دعا کی ہے اور جس جس بھائی نے اس مقدس کام کی تکمیل کیلئے دعا کی ہے اور مدد دی ہے یا دینے والا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے اور اس پر اور اس کے خاندان پر رحمت و برکت نازل فرمائے۔ آمین

صدر الدین

مسلمان عورتوں کا اغوا وارتداد

ایک بیحد ضروری اور اہم عرضداشت

(از قاضی عبد المجید قریشی صاحب سکرٹری سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور)

مسلمان عورتوں کے اغوا کی کثرت اور بعض دوسری مشکلات کی وجہ سے مسئلہ خلع کی اہمیت و ضرورت روزمرہ زیادہ واضح ہوتی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں محترم قریشی صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر بھی قابل غور ہے۔ اسی موضوع پر جناب مولانا احمد صاحب کا ایک مضمون پیغام صلح ۱۳ر اکتوبر میں شائع ہوا تھا جس کی طرف ہم قریشی صاحب اور معاصرین کی توجہ دلاتے ہیں۔ (مدیر)

پنجاب میں مسلمان عورتوں کا ارتداد اور روزمرہ کی رسوم میں داخل ہو گیا ہے۔ اس فساد کے اصل بانی عیسائی مشنری ہیں۔ ابتداء میں جو عورتیں عیسائی ہوتی ہیں۔ عدالتوں نے ان کے نکاح فسخ کر دیئے اس سے مرتس وغیرہ کے فسخ نکاح کی اکسائی قانونی راہ کھل گئی۔ موجودہ حالت یہ ہے کہ میاں اور بیوی کے درمیان ذرا سا بگاڑ ہو جانے کے سبب ہزاروں لڑکیاں عیسائی ہونے کا سرٹیفکیٹ پیش کر کے پہلے نکاح عدالت سے فسخ کرا لیتی ہیں۔ اور چند روز بعد انہیں مسلمان کر کے دوسری جگہ بیاہ دیتے ہیں۔

ہائی کورٹ کا فیصلہ

شروع شروع میں عدالتیں اس امر کی پڑتال کیا کرتی تھیں۔ کہ کہیں عورت یا اس کے والدین نے تبدیلی مذہب کو فسخ نکاح کا بہانہ تو نہیں بنایا۔ لیکن جب سے ۱۹۳۰ء میں پنجاب ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ ایک مسلمان عورت خواہ کسی نیت سے بھی یہ کہہ دے کہ میں نے مذہب تبدیل کر دیا ہے۔ اس کا پہلا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اس فتنے کو اس قدر ترقی ہوئی ہے کہ اس صوبے میں مسلمانوں کی جماعتی عزت۔ خاندانی زندگی اور معاشرتی امن و راحت کوئی چیز بھی محفوظ نہیں رہی۔

فیصلہ کے لرزہ انگیز نتائج

اس فیصلہ کا پہلا اثر یہ ہوا ہے کہ مسلمان سے عیسائی ہونا نہایت آسان ہو گیا ہے۔ دوسرا اثر یہ ہے کہ ملک میں پادریوں کی ایسی ایجنسیاں کھل گئی ہیں۔ جو روپے لیتے ہیں اور مسلمان عورتوں کو عیسائیت کا سرٹیفکیٹ دیتے ہیں۔ ابھی جہلم کے ایک پادری کا ذکر آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ یہ سرٹیفکیٹ دو روپیہ بھی لیتا مسلمان عورتوں کو شراب بھی پلاتا تھا۔ اور بدکاری بھی کرتا تھا۔ اور جب تک تمام مذہبی رسوم ادا ہو چکتی تھیں تو عورت کو عیسائیت کا سرٹیفکیٹ دیا جاتا تھا۔

اس فیصلے کا اثر یہ ہوا کہ جن علاقوں میں زناشوئی کے جھگڑے عام ہیں یا والدین لڑکی کا روپیہ لینا جائز سمجھتے ہیں۔ وہاں مسلم گھر کی آبادی سخت مشکل ہو گئی ہے۔ بلکہ مسلمان عورتوں کا نکاح و طلاق آمدنی کا ایک باقاعدہ ذریعہ اور تجارتی پیشہ بن گیا ہے۔ والدین کے علاوہ جا بجا ایسی بدمعاش جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں جو عورتوں کو روپیہ لے کر پہلے ایک جگہ بیاہ دیتے ہیں۔ پھر عیسائی بنا کر اور نکاح فسخ کر کے دوسرے خاوند کے پاس بیچ دیتے ہیں۔ اس ہیر پھیر میں عورتوں اور خاوندوں پر جس قدر ظلم ہوتے ہوں گے وہ بالکل ظاہر ہیں۔

سکھوں اور آریوں کی یورش

سکھ اکثریت کے علاقوں کی حالت اور بھی زیادہ دردناک ہے وہاں کسی جوان اور خوبصورت مسلمان عورت کے ننگ و ناموس کا محفوظ رہنا ناممکن ہو چکا ہے۔ تقریباً ہر گاؤں میں یہ حالت ہے کہ سکھ اور اکالی بدمعاش مسلمان عورتوں کا بے دریغ اغوا کرتے ہیں اور عورت سے تبدیلی مذہب کا بیان دلوا دیتے ہیں۔ اس سے خود آپ ہی نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ اور عورت کے وارث انہیں دونوں کے دوزہ اغوا کنندہ کا منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ اگر عورت نابالغ ہو۔ تو اسے بلوغ تک عدالت میں پیش نہیں کیا جاتا۔ اس کے بعد شدہ لڑکے عدالت سے اپنے حق میں ڈگری لے لی جاتی ہے۔ پھر اغوا کنندہ مسلمان عورت کے ساتھ ٹھاٹھ سے دن گاؤں میں واپس آ جاتا ہے۔ اور قومی جتھہ بندی کی امداد سے عورت کو اس کے اصلی خاوند اور والدین کے سامنے گھر میں ڈال لیا جاتا ہے۔ یہ صورتیں شاذ نہیں ہیں بلکہ ہوا اور پانی کی طرح عام ہیں۔ گوجرانوالہ کی اطلاع ہے کہ وہاں چالیس مسلمان عورتوں کے اغوا و ارتداد کے مقدمات اس وقت عدالت دیوانی میں دائر ہیں۔ امرتسر اور لاہور کے مقدمات کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ میرے اپنے علاقہ ماجھہ کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک گاؤں میں روزمرہ جوان عورتوں کے اغوا ہوتے ہیں۔ اور مسلمان عورتوں کو زبردستی امرت چکھا کے جاتے ہیں اور اکالی بنایا جاتا ہے۔

ہندو اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب آریہ سماجی بھی اس میدان میں اتر آئے ہیں۔ لائلپور کی اطلاع ہے کہ وہاں ۱۵ر اگست کو عزیز بی بی کو شدھ کیا گیا پھر ۲۴ر اگست کو ایک دوسری عورت مسماۃ راجو ساکن ڈھوڈیاں کو شدھ کیا گیا۔ اب ان عورتوں کے نام رام پیاری اور شانتی دیوی ہیں۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ پنجاب کے دیہاتی علاقوں میں مسلمانوں کی اہلی زندگی امن و قانون کی حفاظت سے خارج ہو چکی ہے۔ اور تبدیلی مذہب کی آڑ میں اغوا بھی ہو رہے ہیں۔ بردہ فروشی بھی اور حرامکاری بھی۔ مگر موجودہ قانون اس کے علاج سے بالکل قاصر ہے۔ اس مصیبت کے اصل اسباب دو ہیں۔ پہلا سبب پنجاب ہائی کورٹ کا ۱۹۳۰ء کا فیصلہ ہے جس میں قرار دیا گیا ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان عورت یہ کہہ دے کہ میں نے اپنا مذہب تبدیل کر لیا ہے تو اس کا نکاح اسی وقت فسخ ہو جائے گا۔ اور عدالت کو کوئی حق نہیں ہے کہ مذہب تبدیل کرنے والوں کی نیت کی پڑتال کرے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے ایک مسلمان عورت کو جو یہ حق دیا ہے کہ وہ فلاں فلاں صورتوں میں خاوند سے طلاق حاصل کر سکتی ہے۔ اُسے ابھی تک قانونی شکل نہیں دی گئی۔

مسئلہ کا حل

مرض کا علاج یہ ہے کہ ایک ایسا قانون پاس کرایا جائے۔ جس کی رُو سے عدالتوں پر لازم ہو کہ وہ فسخ نکاح سے پہلے پوری طرح اس امر کی تحقیق کر لیا کریں کہ تبدیلی مذہب کو نکاح توڑنے یا زناکاری اور اغوا وغیرہ جرائم کی سزا سے بچنے کا بہانہ تو نہیں بنایا گیا؟ اور ساتھ ہی اس مسودہ قانون میں مسلمان عورتوں کے لئے حصول طلاق کی شرعی صورتیں بھی متعین کر دی جائیں۔ تاکہ کسی مسلمان عورت کو فسخ نکاح کے لئے مرتد ہونے کی ضرورت باقی نہ رہے اور اغوا بردہ فروشی اور حرام کاری کے ملزموں کے لئے یہ موقع حاصل نہ رہے کہ وہ عورت سے تبدیلی مذہب کا بیان دلوا کر اپنے جرم کی قانونی سزا سے بچ جائیں۔

قانون کس طرح بنے

حیدرآباد اور بھوپال کی ریاستوں میں "اسلامی طلاق کا قانون" پاس ہو چکا ہے۔ انہی مسودات کو سامنے رکھ کر ایک بہت محتاط اور جامع مسودہ قانون بنا لینا چاہیئے۔ اس کے لئے ہندوستان کے چند ممتاز علماء اور وکلاء کی ایک مختصر سی کانفرنس کی ضرورت ہے اگر ضرورت ہو تو بیرونجات سے بعض ممبران کونسل اور ماہرین قانون کو بھی بلا لیا جائے۔ اور یہ سب اصحاب مقامی علماء اور وکلاء کے ساتھ مل کر اس کار خیر کو جو سالہا سال سے معلق چلا آتا ہے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں۔ بعد کا کام یہ ہے کہ اس مسودے کو اردو اور انگریزی میں چھاپ کر ملک کی بڑی بڑی انجمنوں، تمام اسلامی اخبارات اور تمام صوبوں کی کونسلوں اور اسمبلی کے مسلمان ممبروں کے پاس بغرض تائید و تصدیق بھیج دیا جائے۔ اور منظور کرایا جائے۔ ظاہر ہے کہ ان تمام کاموں کے لئے روپیہ اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوگی۔ جدوجہد کے لئے خاکسار حاضر ہے۔ اور علماء کے زاد سفر، قیام و طعام اور طبع و اشاعت کے سلسلے میں جس قدر بھی روپے کی ضرورت ہوگی وہ سیرت کمیٹی ادا کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ علمائے کرام اور برادران اسلام ہماری اخلاقی امداد فرمائیں تاکہ رسول اللہ کی یہ سنت ملک میں زندہ ہو جائے۔ جس کے بغیر سالہا سال سے ساری قوم سخت رسوا ہو رہی ہے۔ غرباء سخت پریشان ہیں۔ صدہا مسلمان عورتیں ہر سال مرتد ہو رہی ہیں اور ایک ایک اغوا اور ارتداد کے بدلے میں کئی کئی مسلمانوں اور مسلمان خاندانوں کا ننگ و ناموس خاک میں مل رہا ہے کیا برادران اسلام اس سخت ترین رسوائی کی طرف متوجہ ہوں گے اور سیرت کمیٹی کی اس ناچیز پیشکش سے فائدہ اٹھائیں گے؟

قادیانیوں کو شکست

قادیانیوں کے آئے دن کے حیلوں کو دور کرنے کے لئے ہم نے ۱۴ر ستمبر ۱۹۳۷ء کو "قادیانی جماعت شملہ کو کھلا چیلنج" کے نام سے ایک مطبوعہ اشتہار تمام شہر میں تقسیم کیا جس میں تین امور پر مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔

(۱) کیا رسول اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آ سکتا ہے؟

(۲) کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا؟

(۳) کیا کسی کلمہ گو (اہل قبلہ) کو کافر کہنا جائز ہے؟

ایک ہفتہ کے بعد یاد دہانی کرائی۔ آخر مجبوراً تحریری نوٹس بھیجا۔ کہ اگر آپ نے سوموار مورخہ ۲۰ر ستمبر تک جواب نہ دیا۔ تو ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ آپ مناظرہ کے لئے تیار نہیں۔ شہر کے معزز اصحاب نے بھی ان کو مجبور کیا۔ لیکن قادیانیوں نے مناظرہ نہ کرنا تھا نہ کیا۔ جب ہم نے اصرار کرنا شروع کیا اور کچھ غیرت دلائی کہ آپ کے مولوی غلام رسول راجیکی مولوی محمد سلیم صاحب مولوی مبارک احمد فاضل صاحب اور فرزند علی خانصاحب سب کے سب موجود ہیں۔ تو پھر کونسی بات مانع ہے۔ جو آپ کو مناظرہ سے روکتی ہے۔ تو کہنے لگے۔ کہ اب ہماری مرکزی انجمن نے مناظرہ کرنے کی پالیسی تبدیل کر دی ہے۔ جب انکو یاد دلایا۔ کہ حیفہ میں کیا ہو رہا ہے۔ تو سر جھکا لیا۔ بہرحال اسقدر مولوی فاضلوں کی موجودگی میں جب بار بار ہماری طرف سے اور غیر از جماعت دوستوں کی طرف سے انکو مناظرہ کے لئے مجبور کیا جاتا رہا اور اس پر بھی یہ تیار نہ ہوئے تو لوگوں نے ان کی تمام تعلّی دیکھ لی۔ کہ یہ کتنے پانی میں ہیں۔ خدا کے فضل سے اس موقع پر ہماری جماعت کو نمایاں کامیابی ہوئی اور قادیانیوں کی کمزوری لوگوں پر ظاہر ہو گئی۔ خاکسار:۔ عبدالعزیز سکرٹری تبلیغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم سہ شنبہ ۵ رجب المرجب سنہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۶۴

آریہ سماجی پروپیگنڈا غلط ہے

گزشتہ دنوں آریہ سماجیوں نے اپنے مشہور بدزبان مناظر پنڈت رامچندر کی امن سوزیوں کی حمایت میں دولت آصفیہ کے خلاف نہایت شرمناک پروپیگنڈا شروع کر دیا تھا اور اعلیحضرت حضور نظام کی حکومت کے فرضی مظالم سے تمام آریہ اخبارات کے صفحات سیاہ نظر آنے لگے بعد میں جتھہ بندی کی گیدڑ بھبکی بھی دی گئی لیکن دولت آصفیہ کے ایک ہی پرصداقت اعلان نے کہ۔ مملکت نظام میں کسی مذہب کی اشاعت پر کوئی پابندی نہیں اور نہ کسی شخص کی اتحاد شکن اور افتراق انگیز حرکت کو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ آریوں کی تمام باطل کوششوں کو نامراد و ناکام کر کے رکھ دیا۔ اور جتھہ بندی کا نشہ فوراً ہرن ہو گیا۔ اسکی بجائے چند جتھادری آریہ حیدرآباد روانہ ہو گئے کہ ہم خود جا کر پرچار کر کے دیکھینگے۔ آریہ اخبارات کا بیان ہے کہ وہ حیدرآباد پہنچ چکے ہیں اور حکومت نظام کی طرف سے ان کے ساتھ نہایت منصفانہ اور بہتر سلوک کیا گیا ہے۔ اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت نظام اپنی تمام غیر مسلم رعایا سے نہایت رواداری کا سلوک کرتی ہے۔ آریوں اور مہاسبھائیوں کے تمام الزامات، شرمناک بہتان اور سفید جھوٹ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ اور ...... یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ پنڈت رامچندر نے یقیناً بیہودہ اور امن سوز حرکات کی ہوں گی جسکی وجہ سے اس کا داخلہ قلمرو نظام بند کر دیا گیا ہے۔ آریوں کا جھوٹ خود ان کے اعترافات سے ہی دنیا پر ظاہر ہو گیا ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی غلطی تسلیم نہیں کی۔ مگر سچ ہے اس بات کی توقع تو حق پرستوں اور شریف انسانوں سے ہی ہو سکتی ہے۔

اسمبلی کے انتخابات

اسی پرچہ میں قارئین کرام کی نظر سے اس مضمون کا ایک اعلان گذرے گا۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس منتظمہ نے بالاتفاق فیصلہ کیا ہے کہ اسمبلی کے آئندہ انتخابات میں جملہ مسلمانوں کو مسلم کانفرنس کے امیدواروں کی تائید کرنی چاہیئے۔ موجودہ حالات میں یہ نہایت صحیح فیصلہ ہے مسلم کانفرنس مسلمانوں کی سب سے زیادہ نمائندہ سیاسی انجمن ہے اور قوم کی سیاسی توقعات بہت بڑی حد تک اسی سے وابستہ ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ قوم کے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف انہی امیدواروں کی تائید و امداد کی جائے جو اس نمائندہ انجمن کے ٹکٹ پر کھڑے ہوئے ہیں اور باقی جماعتوں کے امیدواروں کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے کیونکہ مسلمانوں کے سیاسی مفاد اور وقار کا تقاضا یہی ہے۔

فریضہ زکوٰۃ

ماہ رجب شروع ہو چکا ہے۔ اس مہینہ میں اکثر مسلمان جن میں جماعت احمدیہ کے افراد بھی شامل ہیں زکوٰۃ نکالا کرتے ہیں احمدی دوستوں کو زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت کے متعلق کچھ کہنا چنداں ضروری نہیں کیونکہ اس بات سے وہ بخوبی واقف ہیں۔ ہمارے خیال میں تقریباً تمام صاحب نصاب احمدی فریضہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ مگر ہم اس بات کو عرض کرنے بلکہ بار بار عرض کرنے کی ضرورت نہایت شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ تمام زکوٰۃ کا انفرادی طور پر خرچ کرنا احکام اسلامی کے خلاف ہے۔ انفرادی طور پر زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ خرچ کیا جا سکتا ہے۔ باقی دو تہائی کا قومی بیت المال میں جمع ہونا ضروری ہے۔ اس کی پابندی کے بغیر کوئی دوست فریضہ زکوٰۃ کو صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتا۔ باقی مسلمان شاید اس پابندی کی وجہ سے کچھ دقت محسوس کریں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا قومی بیت المال موجود ہے اسلئے ہر ایک احمدی مرد و عورت کو اپنی زکوٰۃ لازمی طور پر مرکز میں ارسال کرنی چاہیئے۔ اس بارہ میں حضرت امیر کی اپیل بھی ایک سے زائد مرتبہ شائع کی جا چکی ہے۔

قادیانی جماعت کی ترقی تعداد کا ایک راز

امسال ہمارے نوجوان مبلغ سید اختر حسین صاحب نے بھدرواہ (ریاست جموں) میں کچھ عرصہ قیام کر کے بہت مفید کام کیا۔ چونکہ وہ حق و صداقت کی اشاعت کرتے تھے اسلئے محمودی حضرات کو ان کا قیام اور کام سخت ناگوار اور تکلیف دہ معلوم ہوا۔ ہمارے مبلغ کی کامیابی میں انکو اپنی جماعت کی فنا نظر آنے لگی۔ جماعت لاہور کے صحیح عقائد کے مقابلہ میں محمودیوں کے بودے دلائل ذرہ بھر بھی کام نہ دے سکے۔ لہذا انہوں نے دوسری قسم کے طور طریقے اختیار کئے۔ جن کو آج تک نہ کبھی کسی شریف اور حق پرست انسان نے اختیار نہیں کیا ہے۔ مثلاً بالکل غلط طور پر مشہور کیا گیا کہ بھدرواہ میں بہت سے لوگ (غالباً قادیانیوں کی بودی دلائل کو سنکر اور پے در پے شکستوں کو دیکھکر) جناب میاں صاحب کے مرید ہو گئے ہیں اور جماعت لاہور کے متعدد افراد بھی قادیانی جماعت میں شامل ہو گئے ہیں لیکن ان غلط بیانیوں کا بھانڈا جلدی ہی پھوٹ گیا۔ اس سلسلہ میں ایک قادیانی حضرت کی نہایت دلچسپ حرکت بھی معلوم ہوئی ہے جسے نذر قارئین کرام کیا جاتا ہے۔

یہ قادیانی حضرت بھدرواہ سے کشتواڑ تشریف لیجا رہے تھے۔ ایک غریب سیدھا سادا مزدور عزیز بٹ ان کے ساتھ تھا راستے میں ایک مقام پر قادیانی حضرت نے ان پڑھ مزدور سے کہا کہ دیکھو بھئی تم مزدوری کی رسید دیدو اور یہ کہکر ایک سفید کاغذ پر انگوٹھا لگوا لیا۔ چند روز کے بعد عزیز بٹ کے نام قادیان سے ایک خط آیا کہ تمہاری بیعت قبول کی جاتی ہے یعنی اب تم خلیفہ صاحب کے حلقہ غلامی کے اندر آ گئے ہو۔ یہ سنکر غریب بہت گھبرایا کہ میں نے تو کبھی قادیانی عقائد قبول ہی نہیں کئے پھر یہ کیا معاملہ ہے بعد میں اُسے سمجھ آیا کہ قادیانی حضرت نے سفید کاغذ پر جو انگوٹھا لگوایا تھا اس پر مزدوری کی رسید نہیں بلکہ عقل و ایمان کی جعلی رسید یعنی خلیفہ قادیان سے بیعت کی درخواست لکھی گئی تھی۔ قادیانی حضرت کی اس چالاکی کے سمجھ آتے ہی اس نے تنسیخ بیعت کا اعلان لکھوایا۔ جس میں مندرجہ بالا تمام تفصیل درج ہے۔ اور یہ اعلان بھدرواہ میں ہمارے ایک دوست کے پاس محفوظ ہے۔

اس قسم کے واقعات جماعت قادیان کی ترقی تعداد کے بے شمار رازوں میں سے ایک اہم راز ہے جو اس سے قبل بھی کئی مرتبہ فاش ہو چکا ہے۔ اب اس بات کا سمجھنا غالباً کسی کے لئے مشکل نہ ہوگا کہ قادیانی نومبائعین کی طول طویل اور نیم فرضی فہرستیں کس طرح مرتب کی جاتی ہیں۔

معاصر ”سیاست“ کی مشکلات

تقریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوا جناب سید حبیب صاحب کی عدم موجودگی میں روزنامہ ”سیاست“ میں ”بنج کا اغوا“ کے عنوان سے ایک قابل اعتراض نظم شائع ہو گئی جس پر ہندو پریس نے شور محشر بپا کر دیا۔ حالانکہ ہندو اخبارات و رسائل میں اس سے بہت زیادہ قابل اعتراض نظمیں اور مضامین آئے روز چھپتے رہتے ہیں۔ سید حبیب صاحب کو جس وقت اس غلطی کا علم ہوا انہوں نے اخلاقی جرأت سے کام لیتے ہوئے ہندو قوم سے غیر مشروط طور پر معذرت کا اظہار کر دیا لیکن اس کے باوجود ہندو اخبارات کا شور جاری رہا۔ اور حکومت نے بھی معاصر ”سیاست“ اور اس کے پریس سے ایکہزار روپے کی ضمانت طلب کر لی جسکی ہمارے خیال میں چنداں ضرورت نہ تھی ضمانت کا روپیہ فراہم کرنے کے سلسلہ میں ہمارے معاصر کو مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ اور اس وجہ سے اس نے چند روز کے لئے اپنی اشاعت ملتوی کر دی ہے۔ ان حالات میں ہمیں اپنے معاصر اور سید حبیب صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بہت جلد ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اور انہیں خدمت دین و ملت کی صحیح خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

مخلوط تعلیم کا مقصد

”لڑکیوں اور لڑکوں کو مختلف درسگاہوں میں ایک دوسرے سے علیحدہ تعلیم دلانا فضول ہے

لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اگر وہ جوش جوانی سے مجبور ہو کر بد اخلاقی پر اتر آئیں تو ہمیں ڈرنا نہیں چاہیئے بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ان کے اکٹھے کھیلنے کودتے رہنے میں ہرگز دخل نہ دیا جائے۔ کیونکہ موجودہ سائنس نے ایسے ذرائع دریافت کر لئے ہیں جن سے بآسانی اسقاط حمل ہو سکتا ہے“

چند ہفتے ہوئے لاہور کے ایک اخبار میں ایک ہندو دوشیزہ نے مخلوط تعلیم کی حمایت میں ایک ”نہایت مدلل“ مضمون لکھا تھا مندرجہ بالا سطور اسی مضمون سے ماخوذ ہیں۔ جو مخلوط تعلیم اور اس کے حامیوں کے مقصد پر بخوبی روشنی ڈالتی ہیں۔

افسوس مغرب زدہ مردوں اور عورتوں کی اس اخلاقی پستی

پر کوئی صدائے ماتم بھی بلند نہیں ہوتی۔ اور مغرب کی دجالی تہذیب کا طوفان بے روک ٹوک ہمارے ملک اور قوم کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے۔

جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام کی مالی مشکلات

ہمیں یہ معلوم کرکے بعد افسوس ہوا کہ جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ آجکل مالی مشکلات کی وجہ سے موت حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ چند سال ہوئے اس انجمن کے روح رواں جناب میر غلام بھیک صاحب نیرنگ نے کوشش کی تھی کہ ایک کافی رقم بطور مستقل سرمایہ جمع ہو جائے جسکی آمدنی چندوں کی مصیبت سے نجات دلا دے لیکن انتہائی جد و جہد کے باوجود صرف چند ہزار روپیہ فراہم ہو سکا جس کی آمدنی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اب کچھ مدت سے چندہ بھی نہیں آتا۔ مالی حالت یہاں تک زبوں ہو چکی ہے کہ چھ ماہ سے ملازموں کو تنخواہیں دی گئی ہیں نہ ملحقہ انجمنوں کو زر امداد بھیجا گیا ہے۔ آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کا ایک ایسی تبلیغی انجمن کو جسے انہیں ہر طرح سے اعتماد ہے نہ چلا سکنا نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ امید ہے وہ بہت جلد اپنے فرائض کو محسوس کرتے ہوئے جمعیتہ کی مالی مشکلات کو دور کر دیں گے۔

یہ عین مناسب ہوگا کہ منشی ظفر علی صاحب آف "زمیندار" جو آئے دن خدمت اسلام کے بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں، احمدیت کی بے نتیجہ اور نامراد مخالفت کے شغل سے تھوڑی سی فرصت نکالکر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں اور جمعیتہ کے لئے ایک معقول رقم بطور مستقل سرمایہ فراہم کر دیں۔ مگر وہ ایسا ہرگز نہ کریں گے۔ کیونکہ وہ تخریب کے شوقین اور دودھ پینے والے مجنون ہیں کسی تعمیری کام کو انجام دینا یا خدمت دین کے راستے میں کوئی قربانی کرنا ان کے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے

سیاسی مولاناؤں کا ملاپ

سیاسیات میں حصہ لینے یا بہ الفاظ دیگر سیاسی لیڈر بننے کی ضرورت نے ہندوستان کے چند زمانہ شناس مولناؤں کو اس پر مجبور کیا تھا کہ وہ ملک کی دوسری "غیر شرعی" سیاسی انجمنوں سے علیحدہ اپنی ایک "خالص شرعی" سیاسی انجمن بنائیں، یہ انجمن بڑی دھوم دھام سے بنی اور جمعیتہ العلماء ہند کے نام سے مشہور ہوئی۔ کچھ عرصہ تک سیاسی رہنماؤں کی شرعی رہنمائی کرنے کے بعد اس مقدس انجمن کے مقدس بانیان میں اختلافات پیدا ہوئے اور جن کی لیڈری دوسروں کی لیڈری کے نیچے اس قدر دب گئی تھی کہ کسی طرح ابھرتی ہی نہیں تھی۔ انہوں نے ایک اور "زیادہ شرعی" انجمن بنا ڈالی اور لا تلبسو الحق بالباطل کے خدائی فرمان کو مولویانہ بے اعتنائی سے ٹھکرا کر اس نئی انجمن کا نام بھی "جمعیتہ علمائے ہند کانپور" تجویز کیا۔ تاکہ ناواقف اس دھوکہ میں رہیں کہ یہ نئی انجمن بھی وہی پرانی انجمن ہے۔ چند روز کے بعد اس نئی انجمن کے مقدس بانیان کو بھی اپنی لیڈری نمایاں کرنے کیلئے اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ اپنی انجمن الگ بنائیں۔ چنانچہ یہ انجمن بھی بن گئی۔ اور اس نے بھی اپنا نام وہی "جمعیتہ علمائے ہند کانپور" رکھا اب سنا ہے کہ یہ تیسری اور پہلی جمعیتہ علماء مراد آباد میں مولینا شوکت علی کی انتخابی کوششوں کی بدولت باہم گلے مل گئی ہیں اور سیاسی مولیناؤں کے اس ملاپ پر شرعی سیاسی حلقوں میں خوشی منائی جا رہی ہے۔

جہاں تک ہم کو معلوم ہوا ہے سیاسی مولیناؤں کا یہ اتحاد یا ملاپ صرف سیاسی اصول و مشرب کی بنا پر ہوا ہے لیکن بنار اختلاف یعنی لیڈری کے متعلق کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔ کہ کس کے حصہ میں کتنی آئے گی۔ ایسے کسی تصفیہ کی عدم موجودگی میں افسوس ہے کہ ہم اس مولینائی اتحاد کا خیر مقدم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اور اس کو محض اتفاقی اور عارضی سمجھتے ہیں۔ خدا کرے ہمارا خیال غلط ہو۔ (منادی دہلی)

شملہ میں مولویوں کا فرار

اگست کے مہینہ میں ہمیشہ شملہ میں تمام سوسائیٹیوں کے جلسے ہوا کرتے ہیں اس سال بھی مسلمانوں کی چند انجمنوں نے جلسے منعقد کئے جن میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ لال حسین اختر۔ حبیب الرحمان لدھیانوی۔ اور دہلی کے چند مولوی بلائے گئے۔ جنہوں نے بڑی دھواں دھار تقریریں کیں۔

چند غیر از جماعت دوستوں کی خواہش پر جو حق کے متلاشی ہیں تمام مولویوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا جس کا اشتہار "شرائط مناظرہ" کے نام سے شائع کیا۔ جو مورخہ ۲۵ اگست کو تمام شہر میں تقسیم کیا گیا جس میں مناظرہ کے لئے وفات مسیح۔ مسیح کی آمد ثانی، حدیث مجدد اور حضرت مسیح موعود، مہدی معہود علیہ السلام کی صداقت کے مضامین مقرر کئے۔ کئی بار یاد دہانی کرائی گئی۔ آخر ایک انجمن کے سکرٹری سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ جو ایک ماہ تک رہی۔ آخر انہوں نے اپنے خط میں تحریر کیا کہ ہمیں حق کی تلاش نہیں اور نہ ہی ہم مناظرہ کیلئے تیار ہیں۔ آپ لوگ خواہ مخواہ مناظرہ کیلئے زور دیتے ہیں۔ آپ کی غرض لوگوں کو گمراہ کرنا ہوتی ہے جب ہم مناظرہ کے لئے تیار نہیں تو آپ ہم کو مجبور نہیں کر سکتے۔ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کے علماء موجود ہیں۔ آپ کیوں بھاگ رہے ہیں ہم نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ آپ شرائط مناظرہ کے طے کرنے کے لئے چھ حکم مقرر کر لیں۔ انہیں سے آپ تین ہماری جماعت سے چن لیں اور ہم تین آپ کی جماعت میں سے چن لیتے ہیں وہ جو فیصلہ کرینگے منظور ہے۔ ایک ماہ کی متواتر کوششوں کے باوجود انہوں نے بھی مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ محض خداوند کریم کا فضل ہے کہ کسی قادیانی غیر از جماعت اور غیر مسلم کو جرأت تک نہیں ہوتی کہ وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے عقائد اور دلائل کے سامنے ٹھہر سکے۔ شرائط مناظرہ کا اشتہار شائع کیا گیا تھا اس کی نقل درج ذیل ہے۔

خاکسار عبدالعزیز سکرٹری تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شرائط مباحثہ

بنام سکرٹری انجمن اصلاح المسلمین شملہ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

ہم نے اپنی کھلی چٹھی۔ بنام صدر صاحبان جلسہ سالانہ انجمن اصلاح المسلمین شملہ" میں ایسے جلسوں کی غرض و غایت ایک دوسرے کو گالی گلوچ دینا اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہار دہم کو برا بھلا کہنا ہی اصل مقصد تحریر کیا تھا جس کو آپ حضرات گذشتہ شب دیکھ چکے ہیں۔

ہم نے اپنی تحریر میں لکھا تھا کہ :۔ اگر آپ حق کے طالب ہیں تو ہم اصولی مسائل پر تحریری مباحثہ کے لئے تیار ہیں۔ یعنی حیات و ممات حضرت مسیح علیہ السلام۔ مسیح کی آمد ثانی۔ نیز اگر اس بات کے متعلق بھی تسلی کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا یا نہیں۔ تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ افضل الرسل۔ دنیا کا آخری ہادی اور جامع کمالات انسانی سمجھتے رہے ہیں اور یہی ہمارا مذہب ہے۔"

ہماری اس تحریر کے پڑھنے کے بعد انجمن مذکورہ کے سکرٹری اور مقرر نے مناظرہ کرنیکے لئے اعلان کیا۔ ہم مندرجہ ذیل شرائط پر مناظرہ کرنیکے لئے تیار ہیں۔

۱ مناظرہ تحریری ہوگا۔ ہر ایک فریق کا اپنا اپنا صدر ہوگا

۲ بیس بیس منٹ تک ہر ایک مناظر کو وقت دیا جائیگا اس عرصہ میں وہ اپنی تحریر صاحب صدر کے دستخط کے ساتھ سنانے کے بعد فریق مقابل کے حوالے کر دیگا۔

۳ سب سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات اور حیات قرآن شریف۔ حدیث شریف اور بزرگان سلف کے اقوال سے ثابت کرنی ہوگی۔

۴ مسیح کی آمد ثانی اور حدیث مجدد۔

۵ کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا؟ اس کا فیصلہ اقوال ائمہ دین اور کتب حضرت مرزا صاحب سے کیا جاوے گا۔

(نوٹ) باقی ضروری امور ،، کے متعلق بالمشافہ تحریری فیصلہ کیا جاویگا۔

جواب کے منتظر

المشتہر
سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ (شاخ لاہور)
۲۵ اگست ۴۶ء

انتخاب اسمبلی کے متعلق فیصلہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس منتظمہ کے سامنے اسمبلی کے انتخابات کا معاملہ پیش ہوا مجلس مذکور نے بالاتفاق فیصلہ کیا ہے کہ جملہ مسلمانوں کو مسلم کانفرنس کے امیدواروں کی تائید کرنی چاہیئے

سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بوقت خط و کتابت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

رپورٹ جلسہ سالانہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ کا سالانہ جلسہ ۲۸، ۲۹ و ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ء کو جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ مقررین میں سے مولانا عمرالدین صاحب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی۔ اور سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جب پروگرام جلسہ شائع کیا گیا تو اس کے اندر یہ تصریح کر دی گئی تھی کہ کسی صاحب کو دوران تقاریر میں مداخلت کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ ہاں ایام جلسہ کے بعد وہ مناظرہ کیلئے باقاعدہ وقت مقرر کرائے۔ اس پر جلسہ کے پہلے ہی دن محمودی مبلغ مولوی عبدالغفور صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا۔ کہ قادیانیوں کے عقائد پر اعتراض کئے جاتے ہیں لیکن سوالات و جوابات کے لئے وقت نہیں دیا جاتا۔ جب ہم نے یہ دیکھا کہ یہ لوگ شرارت پر آمادہ ہیں اور لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں تو ہم نے انہیں ہر تقریر کے بعد سوالات و جوابات کیلئے وقت دینے کا جلسہ میں ہی اعلان کر دیا۔

۲۸ ستمبر کی کارروائی

پہلے دن پہلے اجلاس میں شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے "اتحاد بین المسلمین" پر تقریر کی اور دوسرے اجلاس میں سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل نے "سیرت نبویؐ" پر رات کو لیکچر دیا۔

۲۹ ستمبر کی کارروائی

۲۹ ستمبر کو پہلے اجلاس میں سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل نے ختم نبوت پر تقریر کی اور قرآن مجید اور احادیث سے ختم نبوت پر استدلال کیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے قادیانی عقائد کی تردید کی۔ لیکچر کے اختتام پر اعتراضات کے لئے کھلا وقت دیا گیا۔ مگر نہ تو وہ محمودی مبلغ آئے جو کہ اشتہاروں کے ذریعہ لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کر رہے تھے اور نہ کسی اور صاحب نے اعتراض کیا۔ دوسرے اجلاس میں رات کے وقت مولانا عمرالدین صاحب شملوی نے "فضائل قرآن" پر ایک عالمانہ تقریر کی جس میں قرآن مجید کو ہر لحاظ سے کامل اور جامع کتاب اور آسمانی کتابوں میں سے آخری کتاب ثابت کیا اور بعد میں سوالات و جوابات کے لئے وقت دیا گیا۔ مگر کوئی اعتراض کرنے والا نہیں آیا۔

۳۰ ستمبر کی کارروائی

۳۰ ستمبر کو پہلے اجلاس میں سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل نے "ضرورت مجدد" پر تقریر کی جس میں عقائد جماعت احمدیہ صداقت حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کے عظیم الشان کارناموں کو پیش کیا۔ دوسرے اجلاس میں شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے سری کرشن جی مہاراج کی زندگی پر ایک تقریر کی اور ساتھ ہی آنحضرت صلعم کے متعلق ہندو دھرم پستکوں اور انجیل وغیرہ سے پیشگوئیاں دکھائیں۔ اس تقریر میں بہت سے ہندو اصحاب موجود تھے۔ جنہوں نے نہایت دلچسپی سے تقریر کو سنا لیکچر کے بعد اعتراضات کے لئے وقت دیا گیا۔

رات کے وقت تیسرے اجلاس میں مولانا عمرالدین صاحب شملوی نے "تعلیم مسیح موعود" پر تقریر کی اور اس تقریر سے پہلے محمودی مبلغ کو اطلاع بھیجدی کہ اس وقت محمودی عقائد حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کے خلاف ثابت کئے جائیں گے۔ جتنا وقت آپ سوال و جواب کے لئے چاہیں گے دیا جائے گا۔ مگر ان کی کیا طاقت تھی کہ مولانا ممدوح کے مقابل آتے۔ ان کا تو یہ سب شور و غوغا گیدڑ بھبکی تھا۔ مولانا نے اپنی تقریر میں حضرت اقدس کی صداقت کو ثابت کرنے کے ساتھ ہی جماعت قادیان کے عقائد کو حضرت اقدس کی تعلیم کے خلاف ثابت کیا۔ باوجود اس کے کہ قادیانی مبلغ کو تحریری اطلاع دی گئی تھی کہ مقابلہ کیلئے نکلو۔ تمہیں جسقدر وقت چاہو گے تقریر کے بعد پانچ پانچ منٹ کے حساب سے دیا جائے گا۔ مگر انہیں سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس پر جلسہ ختم ہو گیا۔ مگر لوگوں کے اصرار پر شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے یکم اکتوبر کو پھر بوقت شب تقریر کی جس میں قرآن مجید کی فضیلت پر روشنی ڈالی اور مسلمانوں کو عملی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔

قادیانی مبلغ سے گفتگو

۲ اکتوبر کو مولانا عمرالدین صاحب شملوی اور سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مولوی عبدالغفور مبلغ جماعت محمودیہ کے مکان پر گئے وہاں مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ مولوی عبدالغفور نے حضرت مولانا عمرالدین صاحب کے جماعت قادیان سے علیحدگی کے متعلق گفتگو شروع کر دی مولانا صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب نے . . . . مجھ پر دو جھوٹے الزامات لگا کر مجھے جماعت سے خارج کیا۔ اصل واقعات کچھ اور تھے۔ اس پر مولوی عبدالغفور صاحب نے کہا کہ تم حلف مؤکد بعذاب اٹھاؤ کہ تمہیں جھوٹے الزامات کی بنا پر جماعت سے نکالا گیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں حلف مؤکد بعذاب اٹھاؤں گا لیکن اگر میں ایک سال کے اندر بچ رہا تو کیا تم مجھے سچا اور میاں صاحب کو جھوٹا تسلیم کر لو گے؟ اس اقرار کی طرف مولوی عبدالغفور صاحب نہ آئے لیکن حضرت مولانا عمرالدین صاحب نے اپنی طرف سے تمام واقعات درج کر کے حلف مؤکد بعذاب لکھدیا جس کی اصل کاپی منشی حمیداللہ صاحب کے پاس ہے۔ اس کے بعد مولوی عبدالغفور صاحب سے پوچھا گیا کہ سنا ہے کہ آپ آج تقریر کرینگے۔ کیا آپ بھی ہماری طرح بحث کے لئے وقت دیں گے تو انہوں نے کہا "معلوم نہیں دینگے یا نہیں"۔ اس الفاظ سے ان کی کمزوری ظاہر ہو رہی تھی۔

قادیانی مبلغ کی تقریر

رات انکی تقریر ہوئی جس میں انہوں نے اجرائے نبوت پر بودے اور لچر دلائل دینے شروع کر دئے۔ اختتام پر مولانا عمرالدین صاحب نے اٹھ کر کہا کہ کیا کچھ وقت دیا جا سکتا ہے کہ میں کچھ بیان کروں۔ کیونکہ مولوی صاحب نے جو کچھ بیان کیا ہے سراسر غلط ہے۔ اس پر مولوی عبدالغفور صاحب پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھانے تاکہ اس کے بعد جلسہ کو ختم کر دیا جائے۔

مولانا عمرالدین کی تقریر

مگر صاحب صدر مسٹر غلام محمد صاحب میکینیکل انجینئر نے دیگر سامعین کی استدعا پر پانچ منٹ مولانا کو دئے۔ جس پر مولانا ممدوح نے فرمایا کہ چونکہ اعتراضات بہت ہیں اور وقت تھوڑا ہے۔ اسلئے میں پہلے ایک بات کا جواب دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے "خاتم النبیین" کی تشریح کر کے ان کے تمام اعتراضات کو قرآن و حدیث و تفاسیر و کتب لغت و تحریرات حضرت مسیح موعود سے باطل کیا۔

اب مولوی عبدالغفور صاحب اٹھے۔ لیکن ان سے اعتراضات کا جواب تو نہ بن پڑا البتہ مولوی عمرالدین صاحب اور حضرت امیر ایداللہ کی پرانی تحریرات کو پیش کر کے خلط مبحث کرتے ہوئے دھوکہ دہی کی۔

قادیانی مبلغ کو مناظرہ کا چیلنج

دوسرے دن بتاریخ ۳ اکتوبر ہماری طرف سے منادی کرائی گئی کہ آج رات مولانا عمرالدین صاحب ختم نبوت پر اعتراضات کا جواب دینگے۔ منکرین ختم نبوت کو کھلا وقت اعتراض کے لئے دیا جائے گا۔ مولوی عبدالغفور کے پاس خاص طور پر آدمی بھیجا گیا کہ سامنے آؤ۔ مگر وہ نہ آئے۔ اور ان کے ایک ایک اعتراض کو لیکر پبلک کے ذہن نشین کرایا گیا۔ کہ یہ لوگ بالکل غلط کہتے ہیں اور حضرت اقدسؑ کا دعویٰ نبوت کا نہیں ہے۔ بار بار چیلنج دیا گیا مگر قادیانی مبلغ کو سامنے آنیکی جرأت نہ ہوئی۔ لوگ بڑی کثرت سے موجود تھے کہ مناظرہ دیکھیں گے مگر قادیانی مبلغوں کو نہ تو پہلے کبھی مقابلہ کی جرأت ہوئی ہے نہ اب ہو سکتی ہے۔ اس جلسہ کے صدر مسٹر غلام محمد صاحب انجینئر بنائے گئے۔ تقریر کے اختتام پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ جو شخص چاہے اس مسئلہ پر سوالات و جوابات کے لئے وقت لے لے اگر کوئی مناظرہ کے لئے تیار ہو تو میں مہینہ بھر چمبہ ٹھہر سکتا ہوں اور جھوٹے کو گھر تک پہنچا کے چھوڑوں گا۔ میں نے کل چلے جانا تھا۔ مگر صرف اسلئے کل کا دن اور ٹھہرتا ہوں کہ اگر منکرین ختم نبوت مناظرہ کرنا چاہیں تو کل آ کر مجھ سے مناظرہ کے لئے تصفیہ کر لیں۔ مگر مولوی عبدالغفور صاحب نے تو نہ آنا تھا نہ آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدیت کو فتح مبین حاصل ہوئی۔ اور جاء الحق و زھق الباطل کا روح پرور منظر مسلمانان چمبہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

خاکسار

غلام نبی احمدی سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ

(بقیہ)

احد اپنے پیچھے ایک عبرتناک نظارہ چھوڑ گیا۔ اس کے مرنے پر اس کی لاش پر اس کی والدہ اور اس کی عیسائی بہن کے سوا کوئی نہ تھا۔ جنازہ کسی قاضی۔ مولوی۔ پیر اور عالم نے نہ پڑھایا مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا گیا۔ دو روز تک اس کی لاش پڑی رہی۔ کوئی اٹھانے والا نہیں ملتا تھا۔ مسلمانوں کو لالچ دیا گیا۔ مگر مکمل بائیکاٹ ہو چکا تھا۔ اس لئے کوئی مسلمان جنازہ کے پاس تک نہ پھٹکا۔ یہ ایک دل ہلا دینے والا نظارہ تھا۔ آہ! ایسی عبرتناک موت شاید کسی کی ہو۔

اس کے بعد دو مرتد عورتیں بکدم مسلمان ہو گئی ہیں۔ اور آئندہ کے لئے کسی حد تک اس بائیکاٹ کے باعث فتنہ ارتداد دب چکا ہے۔ خداوند کریم سے دعا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر رحمت فرمائے۔ اور مسلمان مرد و عورت کو ہمت دے کہ ایسی فتنوں سے محفوظ رہیں۔ آمین

خاکسار۔ نیاز احمد فاطمی

جماعتِ قادیان کے متعلق پیشگوئیاں

(از جناب سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام)

دنیا کے اندر مختلف مذہبی رہنماؤں کی شان میں غلو ہوا ہے۔ لیکن جس قدر غلو حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں ہوا اور پھر جس قدر عیسائیت نے کہ غالیانہ عقاید کی تبلیغ ہوئی وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے تکاد السمٰوات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمان ولداً" فرما کر عیسائیت کو سب سے بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح جس قدر خدا کے مرسلوں اور ماموروں کی تکذیب یہود نے کی ہے وہ بھی لاثانی ہے۔ چنانچہ یہ دونوں قومیں تکذیب اور غلو میں ضرب المثل ہو چکی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ایک موقعہ پہ فرمایا:۔

یا علی انک فیک من عیسٰی مثلاً ابغضتہ الیہود حتی بھتوا امہ ۔ واحبتہ النصارٰی حتی انزلوہ بمنزلۃ التی لیس بھا۔ (کنز العمال جلد ٦ صفحہ ١٥٣)

ترجمہ: "اے علی تجھ میں عیسیٰ کی مثال موجود ہے۔ اس سے یہود نے دشمنی کی۔ حتیٰ کہ اس کی ماں پر الزام لگایا۔ اور نصاریٰ نے اس سے محبت کی تو اُسے اس درجہ پہ پہنچایا جس میں وہ نہیں تھا۔"

یہ پیشگوئی درست نکلی۔ چنانچہ خوارج اور روافض دو قومیں ظاہر ہوئیں۔ جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بعینہٖ یہود و نصاریٰ کا سا سلوک کیا۔ خوارج نے انتہائی دشمنی کی حتیٰ کہ آپ کو قتل کر دیا۔ اور روافض نے ان کی شان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تک پہنچا دیا۔ اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو مسیح علیہ السلام کا مثیل قرار دینے سے یہ امر بھی مراد ہوتا ہے کہ ایک قوم اسے یہود کی طرح ستائے گی۔ اور دوسری نصاریٰ کی طرح اس کی شان میں غلو کرے گی۔

امت محمدیہ کے ایک مجدد کو مثیل مسیح قرار دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کا علم ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس کے متعلق ایک مقام پہ سورہ فاتحہ کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"پس اس سورۃ میں بطور اشارت مسلمانوں کو یہ سکھلایا گیا ہے کہ یہود کی طرح آنے والے مسیح موعود کی تکذیب میں جلدی نہ کریں۔ اور حیلہ بازی کے فتوے تیار نہ کریں۔ اور اس کا نام لعنتی نہ رکھیں۔ ورنہ وہی لعنت اُن کی طرف لوٹ پڑے گی۔ ایسا ہی عیسائیوں کی طرح نادان دوست نہ بنیں۔ اور ناجائز صفات اپنے پیشوا کی طرف منسوب نہ کریں۔ بلکہ یہ سورۃ اس سورۃ میں مخفی طور پہ میراث کرتی ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ طبع سوم حاشیہ صفحہ ٢٢)

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے وقت جس طرح مثیل یہود کا وجود ضروری ہے جو مسیح موعود پہ کفر کے فتوے دیں۔ اس کے خلاف ہر قسم کے بُرے منصوبے کریں۔ اسی طرح ان لوگوں کا وجود بھی ضروری ہے جو عیسائیوں کی طرح اس کی طرف ناجائز صفات منسوب کریں۔ موجودہ وقت میں روئے زمین پہ حضرت اقدس کی شان کو دیگر انبیاء سے زیادہ بڑھانے والی کوئی قوم نہیں۔ لامحالہ یہی لوگ اس کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ ایک وقت کہا جاتا تھا کہ حکیم ظہیر الدین صاحب اروپی غالی ہیں۔ لیکن اب تو وہ اپنے تمام دعاوی سے تائب ہو کر مجدد مان رہے ہیں مزید برآں اُن کے ساتھ کوئی جماعت کبھی نہیں تھی۔

حالانکہ غالیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ عیسائیوں کی طرح ایک جماعت ہوں۔ ان غالیوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو فیصلہ ہی کر دیا ہے۔ کہ وہ ان کے قبیلہ سے ہی پیدا ہوں گے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"و بہ تحقیق قبیلہ من عنقریب بار دوم سوئے فساد رجوع خواہند کرد۔ و در خبث و عناد ترقی خواہند نمود۔ پس آں روز امر مقدر از خداتعالےٰ نازل خواہد شد۔ ہیچکس قضائے اورا رد نتوانند کرد۔ و عطائے اورا منع نتوانند نمود۔ و من مے بینم کہ ایشاں سوئے عادتہائے پیش میل کردہ اند و دلہائے شاں سخت شد چنانکہ عادت جاہلاں ست و ایام خوف را فراموش کردند و سوئے زیادتی و تکذیب عود نمودند۔ پس عنقریب امر خدا بر ایشاں نازل خواہد شد۔ چوں خواہد دید کہ ایشاں در غلو خود زیادت کردند۔ و خدا قومی را عذاب نمی دہد۔ چوں سے بیند کہ ایشاں می ترسند (انجام آتھم صفحہ ٢٢٣)

ترجمہ:۔ "اور میرا قبیلہ دوسری بار فساد کی طرف رجوع کرے گا اور خبث و عناد میں ترقی کرے گا۔ پس اس روز خدا کا امر مقدر نازل ہوگا کوئی اس کی قضا کو رد نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کی بخشش کو روک سکتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں (یعنی عالم کشف میں) کہ انہوں نے اپنی پرانی عادات کی طرف میلان کر لیا ہے۔ اور ان کا دل سخت ہو گیا ہے۔ جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے۔ اور ایام خوف کو انہوں نے فراموش کر دیا ہے۔ اور زیادتی اور تکذیب کی طرف رجوع کیا ہے۔ پس عنقریب خدا کا امر ان پر نازل ہوگا۔ جب خدا دیکھے گا کہ انہوں نے اپنے غلو میں زیادتی کر لی۔ اور خدا کسی قوم کو سزا نہیں دیتا جب وہ دیکھتا ہے کہ وہ ڈرتے ہیں۔"

یہاں صاف طور پہ اپنے قبیلے کے متعلق فرما دیا کہ وہ غلو کرے گا۔ لیکن ایک بات حل طلب رہتی ہے۔ کہ اس قبیلہ کو تکذیب اور خبث و عناد میں ترقی کرنے والا کیوں قرار دیا۔

اسکے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ یہود نے حضرت مسیح کی تکذیب کی اور اُسے لعنتی بنایا۔ لیکن انہی کے بالمقابل عیسائیوں نے اُسے لعنتی تسلیم کر کے اپنے کفارہ کا موجب قرار دے لیا۔ اور خدائی کے مقام تک پہنچا دیا۔ دراصل یہ دونوں قومیں حضرت مسیح کے اصل درجہ کی تکذیب کرنے والی ہیں۔ اور اس سے دشمنی کرتی ہیں۔ یہی حال حضرت مسیح موعود کا ہے۔ ایک قوم نے آپ کو کافر لعنتی اور دجال کہا۔ لیکن غالی مرید دل نے نبوت کے مقام پہ پہنچا کر آپ کو فی الواقع ان الفاظ کا مصداق بنا دیا۔ حضرت اقدس نے خود فرمایا ہے کہ "ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں" اب جو قوم ان کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرتی ہے کیا وہ حضرت اقدس کے اصل درجہ کی تکذیب نہیں کرتی۔ کیا وہ آپ کے ساتھ دانستہ یا نادانستہ طور پہ دشمنی نہیں کر رہی۔ اسی لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے عادات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔۔۔ جو شخص انکار میں حد سے۔۔۔ گزرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں اسی طرح جو۔۔۔ شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے۔۔۔ گزرتا ہے۔" (خط حضرت مسیح موعود مندرجہ الحکم ١٧ر اگست ١٨٩٩ء)

اب کافر کہنے والوں اور غلو کرنے والوں کے درمیان جو قوم ہے۔ وہی حق پر ہو سکتی ہے اور وہ جماعت احمدیہ لاہور ہے۔

باقی رہی "خیانت" اس کا اندازہ ناظرین خود لگا لیں۔

ناظرین کرام خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل محال ہے۔

اخبار احمدیہ

— ١٣ر اکتوبر (جمعہ کے روز) حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت کسی قدر علیل ہو گئی۔ اس لئے نماز جمعہ جناب مولانا احمد صاحب نے پڑھائی۔ چونکہ پروگرام طے ہو چکا تھا۔ لہٰذا اسی روز شام کے چھ بجے حضرت ممدوح جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ اور جناب میاں غلام رسول صاحب تمیم کی معیت میں اوکاڑہ تشریف لے گئے اور ١٣ر کی شام کو واپسی ہوئی۔ اب حضرت ممدوح کی طبیعت اچھی ہے۔

— ١٤ر اکتوبر کو جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں بیرونجات سے بھی متعدد احباب تشریف لائے۔

— جناب خواجہ عنایت اللہ صاحب شالی مرچنٹ گیا کے صاحبزادے عزیز عبد القیوم نے امسال میٹریکولیشن کا امتحان پاس کیا ہے ان کے تازہ خط سے معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ عزیز ممدوح نے پٹنہ یونیورسٹی اور گورنمنٹ کالج پٹنہ سے گیارہ روپے ماہوار کا وظیفہ حاصل کیا ہے۔ اس مسرت میں خواجہ صاحب موصوف نے انجمن کو دو روپے عنایت فرمائے ہیں۔ (جزاک اللہ)

— جناب شیخ عنایت علی صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی بیمار اور لاہور میں زیر علاج ہیں۔

— مولوی احمد یار صاحب مولوی فاضل مبلغ کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

— چودھری فضل حق صاحب کو اب پہلے سے افاقہ ہے لیکن پوری صحت نہیں ہوئی۔ احباب ان سب بیماروں کے لئے دعائے صحت کریں۔

— جناب مولا بخش صاحب۔ سیالکوٹ چھاؤنی بعض مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تفسیر "انوار القرآن" تیار ہو رہی ہے۔ کتابت ایک تہائی کے قریب ختم ہو چکی ہے احباب جہانتک ممکن ہو اپنی فرمائش بھیجدیں۔ بعد میں قیمت میں اضافہ کر دیا جائے گا۔

راجن پور میں فتنۂ ارتداد

یوں تو سارا پنجاب ہی مسلمان عورتوں کے ارتداد کا مرثیہ خواں ہے۔ مگر کچھ دنوں سے راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خاں بھی اس مرض میں مبتلا ہوتا نظر آ رہا ہے۔ گو اس فتنۂ ارتداد کی اصل وجہ مسلمان مردوں ہی کا تساہل اور اسلام سے بے پروائی ہے۔ تاہم ضلع ڈیرہ غازی خاں آج سے قبل اس لعنت سے پاک تھا۔ کہ اچانک و ارتداد بن گیا ہے حالات اس طرح پر ہیں۔ وسط جولائی ١٩٤٤ء میں راجن پور سے چار عورتیں جو نہایت شریف گھرانوں سے تعلق رکھتی ہیں کماموہ تحصیل خانیوال میں گئیں۔ اور کسی پادری کو کچھ روپیہ بھینٹ چڑھا کر عیسائیت کا سرٹیفکیٹ لے کر واپس آ گئیں۔ ان میں سے ایک چودہ سالہ نوجوان لڑکی ہے۔ جس کا ایک ستر سالہ بوڑھے کے ساتھ نکاح پڑھا یا گیا تھا۔ اور باقی ایسی ہیں جن کے خاوند یا تو بوڑھے ضعیف ہیں۔ اور یا کسی جسمانی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ارتداد سے پہلے ان عورتوں کے لواحقین نے پوری پوری کوشش کی کہ گھر میں کوئی تصفیہ ہو جائے۔ اور ارتداد کی نوبت نہ آئے۔ لیکن جاہل وضدی ظالم و بے رحم خاوندوں کے سامنے یہ سب کچھ بقول ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں

بن کر رہ گیا۔

مسلمانانِ راجن پور نے ان مرتد عورتوں کا ہر پہلو سے مقاطعہ کیا۔ ایک مرتدہ کے مسلمان بھائی کو جس کا نام غلام حسین تھا کوئی جسمانی تکلیف ہوئی جسے اس کی والدہ نے ہسپتال داخل کیا۔ ڈاکٹر نے اپریشن کیا۔ دو روز کے بعد غلام حسین اس جہانِ فانی سے چل بسا

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری ارشاد

زکوٰۃ کے متعلق قرآنی احکام کی تعمیل کرو

برادران وخواہران محترم! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
زکوٰۃ کے متعلق ٹریکٹ آپ کی خدمت میں ارسال ہو چکے ہیں، احمدی قوم کو . . . . . اگر ایک طرف طرح طرح کے ناپاک پروپیگنڈا سے . . . . . بدنام کیا جاتا ہے تو دوسری طرف خدا کے فضل سے اس قوم کے نظام اور اس کی خدمات اسلامی اور اس کی پابندی احکام قرآنی کی وجہ سے دلوں میں عزت بھی ہے ہر ایک احمدی بلاشبہ کچھ نہ کچھ ماہوار چندہ ادا کرتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ کا حکم قرآن کریم میں بڑی تاکید سے آیا ہے۔ اور ہر ایک احمدی کا سر اس کے سامنے جھکنا چاہیئے۔ اور دنیا کے مال کی محبت پر خدا کی محبت کو غالب کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دنیا کے مال کی محبت بدترین بیماری ہے۔ جو انسان کے دل کو زنگ آلودہ اور آہستہ آہستہ سیاہ کر دیتی ہے۔ اور اس کا علاج زکوٰۃ رکھا گیا ہے جس کے معنی ہی پاکیزگی کے ہیں۔ اس سے انسان کا دل پاک ہوتا ہے۔ آپ کی قوم کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ وہ ایک نظام کے ماتحت کام کر رہی ہے۔ اور اس کا ایک بیت المال بھی ہے یہاں سے زکوٰۃ کا روپیہ نہایت احتیاط کے ساتھ صحیح مصارف پر جو قرآن کریم میں مذکور ہیں خرچ ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کا بیت المال میں ادا نہ کرنا اور اسے خود بخود اپنی رائے سے خرچ کرنا حکم قرآنی کی تعمیل نہیں۔ اپنی خواہش کی فرمانبرداری ہے اور کسی احمدی کے لئے یہ مناسب نہیں جس طرح جس امر کے متعلق قرآن شریف کا حکم ہے اور نبی کریم صلعم نے اس کی تعمیل کر کے دکھائی۔ اسی طرح اسے پورا کرنا چاہیئے۔ اگر ایک شخص چوبیس گھنٹے بھی اپنے طور پر دعائیں لگا دے لیکن جس طرح رسول اللہ صلعم نے اقیموا الصلوٰۃ کی تعمیل کی اس کی پیروی نہ کرے تو کوئی نہ کہیگا کہ اس نے قرآن کریم کا حکم مانا ہے۔ جب زکوٰۃ کے متعلق رسول خدا صلعم نے بیت المال قایم کیا اور ایک تہائی سے زیادہ اپنی رائے سے خرچ کرنے کی اجازت نہیں دی تو ہر ایک قرآن شریف پر اور رسول اللہ صلعم پر ایمان رکھنے والے کو بھی اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ خواتین سے بالخصوص التماس ہے کہ وہ اپنے زیور کی زکوٰۃ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کریں یہ زیور اگر خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے گا تو قیامت کے دن ان کے کام آئے گا۔ اور اگر اس سے محبت کر کے خدا کے حکم کو ٹال دیا تو قیامت کی پرسش کے وقت یہ کوئی کام نہ دیگا۔
والسلام

خاکسار

محمد علی

خبریں

ہندوستان

— لائلپور ۱۳ اکتوبر۔ کل یہاں ایک آریہ سماجی ڈاکٹر نے جو کہ صوبہ مدراس کا رہنے والا ہے۔ برضا ورغبت اسلام قبول کیا۔ آپ دہلی میں آریہ سماجی مبلغ کی حیثیت سے بھی پانچ سال کام کرتے رہے ہیں۔

— کلکتہ ۱۳ اکتوبر۔ کلکتہ کے مسلم حلقہ انتخاب سے صرف سر عبدالرحیم امیدوار ہیں۔ بالفاظ دیگر وہ بلا مقابلہ منتخب ہو گئے ہیں۔

— بنگال کے ایک ہندو رئیس نے اسرائیکل لاج کے لئے سلطان ٹیپو کی ایک قیمتی تصویر پیش کی ہے۔

— روزنامہ "احسان" لاہور اور اس کے پریس سے ایک ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔

— بلدیہ کلکتہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ملک معظم کی سلور جوبلی نہایت شاندار طریق پر منائی جائے۔ اس غرض سے ایک کمیٹی مامور کر دی گئی ہے۔

— لاہور ۱۲ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک انکوائری کمیٹی نے اپنی رپورٹ مرتب کر کے حکومت کو پیش کر دی ہے۔

— یہ کمیٹی حکومت نے اس غرض سے مامور کی تھی کہ اسکولوں میں پڑھانے کے لئے کتابیں مقرر کرنے اور اُن کے انتخاب کا طریقہ جو اس وقت مروج ہے اس کی جانچ پڑتال کرے۔

— حکومت مدراس نے اس صوبہ میں اسمبلی کے انتخاب کی غرض سے ۸ نومبر کو عام تعطیل کا اعلان کر دیا ہے۔

— گزشتہ ہفتہ چینی ترکستان اور روس کے بہت سے مسلمان دہلی پہنچے ہیں۔ ان میں سے اکثر سوویٹ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حکومت روس نے مذہب پر ظالمانہ پابندیاں عاید کر دی ہیں۔ اس لئے ہم ہجرت کر آئے ہیں۔

— مسٹر نریمان کی حالت اب آگے سے بہتر ہے۔

— نانڈ صدیقی تقصور کا مقدمہ سیشن سپرد کر دیا گیا ہے

— اس ہفتہ اعلیحضرت حضور نظام کی سالگرہ کی تقریب تمام ممالک آصفیہ میں نہایت شاندار طریق پر منائی گئی۔

— مولانا شوکت علی صاحب کا تمدارت نامزدگی منظور کر لئے گئے ہیں۔

— بمبئی میں اجلاس کانگرس کی وسیع پیمانے پر تیاریاں شروع ہیں صدر کا نہایت شاندار استقبال کیا جائے گا۔ اور چوالیس گاڑی پر جلوس نکالا جائے گا۔ اجلاس ۲۶ اکتوبر کو شروع ہو جائیگا۔

— مشہور دریدہ دہن آریہ سوامی ستیہ دیو نے چند روز ہوئے حضرت نبی کریمؐ کی شان میں جو گستاخی کی تھی اس کی وجہ سے مسلمانوں میں بے چینی بڑھ رہی ہے۔ جگہ جگہ احتجاجی جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔

— حکومت پنجاب نے اخبارات سے اپیل کی ہے کہ وہ کراچی اور قصور کے مقدمات قتل کے سلسلے میں اشتعال انگیز اور غیر ضروری مضامین کی اشاعت سے محترز رہیں۔

— معلوم ہوا ہے کہ مشرقی ہند کے ایوان تجارت نے نرخ بل کو دوبارہ مشتہر کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ وجہ یہ بیان کی ہے کہ سلیکٹ کمیٹی نے اس بل میں بہت سی ترمیمات کی ہیں۔

— امریکن معاونوں کی ایک جماعت بہت جلد ہندوستان آنیوالی ہے یہ پارٹی لاڑکانہ اور کراچی کے اضلاع کے قدیم کھنڈرات میں کام کرے گی۔ جو زر و مال ان میں سے برآمد ہوگا اس میں سے کچھ حصہ حکومت ہند کو دیا جائے گا۔ باقی ان امریکیوں کا حق ہوگا۔

— افواہ ہے کہ کنور جگدیش پرشاد ہوم ممبر یو۔ پی کی جگہ نوابزادہ لیاقت علی خاں نائب صدر یو۔ پی کونسل کا تقرر عمل میں آئیگا۔

ممالک خارجہ

— گذشتہ ہفتہ یوگوسلافیہ کے بادشاہ الیگزنڈر کو مارسیلز (فرانس) میں ایک شخص نے گولی کا نشانہ بنا دیا۔

— شاہ کے علاوہ چند اور شخص بھی مارے گئے۔ جن میں سے موسیو ایم بارتھو وزیر خارجہ فرانس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ شاہ موصوف کے استقبال کے لئے۔ پیرس سے مارسیلز پہنچے تھے۔

— چونکہ شاہ موصوف آسٹریا اور اٹلی میں سے ہو کر نہیں آنا چاہتے تھے۔ اسلئے انہوں نے یوگوسلافیہ سے ایک بحری جنگی جہاز میں سفر شروع کیا تھا چونکہ سمندر غیر معمولی طور پر متلاطم تھا اسلئے ملکہ نے بذریعہ ریل فرانس کا سفر اختیار کیا۔ پروگرام یہ تھا کہ مارسیلز سے شاہ کو ایک خاص ٹرین کے ذریعہ پیرس لے جایا جائے۔ اور راستہ میں ملکہ بھی اُن سے آملیں۔

— قتل کی خبر کو ملکہ نے نہایت افسوس کے ساتھ سنا اور بہ عجلت تمام مارسیلز پہنچی۔ راستہ میں بار بار انپر بیہوشی کی کیفیت طاری ہوتی رہی۔

— شہزادہ پیٹر ولی عہد یوگوسلافیہ انگلستان میں زیر تعلیم ہے قتل کی اطلاع ملتے ہی فوراً اپنے پایۂ تخت کو روانہ ہو گیا۔ اس کی عمر صرف گیارہ سال کی ہے۔ لیکن اس کو شاہ مقتول کی وصیت کے مطابق یوگوسلافیہ کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کمسن شاہ عنقریب حصول تعلیم کیلئے دوبارہ انگلستان آجائیگا۔

— جنگ یورپ کے بعد شاہ یوگوسلافیہ پہلے یورپین بادشاہ ہیں جو فرانس آئے۔ یہاں اُن کے خیر مقدم کی عظیم الشان تیاریاں کی گئی تھیں۔ ان کے فرانس آنے کا مقصد یہ تھا کہ بعض نہایت اہم سیاسی امور پر گفتگو کی جائے۔ خاص کر اس معاملہ پر کہ فرانس اور یوگوسلافیہ اور اٹلی کے تعلقات کو بہتر بنایا جائے۔

ایک فرانسیسی اخبار کا بیان ہے کہ حکومت جرمنی کے دفتر اطلاعات کو شاہ کے قتل ہونے کا قبل از وقت علم تھا لیکن جرمنی اس بیان کو کذب محض قرار دے رہا ہے۔

— بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شاہ کے قتل میں اٹلی کا ہاتھ ہے

— دنیا کے بہت سے ممالک میں شاہ کا ماتم منایا گیا ہے اور بیشمار پیغامات تعزیت موصول ہوئے ہیں۔

— شاہ نے مرتے وقت مندرجہ ذیل فقرے بطور وصیت کہے "یوگوسلافیہ کی حفاظت کرنا وزراء اور حکومت کو بادشاہ کے شان شایاں ہونا چاہیئے۔"

— شاہ مقتول کی لاش شاہی احترام کے ساتھ یوگوسلافیہ لیجائی جا رہی ہے۔

— فرانسیسی اخبارات اپنے ملک کی پولیس پر شدید نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں شاہ کے قتل کی ذمہ داری ان کے ناقص انتظام پر ہے بعض اخبارات مطالبہ کر رہے ہیں کہ حکومت کو فوراً مستعفی ہو جانا چاہیئے۔ ایک اعلان مظہر ہے کہ واقعہ قتل کے متعلق سرکاری تحقیق فوراً شروع کر دی جائیگی۔

— یوگوسلافیہ میں بھی اس حادثہ کی وجہ سے فرانس کے خلاف شدید ناراضگی اور غیظ وغضب کا اظہار ہو رہا ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ یوگوسلافیہ کی حکومت کا کاروبار چلانے کے لئے ایک کونسل آف ریجینسی قائم کی جائے گی۔ کیونکہ نیا بادشاہ ابھی بہت کم عمر ہے۔

— چونکہ بعض حلقوں میں شاہ کے قتل کا ذمہ دار اٹلی کو بھی خیال کیا جاتا ہے اسلئے یوگوسلافیہ میں اٹلی کے خلاف شدید مظاہرے ہو رہے ہیں۔ اطالوی سفارت خانہ کو حملے سے محفوظ رکھنے کیلئے پولیس کا خاص انتظام کیا گیا ہے

جلد ۲۲ لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۹ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء نمبر ۶۵

کلمہ۔ نماز ــــــ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ

اسلام کے پانچ ارکان ہیں اس بات کو ہر ایک مسلمان جانتا ہے کہ احکام قرآنی کے مطابق ان سب کا ماننا اور ان پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان مرد۔ عورت کے لئے ضروری ہے۔ ان پانچوں میں سے ایک کا بھی کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا۔

قرآن کے احکام کے مطابق زکوٰۃ کا قومی بیت المال

میں جمع ہونا اور اس کے بعد ایک نظام سے خرچ ہونا ضروری ہے، صاحب نصاب زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ کا نیسرا حصہ اپنی مرضی سے خرچ کرسکتا ہے باقی رقم کو لازمی طور پر قومی بیت المال میں جمع کرنا چاہیئے تاکہ وہیں سے قومی ضرورتوں پر خرچ کی جائے۔ یاد رکھئے قرآن کے نزدیک کوئی زکوٰۃ زکوٰۃ نہیں جو باقاعدہ بیت المال میں جمع ہوکر خرچ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ

کا قومی بیت المال موجود ہے اگر دوسرے مسلمان مذکورہ بالا طریق پر عمل نہیں کرتے تو انکو ایک حد تک معذور سمجھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ انکا کوئی بیت المال نہیں لیکن احمدیوں کیلئے یہ کوئی مجبوری نہیں اسلئے ہر ایک صاحب نصاب احمدی مرد عورت کیلئے لازم ہے کہ اپنی زکوٰۃ مرکز میں ارسال کرے انفرادی طریق پر خرچ نہ کرے ورنہ اسکی ادائیگی منشائے زکوٰۃ اور احکام قرآنی اور مفاد قومی کے خلاف ہوگی

قرآن کریم میں نماز ــــــ اور ــــــ زکوٰۃ

کی خصوصیت سے تاکید آئی ہے لیکن افسوس مسلمانوں کی کثیر تعداد زکوٰۃ کے احکام کو فراموش کئے ہوئے ہے۔ تھوڑے بہت مسلمان جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ وہ بھی بالعموم احکام قرآنی کی پوری پابندی نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑی غلطی اور کمزوری ہے جسے جلد دور کرنا چاہیئے۔

اسلامی تاریخ پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ

کے زمانہ میں منکرین زکوٰۃ کے ساتھ صرف اس وجہ سے جنگ ہوئی تھی کہ وہ زکوٰۃ کو قومی بیت المال میں بھیجنے کی بجائے اپنی مرضی سے خرچ کرنا چاہتے تھے، بعض صحابہؓ کی رائے اس مطالبہ کو منظور کر لینے کے حق میں تھی۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کو ماننے سے انکار کردیا۔ اور جنگ کرکے اسلامی حکم کی تعمیل کرائی۔

ہمارے ملک میں ماہ رجب

ادائیگی زکوٰۃ کے لئے مخصوص ہے زکوٰۃ دینے والے بالعموم اسی مہینے میں زکوٰۃ تقسیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ بیان ہوچکا ہے کہ اس روپیہ کا بہت بڑا حصہ برباد جاتا ہے، لہٰذا احباب سلسلہ کا فرض ہے کہ دیندار اور روشن خیال مسلمانوں کے پاس اسی ماہ رجب کے اندر پہنچیں اور تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا جو کام ہماری طرف سے ہورہا ہے اس کی ضرورت و اہمیت بتلا کر ان سے چندہ لیں۔ اس طرح ان کی زکوٰۃ اچھی جگہ صرف ہوگی۔ اور انجمن کو کسی قدر مالی امداد بھی مل جائے گی۔

زکوٰۃ پبلک چیریٹی یعنی قومی ــــــ خیرات

ہے۔ اس کو قوم کی بہتری کے لئے قومی نظام کے ماتحت خرچ ہونا چاہیئے لیکن آج کل زیادہ تر پیشہ ور فقیر اور بھیک منگے ہتھیا لیتے ہیں اور قوم کے غریب، یتیم، محتاج، بیوائیں اور قومی ادارے محروم رہتے ہیں۔ اس طرح قوم کو زکوٰۃ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ بعض صورتوں میں نقصان ہوتا ہے۔ یہ طریق اصلاح طلب ہے۔

قومی بیت المال حیات قومی کیلئے دل

ہے جس طرح دل اپنے مسلسل عمل کے ذریعے تمام جسم کا خون اکٹھا کرکے صاف کرنے کے بعد اس کو ایک مقررہ قاعدہ کے ذریعہ جسم میں دوبارہ تقسیم کردیتا ہے جس سے زندگی اور تندرستی قائم رہتی ہے اسی طرح قومی بیت المال کا کام ہے کہ وہ صاحب نصاب متمول مسلمانوں سے زکوٰۃ کا روپیہ اکٹھا کرکے قوم کی ضرورتوں پر صرف کرے تاکہ حیات قومی قائم رہ سکے لیکن مسلمان اس طریق پر عمل نہیں کرتے جو بھاری غلطی ہے۔

عورتوں کے پاس زیور ہوتا ہے اسلئے احمدی خواتین

کو ادائیگی زکوٰۃ کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے پچھلی دنوں مطبوعہ چٹھی اور خطبہ میں خواتین کو خصوصیت سے مخاطب کیا ہے زکوٰۃ کے متعلق حضرت ممدوح کا ٹریکٹ تو ہر ایک احمدی گھر میں موجود ہوگا اس سے مسائل معلوم ہوسکتے ہیں۔ جس مال اور زیور میں سے احکام قرآنی کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے اس میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے

چمبہ میں محمودیوں کی عبرت انگیز ناکامی

ایک محمودی مبلغ کی افسوسناک غلط بیانیاں

(از سید اختر حسین صاحب احمدی (مولوی فاضل))

اخبار "الفضل" میں متواتر دو مضامین حالات چمبہ کے متعلق شائع ہو چکے ہیں جن میں مولوی عبدالغفور صاحب نے حسب عادت خلاف واقعہ باتیں بیان کرنے کی افسوسناک جرأت کی ہے - مولوی دوست محمد صاحب کے ساتھ مناظرہ کے حالات لکھتے ہوئے انہوں نے اپنے دلائل درج کرکے لکھا کہ :-

" افسوس کہ مولوی دوست محمد صاحب نے ان میں سے کسی ایک کا بھی جواب نہ دیا سوائے چند ایسے حوالوں کے جو ۱۹۰۱ء کے پہلے کے تھے" (الفضل ۲۳ر اگست)

حالانکہ جن لوگوں نے مناظرہ سنا ہے - وہ شاہد ہیں کہ مولوی دوست محمد صاحب نے مواہب الرحمان - حقیقۃ الوحی اور استفتا کے حوالوں سے بھی جوابات دیئے تھے - مولوی عبدالغفور صاحب کو چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنے دلائل کو مولوی دوست محمد صاحب کے جوابات کے ساتھ درج کرتے - جس طرح کہ "پیغام صلح" میں درج ہو چکا ہے - مگر انہوں نے اسی میں اپنی بہتری سمجھی کہ اصل واقعات پر پردہ ہی ڈالا جائے - ناظرین چونکہ مولوی دوست محمد صاحب کے مضمون کو پڑھ چکے ہیں - اس لئے اس کی تفصیل میں پڑنے کی ضرورت نہیں - کیونکہ اس کے مطالعہ سے فریقین کے دلائل کا بخوبی موازنہ کیا جا سکتا ہے - دوسرے مضمون میں "چمبہ میں پیغامیوں کی درگت" کے زیر عنوان یہ بتایا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ چمبہ نے بمعہ خاکسار کے ایک " غیر احمدی امام" کے پیچھے نماز جنازہ ادا کی -

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ :-

" اگر ایسے لوگ ہوں کہ وہ صفائی ثابت کرنے کے لئے اشتہار دے دیں کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے" (بدر ۱۲/۲۴ دسمبر ۱۹۰۸ء صـ۵)

اس لئے میں نے نماز جنازہ سے پیشتر دریافت کر لیا تھا اور امام مسجد مولوی غلام نبی صاحب نے تمام لوگوں کے سامنے کہا تھا - کہ میں مرزا صاحب کو مسلمان سمجھتا ہوں - اس لئے ان کے پیچھے نماز ادا کر لی گئی - ورنہ ہم ضرور الگ نماز جنازہ پڑھتے

دوسرے دن ماسٹر حسن الدین صاحب ٹیلر ماسٹر... کی دوکان پر مولوی عبدالغفور صاحب سے گفتگو ہوئی - انہوں نے میرے سامنے اربعین کا حوالہ پیش کیا کہ مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز حرام ہے - اور اس پر ایک ہندو پنڈت صاحب مسمی جرنجی لال جوتشی کو مخاطب کیا کہ وہ فیصلہ دیں - میں نے بھی اس حوالہ کی تشریح کی اور بتایا کہ حضرت اقدس نے یہاں "مکفر" اور "مکذب" دو قسم کے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے - "متردد" دونوں کے درمیان ہے - یعنی جو اس امر میں تردد کرتا ہے - کہ حضرت مرزا صاحب کاذب ہیں - یا صادق اس پر پنڈت جرنجی لال صاحب نے صاف کہہ دیا کہ مولوی عبدالغفور صاحب کی تشریح درست نہیں - میں نے اس کے بعد حضرت مسیح موعود کے متعدد حوالجات سے ثابت کیا کہ جو شخص حضرت اقدس کو مسلمان تسلیم کرتا ہو - اس کے پیچھے نماز جائز ہے - اور ہر موقعہ پر احمدی امام کی شرط نہیں ہے - اس کے ساتھ ہی کہا کہ آپ بتائیں میاں محمود احمد صاحب نے (جو آپ کے پیر و مرشد ہیں) کیوں حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کے زمانہ میں بموقعہ حج غیر احمدی امام کے پیچھے نماز ... ادا کی - مولوی صاحب کو اس پر لرزہ سا آ گیا - اور کہنے لگے کہ وہ تو مولوی نورالدین صاحب کا حکم تھا - ورنہ میاں صاحب ایسا کرنے والے نہ تھے - میں نے کہا کہ اس سے تو میری تائید ہوتی ہے - کہ مولوی نورالدین صاحب کا بھی یہی مذہب تھا - کہ بعض حالات میں غیر احمدی امام کے پیچھے نماز جائز ہے مولوی عبدالغفور صاحب کہنے لگے - میاں صاحب نے حج کے بعد نماز حج دوبارہ ادا کر لی تھی - میں نے کہا اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ جب حج کو گئے تھے تو یہی عقیدہ رکھتے تھے - جو آج ہمارا ہے - بعد میں عقیدہ کو تبدیل کیا اور تمام دنیائے اسلام کو خارج از اسلام کہنے لگے -

قرضہ کے لئے اپیل

احباب فوری توجہ کریں!

انجمن کو کچھ عرصے سے مالی مشکلات کی وجہ سے بلوں کی بر وقت ادائیگی میں دقت پیش آ رہی ہے - اور نہ صرف ملازمین کو اس سے تکلیف ہے بلکہ بعض ضروری اخراجات رک جانے کی وجہ سے کام میں بھی رکاوٹ ہو جاتی ہے - مجلس منتظمہ نے اور پھر جنرل کونسل نے ۱۴ اکتوبر کو یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان مشکلات کے دور کرنے کے لئے مخلص احباب سے ایک سال کے لئے قرضہ لیا جائے جس کی مجموعی میزان ۱۵ ہزار ہے - اس قرضہ کی ادائیگی کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انجمن کی زمین کے دو تین ٹکڑے ایک نہایت اچھے موقعہ پر لاہور کی بیرونی آبادی میں ہیں وہ فروخت کر دیئے جائیں ۵ ہزار سے کچھ اوپر قرضہ کا انتظام ۱۴ اکتوبر کو ہو گیا تھا - لیکن بیرونی احباب بھی اس میں حصہ لیں تو پوری رقم جمع ہو سکتی ہے - قرضہ زیادہ سے زیادہ ۲۵ اکتوبر تک وصول ہو جانا ضروری ہے - پہلے بھی اس قسم کی ضرورتیں پیش آتی رہی ہیں - تو احباب نے ہمیشہ ایثار سے کام لیکر ایسی ضرورتوں کو پورا کیا ہے - اور انجمن نے بھی ہمیشہ حسب وعدہ عین وقت پر قرضہ ادا کر دیا ہے - اسلئے جملہ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اپنی اپنی جماعت میں تحریک کرکے ایک ہفتہ کے اندر اندر رقم ارسال کر دیں - روپیہ بذریعہ چک یا بیمہ یا منی آرڈر بھیجا جا سکتا ہے -

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اس پر مولوی صاحب بولے کہ یہ میاں صاحب کی غلطی ہے ہم اس کے ذمہ وار نہیں - میں نے کہا یہ آپ لکھ کر دے دیں تب آپ ٹال مٹول کرنے لگے - اور کہا کہ میاں صاحب کی تحریر سے ثابت کرو کہ انہوں نے کبھی ایسی نماز پڑھی ہے - میں نے کہا مولوی صاحب خدا کا خوف کیجئے ابھی تو آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ واقعی پڑھی اور پھر حضرت مولانا نورالدین صاحب کے حکم سے پڑھی - بعد میں دوبارہ ادا کی - اور یہ ان کی غلطی ہے لیکن اب آپ مسلم چیز کا انکار کر رہے ہیں - جو کچھ آپ نے کہا ہے لکھ کر دے دیجئے - تمام حاضرین نے یقین کر لیا کہ قادیانی مبلغ بالکل غلط بیانی سے کام لے رہا ہے - ہندوؤں اور مسلمانوں کے مجبور کرنے پر بڑی دیر کے بعد آپ نے لکھنا شروع کیا - اور یہ لکھا کہ " اگر بالفرض ایسا ہوا ہے تو عدم علم کی وجہ سے ہوا ہوگا - اور علم ہو جانے کے بعد آپ نے اس کے خلاف اعلان کیا ہوگا"

اس پر گفتگو ختم ہو گئی اور تمام حاضرین کو مولوی صاحب کی اس حرکت کو دیکھ کر ان کی غلط بیانی کا یقین ہو گیا - اور انہوں نے ذیل کی تحریر ہمیں دے دی -

ہم دستخط کنندگان ذیل یہ شہادت ادا کرتے ہیں کہ مولوی عبدالغفور صاحب نے ہمارے سامنے یہ کہا تھا کہ میاں محمود احمد صاحب نے حج کے موقعہ پر غیر احمدی امام کے پیچھے اسلئے نماز حج ادا کی تھی - کہ ان کو اس وقت اس مسئلہ کا علم نہیں تھا - اور مولینا نورالدین صاحب نے انہیں اس امر کا حکم دیا تھا - یہ میاں صاحب کی غلطی تھی - چنانچہ انہوں نے بعد میں یہ نماز دہرا لی تھی - جب مولوی اختر حسین صاحب نے مطالبہ کیا کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے - لکھ دیجئے - تو مولوی عبدالغفور صاحب نے اس طرح لکھ کر نہ دیا بلکہ ایسے الفاظ لکھے جو کہے نہیں تھے -

(العبد) حسن الدین (العبد) گنگا ناتھ (العبد) جرنجی لال جوتشی آف لاہور
(العبد) مولوی تاجدین (العبد) نصیر الدین ٹیلر ماسٹر (نشان انگوٹھا)

(مورخہ ۱۴ ستمبر ۳۴ء)

اس سے قادیانیوں کی ایمان داری کا حال معلوم ہو سکتا ہے -

اس دوسرے مضمون میں مولوی عبدالغفور صاحب نے جس قدر غلط بیانی سے کام کیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے

غلط بیانی عـ۱ چمبہ میں ۹ سال سے پیغامیت آئی ہوئی ہے - اس عرصے میں انہوں نے کبھی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ادا نہ کی تھی" (الفضل ۳۰ ستمبر ۳۴ء)

حالانکہ ہمارے دوست چمبہ میں ہمیشہ ان آئمہ کے پیچھے نماز ادا کرتے رہے - جو غیر از جماعت تو تھے لیکن مکفر نہ تھے -

غلط بیانی عـ۲ غیر احمدیوں نے پیغامیوں کے اس طرح نماز جنازہ ادا کرنے سے " بڑی خوشی منائی اور کہا شکر ہے صبح کے بھولے شام کو گھر آ گئے" حالانکہ ہمیں کسی ایسے شخص کا آج تک علم نہیں جس نے نماز جنازہ کے موقعہ پر یا بعد کسی وقت ایسے الفاظ کہے ہوں - ہاں اس بات سے لوگ ضرور خوش ہوئے تھے - کہ جماعت لاہور کا مسلک صحیح ہے - کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے - اور ان کی وہ غلط فہمیاں دور ہو گئیں جو مولوی عبدالغفور صاحب پھیلا رہے تھے -

غلط بیانی عـ۳ " ایک نوجوان نے پیغامی مبلغ سے کہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم جمعہ ۹ رجب المرجب سنہ ۱۳۵۴ھ | نمبر ۶۵

معاصر "الفضل" کے غلط نظریے

اور اسپر غیر عقلمندانہ اصرار

اگر کوئی شخص واقعات و حقائق سے آنکھیں بند کر کے کسی امر کے متعلق ضد شروع کر دے تو یقیناً وہ صداقت کو نہیں پاسکتا۔ ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے قادیانی معاصر "الفضل" کا بھی یہی حال ہے۔

مسئلہ تکفیر ہی کو لے لیجئے۔ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات اور واقعات سے بیشمار مرتبہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ یہ مسئلہ بالکل غلط اور جناب میاں محمود احمد صاحب کی ایجاد ہے مگر ہمارا معاصر مصر ہے کہ ہم کلمہ گو مسلمان کو ضرور کافر کہینگے۔ چند روز ہوئے معاصر "مدینہ" کی ایک تحریر کو پیش کرتے ہوئے ہم نے نہایت مخلصانہ طور پر عرض کیا کہ جناب میاں صاحب کا یہ ایجاد کردہ مسئلہ بالکل غلط، اسلام اور مسلمانوں کیلئے نقصان رساں ہونے کے علاوہ قادیانیوں کی سبکی و تذلیل کا باعث بھی ہورہا ہے۔ لیکن ہمارے سادہ لوح و ضدی معاصر کا ارشاد ہے کہ نہیں تم غلط کہہ رہے ہو بلکہ کلمہ گو مسلمان کو کافر کہنے کی وجہ سے ان میں ہماری بہت عزت ہورہی ہے، دلیل یہ دی کہ ہماری جماعت، جماعت لاہور کے مقابلے میں تعداد کے لحاظ سے بہت زیادہ ترقی کر رہی ہے۔ اس کے جواب میں گزارش کی گئی کہ صرف ترقی تعداد کوئی چیز نہیں اسی ہندوستان میں جناب خلیفہ قادیان کی طرح کئی ایسے پیر موجود ہیں جن کے مریدوں کی تعداد جماعت قادیان سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے حالانکہ ان کے عقائد و اعمال نہایت مکروہ اور خلاف اسلام ہیں دیکھنے والی چیز یہ ہے کہ خدمت اسلام کا کام کون زیادہ کررہا ہے۔ نذر و نیاز اور اندھی عقیدت تو تمام پیروں کے مریدوں کا خاصہ ہے۔۔۔۔ جہانتک حفاظت و اشاعت اسلام کا تعلق ہے قادیانی جماعت کا اندوختہ عمل یہ ہے کہ بیس سال کے طویل عرصہ میں متعدد پرغرور دعاوی کے باوجود آج تک قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ نہ ہوسکا۔ اس کے علاوہ گزارش ہے کہ اگر مسئلہ تکفیر کی وجہ قادیانیوں کی سبکی نہیں بلکہ عزت ہوتی ہے تو پھر کھلم کھلا ان کو کافر کیوں نہیں کہا جاتا؟ "سیاسی مسلمان" اور "سیاسی اتحاد اسلامی" کی اصطلاحیں کس لئے وضع کی جارہی ہیں؟ کیوں نہیں ایک "یوم التبلیغ" مقرر کیا جاتا۔ کہ اس روز تمام قادیانی مسلمانوں کے گھروں میں گھس گھس انہیں کافر کہیں اگر سال میں دو چار مرتبہ اس وسیع پیمانہ پر تکفیر المسلمین کا مظاہرہ ہوجایا کرے۔ تو معاصر "الفضل" کے قول کے مطابق قادیانی جماعت کی تعداد بہت زیادہ ترقی کرجائیگی۔ اور ان کی عزت بھی مسلمانوں کے اندر بہت بڑھ جائے گی۔

ہماری گزارشات کے بعد کچھ دن تو ہمارے معاصر نے سکوت کیا پھر خدا جانے کیا سوجھی۔ کہ "غیر مبائعین کی وقعت غیر احمدیوں میں" کے عنوان سے ایک طویل شذرہ رقم فرمایا اس میں بیان کیا گیا ہے کہ اخبار "النجم" میں بمبئی کے چند معززین کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے "جس میں مولوی محمد علی صاحب کو چیلنج دیا گیا ہے کہ اگر وہ حق پر ہوں تو ہماری دعوت مباہلہ کو بخوشی منظور کریں"۔ "الفضل" کا ارشاد ہے کہ لاہوری جماعت مسئلہ تکفیر کی مخالف ہے اس کے باوجود مسلمان ان کی عزت نہیں کرتے اور انہیں مباہلہ کے چیلنج دے رہے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ مسئلہ تکفیر کی وجہ سے قادیانی جماعت کی سبکی نہیں ہورہی ہے۔ کیا ہی معقول دلیل ہے۔ بے اختیار مرحبا کہنے کو جی چاہتا ہے۔

"النجم" کا ۱۲ ستمبر کا پرچہ ہماری نظر سے نہیں گذرا ہم نے دفتر النجم کو لکھا ہے اس کے دیکھنے کے بعد جواب عرض کر دیا جائے گا۔ بمبئی کے چند مسلمانوں کا ہمیں مباہلہ کا چیلنج دیدینا ایسی بات نہیں جو "الفضل" کی کمزور پوزیشن کو ذرہ بھر بھی مضبوط کرسکے ہمیں چند غیر معروف مسلمانوں نے عقائد کے متعلق مباہلہ کا چیلنج دیدیا تو کیا ہوا قادیان میں جناب خلیفہ صاحب کے مرید انکو ایسے امور کے متعلق مباہلہ کے چیلنج دیتے رہے ہیں جنکی تفصیل ہی ناگفتہ بہ ہے اور اس کے جواب میں خلیفہ صاحب ممدوح نے ہمیشہ سکوت ہی فرمایا جب زیادہ عاجز آئے تو چیلنج دینے والوں کو "منافق" قرار دے کر جماعت سے خارج کر دیا۔ اگر ان باتوں کے باوجود جناب خلیفہ صاحب کی وقعت اپنے مریدوں میں کم نہ ہوئی تو بمبئی کے چند مسلمانوں کے چیلنج کو جماعت لاہور کی بے وقعتی کس طرح قرار دیا جارہا ہے؟

علاوہ ازیں ہمارے معاصر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی کے گالی دینے یا بیہودہ اعتراض سے یا بہتان طرازی سے کسی کی سبکی نہیں ہوتی۔ "الفضل" اور "فاروق" میں ہمیں ہمیشہ گالیاں دی جاتی ہیں ہمارے متعلق غلط بیانیاں کی جاتی ہیں بیہودہ اعتراضات بھی کئے جاتے ہیں لیکن اس سے قطعاً ہماری سبکی نہیں ہوئی بلکہ انصاف پسند لوگوں کو قادیانی اخبارات کے اخلاق کے متعلق صحیح رائے قایم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ سبکی کی بات یہ ہے کہ انسان اپنے عقیدہ کو صاف طور پر ظاہر نہ کرسکے۔ وہ کچھ کہے اسکو ثابت نہ کرے۔ اسپر کوئی معقول اعتراض کیا جائے تو جواب نہ دے سکے وہ بڑے بڑے پرغرور دعاوی کرے لیکن اندوختہ عمل سے تہی دست ہو۔ قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں لیکن ان کے سامنے اپنے اس عقیدہ کو ظاہر کرنے کے خیال سے ہی ان پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے ان کو اپنے عقیدہ تکفیر کی تائید کے لئے کہیں سے کوئی معقول دلیل نہیں ملتی جب ان پر ان کے مخصوص عقائد کے متعلق کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ جواب نہیں دے سکتے۔ ان کی عملی کیفیت یہ ہے کہ قرآن دانی کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں لیکن قرآن کی اشاعت کے لئے ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکے۔ بلے دے کے ان کے خلیفہ نے ایک تفسیر لکھی جسے عیب کی طرح چھپا رکھا ہے یہ باتیں یقیناً سبکی و تذلیل کا باعث ہیں۔ اگر معاصر "الفضل" اسے محسوس نہیں کرتا تو ہم اس کی بے حسی پر اظہار افسوس کے سوا اور کیا کرسکتے ہیں؟ ذاتی اغراض کی بناء پر غلط نظریے قائم کرنا اور پھر ان کی صحت پر غیر عقلمندانہ اصرار۔۔۔ معقول انسانوں کا شیوہ نہیں۔

تفسیر انوار القرآن

میرے محترم بزرگ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی نئی تصنیف کا اعلان احباب اخبار میں پڑھ چکے ہیں۔ مجھے اس کے لئے یہ چند حروف لکھنے کی ضرورت اسلئے پیش آئی ہے کہ ۱۴ اکتوبر کو جب جنرل کونسل میں انجمن کے لئے قرضے کا سوال درپیش تھا تو ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا کہ وہ بطور قرضہ نہیں بلکہ بطور عطیہ چار سو روپیہ انجمن کو دیتے ہیں۔ لیکن یہ وہ چار سو روپیہ ہے جو انہوں نے تفسیر انوار القرآن کی طبع کے لئے رکھا ہوا ہے۔ اس پر یہ تجویز ہوئی کہ جو احباب تفسیر خریدنا چاہیں وہ اس کی قیمت پیشگی ادا کردیں تاکہ اخراجات طبع اس سے ادا کئے جائیں۔ اور ڈاکٹر صاحب کا چار سو روپیہ ابھی عطیہ بیت المال ہوجائے اور یوں انجمن کی موجودہ مشکلات میں کچھ کمی واقع ہو۔ اسلئے سیکرٹری صاحبان ہر جگہ احباب کا عندیہ دریافت کرکے جو احباب خریدار بننا چاہیں اُن سے دو روپے قیمت پیشگی وصول کرکے ان چندوں کے ساتھ ارسال کردیں جو نومبر میں بھیجے جائیں گے اور کوپن یا خط میں تفصیل دیدیں کہ اس قدر روپیہ فلاں فلاں احباب کی طرف سے پیشگی قیمت انوار القرآن کی ہے یہ روپیہ الگ امانت میں جمع ہوکر اخراجات طبع میں کام دے گا۔ تفسیر کی قیمت دو روپے ہے (علاوہ محصول ڈاک) ہے۔ کتاب کی طباعت کے بعد قیمت میں اضافہ ہوجائے گا۔ (محمد علی)

انتخابات اسمبلی کے متعلق فیصلہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس منتظمہ کے سامنے اسمبلی کے انتخابات کا معاملہ پیش ہوا۔ مجلس مذکور نے بالاتفاق فیصلہ کیا ہے۔ کہ جملہ مسلمانوں کو مسلم کانفرنس کے امیدواروں کی تائید کرنی چاہیئے۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مکتوب فجی

شہر راکی راکی میں عظیم الشان جلسہ

(از جناب، ماسٹر محمد عبداللہ صاحب)

۵ اگست ۱۹۳۲ء بروز اتوار کو زیر اہتمام مسٹر عبدالغفور ساہو خاں راکی راکی میں احمدیہ جماعت کا ایک جلسہ سنگھم سکول میں ہوا۔

مسٹر عبدالغفور ساہو خاں صاحب

پیشتر اس کے کہ میں جلسہ کی روئداد لکھوں مسٹر عبدالغفور ساہو خاں صاحب کے متعلق چند تعارفی کلمات لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ مسٹر عبدالغفور صاحب صووا کے رہنے والے ہیں۔ مقامی سکول میں چار پانچ جماعتوں تک تعلیم حاصل کی۔ لیکن ذہانت خداداد اور شوق مطالعہ کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو قابلیت و لیاقت کے لحاظ سے ایک گریجویٹ کے ہم پلہ بنالیا۔ اور ایک کلرک اور ترجمان کی پوزیشن میں گورنمنٹ میں کام کرنے لگے۔ آپ کو مذہبی کتب کے مطالعہ کا بھی شروع سے شوق تھا۔ یہ شوق مولوی محمد طاہر خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ فجی سے رشتہ داری کا نتیجہ ہے اگرچہ دینی جذبے کی چنگاری بچپن سے ہی دل میں تھی۔ لیکن صووا کے اُس وقت کے ماحول کی وجہ سے آپ کو مذہبی تعلیم خاص طور پر حاصل نہ ہوسکی۔ لیکن جونہی آپ کی تبدیل صووا سے لٹوکا ہوئی۔ اور وہاں کچھ عرصہ جناب امیر جماعت کی صحبت میں رہنا نصیب ہوا آپ میں ایک عظیم الشان انقلاب آگیا

آپ کی دینی و قومی خدمات

تھوڑے ہی عرصے میں آپ صووا والے عبدالغفور نہ رہے۔ بلکہ صووا واپس آنے پر ایک جنون اپنے ساتھ لے آئے۔ وہ یہاں کے مسلمانوں کی تنظیم و تعلیم کا جنون تھا۔ آپ سرکاری فرائض کو احسن طور پر سرانجام دینے کے بعد باقی اوقات کو مسلمانوں کی تنظیم میں خرچ کرنے لگے۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں چند ایسے رفقا پیدا کرلئے جو اُن کے ساتھ شریک ہوکر کام کرنے لگے۔ اور ایک انجمن کی بنیاد ڈالی جس کا نام فجی مسلم لیگ ہے۔ آپ کچھ عرصے اسمیں وائس پریذیڈنٹ کی حیثیت سے کام کرکے ملازمت کی مصروفیات کی وجہ سے اپنے عہدہ سے مستعفی ہوگئے۔ آپ کو کسی ذریعے سے معلوم ہوا۔ کہ مسلمانوں کا ایک مشن ووکنگ انگلستان میں بھی ہے۔ اور وہاں چند انگریز بھی مسلمان ہوئے ہیں۔ اور ایک رسالہ بھی نکلتا ہے۔ آپ نے پتہ معلوم کرکے رسالہ اپنے نام جاری کرالیا اور بہت سا لٹریچر منگوایا۔ اور ان کا اچھی طرح مطالعہ کیا۔ اور دیگر دوستوں کو بھی اس لٹریچر کے منگوانے کی ترغیب دی۔ چنانچہ ان کی کوشش سے فجی میں رسالہ کی اور اسلامی لٹریچر کی اچھی طرح اشاعت ہوئی۔ اس کے بعد انہیں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا پتہ معلوم ہوا۔ آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ساتھ بھی خط و کتابت جاری رکھی۔ آپ ہی کی ترغیب و تحریص سے نصوری کے مسلمانوں نے خاکسار کو بلوایا

اعلیٰ قابلیت

آپ اعلیٰ درجہ کے لیکچرار ہیں۔ یوم النبی صلعم کے گزشتہ جلسوں میں انگریزی زبان میں آپ کی نہایت ہی کامیاب تقریریں ہوئی تھیں۔ انگریزی زبان کے علاوہ اُردو زبان میں بھی اچھی طرح تقریر کرسکتے ہیں۔ اور سامعین میں سے کوئی انتیاز نہیں کرسکتا۔ کہ آپ فجی کے باشندے ہیں۔

تعمیر مسجد کی کامیاب کوشش

عرصہ اڑھائی سال کا ہوگیا ہے۔ کہ وہ صووا سے تبدیل ہوکر راکی راکی چلے گئے۔ صووا سے راکی راکی تقریباً ۷۰ یا ۸۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پہلے تو راکی راکی کشتی کے ذریعہ جانا پڑتا تھا۔ لیکن اب ایک سال سے خدا کی مہربانی سے پکی سڑک نکل گئی ہے۔ اور موٹریں آجاسکتی ہیں۔ آپ ایسے ضلع میں ہیں جہاں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اور ان کی بھی ناگفتہ بہ حالت ہے۔ نہ ان کی تعلیم کا بندوبست تھا۔ نہ سکول تھا۔ اور نہ مسجد۔ آپ نے وہاں جانے پر مسلمانوں کو مسجد بنانیکی طرف آمادہ کیا۔ اور سی۔ ایس۔ آر کمپنی سے خط و کتابت کرکے اس سے زمین مسلمانوں کو دلوادی۔ اور کمپنی کے ذریعہ کاشتکاروں سے روپیہ وصول کرانے کا بھی اچھا بندوبست کرا دیا۔

تنگ خیال مسلمانوں کا افسوسناک طرز عمل

گزشتہ سال مسجد بن گئی۔ لیکن افسوس کہ مخالفت کی وجہ سے انہیں احسان فراموش مسلمانوں نے مسجد کے افتتاحی موقعہ پر آپکو دعوت تک نہ دی۔ اور مسلمانوں نے اپنے مولویوں اور منشیوں کے فتوؤں کی بنا پر ان سے "سلام و علیک" بھی چھوڑ دی۔

چند ماہ ہوئے کہ وہاں کے سمجھدار مسلمانوں کو معلوم ہوگیا کہ ہمارے منشی لوگ ہمیں جہالت و تاریکی میں رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم بابو صاحب کو مسلمان سمجھیں۔ اور ان کے ساتھ تعاون کریں۔ چنانچہ دس بارہ آدمی ایسے پیدا ہوگئے۔ جنہوں نے فتوؤں کی کوئی پروا نہ کی۔ اور بابو صاحب کے ساتھ میل ملاقات کو جائز سمجھا۔ چنانچہ ماہ جولائی میں جب احمدیہ کانفرنس صووا میں ہوئی تو اس چھوٹے سے علاقہ سے بھی پندرہ سولہ آدمی جلسہ میں شریک ہونے کے لئے آئے۔

مقام راکی راکی میں جلسہ کا اہتمام

جب ان لوگوں نے جلسہ کی کارروائی کو اپنے کانوں سے سُنا اور جناب مرزا مظفر بیگ کا وعظ سنا تو ان کو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ ہمیں بھی راکی راکی میں جلسہ کرانا چاہیئے اور وہاں کے لوگوں کو دعوت دے کر وعظ سنانا چاہیئے۔ چنانچہ مسٹر عبدالغفور صاحب نے وہاں جاکر ان لوگوں کی تحریک سے ایک جلسہ کا اہتمام کیا۔ اور صووا۔ نصوری۔ سنوکا ناندی وغیرہ کے ضلعوں میں دعوتیں پہونچگئیں۔ صووا کی طرف سے ایک موٹر لاری جس میں ۱۸ آدمی تھے۔ سنیچر کی دوپہر روانہ ہوئی۔ نصوری سے دو لاریاں جن میں ۲۴ آدمی تھے رات کے ۹ بجے روانہ ہوئیں۔ اور ایک موٹر نصوری سے اتوار کو سویرے روانہ ہوئی۔ ہم وہاں رات کے دو بجے پہونچے۔ سفر خیر و خوبی سے ہوا۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک سادھو بابا (جو اعظا صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوچکا ہوا تھا) وہ کھانے پکانے کے بندوبست میں ہے۔ اور دو چار آدمی اور بھی امداد کیلئے بیٹھے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا کہ ساتھ ہی ایک بڑا پھوس کا مکان ہے وہاں رہائش کا بندوبست کیا گیا ہے۔ ہم وہاں پہنچے ہمارے صووا کے بھائی بعض جاگ رہے تھے۔ اور بعض نیند میں خراٹے لے رہے تھے۔ ہم بھی وہاں لیٹ گئے۔

دیگر احباب کی آمد

دوپہر کے وقت لٹوکا۔ ناندی سے بھی دو تین لاریاں آئیں انکے علاوہ دو موٹریں بھی تھیں۔ تقریباً ۴۰ آدمی ناندی لٹوکا سے آگئے۔

مخالفین کی حرکات

ہم سب نے اکٹھے ہوکر دوپہر کا کھانا کھایا۔ اس نظارہ کو دیکھ کر لاہور کے جلسہ کی ایک جھلک سامنے آتی تھی۔ ادھر سوا سو کا یہ مجمع ہے۔ اُدھر ہمارے مخالف بھائی مسجد میں جمع ہورہے ہیں۔ کیونکہ منشی حفیظ الدین صاحب اس موقع پر کہاں خاموش بیٹھنے والے تھے۔ انہوں نے مسجد میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ ان کو شاید یہ خیال ہوگا۔ کہ پندرہ بیس احمدی جلسہ میں شامل ہوں گے۔ اور ہمارا جلسہ احمدیوں کے جلسہ سے زیادہ کامیاب رہے گا۔

جلوس کی کیفیت

لیکن خدا کی قدرت ہمارا جلوس بابو صاحب کے مکان سے جلسہ گاہ کی طرف اس شان میں روانہ ہوا کہ سب سے آگے جناب مرزا صاحب ہیں۔ ان کے ساتھ امیر جماعت ہیں۔ پہلو میں دو طرفہ دو نوجوان اسلامی جھنڈے لہراتے جاتے ہیں۔ چونکہ جلسہ گاہ کا راستہ مسجد کے راستے سے تھا۔ اس لئے مخالف پارٹی کے لوگوں نے اس نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ خیر ہمارا جلوس جلسہ گاہ پہنچا۔ سکول کی عالیشان عمارت میں جلسہ کا بندوبست تھا۔ جلسہ گاہ پہلے ہی سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اس مجمع کا اور اضافہ ہوگیا۔ اس کے بعد جتنے لوگ آئے ان کو باہر ہی کھڑا ہونا پڑا۔

جلسہ کی کارروائی

کارروائی جلسہ تلاوت قرآن مجید سے شروع کی گئی جو مولوی حیدر بخش صاحب امام مسجد نصوری نے کی۔ مسٹر فنی صاحب نے نظم پڑھی۔ مسلم سکول نصوری کے ایک بچے (عبدالوحید) نے ایک مختصر تقریر سے تمام حاضرین کو محو حیرت کردیا۔ (اس تقریر میں اس نے مولویوں کی تکفیر بازی پر روشنی ڈالی) اس کے بعد جناب مرزا صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ سب سے پہلے آپ نے سنگھم سکول والوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور مدراسیوں کی ہمت پر آفرین کہی۔ اس کے بعد آپ نے یہاں کے مولویوں اور منشیوں کے رویّہ پر تبصرہ کیا۔ ابھی تقریر کرتے آدھا گھنٹہ نہ گذرا ہوگا۔ کہ ایک شخص نے درخواست کی کہ باہر بہت سے لوگ کھڑے ہیں۔ اور ان کو سنائی کچھ نہیں دیتا۔ بہتر ہو کہ جلسہ باہر ہو۔ چنانچہ سب نے ان کی اس تجویز کو منظور کیا۔ اور جلسہ سکول کے گراؤنڈ میں شروع ہوا۔ اور تقریر ہر ایک شخص کو سنائی دینے لگی۔ مرزا صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مُلّاں کے اسلام اور قرآن کے اسلام کا مقابلہ کیا اور بتایا کہ احمدی اس واسطے آج بدنام ہورہے ہیں۔ کہ انہوں نے قرآن کے اسلام کو لے لیا ہے۔ اور مولویوں کے ڈھکوسلوں اور بے معنی باتوں کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ کی تقریر ۵ بجے ختم ہوئی۔

مخالفین کی ناکامی

ہمارا جلوس اسی شان سے واپس ہوا۔ لیکن اب تو مسجد

میں چند لوگ نظر آئے - ان کا جلسہ کیا ہونا تھا - انہوں نے تو لوگوں کو روکنا تھا - سننے میں آیا کہ لوگ آدھا گھنٹہ ٹھہر کر اور نیچی مسلم لیگ صوبوا کی کارروائی کا حال منشی حفیظ الدین سے سن کر چلے گئے۔

۷ بجے رات کا کھانا کھلایا گیا۔ ۸ بجے کے قریب جناب مرزا صاحب اور ان کے ہمراہی واپس چلے گئے - چند آدمی بذریعہ بیعت سلسلہ میں شامل ہوئے - ایک لاری تو صوبوا روانہ ہو گئی - اور ہم صبح ۸ بجے واپس چلے آئے -

جناب عبدالغفور صاحب کی ہمت

ایسے شہر میں جہاں احمدیہ جماعت کے ممبر نہ ہوں - اور ایک ہی شخص پر جلسہ کا انتظام و اہتمام موقوف ہو - اور پھر اس کام کو اس کامیابی کے ساتھ نبھانا کہ کھانے کا بندوبست اعلیٰ - رہائش کا بندوبست اعلیٰ - جلسہ کا بندوبست اعلیٰ - واقعی قابل تعریف امر ہے - اللہ تعالےٰ عبدالغفور صاحب اور ان کے دو چار ساتھیوں کو جنہوں نے ان کو کام کرنے میں مدد دی - جزائے خیر عطا فرمائے -

ایک محترم خاتون کا جوش اسلامی

اس کے علاوہ اخیر پر ایک بات کا لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس جلسہ میں میں صرف ایک بہن کو رات دن مصروف پاتا تھا - وہ بابو صاحب کی اہلیہ ہیں - آپ ایک رئیس گھرانے کی لڑکی اور ایک بابو کی بیوی ہونے کے باوجود اسلامی جوش کا جو مظاہرہ اپنے عمل سے دکھا رہی تھیں وہ قابل رشک تھا۔ آپ ابھی دو تین ماہ بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں رہ کر واپس آئی تھیں - کمزور تھیں - نحیف تھیں - لیکن پھر بھی کھانا پکانے میں برتن صاف کرانے میں ایک معمولی مزدور عورت کی طرح کام کر رہی تھیں - اس وقت یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا - کہ یہ کس کی لڑکی ہیں - اور کس کی بیوی ہیں - دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے - اور ان کو تندرستی عطا فرمائے - آمین +

مصطفےٰ کمال پاشا کا پیام

قاہرہ کے علامہ بہجت آفندی نے حال ہی میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے ملاقات کی تھی - غازی موصوف نے ان کے ذریعہ اسلامی دنیا کو یہ پیغام بھیجا ہے -

"آج میں اپنا یہ پیغام روئے زمین کے ہر مسلم نوجوان تک پہنچا دینا چاہتا ہوں - کہ اس کو اصلاح و ترقی کی سر توڑ عملی کوشش کے لئے ہمہ تن رقعت ہونا چاہیئے - اور ہر فرزند اسلام کو اس جنگ میں اپنی جان تک قربان کر دینے کی قسم کھا لینی چاہیئے - ہمیں ایسے رہبروں کی قطعاً ضرورت نہیں جو اپنے ذاتی مفاد کیلئے میدان عمل میں قدم رکھنا چاہتے - ہمیں ایسے سپاہیوں کی ضرورت ہے - جن کے قول و فعل میں مطابقت ہو - اگر ایسے سپاہی میسر آ جائیں تو پھر ہماری کامیابی میں دنیا کی کوئی طاقت مزاحمت نہیں کر سکتی - مجھے کامل یقین ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اسلام میں حیات جاودانی کا راز مضمر ہے اسی عقیدہ نے میری مایوسیوں کی تاریک دنیا میں امید کا اجالا پیدا کر دیا ہے۔"

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے اس پیام سے ثابت ہو رہا ہے کہ غازی موصوف اسلام کی حقیقت اور روح کو سمجھ گئے ہیں اور جو ترقیات و اصلاحات وہ اپنے ملک اور قوم میں کر رہے ہیں وہ اس عقیدہ کی بنا پر کر رہے ہیں کہ اسلام ایک

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

بکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا - یہ وہ آرزو ہے جس کا اظہار حضرت مسیح موعود نے آج سے مدت پیشتر کیا - اور اللہ تعالیٰ جب اپنا کام لینا چاہتا ہے تو اس کے لئے سامان بھی اپنے فضل سے پیدا کر دیتا ہے - حضرت مسیح موعود کے ساتھ جہاں ایسی بزرگ ہستیاں شامل ہوئیں جیسے حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم ایک نوجوانوں کے گروہ نے بھی آپ کی آواز پر لبیک کہا - اور دین کو قوت دینے کیلئے دیوانہ وار کام کیا - بہت تھوڑے سے بزرگوں کا علم اور بہت تھوڑے سے نوجوانوں کا جذبہ خدمت یہ دونوں چیزیں تھیں جن کے اختلاط سے خدمت دین کے کام کو قوت پہنچی - اور باوجود اس کے کہ چاروں طرف مخالفت کی آگ بھڑک رہی تھی - مگر بزرگوں اور نوجوانوں کی متحدہ کوششوں نے اس جلتی ہوئی آگ کے اندر خدمت دین کا ایک باغ لگا ہی دیا جو آج خدا کے فضل سے پھل دے رہا ہے -

---

آج بھی خدا کے فضل سے ہم اپنی جماعت کے نوجوانوں میں ایک خاص جذبہ خدمت دین کا دیکھتے ہیں - لاہور میں ایک ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کام کر رہی ہے - اور اسی ایسوسی ایشن کے ایک ممبر کے جذبہ سے ایک نیا انگریزی اخبار "ینگ اسلام" اسی سال وجود میں آیا ہے - جو ابھی سے کافی قبولیت حاصل کر چکا ہے - اسی سال جب میں پشاور میں گیا تو وہاں کے نوجوانوں میں بھی خدمت دین کا یہی بلند جذبہ موجود پایا - جو ایک منظم صورت اختیار کر چکا ہے - اور وہاں بھی ایک ینگ مین ایسوسی ایشن قایم ہو چکی ہے -

لاہور میں یہی جذبہ خدمت دین لڑکیوں میں بھی پیدا ہو چکا ہے اور انہوں نے ایک گرلز ایسوسی ایشن قایم کر دی ہے - جو عملی رنگ میں اشاعت و تبلیغ دین کے کام میں بڑے جوش سے حصہ لے رہی ہے - وزیرآباد میں ہمارے نہایت ہی عزیز - شیخ عزیز احمد صاحب کی کوشش سے نوجوانوں میں یہی جذبہ ترقی کر رہا ہے -

---

لائل پور کے چند نوجوانوں نے ایک آنہ مستقل فنڈ کے متعلق جس قدر میری ہمت افزائی کی ہے - اس کا ذکر میں کئی دفعہ کر چکا ہوں اور ہمارے ہر سہ بزرگان لائل پور شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب حاجی شیخ مولا بخش صاحب - شیخ میاں محمد صاحب کے فرزند سب کے سب خدمت دین کا ایک خاص جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں - اس جذبہ نے بھی گذشتہ ماہ میں ایک منظم صورت اختیار کر لی ہے اور ایک ایسوسی ایشن قایم ہو گئی ہے جس کے سکرٹری شیخ نصیر احمد صاحب ہیں - اس ایسوسی ایشن نے پورے جوش کے ساتھ تبلیغ احمدیت کا کام شروع کر دیا ہے اور ایک سلسلہ ٹریکٹوں کا انگریزی میں شروع کیا ہے جسکا پہلا نمبر نکل چکا ہے - جزاھم اللہ احسن الجزاء - مجھے امید ہے کہ یہ سلسلہ ترقی کرے گا اور ہمارے بزرگ اس میں ان کی حوصلہ افزائی کی ہر طرح کوشش کریں گے -

---

جماعت کے نوجوانوں میں یہ بیداری کے آثار جو جگہ جگہ نظر آتے ہیں - ہمارے لئے نہایت ہی حوصلہ افزا ہیں کتنی محنت سے کوئی جائداد بنائی جائے اگر اس کو سنبھالنے والا پیچھے کوئی نہ ہو تو وہ جائداد باقی نہیں رہ سکتی - کوئی قومی یا دینی کام ہو اس پر ایک نسل اپنی انتہائی محنت صرف کر دے لیکن اگر اس کے نوجوانوں میں اس کام کے لئے وہی جذبہ پیدا نہیں ہوا تو وہ کام بھی باقی نہیں رہ سکتا - سو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت لاہور کے نوجوانوں کے اندر اپنی ذمہ داریوں کا ایک زبردست احساس پیدا ہو رہا ہے - اور بزرگان قوم سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ ہر جگہ جہاں نوجوانوں میں یہ تحریک پیدا ہو چکی ہے اسے اپنے قیمتی مشورہ سے اور اپنے اموال سے ترقی دینے کی کوشش کریں - اور جن جماعتوں میں ابھی یہ حرکت پیدا نہیں ہوئی وہاں بزرگوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہیئے -

---

خدمت دین کی ایک عظیم الشان عمارت اس وقت تیار ہو چکی ہے - اور ہم سب کو اس بات کی فکر کرنی چاہیئے کہ کیا ہماری نئی نسل میں وہ جذبہ موجود ہے - اور علم دین حاصل کرنے کی وہ تڑپ موجود ہے کہ وہ اس عمارت کو ہمارے بعد سنبھال سکے اور نہ صرف سنبھال سکے بلکہ اس کو ترقی اور وسعت دے سکے - اگر نہیں تو ہر ایک جگہ جماعت کو سب سے پہلے اس کو پیدا کرنے کی فکر کرنی چاہیئے اگر ہے تو اس کو صحیح راہ پر لگانے اور نوجوانوں کی ہمت افزائی کی کوشش کرنی چاہیئے - ہر جگہ جماعت کے بزرگوں میں یہ احساس ہونا چاہیئے کہ وہ کتنا بھی خدمت دین کا کام کریں - لیکن اگر انہوں نے یہی احساس نئی نسل کے اندر پیدا نہیں کیا تو ان کا کام ان کی زندگی کے ساتھ ختم ہو جائے گا -

---

جہاں میں بزرگوں سے یہ درخواست کرتا ہوں وہاں نوجوانوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ تبلیغ دین کا کام اس قسم کا کام ہے جو بے نفسی اور للہیت کے سوائے ہو نہیں سکتا - اسلئے وہ محض کام کو قوت دینا اپنے مدنظر رکھیں - اور گو بزرگوں کا فرض ہے کہ ان کی ہمت افزائی کریں - لیکن نوجوان اس خواہش کو اپنے دلوں کے اندر نہ آنے دیں کہ کوئی شخص ان کے کام کی وجہ سے ان کی تعریف کرے - اور دوسری نصیحت یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے دلوں میں کسی عہدے کی آرزو پیدا نہ ہونے دیں اور نہ صرف ایک مقام کے بلکہ مختلف مقامات کے نوجوان سب مل کر کام کریں تاکہ وہ ایک دوسرے کا بوجھ بٹا سکیں -

محمد علی

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

کے "متفرق خیالات" تمام احباب نہایت غور سے مطالعہ فرمایا کریں - (مدیر)

خبریں

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح ۷ اکتوبر کی صبح کو دہلی تشریف لے گئے۔ انشاء اللہ سامانہ ہوتے ہوئے تقریباً ایک ہفتہ تک واپس آئیں گے۔

— جماعت جہلم کا جلسہ سالانہ انشاء اللہ ۳ و ۴ نومبر ۱۹۳۴ء کو منعقد ہوگا۔ اس میں انشاء اللہ مندرجہ ذیل حضرات شامل ہوں گے:-

(۱) مولینا صدر الدین صاحب (۲) مولوی عمر الدین صاحب شملوی (۳) مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت (۴) شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی۔ (۵) مولوی ظفر احمد صاحب قرب و جوار کے تمام احباب کا فرض ہے کہ وہ جلسہ میں شریک ہو کر اس کی رونق کو بڑھائیں۔

— شیخ فضل الرحمٰن صاحب آڑھتی غلہ منڈی کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا کیا ہے اس خوشی میں شیخ صاحب موصوف نے انجمن کو چار روپے عطا فرمائے ہیں جزاک اللہ

پیغام صلح:- دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے آمین۔ ثم آمین۔

— چودھری سلطان علی صاحب مینجر اگریکلچر فارم جالندھر (جو ولایت تشریف لے گئے ہیں) کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں۔

— ملک فضل کریم خاں صاحب کھڈیکہ دار الذلیفی ایک دماغی عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔

— جماعت کے بعض اور احباب بھی بیمار ہیں۔ ان کے لئے درد دل سے دعائے صحت کی جائے۔

— جناب سراج الدین صاحب ذکی سیالکوٹ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کا اکلوتا صاحبزادہ عزیزی فاروق احمد بعمر دو سال ۵ اکتوبر کو انتقال کر گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پیغام صلح:- ہمیں جناب ذکی سے اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

— جناب افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ مولوی عمر داد صاحب المعروف بہ مولوی صاحب ساکن کوٹلی جو عرصہ ایک سال ہوا۔ جناب عبد الجبار شاہ صاحب کے ذریعہ شامل سلسلہ ہوئے تھے۔ چند روز ہوئے۔ ایک حادثہ کی وجہ سے جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

— پیغام صلح:- ہمیں اس حادثہ میں مولوی صاحب مرحوم کے عزیز و اقارب سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے

— مینجر صاحب پیغام صلح اعلان فرماتے ہیں کہ چونکہ انجمن کا مالی سال آئندہ ہفتہ ختم ہونے والا ہے اس لئے تمام خریداران پیغام صلح کی خدمت میں تاکیداً گذارش ہے۔ کہ وہ سابقہ بقایا اور سال رواں کا چندہ بہت جلد ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ تمام واجب الادا رقوم آخر اکتوبر تک لازمی طور پر پہنچ جانی چاہئیں۔

ہندوستان

— پشاور (بذریعہ ڈاک) ۱۳ اکتوبر:- جامع مسجد قاسم علی خاں میں بروز جمعہ نماز ادا کرنے کے بعد کراچی کے ایک نوجوان مسمی رامچندر ولد دیوان شام لال مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ آپ کا اسلامی نام شیخ محمد حسین رکھا گیا ہے۔ نوجوان موصوف شیخ خالد لطیف گابا (نومسلم بیرسٹر) کے عمزاد بھائی ہیں

— الہ آباد ۱۶ اکتوبر:- نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ کانگرسی اصحاب تجویز کر رہے ہیں کہ ڈاکٹر بھگوان داس کو جو بلا مقابلہ منتخب ہو گئے ہیں۔ اسمبلی کا صدر بنایا جائے۔

— بنارس ۱۷ اکتوبر:- آل انڈیا پیپرز ایگزیبیشن کی دوسری سالانہ نمائش آئندہ ماہ جنوری میں بمقام الہ آباد منعقد ہوگی۔

— سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ لندن کے اخبارات میں ڈیوک آف یارک کے متعلق جو خبر شائع ہوئی ہے کہ وہ بادشاہ سلامت کی سلور جوبلی کے موقع پر ہندوستان تشریف لائیں گے اس خبر میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

— وائسرائے ہند کے لئے چار انجنوں والا جو ہوائی جہاز تیار کیا گیا ہے وہ ہندوستان آنے کے لئے تیار ہے۔ جہاز میں ڈرائنگ روم، کھانے کا کمرہ۔ اور ایک دفتر ہے تاکہ لارڈ ولنگڈن پرواز کرتے وقت بھی سرکاری فرائض انجام دے سکیں گے۔

— بنارس ۱۶ اکتوبر:- گذشتہ تین روز سے پنڈت مالویہ صاحب فراش تھے۔ ان کے کان میں تکلیف ہو گئی تھی۔ کل شام آپ علاج کے لئے کلکتہ روانہ ہو جائیں گے۔

— قادیان ۱۸ اکتوبر:- قادیان سے چند برچھیوں کی برآمدگی کے باعث حکومت پنجاب نے یہ حکم دیا ہے کہ احرار کی تبلیغی کانفرنس میں شامل ہونے والے کسی قسم کا ہتھیار حتیٰ کہ لاٹھیاں تک بھی اپنے ہمراہ نہ لے جائیں یہ کانفرنس ۲۰ اکتوبر کو منعقد ہوگی۔

— حکومت نے اخبار "زمیندار" سے چار ہزار روپے کی ضمانت طلب کی ہے۔

— نئی دہلی ۱۸ اکتوبر:- ملک معظم نے ازراہ کرم مہاراجہ فریدکوٹ کو فوج میں آنریری لفٹننٹ مقرر کیا ہے۔

— نئی دہلی ۱۵ اکتوبر:- ۱۴ اور ۱۵ کی درمیانی رات سے پرانی اور نئی دہلی میں ایوان وائسرائے کا وقت رائج کر دیا گیا ہے جو عام وقت سے آدھ گھنٹہ آگے ہے۔ یہ وقت ۱۵ جنوری تک رہے گا۔

— بمبئی (بذریعہ ڈاک)۔ بمبئی میں فردوسی طوسی کی ہزار سالہ برسی منائی گئی۔ اس سلسلہ میں ایک جلسہ کاؤس جی جہانگیر ہال میں زیر صدارت مسٹر جسٹس بی۔ جے واڈیا منعقد ہوا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہز ایکسیلنسی قونصل ایران اور ہز ہائینس ٹھاکر صاحب آف لمڈی بھی تشریف رکھتے تھے۔

— ۷ اکتوبر کو مہاراجہ فریدکوٹ کی رسم گدی نشینی ادا کی گئی۔

— رنگون ۱۵ اکتوبر:- حکومت برما کا سکرٹریٹ آغاز نومبر میں رنگون میں کھل جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ گورنر ۲ نومبر کو رنگون پہنچ جائیں گے۔

ممالک خارجہ

— لندن ۱۷ اکتوبر:- لندن میں جدید امتحانات کے باعث یہ امید کی جاتی ہے کہ تیرہ ہندوستانیوں اور تیرہ انگریزوں کو انڈین سول سروس میں بھرتی کیا جائے گا۔ ہندوستانیوں میں دس ہندو اور ایک مسلمان۔ ایک پارسی اور ایک اینگلو انڈین ہے

— لندن ۱۶ اکتوبر:- جمعرات کے دن بلغراد میں شاہ الگزنڈر کی تکفین و تدفین عمل میں آئیگی۔ برطانوی فوجی محکموں کی طرف سے مندرجہ ذیل اصحاب نمائندگی کریں گے۔

— بحری بیڑا:- امیر البحر سر ولیم فشر

بری فوج:- جنرل سر والٹر بیتھ وہیٹ، فضائی قوت و نائب مارشل فلپ جوبرٹ ڈی۔ لا فرٹے۔

ملک معظم نے حکم دیا ہے کہ تکفین و تدفین کے روز تمام برطانوی سرکاری عمارات پر جھنڈے نصف بلندی تک جھکا دئے جائیں گے۔

— لندن ۱۶ اکتوبر:- مرنیلڈ نیوز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ بہت ممکن ہے کہ مسٹر رامزے میکڈانلڈ آئندہ سال سیاسیات سے ریٹائر ہو جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو اسلئے ہوگا۔ کہ ان کی آنکھیں کام کرنے کے قابل نہیں رہیں۔

— قاہرہ پندرہ اکتوبر:- حجاز یمن میں عنقریب ایک اسلامی کانگرس منعقد ہونے والی ہے جو ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ کانفرنس میں اسلامی ممالک سے متعلقہ بین الاقوامی مسائل پر غور کیا جائے گا۔

— پیرس ۱۷ اکتوبر:- سابق وزیر اعظم پوائنکارے آج دوپہر کو وفات پا گیا ہے۔ ایک ہفتہ ہوا اس کے دوست بارتھو کو قتل کیا گیا تھا۔ انگلستان اور دیگر ممالک سے ہمدردی کے پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔ جنگ عظیم کے وقت پوائنکارے ہی فرانس کا وزیر اعظم تھا۔ کنگ جارج نے بھی پیغام تعزیت ارسال کیا ہے۔

— روم ۱۶ اکتوبر:- یوگوسلاویہ کے بادشاہ الگزنڈر کے قتل کے بعد اٹلی اور یوگوسلاویہ کے تعلقات بہت کشیدہ ہو گئے ہیں۔ یوگوسلاویہ والوں کا خیال ہے کہ شاہ کے قتل کا باعث اٹلی والے ہیں۔ جو ان کے ملک میں بدامنی پیدا کر کے قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اٹلی کی طرف سے اس الزام کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

پولیس نے ایک شخص کو جو یوگوسلاویہ کا بیان کیا جاتا ہے گرفتار کیا ہے۔ اس شخص کے قبضہ سے پولیس نے ایک پستول اور چند کاغذات بھی برآمد کئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شاہ الگزنڈر کا انتقام لینے کیلئے موسولینی کے قتل کی سازش کی گئی ہے۔ اہم انکشافات کی توقع کیجاتی ہے

— پیرس ۱۶ اکتوبر:- شاہ الیگزنڈر کے قتل کے سلسلہ میں پولیس نے میلون میں ایک اور شخص سلوسٹری میلنے یا شیلنے کو گرفتار کیا

— برلن ۱۶ اکتوبر:- حال ہی میں گورنمنٹ نے یہودیوں کے خلاف ایک اور حکم نافذ کیا ہے کہ برلن کے بازاروں میں یہودی لوگ چار سے زیادہ کی تعداد میں اکٹھے نہیں پھر سکتے۔ نہ ہی کھڑے ہو سکتے ہیں۔ وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ گورنمنٹ انہیں مشتبہ خیال کرتی ہے۔

جماعت "احرار"

ابن الوقت افراد کا ایک خطرناک مجموعہ

معاصر "سیاست" ۱۳ر اکتوبر میں جناب سید حبیب صاحب کا مندرجہ ذیل مضمون شائع ہوا ہے جس سے جماعت احرار کی حقیقت پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔ اس میں جو واقعات بیان کئے گئے ان کے لئے محترم مضمون نگار اور معاصر "سیاست" ذمہ دار ہیں۔ ہم اسے محض اس لئے شائع کر رہے ہیں کہ احراری لیڈروں کے متعلق ان کے ہم عقیدہ مسلمانوں کے خیالات و جذبات کا اندازہ ہو سکے۔ (مدیر)

اسمبلی کے انتخاب کے سلسلہ میں مرکزی حلقہ پنجاب میں جس سے مسٹر گابا اور خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب امیدوار انتخاب ہیں جس قدر فتنہ و فساد برپا ہے اتنا شاید ہندوستان بھر میں سے نہ صرف کسی اور حلقہ میں موجود نہیں بلکہ شاید تمام ملک کے کسی دو یا تین حصوں کے فتنہ کو جمع بھی کیا جائے تو بھی وہ اس کا دگنا نہیں کھا سکتے اور اس تمام فساد کی ذمہ داری ایک گروہ کے سر پر عائد ہوتی ہے۔ جس کو عرف عام میں جماعت احرار کہتے ہیں۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ دنیا جہان میں "جماعت" کہلانے کیلئے جن صفات کی ضرورت ہے کیا وہ اس نام نہاد جماعت میں موجود ہیں۔ اور اگر نہیں ہیں تو پھر اس گروہ کو جماعت کا نام دینا غلطی نہیں تو کیا ہے؟

جماعتیں یا مقامی ہوتی ہیں یا صوبہ وار یا آل انڈیا حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ جماعت اگر آل انڈیا جماعت ہوتی تو اس کی شاخیں تمام ہندوستان میں نہ سہی بعض صوبوں میں تو موجود ہوتیں۔ لیکن یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ پنجاب کی حدود کے باہر احرار کا کہیں نام بھی سننے میں نہیں آتا۔ لہٰذا ان کی آل انڈیا حیثیت نہیں ہے۔ اگر یہ جماعت صوبہ وار حیثیت رکھتی تو پنجاب کے مختلف اضلاع میں اس کی باقاعدہ شاخیں ہوتیں۔ ان کا نظام ہوتا۔ ان کی کارروائیوں کے رجسٹر ہوتے ان کا حساب و کتاب شائع ہوتا۔ ان کی رپورٹیں عامۃ الناس کے سامنے آتیں لیکن یہ حالت بھی موجود نہیں ہے۔ ان حالات میں اس کو صوبہ وار جماعت کہنا بھی خارج از امکان ہے۔

اگر ضلع وار شاخوں کی ضرورت سے اس جماعت کو مستثنیٰ بھی سمجھا جائے تو بھی ہر شخص یہ استصواب کرنے کا حق رکھتا ہے کہ اس جماعت کا اصول جماعت کیا ہے۔ اس کی بنیاد کب اور کس جلسہ میں رکھی گئی وہ جلسہ کہاں ہوا تھا۔ اس میں کون کون شامل ہوئے۔ اب اس جماعت کے ارکان کی تعداد کیا ہے۔ اس کا نظام حیات کیا ہے۔ اس کے قواعد و ضوابط کیا ہیں اور کہاں سے مل سکتے ہیں۔ اس کی سالانہ کارگزاریوں کی رپورٹیں موجود ہیں یا نہیں۔ اور اگر موجود ہیں تو وہ کہاں مل سکتی ہیں؟ لیکن جب کوئی جویندہ ان امور کی طرف توجہ کرتا ہے تو اس کو ہر طرف سے ہر سوال کا جواب نفی میں ملتا ہے۔ اور یوں وہ حیران ہو کر تسلیم کر لیتا ہے۔ کہ جماعت احرار اگر کوئی جماعت ہے تو اس کا وجود پراسرار عناصر سے مرکب ہے۔ جن کا پتہ چلانا دنیا کے بہترین سراغ رساں کے لئے بھی آسان نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نہرو رپورٹ کی تدوین سے پہلے کانگرس نے روپیہ خرچ کر کے مسلمانوں میں نفاق پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت مولانا آزاد وغیرہ نے کانگریسی مسلمانوں کی نیشنلسٹ پارٹی بنائی۔ ڈاکٹر محمد عالم صاحب نے اس کی ایک شاخ پنجاب میں قایم کرنے کی کوشش کی۔ ان میں اور موجودہ جماعت احرار کے کارکنوں میں عہدوں کی تقسیم پر اختلاف ہوا لہٰذا ان لوگوں نے جو دس گیارہ بزرگوار تھے اپنی جماعت الگ قایم کر لی۔ اور نیشنلسٹ پارٹی کے لفظ کا ترجمہ "احرار" کر کے اپنا نام جماعت احرار رکھا۔ یہ لوگ اول اول کانگرس سے روپیہ لیکر نہرو رپورٹ کی حمایت کرتے رہے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان اس کے خلاف ہیں تو انہوں نے مسلم حقوق کی حمایت شروع کی حالانکہ اس سے قبل یہ لوگ حقوق طلب کرنے والے مسلمانوں کو غلیظ ترین گالیاں دیا کرتے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ ابن الوقت ہیں جس صورت میں اپنی شہرت کو مضمر پاتے ہیں۔ وہی اختیار کر لیتے ہیں۔ لیکن ان کے امور بہروپ سے اگر کسی کو دھوکا ہوتا ہے تو عام مسلمانوں کو جو لوگ ان کی حقیقت سے آگاہ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ اس وقت کانگرس کے حامی ہیں لیکن اپنے تعلق کو اس غرض سے چھپائے ہوئے ہیں کہ کانگرس کے نام سے مسلمانوں میں آجکل کام کرنا خارج از امکان ہے۔ ان کی نیت یہ ہے کہ یہ آئندہ انتخاب میں چند ہم خیال حضرات کو کونسل میں لے جائیں۔ اور وہاں سے ہندوؤں سے اتحاد پیدا کر کے وزارتوں میں حصہ لے سکیں۔ اگرچہ ان کا یہ خیال جنون سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا لیکن ان کی نگہ حرص و آز کا منتہائے نظر یہی ہے۔

یہ لوگ مذہب کے خلاف ہیں۔ مذہبی جماعتوں کے خلاف ہیں حکومت اور امن کے مخالف ہیں۔ خدا اور رسولؐ کے نام سے بیزار ہیں۔ یہ چند بے کار لوگوں کا مجموعہ ہے جو فریب کاری کو آلۂ کار بنا کر عیش کی زندگی بسر کر رہے ہیں مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے مسلمان اور مسلمانوں کے حامی بنے ہوئے ہیں۔ ملت مرحومہ پر ان کے احسانات کی تفصیل بہت طویل ہے تاہم بالاختصار چند باتیں بطور نمونہ از خروارے درج ذیل کرتا ہوں۔

اول۔ یہ جماعت احرار وہی جماعت ہے جو کبھی خلافت کمیٹی کے نام سے مشہور تھی اس حیثیت سے اس جماعت نے تحریک ہجرت شروع کی۔ خود مزے سے گھروں میں بیٹھے رہے۔ ان کے مال و عیال میں اضافہ ہوتا رہا لیکن ان کی تحریک پر لاکھوں مسلمان گھر بار چھوڑ کر اپنوں سے منہ موڑ کر آباء کی وراثت سے ناطہ توڑ کر ہجرت کر کے چلے گئے۔ اور چند ماہ کے بعد قلاش ہو کر واپس آئے۔ ان پر جو مصیبت گذری اسکی داستان اس قدر زہرہ گداز ہے کہ الامان والحفیظ۔

(۱)

دوم۔ ان لوگوں نے بلدیہ لاہور اور دوسری بلدیات پنجاب کے انتخاب میں حصہ لیا اور ایسے ارکان منتخب کئے جن سے مسلمانوں کو ضرر پہنچا۔

سوم۔ ان لوگوں نے صدہا مسلمان طالب علموں کو بہکایا۔ اور ان کو تعلیم سے باز رہنے کا مشورہ دیا جو طالب علم ان کی وجہ سے گمراہ ہوئے وہ آجتک برباد و تباہ حال پھر رہے ہیں۔

چہارم۔ ان حضرات نے ہزارہا مسلمان سرکاری ملازموں سے ملازمتیں چھڑوا کر انہیں برباد و پریشان حال کیا

پنجم۔ ان لوگوں نے مکلیگن کالج لاہور میں ہڑتال کرائی اور پھر ان بچوں کا بیڑہ رائے صاحب تھورام سٹی مجسٹریٹ لاہور کی ایک چائے کی پیالی میں غرق کر دیا

ششم۔ ان لوگوں نے مفاد ملت سے غداری کر کے نہرو رپورٹ پر دستخط کئے۔ مفاد اسلام کے لئے جس سے زیادہ ایذا رساں تحریر آجتک معرض وجود میں نہیں آئی۔

(۲)

ھفتم۔ ان لوگوں نے کشمیر کی تحریک میں غلط راستہ اختیار کر کے ہزارہا مسلمانوں کو برباد کر دیا۔

ھشتم۔ ان لوگوں نے الور کے مسلمانوں کو لوٹ لیا

نہم۔ ان لوگوں نے کپورتھلہ کے مسلمانوں کی بربادی کیلئے ہر ممکن کوشش کی۔

دھم۔ ان لوگوں نے جیند کے مسلمانوں کی امداد کرنے سے انکار کر دیا۔ اس لئے کہ وہ ان کو روپیہ نہ دے سکے۔

یازدھم۔ یہ لوگ اب انتخابات میں اتحاد ملت کو برباد کر رہے ہیں۔

مسلمانوں غور کرو

احرار کے ہر کام کی ابتدا شیر کی طرح ہوتی ہے لیکن انجام کار وہ لومڑی کی طرح دم دبا کر بھاگ نکلتے ہیں۔ (سید حبیب)

(بقیہ صفحہ ۲)

آپ تحریر دے بیٹھے ہیں کہ میں مرزا صاحب کو نبی مانتا ہوں تنبیہ پیغامی صاحب کھسیانے ہو کر بولے ہاں امتی نبی مانتا ہوں۔ اس نوجوان نے کہا کسی طرح کا نبی سہی۔ مانا تو تھا۔ اب لعنت کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

حالانکہ جب اس نوجوان کو میں نے کہا کہ میں نے یہ تحریر دی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب امتی نبی ہیں تو اس کی تشریح بھی اس کو سمجھائی۔ کہ امتی نبی غیر نبی اور محدث ہوتا ہے اس کو نبی کہنے والا ملحق ہے۔ اس کے بعد اس نوجوان نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی۔ اور مولوی صاحب نے دھوکہ دہی کیلئے اپنی طرف سے الفاظ ایزاد کر دئے۔

ہمارے نزدیک "امتی نبی" اور "ظلی نبی" اس اُمت میں سینکڑوں گذرے ہیں۔ اس کا مطلب صرف "محدث" ہے۔ اسی طرح ہم کہتے کہ سینکڑوں آدمی اس امت میں "ظل اللہ" بن بنے۔ لیکن جس طرح ان کو خدا کہنے والا مردود ہے۔ اسی طرح

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۶۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از دفتر اخبار پیغامِ صلح

احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۳۳ء

برادران مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۳۳ء تاریخہائے انعقاد مقرر ہوئی ہیں اس اجتماع کو کامیاب بنانا ہم سب کا فرض ہے۔ اس سلسلہ میں آپکے قومی اخبار پیغام صلح پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں۔ ان کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ وسط دسمبر میں ایک خاص پرچہ جلسہ نمبر کے نام سے شائع کیا جائے گزشتہ سال بھی ہم نے جلسہ نمبر شائع کیا تھا جسکو تمام احباب اور بزرگان سلسلہ نے نہایت پسند کیا اور اسکے مفید اثرات تمام حلقوں میں محسوس کئے گئے۔ ارادہ ہے کہ امسال پہلے سے زیادہ وسیع پیمانہ پر یہ نمبر شائع کیا جائے جسمیں افراد سلسلہ کے علاوہ غیراز جماعت اور غیر مسلم اکابر کے مضامین بھی کافی تعداد میں درج کئے جائیں۔ عملہ اخبار اسکی تیاری میں مصروف ہے۔ انشاء اللہ یہ نمبر مضامین و ترتیب کے لحاظ سے کافی حد تک کامیاب ہوگا اسکے بعد ایک ایسا مرحلہ باقی رہ جاتا ہے جو صرف احباب کی کوشش و توجہ سے ہی طے ہو سکتا ہے یعنی اس نمبر کی کثرت اشاعت اور صحیح طریق پر تقسیم جلسہ نمبر کیلئے خصوصیت سے تحریک کرنا خیال تھا اسی لئے قبل احمدیت نمبر کی اشاعت کیوقت احباب کو تکلیف نہیں دی گئی۔ لہٰذا تمام دوستوں کو اپنے فرائض کا احساس کرتے ہوئے اس نمبر کیلئے بہت جلد فرمائشیں بھیجدینی چاہئیں وقت کچھ زیادہ نہیں رہا ہے۔ خیال ہے کہ قیمت ۲ آنہ فی پرچہ سے زائد نہ ہوگی۔

جن حضرات کیخدمت میں مضامین پیغامات کیلئے درخواست کی گئی ہے وہ بھی جلد مہربانی فرمائیں تاکہ کتابت شروع کرائی جا سکے۔ تمام مضامین و پیغامات مختصر ہونے چاہئیں۔

نیازکیش

مدیر پیغام صلح لاہور

دنیا کے مشہور جہازوں میں تقسیم قرآن

اس سے پہلے ہم دنیا کے مشہور کتب خانوں میں قرآن کریم و سیرۃ نبویؐ مفت دے چکے ہیں اب ارادہ کیا گیا ہے کہ تمام دنیا کے مشہور مشہور جہازوں کے کتب خانوں میں ان کو مفت دیا جائے تاکہ مسافروں اور عملہ جہاز کو بھی ان پاک کتابوں کے مطالعہ کا موقعہ مل سکے اس مقصد کے لئے انگلستان جرمنی۔ فرانس۔ امریکہ۔ جاپان۔ آسٹریلیا کی جہازراں کمپنیوں کے مالکان سے خط و کتابت کی جارہی ہے۔ اسی طرح ان ممالک کے امیر البحروں سے فوجی جہازوں کی لائبریریوں میں مہیا کرنے کا انتظام کیا جارہا ہے۔ جو دوست اس کار ثواب میں شامل ہونا پسند کریں وہ پانچ روپے یا پندرہ روپے والے انگریزی تراجم قرآن کریم اور تین روپے والی انگریزی سیرت نبویؐ جتنی تعداد میں چاہیں اس مطلب کے لئے خرید کر دے سکتے ہیں جو ان کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دے گا۔ معطی صاحبان کا نام و پتہ ہر ایک کتاب پر لکھا جائے گا۔ اور رسیدات وصول ہونے پر ان کی خدمت میں بھیجدی جائیں گی۔

(خاکسار محمد منظور الٰہی۔ آنریری جنرل سکرٹری)

جرمنی کا احمدیہ مشن

زمیندار کے نامہ نگار کی غلط بیانیوں کا جواب

(از جناب میرزا عزیز الرحمن صاحب۔ برلن)

لاہور کے روزانہ اخبار "زمیندار" مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں مندرجہ بالا سرخی کے ماتحت "کسی" جناب عبدالقدوس صاحب متعلم انجنیرنگ کلاس سیفیلد (حال مقیم برلن) کا ایک مضمون جرمن مسلم مشن برلن کے متعلق شائع ہوا ہے۔ گو پبلک اس قسم کے مضامین کی حقیقت کو سمجھتی ہے اور خاصکر جب وہ "زمیندار" جیسی پالیسی رکھنے والے اخبار کے کالموں میں دیکھنے میں آئیں۔ تاہم اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ممکن ہے کسی متلاشی حق کا قدم اس مضمون کو پڑھ کر شکوک کے بھنور میں پیدا کنارہ میں جا پڑے۔ اپنا فرض اولین سمجھتا ہوں کہ صحیح واقعات پبلک کے سامنے لے آؤں۔ محض اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سطور سپرد قلم کر رہا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانان ہند کو حق و باطل میں تمیز کی توفیق دے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

نام نہاد مسلمانوں کی مخالفت

خاکسار کو برلن آئے ہوئے کم و بیش ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور اس عرصہ میں خاکسار نے امام مسجد اور انچارج مشن کی حیثیت سے کام کیا۔ ہندوستان سے روانگی کے وقت خیال تھا کہ ایک غیر ملک میں جا رہا ہوں جہاں کے رسم و رواج سے ناواقفیت ہے۔ طرز معاشرت سے ناآشنا ہوں۔ تعلیم و ترقی میں ہندوستان اور جرمنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور ان سب پر غیر زبان کی دقت۔ لیکن جونہی کہ حدود جرمنی میں قدم رکھا نقشہ ہی کچھ اور تھا۔ وہی لوگ جو غیر مانوس معلوم ہوتے تھے اور جن کے متعلق مختلف النوع شکوک تھے کہ وہ میرے جیسے کم مایہ انسان کی حقیقت ہی کیا سمجھیں گے میرے دوست بن گئے۔ اور جن کی خیر کے لئے میں اتنی دور سے وطن کو خیر باد کہکر آیا تھا۔ اس میں میرے ممد و معاون ہو گئے اور اسلام کے متعلق ہمارے خیالات غور اور دلچسپی سے سننے لگے۔ لیکن جس بدقسمتی پر مجھے رونا آتا رہا اور اب بھی آتا ہے وہ اپنوں کی ستم شعاریاں اور دشمنیاں ہیں جب سے جرمن مسلم مشن کی بنیاد برلن میں رکھی گئی اسی دن سے ایک گروہ نے جو بدقسمتی سے نام نہاد مسلمانوں کا گروہ ہے۔ اس کی مخالفت شروع کر دی۔ مختلف طریقوں اور حربوں اور سازشوں سے مشن کو ہندوستان اور برلن میں ناکامیاب کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن جس کے ساتھ خود خدا ہوا سے کون نیچا دکھا سکتا ہے۔

جناب قدوس کون ہیں؟

جناب قدوس صاحب کا یہ مضمون بھی اسی داستان پارینہ کا ایک جزو ہے۔ ایک عجیب بات جو میری سمجھ میں نہیں آئی وہ یہ ہے کہ جناب قدوس صاحب ہیں کون؟ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ مسلسل دو تین ماہ برلن میں آتے جاتے رہے اور تبادلہ خیالات کرتے رہے ممکن ہے کہ مسجد برلن کو خواب میں دیکھتے رہے ہوں۔ اور ہوا سے گفتگو کرتے رہے ہوں۔ میرے ڈیڑھ سالہ قیام برلن میں تو قدوس صاحب مسجد میں کبھی تشریف فرما نہیں ہوئے۔ مشکل تو یہ ہے کہ اس نام کے حضرت جہاں تک مجھے علم ہے اس عرصہ میں برلن میں ہی تشریف نہیں لائے لیکن جب وہ فرماتے ہیں کہ "وہ حال مقیم برلن" ہیں تو مجھے ان کے اس بیان میں شبہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے وہ یہ ہیں کہ قدوس نامی کوئی ہندوستانی برلن مسجد میں ڈیڑھ سال کے عرصہ میں نہیں آئے واللہ اعلم بالصواب۔

درانی کا بے محل ذکر

سب سے پہلے قدوس صاحب نے درانی صاحب سابق امام کے قصہ کو دہرایا ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ اس واقعہ کو گزرے ہوئے پانچ سال سے زائد عرصہ ہو گیا۔ ہندوستان کے اخبارات میں اس واقعہ پر خوب بحث بھی ہوئی۔ واقعات پبلک کی نظروں کے سامنے بھی آئے۔ اور اب دوبارہ اسی موضوع پر طبع آزمائی ہو رہی ہے۔ جب مسجد تعمیر کی گئی تھی اس وقت کسی ہندوستانی سوسائٹی کو حکومت جرمنی میں رجسٹرڈ نہ ہو کسی عمارت وغیرہ بنانے کی اجازت نہ تھی۔ اس لئے اس وقت سرکاری کاغذات میں مسجد مولانا صدرالدین . . . . . صاحب قبلہ کے نام پر جو اس وقت برلن میں مبلغ اسلام تھے۔ لکھی گئی۔ لیکن محض بحیثیت نمائندہ انجمن۔ اب انجمن کے نام پر منتقل ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے کم از کم پانچ ہزار مارک خرچ آتے ہیں جو قریباً پانچہزار روپیہ ہے۔ اگر قدوس صاحب کا جوش اسلامی اتنی رقم پیدا کر سکتا ہے تو بسم اللہ۔ آج ہی مسجد انجمن کے نام پر منتقل ہو سکتی ہے۔ یہ سراسر غلط ہے کہ امام مسجد مشن کے سیاہ و سفید کا مالک ہوتا ہے۔ امام مسجد محض متولی اور انچارج مشن کا کام دیتا ہے اسے مسجد یا مسجد کے ملحقات کو بیچنے یا بیع کرنے کی اجازت نہیں۔ درانی صاحب کا رویہ انجمن کے لئے سبق آموز ثابت ہوا ہے۔ قدوس صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ درانی صاحب نے مسجد بیس ہزار میں بیع رکھی لیکن پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب نے یہ رقم سولہ ہزار دکھلائی ہے۔ معلوم نہیں اس بات کو لکھنے کی قدوس صاحب کو کیا ضرورت پیش آئی تھی اور جس بات کا یقین برلن کے دفاتر اور بنک کر سکتے ہیں۔ ان کے متعلق اپنی لاعلمی کا ثبوت دینے کا کیا مقصد تھا۔ کاش قدوس صاحب کبھی مسجد میں تشریف لاتے اور مجھ سے دریافت کرتے تو میں ان کو سرکاری کاغذات دکھلاتا کہ رقم دراصل ۱۶ ہزار مارک تھی نہ کہ ۲۰ ہزار مارک۔

قدوس صاحب کی ایک شرمناک حرکت

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کے کیرکٹر پر قدوس صاحب کو حملہ کرتے ہوئے شرم آنا چاہئیے تھی۔ کاش اگر اسلامی حکومت ہوتی تو قدوس صاحب کو معلوم ہو جاتا کہ کسی کو اس طرح رسوا اور بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے پروفیسر صاحب کو تو آج تک یہ علم نہ ہو سکا کہ انہوں نے کبھی کسی جرمن لڑکی سے شادی کا وعدہ کیا۔ پروفیسر صاحب کو برلن پہنچے ہوئے بھی ایک ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ قدوس صاحب کا خط پڑھنے کے بعد انہیں بھی سخت انتظار رہے گا کہ کوئی جرمن لڑکی انہیں عدالت میں بلوائے۔ اگر فی الحقیقت قدوس صاحب یورپ میں موجود ہیں تو کیا میں ان کی خدمت میں اتنی عرض کر سکتا ہوں کہ خدارا آئینہ دیکھکر دوسروں کے متعلق ایسی تصویر نہ بنایا کیجئے جس کی وجہ سے بعد میں پشیمانی اٹھانی پڑے۔

خاکسار کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ اگر میں تھوڑی سی اصلاح کر لوں تو مقابلتہً گزشتہ اماموں سے بہتر ہوں لیکن پرستان میں رہ کر اس قسم کی باتوں سے پرہیز کارے دارد والا معاملہ ہے"۔ پہلے حصہ کا شکریہ خاص طور پر مشورہ کا۔ لیکن دوسرے حصہ کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بدقسمتی سے قریباً ہر ہندوستانی جب پرستان یورپ میں پہنچتا ہے تو ایسا ہی سمجھنے لگتا ہے۔ اور اسی چیز کا سہارا لیکر انسانیت سے حیوانیت کے جامہ میں اتر جاتا ہے۔ لیکن جہاں تک میرا علم ہے انسانیت یقیناً حیوانیت سے بہتر ہے ہاں اس کو قایم رکھنے کے لئے ہمت و جرأت کی ضرورت ہے۔

برلن مسجد کا رقبہ

مسجد کے رقبہ کے متعلق جناب قدوس صاحب ۵۹×۵۷ میٹر کو تین میل بیان فرماتے ہیں۔ اور پھر اس پر تمسخر اڑانے کی کوشش کی ہے۔ معلوم نہیں ۵۹ × ۵۷ میٹر تین میل کیسے ہوئے۔ اگر قدوس انجنیر صاحب کا مبلغ علم اتنا ہی ہے تو خدا ان کی حالت پر رحم کرے۔ پبلک کی اطلاع کے لئے یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ احاطہ مسجد قریباً ۶۳ × ۳۰ میٹر ہے۔ تاکہ آئندہ کے لئے مسجد کے رقبہ وغیرہ کے متعلق کسی کو سوال کی ضرورت پیش نہ آئے۔

میناروں پر اذان کا قصہ

مسجد کے میناروں اور اذان کا قصہ بھی کئی بار اخبارات میں دہرایا جا چکا ہے۔ میناروں پر اذان نہ کبھی ہوئی اور نہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ پروفیسر صاحب نے نہیں لکھا کہ میناروں سے اذان ہوا کرتی ہے۔ عیدین کی نمازیں جمعہ کی جماعت اور پنجوقتہ نماز کا انتظام ہے یہ قدوس صاحب کی صریح غلط بیانی ہے کہ عیدین کے علاوہ مشکل سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔

لیکچروں کا انتظام

شروع شروع میں جب پروفیسر صاحب برلن آئے تو کچھ عرصہ ہفتہ وار لیکچروں کا سلسلہ رہا۔ اور پروفیسر صاحب کی رپورٹ بھی اسی وقت کی لکھی ہوئی ہے۔ زاں بعد لکچرار نہ ملنے کی وجہ سے مہینہ میں ایک بار لکچر ہوتا رہا جس کی وجہ یہ بھی تھی کہ پبلک بار بار ایک ہی لکچرار کے لکچر سننا پسند نہیں کرتی تھی۔ اب قریباً ڈیڑھ سال سے مہینہ میں دو بار لکچر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری سوسائٹیوں میں بھی امام کے لیکچر ہوا کرتے ہیں۔ جبکہ کوئی سوسائٹی اس کے متعلق استدعا کرے۔

قدوس صاحب کا ایک اور بے معنی اعتراض

رسالہ اور دیگر ٹریکٹ کثیر تعداد میں ہمیشہ مفت تقسیم ہوتے رہے اور اب بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ مسجد مسلمانوں کے لئے ہمیشہ کھلی ہے۔ کاش مسلمان مسجد کی طرف متوجہ ہوں۔ البتہ غیر مسلموں سے جن کی نظر ہمیشہ عمارت کی طرز ساخت تک ہی محدود رہتی ہے۔ کچھ پیسے لے لئے جاتے ہیں اگر شاہی مسجد لاہور اور جامع مسجد دہلی میں پیسے لئے جاتے ہیں تو یورپ میں یہ طریق کیوں قابل اعتراض ہے۔ جبکہ وہاں کا دستور ہی ٹکٹ کے ذریعہ داخلہ کا ہو۔ (باقی بر صفحہ ۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم یکشنبہ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ | نمبر ۶۶

آریہ سماجیوں کی سنسکرت دانی

۱۲ر نومبر کے اخبار "پرکاش" پر نظر

(جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

آریہ سماج، سناتن دھرمی یا پرانے ویدک خیال کے پنڈتوں کی سنسکرت دانی اور وید شناسی کی ہمیشہ منکر رہی ہے اپنے اخبارات اور رسائل میں عموماً اس کا مذاق اڑاتی رہتی ہے۔ لیکن اہل علم کے نزدیک سوامی دیانند جی اور ان کے چیلوں کی وید دانی بیربل کے لطائف کی ہم آہنگ سمجھی گئی ہے دیانند کے وید بھاشیہ سے لیکر ۱۲ر نومبر کے پرکاش تک جس صحیفہ کو بھی اٹھا کر دیکھو وہ سنسکرت جاننے والوں کے سامنے مجسم دیو ار قہقہہ بن کر آ کھڑا ہوتا ہے۔ اخبار پرکاش کا موٹو (Motto) جو چند سالوں سے اس کا یا آریہ سماج کا نصب العین قرار پا گیا ہے رگوید کا ایک ادھورا سا منتر ہے جس کا سر اور دم کاٹ کر اہل غرض آریوں نے اپنا الو سیدھا کیا ہے۔ اس سر بریدہ حوالہ میں تین الفاظ ہیں۔

(۱) کرنونتہ۔

(۲) وشوم۔

(۳) آریم۔

پہلے لفظ کے معنے ہیں "کرتے ہوئے"

دوسرے کا ترجمہ ہے "سب"

تیسرے کا مطلب ہے "اچھے کام"

تینوں الفاظ کا مجموعی ترجمہ یہ ہوا "اچھے کام کرتے ہوئے" اس نامکمل جملہ کو پڑھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خبر ندارد ہے۔ رگوید کے منتر کا اصل مطلب تو یہ تھا کہ "اچھے کام کرتے ہوئے اندر کو بڑھاؤ" یعنی اندر دیوتا کو اس کے حسب پسند قربانیاں اور نذریں چڑھاتے ہوئے ترقی دو یا بڑھاؤ۔ اس اصل مطلب کو عنت ربود کرتے ہوئے اشدھی کی ضلالت کے سمندر میں ڈبکیاں کھانے والے آریوں نے وید کے تنکے کا اشارہ یہ سمجھا کہ "سب کو آریہ بناؤ" وہ لوگ جنھوں نے "رلمیبھہ" سے ویدوں میں ریل چلائی۔ اور "تارم" سے تار برقی اڑائی وہ اگر اندر دیوتا کو سوم رس چڑھانے کا مطلب یہ سمجھ لیں کہ سب کو آریہ بناؤ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یہ سب باتیں آریہ پنڈتوں کی وید دانی کے کرشمے ہیں۔

(۲)

مذکورہ بالا نصب العین کی ذیل میں پرکاش نے یجروید کے ایک منتر کو امرت (آبحیات) پلایا ہے۔ منتر ادھیائے ۴۰ کا ہے مگر آموں میں گٹھلیاں ملانے کے لئے آپ نے حوالہ دیا ہے ادھیائے ۴۳ کا اور فی الحقیقت یہ وید کا منتر نہیں بلکہ ایش اپنشد کا منتر ہے جس کو یجروید کے مرتب کرنے والے نے اپنی مہمل اور بعید از عقل بکیوں کی تعلیم میں ایک نئی پیتر لگانے کے لئے ضم کر لیا ہے۔ اب اس منتر کے لفظی ترجمہ پر غور کیجئے تو صرف اس قدر ہے کہ "وہ متحرک (اور) وہ غیر متحرک ہے۔ وہ دور ہے (اور) وہ نزدیک ہے۔ وہ سب کے اندر ہے (اور) وہ سب کے باہر ہے۔

اول تو وید کے اس منتر سے یہی پتہ نہیں چلتا کہ یہ قصیدہ خوانی کس کی شان میں ہو رہی ہے۔ ایڈیٹر پرکاش اور سوامی دیانند جی ہمیں بتلاتے ہیں کہ یہ منتر خدا کی تعریف میں ہے دوسری پیچیدگی اس منتر میں یہ ہے کہ اس میں چند ایک متضاد صفات کا بیان ہے یعنے وہ متحرک بھی ہے اور غیر متحرک بھی۔ وہ دور بھی ہے اور نزدیک بھی۔ وہ اندر ہے اور باہر بھی۔

اس منتر کی باہم متضاد تعلیم کو معقول ثابت کرنے کیلئے اس کے ترجمہ میں "ایڈیٹر پرکاش" نے جی کھول کر تحریف کی ہے۔

یعنے آپ فرماتے ہیں "وہ بیوقوفوں اور گنہگاروں کی نگاہ میں غیر متحرک ہے۔ جاہل اور لامذہب لوگوں کی نظر میں وہ دور ہے۔ لیکن عارف لوگ اس بات کے چشم دید گواہ ہیں کہ وہ ہی انسان کی شہ رگ سے بھی نزدیک ہے"

منتر کے لفظی ترجمہ سے ظاہر ہے کہ اس میں نہ کہیں پاپیوں اور بیوقوفوں کا ذکر ہے نہ کہیں مذہبی لوگوں کا تذکرہ ہے نہ جاہل لامذہب اور عارف لوگ اس منتر میں مذکور ہیں مہاشہ جی کی اس تحریف بلکہ ضروری تحریف سے یہ ظاہر ہے کہ پرماتما کا کلام ناتھ جلالیہ رہی کی لیکھنی کا سخت محتاج ہے۔ اگر ایسا نہیں تو منتر کے ترجمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی صفات کے متعلق دونوں متضاد زاوئے مصنف منتر کے اپنے زاویے ہیں۔ یعنے:۔

(۱) (الف)۔ وہ متحرک ہے (ب) وہ غیر متحرک ہے۔

(۲) (الف) وہ دور ہے (ب) وہ نزدیک ہے۔

(۳) (الف) وہ سب کے اندر ہے (ب) وہ سب کے باہر ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ نمبر ۱ اور ۲ میں خدا کی صفات کے متعلق زاویۂ الف اور زاویۂ ب عالم اور جاہل لوگوں کے الگ الگ زاویئے ہیں۔ تو نمبر ۳ میں بھی پہلا نقطۂ نگاہ جاہل لوگوں کا ہوگا۔ اور دوسرا عالم لوگوں کا۔ لیکن نمبر ۳ کے دونوں زاوئے ایڈیٹر "پرکاش" کے نزدیک عالم کے ہیں۔ کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ وہ خدا سب کے اندر ہے اور سب کے باہر ہے پس جسطرح آخری متضاد صفات مصنف منتر کے اپنے مسلمات ہیں اسی طرح اس کا متحرک اور غیر متحرک ہونا، اس کا دور ہونا اور نزدیک ہونا مصنف وید کو مسلم ہے یعنے ویدوں کا خدا اپنی صفات میں ایک بعید از عقل مجموعۂ اضداد ہے۔

شاہ افغانستان کا افسوسناک قتل

عالم اسلامی کے لئے اس ماہ کا سب سے زیادہ افسوسناک اور نقصان رساں حادثہ غازی نادر شاہ والئے افغانستان کا قتل ہے۔ ۸ر نومبر کی سہ پہر کو جبکہ مرحوم طلبا کے ایک جلسہ تقسیم انعامات میں سلامی لے رہے تھے ایک نوجوان افغان طالب علم عبدالرزاق نامی نے آپ پر پستول کے تین فائر کئے۔ اور مرحوم چند منٹ کے اندر ہی انتقال فرما گئے۔ غازی نادر شاہ ایک عظیم المرتبت ہستی تھے جن پر عالم اسلامی اور مشرق فخر کر سکتا ہے بعض لوگوں کو مرحوم اور ان کے طرز حکومت سے شدید اختلاف تھا لیکن اس سے کوئی بھی انصاف پسند اور باخبر انسان انکار نہیں کر سکتا کہ وہ ایک غیر معمولی قابلیت اور دل و دماغ کے انسان تھے۔ ایک بہادر اولوالعزم اور تجربہ کار جرنیل تھے ایک بیدار مغز سیاست دان اور ایک کامیاب حکمران تھے۔ فتح کابل اور عہد سقوی کا خاتمہ ان کے وہ لیے عظیم الشان کارنامے ہیں جنہیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ انہوں نے انتہائی بے سرو سامانی کی حالت میں ملک کو ایک جابر ڈاکو بچہ سقہ کے پنجۂ ظلم سے نجات دلائی اور چار سال کے عرصہ میں ایک برباد شدہ سلطنت کے کھنڈروں پر اس قدر تعمیری کام کیا جسکی مثال بہت کم پیش کی جا سکتی ہے۔ جو لوگ افغانستان اور افغانوں کے حالات سے واقف ہیں اور جن کے سامنے ۲۹-۱۹۲۸ء کا خونین انقلاب ہے وہ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرحوم کی موت افغانستان کے لئے کسقدر نقصان رساں ہے۔ ان کے قتل کے چند گھنٹے کے بعد ہی ارکین سلطنت و وزرائے حکومت نے اتفاق رائے سے مرحوم کے اکلوتے بیٹے غازی ظاہر شاہ کو تخت نشین کر دیا۔ اور افغانستان کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تمام صوبوں۔ امرا۔ قبائل اور ارکین سلطنت نے آپکو بادشاہ تسلیم کر کے اظہار وفاداری کیا ہے۔ اور تمام ملک میں بالکل امن و امان ہے۔ کاروبار سلطنت بدستور جاری ہے لیکن اس کے باوجود افغانستان کو ایک زبردست انقلاب کے خطرے سے باہر نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم شاہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ہمارے ہمسایہ اسلامی ملک کو خونین انقلاب اور خانہ جنگی کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

مجدد وقت کی ایک پیشگوئی

غازی نادر شاہ کے قتل کیطرف ہی خیال مجدد وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی ایک پیشگوئی کی طرف منتقل ہوتا ہے جو آپ نے ۱۹۰۵ء

میں صاحبزادہ عبداللطیف مرحوم کے کابل میں سنگسار کئے جانے کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ میں کی تھی۔

"آہ! نادرشاہ کہاں گیا"

یہ آج سے تقریباً اٹھائیس سال قبل کی پیشگوئی ہے جبکہ غازی نادرشاہ غیرمعروف اور معمولی حیثیت رکھتے تھے۔ اور نادرخاں کہلاتے تھے لیکن رفتہ رفتہ وہ افغانستان کے سپہ سالار اعظم اور تاجدار اور نادرخاں سے نادرشاہ ہوگئے۔ اٹھائیس سال قبل کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ افغانی فوج کا ایک غیرمعروف افسر تخت افغانستان پر متمکن ہوکر نادرشاہ کہلائیگا۔ اور اس کی موت پر ہر طرف سے پکار اٹھے گی۔ "آہ! نادرشاہ کہاں گیا"۔ لیکن مجدد وقت کو غیب کی زبان نے یہ بات بتلا دی تھی۔ آج ان کی پیشگوئی سب کی آنکھوں کے سامنے پوری ہوئی۔ غورکرنیوالوں کے لئے اس میں عبرت وبصیرت کا بہت کچھ سامان ہے۔ ہم انشاء اللہ کسی قریبی اشاعت میں اس پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

قبول احمدیت نمبر

گو قبول احمدیت نمبر ہماری خواہش اور ارادے کے مطابق تیار نہ ہوسکا۔ چند بزرگوں کے مضامین حاصل کرنے میں ہم ناکام رہے۔ کتابت کی بعض غلطیاں بھی رہ گئیں۔ لیکن اس کے باوجود بزرگان واحباب سلسلہ نے اس کو پسند فرمایا۔ یہ ذرہ نوازی محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور بزرگوں کا حسن ظن ہے۔ "خاص نمبر" کی اشاعت کے وقت ہم احباب کو تکلیف دے چکے تھے لہٰذا اس نمبر کی خریداری کے لئے کوئی تحریک نہ کی گئی اور ضرورت سے تھوڑی سی کاپیاں ہی زائد چھپوائی گئیں۔ جو ختم ہوچکی ہیں اب بعض احباب کی طرف سے فرمائشیں موصول ہورہی ہیں جن کی تعمیل سے ہم قاصر ہیں۔ خواہشمند حضرات کو اطمینان رکھنا چاہیئے انشاء اللہ ہم آئندہ سال دوبارہ قبول احمدیت نمبر شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جو زیادہ بہتر اور بہت بڑی حد تک مکمل ہوگا اور اس میں اس نمبر کے بیشتر مضامین بھی درج کردیئے جائیں گے۔ آئندہ ماہ "جلسہ نمبر" شائع ہورہا ہے اس کی بکثرت اشاعت جلسہ سالانہ کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے۔ احباب کو اس کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

ضرورتِ ملازمین

گورنمنٹ آف انڈیا پریس نئی دہلی کے لئے چھاپہ خانہ کا ہنر سیکھنے کے لئے امیدواروں کی بھرتی ہونے والی ہے امیدوار بی اے یا بی ایس سی پاس ہو۔ جن ایسے امیدواروں کو چھاپہ کے کام کا سابقہ تجربہ ہوگا یا کسی انجنیرنگ کالج کی تعلیم ہوگی ان کو ترجیح دی جائے گی۔ عمر ۱۷ سال سے کم اور ۲۲ سال سے زیادہ نہو۔ امیدواری کا عرصہ پانچ سال ہوگا جس میں ان کو ۵۰ روپے ماہوار الاؤنس ملے گا۔ قواعد داخلہ وملازمت منیجر گورنمنٹ آف انڈیا پریس نئی دہلی سے مل سکینگی۔ ۷ دسمبر ۱۹۳۳ء سے پہلے درخواستیں پہنچ جانی چاہئیں۔

(۲)

انڈین سٹورز ڈیپارٹمنٹ میں ایک جگہ اسسٹنٹ انسپکٹر (…) … (خرید وفروخت) کی خالی ہے۔ جو ہندوستان کا باشندہ ہو۔ ملازمین گورنمنٹ بھی درخواستیں بھیج سکتے ہیں امیدوار کو پرائیویٹ یا کسی سرکاری تجارتی کارخانہ دکاروبار کا کم از کم تین سال کا تجربہ ہونا چاہیئے۔ تنخواہ ۲۵۰-۲۵-۵۰۰ — ۲۰-۷۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ فارم ہائے درخواست سکرٹری پبلک سروس کمیشن مٹکاف ہاؤس دہلی سے مل سکینگے۔

(محمد منظور الٰہی (خالصاحب)

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

جلسہ سالانہ کے متعلق احباب کو اطلاع

(۱) ہرسال بعض محب قوم اجناس کی صورت میں اخراجات جلسہ سالانہ میں مدد دیا کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں التماس ہے کہ حسب معمول اپنی امداد کے متعلق دفتر کو اطلاع دیں کہ وہ کیا جنس کس قدر مقدار میں دینگے۔

(۲) مقامی جماعت کے سکرٹری صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ آنے والے احباب کی فہرستوں سے پتہ دیں۔ جہاں جماعتیں نہ ہوں وہاں کے احباب فرداً فرداً اطلاع دیں۔

(۳) سالانہ اجتماع کے موقعہ پر بعض شکایات پیدا ہوجایا کرتی ہیں۔ انتظام کو سہل وبہتر بنانے کے لئے جو صاحب کوئی تجویز بتلائیں گے ان کی اس توجہ کے منتظمین شکرگزار ہونگے۔ جن احباب نے تجویز بھیجنی ہو ۵ دسمبر سے قبل اس کے متعلق دفتر میں اطلاع بھیجدیں تا وقت پر عمل درآمد ہوسکے۔

اللہ بخش
(دفتر جلسہ سالانہ)

(بقیہ صفحہ ۵)

ایک انجمن "دفاع اسلام" قایم کی۔ اس کا جو حشر ہوا اس کی کیفیت مصر کے ایک فارسی اخبار "چہرہ نما" نے چھاپی ہے جو آپ کے اخبار "پیغام صلح" میں بھی شائع ہوچکی ہے۔ یہاں ہندوستان میں بھی یہی حالت ہے لیکن جماعت احمدیہ کے خدمت اسلام کے کام میں خدا برکت دے رہا ہے۔ جس کو علما کافر مرتد اور دجال کہہ رہے ہیں۔ برخلاف اس کے دوسرے مسلمانوں کے کاموں میں برکت نہیں آخر اس کی کیا وجہ؟ یہ محض اس لئے کہ ہمارا کام صحیح اصولوں اور جماعتی رنگ میں ہورہا ہے۔ ہم میں جذبات اخوت ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے کام کو اچھی نگاہ اور قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ ہیں وہ ظاہری اسباب جو ہماری ترقی کا موجب ہیں۔ گو ان سب کی تہ میں خدا کا فضل ہی کام کررہا ہے۔ جو قوم ایک ہوکے چلتی ہے وہ ضرور کامیاب ہوتی ہے اس کے علاوہ ہماری کامیابی کی سب سے بڑی وجہ وہ صحیح عقائد ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے ہمیں دیئے۔

احمدیت اپنے کام کی بناپر دعوت دیتی ہے

مگر احمدیت صرف عقیدہ کی وجہ سے ہی نہیں بلکہ اپنے کام کی وجہ سے بھی قابل قبول ہے۔ جماعت احمدیہ کیطرف سے خدمت اسلام کا جو کام ہورہا ہے وہ بہت عظیم الشان ہے۔ احمدیت اپنے کام کی بنیاد پر لوگوں کو اپنی طرف بلاتی ہے۔

اتحاد واتفاق اور یک رخی کی ضرورت

یہ جماعت دفاع اسلام کے لئے ایک فوج ہے۔ میں ہوں یا اور کوئی۔ ہم سب کی حیثیت ایک سپاہی کی ہے یہ بہت بڑی حیثیت ہے۔ جب تک ہم میں یک رخی ہے اور ہم اتحاد واتفاق سے دشمن کا مقابلہ کررہے ہیں۔ ہم کامیاب ہونگے لیکن اگر ہماری یہ حالت ہوجائے کہ ایک شخص کا رخ ایک طرف ہو اور دوسرے کا دوسری طرف۔ ایک ایک کام کو ضروری سمجھتا ہے تو دوسرا دوسرے پر زور لگا رہا ہے تو ایسی فوج دشمن کے مقابل پر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔

زکوٰۃ کے متعلق تحریک

میں نے گزشتہ دنوں خطوط اور خطبہ کے ذریعہ زکوٰۃ کے متعلق تحریک کی تھی کہ زکوٰۃ کا قومی بیت المال میں جمع ہونا احکام قرآنی اور مقاصد سلسلہ کی رو سے اشد ضروری ہے اس لئے کوئی دوست انفرادی طور پر زکوٰۃ تقسیم نہ کریں۔ بلکہ کل رقم قومی بیت المال میں ارسال کی جائے۔ سوائے ایک تہائی کے جو اپنے طور پر خرچ ہوسکتی ہے۔ اس کے جواب میں بعض دوستوں نے جو لکھا وہ دانشمندی سے دور ہے۔ کسی نے لکھا کہ ہمارے بعض رشتہ دار غریب ہیں۔ کسی نے کہا کہ ہمارے پاس اپاہج غریب اور محتاج لوگ آتے ہیں۔ ہم اگر زکوٰۃ مرکز میں بھیجدیں تو ان کو کیا دیں۔ بظاہر یہ جواب نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی خوبصورتی قوم کو برباد کرنے والی ہے

زکوٰۃ خدا اور قوم کا مال ہے

اس طرح تم دس اندھوں یا دس لنگڑوں کی امداد تو ضرور کروگے لیکن تمہاری توجہ اپنے سب سے بڑے دشمن کی طرف نہ رہے گی۔ اور تمہاری یک رخی میں فرق آجائے گا جس کا نتیجہ قوم کی بربادی کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیا تم دنیا کے سارے اندھوں اور لنگڑوں کا ذمہ لے سکتے ہو؟ یاد رکھو اگر کسی شہر کے سارے دولتمند بھی اس ملک کے اندھوں اور لنگڑوں کی ضروریات کو پورا کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے۔ تم دس بیس حاجتمندوں کی ضروریات پوری کردوگے لیکن ان کے بعد جو آئیں گے ان کو بھی کچھ جواب دوگے؟ وہی جواب تم ہر ایک سائل کو دے سکتے ہو۔ زکوٰۃ تمہارا مال نہیں جسے تم اپنی مرضی سے صرف کرسکو۔ یہ خدا اور قوم کا مال ہے۔ اسے خدا کے رستے میں قومی نظام کے ماتحت صرف ہونا چاہیئے۔ اگر اس کی پابندی نہ کی جائے گی تو جماعت اور اس کے نظام کو بہت بڑا نقصان پہنچے گا۔

جماعت کے استحکام کو برقرار رکھو

خدا کی قسم تمہاری جماعت کوئی معمولی جماعت نہیں۔ اگر مسیح موعود نہ آتے تو اسلام کی تعلیم گم ہوگئی تھی۔ اگر تمہاری جماعت کھڑی نہ ہوگئی ہوتی تو حضرت مسیح موعود کی تعلیم گم ہوگئی ہوتی۔ یاد رکھو جماعت کے اوپر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جماعت کے استحکام کو برقرار رکھو اور کوئی ایسا فعل نہ ہونے پائے جو اس کے منافی ہو۔ اگر کسی بھائی کے قدم میں کوئی لغزش ہے تو وہ فوراً اپنے قدموں کو سنبھال لے۔ ایک ہوکر رہنے کی کوشش کرو۔ اس میں تمہاری زندگی۔ طاقت، اور کامیابی کا راز مضمر ہے۔ یاد رکھو اتحاد بڑی چیز ہے۔

جہاد بالقرآن

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک عظیم الشان کارنامہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۳ر نومبر ۱۹۳۳ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

فلا تطع الکفرین وجاھدھم بہ جھادا کبیرا ۔ (الفرقان ۲۵-۵۲)

(ترجمہ) سو کافروں کی بات نہ مان اور اس (قرآن) کے ساتھ وہ جہاد کر (جو) بڑا جہاد ہے ۔ "

یہ جہاد جس کا ذکر مندرجہ بالا آیت میں کیا گیا ہے تلوار کا جہاد نہیں ۔ یہ مکی آیت ہے جبکہ جنگ کا حکم ہی نازل نہ ہوا تھا ۔ بلکہ مطلب قرآن کریم کے ذریعہ جہاد ہے ۔ قرآن نے قرآن کے ذریعہ جہاد کو جہاد کبیر قرار دیا ہے ۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت نبی کریم نے ایک مرتبہ جنگ سے واپس آکر فرمایا تھا رجعتم من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ۔ (کہ تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آگئے ہو) یعنے اب تبلیغ اسلام کا کام کرنا ہے ۔

مجدد وقت نے جہاد بالقرآن کی بنیاد رکھی

کچھ عرصہ سے مسلمانوں کے دماغوں پر جہاد بالسیف کا اس قدر غلبہ ہو گیا ہے کہ وہ جہاد بالقرآن کو بالکل فراموش کر بیٹھے جس کے نتیجہ کے طور پر انہوں نے تبلیغ اسلام کا کام چھوڑ دیا ۔ حضرت مسیح موعود نے جہاں اور عظیم الشان خیالات کو از سرنو زندہ کیا وہاں جہاد بالقرآن کے خیال کو بھی زندہ کیا ۔ مجدد کا کام تازہ کرنا اور تجدید کرنا ہے ۔ وہ ان فراموش شدہ خیالات کو از سرنو زندہ کرتا ہے ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے جہاد بالقرآن پر زور دیا اور اس کی بنیاد رکھی ۔ اور عملی نمونہ پیش کیا ۔ اور قرآن کریم کی عظمت کو دوبارہ قائم کیا مسلمانوں نے سمجھ رکھا تھا ۔ کہ جہاد صرف تلوار اٹھانے اور تلوار سے کسی کافر کو قتل کرنے ہی کو کہتے ہیں ۔ دوسرے جہاد کا انہیں خیال بھی نہیں آتا تھا ۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی کوشش سے جہاد بالقرآن ایک حقیقت نظر آنے لگا ۔

اسلام کی ترقی جہاد بالقرآن کیساتھ وابستہ ہے

بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے صرف ایک اچھا خیال پیش کیا اور دنیا محض اسی وجہ سے ان کی عزت بلکہ پرستش کرتی ہے حضرت مسیح موعود نے نہ صرف جہاد بالقرآن کے خیال کو زندہ کیا بلکہ اس خیال کو عملی رنگ میں تکمیل کو پہنچایا ۔ افسوس کہ مسلمانوں نے قرآن کریم کی عظمت کو قائم کرنے والے اور مختلف پہلوؤں سے قائم کرنے والے مجدد زمان کی قدر نہ کی ۔ لیکن خوب یاد رکھو کہ دنیا اب اس بات کی قائل ہوتی جا رہی ہے کہ اسلام کی تمام کامیابیاں جہاد بالقرآن کے ساتھ وابستہ ہیں ۔

حق ایک بیج کی مانند ہوتا ہے

واقعات کو دیکھو اور غور کرو کہ دنیا کے حالات حق کو پھیلانے میں کس طرح معاون ہو جاتے ہیں ۔ ظاہر بیں لوگوں کو نظر نہیں آتا دراصل حق کی باتیں ایک بیج کی طرح ہوتی ہیں جو وقت پر پھل پھول لاتی ہیں ۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک سال کے اندر یا دو سال کے اندر کوئی عظیم الشان انقلاب کر کے دکھا دیں

وہ سب غلط کہتے ہیں ۔ اس قسم کے دعوے دھوکہ بازیاں ہیں اسلام ہی کو دیکھ لو پہلے وہ ایک بیج کے طور پر تھا ۔ لیکن وقت آنے پر اس سے پھل پھول حاصل ہوئے ۔

جہاد بالقرآن کے لئے جماعت احمدیہ کا قیام

غیر مسلموں نے جب سے قرآن کو پڑھنا شروع کیا ہے اس کی عظمت کے سامنے سر جھکاتے جا رہے ہیں ۔ یہ اسی جہاد بالقرآن کا نتیجہ ہے جس کا بیج اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے بویا ۔ حضرت مسیح موعود نے جہاد بالقرآن کے فراموش شدہ خیال کو پھیلانے کے لئے خود بھی انتہائی کوشش کی اور اس کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک جماعت قائم کی اور بیعت لی ۔ آپ کو یہ ایک عجیب بات نظر آئے گی کہ آپ اس قسم کی بیعت کے قائل نہ تھے ۔ جو عام طور پر پیر مریدی میں ہوتی ہے ۔ اور نہ شروع میں بیعت لیا کرتے تھے ۔ بلکہ لوگوں کی درخواست بیعت پر انکار کر دیا کرتے تھے ۔ لیکن جب آپ کو جہاد بالقرآن کا مرحلہ پیش آیا تو اس کے لئے آپ نے ایک جماعت کھڑی کی اور اس کی بیعت لی ۔ جانتے ہو یہ جماعت آپ کی جماعت ہے ۔

بیعت کی ضرورت و اہمیت

فوج کے بغیر کوئی جہاد نہیں ہو سکتا ۔ جس طرح جہاد بالسیف کے لئے فوج کی ضرورت ہے ۔ اسی طرح جہاد بالقرآن کے لئے ایک باقاعدہ جماعت کی ضرورت ہے ۔ انسان بہت کمزور واقع ہوا ہے ۔ بعض اوقات وہ وقتی طور پر چند خیالات و جذبات سے متاثر ہو کر ایک کام شروع کرتا ہے لیکن مصیبت کے وقت اس کا قدم پیچھے ہٹ جاتا ہے ۔ لیکن جب وہ ہاتھ میں ہاتھ دیکر اقرار یعنی بیعت کرتا ہے تو پھر بالعموم اس پر قائم رہتا ہے انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اقرار کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس راستہ میں تکالیف بھی برداشت کر لیتا ہے ہم نے مجدد وقت کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ایک اقرار کیا ۔ اس اقرار کی اہمیت بالکل واضح ہے ۔

قربانیوں کی ضرورت

ہم نے جو کام شروع کیا وہ بہت ہی مشکل ہے ۔ اس میں بڑی بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ جہاد بالسیف کی طرح اس جہاد میں بھی جانوں مالوں اور زندگیوں کی ضرورت ہے ۔ اس راستہ میں دکھ اور مصیبتیں اٹھانی پڑتی ہیں ۔ بیعت کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم نے خدا کے راستہ میں اس کی رضا کے حصول کے لئے جو قدم اٹھایا ہے وہ پیچھے نہ ہٹے ۔ اگر بدقسمتی سے کسی کا قدم پیچھے ہٹ جائے تو اس کی فطرت اسے روکتی ہے ۔ کیونکہ ایسا کرنے میں کمزوری ہوں انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے پختہ اقرار کے رستے

مصائب کی بھی چنداں پروا نہیں کرتا ۔ اسی لئے ہم بیعت پر زیادہ زور دیتے ہیں ۔

ضرورت زمانہ کے مطابق ہتھیار

آپ جانتے ہیں کہ کوئی فوج اس وقت تک نہیں لڑ سکتی جب تک اس کے پاس دشمن سے مقابلہ کے لئے مناسب ہتھیار نہ ہوں ۔ نئے حالات کے ساتھ ہی نئے ہتھیاروں کی ضرورت ہوتی ہے ۔ جب کوئی مامور اپنی فوج کو ہتھیار دیتا ہے تو وہ ضرورت وقت کا خیال ضرور رکھتا ہے ۔ حضرت مرزا صاحب نے بھی اسی بات کو مدنظر رکھا ۔ یہ جو نئی باتیں احمدیت میں نظر آتی ہیں جن پر لوگ معترض ہیں یہ کیا ہے وہی نیا ہتھیار ہے جس کی ضرورت اس وقت اعدائے اسلام کے مقابلہ پر ہے ۔ آپ واقعات پر غور کریں کامیابی اس ہتھیار کے بغیر ناممکن ہے جو مجدد وقت نے اپنی فوج کو دیا ۔ سوچو آج سے تقریباً دو سو سال قبل ایک گاؤں والا اٹھتا ہے ۔ واقعات زمانہ سے وہ بالکل ناواقف ہے ۔ گوشہ نشین ہے ۔ مقابل پر اس کے ایک ایسی زبردست قوم ہے جو تمام دنیا پر چھائی ہوئی ہے یعنی عیسائی قوم اس کے مقابلہ پر زبردست ہتھیاروں کی ضرورت تھی واقعات نے حضرت مجدد کی اس تبلیغ میں کامیابی کا رنگ دے کر ثابت کر دیا کہ یہ کامیابی انہی ہتھیاروں کا نتیجہ ہے ۔ مجدد کا کام ایک طبیب کی طرح ہے ۔ جس قسم کا حملہ اسلام پر ہو رہا ہو ۔ مجدد اسی کے مطابق دفاع کا طریقہ اختیار کرتا ہے ۔ شروع میں اس کی مخالفت ہوتی ہے ۔ لیکن آخر لوگ بتدریج اس کو قبول کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔

درس قرآن کی ابتدا

آج کل کئی جگہ درس قرآن کا سلسلہ شروع ہے لیکن اگر درس قرآن کی تاریخ لکھی جائے تو صاف نظر آجائے گا کہ اس مفید رواج کی ابتدا اسی جگہ سے ہوئی جس کو کفر کا مرکز کہا جاتا ہے ۔ اور اس کی ابتدا کرنے والا وہی مرد خدا اور مجدد وقت ہے جس پر محسن کش مولوی کفر کا فتوے لگا رہے ہیں ۔ جس طرح آج بہت سے مولوی وفات مسیح کے مسئلہ کو صحیح سمجھتے ہوئے بھی اس کے اظہار سے ڈرتے ہیں کہ لوگ ہمیں احمدی کہنے لگیں گے ۔ اسی طرح ایک وقت تھا کہ لوگ ہر ایک تبلیغ اسلام کرنے والے کو احمدی کہنا شروع کر دیتے تھے ۔ مولوی محی الدین صاحب قصوری نے پونا میں ایک تبلیغی انجمن قائم کی تھی اس کی ایک رپورٹ میری نظر سے گزری جو غالباً آج سے بارہ پندرہ سال پیشتر کی تھی ۔ اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ جب انہوں نے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا تو بہت لوگوں کے خطوط آئے کہ تم در پردہ احمدی ہو ۔ یہ کیوں ؟ محض اس لئے کہ لوگ باوجود شدید مخالفت کے جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں اشاعت اسلام کے کام کو از سر نو شروع کرنیوالی جماعت احمدیہ ہی ہے ۔ اس لئے جہاں کہیں انہیں اشاعت اسلام کا کام ہوتا نظر آتا ہے ان کا خیال جماعت احمدیہ کی طرف جاتا ہے ۔ اب بھی یہ حالت ہے کہ لوگ ان اسلامی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ڈرتے ہیں جو احمدیت کا نتیجہ ہیں اگر ان کا ذکر کرتے بھی ہیں تو احمدیت کا نام تک نہیں لیتے محض اس لئے کہ انہیں عوام کا ڈر ہے ۔ یا ان میں حد سے زیادہ تنگدلی موجود ہے ۔

جماعت احمدیہ کی کامیابی کی وجہ

گزشتہ دنوں مصر میں عیسائیت کے مقابلہ میں مسلمانوں نے

(باقی بر صفحہ [illegible])

افغانستان کے متعلق خبریں

— افغانستان کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے وہاں مکمل طور پر امن و امان ہے۔ اکثر صوبوں اور قبائل نے نئے بادشاہ غازی ظاہر شاہ کی بیعت کرلی ہے تقریباً تمام صوبوں کی طرف سے وفاداری کے پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔

— موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم سردار محمد ہاشم خاں نے بھی نئے بادشاہ کی بیعت کرلی ہے۔ اس وقت آپ افغانستان میں ایک اہم شخصیت کے مالک ہیں اور افغانستان کے مستقبل کا انحصار زیادہ تر آپ کے طرز عمل پر ہے۔

— ایک عینی شاہد کے بیان کے مطابق شاہ مرحوم کا قتل قصر دلکشا (کابل) میں اس وقت عمل میں آیا جبکہ وہاں جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب منائی جا رہی تھی۔ جلسہ کی صدارت شاہ مرحوم نے کرنی تھی۔ مرحوم پونے تین بجے دوپہر کے قریب اپنے دار المطالعہ سے ٹہلتے ٹہلتے آئے اور سلامی لی۔ بینڈ نے قومی ترانہ گایا۔ اس کے بعد بادشاہ زندہ باد کے نعرے لگائے گئے۔ بعد ازاں شاہ مرحوم معہ مصاحبین طلبہ کے پاس آئے اور ان سے شفقت آمیز پیرائے میں صحت اور نوشت و خواند کے متعلق گفتگو فرمانی شروع ہی کی تھی کہ ریوالور کے فائر شروع ہو گئے۔

— شاہ مرحوم کے قدم لڑکھڑائے اور کچھ کہے بغیر پیچھے کی طرف گر پڑے۔ اس وقت آپ کا جان نثار شہزادہ فوراً آپ کے اور حملہ آور کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ جس نے چند گز کے فاصلہ سے فائر کئے تھے۔

— شاہ مرحوم کو فائروں کے بعد قصر میں لیجایا گیا جہاں دس منٹ کے اندر ان کا انتقال ہو گیا۔

— اس حادثہ کے بعد طلبہ قاتل پر فوراً پل پڑے۔ لیکن وزیر جنگ اور وزیر تعمیرات نے بمشکل اس کو چھڑایا اور پولیس کے حوالے کر دیا۔ حاضرین میں خوف و ہراس پھیل گیا شہر میں بجلی کی طرح شاہ مرحوم کے قتل کی خبر پھیل گئی۔ اور ایک جم غفیر جمع ہو گیا لوگ فرط رنج و غم سے روتے چلاتے۔ بال نوچتے اور سروں پر خاک اڑاتے اور قاتل کے شیطانی فعل پر نفرین کرتے ادھر ادھر دوڑنے بھاگنے لگے۔

— اس حادثہ کے بعد خطرہ تھا کہ بدامنی شروع نہ ہو جائے لیکن ذمہ دار حکام نے فوراً مناسب انتظام کر دیا۔ پولیس اور فوج کے پہرے مقرر کر دیئے گئے۔ جس کی وجہ سے کامل امن سکون قایم رہا۔

— حادثہ کے بعد افغانستان کی پارلیمنٹ کے مقامی ارکان کا ایک فوری اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں وزیر جنگ شاہ محمود شاہ نے تجویز پیش کی کہ شہزادہ ظاہر شاہ کو جو شاہ مرحوم کے اکلوتے بیٹے ہیں ان کا جانشین بنایا جائے۔ یہ تجویز اتفاق رائے سے شام کے چار بجے منظور ہو گئی۔

— تجویز کے منظور ہوتے ہی شاہ مرحوم کی دستار جو انہوں نے تاجپوشی کے روز پہنی تھی غازی ظاہر شاہ کے سر پر رکھدی اور مرحوم کی تلوار ان کی کمر میں باندھی گئی۔ تمام ارکان کونسل نے فوجی اور غیر فوجی امراء و اعیان سلطنت نے حلف وفاداری اٹھایا۔ اس کے بعد غازی ظاہر شاہ فوجی لباس میں چھاؤنی کو تشریف لے گئے وہاں فوجی افسروں نے حلف وفاداری اٹھایا فوراً نئے بادشاہ کو ایک سو ایک توپ کی سلامی دی گئی۔

— شاہ مرحوم کے قاتل کا نام عبد الخالق ہے جس کی عمر ۲۱ سال بیان کی جاتی ہے۔ وہ فٹ بال کا بہت اچھا کھلاڑی ہے۔ وہ جنرل غلام نبی خاں کے ایک سابق ملازم کا بیٹا ہے جس وقت اس نے شاہ مرحوم پر فائر کئے وہ طلبا کی دوسری صف میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور گرفتاری سے قبل اس نے دوسرے طلبا میں مل جانے کی کوشش کی۔ اور اپنا ریوالور پھینک دیا۔ اس پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

— قاتل نے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ گزشتہ سال جنرل غلام نبی خاں کو جو پھانسی دی گئی تھی میں نے اس کا انتقام لیا ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ نئے بادشاہ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت افغانستان اور حکومت برطانیہ کے تعلقات بدستور دوستانہ رہیں گے۔

— ۱۲ر نومبر کو مسجد ووکنگ میں شاہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا گیا جسمیں افغانستان کی تمام ہمسایہ حکومتوں اور ممالک کے نمائندے شریک ہوئے۔

— لاہور ۱۷ر نومبر۔ افغان قونصل جنرل متعینہ ہند دہلی نے اعلان کیا ہے کہ محمد ظاہر شاہ کو تمام قبائل افغانستان نے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا ہے۔ تمام افغانستان میں امن و امان کا دور دورہ ہے۔ بدامنی اور شورش کے متعلق جو اطلاعات بعض اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں وہ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہیں۔

— پشاور ۱۷ر نومبر۔ حکومت افغانستان کے سرکاری اخبار جریدہ اصلاح نے بھی شاہ مرحوم کے قتل اور اس کی تمام تفصیلات کی تصدیق کر دی ہے۔ مقامی افغان ٹریڈ ایجنٹ نے کل چاندی کے پچاس صندوق کابل بھیجے ہیں تاکہ ان کے سکے تیار کئے جائیں۔

— کابل ۱۵ر نومبر۔ چہارشنبہ کے روز شاہ مرحوم کی یاد میں بازار و دفاتر بند رہے۔ جنازہ کا جلوس فوجی اعزاز کے ساتھ قصر ارک سے روانہ ہوا۔ سب سے آگے ایک سیاہ موٹر تھی جس پر جنازہ قومی جھنڈے میں لپٹا رکھا تھا۔ اس کے بعد افواج کا عظیم الشان جلوس تھا۔ اس کے بعد ارکان پارلیمنٹ سول اور فوجی حکام اور صوبجاتی نمائندے۔ تمام مجمع کا اندازہ تین لاکھ سے زائد لگایا جاتا ہے۔ راستہ میں دونوں طرف سپاہی و دیگر اشخاص آہ و بکا میں مصروف تھے۔ عیدگاہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور جلوس کوہ مرنجان پر خاندانی قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ دفن کے بعد قبر کو آخری سلامی دی گئی۔ اس کے بعد غیر ملکی نمائندوں نے قبر پر پھول چڑھائے۔

— مشہور علماء افغانستان نے اپنے دستخطوں سے ایک فتویٰ شائع کیا ہے جس میں شاہ مرحوم کو شہید قرار دیا ہے۔

— کل ۱۵ر نومبر۔ گزشتہ جمعہ کابل اور قرب و جوار کی تمام مساجد میں نئے بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

— کابل ۱۵ر نومبر۔ صوبجات سے اطاعت و وفاداری کے پیغامات کثرت سے موصول ہو رہے ہیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جلسہ سالانہ کے انتظامات شروع ہو گئے ہیں۔ نائب افسر جلسہ کا ایک اعلان اشاعت ہذا میں درج ہے جو احباب کی فوری توجہ کا مستحق ہے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ ۷ر نومبر کی صبح کو جہلم تشریف لے گئے۔ جلد واپس آجائیں گے۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ کچھ دنوں کے لئے پنجاب سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب بخیریت اور جرمن ترجمۃ القرآن کے کام میں بدستور مصروف ہیں۔ ترجمہ چھبیسویں پارہ تک مکمل ہو گیا ہے۔ الحمد للہ۔

— جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس و صدر ملدیہ جھنگ مگھیانہ ۱۴ر نومبر کو لاہور تشریف لائے۔

— جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ۱۵ر نومبر کو فرزند نرینہ عطا فرمایا۔

— جناب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جنرل سکرٹری انجمن کے بڑے صاحبزادے چودھری فضل الٰہی صاحب کے گھر اللہ تعالیٰ نے ۱۲ر نومبر ۱۹۳۳ء کو بعد نماز ظہر فرزند نرینہ عطا فرمایا۔

— جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی کے صاحبزادے کا نام عبد السلام تجویز کیا ہے۔

احباب خاص طور پر دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان بچوں کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔

— جناب دیوان منصب علی صاحب مالیر کوٹلہ کے تازہ والا نامہ سے معلوم ہوا کہ آپ عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور اسی وجہ سے ملازمت بھی چھوڑ دی ہے۔ احباب درد دل سے ان کی صحتیابی اور مشکلات سے نجات پانے کے لئے دعا کریں۔

— شیخ ہاشم خانصاحب خلف الرشید شیخ نظام الدین صاحب بدستور بیمار ہیں۔

— چودھری سردار خانصاحب محرر پیغام صلح کا بچہ بیمار ہے۔ تمام احباب ان بیماروں کے لئے دعا کریں۔

— مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی وید کے ترجمہ میں مصروف ہیں آپ کی صحت پہلے سے بہتر ہے۔

ضمیمہ پیغام صلح

ضمیمہ کے جو اوراق ۱۵ر نومبر ۱۹۳۳ء کے پیغام صلح کے ساتھ شامل ہوئے ان کے آخر میں یہ لکھا گیا تھا کہ آیندہ صفحات میں پیشگوئیوں پر بحث ہوگی۔ چونکہ یہ ایک مضمون ہے اس لئے بعض حصص کو یکجائی طور پر شائع کرنا مناسب و موزوں معلوم ہوتا ہے پہلا حصہ پیشگوئیوں پر اصولی بحث پر مشتمل ہوگا جو امید ہے کہ آیندہ ۲۴ر نومبر کے پرچہ کے ساتھ شامل کیا جا سکے گا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی بعض پیشگوئیوں پر بحث کی جائیگی۔ اور ایک ایک یا دو دو پیشگوئیوں کی بحث کو…

ملانوں کے وعظ

مولانا عبدالمجید قرشی مدیر ایمان کا بیان ہے کہ انہیں مسلمانوں کے ایک عظیم الشان جلسے میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا تین روز تک علمائے کرام کے وعظ ہوئے - امرتسر، لاہور، کپورتھلہ اور قصور کے مشہور و معروف علمائے دین تشریف لائے ہوئے تھے اور ان میں سے ہر شخص کی چال ڈھال - وضع قطع اور گفتگو کے انداز سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحابہ کرام کے بعد جانشینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فخر اگر حاصل ہو سکتا ہے تو انہی نفوس قدسیہ کو -

---

لیکن پورے تین روز کے جلسوں میں جن مسائل پر ان علم و فضل اور تقویٰ و طہارت کے "قبوں" نے تقریریں فرمائیں ان کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) مقتدی امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھیں (۲) بلند آواز سے آمین نہ کہی جائے - (۳) رفع یدین نہ کیا جائے (۴) تقلید ضروری ہے - (۵) مردے سنتے ہیں (۶) اولیا کی کرامت برحق ہے (۷) وہابی رسول اللہ کا ادب نہیں کرتے (۸) میلاد میں قیام کرنا اور مردوں سے مدد مانگنا جائز ہے - (۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت بے مثال ہے -

---

حنفی علماء کرام نے ایک شخص کے سوا صرف ان مسائل پر وعظ فرمایا حاضرین بیحد خوش تھے کہ آج "وہابڑوں" کے قلعے سرنگوں ہو گئے - ابن سعود کو بھی اب حجاز میں پناہ نہیں مل سکتی - اس سے اگلے روز اہلحدیث کے بھی علماء آ گئے ان میں سے بھی ہر شخص کتاب و سنت کا مجسم قبرستان تھا - انہوں نے اپنے جلسے الگ کئے اور قرآن و حدیث کی رو سے دنیا پر ثابت کر دیا کہ حنفی علماء نے جو کچھ کہا وہ سب غلط تھا -

برادران اسلام ملاحظہ فرمایا یہ ہیں ہمارے جلسے یہ ہیں ہمارے علمائے کرام اور یہ ہیں ان کے مواعظ حسنہ مسلمانوں کی جہالت مسلمانوں کا افلاس مسلمانوں کی محکومی مسلمانوں کی قرضداری - کسی شے سے انہیں واسطہ نہیں - ان کو مرغن مال اور سبحان اللہ کہنے والے حاضرین چاہئیں - فانا للہ وانا الیہ راجعون -

---

پنجاب کے علماء کرام کی حالت ملاحظہ فرما لی - اب ذرا صوبہ متحدہ کے ملائکہ ارضی کے "حدود اربعہ" کا مطالعہ فرمائیے - روہیلکھنڈ کے ایک مولوی ہیں - جو عالم بھی ہیں اور حکیم بھی ہیں لیکن علم سے کورے - جہالت میں طاق - نیم حکیم خطرۂ جان ہوتا ہے اور نیم ملا خطرۂ ایمان - یہ خدا کے فضل و کرم سے خطرۂ جان بھی ہیں اور خطرۂ ایمان بھی - اپنا نام "بیڈھب" بتاتے ہیں - اور اسی نام سے ان کے وعظوں کا اعلان ہوتا ہے - چند روز ہوئے نجیب آباد میں تشریف لائے تھے - چونکہ آپ لہک لہک کر گاتے ہیں اور لپک لپک کر تقریر کرتے ہیں - اس لئے جہلا کثرت سے شریک ہوتے ہیں -

---

نجیب آباد میں آپ کے تین چار وعظ ہوئے اور تینوں کا موضوع شریف یہ تھا - کہ قرآن مجید کو کوئی شخص سمجھ نہیں سکتا اور اس اچھوتے موضوع کی دلیل یہ تھی کہ مسلمانو! دیکھو یہ سامنے درست ہر [illegible] کہاں ہاں - مولوی صاحب نے فرمایا - تم بتا سکتے ہو - اس کی جڑیں - یہ پتا کس کس طرف کو اور کہاں کہاں پھیلی ہوئی ہیں - لوگوں نے کہا جی نہیں - اس پر مولوی صاحب نے گرج کر کہا تو کم بختو پھر قرآن شریف کو کون سمجھ سکتا ہے - لوگوں کی زبان سے بار بار بے اختیار نکلا سبحان اللہ واہ واہ - اور شیطان نے وسط آسمان سے پکارا - شاباش میرے شاگرد رشید! بس یہی طریقہ ہے مسلمانوں کو جہنم رسید کرنے کا - یہ بدنصیب جب تک قرآن مجید کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتے رہیں گے میرے پھندوں میں گرفتار نہیں ہو سکتے !

دروغ برگردن راوی - ایک نہایت معتبر شخص کا بیان ہے کہ پچھلے دنوں ابلیس کا یہ ایجنٹ شاہجہانپور میں بھی گیا تھا ایک روز ایک مسجد میں حضرت کا وعظ زور شور سے ہو رہا تھا اتفاق سے ان کے میزبانان عقیدتمند کی قوت شامہ ضرورت سے زیادہ حساس تھی انہوں نے محسوس کیا کہ مولوی صاحب کے دہان مبارک سے ایک خاص قسم کی "خوشبو" آ رہی ہے اور تمام صحن مسجد کو معطر کر رہی ہے، انہوں نے سوچا کہ جس شے کی یہ "خوشبو" ہے وہ مولوی صاحب کے ٹرنک میں ضرور ہو گی - یہ سوچکر وہ جوتے بغل میں داب کر گھر پہنچے - اور مولوی صاحب کے ٹرنک مبارک کی تلاشی لی - کیا دیکھتے ہیں کہ شراب ناب کی ایک بوتل مبارک دلہن بنی ہوئی بیٹھی ہے -

---

میزبان یہ "مقدس" اور "خوشبودار" بوتل لئے ہوئے مسجد میں آئے اور تمام حاضرین کے سامنے بطور تبرک پیش کیا تمام حاضرین نے واعظ محترم پر جوتوں سے تعریف و توصیف کے ڈونگڑے برسائے اور اس خدمت کو سب سے زیادہ ان لوگوں نے ادا کیا جو واعظ موصوف کے میزبان اور سب سے زیادہ

مسجد ووکنگ (انگلستان) میں غائبانہ نماز جنازہ

مسجد ووکنگ میں مورخہ ۱۲ ؍نومبر ۱۹۳۳ء کو اعلیحضرت نادر شاہ کی غائبانہ نماز ادا کی گئی - افغانستان کی تمام ہمسایہ حکومتوں اور ممالک کے نمائندے شریک ہوئے - نماز ادا کرنے والوں میں عربی وزیر، سفیر ایران متعینہ لندن اور سر آغا خان کا نمائندہ بھی تھا بعد ادائے نماز ایک افغان مصنف مقیم لندن نے تاجدار شہید کے سوانح حیات بیان کر کے پرزور الفاظ میں تعریف و توصیف کی - افغان مصنف پر شاہ شہید کی شہادت کا المناک حادثہ بیان کرتے ہوئے رقت طاری تھی -

---

(بقیہ صفحہ ۲)

خواہشمند غیر مسلم بڑے شوق سے ایک نہایت معمولی رقم ادا کرتے ہیں اور مسجد دیکھتے ہیں - البتہ جو غریب ہوتے ہیں یا جن کو اسلام کے مطالعہ کا شوق ہوتا ہے ان کو بغیر نقدی کے مسجد دکھلائی جاتی ہے اور مختلف سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے ہیں - داخلہ کی کل رقم مسجد کی ضروریات پر خرچ ہوتی ہے - جس کا مکمل حساب رکھا جاتا ہے -

قدوس صاحب نے اپنے مضمون کے آخر پر کشتہ شدہ خط میں تحریری ثبوت اور عکسی تصاویر دکھلانے کا وعدہ کیا ہے - پبلک سے زیادہ ہم ان خطوط اور تصاویر کو دیکھنے کے خواہشمند ہیں - والسلام

خاکسار

(میرزا عزیز الرحمن)

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ

سیرت خیر البشر } مفصل سوانحعمری حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جسمیں ہر قسم کے اعتراضات کو رفع کیا گیا ہے - قیمت مجلد عہ بجلد عہ

جمع قرآن } قرآن کریم کی جمع و ترتیب اور اعتراضات کی تردید - قیمت مجلد عہ بجلد ۱۲

النبوۃ فی الاسلام } نبوت - رسالت - محدثیت اور مجددیت پر مفصل بحث ہے قابل دید کتاب ہے - قیمت عا

مقدمۃ القرآن } ہستی باری تعالیٰ پر کل آیات کو جمع کیا ہے قیمت ۶

حقیقۃ المسیح } ایک عیسائی کے چند سوالات کا جواب از روئے قرآن کریم و بائیبل - قیمت ۳

غلامی } اسلامی نقطہ خیال سے غلامی پر بحث - عیسائی معترضین کے مفصل جوابات - قیمت ۴

ابطال الوہیت مسیح } رد نصاریٰ میں عجیب رسالہ ہے قابل دید قیمت ۲

سوانحعمری حضرت مسیح موعود } حضرت مجدد اعظم کی مختصر سوانحعمری ۴

ویدوں کا بہشت } آریوں کے سورگ پر دلچسپ بحث ہے - قیمت آٹھ آنے ۸

زینت خیالات } وہ تدابیر جن پر عمل پیرا ہو کر خواتین ترقی کر سکتی ہیں ۴

اسلام کیا ہے؟ } عام فہم سوالات و جوابات سے اسلام کے اہم مسائل کی فلاسفی بیان کی گئی ہے - قیمت ۳

رسالہ نماز } جس میں نماز کی حقیقت و فلاسفی اور احکام واضح کئے گئے ہیں قیمت ۸

رسالہ حج } جسمیں حج کی حقیقت و فلاسفی اور احکام واضح کئے گئے ہیں - قیمت ۶

تاریخ خلافت راشدہ } سوانح خلفائے راشدین جس میں ہر قسم کے اعتراضات کا جواب ہے قیمت مجلد عہ بجلد عہ

مقام حدیث } ضرورت حدیث - تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث - مجلد عہ بجلد عہ

المسیح الدجال و یاجوج ماجوج } قرآن مجید اور احادیث سے استدلال کہ موجودہ یورپین اقوام ہی یاجوج ماجوج ہیں - قیمت ۴

محمد مصطفےٰ } مختصر سوانحعمری حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم - قیمت ۵

شناخت مامورین } جس میں مامورین من اللہ کے پرکھنے کے نشانات درج کئے گئے ہیں ۳

عصمت انبیاء } قرآن کریم سے تمام انبیاء کی بے گناہی ثابت کی گئی ہے - قیمت ۹

تسہیل القرآن } جس میں قرآن شریف پڑھنے کے تمام قواعد مکمل و مفصل درج ہیں ۴

مسئلہ تقدیر } تقدیر کے مسئلہ کی اصل حقیقت واضح کی گئی ہے - قیمت ۶

ادعیہ } قرآن و احادیث کی مختلف دعائیں معہ ترجمہ اردو - قیمت ۳

تربیت } مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے اصول قرآن و احادیث سے - قیمت ۵

ولادت مسیح } اس کتاب میں آیات قرآنی و احادیث اور اناجیل سے روز روشن کی طرح ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح انسانی باپ سے پیدا ہوئے تھے - ۲۰۰ صفحات کی کتاب قیمت ۱۲

رسالہ روزہ } جس میں روزہ کی حقیقت اور فلاسفی اور احکام واضح کئے گئے ہیں قیمت ۴

رسالہ زکوٰۃ } جس میں زکوٰۃ کی حقیقت و فلاسفی اور احکام واضح کئے گئے ہیں قیمت ۳

محصولڈاک بذمہ خریدار :- پتہ

دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح میں اشتہار دینے والے کیوں کامیاب ہیں؟

(۱) اس لئے کہ یہ اخبار ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں کثرت سے جاتا ہے اور اس کا حلقہ اشاعت وسیع ہے - (۲) اس اخبار کے ناظرین زیادہ تر تجارت پیشہ اور اعلیٰ طبقہ کے اصحاب ہیں - (۳) اس اخبار کے اشتہار کو اس کے ناظرین قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - (۴) اس اخبار کی اجرت کم اور فائدہ زیادہ ہے (۵) مستقل اشتہار دینے والوں اور پیشگی اجرت بھیجنے والوں کو خاص رعایت - (مینجر اشتہارات پیغام صلح لاہور)

ناظرین کرام

خط لکھتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

رکاپتہ: مسلمان لاہور

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

عقائد متعلقہ جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہو گی

(۴) سب صلحاء اور آئمہ قابل احترام ہیں

سب مجدد کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور - یوم یکشنبہ مطبوعہ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۶۷

مکتوب برلن

ایک نومسلمہ کے شوہر کا قبول اسلام

ایک نومسلم جوڑے کے ہاں فرزند نرینہ کی ولادت

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ از راہ کرم مندرجہ ذیل سطور اپنے معزز جریدہ کے قیمتی کالموں میں درج فرما کر ممنون فرمائیں۔ ہمارے مکرم دوست جناب حکمت بائر کے اسم گرامی سے اکثر احباب بخوبی واقف ہونگے یہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۱ء کو جرمن مسلم سوسائٹی میں ایک غیر مسلم ممبر کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ تھوڑے عرصہ بعد اسلام کی کشش غالب آگئی۔ اور آپ ۱۹ مارچ ۳۲ء کو خاکسار کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ اس تاریخ کو آپ کی منسوبہ نے بھی اسلام قبول کر کے جرمن مسلم سوسائٹی کی ممبر بن گئی۔ ان کے اسلامی نام حکمت اور فاطمہ رکھے گئے۔ اس کے بعد ۹ دسمبر ۱۹۳۳ء کو مسجد میں اسلامی طریقہ پر رسم نکاح ادا کی گئی۔ اور اس طرح انہوں نے ازدواجی زندگی میں قدم رکھا اب ۲۳ ستمبر ۳۴ء کو اللہ تعالےٰ نے ان کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ جرمن سوسائٹی نے اپنے گذشتہ اجلاس کے موقع پر ان کی خدمت میں ایک تہنیت نامہ پیش کیا۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

اسی طرح ایک اور نومسلم خاتون کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ہماری پرجوش اور قابل عزت بہن صفیہ کے نام سے بھی اکثر قارئین پیغام صلح واقف ہونگے۔ موصوف نے فروری ۱۹۳۱ء میں اسلام کی غلامی کا فخر حاصل کیا۔ اس کے بعد ان کی خواہش تھی۔ کہ کسی مسلمان سے ان کا عقد ہو جائے۔ مگر اس میں انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ ان کے والدین قبول اسلام کیوجہ سے سخت برہم ہو گئے اور جائیداد سے محروم کر دینے کی دھمکی دی۔ لیکن اس دیندار اور صابر خاتون نے کسی بات کی پروا نہ کی آخر ان کے والدین نے خرچ دینا بند کر دیا۔ موصوفہ پی۔ ایچ۔ ڈی (P.H.D) کی ڈگری کی تیاری کر رہی تھیں۔ جب تعلیم کو جاری رکھنے کا کوئی وسیلہ باقی نہ رہا۔ تو مجبوراً تعلیم کو خیرباد کہنا پڑا۔ اب اس بیکسی کی حالت میں اکیلی غریب نومسلم خاتون کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ ایک ہسپتال میں غریب بیماروں کی تیمارداری (نرس) کا کام شروع کر دیا۔ وہاں ایک عیسائی مریض کی تیمارداری کے دوران میں اس سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور مجھے اطلاع دیئے بغیر اس سے شادی کر لی۔ کافی عرصہ بعد پھر سلسلہ خط و کتابت شروع ہوا۔ تو مجھے انہوں نے اس امر کی اطلاع دی کہ میں نے ایک عیسائی مرد سے شادی کر لی ہے اور مجھ سے دریافت کیا۔ کہ ایسی شادی کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے۔ میں نے انہیں لکھ دیا۔ کہ اسلام مسلم عورت کا عقد غیر مسلم مرد سے جائز قرار نہیں دیتا۔ مگر اب چونکہ آپ نے لاعلمی میں ایسا کر لیا ہے لہذا کوشش کریں۔ کہ آپ کا شوہر بھی مسلمان ہو جائے۔ جس پر انہوں نے لکھا۔ کہ وہ تو مذہب سے سخت بیزار ہے۔ اور شراب کا بھی عادی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور میں اپنی غلطی پر سخت نادم و پشیمان ہوں

۱۹۳۳ء کے آغاز میں اللہ تعالےٰ نے انہیں فرزند عطا کیا میاں بیوی میں اب بات کے متعلق جھگڑا ہوا۔ کہ بچہ مسلمان ہو یا عیسائی بالآخر بیوی نے خاوند کو اس بات پر آمادہ کر لیا۔ کہ یہ لڑکا مسلمان ہو۔ چنانچہ اس کا نام اسلم رکھا گیا۔ یہ نیک اور دیندار خاتون برابر اپنے خاوند کو اسلام کی تبلیغ کرتی رہیں۔ اب خدا کے فضل سے ستمبر ۱۹۳۴ء میں اللہ تعالےٰ نے ان کو ایک اور فرزند نرینہ عطا فرمایا۔ اس موقع پر کسی جھگڑے کے بغیر لڑکے کا نام حسن رکھا گیا۔ بالآخر ہماری یہ بہن اپنے نیک ارادوں میں کامیاب ہو گئیں۔ یعنی ان کے شوہر نے ۲۳ ستمبر ۱۹۳۴ء کو برضا و رغبت خاکسار کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اور اس طرح اب یہ سارے کا سارا خاندان جو میاں بیوی اور دو لڑکوں پر مشتمل ہے مسلمان ہے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔ درد دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نیک اور صابر خاتون کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالامال کرے آمین ثم آمین

خاکسار عبداللہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد

انوار القرآن کے متعلق

میرے محترم بزرگ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی نئی تصنیف کا اعلان احباب اخبار میں پڑھ چکے ہیں مجھے اس کیلئے یہ چند حروف لکھنے کی ضرورت اسلئے پیش آئی ہے کہ ۱۴ اکتوبر کو جب جنرل کونسل میں انجمن کیلئے قرضے کا سوال درپیش تھا تو ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا کہ وہ بطور قرضہ نہیں بلکہ بطور عطیہ چار سو روپیہ انجمن کو دیتے ہیں لیکن یہ وہ چار سو روپیہ ہے جو انہوں نے تفسیر انوار القرآن کی طبع کیلئے رکھا ہوا ہے اس پر یہ تجویز ہوئی کہ جو احباب تفسیر خریدنا چاہیں وہ اسکی قیمت پیشگی ادا کر دیں تاکہ اخراجات طبع اس سے ادا کئے جائیں اور ڈاکٹر صاحب کا چار سو روپیہ بھی عطیہ میں جمع ہو جائے اور یوں انجمن کی موجودہ مشکلات میں کچھ کمی واقع ہو۔ اس لئے سیکرٹری صاحبان ہر جگہ احباب کا عندیہ دریافت کر کے جو احباب خریدار بننا چاہیں۔ ان سے دو روپے قیمت پیشگی وصول کر کے ان چندوں کے ساتھ ارسال کر دیں جو نومبر میں بھیجے جائینگے اور کوپن یا خط میں تفصیل دیدیں کہ اس قدر روپیہ فلاں فلاں احباب کی طرف سے پیشگی قیمت انوار القرآن کی ہے یہ روپیہ الگ امانت میں جمع ہو کر اخراجات طبع میں کام دے گا۔

تفسیر کی قیمت دو روپے (علاوہ محصولڈاک) ہے کتاب کی طباعت کے بعد قیمت میں اضافہ ہو جائے گا (محمد علی)

میرٹھ میں آریہ سماج سے دو مناظرے

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

ڈبیٹنگ کلب آریہ سماج لال کرتی میرٹھ کی دعوت پر خاکسار نے آریہ سماج کے مشہور مناظر پنڈت رامچند رصاحب دہلوی سے دو مناظرے کئے۔ اور تبلیغ احمدیت کے فرض کو بھی ادا کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی نمایاں فتح ہوئی اور پبلک نے ہماری فتح کا اعتراف کیا۔ اس موقعہ پر پادری عبدالحق صاحب عیسائی مناظر نے بھی دو مناظرے کئے۔ جس میں آریہ سماج کے مایہ ناز پنڈت رامچند رصاحب کو پادری صاحب نے منطقی اصطلاحات کے تسلسل میں ایسا لپیٹا۔ کہ پنڈت صاحب کو آرین تسلسل (یعنی پرواہ سے اناری چکر) سے رہائی نصیب نہ ہوئی اور یہ سچ ہے کہ پادری عبدالحق صاحب نمایاں طور پر پنڈت صاحب کو دباتے جاتے تھے اور پنڈت جی صاحب معمولی منطقی مغالطہ میں سے بھی نہ نکل سکے۔ اور لوگ بول اٹھے۔ کہ آریہ سماج کی ناک کٹ گئی۔

پیدائش عالم کا سلسلہ فانی ہے

پہلا مناظرہ پیدائش عالم کے فانی ہونے پر تھا جس میں میری طرف سے بہت موٹی دلیل یہ تھی۔ کہ سلسلہ پیدائش عالم اور اس سلسلہ کی علت یعنی خدا دونوں قدیم اور ہم عمر نہیں ہو سکتے کیونکہ صانع اور مصنوع کبھی ہم عمر نہیں ہو سکتے۔ نہ علت اور معلول ہم عصر ہو سکتی ہیں۔ چونکہ سلسلہ پیدائش عالم مخلوق ہے لہذا وہ ضرور اپنے خالق یعنی خدا سے بعد ہے۔

پنڈت رامچند رصاحب کا جواب یہ تھا۔ کہ سلسلہ پیدائش عالم کارن ہے رکاریہ نہیں۔ یعنی یہ سلسلہ علت ہے معلول نہیں یہ جواب دراصل آریہ سماج کی شکست ہے۔ کیونکہ جب اس سلسلہ کو علت مان لیا۔ اور یہ بھی تسلیم کر لیا۔ کہ یہ قدیم ہے تو اس کا بنانے والا کوئی نہ رہا۔ اور یہ دوسرے لفظوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ آریہ دراصل دہریہ ہی ہیں۔ سلسلہ پیدائش عالم دراصل معلول ہے اور اس کی علت فاعلی خدا ہے اور بقول آریہ سماج علت مادی پرکرتی ہے۔ اس لئے لازماً آریہ مسلمات کی رو سے بھی خدا اور پرکرتی دونوں سلسلہ پیدائش عالم سے پہلے ہونے چاہئیں۔ جیسا کہ مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ ایک گھڑے کو بنانیوالا کمہار اور مٹی جس سے وہ گھڑا بنتا ہے۔ بہرحال گھڑے سے مقدم ہیں۔ سانکھ درشن کا مصنف کپل منی صاف لکھتا ہے کارن کاریہ سے یا علت معلول سے ہمیشہ پہلے ہوتی ہے۔ پس خالق کا مخلوق سے مقدم ہونا لازمی امر ہے۔ جس سے آریہ مناظر انکار نہ کر سکا اور الٹا یہ کہہ دیا۔ کہ سلسلہ پیدائش عالم علت ہے نہ کہ معلول۔ اور یہ اس کی کھلی شکست کی دلیل ہے۔

پیدائش عالم اور مسیح موعودؑ کا مذہب

جب آریہ مناظر نے دیکھا۔ کہ معقولیت سے تو میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جھٹ حضرت مرزا صاحب کی پناہ لی اور کہا کہ دیکھو مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"اسلام بھی مخلوق کی نوعی قدامت کا قائل ہے۔"

(چشمہ معرفت)

میں نے کہا۔ کہ پنڈت صاحب ذرا غور کیجئے۔ "مخلوق" اور اس کی نوعی قدامت کے معنی کیا ہیں جب کہ سلسلہ پیدائش عالم کو مخلوق ہی کہہ دیا۔ پھر اس کی قدامت سے مراد صرف یہ ہو سکتی ہے کہ وہ سلسلہ بہت پرانا ہے نہ یہ کہ مخلوق سلسلہ ازلی ہے۔ مخلوق بھی ہو۔ اور ازلی بھی ہو یہ تو محال ہے۔ اور اگر آپ کو اس سہارے سے ہی نجات ملتی ہے تو آؤ میں چشمہ معرفت میں سے تمہیں آب حیات پلا کر سیراب کر دوں سنو حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"بہرحال خدا کی صفت وحدت کے دور کو دوسری تمام صفات پر تقدم زمانی ہے۔" (چشمہ معرفت)

جب زمانہ صفت وحدت دوسری تمام صفات کے ظہور سے پہلے ہے۔ تو مسئلہ صاف ہو گیا۔ اور یہ تسلیم کرنا پڑا۔ کہ پہلے صرف اکیلا خدا ہی تھا۔ اور اس کی صفات خالقیت وغیرہ نے کسی کسی زمانہ [illegible] خاص سے ظہور فرمایا [illegible] جس کا ہمیں تو علم نہیں۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ قدیم سے وہ خالق ہے۔ کیونکہ خود زمانہ یا وقت بھی تو مخلوق ہی ہے۔ کتنی مرتبہ مخلوق ہوئی یہ ہم نہیں جانتے۔ مگر مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ

"اس کا علم خدا کو ہے۔"

پس سلسلہ پیدائش عالم حادث ہے اور خدا تعالیٰ کے علم میں محدود ہے۔

جرمن ترجمۃ القرآن

ایک قابل قدر نمونہ

سید حیدر شاہ صاحب لاہوری نے اپنی اہلیہ مرحومہ کو ثواب پہنچانیکی نیت سے پچاس۵۰ روپے جرمن ترجمۃ القرآن کی طباعت کیلئے دیکر ایک قابل قدر نمونہ قائم کیا ہے۔ اس میں ایک تو شاہ صاحب نے اپنی غمگسار رفیقہ کے ساتھ وفا کا اظہار کیا ہے۔ جیسا کہ ہمارے سرکار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا۔ اور دوسرا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد پر ایمان کا ثبوت دیا ہے کہ وفات یافتہ اشخاص کی روح کو ہمارے صدقات وخیرات کا ثواب پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ انکے اس فعل کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے

صدرالدین

نوٹ

آریہ مناظر معقولیت میں چلنے کی قابلیت نہ رکھنے کی وجہ سے ہر بار حضرت مسیح موعودؑ کی تحریریں سے نوعی قدامت کا مسئلہ پیش کرتا رہا۔ جس پر آخر میں نے اسے کہا۔ کہ تم اپنے پرماتما کو ساکشی کر کے صاف کہو۔ کہ تم نے مجھ سے اپنے مکان پر اس حوالہ کے متعلق یہ تسلیم کر لیا تھا۔ یا نہیں۔ کہ اگر مرزا صاحب صفت وحدت کے دور کو تقدم زمانی نہ لکھتے تو ٹھیک تھا۔ یہ مرزا صاحب سے بھول ہو گئی ہے۔ جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ اس وقت جان بچانے کے لئے آپ خلاف منشاء مصنف یونہی اڑ رہے ہیں۔ مگر آریہ پنڈت کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ اس اقرار کا انکار کرے بلکہ خاموشی سے میری سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

علت مستقلہ پر تسلسل کا خاتمہ

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کو تمام علتوں کی علت بیان کیا گیا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر سلسلہ خدا تعالیٰ پر جا کر ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمایا:-

الیٰ ربک المنتہیٰ

"انوستھا دوش"

اس لئے میں نے آریہ مناظر کو کہا۔ کہ بتاؤ تمہارے پرواہ سے اناوی اور تسلسل میں کیا فرق ہے اس نے مان لیا۔ کہ ایک ہی بات ہے۔ تب میں نے کہا۔ کہ تسلسل کو تو سوامی دیانند نے بھی تمام معقول پسندوں کی طرح باطل ہی مانا ہے۔ اور ستیارتھ پرکاش کھول کر جینیوں کے ساتھ مباحثہ میں سے حوالہ پیش کر دیا۔ جہاں سوامی جی نے جینیوں کو پیدائش عالم کی ازلی علت خدا کو نہ ماننے کی وجہ سے انوستھا دوش دے کر ملزم قرار دیا ہے۔

اس پر آریہ مناظر نے کہا۔ کہ وہ تسلسل تو اس لئے غلط ہے۔ کہ اس کی علت مستقلہ کوئی نہیں ہے لیکن پرواہ سے اناوی کی علت مستقلہ پرماتما ہے اس لئے وہ درست ہے میں نے کہا۔ پنڈت جی اگر خدا تعالیٰ تسلسل کی علت مستقلہ ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ سے شروع ہوا۔ اور اگر ہم ازل کی طرف اس سلسلہ کی علت تلاش کرتے کرتے ہٹتے جائیں تو اس کا منبع خدا تعالیٰ کی ازلی ذات ملیگی۔ اور سلسلہ وہاں ختم ہو جائیگا۔ اور یہی تو میں منوانا چاہتا ہوں۔ اور آپ نے خود اقرار کر لیا۔ اس لئے بحث کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔

دوسرا مباحثہ نجات پر

دوسرا مناظرہ نجات پر تھا جس میں آریہ سماج کو اور بھی ذلت ہوئی۔ کیونکہ میں نے خدا کے فضل سے دلائل اور مثالوں سے بات کو بالکل صاف کر دیا

سب سے بڑا اعتراض جو نجات کے دائمی ہونے کے خلاف آریہ سماج کی طرف سے سوامی دیانند صاحب نے پیش کیا تھا۔ اور اب آریہ پیش کرتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ محدود اعمال کا پھل لامحدود کیسے ہو سکتا ہے۔ یہی آریہ مناظر کا میرٹھ میں بڑا عذر تھا۔

میں نے اس اعتراض کو توڑنے کے لئے کہا۔ کہ سوامی دیانند نے مکتی کے معنے کئے ہیں "بندھن" سے چھوٹنا۔ اور یہ بھی انہوں نے بتایا ہے۔ کہ "بندھن" سے مراد "اودیا" ہے۔ پس اودیا کی گرہ اگر ہم نے اپنی کوششوں سے کھول لی تو ہم آزاد ہو گئے اب یہ کہنا۔ کہ اعمال محدود ہیں۔ اس لئے مکتی محدود ہے جہالت کی بات ہے کیونکہ بندھن کو دور کرنا ہمارا کام تھا۔ ہم نے کر دیا اب دوبارہ بندھن کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ باندھنے والی رسی ہم نے کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے ہی نہیں کر دی بلکہ نابود کر دی۔ اور ایشوری گیان سے ہم بھرپور ہو کر خدا سے واصل ہیں اب اودیا آئیگی کدھر سے۔ اور کیوں آئے گی۔ خدا تعالیٰ جیسی پاکیزہ اور علیم کل ذات کے سہارے میں ہوتے ہوئے اگر جیو آتما اودیا میں پھنس سکتی ہے۔ تو پھر اودیا سب پر غالب ہو جائیگی اور ایشور کی پناہ بھی بیکار ماننی پڑے گی اور یہ عقیدہ کسی ستیہ پرکاش کا تو ہو نہیں سکتا۔

آئینہ کی مثال

فرض کرو کہ ایک آئینہ ہے جو گرد وغبار کی وجہ سے آفتاب کی روشنی لینے کے قابل نہیں ہے ہم نے پانی سے اس کی تمام مٹی بالکل صاف کر دی۔ جو چند لمحوں کا کام ہے اب اس آئینہ میں آفتاب کا نور جلوہ گر ہو کر اس آئینہ کو منور کر دیتا ہے۔ جب تک پھر گرد وغبار سے یہ شیشہ آلودہ نہ ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | مورخہ یکشنبہ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۵۳ء | نمبر ۶۷

اسلامی درسگاہوں میں لامذہبی کی لہر

مرض کا اصل سبب ملانوں کی جہالت و تنگ نظری ہے

چند روز ہوئے قاضی محمد عدیل صاحب عباسی وکیل بستی (یو۔ پی) کا ایک مضمون متعدد اسلامی اخبارات میں شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے طلبہ اور پروفیسر مذہب کی طرف سے روز بروز بے پروا ہوتے جاتے ہیں۔ وہاں اسلامی احکام و شعائر کی بے قدری ہو رہی ہے اور لامذہبی و دہریت کے خیالات ترقی پا رہے ہیں۔ اس پر ایک طویل و ناگوار بحث ہوگئی ہے جس کر شخصیتوں اور نیتوں پر بھی بے دریغ حملے ہو رہے ہیں۔ جو کہ قابل افسوس امر ہے لیکن اس ساری بحث میں ایک بات نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ کسی کو ان الزامات سے انکار کی جرأت نہیں ہوئی جو کہ مضمون نگار نے بیان کئے ہیں مسلمانوں کی اعلیٰ درسگاہیں تو بہت ہی کم ہیں اور ان میں اکثر شدید مالی مشکلات میں مبتلا ہیں اس لئے ہر ایک بہی خواہ قوم کا فرض ہے کہ وہ ان کے نقائص کو نہایت ہی محتاط اور بہتر طریق پر بیان کرے اور وہ بھی صرف اصلاح کی غرض سے تاکہ ان درسگاہوں کی شہرت و وقار کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ مسلم یونیورسٹی کے متعلق تو ہمیں بہت ہی احتیاط سے کام لینا چاہیئے کیونکہ یہ قوم کی ایک نہایت ہی گرانمایہ متاع ہے جو نصف صدی سے زائد عرصہ کی قربانیوں اور کوششوں سے تیار ہوئی ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے جس سے ہمیں انکار نہیں کرنا چاہیئے کہ تمام اعلیٰ اسلامی درسگاہوں میں مذہب کی طرف سے بے توجہی بڑھ رہی ہے۔ لامذہبی و دہریت کے خیالات نہایت تیزی سے پرورش پا رہے ہیں۔ اس میں مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کی تخصیص نہیں بلکہ ہر جگہ کم و بیش ایسا ہو رہا ہے الا ماشاء اللہ ہم مانتے ہیں کہ یہ ایک نہایت ہی تلخ اور افسوسناک حقیقت ہے لیکن اس حقیقت سے انکار کرنا یا اسکی طرف سے اپنی آنکھیں اور کان بند کر لینا ایک بہت بڑی غلطی اور خود غرضی ہوگی جس کے ارتکاب سے ہمیں بچنا چاہیئے اور اس کی بجائے مرض کے اصل سبب کو دور کر کے اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہ بات مسلم یونیورسٹی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ایک عالمگیر مرض ہے اس کے لئے کسی وائس چانسلر کسی پرنسپل کسی پروفیسر یا کسی درسگاہ کی مجلس منتظمہ کو مطعون کرنا مفید نتائج کا باعث نہیں ہو سکتا اس مرض کا اصل سبب کچھ اور ہے اور وہ ان لوگوں کی دسترس سے بہت بڑی حد تک باہر ہے جنہیں کہ مطعون کیا جا رہا ہے اس مرض کا اصل سبب ہے ملانوں کی تنگ خیالی اور جہالت اور اس نقص کو قوم کا مخلصانہ و متفقہ جذبہ اصلاح ہی دور کر سکتا ہے کہنے کو ان درسگاہوں میں دینیات کی تعلیم دی جاتی ہے قرآن پڑھایا جاتا ہے لیکن یہ مقدس فرض نہایت ہی نا اہل لوگوں کے ہاتھوں میں ہے یا زیادہ صحیح الفاظ میں یہ کام زیادہ تر تاریک خیال ملانوں یا ان کے زیر اثر لوگوں کے سپرد ہے ان لوگوں کی غلط تعلیم کا اثر یہ ہے کہ وہ طلبہ کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک پیدا کر دیتے ہیں اور انکی بیجا قدامت پسندی اور تنگ نظری کا نمونہ دیکھکر قوم کو نونہال مذہب ہی سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ قرآن اور حضرت نبی کریم کا اسلام ملا کے اسلام سے مختلف ہے قرآن اور حضرت نبی کریم کا اسلام ایک نور ہے وہ دماغوں کو منور کر دیتا ہے وہ دلوں کو پاک و تقویٰ بناتا ہے وہ زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا کرتا ہے۔ وہ انسان کے اندر اعلیٰ اخلاق، بہادری، وسعت خیال پیدا کرتا ہے۔ فلسفہ اور سائنس کی بڑی سے بڑی یورش اس صحیح اسلام کو ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی لیکن مُلّا کا اسلام جس کو ملا ازم کہنا چاہیئے اسلام کے پاک نام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بنا ہوا ہے تنگ خیالی خانہ جنگی، بداعمالی، پست اخلاقی اس کے نتائج ہیں۔ مُلّا میں اعتراض کی برداشت ہے نہ کسی حملہ کی مدافعت کی طاقت، ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسلامی درسگاہوں میں قرآن کے اسلام کی بجائے مُلّا کے اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ لامذہبی، دہریت اور احکام و شعائر اسلامی سے بُعد کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

ہمیں ان درسگاہوں کے بے اعمال اور بے راہ رو طلبہ پر معترض ہونے کی بجائے اپنی نادانی اور ملا ازم کی تباہ کاریوں اور اسلام دشمنیوں کا ماتم کرنا چاہیئے۔ غریب طلبہ قابل رحم ہیں انہیں ایک طرف علوم جدیدہ کا درس دیا جا رہا ہے دوسری طرف ملا ازم ان کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے انہیں بتلایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ دو ہزار برس سے بغیر کھائے پئے زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں (نعوذ باللہ) خدا کے برگزیدہ نبیوں نے کئی مرتبہ جھوٹ بولا ہے انہیں فضول فروعی مسائل میں الجھایا جاتا ہے ان کے شکوک کا جواب ڈانٹ اور کفر کے فتووں سے دیا جاتا ہے جب یہ بے سمجھ نوجوان ملا کو اسلام کا پیکر و نمائندہ سمجھ کر اسلام سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ تو انہیں کوسا جاتا ہے۔ خدا کیلئے کچھ غور کرو۔ کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اور کیا چاہتے ہو۔

ہم قوم کے تمام ذمہ دار اصحاب خاصکر ان درسگاہ کے منتظمین کی خدمت میں نہایت دلسوزی سے عرض کرینگے کہ ملانوں اور ان کے زیر اثر لوگوں کو اپنی درسگاہوں سے بالکل نکال دیں ان ملانوں کو قوم اور قومی درسگاہوں سے ذرہ بھر بھی ہمدردی نہیں ہو سکتی یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے ان اداروں کے بانیوں پر کفر کے فتوے لگائے تھے اور ان کی انتہائی مخالفت کی تھی۔ آج تم ان سے بہتری کی کیا توقع رکھ سکتے ہو؟ انہیں قرآن اور صاحب قرآن سے کوئی واسطہ نہیں اگر قوم تباہ ہو جائے اور اگر مسلمان عورتیں ارتداد کے جال میں پھنس جائیں اگر مسلمان نوجوان دہریت کے گڑھے میں گر جائیں ان کی بلا سے۔ انہیں اپنی ذات، اپنا مفاد، اپنے مخصوص عقائد اور اپنی فقہ پیاری ہے اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو اسلامی درسگاہوں اور ان کے طلبہ سے ان کو دور رکھو اور ملا ازم کی بجائے اسلام کی صحیح تعلیم کا انتظام کرو۔

"زمیندار" کی ضمانت

منشی ظفر علی صاحب کے اخبار "زمیندار" ۵ ستمبر میں ایک نہایت ہی ذلیل ناپاک اور دل آزار مضمون "لپھر دہی بڑول کا گدھا" کے عنوان سے شائع ہوا تھا جس میں دیگر بیہودگیوں کے علاوہ حضرت نبی کریم صلعم کے اسم پاک کی بھی توہین کی گئی تھی حکومت نے اس مضمون پر "زمیندار" اور اس کے پریس سے چار ہزار کی ضمانت طلب کر لی۔ اگر انگریزی نظر سے دیکھا جائے تو "زمیندار" کی ضمانتیں غریب اور نیم خوردہ مسلمانوں پر جرمانہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ کیونکہ انہی لوگوں کی جیبیں کتر کر ان کو داخل کیا جاتا ہے۔ مگر موجودہ حالات میں منشی صاحب کو روپیہ فراہم کرنے میں تھوڑی بہت دقت ضرور ہوتی ہے۔

ایک ظالم ڈاکو اور قاتل کو جس کے ہاتھ انسانی خون سے رنگے ہوئے ہیں یا ایک خوفناک جعلساز اور ٹھگ کو یا ایک عادی چور اور فسادی کو بھی جب سزا ملتی ہے۔ یا وہ اپنے جرائم کی وجہ سے کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ تو قدرتی طور پر لوگوں کو اس سے تھوڑی بہت ہمدردی ہو جاتی ہے کیونکہ یہ انسانی فطرت کا خاصا ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں بھی منشی ظفر علی صاحب سے ہمدردی ہے۔ لیکن کسی ہوشمند کے نزدیک مجرم سے ہمدردی کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کو ارتکاب جرم کا موقعہ دیا جائے۔ یا ایسے حالات پیدا کئے جائیں۔ جن میں ارتکاب جرم آسان ہو۔ یہی بات ہم منشی ظفر علی صاحب کے متعلق چاہتے ہیں۔ "زمیندار" کا وجود ملت اسلامیہ کے لئے ہر لحاظ سے نقصان رساں ہے منشی صاحب کا سوقیانہ طرز تحریر قوم کے مذاق کو بگاڑ اور اسلامی صحافت کو بدنام کر رہا ہے۔ اس لئے قوم کا مفاد اسی میں ہے۔ کہ "زمیندار" کو اپنی موت مر جانے دیا جائے۔ باقی رہی منشی صاحب کی اپیل زر۔ اس کے متعلق گذارش ہے۔ کہ اگر منشی صاحب اپنے موجودہ مشاغل کو ترک کر کے شریفانہ زندگی بسر کرنے پر آمادہ ہوں۔ تو بے شک ان کی مالی امداد کی جائے ورنہ نہیں۔

ہم نے یہ جو کچھ عرض کیا ہے صحیح الخیال، ہمدرد ملت اور شریف مسلمانوں کیلئے ہے۔ زمیندار اینڈ کمپنی اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو "احرار" کہتے ہیں۔ ہمارے مخاطب نہیں۔

آریہ سماجی گیدڑ بھبکیاں

سوامی شردھانند جی آنجہانی کے صاحبزادے پنڈت اندر کامتدی اخبار "ارجن" دہلی اپنی ایک تازہ اشاعت میں رقمطراز ہیں۔

"سارودیشک سبھا (آرین لیگ) نے جو میمورنڈم نظام گورنمنٹ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اس نے سبھا کی پوزیشن کو اور بھی پیچیدہ بنا دیا ہے نظام گورنمنٹ تو توجہ دیگی نہیں۔ [illegible] کرے گی۔ کیا ستیہ گرہ

کرے گی۔ مجھے تو یقین نہیں۔ آریہ سماج میں طاقت ہے تنظیم ہے۔ لیکن خاموش مقابلہ نہیں کر سکتی سب سے پہلے آریہ سماج نے مہاتما منشی رام کی سرکردگی میں دھولپور میں ستیہ گرہ کیا۔ لیکن فیصلہ کیا گیا۔ خیر دوسرا وقت ہے۔ کہ دہلی کی اول آرین کانگریس پر حکومت نے اس کے اجلاس کو روک دیا۔ لیکن "ٹائیں ٹائیں فش۔ اس وقت سے باتیں تو بہت بنائی جاتی ہیں۔ لیکن موقع آتا ہے۔ تو جھک جاتے ہیں"

آریہ سماج کے گھر کے بھیدی کا یہ اظہار حقیقت ان گیدڑ بھبکیوں پر بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔ جو وہ آئے دن حکومت نظام اور دوسری اسلامی ریاستوں کو دیتے رہتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب ان لوگوں میں ستیہ اگرہ کی ہمت و قابلیت ہی نہیں۔ تو پھر گیدڑ بھبکیوں کا کیا فائدہ۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ فساد انگیزی۔ امن سوزی اور اسلام دشمنی آریہ سماج کا مقصد حیات ہے۔ یہ غیر شریفانہ گیدڑ بھبکیاں اس کے اس مقصد کیلئے مفید ہیں

خیبر یونیورسٹی

اخبار ترجمان سرحد اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ آنریبل نواب سر عبدالقیوم صاحب وزیر سرحد کی مخلصانہ کوششوں سے خیبر یونیورسٹی کے قیام کی تجویز منظور ہو گئی ہے۔ اور آئندہ اپریل میں اس کا سنگ بنیاد رکھ دیا جائیگا۔ اور اس غرض سے سرحد کونسل کے بجٹ سشن میں خیبر یونیورسٹی بل پیش کر کے منظور کرایا جائیگا۔ جس کی رو سے یونیورسٹی کی تشکیل عمل میں آئیگی اور آئندہ سال کے بجٹ میں اس کے قیام کے ابتدائی اخراجات کیلئے غالباً ایک معقول رقم رکھی جائیگی۔ صوبہ سرحد کیلئے علیحدہ یونیورسٹی کی ضرورت نہایت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی، اور یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اس کے بغیر صوبہ کی خاطر خواہ تعلیمی ترقی ناممکن ہے اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ اہل سرحد کی ایک اہم ضرورت اور ایک زبردست دلی خواہش پوری ہو گئی۔ جس کے لئے نواب سر عبدالقیوم بالقابہ وزیر سرحد اور ان کے رفقاء سب سے زیادہ مستحق مبارکباد ہیں۔

آریہ سماجی متانت

آریہ سماجی اخبار "ملاپ" اپنی ۱۷ر اکتوبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:۔

"حضرت محمدؐ، حضرت عیسےٰ، حضرت حسن حسین یا بھگوان رام، بھگوان کرشن اور اسی پایہ کے دوسرے بزرگوں کی شان میں گستاخی کرنا بلاشبہ بہت برا فعل ہے اور اگر ان بزرگوں کے اچار وچار سے کسی کو اختلاف ہو۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ انہیں برا بھلا کہنا شروع کر دیا جائے۔ ایسا کرنا انسانیت سے بعید ہے۔ لیکن جب مسلمان اور ہندو ان بزرگوں کو بطور آئیڈیل اور روحانی ہادی اور رہنما کے دنیا کے سامنے رکھتے ہیں۔ تو ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ ان بزرگوں کے آچار ویوہار اور وچار کے متعلق پوری طرح چھان بین کرے۔ اور دیکھے۔ کس میں کیا نقص تھا۔ ہاں یہ چھان بین اور نکتہ چینی پوری متانت سے ہونی چاہیئے"

ہمیں نہایت افسوس سے اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ "ملاپ" نے جو کچھ لکھا ہے۔ آریہ سماج کا طرز عمل شروع ہی سے اس کے برعکس رہا ہے۔ جہاں تک اسلام اور بزرگان اسلام کا تعلق ہے۔ ہم نہایت وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ آریہ سماج نے ان کا مطالعہ کبھی بھی بے تعصبی اور متانت سے نہیں کیا۔ آریہ سماجیوں کے مطالعہ کی غرض تحقیق نہیں۔ بلکہ عیب شماری اور الزام تراشی ہے۔ ان کے اعتراضات کا واحد مقصد دل آزاری اور اسلام دشمنی ہوتا ہے۔ آریہ سماج اب تک "رنگیلا رسول" جیسی ناپاک اور بیہودہ کتابوں کی شکل میں اپنی "تحقیق" اور "چھان بین" کے بیسیوں شاہکار پیش کر چکا ہے۔ یہ ناپاک کتابیں بالکل انہیں جذبات اور اسی انداز میں لکھی گئی ہیں جن کو ہمارا معاصر بہت برا اور انسانیت سے گرا ہوا فعل بتلاتا ہے لیکن آج تک کسی آریہ سماجی حلقہ سے انکے خلاف آواز بلند نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کی بجائے ان ناپاک کتابوں اور ان کے انسانیت و شرافت ناآشنا مصنفوں کی تعریف و حوصلہ افزائی ہی ہوتی رہی اور اب تک یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ خدا جانے آریہ سماجی متانت کس گوشہ میں روپوش ہے اور وہ کس وقت ظاہر ہوگی۔

سر فضل حسین کیخلاف احراری غوغا

وہ شوریدہ سر فساد پسند ٹولا جو اپنے آپکو "جماعت احرار" کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ اور منشی ظفر علی اور ان کا اخبار "زمیندار" کچھ عرصہ سے سر فضل حسین بالقابہ کے خلاف خاص طور پر غوغا آرائی میں مصروف ہیں۔ منشی ظفر علی نے ۲۲ر اکتوبر کی شب کو قادیان میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہم دیکھینگے کہ فضل حسین کس طرح پنجاب میں آکر کامیاب ہوتے ہیں بہت سے سنجیدہ مسلمان احراریوں اور منشی ظفر علی کی اس روش پر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ ایک طرف وہ سر فضل حسین صاحب کی خدمات قومی کو اور دوسری طرف اس احراری غوغا کو دیکھتے ہیں۔ تو ان کے تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ ہم ایسے تمام مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جماعت احرار ایک بے عقل اور خود غرض لوگوں کا ٹولا ہے جنہیں ملت مسلمہ کے مفاد سے ذرہ بھر بھی ہمدردی نہیں۔ یہ اپنی اغراض و خواہشات کے پجاری ہیں۔ زر پرستی اور شہرت طلبی ان کا مقصد ہے جب کسی خادم ملت کو یہ اپنی خواہشات کی راہ میں حائل پاتے ہیں۔ بلاتکلف اس کیخلاف بہتان طرازی اور بہرزہ سرائی شروع کر دیتے ہیں۔ سر فضل حسین بالقابہ کی مخالفت کی بھی یہی وجہ ہے خدا ان لوگوں کو ہدایت دے یا ملت اسلامیہ کے دامن سے اس سیاہ داغ کو دور کر دے۔

سر سکندر حیات خاں بالقابہ کا نیا عہدہ

یہ مسرت انگیز اطلاع تقریباً تمام اردو انگریزی روزناموں میں شائع ہو چکی ہے۔ کہ حکومت ہند نے سر سکندر حیات خاں بالقابہ سابق قائم مقام گورنر پنجاب کو ریزرو بنک کے ڈپٹی گورنر کا عہدہ پیش کیا ہے۔ جسے ممدوح نے قبول کر لیا ہے اس کے متعلق گو ابھی تک کوئی سرکاری اعلان نہیں ہوا۔ لیکن تمام ذمہ دار و باخبر حلقوں میں اس خبر کی صحت پر یقین کیا جاتا ہے اور توقع ہے۔ کہ عنقریب سرکاری اعلان بھی ہو جائیگا۔ اس لئے ہم بھی

اس کو ایک طے شدہ معاملہ سمجھتے ہوئے سر سکندر حیات خاں بالقابہ اور ان کے معزز خاندان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ حکومت ہند بھی اس نہایت ہی صحیح و بہتر انتخاب کے سلسلہ میں مستحق تعریف ہے۔

حکومت عراق اور آریہ سماجی

اس ہفتہ کے اکثر اسلامی اور بعض غیر مسلم اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ عربی جرائد نے عراق میں آریہ سماجی شرارتوں کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے۔ علما کے ایک وفد نے شاہ عراق کی خدمت میں حاضر ہو کر حالات کی وضاحت کی۔ اور ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کا عربی ترجمہ کیا گیا ہے جسمیں بانی اسلام اور حضرت نبی کریمؐ اور دیگر انبیاءؑ کے خلاف بدزبانی کی گئی ہے اور اسے پبلک کی آگاہی کے لئے اخبارات میں بھی شائع کر دیا گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حاکم بغداد نے مقامی آریہ سماج کو بند کر دینے کا حکم دیدیا ہے اور سماج مندر کی تعمیر قطعاً ممنوع کر دی گئی ہے۔ ہمیں اپنے عراقی نامہ نگار کے خط کا انتظار ہے اس کے موصول ہونے کے بعد اندازہ لگایا جا سکیگا کہ یہ خبریں کہاں تک درست ہیں۔ اگر حکومت عراق نے آریہ سماجیوں کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے تو وہ یقیناً ان کی شرارتوں اور امن سوز حرکتوں کی وجہ سے کی ہوگی۔ اس خبر پر آریہ سماجی اخبارات نہایت ہی غیر محتاط اور مضحکہ انگیز انداز میں رائے زنی کر رہے ہیں۔ ان کی تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ عراق پر چڑھائی کرنے کیلئے بالکل تیار بیٹھے ہیں۔ مثلاً "ملاپ" اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے:۔ کہ

"حاکم بغداد نے آریہ سماج کو بند کرنے کا حکم دے کر سارے آریہ جگت کو چیلنج دیا ہے۔ جس کا جواب حاکم بغداد کو اب دیا جائیگا۔ کہ اسے کیا اس کے بھائی ہندوں کو نانی یاد آ جائیگی امید ہے کہ حاکم بغداد اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے اپنے حکم کو واپس لے لینگے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ آریہ سماج ایک زبردست طاقت ہے جو ایسے بیہودہ اور لچر احکام کو کسی حالت میں برداشت نہیں کر سکتی"

آریہ سماج کی طاقت کا پول تو آریہ سماجی اخبار "ارجن" بخوبی کھول چکا ہے جس کا ذکر اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ موجود ہے۔ لہذا باخبر لوگ ان "ارشادات" کو آریہ سماج کی تازہ گیدڑ بھبکی کے سوا اور کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ عراق کوئی ہندوستانی ریاست نہیں اس لئے آریہ سماجیوں کو خواہ مخواہ حماقت کا ثبوت نہیں دینا چاہیئے اور مجنونوں کی طرح شور مچانے کی بجائے شریفانہ اطوار اور پرامن زندگی بسر کرنے کا سلیقہ سیکھنا چاہیئے۔ علاوہ ازیں "ملاپ" نے جن سوقیانہ الفاظ میں "چیلنج" دیا ہے وہ بھی آریہ سماجی شرافت اور "متانت" کا ایک روشن ثبوت ہیں۔

مرغی خانوں کے متعلق کورس

لاہور ۱۵ر اکتوبر۔ گورنمنٹ پولٹری فارم گوبند سپور میں مرغیوں کی پرورش اور افزائش نسل کے متعلق ایک ورنیکلر نصاب جاری کیا جائیگا۔ نصاب مذکورہ ۱ر دسمبر ۱۹۳۴ء سے شروع ہوگا۔ اور ۲۲ر دسمبر ۱۹۳۴ء تک (بشمول ہر دو ایام) جاری رہے گا۔ اس میں مندرجہ ذیل مضامین کے متعلق عملی اور علمی تعلیم دی جائے گی۔

پنجاب کیلئے مرغیوں کی موزوں اقسام دیسی مرغیوں کے بہتر بنانے کے طریق، مرغیوں کی پرورش۔ اقامت حفظان صحت اور افزائش نسل کے علاوہ انڈوں سے بچے نکالنے اور موسم گرما میں مرغیوں اور چوزوں کی نگہداشت کے متعلق مفید ہدایات ہیں۔

اس نصاب میں ۱۲ طلبا داخل کئے جائینگے پانچ روپیہ فیس داخلہ

احراریوں کی نام نہاد تبلیغی کانفرنس

بدزبانی وبہتان طرازی کا اخلاق سوز مظاہرہ

(پیغام صلح کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

ملک کے ان شرپسند اور اخلاق نا آشنا لوگوں نے جو اپنے آپ کو احرار کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ۲۱، ۲۲ اور ۲۳ اکتوبر کو قادیان کے قریب ایک نام نہاد تبلیغی کانفرنس منعقد کرکے اپنی "خصوصیات" کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ شرافت وانسانیت نے اپنا سر پیٹ لیا۔ ان لوگوں نے اس کا نام "تبلیغ کانفرنس" رکھا لیکن یقین جانیے کہ اس اجتماع کے ذریعے اسلام صداقت اور اعلیٰ اخلاق کی ذرہ بھر بھی تبلیغ نہیں ہوئی اس سے اسلام اور مسلمانوں کو رتی بھر بھی فائدہ نہیں پہنچا۔ بلکہ اس کی بجائے بدزبانی پست اخلاقی کو فروغ ہوا ہے اور اس سے مخالفین اسلام کو اسلام اور مسلمانوں پر ہنسنے اور پھبتیاں اڑانے کا موقع ملا ہے۔

عزم قادیان

منشی ظفر علی کا اخبار "زمیندار" اور احراریوں کے دوسرے ہمنوا اخبارات اس کانفرنس کے متعلق بہت شور مچا رہے تھے بڑے بڑے دعوے کئے جا رہے تھے کہ ایک لاکھ آدمی جمع ہونگے یہ ہوگا وہ ہوگا۔ اس کا تو ہمیں پہلے سے یقین تھا کہ احراری محض دوکانداری کے فروغ کیلئے یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں لیکن یہ دیکھنے کیلئے کہ کسقدر جھوٹ بول رہے ہیں ضروری معلوم ہوا کہ "پیغام صلح" کا کوئی نامہ نگار خود کانفرنس میں پہنچے ۲۱ اکتوبر کی شام کو یہ طے ہوا۔ اور خاکسار اسی روز ساڑھے دس بجے شب کی گاڑی سے قادیان روانہ ہو گیا۔ تقریباً بارہ بجے گاڑی امرتسر پہنچی اور کافی دیر وہاں ٹھہری میں اپنے درجے کی کھڑکی بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ قریب ہی ریل کے چند بابو کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے پوچھا کہ قادیان کے مسافروں کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے کہا جو جانے تھے سپیشل ٹرین سے جا چکے اب تو بالکل معمولی تعداد میں جا رہے ہیں احراریوں نے خواہ مخواہ شور مچا کر ریلوے کو مصیبت ڈالدی۔

بٹالہ میں احراریوں کا "حسن انتظام"

غالباً ڈیڑھ بجے کا عمل ہوگا کہ ٹرین بٹالہ پہنچی یہاں گاڑی تبدیل کی جاتی ہے لیکن گیارہ بجے دن سے قبل قادیان کو کوئی گاڑی نہ جاتی تھی اس لئے میں نے بٹالہ تک کا ٹکٹ لیا تھا۔ یہاں سے موٹر یا تانگہ کے ذریعے قادیان پہنچنے کا ارادہ تھا۔ میں سواری کی تلاش میں اسٹیشن سے باہر نکلا تو دیکھا کہ دو آدمی پریشان کھڑے ہیں پاس گیا تو معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک ملتان کے معزز سوداگر چرم ہیں دوسرا ان کا ساتھی، سوداگر صاحب نے فرمایا۔ کہ دیکھو ان کانفرنس والوں کی حماقت، اخبارات میں فضول شور مچاتے رہے لیکن یہ اعلان نہ کر سکے کہ گیارہ بجے دن سے قبل بٹالہ سے قادیان کو کوئی گاڑی نہیں جاتی۔ ہم سے بھی غلطی ہوئی ٹائم ٹیبل نہ دیکھا۔ اور نیند خراب کرکے مارا مار کرتے یہاں پہنچے۔ پھر انتظام کی یہ کیفیت کہ یہاں کوئی رضاکار بھی موجود نہیں کہ مسافروں کی امداد کر سکے میں تو ایک مولوی کے کہنے پر چلا آیا اگر مجھے یہ حالت معلوم ہوتی تو ہرگز نہ آتا۔ اس کے بعد انہوں نے کانفرنس والوں کے متعلق چند سخت کلمات فرمائے ان کے ساتھی نے ان کی ہمنوائی کی۔ فی الحقیقت اسٹیشن پر احراریوں کا کوئی آدمی موجود نہ تھا یہ تو رات کا وقت تھا لیکن معلوم ہوا کہ دن کے وقت بھی مسافروں کی امداد کا مطلق بندوبست نہ تھا۔ یہ ان کے "حسن انتظام" کی ایک معمولی مثال ہے

بٹالہ سے قادیان کو

میں نے سوداگر صاحب اور ان کے ساتھی کو تسلی دی اور قرار پایا کہ قادیان کے لئے ساجھے میں یکہ لے لیا جائے چنانچہ میں نے بیس منٹ کے اندر اس کا انتظام کر لیا کچھ دیر ہم نے اسٹیشن پر آرام کیا نماز فجر کے بعد قادیان روانہ ہوئے اور تقریباً سات بجے کے قریب وہاں پہنچ گئے۔

جلسہ گاہ کی کیفیت

احراریوں نے اپنی جلسہ گاہ قادیان کی حدود سے باہر موضع رجادہ میں آریہ سکول کے پاس تیار کی تھی۔ کیونکہ ان لوگوں کی خلاف اسلام حرکتوں کیلئے آریہ سماج کی سرپرستی ضروری تھی آریوں نے اسکول کی عمارت کا بیشتر حصہ ان لوگوں کو دیدیا تھا۔ اس میں بڑے بڑے ملانے ٹھہرے ہوئے تھے اجلاس کیلئے ایک شامیانہ نصب تھا اور دکانوں اور رضاکاروں کیلئے کچھ چھولداریاں تھیں بس یہ کل کائنات تھی "بخاری نگر" کی۔ دور سے یہ چھولداریاں بالکل بازیگروں کا ڈیرہ معلوم ہوتی تھیں۔ منشی ظفر علی کے اخبار کی دوکان بھی موجود تھی جہاں "ضمانت نمبر" کے گٹھے رکھے تھے لیکن کوئی پوچھتا تک نہیں تھا اس کے قریب ہی "زمیندار" کے چھوٹے بھائی "احسان" کی دوکان تھی۔ یہ دونوں اپنی ضمانتوں کا واسطہ دیکر لوگوں سے بھیک مانگ رہے تھے احراری اخبارون نے "بخاری نگر" کے حالات بالکل الف لیلہ کے انداز میں لکھے ہیں۔ جو بالکل جھوٹ ہیں ایک معمولی ہوٹل کو چھوڑ کر جس کا وجود احراری لیڈروں کی کثرت چائے نوشی اور چٹورپن کا شرمندہ احسان تھا باقی دکانیں نہایت معمولی اور میلی تھیں تعداد بھی ان کی کچھ زیادہ نہیں ایک چھوٹے سے دیہاتی میلہ میں اس سے زیادہ دوکانیں دکھائی دے جاتی ہیں۔

احراریوں کی شرمناک بدزبانی

میں جلسہ گاہ کے احاطہ کے اندر داخل ہوا تو دیکھا تین چار جگہ رضاکار کھڑے نہایت گندے اور اخلاق سوز اشعار احمدیت کی مخالفت میں پڑھ رہے ہیں ملانے ان کی اس زبانی پر پھولے نہیں سماتے چند آریہ اور سکھ بھی ان کی ان حرکتوں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ میں نے اپنے مختصر قیام میں ایسے مناظر متعدد مرتبہ دیکھے اس کے علاوہ جلسہ گاہ میں قدم قدم پر احمدیت کیخلاف نہایت گندہ بازاری لٹریچر فروخت ہو رہا تھا -

مہتمم مجلس استقبالیہ سے ملاقات

میں نے جاتے ہی پریس ٹکٹ کیلئے کوشش کی بڑی تلاش کے بعد مہتمم مجلس استقبالیہ سے ملاقات ہوئی ان کو چند ملانوں نے گھیر رکھا تھا اور ایک ملا صاحب کے ہاتھ میں دو انڈے تھے وہ چائے کا مطالبہ کر رہے تھے بعض ملانے کھڑے کھانے کی پرچیاں مانگ رہے تھے مہتمم صاحب بگڑ بگڑ کر کہہ رہے تھے کہ ہم اتنے آدمیوں کو کہاں سے کھانا کھلائیں جاؤ دوکانوں سے کھاؤ جب بل آئیں گے تو کون ادا کریگا؟ یہ بات عرض کر دینا ضروری ہے کہ محدود تعداد ملانوں اور رضاکاروں کے سوا مجلس استقبالیہ نے کسی آدمی کے کھانے یا چائے کا کوئی انتظام نہ کیا تھا۔ رہائش کی بھی کم وبیش یہی کیفیت تھی۔ خیر میں نے ٹکٹ کیلئے عرض کیا پہلے کہا ختم ہوگئے ہیں پھر کہا کہ دس بجے آکر لے جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ شاید آپ اس وقت یہاں نہ ہوں اس پر انہوں نے یقین دلایا کہ ٹکٹ ضرور مل جائینگے۔

پولیس کا غیر معمولی انتظام

چونکہ اس وقت مجلس انتخاب مضامین کا اجلاس ہو رہا تھا کھلا جلسہ دس بجے کے بعد شروع ہونا تھا اس لئے میں نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور قادیان چلا گیا۔ جلسہ گاہ کے قریب بھی معمولی تعداد میں پولیس موجود تھی لیکن قصبہ کے اندر جا کر دیکھا تو ہر طرف پولیس ہی پولیس دکھائی دیتی تھی معلوم ہوا کہ چھ سات سو سوار پولیس کے موجود ہیں جنہوں نے بستی کے باہر اپنا کیمپ لگایا تھا اس کے علاوہ ڈپٹی کمشنر ودیگر حکام کا کیمپ قادیان سے تین چار میل کے فاصلے پر موضع ہرچووال میں تھا ایک ذمہ دار شخص سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ وہاں کچھ گورہ فوج اور چند مشین گنیں بھی موجود ہیں۔ میں قلت وقت کی وجہ سے وہاں نہ جا سکا۔ احراریوں کے اجتماع کی وجہ سے دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی جو لوگ اس جلسہ میں شمولیت کیلئے گاڑی سے اترتے ان سے لاٹھی چھڑی وغیرہ چھین لی جاتی اور انہیں بالعموم پولیس کی نگرانی میں جلسہ گاہ میں پہنچایا جاتا احراریوں کا کوئی جلوس قادیان کے قریب نہیں آنے دیا گیا متفرق طور پر لوگ ضرور جاتے رہے حالانکہ احراری لیڈروں نے کئی مرتبہ سختی سے اس کی ممانعت کی۔ قادیانیوں کو خلیفہ صاحب اور حکام کی طرف سے جلسہ گاہ تک جانے کی سخت ممانعت تھی۔

قادیان کی کیفیت

قادیان کے بازاروں میں پولیس اور لوگوں کی وجہ سے خاصی رونق تھی پولیس کے سخت انتظام کے باوجود احراریوں کے بعض ہم خیال شرارت اور بدزبانی سے باز نہیں آتے تھے دکانداروں کو تنگ کر رہے تھے حضرت مسیح موعود کی شان میں چپکے چپکے گستاخیاں کر رہے تھے، قادیان کی بعض مساجد میں جناب خلیفہ صاحب کی طرف سے یہ نوٹس لکھا دیکھا کہ اگر کوئی قادیانی جلسہ گاہ میں گیا تو اسے جماعت سے خارج کر دیا جائیگا۔ قادیانیوں نے بیسیوں کیمروں کا انتظام کر رکھا تھا۔ تاکہ اگر کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آئے تو فوراً اس کا فوٹو لے لیا جائے

دو ناکام کوششیں

جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر کی زیارت کا مجھے مدت سے بے حد شوق ہے میں نے جناب ایڈیٹر صاحب "الفضل" اور بعض دوسرے قادیانی مہربانوں کو کئی مرتبہ خط لکھا کہ خدا کیلئے ایک نسخہ بغیر ٹائیٹل ہی کے دیدو لیکن مراد بر نہ آئی اب میں نے سوچا۔ کہ قادیان آئے ہیں تو کیوں نہ زبانی درخواست کریں یہ سوچکر دفتر "الفضل" کا رخ کیا۔ افسوس ہمارے مہربان منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر موجود نہ تھے ان کے دفتر کے ایک کارکن سے اپنا سوال شوق کہا جواب ملا کہ بیچارے ایڈیٹر اس معاملہ میں کیا کر سکتے ہیں۔ پرائیویٹ سیکرٹری سے ملو شاید کامیابی کی صورت پیدا ہو جائے۔ ساتھ ہی ارشاد ہوا۔ کہ بظاہر یہ مشکل معلوم ہوتا ہے یعنی تم اپنی آرزو میں نامراد ہی رہوگے۔ معلوم ہوا کہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب قصر خلافت میں ملینگے ہم "الفضل" کے چپڑاسی کو لیکر وہاں پہنچے - قصر خلافت کے قریب قادیانی نوجوانوں کا سخت پہرہ تھا لوگوں کو ادھر جانے سے روکا جاتا تھا لیکن "الفضل" کے چپڑاسی کے صدقے میں ہمیں بصد دقت اجازت ملی۔ وہاں پہنچے تو پرائیویٹ سیکرٹری

صاحب بھی اپنے دفتر میں موجود نہ تھے معلوم ہوا۔ کہ ادھر ہی تعاقب کارڈ بھیجا تو جواب آیا کہ پتہ ہی نہیں کہ اسوقت کہاں ہیں اسطرح ہماری یہ دونوں کوششیں ناکام رہیں۔

شرکائے کانفرنس کی تعداد

سفر قادیان اور [illegible] سبب ہی مختصر تھا۔ مگر سرگزشت خلاف توقع طویل ہوتی جارہی ہے [illegible] کہ شرکائے کانفرنس کی صحیح تعداد [illegible] متعلق احراری اخبارات [illegible] میں نے کانفرنس کے [illegible] دیکھے حیدر آباد میل سے [illegible] انداز لگایا۔ اس [illegible] کہ حاضرین کی تعداد سات آٹھ ہزار [illegible] زیادہ نہیں تھی احراری ملانے، رضاکار، [illegible] اور سکھ زمیندار جو کثیر تعداد میں کانفرنس [illegible] آگئے تھے سب اس میں شامل ہیں اگر [illegible] لوگوں، رضاکاروں اور ملانوں کو [illegible] کا تعداد غالباً ایک ہزار تک [illegible] رضاکاروں کی تعداد ڈھائی ہزار [illegible] زیادہ رضاکار وہاں موجود تھے [illegible] لوگوں کی ایمانداری کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ (باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر [illegible] بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— زکوٰۃ کے متعلق جو اپیل کی گئی تھی اس کے متعلق احباب کو بہت جلد اور خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ ماہ رجب کے بہت کم دن باقی رہ گئے ہیں۔

— چودھری عبد الرحمان صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ تعلیم جموں کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

— سید مسعود شاہ صاحب [illegible] بدستور بیمار ہیں

— جناب ماسٹر عبد الکریم صاحب کرونڈ ضلع مظفر گڑھ آج کل بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان کے محلہ کے چند آدمی ان کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور طرح طرح سے دق کر رہے ہیں۔ ان کے لئے دردِ دل سے دعا کی جائے۔

— میر مدثر شاہ صاحب [illegible] گذشتہ ہفتہ لاہور تشریف لائے اور مختصر قیام کے بعد واپس چلے گئے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تفسیر "انوار القرآن" کی طباعت شروع ہوچکی ہے۔ احباب بہت جلد اپنی فرمائشیں بھیجدیں، ہر فرمائش کے ساتھ دو روپے فی جلد کے حساب سے لازمی طور پر قیمت وصول ہو جانی چاہیئے۔

— ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب راولپنڈی سے مطلع فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر عبد الرحمان خاں کا صاحبزادہ [illegible] نمونیا بیمار ہے تمام احباب اس کی صحتیابی کے لئے دعا کریں۔

قومی اخبار پیغام صلح

کی

توسیع اشاعت ہر احمدی کا فرض ہے

خواہران محترم کی خدمت میں

ایک ضروری خط

محترم بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو علم ہوگا۔ کہ احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور نے اشاعت اسلام میں مدد دینے کے لئے ایک دستکاری فنڈ جاری کیا ہے [illegible] ہر ایک بی بی کوئی سا دستکاری کا کام اپنے ہاتھ سے بنا کر سال میں ایک دفعہ دیں اور یہ سب اشیاء جمع کرکے سالانہ جلسہ پر جو دسمبر میں ہوتا ہے بذریعہ نمائش فروخت کی جائیں۔ اور روپیہ اشاعت اسلام پر صرف ہو۔ چنانچہ چار پانچ سال سے یہ نمائش ہوتی ہے افسوس ہے کہ اب تک بہت کم بہنوں نے اس مبارک کام میں حصہ لیا ہے۔ اگر یہ تحریک کامیاب ہو جائے تو اشاعت اسلام کو گرانقدر امداد خواتین کی طرف سے مل سکتی ہے اس لئے آپ سے درخواست ہے۔ کہ آپ بھی اس نیک و مفید تحریک میں شامل ہوکر ثواب دارین حاصل کریں۔ اور اپنی بچیوں و دیگر رشتہ دار بیبیوں کو بھی شریک کریں۔

آپ جانتی ہیں کہ آج کل مسلمانوں پر کس قدر مشکلات کا زمانہ گذر رہا ہے۔ ان کی ہستی چہار طرف سے معرض خطر میں ہے۔ ناموس اسلام پر گندے حملے ہوتے ہیں۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک ترین الزامات لگائے جاتے ہیں۔ تو کیا ہمیں یونہی خاموش بیٹھے رہنا چاہیئے۔ ہرگز نہیں۔ مذہب اسلام نے طبقہ نسواں کو ذلیل ترین حالت سے نکال کر بام عروج پر پہنچایا۔ اور ان کے حقوق قائم کئے۔ تو ہر ایک دختر اسلام کا فرض ہے۔ کہ وہ تن من دھن سے اپنے پیارے مذہب کی حفاظت کے لئے تیار ہو جائے۔ آپ چار دیواری کے اندر سے بھی بذریعہ دستکاری حفاظت اسلام جیسے زبردست جہاد میں حصہ لیکر دین و دنیا میں سرخرو ہوسکتی ہیں۔ غریب سے غریب بہنیں بھی امداد دینے سے نہ ہچکچائیں۔ کہ خلوص دل سے دیا ہوا ایک پیسہ بھی نہایت قدر و قیمت رکھتا ہے۔ اور ہماری متمول بہنیں بھی خادم اسلام ہونے کا شرف حاصل کرنے میں تاخیر نہ کریں جس قسم کی دستکاری آپ کو آتی ہے وہ آپ تیار کرسکتی ہیں اور اگر پسند نہ ہو تو اس کو دوبارہ خود بھی خرید سکتی ہیں۔ اس قدر خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کم قیمت اور خوبصورت و پائیدار چیز ہو۔ ایک قیمتی چیز سے متعدد ہلکی قیمت کی چیزیں بہتر ہیں۔ آج کل مندرجہ ذیل اشیاء کی زیادہ کھپت ہے۔ مثلاً کڑھے ہوئے دوپٹے ازاربند، بچوں کے سویٹر موزے ٹوپی کا رواج بہت کم ہے) میل کلاتھ، غلاف تکیہ و کرسیوں کے کشن، بچوں کے کھلونے، پلنگ پوش، کاتا ہوا سوت، کڑھی ہوئی قمیض، لیڈیز رومال، دیواروں پر آویزاں کرنے کے خوبصورت قطعے وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام اشیاء دسمبر کے پہلے ہفتہ میں خاکسار کے پاس پہنچ جانی چاہئیں

والسلام

خاکسار

اہلیہ محمد علی

آنریری سیکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور

قلمروئے نظام اور غیر مسلم

سلطان العلوم حضور نظام نے اپنی سالگرہ کے موقع پر ہندوؤں سکھوں اور پارسیوں کے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ ان لوگوں کی وفاداری میرے آباؤ اجداد کے زمانہ سے ہمیشہ قابل تحسین رہی ہے چونکہ میں بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتا ہوں۔ اس لئے اپنے آپ کو ان تمام قوموں کی فلاح و بہبود کا مرکز اور ان کے حقوق کا محافظ سمجھتا ہوں امید ہے کہ یہ تمام قومیں میرے جانشینوں کے ساتھ بھی اسی وفاداری سے پیش آئیں گی۔ اور میرے لڑکے بھی باپ پر پوت کی مثل کے مصداق ہونگے۔

فرمان ہمایونی کا یہ حصہ ان تمام شکوک و شبہات کا ازالہ کرنے کے لئے کافی ہے جو کچھ عرصہ سے ایک محدود فرقہ کے لوگ مملکت کے اقتدار اعلےٰ پر عائد کرتے رہتے ہیں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی روح یہ ظاہر کر رہی ہے کہ حضور نظام کو اپنی تمام رعایا سے یکساں تعلق ہے۔ قول مرداں جان دارد ایک مقولہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ بلند پایہ اشخاص کے اقوال ان کے عمل کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ یہی نظریہ حیدر آباد کے متعلق پیش کیا جاسکتا ہے۔ حیدر آباد کی حکومت عملی طور پر تمام قوموں سے یکساں سلوک کرتی رہی ہے نہ صرف انتظامی معاملات میں بلکہ عدالتی نظام کے سلسلے میں بھی کم تعداد اقوام کے حقوق کی حفاظت کی ضمانت موجود ہے۔

قلمروئے نظام کے ہندو جاگیردار، ہندو سوداگر اور ہندو امراء امن و سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پارسی اور سکھ مکمل آزادی کے ساتھ اپنے معاملات میں مصروف ہیں تمام اقوام کے معابد اور مقدس مقامات کو قانونی تحفظ حاصل ہے معاشی اور سیاسی ترقی کی نہ صرف اجازت ہے۔ بلکہ اس کو قدرتی رفتار سے جاری رکھنے کے لئے حکومت ہر جماعت سے تعاون کرتی ہے۔ چند ہی روز ہوئے حضور نظام نے فرمایا تھا۔ کہ زمانہ سرعت کے ساتھ بدل رہا ہے اور ہمارا زمانہ کے انقلاب کے ساتھ تعاون کرنا ضروری ہے۔ اور اس حد تک ضروری ہے کہ ہم پچھلے زمانہ کی اچھی روایات سے بھی دور نہ جا پڑیں۔ ان الفاظ سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حکومت نظام نہ صرف عصری ترقیوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہے۔ بلکہ قدم آگے بڑھا کر سکنے کیلئے تیار ہے اب یہ حیدر آباد کے باشندوں کا فرض ہے کہ وہ تمام اختلافات سے بالاتر ہوکر ایک مقصد وحید پر جمع ہو جائیں اور ملکی وحدت کو اجنبی اشخاص کی دستبرد سے محفوظ رکھیں۔ (مدینہ)

برہنہ کانفرنس

انسان جب خدا کو بھول جائے تو اسکی عقل بیوقوفی سے اور اس کا علم جہالت سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ ہم اس وقت تک تو صرف یہی سنتے تھے کہ یورپ کے بعض بے پردہ اور بے حیا لوگوں نے کپڑے اتار پھینکے ہیں۔ اب تازہ مجلی لندن سے اطلاع آئی ہے کہ وہاں ننگوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی ہے جس میں ہزارہا بوڑھے، جوان، مرد، عورتیں اور بچے شامل و شریک ہوئے اور انسانی تہذیب کا خاکہ اڑاتے رہے۔ یہ ہے فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا کی تفسیر۔ اب اس کے بعد لهم عذاب عظیم کا مرحلہ باقی ہے۔ کوئی دن میں یہ دردناک وقت بھی آپ کے سامنے آجائیگا۔ (ایمان)

جائے۔ برابر منور رہیگا۔ ٹھیک اسی طرح قلب انسانی کا حال ہے جب وہ ماسوا اللہ کی خواہش سے گرد وغبار سے صاف ہو جاتا ہے تو لا الٰہ کی حقیقت پیدا ہو جاتی ہے اور اس وقت آفتاب حقیقی اپنی صفات ذاتیہ سے اس پاک و صاف دل میں جلوہ افروز ہو کر اس قلب کو صبغۃ اللہ میں رنگ دیتا ہے اور جس قدر یہ تعلق دیرینہ ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر رنگ الٰہی اس قلب پر زیادہ پختہ ہوتا جاتا ہے۔ اور ہر وقت الا اللہ کی آواز اس قلب صافی سے نکلتی ہے اور بجز اللہ کے اس قلب کا کچھ مقصود و مطلوب نہیں رہتا۔

پس نجات دائمی ہے اور اس کا سلسلہ غیر منقطع ہے۔

انجیاس اور قابلیت

آریہ مناظر نے اعتراض کیا کہ جس طرح کسی شے کی مشق چھوڑ دی جائے۔ تو قابلیت میں فرق آ جاتا ہے۔ اسی طرح مکتی اوستھا میں مشق یا انجیاس نہیں رہتا۔ اس لئے آہستہ آہستہ قابلیت نجات کم ہوتی جاتی ہے اور بالآخر اودیا پیدا ہو کر بندھ ہو جاتا ہے۔

جواب۔ میں نے کہا۔ کہ موکش میں تو مشق بڑھتی گھٹتی نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ کہ پہلے تو ایک کتاب پڑھ کر ہم نے ایک چیز کا حال جانا۔ پھر ہم اس چیز کو دن رات استعمال میں لانے لگے۔ تو اس چیز کا علم کبھی کم نہ ہوگا۔ جب ہم روزمرہ کسی تصویر کو عمل میں دیکھ رہے ہوں وہ کبھی بھول نہیں سکتی۔ روزانہ مشاہدہ کتاب کے علم سے ہزار درجہ بڑھ کر مفید ہے پس وید میں تو ہم نے خدا کے بعض صفات کو علمی طور پر جانا۔ اور موکش کو پراپت ہو گئے اور موکش میں ان صفات کا عملی طور پر مشاہدہ ہوتا رہتا ہے اور خدا کی ذات پر وہ ایمان حاصل رہتا ہے۔ جسے حق الیقین کہتے ہیں۔ پھر اب انجیاس کی کمی کے کیا معنے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ دھوپ میں بیٹھنے سے تو سردی دور ہو۔ اور جب سورج میں داخل ہو جائیں۔ تو سردی لگنے لگ جائے؟

دراصل انسان کا اصل کام صرف اس حد تک ہے کہ وہ ایک دفعہ خدا تعالےٰ کے حکموں کی فرمانبرداری کرتا ہوا اصل مقصود تک پہنچ جائے۔ پھر اعمال کی کشتی کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ عنایت الٰہی اس انسان کو اپنی رحمت کے پانیوں سے غسل دیکر ہر قسم کے خطرے سے محفوظ کر لیتا ہے اور کسی کامیاب ہونے والے انسان کو اس منزل مقصود سے واپس نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ یہ انصاف کے خلاف ہے کہ جب ایک انعام حاصل کرنے کی شرط کو کسی نے پورا کر دیا۔ تو پھر بہانہ سے وہ انعام اس سے چھین لیا جائے؟

حساب اور نجات دائمی

اب آریہ مناظر کو قرآن مجید میں اپنی نجات نظر آنے لگی۔ اور بڑے ناز سے فرمایا۔ کہ قرآن مجید میں تو صاف لکھا ہے

"عطاءً حساباً۔ الرب السمٰوٰت والارض"

یعنی نجات رب السمٰوٰت والارض کی طرف سے حساب کے ساتھ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ حساب کے مطابق ہو۔ وہ لامحدود نہیں ہو سکتا۔ لامحدود تو بلاحساب ہی ہوتا ہے۔ پس نجات جو حساب کے ساتھ ہے وہ محدود ہے۔

میں نے کہا کہ جنت کے متعلق تو قرآن مجید میں آیا ہے:۔

یرزقون فیہا بغیر حساب

جنتی کو بہشت میں بلاحساب رزق دیئے جائینگے۔ پس جنت کا رزق لامحدود ہوا تو نجات بھی لامحدود ہوئی۔

آریہ مناظر نے کہا۔ کہ دراصل قرآن مجید میں یہ تضاد ہے کہ ایک آیت میں تو نجات کو ایسی عطاء قرار دیا ہے۔ جو حساب کے ساتھ ہے دوسری طرف اسے بلاحساب کہہ دیا ہے۔

دونوں آیتوں میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ دراصل آریہ مناظر کی کم علمی ہے۔ کیونکہ عطاءً حساباً جہاں کہا ہے وہاں تو دخول جنت سے پہلے حساب و کتاب کا ذکر ہے اور ہر مسلمان یہ مانتا ہے کہ بعد مرنے کے انسان کے اعمال کا حساب لیا جاتا ہے۔ پھر یوم قیامت میں کامل طور پر دخول جنت سے پہلے اعمال کی میزان قائم کی جائیگی اور اس دن سب اندازہ اعمال کا حق کے ساتھ کیا جائیگا۔ جب یہ حساب کتاب ہو چکیگا۔ تو پھر جنتیوں کو جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔ خدا کا فضل ان لوگوں پر ہوگا۔ اور وہ محض اپنے فضل سے ان کو بغیر حساب رزق دیگا۔ اور یہ سلسلہ لامتناہی ہوگا۔

لطیفہ

آریہ اور نصاریٰ دونوں ایک ہی تیر کا نشانہ تھے

پادری عبدالحق صاحب نے مباحثہ میں ایک ایسا تیر چلایا کہ آریہ پنڈت علم منطق میں اپنی کمزوری کی وجہ سے محض مغالطہ میں مارا گیا مگر دراصل پادری صاحب کا وار ان کی اپنی تثلیث پر بھی ایک زبردست حملہ تھا اور وہ اس طرح کہ اگر آریہ تین واجب الوجود مانتے ہیں تو عیسائی بھی باپ بیٹا اور روح القدس تین واجب الوجودوں کے قائل ہیں گو بحث میں لاچار ہو کر وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو ایک ہی خدا کو مانتے ہیں۔ مگر دراصل تثلیث کے دونوں قائل ہیں اگر آریوں کے تین واجب الوجود کسی وجہ سے نہیں ہو سکتے تو اسی وجہ سے عیسائی تثلیث بھی باطل ہو جائیگی چنانچہ پادری صاحب نے پنڈت رامچندر کو کہا۔ کہ:۔

"اگر تین ہستیاں واجب الوجود ہیں تو بتاؤ ان میں کونسی نسبت ہے نسبتیں چار طرح کی ہیں (۱) تباین (۲) تساوی (۳) عموم خصوص مطلق اور (۴) عموم خصوص من وجہ۔ آخری تین نسبتیں تو ان واجبوں میں ہو نہیں سکتیں لازماً تباین کی نسبت ماننی پڑے گی اور اگر یہ صحیح ہے تو تباین میں ضد کا ہونا لازم ہے اس لئے تباین ضدی ہوا۔ اور جہاں یہ نسبت ہوگی۔ وہاں تینوں واجب ایک دوسرے کے ساتھ کبھی مل نہیں سکتے۔ جس طرح آگ اور پانی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ لہذا تین واجب ماننا غلطی ہے"

(یہ پادری صاحب کی تقریر کا خلاصہ میرے الفاظ میں ہے)

پنڈت رامچندر صاحب تو غالباً اس لئے مغالطہ میں آ گئے کہ وہ اس علم کی اصطلاحات سے اچھی طرح واقف نہ تھے، اور گھبرا گئے۔ لیکن اگر ان کو ذرا ہوش رہتی تو وہ کہہ سکتے تھے کہ بہت اچھا آپ کی دلیل کو تسلیم کرتا ہوں۔ مگر آپ ذرا اپنے تین واجبوں پر اس دلیل کو لگا کر تینوں کو واجب ثابت کر دو۔ تو فوراً بقول پولوس رسول۔ یہ شیطانی منطق بیکار ہو جاتی اور پادری صاحب کو سوائے اس کہنے کے چارہ نہ رہتا۔ کہ یہ منطق کا بات نہیں۔ یہ ایمان کا بات ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری ارشاد

زکوٰۃ کے متعلق قرآنی احکام کی تعمیل کرو

برادران و خواہران محترم! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

زکوٰۃ کے متعلق ٹریکٹ آپ کی خدمت میں ارسال ہو چکے ہیں۔ احمدی قوم کو اگر ایک طرف طرح طرح کے ناپاک پروپیگنڈا سے بدنام کیا جاتا ہے۔ تو دوسری طرف خدا کے فضل سے اس قوم کے نظام اور اس کی خدمات اسلامی اور اس کی پابندی احکام قرآنی کی وجہ سے دلوں میں عزت بھی ہے۔ ہر ایک احمدی بلاشبہ کچھ نہ کچھ ماہوار چندہ ادا کرتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ کا حکم قرآن کریم میں بڑی تاکید سے آیا ہے اور ہر ایک احمدی کا سر اس کے سامنے جھکنا چاہیئے۔ اور دنیا کے مال کی محبت پر خدا کی محبت کو غالب کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے دنیا کے مال کی محبت بدترین بیماری ہے جو انسان کے دل کو زنگ آلود اور آہستہ آہستہ سیاہ کر دیتی ہے۔ اور اس کا علاج زکوٰۃ رکھا گیا ہے۔ جس کے معنی ہی پاکیزگی کے ہیں۔ اس سے انسان کا دل پاک ہوتا ہے۔ آپ کی قوم کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ وہ ایک نظام کے ماتحت کام کر رہی ہے۔ اور اس کا ایک بیت المال بھی ہے۔ یہاں سے زکوٰۃ کا روپیہ نہایت احتیاط کے ساتھ صحیح مصارف پر جو قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ خرچ ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کا بیت المال میں ادا نہ کرنا اور اسے خود بخود اپنی رائے سے خرچ کرنا حکم قرآنی کی تعمیل نہیں۔ اپنی خواہش کی فرمانبرداری ہے۔ اور کسی احمدی کے لئے یہ مناسب نہیں۔ جس طرح جس امر کے متعلق قرآن شریف کا حکم ہے۔ اور نبی کریم صلعم نے اس کی تعمیل کر کے دکھائی۔ اسی طرح اسے پورا کرنا چاہیئے۔ اگر ایک شخص چوبیس گھنٹہ بھی اپنے طور پر دعائیں لگا رہے۔ لیکن جس طرح رسول اللہ صلعم نے اقیموا الصلوٰۃ کی تعمیل کی۔ اس کی پیروی نہ کرے۔ تو کوئی نہ کہیگا۔ کہ اس نے قرآن کریم کا حکم مانا ہے جب زکوٰۃ کے متعلق رسول خدا صلعم نے بیت المال قائم کیا۔ اور ایک تہائی سے زیادہ اپنی رائے سے خرچ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ تو ہر ایک قرآن شریف پر اور رسول اللہ صلعم پر ایمان رکھنے والے کو بھی اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ خواتین سے بالخصوص التماس ہے۔ کہ وہ اپنے زیور کی زکوٰۃ ادا کر کے اللہ تعالےٰ کے اس حکم کی تعمیل کریں۔ یہ زیور اگر خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے گا۔ تو قیامت کے دن ان کے کام آئے گا۔ اور اگر اس سے محبت کر کے خدا کے حکم کو ٹال دیا۔ تو قیامت کی پرسش کے وقت یہ کوئی کام نہ دیگا۔

والسلام

خاکسار
محمد علی

خبریں

ہندوستان

— بمبئی ۲۴ اکتوبر۔ کانگرس کا اجلاس شروع ہے عبدالغفار نگر میں بے حد چہل پہل ہے۔ مجلس انتخاب مضامین فرقہ وارانہ اعلان کے متعلق مالوی جی کی ترمیم نامنظور ہو گئی۔ اس لئے پنڈت مالوی کو سخت شکست اٹھانی پڑی۔ کھلے اجلاس کے لئے پنڈال بالکل تیار ہو گیا ہے۔

— بمبئی ۲۵ اکتوبر۔ آج جس وقت مجلس انتخاب مضامین کا اجلاس شروع ہوا تو اجمیر کے رضاکاروں نے پنڈال کے بڑے دروازہ پر ہنگامہ برپا کر دیا۔ مسٹر پٹیل اور کانگرس کے متعلق توہین آمیز نعرے بلند کئے اور زبردستی پنڈال کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ دوسرے رضاکاروں نے ان کو اس ارادے سے باز رکھا۔ بعد میں اجمیر کے رضاکاروں نے ستیہ گرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور پنڈال کے سامنے زمین پر لیٹ گئے۔

— علیگڈھ ۲۵ اکتوبر۔ مسلم یونیورسٹی کی یونین کا انتخاب عال ہی میں عمل میں آیا۔ مسٹر احمد علی (چودھری) بنگال زبردست کثرت سے نائب صدر منتخب ہو گئے۔

— بمبئی ۲۵ اکتوبر۔ بابو راجندر پرشاد صدر کانگرس نے ایک ٹاکی فلم کمپنی کو اجازت دیدی ہے کہ وہ کانگرس کی کارروائی کی متکلم فلم تیار کرے۔

— بمبئی ۲۴ اکتوبر۔ کانگرس پنڈال کے نزدیک ایک آتشبازی کے کارخانہ میں زبردست دھماکا ہوا۔ جس کی وجہ سے کانگرس نگر میں شور برپا ہو گیا۔ معلوم ہوا ہے اس حادثہ کی وجہ سے کارخانے کے کئی آدمی مر گئے

— لاہور ۲۶ اکتوبر۔ پنجاب کونسل کا اجلاس شروع ہے۔ قرضہ بل پر بحث کا آغاز ہو گیا ہے

— لاہور ۲۶ اکتوبر۔ آج لاہور کی متعدد مسجدوں میں اسلام دشمن فلموں کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا۔

— اخبارات کے تاروں کی شرح بڑھانے کے متعلق جو تجاویز زیر غور تھیں معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے ان پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اس کے متعلق بہت جلد اعلان کر دیا جائیگا۔

— لاہور ۲۵ اکتوبر۔ کل پنجاب کونسل میں ایک سوال کے جواب میں حکومت کی طرف سے روزانہ اخباروں کی اشاعت کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد بتائے گئے۔ (۱) سول اینڈ ملٹری گزٹ ۱۲۰۰۰ (۲) ڈیلی ہیرلڈ ۵۰۰ (۳) ٹریبیون ... (۴) آزاد (بند ہو چکا ہے) ۳۵۰۰ (۵) بندے ماترم ۳۰۰۰ (۶) انقلاب ۳۴۷۵ (۷) ملاپ ۱۱۲۲۵ (۸) پرتاپ ۱۱۲۲۵ (۹) سیاست ۱۶۰۰ (۱۰) زمیندار ۳۲۰۰ (۱۱) ویر بھارت ۲۵۰۰ (۱۲) ٹریبیون ۱۵۰۰۰ (۱۳) ہندی ملاپ ۵۰۰۰ (۱۴) اکالی نیر کا ۲۳۰۰

ممالک خارجہ

— لنڈن ۲۵ اکتوبر۔ مسٹر سیموئیل جو انگلستان کے متمول ترین افراد میں سے تھے ۹۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے

— تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ چینی ترکستان میں روسیوں اور چینیوں کے درمیان جنگ کی توقع ہے۔ مسلمان روسی اقتدار سے خوفزدہ ہو رہے ہیں۔

— گذشتہ ہفتہ اضلاع متحدہ امریکہ کے شمال مغربی ساحل پر زبردست طوفان باد آیا جس کی وجہ سے کئی آدمی ہلاک ہو گئے۔

— لنڈن ۲۵ اکتوبر۔ امریکن ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بحری کانفرنس میں جاپان نے جو مطالبات پیش کئے ہیں ان میں معاہدہ واشنگٹن کی منسوخی بھی شامل ہے جس کی وجہ سے امریکن نمائندے ششدر رہ گئے ہیں

— فرانس میں چند جرمن جاسوس گرفتار کئے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہیجان و اضطراب پھیل گیا ہے۔

— قاہرہ کی ایک خبر مظہر ہے کہ جامعہ ازہر مصر کی مجلس تعلیمی کے ارکان نے متفقہ طور پر یہ طے کر لیا ہے۔ کہ آئندہ سال سے جامعہ ازہر میں شعبہ وعظ و ارشاد کے طلبا کے لئے انگریزی اور بعض مشرقی زبانوں مثلاً چینی و جاپانی کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔

— دنیا کی سب سے عظیم الشان ہوائی جہازوں کی دوڑ جس میں ۱۲ جہاز شریک ہوئے ۲۳ اکتوبر کو ۵ بجکر ۳۴ منٹ پر ختم ہو گئی۔ اور ۲ ہوا باز برطانوی طیارے میں ملبورن (آسٹریلیا) پہنچ گئے۔ یہ تمام جہاز ہفتہ کے روز صبح ۶ بجکر ۳۲ منٹ پر لنڈن سے روانہ ہوئے تھے انہیں ۱۲ ہزار میل مسافت طے کرنی پڑی اس طرح دنیا میں سرعت پرواز کا ریکارڈ مات ہو گیا اور برطانوی طیارہ دس ہزار پونڈ اور سونے کا کپ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

— برطانوی طیارہ نے یہ ۱۲ ہزار میل کا فاصلہ گویا صرف ۲ دن ۲۲ گھنٹہ ۵۹ منٹ اور ۵۰ سیکنڈ میں طے کیا راستہ میں صرف چند مقامات پر قلیل عرصہ کیلئے قیام کیا۔ برطانوی طیارے کے بعد ڈچ طیارے کا نمبر تھا۔

— غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے ترکی کے پنجسالہ اقتصادی پروگرام کے سلسلے میں طے کیا ہے کہ وہ پنجسال ریل ہی میں بسر کرینگے اور کسی مکان میں داخل نہ ہونگے بلکہ ملک کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک چکر لگاتے رہینگے اس غرض کیلئے انکے لئے ایک خاص سپیشل ٹرین تیار کی گئی ہے جس میں پانچ ڈبے ہیں ایک میں ان کا دفتر ہوگا ایک میں نجی دفتر کا کمرہ ایک دربار ہال ہوگا۔ جس میں وہ غیر ممالک کے سفراء وغیرہ سے ملاقاتیں کرینگے اس کے علاوہ ایک کھانے اور ایک سونے کا کمرہ ہوگا تمام دنیا میں

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ

آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صلحا اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و مقتدا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور یوم شنبہ مطابق ۲۳ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۳ر نومبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۶۸

حضرت مسیح موعودؑ کا مکتوب مبارک

بنام جناب محمد حسن صوفی موسےٰ خانصاحب مقیم آسٹریلیا

جناب محمد حسن صوفی موسےٰ خانصاحب مقیم آسٹریلیا ہمارے سلسلہ کے ایک قدیم و محترم رکن ہیں جن کا تعارف چند ہفتے ہوئے قارئین کرام سے اپنی صفحات میں کرایا جا چکا ہے۔ آپ کو کئی سال حضرت اقدسؑ سے خط و کتابت کا شرف حاصل رہا۔ آپ نے حضرت اقدسؑ کے متعدد خطوط ہمیں عنایت فرمائے ہیں جن میں سے دو خط اس سے قبل شائع کئے جا چکے ہیں تیسرے خط کی اشاعت کی سعادت ہم آج حاصل کر رہے ہیں دیگر بزرگان سلسلہ کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ اگر ان کے پاس حضرت مسیح موعودؑ کے مکتوبات یا اس قسم کے دوسرے تبرکات ہوں تو ہمیں اشاعت کیلئے ضرور عنایت فرمائیں یہ چیزیں تاریخ احمدیت کا نہایت ہی قیمتی حصہ اور بہت بڑی دولت ہیں ان کو پوشیدہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ (مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حبی فی اللہ صوفی محمد حسن صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ محبت نامہ شما رسید و موجب فرحت گردید بہر دو منی آرڈر مشتمل بر لسبت شلنگ در سلسلہ آں محب بدست آمدند اللہ تعالےٰ جزائے خیر بدہد و در دین و دنیا حسنات عطا کند۔

اوّل در تقوےٰ و صلاحیت خود جہد بسیار کنند و در ہر معاملہ کہ پیش آید دین را بر دنیا مقدم کنند کہ ہمیں خلاصہ ہمہ پند و نصائح از ماست در خواندن استغفار مداومت را لنگاہ دارند کہ خدائے بخشندہ ازیں را بر بندگان خود باب رحمت بکشاید۔ بعد ازاں اہل وعیال خود را و خویشاں واقربا را و اہل ملک را درجہ بدرجہ وحسب توفیق و موقع تبلیغ سلسلہ حقہ بکنند کہ چرا دریں زمانہ ازہمیں راہ است۔
از احوال خود ہمیشہ آگاہ دارند بفضل خدائے قدیر شامل حال شما باشد۔

۱۸ر جولائی ۱۹۰۶ء قادیان (دستخط) مرزا غلام احمد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ (ریاست پٹیالہ)

کا شاندار و کامیاب جلسہ سالانہ

قادیانی حضرات کی افسوسناک حرکات

(از جناب [illegible] علوی صاحب وائس پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ)

[illegible] احمدیہ [illegible] سامانہ کا [illegible] ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر کو منعقد ہوا [illegible] میں [illegible] وشیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی ۲۰ اکتوبر کو [illegible] سے احباب تشریف لانے ہوئے تھے

۲۰ اکتوبر کی کارروائی

۲۰ اکتوبر کو بعد نماز ظہر [illegible] کی تقریر سے جلسہ شروع ہوا۔ ممدوح کی تقریر [illegible] کا اثر اہل اسلم پبلک پر بہت اچھا ہوا۔ اس کے [illegible] ختم ہونے کے شروع ہی ایک مختصر تقریر فرمائی [illegible] کی موضوع پر سید صاحب کی ایک مفصل و مدلل تقریر [illegible] کی تقریر کے [illegible] اعتراض یا سوال کرنا چاہیں تو پانچ منٹ [illegible] ۵-۵ منٹ کی تقسیم کے ساتھ جب تک [illegible] کسی کو اعتراض کی جرأت نہ ہوئی

قادیانیوں کا [illegible]

ابھی [illegible] مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تشریف [illegible] کو دن کے دس بجے سے لیکر [illegible] سید [illegible] حسین صاحب کی شب کی تقریر [illegible] کی [illegible] باوجود طول طویل [illegible] اہل علم دوست ان کی [illegible] مگر ایک بات آپ نے [illegible] مولوی صاحب [illegible] جو قادیانیوں کا اعلان [illegible] وقت مانگا تو قادیانیوں نے [illegible] اعتراض [illegible] کہ ۳ گھنٹے کی تقریر کا [illegible] جواب دیا جا سکتا ہے تو جواب ملا کہ ہم اپنے پروگرام [illegible] صاحب نے فرمایا کہ اچھا آپ اپنے اجلاس [illegible] کو اپنے جلسہ میں وقت دیتے ہیں [illegible] تبادلہ خیالات کے لئے دیئے جائیں گے

۲۱ [illegible] کی کارروائی

چنانچہ ۲۱ اکتوبر [illegible] دن کا جلسہ شروع ہوا اور [illegible] صاحب [illegible] اور توریت و انجیل سے حضرت محمد رسول [illegible] پیشگوئیاں پیش کرنا تھا۔ اس جامع اور مدلل و پر معنی [illegible] ہندوؤں پر بھی بہت اچھا ہوا

قادیانیوں کا [illegible]

اس کے بعد [illegible] کی طرف سے ایک رقعہ موصول ہوا کہ سید صاحب [illegible] جلسہ میں تبادلہ خیالات کیلئے وقت دینے کا [illegible] تحریری تصدیق کر دی جاوے جواباً ہماری طرف سے تحریر کیا گیا کہ مولوی غلام رسول صاحب تشریف لائیں تو ان کو وقت ضرور دیا جائیگا

قادیانیوں کی حرکت مذبوحی

شب کو جب ہم جلسہ گاہ میں پہنچے تو قادیانیوں کی طرف سے دوسرا رقعہ پہنچا جس میں تحریر تھا کہ ہم بجائے آٹھ بجے کے ۹ بجے آئیں گے اور تمہارے مولوی فاضل یعنی سید صاحب اگر مقابلہ میں ہم بھی ایک مولوی فاضل کو پیش کرینگے مولوی غلام رسول صاحب سے مقابلہ کرانا بے [illegible] جو گول آ رہے ہیں چونکہ یہ ان کی مذبوحی حرکت [illegible] اور رقعہ کو بھی نہایت تنگ وقت میں پہنچا تھا اور جلسہ کا وقت ہو گیا تھا اس لئے جواب دینا مناسب نہ سمجھا اور سید صاحب نے اپنی تقریر شروع کر دی جو دو گھنٹے تک جاری رہی دوران تقریر میں کوئی قادیانی نہ پہنچا۔

غیر احمدیوں کی شرارت

سید صاحب کی تقریر ختم ہونے کے قریب چند دشمنان حق (جو غیر احمدیوں میں سے تھے) نے جب دیکھا کہ سید صاحب موصوف کی تقریر کا پبلک پر کافی سے زیادہ اثر ہو رہا ہے تو وہ اضطرابی حالت میں [illegible] قادیانیوں کے پاس [illegible] ان کو شرمندہ کیا جس کے بعد قادیانی جماعت کے امیر چوہدری فضل الرحمٰن صاحب اپنے چند ہم خیالوں کو لیکر ہمارے جلسہ گاہ میں پہنچے اور اعتراضات کیلئے وقت طلب کرنے لگے۔ جس کے جواب میں صدر جلسہ نے [illegible] چونکہ سید صاحب نے مولوی غلام رسول صاحب کی تقریر کے جواب میں تقریر کی ہے اور انہیں کو تبادلہ خیالات کیلئے دعوت دی گئی تھی اور سید صاحب کی تقریر کا بیشتر حصہ انہیں سے جس کا تعلق مولوی غلام رسول صاحب سے [illegible] وہ بذات خود تشریف نہیں لائے میں معلوم انہوں نے کیوں اعتراض کیا اس لئے کسی اور شخص کو کوئی وقت نہ دیا جائیگا البتہ اگر مولوی صاحب موصوف اب بھی آ جائیں تو ہم اپنی وقت دینے کیلئے تیار ہیں گو شب کے دس بج چکے

قادیانیوں کی غیر شریفانہ حرکتیں

یہ جواب معقول سن کر قادیانیوں نے حسب عادت خوب شور اور شوغا مچایا۔ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے ہوئے اور اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے واپس چلے گئے مگر چند شریف اور معزز طبقہ کے افراد نے جب ان کی یہ حرکات مذبوحی دیکھیں۔ تو قادیانیوں پر بلند آواز سے اظہار نفرت بھی کیا اور یہ بھی کہا کہ اپنی شکست کے نعرہ بھی لگانے جاتے ہیں معلوم قادیانی اپنے اخبارات میں کیا کچھ تعلیاں کرینگے لیکن قصبہ سامانہ کی پبلک خوب واقف ہے

حضرت امیر ایداللہ بنصرہ کی آمد

۲۲ کو صبح آٹھ بجے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی آمد کا انتظار تھا احباب کو ہر دو جلسوں میں کہا جاتا تھا کہ حضرت ممدوح الشان بذریعہ کار سیدھے راقم الحروف کے غریب خانہ پر رونق افروز ہونگے کوئی صاحب استقبال کیلئے موٹر خانہ تشریف لیجا کر تکلیف نہ کریں۔ مگر پھر بھی بہت سے احباب ایک میل کے فاصلہ پر پیشوائی کے لئے پہنچ گئے بلکہ اہل اسلام میں کر بعض دوست بذریعہ سائیکل تین میل تک پہنچ گئے ۹ بجے کے قریب حضور ممدوح الشان [illegible] کار تشریف فرما ہوئے

احباب کا اجتماع

ممدوح کے ہمراہ مولوی دوست محمد صاحب کے علاوہ مکرم ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالوی ڈاکٹر محمد [illegible] صاحب شیخ عبدالرزاق صاحب بھی تھے اور جناب کے علاوہ افروز ہونے سے قبل محمد حسین خان صاحب تحصیلدار پنشنر شیخوپورہ حکیم محمد اجمل خان صاحب منصورپوری ملک محمد خان صاحب آنریری مجسٹریٹ سابق منشی کریم بخش صاحب سوری مرزا ظفر بیگ صاحب داروغہ آبکاری ریٹائرڈ بسی محمد اکبر خان صاحب رئیس گوجھی نظیر مکرم ماسٹر فتح محمد خان صاحب پٹیالہ وغیرہ وغیرہ بہت سے احباب حضور ممدوح الشان کی زیارت کیلئے تشریف لائے تھے اور قصبہ ہذا کے ہر محلہ کے معززین جناب ممدوح کے رونق افروز ہونے سے قبل راقم الحروف کے غریب خانہ پر جمع ہو گئے تھے ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک لوگ جوق در جوق ملاقات کیلئے آتے رہے اور جناب ممدوح نے مختلف مسائل پر گفتگو فرما کر احباب کو متمتع فرمایا۔

۲۲ اکتوبر کی کارروائی

۲۲ اکتوبر کو مولوی عمر الدین صاحب شملوی بھی دہلی سے ایک بجے کے قریب تشریف لے آئے تھے ظہر کے بعد کارروائی جلسہ شروع ہوئی اور مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے تقریر کی موصوف نے کفر و اسلام اور قادیانیوں کے مسئلہ تکفیر پر نہایت ہی سیر کن بحث ایک گھنٹہ تک فرمائی

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر

چونکہ مضافات کے کثیر التعداد اشخاص حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر سننے کے لئے آئے ہوئے تھے جو ساتھ کو منتظر بیٹھے تھے ان کی درخواست پر حضرت ممدوح نے قریب ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔ لوگوں کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا وہ کسی دوسرے عالم میں بیٹھے ہیں اور دلوں پر ایک عجیب روحانی اثر پڑ رہا تھا۔

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کا نکاح

تقریر کے بعد حضور ممدوح معہ تمام جماعت کے مستری محمد سلیمان صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے وہاں مستری صاحب موصوف کی صاحبزادی سے شیخ محمد یوسف صاحب کا نکاح بالعوض مبلغ پانصد روپیہ حق مہر پر پڑھا گیا خطبہ نکاح مولوی دوست محمد صاحب نے پڑھا آپ نے زن و شوہر کے حقوق و تعلقات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک عالمانہ تقریر فرمائی۔

حضرت امیر کی دوسری تقریر

۲۲ کی شب کو ۸ بجے جلسہ شروع ہوا جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک پر مغز تقریر فرمائی سامعین پر ایک عجیب محویت کا عالم طاری تھا جناب ممدوح الشان کی تقریر کا ایک ایک لفظ دل میں نقش ہوتا جاتا تھا اور سب کی حالت وجدانی نظر آتی تھی مجمع دو ہزار سے زیادہ تھا سامانہ جیسے چھوٹے قصبہ میں اس قدر کثیر التعداد لوگوں کا مجمع ایک مذہبی جلسہ میں ہونا حضرت ممدوح کی روحانی کشش کا بین ثبوت ہے حضرت ممدوح الشان نے اپنی تقریر دلپذیر میں سلسلہ عالیہ کے عقائد و خدمات کو پیش کر کے جملہ اہل اسلام کو خدمت دین کی دعوت دی تقریر کے بعد حضور ممدوح رات کو گیارہ بجے واپس پٹیالہ تشریف لے گئے۔

سلسلہ میں شمولیت

سامانہ میں چند احباب نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی

انتخاب اسمبلی کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا اعلان

مسلم کانفرنس کے امیدوار کو ووٹ دو

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل پر بصیرت مضمون اسوقت رقم فرمایا جبکہ ۲۰ راکتوبر کے پرچہ کی کاپیاں پریس میں پتھروں پر جم چکی تھیں اسلئے یہ فوراً اسلامی روزناموں کو بھیجدیا گیا تاکہ انتخاب اسمبلی سے قبل مسلمانوں کے مطالعہ میں آجائے پیغام صلح کا پیش نظر پرچہ اس وقت لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچیگا جبکہ اسمبلی کے انتخاب کا مرحلہ بڑی حد تک طے ہو چکا ہوگا اس لحاظ سے اس مضمون کی اشاعت بعد از وقت معلوم ہوتی ہے لیکن حضرت ممدوح نے اس بیش بہا مضمون میں بہت سی ایسی اصولی باتیں لکھی ہیں جو انتخاب کے بعد بھی مسلمانوں کے غور و خوض کی مستحق ہیں ان کی روشنی میں وہ مسلم کانفرنس اور مجلس احرار کا موازنہ کر کے اپنے لئے صحیح راہ منتخب کر سکتے ہیں۔ اس خیال کے ماتحت اسے درج اخبار کیا جا رہا ہے۔

(مدیر)

مئی گذشتہ میں ہمارے معزز دوست مسٹر خالد لطیف گابا نے اسمبلی میں جانے کیلئے ایک اشتہار پر میرے دستخط بھی لئے تھے۔ اور ہماری انجمن بھی ان کی مہاون تھی لیکن بعد میں چونکہ انہوں نے جماعت احرار کے ٹکٹ پر جانا پسند کیا جس نے سیاسی امور میں عامہ اسلامی رائے سے علیحدہ اپنا مسلک قرار دیا ہے اور جو مسلمانوں کے اتحاد کو جو مسلم کانفرنس کے رنگ میں پیدا ہوا توڑنا چاہتی ہے اس لئے ہماری انجمن نے دوبارہ اس معاملہ پر غور کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس وقت مقابلہ حاجی رحیم بخش اور مسٹر خالد لطیف گابا کا نہیں بلکہ مسلم کانفرنس اور احرار کا ہے اس لئے بوجوہ ذیل حاجی رحیم بخش صاحب اس بات کے حقدار ہیں کہ ووٹ انہی کو دیئے جائیں۔

(۱) مسلم کانفرنس ہندوستان کے مسلمانوں کی مجموعی رائے کی نمائندہ جماعت ہے احرار پارٹی ایک چھوٹا سا گروہ ہے جس نے جمہور اسلام سے الگ سیاسی راہ اختیار کی ہے۔

(۲) مسلم کانفرنس سارے ہندوستان پر پھیلی ہوئی جماعت ہے اور ملک کا کوئی حصہ یا اسلامی قوم کا کوئی عنصر نہیں جس کے نمائندے اس میں نہ ہوں احرار پارٹی صرف پنجاب کے چند شہروں تک اور ان میں بھی مسلم پبلک کے ایک خاص حصے تک محدود ہے۔

(۳) مسلم کانفرنس محض اس لئے وجود میں آئی کہ اسلامی حقوق جن کو ہندو سبھا اور کانگریس مل کر پامال کرنا چاہتی تھیں ان کی حفاظت کرے اور ہندوؤں کی مجموعی رائے کو پیش کر کے اسلامی حقوق کی حفاظت کیلئے ہندو سبھا اور کانگریس کا مقابلہ کرے احرار پارٹی اصل میں کانگریسی مسلمانوں کا ایک جزو ہے جو محض اس لئے وجود میں آئی کہ کانگریس کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خاص مطالبات کو کمزور کرے

(۴) مسلم کانفرنس لگاتار چھ سال سے اسلامی حقوق کی حفاظت کا کام کر رہی ہے اور اپنی جد و جہد سے کچھ حصہ ان حقوق کا محفوظ کر چکی ہے اور بقیہ کے لئے اپنی مجموعی قوت سے کوشاں ہے احرار پارٹی نے نہرو رپورٹ کو منظور کر لیا تھا اور اگر اس پارٹی میں کافی قوت ہوتی تو آج سارے اسلامی حقوق پامال ہو چکے ہوتے۔

(۵) مسلم کانفرنس کی آواز کی وقعت ارباب حکومت، انگلستان اور برٹش پارلیمنٹ تک کے دلوں میں ہے احرار کی آواز صرف ہندوستان کے ایک چھوٹے سے گوشے میں محدود ہے اور ہندوستان سے باہر اس پارٹی کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ .... اس سے زیادہ کانگریسی مسلمانوں کی آواز کو وقعت حاصل ہے۔

(۶) مسلم کانفرنس ایک اصول کی پابند ہے اور اس کے سامنے ایک معین اور فیصلہ شدہ پروگرام ہے جس کے پیچھے سارے اسلامی ہندوستان کی آواز ہے اور اس پروگرام سے وہ ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتی اور وہ اس بات کی ذمہ دار ہے کہ اپنی ساری جد و جہد اس غرض کو حاصل کرنے کیلئے صرف کرے۔ احرار پارٹی کا کوئی پروگرام نہیں اور اس کے لیڈر عین وقت پر جدھر چاہتے ہیں جھک جاتے ہیں اس لئے وہ نہ کسی اصول کے پابند ہیں اور نہ ان کی کوئی خاص ذمہ داری رائے دہندگان کے سامنے ہے

(۷) مسلم کانفرنس کے لیڈر وہ لوگ ہیں جن پر نہ صرف سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو اعتماد ہے (جیسے سر آغا خاں، سر فضل حسین وغیرہ) بلکہ جن کو اس وقت ہندو اور انگریز بھی مسلمانوں کے مسلم لیڈر مانتے ہیں۔ احرار پارٹی کے لیڈر عموماً وہ لوگ ہیں جو صرف وقتی طور پر پبلک کے جذبات کو ابھار سکتے ہیں جن کو ہندوستان کے باقی مسلمان بھی نہیں جانتے اور جن کو غیروں کی نگاہوں میں کوئی وقعت حاصل نہیں۔

(۸) مسلم کانفرنس ایک خود غرض کرنے والی جماعت ہے جس نے اپنی دانشمندی سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو متحد کر کے مستقل طور پر اپنے ساتھ کر لیا ہے احرار پارٹی صرف جذبات کو ابھار کر عوام الناس کے دلوں میں ایک جوش پیدا کرنیوالی جماعت ہے اور اس لئے یہ پارٹی آج تک کوئی اپنا مستقل پروگرام بھی نہیں بنا سکی نہ مسلمان پبلک کو یہ بتا سکتی ہے کہ اس کے سامنے کیا مقصد ہے اور وہ کیوں مسلم کانفرنس سے الگ ہوئی ہے۔

(۹) مسلم کانفرنس ہندوستان کے مسلمانوں کی متحدہ آواز ہے احرار پارٹی اس اتحاد کو توڑنے اور مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے کے درپے ہے۔

(۱۰) مسلم کانفرنس نے اس وقت تک اپنی کوششوں سے بیش بہا تعمیری کام کر دکھایا ہے احرار پارٹی کا سارا کام اس وقت تک تخریبی رہا ہے۔

(۱۱) مسلم کانفرنس مسلمانوں کی آواز کو آگے پہنچا کر ہندوستان کے مسلمانوں کا پورا اعتماد حاصل کر چکی ہے احرار پارٹی کئی موقعوں پر غیروں کا آلہ کار بن چکی ہے اس لئے اس پر اعتماد کرنا اسلامی فوائد کیلئے خطرناک ہے۔

(۱۲) اگر مسلمان کانفرنس کے نمائندہ کو ووٹ دینگے تو مسلمانان ہند کی نمائندگی میں ایک نمائندہ کا اضافہ ہوگا اور ہندو مہاسبھا اور ہندو نیشنل پارٹی اور ہندو کانگریس کے مقابلہ میں ایک ایک آدمی کی ضرورت اسلامی فوائد کی حفاظت کیلئے ہے اگر احرار کے نمائندہ کو ووٹ دینگے تو سارے ہندوستان میں احرار کا صرف ایک نمائندہ چلا جائیگا جس سے مسلم کانفرنس تو بیشک کمزور ہو جائیگی لیکن احرار کو بھی صرف ایک نمائندہ بھیجکر کچھ قوت حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۱۳) ہندو جماعتوں اور ہندو اخبارات کی یہ کوشش ہے۔ کہ مسلم کانفرنس کی آواز کو کمزور کیا جائے اگر مسلمان مسلم کانفرنس کے نمائندے کو چھوڑ کر احرار کے نمائندے کو رائے دینگے تو وہ عملاً ان لوگوں کا ساتھ دینگے جو مسلم کانفرنس کی آواز کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔

(۱۴) اگر مسلم کانفرنس کی آواز کمزور ہو گئی تو مذکورہ بالا ہندو جماعتیں یہ کہہ سکیں گی کہ چونکہ وزیر اعظم برطانیہ کا ایوارڈ مسلم کانفرنس کے مطالبات پر قائم ہے اس لئے ایوارڈ اب قائم نہیں رہ سکتا اور اس وقت تک جبکہ ایوارڈ از سر نو معرض بحث میں آیا ہوا ہے اور گورنمنٹ ہند اس کے متعلق مقامی گورنمنٹوں کی رائے طلب کر رہی ہے مسلم کانفرنس کی آواز کو کمزور کرنا ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔

غسل خانہ میں اموات

غسلخانہ میں موت کی وارداتیں اکثر ہوتی رہتی ہیں لیکن عامۃ الناس ان کے اسباب سے بالعموم ناواقف ہوتے ہیں۔ غسل خانوں کو گرم کرنے کے لئے عام طور پر کوئلہ جلایا جاتا ہے یا بجلی کی روشنی سے کام لیا جاتا ہے ان ہر دو اسباب سے اکثر موتیں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ کوئلہ کی گیس کو خارج کرنے کیلئے جب کوئی راستہ نہ ملے تو وہ غسل خانہ میں بند ہو جاتی ہے اور نہانے والا اگر جلد یا ہر نکل جائے تو دم گھٹ کر رہ جاتا ہے۔ یہ عام طور پر معلوم نہیں کہ اگر گیلے ہاتھوں سے بجلی کا بٹن دبایا جائے تو دبانے والے کے جسم کو ایک سخت برقی صدمہ محسوس ہوتا ہے جس سے وہ بیہوش ہو جاتا ہے۔ اگر صدمہ زیادہ سخت ہو تو ہلاک ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات غسلخانہ کے درجۂ حرارت میں یکبارگی کمی بیشی بھی بیہوشی یا موت کا باعث بنجاتی ہے جن لوگوں کو ضعف دل کا عارضہ ہو یا جن کے خون کا دباؤ زیادہ ہو وہ حرارت کی کمی بیشی سے جلد اثر پذیر ہوتے ہیں۔ مؤخر الذکر صورت میں ہلاکت سے بچنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ غسلخانہ میں ہوا کی آمد و رفت کے لئے روشندان رکھے جائیں یا اگر موسم اجازت دے تو غسلخانہ کا دروازہ کھلا رکھا جائے۔ اگر غسلخانہ کو کوئلہ سے گرم کرنا ہو تو انگیٹھی میں جبتک کوئلے بالکل سرخ نہ ہو جائیں اسکو غسلخانہ کے اندر نہ رکھا جائے۔ اور اگر انگیٹھی دیوار میں موجود ہو تو گیس کے خارج ہونے کی راہ کھلی رہنی جائے۔ بجلی کی رو کے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ نہانے والا بھیگے ہوئے فرش پر ننگے پاؤں کھڑا ہے اور وہ تر ہاتھوں سے بٹن کو دباتا یا بجلی کے تار وغیرہ کو چھوتا ہے۔ تو وہ خود موت کو دعوت دیتا ہے۔ سب سے بہتر ترکیب یہ ہے کہ پانی غسلخانہ میں باہر سے گرم کر کے لایا جائے اور اگر غسلخانہ کا مقدمہ ہی گرم کرنا ہو تو غایت درجہ کی احتیاط سے کام لیا جائے۔ غسلخانہ میں روشندان چھت کے قریب اور اگر ممکن ہو تو ایک فرش کے قریب بھی ہونا چاہیئے۔ بجلی کے سامان کو کسی حالت میں بھی گیلے ہاتھوں سے نہیں چھونا چاہیئے۔ اور غسل خانہ کی حرارت کو نہاتے وقت یکساں رکھنا چاہیئے اگر ان تدابیر پر عمل کیا جائیگا تو غسلخانہ میں موت کی وارداتیں بہت ہی کم ہو جائیں گی۔

(از محکمہ اطلاعات)

جناب منیر احمد صاحب انصاری

جناب حبیب الرحمٰن صاحب صادق ۲۰ راکتوبر کو بمبئی سے تحریر فرماتے ہیں۔ جناب منیر احمد انصاری جو اعظم گڈھ کے رہنے والے ہیں۔ مولانا شبلی مرحوم کے رشتہ دار اور ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بچپن ہی میں والد کے فوت ہونے کی وجہ سے ہر سہ بھائی اور تمام عزیز اقارب تقریباً بارہ سال ہوگئے کلکتہ چلے آئے کیونکہ ان کے دادا صاحب نے جائداد میں حصہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں انہوں نے ایک موٹر ورکس کھولا جو اعلےٰ پیمانہ پر چلتا ہے۔ لاریاں، موٹریں وغیرہ سب موجود ہیں یہ صاحب سب سے چھوٹے بھائی ہیں اسلام اور مسلم قوم کی ہمدردی آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے بمبئی کے مسلمانوں میں نہایت ہر دلعزیز ہو گئے۔ مختلف انجمنیں قائم کیں اپنی جیب سے روپیہ خرچ کیا۔ آخر قادیانیوں نے جب اس قسم کا صالح نیک اور مالدار نوجوان دیکھا تو تبلیغ شروع کی ان کے ذریعہ ہی ان کو ہمارے سلسلہ کا علم ہوا۔ بجائے تمام مسلمانوں کی تکفیر اور اجرائے نبوت ماننے کے آپ ہمارے سلسلہ میں شامل ہو گئے اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ قدرت خدا کی دیکھیئے۔ کہ وہی دادا صاحب اب بمبئی آئے۔ تمام جائداد میں ان کو شریک کیا اور باوجود سب سے چھوٹا ہونے کے آپ کو ہی متولی قرار دیا۔ صاحب موصوف نہایت نیک اور صالح سچے مسلم ہیں۔ انشاء اللہ کل وہ اور میں مولانا ابو الکلام آزاد

ادبیات

خطاب بہ لدر

(از جناب عاصم)

قارئین کرام ہمارے نہایت ہی محترم و عزیز دوست جناب عاصم سے بخوبی واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت ہی بلند اخلاق اور اعلیٰ دل و دماغ کے ساتھ شعر و سخن کا بہت ہی پاکیزہ مذاق عطا فرمایا ہے۔ آپ کشمیر تشریف لے گئے تو وہاں کے مشہور نالہ لدر کے نظارہ نے آپ کی شاعرانہ اور درد مند طبیعت پر خاص اثر کیا جس کا نتیجہ مندرجہ ذیل قیمتی اور موثر اشعار ہیں۔ ہم بے حد ممنون ہیں کہ موصوف نے ہماری درخواست پر ان کی اشاعت کا فخر "پیغام صلح" کو بخشا۔ امید ہے کہ آپ آئندہ بھی اپنے اس قومی اخبار کو فراموش نہ کرینگے۔ (مسلمین)

پہلگام (کشمیر) کا نالہ لدر اپنی ہنگامہ خیزیوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ آہ! اسے اپنے فرض کا کس قدر احساس ہے نہ دن دیکھتا ہے نہ رات، نہ سردی کا خیال اور نہ گرمی کا۔ ایک طرف سے آرہا ہے اور دوسری طرف بہے جا رہا ہے۔ لدر کی ہنگامہ خیزیوں سے جو اثرات مجھے حاصل ہوئے تھے ایسے نہ تھے کہ قلم سے ٹپکے بغیر رہتے۔ ٹپکے در آخر ٹپکے (عاصم)

کس کی فرقت میں اے لدر تو اسقدر بےچین ہے؟ — رات دن تیری زباں پر شور ہے اور بین ہے
کس طرف سے آرہا ہے اور کدھر جاتا ہے تو — پیچ و تاب اتنے بھلا کس واسطے کھاتا ہے تو
تیری نظروں میں ہریجن اور برہمن ایک ہیں — دونوں اچھوت کے ہیں بندے اور سر شریک ہیں
امتیاز مذہب و ملت نہیں تجھ میں کہیں — فرق مزدوری و سرمایہ کا ٹھنتا ہے یہیں
تیری آغوشیں کھلی ہیں نیک اور بد کیلئے — فرق کالے اور گورے کا نہیں تیرے لئے
تیری لہریں کر رہی ہیں اک جہاں کو شادکام — اس تیری وسعت خیالی پر مرے لاکھوں سلام
مذہب و ملت کے جھگڑوں میں پھنسا رہتا ہوں میں — دل میں کچھ رکھتا ہوں میں اور منہ سے کچھ کہتا ہوں میں
بھائیوں کے خوں سے میری خنجریں خونبار ہیں — کیا یہی انسان ہونے کے ہی آثار ہیں؟
ہے ادائے فرض میں تو اے لدر اپنی نظیر — تیری بس اک اس ادا پر ہیں فدا برنا و پیر
روح افزا ہوتے ہیں نغموں کا تیرے کس قدر — مجھکو بھی ایسی ذرا موسیقی سکھا دے اے لدر
ایک ہنگامہ سا برپا ہے تیرے اس شور سے — رات دن کیا یہ رہے تو اسی ہی زور سے؟
زندگی کیا ہے یہی ہنگامہ آرائی تو ہے — ورنہ خاموش زندگی اک دشت پیمائی تو ہے
آرہی ہے تیرے نغموں سے ہو الحق کی صدا — منکشف راز حقیقت تجھ پہ کیسے ہو گیا؟
کہہ رہے ہیں تیرے نغمے مجھ کو بےچین اے لدر — رات دن اس سوچ میں رہتا ہوں میں جاؤں کدھر
ابتدا میری ہے کیا؟ اور کیا میرا انجام ہے؟ — مقصد تخلیق کیا ہے؟ یاں میرا کیا کام ہے؟
منزل مقصود کا بھی کچھ پتہ ملتا نہیں — پاؤں دلدل میں کچھ ایسا پھنس گیا ہلتا نہیں
تجھ سے پاتا ہوں نشاں کچھ منزل مقصود کا — پر مداوا کیا ہے میری دانش محدود کا
ہیں نمایاں تجھ میں قدرت کی کرشمہ سازیاں — اے لدر مجھکو نہ بھولیں گی تیری فیاضیاں
تیری لہریں دیتی ہیں دور تسلسل کا پتا — کتنے شاہنشاہ تیری نظروں سے گذرے ہیں بتا؟
دیکھتی ان کی جو تھیں وہ سب فسانہ ہو گئیں — بستیاں آئیں ہزاروں اور روانہ ہو گئیں
اب بھی پھرتی ہیں جو ساحل پر تیرے نازش کناں — خاک میں ہو جائیں گی یہ صورتیں ہی سب نہاں

ان میں جو ظالم ہے اُسکے ظلم کو مٹ جائینگے — نام بد اُن کے مگر باقی یہیں رہ جائینگے
بےمثل شخصیتیں بھی ایک دن مرجائیں گی — ثبت اپنے نقش لوح دھر پر کر جائینگی
موت بھی ان کی حیات جاوداں کہلائیگی — یاد ان کی ان کے مرنے پر بھی ہر دم آئیگی
موت اس کی ہے کہ جس کی موت ہو عالم کی موت — ورنہ ویسے موت تو ہے ایک ظالم کی بھی موت
ایک وہ ہیں جنکو جسم و جاں بہم رکھنا محال — ایک لاکھوں کے اڑا دینے میں رکھتے ہیں کمال
صورتیں ایسی بھی آئیں گی نظر ہم کو یہیں — مانگتی ہیں موت ان کو موت بھی ملتی نہیں
کس کا ذمہ وار یہ انساں نما حیوان ہے — سچ تو یہ ہے بدتر از حیوان یہ انسان ہے
یہ بھی کیا جینا کہ یہ بار زمیں بنکر جئے — اپنی ہی خاطر یہاں بیٹھے اٹھے کھائے پئے
اشرف المخلوق ہونے پر ہی اس کو ناز ہے — اس کی ناکامی کا سچ پوچھو یہی آغاز ہے
لیس للانسان الا ما سعٰی کو یاد کر — اس خراب آباد کو بہر خدا آباد کر
اے لدر تیری عنایت میں نہیں کچھ بھی کلام — تیری آغوشیں کھلی ہیں از برائے خاص و عام
جی میں آتا ہے کہ میں تجھ سے لپٹ جاؤں یہیں — تیری موجیں مجھ کو پہنچا دینگی بالآخر کہیں
خودکشی دنیا اسے سمجھے گی پر یہ خودکشی — اس سے بہتر ہے کہ دنیا خود ہی سمجھیں عین ہی
میرے یوں مٹنے میں، دنیا کچھ تو مقصد ہے مرا — تیرے یوں جینے میں کچھ بھی تو نہیں مقصد ترا
اے لدر بس تو ہی وقف خدمت انسان ہے — آہ وہ انسان جو خود بدتر از حیوان ہے
راز جو قدرت کا تو قدرت تیری ہمراز ہے — کامیابی کا تیری بس ایک یہ ہی راز ہے
رو رہا ہے تو غریبوں کے غم و آلام پر — ان کی فاقہ مستیوں اور گردش ایام پر
وادیاں تیری لدر کچھ شک نہیں ہیں پُر فضا — پر مقابل غربت و ذلت کے ہیں یاں جانگزا
دیکھنا چاہے کوئی جنت کو دوزخ میں اگر — دیکھ لے وہ وادیاں آکر تمہاری اے لدر
دست قدرت نے اگر تجھکو بنایا تھا بہشت — ڈالنا دوزخ میں تجھ کو کیا ہے انسانی سرشت
غلبۂ حق باشد و ظلم و ستم برکندہ باد — اے صدائے حق بدوران جہاں پائندہ باد

دیکھ کر ان وادیوں کو سخت گھبراتا ہوں میں — اپنے دل میں ایک طوفاں خون کا پاتا ہوں میں
خون دل پیتا ہوں میں لخت جگر کھاتا ہوں میں — آج ہی یہ تیرے ساحل چھوڑ کر جاتا ہوں میں

دامنوں میں جنکے ہو رنج و مصائب کا قیام
آ وہیں سے ادا ہو لا کہ اے لدر میرا اسلام

(غیر مطبوعہ) — (خاص برائے پیغام صلح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ یوم شنبہ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ نمبر ۶۸

مسئلہ گاؤکشی

برادران وطن سے چند باتیں

ہندوؤں کی تنگ دلی اور تعصب نے مسئلہ گاؤکشی کو ہندوستان کے لئے بہت بڑی بدنصیبی اور مصیبت بنادیا ہے اس بدنصیبی کو خوش نصیبی سے بدلنے اور اس مصیبت کو ملک کے سر سے دور کرنے کی واحد صورت یہی ہے کہ ہمارے ہندو بھائی تنگ دلی اور تعصب کو چھوڑ دیں۔ اس موضوع پر بیشمار مرتبہ لکھا جاچکا ہے لیکن گذشتہ دنوں ریاست مانگرول کے خلاف بعض آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں نے جو غیر شریفانہ ہنگامہ برپا کیا تھا اس کے پیش نظر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند اہم باتوں کا اعادہ کر دیا جائے۔

ہندو گائے کو جو کچھ سمجھتے ہیں وہ ہمیں اور ہر ایک مسلمان کو معلوم ہے جب تک ان میں جہالت موجود ہے وہ اپنے خیالات کو نہیں بدل سکتے۔ گائے کے متعلق ان کے خیالات کو نہایت غلط اور خلاف انسانیت سمجھنے کے باوجود ہم ان کے توہمات کی رعایت کرنے کو تیار ہیں کیونکہ اسلامی رواداری کا تقاضا یہی ہے لیکن ہمارے ان گم کردہ راہ بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان ہندوؤں کا دل دکھانے یا ان کے مذہبی جذبات کو صدمہ پہنچانے کیلئے گاؤکشی نہیں کرتا۔ اگر ہمارے بھائی غلط خیالات کے زیر اثر خواہ مخواہ اپنا دل دکھائیں۔ یا طیش میں آجائیں تو اس کا کسی کے پاس کوئی علاج نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ گوشت مسلمانوں کیلئے ایک ضروری غذا ہے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت غریب ہے ساہوکاروں کے مظالم نے ان کو اس حد تک مفلس کر دیا ہے کہ وہ بکری اور بھیڑ کا گوشت نہیں خرید سکتے اس لئے وہ مجبوراً گائے کا گوشت کھاتے ہیں اگر دنیا میں کوئی ایسی احمق جماعت پیدا ہو جائے جسکو سبزیوں اور پھلوں کے کھانے سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے ہمارے مذہبی جذبات کو صدمہ پہنچتا ہے تو کیا ہندو اس کے کہنے پر سبزیاں اور پھل کھانا چھوڑ دینگے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس بیہودہ مطالبے کو نہایت نفرت سے ٹھکرا دینگے انہیں سوچنا چاہیئے کہ وہ خود اسی قسم کا مطالبہ مسلمانوں سے کر رہے ہیں ہندو مہاجنوں اور ساہوکاروں نے سود در سود اور طرح طرح کی چالاکیوں سے مسلمانوں کی جائیدادیں چھین لیں، ان کی تجارت پر قبضہ کر لیا۔ انہیں مفلس اور قلاش بنا دیا۔ آج یہ بدنصیب انتہائی مجبوری کی حالت میں گائے کا گوشت کھاتے ہیں تو ہندو نہایت بے انصافی سے شور مچاتے ہیں، کہ ہمارے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگتی ہے اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے؟ ہندوؤں کے مذہبی جذبات بھی عجیب ہیں اگر انگریزی چھاؤنیوں میں ہر روز ہزاروں گائیں کٹ جائیں تو ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی بلکہ ہندو خود اس سلسلے میں مختلف ٹھیکے لیتے ہیں لیکن مانگرول کے مذبح میں ایک راس روزانہ ذبح ہو تو فوراً شور مچ جاتا ہے آخر ہندوؤں کو سوچنا چاہیئے کہ وہ جو کچھ کہہ اور کر رہے ہیں اس میں کہاں تک معقولیت دیانت اور شرافت ہے؟

ہندوؤں کے لئے صحیح راہ یہ ہے کہ وہ موجودہ غلط اور اشتعال انگیز طریق کو چھوڑ کر اول تو بکری اور بھیڑ کے گوشت کو ارزاں کرنے کی انتہائی کوشش کریں گئوشالوں پر روپیہ برباد کرنے کی بجائے بکریوں اور بھیڑوں کی پرورش کا انتظام کریں دوسرے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کی بجائے تمام طول وعرض ہند میں جس میں دیسی اور انگریزی علاقے سب شامل ہیں مسلمانوں کو ذبح بقر کی کھلی اجازت دیدیں مسلمان ان کے توہمات کی اس قدر رعایت کرنے کو تیار ہیں کہ گائے کے مذبح پردہ دار اور ہندو محلوں سے دور رہیں اور گوشت حتی الامکان ان کی نظروں سے پوشیدہ رکھا جائے آج کل بھی بالعموم اس پر عمل ہوتا ہے۔ جانوروں کے لئے انسانوں کو مارنا یا ان کو قتل کر دینا بہت ہی برا فعل ہے

یوم تکفیر

قادیانی دوستوں کی خدمت میں جب یہ عرض کی جاتی ہے کہ جناب خلیفہ قادیان کا ایجاد کردہ مسئلہ "تکفیر المسلمین" قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کے خلاف ہے اس سے اسلام اور سلسلہ احمدیہ کو شدید نقصان پہنچنے کے علاوہ خود قادیانیوں کی بھی سبکی ہوتی ہے تو "الفضل" فوراً ناراض ہو کر لکھنا شروع کر دیتا ہے کہ نہیں تم غلط کہتے ہو بلکہ تو مسلمانوں کو کافر کہنے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور نہ ہماری کسی قسم کی سبکی ہوتی ہے بالفاظ دیگر مسلمانوں کو کافر بنا کر ہمیں بے حد فائدہ ہو رہا ہے اور ان میں ہماری عزت بڑھ رہی ہے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ دیکھو جماعت لاہور مسئلہ تکفیر کی مخالف ہے لیکن اس کے مقابلہ میں ہماری تعداد بہت زیادہ ترقی کر رہی ہے اس کے متعلق ہم عرض کر چکے ہیں۔ کہ اگر جماعت قادیان کی ترقی تعداد "تکفیر المسلمین کے ہی طفیل" کا کرشمہ ہے تو پھر مسلمانوں کو کھلے طور سے کیوں نہیں کافر کہا جاتا؟ سیاسی مسلمان اور سیاسی "اتحاد اسلامی" کی اصطلاحیں کس لئے وضع فرمائی جارہی ہیں۔ امید ہے کہ ہماری اس گذارش پر معاصر "الفضل" اور جناب خلیفہ قادیان خوب ٹھنڈے دل سے غور کر رہے ہونگے۔ کیونکہ یہ بات ان کی جماعت کی ترقی کے متعلق ہے اس سلسلہ میں ہم ایک اور تجویز پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب ایک "یوم تکفیر" مقرر فرمائیں اور اپنے مریدوں کو حکم دیں کہ اس روز مسلمانوں کے گھروں پر جا جا کر ان کو کافر کہو اور اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور دوستوں کو خطوط اور ایسا لٹریچر بھیجو جس میں ان کو نہایت واضح طور پر کافر لکھا گیا ہو۔ آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ کی مشہور و معروف عبارت اور اس قسم کی دوسری تحریریں پوسٹروں کی شکل میں چھاپ کر ہر ایک شہر و قصبہ کے در و دیوار پر چسپاں کر دی جائیں۔ نیز قادیانی جماعتوں کے نام احکام جاری کر دیئے جائیں کہ اس روز غیر معمولی اہتمام سے جلسے منعقد کر کے مسلمانوں کو کافر کہا جائے۔ اگر ان باتوں پر پورا پورا عمل ہوا اس تو یقیناً ایک ہی روز میں جناب خلیفہ قادیان کے مریدوں میں لاکھوں نہیں تو ہزاروں کا اضافہ ضرور ہو جائے گا کیونکہ ان کے اخبار کا ارشاد ہے کہ مسئلہ تکفیر ہی ہماری ترقی تعداد و عزت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

گذشتہ ہفتہ احراریوں کے جلسہ میں جو لوگ شریک ہوئے ان میں سے اکثر قصبہ قادیان کے اندر بھی گئے یہ ایک نہایت اچھا موقع تھا۔ اگر قادیان کے گلی کوچوں میں قادیانی مبلغ اور ... تعینات کر دیئے جاتے جو ان لوگوں کو بار بار کافر کہتے ... طرح یقین ہے کہ وہ سب نہیں تو اکثر ضرور جناب خلیفہ صاحب کی بیعت کر کے جاتے۔ کیونکہ بقول "الفضل" "مسئلہ تکفیر" ... عزت قادیان کی ترقی تعداد و عزت کا ذریعہ ہے۔ خیر یہ ... موقع تو ہاتھ سے نکل گیا۔ اب ہر سال دو مرتبہ نہیں تو ایک مرتبہ ضرور "یوم تکفیر" منایا جایا کرے اس طرح "الفضل" کی دلیل کی صحت اور مسئلہ تکفیر کی خوبیاں خوب اچھی طرح ظاہر ہو جایا کریں گی۔

عطاء اللہ شاہ بخاری سے

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری جماعت احرار کے سرغنوں میں سے ہیں، اور اپنی بدزبانی، فسادپسندی، اتحاد شکنی اور دوسری گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے ملک میں کافی حد تک بدنام ہو چکے ہیں۔ مگر کچھ عرصہ سے ان کے متعلق بعض بہت ہی ناگفتہ بہ باتیں مشہور ہو رہی ہیں جو ان کے چال چلن سے تعلق رکھتی ہیں۔ گذشتہ سال ہمیں راولپنڈی سے ایک مطبوعہ تحریر موصول ہوئی جس کا عنوان "کرتوت بخاری" تھا۔ اس میں ان کے قیام راولپنڈی کا ایک واقعہ درج کر کے ان پر چند سنگین الزامات لگائے گئے تھے۔ اب معاصر "سیاست" نے اپنی ۳۰ اکتوبر کی اشاعت میں ان کے متعلق بعض ناگفتہ باتیں لکھی ہیں۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری حضرت مسیح موعود اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مجنونانہ وغیر شریفانہ مخالفت کی وجہ سے منشی ظفر علی صاحب اور اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح اخلاقی پستیوں میں گر چکے ہیں لیکن اس کے باوجود ہماری خواہش ہے کہ ان پر اس قسم کے جو الزامات عائد کئے جا رہے ہیں وہ صحیح نہ ہوں کیونکہ وہ بہت ہی اخلاق سوز اور شرمناک ہیں۔ اس لئے ہم بخاری صاحب کی خدمت میں درخواست کرینگے کہ وہ ان الزامات کے متعلق جلد از جلد اپنا بیان شائع کر کے پبلک کو مطمئن کریں اور اگر فی الحقیقت ان کے مخالفین کے بیانات غلط اور مبالغہ آمیز ہیں تو انہیں ضرور قانونی چارہ جوئی کر کے اپنے کیرکٹر کے دامن سے ان دھبوں کو دور کر دینا چاہیئے۔ اگر وہ بدستور خاموش رہے تو انکی خاموشی کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے جسے سب جانتے ہیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

ٹاٹا کمپنی اور بے روزگار مسلمان

شملہ میں اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس ختم ہونے کے بعد خاکسار مورخہ ۱۱ کو شملہ سے چلکر مورخہ ۱۳ کو بمبئی پہنچا اور ٹاٹا کمپنی کے ڈائرکٹر مسٹر آر۔ ایچ۔ پی۔ موڈی سے گفتگو شروع کی۔ کہ آپ اپنے معاہدہ کے مطابق جمشید پور کمپنی کے منیجر اور دیگر افسروں کے نام حکم جاری کریں کہ آئندہ جو جگہ ہو اس کے لئے اگر قابل اور لائق مسلمان ملیں، تو ان کو لیا جاوے انہوں نے وہاں خط و کتابت کی۔ وہاں سے کاغذات طلب کئے ہیں دوبارہ یکم اور ۸ نومبر کو گفتگو ہو گی اس کے بعد اخبارات میں اعلان کرایا جائیگا۔ ایک اعلان سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن کے نام ...

انت ولدی کا الہام

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اعتراض۔ جناب مرزا صاحب کے الہام انت ولدی کا کیا مفہوم ہے۔ کیا اس سے عیسائیوں پر کچھ اتمام حجت ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بھی مسیح کو ابن اللہ مانتے ہیں۔

جواب۔ حضرت مرزا صاحب کو "انت ولدی" کا کبھی الہام نہیں ہوا جس کے معنی ہیں تو میرا بیٹا ہے۔ البتہ ایک دفعہ یوں الہام ہوا تھا کہ انت منی بمنزلۃ ولدی۔ کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے بیٹا ہوتا ہے۔ ایک اور دفعہ یوں الہام ہوا تھا کہ انت بمنزلۃ اولادی کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے اولاد ہوتی ہے۔ ان دونوں الہاموں میں بمنزلہ کا لفظ صاف بتا رہا ہے کہ مراد یہاں مجاز اور استعارہ ہے نہ کہ حقیقت۔ خواہ مخواہ کا اعتراض کرنا جدا بات ہے اردو میں بھی بولتے ہیں کہ فلاں شخص بمنزلہ میرے بھائی کے ہے یا بیٹے کے ہے۔ سننے والا فوراً سمجھ جاتا ہے کہ وہ شخص حقیقی طور پر بولنے والے کا بھائی یا بیٹا نہیں۔ بلکہ بعض وجوہ سے شخص متکلم اسے اپنے بھائی یا بیٹے کی طرح سمجھتا ہے۔ ان دونوں الہاموں کی تشریح خود حضرت مرزا صاحب کے قلم سے نقل کر دیتا ہوں۔ جن میں یہ بھی بتا دیا ہے کہ یہ کلمہ آپ کی نسبت کیوں اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ پر الہام انت منی بمنزلہ ولدی کی حضرت مرزا صاحب یوں تشریح فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے۔ اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا ٹھیرا رکھا ہے۔ اس لئے مصلحت الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز کے لئے استعمال کرے۔ تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو وہ خدا بناتے ہیں اس امت میں بھی ایک ہے جس کی نسبت اس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔"

دافع البلا صفحہ ۶ پر حضرت مرزا صاحب "انت منی بمنزلہ اولادی" کی تشریح اپنے قلم سے یوں فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے۔ نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے۔۔۔ خدا کے اس کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ۔ اور اس کی کیفیت میں دخل نہ دو۔ اور حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ اور یقین رکھو۔ **کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے** تاہم متشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اس کے کلام میں پایا جاتا ہے پس اس سے بچو کہ متشابہات کی پیروی کرو اور ہلاک ہو جاؤ۔ اور میری نسبت بینات میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن۔"

پھر اسی الہام "انت منی بمنزلہ اولادی" کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب صفحہ ۱۴ تتمہ حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا میں فانی ہونے والے اطفال اللہ کہلاتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے۔ اور خدا بیٹوں سے پاک ہے۔ بلکہ اس لئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں اسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کر کے فرمایا گیا ہے۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا یعنی خدا کو ایسی محبت اور دلی جوش سے یاد کرو جیسا کہ بچہ اپنے باپ کو یاد کرتا ہے۔ اسی بنا پر ہر ایک قوم کی کتابوں میں آپ یا پتا کے نام سے خدا کو پکارا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو استعارہ کے رنگ میں ماں سے بھی ایک مشابہت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جیسے ماں اپنے پیٹ میں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کے پیارے بندے خدا تعالیٰ کی محبت کی گود میں پرورش پاتے ہیں۔ اور ایک گندی فطرت سے ایک پاک جسم انہیں ملتا ہے۔ سو اولیاء کو جو صوفی اطفال حق کہتے ہیں یہ صرف ایک استعارہ ہے ورنہ خدا اطفال سے پاک ہے اور لم یلد ولم یولد ہے۔"

حضرت مرزا صاحب نے جو صوفیوں کا محاورہ "اطفال حق" کا ذکر فرمایا ہے اس کا ایک حوالہ مثنوی مولانا روم سے عرض کرتا ہوں۔ دفتر سوم صفحہ ۱۳ پر مولانا روم فرماتے ہیں:۔

اولیا اطفال حق اند اے پسر ۔ در حضور و غیبت آگاہ باخبر
غائبی مندیش از نقصان شاں ۔ کو کشد کین از برائے جان شاں
گفت اطفال من اند ایں اولیاء ۔ در غریبی فرد از کار و کیا

اسی مقام ولایت کا بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۴ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ وہی مقام ہے جس پر پہنچ کر بعض سالکین نے لغزشیں کھائی ہیں اور شہودی پیوند کو وجودی پیوند کے رنگ میں سمجھ لیا۔ اس مقام میں جو اولیاء اللہ پہنچے ہیں یا جن کو اس میں سے کوئی گھونٹ میسر آ گیا ہے بعض اہل تصوف نے ان کا نام "اطفال اللہ" رکھ دیا ہے اس مناسبت سے کہ وہ لوگ صفات الٰہی کے کنار عاطفت میں بکلی جا پڑے ہیں۔ اور جیسے ایک شخص کا لڑکا اپنے حلیہ اور خط و خال میں کچھ اپنے باپ سے مناسبت رکھتا ہے ویسا ہی ان کو بھی ظلی طور پر بوجہ تخلق باخلاق اللہ خدا تعالیٰ کی صفات جمیلہ سے کچھ مناسبت پیدا ہو گئی ہے۔ ایسے نام اگرچہ کھلے کھلے طور پر بزبان شرع مستعمل نہیں ہیں مگر درحقیقت عارفوں نے قرآن کریم ہی سے اس کو استنباط کیا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو۔ جیسے تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اگر مجازی طور پر ان الفاظ کو بولنا منہیات شرع سے ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ ایسی طرز سے اپنے کلام کو منزہ رکھتا جس سے اطلاق کا جواز مستنبط ہو سکتا۔"

حضرت صاحب کی مذکورہ بالا اپنی تشریحات کے بعد کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہتی۔ صاف بتا دیا کہ اولیاء اللہ کے بارے میں استعارہ کے طور پر ایسے الفاظ استعمال ہوا کرتے ہیں اس سے عیسائیوں پر بھی اتمام حجت منظور تھی۔ کہ حضرت مسیحؑ کے متعلق بھی اسی طرح مجاز اور استعارہ کے طور پر "بیٹے" کا لفظ استعمال ہوا تھا جس کو وہ حقیقی معنوں میں لے کر راہ راست سے گمراہ ہو گئے۔

میاں سر فضل حسین بالقابہ کی مخالفت کی مذمت

انجمن نے اپنے ۲۶ر اکتوبر کے اجلاس میں مندرجہ ذیل قرار داد منظور کی:۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور احرار کانفرنس قادیان کی اس قرار داد کو جو میاں سر فضل حسین کے خلاف منظور ہوئی مذموم، غیر ذمہ دار، متکبرانہ سمجھتی ہے جو مٹھی بھر خود ساختہ مسلمان لیڈروں کی آواز ہے اور جناب میاں صاحب کی صحیح اور آزمودہ قیادت پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتی ہے۔ میاں صاحب ممدوح کی قیادت پر تمام مسلم سیاسی دماغ کے سواد اعظم کو اعتماد ہے۔ (سیکرٹری)

(بقیہ صفحہ ۸)

ظفر علی نہ کہو وہ تو مظلوم ظفر علی ہے۔ "ظالم مظلوم نما" تو دیکھے ہیں لوگ اپنی غلطی سے مظلوم ہی کہنا شروع کر دیتے ہیں لیکن منشی ظفر علی جیسے "ظالم ظالم نما" کو مظلوم کہنا احراری سرغنوں ہی کا کمال ہے میں تین اجلاسوں میں خود شریک ہوا۔ اور ان کی کاروائی سنی باقی اجلاسوں میں جو تقریریں ہوئیں اور جو جو قراردادیں منظور کی گئیں وہ میں نے قابل وثوق ذرائع سے معلوم کر لی ہیں جن کا ضروری خلاصہ پیش کر دیا جائیگا۔

نماز کا انتظام

احراریوں کے مقاصد کسی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں، تاہم انہیں اسلام کے خادم ہونے کا دعوےٰ ہے اور انہوں نے تبلیغ اسلام کے نام ہی سے اس کانفرنس کا ڈھونگ رچایا اس لئے یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جلسہ گاہ میں نماز کا کوئی انتظام نہ تھا۔ میں ظہر کے وقت وہیں موجود تھا کسی احراری سرغنے کو نماز نہیں پڑھتے دیکھا غالباً وہ اپنے آپ کو اس سے مستثنےٰ ہی سمجھتے ہوں۔ کیونکہ جو کچھ کر رہے ہیں وہی دین و دنیا میں ان کے لئے کافی ہے لیکن باقی لوگوں نے بھی نماز کی طرف توجہ نہیں دی جو نماز کے پابند تھے انہوں نے علیحدہ علیحدہ اپنی چھوٹی چھوٹی جماعتیں کرائیں اکٹھی جماعت نہیں ہوئی۔

ماہ رجب

ختم ہو رہا ہے ادائیگی زکوٰۃ کی طرف توجہ کریں

بے مثل ریفارمر

(از جناب بابو امیر چند صاحب جرنلسٹ۔ دہلی)

ایک جرمن فلاسفر کا قول ہے " انسان کا بہترین مطالعہ انسان ہے " کسی کی سوانح حیات پڑھ کر مجھے ایک خاص لطف شگفتگی اور تازگی نصیب ہوتی ہے، اور خصوصاً کامیاب انسان، بے مثل فاتح، رہبر قوم اور نڈر ریفارمر کے حالات زندگی پڑھنے سے انسان کے دل میں امنگوں کا سمندر موجزن ہوتا ہے، پست ہمت، بلند ہمت ہو جاتے ہیں۔ نامور اور ظفرمند، صاحب عزم و ہمت کے حالات زندگی پڑھنے سے ناکام ترین انسان بھی ترقی اور فتوحات کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ مجھے ایک گونہ عشق ہے سوانح حیات کے پڑھنے کا۔ خشک اور دور از کار مضامین اور بے مطلب فلسفہ کی باتیں پڑھنے سے میرا دل گھبراتا ہے۔ مجھے تاریخی کتب کے مطالعہ سے ایک راحت یا حظ نصیب ہوتا ہے۔ یہ راحت یا حظ میرے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ ناولوں خشک اور فضول کی بحث سے مطلب رکھنے والی کتابوں سے مجھے نفرت ہے میں نے یہ چند فقرے اسی وجہ سے لکھے ہیں کہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ میرا مطالعہ صرف سوانح حیات پر موقوف ہے، میں ہر بزرگ ہستی، ہر ریفارمر، ہر اوتار، ہر رسول اور ہر ایسے فاتح اور نامور انسان کے حالات زندگی مزے لے لے کر پڑھے ہیں، جس نے اپنے وقت میں انقلاب برپا کیا۔

میں اس مطالعہ کی بنا پر دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ

حضرت محمد صاحب نڈر ریفارمر تھے

اور ریفارمروں میں آپ کا درجہ بہت بلند ہے۔ میں نے اس پاک و برتر ہستی کے زندگی کے مختلف کارناموں پر اس سے پہلے بھی لکھا ہے جو وقتاً فوقتاً شائع ہوا تھا۔ حضورؐ نہ صرف ایک خاص شان کے حبیب خدا ہی تھے۔ بلکہ ایک خاص نرالی، انوکھی اور بے مثل سپرٹ کے رسول، مشنری، فاتح اور نہایت ہی انقلاب پسند طبیعت کے مالک بھی تھے۔ جو کامیابی حضورؐ کو اپنے ہی وقت میں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنی نصیب ہوئی وہ سوائے مہاتما بدھ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی، مگر مہاتما بدھ کی حالت میں ابتدائی تکالیف چھوڑ کر حالات موافق تھے یعنی اس وقت کی حکومت ان کے اصولوں پر ایمان لائی نتیجہ یہ ہوا کہ جو کام صدیوں میں ہوتا تھا مہینوں میں ہوا۔ مگر یہاں تو حالات ہی دگرگوں تھے، عرب کے لوگ جاہل، اکھڑ اور لڑاکو اور دنیا و مافیہا سے بے خبر تھے، چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے، ہر دم، ہر گھڑی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے کی جان کے لاگو ہو جاتے تھے۔ جہالت، توہم پرستی ان میں تھی، جنہوں نے مولانا حالیؔ کی مشہور زمانہ نظم مسدس حالی پڑھی ہے، وہ ان باتوں سے بخوبی آگاہ ہیں

جہاں میں حضورؐ کو بے مثل، نڈر ریفارمر سمجھتا ہوں، وہاں اس وقت کے عربوں کو بھی بے مثل جاہل قرار دیتا ہوں۔ . . . . . مگر حضورؐ کی ہمت اور عقل، معاملہ فہمی، اور ان تھک کوششوں کی داد دینی پڑتی ہے، کہ حضورؐ نے ان عربوں کو نہ صرف مہذب، خدا پرست ہی بنایا۔ بلکہ ایک عالم کو ان کا شرمندۂ احسان کر دیا۔ کیونکہ حضورؐ کی عنایت سے عرب تہذیب کا گہوارہ، علم و ہنر کا مخزن اور فتوحات کا مرکز اور علمبردار بن گیا۔ ناموافق حالات اور بے حد ناموافق حالات میں کام کرنا میدان مار لینا، اور جاہل و اکھڑ لوگوں کو اور عوام کو صحیح راستہ پر چلا دینا، ایک ایسا مشکل کام ہے جس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی مشاہیر عالم میں نہیں ملیگی۔

. . . . . جاہل، غیر مہذب، اکھڑ، اجڈ، توہم پرست، اور ابتدائے آفرینش سے بت پرست اہل عرب میں انقلاب عظیم حضورؐ کی کوشش سے واقع ہوا۔ اور وہ اس قدر مہذب اور توحید پرست، علم دوست ہو گئے کہ ایک عالم کو حیرت میں ڈال دیا۔ حضورؐ نے ریفارمز یعنی اصلاحات کا علم اس قدر بلند کیا کہ اس بیسویں صدی کی تیز طبیعتوں نے بھی اس بلند انسان کی شان میں گستاخی کرنے کی جرأت نہیں کی اور انہیں اصلاحات کے جھنڈے تلے جمع ہونے میں فخر سمجھتے ہیں۔ مذہبی معاملات اور خدا پرستی کے سلسلہ میں جہاں حضورؐ نے اصلاحات سے کام لیا ہے وہاں سوشل طور پر بھی حضورؐ نے اصلاحات کی تھیں۔ عورت کا درجہ حقوق ہمسایہ اقوام، آزادی، نکاح و طلاق کا مسئلہ۔ نان و نفقہ یعنی گزارہ، اور والد کی جائداد کا وارث ہونا وغیرہ ایسی بھاری اصلاحات ہیں جنہوں نے عورت کو (جسے دنیا کے لوگ پاؤں کی جوتی قرار دیتے ہیں) عزت و احترام کا مرکز بنا دیا ہے۔ کاروباری معاملات اور ایک دوسرے کی مدد امداد کے متعلق حضورؐ نے وہ اصول قایم کئے جنہیں اس زمانہ کے بولشوک اصول بھی نہیں پہنچ سکے۔ حضورؐ نے ان اصولوں سے صحیح معنوں میں دنیا میں بھائی بندی، اخوت اور مساوات کا چراغ ہدایت روشن کر دیا جس کی ایشیائی روشنی ابھی تک مغرب کی برقی روشنی کے مقابلہ پر زیادہ مرغوب ہے یعنی سود کا لینا حرام قرار دیدیا یہ ایک ایسی زبردست ریفارم تھی اور ہے جس کی بلندی پر نگاہ دوڑانے کے لئے جمہوریت اور مساوات کے پرستاروں کو ابھی بہت مدت اور انتظار میں رہنا ہوگا۔ اور اپنے ٹوپ سنبھال کر دیکھنا ہوگا (مغرب ٹوپ پہنتا ہے)

میں نے حضورؐ کی جاری کردہ ریفارمز، یعنی اصلاحات کے متعلق مختصراً عرض کر دیا۔ حضورؐ نے بطور ریفارمر کے وہ کام کیا جس کی مثال مشکل سے ملیگی۔ میں نے بہتیری کوشش کی کہ حضورؐ کے ہم پلہ کا نام بھی قارئین . . . کے پیش نظر کر دوں مگر یہ کہنا پڑتا ہے کہ مجھے ناکامی ہی ہوئی ہے میں نے حضورؐ کی مذہبی اصلاحات میں سے ایک یعنی توحید پرستی، سوشل اصلاحات میں سے ایک یعنی عورت کا درجہ، کاروباری اصلاحات میں سے ایک یعنی سود لینا حرام کو ہی پیش کیا ہے۔ جو جو اصلاحات حضورؐ کی کوششوں سے عرب اور عرب کے ذریعہ سے دنیا میں ہوئیں ان کی فہرست طویل ہے اور ان کا شمار، اس مضمون کو طویل کر دے گا۔

حکایت بود بے پایاں بہ خاموشی ادا کردم

گزشتہ جنگ عظیم کے نقصانات
مغربی تہذیب و سیاست کی تباہ کاریاں

سوئٹزرلینڈ کے ایک ماہر اعداد و شمار نے گزشتہ جنگ عظیم کے متعلق مستند اعداد و شمار جمع کر کے ان سے بعض نتائج نکالے ہیں جو درج ذیل ہیں۔ یہ نتائج دلچسپ ہونے کے ساتھ بے حد عبرت انگیز بھی ہیں اور مغربی تہذیب و سیاست کی ناکامی اور انسانیت دشمنی پر بخوبی روشنی ڈالتے ہیں۔ یورپ کے سیاست دان اور عیسائی پادری آج تک اسلامی جہاد اور قرون اولیٰ کی جنگوں پر معترض ہیں۔ حالانکہ وہ صرف انسانیت اور حق و صداقت کی حمایت میں لڑی گئی تھیں اور تاریخ گواہ ہے کہ ان کے نتائج نوع انسانی کیلئے نقصان رساں ہونے کی بجائے بے حد مفید و بابرکت ثابت ہوئے بخلاف اس کے جنگ عظیم جس کو مہذب یورپ کا شاہکار کہنا چاہیئے اولاد آدم کے لئے مالی و اخلاقی تباہی کا مستقل سرچشمہ بن گیا ہے۔

آجکل یورپ کا ہر ایک ملک، امریکہ اور ایشیا کی متعدد سلطنتیں زبردست جنگی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ حالات کے پیش نظر یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ مستقبل قریب میں جنگ ضرور ہوگی اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ جنگ عالمگیر اور ہمہ گیر ہوگی۔ اور ایسی حالت پیدا ہو جائیگی کہ دنیا کا غالباً کوئی ملک اس سے علیحدہ نہ رہ سکے گا۔ گزشتہ جنگ عظیم میں دنیا کا کثیر حصہ شریک نہ تھا اس کے باوجود اس قدر نقصان ہوا لہذا مندرجہ ذیل اعداد و شمار کی روشنی میں متوقع جنگ کی ہولناکیوں اور تباہ کاریوں کا اندازہ بآسانی کیا جا سکتا ہے۔

اعداد و شمار

ماہر موصوف رقمطراز ہے کہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء (زمانہ جنگ عظیم) تک . . . ایک کروڑ ۳۰ لاکھ جانباز سپاہیوں نے اپنی عزیز جانیں میدان جنگ کی نذر کر دیں۔ ان کے علاوہ ۲ کروڑ چالیس لاکھ وہ جانیں ہیں جو غرق شدہ جہازوں، گولہ باریوں اور بحری و بری محاصروں میں تلف ہوئیں۔ اگر ان سب لوگوں کو فوجی کوچ کے لئے دس دس آدمیوں کی قطار بنا کر، ہر دو سیکنڈ کے بعد نئی قطار بنائی جاتی تو مکمل صف آرائی کرنے میں ۱۶۲ دن رات خرچ ہوتے، اگر جنگ کے کل اخراجات کو مرنے والے سپاہیوں پر تقسیم کیا جائے تو ہر سپاہی کے حصہ میں ستر ہزار روپیہ آتے ہیں۔

اگر جنگ کرنے والے ممالک کے اخراجات جنگ ان ممالک کے باشندوں پر تقسیم کئے جائیں تو حسب ذیل ممالک کے ہر باشندے کو وہ رقم دینا پڑے جو ممالک کے نام کے سامنے لکھی ہوئی ہے۔

ملک	رقم
ممالک متحدہ امریکہ شمالی	۸۸۶ روپیہ
فرانس	۴۴۶۴ "
اطالیہ	۱۷۳۲ "
جرمنی	۳۲۰۰ "
ترکی	۲۶۰ "
انگلستان	۳۰۶۴ "
روس	۸۶۶ "
بلجیم	۸۶۶ "
آسٹریا	۲۵۹۸ "
بلغاریہ	۸۶۶ "

تباہی و بربادی کا اندازہ

جنگ کی تباہیوں اور بربادیوں کے سلسلہ میں مذکورہ بالا نقصانات کے علاوہ اگر شہروں کی تباہی کا اندازہ لگانا مقصود ہو تو فرانس کے شمالی حصہ میں سات لاکھ ۹۰ ہزار مکانات مسمار ہوئے۔ ۷۵ ہزار کلومیٹر سڑکیں خراب و خستہ ہوگئیں۔ اور ۲۲ ہزار کارخانے تباہ ہوئے۔

اگر آپ یہ اندازہ لگانا چاہتے ہیں کہ جنگ عظیم کی کل قیمت کیا تھی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے آج تک یعنی تقریباً دو ہزار برسوں کو گھنٹوں میں تقسیم کرو اور ان بیشمار گھنٹوں کے ہر سکنڈ میں ۸ ہزار روپیہ خرچ کرو، تو آپ اتنا روپیہ خرچ کر دیں گے جتنا کہ جنگ عظیم میں خرچ ہوا ہے۔ یورپ اپنی ایک سو سال کی کمائی گزشتہ جنگ میں یعنی صرف ۴ برس کے اندر صرف کر چکا ہے۔

دیگر نقصانات

جو روپیہ اس جنگ میں خرچ ہوا وہ اس قدر کافی تھا کہ اس سے امریکہ، کنیڈا، آسٹریلیا، برطانیہ عظمی، فرانس، بلجیم، جرمنی اور روس کے ہر خاندان کو دو ایکڑ زمین اور دس ہزار ۸ سو پچیس روپیہ کی قیمت کا ایک مکان جس میں ۵۱۹۶ روپیہ کا ساز و سامان ہوتا دیا جا سکتا تھا، علاوہ ازیں ہر بیس ہزار کنبوں کے لئے ایک یونیورسٹی، ایک شفاخانہ، لازمی مدارس علم، طبیب اور ان کی تنخواہیں مہیا کیجا سکتی تھیں۔ کام کے لحاظ سے جو نقصان پہنچا۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے تصور کیجئے کہ دس لاکھ آدمی آٹھ گھنٹہ روزانہ کام کرتے ہوئے

خبریں

ہندوستان

—— بمبئی ۲۹ اکتوبر۔ کانگریس کا اجلاس ختم ہوگیا ہے تقریباً تمام لیڈر چلے گئے ہیں گاندھی جی نے کانگریس سے قطع تعلق کر لیا ہے۔

—— بمبئی ۲۹ اکتوبر گاندھی جی واردھا چلے گئے ہیں وہاں ایک ماہ قیام کرنے کے بعد آپ آئندہ پروگرام مرتب کرینگے۔

—— مسٹر کملا نہرو کو اب نمایاں افاقہ ہے۔

—— کانگریسی حلقوں میں اس افواہ پر تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ گاندھی جی کی تقلید میں خان عبدالغفار خاں بھی کانگریس سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

—— علیگڈھ ۳۰ اکتوبر۔ خالدہ ادیب خانم جو جامعہ ملیہ دہلی میں لیکچر دینے کے لئے ہندوستان تشریف لا رہی ہیں مسلم یونیورسٹی علیگڈھ میں ایک لیکچر دینگی۔

—— بریلی ۳۱ اکتوبر۔ سشن جج نے گذشتہ محرم کے موقع پر فرقہ وارانہ فساد کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ دس ہندوؤں کو دس دس سال اور چھ مسلمانوں کو دو دو سال قید کی سزا دی۔

—— پٹنہ ۲۹ اکتوبر۔ افسوس کہ سر سید علی امام مرحوم کے والد جناب خان بہادر شمس العلماء نواب امداد امام صاحب اثر ایک عرصہ دراز کی علالت کے بعد انتقال فرما گئے انا للہ۔ آپ عربی فارسی اور اسلامی علوم کے زبردست عالم ہونے کے علاوہ ایک مشہور شاعر اور مصنف بھی تھے۔

—— لاہور ۲۸ اکتوبر۔ کل انجمن اسلامیہ لاہور کی طرف سے مسٹر جسٹس ینگ چیف جسٹس عدالت عالیہ لاہور کو شالامار باغ میں ایک شاندار دعوت چائے دی گئی۔

—— الور ۳۰ اکتوبر۔ آرائش خانہ کی متنازعہ فیہ مسجد جو ابتدا ہی سے ریاست کے قبضہ میں رہی اور ریاست اس کو گودام کی شکل میں استعمال کرتی رہی ہے پرسوں مقامی مسلمانوں کے حوالے کر دی گئی۔

—— لکھنؤ ۳۱ اکتوبر۔ مقامی کانگریس کمیٹی کے زیر اہتمام یہاں یکم دسمبر سے ۷ دسمبر تک ایک سودیشی نمائش کے انعقاد کا انتظام کیا گیا ہے۔

—— تجویز ہوئی ہے کہ ملک معظم کی سلور جوبلی لاہور میں بھی نہایت شاندار طریق سے منائی جائے۔

—— پنڈت مالویہ کچھ کل پنجاب کا دورہ کر رہے ہیں ان کی طرف سے مشہور کانگریسی مسلمان مسٹر آصف علی (دہلی) کی شدید مخالفت ہو رہی ہے۔

—— پنڈت مالویہ نے اعلان کیا ہے کہ انتخابات کے بعد کانگریس نیشنلسٹ پارٹی ایک ایسوسی ایشن قائم کرے گی جس کا کام فرقہ وارانہ اعلان کی مخالفت ہوگا۔ آپ نے یہ بھی اعلان کیا ہے۔ ہم فرقہ وارانہ اعلان کے خلاف جہاد جاری کرینگے اور اسے منسوخ کرا کر رہیں گے۔

—— بنگال کونسل کا آئندہ اجلاس ۰ ار دسمبر سے شروع ہوگا۔

—— گذشتہ دنوں جگوا اثر ریاست کپورتھلہ میں ہندوؤں کی جو کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں ہندوؤں نے نہایت اشتعال انگیز تقریریں کیں۔

—— لکھنؤ ۳۱ اکتوبر۔ آج یو۔ پی کونسل کے اجلاس میں سود کی غیر معمولی شرح کے بل اور اس کی متعلقہ ترمیمات پر بحث ہوتی رہی

—— عبدالقیوم ڈیفنس کمیٹی کا وفد لاہور پہنچ گیا ہے

—— لاہور یکم نومبر۔ آج انتخاب اسمبلی کی وجہ سے شہر میں خوب چہل پہل رہی۔

عالم اسلام

—— حکومت امریکہ نے حکومت افغانستان کو تسلیم کر لیا ہے یہ پہلا موقع ہے کہ امریکہ نے اپنے سیاسی تعلقات کو ہندوستان کی کسی سرحدی حکومت تک توسیع دی ہو۔

—— حکومت مصر قانون مطابع کی تجدید کا خیال کر رہی ہے مصر کے اخبار نویسوں نے ایک جگہ جمع ہو کر اعلان کیا ہے کہ ہم آئندہ کبھی ایسے قانون کو برداشت نہ کریں گے جو ہماری آزادی کے خلاف ہو۔

—— شاہ مصر جو گذشتہ کئی ماہ سے علیل تھے اب روبصحت ہیں

—— مس نسیمہ پہلی مصری عورت ہیں جنہوں نے وکالت کا امتحان پاس کیا ہے آپ کو ایک اسکول میں استانی کی آسامی دی گئی ہے

—— غازی مصطفےٰ کمال پاشا بہت جلد ایران تشریف لیجا رہے ہیں ان کے اس ارادہ کو مغربی ممالک خاص کر اٹلی میں غیر معمولی اہمیت دی جا رہی ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے ایران تشریف لیجانے کا مقصد ترکی روس اور ایران کے درمیان ایک معاہدہ کرانا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طہران پہنچنے کے بعد غازی ممدوح ایران اور افغانستان کے درمیان ثالث کا فرض بھی انجام دیں گے اور طرفین کے اختلافات مٹا کر دونوں کے درمیان دوستانہ روابط مستحکم کر دینگے۔

—— حکومت عراق نے انگلستان کے مشہور کارخانہ گرامینڈ کمپنی سے ۱۲ ہوائی جہاز تیار کرائے ہیں جن میں سے ۵ جہازوں کا دستہ عنقریب بغداد آنے والا ہے ان میں کا ہر ایک جہاز ۸۰۰ گھوڑوں کی طاقت کا ہے اور فی گھنٹہ ۲۰۰ میل پرواز کر سکتا ہے۔

—— دمشق کے محکمہ اعداد و شمار نے شام کے مختلف علاقوں کی مردم شماری کے بعد ذیل کے نتائج شائع کئے ہیں:۔

حلب ۶۰۸۵۳۱۔ دمشق ۴۹۳۱۸۴۔ اسکندرون ۱۹۸۰۸۸ حمص ۱۶۲۹۹۵۔ فرات ۱۴۲۰۲۳۔ حماۃ ۱۱۵۳۸۸۔ حوران ۹۱۶۴۷۔ الجزیرہ ۶۵۰۳۶

—— ہندوستان کے ایک مسلمان تاجر نے جاپان میں ایک مسجد کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپے کا چندہ دیا تھا۔ اطلاع آئی ہے کہ اس مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی ہے۔

—— گذشتہ دنوں وزیر اعظم مصر اور برطانوی ریذیڈنسی میں بعض معاملات پر نزاع ہوگیا۔ وزیر اعظم کو شکایت ہے کہ برطانوی ہائی کمشنر مصر کی اندرونی سیاست میں ناواجب مداخلت کر رہا ہے۔

—— دو سال پہلے ترکی حکومت نے جو قانون غیر ملکی پیشہ وروں کے متعلق پاس کیا تھا۔ اب اس کا زور شور سے نفاذ ہوگیا ہے اس قانون کی رو سے غیر ملکی باشندے ترکی میں رہ کر تجارت اور ملازمت کا حق نہیں رکھتے

—— گذشتہ دنوں مشہور فارسی شاعر فردوسی کی ہزار سالہ برسی ایران اور بہت سے ایشیائی اور مغربی ممالک میں نہایت شان و شوکت سے منائی گئی ہندوستان میں بمبئی، حیدرآباد دکن اور بعض دوسرے مقامات پر پر رونق جلسے ہوئے۔

—— ترکی میں فرات کے ساحل کے ساتھ ساتھ جو نئی ... ریلوے لائن زیر تعمیر تھی۔ اب وہ مکمل ہو چکی ہے۔ اس کو قوقزی کا پاشا کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ اس لائن پر گاڑیوں کی آمد و رفت شروع ہوگئی ہے۔

—— مصر اور آسٹریا نے اپنے جدید روابط کے سلسلے میں ایک نیا ... ہو گیا ہے یہ معاہدہ منظور کیا جا چکا ہے اور ... باقاعدہ تبادلہ بھی ہوگیا ہے۔

ممالک خارجہ

—— پیرس میں ان اشخاص نے جنہیں پھانسی کی سزائیں مل چکی تھیں اور جو کسی وجہ سے رہا کر دیئے گئے تھے اپنی ایک انجمن بنائی ہے اس کا وہی ممبر ہو سکتا ہے جو پھانسی کی سزا پا چکا ہو بہت سے ممبر اس وقت تک بن چکے ہیں۔

—— لندن ۳۱ اکتوبر۔ کل دارالعوام میں ایک ممبر نے سوال کیا۔ کہ دستور ہند پر سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کب تک شائع ہو جائے گی۔ سر سیموئیل ہور نے جواب دیا۔ کہ اس بارے میں جمعرات کے روز ایک قرار داد پیش کی جائیگی۔ وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ جمعرات کے روز مسٹر آسٹن چیمبرلین اور لارڈ پرسی کی طرف سے یہ قرار داد پیش کی جائیگی۔ اور اس پر غور و خوض ہوگا۔ کہ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ برطانیہ اور ہندوستان میں بیک وقت شائع کر دی جائے۔

—— لندن ۳۱ اکتوبر۔ شاہ سیام تاج و تخت سے دستبردار ہونے پر تلے بیٹھے ہیں۔ آپ کو وزارت سیام کے آخری فیصلہ کا انتظار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کل وزارت کا اجلاس تمام دن ہوتا رہا۔ جس میں بادشاہ کی دستبرداری کے مسئلہ پر غور و خوض ہوا۔ نیز شاہ سیام کی دستبرداری کی دھمکی پر خوب بحث و تمحیص ہوئی

—— کہا جاتا ہے کہ شاہی خاندان کے ایک رکن کو سیام کا بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں ایک اور اطلاع بھی ہے کہ حکومت سیام کا ایک وزیر اور بادشاہ کا مشیر خاص انگلستان جا کر جہاں کہ آج کل شاہ سیام پذیر ہیں ان کو اس دستبرداری کے ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کرینگے۔

—— لندن ۳۱ اکتوبر۔ آج وزیر ہند نے دارالعوام میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستان میں صورت حالات بالکل تسلی بخش ہے سول نافرمانی کا خاتمہ ہو چکا ہے عوام اسمبلی کے انتخابات میں غیر معمولی دلچسپی لے رہے ہیں دہشت انگیزی کے خلاف جو اقدامات کئے گئے تھے وہ اسی طرح جاری ہیں۔ اور عوام دہشت انگیزی سے بہت متنفر ہو رہے ہیں بعض اشتراکی مجالس کے خلاف بھی کارروائی کی جا رہی ہے شمال مغربی سرحد پر بالکل امن ہے۔

—— حکومت امریکہ بہت زیادہ مقدار میں چاندی خرید رہی ہے

—— افواہ ہے کہ جرمنی کے ڈکٹیٹر ہٹلر عنقریب اپنی بادشاہی کا اعلان کرنے والے ہیں اور وہ کسی شاہی خاندان کی لڑکی سے شادی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

—— خلیج فرانسسکو پر دنیا کا سب سے بڑا پل تعمیر ہو رہا ہے جو سان فرانسسکو اور اوکلینڈ کو ملا دے گا۔ یہ پل ۱۹۳۷ء میں مکمل ہو جائیگا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس پل کی تعمیر پر ایک کروڑ نوے لاکھ پونڈ خرچ آئیگا۔ پل کی لمبائی سوا آٹھ میل ہے یعنی یہ پل دنیا میں سب سے بڑا ہے۔

—— واشنگٹن ۳۱ اکتوبر۔ شاہ یوگوسلاویا کے قاتلوں کا سراغ لگانے کے لئے یورپ کے کونہ کونہ میں جاسوس پھر رہے ہیں

—— جرمن کے وزیر تجارت نے اپنی ایک تازہ تقریر میں غیر ممالک کو دھمکی دی ہے کہ جرمنی خام اجناس سے بے نیاز ہو کر ان کے بدل تیار کرے گا۔ جرمن سائنس دان مصنوعی ربڑ اور روئی کو ارزاں قیمتوں پر پیدا کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں

—— عنقریب انگلستان میں ایک نئی قسم کی ریلوے ٹرین چلیں گی جو دوسری ٹرینوں سے زیادہ تیز ہوگی ... اس کی رفتار ۱۰۵ میل فی گھنٹہ ہوگی۔

چوک وزیر خاں لاہور میں بدنام کنندہ سادات کا رقص

مسخرۃ العلماء عطاء اللہ شاہ بخاری کی گندہ دہنی

یہ ہے معاصر "سیاست" کے مقالہ افتتاحیہ ۳۰ اکتوبر کا عنوان جو جناب سید حبیب کے قلم سے نکلا ہے۔ ان کے بیان کے مطابق ۲۷، ۲۸ اکتوبر کی درمیانی شب کو انتخاب اسمبلی کے متعلق چوک وزیر خاں میں احراریوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں عطاء اللہ شاہ بخاری نے سید حبیب صاحب اور بہت سے معزز مسلمانوں کو بے حد گالیاں دیں۔ چنانچہ سید حبیب صاحب لکھتے ہیں

"پنجاب کی وہ لعنت جس کا نام جماعت احرار ہے نہ کام کرتی ہے اور نہ کسی کو موقع دیتی ہے کہ وہ کوئی کام کرے، انہوں نے گذشتہ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب کو چوک وزیر خاں (لاہور) میں ایک جلسہ کیا۔ اس میں **مسخرۃ العلماء بدنام کنندۂ سادات عطاء اللہ شاہ بخاری** کو سٹیج پر کھڑا کر کے شرفا کو نام لے لے کر وہ مغلظات سنوائیں کہ شیطان بھی وہاں سے پناہ مانگ کر بھاگا۔ چونکہ اشرار کی یہ قبیح حرکت شیرازۂ ملت کو برباد کرنے والی ہے لہذا مجبور ہو کر تمام ملکی و ملی مسائل سے قطع نظر کر کے اس کی طرف توجہ کروں۔"

اس کے بعد احرار کے انتخابی جلسوں اور ان کی شرارتوں کی کیفیت مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں :-

"انتخاب کے سلسلہ میں احرار کے متعدد جلسے ہوئے ان کے مخالفین نے کسی جلسہ کو خراب کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہمارے ایک جلسہ کو انہوں نے امرتسر میں برباد کرنے کی سعی کی نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا دوسرا جلسہ منتشر کر دیا گیا۔ اور انہیں معلوم ہو گیا کہ جلسوں کو برباد کرنا ایک ایسا کھیل ہے جو ایک سے زیادہ فریق کھیل سکتے ہیں . . . . مناسب یہ تھا کہ احرار بھی اس کی تقلید کرتے لیکن افسوس کہ استدلال کے میدان میں ناکام رہنے کے بعد انہوں نے دریدہ دہنی اختیار کر لی ہے جس کا ثبوت چوک وزیر خاں کے جلسہ کی کارروائی سے ملتا ہے۔ وہاں عطاء اللہ شاہ بخاری نے خاکسار (سید حبیب) کو گالیاں دیں چودھری ظفر اللہ خاں آف آدانہ کے خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب کے خلاف زہر اگلا اور انتہا یہ ہے کہ آنریبل خان بہادر میاں سر فضل حسین صاحب کو نام لے لیکر مغلظات سنائیں اور بار بار ان کو **خبیث** روح کے نام سے پکارا۔"

اس کے بعد سید حبیب صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"عطاء اللہ صاحب کی اس حرکت کی تمام تر ذمہ داری حاضرین جلسہ پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی غیرت مند ہوتا تو وہ اس ہرزہ سرا کو ٹانگ پکڑ کر نیچے گرا دیتا اور کہتا او بد زبان سوچ کتنے جیسے ناپاک جانور کے سوا کوئی حیوان بھی اس مخالف یا دشمن (پر) آواز سے نہیں کتا جو غیر حاضر ہو یہ تو کیا کر رہا ہے کہ علمائے دین کی جماعت کو ذلیل کر رہا ہے۔ اور اپنی انسانیت کو "کتے" کے درجہ تک گرا رہا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ سب نے یہ جانتے ہوئے کہ سر فضل حسین نے خدمت ملک و ملت کے لئے جان تک لڑا دی ہے۔ صحت برباد کر لی ..... ان کو اغیار سے گالیاں سنی ہیں۔ اور مسلمانوں کا کام کیا ہے ہاں

ہاں ان حقائق سے آگاہ ہوتے ہوئے بھی کسی نے عطاء اللہ کے منہ میں لگام نہ دی!"

اس کے بعد سید موصوف نے عطاء اللہ شاہ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں مخاطب کیا ہے :-

"عطاء اللہ ایسی ہی حرکات کی وجہ سے مسخرۃ العلماء مشہور ہے اس کو معلوم ہے کہ نہرو رپورٹ کی حمایت کے زمانہ میں ہم نے اس کا گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا تھا اسلئے (کہ) اس زمانہ میں بھی اس نے ایسی عادت سب و شتم اختیار کی تھی۔ اس کو خوب معلوم ہے کہ ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ خلافت کا اجیر تھا۔ یہ جن لوگوں کو گالیاں دیتا ہے ان کے جوتوں تک کا ممنون احسان ہے۔"

(اس کے بعد بخاری صاحب کے متعلق چند بہت ہی ناگفتہ باتیں لکھی ہیں۔ جو کہ پیغام صلح کے صفحات میں درج نہیں کیجا سکتیں۔ اس لئے ہم انہیں حذف کرتے ہیں)

"ہم ثابت کر سکتے ہیں۔ اس نے روپے کے عوض اپنا ایمان بیچا اور نہرو رپورٹ کی حمایت کی۔ ہم نہیں چاہتے کہ ایسی غلاظت اچھلے۔ لہذا میں عطاء اللہ صاحب کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذلیل حرکات سے باز آئیں۔ لاہور میں یا کسی اور جگہ اگر اس نے کسی اور جلسہ میں سر میاں فضل حسین صاحب کو گالیاں دیں تو خدا کی قسم اس کو زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے اس وقت تک پناہ نہ دونگا جب تک کہ اس کی ذات کے تمام راز افشا کر کے اس کو اس قابل نہ چھوڑوں گا کہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہے۔"

اس کے بعد مضمون نگار نے احراری لیڈروں کو مندرجہ ذیل الفاظ میں مخاطب کیا ہے کہ :-

"احرار کے لیڈر مولانا مظہر علی صاحب اور چودھری افضل حق صاحب کان کھول کر سن لیں کہ انہوں نے اپنے اپنے انتخاب میں آنریبل سر فیروز خاں نون اور دوسرے ارکان مسلم کانفرنس سے مدد لی وہ بارہا سر فضل حسین کے سامنے خس بدنداں ہو چکے ہیں مناسب ہے کہ وہ عطاء اللہ شاہ کے منہ میں لگام دیں ورنہ ہم ان کو ذمہ دار گردان کر مناسب ذریعہ حفاظت اختیار کرینگے۔ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی"

مندرجہ بالا سطور میں جو واقعات بیان کئے گئے یا جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ان کی ذمہ داری مضمون نگار پر ہے ہم ان اقتباسات کو صرف اس لئے شائع کر رہے ہیں کہ احرار کے ہم عقیدہ اصحاب اس شر پسند ٹولے کو جو کچھ سمجھتے ہیں اور اس کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں اور جس قسم کی معلومات اس کے متعلق رکھتے ہیں اس کا انصاف پسند اور شریف لوگوں کو اندازہ ہو سکے۔ یہی بخاری صاحب جن کو سید حبیب نے مسخرۃ العلماء کا خطاب دیا ہے قادیان کی نام نہاد احراری تبلیغ کانفرنس کے صدر تھے۔

پیغام صلح کی اشاعت میں حصہ لینا ہر احمدی احباب کا فرض ہے۔

آریہ سماج عراق کے خلاف

عراقی جرائد کا احتجاج

جب سے ہندوستان کے ہندو جرائد نے عراق میں شدھی کی خبر شائع کی ہے اور مسلم جرائد نے حکومت عراق کو توجہ دلائی عراق کے مسلمانوں میں خاص سرگرمی پیدا ہو رہی ہے اب مسلمانان عراق آریہ سماج بغداد کے تمام رازوں سے واقف ہو گئے ہیں اور انہیں پہلی مرتبہ یہ محسوس ہوا ہے کہ آریہ سماج کس قسم کی جماعت ہے۔

معاصر "الہدایت" بغداد میں جو ایک بہت بڑی جماعت کا ترجمان ہے ایک تفصیلی بیان شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ عراقی قوم پہلی مرتبہ خطرہ سے خبردار ہوئی ہے جرائد اور عراقی رہنماؤں نے حکومت کو بھی بیدار کر دیا ہے آریہ سماج کے کارکن جو محض مالی، تجارتی اور اقتصادی منافع کیلئے یہاں آئے تھے ان کا فرض تھا کہ وہ اپنی حدود کا خیال رکھتے لیکن انہوں نے اپنی حدود کو نظر انداز کر دیا۔

عراق میں مذہبی آزادی حاصل ہے یہ آزادی باشندگان عراق کا حق ہے لیکن باہر کے لوگوں کو یہ اجازت نہیں دیجا سکتی کہ وہ اپنے ملک میں فتنہ و فساد کا بیج بونے کے بعد دوسرے ممالک کی قومی وحدت کو برباد کرنیکی کوشش کریں آریہ سماج کے ارکان عراقی رعایا بنکر حکومت عراق اور عراقی قوم کو دھوکا نہیں دے سکتے اب عوام اور حکومت کو خود ہندوؤں کی زبان سے معلوم ہو گیا ہے کہ اسکے عطا کردہ حق کو غلط طور پر استعمال کیا جا رہا ہے سیدنا حضرت غوث اعظم کا مزار ایک مقدس مقام ہے اس کے قریب میں کسی ایسے ادارہ کے قیام کو برداشت نہیں کیا جا سکتا جو گمراہی کی دعوت دیتا ہو۔

امید ہے کہ حکومت بہت جلد اس کا انتظام کریگی اور ان جراثیم کو جو ہمارے اجتماعی جسم میں داخل ہو کر ہمیں نقصان پہنچانے کی فکر میں ہیں آئندہ پھلنے پھولنے کا موقع نہیں دیگی بیان کے آخر میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ جو آریہ سماجی عراقی کمپنیوں ملازمتوں اور تجارتی فرموں میں ہیں ان کو سبکدوش کر دیا جائے کیونکہ غیر ملکی اشخاص سبکدوش کئے جا سکتے ہیں جو آریہ سماجی خطرہ کا باعث ہیں انکے نام یہ لکھے گئے ہیں

شمار	نام	پیشہ	قیام گاہ
(۱)	منشی رام	ملازم	بصرہ
(۲)	سری گوپال	ملازم	"
(۳)	مہیش راج	انجنیئر	صرافیہ
(۴)	لال چند لال	ملازم	"
(۵)	دیوان چند	"	بصرہ
(۶)	کشن ڈیپی	"	صرافیہ
(۷)	شرما		"
(۸)	چوہو لال سکینہ	سیکرٹری آریہ سماج	
(۹)	راجہ صاحب سندر اناو	رکن آریہ سماج	
(۱۰)	بیبی لال	ملازم	پٹرول کمپنی
(۱۱)	لشبنداس	"	انگریزی چھاؤنی
(۱۲)	منشی رام گپتا	"	بصرہ
(۱۳)	میلا رام	"	محکمہ ٹرانسپورٹ
(۱۴)	مسٹر بی	"	محکمہ فوائد عامہ
(۱۵)	دینا ناتھ	سیکرٹری	"
(۱۶)	کیکا پرشاد	ملازم ہوا بازی	محکمہ پرداز برطانیہ
(۱۷)	کی ڈی شرما	رکن آریہ سماج	سماج مندر بغداد
(۱۸)	آر۔ بی ورما	"	"
(۱۹)	کے داس رام	"	"
(۲۰)	نانک چند کرشن	ملازم	دینی مورائل کمپنی
(۲۱)	جو بنداس	ملازم محکمہ اوقاف	شارع رشید
(۲۲)	لالہ کشوری لال	ملازم	"
(۲۳)	بہاری لال ورما	انجنیئر	"

ان ناموں کی اشاعت کے بعد حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ انکو ہندوستان واپس بھیجدیا جائے۔ آریہ سماج بغداد کو عراق کے فوجی افسر اعلیٰ کے احکام کے مطابق بند کر دیا گیا ہے اور احتیاطی احکام نافذ کر دیئے گئے۔ (الہدایت۔ بغداد۔ عراق)

احراریوں کی نام نہاد تبلیغی کانفرنس

بدزبانی وبہتان طرازی کا اخلاق سوز مظاہرہ

(پیغام صلح کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

(۲)

دوبارہ جلسہ گاہ میں

جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تقریر کو حاصل کرنے کی ناکام کوشش کے بعد میں نے جلسہ گاہ جانے کا ارادہ کیا۔ قادیان کے بازار کی ایک دکان پر کھانا کھایا۔ دکان کے اندر بھی پولیس کے چار پانچ سپاہی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد ڈاکخانہ گیا ایک ضروری خط پوسٹ کرنا تھا۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ جامعہ احمدیہ بھی کچھ زیادہ دور نہیں۔ مولانا اسمٰعیل صاحب پروفیسر جامعہ سے مجھے نیاز حاصل ہے۔ انکا اصرار تھا کہ قادیان آؤ۔ بہتر معلوم ہوا کہ قادیان آیا ہوں تو ان کی خدمت میں ضرور ہو چلوں، تلاش بسیار کے بعد وہ ملے اُنسے ملاقات کر کے میں جلسہ گاہ میں پہنچ گیا۔

مہتمم صاحب کی وعدہ خلافی

جلسہ گاہ میں پھر وہی نظارہ دکھائی دیا، ہر طرف بدزبانی اور لفنگا پن کے اخلاق سوز نمونے نظر آئے۔ بازاری گیت، بیہودہ نعروں کی آوازیں چاروں طرف سے کانوں میں آ رہی تھیں۔ جی چاہا کہ یہاں سے چلا جاؤں لیکن فرض کے احساس نے ایسا نہ کرنے دیا۔ مہتمم مجلس استقبالیہ کو تلاش کیا بہزار دقت اُن سے ملاقات ہوئی۔ رضاکاروں کو ہدایات دے رہے تھے۔ فلاں مولانا کو چائے پہنچاؤ، فلاں کے کھانے کا بندوبست کرو اس وقت بھی چند شکستہ حال طالب ان سے کھانے کی پرچیاں مانگ رہے تھے۔ الٰہی یہ تبلیغ کانفرنس ہے یا دعوت ولیمہ۔ پریس ٹکٹ کے لئے عرض کیا فرمایا ابھی آتا ہوں، میں نے کہا جناب جلسہ شروع ہونے والا ہے لیکن وہ "ٹھہریئے" کہکر ایسے غائب ہوئے کہ پھر نیاز ہی حاصل نہ ہو سکا۔ ان کے چند نقابت گذارش کی، آخر کہا کہ قیمتاً دیدو اس پر انہوں نے کچھ سرگوشی کی اور فرمایا آپ دام کیوں خرچ کرتے ہیں ذرا ٹھہریں لیکن انکی "ذرا" بھی فردائے قیامت ہی ثابت ہوئی۔ سائیں لال حسین صاحب اختر سے بھی امداد کی درخواست کی، وہ بھی آئیں بائیں شائیں کر کے ٹال گئے۔ لیکن ان حالات کے باوجود میں ایک شخص کے ذریعہ ٹکٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔

جبوں اور عماموں کی نمائش

پنڈال کی کیفیت اس سے قبل بیان کر چکا ہوں۔ اس میں ایک خاصا سٹیج بنایا گیا تھا۔ باقی جگہ فرش تھا۔ سٹیج پر "علمائے کرام" احراری سرغنوں اور پیسے دینے والوں کی نشست کا انتظام تھا۔ نیچے فرش کا اجتماع بے حد بدتمیز و بدو جاہل تھا۔ وہاں بیٹھ کر اطمینان سے کچھ سننا اور نوٹ کرنا بالکل نامکن تھا۔ اس لئے میں نے سٹیج کے ٹکٹ کا انتظام کیا تھا۔ سٹیج کے آگے مقررین کے لئے ایک چھوٹا سا چبوترہ بنایا گیا تھا۔ سنا ہے کہ لاؤڈ سپیکر نصب کرنے ارادہ تھا۔ احراری اخبارات میں اس کا اس کا اعلان بھی کیا گیا تھا۔ لیکن لاؤڈ سپیکر احراریوں کو میسر نہ ہو سکا۔ تاہم مقررین میں جا کر تقریر کرتے تھے۔ وہ سٹیج کیا تھا اچھی خاصی جبوں اور عماموں کی نمائش تھی۔ علماء ایک دوسرے کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ لیلائے لیڈری و امامت کے بہت سے مجنوں جمع تھے جن کی رنگینیاں قابل دید تھیں۔ اللہ کی شان ہے یہ لوگ احمدیت کو تباہ کرنے کا دعوٰے کر رہے ہیں۔

شوخ کی گندہ دہنی

ایک نوجوان پنجابی شاعر شوخ نامی نہایت ہی گندے اشعار پڑھ رہے تھے۔ علماء ان کی گندہ دہنی سے بہت خوش ہو رہے تھے،

سلسلے پر بٹالہ کے رہنے والے ہیں، سیالکوٹ میں بعض ناگفتہ بہ "کارنامے" بھی انجام دے چکے ہیں۔ اس قسم کی حرکات ان کا ذریعہ معاش ہیں احراری لیڈروں نے ان کو اپنے مفید مطلب سمجھ کر سر پر اٹھا رکھا ہے۔ محمدی بیگم والی پیشگوئی کے متعلق ہرزہ سرائی کر رہے تھے کہ میں اس پیشگوئی کو الجبرا (جبر و مقابلہ) کے ذریعہ غلط ثابت کر سکتا ہوں۔ کوئی اسکول ماسٹر یا الجبرا سے واقف یہاں موجود ہے؟ اگر موجود ہے تو ذرا اٹھ کر کھڑا ہو جائے لیکن سارے مجمع میں سے کوئی شخص بھی نہ اٹھا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مجمع کس قسم کے لوگوں کا تھا۔

احمدیوں کا خوف

جلسہ گاہ میں ایک پوسٹر تقسیم ہوا تھا جس میں لکھا تھا کہ چونکہ قادیانی اپنے جلسہ سالانہ پر سوال و جواب کا موقع نہیں دیتے اسلئے کسی مرزائی کو جلسہ گاہ میں پوسٹر، اشتہارات اور پمفلٹ وغیرہ تقسیم کر کے ہمارے جذبات کو برانگیختہ کرنے کی ہرگز اجازت نہ ہوگی اور اگر قادیان کے مختلف راستوں پر کسی احمدی نے کسی قسم کے اشتہارات تقسیم کئے یا زبانی بحث و مباحثہ کیا تو نتائج کے ذمہ دار وہ خود ہونگے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ احراری، احمدیوں سے کسقدر خوف کھا رہے تھے۔ اور کس حد تک فساد پر تلے بیٹھے تھے، کہ اگر کسی احمدی نے قادیان کے کسی راستے پر بھی اشتہار تقسیم کئے یا تبادلہ خیالات کیا تو ایسے نتائج پیدا کر دئے جائیں گے جن کی ذمہ داری وہ اپنے اوپر لینے کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔ یہ گویا احراریوں کا دلائل سے تہی دست ہونے کا اعتراف تھا

مولوی حبیب الرحمٰن کی مجنونانہ تقریر

لیکن احراریوں نے اس پوسٹر کی تقسیم پر ہی بس نہ کی۔ شوخ کی دریدہ دہنی کے بعد مجلس احرار کے صدر مولوی حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی ایک زریں سیاہ جبہ پہنے ہوئے تشریف لائے اور تقریر کی کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کسی قادیانی نے ہمارے ہاں آ کر ٹریکٹ تقسیم کئے ہیں اس لئے میں بحیثیت صدر مجلس احرار ہند تمام مرزائیوں بشمول محمود احمد اور افسران پولیس کو متنبہ کرتا ہوں کہ ہمارے احاطہ میں کوئی مرزائی نہ آئے ورنہ فساد ہو جائیگا حبیب الرحمان صاحب کی اس ایک حرکت سے اس نام نہاد تبلیغ کانفرنس کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے ویسے تو حبیب الرحمان صاحب کی تیوری ہر وقت چڑھی رہتی ہے، جب بات کرتے ہیں اب معلوم ہوتا ہے کہ کسی سے دنگا کر رہے ہیں لیکن جب انہوں نے مذکورہ بالا تقریر کی تو غیر معمولی طور پر مغلوب الغضب تھے ان کی اس حالت کو دیکھکر ہر ایک عقلمند یقین کرنا پڑتا تھا کہ ان کا دماغی توازن قائم نہیں۔

اس اجلاس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ چودھری ظفر اللہ خاں کے تقرر کے خلاف قرار داد منظور کی گئی اس سلسلے میں کئی بیہودہ تقریریں ہوئیں، دوسرا اجلاس ظہر کے بعد در تیسیر ارات کو منعقد ہوا۔ دوسرے اجلاس میں صدر کانفرنس عطاء اللہ شاہ بخاری بھی موجود تھے۔ پہلے اجلاس میں ان کو نہیں دیکھا گیا۔ انہوں نے تحفہ الملوک کے متعلق تقریر کرتے ہوئے منشی ظفر علی کہتے تھے کہ ان کو مولانا یا مولوی

(باقی بر صفحہ ۶)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب انشاء اللہ ۴ نومبر کو دہلی جائینگے وہاں سے اپنے صاحبزادے میاں نصیر احمد فاروقی صاحب کے پاس سورت تشریف لیجائینگے تقریباً دو ہفتے تک واپسی ہوگی

—— جناب بابو محمد رمضان صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ڈرافٹسمین سابق امین انجمن کے صاحبزادہ ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب کا نکاح تقریباً دو سال ہوئے بابو علی بخش صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین منٹگمری کی صاحبزادی سے ہوا تھا ۲۸ اکتوبر کو ان کا رخصتانہ تھا بابو صاحب کے ساتھ کچھ عزیز پشاور سے بھی آئے ہوئے تھے ان کے علاوہ آپ نے لاہور اور امرتسر کے احباب کو بھی مدعو کیا۔ لاہور سے مسٹر نصیر اللہ صاحب تشریف لے گئے یہ رسم بخیر و خوبی انجام پائی بابو صاحب مع احباب پشاور ۲۸ کی شام کو عازم پشاور ہوئے اس مسرت میں آپ نے انجمن کو پانچ روپے چندہ عطا فرمایا ہے جزاک اللہ

—— ہمارے قابل مبلغ شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کا نکاح ۲۲ اکتوبر کی شام کو سامانہ میں مستری محمد سلیمان صاحب کی صاحبزادی سے ہوا مفصل خبر پیش نظر اشاعت کے صفحہ ۲ کالم ۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

—— پیغام صلح۔ ان مبارک تقریبوں پر ہم دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان رشتوں کو بابرکت بنائے اور ان سے نیک نتائج پیدا ہوں۔

—— جناب ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار راولپنڈی عرصہ سے گوناگوں مشکلات میں مبتلا ہیں۔ مخالفین سلسلہ ان کو نقصان پہنچانے کے لئے نہایت افسوسناک اور ذلیل حرکات کر رہے ہیں۔ ہجوم مصائب و افکار کی وجہ سے آپ کو کچھ دماغی تکلیف بھی ہو گئی۔ گذشتہ دنوں آپ بغرض علاج لاہور تشریف لائے اور تقریباً ایک ہفتہ کے قیام کے بعد ۲ نومبر کی صبح کو واپس راولپنڈی تشریف لے گئے قیام لاہور کے دوران میں جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نہایت توجہ سے آپ کا علاج کرتے رہے کرنل سوڈھی سے بھی مشورہ لیا گیا تمام احباب آپ کے لئے خاص طور پر دعا کریں آپ نہایت ہی قیمتی ہستی ہیں اور عرصہ سے سلسلہ کی خدمات میں مصروف ہیں۔

—— جماعت لاہور کے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر نبی بخش صاحب بیمار ہیں۔

—— جموں سے اطلاع آئی ہے کہ مولوی غلام احمد صاحب علیل ہیں۔

—— منشی محمد بخش صاحب کی صاحبزادی عزیزہ حمیدہ بیگم بھی علیل ہیں۔

—— مولوی تاج الدین صاحب (کیمبل والے) کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

—— ڈاکٹر محمد الف خاں صاحب کے صاحبزادہ کو اب پہلے سے افاقہ ہے۔

—— ان تمام بیماروں کیلئے خاص طور پر دعائے صحت کی جائے

—— چودھری فضل حق صاحب رخصت ختم کر کے اپنے وطن سے تشریف لے آئے ہیں اور دفتر میں کام شروع کر دیا ہے۔

—— مولوی عزیز بخش صاحب ۲ نومبر کی شب کو کوہ پرواز بیماں تشریف لے گئے۔

—— جناب خواجہ غلام نبی صاحب مجوزہ مبلغ انجمن بعارضہ بخار کئی ہفتے سے علیل ہیں گو پہلے سے افاقہ ہے لیکن پوری صحت نہیں ہوئی ان کے لئے بھی خاص طور پر دعا کی جائے۔

احراری کانفرنس کے ڈھول کا پول

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

اخبار "زمیندار" و "احسان" بڑی بڑی لن ترانیاں کر رہے ہیں کہ قادیان کی احراری کانفرنس پر پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک کا مجمع تھا اس گپ کی اصلیت تو دیکھنے والوں پر خود ہی واضح ہو گی لیکن ہم منشی ظفر علی صاحب اور مدیر "احسان" سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ "زمیندار" نے اپنی ضمانت کے سلسلہ میں کئی ہزار کی تعداد میں خاص نمبر شائع کیا۔ جس کی قیمت ۴ر فی کاپی رکھی۔ تاکہ اسی جلسہ پر ضمانت کی رقم جمع ہو کر داخل خزانہ سرکار کر دی جائے صاحب صدر نے "زمیندار" کو آٹھ کروڑ اسلامیان ہند کا واحد ٹھیکیدار قرار دیا اور ان ایک لاکھ فرزندان توحید سے درخواست کی کہ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ ایسے سچے اور مخلص روزنامہ کو زندہ رکھنے کیلئے ہر ممکن ایثار سے دریغ نہ کریں آپ سچا وعدہ کریں کہ آپ زمیندار کو موت کے گھاٹ نہیں اترنے دیں گے (اس پر ہر طرف سے ظفر علی خاں زندہ باد کے نعرے گونج گئے) بعد ازیں صاحب صدر نے حاضرین سے تبلیغ نمبر خریدنے کی اپیل کی (زمیندار ۲۴ر اکتوبر ۱۹۳۶ء) اس کے بعد بخاری صاحب نے نہایت عاجزی سے اپیل کی "میں اپیل کرتا ہوں کہ مسلمان زمیندار کی اعانت سے ہرگز دریغ نہ کریں" (زمیندار ۲۴ر اکتوبر) پھر مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار نے "زمیندار" کی اعانت کیلئے پرزور الفاظ میں تحریک کی۔ اور اس مطلب کا رزولیوشن پاس کروایا کہ یہ کانفرنس مسلمانان ہند سے اپیل کرتی ہے کہ وہ زمیندار کی پوری پوری مالی امداد کریں تاکہ وہ زر ضمانت داخل کر کے جاری رہے" (زمیندار ۲۵ر اکتوبر) خود منشی ظفر علی بھی بڑے گڑگڑائے کہ "اس عرصہ میں بے پناہ مصائب و نوائب کا تن تنہا مقابلہ کرتا رہا ہوں"۔ قادیان سے آکر شاہی مسجد لاہور میں جمعہ کے دن "تبلیغ نمبر" کی خریداری کیلئے دست سوال دراز کیا۔ جہاں "زمیندار" سے ہمدردی کے جذبات کا ایک سمندر موجزن تھا (زمیندار ۲۸ر اکتوبر) اس ایک لاکھ کے "فرزندان توحید" کے مجمع اور علمائے کرام کے مواعظ حسنہ کا جو خوشگوار اثر زمیندار کی امداد کی اپیل پر... ہوا اور شاہی مسجد میں منشی جی کی "بصیرت افروز تقریر" کا جو نتیجہ نکلا وہ بھی خود منشی جی کی زبانی ہی سن لیجئے:-

"زمیندار کی جو مالی اعانت ۱۹ر اکتوبر سے ۲۶ر اکتوبر کی شام تک کی گئی ہے اس کی تفصیل ہر روز شائع ہوتی رہتی ہے۔ اس وقت تک ضمانت فنڈ میں صرف ۵۴ روپیہ ۱۲ آنہ ۶ پائی کی رقم جمع ہوئی ہے (زمیندار ۲۸ر اکتوبر)

سمجھدار لوگ انہیں اقتباسات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس ایک لاکھ کے مجمع نے جس کی روزانہ حاضری بقول "زمیندار" و "احسان" پچاس ہزار سے کم نہ تھی سولہ ہزار پرچے زمیندار کے بحساب ۴ر فی پرچہ خرید کر زر ضمانت زمیندار پورا نہ کیا حالانکہ ان سے بخاری صاحب صدر جلسہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب اور خود منشی ظفر علی اور دیگر علمائے کرام نے نہایت لجالت اور عاجزی سے اپیلیں کیں اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ احراری جلسہ پر کتنے لوگ گئے تھے اور کن جذبات کو ساتھ لیکر گئے تھے منشی ظفر علی کے لئے تو یہ ڈوب مرنے کا مقام تھا سلسلہ احمدیہ کے ایسے معاند اور مشہور بدزبان کو چار ہزار روپیہ کی مدد ایک لاکھ کا مجمع "فرزندان توحید" کا نہیں دے سکا جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ بقول "بزبان" غالباً پنجاب میں اس بڑی تعداد میں اس سے پیشتر مسلمان اکٹھے نہیں ہوئے (زمیندار ۲۵ر اکتوبر) تو اس سے بڑھ کر منشی جی کی اور کیا ذلت ہو سکتی ہے یہاں اہل لاہور سے بارہ لاکھ کی اپیل کی اور دعویٰ تھا کہ منشی جی آسمان سے تارے توڑ لائیں گے اور یہ کریں گے اور وہ کریں گے لیکن اہل لاہور نے ان کو بارہ صد روپیہ بھی نہ دیا اب فرزندان توحید کے ایک لاکھ مجمع نے منشی جی اور ان کے علمائے کرام کی جو بے عزتی کی ہے وہ اس بات کی پوری سند ہے کہ مسلمانوں کو خواہ وہ سلسلہ احمدیہ کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں نہ منشی جی پر اعتماد ہے اور نہ ان کے احراری علمائے کرام پر۔ یہ ایسی پختہ سند ہے کہ جس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔ منشی جی میں ہمت ہے تو واقعات کی بنا پر اس کی تردید کریں۔

خطاب از علمائے سوء

چھوڑ کر تبلیغ دیں لیتا ہے تو تکفیر کو
رو دیگا دیکھ اے فسادی مولوی تقدیر کو

اہل قبلہ کیلئے جائز نہ رکھ تکفیر کو
ہاں نہ تو محدود کر اسلامِ عالمگیر کو

مسلمین کو حلقۂ اسلام سے خارج نہ کر
قہر ہے تخریب سے بدلے اگر تعمیر کو

ترک کر دے شیوۂ تفریق کو مردِ خدا
صرف کر صلح بہم میں قوت تقریر کو

کیوں مسلمانوں میں پھیلاتا ہے تو بغض و عناد
بند کر تقریر کو موقوف رکھ تحریر کو

اختلاف ظاہری سے ہٹ کر تو باطن کو دیکھ
رکھ نظر کے سامنے ہر پہلوئے تصویر کو

دوسروں کی آنکھ کے تنکے پہ کرتا ہے نظر
دیکھ ناداں پہلے اپنی آنکھ کے شہتیر کو

گر شعارِ حق پرستی ہاں نہ بن باطل پرست
اب تو دل سے دور کر دے خواہشِ تشہیر کو

چھوڑ کر فتویٰ نویسی کر لے تقوےٰ اختیار
رکھ مقدم سب سے اپنے قلب کی تطہیر کو

منتشر کرتی ہے یہ شیرازۂ دینِ متیں
بس لگا دے آگ اس آتش فشاں تقریر کو

ختم کر دے جلد تر آویزشِ باہم کو تو
روک لے للہ اس دستِ گریباں گیر کو

میرا منشا اتفاق و صلح بس ہے اے اُفق
کوئی مبنی بر غرض سمجھے نہ اس تحریر کو

(مسلم راجپوت)

نواب صاحب مانگرول

(از جناب خواجہ حضرت حسن نظامی صاحب دہلوی)

جہانگیر میاں نام۔ نواب صدیق الزماں قوم کا دیا ہوا خطاب۔ عمر ساٹھ سے زیادہ۔ قد میانہ رنگ گورا، داڑھی سفید، مگر چھوٹی آنکھیں بڑی روشن اور موثر۔ آواز صاف اور رسیلی۔ نسب شیخ صدیقی۔ مذہب اسلام کاٹھیاواڑ میں سمندر کے کنارے مندر سومنات کے قریب جوناگڈھ کے متصل ریاست مانگرول کے حکمران ہیں جس کی آمدنی چھ سات لاکھ روپے سالانہ سے زیادہ نہیں ہے مگر جتنا روپیہ پبلک ضروریات کے لئے انہوں نے اپنی جیب خاص سے خرچ کیا ہے اتنا ان کی برابر آمدنی رکھنے والی کسی ریاست نے نہیں کیا یعنی اپنی جیب خاص سے ملک و قوم کی تعلیمی ضروریات کیلئے پونے آٹھ لاکھ روپے وقف کئے ہیں اور ان کی مدد سے سینکڑوں طلباء ہندوستان اور یورپ میں تعلیم پا رہے ہیں اور خود ان کی ریاست میں بھی رعایا کے لئے زنانہ مردانہ تعلیم کا ضابطہ سے زیادہ انتظام ہے وہ سالہا سال سے علیل ہیں اور جسمانی کمزوری کے سبب لکڑی کے سہارے پر چلتے ہیں لیکن جفاکشی اور کام کی مستعدی ایسی ہے کہ ہر کام چاہے بڑا ہو یا چھوٹا سامنے آتے ہی طے ہو جاتا ہے جس سے ان کی قوت فیصلہ کی بے مثل عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

خدا نے ان کو بیٹے بیٹیاں پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں بہت دی ہیں اور ان میں ایک بھی غیر تعلیم یافتہ نہیں ہے۔ سب کو قدیم و جدید تعلیم سے آراستہ کر دیا۔ ان کی ایک لڑکی نے عرصہ تک ریاست بانٹوا میں حکومت کی اور اب ان کے نواسے کی وہاں حکومت ہے

ان کی لڑکیاں انگریزی زبان بے تکان بولتی ہیں اگرچہ وہ سب اسلامی پردہ کی پابند ہیں نواب صدیق الزماں بہت سادگی پسند اور کفایت شعار ہیں ان کو کنجوس کہا جاتا ہے مگر ان کی ہر بات اور ہر کام اور ہر خرچ ایک اصول اور قاعدہ کے ماتحت ہوتا ہے اس لئے لوگ اپنی فضول خرچی کے عادت کے خلاف دیکھ کر ان کو کنجوس کہتے ہیں۔ وہ بات کے پکے اور ارادہ کے دھنی ہیں وہ مذہب کے بڑے پابند ہیں فرقہ بندی سے نفرت کرتے ہیں مسلمانوں کی فضولیات کی اصلاح کے لئے رات دن کام کرتے رہتے ہیں وہ حضرت عیسیٰ کو زندہ نہیں سمجھتے اور انہوں نے ایک بیت المال قائم کر کے ایک بڑی ضرورت کی عملی مثال قائم کی ہے وہ ایک مسلمان کی طرح بھوے اور ایک سپاہی کی طرح دلیر اور بات کے پکے اور ایک رئیس کی طرح کبوتر پالنے کے شوقین ہیں۔ وہ بڑھئی بھی ہیں، لوہار بھی ہیں اور ہر قسم کی مشینری کے ماہر بھی ہیں۔ اوقات کی تقسیم اور ہر کام کو مقررہ وقت پر کرنا ان کو یورپین کی برابری دلواتا ہے۔ وہ توہم پرست نہیں ہیں بلکہ توہم پرستی کے دشمن ہیں وہ قومی کام کرنے والوں کی امداد میں ہندوستان کے ہر رئیس سے زیادہ فیاض ہیں۔ وہ اخبارات کو روزانہ پابندی سے سنتے ہیں اور ملک کی اور دنیا کی ہر خبر سے واقف رہتے ہیں۔

ان کی ریاست جوناگڈھ کے برابر ہوتی تو ہندوستان کے ہر صوبہ میں ایک قومی یونیورسٹی اپنے خرچ سے بنا دیتے۔

درخواست دعا

جیسا کہ قارئین پیغام صلح کو معلوم ہے اور جناب خواجہ حسن نظامی نے اپنے اس مضمون میں بھی ذکر کیا ہے۔ حضور نواب صاحب مانگرول کی صحت عرصہ سے تسلی بخش نہیں اکثر علیل رہتے ہیں لہٰذا پیغام صلح کے ناظرین تمام افراد سلسلہ اور تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ نواب صاحب ممدوح کیلئے ہمیشہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و توانائی عطا فرمائے اور عرصہ دراز تک مسلمان قوم کے سر پر سلامت رکھے (ایڈیٹر پیغام صلح)

معاصرین کے خیالات

مُلّانوں کی تباہ کاریاں

کون ہے جسکی رگوں میں شریف خون موجزن ہو اور اس ذلت و پستی پر مارے شرم کے بیخود نہ ہو جائے جسمیں مسلمان پہنچ چکے ہیں ؟ ہم مسلمان بھی انسان اشرف المخلوقات ہیں اور اس لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں کہ چوپایوں کی طرح زندگی بسر کریں۔ جو شخص ہمیں دیکھے نفرت کرے، ذلیل سمجھے، ترس کھائے۔ واللہ ثم واللہ۔ اس زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے . . .

لیکن تمہاری یہ حالت کیوں ہوئی ؟ تم غلامی کی بوتل میں اس طرح کیسے بند ہو گئے ؟ تمہاری خودداری کیوں سلب ہو گئی ؟ تمہاری شرافت دفعتاً کہاں چلی گئی ؟ اس کا جواب ایک اور صرف ایک ہی ہے۔ وہ تمہارے مولوی اور مُلا ہیں جنہوں نے تمہیں اس حال میں کر دیا ہے کہ ناقابلِ برداشت ذلتوں میں بھی زندہ ہو . . . . ذرا غور کرو اگر تم بے علم، تنگ نظر تاریک خیال نہ ہوتے تو ان ناکارہ ملانوں کی ہرگز قدر نہ کرتے یہ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کا عروج اسی وقت تک ہے جب تک تمہاری آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی دینی پیشوائی اسی دن تک قایم ہے جب تک تم دین سے بے خبر ہو۔ اسی لئے وہ سر توڑ کوششیں کرتے رہے ہیں کہ روشنی کو تم سے دور رکھیں، دین کے علم سے آشنا ہونے نہ دیں۔ کہ ان کی زندگی اور عزت تاریکی اور بے دینی میں ہے۔ یہ کھلی ہوئی محسوس حقیقت ہے۔ مگر افسوس تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو۔ علمائے حق سے بیزار ہو اور انہی فاسد ملاؤں سے لپٹے ہوئے ہو جنہوں نے تمہیں اس حال میں کر دیا۔ کہ دوست کیا دشمن بھی تم پر ترس کھا رہے ہیں۔ (ہند کلکتہ)

قومی خصائل کی بربادی

زمانہ بدل رہا ہے۔ قومی تمدن، قومی تہذیب اور قومی اخلاق بہت کچھ برباد ہو چکے ہیں اور جو کچھ باقی ہیں ان کے بھی زندہ رہنے کی کوئی امید نہیں ہے بہت جلد وہ کم بخت زمانہ آنیوالا ہے جبکہ مسلمانوں کے سامنے کوئی نظیر قومی خصوصیات کی باقی نہ رہیگی۔ اور میرے نزدیک وہ زمانہ مسلمانوں کی قومی موت کا زمانہ ہوگا۔ بیشک ایسے مسلمان ہوں گے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوں گے، اور یہ بھی صرف اس وجہ سے تاکہ ان کو کچھ ملازمتیں اور اسمبلی کونسل وغیرہ کی ممبریاں مسلمانوں کے نام سے ملجائیں، لیکن ان میں نہ تو قومی خصوصیات باقی رہیں گی اور نہ پابندی مذہب یونیورسٹیوں کی چند ڈگریوں، گورنمنٹ کی چند ملازمتوں، اسمبلی، کونسل، میونسپل بورڈ۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کی چند نشستوں سے قوم زندہ نہیں ہو سکتی کوئی قوم جسمیں خصائل قومی موجود نہ ہوں وہ قوم دنیا میں زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہ سکتی، قوموں کی زندگی منحصر ہوتی ہے قومی کلچر، قومی تمدن، قومی تہذیب اور قومی معاشرت پر۔ اسلام نے دنیا کے سامنے اپنے پیروؤں کے لئے مخصوص عادات اور خصائل کا نمونہ پیش کیا تھا لیکن جب وہ نمود ہی برباد ہو جائے تو چند بندگان نفس اور مغربی تہذیب کے دلدادوں کی بدولت قوم زندہ قوم نہیں رہ سکتی۔ (البشیر اٹاوہ)

اسلام سے ارتداد

سر شادی لال سابق چیف جج پنجاب ہائیکورٹ کے ایک عزیز لالہ دیوی سہائے جو جیو بنتے ہوئے مسلمان ہو گئے تھے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ پھر ہندو ہو گئے ہیں۔ اس پر ہندو اخبارات لکھ رہے ہیں کہ لالہ دیوی سہائے نئے مذہب سے تنگ آکر پھر اپنا قدیم مذہب اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اس قدر جلد تو کسی نئے مذہب کا تجربہ نہیں ہو سکتا خصوصاً ایک ایسے پڑھے لکھے شخص کو جس نے سوچ سمجھ کر وہ مذہب اختیار کیا ہو غالباً قدیم مذہب ہی میں کوئی ایسی نئی کشش پیدا کر دی گئی ہے جس نے لالہ دیوی سہائے کو کھینچ لیا ہے۔ بہرصورت اگر واقعی لالہ دیوی سہائے پھر ہندو مذہب میں واپس چلے گئے ہیں تو ان کا اسلام سے نکل جانا ہی اچھا ہے ایسے لوگوں کیلئے ہندو دھرم ہی زیادہ موزوں ہے۔ (منادی دہلی)

ایک ہندو عورت کا گرانقدر عطیہ

مشہور انقلابی لیڈر مسٹر شیام کرشن ورما آنجہانی کی اہلیہ نے ہندوستانی لڑکیوں کی تعلیم کیلئے ۱۰ لاکھ روپے کی وصیت کی ہے پٹنہ کے ایک بیرسٹر مسٹر کے۔ پی جیسوان کا بیان ہے کہ پیرس (فرانس) یونیورسٹی کے عہدہ داروں کو مسز شام کرشنا نے اس عظیم الشان وقف کا ٹرسٹی مقرر کیا ہے جو ٹرسٹ کا انتظام کریں گے۔ غالباً ٹرسٹ مذکور سے ایسی ہندوستانی عورتوں کو وظائف دئے جائیں گے جو ممالک غیر میں جاکر مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کریں گی۔

یہ سب روپیہ مسٹر شیام جی کرشنا ورما کا چھوڑا ہوا ہے جو پہلے لندن میں سکونت پذیر تھے۔ مسٹر موصوف مشہور انقلاب پسند تھے۔ وہ پہلے لندن میں رہتے تھے۔ چنانچہ وہاں پر انہوں نے انڈیا ہاؤس بنوایا۔ نیز ایک اخبار بھی وہاں سے جاری کر رکھا تھا۔ جسکا نام انڈین سوشیالوجسٹ تھا۔

. . . اگر مسٹر شام کرشنا کے ٹرسٹ سے ہندوستانی خواتین کو استفادہ کرنے کا موقع مل گیا تو خواتین ہند مغربی تعلیم سے مالا مال ہو جائینگی۔

یہ ایک ہندوستانی ہندو عورت کا کارنامہ ہے۔ کیا ہم اپنے مسلمان امراء اور دولتمندوں سے باادب دریافت کر سکتے ہیں کہ ان میں کتنے مردوں اور کتنی عورتوں نے اپنی دولت اپنے ابنائے جنس کی تعلیم و تربیت اور فلاح و بہبود کے لئے زندگی میں وقف کی ؟

اگرچہ یہ کہنا تو غلط ہے کہ مسلمانوں میں کچھ بھی نہیں ہوا۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ جو کچھ ہوا ابھی اگر ان ہی اوقات کو صحیح طور پر صرف کیا جائے تو مسلمانوں میں گداگروں، بے کاروں، بے روزگاروں، بے علموں اور بے ہنروں کی تعداد دنوں میں بدرجہ صفر پہنچ سکتی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے دولتمندوں کو اپنے بھائیوں کی حالت کا صحیح احساس دے اور وہ متمول جو فرض ناشناس ہیں ان کو فرض شناسی کی توفیق دے۔ (خاتون)

فیشن کی پول

موجودہ زمانہ کے انسان پر "فیشن" کا بھوت اس طرح سوار ہوا ہے کہ افسوس موت ہی سے اترے تو اترے۔ ہزارہا فیشن ایبل اپ ٹو ڈیٹ نوجوان ایسے ملیں گے جن کی رفتار اور جن کے انداز سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ملک معظم کے قریبی نہیں تو دور کے رشتہ دار ضرور ہیں۔ اور ہندوستان میں بغرض سیاحت کچھ عرصہ کے لئے تشریف لے آئے ہیں لیکن ان کے گھروں کو جا کر دیکھو تو فقط چوہوں کی قلابازیاں نظر آئیں گی۔ نہ باورچی خانہ سے دھواں نکلتا نظر آئے گا۔ نہ کھانے کی میز آراستہ دکھائی دیگی۔ غرضیکہ ان کی خانگی زندگی ایسا بھیانک منظر پیش کرے گی کہ کبھی آپ ان کی صورتوں کو دیکھیں گے اور کبھی ان کے گھروں کے دیوار و در کو، اور اس وقت آپ اور بھی زیادہ متحیر ہوں گے جب وہ اپنے ہیٹ، کوٹ اور پتلون کو اتار کر آپکے سامنے آئیں گے۔ اس وقت ان کے جسم پر جو کپڑا بھی ہوگا وہ بوسیدہ اور گندہ، جگہ جگہ سے پھٹا ہوا، اور انتہائی نفرت انگیز۔ آپکو بڑی مشکل سے یقین آئے گا کہ یہ وہی صاحب بہادر ہیں۔ جو ابھی تھوڑی دیر ہوئی غریب لوگوں کو نظر حقارت سے ٹھکرا کر آئے ہیں فیشن کے پتلوں کی یہ حالت ہندوستان ہی میں نہیں ہے جہاں کساد بازاری اور بے روزگاری نے انسان کو بالکل کچل دیا ہے۔ بلکہ ان ممالک میں بھی جن کی حکومتیں اپنے باشندوں کی زندگی اور ان کی زندگی کے اخراجات کی کسی حد تک ضامن ہیں آپکو یہی حالت نظر آئے گی۔ کیونکہ مغربی تہذیب و تمدن نے پسندیدہ سوسائیٹیوں کے لئے جو لباس مقرر کیا ہے وہ عام افراد کی آمدنی کے پیش نظر بہت گراں ہے۔ مسٹر ٹنڈن کا بیان ہے کہ ایک دعوت میں سو انگریز موجود تھے میزبان نے مذاق کے طور پر کھانے کا انتظام فرش پر کیا تھا۔ اب جو مہمانوں نے جوتے اتارے تو سو میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا جس کی جرابوں میں دو چار سوراخ نہ ہوں۔ ہر مہمان کی نظریں دوسرے کے سامنے شرم و ندامت سے جھکی ہوئی تھیں۔ اور حالت یہ تھی کہ کوئی بھی کسی کو نہ دیکھ رہا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ انگریزوں کی ایک جماعت جرابوں کے استعمال کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ بہرحال اس واقعہ سے یہ اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ فیشن کے مقلد ہی نہیں موجد بھی پریشان ہیں۔

اب یہ امر کہ فیشن کتنی تکلیف دہ اور نقصان رساں چیز ہے بتلانے کی ضرورت نہیں۔

تبلیغ کانفرنس قادیان

تبلیغ کے معنے آج تک تو یہ سمجھے جاتے تھے کہ محبت اور آشتی سے دلائل پیش کر کے کسی کو اپنا ہم خیال بنا یا جائے لیکن تبلیغ کے یہ معنی کہ کسی گروہ کو گالیاں دیکر مشتعل کیا جائے اب احرار کی ہڑبونگ سے واضح ہوئے ہیں چونکہ ہم قادیان میں احرار کی تبلیغ کانفرنس کے انعقاد کو مفاد ملت کے خلاف سمجھتے تھے اور اس کو انتخاب اسمبلی کا پروپاگنڈہ جانتے تھے لہذا اس کے اعلان میں ہم نے کوئی حصہ نہیں لیا ہمارا نمائندہ وہاں موجود تھا اور اس کی رپورٹ بھی موصول ہوئی لیکن اس خیال سے کہ اس کی اشاعت احرار کی اکثر غلط بیانیوں کا پول کھول دیگی اور ہم میں اور ان میں غیر ضروری کشمکش پیدا کر دے گی۔ اس لئے اس کو بھی شائع نہیں کیا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہماری اس روش کی غلط تاویل کی جا رہی ہے اور ہم یہ لکھنے پر مجبور ہیں۔ کہ

۱۔ قادیان میں جو کانفرنس تبلیغ کے نام سے منعقد ہوئی اس میں احرار کے نامور لیڈروں کے سوا کوئی ذی عزت مسلمان شامل نہیں ہوا۔

۲۔ حاضرین کی تعداد روز اول پندرہ ہزار کے قریب تھی اس کے بعد حاضری بہت کم ہو گئی اور آخر میں ۵ ہزار سے زیادہ نہ تھی (سیاست)

پیغام صلح۔ کسی روز بھی تعداد آٹھ ہزار سے نہیں بڑھی۔

پیغام صلح کی توسیع اشاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے

حضرت مسیح موعودؑ کا مکتوب مبارک

بنام جناب محمد حسن صوفی موسیٰ خانصاحب افغان مقیم آسٹریلیا

مخدومی و مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اخلاص و محبت نامہ آں مخدوم محررہ ۹ر اگست بخدمت بابرکت حضرت اقدس بتاریخ ۵ ستمبر رسیدہ موجب ازدیاد خوشنودی حضرت گردید۔ الحمدللہ کہ آں مکرم بہ عنایات ایزدی بخیر و عافیت اند و صد شکر براین است کہ در اخلاص و محبت حضرت در ازدیاد اند۔ اللہ جلشانہٗ ہموارہ آں مکرم را معہ برادران و اہل و عیال در حفظ و امان خود دارد۔ آمین

حضرت اقدس دعا فرمودند۔ اللہ جل شانہٗ قبول فرماید۔ باید کہ آں مکرم خود را در فکر و اندوہ نیندازند و برحکم القیام فی ما اقام اللہ عمل دارند۔ تا وقتیکہ اللہ جلشانہٗ از فضل و کرم خود راہے پیدا کند۔

خدا خوب مے داند کہ در بودن شما در آنجا چہ حکمت و رحمت است۔ مدام در دعا و استغفار مشغول باشند۔ امید است کہ خدا تعالےٰ خود کدام راہے پیدا خواہد کرد و دل آں مکرم را مسرور خواہد گردانید۔ ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ اگرچہ آں مکرم ظاہرا دور اند ولیکن بحکم المرء مع من احب نزدیک تر اند۔ الحمدللہ کہ در اینجا بہمہ وجوہ خیریت است۔ حضرت اقدس معہ اہل و عیال و جماعت بخیر اند۔ از چند روز طبع مبارک فرزند کوچک حضرت علیل بود۔ بحمداللہ کہ الحال رو بصحت است۔ اللہ جل شانہٗ صحت کلی عطا فرماید۔

والسلام ۔ ۷ر ستمبر ۱۹۰۷ء از قادیان

خادم

محمد صادق عفا اللہ عنہ

میاں سر فضل حسین

(از جناب خواجہ حسن نظامی صاحب)

دراز قد، دبلا بدن، سانولا رنگ، تیز اور چمکدار آنکھیں، عمر پچاس سے زیادہ، بلند پیشانی، بہت دھیمی آواز سے بولتے ہیں بات کرنے کے وقت گردن جھکا لیتے ہیں، کبھی مسکراتے ہیں کبھی چہرہ کو خشک اور روکھا بنا لیتے ہیں کبھی مخاطب کو دیکھتے ہیں کبھی کسی اور چیز کی طرف متوجہ معلوم ہونے لگتے ہیں لیکن گفتگو کے سلسلہ میں فرق نہیں آتا خیالات ایک ہی مرکز پر جمع رہتے ہیں۔

پنجاب کے مسلمانوں میں ان سے زیادہ کوئی مسلمان دور اندیش اور صحیح رائے دینے والا نہیں ہے اور سیاسی اور اقتصادی معاملات میں تو مسٹر جناح کے بعد مسلمانان ہند میں بھی ان کا کوئی ہمسر نہیں ہے مگر مسٹر جناح کے اندر موہنی نہیں ہے یعنی وہ ہمسر اور ہم مرتبہ اشخاص کو اپنے ساتھ جمع نہیں رکھ سکتے۔ اور میاں سر فضل حسین میں یہ کمال ہے کہ نرم اور گرم، عام و خاص ذی علم و بے علم ہر پارٹی کے لیڈر کو اپنا بنا لیتے ہیں اور اس کے لئے نہ لالچ دیتے ہیں نہ کسی قسم کی توقع دلاتے ہیں نہ جبر کرتے ہیں نہ فریب دیتے ہیں بلکہ ان کی خداداد قوت ارادی مقناطیس بنکر رہ ہے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے مسٹر ہر ملاس شاردا کی رائے ہے کہ میاں سر فضل حسین چاہیں تو آج تمام ہندوستان میں متحدہ قومیت قائم ہو سکتی ہے۔

اکثر علیل رہتے ہیں وقت کی پابندی میں انگریز ہیں۔ اور دور اندیشی میں انگریزوں سے بڑھ کر ہیں ملک شناسی میں لارڈ ولنگڈن اور ان کی گورنمنٹ سے بڑھے ہوئے ہیں۔ عدم تشدد میں گاندھی جی سے زیادہ حکمت والے ہیں موتی نکالنے والا کوئی غوطہ خور ان کی برابر موتیوں کی تہ تک نہیں جا سکتا۔

ہندوؤں میں متعصب مسلمان مشہور ہیں لیکن عقل کا کمال تعصب سے اونچا رہتا ہے اس واسطے یہ ہر قسم کے تعصب کے اعلیٰ و برتر ہیں دوست نوازی میں نہایت سچے اور پکے مسلمان ہیں۔

مذاکرۂ علمیہ

حجر اسود

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حجر اسود بت پرستی ہے
جواب۔ وہ بیہودہ سرائی کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ سے بڑھ کر بتوں کا دشمن دنیا میں کوئی نہیں گزرا۔ آپ نے تمام کفار کے سامنے بڑے زور سے یہ وحی الٰہی سنائی کہ قل یاایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما اعبد ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عابدون ما اعبد لکم دینکم ولی دین۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اے کافرو جن کی تم پرستش کرتے ہو ان معبودوں کی پرستش نہ میں نے کبھی کی۔ نہ کرتا ہوں اور نہ کبھی کروں گا۔ پھر اپنا اور میرا دونوں کا انجام دیکھ لینا۔ چنانچہ آپ نے ان تمام معبودان باطل اور ان کے پرستاروں پر فتح پائی۔ اور ایک ایک بت کو خانہ کعبہ سے نکال باہر کیا اور تمام تصویریں مٹادیں پھر نہ صرف کعبہ سے بت نکالے بلکہ ملک عرب سے بت نکالدیئے یہاں تک کہ ہر مذہب میں جو جو بت گھسا ہوا تھا ان سب کو توڑ دیا اور اپنے متبعین کے تو قلوب میں سے بھی ہر ایک غیر اللہ کا بت توڑ کر نکالدیا۔ اور آپ کے متبعین وہ بت شکن قوم ہوئی کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں ایسے شخص کی نسبت یہ کہنا کہ حجر اسود کو بت پرستی کے لئے رہنے دیا ہے خیال میں پرلے درجہ کی شرارت ہے کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ حجر اسود کوئی بت نہ تھا۔ وہ ایک ان گھڑا پتھر تھا۔ جو کعبہ کے ایک کونے پر طواف شروع کرنے کے لئے بطور ایک نشان کے لگا ہوا تھا۔ ایام جاہلیت میں جب بت پرستی کا زور تھا کبھی کسی بت پرست تک نے اس کی پوجا نہ کی۔ تو چہ جائیکہ ایک موحد مسلمان اس کی پوجا کرے اور پوجا کیوں کرتے کیا قرآن میں کوئی اس کا ذکر ہے یا رسول اللہ صلعم نے اس کے کوئی اوصاف ۔ ۔ ۔ ۔ بیان کئے ہیں ظاہر ہے کہ مطلق نہیں۔ ایک مربع گھر کے ایک کونہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور نشان کے ایک پتھر لگا دیا تھا جہاں سے وہ طواف کی ابتدا کرتے تھے اور اسی جگہ آکر ختم کرتے تھے۔

کتب تواریخ کی شہادت

یہ میں نہیں کہتا پرانی تاریخیں یہی کہتی ہیں چنانچہ تاریخ مکہ موسوم بہ اعلام با علام بیت الحرام میں ہے فقال ابراھیم لاسمعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام یا اسمعیل ائتنی بحجر اضعہ حتی یکون علما للناس یبتدئ منہ الطواف۔ (ترجمہ) پھر حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل سے کہا کہ ایک پتھر لاؤ تاکہ میں ایسی جگہ نصب کردوں جہاں سے لوگ طواف شروع کریں۔

اب فرمایئے کسی بات کے لئے بطور نشان کے کوئی پتھر لگانا بھی بت پرستی ہو گیا گول چکر کی جو دوڑ ہوتی ہے اس میں کسی نشان سے دوڑ شروع کرنا اور وہیں آکر ختم کرنا بت پرستی ہوا کرتی ہے حضرت اسمٰعیل نے حضرت ابراہیم کے حکم کی تعمیل میں ایک ان گھڑا سیاہ رنگ کا پتھر جسے کعبہ کی تعمیر کے وقت معماروں نے بیکار سمجھ کر پھینک دیا تھا اٹھا لیا اور حضرت ابراہیم نے اسے کعبہ کے ایک کونہ پر بطور نشان کے نصب کردیا تاکہ لوگ یہاں سے طواف کی ابتدا کریں بس ختم شد

رد کیا ہوا پتھر

ہاں ان دونوں نبیوں کے اس فعل میں مشیت الٰہی نے ایک زبردست پیشگوئی مضمر رکھی تھی، کعبہ دنیا میں سب سے پہلا گھر خدا کی عبادت کے لئے بنا تھا۔ جسے دو نبی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل مل کر دوبارہ تعمیر کر رہے ہیں اس کی تعمیر میں جو پتھر ناکارہ سمجھ کر رد کر دیا گیا تھا۔ آخر کار وہی کونے کا سرا بنتا ہے جس سے طواف شروع ہوتا ہے اس میں اشارہ یہ تھا کہ دنیا میں نبی جو بھی مذہب لاتے ہیں وہ درحقیقت خدا کی عبادت کے لئے ایک عمارت کھڑی کرتے ہیں تمام دنیا کی اقوام میں نبی آئے اور خدا کے گھر کی تعمیر میں سعی اور کوشش کرتے رہے لیکن عرب کے ریگستان میں بنی اسمٰعیل ایک قوم تھی جو ناکارہ پتھر کی طرح رد کی ہوئی پڑی تھی یہاں تک کہ ان کے اپنے بھائی بنی اسرائیل قوم بھی اسے حقارت سے ٹھکرا کر رد کر چکے تھے اور خدا کا عہد جو حضرت ابراہیم سے ان کی اولاد کے بارہ میں تھا اس سے بھی خارج کر چکے تھے۔ وہی رد کی ہوئی قوم خدا کے گھر کے کونہ کا سرا بنتی ہے۔ کیونکہ وہی قوم اپنے اندر سے اس عظیم الشان انسان محمد رسول اللہ صلعم کو پیدا کرتی ہے جو نبوت کے مکان کی آخری اینٹ ثابت ہوا۔ اور جسے خدا کے گھر میں سب سے بلند مقام ملا۔ ہمیشہ کے لئے یہ تاج اسی کے سر پر رکھا گیا کہ بغیر اس کی اتباع کے خدا کے قرب اور رضا کی راہیں سب مسدود ہیں کیونکہ وہ سب بگڑ چکیں اور یہ راہ محفوظ ہے اب ہمیشہ کے لئے وہی وہ کونے کا سرا ہے جس سے خدا کی عبادتوں کی ساری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

. . . .

راہیں شروع ہو کر خدا تک پہنچتی ہیں اور کسی نبی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔ مگر اسے ہوا۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ جو ہماری نظروں میں عجیب ہیں۔ اسی کو خدا سے وحی پاکر حضرت داؤد نے اسطرح گایا ہے

"وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا تب۔ کونے کا سرا ہو گیا ہے۔ یہ خداوند سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے۔ (زبور ۱۱۸-۲۲-۲۳)

حضرت مسیح کی پیشگوئی

اسی کی طرف حضرت مسیح علیہ السلام نے انگورستان والی مثال میں اشارہ کیا ہے جس میں وہ خدا کی بادشاہت یعنی نبوت کو انگورستان کے ایک باغ سے تشبیہ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ مالک نے یہ انگورستان جن باغبانوں کے سپرد کیا تھا انہوں نے اس کی قدر نہ کی اور مالک نے جب بھی کوئی نوکر ان کی طرف بھیجا اسے قتل کرنے کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ بیٹے کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا یہ بنی اسرائیل قوم کی طرف اشارہ تھا جو نبیوں کو قتل کرتے رہے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مالک اب خود آئیگا وہ اس باغ کو ان سے لیکر دوسرے باغبانوں کو دے گا۔ جو وقت پر اس کا پھل دیں گے۔ اور یہ واضح کرنے کے لئے کہ وہ لوگ بنی اسمٰعیل ہونگے فرماتے ہیں۔ "کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کونہ کا سرا ہوا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب ہے اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے پھل لائے دی جائے گی جو اس پتھر پر گریگا چور ہو جائیگا پر جس پر وہ گریگا اسے پیس ڈالیگا (متی ۲۱۔ ۴۲-۴۳)

یہ پیشگوئی کس شان وشوکت سے پوری ہوئی کہ دنیا حیران ہے کہاں وہ رد کی ہوئی قوم بنی اسمٰعیل عرب کے بیابانوں میں پڑی ہوئی اور کہاں ختم نبوت کا عالی مقام جس سے اللہ کے دین کی تکمیل ہوتی ہے اور جس کی پیروی کل بنی نوع انسان کے لئے قیامت تک فرض قرار دی جاتی ہے خدا کی اس زبردست پیشگوئی کے لئے بطور نشان کے وہ رد کیا ہوا پتھر آج تک خدا کے گھر کے کونے کا سرا بنا ہوا ہے تاکہ آنیوالی تمام نسلیں دیکھیں اور اس عبرت انگیز اور سبق آموز نشان کو دیکھکر اپنا ایمان تازہ کریں اور خدا کی قدرتوں کا اندازہ کریں کہ کس طرح وہ مردوں کو جلاتا ہے اور گرے ہوؤں کو اٹھاتا ہے اگر خدا کی قدرت کے لئے یہ کونے کا پتھر بطور نشان اور سبق کے نہ ہوتا۔ تو کبھی کا اس کو پھینک کر کوئی زیادہ خوبصورت پتھر بلکہ کوئی در و جواہر سے مرصع نشان لگایا جاسکتا تھا جہاں سے طواف شروع ہو سکتا تھا۔ کیونکہ کعبہ کی پتھریلی عمارت کے دوسرے پتھروں کی طرح وہ بھی ایک پتھر ہے اور پتھر بھی نہایت گھٹیا جو اسی لئے رد کیا جا چکا تھا لیکن اس گھٹیا پتھر کا جسے معماروں نے ناقابل سمجھ کر رد کر دیا تھا۔ کونہ کا سرا بننا چونکہ ایک عبرت خیز نشان ہے جس سے ہر ایک انسان یہ سبق لے سکتا ہے کہ دنیا میں وہ اگرچہ کتنی ہی حقیر مقام پر کیوں نہ ہو مگر خدا کی رضا کو حاصل کر کے وہ بلند سے بلند مقام کو حاصل کر سکتا ہے اس لئے اس پتھر کو بطور نشان کے اپنی جگہ پر قائم رہنے دیا۔

بوسہ پرستش کا نشان نہیں

باقی رہا یہ امر کہ اس کو بوسہ کیوں دیا جاتا ہے سو واضح ہو کہ اول تو بوسہ کوئی پرستش کا نشان نہیں پرستش میں ضروری ہوتا ہے کہ جس کی پرستش کی جائے اس کی عظمت اس قدر دل میں ہو کہ اس سے انسان متاثر ہو کر اس کی طرف توجہ تام کرے دوسرے اس کی حمد کرے تیسرے اس سے کچھ دعا کرے۔ دنیا جانتی ہے کہ ادنے سے ادنے مسلمان بھی اسے ایک پتھر سمجھتا ہے جو محض ایک نشان ہے جہاں سے وہ طواف شروع کرتا ہے اور جہاں وہ طواف کو آکر ختم کر دیتا ہے اگر اسے خدا کے اس عظیم الشان فضل کا نشان سمجھتے ہوئے جو بنی اسمٰعیل اور بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ کوئی محبت سے بوسہ دیدے تو اس کے معنے پرستش کرنا پرلے درجے کی حماقت ہے پھر کیا۔ ایک شوہر اپنی بیوی کی بھی پرستش کرتا ہے یا باپ اپنے بچے کی پرستش کرتا ہے۔ جب اس کو بوسہ دیتا ہے ظاہر ہے کہ جوش محبت کا یہ ایک نشان ہے دراصل ساری عبادت حج کی بطور خود ایک عاشقانہ رنگ رکھتی ہے ایک سچے عاشق کی طرح ایک مسلمان اپنا گھر بار چھوڑ کر اپنے محبوب حقیقی کی تلاش میں نکل پڑتا ہے پھر اپنا تمام زیب وزینت کا لباس اتار پھینک کر کفن کی طرح دو چادریں لپیٹ لیتا ہے نہ حجامت ہوتا ہے نہ کوئی زینت کا سامان اختیار کرتا ہے ننگے سر دیوانہ وار اپنے محبوب کے گھر کے گرد پروانہ کی طرح گھومتا ہے اور جب ایک دفعہ صدقہ چولیتا ہے تو اپنے محبوب کے گھر کے ایک کونہ پر ہی بوسہ دیکر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتا ہے اگر یہ ممکن ہوتا کہ خدا کو بوسہ دیا جاسکتا۔ تو یقیناً وہ اپنے محبوب کی دست بوسی کرتا۔ لیکن یہ ناممکن ہونے کی وجہ سے وہ گھر کے ایک کونہ پر ہی آستان بوسی کر لیتا ہے یہ صرف محبت کا اظہار ہے اس میں حجر اسود کی کوئی خصوصیت نہیں چونکہ طواف کا جو قربان ہونے کا نشان ہے۔ ایک چکر اسی جگہ ختم ہوتا ہے جہاں حجر اسود ہے اس لئے لازمی طور پر وہی نشان جس کا کونہ کا سرا ہونا ایک ادنے سے ادنے بندہ کو بھی اپنے محبوب حقیقی کے حضور میں بلندی اور ترقی حاصل کرنے کے لئے ایک یادگار کا کام دیتا ہے بوسہ گاہ بن گیا۔ ورنہ رسول اللہ صلعم نے کعبہ کے دوسرے کونہ پر بھی بوسہ دیا ثابت ہے جہاں حجر اسود نہیں۔

(باقی برصفحہ ۷ کالم ۳ پر ملاحظہ ہو)

عراق میں آریہ سماجی فتنہ

عراقی اخبارات کا زبردست احتجاج

تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عراق میں آریہ سماجیوں نے جو فتنہ انگیزی شروع کی تھی عراقی پبلک اور عراقی اخبارات کو اس کا بہت بڑی حد تک احساس ہو چکا ہے اب یہ حقیقت ان کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہی کہ آریہ سماج ایک اتحاد دشمن اور شرارت پیشہ گروہ ہے جس کی زندگی کا ایک بہت بڑا مقصد اسلام دشمنی اور مسلم آزاری ہے چنانچہ عراقی اخبارات حکومت کو پر زور طریق پر اس فتنہ کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ ذیل میں ہم اخبار "الہدایۃ" بغداد کے ایک مقالہ کا ضروری حصہ بطور نمونہ پیش کرتے ہیں (مدیر)

جب سے ملک پر اجنبی تسلط ہوا ہے ملک کے طول و عرض میں ایک ہنگامہ برپا ہے فتنہ پردازوں کے ہتک آمیز حملوں سے نہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی حرمت محفوظ رہی نہ اسلامی اخلاق اور آداب

"ہمارا خیال تھا کہ وطنی حکومت قائم ہو جانے کے بعد ان مفاسد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ انتشار کم ہونے کی بجائے بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ دیکھیے اس کے مقابلے کے لئے کیا کچھ کرنا پڑے۔"

آگے چل کر مؤقر جریدہ رقمطراز ہے:۔

ہمیں یہ معلوم کر کے بہت تعجب ہوا کہ حکومت نے ہندوستانی بت پرستوں کو بغداد میں سکونت کی اجازت دیدی ہے جس سے ہمیں بے حد تکلیف ہوئی۔

"یہ ہندوستانی بت پرست جن کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں ہے انگریزی لشکر کے ساتھ یہاں آئے تھے لیکن یہاں کے باشندوں کا خون چوسنے، ان کے مال و دولت کو لوٹنے کے لئے یہیں رہ پڑے اب وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے ایک آریہ سماج قائم کرنا چاہتے ہیں اور ایک مندر بھی بنانا چاہتے ہیں تاکہ ہندوستان کی طرح عراق میں بھی مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہیں۔ ان کے حقوق سلب کئے جائیں۔ یہاں تک کہ عبادت خانوں اور جامع مسجدوں میں بھی ان کی آزادی کو غصب کر لیا جائے۔

آگے چل کر لکھا ہے کہ:۔

"آریہ سماج فرقہ تقریباً چالیس سال سے اپنے اصل مذہب سے جدا ہو گیا ہے ان کی جو اصل مذہبی کتاب ہے اس میں نہ تو حضور صلعم پر حملہ کیا گیا ہے نہ اسلامی عقائد پر۔ لیکن ان کی موجودہ کتاب ستیارتھ پرکاش کا اکثر حصہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی برائی پر ہی مشتمل ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مذاہب کو چھوڑ کر صرف اسلام ہی سے انہیں جنگ کرنا ہے۔"

اس کے بعد ستیارتھ پرکاش کے کچھ اقتباسات دیئے ہیں۔ جن میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف انسانیت سے گرے ہوئے جملے استعمال کئے گئے ہیں اس لئے ہم ان کو نظرانداز کرتے ہیں

ان اقتباسات کے بعد معزز معاصر رقمطراز ہے:۔

اللہ اکبر! جس عراق کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بت پرستوں اور آتش پرستوں سے پاک کر دیا تھا اسی عراق میں تباہ کن اور ہلاکت خیز پرستش کیلئے مندر بنائے جائیں گے اور ان کے پجاری محمد صلعم اور آپ کی قدوسیت میں طعنہ زنی اور آپ کی بے حرمتی کریں گے؟

اللہ اکبر! وہ شہر جن کو عمر بن خطابؓ، خالد بن ولیدؓ اور سعد بن وقاصؓ نے فتح کیا اور جن میں ہمارے آباؤ اجداد نے اپنے پاکیزہ خون اور اپنی عزیز جانوں کی محض اس لئے قربانی دی کہ محمد صلعم کے مقدس ذکر کا سکہ بٹھا دیا جائے اور ہر روز پانچ مرتبہ اذانوں پر، بلندیوں پر، شہروں، گاؤں، جنگلوں اور میدانوں سے اس کے پاکیزہ نام کی صدائیں بلند ہوں اور اس کی ذات قدسی صفات پر درود و ثنا پڑھی جائے۔

کیا آج چودھویں صدی کے بعد ان شہروں میں حضورؐ کی ذات اقدس پر حملے کئے جائیں گے اور آپ کی تعلیمات میں عیب نکالا جائے گا؟

مسلمانو! وہ ہمارے باپ دادا تھے جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کی جانب لوگوں کو بلانے اور لواء محمدی کے نیچے جمع کر کے اس کی تعلیمات سے مستفید کرنے کے لئے جنگلوں، چٹیل میدانوں کو طے کیا، بھوک پیاس اور پیادہ پائی کی تکلیفیں برداشت کیں۔

ایک ہم ہیں کہ ہمارے زمانے میں ذمہ داریوں کا احساس مفقود ہو چکا ہے۔ بت پرستی کے درخت لگانے اور محمد صلی اللہ کی پاکیزہ زندگی میں عیب نکالنے کی اجازت دی جا رہی ہے اسلامی حکومت کا دور دورہ ہے ایک اجنبی گروہ کو اب مندر بنانے کی اجازت دینا جس کی غرض و غایت لوگوں کو مذہب اسلام سے نفرت دلانا اور آپ کی ذات والا صفات میں عیب نکالنا ہو۔ کیا یہ ہمارے لئے باعث عار ہمارے عظمروں کیلئے باعث رسوائی۔ ہماری قومیت کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ اور ہمارے دین کے لئے تباہ کن نہیں ہے؟

"عراقیو! ہمارے لئے ہلاکت و تباہی ہے اگر ہمارے شہروں میں اس گروہ کے دعاوی کا کچھ اثر بھی باقی رہ گیا۔"

"اگر ہم اس کا تدارک نہ کر سکے اور ان آدمیوں کو عراق سے نکال دینے پر حکومت کو آمادہ نہ کر سکے تو نہ ہم میں کوئی اسلامیت ہے نہ حمیت نہ غیرت ہے نہ مردانگی۔"

"اے عراقی حکومت اقتدار اور مدنیت میں انگریزی حکومت سے تو زیادہ نہیں لیکن اس نے اس مذہب کے ایک حلقہ بگوش کو تو اب کو اپنے ملک میں داخل ہونے اور اس مذہب کی اشاعت سے روک دیا۔"

"عراقی حکومت! اور عربی قوم! آ گیا ہمارے لئے باعث عار نہیں کہ ہندوستانی جرائد اپنے ملک کی اسلامی انجمنوں کو عراق میں اس قسم کے مشن بھیجنے کی طرف متوجہ کر رہے ہیں جو عرب کے فخر و فارسے تحفظ کی خاطر اس گمراہ اور گمراہ کن گروہ کا مقابلہ کرے۔"

"اے حکومت کیا تجھے عراق کے باشندے کافی نہیں۔ جو تو اس ہندوستانی گروہ کو ہم پر اعزاز و اکرام میں غالب کرنا چاہتی ہے۔"

ہم عراق بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے نام پر عراق کی اسلامی حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس اجنبی جماعت کو جو اجازت دی گئی ہے اسے واپس کر لیا جائے اور ان خطرناک معدودے چند آدمیوں کو یہاں سے سفر کر جانے کا حکم دیدیا جائے اور اس کے بعد کسی اجنبی کو کوئی انجمن یا مجلس قائم کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔"

اس جماعت کے سردار "درما" نے سائن بورڈ پر جلی حروف میں یہ لکھا رکھا ہے کہ:۔

"حضرت بادشاہ کا خاص درزی اور عراقی لشکر کا درزی"

اور اسی نے اس کو اس قسم کی تحریکات کی جرأت دے دی۔ جو ہمارے شہروں، شہروں کے باشندوں اور ان کے دین کو عیب لگانے والی ہے۔

حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس سائن بورڈ کو گرانے کا حکم دیدے اور لشکریوں کو اس شخص کے ساتھ کسی قسم کا معاملہ کرنے سے روک دے۔

اے حکومت جلدی کر جلدی۔ کیونکہ یہ رویہ ناقابل برداشت ہے ٭

بقیہ صفحہ ۲

بوسہ اظہار محبت کا نشان ہے

چنانچہ صحیح مسلم میں یہ حدیث موجود ہے:۔

عن ابن عباسؓ قال لم ار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستلم من البیت غیر الرکنین الیمانیین۔ یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلعم کو کعبہ کو بوسہ دیتے نہیں دیکھا سوائے دونوں یمانی رکنوں کے۔

اگر ایک یمانی رکن پر حجر اسود فرض کر لیا جائے تو ظاہر ہے کہ دوسرے رکن پر حجر اسود نہیں ہو سکتا اور حضرت ابن عباسؓ نے دونوں رکنوں پر بوسہ دیتے دیکھا ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ بوسہ دینا محض ایک اظہار محبت الٰہی ہے جو ایک عاشق اللہ سے نثار اور صدقہ ہوتے ہوئے اپنے محبوب کے گھر کے کسی گوشہ پر ایک دفعہ صدقہ ہو کر جس کونہ سے شروع کیا تھا۔ وہیں آ کر اس نشان پر سرزد ہوتا ہے جو الٰہی فضلوں کے لئے بطور ایک یادگار ہے اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ٭

میونسپل گزٹ کا باتصویر الیکشن نمبر

منیجر صاحب میونسپل گزٹ اطلاع دیتے ہیں کہ حسب دستور میونسپل الیکشن کے موقع پر بھی میونسپل گزٹ کا الیکشن نمبر امیدواروں کی تقریباً دو اڑھائی درجن ہاف ٹون تصاویر پرانے ممبروں کی کارکردگی اور نئے امیدواروں کے کام کے خاکہ کے ساتھ نہایت اعلیٰ اہتمام سے ۱۹ر نومبر کو دس ہزار کی تعداد میں شائع کیا جا رہا ہے جس کے لئے بہت سے امیدوار دیکھے فوٹو کارکردگی اور کام کے خاکے موصول ہو گئے ہیں۔ لیکن جن امیدواروں کے فوٹو وغیرہ ابھی تک موصول نہیں ہوئے ان کو ایک آخری موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ۹ر نومبر کی دوپہر تک اپنے فوٹو وغیرہ معہ حالات کارکردگی و اپنے کام کے خاکے ہمیں مل کر دیدیں ورنہ اس کے بعد کوئی فوٹو وغیرہ [illegible] اندراج نہ لیا جا سکیگا مشتہرین صاحبان اپنے اپنے اشتہارات دینے کے متعلق بھی ۸ر نومبر تک فیصلہ کر لیں اور اخباری ایجنٹ صاحبان بھی فوراً اپنے اپنے آرڈر بک کرالیں قیمت فی پرچہ دو آنے ہوگی۔

منیجر میونسپل گزٹ فتح مہنزل بیرون کشمیری دروازہ لاہور

خبریں

ہندوستان

— توقع کی جاتی ہے کہ سرینگر اور لاہور کے درمیان مستقبل قریب میں ہوائی سروس شروع ہو۔ ہوائی رستے کی سروے ہو رہی ہے۔

— ریاست کوچین اور دھولپور کے مسلمان آجکل حکام کے مظالم کی وجہ سے بہت مضطرب ہو رہے ہیں۔

— دہلی میں آج کل تمام سرکاری محکموں پر ہندو حکام اور ملازمین کا تسلط ہے جس کی وجہ سے مسلمانان دہلی کو طرح طرح کی تکالیف پیش آ رہی ہیں۔

— گذشتہ ہفتہ تحصیل موگا میں ڈاکوؤں اور دیہاتیوں میں زبردست مقابلہ ہؤا۔

— لکھنؤ ۳ر نومبر۔ آج صوبجات متحدہ کی کونسل میں بندھیل کھنڈ کا مسودہ قانون انتقال اراضی منظور ہوگیا۔

— کراچی ۴ر نومبر۔ کراچی اور لاہور کے درمیان ہفتہ وار سروس ۸ر دسمبر سے شروع ہو جائیگی پہلا جہاز ۸ر دسمبر کو کراچی سے روانہ ہو کر ۹ر دسمبر کی صبح کو لاہور پہنچیگا۔

— امرتسر ۲ر نومبر۔ آج چیف جسٹس یہاں تشریف لائے اور مختلف عدالتوں کا معائنہ کیا۔

— لاہور ۳ر نومبر۔ آج انتخابات اسمبلی کے سلسلے میں مغلپورہ باغبانپورہ تھانہ امر سدھو وغیرہ موضعجات میں ووٹ لئے گئے۔

— لاہور ۵ر نومبر آج معراج النبیؐ کی تقریب پر اسلامی محلوں اور مسجدوں میں چراغان ہؤا۔ مختلف جلسے بھی منعقد ہوئے۔

— بابو راجندر پرشاد صدر بمبئی کانگریس کا خطبہ صدارت اسلامی نقطہ خیال سے بے حد قابل اعتراض ہے چنانچہ مدراسی مسلمانوں میں اسکی وجہ سے زبردست ہیجان پیدا ہوگیا ہے۔

— نئی دہلی ۴ر نومبر معلوم ہؤا ہے بمبئی کے ایک کروڑپتی نے گاندھی جی کو تنظیم دیہات کے لئے بیس لاکھ روپیہ چندہ پیش کیا ہے گاندھی جی اس کام کو ایک ماہ کے اندر اندر شروع کر دیں گے انہوں نے اس کے لئے بنیادی اصول مرتب کر لئے ہیں۔

— الہ آباد ۳ر نومبر معلوم ہؤا ہے کہ مسز کملا نہرو کو ڈاکٹروں نے بغرض علاج یورپ جانیکا مشورہ دیا ہے لیکن وہ پنڈت نہرو کے بغیر نہیں جا سکتیں اس لئے پنڈت جی کی رہائی کی کوشش ہو رہی ہے۔

— یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چند روز سے مسز نہرو کی حالت زیادہ خراب ہوگئی ہے

— بمبئی ۵ر نومبر اجلاس کانگریس کی خاموشی اور تسکلم طلبیں دونوں قسم تیار ہوگئی ہیں عنقریب اسکی نمائش کیجائیگی

ممالک خارجہ

— لندن ۳ر نومبر۔ پارلیمنٹری سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کو برطانیہ اور ہندوستان میں بیک وقت شائع کرنے کے متعلق سر آسٹن چیمبرلین کی قرارداد دارالعوام اور دارالامراء میں منظور ہوگئی ہے۔

— دارالعوام میں مسٹر چرچل نے اس قرارداد کی سخت مخالفت کی۔ سر آسٹن چیمبرلین نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ رپورٹ دارالعوام کے ارکان کو ۱۸ر نومبر کی دوپہر کو اور عام لوگوں کو برطانیہ، ہندوستان اور برما میں دوسرے دن صبح کو ملیگی۔

— مصر کا مشہور اخبار "الاہرام" اس خبر کی پر زور تردید کرتا ہے کہ حکومت ترکی نے مسجد ایا صوفیہ کو عجائب گھر میں منتقل کر دیا ہے وہ اس کو ترکوں کے یورپین مخالفین کا پروپیگنڈا قرار دیتا ہے۔

— لندن ۴ر نومبر۔ سر فلپ سیسون برطانوی وزیر فضائی نے ایک ملاقات میں خیال ظاہر کیا ہے کہ برطانوی فضائی سروس کو چین تک وسعت دی جائیگی۔

— عباس حلمی پاشا سابق خدیو مصر آج کل لندن میں ہیں ان کے قیام لندن سے مصر کی بعض سیاسی جماعتوں میں اضطراب پیدا ہوگیا ہے۔

— بعض تجارتی حلقوں میں افواہ ہے کہ ۱۹۳۳ء میں افغانستان طلائی معیار اختیار کر لیگا۔

— لندن ۴ر نومبر۔ انگلستان کے بعض اخبارات کا بیان ہے کہ ہٹلر نے بیس لاکھ پونڈ انگلستان میں نازی پروپیگنڈے پر خرچ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پروپیگنڈا کرنیوالے ایجنٹ انگلستان میں مقرر کئے جا رہے ہیں۔

— لندن ۴ر نومبر۔ معلوم ہؤا ہے کہ ملک معظم کے محل کے قریب مسلمانوں کی طرف سے ایک عالیشان مسجد بنانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں جس کا سنگ بنیاد سر آغا خاں رکھینگے۔

— گذشتہ ہفتہ ہند چینی میں زبردست طوفان باد آیا جس سے ڈھائی سو نفوس ہلاک ہوئے پانچ ہزار مکانات منہدم بے شمار مویشی اور فصلیں تباہ ہوگئیں۔

— بعض ولایتی اخبارات کا بیان ہے کہ حکومت جاپان سارے ملک میں ممانعت شراب کا قانون پاس کرنے والی ہے اس لئے مختلف محکمہ جات کے نام خفیہ سرکلر جاری کر دیئے ہیں کہ وہ شراب کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیں۔ تاکہ قانون کے اجراء پر کسی حلقے کی طرف سے مخالفت نہ ہو۔

— حکومت ترکی کے تجارتی بیڑے میں پانچ نئے جہازوں کا اضافہ ہوگیا ہے اب پورے بیڑے میں ۱۸۱ جہاز ہوگئے ہیں۔

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۳ شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۷۰

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

قادیانی جماعت کی سرکاری خدمات

حکومت سے جناب خلیفہ قادیان کا شکوہ و شکایت

۲۶ اکتوبر بروز جمعہ جناب خلیفہ قادیان نے ایک بہت ہی طویل اور پُر از معلومات" خطبہ ارشاد فرمایا جس میں جماعت قادیان کی سرکاری خدمات اور ان قانونی پابندیوں کا ذکر تھا جو حکام نے احراری کانفرنس کے زمانہ میں جناب خلیفہ قادیان اور انکی جماعت پر عائد کی تھیں اس خطبہ کے متعلق معاصر "الفضل" رقمطراز ہے کہ "یہ وہ خطبہ جمعہ ہے جو کئی ہزار کے مجمع نے گوش ہوش سنکر سنا۔ دوران خطبہ میں اور بعد نماز میں رقت اور سوز سے سامعین کی ہچکیاں بندھ گئیں" اس خطبہ کی چند سطریں جنکو اس کا ضروری خلاصہ بھی کہا جاسکتا ہے درج ذیل کی جاتی ہیں۔

"حکومت نے بے انصافی اور ظلم کیا جب اس نے ہمارے لئے اس قانون کو استعمال کیا۔ جو باغیوں اور انارکسٹوں کے لئے بنایا گیا ہے اور جسے پاس کرتے وقت حکومت نے ملک کے نمائندوں کو یقین دلایا تھا کہ اسے بڑی احتیاط سے استعمال کیا جائیگا اگر یہ قانون احمدیوں پر اپنے گھروں کی حفاظت کیلئے جمع ہونے پر چسپاں ہو سکتا ہے تو دنیا کی کون ایسی ہستی ہے جو اس سے باہر رہ سکتی ہے ...... کوئی معقول انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ صحیح استعمال ہے اس قانون کا اس کے لئے جس نے خود اس کے بنانے والوں سے بھی زیادہ قیام امن کی کوشش کی جس نے اور جس کی جماعت نے اُس وقت سول نافرمانی اور اس قسم کی دوسری مذموم تحریکات کا مقابلہ کیا۔ جب یہ افسر جو آج ہمیں باغی قرار دے رہے ہیں آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوا کرتے تھے۔ پھر یہ لوگ تنخواہیں لیکر کام کرتے تھے اور میں نے اور میری جماعت نے لاکھوں روپیہ اپنے پاس سے خرچ کرکے بدامنی پیدا کرنے والی تحریکات کا مقابلہ کیا۔ پھر کس قدر ظلم ہے کہ جو قانون ان تحریکات کے انسداد کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ وہ سب سے پہلے ہمیں پر استعمال کیا جاتا ہے جنہوں نے ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لئے ملک کو اپنا دشمن بنا لیا۔ احرار کی تقریریں پڑھو۔ ان کو زیادہ غصہ اسی بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چُک ہیں۔ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مخالف ہیں .... اس (حکومت) کی مصیبت کے وقت ہمارے لیکچرار جاتے اور مخالف تحریکوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ جنگ میں ہم نے تین ہزار والنٹیر دیئے۔ روپیہ ہم خرچ کرتے تھے۔ مگر آج احراریوں کی حفاظت کے لئے وہ ہمیں باغی بنا رہی ہے .... کانگریس سے ہمیشہ ہماری جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم غلام ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ ہم ہرگز غلام نہیں ہیں۔ اب ہم انہیں کیا منہ دکھائیں گے۔ کیونکہ اب تو پنجاب گورنمنٹ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا۔ کہ وہ ہندوستانیوں کو غلام سمجھتی ہے ...... مگر ...... وہ اگر ہمیں قید کردے پھانسی دیدے۔ تب بھی ہم وفادار ہی رہیں گے"

کر دیں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ایک نہ ایک دن پیش ہو گا تو خدا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

چھوڑنی ہو گی تجھے دنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے

مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم یاس و الم فکر و بلا کے سامنے

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکلکشا کے سامنے

حاجتیں پوری کرینگے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن تجھ کو بھی جانا ہے خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہی بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

مذاکرہ علمیہ

"نفخ صور" اور "ملائکہ"

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال :- "صور کیا ہے؟ ابوداؤد اور ترمذی میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صور ایک بگل ہے جو پھونکا جائیگا۔ اور پھر اس بگل کے بجنے کے جو نتائج ہونگے وہ لغویات کی حد تک پہنچتے ہیں خدا ہی جانتا ہے کہ حضرت اسرافیل اس پرانی دنیا کے شمال یا جنوب، مشرق یا مغرب میں کھڑے ہونگے یا نئی دنیا کے۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ "صور" محض ایک استعارہ ہے "پہلا صور" موجودہ سلسلہ زندگی کو ختم کرنے کا نشان ہوگا۔ اور "دوسرا صور" نئے سلسلہ زندگی کے شروع ہونے کا نشان ہوگا۔ آپ کا کیا خیال ہے اور ان روایات کو آپ کیسا سمجھتے ہیں؟

جواب :- میں آپکے خیال سے متفق ہوں بگل کا پھونکا جانا حالت کے تغیر کا نشان ہوتا ہے ہمارے موجودہ زمانہ میں کسی لشکر گاہ میں جب بگل بجتا ہے تو اس کا مطلب فوج کی حالت موجودہ کو کسی نئی حالت میں تبدیل کرنے کا ہوتا ہے بگل کے بجنے پر سپہ سالار کی طرف سے فوج کو کسی نئی حالت کو اختیار کرنیکا حکم ہوتا ہے جو پہلے سے مختلف ہوتی ہے چنانچہ بگل بجتے ہی نقشہ بدل جاتا ہے اسی طرح موجودہ عالم کا نقشہ بدل کر کسی دوسرے عالم کو شروع کرنے کیلئے جو احکام الٰہی جاری ہوں گے انہیں استعارہ اور مجاز کے طور پر بگل کے پھونکے جانے سے تعبیر کیا گیا۔ تاکہ انسان کا ذہن سمجھ سکے کیونکہ عالم باطن کے امور کو وہ اس وقت تک نہیں سمجھ سکتا۔ جب تک اس کو بالمقابل عالم ظاہر میں سے اسی قسم کی چیزوں کو بطور استعارہ استعمال کر کے نہ سمجھایا جائے۔

ملائکہ اسباب باطنی ہیں

اصل میں سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ ملائکہ اور ان کے افعال کے متعلق جب ہم کوئی تحریر پڑھتے ہیں تو اس وقت بھول جاتے ہیں کہ ان کا تعلق عالم باطن سے ہے عالم ظاہر سے نہیں۔ ملائکہ اسباب ظاہری اور مسبب الاسباب حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ کے درمیان اسباب باطنی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی ذات چونکہ وراء الوراء اور تمام علائق مادی سے منزہ اور مقدس ہے اس لئے عالم اسباب مادی اور خود جناب باری کے درمیان ضروری تھا کہ افعال الٰہیہ کے ظہور کیلئے کچھ اسباب باطنی بھی ہوتے پس جناب باری نے عالم مادی میں اپنے افعال کو معرض ظہور میں لانے کے لئے جو باطنی اسباب و ذرائع خلق کر رکھے ہیں ان کا نام ملائکہ ہے مثلاً ایک شخص جب لکھتا ہے تو وہ اس مطلب کے لئے کہ اس کا ہاتھ سیاہی سے آلودہ نہ ہو۔ ایک قلم ہاتھ میں لے لیتا ہے اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی مقدس و منزہ ذات عالم اسباب مادی کو خلق کرتی اور اس میں تصرفات کرتی ہے تو اپنے تقدس و تنزہ کی وجہ سے وہ ہر مادی سلسلہ اسباب کے شروع کرنے میں ایک سبب باطنی ضرور رکھتی ہے جسے ملک یا فرشتہ کہتے ہیں۔ مگر وہ اسی طرح جناب الٰہی کے یدِ قدرت میں ہوتا ہے جیسے لکھنے والے کے ہاتھ میں قلم ہوتا ہے جس طرح قلم کا منشا یہ ہے کہ انگلی سیاہی سے آلودہ نہ ہو اسی طرح ملائکہ کے وجود کا منشا یہ ہوتا ہے کہ مادی دنیا اور اس کے سلسلہ اسباب سے جناب الٰہی کی ذات بابرکات منزہ اور پاک رہے۔ ذات باری کا مسبب الاسباب ہونا اس بات کا مقتضی تھا۔ کہ مادی دنیا بلکہ تمام کائنات کا سلسلہ اسباب خود اس جناب تک منتہی ہو اور مادہ کا تعلق براہ راست جناب الٰہی سے ہو نہیں سکتا تھا اس لئے ضرور تھا کہ مادی سلسلہ اسباب کی آخری کڑی روحانی یا باطنی ہوتی۔ جو جناب باری سے تعلق رکھتی۔ یہی روحانی کڑی ملائکہ کے نام سے موسوم ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مختلف قوتوں اور صفات کا مظہر ہوتے ہیں جن کا عالم مادی سے براہ راست تعلق ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے نیچے اسی طرح بلا چون و چرا کام کرتے ہیں جس طرح قلم لکھنے والے کے ہاتھ میں کام کرتا ہے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتے مگر وہی جو مشیت الٰہی ہوتی ہے وہ اسباب ظاہری کے ہر سلسلہ کے ابتدا میں سبب باطنی ہوتے ہیں جن کا تعلق ایکطرف تو خدا سے ہوتا ہے اور دوسری طرف عالم ظاہر سے سبب باطنی ہونے کی وجہ سے۔ ان کا ہر ایک فعل باطنی رنگ رکھتا ہے اور باطن ہی سے تعلق رکھتا ہے البتہ ان کے اور ان کے افعال کے متعلق محاورات اور اصطلاحات وہی استعمال ہوتے ہیں۔ جو ہم عالم ظاہر کی چیزوں کے متعلق برتتے ہیں، کیونکہ بغیر اس کے دماغ انسانی سمجھ نہیں سکتا۔ اسی لئے جب یہ محاورات اور اصطلاحات کتب الٰہیہ میں یا زبان نبوی پر استعمال ہوتے ہیں تو اس سے مراد ہمیشہ ان کا باطنی پہلو ہوتا ہے، نہ کہ ظاہری اور مادی؛ اسی بات کے نہ سمجھنے سے غلطی لگا کرتی ہے۔

ملائکہ کی منادی

ایک دفعہ میں نے سر سید مرحوم کی لائف "حیات جاوید" مؤلفہ مولانا حالی مرحوم میں پڑھا۔ کہ کسی عیدگاہ میں مولوی صاحب عید کے دن خطبہ میں فرما رہے تھے کہ "اے مسلمانو! عید کے دن صبح کو ملائکہ منادی کرتے پھرتے ہیں کہ مسلمانو! عید کی نماز پڑھنے چلو!" اس پر کالج کے طلبا نے مذاق اڑایا۔ کہ یہ خوب منادی ہے کہ منادی کرنیوالے کی آواز کسی کو نہیں آتی۔" مجھے یہ واقعہ پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔ اتفاق سے جس کالج کے طلبا نے مذاق اڑایا تھا۔ اسی کالج کے ایک پروفیسر مجھے مل گئے۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر کر کے پروفیسر صاحب سے کہا کہ غلطی یہی ہے کہ ملائکہ کی منادی کو ایک چوہڑے کی منادی پر قیاس کر لیا گیا۔ جو ہاتھ میں ڈگڈگی لئے پھلاتا پھرتا ہے کہ "خلق خدا کا۔ ملک بادشاہ کا، حکم مجسٹریٹ صاحب بہادر کا۔ فلاں جگہ درخت نیلام ہوگا" حالانکہ یہی بات غلط ہے۔ ملائکہ کا تعلق نفس انسانی سے صرف بذریعہ قلب ہوتا ہے جو انسان کا باطنی حصہ ہے۔ یعنی کبھی ہدایت کے لئے وہ انسان کے نفس پر جو بھی اثر ڈالتے ہیں اور جو تحریک بھی کرتے ہیں اس کے قلب پر کرتے ہیں۔ پس ان کی منادی کی چوٹ قلب پر پڑتی ہے نہ کہ ہمارے ظاہری کانوں پر۔ کیا یہ سچ نہیں کہ عید کی صبح کو ہر مسلمان کے قلب میں نماز عید پڑھنے کے لئے ایسی زبردست تحریک ہوتی ہے کہ نیک ہو یا بد نمازی ہو یا بے نمازی سب کے سب اسی ایک تحریک کے ماتحت بندھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ ہم نے آج سب سے پہلے عید کی نماز پڑھنی ہے اور یہ تحریک اس زور کی ہوتی ہے کہ بدمعاش سے بدمعاش جس نے کبھی خدا کے سامنے سر نہ جھکایا ہو۔ وہ بھی آج خدا کے سامنے سر بسجود ہونے کے لئے تیار نظر آتا ہے بڑے بڑے افسران سرکاری، اور اعلےٰ عہدیدار اور نئی روشنی کے جنٹلمین جنہیں باوجود مسلمان کہلانے کے خدا کے آگے سر جھکانے کی ضرورت تمام سال محسوس نہیں ہوتی وہ بھی عید کی صبح کو نماز کیلئے عیدگاہ یا مسجد میں نظر آجاتے ہیں بظاہر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کیوں ایسا ہوتا ہے عید کی نماز فرض نہیں صرف سنت ہے۔ فرض نمازوں کو ترک کرنے والے کیوں محض ایک سنت کو ادا کرنے اس اہتمام سے آتے ہیں۔ لیکن کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا۔ کہ عید کی صبح کو ملائکہ کی تحریک نماز کی کس قدر زبردست ہوتی ہے۔ یہ کیسی زور کی منادی ہوتی ہے جس پر چھوٹا بڑا نیک و بد سبھی لبیک کہہ اٹھتے ہیں

اسرافیل اور صور

اسی طرح اسرافیل اور صور کا معاملہ ہے موجودہ عالم کے سلسلہ کو ختم کرنے اور دوسرے عالم کے سلسلہ کو شروع کرنے کیلئے فرشتہ کے ذریعہ جو حکم الٰہی صادر ہوگا۔ اور اس کا وقوع عالم ظاہر میں ہوگا۔ اس کی عظمت و ہیبت اور جبروت کا بہترین تصور اور نقشہ سوائے اس کے انسانی ذہن میں نہیں آسکتا۔ کہ اسے اس انقلاب کی شکل میں پیش کیا جائے جو بگل بجنے پر ظہور میں آتا ہے جیسے اسرافیل فرشتہ انقلاب عالم کے لئے ایک ذریعہ باطنی ہے اسی طرح ظاہر ہے کہ اس کا صور بھی احکام الٰہیہ کو معرض ظہور میں لانے کے لئے ایک ذریعہ باطنی ہوگا۔ وہ ایک الٰہی حکم کا اعلان ہوگا۔ جو اچانک تمام کائنات عالم کے اسباب باطنی یعنی ملائکہ کے لئے اس انقلاب کے شروع کرنے کا نشان ہوگا جس کے ساتھ ہی اس پرانی دنیا کا نقشہ بدل کر ایک نیا عالم معرض ظہور میں آجائیگا وہ ایک ایسا باطنی بگل ہوگا۔ جسے اس کائنات کا ہر ذرہ سنے گا۔ اور اس پر عمل کرے گی۔ اس کے سننے کے کان باطنی ہونگے نہ کہ ظاہری۔ وہ بگل پیتل یا تانبے کا مادی نہیں جس کی آواز کچھ دور جا کر رہ جاتی ہے۔ بلکہ وہ ایسا باطنی بگل ہے کہ اس کی آواز ہر مخلوق تک پہنچے گی۔ پس جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ کوئی فرشتہ پیتل یا تانبے کا مادی بگل لئے کھڑا ہے۔ وہ جاہل ہے وہ ملائکہ کی حقیقت سے ناواقف محض ہے۔

قرآن سے بُعد

...... یہ خیال دھمل برابر بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ معاملہ اس حد تک پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ مولویوں نے فتوے صادر کر دیئے کہ اب قرآن کا سمجھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے مسلمانوں نے یہ فتوے قبول کر لئے اور قرآن صرف اس لئے رہ گیا کہ اونچے طاقوں پر رکھا جائے اور طوطے کی طرح اس کی تلاوت کر لی جائے ایک شور مچا ہوا ہے کہ مسلمانوں کو ترقی کرنی چاہیئے مگر کوئی یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتا۔ کہ مسلمان مسلمان رہ کر کیسے ترقی کر سکتے ہیں۔ جبکہ اپنے دین کے اصلی سرچشمے قرآن سے دور رہیں؟

قرآن کا نام لیا اور تیوری پر بل پڑ گئے، فوراً اعتراض ہوتا ہے کہ کیا مسلمانوں کو بے دین بنانا چاہتے ہو؟ وائے بدبختی اگر مسلمان قرآن کو فہم و تدبر کے ساتھ تلاوت کریں تو کیا بے دین ہو جائینگے؟ اس کا جواب یہ ملتا ہے کہ ہاں ضرور بے دین ہو جائیں گے کیونکہ قرآن کو ضرور غلط سمجھیں گے۔ کیوں غلط سمجھینگے؟ جواب ملتا ہے اس لئے کہ اب کوئی آدمی بھی قرآن کو صحیح صحیح نہیں سمجھ سکتا لیکن اب قرآن کا سمجھنا ناممکن ہوگیا ہے تو قرآن پر ایمان لانا بھی ضروری نہیں رہا۔ کیونکہ بے سمجھے بوجھے ایمان غیر معتبر ہے! آپ یہ کہئے اور گالیاں سننے کو تیار ہو جائیے یعنی اس زمانہ کے مسلمان اللہ کی کتاب اور ہدایت کے سرچشمے قرآن سے ہرگز ہرگز کوئی فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے۔ کیونکہ ان کے زعم میں اللہ کی یہ مقدس ترین کتاب صرف لاکھ دو لاکھ عربوں ہی کیلئے نازل ہوئی تھی انہوں نے سمجھ لیا اور اس پر عمل بھی کر لیا لیکن یہ کتاب الٰہی بعد کی نسلوں کے لئے نہیں ہے کیونکہ ان نسلوں پر سمجھ کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔

مسلمانو! غور کرو اپنے اس عقیدہ سے کہ تم اسلام کی بیخ کنی کر رہے ہو یا اسے ترقی دے رہے ہو؟ اگر اللہ کی یہ کتاب ہر زمانہ کے لئے ہے تو لازمی طور پر ہر زمانہ میں سمجھی بھی جائے گی۔ اگر اب اس کا سمجھنا محال ہے تو معلوم ہوا کہ اس پر ایمان لانا بھی ضروری نہیں ہے اس لئے کہ بے سمجھے ہوئے ایمان خدا کے ہاں معتبر نہیں درحقیقت مسلمانوں کی سب سے بڑی مصیبت یہی ہے کہ وہ قرآن سے دور ہوگئے ہیں۔ (ہند کلکتہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ یوم دوشنبہ ۱۳ر شعبان ۱۳۵۴ھ نمبر

اشتراکیت کا گمراہ کن وعظ

ایک زبردست غلطی جس سے مسلمانوں کو بچنا چاہیئے

مغرب کی دجالی تہذیب کی طرح اس کا اقتصادی نظام بھی دنیا کے لیئے ایک لعنت ثابت ہو رہا ہے یہ نظام خدا کی بیشمار مخلوق کو مفلس و قلاش بنا کر چند ساہوکاروں اور سرمایہ داروں کو زیادہ سے زیادہ طاقتور اور زیادہ ظالم بنا رہا ہے یہ نظام غریب مزدوروں اور کسانوں سے روٹی کا آخری ٹکڑا، اور کپڑے کا آخری چیتھڑا چھین کر امیروں کے لیئے سامان عیش و عشرت اور سونے چاندی کے ڈھیر فراہم کرتا ہے اس نے سرمایہ و محنت کے درمیان خود غرضی و ظلم کی ایک بہت بڑی خلیج حائل کر رکھی ہے. آج خود یورپ اپنے اس اقتصادی نظام سے تنگ آ کر عجیب و غریب علاج سوچ رہا ہے اور نئے نئے تجربے کر رہا ہے جس میں اس کو ذرہ بھر بھی کامیابی نہیں ہوتی۔

ان تجربوں میں سے ایک اشتراکیت بھی ہے جس کا علمبردار اعظم روس ہے اشتراکیت مغربی سرمایہ داری کی بالکل ضد مقابل ہے اس میں اعتدال مفقود ہے اس کی بنیاد آسمانی ہدایت کی بجائے مغرور انسانوں نے اپنے ناقص علم و تجربہ پر رکھی ہے پس لہذا اس سے بھی قسم قسم کے مفاسد پیدا ہو گئے ہیں اور یورپ میں اس کا ردعمل شروع ہو چکا ہے لیکن افسوس ہمارے بعض بھائی اس ناکام تجربہ کو ذریعہ فلاح سمجھ رہے ہیں۔

جہاں تک ہندوستان کے اسلامی پریس کا تعلق ہے مولانا عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی کا روزنامہ "ہند جدید" اور ہفتہ وار "ہند" کلکتہ اشتراکیت کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اس وقت معاصر محترم "ہند" کا ۵ار اکتوبر کا پرچہ ہمارے پیش نظر ہے اس میں مسلمانوں کی موجودہ زبون حالی اور اقتصادی پستی کے ذکر کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ:-

> "مسلمانوں کی نجات کا دارومدار درحقیقت اسی بات پر ہے کہ سوسائٹی کا یہ موجودہ نظام بدل ڈالا جائے اور اسے ازسرنو ایسی بنیادوں پر استوار کیا جائے کہ بے ایمانی و ناانصافی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے وہ بنیادیں کون ہیں جن پر سوسائٹی کا نیا نظام قائم ہونا چاہیئے؟ اشتراکیت نے وہ بنیادیں دنیا کے سامنے پیش کر دی ہیں اور ہمارا پختہ یقین ہے کہ مسلمانوں کا بچاؤ صرف اشتراکیت قبول کر لینے ہی میں ہے"

یہ ایک سورج سے زیادہ روشن حقیقت ہے کہ اشتراکیت ہر مذہب کی شدید ترین دشمن... اور دہریت و الحاد کی حامی ہے لیکن ہمارا معزز معاصر اس حقیقت کے چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے لکھتا ہے

> "مشہور کیا جا رہا ہے کہ اشتراکیت دین کی مخالف ہے حالانکہ اشتراکیت محض ایک اقتصادی نظام کا نام ہے جسے دین کی مخالفت سے کوئی تعلق نہیں"

اس کے بعد ہمارا معزز معاصر اسلام اور اشتراکیت میں مطابقت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے رقمطراز ہے:-

> "خود اسلام کا مالی نظام بھی درحقیقت اشتراکی اصول ہی پر قائم ہے اسلام نے پوری کوشش کی ہے کہ سرمایہ داری قائم نہ ہونے پائے سود خوری (کو) حرام قرار دیا ہے وراثت کا نظام بنا کر دولت کو ایک جگہ جمع ہونے سے روکا ہے۔
> ... اشتراکیت دراصل اسلام ہی کے اصول سے ماخوذ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر مبنی ہے اشتراکیت میں سرمایہ داری قطعاً ممنوع ہے اور چونکہ سرمایہ داری اور نجی کی جائیداد کو اشتراکیت تسلیم نہیں کرتی، اس لیئے اس کے ہاں وراثت بھی نہیں"

مندرجہ بالا سطور میں تسلیم کیا گیا ہے کہ اسلام نے وراثت کا نظام بنا کر دولت کو ایک جگہ جمع ہونے سے روکا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ اقرار موجود ہے کہ اشتراکیت میں سرے سے وراثت ہی نہیں۔ گویا اسلام نے جس چیز کو ذریعہ اصلاح و اعتدال بنایا تھا وہ اشتراکیت میں سرے سے موجود ہی نہیں ہم مانتے ہیں کہ اشتراکیت بعض امور میں مغرب کے اقتصادی نظام کی ضد اور اسلام سے قریب ہے لیکن یہ اعتدال کو کھو کر اور مذہب و خدا کے خلاف مجنونانہ اور شیطانی اعلان جنگ کر کے ایک زبردست لعنت بن گئی ہے آخر پر ہمارا محترم معاصر لکھتا ہے کہ:-

> "ہماری کوشش یہی رہیگی کہ مسلمانان ہند اس **نیم اسلامی نظام** کو قبول کر لیں تاکہ فقر و فاقہ سے نجات پا جائیں اور عزت و راحت کی زندگی بسر کرنے لگیں"

ہم اپنے معاصر کے خلوص پر شک نہیں کرنا چاہتے لیکن اس قدر ضرور عرض کرینگے. کہ اشتراکیت کی یہ دعوت مسلمانوں کے لیئے ایک نئی گمراہی اور تباہی کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ ہمارا معاصر اشتراکیت کو اسلام سے ماخوذ بتلاتا ہے اور اس کو ایک **نیم اسلامی نظام** کہہ کر قبول کرنے کی دعوت دے رہا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا نعوذ باللہ اب کامل اسلامی نظام ناکارہ ہو گیا ہے کہ مسلمان اس نیم اسلامی نظام کو قبول کر لیں؟ اگر اشتراکیت اسلام ہی سے ماخوذ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اصل چشمہ ہدایت کو چھوڑ کر اس معمولی سی اخذ شدہ چیز کو لے لیں؟ اگرچہ خیالات کا اختلاف ایک علیحدہ چیز ہے لیکن یہ ایک سچے مسلمان کی شان سے کس قدر گری ہوئی بات ہے کہ وہ اصل اسلام کو پس پشت ڈال کر اس کی ناقص اور غیر معقول نقل کی تبلیغ کرے اور اس شوق میں سورج سے زیادہ روشن حقیقتوں کی طرف سے بھی آنکھیں بند کرے۔

مسلمانوں نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام دنیا کی نجات یورپ کے نظام سرمایہ داری میں ہے اور نہ اشتراکیت میں بلکہ اسلام کے صحیح سادہ اور سچے اصولوں میں ہے بہتری اسی میں ہے کہ اصل کو لیلو اور ہر نقل کو چھوڑ دو۔ کیا تمہیں اسلام کے حسن و خوبی اور روحانی کشش پر یقین نہیں رہا؟ کہ تم اسلامی چیزوں کو چھوڑ کر مفروضہ نیم اسلامی چیزوں کی طرف بھاگے جا رہے ہو؟

ہمارے معاصر کا ارشاد ہوتا ہے:-

> "یقین کرو معجزوں کا زمانہ گزر گیا ناممکن ہے کہ چھو منتر کیا جائے اور مسلمانوں پر دین برسنے لگے مسلمانوں کی حالت درست ہی نہیں ہو سکتی جب تک سوسائٹی کا یہ نظام بدلا نہ جائے جو ان کی بربادی کا سبب ہوا ہے"

بیشک چھو منتر سے کام نہیں چل سکتا مستقل جدوجہد اور زبردست تبدیلی کی ضرورت ہے لیکن موجودہ تباہ کن نظام کو بدل کر اس سے بہت زیادہ بڑی تباہی اور گمراہی کو اس کا قائم مقام بنانا عقلمندی نہیں۔ نظام کو ضرور بدلو۔ انقلاب ضرور پیدا کرو لیکن موجودہ نظام کی بجائے اسلامی نظام کو رائج کرو نہ کہ اشتراکیت کو جو کہ تمہارے خدا اور دین کی دشمن، روحانیت و اخلاق کی بیری ہے اشتراکی نظام کو آزادی اور مساوات کا پیغام کہنا غرض مندوں کا بہت بڑا فریب اور سادہ لوحوں کی بہت بڑی خود فریبی ہے. بالشویکوں نے موجودہ زمانہ میں جبر و استبداد کا سب سے بڑا مظاہرہ کیا ہے لاکھوں بیگناہ اس مظاہرہ کی نذر ہو چکے ہیں. روسی ترکستان میں مسلمانوں پر جو ہولناک مظالم ہوئے ہیں کسی بڑے سے بڑے اشتراکی کے مضامین بھی اس کی پردہ پوشی نہیں کر سکتے بالشویکوں کو مساوات کا بہت بڑا دعویٰ ہے لیکن روسی ڈکٹیٹر آج بھی عالیشان محلوں میں رہتا ہے حالانکہ روسی دیہات ہی میں نہیں بلکہ عین ماسکو کے اندر بے شمار مزدور فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ کیا تمہارے لئے قرآن کی تعلیم اور حضرت نبی کریم کا پاک نمونہ کافی نہیں کہ تم مساوات کا سبق لینن اور سٹالن کی ناگفتنی زندگیوں میں ڈھونڈھتے ہو؟

جناب شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی

آج کل ہمارے گرد و پیش مخالفت کی آگ پوری تیزی کے ساتھ بھڑکی ہوئی ہے گوناگون مشکلات نے چاروں طرف سے ہمارا محاصرہ کر رکھا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ جماعت کے دیندار و غیرتمند بزرگ اپنی مخلصانہ و پرجوش جدوجہد اور بیش بہا قربانیوں سے قوم کی کشتی حیات کو اس طوفان مخالفت کے اندر سے ساحل کامیابی کی طرف لیجا رہے ہیں

ہماری جماعت کے محترم بزرگ احباب شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی کے اسم گرامی سے تمام ناظرین پوری طرح واقف ہیں آپ کا شمار حضرت مسیح موعود کے ان خدام میں سے ہے جن کا جذبہ خلوص و ایثار و غیرت دینی تاریخ احمدیت کا سب سے زیادہ زریں باب ہے گذشتہ ماہ انجمن کو قرض کی ضرورت پڑی تو آپ سے ایک ہزار روپیہ کی درخواست کی گئی آپ نے فوراً رقم ارسال فرما دی چند روز ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ ایک ضروری کام کیلئے وزیر آباد تشریف لے گئے۔ شیخ صاحب نے بلا تحریک خود بخود حضرت ممدوح سے کہا کہ مجھ کو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ میں انجمن کو کوئی رقم دوں اور اسے واپس لینے کی نیت رکھوں اس لئے میں نے جو ایک ہزار روپیہ قرض دیا تھا اس میں سے چھ سو روپیہ زکوٰۃ تین سو آئندہ سال کا چندہ اور ایک سو روپیہ عطیہ محسوب کر لیا جائے اس کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ قریب ہے پس سمجھا جائے کہ میں جلسہ کا بوجھ اپنے سر سے اتار رہا ہوں بلکہ اس موقع پر بھی خدمت سے دریغ نہ کرونگا اسکے بعد شیخ صاحب ممدوح راولپنڈی گئے وہاں سے عزیزوں کی چار سو روپیہ کی رقم انجمن کیلئے لائے اس سے قبل بھی ممدوح بارہا اس قسم کی قربانیاں کر چکے ہیں بلکہ ہمیشہ کرتے رہتے ہیں ہر دینی ضرورت کے وقت ان کا دست کرم فوراً حرکت میں آ جاتا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے تمام اہل ثروت کو اس جذبہ ایثار سے مالا مال کر دے اسکے ساتھ ہی ہماری درخواست ہے کہ تمام دوست شیخ صاحب ممدوح کیلئے خلوص دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں تا دیر سلامت رکھے دینی و دنیوی ترقیاں اور خدمت اسلام کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

فرائض کا احساس

چند روز ہوئے ہمیں شملہ سے ایک بزرگ کا خط موصول ہوا۔ جس میں انہوں نے اخبار کے متعلق بعض مفید مشورے لکھے تھے، اور اسکی موجودہ روش پر فیاضانہ نکتہ چینی بھی کی تھی۔ دیگر امور کے علاوہ انہوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ بسا اوقات ایک ہی اعلان یا اپیل اخبار میں بار بار شائع کی جاتی ہے۔ مثلاً گذشتہ دنوں ترجمۃ القرآن کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل اور نمائش دستکاری کے متعلق سیکرٹری صاحبہ احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا خط متعدد نمبروں میں شائع ہوا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک ہی چیز کو بار بار شائع کرنے سے اخبار کے صفحات خواہ مخواہ ضائع ہو جاتے ہیں انہوں نے جس خیال کے ماتحت یہ بات تحریر فرمائی ہے ممکن ہے اس سے ہمیں اختلاف ہو۔ لیکن یہ بالکل سچ ہے کہ بار بار ایک ہی اعلان یا اپیل کے شائع ہونے سے اخبار کے صفحات گھٹتے ہیں اور اس کی دلچسپی اور افادیت میں ضرور فرق آتا ہے۔ مگر ہم یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ان چیزوں کو بار بار اس لئے شائع کیا جاتا ہے کہ ایک اور بعض اوقات ایک سے زائد بار شائع ہونے کے بعد بھی ان کی ضرورت باقی رہتی ہے اگر ہمارے دوستوں میں اپنے فرائض کا کما حقہ احساس پیدا ہو جائے۔ تو اس طرح اخبار کے قیمتی کالم ضائع ہونے سے بچ سکتے ہیں نہ صرف اخبار کے کالم بلکہ انجمن بار بار کی یاد دہانیوں دیہیوں اور محصولوں کے دوروں کے اخراجات سے محفوظ رہ سکتی ہے کاش ہمارے سب دوستوں میں یہ بات پیدا ہو جائے۔

نمائش دستکاری

چند سال سے خواتین سلسلہ نے خدمت اسلام کا ایک نہایت مفید اور قابل تعریف ذریعہ اختیار کر رکھا ہے یعنی وہ جلسہ سالانہ کے قریب اپنا علیحدہ زنانہ اجتماع منعقد کرتی ہیں اور اس کے ساتھ ہی ایک زنانہ دستکاری کی نمائش کا بھی اہتمام ہوتا ہے اس نمائش میں احمدی خواتین اور بچیاں تمام استعمال کی خوبصورت و مفید اشیا اپنے ہاتھ سے تیار کر کے بھیجتی ہیں جو مناسب قیمتوں پر فروخت کر دی جاتی ہیں اور جو روپیہ فراہم ہوتا ہے وہ خواتین کی طرف سے اشاعت اسلام فنڈ میں دے دیا جاتا ہے اس طرح اشاعت اسلام کے لئے ایک معقول رقم فراہم ہونے کے علاوہ خواتین اور بچیوں کو سلسلہ کے کاموں سے کافی دلچسپی اور وابستگی بھی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ چیز نہایت ضروری اور بیش قیمت ہے اور اس کے نتائج بہت ہی دور رس اور بابرکت ہوتے ہیں اس لئے تمام احمدی خواتین اور لڑکیوں کا فرض ہے کہ اس کار خیر میں ضرور حصہ لیں اور خود اپنے ہاتھ سے کوئی نہ کوئی چیز بنا کر بھیجیں بلکہ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی غیر از جماعت سہیلیوں، رشتہ داروں اور ہم جماعتوں کو بھی تحریک کریں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی حرم محترم کی طرف سے گذشتہ اشاعتوں میں جو مکتوب مفتوح شائع ہو چکا ہے امید ہے وہ اکثر بہنوں کی نظر سے گزرا ہو گا۔ اس میں ضروری ہدایات موجود ہیں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ تمام اشیاء دسمبر کے پہلے ہفتہ میں ممدوحہ کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔ تاکہ انہیں نمائش میں رکھنے کے لئے بسہولت ترتیب دیا جا سکے۔

حکومت عراق کے خلاف آریہ سماجی غوغا

آریہ سماج ایک احسان فراموش شرپسند اور اسلام دشمن گروہ ہے۔ آریہ سماجی اسلامی ریاستوں اور سلطنتوں میں مختلف حیلوں بہانوں سے پہنچتے ہیں اور طرح طرح کے فریبوں سے وہاں اپنے قدم جما کر اسلامی حکومتوں کی رواداری اور مہمان نوازی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں جب ان کے قدم ذرا مضبوط ہو جاتے ہیں، تو اپنی فطرت سے مجبور ہو کر شرارتیں اور سازشیں شروع کر دیتے ہیں آخرکار اسلامی حکومتوں کو مجبور ہو کر ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنی پڑتی ہے اس پر یہ باطل پسند لوگ شور مچا دیتے ہیں کہ دیکھو مسلمان ہم پر ظلم کر رہے ہیں۔ حیدر آباد میں انہوں نے دولت آصفیہ کی ہندو نوازی سے خوب فائدہ اٹھایا ان کے حوصلے یہاں تک بڑھ گئے۔ کہ پنڈت رامچند۔ جیسے دشنام طراز کو ملوا کر سلطنت کے امن و اتحاد کو برباد کرنے کی ناپاک سعی کی جب اس شخص کو برٹش علاقہ میں واپس کر دیا گیا۔ تو گیدڑ بھبکیاں دینی شروع کر دیں آخر منہ کی کھائی اور ساری دنیا پر ان لوگوں کی بہتان طرازی کی حقیقت واضح ہو گئی۔ اب یہ لوگ حکومت عراق کو گیدڑ بھبکیاں دے رہے ہیں۔ عراقی حکام کا "جرم" یہ ہے کہ وہ وہیں آریہ سماجی شر پسندوں کی خاطر اپنے ملک کا امن و اتحاد برباد کرنے پر آمادہ کیوں نہیں ہوتے

بار بار کہا جاتا ہے کہ آریہ سماجی مدت سے عراق میں مقیم ہیں۔ پہلے ان کے خلاف کبھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ یہی بات حیدر آباد کے متعلق بھی کہی جاتی تھی۔ لیکن سوال یہ ہے۔ حکومت عراق نے اب سے پہلے آریوں کے خلاف کوئی قدم بھی نہیں اٹھایا۔ بلکہ انہیں ہر قسم کی سہولتیں دیں حکومت کا ان کے خلاف کوئی اقدام کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ انہوں نے یقیناً یقیناً کوئی ایسی شرارت کی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے اگر حکومت عراق متعصب ہوتی تو پہلے دن ہی آریہ سماجیوں کی سرکوبی کر دیتی ہم آریہ سماجیوں کو نہایت اخلاص سے مشورہ دیتے ہیں کہ وہ بیہودہ اور غیر شریفانہ شور مچانے کی بجائے شریفانہ اطوار سیکھیں۔ شرارتیں اور فساد انگیزیاں کر کے یہ توقع رکھنی کہ کوئی ذمہ دار حکومت ان سے بازپرس نہ کرے ایک لغو خیال ہے

قادیانی مولویوں کے نقش قدم پر

قادیانی جماعت اکثر امور میں مولویوں کی تقلید کر رہی ہے اور ان کی نقل اصل سے بڑھ گئی ہے مولوی تکفیر کا بہت شوقین ہے معمولی معمولی باتوں پر کفر کا فتوے جڑ دیتا ہے مولوی صرف ایک پرانے نبی کی آمد کا منتظر ہے لیکن جناب خلیفہ قادیان کی ہمت بلند ملاحظہ ہو کہ انہوں نے بلا تکلف چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دیدیا اور نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے چوپٹ کھول کر رکھ دیا۔ اب قادیانیوں نے ایک اور معاملے میں مولویوں کی تقلید شروع کی ہے اور خیال ہے کہ یہ بھی خلیفہ صاحب کے حکم کے ماتحت ہی ہو گی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ محترم کوٹ بیگا (تحصیل شالہ) کے بعض احباب کی خواہش پر ہمارے مبلغ مولوی اختر حسین صاحب وہاں گئے ان کی آمد کے ساتھ ہی خلیفہ قادیان کے باصفا مریدوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ کوئی مولوی نواب الدین صاحب قادیانی وہاں ان لوگوں کے پیش امام ہیں۔ انہوں نے اپنے پیر بھائیوں سے صاف کہدیا۔ کہ دیکھنا پیغامی مبلغ کی بات نہ سننا، ورنہ بے ایمان ہو جاؤ گے۔ مولوی لوگ بھی اسی طرح کہا کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب نہ پڑھو کافر ہو جاؤ گے احمدی مبلغ کے پاس نہ بیٹھو اس سے بات چیت نہ کرو۔ ایمان جاتا رہیگا۔ لیکن جس طرح مولوی لوگ اپنی ان ناذیبا حرکتوں میں ہمیشہ نامراد رہے ہیں۔ اسی طرح قادیانی مولوی بھی ناکام رہا سخت ممانعت کے باوجود بہت سے قادیانی حضرات نے اگلی نسبت غالباً بہت جلد منافق کا فتوے صادر ہو جائے گا) ہمارے مبلغ کی باتیں سنیں اور ان سے فائدہ اٹھایا چنانچہ چند روز میں متعدد قادیانی تائب ہو کر ہماری جماعت میں شامل ہو چکے ہیں انشاء اللہ ابھی اور بہت سے ہونگے قادیانی جماعت تبلیغ و معقولیت کی بہت بڑی دعویدار بنی پھرتی ہے لیکن اس کا "پیغامی مبلغ" سے اس قدر گریز صاف بتا رہا ہے کہ ان لوگوں کے پاس ہمارے مقابلے میں کوئی معقول دلیل نہیں +

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب مولوی عبد المجید صاحب امام مسجد ووکنگ (انگلستان) ۹ر نومبر کو لاہور تشریف لائے ہیں۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور سے باہر تشریف لیگئے تھے واپس آ گئے ہیں۔

— جناب مولانا احمد صاحب چند روز کیلئے اپنے وطن تشریف لے گئے تھے وہ بھی واپس آ گئے ہیں۔

— موضع محترم کوٹ بگہ (علاقہ بٹالہ) کے احباب کی خواہش پر مولوی اختر حسین صاحب مبلغ وہاں گئے تھے ۱۰ر نومبر کو ان کا ایک کامیاب مناظرہ مقامی قادیانی مولوی نواب الدین صاحب امام مسجد سے ہوا ختم نبوت اور مسئلہ تکفیر وغیرہ کے متعلق گفتگو ہوئی قادیانی مولوی اپنے دعاوی کے ثبوت میں کوئی معقول دلیل پیش نہ کر سکا مفصل آئندہ اشاعت میں۔

— جناب مولوی عزیز بخش صاحب ابھی تک ڈیرہ غازیخاں میں ہی تشریف فرما ہیں۔ غالباً چند روز وہیں قیام کرینگے۔

— جناب ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار راولپنڈی ابھی تک علیل ہیں۔

— مولوی عبد اللہ صاحب کاتب (بھیک کانیاں) کا صاحبزادہ کئی ہفتہ سے علیل ہے۔

— جماعت کے بعض دیگر افراد بھی بیمار اور مختلف مشکلات میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

— نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب مستری تاج الدین صاحب (بجلی والے) کی اہلیہ محترمہ جو عرصہ سے علیل تھیں گذشتہ منگل کی شب کو انتقال فرما گئیں۔ انا للہ۔ مرحومہ نے چھوٹے چھوٹے بچے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں مولوی تاج الدین صاحب عرصہ سے گوناگوں مشکلات میں مبتلا تھے ان حالات میں ان کی رفیقہ حیات کا انتقال ایک ناقابل برداشت صدمہ ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مولوی صاحب کی مشکلات کو دور کرے۔

— اخویم محمد رمضان صاحب بیا عث احمد بہ اپنے رشتہ

مکتوب برلن

حبیب الرحمان کی افسوسناک حرکتیں

زمیندار کے نامہ نگار خصوصی مقیم برلن کی شرمناک کذب بیانیاں

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب ۔ امام مسجد برلن)

اخبار "زمیندار لاہور" کی ۲۶ر اکتوبر ۱۹۳۲ء کی اشاعت میں اس کے نامہ نگار خصوصی مقیم برلن کی طرف سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں جرمنی کے اخبارات کے چند اقتباسات شائع کر کے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے کہ جو کچھ حبیب الرحمان ہمارے خلاف لکھتا ہے وہ بالکل سچ اور صحیح ہے ہم اس مضمون میں ان اخبارات اور ان کے ان اقتباسات کی اصل حقیقت پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔ جن سے نہ صرف حبیب الرحمان نامہ نگار خصوصی "زمیندار" کی کذب بیانی کا ایک اور بین ثبوت مل جائیگا بلکہ ان اخبارات اور ان کے اقتباسات کی اصلیت بھی ناظرین کے سامنے آجائے گی اور ناظرین خود حق و باطل میں تمیز کر سکینگے۔

بے حوالہ اقتباسات

(۱) نامہ نگار نے اخبارات کے نام تو درج کر دیئے مگر افسوس کہ کسی ایک کی اشاعت کا وغیرہ کا قطعاً کوئی حوالہ نہیں دیا جس سے ان اقتباسات کی صحت یا غیر صحت کا ثبوت مل سکے۔ نامہ نگار "زمیندار" کی کذب بیانی اور دروغ گوئی سے ہم پبلک کو بخوبی آگاہ کر چکے ہیں ایک نہیں بلکہ بیسیوں واقعات سے پبلک کو یہ علم ہو چکا ہے کہ وہ کس جرأت اور دلیری سے جھوٹ بولتا ہے اور اب تو ماشاءاللہ دن رات اس کذب بیانی کے کام میں منہمک رہنے سے اس نے اس فن میں ید طولیٰ حاصل کر لیا ہے۔ محمد اسحاق کا واقعہ ناظرین کو ابھی بخوبی یاد ہوگا۔ اسی طرح گذشتہ میلاد النبی کے موقع پر کمال جسارت اور جرأت سے یہاں کے اخبارات میں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جماعت کے ممبروں کی تعداد تین صد بتا کر اپنی کذب بیانی کا نیا ثبوت دیا ہے ہم ان کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ممبروں کی تعداد تین صد تو درکنار صرف تیس ہی ثابت کر سکیں۔

حبیب الرحمان کا شرمناک فریب

حبیب الرحمان کے اس نئے حربہ کے متعلق ہم قبل ازیں تفصیلاً عرض کر چکے ہیں۔ وہ یونیورسٹی برلن میں صحافت کی تعلیم حاصل کر رہا ہے اس سلسلہ میں یہاں کے چند اخباری نمائندوں اور نامہ نگاروں سے اس نے راہ و رسم پیدا کر رکھی ہے ان نامہ نگاروں کو وہ ہمارے خلاف مواد بہم پہنچاتا رہتا ہے اور اس امر کے ثبوت میں کہ وہ جو کچھ کہتا ہے سچ اور درست ہے وہ اپنے وہ مضامین جو "زمیندار" اور "پرتاپ" میں شائع ہوتے رہتے ہیں پیش کرتا ہے۔

حبیب الرحمان یہودیوں کے نقش قدم پر

اس طرح اس کو کبھی کسی اخبار میں ہمارے خلاف چند سطور شائع کروانے میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے تو پھر اس کو اپنی کذب بیانی اور دروغگوئی کے ثبوت میں اخبار زمیندار میں شائع کروا دیا جاتا ہے واہ خوب انوکھا طریقہ ہے گویا خود ہی زمیندار میں لکھا پھر زمیندار کا حوالہ دیکر بیان شائع کروا دیا۔ اور پھر اس کو اپنی تصدیق میں دوبارہ پیش کر دیا۔ حدیث شریف نے مسلمانوں کے انحطاط اور انکی تباہی کے جو علامات بیان کئے ہیں ان میں سے ایک بڑی بھاری علامت یہ ہے۔ کہ اس زمانہ کے مسلمان یہودی صفت ہو جائیں گے اور یہودیوں کی صفت یہ بیان کی ہے کہ یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ...... فویل لھم مما کتبت ایدیھم...... مگر اس کا ہر حرف اور ہر شوشہ حبیب الرحمان پر صادق آتا ہے۔ کیا حبیب صاحب اس کا انکار کریں گے؟

دشمن اسلام اخبارات کی امداد

(۲) دوسرا امر جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ جن اخبارات کے نام دیئے گئے ہیں ان میں سے بعض متعصب عیسائی اخبارات ہیں۔ مثلاً سب سے پہلا اخبار جس کا حوالہ دیا گیا ہے جرمنیا (Germania) ہے۔ یہ بڑا سخت متعصب رومن کیتھولک اخبار ہے اور ہمارے آنحضرت صلعم (فداہ ابی و امی) کی ذات بابرکات پر حملے کر چکا ہے اور آپ کی شان میں گستاخانہ مضامین لکھتا رہتا ہے اور وہ اس امر کو کبھی گوارا نہیں کرتا۔ کہ ہم اس مذہب کی اشاعت کریں جس کا وہ جانی دشمن ہے اور صرف اشاعت ہی نہیں کرتے۔ بلکہ عیسائی مذہب کے پیروؤں کی ایک تعداد اپنے آبائی مذہب کو خیرباد کہہ کر حلقہ بگوش اسلام ہو کر آنحضرت صلعم کی غلامی کا طوق پہن چکی ہے اور ایسا کرنے میں اپنا فخر سمجھتی ہے

اخبار جرمنیا کا اقتباس

چنانچہ اس کا اقتباس جو پیش کیا گیا ہے ملاحظہ ہو:۔

"جماعت اسلامیہ برلن کے علاوہ برلن میں مسلمانوں کی ایک اور انجمن بھی ہے جو اپنے خاص سیاسی وجوہ سے آجتک یہاں قطعی ترقی نہیں کر سکی اس کو اتنا بھی نصیب نہیں ہوا۔ کہ وہ معمولی سی تعداد بھی جرمنوں کی مسلمان کر سکے"۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ اس اخبار کو سب سے بڑا دکھ اس بات کا ہے کہ ہم نے معقول ان کے ایک معمولی تعداد جرمنوں کو مسلمان کر لیا ہے۔

حبیب الرحمان دشمن اسلام اخبار پرتاپ کے نامہ نگار بھی ہیں

حبیب الرحمان صاحب کی خدمت اسلام کی ایک اور مثال پیش کرتا ہوں۔ آج تک ہم یہ سمجھتے تھے کہ وہ "زمیندار" کے خصوصی نامہ نگار ہیں مگر "پرتاپ" کے ۱۷ر جولائی ۱۹۳۲ء کے پرچے نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ وہ "پرتاپ لاہور" کا بھی نامہ نگار ہے۔

پرتاپ میں حبیب الرحمان کا بہتان

چنانچہ اس متعصب دشمن اسلام اخبار میں لکھتے ہیں کہ حال ہی میں مرزائیوں کے مسلمان کردہ جرمن نومسلموں میں سے ۱۱ مرتد ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کاش کہ پرتاپ کے "نامہ نگار برلن" ان جرمن نومسلموں کے نام بھی درج کر دیتے تاکہ ان کے بیان کی صحت یا غیر صحت کی تفتیش ہو سکتی اب ہر مسلمان جس میں کچھ بھی غیرت کا مادہ موجود ہے سمجھ سکتا ہے کہ اگر حبیب الرحمان پرتاپ لاہور کو کوئی خبر یا اطلاع اسلام کے خلاف دیگا تو وہ کب اور کیوں اس کو جلی حروف میں شائع کرنے سے انکار کرنے گا۔ یہی حال جرمن کے اخبار جرمنیا (Germania) کا ہے

حبیب الرحمان کی ایک اور بے ایمانی

(۳) پھر دوسرے نمبر پر جس اخبار کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ ڈاگ (Tag) ہے اس اخبار کے متعلق ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ کٹر اور مخالف عیسائی اخبار ہے۔ مگر یہاں خصوصی نامہ نگار مقیم برلن نے اپنی ایک اور یہودی صفت خصلت کا ثبوت دیا ہے اور وہ یہ کہ۔ یعنی جس طرح کوئی شخص قرآن کریم کے ان الفاظ لا تقربوا الصلوٰۃ سے یہ مطلب نکال لیتا ہے کہ قرآن کریم میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح حبیب الرحمان صاحب نے اپنا مطلب نکال لینے کے لئے دو سطور کا اقتباس اور وہ بھی جیسا کہ ہم آگے چل کر دکھائیں گے بالکل غلط اقتباس پیش کیا ہے۔ اصل بات یوں ہے کہ اس اخبار نے گذشتہ عید الفطر کے موقع پر اپنی ۱۰ر جنوری ۱۹۳۲ء کی اشاعت میں ایک اچھا خاصا مضمون (تقریباً ۳ کالم کا) عید الفطر کے متعلق لکھا۔ اب حبیب الرحمٰن اپنی ایمانداری کا ثبوت دینے کے لئے اس ۳ کالم کے مضمون میں سے ذیل کا اقتباس پیش کرتا ہے "ہر مسجد کو لیکچر کے بعد مشرقی قہوہ خانہ بنا دیا جاتا ہے جہاں چائے نوشی ہوتی ہے اور دل لگی مذاق پر خاتمہ"۔ ذرا الفاظ ملاحظہ ہوں۔ اول "ہر مسجد" کے الفاظ چھوڑ کر "مسجد" کا لفظ تک نہیں ہے۔

حبیب الرحمان نے اپنی یہودی صفت عادت کے مطابق یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دیئے ہیں پھر اگر "ہر مسجد" کو لیکچر کے بعد مشرقی قہوہ خانہ بنا دیا جاتا ہے تو یہ برلن مسجد کی کوئی خصوصیت نہیں ہے اور اس پر حبیب الرحمان صاحب کو کونسا اعتراض ہے۔ ہم یہاں اس قدر عرض کر دیتے ہیں کہ مسجد میں کھانا کھانا یا چائے پینی جائز ہے اگر حبیب صاحب کو اسکا علم نہ ہو۔ تو اپنی جہالت کو دور کرنے کیلئے اسکو نوٹ کر لیں۔

حبیب الرحمان کو چیلنج

پھر لکھا ہے "دل لگی مذاق پر خاتمہ"۔ ہم حبیب الرحمان کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ یہ الفاظ اس اخبار سے نکال کر پیش کرے مگر خوب یاد رہے کہ وہ ایسا نہ کر سکے گا۔ اور ہرگز نہ کر سکے گا۔

ایک قابل ذکر امر

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے یہ مضمون گذشتہ عید الفطر کے موقع پر اخبار "وی ڈاگ" میں شائع ہوا ہوگا۔ قارئین کرام کو شاید یاد ہوگا کہ یہ عید جمعیۃ مسلمانان برلن (جس میں جماعت اسلامیہ بھی شامل تھی) کے زیر اہتمام منائی گئی تھی جس لیکچر کے بعد مسجد "مشرقی قہوہ خانہ" بن گئی وہ لیکچر اس جماعت اسلامیہ کے صدر ڈاکٹر رسلان صاحب کا تھا انہوں نے بموجب فیصلہ منتظمہ کمیٹی لیکچر سے قبل خود مسجد میں چائے پلانے کا انتظام کیا چنانچہ یہ اخبار ڈاکٹر رسلان کے لیکچر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ڈاکٹر موصوف نے اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام کے کام پر زور دیتے ہوئے مسلمانوں کو باہمی اخوت اور اتحاد کی تلقین کی اور پھر لکھتا ہے کہ "لیکچر کے بعد مشرقی قہوہ خانہ بن گئی۔ حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی اور ہندوستانی عیسائیوں کے ساتھ ایرانی مرا کو والوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کرتے رہے۔

احباب ان مثالوں سے خود اندازہ لگائیں

اس اخبار نے ۳ کالم کا مضمون اس موقع پر سپرد قلم کیا سارے دن کی کارروائی پر بہت ہی اچھے اور اچھا تبصرہ کیا اور چائے وغیرہ کا ذکر کرنے سے اس کی مراد صرف اس قدر تھی کہ یہاں مسلمانوں نے خدائے واحد کی عبادت کی۔ وہاں اسلامی مہمان نوازی کا ثبوت اس رنگ میں دیا۔ کہ حاضرین کی چائے بسکٹ وغیرہ سے خاطر تواضع کی گئی۔ مگر جیسا کہ اس تین کالم کے مضمون میں صرف مولانا کو ایک دو باتیں نظر آئیں۔ جو انہوں نے افسوسناک تحریف کے بعد لکھ دی۔

شرارت پسند، کذب بیان اور کفر فروشی

احباب ان چند مثالوں سے باقی مضمون کا اندازہ لگا سکتے ہیں اول تو اقتباسات کی تاریخ اشاعت ندارد۔ پھر بعض اخبارات جن کے نام دیئے ہیں سخت متعصب عیسائی ہیں۔ مثلاً جرمنیا (Germania) اور پھر جو دو کالم اخبارات میں ان کے اقتباسات جس طرح پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ڈاگ (Tag) بطور نمونہ پیش کر دیا ہے۔

ہم اس جگہ یہ بھی عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ ہم نے ایسے آدمیوں جیسے حبیب الرحمان یا "نامہ نگار خصوصی زمیندار مقیم برلن" سے قطع تعلق کر لیا ہے گذشتہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر انہوں نے اپنی کامیابی کی تعریف اور خوشی میں بڑے بڑے مضامین لکھے اور کامیابی کا سارا سہرا جماعت اسلامیہ کے سر باندھا لیکن جب کسی جرمن اخبار نے ان کے منتظم کے لیکچر کے بعد مسجد میں چائے کا تذکرہ کر دیا تو اس کو مسجد کی بے حرمتی قرار دیا جاتا ہے یہ ہے ان لوگوں کی ایمانداری؟ +

کانگریس کے جلسہ میں اشاعت اسلام

دس ہزار اسلامی رسالے تقسیم کئے گئے

متواتر کئی سال کی کوششوں کے بعد گذشتہ دنوں کانگریس کا سالانہ جلسہ بمبئی میں منعقد ہوا جس کے لئے شہر سے باہر ایک غیر آباد نیچے پسند کرکے کسی سے ایک مقام ورلی نیچے جو جزیرہ پالی ہل کہتے ہیں پنڈال بنایا گیا جس کا نام عبدالغفار نگر تھا۔ جس میں سینکڑوں مختلف قسم کی دوکانیں، بیسیوں ہوٹل، کانگریس ایگزیبیشن جو ایک چاردیواری کے اندر تھا لالہ راجپت رائے لاہور کی طرح ساختہ حصوں پر تقسیم تھا۔ چار آنہ داخلہ ٹکٹ با وجود اس کے ہر وقت ہزار ہا مرد، عورتیں، نوجوان اور بوڑھے چلتے پھرتے تفریح کرتے دکھائی دیتے تھے۔ ایک بات نہایت ہی قابل افسوس تھی کہ عورتوں کو مردوں کے دھکوں سے بچانے کا کوئی بند و بست نہ تھا۔ باہر کے لوگوں کے لئے کثیر تعداد میں کیمپ تھے۔ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کی جگہ خیمہ کی شکل میں اوپر سے چھپی ہوئی تھی اور جہاں کانگریس کا کھلا اجلاس ہوتا تھا وہ اوپر سے کھلی ہوئی تھی۔ جلسوں کا سلسلہ اور تماشائیوں کی آمد رفت ۹ بجے شام کے بعد ہی ہوتی تھی کیونکہ بمبئی میں کافی گرمی تھی چند کانگریسی لیڈروں کیلئے بھی عالیشان کیمپ لگائے گئے تھے اور کچھ تھو بیا محل اور دیگر مقامات پر ٹھہرے تھے۔ یہ چار روز کیلئے یہ ویران جگہ بمبئی سے بھی سوا نت تیلی تھی اس قدر بھیڑ تھی کہ دو دو میل تک موٹر کو بھی رکتے ہوئے مزدور کی طرح آہستہ چلنا پڑتا تھا اس جگہ کو آباد کرنے کیلئے تقریباً ۸ لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ اس کے بعد وہ سامان کہیں گندی نالی کی نظر ہوگا۔ یا کباڑیوں کے ہاں کوڑیوں کے مول جائیگا اور ورلی اور اس کا ریڈی منی سٹیشن پھر اسی پرانے تھو بیا محل کے نام سے پکارا جائیگا۔ جہاں کانگریسی لیڈروں کو اتارا گیا تھا

کانگریس میں کیسا ہوا

بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو جن کے ذمہ کپڑے رنگنے اور خاص کر ساڑھیاں رنگنے کا کام سپرد ہوا ہے ان کی قیادت میں عبدالغفار خاں اور صدر بابو راجندر پرشاد کے عظیم الشان جلوس نکالے گئے گاندھی جی دکٹوریہ ٹرمینس اسٹیشن پر بھی اترے کیونکہ وہاں سیاہ جھنڈیوں والے بھی موجود تھے گاندھی جی کانگریس سے علیحدہ ہو گئے۔ کھلے اجلاس میں بھی ان کی مخالفت کئی لوگوں نے ان کے کام کو ہنڈیا رولی کا کام قرار دیا سوشلسٹ پارٹی کانگریس سے علیحدہ ناراض ہے جیسا کہ مالوی جی نے صاف کہہ دیا ہے کہ کانگریس چند مسلمانوں کی خاطر کھلے اجلاس میں کمیونل ایوارڈ کی مخالفت نہیں کر رہی تیسری مزدور پارٹی بھی دہ ہزاروں کی تعداد میں کانگریس کے اجلاس میں شرکت کیلئے آئے قریب تھا۔ کہ اگر گورنمنٹ ان کو اندر جانے دیتی تو اس وقت کا منظر جنگ عظیم سے بھی بڑھ جاتا۔ ہزاروں قتل ہوتے کئی بوڑھے کمزور اور خصوصاً عورتیں جو کثیر تعداد میں تھیں۔ پاؤں کے نیچے یقیناً روندی جاتیں خدا بھلا کرے پولیس کمشنر کا کہ اس نے دروازہ پر لاٹھی چارج کرکے مزدوروں کو باز رکھا یہ وہ مختصر روئداد ہے ہندوستان کو آزادی دلانے والی جماعت کی۔ حقیقت یہ ہے کہ لیڈروں کے چہروں سے مایوسی کے آثار نمایاں تھے۔

اشاعت اسلام

ہم نے خاص خاص لیڈروں سے بھی ملاقات کی اور ان کو اسلام کا پیغام پہنچایا گیا۔ اور مسلمان لیڈروں کو ۔ ۔ ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعاون کرنے اور اس کی کامیابی کی طرف توجہ دلانے کے لئے زبانی گفتگو کے علاوہ لٹریچر بھی دیا گیا۔ یہ خبر کس قدر افسوسناک ہے جو بمبئی کے مقامی اخبارات نے بھی درج کی ہے کہ کسی موقعہ پر بھی مسلمان لیڈروں نے نماز کے لئے کوئی وقت نہیں نکالا۔ دن کو کمیٹی اور رات کو کھلے اجلاس میں شریک ہیں اور نماز نہیں پڑھی یہ ہیں ہمارے مولانا لیڈر اور رہبران قوم۔

میرے محترم مولانا ابوالکلام آزاد کا وہ خوبصورت چہرہ اور اور نازک ہونٹوں کا ہلنا اب بھی مجھے یاد ہے، جب ایک بار انہوں نے مسکراتے مسکراتے فرمایا تھا کہ میاں تم کو تو ہر وقت اشاعت اسلام کی دھن رہتی ہے۔ اگرچہ مولانا مجھ سے بے تکلف ہیں لیکن ان کی شان ان الفاظ سے بالاتر ہے

جلسہ میں دی لائٹ کا پرافٹ نمبر۔ احمدیہ جماعت لاہور کے عقائد، مسلمانوں کا تحفظ، دعوت عمل اور ٹریکٹ اسلام کی ۹۰۰۰ (نو ہزار) کاپیاں، یہ دس ہزار ٹریکٹ مفت تقسیم کئے گئے جنکو لوگوں نے بہت شوق سے مانگ کر لیا۔

یہ سہرا ہمارے محترم دوست اور اسلام کے حقیقی مجاہد سیٹھ محمد علی حبیب کے سر ہے۔ جنہوں نے ابھی احمدیہ انجمن لاہور کو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا انگریزی ترجمۃ القرآن مفت تقسیم کرنے ہزار ہا کاپیوں کا آرڈر دیا ہے انہوں نے تمام بند و بست کیا۔ اللہ تعالےٰ ان کو اجر عظیم دے اور اس سے بھی مزید خدمت اسلام کرنے کا موقع دے۔ آمین

(خاکسار)

حبیب الرحمان صادق۔ بمبئی

نادر موقع

ہمارے ایک دوست جو بزازی کے کام کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں، نہایت دیانتدار اور امین ہیں چاہتے ہیں کہ کوئی اپنا دوست اگر اس کام میں سرمایہ لگانا پسند کرے تو وہ اس کے ساتھ بطور حصہ دار کام کرنے کو تیار ہیں اس وقت ان کا کام لاہور میں اعلیٰ پیمانہ پر چل رہا ہے اور ان کی بازار میں اچھی ساکھ ہے صرف بعض خانگی وجوہ پر وہ موجودہ اشتراک سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔

جو دوست خواہ وہ ایک ہو یا زیادہ اس کام میں شریک ہونا چاہیں وہ قانونی طور پر اپنی پوری تسلی کر سکتے اور آمد خرچ کا حساب خود رکھ سکتے ہیں اور دوکان میں خود یا اپنا معتبر کارندہ جو اپنی ہی جماعت کا ہو کام پر لگا سکتے ہیں پچیس تیس ہزار کے سرمایہ سے لاہور میں اعلےٰ پیمانہ پر کام ہو سکتا ہے۔

خط و کتابت میرے نام کی جائے۔

خاکسار محمد منظور الٰہی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

محکمہ ریلوے میں کلرکوں کی بھرتی

چیف اکونٹس افسر نارتھ ویسٹرن ریلوے کے دفتر میں کلرکوں کی بھرتی کا امتحان ہر دو ۵ فروری ۱۹۳۵ء کو ہوگا۔ فارم درخواست و قواعد امتحان ان کے دفتر سے مل سکتے ہیں درخواستیں ۱۲ جنوری ۱۹۳۵ء تک پہنچنی لازمی ہیں داخلہ کی فیس پانچ روپیہ ہے۔ جسے چیف کیشیر نارتھ ویسٹرن ریلوے کے پاس جمع کرا کر رسید خزانہ درخواست کے ہمراہ بھیجنی چاہیئے۔ یکم جنوری ۱۹۳۵ء کو جو عمر ہو۔ اس کی تشریح کر دی جائے اور اس کی سند ہونی چاہیئے تخفیف اور عارضی کلرک شامل امتحان ہو سکتے ہیں۔

مضمون امتحان اسے ڈکٹیشن، حساب، الجبرا، جنرل نالج خوشخطی و جواب مضمون۔ تقریباً بیس اسامیاں خالی ہیں۔

شراب اور تمباکو

کا اثر انسانی جسم پر

شراب

انگلستان میں اعداد و شمار سے قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ شرابیوں کی موت کی رفتار ان لوگوں سے چالیس فیصدی زیادہ ہے جو شراب بالکل نہیں پیتے۔ یہی سبب ہے کہ وہاں زندگی کا بیمہ کرنے والی کمپنیاں افراط سے شراب پینے والوں کا بیمہ ہی نہیں کرتیں اور اگر کرتی ہیں تو ان سے زیادہ بھاری رقمیں وصول کرتی ہیں۔ کیونکہ شرابیوں کی عمر کم ہو جاتی ہے۔

ثابت ہو چکا ہے کہ شراب کی افراط سے معدے، جگر، گردوں، دل اور رگ پٹھوں کو خوفناک بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں اور کسی دوا سے اچھی نہیں ہوتیں۔

معلوم ہے کہ آدمی کا خون دو قسم کے ذروں سے مرکب ہے سرخ اور سفید۔ خون کے یہ سفید ذرے ہی ہمارے جسم کی بیماریوں کے جراثیم یعنی کیڑوں سے حفاظت کرتے ہیں مگر ان مواد کی مدد سے جو بعض گلٹیوں سے جسم کے اندر خارج ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن شراب نوشی کی کثرت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گلٹیاں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ اور بقدر ضرورت بھر مواد پیدا نہیں کر سکتیں جس کے بعد آدمی ہر بیماری میں بآسانی مبتلا ہو جا سکتا ہے۔

اس واقعہ سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ شراب سے بیخودی اور مدہوشی پیدا ہو جاتی ہے۔ بے شک یہ عارضی ہوتی ہے۔ مگر بار بار شراب پینے سے یہ کیفیت دائمی بھی بن جاتی ہے چنانچہ پاگل خانوں کی رپورٹیں مظہر ہیں کہ ہر ساٹھ پاگلوں میں چالیس پاگل ایسے ہوتے ہیں، جو پہلے شرابی تھے۔ نیز یہ بھی یقینی ہے کہ شراب جرم کی ترغیب دیتی ہے چنانچہ علماء کا خیال ہے کہ دنیا میں جتنے جرائم ہوتے ہیں۔ ان میں سے نصف شراب نوشی کا نتیجہ ہیں۔

اگر شراب کی مضرت صرف شرابی کی ذات ہی تک محدود رہتی تو معاملہ آسان تھا۔ کہ اس کی موت کے ساتھ مضرت بھی ختم ہو جاتی لیکن علماء نے دلائل اور شاہد سے ثابت کر دیا ہے کہ شرابیوں کی اولاد پر بھی نشہ کا بہت برا اثر پڑتا ہے اور ان کی اکثر اولاد بے وقوف پیدا ہوتی ہے یا آوارہ، یا خبطی، یا شرابی یا مجرم یا دل کی بیماریوں میں مبتلا!

تمباکو

تمباکو کا استعمال دنیا میں اس قدر عام ہو گیا ہے کہ دوبا کہنا چاہیئے۔ ملکہ الیزابیتھ کے زمانہ میں تمباکو انگلستان پہنچی، انگلستان سے یورپ میں پھیلی اور یورپ سے تمام دنیا میں عام ہو گئی۔ ورنہ اس سے پہلے دنیا اس زہر سے ناواقف تھی۔ صرف امریکہ کے وحشی لوگ ہی اس کی دھونی لیا کرتے تھے۔

تمباکو کا استعمال کئی طریقہ سے عام ہو چکا ہے۔ کھائی یا چبائی جاتی ہے اس کی ناس لی جاتی ہے۔ سگریٹ یا سگار یا حقہ کی صورت میں اس کا دھواں نگلا جاتا ہے۔ سب سے زیادہ مضر استعمال یہی ہے۔

تمباکو میں کئی قسم کے زہر معلوم کئے جا چکے ہیں۔ مگر ان میں سب سے زیادہ خطرناک زہر وہ ہے جو نیکوٹین کہلاتا ہے۔ نیکو یا نیکوٹ اسپین میں فرانسیسی سفیر تھا (۱۵۳۰ء تا ۱۶۰۰ء) اور تمباکو کی کھیتی کرتا تھا اسی نے یہ زہر دریافت کیا۔ اور اسی کے نام سے مشہور ہو گیا۔

علماء کا فیصلہ ہے کہ نیکوٹین سم قاتل ہے اور ایک سگار میں یہ زہر اتنی مقدار میں موجود ہوتا ہے کہ پورا آدمی اس سے

ویدا اور ہندو بزرگ

عام ہندو جس میں آریہ سماج اور سناتن دھرمی آگئے ہیں۔ اس بات پر بہت زور دے رہے ہیں کہ وید مقدس الہامی کتاب ہے اور اس پر ایمان لانے سے ہی دین و دنیا کی فلاح وابستہ ہے اور اس شغل میں آریہ سماج سب پیش پیش ہے کیونکہ مسلمانوں کی، دیکھا دیکھی آریہ سماج نے بھی اشدھی کا اڈمبر رچایا۔ اس اڈمبر میں اسے کہاں تک کامیابی ہو رہی ہے یہ ایک الگ مضمون ہے جس پر کسی اور موقع پر روشنی ڈالی جائے گی۔ سناتن دھرمی گو ویدوں کو الہامی کتاب مانتے ہیں مگر وہ چنداں تبلیغ کے حق میں نہیں اب یہ دیکھنا ہے کہ آریہ صاحبان جو دوسروں کو ویدوں کی طرف بلاتے ہیں خود اکابران ہندو مذہب ویدوں کو کس نظر سے دیکھتے تھے گوسائیں تلسی داس جی ہندو مذہب میں اچھے پایہ کے بزرگ گزرے ہیں ان کی تصنیف کردہ تلسی رامائن کو ہندو صبح و شام بڑے ذوق شوق سے پڑھتے ہیں اور بڑے بڑے پنڈت لطف لے لے کر رامائن کی کتھا کیا کرتے ہیں اور ہندو پبلک نہایت شردھا اور عقیدت سے ان کی کتھا کو سنتی، اب یہ قابل غور ہے کہ اس پایہ کے بزرگ وید مقدس کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ تلسی رامائن بالکانڈ میں صاحب موصوف فرماتے ہیں ؎

چرت سندھ گرجا رمن وید نہ پاویں پار
برنوں تلسی داس کم ات مت مند گوار

مطلب:۔ شوجی اور پاربتی تک کی تو وید تعریف نہیں کرسکتے، پھر میں شوجی اور پاربتی کی تعریف کردں تو کیسے۔

شری کرشن جی مہاراج کا درجہ بھی ویدک دھرمیوں میں جو عظمت رکھتا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ہندوؤں کا ہر حصہ تو شری کرشن جی کو اوتار مانتا ہے وہ ویدوں کے متعلق اپنی مشہور تصنیف گیتا میں ارجن کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:۔

"اے ارجن! تو تینوں ویدوں کو تیاگ کر میری طرف آ"

اب ان ہر دو ہندو دھرم کے بزرگان کرام کے اقوال کسی تشریح سے بے نیاز ہیں گوسائیں تلسی داس تو یہ کہتے ہیں کہ وید شوجی اور پاربتی کی بھی تعریف نہیں کرسکتے، مطلب یہ کہ شوجی اور پاربتی کی پوزیشن ویدوں سے ارفع ہے اور شری کرشن جی مہاراج ارجن کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ تو تینوں ویدوں کو تیاگ کر میری طرف آ۔ مطلب یہ کہ مجھے یعنی شری کرشن جی مہاراج کو ویدوں سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہے شری گورو نانک دیو جی مہاراج کی پوزیشن اور آپ کی اہمیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ شری گورو گرنتھ صاحب میں فرماتے ہیں ؎

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہرنام چیت نہ آویئی نہ نج گھر ہووے واس

مطلب:۔ بڑے بڑے رشی اور منی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے، نہ انہیں خدا سے محبت ہو سکی اور نہ ہی وہ اس کا قرب حاصل کرسکے۔

شری گورو صاحب کا یہ قول ویدوں کے متعلق کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آریہ صاحبان یہ کہیں کہ یہ سب باتیں سوامی دیانند صاحب کے آنے سے قبل کی ہیں اور سوامی موصوف نے ویدوں کے متعلق ہندو نقطۂ نگاہ کو بدل دیا ہے اب میں اس کی بھی پڑتال کرتا ہوں کہ اور تو اور خود آریہ کہلانے والوں کی عقیدت کا ویدوں کے متعلق کیا حال ہے۔ سوامی شردھانند آنجہانی نے اپنے اخبار "ست دھرم پرچارک" کے ۹ر مارچ ۱۹۱۹ء کے اشو میں یہ لکھا تھا کہ:۔

"ہم بڑے بڑے تعلیم پر فخر کرنے والوں سے واقف ہیں جو یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ ویدوں پر ہم تو یقین کرتے ہیں۔ ودوان اور عالموں کے لئے وید کوئی چیز نہیں۔ ویدوں کا ماننا عام لوگوں کے لئے ہے ہم تو آریہ سماج کو کام کرنے والی سوسائٹی سمجھ کر اس کے ممبر ہوئے ہیں"

یہ اقتباس اس امر کی منہ بولتی تصویر ہے کہ اور تو اور خود آریہ سماج کے بڑے بڑے تعلیمیافتہ ممبر ویدوں کو الہامی نہیں مانتے اور ویدوں کے لئے ان کے دل میں کوئی عظمت نہیں آگے اور لیجئے ۱۲ر جولائی ۱۹۲۷ء کے آریہ گزٹ میں ایک بنگالی نامہ نگار لکھتے ہیں:۔

"بنگالی اس لئے زیادہ تعداد میں آریہ نہیں ہوتے کہ وہ زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اور آریہ سماج کا پیغام ہے پھر ویدوں کی طرف، اور بنگالی اس قدر تعلیمیافتہ ہیں کہ وہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ پیچھے جانا نہیں"

انہی دنوں میں ڈاکٹر مونجے نے اخبارات میں یہ افسوس ظاہر کیا تھا کہ بنگال اس تیزی سے مسلمان ہو رہا ہے کہ اگر یہی رفتار رہی۔ تو پھر بنگال بھی دوسرا کشمیر بن جائیگا"

اب اس سے دو نتیجے اخذ ہوتے ہیں ایک یہ کہ تعلیمیافتہ لوگوں پر وید کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔ مگر برخلاف اس کے قرآن مجید انہیں اپنا گرویدہ بنا رہا ہے۔ دوم بعض متعصب ہندوؤں کی طرف سے اسلام پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ بزور شمشیر پھیلا۔ بنگال صریح اس کی تکذیب کر رہا ہے بتلایئے اس وقت بنگال پر کس جابر اور قاہر مسلمان بادشاہ کی حکومت ہے جس کی برہنہ شمشیر سے خائف ہو کر بنگال جیسا روشن خیال اور تعلیمیافتہ خطہ دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہا ہے۔ دراصل کیا پہلے اور کیا اب اسلام اپنی بہترین روحانیت، بہترین شریعت کی وجہ سے پھیلا اور پھیل رہا ہے باوجودیکہ اس وقت کیا آریوں کی طرف سے اور کیا عیسائیوں کی طرف سے لوگوں کو اسلام کے متعلق بدظن کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا مگر پھر بھی دنیا گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہو رہی ہے اور ہر ایک نئی مردم شماری مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اپنے ساتھ لاتی ہے یہ سب برکات اسلام کا نتیجہ ہے کیونکہ اسلام اپنے اندر بہترین قوت جاذبہ رکھتا ہے یہ ماننے کی بات نہیں۔ آریہ سماج کی شدھی کیا ہے اسلام کی تبلیغ کی ولیس یا نقل خدا ایک ہے یہ بھی اسلام سے لیا گیا ہے ورنہ رگ وید کا پہلا منتر تو "اگنی میڈے پروہتم" ہی ہے آریہ سماج نے نکاح بیوگان کی جگہ اسلام کے برخلاف جاکر نیوگ کا سہارا لیا مگر واقعات نے بتلا دیا کہ انسانی فطرت عقیدہ نیوگ کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں اور آخرکار آریہ سماج کو اسلامی عقیدہ نکاح بیوگان کی ہی پناہ لینی پڑی مجھے خوشی ہے کہ آریہ سماج نے اس ضمن میں اپنا قدم سیدھی راہ کی طرف اٹھایا میں تو یہی کہونگا

آنچہ دانا کند کند ناداں ✦ لیک بعد از ہزار رسوائی

اں میں یہ ضرور کہونگا۔ کہ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہ کہا چاہیئے بنگال کے مشہور لیڈر بابو بپن چندر پال آنجہانی نے ایک دفعہ یہ درست کہا تھا کہ "آریہ سماج اسلام کا شاگرد ہے" گو اس وقت یہ گستاخ شاگرد ہے مگر میں بے امید نہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ وقت بھی آجائے جب یہ شاگرد رشید بن سکے۔

"اشتراریوں" کی غیر شریفانہ حرکتیں

اسمبلی کے انتخابات کے سلسلے میں بعض مقامات پر تہذیب اسلامی کے علمبرداروں نے شرفا پر آوازے کسے، معززین پر کیچڑ پھینکی، پردہ دار برقع پوش مسلمان خواتین کی توہین کی، غرض جہاں کہیں کوئی حرکت، شریعت اسلامی، تہذیب اسلامی اور وقار اسلامی کے خلاف ہوئی۔ اس کے ذمہ دار وہی حضرات تھے، جو اپنے یوم ولادت سے آج تک اسلام کی حفاظت کے واحد اجارہ دار بنے بیٹھے ہیں اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوگئے ہوتے تو اسلام بیچارہ خدا جانے اپنی جان بچانے کے لئے کس کس گوشے میں سر چھپاتا پھرتا۔ وہ تو بڑی خیر ہوئی، کہ "شاہ جی" تولد ہوگئے۔ ورنہ اسلام تو کبھی نہ بچتا۔ (نعوذ باللہ)

ہندو اخباروں اور اینگلو انڈین اخباروں کے نامہ نگار شاہد ہیں کہ ہندو امیدواروں اور ان کے عام حامیوں اور مخالفوں کا رویہ مسلمانوں کی نسبت نہایت شریفانہ اور باضابطہ تھا۔ بات یہ ہے۔ کہ عام مسلمان تو بہت شریف اور نیک ہوتے ہیں اگر وہ آزاد چھوڑ دیتے جاتے تو یقیناً ان کی طرف سے بھی کوئی خلاف اخلاق حرکت سرزد نہ ہوتی مصیبت یہ تھی، کہ ان کی عنان رہنمائی چند نہایت چھٹے ہوئے شریفوں کے ہاتھ میں تھی اور یہ انہی کی برکت ہے کہ آج ہندو مسلمانوں سے زیادہ شریف، قاعدہ دان اور منظم کہلا رہے ہیں۔ جن لوگوں کے رہنما ایسے ہوں ان کی شرافت کا خدا حافظ! ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم
سیہدیہم طریق الہالکینا

ترک موالات کی تحریک سے پہلے مسلمانوں کی قومی زندگی بالکل نتھرے ہوئے پانی کی طرح تھی، ہر قسم کی کثافتیں اور خس و خاشاک تہ میں بیٹھ چکے تھے اور صفا زلال اپنی شان دکھا رہا تھا۔ دفعتہً ترکوں پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا مسلمانوں میں اضطراب کا طوفان برپا ہوگیا۔ نتھرے ہوئے پانی میں اس قدر زور کی حرکت پیدا ہوئی۔ کہ وہ از سر نو نہ صرف گدلا ہی ہوگیا۔ بلکہ تہ میں جمی ہوئی کثافتیں سطح پر آگئیں خس و خاشاک نظر آنے لگے۔ اور قوم کی رہنمائی کے لئے جہاں رئیس الاحرار،۔۔۔۔۔ جیسے جلیل القدر حضرات سامنے آئے۔ وہاں ہر صوبے، ہر شہر، ہر قصبے اور ہر گاؤں میں لیڈروں کے ریوڑ کے ریوڑ پیدا ہوگئے۔ دو مہینے قید کاٹی اور مولانا "فدائے ملت" بن گئے اور سیاست دانوں کی سیاست دانی، اہل علم کی عظمت، اہل ثروت اور ارباب اقتدار کی بڑائی۔ اہل تقوے کی پرہیزگاری، غرض دنیا کی ہر اچھی چیز بے حقیقت رہ گئی اور دو مہینے کے لئے جیل کی روٹیاں توڑ کر واپس آجانا ہر قسم کی عظمت و عزت کا پروانہ قرار پایا۔

جب تک مسلمان اصلی علم، حقیقی پرہیزگاری، نیک نیتی، خلوص، وقار و تہذیب اسلامی کی قدر کرنا نہ سیکھیں گے اور محض قید کاٹنے ہی کو سب سے بڑی سند فضیلت قرار دیا کرینگے۔ ان کے تمام کاموں میں اسی غنڈے پن کا دور دورہ رہے گا۔ شریفوں کی پگڑیاں اچھلا کریں گی، اور دوسری قومیں مسلمانوں کی شرافت کا تماشا دیکھ دیکھ کر ہنسا کریں گی۔ (انقلاب)

ضرورت کلرک

انجمن کے صیغہ بکڈپو کیلئے ایک ہوشیار محنتی اور دیانتدار احمدی نوجوان کی ضرورت ہے جسے بکڈپو یا گنڈہ کے کام کا تجربہ ہو گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی تنخواہ حسب لیاقت، تمام درخواستیں ۱۵ر نومبر تک مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچ جانی چاہئیں۔ — آنریری جنرل سکرٹری

خبریں

ہندوستان

— ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ہندوستانی اصلاحات سے متعلقہ سیلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ ۲۲ نومبر کو ہندوستان اور انگلستان میں بیک وقت شائع کر دی جائے گی ہندوستان میں حصہ اول کی قیمت ۸ ر اور حصہ دوم کی قیمت ۱۲ ر ہوگی۔ یہ رپورٹ صیغہ نشر و اشاعت کلکتہ و دہلی سے یقیناً دستیاب ہو سکیگی اس کے علاوہ صوبجاتی حکومتوں کے مطابع سے بھی مل سکے گی۔ بعض کتب فروشوں کو بھی برائے اشاعت دی جائیگی۔

— معلوم ہوا ہے کہ رپورٹ کی بیس ہزار کاپیاں ہندوستان آرہی ہیں۔

— صوبہ سرحد کی کونسل میں شریعت بل کو مشتہر کرنے کی تجویز منظور ہو گئی۔

— ڈاکٹر انصاری آج کل دہلی میں علیل ہیں۔

— گاندھی جی نے اس خبر کی پر زور تردید کی ہے کہ کسی سرمایہ دار نے ان کو تنظیم دیہات کی غرض سے بیس لاکھ روپیہ دیا ہے۔

— پشاور ۸ نومبر۔ درہ خیبر سیاحوں کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔

— مجلس احرار ہند کے صدر مولوی حبیب الرحمان صاحب نے مہاراجہ کپورتھلہ سے نہایت عاجزانہ درخواست کی تھی کہ ان کو قیام دہلی کے دوران میں شرف باریابی عنایت فرمایا جائے۔ مہاراجہ نے یہ درخواست منظور نہیں کی۔

— افواہ ہے کہ سر راس مسعود ریاست بھوپال کے وزیر تعلیم مقرر کئے جائیں گے (اس کی تصدیق ہو گئی ہے)

— انتخاب اسمبلی کے معاملہ میں پنڈت مالویہ ڈاکٹر مونجے کے حامی ہیں پنڈت مالویہ اپنے انتخابی دورے کے سلسلے میں ۶ نومبر کو ناگپور پہنچے تو ان کی سخت مخالفت ہوئی جلسہ میں بہت شور مچایا گیا جب پنڈت مالویہ اور ڈاکٹر مونجے جلسہ گاہ سے مکان کو جانے لگے تو ہجوم کا ایک حصہ موٹر پر پل پڑا۔ اور اس کے لیمپ توڑ دیئے گئے۔ ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ پنڈت مالویہ پر جوتا پھینکا گیا۔

— حکومت پنجاب نے ۸ نومبر کو "زمیندار" کے مطبع منصور پریس کو بحق سرکار ضبط کر لیا۔ منشی ظفر علی صاحب نے نوٹس کی تعمیل کرا کر پولیس نے پریس کے سامان کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

— کہا جاتا ہے کہ پریس کی ضبطی "زمیندار" کے تبلیغ نمبر میں ایک شائع شدہ نظم پر جو عبدالقیوم کے متعلق مولانا سعید عثمانی کے قلم سے لکھی گئی تھی اور "پلول کا گدھا" والے مضمون کے دوبارہ شائع کرنے پر ہوئی ہے اس سے پیشتر اخبار زمیندار سے تین ہزار اور منصور پریس سے ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی جا چکی ہے۔

— بمبئی ۸ نومبر۔ چند روز ہوئے یہاں ایک یوروپین انجینئر نے برضا و رغبت اسلام قبول کیا۔

ممالک خارجہ

— گذشتہ دنوں نسیم پاشا وزیر اعظم مصر انگریزی سفارت خانہ کی بیجا مداخلت کی وجہ سے مستعفی ہو گئے تھے تازہ خبر ہے کہ نسیم پاشا نے مصر کی وزارت عظمےٰ کا عہدہ قبول کر لیا ہے یہ ۲۱-۱۹۲۰ء میں بھی مصر کے وزیر اعظم رہ چکے ہیں اس وقت برطانوی حکام سے اتحاد عمل رکھنے کی وجہ سے مصریوں نے ان کی سخت مخالفت کی تھی حتٰے کہ ان کی موٹر پر بم پھینکا گیا جس سے وہ بال بال بچے تھے۔

— انگلستان میں ڈیوک آف کینٹ اور شہزادی میرینا کی شادی کے لئے شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس تقریب میں ۲۰ بادشاہوں کو دعوت دی گئی ہے مہمانوں کی حفاظت کیلئے غیر معمولی انتظامات کئے جا رہے ہیں

— بغداد کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت عراق نے یہودی اخبارات فلسطین پوسٹ اور جیوش کرانیکل لنڈن کا داخلہ غیر معین عرصہ کے لئے اپنی قلمرو میں بند کر دیا ہے

— لنڈن ۸ نومبر۔ یکشنبہ کو امپیریل ایرسروس کے سالانہ جلسہ پر صدارت کرتے ہوئے سر اسی۔ گیڈس نے اپنی تقریر میں امید دلائی ہے کہ ہندوستان تک ہوائی ڈاک ہفتہ میں دو بار کر دی جائیگی۔

— فرانس کی وزارت آج کل سخت خطرے میں ہے۔ (تازہ خبر مستعفی ہو گئی)

— برلن ۹ نومبر۔ حکومت جرمنی نے لنڈن۔ پیرس، روم اور برسیلز میں مقیم اپنے سفیروں کو ہدایات کی ہیں کہ (۱) اپنے اپنے دفائر خارجہ سے علاقہ سار میں فرانسیسی افواج کی موجودگی کے خلاف زبردست احتجاج کریں .... اور مسئلہ سار کے متعلق جرمنی کے رویہ کو اچھی طرح واضح کر دیں۔

— مشہور روسی جلاوطن ٹراٹسکی کو فرانس میں رہنے کی اجازت مل گئی ہے۔

— ترکی کے طویل عمر زاہد آغا کے بعد یورپ سے ایک معمر ترین شخص کے متعلق خبر موصول ہوئی ہے یہ بزرگ بھی مسلمان ہیں آپ کا نام حبیب ابن سعدی ہے آپ کراکو کے باشندے ہیں اس وقت ان کی عمر ۱۴۰ سال کی ہے

— لنڈن ۷ نومبر۔ ٹوکیو سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ لندن میں امریکہ برطانیہ اور جاپان کے نمائندوں میں جو بحری گفتگو ہوئی تھی۔ اس کے فیصلوں کی روشنی میں حکومت جاپان واشنگٹن کے بحری معاہدہ کو منسوخ و مسترد کر دے گی اس نے آئندہ جنگی پروگرام کے متعلق بحری افسروں سے تبادلہ خیالات کر لیا ہے۔

— حکومت ایران نے ایک نیا قانون نافذ کیا ہے جس کی رو سے حکومت کی اجازت کے بغیر کسی بھی مقام یا رقبہ میں فوٹو لینے کی ممانعت کر دی گئی ہے نیز مضحکہ خیز اور ملک کے خلاف کو گرانیوالی اشیا کا فوٹو لینے کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۴۰

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صلحاء اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۸ شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۷۱

اسلام اور مسلمانوں کی زندگی کی راہیں

(از حضرت مسیح موعودؑ)

دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہونگے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اتریگی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے ان سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کریگی۔ اور یہودیت کی خصلت مٹادی جائیگی اور ہر ایک حق پوش دجال، دنیا پرست، یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا، حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائیگا۔ اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر تازگی اور روشنی کا دن آئیگا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھیگا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔

اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔

ترانہ احمدی

(از جناب ثاقب کانپوری)

توحید کے نعروں سے مغرب کو ہلا دو تم
پھر دہر میں الہامی آواز سنا دو تم
اسلام کے احیا کا پیغام سنا دو تم
سوتی ہوئی قوموں کو یعنی کہ جگا دو تم
پھر وادیٔ مغرب میں آواز اذاں گونجے
پھر شمع کلیسا کو مغرب کی بجھا دو تم
پھر زیب بلندی ہو اسلام کا ستیارہ
بچھڑی ہوئی قوموں کو رستے پہ لگا دو تم
مسلم ہوں وہی مسلم مومن ہوں وہی مومن
سینے میں محبت کی گر آگ لگا دو تم
باہم رہو الفت سے پھر زندہ اخوت ہو
دنیا کو محمدؐ کا پیغام سنا دو تم
عالم میں نہیں چرچا اب علم و فضیلت کا
اقرا کے ترانوں سے دیوانہ بنا دو تم
ایمان ہو جب رخصت پھر خاک جئیں ثاقب
باہم رہیں عزت سے باہم کو مٹا دو تم

خلع

مسلمان عورتوں کے ارتداد کا واحد علاج ہے حدود اللہ کو توڑنے کا خمیازہ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

حکم قرآنی کی نافرمانی کا نتیجہ

قرآن کریم کے حکم کی نافرمانی کا آخرکار ہندوستان کے مسلمانوں کو خمیازہ اٹھانا پڑا۔ خدا اور رسول کا صاف طور پر حکم تھا۔ کہ اگر میاں بی بی میں ناچاقی ہو اور کوئی صورت آئندہ نباہنے کی باقی نہ رہے تو جس طرح شوہر اپنی مرضی سے بیوی کو طلاق دے سکتا ہے اسی طرح بیوی بھی شوہر سے طلاق لے سکتی ہے فرق صرف اس قدر تھا کہ چونکہ مرد زبردست اور قوی ہوتا ہے اس لئے ممکن تھا کہ وہ عورت کی درخواست پر اسے طلاق نہ دے یا زبردستی اسے اپنی زوجیت میں رکھنا چاہے یا اس کا مہر ادا نہ کرے اس لئے شریعت نے عورت کو یہ حکم دیا۔ کہ وہ بذریعہ عدالت مرد سے طلاق لیلے اور عدالت کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ اس مفارقت میں مرد نے عورت کے حقوق کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی تو نہیں کی۔

ہندوستان میں مسلمان مردوں کے عورتوں پر مظالم

لیکن اس ملک ہندوستان میں بعض فقہا کی کورانہ تقلید کے ماتحت خدا و رسول کے اس صریح حکم کو پس پشت پھینک دیا گیا اور محمڈن لا میں خلع کو شامل نہ کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے مسلمان مردوں نے غریب عورتوں پر جو جو ظلم کیا اور وہ تلملا تلملا اور تڑپ تڑپ کر رہ گئیں بلکہ ساری عمر جل جل کر خاک میں مل گئیں اور ہزاروں عورتوں کو مردوں نے معلقہ شکل میں زندہ درگور کر دیا۔ اور اگر ان درد ناک حالات ان کی عفت و عصمت کے قدم میں لغزش ہوئی تو اس کا بار گراں بھی اپنے سر لیا۔

مسلمان عورتوں کے ارتداد کا خوفناک سلسلہ

آخر خدا کے حکم کی نافرمانی رنگ لائی اور زمانہ کے بدلنے کے ساتھ ساتھ عورتوں کے ارتداد کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ یعنی اس قسم کی تنگ آئی ہوئی عورتوں نے نکاح کی قید سے آزادی حاصل کرنے کے لئے مذہب بدلنا شروع کر دیا اور عیسائی یا آریہ بن بن کر اپنے ظالم خاوندوں سے نجات حاصل کرنے لگیں۔

مرتدہ کے فسخ نکاح کا قرآن میں کوئی حکم نہیں

لطف یہ ہے کہ مرتدہ کے نکاح کے فسخ ہو جانے کا کوئی حکم قرآن و حدیث میں موجود نہیں۔ قرآن کریم جب اہل کتاب عورت سے نکاح جائز قرار دیتا ہے۔ تو عورت کے عیسائی یا آریہ ہو جانے سے نکاح کیسے فسخ ہو سکتا ہے عیسائیوں کے اہل کتاب ہونے میں تو کسی کو شک ہی نہیں۔ لیکن کوئی وجہ نہیں کہ جب قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کہ کوئی قوم نہیں جس میں نذیر نہ آیا ہو و لکل امۃ رسول ہر امت میں رسول آیا ہے تو کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں کوئی رسول نہ آیا ہو اور پھر جب آریہ قوم اس بات کی مدعی بھی ہو کہ ان کے پاس بھی وید آسمانی کتاب موجود ہے۔ مان لیا کہ اس میں تحریف ہو چکی ہے لیکن انجیل میں بھی تو تحریف ہو چکی ہے۔ اگر ہم عیسائیوں کو ان کی کتاب کی تحریف اور شرک کی تعلیم کے باوجود اہل کتاب مانتے ہیں تو انہی حالات کے ماتحت آریوں کے اہل کتاب ہونے کا ہم انکار نہیں کر سکتے۔ آخر انہی اصولوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مجوسیوں کو اہل کتاب میں شامل کیا تھا۔ پس قرآن و حدیث کی رو سے مرتدہ کا نکاح فسخ نہیں ہوتا۔

مولویوں کی ضد اور اس کے ہولناک نتائج

لیکن ہمارے علمائے کرام کے غلط فتاووں کے صدقہ میں محمڈن لا میں شامل ہو کر آج یہ قانون بن چکا ہے کہ عورت کے ارتداد کے ساتھ ہی نکاح فسخ ہو جاتا ہے اس کی بنا یہ بتائی جاتی ہے کہ فقہا کے نزدیک مرتد چونکہ واجب القتل ہے اس لئے وہ موتی کے حکم میں ہے پس جو عورت کہ مرتدہ ہو گئی وہ مولویوں کے نزدیک مر گئی لہذا نکاح ٹوٹ گیا۔ کیا بادی النظر میں ہی اس کی لغویت نظر نہیں آتی اچھی بھلی زندہ عورت مولوی کے نزدیک مری ہوئی ہے۔ پھر مرتد کا قتل بجائے خود قرآن کی صریح آیات کی خلاف ورزی ہے قرآن میں ایسا کوئی حکم موجود نہیں فقہاء نے بھی صرف حرابی مرتد کا قتل جائز رکھا تھا۔ یعنی ایسے مرتد کا جو مسلمان سے جنگ کرنیوالوں میں سے ہو۔ ظاہر ہے کہ کفار کے ساتھ جنگ کے ایام میں مارشل لا کے ماتحت ہر ایک شخص جو مسلمانوں سے نکلکر دشمنوں یعنی کفار سے جا ملیگا اس کا قتل دنیا کی ہر ایک سوسائٹی کے قانون کی رو سے نہایت ضروری ہے لیکن عورت مرتدہ کا قتل تو فقہا کے نزدیک بھی جائز نہیں تو پھر عورت موتی کے حکم میں کیسے آئیگی اور اس کا نکاح کیسے فسخ ہو سکتا ہے؟ لیکن نہیں مولوی اپنی ضد پر قائم ہے۔ وہ مرتد کا نکاح توڑ کر ارتداد کا دروازہ کھول کر رہیگا۔ اور عورتوں کو ان کا جائز حق خلع کا نہیں دیگا

اعلیٰ اسلامی طبقہ کا مطالبہ

مسلمان تعلیمیافتہ اعلےٰ طبقہ اس ارتداد کی رو کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے نقصان اور ضرر کو محسوس کر رہا ہے وہ گورنمنٹ سے یہ قانون پاس کرانا چاہتا ہے کہ اس قسم کا ارتداد قانوناً رد کر دیا جائے یعنی یہ کہ مرتدہ عورت کے نکاح کو فسخ قرار نہ دیا جائے۔ خدا کرے۔ کہ یہ قانون پاس ہو جائے

مولویوں کو کلمہ حق کہنے پر مجبور کر دو!

لیکن دو باتیں ضرور قابل توجہ ہیں (۱) اول یہ کہ گورنمنٹ نے اگر ارتداد کو فسخ نکاح کا ذریعہ قرار نہ دیا۔ تو ظاہر ہے کہ عورت کے مرتد ہونے کے بعد بھی قانوناً نکاح قائم رہیگا اور بیوی مرد کے پنجہ سے آزاد نہ ہو گی۔ لیکن کیا مولویوں کے نزدیک بھی یہ نکاح شرعاً قائم سمجھا جائیگا۔ اگر نہیں تو اس حرامکاری کا وبال کن کی گردنوں پر پڑیگا۔ اس لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ ان مولویوں سے یہ فتوےٰ لے لیا جائے کہ مرتدہ موتی میں شامل نہیں۔ اس لئے ارتداد کے ذریعہ نکاح فسخ نہیں ہوتا جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہونگے کہ مرتدہ واجب القتل نہیں۔ لہذا ارتداد وجہ قتل نہ رہا۔ آخر کچھ تو ان کے منہ سے بھی حق نکلواؤ یا یہ مسلمانوں کی قوم کا بیڑا غرق کر کے اسی طرح دندناتے پھرینگے۔ اور انہیں کوئی بھی نہ پوچھیگا کہ تمہارے منہ میں کے دانت ہیں

دوعملی کا انسداد پہلے ہی کر لو

ورنہ یاد رکھو ایک بہت بڑی مصیبت مسلمانوں کے سر پر یہ آپڑیگی کہ گورنمنٹ کی عدالتیں جس نکاح کو قائم قرار دینگی۔ اسی نکاح کو مولوی لوگ فسخ قرار دے کر ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیں گے پس اس سانپ کی زہریلی کچلیوں کو پہلے ہی توڑ لینا ضروری ہے ان علماء سے پہلے ہی فتوےٰ لے لو کہ مرتدہ کا نکاح شرعاً فسخ نہیں ہوتا ورنہ دوعملی ہو جائے گی اور مرتدہ کا نکاح گلے کی ہڈی بنکر حلق میں پھنس کر رہ جائیگا۔

عورتوں کو خلع کا حق دلاؤ

دوسری بات قابل توجہ یہ ہے کہ جب مرتدہ کا نکاح فسخ ہو جانے کو قانوناً رد کرنا چاہتے ہو تو معلقہ اور مظلوم عورتوں کے ظالم شوہروں کے پنجوں سے نکلنے کے لئے بھی کوئی راہ تجویز کرو اور وہ سوائے خلع کے اور کوئی نہیں۔ جو حق خدا اور رسول نے عورت کو دیا اسے روکنے والا کوئی فقیہہ یا عالم کیسے ہو سکتا ہے؟

قرآن کا حکم

کیا قرآن کریم میں صاف مذکور نہیں کہ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموھن شیئا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظلمون ۰ (البقرہ) ترجمہ۔ طلاق یعنی عورت کو زوجیت سے علیحدہ کرنا دو مرتبہ ہو سکتا ہے۔ دونوں مرتبہ اس کے بعد یا تو اسے واپس زوجیت میں رکھ لو۔ یا پھر عمدہ طریق سے حسن سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا چاہیئے۔ اور تمہیں حلال نہیں ہے کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو۔ وہ ان سے واپس لو سوائے اس صورت کے کہ جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ پس اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ دونوں میاں بی بی اللہ کے حقوق کو قائم نہیں رکھتے تو پھر کچھ حرج نہیں۔ اگر عورت اپنا پیچھا چھڑانے کے عوض کچھ دے نکلے۔ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں۔ پس ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو اللہ کی حدود سے آگے گذر جاتا ہے تو یہی لوگ ظالم ہیں۔ یہاں صاف صاف مذکور ہے کہ اگر عورت مرد سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہے اور اس میں قصور فقط مرد کا نہیں بلکہ عورت کا بھی ہے جیسا کہ الا یقیما حدود اللہ سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں اپنی اپنی جگہ خدا کی حدود کو قائم نہیں رکھتے تو عورت بھی خدا کی حدود کو قائم نہیں رکھتی تو ایسی صورت میں عورت اگر اس مصیبت سے نکلنے کا یہ فدیہ دیدے کہ مرد کا عطیہ مہر ہو یا کوئی اور چیز، وہ اگر سالم یا ادھورا باہمی سمجھوتے سے واپس کر دے تو جائز ہے۔

دو امور

اب اسی آیت شریفہ سے دو امور نکلتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ عورت بھی طلاق لے سکتی ہے اور دوسرے یہ کہ اگر اس کا اپنا قصور بھی ہو۔ تو پھر مہر کے واپس کر دینے اور یہ دی ہوئی رقم شوہر کے لئے واپس لینے میں کوئی گناہ نہیں چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے ثابت بن قیس کی بی بی کو اس کی درخواست پر طلاق دلوا دی۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے اس صریح قرآن کی آیت اور حضرت نبی کریم صلعم کے فیصلہ کے خلاف قانون بنانے کا نتیجہ جو ہوا۔ وہ ظاہر ہے کہ ارتداد کا سلسلہ چل پڑا۔ اور ایسی جو خدا کے ہاں اس کی جوابدہی ہونی ہے سو الگ ہے۔

اسلامی ریاستوں کے قوانین خلع ناقص ہیں

اب سنا ہے کہ بعض اسلامی ریاستوں میں خلع کا رواج شروع ہو گیا ہے۔ لیکن ان علماء نے دو دھ دیا بھی تو اس میں مینگنیاں ڈال کر یعنی خلع کے ساتھ مہر کی واپسی کو لازم ملزوم قرار دیدیا جس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ اس امر کے لئے راہ پیدا کر دی۔ کہ اگر شوہر کسی عورت کو طلاق دینا چاہے اور بدنیتی سے اس کا مہر ادا نہ کرنا چاہتا ہو تو بے شک عورت پر اس قدر ظلم اور جور و جفا کرے کہ وہ تنگ آکر عدالت میں خلع کی درخواست دیدے پس خلع کی درخواست دی نہیں اور مہر کا حق زائل ہوا نہیں۔

مولویوں کا عورتوں پر ایک اور ظلم

یہ ایک اور ظلم ہے جو عورتوں پر مولویوں کی طرف سے ہو رہا ہے کیونکہ قرآن کریم میں صاف طور پر مہر کی واپسی پر شرط لگی ہوئی ہے کہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ کہ عدالت کو جب یہ نظر آنے لگے کہ مرد اور عورت دونوں خدا کی حدود قائم نہیں رکھتے یعنی اگر مرد بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا۔ تو عورت بھی شوہر کے حقوق ادا نہیں کرتی۔ ایسی صورت میں چونکہ قصور عورت کا بھی ہے اس لئے اس کا مہر واپس کرنا عین انصاف ہے لیکن جب عورت کا قصور نہ ہوا اور حدود اللہ کو توڑنے والا صرف شوہر ہو۔ تو پھر عورت کا مہر واپس کرنا کیا معنی؟

مہر کی واپسی صرف ایک صورت میں جائز ہے

خدا نے مہر کی واپسی کی ایک ہی صورت بیان کی ہے اور وہ یہ ہے عورت کی طرف سے بھی قصور اور خطا کی موجودگی۔ ایسی صورت میں بے شک مرد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے کہ اس کا بنا بنایا گھر اجڑ رہا ہے جس میں عورت کے قصور اور کوتاہیوں کو بھی دخل ہے ایسی صورت میں اگر اس کو مہر واپس کر دیا جائے تو اس کے نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے

(باقی بر صفحہ ۷ کالم اوّل ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ یوم جمعہ ۸ر شعبان ۱۳۵۳ھ نمبر ۱۷

قادیانی جماعت کی سرکاری خدمات اور انکا صلہ

جناب خلیفہ قادیان کی خدمت میں چند مخلصانہ گذارشات

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد

حضرت مسیح موعودؑ نے خدمت و اشاعت اسلام کیلئے جماعت بنائی تھی وہ چاہتے تھے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالوں کا یہ گروہ زمانہ کی باقی تمام آوازوں اور ضرورتوں کی طرف سے بے نیاز ہو کر دین کی خدمت کیلئے وقف ہو جائے۔ کیونکہ اس کام کو کرنے والا اور کوئی نہیں مجدد زماں کی تحریریں اور تقریریں اور ان کی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق دنیا کے سامنے ہے ان میں سے ہر ایک چیز اس بات کی تائید کر رہی ہے۔

جماعت قادیان کی غلط روی اور اس کے نتائج

لیکن ہمیں نہایت دکھ اور افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں نے اس مقصد کو بہت بڑی حد تک فراموش کر دیا۔ اور ان کی توجہ کو بعض دوسرے مقاصد، مشاغل، اور دلچسپیوں نے اپنی طرف کھینچ لیا ہے وہ طاقت جو خدمت دین کیلئے وقف رہنی چاہیئے دوسرے کاموں پر صرف ہو رہی ہے حضرت مسیح موعودؑ پیر پرستی کی کوئی گدی قائم نہ کرنا چاہتے تھے لیکن یہ گدی قائم ہوئی اس کے استحکام کیلئے ہر ایک قوت بے دریغ خرچ کی گئی۔ قربانگاہ خلافت پر کثرت سے چڑھاوے چڑھنے لگے اسی سلسلہ میں تکفیر المسلمین اور اجرائے نبوت کے غلط عقیدوں کی ترویج کی ضرورتیں پیش آئیں جنہوں نے اتحاد اسلامی پر ایک کاری ضرب لگانے کے علاوہ احمدیت کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچایا رہی سہی کسر جناب خلیفہ صاحب کے سیاسیات کے شوق اور سرکاری حلقوں میں رسوخ پیدا کرنے کی تمنا نے پوری کر دی۔

جناب خلیفہ قادیانی کے خطبات جمعہ

احراریوں کی نام نہاد تبلیغی کانفرنس کے زمانہ میں حکومت نے جناب خلیفہ قادیان کو زیر دفعہ (۳) (۱) (A) پنجاب کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ ۱۹۳۲ء بعض احکام دیئے جو خلیفہ صاحب کے نزدیک بے انصافی اور زیادتی پر مبنی تھے ان کے متعلق انہوں نے ۲۶ر اکتوبر اور ۲ر نومبر کو طویل خطبے دیئے جو یکم اور ۱۱ر نومبر کے الفضل میں شائع ہوئے ہیں ان خطبوں سے بعض دیگر اہم امور پر روشنی پڑنے کے علاوہ جماعت قادیانی کی سرکاری خدمات کے متعلق مستند معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ محولہ بالا قانون انقلاب پسندوں اور انارکسٹوں وغیرہ کیلئے وضع کیا گیا تھا جناب خلیفہ صاحب کا ارشاد ہے کہ میں ہمیشہ حکومت کا وفادار اور خادم رہا ہوں اس لئے اس قانون کے ماتحت مجھ پر پابندیاں عائد کرنا بے انصافی کے علاوہ میری وفاداری کی بھی توہین ہے۔

حکومت کیلئے خلیفہ قادیان اور جماعت قادیان کی قربانیاں

چنانچہ ۲۶ر اکتوبر کے خطبے میں فرماتے ہیں:۔

"کوئی معقول انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ صحیح استعمال ہے اس قانون کا اس شخص کیلئے جس نے خود اس کے بنانیوالوں سے بھی زیادہ قیام امن کی کوشش کی جس نے اور جس کی جماعت نے اس وقت سول نافرمانی اور اس قسم کی دوسری موومنٹوں (تحریکات) کا مقابلہ کیا جب یہ افسر جو آج ہمیں باغی قرار دے رہے ہیں۔ آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوا کرتے تھے۔ پھر یہ لوگ تنخواہیں لے کر کام کرتے تھے ہم نے اور میری جماعت نے لاکھوں روپیہ اپنے پاس سے خرچ کر کے بدامنی پیدا کرنیوالی تحریکات کا مقابلہ کیا۔ پھر یہ کس قدر ظلم ہے۔ کہ جو قانون ان تحریکات کے انسداد کے لئے وضع کیا گیا ہے وہ سب سے پہلے ہمیں پر استعمال کیا جاتا ہے جنہوں نے ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لئے ملک کو اپنا دشمن بنا لیا احرار کی تقریریں پڑھو۔ ان کو زیادہ غصہ اسی بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چک ہیں۔ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مخالف ہیں"

خلیفہ قادیان کی ناقابل شکست وفاداری

اس کے بعد جناب خلیفہ صاحب نے فرمایا:۔

"اس (حکومت) کی مصیبت کے وقت ہمارے لیکچرار جاتے اور مخالف تحریکوں کا مقابلہ کرتے ہیں جنگ میں ہم نے تین ہزار والنٹیئر دیئے روپیہ ہم خرچ کرتے تھے..... کانگریس سے ہمیشہ ہماری جنگ رہی وہ کہتے ہیں ہم غلام ہیں مگر ہم کہتے کہ ہم ہرگز غلام نہیں ہیں اب ہم انہیں کیا منہ دکھائیں گے کیونکہ اب تو پنجاب گورنمنٹ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا۔ کہ وہ ہندوستانیوں کو غلام سمجھتی ہے ..... مگر..... وہ اگر ہمیں قید کر دے پھانسی دیدے تب بھی ہم وفادار ہی ہونگے"

خلیفہ قادیان نے اپنے اصل فرائض کو فراموش کر دیا

مندرجہ بالا الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں نے حکومت کی مخالف تحریکوں کے مقابلہ میں لاکھوں روپیہ بے دریغ خرچ کر ڈالا ان کے مبلغ باہر جا کر ان تحریکوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور قادیانی جماعت حکومت کی حمایت میں کانگریس سے جنگ کرتی رہی ہے جائز قوانین کی پابندی اور پر امن رہنا نہایت ضروری اور ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے لیکن اپنے فرائض کو پس پشت ڈال کر حکومت کے کاموں کو اپنے ذمے لینا کسی حالت میں درست نہیں جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں نے لاکھوں روپیہ حکومت کی مخالف تحریکوں کے مقابلہ میں صرف کر دیا ان کے مبلغ اسلام کی اشاعت کے بجائے ان تحریکوں کی مخالفت میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی ان سرگرمیوں پر کوئی سچا احمدی ان کو مبارکباد نہیں دے سکتا

حکومت قادیانیوں کی محتاج نہیں

حکومت کے ذرائع نہایت وسیع ہیں وہ قادیانی یا کسی اور جماعت کے چند لاکھ روپے کی محتاج نہیں۔ اس کا بجٹ کروڑوں نہیں، اربوں روپیہ تک پہنچتا ہے لیکن ان چند لاکھ روپیوں سے دین کے بڑے بڑے کام انجام دیئے جا سکتے تھے۔ یورپ میں ایک نہیں کئی مشن کھل سکتے تھے قرآن کریم کا کئی مغربی زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو سکتا تھا جناب خلیفہ صاحب کے ان بیانات کی روشنی میں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے دینی خدمات کو پس پشت ڈال کر سرکاری خدمات کو ترجیح دی جو ان کا فرض نہ تھا۔

قادیانیوں کی وفاداری کی بے قدری

جناب خلیفہ صاحب ۲ر نومبر کے خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"ہم نے گورنمنٹ کے ساتھ دوستی کی ظاہر و باطن دوستی کی مگر گورنمنٹ نے اس کے صلہ میں بغیر تحقیق کئے ہم پر ایک خطرناک الزام لگا دیا...... ہم ہمیشہ یہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سکرٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی۔ اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہونگے۔ ان لوگوں کے تمغوں کے جنہوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لئے فدا کیں یہ اتنے ٹوکرے ہیں کہ۔ ایک افسر کے وزن سے بھی ان کا وزن زیادہ ہے مگر ان تمام خدمات کے بعد اس تمام ادعائے وفاداری کے بعد گورنمنٹ نے بلا وجہ اور بغیر کسی حق کے بغیر اس کے کہ وہ انصاف اور عدل کے ماتحت فیصلہ کرتی۔ اندھا دھند اپنا قلم اٹھایا اور ہمیں باغی اور سلطنت کا تختہ الٹ دینے والا اور سول ڈس اوبیڈینس کا مرتکب قرار دیا۔ پس ہمیں شکوہ ہے کہ وہ حکومت جو آج سے تین ماہ پہلے یہ کہا کرتی تھی کہ ہم ہندوستان کی بہترین وفادار جماعتوں میں سے ایک جماعت ہیں اس نے ہم پر اس جرم کا الزام لگایا ہے جس جرم کا مقابلہ ہم ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں"

حکومت اپنی ضرورتوں اور مصلحتوں کو مقدم رکھتی ہے

کاش خلیفہ صاحب کو معلوم ہوتا۔ کہ ہر دنیوی حکومت اپنی ضرورتوں اور مصلحتوں کو سب سے مقدم رکھتی ہے اپنے اصل فرائض کو پس پشت ڈال دینے والوں اور ان کی وفاداریوں کی کسی کے دل میں کوئی عزت نہیں ہوتی۔ جناب خلیفہ قادیان کے ساتھ حکومت نے جو کچھ کیا وہ بھی اپنی ضرورتوں اور مصلحتوں کی بنا پر اور درست سمجھ کر ہی کیا ہوگا۔ لہذا اس کو اپنی وفادارانہ سرگرمیوں کا حوالہ دے کر اس کے مصالح کے خلاف کسی خاص بات کی توقع رکھنا پہلی غلطی کے بعد دوسری زبردست غلطی ہوگی۔

جناب خلیفہ صاحب کا رنج و اضطراب

جناب خلیفہ صاحب کو زیادہ رنج اس بات کا ہے کہ وہ قانون مجھ پر کیوں نافذ کیا جو انقلاب پسندوں، اور سول نافرمانی کرنیوالوں کے لئے بنایا گیا تھا۔ وہ اسکو اپنی وفاداری کی زبردست توہین سمجھتے ہیں اور اس پر بہت ہی زیادہ مضطرب نظر آتے ہیں۔ وہ اس اظہار اضطراب کے لئے اپنی مسند خلافت سے بہت نیچے اتر کر یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ا

"میں جانتا ہوں کہ میرے دل میں ملک معظم کے متعلق کیا کیا جذبات ہیں، میں جانتا ہوں کہ گورنمنٹ کی وفاداری اور اس کی اطاعت کے متعلق میرے کیا خیالات ہیں میں ہر اس قسم اور ہر اس بھیانک سے بھیانک لعنت کو اٹھانے کے لئے تیار ہوں جو سنگدل سے سنگدل انسان کو بھی ڈرا دینے والی ہو...... ہم ہمیشہ ملک معظم کی وفادار رعایا رہے ...... سول ڈس اوبیڈینس کا کبھی واہمہ بھی ہمارے دل میں نہیں گذرا۔ اور نہ گذر سکتا ہے" اس کے بعد فرماتے ہیں کہ میں سول ڈس اوبیڈینس کے الزام کو اپنے لئے بدترین گالی تصور کرتا ہوں"

حکومت سے تعاون خدا کی خوشنودی کیلئے ہونا چاہیئے

سول نافرمانی کے غلط اور بے حقیقت الزام کے لئے جناب خلیفہ صاحب کا بھیانک سے بھیانک لعنت اٹھانا اور اسے بدترین گالی سمجھنا بھی عجیب ہے حکومت کے قوانین کی پابندی اور اس سے مناسب تعاون بیشک ضروری ہے۔ حکومت کی خوبیوں کا اعتراف بھی کرنا چاہئیے کیونکہ یہ ہمارا ایک مذہبی و اخلاقی فرض ہے۔ قوانین کی پابندی قیام امن کیلئے بھی لازمی ہے اور اشاعت اسلام کا کام امن کی صورت میں ہی زیادہ کامیابی سے ہو سکتا ہے لیکن اگر کسی غلط فہمی کی وجہ سے حکومت یا اور کوئی سول نافرمانی یا انقلاب پسندی کا الزام لگائے تو اس کی تردید مناسب دلائل دو واقعات پیش کرنے سے ہو سکتی ہے اس کے لئے دیگر جائز قانونی ذرائع بھی اختیار کئے جا سکتے ہیں لیکن یہ یقیناً پسندیدہ طرز عمل نہیں۔ کہ حکومت کی چین اقتدار پر شکن پڑتے ہی انسان گھبرا جائے کانپ اٹھے۔ قانون کی پابندی اور قیام امن میں امداد خدا کی خوشنودی کیلئے ہونی چاہئیے نہ کہ حکومت کی خوشنودی کے لئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حیات مبارک پر نظر ڈالو۔ انہوں نے جو کچھ کیا خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا۔ اور انہیں کسی چیز کی مطلق پرواہ نہیں تھی۔

افسوسناک مرعوبیت

آخر مخالفین حضرت مسیح موعود پر طرح طرح کے ناپاک الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے نعوذ باللہ خدائی کا دعوے کیا۔ انہوں نے حضرت نبی کریمؐ اور دیگر انبیاء کرامؑ کی توہین کی۔ یہ الزامات کس قدر بے حقیقت ناقابل برداشت اور ناپاک ہیں! لیکن ان کو سنکر تو جناب خلیفہ قادیان کبھی بھی اس قدر مضطرب اور خوفزدہ نہ ہوئے کبھی یہ نہ کہا۔ کہ میں ان کیلئے ہر اس قسم اور ہر اس بھیانک سے بھیانک لعنت کو اٹھانے کے لئے تیار رہوں جو سنگدل انسان کو بھی ڈرانیوالی ہو۔ نہ اس کو کبھی اپنے لئے بدترین گالی تصور کیا۔ لیکن حکومت کی معمولی غلط فہمی کو وہ ایک قیامت سمجھ رہے ہیں اور انہیں اپنا تخت خلافت لرزتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔

قادیانی جماعت کی مایوس کن ذہنیت

جماعت قادیان کا جماعت کے متعلق جو طرز عمل ہے وہ صاف ظاہر ہے اس کی ذہنیت کچھ ایسی ہو گئی ہے یا زیادہ صحیح الفاظ میں ایسی کر دی گئی ہے کہ وہ ہماری کسی بات پر ٹھنڈے دل سے غور نہیں کر سکتے لیکن جب بعض اوقات ان کی کھلی ہوئی غلطیاں دیکھ کر خاموش رہنا مشکل ہو جاتا ہے

ہمارا مخلصانہ مشورہ

اس لئے ہم جناب خلیفہ قادیان کی خدمت میں انتہائی ادب واحترام اور خلوص دل سے گذارش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نام لیوا اس کام ... خدمت و اشاعت اسلام ہے ... ہمارا ... لئے لاکھوں روپیہ خرچ کر ... ہیں آپ اپنا اصل کام کیجئے ایک طرف آپ تبلیغ اسلام کے دعویدار ہیں دوسری طرف آپ حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لاکھوں روپیہ صرف کر رہے ہیں حالانکہ خود آپ کے بہت سے تبلیغی کام روپیہ کی قلت کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں۔ بیشمار ... گئے آپ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ شائع نہ کر سکے بہت سے ایسے ممالک و مقامات ہیں جہاں تبلیغی مشنوں کے قیام کی فوری ضرورت ہے مالی مشکلات کی وجہ سے ہی آپ کو گذشتہ دنوں ساٹھ ہزار روپیہ قرض لینے کی ضرورت پیش آئی تھی۔

مقصد اور فرض کو فراموش نہ کیجئے

باقی حکومت کو آپ کے متعلق کوئی غلط فہمی ہوئی ہے یا آپ کو اس سے کوئی شکایت ہے تو اس کا ازالہ مناسب اور باوقار طریق پر کیجئے ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ آپ نے اپنی جماعت کو اس قدر ... کیوں بنا دیا ہے کہ حکومت کی چیں ... مضطرب و خوفزدہ ہو جاتے ہیں حکومت ... اس قدر ... جس قدر کہ ضروری ہے اور صرف خدا کی خوشنودی ... حکومت کی بجائے خدا ہی سے اس کا صلہ مانگئے اور یاد رکھیے کہ جو اشخاص یا جماعتیں اپنے اصولوں اور مقصدوں کو قربان کر کے اور اپنے فرائض کو فراموش کر کے اظہار وفاداری کیا کرتی ہیں ایسی وفاداریوں کی کسی حکومت کے نزدیک کوئی قدر و قیمت اور عزت نہیں ہو سکتی۔ ایسی کشتیوں کے سواروں کا جو انجام ہوا کرتا ہے وہ سب جانتے ہیں۔

کاش ہماری یہ گذارشات قصر خلافت میں بار پا سکیں اور جناب خلیفہ صاحب حکومت کی غلط فہمی کو دور کرنے اور اسے اپنی وفاداری کا یقین دلانے کے کام سے تھوڑی سی فرصت نکال کر ان پر غور فرما سکیں۔

”انوار القرآن“

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تفسیر انوار القرآنؒ کے متعلق تمام احمدی احباب جماعت پوری طرح واقف ہو چکے ہیں اس کی ایک تہائی سے زائد طباعت ختم ہو چکی ہے امید کامل ہے کہ انشاء اللہ جلسہ سالانہ تک کتاب نہایت خوبی و اہتمام کے ساتھ تیار ہو جائیگی۔

احباب کے پے در پے اصرار پر ہی جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کی طباعت کا ارادہ کیا ہے ہم جانتے ہیں کہ جماعت کے اندر اس کے مطالعہ کا کافی شوق و انتظار موجود ہے اس خیال کے ماتحت ہم نے اس کے متعلق اطلاعی اعلانات کے سوا اور کچھ لکھنا ضروری خیال نہ کیا لیکن اب ایک خاص حالت پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے ہم چند سطریں سپرد قلم کر رہے ہیں۔

گذشتہ ماہ انجمن کو قرض کی ضرورت پڑی تو ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں چار سو روپیہ قرض نہیں بلکہ بطور عطیہ دونگا لیکن یہ وہ روپیہ ہے جو ”انوار القرآن“ کی طباعت کے لئے رکھا ہوا ہے انجمن کو روپے کی فوری ضرورت تھی اس لئے ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ یہ روپیہ عنایت فرما دیں اور کتاب کے اخراجات کی صورت یہ ہوگی کہ پیشگی قیمت ارسال کرنے کی تحریک کی جائیگی اور اس طرح جو روپیہ جمع ہوگا۔ اس سے کام چلایا جائیگا چنانچہ حضرت امیر نے اس کے متعلق احباب سے اپیل بھی کی۔ اسی اپیل کی یاد دہانی اس شذرہ کا مقصد ہے ہمیں یقین ہے کہ احباب اس کتاب کو دلی شوق سے خریدینگے لیکن اکثر احباب پیشگی قیمت اور فرمائش بھیجنے میں تساہل کرتے ہیں ان کا خیال ہوتا ہے کہ جلسہ سالانہ پر جانا ہی ہے اسی موقع پر خرید لینگے لہذا درخواست ہے کہ اس بارہ میں احباب کو مطلق تساہل نہیں کرنا چاہیئے۔ قبل از اشاعت کتاب کی قیمت دو روپے مقرر ہوئی ہے جو بہت ہی کم ہے بعد میں اضافہ کر دیا جائیگا صرف پیشگی قیمت بھیجنے والے اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکینگے۔ دوسرے محروم رہ جائیں گے۔

سود در سود کی تباہ کاریاں

چند روز ہوئے لاہور ہائیکورٹ میں سود در سود کا ایک عبرت انگیز مقدمہ کا فیصلہ کیا گیا جس کو سود خواروں کی تاریخ کا ایک شاہکار کہا جا سکتا ہے۔ واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں کہ ضلع اٹک کے ایک بدنصیب مسلمان زمیندار گل محمد نے ۱۸۸۲ء میں اپنے پرانے قرضوں کا حساب کیا اور پانچ سو روپے کے عوض اپنی دو ہزار ساڑھے سات سو کنال زمین رام کشن ساہوکار کے پاس رہن کر دی اور قرار پایا کہ اس وسیع زمین کی آمدنی دو سو روپے کا سود محسوب ہوگی اور بقیہ تین سو روپے کی رقم پر پچیس فیصدی کے حساب سے علیحدہ سود در سود شمار ہوگا۔ گل محمد اور اس کے وارث اس معاہدہ کے بعد ۴۷ سال تک بالکل خاموش بیٹھے رہے یا یہ کہ ساہوکار نے اپنی چالاکیوں سے ان کو خاموش رہنے دیا۔ ۱۹۲۹ء میں انہوں نے درخواست دی کہ انہیں پانچ سو روپیہ اصل زر ادا کر کے زمین فک کرانے کی اجازت دی جائے اس کے مقابل ساہوکار نے دعوے کیا کہ مجھے سود در سود کے حساب سے دو لاکھ دس ہزار روپے کی ڈگری دلائی جائے چنانچہ لالہ برج لال سب جج کی عدالت سے اسے اس رقم کی ڈگری مل گئی۔ مقدمہ مختلف مراحل طے کرتا ہوا ہائیکورٹ میں پہنچا۔ یہاں بھی سب جج مذکور کا فیصلہ بحال رہا۔ فاضل ججوں نے فرمایا کہ موجودہ قانون کی رو سے اس فیصلہ کو بحال رکھنے کے سوا چارہ نہیں۔ گل محمد کے وارث دو لاکھ دس ہزار روپے کی خطیر رقم یقیناً ادا نہیں کر سکتے جس کا مطلب یہ ہے کہ پانچ سو روپے کی معمولی رقم کے عوض ساہوکار نے دو ہزار ساڑھے سات سو کنال زمین کی آمدنی پچاس سال سے زائد عرصہ تک کھائی اب اس پر اس کا قبضہ بھی ہو گیا۔ گویا نصف صدی سے زائد عرصہ کی آمدنی کھانے کے بعد تقریباً تین آنہ فی کنال کے عوض اسے ایک وسیع و زرخیز زمین مل گئی۔

موجودہ قانون کی خامی اور کمزوری کا یہ کس قدر دردناک اور ناقابل برداشت منظر ہے اور اس قسم کی عبرت انگیز مثالیں کس زور سے موجودہ قانون میں تبدیلی کا مطالبہ کر رہی ہیں مگر ہمارے ہندو بھائی ہیں کہ ان مظالم کو دیکھتے ہوئے بھی موجودہ ظالمانہ قانون اور اقتصادیات سوز ساہوکارانہ نظام کی تائید میں سرگرم ہیں۔ محض اس لئے اس میں چند ہندو ساہوکاروں کا فائدہ ہے۔

ایک قابل تعریف اصول

جناب خلیفہ قادیان اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ نومبر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

”ہم تو ایک مذہبی جماعت ہیں ہمارا ہمیشہ یہ طریق رہا ہے کہ ہم کھلے دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیتے ہیں ..... اگر ہماری کسی بات میں غلطی یا غلط فہمی ثابت ہو تو ہم اس کے متعلق ہر وقت سزا لینے کے لئے بھی تیار ہیں اور معافی مانگنے کیلئے بھی“

یہ الفاظ جناب خلیفہ صاحب نے حکومت کو مخاطب کر کے کہے ہیں اپنی غلطی کو تسلیم کر لینا ایک قابل تعریف اصول اور شریفانہ فعل ہے۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض اہم ترین امور میں جناب خلیفہ صاحب موصوف اور ان کی جماعت نے اس شریفانہ اور زریں اصول کی پابندی نہیں کی مسئلہ تکفیر المسلمین اور اجرائے نبوت ان کی صریح اور کھلی ہوئی غلطیاں ہیں ان کا طرز عمل صاف بتلا رہا ہے کہ کم از کم مسئلہ تکفیر المسلمین میں انہوں نے اپنی غلطی واضح طور پر محسوس کر لی ہے لیکن اس کے باوجود اپنی بات کی پچ میں وہ اس کا اعتراف نہیں کرتے حالانکہ دیکھ رہے ہیں کہ تکفیر المسلمین سے مسلمانوں کے اتحاد اور احمدیت کی ترقی کو غیر معمولی نقصان پہنچ رہا ہے۔ کاش! جناب خلیفہ قادیان نے حکومت کے مقابلے پر جس وسعت قلبی کا ثبوت دیا۔ اور جس طرح اپنی بات کی پچ اور ضد پر قائم رہنے سے اجتناب فرمایا ہے یہی رویہ وہ ہمارے ساتھ اختیار فرمائیں۔

”زمیندار“ کے پریس کی ضبطی

۵ ستمبر ۱۹۳۳ء میں منشی ظفر علی صاحب کے اخبار ”زمیندار“ میں ”پھر وہی بیول کا گدھا“ کے عنوان سے ایک نہایت قابل اعتراض، اخلاق سوز اور دل آزار مضمون شائع ہوا تھا جس میں حضرت نبی کریمؐ کے اسم مبارک کی بھی ناقابل برداشت توہین کی گئی تھی۔ حکومت نے ”زمیندار“ اور اس کے پریس سے چار ہزار روپے کی ضمانت طلب کر لی۔ منشی ظفر علی صاحب نے ایک عادی مجرم کی طرح یہ حرکت کی کہ ضمانت کی خبر کے ساتھ اس ذلیل مضمون کو دوبارہ شائع کر دیا اس پر حکومت نے مجبور ہو کر زمیندار کے مطبع منصور پریس کو ضبط کر لیا ہے۔ منشی ظفر علی صاحب نے مشہور کر رکھا ہے کہ پریس کی قیمت تیس ہزار روپے کے قریب تھی حالانکہ واقف کار لوگ اس بیان کو بالکل غلط اور بے حد مبالغہ آمیز بتلاتے ہیں

جب ایک عادی مجرم یا خوفناک ڈاکو کو بھی سزا ملتی ہے تو اس کی بدنصیبی اور دین و دنیا کی بربادی پر قدرتی طور پر دلوں میں ایک خاص قسم کی ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے اس قسم کی ہمدردی ہمیں منشی ظفر علی صاحب سے بھی ہے باقی حکومت کا فعل ہر لحاظ سے صحیح اور مناسب ہے اگر وہ ایسا نہ کرتی تو یقیناً اپنے فرائض کی ادائیگی سے قاصر رہتی یہ دیکھ کر اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ منشی ظفر علی صاحب نے اپنی پرانی عادت کے مطابق اس ضبطی کو بھی فراہمی زر کا ذریعہ بنانا چاہا ہے۔ اور وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے شاہانہ اخراجات کے لئے کافی رقم غریب اور فاقہ

احباب دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ کا

ایک ضروری اعلان

کامل تحقیقات کے بعد ہم دستخط کنندگان ذیل اس بات کا اعلان کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارا ایمان عین مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد کے مطابق حسب ذیل ہے:۔

(۱) سورہ صف میں جو احمد رسول کی پیشگوئی ہے اس کے مصداق اصلی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس پیشگوئی کا اطلاق ظلی طور پر مسیح موعود پر ممکن ہے۔ چنانچہ آپ کا اقرار موجود ہے کہ الہامات میں جو احمد کرکے اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر کیا ہے وہ محض ظلی طور پر اس عاجز کا نام ہے چونکہ جناب میاں محمود احمد صاحب ظلی طور پر نہیں بلکہ اصالتاً اس کو مسیح موعود پر چسپاں کرتے ہیں ہمارا ان سے اختلاف ہے۔

(۲) ہم بموجب اقرار حضرت مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا انہیں معنوں میں تسلیم کرتے ہیں جس طرح حضرت عیسے کو آپ بنی اسرائیل کے سلسلہ انبیاء کا خاتم الانبیاء یقین کرتے تھے۔ یعنی کل دنیا کے نبیوں کے سلسلوں کو منقطع کرنے والے اور کیونکہ آپ کا دعوے کثرت مکالمہ مخاطبہ کا تھا جو درجہ میں اصل نبوت سے نیچے ہے۔ لہذا نبوت جاری نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مقدس پر منقطع ہو گئی

(۳) ہم ان تمام اہل اسلام کو جو حضرت مسیح موعود کو کافر۔ دجال اور بے ایمان نہیں کہتے ہیں۔ دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتے اور ان کا جنازہ اپنے امام کی اقتدا میں جائز سمجھتے ہیں اور علیٰ ہذا رشتہ ناطہ بھی انکے ساتھ جائز

(۴) وحی نبوت اصل کے حامل جبرائیل علیہ السلام ہیں اس کا نام حضرت مسیح موعود کتاب اللہ رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر انبیاء جو صحف اولیٰ و قرآن شریف میں مذکور ہیں وہ سب ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں اور کتب یا صحف کے نام سے موسوم تھیں۔ ان میں کوئی بھی امتی نہیں تھا اور ان کا ان ہدایتوں کی تبلیغ حرف بحرف کرنا فرض تھا۔ برعکس اس کے حضرت مسیح موعود پر لازم نہ تھا کہ اپنے الہامات کی اشاعت کریں اس لئے ان کی حیثیت شریعت اسلام میں صرف محدثیت تک محدود ہو سکتی ہے اور لغت کی رو سے "لغوی نبی" کہلائے جا سکتے ہیں۔

(۵) ایسے عقائد اور دلائل کو جو حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں میں مسیح نبوت کے اجرا میں پیش کرنا اور ماننا موجب خسران سمجھتے ہیں اور ایسے ہی ان قرآنی آیات کو جنکو آپ نے حضرت نبی کریم صلعم پر صریح طور پر چسپاں کیا ہے کسی دوسرے کی طرف پھیرنا مسیح موعود کی توہین تصور کرتے ہیں

(نوٹ) کیونکہ جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مذکورہ عقائد کے خلاف ہیں اس لئے ہم ان کو غلطی پر سمجھتے ہیں

المعلن

(۱) شیخ فرمان علی صاحب بی۔ اے انجنیر۔ دھرم کوٹ بگہ۔
(۲) شیخ محمد ابراہیم از دھرم کوٹ بگہ۔
(۳) غلام نبی قاضی امام جماعت احمدیہ دھرم کوٹ بگہ
(۴) شیخ محسن دین
(۵) قاضی رحمت علی
(۶) شیخ حسن دین
(۷) شیخ غلام رسول
(۸) شیخ اشتیاق علی
(۹) شیخ فضل حق دوکاندار
(۱۰) شیخ فضل حق کلاتھ مرچنٹ
(۱۱) شیخ فضل حق تانگے والا
(۱۲) شیخ غضنفر علی

دھرم کوٹ بگہ میں قادیانیوں سے مناظرہ

(از مولوی اختر حسین صاحب احمدی مولوی فاضل مبلغ)

دھرم کوٹ (علاقہ بٹالہ) کے احباب کی خواہش کے مطابق خاکسار کو انجمن نے یہاں پہنچنے کا حکم دیا۔ یہاں پہنچنے پر قادیانیوں میں ایک اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ ان کے امام مسجد صاحب نے انہیں کھلی بائیکاٹ کا حکم دیدیا کہ لاہوری جماعت کے لوگوں کی باتیں مت سنو۔ لیکن باوجود اس کے حق پسند طبائع آکر تحقیق کے رنگ میں گفتگو کرتی رہیں قادیانیوں کو بار بار کہا گیا کہ آؤ متنازعہ فیہ مسائل پر گفتگو کرلو۔ مگر ان میں سے کسی کو جرأت نہ ہو سکی۔ بالآخر بعض لوگوں کے مجبور کرنے پر مولوی نواب الدین صاحب قادیانی امام مسجد مناظرہ کے لئے تیار ہو گئے۔ ۸ر نومبر کو ۱۱ بجے مناظرہ شروع ہوا جس میں قادیانی اور لاہوری جماعتوں کے علاوہ غیر از جماعت حضرات بھی موجود تھے۔ میں نے اپنی تقریر میں خاتم النبیین کے معنے از روئے لغت عرب۔ کتب حدیث و کتب تفاسیر اور تحریرات حضرت مسیح موعود پیش کئے۔ کہ سب اس امر پر متفق ہیں۔ کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اور بعد ازاں بتایا کہ نبوت کی شرائط حضرت مسیح موعود میں ہرگز نہیں پائی جاتیں آپ نے مجازاً نبی کا نام پایا۔ جس کے معنے خود محدث کے فرما دیئے۔ مولوی نواب الدین صاحب نے اپنے وقت میں بجائے ان امور کی طرف توجہ کرنے کے۔ حضرت اقدس کی کتب سے "نبی" کے الفاظ کو بار بار پڑھنا شروع کر دیا۔ اور کہا حضرت اقدس کو خدا نے نبی کہا ہے ہم کیوں نہ نبی کہیں۔ نیز کہاں خدا نے کہا ہے کہ تم نبی نہیں۔ میں نے انہیں پھر سمجھایا۔ کہ لفظ نبی کا ہم انکار نہیں کرتے بلکہ اس کو حسب منشا حضرت مسیح موعود مجاز پر محمول کرکے محدث مراد لیتے ہیں آپ کو دکھانا چاہیئے کہ حضرت اقدس نے کہیں یہ لکھا ہو کہ مجازاً نبی محدث نہیں ہوتا۔ مگر یہ آپ کبھی نہیں دکھا سکتے۔ باقی یہ کہنا کہ کہاں خدا نے کہا ہے کہ تم نبی نہیں۔ اسی طرح میں کہتا ہوں حضرت مسیح موعود کو خدا نے "مریم" کہا۔ کہاں کہا ہے کہ تو مریم نہیں کیا اس سے فی الواقع عورت بن گئے تھے؟

اس پر مولوی صاحب نے یہ پہلو بدل کر مسئلہ کفر و اسلام کو لے لیا۔ وہاں بھی لاجواب ہو گئے۔ تو حضرت امیر ایدہ اللہ کی ذات مبارک پر ناپاک حملے کرنے لگے جن کو سنکر تمام حاضرین جلسہ نے صاف طور پر کہا کہ مولوی نواب الدین کے پاس کوئی جواب نہیں اس لئے وہ گالیوں پر اتر آئے ہیں غیر از جماعت حضرات نے بھی ان کو ڈانٹا۔ چنانچہ تین چار گھنٹہ تک تو یہ گفتگو جاری رہی مولوی صاحب کے علم کا یہ حال تھا۔ کہ ایک جگہ "النبی" لکھا ہوا تھا اور آپ "المبی" پڑھ رہے تھے میں نے کہا ٹھیک ٹھیک پڑھئے تو اصرار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ خود کتاب دیکھ لو "المبی" ہی تو لکھا ہے المبی نہ لکھا ہو تو جو مرضی ہے کہنا۔ آخر کار انکے اپنے آدمیوں نے انہیں سمجھایا تو کہیں مشکل سے ہوکر ٹھیک پڑھنے لگے۔

میرا دعویٰ تھا کہ ہر نبی صاحب کتاب ہوتا ہے جس کے لئے میں نے قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات پیش کیں ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم والی آیت پیش کرکے کہا کہ عیسے علیہ السلام نے بعض چیزوں کو جو بنی اسرائیل پر حرام کی تھیں حلال کیا۔ کہنے لگے کہ جو چیزیں بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کی تھیں ان کو مسیح نے حلال کیا۔ میں نے کہا۔ وہاں حرم علیکم کے الفاظ ہیں یعنی جو چیزیں تم پر حرام کی گئی تھیں حرام کس نے کی تھیں۔ بنی اسرائیل نے یا خدا نے۔ اس کا جواب خدا تعالےٰ نے سورہ انعام میں دیا ہے۔ کہ وعلی الذین ھادوا حرمنا علیہم کل ذی ظفر ...... ذالک جزینا ھم ببغیھم وانا لصادقون (۱۴۸) کہ خدا تعالیٰ نے ہی حرام کی تھیں۔

میں نے دریافت کیا کہ بتائیے کہاں لکھا ہے کہ وہ چیزیں حلال کیں جو بنی اسرائیل نے خود حرام کی تھیں مگر وہ نہ تو دکھا سکے اور نہ ہی اپنی ضد سے باز آئے۔ مولوی سرور شاہ صاحب کا ترجمہ قرآن لاکر دکھایا گیا تو وہاں بھی میرے ہی خیالات کی تائید ہوتی تھی انہوں نے اس کو بھی نہ مانا۔ لیکن لوگوں پر روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی رو سے نبی کے لئے کتاب اور احکام جدیدہ لانا ضروری ہے چونکہ حضرت

۴

۴۴

اقدس کوئی کتاب یا جدید حکم نہیں لائے اس لئے وہ نبی نہیں ہو سکتے مناظرہ کے اختتام پر ہی میرے سامنے غیر از جماعت اصحاب نے قادیانیوں کو کہا کہ دیکھو تم لوگ کس قدر ہٹ دھرمی کرتے ہو صاف صاف تحریرات پیش کی جاتی ہیں قادیان کے ترجمہ قرآن کو پیش کیا جاتا ہے پھر بھی نہیں مانتے۔ سب نے بالاتفاق کہا۔ قادیانی جماعت دھوکہ بازی سے کام لیتی ہے اور جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد درست اور حضرت مسیح موعود کے عین مطابق ہے۔ دوسرے دن رات کے وقت میری تقریر ہوئی جس میں قادیانیوں کو مقابل پر بلایا گیا ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازیخاں سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ ان کے مختصر قیام اور مخلصانہ کوششوں کی وجہ سے وہاں کی جماعت میں از سر نو زندگی و بیداری کے آثار پیدا ہو گئے۔ متعدد حضرات نے چندہ ماہوار دینا منظور کیا۔ مندرجہ ذیل حضرات نے پیغام صلح کی خریداری قبول فرمائی:۔

(۱) منشی مقبول محمد صاحب کلرک
(۲) خان غلام فرید خانصاحب مینیجر کورٹ آف وارڈس
(۳) خان محمد عبد اللہ خانصاحب ہیڈ سگنلر نہر۔ اللہ تعالےٰ مولوی صاحب موصوف کو جزائے خیر دے۔

—— یہ خبر احباب کی مسرت کا باعث ہوگی کہ جناب شیخ فضل رحمن صاحب ریٹائرڈ مجسٹریٹ گورداسپور کی صاحبزادی کی شادی ۱۱ر نومبر کو جناب ڈاکٹر غفور الحق خانصاحب سے بخیر و خوبی ہوئی۔ برات موضع فیض اللہ چک سے گورداسپور پہنچی۔ ہم اس مبارک تقریب پر شیخ صاحب اور منشی نور محمد خانصاحب و دیگر افراد خاندان کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو بابرکت کرے۔

—— چند روز ہوئے اللہ تعالیٰ نے جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول کو صاحبزادی عنایت فرمائی ہے مبارکباد۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادمہ دین بنائے۔

—— جناب شیخ محمد نصیب صاحب سپرنٹنڈنٹ کوٹ مرکھل کی اہلیہ محترمہ اور بعض بچے بیمار ہیں۔ جس کی وجہ سے شیخ صاحب موصوف بہت پریشان ہیں۔

—— چودھری سردار خانصاحب منیجر پیغام صلح کی والدہ محترمہ کئی روز سے علیل تھیں اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت کچھ افاقہ ہے

—— جماعت کے بعض دیگر افراد بھی بیمار اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان سب کیلئے خاص طور پر دعائے صحت کی جائے۔

—— نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ سید مسعود شاہ صاحب مدرس جموں جو عرصہ سے علیل تھے ۲ر نومبر ۱۹۳۴ء کو انتقال فرما گئے انا للہ۔ آپ جماعت کے بہت پرانے اور نہایت ہی پرجوش اور مخلص ممبر تھے۔

—— ہمارے محترم دوست جناب شیخ ریاض احمد صاحب قسمت رمبی سب جج بٹالہ کے خسر محترم کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔

—— جناب شیر افضل خان کانگو ڈھیر ضلع پشاور کی اہلیہ محترمہ ۱۱ و ۱۲ر نومبر کی درمیانی شب کو فوت ہو گئیں۔ انا للہ۔ مرحومہ نہایت نیک خاتون تھیں۔

—— پیغام صلح:۔ ان اموات پر ہمیں دلی رنج ہے۔ دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ مرنے والوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام احباب جنازہ غائب پڑھیں

قادیانی خلافت کی مطلق العنانی

جناب خلیفہ قادیان اپنے خطبہ جمعہ ۱۹ اکتوبر میں اپنے مریدوں کو قربانیوں کے لئے تیار رہنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

"غرض دو فرمانبرداریاں ہیں جن کا میں مطالبہ کرتا ہوں ان میں سے ایک تو ساری دنیا کو متحد کرنیوالی ہے اور دوسری وقتی اور حالات کے مطابق بدلتی رہنے والی ہے۔ پہلی فرمانبرداری میری ہے ..... میں صرف ہندوستان کے لوگوں کا ہی خلیفہ نہیں۔ میں خلیفہ ہوں ..... افغانستان کے لوگوں کے لئے عرب ..... ایران، چین، جاپان، یورپ، امریکہ، افریقہ سماٹرا جاوا اور خود انگلستان کے لئے غرضیکہ کل جہان کے لوگوں کے لئے خلیفہ ہوں اس بارے میں اہل انگلستان بھی میرے تابع ہیں دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جس پر میری مذہبی حکومت نہیں ... لیکن دوسرا حکم وقتی ہے اور حالات کے ماتحت بدلتا رہتا ہے آج یہاں انگریزوں کی حکومت ہے اور ہم اس کے وفادار ہیں لیکن کل یہ بدل گئی تو ہم اس نئی حکومت کے وفادار ہونگے اس کے بالمقابل خلافت نہیں بدل سکتی اس وقت میں خلیفہ ہوں اور میری موت سے پہلے کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے میری ہی اطاعت فرض ہے ہندوستانیوں پر بھی میری اطاعت ایسی ہی فرض ہے۔ جیسے اہل ایران یا اہل امریکہ یا دنیا کے کسی دوسرے ملک کے رہنے والوں پر لیکن ان کیلئے انگریزوں کی اطاعت فرض نہیں ..... لیکن میری اطاعت پر سب متفق ہیں، افغان، ایرانی، ترک، شامی، مصری وغیرہ اپنے اپنے ملک کی حکومتوں کے مطیع ہیں۔ مگر وہ مرکزی نقطہ جس پر سب متفق ہیں وہ میری اطاعت ہے اس میں جو تفرقہ کرتا ہے وہ فاسق ہے اور جماعت کا ممبر نہیں۔"

جناب خلیفہ صاحب کے مندرجہ بالا ارشاد کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ حکومتیں بدل سکتی ہیں سلطنتوں کے تخت الٹ سکتے ہیں بادشاہوں کے تاج چھن سکتے ہیں۔ لیکن میری خلافت جب تک کہ میں زندہ ہوں ہرگز ہرگز نہیں بدل سکتی کوئی دوسرا شخص میرے سوا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ خواہ ادھر کی دنیا ادھر آ جائے خواہ میں کچھ کروں سب پر میری اطاعت فرض ہے۔ یہ تو جناب خلیفہ صاحب اس سے قبل فرما چکے ہیں کہ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی تباہ ہو جائیگا اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی اعتراف کر چکے ہیں کہ میں مامور نہیں ہوں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کیا یہ مطلق العنانہ قادیانی خلافت احکام اسلام کے مطابق ہے؟ کیا قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے کہ جب چند شخص کسی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے خلیفہ کہدیں تو خدا کو بھی مجبوراً اس انتخاب پر مہر تصدیق ثبت کرنی پڑتی ہے اس کے بعد خلیفہ ہر طرح سے آزاد ہے اس کی معزولی ناممکن اور اس پر سچے اعتراض کرنا بھی تباہی کا موجب ہے یقیناً یقیناً یہ بات قرآن و حدیث کے خلاف ہے یہ نہایت ہی تاریک قسم کی پیرپرستی ہے اسلام کو اس سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

مبلغین کے دورے

مبلغین کے لئے مندرجہ ذیل علاقہ جات تقسیم ہوئے ہیں احباب مبلغ کے پہنچنے پر بقایا چندہ جات صاف کر دیں اور مزید چندہ کیلئے دوسرے احباب سے ملکر ان کی اعانت کریں (مرزا مسعود بیگ اسسٹنٹ سکرٹری)

مبلغ	علاقہ
غلام نبی صاحب	جہلم، گجرات، وزیرآباد، سیالکوٹ (؟) / چنیوٹ، لعل ورد
میر مدثر شاہ صاحب / صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب	پشاور، کوہاٹ، بنوں / ہزارہ
سید اختر حسین صاحب	راولپنڈی، مری
خواجہ غلام نبی صاحب مجور	جہلم، گجرات، وزیرآباد، سیالکوٹ / جموں
چودھری فضلداد صاحب	سرگودھا، جھنگ، لائل پور
میاں عبدالشکور صاحب	لاہور شہر، شیخوپورہ، قصور، منٹگمری / لاہور چھاؤنی، گوجرانوالہ
مولوی ظفر احمد صاحب	گورداسپور، دھرمسالہ، بٹالہ / امرتسر
قاضی شیر محمد صاحب	مظفرگڑھ، ملتان، ڈیرہ غازیخان
شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی	جالندھر، لدھیانہ، ہوشیارپور، کپورتھلہ / انبالہ، پٹیالہ، سامانہ، فیروزپور
مولوی عمرالدین صاحب / مولوی عبدالعزیز صاحب	دہلی، رہتک، کرنال / میرٹھ

احباب شملہ کا شکریہ

اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے چند مسلمان ممبروں کی خواہش پر مجھے خود کلکتہ سے شملہ جانا پڑا۔ تاکہ جمشید پور ٹاٹا نگر صوبہ بہار اڑیسہ میں جہاں تک نصف لاکھ سے زیادہ لوگ ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی میں کام کرتے ہیں وہاں کے مسلمانوں کی حالت زار کا نقشہ اسمبلی کونسل آف اسٹیٹ اور ہز ایکسیلنسی دی وائسرائے آف انڈیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ بہر حال ۱۷ جولائی کو شملہ پہنچا اور ۱۱ اکتوبر کو وہاں سے واپس ہوا۔ اس تمام عرصہ میں احمدیہ جماعت کے ہر ایک ممبر نے جس برادرانہ سلوک کا اظہار کیا اور جس ہمدردی سے پیش آئے خدا بہتر جانتا ہے کہ اس کو دیکھکر مجھے اسلامی تاریخ کے واقعات اور صحابہ کرامؓ کا زمانہ اور ان کا اخلاص یاد آ جاتا تھا۔ یہ صرف اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہونے کا ادنےٰ کرشمہ ہے جماعت کے تمام ممبر یہی چاہتے تھے کہ میں وہیں رہوں۔ اگرچہ مجھ ..... سے کبھی کبھی کمزوری کی وجہ سے کسی بات پر غصہ کا اظہار بھی ہو جاتا تھا۔ لیکن وہ اس طرح درگذر کر جاتے تھے۔ جس طرح کہ بزرگ چھوٹوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ میں خصوصاً جماعت کے صدر مخدوم محمد اشرف صاحب، سکرٹری محمد لطیف صاحب اور تبلیغی سیکرٹری محترم عبدالعزیز صاحب اور جناب شیخ الہ دین صاحب جو اپنے بچوں کی طرح اور ان کے صاحبزادہ شیخ اسلام الدین صاحب جو اپنے بھائیوں کی طرح سلوک کرتے رہے ان سب بزرگوں اور خصوصاً بیماری کے دنوں میں ڈاکٹر غلام مجتبےٰ صاحب اور عبدالعزیز صاحب نے جس قدر ہمدردی کی وہ میرے دل سے کبھی مٹنے والی نہیں اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے آمین۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ قادیانی حضرات میرا ایک دن بھی وہاں رہنا گوارا نہ کرتے تھے

والسلام　(خاکسار)

(حبیب الرحمٰن صادق احمدی بمبئی)

خبریں

— ریاست میسور کی عورتوں کی کانفرنس نے اخلاق سوز فلموں کے خلاف سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ فلم سنسر بورڈ میں عورتوں کو بھی ممبر بنایا جائے۔

— متعدد صوبوں میں اسمبلی کے انتخابات ختم ہو چکے ہیں بعض مقامات پر نتائج بھی نکل آئے ہیں۔ دہلی میں سر فضل حسین کی قدر افزائی اور وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے دیگر ممبروں کے علاوہ متعدد انگریز اور دیسی ..... سرکاری حکام نے بھی ووٹ دیئے۔ مسٹر آصف علی کی کامیابی کی توقع ہے مراد آباد میں سر یعقوب کا پلہ بھاری بیان کیا جاتا ہے۔

— کہا جاتا ہے کہ شاہ البانیہ کی ہمشیرہ کی شادی غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے ہونے والی ہے۔

— روم ۱۴ نومبر۔ مسولینی نے احکام نافذ کر دیئے ہیں کہ جو شخص اٹلی میں اشتراکیت کا پروپیگنڈہ کریگا۔ یا روس یا دیگر ممالک کے اشتراکیوں سے نامہ و پیام کرتا پکڑا جائیگا۔ اسے گولی سے اڑا دیا جائیگا۔ غیر ملکی اشخاص جن پر اس قسم کا شبہ ہوا ان کو ملک بدر کر دیا جائیگا۔

— پیرس میں یوم صلح (۱۱ نومبر) کی تقریب پر فساد ہو گیا۔ چند گرفتاریاں عمل میں آئیں۔

— انتخابات اسمبلی کے سلسلے میں یہ ایک دلچسپ خبر ہے کہ وائسرائے کا نام فہرست رائے دہندگان میں درج ہونے سے رہ گیا۔

— اس افواہ کی تردید ہو گئی ہے کہ شاہ افغانستان عنقریب ہندوستان آنے والے ہیں۔

— لندن ۱۳ نومبر۔ دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے نائب وزیر ہند نے کہا۔ کہ اگر بنگلور کا کوئی حصہ ریاست میسور کو واپس دیا گیا تو وہاں کے باشندوں کی رائے پر مناسب غور کیا جائیگا۔

— مہاراجہ پٹیالہ بیمار ہیں۔

— ۱۳ نومبر کو اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور کے دفتر کے قریب ایک خوفناک بم پایا گیا۔

— لندن ۱۴ نومبر۔ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کو انگلستان میں زیادہ سے زیادہ اشاعت دینے کے لئے برطانیہ میں اس کی قیمت صرف ۱۰ پنس رکھی گئی ہے۔

— گذشتہ دنوں سندھ میں دو ڈاکوؤں کو منظر عام پر پھانسی دی گئی تھی۔ اس پر شدید اعتراضات ہوئے ہیں وزیر ہند نے اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بمبئی گورنمنٹ نے یہ کارروائی لوگوں کے دلوں میں قانون کا وقار پیدا کرنے کے لئے کی ہے اور میں کوئی وجہ نہیں سمجھتا۔ کہ اس سے منظر عام پر پھانسی دینے کے اختیارات چھینے جائیں۔ ولایت کے بعض حلقوں میں وزیر ہند کی اس رائے پر بھی شدید نکتہ چینی ہو رہی ہے۔

— لندن ۱۴ نومبر۔ شاہزادہ جارج کی شادی کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں جو لوگ شادی کے مناظر خود نہ دیکھ سکینگے۔ ان کے لئے براڈکاسٹ سے کام لیا جائیگا جس کا بہترین انتظام کیا گیا۔

— شاہ ایران نے شاہ افغانستان کو ایک قیمتی تلوار بطور تحفہ بھیجی اور ایک دوستانہ مکتوب بھی ارسال کیا ہے۔

— پنجاب کونسل میں قرضہ بل کی دفعات پر بحث ہو رہی ہے ۱۲ نومبر کو زمیندارہ پارٹی نے گورنمنٹ کو تین مرتبہ شکست دی۔

— مدراس ۱۳ نومبر۔ کانگریس کے پارلیمنٹری بورڈ کے امیدوار سوامی وین کاٹاچلم چیٹی نے سر شن مکھم چیٹی کو انتخاب اسمبلی میں شکست دی۔

— کپورتھلہ ۱۳ نومبر۔ مہاراجہ بہادر کل اپنے عملے کے ساتھ یہاں پہنچے۔ آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔

— برلن ۱۲ نومبر۔ ہر ہٹلر نے ایک تقریب پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ آج ہم جرمنی کی حدود میں ہر قسم کے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں لیکن بہت جلد اس کا قلع قمع کر کے رہینگے۔

(بقیہ صفحہ ٢)

لیکن جب عورت کا کوئی قصور نہ ہو اور مرد سراسر ظلم کر رہا ہو۔ اور اس کے ہاتھوں سے تنگ آ کر عورت عدالت میں خلع کی درخواست دے تو ایسی صورت میں اگر عدالت اس کو مہر کی واپسی کا حکم دے تو فرمائیے کہ یہ دوہرا ظلم ہے یا نہیں۔ خدا نے یہ نہیں فرمایا۔ بلکہ مہر کی واپسی صرف اسی صورت میں جائز رکھی۔ جس صورت میں کہ عورت کا بھی قصور ہو۔ ورنہ مہر کو واپس لینا گناہ ہے اور خدا کی حدود کو توڑنا ہے جو ظلم عظیم ہے۔ آنحضرت صلعم نے بھی جس مقدمہ میں مہر کی واپسی کا حکم دیا۔ اس میں شوہر کا مطلق کوئی قصور نہ تھا۔ اور ساری خطا عورت کی تھی۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:- عن ابن عباسؓ ان امرأۃ ثابت بن قیس اتت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ثابت بن قیس ما اعیب علیہ فی خلق ولا دین ولکنی اکرہ الکفر فی الاسلام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتردین علیہ حدیقتہا فقالت نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل الحدیقۃ وطلقہا تطلیقۃً (رواہ البخاری) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی عورت آنحضرت صلعم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ثابت بن قیس کے اخلاق اور دین پر مجھے کوئی شکایت نہیں لیکن میں کفر کو اسلام میں مکروہ جانتی ہوں۔ یعنی مسلمان کہلا کر پھر شوہر کی ناشکری اور نفرت ایک کفر ہے جو اسلام کے اندر نہایت مکروہ چیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو اسے اس کا باغ پھیر دیگی جو اس کے شوہر نے مہر میں اسے دیا تھا وہ بولی۔ ہاں۔ آنحضرت صلعم نے ثابت کو فرمایا۔ کہ تو اپنا باغ لے لے اور اس کو ایک طلاق دیدے

ایک اور روایت

ایک اور روایت میں ہے کہ اس عورت کو ثابت کی شکل پسند نہ تھی ثابت کی شرافت اور نیک سلوک سے اسے کوئی شکایت نہ تھی۔ پس اندریں حالات ثابت کو مہر میں دیا ہوا باغ واپس دلا دینا عین قرآن کے مطابق اور نہایت درجہ کا انصاف تھا۔ کیونکہ حقوق زوجیت میں کوتاہی اگر تھی تو عورت کی طرف سے تھی۔ مرد کی طرف سے حدود اللہ کی ادائیگی میں کوئی قصور نہ تھا۔ پس قرآن اور حدیث سے جب یہ امر صاف طور پر ثابت ہے کہ خلع عورت کا حق ہے اور اس میں مہر کی واپسی قطعاً جائز نہیں۔ سوائے اس صورت کے کہ قصور عورت کا بھی ہو

ملانوں کی فتنہ انگیزی کا سدِ باب کرو

تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستان میں مسلمان معلقہ اور مظلوم عورتوں کے ارتداد کے سلسلہ کو بند کرنے کے لئے خلع کو گورنمنٹ کے قانون کے ماتحت لا کر عورت کی مخلصی کی اس جائز راہ کو نہ کھول دیں۔ اور چاہئیے کہ غیر از جماعت مسلمان معلقہ عورتوں کے ارتداد کو قانوناً بند کروانے سے قبل ذرا اپنے علماء سے بھی فتویٰ لے لیں کہ مرتدہ موتیٰ اور مقتول کے حکم میں تو نہیں تا کہ لگے ہاتھ اسلام کے روشن چہرہ پر سے مرتد کے قتل کا سیاہ دھبہ جو علماء نے ناحق لگا رکھا ہے مٹ جائے ورنہ یاد رکھو کہ جان عذاب میں آجائیگی ایک طرف مرتدہ کا نکاح عدالت قائم رکھیگی اور مولوی اس تعلق کو حرامکاری بنا دینگے تو یہ بنیگا کیا؟ ایک مصیبت نئی پڑ جائیگی مثل ہے یک نہ شد دو شد۔ ان مولویوں کے ہاتھوں جو مصیبت بھی اسلام اور مسلمانوں پر آجائے کم ہے مردہ بہشت میں جائے یا دوزخ میں انہیں تو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے۔

وہابی بے راہ روی

(از جناب خالصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

یہ مسلمہ امر ہے کہ ہر کلام میں محکم اور متشابہات ہوا کرتے ہیں خود قرآن کریم نے اس امر کو تسلیم کیا ہوا ہے لیکن وہابی صاحبان کی بے راہ روی کے سامنے یہ سب حقیقتیں ہیچ ہیں۔ قرآن و حدیث میں محکم اور متشابہات کا اصول تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہ متشابہات کسی اولیاء اللہ کے الہام میں آجائیں تو بس یہ دوکانداری بن جاتی ہے۔ ایسی ہی متشابہ باتوں کو قرآن کریم میں دیکھکر کفار حضرت نبی کریمؐ کو (نعوذ باللہ) دوکاندار خیال کرتے تھے۔ مثلاً ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم۔ اور وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمٰے بقول اہلحدیث ٢ر نومبر ١٩٣٢ء امت محمدیہ میں جتنے بھی مسلمہ اولیاء راشد ہو گزرے ہیں جنہوں نے اپنی تعریف کی وہ سب دوکاندار ہی تھے مثلاً یہ کہنے والا "میرا نشان محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان سے اونچا ہے۔ وسبحانی ما اعظم شانی" پھر یہ کہنے والا "انا الواحد الفرد والکبیر وحدہٗ"، پھر یہ کہنے والا "تعلیم اسماء مرآدم را من بودم و آنچہ بر نوح طوفان باشد و سبب نصرت او شد و من بودم و آنچہ بر ابراہیم گلزار گشت من بودم توریت موسےٰ، من بودم احیائے عیسےٰ من بودم قرآن مصطفےٰ من بودم والحمد للہ رب العٰلمین" یہ سب بزرگان امت محمدیہ حضرت سید عبد القادر جیلانی بایزید بسطامی، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وہابیان کرامؒ کے نزدیک دوا فروشی کے اشتہاروں کی طرح سچائی سے فیصدی اپنی تعریف سے مخصوص تھے، وہابی صاحبان تیرہ سو سال کے حین کسی ولی اللہ (یا بقول مولوی ثناء اللہ صاحب دوا فروش دوکاندار) کو مانتے ہیں اسی کا نام دے دیں۔ ہم اسی کی تحریر سے دوا فروشی والی اپنی تعریف دکھا دینگے دعویٰ عبودیت و غلامی ہو گی میں حضرت مسیح موعود بھی ان کے ساتھ شامل ہیں لیکن ایسی دوا فروشی اور دوکانداری میں ہیں وہ بھی حضرت مسیح موعود کے شریک حال ہیں۔

١٠ر نومبر کے اہلحدیث میں ایک اور بیہودہ کاشیل قلعہ میاں سنگھو سکر بولا ہے کہ ایسی کوئی حدیث ہی نہیں کہ اس امت کے علماء یہودی صفت ہو جائیں گے۔ سنئے میاں صاحب حضرت نبی کریمؐ کے الفاظ مبارک:-
تکون فی امتی فزعۃ فیصیر الناس الیٰ علماءھم فاذا ھم قردۃ وخنازیر (کنز العمال جلد ٧ صفحہ ١٩٠ حدیث ٢٠١٣) آپ کو علم ہونا چاہئیے کہ تو اتر و خنازیر کس قوم کے لئے آیا ہے۔

دوسری حدیث بھی لیجئے:-
لیاتین علیٰ امتی ما اتیٰ علیٰ بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتیٰ ان کان منھم من اتیٰ امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذالک الخ (رواہ البیہقی عن ابن عمر)

تیسری حدیث لیجئے:-
عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر وذراعاً بذراع حتیٰ لو سلکوا جحر ضب لسلکتموہ قلنا یا رسول اللہ الیہود والنصاریٰ قال فمن (رواہ البخاری) علامہ عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں وھذا کنایۃ عن شدۃ الموافقۃ لھم فی المخالفات والمعاصی لا فی الکفر

حضرت مسیح موعود آپ کے علماء سے اس لئے خفا نہیں کہ انہوں نے آپکو اندھا دھند کیوں نہ مان لیا۔ بلکہ اس لئے خفا ہیں کہ آپ کے علماء نے آپ کے مقابلہ میں قرآن و حدیث کو بھی پس پشت ڈال رکھا ہے اور تقوےٰ اور طہارت کو خیر باد کہکر دشنام طرازی اختیار کر رکھی ہے آپکے فتاوےٰ کفر نے اسلام کی وحدت کو پاش پاش کر دیا ہے۔

میاں معترض کی عقل کی داد دینی چاہیئے کہ تفسیر قرآن کو تحریف قرآن قرار دے رہے ہیں کیا انہیں یاد نہیں کہ ایسی ہی تحریف پر غزنویوں کی طرف سے ان کے گرو ثناء اللہ صاحب پر فتویٰ لگ چکا ہے۔ مہربان من تفسیر کے اختلافات کو تحریف نہیں کہا جاتا ورنہ قریباً سب کے سب مفسر محرف قرآن کہلائیں گے۔ بہت سے مفسروں نے جو مطلب بائبل تفسیروں میں بھر رکھا ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ تحریف قرآن کے قائل تو آپ لوگ ہیں۔ جو قرآن میں ناسخ منسوخ کے قائل ہیں۔ ساتھ ہی مانتے ہیں کہ بعض آیات قرآن میں نہیں لیکن ان کا حکم باقی ہے۔

علماء کی اس سے زیادہ مماثلت یہود کیا ہو سکتی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے چیلے چانٹوں کو بار بار چیلنج دیا جاتا ہے کہ اشتہار آخری فیصلہ معہ اپنے جواب و اسسٹنٹ ایڈیٹر کے نوٹوں کے بلا کسی کمی بیشی کے چھاپ دیں نصف خرچ ہم دینگے نصف وہ دیں پھر میاں سنگھو میاں جی کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس شخص کی اخلاقی موت ہو گئی ہے کیا میاں جی خود اس اشتہار کو چھاپنے کے لئے تیار ہیں نصف خرچ ہم سے لیں فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکٰفرین۔

ایک نہایت ضروری جلسہ

ممتاز بنک لمیٹڈ کے حصہ داران کے فائدے کو مدنظر رکھ کر ٢٤ر نومبر ١٩٣٢ء کو شام کے پانچ بجے مسلم ہائی سکول لاہور میں منعقد ہو گا۔ ممتاز بنک کے حصہ داران کے لئے یہ آخری موقع ہے کہ وہ بیدار ہو کر پوری دلچسپی لیں اور اس موقع پر اکٹھے ہو کر اپنی رائے کا اظہار کریں۔ جج صاحب کو بھی یہ شکایت ہے کہ حصہ داران نے اس معاملہ میں کوئی دلچسپی نہیں لی اور اس لئے اب ان کو تمام رقم کل ٧٦٠٠٠ روپے ادا کرنے ہونگے۔ ٢٦ ۳۲ کو حصہ داران کی ایک میٹنگ تھی۔ جس کی کارگذاری ملک لال خانصاحب نے عدالت میں پیش کرنے کے لئے اپنے ذمہ لی تھی لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور اسی وجہ سے ٣٢/١ ٢٢ کو جج صاحب نے تمام حصہ داروں کے برخلاف ڈگری کر دی ٣٢/٣ ہو والی حصہ داروں کی میٹنگ کی کارروائی کی نقل محمد نصیر ہمایوں بی اے نے ٣٢/٣ ٢٢ کو عدالت میں پیش کر دی تھی اور اصل بھی دسمبر میں پیش کر دی گئی لیکن جج صاحب نے اسے زائد المیعاد سمجھ کر رد کر دیا اب ایک دفعہ پھر حصہ داروں کی خدمت میں التماس ہے کہ ٣٢/١١ ٢٤ کو مسلم ہائی سکول لاہور میں حاضر ہوں اور اس سے پیشتر وہ مقدمہ کے لئے رقوم بھیجدیں۔ ایک حصہ کا مالک ١ – پانچ حصے کا مالک ٢ – دس حصص کا مالک ٥ – اور اس سے زیادہ کا مالک ١٠ – تاکہ شیخ محمد دین جان ایڈووکیٹ کے ساتھ ایک اور قابل وکیل کے ذریعے مقدمہ کی پیروی کی جائے۔ ہم ایسے حضرات کا نام معلوم کرنا چاہتے ہیں جو ٣٢/١٠ ٢٣ کے جلسہ میں شریک تھے اور ایسے حضرات کے نام بھی جنہوں نے مقدمہ میں دلچسپی لی ہے اور انفرادی طور پر یا کسی سے مل کر الگ مقدمہ کیا ہے یا کرنا چاہتے ہیں اگر حصہ داران ایسے درست وکیلوں سے مفید مشورے حاصل کر کے ہمیں مطلع فرمائیں تو ہم بے حد ممنون ہونگے جو حضرات خود نہ آسکیں۔ وہ مارکا ٹکٹ لگا کر یا کسی بھیجدیں اور مقدمے کے اخراجات کے لئے روپیہ براہ راست سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور کو بھیجا جائے۔ حصہ داران کے فائدے کی غرض سے ان حضرات کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔

ملک لال خاں اور محمد نصیر ہمایوں بی اے (سیکرٹری) مولوی احمد علی پسر مولانا عبد القادر قصوری اور محمد نصیر ہمایوں

تارکا پتہ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجدد کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۲ رشعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۷۲

سائیں اللہ رکھا مجذوب کی

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق شہادت

تقریباً ۲ یا ۲۵ روز کا واقعہ ہے کہ چودھری عزیز اللہ صاحب وکیل، حاجی عنایت اللہ صاحب جنرل مرچنٹ کی دوکان پر بیٹھ کر شیخ محمد شفیع صاحب کے ساتھ تبادلہ خیالات کر رہے تھے۔ خاکسار بھی وہاں موجود تھا اور دو تین آدمی بھی بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں شیخ محمد شفیع صاحب اپنی دوکان پر حوالہ لینے کی غرض سے واپس چلے گئے اور ہم آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ اتنے میں سائیں اللہ رکھا صاحب کا ادھر سے گذر ہوا یہ بزرگ قرآن شریف کے بوسیدہ ورق وغیرہ جمع کرتے رہتے ہیں ہمارے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور پوچھنے لگے سائیں صاحب۔ کیا گفتگو کر رہے ہو۔ اس پر ایک شخص نے کہا "مرزا کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے"۔ سائیں صاحب "کونسا مرزا"۔ خاکسار نے جواب دیا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بابت"۔ سائیں صاحب "اچھا مجھے سمجھ آگئی سنو۔ اسکا نام ہے غلام احمد یعنی احمد کا غلام۔ پس وہ تو احمد کا غلام ہے۔ اب اگر وہ کہے کہ میں احمد بن گیا ہوں تو وہ سچ کہتا ہے کیونکہ وہ احمد کے عشق میں رنگین ہے۔ پھر کہنے لگے "کلمہ تو ہر شخص پڑھتا ہے اگر وہ کلمہ کے رنگ میں رنگین نہ ہو تو اس کا کلمہ پڑھنا ہی بے معنی ہے۔ پھر کہنے لگے "اگر جس کا آدمی عشق کرے اگر وہ اسی کے رنگ میں رنگین نہ ہو جائے تو اس آدمی کا عشق حقیقی نہیں"۔ پھر کہنے لگے کہ "مرزا صاحب کا عشق حقیقی تھا اور وہ ایک بڑا ولی تھا اسکے ساتھ دشمنی کرنی اچھی نہیں"۔ اس کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے۔ مندرجہ ذیل حضرات ان باتوں کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کی قلمی شہادت میرے پاس محفوظ ہے۔

(۱) حاجی عنایت اللہ جنرل مرچنٹ وزیرآباد (دستخط بحروف اردو)
(۲) شیخ عنایت اللہ آئرن ومپپ مرچنٹ وزیرآباد (دستخط بحروف اردو)
(۳) چودھری عزیز اللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی پلیڈر وزیرآباد (دستخط بحروف انگریزی) فقط

ایس عبید اللہ
سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن
وزیرآباد
۱۵ نومبر ۱۹۳۴ء

اعلان حق

جماعت قادیان سے قطع تعلق

جناب مولوی عبد الغفور صاحب قادیانی کے پاس کچھ عرصہ رہنے سے اور ان کے عقائد کی جانچ پڑتال کرنے سے خاکسار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ قادیانی جماعت نے جو یہ عقائد دھر رکھے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم کے بعد نبوت جاری ہے۔ اور جس شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نہیں کی وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے چاہے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام تک بھی نہ سنا ہو۔

یہ مندرجہ بالا عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت کے عقائد اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعووں میں زمین آسمان کا فرق ہے اور دوسرا امر یہ کہ میں خداوند تعالے کو حاضر و ناظر جان کر (جس کی جھوٹی قسم کھانا لعینوں کا کام ہے) یہ اعلان بھی کرتا ہوں۔ کہ مجھے بذریعہ خواب بعد از استخارہ بتایا گیا ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حق پر ہے اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے مطابق چل رہی ہے۔

لہذا آج مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۴ء کو میں قادیانی جماعت کے عقائد باطلہ سے بیزار ہو کر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی جماعت میں شامل ہوتا ہوں۔ التماس ہے کہ آج سے مجھے کوئی شخص قادیانی نہ سمجھے۔

والسلام

المشتہر

(دستخط) خاکسار:- قاسم خاں خانساماں ڈاک بنگلہ چبہ
سیکرٹری تبلیغ جماعت قادیان
مورخہ ۵/۱۱/۳۴

مبلغین کے دورے

مبلغین کیلئے مندرجہ ذیل حلقہ جات تقسیم ہوئے ہیں احباب مبلغ کے پہنچنے پر بقایا چندہ جات صاف کر دیں اور مزید چندہ کے لئے دوسرے احباب سے مل کر اعانت کریں۔

(مرزا مسعود بیگ اسسٹنٹ سکرٹری)

مبلغ	حلقہ
غلام نبی صاحب	چبہ، بھدرواہ
میر مدثر شاہ صاحب	پشاور، کوہاٹ، بنوں
صاحبزادہ سیف الرحمان صاحب	ہزارہ
سید اختر حسین صاحب	راولپنڈی، مری
خواجہ غلام نبی صاحب مجور	جہلم، گجرات، وزیرآباد، سیالکوٹ، جموں
چودھری فضل داد صاحب	سرگودھا، جھنگ، لائلپور
میاں عبد الشکور صاحب	لاہور شہر، شیخوپورہ، قصور، منٹگمری، لاہور چھاؤنی، گوجرانوالہ
مولوی ظفر احمد صاحب	گورداسپور، دھرمسالہ، بٹالہ، امرتسر
قاضی شیر محمد صاحب	مظفرگڑھ، ملتان، ڈیرہ غازیخاں
شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی	جالندھر، لدھیانہ، ہوشیارپور، کپورتھلہ، انبالہ، پٹیالہ، سامانہ، فیروزپور
مولوی عمر الدین صاحب، مولوی عبد العزیز صاحب	دہلی، رہتک، کرنال، میرٹھ

رہنمایان ملت و مدیران جرائد اسلامیہ کی خدمت میں

ایک دردمند دل کی درخواست

(از قلم عزیز ضیاء الحسن صاحب متعلم جماعت نہم خلف الصدق جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات)

ملت اسلامیہ کی زبوں حالی

گذشتہ چالیس سالوں میں ہند میں ملت اسلامیہ پر بڑی بڑی مصائب آئی ہیں۔ اندرونی فتنوں کے علاوہ بیرونی حملے بھی اس قدر ہوئے ہیں کہ یہ قوم کی سخت جانی ہے کہ اب تک زندگی کے سانس لے رہی ہے جنگ عظیم کے شعلے دنیا میں بلند ہوئے۔ سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو ہوا ان کی وسیع سلطنتیں چھوٹے چھوٹے علاقوں تک محدود ہو گئیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت ابتر ہوتی چلی گئی۔ پنجاب میں مقابلتاً مسلمانوں کی حالت اچھی تھی۔ مگر یہاں سرکاری خراج اور ساہوکارہ بیاج نے ان کی کمریں توڑ دیں۔ مسلمان بحیثیت قوم قلاش اور مفلس ہو گئے۔ تعلیم کا شوق تو بڑھا لیکن وسائل کم ہو گئے۔ اندرونی مفاسد میں ترقی ہوئی۔ اس وقت مولانا ابوالکلام آزاد سے لیکر گاؤں کے ایک ادنٰے ملاں تک مسلمان افراد باہمی افتراق اور انشقاق کی تصویریں ہیں۔

قوم کا افلاس و انتشار

ہمارے رہنماؤں کی یہ حالت ہے کہ کوئی ہندو کی غلامی پر فخر کرتا ہے کوئی انگریز کا گشتہ ناز ہو رہا ہے۔ کسی کی نگاہ آز کانگریس کے خزانوں کو تاک رہی ہے کوئی سرکاری خطابات کا حریص ہے۔ مسلم جرائد کی حالت یہ ہے کہ وہ عوام میں بدمذاقی پیدا کر رہے ہیں سوائے چند ایک سنجیدہ اخباروں کے جو ناقدردانی کے ہاتھوں نالاں ہیں۔ باقی صحائف کی سوقیانہ تحریر اسلام کے وقار کو صدمہ پہنچا رہی ہے اور اغیار کے لئے سامان تضحیک و تمسخر مہیا کر رہی ہے۔ سیاسیات میں شاید یہ کہنا بجا نہ ہوگا۔ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا کوئی سیاسی پروگرام نہیں ملازمت کے لئے واقعی جد وجہد ہے اور اس میں جو بے انصافیاں اور حق تلفیاں ہو رہی ہیں اس کی روک وتھام کے لئے قدرے مقابلہ کیا جا رہا ہے کونسلوں میں بھی کچھ نشستیں مخصوص کرائی گئی ہیں۔ مگر یہ حقیقی سیاست نہیں۔ قوم اسی طرح ذلت و نکبت میں پڑی ہوئی ہے افلاس اسی طرح اپنی تباہ کاریوں میں مصروف ہے بعض ایسے اضلاع موجود ہیں جہاں مسلمانوں کی مقروضیت کی یہ حالت ہے کہ وہاں ان کی عزت اور غیرت ہندوؤں کے پاس رہن ہے۔ یہ ایک ایسی تلخ داستان ہے جس کو پبلک میں لا کر اپنی اخلاقی پستی اور بے حمیتی کو الم نشرح نہیں کیا جا سکتا۔

کیرکٹر کی بربادی اور خانہ جنگی

اصل چیز ہے قوم کا کیرکٹر۔ اس کی طرف کسی کو توجہ نہیں۔ جوش کے ماتحت انجمنیں بنتی ہیں اور چند دنوں کے بعد برباد ہو جاتی ہیں۔ چندے ہوتے ہیں ان کا کوئی حساب نہیں دیا جاتا۔ لیڈروں کی بددیانتیاں اور فریب کاریاں عوام کے جوش کو ٹھنڈا کر دیتی ہیں۔ ہر طرف یاس چھائی ہوئی ہے بے اعتمادی کی فضا میں کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ گھر گھر پھوٹ ہے ان مقامات میں جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے عملاً ہندوؤں کی حکومت ہے مسلمانوں کی ایک پارٹی ہمیشہ ہندوؤں کے ساتھ رہتی ہے اور ان کے مفاسد کے حصول کا ایک ذریعہ بن رہی ہے یہ مسلمانوں کے تنازعات جو مقدمات کی شکل میں عدالتوں میں آتے ہیں اس قدر کثیر ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان قوم خودکشی کا اقدام کر رہی ہے۔ علماء کی یہ حالت ہے کہ ان کے نزدیک اپنے سوا باقی کل علماء کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ حنفی کے نزدیک وہابی دجال ہے۔ وہابی کے نزدیک حنفی گردن زدنی ہے شیعہ اور سنی کے فسادات اپنی ہزار سالہ خونی روایات کو قائم رکھتے ہیں ابھی تک بٹنے میں نہیں آتے بریلوی اور دیوبندی کی خانہ جنگیاں مساجد تک کو ناپاک کر رہی ہیں۔ قادیان سے میاں محمود احمد صاحب کی قیادت میں تکفیر بازی کا فتنہ روز افزوں ترقی پر ہے۔ وہاں ہر روز اسلام کے بالمقابل ایک نئی عمارت تیار کی جاتی ہے نبوت کے مقابلہ میں نبوت، قرآن کے مقابلہ میں الہامات حج کے مقابلہ میں جلسہ قادیان نہایت جرأت کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں مسلم دنیا قادیان کی ان ایجادات سے مشتعل ہوتی ہے اور اپنا دماغی توازن کھو دیتی ہے اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں، طعنوں کے مقابلہ میں طعنے دیئے جاتے ہیں۔ تقریروں میں سوقیانہ انداز ہے۔ تو تحریروں میں عامیانہ روش

اسلامی نظام سے مسلمانوں کی بے پرواہی

اس ضلالت اور گمراہی کی عالمگیر فضا میں کہیں کہیں حق وصداقت کی بھی مدہم سی گونج سنائی دیتی ہے۔ مگر ادھر کوئی توجہ نہیں کرتا جسم اسلامی کی ان مختلف النوع بیماریوں کی نہ تشخیص صحیح ہوتی ہے نہ ان کا علاج کیا جاتا ہے اور دین ایک بیمار نیم جان کی طرح سسکتا نظر آ رہا ہے اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں کوئی نظام نہیں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو انہیں عظیم الشان نظام عطا کیا تھا۔ دن میں پانچ دفعہ ایک مسجد میں جمع کرکے ایک امام کے ماتحت کھڑا کرنے کا سامان کیا تھا خدا کے حضور بھی انہیں اکیلا نہیں جانے دیا خدائے قدوس کی بارگاہ میں مسلمان اجتماعی حیثیت میں حاضر ہوتے تھے۔ حکم تھا۔ کہ خدا کی کبریائی اور توحید بیان کرنے میں بھی مسلمانوں کی زبانیں ایک ہی وقت میں جنبش کریں اس سے انسانی روحوں میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنا مقصود تھا۔ ہر آٹھویں دن اجتماع کو زیادہ وسیع کرنے کے لئے جامع مسجدیں تعمیر ہوئی تھیں اور ان مسجدوں میں توسیت کی روح کی پرورش کرنی مقصود تھی۔ زکوٰۃ کے ذریعے قومی خزانے پر کر دیئے گئے۔ آج زکوٰۃ کی بے قاعدگی نے کل خزانے خالی کر دیئے اور شاہوں کو گدا کر دیا ہے مقدر یا زمانہ نے مجبور کیا ہے کہ قوم تعلیم کی طرف توجہ کرے۔ حیوانات بھی اپنی روزی کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ مسلمانوں کی تعلیم کی طرف توجہ قوم کے اضطراری احساس کو ظاہر کرتی ہے۔ دگرنہ کسی اعلےٰ درجہ کے نظام اور دور بینی کے ماتحت مسلمانوں کا کوئی کام نہیں ہو رہا۔

تنزل وادبار کی تصویر

مسلمانوں کے پاس ناصحوں کی کمی نہیں۔ آئے دن صحیفے رسالے ماہانے روزنامے شائع ہوتے رہتے ہیں اور ہر ایک اختلاف کی خلیج کو وسیع کرنے کی عملاً کوشش بھی کرتا ہے اور اس کی وسعت کی خوفناکی پر آنسو بھی بہاتا ہے۔ مسلمان کی بعض خصوصیات تھیں وہ اب مفقود ہو رہی ہیں۔ مسلمان بے خوف تھا، شجاع تھا۔ آج وہ بزدل اور ڈرپوک ہے وہ راست باز تھا اور دیانتدار تھا۔ آج وہ دغاباز اور بددیانت ہے مسلمان شاہوں کے سامنے کھری کھری باتیں کیا کرتا تھا۔ مگر آج گاؤں کا ایک پٹواری کی وہ ذلیل خوشامد کرتا ہے۔ مسلمان کی غیرت اغیار کے حلقوں میں تہلکہ مچا دیتی تھی۔ آج مسلمان بے حمیتی کی تصویر ہے مسلمان اپنے فرائض کی ادائیگی میں سخت کوشاں تھا۔ آج چند پیسوں میں اسے خریدا جا سکتا ہے مسلمانوں کی عورتیں عفت وعصمت کی دیویاں تھیں آج کچہریوں میں مسلمانوں کے اغوا کے مقدمات مسلمانوں کا ماتم کر رہے ہیں۔ مسلمانوں نے کبھی دنیا میں تجارت کو فروغ دیا تھا۔ آج انہیں تجارت سے نفرت ہے مسلمان صناع ہوتے تھے آج صنعت بھی انکے ہاتھوں سے نکل رہی ہے آخر تباہی اور تنزل کی یہ رفتار کب تک جاری رہیگی؟ خطیبوں کی تقریروں میں نہ لذت ہے نہ اثر، سامعین کے دلوں میں نہ شوق ہے نہ ولولہ۔

مسلمانوں کے لیڈر

مسلمانوں کی قوم اسی آب وہوا میں پرورش پا رہی ہے۔ جس میں ہمسایہ قومیں پرورش پا رہی ہیں مگر وہ ترقی کے منازل طے کر رہی ہیں اور یہ ادبار کے گڑھے میں گری جا رہی ہے مسلمانوں کی بیداری کے کئی بیداردار پیدا ہوئے اور چلے گئے مگر مسلمان جہاں تھے۔ وہاں ہے۔ بلکہ چار قدم اور نیچے اتر گئے ہمارے لیڈر آرام کرسیوں پر بیٹھے بیٹھے قوم کی رہنمائی کے ادعا شائع کر رہے ہیں۔ ان میں قربانی کی سپرٹ نہیں ایثار کے کوئی کارنامے وہ پیش نہیں کر سکتے۔ ایک اس لئے لیڈر بن گیا ہے کہ خدا نے اسے طبیعت موزوں دی ہے۔ اور شعر اس کی زبان سے بیساختہ نکل جاتے ہیں دوسرا اس لئے اس گدی پر آ بیٹھا ہے۔ کہ خدا نے اسے آواز اچھی دی اور خوش الحانی سے کانوں کو مسحور کر دیتا ہے ایک کی لیڈری محض اس لئے ہے کہ وہ ولائت میں جا کر چند امتحان پاس کر آیا ہے اور واپس آ کر سرکاری نوکری سے محروم رہا ہے تعمیری کام کرنے والے اول تو ہیں گنتی کے چند افراد۔ دوسرے ان کی آواز عوام تک پہنچ نہیں سکتی۔ راستہ ہی میں ان کی آواز کو روک لیا جاتا ہے۔ غرضیکہ قوم مسلم کی موجودہ حالت بعینہ وہی ہے جس کا مرثیہ حالی نے گایا جس کا ماتم مولانا نذیر احمد نے کیا۔ جس کے لئے شبلی مرحوم رو یا اور جس پر سید مرحوم کی روح بھی اتنے سالوں میں کچھ فرق نہیں آیا۔ ہندوستان کی سڑکوں پر بیلیوں کی جگہ موٹریں چلنے لگیں۔ ہرکاروں کی بجائے اب نامہ وپیام کا پہنچانا بجلی کے سپرد ہوا۔ ہندوستان میں بیٹھے بٹھائے لندن سے باتیں ہونے لگیں فضائے آسمانی میں انسان اس طرح اڑنے لگا جس طرح وہ سمندروں میں تیر رہا تھا گھروں میں بجلی کے بلب روشنی کرنے لگے اور دنیا کہیں سے کہیں پہنچ گئی مگر مسلمان قوم کے مردہ جسم میں زندگی کی لہر نہ دوڑنی تھی۔ نہ دوڑی۔

رہنماؤں اور صحیفہ نگاروں سے درخواست

ان حالات میں میں ہر دردمند رہنما اور ہر صحیفہ نگار سے التجا کرتا ہوں کہ مفصلہ ذیل حقائق پر غور کریں اور اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے میری باتوں کو مجذوب کی بڑ نہ خیال کریں میں ان کے سامنے ان کی کمزوریاں بھی رکھتا ہوں ان کی تشخیص بھی کرتا ہوں۔ دوا بھی بتلاتا ہوں اور اس کے استعمال کی دعوت بھی دیتا ہوں اور انہیں شفا کی امید بھی دلاتا ہوں۔ ذرا خالی الذہن ہو کر کبر ونخوت کو دور کرکے میرے سادہ مگر درد بھرے ہوئے الفاظ کو پڑھیں تنہائی میں پڑھیں دوستوں سے مل کر پڑھیں۔ ان پر تنقید کریں غور وفکر سے کام لیں جلد بازی نہ کریں اور ہر ایک اپنی حالت کا صحیح موازنہ کرے اپنی پوزیشن کا جائزہ لے۔ علماء دین علم ونخوت کو چھوڑ کر اور امراء اپنی ثروت کے نکبر سے علیحدہ ہو کر اور رہنما اپنی شہرت کو خیر باد کہکر میری باتوں کو پڑھیں پھر خدا کے حضور کھڑے ہو کر استغفار کریں اور اس ذات سے استمداد چاہیں۔

اگر میرے الفاظ میرے مخاطبین میں سے چالیس کس نفوس کو متاثر کر سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ کیونکہ اس دنیا کے تاریک ترین دور میں جب روشن ترین ستارہ نہیں بلکہ آفتاب رسالت چمکا تھا۔ تو اس کی روشنی میں دنیا کی نگاہوں نے یہ الفاظ واقعات عالم کی تختی پر لکھے ہوئے پڑھے تھے کہ چالیس مومن دنیا کو حرکت میں لا سکتے ہیں۔ میں جذبات میں ہیجان پیدا کرنا نہیں چاہتا۔ نہ فوری جوش کو تحریک میں لانا چاہتا ہوں۔ مگر اسلامی دماغ سے اپیل کرتا ہوں اور اسلامی قلب کو دعوت عمل دیتا ہوں کہ جب تک دل اور دماغ تعاون نہیں کرتے ہم کامیابی کی صورت نہیں دیکھ سکتے۔

آخری نبیؐ اور آخری کتاب

سب سے پہلی بات جو آپ حضرات کے گوش گذار کرنی ہے یہ ہے کہ آپ کو یہ تو یقین ہے کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے اور ان الدین عند اللہ الاسلام کے ماتحت اب تمام مذہبی صداقتیں اور قابل

عمل احکام قرآن کریم میں جمع ہو کر اسلام کی شکل میں بنی نوع انسان کے سامنے رکھ دیئے گئے ہیں اور اسلام ہی کے ذریعے انسان اپنے خالق کو مل سکتا ہے اور جنتی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ دنیا میں سابقہ شریعتیں محفوظ نہ رہیں نہ سابقہ بانیان مذاہب کی زندگیاں تاریخی طور پر ہم تک پہنچ سکیں پس اسلام سے پہلے خدائی احکام کی نوعیت سے ہم ناواقف ہیں اور ان احکام پر عمل کر نوع انسان کے سامنے نمونے پیش کرنے والوں کی زندگیاں اخفا میں جا چکی ہیں اب صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جس کی شریعت کمل اور محفوظ ہے اور پیغمبر اسلام ہی ایک ایسے مذہب ہیں جن کی زندگی کے تمام کارنامے تاریخ نے محفوظ کر رکھے ہیں۔ پس یہ مذہب کبھی مٹ نہیں سکتا اور خدا کا پیغمبر یعنی محمد عربی صلعم ہی قیامت تک کیلئے نوع انسان کا رہنما ہے جب نبی اور کوئی شریعت نازل نہیں ہونی اور نیا پیغمبر مبعوث نہیں ہوتا۔ تو اسلامی شریعت اور اسلامی پیغمبر معطل نہیں ہو سکتے یہ وہ بات ہے جو بالبداہت انسانی عقل تجویز کرتی ہے لیکن یہ عقل کے فتوے تک محدود نہیں اس کی تائید الہام بھی کرتا ہے

مجددین کے متعلق ارشادات قرآنی وحدیث نبوی

قرآن کریم میں صاف مذکور ہے:۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحٰفظون۔ پس قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لے رکھا ہے۔ اور آیہ استخلاف میں بھی وعدہ الٰہی ان الفاظ میں موجود ہے وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضٰی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک هم الفٰسقون

پس اس امت میں وقتاً فوقتاً ایسے خلفاء مبعوث ہوتے رہتے ہیں جو دین کی تمکنت کو قائم رکھتے ہیں۔ اور مایوسی اور خوف کی حالت کو امن اور سرور کی حالت میں بدل دیتے ہیں اس کی تائید حدیث صحیح یوں کرتی ہے کہ ان اللہ یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اپنی جناب سے ایک شخص کو مبعوث کر دیتا ہے۔ جو دین سے کثافتوں کو دور کرکے اسے نجلی کر دے۔

مجدد کی ضرورت

پس ادھر اسلام کی وہ حالت ہے جو میں نے اوپر بیان کی ہے اور جو ہر ان آنکھوں کے سامنے ہے اور ادھر خدا کے یہ وعدے ہیں جو امید و نصرت سے بھرے ہوئے ہیں اگر فی الواقعہ اسلام ایک سچا مذہب اور اس کی تعلیم حق و صداقت پر مبنی ہے اور اس کی بشارتیں خدائے علام الغیوب کے علم غیب کی شعاعیں ہیں تو یہ وقت ہے کہ وہ وعدے پورے ہوں۔ اور اسلام کی حمایت اور تائید کے لئے کوئی مرد خدا پیدا ہو جو سب سے پہلے مسلمانوں کی تعلیم کی طرف متوجہ ہو انہیں مایوسیوں اور محرومیوں کی فضا سے نکال کر امیدوں اور مسرتوں کی بلندیوں تک پہنچا دے جو اسلام کی [illegible] صاحب عالم پر بے محابا پورشیں کرنے لگ جائے [illegible] زبان [illegible] اور [illegible] ہو وہ [illegible] کی صداقت کی تائید میں [illegible]

خبریں

ہندوستان

— کپورتھلہ، ۱۰ نومبر:۔ سر عبد الحمید ریاست کپورتھلہ کی وزارت وظیفے سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

— ہز ہائینس مہاراجہ بہادر نے ان کے مستعفی ہونے کے متعلق ایک خاص اعلان کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں۔ سر موصوف نے گذشتہ سال بھی اپنی خدمات سے سبکدوش ہونے کی درخواست کی تھی لیکن میرے حکم اور آرزو کے مطابق وہ ایک سال تک اپنے صبر آزما فرائض کو ادا کرتے رہے۔ امسال انہوں نے پھر اپنی درخواست کا اعادہ کیا۔ جسے میں نے انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ منظور کر لیا۔

— مہاراجہ بہادر نے اپنے اعلان میں یہ بھی لکھا ہے کہ سر موصوف نے بیس سال کی وزارت کے دوران میں میری اور میری ریاست کی نہایت اخلاص اور وفاداری کے ساتھ خدمت کی ہے جس کے لئے میں ان کا بے حد مشکور رہوں اور ان کی علیحدگی میرے لئے حد درجہ باعث رنج و قلق ہے۔

— سر موصوف جنوری ۱۹۳۸ء میں اپنی خدمات سے سبکدوش ہوں گے۔

— مہاراجہ نے ایک خاص اعلان کے ذریعہ ریاست کے اندر تمام سیاسی نوعیت کے جلوسوں اور جلسوں کی ممانعت کا اعلان کر دیا ہے، اور ریاست کے حکام، ملازمین اور پنشن یافتگان کو تاکید کی ہے کہ وہ کسی سیاسی یا نیم سیاسی تحریک میں مطلق حصہ نہ لیں۔

— طول و عرض ہند میں اسمبلی کے انتخابات کا اعلان ہو رہا ہے

— دہلی میں مسٹر آصف علی اور صوبہ سرحد میں ڈاکٹر خان زبردست کثرت رائے سے کامیاب ہو گئے۔

— ہفت شہری حلقے سے مولانا شوکت علی بھی زبردست اکثریت سے کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ڈاکٹر شفاعت احمد اور حاجی وحید الدین ناکام رہے۔

— السیٹ کوسٹ نیلگری کے اسلامی علاقہ سے سیٹھ عبد الستار منتخب ہوئے ہیں۔

— پنجاب میں بھائی پرمانند نے کانگریسی امیدوار کو زبردست شکست دی ہے۔

— آسام کے یوروپین حلقہ سے مسٹر ایف۔ این ناسکن بل کو منتخب کیا گیا ہے۔

— اجمیر مارواڑ کے علاقہ سے سیٹھ رام چند سونی کانگریسی امیدوار ہر بلاس شاردا کو شکست دیکر کامیاب ہو گئے ہیں۔

— انتخابات اسمبلی کے تمام نتائج ابھی برآمد نہیں ہوئے۔ لیکن صدارت کے متعلق۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیاس آرائیاں شروع ہو گئی ہیں اس سلسلہ میں مسٹر جناح اور سر عبد الرحیم کے نام خاص طور پر لئے جا رہے ہیں۔

— ڈاکٹر مونجے انتخاب اسمبلی میں ناکام ہو گئے۔ یوپی اور بہار کے متعدد حلقوں میں کانگریسی امیدواروں نے اپنے حریفوں کو شکست دی ہے

— وزیرہ دون ۱۸ نومبر آج وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن اپنے [illegible] یہاں پہنچے اور اندرون شہر کا ڈمی کو الوداعی جھنڈیاں اور [illegible] دیئے وائسرائے کا [illegible] شہری حکام اعلیٰ افسروں و [illegible] استقبال کیا۔

[illegible] ۵ دسمبر کو یہاں پہنچیں اور ۲ دسمبر [illegible] کا چارج دیں گے۔ جدید گورنر ایم [illegible] حلف اٹھا کر اسی روز [illegible] دسمبر کو جنوبی [illegible]

ممالک خارجہ

— مصر کے ادارہ دینیہ نے طلباء کو جاپانی زبان سکھلانے کا پورا انتظام کر لیا ہے تاکہ وہ جاپانی زبان کی تعلیم حاصل کر کے جاپانی علاقوں میں کام کر سکیں۔

— عربی اخبارات کے بیان کے مطابق ہنگری کے پایہ تخت بڈاپسٹ میں ایک مسجد اور مدرسہ اسلامیہ کی عمارت عنقریب تعمیر ہونے والی ہے

— ترکی کے یہودیوں نے فلسطین کے یہودیوں کے لئے چندہ جمع کیا تھا۔ جسے حکومت ترکی نے ضبط کر لیا ہے۔

— گذشتہ ہفتہ جزیرہ سیلون کے مغربی ساحل پر زبردست سیلاب آیا صدہا خاندان برباد ہو گئے لاکھوں کا نقصان ہوا۔

— تازہ اطلاعات سے پتہ پایا جاتا ہے کہ کاشغر میں اشتراکی پروپیگنڈا زور شور سے شروع ہے

— افغانستان کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸ نومبر کو تمام طول و عرض ملک میں کنگ نادر خاں مرحوم کا یوم وفات منایا گیا۔ اور فاتحہ خوانی کی گئی۔

— حکومت افغانستان نے شعبہ عمارات وانہار کیلئے ایک ماہر اطالوی انجینیر کی خدمات حاصل کی ہیں۔

— شیلانگ ۱۷ نومبر پرسوں یہاں زلزلہ آیا لیکن ابھی تک کسی نقصان کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

— اسکندریہ ۱۷ نومبر شاہی فرمان کے ذریعہ جدید کابینہ کی تصدیق ہو گئی ہے۔ شاہ فواد نے نسیم پاشا کی شرائط منظور کر لی ہیں معلوم ہوا ہے کہ پارلیمنٹ بہت جلد معزول کر دی جائیگی۔ لیکن کابینہ جب تک تمام مشکلات [illegible] اور برطانوی ریذیڈنٹ اور قصر شاہی کے مختلف مسائل کو حل نہ کریگی۔ نیز جب تک موجودہ سیاسی پیچیدگیوں سے ملک پاک نہ ہو جائیگا۔ اس وقت تک عام انتخابات کا اعلان نہ کیا جائیگا۔

— غالب قیاس یہ ہے کہ انتخابات میں مذہب وفد کامیاب ہو جائے گی۔

— حکومت امریکہ کے محکمہ جنگ نے ... ۸ جدید طیاروں کے لئے [illegible] پیش کیا ہے ان کی تیاری پر تقریباً تین سال صرف ہو جائیں گے اور ان کے تیار ہو جانے کے بعد حکومت امریکہ کے پاس ... ۴ جنگی طیاروں کا ناقابل تسخیر ہوائی بیڑہ موجود ہوگا۔

— لندن ۱۶ نومبر۔ دار الامراء میں وزیر جنگ نے حفاظتی تدابیر جنگ کے متعلق بیان دیتے ہوئے کہا کہ برطانیہ اپنی بحری، بری اور ہوائی طاقتوں کو نہایت تیزی سے اور یکساں طور پر مستحکم کر رہا ہے

— کہا جاتا ہے کہ جاپان منچوکو کے بعد منگولیا پر بھی قبضہ جمانے کا ارادہ کر رہا ہے۔

— انگلستان میں ہوائی ڈاک کی شرح میں تخفیف کر دی گئی ہے

— لنڈن ۱۰ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی والیان ریاست نے ملک معظم کی سلور جوبلی کے موقعہ پر پرنس آف ویلز کو ہندوستان مدعو کیا ہے۔ پرنس آف ویلز اس دعوت نامہ پر غور کر رہے ہیں۔

— لندن ۱۰ نومبر گذشتہ دنوں لندن سے ملبورن تک جو ہوائی دوڑ ہوئی تھی۔ اس میں ایک لارڈ نے ۲۵ ہزار پونڈ کی مالی امداد دی تھی

— حکومت برطانیہ خلیج عقبہ میں ایک بحری مرکز بنانے کا ارادہ کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے عربی ممالک ... میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے

— بصرہ (عراق) اور ریاض (نجد) کے درمیان لاسلکی کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے۔

— [illegible] کے منطقہ کے قریب ایک نیا شہر تعمیر ہو رہا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
جلد ۲۲ | یوم جمعہ ۱۵ر شعبان المعظم ۱۳۵۳ھ | نمبر ۴۳

جلسہ سالانہ

ہمارا قومی دربار

جلسہ سالانہ جس کو ہم صحیح معنوں میں اپنا اہم ترین قومی اجتماع کہہ سکتے ہیں۔ قریب آرہا ہے پیش نظر اشاعت کے صفحہ اوّل پر جناب مہتمم صاحب جلسہ کی طرف سے اسی کے متعلق ایک ضروری خط شائع ہو رہا ہے۔ جو تمام دوستوں کی اولین توجہ کا مستحق ہے۔ ۲۴ر ۲۵ و ۲۶ر دسمبر تاریخیں اس کے انعقاد کے لئے مقرر ہوئی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے جو کوئی زیادہ عرصہ نہیں۔ ضرورت ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے ان فرائض کا جو اس پر اس قومی دربار کے سلسلہ میں عائد ہوتے ہیں۔ فی الفور احساس کرے وقت کا فرشتہ تیز رفتاری سے مصروف پرواز ہے۔ کیا اس قیمتی مہلت کو جو اس وقت ہمارے قبضہ میں ہے غفلت و سکون میں ضائع کر دینے کی بجائے یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ اس سے فائدہ اٹھا کر ہم خدا کے دین کی تقویت کے لئے عمل کا کوئی اندوختہ جمع کر لیں۔ تاکہ وقت آنے پر پشیمان نہ ہونا پڑے۔

جماعت کا مبارک وجود ہمارا باغ اور ہماری دینی خدمات اور تبلیغی مساعی اس کے پودے اور درخت ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص اس باغ کا مالی ہے۔ جلسہ سالانہ کو ہم اپنے قومی باغ کی بہار بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیا باغبانوں کے لئے لازم نہیں کہ اس روحانی بہار کے آنے سے قبل اس کی شادابیوں سے پوری طرح فیضیاب ہونے کے لئے ہر ممکن تیاری کریں؟ موسم بہار وقت پر آتا ہے اور گزر جاتا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا باغبانوں کی ہمت و سعی پر منحصر ہے۔ ابر رحمت کے چھینٹے کسانوں کے لئے اسی وقت موجب برکت ہو سکتے ہیں۔ جب کہ انہوں نے اپنے کھیت کو خوب اچھی طرح تیار کر لیا ہو۔ ورنہ پانی کا برسنا نہ برسنا ایک برابر ہے۔ آؤ ہم سوچیں کہ جلسہ سالانہ کے متعلق ہم پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں اور ہم انہیں کس طرح ادا کر سکتے ہیں۔

جلسہ سالانہ حضرت مجدد وقت کی جاری کردہ قومی تقریب ہے لہٰذا آپ اس اجتماع کی روحانی برکات اور قومی فوائد کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ اجتماع تبادلہ خیالات اور باہم غور و فکر قوموں کی ترقی کے لئے ازبس ضروری مفید ہے اور انہی اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی تھی۔ آئندہ جلسہ کو کامیاب بنانے اور اس سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کے لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ جماعت کا ہر ایک فرد، مرد، عورت بوڑھا، جوان، بچہ جلسہ میں شریک ہو۔ ان ایام میں سرکاری دفاتر اسکول، کالج کرسمس کی تعطیلات کی وجہ سے بند ہوتے ہیں۔ احباب آسانی سے لاہور پہنچ سکتے ہیں۔ جلسہ کے لئے ایسی تاریخیں رکھی گئی ہیں کہ لوگ اس میں شرکت کے بعد بقیہ تعطیلوں کا اچھی طرح لطف اٹھا سکتے ہیں۔ ان دنوں میں ریلوے کے واپسی رعایتی ٹکٹ بھی کافی طویل عرصہ کیلئے مل جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے اخراجات سفر میں بہت کچھ تخفیف ہو جاتی ہے۔ بعض دوست خواتین اور بچوں کی شرکت چنداں ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ غلطی ہے۔ بچے ہماری آئندہ نسل اور عورتیں اس نسل کو تربیت دینے والی ہیں۔ اس لحاظ سے دینی و قومی اجتماعات میں ان کی شرکت لازمی ہے لہٰذا ہر ایک دوست کو جلسہ میں معہ اہل و عیال شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اس کے لئے ابھی سے اہتمام کر لینا چاہیئے۔ اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی حتی الامکان ساتھ لانا چاہیئے اور حسب مقدور ان کے اخراجات سفر برداشت کرنے سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیئے وہ یہاں آکر ہمارے کام کو دیکھیں گے تو ان کی غلط فہمیاں جو ہمارے حق نا آشنا مخالفین نے نہایت وسعت سے پھیلا رکھی ہیں خود بخود دور ہو جائیں گی اور وہ حالات کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر کے جماعت کے اندر یا کم از کم جماعت کے بہت قریب ضرور آ جائینگے

دوسرے قومی امور و مشکلات پر بھی پوری طرح غور و فکر کر کے آنا چاہیئے۔ تاکہ آپ کارکنوں کو مفید مشورے دے سکیں اور جماعت تبادلہ خیالات کے ذریعہ اصلاح و ترقی کی طرف کوئی نیا قدم اٹھا سکے۔ عالمگیر مخالفت کی وجہ سے ہماری ہر قسم کی مشکلات میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے۔ ان مشکلات کا حل والبستگان سلسلہ کی ہمت مردانہ اور مخلصانہ جد و جہد اور مفید و دانشمندانہ مشوروں ہی پر ہے۔

جلسہ کو مالی لحاظ سے بھی کامیاب بنانا بھی ہمارے ضروری فرائض میں سے ہے موجودہ اقتصادی مشکلات کے زمانہ میں تو اس طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے اگر ہر ایک بھائی بہن اپنے حلقہ اثر میں معمولی کوشش بھی کرے تو جلسہ تک کافی رقم جمع ہو سکتی ہے اس سلسلے میں دفتر تحصیل کے جو اعلانات شائع ہوں۔ ان کو نہایت غور سے مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے۔ رسید بکیں اور دریافت طلب امور کے لئے بھی دفتر مذکور کو مخاطب کرنا چاہیئے۔ جلسہ کے ایام میں مہمانداری پر کافی رقم خرچ ہوتی ہے۔ جماعت کے ہر ایک فرد اور گھر کو اس چندہ میں بھی نقد یا جنس کی صورت میں شامل ہونا چاہیئے۔

آخر پر ہم چند باتیں صرف احباب لاہور سے کہنا چاہتے ہیں۔ ایام جلسہ میں احمدیان لاہور کی حیثیت میزبان کی ہوتی ہے اور انہیں لازم ہے۔ کہ ایک میزبان کی طرح جلسہ کے انتظامات اور اپنے معزز مہمانوں کی خاطر مدارات کے لئے تیار ہو جائیں۔ نوجوانوں کو بطور رضاکار اپنی خدمات فوراً پیش کر دینی چاہئیں۔

جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں بزرگوں اور خواتین کے لئے بھی بہت سے کام ہوتے۔ جو انہیں بخوبی معلوم ہیں۔ یقین ہے۔ کہ وہ انہیں پوری خوش اسلوبی سے انجام دینگے۔

ملک معظم شاہ انگلستان

و شاہزادگان کی خدمت میں

قرآن و سیرۃ نبویؐ کا تحفہ

آئندہ مئی ۱۹۳۵ء میں حضور ملک معظم کی سلور جوبلی ہونے والی ہے۔ رعایا کے مختلف طبقے اپنی اپنی حیثیت اور اپنے مذاق کے مطابق شاہ معظم کی خدمت میں تحائف پیش کرینگے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کرنیوالی جماعت کے پاس بجز قرآن کریم و سیرۃ نبویؐ کے اور کونسا بہتر تحفہ ہو سکتا ہے اس لئے تجویز ہے کہ قرآن کریم و سیرت نبوی کی خاص جلدیں بندھوا کر حضور ملک معظم و ملکہ معظمہ و تمام شاہزادگان و قریبی رشتہ داران شاہ معظم کی خدمت میں ارسال کی جائیں۔ ایسی خاص جلدوں کی تیاری کا اندازہ قریباً ایک ہزار روپیہ ہے کوشش کی جائیگی۔ کہ ان معطی صاحبان کے اسمائے گرامی ان جلدوں پر لکھ دیئے جائیں جو اس تحفہ کے پیش کرنے میں مدد دیں۔

یہ بڑا نیک کام ہے اور شاہی خاندان کو اسلام کی طرف سے اس سے بہتر تحفہ نہیں دیا جا سکتا۔ ان کو پیش کرنیکے لئے اجازت حاصل کی جا رہی ہے

وقت تھوڑا ہے اس لئے رقومات بہت جلد بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجدی جائیں اور "فنڈ تحفہ سلور جوبلی ملک معظم" کی تخصیص کر دی جائے

(خاکسار) (رفالف صاحب چودھری) محمد منظور الٰہی
آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ کا خلاصہ

اخبار کی کاپیاں پریس جا رہی تھیں کہ پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ موصول ہوئی۔ اس کا بہت ہی مختصر سا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

(۱) مرکز اور صوبجات میں اختیارات کی تقسیم وائٹ پیپر کی سفارشات کے مطابق رہے گی (۲) مالیاتی اختیارات گورنر جنرل کے سپرد ہونگے (۳) سندھ اور اڑیسہ علیحدہ صوبے بنائے جائیں گے۔ (۴) صوبوں میں دو کونسلوں کی تنسیخ (۵) غیر مشروط اکثریت گورنر کے راستہ میں حائل نہیں ہوگی (۶) مالیات او قانون سازی میں گورنر کے خاص اختیارات (۷) قانون و امن وزراء کی تحویل میں لیکن پولیس اور خفیہ پولیس کے متعلق گورنر کو خاص اختیارات (۸) ووٹروں کی تعداد ستر لاکھ سے بڑھا کر ۳ کروڑ کر دی گئی (۹) بنگال، یوپی، بہار، مدراس اور بمبئی میں ایوانہائے ثانی کی تجویز (۱۰) فرقہ وار فیصلے اور پونا پیکیٹ میں تبدیلی نہیں ہوگی (۱۱) فیڈریشن کے قیام کے لئے ریاستوں کی آبادی سے کم از کم نصف حصے کا شمول ضروری ہے (۱۲) گورنر جنرل زیادہ سے زیادہ تین مشیروں کی امداد سے شعبہ جات فوج، معاملات خارجہ، مذہبی معاملات اور برطانوی بلوچستان کا انتظام کرینگے۔ خاص ذمہ داریاں اس کے علاوہ ہیں (۱۳) فیڈرل مجلس قانون سازی میں بالواسطہ انتخاب (۱۴) فیڈرل کورٹ کا قیام۔ (۱۵) برما کے متعلق وائٹ پیپر کی تجاویز سے اتفاق اور دستور کی ترتیب۔

جلسہ نمبر

پیغام صلح کا جلسہ نمبر انشاء اللہ وسط دسمبر میں نہایت اہتمام سے شائع ہوگا۔ بزرگان سلسلہ و ہندو مسلم اکابر کے مضامین حاصل کئے جا رہے ہیں مضمون نگار احباب جلد اپنے مضامین بھیجکر عنایت فرمائیں (مدیر)

شذرات

جناب مولانا شوکت علی صاحب کا اخبار "خلافت" اپنی ایک گذشتہ اشاعت میں مسلمانوں کو قادیانی جماعت سے عدم تعاون کی تلقین کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔ کہ:۔

"قادیانیوں سے ہمارا کس قسم کا اختلاف ہے۔؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ان سے فروعی اختلاف نہیں اصولی ہے۔ وہ ایک مسلمان کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اس کے جنازہ میں نہیں شریک ہو سکتے۔ اس کے لئے دعا مغفرت نہیں کر سکتے اس سے شادی بیاہ کا سلسلہ قائم نہیں رکھ سکتے اور انتہا یہ کہ اسے سوائے کافر کے کچھ نہیں سمجھ سکتے عقائد کی گمراہی کا یہ حال کہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی سمجھتے ہیں اور جہاد کو منسوخ.... ارشاد ہو ان حالات میں قادیانی حضرات سے تعاون کیونکر جائز ہے۔ انہیں مسلمان کیسے کہا جا سکتا ہے۔ ان سے عام مسلمانوں کا سا سلوک روا رکھا جائے؟۔ یہ کیسی ستم ظریفی ہے۔ کہ وہ ہمیں کافر کہیں اور ہم انہیں "اسلام" کا سرٹیفکیٹ دیتے رہیں"

اس کے بعد معاصر موصوف لکھتا ہے۔ کہ:۔

"لاہوری جماعت کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ قادیانیوں سے اپنے عقائد میں مختلف ہے۔ وہ مرزا صاحب کو مجدد سمجھتی ہے عام مسلمانوں کو کافر قرار نہیں دیتی۔ اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے میں مضائقہ نہیں سمجھتی۔ اگر یہ واقع ہے تو ہم اسے قادیانیوں سے مستثنیٰ کر سکتے ہیں"

ہمارے معاصر نے لاہوری جماعت کے متعلق یہ جو کچھ سنا ہے۔ بالکل صحیح ہے۔ ہمیں قادیانیوں کے مخصوص عقائد سے دور کا بھی تعلق نہیں ہم ان کو جماعت قادیان کا خوفناک و گمراہ کن غلو سمجھتے ہیں تکفیر المسلمین اور اجرائے نبوت کا تو ہم سے شدید مخالف اور کوئی نہ ہوگا۔ ایک ذمہ دار وسر کردہ روزنامہ کی حیثیت سے ہمارے معاصر کو ان تمام حقائق سے پوری طرح باخبر ہونا چاہیئے تھا۔

ہمارے معاصر نے قادیانیوں کے بارہ میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کے متعلق اسی قدر عرض کریں گے۔ کہ ہم کسی کلمہ گو جماعت کی تکفیر و بائیکاٹ کے حق میں نہیں اور مولویوں اور قادیانیوں کو شدید غلو کا مرتکب سمجھتے ہیں ہمارے معاصر نے لاہوری جماعت کو مستثنیٰ کرنے کا جو خیال ظاہر کیا ہے اس کا بھی شکریہ۔ لیکن اس قدر گزارش ہے۔ کہ جو لوگ اس جماعت کو قادیانی غلو سے پاک اور بیزار دیکھ لینے کے باوجود اس کے درپے آزار ہیں۔ اس کو برملا کافر کہتے ہیں۔ اس کو گندی سے گندی گالیاں دیتے ہیں۔ اس کے خدمت اسلام کے مفید کاموں کو تباہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ہمارے معاصر کا کیا فتوےٰ ہے؟ پنجاب میں منشی ظفر علی صاحب جماعت احرار اور ان کے اخبارات جو کچھ کر رہے ہیں۔ کیا وہ ہمارے معزز معاصر سے پوشیدہ ہے؟ کاش اس بارہ میں بھی اسے کلمہ حق کہنے کی توفیق نصیب ہو۔ کیا مسلمانوں کی تکفیر اور ختم نبوت کی تردید اسی صورت میں ناقابل برداشت اور لائق مخالفت ہو جب اس کے مرتکب قادیانی ہوں۔ اور جس وقت اس کا ارتکاب دیوبندی بریلوی۔ احراری اور منشی ظفر علی صاحب کریں۔ تو زہر ہلاہل تریاق کیوں بن جاتا ہے؟۔ صداقت و معقولیت کا تقاضا ہے۔ کہ ہمارا معاصر ایک قدم اور آگے بڑھے۔ کلمہ گویوں کو کافر کہنے والے تمام لوگوں سے اظہار بیزاری کرے۔

مقام مسرت ہے۔ کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے دوسرے رسالوں کی طرح "قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت" بھی ملک کے مذہبی و علمی حلقوں میں مقبول ہو رہا ہے ہم سے بعض امور میں شدید اختلاف رکھنے والے... حضرات بھی اپنے تئیں اس کی تعریف پر مجبور پاتے ہیں رسالہ "جامعہ" دہلی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ریویو کیا گیا ہے۔

"اس کتاب میں بتایا گیا ہے۔ کہ صحیح اور کامل ترین آزادی وہی ہے۔ جو قرآن اور اسلام نے آج سے تیرہ سو برس پہلے انسانوں کو بخشی ہے۔ جناب مصنف نے اسلامی حریت کا آج کل کی متمدن اقوام کی نام نہاد آزادی سے مقابلہ کیا ہے کتاب مطالعہ کے قابل ہے"

ہمیں یقین ہے۔ کہ اگر اس رسالہ کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے ہندوستان اور یورپ میں پھیلا دیا جائے۔ تو نہ صرف اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں۔ بلکہ بے شمار صحیح الخیال غیر مسلم اسلام کے اندر یا اس کے بالکل قریب آ جائیں۔

ہمارے قارئین انگلستان کے مشہور فلسفی۔ شاعر اور ڈرامانویس مسٹر برنرڈ شا کے نام سے بخوبی واقف ہونگے۔ یہ مغربی تہذیب و تمدن اور سیاست کے شدید مخالف ہیں۔ اور اپنی تصنیفات میں مغربی سوسائٹی پر نہایت بے رحمی سے تنقید کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے ایک نیا ڈرامہ "پہاڑوں پر" ON THE ROCKS لکھا ہے۔ جس کا انگلستان اور بعض دوسرے مغربی ممالک کے علمی اور ادبی حلقوں میں کافی چرچا ہو رہا ہے۔ چند ہفتے ہوئے۔ یہ ڈرامہ ڈبلن کے تھیٹر پر اسٹیج کیا گیا۔ جس سے حاضرین غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے اس ڈرامہ میں بھی موصوف نے اپنے مخصوص طنزیہ لہجہ میں مغربی سوسائٹی کے موجودہ نظام پر نہایت سخت حملے کئے ہیں۔ اور یہ دکھلانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ کہ یورپ کے موجودہ نظام معاشرت کی بنیادیں کس قدر کھوکھلی اور کمزور ہو چکی ہیں۔

انگلستان کا سب سے بڑا فلسفی اور مفکر جو مغربی تہذیب و معاشرت سے اس قدر بیزار اور مایوس ہو چکا ہے۔ کہ بار بار اس پر شدید تنقیدی حملے کر رہا ہے۔ کچھ عرصہ قبل نہایت تدبر و اعتماد سے یہ پیشگوئی کر چکا ہے کہ سو سال کے اندر اندر دنیا کا غالب مذہب اسلام ہوگا۔ اور یہ بھی کہہ چکا ہے۔ کہ دنیا کی تمام موجودہ مشکلات کا حل محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم میں ہے۔ قوموں کے بہترین دماغ ان کے خیالات و رجحانات کا آئینہ ہوتے ہیں۔ یورپ میں برنرڈ شا کو علم و فضل کے لحاظ سے جو حیثیت حاصل ہے۔ اس کے پیش نظر اس کے خیالات کو ایک ایسی خواہش کہہ سکتے ہیں۔ جو یورپ کے دل کی گہرائیوں میں دبی ہوئی ہے۔ اور ایک غیر معمولی طریق پر اس کے ذوق جستجو کو اسلام اور پیغمبر اسلام کی طرف لا رہی ہے۔ ان حالات میں ہم وابستگان سلسلہ احمدیہ کے فرائض جن کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہی اشاعت اسلام ہے بالکل ظاہر ہیں۔

لیجئے منشی ظفر علی صاحب کی بارگاہ میں مصور فطرت جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی بھی معتوب ہو گئے۔ جرم یہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں چودھری ظفر اللہ خاں صاحب قادیانی کا "حلیہ" تحریر فرمایا۔ اس "جرم" کا ارتکاب تو خواجہ صاحب غالباً آج سے بہت پہلے جبکہ ان کا روزنامہ "عادل" جاری تھا۔ کر چکے ہیں۔ منشی صاحب کے تازہ کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ "قلمی چہرہ" اخبار "منادی" کی ایک تازہ اشاعت میں درج ہوا ہے۔ "زمیندار" نے اس کو نہایت مغالطہ آمیز عنوانوں سے اپنے اخبار میں نقل کرنے کے ساتھ ہی خواجہ صاحب کے خلاف ان کے حیدرآبادی مریدوں کی ایک مراسلت شائع کی ہے۔ منشی صاحب نے کئی مرتبہ خواجہ صاحب سے الجھنے کی کوشش کی ہے۔ اور ہر مرتبہ منہ کی کھائی ہے۔ اب کے بھی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ منشی صاحب کی یہ ذہنیت کس قدر غیر معقول اور قابل نفرت ہے۔ کہ جس شخص کے وہ مخالف ہوں۔ اس کو کوئی اچھا نہ کہے۔

یہ کس قدر افسوسناک بات ہے۔ کہ اردو اخبارات میں مفید خبروں کی بجائے اغوا بداخلاقی۔ عریانی۔ ڈاکہ اور چوری اور جعل سازی کی اطلاعوں اور ان کے مقدموں کی روئدادوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ ان کو نہایت اہتمام سے فراہم کر کے کافی نمایاں طور پر اور جلی سرخیوں سے شائع کیا جاتا ہے۔ ان چیزوں سے قوم کے اخلاق پر جو اثر پڑتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ بے شک مسلم اخبارات ہندو اخبارات کی نسبت اس مرض میں کم مبتلا ہیں۔ لیکن اس سے محفوظ نہیں۔ ہمارے اکثر ادبی رسائل عریاں تصاویر اخلاق سوز فسانوں اور جذبات انگیز غزلوں کی اشاعت کی وجہ سے قوم کے لئے زبردست اخلاقی مصیبت بن چکے ہیں۔ اس کے بعد اخبارات کی یہ بے راہ روی بالکل ناقابل برداشت ہے۔ اس لئے ہم اپنے تمام معاصرین کی خدمت میں نہایت دلسوزی سے عرض کریں گے۔ کہ وہ اس قسم کی فضول بے فائدہ اور اخلاق سوز خبروں کی اشاعت سے حتی الامکان بچیں۔ اور اس کی بجائے اپنے ناظرین کے لئے مفید معلومات فراہم کرنے کی کوشش کیا کریں۔

برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کی تازہ سالانہ رپورٹ کا ذکر غالباً اس سے قبل بھی "پیغام صلح" میں کیا جا چکا ہے۔ اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گذشتہ سال بائبل کی ۱۰۹۳۲۰۳ مجلدیں تقسیم ہوئیں جو ۱۹۳۲ء کی تعداد کے مقابلہ میں بقدر ۳۱۵۷۳۴ زیادہ ہیں۔ گذشتہ سال اس کے ترجمہ میں گیارہ نئی زبانوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اب تک جتنی زبانوں میں بائیبل شائع کی جا چکی ہے۔ ان کی مجموعی تعداد ۶۷۸ ہے۔ ہمارے "علمائے کرام" کو تو اس قسم کے معاملات سے کچھ سروکار ہی نہیں مسلمانوں کو کافر بنانے کا "اہتمم بالشان" کام ان کے سامنے ہے۔ وہ اس میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ لیکن یہ اعداد و شمار صحیح الخیال مسلمان نوجوانوں کی توجہ کے قابل ضرور ہیں۔

جب کسی معقول و شریف آدمی کی طرف سے بیہودگی بداخلاقی اور شرارت کی تائید و حوصلہ افزائی ہو۔ تو بہت رنج ہوتا ہے۔ معاصر "مدینہ" بجنور کو متعدد امور میں شدید اختلاف کے باوجود ہم ایک شریف سنجیدہ اور معقول اخبار سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب کبھی اس سے ایسی کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے۔ ہمیں قدرتی طور پر رنج ہوتا ہے۔ "مدینہ" کی ۷ اردسمبر کی اشاعت کے ایک شذرہ میں احراریوں کی نام نہاد تبلیغی کانفرنس کو "پرامن" "سکون پرور اور کامیاب جلسے" قرار دیا ہے۔ افسوس ہمارے معزز معاصر کو اس اجتماع کے متعلق صحیح اطلاعات نہیں ملیں۔ "پیغام صلح" کا نمائندہ وہاں خود گیا۔ اور ہم اپنی مستند معلومات کی بنا پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ ایک مجنونانہ اشتعال۔ گندے اشعار۔ بازاری نعرے۔ گالیوں اور دل آزار جملوں سے پر تقریریں اس کانفرنس کی سب سے نمایاں خصوصیات تھیں۔

جو گیت اور نظمیں احراری کانفرنس کے پنڈال میں بار بار گائی گئیں اور علمائے کرام نے بار بار خوش ہو کر ان کی داد دی۔ اگر دفتر "مدینہ" کے سامنے گائی جائیں۔ تو اس کا مہذب عملہ غالباً ایک لمحے کے لئے بھی ان کو نہ سن سکے۔ نہ صرف قادیانی جماعت بلکہ لاہوری احمدیوں کے متعلق اس قدر دل آزار۔ اشتعال انگیز اور غیر مہذب الفاظ استعمال کئے گئے۔ کہ فاضل مدیر "مدینہ" اپنے کسی شدید سے شدید دشمن کے لئے اس کا دسواں حصہ بھی استعمال کرنا اخلاقی موت سمجھیں۔ وہاں جو تقریریں ہوئیں۔ ان میں سے اکثر ایسی تھیں۔ اگر ان کو حرف بحرف قلمبند کر کے دفتر "مدینہ" میں بھیج دیا جائے۔ تو ہمارا معاصر ان میں سے ایک کو بھی اپنے قیمتی کالموں میں درج کرنے پر آمادہ نہ ہو۔

مسئلہ نبوت کے متعلق قادیانی حضرات سے ایک فیصلہ کن بات

(از جناب عبیداللہ صاحب سیکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن وزیر آباد)

الفضل مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۳۴ء میں ایک صاحب مولوی عبدالمالک کا ایک مضمون شائع ہؤا ہے۔ جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ مبائعین حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کا نبی یقین کرتے ہیں۔ لیکن غیر مبائعین حضرت مسیح موعود کو مجدد اور محدث مانتے ہیں۔ میری نظر سے گذرا۔

انہوں نے ہمارے سامنے ایک فیصلہ کی آسان راہ پیش کی ہے جو کہ بقول ان کے یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی صداقت پر جو دلائل پیش کئے ہیں۔ وہ نبیوں کے دلائل ہیں۔ اس واسطے ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی یقین کرتے ہیں۔

مجھے تو ان کی عقل پر رونا بھی آتا ہے اور ہنسی بھی آتی ہے کہ اللہ اللہ وہ قوم جن کو حضرت مسیح موعودؑ نے خدائی علم دیا تھا۔ آج ایسی بہکی بہکی اور مجہول باتیں کرنے لگی ہے جسے سن کر ایک بچہ کو بھی ہنسی آجاتی ہو۔ مولوی صاحب۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک نبوت جاری بھی ہے یا کہ نہیں اور یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک نبوت جاری ہے تب تو بات بھی ہو سکتی تھی۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک نبوت بند ہے تو آپ نے جو قلعہ آیات کی دیواروں پر کھڑا کیا ہے وہ خود بخود دھم سے نیچے آپڑتا ہے۔ میں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود کی دو آخری تحریریں پیش کرتا ہوں۔ جہاں پر آپ نے فرمایا ہے کہ نبوت قطعی بند ہے۔ اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔ اور یہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے۔ اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔" (الوصیت صفحہ ۱۰ ۱۹۰۵ء)

والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم
لا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ
ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء صفحہ ۶۴)

ترجمہ:- اور نبوت بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منقطع ہوگئی اور نہیں کوئی کتاب بعد فرقان کے اور وہ پہلے صحیفوں سے بہتر ہے اور نہیں کوئی شریعت بعد شریعت محمدیہ کے۔

ان دونوں حوالہ جات سے یہ صاف ثابت ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو چکی ہے اور آپ کے بعد نبوت جاری نہیں ہے اب جب یہ ثابت ہوگیا ہے کہ نبوت بند ہو گئی ہے تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اس امت میں کونسی چیز جاری ہے تو خود حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں اس امت میں محدثیت جاری ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ محدثیت ایک قسم کی جزوی نبوت ہے۔ پھر شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں کہ اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اسی لئے اس شریعت میں نبی کے قائمقام محدث رکھے گئے ہیں۔

اب جب یہ ثابت ہوگیا کہ اس امت میں نبی کا قائمقام محدث ہے تو پھر جو دلائل صداقت کے نبیوں کے لئے ہونگے وہی محدثوں کیلئے ہونگے نہ کوئی اور۔

اسی واسطے جناب میاں صاحب بھی خود ۱۹۱۱ء تک آیت ما کنا معذبین...... رسولاً کو مجدد پر چسپاں کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ آپ کا ایک مضمون الحکم قادیان ۹ک و ۱۰ک جلد ۱۵ صفحہ ۵ کالم ۲ مورخہ ۲۱ و ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء کو زیر عنوان "عذاب الٰہی سے بچو" شائع ہؤا جس میں آپ نے تحریر کیا ہے۔

" اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے من اھتدیٰ ...... رسولاً۔ یعنی جس نے ہدایت پائی ...... اور یہ ہم عذاب نہیں کیا کرتے۔ مگر پہلے اس کے اپنا رسول بھیج لیتے ہیں پس موجودہ زمانہ کی تباہیوں اور ہلاکتوں کو دیکھ کر کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس زمانہ میں بھی کوئی مامور ضرور آیا ...... پس کیوں لوگ اپنی جانوں پر رحم نہیں کرتے اور اس صدی کے مجدد کو قبول نہیں کرتے۔ کیا وجہ ہے کہ پہلے زمانہ میں تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی گمراہی کے وقت مامور بھیجا تھا۔ لیکن اب نہیں بھیجا۔ کیا اللہ تعالیٰ کا رسول سے وعدہ نہ تھا۔ کہ ہر صدی کے سرے پر مجدد آیا کرینگے۔ پھر اس صدی کے سر پر کیوں مجدد نہ آیا۔ آیا اور ضرور آیا۔ مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔"

امید ہے۔ اب مولوی صاحب کی سمجھ میں اچھی طرح آگیا ہوگا۔ کہ یہ آیت مجدد، محدث اور نبی پر بھی یکساں چسپاں ہو سکتی ہے اور پھر خود جناب میاں صاحب کی گواہی موجود ہے۔ اب مجھے امید ہے کہ آپ کو اپنے اعتراض کی لغویت کا اچھی طرح احساس ہو گیا ہوگا۔

آگے آپ نے جو دوسری آیت لو تقول علینا ...... پیش کی ہے اس کی تشریح تو خود حضرت مسیح موعودؑ نے کر دی ہے آپ اربعین ۳ صفحہ ۶ پر فرماتے ہیں:-

"کہ یہ دعوےٰ منجانب اللہ ہونے کا اور مکالمات الٰہیہ کا قریباً ۳۰ برس سے ہے اور اکیس برس سے براہین احمدیہ شائع ہے۔"

یہاں پر آپ نے اس آیت کو ایک مامور کی صداقت کے لئے پیش کیا ہے۔ جس کا دعوےٰ منجانب اللہ الہام پانے کا ہو۔ خواہ نبی ہو یا غیر نبی۔ فلا اعتراض۔

تیسری آیت جو آپ نے پیش کی ہے یعنی عالم الغیب فلا ...... من رسول۔ اس کی تشریح بھی خود حضرت مسیح موعودؑ نے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۲۲ پر فرمائی ہے۔ لا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہے۔

اب تو آپ کو اپنے اعتراض کی لغویت کا اچھی طرح پتہ لگ گیا ہوگا۔ کہ یہ تمام آیات محدث، مجدد اور نبی کی صداقت کے لئے ہیں اور خود حضرت مسیح موعودؑ اور جناب میاں صاحب کی شہادتیں موجود ہیں۔ جن کو آپ جھٹلا بھی نہیں سکتے۔

اسی طرح چوتھی آیت میں رسل سے مراد محدث ہی ہو سکتا ہے فلا اعتراض۔

اب میں سب سے اخیر میں مولوی صاحب کی ایک اور غلطی بھی بتانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے تجلیات اللہ کے صفحہ ۹ کی عبارت نقل کی ہے۔ جہاں پر لفظ نبی لکھا ہؤا ہے لیکن آپ نے لفظ نبی کو تو لے لیا لیکن اس کی تشریح کو عمداً چھوڑ دیا۔ یہ وہی بات ہے جس کی طرف قرآن شریف نے کہا تھا کہ وہ بعض حصوں پر عمل کرتے ہیں۔ بعض کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی حال اس وقت قادیانی جماعت کا ہے۔ وہ تشریح حسب ذیل ہے:-

"نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے کیونکہ شریعت آنحضرت صلعم پر ختم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر بھی نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔ جب تک اس کو امتی نہ کہا جاوے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت کی پیروی سے پایا۔ نہ براہ راست۔"

اور پھر حضرت مسیح موعودؑ نے "امتی نبی" کے معنے بھی خود ہی کر دیئے ہیں۔ چنانچہ آپ ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۲۶۶ و ۲۶۷ پر فرماتے ہیں:-

"سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت کی اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو ایک شان نبوت ہی رکھتی ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔"

اب میں حضرت مسیح موعودؑ کا اصلی دعوےٰ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تا کہ دنیا پر حقیقت ظاہر ہو جائے وھو ہذا

(۱) "چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اس احقر کے اور کس نے دعوےٰ کیا ہے اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی اور ملہم ہونے اور مامور ہونے کا دعوےٰ کیا۔ تو اس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے جس نے ایسا دعوےٰ کیا ہو اور خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوےٰ سے کچھ بڑا نہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰)

(۲) " اور حقیقت میں ابتدا سے یہی مقرر ہے کہ مسیح اپنے وقت کا مجدد ہوگا۔" (ازالہ اوہام طبع دوم صفحہ ۳۰)

(۳) "سوال:- رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ الجواب:- نبوت کا دعوےٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے ...... اس کو اگر مجازی نبوت قرار دیا جاوے ...... تو اس سے کیا نبوت کا دعویٰ لازم آگیا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱، ۴۲۲)

(۴) "اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے۔ جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگادے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے ...... غرض نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صفحہ ۲۹۸)

(۵) " اور میں ہی ایک وہ شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعوےٰ کیا ...... تب تک میرا ہوئے ثابت ہے کہ وہ مسیح موعودؑ جو آخری زمانہ کا مجدد ہے۔ وہ میں ہوں۔" (حقیقت الوحی صفحہ ۱۹۴)

(۶) "آنحضرت صلعم سے لیکر شاہ ولی اللہ تک مقدس لوگوں نے الہام پا کر پیشگوئی کی تھی۔ کہ وہ آنے والا مسیح موعودؑ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔ (مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صفحہ ۱۰۴)

(۷) " بھلا یہ تو بتلاؤ۔ کہ حضرت آدمؑ سے لیکر آنحضرت صلعم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں۔ اگر تم یہ بتا دو تو ہم مجدد بتلا دینگے ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا اور یہ بھی اہل سنت کا متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔" (حقیقت الوحی صفحہ ۱۹۳)

(۸) " اگر درمیانی زمانہ میں یہ غلطیاں شروع نہ ہوتیں۔ تو مسیح موعودؑ کا آنا فضول تھا۔ اور انتظار کرنا بھی فضول تھا۔ کیونکہ مسیح موعودؑ مجدد ہے (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴)

(باقی لوٹ میں)

حضرت مسیح موعودؑ

ایک ہندو اخبار نویس کی نظر میں

مجھے افسوس ہے کہ لالہ دینا ناتھ صاحب ایڈیٹر اخبار "دیش" و "ہندوستان" کی یہ روایت اس سے پیشتر شائع نہ کر سکا۔ لالہ دینا ناتھ ایک کامیاب اخبار نویس ہیں۔ . . . سی جولائی میں مجھے لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ . . وہ حسب معمول نہایت محبت و اکرام سے ملے۔ اور اثنائے گفتگو میں میرے استفسار کے بغیر انہوں نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے دل میں مرزا صاحب (حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی کس قدر عظمت ہے؟ میں ان کا مقام اور مرتبہ بہت عظیم الشان سمجھتا ہوں۔ اگرچہ ان کے دعاوی کے متعلق علم النفس کی رو سے میں یہ مانتا ہوں کہ ان کو سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ لیکن ایک مہاپرش اور روحانی آدمی کے لحاظ سے بہت بڑے مرتبہ کے انسان تھے۔ اور میرا یہ عقیدہ اُن کے متعلق ایک واقعہ سے ہوا۔ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء کو آپ جانتے ہیں۔ اور مولوی فضل الدین صاحب وکیل کو بھی۔ حکیم صاحب کے مکان پر اکثر دوستوں کا اجتماع شام کو ہوا کرتا تھا۔ میں بھی وہاں چلا جاتا تھا۔ ایک روز وہاں کچھ احباب جمع تھے اتفاق سے مرزا صاحب کا ذکر آگیا۔ ایک شخص نے ان کی مخالفت شروع کی۔ لیکن ایسے رنگ میں کہ وہ شرافت و اخلاق کے پہلو سے گری ہوئی تھی۔ مولوی فضل الدین صاحب مرحوم کو یہ سُن کر بہت جوش آگیا۔ اور انہوں نے بڑے جذبہ سے کہا کہ میں مرزا صاحب کا مرید نہیں ہوں ان کے دعاوی پر میرا اعتقاد نہیں اس کی وجہ خواہ کچھ ہو۔ لیکن مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت اور اخلاقی کمال کا میں قائل ہوں۔

میں وکیل ہوں اور ہر قسم کے طبقہ کے لوگ مقدمات کے سلسلہ میں میرے پاس آتے ہیں۔ اور ہزاروں کو میں نے اس سلسلہ میں دوسرے وکیلوں کے ذریعہ بھی دیکھا ہے بڑے بڑے نیک نفس آدمی جن کے متعلق کبھی وہم بھی نہیں آسکتا تھا کہ وہ کسی قسم کی نمائش یا ریاکاری سے کام لیں گے۔ اُنہوں نے مقدمات کے سلسلے میں اگر قانونی مشورہ کے ماتحت اپنے بیان کو تبدیل کرنے کی ضرورت سمجھی بلا تامل بدل دیا۔

لیکن میں نے اپنی عمر میں مرزا صاحب ہی کو دیکھا ہے جنہوں نے سچ کے مقام سے قدم نہیں ہٹایا۔ میں ان کے ایک مقدمہ میں وکیل تھا اس مقدمہ میں میں نے ان کے لئے ایک قانونی بیان تجویز کیا۔ اور ان کی خدمت میں پیش کیا اُنہوں نے اسے پڑھ کر کہا کہ اس میں تو جھوٹ ہے میں نے کہا کہ ملزم کا بیان حلفی نہیں ہوتا اور قانوناً اسے اجازت ہے کہ جو چاہے۔ وہ بیان کرے اس پر آپ نے فرمایا قانون نے اسے یہ تو اجازت دے دی ہے کہ جو چاہے بیان کرے۔ مگر خدا تعالیٰ نے تو اجازت نہیں دی کہ وہ جھوٹ بھی بولے اور نہ قانون ہی کا یہ منشاء ہے۔ پس میں کبھی ایسے بیان کے لئے آمادہ نہیں ہوں جس میں واقعات کا خلاف ہو میں صحیح صحیح امر پیش کروں گا۔

مولوی صاحب کہتے تھے کہ میں نے کہا کہ آپ جان بوجھ کر اپنے آپ کو بلا میں ڈالتے ہیں اُنہوں نے فرمایا جان بوجھ کر بلا میں ڈالنا یہ ہے کہ میں قانونی بیان دے کر نا جائز فائدہ اُٹھانے کے لئے اپنے خدا کو ناراض کر لوں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا خواہ کچھ بھی ہو۔

لالہ دینا ناتھ صاحب بیان کرتے تھے کہ مولوی فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے ایسے جوش سے بیان کیں کہ ان کے چہرہ پر ایک خاص قسم کا جلال اور جوش تھا میں نے یہ سُن کر کہا کہ پھر آپ کو میری وکالت سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا اس پر اُنہوں نے فرمایا کہ

"میں نے کبھی وہم بھی نہیں کیا کہ آپ کی وکالت سے فائدہ ہوگا یا کسی اور شخص کی کوشش سے فائدہ ہوگا۔ اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی مخالفت تباہ کر سکتی ہے۔ میرا بھروسہ تو خدا پر ہے۔ جو میرے دل کو دیکھتا ہے۔ آپ کو وکیل اس لئے کیا ہے کہ رعایت اسباب ادب کا طریق ہے۔ اور میں چونکہ جانتا ہوں کہ آپ اپنے کام میں دیانت دار ہیں اس لئے آپ کو مقرر کر لیا ہے۔"

مولوی فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ میں نے پھر کہا کہ میں تو یہی بیان تجویز کرتا ہوں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ نہیں جو بیان میں خود لکھتا ہوں نتیجہ اور انجام سے بے پروا ہو کر وہی داخل کرو اس میں ایک لفظ بھی تبدیل نہ کیا جائے۔ اور میں پورے یقین سے آپ کو کہتا ہوں کہ آپ کے قانونی بیان سے وہ زیادہ مؤثر ہوگا۔ اور جس نتیجہ کا آپ کو خوف ہے وہ ظاہر نہیں ہوگا۔ بلکہ انجام انشاء اللہ بخیر ہوگا اور اگر فرض کر لیا جائے کہ دنیا کی نظر میں انجام اچھا نہ ہو یعنی مجھے سزا ہو جائے تو مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ کیونکہ میں اس وقت اس لئے خوش ہوں گا۔ کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی۔ لالہ دینا ناتھ کہتے تھے کہ مولوی فضل الدین صاحب نے بڑے جوش اور اخلاص سے اس طرح پر مرزا صاحب کا ڈیفنس پیش کیا۔ اور کہا کہ اُنہوں نے بغیر قلم برداشتہ اپنا بیان لکھ دیا۔ اور خدا کی عجیب قدرت ہے کہ جیسا وہ کہتے تھے۔ اسی بیان پر وہ بری ہو گئے۔

مولوی فضل الدین صاحب نے ان کی راست بازی اور راستبازی کے لئے ہر قسم کی مصیبت کو قبول کر لینے کی جرأت اور بہادری کا ذکر کر کے حاضرین مجلس پر ایک کیف آور حالت پیدا کر دی۔ اس پر بعض نے پوچھا کہ آپ پھر مرید کیوں نہیں ہو جاتے۔ تو اُنہوں نے کہا کہ میرا ذاتی فعل ہے۔ اور تمہیں یہ حق نہیں کہ سوال کرو۔ میں انہیں ایک کامل راست باز یقین کرتا ہوں اور میرے دل میں ان کی بہت بڑی عظمت ہے۔

لالہ دینا ناتھ نے یہ قصہ بیان کرنے کے بعد کہا کہ اس دن سے میرے دل میں بھی ان کی عظمت ایک روحانی مہاپرش کی ہے۔ گو میں ان کے دعاوی کو یہ سمجھتا ہوں کہ نفس انسانی کی ترقیات میں ایسے مغالطہ لگ جایا کرتے ہیں۔ (ماخوذ)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۱۴ر نومبر کی شب کو تشریف لے آئے ہیں اور عنقریب باہر دوروں پر روانہ ہو جائیں گے۔

— ہمارے مکرم دوست سید عابد علی شاہ صاحب (عراق) کے فرزند ارجمند سید مظفر علی شاہ صاحب کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ جس کی خوشی میں شاہ صاحب نے مبلغ دو روپے سپین فنڈ میں عطا فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ

— یہ خبر بھی نہایت مسرت سے سنی جائیگی۔ کہ چودھری رحمت خاں صاحب بذر امین انجمن کے ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا۔ اور انہوں نے اس خوشی میں مبلغ دو روپے اشاعت اسلام فنڈ میں عنایت فرمائے۔ جزاک اللہ

— یہ سطور لکھی جا رہی تھیں کہ شملہ سے شیخ اسلام الدین صاحب خلف الرشید جناب شیخ الہ دین صاحب احمدی، ریڈر گورنمنٹ آف انڈیا پریس شملہ کا خط موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صاحبزادے شیخ جلال الدین صاحب کے گھر فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔

— پیغام صلح:- ہم جناب شاہ صاحب اور بذر صاحب اور شیخ صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین ثم آمین۔

— گذشتہ ہفتہ مسلم ہائی اسکول لاہور کی ہاکی اور فٹ بال کی ٹیمیں زیر سرکردگی جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مالیر کوٹلہ گئیں اور وہاں انٹرمیڈیٹ کالج کی ہر دو ٹیموں سے مقابلہ ہوا۔ شہر کے بہت سے رؤسا اور معززین دیکھنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ فٹ بال میں مسلم ہائی اسکول کی ٹیم برابر رہی۔ اور ہاکی میں ایک گول سے جیت گئی۔ (الحمد للہ۔ مبارکباد)

— احباب دھرم کوٹ بگہ (تحصیل بٹالہ) کا ذکر اس سے قبل اخبار میں آچکا ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل کے وہاں جانے سے پیشتر ہمارے قابل عزت دوست شیخ عبدالحق صاحب آڈیٹر دہلی اسجگہ تشریف لے گئے۔ وہاں ان کا ایک کامیاب لکچر ہوا۔ جس میں انہوں نے مکفر مولویوں کی غلط بیانیوں کی تردید کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کو چودھویں صدی کا مجدد ثابت کیا۔ قادیانی حضرات تو اس لیکچر میں شریک نہ ہوئے لیکن غیر از جماعت اصحاب نے اس کو بڑے شوق سے سنا۔ اور اس سے متاثر ہو کر علی الاعلان کہا۔ کہ لاہوری جماعت کے عقائد سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ نیز حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی بہت بڑی حد تک ذمہ دار قادیانی جماعت ہے اور احراری لوگ جماعت لاہور کی جو مخالفت کر رہے ہیں وہ سراسر ناجائز ہے۔

— شیخ عبدالحق صاحب کئی ماہ سے شدید علیل تھے اب انہیں نمایاں طور پر افاقہ ہے صرف کمزوری باقی ہے۔ تبدیل آب و ہوا کے لئے وہ اپنے وطن بٹالہ تشریف لے گئے تھے اس فرصت کو انہوں نے غنیمت جانا۔ اور باوجود نقاہت کے خدمت دین کے لئے دھرم کوٹ بگہ پہنچ گئے۔ تمام دوست ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

— جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں۔

— جناب مولوی عبد الرحمان صاحب پنشنر حال مقیم دہلی کے سترہ سالہ صاحبزادہ کو زینہ سے گرنے کے باعث سخت چوٹیں آئی ہیں جن کی وجہ سے وہ تشنج اور بے ہوشی کے دوروں میں دن میں کئی بار مبتلا ہو جاتے ہیں۔

— جناب ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار راولپنڈی ابھی تک بدستور علیل ہیں۔

— مولوی احمد صاحب کی طبیعت کئی روز سے خراب ہے۔

— جماعت کے اور بھی بہت سے دوست بیمار ہیں ان سب کے لئے درد دل سے دعائے صحت کی جائے۔

— چودھری تاج الدین صاحب سکنہ ویروالا تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کنٹری سے سفید پوش ہو گئے تھے مگر ان کے ایک مخالف نمبردار نے ان کے خلاف اپیل کی ہے۔ چودھری صاحب کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

— ہمارے معزز دوست جناب چودھری محمد حسین خان صاحب انسپکٹر دیہی کو آپریشن پنجاب لاہور کی خورد سالہ بچی مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئی۔ (انا للہ) میت کو بذریعہ لاری آپ کے وطن چنیوٹ لیجایا گیا۔ ہمیں اس حادثہ میں چودھری صاحب، آپ کی بیگم صاحبہ اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۳

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۹؍شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۷؍نومبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۷۴

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ۲۶؍نومبر کی شب کو پشاور تشریف لے گئے ایک ہفتہ تک واپسی عمل میں آئے گی۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۲۴؍نومبر کو راولپنڈی جہلم کے دورے پر تشریف لے گئے۔ یکم دسمبر تک واپسی کی توقع ہے

— گذشتہ جولائی میں ملک البانیہ (یورپ) سے ایک نوجوان دوست مسٹر شریف دینی تعلیم کے لئے لاہور تشریف لائے اور اپنے کام میں مصروف ہیں۔ اس قلیل عرصہ میں انگریزی اور اردو زبان میں خاصی دسترس پیدا کر لی ہے اس ہفتہ البانیہ ہی سے دو اور نوجوان دوست مسٹر خلیل اور مسٹر ایوب دینی علوم کے حصول کے لئے تشریف لائے ہیں۔ تمام احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان باہمت نوجوانوں کو اپنے نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

— ہمارے قابل عزت دوست جناب چودھری محمد حسین خانصاحب انسپکٹر ورنیکولر ایجوکیشن لاہور رینج کی خورد سالہ صاحبزادی کا چند روز ہوئے انتقال ہو گیا تھا۔ نے پیغام صلح کو کسی مستحق شخص کے نام اخبار جاری کرنے کے لئے پانچ روپے عنایت فرمائے ہیں۔ تاکہ اس صدقہ جاریہ کا ثواب بچی کی روح کو پہنچے۔ جزاک اللہ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ موصوف کو صبر جمیل اور بہترین نعم البدل عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

— عبداللہ خاں صاحب قلعی گر ریاست جنیبہ قادیانی جماعت سے قطع تعلق کر کے جماعت لاہور میں شامل ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ ان کا مفصل اعلان آئندہ پرچہ میں شائع کیا جائیگا۔

— انجمن کے متعدد مبلغ آج کل مختلف علاقوں کا دورہ کر رہے ہیں۔

— جناب ڈاکٹر محمد جمال صاحب اسسٹنٹ سرجن علی پور ضلع مظفر گڑھ سے تبدیل ہو کر بحیثیت ہوس سرجن میو ہسپتال لاہور تشریف لے آئے ہیں

— ہمارے محترم دوست جناب شیخ محمود جان صاحب سیالکوٹ (برادر شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآبادی) لبارضہ کاربنکل علیل ہیں حال ہی میں اپریشن ہوا ہے تمام احباب اس حقیقی و محترم بھائی کے لئے خلوص دل سے دعا کریں حضرت امیر ایدہ اللہ نے خاص طور پر تاکید فرمائی ہے

— جناب محمد عبداللہ صاحب ٹیچر اسلامیہ سکول راولپنڈی تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے بھائی میر عبدالرشید صاحب کا سات سالہ صاحبزادہ عزیز محبوب احمد لبارضہ ٹپ محرقہ سے بیمار ہے۔ دعا کی جائے۔

— جناب ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار راولپنڈی بھی ابھی تک علیل اور مشکلات میں مبتلا ہیں ان سب کیلئے دردِ دل سے دعا کیجائے

— حکیم محمد حسن صاحب لائل پور سے اطلاع دیتے ہیں کہ جناب شیخ مولا بخش صاحب کی سعی سے ۲۲؍نومبر کو ایک نوجوان عیسائی مسمی جین ولد سادن بعمر تقریباً ۳۰ سال برضا و رغبت مسلمان ہوا۔ اسلامی نام بشیر احمد رکھا گیا۔

— پیغام صلح :- اللہ تعالےٰ ہمارے اس نئے بھائی کو استقامت اور شیخ صاحب موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

— جلسہ نمبر کی تیاری کے لئے اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے جن احباب کا چندہ خریداری ختم ہو چکا ہے۔ بعض کے نام وی پی ارسال کئے گئے ہیں۔ وہ بہت جلد توجہ فرمائیں

— جن اصحاب کی خدمت میں جلسہ نمبر کے لئے مضامین و پیغامات کی درخواست کی گئی ہے وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر عنایت فرما دیں

جلسہ نمبر کے متعلق ضروری اعلان

جلسہ نمبر کی اطلاع گذشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے اسکی تیاری شروع ہو چکی ہے بزرگان سلسلہ اور ہندو مسلم اکابر سے مضامین حاصل کئے جا رہے ہیں اور ہر ممکن کوشش کی جائیگی کہ یہ نمبر گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ شاندار، دلچسپ اور مفید ہو اس کی ترتیب گذشتہ نمبروں کی نسبت زیادہ بہتر ہوگی۔ بہترین و مؤثر پیغامات و مضامین کے علاوہ امسال بہت سی ایسی چیزوں کا اضافہ کیا جائیگا۔ جو اس سے قبل کبھی بھی پیغام صلح میں شائع نہیں ہوئیں۔

جلسہ سالانہ ہمارا قومی دربار ہے۔ اس کے ساتھ قوم کی بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ جلسہ نمبر کی اشاعت کا مقصد وحید اس دینی اجتماع کو کامیاب بنانا ہے لہذا یہ نمبر جلسہ سالانہ کے کام ہی کا ایک اہم حصہ ہے احباب کا فرض ہے کہ وہ اس کار خیر میں کارکنان پیغام صلح کو ہر ممکن امداد دیں مضمون نگار حضرات نہایت مؤثر اور مختصر مضامین لکھ کر ارسال فرمادیں اپنے شہروں اور علاقوں کے سرکردہ ہندو مسلم رہنماؤں کے پیغامات حاصل کر کے بھیجیں۔ جلسہ نمبر کی زائد کاپیاں خرید کر اپنے غیر از جماعت احباب اور رشتہ داروں میں تقسیم کریں۔ قیمت کا اعلان انشاءاللہ آئندہ پرچے میں کر دیا جائیگا۔

آئندہ پرچہ

۳؍دسمبر کو شائع ہوگا۔ یہ ماہوار ایڈیشن کی بجائے معمولی پرچہ ہوگا۔ اس کمی کی تلافی جلسہ نمبر میں خاطر خواہ طور پر کر دی جائے گی۔

حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق ہمارا اعتقاد

مولوی ظفر علی خان کا بہتان عظیم

۲۴ نومبر کے "زمیندار" میں مولوی ظفر علی خاں صاحب نے حضور ملک معظم اور کل مسیحی دنیا کے نام ایک مکتوب مفتوح شائع کیا ہے جس میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے حضرت مریمؑ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو معاذ اللہ حرام کا ٹھہرایا ہے۔ اس کے ثبوت میں انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی بعض عبارات بھی نقل کی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل پیرا ہو کر اس قدر کتر بیونت سے کام لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے اصل مفہوم اور ان کے عقیدہ کو بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا گیا ہے مثال کے طور پر دو عبارات پیش کی جاتی ہیں:۔

(۱) مولوی ظفر علی خانصاحب نے حضرت مرزا صاحب کی کتاب چشمہ مسیحی صفحہ ۱۵ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:۔

"مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تاکہ وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا۔ اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ بعد مریم کے بیٹا پیدا ہوا۔"

افسوس ہے کہ اس عبارت کے نقل کرنے میں مولوی ظفر علی خاں نے خطرناک بد دیانتی سے کام لیا ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت مریم علیہا السلام پر (معاذ اللہ) زنا کا کھلا ہوا الزام لگایا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو (معاذ اللہ) ولد الزنا قرار دیا ہے حالانکہ اس سے پہلے کا فقرہ اسی بات کو ثابت کر رہا ہے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کا اپنا اعتقاد نہیں۔ بلکہ انجیل پر اعتراض ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"یہ لوگ اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے اور نہیں دیکھتے کہ انجیل کس قدر اعتراضات کا نشانہ ہے۔ دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے۔ کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تھا ......"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی ظفر علیخاں صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے وہ حضرت مرزا صاحب کا اپنا اعتقاد نہیں۔ بلکہ انجیل پر اعتراض ہے۔ اپنا اعتقاد انہوں نے اسی صفحہ پر آگے چل کر بیان کیا ہے:۔

"ہم قرآن شریف کی تعلیم کی رُو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا۔ تا یہودیوں کو قیامت کا نشان دے"

کیا ان کھلے ہوئے الفاظ کے ہوتے ہوئے کوئی خدا ترس آدمی اس الزام کو صحیح قرار دے سکتا ہے۔ جو مولوی ظفر علی خاں نے حضرت مرزا صاحب پر لگایا ہے؟

(۲) دوسرا حوالہ ضمیمہ انجام آتھم کا ہے جس کے صفحہ ۹ کی حسب ذیل عبارت مولوی ظفر علی خانصاحب نے نقل کی ہے:۔

"ایسے ناپاک خیال متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اسے نبی قرار دیں"

اصل کتاب انجام آتھم کو کھول کر دیکھئے۔ وہاں اس عبارت سے پہلے آپ ذیل کے الفاظ لکھے ہوئے پائیں گے:۔

"ایسے ہی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سی گالیاں دی ہیں۔ پس اس طرح اس مردار اور خبیث فرقہ نے جو مردہ پرست ہیں ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ کہ ہم بھی ان کے یسوع مسیح کے کسی قدر حالات لکھیں۔ اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں۔ کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعوےٰ کیا۔ اور حضرت موسےٰ کا نام ڈاکو اور بٹ مار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ایسے ناپاک خیال متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ...."

کیا اس سے صاف ظاہر نہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں ان ... گالیوں کے جواب میں جو پادری فتح مسیح نے آنحضرت صلعم کو دیں۔ انجیل کے یسوع کا نقشہ کھینچا ہے۔ اور قرآن شریف کے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق ایسے الفاظ نہیں لکھے۔ مولوی ظفر علی خانصاحب نے ماقبل کی عبارت کو حذف کر کے مفہوم کو کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔

حیرت ہے۔ کہ مسیحی آنحضرتؐ کو خطرناک گالیاں دیں۔ "زانی" تک کے الفاظ آپؐ کے متعلق لکھیں۔ تو ان کو مولوی ظفر علی خانصاحب شیر مادر سمجھ کر پی جاتے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب اگر غیرت اسلامی سے مجبور ہو کر لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم کے ماتحت خود انہی کی انجیل سے ان کے یسوع کا نقشہ کھینچتے ہیں تو مولوی صاحب کی مسیحی غیرت جوش میں آجاتی ہے اور وہ ملک معظم کے حضور میں فریاد کرتے ہیں۔ کہ اے دین مسیحی کے محافظ! اٹھئے اور ان احمدیوں کو دار پر لٹکائیے۔ کہ انہوں نے "خداوند یسوع مسیح" کو گالیاں دی ہیں۔ کیا مولوی صاحب مہربانی فرما کر بتائیں گے۔ کہ انہوں نے مسیحیت کا بپتسمہ کب لیا تھا۔ کہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس سے بے پرواہ ہو کر خداوند یسوع کے لئے ان کی رگ حمیت پھڑک اٹھی ہے۔

خاکسار

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(بقیہ صفحہ ۲)

جاہل قوم کی طرح ذلیل اور خوار رہتے مسلمانان ہندوستان جو تعلیم میں پیچھے ہیں اور حکومت کے کسی ادارہ میں ان کو جگہ نہیں ملتی۔ کیونکہ تعلیم میں سبقت کی وجہ سے برادران وطن نے تمام اداروں اور دفتروں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ بھی علمبرداران تکفیر کی علمی برکات کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ انگریزی تعلیم حاصل کرنے کو کفر قرار دیتے تھے۔ علامہ شبلی مرحوم جو اعلےٰ پایہ کے مصنف اور وسیع الخیال اور متبحر عالم تھے۔ ان کے دل کو بھی تکفیر کے چرکوں نے زخمی کر رکھا تھا۔ غرض جو بھی مذہبی اور قومی کام کرتے ہیں ان کے خلاف کفر کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے اور بہت حد تک مسلمانوں کا شیرازہ تکفیر کی بھی وجہ سے پراگندہ ہے قرآن کریم کا حکم صاف الفاظ میں یہ ہے ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا۔ جو تم کو السلام علیکم کہے۔ ان کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ لیکن کیا ان مکفرین کے دل میں قرآن کریم کی عزت ہے کہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کے خوف سے تکفیر کے گناہ سے توبہ کریں اور قرآن و امت محمدیہ پر رحم کریں۔

نوجوانان اسلام کا فرض

لیکن مسلمان نوجوان یاد رکھیں کہ مکفرین اپنے اس خلق بد سے توبہ کرنے والے نہیں اور نہ ان کی موجودگی اور ان کی پیروی میں مسلمان متحد اور متفق ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اگر مسلمان نوجوانوں کے دلوں میں اسلام اور قوم کا درد ہے اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان قوم ایک ہو جائے اور ان میں اتحاد و اتفاق نظر آئے تو وہ اس صورت میں متحد ہو سکتے ہیں کہ ہر اس شخص کے فتووں سے بیزاری ظاہر کریں۔ جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے پر کفر کا فتوےٰ دیں۔ مسلمانوں کا اتحاد اگر ہو سکتا ہے تو صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہی ہو سکتا ہے۔ غضب ہے کہ ہندو گائے جیسے ایک کمزور حیوان پر جمع ہو سکتے ہیں اور مسلمان اپنے پاک رسول محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر متحد اور متفق نہیں ہوتے۔ جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کو مسلمان نہیں سمجھتا اور اس پر کفر کا فتوےٰ لگاتا ہے وہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔

حلقہ ہمدردان جامعہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے کارکن جامعہ کی آمدنی کا پائیدار اور قابل اعتماد مستقل انتظام اسے نہیں سمجھتے۔ کہ بنک میں سرمایہ جمع ہو یا ارباب حکومت کی طرف سے امداد ملے بلکہ تمام مسلمانوں کے دل میں اس قومی تعلیمگاہ کی جگہ ہو جائے اور وہ قطرہ قطرہ کر کے فیض و کرم کا دریا بہا دیں۔ جو بنکوں اور حکومتوں کے زوال کے بعد بھی جاری رہے۔

اس لئے حلقہ ہمدردان جامعہ قائم کیا گیا ہے

اور یہ کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو اس حلقہ میں شریک کیا جائے اور سب سے تھوڑی تھوڑی مستقل امداد ماہانہ یا سالانہ حاصل کر کے جامعہ کے مصارف کا انتظام کیا جائے یہ مرکزی ادارہ جو مسلمانوں کی قومی بیداری اور تعمیری کوششوں کی ایک یادگار ہے۔ اسی طرح قائم رہ سکتا ہے اور ترقی کر سکتا ہے۔ آپ کی فرض شناسی سے امید ہے کہ آپ حلقہ ہمدردان میں شرکت سے دریغ نہ فرمائیں گے۔ آپ کی امداد خواہ کسی قدر قلیل ہو۔ لیکن اس سے جامعہ کی مجموعی آمدنی میں معتد بہ اضافہ ہو جائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۶)

نے جامع مسجد دہلی میں ۱۸۹۱ء میں کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا۔ "دوسرے الزامات جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری ہے اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت کا انکاری ہے۔ یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے۔ جو دیگر اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔ اور میری کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام سے جو ایسے اعتراضات نکالے گئے ہیں۔ یہ نکتہ چینیوں کی سراسر غلطی ہے۔ اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں۔ کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص نبوت کا مدعی ہو۔ اس کو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ایسا ہی میں ملائکہ اور معجزات اور لیلۃ القدر کا قائل ہوں۔ الخ"

مولویوں کا طرز عمل

باوجود اس اقرار کے کسی ایک مولوی نے بھی اپنے گندہ طرز عمل سے رجوع نہ کیا۔ بلکہ کہا۔ تو یہی کہ یہ سب کچھ منافقت سے اعلان کیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد بھی گندہ دہنی سے باز نہ آئے اب فرمایئے۔ جن علماء کی جماعت میں منشی ظفر علی کھڑے ہیں انہوں نے کونسی گندی گالی چھوڑی ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں دی اہل حدیث مولوی جو اسلام کے ٹھیکیدار بنے پھرتے ہیں اس گندہ دہنی میں سب پیش پیش تھے۔ اب اگر ایسے ہمعصر مولویوں کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے مجبوراً کچھ سختی کی۔ تو وہ معذور تھے۔ جب ان لوگوں نے جامع مسجد دہلی میں سب مسلمانوں کے روبرو حلف اٹھانے پر بھی اپنی بدزبانی اور کفر بازی سے رجوع نہ کیا۔ تو سوائے اس کے اور کیا چارہ تھا۔ کہ ان کے ہی اپنے الفاظ ان پر دوہرائے جاتے جنہیں اب منشی ظفر علی قابل اعتراض سمجھتے ہیں۔ تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے سے پتہ لگتا ہے کہ بدزبانی اور سخت لفظ استعمال کرنے کی ابتدا مولویوں کی طرف سے ہوئی نہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے۔ منشی ظفر علی اور اس کے حامیوں کو کھلا چیلنج ہے کہ سخت الفاظ کی ابتدا حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے ثابت کریں۔

اس وقت کے حکام گورنمنٹ خوب جانتے تھے کہ زیادتی سراسر مولویوں کی ہے اس لئے انہوں نے جوابی تحریروں کو قابل اعتراض نہ سمجھا۔ اب ان مولویوں کی روحانی ذریت جس کے لیڈر منشی ظفر علی بنے ہوئے ہیں۔ نظم ونثر میں بدزبانی دکھا رہی ہے۔ سو اس کا جواب کچھ تو درگاہ الٰہی سے اسے مل رہا ہے اور باقی جواب الجواب بھی اسے ملتا رہیگا۔ ظلم کی ابتدا بھی کرنا اور پھر مظلوم بن کر چلانا دنیا کو اندھا بنانے کی کوشش ہے۔ گورنمنٹ کے پاس تمہارے ہیشروؤں کا پورا ریکارڈ موجود ہے اور وہ دیکھ سکتی ہے کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون؟

اسلام اور مُلّا ازم کی جنگ

نوجوانان سلسلہ کی قابل فخر انجمن ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور نے ٹریکٹوں کی اشاعت کا مفید سلسلہ شروع کیا ہے پہلا ٹریکٹ "اسلام اور ملا ازم کی جنگ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

وحدت واتحاد کی ضرورت واہمیت!

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ کسی قوم کی وحدت واتحاد ہی اس قوم کی ترقی اور سرسبز ہونے کا بنیادی پتھر ہے جس پر قومی عمارت کھڑی کی جاسکتی ہے۔ اس لئے قرآن وحدیث نے اتحاد واتفاق پر بہت زور دیا ہے اور باہمی جنگ اور اس کے نتائج سے احتراز کرنے کی بہت تاکید کی ہے اور ایک جگہ خانہ جنگی کو منافقین کا فعل قرار دیا ہے بأسهم بينهم شديد "ان کی آپس میں سخت جنگ ہے" اور دوسری جگہ خانہ جنگی کو بزدلی اور نامردی کا واحد سبب قرار دیا ہے۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم۔ غرض کسی قوم کی یہ سب سے بڑھ کر بیماری ہے کہ اس کے افراد یا جماعتیں اپنی ساری طاقتیں خانہ جنگی میں ہی خرچ کریں۔ اس سے کئی قسم کے نقصان ہوتے ہیں۔ قوم کا پیسہ قوم کا دماغ۔ قوم کا وقت سارا کا سارا اکارت جاتا ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ ساری طاقتیں قوم کے تعمیری کاموں میں خرچ ہوتیں۔ قوم کو تنزل اور ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنے پر خرچ ہوتی ہیں اور یہ طاقتیں کبھی فارغ ہی نہیں ہوتیں۔ کہ قوم کی تعمیر اور بہبودی پر خرچ ہوں۔ باقی قومیں اتفاق واتحاد کی برکات سے فائدہ اٹھا کر آگے بڑھ رہی ہیں۔ اور مسلمان افتراق وانتشار کی نحوست کے باعث رجعت قہقری کر رہے ہیں۔ جس کا واحد نتیجہ تباہی وبربادی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے

مسلمانوں کی خانہ جنگی کی سب سے بڑی وجہ تکفیر ہے۔

مسلمانوں کی فرقہ بندی خانہ جنگی باہم دشمنی کے اسباب بہت سے ہیں۔ لیکن سب سے اہم اور تفریق المسلمین میں سب سے زیادہ موثر سبب کلمہ گوؤں کی تکفیر ہے اس تکفیر کی لعنت نے مسلم قوم کی وحدت کو پاش پاش کر دیا ہے اور اسلامی اخوت کے رشتہ کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے طفیل قائم ہوا تھا۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور یہ ظلم نہ صرف مسلم قوم پر ہوا۔ بلکہ اسلام پر ہوا۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا جنہوں نے اپنی امت کی وحدت کی عمارت اسی کلمہ پر بنائی تھی۔ اور آج تکفیر کے علمبردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کر کے اس وحدت کی عمارت کو تکفیر کے زہریلے گولوں سے پاش پاش کر رہے ہیں اور یہ اللہ اور رسول بالفاظ دیگر اسلام سے جنگ ہے۔

واقعات کے رنگ میں تکفیر کے تباہ کن نتائج

تکفیر کی لعنت اور بدعت کا موجد فرقہ خوارج ہے سب سے پہلے اسلام میں یہ فتنہ خوارج نے اٹھایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کفر کا فتوے لگایا اور پھر ان کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے تلوار اٹھائی اور اس تکفیر کی وجہ قرآن کریم کی بعض آیات کی سمجھ میں اختلاف تھا۔ ورنہ قرآن دونوں جانتے تھے۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں جو جھگڑا تھا۔ حضرت علی نے حضرت معاویہؓ کی درخواست پر اس کیلئے ثالثوں کو تسلیم کر لیا۔ ثالثوں کا تقرر خوارج قرآن کے خلاف دیتے تھے اس لئے حضرت علی پر کفر کا فتوے لگایا اور بغاوت اختیار کی اور مسلمانوں میں تلوار چل گئی۔ تکفیر کے علمبردار خوارج کی سنت کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن کی بعض آیات کی تفسیر میں باہمی اختلاف کی بناء پر کلمہ گوؤں اور قرآن کے ماننے والوں کی تکفیر کر کے خوارج جیسا بلکہ اس سے بڑھ کر فتنہ پیدا کرتے ہیں اور اسلام کی وحدت کو توڑتے ہوئے اسلام سے جنگ کرتے ہیں۔

اسلامی ممالک میں تکفیر کی تباہ کاریاں

گذشتہ جنگ عظیم میں حجاز عراق شام کے عربوں نے ترکوں سے بغاوت کی اور غیر مسلم حکومتوں کی مدد کی۔ ترکوں کی شکست کی بڑی وجہ عربوں کی بغاوت تھی۔ اس بغاوت سے پہلے مکہ شریف میں ترکوں کے خلاف تکفیر کا فتوی تیار ہوا۔ اور انہیں کافر ٹھہرا کر ان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ جو ترکوں کی شکست پر منتج ہوئی اور جس کے نتائج آج خود عرب بھگت رہے ہیں۔ یہ سب تکفیر کی برکات ہیں۔

افغانستان میں دو مرتبہ بغاوت ہوئی اور امان اللہ خاں کی مخالفت میں ہوئی۔ پہلی مرتبہ کی بغاوت آٹھ ماہ رہی اور پھر فرو ہوئی دوسری مرتبہ کی بغاوت جس کی یاد ابھی تک تازہ ہے یہاں تک جاری رہی۔ کہ امان اللہ خاں معہ سارے کنبے کے ملک کو خیرباد کہہ گئے اور حکومت کو باغیوں کے حوالہ کر دیا۔ اس تمام سلسلہ بغاوت کا جو نقصان قوم افغان اور حکومت افغانستان کو پہنچا وہ ظاہر ہے ان دونوں بغاوتوں سے پہلے امان اللہ خاں پر کفر کا فتوے لگایا گیا اور پھر ان کے خلاف تلوار اٹھائی گئی اور وہ ملک سے بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ یہ تمام تباہیاں بھی تکفیر کی برکات ہیں جو تکفیر کے علمبرداروں کے ہاتھوں مسلمان قوم اور مسلمان حکومتوں پر نازل ہو رہی ہیں۔

ہندوستان کی حالت

ہندوستان میں جو اس قدر فرقے یا جماعتیں موجود ہیں۔ اور جن کے آپس میں روزمرہ کے جھگڑے ہو رہے ہیں اور اتحاد واتفاق اور باہمی رواداری سے محروم ہیں ان کے پاس تلوار ہوتی تو باہمی تکفیر کی بنا پر یہاں بھی افغانستان کی طرح خون کی ندیاں بہتیں اور تلوار کی خانہ جنگی سے ساری جماعتیں تباہ ہوتیں۔ مگر چونکہ غیروں کی حکومت ہے۔ تلوار ہاتھ میں نہیں ہے اس لئے یہاں صرف ایک دوسرے کو کافر وفاسق بناتے ہیں اور بائیکاٹ اور مقاطعہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور یہاں مسلمانوں کے لڑانے کے ان کے صرف تکفیر تفسیق اور مقاطعہ کے ذرائع ہیں۔

ہمدردان قوم پر ملانوں کے مظالم

جس کسی کے دل میں مذہب اور قوم کا درد ہوتا ہے اور جوش قلب سے مسلمانوں کی خدمت کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہی ان کی تکفیر اور تفسیق کا تختہ مشق ہوتا ہے اور اس کی قومی خدمت کے رستہ میں بھی تکفیر کے ٹھیکیدار روک ہوتے ہیں خود تو مسلمانوں کے کسی تعمیری کام کی اہلیت نہیں رکھتے۔ نہ ان کو توفیق ہوتی ہے لیکن جو مذہب اور قوم کی خدمت کی توفیق رکھتے ہیں اور خدمت بھی کرتے ہیں۔ انہیں خدمت کرنے نہیں دیتے اور طرح طرح کے ناجائز الزامات ان پر لگاتے ہیں۔ اور قوم کو اس کی اعانت اور مدد سے متنفر کرتے ہیں۔ سر سید احمد خانصاحب مرحوم پر کیا ان تکفیر کے ٹھیکیداروں نے کم ظلم کیا۔ کہ ان پر کفر کا فتوے ان ظالم مولویوں نے لگایا۔ اور طرح طرح کے برے ناموں سے ان کو یاد کیا۔ یہاں تک کہ مسلمان ان کی باتوں کے سننے کے لئے تیار نہ تھے۔ لیکن وہ اس قدر مضبوط دل وگردہ کے مالک تھے کہ انہوں نے ان فتووں کو پرپشہ کے برابر بھی وقعت نہیں دی اور ہمت واستقلال سے اپنے کام میں لگے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے نے ان کو کامیاب کر دیا اور یہ انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان انگریزی تعلیم سے بہرہ ور نظر آتے ہیں اور ہمسایہ قوم کے دوش بدوش چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر سر سید مرحوم کی تحریک مولویوں کی تکفیر کی وجہ سے فیل ہوتی اور نیز مسلمان قوم انگریزی تعلیم سے مولویوں کے فتووں کی وجہ سے محترز رہتے۔ تو آج مسلمان اس ملک میں ایک

خبریں

ہندوستان

— سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پر اکثر ہندوستانی لیڈروں نے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کا کوئی طبقہ بھی اس رپورٹ سے مطمئن نہیں ہے۔

— بمبئی ۲۱ر نومبر۔ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کے شائع ہونے پر بعض سرکردہ لیڈر ایک آل پارٹیز کانفرنس کے انعقاد پر غور کر رہے ہیں جو اس کے متعلق متحدہ قدم اٹھائے اور رپورٹ کی جزئیات میں ان مطالبات کے مطابق ترمیم کرائے۔ جو وائٹ پیپر کی اشاعت کے وقت سے پیش کئے جا رہے ہیں

— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے بعض سربر آوردہ رہنما اس وقت اس موضوع پر خط و کتابت میں مصروف ہیں۔

— ہندوستانی اخبارات بھی اس رپورٹ پر بے اطمینانی بلکہ شدید اضطراب کا اظہار کر رہے ہیں اور اکثر نے اس پر بہت سخت نکتہ چینی کی ہے۔

— ہندوستان کے بعض حلقوں میں سر عبد الحمید کے مستعفی ہونے پر افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور خیال ہے کہ حکومت ہند عنقریب آپ کو کسی کمیشن کا ممبر بنا دیگی یا اور کوئی عہدہ پیش کرے گی۔

— کانگریس پارلیمنٹری بورڈ اور ورکنگ کمیٹی کا ایک متحدہ اجلاس ۱۵ر دسمبر کو پٹنہ میں منعقد ہوگا۔ جس میں اس بات کا فیصلہ کیا جائیگا۔ کہ کانگریس کے کامیاب امیدواروں کا ا۔ بی میں لائحہ عمل کیا ہو۔

— پنجاب مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۲۵ر نومبر کو امرتسر میں بصدارت جناب نواب محمد شاہ نواز خانصاحب والئے ریاست ممدوٹ منعقد ہوا۔

— گذشتہ ہفتہ ناگپور میں موریس کالج کے سالانہ جلسہ کی تقریب میں مردوں اور عورتوں کے درمیان کرکٹ کا میچ ہوا جس میں عورتوں نے ۱۹ دوڑوں سے مردوں کو ہرا دیا۔

— سنٹرل ریلیف کمیٹی بہار کی مجلس انتظامیہ کا اجلاس ۵، ۷ر دسمبر کو پٹنہ میں منعقد ہوگا۔ کمیٹی کا عام اجلاس ۹ر دسمبر کو ہوگا۔ انعقاد اجلاس کی غرض و غایت یہ ہے کہ امدادی کام کے دائرہ کو سیلاب اور دیگر ارضی و سماوی آفات کے مصیبت زدگان کی امداد تک وسیع کر دیا جائے۔

— سر غلام حسین ہدایت اللہ سندھ کے زمیندار حلقہ سے اور سر عبد اللہ سہروردی بردوان ڈویژن کے دیہاتی حلقہ سے اسمبلی میں کامیاب ہو گئے۔

— کپور تھلہ ۲۲ر نومبر۔ مہاراجہ بہادر کپور تھلہ کا پوتا ایک اسپیشل ٹرین کے ذریعہ یہاں لایا گیا شاندار استقبال ہوا توپوں کی سلامی اتاری گئی۔

ممالک خارجہ

— دنیا کا سب سے پرانا اخبار "پیکین ماؤ" جو چین سے شائع ہوتا تھا بند ہو گیا۔ یہ اخبار ۱۳۴۱ء میں جاری ہوا تھا۔ ابتدا میں ... . . ریشم کے کپڑے پر چھپتا تھا۔

— سال رواں میں انگلستان کے اندر موٹر سازی کی صنعت میں غیر معمولی ترقی ہوئی۔ کارخانوں میں دن رات کام ہو رہا ہے۔ سال رواں کے ابتدائی نو ماہ میں موٹروں کی تعداد سال گذشتہ کی نسبت تیس ہزار زیادہ رہی ہے۔

— جریدۃ "الہدایہ" عراق رقمطراز ہے کہ عراق کے مدارس میں بہائی معلم اور معلمات نہایت آزادی سے طلبا اور طالبات پر اپنا اثر ڈال رہے ہیں۔ یہ لوگ علی الاعلان عربوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ اور بہائی مذہب کی اشاعت میں عیسائیوں کی طرح چالاکی سے کام لیتے ہیں۔ بہائی معلمات اپنے مذہب کی اشاعت کے ساتھ اجنبی پروپیگنڈا کی بھی ذمہ دار ہیں۔

— لندن ۲۲ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت کا ارادہ ہے کہ سلیکٹ کمیٹی کی سفارشات کو تمام کمال جدید بل میں شامل کر دیا جائے۔ جدید مسودہ قانون ماہ جنوری کے اختتام پر شائع کر دیا جائیگا بل کی دوسری قرات اوائل فروری میں ہوگی۔

— برطانیہ کے ہر ایک اخبار نے جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پر کچھ نہ کچھ تبصرہ کیا ہے ہر ایک کے افکار و آراء ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اکثر نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔

— احمد زوغو پاشا تاجدار البانیہ نے ایک اخباری ملاقات میں کہا کہ ہم عنقریب ترکی کی اسکیم کو اپنا نصب العین قرار دے کر کام شروع کرنے والے ہیں۔ ممدوح نے یہ بھی فرمایا کہ میں مسلمان ہوں اور رسول اکرمؐ کے نام پر کٹ مرنا باعث فخر و مباہات سمجھتا ہوں۔

— پیرس ۲۴ر نومبر۔ سر آغا خاں نے جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق فرمایا کہ رپورٹ کے مطالعہ سے مجھے ایک گونہ مایوسی ہوئی ہے۔ میں اس پر قرطاس ابیض کو ترجیح دیتا ہوں۔ لیکن باوجود اس کے میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس رپورٹ میں حکومت نے خود اختیاری کا آغاز کیا ہے

— لندن ۲۲ر نومبر۔ ۴ر دسمبر کو قدامت پسند پارٹی کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوگا جس میں پارلیمنٹری سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پر بحث و مباحثہ کیا جائیگا۔ مسٹر بالڈون خاص مقرر ہونگے۔

— ملک معظم نے اپنی افتتاحی تقریر میں سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کا خاص طور پر تذکرہ کیا۔

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلْحُ خَيْرٌ

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد ... ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۵ شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۷۵

دفتر اخبار پیغام صلح
احمدیہ بلڈنگس
لاہور۔ ۳ دسمبر ۱۹۳۴ء

برادر محترم اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

اس وقت میں آپکو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلانیکی اجازت چاہتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ اس پر آپ اپنی پہلی فرصت میں متوجہ ہو کر مجھے اور دیگر ارکان اخبار کو شکریہ کا موقع دینگے۔ گذشتہ دو تین نمبروں کے جناب کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ پچھلے سالوں کی طرح اس سال بھی ۱۵ دسمبر کو پیغام صلح کی ایک خاص اشاعت "جلسہ نمبر" کے نام سے شائع ہوگی جس کی غرض جماعت کے مقاصد کی تبلیغ اور اس کے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچانے کے سلسلہ احمدیت کی خدمات دینی کو مسلم پبلک کے سامنے احسن طریق پر پیش کرنا ہے۔ بزرگان سلسلہ نے "پیغام صلح" کے جلسہ نمبروں کو ہمیشہ بہت پسند فرمایا اور ان کے مفید و خوشگوار اثرات ہر سال نمایاں طور پر محسوس کئے جاتے ہیں۔ ہم ارکان پیغام صلح کوشش کر رہے ہیں کہ امسال یہ نمبر پہلے کی نسبت زیادہ شاندار دلچسپ اور مفید ہو اس کی ترتیب گذشتہ سالوں کی نسبت بہت اچھی ہوگی اس میں بہترین دلفریب بیانات کے علاوہ بعض ایسی چیزوں کا اضافہ کیا جائیگا جو اس سے قبل کبھی پیغام صلح میں شائع نہیں ہوئیں اس کے ساتھ یہ بھی کوشش ہے کہ اس کی اشاعت گذشتہ تمام جلسہ نمبروں سے زیادہ ہو اس نیک کام میں مجھے آپکی قیمتی امداد کی ضرورت ہے جو آپ اس صورت میں کر سکتے ہیں کہ اس نمبر کو کافی تعداد میں خرید کر اپنے احمدی بھائیوں اور غیر از جماعت رشتہ داروں اور دوستوں میں مفت تقسیم کریں ایک احمدی کی حیثیت سے سلسلہ کو کامیاب بنانے کے جو فرائض آپ کے ذمہ ہیں انکو آپ اس نمبر کے ذریعہ نہایت آسانی اور عمدہ طریق سے ادا کر سکتے ہیں

اس نمبر کے متعلق چند ضروری گذارشات منیجر اخبار کی طرف سے ساتھ کالم میں درج ہیں آپ انہیں بغور ملاحظہ فرما کر اپنی فرمائش جلد سے جلد بھیجدیں اس کام میں تاخیر بالکل نہ ہونی چاہیئے کیونکہ وقت بہت کم ہے اگر آپ اور کوئی ارشاد ہے کہ ... قیمت کوشش کر کے فرمائش کے ہمراہ بھیجدی جائے امید ہے کہ آپ اس کار خیر میں اپنے قومی اخبار کی پوری پوری امداد فرمائیں گے۔

نیاز کیش
محمد انعام الحق
ایڈیٹر

جلسہ نمبر کے متعلق

خاکسار منیجر کی گذارشات

(۱) بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری اور صدر صاحبان ۷ دسمبر کو نماز جمعہ کے بعد یا کسی اور مناسب وقت دوستوں کو جمع کر کے جلسہ نمبر خریدنے کی تحریک کریں اور فرمائش مجموعی طور پر بھجوا دیں۔ حضرت امیرایدہ تعالیٰ کی خواہش ہے کہ یہ نمبر زیادہ سے زیادہ تعداد میں لوگوں تک پہنچ جائے لہذا فرمائش بھیجنے میں احباب کو ہمت اور عجلت سے کام لینا چاہیئے۔

(۲) جہاں باقاعدہ جماعتیں نہیں وہاں احباب انفرادی طور پر ہی جلد فرمائش بھیجدیں۔ پرچہ ضرورت کے مطابق ہی چھپوایا جاتا ہے تاخیر سے آنیوالی فرمائشوں کی تعمیل مشکل ہوتی ہے۔

(۳) جو جماعتیں یا احباب سو یا سو سے زیادہ پرچوں کی فرمائش ۱۰ دسمبر تک بھیجدینگے ان کا اعلان جلسہ نمبر میں نمایاں طریق پر کیا جائیگا۔

(۴) قیمت فی پرچہ ۲/ اور ایک روپے کی دس کاپیاں علاوہ محصولڈاک مقرر ہوئی ہے جو لاگت کے برابر ہے محصولڈاک خریداروں کے ذمہ ہوگا۔

(۵) تھوڑی تعداد کے پرچوں کی قیمت ٹکٹوں کی صورت میں بھیج دی جائے تو اچھا ہے۔

(۶) کوشش کرنی چاہیئے کہ صوبہ پنجاب، سندھ، سرحد بلوچستان اور یو۔ پی کی فرمائشیں ۱۰ دسمبر تک اور باقی مقامات کی ۱۲ دسمبر تک پہنچ جائیں۔

(۷) پرچہ کی ضخامت انشاءاللہ کم از کم ۳۲ صفحات ہوگی۔ لکھائی چھپائی کا خاص اہتمام کیا جائیگا

(۸) تجارت پیشہ دوستوں کو اس کے لئے اشتہار فراہم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ✦

(خاکسار)
منیجر

کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور حرامزادے قرار دیا ہے؟

مولوی ظفر علی خاں کا ایک اور بہتان عظیم

مولوی ظفر علی خاں نے اپنے اُس مکتوب مفتوح میں جو ۱۲ر نومبر ۱۹۳۴ء کے "زمیندار" میں حضور ملک معظم اور کل مسیحی دنیا کے نام شائع ہوا ہے، اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور حرامزادے لکھا ہے اس کے ثبوت میں ذیل کے الفاظ حضرت مرزا صاحب کی کتاب "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ ۱۷۹ کی طرف منسوب کئے ہیں: "جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے"۔

ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ یہ الفاظ حقیقۃ الوحی میں ہرگز موجود نہیں یہ مولوی ظفر علی خاں کے اپنے الفاظ ہیں جنہیں حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرکے انہوں نے خطرناک بددیانتی سے کام لیا ہے اس کے برخلاف حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۱ پر حضرت مرزا صاحب نے صاف اور کھلے لفظوں میں لکھا ہے:۔

"ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اپنے رسالہ "المسیح الدجال" میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا۔ گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی۔ تب بھی وہ کافر ہو جائے گا اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے۔ میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اس پر فرض ہے کہ وہ کوئی ایسی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے"۔

اس سے بھی بڑھ کر حضرت مرزا صاحب کے نہایت کھلے الفاظ ہیں:۔

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے نہ ماننے کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو جاتا"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

کس قدر بیّن فرق ہے۔ مولوی ظفر علیخاں کا بیان ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے "جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے"۔ لیکن خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں "کہ میرے نہ ماننے کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو جاتا"۔ کیا یہ بیّن فرق مولوی ظفر علیخاں کے جھوٹ اور غلط بیانی کی کھلی شہادت نہیں ہے؟ — دوسرا حوالہ "تشحیذ الاذہان" جلد ۹ نمبر ۸ کا مولوی ظفر علیخاں نے دیا ہے جس کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:۔

"ان مدعیان اسلام سے ہمارا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ ان کے ساتھ ہمارے تعلقات کا انقطاع خود خدا کے احکام کے ماتحت عمل میں آیا ہے"

ان الفاظ کے متعلق صرف اس قدر کہہ دینا کافی ہوگا۔ کہ نہ تو تشحیذ الاذہان حضرت مرزا صاحب کی کوئی کتاب یا رسالہ ہے اور نہ یہ حضرت ممدوح کے اپنے الفاظ ہیں۔ مولوی ظفر علیخاں نے ان الفاظ کو حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرکے ایک اور بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے جس کو کوئی شریف اور فہمیدہ انسان پسند نہیں کر سکتا۔

تیسرا حوالہ مولوی ظفر علیخاں نے "آئینہ کمالات اسلام" صفحہ ۵۴۷ کا دیا ہے جس میں ان کا بیان ہے کہ ذیل کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں "تمام وہ لوگ جو میری دعوت قبول نہیں کرتے حرامزادے ہیں"۔ یہ بھی حضرت مرزا صاحب کے الفاظ نہیں۔ اصل الفاظ جو حضرت مرزا صاحب نے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷ پر لکھے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

"تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبھم فھم لا یقبلون"۔

اپنی بعض کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے جن میں مخالفین اسلام کے حملوں کے جواب دیئے گئے اور اسلام کی صداقت کو واضح کیا گیا ہے فرماتے ہیں کہ ان کتب کو ہر مسلمان محبت و مودت کی نظر سے دیکھتا اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا اور مجھے قبول کرتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے سوائے ذریۃ البغایا کے جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے۔ پس وہ قبول نہیں کرتے"۔

ان الفاظ کے مخاطب صرف وہی لوگ ہیں جو اپنی شرارتوں اور دن رات کی دشمنی اور عناد کی وجہ سے اپنے آپکو فی الواقعہ ذریۃ البغایا ثابت کر چکے ہیں الذین ختم اللہ علی قلوبھم کا فقرہ خود اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ ان الفاظ کے اصل مورد بعض ایسے ہی لوگ تھے۔ جو دشمنی اور عناد کے علاوہ بھی درحقیقت ذریۃ البغایا ہی تھے افسوس ہے کہ مولوی ظفر علیخاں آج خواہ مخواہ ان الفاظ کے مورد تمام مسلمانوں کو بنا رہے ہیں حالانکہ حضرت مرزا صاحب خود اس بات کو واضح کر چکے ہیں۔ کہ لیس کلامنا ھذا فی اخیارھم بل فی اشرارھم (الھدیٰ صفحہ ۹) یعنی ہمارا یہ کلام ان کے نیک لوگوں کے بارہ میں نہیں بلکہ ان کے شریر لوگوں کے بارہ میں ہے"۔

لیکن اگر یہ سوال ہو کہ اشرار کے متعلق بھی ایسے الفاظ حضرت مرزا صاحب نے کیوں لکھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کے اپنے الفاظ نہیں۔ بلکہ بعض مخالفین کے الفاظ ہیں۔ جو انہوں نے آپ کے متعلق استعمال کئے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے "اشاعۃ السنۃ" بابت ۱۸۹۳ء میں یہ اعتراف کیا ہے کہ سعد اللہ لدھیانوی نے اپنی کتاب "انہزام کادیانی" میں "حرامزادہ" کا لفظ حضرت مرزا صاحب کے متعلق استعمال کیا ہے۔ ایسے ہی بعض اور مخالفین نے بھی سخت زبانی و دشنام طرازی سے کام لیا۔ حالانکہ اس وقت تک آپ نے علما کے متعلق کوئی برا لفظ استعمال نہ کیا تھا۔ پس اگر آپ نے حسب ارشاد قرآنی فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم انہیں کے الفاظ کو ان کے اوپر لوٹا دیا۔ تو اس میں آپ پر الزام کیا ہے؟

کاش حق اور صداقت سے کچھ بھی غرض ہوتی تو مولوی ظفر علیخاں ایسی غلط بیانیوں کی جرأت نہ کرتے!

خاکسار

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں، ممدوح یکم دسمبر کی دوپہر کو لائلپور تشریف لے گئے۔ وہاں سے غالباً بعض دوسرے مقامات پر بھی تشریف لیجائیںگے پانچ چھ یوم تک واپسی کی توقع ہے۔

— جماعت کے متعدد بزرگ اور مبلغ آج کل دوروں میں مصروف ہیں۔ ان سب کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

— جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ، ۲۸ر نومبر کی شب کو دہلی، علیگڑھ کے دورے پر تشریف لے گئے۔

— جلسہ سالانہ کی تیاریاں شروع ہیں ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مہتمم جلسہ مقرر ہوئے ہیں۔ جلسے کے متعلق تمام خط و کتابت ان سے ہی کی جائے۔ دفتر سے جو خطوط لکھے جائیں یا تحریکات کی جائیں۔ ان کی طرف احباب کو خصوصیت سے توجہ دینی چاہیئے۔

— ہمارے محترم دوست جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب اوورسیر نے حسب دستور سابق اپنی طرف سے مسجد احمدیہ بلڈنگس کی مرمت کا کام شروع کرا دیا ہے۔ جو چند روز میں ختم ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

— دفتر "پیغام صلح" کی طرف سے جلسہ سالانہ کی تیاری زور شور سے شروع ہے۔ مینیجر صاحب درخواست کرتے ہیں کہ جن احباب کے ذمہ واجب الادا رقوم ہیں وہ بہت جلد ادا فرما دیں کیونکہ اس نمبر کی تیاری کے لئے روپے کی اشد ضرورت ہے۔

— جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ گذشتہ ہفتہ لاہور تشریف لائے اور چند روز قیام کے بعد یکم دسمبر کی صبح کو باہر تشریف لے گئے۔

— البانیہ سے جو نوجوان تشریف لائے تھے وہ دینی تعلیم کے حصول میں مصروف ہو گئے ہیں۔ جناب فاضل صاحب اور چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب باوجود کثرت مشاغل کے کافی وقت صرف کرکے ان کو تعلیم دیتے ہیں۔

— جناب سید عبدالرشید صاحب سٹینوگرافر کمشنر بہاولپور راولپنڈی سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا صاحبزادہ عزیز سید محبوب احمد بعارضہ تپ محرقہ میں شدید علیل ہے۔

— برلن کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ مرزا عزیز الرحمٰن صاحب علیل ہیں ان کے والد محترم جناب مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفیٰ احباب سے خاص طور پر دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

— جناب ملک فضل کریم صاحب راولپنڈی ابھی تک علیل ہیں۔

— ڈاکٹر محمد الت خانصاحب انڈین ملٹری ہسپتال جہلم تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے والد صاحب کا پتھری کا اپریشن ہوا ہے۔

— ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب کی اہلیہ محترمہ بعارضہ نمونیا بیمار ہیں ان تمام مریضوں کیلئے درد دل سے دعائے صحت کی جائے۔

— اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور کے ایک جلسہ میں جو ۲۰ر نومبر کو لصدارت جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ ہیڈماسٹر منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل تعزیتی قرار داد منظور کی گئی۔

"اساتذہ مسلم ہائی اسکول کا یہ جلسہ جناب چودھری محمد حسین صاحب انسپکٹر ورنیکولر ایجوکیشن لاہور کی صاحبزادی کی وفات پر اظہار افسوس کرتا ہوا دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تصحیح

۲۰ر نومبر کی اشاعت کے صفحہ ۷ کالم اول سطر ۲۳ میں مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کی بجائے غلطی سے مولوی سید نظیر حسین صاحب لکھا گیا ہے۔ قارئین کرام تصحیح فرمالیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم دوشنبہ ۲۵ر شعبان ۱۳۵۳ھ | نمبر ۷۵

حضرت امیرؒ کی تازہ تصنیف

"پیغام صلح" کا یہ پرچہ تقریباً مکمل ہو چکا تھا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ تصنیف کی ایک کاپی ہمیں ملی۔ یہ دری تقطیع کے ۵۲ صفحات کی ایک چھوٹی سی کتاب ہے جس کا نام "مغرب میں تبلیغ اسلام یا اسلام کا دور جدید" رکھا گیا ہے حضرت ممدوح گذشتہ ہفتہ زیادہ تر اسی کام میں مصروف رہے۔ ویسے یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے لیکن موضوع اور خوبیوں کے لحاظ سے بے حد قابل قدر ہے۔

اس میں حضرت ممدوح نے یورپ میں اشاعت اسلام کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے نہایت قوی دلائل اور روشن واقعات سے ثابت کیا ہے کہ مغرب میں اسلام کی اشاعت کا خیال سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے دماغ میں پیدا ہؤا اور مجدد زمان اور آپ کی جماعت کے ذریعہ ہی اسلام کے اس دور جدید کا آغاز ہؤا۔ اس کے بعد علماء کی موجودہ ذہنیت اور تکفیر المسلمین کی تباہ کاریوں کو بیان کرتے ہوئے امن و اسلامی رواداری پر زور دیا ہے اس کے بعد اُن تمام مشہور اور بے بنیاد الزامات و اعتراضات کے نہایت ہی مدلل و شافی جواب دیئے ہیں جو آج کل معاندین سلسلہ کی طرف سے بار بار پیش کئے جاتے ہیں۔ مثلاً خدا بنی اور ابن اللہ ہونے کا دعوےٰ۔ انبیاء کی توہین۔ حضرت مسیح کو گالیاں دینے اور حضرت مریمؑ کی عصمت پر حملہ کرنے کے الزامات اور جہاد کی منسوخی وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد حضرت مجدد کے کام کی عظمت۔ یورپ میں جماعت احمدیہ کے تبلیغی کام کے شاندار نتائج کو نہایت دلکش انداز میں پیش کیا ہے سب سے آخر جماعت احمدیہ کے کام کے متعلق بلند پایہ یورپین مصنفین اور ہندوستان کے مسلم اکابر کی آراء کا خلاصہ درج کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ اس مفید کتاب کے متعلق کسی آئندہ پرچہ میں مفصل لکھا جائیگا اس شذرہ کا مقصد صرف اطلاع دینا ہے اس کی قیمت بے حد کم یعنی ایک روپے کی چالیس کا پیاں رکھی گئی ہے احباب کا فرض ہے کہ اسے بکثرت خرید کر تمام ہندوستان میں پھیلا دیں۔

"منشی ظفر علی خادم عیسائیت"

"زمیندار" کے منشی ظفر علی صاحب نے کچھ عرصہ سے اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کی امداد و خدمت کا خاص طور پر بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ ۱۴ر نومبر کے زمیندار میں انہوں نے ملک معظم کے حضور جو مکتوب مفتوح لکھا تھا۔ وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی اب عیسائی حلقوں کی طرف سے ان کی اس حمایت و خدمت کا اعتراف بھی شروع ہو گیا ہے۔ ۳۰ر نومبر کے زمیندار میں ایک مسیحی کا خط شائع ہؤا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"میں روزنامہ "زمیندار" کی وساطت سے لاہور کے مسیحیوں کی توجہ اس شاہکار مکتوب مفتوح کی طرف منعطف کروانا چاہتا ہوں جو مولانا ظفر علی خان نے گذشتہ سنڈے ایڈیشن میں ملک معظم جارج پنجم کی خدمت میں روانہ کیا ہے۔ کس قدر تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ وہ کام یعنی عیسائیت کی حمایت جو مسیحیوں کا پہلا مقدس اور مذہبی فرض ہونا چاہیئے تھا ایک..... مسلمان کے ذریعہ انجام پذیر ہو رہا ہے"

"زمیندار" نے بعد فخر اس مکتوب کو نمایاں طور پر شائع کیا ہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ اب منشی مذکور کو مولوی اور مولانا کی بجائے پادری لکھنا بھی شروع کر دے۔

آریہ سماج کی مذہبی اور روحانی موت

آریہ سماج مادی اور سیاسی طور پر شاید ترقی کر رہے ہوں لیکن آریہ سماج مذہبی اور روحانی لحاظ سے یقیناً موت اور تباہی کی طرف جا رہا ہے اس حقیقت کے ثبوت میں آریہ لیڈروں اور پنڈتوں کی تحریریں کئی مرتبہ پیش کی جا چکی ہیں۔ مشہور ویدک مشنری مہتہ جیمنی جی آریہ ویر کی تازہ اشاعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"میں تو کئی استھانوں میں آریہ سماجوں کی ادستھا دیکھ کر حیران و پریشان ہو جاتا ہوں..... سماج کے ادھیکاری بھی سوائے سالانہ جلسہ یا ہفتہ وار ست سنگ کے دن پرچار کرانا دھرم سمجھتے ہیں۔ لیکن ہفتہ وار ست سنگ میں جا کر دیکھو۔ تو ایک درجن آریہ سماجی بھی مشکل سے دکھائی دیں گے۔ ہون یگ کے وقت تو انگلیوں پر گنے جانے والے آدمی دکھائی دیں گے ان حالات کو دیکھ کر نراشا چھا جاتی ہے اور دل میں آتا ہے کہ آریہ سماج کے بھوش کیا بنے گا۔ جو لوگ آریہ سماج کے لیڈر اور بڑے کارکن سرگرم نظر آتے ہیں اگر ان کے گھروں کی حالت دیکھو تو ان کی سنتان و اولاد کے اندر ویدک دھرم کا انش ماتر بھی نہیں پایا جاتا"

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی ہے کہ سو سال کے اندر آریہ سماج کا خاتمہ ہو جائیگا ان اعترافات و حقائق کی موجودگی میں اس پیشگوئی کی صداقت سے کون انکار کر سکتا ہے؟

ترقی کا سنہری گُر

گذشتہ دنوں قادیان میں جو خاص واقعات پیش آئے اس سے متأثر ہو کر جناب خلیفہ قادیان آج کل طول و طویل خطبات جمعہ ارشاد فرما رہے ہیں چنانچہ ۲۳ر نومبر کو بھی ایک غیر معمولی طویل خطبہ دیا۔ جس میں فرماتے ہیں:۔

"ہمیں کیا معلوم ہے کہ ہماری مدنی زندگی کی ابتدا کہاں سے ہوتی ہے قادیان بے شک ہمارا مذہبی مرکز ہے مگر ہمیں کیا معلوم کہ ہماری شوکت و طاقت کا مرکز کہاں ہے یہ ہندوستان کے کسی اور شہر میں بھی ہو سکتا ہے، چین، جاپان، فلپائن، سماٹرا جاوا، روس، امریکہ غرضیکہ دنیا کے کسی ملک میں ہو سکتا ہے اس لئے جب ہمیں معلوم ہو کہ لوگ ہماری جماعت کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں کچلنا چاہتے ہیں۔ تو ہمارا فطری فرض ہو جاتا ہے کہ باہر جائیں اور تلاش کریں۔ کہ ہماری مدنی زندگی کہاں سے شروع ہوتی ہے"

اللہ اکبر! یہ اس قادیانی جماعت کے خلیفہ کا ارشاد ہے۔ جو جماعت لاہور کو قادیان چھوڑ نے پر دن رات مطعون کرتی رہتی ہے غیر قادیانیوں کو فضول اعتراضات سے روکا نہیں جا سکتا ہے بظاہر یہ حیرت انگیز بات معلوم ہوگی کہ جناب خلیفہ قادیان کو اپنی جماعت کی مدنی زندگی کی ابتدا اور اس کی شوکت و طاقت کے مرکز کا اب تک علم نہیں۔ حالانکہ ان کو غیب بینی کا دعوےٰ ہے۔ کاش ان کی نظر احمدیت کے مقصد وحید پر ہوتی اور وہ اپنی نگاہیں خواہ مخواہ ادھر ادھر نہ دوڑاتے۔ تو ان کو مدنی زندگی کی ابتدا اور شوکت و طاقت کا مرکز خود بخود نظر آ جاتا۔ جب تبلیغ و اشاعت اسلام کا فرض فراموش ہو کر پیری مریدی اور سیاسیات کا شوق دامنگیر ہو جائے۔ تو پھر شوکت و طاقت کے مرکز کا آنکھوں سے اوجھل ہو جانا لازمی ہے۔ کسی کام میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ انسان اپنے مقصد سے ادھر ادھر نہ ہو۔ افسوس! قادیانی جماعت کو کامیابی کا یہ سنہری گر یاد نہیں رہا۔

سوامی دیانند ویدوں سے ناواقف تھے

چند روز ہوئے ملتان میں اصلاح پسند ہندوؤں اور آریہ سماجیوں کے زیر اہتمام شادی بیوگان کانفرنس کا ایک اجلاس بصدارت مہاتما ہنس راج جی منعقد ہؤا۔ جس میں نہایت واضح الفاظ میں اعلان کیا گیا کہ ویدوں اور شاستروں کی رو سے نوجوان بیوگان کی دوبارہ شادی ہندو مذہب کے خلاف نہیں اور کانفرنس نے بیواؤں کی روز افزوں تعداد اور موجودہ حالات کے پیش نظر ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ شادی بیوگان کی تحریک کو تقویت پہنچائیں۔ مہاتما ہنس راج جی سوامی دیانند آنجہانی کے مشہور شاگرد رشید اور آریہ سماج کی ماس پارٹی کے رہنمائے اعظم ہیں۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ان کے گرو نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں شادی بیوگان کو ناجائز اور ویدوں کے خلاف بتلایا ہے اور نوجوان بیواؤں کی مصائب کا حل نیوگ کے حیا سوز طریق کو قرار دیا ہے لیکن آج مہاتما جی اس کے برعکس فرماتے ہیں۔ اگر مہاتما جی کا ارشاد صحیح ہے تو اس سے ثابت ہؤا کہ سوامی دیانند جی ویدوں اور شاستروں سے ناواقف تھے اس کے باوجود آریہ سماج کا سوامی کو سب سے بڑا وید دان قرار دینا ان کے بتلائے معانی سے اختلاف کرنے والے کو مورکھ اور بے علم کہنا بہت بڑی دیدہ دلیری ہے۔

قادیانی مبلغ اور اخبار

جناب خلیفہ قادیان نے ۲۰ر نومبر کو دار الاقامہ جامعہ احمدیہ قادیان کی تقریب افتتاح پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"تھوڑا عرصہ ہؤا ہے کہ ایک قادیانی مبلغ کا مضمون میں نے "الفضل" میں پڑھا۔ جب میں اسے پڑھ رہا تھا تو میرا خیال تھا۔ کہ میں قسم کھا سکتا ہوں یہ اس کا مضمون نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے متعلق کسی اور نے لکھا ہوگا۔ لیکن جب میں آخر میں پہنچا تو اسی کا اپنا نام لکھا ہؤا تھا۔ گویا وہ خود ہی مباحثہ کرنے والا تھا اور آپ ہی ...... اپنی کامیابی کا اعلان کر رہا تھا۔ یہ دراصل انتہا درجہ کی خود پسندی کبر اور غرور ہے ہر مبلغ کو اس سے

سمجھنا چاہیئے اور اپنے دل کے کسی کونہ میں اسے داخل نہیں ہونے دینا چاہیئے"۔

جناب خلیفہ صاحب کی نصیحت نہایت قابل قدر اور لائق عمل ہے لیکن افسوس قادیانی مبلغین کا کم از کم جماعت لاہور کے متعلق طرز عمل مذکورہ مبلغ جیسا ہے۔ بلکہ قادیانی اخبار بھی خود پسندی کبر، غرور اور بدزبانی کے مرض میں گرفتار ہیں۔ "الفضل" اور "فاروق" کے فائل اس کے گواہ ہیں اور سب سے زیادہ افسوس اس پر ہے کہ خود خلیفہ صاحب کا عمل بعض اوقات اپنی مندرجہ بالا نصیحت کے برعکس ہوتا ہے۔

غرور کا سر نیچا

ویسے تو مدت سے مجلس احرار کے گم کردہ راہ لیڈر اپنی شورش پسندی، فساد انگیزی اور سرکشی کی وجہ سے فرعون بے سامان بنے ہوئے تھے۔ لیکن شیخ خالد لطیف گابا کی انتخاب اسمبلی میں کامیابی کے بعد تو ان کے غرور کا کچھ ٹھکانا ہی نہ رہا تھا۔ حالانکہ شیخ صاحب موصوف کی کامیابی کو کسی لحاظ سے بھی مجلس احرار کی فتح نہیں کہا جا سکتا ہے اگر احراریوں میں کچھ ہمت تھی تو کم از کم پنجاب میں ہی ماتی مسلم حلقوں سے اپنے امیدوار کھڑے کر کے نتیجہ معلوم کر لیتے۔ لیکن شکر ہے۔ لاہور کے میونسپل الیکشن نے بہت جلد ان کا سر غرور نیچا کر دیا۔ احراریوں کے مشہور سرغنہ مولوی مظہر علی صاحب اظہر وکیل لاہور شہر کے حلقہ ۹ سے ایک نوجوان بیرسٹر مسٹر فرخ حسین صاحب کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے۔ مجلس احرار نے ان کی حمایت میں اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں لیکن نوجوان بیرسٹر نے مجلس احرار کے سخیتہ کار سرغنہ کو بہت بری طرح شکست دی۔ یہ نتیجہ ایک ایسا پیمانہ ہے جس سے احراریوں کے اثر و رسوخ کا صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

جلسہ خواتین اور نمائش دستکاری

اس پرچہ میں کسی دوسری جگہ جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواتین سلسلہ کے نام ایک ضروری اپیل شائع ہو رہی ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ جلسہ خواتین اور نمائش دستکاری کے لئے ۲۴ر دسمبر کی تاریخ مقرر ہوئی ہے یہ امر قابل افسوس ہے کہ ابھی تک نمائش کو کامیاب بنانے کے لئے خواتین نے کماحقہ توجہ نہیں کی۔ اعلان کیا گیا تھا کہ تمام چیزیں زیادہ سے زیادہ دسمبر کے پہلے ہفتہ تک پہنچ جانی چاہئیں۔ لیکن تا حال بہت کم اشیاء موصول ہوئی ہیں۔ لہذا اس میعاد میں ۵ار دسمبر تک توسیع کر دی گئی ہے۔ تمام بہنیں اور بچیاں سیکرٹری صاحبہ کی جملہ ہدایات کو پیش نظر رکھتی ہوئی ۱۵ر دسمبر تک تمام چیزیں بھیجدیں اور یہ بھی یاد رکھیں۔ کہ ہر ایک احمدی گھر سے اس نمائش کے لئے لازمی طور پر کچھ نہ کچھ آنا چاہیئے۔ ہر ایک چیز کے ساتھ لاگت کی تفصیل ضرور رہو۔ تاکہ مناسب قیمت تعین کی جا سکے۔ اپنے ساتھ لیجانے کے خیال سے تیار شدہ اشیاء کی ترسیل ہرگز ملتوی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ چیزوں کا نمائش سے کافی دن پہلے پہنچنا ضروری ہے تاکہ ان کو مناسب طریق پر ترتیب دے لیا جائے۔

ینگ اسلام کا خاص نمبر

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ چند ماہ سے نوجوانان سلسلہ کی طرف سے ایک پندرہ روزہ انگریزی اخبار ینگ اسلام کے نام سے جاری ہے۔ جو نوجوانوں اور انگریزی خواں طبقہ میں اپنی بساط کے مطابق مفید کام کر رہا ہے اور چند ماہ کے قلیل عرصہ میں ہی اس نے اپنے لئے بزرگان سلسلہ کی سرپرستی اور نوجوانان سلسلہ کی عملی قدردانی کا استحقاق پیدا کر لیا ہے۔ ہمیں یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ معاصر عزیز نے "پیغام صلح" کی تقلید کرتے ہوئے جلسہ سالانہ کی تقریب کے سلسلے میں ۱۵ر دسمبر کو اپنا ایک خاص نمبر شائع کرنے کا عزم کیا ہے جس میں حضرت مسیح موعود اور حضرت امیر اور دیگر حضرات کے مضامین کے علاوہ چند بالکل نئی تصاویر ہونگی اس نمبر کا مقصد احمدیت کے کارناموں کو اچھے رنگ میں پیش کرنا ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاصر عزیز کے اس مبارک عزم میں برکت و کامیابی عطا فرمائے۔ مفصل اعلان منیجر ینگ اسلام کی طرف سے کسی دوسری جگہ درج ہو رہا ہے عزم رتمند احباب اس کو پڑھ کر بہت جلد اپنی فرمائشیں بھیج دیں +

مسلم یونیورسٹی میں ظفر علی کی اشتعال انگیز سوزیاں

گذشتہ ہفتہ منشی ظفر علی اپنے ایک چیلے کے ہمراہ علیگڈھ پہنچے اور وہاں مسلمانان ہند کی سب سے بڑی اسلامی درسگاہ مسلم یونیورسٹی کے اندر وہی کچھ کیا جس کی ان سے توقع تھی یعنی یونیورسٹی کے مختلف اداروں میں نہایت سوقیانہ اور راستی دشمن تقریریں کیں جن میں احمدیوں کے علاوہ سر فضل حسین بالقابہ کو بھی گالیاں دی گئیں یونیورسٹی کے بعض اساتذہ اور کارکنوں کے خلاف بھی جی بھر کر زہر اگلا۔ منشی صاحب نے اپنے چند روزہ قیام میں بار بار یونیورسٹی کے منتظمین کے احکام کو ٹھکرایا اور طلبہ کو ان کے خلاف بغاوت کر نیکی تلقین کی اس طرح یونیورسٹی کی اتحاد پرور و پرامن فضا میں ایک ایسی شورش اور بے اعتدالی پیدا کر دی جو یونیورسٹی اور طلبا ہر دونوں کے لئے مضر ہو سکتی ہے ہمیں قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ یونیورسٹی کے ذمہ دار حکام منشی مذکور کی حرکتوں سے بہت کبیدہ خاطر اور نالاں ہیں لیکن یہ سب ان کی غفلت کا نتیجہ ہے منشی صاحب کی قماش کے آدمیوں کو یونیورسٹی کی حدود کے اندر قیام اور تقریر کی اجازت دینا ہی سخت غلطی ہے آئندہ کیلئے انہیں محتاط رہنا چاہیئے۔ جس طرح سانپ کا کام ڈسنا ہے اسی طرح منشی صاحب کا کام فساد اور سرکشی کا زہر پھیلانا ہے۔ ناتجربہ کار نوجوان بعض اوقات ان کے دام فریب میں آجاتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بمبئی میں

گذشتہ دنوں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنے صاحبزادہ کے پاس سورت تشریف لے گئے تھے۔ واپسی پر بمبئی میں بھی قلیل عرصہ کے لئے قیام فرمایا۔ ان کے اس مختصر قیام کی کیفیت حبیب الرحمان صاحب صادق نے تحریر فرمائی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ (مدیر)

جناب ڈاکٹر صاحب نے اپنی آمد سے قبل سورت سے ایک نوازش نامہ کے ذریعہ اطلاع دی کہ وہ ۱۴ کو بمبئی تشریف لا رہے ہیں۔ ۸ بجے شام بمبئی سنٹرل اسٹیشن پر چند دوستوں نے آپ کا استقبال کیا۔ مسز منت اللہ احمد فاروقی آپ کے بچوں اور نوکروں کو دکٹوریہ اسٹیشن پر پہنچایا گیا۔ اس کے بعد ۱۰ بجے آپ شاہجہان محل ہوٹل میں تشریف لائے رات کو گیارہ بجے تک ولادت مسیح اور مسیح کی آمد ثانی کے متعلق بیان فرمایا۔ دوسرے دن سیٹھ محمد علی حبیب کی کوٹھی پر ان کی بیمارپرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ سیٹھ صاحب کے دوسرے بھائی سیٹھ احمد اور سیٹھ داؤد بھی موجود تھے۔ بیمارپرسی کے بعد سیٹھ صاحب کی خواہش کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی آپ کے عظیم الشان کارنامہ اور اسلامی خدمات کے متعلق مفصل طور پر دو گھنٹہ تک بیان فرمایا سیٹھ سلیمان نے دو دن کے لئے اپنی ایک موٹر سیر کے لئے عنایت فرمائی۔ اس دن شہر کے مشہور مقامات کو دیکھنے کے لئے مثلاً باب الہند اپولو بندر تاج محل ہوٹل، بینڈ اسٹینڈ، مالابار ہل ہینگنگ گارڈن، ہمبالی فورڈ، وکٹوریہ پارک اور شہر کے مشہور بازاروں کی سیر کے لئے مسٹر منیر الدین شہزادہ، منیر احمد صاحب انصاری اور خاکسار کے ہمراہ تشریف لے گئے۔

نماز جمعہ آپ ہی نے پڑھائی۔ سورہ اذا زلزلت الارض ...... کی وہ تفسیر کی۔ کہ وجد ہی آگیا۔ اسی دن جناب امین برادرز کے ہاں چائے پر بھی تشریف لے گئے۔

دوسرے دن صبح سے لیکر ۱۲ بجے تک حضرت ڈاکٹر صاحب حیدرآباد کے ایک تحصیلدار ضیاء الدین برنی۔ محمد رفیق سوڈی، سید مسعود شاہ، سید فضل الدین شاہ اور دیگر حضرات کے سامنے تقریباً ۲ گھنٹہ تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق بیان فرماتے رہے۔ سیٹھ صاحبان سے رخصت ہونے کے لئے تشریف لے گئے دوسرے دن بھی سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ سیٹھ محمد علی حبیب کو حقیقت میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے عشق ہے انہوں نے بڑی خواہش ظاہر کی۔ کہ میں ایک دفعہ حضرت ممدوح کو ضرور بمبئی بلاؤنگا۔ سیٹھ صاحبان نے ڈاکٹر صاحب موصوف کے لئے وائسرائے آف انڈیا جہاز دیکھنے کے لئے پاس منگوا دیا تھا۔ بیماری کی وجہ سے ساتھ چلنے سے معذرت چاہی۔ چند احباب کے ہمراہ جہاز دیکھنے کے بعد وکٹوریہ اسٹیشن تشریف لائے۔ اسٹیشن پر کافی تعداد میں احباب الوداع کے لئے تشریف لائے۔ جن جن دوستوں نے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی اور تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔ ان پر آپ کی ملاقات کا نہایت اچھا اثر ہوا۔ گویا انہوں نے علم کے سمندر میں غوطہ لگایا ہے۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے۔ آمین

خاکسار

حبیب الرحمان صادق بمبئی

۱۹ر نومبر ۱۹۳۴ء

احباب جماعت کی خدمت میں ایک ضروری خط

برادران محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اشاعت اسلام کا اہم فریضہ ایک ایسی جماعت کے وجود کو چاہتا ہے جو ہمہ تن اس کام میں مشغول ہے خدا تعالیٰ کا محض فضل و کرم ہے کہ آپ کو ایسی جماعت کے ساتھ وابستگی ہے جس نے گذشتہ سالوں کے اقتصادی مشکلات و سیاسی پیچیدگیوں میں اپنا قدم استوار رکھا۔ اس بنا پر آپ کی قوم ابھی تک مالی مشکلات سے آزاد نہیں ہوئی اس وقت جبکہ فضا سیاسی ہنگامہ خیزیوں سے صاف ہو چکی ہے ہمارا فرض ہے کہ اس جماعت کو نہ صرف قائم رکھیں بلکہ اس کو توسیع دیں۔ اس لئے کہ جس قدر جماعت وسیع ہوگی۔ اسی قدر اصل کام طاقت پکڑ سکے گا۔ جلسہ سالانہ امسال ۲۴ر ۲۵ر ۲۶ر دسمبر کو ہونا قرار پایا ہے یہ ایک ایسا موقع ہے کہ آپ ان احباب کو جو ہمارے کاموں کو نگاہ قدر سے دیکھتے ہیں اس کا نظارہ دکھلا کر قائل کر سکتے ہیں۔ کہ واقعی یہ جماعت اشاعت اسلام کے مقدس کام میں ہی منہمک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا اس اجتماع میں شامل ہونا تو یقینی ہے۔ مگر آپ کوشش

احمدی خواتین کا دینی اجتماع

جلسہ خواتین ۲۴ر دسمبر ۱۹۳۴ء کو ہوگا

(از جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے)

کچھ عرصے سے ہماری عزیز بہنوں کو جو باہر سے تشریف لاتی ہیں یہ شکایت تھی۔ کہ جلسہ خواتین مردانہ جلسے سے پہلے کر لیا جاتا ہے۔ چونکہ سب بیبیاں اپنے مردوں کے ساتھ ہی آسکتی ہیں۔ اس لئے وہ جلسہ خواتین میں جو مردانہ جلسوں سے ایک دو دن قبل ہوتا تھا۔ شریک نہ ہو سکتی تھیں۔

متعدد بہنوں کی توجہ دلانے پر اس سال جلسہ خواتین اور نمائش بھی ۲۴ر دسمبر کو ہی رکھی گئی ہے۔ جو ہمارے سالانہ جلسے کا پہلا دن ہے۔ مجھے امید ہے کہ بیرونی بہنیں اس موقعے سے فائدہ اٹھائیں گی۔ میں جانتی ہوں کہ دسمبر کا مہینہ سخت سردی کا ہے اور پھر رمضان المبارک مزید برآں خصوصاً عورتوں کو بچوں کے ساتھ سفر میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ مگر اس قومی اور دینی محبت و جوش کا واسطہ دے کر جس کے لئے احمدی جماعت مشہور ہے۔ میں اپنی تمام عزیز احمدی بہنوں سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ ہر ایک تکلیف کو خدا کی راہ میں برداشت کریں اور اپنے قومی اجتماع میں شریک ہو کر خدا کی رضا کو حاصل کریں۔

میری محترم بہنوں کو علم ہے کہ اس وقت احمدیت کے خلاف اور اس کو مٹانے کے لئے مخالفین کس قدر زور لگا رہے ہیں اور اس قدر طوفان مخالفت بپا ہے۔ کہ اگر خدا کی خاص نصرت اس ننھی سی جماعت کے شامل حال نہ ہو۔ تو یہ اس باد مخالفت میں تنکے کی طرح اڑ جائے مگر یہ خدا کے کام ہیں۔ یہ اس کے مجدد مسیح موعود کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جو اسلام کی خدمت اور محمد رسول اللہ صلعم کی عظمت کو دنیا میں ظاہر کرنے کے لئے لگایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی اس کی حفاظت اور نصرت کرے گا۔ مگر میری بہنوں تم بھی وہ مبارک اور خوش قسمت ہستیاں ہو۔ جو اپنی جدوجہد سے خدا کی رحمت اور فضل کے حقدار بنتے ہیں۔ خدا کے لئے اور اس کی راہ میں اپنے کاموں کا ہرج کر کے اور تکلیف اٹھا کر جمع ہونا اور اس طرح اپنی قومی زندگی کا ثبوت دینا حصول برکات کا موجب ہوگا۔ یہ طوفان مخالفت ہمیں بتا رہا ہے کہ ہمیں دگنی بلکہ اس سے بھی زیادہ مستعدی اور ہمت سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ چھوٹی چھوٹی رکاوٹیں جو اس عظیم مقصد کے سامنے ہیچ ہونی چاہئیں ہمیں اپنے اس مبارک اجتماع سے نہ روک دیں۔ ایک جگہ جمع ہو کر ہم باہم ملیں گے۔ اور مل کر اس نیک مقصد کے لئے تجاویز سوچیں گے۔ جس کے لئے ہم نے مسیح موعود کے ہاتھ پر عہد کیا تھا۔ بزرگان دین کی بیش بہا تقاریر سننے کا ہم مستورات کو موقع نہیں ملتا۔ سالانہ جلسے پر ہم ان بزرگوں کی نصائح سے بھی اپنے دماغوں کو منور کر سکیں گے۔ وہ معصوم بچے جو اپنی ماؤں کے ساتھ آئیں گے۔ بچپن سے ہی ان کے دماغوں میں اپنے قومی اجتماع کی اہمیت کا نقش بیٹھ جائیگا۔ ان کے کانوں میں خدا اور رسول کا ذکر پڑیگا۔ ان تمام فائدوں کو حاصل کرنے کے لئے ضرور تشریف لائیے اور اس طرح اپنے مقدس دینی فرض کو ادا کیجئے محترم بہنوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ ان کے لئے رہائش کا خاص طور پر آرام دہ انتظام کیا گیا ہے۔ جو بہنیں اپنے مردوں کے ساتھ الگ الگ مکانوں میں اترنا چاہیں۔ وہ مطلع فرما دیں ان کے لئے بھی انشاءاللہ خاطر خواہ انتظام ہوگا۔

میری دلی خواہش ہے کہ کوئی احمدی گھر ایسا نہ رہے جس میں سے کوئی نہ کوئی بہن نہ آئیں۔ اگر گھر میں دو یا زیادہ بیبیاں ہوں تو ان میں سے ایک بی بی گھر میں رہ سکتی ہیں اور باقی کی جلسے میں آسکتی ہیں۔ جن گھروں میں ماشاءاللہ زیادہ بچے ہیں اور وہ سب ساتھ نہیں آسکتے۔ تو بہتر ہوگا۔ کہ گھر کی ایک بی بی ان سب بچوں کو سنبھال لیں۔ اور اس طرح دوسری بہنیں جلسے میں شامل ہو سکیں۔ اگر باریاں مقرر کر لی جائیں۔ تو ہر سال گھر میں سے کوئی نہ کوئی بہن بخوبی آسکتی ہیں۔ غرض جس طرح ہم اپنے دنیاوی کاموں کے لئے ہر طرح انتظام کر لیتے ہیں۔ اور اکثر برادری میں شادی بیاہ کے موقعوں پر لمبے لمبے سفر بھی کرتے ہیں۔ کم از کم اسی قدر اہمیت اس دینی تقریب کو بھی دینی چاہیئے۔

اپنے محترم بھائیوں کی خدمت میں بھی التماس ہے کہ وہ میری اس آواز کو اپنے گھروں میں پہنچا دیں۔ اپنی مستورات کو ترغیب دیں اور اس مبارک سفر میں ان کے ممد و معاون بنیں۔

خاکسار

بیگم محمد علی

آنریری سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور

مسلمانوں کے مولویوں اور پیروں کے مظالم

...... آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ کا دین برحق اسلام سچی روشنی اور نور ہے اور یہ کہ اس نور کو جو اپنے اندر رکھیگا۔ دنیا و دین کی سرخروئیاں اور شادکامیاں ضرور اس کے قدم چومیں گی۔ بتائیے یہ آپ کا یقینی دعوے ہے کہ نہیں جو آپ انکار نہیں کر سکتے ہمیشہ سے یہی کہتے آئے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے کہ اسلام ہی سچا نور ہے اور اسلام پر استواری ہی دنیاوی اور دینی سربلندیوں کی راہ باز کر دیتی ہے تو بتائیے مسلمان اس بدترین حال میں کیوں ہیں؟ آپ کو ماننا پڑیگا اور آپ مان بھی چکے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ تمام پستی و زبوں حالی نتیجہ ہے اس بات کا کہ وہ اسلام کے نور سے دور جا پڑے ہیں۔ یعنی آپکو تسلیم ہے کہ مسلمان روشنی میں نہیں تاریکی میں ہیں...... بیشک آپ کو یہ سوال کرنے کا حق حاصل ہے کہ آخر مسلمان اسلام کے اس آفتاب سے دور کیونکر ہو گئے؟ اس سوال کا جواب ہم اپنی زبان سے نہیں تاریخ کی زبان سے دینا پسند کرتے ہیں تاریخ اٹھا کر دیکھئے تاریخ آپکو یہی جواب دیگی جو مشہور ولی اللہ حضرت عبداللہ بن مبارک آج سے گیارہ سو برس پہلے دے گئے ہیں حضرت عبداللہ کا ایک مشہور شعر ہے اور اسکا مطلب یہ ہے

"مسلمانوں کے دین کو صرف دو گمراہ گروہوں نے برباد کیا بادشاہوں نے اور بدراہ مذہبی پیشواؤں نے"

بادشاہوں کا دور ختم ہو چکا ہے۔ بادشاہوں انہی کے موجب زمانہ کیا تھا اپنی بساط کو ختم کر چکی ہے لیکن بدراہ مذہبی پیشوا آج بھی جونک کی طرح مسلمانوں کے جماعتی جسم سے لگے ہوئے ہیں اور روز گھڑ دل خون پی رہے ہیں مسلمانوں کا ...... دین پر ہوتی تھی اور ناممکن تھا کہ بادشاہ انہیں خراب کر سکتے اگر وہ بدراہ مذہبی پیشوا یعنی مولوی اور پیر بادشاہوں سے مل نہ گئے ہوتے مولوی اور پیر بادشاہوں کے ظلم و استبداد کے حامی تھے اور بادشاہ مولویوں اور پیروں کے جہل و جمود اور نفس پرستی کے لیکن فساد کا اصل سرچشمہ یہی مولوی اور پیر ہی تھے اور آج تک یہی لوگ فساد کا سرچشمہ بنے ہوئے ہیں۔

(منیر)

مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی

کے چند انتخابی کارنامے

مولوی حسین احمد صاحب (مدنی) دیوبندی ان مکفر ملانوں میں ایک امتیازی درجہ رکھتے ہیں جنہوں نے آجکل احمدیت کی مجنونانہ مخالفت کو اپنا شعار بنا رکھا ہے احرار کی نام نہاد اور رسوائے عالم تبلیغی کانفرنس میں یہ مولویانہ اہتمام اور کروفر سے قادیان پہنچے تھے اور منا ہی تکفیر نوازی اور سوفیانہ تقریر فرمائی تھی۔ ڈی۔ اے۔ وی سکول کے میدان میں احراری جتھہ کرے جس وقت ناپاک گیت اور حیا سوز نعرے لگا تے تو ان کو غیر معمولی طور پر خوشی ہوتی تھی۔ معاصران محترم "انقلاب" اور "منادی" نے اپنی تازہ اشاعتوں میں ان کے چند انتخابی کارنامے بیان کئے ہیں جن سے مولوی صاحب کے کیرکٹر اصول پسندی اور معقولیت پر کافی روشنی پڑتی ہے اور اس بات کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ مسلم پبلک اور اسلامی پریس کا ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے۔ (مدیر)

"انقلاب" اپنی ۲۷ر نومبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"ننگ اسلاف مولانا حسین احمد مدنی نے نہایت متانت و سنجیدگی سے اعلان فرمایا کہ مولوی شفیع داؤدی کو ووٹ دینے والا گنہگار ہے اور اس کی مغفرت نہیں ہو گی۔ یہ مولوی لوگ بھی اپنے آپ کو خدا جانے کیا سمجھتے ہیں جنت و دوزخ ان کے قبضے میں ہے۔ عذاب و ثواب کے ٹھیکیدار یہ ہیں۔ اللہ تعالے اپنے بندوں کی مغفرت بھی ان سے پوچھ کر کرتا ہے حالانکہ مولویوں کا کام صرف یہ تھا کہ علم دین حاصل کر کے لوگوں کو مسائل بتا دیا کرے جس طرح ایک وکیل لا کالج میں قانون کی کتابیں پڑھ کر اس کے بعد عمر بھر ضرورت مندوں کو قانونی مشورہ دیا کرتا ہے لیکن یہ لوگ علم غیب کے بھی عامل بن بیٹھے۔

مولانا حسین احمد مدنی ان بڑے مولویوں میں سے ہیں جن کے متعلق عام خیال ہے کہ روشن خیال ہیں۔ تکفیر نہیں کرتے ضرورت زمانہ کو سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے کے علمبردار ہیں لیکن کیفیت یہ ہے کہ اسمبلی کے انتخابات میں ایک جماعت کے ساتھ ہو کر وقل دینا ضروری سمجھتے ہیں مخالف جماعت کے ہر آدمی کو کافر نہیں تو گنہگار ضرور قرار دیتے ہیں اور مسلمانوں کے انتشار و افتراق پیدا کرنے اور انہیں آپس میں لڑوانے کا کوئی طریقہ اٹھا نہیں رکھتے جب بڑے مولویوں کا یہ حال ہے تو بقیہ بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ تھرڈ کلاس مولویوں کی خوبیوں کا آپ خود ہی اندازہ کر لیجئے اور مسلمانوں میں ان بڑے بڑے مولویوں کی عزت و وقعت کا یہ حال ہے کہ انکی ساری جمعیۃ العلماء امارت شرعیہ ننگ اسلاف صاحب اور دیوبند شریف مل ملا کر ایک بھی نمائندے کو اسمبلی کے انتخاب میں کامیاب نہ کرا سکے"

معاصر "منادی" دہلی اپنی ۱۴ر نومبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا حسین احمد صاحب کی حریت پسندی عرصہ دراز سے تسلیم کی جاتی تھی مگر جدید الکشن نے انکی شہرت کے رخ سے پردہ اٹھا دیا اور سب کے علم میں آگیا کہ وہ ذاتیات کے اسیر ہیں اور اسلام کو ذاتی اختلاف اور ذاتی عناد کیلئے آلہ کار بنا رہے ہیں اور انکا شمار بھی انہی مولویوں میں ہے جو کفر سازی کے کارخانے کے انجینئر ہیں انہوں نے سر محمد یعقوب کے الکشن کی نسبت کوشش زبانی تقریروں اور رسالوں اور وہابیات کی گالیوں میں گمراہی ناموزوں سمجھا۔ اگر وہ اپنی محدثی اور مولویت کو اس حد سے تیزی سے علیحدہ رکھتے تو اچھا تھا مگر انہوں نے جگہ جگہ مولانا سر محمد یعقوب پر کفر کے فتوے لگا کر اپنے وقار کو بھی خاک میں ملا دیا اور مدرسہ دیوبند کی دفعتہً کو بھی داغدار کر دیا۔ اور فتوے کی عزت بھی خراب کر دی۔"

اعلان حق

جماعت قادیان سے قطع تعلق

آج مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۳۴ء کو بذریعہ اعلان ہذا اس بات کا (خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر) اظہار کرتا ہوں کہ میں جماعت قادیان سے علیحدہ ہو کر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی جماعت احمدیہ لاہور میں داخل ہوتا ہوں وجہ یہ ہے کہ جو عقائد قادیانی جماعت پیش کرتی ہے مثلاً یہ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نبی ہیں اور ان کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس سے رشتہ ناطہ نہ کرنا چاہیئے بلکہ یہاں تک کہ اگر مر جائے تو اس کا جنازہ بھی نہ پڑھنا چاہیئے۔ یہ اصول بالکل بیہودہ اور باطل ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے بھی سراسر خلاف ہیں اور نبی کریم صلعم کے پیارے دین یعنی اسلام کو پاش پاش کرنے والے ہیں۔ میں ان عقائد باطلہ سے متنفر ہو کر قادیانی جماعت سے قطع تعلق کرتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہے مسلمان ہے اور اس کو کافر قرار دینے اور دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ لہذا آج سے مجھے کوئی شخص قادیانی نہ سمجھے۔ (خاکسار) دستخط۔ عبداللہ خان تلعی گر۔ ریاست چمبہ

جلسہ سالانہ پر آنیوالے احباب سے درخواست

جملہ احباب کی خدمت میں قبل ازیں عریضہ ارسال کیا جا چکا ہے جلسہ فنڈ کی جن رقوم کا مطالبہ دفتر سے کیا گیا ہے انہیں ہمارے محترم احباب بروقت یعنی دسمبر کے پہلے ہفتہ میں ادا کرنے کی کوشش کریں یا کم از کم اطلاع دیں کہ کب ادا کرینگے نیز مفصلہ ذیل امور کے متعلق جس قدر جلد ہو سکے مطلع فرما دیں۔

(۱) کس قدر احباب کے شمولیت کی توقع ہے۔

(۲) خواتین کن احباب کے ساتھ آئینگی۔

(۳) کونسے احباب مسلم ہائی سکول سے باہر کے مکانوں پر قیام کرنا پسند فرمائیں گے۔

(۴) جن حضرات کا ارادہ کسی تقریر کرنے یا نظم پڑھنے کا ہو وہ بھی اپنی منشا سے مطلع کریں۔ (ڈاکٹر) اللہ بخش

(مہتمم جلسہ سالانہ)

جلسہ سالانہ کا تحفہ

احباب کو معلوم ہو کہ لاہور کے نوجوانوں نے سلسلہ کی تقویت کیلئے ایک انگریزی اخبار دی ینگ اسلام کچھ عرصہ سے شائع کیا ہوا ہے اس کا ذکر ایک بار اس اخبار میں پہلے بھی آچکا ہے اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک دفعہ اپنے ارشادات میں احباب کو نوجوانوں کی اعانت کیلئے اشارہ فرمایا تھا۔ جلسہ سے پہلے ۱۵ دسمبر کو اس اخبار کا ایک خاص نمبر شائع ہو گا جس میں حضرت مسیح موعودؑ حضرت امیر اور دیگر حضرات کے مضامین اور چند تصاویر ہونگی یہ تصاویر بالکل نئی ہیں اور ان کا مقصد تحریک احمدیت کے کارناموں کو اچھے رنگ میں پیش کرنا ہے جو احباب اس تحفہ کو اپنے دوستوں کو دینا پسند فرمائیں وہ ۱۰ دسمبر سے قبل اطلاع دیں۔ قیمت فی پرچہ ۲ر اکٹھے ۱ روپیہ ایک درجن

(منیجر دی ینگ اسلام)

خبریں

ہندوستان

— حضور نظام کی حکومت اپنی ریاست میں شکر سازی کا ایک بہت بڑا کارخانہ جاری کرنے والی ہے۔

— گذشتہ دنوں آگرہ میں نا زادر آرتی کے قضیہ میں جو ہندو مسلم فساد ہوا تھا اس کے سلسلے میں دو مسلمانوں کو عدالت سشن سے سزائے موت ہوئی ہے۔

— صوبہ سرحد کی سرکاری رپورٹ مظہر ہے کہ گذشتہ ماہ اکتوبر میں صوبہ کے اندر قتل کی ۵۴ وارداتیں ہوئیں اور گذشتہ سال کی رپورٹ سے مظہر ہے کہ کل سال میں ۵۱۵ قتل ہوئے۔

— لاہور ۳۰ نومبر۔ میونسپل الکشن تین روز سے شروع ہے بعض حلقوں کے نتائج کا بھی اعلان ہو گیا ہے تمام پولنگ سٹیشنوں پر خوب چہل پہل رہی جعلی ووٹ کثرت سے ڈالے گئے۔ لیکن اس کے متعلق پولیس نے کوئی خاص کارروائی نہیں کی بدتمیزی کے مناظر تقریباً تمام جگہ دیکھنے میں آتے رہے۔ لیکن لڑائی صرف ایک پولنگ اسٹیشن پر ہوئی۔

— کراچی ۲۹ نومبر۔ عبدالقیوم خاں صاحب کی اپیل (جن کو نتھو رام آریہ کے قتل کے جرم میں سزائے موت کا حکم ہوا ہے) مسترد ہو گئی۔

اسمبلی کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ کے امیدوار دن تیس اسلامی نشستوں میں سے بیس مل گئیں۔ انکے علاوہ مدراس، آسام اور صوبجات متوسط پانچ کامیاب امیدوار جو انفرادی حیثیت سے کھڑے ہوئے۔ لیگ اور کانفرنس کے حامی ہیں۔

— جموں ۳۰ نومبر۔ کل ریاست جموں اور کشمیر میں ہز رائل ہائینس ڈیوک آف کنٹ کی شادی کی خوشی میں عام تعطیل رہی۔ سری نگر اور جموں میں چراغاں کیا گیا۔

— ابھی تک سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پر تبصرے ہو رہے ہیں اکثر ہندوستانی اکابر نے اس رپورٹ کو مایوس کن اور ناقابل قبول قرار دیا ہے۔

— گذشتہ ہفتہ لاہور میں آریہ سماج کی دونوں پارٹیوں کے جلسے ہوئے۔

— امرتسر ۳۰ نومبر۔ عنقریب ایک آل انڈیا مسلم وفد وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کریگا۔ کہ کراچی کے عبدالقیوم خاں کی سزائے موت کو کسی دوسری سزا میں بدل دیں متعدد مسلم اکابر نے اس وفد میں شرکت کا وعدہ کر لیا ہے۔

— بمبئی ۳۰ نومبر۔ سر جان اینڈرسن گورنر بنگال اور مسٹر ہیری ہیگ گورنر یو۔ پی آج "رانچی" جہاز سے یہاں پہنچے۔ گورنر بمبئی کے ملٹری سیکرٹری نے ان کا خیر مقدم کیا۔

— رنگون ۳۰ نومبر۔ کل برما کی گذشتہ چالیس سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک یورپین۔ ایچ۔ ڈبلیو۔ سکاٹ کو ایک اینگلو انڈین کے قتل کے جرم میں سزائے موت کا حکم دیا گیا۔

— خان عبدالغفار خان آج کل صوبہ یو۔ پی کا دورہ کر رہے ہیں

— کلکتہ ۳۰ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ موجودہ وقت میں حکومت بنگال کے مشہور ہندو لیڈر سبھاش چندر بوس کو ہندوستان آنے کی اجازت نہ دیگی۔

— گذشتہ ہفتہ علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کے کورٹ کا ایک اجلاس خصوصی منعقد ہوا تھا اس میں بعض اہم امور کے متعلق فیصلے کئے گئے ہیں۔ پرو وائس چانسلر کے اڑا دینے کی تجویز مسترد ہو گئی۔ پرو وائس چانسلر اور رجسٹرار کے تقرر کا مسئلہ کورٹ کے آئندہ سالانہ اجلاس پر ملتوی کیا گیا

ممالک خارجہ

— کابل ۳۰ نومبر۔ وہ ترکی وفد جو ایران و افغانستان کی حدبندی کے تصفیہ کی غرض سے آیا تھا۔ اسے کنگ ظاہر شاہ نے گذشتہ ہفتہ ملاقات کا شرف بخشا اور وزیر اعظم، وزیر خارجہ اور وزیر حرب نے اس کے اعزاز میں شاندار دعوتیں دیں۔

— کاشغر کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ چینی ناظم ملکی ماشاود کو عوام کے کسی گروہ نے شدید زخمی کر دیا ہے۔ حاکم مذکور کاشغر میں بہت مضبوطی اور قابلیت سے انتظام کر رہا تھا برطانوی قونصل خانہ کو بھی اپنا اقتدار قائم رکھنے میں اس نے بہت مدد دی تھی۔

— لندن ۳۰ نومبر۔ مسٹر جناح ۱۰ دسمبر کو یہاں سے ہندوستان کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

— لندن ۳۰ نومبر۔ برلن کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ حکومت کے مقابلہ میں فوج کی روش کے متعلق بڑی خوفناک افواہیں گشت کر رہی ہیں۔ لیکن حکومت جرمنی نے ان افواہوں کی زبردست تردید کی ہے۔

— جدہ ۲۹ نومبر۔ حاجیوں کا پہلا جہاز جہانگیر جو کراچی سے ۱۶ نومبر کو روانہ ہوا تھا۔ وہ کل بخیریت یہاں پہنچ گیا ہے۔

— کابل ۲۹ نومبر۔ شاہ افغانستان نے ۲۴ نومبر کو ہز ایکسیلنسی ایم کٹا ڈاکو جو کابل میں پہلے جاپانی سفیر ہیں شرف باریابی بخشا سفیر موصوف نے شاہ کے حضور اپنی اسناد پیش کیں اور دوران تقریر میں کہا۔ کہ جاپان اور افغانستان میں جو دوستانہ تعلقات قائم ہیں میں ان کو مستحکم بنانے کی کوشش کرونگا۔ شاہ ممدوح نے اسناد کو قبول کرتے ہوئے جاپان کی عظیم الشان ترقیوں پر اظہار مسرت کیا۔

— حکومت فرانس نے ایک سرکاری اعلان میں بیان کیا ہے۔ کہ روس اور فرانس کے درمیان کوئی فوجی معاہدہ نہیں ہوا۔

— لنڈن ۲۹ نومبر۔ دار العوام میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر بالڈون نے بتایا۔ کہ اس وقت جرمنی کے پاس تین لاکھ فوج موجود ہے۔

— افغانستان کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت نے جلال آباد کو برقی قوت پہنچانے کے لئے کارخانہ برق کی تعمیر شروع کر دی ہے۔

— گذشتہ ہفتہ جنیوا میں شاہ الیگزینڈر اور ایم بارتھو کے قتل کا معاملہ لیگ کی کونسل کے سپرد کرتے ہوئے یوگوسلاویہ کے نمائندے نے بہت ہی سخت اور پر زور الفاظ میں حکومت ہنگری پر الزامات لگائے۔

— معلوم ہوا ہے کہ جاپان ۱۰ دسمبر کو واشنگٹن کے بحری معاہدہ کی تنسیخ کا اعلان کر دیگا۔

— برلن ۲۹ نومبر۔ آزادی مذاہب کانفرنس کو حکومت جرمنی نے خلاف قانون قرار دے دیا ہے اور اس کی تمام املاک بحق سرکار ضبط کر لی گئی ہیں۔

— ولایتی اخبارات کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ترکی نے آئمہ مساجد کو جبے اور عمامے پہن کر منظر عام پر آنے سے منع کر دیا ہے۔ یہ لباس صرف نماز پڑھانے، خطبہ دینے اور دیگر مذہبی رسوم ادا کرنے کے وقت کیلئے مخصوص کر دیا گیا ہے

— حکومت اٹلی نے ایک خاص اعلان کے ذریعے تمام فوجی خبروں کی اشاعت کو ممنوع قرار دیا ہے۔

بزم احناف لاہور کا فتوےٰ

دیوبندی اور وہابی کافر و جہنمی ہیں

احراری لیڈروں، دیوبندی ملانوں اور منشی ظفر علی کیلئے سرمہ بصیرت

کلمہ گوؤں کی تکفیر ایک ایسا خطرناک مرض ہے جس کو مسلمان قوم کی مصائب کی جڑ اور ان کے زوال و خانہ جنگی کا سب سے بڑا سبب کہا جا سکتا ہے ظاہر پرست اور دنیا دار ملانے ہمیشہ سے اس کے شائق ہیں۔ انہوں نے تاریخ اسلامی کے ہر دور میں تکفیر کے اتحاد سوز ہتھیار کے ذریعے ہی وحدت اسلامی کو پاش پاش کر کے اپنی امامت و قیادت کی عمارت تعمیر کرنے کی کوشش کی ہے۔ آج کل احراری لیڈر اور دیوبندی ملانے جماعت احمدیہ کے خلاف بھی یہی ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اور ہر ایک احمدی کے لئے ان کا فتوےٰ کفر موجود ہے۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ایک ایسا خطرناک کھیل ہے جسے ان کے سوا دوسرے بھی کھیل سکتے ہیں۔ چند روز ہوئے۔ بزم احناف لاہور کی طرف سے ایک ٹریکٹ کی شکل میں دیوبندیوں اور وہابیوں پر کفر کا فتوےٰ شائع ہوا ہے۔ ٹریکٹ کا عنوان یہ ہے:۔ "دیوبندیت اور مرزائیت کا موازنہ" "دیوبندی۔ وہابی اور مرزائی حقیقی بھائی ہیں"۔ ہم اس ٹریکٹ کو درج ذیل کرتے ہیں۔ مجلس احرار کے اکثر ذمہ دار ارکان وہابی اور دیوبندی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اپنے غیر احمدی علماء کے اس تحفہ کو بصد مسرت قبول کریں گے۔ آخر یہ بھی "علمائے کرام" کا فتوےٰ ہے۔ جب احراری یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے بے معنی اور ذلیل فتووں پر مسلم پبلک جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کو کافر سمجھے اور سمجھے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ حنفی علمائے کرام کے فتوے پر خود اس سلوک کے لئے تیار نہ ہوں۔ ضرورت تھی کہ بزم احناف لاہور کے تکفیر نواز ارکان اس ٹریکٹ میں منشی ظفر علی خاں اور عطاء اللہ شاہ بخاری کا ذکر خاص طور پر کرتے اس فروگذاشت کی وجہ غالباً یہ ہے۔ کہ ان دونوں کے متعلق احناف لاہور کے رہنمائے اعظم مولوی دیدار علی شاہ صاحب کا فتوےٰ کفر کئی برس سے موجود ہے اس فتوے کی رو سے ان کی بیویاں بھی ان پر حرام ہو چکی ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مکفر مولویوں اور پیروں کو ہدایت دے۔ یا ان سیاہ داغوں کو ملت مسلمہ کے دامن سے دور کر دے آمین

(مدیر)

فی زمانا فرقہائے ضالہ حشرات الارض کی طرح اس کثرت سے بڑھ رہے ہیں کہ خدا کی پناہ! اگر ایک گھر میں چار افراد سکونت پذیر ہیں۔ تو چاروں کا مذہب جدا جدا۔ ایک کی دوسرے سے بن نہیں آتی۔ میاں سنی ہے تو بیوی وہابی۔ بیٹا مرزائی ہے تو بھائی شیعہ۔ المختصر اس دور آزادی میں ہر وہ شخص جو چند مذہبی اردو رسالے یا سیاسی اخبارات کا مطالعہ کر لیتا ہے اپنے تئیں ذی علم اور اہل ذکر کی فہرست میں داخل کر کے ایک نئے عقیدہ اور مذہب جدید کا موجد بن جاتا ہے اور سیجویا دیگر پے نیست کی رٹ اس انداز سے لگائے جاتا ہے کہ قائل کلمہ انا خیر منہ (میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں) بھی اس کے سامنے انگشت بدنداں ہے۔ اگر کوئی اس کی ہمسری کا دعوے کرے تو جھٹ چیں بجبیں ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر کہیں رفعت شان جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف آجائے تو سورہ کہف کی آخری آیہ کریمہ قل انما انا بشر مثلکم کے سوا کوئی دوسری آیت یا حدیث شریف بطور حوالہ پیش کرنی عار سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور حاضرہ کے اکثر انگریزی خواندہ نوجوان اور اخبار بین اصحاب مذہبی تعلیمات سے بہرہ رہ کر اور اہل علم کی صحبت سے گریز کرتے ہوئے شتر بے مہار کی طرح صحرائے لامذہبی میں اس سرعت سے اقدام کر رہے ہیں کہ حقانیت اور صداقت سے کوسوں دور جا پڑے ہیں۔ سواد اعظم یعنی فرقہ اہلسنت وجماعت (جس کی اکثریت مسلمہ ہے) سے جدا ہو کر ہر فرقہ ضالہ نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنا لی ہے اور اس طرح مسلمانوں میں تشتت و افتراق کا بیج بو دیا ہے۔ جو آج ان کی تباہی اور تنزل کا باعث ہو رہا ہے۔ کاش مسلمان اپنے نبی کریم رؤف و رحیم عالم ماکان و مایکون علیہ التحیتہ والتسلیم کے فرمان پاک کا پوری طرح احترام کرتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے۔ تو آج دنیا میں ذلیل و رسوا نظر نہ آتے امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ (اللہ تعالیٰ کا دست کرم جماعت پر ہے۔ جو اس سے جدا ہو کر جہنمی ہوا) مرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا۔ السواد الاعظم يعبر به عن الجماعة الكثيرة والمراد ما عليه اكثر المسلمين۔

یعنی سواد اعظم بڑی جماعت ہے اور اس سے مراد وہ ہے۔ جس پر اکثر اہل اسلام ہیں۔

اگرچہ احادیث مذکورہ نے صریح طور پر یہ راز منکشف کر دیا۔ کہ فرقہ حقہ وہ ہے جس پر مسلمانوں کی بڑی جماعت ہے اور وہ بحمد اللہ اہل سنت وجماعت ہیں۔ جو ان سے منحرف ہوا۔ وہ خوار و رسوا ہوا اور بموجب فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گمراہ و جہنمی ہوا۔ مگر کور باطنوں نے پھر بھی ابلیس لعین کا اتباع کیا اور جماعت المسلمین کا شیرازہ بکھیر دیا مخبر صادق علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے ارشاد پاک کے مطابق اسلام صرف غربا میں باقی رہ گیا اور طبقہ امرا نے بھی فرقہ ہائے ضالہ کا ساتھ دیا۔ اور ان کو تقویت پہنچائی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آج محض غربا کا ایک گروہ نظر آتا ہے۔ جو صحیح معنوں میں علمائے اہل سنت وجماعت کا متبع ہے اور جس کی اکثریت میں کسی کو بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں مگر اس کے مخالفین کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے ایک نہیں۔ دو نہیں۔ بہتر ۷۲ قسم کے دشمنان دین اس گروہ عظیم کے در پے آزار ہیں اور اس کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ خیر فاللہ خیر حافظا۔ یہ حق و باطل کا جھگڑا تو قدیم سے چلا آ رہا ہے ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اور اعدائے اہل سنت وجماعت اس فرقہ حقہ کی بیخ کنی کرنے پر برسوں سے تلے ہوئے ہیں اگرچہ ان کی کوششیں ناکام رہی ہیں اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکے ؎

نہ مٹا پر نہ مٹا اہل عقیدت کا نشان
آپ ہی مٹ گئے اوروں کو مٹانے والے

دشمنان ظاہری مثلاً وہابی۔ مرزائی چکڑالوی وغیرہ نے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا۔ لیکن صرف چند نا اہلوں کو ورغلا کر اپنے زغم میں لا سکے۔ جن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے جب ان فرقہ ہائے باطلہ کے رفقائے باطنی شیاطین الجن والانس نے دیکھا کہ کام تو بگڑ گیا۔ اور یاروں کی چالیں کارگر نہیں ہو سکیں تو انہوں نے بمصداق

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و درماندگی

دوستی کا حق ادا کیا۔ اور ان کی طرف دست اعانت بڑھایا۔ اور بے کسی و کس مپرسی کی حالت میں ان کے یار و مددگار بنے اور آگے بڑھے اور اپنے بدہم شدہ برادران طریقت کو سکوت و خاموشی کی تلقین کی اور تلبیس ابلیس کو اپنی کامیابی کا ذریعہ بنایا۔ چنانچہ دیوبند اور ندوہ سے پیران پارسا کی صورت میں حنفیت کا قبا پہنکر نمودار ہو گئے۔ قادری چشتی نقشبندی بن کر احناف کے ساتھ میل جول رابطہ و اتحاد قائم کیا۔ اور خلط ملط ہو کر رہنے لگے۔ ان کے قبے جبے۔ پھیلاؤ دار اچکن اور ریش دراز دیکھکر عوام اہلسنت کو دھوکا لاحق ہوا۔ کہ شاید یہ گروہ علمائے ربانی سے ہے۔ اور اس آڑے وقت میں صحیح العقیدہ سنی حنفی مسلمانوں کی اصلاح اور امداد کے لئے میدان عمل میں آیا ہے ان سادہ لوح سنیوں کو کیا پتہ۔ کہ ع

کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں

انہیں کیا علم کہ یہ لوگ آستین کے سانپ ہیں۔ امداد کرنا تو درکنار استمداد کرنے والے صحیح العقیدہ مسلمانوں کو مشرک و متبدع جانتے ہیں اور بے ادب محروم ماند از فضل رب کے پورے مصداق ہیں۔

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجان
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

در رہ منزل لیلی کہ پہلا قدم رکھتے ہی بھولے بھالے مسلمانوں کے سامنے مسئلہ اتحاد ایک لطیف انداز میں پیش کیا۔ "مسلمانو! پیارے بھائیو! اتفاق بڑی دولت ہے۔ جماعت سے کرامت ہے اگر دنیا میں جاہ و جلال، عظمت و شوکت۔ عزت و وقار چاہتے ہو۔ تو سب کے سب ایک ہو جاؤ۔ باہمی اختلافات کا قلع قمع کر دو"۔

بھلا بحیثیت مسلمان کوئی شخص اس تحریک کی مخالفت کر سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ اہلسنت وجماعت جو حقیقت میں سُن ہو چکے تھے اور جو اب بھی خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوئے۔ ان کے دام تزویر میں پھنس گئے جب ان دیوبندی ملاؤں نے دیکھ لیا۔ کہ حنفیت کی اوٹ میں داؤ چل گیا ہے تو ایک قدم اور آگے بڑھے اور خفیہ طور پر اپنے حواریوں کے درمیان عقائد باطلہ کی تبلیغ شروع کر دی اور بر سر منبر عوام کو یوں مخاطب کیا:۔

"برادران اسلام! فروعی تنازعات کو خیرباد کہہ دو۔ مذہبی الجھنوں میں پڑنا کبھی بھی سود مند نہیں ہو سکتا۔ عقائد کی بحث چھیڑنے سے کیا حاصل۔ اگر کوئی مسلمان الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ حاضر ناظر جان کر یا وظیفہ یا شیخ سید عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) شیئاً للہ بطور استمداد پڑھتا ہے اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اور اگر کوئی صاحب ان وظائف کا منکر ہے تو اس کو بھی شرع مکلف نہیں گردانتی۔ ہم تو محض مسلم ہیں اور اتحاد و اتفاق بین المسلمین کے حامی۔ قوم مسلم کو آباد و سرسبز دیکھنا چاہتے ہیں۔ دل امنگوں سے لبریز ہے پر کیا کیا جائے۔ جی تو بہت چاہتا ہے مگر کچھ نہیں چلتا۔ اگر کوئی سبیل نکل آئے تو تبلیغی کام سرانجام دے کر مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلایا جائے۔ سامعین تمہارا فرض ہے کہ دامے درمے قدمے سخنے اس تحریک میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں"۔

سچ ہے "بے علم نتواں خدا را شناخت" اور اس زمانہ تقیہ سازی اور دھوکا بازی میں تو امتیاز حق و باطل بہت ہی مشکل ہو گیا ہے۔ جونہی کہ دیوبندی مولوی نے اپنی چکنی چپڑی اور چٹ پٹی تقریر کو ختم کیا۔ جہلاء میں شور مچ گیا۔

"سبحان اللہ! مرحبا! مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ ہماری خدمات حاضر ہیں۔ ہمارے مال و جان آپ پر قربان ہیں۔ نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر"

اب مولوی صاحب پیٹ بھر سلتے اور کی دال گلنے لگی اور تلبیس ابلیس کارگر ہو گئی۔ چند مجہول الحال "چوں خر لنگ پئے آب و علف" ان کی مدحت سرائی اور ہمدردی کا دم بھرنے لگے اور چند روز عالم نفسانی کی صحبت میں رہ کر "نہ لکھے نہ پڑھے"

نام نہاد فاضل خود بخود مبلغین اسلام بن بیٹھے۔ ظاہراً وہی پرانی رٹ لگاتے رہے کہ سب کلمہ گو بھائی بھائی ہیں۔ مگر اندرونی طور پر عقائد باطلہ کی تبلیغ واشاعت کا سلسلہ جاری رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج بر سر بازار گروہ اعظم یعنی اہلسنت والجماعت کو مشرک، مبتدع گردانا جاتا ہے اور ان کے بزرگان عظام اور اولیاء کرام کی کھلی توہین کی جاری ہے اور ساتھ ہی عوام ناخواندہ کی تسکین اور اشک شوئی کے لئے قسمیں کھا کر اعتبار جمایا جا رہا ہے کہ بخدا ہم تو پکے حنفی ہیں۔ سب بزرگوں کو مانتے ہیں اور جملہ اکابر دین کی عزت وعظمت ہمارے دلوں میں جاگزین ہے۔ اور کسی کی تکفیر کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے کیونکہ ہم شرک وکفر کی گن مشین نہیں ہیں۔ کافر گری تو پیشہ علمائے اہل سنت وجماعت ہے۔

سبحان اللہ! چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری۔ خود ہی مسلمانوں کے گروہ اعظم کو مشرک وکافر ومبتدع بنائیں اور خود ہی اپنی گھریلو عدالت میں انصاف کا خون کر کے اہل سنت وجماعت کو مجرم قرار دیں۔ الٹا چور کو توال کو ڈانٹے کیا ایمانداری اسی کا نام ہے۔ کیا اسلام کی یہی تعلیم ہے یاد رکھو۔ مومن کی یہ شان نہیں کہ اس کے ظاہر وباطن میں تفاوت پایا جائے اقرار باللسان وتصدیق بالقلب ایمان دار کی علامت ہے مومن جو کہتا ہے۔ وہی کرتا ہے اور خالصاً للہ کرتا ہے۔ منافقت، تقیہ سازی، روباہ بازی، حیلہ جوئی اور تذبذب اہل ایمان اور محبان جناب سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شیوہ نہیں۔ خیر ہمیں کوئی برا کہے یا بھلا، مشرک کہے یا کافر۔ بقول خسرو علیہ الرحمۃ ؎

خلق مے گوید کہ خسرو بت پرستی مے کند
آرے آرے میکنم با خلق ما را کار نیست

ہم محض اپنی نفسانیت یا خود غرضی کی بنا پر معاندین اہلسنت ومنکرین اولیاء کرام کے ساتھ مخالفت ومخاصمت رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن امر حق کو صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر واضح کر دینا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں اور حق بات چھپانے والے ملمع ساز علماء کو اخوان الشیاطین سے کم نہیں سمجھتے۔ لہٰذا ہم پبلک کے سامنے محض اظہار حق کے لئے یہ معاملہ پیش کر دیتے ہیں کہ جب علماء اہل سنت وجماعت نیز مفتیان دیوبند، مقتدایان اہلحدیث وپیشوایان فرقہ ہائے دیگر متفقہ طور پر مرزائیوں کا خارج از اسلام ہونا ثابت کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے۔ ویسے ہی عقائد رکھنے والا کوئی دوسرا گروہ خالص مسلم، توحید پرست اور حنفی العقائد خیال کیا جائے؟

ہم ذیل میں ہر دو فرقہ ہائے ضالہ کے عقائد باطلہ کی فہرست بغرض مقابلہ وموازنہ پاس پاس درج کر کے ناظرین کرام سے استفسار کرتے ہیں کہ ان دونوں میں سے کافر کون ہے۔ اگر دونوں کافر ہیں۔ جیسا کہ عقائد مندرجہ سے ظاہر ہے تو کیا کفر والی دونوں مساوی ہیں یا کم وبیش۔ کیا ایسے لوگ جن کے اپنے عقائد کی تا حال اصلاح نہیں ہوئی قوم مسلم کے مبلغین اور واعظین بننے کے قابل ہیں؟ کیا ان کی تبلیغ سے اہل اسلام کے درمیان مزید بدعقیدگی پھیلنے کا اندیشہ نہیں۔ ایسے لوگوں کا کوئی تبلیغی کانفرنس قائم کرنا سوائے اس کے کیا معنی رکھتا ہے کہ وہ اپنی ریاکاری، ظاہرداری اور تقیہ سازی کے ذریعہ عقائد باطلہ کی اشاعت کرنا اور عوام کو الو بنا کر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں ؎

سلف کجا ومن اندر خلف خراب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

(اس کے بعد ٹریکٹ میں احمدی اور قادیانی لٹریچر اور دیوبندی اور وہابی ملانوں کی کتابوں سے چند حوالے ایک دوسرے کے مقابلے میں درج کئے گئے ہیں: ان میں اکثر جگہ احمدیت کے صحیح عقائد وخیالات میں نہایت افسوسناک تحریف کر کے یا غلط طریق پر پیش کر کے ان کو دیوبندی اور وہابی عقائد وخیالات کے مطابق بنانا چاہا ہے۔ ہم نے باقی ٹریکٹ تو بجنسہ درج کر دیا ہے لیکن غیر معمولی طوالت کے خوف سے اس فہرست کو حذف کر دیا ہے) ❋ (مدیر)

اگرچہ یہ راز سربستہ پورے طور پر منکشف ہو چکا ہے کہ مرزائی اور دیوبندی ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں۔ تاہم اگر وہ اہلسنت وجماعت کو فرقہ دیوبندیہ وہابیہ سے جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی ناممکن ہے۔ دیوبندی وہابی مرزائیوں کی نسبت زیادہ خطرناک ثابت ہوئے ہیں جس کی خاص وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت کا کمبل اوڑھ کر اہلسنت وجماعت سے رابطۂ اتحاد قائم کر کے عقائد وہابیہ کی اشاعت کر رہے ہیں اور پیروان مرزا فرقہ ہائے دیگر سے خلا ملا اور میل جول رکھنا حرام اور ناجائز سمجھتے ہیں۔ نہ وہ احناف کی مساجد میں داخل اور جماعت میں شامل ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کی دیگر تقاریب میں حصہ لیتے ہیں لہٰذا اپنے سنی برادران کو دیوبندیوں کے مکائد اور اثر سے محفوظ رکھنے کی غرض سے چند اور عقائد دیوبندیہ وہابیہ درج ذیل کر کے ان سے درخواست کرتے ہیں کہ زمانہ حاضرہ کے منافق خصلت اور ملمع ساز لوگوں کی صحبت سے اجتناب کریں اور اپنے عقائد صحیحہ وایمان کی حفاظت کریں۔

دور شو از اختلاط یار بد — یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند — یار بد بر جان وبر ایماں زند

چند دیگر عقائد وہابیہ دیوبندیہ

(۱)۔ یارسول اللہ کہنا کفر ہے اگر سمجھے کہ آپ کی ذات سن لیتی ہے۔ اگر یہ نہیں۔ تو مشابہ بکفر ہے (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ صفحہ ۳)

(۲) غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے۔ بلفظہ (فتاوےٰ رشیدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۶)

(۳) جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علوم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے وہ بے شک کافر ہے (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۶)

(۴) سوال از انجمن اہلحدیث بیانوالہ ضلع سیالکوٹ "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کا وظیفہ پڑھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر جاننا کیسا ہے اور بغداد کی طرف منہ کر کے یا عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھنا اور یا علی اور یا حسین اٹھتے بیٹھتے کہنا کیسا ہے؟

جواب از مولوی احمد علی ناظم انجمن خدام الدین ومدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر سمجھا جائے بلکہ یہ خیال ہو کہ فرشتے پہنچا دیں گے تو اس درود شریف کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ احناف کی کتابوں مثلاً (در مختار) میں اس وظیفہ کے پڑھنے والوں کی تکفیر موجود ہے (یعنی یہ وظیفہ پڑھنے والے کافر ہیں) لہٰذا ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے علیٰ ہذا القیاس باقی مسئولہ الفاظ (یا علی وغیرہ) اگر حاضر وناظر سمجھ کر پڑھتا ہے تو کفر ہے ورنہ پھر بھی ان کے تکلم سے احتراز واجب ہے۔ ان کی بجائے ان لوگوں کو ذکر الٰہی کرنا چاہیے۔

(۵) جلسہ میلاد النبی کرنا بدعت، حرام اور فسق ہے اور کنہیا کے سانگ کی طرح ہے یا رافضیوں کی مجالس شہادت کی مثل ہے۔ اصل عبارت یہ ہے: ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کا ہر سال کرتے ہیں۔ یا مثل روافض کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال مناتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا۔ اور یہ حرکت قابل لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم یعنی (ہنود ومشرکین) سے بڑھ کر ہوئے وہ تاریخ معین پر کرتے ہیں۔ ان کے ہاں کوئی قید ہی نہیں۔ جب چاہیں یہ خرافات فرضی مناتے ہیں (براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸ سطر ۱۴۔ مولف خلیل احمد انبیٹھوی)

(۶) حفظ الایمان مطبوعہ مجتبائی مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۸۔ عبارت:۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

العیاذ باللہ تعالیٰ کیسے بے باکانہ طور پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو بچوں پاگلوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وغیرہ کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے۔ خداوند تعالیٰ ایسے مولویوں کے پرلے سے محفوظ رکھے

مولوی اشرف علی تھانوی اپنا کلمہ پڑھوانے لگے

امت دیوبندیہ کے حکیم اپنا کلمہ بھی پڑھوانے لگ گئے ہیں جو مرزا کے فرشتوں کو بھی نہ سوجھا تھا، ملاحظہ ہو، ایک مرید کے سوال کے جواب میں کیا فرماتے ہیں:۔

(رسالہ الامداد بابت صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵)

سوال:۔ خواب میں کلمہ شریف پڑھتا ہوں مگر بجائے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ زبان سے نکلتا ہے۔ سمجھتا ہوں کہ غلط ہے تصحیح کی کوشش کرتا ہوں، مگر زبان سے پھر وہی کلمہ ادا ہوتا ہے گھبرا کر خواب سے بیدار ہوتا ہوں اپنی غلطی پر روتا ہوں اور اس کے تدارک کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں مگر پھر زبان سے اللھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی نکل جاتا ہے کیا کروں۔ لاچار ہوں آپ کی محبت میں از خود رفتہ ہوں (انتہی ملخصاً)

جواب:۔ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو۔ وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے (یعنی گو تم ان کلمات کو غلط سمجھ کر پشیمان ہو۔ لیکن اگر انہیں صحیح بھی سمجھ لو۔ تو بھی کوئی حرج نہیں راقم بھی ان کلمات والقاب کا ہر طرح سے سزاوار ہے)

(بزم احناف کوچہ ڈوگراں لاہور)

بلدیہ لاہور کا انتخاب

مجلس احرار کی شکست فاش

مجلس احرار کے نمائندے مولوی مظہر علی اظہر کو انتخاب بلدیہ لاہور میں ایک نوجوان بیرسٹر نے بری طرح شکست دی یہ شکست مجلس احرار کے ایک معمولی رکن کی شکست نہیں بلکہ مجلس احرار کے کن لٹائے "مجاہد" اور "غازی" کی شکست ہے۔ احرار کی منڈلی کے اس ۔ ۔ ۔ ۔ کا طلسم ٹوٹنا اس منڈلی کی کلیتہً تباہی کا پیش خیمہ ہے ہمیں مولوی صاحب موصوف اور احرار سے ہمدردی ہے۔ شیخ خالد لطیف گابا کی کامیابی پر بھی احرار نے بغلیں بجانی شروع کر دی تھیں اور سمجھ لیا تھا کہ بس اب ہر جگہ ہماری ہی فتح ہوگی حالانکہ شیخ صاحب جیسا کہ تمام اہل الرائے طبقے کا خیال ہے۔ محض نو مسلم ہونے کی وجہ سے منتخب ہو گئے تھے احرار کی کوششوں کو ان کی کامیابی میں مطلق کوئی دخل نہ تھا۔

دی یہ خبر صبا نے گجر دم کہ مل گئی
میدان انتخاب میں احرار کو شکست
دعوے تھا جن کو اپنی سیادت کا رات دن
وہ دیکھتے ہیں آج زمانہ میں خود کو پست
روتے ہیں جو ریہ گردش گردوں سے آج وہ
حرص وہوا نے جن کو کیا کانگرس پرست
فطرت میں جن کی قوم فروشی ازل سے تھی
حق کے مقابلہ میں انہیں مل گئی شکست
رسوا ہوئے ہیں آج وہ انجام کار دیکھ
بے خود تھے جو غرور وتکبر میں اور مست

(رستیا)

جلد ۲۲ لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۲۹ شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء نمبر ۷۶

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورے کی مختصر کیفیت

حضرت امیر ایدہ اللہ یکم دسمبر کو بوقت ایک بجے لاہور سے روانہ ہوکر شام کو لائل پور پہنچے۔ اسٹیشن پر احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔ خان بہادر میاں غلام رسول صاحب پہلے سے وہاں پہنچے ہوئے تھے جو دوسرے دن صبح ہی جھنگ تشریف لے گئے۔ ۲ر دسمبر کو شیخ عبدالحق صاحب سب جج لائلپور نے حضرت امیر اور دیگر احباب کو شاندار ڈنر دیا۔ تیسرے پہر شیخ میاں محمد صاحب کے دولتکدہ پر معززین لائلپور کو شاندار دعوت چائے دی گئی جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے مغرب میں تبلیغ اسلام کی ضرورت و اہمیت پر ایک پرمغز تقریر کی۔ ۳ر دسمبر کو صبح ۳ بجے کی ٹرین میں سوار ہوکر قریباً ۷ بجے صبح وزیرآباد پہنچے جہاں مکرم جناب شیخ نیاز احمد صاحب کے ہاں صبح کی چائے اور دوپہر کا کھانا کھایا۔ اور پھر معہ شیخ محمد جان صاحب و شیخ مولا بخش صاحب موٹر میں سوار ہوکر سیالکوٹ پہنچے۔ جہاں جناب شیخ جان محمد صاحب کی عیادت کے بعد اسی موٹر میں جموں تشریف لے گئے۔ جموں میں احباب جماعت بہت دیر سے شہر کے باہر آپ کے منتظر تھے ان سب کے ساتھ قریباً ۴ بجے ملک شیر محمد صاحب کے دولتکدہ پر پہنچکر چائے پی۔ ملک صاحب نے پہلے سے بعض معززین جموں کو مدعو کر رکھا تھا۔ شام کو حضرت امیر ایدہ اللہ مسجد احمدیہ میں تشریف لے گئے اور نماز مغرب کے بعد احباب سے جماعت کے نظم و نسق کے متعلق گفتگو ہوتی رہی نماز عشا وہیں حضرت امیر نے پڑھائی۔ اور پھر ملک شیر محمد صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے صبح کی نماز پھر اسی مسجد میں تشریف لے جاکر حضرت امیر نے پڑھائی اور احباب سے ڈیڑھ دو گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی ۹ بجے وہاں سے واپسی پر ڈاکٹر وزیر احمد صاحب صاحب قریشی کے چائے پی اور پھر جموں ہسپتال رجو رستہ میں تھا) دیکھا۔ مکرم میاں محمد سعید صاحب ریٹائرڈ۔ ای اے۔ سی بھی ساتھ تھے جنہوں نے ایک سو روپے کا چیک حضرت امیر کو دیا قریباً ۱۲ بجے ملک شیر محمد صاحب کے ہاں کھانا تناول فرمایا اور پھر وہاں سے معہ ہمراہیان موٹر میں واپس روانہ ہوئے۔ ۳ بجے سیالکوٹ پہنچکر برادر سراج الدین صاحب نبی کے مکان پر فروکش ہوئے۔ ۴ بجے کے بعد احباب جماعت کا وہاں اجتماع ہوا۔ اور نماز مغرب کے بعد دیر تک جماعت کے نظم و نسق کے متعلق گفتگو ہوتی رہی جس کے بعد برادر نبی صاحب کے ہاں کھانا کھایا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ جماعت جموں کے ایک بوڑھے ممبر اور حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے مرید محمد دین صاحب جلد ساز بہت بیمار ہیں اسی وقت موٹر میں حضرت امیر ان کے مکان پر تشریف لے گئے ان کی زبان پر فالج گرا ہوا ہے اور گفتگو کرنا مشکل ہے۔ تاہم بڑی مشکل سے انہوں نے ایک دو باتیں کی اور بہت ہی خوش ہوئے احباب سے درخواست ہے کہ ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت امیر معہ ہمراہیان وزیرآباد کو واپس روانہ ہوئے اور قریباً دس بجے وزیرآباد پہنچکر مکرم جناب نیاز احمد صاحب کے ہاں رات بسر کی اور ۵ر دسمبر کو صبح آٹھ بجے کی ٹرین میں سوار ہوکر بوقت دوپہر واپس لاہور پہنچے، اس سفر میں مکرم جناب شیخ مولا بخش صاحب تاجر چرم وزیرآباد نے مبلغ ۲۵ روپے گلمرگ کی مستورات سے جمع کرکے دیئے اور آئندہ زنانہ نمائش دستکاری کیلئے دو میز پوش بھی۔ اور دستکاری کے لئے مزید کوشش کرنے کا بھی وعدہ فرمایا +

جلسہ نمبر کے متعلق خاکسار منیجر کی گذارشات

۱۔ بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری اور صدر صاحبان ۹ر دسمبر کو اتوار کے روز یا کسی اور مناسب وقت دوستوں کو جمع کرکے جلسہ نمبر خریدنے کی تحریک کریں اور فرمائش مجموعی طور پر بھجوا دیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش ہے کہ یہ نمبر زیادہ سے زیادہ تعداد میں لوگوں تک پہنچ جائے لہذا فرمائش بھیجنے میں احباب کو ہمت اور عجلت سے کام لینا چاہیئے

۲۔ جہاں باقاعدہ جماعتیں نہیں وہاں احباب انفرادی طور پر بھی جلد فرمائش بھیجدیں۔ پرچہ ضرورت کے مطابق ہی چھپوایا جاتا ہے تاخیر سے آنیوالی فرمائشوں کی تعمیل مشکل ہوتی ہے

۳۔ جو جماعتیں یا احباب سو یا سو سے زیادہ پرچوں کی فرمائش ۱۱ر دسمبر تک بھیجدینگے ان کا اعلان جلسہ نمبر میں نمایاں طریق پر کیا جائے گا۔

۴۔ قیمت فی پرچہ ۲ر اور ایک روپے کی دس کاپیاں علاوہ محصول ڈاک مقرر ہوئی ہے جو لاگت کے برابر ہے محصول ڈاک خریداروں کے ذمہ ہوگا

۵۔ تھوڑی تعداد کے پرچوں کی قیمت ٹکٹوں کی صورت میں بھیج دی جائے تو اچھا ہے۔

۶۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ صوبہ پنجاب، سندھ، سرحد بلوچستان اور یو۔ پی کی فرمائشیں ۱۱ر دسمبر تک اور باقی مقامات کی ۱۴ر دسمبر تک پہنچ جائیں۔

۷۔ پرچہ کی ضخامت انشاءاللہ کم از کم ۳۲ صفحات ہوگی لکھائی چھپائی کا خاص اہتمام کیا جائیگا۔

۸۔ تجارت پیشہ دوستوں کو اس کے لئے اشتہار فراہم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(خاکسار)
منیجر

ہز میجسٹی شہنشاہ جارج خامس کا جوابی مکتوب

منشی ظفر علی مالک روزنامہ "زمیندار" کے نام

(عالم خیال میں حقیقت بیانی)

ہماری رعایا کے وفادار فرد مولوی ظفر علی!

مابدولت کی نظر سے تمہارا مکتوب مفتوح جو زمیندار مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۳۴ء میں شائع ہؤا تھا۔ گذرا۔ مابدولت اس امر پر اظہار مسرت کرتے ہیں کہ تم ہماری ہندی رعایا کے وفاشعار فرد ہو۔ اس سے قبل ہماری حکومت کے نمائندہ (وائسرائے) نے تمہاری اس نظم کی طرف بھی مابدولت کی توجہ مبذول کرائی تھی جو عرصہ ہؤا۔ "زمیندار" میں شائع ہوئی تھی جس میں تم نے اپنی انتہائی وفاشعاری کا ثبوت دیتے ہوئے مابدولت کی خوشنودی مزاج حاصل کی تھی۔ غالباً وہ نظم یہ تھی

ہے شیریں نام ایسا بادشاہ جارج خامس کا — غدوبیت ہے زبانوں میں حلاوت ہے بیانوں میں
ودلعیت ہے شہنشہ کی عقیدت آفریں الفت — سروں میں اور سینوں میں دلوں میں اور جانوں میں
نظر آئی تیری ظل الٰہی شان دونوں کو — برہمن کو صنم خانہ میں مسلم کو اذانوں میں
سلامت قیصرہ کو اور قیصر کو خدا رکھے — یہی اک نغمہ جاں پرور ہے سب قومی ترانوں میں
رہیں ثابت قدم ہم اپنے قیصر کی اطاعت پر — کہ جس سے سرخرو ہم ہو سکیں دونوں جہانوں میں
ہمارے واسطے کیا کم ہی انعام و عزت ہے — کہ داخل ہو گئے قیصر کے ہم بھی مدح خوانوں میں

تم نے اپنے مکتوب مفتوح میں شہنشاہ سے اپنی وفاداری اور سلطنت برطانیہ کی خیرخواہی کا ثبوت دیتے ہوئے پنجاب کی جس "باغی" جماعت کا ذکر کیا ہے اور اس کے "خطرناک ارادوں" کی طرف توجہ دلائی ہے اس کے لئے ہم اور ہماری حکومت تمہارے شکر گذار ہیں۔

علاوہ اس کے تم نے اپنے مکتوب میں مابدولت کے مذہب عیسائیت کے مستقبل کے متعلق جن خدشات کا ذکر کیا ہے اس اطلاع دہی کے لئے مابدولت بنفس نفیس تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ مسلمان ہو کر عیسائیت پرستی کا جذبہ اپنے دل میں رکھنا عددرجہ قابل تعریف فعل ہے اور اپنے بادشاہ سے وفاداری کا بیّن ثبوت ہے۔

مابدولت کو اس کا افسوس ہے کہ اکثر اوقات تم نے اپنی تعلّی پسند طبیعت کے باعث یا لیڈری کے شوق میں ایسی حرکات بھی کی ہیں جن کے باعث ہماری حکومت اس امر پر مجبور رہ گئی کہ تمہارے خلاف آئینی کارروائی کرے لیکن یہ امر باعث اطمینان ہے کہ تم فوراً راہ راست پر بھی آجاتے ہو۔ سر مائیکل اڈوائر کے زمانہ حکومت میں تم نے عین وقت پر پلٹا کھا کر اپنے آپ کو بچا لیا تھا۔ اس کے بعد جب "زمیندار" سے تین ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی تو تم نے یا تمہارے فرزند نے مسٹر سی۔ سی گاربٹ سے مل کر ضمانت کی رقم معاف کرالی اس طرح ہماری حکومت حسب موقعہ تمہاری مدد بھی کرتی رہی۔ مابدولت توقع رکھتے ہیں۔ کہ آئندہ تم زیادہ احتیاط سے کام لوگے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ماضی قریب میں تمہارے اخبار میں اشتراکیت کے خلاف جو مضامین شائع ہوتے رہے ہیں اس سے ہماری حکومت تم سے بہت خوش ہے۔ اس چیز کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں کہ اشتراکیت (بالشوزم) کی تحریک امن عالم کے لئے ایک مستقل خطرہ ہے۔ خصوصاً ہندوستان کے لئے اس کا اثر سم قاتل کا حکم رکھتا ہے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہماری ہندی رعایا حسب سابق وفادار رہے گی اور تم اپنی روایتی خیرخواہی کا ثبوت دیتے ہوئے اس زہریلے پروپیگنڈا کے لئے تریاق مہیا کرتے رہوگے۔

آخر میں مابدولت مکرر تمہاری وفاشعاری پر اظہار اعتماد و خوشنودی کرتے ہیں .... تمہاری ان خدمات کا صلہ معقول طریق پر ادا کر دیا جائیگا۔ جس سے تمہیں روز روز کی چندہ طلبی سے نجات مل جائے گی مطمئن رہو اور آنے والے وقت کا صبر سے انتظار کرو

(دستخط)
(ہز میجسٹی جارج پنجم)

روزے کے مسائل

(۱) روزہ کا اصل مقصد تقویٰ ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے یاایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ پس روزہ میں جھوٹ بولنا، گالیاں دینا، غیبت کرنا، بدنظری اور حرام خوری روزہ کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ جو روزہ میں غیبت کرتا اور گالیاں دیتا ہے اس کے فاقہ کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں۔ گویا بغیر تقویٰ کے روزہ محض ایک فاقہ ہے جس کی خدا کو کب پرواہ ہو سکتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا اگر سب غصہ آوے اور طبیعت کسی طرح بھی رک نہ سکے تو اتنا کہہ دو کہ اس کا جواب میں دے سکتا تھا۔ لیکن روزہ کی وجہ سے دے نہیں سکتا گویا اس طرح دل کا بخار بھی نکل جائیگا اور روزہ بھی بچ جائیگا

(۲) جب تک رمضان کا چاند نظر نہ آوے یا شہادت نہ مل جاوے شکی روزہ رکھنا جائز نہیں۔

(۳) رمضان کے فرضی روزہ کی نیت اس سے قبل شام سے ہی ہونی چاہیئے۔ کہ کل صبح روزہ رکھنا ہے۔ سوائے اس حالت کے کہ چاند دیکھنے کی خبر نہ آئی ہو۔ نفلی روزہ کے لئے اس کی ضرورت نہیں۔ صبح اٹھ کر بھی نیت ہو سکتی ہے۔

(۴) مسافر اور بیمار کیلئے روزہ معاف ہے مسافر جب گھر پہنچے تو فوت شدہ روزوں کے بدلہ رمضان کے بعد روزے رکھے اور بیمار جب تندرست ہو تب روزوں کی قضا ادا کرے۔

(۵) سفر کیلئے کوئی خاص شرط نہیں۔ جب سفر کیلئے گھر سے نکلے وہ مسافر سمجھا جائیگا اسی طرح بیماری کیلئے کسی خاص ٹمپریچر یا بیماری کے معائنہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ معاملہ خدا سے صاف رکھے اور بہانہ بازی سے کام نہ لے اور جب وجہ معذوری دور ہو جائے تو قضا شدہ روزے رکھ لے۔

(۶) اگر ایسا بیمار ہے جس کی صحت کی درستی کے لئے ایک لمبا عرصہ درکار ہے یا امید صحت نہیں۔ یا ایسا کمزور ہے۔ جس کیلئے روزہ رکھنا مضر صحت ہے یا ایسا بوڑھا ہے جس کے روزہ رکھنے سے اس کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے یا حاملہ عورت ہے۔ یا دودھ پلانے والی عورت ہے۔ ایسے لوگ روزہ نہ رکھیں اور ہر ایک قضا شدہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ لیکن مسکین کو کھانا کھلانا بھی انہی لوگوں پر فرض ہے جو مسکین کا کھانا دینے کی طاقت رکھتے ہوں۔ جو خود مسکین ہیں اور فدیہ دے نہیں سکتے وہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کے مطابق ہر طرح معافی کے نیچے ہیں۔

(۷) روزہ میں غلطی سے اگر کوئی چیز منہ میں ڈال لی جائے یا نگل لی جائے۔ یا کلی کرتے وقت سہواً غلطی سے پانی حلق سے نیچے اتر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۸) کسی خوشبو یا بدبو، گرد و غبار کے ناک میں یا منہ میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۹) آنکھ میں سرمہ ڈالنے، نہانے، سر میں تیل ڈالنے آنکھ یا کان میں دوا ڈالنے، شیشہ دیکھنے، قے آجانے، نکسیر پھوٹنے، خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۰) حکم ہے کہ افطار میں جلدی کرو اور سحری کھانے میں تاخیر کرو۔ صحابہؓ سے روایت ہے کہ ہمارے سحری کھانے اور نماز فجر کے شروع ہونے کے درمیان میں اتنا وقفہ ہوتا تھا جس میں چالیس آیتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ ایک دفعہ حضرت بلالؓ نے غلطی سے اذان جلد دیدی تھی تو آنحضرت صلعم نے حکم دیا۔ کہ مسلمانوں کے گھروں پر جاؤ۔ اور ان کو اطلاع دو کہ ابھی سحری کھا سکتے ہو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ م ع

م ع (۱۱) رمضان کی راتوں میں قیام کرنا خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے حضور نے فرمایا۔ کہ اس سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوگا جس نے رمضان کو پایا اور خدا سے اپنے گناہ نہ بخشوا لئے۔ آپ پچھلی رات کو قیام کرتے تھے اور گیارہ رکعت پڑھتے تھے دو دو رکعت کی نیت باندھتے تھے گیارھویں یعنی آخری رکعت علیحدہ پڑھتے تھے، یہی آخری رکعت وتر کہلاتی ہے کیونکہ یہ رکعت ساری رکعتوں کو طاق کر دیتی ہے۔ چونکہ آج کل ہمارے ملک میں عشا کی نماز کے آخر میں تین رکعت وتر پڑھ لیتے ہیں اس لئے پچھلی رات صرف آٹھ رکعت پڑھنی کافی ہیں۔ اور اگر پچھلی رات میں تین رکعت وتر نہ پڑھے تو پھر آخر شب میں گیارہ رکعت پڑھے۔ پہلی شب میں بیس رکعتیں اور تین رکعت وتر کا پڑھنا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شروع ہؤا۔ لوگ مسجد میں بعد نماز عشا بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے ایک حافظ قرآن کو مقرر کیا۔ کہ وہ انہیں بیس رکعت پڑھاوے اور اس میں قرآن سناوے اس طرح قرآن سننے کا ایک موقعہ پیدا کر دیا۔ لیکن سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب میں قیام کرنا ہے۔

تلک عشرۃ کاملۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ یوم جمعہ ۲۹ شعبان ۱۳۵۳ ہجری نمبر ۷۶

استیصال احمدیت کے منصوبوں کا جواب

احباب جماعت کی خدمت میں چند ضروری باتیں

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

۱۴ دسمبر کا دن ہمارے مخالفین نے ہمارے استیصال کے لئے مقرر کیا ہے ایک احمقانہ خیال ہے یا جنون ہے۔ ورنہ ادنےٰ فکر سے کام لینے والا انسان بھی سوچ سکتا ہے کہ احمدیت کا استیصال کرتے کرتے آج پینتالیس سال تو ان لوگوں کو گذر چکے لیکن بحکم اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض اگر احمدیت اسلام کے لئے نافع ہے اگر یہ جماعت اسلام کی خدمتگزار ہے جیسا کہ یہ یقیناً ہے تو اس کا استیصال کوئی نہیں کر سکتا۔ اور یہ یقیناً روز بروز قوت پکڑتی جائے گی۔

پھر قریباً دو سال ہوگئے جب سے موجودہ مخالفت کے علمبردار ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور ہر روز یہ آواز آتی ہے کہ بس اب کل کو احمدیت کلیتاً فنا ہو جائے گی۔ اسی طرح استیصال کا دن بھی آئیگا اور گذر جائیگا لیکن ہمیں ان باتوں کو صرف تماشا کے رنگ میں نہ دیکھنا چاہیئے یہ وقت ہے کہ جس طرح مخالفت کا چاروں طرف سے ہجوم ہو رہا ہے اس کا جواب بھی ہماری طرف سے ویسا ہی ہو۔ ہم تعداد میں بہت تھوڑے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله۔ اگر ہم تھوڑے بھی عزم کر لیں کہ ہم نے خدمت اسلام کے اس کام کو جس پر مجدد وقت نے ہمیں لگایا ہے کرنا ہے اور اس کے کرنے کے لئے نہ صرف زندہ رہنا ہے بلکہ دنیا میں ایک طاقتور قوم بننا ہے تو مخالفت خواہ کتنی بھی زبردست ہو خواہ طوفان اور آندھی کی طرح آئے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی

اس لئے میں آج اپنے احباب کو یہ آواز دیتا ہوں کہ اس تمام مخالفت کا جواب ہمارے سالانہ جلسے میں مل سکتا ہے۔ ایک ایک احمدی اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو۔ اور اس کام کو کامیاب کرنے کے لئے جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے اور جس کام سے تمام مسلمان جماعتیں غافل اور لاپرواہ ہیں پوری قوت خرچ کر دے بلاشبہ مخالفت اس وقت اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور ہمارے دلوں سے یہ آواز نکلتی ہے متیٰ نصر الله مگر اس کا جواب اللہ تعالیٰ کے کلام میں پہلے سے موجود ہے الا ان نصر الله قریب ہے اللہ تعالیٰ کی اس قوت کو حاصل کرنے کے لئے ہمارا ہاتھ پاؤں ہلانا ضروری ہے اگر ہم اٹھ کھڑے ہوں تو خدا کی قوت حرکت میں آجائیگی۔ اگر ہم ایک قدم اٹھائیں تو خدا کی قوت دو قدم آگے بڑھے گی۔ اگر ہم چل پڑیں تو خدا کی قوت دوڑتی ہوئی آئیگی۔ اس لئے میں اپنے احباب سے یہ کہونگا کہ بغیر ایک لمحہ کے توقف کے اٹھیں اور اپنے قومی اجتماع کیلئے تیار ہو جائیں

اس طوفان مخالفت کا جواب صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ہر وہ احمدی بھی جس میں اب تک کچھ غفلت تھی اس غفلت کو دور کر کے مخالفت کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو جائے۔ ہم میں سے بہت ہیں جو معمولی اوقات میں سالانہ جلسے پر آنے سے لاپرواہی برتتے رہے ہیں۔ مگر اس وقت کی لاپرواہی ہمارے استیصال کے منصوبے کرنیوالوں کے حوصلوں کو بڑھانیوالی ہوگی۔ اس وقت کی کمزوری ان کی طاقت میں اضافہ کا موجب ہوگی۔ اس وقت بیٹھے رہنا ان کو یہ آواز دینے کے مترادف ہے کہ آؤ اور احمدیت کو برباد کر دو۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہمارے احباب میں سے ایک ایک چھوٹا ہو یا بڑا غریب ہو یا امیر اس وقت مخالفت کے اس طوفان کے سامنے صف آرا ہونے کیلئے میدان میں نکل پڑے گا۔ میں کرائے کے نہ ہونے کا عذر کسی دوست سے سننا نہیں چاہتا۔ اپنی ملاقاتوں، اپنی شادیوں، اپنے غموں کے موقع پر کبھی کسی نے کرائے کا عذر نہیں کیا۔ میں سردی کا عذر سننا نہیں چاہتا۔ اس لئے کہ ہر احمدی کے اندر وہ آگ کی چنگاری ہونی چاہیئے۔ جو اس نے مجدد وقت سے لی ہے اور یہ عذر کہ رمضان کا مہینہ ہے سب سے بودا ہے میں کہتا ہوں۔ کہ یہی تو مجاہدہ کا وقت ہے۔ صحابہؓ نے تو عرب کے ملک میں رمضان کے مہینے میں لڑائیاں کیں۔ ہماری ہمت پر ہمارے ایمان کے دعووں پر افسوس ہے۔ ہاں اگر اور کوئی عذر صحیح ہے کوئی ایسا بیمار ہے کہ سفر کے قابل نہیں کسی ملازم کو باوجود کوشش کے رخصت نہیں ملتی۔ تو پھر بھی وہ اپنی نیت یا ارادہ کو عملاً ظاہر کرے اور وہ عملی اظہار یہ ہے کہ آنے جانے کے کرائے کی رقم چندہ میں دے یا اپنی طرف سے یہ رقم دے کر کسی ایسے آدمی کو بھیجدے جو سلسلہ کی باتیں سننا چاہتا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ اقرار کرے کہ وہ تمام امور جن کا سالانہ جلسہ میں جمع شدہ قوم فیصلہ کرے گی وہ بھی سچے دل سے اور پوری تن دہی سے ان کو عمل میں لانے میں ساعی ہوگا۔ جہاں جہاں جماعتیں ہیں۔ وہ اس بات کا انتظام فوراً کریں کہ یہ میری تحریک سب احباب کے علم میں آجائے اور جن اصحاب کو وہ حاضری جلسہ سے معذور سمجھیں ان سے آمد و رفت کا کرایہ وصول کریں جو چندہ میں داخل ہو یا جس کے ذریعے سے غیر از جماعت احباب کو ساتھ لایا جائے۔

یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ جلسہ میں خالی ہاتھ آنا ایسا ہے جیسا سپاہی بغیر ہتھیار کے میدان جنگ میں جائے۔ میں اس کے متعلق پہلے تحریک کر چکا ہوں کہ ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس کی وجہ سے قومی خزانہ میں کچھ نہ کچھ اضافہ ضرور ہو خواہ وہ ایک پیسے کا ہی ہو۔ جو شخص کوشش کا حق ادا کر کے صرف ایک پیسہ بھی لا سکے گا۔ وہ اس کا ایک پیسہ ہمارے لئے ایک خزانہ ہوگا۔ کیونکہ اس پر ایک سچے دل کی مہر ہوگی۔ مگر کوئی شخص خالی ہاتھ نہ آئے۔ بلکہ جس طرح میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ اپنی جگہ ایک زبردست کوشش کر کے کچھ نہ کچھ ساتھ لائے اللہ تعالیٰ سعی کو ضرور پھل لگاتا ہے۔ میں مجبور ہونگا۔ کہ ہر ایک دوست سے دریافت کروں کہ وہ خدا کے دین کو قوت پہنچانے کے لئے کیا ساتھ لایا ہے اور جو ایک پیسہ بھی لا دے اس کے لئے میرے دونوں ہاتھ خدا کے آگے اٹھیں گے۔

مجھے اب تک صرف راولپنڈی کی جماعت سے یہ خوشخبری ملی ہے کہ انہوں نے کام کا تہیہ کر لیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی کوشش میں برکت ڈالے اور دیگر سب احباب کی بھی جو کوشش کریں

اور دوسرا مطالبہ ہر ایک اس جماعت سے تعلق رکھنے والے دوست سے یہ ہے۔ کہ وہ اپنے گھر والوں کو بھی اس خدمت میں شامل کرے اور کوئی نہ کوئی چیز دستکاری کے رنگ میں اپنے ہاں کی مستورات سے فوراً تیار کرائے جو ۲۰ دسمبر سے پہلے یہاں پہنچ جائے۔ میں پھر یہی کہتا ہوں کہ خواہ وہ چیز ایک پیسہ کی ہو۔ مگر ہر ایک احمدی خاتون اس میں ضرور شامل ہو اور اپنے ہاتھ کے چھوٹے سے کام سے یہ دکھا دے کہ اس کے دل میں بھی محمد رسول اللہ صلعم کے دین کا درد ہے۔

تیسرا مطالبہ یہ ہے کہ ہر ایک احمدی دوست یہ کوشش کرے کہ وہ اپنے ساتھ کسی غیر از جماعت دوست کو بھی لائے۔ کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس کام کو دیکھے اور اس اجتماع کی روحانی کیفیت کا مشاہدہ کرے اور اس کے درد دل کی آواز کو سنے۔ تاکہ اس کے دل میں بھی اس نیک کام میں شامل ہونے کے لئے حرکت پیدا ہو۔ جماعت کی توسیع پر اس مخالفت کے وقت میں خاص طور پر زور دینا ضروری ہے۔ تاکہ استیصال کے منصوبے کرنے والوں کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ ان کی مخالفت کی کوشش یوں تو ضائع ہوتی ہے کہ وہ اس جماعت کا استیصال نہیں کر سکتے۔ مگر یوں ضائع نہیں ہوتی۔ کہ جماعت کی ترقی میں کھاد کا کام دیتی ہے * والسلام

خاکسار

محمد علی

احباب کرام سے درخواست ہے کہ اپنی پہلی فرصت میں "جلسہ نمبر" کی فرمائش بھیجکر ممنون فرمائیں اور اس پرچہ کی توسیع اشاعت کی پوری کوشش کریں *

منشی ظفر علی کا سفید جھوٹ

اخبار "زمیندار" کے تازہ کمالات کذب

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

۵ دسمبر ۱۹۳۴ء کے زمیندار میں منشی ظفر علی جی نے لکھا ہے کہ "ہمیں ہمارے ایک نہایت ثقہ نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے ہز میجسٹی احمد زوغو شاہ البانیہ کو قرآن کریم و کتب بھیجی تھیں جس کا شاہ ممدوح نے رسمی شکریہ بھی ادا کر دیا۔ اس پر انہوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ شاہ موصوف ضرور قادیانی ہو جائیں گے چنانچہ انہوں نے ایک اور عریضہ ان کی خدمت میں ارسال کیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ قادیانیت قبول کرلیں۔ لیکن شاہ البانیہ نے ان کی اس دعوت الی الباطل کا جو رد کھا پھیکا جواب دیا اس سے مولانا محمد علی کی تمام امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ انہوں نے لکھا۔ میں تمہارا مذہب تو قبول کر لوں۔ لیکن اس صورت میں مجھے مرزائے قادیان کے ...... دعاوی بھی تسلیم کرنے پڑیں گے۔ لیکن میرے لئے میرا خدا اور میرا رسول کافی ہے۔ مجھے قرآن و حدیث کے بعد کسی دوسری تعلیم کی ضرورت نہیں۔" اس کے بعد اس "ثقہ" نامہ نگار نے لکھا ہے "اس پر بھی مولانا محمد علی کے حوصلے پست نہیں ہوئے اور انہوں نے اپنی تصانیف نادرہ کا پلندہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ لیکن وہاں سے جو جواب ملا وہ البانی جواب سے بھی زیادہ سخت تھا۔ اور فوجی طرز کا تھا۔ اس کے بعد مولانا محمد علی کی بلند پردازیوں کی کمر ٹوٹ گئی اور اب وہ عرصہ سے خاموش ہیں۔"

مندرجہ بالا افسانے منشی ظفر علی کے افتراؤں اور بہتانوں کا ایک تازہ نمونہ ہیں اول تو حضرت مولانا محمد علی صاحب خود کسی کو خط نہیں لکھتے خصوصاً بیرونی ممالک کو۔ جب تک کوئی شخص خود ان کے نام خط لکھ کر جواب طلب نہ کرے۔ ممالک غیر کی تمام خط و کتابت راقم سطور ہذا کرتا ہے اور وہ یقیناً کہہ سکتا ہے کہ دنیا کے تمام ممالک کے سمجھدار طبقہ میں باوجود ملانوں کی مخالفت کے احمدیت کی بڑی عزت ہے اور تقریباً ہر ملک میں احمدی پائے جاتے ہیں۔ نہ صرف شاہ البانیہ اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو بلکہ انجمن کی طرف سے دنیا کے قریباً تمام مسلمان اور غیر مسلمان بادشاہوں کو قرآن کریم انگریزی و سیرت نبوی انگریزی بطور تحفہ دی جا چکی ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ دنیا کے تمام ممالک کی پبلک اور جہازی لائبریریوں میں یہ کتب مفت بھیجی جا چکی ہیں۔ اس کے سوا نہ شاہ البانیہ سے اور نہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے اور نہ کسی اور مسلم یا غیر مسلم بادشاہ سے خط و کتابت ہوئی۔ اور نہ کسی کو تبلیغ احمدیت کی گئی۔ ہند کے ملانے اور منشی ظفر علی جی یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہندی مسلمانوں کی طرح بیرونی ممالک کے مسلمان حکمران بھی مشغلہ تکفیر و تفسیق میں مبتلا ہیں اور ان کے سامنے کوئی دوسرا اہم کام نہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان سلاطین و حکمرانوں کو رات دن اپنی اپنی سلطنتوں کی حفاظت اور ترقی کا فکر ہی آرام نہیں لینے دیتا۔ ایسی صورت میں ان کی توجہ کو سلطنت کے اہم امور سے ہٹا کر مسلمانوں کے لایعنی اندرونی جھگڑوں کی طرف لگا دینا اسلام دشمنی ہے۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے معقول طرز عمل سے ہر ایک مسلم و غیر مسلم حکمران خوش ہے۔

ہم نے نہ تو ایسی کوئی خط و کتابت کسی مسلمان حکمران سے کی اور نہ ہمیں کوئی ایسا جواب آیا۔ یہ سب منشی ظفر علی اور اس کے "ثقہ" نامہ نگاروں کا افترا ہے باقی رہا ہمارے خیالات کی اسلامی اور غیر اسلامی دنیا میں اشاعت، سو اُن کو پھیلنے سے روکنا نہ منشی ظفر علی جی کے اختیار کی بات ہے اور نہ ان کے ہم خیال ملانوں کی۔ ترکی کا بچہ بچہ ملانوں کے چنگل سے نکل چکا ہے۔ ایران، شام، مصر، البانیہ و دیگر ممالک اسلامیہ کے نوجوان اسی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ خدا کے فضل سے ہمارا لٹریچر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کے اکثر سمجھدار اشخاص اور نوجوان کے ہاتھوں تک پہنچ چکا ہے اور اپنا کام کر رہا ہے خود ہندوستان میں آئندہ دس سال کے اندر انشاء اللہ نوجوان طبقہ ہمارے خیالات کا حامی ہوگا۔ کیونکہ جس شوق و محبت سے ہمارا لٹریچر پڑھا جا رہا ہے۔ وہ نہایت امید افزا ہے مسلمان نوجوانوں کے خیالات کا انقلاب ہی قوم کو ملانوں اور پیروں کے پنجوں سے آزاد کرائے گا۔

آج سے تیس چالیس سال قبل اسلامی لٹریچر و اخبارات کا موجودہ لٹریچر سے مقابلہ کر کے دیکھو لو کہ کس قدر فرق نظر آتا ہے اور احمدیت کا نکتہ نگاہ کس طرح قبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے حضرت مسیح موعود کے دعوے سے پہلے تعلیم قرآن مسلمانوں کے قریباً تمام مذہبی اداروں میں مفقود تھی حنفی مدارس کا زور فقہ پر اور اہل حدیثوں کا حدیث پر تھا۔ لیکن اب تقریباً ہر شہر میں تعلیم قرآن اور درس قرآن جاری ہیں اور اسی کی طرف توجہ دلانا حضرت مسیح موعودؑ کا پہلا فرض تھا۔ جو باحسن وجوہ پورا ہو رہا ہے اس کے علاوہ احادیث اور تفاسیر کی انٹ سنٹ روایات جو تعلیم قرآن کے خلاف ہیں۔ سمجھدار طبقہ کی نظر سے گر رہی ہیں اور لوگ معقولیت کی طرف آ رہے ہیں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح ۵۔ دسمبر کو لائل پور، وزیر آباد، سیالکوٹ اور جموں کے دورے سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پشاور سے اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب دہلی سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۳۔ دسمبر کی شام کو راولپنڈی اور جہلم کے دورے سے تشریف لائے اور ۵ کی صبح کو گجرات چلے گئے۔ انشاء اللہ امروز فردا میں واپس آ جائیں گے۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ تک لاہور میں ہی تشریف فرما رہیں گے۔ ان کی تفسیر "انوار القرآن" چھپ رہی ہے توقع کامل ہے کہ جلسہ سالانہ تک تیار ہو جائے گی۔

—— جلسہ سالانہ کی تیاریاں شروع ہیں۔ دفتر جلسہ سے جن احباب کے نام خطوط روانہ کئے گئے ہیں وہ پہلی فرصت میں ان کا جواب دیں۔ نیز تمام جماعتیں مہتمم جلسہ کو اُن احباب کی تعداد سے مطلع کریں جو جلسہ سالانہ میں شرکت کا قصد رکھتے ہیں۔ جو احباب اہل و عیال سمیت تشریف لائیں گے وہ خصوصیت سے جلد اطلاع دیں۔

—— جناب سعید اللہ صاحب احمدی منگلور ضلع ہزارہ چند ایام سے بیمار ہیں تمام احباب ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

—— جناب حسن الدین صاحب ٹیلر ماسٹر سرینگر درخواست کرتے ہیں کہ تمام احباب ان کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات دور فرمائے اور انہیں خدمت دین کی توفیق دے۔

—— جناب شیر افضل خاں صاحب موضع گانگو ڈھیر تحصیل صوابی ضلع پشاور تحریر فرماتے ہیں کہ میری اہلیہ کی وفات پر میرے بہت سے بزرگوں اور کرمفرماؤں نے تعزیتی خطوط بھیجے چونکہ میں فرداً فرداً ہر ایک کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں اس لئے بذریعہ اخبار ان تمام بزرگان و احباب سلسلہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں امید ہے یہ سب اپنی دعاؤں میں مجھے خاص طور پر یاد رکھیں گے۔

انتقال پُر ملال

اخبار مرتب ہو کر پریس جانے والا تھا کہ سرینگر سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی کہ جناب مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل کی صاحبزادی جو ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب (راولپنڈی) کی اہلیہ تھیں بعارضہ نمونیہ انتقال فرما گئیں (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحومہ نے اپنے پیچھے دو بچیاں چھوڑی ہیں جن میں سے ایک صرف چند روز کی ہے۔ اس حادثہ میں ہمیں مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل اور ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ تمام پسماندگان خصوصاً معصوم بچوں کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

مرحومہ چودھری سردار خاں صاحب مینیجر پیغام صلح کی اہلیہ کی بھاوجہ تھیں ان سے بھی ہمیں دلی ہمدردی ہے۔

ضروری اطلاع

جلسہ نمبر کی وجہ سے ۱۱۔ دسمبر کا پرچہ شائع نہیں ہوگا قارئین کرام انتظار نہ فرمائیں۔ جلسہ نمبر میں اس ناغہ کی خاطر خواہ تلافی کر دی جائے گی۔

رہنمایان ملت و مدیران جرائد اسلامیہ کی خدمت میں

ایک دردمند دل کی درخواست

(۲)

(از قلم عزیز ضیاء الحسن صاحب متعلم جماعت نہم خلف الصدق جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات)
(سلسلہ کے لئے ۲۰ نومبر کی اشاعت ملاحظہ فرمائیں)

سب مدبر آزمائے جا چکے ہیں

مسلمانوں کی درماندگی اور زبوں حالی کو دور کرنے کی بہتری کوششیں ہو چکی ہیں یہ درماندہ قوم ملک ہند سے ہجرت بھی کر چکی حکومت سے اس نے عدم تعاون بھی کیا۔ ہندو کی قیادت میں یہ مندروں تک میں داخل ہوئی۔ زنار بھی باندھا۔ اور قشقہ بھی لگایا۔ انگریز کی وفاداری میں اس نے خودداری تک کو نثار کیا۔ اپنے لوگوں سے غداریاں کیں۔ مگر حکومت کی چوکھٹ پر جھکی تعلیمی مجالس بھی برپا کیں سیاسی ہنگامے بھی پیدا کئے۔ مگر تمام شور و غوغا کے بعد دیکھا کہ ترقی کا قدم جہاں تھا۔ وہیں ہے اس کا مولوی وہی خونخوار اور مسلم آزار ہے اس کا صحیفہ نگار اسی طرح لوگوں کی پگڑیاں اچھالتا۔ اور گند بکھیرتا ہے اس کے مفتی کے وہی فتاویٰ ہیں۔ جن سے اسلامیوں کے اندر انتشار اور افتراق پیدا ہو۔ سب مدبر آزمائے گئے سب رہنما امتحان میں ڈالے گئے۔ مگر سب ناکام و خاسر ثابت ہوئے ایک طرف علم و فضیلت کا مجسمہ خطابت کا سردار تحریر میں یکتا، تقریر میں بے نظیر جس کی زبان میں جادو اور الفاظ میں سحر ہے اور جسے امام الہند ایسے شاندار خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ گاندھی مہاراج کا اسیر ہو کر مسلمانوں کی بہبود اور سیاست سے الگ جا پڑا ہے۔ ایک طرف زبان کا طرار، آواز کا سریلا مسلمانوں کی پنجاب میں قیادت کر رہا ہے اور احراریوں کے جتھوں کا سالار بنکر دنیا بھر کی فحش گوئی اپنی ایک تقریر میں اگل کر رکھ دیتا ہے شریف اس سے ڈرتے اور نجیب اس سے لرزتے ہیں۔ عوام اس کی باتوں پر خوش ہوتے اور قہقہے لگاتے ہیں۔ مگر سمجھدار مسلمان افسوس کے آنسو بہاتے اور قلب میں اضطرار اور کلفت محسوس کرتے ہیں مگر یہ جرأت کسی میں نہیں کہ اس کو اس کے مسلم کش رویہ سے روک سکے۔

مسلمان اخبار نویسوں کی حالت

دوسری قوموں کے مدیران عالمانہ و واقعات عالم پر تنقیدیں لکھتے اور اپنی قوم کو حالات زمانہ سے آگاہ کر کے ترقی کے میدان میں تیز گام ہونے کی دعوت دیتے اور ہر مشکل مقام پر اس کی رہنمائی کرتے ہیں۔ مگر ہمارے آتشیں بیان مدیران اخبار مسلمانوں کے اندر تفرقہ بازی کی آگ مشتعل کرنا اپنے قلم کا سب سے بڑا جوہر خیال کرتے ہیں۔

خدا کا مامور اور اس کے کارنامے

پس اسلام کے اس بگڑے ہوئے نظام کو از سر نو درست کرنے کے لئے وعدہ الٰہی یہی تھا کہ خداوند تعالے اپنی جناب سے ایک عظیم الشان شخصیت کو مبعوث کریگا جو اندرونی مفاسد کی اصلاح اور بیرونی حملوں کا دفعیہ کریگا۔ ایمانی حالت کی کمزوری کو دور کر کے ایمان کو ثریا سے واپس لائیگا۔ وہ شخص آیا۔ اس نے صدائے حق بلند کی۔ اس نے آثار و نشانات سے اپنا آنا ثابت کیا دلائل و براہین کے دریا بہا دیئے۔ نیا علم کلام پیدا کیا۔ اسلام کے چہرہ کو کثافتوں سے صاف کیا، روئے محمد صلعم کو از سر نو دنیا میں آشکار کیا۔ اس کی ضیا باری سے جہالتیں کم ہونے لگیں۔ اس کی شمع ہدایت کے نور نے ضلالتوں کو کافور کیا۔ وہ مشرق میں طلوع ہوا۔ اور مغرب میں چمکا۔

مسلمانوں کی بے قدری

آنکھوں والوں نے اس کے نور کو دیکھا۔ مگر کور چشم معنیٔ آفتاب را چہ گناہ کو ایک حقیقت ہی ثابت کرتے رہے خدا کے مامور کو آزمائش کا موقعہ نہ دیا گیا مسلمانوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی۔ ان کی نظروں میں ہر ننگا اور سر برہنہ انسان فقر کی گدی پر بیٹھنے کے قابل، بھنگ اور چرس کے متوالے ان کے پیر و مرشد، خانقاہوں پر عیاشانہ زندگیاں بسر کرنے والے مجاوران کے رہبر، ہر فتنہ پرور مفتی ان کا قائد، ہر خوش الحان بکواسی ان کا رہنما، مگر خدا کی روشنی سے انوار حاصل کرنے والا چشمہ نبوت سے فیضیاب۔ قرآن و حدیث کے معارف بیان کرنے والا اور مسلمانوں سے یہ عہد لینے والا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوگے۔ تو دنیا بھی رہے گی اور دین بھی رہیگا۔ ان کے نزدیک کافر اور دجال۔

احمدیت اور مخالفین احمدیت کے کام کا موازنہ

پس اے مسلمانوں کے نمائندو! اے مفتیو۔ قاضیو اور اے مولویو! اور اے اخباروں کے ایڈیٹرو اور مالکو!!! سنو! تم نے پیٹ بھر بھر کر گالیاں دیں۔ تمہارے مظالم اور جفا کاریاں حد سے زیادہ ہو چکیں تم انسانی دل آزاری کے تمام طریقے تم اختیار کر چکے۔ اس مامور من اللہ کی شان میں تم نے حد سے زیادہ گستاخیاں کیں۔ اس کی جماعت کی جس قدر ممکن ہے۔ تم نے تذلیل اور توہین کی۔ مگر اس سے اسلام کو کچھ فائدہ نہ ہوا تم اس تمام عرصہ میں محض گالیاں دیتے رہے اور تم نے دفتروں کے دفتر دشنام طرازی سے بھر دیئے۔ مگر اس کا نام لیوا جماعت قرآن کریم کے تراجم اور تعلیمات اسلامی کے متعلق بے شمار لٹریچر پیدا کرتی رہی۔ ان کی مساعی سے احرار یورپ متاثر ہونے لگے اور وہاں کے کفرستانوں میں اللہ اکبر کی آوازیں بلند ہونے لگیں مگر تم جہاں تھے وہیں رہے۔ تمہارا ہر نیا اخبار اپنی توسیع اشاعت کا راز اسی میں سمجھتا ہے کہ احمدیوں کو گالیاں دی جائیں۔ مگر ہر احمدی اپنی ترقی کا راز اس میں سمجھتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کا پیغام دوسری قوموں تک پہنچائے۔

مقابلہ کا ایک نیا طریقہ

آؤ اب تم بھی ذرا صبر و حوصلہ سے کام لو۔ احمدیوں کا مدت سے تم مقابلہ کر رہے ہو۔ آج میں تمہیں مقابلہ کی نئی راہ بتلاتا ہوں۔ اگر تم نے یہ مقابلہ کر لیا اور اس میں کامیاب ہو گئے تو یقین کر لو۔ کہ احمدیت مٹ جائیگی اور تمہاری حریت کامرانی رہے گی۔ خدارا ذرا آزمائش تو کرو۔ مگر خدا کی قسم تم سے یہ نہ ہو سکیگا۔ تمہاری دل آزاریاں عارضی ثابت ہونگی احمدیت کا پائے استقلال محکم ہوتا چلا جائیگا حتیٰ کہ تمام دنیائے اسلام میں احمدیت کا بول بالا ہو جائیگا۔

نیا عہد کر لو

ایک دس سال کے لئے عہد کر لو۔ کہ تم احمدیوں کیخلاف سب و شتم بند کر دوگے اور بجائے اس کے کہ احمدیت کے قلع و قمع پر اپنی تمام ہمتیں صرف کر دو۔ تم اس بات پر اپنی تمام مساعی مجتمع کر دوگے کہ ہندوستان میں سے شرک ناپید ہو کر توحید الٰہی از سر نو قائم ہو اس کام کے لئے احمدیوں کو بھی چیلنج دو۔ کہ وہ بھی اپنے طور پر آئندہ دس سال کے لئے ممالک غیر میں تبلیغ کے ساتھ ساتھ ہندوستان کو شرک کی کثافت سے پاک و صاف کریں۔ دس سال کے بعد عطاء اللہ شاہ بخاری کی صدارت میں موچی دروازہ کے باہر ایک عظیم الشان جلسہ کیا جائے۔ جس میں احمدیوں اور احراریوں کو مدعو کیا جائے۔ احمدیوں کے مبلغین اپنا کام پیش کریں۔ اور احراریوں کے مبلغ اپنی دینی کامیابیوں کو ظاہر کریں اور ایک مشترکہ بورڈ فیصلہ کرنیکے لئے منتخب ہو جس کا فیصلہ احراری اور احمدی اخباروں میں بیک وقت شائع ہو جائے اس کے بعد آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ دنیا میں یا تو احمدیت مٹ جائیگی۔ یا آپ کی "حریت" فنا ہو جائے گی۔ یہی ایک مقابلہ ایسا زبردست مقابلہ ہے کہ اسلام کے اندرونی فتن بھی سب ختم ہو جائیں گے اور بیرونی دشمنوں کو بھی شکست ہوگی۔ کیونکہ بیرونی دشمنی صرف "شرک" کی دشمنی ہے۔ آج ہندوستان سے شرک دور ہو جائے تو مسلمانوں کی سیاست فاتح ہے مسلمانوں کی اقلیت اکثریت میں تبدیل ہو جائے گی اور اگر مسلمانوں کی جماعتیں اس شرک کو دور کرنے پر متحد ہو جائیں۔ تو ان کے اندرونی مفاسد ختم ہو جاتے ہیں۔

کیا "زمیندار" کے بے راہ رو مدیر اور احراریوں کے بڑے مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دس سال کے لئے اپنی زبان اور قلم کو محض شرک کے استیصال کیلئے وقف کر سکتے ہیں؟ کیا وہ اپنی گالیوں سے لتھڑی ہوئی زبان اور قلم کو نیک نیتی اور حسن عمل کے پانیوں سے دھو کر توحید الٰہی کے پھیلانے میں استعمال کرنے کو تیار ہیں؟ خدا کی قسم وہ ایسا نہیں کرینگے۔ جن کے دلوں میں الٰہی سلسلہ کیلئے عناد پیدا ہو گیا ہو۔ وہ شرک کے خلاف کیسے جہاد کر سکتے ہیں؟

خدا کی تدبیر ہی بہترین تدبیر ہے

تم اپنے لیڈر خود بناتے ہو اور پھر ان سے بگڑتے ہو۔ مگر خدا نے جسے تمہارا رہنما بنا کر بھیجا اسے قبول نہیں کرتے وہ تمہیں صرف یہ کہتا ہے۔ کہ صحیح اسلام پر چلو اور لوگوں کو اس پر چلنے کی دعوت دو۔ عیسائیوں سے تمہارا مقابلہ ہے وہ انہیں روحانی طور پر فتح کرنے کے تمہیں گر بتلاتا ہے۔ عیسائی مسیح کو خدا مان کر تمہارا دشمن ہو رہا ہے۔ عیسائی کو بتلا دو۔ کہ وہ جسے تم خدا مانتے ہو۔ فوت ہو چکا ہے اور اس کی خو بو پر اس امت میں ایک انسان پیدا ہوا ہے اس کے دین کو پکڑ لو۔ اس کے دامن کو پکڑنا حضور رسالتمآب کے در کی غلامی حاصل کر لینا ہے۔ عیسائی دنیا میں اسلام کی صحیح تصویر لے جاؤ۔ وہ اسے دیکھینگے تو عش عش کر اٹھینگے۔ مشرق میں جاپان کی سلجھی ہوئی قوم کو بتلاؤ۔ کہ تمہاری نجات اسلام ہی میں ہے۔ پس مشرق و مغرب کو اکٹھا کر دو۔ بنی نوع انسان کے گھرانے کو متحد کر لو۔ اور بین الاقوامی بے اعتمادی کی فضا کو بدل ڈالو۔ اخوت انسانی کی صحیح تعلیم جو اسلام نے

دی ہے وہ دنیا کے تمام انسانوں تک پہنچا دو۔ اس وقت اقتصادی بے اعتمادی سے سیاسی بے اعتمادی پیدا ہو رہی ہے۔ ہر ملک دوسرے ملک سے فائق ہو رہا ہے جنگ کا دیوتا اپنے دانت پیس رہا ہے۔ عناد و مخالفت کے طوفان اٹھ رہے ہیں اور دنیا کی سیاست کا مطلع خوفناک جنگ سے گرد آلود ہو رہا ہے اس کا علاج ایک اور صرف ایک ہے کہ تمام دنیا خدائے واحد کے آستانے پر جھک جائے اور محمد رسول اللہ صلعم کے دامن سے وابستہ ہو جائے اور حضور ہی سے اخلاق کے، معاشرت کے، اقتصادیات کے سبق سیکھے اور اس پر عمل پیرا ہو۔۔۔۔۔۔ ان کی دس سالہ کوشش سے نظام عالم بدل جائیگا قوموں کی تاریخیں پلٹ جائیں گی دنیا میں نیا آسمان پیدا ہو جائیگا۔ اور نئی زمین ظہور میں آجائے گی۔

احراری ذہنیت

لیکن اگر احراری محض گند اچھالنے اور اشتعال دلانے اور گالیاں دینے سے ہی اپنی ہستی کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ تو انہیں یقین کر لینا چاہیئے کہ وہ جسم اسلام میں ایک ناسور ہیں۔ اگر ان کے لیڈر عطاء اللہ شاہ کو خدا نے خوش الحان بنایا ہے۔ تو وہ کیوں اسلام کی تبلیغ میں شیریں نغمے نہیں گاتے ان کی زبان کیوں گالیوں سے ملوث ہونے کی بجائے تعلیمات اسلامی کی شیریں بیانیوں سے لذت گیر نہیں ہوتی منشی ظفر علی کا قلم اگر افتراق اور انشقاق کی خلیج کو وسیع کرنے پر قادر ہے تو کیوں وہ اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے کیا دلوں کو جدا کرنے کا مشغلہ زیادہ مرغوب ہے یا قلوب کو جوڑنا اور بچھڑے ہوئے رفیقوں کو ملانا دل پسند ہے۔ اے "زمیندار" کے آقا! آپ نے اپنی زبان اور قلم سے شمشیر کا بہت کام لیا بہت سے دلوں کو تو نے مجروح کیا۔ اسلام کا جسم تم نے زخمی کر دیا۔ آئیے ان زخموں کی۔۔۔ کیلئے مرہم تیار کریں اور تمام اسلامی فرقوں کو یکجا جمع کر کے اغیار کا مقابلہ کریں۔ تا کفر دنیا سے مٹے اور اسلام کا بول بالا ہو۔ تم نے احمدیوں کی مخالفت میں اتنا شور مچایا۔ کہ شاید اپنے زعم میں ربع مسکون کو ہلا دیا۔ مگر تم احمدیوں کا کچھ نہ بگاڑ سکے

اخلاق و انسانیت کے نام پر اپیل

اب تمہیں یہ کد ہے کہ احمدیوں کو مسلمان نہ کہا جائے اور حکومت بھی تسلیم کرے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ کل تم حکومت سے یہ منواؤ گے کہ شیعوں کو بھی اسلام سے خارج کیا جائے کیونکہ وہ جلیل القدر اصحاب رسولؐ کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں اور جو ایسا کرے وہ خود اسلام کے دائرہ میں کیونکر رہ سکتا ہے! اس کے بعد تمہارا یہ مطالبہ ہوگا کہ چکڑالویوں کو بھی مسلمان نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ انہیں حدیث رسولؐ پر ایمان نہیں۔ پھر نیچریوں کے متعلق تمہاری یہی رائے ہوگی۔ کہ وہ قرآن کو انسان کا کلام سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ الہام کو کوئی خارجی شے تصور نہیں کرتے، پھر بریلوی اور دیوبندی دو بڑی جماعتیں ہیں جو ہر وقت برسر پیکار ہیں۔ ان میں سے ایک کے ساتھ تم رہو گے دوسری کو تم کو اسلام سے خارج کرنی پڑے گی اور جب انہیں مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرنے میں کامیابی ہوئی تو شاید ہندوؤں کو ہندو مذہب سے اور عیسائیوں کو عیسائی مذہب سے بھی خارج کرنے کا تمہیں خیال آجائے۔ تو اس صورت میں ان مذاہب عالم کا کیا حشر ہوگا۔ پس مذہب کے مقدس نام پر، اخلاق کے تقاضے

انسانیت کے نام پر میں تمہاری اور تمہارے احراری دوستوں کی خدمت میں اور باقی تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا علاج آسمان سے تجویز ہو چکا ہے۔ تم زمین میں اس کا مداوا تلاش کرتے ہو۔ یاد رکھو اسلام کی بہبودی اور اس کے قیام کو انسانوں کی تدبیر پر نہیں چھوڑا گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ خود اس کا محافظ ہے اور اس کی حفاظت کا تقاضا ہے کہ مجددین کا سلسلہ اس امت میں جاری ہے۔ تمہاری تمسخر پرستیاں کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ تم سے پہلے کسقدر منکرین حق ہوئے ہیں۔ جو تمسخر اور استہزا سے الٰہی سلسلوں کو برباد کرنا چاہتے تھے مگر آخر وہ خود برباد ہو گئے اور حق کو کامیابی ہوئی۔

مجدد کو ماننا احمدی فائدے میں رہے

جن لوگوں نے مجدد زماں کو قبول کر لیا۔ تبلاؤ انہیں کیا نقصان پہنچا۔ ان کی وجہ سے انگلستان میں اسلام کا چرچا ہونے لگا۔ جرمنی میں آفتاب اسلام چمک اٹھا۔ ہنگری میں نور اسلام کی شعاعیں پہنچنے لگیں۔ جزائر میں تبلیغ اسلام شروع ہو گئی۔ پرانی دنیا اور نئی دنیا سب جگہ اسلام کے چرچے ہونے لگے۔ تعلیمات اسلامی لٹریچر کی شکل میں دنیا کی اکثر زبانوں میں ترجمہ ہو کر متعدد لوگوں تک پہنچ سکیں۔ اگر احمدیوں کی جماعت میں اضافہ ہو۔ تو تبلیغ اسلام کے کام کو قوت پہنچیگی اور جوں جوں اسلام پھیلے گا۔ مسلمانوں کی قوت اور احترام دنیا میں بڑھیگا۔ احمدیت کی مخالفت درحقیقت تحریک اشاعت اسلام کی مخالفت ہے برعکس اس کے مخالفین احمدیت نے خانہ جنگی اپنا پیشہ بنا رکھا ہے ان کی زبان نوک سنان ہے جس سے سینے چھلنی ہو رہے ہیں ان کا قلم وہ شمشیر خار اشگاف ہے جس سے دل زخمی ہو رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے مامور سے وابستہ ہو کر اسلام کی آئندہ فلاح اور بہبود کا پروگرام زیادہ استحکام اور زیادہ مضبوطی سے تیار کیا جا سکتا ہے۔

لاہور کے احمدی حضرت مرزا صاحب سے کوئی جسمانی تعلق نہیں رکھتے ان کے فرزندوں سے انہیں شدید اختلاف ہے وہ محض حضرت مرزا صاحب کو اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں اور وہ اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب نے انہیں تبلیغ اسلام کے لئے جماعت کی شکل میں منظم کر دیا۔ پس تبلیغ اسلام کے لئے جب کوئی جماعت تیار ہو گی تو اس کا تمام مذاہب کی طرف سے مقابلہ کیا جائیگا۔ مرزا صاحب نے اس مقابلہ کے لئے انہیں مدافعانہ و جارحانہ دونوں قسم کے سامانوں سے مسلح کر دیا۔ اب مسلمانوں کی کوئی جماعت تبلیغ اسلام کا کام کامیابی کے ساتھ نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ انہیں ہتھیاروں کو استعمال نہ کرے جو حضرت مرزا صاحب نے تیار کر دیئے ہیں اور جب ان ہتھیاروں کو استعمال کیا جاتا ہے تو لازماً ان ہتھیاروں کے تیار کرنے والے کی بھی عزت دلوں میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہے

مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا واحد علاج

پس میرے نزدیک مسلمانوں کی تمام بیماریاں دور ہو سکتی ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے نسخہ کو استعمال کریں۔ یعنی تعاونوا علے البر والتقوٰی اور کونوا مع الصادقین پر عمل پیرا ہو جائیں جب وہ ایک مرکز پر جمع ہو جائیں گے تو ان کی تمام قومی ضرورتیں خواہ مخواہ پوری ہو جائیں گی ان کی زکوٰتیں اور صدقات قومی خزانوں کو پر کر دینگے۔ ان کی تعلیمی جدوجہد باقاعدگی کے ساتھ ہو گی۔ ان کے سیاسی خیالات بھی مجتمع ہو کر مرکزی شکل اختیار کر لیں گے اور وہ دنیا میں ایک معزز اور

زندہ قوم کی حیثیت سے رہنے لگ جائیں گے۔ یاد رکھو مسلمانوں کی آئندہ بہتری سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ظفر علی کی قیادت میں بروئے کار نہیں آسکتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے مامور کو قبول کرنے سے ہو گی۔ جس کے متعلق اس وقت شور و غوغا برپا کیا جا رہا ہے اور خود شور و غوغا برپا کرنے والے یہ محسوس کر رہے ہیں کہ اگر ہم خاموش رہے تو احمدیت مسلمانوں کو کھا جائے گی مگر وہ یاد رکھیں کہ ان کا شور و غوغا کشت احمدیت میں کھاد کا کام دے رہا ہے اور احمدیت کی رفتار ترقی زیادہ تیز ہو رہی ہے ✦

احراریوں کی عبرت انگیز ناکامی

پچھلے دنوں اسمبلی کا انتخاب ہوا مسٹر خالد لطیف گابا کو مجلس احرار اسلام نے اپنا نامزدہ امیدوار قرار دیا ان کے مقابلے میں خان بہادر حاجی رحیم بخش کھڑے ہوئے جن کا تعلق مسلم کانفرنس سے تھا۔ بدقسمتی سے اس انتخاب نے پارٹی بازی کی شکل اختیار کر لی اور مجلس احرار کے کارکنوں نے گابا صاحب کی حمایت کے سلسلے میں کانفرنس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا مسلمانوں نے تمام دوسرے مصالح سے علیحدہ ہو کر صرف یہ امر مدنظر رکھا کہ نومسلم بھائی کو کامیاب کرانا چاہیئے۔ چنانچہ مسٹر خالد لطیف گابا کامیاب ہو گئے۔

احرار اسلام اور ان کے احبابوں نے خوب بغلیں بجائیں کہ یہ مسلم کانفرنس کی شاندار پسپائی ہے۔ وغیر ذالک من الخرافات

اب حلقہ لاہور کا انتخاب ہوا۔ تو مولانا مظہر علی، مسٹر فرخ حسین کے بیرسٹر کے مقابلے پر کھڑے ہو گئے احرار اسلام کو یقین تھا۔ کہ ایک تو مولانا مظہر علی کی لیاقت و قربانی مسلم ہے دوسرے اس حلقے میں پانسو کے قریب شیعہ حضرات کے ووٹ ہیں تیسرے مسٹر فرخ حسین ایک نوعمر بیرسٹر ہیں اور ابھی انکی خدمات ملی کی فہرست بہت مختصر ہے اس لئے مولانا مظہر علی آسانی سے کامیاب ہو جائینگے اور ہم اس کو احرار اسلام کی دوسری شاندار "فتح" بنا کر گنبد گردوں میں اپنے طبل بلند بانگ کی آواز سے گونج پیدا کریں گے لیکن ان تمام وجوہ کامرانی کے باوجود مسٹر فرخ حسین کے مقابلے میں مولانا مظہر علی ناکام رہ گئے اور دنیا پر ثابت ہو گیا کہ مسٹر گابا احرار اسلام کے نمائندے کی حیثیت سے کامیاب نہیں ہوئے تھے بلکہ محض نومسلم ہونے کی وجہ سے مسلمان ان پر پروانہ وار گرتے تھے۔ اور اگر حاجی رحیم بخش کے مقابلے میں گابا صاحب کے بجائے کوئی احراری لیڈر کھڑے ہوتے، تو یقیناً ناکام رہ جاتے ہمیں مولانا مظہر علی کی ناکامی پر خوشی نہیں۔ رنج ہے لیکن جو کچھ اوپر عرض کیا گیا ہے وہ اس پوزیشن کو صاف کرنے کیلئے عرض کیا گیا ہے جو خود برادران احرار نے اور ان کے حامیوں نے بلا وجہ پیدا کرنے کی کوشش کی ✦

(انقلاب)

جلسہ سالانہ کا تحفہ

احباب کو معلوم ہے کہ لاہور کے نوجوانوں نے سلسلہ کی تقویت کے لئے ایک انگریزی اخبار دی ینگ اسلام کچھ عرصہ سے شائع کیا ہوا ہے اسکا ذکر ایک دو بار اس اخبار میں پہلے بھی آچکا ہے اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایکدفعہ اپنے ارشادات میں احباب کو نوجوانوں کی اعانت کیلئے اشارہ فرمایا تھا جلسہ سے پہلے ۵ار دسمبر کو اس اخبار کا ایک خاص نمبر شائع ہوگا جس میں حضرت مسیح موعودؑ حضرت امیر اور دیگر حضرات کے مضامین اور چند تصاویر بھی ہونگی یہ تصاویر بالکل نئی ہیں اور ان کا مقصد تحریک احمدیت کے کارناموں کو اچھے رنگ میں پیش کرنا ہے جو احباب اس تحفہ کو اپنے دوستوں کو دینا پسند فرمائیں وہ ۱۰ار دسمبر سے قبل اطلاع دیں۔ قیمت فی پرچہ ۲ر ایک روپیہ میں ایک درجن (منیجر دی ینگ اسلام)

جلسہ سالانہ پر آنیوالے احباب سے درخواست

جملہ احباب کی خدمت میں قبل ازیں عریضہ ارسال کیا جا چکا ہے جلسہ فنڈ کی جن رقوم کا مطالبہ دفتر سے کیا گیا ہے۔ امید ہمارے محترم احباب بروقت یعنی دسمبر کے پہلے ہفتہ میں ادا کرنیکی کوشش کریں یا کم از کم اطلاع دیں کہ کب ادا کرینگے نیز مفصلہ ذیل امور کے متعلق جس قدر جلد ہو سکے مطلع فرما دیں

(۱) کس قدر احباب کی شمولیت کی توقع ہے؟

(۲) خواتین کن احباب کے ساتھ آئیں گی۔

(۳) کونسے احباب مسلم ہائی سکول سے باہر کے مکانوں پر قیام کرنا پسند کریں گے؟

(۴) جن حضرات کا ارادہ کسی تقریر کرنے یا نظم پڑھنے کا ہو وہ بھی اپنی منشا سے مطلع کریں ◆

(ڈاکٹر) اللہ بخش (مہتمم جلسہ سالانہ)

نادر موقع

ہمارے ایک دوست جو بزازی کے کام کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں نہایت دیانتدار ہیں چاہتے ہیں کہ کوئی اپنا دوست اگر اس کام میں سرمایہ لگانا پسند کرے تو اس کے ساتھ بطور حصہ دار کام کرنیکو تیار ہیں اس وقت ان کا کام لاہور میں اعلیٰ پیمانہ پر چل رہا ہے اور ان کی بازار میں اچھی ساکھ ہے صرف بعض خانگی وجوہ پر وہ موجودہ اشتراک سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں جو دوست خواہ وہ ایک ہو یا زیادہ اس کام میں شریک ہونا چاہیں وہ قانونی طور پر اپنی پوری تسلی کر سکتے ہیں۔ آمد و خرچ کا حساب خود رکھ سکتے ہیں اور دکان میں خود یا اپنا معتبر کارندہ جو اپنی ہی جماعت کا ہو کام پر لگا سکتے ہیں پچیس تیس ہزار کے سرمایہ سے لاہور میں اعلے پیمانہ پر کام ہو سکتا ہے۔

خط و کتابت میرے نام کی جائے

خاکسار محمد منظور الٰہی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خبریں

— بلدیہ لاہور کا انتخاب بخیر یخم ہوگیا ہے کامیاب مسلمان امیدواروں کی فہرست درج ذیل ہے:- (۱) خواجہ فیروز الدین احمد بیرسٹر (۲) چودھری دین محمد (۳) میاں فیروز الدین احمد (۴) ڈاکٹر شجاع اللہ (۵) فرخ حسین بیرسٹر (۶) خواجہ غلام مصطفےٰ ایڈوکیٹ (۷) چودھری محمد امین آڑھتی (۸) ملک عبدالرحمان (۹) ملک نصیر الدین (۱۰) خان محمد عظیم خاں وکیل (۱۱) ڈاکٹر دلاور علی شاہ (۱۲) ملک محمد الدین (۱۳) چودھری محمد شریف (۱۴) چودھری فضل دین (۱۵) محمد اسماعیل عرف عیسلے سٹ۔ (۱۶) میاں جلال الدین (۱۷) میاں محمد اکبر۔ دو بلا مقابلہ امیدواروں کو ملا کر منتخبہ ارکان کی تعداد ۱۹ ہو جاتی ہے غالباً تین ارکان کو نامزد کیا جائیگا۔

— لکھنؤ ۴ر دسمبر:- پراونشل کانگریس کمیٹی کے ایک اجلاس میں یہ قرارداد منظور کی گئی ہے کہ جدید اسمبلی کے افتتاح کے لئے لارڈ ولنگڈن جس وقت ایوان اسمبلی میں قدم رکھیں۔ تو ان کے عہد میں تشدد اور سختی کے خلاف احتجاج کے طور پر تمام کانگریسی ارکان باہر نکل آئیں۔ پارلیمنٹری بورڈ سے یہ درخواست کی گئی۔ کہ وہ اس کے متعلق ہدایات جاری کردے

— جریدہ الہدایت بغداد اس اطلاع کا ذمہ دار ہے کہ جلالت مآب سلطان ابن سعود والئے حجاز ایران تشریف لے جا رہے ہیں۔ تاکہ اعلیحضرت رضا شاہ پہلوی سے مجلس اتحاد ممالک اسلامیہ کے متعلق گفت و شنید کریں۔ اسی اخبار کا یہ بھی بیان ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا بھی انہی دنوں جبکہ جلالت مآب سلطان ابن سعود عازم ایران ہونگے ایران تشریف لیجائیں گے۔

— کلکتہ ۴ر دسمبر:- آج چار بجے شام مسٹر سوبھاش چندر بوس ڈمڈم کے ہوائی مستقر پر پہنچ گئے۔ اترتے ہی ان کو حکومت کیطرف سے یہ حکم ملا۔ کہ اپنی قیام گاہ سے کہیں باہر نہ جائیں اور نہ کسی اجلاس میں تقریر کریں۔

— لاہور ۳ر دسمبر:- رائٹ آنریبل سر تیج بہادر سپرو کل کلکتہ میل میں الہ آباد سے یہاں تشریف لائے۔

— نئی دہلی ۴ر دسمبر:- وائسرائے ریلیف فنڈ کی کل مقدار ساٹھ لاکھ پچیس ہزار آٹھ سو بہتر روپے تک پہنچ گئی ہے

— شیخ صادق حسن صدر انجمن اسلامیہ امرتسر کو ہز ایکسیلنسی وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے ذیل کا برقیہ جواب میں موصول ہؤا ہے:-

غازی عبدالقیوم کے متعلق آپ کا برقیہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے کو موصول ہوگیا ہے افسوس ہے کہ ہز ایکسیلنسی کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ وہ کسی سے مشورہ لیں یا اس سلسلہ میں کسی وفد سے بات چیت کریں۔ البتہ تحریری درخواست یا اپیل اگر وقت کے اندر اندر مل گئی۔ تو اس پر غور کیا جائیگا۔

— انگورہ (بذریعہ ڈاک) ترکوں کی نیشنل اسمبلی یکم دسمبر کو ختم ہو جائے گی اور اس کے فوراً بعد جدید انتخابات کا اعلان کر دیا جائیگا۔ تاکہ دنیا پر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ ترکوں کی بہت بڑی اکثریت اس نظام حکومت کی حامی ہے

— یروشلم ۳ر دسمبر:- برطانوی اعلیٰ کمشنر فلسطین نے اعلان کیا ہے کہ عنقریب عرب اور یہود زعما میں گفتگوئے مصالحت شروع ہونے والی ہے اس کے بعد کونسل پر حکومت خود مختاری کے قیام کے لئے زور دیا جائیگا۔

— ڈیٹرائٹ (امریکہ) ۳ر دسمبر:- بڑی جھیلوں سے بحر الکاہل تک کے علاقہ میں جو شمالی ریاستوں پر مشتمل ہے شدید برف پڑ رہی ہے۔ جس کے باعث شدت کی سردی ہے۔ برف کی تہوں سے سڑکیں پٹی پڑی ہیں آمد و رفت بند ہے۔ مینسوٹا، وسکنسن آئیوا اور شمالی کیرولینا کے ایک بہت بڑے رقبہ میں برف کا طوفان آیا ہؤا ہے

— واشنگٹن (امریکہ) ۳ر دسمبر:- ریاستہائے متحدہ امریکہ کے وزیر بحری مسٹر سونین نے اپنی سالانہ رپورٹ متعلقہ ۱۹۳۴ء شائع کر دی ہے اس رپورٹ میں امریکہ کے اس عزم بالجزم کی دوبارہ تصدیق و تائید کی گئی ہے کہ معاہدہ واشنگٹن کے رو سے اس کو جس قدر بحری بیڑا رکھنے کی اجازت ہے اس قدر وہ اپنے کو مضبوط کرکے رہے گا۔

— لنڈن ۳ر دسمبر:- ٹائمز کا نامہ نگار مقیم ریگا لکھتا ہے کہ سوویٹ گورنمنٹ نے نئی جنگی کونسل مرتب کی ہے۔ جو مجلس تحفظ و دفاع ملکی سے ملحق رہے گی۔

— ماسکو ۳ر دسمبر:- سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ سیرگی کیرو جو جمہوریہ شورائیہ روس کی ایگزیکٹو کونسل کا ایک رکن تھا۔ قتل کر دیا گیا۔ مبینہ قاتل کو گرفتار کر لیا گیا ہے قاتل کا نام لیونڈ وسیلیویچ نکولائیو ہے

— لاہور ۲ر دسمبر:- ۲۹ر اکتوبر ۱۹۳۴ء کو ای اے سی کا جو امتحان مقابلہ ہؤا تھا۔ اس میں ذیل کے امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔ لالہ کندن لال کھیل۔ لالہ پران ناتھ بھلہ، سردار ہرکشن سنگھ۔ شیخ ریاض الحق۔

— سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں جو پانچ فیصدی تخفیف چلی آتی ہے امید ہے وہ ۱۹۳۵ء کے آغاز میں منسوخ کر دی جائے گی۔

— جدید اسمبلی کا اجلاس ۲۱ر جنوری کو شروع ہوگا۔

— قرضہ بل پنجاب کونسل میں پاس ہو چکا ہے اس کے متعلق یہ افواہ بڑے زور سے پھیل رہی ہے کہ گورنر صاحب اس بل پر منظوری کے دستخط نہیں کرینگے۔ بلکہ اس کو نظر ثانی کے لئے کونسل میں واپس بھیجدیں گے۔ اس افواہ کی وجہ سے صوبے بھر کے زمینداروں میں تشویش اور اضطراب پھیل گیا ہے

— کپورتھلہ ۷ر دسمبر:- سر عبدالحمید وزیر اعظم نے اپنے عہدہ کا چارج ٹکہ راجہ صاحب کو دیدیا۔ وزیر اعظم موصوف کے بھائی سردار عبدالحق ریونیو ممبر نے بھی استعفا پیش کر دیا ہے

— اخبار ہمدم اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ وائسرائے نے کراچی کے نتھو رام آریہ کے قاتل عبدالقیوم خاں کی سزائے موت کو حبس دوام سے بدلنے کی منظوری دیدی۔

— وزیر ہند نے پنڈت نہرو کو رہا کرنے اور مزید مراعات دینے سے انکار کر دیا ہے۔

— دہلی ۵ر دسمبر:- حکومت ہند و حکومت اطالیہ کے درمیان مجوزہ تجارتی معاہدہ رہ گیا ہے۔ کیونکہ حکومت اطالیہ نے اپنا وفد نہیں بھیجا۔

بیان القرآن

یعنی

اُردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم مع عربی متن

تالیف

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی

خصوصیات ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کر دی گئی ہے۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ برا ذ تفاسیر کا خلاصہ مع حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۲×۲۹ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے

اصل ہدیہ کل تفسیر مجلد ۲۵ روپے۔ رعایتی قیمت ۱۳ روپے

غیر مجلد ۲۰ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰

محصول ڈاک ۱۲ علاوہ

بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس میں بہت مختصر نوٹ ہیں۔ ہدیہ غیر مجلد ۴ مجلد ۶

المشتہر

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

فضل الباری حصہ اوّل

یعنی

اُردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

تالیف

(حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو)

خصوصیات بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہوا سے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی مشکل کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۲×۲۹ سائز کے ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں قریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آ چکے ہیں۔

اصل قیمت جلد اوّل مجلد ۹ روپیہ۔ رعایتی قیمت ۶ روپیہ

غیر مجلد ۸ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵

محصول ڈاک ۱۲ علاوہ

المشتہر

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ

(تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو وغیرہ)

سیرت خیر البشر۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانحعمری جس میں خصوصیت سے آپ کے اخلاق فاضلہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات جو یورپین مصنفین نے کئے ہیں۔ ان کا جواب دیا گیا ہے۔ قیمت ۔ مجلد ۲ ۔ غیر مجلد ۱

تاریخ خلافت راشدہ۔ خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں اور واضح کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کے چار مختلف زمانے چار عظیم الشان سبق دیتے ہیں اور یورپین مؤرخین نے خلفاء راشدین کی ذاتیوں پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے چار الگ حصوں میں مجلد ۲ غیر مجلد ۱

جمع قرآن۔ قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلموں کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے۔ مجلد ۱۲ ۔ ۱۰

مقام حدیث۔ اہل قرآن گروہ کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے۔ ضرورت حدیث۔ تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث۔ قیمت ۔ مجلد ۲ ۔ غیر مجلد ۱

النبوت فی الاسلام۔ نبوت و رسالت۔ محدثیت اور مجددیت پر بحث۔ اور ثابت کیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے۔ مجلد ۳ ۔ ۲

مقدمۃ القرآن حصہ اوّل۔ اس میں ہستی باری تعالیٰ پر دلائل قرآنی کو چار قسم پر تقسیم کر کے کل آیات قرآن کو جمع کیا گیا ہے۔ ۔ ۔ ۶

حقیقت المسیح۔ عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔ ۔ ۔ ۳

تصنیفات مختلف مصنفین

اسلامی اصول کی فلاسفی۔ صداقت اسلام پر حضرت مجدد اعظم کا لیکچر جو جلسہ مذاہب عالم منعقدہ ۱۸۹۶ء دسمبر بمقام لاہور پڑھا گیا اور تمام لیکچروں سے افضل مانا گیا۔ مجلد ۱۲

انتخاب صحاح ستہ۔ مختلف مسائل اسلامیہ پر صحاح ستہ کی احادیث کا انتخاب ۔ ۔ ۔ ۲

اُردو ترجمہ یجروید۔ یجروید کے بیس ابتدائی ادھیائوں کا مستند اردو ترجمہ از مولانا عبد الحق فاضل سنسکرت ۔ ۔ ۔ ۲

المسیح الدجال و یاجوج و ماجوج۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد اور یاجوج ماجوج کے متعلق احادیث کی تشریح ۔ ۔ ۔ ۲

الروح ۔ تناسخ ۔ ولادت مسیح ۔ قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت ۔ رسالہ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ ۔ اکرام الحق ۔ محصول ڈاک علاوہ

المشتہر

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلسہ سالانہ کی اطلاعیں

(۱) مفصل پروگرام جلسہ سالانہ عنقریب شایع ہوگا۔

(۲) خواتین کا جلسہ اور نمایش دستکاری ۲۴ تاریخ کو حبیبیہ ہال میں منعقد ہوگی۔ خواتین کا جلسہ ۲۴ تاریخ کو اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے مقرر کیا گیا ہے کہ باہر سے خواتین اس جلسہ میں شامل ہو سکیں۔

(۳) ینگ مین کا اجلاس ۲۵ تاریخ کو قرار پایا ہے۔

(۴) جس قدر جلد ہو احباب اطلاع دیں۔ کہ خواتین کن کے ساتھ ہوں گی۔ اور کونسے اصحاب مسلم ہائی سکول سے باہر قیام پسند فرمائیں گے۔

(۵) بیرونی جماعتوں سے جو اصحاب جلسہ کے موقعہ پر بطور والنٹیرز خدمت کرنا پسند کریں وہ اپنے اسمائے گرامی سے مطلع فرمائیں۔

(منتظم جلسہ سالانہ)

دستکاری کی نمائش

جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔ جلسۂ خواتین اور دستکاری کی نمایش ۲۴ دسمبر ۳۴ء کو ہوگی۔

میری دلی خواہش ہے کہ بہنیں کثیر تعداد میں باہر سے شامل ہوں۔ کیونکہ صرف بیرونجات کی بہنوں کی خاطر زنانہ جلسہ انہیں تاریخوں میں ہو رہا ہے۔ جن میں مردانہ ہوگا۔ نیز بہنوں کو چاہیئے کہ وہ دستکاری کی نمایش ضرور دیکھیں۔ تاکہ ان کو معلوم ہو کہ کس قدر نئی نئی اور مفید اشیا بن رہی ہیں اور وہ خود بھی اسی قسم کی سیکھ سکتی ہیں۔ جن بہنوں نے ابھی تک دستکاری نہیں بھیجی۔ وہ بھی مہربانی سے جلد روانہ فرمائیں۔

(آنریری سیکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

ایک باہمت احمدی نوجوان کا قابلِ تقلید خط

مندرجہ ذیل خط جناب ایس عبید اللہ صاحب سیکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن وزیر آباد نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں تحریر فرمایا۔ (مدیر)

مخترم مکرم معظم سیدی حضرت جناب امیر صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہٗ

آپ نے جن خیالات کا اظہار میرے لئے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے اسکے لئے خاکسار لائق نہ تھا۔ یہ آپ کی محض ذرہ نوازی ہے جس کے لئے میں جناب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھے ایسا ہی بنا دے۔ اور بیش از بیش خدماتِ دینی کا موقعہ عطا فرمائے۔ آمین۔ نیز عرض خدمت یہ ہے کہ آپ نے جو مطالبات اصحاب جماعت خصوصاً نوجوانان جماعت سے کئے ہیں۔ اُن پر ہم نے عمل کرنا شروع کر دیا۔

(۱) انشاء اللہ تعالیٰ اس دفعہ تقریباً تمام نوجوان جلسہ سالانہ پر حاضر ہونگے۔

(۲) دستکاری کے متعلق عرض ہے کہ بندہ نے آپ کا مطالبہ تمام گھروں میں جا کر سنایا اور ہر ایک گھر سے کوئی نہ کوئی چیز لی ہے۔ اور ان تمام چیزوں کا پارسل بنا کر بدست مولوی محمد عبداللہ صاحب سیکرٹری انجمن خواتین کے نام ارسال کر دیا ہے۔

(۳) تیسرے مطالبے پر بھی ہم نے عمل درآمد کرنا شروع کر دیا ہے اور مجھے امید کامل ہے کہ دو تین غیر احمدی دوستوں کو ساتھ لے کر جلسہ پر حاضر ہونگے۔ اور ہر ایک کو "ٹریکٹ" "مغرب میں تبلیغ اسلام" عالمگیر مذہبی انقلاب" "ہمارے عقائد" "کیا حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا؟" قادیانی جماعت کی تبدیلی عقیدہ تقسیم کیا ہے۔ اور نیز پیغام صلح کے چندہ اور ینگ اسلام کے چندہ اور ٹریکٹ مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے نوجوانوں سے پانچ روپے جمع کر کے محاسب صاحب کو ارسال کر دیئے ہیں۔

ہم نوجوانوں کے لئے خاص طور پر دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح اسلام کا خادم بنا لے آمین۔ اور ہم احمدیت کے حقیقی خادم ہوں۔ آمین۔ خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم دنیا پر ظاہر کر دیں۔ کہ اسلام ہمیشہ زندہ رہے گا اور احمدیت ہمیشہ زندہ رہیگی اور نیز ہم نے بچت فنڈ پر جماعت کو پوری طرح کاربند کر دیا ہے۔ اور ہر ایک کے گھر میں صندوقچی لگا دی ہے۔ جہاں سے مہینہ کے مہینہ رقم نکال کر محاسب صاحب کو ارسال کر دیجاتی ہے۔

دوبارہ عرضِ خدمت ہے کہ ہمارے لئے خاص طور پر دعا کی جاوے۔ فقط۔

خاکسار۔ ایس عبید اللہ
سیکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن
وزیر آباد
۸ دسمبر ۱۹۳۴ء

جزاکم اللہ خیرا۔ یہ کام کرنے کی وہ روح ہے جس پر میں چاہتا ہوں کہ ساری جماعت عامل ہو۔ ابھی وقت ہے کہ دوسرے احباب توجہ فرمائیں۔ (محمد علی)

ضروری گذارش

سٹاف جلسہ نمبر کی تیاری میں مصروف ہے۔ اس وجہ سے چار صفحات کا پرچہ شایع کیا گیا ہے۔ (منیجر)

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

آج یکم رمضان المبارک ہے۔ اس ماہ کی آمد کے ساتھ مسلمانوں کی زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب آجاتا ہے۔ اور کسی مادہ پرست کو نظر آئے یا نہ آئے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ خواہشات کے شیطان زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں۔ اور خدا کی رحمت کے دروازے ان لوگوں پر کھل جاتے ہیں جو اسکی رضا کو سب باتوں پر مقدم کرنیکے لئے ہر ایک آسائش کو چھوڑ دیتے اور ہر ایک تکلیف کو اٹھانیکے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

رمضان میں ہی آسمان پر وہ انقلاب عظیم آیا جس کا نتیجہ نزول قرآن کریم تھا شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن اور رمضان میں ہی زمین پر وہ انقلاب عظیم آیا جس کا نتیجہ کفر کی قوت کا ٹوٹنا اور اسلام کا دنیا میں غالب آنا تھا یعنی جنگ بدر جس سے کفار کی قوت ٹوٹی اور فتح مکہ جس کے بعد اسلام عرب میں پھیل گیا یہ دونوں ماہ رمضان میں ہوئیں۔

اس زبردست انتشار روحانیت سے جو رمضان سے تعلق رکھتا ہے ہمیں بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور کیا بعید ہے کہ آج بھی ماہ رمضان کے مجاہدات سے دنیا میں پھر ایک انقلاب آجائے اور آفتاب اسلام کا طلوع مغرب میں ہو کر وہ ملک بھی اسلام کی روشنی سے منور ہو جائیں۔ جو اب تک اسلام سے محروم پڑے ہیں۔

مجاہدات رمضان دو قسم کے ہیں ایک وہ جو دن سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے وہ جو رات سے تعلق رکھتے ہیں رات کو افضال الٰہی کی تلاش کا ذریعہ عبادت ہے۔ دن کو افضال الٰہی کی تلاش کا ذریعہ کوشش ہے۔ میرے دل میں آرزو ہے کہ ہماری ساری جماعت متفق ہو کر ان دونوں راہوں سے رمضان میں افضال الٰہی کو تلاش کرے۔

اگر ہم سب ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے تو اکیلے اکیلے ہی جب ایک خاص وقت پر ایک ہی کام کریں تو وہ سب ایک دوسرے کے شریک کار ہو جاتے ہیں۔ ہم بھی اگر سب کے سب ایک مقررہ وقت پر ایک ہی دعا میں مصروف ہوں تو گو جسمانی طور پر اکٹھے نہیں ہونگے لیکن روحانی رنگ میں یہ ہمارا اجتماع ہوگا۔ اگر ہم نو بجے رات سو جائیں اور تین اور چار بجے کے درمیان اٹھ بیٹھیں تو سحری کے وقت تک ایک سے لیکر اڑھائی گھنٹے تک مل سکتے ہیں۔ جس عرصہ میں ہم سب کے سب ایک ہی تڑپ کو لئے ہوئے آستانہ الٰہی پر گر جائیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ ہماری تڑپ ناممکن کو ممکن کر سکتی ہے۔

ہمارے سامنے ایک تاریکی سے بھرا ہوا براعظم ہے جو کفر اور الحاد کا مرکز ہے اور اسکے اندر نور حق کو پھیلانا کتنا بڑا کام ہے۔ بالمقابل اسکے جو قوم اس کام کو لیکر کھڑی ہوئی ہے وہ ایک بہت ہی چھوٹی سی قوم ہے جس کے گنتی شاید مشکل ایک ہزار نفوس ہونگے اور پھر بھی ایک غلام قوم کے افراد اس سے بڑھکر یہ بے سروسامان، وہ خود دولتمند نہیں مگر دولتمندوں کے دروازوں پر جاتے ہیں تو وہاں سب کاموں کے لئے روپیہ موجود ہے۔ اگر نہیں تو خدا کا نام دنیا میں پھیلانے کیلئے نہیں رحمۃ للعالمین کا پیغام دنیا میں پہنچانے کے لئے نہیں؟

اس سے بڑھکر مصیبت یہ کہ اس قلت اور بے سروسامانی کے ساتھ خود مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا ایک طوفان عظیم اٹھا ہوا ہے اور وہ اندھا دھند اس نیک کام کو مٹانے کیلئے پورا زور لگا رہے ہیں۔ کیا بیکسی کی حالت اس سے بڑھکر ہو سکتی ہے۔ مقابلہ اتنی زبردست اقوام سے جن کے مقابلہ میں سارے مسلمانوں کی اجتماعی قوت ہیچ نظر آتی ہے۔ اور حالت یہ کہ ایک چھوٹی سی جماعت کام کرنیوالی ہے جس کو خود مسلمان ہی کچلنا چاہتے ہیں۔

میرے دوستو! غور کرو۔ کیا یہ وقت گر جانے کا نہیں۔ گڑ گڑانے کا نہیں؟ آؤ۔ اور سب اکٹھے ہو کر اس رمضان میں تین اور پانچ بجے صبح کے درمیان بارگاہ الٰہی میں رو رو کر عرض کریں کہ اے خدا تیرا نام دنیا میں پھیلانے کے سوا کوئی آرزو نہیں، تیرے رسول کا پیغام تو موں کو پہنچانے کے سوائے کوئی خواہش نہیں۔ تیری رحمت اور تیرے فضل جو اس ماہ مبارک میں خاص طور پر نزول فرما ہیں ہمارے شامل حال ہوں۔ تیری نصرتیں ہماری دستگیری فرمائیں۔ یقیناً اگر سب کی آہیں اکٹھی ہو کر اٹھیں تو افضال الٰہی کی بارش کو جذب کر لائیں۔

ہاں اگر رات کے وقت میں سے دو گھنٹے ہم یوں دیں تو دن کے وقت میں بھی دو گھنٹے افضال الٰہی کی تلاش میں دیں اسکے لئے میں کوئی وقت مقرر نہیں کرتا۔ اور ہر شخص کی اپنی فرصت پر اس کا انحصار ہے لیکن پھر میں یہی کہوں گا کہ جماعت کے کام پر جماعت کی کوششوں پر برکات کا نزول ہوتا ہے سب اکٹھے ہو کر اس رستے سے بھی افضال الٰہی کو تلاش کریں۔ اسی کا قانون ہے لیس للانسان الا ما سعیٰ دعا کے ساتھ کوشش کو بھی لائیں۔ تاکہ یہ دونوں چیزیں ملکر ہماری مشکلات کا حل ہو جائیں۔

میرے دل میں یہ پختہ یقین ہے کہ اگر یہ دونوں چیزیں ملجائیں ایک ساری جماعت کی دعا اور دوسرے ساری جماعت کی کوشش تو اس کا نتیجہ ضرور کسی نہ کسی رنگ میں ملکر رہے گا۔ ممکن ہے کہ ہماری دعاؤں اور کوششوں کا فوری اثر وہ نہ ہو جو ہم چاہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ہمارا ایک ہزار آدمی نکلے تو ان میں سے کوئی ایسے بھی ہوں جو روزانہ متواتر کوششوں کے باوجود خالی ہاتھ آئیں۔ ایسے بھی ہوں جو دو چار آنے ہی لا سکیں۔ لیکن انہی میں ایسے بھی ہوں گے جو اگر توجہ کریں تو سینکڑوں نہیں ہزاروں کے ساتھ قومی بیت المال کو قوت پہنچا سکتے ہیں۔ اور پھر سب سے بڑھکر یہ کہ ان اجتماعی دعاؤں اور کوششوں کا ایک اور اثر بھی ہوگا جو اس ماہ سے نہ آئے گا۔ جدھر ہمارا خیال ہے بلکہ ویرزقہ من حیث لا یحتسب کا مصداق ہوگا۔

ہاں اگر دل میں تڑپ ہو تو خالی ہاتھ کوئی بھی نہیں رہ سکتا کیا وہ اپنی جیب سے ایک روپیہ نہیں دے سکتا۔ کیا وہ سب طرف سے عاجز ہو کر اپنی تنگی اوروں کو بھی مدد کے لئے نہیں بلا سکتا۔ کیا وہ اپنے کسی عزیز دوست یا کسی رشتے دار کو نہیں کہہ سکتا۔ یقیناً یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اور ایکدفعہ اگر ہمارے احباب یہ عزم کر لیں کہ ہم سب نے اکٹھے ہو کر فضل الٰہی کے ان دو جاذب ذریعوں سے کام لینا ہے۔ رات کے وقت دو گھنٹے کی دعا سے اور دن کے وقت دو گھنٹے کی کوشش سے تو اسی سالانہ جلسہ پر بھی ہم اس کا نتیجہ دیکھ سکتے ہیں۔

اور اگر دیکھتے ہو کہ غفلت دعا سے مانع ہے۔ یا ایک غلط عزت کا خیال کوشش میں روک ہو رہا ہے۔ کہ کوشش بھی کریں تو ملنے کی توقع کچھ نہیں تو اس کے لئے بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس غفلت کو دور فرمائے اور اس سچی عزت کا زبردست احساس ہمارے دلوں میں پیدا کر دے جو خدا اور اسکے رسول کے رستے میں ادنیٰ مزدور بننے سے ملتی ہے اور اس ڈر کو مٹا دے جو رحمت الٰہی سے انسان کو مایوس کر دیتا ہے۔

لا تیئسوا انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون

جرمن مشن کیلئے جماعت کی نئی قربانیاں

(۱) معرفت ماسٹر غلام محمد خادم	۰ — ۱۲ — ۰
(۲) خواجہ عبدالمجید صاحب ایس۔ڈی او فاضلکا	۵۰ — ۰ — ۰
(۳) جماعت مانسہرہ معرفت ڈاکٹر سعید احمد صاحب	۵ — ۰ — ۰
(۴) مخلوق الرحمن صاحب سب ڈویژن انسپکٹر آف سکولز	۵ — ۰ — ۰
(۵) شیخ شمس الدین صاحب معرفت ڈاکٹر نیاز احمد صاحب وزیر آباد بوساطت حضرت امیر صاحب	۲۰۰ — ۰ — ۰
(۶) معرفت مولوی محمد فردوس صاحب	۱ — ۰ — ۰
(۷) منجانب جماعت راولپنڈی معرفت بابو شکر دین صاحب	۴۲ — ۰ — ۰
(۸) ایم عبدالغنی صاحب جٹالہ	۶ — ۱۰ — ۰
(۹) منجانب جماعت بغداد معرفت سید تصدق حسین صاحب	۱۱ — ۶ — ۰
(۱۰) کندن خانصاحب سفید ڈھیری	۱ — ۸ — ۰
(۱۱) خان بہادر کلیم اللہ صاحب مدرس	۵ — ۰ — ۰
(۱۲) شیخ رحمت الٰہی صاحب لائلپور	۱۵ — ۰ — ۰
(۱۳) میاں اکبر علی صاحب محکمہ زراعت	۵ — ۰ — ۰
(۱۴) ملک سردار سلطان صاحب (۱۵) محمد اسلم خانصاحب معرفت عبدالکریم صاحب خان بالدہ	۵ — ۰ — ۰
(۱۶) ڈاکٹر منظور حسن صاحب سی۔ ایم آر۔ مدراس	۵ — ۰ — ۰
(۱۷) عظیم اللہ خانصاحب آف سچیہ	۴ — ۰ — ۰
(۱۸) پیرجی سردار شاہ صاحب داتا	۲ — ۰ — ۰
(۱۹) ڈاکٹر محمد امین صاحب	۵ — ۰ — ۰
(۲۰) منجانب جماعت علی پور معرفت شیر محمد صاحب احمدی	۶ — ۰ — ۰

روزوں کی غرض و غایت

ماہ رمضان میں قومی اجتماع اور ہمارے فرائض

خطبہ جمعہ ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام .... ایام اُخر (البقرہ ۲: ۱۸۳-۱۸۴)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے روزے ضروری ٹھرائے گئے ہیں۔ جیسے کہ ان لوگوں کیلئے ضروری ٹھرائے گئے جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم متقی ہو۔ چند دن۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو۔ تو اور دنوں میں (گنتی) پوری کرلی جائے۔

روزوں کی غرض

صوم یا صیام اصل میں کسی چیز کے ترک کرنیکا نام ہے خواہ وہ کھانا پینا ہو یا بولنا چلنا اور خواہشات نفسانی ہوں مسلمانوں کو ایک ماہ کیلئے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانا پینا اور خواہشات نفسانی ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی غرض یہ تبلائی۔ لعلکم تتقون (تاکہ تم متقی ہو) اتقا کیا چیز ہے؟ اس لفظ کا استعمال قرآن کریم میں بڑی کثرت سے ہوا ہے اور یہ لفظ ہر قسم کے حقوق کی نگہداشت پر حاوی ہے۔ روزوں کے اس حکم کی غرض بھی یہی ہے کہ تیس دن تک کھانا پینا اور خواہشات نفسانی ترک کر دینے سے مسلمانوں کے اندر ایک ایسی طاقت پیدا ہو جائے۔ کہ وہ حقوق اللہ کی حفاظت کر سکیں۔ بلند خیالات رکھنے کے باوجود انسان عملی زندگی میں خواہ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہو یا انسانوں کے ساتھ۔ بسا اوقات کمزور ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے کھانے پینے اور خواہشات نفسانی کے ترک کرنیکا یہ مجاہدہ رکھا گیا ہے تاکہ تم میں وہ طاقت پیدا ہو کر تم ہر قسم کے حقوق کی نگہداشت کر سکو۔

ہر کام میں مقصد کو پیش نظر رکھو

میں نے کسی پہلے خطبے میں بھی کہا تھا۔ کہ ہر کام کو اس رنگ میں کرنا چاہیئے کہ اس کی اصل غرض پوری ہو۔ ورنہ اس کام کا کرنا نہ کرنے سے بدتر ہے۔ مثلاً نماز کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے یہ اس صورت میں ممکن ہے۔ کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زبردست احساس ہو اور نہ صرف نماز پڑھتے وقت یہ احساس ہو۔ بلکہ نماز کے بعد دوسرے اوقات میں بھی انسان کے جملہ حالات و افعال پر اس احساس کا زبردست اثر ہونا چاہیئے۔ اگر یہ بات پیدا نہ ہو۔ تو نماز کا مقصد حاصل نہیں ہوا جو لوگ نماز کے اس مقصد کو پیش نظر نہیں رکھتے وہ اپنا نقصان کرنیکے علاوہ دوسروں کے سامنے بھی ایک بری مثال رکھتے ہیں۔

روزوں کے متعلق ہمیں یہ غلطی نہ کھانی چاہیئے

اس طرح میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں روزوں کے معاملہ میں بھی یہ غلطی نہ کھانی چاہیئے روزہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ جس پر ہمارے رسول اکرم نے عمل کیا۔ صحابہ کرامؓ و دیگر بزرگان دین نے عمل کیا۔ اس سے جو نتائج پیدا ہوئے وہ تاریخ پوری طرح تبلاتی ہے۔ یہ جو ارکان دین ہیں اصل میں چند ایک مجاہدات ہی ہیں جن سے انسان کا کیرکٹر اور اخلاق مضبوط ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ اٹھا کر دیکھو۔ انہی مجاہدات کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کے اخلاق کس قدر بلند ہوئے۔

مسلمانوں نے روزے کے مقصد کو فراموش کر دیا ہے

اخلاق کی بلندی کے علاوہ روزہ کے مجاہدہ سے جسمانی طاقت بھی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن افسوس ہے آج مسلمانوں کے ہاتھ میں صرف چھلکا رہ گیا ہے۔ وہ مغز کو کھو بیٹھے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مغز کے بغیر چھلکا کسی کام کا نہیں ہوتا۔ مسلمانوں نے دوسرے ارکان دین کی طرح روزے کے مقصد کو بھی فراموش کر دیا ہے۔ روزہ کا مقصد یہی تھا۔ کہ تم میں وہ طاقت پیدا ہو جائے۔ جس سے تم ہر قسم کے حقوق کی نگہداشت پوری پوری طرح کر سکو۔ اگر یہ قوت پیدا نہ ہوئی۔ اور روزہ رکھنے کے باوجود انسان متقی نہ بنا۔ تو خدا کسی کے بھوکا پیاسا رہنے سے خوش نہیں ہوسکتا۔ خدا کی خوشی تو تب ہوتی ہے۔ کہ جب دل پاک و صاف ہو

انسان روزہ کیوں رکھتا ہے؟

انسان روزہ کیوں رکھتا ہے؟ ایک شخص کے پاس حلال کمائی کی عمدہ صاف ستھری چیزیں کھانے کو موجود ہیں۔ لیکن وہ طلوع فجر سے کر غروب آفتاب تک کھانے کو چھو نہیں سکتا۔ باوجود شدت کی پیاس کے پانی کا ایک قطرہ بھی اس کے حلق کے اندر نہیں جاتا۔ ایسا وہ محض ایک خیال کی وجہ سے کرتا ہے۔ کہ یہ خدا کا حکم ہے اور خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ انسان جس قدر ٹھوکریں کھاتا ہے اور جس قدر غلطیاں اور بدیاں کرتا ہے۔ ان کی تہ میں ایک بات ہوتی ہے کہ مجھے کوئی گرفت کرنے والا نہیں، جہاں گرفت کا خوف ہے۔ وہاں انسان بدی سے بچ جاتا ہے۔ دہریت اور لامذہبی کے علمبردار خواہ کچھ کہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جس روز خدا کی ہستی کا یقین اٹھ گیا انسان تمام خوبیوں سے اور اخلاق سے دور ہو کر بہائم سے بدتر ہو جائیگا اور اس دنیا میں بسنے والے ایک دوسرے کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگے

روزوں کے تسلسل کی کیا وجہ ہے؟

میں روزہ کا ذکر کر رہا تھا محض خدا کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے انسان دن بھر کھانا پینا وغیرہ ترک کرتا ہے اور متواتر ایک ماہ تک یہی مجاہدہ جاری رہتا ہے اس تسلسل کی بھی ایک خاص وجہ ہے۔ صرف جسمانی ورزش اپنا اثر نہیں رکھتی۔ بلکہ روحانی ورزش بھی اپنا اثر رکھتی ہے۔ جب ہم کسی حصہ جسم کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو اس کو ورزش دیتے ہیں۔ آہستہ آہستہ وہ عضو قوت پکڑتا جاتا ہے۔ روحانی طور پر بھی یہی حال ہے تیس دن تک خدا کی رضا کے لئے کھانا پینا وغیرہ ترک کر دینا انسان کے قلب کے اندر ایک زبردست روحانی طاقت پیدا کر دیتا ہے۔

قلب کی طاقت

خوب یاد رکھیئے۔ کہ اصلی قوت جسمانی طاقت نہیں۔ بلکہ قلب کی طاقت ہے اور قلب کی طاقت تعلق باللہ اور خدا کی رضا حاصل کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔

روزہ جسمانی طاقت کیلئے بھی مفید ہے

روزہ کئی لحاظ سے مفید ہے بشرطیکہ اصل غرض کو فراموش نہ کیا جائے۔ جسمانی صحت کیلئے بھی بے حد سودمند ہے۔ لیکن آجکل مسلمانوں کے گھروں میں یہ ہوتا ہے کہ ماہ رمضان کے آتے ہی ان کو خورد و نوش کی فکر دامنگیر ہو جاتی ہے۔ حساب ہونے لگتا ہے کہ اس قدر گھی اور کھانڈ چاہیئے۔ اس قدر روزانہ دودھ اور گوشت درکار ہوگا۔ افطاری کے لئے فلاں چیز کا انتظام ہونا چاہیئے اور سحری کے وقت یہ کھانا پکنا چاہیئے۔

بسیار خوری اور روزہ

آپ اچھی طرح یاد رکھیں۔ کہ روزہ اور بسیار خوری ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ روزے کے مجاہدہ کا ایک بہت بڑا مقصد انسان میں بھوک اور پیاس کی برداشت پیدا کرنا ہے بسیار خوری اس مقصد کے خلاف ہے۔ یہ ایک بالکل غلط خیال ہے کہ اگر انسان کو بہت کھانے پینے کو نہ ملے تو وہ کام نہیں کر سکتا۔ اب تو ڈاکٹر بھی اس بات کے قائل ہو گئے ہیں۔ کہ معدہ کو آرام دینا صحت کے لئے بہت مفید ہے۔ کوئی چیز مسلسل کام نہیں کر سکتی معدہ کا آرام یہی ہے کہ اس کو کچھ وقت کے لئے خالی چھوڑ دیا جائے۔ اگر اسے زیادہ بھر دوگے تو کھانے پینے سے الٹا نقصان ہوگا۔ اس لئے سحری کے وقت معمولی کھانا کھاؤ جس قدر بھوک ہے اور جس قدر معدہ آسانی سے برداشت کر سکتا ہے۔ بہت چیزیں یا ثقیل چیزیں نہ کھاؤ۔ کہ اس کا اثر جسمانی رنگ میں بھی برا ہوگا۔ اور روزے کی غرض بھی مفقود ہو جائے گی۔

روزے سے مساوات بھی پیدا ہوتی ہے

پھر اغراض روزہ میں سے ایک مساوات بھی ہے۔ اسلام امیر و غریب کو ایک سطح پر لانا چاہتا ہے۔ مسجد میں وہ سب کو لاکر ایک صف میں کھڑا کر دیتا ہے روزے سے بھی مساوات پیدا ہوتی ہے۔ روزہ ایک ایسے شخص کو جس کے دسترخوان پر قسم قسم کے کھانے چنے ہیں۔ ایک اس غریب کے برابر کر دیتا ہے۔ جس کو سوکھی روٹی میسر آتی ہے۔ دونوں غروب آفتاب سے قبل روٹی کا ایک ٹکڑا اور پانی کا ایک گھونٹ بھی حلق کے نیچے نہیں اتار سکتے۔ راستباز انسانوں نے اسی روزہ کے ذریعہ بڑی بڑی ترقیات اور درجات حاصل کئے۔

روزہ سے قوت برداشت پیدا ہوتی ہے

بچوں کو بھی روزہ کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ جب لڑکا لڑکی چودہ پندرہ برس کا ہو جائے۔ تو اسے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ خواہ کبھی کبھی ہو۔ اس طرح سن بلوغ سے پہلے ہی ان میں برداشت کی قوت پیدا ہو جائیگی۔ مسلمانوں کو آجکل خاص طور پر اس سبق کے سیکھنے کی ضرورت ہے کہ دکھوں اور تکلیفوں کے بغیر کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ روزہ بھوک اور پیاس کو برداشت کرنے کی زبردست طاقت انسان کے اندر پیدا کر کے اس کو دکھوں اور تکلیفوں کا عادی بنا دیتا ہے۔ گذشتہ جنگ یورپ میں ترک سپاہی تین تین روز تک بھوکے پیاسے لڑے۔ حالانکہ کسی دوسری قوم کے سپاہی کے لئے ایک وقت بھوکا رہ کر لڑنا بھی مشکل ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ترکوں نے روزے کی وجہ سے اپنے آپ کو بھوک اور پیاس کا عادی بنا لیا تھا۔ دکھ اور تکلیف کو خوشی سے برداشت کرنا انسان کا بہت بڑا امر تنبہ ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

جماعت احمدیہ کی رئیسی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

جلسہ نمبر

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

قیمت فی پرچہ ۲ پیسہ

حضرت مسیح موعود کی تعلیم

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۲ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۷ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۷۸

جلسہ نمبر کا مقصد

"جلسہ نمبر" کے نام سے جو یہ چند اوراق شایع کئے جا رہے ہیں اُن کا مقصد اس سے قبل متعدد مرتبہ بیان ہو چکا ہے۔ یعنی والبندگان سلسلہ کو جلسہ سالانہ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے انہیں وہ فرائض یاد دلانا جو اس دینی اجتماع کے متعلق ان پر عائد ہوتے ہیں۔ اور دوسرے برادران اسلام کو اس میں شریک ہونے کی دعوت دینا۔ احباب جماعت کو تو اس جگہ کچھ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ آئندہ صفحات میں حضرت امیر و دیگر بزرگان جماعت نے ان کو مخاطب کرکے جو کچھ لکھا ہے وہ کافی ہے۔ ہر ایک فرد جماعت کا فرض ہے کہ وہ انہیں نہایت غور سے پڑھے اور اس پر پوری طرح عمل کرے۔ البتہ ہم اپنے دیگر مسلمان بھائی اور بہنوں کی خدمت میں چند الفاظ ضرور عرض کرینگے۔

آجکل جماعتِ احمدیہ کی زبردست مخالفت ہو رہی ہے۔ اس پر قسم قسم کے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ اس کو دشمن اسلام اور غدار ملت کہا جا رہا ہے۔ اس کو طرح طرح سے بدنام و مطعون کیا جا رہا ہے۔ حقائق چھپائے جا رہے ہیں۔ بدگمانیاں اور غلط بیانیاں پرورش پا رہی ہیں۔ طوفان مخالفت میں عقلیں بھی ماری ہیں۔ جذباتِ عناد کے سامنے معقولیت بے بس ہو رہی ہے۔ ان حالات میں ہماری اپنے معزز مسلمان بھائیوں اور محترم اسلامی بہنوں سے ایک صرف ایک درخواست ہے۔ کہ وہ افواہوں اور سنی سنائی باتوں پر بھروسہ کرنے کی بجائے خود دیکھ اور سوچ کر کوئی رائے قائم کریں۔ سفید کو سیاہ اور نور کو ظلمت کہنے والوں کی دنیا میں کبھی بھی کمی نہیں رہی ؛

جماعتِ احمدیہ لاہور کا سالانہ جلسہ ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ دسمبر ۱۹۳۴ء احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ ہم اُن تمام فرزندان و دختران اسلام کو جہاں تک ہماری یہ آواز پہنچ سکتی ہے اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر انتہائی خلوص سے دعوت دیتے ہیں وہ ان چند اوراق کو بغور دل سے مطالعہ فرمائیں اور جلسہ میں شریک ہونے کی کوشش کریں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ جماعتِ احمدیہ لاہور کیا کر رہی ہے اس کے بعد اگر آپ سمجھیں کہ یہ جماعت خدمت و اشاعتِ اسلام کا وہ مفید کام کر رہی ہے جس کی طرف سے باقی عالم اسلام غافل ہے تو آپ اس کے معاون بن جائیں۔ اگر آپ کو اس کے برعکس کچھ نظر آئے تو آپ مخالفت کے لئے آزاد ہیں۔ قیام و طعام کا انتظام انجمن کے ذمہ ہوگا۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ماہ رمضان کے باوجود آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ آپ صرف چند روز پہلے اطلاع دیدیں اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لے آئیں اور خواتین کے لئے بھی رہائش و نشست کا مناسب انتظام ہوگا۔ اس کے متعلق تمام خط و کتابت مہتمم سالانہ جلسہ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے کی جائے ؛

آجکل اسلام ایک نہایت ہی نازک دور سے گذر رہا ہے۔ مخالف طاقتیں پوری قوت سے اس کے مقابلے میں صف آرا ہو چکی ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کا اتحاد نہایت ضروری ہے۔ تخریب سے تباہی اور افتراق کے علمبردار کسی لحاظ سے بھی دین و ملت کے لئے مفید نہیں ہو سکتے۔ ضرورت ہے کہ اس وقت تعمیری اور فائدہ رساں کاموں کی امداد و حوصلہ افزائی کی جائے۔ آیئے اپنی آنکھوں سے دیکھئے ہم کیا کر رہے ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے ؛

خاکسار

"محمد انعام الحق" "پیغام صلح"

ہمارا سالانہ جلسہ

قوم کی ترقی کا ذریعہ ہو

[illegible]

حضرت مسیح موعود

[illegible] اور آپ کی

زندگی [illegible] جلسہ ہر سال ہوتا رہا

سالانہ جلسہ کی اغراض

حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں

۱۔ تعلقات جماعت کا استحکام

۲۔ معرفت الٰہی میں ترقی

۳۔ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کیلئے

تدابیر کا عملدرآمد میں لانا۔

جلسہ پر آنے والے تمام احباب

غور کریں کہ

[illegible] وقت پہنچانے کیلئے وہ کیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جلسہ پر نہ آنے والے احباب

غور کریں کہ جو

عذر

آپ دینی اجتماع میں نہ آنے کیلئے کیا کرتے ہیں

کیا اس عذر نے

کبھی آپکو اپنے ضروری دنیوی کاموں سے بھی روکا ہے؟

ہمارے کاموں کی تائید کیلئے

حرکت [illegible] تکلیف اٹھانا ذلت اٹھانا

زندگی راحت عزت

کا موجب ہوا

کیا آپ ایک کو اختیار کرکے

دوسرے کو حاصل کریں گے؟

بزرگان قوم

سے التماس ہے کہ اپنی حاضری سے نوجوانان قوم

کے حوصلے بڑھائیں اور

نوجوانوں

سے درخواست ہے کہ وہ اپنے دینی جوش کے مظاہرے سے

بزرگان قوم

کی زندگیوں میں راحت پیدا کریں۔ (محمد علی)

اغراض جلسہ سالانہ

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اسکے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہونگے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کیلئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کیلئے طیار ہو رہے ہیں۔ . . . سو بھائیو۔ یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونیوالی ہے خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اسطرف کھینچ لائیگی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے۔ اور اسکی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضایع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہیگا نہ نیچر کی تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانیوالے اور خداوند تعالیٰ اس امت وسط کیلئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دیگا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتدا سے صدیق اور شہید اور صلحا پاتے رہے یہی ہوگا اور ضرور یہی ہوگا جس کے کان سننے کے ہوں سنے مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرما دے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے۔ اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ اور تا اختتام سفر انکے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا۔ اے ذو المجد والعطا اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے آمین ثم آمین۔ (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

پیغامِ بشارت

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

جنگِ احد کے موقعہ پر جب بعض لوگوں کی غلطی سے جنگ کا نقشہ پلٹ گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے نرغہ میں گھر گئے اور صحابہ ایک دیوار کی طرح آپ کے گرد جان نثاری کے لئے کھڑے ہو گئے اور ایک نہایت خطرناک گھمسان کا رن پڑا۔ تو فتنہ کسی شیطان نے یہ خبر اڑا دی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شہید ہو گئے۔ یہ خبر اڑتی اڑتی مدینہ پہنچی۔ وہاں ہلچل مچ گئی۔ اس خبر کو سنتے ہی ایک مسلمان عورت میدان کی طرف چل پڑی۔ شہر سے باہر دوڑی جا رہی تھی ایک شخص ملا۔ پوچھا کہ آنحضرت صلعم بخیریت ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا مجھے پتہ نہیں البتہ تیرا باپ شہید ہو گیا ہے۔ اس عورت نے ذرا بھی پروا نہ کی اور آگے چل دی۔ راستہ میں کوئی اور شخص ملا۔ پوچھا کہ "آنحضرت صلعم کا کیا حال ہے" اس نے کہا خبر نہیں البتہ تیرا بھائی شہید ہو گیا ہے"۔ یہ سن کر بھی عورت نے کوئی توجہ نہ کی اور برابر دوڑی چلی گئی۔ آگے ایک اور واقف آدمی ملا۔ اس سے پوچھا کہ "آنحضرت صلعم کی سناؤ کیا حال ہے؟" اس نے کہا پتہ نہیں البتہ تیرا شوہر ضرور شہید ہو گیا ہے"۔ اس عورت نے پھر بھی پروا نہ کی۔ دوڑی چلی جا رہی تھی جو سامنے سے آنحضرت صلعم تشریف لاتے ہوئے ملے۔ حضور کا جمال جہاں آرا دیکھتے ہی بول اٹھی کہ کل مصیبۃ بعدک جلل۔ "کہ اگر تو زندہ ہے تو پھر ساری مصیبتیں ہم پر آسان ہیں"۔ یہ تھا وہ ایمان جس پر مسلم قوم جس قدر بھی ناز کرے کم ہے۔ یہ تھی وہ محبت رسول جس پر خدا کی رضا و خوشنودی اور نصرت و رحمت اور سکینت و بشارت کا نزول ہوا کرتا تھا۔ کیا ایمان ہے، کیا عشق رسول ہے؟ باپ مارا جائے تو پروا نہیں۔ شوہر مارا جائے تو پروا نہیں۔ بھائی مارا جائے تو پروا نہیں۔ ایک رسول کی جان بچ رہے تو سب مصیبتیں آسان ہیں۔ کیا آج آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت کو قتل کرنے کے سامان نہیں ہو رہے کیا عیسائیوں کے حملے، دہریوں کے شورش، آریوں کے ناپاک اور مجموعہ اعتراضات کا منشاء سوائے اس کے ہے ہی نہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کی شخصیت کو دنیا میں نعوذ باللہ ذلیل ترین اور سیاہ ترین شکل میں دکھا کر آپ کی نبوت و رسالت کا خاتمہ کر دیا جاوے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی ہلاکت کی یہ تدبیریں ہو رہی ہیں اور ہم میں اس عورت جتنی بھی تڑپ نہ ہو جس نے باپ اور شوہر اور بھائی کی محمد رسول اللہ صلعم کی خیریت کی خبر سننے کے لئے پروا تک نہ کی۔ کیا اس پاکباز عورت کے مقابلہ میں ہم اپنے آپ کو بھی مسلمان کہہ سکتے ہیں؟ اسی جنگِ احد کے موقعہ پر جب کفار چاروں طرف سے آنحضرت صلعم پر حملے کر رہے تھے اور آپ کو شہید کر دینا چاہتے تھے۔ تو کیا وہ مسلمانوں کی ہی جماعت نہ تھی جس نے اپنے وجود سے آپ کے چاروں طرف ایک انسانی دیوار کھڑی کر دی تھی۔ وہ ایک مسلمان ہی تھا جو تیروں کی بوچھاڑ کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔ اور تمام تیر اپنی پشت پر لیتا تھا۔ اور جسم سے نکال کر ساتھیوں کو دیتا جاتا تھا کہ کفار پر چلاؤ۔ پشت تیروں کی طرف اس لئے کر رکھی تھی کہ اگر منہ کفار کی طرف ہوتا اور سامنے سے تیر آتا تو اندیشہ تھا کہ مبادا بے اختیار تیر آتا ہوا دیکھ کر انسان سر یا چہرہ کو ہٹا لے اور بچا لے اور اس طرح تیر پیچھے جا کر آنحضرت صلعم کو لگ جائے۔ اس لئے تیروں کی طرف پشت کر دی تھی کہ نہ نظر آئے گا اور نہ بچانے کے لئے جسم کوئی حرکت کرے گا۔ وہ ایک مسلمان ہی تھا جس نے اس تلوار کو اپنے ہاتھ پر لیا جو ایک کافر نے آنحضرت صلعم کے سر پر چلائی تھی۔ ہاتھ کٹ کر اڑ گیا۔ مگر آنحضرت صلعم کا سر مبارک بچ گیا۔ وہ ایک مسلمان عورت تھی جو اس وقت چاروں طرف بجلی کی سرعت کے ساتھ دوڑ رہی تھی اور تلواروں کے واروں کو اپنے بازو اور شانوں پر لیتی تھی۔ یہانتک کہ شانہ بازو تک کٹ گیا۔ آخر کار تاریخ عالم میں اس بے نظیر جان نثاری کے نمونے نے کفار کے دانت کھٹے کر دئے۔ اور وہ بے نیل مرام واپس چلے گئے۔ پھر آج مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ جب چاروں طرف سے کفار آنحضرت صلعم پر تیر باری کر رہے ہوں اور آپ کے وجود پاک کو دنیا سے مٹا ڈالنا چاہتے ہوں تو وہ آرام سے گھروں میں سوئے ہوئے ہوں۔ کیا جنگ احد والوں کا اسلام اور تھا اور آج کا اسلام اور ہے۔ اسلام تو وہی ہے مگر افسوس کہ مسلمان وہ نہیں ہیں اس موقعہ پر تھوڑے ہی لوگ تھے۔ جنہوں نے آنحضرت صلعم کے گرد کانھم بنیان مرصوص سیسہ پلائی دیوار بنکر دکھا دیا۔ کیا احمدی قوم آج اس انسانی دیوار کی قائم مقام نہیں۔ کیا حفاظت کے لئے کفر کی اس تیر باری میں وہ آنحضرت صلعم کے گرد حلقہ بنا کر اسی طرح جان نثاری کا مظاہرہ دنیا کو دکھانا چاہتی ہے یا نہیں جس طرح اگلے مسلمانوں نے دکھا دیا تھا؟ اگر نہیں تو اپنا آپ آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا مصداق بنانا چھوڑ دو۔ اور اگر وہی نمونہ پھر دنیا کو دکھانا ہے۔ اور اسی لئے احمدیت کی بنا ہوئی ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کے لئے ایک دیوار آہنی کی طرح کھڑی ہو کر تمام دشمنان اسلام کے لئے سینہ سپر ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ احمدی قوم اس کام میں عملی حصہ نہ لے اور اپنے اجتماع قومی میں شامل ہو کر جماعت اور اسکے کاموں کو تقویت نہ پہنچائے۔ جلسہ سالانہ کا مقصد ہی یہ ہے کہ قوم جمع ہو کر غور کرے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی حفاظت اور آپ کے دین کی اشاعت کا کام کس کس طریق سے کیا جا سکے جو مؤثر ہو۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ جو لوگ جلسہ سالانہ میں شامل نہیں ہوتے ان کے اندر سے رفتہ رفتہ وہ روح مرجھاتی ہے جو ایک احمدی کو خدمت دین کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے فیض سے ملا کرتی ہے اور جو احمدیت کا طغرائے امتیاز ہے۔ پس اگر اپنی قوم کو زندہ رکھنا چاہتے ہو اور اس خدمت دینی کے کام کو قائم رکھنا چاہتے ہو تو پھر اس سالانہ اجتماع پر آؤ اپنے اہل و عیال کو ساتھ لاؤ تا ان میں بھی اس نازک وقت اور اہم کام کا احساس پیدا ہو۔ اپنے احباب کو ساتھ لاؤ تاکہ وہ بھی اس حقیقت سے آگاہ ہوں اور اس خدمت دینی کے کام میں ہمارے ساتھ شامل ہوں۔ یہ وقت سونے کا نہیں بلکہ جاگنے کا ہے۔ کیا کسی کے گھر میں آگ لگی ہو تو وہ آرام سے سوتا ہے یا گھبرا کر موقعہ پر پہنچتا اور پوری طاقت سے اس آگ کو فرو کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ آج اسلام کے خلاف دنیا میں اور اس خادم اسلام جماعت کے خلاف ہندوستان میں دشمنوں نے ایک آگ بھڑکا رکھی ہے۔ اٹھو اور حضرت ابراہیم کی طرح حنیف بن جاؤ یعنے ایک خدا کے بن جاؤ اور اپنے سالانہ اجتماع میں شامل ہو کر اپنی زندگی کا اور اپنے خلوص و للہیت کا ثبوت دو تاکہ آسمان سے حکم جاری ہو جائے کہ یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم۔ کہ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا ابراہیم پر۔

ریلوے کے واپسی ٹکٹ

جلسہ سالانہ پر تشریف لانیوالے احباب کے لئے ایک ضروری اطلاع

جلسہ سالانہ کے ایام میں ریلوے کے واپسی رعایتی ٹکٹ مل سکیں گے احباب کو ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اس بارہ میں چیف کمرشل مینیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے نے جو اعلان کیا ہے وہ درج ذیل ہے:-

بڑے دنوں اور سال نو کی تعطیلات کے لئے رعایتی واپسی ٹکٹ این ڈبلیو ریلوے کے تمام اسٹیشنوں پر ۱۴ دسمبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۳۴ء تک مندرجہ ذیل شرح سے جاری رہیں گے۔ اور ۱۴ جنوری ۱۹۳۵ء تک استعمال ہو سکیں گے۔ بشرطیکہ ایک طرف کا سفر ایک سو میل ہو یا ایک سو ایک میل کا رعایتی کرایہ ادا کیا جاوے۔

درجہ اوّل ۱⅓ }
درمیانہ و درجہ سوم ۱½ } چیف کمرشل مینیجر

محکمہ ریلوے اور عیدین پر تخفیف کرایہ

قارئین کو معلوم ہی ہے چند روز ہوئے ہم نے لکھا تھا کہ جس طرح نارتھ ویسٹرن ریلوے ایسٹر، کرسمس، دسہرہ اور محرم کے تہواروں پر اپنے کرایوں میں تخفیف کر دیا کرتی ہے اسی طرح اسے عیدین کی تقریبوں میں بھی کرنا چاہیے کیونکہ مسلمانوں کے یہی دو تہوار ہیں جن کی حیثیت مذہبی اعتبار سے بہرحال مسلم ہے۔ اور جن پر لوگ دور دراز فاصلوں سے سفر کر کے اپنے اعزہ کے پاس پہنچتے ہیں بعض دوسرے اخباروں نے بھی اس رعایت کی تائید میں مضامین لکھے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایجنٹ صاحب ریلوے سے اس مسئلہ کے متعلق خط و کتابت کی جس کا جواب ایجنٹ صاحب نے یہ دیا کہ ایسٹر اور کرسمس کے علاوہ صرف محرم اور دسہرہ پر یہ رعایت دیجاتی ہے اور اسدفعہ محض تجربہ کے طور پر دیوالی کے لئے بھی رعایت دیگئی تھی لیکن جب تک اسکے نتائج معلوم نہ ہو لیں مزید تہواروں پر تخفیف کرایہ کے متعلق غور نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اگر عیدین منظور شدہ تہواروں کے قریب ہوں تو حکام ریلوے میعاد تخفیف کرایہ میں ایسی توسیع کرنے پر آمادہ ہونگے۔ جن سے عیدین پر سفر کرنے والوں کو بھی مستفید ہونے کا موقعہ مل جائے۔

ہمارے نزدیک یہ جواب پہلے درجے کا مہمل اور بے معنی جواب ہے لکھنے والا اس حقیقت سے بالکل بے خبر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے تہوار قمری حساب سے ہر سال مختلف ایام میں آتے ہیں اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے تہواروں کا وقت شمسی حساب سے مقرر ہے اسلئے یہ ضروری نہیں کہ عیدین ضرور انہی دنوں میں پڑیں۔ جن دنوں ایجنٹ صاحب کے منظور کردہ تہواروں کے لئے رعایت دیجا رہی ہو۔ اسکے علاوہ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ دیوالی کے موقع پر ہرگز اتنے ہندو پردیسی اپنے اپنے وطن میں نہیں آتے ہونگے جس قدر مسلمان عید کی تقریب پر اپنے بال بچوں، بھائی بندوں، اور والدین کے پاس پہنچتے ہیں۔ ایجنٹ صاحب کو چاہیئے کہ جس طرح انہوں نے سال رواں میں تجربہ کے طور پر دیوالی پر کرایہ کم کر دیا ہے اسی طرح عیدین پر بھی رعایت کر دیں۔ ان پر خود روشن ہو جائے گا کہ ہمارا دعویٰ بالکل درست ہے نیز عید الفطر تو کرسمس کے قریب آ رہی ہے کیا ایجنٹ صاحب بلدے کرسمس کی رعایت کو عید تک بڑھا دیں گے۔ (الفضل)

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

آج یکم رمضان المبارک ہے۔ اس ماہ کی آمد کے ساتھ مسلمانوں کی زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب آجاتا ہے اور کسی مادہ پرست کو نظر آئے یا نہ آئے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ خواہشات کے شیدائی زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں اور خدا کی رحمت کے دروازے ان لوگوں پر کھل جاتے ہیں۔ جو اس کی رضا کو سب باتوں پر مقدم کرنے کے لئے ہر ایک آسائش کو چھوڑنے اور ہر ایک تکلیف کو اٹھانے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔

رمضان میں ہی آسمان پر وہ انقلاب عظیم آیا جس کا نتیجہ نزول قرآن کریم تھا۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن اور رمضان میں ہی زمین پر وہ انقلاب عظیم آیا جس کا نتیجہ کفر کی قوت کا ٹوٹنا اور اسلام کا دنیا میں غالب آنا تھا۔ یعنی جنگ بدر جس سے کفار کی قوت ٹوٹی اور فتح مکہ جس کے بعد اسلام عرب میں پھیل گیا۔ یہ دونوں ماہ رمضان میں ہوئیں۔

اس زبردست انتشار روحانیت سے جو رمضان سے تعلق رکھتا ہے ہمیں بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے اور کیا عجب ہے کہ آج بھی ماہ رمضان کے مجاہدات سے دنیا میں پھر ایک انقلاب آجائے اور آفتاب اسلام کا طلوع مغرب میں ہو کر وہ ملک بھی اسلام کی روشنی سے منور ہو جائیں جو اب تک اسلام سے محروم پڑے ہیں۔

مجاہدات رمضان دو قسم کے ہیں ایک وہ جو دن سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے وہ جو رات سے تعلق رکھتے ہیں۔ رات کو افضال الہٰی کی تلاش کا ذریعہ عبادت ہے دن کو افضال الہٰی کی تلاش کا ذریعہ کوشش ہے۔ میرے دل میں یہ آرزو ہے کہ ہماری ساری جماعت متفق ہو کر ان دونوں راہوں سے رمضان میں افضال الہٰی کو تلاش کرے۔

اگر ہم سب ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ تو اکیلے اکیلے ہی جب ایک خاص وقت پر ایک ہی کام کریں۔ تو وہ سب ایک دوسرے کے شریک کار ہو جاتے ہیں۔ ہم بھی اگر سب کے سب ایک مقررہ وقت پر ایک ہی دعا میں مصروف ہوں تو گو جسمانی طور پر اکٹھے نہیں ہونگے لیکن روحانی رنگ میں یہ ہمارا اجتماع ہی ہے۔ اگر ہم نو بجے رات سو جائیں اور تین اور چار بجے کے درمیان اٹھ بیٹھیں۔ تو سحری کے وقت تک ایک سے لیکر اڑھائی گھنٹے تک مل سکتے ہیں۔ جس عرصہ میں ہم سب کے سب ایک ہی تڑپ کو لئے ہوئے آستانہ الہٰی پر گر جائیں۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ ہماری تڑپ ناممکن کو ممکن کر سکتی ہے

ہمارے سامنے ایک تاریکی سے بھرا ہوا براعظم ہے۔ جو کفر اور الحاد کا مرکز ہے اس کے اندر نور حق کو پھیلانا کتنا بڑا کام ہے بالمقابل اس کے جو قوم اس کام کو لیکر کھڑی ہوئی ہے وہ ایک بہت ہی چھوٹی قوم ہے جس کے کارکن شاید بمشکل ایک ہزار نفوس ہوں گے اور وہ بھی ایک غلام قوم کے افراد۔ اس سے بڑھ کر بے سروسامان وہ خود دولتمند نہیں۔ مگر دولتمندوں کے دروازوں پر جاتے ہیں تو وہاں سب کاموں کے لئے روپیہ موجود ہے۔ اگر نہیں تو خدا کا نام دنیا میں پھیلانے کے لئے نہیں۔ رحمۃ للعالمین کا پیغام دنیا میں پہنچانے کے لئے نہیں۔

اس سے بڑھ کر مصیبت یہ کہ اس قلت اور اس بے سروسامانی کے ساتھ خود مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا ایک طوفان عظیم اٹھا ہوا ہے اور وہ اندھا دھند اس نیک کام کو مٹانے کے لئے پورا زور لگا رہے ہیں۔ کیا بیکسی کی حالت اس سے بڑھ کر ہو سکتی ہے، مقابلہ اتنی زبردست اقوام سے کہ جن کے مقابلہ میں سارے مسلمانوں کی اجتماعی قوت بھی ہیچ نظر آتی ہے اور حالت یہ کہ ایک چھوٹی سی جماعت کام کرنے والی ہے۔ جس کو خود مسلمان ہی کچلنا چاہتے ہیں۔

میرے دوستو! غور کرو۔ کیا یہ وقت گڑ گڑانے کا نہیں؟ گڑ گڑانے کا نہیں؟ آؤ۔ اور سب اکٹھے ہو کر اس رمضان میں تین اور پانچ بجے صبح کے درمیان بارگاہ الہٰی میں رو رو کر عرض کریں کہ اے خدا تیرا نام دنیا میں پھیلانے کے سوا ہمیں کوئی آرزو نہیں۔ تیرے رسولؐ کا پیغام قوموں کو پہنچانے کے سوا ہمیں کوئی خواہش نہیں۔ تیری رحمت اور تیرے فضل جو اس ماہ مبارک میں خاص طور پر نزول فرما ہیں۔ ہمارے شامل حال ہوں۔ تیری نصرتیں ہماری دستگیری فرمائیں۔ یقیناً اگر سب کی آہیں اکٹھی ہو کر اٹھیں۔ تو افضال الہٰی کی بارش کو جذب کر لائیں۔

ہاں اگر رات کے وقت میں سے دو گھنٹے ہم یوں دیں۔ تو دن کے وقت میں بھی دو گھنٹے افضال الہٰی کی تلاش میں دیں۔ اس کے لئے میں کوئی وقت مقرر نہیں کرتا۔ ہر شخص کی اپنی فرصت پر اس کا انحصار ہے۔ لیکن میں پھر یہی کہونگا۔ کہ جماعت کے کام پر جماعت کی کوشش دن پر برکات کا نزول ہوتا ہے۔ سب اکٹھے ہو کر اس رستے سے بھی افضال الہٰی کو تلاش کریں۔ الٰہی کا قانون ہے۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ دعا کے ساتھ کوشش کو بھی ملائیں۔ تاکہ یہ دونوں چیزیں مل کر ہماری مشکلات کا حل ہو جائیں

میرے دل میں یہ پختہ یقین ہے کہ اگر یہ دونوں چیزیں مل جائیں۔ ایک ساری جماعت کی دعا اور دوسرے ساری جماعت کی کوشش۔ تو اس کا نتیجہ ضرور کسی نہ کسی رنگ میں مل کر رہے گا ممکن ہے کہ ہماری دعاؤں اور کوششوں کا فوری اثر وہ نہ ہو جو ہم چاہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ہمارا ایک ہزار آدمی نکلے تو ان میں سے کوئی ایسے بھی ہوں۔ جو روز اللہ متواتر کوششوں کے باوجود خالی ہاتھ آئیں۔ ایسے بھی ہوں جو دو چار آنے ہی لا سکیں۔ لیکن انہی میں ایسے بھی ہونگے جو اگر توجہ کریں۔ تو سینکڑوں نہیں۔ ہزاروں کے ساتھ قومی بیت المال کو قوت پہنچا سکتے ہیں اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ان اجتماعی دعاؤں اور کوششوں کا ایک اور اثر بھی ہوگا۔ جو اس راہ سے نہ آئے گا۔ یعنی ہمارا خیال ہے بلکہ جو یرزقہ من حیث لا یحتسب کا مصداق ہوگا۔

ہاں اگر دل میں تڑپ ہو۔ تو خالی ہاتھ کوئی بھی نہیں رہ سکتا کیا وہ اپنی جیب سے ایک روپیہ نہیں دے سکتا۔ کیا وہ سب طرف سے عاجز ہو کر اپنی بیوی اور اپنے بچے کو بھی مدد کے لئے نہیں بلا سکتا۔ کیا وہ اپنے کسی عزیز دوست یا کسی رشتے دار کو نہیں کہہ سکتا؟ یقیناً یہ سب کچھ ہو سکتا ہے اور اگر ایک دفعہ ہمارے احباب یہ عزم کر لیں۔ کہ ہم سب نے اکٹھے ہو کر فضل الہٰی کے ان دو جاذب ذریعوں سے کام لینا ہے۔ رات کے وقت دو گھنٹے کی دعا سے اور دن کے وقت دو گھنٹے کوشش سے تو اسی سالانہ جلسہ پر بھی ہم اس کا نتیجہ دیکھ سکتے ہیں۔

اور اگر دیکھتے ہو۔ کہ غفلت دعا سے مانع ہے۔ یا ایک غلط عزت کا خیال کوشش میں روک ہے۔ یا یہ ڈر ہے کہ کوشش بھی کریں۔ تو ملنے کی توقع کچھ نہیں۔ تو اس کے لئے بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس غفلت کو دور فرمائے اور اس سچی عزت کا زبردست احساس ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔ جو خدا اور اس کے رسولؐ کے رستے میں ادنےٰ مزدور بننے سے ملتی ہے اور اس ڈر کو مٹا دے جو رحمت الہٰی سے انسان کو مایوس کر دیتا ہے۔

لا تیئسوا انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون

مجددِ وقت کے لگائے ہوئے پودے کے پھل پھول

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا بیس ۲۰ سال کا کام

۱۔ ووکنگ مشن جو یورپ کا سب سے پہلا اسلامی مشن ہے۔ اسی انجمن کے ممبروں کی قربانیوں سے قائم ہوا۔ اور ۱۹۳۳ء تک اس کے زیرنگرانی کام کرتا رہا۔ اب علیحدہ ٹرسٹ کی زیرنگرانی کام کر رہا ہے۔

۲۔ جرمن مسلم مشن ۱۹۲۴ء میں برلن دارالخلافہ جرمن میں قائم کیا گیا۔ اور قریب ایک سو جرمن مسلمان ہو چکے ہیں۔

۳۔ وی آنا مشن۔ آسٹریا کے دارالخلافہ میں ۱۹۳۴ء کے شروع میں قائم کیا گیا۔

۴۔ جاوا مشن۔ جاوا اور سماٹرا کے ۵½ کروڑ مسلمانوں کو عیسائیت کی دستبرد سے بچانے کے لئے ۱۹۲۴ء میں قائم کیا گیا۔

۵۔ برلن دارالخلافہ جرمنی میں یورپ کے عین وسط میں ۱½ لاکھ روپے کے خرچ سے عظیم الشان مسجد بنائی گئی۔

۶۔ قرآن شریف کا ترجمہ یورپ کی تین زبانوں میں ہو چکا ہے۔ انگریزی میں تیس ہزار کاپی اب تک چھپ چکی ہے۔ ڈچ ترجمہ جاوا مشن کی زیرنگرانی ایک دو ماہ میں مطبع سے نکلنے والا ہے۔ جرمن ترجمہ مکمل ہے۔ طبع باقی ہے۔

۷۔ سیرت نبوی کا ترجمہ ذیل کی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ انگریزی، ترکی، البانوی، پولش، اٹالین، جاوی، ملائی، ڈچ، چینی، ہندی، سندھی، بنگالی، گورمکھی، تامل، گجراتی، سیامی، کناری۔

۸۔ متفرق مذہبی لٹریچر بیسیوں مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

۹۔ مذہبی اخبار اور رسالے ذیل کی زبانوں میں جاری ہیں۔ انگریزی، ڈچ، جرمن، جاوی

۱۰۔ ہندوستان میں اشاعت اسلام کا کام مختلف مرکزوں پر ہو رہا ہے۔ تین ہزار کے قریب ہندو اور عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں۔ (ہندوستان میں تبلیغی مشن کی بنیاد اسی انجمن نے رکھی۔ اب علیحدہ کام ہو رہا ہے۔)

۱۱۔ وہ ہائی سکول قائم کئے گئے ہیں جن میں دینی و دنیوی تعلیم کا بہترین انتظام ہے۔

۱۲۔ دوسرے مذاہب کے متعلق ریسرچ کا کام جاری ہے۔ ویدوں کا ترجمہ اردو میں ایک حصہ ہو چکا ہے۔

۱۳۔ اردو میں ضرورت زمانہ کے مطابق بہترین لٹریچر تیار ہو رہا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ و تفسیر، صحیح بخاری کا ترجمہ، سیرت و تاریخ اسلامی پر کتابیں تعلیم یافتہ طبقہ میں قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔

۱۴۔ بیرونی ممالک سے طلباء کو بلا کر اسلامی تعلیم دی جاتی ہے۔ ٹرینیڈاڈ اور سیام میں اسی انجمن کے تعلیم یافتہ تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ البانیہ کے تین طالب علم اس وقت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۱۵۔ مساکین، بیوہ، یتامیٰ کی امداد کے لئے فنڈ قائم ہے۔ کالجوں اور سکولوں کے طلباء کی بھی حسب گنجائش وظائف سے مدد کی جاتی ہے۔

۱۶۔ قرآن شریف اور سیرت کے انگریزی ترجموں کی ہزاروں کاپیاں مفت لائبریریوں میں بھیجی جا چکی ہیں۔ بڑے بڑے انتخابوں میں تقسیم ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں۔

۱۷۔ مسلمانوں کی مذہبی اور قومی ضروریات کے متعلق ستر اسی سے زیادہ صفحات ٹریکٹوں کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔

۱۸۔ سپین مشن کے لئے تین ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے اور عنقریب دوسری شاخ جاوا البنڈ میں مشن قائم کر دی گئی ہے۔

جو اصحاب انجمن کے عقائد، مقصد اور کام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مفت لٹریچر طلب کریں۔

دس ۱۰ شرائط بیعت

جماعت احمدیہ میں شمولیت کے وقت اقرار

(از حضرت مسیح موعود[1])

تحریک احمدیت کے خدا ناترس مخالفین نے ہمارے عقائد کی طرح جماعت احمدیہ کے مقصد قیام کے متعلق بھی طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں۔ اس سلسلہ میں نہایت ہی افسوسناک غلط بیانیاں کی جاتی ہیں۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے یہ جماعت صرف خدمت و اشاعت اسلام کی غرض سے قائم کی تھی۔ ذیل میں ہم حضرت ممدوح کی دس شرائط بیعت درج کرتے ہیں۔ یہ وہ اقرار ہے۔ جو آپ جماعت میں شامل ہونے والے ہر شخص سے لیتے تھے۔ آج کل بھی یہ اقرار لیا جاتا ہے۔ ہر ایک صحیح الدماغ اور سلیم الفطرت ان شرائط بیعت پر غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا جماعت قائم کرنے سے کیا مقصد تھا۔ اور احمدیت کے مخالفین اس بارہ میں جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ کس حد تک صحیح ہے۔ (مدیر)

۱۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے۔ کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے۔ شرک سے مجتنب رہے گا۔

۲۔ یہ کہ جھوٹ، زنا اور بدنظری، اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آئے۔

۳۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔

۴۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ اور کسی طرح سے

۵۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔

۶۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے پر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستورالعمل قرار دیگا۔

۷۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

۸۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا

۹۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

۱۰۔ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

[1] حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رح

حق و باطل کی جنگ

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

حق و باطل کی جنگ ابتدائے آفرینش سے چلی آتی ہے۔ اس لئے حق کے مقابل میں مخالفت سے ہرگز نہ گھبرانا چاہیئے۔ بلکہ ہمیں اپنی ہمت کو مضبوط کرنا چاہیئے۔ اور صداقت کو پھیلانے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے پورے زور اور طاقت سے کوشش کرنی چاہیئے۔ بلکہ ہم کو اپنے مخالفوں کا شکر گذار ہونا چاہیئے کہ انہوں نے ہم کو غفلت سے بیدار کیا اور ہم کو اپنے فرض کی طرف توجہ دلائی۔ حق کے لئے مخالفت ازبس ضروری ہے۔ اس کے بغیر حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا اور نہ ہی پھیل سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

گر نبودے بالمقابل روئے مکروہ و سیاہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی
وز جہالت ہا بدانند عز و قدر عقل تام را

یوم استیصال

جو ہمارے لئے ہمارے کرمفرماؤں نے مقرر کیا ہے۔ کوئی عجوبہ بات نہیں۔ کیا گذشتہ ۴۵ سال میں ہمارے مخالفوں نے کچھ کم کوشش کی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب کبھی مخالفت زیادہ ہوئی۔ سلسلہ کو ترقی ہوئی ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ حضرت مسیح موعود قادیان کے گوشہ میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر اور خدمت اسلام کیا کرتے تھے۔ مختلف اخباروں میں مضامین اسلام کی تائید میں لکھتے تھے۔ پھر براہین احمدیہ لکھنے کا زمانہ آیا۔ اس وقت بھی باہر کی دنیا آپ کو نہ جانتی تھی۔ سوائے اس کے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے پرانے دوستوں اور ہمسایوں نے آپ کا تعارف دنیا سے کرایا اور آپ کی بے حد تعریف کی۔ اور اشاعۃ السنہ کی ایک مکمل جلد براہین احمدیہ کے ریویو میں لکھی۔ اور دنیا کو بتلایا کہ گذشتہ ۱۳۰۰ سال میں اسلام کی تائید اور حمایت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی کتاب نہ لکھی گئی۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب کو اس صدی کے مجدد کی حیثیت میں پیش کیا۔ حالانکہ اس وقت تک حضرت مرزا صاحب کا اس قسم کا کوئی دعویٰ نہ تھا۔

جب حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر اس کے حکم سے اس زمانہ کا مجدد اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور دنیا کو بتلایا کہ آنے والا مسیح ایک غلام ان غلامان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ تو مولوی محمد حسین صاحب کے سمیت دوسرے تمام علماء نے آپ پر کفر کا فتویٰ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جماعت پیدا ہو گئی جنہوں نے آپ کی صداقت پر مہر لگا دی اور آپ کے خدمت اسلام کے کام کو چار دانگ عالم تک پہنچانے کا تہیہ کر لیا۔ اب بھی مخالفت کا اس کے سوائے اور کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ کہ حق و باطل میں تمیز ہو جاوے گی۔ اور کٹھالی میں پڑ کر جو کھرا سونا ہے وہ کسوٹی سے پرکھا جاوے گا۔ اور جو جھاگ اور ملاوٹ ہے وہ علیحدہ ہو جاوے گی۔ اور بالآخر حق کی فتح ہوگی اور باطل کو شکست ہوگی سنت اللہ اسی طریق پر ہے۔

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بھی اسلام کو اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے نیست و نابود کرنا چاہتے تھے اور اس کو سب سے بڑی بدی سمجھتے تھے کہ اسلام کو قبول کریں۔ چنانچہ اُن کا اعلان اس وقت تک قرآن مجید میں موجود ہے۔ وَإِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔ یعنی اگر یہ قرآن مجید ہی تیری طرف سے حق ہے تو اس کو ہم نہیں مانیں گے۔ اس لئے ہم پر پتھر برسا یا عذاب نازل کر تاکہ ہم فنا ہو جاویں۔

فی الحقیقت ایسی دعا مانگنے والے چند ہی سرکردہ لوگ تھے مثلاً ابوجہل وغیرہ۔ جن کی بددعا اُن کے حق میں قبول ہوئی اور وہ بدر کے جنگ میں قتل ہو گئے۔ باقی جو بچے انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کا استیصال کرنے کے لئے کئی بار مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور حق کو مٹانے کے لئے پورا زور لگایا۔ مگر آخر حق غالب ہوا اور باطل مغلوب ہوا۔ اور جتنے کذاب اکثر تھے۔ فنا اور غارت ہو گئے۔ جو عوام الناس ان کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اور بعض نیک فطرت مخالف بھی۔ اُن کو سمجھ آ گئی کہ صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور وہ سب جوق در جوق اسلام میں داخل ہو گئے۔ تین سال تک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہؓ کو کفار مکہ نے پورے طور پر بائیکاٹ کیا۔ اور ایک محلہ میں قید رکھا یہ آپ کے یوم استیصال کا ایک نمونہ تھا۔

اس وقت تو اللہ کے فضل سے ہمارے مخالفوں کے ہاتھ میں تلوار نہیں اور نہ ہی اُن کی حکومت ہے۔ ورنہ جو کچھ آنحضرت اور صحابہ کے ساتھ مکہ میں ہوا آج ہمارے ساتھ بھی ہمارے مخالف کرتے مگر باوجود اس شدید مخالفت کے اور آنحضرت اور صحابہ کو اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کرتے دس سال کے قلیل عرصہ میں عرب تمام کا تمام مسلمان ہو گیا اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کی پیشگوئی جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نہایت ہی تنگی اور سخت مخالفت کے وقت میں کی تھی پوری ہو گئی۔ اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے۔ حتیٰ کہ ایک بھی کافر اور مرتد دشمن اسلام جزیرۃ العرب میں نہ رہا۔

ایک عینی شہادت

۱۹۰۴ء کی بات ہے جب حضرت مسیح موعود لاہور میں تشریف فرما تھے۔ تو میاں چراغ الدین صاحب مرحوم کے مکان پر حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب مرحوم کابلی کی موجودگی میں ایک افغان آیا اور حضرت صاحب سے اُن کے دعویٰ کے متعلق بحث کرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ باطل کے اندر خود بخود ہلاکت کا سامان ہوتا ہے۔ وہ خود برباد ہو جاتا ہے مگر حق باوجود مخالفت کے پھلتا اور پھولتا ہے۔ اور فرمایا کہ اگر میں ناحق پر ہوں تو خود نیست و نابود ہو جاؤنگا لیکن اگر حق پر ہوں تو کوئی مخالفت اس کو مٹا نہیں سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ مجھے کامیابی عطا فرماوے گا۔ اور بڑے جوش میں فرمایا کہ اگر ایک شخص نے مر کر پھر اس دنیا میں آنا ہو تو وہ دیکھ لے گا کہ جس طرح سے سمندر قطروں سے لبریز ہوتا ہے ویسے ہی تمام دنیا احمدی قوم سے پر ہوگی اس پر وہ شخص خاموش ہو گیا۔

حضور کا منظوم کلام بھی اہل بصیرت کے لئے اپنے اندر نور رکھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ۔

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد ایں دین رہنما باشد
زمین مردہ ہمیں خواست عیسوی انفاس
ز وعظ بے عملاں خود اثر کجا باشد
لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
گلے کہ باد خزاں را بجز نخواہد دید
بہار ما است اگر قسمت رسا باشد
کسے کہ سایہ بال ہمائش سود ندا د
بیا بہوش کہ در روز بے نظل ما باشد
منم مسیح بہ بانگ بلند مے گویم
منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد

ہمارے دشمن

تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہوں نے سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کو پیشہ بنا لیا ہے۔ ان کے پاس پیسہ کمانے کے لئے اور کوئی ذریعہ نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ وہ ہماری بیجا مخالفت کریں ہمارے پاس حکومت نہیں کہ وہ اپنی فطرت کے مطابق ہماری چاپلوسی کے لئے مجبور ہوں۔ نہ ہمارے پاس دولت ہے کہ ان کے پیٹ کے دوزخ کو بھر سکیں۔ دوسرے ہمارے غلطی خوردہ بھائی ہیں جو ہمارے لئے اور حضرت مسیح موعود کے لئے ابتلا کا موجب بنے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے بھی بے جا محبت سے اس طرح سے مثیل مسیح کے معاملہ میں غلو سے کام لیا جیسے حضرت مسیح کے ماننے والوں نے ان کے متعلق کیا۔ انہوں نے بھی ابن اللہ کی حقیقت کو نہ سمجھا۔ اور مجاز کو حقیقت بنا دیا۔ یہاں بھی مجازی اور ظلی نبی کی حقیقت کو نہ سمجھنے کے باعث حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبی بنا دیا گیا اور ایک غلام کو آقا کا مرتبہ دیا گیا۔ اور چالیس کروڑ مسلمانوں کے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ تیسرے عامۃ الناس ہیں۔ جن کو اصلیت کا پتہ نہیں۔ اور وہ سلسلہ کے مخالفین اور قادیانی حضرات کی وجہ سے غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔

ہمارا یہ فرض ہے

کہ ہر دو غلطی خوردہ جماعتوں کو اُن کی غلطی سے محبت اور آشتی سے نکالنے کی کوشش کریں۔ بالخصوص قادیانی احباب کو نہایت تحمل اور بردباری سے سمجھانا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ذمہ داری پرانے احباب سلسلہ پر عاید ہوتی ہے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا۔ اور آپ کی صحبت اور فیض سے حصہ لیا۔ البتہ جن کا رزق اس مخالفت سے وابستہ ہے یا جن کی بد فطرت ہے اور وہ حق کو قبول نہیں کر سکتے ان کی مطلق پرواہ نہ کریں۔ وہ انشاء اللہ خود نیست و نابود ہو جائیں گے۔

البتہ ہم کو اپنا نیک نمونہ دکھلانا چاہیئے اور گالی کے بدلے گالی نہیں دینی چاہیئے۔ اور سب سے اخلاق و انسانیت سے پیش آنا چاہیئے۔ اور ان پر حق کھول کر پیش

میں کیوں احمدی ہوا؟

حضرت مسیح موعود کے ایک قدیم خادم کی سرگذشت

(از جناب داروغہ نبی بخش صاحب)

جلسہ نمبر میں ہمیشہ جلسہ سالانہ اور انجمن کی کارگذاریوں کے متعلق ہی مضمون ہوتے ہیں لیکن امسال ہم ایک قدیم و بزرگ احمدی کی سرگذشت درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین کرام کو حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی ایک ہلکی سی جھلک نظر آجائے۔ آج تو تحریک احمدیت اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک تناور درخت ہے۔ لیکن جب یہ ایک کمزور کونپل تھی اس وقت بھی اس کو نیست و نابود کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کو ہر طرح سے محفوظ رکھا۔ اور روز بروز ترقی دی۔ کاش موجودہ مخالفین اس سے کوئی سبق حاصل کریں۔ (مدیر)

حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی شہرت

قبل اس کے کہ میں جلسہ سالانہ کی ضرورت و اہمیت کو واضح کروں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق کیوں اور کس طرح ہوئی۔ قریباً ۳۴۔ ۳۵ سال کا عرصہ ہوا جب میں شملہ میں ملازم تھا۔ ان دنوں عام طور پر یہ چرچا ہو رہا تھا۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو فوت شدہ قرار دیتے ہیں۔ عام طور پر لوگ آپ کے مخالف تھے اور ایسی باتوں کو ایک ڈھونگ سمجھتے تھے۔ میں نے بھی بلاتحقیق یہی خیال کیا۔ کہ جس طرح اور لوگ طرح طرح کے جال بچھا کر لوگوں کو اس میں پھنساتے اور روٹی کا سامان بناتے ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب نے بھی یہ ایک ڈھونگ رچایا ہے

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے لیکچر

اتفاق سے انہی دنوں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور ان کے بھائی خواجہ جمال الدین صاحب مرحوم اور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ان کے برادر خورد مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم شملہ تشریف لے گئے۔ مجھے اس وقت ان اصحاب سے نہ کسی قسم کا تعارف تھا۔ اور نہ شناسائی۔ مگر حضرت خواجہ صاحب نے شملہ میں لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ جن کو سننے کے لئے کثرت سے لوگ آتے تھے اور یہ لیکچر اس قدر پر تاثیر تھے۔ کہ سننے والوں پر وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی تھی۔

حضرت مسیح موعود کا ادنےٰ غلام

اسی سلسلہ میں ایک دن جب خواجہ صاحب لیکچر دے چکے تو ایک شخص انہیں علیحدہ لے گیا اور ان سے کہا۔ کہ آپ نے سنا ہوگا کہ پنجاب میں ایک شخص نے مسیح موعود اور مہدی ہونیکا دعوےٰ کیا ہے اگر آپ مہربانی فرما کر اس کا مقابلہ کریں تو مجھے یقین ہے کہ آپ اس کو ضرور زک دیدینگے۔ مہربانی کرکے اس کام کو اختیار کیجئے۔ اور جس قدر روپیہ اس پر خرچ ہو۔ اس کا ذمہ دار میں ہوں اس کی اس گفتگو کو سن کر خواجہ صاحب نے اس سے کہا۔ کہ جس شخص کے مقابلہ کے لئے آپ مجھے فرماتے ہیں۔ میں تو اس کا ایک ادنےٰ غلام ہوں اور یہ جو کچھ میں بیان کرتا ہوں۔ اسی کے فیضان صحبت کا نتیجہ ہے اس جواب کو سن کر وہ حیران رہ گیا۔ اور کچھ جواب نہ دے سکا۔

حضرت خواجہ صاحب مرحوم سے میل ملاقات

میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ مجھے خواجہ صاحب یا کسی اور بزرگ جماعت سے کوئی شناسائی نہ تھی۔ تاہم ہموطن ہونے کی وجہ سے اور لیکچروں کی قبولیت کو دیکھکر مجھے ان سے کچھ محبت سی ہوگئی۔ اور میں ان کے پاس جانے آنے لگا اور وہ بھی میرے قیام گاہ پر کبھی کبھی تشریف لے آتے تھے۔ میرے ساتھ پانچ اور بھی آدمی تھے اور ہم سب نے مل کر ایک مکان کرایہ پر لے رکھا تھا۔ ایکدن خواجہ صاحب ایسے وقت تشریف لائے۔ کہ نماز کا وقت قریب تھا آتے ہی انہوں نے فرمایا۔ کہ اٹھو۔ نماز پڑھیں جب مجھے بھی انہوں نے کہا تو میں نے یہ عذر کیا۔ کہ میرے کپڑے اچھے نہیں۔ اس لئے نہیں پڑھ سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی مضائقہ نہیں۔ اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر زبردستی اٹھایا۔ اور کہا۔ کہ انہی کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ لو۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح پرفتوح پر ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکات نازل فرمائے۔ کہ ان کے اصرار اور فیض صحبت کے باعث اسی روز سے نمازی ہوگیا۔ ورنہ اس سے پہلے میری حالت نہایت قابل رحم تھی۔ میں نماز تو کجا۔ اسلام سے بھی بیگانہ تھا۔

وفات مسیح کے متعلق قوی دلائل

نماز کے بعد میرے ایک ساتھی مولوی خدابخش صاحب مرحوم نے (جو بعد میں سلسلہ کے ایک نہایت مخلص خادم بن گئے اور پنشن لینے کے بعد رسالہ ریویو آف ریلیجنز چھاپنے کیلئے لاہور میں احمدیہ پرنٹنگ پریس قائم کیا) حضرت خواجہ صاحب کے ساتھ وفات مسیح پر گفتگو کی لیکن خواجہ صاحب کے دلائل اس قدر پختہ اور وزنی تھے۔ کہ مولوی صاحب کو آخر کار خاموش ہونا پڑا۔ اور جب خواجہ صاحب وہاں سے تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے اعتراف کیا۔ کہ خواجہ صاحب کے دلائل نہایت قوی ہیں۔ اس تمام عرصہ میں جو خواجہ صاحب سے میں ملتا رہا میں نے کبھی ان سے حضرت مرزا صاحب کے متعلق کوئی بات نہیں کی کیونکہ مجھے مذہب سے نہ کوئی دلچسپی تھی اور نہ واقفیت۔

مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم سے ملاقات

خواجہ صاحب اور ان کے ساتھی شملہ سے قریباً ½ میل کے فاصلہ پر سنجولی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک روز میں ان کے مکان پر گیا۔ تو وہاں مرزا ایوب بیگ صاحب سے بھی ملاقات ہوگئی۔ وہ کچھ لکھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا۔ آپ کیا لکھ رہے ہیں۔ تو کہا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو خط لکھ رہا ہوں۔ اسی وقت میری زبان سے بیساختہ نکلا۔ کہ میرا بھی سلام علیکم لکھ دیجئے۔

ایک عجیب خواب

جب میں واپس اپنے مکان پر آکر سویا۔ تو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں اور حضرت خواجہ صاحب دونو قادیان پہنچے ہیں۔ وہاں حضرت مسیح موعود کے مکان کے اندر جب ہم داخل ہونے لگے۔ تو دیکھا۔ کہ بہت سے لوگ حلقہ کی صورت بنائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود بھی انہی میں تشریف فرما ہیں۔ خواجہ صاحب نے وہیں آپ سے مصافحہ کیا۔ میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا حضرت مسیح موعود نے مجھ سے مصافحہ کرنے کے بعد میری طرف دیکھ کر اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا۔ اسی وقت مجھے خیال آیا۔ کہ میری مونچھیں چونکہ بہت لمبی ہیں۔ اس لئے ان کی طرف حضرت نے اشارہ فرمایا ہے۔ کہ یہ ٹھیک نہیں۔ بہرحال مصافحہ کے بعد حضرت خواجہ صاحب اور میں دونو اسی حلقہ میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک اور شخص آیا۔ جو درزی معلوم ہوتا تھا۔ اس کے پاس ایک نہایت چمکدار کپڑا تھا۔ جس پر نگاہ نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ حضرت مرزا صاحب نے اسے کہا۔ کہ ان سب لوگوں کا جو حلقہ میں بیٹھے ہیں ایک ایک پیراہن قطع کر دو۔ میں نے خواجہ صاحب سے دریافت کیا۔ کہ یہ کپڑا کس قیمت کا ہوگا۔ انہوں نے بتایا۔ کہ دس بارہ روپیہ گز کا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا۔ اس حساب سے تو سب آدمیوں کے پیراہنوں پر بہت سا روپیہ خرچ ہوگا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی اور میں سوچنے لگا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ یہ محض دماغی خیالات کا اثر تو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر تو قریباً ڈیڑھ ماہ سے متواتر سن رہا ہوں۔ یہ کیا بات ہے۔ کہ آج ہی میں سلام علیکم لکھواتا ہوں اور آج ہی یہ خواب دیکھتا ہوں۔ میں نے اس کا ذکر خواجہ صاحب سے کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ بڑا مبارک خواب ہے۔ کیونکہ اول تو تمہارے ساتھ کمال الدین ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں دین میں کمال حاصل ہوگا۔ پھر حلقہ میں شامل ہونے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہ تم حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں شامل ہو گئے اور پیراہن سے مراد دین کا علم ہے۔ لیکن میں نے خواجہ صاحب کی ان باتوں کی چنداں پرواہ نہ کی۔ اور بات آئی گئی ہوگئی۔

مولویوں کا حسد

اسی اثنا میں خواجہ صاحب کے لیکچروں کی مقبولیت کو دیکھکر مولوی لوگ جل بھن گئے اور انہوں نے مخالفت شروع کر دی۔ بلکہ خواجہ صاحب سے مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ خواجہ صاحب نے ان سے کہا۔ کہ جس کا جی چاہے۔ مجھ سے مباحثہ کرے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مباحثہ تحریری ہوگا۔ اس کی کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ اور کوئی مولوی میدان میں نہ نکلا۔

مسئلہ وفات مسیح

خواجہ صاحب اپنا کام کرکے شملہ سے واپس تشریف لے گئے ان کے جانے کے بعد ایک شخص مولوی عبد السلام نے جو کشمیریوں کی مسجد کا امام تھا۔ عبد القادر صاحب سٹور کیپر کے مکان پر جلسہ کرکے حیات مسیح کو ثابت کرنا چاہا۔ اس جلسہ میں ہمارے مکرم دوست مولوی خدابخش صاحب مرحوم بھی تشریف لیگئے تھے جب وہ رات کو واپس تشریف لائے۔ تو لوگوں نے ان سے پوچھا۔ کہ مولوی عبد السلام نے کیا کچھ بیان کیا۔ انہوں نے بتایا۔ کہ قرآن سے تو یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور ان لوگوں کا تو مجھے علم نہیں۔ کہ ان پر اس کا کیا اثر ہوا۔ لیکن میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ قرآن بھی عجیب قسم کی کتاب ہے کہ کوئی تو اس سے مسیح علیہ السلام کو حیات ثابت کرتا ہے اور کوئی اس سے وفات نکالتا ہے اس خیال سے مجھے اسلام سے بھی بدظنی پیدا ہوگئی۔

دوسرا خواب

اس کے بعد جب میں سویا۔ تو خواب میں حضرت مرزا صاحب

کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا۔ خبردار! اسلام سے بدظن مت ہو اس وقت اسلام کے سوائے دنیا میں کوئی سچا مذہب نہیں۔ اور دینِ اسلام کی پیروی کے بغیر ہرگز نجات نہیں اور مسیح کو اگر دنیا کے تمام علماء مل کر بھی زندہ ثابت کرنا چاہیں۔ تو ہرگز نہ کر سکینگے۔ ان سے وہ آیت مانگ۔ جس کی بناء پر وہ مسیح کو زندہ سمجھتے ہیں۔

ایک اصولی بات

اس خواب نے مجھے پھر نئے سرے سے مسلمان کر دیا۔ اور میں نے صبح اٹھ کر سب سے پہلے مولوی خدا بخش صاحب مرحوم سے جا کر کہا۔ کہ مجھے وہ آیت لکھدیں۔ جس سے مولوی عبدالسلام صاحب نے حیاتِ مسیح ثابت کی ہے۔ انہوں نے مجھے یہ آیت لکھدی۔ ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الخ میرا چونکہ حضرت مرزا صاحب سے کوئی تعلق ابھی قائم نہ ہوا تھا۔ اس لئے میں نے ایک مفصل خط خواجہ صاحب کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ اور اس میں یہ آیت بھی نقل کر دی۔ اس کے جواب میں خواجہ صاحب نے ایک اصولی بات لکھ بھیجی۔ اور لکھا۔ کہ مولوی عبدالسلام سے پوچھو کہ آیا قرآن میں اختلاف ہے یا نہیں؟ اسے ماننا پڑے گا۔ کہ اختلاف نہیں۔ اس پر اس سے کہو۔ کہ اگر ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ کے یہی معنے ہیں کہ تمام اہل کتاب مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ تو یہ خود قرآن کی دوسری آیات کے خلاف ہے۔ کیونکہ ایک جگہ تو وہ فرماتا ہے۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ جس سے ظاہر ہے کہ قیامت تک حضرت عیسےٰ کے مخالف بھی رہیں گے اور متبع بھی۔ پھر دوسری جگہ فرمایا۔ واغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الیٰ یوم القیامۃ (ان یہود و نصاریٰ) کے مابین ہم نے قیامت تک بغض اور عداوت ڈالدی ہے اس سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسےٰ پر تمام اہل کتاب قیامت تک ایمان نہ لائیں گے جس سے ظاہر ہے کہ وہ معنے جو مولوی عبدالسلام نے ان من اھل الکتاب الخ کے کئے ہیں وہ صحیح نہیں۔ بلکہ صحیح معنے یہی ہیں۔ کہ تمام اہل کتاب اپنی موت سے پہلے مسیح علیہ السلام کے مقتول اور مصلوب ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ کیونکہ ماقبل کی آیتوں میں مسیح علیہ السلام کے مقتول و مصلوب ہونے کی نفی کی ہے۔ اس لئے ان من اھل الکتاب الخ میں یہود و نصاریٰ کے اس ایمان کا ذکر ہے جو وہ مسیح علیہ السلام کے مقتول و مصلوب ہونے پر رکھتے ہیں۔

اس اصولی بحث کو جب میں نے اچھی طرح سمجھ لیا۔ تو مولوی عبدالسلام سے جا کر اسی طریق سے گفتگو کی۔ مولوی صاحب میری باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ مجھے یہ دیکھکر سخت حیرانی ہوئی۔ کہ میرے جیسے بے علموں کے سامنے مولوی صاحب کی علمیت کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

تیسرا خواب

اس کے بعد پھر میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ قادیان میں پہنچا ہوں۔ اس سے پہلے میں نے قادیان کبھی نہ دیکھا۔ اور نہ ہی خواب کے سوائے حضرت مرزا صاحب کی زیارت ہوئی تھی۔ البتہ حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کو انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ پر اور ایک دو اور موقعوں پر لیکچر دیتے ہوئے دیکھا تھا) وہاں حضرت حکیم صاحب سے ملاقات ہوئی۔

آپ نے پوچھا۔ تم لوگ کہاں رہتے ہو۔ میں نے کہا۔ حضور ہم شہد میں ملازم ہیں۔ فرمانے لگے۔ بڑا افسوس ہے۔ یہاں قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان ہو رہے ہیں۔ اور تم لوگ ان سے محروم ہو۔ یہ کہکر حضرت حکیم صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک کھیت کی طرف چلدیے۔ کھیت کے درمیان ایک چھوٹا سا رستہ تھا۔ جس پر صرف ایک آدمی چل سکتا تھا اور اس کے دونوں طرف گیہوں ایسی معلوم ہوتی تھی۔ جیسے زمردیں فرش بچھا ہوا ہے۔ حضرت حکیم صاحب آگے آگے اور ہم سب لوگ اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ چلتے چلتے حکیم صاحب ایک کنوئیں پر پہنچ گئے۔ اس جگہ بہت ہی گھنے درختوں کے سایہ میں ایک بزرگ چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ ہم سب لوگ تو ایک طرف کو ہٹ گئے۔ لیکن حکیم صاحب مرحوم اس بزرگ کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ اس بزرگ نے حکیم صاحب سے پوچھا۔ ان لوگوں کو اب بھی مرزا صاحب کے ماننے میں کچھ تامل ہے؟ ہم میں سے تو کسی کو جواب دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن خود حکیم صاحب نے ہماری طرف سے جواب دیا۔ کہ نہیں حضرت! ان کو اب کچھ تامل نہیں ہے؟ اتنے میں ایک لڑکے نے آ کر مجھے ایک خط دیا اور کہا۔ کہ یہ تمہارے نام کا خط ہے۔ میں نے پوچھا۔ کس نے دیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے۔ میں نے پوچھا۔ تم کس کے لڑکے ہو۔ کہا۔ سیدوں کا لڑکا ہوں۔ جب میں نے خط لیکر اسے کھولا۔ تو اس میں پہلے بسم اللہ اور پھر درود شریف لکھا ہوا تھا۔ اور نیچے یہ عبارت تھی۔

"اخویم! دنیا چند روزہ ہے۔ اللہ کا ذکر کرو اور نمازوں کو خوب سنوار کر پڑھا کرو۔ میں تم کو عام مجمع میں یہ باتیں کہنی پسند نہیں کرتا۔ اس لئے یہ خط تم کو لکھا ہے"

بیعت

اس خواب کے بعد میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھدیا اور آپ کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ جو رات دن خدمتِ دین کے کاموں میں مصروف ہے۔

میری بیعت کے بعد جب پادری ہنری مارٹن کلارک نے حضرت مسیح موعودؑ پر قتل کا مقدمہ بنایا۔ تو مجھے بہت ہی فکر دامنگیر ہوا۔ اور سخت حیران تھا۔ کہ یا الٰہی کیا ہوگا۔ سو رات کو پھر مجھے خواب میں وہی بزرگ دکھائی دیئے۔ جو کنوئیں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے آگے ایک بہت بڑا جام پڑا ہوا تھا جو نصف پانی سے بھرا ہوا تھا اور نصف خالی تھا۔ اس بزرگ نے میری طرف دیکھکر جام میں انگلی پھیری اور کہا کہ اس میں جو کچھ ہے وہ میں نے دیا ہوا ہے اور جو کمی تھی۔ وہ آج پوری ہو گئی اور جب اس نے انگلی نکالی تو وہ جام پانی سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے یہ خواب مولوی خدا بخش صاحب مرحوم کو سنایا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ نہایت مبارک خواب ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود کی پہلے مسیح کی مماثلت میں یہ کمی تھی۔ کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور یہ اب تک نہیں چڑھا تھا۔ مارٹن کلارک کے مقدمہ سے یہ کمی بھی پوری ہو گئی۔ اور اس میں یہ خوشخبری ہے کہ جس طرح پہلا مسیح صلیب کی موت سے بچا یا گیا۔ مسیح موعود بھی بچ جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

میں ان لوگوں کی خدمت میں جو یہ سمجھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے علیحدہ جماعت بنا کر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا ہے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

جماعت بنانے کا مقصد

علیحدہ جماعت بنانے سے حضرت مسیح موعود کا منشا سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ اس سے تبلیغ و اشاعت کا کام لیا جائے اس جماعت کے مٹانے کے لیے مخالفین آج تک ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں۔ آج چالیس سال سے زائد عرصہ مخالفت کرتے ہوئے گذر گیا۔ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں کفر کے فتووں کے علاوہ آپ پر قتل عمد کے مقدمے بنائے گئے۔ ہر طرح سے ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن آپ کا کام اور آپ کی جماعت خدا کے فضل سے زندہ ہے اور نہایت مستعدی سے اس خدمتِ اسلام کو بجا لا رہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے سپرد کی گئی تھی۔

مخالفین احمدیت کا حشر

اس کے بالمقابل مخالفین کا کیا حشر ہوا۔ کہاں ہیں مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی نذیر حسین دہلوی۔ اور ازیں قبیل بڑے بڑے علامہ دہر کہاں ان کے ناموں کو بھی آج کوئی جانتا ہے۔ یہی حال موجودہ مخالفین کا ہوگا۔ اور خدا کا وہ کام جس کی بنیاد مامورِ زمانہ کے ہاتھوں رکھی گئی۔ ہرگز تباہ و برباد نہ ہوگا۔ مخالفین ہمارے استیصال کی تجویزیں سوچتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان جیسے بہت لوگوں نے انہی تجویزوں سے اپنا استیصال کرا لیا۔ اور ایسا ہی ان کے ساتھ ہونے والا ہے

وابستگان سلسلہ کا فرض

کیا جماعت احمدیہ کے ایک ایک فرد کا یہ فرض نہیں۔ کہ وہ اس مخالفت کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور اپنے اس قومی اجتماع میں جو سال بھر کے بعد جماعت کے کاموں کا جائزہ لینے اور حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو زندہ رکھنے اور تقویت پہنچانے کیلئے کیا جا رہا ہے شامل ہو کر اس بات کا ثبوت دیں۔ کہ مسیح موعود کیساتھ ان کا تعلق اور خدمتِ اسلام کا عہد ایسا نہیں۔ کہ کوئی زبردست سے زبردست مخالفت بھی اسے توڑ سکے۔

مناجات بدرگاہِ حضرتِ حق تعالیٰ عزّ اسمہٗ

مجھ کو دکھلادے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار

(از حضرتِ مسیح موعودؑ)

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں پہ ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار

فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار

میرے سقم و عیب سے اب کیجئے قطعِ نظر
تا نہ خوش ہو دشمنِ دیں جس پہ ہے لعنت کی مار

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہو گیا زار و نزار

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولا اس طرف دریا کی دھار

اب نہیں ہیں ہوش اپنے ان مصائب میں بجا
رحم کر بندوں پہ اپنے تا وہ ہو دیں رستگار

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
آ گیا اس قوم پر وقتِ خزاں اندر بہار

اے خدا بن تیرے ہو یہ آبپاشی کس طرح
جل گیا ہے باغِ تقویٰ دیں کی ہے اب اک مزار

تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہر دم سیل وار

اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار

اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلادے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار

یورپ میں ترقی اسلام کی بشارت

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

(از حضرت مسیح موعودؑ)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح — خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے — ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج — نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع — پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا — آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے — گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

ہر طرف ہر ملک میں ہے بت پرستی کا زوال — کچھ نہیں انساں پرستی کا کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا — دل ہمارے ساتھ ہیں گو مُنہ کریں بک بک ہزار

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح — نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں — ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے — وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا

پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

حضرت مرزا صاحب کا عظیم الشان کارنامہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی یورپ میں تبلیغی مساعی کے شاندار نتائج

اور انکے متعلق نامور یورپین مصنفین کی چند آرا

(از حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور)

کسی شخص کو محل اعتراض بنانا چاہو۔ تو یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے لیکن دیکھنا ہمیشہ یہ چاہیئے۔ کہ کسی شخص نے مفید کام کس قدر کیا ہے۔ اس وقت جبکہ علمائے اسلام آمین اور رفع یدین اور دیگر چھوٹے چھوٹے باہمی جھگڑوں میں مصروف تھے ایک شخص اٹھتا ہے اور ان چھوٹے چھوٹے جھگڑوں سے بہت بلند ہوکر قوم کو ایک نہایت ہی بلند مقصد کی طرف دعوت دیتا ہے یعنی اسلام کا پیغام دنیا کی تمام قوموں کو پہنچانا اور بالخصوص ان اقوام کی طرف، توجہ کرنا جواب تک اسلام کے پیغام سے محروم رہی تھیں اور جو خود اسلام کو مٹانے کے درپے تھیں یعنی اقوام یورپ جس کے، دل میں اس قدر قوت ہے کہ وہ اس بات کا یقین رکھتا ہے۔ کہ وہ اس یورپ کو بھی اسلام کے لئے فتح کرسکتا ہے جہاں اب تک، اسلام کا پیغام نہیں پہنچا اور جو اسلام کا سب سے زبردست مخالف ہے اور جس کے قبضہ میں ہر قسم کی مادی طاقتیں ہیں اور پھر یہ اس کا خیال ہی خیال نہیں رہتا۔ بلکہ اس کام کی بنیاد رکھ کر اس کو عمل میں بھی لے آتا ہے اس کے کام کی عظمت سے آنکھیں بند کرنا اور نکتہ چینی پر لگ جانا کسی عقلمند کا کام نہیں ہوسکتا۔

آج احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اسی روح سے سرشار ہوکر اپنی پوری قوت کے ساتھ اس مقصد کو لئے ہوئے میدان عمل میں مصروف کار ہے۔ اسے لاہور میں قائم ہوئے آج چھبیس سال کا عرصہ ہوا۔ لیکن اس تھوڑے سے عرصہ میں یورپ کے تین مختلف ممالک میں تین اسلامی مشن قائم ہوچکے ہیں۔ تین یوروپین زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے ہوچکے ہیں۔ سیرت نبوی اور دیگر اسلامی لٹریچر کے سات یوروپین زبانوں میں ترجمے ہوچکے ہیں۔ وسط یورپ میں ایک عظیم الشان مسجد بن چکی ہے لاکھوں صفحات، کے ٹریکٹ نکل چکے ہیں۔ تین یوروپین زبانوں میں مذہبی رسالے جاری ہوچکے ہیں اور خدا کے فضل سے مضبوطی سے قدم آگے بڑھ رہا ہے اور یہ باوجود اس حوصلہ شکن سلوک کے جو مسلمان بھائیوں کی طرف سے ہورہا ہے۔ کئی روزنامے صرف اسی کام کے لئے وقف ہیں کہ اس جماعت کو تباہ کیا جائے اور اس کام کو برباد کیا جائے۔ لیکن یہ محض خدا کا فضل ہے کہ جس قدر زیادہ مخالفت ہے اسی قدر زیادہ اس کام کی ترقی ہے۔ بربادی کے منصوبے کرنے والوں سے تو صرف مجھے اسی قدر کہنا ہے کہ پہلے تعمیر اسلام کا کم سے کم اتنا کام تیار کرلو۔ اور پھر اس کو برباد کرنے کی فکر کرو۔ اور تمام اسلامی بھائیوں سے التماس ہے کہ اس جماعت میں شمولیت کی غرض صرف اس کام کی تقویت ہے۔ یورپ میں اسلام کا پھیلانا ایک نہایت ہی بلند مقصد ہے جو کچھ اس وقت تک کیا گیا ہے وہ اس کام کے سامنے جو کرنے والا ہے، کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ لیکن ایک بنیاد پڑ گئی ہے۔ کام شروع ہوچکا ہے وقت ہے کہ تمام مسلمان بھائی اس میں شامل ہوکر اس کام کی قوت کا موجب بنیں۔ ہم بھی انہیں کی طرح مسلمان ہیں۔ اہل سنت والجماعت ہیں۔ اور اہل سنت والجماعت کے عقائد رکھتے ہیں۔ اس کے خلاف جو کچھ کہا جاتا ہے۔ وہ غلط ہے

> نامہ برلن:۔
>
> ### ایک جرمن خاتون کا قبول اسلام
>
> جلسہ نمبر کی تیاریاں مرتب ہورہی تھیں کہ برلن سے جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن کا خط موصول ہوا۔ اس میں مندرجہ ذیل خوشخبری درج ہے:۔
>
> ایک اور خوشخبری درج کرتا ہوں۔ ہمارے ایک جرمن نومسلم مسٹر عمر شوبرٹ کے ذریعہ ایک جرمن خاتون مِلانفر بگوش اسلام ہوئی ہے۔ یہ خاتون اسی دفتر میں کام کرتی ہے جہاں ہمارے نومسلم بھائی عمر شوبرٹ ملازم ہیں۔ گذشتہ منگل یعنی ۱۳ ماہ حال کو خاکسار کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئیں آپ کا اسلامی نام خدیجہ رکھا گیا ہے
>
> برلن۔ ۲۰ نومبر ۱۹۳۴ء

احمدیہ جماعت کے کام کے متعلق یورپ کی رائے

ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے کہ یہ وہی عقائد ہیں جو مسلمہ طور پر اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ باقی رہا۔ ہمارا کام سو آج یورپ کو اس بات کا اعتراف ہے کہ احمدی جماعت اشاعت اسلام کا بہترین کام کررہی ہے اور یہ باوجود اس کے کہ وہ یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ احمدیت ہی عیسائیت کے خلاف جارحانہ کارروائی کررہی ہے

۱۔ احمدیہ جماعت مسلمانوں کی واحد اور سب سے بڑی جماعت ہے۔ جس کے سامنے خالص تبلیغی کام ہے۔

"تحریک احمدیت حقیقتاً ایک اشاعت اسلام کی سوسائٹی بن گئی ہے۔ اگرچہ پرانے خیال کے علماء اب تک، اسے شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں

(ودہر اسلام صـ۳۵۳)

مسلمانوں میں فرقہ واری کی روح جو عام طور پر سرایت کرگئی ہے۔ اس میں ایک دلچسپ استثنا احمدی ہیں۔ وہ صرف مذہبی اشاعت پر ساما زور صرف کرتے ہیں اور سیاسیات سے الگ رہتے ہیں

...... اس بارے میں موجودہ اسلام میں یہ ایک قابل ذکر گروہ ہے جس کے مقاصد محض تبلیغی ہیں...... ان کی توجہ زیادہ تر اس بات کی اشاعت میں مرکوز ہے کہ اسلام ہی صرف ایک مذہب ہے جو عقل اور فطرت کے مطابق ہے یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں" (مسلم ورلڈ جلد ۱۲ صـ۱۷ پادری کریمر)

"اس کو اس کے ماحول سے الگ کرکے دیکھا جائے تو یہ تحریک صرف ایک زیادہ وسیع الخیال اسلام کے رنگ میں نظر آتی ہے اس خصوصیت کے ساتھ کہ اس میں اشاعت کی روح صاف دکھائی دیتی ہے"۔ (اسلام ایٹ دی کراس روڈز صـ۱۰۸)

"احمدیہ فرقہ کی تاریخ اس سے بالکل مختلف ہے جو پنجاب میں پیدا ہوا۔ اور جو ایک حد تک وہاں عیسائی پادریوں کی کارروائیوں کا ردعمل ہے۔ ..... اسلام میں صرف ایک ہی فرقہ ہونے کے لحاظ سے جس نے اسلام کو انگلستان میں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ یہ خاص طور پر دلچسپ ہے"

(" " صـ۹۹۔۱۰۰)

اس وقت احمدی جماعت دنیا میں سب سے زیادہ اشاعت اسلام کرنے والی قوم ہے"۔

(انڈین اسلام صـ۲۱۷)

"احمدیت اس بات کا فیصلہ کرچکی ہے کہ پیغمبر کے کیریکٹر کو ہر ایک الزام سے پاک ثابت کرے"

(انفلوئنس آف اسلام صـ۱۰۹و۱۱۰)

۲۔ احمدیت عیسائیت کے مقابلہ پر کھڑی ہے اور عیسائیت کے خلاف جارحانہ کارروائی کررہی ہے اس کے پیرو تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے عیسائی عقائد کے مقابلہ سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوتے"۔ (ودہر اسلام صـ۱۰۸)

"یہاں سے شاید مشرقی لوگوں میں ایک نئی طاقت پیدا ہوسکتی ہے جو اسلام کے موجودہ تنزل کو رد کردے بلکہ اس کو ترقی کی صورت میں تبدیل کردے اگر یورپ اسی راستہ پر چلتا رہا جس پر وہ اس وقت چل رہا ہے"۔ (ودہر اسلام صـ۳۰۹)

"ان میں ایسا اخلاص اور جوش اور ایثار پایا جاتا ہے جو سچائی کے ساتھ قابل تعریف ہے باوجودیکہ وہ دق کرنیوالے اور سخت جارحانہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں"۔

(پادری کریمر رسالہ مسلم ورلڈ جلد ۲۱)

غالباً سب سے زیادہ کامیاب عیسائی مشنری کام جو کسی ملک میں ہورہا ہے۔ وہ ایران میں ہے۔ مگر وہ ساتھ ہی یہ بھی خوف ظاہر کرتا ہے کہ احمدیت کے پروپاگنڈا کی یہاں ابتدا ہوگئی ہے"

(اپیل آف دی ماسک صـ۱۷۲)

"یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں ...... اپنی سخت جارحانہ کارروائی میں وہ عیسائیت سے وہی سلوک کرتے ہیں، جو اکثر اوقات میں عیسائیت نے اسلام سے کیا ہے" (پادری کریبر مسلم ورلڈ جلد ۱۲ صفحہ ۱۱)

دوسری طرف یہاں ہم عیسائیت کے خلاف نئے سے نیا اور نہایت جارحانہ پروپاگنڈا پاتے ہیں جو کبھی دنیا میں پیدا ہوا ہو۔ اور یہاں سے ایک عالمگیر نظام بیرونی مشنوں کا قائم کیا گیا ہے

(انڈین اسلام صفحہ ۲۳۹)

۳۔ احمدیت کی کامیابی۔

اس قسم کی تحریکات جیسے احمدیت ہے اپنی مضبوط اخلاقی طاقتوں اور گہرے مذہبی خیالات کے ساتھ ایک خاص اثر ان حدود سے آگے نکل کر ڈال رہی ہیں جو اب تک اسلام کی حدود سمجھی جاتی تھیں"

(وہدر اسلام صفحہ ۳۰۹)

اس تحریک کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اس نے موجودہ حالات کے مطابق ایک نیا علم کلام بھی پیدا کر لیا ہے جو اگرچہ ابھی تک مغربی دلائل کی اصطلاحات پر پورے طور پر قادر نہ ہوا ہو تاہم ایسا نہیں کہ اپنی طرف توجہ کو نہ کھینچے" (وہدر اسلام صفحہ ۳۵۳)

آسے (احمدیت کو) یقین ہے کہ یہ مغربی اقوام کو اپیل کر سکتی ہے۔ ایسی اپیل جو اس وقت بھی ایک حد تک کامیاب ہو چکی ہے اگر یہ خیال کیا جائے۔ کہ یہ کامیابی کوئی بڑی نہیں۔ تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خود ہندوستان میں بھی جہاں مسلمان قوم اس کثرت سے ہے کہ دوسرے کسی ملک میں نہیں اشاعت اسلام کی ابتدا نہایت آہستہ ہوئی تھی۔

(اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۱۰۵)

۴۔ احمدیہ جماعت لاہور

احمدیت دو حصوں پر تقسیم ہو گئی .... لاہور کی جماعت جو زیادہ کام کرنے والی ہے اس نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ مغربی دنیا میں اسلام پیش کرنے میں کہاں تک کامیابی ہو سکتی ہے..... (ترجمہ قرآن) انگریزی کی ایڈیشن جو ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی ایک نئی روشنی کے آدمی کی تصنیف ہے۔ جو اب تک خاصہ متعصب ہے اس احمدیہ ترجمہ کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ مقامات جن پر اعتراض ہوتا ہے انہیں صاف کیا جائے..... دوسرے مترجم نے یہ ثابت کرنے کے لئے بڑا زور لگایا ہے۔ کہ اسلام ایک بہت بلند مذہب ہے۔ تیسرے وہ مسیح کے مذہب کو ناقص ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے" (انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۹)

" لاہور کی جماعت جو اصل قوم سے الگ ہو گئی ہے اس وجہ پر کہ وہ بانی سلسلہ کو محض مجدد تسلیم کرتے ہیں نہ کہ نبی۔ وہ اسلامی رائے عامہ کو زیادہ پسند ہیں...... ان کا اثر اس سے بہت زیادہ وسیع ہے جو ان کی تعداد سے قیاس ہو سکتا ہے ان کے اسلام سے دفاع اور اس کی حفاظت کو بلحاظ تعلیم یافتہ مسلمان قبول کرتے ہیں کہ یہی ایک صورت ہے۔ جس میں وہ عملی رنگ میں اسلام کے وفادار رہ سکتے ہیں" (پادری کریبر مسلم ورلڈ جلد ۱۲)

" فریق قادیان اس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ بانی سلسلہ نبی تھا۔ مگر لاہور کے فریق کا یہ اصرار ہے کہ وہ صرف ایک مجدد تھے"

(انڈین اسلام صفحہ ۳۲۸)

(بقیہ صفحہ ۵)

کرنا چاہیئے۔ حضرت صاحب کا الہام ہے کہ لا یبقی لک من المخزیات ذکرا یعنی مخالفین کی ہزلیات اور مخالفت بالکل معدوم ہو جائے گی۔

ہمارا سب سے بڑا ہتھیار

تہجد میں دعا اور نمازوں میں دعا ہی ایک ذریعہ ہے کہ جس سے تاریکی کا نور ہو سکتی ہے۔ اور حق دنیا میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ اس پر مداومت کرو اور قوم اور اسلام کی مصیبت اور مسلمانوں کی جہالت کو سامنے رکھکر اور درد دل سے رو رو کر دعا کرو۔ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے کھولے اور مسلمانوں کو سمجھ آ جاوے کہ جس کی وہ مخالفت کرتے ہیں وہی اُن کا سچا خیرخواہ ہے اور اس کو اپنوں اور بیگانوں نے نہیں سمجھا۔ مگر وہ وقت دور نہیں کہ دنیا اس اسلام کے پہلوان اور خادم کی سچے دل سے قدر کرے اور ان کے نقش قدم پر چلکر اسلام کی کشتی کو بلکہ دنیا کی کشتی کو بھنور سے نکالے

سب سے بڑی ضرورت

اس وقت مسلمانوں کے آپس کے اتحاد و اتفاق کی ہے۔ اور اس امر کی ہے۔ کہ ہر ایک کلمہ گو ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھے۔ اور فتاوائے کفر و تفریق بین المسلمین سے باز آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے فرمودہ پر عمل کرے کہ "لا تکفروا اھل قبلتکم۔ المؤمنون کمثل الجسد" "کانھم بنیان مرصوص" یعنی اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرو۔ اور سب مومن ایک جسم کی مثال ہیں اور وہ دشمن کے مقابلہ میں ایک سیسہ کی پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

ہمارے ہندو بھائی جن میں ایک عقیدہ بھی ایسا نہیں جو سب جماعتوں میں مشترک ہو۔ پولیٹیکل اغراض کے لئے ایک ہو رہے ہیں۔ مگر مسلمان باوجودیکہ اصول میں سب ایک ہیں فروعی اور ذاتی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر بنا رہے ہیں۔ اور اپنی طاقت کو کمزور کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا کام اور حضرت کی آخری وصیت

حضرت اقدس مرزا صاحب نے اپنی وصیت میں صرف اشاعت اسلام کو ہمارا کام ٹھہرایا ہے۔ وہ اس لئے کہ اسلام کے متعلق جو مختلف قوموں میں غلط فہمیاں ہیں۔ ان کو دور کیا جائے۔ اور اس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ جو کہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ کل دنیا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لے کر آیا تھا۔ کہ سب مل کر اس خدائے قدوس کی پرستش کریں۔ اور آپس کے کینہ اور بیر کو دور کریں۔ اور نکالے اور گورے کی امتیاز کو درمیان سے اٹھا دیں۔

اس اندرونی اور روحانی اصلاح میں مسلمانوں کی خدمت کو آپ نے سب سے مقدم گردانا۔ کہ ان کو اسلام پر کاربند کیا جائے۔ آپ کا منصب یہ سمجھنا۔ کہ خدانخواستہ آپ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر بنانا تھا۔ انتہا درجہ کی بے سمجھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

آپ نے بستر مرگ پر کتاب "پیغام صلح" لکھی جو کہ آپ کا آخری پیغام اہل ہند کے نام تھا۔ جو کہ آپ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور نے یونیورسٹی ہال میں آنریبل سر پرتول چندر چیٹرجی کی صدارت میں پڑھ کر سنایا۔ یہ ایک محبت و آشتی کا پیغام تھا۔ کل اہل ہند کے نام جس میں یہ بتایا گیا تھا۔ کہ باوجود اختلاف مذاہب کے۔ ایک دوسرے مذہب کی اور مذہبی رہناؤں کی عزت کریں۔ اور اپنے ملک کو محبت اور آشتی کا گھر بنا دیں۔ اور رعایا اور بادشاہ کے درمیان تعلقات کو خوشگوار بنا دیں۔

اس پیغام کی بنیاد اسلامی مساوات و رواداری پر تھی۔ جو کہ اس نے اپنوں اور بیگانوں کے لئے قرآن مجید میں تلقین کی ہے۔ اور کوئی پولیٹیکل غرض اس کے اندر نہ تھی۔ خدا کرے کہ ہم سب ایک دوسرے سے ایک ہی خدا کے بندے اور مخلوق ہونے کی حیثیت میں محبت اور آشتی کا سلوک سیکھیں اور آپس کی مخالفت اور درندگی کو چھوڑیں۔ یہ سب سے آخری اور اہم کام ہے جس کیلئے حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت بلکہ کل مسلمانوں کو آخری وصیت کی۔ اسی میں اس مرد خدا کو ہندوستان کی نجات نظر آئی۔ اور یقین ہے۔ کہ ایک وقت آئے گا کہ یہ سب اپنی غلطیوں کو سمجھ کر ایک دوسرے سے برادرانہ سلوک روا رکھیں گے۔ دعا ہے۔ کہ ہم سب مسلمانوں۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ کی جناب سے عطا ہو۔ آمین۔

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات

میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کے لئے | **پندرہ دسمبر ۱۹۳۴ء سے پندرہ جنوری ۱۹۳۵ء تک** | **صرف ایک ماہ کے لئے**

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل اعلیٰ کاغذ جو براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے۔	۵ر	۳ر
ایضاً ایضاً ادنیٰ کاغذ	۴ر	۲ر
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم جو تین کتب سرمہ چشم آریہ۔ شحنہ حق۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب پر مشتمل ہے۔	۴ر	۲ر
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم جو تین کتب فتح الاسلام۔ توضیح المرام۔ ازالہ اوہام ہر دو حصص پر مشتمل ہے۔	۶ر	۳ر
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم جو چار کتب الحق مباحثہ لدھیانہ۔ الحق مباحثہ دہلی۔ آسمانی فیصلہ اور نشان آسمانی پر مشتمل ہے۔	۴ر	۳ر
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم جو پانچ کتب آئینہ کمالات اسلام۔ برکات الدعا۔ جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام۔ سچائی کا اظہار پر مشتمل ہے۔	۴ر	۳ر
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم جو سات عربی کتب تحفہ بغداد۔ کرامات الصادقین۔ حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق حصہ اوّل۔ نور الحق حصہ دوم۔ اتمام حجت اور سر الخلافت پر مشتمل ہے۔	۳ر	۲ر
ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب	۶ر	۳ر
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۲ر	۸ر
الحق مباحثہ دہلی	۳ر	۸ر
حجۃ الاسلام	۴ر	۲ر
اتمام حجت	۴ر	۲ر
برکات الدعا	۴ر	۲ر
الوصیت	۲ر	۱ر
ملفوظات حضرت مسیح موعود		
جلد اوّل	۳ر	
جلد دوم	۲ر	
جلد سوم	۲ر	

بیان القرآن

یعنی اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم مع عربی متن

تالیف

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس تفسیر میں ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے جس کے متعلق صاحب فہم لوگوں نے بہت عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے ۲۰۰۰ صفحہ کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ تین جلدوں میں اصل قیمت فی جلد مع محصول ڈاک رعایتی دس روپیہ (۱۰) تین الگ الگ جلدوں میں اصل قیمت مجلد پچیس روپیہ (۲۵) رعایتی تیرہ روپیہ (۱۳)

سیرت خیر البشر

حضرت نبی کریم صلعم کی مفصل سوانح عمری منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب
اصل قیمت مجلد ۲ر۔ رعایتی ۱۲ر
مجلد ۳ر - ۲ر

تاریخ خلافت راشدہ

سوانح عمری حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب۔
اصل قیمت مجلد ۲ر۔ رعایتی ۱۲
مجلد ۳ر - ۲ر

فضل الباری جلد اوّل

یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

مصنفہ

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کے کتابوں اور مضامین کو اس طرح رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے ہر قسم کے اعتراضات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ مسائل میں مختلف روایتوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اُسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر صرف نمبر دیئے گئے ہیں اور ان میں الفاظ کی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا ہے۔ مجلد ۹۰۰ سائز کے صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل قیمت مجلد آٹھ روپیہ آٹھ آنہ (۸) رعایتی پانچ روپیہ۔ اعلیٰ اصل قیمت مجلد نو روپیہ آٹھ آنہ (۹) رعایتی (۶)

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
الہامات حضرت مسیح موعودؑ		
البشریٰ جلد اوّل	۴ر	۲ر
البشریٰ جلد دوم	۵ر	۳ر
مکاشفات	۴ر	۲ر
دیگر کتب حضرت مسیح موعودؑ		
حمامۃ البشریٰ	۵ر	۳ر
کرامات الصادقین	۱۲ر	۶ر
آسمانی فیصلہ	۵ر	۲ر
سر الخلافت	۸ر	۴ر
جنگ مقدس	۱۲ر	۸ر
شحنہ حق	۸ر	۴ر
نور الحق حصہ اوّل	۵ر	۳ر
نور الحق حصہ دوم	۸ر	۴ر
متفرقات		
آثار مبارکہ	۱ر	۰ر
احمدیہ جنتری	۴ر	۱ر
درود بالصلیب	۳ر	۲ر
مسیح قرآن میں	۱ر	۰ر
واقعات صلیب	۱ر	۰ر
القول المجید	۸ر	۲ر
اسلام الناس	۵ر	۲ر
اعجاز القرآن	۱ر	۰ر
عصمت انبیاء	۹ر	۳ر
غلامی	۴ر	۲ر
الفتنیٰ	۲ر	۰ر
سراج الوہاج	۴ر	۱ر
اظہار النصائح	۵ر	۱ر
القول المبین	۲ر	۰ر
ستہ ضروریہ مباحثہ رام پوری	۳ر	۱ر
تبلیغ الحق الی عبد الحق	۱۰ر	۵ر
سوانح عمری حضرت مسیح موعود	۴ر	۲ر
المہدی اول تا ختم		۴ر
قرآن کریم کا پیغام حریت از قلم ڈاکٹر بشارت احمد	۳ر	×

ضروری اطلاع تمام درخواستیں ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء تک ڈاکخانہ میں داخل ہونی چاہئیں وہ فرمائش جس پر ۱۶ جنوری ۱۹۳۵ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے ماتحت نہ آسکے گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل مانگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں۔ یا ڈاکخانہ محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہونگے منی آرڈر اور اسٹامپ دینے کا طریق نہیں۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کے لئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرمادیں۔

مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

دردمندان اسلام سے اپیل

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

برادران اسلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اس وقت ہر ایک قوم اپنی قوت کو مجتمع کر کے اپنی بقا کیلئے کوشاں اور اپنے استحکام کے فکر میں ہے۔ مگر مسلمان اس شغل میں مصروف ہیں کہ وہ کس طرح ایک دوسرے کو کاٹ کر اپنا فیصلہ کریں اور جو قومیں اسلام کو مٹانا چاہتی ہیں ان کا راستہ اپنے ہاتھوں سے صاف کر دیں۔ اگر تاریخ اسلام کی ورق گردانی کی جائے تو ایسے دردناک منظر پہلے ہی بہت نظر آتے ہیں۔ کہ جب مسلمان آپس میں اتحاد کر کے دشمن کا مقابلہ کر سکتے تھے لیکن انہوں نے باہم جنگ وجدل سے دشمن کو قوی کر دیا۔ اور خود تباہ ہو گئے۔

اس وقت احمدیت کے خلاف جو پروپاگنڈا شروع کیا گیا ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عین اس وقت جب مسلمانوں کی اجتماعی قوت کی ضرورت اس کام کے لئے ہے کہ وہ ان کمزوریوں کو دور کرنے کی فکر کریں۔ ان کی قوم میں موجود ہیں۔ وہ تمام قوت صرف ایک ایسے گروہ کے مقابل خرچ ہو رہی ہے۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور یہ علانیہ کہا جاتا ہے کہ اگر احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہنا چھوڑ دیں۔ تو ہم ان کی مخالفت چھوڑ دینگے احرار اور زمیندار کی موجودہ جنگ صرف اسی لئے ہے جیسا اخبار "زمیندار" مورخہ ۱۱ /اکتوبر ۱۹۳۴ء میں مولوی ظفر علی خان نے اپنے قلم سے لکھا ہے:۔

"قادیانیوں سے ہمارا تکرار صرف اتنی سی بات پر ہے کہ وہ اپنے آپ کو برابر مسلمان کہے جاتے ہیں، اگر آج وہ بھی بہائیوں کی طرح اعلان کر دیں، کہ ہم مسلمان نہیں، مرزائی ہیں۔۔۔۔ تو ان دشمنان دین قیم سے آئے دن الجھنے کی ہمیں ضرورت ہی پیش نہ آئے۔"

آج اس قوم میں سے غور کرنیوالے کدھر گئے ہیں کسی قوم کے استیصال کی کوشش اس لئے کرنا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے کیا یہ مسلمانوں کا کام ہے؟ کیا کبھی ہمارے ہادی صلعم نے بھی کسی قوم کے ساتھ اس لئے جنگ کی تھی کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا خلفائے راشدین میں سے کسی نے یہ کیا؟ یا اسلام کی ساری تاریخ میں کہیں یہ نظارہ نظر آتا ہے۔ کہ دین قیم کے علمبرداروں نے کسی گروہ سے دشمن کی گمراہی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس وجہ سے جنگ کی ہو۔ کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے؟

کیا احرار اور مولوی ظفر علی خاں کا یہ رویہ صاف نہیں بتاتا کہ وہ اسلام کی تخریب کے درپے ہیں اور مسلمانوں کی قوت کو توڑنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ صاف کہتے ہیں کہ وہ کسی ایسے گروہ سے کبھی نہیں الجھیں گے۔ جو اپنے آپ کو غیر مسلم کہے بلکہ ان کی جنگ ہمیشہ مسلمان کہلانے والوں کے ساتھ ہوگی۔ وہ بہائیوں آریوں اور عیسائیوں کسی کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ صرف ان سے کریں گے جو اپنے آپ کو مسلمان کہیں۔ اگر قادیانی یا اعلان کر دیں کہ وہ آئندہ مسلمان نہیں کہلائیں گے تو ان کے ساتھ جنگ ختم کر کے پھر کسی اور ایسے گروہ سے جنگ شروع ہو گی جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ خواہ وہ شیعہ ہوں یا اہل حدیث ہوں یا اہل قرآن ہوں یا بریلوی ہوں یا دیوبندی ہوں۔ پس ان کی اصل غرض صرف مسلمانوں میں پھوٹ کا قائم رکھنا اور اسلام کی تخریب ہے اعدائے اسلام سے انہیں کوئی واسطہ نہیں نہ وہ کبھی اعدائے اسلام سے جنگ کریں گے۔

یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ یہ جنگ صرف احمدیوں کے ساتھ ہے آج سے تیس چالیس پیشتر یہی جنگ ان لوگوں کے پیشرووں کی اہلحدیث کے ساتھ تھی اور وہابیوں کی تکفیر پر وہی زور صرف کیا جاتا تھا۔ جو آج احمدیت کی تکفیر پر کیا جاتا ہے۔ اب تک بھی وہ جنگ ختم نہیں ہوئی شیعہ سنی کی جنگ بھی مدت سے جاری ہے اور اب تک چلی جاتی ہے حنفی گروہوں میں باہمی جنگ ہے۔ بریلویوں اور دیوبندیوں کے اکھاڑے مسجدوں میں لگتے ہیں۔ اگر قادیانیوں کے ساتھ یہ جنگ ختم ہو گئی۔ تو کل تو کل کو پھر ان میں سے کسی گروہ کے ساتھ جنگ شروع ہو جائے گی کیونکہ آخر اسی ذہنیت کے لوگوں کو لڑنے کے لئے صرف وہ گروہ بکار ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ اور بہانے کو کیا ہے۔ جو بہانہ احمدیوں کے ساتھ جنگ کرنے کا ہے وہی کسی اور گروہ سے جنگ کرنے کے لئے مل سکتا ہے۔ احمدیوں کے ساتھ جنگ کا یہ بہانہ ہے کہ ان کے مرشد نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی ہے مسلمان کہلا کر کون کسی نبی کی توہین کر سکتا ہے؟ اہلحدیث کے خلاف اس سے زیادہ سخت الزام موجود ہے کہ سید اسماعیل شہید دہلوی نے اپنی کتاب تقویت الایمان میں رسول اللہ صلعم کی توہین کی ہے اور شیعہ تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں اور انہیں منافق کہتے ہیں۔ ان کے خلاف جنگ کیوں نہ کی جائیگی۔ ابھی کل کی بات ہے "دیوبندیت اور مرزائیت کا موازنہ" کے نام سے ایک رسالہ نکلا ہے جس میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ "دیوبندی وہابی اور مرزائی حقیقی بھائی ہیں" اور دیوبندیوں اور وہابیوں کو آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کے منکر اور توہین باری تعالیٰ اور توہین حضرت عیسےٰ کے ملزم قرار دیا ہے تو جس دن احمدیوں سے مزید جنگ عوام الناس میں اشتعال پیدا کرنے کا موجب نہ رہی۔ پھر ان کی جنگ یا شیعوں کے ساتھ ہوگی یا وہابیوں کے ساتھ یا دیوبندیوں کے ساتھ۔ کیونکہ ان کے لیڈر مولوی ظفر علیخاں یا احرار خود کبھی کسی غیر مسلم گروہ سے نہیں الجھیں گے۔ جنگ کریں گے تو انہی کے ساتھ جو اپنے آپ کو مسلمان کہیں اور اس طرح ایک ایک جماعت کو اسلام سے نکالتے جائیں گے۔

میں جملہ دردمندان اسلام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اٹھیں اور قبل اس کے کہ اس فتنے کی آگ تمام اسلام کو خاک کر دے اس کو دبانے کی فکر کریں۔ یہ وقت خاموش رہنے کا نہیں۔ سیاسی رنگ میں بھی احرار اور مولوی ظفر علیخاں نے جو رویہ اختیار کیا ہے وہ مسلمانوں کے اتحاد کو جو مسلم کانفرنس کی شکل میں ہوا۔ توڑ رہا ہے اور مذہبی رنگ میں انہوں نے خود [illegible] مسلمان کہلانے والوں کے ساتھ جنگ کریں گے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس فتنے کی اصلاح کے لئے اپنی پوری قوت خرچ کرے۔ ورنہ مسلمانوں کی تمام قوت اسی گھر کے جھگڑے میں برباد ہو جائے گی نہ سیاسی رنگ میں مسلمانوں کا اتحاد ہوگا نہ مذہبی رنگ میں اتحاد ہونے دیا جائے گا۔ بعض وقت خاموشی بھی گناہ ہو جاتی ہے اور یہ اسلام پر وہی وقت ہے۔

میں سب مسلمان بھائیوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ مولوی ظفر علی کا افرار اور ان کے احرار کا رویہ صاف بتاتا ہے کہ وہ صرف اسلام کی قوت کو توڑنا چاہتے ہیں اور اس لئے سب سے پہلے انہوں نے اس جماعت کو چنا ہے جسے وہ تعمیر اسلام کا کچھ کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں جس نے یورپ کے ملکوں میں مسجدیں بنائیں اور آباد کیں جس نے قرآن شریف کا ترجمہ انگریزی اور دوسری زبانوں میں کر کے مختلف ممالک میں پہنچایا جس نے قرآن شریف اور سیرت نبوی کی ہزارہا کا پیاں کفرستانوں میں مفت پہنچائیں۔ جس نے صدہا مغربی لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام بنایا جس نے لاکھوں انسانوں کے دلوں میں اسلام کی صداقت کا نقش بٹھایا۔ جس نے اعدائے اسلام کے مقابلہ میں باوجود اپنے مسلمان بھائیوں کی مخالفت کے مردانہ وار قدم آگے بڑھایا۔ جس نے آنحضرت صلعم پر ہر قسم کے حملوں کا دفاع کیا۔ آخر اس قوم کے استیصال سے اور اس کی بربادی سے انہیں کیا ہاتھ آئیگا۔ سوائے اس کے کہ اسلام کی خدمت کے یہ سب کام برباد ہو جائیں گے۔ اگر کسی شخص کا یہ خیال ہو کہ یہ سب کام مولوی ظفر علی اور ان کے رفقائے کار احرار ناموس رسول کی حفاظت کے لئے کر رہے ہیں۔ تو ان کی ناموس رسول کی حفاظت کی رگ حمیت اس وقت کیوں نہیں پھڑکتی۔ جب عیسائی اور آریہ اور بہائی اسلام پر حملے کرتے ہیں ایک مسلمان کہلانیوالے کے تو کسی قول سے کھینچ تان کر بھی یہ بات نہ نکالی جائیگی۔ کہ اس نے کسی نبی کی توہین کی ہے۔ کیونکہ جو شخص کسی کو نبی مانتا ہے وہ اس کی توہین نہیں کر سکتا۔ لیکن عیسائی اور آریہ جو فی الواقع رسول خدا صلعم کی توہین کر رہے ہیں۔ اور سخت سے سخت اور ناپاک سے ناپاک الفاظ میں آپ کا ذکر کرتے ہیں اس کی توہین ان لوگوں کو کیوں نہیں آتی۔ کیا ہماری آنکھوں کے سامنے بعض نوجوانوں نے بعض آریہ سماجی پرچارکوں کی گالیوں کو ناقابل برداشت پا کر ان کو قتل نہیں کر دیا۔ "زمیندار" اور "احسان" کے کتنے صفحات ان گالیوں کے لئے وقف ہیں احرار کے کتنے مبلغین ان کے مقابلہ کے لئے نکلے ہیں۔ کیا کوئی ایک بھی جلسہ احرار کی طرف سے ایسا ہوا جس میں ان کی گندی گالیوں کا جواب دیا گیا ہو؟ آج حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کی ضبطی کے لئے تو اس قدر جوش وخروش ہے۔ کیا ان کتابوں کی ضبطی کے لئے بھی کوئی تحریک کی گئی جن میں سید المطہرین صلعم کو نعوذ باللہ زانی اور ڈاکو کہا گیا ہے یا کیا کبھی ستیارتھ پرکاش کی ضبطی کے لئے تحریک کی گئی۔ جس میں مسلمانوں کے بہشت کو "چکلہ" لکھا ہے اور رسول اللہ صلعم کی ذات مبارک پر گندے حملے کئے گئے ہیں۔ کیا آریہ سماج کی ان کتابوں کی ضبطی کے لئے کوئی تحریک ان لوگوں نے کی جن پر بعض مسلمانوں نے اپنی جانیں تک دیدیں۔ آخر بات کیا ہے۔ کیوں مسلمانوں کو برباد کرنے کے لئے اس قدر جوش وخروش ہے اور اس قدر روپیہ اور اس قدر قوتیں ضائع کی جا رہی ہیں۔ کیوں یہ روپیہ یہی صفحات اخبار اعدائے اسلام کے حملوں کے جواب کے لئے وقف نہیں ہوتے۔ اگر واقعی ناموس رسول کے لئے کوئی غیرت ہوتی۔ تو کم سے کم اپنی قوت کے دس حصے اعدائے اسلام کے مقابل پر خرچ ہوتے اور پھر شاید ایک حصہ بھی غلامان اسلام کو برباد کرنے کے لئے خرچ کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

ہم یہ نہیں کہتا۔ کہ قادیان کی جماعت کی کسی بات پر اعتراض نہ ہو۔ بے شک جو ہماری غلطی نظر آوے۔ وہ ہمارے سامنے پیش کریں۔ مگر یہ اس صورت میں ہو کہ دل میں اسلام کا درد ہو مگر ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ خدمت کفر کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ اور خدمت اسلام کے کاموں کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ فرض کرو کہ یہ لوگ تبلیغ اسلام کے ان سب کاموں کو مٹانے میں کامیاب ہو جائیں۔ یورپ میں کوئی اسلامی مشن نہ ہو۔ اس کفرستان میں نہ کوئی مسجد باقی رہے۔ نہ اللہ اکبر کی آواز سنے۔ وہاں آئندہ کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل نہ ہو۔ قرآن شریف لیکر پڑھنے کو نہ ملے۔ سیرت نبوی کے مطالعہ سے یہ لوگ محروم ہو جائیں اور یہ احمدیت کو مٹانے کا نتیجہ ہوگا تو کیا یہ خدمت کفر کی ہوگی یا اسلام کی۔ کم سے کم اتنا تو کریں کہ اس کفرستان میں جس کی ساری قوت اسلام کو مٹانے پر صرف ہو رہی ہے۔ کوئی تبلیغ اسلام کا کام ہونے لگ جائے۔ تو پھر تبلیغ اسلام کے ان کاموں کو مٹانے کی فکر کریں۔ جو احمدی کر رہے ہیں لیکن کیا ہمارے مسلمان بھائیوں کو ان لوگوں کی ذہنیت نظر نہیں آتی۔ جو خود تبلیغ اسلام کا کام نہ کرینگے اور جو ہو رہا ہے اس کے مٹانے پر اپنی پوری قوت خرچ کریں گے قادیان کی تبلیغ کانفرنس پر جو تیس چالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ اور جگہ جگہ جو جلسوں پر اور تاروں پر اور ریزولیوشنوں کے بھیجنے پر خرچ ہو رہا ہے۔ اور وہ جو بیس ہزار روپیہ جو صرف ایک مرد خدا کو گالیاں دینے اور اس پر جھوٹ افترا کرنیکی وجہ سے ضمانتوں میں گیا۔ اگر یہ سب روپیہ کسی کفرستان میں ایک تبلیغی مشن قائم کرنے پر خرچ ہو جاتا۔ تو کیا یوں ضائع کرنے سے بہتر نہ ہوتا۔ ہمیں بھی اس روپیہ کے ضائع ہونے کی وجہ سے ہمدردی ہے۔ مگر نہ ان لوگوں کے ساتھ جو جان بوجھ کر یہ قوم کا روپیہ برباد کر رہے ہیں۔ بلکہ اس قوم کے ساتھ جس کا روپیہ یوں برباد کیا جا رہا ہے

اگر یہی نقشہ مسلمانوں کا رہا۔ جو اس وقت احرار مسر کردگی مولوی ظفر علی کر رہے ہیں۔ تو اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ نہ ہندوؤں کو مسلمانوں کے کمزور کرنیکی ضرورت ہے۔ نہ انگریزوں کو۔ مسلمان خود اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو مٹا دیں گے اور مخبر صادق کے وہ لفظ پورے ہو جائیں گے۔ کہ اللہ تعالے نے فرمایا:۔

ولا اساط علیہم عدو من سوی انفسہم فیستبیح بیضتہم ولو اجتمع علیہم من بین اقطارھا حتی یکون بعضہم یہلک بعضا۔

میں اس امت پر سوائے ان کے اپنے نفسوں کے کوئی ایسے دشمن مسلط نہ ہونے دونگا۔ جو اس کو تباہ کر سکیں۔ گو زمین کے سب اطراف سے ان پر جمع ہو جائیں ہاں یہ خود ہی ایک دوسرے کو ہلاک کرینگے۔

خاکسار

محمد علی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

مولوی ظفر علی خاں کو چیلنج

حضرت مرزا صاحب پر بہتان عظیم

مولوی ظفر علی خاں نے اخبار زمیندار ۲۴۔ نومبر ۱۹۳۴ء اپنے مکتوب مفتوح میں ذیل کے الفاظ لکھے ہیں:۔

"قرآن مجید میں صاف صریح تعلیم کے خلاف مریم صدیقہ پر زنا کا کھلا ہوا الزام لگانے کے بعد مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کی مقدس ذات پر جنہیں وہ ولد الزنا قرار دینے سے کبھی نہیں چوکتا۔"

ہمارا یہ دعوے ہے کہ یہ از سرتا پا کذب اور بہتان ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے نہ کبھی حضرت مریم صدیقہ پر زنا کا الزام لگایا نہ کبھی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو ولد الزنا کہا۔ العیاذ باللہ۔ یہ کھلا ہوا جھوٹ مولوی ظفر علی خاں نے صرف جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کے لئے بولا ہے۔ اور ان کی غرض سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتی کہ جس طرح اپنے جھوٹے پراپیگنڈا سے وہ مسلمانوں کو اس جماعت سے متنفر کر رہے ہیں۔ یہی تنفر دوسری قوموں کے دلوں میں بھی پیدا کریں۔

حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں وہی تھا جو تمام مسلمانوں کا ہے۔ یعنی آپ اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے۔ چنانچہ آپنے اپنے عقیدے کا اظہار اپنی متعدد کتابوں میں کیا ہے۔ یہاں صرف بطور نمونہ میں تین کتابوں کی عبارتوں کو پیش کرتا ہوں:۔

(۱) ومن عقائدنا ان عیسٰی و یحییٰ قد ولدا علی طریق خرق العادۃ۔۔۔ وامامر ھذا الخلق۔۔۔ وعیسٰی فھو ان اللہ اراد من خلقھا اٰیۃ عظمٰی۔۔۔ فاول ما فعل لھذا الارادۃ ھو خلق عیسٰی من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ۔ (مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۰)

اور ہمارے عقاید میں سے ہے کہ عیسٰی اور یحییٰ خارق عادت کے طور پر پیدا ہوئے تھے۔۔۔۔ عیسٰی اور یحییٰ کی اس پیدائش سے ایک بہت بڑا نشان ظاہر کرنا چاہا۔۔۔۔ پس پہلی بات جو اس ارادہ کے لئے کی وہ عیسٰی کا بغیر باپ کے صرف اپنی قدرت سے پیدا کرنا تھا۔

(۲) والوجہ الحاصل فھو تولدہ من غیر اب والتفصیل فی ذالک ان فرقۃ الیھود اعنی الصدوقین کانوا کافرین بوجود القیامۃ فاخبرھم اللہ علٰی لسان بعض انبیاءہ ان ابنا من قومھم یولد من غیر اب وھذا یکون اٰیۃ لھم علٰی وجود القیامۃ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۰)

اور وہ وجہ جس پر اس کی بنا ہے یہ ہے کہ وہ (عیسٰی علیہ السلام) بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہود کا ایک خاص فرقہ یعنی صدوقی وجود قیامت کے منکر تھے۔ پس اللہ تعالےٰ نے انہیں بعض انبیاء کے ذریعہ سے خبر دی کہ ان کی قوم میں ایک لڑکا بغیر باپ کے پیدا ہوگا اور یہ ان کے لئے وجود قیامت کا نشان ہوگا

(۳) پھر مضمون پڑھنے والے نے ایک اعتراض پیش کیا کہ مریم کیونکر روح القدس سے حاملہ ہو گئی۔ اور کیونکر صرف مریم سے یسوع پیدا ہو گیا۔ اس کا یہی جواب ہے کہ اس خدا نے اس کو پیدا کیا۔ جو بموجب قول آریہ سماج کے ہر ایک ابتداء دنیا میں لاکھوں انسانوں کو یونہی مولی گاجر کی طرح زمین سے نکالتا ہے۔ جبکہ وید کے بیان کے رو سے کروڑ ہا مرتبہ بلکہ بیشمار مرتبہ خدا نے اس طرح دنیا کو پیدا کیا ہے اور اس بات کا محتاج نہیں رہا۔ کہ مرد و عورت باہم ملیں تا بچہ پیدا ہو۔ تو پھر اس طرح اگر یسوع بھی پیدا ہو گیا۔ تو اس میں حرج کیا ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۱۷)

ان صاف و صریح عبارات میں حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی پیدائش کو بن باپ اور خارق عادت مانا ہے۔ اور اسی کو اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ تو پھر وہ کس طرح یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت مریم کا کسی انسان سے ناجائز تعلق ہوا مولوی ظفر علی نے ذیل کی عبارت پیش کی ہے۔

"مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا کہ وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نہ کرے۔ لیکن جب چھ سات مہینہ کا حمل نمایاں ہو گیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا۔ بعد اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ بعد مریم کے بیٹا پیدا ہوا (چشمہ مسیحی صفحہ ۱۸)

اس عبارت میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو جو حمل ہوا۔ وہ نعوذ باللہ زنا کاری کا نتیجہ تھا۔ صرف حمل کے ہونے کا ذکر ہے۔ اور حمل کا ذکر قرآن شریف اور انجیل میں بھی موجود ہے اور جیسا کہ مندرجہ بالا عبارات سے ظاہر ہے حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ یہی تھا۔ اور یہی عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مریم کو جو حمل ہوا۔ وہ قدرت خداوندی سے خارق عادت طور پر ہوا چشمہ مسیحی میں بھی اسی صفحہ پر جہاں سے مولوی ظفر علی خاں نے مندرجہ بالا الفاظ نقل کئے ہیں۔ آٹھ سطر آگے چل کر حضرت مرزا صاحب نے پھر اسی عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے

"ہم قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا۔ تا خدا تعالےٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے"۔

کیا یہ صریح بددیانتی نہیں۔ کہ ایسے کھلے الفاظ کے ہوتے ہوئے مولوی ظفر علی خاں حضرت مرزا صاحب پر یہ بہتان باندھتے ہیں۔ کہ انہوں نے مریم صدیقہ پر زنا کاری کا الزام لگایا حالانکہ وہ حضرت مریم کے حمل کو کسی مرد کے تعلق کا نتیجہ ہی قرار نہیں دیتے پھر باوجود ہماری طرف سے جواب نکل جانے کے کہ یہ محض جھوٹ ہے۔ مولوی ظفر علی خاں نے پھر ۱۲ دسمبر کے افتتاحیہ میں اسی جھوٹ کا اعادہ کیا ہے۔ اس لئے اب ہم انہیں چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ اس بات کا ثبوت پیش کریں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے کس کتاب میں ایسا لکھا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی وہ عبارت نقل کریں جس میں حضرت مریم پر "زنا کا کھلا ہوا الزام" جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے لگایا ہو۔ مگر ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ تا قیامت ایسی عبارت پیش نہیں کر سکتے۔ یہ ایک ہی معاملہ ان کی ایمانداری کا فیصلہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

(سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور)

ماہ جنوری کا ماہوار ایڈیشن

انشاء اللہ سالانہ نمبر شائع ہوگا جس میں جلسہ سالانہ کی مفصل کارروائی بھی دی جائیگی

جلسہ سالانہ کیلئے احباب کو دعوت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

جہاں قادیان کی جماعت نے سالانہ جلسہ کے متعلق افراط کرکے اسے ظلی حج بنا دیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے بعض احباب اس کے متعلق تفریط کی راہ اختیار کر رہے ہیں اور اسے وہ اہمیت نہیں دیتے جو اس کا حق ہے۔ حضرت مسیح موعود نے سالانہ جلسہ کو ہمارے

دینی جہاد

کے لئے ایک محور کے طور پر قرار دیا ہے۔ اور آپ کا دعوے آپ کی یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کی طرف خاص توجہ اور ایک سالانہ جلسہ کی ضرورت کو محسوس کرنا یہ تینوں باتیں ایک ہی وقت کی ہیں چنانچہ ۱۸۹۱ء میں جب آپ کا مسیح موعود ہونے کا دعوے ازالہ اوہام میں شائع ہوا۔ تو اس کے ساتھ ہی اسی کتاب میں یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کی بنیاد رکھی گئی۔ اور بات بھی صاف تھی۔ جب آپ کو یہ علم دیا گیا کہ دجال اور یاجوج ماجوج کے متعلق جو ذکر قرآن شریف اور احادیث میں ہے اس کی مصداق بھی یورپ اور امریکہ کی قومیں ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ تھا۔ کہ آپ یورپ امریکہ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھتے۔ اسی تبلیغ کے لئے آپ نے فوراً دعوے کے ساتھ ہی ایک جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور اسی سال ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو آپ نے کچھ احباب کو مشورہ کے لئے طلب کیا اور ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء کو یہ فیصلہ کرکے اعلان کیا کہ ایک جلسہ ہر سال ایام دسمبر میں ہوا کرے "جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں (مجموعہ اشتہارات ...) ۱۸۹۲ء میں سب سے پہلا سالانہ جلسہ ہوا۔ اس جلسہ کی دعوت دیتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا۔

"چونکہ سال گذشتہ میں بمشورہ اکثر احباب یہ بات قرار پائی تھی کہ ہماری جماعت کے لوگ
کم سے کم ایک مرتبہ سال میں
بہ نیت استفادہ ضروریات دین و مشورہ اعلاء کلمہ اسلام و شرع متین اس عاجز سے ملاقات کریں"

اس اعلان کے نکلنے پر بعض تنگ نظر علماء نے ایسے جلسہ کو ایک بدعت قرار دیا۔ اس فتوے کا خلاصہ حضرت مسیح موعود نے الفاظ ذیل میں دیا ہے:۔

"ایسے جلسہ پر جانا بدعت بلکہ معصیت ہے۔ اور ایسے جلسوں کا تجویز کرنا محدثات میں سے ہے۔ جس کے لئے کتاب و سنت میں کوئی شہادت نہیں اور جو شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے۔ وہ مردود ہے"

اس کے بعد آپ نے احادیث سے اس کا جواز ثابت کرتے ہوئے اسے اپنا دینی جہاد قرار دیا ہے اور اس آیت قرآنی کو نقل کیا ہے:۔ واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ابتدائی اشتہار میں آپ نے اس کو اس قدر اہمیت دی ہے۔ کہ اس میں حاضری کو تمام احباب کے لئے ضروری قرار دیا ہے اور یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں:۔

"حتی الوسع و الطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے **اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں** اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آ جائیں جن میں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو"

اس لئے میں اس وقت اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتا ہی حضرت مسیح موعود کے الفاظ نقل کر دیتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں۔ **کہ کوئی دوست جس کی طاقت میں ہے حضرت مسیح موعود کے اس حکم سے سرتابی نہ کرے گا۔**

اس جلسہ کی اغراض جو حضرت مسیح موعود نے ... دسمبر ۱۸۹۲ء کے اعلان میں بیان کی ہیں، حسب ذیل ہیں:۔

(۱) "بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں، اور خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو"

(۲) "اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہونگے"

(۳) اس جلسہ میں یہ ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں"

گویا اس جلسہ کی بڑی اغراض تین ہیں۔ (۱) معلومات دینی کی وسعت اور معرفت الٰہی کی ترقی۔ (۲) استحکام تعلیمات اخوت، (۳) یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی تجاویز۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ جو احباب جلسہ سالانہ کی اہمیت کو کم کر رہے ہیں وہ اس کی بجائے کیا تجویز کرتے ہیں۔ جس سے یہ اہم اغراض پوری ہوتی رہیں اگر ہم نے یورپ اور امریکہ میں اس دینی جہاد کو جاری رکھنا ہے۔ جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود نے ڈالی ہے تو اس کے لئے باہم مل کر مشورہ کرنے کی بھی ضرورت ہے اس کے لئے ایک ایسی جماعت کی بھی ضرورت ہے جس کے تعلقات اخوت نہایت مستحکم ہوں اور وہ باہم ملنے کے بغیر نہیں ہو سکتے اس کے لئے وسعت معلومات کی بھی ضرورت ہے۔ جہاں تک میرا اپنا تجربہ خود حضرت صاحب کے زمانے کا اور اس کے بعد کا ہے یہ ہمارا سالانہ اجتماع احباب جماعت میں ایک نئی روح نفخ کرنے کا حکم رکھتا ہے اور اگر یہ نہ ہوتا۔ تو ہماری جماعت کبھی اس مقصد کو حاصل نہ کر سکتی جس کے لئے وہ پیدا ہوئی ہے اور ہم ان ٹہنیوں کی طرح جو تنے سے الگ ہو جائیں اپنی اپنی جگہ خشک ہو جاتے مرکز میں اجتماع شاخوں کے تعلق کو قائم رکھتا ہے اور اسی سے ہماری زندگی ہے۔

بلکہ میں اپنے تجربہ کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ جن احباب نے جلسہ سالانہ کو یہ اہمیت نہیں دی اور اس میں حاضری سے دل چراتے رہے ہیں۔ ان کا تعلق آہستہ آہستہ کم ہوتا گیا ہے اور جماعتوں کے اندر جو کمزوری ہے اس کی وجہ زیادہ تر یہی ہے۔ جو احباب جلسہ میں آنے کے عادی ہیں ان کے دلوں میں جو گرمی ہم نے محسوس کی ہے وہ ان دیگر احباب کے دلوں میں نہیں رہی جو اس بارے میں غفلت سے کام لیتے ہیں، الا ماشاء اللہ۔

اس لئے میں نے اس سال یہ تحریک کی ہے کہ کم سے کم وہ احباب جو تین سو میل کے اندر رہتے ہیں وہ سب **بلا استثنا** جلسہ میں شامل ہوں اور جن احباب کیلئے بالفاظ حضرت مسیح موعود ایسے موانع ہیں جو ان کی حد اختیار سے باہر ہیں وہ بھی اس رنگ میں شامل ہو سکتے ہیں کہ اپنا سفر خرچ بطور چندہ یہاں بھیج دیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے سب احباب اس تجویز پر عامل ہوں ہاں جو احباب تین سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہیں وہ ایک سال چھوڑ کر ایک سال ضرور آ جایا کریں ورنہ وہ تعلق جو ایک روحانی سلسلہ میں ہونا چاہیئے اور جو بطور ایک غذا کے کام دیتا ہے کمزور ہو جائیگا۔ جہاں جہاں جماعتیں موجود ہیں ان کے عہدیداران پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ سب احباب کو لائیں اور جو بوجہ معذوری نہ آ سکیں ان سے ریل کا کرایہ آمد و رفت رعایتی وصول کرکے لائیں اور جہاں جماعتیں نہیں ایک ایک دو دو احباب ہیں وہ خود اپنی آمد سے اطلاع دیں یا اپنی معذوری کی صورت میں کرایہ آمد و رفت اپنے حسب حیثیت تھرڈ انٹر یا سیکنڈ کلاس کا بھیج دیں۔ دہلی اور پشاور تک کی جماعتیں تین سو میل کی حدود کے اندر آ جاتی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی دوسری بات جو میں احباب کو کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ جلسہ میں شامل ہوں تو اس آیت قرآنی کے ماتحت واعدوا لهم ما استطعتم سپاہیوں کی طرح آئیں اور وہ سامان ساتھ لائیں جس کے ساتھ یہ ہماری دینی جنگ جاری ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں ... کہ کوئی دوست ایسا نہ ہو۔ جو اس دینی جہاد کے لئے سامان مہیا کرنے میں شامل نہ ہوا ہو۔ ابھی سات دن باقی ہیں۔ ہر ایک دوست اٹھے اور ... کچھ جمع کرکے لائے اور اس میں کامیابی نہ ہو تو اپنے عزیزوں، دوستوں، ... سے کچھ جمع کرکے لائے اور وہاں بھی کامیابی نہ ہو۔ تو اپنی ... اور بچوں ... کچھ لے آئے خواہ وہ ایک ... ہی ہو لیکن کوئی دوست اس میں شمولیت سے باہر نہ رہے

جہاں جہاں جماعتیں ہیں ان کیلئے لازم ہوگا کہ ایک فہرست ۲۴ دسمبر تک تیار کر لیں کہ کس کس دوست نے کیا رقم جمع کی ہے اور یہاں پہنچتے ہی مجموعی رقم جماعت کی طرف سے خزانہ میں جمع کرا دیں اور اگر کسی دوست نے غیر معمولی ہمت کی ہو تو اس کا ذکر بھی ساتھ ہی کر دیں جہاں جماعتیں نہیں وہاں کے منفرد احباب بھی اسی طریق کو اختیار کریں یہ کل رقمیں ۲۴ دسمبر کو جمع ہو جانی چاہئیں تا کہ ۲۵ دسمبر کو ان کا اعلان ہو سکے اور یہ معلوم ہو سکے کہ کس جماعت یا کس دوست نے اس جہاد میں خاص کوشش کی ہے۔

ایک اور نہایت ضروری امر جس کی طرف احباب کو توجہ دلانے کی ضرورت محسوس ہوئی وہ بچوں اور نوجوانوں کا ساتھ لانا ہے بچوں کا اس لئے کہ تا اس عمر سے انکے دلوں میں تبلیغ اسلام کا جذبہ پیدا ہو۔ نوجوانوں کا اس لئے کہ وہ اس عظیم الشان کام کو دیکھ کر اپنے آپ کو اس کام کے سنبھالنے کیلئے تیار کر سکیں

بالآخر میری یہ خواہش ہے کہ جو احباب اپنی بیویوں یا بچوں کو ساتھ لانے میں زیادہ تکلیف محسوس نہ کرتے ہوں وہ مستورات کو بھی ضرور ہمراہ لائیں۔ ہمارے احباب اس معاملہ میں اتنی غفلت برتتے ہیں کہ ایک خاتون نے یہ لکھا ہے کہ ہمارے مرد یورپ اور امریکہ کی تبلیغ پر ہی سارا زور خرچ کرتے ہیں اور اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر ایک کلمہ حق نہیں پہنچا سکتے ایک ستمگاری کی تجویز خواتین کیلئے ہوئی تھی مگر افسوس ہے کہ ہمارے اکثر احباب اس کے لئے اپنے گھروں میں ایک حرف تک نہیں کہتے والے ہیں؟ انھوں نے اپنی کوششوں کو کمزور کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے

(محمد علی)

(نوٹ) میں یہ بھی کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سال کے جلسے میں جماعت کے استحکام اور اس کی توسیع کی طرف میں خاص توجہ دینا چاہتا ہوں اور فرداً فرداً تمام جماعتوں سے مل کر ان ضروریات کو معلوم کرنا چاہتا ہوں جن کے مہیا ہونے پر وہاں جماعت کی ترقی زیادہ سرعت سے ہو سکتی ہے [illegible] شمولیت ضروری ہے۔

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بمورخہ ۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر ۱۹۳۴ء

کو مسلم ہائی سکول واقعہ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا

۲۴ - دسمبر - بروز سوموار

۱½ بجے سے ۵ بجے تک بصدارت

جناب شیخ میاں محمد صاحب پروپرائٹر فلور ملز لائل پور

وقت	مضمون	مقرر
	تلاوت قرآن مجید	ماسٹر فقیر اللہ صاحب
از ۱½ تا ۱¾	نعت	میاں غلام محمد صاحب
از ۱¾ تا ۲	افتتاحی تقریر	حضرت امیر مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم-اے-ایل-ایل-بی-
از ۲ تا ۲½	حضرت مسیح موعود کیطرف دعوی نبوت منسوب کرنا افترا ہے	میر مدثر شاہ صاحب
از ۲½ تا ۳	تقریر پر سوال و جواب	باجازت صدر
از ۳ تا ۳¾	احمدیت وقت کی ضرورت میں امتیاز	حافظ حاجی محمد حسن صاحب وکیل گجرات
۳¾ تا ۵	جماعت احمدیہ لاہور کی اسلامی خدمات	مولانا مولوی صدر الدین صاحب
از ۷ تا ۹½	جنرل کونسل کا اجلاس	

نوٹ :- خواتین کا جلسہ ۲۴ تاریخ کو ۱۰ بجے سے دو بجے تک حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں منعقد ہوگا جس میں بیگم شاہنواز صاحبہ ایم ایل اے - ایم ایل انسپکٹرس زنانہ مدارس و دیگر معزز خواتین تقریر فرمائیں گے - لیڈی عبد القادر صاحبہ کا بھی ایک مضمون پڑھا جائے گا - جو انہوں نے انگلستان سے خاص اس جلسہ کے لئے بھیجا ہے - جلسہ کے بعد ۲ بجے اسی جگہ نمائش دستکاری ہوگی۔

پچیس ۲۵ دسمبر بروز منگل

پہلا اجلاس دس بجے سے ایک بجے تک بصدارت

جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیر آباد

وقت	مضمون	مقرر
از ۱۰ تا ۱۰¼	تلاوت قرآن	ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب مانسہرہ
	نظم	خواجہ غلام نبی صاحب مہجور
از ۱۰¼ تا ۱۰¾	تکفیر اہل قبلہ اتحاد و اخوت اسلام کی تباہی کا موجب ہے	مولوی عمر دین صاحب شملوی
از ۱۰¾ تا ۱۱	۵ منٹ سوال کے لئے اور ۱۰ " جواب " "	
از ۱۱ تا ۱۱½	مندرجہ عیسائی کتب مقدسہ میں رسول کریم کے متعلق پیشگوئیاں	شیخ محمد یوسف صاحب
از ۱۱½ تا ۱۲¾	"میں کیوں احمدی ہوں" اس عنوان پر مندرجہ ذیل احباب پندرہ پندرہ منٹ تقریر فرمائیں گے :-	

(۱) محمد خان صاحب ڈاکٹر محمد حسین شاہ - (۲) خان بہادر میاں غلام رسول خان ریٹائرڈ ڈی - ایس پی (۳) سید عبد المجید صاحب جج چیف کورٹ کپورتھلہ (۴) ماسٹر صادق علی صاحب ہیڈ ماسٹر پٹیالہ - (۵) خان غلام ربانی خان صاحب ایم - ایل - سی وکیل مانسہرہ (۶) مولوی مصطفٰے خان بی اے ایڈیٹر دی اسلامک ورلڈ"

دوسرا اجلاس دو بجے سے ساڑھے چار بجے تک بصدارت

شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب لائل پور

وقت	مضمون	مقرر
از ۲ تا ۲¼	تلاوت قرآن مجید	مولوی محمد صدیق صاحب بھیرہ
	نظم	طلباء مسلم ہائی سکول لاہور
از ۲¼ تا ۲¾	رپورٹ	سیکرٹری انجمن
از ۲¾ " ۳	البانیہ (یورپ) میں اسلام -	شریف بینترہ البانوی
" ۳ " ۴½	اسلام کا دور جدید	حضرت امیر مولینا محمد علی صاحب ایم اے

چھبیس ۲۶ دسمبر بروز بدھ

احمدیہ کانفرنس بعد نماز صبح

پہلا اجلاس دس بجے سے سوا بارہ بجے تک بصدارت

جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر

وقت	مضمون	مقرر
از ۱۰ تا ۱۰¼	تلاوت قرآن	مولوی عبد المجید صاحب بددملہی
	نظم	مولوی محمد ایوب صاحب صابر
از ۱۰¼ " ۱۱	تقریر انگریزی	چوہدری یوسف علی خان صاحب بی - اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر
" ۱۱ " ۱۱¼	مضمون انگریزی	ادبیرن عمر ایرن ملز آف آسٹریا
" ۱۱¼ " ۱۱¾	حضرت مسیح موعود علیہ الرحمۃ پر توہین انبیا کا الزام	سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل
" ۱۱¾ " ۱۲	تقریر پر ۵ منٹ سوال کے لئے اور دس منٹ جواب کے لئے	

نماز

دوسرا اجلاس ۱¼ بجے سے ۴ بجے تک بصدارت

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

وقت	مضمون	مقرر
از ۱¼ تا ۱¾	تلاوت قرآن مجید	جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
	نعت	میاں غلام محمد صاحب
از ۱¾ " ۲	جاوا میں اسلام	مسٹر محمود جاوی
" ۲ " ۳	تقریر انگریزی	مولینا محمد یعقوب خان صاحب بی اے ایڈیٹر دی لائٹ
" ۳ " ۴	اختتامی تقریر	حضرت امیر مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے

ینگ مین ایسوسی ایشن کا اجلاس ۲۶ دسمبر کو ۷½ بجے شام ہوگا -

کچھ ضروری باتیں از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

۱- اصل سالانہ جلسہ رمضان میں ہونیکی وجہ سحری کے وقت کوئی کام یا اجلاس نہیں رکھا گیا ہے۔

۲- جو احباب تشریف لائیں انہیں اختیار ہے کہ وہ روزہ رکھیں یا بوجہ سفر افطار کریں اور بعد میں اس کو پورا کریں حضرت نبی کریم کی زندگی میں حضرت صحابہ کے سامنے اور آپ کے علم سے حالت سفر میں روزہ رکھنے اور آپ نے دونوں صورتوں میں ہی اجازت دی جو صحابی چاہتا تھا روزہ رکھتا تھا جو چاہتا تھا روزہ افطار کرتا اور ایک دوسرے پر اعتراض نہ کرتے تھے۔

۳- شام کا کھانا اور سحری کا کھانا ہر دو کے متعلق یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جہاں جہاں آپ سوتے ہوں وہیں پر پہنچا دیا جائے تاکہ تکلیف محسوس نہ ہو۔

(محمد علی)

ضروری ہدایات :- از مہتمم جلسہ سالانہ

۱- ایام جلسہ میں پابندی اوقات کا سختی سے خیال رکھا جائے۔

۲- تشریف لانے سے قبل تشریف آوری کی تاریخ اور وقت سے اطلاع دیدیجائے۔ تاکہ استقبال اور قیام کا تسلی بخش انتظام ہو سکے۔

۳- آجکل لاہور میں سردی کافی ہے۔ خاطر خواہ بستر اور گرم کپڑے ہمراہ لائیں۔

۴- اہل و عیال سمیت تشریف لانیوالے دوست اطلاعی خطوط میں اس امر کی تصریح کر دوں۔

۵- احباب ریلوے رعایتی ٹکٹوں سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیں سنگل سے زائد فاصلے کیلئے ¼ کرایہ میں بحث آمد و رفت کا ٹکٹ ملتا ہے جو ۲ جنوری ۱۹۳۵ء تک کارآمد ہوگا۔ تفصیلات ریلوے سٹیشنوں سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

المعلن :- (ڈاکٹر) الٰہ بخش مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام - احمدیہ بلڈنگس لاہور

قدرتِ اُولیٰ اور قدرتِ ثانیہ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے انا لننصر رسلنا و الذین
امنوا فی الحیٰوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشھاد یعنی
ہم ضرور نصرت کرینگے۔ اپنے فرستادوں کی اور اُن لوگوں کی جو ایمان لاتے ہیں۔ دنیا کی زندگی میں اور اُس دن جب گواہ کھڑے ہونگے۔ یعنے قیامت کے دن۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علاوہ آخرت کے اس دنیا کی زندگی میں بھی اللہ تعالےٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے ایک تو اُن کی نصرت کرتا ہے جو اس کے فرستادے اور مامور ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا مجدد اور دوسرے اُن لوگوں کی نصرت کرتا ہے جو اُس مامور پر ایمان لائے ہوئے ہوں۔ پہلی نصرت قدرتِ اولیٰ کہلاتی ہے۔ دوسری نصرت قدرتِ ثانیہ کہلاتی ہے۔

آنحضرت صلعم کے دعویٰ نبوت و رسالت کے وقت آپ کی انتہائی بے بسی اور بیکسی ملاحظہ ہو۔ اور مخالفت کا طوفان لائیے اور پھر اللہ تعالیٰ کی نصرتوں کے کرشمے دیکھو کہ کس قدر کامیابیوں کے بعد آپ کا وصال ہوتا ہے۔ یہ قدرت اولیٰ تھی آپ کی وفات کے ساتھ عرب کے نومسلموں کا ارتداد اور بغاوت اور ایران و روم کے حملوں کا زور ملاحظہ ہوا اور پھر اس نازک وقت میں جس طرح اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو نصرت فرمائی اور تمام بغاوت کو فرو اور حملوں کو کامیابی سے منقلب کر کے دکھایا۔ وہ تاریخ عالم میں بے نظیر ہے۔ یہ قدرت ثانیہ تھی۔

قدرتِ اولیٰ

اسی طرح حضرت مسیح موعود کا وہ زمانہ یاد کرو۔ جب حضور قادیان جیسے گمنام گاؤں میں تنہا رہا کرتے تھے۔ اور خلوت پسندی اور گوشہ گزینی کا یہ عالم تھا۔ کہ قادیان سے باہر بہت کم لوگ آپ کو جانتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حضرت مولانا نورالدین مرحوم براہین احمدیہ پڑھ کر پہلی مرتبہ قادیاں تشریف لے گئے تو یکہ والے سے کہا کہ مرزا صاحب کے پاس لے چلو۔ تو وہ سیدھا مرزا امام الدین کے پاس لے گیا۔ قادیان کے اس یکے والے کے نزدیک اگر کوئی مرزا صاحب قادیان میں تھے تو وہ مرزا امام الدین تھا۔ وہ مرزا غلام احمد کو جانتا بھی نہ تھا۔ یا کم از کم اس قابل نہ سمجھتا تھا کہ انہیں کوئی ملنے بھی آئے گا۔ اس قدر گمنامی کے زمانہ میں جب اللہ تعالےٰ نے آپ سے خدمت اسلام کا کام لینا چاہا۔ اور حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے آپ کو مامور فرمایا۔ تو ساتھ ہی اطلاع دی کہ یاتون من کل فج عمیق کہ دور دور سے لوگ تیرے پاس چل کر آئیں گے۔ تو خدا کی مخلوق سے ملتے ملتے تھک نہ جائیو۔

مخالفت کا طوفان

آپ خدا کی آواز کو سن کر حیران رہ گئے۔ دعوئے مسیحیت کرتے ہی وہ لوگ جو آپ پر حسن ظن رکھتے تھے اور آپ کے ساتھ تھے۔ آپ کو چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ اور مولوی محمد حسین بٹالوی نے بڑے اہتمام سے ایک کفر کا فتویٰ تیار کیا جس میں تمام ہندوستان کے علماء کی طرف سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا تھا۔ غرضیکہ ایک زمانہ آپ کا مخالف تھا۔ لیکن آپ محض خدا کے حکم کے ماتحت تن تنہا اس بھڑکتی ہوئی آگ کے درمیان کھڑے تھے۔ آنے جانے والے احباب کی تعداد اتنی تھی کہ انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی۔ اللہ اللہ کیا زمانہ تھا۔ آپ مسجد مبارک میں انہیں خود کھانا کھلاتے۔ کھانے کے درمیان میں اُٹھ اُٹھ کر اندر جاتے اور گرم گرم چپاتیاں احباب کے لئے لاتے۔ کبھی کوئی چٹنی لے آتے کبھی مربہ لے آتے۔ اچھا اچھا گوشت مہمانوں کے آگے رکھتے جاتے۔

مقدمہ قتل

اس تنہائی کے عالم کے بعد وہ زمانہ شروع ہوا کہ احباب کی تعداد بڑھتی گئی۔ لیکن دشمنوں نے ایسے ایسے بلے کئے کہ کئی مرتبہ یہ خیال ہوا کہ اب یہ قصہ ختم ہے۔ چنانچہ پادری ہنری مارٹن کلارک نے جب قتل کا مقدمہ آپ پر بنایا ہے اس وقت کئی صائب الرائے لوگوں نے مجھے کہا یعنے مرزا قادیانی کا قصہ اب ختم ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے خارق عادت طور پر آپ کی حفاظت اور نصرت فرمائی اور ہر میدان میں آپ کو فتح دی اور ہر جھگڑے کے بعد آپ کی جماعت نے ترقی کی اور آپ دنیا سے جب تشریف لے گئے ہیں اُس وقت کا مجمع احباب تعداد کثیر ہوتا تھا۔ کہ مصافحہ کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ زیارت کرنی مشکل تھی۔ گرمی ہو یا سردی مہمانوں کی آمد کا تانتا بندھا رہتا تھا۔

ابتدائی زمانہ کے جلسے

اس زمانہ کے جلسے جن لوگوں نے دیکھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ لوگ خوشی خوشی مہمانخانہ کی کچی کوٹھڑیوں میں چارپائی یا گھاس جو ملجاتا اسی پر بستر جماتے اور جو کچھ دال روٹی یا گوشت روٹی کھانے کو مل جاتا کھا کر اس برگزیدہ الٰہی کی زیارت اور اس کے کلام کی غذائے روحانی سے جوش اور مست رہتے تھے۔ پرواہ بھی نہ ہوتی تھی کہ کہاں لیٹے اور کیا کھایا۔ کئی مرتبہ مجلس جمی ہوئی ہے اور حامد علی نے آ کر کھانا کھانے کے لئے اصرار کیا اور میں نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ رات کو دیر سے جب ٹھکانہ پہنچا تو غذائے روحانی سے ایسا شکم پر ہوتا تھا کہ غذائے مادی کی ضرورت ہی نہ رہتی تھی۔ اور قلب اور روح کو وہ لذت شب بھر رہتی تھی جو اعلیٰ سے اعلیٰ کھانوں اور دعوتوں سے میسر نہیں آتی۔

اس زمانہ میں قادیان میں پانچ چیزیں نعمت غیر مترقبہ سمجھی جاتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود کا وجود۔ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کا درس قرآن۔ حضرت مولانا عبدالکریم مرحوم کی امامت نماز میں عجیب و غریب خوش الحانی کے ساتھ قرآن خوانی۔ مولوی احمد نور کی عجیب دلکش اذان اور حضرت محمد علی صاحب کا ریویو آف ریلیجنز۔

مختصر یہ کہ جس وقت خدا کا مسیح دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو ایک عظیم الشان جماعت اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور خدمت دینی کے جس کام کے لئے وہ کھڑا کیا گیا تھا۔ اسے دنیا میں قائم کر کے نہایت کامیابی کے ساتھ دنیا سے اٹھتا ہے۔ یہ قدرت اولیٰ تھی جو ماموروں کے ساتھ ہوتی ہے۔

قدرت ثانیہ

قدرت ثانیہ کی نسبت جو مومنوں کی جماعت کے ساتھ نصرت کے رنگ میں ظہور پکڑتی ہے جس کا مذکورہ بالا آیت قرآنی میں ذکر ہے۔ حضور الوصیت میں بشارت دے گئے۔ اور لکھ گئے کہ میرا جانا ضروری ہے۔ تا قدرت ثانیہ کا ظہور ہو۔ کیونکہ یہ خدا کی نصرت کا وہ مظاہرہ ہے۔ جو جماعت کے ساتھ ہوتا ہے، فرماتے ہیں:۔

> سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤنگا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجدیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔" (الوصیت)

قادیانیوں کی ترقی تعداد کی وجوہ

قدرت ثانیہ کا وہ نظارہ ہمیں نظر نہیں آیا۔ جب تک کہ ۱۹۱۴ء کو جماعت دو حصوں میں منقسم نہیں ہو گئی۔ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کے زمانہ میں بنا بنایا کام چلتا رہا اور ترقی کرتا رہا۔ اور آج میاں محمود صاحب کی گدی کے زمانہ میں جو کچھ ترقی اس فریق کو ہے وہ محض اس وجہ سے ہے کہ بنا بنایا کام۔ بنی بنائی جماعت۔ بنی بنائی قومی جائدادیں۔ سکول۔ بورڈنگ روپیہ۔ خزانہ سبھی کچھ بنا بنایا مل گیا۔ قادیان کا مرکز اور مسیح موعود کا بیٹا ہونا کام بنا گیا۔

قادیان کی گدی نہ ہوتی۔ مسیح موعود کا بیٹا نہ ہوتے۔ اور کہیں باہر جا کر میاں محمود احمد صاحب اپنے عقیدہ تکفیر و نبوت کو پھیلا کر دکھتے اور پھر نئے سرے سے جماعت بنتی اور ترقی کرتی تو کچھ بات ہوتی۔ شکر کریں کہ قادیان ویسے بھی آباؤ اجداد کی میراث تھا۔ اور پھر مسیح موعود کی مل گئی گدی۔ اشتہاروں میں سے مل گئیں کچھ مبہم اور متشابہ پیشگوئیاں اس طرح لوگوں پر رعب جما کر اور پسر موعود کا مبہم سا چولا پہن کر لوگوں پر خلافت کا وہ رعب جمایا کہ پوپ بھی مات کر دیو کر رہ گیا۔

اس کا نام نصرت الٰہیہ نہیں۔ اس کا نام ہے دنیا۔ اور اس کے اسباب سیاست اور اس کی چالبازی ہیری اور اس کے کرشمے ہیں۔ اس طرح تو پھر دنیا بھر کے پیروں کی گدیاں قدرت ثانیہ کا مظہر بن جائیں گی۔

باقی دیکھو صــــ

جماعت لاہور کی ابتدائی حالت

قدرت ثانیہ اس کا نام ہے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب جب قادیان کے بھکروں کے طعن اور آوازوں سے تنگ آ گئے اور قادیان سے قرآن لے کر چلے آئے۔ اور سچ پوچھو تو اس میں قدرت کا اشارہ صاف نظر آتا ہے۔ کہ مسیح موعود کا ورثہ روحانی یہی قرآن تھا جو مولوی محمد علی صاحب لیکر چلے آئے۔ اینٹ پتھر۔ سونا چاندی میاں محمود صاحب سنبھالا کریں۔ خدا کے ماموروں کو ان چیزوں سے کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔ لاہور میں آئے تو کیا حال تھا۔ معدودے چند احباب تھے جنہوں نے ساتھ دیا۔ اور خیال فقط یہ تھا کہ چلو گوشے ہی میں رہ کر کچھ خدمت دین کرینگے۔ چنانچہ قرآن کریم کے ترجمہ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب لگے رہے۔ اور ادھر میاں محمود احمد صاحب نے پہلی ہی رات تمام جماعتوں میں خلافت کی اطلاعیں دیں کہ خلیفہ بالاتفاق منتخب ہو گیا ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی انصار اللہ کا جم غفیر چاروں طرف پھیل گیا۔ اور جماعتوں سے بیعتوں کی فہرستیں لکھوا لکھوا کر قادیان کی گدی کے قدموں میں لا کر ڈالنا شروع کر دیا۔ بڑے بڑے اشتہار اور پوسٹر نکلے۔ جن میں مبائعین کے نام عجیب عجیب عنوانوں سے شایع ہوتے۔ تاکہ لوگ جماعت کے رجحان کو دیکھکر قادیاں بیعت کرلیں۔ اور اس طرح میاں صاحب کی "انصار اللہ جماعت کا جو جس مقصد کے لئے بنا تھا اسے پورا کر کے ختم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت فرمائیاں

گویا میاں صاحب کی سیاست کا رنگ جو آج گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ نظر آتا ہے۔ اس کی ابجد جناب میاں صاحب نے حضرت مولانا نور الدین مرحوم کے زمانہ میں شروع کی تھی خیر تو لاہور میں کچھ بھی نہیں ایک مسجد تھی۔ خدا کی شان حضرت مسیح موعود اپنی زندگی میں لاہور تشریف لائے اور شاہ میاں کے تان کر اسی جگہ جمعہ پڑھا جہاں آج مسجد کھڑی ہے۔ جس جگہ خدا کے مامور نے جمعہ پڑھا تھا بعد میں وہیں ... ہوئی۔ جو خدا کے فضل سے آج قدرت ثانیہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے پاس رہنے کو کوئی مکان تک نہ تھا۔ اس گری ہوئی حالت سے اٹھانا اور کچھ نہ ہونے ہوئے اپنے دین کی خدمت کے لئے کیا صاف خدا کی نصرت کا ہاتھ نظر نہیں آتا۔ کیا انجمن کے مکانات اور دفاتر۔ اسکول اور اس کی عمارت اور کتب خانہ اور لٹریچر۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور تفسیر قرآن کا اردو ترجمہ اور تفسیر۔ آنحضرت صلعم کی سوانحعمری اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں۔ خلفاء راشدین کی سوانحعمریاں اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں۔ حمائل مع ترجمہ و تفسیر اردو اور انگریزی زبانوں میں۔ صحیح بخاری مع ترجمہ و حواشی۔ اور سینکڑوں کتب اور رسالے اسلام اور اس کے مسائل اور احادیث کی تائید و تشریح میں اور غیر احمدیوں اور قادیانیوں کے حملوں کی تردید میں کیا خدا کی نصرت کا بین ثبوت نہیں ہیں۔ دہلی میں اسکول قائم ہوا۔ اوکاڑہ میں خدا نے زمین عطا کی۔ ووکنگ کے مشن کی ترقی۔ برلن کے مشن اور مسجد کا وجود۔ ہالینڈ اور روانڈا کے مشن کا افتتاح۔ فیجی جاوا کے مشن کی کامیابی۔ آسام اور سیام کے مشن کا وجود۔ ٹرینیڈاڈ میں مشن کیا خدائی نصرتوں کے نشان نہیں۔ کئی اخباروں کا جماعت کی طرف سے نکلنا۔ اردو میں پیغام صلح۔ انگریزی میں لائٹ۔ مسلم ریوائیول۔ ینگ اسلام وغیرہ ... زبانوں میں لٹریچر اور قرآن کریم کا ترجمہ اور ... زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ۔ غرضیکہ خدائی نصرتوں کا شمار ... کو تو ان تعدوا نعمة الله لا تحصوھا کا مصداق ہے گنتا گنتا انسان تھک جاتا ہے۔ اور حیرت سے اور تشکر و امتنان کے جذبات سے بھرپور ہو کر اپنے رب کی چوکھٹ پر سربسجود ہو جاتا ہے۔

جماعت لاہور کا پہلا سالانہ جلسہ

ذرا پہلے سال ۱۹۱۴ء کا سالانہ جلسہ یاد کرو۔ باوجود خواجہ کمال الدین مرحوم کی محبوب و مرغوب شخصیت کی موجودگی کے جماعت کی تعداد اتنی تھی کہ مسجد کے صحن کا ایک چھوٹا سا حصہ بھی پورا نہیں ہوتا تھا۔ یا آج خدا کے فضل سے جلسہ کے موقعہ پر مسجد کا اندر اور باہر کا صحن احباب سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ہمیں تعداد پر فخر نہیں نہ یہ کوئی فخر کی چیز ہے۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله کہ بہت سی قلیل جماعتیں کثیر جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب ہو جاتی ہیں۔ اگر کثرت پر ہی فخر ہو تو مختلف گدیوں میں عرسوں کے موقعہ پر اس قدر کثرت سے مریدوں کا مجمع ہوتا ہے کہ محمودیوں کو ان سے کوئی نسبت نہیں۔

جناب خلیفہ قادیان کی سرکاری خدمات

صرف دیکھنا یہ ہے کہ وہ جو تنہا قادیان سے قرآن لے کر نکلا تھا۔ آج ایک جماعت اس کے ساتھ ہے۔ جو اللہ کے فضل سے روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ باہر غیر ممالک میں۔ مثلاً جاوا۔ فیجی۔ افریقہ۔ ایران البانیہ وغیرہ۔ اور باوجود اپنی قلت تعداد کے اللہ تعالیٰ اس جماعت سے وہ کام خدمت دین کے لے رہا ہے جن سے عقل انسانی متحیر رہ جاتی ہے۔ اسی کا نام ہوتا ہے خدا کی نصرت۔ اسی کا نام ہوتا ہے قدرت ثانیہ۔ جو مومنوں کی جماعت کے ساتھ ہوتی ہے اور جس کا وعدہ خدا نے حضرت مسیح موعود سے کیا تھا۔ کسطرح کچھ نہ تھا۔ اور کسطرح سب کچھ بنا دیا اور چھوٹی سی جماعت سے وہ خدمت دین لی جو قادیان کی گدی بمعہ اپنے کثیر التعداد مریدوں کے اب تک نہ کر سکی۔ ہاں خدمت قرآن اور تبلیغ اسلام کی توفیق نہ ملی۔ ہاں برٹش گورنمنٹ کی خفیہ خدمت ہوتی رہی۔ جس میں قوم کا لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا رہا۔ اور سینکڑوں آدمی خفیہ طور پر کارروائیاں کرتے رہے۔ میاں محمود احمد صاحب کے خطبے پڑھو تو صاف اقرار موجود ہے۔

قدرت ثانیہ وہ نصرت الٰہی ہے جو خدمت دین کیلئے ملے۔

اُن سے تو جو کچھ نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ قوم سے روپیہ تو لیا گیا مذہب کے نام پر اور خرچ کیا گورنمنٹ کی خفیہ کارروائیوں اور سیاست کی چالوں پر اور رسوخ بڑھایا دنیا اور اپنے خاندان کا۔ کیا کمال ہے۔ کیا قدرت ثانیہ اسی کا نام ہو سکتا ہے۔ لاحول ولا قوة۔ یاد رکھو ایسا خیال کرنا بھی قدرت ثانیہ کے نام کی تذلیل ہو گی۔ قدرت ثانیہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سیاست کے شطرنج پر مہرے چلانے اور خفیہ خفیہ کارروائیاں اور چالیں چلنے کا نام نہیں۔ اور نہ اس کام کے لئے مسیح موعود کی بعثت ہوئی تھی قدرت ثانیہ وہ نصرت الٰہی ہے جو مومنوں کو دین کی خدمت بجا لانے میں ملا کرتی ہے۔ سو وہ دیکھ لو کدھر ہے۔ ابھی سچ تو یہ ہے کہ ہم نے کما حقہ سعی نہیں کی۔ کاش کہ جماعت متفقہ طور پر ایک دفعہ ہمت کر کے دعا اور سعی کو نقطۂ کمال پر پہنچا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ قدرت ثانیہ کی چمک سے ایک عالم کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔

مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو پیغام

(از محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت دار و غہ نبی بخش صاحب)

دنیا میں بہتیری انجمنیں اور مجالس ہیں جن کے سالانہ جلسے آئے دن منعقد ہوتے ہیں لیکن ہماری انجمن اور اس کا جلسہ ان سب سے مختلف اور مخصوص حیثیت رکھتا ہے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام ایک ایسا کام ہے جس کی طرف آج مسلمانوں کی توجہ بالکل نہیں۔ حالانکہ یہی ایک سب سے بڑا فرض ہے۔ جو قرآن کریم نے مسلمانوں پر عائد کیا ہے۔ اور یہی وہ کام ہے جس کی وجہ سے انہیں خیر امت کہا گیا۔ لیکن افسوس اس کام کو آج مسلمانوں نے بھلا کر اور ہر قسم کے بُرے اخلاق اپنے اندر پیدا کر کے اپنے آپ کو خیر امت کی بجائے شر امت بنا لیا ہے۔

ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک مجدد و مامور ان میں بھیجا جس نے پھر اسی صحیح راستہ کی طرف انہیں بلایا جس کی تلقین حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر مسلمانوں کو کی تھی۔ اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے ایک جماعت بنانے کی دعوت انہیں دی تھی۔

احمدیہ جماعت لاہور آج اسی رستہ پر گامزن ہے۔ اور مجدد وقت کے زیر ہدایت تبلیغ کا علم لئے ہوئے اسلام کی منادی چار دانگ عالم میں کر رہی ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں نے اس کی قدر کرنے کے بجائے اس کی مخالفت اور تباہی کو اپنا شغل بنا لیا۔ اس سے بڑھ کر ان کی بدقسمتی اور کیا ہو گی۔

میں ان مسلمان بھائیوں اور خواتین سے جن کے دلوں میں اسلام کا کچھ تھوڑا بہت درد ہے۔ یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ ایک موقعہ ہے۔ کہ وہ اس جماعت اور اس کے کاموں سے براہ راست واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔ شیخ سعدی نے سچ کہا ہے شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ آج تک اس جماعت کے خلاف آپ نے بہت سی باتیں سنی ہیں۔ آئیے اور اپنی آنکھوں سے آ کر دیکھئے۔ کہ وہ کہاں تک صحیح ہیں۔ اور جس شخص اور جس جماعت کو آپ کافر و دجال قرار دے رہے ہیں۔ وہ آیا اسلام کا دشمن ہے یا سب سے بڑی خیر خواہ ہے آئیے خود اپنی آنکھوں سے آ کر دیکھئے کہ اس چھوٹی سی جماعت میں مردوں اور عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں سب کے اندر ایک ہی لگن ہے۔ کہ اسلام دنیا میں غالب اور کامیاب ہو۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا میں بلند ہو۔

اسلام اور تبلیغ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے تبلیغی کارنامے

(از جناب ملک عبدالقیوم صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا و پروفیسر لا کالج لاہور)

دین برحق کو بجا طور پر ناز ہے کہ اسکے پیرو قطع نظر اس امر سے کہ ان کے ذاتی مشاغل کیا تھے قرون اولیٰ سے لیکر کئی صدیوں تک اس کے مبلغ اور داعی رہے۔ اس میں کلام نہیں کہ ان میں سے ایک کثیر جماعت دنیا کے بلاد و امصار میں سیاسی اور تجارتی مقاصد کی تکمیل کے لئے گئی۔ مگر اس گروہ کے ساتھ ایک جماعت ایسی بھی تھی جس نے محض تبلیغ کو اپنا مقصد اولین سمجھا۔ اور اس باب میں ایسے مہتم بالشان نتائج پیدا کئے جن کے معلوم کرنے کے بعد یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہے کہ دنیا کی آبادی میں مسلمانوں کا ایک چوتھائی کا حصہ دار ہونا ان کی بے نظیر سعی کی ایک درخشندہ دلیل ہے۔ مثلاً چین کے ۲ کروڑ مسلمانوں کے مبلغ ابتداءً تو تجارت کے لئے مشرق اقصیٰ میں پہنچے۔ مگر چندے بعد انہوں نے محض تبلیغ اسلامی کو اپنا شعار قرار دیا۔ خود ہندوستان میں اسلامی حکومت کے فروغ کے ساتھ ساتھ اکابر اسلام نے اہل ملک کو اسلامی تعلیم کی خوبیوں سے بہرہ ور کیا اور اپنے اس پاک مقصد کو اس خوبی سے سرانجام دیا کہ بنگال و آسام جیسے دور افتادہ صوبجات میں کامل تین کروڑ خدا کے بندوں کو حلقہ بگوش اسلام بنانے میں کامیاب ہوئے۔

کتب تواریخ میں جہاں کہیں فروغ اشاعت اسلام کا ذکر آتا ہے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوشش اور یہ جد و جہد تنہا افراد کی ہمت کا نتیجہ ہے۔ ورنہ کسی جماعت نے کبھی کسی مخصوص ادارے اور نظام کی تشکیل نہیں کی جس کی غرض و غایت یہ رہی ہو کہ تجارتی۔ سیاسی اور معاشرتی مصالح سے قطع نظر قطعی طور پر محض تبلیغ مذہب کی جائے۔

بحمد اللہ کہ چودھویں صدی ہجری میں پروردگار کے فضل و کرم سے ایک جماعت ہندوستان میں ایسی پیدا ہوئی ہے جس نے اپنا مقصد نصب العین اشاعت اسلام قرار دیا۔ ممکن ہے کہ اس دور تجلی و ترقی میں بعض اولوالعزم مسلمان تنہا اس کار خیر کا بیڑا اٹھانے کے مدعی ہوں۔ مگر یہ زمانہ باہمی تعاون اور مشترکہ کارکردگی کا زمانہ ہے اور کوئی فرد خواہ وہ بالذات کیسے اعلیٰ اخلاق اور مستعدی کا حامل کیوں نہ ہو غیر مذاہب کے تبلیغی اداروں کے مقابل وہ نتائج پیدا نہیں کر سکتا۔ جو صرف جماعتی اور تعاونی جد و جہد سے پیدا ہو سکتے ہیں۔

مقام تعجب ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ دنیائے ایشیا و افریقہ میں مسلمانوں کی کئی ایک آزاد قومیں اب تک سیاسی آزادی کی حامل ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے توسیع اسلام کے متعلق کوئی جماعتی کوشش جاری نہیں کی۔ اور اگر اس قسم کی کارکردگی کی کوئی جھلک کسی اسلامی ملک میں نظر آتی ہے تو وہ صرف دو ملکوں یعنی ترکی اور مصر میں۔ ادارہ تدقیقات و تدریبات اسلامیہ انگورہ ایک خصوصی تبلیغی ادارہ ہے۔ لیکن اس کی حدود کار صرف اہل ترکی کے لئے مخصوص ہیں۔ حالانکہ اس کے مقاصد کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ بلاد غیر اسلامیہ میں تبلیغی مشن بھیجے جائیں۔ لیکن اس نے اس چہاردہ سالہ مقام میں اب تک ایک مشن بھی کسی اور ملک میں بھیجا نہیں گیا۔

دوسرا تبلیغی ادارہ مشہور مغربی عالم علامہ رشید رضا کا ادارہ الرشاد والدعوات قاہرہ ہے۔ جو ابتداً میں ایک اسلامی مشن کی حیثیت سے قائم کیا گیا۔ مگر اس کی کوششیں علامہ رشید رضا کی عرصۂ حیات تک محدود رہیں۔ اور گو اس کے داعیوں نے علاقہ دارفور و کاردوفان وسط افریقہ میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ مگر آج کل ان کے سلسلہ کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

ان حالات کے ماتحت مسلمانان ہندوستان کے لئے انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کا وجود ایک قابل فخر وجود ہے کیونکہ اس [illegible] کی ابتدا ایک ایسے ملک میں ہوئی جو سیاسی حیثیت سے آزاد فقط نہیں۔ مگر اس کے داعیوں نے گذشتہ نصف صدی میں مہتم بالشان جد و جہد کا ثبوت دیا۔ اور دنیا کے تقریباً ہر ایک حصہ میں اپنے مبلغ بھیجے۔ ان کے سلسلۂ اشاعت و تبلیغ سے صاف نمایاں ہوتا ہے کہ اس وقت عالم اسلام میں یہی ایک ادارہ ایسا ہے جس کی کوششوں اور حوصلوں میں ابتدا سے لے کر آج تک کوئی تنزل واقعہ نہیں ہوا اور اس کا سلسلہ اشاعت اسلام اب اسلامی تبلیغ کے ہر ایک محاذ پر سرفروشانہ کارکردگی کر رہا ہے۔ ہم مسلمانوں کو اس واحد تبلیغی مشن کا ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ اور عملاً اس امر کا ثبوت بہم پہنچانا چاہیئے۔ کہ ہمارے دلوں میں صداقت اسلام کی حرارت کم نہیں ہوئی بلکہ میں عرض کروں گا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پیروی نہ ہوگی۔ اور کوئی مسلمان مکمل مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں جس نے یا تو اس ارفع مقصد کے لئے خود اقدام نہ کیا ہو۔ یا بصورت دیگر کسی انجمن اشاعت اسلام کی کوشش میں اس کا معاون نہ ہوا ہو۔

اپنے غیر از جماعت دوستوں

کو جلسہ نمبر ضرور پڑھنے کے لئے دیجئے اور ان کو جلسہ سالانہ میں اپنے ساتھ لانے کی پوری کوشش کریں یہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر تاکید فرمائی ہے۔

نقشہ اوقات سحری و افطار ماہ رمضان ۱۳۵۳ھ

مطابق افق لاہور شہر - عرض بلد ۳۱ درجہ ۳۵ دقیقہ - طول بلد ۷۴ درجہ ۱۹ دقیقہ - بروئے لاہور لوکل ٹائم

مرتبہ جناب مرزا عزت بیگ صاحب مصنف مرأی جنتری متوطن قصبہ سامانہ ریاست پٹیالہ

تاریخ ماہ رمضان المبارک	تاریخ ماہ انگریزی	وقت صبح صادق یا ختم سحری		وقت افطاری یا غروب آفتاب برسطح زمین لاہور			وقت افطاری یا غروب آفتاب لاہور کی سطح زمین سے ۴۰۰ فٹ کی بلندی		
		منٹ	گھنٹہ	سکنڈ	منٹ	گھنٹہ	سکنڈ	منٹ	گھنٹہ
یکم یکشنبہ	۹ر دسمبر	۲۰	۵	۳۲	۲۹	۵	۳۲	۳۱	۵
۲	۱۰	۲۱	۵	۴۷	۲۹	۵	۴۷	۳۱	۵
۳	۱۱	۲۲	۵	۲	۳۰	۵	۲	۳۲	۵
۴	۱۲	۲۳	۵	۱۷	۳۰	۵	۱۷	۳۲	۵
۵	۱۳	۲۳	۵	۳۲	۳۰	۵	۳۲	۳۲	۵
۶ جمعہ	۱۴	۲۴	۵	۴۷	۳۰	۵	۴۷	۳۲	۵
۷	۱۵	۲۵	۵	۳	۳۱	۵	۳	۳۳	۵
۸	۱۶	۲۵	۵	۲۵	۳۱	۵	۲۵	۳۳	۵
۹	۱۷	۲۶	۵	۴۷	۳۱	۵	۴۷	۳۳	۵
۱۰	۱۸	۲۷	۵	۹	۳۲	۵	۹	۳۴	۵
۱۱	۱۹	۲۷	۵	۳۱	۳۲	۵	۳۱	۳۴	۵
۱۲	۲۰	۲۸	۵	۵۳	۳۲	۵	۵۳	۳۴	۵
۱۳ جمعہ	۲۱	۲۸	۵	۱۶	۳۳	۵	۱۶	۳۵	۵
۱۴	۲۲	۲۹	۵	۴۸	۳۳	۵	۴۸	۳۵	۵
۱۵	۲۳	۲۹	۵	۲۰	۳۴	۵	۲۰	۳۶	۵
۱۶	۲۴	۳۰	۵	۵۲	۳۴	۵	۵۲	۳۶	۵
۱۷	۲۵	۳۰	۵	۲۴	۳۵	۵	۲۴	۳۷	۵
۱۸	۲۶	۳۱	۵	۵۷	۳۵	۵	۵۷	۳۷	۵
۱۹	۲۷	۳۱	۵	۳۴	۳۶	۵	۳۴	۳۸	۵
۲۰ جمعہ	۲۸	۳۱	۵	۱۲	۳۷	۵	۱۲	۳۹	۵
۲۱	۲۹	۳۲	۵	۵۰	۳۷	۵	۵۰	۳۹	۵
۲۲	۳۰	۳۲	۵	۲۸	۳۸	۵	۲۸	۴۰	۵
۲۳	۳۱ ۱۹۳۵ء	۳۳	۵	۵	۳۹	۵	۵	۴۱	۵
۲۴	یکم جنوری	۳۳	۵	۴۳	۳۹	۵	۴۳	۴۱	۵
۲۵	۲	۳۳	۵	۳۲	۴۰	۵	۳۲	۴۲	۵
۲۶	۳	۳۳	۵	۲۱	۴۱	۵	۲۱	۴۳	۵
۲۷ آخری جمعہ	۴	۳۳	۵	۱۰	۴۲	۵	۱۰	۴۴	۵
۲۸	۵	۳۳	۵	۵۹	۴۲	۵	۵۹	۴۴	۵
۲۹	۶	۳۴	۵	۴۸	۴۳	۵	۴۸	۴۵	۵
۳۰	۷	۳۴	۵	۴۷	۴۴	۵	۴۷	۴۶	۵

چند ضروری باتیں

۱۔ نقشہ ہذا میں جو وقت صبح صادق کا دیا گیا ہے یہ وہ وقت ہے جبکہ آفتاب افق سے ۱۸ درجہ کی دوری پر پہنچتا ہے اور ۱۸ درجہ ہی کی دوری پر وقت صبح صادق جدول اوقات نماز خیر اللہ صاحب منجم مرحوم میں نکالا گیا ہے جو پسندیدہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ہے۔

۲۔ وقت افطار یا غروب آفتاب۔ وہ وقت ہے جبکہ سورج افق سے (جہاں آسمان اور زمین ملے ہوئے نظر آتے ہیں) نیچے چلا جاتا ہے کیونکہ اس غروب کے بعد خاصی دیر تک روشنی باقی رہتی ہے اس لئے عام ناواقف لوگوں کو سورج کے غروب ہونے میں شک معلوم ہوتا ہے اس شک کا ازالہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک صحیح چلنے والی گھڑی کا ٹائم اس ٹائم سے ملایا جائے جو روزانہ مدراس سے چار بجے شام کو ہر ایک تار گھر میں آتا ہے۔ پھر باہر میدان میں جا کر جہاں سے افق نظر آتا ہو۔ اپنی آنکھ سے سورج کا غروب ملاحظہ کریں تو ٹھیک وقت مندرجہ خانہ ملا پر سورج ڈوبتا ہوا نظر آئیگا

اگر سو فٹ کی بلندی سے سورج کا غروب دیکھا جاوے۔ تو وقت مندرجہ خانہ ملا سے ۲۵ سیکنڈ بعد سورج ڈوبتا ہوا نظر آدیگا۔ اگر ۲۰۰ فٹ کی بلندی سے دیکھیں۔ تو ایک منٹ ۱۸ سکنڈ کے بعد نظر آدیگا۔ ہم نے ۴۰۰ فٹ کی بلندی کا غروب جو سطح زمین کے غروب سے دو منٹ بعد ہے خانہ ملا میں درج کر دیا ہے لہذا وہ تمام لوگ جو زیادہ اونچے مکانات میں رہتے ہیں یا وہ لوگ جو افطاری کے معاملہ میں زیادہ احتیاط کرتے ہیں ان سب کے لئے یہ غروب مناسب اور ضروری ہے۔

(نوٹ) اگر کوئی صاحب گھڑی کو صحیح کرکے آفتاب کے غروب کا نقشہ ہذا سے مقابلہ کریں اور نتیجہ سے راقم کو بپتہ مندرجہ بالا پر اطلاع دیں۔ تو باعث مشکوری اور ثواب ہوگا۔ (راقم مرزا عزیز بیگ)

دفتر اخبار پیغام صلح

احمدیہ بلڈنگس

لاہور ۱۵ ردسمبر ۱۹۳۴ء

برادران مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند روز تک ہونیوالے قومی اجتماع یعنی جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں احباب کرام سے میں چند الفاظ قومی اخبار پیغام صلح کے متعلق کہنا چاہتا ہوں ہمارا جلسہ سالانہ عمل صادق و عزم راسخ کا ایک مظاہرہ ہوتا ہے ہمارے جمع ہونے کی ایک بڑی غرض یہ ہوتی ہے کہ گذشتہ کاموں کا جائزہ لیں اور آئندہ کے لئے پروگرام مرتب کریں۔ اس موقعہ پر وابستگان سلسلہ کی توجہ قومی اخبار کی طرف دلانا نہیں مناسب ہوگا۔

موجودہ زمانہ میں اخبارات کی جو ضرورت و اہمیت اور قوت ہے۔ اس سے تمام دوست بخوبی واقف ہیں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہمارا پریس کمزور ہے اور اس کو مضبوط بنانیکی اشد ضرورت ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ احباب جلسہ سالانہ پر کارکنان پیغام صلح کو اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید فرمائیں سلسلہ کے جو افراد ابھی خریدار نہیں وہ اس مبارک موقعہ پر خریداری قبول فرمالیں۔ پوری قیمت کی استطاعت نہ رکھنے والوں اور طلباء کو مناسب رعایت بھی دیدی جائیگی۔ جو دوست خریدار ہیں وہ نئے خریدار فراہم کرکے لائیں۔ جن کے ذمہ اخبار کا بقایا ہے۔ وہ ضرور ادا کر دیں اگر خریداران پیغام صلح ہمت کرکے چند اور جدید خریدار فراہم کر دیں تو نئے سال سے اخبار کی اشاعت دو بارہ شروع ہو سکتی ہے مخالف اخبارات احمدیت پر جو پے در پے حملے کر رہے ہیں ان کے پیش نظر اس کام کی اہمیت بالکل واضح ہے۔ مجھے امید ہے کہ احباب اسے پوری طرح محسوس کرسکینگے۔ اور اپنے پرچہ کو مضبوط کرنے کی کوشش کرینگے۔ آجکل جماعت کا پرچہ کمزور ہے اس کی زندگی خطرہ میں ہے

نیازکیش

ایڈیٹر پیغام صلح

ہمارا دینی اجتماع

(از جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

خُدا کی خوشنودی

ہر ایک مسلمان مرد اور عورت کی یہ دلی تمنا ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے۔ کہ ہم خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔ مگر کیا کبھی غور بھی کیا۔ کہ یہ مقصد کیونکر بر آسکے۔

چند روز تک سن عیسوی کے آخر میں آپ کا سالانہ جلسہ منعقد ہونا ہے۔ تاکہ آپ اپنے سال بھر کے کاموں پر تنقید کریں۔ اور آئندہ سال کے لئے نئے کام اور نئی روح کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس جائیں۔ کتنی خوش قسمت ہیں وہ ہستیاں جو ایسے موقعہ پر جمع ہو کر اسلام کی شوکت کا باعث بنتی ہیں۔

اجتماع میں زندگی کا راز پوشیدہ ہے۔ اور اس نقطہ کو اسلام نے اس قدر اہمیت دی۔ کہ دن میں پانچ دفعہ نمازوں کے پھر آٹھویں دن جمعہ کے لئے اور سال میں ایک مرتبہ حج کے لئے جمع ہونے کا حکم دیا۔ تاکہ قوم کی طاقت اور شوکت نظر آئے اس لئے اجتماع بے حد برکات کا موجب ہے۔ کاش کہ ہم اس کی قدر کریں۔ ہمارے لئے اپنی زندگی میں کئی موقعہ اور بھی اجتماع کے ہوتے ہیں۔ مثلاً عزیزوں میں کہیں شادی بیاہ یا کوئی اور تقریب ہو۔ تو کس قدر شوق اور خوشی سے اس میں شامل ہونے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کیا یہ دینی اور قومی تقریب جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود نے رکھی۔ اور جہاں آپ کو روحانی غذا ملتی ہے جس سے آپ ایک نئی زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیا یہ آپ کی اتنی توجہ کی مستحق بھی نہیں۔ جتنی ایک دنیاوی تقریب؟ اگر آپ کے دل میں اس کے لئے بھی اشتیاق اور محبت پیدا ہو۔ اور آپ مہینوں پہلے اس مبارک تقریب کے لئے تیاریاں شروع کر دیں۔ تو یقیناً آپ خدا کی خوشنودی کو حاصل کرلیں گے

روحانی غذا

غور فرمایئے۔ کہ دنیا کس قدر تیزی سے میدان ترقی میں دوڑی جارہی ہے۔ زندہ قوموں کے مرد اور عورتیں دنیا میں اپنی بہتری اور استحکام کے لئے کوشاں ہیں۔ چند سال قبل مسلمان مردہ ہو چکے تھے۔ مگر خدا کے مامور نے آکر ایک نئی روح پھونک دی۔ اور آپ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے قومی سدھار کے بوجھ کو اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھالیا۔ اب آپ کے کاندھے تکان محسوس کرنے لگے ہیں آیئے اور باہمی مشوروں اور بزرگوں کی نصیحت و تبادلہ خیالات سے اپنے بازوؤں میں نئی قوت حاصل کیجئے۔ اور وہ ذرائع سوچئے۔ جن کے ساتھ آپ اپنے اس نازک فرائض سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ یہ وہ غذا ہے جو آپ کو گھر بیٹھے نہیں مل سکتی۔ آپ اخبار میں جلسے کی کاروائی پڑھ سکتے ہیں۔ مگر وہ قوت ایمانی وہ غیرت اسلامی اور وہ روح حیات ان کاغذی اوراق میں نہیں ملے گی۔ صرف چند پیسوں کا ایثار اور چند لمحوں کی تکلیف اس روحانی دولت سے مالا مال کر سکتی ہے۔

عورت کا فرض

خدا نے عورت کے ذمہ نئی نسل کی تربیت کا فرض رکھا ہے۔ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے۔ کہ جنت ماؤں کے قدموں میں ہے یقیناً اگر ماں چاہے۔ تو اپنی نیک تربیت سے اولاد کو جنت اور بد تربیت سے دوزخ کا راستہ دکھا سکتی ہے۔ وہ ماں جو خود دین سے بے بہرہ ہے۔ جو ابھی اسلامی تعلیم عمدہ شعار سے لاعلم ہے۔ جو اپنے فرائض سے کماحقہٗ واقف نہیں۔ وہ کس طرح اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکتی ہے۔ اس کی گود میں پلے ہوئے بچے کیونکر سچے مسلمان بن کر جنت کے وارث ہو سکتے ہیں۔ یہ دینی تعلیم آج کل کے کالجوں اور بورڈنگ ہاؤس سے نہیں مل سکتی۔ یہ نعمت صرف دین کے لئے تکلیف اٹھانے اور بزرگان دین کے نصائح سننے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

ہر ایک احمدی مرد اور عورت کا یہ پہلا فرض ہے۔ کہ وہ سردی کی تکلیف اٹھا کر رمضان میں عمدہ کھانوں سے محروم ہو کر۔ گھر کے آرام کو چھوڑ کر اس قومی اجتماع کو شاندار بنائے۔ اور مخالفین کو دکھا دے۔ کہ برگزیدہ قومیں اس طرح قربانیاں کر کے اپنی زندگی کا ثبوت دیتی ہیں۔

احمدی نوجوانوں کے پیغام

(از جناب ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔ اے انچارج دفتر تحصیل)

ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جو وعدہ کیا ہے۔ اس سے ہم پر ایک بڑی بھاری ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ اس وعدہ کا ایفا ہم اپنی زندگی کا مقصد بنالیں ہم خدا کے فضل سے نوجوان ہیں۔ ہماری ہمت عالی ہمارے خیالات بلند اور اُمنگیں جوان ہیں اس لئے اس ذمہ داری سے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ جوان مردی سے تائید اور حمایت دین میں مخالفین کو شکست پر شکست دیتے ہوئے دنیا میں اپنا نام پیدا کرلیں۔ اور دربار الٰہی میں عزت حاصل کریں۔ اس عظیم الشان کام کے لئے ہم سے ایک عہد لیا گیا ہے۔ اپنے کئے ہوئے عہد کو توڑنا یا اس کے پورا کرنے میں غفلت سے کام لینا ہمارے لئے باعث ننگ ہے۔ عین بزدلی ہے۔ ہم مسیح موعود کی تربیت کردہ فوج کے بہادر سپاہی ہیں۔ اسلام کے لئے ہمارا تن من دھن قربان ہے آؤ! مخالفین کو نڈر ہو کر چیلنج دیں کہ وہ اسلام کی حمایت کرنے والوں کو مٹانے کے لئے زور لگائیں۔ اور ادھر ہم خدا کے دین کو دنیا کی تمام اقوام تک پہنچانے میں اپنی کوشش صرف کرتے ہیں۔ دیکھیں کون کامیاب ہوتا ہے۔ یقین رکھئے کہ خدا کی نصرت ہمارے ساتھ ہے ہم اس کے دین کی اشاعت کرتے ہیں۔ وہ ہماری حمایت اور تائید کریگا۔ باطل مٹ جائیگا۔ حق غالب آئیگا۔ ہمارے مخالف ناکام اور ہم شادکام رہیں گے۔

ہمارے بزرگوں نے ایک عظیم الشان عمارت کی تعمیر شروع کی ہے۔ اور ہمارے سپرد کر گئے ہیں۔ اس کی تکمیل ہمارا فرض ہے اور اس فرض کی ادائیگی ہمارے لئے کیا ہی خوش قسمتی ہے۔ اگر ہماری سستی اور غفلت سے یہ خزانہ بے بہا وراثت ہمارے ہاتھوں برباد ہو گئی۔ تو یاد رکھو ہم سا بے ہمت۔ بزدل اور بدنصیب اور کوئی نہیں ہوگا۔ ہم خدا کے غضب کے نیچے ایسے آئیں گے کہ آئندہ نسلیں ہم پر نفرین بھیجیں گی اور ماضی کی ہم ایک نہایت بُری سے بُری داستان بن کر رہ جائیں گے۔ اس لئے وقت ہے کہ ہم اپنی جوانی۔ عالی حوصلگی اور اپنی جوان اُمنگوں سے خدمت اسلام کا کچھ تو کام کر جائیں ہمیں اپنے پیشوا کی نصیحت خوب یاد ہے۔

بکوشید اے جواناں تابدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

عنقریب ہمیں ایک زریں موقع ملنے والا ہے۔ اسکے لئے مدعا ئیں ہیں ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶ دسمبر کو ہمارا قومی اجتماع ہے۔ جس کے ذریعہ ہم دنیا کو اپنے کارہائے نمایاں سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ اور مخالفین کو اپنی کامیابی جتلا کر مرعوب کر سکتے ہیں۔ اس سالانہ جلسے کی بنیاد ہمارے سپہ سالار نے اپنے ہاتھ سے رکھی اسکو کامیاب بنانا ہم جیسے وفادار سپاہیوں کا فرض ہے۔ ایک بار تو دنیا کو دکھا دو کہ اسلام کس قدر زبردست اور غالب آنے والا دین ہے۔ اور ایک مامور من اللہ کیسے اپنی ایمانی قوت سے مخالفین کو نیچا دکھاتا ہے۔ ہماری خوشی اسی میں ہے کہ اسلام دنیا کے تمام ادیان پر غالب آئے۔ اور ہمارے پیشوا کی تائید ہو۔ ہمیں اس عالی شان قومی اجتماع میں سب سے بڑھکر حصہ لینا چاہیئے۔ جلسہ کی کامیابی ہمارے دم سے ہے ہماری جوانی اور ہمت اور ہمارے جوش و خروش سے بھی جلسہ میں زندگی اور شگفتگی پیدا ہو سکتی ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم ممکن کوشش سے غیر از جماعت احباب کو اپنے اخلاق۔ اپنی خلوص دلی اور شرافت سے جلسہ میں باعزت و احترام لے آئیں اور ان کے دل میں بھی خدمت اسلام کا جوش جو ہمارے سینوں میں موجزن ہے پیدا کریں۔ اور انہیں اپنے ساتھ شانہ بشانہ دشمنان اسلام کے ساتھ مقابلہ کے لئے آمادہ کریں۔ میرے نوجوان بھائیو! ہماری جوانی فانی ہے۔ اس وقت ہم ایک اعلیٰ قوتِ عمل کے مالک ہیں۔ آؤ دین کا کچھ کام کر جائیں۔ اور خدا کا یہ سچا وعدہ هو الذی ارسل رسوله . . . . الخ اپنے ہاتھوں سے پورا ہوتے دیکھ لیں۔ اگر ہم نے اب کچھ نہ کیا۔ اور ہماری جوانی عبث گزر گئی۔ تو ہماری ہمت پست ہو جائیگی خیالات کی یہ بلند پروازیاں نہ رہیں گی۔ یہ جوش یہ ولولے سرد پڑ جائیں گے۔ اور تلافی مافات ناممکن۔ ہم کف افسوس ملتے ہوئے صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ اور خدا تعالےٰ ہماری جگہ ایک اور ایسی جماعت کھڑی کر دیگا۔ جس سے اپنے سچے وعدہ کی تکمیل کرائے گا۔

مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسماں است ایں بہر حالت شود پیدا

(خاکسار غلام محمد)

جلسہ نمبر

اپنی خواتین کو ضرور پڑھنے کے لئے دیجیو

مسلم اکابر و خواتین کے پیغامات

عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب مانگرول

امسال عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب مانگرول علالت کی وجہ سے جلسہ نمبر کیلئے مفصل پیغام عنایت نہ فرما سکے۔ صرف انجمن کے آرگن اخبار پیغام صلح کے متعلق اپنی رائے عالی رقم فرمائی۔ جو شکریئے کے ساتھ درج ذیل کی جاتی ہے۔ ممدوح کی صحت عرصہ سے غیر تسلی بخش ہے۔ تمام قارئین کرام اس لائق صد احترام مسلمان حکمران کے لئے خلوص دل سے دعا کریں۔ (ایڈیٹر)

مکرم جناب انعام الحق صاحب ایڈیٹر پیغام صلح السلام علیکم مزاج شریف۔

آپ کا خط مورخہ ۴ر دسمبر آج موصول ہو کر کاشف حقیقت ہوا۔ میں پیغام صلح کا کئی سال سے خریدار ہوں۔ اس میں جو مضامین آتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کسی نہ کسی رنگ میں اسلام کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ میں ہمیشہ اس کا مطالعہ دلچسپی سے کرتا ہوں۔ اور آپ کی اسلامی خدمات کا بھی مجھے اعتراف ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی سعی ہائے نیک میں برکت دے۔ اور آپ کا اخبار اسلام کی خدمت میں کامیاب ہو۔ آمین۔ باقی خریت ہے۔ میرا مزاج بدستور ہے۔ اور میں بخیال تبدیلی آب ہوا مضافات مانگرول میں مقیم ہوں فقط والسلام۔ (راقم خیر اندیش محمد جہانگیر عفی عنہ)

احمدیہ جماعت لاہور

(از جناب مصور فطرت خواجہ حسن نظامی صاحب)

میں بھی مسلمانوں کے ایک فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ جس کا نام صوفی ہے۔ مگر نہ میرے فرقہ میں دوسرے فرقوں کے خلاف تعصب ہے۔ نہ میں بے وجہ اختلاف و تعصب کو پسند کرتا ہوں۔

احمدیہ جماعت لاہور کی خدمات اسلام کا مجھے عرصہ دراز سے اعتراف ہے۔ اگرچہ میں اس جماعت کے ان عقائد کو تسلیم نہیں کرتا جو میرے عقائد قدیم کے خلاف ہوں تاہم اشاعت اسلام۔ حفاظت اسلام۔ اور تبلیغ اسلام وغیرہ خدمات جو احمدیہ جماعت لاہور انجام دیتی ہے۔ اور دیتی رہی ہے۔ وہ بے حد تعریف کے قابل ہیں۔

اس معاملہ میں قادیان کی جماعت کو بھی میں پسند کرتا ہوں۔ کہ وہ اشاعت اسلام حفاظت اسلام۔ اور تبلیغ اسلام کے کاموں میں نمایاں خدمت انجام دیتی رہی ہے۔

جب ناسمجھ اخبار یا ناسمجھ اشخاص میری نسبت یہ لکھتے ہیں۔ کہ میں قادیانی ہوگیا ہوں یا لاہور پارٹی کا ہم خیال ہوں۔ تو مجھے بہت ہنسی آتی ہے۔ کیونکہ صوفی کہتے ہیں۔ میں وہابی ہوں۔ وہابی کہتے ہیں۔ قبر پرست ہوں۔ سنی کہتے ہیں شیعہ ہوں۔ شیعہ کہتے ہیں خطرناک سنی ہوں ان عجیب خطابوں کی دو وجہ ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان رکابی مذہب ہو۔ اور ریاکار ہو۔ مکار ہو۔ اور کسی عقیدہ کی عزت اس کے دل میں نہ ہو۔ اور جیسی ضرورت دیکھے اور جس میں کوئی فائدہ معلوم ہو۔ ویسا ہی بن جائے۔

دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ جس فرقہ میں کوئی اچھی بات نظر آئے۔ اس کی تعریف کی جائے۔ اور جو بات بری معلوم ہو اس کو برا کہا جائے۔

بہر حال مجھے رکابی مذہب بننے کی تو ضرورت نہیں۔ کیونکہ میری روزی رکابی والوں کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ بلکہ میرے بازو کی قوت میں ہے۔ اور میں مریدوں کی نذریں بھی ذاتی خرچ میں نہیں لاتا۔ البتہ یہ درست ہے۔ کہ ہر فرقہ کی اچھی باتیں پسند کرتا ہوں۔ اور علانیہ کہتا ہوں۔ کہ فلاں فرقہ میں فلاں بات اچھی ہے۔ اور فلاں بات بری ہے۔ اس لئے ہر فرقہ برا کہتا ہے۔ کیونکہ انسان کی فطرت تعریف پسند ہے تنقید سے لوگ گھبراتے ہیں۔

خیر کوئی کچھ ہی کہے۔ میں احمدیہ جماعت لاہور کی نسبت آزادی سے یہ خیال ظاہر کرتا ہوں کہ اس کا کام اشاعت اسلام اور حفاظت اسلام اور تبلیغ اسلام کی حد تک بہت پسندیدہ ہے۔ اور بہت اعلےٰ ہے۔ اور بہت مخلصانہ ہے۔

جب میں قرآن مجید کا ہندی ترجمہ کرا رہا تھا۔ اور مشکلات پیش آ رہی تھیں تو احمدیہ جماعت لاہور نے دو آدمی بلا معاوضہ میری امداد کے لئے بھیجے تھے۔ جنہوں نے میرے آدمیوں کو بہت امداد دی تھی۔ جن میں ایک مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم تھے۔ اور دوسرے صاحب کا نام یاد نہیں رہا۔ میں ۷ مترجموں کو ساٹھ ساٹھ روپے ماہوار دیا کرتا تھا۔ اور ۲ سال سے یہ کام ہو رہا تھا۔ مگر احمدیہ جماعت کے آدمیوں نے ایک پیسہ بھی مجھ سے نہیں لیا۔

اب مجھے فرق بھی بیان کرنا چاہیئے۔ کہ تنخواہ دار ترجمہ کرنے والوں میں میرے مرید بھی تھے۔ اور دیوبندی بھی تھے۔ اور صوفی بھی تھے۔ اور پیرزادہ بھی تھے۔ اور ہندو بھی تھے۔ مگر معقول معاوضہ لینے کے بعد اپنے فرائض کو صرف ایک دیوبندی نومسلم عالم نے ادا کیا۔ باقی اور سب نے کچھ نہ کچھ کوتاہی کی۔ اور بنارس کے ہندو برہمن نے تو بدمعاملگی بھی کی۔

مولوی عصمت اللہ صاحب وغیرہ احمدیہ جماعت والوں نے جتنے دن کام کیا۔ بہت محنت اور خلوص اور دردمندی کے ساتھ کیا۔ اور مجھے ان کے کام کی نظرثانی میں زیادہ وقت نہیں ہوئی۔ باقی سب کے کام کو یا تو ردی کرنا پڑا یا بہت بدلنا پڑا اور کئی برس تک مجھے محنت کرنی پڑی۔

پس اس معیار سے احمدیہ جماعت لاہور کی تعریف کر سکتا ہوں۔ کہ اس نے کیسے ایماندار آدمی تیار کئے ہیں۔ لہٰذا انصاف کرنے والوں کو ان کے ساتھ بھی انصاف کرنا چاہیئے۔ (حسن نظامی ۳ رمضان ۱۳۵۳ھ)

جماعت احمدیہ کی بے مثال خدمت اسلام

(از جناب بیگم شاہنواز صاحبہ)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خدمت مذہب و قوم کی جو قدر میرے دل میں ہے وہ قلمبند ہو نہیں سکتی۔ جس طرح اس انجمن نے کئی ایک مغربی ممالک میں اسلام کی تعلیم کا علم بلند کیا ہے۔ اس کو کئی جگہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہوں۔ اس وقت جب کہ سائنس کی نئی روشنی نے مغرب والوں کے دلوں میں مذہب کی طرف سے ہزاروں شکوک پیدا کر دیئے ہیں۔ ایک ایسی اسلامی انجمن کا سچے اور سادہ ایک مذہب اسلام کے آسان اور عام فہم عقائد کو ان ممالک میں لوگوں کے سامنے پیش کرنا ایک بے مثال خدمت اسلام ہے۔ ہر مسلمان بھائی اور بہن کا فرض ہے۔ کہ اس انجمن کی ہر طرح سے امداد کرے (جہاں آرا شاہنواز)

جماعت احمدیہ کی قابل تحسین اسلامی خدمات

(از جناب سید عبد القادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور)

ابتدا سے صلیب اور ہلال کے درمیان آویزش چلی آتی ہے۔ عیسائی دنیا نہ صرف اپنی تلوار کو مسلمانوں کے برخلاف آزادانہ طور پر استعمال کرتی چلی آئی ہے۔ بلکہ اس نے اپنی زبان اور قلم سے بھی اسلام اور اس کے شیدائیوں کو بدنام کرنے کی ہر ممکن سعی کی ہے۔ جن لوگوں کو قرون وسطےٰ کی عیسائی دنیا کے لٹریچر پر ذرا سا عبور بھی حاصل ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ دنیا کا کوئی کذب اور کوئی بہتان نہیں جو عیسائی مصنفین نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی ذات اقدس سے منسوب نہیں کیا۔

اگر مسلمانوں کو ان افترا پردازیوں کا تھوڑا سا علم بھی ہو جائے۔ تو وہ غم و غصہ کی وجہ سے آپے سے باہر ہو جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عیسائی مصنفین کے مقابلہ میں راج پال نتھو رام اور پالال کی ناپاک ہستیاں مکتب کے بچوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ اور فی الحقیقت وہ عیسائی مصنفین کے ادنیٰ سے خوشہ چین ہیں۔

احمدی مسلمان ہیں یا نہ مسلمان۔ مجھے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور نے عیسائی مبلغین کے کذب و بہتان کے تار و پود کو بکھیرنے میں جو سعی بلیغ کی ہے۔ وہ لائق صد ہزار تحسین ہے۔ اس جماعت کے لٹریچر کی وجہ سے نہ صرف اسلام کے چہرے سے کذب و افترا کے بادل چھٹ گئے ہیں۔ بلکہ اس کی تجلی مغرب کے ظلمت کدوں کو بھی اپنی نورانی اور مقدس شعاعوں سے منور کرنے لگی ہے۔ اور اس بات کی سخت ضرورت ہے۔ کہ اس نیک کام کو مستقل طور پر جاری رکھا جائے۔ تاکہ کسی وقت اہل مغرب بھی تاتاریوں کی طرح اسلام کے لئے سینہ سپر ہو جائیں۔

عام مسلمان اعدائے اسلام کی طاغوتی طاقتوں سے بالکل بے خبر کافرگری میں مصروف ہیں۔ لیکن حالات کی ناموافقت کے باوجود جماعت احمدیہ کو اطمینان کے ساتھ تصنیف تالیف اور اشاعت اسلام کے مفید کام میں مصروف رہنا چاہیئے۔ اور خدا تعالےٰ کی ذات کے سوا کسی دنیوی طاقت سے صلہ اور انعام کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔

عرصہ ہوا۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا۔ کہ اپنے عقائد فاسدہ کی وجہ سے سر سید احمد مرحوم ضرور سزاوار جہنم ہے۔ لیکن اس کی تعلیمی اور سیاسی خدمات کی وجہ سے شائد خدا تعالےٰ انہیں بخش دے گا۔ یہی بات میں جماعت احمدیہ کے متعلق کہہ سکتا ہوں۔ اپنے غلط عقائد کی وجہ سے احمدی سزاوار جہنم بھی ہوں۔ تو بھی جس خلوص اور ایثار کے ساتھ وہ اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔ وہ ہم غیر احمدیوں کے لئے سبق آموز ہے۔ اور شائد انہیں خدمات کی وجہ سے خدا تعالےٰ ان کے گناہ معاف کر دے گا۔ ؎

شنیدم کہ در روز امید و بیم — بداں را بہ نیکاں بجشد کریم

(سید عبد القادر پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور)

جماعت احمدیہ کے کام کو قدرت ربانی دیکھ رہی ہے

(از جناب سید کشفی شاہ صاحب نظامی)

یہ پیغام ہے۔ جو تم کو دیا جاتا ہے۔ تو اس پر عامل ہو جا مسلمان اس وقت سو رہے ہیں۔ وہ اس پیغام کو بھول گئے ہیں جو ان کو دیا گیا تھا۔ کہ کفر کے قلعوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا علم بلند کرو۔ اور ان کفر کی آندھیوں کو دور کر کے توحید کی روشنی پھیلا دو۔ مغربی دنیا پر کفر کی آندھیاں چھائی ہوئی ہیں تو لاہور کے مرکز سے اٹھی۔ اور مغربی دنیا کے مرکز دل تک پہنچ کر کے تو نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پیغام سنا دیا۔ تو نے ان ہستیوں کو جو کفر کے باعث تڑپ رہی تھیں۔ پیغام حیات ان کو سنا دیا۔ تو نے انکی سرزمین میں اسلام کا بیج بو دیا جو کہ اب نشو و نما پر آ رہا ہے۔

مگر بیج بو کر کے اس کو چھوڑ دینا اور اس کی پرورش نہ کرنا دوبارہ نیند کی غفلت میں سو جانا ہے۔ تو اس سے زیادہ قربانی کے لئے تیار ہو جا۔ تو اس سے زیادہ جانثاری دکھا۔ تو اس سے زیادہ مبلغوں کی جماعت تیار کر۔ جو صرف مغربی دنیا کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ تمام دنیا کے قریہ قریہ میں پھیل جائیں۔ اور توحید کا پیغام غافل ہستیوں تک پہنچا دے۔ تو اپنے میں ایسی قوت اور جذبہ پیدا کر جس سے کفر کی آندھیاں دور ہو جائیں۔

تو یہ مت دیکھ کہ دوسرے مسلمان کیا کر رہے ہیں۔ تو اپنا فرض ادا کر۔ اور اس سے زیادہ کر۔ جو اب تک کیا گیا ہے۔ قدرت ربانی تیرے کام کو دیکھ رہی ہے۔ وہی تیری معاون و مددگار رہے۔ اس کے پھر دسہ پر کفر کے لشکر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نغمہ سنا دے۔ (خادم کشفی نظامی)

مغربی ممالک میں انجمن کی خدمات اسلامی

(از جناب ملک عبد المجید خاں صاحب پرنسپل مشن کالج لاہور)

سنہ ۱۹۲۴ء سے لے کر آج تک احمدیوں کی لاہوری جماعت کے لٹریچر کا باقاعدہ مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ اور میری رائے میں اسلام کے متعلق جو مکروہ پروپیگنڈا اور کئی قسم کی غلط فہمیاں مغربی ممالک میں پھیلی ہوئی تھیں۔ ان کو دور کرنے اور مخالفین اسلام کی ناپاک کوششوں کا کلی طور پر سد باب کرنے کے لئے جو نمایاں خدمات اس جماعت کے معدودے چند حضرات نے قبلہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت کی رہنمائی اور قیادت میں کی ہیں۔ وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ قبلہ مولوی محمد علی صاحب ایثار و قربانی کا ایک مجسمہ ہیں۔ اور انہوں نے جس جانفشانی اور تندہی سے اسلام کی عزت کو برقرار رکھنے اور اسلامی اصولوں کی صحیح ترجمانی مغربی دنیا میں کرنے کے لئے جو قیمتی وقت صرف کیا ہے۔ اس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ مختلف مغربی زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی تالیف و اشاعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے صرف کثیر اور بڑی زحمت گوارا کرنے کے بعد کی ہے۔ میں مولوی صاحب ممدوح اور ان کے دیگر رفقا کار کو ان خدمات اسلامی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آنے والے زمانے میں وہ اپنی تعداد اور استعداد سے بڑھ چڑھ کر اسلام کی اشاعت میں کوشاں رہیں گے (عبد المجید خاں الاکبر)

ایک معزز خاتون کا پیغام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے کارہائے نمایاں سب پر اظہر من الشمس ہیں۔ اس انجمن کے ہر فرد میں قومی جذبہ۔ سچا ایثار اور بلند ہمتی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ یہ انجمن اپنے ہر کام میں دن بدن ترقی کر رہی ہے سچ تو یہ ہے کہ اسلامی خدمت حقیقی معنوں میں ہو رہی ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ یہ خدمت اسلام اعلاء کا بول بالا دنیا کے ہر گوشے میں کر کے رہے گی۔ انشاء اللہ (بیگم ... علی)

(بقیہ صفحہ ۲۹)

ہے لیکن بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید پائے محمدیاں بر منار محکم تر خوابد افتاد" اٹھو! اسلام کے نوجوانوں!!! فکر فردا کرو۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے مت بیٹھو جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ یکزبان و یکدل ہو جاؤ۔ اخوت و محبت کی زنجیروں کو پہن لو۔ اسلام کو اپنے خون سے زندہ کر دو۔ اور اگر اس وقت سیف نہیں تو کیا ہوا اسلام از خود سیف ہے۔ رسول مقبول کی کی زندگی سے سبق لو احمدی ہو خدا محمدی بنا دے گا۔ اسلام کے نور سے ظلمت کو پاش پاش کر دو۔ یعنی اسلام کو زندہ کر دو۔

آہ مسلمان قوم نے اس لائحہ عمل کو قبول نہ کیا۔ لیکن احمدی نوجوانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اسی کے لئے جیئیں۔ اسی کے لئے مریں اور دکھا دیں۔ کہ اس محسن اعظم کے الفاظ بے اثر نہیں۔ مگر ہماری لوح دل پر محفوظ ہیں۔ اور ہماری زندگیاں" اسلام زندہ کرنے کے لئے وقف۔

نوجوانوں کے نام ایک نوجوان کا پیغام

(از جناب ایس عبید اللہ صاحب۔ وزیر آباد)

آج جبکہ مخالفین نے تحریک احمدیت کے برخلاف ایک طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے جس پودے کو حضرت مسیح موعود مجدد دوراں نے اپنے خون جگر سے سینچا۔ جس کو بزرگان سلسلہ نے اپنے خون کے ساتھ پرورش کیا۔ اور جو خدائی آواز کے موافق لگایا گیا ہے۔ وہ اس کے مٹانے کے درپے ہیں۔ لیکن وہ خوب یاد رکھیں۔ کہ یہ خدائی کام ہے۔ کسی سے ہرگز مٹ نہیں سکتا۔ اس طوفان بے تمیزی میں ہم نوجوانوں پر کچھ فرض عائد ہوتا ہے۔ وہ عہد جو ہم نے بیعت کے وقت کیا تھا یعنی دین کو دنیا پر مقدم کریں گا۔ اس عہد کو پورا کرنے کا یہی وقت ہے۔

حضرت مسیح موعود نے سال میں ایک دفعہ قومی اجتماع کی ابتدا کی۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ ہم سب ایک جگہ جمع ہو کر اپنے اس کام کا علاج کریں۔ آپس میں ملاقات کریں۔ تاکہ ایک دوسرے کے لئے محبت۔ اخوت۔ الفت اور ہمدردی کے پاک جذبات پیدا ہوں اور ہم پکے مسلمان بن جائیں۔ اور بزرگان کی صحبت سے فیض حاصل کریں۔

یہ جلسہ بھی اسی مقصد کے لئے ہے۔ کہ ہم سب ملکر دین کے کام کو تقویت دیں۔ اور زیادہ سے زیادہ جمع ہو کر دنیا پہ ظاہر کر دیں۔ کہ اسلام اور احمدیت زندہ ہیں۔

نوجوانوں کو خاص طور جلسہ سالانہ پر حاضر ہونا چاہیئے۔ تاکہ ہم میں بھی خدمت دین کا جذبہ اور اخوت اور ہمدردی پیدا ہو۔ آگے چل کر اس کام کا بوجھ ہمارے کندھوں پر پڑنا ہے۔ اور ہمیں چاہیئے کہ ہم اس کام کے اہل ثابت ہوں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ہم جلسہ سالانہ پر لاہور پہنچیں۔ تاکہ بزرگوں کو کام کرتے دیکھ کر ہم میں بھی کام کا شوق پیدا ہو۔ اور ہم بھی ان کے رنگ میں رنگین ہو جائیں۔

بزرگانِ و نوجوانانِ جماعت کے چند مختصر پیغامات

جناب خان بہادر غلام رسول صاحب مہتمم جھنگ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے — لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ ایک گمنام دیہاتی نے یا تی نک من کل فج عمیق اور میں تیرا نام دنیا کے کناروں تک پہنچایا جائے گا۔ اور اسی قبیل کے بڑے بڑے دعوے کئے۔ جو اس وقت کے حالات کے لحاظ سے ایک بڑا بول یا ایک مجنوں کی بڑ سے بڑھ کر وقعت نہ رکھتا تھا۔ اور ایک یہ بھی زمانہ ہے کہ ہماری آنکھوں کے دیکھتے دیکھتے آج لفظاً بلفظاً ثابت ہو کر ان سب کے سچے الہام اور کلام الٰہی ہونے پر صداقت کی مہر لگا رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قضاء حق ہے جو پوری ہوئی اور پوری ہو کر رہے گی۔ مگر کس قدر خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اس کے پورے کرنے کا ذریعہ بنے اور بن رہے ہیں۔

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی — منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

ایک طرف جماعت کی ہر طرح کی بیکسی اور بے بضاعتی اور دوسری طرف ان کے کام کی جو ان کے سامنے ہے اور اس میں سے جس قدر وہ کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں اس کی اہمیت اس مادی زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرت اور اس کے پیارے محبوب حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے سچے عاشق اور غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر براہین نیرہ اور اتمام حجت ہیں۔ دسمبر کے آخری ایام جہاں دنیا بھر میں مختلف جماعتوں انجمنوں و سوسائٹیوں کے اجتماع اور جلسے ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی یہ چھوٹی سی بے بضاعت جماعت محض اللہ تعالیٰ مخلصین کی خالص خدمت کے لئے جمع ہو کر اپنے گذشتہ اور آئندہ کام پر تبصرہ اور غور کرتی ہے۔ برگزیدگان سلسلہ کے قربانی کے نمونوں اور اعمال حسنہ سے مستفید ہوتی ہے۔ اور باہم ارتباط جو جماعت کا جوہر اور جماعتی کام کی روح ہے بڑھاتی ہے جس قدر کام ہو چکا ہے اسے دیکھ کر شکر کرتی ہے اور آئندہ کے لئے جدوجہد کا تہیہ کرنے کی تحریکیں پاتی ہے۔ یہ کس قدر واقعی فخر کا مقام ہے کہ اس قدر وسیع دنیا میں صحیح اعتقاد اور خالص خدمت اشاعتِ اسلام کی علمبرداری اور صرف یہی مٹھی بھر جماعت ہے۔ جس کی خدا ہی جانے اسے کونسی ادا پسند آگئی ہے۔ کہ ان کی بیکسی اور بے بضاعتی کے باوجود ان کو اپنے دین کی اشاعت کے اہم کام کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ باایں ہمہ ہماری اس پاک ذات سے کوئی ناطہ داری نہیں۔ اور اس کا قانون ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ سو شرط شکر یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے ہم لاہور پہنچ کر اس سالانہ اجتماع میں شامل ہوں۔ اور اس کی برکات سے متمتع ہوں۔ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو ساتھ لے جائیں۔ عزیزوں بلکہ معاندین کو بھی ساتھ لے جائیں۔ اور دکھائیں کہ آؤ لوگو یہیں نورِ خدا پاؤ گے کیسے صادق اور مصداق کا قول تھا۔

جناب مولوی عزیز بخش صاحب

برادرانِ اسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اپنی جماعت کا جلسہ سالانہ پہلی دفعہ تجویز فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی اغراض بیان فرمائی تھیں۔ جو آپ آئینہ کمالات اسلام کے اخیر حضور کی تحریر مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء میں زیر عنوان قیامت کی نشانی پڑھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان اغراض کو حضور کی تبلیغی جانشین احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام پورا کر رہی ہے۔ حضور نے فرمایا تھا کہ "اس جلسہ کے اغراض میں سب سے بڑی غرض یہ بھی ہے کہ ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات دینی وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو"۔ ہم میں اس وقت حضور کا ایک شاگرد خاص جس نے حضور کی صحبت میں رہ کر تربیت دینی پائی۔ اور حضور کے مقاصد اعلیٰ جو اعلائے کلمۂ اسلام و شرع متین کے متعلق تھے۔ حضور کی زندگی میں اس طرح سے اپنی ہستی کو کھو کر سرانجام دئے کہ گویا وہ آپ کے وجود میں داخل ہو کر اسی بارور درخت کی ایک شاخ بن گیا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یقین دلایا تھا کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ و تفسیر کر کے مغربی ممالک میں پھیلانے کا کام "یا مجھ سے ہو سکے گا یا اس سے جو میری شاخ ہو اور میرے وجود میں ہی داخل ہے۔ یہ کام حضرت مولانا محمد علی صاحب اور آپ کی جماعت کے ہاتھ سے کرایا"۔ یہ بڑی دینی خدمت ہے جس کے باعث مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم برپا ہوا اور ایسے لوگوں کا رجوع اسلام کی طرف ہونے لگا۔ جو اس کا نام سننے سے بھی متنفر تھے۔ پس اب ہم

حضرت مسیح موعود کی اس سب سے بڑی غرض کو اسی صورت میں پورا کر سکتے ہیں کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے اپنے کاروبار چھوڑ کر اپنی انجمن کو جو اس وقت مالی مشکلات میں مبتلا ہے تقویت پہنچانے کے لئے جد و جہد میں لگ جائیں۔ اور جب آئیں تو انجمن کے لئے کوئی تحفہ لے کر آئیں۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل کس طرح آپ کی مدد کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا وعدہ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے پاؤں مضبوط کر دے گا) نہ پہلے کبھی خطا گیا اور نہ اب جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری جماعت کو عقائد کے لحاظ سے ایسے مقام پر کھڑا کیا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے مخالف کو اس پر حرف رکھنے کی جرأت نہیں ہے۔ ہاں ہمارے مخالفین ہمارے امام علیہ السلام کی طرف غلط باتیں منسوب کر کے شروع ہی آپ کے اس نیک کام میں روکاوٹ ڈالتے رہے ہیں اور اس وقت بھی اسی طرح کے افتراؤں سے ایک طوفانِ بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ لیکن ہمیں خدا کے فضل و کرم سے کوئی خوف نہیں۔ باطل کا جوش نہ پہلے کبھی حق کو مٹا سکا ہے۔ نہ آئندہ مٹا سکے گا۔ البتہ جس طرح باطل اپنا سارا زور حق کے مٹانے پر لگا رہا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو باطل کے مٹانے پر اپنی ساری طاقت خرچ کرنی ضروری ہے۔ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی نصرت کو جذب کر سکیں۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ میں اپنے بھائیوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان سے التجا کرتا ہوں۔ کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو جو اس سلسلہ میں تاحال داخل نہیں ہوئے۔ اپنے ساتھ لانے کی کوشش کریں۔

جناب مولوی عبدالرحمن صاحب دہلی

ہمارا سالانہ جلسہ بہت قریب آ رہا ہے۔ یعنی ۲۴۔ ۲۵ اور ۲۶ دسمبر تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔ گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی یہ جلسہ رمضان المبارک میں ہوگا جو ایک بہت بابرکت مہینہ ہے حضرت نبی کریم نے خاص طور پر اس مہینے میں مجاہدات کا حکم دیا ہے۔ ہر ایک متمدن قوم جو دنیا میں اپنا نظام قائم کرنا چاہتی ہے۔ اور اپنی بہبودی اور ترقی کی خواہاں ہے۔ اس کے لئے کم از کم سال میں ایک دفعہ اکٹھا ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس قومی اجتماع کے بغیر بیداری اور قوتِ عمل کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اس قسم کے جلسوں کی ضرورت ایک ایسی بین چیز ہے۔ کہ اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک عقلمند انسان اس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کے لئے سالانہ جلسہ کی بنیاد رکھی اور اس کی ضرورت کو بیان فرماتے ہوئے جس قدر تاکید احباب جماعت کو ان جلسوں میں شامل ہونے کی کی ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ احمدی جماعت کے ہر ایک فرد کو اس کا علم ہے۔ جماعت کے تمام احباب کا یہ فرض ہے۔ کہ اس جلسہ میں شامل ہونے کی پوری پوری کوشش کریں اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ اور سلسلہ کے دیگر بزرگوں کے پاکیزہ نصائح سے مستفیض ہوں اور رمضان المبارک کے برکات اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں سے فائدہ اٹھائیں۔

بکوشید اے جوانان!!!

(از جناب مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب)

حضرت مسیح موعود نے عالم اسلامی کی سیاسی زبوں حالی کا مطالعہ مومنانہ بصیرت سے فرمایا۔ تو لاتقنطوا من رحمۃ اللہ نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ ناامیدی امید سے بدل گئی۔ آسمان سے نامہ و پیام ہونے لگا۔ خدائے محمد نے یہ فیصلہ کر لیا کہ گو دنیا اس وقت اسلام کو آخری دموں پر سمجھتی ہے لیکن میں ہر قلب سلیم میں اس کی صورت کا علم گاڑ دوں گا۔ اور علمائے شرق و غرب کو محمد صلعم کے قدموں میں گرا دوں گا۔

مسلمانوں کی طاقت منتشر تھی۔ وہ بکھرے ہوئے گلہ کی طرح سرگرداں تھے۔ ان کو کہیں پناہ نہ ملتی تھی مقصدِ حیات و لائحہ عمل مفقود تھا۔ ان کی پریشان آنکھیں وحشت زدہ چہرے۔ لڑکھڑاتے قدم بتاتے تھے۔ کہ ابھی ثریا سے ثریٰ میں گرے ہیں۔ وہ حیران و بےحواس تھے کہ کیا تھے اور کیا ہو گئے ہم یکایک ایک اللہ والے نے نعرہ حیات بلند کیا۔ اور لا تقنطوا کا پیغام سنایا۔ کہ گو اس وقت اسلامی شوکت گہنا گئی ہے۔ گو ظاہر سے مستقبل تاریک نظر آتا ہے مگر اعداء کا جھگڑا اتنے دن میں ختم ہو جائے گا

عرض حال

(از ایڈیٹر)

جلسہ نمبر جس کا اعلان کیا گیا تھا حاضر ہے اس کی تیاری کے لئے عملہ کو صرف چند روز کی مہلت ملی۔ ترتیب وکتابت نہایت عجلت میں ہوئی۔ بہرحال جو کچھ بن پڑا حاضر ہے۔ دعا کیجئے کہ جس مقصد کے لئے یہ شائع کیا گیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس پرچہ کو خود بغور مطالعہ فرمائیں، اور اپنی خواتین اپنے بچوں، رشتہ داروں اور دوستوں تک بھی پہنچائیں۔ آپ ان چند اوراق کی امداد سے غیر از جماعت رشتہ داروں اور دوستوں کو آسانی سے جلسہ میں لا سکتے ہیں۔

اس پرچہ کیلئے جن بزرگوں اور دوستوں نے عدیم الفرصتی کے باوجود نہایت قلیل مدت میں مضامین و پیغامات عنایت فرمائے۔ خاکسار ان کا بے حد سپاس گذار ہے غیر از جماعت اکابر میں سے عالیجناب ہز ہائنس نواب صاحب مانگرول، مصور فطرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی، جناب ملک عبد القیوم صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لیکچرار لاء کالج لاہور، جناب سید عبد القادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور، محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ اور محترمہ بیگم قلندر علی خاں صاحبہ کا خاص طور پر ممنون ہوں۔ ان قابل احترام بہنوں نے میری پہلی درخواست پر اپنے قیمتی خیالات قلمبند کر کے بھیج دیئے

بعض دوستوں نے اس پرچہ کی کاپیاں اور پروف پڑھنے میں امداد دی۔ جن میں سے مولوی عبد الوہاب صاحب اور مولوی محمد فاضل صاحب خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان کا بھی سپاس گذار ہوں۔

معذرت ایک ایسا ناخوشگوار فرض ہے جو غالباً اخبار نویس کی قسمت سے جدا نہیں ہو سکتا۔ بعض اصحاب کی تحریریں غیر معمولی تاخیر سے موصول ہوئیں اور درج ہونے سے رہ گئیں چند مضامین بروقت موصول ہونے کے باوجود قلت گنجائش کی وجہ سے درج نہ کئے جا سکے جماعت دہلی کی ایک تحریر درج نہ ہونے کا خصوصیت سے افسوس ہے ان سب سے معافی کا خواستگار ہوں کوشش کرونگا کہ سب چیزیں آئندہ پرچہ میں جلسہ سالانہ سے قبل شائع ہو جائیں۔

کثرت کار کی وجہ سے میں جلسہ نمبر کی اکثر کاپیاں اور پروف خود نہ پڑھ سکا اور بعض احباب سے امداد لی۔ لیکن ان کی پر خلوص سعی و محنت کے باوجود بعض افسوسناک غلطیاں رہ گئیں جن کی سب سے بڑی وجہ عجلت ہے۔ واقف کار اصحاب جانتے ہیں۔ کہ لیتھو کی چھپائی میں غلطیاں ضروری رہ جاتی ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صاحب ذوق ناظرین کو یہ بہت ناگوار گذرتی ہیں بہرحال ندامت کے ساتھ مضمون نگار حضرات اور قارئین کرام سے معذرت خواہ ہوں۔

دعا میں بہت بڑی طاقت اور اثر ہے حضرت مسیح موعود نے اس پر خاص طور پر زور دیا ہے اگر انفرادی طور پر دعا کی جائے تو بھی اس میں بہت قوت ہوتی ہے انسان کا دنیوی ساز و سامان سے مایوس ہو کر خدا کے سامنے عاجزانہ گرجانا نصرت و کامیابی کے بہت سے مخفی دروازے کھول دیتا ہے لیکن اجتماع کی دعا اور بندوں کا اپنے مالک حقیقی کے آگے گرنا مصائب و مخالفین کے مقابلے پر ایک ایسا حربہ ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ جلسہ سالانہ باہم مل کر دعا کرنیکا ایک نہایت قیمتی موقع ہے جس سے ہمیں پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہیئے خاص کر اس لئے کہ یہ اجتماع رمضان کے مبارک مہینہ میں آ رہا ہے۔ ان دعاؤں میں قومی کارکنوں اور بیمار اور مصیبت زدہ دوستوں کو بھی یاد رکھنا چاہیئے

www.aaiil.org

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۳۴ء | نمبر ۷۹

احمدیہ کانفرنس

میں پیش ہونے والی تجاویز

جلسہ سالانہ پر احمدیہ کانفرنس کا اجلاس ۲۶ دسمبر کو بعد نماز ظہر منعقد ہوگا۔ اس میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش ہونگی تمام احباب ان تجاویز پر پوری طرح غور و فکر کرکے آئیں تاکہ ان کے متعلق مفید مشورے دے سکیں۔ (مدیر)

تجاویز ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب

۱۔ بیرونجات سے لاہور میں تعلیم کیلئے ہماری جماعت کے طلبا رہتے ہیں اُنکے قیام کیلئے انجمن کو کوئی انتظام کرنا چاہیئے تاکہ دنیوی تعلیم کے علاوہ وہ دینی تعلیم بھی حاصل کرسکیں اور جماعت کے ساتھ انکا تعلق تقویت پکڑے

۲۔ ادارہ تصنیف مرکز میں قائم ہو۔ جہاں مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر کے تراجم کرنیوالے اصحاب رکھے جائیں حضرت مسیح موعودؑ کا بھی یہی ارشاد ہے کہ مغرب میں تبلیغ مرکز سے ہو۔ وہاں امام نہ بھیجے جاویں۔ بلکہ ایجنٹ رکھے جائیں۔ جو لٹریچر پھیلائیں اس سے کم خرچ اور فائدہ زیادہ ہوگا۔

تجاویز قاضی عبد الرشید صاحب مانسہرہ

۱۔ تقریر اور وعظ کوئی شک نہیں موثر ہوسکتی ہے مگر وقتی لٹریچر کا اثر اتنا وسیع اور دیرپا ہے تعلیم یافتہ طبقہ کو جماعت میں شامل کرنے کے لئے سب سے پہلے ان شبہات کا ازالہ ضروری ہے جو جو اسلام کے متعلق ہیں۔ لہذا لٹریچر پیدا کیا جائے اور حضرت مسیح موعودؑ کے لٹریچر کی اشاعت پورے طور سے کی جائے۔

۲۔ ہر جماعت میں ایک ریڈنگ روم اور لائبریری قائم کی جائے۔ اور ان کے منتظمین جو تنخواہ دار ہوں۔ کا تعلق مرکز سے ہو۔ تاکہ نظام باقاعدہ رہ سکے۔ اس سے نہ صرف جماعت فائدہ اٹھائے گی۔ بلکہ غیر احمدی احباب کے لئے بھی تقویت کا باعث ہوگی۔"

احباب جماعت کی خدمت میں

کارکنان پیغام صلح کی چند گذارشات

۱۔ ایام جلسہ میں اخبار پیغام صلح کا دفتر جلسہ گاہ کے قریب کسی نمایاں مقام پر موجود ہوگا۔ جو احباب چندہ ادا کرنا چاہیں۔ یا پتہ تبدیل کرانا چاہیں۔ یا اپنا حساب پڑتال کرنا چاہیں۔ وہ وہاں تشریف لے آئیں۔

۲۔ جن اصحاب کا چندہ اخبار ماہ نومبر یا اس سے قبل ہی ختم ہوچکا ہے یا دسمبر یا جنوری ۱۹۳۵ء میں ختم ہونیوالا ہے۔ انکی خدمت میں تاکیداً عرض ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ضرور ادا فرمادیں اگر کوئی دوست کسی خاص وجہ سے خود تشریف نہ لاسکیں تو وہ اپنی جماعت کے کسی دوسرے دوست کے ہاتھ ارسال فرمادیں۔

۳۔ جن احباب جماعت کے نام پیغام صلح نہیں جاتا وہ قومی دربار کی اس مبارک تقریب پر ضرور اپنے نام اخبار جاری کراکر چندہ دفتر اخبار میں ادا فرمادیں۔

۴۔ ایام جلسہ میں چونکہ مہمانوں اور دفاتر انجمن کو بیحد مصروفیت ہوتی ہے جلسہ گاہ کے قریب عارضی طور پر جو دفاتر کھولے جاتے ہیں ان میں تمام رجسٹر بھی موجود نہیں ہوتے اس لئے تمام خریدار صاحبان اپنے نمبر خریداری نوٹ کرکے ہمراہ لے آئیں اس طرح بہت آسانی ہوجائیگی۔

۵۔ بہت سے احباب کے ذمہ جلسہ نمبر کی رقوم بھی ہیں ان سب کا بھی جلسہ سالانہ پر ادا ہوجانا نہایت ضروری ہے

۶۔ تمام رقوم باضابطہ رسید ادا کی جائیں اور اس بات کی نہایت سختی سے پابندی کی جائے۔

۷۔ اخبار "لائٹ" اور رسالہ مسلم ریواول کے دفاتر بھی جلسہ گاہ کے قریب موجود ہوں گے۔ جن دوستوں کے ذمہ ان کا چندہ ہو۔ وہ بھی ادا کردیں۔

انوار القرآن

کے متعلق آخری اطلاع

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تفسیر انوار القرآن کا ذکر پیغام صلح میں کئی مرتبہ ہوچکا ہے ڈاکٹر صاحب ممدوح اس کو نہایت اہتمام سے تیار کرا رہے ہیں اگر مشیت الٰہی نے انسانی ارادوں اور کوششوں کی تائید کی تو اس پرچہ کے احباب تک پہنچنے تک کتاب پریس سے مکمل ہوکر دفتر کے ہاں پہنچ چکی ہوگی اور جلد بندی کے مراحل طے کر رہی ہوگی جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کی تالیف میں جس محنت و کاوش سے کام لیا ہے اس کو چند سطروں میں بیان کرنا دشوار ہے مختصر یہ کہ انوار القرآن برسوں کے گہرے مطالعہ غور و فکر اور تلاش و جستجو کا عطر ہے اس کے علاوہ انہوں نے اس کی کتابت اور طباعت کیلئے بھی غیر معمولی مصارف برداشت کرکے خاص اہتمام کیا۔ اس کی کتابت نہایت اعلیٰ ہے کاغذ نہایت عمدہ لگایا گیا ہے لاہور کے بہترین پریس میں طبع ہوئی ہے ایک مشہور فرم میں جلد سازی کا انتظام کیا گیا ہے جس اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری توقع ہے کہ جلسہ سالانہ تک کتاب مکمل ہوکر شائقین کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگی۔

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے یہ زحمت محض احباب کے پے در پے اصرار پر گوارا فرمائی ہے اب احباب کا فرض ہے کہ اس بیش بہا نعمت کی قدردانی کا عملی ثبوت پیش کریں قیمت بھی بہت کم یعنی فی جلد صرف دو روپے رکھی گئی ہے جو اخراجات کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ بعد میں اضافہ کرنے کا ارادہ ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ جلسہ سالانہ پر احباب معقول تعداد میں خرید کر خود پڑھیں اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کو عید کے تحفہ کے طور پر دیں ایام جلسہ میں دار الکتب اسلامیہ کا بک سٹال جلسہ گاہ کے قریب موجود ہوگا۔ دوسری کتابوں کے ساتھ انوار القرآن بھی انشاء اللہ اسی جگہ مل جائیگی جن احباب نے پیشگی قیمت ارسال کی ہوئی ہے یا آرڈر دیا ہوا ہے وہ لازمی طور پر وہاں سے یا دفتر دار الکتب سے حاصل کرلیں اگر ان میں سے کوئی صاحب کسی مجبوری کی وجہ سے خود تشریف نہ لاسکیں۔ تو وہ کسی دوسرے دوست کے ذریعہ منگوالیں۔

نوٹ: صفحہ ۲ پر حضرت امیر کا ایک ضروری اعلان چھپ گئے ہیں درج ہے احباب اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں

تحریف اور افترا کی انتہا

مولوی ظفر علی خاں کی بیباکی!

دوسرا چیلنج

مولوی ظفر علی خاں نے اپنے مکتوب مفتوح بنام ملک معظم میں یہ لکھا تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام پر زنا کا کھلا ہوا الزام دیا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ولد الزنا کہا ہے مگر اس کی تائید میں کوئی تحریر حضرت مرزا صاحب کی پیش نہیں کی اور جو تحریر پیش کی۔ اس میں قطعاً کوئی ایسا ذکر نہ تھا۔ اس پر ہم نے مولوی صاحب کو چیلنج دیا۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی ہزارہا صفحات کی تحریروں میں سے کوئی جملہ ایسا پیش کریں جس میں حضرت مریم پر زنا کا الزام دیا گیا ہو۔ یا حضرت مسیح کو ولد الزنا کہا گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے بطور نمونہ دو تحریریں پیش کیں جن میں بار بار صاف صاف الفاظ میں لکھا ہوا موجود ہے کہ حضرت مریم سے حضرت عیسے کی پیدائش معجزانہ تھی اور یہ اللہ تعالے کی طرف سے ایک نشان تھا۔

مولوی ظفر علی خاں نے صاف الفاظ میں ابھی تک ہمارے چیلنج کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن اس کے بعد اس کے مضمون ۱۶ر دسمبر ۱۹۳۴ء کے زمیندار میں پھر لکھا ہے جس میں حضرت مرزا صاحب پر اسی الزام کا اعادہ کیا ہے اور ایسا حوالہ پیش کیا ہے جس میں تحریف اور افترا کو انتہا کو پہنچا دیا ہے۔ مگر نہ اب تک حضرت مریم صدیقہ پر زنا کا کھلا ہوا الزام دکھایا ہے نہ کہیں حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں حضرت عیسے کے لئے ولد الزنا کا لفظ دکھایا ہے اور بار بار ہمیں اخبار کو اور اپنے ناظرین کو روزانہ ان جھوٹوں سے اور ایسے ہی بیسیوں اور جھوٹوں سے سیاہ کر رہا ہے۔ مولوی ظفر علی نے زمیندار ۲۰ر دسمبر میں ایک حوالہ ایام الصلح صہ ۶۵ کا دیا ہے جو اصل میں صہ ۶۶ پر ہے۔ جو الفاظ نقل کئے ہیں پہلے یہ زبان جو خود کھلا جھوٹ بول رہا ہے۔ یوں لکھتا ہے:۔

"یہ بدبخت انہیں بدنام کرنے کی غرض سے اپنی متخیلانہ قوت متخیلہ پر زور ڈال کر طرح طرح کے ناپاک افترا تصنیف کرتا ہے اور انواع و اقسام کے جھوٹ صرف اس مقصد سے بولتا ہے کہ کسی طرح یہ بات ثابت ہو جائے کہ مریم صدیقہ نکاح سے قبل منگنی کے ایام میں ہی یوسف سے حمل ٹھہر گیا تھا۔"

اس کے بعد وہ یہ لکھ کر کہ "اصل خرافات متنبی قادیان کی ملاحظہ ہوں" وہ الفاظ جو دائیں کالم میں ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتا ہے۔ حالانکہ آپ کی عبارت وہ ہے۔ جو بائیں کالم میں ہے:۔

مولوی ظفر علی خاں نے جو الفاظ حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں:۔	ایام الصلح صہ ۶۶ کے اصل الفاظ
"پانچواں قرینہ اس بات پر کہ قوم افغان یہودی الاصل ہے اور ان دونوں قوم افغان اور یہود کی عادات آپس میں ملتی ہیں۔ مثلاً سگائی اور نکاح میں فرق نہ کرنا۔ یعنی بعض افغان قوموں میں نسبت کے بعد لڑکا لڑکی اس قدر خلط ملط ہو جاتے ہیں کہ اکثر اوقات نکاح سے پہلے ہی لڑکیوں کو حمل ہو جاتا ہے یہی رسم یہود میں تھی۔ دیکھو مریم صدیقہ اپنے منسوب یوسف کے ساتھ گھر کے باہر چکر لگایا کرتی تھی۔"	"پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں۔ جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مخالطت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے۔"

ان دونوں عبارتوں کے فرق کو دیکھئے۔ ظاہر ہے کہ یہ نہ کاتب کا تصرف ہے نہ کسی اور کا بلکہ خود مولوی ظفر علی کا۔ جو اپنے لئے پیرانہ تقدس سے بھی کچھ بڑھ کر دعویدار ہے۔ روز روشن میں یہ جھوٹ بناتا ہے اصل عبارت اور منقول عبارت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے کہیں نہیں لکھا۔ کہ مریم صدیقہ کو نکاح سے قبل منگنی کے ایام میں یوسف سے حمل ٹھہر گیا تھا۔ اگر مولوی ظفر علی میں ایمانداری کی ایک رتی بھی باقی ہوتی۔ تو دن دہاڑے اس قدر جھوٹ نہ بناتا۔ اور پھر تعجب یہ ہے۔ کہ اتنا بڑا جھوٹ خود بنا کر پھر یوں دہائی دینی شروع کی۔ کہ دیکھو یہ مرزا صاحب نے اتنا بڑا جھوٹ بنایا۔ اور دیدہ دلیری سے یہ کہا:۔

"یہ بدبخت انہیں بدنام کرنے کی غرض سے . . . طرح طرح کے ناپاک افترا تصنیف کرتا ہے"

حالانکہ یہ بدبخت "ناپاک افترا تصنیف کرنے والا" خود ہے۔ ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا۔

دونوں عبارتوں کے فرق کو دیکھئے۔ حضرت مرزا صاحب تو لکھتے ہیں کہ افغانوں کے بعض قبائل میں یہودیوں کی طرح یہ رسم ہے کہ منسوبہ عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور حضرت مریم صدیقہ کا منسوب کے ساتھ ملنا اسی وجہ سے تھا۔ اور اس کے بعد خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مخالطت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے یہاں یہودیوں کا کوئی ذکر نہیں نہ حضرت مریم صدیقہ کا کوئی ذکر ہے بلکہ بعض افغان قبائل کا ذکر ہے جن میں اختلاط حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے جس میں صاف بتا دیا۔ کہ پہلے جس اختلاط کا ذکر کیا ہے وہ معیوب اختلاط نہیں۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ مولوی ظفر علی خود اس بات کا قائل ہے اور اس کا چرچا کرنے کا شائق ہے کہ حضرت مریم کو یوسف سے منگنی کے دنوں میں حمل ہو گیا تھا۔ مگر وہ دوسروں کے سر یہ بات تھوپنے کی یہ بات لکھنا چاہتا ہے کیونکہ اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے وہ باتیں نہیں لکھیں جو مولوی ظفر علی نے آپ کی طرف منسوب کی ہیں۔ تو پھر حضرت مریم پر نعوذ باللہ زنا کا الزام لگانے والا اور حضرت مسیح کو نعوذ باللہ ولد الزنا کے نام سے پکارنے والا خود مولوی ظفر علی خاں ہوا۔

اب ہم دوبارہ مولوی ظفر علیخاں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کوئی مجلس منعقد کر کے اس میں وہ حوالے پیش کرے جن میں حضرت مرزا صاحب نے حضرت مریم پر زنا کا کھلا الزام لگایا ہے یا حضرت عیسے کو ولد الزنا کہا ہے اور وہ کتاب ایام الصلح بھی پیش کرے۔ جس میں وہ عبارت لکھی ہے جو اس نے پیش کی ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر بفرض محال حضرت مرزا صاحب اس بات کے قائل ہوتے کہ حضرت مریم کو منگنی کے بعد اور نکاح سے قبل یوسف سے حمل ہو گیا تھا۔ تو بھی یہ زنا کا الزام نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ یہ وہ بات ہے جس کے قائل سر سید مرحوم تھے جیسا کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ اگر سچ مچ اتنی بات پر زنا کا الزام بن جاتا ہے تو کیا مولوی ظفر علی یہ اعلان کرینگے۔ کہ سر سید مرحوم نے بھی حضرت مریم پر کھلا ہوا زنا کا الزام لگایا ہے۔

(خاکسار)

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نتیجہ امتحان دینیات ۴-۵ نومبر ۱۹۳۴ء

نمبرات حاصل کردہ منجملہ ۱۰۰ نمبر ہر مضمون

نام امتحان دہندہ — درجہ دویم کا امتحان دینے والے	قرآن کریم	سیر و تاریخ	مسائل فقہیہ	کتب سلسلہ	کل نمبر حاصل کردہ
(۱) ڈاکٹر حسن علی صاحب	۴۰	۶۷	۴۷	۵۸	۲۱۲
(۲) ماسٹر انعام اللہ خاں صاحب	۵۰	۵۹	۴۱	۴۲	۱۹۲
درجہ اوّل کا امتحان دینے والے					
(۱) عبد العزیز صاحب	۵۷	۶۲	۶۵	۴۹	۲۳۳
(۲) عبد الجلیل صاحب	۳۷	۴۶	۸۱	۶۶	۲۳۰
(۳) شیخ عبید اللہ صاحب	۳۳	۶۱	۷۱	۴۴	۲۰۹
(۴) عبد الرحمن صاحب	۴۳	۳۴	۶۱	۶۳	۲۰۱
(۵) ظہیر الدین حیدر صاحب	۳۳	۵۰	۶۶	۴۹	۱۹۸
(۶) محمد ابراہیم صاحب	۱۵	۱۰	۷۳	۲۵	۱۲۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم پنجشنبہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ | نمبر ۷۹

آخری گذارش

جلسہ سالانہ میں آؤ

جلسہ سالانہ کے متعلق بہت کچھ کہا جا چکا ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان کے ارشادات مسلم اکابر و خواتین کے پیغامات احباب جماعت کی اپیلیں، دفتر جلسہ کی درخواستیں اور اطلاعیں سب شائع ہو چکی ہیں۔ حالات سب دوستوں کے پیش نظر ہیں مخالفت کا جو زبردست طوفان بپا ہے اور دشمن جس جس طریق پر ہم پر مشتاکی تیاریاں کر رہا ہے وہ بھی کسی فرد سلسلہ سے پوشیدہ نہیں۔ دشمن کو صف آرا دیکھ کر جو شخص مدافعت کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔ مد مقابل کے نعروں کو سن کر بھی جس کی رگ حمیت نہیں پھڑکتی وہ یقیناً بزدل ہے۔ بزدلوں کو زمانے کبھی بھی با عزت و وقار کی زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں دی۔ کامیابی و فتح کو بزدلی اور بے ہمتی سے سخت نفرت ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ایک سورج سے زیادہ روشن حقیقت ہے کہ اسلام اور احمدیت بزدلی اور پست ہمتی کی ضد مقابل ہیں۔ کوئی سچا احمدی بزدل نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ کبھی بھی ممکن نہیں کہ دشمن اسے مقابلے کے لئے پکارے اور وہ مردانہ وار میدان میں نہ نکل آئے احمدی روز اوّل ہی سے مخالفت کے طوفانوں اور دشمنوں کے شعلوں سے کھیلتے آئے ہیں۔ اے شیر مرد احمدیو! اٹھو۔ اور اپنے عمل سے بتا دو۔ ہم اسلام کے جاں نثار سپاہی اور محمد رسول صلعم کے وفادار خادم ہیں ہم ہارنے اور دبنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ ہم ہر مخالف اور ہر مخالفت کا مقابلہ کر کے اسے زیر کریں گے اگر تم یہ ارادہ رکھتے ہو۔ تو تمہاری فتحمندانہ یلغار کا آغاز اس طرح ہی ہو سکتا ہے کہ تم قومی دربار یعنی جلسہ سالانہ میں آؤ۔ یہاں خدا کے آگے جھکو۔ تجاویز سوچو اور اپنے عزائم میں نئی قوت اور دلوں میں تازہ جوش لیکر مختلف علاقوں میں پھیل جاؤ۔ بس یہی ہماری آخری گذارش ہے

زمیندار و احسان کی چپقلش

اس وقت پنجاب میں دو ایسے روزنامے ہیں جن کا رخ اغراض اور زر پرستی کی ہوا نے مجلس احرار کی طرف پھیر رکھا ہے ایک منشی ظفر علی کا "زمیندار"۔ دوسرا "احسان" جس کے ایڈیٹر میکش صاحب ہیں یہ دونوں اخبار جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے۔ عقائد و خیالات میں متفق ہیں۔ دونوں تخریبی کام کے شائق۔ دونوں مسلمانوں کے مفاد و اتحاد کے دشمن اور دونوں احمدیوں کے خلاف جھوٹ بولنے، افترا کرنے اور بازاری گالیاں دینے کے شائق لیکن یہ معلوم کرنا باعث دلچسپی ہوگا۔ کہ مجلس احرار کے ان دونوں لاڈلوں میں جوتی پیزار کا آغاز ہو گیا۔ ظاہری وجہ یہ ہے کہ منشی ظفر علی نے چند اشعار لکھے۔ جن کو "احسان" نے شائع نہ کیا۔ اس پر "زمیندار" نے لکھا کہ "احسان" ڈرپوک ہے اس لئے اس نے ان اشعار کو شائع نہیں کیا۔ احسان والوں کو تاؤ آ گیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ زمیندار ہمیں کس منہ سے ڈرپوک کہتا ہے۔ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالے اور دیکھے کہ قتل کی ایک فرضی دھمکی پر اس نے اپنے دفتر پر پولیس کے پہرے بٹھلا لئے۔ یہ تو ہوئی اس جوتی پیزار کی ظاہری وجہ۔ لیکن حقیقی وجہ یہ ہے کہ "احسان" "زمیندار" کے خریداروں پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اور غالباً اس کے "دست غیب" میں بھی حصہ دار بننا چاہتا ہے۔ "زمیندار" اس کے اس ارادہ سے آگ بگولا ہوئے جاتا ہے۔ دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ بعض احراری حلقوں میں ان دونوں کی رقابت پر تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ سب فضول ہے۔ جب تک مجلس احرار کے پاس پیسے ہیں یا اس کی حمایت کی وجہ سے جہلا سے پیسے مل سکتے ہیں یہ دونوں اس کے بال بندے غلام ہیں جب یہ چشمہ خشک ہو جائیگا۔ تو دونوں کا دہرے پھیر لینا یقینی ہے باقی رہی ان دونوں کی جوتی پیزار۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ میکش صاحب پہلے زمیندار ہی میں ملازم تھے۔ گذشتہ موسم گرما میں جب منشی ظفر علی کی نادہندگی نے ان کا نشہ ہرن کر دیا۔ اور ذرا عقل آئی تو یہ "زمیندار" کے فاقہ مست مترجموں، کلرکوں اور کاتبوں کو ساتھ لیکر موچی دروازہ کے باہر جلسے کیا کرتے تھے۔ اور گھر کے بھیدی بنکر زمیندار کی لنکا ڈھایا کرتے تھے۔ خود احراری لیڈروں کی بھی یہی کیفیت ہے۔ جب تک احمدیت کی مخالفت میں آمدنی کی صورت ہے اس وقت تک اس میں مصروف ہیں جب مسلمانوں کو ذرا عقل آ جائے گی۔ پھر یہ لوگ کوئی نیا کاروبار شروع کر دینگے

دارالکتب اسلامیہ کا رعایتی اعلان

انجمن کے ۔۔۔ کتب خانہ یعنی دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور نے حسب معمول امسال بھی رعایتی اعلان کیا ہے اسطرح ۵ دسمبر ۱۹۳۴ء سے لیکر ۵ جنوری ۱۹۳۵ء تک کامل ایک ماہ کیلئے انجمن کی تقریباً تمام مطبوعات کی قیمت میں معقول تخفیف کر دی ہے یہ ایک زریں موقع ہے جس سے احباب جماعت کو خود بھی فائدہ اٹھانا چاہئیے اور علم دوست مسلمانوں تک بھی اس کی خبر پہنچانی چاہیئے بہت سے باعلم اور صحیح الخیال مسلمان انگریزی ترجمۃ القرآن اور بیان القرآن اور دوسری کتابیں خریدنا چاہتے ہیں لیکن عدم استطاعت کی وجہ سے ان بیش بہا نعمتوں سے محروم رہتے ہیں

اگر ان کو اس رعایت کی اطلاع دی جائے۔ تو وہ اپنا ذوق پورا کر سکتے ہیں۔ رعایتی اعلان پیغام صلح میں طبع ہو رہا ہے۔ علیحدہ طلب کرنے پر بھی ارسال ہو سکتا ہے۔ اگر روشن خیال اور علم دوست احباب کے پتے منیجر دارالکتب اسلامیہ کو بھیج دیئے جائیں تو وہ براہ راست بھی ارسال کر کے تحریک کرینگے۔ اس کے علاوہ تمام وابستگان سلسلہ کا فرض ہے کہ سلسلہ کی تمام کتابیں اپنے پاس رکھیں اور اپنی استطاعت کے مطابق دوسروں تک پہنچائیں سائیں خصوصیت سے اس رعایت کا فائدہ اٹھانا چاہیئے جلسہ سالانہ پر خود کتابیں خرید لی جائیں۔ یا کسی دوست کے ہاتھ منگوالی جائیں تو محصول ڈاک کی بھی بچت ہو سکتی ہے۔

اسلامی لٹریچر کی اشاعت اس زمانہ کا بہت بڑا جہاد ہے دارالکتب اسلامیہ نے گذشتہ بیس سال کے عرصہ میں نہایت ہی بیش قیمت لٹریچر شائع کیا ہے موجودہ زمانہ کی تبلیغی و علمی سرگرمیوں کی تاریخ جب لکھی جائے گی تو دارالکتب اسلامیہ کی خدمات کا ذکر سنہری الفاظ میں کیا جائیگا۔ علاوہ ازیں یہ شعبہ انجمن کیلئے مالی لحاظ سے بھی نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے اس کی کتابیں خریدنے سے انجمن کی مالی حالت پر بھی خوشگوار اثر پڑے گا۔

قابل تقلید شادیاں

چودھری فضل داد صاحب کیمپ کلرک لالہ موسیٰ ہماری جماعت کے ایک نہایت نیک اور مخلص نوجوان ہیں جن کے اسم گرامی سے غالباً تمام قارئین پیغام صلح واقف ہونگے۔ ان کی سادگی، دینی جوش اور جذبہ عمل نوجوانوں کے لئے ایک مثال ہے آپ کے تازہ خط سے معلوم ہوا کہ گذشتہ دنوں آپ کے ... چھوٹے بھائی چودھری فتح محمد عزیز متعلم ... کا عقد آپ کے ماموں چودھری احمد دین چک ... کی صاحبزادی کے ساتھ اپنے وطن ضلع گجرات میں ہو گیا۔ یہ تقریب نہایت سادگی سے اسلامی شریعت کے مطابق انجام پذیر ہوئی۔ فضول رسمیں بالکل ترک کر دی گئیں اس کے علاوہ چودھری صاحب نے اپنی ہمشیرہ کا بھی عقد کر دیا۔ اس سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ انہوں نے جدی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا شرعی حصہ بھی ہمشیر کو دیدیا۔ ان کی برادری اور علاقہ میں اپنی قسم کی یہ پہلی مثال ہے۔ دیہاتی مسلمان بہت بری طرح رسم و رواج کی لعنت میں گرفتار ہیں۔ برادری کی طعنہ زنی کے خوف سے بے نیاز ہو کر ان کے سامنے ایک نیک مثال قائم کرنا ایک احمدی کے بالکل شایان شان ہے۔ ہم چودھری صاحب کی ہمت مردانہ پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص کا پھل ضرور دے گا انشاء اللہ ان کی برادری اور علاقہ کے اکثر مسلمان رسم و رواج سے آزاد ہو جائیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو جو ایک نیک نمونہ ہیں بابرکت کرے اور ان سے اچھے نتائج پیدا ہوں۔

ینگ اسلام کا خاص نمبر

"پیغام صلح" کی طرح نوجوانان جماعت کے پندرہ روزہ انگریزی اخبار "ینگ اسلام" نے بھی جلسہ سالانہ کی تقریب کے سلسلہ میں خاص نمبر شائع کرنے کا اعلان کیا تھا جس کے متعلق ہم نے ایک شذرہ بھی لکھا تھا مقام مسرت ہے کہ معاصر عزیز کا یہ نمبر شائع ہو گیا جو فلسکیپ سائز کے ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ کاغذ اور چھپائی حسب معمول اچھی ہے حضرت مسیح موعود کی متعدد ... تحریروں کے تراجم اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے بلند پایہ مقالہ کے علاوہ چند اور مضامین بھی درج ہیں حضرت مسیح موعود، برلن مسجد وغیرہ کی تصاویر کے ساتھ دو کارٹون بھی دیئے گئے ہیں حضرت مسیح موعود کی تحریروں کا انگریزی میں ترجمہ از بس غنیمت اور نہایت مفید ہے اس لئے ... ہم معاصر

بقیہ پیغامات

جو پیغامات "جلسہ نمبر" میں درج نہ ہو سکے وہ شکریہ کے ساتھ درج ذیل کیے جاتے ہیں (مدیر)

میں "پیغام صلح" کی قدر کرتا ہوں

از جناب سید حبیب صاحب آف "سیاست" لاہور

انسان میں بشرطیکہ انسانیت کا سچا نمونہ ہو۔ اور حیوان میں ایک نمایاں فرق یہ بھی ہے۔ کہ انسان اپنے مخالف کی صفات کا بھی فراخ دلی سے اقرار کرتا ہے۔ اخبار پیغام صلح احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن اور اس کے مقاصد کا مبلغ ہے۔ مجھے انجمن موصوف سے عقیدہ کے معاملہ میں صریح اختلاف ہے۔ جو اظہر من الشمس ہے۔ اس کے باوجود میں۔ اخبار پیغام صلح اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی قدر کرتا ہوں۔ اس لئے یہ انجمن اور اس کا اخبار دن مقاصد کے لئے جن کو وہ صحیح سمجھتے ہیں۔ قابل تعریف شغف و کوشش و تسلسل سے مصروف عمل ہیں ان کا طریق کار شریفانہ اور ان کا طرز عمل قابل تقلید ہے۔ انجمن کے امیر مولینا محمد علی صاحب نے قرآن الحکیم کے ترجمہ کو انگریزی جامہ پہنا کر اسلام کی ایک ایسی خدمت کی ہے۔ جو نہایت عظیم الشان اور قابل قدر ہے۔ ان کی تصانیف کا بیشتر حصہ کسی گروہ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ مسلمانوں کے لئے من حیث الملتہ مفید ہے "پیغام صلح" کی تحریریں مدلل اور معتدل ہوتی ہیں۔ اور ملت مرحومہ کی صحیفہ نگار جماعت کے لئے ایک اچھی مثال پیش کرتی ہے۔

(سید) حبیب

آپ کی انجمن جہاد اکبر کر رہی ہے

(از جناب ڈاکٹر رشید الدین (راجداس) خاں۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔

میرے خیال میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ دور حاضرہ میں صرف ایک ہی منظم جماعت ہے۔ جو اسلامی تعلیمات کو صحیح طریق پر پیش کرنے میں سرگرم کار ہے۔ مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن لائف آف محمد (صلعم) پرافٹ اور انگریزی خلافت راشدہ کا خاص طور پہ ذکر کرونگا کیونکہ یہ اس زمانہ کی علمی تاریخی تنقیدی اور ذہنی و دیانتداری کی بہترین تصانیف ہیں۔ ان سے صرف مولانا ممدوح کے استقلال اور محنت کا ہی پتہ نہیں چلتا۔ بلکہ عمیق اور صحیح فیصلہ اور جدت طبع بھی ظاہر ہوتی ہے۔ تصانیف اپنے رنگ میں بے نظیر ہیں۔ حدیث نبوی کے مطابق جہاد اکبر ایک عالم کا جہاد ہے۔ اس کی روشنائی شہید کے خون کے قطروں سے زیادہ پاک ہے آپ کی انجمن کا جہاد کسی کھوئی ہوئی حکومت یا سلطنت کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کی تعلیم کے مطابق صحیح جہاد ہے۔ انسانی آزادی، انسانی ترقی۔ انسانی اخوت اور حق کی اشاعت بدی، غلطی اور ناانصافی اور توہم پرستی کے خلاف جنگ، خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم کرنا۔ تاکہ اس میں ذات باری کی حکومت ہو۔ آپ کا جہاد ہے۔ میں آپ کی انجمن کا جو اشاعت اسلام کے لئے بہترین کام کر رہی ہے دل سے مداح ہوں۔

(رشید الدین خان) (ترجمہ از انگریزی)

جلسہ میں ہماری شمولیت کیوں ضروری ہے

(از جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور)

سب سے پہلے اس لئے ہم کو جلسہ میں شامل ہو کر تجاویز پیش کرنی چاہئیں۔ کہ کس طرح ہم لوگ اس طوفان مخالفت کے مقابل کامیاب ہو سکتے ہیں جو کہ مخالفین نے ہمارے استیصال کا تہیہ کر لیا ہے۔ نیز باہم مل کر مشورہ کر سکتے ہیں اور رمضان کا مہینہ چونکہ قبولیت دعا کا مہینہ ہے۔ اس لئے باہم مل کر اسلام اور جماعت احمدیہ کی مفاد و ترقی کے لئے اجتماعی طور پر دعا سے وسیلہ کا موقعہ مل جاتا ہے۔ امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری پرخلوص دعائیں قبول فرمائے گا مخالفین شرارت و تخریب پر آمادہ ہیں۔ ضرورت ہے۔ ہم لوگ اپنے استقلال و ایثار کا پورا ثبوت دیں۔ اور مخالفین کے لئے دعائے ہدایت کریں۔ تاکہ ان کو راہ راست نصیب ہو۔ ہمیں ان کے ہتھیاروں کو استعمال نہیں کرنا چاہئیے اگر وہ ہمیں دن رات گالیاں دیں۔ ہر قسم کے گندے ہتھیار استعمال کریں۔ ہمیں ان کے مقابل پر دعائیں کرنی چاہئیں مجھے یقین ہے۔ کہ وہ سمیع و علیم ہماری دعاؤں کو قبول کرلے گا۔ اور جو نفرت و دشمنی اور عناد اظہار کیا جارہا ہے اس کو محبت میں تبدیل کر دے گا۔ ہماری احمدی جماعت کو یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ کوئی قوم مال و نفس کے جہاد کے بغیر دنیا میں کامیاب نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئیے۔ کہ اس پاک مقصد کے لئے جو ہمارے سامنے ہے کسی قسم کے بخل سے کام نہ لیں۔ بلکہ پہلے سے زیادہ اس کو ترقی دینے میں ہر طرح حصہ لیں۔

پیام اسلم

میرے نہایت ہی عزیز و محترم دوست جناب ملک محمد اسلم خاں صاحب ایم اے۔ (کیمبرج) بیرسٹر ایٹ لا۔ لاہور نے میری درخواست پر جلسہ نمبر کے لئے ایک قیمتی مضمون عنائت فرمایا۔ جس میں انہوں نے اپنے قیام یورپ کے تجربات کی بنا پر مغرب میں تبلیغ اسلام کے متعلق چند مشورے پیش کئے تھے۔ اور ہماری انجمن کے کام کے متعلق اپنے رائے کا اظہار بھی فرمایا تھا۔ لیکن افسوس یہ مضمون غیر معمولی تاخیر سے موصول ہونے کی وجہ سے جلسہ نمبر میں درج نہ ہو سکا اس پرچہ میں بھی اس کے لئے جگہ نہ نکالی جاسکی انشاء اللہ آئندہ ماہ اسے شائع کیا جائیگا۔ فی الحال اس مضمون کی چند آخری سطور درج کی جاتی ہیں۔

(مدیر)

میرے دل میں اس کام کی حد سے زیادہ عزت ہے جو سالہا سال سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کر رہی ہے خصوصاً مولینا محمد علی صاحب نے انگریزی میں اور مولوی صدر الدین صاحب اور ڈاکٹر منصور نے قرآن کریم کا جرمن زبان میں ترجمہ کا کام کیا ہے اس کو میں حد سے زیادہ اہم اور قابل احترام سمجھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ
سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء پر آخری نماز جمعہ

(از جناب ڈاکٹر محسن علی صاحب اسسٹنٹ سرجن امرتسر

اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے۔ جس نے حضرت محمد صلعم جیسے پاک انسان کو دنیا کی رہنمائی کے لئے بھیجا۔ اور قرآن مجید جیسی پرحکمت اور اعلیٰ کتاب کو آپ کے اوپر نازل فرمایا اور دین اسلام جیسے مذہب مقدس کو حضور کی ذات ستودہ کے اوپر مکمل اور ختم کر دیا۔ اس رسول محمد صلعم خاتم النبیین پر بے حد درود و سلام ہو۔ جس کی امت میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا مبارک انسان اس پر آشوب زمانہ میں تمام دنیا کی اصلاح کی غرض سے مقرر ہو کر آیا۔ یہ ہماری سعادت تھی جو اللہ کی جانب سے ہم لوگوں کو عطا ہوئی۔ کہ ہم نے اس کے فرستادہ کو اس زمانہ میں پہچانا اور اس کی بیعت اور جماعت میں شامل ہوئے اور آخرکار وہ محمد رسول اللہ صلعم کا جان نثار غلام اپنے کام کو ختم کر کے ہماری زندگیوں ہی میں ہم سے علیحدہ ہو کر اپنے مولا کریم سے جا ملا اور اپنی امانت کا بوجھ ہمارے کندھوں پر چھوڑ گیا اور ہم نے اس عہد کے ایفا کیلئے اس کے پاک ہاتھوں میں ہاتھ دے کر اقرار کیا تھا۔ کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

۱۹۰۷ء کا سالانہ جلسہ حضرت مسیح موعود کی زندگی کا آخری جلسہ تھا۔ اس وقت چھ سات سو کے درمیان احمدی احباب کا اجتماع تھا۔ خدا کا پیارا مسیح موعود اپنی عمر میں سالانہ جلسہ کی آخری نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد اقصیٰ میں آیا اور سب سے آخری صف میں کھڑے ہو کر اس نے ہم غریبوں کے ساتھ دوش بدوش نماز جمعہ ادا کی۔ اللہ اللہ وہ سماں یاد آتا ہے اور تازندگی دل سے انشاء اللہ تعالیٰ فراموش نہ ہوگا۔ بعد نماز جمعہ حضور نے جملہ اصحاب سے مصافحہ فرمایا اور پھر ایک پر حکمت تقریر فرمائی۔

بھائیو۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہم کو پھر موقعہ دیا ہے اور ہمارا سالانہ جلسہ بالکل قریب آگیا ہے آئیے اور ضرور کمر ہمت باندھ کر آئیے۔ جو بھائی۔ اس موقعہ پر خدا کی رضا کے لئے اس قومی جہاد میں شامل ہوں گے۔ وہ ضرور مبارک ہوں گے۔ اس وقت بھی خداوند کریم کے فضل و کرم سے

قومی زندگی میں اجتماعات کی اہمیت

جلسہ سالانہ ہماری ترقی کا زینہ ہے

(از جناب آمنہ تمیم صاحبہ بنت جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم)

ہماری قابل صد احترام بہن کا یہ قیمتی مضمون ہمیں اس وقت ملا۔ جبکہ جلسہ نمبر چھپ کر سپرد ڈاک بھی ہو چکا تھا۔ کاش چند روز پہلے موصول ہو جاتا۔ تاکہ ہم اسے جلسہ نمبر میں درج کر سکتے۔ یہ مضمون اس قابل ہے۔ کہ اسے تمام احمدی مرد و عورت بغور مطالعہ کریں + (مدیر)

(آدمی ایک سوشل جانور ہے) یہ ایک اہم اور قابل غور مقولہ ہے۔ جسے آج ہمارے سامنے "سوشیالوجی" کی سائنس پیش کرتی ہے اور جسے مدنظر رکھتے ہوئے ہم دنیا اور اس کی ابتدا پر ایک سرسری نظر ڈال کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ واقعی انسان ہر صورت اجتماع سے وابستہ ہے۔ خواہ اس اجتماع کا دائرہ کتنا ہی محدود ہو۔ پھر بھی انسان اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اپنے محدود دائرہ کے اندر ہی اپنے لئے کوئی نہ کوئی تعلق و دلچسپی ڈھونڈ ھ لیتا ہے لیکن یہ محدود تعلقات ابدی نہیں ہوتے۔ ہر صورت انسان اپنی ذہنی و عقلی ضروریات کے ماتحت اپنے ماحول پر ایک نظر ڈالتا ہے۔ چنانچہ یہی ایک نظر ہے۔ جس نے کنبہ سے خاندان۔ خاندان سے قبیلہ اور قبیلوں سے زندہ قوم کا رتبہ پایا۔ اور سلطنتوں کی بنیادیں ڈالکر اپنا اجتماعی نظام قائم کیا۔

میرا مطلب اس تمہید سے یہ تھا۔ کہ اپنے اندر روح پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ اجتماع یا (سوسائٹی) ہے۔ لیکن یہ اجتماعات بھی اپنے اپنے رنگ میں مختلف ہیں۔ مگر میں جس اجتماع کا بیان ذکر کرنا چاہتی ہوں۔ وہ ایک ایسی چیز ہے۔ جس پر ہماری، ترقی۔ اصلاح بہبودی غرضیکہ زندگی کا انحصار ہے

زندہ قوم وہی ہو سکتی ہے۔ جس کے عمل سے زندگی کے آثار و ثبوت پائے جائیں اور یہ زندگی صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے۔ جب ہم اپنی بہبودی اور اپنی قوم کی بہبودی کو ایک ہی چیز خیال کرنا شروع کر دیں۔ اس کے وسائل ہم اس وقت ہی سوچ سکتے ہیں۔ جب ہم اپنے قومی و مذہبی اجتماعات میں دلچسپی لینا شروع کر دیں بلحاظ شخصیت ہم ایک دوسرے سے محض اجنبی ہوتے ہیں۔ لیکن یہ اجتماعات ہمارے اندر ایک خاص جذبہ اور روح عمل پیدا کر دیتے ہیں۔ اجنبیت غیر یقینی چیز معلوم ہونے لگتی ہے اور ہمارے مسلک کی یگانگت ہمارے لئے بہت بڑے تعلق کا باعث بن کر ہم سب کو تعاون کی مضبوط زریں لڑیوں میں منسلک کر دیتی ہے اور یہی قوم کی زندگی و ترقی کا پہلا زینہ ہے۔

پھر ہم ان وسیع تجربات۔ بیش بہا اقوال۔ نادر ترین نصائح کو اپنے کانوں سے سن کر اپنے اندر ایک قوت عمل محسوس کرتے ہیں اور یہی قوت عمل ہے۔ جو ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی تڑپ اور اپنے فرائض کا احساس دلا جاتی ہے۔ جب یہ خیالات اور آہنی ارادے ان امنگ بھرے ہمت کیش دلوں سے نکلتے ہیں تو ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ یہی دل اور یہی جذبات ہیں۔ جنہوں نے ایک مٹھی بھر جماعت سے وہ سنہری اور عظیم الشان کام سرانجام دلائے کہ دنیا انگشت بدنداں ہے اور بدخواہ اس کی تاب نہ لاتے ہوئے درپئے آزار ہو رہے ہیں۔ یہی صاحب عمل دل و جذبات ہیں جنہوں نے یورپ کے کفرستانوں میں خدا کی وحدانیت کا پیغام سنایا اور رسول عربی کی تعلیم کے مطابق اندھیروں میں بھٹکنے والوں کے لئے خضر راہ بن گئے اور ان کے تاریک دلوں کو اسلام کے جگمگاتے ہوئے فطرتی نور سے منور کر دیا۔ یہی وہ دل ہیں۔ جنہوں نے قرآن پاک کے خزانوں کو دریافت کرنے سے اسلام کے دامن کو دریعی مالا مال کر دیا۔ اور یہی وہ دل ہیں۔ جنہوں نے سینکڑوں گم کردہ راہ اپنے ہی بھائیوں کو خدا کے محبوب ترین دین سے لذت آشنا کر دیا

غرض! یہاڑ جیسے مضبوط ارادوں کو تقویت بخشنے والے سائل وہی ہیں جو ہم سال بہ سال لیتے قومی و مذہبی اجتماع میں اتحاد کے جھنڈے تلے مل کر سوچتے ہیں اور ان کی تکمیل کے لئے پُر جوش دل اور امنگ بھری طبیعتیں بے کراں دھر ادھر پھیل جاتے ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم کوشش کریں اور ایسے موقعوں کی قدر کر سکیں جن میں ان برکات سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔ جن سے ہم دین و دنیا میں راہ عمل پا سکتے ہیں اور اپنی قوم کی تعمیر میں ہاتھ بٹا کر اپنے انسانی اولین فرض سے سبکدوشی حاصل کر سکتے ہیں۔ والسلام

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور مصروفیات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ۱۸ دسمبر کو بعد نماز جمعہ امرتسر کے ایک نوجوان محمد حسین صاحب حضرت ممدوح کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ استقامت اور خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

—— جلسہ سالانہ کی تیاریاں سرگرمی سے ہو رہی ہیں دفتر جلسہ سے جو پوسٹر، اشتہار پارٹ بیرونی جماعتوں کو بھیجے گئے ہیں۔ انہیں بہت جلد چسپاں و تقسیم کیا جائے۔ نیز تمام دوستوں کو جلسہ میں خود تشریف لانے اور دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ لانے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

—— جماعت کے اکثر بزرگ اور انجمن کے کارکن جلسہ کی تیاریوں کی وجہ سے بے حد مصروف ہیں۔

—— ہمارے نوجوان مبلغ سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل گذشتہ دنوں سرینگر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں کی جماعت کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ سید صاحب نے حسب معمول ...... نہایت مفید کام کیا۔ متعدد تقریریں ہوئیں۔ قادیانیوں سے ایک کامیاب مباحثہ بھی ہوا۔ قادیانیوں نے تبلیغ حق کی مخالفت کی ہر ممکن کوشش کی ہے

رپورٹیں ہمیں تاخیر سے موصول ہوئیں۔ جلسہ نمبر اور جلسہ سالانہ کے متعلق ضروری امور کی وجہ سے ان کو شائع نہیں کیا جا سکا۔ انشاء اللہ جلسہ کے بعد ان کو درج اخبار کیا جائیگا۔ احباب سرینگر ہمیں معاف کریں۔

—— جناب قاضی شیر محمد صاحب احمدی مبلغ ملع پور ضلع مظفر گڈھ اطلاع دیتے ہیں کہ جناب عبدالرحیم خانصاحب نائب تحصیلدار کبیر والا ضلع ملتان (جو ایک نہایت مخلص احمدی نوجوان ہیں) کے اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام دوست محمد رکھا گیا ہے۔ اس خوشی میں موصوف نے مبلغ پانچ روپے کی رقم پیغام صلح میں عنایت فرمائی ہے۔ جزاک اللہ۔

—— پیغام صلح۔ ہم جناب عبدالرحیم صاحب کی خدمت میں تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز دے اور خادم دین بنائے آمین

—— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ۱۶ دسمبر کی شب کو چند روز کے لئے دہلی تشریف لے گئے

—— جناب میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ لقبدا نے اپنے والد ماجد جناب میاں محمد اسحاق کی صحت کی خوشی میں ایک پونڈ مبلغ .... بمعرفت سید تصدق حسین صاحب عطا فرمایا ہے جزاک اللہ دعا ہے اللہ تعالیٰ جناب میاں محمد اسحق صاحب کو صحت کامل اور عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

—— جناب قاضی شیر محمد صاحب مبلغ ملع پور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۱۴ دسمبر کو انہوں نے جامع مسجد سیت پور میں نماز جمعہ کے بعد تقریر کی جو بہت مقبول ہوئی اور مندرجہ ذیل اصحاب اس وقت داخل سلسلہ ہوئے

(۱) مولوی کریم بخش صاحب ولد مولوی احمد سکنہ خان گڈھ

(۲) میاں نبی بخش صاحب ولد رحیم بخش سکنہ سن کوٹ

—— پیغام صلح۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ استقامت اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

—— قاضی صاحب موصوف اعلان فرماتے ہیں کہ جامعہ مسجد احمدیہ واقعہ وسط بازار ملع پور میں نماز جمعہ کا ہمیشہ تسلی بخش انتظام رہتا ہے بالخصوص جمعہ ہائے رمضان المبارک اور نماز عیدین کا احباب کو شرکت کی کوشش کرنی چاہیئے۔

—— اخویم سید تصدق حسین صاحب لقبدا و جلسہ پر تشریف لا نیوالے جملہ احباب سے جماعت لقبدا کے باہمت دوستوں کے لئے خاص طور پر دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

—— مرزا محمود احمد صاحب خلف الرشید مرزا جلال الدین صاحب افسوس ہے آنکھوں کی سخت تکلیف میں مبتلا اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

—— قاضی عبدالرحمٰن صاحب ملع پور عرصے سے بیمار ہیں۔

—— جناب ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار راولپنڈی بھی ابھی تک علیل ہیں۔

—— جماعت کے اور بہت سے دوست بھی بیمار ہیں۔ ان سب کے لئے درد دل سے دعائے صحت کی جائے۔

—— جناب محمد بخش خانصاحب قانونگو معاون ملع پور بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔

—— مولوی عبدالکریم صاحب کوٹ لعل کے ایک مقدمہ کا فیصلہ ہونے والا ہے ان دونوں صاحبوں کے لئے بھی دعا کی جائے +

بقیہ اخبار احمدیہ

—— ڈاکٹر پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن احباب جماعت سے اسلام کی جرمنی و یورپ میں کامیابی کے لئے دعاؤں کے خواستگار ہیں۔ رمضان مبارک قبولیت دعا کا خاص مہینہ ہے احباب اپنے بیرونی خادمان اسلام کو اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے شامل رکھیں

—— سکھر سندھ کے شیخ غلام قادر صاحب کے لئے بھی خصوصیت سے دعاؤں کی ضرورت ہے گذشتہ ایام وہ سخت علیل رہے ہیں۔ اب آرام ہے لیکن کمزوری بہت ہے

—— عزیزم فضل رب صاحب نیاسالینڈ احباب سے خاص طور پر اپنی مشکلات کے دور ہونے اور اپنے والدین کی صحت و زندگانی کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔ عزیز موصوف بالکل نوعمر ہے اور دو سال سے ایک دور دراز ملک میں جا کر تجارت کا کام محض اپنی ہمت اور کوشش سے کر رہا ہے اور خدا کے فضل سے کامیاب ہے۔ علاوہ اپنے کام کے تبلیغ اسلام و سلسلہ کا کام بھی نہایت خوبی سے کر رہا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ عزیز کو دینی و دنیاوی برکات سے بہت بہت حصہ دے اور اس کی صحت و عمر میں برکت عطا کرے اور اسے بخیریت والدین کے پاس واپس لائے۔

حاجی صبر نہ کریں

سفر میں حاجی صاحبان کو جو تکلیفیں ہوتی ہیں وہ ان کو ثواب سمجھ کر صبر کر لیتے ہیں اور کسی سے شکایت نہیں کرتے اس سے حجاج کی تکالیف دن بدن بڑھتی جاتی ہیں۔ خصوصاً جہاز والے حاجیوں کو بہت تکلیف دیتے ہیں۔

لہذا اگر گذشتہ زمانہ کے حاجی صاحبان آئندہ حاجیوں کے فائدہ کے لئے مجھے اپنی تکالیف کی تفصیل بھیج دیں۔ تو میں گورنمنٹ ہند کے ان افسران کے سامنے پیش کروں۔ جو حجاج کی آسانی کے ذمہ دار ہیں۔ صبر کرنا بھی ثواب ہے مگر اپنے بھائیوں کو بے عزتی اور تکلیف سے بچانا اس سے بڑھ کر ثواب ہے۔

میرا پتہ:۔ حسن نظامی دہلی

(بقیہ کالم ۲)

نقشہ آئندہ سال کے لئے پیش ہو کر اور اس کے آئندہ ارتقاء کو مدنظر رکھ کر ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس میں شامل ہو جائے۔ اور یہ جو ہنگامی اجتماع صرف سادہ لوح مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ ان سے اجتناب کریں۔ عمر گذر گئی ہے۔ کہ ہم خاص خاص اخباروں اور جماعتوں کو روپیہ دے کر خود غریب ہو گئے ہیں۔ مگر ان سے کوئی کام نہ ہوا۔ اور نہ ہو گا۔ کاش مسلمان اشاعت اسلام کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اور جماعت احمدیہ لاہور سے سبق حاصل کریں آپس کی تو تو میں میں چھوڑ کر اس عظیم الشان کام کی طرف متوجہ ہوں جو یہ انجمن کر رہی ہے۔

قومی اجتماع اور اس کی ضرورت

(از جناب ایم اے صابر صاحب حنفی کشمیری)

کسی قومی اجتماع کی ضرورت کو جس قدر اسلام نے اہمیت دی ہے۔ اس کے بیان سے قلم بھی قاصر ہے۔ کوئی قوم اس وقت تک منظم نہیں ہو سکتی ہے۔ جب تک ان میں اجتماع کی روح موجود نہ ہو۔ اس کا معمولی سا فلسفہ روزمرہ کی نمازوں سے ہی حاصل ہو سکتا ہے اگرچہ ہر ایک شخص فرائض نماز کو انفرادی طور پر بھی انجام دیتا ہے۔ مگر اس کی تہ میں جو راز مضمر ہے۔ وہ یہی ہے کہ ایک محلہ کے لوگ جب پانچ وقتوں میں مل کر اس فریضہ کو ادا کریں۔ تو ان کو ایک دوسرے کے حالات کا علم ہو گا۔

اسی طرح اس سے بڑھ کر اجتماع نماز جمعہ کے فریضہ کو قرار دیا۔ اور پھر مختلف ممالک کے رہنے والوں کا آخری اجتماع حج کو مقرر کیا۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے ہر ایک مسلم واقف ہے میرا اس پر زیادہ تبصرہ کرنا واقعات کا اعادہ ہو گا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کی توضیح اس پیرایہ میں کروں کہ قومی اجتماع دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جن میں قوم کی فلاح و بہبود اور ان کی ارتقاء کے لئے تجاویز ملے ہوں۔ یہ اجتماع اسی وقت مفید ہو گا۔ جب اس میں مذہبی روح ساتھ ساتھ کام کرتی ہو گی۔ دوسری قسم کے اجتماع وہ ہیں۔ جو ہنگامی اجتماع کہلاتے ہیں۔ یہ آج کل کے زمانے میں بہت عام ہیں۔ اور اس میں زیادہ تر وہ لوگ حصہ لیتے ہیں۔ جو جلب منفعت اور زندہ باد کے نعروں کے زیادہ مشتاق ہوں۔ دور جانے کی ضرورت نہیں پنجاب کو ہی لیجئے۔ اس میں بڑے بڑے عظیم الشان قومی اجتماع ہوتے رہے۔ ہزاروں جانیں تلف ہوئیں۔ لاتعداد گھرانے بے خانماں ہو گئے۔ عزیز ترین نوجوانوں نے اپنی زندگیاں تعلیم سے دست کش ہو کر تباہ کر دیں۔ مگر نتیجہ ندارد۔ کبھی کابل کی ہجرت۔ کبھی خلافت کا چندہ۔ کبھی فتنہ ارتداد کی روک تھام۔ مگر ناکامی ہی ناکامی ہر طرف سے دیکھنے میں آئی جس کی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ یہ اجتماع جلب منفعت کی غرض سے تھے۔

مجھے آپ سے لاکھ مخالفت ہو۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی انجمن جو اشاعت اسلام کے کام کو ہاتھ میں لے کر میدان میں نکلی ہے۔ کس طرح خاموشی سے دنیا کے کناروں تک اس آواز کو لے جا رہی ہے۔ جس کا عشر عشیر بھی کسی اور جماعت میں موجود نہیں۔ حالانکہ ان کا کروڑوں روپیہ جمع ہوا۔ اور جمع ہو سکتا ہے۔ مگر ان میں اول تو اس کی اہلیت ہی نہیں۔ دوم اگر اہلیت والے چند ایک ان میں پیدا بھی ہوں۔ تو وہ جاہ طلبی اور طلب زر کے پیچھے تمام کام کو بگاڑ بھی دیتے ہیں

ان حالات کو دیکھتے ہوئے آپ کا سالانہ جلسہ ایک عظیم الشان اہمیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور وہ قوم جو یہ دعویٰ کرتی ہے۔ اور پکار پکار کر کہتی ہے۔ کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں۔ اگر اپنے اس عظیم الشان قومی اجتماع میں شمولیت نہ کریں۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ وہ اس اجتماع کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ پھر عام مسلمانوں پر بھی ایک فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی اس میں شامل ہوں۔ اور دیکھ لیں کہ یہ چھوٹی سی جماعت صرف تنظیم کی وجہ سے کس قدر عظیم الشان کام کر رہی ہے۔

الغرض! اس سالانہ اجتماع سے قوم کی حالت کا

خواتین اسلام

کا عظیم الشان اجتماع

زیر صدارت

مکرمہ محترمہ بیگم محمد عمر صاحبہ

احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور کا نواں سالانہ جلسہ اور دستکاری کی نمائش ۲۴ دسمبر ۱۹۳۴ء بروز سوموار بوقت ساڑھے ۹ بجے صبح حبیبیہ حال اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں منعقد ہو گا۔

محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ ایم اے ایم او ایل

"اسوۂ صحابیات و مسلمان خواتین کا فرض" پر تقریر فرمائینگی۔

محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ

"نوجوان مسلمان لڑکیوں سے خطاب" پر تقریر فرمائینگی

محترمہ لیڈی عبد القادر صاحبہ (انگلینڈ)

نے انگلستان سے یورپین لیڈیز کے متعلق ایک دلچسپ مضمون بھیجا ہے۔ جو جلسے میں پڑھ کر سنایا جائیگا اس کے علاوہ ہماری معزز بہنیں محترمات بیگم قلندر علی، بیگم لطیف تاج بیگم، بیگم محمد علی، سید بیگم تقریریں کریں گی متعدد نعت اور قومی نظمیں پڑھ کر سنائی جائیں گی جلسے کے ساتھ ہی

دستکاری کی نمائش

بھی ہو گی جس میں ہر قسم کی دستکاری مثلاً ٹیبل کلاتھ، کشن، ٹی کوزی، لیڈیز رومال، بچوں کے اونی سویٹر، فراک سیٹ ٹوپی موزے، بٹوے، قمیصیں، دوپٹے، قطعے، بچوں کے کھلونے وغیرہ وغیرہ موجود ہوں گے قیمتیں نہایت معمولی ہوں گی اور اس نمائش کی آمدنی صرف اشاعت اسلام پر خرچ ہو گی محترم بہنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر اور اپنا دینی و قومی فرض ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں چونکہ دن بہت چھوٹے ہیں۔ اس لئے جلسہ عین وقت پر شروع ہو گا۔ (نوٹ) ناسمجھ بچوں کو ہمراہ نہ لائیں نمائش پر ایک آنہ کا ٹکٹ ہو گا۔۔

خاکسار بیگم محمد علی آنریری سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور

احمدی لڑکو! ناقوس جنگ بج گیا

جنگ بدر سے سبق لو

(از عزیز چوہدری ضیاء الحسن صاحب منتظم جماعت ہائے گجرات)

اس وقت حق و صداقت کے خلاف خطرناک جنگ جاری ہے باطل کی تمام قوتیں یکجا جمع ہو کر حق کو تباہ کرنے پر تلی کھڑی ہیں اور دنیا بھر کی طاقتیں عدو دان حق نے سمیٹ رکھی ہیں ایک طرف عاجزی بے سروسامانی ہے۔ تعداد کی قلت ہے سامان حفاظت کی کمی ہے۔ دوسری طرف سینوں میں حق کو مٹانے کا جوش ہے لاتعداد سامان ہے انسانوں کے انبوہ در انبوہ غیظ و غضب میں بیتاب ہو کر ہر آن مشتعل ہو رہے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ کمزور کو دیکھ کر طاقتور کو زیادہ غصہ آتا ہے۔ احمدیوں کا سب سے بڑا جرم ان کا یہ ادعا ہے کہ وہ چار دانگ عالم میں اسلام کی اشاعت کر کے رہینگے۔ ان کو اپنے اس عزم کا اقبال ہے۔ اور انہیں یہ بھی اصرار ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روشنی حاصل کر کے انہوں نے اشاعت اسلام کی تحریک جاری کر رکھی ہے۔ دشمنوں کو یہ گوارا نہیں۔

مسلمانوں کے اندر ہزارہا فرقے ہیں ان کے عقائد ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ باہم تکفیر بازی کی جنگ مدتوں سے جاری ہے مگر اس وقت تمام فرقے احمدیت کے خلاف ایک محاذ پر جمع ہو رہے ہیں۔ کبھی کبھی ایک دوسرے سے بھی الجھ لیتے ہیں مگر احمدیت کی روشنی کو جب دنیا میں پھیلتا دیکھتے ہیں تو انہیں اپنی ہستی معرض خطر میں نظر آتی ہے اس لئے یک آواز سب احمدیت کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا روشن خیال طبقہ جو آئے دن کی تکفیر بازی سے تنگ آ چکا ہے جو ملاؤں کی تعلیمات سے بیزار ہو کر ان کے خلاف علم جہاد بلند کرنا چاہتا ہے اور نئی نئی تحریکات قوم کے سامنے پیش کرتا رہتا ہے وہ بھی عامۃ الناس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے احمدیت کے خلاف ظلم و جفا کاری کے تمام سلوک روا رکھتا ہے۔

اسی لاہور شہر میں علامہ عنایت اللہ مشرقی کے زیر قیادت ایک تحریک جاری ہے جسے تحریک خاکساران کہتے ہیں بانی تحریک نے واضح الفاظ میں اپنے پیروؤں کو ہدایت کی ہے کہ وہ فرقی الجھنوں میں نہ پڑیں۔ سب کلمہ گوؤں کو مسلمان خیال کرتے ہوئے ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے مسلمان کو اس تحریک میں شامل کریں ملاؤں کی تنگ نظری اور باطل نوازیاں وہ آئے دن آشکارا کرتے رہتے ہیں اس تحریک کی ترقی کیلئے انہوں نے ایک ہفتہ وار اخبار "الاصلاح" لاہور سے جاری کیا ہے اس میں نہایت بلند پایہ مضامین لکھے جانیکے دعوے ہیں اور کہا جاتا ہے مسلمانوں کے عام جرائد سے اس کا انداز تحریر بہت شستہ اور پاکیزہ ہوگا۔ شیعہ، سنی، حنفی اور وہابی وغیرہ جملہ فرقوں سے مساویانہ سلوک روا رکھا جائیگا۔ البتہ "ملائی اسلام" کے خلاف ایک بے پناہ جہاد شروع ہوگا۔ قرآن پاک کی طرف دعوت ہوگی۔ حدیث کی حکمت پر در تعلیم کی طرف توجہ دلائی جائیگی۔ تکفیر بازی کو ایک لعنت قرار دیا جائیگا۔ غرضیکہ وہ سب کچھ اس میں بتلایا جائیگا جو احمدیت نے آج سے پچاس سال پیشتر سے مسلمانوں کو بتلانا شروع کیا ہوا ہے۔ مگر افسوس کہ اس کے اتنے عالی مقاصد اور بلند دعاوی کے باوجود "الاصلاح" کے اس زبردست بانی کو اپنے اخبار کے پہلے نمبر کے پہلے ہی صفحہ میں احمدیت کے خلاف خوفناک بہتان غلط بیانی اور انتہا درجہ عداوت سے کام لینا پڑا ہے۔ اور حیرت ہوتی ہے کہ جن پاک اصولوں کو اس اخبار کے پہلے ہی پرچہ میں ظاہر کیا گیا ہے ان کو اپنی اولین صحبت میں اسلام کے اس زبردست قائد نے یوں بے دردی سے توڑ کر رکھ دیا ہے کہ اس کے قلم کے لکھے ہوئے زبردست مقالے سب بے حقیقت ہوئے جاتے ہیں۔ "الاصلاح" کے پہلے پرچہ مؤرخہ ۲۳ نومبر کے پہلے صفحہ میں احمدیت کے خلاف ان الفاظ میں زہر اگلا گیا ہے:-

"محمد الٰہ بخش صاحب (علیگ) جو صوبہ سرحد میں خاکساری کی تحریک کے ایک نہایت ہی سرگرم کارکن ہیں اور جمعیۃ العلماء صوبہ سرحد کے سیکرٹری رہ چکے ہیں پچھلے سال کسی وجہ سے ایک مذہبی فرقے میں جس کا نام فرقہ "قادیانیہ" یا فرقہ "احمدیہ" ہے۔ شامل ہو گئے اس بنا پر انہوں نے ۴ مارچ ۱۹۳۴ء کو سالار اعلیٰ کے عہدے سے علیحدگی کی اطلاع اور ادارہ علیہ کو دیدی لیکن خالی مشرقی کو لکھا کہ میں آپ کے سپاہی کے طور پر تادم مرگ کام کرونگا۔ کل ۸ نومبر ۱۹۳۴ء کی شام کو موصوف نے اس فرقہ سے بازگشت کا اعلان مسجد قاسم علی خاں بازار کلاں پشاور میں کیا۔ علامہ مشرقی نے موصوف کو لگے ان مبارک دکا تار بھیجا۔ اور اب ادارہ نے پھر انکو سالار اعلیٰ کے عہدے پر مقرر کر دیا ہے۔

فرقہ احمدیہ کے بانی ایک صاحب مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان پنجاب تھے جنہوں نے ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو سرورکائنات علیہ التحیۃ والسلام کے بعد مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ کیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کیا اس فرقہ کی ایک نہایت قلیل تعداد صوبہ پنجاب اور گردونواح میں ہے خدا کو واحد سمجھتی ہے رسول کریم پر ایمان رکھتی ہے لیکن قرآن میں سے جہاد بالسیف کی آیتوں کو منسوخ سمجھتی ہے یا ان کی فی زمانہ ضرورت کی قائل نہیں۔ عام مسلمانوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتی ان کے بیاہ شادی اور نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوتی۔ ان کے ساتھ اپنی لڑکیوں کا رشتہ نہیں کرتی۔ صاحب فرقہ کی وفات کے بعد اس فرقہ کے اندر بانی فرقہ کی حیثیت کے متعلق کئی اور فرقے پیدا ہو گئے"

ان الفاظ میں دیدہ دانستہ اس قدر جھوٹ بولا گیا ہے۔ اور احمدیت کے خلاف منافرت پیدا کرنے کیلئے اس قدر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے کہ مغلظات بکنے والا ایک بازاری ملاں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔ افسوس کہ ادعا یہ ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا ہے۔ مگر اپنے اخبار کی توسیع اشاعت کیلئے مسلمانوں میں ہردلعزیزی حاصل کرنے کی یہ ترکیب نکالی کہ اپنی اولین اشاعت میں فرقہ بندی میں الجھ گئے اور صریح کذب بیانی سے کام لیا۔ اول جھوٹ تو یہ ہے کہ فرقہ کا نام فرقہ قادیانیہ ہے دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا حضور کا مسیحیت کا دعویٰ ہے۔ مگر وہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کا ہے۔ نبوت کا حضور نے کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ مگر "الاصلاح" سے چند گز کے فاصلہ پر انہیں احمدیہ جماعت کا ایک مرکز ملیگا۔ جہاں سے حضرت مرزا صاحب کے مشن کے متعلق صحیح تعلیم پھیلائی جا رہی ہے کیا مسیح ناصری کے متعلق بھی "الاصلاح" لکھدیگا۔ کہ انہوں نے بھی ابن اللہ کا دعویٰ کیا تھا اور بعد میں ان کی حیثیت کے متعلق متعدد فرقے پیدا ہو گئے یہ بھی صریح جھوٹ ہے کہ جہاد کی آیات کو احمدی منسوخ سمجھتے ہیں۔ اور یہ ایسا جھوٹ ہے جو "الاصلاح" کے صفحہ پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ جب تک یہ جھوٹ اس کے صفحہ پر موجود ہے اس کی تمام تحریک بارآور نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ جھوٹ لکھا کہ احمدی مسلمانوں کا جنازہ نہیں پڑھتے ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے اور ان سے رشتے نہیں کرتے جہاں تک جماعت لاہور کا تعلق ہے یہ بھی سب افترا اور کذب بیانیاں ہیں۔

علامہ مشرقی ان باتوں کو خوب جانتے ہیں مگر پھر بھی ان کی مخالفت کر رہے ہیں احمدیت کو چھوڑنے والوں کو مبارکباد کے تار دیتے ہیں باایں ہمہ ان کا یہ ادعا ہے کہ ان کی تحریک میں سب فرقوں کے مسلمان شامل ہو سکتے ہیں فرقہ بندی تنگ نظری جنبہ داری کی جس لعنت سے قوم کو بچانا ہے اس کی رو میں خود بہہ گئے۔

پس جب مسلمان رہنماؤں اور ان کے ملاؤں کی یہ حالت ہے کہ احمدیت کو ہر طرح سے پریشان کیا جائے اور احمدیوں سے لفظ ... کرنا ان کے ہاں جائز ہے تو احمدیوں کو بھی اپنی حفاظت میں اٹھ کھڑا ہونا چاہیئے احمدیوں کی تعداد قلیل سہی۔ مگر بدر کے میدان میں جنگ کرنے والے مسلمانوں سے تو وہ کم نہیں ان کی بے سروسامانی عیاں ہے مگر بدر کے مسلمان بہت ہی عاجز اور درماندہ تھے۔ ہاں ان مسلمانوں کے اندر جوش تھا تڑپ تھی ان کی گردنیں تلواروں سے کٹ کٹ کر گرنے کیلئے بیتاب ہو رہی تھیں۔ ان کے خون دین اسلام پر نثار ہونے کے لئے دشمن کے مسلک اسلحہ پر خود جا گرتے تھے ان کی ظاہرا بے سروسامانی سامان والوں کو پچھاڑ گئی ... ان کے بچے بچے ... اسلام کی محبت کے جذبات اس قدر ... تھے کہ بچے بھی ... بغیر نہیں رہ سکتے تھے سب ... جنگ ... جوش سے بیتاب ہو رہے تھے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیکھ کر فرشتے بھی مرحبا و آفرین کے نعرے لگاتے تھے اور ان کا یہ دینی جوش آج تک تاریخ اسلامی کا ایک زریں ورق بنا ہوا ہے

پس اے میرے ہمعصر احمدی لڑکو! آؤ ہم بھی اس جنگ میں شامل ہوں۔ قربانی کی سپرٹ ہمیں بیتاب کر دے مخالفت کے طوفانوں اور عناد کی آندھیوں میں گھس جائیں اور مخالفوں کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیں۔ بدر کا میدان گرم ہو۔ آؤ حق کے دشمنوں کے باطل عقائد کو ملیامیٹ کر دیں۔ احمدیوں کا ایک ایک بچہ دشمن کے بڑے سے بڑے پہلوان سے زیادہ طاقتور ہے۔ تم کسی سے مرعوب نہ ہو۔ دیکھو یہی علامہ مشرقی مسلمانوں کو [illegible] چاہتے ہیں جو آج سے چالیس سال پیشتر [illegible] مگر تمہاری جماعت سے وہ بھی خائف ہیں۔ [illegible] مسلمان تم سے متنفر ہو کر اشاعت اسلام کے کام سے [illegible] ان کی باتوں کو سنیں۔ مگر یہ [illegible] یہ بے نفسی نہیں۔ یہ شہرت کی طلب اور نمبرداری کا خواب ہے۔ جب تک یہ پست خواہشات موجود ہیں۔ تحریک خاکساران بھی کسی ... سے خالی نہیں۔ ایسی کمزوریاں صرف اس لئے اور محض اس لئے ظاہر ہو رہی ہیں۔ کہ یہ لوگ آسمان سے ... حاصل کرنے کی بجائے اپنے خیالات کی پیروی کرنا چاہتے ہیں بس! ناقوس جنگ بج چکا۔ احمدی بچوں کو بھی مضطرب ہو جانا چاہیئے ... کی لہر ان کی رگوں میں دوڑ جائے۔ وہ اسلام کی . . . . .

(باقی صفحہ کالم ۱)

کی مجبرت کی برق سے تڑپ اٹھیں۔ اور اپنے امیر سے اجازت چاہیں۔ کہ اس جنگ میں ان کی خدمات بھی قبول کی جائیں۔ سکولوں میں دوسرے بچوں کو اپنے خیالات سے متاثر کرو ابھی بچے دین کا عشق پیدا کرو۔ اور اسلام کے احکام سے واقفیت حاصل کرلو۔ تا ہر احمدی بچہ بذات خود دین کا مرکز ہو۔ دوسرے بچے اس سے روشنی حاصل کریں۔ دنیا میں دوبارہ بدر کا میدان برپا ہوچکا ہے دشمن اپنے تمام ظاہری ساز و سامان کے ساتھ مجتمع ہو رہا ہے۔ ۳۱۳ مسلمان شوق شہادت میں مٹنے نبرد آزمائی کے لئے استادہ ہیں۔ آسمان اس جنگ کو دیکھ رہا ہے زمین اس کے نتائج کی منتظر ہے۔ فرشتے اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ دشمن کی پسپائی یقینی ہے۔ احمدیت کا غلبہ جو درحقیقت اسلام کی فتح ہے قطعی طور پر حاصل ہونے والا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ بچے جو اس جنگ میں شریک ہوں گے۔ ان کے حملوں کے سامنے کئی ابوجہل فنا ہو جائیں گے ◆

ضروری ہدایات

۱۔ دفتر استقبال مسلم ہائی سکول کے باہر کے گیٹ پر ہوگا۔ احباب سب سے پہلے وہیں آئیں۔ اس جگہ سے پھر ان کی جائے رہائش پر والنٹیرز پہنچا دینگے۔

۲۔ لاہور میں مکانوں کی دقت ہے اس لئے انتظام یہ ہے کہ جملہ احباب مسلم ہائی سکول میں ہی قیام پذیر ہوں البتہ مستورات کے لئے اور ان احباب کیلئے جنہیں کوئی تکلیف ہو۔ الگ انتظام ہوگا۔ احباب سے استدعا ہے کہ لاہور میں اس دقت کو ملحوظ خاطر رکھ کر جہاں تک ہو سکے مسلم ہائی سکول میں ہی رہنے کی کوشش کریں

۳۔ آجکل سردی کی شدت ہے اس لئے گرم پارچات ساتھ لائیں

۴۔ ریلوے کے رعایتی ٹکٹ سے فائدہ اٹھائیں

۵۔ جلسہ کا پہلا دن ۲۴ دسمبر ہے اور اجلاس ڈیڑھ بجے شروع ہوگا احباب کوشش کریں کہ وقت پر پہنچیں۔

تاج

اردو کا بلند پایہ علمی، ادبی، اخلاقی اسلامی تبلیغی

اصلاحی ماہوار رسالہ

جو ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت دو روپے — نمونہ مفت طلب کریں

منیجر تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

(بقیہ کالم ۳)

سوال۔ کیا حکومت نے اس امر کی تحقیقات کی کہ اگر معافی نہ مانگی گئی۔ تو مرزا بشیر الدین محمود کیا کارروائی کریگا؟

جواب۔ نہیں (انقلاب)

اقتباسات

اخبار "زمیندار" کی ضمانت کے متعلق یاد رکھنے والی باتیں!

۱۔ "زمیندار" اخبار سے سول نافرمانی کے زمانہ میں تین ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی جو مالکان "زمیندار" نے چندہ جمع کرکے ادا کی اور معقول روپیہ بچا بھی لیا۔

۲۔ یہ رقم گذشتہ جولائی میں مالکان "زمیندار" کو واپس مل گئی۔

۳۔ کچھ عرصہ کے بعد اتنی ہی ضمانت دوبارہ طلب کی گئی۔ اگرچہ مالکان "زمیندار" تین ہزار روپے حکومت سے واپس لے چکے تھے اور وہ ان کے پاس تھے۔ تاہم انہوں نے پھر چندہ کیا۔ اور ضمانت داخل کر دی۔ اور کہتے ہیں کچھ روپیہ بھی بچا لیا۔

۴۔ آخری مرتبہ ضمانت کے داخلہ میں کچھ قانونی نقص رہ گیا۔ جس کو دور کرنے کے لئے حکومت نے تین ہزار روپے کی طلبی ضمانت کا جدید حکم بھیج دیا۔ اور پرانی رقم واپس کر دی۔

۵۔ "زمیندار" کے مالکان پر جدید حکم کی وجہ سے ایک پیسہ کا بھی بار نہیں پڑا۔ اور جو روپیہ پہلے جمع ہو چکا ہے۔ وہی موجود رہے گا۔ پہلے جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم کے ماتحت جمع تھا۔ اب حکومت پنجاب کے فرمان کے مطابق جمع سمجھا جائے گا۔

۶۔ پریس کی ضمانت کی رقم پریس والے ادا کر چکے۔ اور وہ رقم صرف ایک ہزار روپیہ ہے۔

۷۔ ان حالات میں ضمانت کے بہانہ سے مالکان زمیندار کا

پورے تین دن

جلسہ سالانہ کے لئے وقف کریں

سب احباب پیر کے دن

بارہ بجے سے پیشتر یہاں پہنچ جائیں اور بدھ کے دن چار بجے تک یہاں قیام فرمائیں

ادھوری شمولیت نہ ہو

محمد علی

چندہ کے لئے دست سوال دراز کرنا ایک فرضی مصیبت کا مناع تجارت بنانا ہر جواز میں شرمناک ہے۔

(سیاست لاہور)

عطاء اللہ شاہ بخاری کا مقدمہ

سنا ہے کہ مولانا سید بخاری اللہ شاہ عطائی شیطانی حکومت کی شیطانی عدالت کو لطیب خاطر تسلیم کرکے اس میں اپنا "روحانی" مقدمہ لڑینگے اور معلوم ہوا ہے کہ دفاع کی خاطر احمدیوں کی بے شمار کتابیں حرز جاں (یعنی ریل) پر لاد لاد کر گوردا سپور بھیجی جا رہی ہیں۔ اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا جب مولانا نے انگریزی عدالت کو ناقص ما انت قاض کا چیلنج دے کر دوران مقدمہ میں سکوت مطلق اختیار فرمالیا کرتے تھے۔ ایک یہ زمانہ ہے۔ جب یہ "مجاہد الملت" ایک مجسٹریٹ کے سامنے ایڑی سے چوٹی تک زور لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے گا۔ کہ میں نے سرکار دو الامدار کے کسی قانون واجب الاحترام کی خلاف ورزی نہیں کی۔ اور بخدا میں بالکل بے قصور ہوں۔ اس لئے سرکار انصاف کرے اور مجھے چھوڑ دے " زمانے (ہ) انسانی طبائع کے تلون کے کرشمے ملاحظہ ہوں وتلك الايام نداولها بين الناس

صدہا علماء کا فتوے اب تک موجود ہے کہ نصرانی اب تک ہمارے ملک پر قابض ہیں۔ ترک موالات مسلمان کے لئے ایک مستقل حکمت عملی ہے۔ لیکن چونکہ کانگریس نے اپنے رویہ میں تغیر پیدا کر لیا ہے اس لئے جن حضرات کو زمانہ قدیم سے شرف بیعت کانگریس کی خدمت میں نیاز حاصل ہے۔ وہ اب ہدایت کے لئے علماء کے فتوے کی بجائے گاندھی جی یا کانگریس کے اشارہ چشم و ابرو کی طرف دیکھتے ہیں اور جب ادھر سے ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ ہاں مقدمہ لڑو۔ تو یہ لوگ اپنی تمام بلند آہنگیاں ترک کرکے تعمیل حکم کے لئے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ ع

من قبلہ راست کردم بر طرف کجکلاہے

پنجاب کونسل میں

قادیان کی احرار کانفرنس کے متعلق سوالات

لاہور ۵ ار دسمبر۔ آج پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں سوالات کے دوران میں چودھری افضل حق کے مندرجہ ذیل سوالات کئے جن کا جواب مسٹر بائیڈ ممبر خزانہ نے دیا۔

سوال۔ کیا احرار تبلیغ کانفرنس قادیان کے موقعہ پر حکومت نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو کوئی نوٹس دیا تھا؟

جواب۔ ہاں ایک نوٹس زیر دفعہ ۱۴۴ ا۔ امپیریل سرا قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت دیا گیا تھا۔

سوال۔ کیا حکومت کو معلوم ہے کہ اس کے بعد جمعہ کے خطبوں میں مرزا بشیر الدین محمود حکومت سے یہ مطالبہ کرتا رہا ہے کہ حکومت اس سے معافی مانگے۔

جواب۔ حکومت ان خطبوں کے معنی نہیں سمجھی۔

سوال۔ کیا حکومت نے مرزا بشیر الدین محمود سے معافی مانگ لی ہے؟

جواب۔ نہیں۔